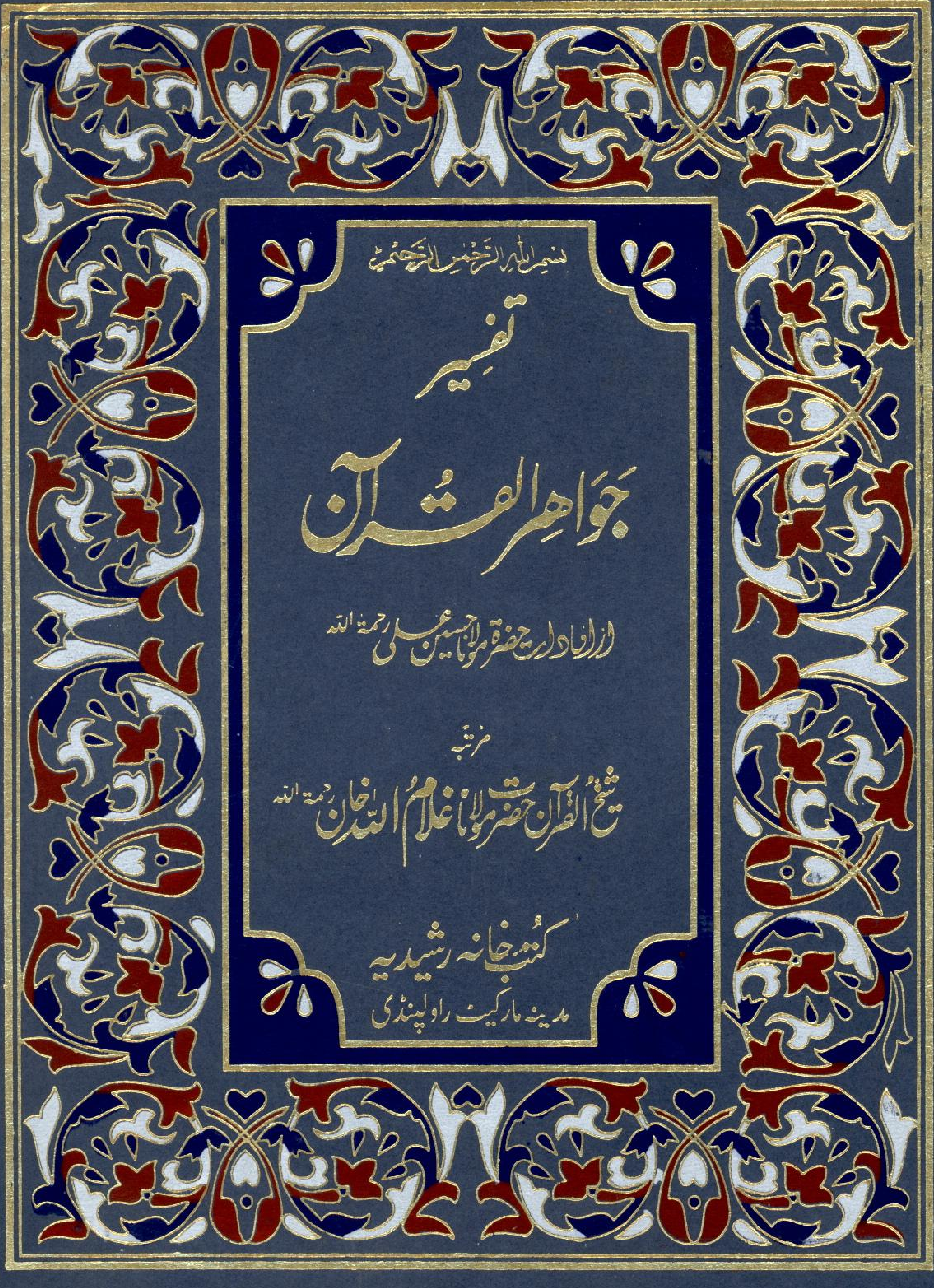

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفسیر

جواہر القرآن

از افادات حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ

مرتبہ

شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ

کتب خانہ رشیدیہ
مدینہ مارکیٹ راولپنڈی

القرآن الحکیم

مع تفسیر

جواہر القرآن

ز افادات شیخ التفسیر حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

ترمیم، اضافہ

مرتبہ

شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب

فوائد موضح قرآن۔ مولانا شاہ عبد القادر محدث دہلوی رح

فوائد فتح الرحمن از مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

کتب خانہ رشیدیہ مدینہ مارکیٹ راولپنڈی

جملہ حقوق محفوظ ہیں

کاشف

تعارف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للّٰہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ کا علم و تقویٰ، کتاب و سُنّت سے عشق، اشاعت توحید میں انہماک اور راہِ حق میں مقاسات شدائد اور آپ کے دیگر محاسنِ اخلاق عُلماء اور عوام سے پوشیدہ نہیں۔ یہ آپ کے انتہائی اخلاص اور للّٰہیت کی برکت تھی کہ آپ نے اللہ کی توفیق سے جنگل میں ڈیرہ لگا کر ساٹھ برس تک توحید و سُنّت اور علوم دین کی محض لوجہ اللہ اشاعت کی اور عمر بھر کسی سے ایک پائی کا سوال نہ کیا۔ اپنے ہاتھ کی محنت (کھیتی باڑی) سے کماتے، خود کھاتے، اہل و عیال کی کفالت کرتے اور طلبہ کو کھلاتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مردِ قلندر اور درویشِ بادیہ نشین سے دین کا وہ کام لیا جو کسی خانقاہ کے سربراہ اور کسی دار العلوم کے مسند نشین سے بھی نہ ہو سکا۔ الا ماشاء اللہ۔

جس زمانے میں آپ نے میانوالی کے ریگستان میں تدریس و تبلیغ کا آغاز کیا اس وقت مسئلہ توحید کو کھول کر بیان کرنا آگ سے کھیلنے کے مرادف تھا چنانچہ مسئلہ توحید کی واضح تبلیغ و اشاعت کی پاداش میں آپ کو جاں گداز مصائب اور ہمت شکن شدائد کا سامنا کرنا پڑا۔ اپنے آبائی گاؤں سے ہجرت کرنے پر مجبور کئے گئے اور اپنی آبائی زمین کے کچھ حصے سے بھی محروم ہونا پڑا مگر اس کے باوجود اس کوہِ استقامت کے پائے ثبات کو ذرا جنبش نہ ہوئی اور اپنے آبائی گاؤں واں بھچراں سے چار میل دُور اپنی زمینوں میں فروکش ہوئے اور وہیں چشمۂ فیض جاری کر دیا۔

مسئلہ توحید کے بیان میں آپ کسی ایچ پیچ یا مداہنت کے ہرگز روادار نہ تھے اور شرک و بدعت کے خلاف سیفِ عریاں تھے۔ اس دور میں پنجاب کے پیروں، سجادہ نشینوں اور پیٹ کے پجاری واعظوں نے عوام کو توحید و سُنّت سے کوسوں دُور کر دیا تھا۔ شرک و بدعت کو دین کا درجہ دے رکھا تھا۔ اس ماحول میں مسئلہ توحید کو واضح اور شرک و بدعت کو عُریاں کئے بغیر عوام کی آنکھیں کھولنا ناممکن تھا۔ اسوقت صحیح العقیدہ علماء کی کوئی کمی نہ تھی مگر شرک و بدعت کے خلاف آواز اٹھانے کی جرأت کسی میں نہ تھی۔ یہ سعادت حضرت شیخ قدس اللہ سرہٗ و نور مرقدہٗ کے لئے مقدر تھی۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست   تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

آپ مسئلہ توحید کے ہر پہلو کو کتاب و سنّت کے نصوص سے خوب واضح کر کے بیان فرماتے اور اعمال شرک و بدعت کی واضح نشاندہی کرتے تاکہ توحید و شرک اور سُنّت و بدعت کے سمجھنے اور پہچاننے میں کسی کو کوئی اشتباہ نہ رہے۔ مشرکانہ عقائد رکھنے والوں کو آپ صاف صاف مشرک کہتے تھے۔ حضرت شیخ (برد اللہ ضریحہ) کے اس رویّے کو کوتاہ بینوں نے شدّت و حدّت کا نام دے کر مفت کی رسوائی مول لی ہے ان لوگوں کا اپنا حال یہ ہے کہ اشاعت توحید و سُنّت اور شرک و بدعت میں ان کا انداز تبلیغ ہے۔ "لوگو! توحید و سُنّت پر قائم رہو اور شرک و بدعت سے بچو" اب بتائیے ایسے مجمل جملوں سے کیا ہو گا جب تک توحید و سنّت کی پوری توضیح و تشریح نہ کی جائے اور اعمال شرک و بدعت کی تعیین و تشخیص نہ کی جائے۔ اس وقت تک نہ تو حق تبلیغ ادا ہو سکتا ہے اور نہ عوام شرک و بدعت سے بچ سکتے ہیں۔ حضرت شیخ (روح اللہ روحہ) کے انداز تبلیغ کو ہدفِ طعن و طنز بنانے والے بیچارے خود اس مسئلہ کی اہمیّت سے واقف نہیں اور ان میں سے بہت سے حضرات نے اس مسئلہ کو کما حقہٗ سمجھا ہی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ حضرات منبروں پر جلوہ افروز ہو کر ارشاد فرمایا کرتے ہیں۔

یہ مسائل (مسئلہ علم غیب وغیرہ) فروعی ہیں، ان میں عوام کو نہ الجھاؤ۔" وغیرہ وغیرہ

جھوٹ سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں، خدا جھوٹ نہ بلوائے۔ راقم الحروف نے راولپنڈی کے ایک جلسۂ عام میں اپنے کانوں سے ایک "مولینا" کو سرِ منبر ارشاد فرماتے سُنا "توحید کے قائل تو مشرکینِ مکّہ بھی تھے انہیں حضور علیہ السلام سے جو اختلاف تھا وہ صرف رسالت میں تھا۔" انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جو "علماء" منبروں پر ایسی جراءت و بیباکی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ان بیچاروں نے قرآن کبھی پڑھا ہی نہیں اور اگر کبھی پڑھا ہے تو اسے سمجھا ہی نہیں۔ بیچارے ان "علماء" کا تفسیرِ قرآن کے بارے میں مبلغ علم صرف تفسیر جلالین ہے یا زیادہ سے زیادہ تفسیر بیضاوی کا تھوڑا سا حصہ (صرف سورۂ بقرہ) کتنے مدارسِ دینیہ ہیں جن میں باقاعدہ قرآن کا ترجمہ اور تفسیر سبقاً سبقاً پڑھائی جاتی ہے؟ اب یہ بیچارے قرآنِ مجید کو کیا سمجھیں گے اور مسئلہ توحید کو کیا سمجھیں گے جن کی توضیح کے لئے قرآن نازل ہوا۔

حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ تعالیٰ کا تو اوڑھنا بچھونا ہی قرآن تھا۔ حضرت مولینا رشید احمد گنگوہی اور حضرت مولینا محمدؒ مظہر نانوتوی رحمہما اللہ تعالیٰ ایسے باخدا اور عمیق النظر علماء سے آپ نے قرآن سبقاً سبقاً پڑھا اور بلا مبالغہ سینکڑوں دفعہ جیّد علماء کو پڑھایا۔ آپ قرآن مجید کے اسرار و معانی اور معارف و مبانی سے بخوبی آگاہ تھے۔ مسئلہ توحید اور اتباعِ سنّت کو قرآن نے جو اہمیّت دی ہے اسے آپ اچھی طرح جانتے تھے اور قرآنِ مجید نے تبلیغ و ارشاد کے جو طریقے تعلیم دیئے ہیں ان کو بھی آپ سمجھے ہوئے تھے۔ قرآن فہمی ہی نے ان کے اندر تبلیغ توحید کا یہ شغف پیدا کیا تھا۔ حضرت مولینا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ تعالےٰ نے ایک دفعہ فرمایا تھا۔ [1]

> "حضرت مولینا حسین علی رحمہ اللہ تعالیٰ بہت بلند پایہ انسان تھے وہ فنا فی التوحید تھے اور قرآنِ مجید کی حرکات وسکنات سے بھی اللہ تعالیٰ کی توحید ثابت کرتے تھے۔"

حضرت لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت شیخ قدس سرّہ کے علم و فضل اور فہم قرآن سے نہ صرف بخوبی آگاہ تھے بلکہ برملا اس کا اعتراف فرمایا کرتے تھے۔ حضرت مولینا عبید اللہ انور جانشین حضرت شیخ التفسیر ایک دفعہ مری جاتے ہوئے دار العلوم راولپنڈی میں تھوڑی دیر کے لئے فروکش ہوئے۔ آپ نے فرمایا حضرت والد صاحب نے ایک دفعہ فرمایا تھا:-

> "انجمن خدام الدین کے جلسوں میں میں دیگر علماء کرام کو اس لئے بلاتا ہوں تاکہ عوام ان سے مستفید ہوں لیکن حضرت مولینا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ اور مولانا حسین علیؒ کو اس لئے بلاتا ہوں تاکہ علماءِ کرام ان سے استفادہ کریں۔"

حضرت مولینا حسین علی رحمہ اللہ تعالیٰ خدا داد فہم و فراست سے قرآنِ مجید کو جس طرح سمجھتے تھے بلاخوف ملامت اسے اسی طرح بیان کرتے تھے اور ان طاعنین نے اوّل تو کچھ سمجھا ہی نہیں اور اگر کچھ سمجھا ہے تو مصلحت بینی اور موقع شناسی کے چکر میں بیان کرنے کی ہمّت و جراءت نہیں اور طعن اس پر ہے جس نے قرآن پڑھا اور بار بار پڑھا اس کو سمجھا اس کے اسرار و رموز کو پایا اور محض لوجہ اللہ ہزاروں کو پڑھایا اور لاکھوں کو سمجھایا۔ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى

قرآن مجید نے مسئلہ توحید کو ہر پہلو سے واضح اور روشن کرکے بیان کیا ہے اور حاملین قرآن سے بھی قرآن کا یہی مطالبہ ہے کہ وہ مسئلہ توحید کو اسی انداز میں بیان کریں اور اس کے بیان میں اجمال و ابہام سے کام نہ لیں چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ	پس آشکار کر جس کا تجھے حکم دیا جاتا ہے اور منہ پھیر مشرکوں سے (پ۱۴ سورہ حجر ع۶)

دُوسری جگہ ارشاد ہے :-

وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ (پ۲۹ سورہ نون ع۱)	وہ چاہتے ہیں کاش تو نرمی کرے تو وہ بھی نرمی کریں۔

---

[1] بروایت مولانا محمد امیر ساکن میانوالی۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے :-

یَآ یُّھَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰہَ وَلَا تُطِعِ الْکٰفِرِیْنَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ (پ۲۱ احزاب ع۱)	اے نبی! ڈرا کر اللہ سے اور مت کہا مان کافروں کا اور منافقوں کا ۔

اس طرح کی اور بہت سی قرآنی تصریحات کا منشا یہی ہے کہ مسئلہ توحید کے بیان میں کسی اجمال و ابہام لچک اور نرمی کو روا نہ رکھا جائے ۔ جو شخص ان نصوصِ قرآنیہ کے پیش نظر مسئلہ توحید کے بیان کرنے میں کسی مبہم اور نرم پالیسی کا روادار نہ ہو ۔ اس پر شدت کا الزام دھرنا انصاف سے بعید ہے ۔ باقی رہا مشرکانہ عقائد کے حاملین کو کافر و مشرک کہنا تو اس میں بھی وہ متفرد نہ تھے بلکہ تمام علماءِ حق کا یہی مسلک ہے ۔ بطور نمونہ قریب العہد علماء کے چند حوالے ملاحظہ ہوں ۔

حضرت شاہ عبدالقادر محدّث دہلویؒ فوائد موضح قرآن میں آیت وَلَا تَنْکِحُوا الْمُشْرِکٰتِ (پ۲ بقرہ ع۲) پر تحریر فرماتے ہیں :-

"پہلے مسلمان اور کافر میں ناتا جاری تھا اس آیت سے حرام ٹھہرا ۔ اگر مرد نے یا عورت نے شرک کیا اس کا نکاح ٹوٹ گیا ۔ شرک یہ کہ اللہ کی صفت کسی اور میں جانے مثلاً کسی اور کو سمجھے کہ اس کو ہر بات معلوم ہے یا وہ جو چاہے کر سکتا ہے یا ہمارا بھلا یا بُرا کرنا اس کے اختیار میں ہے اور یہ کہ اللہ کی تعظیم کسی اور پر خرچ کرے مثلاً کسی چیز کو سجدہ کرے اور اس سے حاجت طلب کرے اس کو مختار جان کر ۔

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ قدس سرّہ اپنے رسالہ ہفت مسئلہ میں فرماتے ہیں :-

"نداءِ غیر اگر حاضر و علم غیب جان کر کرے گا تو شرک ہوگا ۔"

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا فتویٰ ہے :-

"حضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو علم غیب نہ تھا نہ کبھی اس کا دعویٰ کیا اور کلام اللہ شریف اور بہت سی احادیث موجود ہیں کہ آپ عالم الغیب نہ تھے اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علمِ غیب تھا صریح شرک ہے (فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص۱)

فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص۷ پر ہے ۔

"پس اثبات علم غیب غیر حق تعالیٰ کو شرک صریح ہے ۔"

اس فتوے پر حضرت گنگوہیؒ کے علاوہ حضرت مولینا محمد یعقوب نانوتویؒ اور حضرت مولینا مفتی عزیز الرحمٰنؒ مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند اور دیگر کئی علماءِ کرام کے تصدیقی دستخط ثبت ہیں ۔

اسی طرح فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم کے ص۳۶ پر ہے ۔

"جو شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے عالم الغیب ہونے کا معتقد ہے سادات حنفیہ کے نزدیک قطعاً مشرک و کافر ہے ۔"

س فتوے پر حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن حضرت گنگوہیؒ حضرت شیخ الہندؒ اور مولانا خلیل احمد سہارنپوری کے علاوہ متعدد علماء کی تصدیقات ثبت ہیں ۔

اور حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ فرماتے ہیں :-

"بزرگوں کی نذر و نیاز کا جانور اگر اس واسطے ذبح کیا جاوے کہ وہ بزرگ ہم سے خوش ہوں اور ہمارا کام کر دیں اور ان کو متصرف فی التکوین سمجھے اور ان سے تقرب کے لئے ذبح کرے اور ذبح سے وہی مقصود ہوں چنانچہ اس زمانہ میں اکثر جہّال کا یہی عقیدہ ہوتا ہے تو یہ عقیدہ رکھنے والا مشرک اور وہ ذبیحہ بالکل حرام ہے اگرچہ بوقت ذبح اللہ کا نام لیا جاوے" وَمَآ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ (فتاویٰ امدادیہ جلد ۴ ص۵۸)

حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب مفتی اعظم دار العلوم دیوبند کا فتویٰ :-

”حدیث شریف میں ہے و اذا استعنت فاستعن باللہ اور سورۂ فاتحہ میں خود ارشاد ہے اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ اور فرمایا اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ پس اولیاء سے مرادیں مانگنا اور ان کو متصرف جاننا سب دام شیطان ہے اور بدعت ہے اور شرک ہے۔“ (فتاویٰ دار العلوم ج ۱ ص ۶۹)

ہمارے شیوخ و علماء رحمہم اللہ تعالیٰ کے اس قسم کے بہت سے فتاویٰ موجود ہیں جن کا یہاں استقصاء مقصود نہیں ان چند حوالوں سے صرف یہ بتانا مطلوب ہے کہ حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ تعالیٰ اس مسلک میں متفرد نہیں بلکہ اپنے شیوخ اور علماء حق کے مسلک ہی پر گامزن ہیں جو لوگ اسکو حضرت شیخ رح کا تفرد اور تشدد قرار دیتے ہیں وہ اول تو اس بنیادی مسئلے کی اہمیت و حقیقت ہی سے ناواقف ہیں، دوم وہ غلط پروپیگنڈے کا شکار ہیں اور اپنے بزرگوں کی کتابیں دیکھنے کی انہوں نے زحمت ہی نہیں اٹھائی۔

حضرت شیخ قدس سرہ کے فہم فی القرآن، تفسیری فوائد و نکات اور مسئلہ توحید میں استغراق کو علماء حق نے بنظر استحسان دیکھا ہے جیسا کہ حضرت لاہوری رح کے ارشادات گذر چکے ہیں

حضرت علامہ سید سلیمان ندوی رح نے مقدمہ جواہر القرآن مرتبہ حضرت مولانا غلام اللہ خان کا مطالعہ کرنے کے بعد مولانا کو حسب ذیل گرامی نامہ تحریر فرمایا ”دوراستہ میں آپکی کتاب جواہر القرآن[1] پڑھی دیکھ کر بہت خوشی ہوئی کہ آپ کے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن پاک پر فکر و فہم کی بڑی دولت پائی تھی اور آپ خوش نصیب ہیں کہ آپ اُن سے متمتع ہوئے اختلاف و اتفاق تو الگ چیز ہے مگر قرآن پاک کے مضامین کو جس طرح انہوں نے سمجھا ہے وہ ہندوستان میں عزیز الوجود ہے مسئلہ توحید میں ان کا انہماک و استغراق صوفیانہ اصطلاح میں ان کی کیفیت ایمانی کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ان کی رُوح پر ہزار ہا رحمتیں نازل فرمائے۔“ (مقدمہ تفسیر جواہر القرآن صفحہ ب)

حضرت مولانا علامہ محمد یوسف بنوری شارح سنن ترمذی اور شیخ الحدیث مدرسہ اسلامیہ نیوٹاؤن کراچی حضرت محدث کشمیری قدس سرہ کی کتاب مشکلات القرآن کے مقدمہ میں رقمطراز ہیں۔

وفی اثناء ذالک تتابعت تراجم القرآن وفوائد التفسیریۃ بعضہا صحیحۃ من اہل الحق کتقریرات ترجمۃ القرآن افادہا العالم العارف مولانا الشیخ حسین علی الفنجابی طال بقائہ من تلامذۃ قطب العصر مولانا المحدث ثانی مسعود رشید احمد گنگوہی الدیوبندی المتوفی ۱۳۲۳ھ (یتیمۃ البیان لمشکلات القرآن ص ۲۹)

۱۹۴۵ء میں سہارنپور میں منعقد ہونیوالی جمعیۃ علماء ہند کانفرنس سینکڑوں اکابر علماء کی موجودگی میں حضرت مولٰینا حسین احمد مدنی رح کی طرف سے حضرت مولٰینا حفظ الرحمٰن سیوہاروی رح نے حضرت شیخ قدس سرہ کی وفات پر حسب ذیل قرارداد پیش کی۔

”جمعیۃ علماء ہند کا یہ اجلاس حضرت مولانا حسین علی صاحب میانوالی جو توحید کے بیان میں سیف عریاں اور تمام مشرکانہ رسوم اور بدعات کے خلاف جبل الاستقامۃ اور اعلاء کلمۃ الحق میں لا یخافون فی اللہ لومۃ لائم کی شان کے حامل تھے ... کے سانحہ ارتحال کو ملت کا نقصان عظیم خیال کرتے ہوئے دلی حزن و ملال کا اظہار کرتا ہے“ (مختصر رپورٹ اجلاس مذکور ص ۱۳ مطبوعہ دہلی)،

مولانا منظور نعمانی فرماتے ہیں :-

”اور ۱۳۵۵ھ میں قضاء و قدر نے ایک عجیب اتفاق سے مجھے دو تین دن کے لئے خدمت بابرکت میں پہنچا دیا، اخلاص توحید اور اس کی دعوت و تبلیغ کے ساتھ اتنا شغف، شرک و شوائب شرک سے اتنی بیزاری بلکہ ایسی عداوت، اور اتباع سنت کے ساتھ اس قدر اہتمام مجھے کہیں اور دیکھنا یاد نہیں۔ اس کے علاوہ بھی جو کچھ دیکھا اور محسوس کیا اب اس کو یاد کر کے صرف حسرت ہی ہوتی ہے مجھے خود تو ان چیزوں کی معرفت سے بہرہ نہیں لیکن بعض واقفین سے سنا تھا کہ اس زمانہ میں اس ملک میں مجددی طریق سلوک کے وہ سب سے بڑے صاحب ارشاد شیخ اور ان دیار میں مجددی نسبت کے واحد حامل و امین تھے۔“ (ماہنامہ الفرقان بریلی جلد ۸ شمارہ ۱۰ بابت ماہ شوال المکرم ۱۳۶ھ)

---

[1] مراد مقدمہ تفسیر جواہر القرآن سے ہے — سجاد بخاری

مولانا محمد زکریا محدث سہارنپوری لامع الدراری کے مقدمہ میں بحوالہ نبراس الساری مؤلفہ مولانا عبدالعزیز گوجرانوالوی رقمطراز ہیں :-

عثر علیہ ای علی کتابہ النبراس من اقامہ اللّٰہ مقام الارشاد و ھدے الامۃ بہ سبیل الرشاد اعنی شیخ الطریقۃ العلیۃ ذا المقامات الرفیعۃ صاحب النکت البدیعۃ فی علوم القرآن والسنۃ السنیۃ عدتی اخرتی وسیلۃ مغفرتی شیخی ومطاعی مولانا المولوی حسین علی الخ (ص۱۵)

اس کے بعد خود مولانا محمد زکریا فرماتے ہیں :-

قلت وکان الشیخ من اشد الناس فی رد البدعات حتی یکفر غلاۃ اھل البدعۃ الخ" (ایضاً)

ہمارے شیخ حضرت مولٰنا حسین علی رحمہ اللہ تعالیٰ ایک بلند پایہ مفسر قرآن صاحب بصیرت محدث، عمیق النظر فقیہ، شیدائے کتاب و سنت، فنا فی التوحید اور شرک و بدعت کے لئے سیف عریاں ہونے کے علاوہ عارف کامل اور تمام سلاسل تصوف میں صاحب ارشاد بھی تھے قدوۃ المحدثین حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری رح سے جب آپ کے شاگرد اور داماد مولانا سید احمد رضا بجنوری نے کسی بزرگ سے بیعت ہونے کا مشورہ لیا تو حضرت شاہ صاحب نے حضرت مولانا حسین علی رح کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت ہونے کا مشورہ دیا جیسا کہ بجنوری صاحب نے مقدمہ انوار الباری جلد دوم میں اس کا ذکر کیا ہے حضرت مولانا احمد علی لاہوری رح فرمایا کرتے تھے۔

"اس وقت پنجاب میں صرف ایک ہی ولی کامل ہے اور وہ مولانا حسین علی ہیں لیکن افسوس لوگوں نے انکو "وہابی" مشہور کر دیا اور ان کے فیض سے محروم ہو گئے"

ان اقتباسات سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ تعالیٰ کا علمی اور عملی پایہ علماء حق کے نزدیک مسلم تھا۔

آئندہ صفحات میں تفسیر "جواہر القرآن" کے نام سے قرآنی معارف اور تفسیری فوائد کا جو بیش بہا خزینہ قارئین کرام کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے وہ قدوۃ السالکین، رئیس المفسرین حضرت الشیخ مولانا حسین علی قدس سرہٗ المتوفی ۱۳۶۳ھ کے تفسیری نکات پر مشتمل ہے جن کی ترتیب و تدوین کا کام حضرت کے تلمیذ خاص شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خاں صاحب نے احقر الانام کے ذمہ لگایا اور قدم قدم پر راہنمائی فرماتے رہے اور حضرت شیخ قدس سرہٗ کے تفسیری فوائد اور قرآنی معارف سے خاص طور پر احقر کو آگاہ فرماتے رہے۔ حضرت شیخ القرآن سالہا سال تک حضرت اقدس رح کی خدمت میں رہے اور ان کے طرز خاص کے مطابق ان سے قرآنی علوم و معارف کی تحصیل فرمائی اور کم و بیش ۴۰ سال سے اپنے شیخ رح کے طرز پر قرآن حکیم کا درس دے رہے ہیں اس وقت تک پاک و ہند کے علاوہ برما، ملایا، انڈونیشیا، افریقہ، افغانستان، ایران وغیرہ ملکوں کے ہزاروں علماء ان کے درس سے مستفیض ہو چکے ہیں اور اپنی اپنی جگہ اسی طرز پر قرآن کی تدریس میں مصروف ہیں

حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ تعالےٰ علم قرآن میں صرف تین واسطوں ——— حضرت مولانا محمد مظہر نانوتوی رح متوفی ۱۳۰۲ھ حضرت مولانا شاہ محمد اسحٰق محدث دہلوی رحمہ اللہ متوفی ۱۲۶۲ھ اور حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ متوفی ۱۲۳۹ھ ——— سے حضرت امام ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ متوفی ۱۱۷۶ھ کے شاگرد ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح اپنے زمانے میں منفرد طرز تحقیق کے مالک اور علوم اسلامیہ میں امامت اور اجتہاد کا درجہ رکھتے تھے حضرت شاہ صاحب رح کے قرآنی علوم و معارف حضرت مولانا حسین علی صاحب رح کو اپنے شیوخ کی وساطت سے وراثت میں ملے اس کے ساتھ انہوں نے اپنے فطری فہم و فراست اور خداداد بصیرت سے کام لیا۔ اکل حلال اور صدق مقال کو اپنا شعار بنایا سر و علانیہ اور ظاہر و باطن میں اتباع شریعت اور تقوی کو اختیار کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر قرآنی اسرار و رموز کی مزید راہیں کھول دیں اور قرآن فہمی میں ان کو ایسی بصیرت اور ایسا ملکہ عطا فرمایا جو ان کے کسی معاصر کو حاصل نہیں تھا۔ بلاشبہ حضرت مولانا حسین علی رح اپنے زمانے میں قرآنی علوم کے امام تھے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کی معنوی تحریف کے اس دور میں ان کو محض قرآن کی خدمت اور حمایت کے لئے پیدا فرمایا حضرت مولانا کے انداز تفسیر کو کما حقہٗ سمجھنے کے لئے ان کی تفسیر کے مسلسل اور گہرے مطالعہ کی ضرورت ہے نمونہ اور رہنمائی کے طور پر چند باتیں ذکر کی جاتی ہیں جن کا وہ تفسیر میں خاص خیال فرماتے تھے۔

۱۔ ہر سورت کا ایک دعوےٰ یعنی اس کا محور اور مرکزی موضوع ہوتا ہے جو اس میں ایک بار یا کئی بار پوری صراحت سے مذکور ہوتا ہے اور سورت کی باقی تمام آیتیں بلا واسطہ یا بالواسطہ اسی کے گرد گھومتی اور کسی نہ کسی طرز سے اس کے ساتھ متعلق ہوتی ہیں۔ مثلاً بعض آیتوں میں مرکزی دعوےٰ کے دلائل ـــــ دلائل عقلیہ یا دلائل نقلیہ ـــــ مذکور ہوں گے۔ بعض آیتوں میں مرکزی موضوع پر تنویر ہوگی۔ کہیں اصل دعوےٰ کے مختلف پہلوؤں کو واضح کرنے کے لئے اس کا اعادہ ہوگا سورۂ بقرہ میں دعوےٰ توحید کا تین بار اعادہ کیا گیا ہے پہلی جگہ شرک فی الدعا۔ دوسری جگہ شرک فعلی اور تیسری جگہ شفاعت قہریہ کی نفی مقصود ہے ـــــ بعض آیتوں میں اصل دعوےٰ کو ماننے والوں کے لئے دُنیوی اور اُخروی بشارت اور نہ ماننے والوں کیلئے دُنیوی اور اُخروی تخویف کا ذکر ہوگا وغیر ذالک

۲۔ سورتوں کی ترتیب اتفاقی یا اجتہادی نہیں بلکہ توقیفی ہے اور ہر سورت اپنے ماقبل اور مابعد کے ساتھ باقاعدہ مرتبط ہے اسی طرح ہر سورت کی آیتیں بھی سلسلۂ نظم و ربط میں منسلک ہیں۔

۳۔ آیت کا وہی مفہوم راجح ہوگا جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور تابعین رضی اللہ عنہم سے صحیح سند کے ساتھ منقول ہو اور آیت کے ماقبل اور مابعد سے مناسبت رکھتا ہو وہ نہ اسلام کے مسلمہ اصولوں کے خلاف ہو، نہ قواعد عربیت کے۔

۴۔ حتی المقدور آیت کا ایسا مطلب بیان کیا جائے جس میں حذف و تقدیر کی ضرورت ہی پیش نہ آئے یا کم از کم اس کا ارتکاب کرنا پڑے مثلاً لفظ "اِذْ" کا متعلق عام طور پر ہر جگہ "اذکر" مقدر مانا جاتا ہے مگر حضرت شیخ قدس سرہ اِذْ کے بعد کسی مناسب فعل مذکور کو اس کا عامل قرار دیتے ہیں کیونکہ ظروف کا اپنے عوامل پر تقدم جائز ہے۔

۵۔ حتی الوسع آیت کا ایسا مفہوم بیان کیا جائے جس پر سرے سے کوئی خارجی اعتراض اور شبہ وارد ہی نہ ہو اور تکلف جواب کی ضرورت ہی پیش نہ آئے۔ مثلاً اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ میں الف لام کو عام طور پر استغراق کے معنوں میں لیا جاتا ہے پھر اس پر سوال وجواب کا طویل سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جو علماء اور طلباء میں معروف ہے مثلاً ایک یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ جب تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں تو پھر غیر خدا کی کیوں تعریف کی جاتی ہے حالانکہ غیر خدا کی تعریفیں خود قرآن میں مذکور ہیں پھر اس سوال کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ غیر خدا کی تعریف بھی دراصل خداوند تعالیٰ ہی کی تعریف ہے کیونکہ مخلوق کی تمام خوبیوں کا سرچشمہ اور عطا کنندہ اللہ تعالیٰ ہے۔ اسلئے کسی خوبی کیوجہ سے مخلوق کی جو تعریف ہوگی وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کی تعریف ہوگی

لیکن حضرت شیخ رح الف لام کو اس کے حقیقی مفہوم یعنی عہد پر محمول فرماتے ہیں اور حمد سے اللہ تعالیٰ کی صفات الوہیت مراد لیتے ہیں۔ اب الحمد للہ کا مطلب یہ ہوگا "صفات الوہیت یعنی وہ خوبیاں اور صفتیں جو کسی ذات کے الٰہ حق اور معبود برحق ہونے کے لئے ضروری ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں اور اس کے سوا کسی دوسری ہستی میں نہیں پائی جاتیں۔" اس مفہوم پر سوال مذکور اور اسی نوع کے دوسرے سوالات وارد نہیں ہوتے۔

اسی طرح اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ (ہم صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں) میں استعانت کو عموم پر محمول کرنے سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم دن رات مشاہدہ کر رہے ہیں کہ ہر آدمی اپنے چھوٹے بڑے کاموں میں دوسروں سے استعانت کرتا اور مدد مانگتا ہے اور یہ باہمی استعانت نہ صرف جائز بلکہ ناگزیر ہے اور خود اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا ہے۔ وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی (پ ۶: مائدہ ع ۱) "اور نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔" لہٰذا استعانت اپنے عموم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص نہ رہی۔ اس سوال کا جو جواب دیا جاتا ہے وہ معروف ہے اس لئے حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ استعانت کو یہاں عموم پر محمول نہیں فرماتے بلکہ استعانت سے صرف انہی امور میں استعانت مراد لیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص اور اسباب عادیہ سے ماوراء ہیں۔ مثلاً اولاد عطا کرنا، روزی دینا، بارش برسانا، بیماری سے شفا دینا، مشکلیں آسان کرنا، مصیبتیں دُور کرنا وغیرہ۔ قرآن مجید میں جہاں کہیں غیر اللہ سے استعانت کی نفی کی گئی ہے وہ انہی مافوق الاسباب امور سے مختص ہے جو انسانی قدرت اور طاقت سے باہر ہیں۔ جو امور اسباب عادیہ کے تحت ہیں ان میں باہمی استعانت و تعاون ممنوع

ہے نہ ایاکَ نستعین سے اس کی نفی مقصود ہے۔

۶۔ بعض مفسرین نے نسخ کا وسیع مفہوم سامنے رکھ کر کئی سو آیتوں کو منسوخ قرار دیدیا لیکن نسخ کے خاص مفہوم ”آیت کی تلاوت باقی رہے اور اس کا حکم اٹھ جائے“ ـــــ کے پیشِ نظر علامہ سیوطی متوفی ۹۱۱ھ نے صرف بیس آیتوں کو منسوخ مانا ہے حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے بیس میں سے صرف پانچ کو منسوخ قرار دیا ہے اور پندرہ کی ایسی توجیہیں فرما دی ہیں کہ وہ منسوخ نہیں رہتیں لیکن حضرت الشیخ مولانا حسین علی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ پانچ آیتیں بھی محکم ہیں منسوخ نہیں ہیں اور آپ نے ان آیتوں کی اپنے اپنے موقع پر نہایت عمدہ توجیہہ فرما دی ہے۔

تفسیر جواہر القرآن کی ترتیب میں مذکورہ بالا امور کا خاص خیال رکھا گیا ہے اور حتی الوسع حضرت شیخ رحمہ اللہ کے افادات کو کما حقہ بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے مزید برآں بطور تائید عربی تفسیروں کے اصل حوالے بھی ساتھ ساتھ شامل کر دیئے گئے ہیں حضرت شیخ کے افادات کو تفسیر میں بالتفصیل بیان کرنے کے علاوہ ایک علیحدہ کالم میں اختصار کے ساتھ بھی ذکر کر دیا گیا ہے۔ حضرت شیخ قدس سرہ سے چونکہ ہر آیت کی تفسیر منقول نہیں تھی اسلئے اکثر متداول تفسیروں سے استفادہ کیا گیا ہے تاکہ کتاب ایک مکمل اور مستند تفسیر کی صورت میں اہل علم کی خدمت میں پیش کی جا سکے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ انت السمیع العلیم وما توفیقی اِلَّا بِاللّٰہِ علیہ
توکلتُ والیہِ انیب

احقر ابو احمد سجّاد بخاری

لیلۃ الجمعۃ ، ۱۴ر محرّم الحرام ۱۳۹۹ھ

* * *

تقریظاتِ مشاہیرِ علماءِ اسلام و آراءِ مشائخِ عظام

(۱) مؤرخِ اسلام حضرت علامہ سیّد سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے

راستہ میں آپ کی کتاب جواہر القرآن[1] پڑھی۔ دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی کہ آپ کے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآنِ پاک پر فکر و فہم کی بڑی دولت پائی تھی۔ اور آپ خوش نصیب ہیں کہ آپ ان سے متمتع ہوئے۔ اختلاف و اتفاق تو الگ چیز ہے مگر قرآنِ پاک کے مضامین کو جس طرح انہوں نے سمجھا ہے وہ ہندوستان میں عزیز الوجود ہے مسئلہ توحید میں ان کا انہماک و استغراق صوفیانہ اصطلاح میں ان کی کیفیتِ ایمانی کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالے ان کی روح پر ہزار ہا رحمتیں نازل فرمائے۔

---

[1] اس سے تفسیر جواہر القرآن کا مقدمہ مراد ہے جو پہلے کئی بار علیحدہ کتابی صورت میں شائع ہو چکا ہے (س۔ ب)

(۲) تقریظ رئیس المحدثین، یادگارِ سلف، شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین صاحب غورغشتی

خلیفہ ماذون رئیس المفسرین حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین۔ وصلی اللہ تبارک وتعالیٰ علی سیدنا محمد خیر خلقہ وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔ اما بعد فیقول المسکین نصیر الدین الغورغشتوی، انی نظرت فی ھذا التفسیر وکررت النظر والمطالعۃ فوجدتہ بحمد اللہ ومنّہ نافعاً مفیداً للناس۔ مبارکاً۔ وانی اسأل اللہ تبارک وتعالیٰ ان ینفع بہ المسلمین ویعصم عن شر المبطلین والحاسدین۔ والحمد للہ رب العالمین۔

(شیخ الحدیث مولانا) **نصیر الدین غورغشتی**

(۳) تقریظ سحابِ مدرار، بحرِ ذخار استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا محمد ولی اللہ صاحب میانوال

حامداً ومصلیاً ومسلماً۔ مولانا غلام اللہ خان صاحب کی مرتب کردہ تفسیر قرآنِ حکیم کو میں نے بعض مقامات سے بغور دیکھا۔ الحمد للہ کہ اقتضائے زمانہ کے مطابق تشریح وتوضیح بزبانِ اردو نہایت سادہ، عام فہم اور بہت محققانہ ہے۔ میں نے کوئی چیز اس میں خلافِ مسلکِ اہل حق نہیں پائی۔ مولانا موصوف کو اس کامیابی پر مبارکباد دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل وکرم سے ان کو فوزِ دارین نصیب فرمائے اور اپنے لقاء اور رضوان کے اعلےٰ درجات سے مالامال کرے اور اہلِ اسلام کو اس کے پڑھنے پڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ واللہ ولی التوفیق وصلے اللہ تعالےٰ علیٰ خیر خلقہ۔ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم۔

وانا العبد العاجز **ولی اللہ** عفا اللہ عنہ میانوال، **ضلع گجرات**

(۴) تقریظ محدث خبیر فقیہ بصیر حضرت مولانا ظفر احمد صاحب، عثمانی

شیخ الحدیث دار العلوم ٹنڈو الہ یار

بعد الحمد والصلوٰۃ بندہ نے القرآن الحکیم مع جواہر القرآن از مولانا حسین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ وترجمہ حضرت شیخ العالم مولانا محمود الحسن دیوبندی قدس سرہ وفوائد موضح القرآن از حضرت ترجمان القرآن مولانا شاہ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی و فوائد فتح الرحمٰن از مجدد ومحدث الہند شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مطبوعہ نمونہ کا مطالعہ کیا جو ص۲۸ تک میرے پاس آیا تھا، ماشاء اللہ فہم قرآن کے لئے اردو میں یہ قرآن مترجم ومحشیٰ بہت معین ہوگا۔ اللہ تعالےٰ مکرمی مولانا غلام اللہ خانصاحب کو جزائے خیر عطا فرمائیں کہ انہوں نے یہ عمدہ مجموعہ مرتب فرما کر شائع کرنے کا اہتمام فرمایا۔ اللہ تعالےٰ ان کی مساعی جمیلہ کو مقبول اور مسلمانوں کو اس سے منتفع فرمائیں۔ والسلام۔

ظفر احمد عثمانی عفی عنہ از دار العلوم، ٹنڈو الہ یار

(۵) تقریظ جامع علوم نقلیہ وماہر فنون عقلیہ، استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا رسول خان صاحب

شیخ الحدیث، جامعہ اشرفیہ، مسلم ٹاؤن، لاہور

حضرت مولانا العلام ماہر علوم نقلیہ وعقلیہ ومحقق احکام شرعیہ اصولیہ وفرعیہ ورافع لواء السنۃ وقالع رایات البدعۃ موصوف بہمہ صفات الحاج مولانا غلام اللہ خان کی تفسیر جواہر القرآن ولآلی الفرقان پارہ اول کے بعض مقامات نظر سے گذرے ہیں۔ تفسیر میں بحمد اللہ مقاصد قرآن کریم باحسن الطرق بیان کئے گئے۔ اللہ تعالےٰ مولانا کے علم وعمر میں برکت عطا فرمائے اور تفسیر کو ہُدًی للناس کا مصداق بنائے۔ آمین یا رب العالمین۔

محمد رسول خان عفی اللہ عنہ جامعہ اشرفیہ مسلم ٹاؤن، لاہور

(۶) تقریظ جامع المعقول والمنقول شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب، بہبودی

خلیفہ مجاز حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی و سابق صدر مدرس مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ امابعد۔ احقر نے اس کلام مجید کو اور حواشی و ترجمہ کو مختلف مقامات سے دیکھنے کا شرف حاصل کیا حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب جو ایک مشہور عالم اور تفسیر سے کافی شغف رکھتے ہیں، انہوں نے کافی عرق ریزی اور کوشش سے اپنے شیخ حضرت مولانا حسین علی صاحب رحہ کے ارشادات کو مرتب کرکے عام مسلمانوں کے سامنے پیش کیا ہے۔ ماشاء اللہ تعالیٰ یہ بہترین ذخیرہ ہے۔ کلام اللہ سمجھنے کے لئے اس میں اسہل و اخصر طریق ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی اشاعت کرنے والوں کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور ان کی کوشش کو قبول فرمائے۔ میں ہرگز اس قابل نہیں ہوں کہ اتنے بڑے بڑے بزرگان دین اور حضرات مشائخ عظام کے ارشادات کے متعلق کچھ عرض کرسکوں مگر بعض حضرات کے اصرار پر دیکھنے کا شرف حاصل ہوا۔ قرآن کے فہم کے لئے بہترین ذخیرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اسکی برکت سے مجھ ناکارہ کو اور جملہ ناظرین و سامعین و تالین کو صلاح و سعادت دارین عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔ فقط

(شیخ الحدیث مولانا) احقر العباد بندہ **عبدالرحمٰن** غفرلہ کیمبلپوری (خلیفہ مجاز حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ
وسابق صدر المدرسین و شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر العلوم، سہارنپور)

(۷) تقریظ خطیب اسلام حامی سنت ماحی بدعت حضرت مولانا سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری

خطیب جامع کالری گجرات۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی۔ امابعد۔ تفسیر جواہر القرآن مع مقدمہ کا مطالعہ نصیب ہوا۔ الحمد للہ مطالب و معانی اور ربط السور والآیات میں بے نظیر پایا۔ پاک و ہند میں قدیم و جدید تعلیمیافتہ طبقات (خصوصًا طلبائے کرام و علمائے عظام) کے لئے انشاء اللہ العزیز بہت مفید اور نادر الوجود تحفہ ثابت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ حضرت شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانصاحب کو اہل اسلام کی طرف سے جزاء احسن عطا فرمائے جنہوں نے سلطان العارفین رئیس المفسرین سند الفقہاء والمحدثین شیخنا و مرشدنا حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خلفًا عن سلفٍ امانت قرآنی کو باحسن طریق تالیف و طبع کراکے تمام علمی حلقوں تک پہنچادیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے لئے اس نعمت عظمٰی اور خدمت حسنٰی کو دارین میں باعث فلاح و فوز اور ذریعہ نجات بنائے۔ جن حضرات نے اس تفسیر بے نظیر میں کسی قسم کی للہ خدمت اور اعانت فرمائی ہے اللہ تعالیٰ محض اپنی قدرت کاملہ و فضل و رحمت سے ان سب کو دونوں جہان میں اجر جزیل و ذخر جمیل عنایت فرمائے۔ ویرحم اللہ عبدا قال آمینا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

عنایت اللہ بخاری عفی عنہ مسجد جامع، گجرات

(۸) تقریظ مفسر قرآن، شارح حدیث، شیخ الحدیث حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب، گوجرانوالہ

سابق مدرس، دار العلوم، دیوبند

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ حضرت مولانا غلام اللہ خانصاحب کی تفسیر کے متعلق احقر کی ناقص رائے یہ ہے کہ ؎

آفتاب آمد دلیل آفتاب　　گر دلیلے بایدت از رو متاب

جب اس تفسیر بے نظیر کی طرف کوئی صاحب مراجعت کریں تو انہیں یہ خوشخبری دینا بڑا برمحل ہے کہ بحمد اللہ علی الخبیر سقطت ف

من البصير استفدت۔ تفسیر کیا ہے، شیدایانِ توحید اور مشتاقانِ علوم کلام مجید کے لئے جواہر مخزونہ اور لآلی منظومہ جس میں لآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے معنی کو اصلی اور صحیح تقاضا کے مطابق سمجھایا گیا۔ فاغتنمه فانّهٗ اجدٰی من تفاریق العصٰی ولابطال سحر الساحرين مثل عصٰی موسٰی فجزاہ اللہ تعالٰی مؤلفه عنّی وعن سائر المسلمين احسن الجزآء واجمل العطآء واللّٰہ الموفق

احقر شمس الدین ناظم و مدرس جامعہ صدیقیہ، گوجرانوالہ

(۹) تقریظ حضرت علامہ مولانا غلام مصطفٰی صاحب۔ ساکن مرجان۔ ضلع کیمبلپور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی۔ اما بعد۔ قرآن مجید کے مطالعہ سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو کر سامنے آجاتی ہے کہ نزولِ قرآن سے پہلے بیدینی اور کفر و شرک اپنی انتہاء کو پہنچ چکے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب بھی دنیا میں کفر و الحاد، اور شرک و بدعت کا زور ہو جاتے اس وقت قرآنی تعلیمات کو عام کرنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ اس زمانہ میں چونکہ ہر طرف الحاد، مادہ پرستی اور شرک و بدعت کی گھٹائیں چھا رہی ہیں اس لئے اب مسلمانوں کو ان کی لپیٹ سے بچانے کا واحد طریقہ یہی ہے کہ قرآن کی تعلیم کو عام کیا جائے اور اس کے مضامین کو عوام و خواص کیلئے قریب الفہم بنایا جائے۔ الحمد للہ تفسیر جواہر القرآن جس میں شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحب نے اپنے شیخ حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کے تفسیری فوائد و نکات جمع فرمائے ہیں اس میں وہ تمام چیزیں آگئی ہیں جن کا جاننا قرآن مجید کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے۔ اللہ تعالٰی اس سے عوام و خواص کو مستفیض ہونے کی توفیق عطا کرے اور مولانا کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے۔

الاحقر غلام مصطفٰی عفی اللہ عنہ ۵ شعبان المعظم ۱۳۸۳ھ

(۱۰) تقریظ حضرت علّامہ مولانا مفتی سیاح الدین صاحب، کاکاخیل

صدر مدرس مدرسہ اشاعت العلوم، لائلپور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ الحمد للہ وکفٰی وسلامٌ علٰی عبادہ الذین اصطفٰی۔ امّا بعد حضرت مولانا حسین علی صاحب واں بھچراں والے رحمۃ اللہ علیہ ایک جیّد اور ممتاز عالم دین اور اپنے وقت کے ایک شیخ طریقت تھے۔ انہوں نے تمام عمر دوسرے علومِ دینیہ کی خدمت کے علاوہ خاص طور پر قرآن مجید کی تفسیر و تشریح اور تعلیم و تدریس میں اس طرح گذاری تھی کہ قرآنی علوم میں سے خاص طور پر مسئلہ توحید کو نہایت شرح و بسط اور پوری تفصیلات کے ساتھ واشگاف الفاظ میں پھیلایا۔ اور مسلسل اسی سعی و جد و جہد میں لگے رہے اور اسی طرح عوامی افادہ و اصلاح کے علاوہ ایسے تلامذہ کا ایک خاص حلقہ بھی تیار کیا جو ان کے بعد اُن کے اس دینی اور علمی کام کو اسی طرز و انداز پر جاری رکھ سکیں۔ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو قرآن مجید سے ایک خاص شغف تھا۔ اور وہ کثرتِ مزاولت، خداداد ذہانت و ذکاوت اور خاص ذوقِ استنباط کی بناء پر قرآنی علوم کے نکات و معارف آیاتِ الٰہی سے نکالا کرتے تھے۔ اور ربطِ آیات و سُوَر کے بارے میں بھی ان کا ایک خاص مجتہدانہ انداز تھا۔ ان علمی نوادر اور تفسیری نکات و لطائف کو انہوں نے خود تو کسی خاص تفسیر میں قلمبند نہیں فرمایا لیکن ان کے خصوصی تلامذہ کے واسطہ سے یہ چیزیں کچھ نہ کچھ محفوظ رہ گئیں۔ عام طور سے کہا جاتا ہے کہ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں مسئلہ توحید کے اظہار و بیان میں تشدّد تھا۔ اور بعض صحیح العقیدہ حضرات علمائے کرام بھی نیک نیتی کے ساتھ ان تعبیرات اور طرزِ ادا کو اپنے خیال میں پسند نہیں فرماتے لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس تشدّد اور تعبیر کی سختی میں بڑا دخل مخالف ماحول اور ان علاقوں میں شرکیہ اقوال و اعمال اور بدعات کے فروغ کو بھی دخل تھا۔ در اصل مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہوں میں اس مسئلہ توحید کی اہمیّت دوسرے سب مسائل سے زیادہ تھی اور بقول علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ "مسئلہ توحید میں ان کا انہماک و استغراق صوفیا کی

اصطلاح میں ان کی کیفیت ایمانی کا نتیجہ معلوم ہوتا تھا" اور وہ جب دیکھتے تھے کہ عام مسلمان کیا بلکہ "علماء و مشائخ" بھی اس کو وہ اہمیت نہیں دے رہے ہیں اور توحید خالص کے منافی اقوال و اعمال کو سن کر اور دیکھ کر چشم پوشی کرتے ہیں تو وہ اپنی شدت احساس، طبیعت کی تیزی اور عشق توحید میں سرشاری کی وجہ سے بے اختیار صحیح مسائل کی تعبیر و اداء میں تشدد اختیار فرماتے تھے۔

نوا را تلخ تر می زن چو ذوق نغمہ کم یابی　　حُدی را تیز تر می خواں چو محمل را گراں بینی

نیز مخالفین کی بے جا ضد، عناد اور مکابرہ کو دیکھ کر جذبات کا بے قابو ہونا عام حالات میں ایک فطری امر ہے۔

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد ان کے مسترشدین و تلامذہ نے حق تلمذ ادا کر کے توحید و سنت کی اشاعت اور قرآن مجید کی تعلیم و تدریس کا یہ سلسلہ پورے ملک میں جاری رکھا۔ چنانچہ آپ کے حلقۂ تلامذہ و مریدین میں سے ایک خاص تلمیذ و مسترشد اور ممتاز و مستند جید عالم دین **مولانا غلام اللہ خان صاحب** نے عرصہ دراز سے راولپنڈی شہر میں تعلیم القرآن کے نام سے ایک مرکزی ادارہ قائم کر کے قرآن مجید کی تعلیم و تدریس اور مسئلہ توحید کی اشاعت و تبلیغ کا سلسلہ جاری کر رکھا ہے۔ چنانچہ سال بھر دوسری کتب دینیہ اور تفسیر و حدیث کی تعلیم و تدریس ہوتی ہے اور شعبان و رمضان المبارک میں ملک کے مختلف اطراف و جوانب سے چار پانچ سو طلباء اس چشمۂ فیض اور مرکز علوم قرآنی سے تفسیر قرآن مجید کے استفادہ کے لئے آجاتے ہیں۔ جن میں ابتدائی کتب عربیہ پڑھنے والے طلبہ سے لیکر دورۂ حدیث کی تکمیل کر کے سند یافتہ حضرات تک شامل ہوتے ہیں۔ ان طلبہ کو حضرت ممدوح نہایت محنت و جانفشانی اور پورے انہماک و توجہ کے ساتھ حضرت مولانا حسین علی صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کے طرز پر قرآن مجید کا درس دیکر فارغ کر دیتے ہیں۔ اور اس طرح ہر سال یہ سینکڑوں طلبہ اپنی اپنی علمی استعداد اور ظرف کے مطابق قرآن مجید سیکھ کر جاتے ہیں۔ اور مولانا موصوف کے اخلاص، سعی پیہم اور مسئلہ توحید کے ساتھ والہانہ عشق و محبت کا اثر ہے کہ وہ ان چند دنوں میں تمام طلبہ کو اپنے رنگ میں رنگ دیتے ہیں اور جب وہ رمضان المبارک گذار کر اس درسگاہ سے نکلتے ہیں تو بادۂ توحید سے ایسے سرمست و سرشار ہو کر نکلتے ہیں کہ پھر وہ علامہ اقبال مرحوم کے قول کے مطابق ؎

یہ نغمہ فصل گل و لالہ کا نہیں پابند　　بہار ہو کہ خزاں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

ہر جگہ اور ہر موقع پر "فصل لالہ و گل" کا انتظار اور موسم بہار اور موسم خزاں کا فرق کئے بغیر یہی نغمۂ توحید سناتے رہتے ہیں جیسا کہ ذکر کر چکا ہوں۔ شرکاء دورۂ تفسیر طلبہ کی علمی استعداد مختلف اور کم و بیش ہوتی ہے۔ اس لئے بعض کم استعداد طلبہ اگر دلائل اور ان کے مقدمات و مبادی کو پورے طور پر علمی انداز میں ضبط بھی نہ کر سکیں لیکن مطالب و نتائج پر سب کا یقین پختہ ہو جاتا ہے اور اس پختہ یقین کی بناء پر وہ توحید و سنت کے داعی بنکر کام کرنے لگ جاتے ہیں اور اپنے عقائد و نظریات میں خوب مضبوط و مستحکم ہوتے ہیں اور آج دیکھا جاتا ہے کہ پورے ملک میں انہی نغمات توحید کی گونج سنائی دیتی ہے۔

مولانا غلام اللہ خانصاحب نے اس مقصد کے لئے دار العلوم تعلیم القرآن کے ساتھ ساتھ ماہوار صحیفہ "تعلیم القرآن" بھی جاری کیا ہوا ہے جس کی ترتیب و ادارت کا کام ایک نیک سیرت و نیک کردار مستند عالم دین فاضل دیوبند مولانا سید احمد حسین صاحب سجاد بخاری مدظلہ کے سپرد ہے۔ اس ماہنامہ میں دوسرے علمی اور دینی مضامین کے علاوہ بالالتزام تفسیر قرآن مجید کا کچھ حصہ مولانا غلام اللہ خانصاحب کے قلم سے شائع ہو رہا ہے جس میں مولانا موصوف خصوصی طور پر ان آیتوں کی تفسیر حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کے طرز و انداز پر کرتے ہیں جن کا تعلق مسئلہ توحید کے ساتھ خاص طور پر ہے۔ اور ساتھ ہی مولانا کی بعض توجیہات و مرجحات کی تائید و تصدیق کے لئے کتب سلف اور تفاسیر متقدمین کے حوالے بھی درج کر دیتے۔ اب تفسیری اجزاء کو ایک مستقل تفسیر کی شکل میں شائع کرنیکا فیصلہ کیا گیا ہے۔ یہ ایک مستحسن فیصلہ ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس تفسیر کے مطالعہ سے عام مسلمانوں کو عموماً اور طلبۂ قرآن مجید کو خصوصاً بہت فائدہ پہنچے گا۔ ربط آیات کی ایسی بہت سی تقاریر اور بہت سے ایسے تفسیری نکات و لطائف کا علم اس تفسیر کے ذریعہ سے ہو جائیگا جو حضرت مولانا حسین علی رح کے خصوصی علمی نوادر شمار ہوتے ہیں۔ نیز اکابر سلف اور تفاسیر متقدمین کے بہت سے ایسے حوالے اس تفسیر کے واسطہ سے عام طلبہ کو مل جائینگے جن تک براہ راست ان کا پہنچنا مشکل ہے۔

اس سلسلہ میں یہ بھی عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ دوسری کتب کی طرح قرآن مجید کی کوئی تفسیر بھی بہرحال انسانی تصنیف ہوتی ہے

اور اس میں مصنف سے نادانستہ یا غلط فہمی کی بنا پر کوئی لغزش علمی طور سے ہو سکتی ہے۔ اس لئے اگر کسی مسئلہ یا مسئلہ کی تعبیر اور طرزِ ادا میں دوسرے اہلِ علم کو اس مصنف سے اختلاف ہو تو یہ علمی انداز نہیں کہ ان چند مسائل یا تعبیرات کی وجہ سے پوری کتاب کو ہدفِ تنقید بنا کر لوگوں کو اس کے مطالعہ سے روکا جائے۔ اور پوری کتاب سے استفادہ کرنے میں رکاوٹ ڈالدی جائے۔ بلکہ چاہیئے کہ جذبہ خیر خواہی اور پوری دیانتداری کیساتھ علمی طور پر ان باتوں پر دوبارہ غور کر کے نشاندہی کی جائے اور دلائل و براہین کی روشنی میں ان پر تنقید کی جائے۔ اس طرح خود مصنف کو بھی ان باتوں پر دوبارہ غور کرنے کی طرف متوجہ کیا جا سکتا ہے اور نامناسب فضا بھی قائم نہیں ہوتی۔ اور قارئین کتاب بھی غلطیوں سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ ہمارے اسلاف کا یہی طریق کار رہا ہے۔ میں مثال کے طور پر علامہ زمخشری رح کی مشہور تفسیر کشاف کو پیش کرتا ہوں۔ یہ حقیقت تو بالکل ظاہر و ثابت ہے کہ بہت سی آیات کی تفسیر علامہ زمخشری رح نے اپنے مسلکِ اعتزال کے مطابق اس انداز سے کی ہے جس سے معتزلہ کی تائید ہوتی ہے اور اھل سنت کے مسلکِ حق کے مطابق آیات کی وہ تفسیر درست نہیں لیکن اس کے باوجود چونکہ کشاف میں بہت سی ایسی خوبیاں اور بلاغت کے نادر نکات و معارف اور لغوی اور نحوی تحقیقات ہیں جن سے فائدہ اٹھانا بہرحال ضروری ہے تو بعد میں آنے والے ائمہ مفسرین مثلاً امام رازی رح قاضی بیضاوی رح، ابوالسعود رح اور علامہ آلوسی رح نے اگرچہ ان خاص آیات کی تفسیر میں کشاف کی رائے قبول نہیں کی بلکہ ان پر تنقید کر کے دلائل و براہین کے ساتھ اس کے جوابات دیئے لیکن علامہ زمخشری اور اس کی تفسیر کی عظمت و منزلت کا انہوں نے ہمیشہ اعتراف کیا۔ بلکہ ان تمام تفاسیر کا بنیادی ماخذ یہی کشاف ہی ہے۔ آپ اگر بہ غور مطالعہ فرمائیں تو ان تفاسیر میں کشاف کی پوری پوری عبارتیں بعینہٖ آپ کو موجود ملیں گی جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ہمارے اکابر میں تنگ نظری کبھی بھی نہیں تھی کہ چند مسائل میں اگر اختلاف ہوا تو پوری کتاب کو متروک قرار دیا ہو۔

اکابر علماء و مفسرین کے اس مسلّہ اور معقول اصول کی روشنی میں میں بھی امید کرتا ہوں کہ اہل علم اس تفسیر کے بارے میں بھی یہی عادلانہ اور علمی نظریہ اور رویہ اختیار فرمائیں گے۔ اگر کسی خاص مسئلہ یا اس کی تعبیر میں وہ اختلاف رکھتے ہوں تو اس کی بنا پر اس کے مفید اور علمی اجزاء سے لوگوں کو محروم نہ کریں۔ اور پوری تفسیر کو قابلِ ترک اور ہدفِ تنقید نہ بنائیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت مولٰینا کو دین اور علمِ دین اور خاص کر اشاعتِ علوم قرآنِ مجید کی خدمت کے لئے تادیر زندہ و سلامت اور ہر فتنہ و آفت سے محفوظ و مامون رکھے۔ آمین اللّٰھُمّ یا ربّ العالمین۔

احقر العباد سیّد سیاح الدین کاکاخیل مدرسہ اشاعت العلوم جامع مسجد لائلپور شہر

۲۰ رجمادی الاُخریٰ ۱۳۸۳ھ بروز جمعۃ المبارک

(۱۱) تقریظ مجاہد ملّت حامیِ سنّت حضرت مولانا سیّد نور الحسن شاہ صاحب، بخاری

صدر تنظیم اھل سنت، پاکستان (ملتان)

شیخ القرآن حضرت مولٰینا غلام اللہ خان صاحب مدظلہ العالی کو رب العزت نے اپنے کلامِ قدیم قرآن کریم کی خدمت کے لئے چن لیا ہے، آپ نے کتاب اللہ کی نشر و اشاعت کے لئے اپنے آپ کو وقف کر رکھا ہے۔

قرآنِ کریم کا زیرِ نظر ترجمہ اور تفسیر اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کا ترجمہ، حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمہ اللہ کی تفسیر (جواہر القرآن) اور شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی و حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمہما اللہ کے فوائد کی ترتیب و اشاعت قرآن کریم کی ایک بے مثال خدمت ہے۔ جو اللہ رب العزت نے اپنے ایک مقبول بندہ حضرت شیخ القرآن سے لی ہے۔ میں اس اعزاز و شرف پر حضرت مدظلہ کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔

سیّد نور الحسن بخاری خادم تحریک تنظیم اہل سنت پاکستان (ملتان) یکم شعبان المعظم ۱۳۸۳ھ

مُقدّمہ تفسیر

جَواہِرُ القرآن

از افادات

رئیسُ المفسّرین حضرت مولانا حسینؒ علی رحمہ اللہ تعالیٰ

ترتیب

شیخُ القرآن مولانا غلام اللہ خاں صاحبؒ

نظرِ ثانی و ترتیبِ جدید

سیّد ابو احمدؒ سجّاد بخاری

حصۂ اول ـــــــــ دربیان اصطلاحات

اصطلاح (۱) دعویٰ یا موضوع سورت

دعویٰ یا موضوع سورت سے مراد سورت کا مرکزی مضمون ہے جو تمام سورت کے لئے بمنزلہ محور ہوتا ہے۔ سورت کے باقی مضامین اسی کے گرد چکر لگاتے ہیں یا اس کی مثال بیج اور تخم کی سی ہے۔ جس طرح درخت کے ہر پتے اور شاخ میں تخم کا اثر ہوتا ہے اور اسی وجہ سے ہر درخت دوسری نوع کے درختوں سے ممتاز نظر آتا ہے۔ بعینہٖ اسی طرح سورت کی ہر آیت کو اصل دعویٰ سے ضرور کوئی نہ کوئی تعلق ہوتا ہے اور اس دعویٰ کی بنا پر ایک سورت دوسری سورت سے ممتاز نظر آتی ہے۔ اس کی مثال دلائل کے ضمن میں آئے گی۔

اِصطلاح (۲) دلیل

دلیل اس بیان کو کہتے ہیں جس سے دعویٰ ثابت کیا جائے۔ قرآن مجید میں دعویٰ ثابت کرنے کے لئے چار قسم کے دلائل بیان کئے جاتے ہیں۔ (۱) **دلیل عقلی محض** (۲) **دلیل عقلی مع اعتراف الخصم** (۳) **دلیل نقلی** اور (۴) **دلیل وحی**۔

دلیل عقلی | دلیل عقلی اس دلیل کو کہتے ہیں جس میں ایسے امور مذکور ہوں جن کا تعلق عقل سے ہے۔ دلیل عقلی کے ذریعے ہر صاحب عقل دعویٰ کو سمجھ سکتا ہے۔ اگر مخاطب کافر و مشرک ہو تو بھی عقل سلیم اسے یہ بات منوانے پر مجبور کرے گی کہ جو امور دلیل میں مذکور ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے قبضۂ قدرت میں نہیں ہیں نہ کسی نبی یا ولی کے نہ فرشتہ کے۔ اس لئے اللہ کے سوا کوئی عبادت اور پکار اور نذر و منت کے لائق نہیں۔ اسی طرح اگر مخاطب دہریہ ہو تو عقل سلیم اسے بھی اس حقیقت کو تسلیم کرنے پر آمادہ کر دے گی کہ مذکور فی الدلیل امور کا نظام خود بخود نہیں چل رہا بلکہ ایک قادر و قیوم ہستی اس سارے نظام کو چلا رہی ہے اور یہ کام بے شعور مادہ کا نہیں ہے۔ مثال دلیل عقلی یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (بقرہ ع ۳) اس میں یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ دعویٰ توحید ہے یعنی اپنے رب کی عبادت کرو اور اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو پھر اَلَّذِیْ خَلَقَكُمْ سے رِزْقًا لَّكُمْ تک دلیل عقلی ہے یعنی تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کرنیوالا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ اسی طرح تمہارے لئے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت اسی نے بنایا اور آسمان سے مینہ برسا کر زمین سے تمہاری روزی کا سامان بھی اسی نے پیدا کیا۔ تمہارے معبودانِ باطلہ میں سے کوئی بھی ایسا نہیں کر سکتا اس کے بعد فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا دلیل کا نتیجہ ہے۔ یعنی جب تم جانتے ہو کہ یہ سارے کام کرنیوالا اللہ ہے تو پھر کسی کو عبادت میں اس کا شریک نہ بناؤ۔

تنبیہ — یہاں دعویٰ میں حصر ہے جیسا کہ مفہوم میں ظاہر کر دیا گیا ہے اور نتیجہ بھی اس پر صراحت سے دلالت کرتا ہے تو دعویٰ کا مقصد یہ نہیں کہ اللہ کو معبود مانو بلکہ مقصد یہ ہے صرف اللہ ہی کو معبود مانو اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ کیونکہ نزول قرآن سے پہلے مشرکین مکہ اور یہود و نصاریٰ سب خدا کو اپنا معبود مانتے تھے لیکن وہ اس کے ساتھ اوروں کو بھی شریک کرتے تھے۔ اس لئے شرک سے منع فرمایا اور صرف اللہ ہی کی عبادت کرنے کا حکم دیا۔

دلیل عقلی مع اعتراف الخصم | یہ وہ دلیل عقلی ہے جس کو منکرین سے استفہام کے طور پر بیان کیا جائے اور ساتھ ہی ان کے تسلیمی حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے جواب بیان کیا جائے مثلاً ایک جگہ ارشاد ہے۔ قُلْ مَنْ یَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ اَمَّنْ یَّمْلِكُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ مَنْ یُّخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَ یُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَ مَنْ یُّدَبِّرُ الْاَمْرَ فَسَیَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ (یونس ع ۴) آپ (ان مشرکوں) سے کہئے کہ (بتاؤ) وہ کون ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے روزی پہنچاتا ہے بلکہ بتاؤ، کہ وہ کون ہے جو کانوں اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے اور وہ کون ہے جو جاندار چیز کو بے جان سے اور بے جان چیز کو جان دار چیز سے نکالتا ہے اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے تو وہ جواب میں یہی کہیں گے (ان تمام کاموں کا کرنے والا) اللہ ہی ہے۔ ابتداء میں چند ایسے امور ذکر فرمائے جن کے بارے میں مشرکین کا یہ عقیدہ تھا کہ ان امور کا فاعل اور کارساز صرف اللہ ہی ہے اس لئے آخر میں فرمایا فَسَیَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ جو ان کے اقرار پر دلالت کرتا ہے۔

دلیل نقلی | جب دعویٰ کے اثبات کے لئے کوئی عقلی پیش کی جائے تو وہ دلیل نقلی کہلائے گی۔ دلیل نقلی کی سات قسمیں ہیں (۱) گذشتہ آسمانی کتابوں سے (۲) انبیاء سے اجمالا (۳) انبیاء سابقین سے تفصیلا نام بنام (۴) کتب سابقہ کے عالموں سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں موجود تھے (۵) جنات سے (۶) ملائکہ سے اور (۷) پرندوں سے سات قسم کی مثالیں ملاحظہ ہوں۔ **مثال اوّل**۔ دلیل نقل از کتب سابقہ۔ وَ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَ جَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَكِیْلًا (بنی اسرائیل ع ۱) اور ہم ہی نے موسیٰؑ کو کتاب دی اور ہم نے اس کو بنی اسرائیل کے لئے ہدایت (کا ذریعہ) بنایا تھا۔ اس میں یہ حکم تھا کہ میرے سوا کسی کو کارساز نہ بناؤ۔ یہ تورات سے دلیل نقلی ہے۔

مثال دوم۔ دلیل نقل از انبیاء علیہم السلام اجمالا۔ وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْۤ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ (انبیاء ع ۲) اور آپ سے پہلے ہم نے کسی پیغمبر کو نہیں بھیجا مگر اس کی طرف ہم نے یہی وحی کی تھی کہ میرے سوا کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں اس لئے صرف میری ہی عبادت کرو۔ **مثال سوم**۔ مثال نقل از ابراہیم علیہ السلام تفصیلاً۔ وَاذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ اِبْرٰهِیْمَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ یٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا یَسْمَعُ وَ لَا یُبْصِرُ وَ لَا یُغْنِیْ عَنْكَ شَیْـًٔا ۝ (مریم ع ۳) اور ذکر کیجئے کتاب

میں ابراہیم کا وہ بہت سچے نبی تھے۔ سچائی کی حد یہ تھی کہ انہوں نے اپنے باپ سے بھی صاف کہہ دیا کہ اے میرے باپ تو ان باطل معبودوں کی کیوں عبادت کرتا ہے جو نہ سنتے ہیں، نہ دیکھ سکتے اور نہ تجھے کچھ فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ **مثال چہارم** دلیل نقل از علماء اہل کتاب۔ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ۭ اُولٰۗىِٕكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ (بقرہ ع ۱۴) جنہیں ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کے پڑھنے کا حق ادا کرتے ہیں اور وہ اس دعوے کو مانتے ہیں یہ دلیل نقلی ان مولویوں اور پیروں سے لی گئی ہے جو تورات کا علم رکھتے تھے اور اسلام قبول کر چکے تھے۔ **مثال پنجم** دلیل نقل از جنات۔ قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۝ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ۭ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا (جن ع ۱) فرما دیجئے میری طرف وحی کی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے قرآن سنا تو انہوں نے کہا کہ ہم نے ایک عجیب ہی قرآن سنا ہے جو ہدایت کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ اس لئے ہم تو اس پر ایمان لے آئے ہیں اور اب ہم اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گے۔ یہ جنات کے ایک طائفہ سے نقل پیش کی گئی ہے انہوں نے قرآن مجید سن کر اپنی قوم کو جا کر سنایا اور صاف اعلان کر دیا کہ اللہ کے سوا کوئی حاجت روا نہیں اس لئے صرف اللہ ہی کو غائبانہ حاجات میں پکارا کرو۔ **مثال ششم** دلیل نقل از ملائکہ۔ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَاۗىِٕمًۢا بِالْقِسْطِ (اٰل عمران ع ۲) گواہی دی اللہ نے اس کی کہ بجز اس ذات کے کوئی عبادت کے لائق نہیں اور فرشتوں نے بھی اور اہل علم نے بھی وہ نظام کو اعتدال کے ساتھ قائم رکھنے والا ہے۔ **مثال ہفتم** نقل از طیور۔ جب ہدہد غائب رہنے کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آیا تو قوم سبا کے مشرکانہ افعال بیان کرنے کے بعد یوں گویا ہوا۔ اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۝ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ (نمل ع ۲) اس خدا کو سجدہ نہیں کرتے جو ایسا قادر ہے کہ آسمان اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کو باہر لاتا ہے اور ایسا عالم ہے کہ جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو سب کچھ جانتا ہے (بس) اللہ ہی ایسا ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔

دلیل وحی

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دعویٰ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اعلان کرنے کا حکم بھی ملتا ہے کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اپنی طرف سے اور اپنی رائے سے نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ مجھے اللہ کی طرف سے بذریعہ وحی یہ حکم ملا ہے کہ میں یہ دعویٰ اور مضمون تم تک پہنچاؤں۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ قُلْ اِنِّىْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَاۗءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّيْ ۡ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (مومن ع ۷) فرما دیجئے مجھے ان کی عبادت سے منع کیا گیا ہے جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو جبکہ میرے پاس اپنے رب سے کھلی باتیں آ چکی ہیں (اور یہ بات میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ) مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ میں اپنے کو اللہ کے سپرد کر دوں۔

فائدہ جلیلہ

قرآن مجید میں دعویٰ توحید کو تینوں قسم کے دلائل سے ثابت کیا گیا ہے تاکہ مادۂ انکار کا بالکلیہ استیصال ہو جائے۔ اور منکرین کے لئے انکار کی گنجائش باقی نہ رہے۔ دلیل عقلی اس لئے ذکر کی جاتی ہے تاکہ ثابت ہو جائے کہ دعویٰ توحید عقل سلیم کے عین مطابق ہے اور دلیل نقلی اس لئے پیش کی جاتی ہے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ دعویٰ توحید میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم منفرد نہیں ہیں بلکہ آپ سے پہلے تمام انبیاء علیہم السلام بھی مسئلہ توحید بیان فرماتے رہے ہیں اور دلیل وحی اس لئے پیش کی جاتی ہے تاکہ منکرین دعویٰ کے اس اعتراض کا جواب ہو جائے کہ مسئلہ توحید کے علاوہ اور مسائل و احکام تھوڑے ہیں یہ کیا ضروری ہے کہ اسے ہی بیان کیا جائے۔ اس لئے اسے چھوڑ دو کوئی اور مسئلہ بیان کرو۔ اس پر دلیل وحی سے جواب دیا کہ میں تو اللہ کی طرف سے اس کام (یعنی دعویٰ توحید پیش کرنے) پر مامور ہوں اس لئے اسے ہرگز نہیں چھوڑ سکتا۔

اصطلاح (۳) تنویر دعویٰ

بعض دفعہ منکرین سے دعویٰ کا ایک حصہ تسلیم کرا کر اس کے باقی حصے نہایت وضاحت سے ان کے سامنے بیان کر دیئے جاتے ہیں جن کی وہ صراحۃً تردید نہیں کر سکتے۔ اس طرح گویا کہ انہوں نے دعویٰ کے تمام حصے صراحۃً اور ضمناً تسلیم کر لئے ہیں۔ مثلاً ایک جگہ ارشاد ہے۔ وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ۝ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّجَعَلَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ وَالَّذِيْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءًۢ بِقَدَرٍ ۚ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۚ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۝ وَالَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ ۝ (زخرف ع ۱) (ترجمہ) اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ زمین و آسمان کس نے پیدا کئے تو کہیں گے کہ انہیں کسی بہت غالب اور بہت جاننے والے نے پیدا کیا ہے۔ وہ وہی ہے جس نے زمین کو تمہارے لئے بچھونا بنایا اور تمہارے لئے اس میں راستے بنائے تاکہ تم راہ پاؤ۔ اور وہی ہے جس نے آسمان سے اندازے کے مطابق پانی اتارا اور پھر اس سے مردہ زمین کو زندہ کیا۔ اسی طرح تم بھی دوبارہ پیدا کئے جاؤ گے۔ اور وہی ہے جس نے سب جوڑے پیدا کئے اور تمہارے لئے کشتیاں اور جانور بنائے جن پر تم سوار ہوتے ہو۔

اس میں مشرکین مکہ نے صراحۃً تسلیم کر لیا کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز پر غالب اور ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ اس کے بعد اَلَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا الخ سے دعویٰ کی تنویر فرما دی یعنی دعویٰ مذکورہ پر مزید روشنی ڈالی کہ منکرین اسے خاموشی سے سن لیں۔ تو جس طرح انہوں نے یہ تسلیم کر لیا کہ زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اسی طرح گویا کہ انہوں نے یہ بھی تسلیم کر لیا کہ اگلی آیتوں میں جو صفات بیان کی گئی ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ ہی سے مختص ہیں۔

بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک مسئلہ بیان کیا جاتا ہے۔ پھر اس کے بعد اس کے کسی پہلو کو زیادہ واضح کرنے یا اس سے متعلق کسی شبہ کا ازالہ کرنے کے لئے کلام لایا جاتا ہے۔ جو پہلے بیان کی تنویر کہلائے گا۔ مثال کے طور پر ملاحظہ ہوں تنویرات ثلاثہ بسلسلہ تفسیر سورہ نساء (ص ۲۳۲ تا ص ۲۳۵)

اصطلاح (۴) تخویف

دعویٰ منوانے کے لئے قرآن مجید میں جا بجا اللہ تعالیٰ کی گرفت اور اس کے عذاب سے ڈرایا گیا ہے۔ اسے تخویف یا ڈراوا کہتے ہیں۔ تخویف کی پھر دو قسمیں ہیں۔ اگر گرفت کا تعلق دنیا سے ہو تو وہ تخویف دنیوی ہے اور اگر اس کا تعلق آخرت سے ہو تو وہ تخویف اخروی ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے الفوز الکبیر میں ان دونوں اصطلاحوں کو "تذکیر بایام اللہ" اور "بما بعد الموت" سے تعبیر فرمایا ہے۔ **مثال تخویف دنیوی**۔ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ ۭ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا (مریم ع ۶)

(ترجمہ) ان سے پہلے ہم نے کئی جماعتیں تباہ کیں۔ کیا آپ ان میں سے کسی کے متعلق کچھ جانتے ہیں یا ان کی کچھ آہٹ سنتے ہیں؟ **مثال تخویف اخروی** ۔ وَنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا (مریم ع ۶) اور ہم مجرموں کو جہنم کی طرف پیاسا چلائیں گے۔ قرآن مجید میں ہر دو تخویف کا ذکر بکثرت آیا ہے۔ بہت کم سورتیں اس کے ذکر سے خالی ہوں گی خصوصاً قرآن مجید کے آخری حصہ میں تخویف اخروی بکثرت مذکور ہے۔

اصطلاح (۵) تبشیر یا بشارت

تخویف کے مقابلے میں تبشیر ہے۔ یعنی ماننے والوں کے لئے انعامات کی خوشخبری کا بیان۔ تخویف کی طرح تبشیر کی بھی دو قسمیں ہیں تبشیر دنیوی اور تبشیر اخروی **مثال تبشیر دنیوی** ۔ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝ (ترجمہ) جب اللہ کی مدد اور فتح آپہنچی اور آپ لوگوں کو فوج در فوج دین میں داخل ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ تو (شرک سے) اللہ کی پاکیزگی بیان کیجئے۔ اس کی حمد کے ساتھ اور اس سے بخشش مانگئے وہ تو بہت بخشنے والا ہے۔ **مثال تبشیر اخروی** ۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا (کہف ع ۱۲) (ترجمہ) ایمان لانے والوں اور نیک کام کرنیوالوں کے لئے جنت کے باغات ہوں گے بطور مہمانی۔

تنبیہ:۔ قرآن میں بشارت دنیوی بہت کم آئی ہے۔ تخویف و بشارت کی مثال یوں سمجھو جس طرح دنیوی حکومتیں حکومت کا ساتھ دینے والوں اور حکومت کے خیر خواہوں کو خاص خاص نوازشوں سے سرفراز کرتی ہیں، انہیں خطابات سے نوازتے اور انہیں مربع جات وغیرہ عطا کرتی ہیں۔ اس کے برعکس باغیوں کو عمر قید کی سزا دی جاتی ہے یا انہیں تختۂ دار پر لٹکایا جاتا ہے۔ اسی طرح احکام الٰہی ماننے والوں کے لئے آخرت میں جنات وانہار اور دیگر کئی قسم کی نعمتیں ہوں گی۔ اور دنیا میں بھی ان کو انعام واکرام سے نوازا جاتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ اس کی متقاضی ہو۔ جیسا کہ اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام اور دیگر کئی برگزیدہ بندوں کو دنیوی حکومت عطا فرمائی۔ اسی طرح اس مالک الملک کی حکومت کے خلاف بغاوت کرنے والوں کو دنیا میں بھی گرفت ہو جاتی ہے جیسا کہ فرعون، نمرود، اور قارون وغیرہ کو ہوئی اور آخرت میں تو ہوہی گی۔

اصطلاح (۶) شکوٰی

منکرین دعوٰی جب مقابلے میں دعوٰی پیش کرنے والوں کو مختلف طریقوں سے ذلیل و عاجز کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ لوگ ان کے عجز کو دیکھ کر ان کے پیش کردہ دعوٰی کو چھوڑ دیں تو ایسے لوگوں کے حالات پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے شکایت کی جاتی ہے۔ اسے شکوٰی کہتے ہیں۔ شکوٰی کی پہچان یہ ہے کہ اس کی ابتدا لفظ قال یا قالوا سے ہوگی۔ بعض اوقات شکوٰی کے ساتھ اس کا جواب بھی مذکور ہوتا ہے اور بعض اوقات جواب مذکور نہیں ہوتا۔ **مثال اول** قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ۝ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ؕ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا (بنی اسرائیل ع ۱۰) (ترجمہ) انہوں نے کہا ہم ہرگز نہ مانیں گے تیری بات کو جب تک تو ہمارے لئے زمین سے چشمہ نہ جاری کر دے یا (جب تک) تیرے لئے کھجوروں اور انگوروں کا باغ نہ ہو اور تو اس کے بیچ میں نہریں جاری نہ کر دے۔ یا (جب تک) تو آسمان کو ہم پر ٹکڑے ٹکڑے کر کے نہ گرا دے جیسا کہ تیرا خیال ہے یا (جب تک) تو اللہ کو اور فرشتوں کو (ہمارے) سامنے نہ لے آئے یا (جب تک کہ) تیرا سونے کا مکان نہ ہو یا تو آسمان پر چڑھ جائے لیکن ہم تیرے (صرف) آسمان پر چڑھ جانے (ہی) کی وجہ سے بھی ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ تو اپنے ساتھ ایک کتاب نہ لے آئے جسے ہم خود پڑھ لیں۔ آپ (اس کے جواب میں) فرما دیں (یہ تمام امور صرف اللہ کے اختیار میں ہیں۔ میرے یا اور کسی کے اختیار میں نہیں) میرا اللہ (ان کاموں میں شریکوں سے) پاک ہے۔ میں تو صرف اس کا پیغام پہنچانے والا آدمی ہوں۔ یہاں آیت کے آخری حصے میں شکوٰی کا جواب بھی مذکور ہے۔ **مثال دوم** ۔ قَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْۤ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَاۤ اِلَيْهِ وَفِيْۤ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ (حٰم السجدۃ ع ۱) (ترجمہ) انہوں نے کہا کہ ہمارے دل اس (مسئلہ توحید) سے جس کی تو ہم کو دعوت دیتا ہے، پردوں میں ہیں اور ہمارے کانوں میں بوجھ ہے اور ہمارے اور تمہارے درمیان پردہ ہے۔ پس تو اپنا کام کر ہمیں اپنا کام کرنے دے۔ اس آیت میں شکوے کے بعد جواب مذکور نہیں۔

اصطلاح (۷) زجر

بعض اوقات منکرین دعوٰی کو ان کی ناجائز حرکات اور ان کے غیر معقول مطالبات پر جھڑکا جاتا ہے۔ اسے زجر کہتے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ (مومن ع ۹) ترجمہ۔ جب ان کے پاس ان کے رسول کھلی دلیلیں لیکر آئے تو وہ لوگ اس علم (من گھڑت قصوں کہانیوں) پر بڑے نازاں ہوئے جو ان کو حاصل تھا۔ یعنی انبیاء علیہم السلام نے ان لوگوں کے سامنے دلیلیں اور معجزے پیش کئے مگر وہ اپنے باطل پر اکڑ گئے اور حق قبول نہ کیا۔

بعض دفعہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو بھی کسی غیر موزوں اور خلاف اولیٰ فعل کے ارتکاب پر زجر کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام سے فرمایا۔ فَلَا تَسْئَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنِّيْۤ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝ (ھود ع ۴) ترجمہ:۔ اے نوح جس چیز کا تجھے علم نہیں اس کے متعلق مجھ سے مت سوال کر۔ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تم نادان نہ بن جاؤ۔ ایک جگہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا۔ عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ (توبہ ع ۶) (ترجمہ) اللہ نے تجھے معاف کیا۔ آپ نے ان کو کیوں اجازت دی جب تک آپ کو سچے اور جھوٹے معلوم نہ ہو جاتے۔ دوسری جگہ فرمایا:۔ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ (تحریم ع ۱) (ترجمہ) اے نبی جس چیز کو اللہ نے تمہارے لئے حلال کیا ہے تم (قسم کھا کر) اسے اپنے اوپر کیوں حرام کرتے ہو اور وہ بھی اپنی بیویوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے۔

تنبیہ:۔ شکوٰی اور زجر میں خفیف سا فرق ہے جو ظاہر کر دیا گیا ہے۔ دونوں کے درمیان بہت زیادہ تقارب معنوی کی وجہ سے بعض احیان میں کہیں شکوٰی کی جگہ زجر اور کہیں اسکے

برعکس لکھا ہے۔ بلغۃ الحیران کا مطالعہ کرتے وقت یہ بات مدنظر رہے۔

اِصْطلاح (۸) تسلیہ یا تسلّی

دعویٰ توحید پیش کرنے والوں پر جب منکرین دعویٰ کی طرف سے مختلف قسم کی مصیبتیں اور تکلیفیں آتی ہیں اور وہ ان کو جھٹلاتے اور طرح طرح سے ان کو ایذائیں دیتے ہیں تو اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعویٰ پیش کرنے والوں کو تسلی دی جاتی ہے جس سے ان کے دلوں کو مضبوط اور زیادہ مطمئن کرنا مقصود ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مختلف انداز تعبیر سے متعدد جگہوں میں تسلی دی ہے۔

تعبیر اول :۔ وَإِنْ يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ (فاطر ع ۱) (ترجمہ) اگر وہ آپ کو جھٹلائیں تو آپ اس کی پروا نہ کریں کیونکہ) آپ سے پہلے بھی رسولوں کو جھٹلایا جا چکا ہے۔

تعبیر ثانی :۔ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا (طٰہٰ ع ۸) (ترجمہ) جو کچھ وہ کہتے ہیں آپ اس پر صبر کریں (کیونکہ آپ سے پہلے بھی انبیاء علیہم السلام کو اسی قسم کی باتوں سے تکلیف دی گئی) اور سورج چڑھنے اور ڈوبنے سے پہلے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ (شرک سے) اس کی پاکیزگی بیان کریں۔ یعنی صفات کارسازی میں میرے رب کا کوئی شریک نہیں۔

تعبیر ثالث :۔ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ (حجر ع ۶) (ترجمہ) آپ منکرین دعویٰ پر غم نہ کریں اور دعویٰ توحید ماننے والوں کیلئے اپنا بازو جھکا دیں۔

تعبیر رابع وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِينَ ۝ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ ۝ (حجر ع ۶) (ترجمہ) قسم ہے ہم جانتے ہیں کہ آپ کا سینہ ان کی باتوں سے تنگ ہوتا ہے۔ پس آپ اپنے رب کی حمد و ثنا کے ساتھ (شرک سے) اس کی پاکی بیان کریں اور (اپنے رب کو) سجدہ کریں اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں یہاں تک کہ آپ کو موت آجائے۔

تعبیر خامس وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيمَ (حجر ع ۶) (ترجمہ) ہم نے آپ کو سبع مثانی (سورۂ فاتحہ) اور قرآن عظیم عطا کیا ہے۔ (اس لئے ہمارے اتنے بڑے انعام کے بعد آپ ان کی باتوں سے تنگی محسوس نہ فرمائیں اور نہ ان کی پروا کریں۔

زجر مع تسلیہ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ (حجر ع ۶) (ترجمہ) ان میں سے کئی طرح کے لوگوں کو ہم نے دنیوی مال و متاع دے رکھا ہے آپ اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھئے اور ان پر غم نہ کیجئے اور مومنین سے شفقت کا برتاؤ فرمائیے۔ اس آیت میں پہلے زجر ہے پھر تسلیہ۔ اسی طرح سورۂ کہف ع ۴ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ الخ میں اور سورۂ طٰہٰ ع ۸ فَاصْبِرْ نَفْسَكَ الخ میں پہلے تسلیہ اور اس کے متّصل بعد زجر ہے۔

اِصطلاح (۹) امور مصلحہ

دعویٰ کو ماننے والوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس دعویٰ پر مضبوطی سے قائم رہیں اور اس کے تمام تقاضوں کو پورا کریں۔ قرآن مجید میں امور انتظامیہ مثلاً قصاص، نکاح، طلاق، وصیت، وراثت وغیرہ کے جو احکام بیان کئے گئے ہیں ان کے مطابق عمل کرنا بھی ضروری ہے تاکہ مسلمانوں میں اتفاق اور تنظیم قائم رہے۔ اس لئے ان کے ساتھ کچھ ایسے امور کا بیان بھی ضروری تھا جو استقامت اور عمل صالح پر ممد و معاون ہوں اور جن سے باطن کی اصلاح ہو اور مسلمان ہر مشکل سے مشکل حکم پر آمادۂ عمل ہو جائیں۔ ایسے امور کو امور مصلحہ کہتے ہیں قرآن مجید میں احکام اور امور انتظامیہ کے ساتھ جا بجا تین امور مصلحہ کا ذکر کیا گیا ہے یعنی نماز، روزہ اور حج۔ ان امور سے مقصود چونکہ اصلاح باطن ہے۔ اس لئے ان امور کا ماقبل سے معنوی ربط تلاش نہ کیا جائے۔ امور مصلحہ عام طور پر احکام کے درمیان سورت کے مختلف حصوں میں مذکور ہوتے ہیں جو بظاہر ماقبل اور مابعد سے غیر مربوط نظر آتے ہیں جیسا کہ سورۂ بقرہ (ع ۳۱) میں حٰفِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى (تمام نمازوں کی پابندی کرو خصوصاً درمیانی نماز کی) اس آیت سے پہلے امور انتظامیہ طلاق، عدت اور رضاعت وغیرہ کے احکام مذکور ہیں اور اس کے بعد بھی عدت کے احکام بیان کئے جا رہے ہیں لیکن درمیان میں نماز قائم کرنے کا حکم صادر فرما دیا تو اس کا ذکر یہاں بطور امر مصلح ہے۔ کیونکہ نماز کی پابندی خصوصاً جماعت کے ساتھ باہمی محبت و الفت کا باعث ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے سووا صفوفکم او لیخالفن اللہ بین قلوبکم۔ سورۂ بقرہ میں تینوں امور مصلحہ مذکور ہیں۔ سورۂ نساء اور سورۂ مائدہ میں صرف ایک یعنی نماز۔

اصطلاح (۱۰) اندماج یا ادماج

قرآن مجید میں عموماً کسی مثال یا واقعہ کو پوری تفصیل سے بیان نہیں کیا گیا بلکہ اکثر مثال یا واقعہ کے مقصودی حصے کو صراحۃً بیان کیا گیا ہے اور غیر مقصودی حصوں کو حذف کر دیا گیا ہے کیونکہ وہ معمولی غور و فکر سے سمجھ میں آسکتے ہیں۔ اسے اندماج یا ادماج کہتے ہیں۔ مثلاً مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُونَ (بقرہ ع ۲) (ترجمہ) اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو آگ روشن کرے (اور وہاں کچھ آدمی موجود ہوں) جب وہ آگ ان کے گرد و پیش کو روشن کر دے تو اللہ تعالیٰ ان کی روشنی زائل کر دے اور انہیں اندھیروں میں چھوڑ دے کہ کچھ دیکھ نہ سکیں۔

اس آیت میں اندماج ہے اور اسْتَوْقَدَ نَارًا کے بعد فیہ رجال قاعدون محذوف ہے۔ اس کے بعد بِنُورِهِمْ کی ضمیر جمع اس پر دلالت کرتی ہے۔ اسی طرح فَلَمَّا أَحَسَّ عِيسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ (آل عمران ع ۵) ترجمہ۔ پس جب عیسیٰ نے ان (بنی اسرائیل) کا کفر معلوم کر لیا۔ اس سے پہلے اندماج ہے یعنی القصہ جب حضرت عیسیٰ پیدا ہو گئے اور منصب نبوت پر سرفراز ہو کر بنی اسرائیل کو توحید کی دعوت دی الخ۔

تنبیہ :- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ میں ہر جگہ ادماج ہے کیونکہ اس سے مقصد یہ ہے کہ غائبانہ حاجات میں مافوق الاسباب صرف اللہ تعالیٰ سے ہی مدد مانگو گویا اصل میں یوں ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ اسْتَعِيْنُوْا فِي الْحَاجَاتِ لَا بِغَيْرِهٖ۔ ب کا متعلق استعینوا صیغہ امر مؤخر ہے۔ اور تقدیم ما حقہ التاخیر مفید حصر ہے۔ اور ب برائے استعانت ہے۔

اصطلاح (۱۱) ادخال الٰہی

قرآن مجید میں قصص وغیرہ کے سلسلے میں جہاں کہیں کسی کا کلام نقل کیا جا رہا ہو یا کوئی مضمون بیان ہو رہا ہو تو بعض دفعہ درمیان میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد آ جاتا ہے جو اس قصہ یا مضمون کا حصہ تو نہیں ہوتا مگر اس سے متعلق ضرور ہوتا ہے۔ اسے ادخال الٰہی کہتے ہیں۔

مثال :- وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ (مومن ع ۴) ترجمہ :- اور اگر (بالفرض) وہ جھوٹا ہے تو اس کا جھوٹ اسی پر پڑے گا اور اگر وہ سچا ہے تو جس چیز کی وہ پیشگوئی کر رہا ہے اس میں سے ضرور کچھ نہ کچھ تم پر پڑے گا۔ یہ تقریر فرعون کے اس درباری کی تھی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر دل و جان سے ایمان لا چکا تھا۔ اس کے بعد اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ادخال الٰہی ہے۔ اور اس کا مقصد ایک سوال کا جواب ہے یعنی کیا اس شخص کی تقریر سے فرعون کو کچھ فائدہ ہوا؟ تو اس کے جواب میں فرمایا کہ جو مسرف اور جھوٹا ہو اللہ اسے ہدایت نہیں دیتا۔

اصطلاح (۱۲) اعادہ برائے بُعدِ عہد

کبھی قرآن مجید میں ایک مضمون کو بیان کیا جاتا ہے لیکن اس کا حکم اور نتیجہ اس کے ساتھ اس وقت بیان نہیں کیا جاتا اور درمیان میں اس کے متعلقات آ جاتے ہیں پھر نتیجہ ذکر کرنے سے پہلے اس مضمون کو دہرایا جاتا ہے تاکہ اس کے ساتھ مرتبط ہو جائے۔ اس کی چند مثالیں حسب ذیل ہیں۔

مثال اوّل :- فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ ۝ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ۝ فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (واقعہ ع ۳) **ترجمہ :-** پھر کیوں نہیں جبکہ روح حلق تک پہنچ جائے اور تم اس وقت دیکھ رہے ہو۔ ہم تمہاری نسبت اس سے زیادہ قریب ہیں لیکن تم نہیں دیکھ سکتے۔ اگر تم پر کسی قسم کا محاسبہ ہونے والا نہیں تو تم اس (روح) کو کیوں واپس نہیں لے آتے ہو۔ اگر تم سچے ہو۔ یہاں لَوْلَا کا جواب مذکور نہیں بلکہ شرط کے بعد اس کے متعلقات مذکور ہیں جن کی وجہ سے شرط اور جزا میں فاصلہ واقع ہو گیا۔ اس لئے جزا تَرْجِعُوْنَهَا سے پہلے فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ کا اعادہ کیا گیا تاکہ جزا شرط کے ساتھ مربوط ہو جائے اس لئے یہ اعادہ فاصلہ اور بُعدِ عہد کی وجہ سے ہے۔

مثال ثانی :- كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝ كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ۭ يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ (توبہ ع ۲) **ترجمہ :-** مشرکوں کیلئے اللہ اور اس کے رسول کے ہاں کیسے عہد ہو۔ مگر جن لوگوں سے تم نے مسجد حرام کے پاس وعدہ کیا تھا۔ جب تک وہ تمہارے ساتھ درست رہیں تو تم بھی ان کے ساتھ سیدھے رہو۔ بیشک اللہ ڈرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ صلح کیونکر ہے۔ اور اگر وہ تم پر غلبہ پالیں تو قرابت اور عہد کا لحاظ نہ کریں گے۔ اپنے منہ کی باتوں سے تم کو راضی کرتے ہیں مگر دل سے نہیں مانتے اور اکثر ان میں سے فاسق (بدعہد) ہیں۔

كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ الخ سے یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ مشرکین اگر تم پر غلبہ پالیں تو وہ تمہاری کسی قسم کی رشتہ داری یا معاہدہ کا پاس نہیں کریں گے اس لئے تمہیں بھی ان کو ان کی بدعہدی کا بدلہ دینا چاہیئے۔ یہ سلسلہ کلام المتقین تک چلا گیا ہے اس لئے اس کے بعد اصل مقصد بیان کرنے سے پہلے کیف کا اعادہ کیا گیا۔

مثال ثالث :- اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰي وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۣ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـــَٔــةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًا ۢ بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ الی اخر الرکوع (مائدہ ع ۱۵) ترجمہ :- جب اللہ تعالیٰ کہیگا اے عیسیٰ بن مریم یاد کر میرے کئے ہوئے انعامات کو جو تم پر اور تمہاری والدہ پر ہوئے جب میں نے تم کو جبریل سے قوت دی تھی۔ تو پنگھوڑے میں اور بڑی عمر میں باتیں کرتے تھے اور جبکہ میں نے تمہیں کتاب، حکمت، تورات اور انجیل کی تعلیم دی اور جبکہ تم میرے حکم سے کیچڑ سے پرندے کی شکل بناتے تھے پھر تم اس میں پھونک مار دیتے تھے تو وہ میرے حکم سے پرندہ بن جاتا تھا اور تم میرے حکم سے مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتے تھے اور جبکہ تم میرے حکم سے مُردوں کو نکال کھڑا کرتے تھے۔

اس میں "یا" حرفِ ندا کا اصل مقصود بالندا تو رکوع ۱۶ کی ابتدا میں مذکور ہے۔ یعنی ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ الخ لیکن اس سے پہلے اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ کے الفاظ کا بُعدِ عہد کی وجہ سے اعادہ کیا گیا۔

مثال رابع :- فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَاۗءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ۭ الی قولہ تعالیٰ فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ (نساء ع ۲۲) ترجمہ :- ان کے اپنے وعدے توڑنے، اللہ کی آیات کا انکار کرنے، نبیوں کو ناحق قتل کرنے، اور ان کے اس کہنے پر کہ ہمارے دل پردوں میں ہیں ——— پس یہودیوں کے ظلم کی وجہ سے ہم نے ان پر ان پاکیزہ چیزوں کو حرام کر دیا جو ان کے لئے حلال تھیں۔

یہاں پہلے وہ تمام اسباب بیان ہوئے جو بِاءِ سببیہ کے تحت ہیں اور ان کا حکم حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ میں بیان ہوا ہے۔ چونکہ اسبابِ مذکورہ کے درمیان متعلقات آ گئے تھے اس لئے فبظلم من الذین ھادوا سے تمام اسباب کا اجمالاً ذکر کیا گیا تاکہ حکم اپنے اسباب کے ساتھ مرتبط ہو جائے۔

مثال خامس :- اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰي عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۝ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَـنًا ۝ مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ۝ وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا (کہف ع ۱) ترجمہ :- تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے اپنے بندے پر کتاب اتاری اور اس میں ذرا بھی کجی نہیں رکھی بالکل درست تاکہ وہ (بندہ) ایک سخت عذاب سے جو من جانب اللہ ہو ڈرائے اور ان اہل ایمان کو جو نیک کام کرتے ہیں یہ خوشخبری سنائے کہ ان کو اچھا اجر ملیگا جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور تاکہ ان لوگوں کو ڈرائے جو یوں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اولاد رکھتا ہے۔

ابتداء میں نزولِ قرآن کی دو غرضیں بیان کیں یعنی انذار و تبشیر اور اس سورت میں چونکہ یہ بتانا مقصود ہے کہ انذار کن لوگوں کے لئے ہے ۔ اس لئے یُنْذِرَ کا اعادہ کرکے اَلَّذِیْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا سے اصل مقصود بیان کیا ۔

مثال سادس :۔ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَئُوْهُمْ فَتُصِیْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌۢ بِغَیْرِ عِلْمٍ لِیُدْخِلَ اللّٰہُ فِیْ رَحْمَتِهٖ مَنْ یَّشَآءُ لَوْ تَزَیَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا (فتح ع ۳) ترجمہ :۔ اور اگر (مکہ میں) بہت سے مسلمان مرد اور بہت سی مسلمان عورتیں نہ ہوتیں جن کی تم کو خبر بھی نہ تھی یعنی یہ خطرہ تھا کہ تم ان کو پیس ڈالتے جس پر ان کی وجہ سے تم کو بھی بے خبری سے ضرر پہنچتا تاکہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے اپنی رحمت میں داخل کرے ۔ اگر وہ لوگ (مسلمان مرد اور عورتیں) ایک طرف ہو جاتے تو ان میں جو منکر تھے ہم انہیں دردناک سزا دیتے ۔

اس آیت میں لَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ الخ کا جواب متصل ذکر نہیں کیا گیا بلکہ اس کے بعد متعلقات شرط مذکور ہیں ۔ پھر بعدِ عہد کی وجہ سے لَوْ تَزَیَّلُوْا سے شرط کا اعادہ کرکے اس کے بعد لَعَذَّبْنَا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا سے اس کا جواب ذکر کیا ہے ۔

مثال سابع :۔ وَمَآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَیْهِ مِنْ خَیْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰہَ یُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ مَآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ الخ (حشر ع ۱) ترجمہ اور جو کچھ اللہ نے اپنے رسول کو ان سے دلوایا سو تم نے اس پر نہ گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ لیکن اللہ تعالیٰ جس پر چاہے اپنے رسولوں کو مسلط فرما دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے ۔ جو کچھ اللہ اپنے رسول کو دوسری بستیوں (کے کافروں) سے دلوائے سو وہ اللہ کا حق ہے اور رسول کا اور قرابت داروں کا اور یتیموں کا اور غریبوں کا اور مسافروں کا ۔

اس آیت میں مالِ فئے کا حکم بیان کرنا مقصود تھا لیکن درمیان میں فَمَآ اَوْجَفْتُمْ سے اس کے متعلقات بیان کئے گئے ۔ پھر مَآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ کا اعادہ کرکے فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی الخ سے اس کا حکم بیان کیا گیا ۔

اصطلاح (۱۳) جباریت

اللہ تعالیٰ نے انسان کو حق سمجھنے ، دیکھنے ، اور سننے کے لئے دل ، آنکھیں اور کان دیئے ہیں ۔ اور حق سمجھانے کے لئے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا اور ان پر کتابیں نازل کیں ۔ ان تمام امور کے باوجود جو شخص حق کو نہ سمجھے ، نہ دیکھے اور نہ سنے بلکہ ضد اور عناد کی وجہ سے حق کا مقابلہ کرے اور اپنے عقائدِ باطلہ اور اعمالِ مشرکانہ پر ڈٹا رہے تو ایسے لوگوں کی حق کو سننے اور سمجھنے کی توفیق ماؤف ہو جاتی ہے ۔ اور اس طرح ان سے ایمان لانے کی توفیق سلب ہو جاتی ہے ، اس حالت کا نام مہرِ جباریت ہے اور یہ جبر نہیں ہے کیونکہ جبر تب ہوتا کہ حق سمجھنے کی قوت ہی نہ دی جاتی اور حق پہچاننے کے وسائل مہیا نہ کئے جاتے ۔ قال العارف الرومی ؎

ایں نہ جبر و معنیٔ جباریت ❖ معنیٔ جباریت را زاریت

قرآن مجید میں اس مفہوم کو مختلف عنوانات سے بیان کیا گیا ہے ۔

عنوانِ اول :۔ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اَعْیُنٌ لَّا یُبْصِرُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا یَسْمَعُوْنَ بِهَا اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝ (اعراف ع ۲۲) ترجمہ ” ان کے دل ہیں کہ ان سے سمجھتے نہیں اور آنکھیں ہیں کہ ان سے دیکھتے نہیں اور کان ہیں کہ ان سے سنتے نہیں ۔ وہ چوپایوں جیسے ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ بے راہ ہیں یہی لوگ بے خبر ہیں “ اس آیت میں ان کی اس حالت کو کسی سبب کی طرف منسوب نہیں کیا گیا ۔

عنوانِ ثانی :۔ کبھی اس حالت (مہرِ جباریت) کو ان کے عقائدِ باطلہ اور اعمالِ مشرکانہ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے ۔ جیسا کہ ارشاد ہے ۔ بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ (تطفیف ع ۱) ترجمہ ۔ بلکہ جو وہ کرتے ہیں اس کا ان کے دلوں پر زنگ لگ گیا ہے ۔

اور کبھی اس کی نسبت خود مشرکین کی طرف کی جاتی ہے ۔ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِیْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَیْهِ وَفِیْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَیْنِنَا وَبَیْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ (سجدہ ع ۱) ترجمہ :۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے دل اس (مسئلہ توحید) سے جس کی طرف تو ہمیں بلاتا ہے ، پردوں میں ہیں ۔ ہمارے کان بہرے ہیں اور ہمارے اور تیرے درمیان پردہ ہے ۔ پس (جا) تو اپنا کام کر ۔ ہمیں اپنا کام کرنے دے ۔

عنوانِ ثالث :۔ کبھی اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی جاتی ہے کیونکہ وہ فاعلِ حقیقی اور خالقِ افعالِ عباد ہے ۔ چنانچہ فرمایا :۔ خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰی سَمْعِهِمْ وَعَلٰٓی اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝ (بقرہ ع ۱) ترجمہ :۔ اللہ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر کر دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے ۔ ایک جگہ ارشاد ہے ۔ فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَیْنَكَ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا وَّجَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ یَّفْقَهُوْهُ وَفِیْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا (بنی اسرائیل ع ۵) ترجمہ :۔ جب آپ قرآن پڑھتے ہیں ہم آپ کے اور ان لوگوں کے درمیان جو آخرت پر یقین نہیں لاتے چھپا ہوا پردہ ڈال دیتے ہیں اور ہم ان کے دلوں پر پردے اور ان کے کانوں میں ثقل رکھ دیتے ہیں تاکہ وہ اسکو سمجھ ہی نہ سکیں ۔ اور ایک جگہ فرمایا ۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ طَبَعَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝ (پ ۱۴ نحل ع ۱۴) ترجمہ :۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں اور کانوں پر اور جن کی آنکھوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے اور یہی لوگ غافل ہیں ۔

ان مختلف عنوانات کی وجہ یہ ہے کہ مخاطب کو معلوم ہو جائے کہ مہرِ جباریت سے کیا مراد ہے ۔ نیز مہرِ جباریت کیوں اور کب لگائی جاتی ہے اور مہرِ جباریت لگاتا کون ہے ۔ چنانچہ عنوانِ اول میں پہلا امر ۔ عنوانِ ثانی میں دوسرا امر ۔ اور عنوانِ ثالث میں تیسرا امر بیان کیا گیا ہے ۔ بعض اوقات قرآن مجید میں مہرِ جباریت کی کیفیت بیان کی جاتی ہے مگر ساتھ اس کے اسباب بیان نہیں کئے جاتے کیونکہ وہاں صرف حالت کا بیان مقصود ہوتا ہے جیسا کہ خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ الخ میں اور بعض جگہ ساتھ اسباب بھی مذکور ہوتے ہیں جیسا کہ ارشاد ہے ۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا عَلَی الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ اللّٰہَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ طَبَعَ اللّٰہُ الخ (پ ۱۴ نحل ع ۱۴) ترجمہ :۔ یہ (مہرِ جباریت) اس لئے ہے کہ انہوں نے دنیوی زندگی

کو آخرت پر ترجیح دی اور اللہ تعالیٰ منکرین کو ہدایت نہیں دیتا۔ اس طرح دونوں جگہوں میں صنعت احتباک ہو جائے گی۔

ایک مثال سے اس کو یوں واضح کیا جا سکتا ہے۔ ایک شخص کو دق کا مرض لاحق ہو رہا ہو اور ایک نہایت ہی لائق اور مشفق طبیب اسے مفت دوا دے کر کہے کہ فوراً دوا استعمال کرو ورنہ تمہارا مرض تیسرے درجے تک پہنچ کر بالکل لا علاج ہو جائیگا۔ مگر وہ مریض اس طبیب کو برا سمجھ کر اس کی دوا کو استعمال نہیں کرتا یا زبردستی استعمال کرانے پر تھوک دیتا ہے یہانتک کہ مرض اپنے انتہائی مرحلہ پر پہنچ جاتا ہے اور طبیب یہ فیصلہ دیدیتا ہے کہ تمہارا مرض اب لا علاج ہے موت کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ اب ظاہر ہے کہ اس میں طبیب کا کوئی قصور نہیں بلکہ غلطی سراسر مریض ہی کی ہے۔ جن کفار و مشرکین کے دلوں پر مہر جباریت لگائی جاتی ہے ان کی بعینہٖ یہی مثال ہے۔

اِصطلاح (۱۴) ربط القلب

ربط القلب، مہرِ جباریت کی ضد ہے۔ جب انسان ہدایت کی راہ اختیار کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں اس کا قدم راسخ ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو یقین محکم اور اس کے ایمان کو دولتِ استقامت سے مالا مال فرما دیتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ شخص گمراہی اور ضلالت سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ دل کی اس کیفیت کا نام ربط القلب ہے۔ حدیث میں اہلِ بدر کے بارے میں جو اللہ تعالیٰ کا ارشاد مذکور ہے اعملوا ما شئتم قد غفرت لکم (جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا ہے) اس میں اسی قلبی کیفیت کی طرف اشارہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ میں نے تمہارے دلوں کو اپنی طرف مائل کر دیا۔ تمہارے دلوں میں نیکی کی محبت اور برائی سے نفرت بھر دی ہے اس لئے اب تم گناہوں کی طرف نہیں جا سکتے۔ قرآن کی متعدد آیتوں میں بھی اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ ایک جگہ اصحاب کہف کے متعلق ارشاد ہے۔ وَرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا (پ۱۵ کہف ع۲) ترجمہ۔ ہم نے ان کے دلوں پر ربط کر دیا جب وہ (حاکم وقت کے سامنے) کھڑے ہوئے تو کہنے لگے ہمارا رب وہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے۔ اس کے سوا ہم کسی اور معبود کو ہرگز نہیں پکاریں گے ورنہ ہم عقل سے دور بات کہیں گے۔

ربط القلب دراصل ہدایت کے چوتھے درجہ کا نام ہے۔ ہدایت کے چار درجے ہیں (۱) انابت یعنی اللہ کی طرف رجوع کرنا اور ضد و عناد کو چھوڑ کر راہِ ہدایت کی تلاش اور جستجو کرنا۔ ہدایت صرف انہی لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جن میں انابت الی اللہ کا جذبہ موجود ہو۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ (شوریٰ ع۲) یعنی اللہ تعالیٰ ہدایت کی توفیق صرف ان لوگوں کو دیتا ہے جو اس کی طرف رجوع اور انابت کرتے ہیں۔

(۲) ہدایت (سیدھی راہ پانا) یہ انابت اور رجوع الی اللہ کے بعد حاصل ہوتی ہے۔

(۳) استقامت۔ ہدایت کے بعد استقامت کا درجہ ہے۔ جب آدمی اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق سیدھی راہ پر چلنا شروع کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے استقامت عطا فرما دیتا ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا (حم سجدہ ع۴) میں ثُمَّ اسْتَقَامُوْا میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

(۴) ربط القلب۔ راہِ ہدایت پر استقامت کے بعد ربط القلب کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔ یہ درجہ ایمان و یقین کی پختگی کا سب سے اونچا درجہ ہے۔ جسے یہ درجہ حاصل ہو جائے دنیا کی کوئی طاقت اسے ایمان اور اسلام سے برگشتہ نہیں کر سکتی۔ مگر یہ درجہ اللہ کی ہدایت اور حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے کامل اتباع کے بغیر ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح ضلالت کے بھی چار درجے ہیں تفصیل سورۂ فاتحہ کی تفسیر میں آئے گی۔

اصطلاح (۱۵) مسئلہ انابت

قرآن مجید کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسئلہ توحید تب سمجھ میں آتا ہے۔ جب دل میں ضد، عناد اور تعصب نہ رہے۔ اور حق کی طرف توجہ اور میلان ہو جائے اس پر قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیات شاہد ہیں۔

اوّل: — وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ ۝ (پ۲۴ مومن ع۲) یعنی اس مسئلہ توحید کو وہی مانتا ہے۔ اور اس سے فائدہ اٹھاتا ہے جس کے دل میں انابت ہو اور ضد نہ ہو۔ اس کی تائید (پ۲۶ ق ع۳) میں ہے۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ۝ جس کا دل ہو۔ اس کے لئے قرآن یا مسئلہ توحید میں نصیحت ہے یا خوب غور سے سنے یعنی انابت کرے۔

دوم: — هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ ۝ مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبٍ ۝ (پ۲۶ ق ع۳) یہ ہے جس کا تم سے ہر رجوع کرنے والے۔ یاد رکھنے والے کے لئے وعدہ ہوا تھا جو اللہ سے بن دیکھے ڈرا اور جو اس کی طرف رجوع کرنے والا دل لایا۔

سوم: — قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ۝ (پ۱۳ رعد: ع۴) فرما دیجئے کہ خدا جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے اسے راہ دکھاتا ہے۔ اس کی تائید هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ (پ۱۳ ابراہیم: ع۷) یہ لوگوں کے لئے پہنچا دینا ہے تاکہ اس سے ڈرائے جائیں اور جان لیں کہ وہی ایک معبود ہے اور تاکہ عقلمند نصیحت حاصل کریں۔

چہارم: — اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ (پ۲۵ شوریٰ: ع۲) خدا جسے چاہتا ہے اپنے ہاں چن لیتا ہے۔ اور جو رجوع کرے اسے اپنی طرف راہ دکھاتا ہے۔ اگر هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ میں یہی مراد لی جائے کہ بیشک قرآن کریم دل میں انابت رکھنے والوں کے لئے ہدایت ہے۔ تو کسی قسم کے سوال و جواب کی ضرورت نہیں رہتی۔

پنجم: — فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (پ۲۱ روم: ع۴) یہی ہے فطرت اللہ کی جس پر لوگوں کو پیدا کیا۔ اللہ کی فطرت کو تبدیلی نہیں یہی ہے سیدھا راستہ مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔ سب لوگ اللہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے اسی سے ڈرو اور شرک کرنے والوں سے نہ ہو۔ پس ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ مسئلہ توحید انہی کی سمجھ میں آتا ہے جن کے دلوں میں انابت الی الحق ہو اور جو اپنے مشرکانہ عقیدہ پر ضد کرے یا مسئلہ توحید کو قدرے مانے لیکن اسے بیان کرنا پسند نہ کرے دونوں اس مسئلہ کی حقیقت سمجھنے سے قاصر رہیں گے۔

حصّہ دوم در بیان فوائد متعلقہ معانی و الفاظ قرآن

فائدہ (۱) مضامینِ قرآن

قرآن مجید میں کل چھ مضامین بیان کئے گئے ہیں۔ توحید[۱] رسالت[۲] ۔ قیامت[۳] ۔ احکام[۴] ۔ تخویف[۵] اور بشارت[۶] ۔ باقی دلائل بطور شواہد اور قصص بطور عبرت اور تذکیر بایام اللہ بیان کئے گئے ہیں۔ قیامت کا ذکر بسلسلہ تخویف اخروی آئیگا۔ احکام جماعت مسلمین کو ایک نظام کے تحت منظم کرنے کے لئے بیان کئے جائیں گے اور رسالت کا بیان توحید کے لئے ہوگا تو گویا مقصود اصلی توحید ہے باقی سب اس کے توابع ہیں۔

فائدہ (۲) قرآن میں توحید کا بیان

قرآن مجید کی مختلف سورتوں میں توحید کا بار بار بیان بالکل اسی طرح ہے جس طرح ذی الحجہ کی ساتویں، نویں اور گیارہویں تاریخوں کو احکام حج بیان کرنے کے لئے تین خطبے دیئے جاتے ہیں جو احکام ساتویں تاریخ کو بیان کئے جاتے ہیں۔ نویں تاریخ کو یاد دہانی اور تاکید کے طور پر انہی کا اعادہ کیا جاتا ہے اور مزید احکام بھی بیان کر دیئے جاتے ہیں۔ پھر گیارہویں تاریخ کو ساتویں اور نویں تاریخ کے احکام ہی کا تکرار اور کچھ مزید خصوصی احکام کا ذکر ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک سورت کے مضامین توحید کو دوسری سورت میں بطور تاکید و توضیح بیان کیا جاتا ہے اور ساتھ ہی سورت کی خصوصیت بیان بھی مذکور ہوتی ہے۔

فائدہ (۳) شرک اعتقادی اور فعلی

قرآن مجید میں شرک فعلی کی نفی بہت کم اور شرک اعتقادی کی نفی بہت زیادہ کی گئی ہے حالانکہ لوگوں کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ لوگوں میں اگرچہ شرک اعتقادی کے مقابلے میں شرک فعلی زیادہ ہے لیکن اوّل الذکر چونکہ آخر الذکر کا مبدا ہے اس لئے قرآن مجید مبدا کو دُور کرتا اور جڑ کو اکھیڑتا ہے تاکہ اس پر کوئی چیز متفرع نہ ہو اور اس پر کوئی شاخ نہ پھوٹ سکے۔ اس لئے قرآن مجید میں شرک اعتقادی جو شرک فعلی کی جڑ ہے کا زیادہ سے زیادہ رد کیا گیا ہے۔

فائدہ (۴) مضامین قرآن کی ترتیب

قرآن مجید میں اکثر مضامین کا طریقہ ذکر یہ ہے۔ پہلے تمہید ہوتی ہے پھر اصل مضامین یا دعوے ذکر کئے جاتے ہیں پھر لف و نشر مرتب یا غیر مرتب کے طور پر ان مضامین کا اعادہ کیا جاتا ہے یا قصص و واقعات کو ان پر بطور مذکور متفرع کیا جاتا ہے یا ثمرات و نتائج کو اسی طریق سے بیان کیا جاتا ہے۔ مضامین کا یہ طریق بیان سورہ مائدہ سے لیکر حوامیم سبعہ کے آخر تک برابر جاری چلا گیا ہے۔ اس کے بعد بھی کم و بیش کہیں کہیں یہ طرز بیان پایا جاتا ہے۔

فائدہ (۵) توحید اور علم معانی و بیان

مسئلہ توحید کے بیان میں میں علم بلاغت کے تمام طریقوں سے کام لیا گیا ہے۔ علم بلاغت کے تین فن ہیں، علم بیان۔ علم معانی اور علم بدیع۔ مسئلہ توحید کو ایک ایک سورت میں مختلف پیرایوں میں بیان کیا گیا ہے۔ یہی علم بیان کا مقصد ہے اور ہر موقع پر مخاطبین کے حالات کے مطابق ان سے خطاب کیا گیا ہے۔ یہی علم معانی کا ماحصل ہے اور پھر ہر جگہ کلام کو سجع۔ فواصل اور صنائع سے مزین کر کے لایا گیا ہے جس سے علم بدیع کا مقصد پورا ہو جاتا ہے۔

فائدہ (۶) خطاب عام

قرآن مجید میں بعض جگہ خطاب جنس مخلوق کو ہوا کرتا ہے اور انسان، جن، اور ملائکہ سب کو شامل کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اس کی چند مثالیں حسب ذیل ہیں۔

۱۔ وَمَا اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ (پ ۱۴- حجر ع ۲) ای جنسکم یہاں اَنْتُمْ کا خطاب صرف انسانوں ہی سے مخصوص نہیں بلکہ جنوں اور فرشتوں کو بھی شامل ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ یہ چیزیں ان میں سے کسی کے قبضے میں بھی نہیں ہیں۔

۲۔ قل لو انتم تملکون خزائن رحمۃ ربی الخ (پ۱۵ بنی اسرائیل ع۱۱) یہاں بھی جنس مخلوق مراد ہے۔

۳۔ ماکان لکم ان تُنْبِتوا شجرها الخ (پ۲۰ نمل ع۵) یعنی کسی فرد بشر، کسی پیر فقیر۔ کسی جن اور فرشتے کو قدرت نہیں کہ یہ کھیت یہ باغات اور قسم قسم کے درخت اُگا سکے یہ کام تو قدرت خداوندی کا کرشمہ ہے۔

۴۔ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ (پ۲۰ نمل ع۷) ای جنسهم یعنی ہر چیز کو پیدا کرنیوالا بھی اللہ تعالیٰ ہے اور پیدا کرنے کے بعد تمام تصرفات و اختیارات اس نے اپنے قبضے میں رکھے ہوئے ہیں لَهُمْ کی ضمیر غائب عام ہے یعنی کسی انسان (نبی ہو یا ولی) جن اور فرشتے کو اس نے مختار نہیں بنایا کہ وہ کسی کو نفع یا نقصان پہنچا سکے۔

۵۔ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ (پ۲۳۔ یس ع۳) یہاں بھی جنس مخلوق مراد ہے یعنی مردہ زمین کو زندہ کرنا۔ سرسبز و شاداب کھیتیاں پیدا کرنا اور باغات کو پھلدار کرنا یہ سب کچھ اللہ کے اختیار میں ہے۔ یہ کسی انسان، فرشتہ یا جن کی دستکاری نہیں۔

فائدہ (۷) قسم کا بیان

قسم کی چار قسمیں ہیں۔

قسم اوّل۔ مقسم بہ کو عالم الغیب اور متصرف و مختار سمجھ کر قسم کھائی جائے اور مقسم بہ کے متعلق یہ اعتقاد رکھا جائے کہ اسے میرے حالات کی خبر ہے اور وہ مجھے نفع نقصان پہنچانے کی قدرت رکھتا ہے۔ ایسی حلف اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور اس اعتقاد سے غیر اللہ کی قسم کھانا شرک اور کفر ہے۔ عوام کالانعام میں اس قسم کا عام رواج ہے۔ وہ قسم اٹھوانے کے لئے کسی فقیر کی قبر پر لے جاتے ہیں اور مزار کے کمرے کی زنجیر یا اس کے تالے کو ہاتھ لگواتے ہیں۔ یا اس کی طرف منہ پھیر کر اس سے یہ الفاظ کہلواتے ہیں کہ اگر میں جھوٹ بولوں تو یہ بزرگ میرا بیڑہ تباہ کر دے۔ اس طرح کی قسم اٹھوانے والا اور قسم کھانیوالا ہر دو کافر ہو جاتے ہیں اور یہ کفر تو کفار مکہ کے کفر سے بھی بڑھ کر ہے کیونکہ وہ مذکورہ بالا عقیدے کے تحت صرف اللہ ہی کے نام کی قسمیں کھاتے تھے جیسا کہ ارشاد ہے وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰہِ جَھْدَ اَیْمَانِھِمْ۔ **قسم دوم:۔** بعض اوقات کسی مدعا کے اثبات کے لئے مقسم بہ کو بطور دلیل اور شاہد پیش کیا جاتا ہے اور یہ قسم غیر اللہ کی بھی جائز ہے علامہ چلپیؒ نے حاشیہ مطول میں اس کے جواز کی تصریح کی ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے الفوز الکبیر میں اس قسم کی حسب ذیل مثال بیان کی ہے۔ قسم بہ لب میگون تو و زلف شبگون تو کہ محبوب دلربائی۔ اس میں سرخ لبوں اور سیاہ بالوں کو اس کے محبوب ہونے پر بطور شاہد پیش کیا گیا ہے۔ قرآن مجید کے آخری پارے میں اس کی مثالیں بکثرت موجود ہیں جیسا کہ وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ میں زمانے کو مابعد کے مضمون پر بطور شاہد لایا گیا ہے۔

قسم سوم: کبھی الفاظ قسم کو دعا کے مقام میں استعمال کیا جاتا ہے مثلاً لَعَمْرُکَ اِنَّھُمْ لَفِیْ سَکْرَتِھِمْ یَعْمَھُوْنَ (پ ۱۴۔ حجر ۵۶) یہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح عرف عام میں کہتے ہیں تیری زندگی کی قسم یعنی خدا کرے تمہاری زندگی دراز ہو۔

قسم چہارم: کبھی قسم کو بددعا کے موقع پر استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ قسم کھا کر اہل مکہ سے خطاب کرتے ہیں ؎

ثکلت بنیتی ان لم تروھا ۞ تثیر النقع من طرفی کداء

ھا ضمیر کا مرجع گھوڑے ہیں جن کا ذکر پہلے اشعار میں آچکا ہے اور تروا میں خطاب اہل مکہ سے ہے اور کداء ایک پہاڑی کا نام ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اے اہل مکہ اگر تم ان گھوڑوں کو کداء پہاڑی کے دونوں طرف گرد و غبار اڑاتے نہ دیکھو تو میں اپنی بیٹی کا غم دیکھوں۔ یعنی اگر میں جھوٹ بولوں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے یہ نعمت چھین لے۔ گویا حضرت حسانؓ نے اس نعمت کے چلے جانے کی قسم کھائی تھی۔ اسی لئے فتح مکہ کے دن حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ کداء پہاڑی کے دونوں طرف سے گھوڑوں کو لاؤ اور فرمایا آج ہم نے حسان بن ثابت کی قسم پوری کر دی۔

فائدہ (۸) دفع عذاب کیلئے تین باتیں

قرآن مجید میں جہاں کہیں عذاب کی دھمکی آئی ہے وہاں عذاب سے بچنے کے لئے تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔ شرک سے بچنا، شرک کے ماسوا بھی ظلم نہ کرنا اور احسان کرنا۔ یہ تینوں امور یا تو ایک ہی جگہ مذکور ہوں گے جیسا کہ سورۂ مؤمنون۔ ابتداء سورۂ نحل، حم شوریٰ کے آخر میں یا متفرق طور پر جیسا کہ سورۂ نساء کی ابتداء سے پانچویں پارے کے پہلے ربع تک امر ثانی کا بیان ہے پھر اُعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا سے امر اول اور امر ثالث بیان کئے گئے ہیں۔

فائدہ (۹) منکرین کی اصلاح کیلئے تین باتیں

منکرین دعویٰ کی اصلاح اور دعویٰ ماننے والوں کے اطمینان کے لئے قرآن مجید میں تین طریقے استعمال کئے گئے ہیں۔

پہلا طریقہ:۔ منکرین دعویٰ جس زر و مال اور ظاہری جاہ و جلال پر مغرور ہو کر حق کا انکار کرتے اور اسے مٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس مال و جاہ کی قلت اور حقارت بیان کی جاتی ہے تاکہ منکرین اس حقیر دولت کی وجہ سے غرور نہ کریں اور حق کی طرف مائل ہو جائیں اور مومنوں کے دل بھی مطمئن ہو جائیں۔ جیسا کہ ارشاد ہے مَا یُجَادِلُ فِیْٓ اٰیٰتِ اللّٰہِ اِلَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَلَا یَغْرُرْکَ تَقَلُّبُھُمْ فِی الْبِلَادِ (پ ۲۴۔ مومن ۱) اللہ تعالیٰ کی آیات میں منکرین ہی جھگڑا کرتے ہیں تو شہروں میں اُن کا چلنا پھرنا آپ کو دھوکہ میں نہ ڈالدے یہاں تقلب مصدر تقلیل اور تحقیر کے لئے جیسا کہ علامہ رضی نے مصدر کے متعلق لکھا ہے یعنی ان لوگوں کے معمولی اور چند روزہ تقلب سے دھوکہ نہ کھانا۔

دوسرا طریقہ: منکرین دعویٰ کو دھمکی دی جاتی ہے کہ جس مال و دنیا پر تم مغرور ہو کر حق کے دشمن بن چکے ہو اسی مال و دولت کی وجہ سے دنیا میں تم کو عذاب دیا جائیگا جیسا کہ پہلی قوموں کو عذاب دیا گیا۔ کَذَّبَتْ قَبْلَھُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّالْاَحْزَابُ مِنْۢ بَعْدِھِمْ وَھَمَّتْ کُلُّ اُمَّۃٍۭ بِرَسُوْلِھِمْ لِیَاْخُذُوْہُ وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِیُدْحِضُوْا بِہِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُھُمْ فَکَیْفَ کَانَ عِقَابِ (پ ۲۴۔ مومن ۱) ان سے پہلے قوم نوحؑ جھٹلا چکی ہے اور اس کے بعد کئی جماعتیں اور ہر امت نے اپنے رسولؐ کے بارے میں ارادہ کیا کہ اسے پکڑیں اور باطل سے جھگڑنے لگے تاکہ اس سے حق کو گرا دیں پس میں نے انھیں پکڑ لیا۔ دیکھو میرا عذاب کس قدر سخت ہے یعنی ان امم سابقہ اس لئے تباہ و برباد کیا گیا کہ وہ دنیا پر مغرور ہو کر حق کو دبانا چاہتے تھے۔

تیسرا طریقہ:۔ اسی غرور دولت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ آخرت میں بھی ان کو عذاب دے گا۔ جیسا کہ ارشاد ہے: وَکَذٰلِکَ حَقَّتْ کَلِمَتُ رَبِّکَ عَلَی الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنَّھُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ (حوالہ مذکور) اسی سبب سے منکروں پر تیرے رب کی بات پوری ہو چکی کہ وہ دوزخی ہیں۔ اس آیت میں کَذٰلِکَ بمعنی لِذٰلِکَ ہے یعنی کاف تعلیلیہ ہے۔ کما فی روح المعانی یعنی اسی دولت دنیا پر مغرور ہو کر حق کا انکار کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا کلمہ ان پر صادق ہے کہ یہ لوگ دوزخی ہیں۔

تنبیہ : یہ تینوں طریقے کہیں تو قرآن مجید میں مذکورہ بالا طرز پر بالترتیب مذکور ہوتے ہیں اور کہیں اس کے برعکس جیسا کہ سورۂ کہف ع ۴ کی آیت ذیل میں ہے ۔

قُلِ اللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا ۚ لَہٗ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ ؕ اَبْصِرْ بِہٖ وَ اَسْمِعْ ؕ مَا لَہُمْ مِّنْ دُوْنِہٖ مِنْ
وَّلِیٍّ وَّ لَا یُشْرِکُ فِیْ حُکْمِہٖۤ اَحَدًا ۔

ترجمہ :۔ آپ کہہ دیجئے اللہ ان کے ٹھہرنے کی مدت کو اچھی طرح جانتا ہے آسمانوں اور زمین کی چھپی باتوں کا علم بھی اسی کے پاس ہے ۔ وہ کس قدر دیکھنے اور سننے والا ہے بندوں پر اسکے سوا کوئی مختار نہیں اور وہ اپنے غائبانہ علم میں کسی کو شریک نہیں کرتا ۔

یہاں اصحاب کہف کے قصّے کا نتیجہ بیان کیا گیا ہے کہ آسمانوں اور زمین کا غیب جاننے والا ، ہر جگہ حاضر و ناظر ، ہر ایک کی آواز سننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اصحاب کہف وغیرہ نہیں ہیں اور اللہ کے حکم میں کوئی شریک نہیں ۔ اس کے بعد وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّہُمْ میں آپ کو حکم دیا گیا کہ جو لوگ اس عقیدہ پر پختہ ہیں آپ ان کے ساتھ رہیں اگرچہ اس وجہ سے آپ کو مصیبتیں برداشت کرنا پڑیں وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْہُمْ الخ میں فرمایا چند روزہ دنیوی زیب و زینت کی وجہ سے انکا ساتھ نہ چھوڑیں

فائدہ (۱۰) شانِ نزول

یہ اپنی جگہ درست ہے کہ نزول قرآن کے وقت اکثر ایسا ہی ہوا ہے کہ کوئی واقعہ پیش آگیا ۔ اس کا حکم معلوم کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی تو اس بارے آیتیں نازل ہوگئیں جن سے اس واقعہ کا حکم معلوم ہوگیا لیکن ایسی آیتوں کا حل اور ان کی تفسیر اس مخصوص واقعہ پر منحصر نہیں ہوگی کیونکہ مشہور قاعدہ ہے ۔ العبرۃ لعموم اللفظ لا لخصوص المعنیٰ اگر ایسی آیتوں کو ان واقعات سے مخصوص کردیا جائے تو اس سے قرآن مجید کے سمجھنے میں بڑی دقت پیش آئیگی ۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں ۔ اضر الاشیآ فی فہم القرآن شان النزول ۔
علاوہ ازیں اکثر واقعات ظنی ہوتے ہیں جو بنی اسرائیلی فطرت کے لوگوں کے مشہور کردہ ہوتے ہیں ۔ تفسیر خازن وغیرہ میں ایسے واقعات بکثرت مذکور ہیں اس لئے آیات کا حل شان نزول پر موقوف نہیں ، بلکہ سیاق وسباق کے پیش نظر آیتوں کو حل کرنا چاہیئے لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ شان نزول کے تمام واقعات قابل رد اور جھوٹے ہیں اور تفسیر میں ان کو ذکر کرنا جائز نہیں ۔

فائدہ (۱۱) تعارض

بعض آیتوں میں بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے ۔ مثلاً سورۂ بقرہ ع ۳ میں ہے

ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ثُمَّ اسْتَوٰۤی اِلَی السَّمَآءِ
فَسَوّٰىہُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ

وہ وہی ہے جس نے پیدا کیا تمہارے لئے جو کچھ زمین میں ہے سب پھر توجہ فرمائی آسمان کی طرف تو درست کرکے بنادیا ان کو سات آسمان ۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین اور اس کی تمام اشیاء آسمان سے پہلے بنائی گئی ہیں ۔ اور سورۂ نازعات ع ۲ میں ہے ۔

ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ؕ بَنٰىہَا رَفَعَ سَمْکَہَا فَسَوّٰىہَا
وَ اَغْطَشَ لَیْلَہَا وَ اَخْرَجَ ضُحٰىہَا وَ الْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِکَ
دَحٰىہَا ۔

بھلا تمہارا پیدا کرنا زیادہ سخت ہے یا آسمان کا ۔ اللہ نے اس کو اس طرح بنایا کہ اس کی چھت کو بلند کیا اور اس کو درست بنایا ۔ اور اس کی رات کو تاریک بنایا اور اس کے دن کو ظاہر کیا اور اس کے بعد زمین کو بچھایا ۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین کا پیدا کرنا اور اس کا پھیلانا آسمانوں کی پیدائش کے بعد ہوا ہے ۔
مولانا شاہ عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں کہ خلق ارض تو آسمانوں کی پیدائش سے پہلے ہوا لیکن دحوِ ارض یعنی اسکا پھیلانا خلق سماء سے بعد ہوا اس لئے دونوں میں کوئی تعارض نہیں ۔ اور ایک جواب یہ ہے جو اس سے سہل ترین ہے کہ وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِکَ دَحٰىہَا میں بَعْدَ بمعنیٰ ثُمَّ برائے تعقیب ذکری ہے تو اس صورت میں کوئی اشکال باقی نہیں رہتا اور آیت کے معنی یوں ہونگے ۔ اللہ ہی نے آسمان پیدا کیا ۔ اسے بلند بنایا ۔ اس کی رات کو تاریک اور دن کو روشن کیا اس کے بعد یہ بھی سن لو کہ زمین کو بھی اس نے پھیلایا ۔ کیا تمہارا دوبارہ پیدا کرنا ان تمام کاموں سے زیادہ سخت ہے ۔

فائدہ (۱۲) قانونِ حصر

علامہ رضی نے لکھا ہے کہ جب کلام کے کسی ایک حصّے میں کلمہ حصر ہو تو اس کلام کے باقی حصے حصر پر ہی محمول ہوں گے ۔ اسی بناء پر قرآن مجید میں جب دعویٰ پر عقلی دلیل ذکر کی جاتی ہے اور اس کے کسی حصّے میں حصر ہو تو اس دلیل کے تمام اجزاء اور متعلقات میں حصر ہوگا ۔ جیسا کہ ارشاد ہے ۔

یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَ الَّذِیْنَ
مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ۙ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ
فِرَاشًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً ۪ وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ
بِہٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّکُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰہِ اَنْدَادًا
وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (پ ۱ ۔ بقرہ ع ۳)

ترجمہ :۔ اے لوگو اپنے اس رب ہی کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا تاکہ تم بچ جاؤ ۔ وہی رب جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنادیا ۔ اور آسمان سے مینہ برسا کر اس کے ذریعے تمہارے لئے پھلوں کی روزی پیدا کی اس لئے تم اللہ کے لئے شریک نہ بناؤ ! حالانکہ تم جانتے ہو ۔

اس کے بعد اسی دلیل پر بیان ذیل کو مرتب فرمایا ۔

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ؞ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا تم کس طرح اللہ سے کفر کرتے ہو حالانکہ تم معدوم تھے۔ اس نے تمہیں زندگی عطا کی۔ پھر وہ تمہیں مارے گا پھر زندہ کریگا پھر اسی کی طرف لوٹائے جاؤگے۔ وہ وہی ہے جس نے زمین کی تمام چیزیں تمہارے لئے پیدا کیں۔ اس آیت میں هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ میں چونکہ حصر ہے اور یہ آیت پہلی دلیل عقلی ہی سے متعلق ہے اس لئے اس دلیل کے تمام اجزا حصر پر ہی محمول ہوں گے اور مطلب یہ ہوگا کہ ان تمام کاموں کا کرنے والا اللہ تعالے ہی ہے اور سب کچھ جاننے والا بھی وہی ہے۔

فائدہ (۱۳) تحقیق معنی الحمد للہ

قرآن مجید کے مختلف مقامات میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کی ترکیب وارد ہوئی ہے جن کے مطالعہ سے اس کا مفہوم بالکل واضح ہو جاتا ہے۔

اوّل : وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (پ ۲۵ جاثیہ ع ۴) یعنی تمام زمین اور آسمانوں کی بادشاہی اللہ تعالیٰ ہی کے لائق ہے۔ کسی نبی۔ ولی۔ فرشتہ۔ جن وغیرہ کے لائق نہیں۔ اس کے بعد تخویف اخروی ذکر کر کے سُورت کے آخر میں فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ کو بطور تفریع لایا گیا ہے کہ جب تمام زمین اور آسمانوں کی بادشاہی اللہ ہی کے قبضہ میں ہے۔ تو تعریفیں بھی اللہ ہی کے لائق ہیں جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے اور ہر چیز پر غالب ہے۔ اس مقام سے یہ معلوم ہوا کہ معنی یوں ہوگا کہ آسمان و زمین کی بادشاہت اور انکا مالک ہونا اور ہر چیز پر غالب ہونا صرف اللہ جل شانہ کے لائق ہے۔

دوم : (پ ۲۳ : الصّٰفّٰت ع ۵) سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ؞ اور پ ۱۹ : نمل : ع ۴) میں ہے۔ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ءٰۤاللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ؞ ان ہر دو مقامات میں یہ مراد ہے۔ کہ مشرک اللہ کے سوا غیروں کو پکارتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام انھیں شرک سے روکتے ہیں اور وہ مشرک جب شرک سے باز نہیں آتے تو اللہ جل شانہٗ ان قوموں پر عذاب نازل فرما دیتا ہے اور اپنے رسولوں کو عذاب سے بچا لیتا ہے۔ رسولوں کو عذاب دینے کی طاقت نہیں بلکہ ان کا کمال تو یہ ہے کہ خود عذاب الٰہی سے بچائے جاتے ہیں۔ پس غائبانہ حاجات کے لئے پکارا جانا مشرکین کو ہلاک کرنا اور رسولوں کو عذاب سے بچا لینا۔ یہ سب تعریفیں اللہ ہی کے لائق ہیں۔

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى
اِذَا فَرِحُوْا بِمَا اُوْتُوْا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُبْلِسُوْنَ ؞
فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ
(پ ۷ : س انعام : ع ۵)

جب انہوں نے اس (مسئلہ توحید) کھلا دیا جس کی ان کو نصیحت کی گئی تو ہم نے
ان پر ہر شے کے دروازے کھول دیئے۔ حتیٰ کہ جب دی ہوئی چیز پر خوش ہوگئے
تو ہم نے انھیں اچانک پکڑ لیا۔ تو وہ نا امید ہوگئے۔ پس مشرک قوم کی جڑ کاٹ
دی گئی۔ اور اللہ کے لئے سب تعریفیں ہیں جو جہانوں کا رب ہے۔

یہاں مراد یہ ہے کہ جب منکرین اپنے شرک سے باز نہیں آتے تو اللہ جل شانہٗ انھیں ہلاک کر دیتا ہے۔ اور جن معبودوں پر اعتماد ہوتا ہے وہ انھیں چھڑا نہیں سکتے۔ پس اس مقام پر الحمد للہ کا معنٰے یہ ہوگا۔ کہ مشرکوں کو تباہ کرنا اور غائبانہ حاجات میں پکارا جانا اللہ تعالیٰ ہی کے لائق ہے۔

پانچ سورتوں کی ابتداء میں الحمد للہ کا لفظ آیا ہے۔ فاتحہ۔ انعام۔ کہف۔ سبا۔ فاطر ان تمام سورتوں میں الحمد للہ کے بعد وہ تمام صفات بیان کی گئی ہیں جو ما فوق الاسباب ہیں یعنی ہر شے کو جاننا۔ ہر شے پر غالب ہونا۔ ہدایت کے لئے کتاب اتارنا۔ پیدا کر کے پالنا وغیرہ۔ یہ تمام صفات جلیلہ اللہ تعالیٰ ہی کے لائق ہیں کسی دوسرے کے لائق نہیں۔ ان صفات کی قدرے تفصیل پ ۲۷ نجم ع ۳ : میں اِنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى سے وَثَمُوْدَ فَمَآ اَبْقٰى ۔۔۔ تک میں مذکور ہے۔ یعنی خوشی اور غم پہنچانا۔ زندہ کرنا یا مارنا۔ تنگدست یا غنی کرنا یہ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لائق ہیں اور قیامت کے دن بھی کہیں گے کہ اے خدا یہاں بھی سب کچھ تیرے ہی قبضۂ قدرت میں ہے۔

فائدہ (۱۴) تحقیق لفظ سبحان اللہ

سُبْحَانَ کے معنی اگرچہ پاکیزگی کے ہیں۔ لیکن ہر شے کی پاکیزگی اس کے حال کے مناسب ہوتی ہے۔ مسجد کا پاک ہونا۔ انسان کا پاک ہونا۔ کپڑوں کا پاک ہونا ہر ایک کے حالات کے مناسب ہوگا لہٰذا اللہ تعالیٰ کے پاک ہونے کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہر چیز سننے جاننے غائبانہ حاجات میں حاجت روا ہونے میں کوئی نبی۔ ولی۔ فرشتہ شریک نہیں۔ اللہ تعالے اپنی صفات میں پاک ہے ان شریکوں سے جو لوگوں نے اپنے خیال سے بنا لئے ہیں۔ جیسا کہ آیت ذیل سے ظاہر ہوتا ہے۔
سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ؞ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ؞ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ پس اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور سُبْحَانَ اللّٰهِ کا حاصل معنی ایک ہی ہے۔

فائدہ (۱۵) ذکر اللہ کا مقصد

عام لوگ اس کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ تسبیح کے دانوں یا انگلیوں پر خدا کا نام بار بار پڑھنا ہی اللہ کا ذکر ہے۔ اس کے لئے لوگوں نے وظائف اور وقت مقرر کئے ہوئے ہیں۔ جو کسی طرح ناغہ

نہیں کرتے۔ یہ مطلب انھوں نے قرآن مجید کی ایک آیت اور ایک حدیث سے سمجھ لیا ہے۔

آیت فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ۝

حدیث:۔ اِذَا ذَكَرَنِيْ عَبْدِيْ فِيْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِيْ نَفْسِيْ وَاِذَا ذَكَرَنِيْ عَبْدِيْ فِيْ مَلَاٍ ذَكَرْتُهٗ فِيْ مَلَاٍ خَيْرٍ مِّنْهُ

اس سے لوگوں نے سمجھ لیا کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کے الفاظ بلند آواز اور خوش الحانی سے جماعت کے ساتھ ملکر پڑھنا ہی خدا کا ذکر ہے لیکن قرآن مجید کی اکثر آیات جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تنگی و فراخی اور دیگر غائبانہ حاجات میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارا جائے اور اس میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنایا جائے۔ یہی اللہ تعالےٰ کا ذکر ہے۔ یہ معنیٰ مندرجہ ذیل آیات سے معلوم ہوتا ہے۔

اوّل يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا (پ ۲۲۔ احزاب۔ ع ۶) اس آیت کے آخری حصّہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ذکر سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہر وقت صبح وشام لوگوں کے بنائے ہوئے شریکوں سے تنزیہ اور پاکیزگی بیان کرو۔ کہ اللہ تعالےٰ عالم الغیب، حاضر وناظر اور غائبانہ حاجات میں حاجت روا ہونے میں تمام شریکوں سے پاک ہے۔

دوم وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ۝ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا (پ ۲۹۔ مزمل ع ۱)

اپنے رب کا نام یاد کر اور سب سے قطع تعلق کرکے اس کی طرف ہو جا وہ مشرق و مغرب کا مالک ہے اسکے سوا دوسرا کوئی کارساز نہیں پس اسی کو کارساز سمجھو غیر اللہ کو کارساز سمجھنے سے علیحدہ ہو جاؤ اور صرف اسی ایک اللہ کو کارساز سمجھو۔

سوم وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا (پ ۲۹۔ دہر ع ۲)

صبح وشام اپنے رب کا نام یاد کر اور رات میں اس کے سامنے سجدہ کر اور لمبی رات میں اس کی پاکی بیان کرو۔

جب اس آیت کو سورۂ احزاب کی مذکورہ آیت سے ملایا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ غائبانہ حاجات میں ہر وقت اللہ تعالیٰ ہی کو پکارا جائے اور اللہ تعالیٰ ہی کے آگے سجدے کئے جائیں

چہارم:۔ وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ پ ۲۴۔ زمرہ ع ۵)

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب غائبانہ حاجات میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارا جاتا ہے تو مشرکوں کے دل تنگ اور متنفر ہوتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کے پیروں فقیروں کو بھی پکارا جاتا ہے تو خوش ہوجاتے ہیں

اس معنے کی تائید میں:۔

ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ۚ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا (پ ۲۴۔ مومن۔ ع ۳)

یہ صرف اس لئے ہے کہ جب صرف ایک ہی خدا کو پکارا جاتا ہے تو تم کفر کرتے ہو اور جب اس کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہرایا جائے تو مان لیتے ہو

پنجم اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ۭ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (پ ۱۳ رعد۔ ع ۴)

وہ جو ایمان لائے اور اللہ کے ذکر سے ان کے دل مطمئن ہوجاتے ہیں۔ ہاں خدا کے ذکر ہی سے دل اطمینان پکڑتے ہیں۔

ششم هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِيَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِيْ (پ ۱۷: انبیاء: ع ۲)

یعنی سب پیغمبروں (علیہم السلام) کا ذکر (مسئلہ توحید) ایک ہی تھا۔

ہفتم فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ (پ: نور: ع ۵)

یعنی بعض جگہوں میں صبح وشام اللہ ہی کو پکارا جاتا ہے وہ جگہیں اور وہ ہاں اللہ کو پکارنا ہی ذکر اللہ کہا گیا ہے

بعض مقامات میں ذکر سے مراد قرآن مجید بھی آیا ہے کیونکہ اس میں مسئلہ توحید کا بیان ہے۔

ہشتم وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝ (پ ۱۴: نحل: ع ۶)

ہم نے آپ کی طرف ذکر نازل کیا۔ تاکہ جو ان کی طرف نازل کیا گیا ہے۔ آپ لوگوں کے سامنے بیان فرمادیں تاکہ وہ سوچیں۔

اس کی تائید میں ہے۔

لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ (پ ۱۷: انبیا: ع ۱)

ہم نے تمہاری طرف کتاب نازل کی۔ اس میں تمہارا ذکر ہے۔

ان تمام آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ ہی کو غائبانہ حاجات میں پکارا جائے۔ حاضر وناظر۔ نفع ونقصان کا مالک اور غائبانہ حاجات میں حاجت روا سمجھا جائے۔ یہی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے یہی وجہ ہے کہ سب سے زیادہ ذکر انبیاء علیہم السلام نے کیا ہے اور اگر یہ ذکر جو قرآن سے معلوم ہوتا ہے نہ ہو تو حجروں میں تسبیح کے ہزاروں منکے گن ڈالے جائیں یا جماعتوں میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کا شور مچایا جائے تو کچھ فائدہ نہیں۔

قرآن پاک میں ذکر اللہ کے لئے کبھی فقط لفظ سبیل اللہ بھی استعمال ہوتا ہے۔ پھر اہل کتاب ومنافقین پر زجریں ہوتی ہیں کہ یہ لوگ سبیل اللہ سے روکتے ہیں۔ نیز یہ بھی آتا ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ کیا جائے اس سے بھی یہی مراد ہے کہ خدا تعالیٰ کے مسئلہ توحید کی اشاعت کے لئے جہاد کیا جائے۔ اس تحقیق سے یہ معلوم ہوگیا کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰه اور ذِكْرُ اللّٰهِ سے مقصد ایک ہی ہے۔ یعنی صرف اللہ تعالیٰ کو مافوق الاسباب امور میں حاجت روا اور متصرف سمجھنا۔

فائدہ (۱۶) لفظ دُوْنَ کی تحقیق

قرآن مجید کے تراجم میں مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کا ترجمہ (اللہ کے سوا) کیا گیا ہے۔ اس سے آجکل کے شرک وبدعت کے مبلغ ملاؤں نے ناجائز فائدہ اٹھاکر عوام کو فریب اور دھوکہ میں مبتلا کردیا ہے۔ وہ کہتے ہیں شرک تب ہوتا ہے جب صرف غیر خدا ہی کو پکارا جائے اور صرف غیر خدا ہی کی عبادت کی جائے اور غیر خدا کی عبادت اور پکار کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی کی جائے اور اسے بھی پکارا جائے تو یہ شرک نہیں نیز ان کی طرف سے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مشرکین مکہ کا شرک یہ تھا کہ وہ صرف غیر اللہ کی عبادت اور پکار بجالاتے تھے لیکن اللہ کی عبادت نہیں کرتے تھے حالانکہ یہ سراسر غلط اور نصوص سر آنیہ کا خلاف ہے کیونکہ قرآن مجید میں صاف صاف مذکور ہے کہ مشرکین اپنے دیگر معبودوں (انبیاء علیہم السلام، اولیاء کرام، ملائکہ، جنات وغیرہ کے

علاوہ اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی کرتے تھے اور مصیبتوں میں اسے پکارتے بھی تھے۔ بلکہ بڑے بڑے مشکل کاموں میں وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے تھے مثلاً دریاؤں اور سمندروں میں کشتیوں اور جہازوں کو صحیح سالم کنارے لگانا وغیرہ۔ لیکن اس کے باوجود یہ لوگ مشرک تھے تو معلوم ہوا کہ شرک یہ نہیں کہ صرف غیر اللہ کو پکارا جائے بلکہ شرک یہ ہے کہ اللہ کے سوا غیروں کو بھی مافوق الاسباب طریق پر پکارا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کو حکم دیا ہے کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرو۔

مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ ابوجہل نے سردارانِ قریش سے مشورہ کرکے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے صلح کی یہ تجویز پیش کی کہ آپ ایک دن مشرکین کے معبودات کی عبادت کرلیا کریں اور اسے حاجات میں پکارا کریں تاکہ ہمیں معلوم ہوجائے کہ آپ ہمارے بزرگوں کے خلاف نہیں ہیں۔ اس پر سورۂ الکافرون نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاف صاف اعلان کرنے کا حکم فرمایا کہ یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ میں تمہارے باطل اور خود ساختہ معبودوں کی عبادت کروں اور ان کو پکاروں۔ اسی طرح ایک جگہ فرمایا

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ (پ ۱۵۔ کہف ع ۴)	آپ ان لوگوں کے ساتھ رہیں جو صرف اپنے رب ہی کو پکارتے ہیں۔

اس میں حصر مراد ہے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ (پ ۲۴ مومن ع ۶)	(اس کے معنی اس طرح ہوں گے) تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ مجھے ہی پکارو۔ میں ہی (تمہاری دعا) قبول کروں گا یعنی قبول کرنے کی طاقت مجھے ہی ہے بیشک جو لوگ میری عبادت اور پکار سے سرتابی کرتے ہیں یعنی صرف مجھے نہیں پکارتے بلکہ میرے ساتھ اوروں کو بھی پکارتے ہیں وہ ذلیل ہوکر جہنم میں داخل ہوں گے۔

اس قسم کی تمام آیتوں میں حصر مراد ہے۔ اگر ان آیتوں میں حصر کے معنی نہ لئے جائیں تو ان آیتوں میں کوئی افادیت باقی نہیں رہتی کیونکہ مطلقاً اللہ کی عبادت اور اس کی پکار تو مشرکین بھی بجالاتے تھے اور قرآن کا مطالبہ یہ ہے کہ صرف اللہ ہی کی عبادت کرو اور اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو نہ اس کے سوا کسی اور کو پکارو یہی چیز ہے جس سے مشرکین بھاگتے ہیں

وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ (پ ۲۴۔ زمر۔ ع ۵)	اور جب صرف اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان لوگوں کے دل منقبض ہوتے ہیں جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے۔

ایک اور جگہ فرمایا۔

اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ (پ ۲۴۔ مومن۔ ع ۲)	جب صرف اللہ کا نام لیا جاتا تھا تو تم انکار کرتے تھے۔

یہی وجہ ہے کہ امام المترجمین حضرت مولانا شاہ عبدالقادر نے بعض جگہوں میں دون کا ترجمہ "ورے" سے کیا ہے۔ چنانچہ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا (پ ۱۶ کہف ع ۱۱) کا ترجمہ اس طرح کیا ہے۔ یہاں تک کہ جب پہنچا دو آڑ کے بیچ پائی ان سے ورے ایک قوم لیکن جہاں غیر اللہ کی عبادت اور پکار کے مقامات میں لفظ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وارد ہوا ہے وہاں اس کا ترجمہ "ورے" سے نہیں کیا جائے گا کیونکہ یہ لفظ قرب مکانی پر دلالت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس قسم کی دوری اور نزدیکی سے پاک ہے۔ بلکہ اس کا ترجمہ "سوا" سے کیا جائے گا اور اس میں تمام غیر اللہ داخل ہیں خواہ آسمان کے فرشتے ہوں یا انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام۔ نیز جب ایک آدمی غیر اللہ کی عبادت کررہا ہو اس وقت وہ اللہ کی عبادت نہیں کررہا اس وقت تو صرف غیر اللہ کی عبادت ہی ہورہی ہوگی اس لئے بھی دون کے معنی "سوا" ہی کے ہوں گے۔

فائدہ (۱۷) لفظ "الکتاب" سے مراد

اگر لفظ الکتاب سورت کی ابتداء میں آئے تو اس سے مراد قرآن مجید ہوتا ہے جیسا کہ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ۔ یا اس سے وہی سورت مراد ہوتی ہے جس کی ابتداء میں یہ لفظ آئے جیسا کہ سورہ یونس یوسف اور شعراء کی ابتداء میں ہے تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ۔ اور بعض جگہوں میں اس سے اس سورت کا دعویٰ مراد ہوتا ہے جس کی ابتداء میں یہ لفظ وارد ہو۔ جیسا کہ حٰمٓ مومن کے شروع میں ہے تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ اس سے اس سورت کا دعویٰ مراد ہے۔ جو آگے فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ میں ذکر کیا گیا ہے اسی طرح سورۂ زمر میں بھی الکتٰب سے اس سورت کا دعویٰ مراد ہے اور اگر لفظ الکتاب سورت کے درمیان آجائے اور وہاں اہل کتاب کا ذکر ہو تو اس سے کتب سابقہ مراد ہوں گی۔ جیسا کہ اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰي طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا (پ ۸۔ انعام ع ۲۰) میں الکتاب سے تورات اور انجیل مراد ہے اور اگر الکتاب کی صفت مبارک یا مصدق آجائے تو اس سے مراد قرآن مجید ہوگا۔

فائدہ (۱۸) الکتاب اور قرآن میں فرق

اگر یہ دونوں لفظ کسی سورت کی ابتداء میں آجائیں جیسا کہ سورہ حجر کے شروع میں ہے تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ تو الکتٰب سے کتب سابقہ مراد ہوں گی یعنی اس سورت میں وہ مضامین مذکور ہیں جو کتب سابقہ میں تھے اور قرآن سے وہ مضامین مراد ہوں گے جو صرف قرآن مجید میں مذکور ہیں اور کتب سابقہ میں ان کا ذکر نہیں تھا۔

فائدہ (۱۹) لفظ حکیم اور مبین میں فرق

جس سورت کی ابتداء میں الکتاب کی صفت حکیم آئے اس میں تمام عقلی دلائل مذکور ہوں گے جیسا کہ سورۂ یونس اس میں کتاب کی صفت حکیم آئی ہے تلک آیت الکتٰب الحکیم اس لئے اس میں عقلی دلائل مذکور ہیں اور اگر الکتاب کی صفت مبین ہو تو اس میں نقلی دلائل ذکر کئے جائیں گے۔ سورہ یوسف کے شروع میں ہے۔ تلک آیت الکتاب المبین اس میں کتاب کی صفت مبین آئی ہے اس لئے اس میں نقلی دلائل ذکر کئے گئے ہیں۔

سوال سورۂ یونس ع ۸ میں وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ نُوحٍ الخ سے حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ بیان کیا گیا ہے جو بظاہر دلیل نقلی معلوم ہوتی ہے حالانکہ اس کی ابتدا میں "کتاب" کی صفت "حکیم" آئی ہے اسی طرح سورۂ شعراء ع ۱ میں ہے اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ جو بظاہر دلیل عقلی ہے حالانکہ اس کی ابتدا میں "کتاب" کی صفت "مبین" وارد ہوئی ہے۔ یہ دونوں باتیں قاعدہ بالا کے خلاف ہیں۔

جواب ۱۔ سورۂ یونس میں مذکورہ آیت دلیل نقلی کے طور پر نہیں آئی بلکہ دنیوی تخویف کے طور پر آئی ہے اگر دلیل نقلی ہوتی تو اس کے ساتھ دعویٰ بھی ضرور مذکور ہوتا۔ جیسا کہ سورۂ مومنون ع ۲ میں ارشاد ہے۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ۔ علیٰ ہذا سورۂ شعراء کی محولہ بالا آیت سے مقصود تخویف دنیوی ہے اگرچہ اس کے ضمن میں دلیل عقلی بھی ہے جیسا کہ اس سے پہلی آیت فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَيَاْتِيْهِمْ اَنْبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ صراحۃً اس پر دلالت کر رہی ہے۔

فائدہ (۲۰) روح سے مراد

قرآن مجید میں لفظ "روح" مختلف معنوں میں استعمال ہوا ہے یعنی بعض جگہ روح سے جان مراد ہے جس پر جاندار کی زندگی کا مدار ہے۔ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ (پ ۱۵۔ بنی اسرائیل ع ۹) بعض جگہوں میں روح سے مراد حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں۔ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ (پ ۱۔ بقرہ ع ۱۱-۳۲) اور تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا (پ ۳۰۔ قدر) دونوں آیتوں میں روح سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں۔ دوسری آیت میں تعمیم کے بعد تخصیص سے جبریل علیہ السلام کے مزید شرف کا اظہار مقصود ہے۔

بعض جگہ روح سے مراد وحی (حکمنامہ) یعنی مسئلہ توحید ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔ يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ (پ ۱۴۔ نحل ع ۱) اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے اپنا حکمنامہ اتارتا ہے وہ یہ کہ ڈراؤ لوگوں کو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں پس تم مجھ سے ڈرو۔ یہاں روح سے یہ حکمنامہ مراد ہے۔ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا۔ اسی طرح (پ ۲۴۔ مومن ع ۲) میں ہے فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ اس کے بعد فرمایا يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ یہاں روح سے مراد ہے فادعوا اللہ الخ یعنی حاجات میں غائبانہ صرف اللہ ہی کو پکارو۔

فائدہ (۲۱) ماضی کے بعض صیغوں کی تحقیق

پارہ ۸ سورۂ انعام ع ۱۴ میں ہے وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ ترجمہ تمہیں کیا ہو کہ جس چیز پر اللہ کا نام لیا گیا ہے تم اسے نہیں کھاتے ہو اور (اب) وہ تمہارے لئے حرام کردہ اشیاء کو تفصیل سے بیان کرنے لگا ہے۔ یہاں اشکال وارد ہوتا ہے کہ فَصَّلَ ماضی کا صیغہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ محرمات تفصیل کے ساتھ سورۂ انعام سے پہلے بیان ہو چکی ہیں حالانکہ سورۂ بقرہ اور سورۂ مائدہ بالاتفاق سورۂ انعام کے بعد نازل ہوئی ہیں بعض نے اس اشکال کا جواب یہ دیا ہے کہ اس سے سورۂ نحل میں بیان کرنا مراد ہے جو انعام سے پہلے نازل ہوئی تھی مگر اس میں ایک مزید اشکال ہے کہ نحل میں محرمات کا ذکر تفصیلی نہیں بلکہ بہت کم ہے اسلئے اس کی بہتر توجیہ یہ ہے کہ یہاں ماضی کا صیغہ گذشتہ فعل کے لئے نہیں بلکہ آئندہ فعل کی ابتدا کے لئے ہے جس طرح سورہ نور کے بارے میں فرمایا سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ (ترجمہ) یہ سورت ہے جسے ہم نازل کرنے اور اس کے (احکام) کو مقرر کرنے اور اس میں صاف صاف آیتیں نازل کرنے کو ہیں۔ تو یہاں ماضی کے صیغے ابتدا فعل کے لئے ہیں اسی طرح قَدْ فَصَّلَ کے معنی ہوں گے کہ وہ (اللہ تعالیٰ) محرمات کی تفصیل کرنے کو ہے چنانچہ اس کے فوراً بعد محرمات کا بیان ہے۔

فائدہ (۲۲) امر کے بعض صیغوں کی تحقیق

بعض دفعہ امر کا صیغہ ایجاد فعل کے لئے نہیں بلکہ ابقاء فعل کے لئے آتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسید بن حضیر سے فرمایا اقرأ یا ابن حضیر کاش اے ابن حضیر تو پڑھتا رہتا۔ از مولانا سید انور شاہ صاحب رح نقلاً عن شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمہما اللہ تعالیٰ۔ اسی طرح ذیل کی آیتوں میں ہے

اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ (پ ۲۱۔ عنکبوت ع ۵)	جو کتاب آپ کی طرف وحی کی گئی ہے آپ اسے پڑھتے رہیں۔
وَاتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ (پارہ ۱۵۔ کہف ع ۴)	اور جو کتاب آپ کے رب کی طرف سے آپ کو وحی کے ذریعے بھیجی گئی ہے آپ اسے پڑھتے رہیں، اللہ کے کلمات (فیصلوں) کو کوئی بدلنے والا نہیں۔

فائدہ (۲۳) لفظ مَا سے مراد

قرآن مجید کے بعض مقامات میں لفظ مَا سے مسئلہ توحید مراد ہے اس لئے ترجمہ میں اس کا صراحۃً ذکر کرنا چاہیئے۔ چند مثالیں حسب ذیل ہیں:۔

اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَبِمَآ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ (پ ۲۴۔ مومن ع ۸)	جن لوگوں نے کتاب اور اس چیز (مسئلہ توحید) کو جس کے ساتھ ہم نے رسولوں کو بھیجا جھٹلایا وہ عنقریب جان لیں گے۔
وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ (پ ۲۴ حم سجدہ ع ۱)	اور کہا انھوں نے (مکہ والوں نے) جس چیز (مسئلہ توحید) کیطرف تو ہم کو بلاتا ہے ہمارے دل اس سے پردوں میں ہیں۔

۳۱۔ إِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا تَعْبُدُوٓا إِلَّا اللّٰهَ قَالُوا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا لَأَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً فَإِنَّا بِمَآ أُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُونَ (پ۲۴ - حم سجدہ ع۲)

جب ان کے پاس ان کے رسول آگے سے بھی آئے اور پیچھے سے بھی کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو تو وہ کہنے لگے اگر (کسی پیغمبر کا بھیجنا) اللہ کو منظور ہوتا تو وہ فرشتوں کو نازل کرتا اس لئے جو (مسئلہ توحید) دیکر تم بھیجے گئے ہو ہم اس کے منکر ہیں۔

بعض جگہ ما سے مراد مشرکانہ اعمال ہیں۔

أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ كَانُوٓا أَكْثَرَ مِنْهُمْ وَأَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْأَرْضِ فَمَآ أَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ (پ۲۴ مومن ع۹)

کیا ان لوگوں نے زمین پر چل پھر کر نہیں دیکھا کہ جو (مشرک) لوگ ان سے پہلے ہو گذرے ہیں ان کا انجام کیسا ہوا۔ وہ لوگ تعداد میں اور قوت میں اور ان نشانیوں میں جو وہ زمین پر چھوڑ گئے ان سے زیادہ تھے لیکن ان کی تمام کمائی (مشرکانہ اعمال) ان کے کام نہ آسکی۔

یہاں ما سے مراد اعمال مشرکانہ ہیں یعنی جو اپنے زمانے کے پیروں فقیروں کی نذریں نیازیں دیتے تھے اس خیال سے کہ یہ لوگ ہمیں مصیبت کے وقت چھڑالیں گے (از شاہ عبد القادر)۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

وَأَمَّا ثَمُودُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَأَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ (۲۴پ - حم سجدہ ۲)

اور جو ثمود تھے ہم نے ان کو راہ بتلائی تو انھوں نے گمراہی کو ہدایت کے مقابلہ میں پسند کیا۔ پس اپنے کئے (مشرکانہ اعمال) کے سبب انھیں ذلت کے عذاب کی کڑک نے آلیا۔

بعض جگہ ما سے گمراہ پیروں اور مولویوں کے بنائے ہوئے جھوٹے قصے وغیرہ مراد ہوتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ (مومن۔ ع ۹)

غرض جب ان کے رسول ان کے پاس کھلی دلیلیں لے کر آئے تو وہ لوگ اپنے اس علم پر بڑے نازاں ہوئے جو ان کے پاس تھا۔

یہاں ما سے مشرکانہ باتیں یعنی پیروں کے بنائے ہوئے جھوٹے من گھڑت قصے مراد ہیں اور بعض جگہ ما سے معبودان باطلہ مراد ہوتے ہیں جن کو مشرکین اپنی حاجات میں غائبانہ پکارتے تھے اور جن کے نام کی نذریں اور منتیں دیتے تھے۔

تَدْعُونَنِي لِأَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَأُشْرِكَ بِهٖ مَا لَيْسَ لِي بِهٖ عِلْمٌ (مومن ع ۵)

تم مجھے اس بات کی طرف بلاتے ہو کہ میں اللہ کے ساتھ کفر کروں اور ایسی چیز کو اس کا شریک بناؤں جس کے معبود ہونے کا مجھے علم نہیں ہے۔

اس جگہ ما سے ان کے معبودان باطلہ مراد ہیں جن کو وہ پکارا کرتے تھے اور بہٖ میں ضمیر کا مضاف محذوف ہے ای بمعبودیتہ (جلالین) اور پارہ ۷، سورہ انعام ع ۹ میں ہے

وَكَيْفَ أَخَافُ مَآ أَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُونَ أَنَّكُمْ أَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا۔

اور میں ان چیزوں سے کیسے ڈروں جن کو تم نے شریک ٹھہرایا حالانکہ تم اس بات سے نہیں ڈرتے ہو کہ تم نے اللہ کے ساتھ ایسی چیزوں کو شریک بنایا ہے جن کے معبود ہونے پر اللہ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی۔

اس میں ما سے مراد معبودان باطلہ ہیں اور بہٖ بمعنی بمعبودیتہ ہے۔

فائدہ (۴۲) لفظ ثُمَّ کا استعمال

قرآن مجید میں ثُمَّ تین معنوں میں استعمال ہوا ہے (۱) برے تراخی فی الزمان یا تعقیب زمانی (۲) برائے استبعاد اور (۳) برائے تعقیب ذکری۔

تراخی فی الزمان:۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ثُمَّ کا مابعد وقوع میں اس کے ماقبل سے متاخر ہے اس کی مثالیں بے شمار ہیں

ثُمَّ استبعادیہ:۔ یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کے ماقبل کی موجودگی میں اس کے مابعد کا وقوع عقل سلیم سے بعید ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّورَ ۗ ثُمَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ (پ ۷، انعام ع ۱)

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے لائق ہیں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تاریکیوں کو اور نور کو بنایا (اس کے باوجود) پھر بھی کافر لوگ اپنے رب کے برابر قرار دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اتنی خوبیوں اور صفتوں کا مالک ہے مگر اس کے باوجود مشرک لوگ اپنے معبودوں کو معبودیت میں اللہ کے برابر سمجھتے ہیں جو عقل سلیم کے سراسر خلاف ہے۔ اگلی آیت میں فرمایا۔

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَضٰٓى أَجَلًا ۚ وَأَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ أَنْتُمْ تَمْتَرُونَ (ایضاً)

وہ وہی ذات ہے جس نے تمھیں مٹی سے پیدا کیا پھر ایک وقت مقرر کردیا اور وقت مقرر اللہ ہی کے پاس ہے کیا پھر بھی تم شک کرتے ہو۔

یعنی اللہ تعالیٰ کی ان صفات کی موجودگی میں مسئلہ توحید میں شک کرنا عقل سلیم سے بعید ہے۔

ثُمَّ برائے تعقیب ذکری:۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ اس کا مابعد اس کے ماقبل سے صرف ذکر میں موخر ہے خواہ وقوع میں وہ اس پر مقدم ہی ہو اور اس کے لئے یہ ضروری نہیں کہ اس کا مابعد اس سے ماقبل سے زمانے کے اعتبار سے بھی موخر ہی ہو بلکہ ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ اس کا مابعد وقوع اور زمانے

کے لحاظ سے اس کے ماقبل سے پہلے ہو اس کا ترجمہ اس طرح ہوگا کہ پہلی چیز کے بعد اب دوسری چیز کا ذکر بھی سن لو۔ مثلاً وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ (پ ۸۔ اعراف ع ۲) اس آیت میں ثُمَّ تعقیب ذکری کے لئے ہے اور ترجمہ اس طرح ہوگا "اور البتہ ہم ہی نے تمہیں پیدا کیا پھر ہم ہی نے تمہاری صورتیں بنائیں اور پھر یہ بات بھی سن لو کہ ہم ہی نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کے آگے سجدہ کرو"۔ ایک اور جگہ ارشاد ہے قَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ (پ ۶ نساء ع ۲۲) یہاں بھی ثُمَّ تعقیب ذکری کے لئے ہے کیونکہ بنی اسرائیل کے بچھڑے کو معبود بنانے کا واقعہ عذاب صاعقہ سے پہلے واقع ہوا تھا اس لئے اس کا ترجمہ اس طرح ہوگا۔ "انھوں نے کہا ہمیں خدا تعالے سامنے دکھا دے پس ان کے ظلم کی وجہ سے انھیں ایک چیخ نے پکڑ لیا۔ پھر یہ بات بھی سن لو کہ انھوں نے بچھڑے کو معبود بنا لیا تھا۔"

فائدہ (۲۵) لفظ اِنَّمَا کی تحقیق

علماء معانی نے لکھا ہے کہ اِنَّمَا کے معنی ہیں مَا اِلَّا۔ انما کا یہ مفہوم اپنی جگہ بالکل درست ہے لیکن قرآن مجید میں بعض جگہ یہ معنی مناسب نہیں مثلاً اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ (پ ۲: بقرہ ع ۲۱) اس آیت میں اگر انما کو ما الا کے مفہوم میں لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ مذکورہ بالا چیزیں ہی حرام ہیں اور ان کے سوا اور کوئی چیز حرام نہیں حالانکہ یہ مطلب غلط ہے۔ اسی طرح اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ (پ ۱۴ حجر ع ۱) میں انما کو ما الا کے مفہوم میں لینا مناسب نہیں۔ اسی لئے علامہ رضی نے لکھا ہے کہ انما تحقیق کے لئے ہے اس صورت میں کوئی خرابی لازم نہیں آتی۔

فائدہ (۲۶) اِذْ کا بیان

اِذْ ظرفیت کے لئے ہوتا ہے اور اس کے بعد متصل جملہ اس کا مضاف الیہ ہوتا ہے۔ ظرف ہونے کی وجہ سے اس کے لئے متعلق کا ہونا ضروری ہے، بعض مفسرین اس سے پہلے اذکر اس کا متعلق محذوف مانتے ہیں اذکر چونکہ فعل متعدی ہے اور اسے مفعول بہ کی ضرورت ہے اس لئے القصۃ اس کا مفعول محذوف نکالتے ہیں یعنی اذکر القصۃ اذ الخ۔ بعض مفسرین اِذْ کو زائد قرار دیتے ہیں۔ صاحب تنویر المقیاس (تفسیر عباسی) اِذْ کو قَدْ کے معنی میں لیتے ہیں۔ بعض اِذْ کو ظرفیت سے خالی کر کے مفعول بہ قرار دیتے ہیں لیکن علامہ رضی نے لکھا ہے کہ اِذْ کا متعلق کبھی اس پر مقدم ہوتا ہے اور کبھی اس سے مؤخر اس لئے ہر جگہ اِذْ کو مقدر ماننے کی ضرورت نہیں۔ مثلاً وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا (پ ۱ بقرہ ع ۴) یہاں قال ربك الخ جملہ اِذْ کا مضاف الیہ ہے اور قَالُوْٓا اس کا متعلق اور عامل ہے جو اس کے بعد قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا میں مذکور ہے۔ ترجمہ اس طرح ہوگا۔ اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں خلیفہ پیدا کرنے والا ہوں۔ اس وقت انھوں (فرشتوں) نے کہا کہ تو زمین میں اس کو پیدا کرتا ہے جو اس میں فساد کرے گا۔ اسی طرح پ ۱۲۔ یوسف ع ۱ میں ہے۔

اِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ ۝ قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ	جب کہا یوسف نے اپنے باپ سے اباجان! میں نے گیارہ ستاروں اور شمس و قمر کو دیکھا ہے کہ وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں اس وقت اس (حضرت یعقوب علیہ السلام) نے کہا میرے بیٹے اپنا خواب بھائیوں کے سامنے بیان نہ کرنا۔

اس آیت میں اِذْ کا متعلق دوسرا قَالَ ہے۔ پ ۷۔ مائدہ ع ۱۶ میں ہے وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ۔ اس میں دوسرا قَالَ۔ اِذْ میں عامل اور اس کا متعلق ہے۔ وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ ـــ چونکہ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ (ع ۱۵) پر معطوف ہے اس لئے وہ اِذْ بھی اسی قَالَ سے متعلق ہے۔ مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اپنے احسانات شمار کرے گا اور جب اس سے پوچھیگا کیا تو نے لوگوں کو اپنی اور اپنی والدہ کی عبادت کرنے کو کہا تھا اس وقت حضرت مسیح علیہ السلام کہیں گے اے میرے رب تو پاک ہے الخ۔

فائدہ (۲۷) وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ کی تحقیق

قرآن مجید میں جہاں یہ ترکیب وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ واقع ہوئی ہے اس میں مفسرین کے تین اقوال ہیں (۱) واؤ عاطفہ ہے اور اس کا معطوف علیہ موقع و محل کے مناسب محذوف ہوتا ہے اکثر مفسرین کی یہی رائے ہے (۲) واؤ عاطفہ ہے اور پہلے جملے کا مضمون اس کا معطوف علیہ ہے یہ قول شاہ عبد القادرؒ کا مختار ہے (۳) واؤ زائدہ ہے اور لیعلم ماقبل کی علت ہے۔ یہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا قول ہے۔

فائدہ (۲۸) كَذٰلِكَ کی تحقیق

كَذٰلِكَ عام طور پر تشبیہ کے لئے آتا ہے لیکن قرآن مجید میں تشبیہ کے علاوہ تعلیل اور بیان کمال کے لئے بھی آیا ہے۔

تعلیلہ کی مثالیں (۱) وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ (پ ۲۴ مومن ع ۱) علامہ سید محمود آلوسی رح لکھتے ہیں ای لذالك (روح ج ۲۴ ص ـ) یعنی اللہ کی آیتوں میں جدال کی وجہ سے تیرے رب کا کلمۂ عذاب ان پر ثابت ہوچکا ہے کہ یہ لوگ دوزخی ہیں (۲) كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ (مومن ع ۴) یعنی آیات بینات میں شک کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو گمراہ کردیتا ہے (۳) كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ (ایضا) یعنی آیتوں میں حجت بازی کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ایسے سرکشوں اور معاندوں کے دلوں پر مہر جباریت لگا دیتا ہے۔" الغرض جن جگہوں میں ماقبل کا مضمون مابعد کے لئے علت ہو وہاں کاف تعلیل کے لئے ہوگا۔ تشبیہ کے لئے نہیں۔

قسم ثانی کی مثالیں (۱) وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ (پ ۲۔ بقرہ ع ۱۷) یہاں کاف بیان کمال کے لئے ہے۔ ترجمہ اس طرح ہوگا۔ اور یوں ہم نے تمہیں امت وسط بنایا۔ جیسا کہ کسی عمدہ نوجوان کو دیکھ کر کہا جاتا ہے کہ جوان اس طرح کے ہوتے ہیں۔ (۲) قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ (پ ۱۶ مریم ع ۱) کہا اے میرے رب میرے یہاں بچہ کس طرح پیدا ہوگا۔ حالانکہ میری بیوی بانجھ ہوچکی ہے اور میں بھی بڑھاپے کی انتہا کو پہنچ چکا ہوں۔ کہا تیرا رب ایسا ہی کرتا ہے۔ اس آیت میں کاف تشبیہ کے لئے نہیں بلکہ بیان کمال کے لئے ہے (۳) قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ۝ قَالَ كَذٰلِكِ ج قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ (ایضا ع ۲) کہا اے میرے رب میرے یہاں کیسے بیٹا ہوگا حالانکہ مجھے کسی مرد نے چھوا تک نہیں اور نہ میں بدکار ہوں۔ کہا تیرا رب یوں ہی کرتا ہے تیرے رب نے فرمایا ہے کہ یہ میرے لئے آسان ہے۔ (۴) وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا (پ ۱۳۔ رعد ع ۵) اور اس طرح ہم نے اسے حکم عربی نازل کیا۔ یہاں بھی کاف بیان کمال کے لئے ہے۔

فائدہ (۲۹) اَلَمْ تَرَ کی تحقیق

لفظ اَلَمْ تَرَ کبھی ابتداءِ کلام میں آتا ہے اور کبھی درمیان میں۔ جب کلام کے درمیان میں آجائے تو اکثر اس کا مابعد۔ ماقبل سے بظاہر مرتبط نظر نہیں آتا مثلاً

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ (پ ۲۔ بقرہ ع ۳۲)	کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اپنے گھروں سے موت کے ڈر سے نکلے تھے اور وہ ہزاروں کی تعداد میں تھے۔

اس سے پہلے طلاق اور عدت کا ذکر ہے اور اس کے بعد جہاد کا۔ بظاہر یہاں کوئی وجہ ارتباط نظر نہیں آتی لہٰذا ایسے مقامات میں اَلَمْ تَرَ کا لفظ اس کے مابعد کو اصل مضمون سے مرتبط کرنے کے لئے لایا جاتا ہے سورۂ بقرہ کے اس مقام میں چونکہ اصل مقصد مسئلہ جہاد کا بیان ہے جو وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ (ع ۲۴) سے شروع ہوا ہے۔ درمیان میں دوسرے امور ضروریہ کا ذکر آگیا تھا اس لئے مسئلہ جہاد کو دوبارہ ذکر کرنے سے پہلے اَلَمْ تَرَ الخ سے ایک واقعہ بیان کیا گیا تاکہ اس کے مابعد کو اصل مضمون سے جو پہلے (دُور) گذر چکا ہے مرتبط کیا جائے اور اس کا ربط مذکورہ واقعہ سے ماقبل طلاق اور عدت سے نہ جوڑا جائے۔ بعینہٖ اسی طرح سورۂ مائدہ کی آیۂ مبارکہ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (پ ۱۔ بقرہ ع ۱۳) وارد ہوا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اگر ابتدائے کلام میں آئے تو اس سے رؤیتِ قلبی مراد ہوتی ہے یا رویتِ بصری۔ رؤیتِ قلبی مراد ہو تو اس کے معنی اس طرح ہوں گے۔ کیا تو نے نہیں جانا یا کیا تمہیں معلوم نہیں؟ اگر نہیں تو اب جان لے اور اگر رؤیت بصری مراد ہو تو اس کے معنی اس طرح ہوں گے۔ کیا تو نے نہیں دیکھا اور نہیں سنا؟ اگر نہیں تو اب دیکھ اور سن لے جیسا کہ شرح معانی الآثار امام طحاوی میں ہے۔

عن عائشۃ قالت دخل علی النبی صلی اللہ علیہ (اس کا ترجمہ یوں ہوگا) اے عائشہ کیا تو نے نہیں دیکھا اور سنا؟
وسلم فقال الم تری ان مجززا نظر انفا الی زید الخ نہیں تو اب سن لے کہ مجزز ابھی ابھی زید کی طرف دیکھا الخ
(باب الولد یدعیہ الرجلان کیف الحکم فیہ)

فائدہ (۳۰) لفظ اَوَكُلَّمَا کی تحقیق

جب ہمزۂ استفہام واو، فا یا ثُمَّ عاطفہ پر داخل ہوجائے تو زمخشری کے نزدیک ان کا بعد معطوف ہوتا ہے اور ہمزۂ استفہام کے بعد معطوف علیہ محذوف مانا جاتا ہے جیسا کہ اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا کو اصل میں اَكَفَرُوْا وَكُلَّمَا عٰهَدُوْا مانتا ہے لیکن علامہ رضی رح نے اس کو رد کیا ہے اور کہا ہے کہ معطوف علیہ محذوف نکالنے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ ہمیشہ کسی ماقبل کلام پر مبنی ہوتا ہے۔ لہٰذا کلام سابق کا مضمون معطوف علیہ ہونا چاہیئے۔ رضی رح نے ہر سہ حروف عاطفہ میں فرق بھی لکھا ہے کہ وَاو اور ثُمَّ تو ہمیشہ ایسے مقامات پر عطف کے لئے استعمال ہوتے ہیں اور فاء کبھی عاطفہ اور کبھی سببیہ ہوتی ہے اور مدخول فاء جملہ منفیہ ہوگا یا نہ اگر جملہ منفیہ ہو تو ہمزۂ توبیخ یا تقریر کے لئے ہوگا اور اگر جملہ منفیہ نہ ہو تو ہمزۂ استفہام انکار کیلئے ہوگا

مثال واو

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ ج وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ۝ اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ (پ ۱۔ بقرہ ع ۱۲)	ہم نے آپ کی طرف روشن آیتیں نازل کیں اور فاسق ہی اس کا انکار کرتے ہیں کیا اور جب کبھی ان لوگوں نے کوئی عہد کیا تو ان میں سے ایک جماعت نے ضرور اس کو نظر انداز کردیا بلکہ ان میں سے اکثر یقین نہیں کرتے۔

یہاں اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا۔ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الخ پر معطوف ہے اور ہمزہ انکار نَبَذَ کے لئے ہے۔ یعنی یوں تو نہ کرنا چاہیئے تھا۔

مثال ثانی قَالُوْا لَوْلَآ اُوْتِيَ مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا بِمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ (پ ۲ قصص ع ۵) اس میں اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا۔ لَوْلَآ اُوْتِيَ پر معطوف ہے اور

چونکہ ہمزہ کا مدخول جملہ منفیہ ہے۔ اس لئے یہاں ہمزہ توبیخ یا تقریر کے لئے ہوگا

مثال فاء وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ (پ ۱۱۔ یونس ع ۵) اس میں اَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ معطوف ہے مِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ پر مِنْهُمْ بمعنے بَعْضُهُمْ ہے۔ تاکہ جملہ کا جملہ پر عطف ہو جائے اور ہمزہ استفہام انکاری کے لئے ہے۔

مثال ثانی مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَاۤءٍ ط اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ۝ (پ ۲۰ قصص ع ۷)

اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرا کون معبود ہے جو تمہیں روشنی لا دے کیا تم نہیں سنتے۔

یہاں فاء سببیہ ہے عاطفہ نہیں۔

مثال ثُمَّ مَاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝ اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ اٰمَنْتُمْ بِهٖ (پ ۱۱ یونس ع ۵)

فائدہ (۳۱) بحث اَرَاَيْتَ (ماخوذ از رضی)

ہمزہ استفہام افعال قلوب پر آئے گا یا ان کے مفعولوں پر اگر مفعولوں پر آئے تو افعال قلوب مکفوف عن العمل ہوں گے اور اگر ہمزہ استفہام افعال قلوب پر آجائے تو مکفوف عن العمل نہ ہوں گے لیکن اس وقت ایک مفعول کو طلب کریں گے اور وہ ایک مفعول مذکور ہو یا محذوف۔ اگر محذوف ہو تو نسیاً منسیاً ہوگا یا منوی اور اس کے بعد استفہام ضرور آئے گا اور وہ جملہ استفہامیہ اور استفہام ظاہر ہوگا۔ یا مقدّر۔

مثال استفہام مقدر قُلْ اَرَاَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ (پ ۷ انعام ع ۵)

مجھے بتاؤ تو سہی اگر تمہارے اللہ کا عذاب اچانک یا علانیہ آجائے تو ظالم لوگوں کے سوا کون ہلاک ہوگا۔

مثال استفہام ظاہر قُلْ اَرَاَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ (پ ۷ انعام ع ۴)

فرما دیجئے۔ مجھے بتاؤ تو سہی۔ اگر تمہارے اللہ کا عذاب آجائے یا تم پر قیامت آجائے تو کیا اللہ کے سوا غیروں کو پکارو گے۔

اس میں اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ استفہام ظاہر ہے اَرَاَيْتَ میں كُمْ مفعول بہ نہیں۔ مفعول کبھی محذوف ہوتا ہے اور کبھی مذکور اور كَ۔ كما۔ كُمْ حروف خطاب ہیں۔ مخاطب کی جرأت (باعتبار افراد تثنیہ۔ جمع۔ تذکیر و تانیث) بیان کرنے کے لئے آتے ہیں (جیسا کہ ذٰلِكُمْ ہے یعنی یہ بات تم کو کہہ رہا ہوں) کبھی کبھی اَرَاَيْتَ تکرار سے لایا جاتا ہے اور ہر ایک کے ساتھ علیحدہ علیحدہ شرط بھی ہوتی ہے ان تمام شرطوں کو باعتبار معنی ایک شرط سمجھا جاتا ہے اور ان کے لئے ایک جزا لائی جاتی ہے

مثال:۔ اَرَاَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى عَبْدًا اِذَا صَلّٰى۔ اَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰى۔ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى۔ اَرَاَيْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى۔ اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى (پ ۳۰۔ علق)

یہ تمام شرائط باعتبار معنی ایک ہیں۔ سب کی جزاء اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى ہے معنی یوں ہوگا "خبر دے تو مجھ کو اس شخص کے متعلق کہ وہ اللہ کے بندے کو جب وہ نماز پڑھتا ہے روکتا ہے جب وہ بندہ ہدایت پر ہو اور لوگوں کو تقویٰ کا حکم دے رہا ہو۔ یہ اس بندے کو جھٹلاتا ہو کیا وہ نہیں جانتا۔ کہ اس کا رب اس کو دیکھ رہا ہے۔" اور رضیؒ نے اس کا مفہوم اس طرح بیان کیا ہے۔

اَمَّا قَوْلُهُمْ اَرَاَيْتَ زَيْدًا مَا صَنَعَ بِمَعْنٰى اَخْبِرْنِيْ وَالنَّصْبُ فِيْهِ وَاجِبٌ وَمَعْنٰى اَرَاَيْتَ اَخْبِرْ هُوَ مَنْقُوْلٌ مِنْ رَاَيْتَ بِمَعْنٰى اَبْصَرْتَ اَوْ عَرَفْتَ كَاَنَّهٗ قِيْلَ مَا اَبْصَرْتَهٗ وَمَا عَرَفْتَ حَالَهُ الْعَجِيْبَةَ اَخْبِرْنِيْ عَنْهَا فَلَا يُسْتَعْمَلُ اِلَّا فِي الْاِسْتِخْبَارِ عَنْ حَالَةٍ عَجِيْبَةٍ لِشَيْئٍ

عربوں کا یہ قول اَرَاَيْتَ زَيْدًا مَا صَنَعَ بمعنی اَخْبِرْنِيْ ہے اور اس میں نصب واجب ہے اور اَرَاَيْتَ کا معنیٰ اَخْبِرْ کرنا اَرَاَيْت بمعنی اَبْصَرْتَ یا عَرَفْتَ سے منقول ہے گویا کہ یہ کہا کہ تونے اس کا عجیب حال دیکھا مجھے اس کے متعلق بتا۔ پس یہ کسی چیز کی عجیبہ حالت کے متعلق پوچھنے ہی میں استعمال ہوتا ہے۔

فائدہ (۳۲) اِلَّا بمعنی مستثنیٰ المنقطع (ماخوذ از رضی)

اِس وقت اِلَّا بمعنے لٰكِنَّ ہوتا ہے اور مستثنیٰ لٰكِنَّ کا اسم ہوتا ہے اور اس کی خبر کبھی مذکور ہوتی ہے اور کبھی محذوف۔

مثال مذکور کی عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا (پ ۲۹۔ جن۔ ع ۲)

غیب کا جاننے والا ہے۔ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا لیکن رسول کے آگے پیچھے فرشتوں کو نگہبان بنا کر چلا دیتا ہے۔

بہتر یہ ہے کہ اس مقام میں اِلَّا بمعنے لٰكِنَّ ہو۔ مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ اس کا اسم اور فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ اس کی خبر ہو اور مستثنیٰ منقطع ہو۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ مستثنیٰ منقطع باعتبار مضمون اپنے ماقبل سے جدا ہوتا ہے۔

فائدہ (۳۳) از قبیل عَلَفْتُهَا تِبْنًا وَمَآءً بَارِدًا

یعنی ایک فعل کے ساتھ ایک معمول کا تعلق ہوتا ہے اور دوسرے فعل کے ساتھ دوسرے معمول کا۔ دوسرے فعل کو حذف کیا جاتا ہے جس میں ظاہر بین انسان سے جو اس حقیقت سے آشنا نہ ہو کلام میں معنی صحیح نہیں بن سکتا جیساکہ مذکورہ مثال میں۔ کیونکہ ظاہری معنی تو یہ ہے۔ کہ کھلایا میں نے اس اونٹنی کو گھاس اور پانی ٹھنڈا۔ ظاہر ہے کہ گھاس کھلایا جاتا ہے لیکن پانی کھلایا نہیں جاتا۔ بلکہ پلایا جاتا ہے۔ اس لئے یہاں سَقَيْتُهَا فعل محذوف ہے یعنی پلایا میں نے اس کو پانی۔ اب مفہوم بالکل صاف ہے۔ بعینہ اسی طرح قرآن مجید میں بھی متعدد مقامات پر اس محاورۂ عرب کو استعمال کیا گیا ہے جہاں بادی الرائے انسان کو کلام کے غیر مربوط ہونے کا وہم پڑتا ہے بلکہ بعض مقامات تو ایسے ہیں جہاں اس کے بغیر معنی ہی نہیں بنتا یعنے خلاف مقصود ہو جاتا ہے اس لئے ان مقامات کو حل کرنے کے لئے بڑی کاوش کرنی پڑتی ہے لیکن اس قانون کے مطابق نہایت آسانی سے حل ہو جاتے ہیں۔ وہ مقامات ذیل میں درج ہیں۔

(۱) وَلَهُ مَا سَكَنَ فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ (پ ۷۔ انعام ع ۲)

اور اسی کا ہے جو بستا ہے (آرام کرتا) رات میں اور دن میں

اب اس جگہ رات میں تو سکون ہوتا ہے لیکن دن میں قدرتی طور پر ہر چیز میں بجائے سکون کے نقل و حرکت پائی جاتی ہے اس مقام پر بھی النَّهَارِ کا فعل محذوف ہے۔ اے نشر فی النہار (یعنی اسی کے قبضہ میں ہیں وہ سب چیزیں جو رات کو آرام و سکون اور دن میں نقل و حرکت کرتی اور پھیلتی ہیں وہ بھی اس کے تصرف میں ہی ہیں)

تائید (۱) هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِبَاسًا وَالنَّوْمَ سُبَاتًا وَجَعَلَ النَّهَارَ نُشُورًا ط (پ ۱۹۔ فرقان۔ ع ۵)

(۲) يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِن قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا (پ ۸۔ انعام ع ۲۰)

جس دن آئے گا ایک نشان تیرے رب کا۔ کام نہ آئے گا ایمان لانا کسی کو جو پہلے سے ایمان نہ لایا تھا یا اپنے ایمان میں کچھ نیکی نہ کی تھی۔

اس آیت میں معتزلہ کا بڑا قوی اشکال وارد ہوتا ہے کیونکہ ظاہری مطلب یہ ہے کہ اگر کسی انسان نے اپنی حالت اضطرار اور مایوسی سے پہلے ایمان قبول نہیں کیا تھا تو اس وقت کا ایمان اس کے لئے مفید نہ ہوگا اور اگر كَسَبَتْ کا عطف آمَنَتْ پر کیا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ ایمان تو پہلے سے قبول کیا ہوا تھا لیکن ایمان کے بعد اس نے حالت مایوسی سے پہلے باقی اعمال صالحہ کو اختیار نہیں کیا تھا تو وہ ایمان بھی مفید نہ ہوگا۔ (کما هو مذهب المعتزلة) حالانکہ یہ معنی مسلک اہلسنت والجماعت کے بالکل خلاف ہے لیکن یہاں بھی اسی قانون کے قرینہ سے حذف اختیار کیا گیا ہے ای أَوْ عَمَلُهَا لَمْ تَكُنْ كَسَبَتْ الخ یعنی وہ مومن تو پہلے سے تھا لیکن اس نے عمل اس وقت شروع کیا کہ حالت مایوسی ظاہر ہو چکی۔ تو اس وقت کا وہ عمل مفید نہ ہوگا۔ نہ کہ وہ پہلا ایمان

(۳) وَنَادَىٰ أَصْحَابُ النَّارِ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنْ أَفِيضُوا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ أَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ (پ ۸۔ اعراف ع ۶)

اور پکاریں گے آگ والے جنت والوں کو بہاؤ ہم پر تھوڑا پانی یا روزی جو تم کو دی اللہ نے۔

یہاں بھی بظاہر مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ ما قبل سے الگ معلوم ہوتا ہے کیونکہ پانی بہانا تو ہو سکتا ہے لیکن روٹی یا طعام بہانا نہیں ہوتا لیکن فی الواقعہ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ کا فعل أَلْقُوا عَلَيْنَا مِمَّا الخ محذوف ہے (از مدارک) یعنی پانی بھی بہاؤ اور کچھ کھانا وغیرہ بھی ہماری طرف ڈالیو۔

(۴) يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ (پ ۱۳۔ ابراہیم ع ۴)

مضبوط کرتا ہے اللہ ایمان والوں کو مضبوط بات سے دنیا کی زندگی اور آخرت میں

یہاں بھی دنیا میں تو پختگی قلب اپنے محل پر ہے لیکن آخرت تو سزا و جزا کا دن ہے نہ کہ عمل کرنے کے لئے دلوں کو مضبوط کرنے کا وقت اس موقع پر بھی فِي الْآخِرَةِ کا فعل يُجْزِي فِي الْآخِرَةِ محذوف ہے۔ یعنی دنیا میں دلوں کو مضبوط رکھتا ہے اور آخرت میں جزاء حسنہ کے درجات سے بہرہ ور فرمائے گا۔ یہ ترجمہ اس تفسیر پر ہے کہ آخرت سے مراد قبر نہ لی جائے۔

(۵) قُلْ مَن ذَا الَّذِي يَعْصِمُكُم مِّنَ اللَّهِ إِنْ أَرَادَ بِكُمْ سُوءًا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً (پ ۲۱۔ احزاب ع ۲)

تو کہہ کون ہے کہ تم کو بچائے اللہ سے اگر چاہے تم پر برائی (نقصان) یا چاہے تم پر مہر (یعنی نفع اور رحمت)

یعنی اگر اللہ تمہیں نقصان یا ضرر پہنچانے کا ارادہ کر چکا ہے تو پھر اسے کون روک سکتا ہے۔ اب اس کے بعد أَوْ أَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً بالکل بے جوڑ نظر آتا ہے لیکن درحقیقت یوں ہے أَوْ مَن ذَا الَّذِي يَمْنَعُ عَنكُمُ الرَّحْمَةَ إِنْ أَرَادَ الخ یعنی جس طرح کہ اس کے عذاب کو کوئی روک نہیں سکتا۔ ٹھیک اسی طرح اگر وہ رحم کرنا چاہے تو اسے بھی کوئی بند نہیں کر سکتا۔

(۶) إِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ (پ ۲۴ حم مومن ع ۶)

ہم مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی دنیوی زندگی میں اور جب کھڑے ہوں گے گواہ۔

لیکن اب اشکال یہ آتا ہے کہ فتح و نصرت اور شکست و ہزیمت تو وہاں ہوتی ہے جہاں دو جماعتوں کی آپس میں ٹکر ہو۔ مقابلہ و جنگ کی نوبت آئے۔ تو حیات دنیا میں تو اس کا ہونا بالکل صحیح ہے لیکن قیامت میں نہ تو کوئی مقابلہ ہے۔ نہ جنگ۔ تو وہاں نصرت کا کوئی معنیٰ سمجھ میں نہیں آتا۔ لیکن حقیقت میں يَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ کا فعل مناسب محذوف ہے ای نَرْحَمُهُمْ يَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ یعنی دنیا میں ہم اپنے پیغمبروں اور مخلص مسلمانوں کو فتح و نصرت دیتے رہے ہیں اور قیامت کے دن ان پر ایک خاص رحمت نازل کر کے ان کے درجات بلند کریں گے۔ تو یہ ایک بہت بڑی تسلی ہو جائے گی۔

(۷) فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ۝ إِذِ الْأَغْلَالُ فِي أَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلَاسِلُ (پ ۲۴ حم مومن ع ۸)

تو آخر جان لیں گے جب طوق پڑیں گے ان کی گردنوں میں اور زنجیریں۔

یہاں بھی اشکال وارد ہوتا ہے۔ کہ طوق کا محل تو واقعی گردن ہی ہے کہ وہ گلے میں ڈالا جاتا ہے لیکن زنجیر بجائے گلے کے پاؤں میں ہوتی ہے حالانکہ قرآن مجید میں اس عادت معروفہ کے خلاف معلوم ہوتا ہے لیکن فی الحقیقت فِیْ اَعْنَاقِهِمْ کے قرینے سے وَالسَّلٰسِلُ کے بعد فِیْ اَرْجُلِهِمْ محذوف ہے۔ بایں معنے کہ ان کے گلے میں طوق ڈالے جائیں گے اور پاؤں کو زنجیروں سے مقید کیا جائے گا۔

(۸) وَمِنْ اٰيٰتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ اِنْ يَّشَاْ يُسْكِنِ الرِّيْحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهٖ اَوْ يُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا (پ ۲۵- حٰم شوریٰ ع ۴)

اور ایک اس کی نشانی چلتے جہاز دریا میں جیسے پہاڑ اگر چاہے تھام دے ہوا پھر رہ جائیں سارے دن ٹھہرے اس اکی پیٹھ پر مقرر اس میں پتے ہیں ہر ٹھہرنے والے کو جو حق مانے یا تباہ کردے ان کشتیوں اور جہازوں کو۔

اب یہاں بھی يُوْبِقْهُنَّ کا عطف فَيَظْلَلْنَ پر کیا جائے تو اشکال یہ آتا ہے کہ ہواؤں کے ٹھہرنے سے رواکد علی ظهره یعنی کشتیوں کا پانی کی پیٹھ پر ٹھہر جانا بالکل صحیح ہے لیکن ایسی حالت میں يُوْبِقْهُنَّ یعنی ان کی ہلاکت متفرع نہیں ہوسکتی۔ اس لئے اس۔ کے مناسب فعل محذوف ہوگا۔ ای اویأت بریح عاصف فیوبقهن الخ یعنی یا ہواؤں کو زور سے چلا دیتا ہے جس کی وجہ سے ان کشتیوں کے پرخچے اڑجاتے ہیں اور تباہ ہوجاتی ہیں۔

(۹) قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا۔ (پ ۲۶- فتح :- ع ۲)

تو کہہ کس کا کچھ بس چلتا ہے اللہ سے تمہارے واسطے اگر وہ چاہے تم پر تکلیف یا چاہے تم کو فائدہ۔

اس مقام میں بھی وہی تقریر ہے جو سورۂ احزاب کی آیت میں گذر چکی ہے اور بقرینہ ماقبل اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا کے بعد اَوْ فَمَنْ يمنع النفع ان اراد الخ یعنی جس طرح اس کے نقصان کو کوئی بچا نہیں سکتا اسی طرح اس کے نفع ورحمت کو کوئی بند نہیں کرسکتا۔

(۱۰) وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ (پ ۲۸ حشر ع ۱)

اور جو گھر پکڑ رہے ہیں اس گھر میں اور ایمان میں۔

یہاں بھی تعمیر وتخریب آبادی اور بربادی کا تعلق دار (مکان) سے ہوسکتا ہے لیکن ان ظاہری معنوں کے مطابق ایمان سے مربوط نظر نہیں آتا۔ اس لئے فعل مناسب محذوف ہوگا۔ ای حَصَّلُوا الْاِيْمَانَ یعنی تعمیر دار کے ساتھ وہ ایمانی قوت اور نورانیت کو بھی حاصل کرچکے ہیں۔

(۱۱) وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (پ ۲۸ جمعہ ع ۱)

اور دوسروں کے واسطے بھی جو ابھی ان میں شامل نہیں ہوئے۔

اس کے ماقبل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف کا تذکرہ آرہا ہے

(۱۲) يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

یعنی آپ ان کو اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھ کر سناتے ان کے دلوں کا تزکیہ فرماتے اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں، سنت نبوی دیتے اور تزکیہ قلوب فرماتے ہیں

ان چیزوں کا تعلق اصحاب رضوان اللہ علیہم سے تو ظاہر ہے لیکن آخَرِيْنَ کو براہ راست بلا واسطہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تزکیہ نصیب نہیں ہوسکتا اس لئے یہ جملہ يُزَكِّيْهِمْ کے ساتھ نہیں لگتا اس کا فعل محذوف ہے يُطَهِّرُ كِتَابُهٗ اٰخَرِيْنَ یعنی بعد والے لوگوں کو آپ پر نازل کردہ کتاب پاکیزہ بناتی ہے۔

فائدہ (۳۴) تفسیر بالرای کی تحقیق

حدیث میں ہے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من قال فی القرآن برأیه فاصاب فقد اخطأ
(ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی)

جس نے قرآن (کی تفسیر) میں اپنی رائے سے کچھ کہا اور (اتفاق سے) اسکی بات صحیح نکلی تو بھی اس نے غلطی کی۔

اور ایک حدیث میں ہے۔

من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوأ مقعده من النار (ابوداؤد) جس نے قرآن (کی تفسیر) میں علم کے بغیر کچھ کہا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

پہلی حدیث کی صحت میں محدثین کو کلام[1] ہے اور دوسری حدیث صحیح ہے ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنی رائے سے قرآن مجید کی تفسیر کرنا ناجائز ہے گناہ کبیرہ ہے لیکن ساتھ ہی یہ حقیقت بھی مسلم ہے کہ ہر ہر آیت کی تفسیر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں حالانکہ ہر آیت کی تفسیر میں کسی نہ کسی صحابی، تابعی یا تابع التابعی سے کوئی نہ کوئی اقوال ضرور منقول ہے۔ جیسا کہ تفسیر ابن جریر اور درمنثور سے معلوم ہوتا ہے اس سے ظاہر ہے کہ جن آیتوں کی تفسیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں صحابہ کرام۔ تابعین اور دیگر ائمہ اسلام نے اپنی رائے اور اجتہاد سے ایسی آیتوں کی تفسیر فرمائی۔ اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ تفسیر بالرائے والاجتہاد مطلقاً ناجائز اور حرام نہیں۔ ذیل میں مفسرین کرام کے اقوال نقل کئے جاتے ہیں جن سے معلوم ہوجائے گا کہ کس مفہوم سے تفسیر بالرائے ناجائز اور حرام ہے۔

علامہ قرطبی اندلسی المتوفی ۶۷۱ھ فرماتے ہیں کہ تفسیر بالرائی کی ممانعت کا مطلب یہ ہے کہ

ان یکون له فی الشیء رأی والیه میل من طبعه وهواه

کسی معاملہ میں اس کی ایک رائے ہو اور اسکی جانب خواہش نفس کی بنا پر اسکا طبعی

---

[1] کما فی الروح ج ۱ ص ۶ والاتقان ج ۲ ص ۱۷۹ عن المدخل وفی التفسیر الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ج ۱ ص ۳۲ وتفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۵ اس کی سند کے ایک راوی سہیل بن ابی حزم پر بعض ناقدین نے جرح کی ہے۔ امام بخاری۔ نسائی اور ابو حاتم نے لیس بالقوی (وہ قوی نہیں) اور امام یحیٰ بن معین نے ضعیف کہا ہے امام ابن معین سے اس کے بارے میں صالح کا لفظ بھی منقول ہے۔ میزان الاعتدال ج ۱ ص ۳۸۹۔ (سجاد بخاری)

فيتاول القرآن على وفق رأيه وهواه ليحتج على تصحيح غرضه (تفسیر قرطبی ج ۱ ص ۳۳)

میلان ہو اور وہ اپنی رائے اور خواہش کے مطابق قرآن کی تفسیر کرے تاکہ اپنی غرض (فاسد) کی صحت پر استدلال کر سکے

علامہ خازن رقمطراز ہیں :-

قال العلماء النهي عن القول في القرآن بالرأي انما ورد في حق من يتأول القرآن على مراد نفسه وهو تابع لهواه (خازن ج ۱ ص ۶)

علماء نے فرمایا ہے کہ تفسیر بالرائے سے ممانعت اس شخص کے بارے میں وارد ہوئی ہے جو اپنی خواہش نفس کے مطابق قرآن کی تفسیر کرے اور وہ اپنی خواہش (و بدعت) کا متبع ہو۔

اس کے بعد اس کی مثال بیان فرماتے ہیں :-

كما يحتج ببعض آيات القرآن على تصحيح بدعته وهو يعلم ان المراد من الآية غير ذالك لكن غرضه ان يلبس على خصمه بما يقوى حجته على بدعه كما يستعمله الباطنية والخوارج وغيرهم من اهل البدعة في المقاصد الفاسدة

جیسا کہ کوئی شخص اپنی بدعت کا جواز ثابت کرنے کے لئے قرآن کی بعض آیتوں سے استدلال کرے حالانکہ وہ اچھی طرح جانتا ہو کہ آیت کا مطلب کچھ اور ہی ہے لیکن اس کی غرض یہ ہو کہ وہ مقابل کو ایسی چیز سے دھوکہ دے جو اس کی بدعات کے دلائل کو مضبوط کرے جیسا کہ باطنیہ خوارج اور دوسرے اہل ہوا (گمراہ فرقے) اپنی اغراض فاسدہ کیلئے ایسا کرتے ہیں۔

اور علامہ سیوطی امام ابوبکر ابن الانباری سے ناقل ہیں۔

حمله بعض اهل العلم على ان الرأي معنى به الهوى (الاتقان ج ۲ ص ۱۸۱)

بعض اہل علم (پہلی حدیث) کو اس پر محمول کرتے ہیں۔ اس میں رائے سے مراد خواہش نفس ہے (یعنی بدعت اور گمراہی)

ان عبارتوں سے معلوم ہوا کہ تفسیر بالرائے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص جو کسی گمراہ فرقہ سے متعلق ہو اور اپنی گمراہی اور بدعت پر قرآن کی آیتوں سے استدلال کرے لیکن اگر ایک شخص علوم تفسیر، حدیث، لغت، صرف و نحو اور علم معانی و بیان کا متبحر عالم ہو اور صحیح العقیدہ اہل سنت و جماعت ہو اگر وہ قرآن مجید کی کسی آیت کا ایسا مفہوم بیان کرے جو اسلام کے مسلمہ اصول و عقائد کے عین مطابق ہو اور قواعد زبان سے بھی پوری پوری موافقت رکھتا ہو تو وہ تفسیر بالرائے میں داخل نہیں ہوگا۔ چنانچہ علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں۔

من تكلم بما يعلم من ذالك لغة وشرعا فلا حرج عليه ولهذا روى عن هؤلاء وغيرهم اقوال في التفسير (تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۶)

جس نے قرآن کی تفسیر میں لغت اور شریعت کے اعتبار سے اپنے علم کیمطابق گفتگو کی اس پر کوئی حرج نہیں۔ اسی لئے ان (سلف) سے اور بعد کے علمائے تفسیر میں بہت سے اقوال منقول ہیں۔

علامہ خازن رقمطراز ہیں :-

فاما التأويل وهو صرف الآية على طريق الاستنباط الى معنى يليق بها محتمل لما قبلها وما بعدها وغير مخالف للكتاب والسنة فقد رخص فيه اهل العلم (خازن)

رہی تاویل یعنی آیت کو بطور استنباط ایسے معنی پر محمول کرنا جو اس کے مناسب ہو اور ماقبل اور مابعد کے اعتبار سے اس کا احتمال ہو اور وہ کتاب و سنت کے خلاف بھی نہ ہو تو اس کی علمانے اجازت دی ہے۔

اور علامہ قرطبی فرماتے ہیں :-

من استنبط معناه بحمله على الاصول المحكمة المتفق على معناها فهو ممدوح (قرطبی)

جس شخص نے محکم اور متفق علیہا اصولوں پر محمول کرکے قرآن مجید (کی کسی آیت) سے کوئی مفہوم اخذ کیا وہ قابل تعریف ہے۔

اور مفسر ابوحیان اندلسی المتوفی ۷۴۵ھ فرماتے ہیں۔

ليس من اجتهد ففسر على قوانين العلم والنظر بداخل في ذالك الحديث ولا هو يفسر برأيه ولا يوصف بالخطأ (البحر المحیط ج ۱ ص ۱۳)

جس نے غور و فکر سے کام لیا اور علم و نظر کے اصولوں کے مطابق قرآن کی تفسیر کی وہ اس حدیث میں داخل نہیں۔ اس کی تفسیر، تفسیر بالرائے نہیں ہوگی اور نہ خطاء کی طرف منسوب ہوگی۔

علامہ سیوطی امام بغوی اور کواشی سے نقل کرتے ہیں۔

التاويل صرف الآية الى معنى موافق لما قبلها وبعدها تحتمله الآية غير مخالف للكتاب والسنة من طريق الاستنباط غير محظور على العلماء بالتفسير (الاتقان ج ۲ ص ۱۸۱)

تاویل یعنی آیت کو اجتہاد و استنباط کے طریق پر ایسے مفہوم پر محمول کرنا جو سیاق و سباق کے مطابق ہو اور آیت میں اس کی گنجائش ہو اور وہ مفہوم کتاب و سنت کے خلاف بھی نہ ہو، علماء تفسیر کیلئے ناجائز اور ممنوع نہیں۔

خلاصۃ الکلام یہ کہ کسی آیت کا ایسا مفہوم بیان کرنا جو اس کے سیاق و سباق کے مطابق زبان کے اصول و قواعد کے موافق۔ کتاب و سنت سے ہم آہنگ اور آیت کے الفاظ کا محتمل ہو (یعنی آیت کو اس پر محمول کرنے کی گنجائش ہو) تو اسے تفسیر بالرائے نہیں کہیں گے بلکہ وہ تاویل ہوگی جو شرعاً جائز ہے

حصۂ سوم

مسئلۂ اِلٰہ

قرآن میں اس مسئلہ کو بہت سی تعبیروں اور مختلف عنوانات کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

عنوانِ اول:۔ مشرکین اللہ جل شانہ کے قائل تھے اور اس کی ہستی کے منکر نہیں تھے۔

عنوانِ ثانی:۔ مندرجہ ذیل صفات صرف اللہ تعالےٰ میں مانتے تھے اور ان میں کسی کو بھی خدا کا شریک نہیں سمجھتے تھے۔

زمینوں اور آسمانوں کا خالق، انسانوں کا خالق۔ سورج اور چاند کو اپنے حکم کے ماتحت رکھ کر چلانے والا، ہر شئے پر غالب۔ بڑے علم والا، آسمانوں سے اپنی مرضی کے مطابق پانی اتارنے والا، پانی سے مردہ زمین کو زندہ کرنے والا، تمام زمین و مافیہا کو اپنی حکومت میں رکھنے والا۔ ہر ایک کو پناہ دینے والا، اور خود کسی سے پناہ نہ لینے والا، تمام جانداروں کو رزق دینے والا، کانوں اور آنکھوں کا مالک۔ زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے یعنی کافر سے مومن اور بالعکس، غلام سے آزاد اور بالعکس پیدا کرنے والا، سارے جہان کے کاموں کا مدبر

عنوانِ ثالث:۔ مشرکینِ مکہ دو خدا کے قائل نہ تھے کیونکہ وہ ایک ہی ذات کو اللہ کہتے تھے۔

عنوانِ رابع:۔ اللہ جل شانہ کو اپنی صفات میں ایک ماننے کے بعد اپنے دوسرے معبودوں کو اِلٰہ کہتے تھے یعنی ان کو خدا کی صفاتِ الوہیت میں خدا کا شریک بناتے تھے۔

عنوانِ خامس:۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تر مخالفت صرف اس بات میں تھی کہ اللہ جل شانہ کے سوا دوسرا کوئی اِلٰہ نہیں۔

عنوانِ سادس:۔ اس مسئلہ کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مندرجہ ذیل اتہامات لگائے گئے:۔ شاعر، مجنون، ساحر، کذّاب، کاہن، اللہ کے سوا دوسرے معبودوں کو گالیاں دینے والا وغیرہ۔

عنوانات اول، ثانی اور ثالث کے متعلق آیاتِ قرآنیہ، ان آیات میں وہ صفات بھی مذکور ہیں جو مشرکینِ مکہ اللہ جل شانہ ہی میں مانتے ہیں۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ○ (پ۲۱ عنکبوت ع۶)

اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمان اور زمین کو کس نے پیدا کیا اور سورج و چاند کو کس نے مسخر کیا تو ضرور کہیں گے کہ اللہ نے۔ پھر وہ کدھر بھرے جاتے ہیں۔

اس کے بعد

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۚ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○

اللہ ہی کشادہ کر دیتا ہے رزق اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہے اور جس کے لئے چاہے تنگ کر دیتا ہے۔ یقیناً اللہ تعالےٰ ہر شئے کو جاننے والا ہے۔

سے تنویر لا کر اس طرف اشارہ فرمایا کہ وہ اللہ کی اس صفت کو بھی مانتے ہیں۔ پھر فرمایا:۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ

اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمان سے پانی اتار کر زمین کو اس کی موت کے بعد کس نے زندہ کیا تو ضرور کہیں گے کہ اللہ نے۔

ایک اور جگہ فرمایا:۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ۙ (پ۲۵: زخرف ع۱)

اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمینوں کو کس نے پیدا کیا تو ضرور کہیں گے کہ انہیں غالب اور سب کچھ جاننے والے نے پیدا کیا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ مشرکین اللہ تعالےٰ کو ہر شئے پر غالب اور بڑے علم والا مانتے تھے۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ (پ۲۵: زخرف ع۷)

اگر آپ ان سے پوچھیں کہ تمہیں کس نے پیدا کیا تو ضرور کہیں گے اللہ ہی نے۔

اس سے معلوم ہوا کہ انسانوں کا پیدا کرنے والا صرف اللہ تعالےٰ ہی کو مانتے تھے۔

قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۚ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ○ (پ۱۸: مومنون ع۵)

فرما دیجئے کہ زمین اور اس کی چیزیں کس کے قبضے میں ہیں اگر جانتے ہو تو بتاؤ۔ جلدی ہی کہیں گے کہ اللہ کا قبضہ ہے۔ فرما دیجئے کہ نصیحت حاصل کیوں نہیں کرتے ہو؟

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۚ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ○ (ایضاً)

فرما دیجئے کہ ساتوں آسمانوں اور بڑے عرش کا رب کون ہے؟ جلدی سے کہیں گے کہ اللہ کہہ دیجئے کیا تم ڈرتے نہیں؟

قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۚ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ○ (ایضاً)

فرما دیجئے کہ ہر چیز کی بادشاہی کس کے قبضے میں ہے وہ پناہ دیتا ہے اور وہ پناہ نہیں دیا جاتا بتاؤ اگر تم جانتے ہو۔ جلدی ہی کہیں گے اللہ ہی ہے فرما دیجئے کہ پھر کہاں سے تم پر جادو پڑ جاتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ہر شئے کو قبضۂ قدرت میں رکھنے والا، ہر شئے کو پناہ دینے والا جس کے مقابلے میں کسی کو پناہ نہ مل سکے صرف اللہ تعالےٰ ہی کو مانتے تھے

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَ

پوچھئے تمہیں آسمانوں اور زمینوں سے روزی کون دیتا ہے یا کون مالک ہے کانوں اور

الْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ (پ ۱۱ : یونس ع ۴)

آنکھوں کا اور زندہ سے مردہ اور مردہ سے زندہ کو کون نکالتا ہے اور کاموں کی تدبیر کون کرتا ہے تو کہیں گے اللہ ہی یہ تمام کام کرتا ہے تو فرما دیجئے کہ پھر ڈرتے نہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ آسمانوں اور زمین سے رزق دینے والا، کانوں اور آنکھوں کا مالک یعنی ضامن، کافر سے مومن پیدا کرنے والا اور بالعکس، آزاد سے غلام پیدا کرنے والا اور بالعکس اور تمام امور کی تدبیر کرنیوالا صرف اللہ تعالےٰ ہی کو جانتے تھے۔ اور مذکورہ صفات میں وحدہٗ لاشریک جانتے تھے۔ اور ایک ہی اللہ کے قائل تھے۔

چوتھے اور چھٹے عنوان کے متعلق آیاتِ قرآنیہ

اِنَّهُمْ كَانُوْۤا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْۤا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ۝ (پ ۲۳ : صٰفّٰت ع ۲)

جب انہیں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا جاتا تو اکڑتے اور کہتے تھے کہ کیا ہم ایک شاعر پاگل کے کہنے سے اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں۔؟

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ کو ماننے کے بعد جب ان کے معبودوں کی نفی کی جاتی تھی تو سرکشی کرتے اور کہتے تھے کہ یہ پاگل ہو چکا ہے اور لوگوں کو اپنے شاعرانہ کلام سے تابع کر لیتا ہے۔

وَعَجِبُوْۤا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۖ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ۝ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰۤى اٰلِهَتِكُمْ ۖ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ يُّرَادُ ۝ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۖ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۝ (پ ۲۳ : ص ع ۱)

اور اس پر تعجب کرنے لگے کہ ان کے پاس انہی میں سے ڈرانے والا آگیا تو کافروں نے کہا کہ یہ جادوگر اور جھوٹا ہے کیا اس نے ایک ہی معبود مان رکھا ہے یہ ایک بڑے تعجب کی بات ہے اور چل کھڑے ہوئے کئی سردار ان میں سے کہ چلو اور جمے رہو اپنے معبودوں پر۔ بے شک اس بات میں کچھ غرض ہے ہم نے اس پچھلے دین میں تو یہ نہیں سنا یہ تو ایک من گھڑت بات ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ معبودانِ باطلہ کی نفی کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معاذ اللہ ساحر اور کذاب کہتے تھے یعنی جب اس مسئلہ کو منوانے کے لئے اللہ کریم معجزات شق القمر وغیرہ حضرت نبی کریم علیہ السلام کے ہاتھ پر ظاہر فرماتا تو کہتے تھے ساحر و کذاب ہے۔ نیز کہتے (معاذ اللہ) بے دین ہے۔ اس نے نیا دین نکالا ہے۔ صحیح دین یہی ہے کہ اپنے معبودوں پر قائم رہو بخاری شریف جلد ثانی میں آیا ہے کہ کفار مکہ نبی علیہ السلام کے حق میں یہ کہتے تھے یَسُبُّ اٰلِهَتَنَا ہمارے معبودوں کو گالیاں دیتا ہے۔ حالانکہ گالی دینا تو نبی کریم علیہ السلام کی شان ہی سے بالکل بعید ہے لیکن وہ اپنے معبودانِ باطلہ کی معبودیت کی نفی ہی کو وہ گالی سمجھتے تھے۔

عنوان رابع۔ انبیاء علیہم السلام کے زمانے میں مشرک لوگ اللہ تعالےٰ کو ایک مان کر دوسروں کو الٰہ یعنی معبود مانتے تھے۔ بہر حال وہ بھی ایک خدا کے قائل تھے اور اللہ کے سوا دوسروں کو معبود کہتے تھے۔ تمام انبیاء علیہم السلام کو ان کے معبودوں کی معبودیت کی نفی کے لئے مبعوث کیا گیا۔ آیتِ ذیل میں تمام انبیاء علیہم السلام کے متعلق اجمالاً بیان کیا گیا

وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْۤ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۝ (پ ۱۷ : انبیاء ع ۲)

آپ سے پہلے بھی ہر پیغمبر کی طرف یہی وحی کرتے رہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں پس میری ہی عبادت کرو۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام پیامبر غیر اللہ کی معبودیت کی نفی کے لئے آئے تھے۔ اکثر انبیاء علیہم السلام کے متعلق تفصیلی آیات حسبِ ذیل ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ (پ ۸ : الاعراف ع ۸)

ہم نے نوح (علیہ السلام) کو ان کی قوم کی طرف بھیجا۔ تو آپ نے کہا اے میری قوم صرف اللہ ہی کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا اور کوئی معبود نہیں۔

اس کے جواب میں نوح علیہ السلام کو ان کی قوم نے کہا تھا۔

وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ۝ (پ ۲۹ : نوح ع ۲)

اور قوم نے کہا کہ اپنے معبودوں کو اور وَدّ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کو ہرگز نہ چھوڑو۔

اس سے معلوم ہوا کہ انہوں نے اللہ تعالےٰ کے سوا دوسروں کو معبود بنا رکھا تھا انکے خود ساختہ معبودوں کو نہ ماننے کی وجہ سے انہوں نے نوح علیہ السلام کو گمراہ کہا

وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ (پ ۸ : الاعراف ع ۸)

نوح علیہ السلام کی قوم کے سرداروں نے کہا ہم تجھے کھلی گمراہی میں دیکھتے ہیں۔

حضرت ہود علیہ السلام

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ؕ (پ ۸ : الاعراف ع ۹)

اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود (علیہ السلام) کو بھیجا گیا۔ آپ نے کہا اے میری قوم اللہ ہی کی عبادت کرو۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ سو کیا تم ڈرتے نہیں۔

اس کے جواب میں قوم نے ہود علیہ السلام سے کہا۔

قَالُوْا یٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَیِّنَةٍ وَّ مَا نَحْنُ بِتَارِكِیْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَ مَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِیْنَ۝ اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ؕ (پ۱۲: ہود ع ۵)

انہوں نے کہا اے ہود! تو کوئی صاف بات لے کر ہمارے پاس نہیں آیا اور ہم تیرے کہنے سے اپنے ٹھاکروں (معبودوں) کو نہیں چھوڑیں گے اور ہم تجھے ماننے کے نہیں۔ ہم تو یہی کہتے ہیں کہ ہمارے کسی معبود نے تمہیں آسیب پہنچایا ہے

اس سے معلوم ہوا کہ اس مسئلہ توحید کی وجہ سے قوم نے حضرت ہود علیہ السلام سے کہا کہ ہم تیرے کہنے پر اپنے معبودوں کو نہ چھوڑیں گے بلکہ اس قسم کی باتیں وہ شخص کرتا ہے جس کے ہوش ٹھکانے نہ ہوں۔ لہذا تیرے بھی ہوش و حواس خراب ہو چکے ہیں۔ تجھ پر ہمارے معبودوں کی مار پڑ چکی ہے۔ نیز کہا:۔

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ؕ (پ۲۶: الاحقاف: ع ۳)

انہوں نے کہا کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ ہمیں ہمارے معبودوں سے پھیر دے؟ اگر تو سچا ہے تو ہم پر وہ عذاب جس کا تو وعدہ کرتا ہے، لے آ۔

نیز جواب میں کہا گیا:۔

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَ نَذَرَ مَا كَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ۝ (پ۸ الاعراف: ع ۹)

انہوں نے کہا تو اس لئے ہمارے ہاں آیا ہے کہ ہم ایک ہی اللہ کی عبادت کریں؟ اور جن معبودوں کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے چھوڑ دیں بس اگر تو سچا ہے تو ہمارے پاس وہ عذاب لے آ جس کا تو وعدہ کرتا ہے۔

حضرت صالح علیہ السلام

وَ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ (پ۸: الاعراف: ع ۱۰)

اور قوم ثمود کی طرف ہم نے ان کے بھائی صالح (علیہ السلام) کو بھیجا۔ آپ نے کہا۔ اے میری قوم! اللہ ہی کی عبادت کرو۔ تمہارا اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں

اس کے جواب میں قوم نے کہا:۔

قَالُوْا یٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِیْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَاۤ اَتَنْهٰىنَاۤ اَنْ نَّعْبُدَ مَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَ اِنَّنَا لَفِیْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَاۤ اِلَیْهِ مُرِیْبٍ۝ (پ۱۲: ہود: ع ۶)

انہوں نے کہا اے صالح! اس سے پہلے ہمیں تجھ سے امید تھی۔ کیا تو ہمیں ان معبودوں کی عبادت سے جنہیں ہمارے باپ دادا پوجتے تھے، منع کرتا ہے بیشک ہم اس (مسئلہ توحید) سے جس کی طرف تو ہمیں بلاتا ہے بڑے شک میں ہیں

یعنی قوم نے کہا کہ اس مسئلہ کے بیان کرنے سے پہلے ہم تجھے نیک خیال کرتے تھے لیکن اب معلوم ہوا کہ تو ہمیں ان حضرات سے جن کی ہمارے باپ دادا عبادت کرتے تھے روکنے کے لئے آیا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام

وَ اذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ اِبْرٰهِیْمَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا۝ اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ یٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا یَسْمَعُ وَ لَا یُبْصِرُ وَ لَا یُغْنِیْ عَنْكَ شَیْئًا (پ۱۶: مریم: ع ۳)

اور کتاب میں ابراہیم (علیہ السلام) کا ذکر کیجئے۔ بے شک وہ بہت ہی سچا نبی تھا جب اپنے باپ سے کہا کہ اے میرے باپ تو ان کی عبادت کیوں کرتا ہے جو نہ سنتے نہ دیکھتے اور نہ تیرے کچھ کام ہی آتے ہیں۔

یعنی ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہا کہ تو ان کی عبادت کیوں کرتا ہے جو تیری بات بھی نہیں سن سکتے اور تجھ سے وہ کوئی تکلیف بھی دور نہیں کر سکتے الحاصل نہ عالم الغیب ہیں، نہ حاضر و ناظر اور نہ ہی نفع نقصان کے مالک ہیں۔

اس کے جواب میں باپ نے یوں کہا:۔

قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِیْ یٰۤاِبْرٰهِیْمُ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَ اهْجُرْنِیْ مَلِیًّا۝ (ایضاً)

اس نے کہا کیا تو میرے معبودوں سے روگردانی کرتا ہے اگر تو نہ رکا تو میں تجھے سنگسار کر دوں گا۔ اور مجھ سے دور ہو جا ایک مدت تک۔

یعنی باپ نے کہا، اگرچہ تو نے نام تو نہیں لیا لیکن میں سمجھ گیا ہوں کہ تو میرے ان حضرات کے متعلق کہہ رہا ہے جن کی میں عبادت کرتا ہوں، ان سے تو مجھے دور کرنا چاہتا ہے باز آجا ورنہ میں تجھے پتھروں سے مروا دوں گا۔

اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کے بعض معبودوں کے ناک و کان وغیرہ کاٹ دئے تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ ان کے معبود کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ قوم نے کہا:۔

قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَاۤ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِیْنَ (پ۱۷: انبیاء ع ۵)

انہوں نے کہا، ہمارے معبودوں سے یہ سلوک کس نے کیا وہ بڑا ظالم ہے۔

انہی میں سے کچھ لوگ بولے:۔

قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى یَّذْكُرُهُمْ یُقَالُ لَهٗۤ اِبْرٰهِیْمُ ؕ قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰۤى اَعْیُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَشْهَدُوْنَ ؕ (حوالہ بالا)

انہوں نے کہا، ہم نے سنا ہے کہ ایک نوجوان جسے ابراہیم کہتے ہیں ان کے متعلق کچھ کہتا رہتا ہے انہوں نے کہا کہ اسے لوگوں کے سامنے لاؤ تاکہ وہ اسے دیکھ لیں۔

اسی وجہ سے قوم نے آخر میں یہ فیصلہ کیا۔

قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانْصُرُوا آلِهَتَكُمْ

انہوں نے کہا۔ اس (یعنی ابراہیم علیہ السلام) کو جلادو اس میں تمہارے معبودوں کی بات رہ جائے گی۔

حضرت لوط علیہ السلام

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ○ قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمٍ مُجْرِمِينَ لا لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِنْ طِينٍ مُسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِينَ ○ فَأَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيهَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ لا فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ

(پ۲۷: الذاریات: ع۲)

ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا۔ اے بھیجے ہوئے تمہارا کیا کام ہے۔ انہوں نے کہا، ہم گناہ گار قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں تاکہ ہم ان پر مٹی کے پتھر پھینکیں جو کہ نشاندار ہیں تمہارے رب کے ہاں حد سے گذرنے والوں کے لئے۔ پھر بچا نکالا ہم نے جو تھا ایمان والا۔ وہاں مسلمانوں کا ایک ہی گھر پایا۔

لوط علیہ السلام کے متعلق صرف یہی آیات آئی ہیں جن میں توحید کا ذکر ہے۔ البتہ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ ○ میں اجمالاً لوط علیہ السلام کا ذکر بھی آیا ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام

وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ط قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ط (پ۸: الاعراف: ع۱۱)

قوم مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب (علیہ السلام) کو بھیجا۔ انہوں نے کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔

اور وَإِنْ كَانَ طَائِفَةٌ مِنْكُمْ آمَنُوا بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ یعنی ان کی قوم میں سے بعض نے مسئلہ توحید کو مان لیا تھا اور بعض نے انکار کر دیا تھا اَلَّذِی سے مراد مسئلہ توحید ہے اور جنہوں نے اس مسئلہ کو نہ مانا تھا، انہوں نے جواب میں کہا:۔

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لَنُخْرِجَنَّكَ يَا شُعَيْبُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَا (پ۹: اعراف)

شعیب (علیہ السلام) کی قوم کے متکبر لوگوں نے کہا۔ اے شعیب! ہم تجھے اور تجھ پر ایمان لانے والوں کو شہر سے نکال دیں گے یا تم ہمارے دین میں واپس آجاؤ گے۔

قَالُوا يَا شُعَيْبُ أَصَلَاتُكَ تَأْمُرُكَ أَنْ نَتْرُكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا أَوْ أَنْ نَفْعَلَ فِي أَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ ط إِنَّكَ لَأَنْتَ الْحَلِيمُ الرَّشِيدُ ○

(پ۱۲: ہود: ع۸)

انہوں نے کہا، اے شعیب! کیا نماز پڑھنے نے تجھے یہ سکھایا کہ ہم چھوڑ دیں ان معبودوں کو جن کی ہمارے باپ دادا عبادت کرتے تھے یا جو کچھ ہم اپنے مالوں میں کرتے ہیں۔ وہ چھوڑ دیں۔ تو بردبار اور نیک چلن ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام

وَأَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوحَىٰ إِنَّنِي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي ط وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي ○ (پ۱۶: طٰہٰ: ع۱)

إِذْهَبْ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ ○

میں نے تجھے منتخب کر لیا ہے پس جو وحی کی جارہی ہے اس کو سن۔ میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی بھی معبود نہیں۔ پس میری ہی عبادت کر اور میرے ذکر کیلئے نماز قائم کر۔ فرعون کی طرف جا وہ سرکش ہو چکا ہے۔

اس کے جواب میں فرعون نے کہا:۔

قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعَالَمِينَ ○ قَالَ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا إِنْ كُنْتُمْ مُوقِنِينَ ○ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهُ أَلَا تَسْتَمِعُونَ ○ قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ ○ قَالَ إِنَّ رَسُولَكُمُ الَّذِي أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ لَمَجْنُونٌ ○ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ ○ قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ إِلَٰهًا غَيْرِي لَأَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُونِينَ ○ (پ۱۹: شعرا: ع۲)

فرعون نے کہا۔ کیا معنی پروردگارِ عالم کے۔ کہا آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان دونوں میں ہے، ان کا رب۔ اگر تم یقین کرو۔ جو اس کے پاس تھے انہیں کہا۔ کیا تم نہیں سنتے۔ فرمایا موسیٰ ؑ نے، تمہارا رب اور تمہارے باپ دادا کا رب۔ کہا جو رسول تمہاری طرف بھیجا گیا ہے، پاگل ہے۔ کہا، مشرق و مغرب اور جو کچھ ان کے درمیان ہے۔ سب کا رب، اگر تم سمجھتے ہو۔ فرعون نے کہا کہ اگر تم نے میرے سوا کسی اور کو "اِلٰہ" بنایا تو میں تجھے قیدی بنا دوں گا۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرِي ج فَأَوْقِدْ لِي يَا هَامَانُ عَلَى الطِّينِ فَاجْعَلْ لِي صَرْحًا لَعَلِّي أَطَّلِعُ إِلَىٰ إِلَٰهِ مُوسَىٰ وَإِنِّي لَأَظُنُّهُ مِنَ الْكَاذِبِينَ (پ۲۰: قصص: ع۴)

اور فرعون نے کہا۔ اے دربار والو! مجھے تو اپنے سوا تمہارے لئے کوئی معبود معلوم نہیں۔ سو آگ دے میرے لئے گارے کو۔ پھر میرے لئے ایک محل بنا تاکہ میں جھانک لوں موسیٰ ؑ کے رب کو۔ اور میں اسے جھوٹا خیال کرتا ہوں۔

فرعون کے ساتھیوں نے جواب میں کہا:۔

قَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ أَتَذَرُ مُوسَىٰ وَقَوْمَهُ لِيُفْسِدُوا

فرعون کی قوم کے سرداروں نے کہا، کیا تو موسیٰ ؑ اور اس کی قوم کو چھوڑتا ہے تاکہ

فِي الْاَرْضِ وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ (پ۹: الاعراف: ع ۱۵)

وہ زمین میں فساد کریں اور وہ تجھے اور تیرے معبودوں کو چھوڑے رہیں۔

الحاصل موسیٰ علیہ السلام نے بھی یہی مسئلہ بیان کیا کہ اللہ جل شانہ کے سوا دوسرا کوئی الٰہ نہیں۔ فرعون نے جواب میں موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ تو نے میرے سوا کسی دوسرے کو الٰہ بنایا تو تجھے قید کردونگا اور قوم سے کہا کہ اس کی بات نہ ماننا میرے سوا تمہارا کوئی الٰہ نہیں۔ اور موسیٰ علیہ السلام (معاذ اللہ) پاگل ہیں۔ مندرجہ ذیل آیات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد باقی انبیاء علیہم السلام کا اجمالی ذکر کیا گیا ہے:۔

اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ ط جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرَدُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فِيْٓ اَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوْٓا اِنَّا كَفَرْنَا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ وَاِنَّا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ط

(پ۱۳: ابراہیم: ع ۱)

کیا تمہیں اپنے سے پہلی قوم نوح، عاد اور ثمود اور جو ان سے پیچھے ہوئے ان کی خبر نہیں آئی۔ اللہ کے سوا انہیں کوئی نہیں جانتا۔ ان کے رسول ان کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے تو انہوں نے اپنے ہاتھ ان کے منہ میں دے دیئے اور کہا کہ جس (مسئلہ توحید) کے ساتھ تم بھیجے گئے ہو، ہم اس کا انکار کرتے ہیں اور جس (مسئلہ توحید) کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو۔ ہم اس کے بارے میں بڑے شک میں ہیں

حضرت یعقوب علیہ السلام

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ط اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ ط قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ط (پ۱: بقرہ: ع ۱۶)

کیا تم حاضر تھے جس وقت یعقوب (علیہ السلام) کو موت آئی، جب انہوں نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ میرے بعد کس کی عبادت کروگے؟ انہوں نے کہا ہم تیرے اور تیرے باپ دادا ابراہیم، اسمٰعیل و اسحٰق علیہم السلام کے ایک ہی معبود کی عبادت کریں گے۔

حضرت یوسف علیہ السلام

اِنِّيْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ط وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ط مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ (پ۱۲: یوسف: ع ۵)

میں نے اس قوم کے مذہب کو جو اللہ پر ایمان نہیں رکھتے اور قیامت کے بھی منکر ہیں، چھوڑ دیا ہے اور میں نے اپنے باپ دادا، ابراہیمؑ، اسحٰقؑ اور یعقوبؑ کا اتباع کیا ہے۔ ہمارے شایانِ شان نہیں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو بھی شریک بنائیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ط هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ

(پ۱۶: مریم: ع ۲)

بیشک اللہ ہی میرا اور تمہارا رب ہے۔ پس اسی کی عبادت کرو۔ یہی سیدھا راستہ ہے۔

لیکن نصاریٰ کے مولویوں اور پیروں کا حال یہ تھا:۔

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ج وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ج لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ط (پ۱۰: توبہ: ع ۵)

انہوں نے اپنے مولویوں، پیروں اور مسیح ابن مریمؑ کو اللہ کے سوا رب بنالیا۔ حالانکہ وہ ایک ہی معبود کی عبادت کرنے کا حکم دیئے گئے تھے۔ وہ وہی معبود ہے اور پاک ہے ان شریکوں سے جنہیں وہ شریک بناتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو یہی فرماتے رہے کہ اللہ کریم جل شانہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں۔ ان کے چلے جانے کے بعد قوم نے اپنے مولویوں، پیروں اور عیسیٰؑ کو بھی الٰہ بنالیا۔ جیسا کہ عزیر علیہ السلام کو الٰہ بنالیا تھا۔ اسی وجہ سے اللہ تعالےٰ نے انہیں کافر کہا۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ط

(پ۶: مائدہ: ع ۱۰)

کافر ہوئے وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ اللہ وہی ہے عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام)

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ط وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ط (حوالہ مذکورہ بالا)

یقیناً کافر ہوئے وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ اللہ تین میں کا تیسرا ہے۔ حالانکہ الٰہ تو ایک ہی ہے۔

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ط (حوالہ مذکورہ بالا۔ ع ۱۶)

جب فرمائے گا اللہ تعالےٰ عیسیٰ ابن مریمؑ سے۔ کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا معبود بنالو۔

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام، ان کی والدہ، پیروں، فقیروں اور مولویوں کو الٰہ بنا رکھا تھا۔

اللہ کے سوا کس کس کو معبود بنایا گیا

ملائکہ، انبیاء علیہم السلام، مولویوں اور پیروں کو خواہ وہ نیک ہوں یا بد لیکن ان بُروں کو بھی نیک خیال کرکے معبود بنایا گیا۔ سورج اور ستاروں کو، جنات اور بالخصوص

سیطان تو۔ انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کی قبور کو جن درختوں کے نیچے انبیاءِ عظام اور اولیائے کرام بیٹھے تھے لیکن یہ یاد رہے کہ قبور اور درخت وغیرہ کی جگہوں میں بھی دراصل انبیاءِ کرام اور اولیائے عظام ہی کو معبود خیال کیا جاتا تھا۔

ملائکہ کے متعلق آیات قرآنیہ،

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلَٰئِكَةِ أَهَٰؤُلَاءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ ○ قَالُوا سُبْحَانَكَ أَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُونِهِمْ بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ أَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُؤْمِنُونَ ○

(پ ۲۲: سبا: ع ۵)

جس دن اللہ سب کو اکٹھا کرے گا۔ پھر فرشتوں سے کہے گا کیا یہ لوگ تمہاری ہی عبادت کرتے تھے۔ کہیں گے تو پاک ہے شریکوں سے تو ہی ان کے سوا ہمارا کارساز ہے بلکہ وہ جنوں کی عبادت کرتے تھے اور ان میں بہت سے ان پر ایمان رکھتے تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ مشرکین نے ملائکہ کو معبود بنالیا تھا یعنی ان کو حاجات کے وقت پکارتے تھے۔ اور ملائکہ کے جواب سے معلوم ہوا کہ دراصل بہ فعل شرک کرانے والے جنات تھے کیونکہ دراصل جنات ہی ان کے معبود رہتے۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِهِ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا ○ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ ۚ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا ○

(پ ۱۵: بنی اسرائیل: ع ۶)

فرما دیجئے کہ بلاؤ ان لوگوں کو جنہیں تم نے اللہ کے سوا معبود گمان کر لیا ہے سو وہ تم سے تکلیف دور کرنے اور بدل دینے کا اختیار نہیں رکھتے۔ وہ لوگ جنہیں یہ پکارتے ہیں وہ تو اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈھتے ہیں کہ ان میں سے کون زیادہ قریب ہے۔ اور اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں بے شک تیرے رب کا عذاب ڈرنے کے لائق ہے۔

یہ آیت باتفاق مفسرین ملائکہ اور انبیاء علیہم السلام کے حق میں ہے

وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ الْبَنَاتِ سُبْحَانَهُ وَلَهُمْ مَا يَشْتَهُونَ ○

(پ ۱۴، نحل: ع ۷)

اور اللہ کے لئے بیٹیاں بناتے ہیں اللہ کی ذات تو پاک ہے۔ اور اپنے لئے جس کی وہ خواہش رکھتے ہیں (یعنی بیٹے مانگتے ہیں)

قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَمَا لَهُ مِنْهُمْ مِنْ ظَهِيرٍ ۔ (پ ۲۲: سبا: ع ۳)

فرما دیجئے کہ جنہیں تم اللہ کے سوا معبود گمان کرتے تھے، انہیں پکارو۔ وہ آسمانوں اور زمین میں سے ذرّہ بھر کے مالک نہیں۔ اور نہ ہی ان کا ان دونوں میں کچھ ساجھا ہے اور نہ ہی ان میں سے ان کا کوئی مددگار ہے۔

انبیاء علیہم السلام کے حق میں

يَوْمَ يَجْمَعُ اللَّهُ الرُّسُلَ فَيَقُولُ مَاذَا أُجِبْتُمْ ۖ قَالُوا لَا عِلْمَ لَنَا ۖ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ (پ ۷: المائدہ: ع ۱۵)

جس دن کہ اللہ سارے رسولوں کو اکٹھا کرے گا اور کہے گا۔ کیا جواب دیئے گئے تھے تم، عرض کریں گے کہ ہمیں تو کچھ خبر نہیں، تو ہی غیب دان ہے۔

چونکہ انبیاء علیہم السلام کو ان کے چلے جانے کے بعد غائبانہ حاجات میں پکارا گیا۔ لہٰذا ان سے سوال کیا جائے گا کہ تمہارے پیچھے کیا کچھ ہوتا رہا۔ (تفسیر کبیر)

إِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ أَأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَٰهَيْنِ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۖ قَالَ سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ ۚ إِنْ كُنْتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ ۚ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ ۚ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ○ مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ ۖ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنْتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ○ (پ ۷: المائدہ: ع ۱۶)

جب فرمائے گا اللہ، اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا معبود بنالو۔ تو کہیں گے پاک ہے تو (معبودیت میں) شریکوں سے۔ میرے شایانِ شان نہیں کہ میں وہ بات کہوں جس کا حق مجھے حاصل نہیں اگر میں نے یہ کہا ہوتا تو تجھے اس کا علم ہوتا تو تو میرے دل کی باتیں جانتا ہے اور تیرے جی کی باتیں میں نہیں جانتا۔ کیونکہ تو ہی غیب دان ہے۔ میں نے تو انہیں وہی کچھ کہا جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ اللہ ہی کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے اور جب تک میں ان میں رہا ان سے خبردار تھا اور جب تو نے مجھے اٹھالیا تو ان کی خبر رکھنے والا تو ہی تھا۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ۖ ذَٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ ۖ يُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ ۚ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ ۚ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ○ اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۔ (پ ۱۰ توبہ: ع ۵)

یہودیوں نے کہا کہ عُزیر (علیہ السلام) اللہ کے بیٹے ہیں۔ اور نصاریٰ نے کہا کہ عیسیٰ (علیہ السلام) اللہ کے بیٹے ہیں۔ یہ ان کے منہ کی باتیں ہیں۔ پہلے کافروں کی بات کی مشابہت کرتے ہیں۔ خدا انہیں تباہ کرے، کدھر پھرے جاتے ہیں۔ انہوں نے اپنے مولویوں، پیروں اور مسیح ابن مریمؑ کو الٰہ بنالیا (چاہے وہ مولوی اور پیر نیک ہوں یا بد)

* * *

اولیائے کرام کے حق میں

أَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ۝ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرٰى ۝ (پ۲۷: نجم ع۱)

کیا تم نے لات، عزّیٰ اور ایک تیسرے منات کو دیکھا۔

ان میں سے لات ایک بزرگ تھا۔ جیسا کہ بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۷۲۱ میں ہے۔ اور عزّیٰ اور نائلہ دو بدکار مرد و زن تھے۔

وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ۝ (پ۲۹: نوح: ع۲)

اور انہوں نے کہا کہ تم اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑو۔ اور وَدّ، سواع یغوث اور نسر کو بھی ہرگز نہ چھوڑنا۔

یہ پانچ نوح علیہ السلام کی قوم میں نیک آدمی تھے۔ جب فوت ہوئے تو ان کی صورتیں پتھروں پر کندہ کیں اور ان کو غائبانہ حاجات میں پکارا گیا جیسا کہ بخاری جلدِ ثانی ص۷۳۲ اور تفسیر عزیزی میں اس مقام پر ہے کہ یہ پانچوں حضرت شیث ؑ کے نیک بیٹے تھے۔ فتح الباری میں ایک روایت مرسل ہے کہ ود حضرت شیث علیہ السلام کا نام ہے اور چار ان کے بیٹے ہیں۔ بہر حال یہ پانچوں نیک مرد تھے، پتھر نہ تھے۔

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَشُرَكَآؤُكُمْ ۚ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَآؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ ۝ (پ۱۱: یونس: ع۳)

جس دن ہم سب کو اکٹھا کریں گے۔ پھر مشرکوں سے کہیں گے کہ تم اور تمہارے شریک اپنی جگہ پڑی رہو۔ پس ہم ان کے درمیان پھوٹ ڈال دیں گے اور ان کے شریک کہیں گے کہ تم تو ہماری عبادت نہیں کرتے رہے۔

سورج کے متعلق

وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (پ۱۹: نمل ع۲)

میں نے اسے اور اس کی قوم کو اللہ کے سوا سورج کے سامنے سجدہ کرتے دیکھا۔

ستاروں کے متعلق

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ۝ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ ۝ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝ (پ۷: انعام: ع۹)

جب اسے رات نے پا لیا تو ایک ستارہ دیکھ کر کہا کہ یہ میرا رب ہے جب وہ غائب ہو گیا تو کہا میں غائب ہو جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ پھر جب چمکتے چاند کو دیکھا تو کہا کہ یہ میرا رب ہے۔ پھر جب وہ غائب ہو گیا تو کہا کہ اگر مجھے رب میرے نے ہدایت نہ دی ہوتی تو میں ضرور ظالم بن جاتا۔ پھر جب سورج کو چمکتا ہوا دیکھا تو کہا یہ میرا رب ہے یہ تو بڑا ہے۔ پھر جب وہ بھی غائب ہو گیا تو فرمایا اے میری قوم! جن کو تم شریک ٹھہراتے ہو، میں ان سے بیزار ہوں۔

جنّات کے بارے میں

وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ (پ۲۹: جن ع۱)

بے شک بہت سے انسان کتنے جن مردوں سے پناہ پکڑتے تھے۔

اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض لوگ جنات سے پناہ مانگتے تھے۔ اس کے لئے رسالہ "الفرقان بین اولیاء الرحمٰن و اولیاء الشیطان" مصنفہ علامہ ابن تیمیہ ؒ کا دیکھنا ضروری ہے۔

اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۭ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ۝ (پ۱۵: کہف: ع۷)

کیا میرے سوا تم اسے (شیطان کو) اور اس کی اولاد کو دوست بناتے ہو حالانکہ وہ تمہارے کھلے دشمن ہیں۔ ظالموں کو برا بدلہ ہاتھ لگا۔

اس سے معلوم ہوا کہ شیطان اور اس کی اولاد کو کارساز بنایا گیا۔

وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ۭ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ۭ اِنِّىْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ۭ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ (پ۱۳: ابراہیم: ع۴)

جب کام پورا ہو چکے گا تو شیطان کہے گا کہ بیشک اللہ نے تم سے سچا وعدہ کیا اور میں نے بھی تم سے وعدہ کیا مگر میں نے تم سے وعدہ خلافی کر دی۔ اور مجھے تو تم پر کچھ غلبہ نہ تھا مگر یہ کہ میں نے تمہیں بلایا پس تم نے میری بات مان لی۔ پس مجھے ملامت نہ کرو بلکہ اپنے آپ کو ملامت کرو۔ نہ میں تمہارا فریاد رس ہوں اور نہ تم میرے اور جو تم نے اس سے پہلے مجھے شریک بنایا تھا میں اس کا انکار کرتا ہوں، بے شک ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ شیطان کو بھی مولائے کریم کا شریک ٹھہرایا گیا۔

حدیث میں ہے حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَآئِهِمْ مَسَاجِدَ

خدا یہودیوں اور نصرانیوں پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے انبیاءؑ کی قبور کو سجدہ گاہ بنا لیا

إِذَا مَاتَ فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلَيْهِ مَسْجِدًا الخ

جب ان میں کوئی نیک مرد مرجاتا ہے تو اس پر قبہ بنا دیتے ہیں۔

اسی طرح حضور علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی:۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِي وَثَنًا يُعْبَدُ

اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنانا جس کی عبادت ہونے لگے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شجرۃ الرضوان کو جڑ سے اسی لئے اکھیڑ دیا تھا کہ وہاں اس کی پوجا نہ شروع ہو جائے۔ جیسا کہ آجکل بزرگوں کی خانقاہوں میں ہو رہا ہے۔

نیک پیروں کے حق میں

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا مَكَانَكُمْ أَنْتُمْ وَشُرَكَاؤُكُمْ ۚ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ ۖ وَقَالَ شُرَكَاؤُهُمْ مَا كُنْتُمْ إِيَّانَا تَعْبُدُونَ ○ فَكَفَىٰ بِاللّٰهِ شَهِيدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ إِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغَافِلِينَ ○ (پ۱۱: یونس: ع۳)

جس دن ہم ان سب کو اکٹھا کریں گے تو مشرکوں سے کہیں گے کہ تم اور تمہارے شریک اپنی جگہ پر قائم رہو۔ پھر ان میں پھوٹ ڈال دیں گے تو ان کے شریک کہیں گے کہ تم تو ہماری بندگی نہ کرتے تھے۔ سو اللہ ہمارے اور تمہارے درمیان کافی شاہد ہے۔ ہمیں تو تمہاری عبادت کی خبر تک نہ تھی۔

وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ○ أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ ۖ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ (پ۱۴: نحل: ع۲)

جنہیں وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ تو کچھ بھی نہیں پیدا کر سکتے بلکہ وہ خود پیدا کئے ہوئے ہیں مرے ہیں کہ ان میں جان نہیں اور نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔

شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے حق میں ہے جو مرے ہوئے بزرگوں کو پوجتے ہیں۔

وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ أَشْرَكُوا شُرَكَاءَهُمْ قَالُوا رَبَّنَا هٰؤُلَاءِ شُرَكَاؤُنَا الَّذِينَ كُنَّا نَدْعُوا مِنْ دُونِكَ ۖ فَأَلْقَوْا إِلَيْهِمُ الْقَوْلَ إِنَّكُمْ لَكَاذِبُونَ ○ (حوالہ مذکورہ بالا رکوع ۱۲)

جب مشرک اپنے شریکوں کو دیکھیں گے تو کہیں گے اے ہمارے رب! یہی وہ ہمارے شریک ہیں جنہیں ہم تیرے سوا پکارتے تھے۔ تب وہ انہیں کہیں گے کہ تم جھوٹے ہو۔

شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلوی رح نے لکھا ہے کہ جو لوگ بزرگان دین کو پوجتے ہیں وہ بزرگ بے گناہ ہیں۔ ایک شیطان وہی نام رکھ کر اپنے آپ کی پوجا کرتا ہے اسی لئے قیامت کے دن وہ کہیں گے کہ تم جھوٹے ہو۔

وَإِنْ مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَوْ مُعَذِّبُوهَا عَذَابًا شَدِيدًا ۚ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا (پ۱۵: بنی اسرائیل ع۶)

کوئی ایسی بستی نہیں کہ جسے ہم قیامت کے دن سے پہلے ہلاک نہ کر دیں یا اس پر سخت آفت نہ ڈالیں۔ یہ بات کتاب میں لکھی گئی ہے۔

اس پر حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رح نے لکھا ہے "ہم تقدیر میں لکھ چکے ہیں کہ ہر شہر کے لوگ اپنے ایک بزرگ کو مقرر کر کے پوجتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ ہم اس کی رعیت ہیں اور اس کی پناہ میں ہیں سو وقت آنے پر کوئی پناہ نہیں دے سکتا۔"

أَفَحَسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ يَتَّخِذُوا عِبَادِي مِنْ دُونِي أَوْلِيَاءَ ۚ إِنَّا أَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ نُزُلًا ○ (پ۱۶: کہف: ع۱۲)

کیا اب کافر یہ خیال کرتے ہیں کہ میرے سوا میرے بندوں کو کارساز بنالیں۔ ہم نے کافروں کی مہمانی کے لئے دوزخ تیار کی ہے۔

وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ ○ إِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ ۖ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ ۚ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ ○ (پ۲۲: فاطر: ع۲)

جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ ایک چھلکے کے بھی مالک نہیں اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار نہیں سنتے۔ اور اگر بالفرض سن بھی لیں تو تمہاری حاجت برآری نہیں کر سکتے! اور قیامت کے دن تمہارے شریک بنانے سے منکر ہو جائیں گے اور جاننے والے کی طرح تجھے کوئی بھی خبر نہ دے گا۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِهِ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا ○ أُولٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ ۚ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا ○ (پ۱۵: بنی اسرائیل: ع۶)

فرما دیجئے کہ جنہیں تم نے اللہ کے سوا گمان کر لیا ہے انہیں بلاؤ۔ پس وہ تم سے تکلیف دور کرنے اور نہ ہی پھیر دینے کا اختیار رکھتے ہیں وہ لوگ جنہیں یہ پکارتے ہیں وہ خود اپنے رب کی نزدیکی ڈھونڈتے ہیں کہ ان میں کا کون زیادہ نزدیک ہے اس کی رحمت کی امید کرتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بیشک آپ کے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِ اللّٰهِ ۖ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَمَا لَهُ مِنْهُمْ مِنْ ظَهِيرٍ ○ (پ۲۲: سبا: ع۳)

فرما دیجئے کہ جنہیں تم نے اللہ کے سوا گمان کر رکھا ہے انہیں بلاؤ۔ وہ آسمانوں میں ایک ذرہ بھر چیز کے مالک نہیں اور نہ ہی زمین میں اور نہ ہی ان کا ان دونوں میں کچھ ساجھا ہے۔ اور نہ ہی ان میں سے کوئی اس کا مددگار ہے۔

ثُمَّ قِيلَ لَهُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُونَ ○ مِنْ دُونِ اللّٰهِ ۖ قَالُوا ضَلُّوا عَنَّا بَلْ لَمْ نَكُنْ نَدْعُوا مِنْ قَبْلُ شَيْئًا (پ۲۴: حٰم مومن: ع۸)

پھر انہیں کہا جائیگا کہ کہاں ہیں وہ معبودانِ باطلہ جنہیں تم اللہ کے سوا شریک بناتے تھے کہیں گے کہ ہم سے گم ہو چکے ہیں، نہیں نہیں، بلکہ ہم نے تو پہلے کبھی کسی کو پکارا ہی نہیں۔

وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ أَيْنَ شُرَكَائِي قَالُوا آذَنَّاكَ مَا مِنَّا مِنْ شَهِيدٍ ○

اور جس دن کہ پکاریگا کہ میرے شریک کہاں ہیں، کہیں گے کہ ہم نے تجھے کہہ سنایا کہ

وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَدْعُوْنَ مِنْ قَبْلُ وَظَنُّوْا مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ○ (پ۲۵: حٰم سجدہ: ع ۶)

ہم میں سے کوئی بھی اس کا اقرار نہیں کرتا اور پہلے جنہیں پکارتے تھے وہ ان سے گم ہوگئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ انہیں کہیں خلاصی نہیں۔

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ○ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ○ (پ۲۶: الاحقاف: ع ۱)

اس شخص سے زیادہ گمراہ کون ہے جو اللہ کے سوا ان کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی کچھ حاجت روائی نہیں کرسکتے۔ اور وہ اس کی پکار سے بے خبر ہیں جب تمام لوگوں کو اکٹھا کیا جائے گا تو وہ ان کے دشمن اور ان کی عبادت سے منکر ہونگے

فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ؕ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ○

(پ۲۶: الاحقاف: ع ۴)

پس ان کی ان معبودوں نے جنہیں کہ اللہ کے سوا بڑے درجے پانے کو معبود بنا لیا، مدد کیوں نہ کی۔ یہ ان کا جھوٹ ہے اور جو کچھ کہ اپنے پاس سے افترا باندھ لیتے ہیں۔

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْۤا اَيْنَ شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ○ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ ○ اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ○ (پ۷: الانعام: ع ۳)

جس دن کہ ہم ان سب کو اکٹھا کریں گے پھر مشرکوں سے کہیں گے کہ کہاں ہیں تمہارے وہ شریک جن کا تمہیں دعوےٰ تھا۔ پھر ان کا یہی گندا جواب ہوگا کہیں گے کہ اللہ کی قسم جو ہمارا رب ہے، ہم شریک بنانے والے نہ تھے۔ دیکھئے کیسے اپنے اوپر جھوٹ بولا۔ اور جو باتیں کہ بنایا کرتے تھے، ان سے کھوئی گئیں۔

وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ؕ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ○ (پ۷: الانعام: ع ۱۱)

البتہ تم ہمارے پاس اکیلے اکیلے آچکے جس طرح کہ ہم نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا اور جو کچھ اسباب ہم نے تمہیں دیا تھا اسے اپنے پیچھے چھوڑ آئے ہو۔ اور جن شریکوں کا تمہیں دعوےٰ تھا کہ ان کا تم میں ساجھا ہے انہیں ہم تمہارے ساتھ نہیں دیکھتے! البتہ تمہارا تعلق منقطع ہوگیا اور جو دعویٰ کرتے رہے وہ تم سے جاتے رہے۔

حَتّٰۤى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْۤا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ○ (پ۸: الاعراف: ع ۴)

حتیٰ کہ جب ہمارے بھیجے ہوئے جان لینے کو ان کے پاس آئیں گے تو کہیں گے کہ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے تھے وہ کہاں ہیں، کہیں گے کہ ہم سے گم ہوچکے ہیں اور اپنے اوپر اقرار کریں گے کہ وہ کافر تھے۔

قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَاۤ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ قَدْ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ○ (پ۸: الاعراف: ع ۶)

بیشک ہمارے رب کے رسول سچی بات لائے۔ سو کیا اب ہمارا کوئی سفارشی ہے جو سفارش کرے یا ہم لوٹا دیئے جائیں کہ پہلے کاموں کے خلاف کام کریں انہوں نے اپنے آپ کو نقصان پہنچایا اور جو افترا باندھتے تھے ان سے گم ہوگیا۔

وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ○ (پ۱۳: رعد: ع ۲)

جنہیں وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ ان کے کچھ بھی کام نہیں آسکتے۔ مگر جیسے کہ کسی نے پانی کی طرف دونوں ہاتھ پھیلا دیئے تاکہ اس کے منہ میں پہنچے اور وہ تو کبھی اس کے منہ میں نہ پہنچیگا اور کافروں کی پکار تو نری گمراہی ہے۔

یعنی جس طرح وہ پانی ان کی بات کو سن بھی نہیں سکتا اور نہ ہی ان تک پہنچ کر پیاس کو دور کرسکتا ہے۔ بعینہٖ اسی طرح خدا کے نیک بندے نہ تو غائبانہ پکاریں سنتے ہیں اور نہ ہی ان تک پہنچ کر ان کی تکلیف دور کرسکتے ہیں۔

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْۤ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ ؕ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَاۤ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ○ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَاۤ اَمَرْتَنِيْ بِهٖۤ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ؕ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ○

(پ۷: المائدہ: ع ۱۶)

جب فرمائے گا اللہ تعالےٰ اے عیسیٰ بن مریمؑ کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا معبود بنالو۔ کہیں گے اے خدا! تو شریکوں سے پاک ہے۔ میرے شایانِ شان نہیں کہ میں ایسی بات کہوں جس کا مجھے حق نہیں اگر میں نے کہی ہے تو تو میرے دل کی باتیں جانتا ہے اور میں تیرے دل کی باتیں نہیں جانتا۔ بیشک تو غیبوں کا جاننے والا ہے۔ میں نے تو انہیں وہی کہا جس کا تو نے مجھے حکم دیا کہ اللہ ہی کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے اور جب تک میں ان میں رہا تو ان کے اعمال دیکھتا رہا اور جب تو نے مجھے اٹھا لیا تو تو خود ہی ان پر نگہبان تھا اور تو ہی ہر ایک چیز کو دیکھتا ہے۔

قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ (پ۱۳: رعد: ع ۲)

فرما دیجئے! کیا تم نے اللہ کے سوا ایسے کارساز بنالئے ہیں جو اپنے نفع اور نقصان کے بھی مالک نہیں۔

وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا (پ۱۵: کہف: ع ۷)

اور جس دن کہیگا کہ میرے جن شریکوں کا تمہیں دعوے تھا، ان کو بلاؤ۔ پھر وہ پکاریں گے تو وہ کچھ جواب نہ دیں گے اور ہم ان کے درمیان ہلاکت کی جگہ کر دیں گے۔

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ۙ كَلَّا ۭ سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ۝ (پ ۱٦: مریم: ع ۵)

لوگوں نے اللہ کے سوا معبود بنالئے ہیں تاکہ وہ ان کے مددگار ہوں، ہرگز نہیں وہ ان کی عبادت کرنے کا انکار کردیں گے اور ان کے مخالف ہوجائیں گے۔

وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا ۭ (پ ۲۵: زخرف: ع ۱)

انہوں نے اس کے بندوں سے خدا کی اولاد مقرر کررکھی ہے۔

مشرک مولویوں اور پیرونکے حق میں آیاتِ قرآنیہ

اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ۭ كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ۝

(پ ۲: بقرہ: ع ۳۰)

جب پیروی کئے ہوئے (بدمولوی اور بدپیر) پیروی کرنے والوں سے بیزار ہوجائیں گے اور عذاب دیکھیں گے اور ان کے سب تعلقات منقطع ہوجائیں گے، پیرو کہیں گے، کیا اچھا ہوتا کہ ہمیں دنیا کی طرف لوٹ جانے کا موقع مل جاتا پھر ہم بھی ان سے ایسے بیزار ہوتے جیسے کہ یہ ہم سے بیزار ہوچکے ہیں اسی طرح اللہ حسرت دلانے کے لئے انہیں انکے اعمال دکھلائے گا اور وہ آگ سے ہرگز نہیں نکلیں گے۔

كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ۭ حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَاۗءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ۭ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۝ (پ ۸: الاعراف: ع ۴)

جب ایک گروہ داخل ہوگا تو دوسرے گروہ کو لعنت کریگا۔ حتی کہ جب سب اس میں گر چکے ہونگے تو ان کے پچھلے پہلوں کو کہیں گے، اے اللہ انہوں نے ہی ہمیں گمراہ کیا۔ پس تو انہیں آگ کا دونا عذاب دے۔ فرمائے گا کہ دونوں کا دوگنا ہے مگر تم نہیں جانتے اور ان کے پہلے پچھلوں سے کہیں گے پس تم کو ہم پر کچھ بڑائی نہ ہوئی پس اب اپنے اعمالِ شرکانہ کے سبب جو کیا کرتے تھے عذاب چکھو

وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰۗؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ۭ سَوَاۗءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ۝ (پ ۱۳: ابراہیم: ع ۳)

اور سب اللہ کے سامنے کھڑے ہوں گے تو کمزور زبردستوں سے کہیں گے کہ ہم تو تمہارے تابع تھے سو کیا تم ہمیں اللہ کے عذاب سے بچاؤ گے کہیں گے کہ اگر خدا نے ہمیں ہدایت دی ہوتی تو ہم تمہیں راستہ دکھلاتے۔ برابر ہے ہمارے حق میں کہ بے قراری کریں یا صبر ہمیں خلاصی نہیں۔

وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ښ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ ۨ الْقَوْلَ ۚ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ۝ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَاۗءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ۭ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۭ وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْٓ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (پ ۲۲: سبا: ع ۴)

اور کبھی تو دیکھے کہ جب ظالم اپنے رب کے سامنے کھڑے ہوں گے اور ایکدوسرے پر بات ڈالتے ہوں گے، کمزور زبردستوں سے کہیں گے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم ایماندار ہوتے۔ زبردست کمزوروں سے کہیں گے کہ ہدایت پہنچنے کے بعد کیا ہم نے تمہیں ہدایت سے روکا تھا بلکہ تم خود گنہگار تھے۔ اور کمزور بڑائی کرنے والوں سے کہیں گے کہ کوئی نہیں پر رات دن کے فریب سے جب تم ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ اللہ کی نافرمانی کریں اور اس کے ساجھی بنائیں اور جب عذاب دیکھیں گے تو پریشانی ظاہر کریں گے اور ہم منکروں کی گردنوں میں طوق ڈال دینگے جو کرتے تھے وہی بدلہ پائیں گے۔

يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ۝ وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاۗءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ۝ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ۝

(پ ۲۲: الاحزاب: ع ۸)

جس دن وہ آگ میں منہ کے بل ڈالے جائیں گے تو کہیں گے ہائے افسوس کیا اچھا ہوتا کہ ہم خدا اور رسول کا کہا مانتے اور کہیں گے اے ہمارے رب! ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا۔ پس انہوں نے ہمیں سیدھے راستے سے ہٹا دیا اے ہمارے رب! انہیں دوگنا عذاب دے اور ان پر بڑی پھٹکار کر۔

اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ۝ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ۝ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ۝ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ۝ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ۝ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَاۗءَلُوْنَ ۝ قَالُوْٓا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ ۝ قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ ۚ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ ۝ فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَآ ڰ اِنَّا لَذَاۗىِٕقُوْنَ ۝ فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ ۝ فَاِنَّهُمْ يَوْمَىِٕذٍ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ۝

اکٹھا کرو مشرکوں، ان کے ساتھیوں (پیر بھائیوں) اور ان معبودانِ باطلہ کو جن کی وہ اللہ کے سوا عبادت کرتے تھے پھر انہیں دوزخ کی راہ پر چلاؤ اور انہیں کھڑا رکھو (کیونکہ) ان سے پوچھنا ہے کہ تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے۔ کوئی نہیں۔ آج وہ اپنے آپ کو پکڑواتے ہیں اور وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوکر ایک دوسرے سے سوال کریں گے۔ کہیں گے کہ تم ہی ہم پر دائیں طرف سے آتے تھے وہ بولے کوئی نہیں پر تم ہی نہ تھے یقین لانے والے اور ہمیں تم پر کچھ زور نہ تھا بلکہ تم ہی حد سے نکلنے والے ہو۔ پس ہم پر ہمارے رب کی بات ثابت ہوگئی بیشک ہمیں تو مزہ چکھنا ہے۔ جیسے ہم خود گمراہ تھے تمہیں

(پ ٢٣، الصّٰفّٰت، ع ٢)

بھی گمراہ کیا۔ سو اس دن وہ عذاب میں شریک ہوں گے۔ ہم مجرموں سے ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔

هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۚ لَا مَرْحَبًا بِهِمْ ۚ إِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ۝ قَالُوا بَلْ أَنتُمْ لَا مَرْحَبًا بِكُمْ ۖ أَنتُمْ قَدَّمْتُمُوهُ لَنَا ۖ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ۝ قَالُوا رَبَّنَا مَن قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ ۝ وَقَالُوا مَا لَنَا لَا نَرَىٰ رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُم مِّنَ الْأَشْرَارِ ۝ أَتَّخَذْنَاهُمْ سِخْرِيًّا أَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْأَبْصَارُ ۝ إِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ أَهْلِ النَّارِ ۝ (پ ٢٣، ص، ع ٣)

یہ ایک فوج تمہارے ساتھ دھنستی چلی آرہی ہے، ان کا اچھا نہ ہو، وہ آگ میں گھسنے والے ہیں (مرید) کہیں گے تمہارا ہی بھلا نہ ہو۔ تم ہی اس کو ہمارے سامنے لائے۔ پس برا ٹھکانہ ہے (مرید) کہیں گے، اے ہمارے پروردگار، یہ جو ہمارے سامنے لایا تو اسے آگ میں دونا عذاب دے۔ اور (مرید) کہیں گے کہ کیا ہوا ہم جنہیں شرارتی سمجھتے تھے، نہیں دیکھتے (یعنی توحید بیان کرنے والے) کیا ہم نے انہیں ٹھٹھے میں پکڑا تھا، یا ہماری آنکھیں ان سے چوک گئیں۔ یہ بات ٹھیک ہوئی ہے دوزخیوں کا آپس میں جھگڑا کرنا۔

وَإِذْ يَتَحَاجُّونَ فِي النَّارِ فَيَقُولُ الضُّعَفَاءُ لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ أَنتُم مُّغْنُونَ عَنَّا نَصِيبًا مِّنَ النَّارِ ۝ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُلٌّ فِيهَا إِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ۝ قَالُوا أَوَلَمْ تَكُ تَأْتِيكُمْ رُسُلُكُم بِالْبَيِّنَاتِ ۖ قَالُوا بَلَىٰ ۚ قَالُوا فَادْعُوا ۗ وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ ۝

(پ ٢٤، حٰم مومن، ع ٥)

اور جب آگ میں ایک دوسرے سے جھگڑیں گے تو کمزور (مرید) غرور کرنیوالوں (پیروں) سے کہیں گے کہ ہم تمہارے تابع تھے۔ کیا تم عذاب کا کچھ حصہ ہم سے دور کروگے، غرور کرنے والے کہیں گے ہم سبھی اسی آگ میں ہیں بے شک اللہ نے اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کردیا ہے اور جہنم میں پڑے ہوئے لوگ دوزخ کے داروغوں سے کہیں گے کہ اپنے رب سے کہو کہ ہم سے ایک دن تھوڑا سا عذاب ہلکا کردے تو وہ کہیں گے کیا تمہارے ہاں تمہارے رسول کھلی نشانیاں لیکر نہ آئے تھے۔ کہیں گے کیوں نہیں۔ کہیں گے پھر پکارو۔ اور کافروں کی پکار نری گمراہی ہے۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا رَبَّنَا أَرِنَا الَّذَيْنِ أَضَلَّانَا مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ أَقْدَامِنَا لِيَكُونَا مِنَ الْأَسْفَلِينَ ۝

(پ ٢٤، حٰم سجدہ، ع ٤)

اور کافر کہیں گے اے رب ہمارے ان دو جنوں اور انسانوں کو جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا، دکھا کہ ہم انہیں پاؤں تلے روندلیں تاکہ وہ ذلیل ہوجائیں۔

اِلٰہٌ کے معنی کی تشریح

قرآن مجید میں اِلٰہٌ کی مخصوص صفات مختلف جگہوں میں بیان کی گئی ہیں۔

أَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَأَنزَلَ لَكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَنبَتْنَا بِهِ حَدَائِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَّا كَانَ لَكُمْ أَن تُنبِتُوا شَجَرَهَا ۗ أَإِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۚ (پ ٢٠، نمل، ع ٥)

بھلا کس نے آسمان وزمین بنائے اور تمہارے لئے آسمان سے پانی اتارا۔ پس ہم نے اس سے رونق دار باغ اگائے۔ تم تو ایک درخت بھی پیدا نہیں کرسکتے کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود بھی ہے۔

اس آیت میں چند امور بیان کئے گئے ہیں کہ آسمانوں اور زمین کے کسی حصہ کے پیدا کرنے کی طاقت، آسمانوں سے پانی اتارنے کی طاقت، بارش سے درختوں کو پیدا کرنے کی طاقت اِلٰہ ہونے کے لئے ضروری ہے۔ اللہ جل شانہ کے بغیر کسی میں یہ تین صفتیں نہیں پائی جاتیں۔ لہٰذا اللہ کریم کے سوا کوئی بھی اِلٰہ نہیں ہوسکتا۔

نوٹ:۔ مَا كَانَ لَكُمْ سے مراد عام ہے أَيْ مِنْ جِنْسِكُمْ سَوَاءٌ كَانَ جِنًّا أَوْ إِنْسًا أَوْ مَلَكًا (روح المعانی)

أَمَّن جَعَلَ الْأَرْضَ قَرَارًا وَجَعَلَ خِلَالَهَا أَنْهَارًا وَجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ۗ أَإِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ (حوالہ مذکورہ بالا)

بھلا کس نے زمین کو ٹھہرنے کے لائق بنایا۔ اس کے درمیان نہریں بنائیں اور اس کے ٹھہرانے کو بوجھ رکھے۔ اور دو دریاؤں میں پردہ رکھ دیا۔ کیا اب بھی کوئی شریک ہے اللہ کے ساتھ بلکہ ان میں سے اکثر نہیں سمجھتے۔

اس آیت میں چار امور بیان کئے گئے ہیں۔ زمین کو پیدا کرنے کے بعد اس کو برقرار رکھنے کی طاقت، زمین سے پانی نکالنے کی طاقت، زمین پر پہاڑوں کو رکھ کر اسے برقرار رکھنے کی طاقت مختلف مزہ کے دریاؤں کو اکٹھا چلا کر درمیان میں پردہ ڈالنے کی طاقت، اِلٰہ ہونے کے لئے ضروری امور ہیں۔ چونکہ یہ امور اللہ کریم کے سوا کسی دوسرے میں نہیں پائے جاتے۔ لہٰذا اللہ جل شانہ کے سوا دوسرا کوئی اِلٰہ نہیں سکتا۔

أَمَّن يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ ۗ أَإِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۚ (حوالہ مذکورہ بالا)

بھلا کس کی پکار کو کون پہنچتا ہے جب وہ اسے پکارتا ہے اور کون سختی دور کرتا ہے اور تمہیں زمین پر پہلوں کا نائب بناتا ہے۔ کیا اللہ کے سوا کوئی اور معبود بھی ہے

اس آیت میں تین امور بتائے گئے۔ پریشان آدمی کی پکار سننے کی طاقت رکھتا ہو۔ برائی دور کرنے اور زمین پر خلیفہ بنانے کی طاقت رکھتا ہو۔ یہ تینوں امور اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور میں نہیں پائے جاتے۔ لہٰذا اس کے سوا کوئی اِلٰہ بھی نہیں بن سکتا۔

أَمَّن يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ الخ کی تائید میں وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُوا الخ (پ ٢٦: احقاف ع ١)

؎ وہ کیا ہے جو نہیں ملتا خدا سے
جسے تم مانگتے ہو اولیاء سے

؎ غیر حق را ہر کہ خواند اے پسر
کیست در عالم از و گمراہ تر

اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ (حوالہ مذکورہ بالا)

کون ہے جو جنگل اور دریا کے اندھیروں میں تمہیں راہ دکھاتا ہے۔ اور کون ہے جو اپنی رحمت (بارش) سے پہلے خوشخبری لانے والی ہوائیں بھیجتا ہے۔ کیا اللہ کے سوا کوئی اور بھی معبود ہے۔

اس آیت میں دو امور بیان کئے گئے ہیں۔ دریاؤں اور خشکیوں میں راستہ نہ ملنے پر رہنمائی کرنے والا۔ بارانِ رحمت آنے سے پہلے ٹھنڈی ہوائیں خوشخبری کے طور پر چلانے کی طاقت رکھنے والا صرف اللہ ہی ہے۔ لہٰذا اللہ کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں بن سکتا۔

اس سے معلوم ہوا کہ حدیث اَعِيْنُوْنِيْ يَا عِبَادَ اللّٰهِ جو کہ معروف بین الناس موضوع ہے) جیسا کہ صاحب روح المعانی نے لکھا ہے۔ لہٰذا اللہ کے سوا کوئی پکاریں سننے والا نہیں اور نہ ہی کوئی راستہ دکھانے میں غائبانہ امداد کر سکتا ہے۔ لہٰذا جنگلوں وغیرہ میں پکارنے کے لائق بندگانِ خدا نہیں ہو سکتے۔

اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ (حوالہ مذکورہ بالا)

کون ہے جس نے مخلوق کو ابتداءً پیدا کیا اور پھر دوبارہ پیدا کریگا اور کون تمہیں زمین و آسمان سے روزی دیتا ہے۔ کیا اللہ کے سوا کوئی اور معبود بھی ہے۔

اس آیت میں تین امور بیان کئے گئے ہیں۔ تمام مخلوق کو پیدا کرنے کی طاقت، دوبارہ زندہ کرنے کی طاقت، آسمان اور زمین سے رزق دینے کی طاقت۔ چونکہ یہ تینوں امور اللہ جل شانہ کے سوا کسی میں نہیں پائے جاتے، لہٰذا اس کے سوا دوسرا کوئی معبود نہیں بن سکتا۔

ان آیات کے بعد ان تمام امور کی وجہ بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے سوا آسمانوں میں کوئی فرشتہ اور زمینوں میں کوئی ولی یا پیغمبر علیہم السلام غیب نہیں جانتے۔ اسی وجہ سے ان میں مذکورہ بالا صفات نہیں پائی جاتیں۔

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ

فرما دیجئے کہ زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کوئی بھی غیب نہیں جانتا۔

ان تمام آیات اور امور مذکورہ سے یہ حاصل نکلتا ہے کہ اِلٰہ کے لئے امور مذکورہ میں متصرف ہونا ضروری ہے اور متصرف تب ہو سکتا ہے کہ پہلے ان امور کو جاننے والا بھی ہو۔

قانون لفظ اِلٰہ

جہاں کہیں قرآن مجید میں اِلٰہ کا لفظ آجائے۔ اور غیر اللہ سے اِلٰہ ہونے کی نفی کی جا رہی ہو، وہاں غیر اللہ سے (خواہ وہ نبی ہو یا ولی) غائبانہ حاجات میں مافوق الاسباب متصرف فی الامور ہونے کی نفی کی جائے گی اور علم غیب کی بھی نفی کی جائے گی۔ لیکن زیادہ تر متصرف فی الامور ہونے کی نفی کی جاتی ہے۔ کیونکہ اس سے علم غیب کی نفی لازم آتی ہے۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ؕ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ؕ وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

(پ: مائدہ: ع ۱)

کافر ہوئے وہ جنہوں نے کہا کہ اللہ تینوں میں سے تیسرا ہے اور اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ اور جو کچھ کہتے ہیں اگر اس سے نہ رکے تو ان میں سے کفر پر قائم رہنے والوں کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اللہ کے آگے توبہ کیوں نہیں کرتے اور اس سے بخشش نہیں مانگتے۔ اور وہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ مسیح ابن مریم تو ایک رسول ہے۔ اس سے پہلے کئی رسول گذر چکے اور اس کی ماں بہت ہی سچی تھی۔ دونوں کھانا کھاتے تھے۔ دیکھ ہم ان کے لئے کیسی دلیلیں بیان کرتے ہیں۔ پھر دیکھ وہ کہاں الٹے جاتے ہیں۔ فرما دیجئے کیا تم اللہ کے سوا ان کی عبادت کرتے ہو جو تمہارے نفع اور نقصان کے مالک نہیں۔ اور اللہ ہی ہر شے کو سننے اور جاننے والا ہے۔

یہاں ان آیات میں عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ محترمہ سے اِلٰہ ہونے کی نفی کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ یہ دونوں محتاج ہیں اور نفع و نقصان کا اختیار بھی نہیں رکھتے۔ اور ہر شے کو جاننے والے بھی نہیں۔ یہاں بھی مقصد یہ ہے کہ غائبانہ حاجات میں عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ نافع اور ضار نہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ؕ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰٓى اَجَلًا ؕ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ۝ وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ ؕ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ۝ (پ: الانعام ع ۱)

تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے آسمان اور زمین پیدا کئے اور اندھیرے اور روشنی بنائی۔ پھر کافر لوگ اپنے رب سے برابری کرتے ہیں۔ وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا۔ پھر اندازہ مقرر کیا۔ اور مقرر کردہ وقت کا علم اسی کے ہاں ہے۔ پھر بھی تم شک کرتے ہو۔ اور وہی ذاتِ معبود برحق ہے آسمانوں میں اور زمینوں میں۔ تمہاری چھپی اور ظاہری باتوں کو جانتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو جانتا ہے۔

اس کے بعد دوسری آیت توحید یہ آئی:۔

قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلْ لِّلّٰهِ ؕ

پوچھئے کہ آسمان و زمین کس کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ فرما دیجئے کہ اللہ ہی کے قبضۂ قدرت میں تو ہے۔

وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝
(پ: انعام: ع ۲)

اسی کے قبضۂ قدرت میں ہیں جو رات میں آرام پکڑتے ہیں اور دن میں اور وہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔

اِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ؕ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ (ایضًا)

اگر اللہ تجھے کوئی تکلیف پہنچائے تو اسے دور کرنے والا کوئی نہیں اور اگر تجھے بھلائی پہنچائے تو وہی ہر چیز پر قادر ہے۔

ان آیات کا حاصل یہ ہے کہ امورِ مذکورہ فی الآیات میں غائبانہ اور مافوق الاسباب متصرف صرف اللہ کریم ہی ہے اور ہر شے کا جاننے والا بھی وہی ہے۔ لہٰذا اگر وہ کوئی ضرر پہنچانا چاہے تو کوئی دور نہیں کر سکتا اور اگر وہ نفع پہنچانا چاہے تو قادر ہے اور اسے کوئی روک نہیں سکتا۔ چوتھی آیت پہلی تین آیات پر متفرع ہے اور ان آیات کے بعد اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى ؕ قُلْ لَّآ اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝ سے نتیجہ نکالا گیا کہ اللہ کے سوا کوئی دوسرا الٰہ نہیں۔ کیونکہ کسی میں یہ امورِ مذکورہ مافوق الاسباب غائبانہ حاجات میں نہیں پائے جاتے۔

الٓمّٓ ۝ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ سے دعویٰ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے سوا دوسرا کوئی معبود نہیں، اس کے بعد:-

اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ؕ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۙ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ؕ هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ (پ: آلِ عمران: ع ۱)

وہ ذات جو ہمیشہ زندہ اور ہر شے پر نگہبان ہے۔ اس نے اظہارِ حق کے لئے آپ پر کتاب نازل کی جو اپنے سامنے والی کتاب کی تصدیق کرنے والی ہے اور اس سے پہلے توراۃ اور انجیل نازل کی جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والا قرآن نازل کیا۔ بیشک جنہوں نے خدا کی آیتوں کا انکار کیا ان کے لئے سخت عذاب ہے اور اللہ غالب بدلہ لینے والا ہے۔ اللہ پر کوئی چیز آسمان میں اور نہ زمین میں پوشیدہ رہتی ہے وہی ہے جس طرح چاہتا ہے رحموں میں تمہاری صورتیں بناتا ہے۔

ان آیات سے دلیل بیان کی گئی ہے جس میں دو امور غائبانہ حاجات میں ظاہری اسباب کے علاوہ بیان کئے گئے ہیں (۱) متصرف فی الامور اللہ تعالےٰ ہی ہے (۲) ہر شے کا جاننے والا بھی اللہ تعالےٰ ہی ہے۔

اس کے بعد لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ سے نتیجہ نکالا گیا ہے:-

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ؕ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۝ وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ ؗ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ ؕ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝ وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝
(پ ۲۰: قصص: ع ۷)

آپ کا رب ہی جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور پسند کرتا ہے۔ مخلوق کے ہاتھ میں کچھ اختیار نہیں۔ اللہ شریکوں سے پاک ہے اور جنہیں تم شریک کرتے ہو ان سے بہت بلند ہے۔ جو کچھ ان کے سینوں میں چھپا ہے اور جو کچھ وہ ظاہر میں کرتے ہیں ان سب کو جانتا ہے۔ وہ اللہ ہی ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ سو دنیا اور آخرت میں اسی کی تعریف ہے اسی کے قبضہ میں غائبانہ حکم ہے اور اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ فرما دو کہ مجھے بتاؤ کہ اگر اللہ قیامت تک رات کو تم پر ہمیشہ کے لئے کر دے تو اللہ کے سوا کونسا معبود ہے کہ تمہارے ہاں روشنی لائے کیا تم انابت سے نہیں سنتے فرما دو کہ مجھے بتاؤ اگر اللہ قیامت تک دن کو تم پر ہمیشہ کیلئے کر دے تو اللہ کے سوا کونسا الٰہ ہے جو تمہارے پاس رات لاوے جس میں تم آرام کرو پھر کیا تم نہیں دیکھتے اور اسنے اپنی مہربانی سے تمہارے لئے رات اور دن بنائے تاکہ تم اس میں آرام کرو اور اس کا فضل ڈھونڈو۔ اور تاکہ تم شکر ادا کرو۔

یہاں بھی وہی دعوے اور دلائلِ توحید ہیں اور ان دلائل میں انہی دو امور یعنی غائبانہ حاجات میں متصرف اور غیب دان اللہ تعالیٰ ہی ہے، کو خوب واضح کیا گیا ہے۔ اس آیت میں وَلَهُ الْحُكْمُ سے غائبانہ حاجات میں نفع و نقصان کا حکم مراد ہے اور ظاہری اسباب کے ماتحت حکم مراد لینے سے بہتر ہے۔

تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ۝ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۝ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ۝ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى ۝ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ (پ ۱۶: طٰہٰ: ع ۱)

یہ اس ذات کا نازل کردہ ہے جس نے زمین اور بلند آسمانوں کو پیدا کیا۔ جو کچھ زمین اور آسمانوں اور دونوں کے درمیان میں ہے اور جو کچھ زمین کے نیچے ہے سب اللہ کے قبضہ میں ہے اور اگر تو اونچی بات کہے تو وہ پوشیدہ اور بہت مخفی بات کو بھی جانتا ہے اور اللہ ہی معبود ہے۔ اس کے سوا دوسرا کوئی نہیں۔

یہاں بھی ذکر مافوق الاسباب امور میں متصرف اور غیب دان ہونے کا ہے۔

سوال:- اگر اللہ جل شانہٗ کو عالم الغیب بالذات اور غائبانہ حاجات میں متصرف فی الامور بالذات تسلیم کر لیا جائے جیسا اس کے شایانِ شان ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ اور اولیائے کرام کو عالم الغیب بالعرض یعنی بالواسطہ با علام اللہ (عطائی) اور غائبانہ حاجات میں متصرف فی الامور بالعرض یعنی بتملیک اللہ یعنی خدا کی دی ہوئی طاقت سے تسلیم کیا جائے جیسا کہ ان کے شایانِ شان ہے تو کیا پھر بھی شرک ہوگا۔ شرک تو تب ہوتا کہ ان کو بھی بالذات مانا جاتا۔

جواب:- مشرکینِ مکہ اپنے معبودوں کو غائبانہ حاجات میں متصرف فی الامور بالذات نہیں مانتے تھے بلکہ انہیں متصرف فی الامور بالعرض بتملیک اللہ جان کر پکارتے تھے جیسا کہ مشرکین مکہ بوقت تلبیہ حج کہا کرتے تھے۔

لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِلَّا شَرِيْكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهٗ وَمَا مَلَكَ (ابن کثیر جلد چہارم ص۴۴۵)

اسی طرح مسلم جلد اول ص۳۷۶ اور بخاری شریف جلد ثانی میں ابوجہل کا تلبیہ آیا ہے۔ اسی طرح:-

مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى (پ۲۳: زمر ع۱)

ہم ان معبودوں کی اس لئے عبادت کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں

اس آیت کی تفسیر میں علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں:-

اِنَّهُمْ عَمَدُوْا اِلٰى اَصْنَامٍ اتَّخَذُوْهَا عَلٰى صُوَرِ الْمَلٰٓئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ فَعَبَدُوْا تِلْكَ الصُّوَرَ تَنْزِيْلًا لِذٰلِكَ مَنْزِلَةَ عِبَادَتِهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ الْمُقَرَّبِيْنَ لِيَشْفَعُوْا لَهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى لِرِزْقِهِمْ وَنَصْرِهِمْ وَمَا يَنُوْبُهُمْ مِنْ اُمُوْرِ الدُّنْيَا فَاَمَّا الْمَعَادُ فَكَانُوْا جَاحِدِيْنَ لَهٗ كَافِرِيْنَ بِهٖ۔ (ابن کثیر ج ۴ ص۱۴۵)

انہوں نے بتوں کی طرف قصد کیا کہ انہیں ملائکہ مقربین کی صورتوں پر بنا لیا تھا۔ اور ان کی عبادت ملائکہ مقربین کی عبادت کے قائم مقام سمجھ کر کی تاکہ وہ اللہ تعالے کے ہاں ان کے رزق اور مدد اور جنہیں امورِ دنیا سے خیال کیا جا سکتا ہے، کے لئے اللہ تعالے سے سفارش کریں۔ اور قیامت کے تو منکر ہی تھے۔

امام رازی نے تفسیر کبیر میں زیر آیت کریمہ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لکھا ہے۔

اِعْلَمْ اَنَّهٗ لَيْسَ فِي الْعَالَمِ اَحَدٌ يُثْبِتُ لِلّٰهِ شَرِيْكًا يُسَاوِيْهِ فِي الْوُجُوْدِ وَالْقُدْرَةِ وَالْعِلْمِ وَالْحِكْمَةِ، هٰذَا مِمَّا لَمْ يُوْجَدْ اِلَى الْاٰنَ وَاَمَّا اتِّخَاذُ مَعْبُوْدٍ سِوَى اللّٰهِ تَعَالٰى فَفِي الذَّاهِبِيْنَ اِلٰى ذٰلِكَ كَثْرَةٌ (کبیر ج ۱ ص۳۳)

جان لے کہ دنیا بھر میں کوئی بھی ایسا نہیں جو اللہ کا ایسا شریک مانے جو کہ وجود، قدرت، علم اور حکمت میں اس کے برابر ہو۔ یہ ان میں سے ہے جن کا وجود ابھی تک نہیں ہوا۔ اور اللہ کے سوا دوسروں کو معبود بنانا، تو اسکے قائل بکثرت موجود ہیں۔

سوال:- قرآن مجید نے فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا میں نِدّ کی نفی کی ہے جسکے معنی مساوی اور مماثل کے ہیں معلوم ہوا کہ کسی کو خدا کے مساوی اور مماثل نہ بنانا چاہیئے۔

جواب:- تفسیر ابوالسعود میں اس مقام پر لکھا ہے کہ چونکہ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے بجائے اپنے معبودوں کی عبادت شروع کر دی تھی۔ اللہ کریم نے زجرًا فرمایا کہ انہوں نے اللہ تعالے کے لئے نِدّ بنا لئے ہیں جو کام اللہ تعالے کے لئے کرنا چاہیئے تھا وہ انہوں نے اپنے معبودوں کے لئے شروع کر دیا۔

سوال:- اگر انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام و ملائکہ عظام کو غائبانہ حاجات میں متصرف فی الامور بالعرض بھی نہ مانا جائے بلکہ اللہ جل شانہ کے دربار میں سفارشی سمجھ کر پکارا جائے تو کیا یہ بھی شرک ہے۔؟

جواب:- یہ بھی شرک ہے۔ مکہ کے مشرک اپنے معبودوں کو سفارشی سمجھ کر پکارتے تھے جیسا کہ پہلی آیت میں مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى (تفسیر ابن کثیر کا حوالہ اوپر بیان ہو چکا)

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ط (پ۱۱: یونس ع۲)

اور اللہ کے سوا ان معبودانِ باطلہ کی عبادت کرتے ہیں جو انہیں نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ نفع۔ اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔

امام رازی اور علامہ ابو السعود نے لکھا ہے۔

اِخْتَلَفُوْا فِيْ اَنَّهُمْ كَيْفَ قَالُوْا فِي الْاَصْنَامِ اَنَّهَا شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ذَكَرُوْا فِيْهِ اَقْوَالًا۔ رَابِعُهَا اَنَّهُمْ وَضَعُوْا هٰذِهِ الْاَصْنَامَ وَالْاَوْثَانَ عَلٰى صُوَرِ اَنْبِيَآئِهِمْ وَاَكَابِرِهِمْ وَزَعَمُوْا اَنَّهُمْ مَتٰى اشْتَغَلُوْا بِعِبَادَةِ هٰذِهِ التَّمَاثِيْلِ فَاِنَّ اُوْلٰٓئِكَ الْاَكَابِرَ تَكُوْنُ شُفَعَآءَ لَهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَنَظِيْرُهٗ فِيْ هٰذَا الزَّمَانِ اشْتِغَالُ كَثِيْرٍ مِّنَ الْخَلْقِ بِتَعْظِيْمِ قُبُوْرِ الْاَكَابِرِ عَلٰى اعْتِقَادِ اَنَّهُمْ اِذَا عَظَّمُوْا قُبُوْرَهُمْ فَاِنَّهُمْ يَكُوْنُوْنَ شُفَعَآءَ لَهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى (کبیر ج ۴ ص۸۱۸)

علماء نے اس میں اختلاف کیا کہ انہوں نے پتھروں کے حق میں کیسے کہا کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔ اور اس میں کئی قول نقل کئے ہیں جن میں سے چوتھا یہ ہے کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں، پیروں اور فقیروں کی شکلیں ان بتوں کی سی بنا لیں اور گمان کیا کہ جب یہ ان مورتیوں کی عبادت میں مشغول ہوتے ہیں تو وہ پیغمبر اور پیر و فقیر اللہ کے ہاں ان کے سفارشی ہوتے ہیں۔ اس زمانہ میں اسکی نظیر بہت سے لوگوں کا پیروں، فقیروں کی قبروں کی تعظیم میں مشغول ہونا ہے اس اعتقاد پر کہ جب وہ انکی قبروں کی تعظیم کریں گے تو وہ اللہ کے ہاں ان کے سفارشی ہوں گے۔

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ ط قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَعْقِلُوْنَ ○ (پ۲۴: زمر ع۵)

کیا انہوں نے اللہ کے سوا اوروں کو سفارشی بنا لیا ہے؟ فرمایئے کہ وہ اگرچہ کسی چیز کے مالک بھی نہ ہوں اور نہ ہی سمجھتے ہوں، تو بھی۔

سوال:- مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ بت تھے، ان کو پکارنا اور سفارشی بنانا بیشک شرک ہے لیکن اولیائے کرام وغیرہ کو پکارنا اور سفارشی بنانا کیونکر شرک ہے۔؟

جواب:- پہلے بیان ہو چکا ہے کہ مشرکین مکہ جنہیں سفارشی بناتے تھے، وہ انبیاء علیہم السلام، اولیائے کرام اور ملائکہ تھے۔ اور ان کی صورتوں پر بت بنا کر ان کی عبادت کرتے تھے جیسا کہ تفاسیر کے حوالہ جات نیز بخاری شریف وغیرہ کے حوالے سے بیان ہو چکا ہے کہ وَدّ، سواع وغیرہ بزرگان دین میں سے تھے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ (پ۹: الاعراف ع۲۴)

جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تم جیسے بندے ہیں۔

سوال:- اگر ہر وقت انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کو غائبانہ حاجات میں حاجت روا نہ سمجھا جائے بلکہ ان کو بعض وقت سفارشی سمجھ کر پکارا جائے اور بعض وقت اللہ تعالے کو پکارا جائے تو کیا یہ بھی شرک ہے۔؟

جواب:- مشرکین مکہ بھی اپنے معبودوں کو ہر وقت اور ہر کام میں نہیں پکارتے تھے بلکہ زیادہ کٹھن کاموں میں وہ اللہ تعالے ہی کو پکارتے تھے۔

هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ حَتّٰٓى اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ

وہی ہے جو تمہیں جنگل اور دریا میں پھراتا ہے حتیٰ کہ جب تم کشتیوں میں ہوا اور وہ اچھی ہوا

بِرِيْحٍ طَيِّبَةٍ وَّ فَرِحُوْا بِهَا جَآءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ وَّجَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ لَئِنْ اَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ○ فَلَمَّآ اَنْجٰىهُمْ اِذَا هُمْ يَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ط (پ۱۱ : یونس : ع ۳)	سے لوگوں کو لے کر چلیں۔ اور وہ اس سے خوش ہو جائیں تو اچانک کشتیوں پر تند ہوا آگئی اور ان پر ہر جگہ سے موج اٹھی اور انہوں نے جان لیا کہ وہ اس سے گھیرے گئے ہیں تو پکارتے ہیں اللہ کو اسی کے لئے پکار خاص کرتے ہوئے اگر تو نے ہمیں اس سے بچا لیا تو ہم شکر گذار ہوں گے۔ پھر جب اللہ تعالےٰ نے انہیں بچا لیا تو وہ اسی وقت زمین میں ناحق شرارت (شرک) کرنے لگیں
فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ○ (پ۲۱ : عنکبوت : ع ۷)	جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو صرف اللہ ہی کو پکارتے ہیں اور جب اللہ انہیں خشکی کی طرف نجات دیتا ہے تو وہ شرک شروع کر دیتے ہیں۔
وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَآ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ○ (پ۲۱ : روم : ع ۴)	جب لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب ہی کی طرف رجوع کرتے ہوئے اس کو ہی پکارتے ہیں۔ پھر جب انہیں اپنے ہاں سے رحمت چکھا دی تو ایک فریق اپنے رب کے ساتھ شرک کرنا شروع کر دیتا ہے۔
وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ط وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ○ (پ۲۱ : لقمان : ع ۴)	جب انہیں بادلوں کی طرح موج ڈھانپ لے تو پکار کو صرف اسی کیلئے خاص کرتے ہوئے اسے پکارتے ہیں پھر جب انہیں خشکی کیطرف نجات دیدیتا ہے تو بعض ان میں سے میانہ روی اختیار کرتے ہیں۔ اور ہماری قدرتوں کا انکار صرف بدعہد اور حق نہ ماننے والے ہی کرتے ہیں۔
ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْــَٔرُوْنَ ج ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ○ (پ۱۴ : نحل : ع ۷)	پھر جب تمہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اسی سے فریاد کرتے ہو۔ پھر جب تم سے سختی دور کر دیتا ہے تو اس وقت تم میں سے ایک گروہ اپنے رب سے شرک شروع کر دیتا ہے۔
قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ج لَئِنْ اَنْجٰنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ○ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ○ (پ۷ : الانعام : ع ۸)	فرمادیجئے کہ تمہیں جنگل اور سمندر کے اندھیروں سے کون نجات دیتا ہے جسے تم عاجزی اور پوشیدگی میں پکارتے ہو۔ اگر ہمیں اس سے نجات دے تو ہم ضرور شکر گذار ہو جائیں گے۔ فرمادیجئے کہ اللہ ہی تمہیں ان ظلمات اور ہر تکلیف سے نجات دیتا ہے۔ پھر بھی تم شرک کرتے ہو۔
وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْٓا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ط (پ۲۳ : زمر : ع ۱)	جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب ہی طرف رجوع کر کے اسے پکارتا ہے۔ پھر جب اسے اپنے ہاں سے نعمتیں دے دیتا ہے تو اسے بھول جاتا ہے جسے پہلے پکار رہا تھا۔ اور اللہ کے شریک بناتا ہے تاکہ اس کی راہ سے بہکائے۔

تنبیہ:۔ ان آیات سے معلوم ہوا کہ مشرکین مکہ بھی ان مصائب کے وقت صرف اللہ تعالےٰ ہی کو پکارتے تھے اور مصائب کے دور ہو جانے کے بعد اپنے معبودوں کو پکارنا شروع کر دیتے تھے۔ لیکن پھر بھی اسلامی رُو سے مشرک تھے۔ اور آج کل کے مشرک تو ان سے بھی بڑھے ہوئے ہیں۔ ایسے مصائب کے وقت بھی اپنے ہی معبودوں کو پکارتے ہیں چنانچہ کوئی کہتا ہے ؎

بگرداب بلا افتاد کشتی　　مدد کن یا معین الدین چشتی

اور کوئی کہتا ہے ؎ "بہاؤ الحق بیڑا دھک" (معاذ اللہ)

لفظ الٰہ کی تحقیق

الٰہ بمعنی معبود ہے اور وہ عبادت سے مشتق ہے۔ لفظ عبادت کے معنی کی تحقیق آگے آئیگی۔ قرآن مجید میں عبادت کی زیادہ تر چار قسمیں آئی ہیں (۱) غائبانہ حاجات میں پکارنا (۲) نذر و نیاز دینا (۳) سجدہ کرنا (۴) طواف کرنا۔

اگر غائبانہ حاجات میں اللہ تعالےٰ کو پکارا گیا اور اس سے ڈر کر یا اس سے امید رکھ کر اس کے سامنے سجدہ کیا گیا اور اس کے نام کی نذر و نیاز دیگئی اور اس کے گھر (بیت اللہ) کا طواف کیا گیا تو یہ سب کچھ اللہ کی عبادت ہوگی۔ اور اگر یہ امور غیر اللہ کے لئے کئے گئے۔ مثلاً کسی پیر کو غائبانہ حاجات میں پکارا گیا۔ یا اس سے ڈر کر یا امید رکھ کر اس کی قبر کے سامنے سجدہ کیا گیا۔ اس کے نام کی نذر و نیاز دی گئی یا اس کی قبر کا طواف کیا گیا تو یہ اس پیر کی عبادت ہوگی۔ ان تمام اقسام کو کماحقہ سمجھنے کے لئے عبادت کے معنی سمجھنے ضروری ہیں۔

لفظ عبادت کی تشریح

مفسرین نے عبادت کا معنیٰ غایۃ الخضوع والخشوع کیا ہے۔ اور بعض نے غایۃ التعظیم کیا ہے۔ اگرچہ یہ معنیٰ صحیح ہے مگر تشریح کا محتاج ہے کیونکہ یہ دیکھنا پڑتا ہے کہ کونسا درجہ ہے جس میں غایۃ الخشوع پایا جاتا ہے۔ والدین اور استاد کے لئے بھی عاجزی کرنی پڑتی ہے۔

شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتابوں میں لفظِ عبادت پر بحث کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ عبادت بندگی کا نام ہے یعنی بندہ ہونا یہ اسی ذات کے لئے ہو سکتا ہے جس کی طرف بندہ ہر وقت ہر چیز میں محتاج ہو اور اس کے سامنے ذلیل ہو۔ عبادت کا بہترین معنی علامہ ابن قیم نے مدارج السالکین صفحہ ۴۰ جلد اول سطر ۲۸ میں لکھا ہے" العبادۃ عبارۃ عن الاعتقاد والشعور بان للمعبود سلطۃ غیبیۃ (ای فی العلم والتصرف) فوق الاسباب یقدر بہا علی النفع والضر فکل دعاءٍ ونداءٍ وثناءٍ وتعظیم ینشأ من ھذا الاعتقاد فھی عبادۃ"۔

اگر یہ اعتقاد خدا تعالےٰ کے حق میں ہو کہ ہمارے حالات جاننے اور ان میں متصرف ہونے میں اللہ جل شانہ کا مافوق الاسباب غیبی قبضہ ہے اور اسی اعتقاد کے ماتحت اللہ کریم کو پکارا جائے یا کوئی صفت و ثنا کی جائے، کوئی نذر و نیاز دی جائے یا کسی اور فعل سے تعظیم کی جائے تو یہ سب اللہ کی عبادت اور موجبِ ثواب ہوگی۔

لہٰذا اس اعتقاد کے ماتحت مسجد کو آنا، وضو کرنا، دوزانو بیٹھنا وغیرہ سب فعال اللہ تعالےٰ کی عبادت میں داخل ہوں گے۔ اور اگر معاذ اللہ یہ اعتقاد کسی پیر و پیغمبر کے متعلق ہو اور اسی اعتقاد کے ماتحت اس پیر و فقیر و پیغمبر کی طرف کی جائے۔ وہاں جاکر دوزانو بیٹھے۔ اس پر کپڑا ڈالے۔ وہاں کچھ شیرینی تقسیم کرے۔ اس کی قبر کو بوسہ دے۔ یا گھر ہی میں بیٹھ کر اس کے نام پر صدقہ و خیرات دے۔ اور اسی عقیدہ کے ماتحت زندہ پیر کے ہاتھوں کو بوسہ دے۔ یا اس کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھے تو یہ سب افعال اس پیر کی عبادت ہوں گے اور اللہ کے نزدیک موجب لعنت ہوں گے۔ اور اگر اسی اعتقاد کے ماتحت قرآن مجید یا درود شریف پڑھے۔ یا اور اعمالِ صالحہ نماز روزہ وغیرہ کرے تو ان کا کچھ بھی ثواب نہ ملے گا۔ بلکہ وہ قرآنِ کریم اور نماز اس پر لعنت کرینگے کما فی الحدیث:۔

رُبَّ تَالِی الْقُرْاٰنِ وَالْقُرْاٰنُ یَلْعَنُهٗ وَرُبَّ مُصَلٍّ وَالصَّلٰوةُ تَلْعَنُهٗ رُبَّ صَائِمٍ وَالصِّیَامُ تَلْعَنُهٗ۔

بہت سے قرآن پڑھنے والے ہیں جن پر قرآن لعنت کرتا ہے۔ بہت سے نمازی ہیں جن پر نماز انہیں لعنت کرتی ہے بہت سے روزہ دار ہیں کہ روزہ انہیں لعنت کرتا ہے

اَجَعَلْتُمْ سِقَایَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ کَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ لَا یَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ (پ۱۰: توبہ: ع۳)

کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد حرام کی تعمیر کو اس جیسا سمجھ رکھا ہے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لایا اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ وہ اللہ کے ہاں ہرگز برابر نہیں اور اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں کرتا۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالًا ؕ اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَهُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝ (پ۱۶: کہف: ع۱۲)

فرما دیجئے کہ کیا ہم بتائیں تم کو وہ لوگ جن کا کیا ہوا اکارت گیا۔ وہ ہیں کہ جن کی دنیوی زندگی میں کوشش (اعمالِ صالحہ) بیکار ہوئی اور وہ خیال کرتے ہیں کہ اچھا کام کر رہے ہیں۔

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِیْنَ اَنْ یَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِیْنَ عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚۖ وَفِی النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ (پ۱۰: توبہ: ع۳)

مشرکوں کو حق نہیں کہ اللہ کی مسجدیں آباد کریں۔ کیونکہ وہ تو ظاہر باہر کفر کے کام کرتے ہیں۔ ان کے نیک اعمال ضائع ہو گئے اور وہ ہمیشہ آگ میں رہیں گے۔

وَقَدِمْنَاۤ اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا (پ۱۹: فرقان ع۲)

ہم ان کے کئے ہوئے کام پر پہنچے تو ہم نے انہیں اڑائی ہوئی خاک کر ڈالا۔

مَثَلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ﹰاشْتَدَّتْ بِهِ الرِّیْحُ فِیْ یَوْمٍ عَاصِفٍ ؕ لَا یَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰی شَیْءٍ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِیْدُ ۝ (پ۱۳: ابراہیم: ع۳)

اپنے رب کے منکروں کا حال یہ ہے کہ ان کے کام راکھ جیسے ہیں کہ اس پر آندھی کے دن سخت ہوا چلے۔ اور اپنی کمائی میں سے کسی چیز پر قادر نہ ہونگے یہی ہے دور کی گمراہی۔

اگر اسی عقیدۂ مشرکانہ کے ساتھ کوئی مر گیا، اس کے لئے صدقات و خیرات کئے جائیں، دعائیں مانگی جائیں تو کچھ بھی فائدہ نہ ہوگا۔ بلکہ ان کے لئے نہ دعا مانگنی چاہیئے نہ خیرات و صدقات دینا چاہیئے اور نہ ان کی نماز جنازہ پڑھنی چاہیئے۔

مَا كَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِیْنَ وَلَوْ كَانُوْۤا اُولِیْ قُرْبٰی مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ ۝ (پ۱۱: توبہ: ع۱۴)

نبیؐ اور ایمانداروں کو جائز نہیں کہ وہ مشرکوں کے لئے دعائے مغفرت کریں اگرچہ وہ قرابت دار ہی کیوں نہ ہوں۔ جب انہیں معلوم ہو چکا کہ وہ دوزخی ہیں۔

حضرت نبی علیہ السلام کے چچا کے مرنے پر آپ نے اس کی بخشش کے لئے دعا مانگی تو آیتِ مذکورہ اتری تھی۔

وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ (پ۱۰: توبہ: ع۱۱)

اور ان میں سے کسی میت پر نماز جنازہ نہ پڑھیئے اور اس کی قبر پر بھی ہرگز نہ کھڑے ہوں، وہ اللہ اور اس کے رسول کے منکر ہوئے اور نافرمان مرے۔

جب مشرک اپنے شرک میں پختہ ہو جاتا ہے تو اس کو اپنے اعمال مشرکانہ اچھے معلوم ہوتے ہیں اور اسکو ان اعمالِ مشرکانہ میں سرور و لذت محسوس ہوتی ہے۔ چنانچہ فرمایا:۔

اَفَمَنْ زُیِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ؕ فَاِنَّ اللّٰهَ یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ

بھلا ایک شخص جسے اپنے کام کی برائی اچھائی نظر آئے۔ اللہ جسے چاہتا ہے بھٹکاتا ہے

وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ (پ: فاطر: ع ۲)

اور جسے چاہتا ہے، راہ دکھاتا ہے۔

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ۝ (پ ۲۵: زخرف: ع ۴)

اور جو خدا کی توحید سے آنکھیں چرائے تو ہم اس کے لئے ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں۔ پس وہ اس کا ساتھی بن جاتا ہے اور وہ انہیں درست راہ سے روکتا رہتا ہے اور وہ خیال کرتے ہیں کہ صحیح راہ پر ہیں۔

وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ۝ (پ: حم السجدہ ۴۱: ع ۳)

اور ہم نے ان کے ساتھ رہنے والے مقرر کر دیئے پس انہوں نے انکے سامنے مزین کر دیا ان اعمال کو جو آگے تھے اور جو ان کے پیچھے تھے اور ان پر عذاب کی بات ٹھیک پڑ چکی ہے۔ جو ان سے پہلے جن اور انسان گذر چکے ہیں بیشک وہ زیاں کار تھے۔

اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ۝ (پ: الاعراف: ع ۳)

انہوں نے اللہ تعالٰے کے سوا شیطانوں کو دوست بنالیا اور خیال کرتے ہیں کہ وہ سیدھی راہ پر ہیں۔

اللہ تعالٰے کا دستور ہے کہ جب مشرک لوگ توحید کو قبول نہیں کرتے تو ان کو مصائب میں ڈال دیتا ہے۔ پھر بھی اگر وہ مسئلۂ توحید تسلیم نہ کریں اور شرک کو نہ چھوڑیں تو ان پر استدراج کے طور پر دنیوی رزق اور عیش وعشرت کے دروازے کھول دیتا ہے اور مشرکین یہ خیال کرتے ہیں کہ ان پر خدا کا بڑا فضل وکرم ہے اور ہم اس کے بڑے مقرب بن چکے ہیں۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ۝ فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۝ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ؕ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ۝ (پ: الانعام: ع ۵)

آپ سے پہلے بھی امتوں کی طرف رسول بھیجے۔ پس ہم نے انہیں سختی اور تکلیف میں پکڑ لیا تاکہ وہ عاجزی کریں۔ جب ان پر ہمارا عذاب آیا تو انہوں نے زاری کیوں نہ کی۔ ان کے دل سخت ہو گئے اور ان کے اعمالِ مشرکانہ شیطان نے انہیں خوبصورت کر دکھائے پھر جب کی ہوئی نصیحت کو وہ بھول گئے تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے۔ حتّٰی کہ جب دی ہوئی چیز سے وہ خوش ہو گئے تو ہم نے انہیں اچانک پکڑ لیا۔ پس وہ ناامید رہ گئے۔

اگر کوئی فعلِ تعظیم اس مشرکانہ عقیدے سے پیدا نہ ہو۔ مثلاً استاد، پیر اور والدین کے سامنے دو زانو بیٹھنا، ان کی خدمت میں تحائف لے جانا سب جائز ہے۔ ان کے مرنے کے بعد دعا وصدقات وخیرات کرنا سب افعالِ مسنونہ ہیں۔ لیکن چند افعال امّتِ محمدیہ میں بالکل حرام ہیں۔ خواہ وہ اس عقیدۂ شرکیہ سے پیدا ہوں یا نہ۔ جیسا کہ حلف بغیر اللہ۔ سجدہ لغیر اللہ۔ کسی ذی روح چیز کی صورت بنانا۔ اس قسم کی اور چیزیں بھی حرام ہیں۔

شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ عزیزیہ میں لکھا ہے کہ سجدۂ تعظیمیہ ورسجدہ عبادت میں فارق صرف نیت ہے۔ یعنی اگر عقیدۂ مشرکانہ کے ماتحت غیر اللہ کو سجدہ کر رہا ہے تو وہ سجدۂ عبادت ہوگا اگرچہ وہ اسے سجدۂ تعظیمی کہے اور اگر وہ اس عقیدہ مشرکانہ کے ماتحت نہیں کر رہا تو غیر اللہ کے لئے وہ سجدۂ تعظیمی ہوگا مگر شریعتِ محمدیہ میں اس کو بھی حرام کر دیا گیا۔

علّامہ ابن قیّم کی عبارت کی تشریح سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ریڈیو، تار برقی، وائرلیس وغیرہ سے خبروں کا جان لینا شرک نہیں۔ کیونکہ یہ سب اسباب کے ماتحت ہیں، مافوق الاسباب نہیں۔ قرآن مجید میں جس قدر علمِ غیب، تصرف فی الامور اور پکار پر بحث کی گئی ہے وہ مافوق الاسباب پر مبنی ہے جو غیر اللہ کے لئے تسلیم کرنا شرک ہے۔ نیز تعریف سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جو پکار غیر اللہ کیلئے شرک ہے وہ غائبانہ حاجات میں ہے۔ مطلقاً پکار شرک نہیں۔ اور مطلقاً غیر اللہ سے امداد طلب کرنا بھی شرک نہیں۔ مثلاً اس کو پکارا جائے جو سن رہا ہو، تو اس کو بلانا اور پکارنا شرک نہیں۔ جیسا کہ:-

وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْٓ اُخْرٰىكُمْ (آل عمران)

اور رسول تمہیں پیچھے سے پکار رہا تھا۔

اسی طرح غیر اللہ اگر زندہ موجود ہو تو اس سے امدادِ ماتحت الاسباب مانگنا جائز ہے۔ جیسا کہ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ اور اَعِيْنُوْنِيْ بِقُوَّةٍ سے ثابت ہے۔ قرآن کریم جس پکار اور استمداد کو غیر اللہ سے شرک قرار دیتا ہے وہ غائبانہ اور مافوق الاسباب ہے۔ نیک پیروں اور ملائکہ اور انبیائے کرام سے متعلق آیات اس پر شاہد اور دال ہیں۔ ملاحظہ کیجائیں اس تحقیق سے معلوم ہو گیا کہ اگر یہ تمام افعالِ مذکورہ خدا تعالٰے کے لئے کئے جائیں تو اللہ جل شانہ کی عبادت میں داخل ہیں اور اگر اسی عقیدہ کے ماتحت کسی پیر وفقیر کے لئے یہ افعالِ مذکورہ کئے جائیں تو اس پیر وفقیر کی عبادت ہوگی اور یہ سب شرک ہوگا۔

قرآنِ کریم میں زیادہ تر عبادت کے دو فرد بیان کئے گئے ہیں (۱) پکار۔ اور (۲) نذر ونیاز یعنی قرآن مجید میں یہ بتایا جائے گا کہ غیر اللہ کو غائبانہ حاجات میں پکارنا شرک ہے اور غیر اللہ کے نام پر کسی چیز کی نذر ونیاز دینا بھی شرک ہے۔ یہ دونوں شرک اس بات سے پیدا ہوتے ہیں کہ غیر اللہ کو عالم الغیب اور متصرف فی الامور سمجھا جائے۔ اسی لئے قرآنِ کریم میں غیر اللہ سے عالم الغیب اور متصرف فی الامور ہونے کی نفی اکثر صراحۃً کی گئی ہے اس لحاظ سے عام طور پر شرک کی چار قسمیں بیان ہوں گی (۱) شرک فی العلم (۲) شرک فی التصرف (۳) شرک فی الدعا اور (۴) شرک فعلی یعنی نذر ونیاز۔

عبادت کا بڑا جزو غائبانہ حاجات میں پکارنا تھا۔ اس لئے قرآن مجید میں اس کو زیادہ بیان کیا گیا ہے۔

سوال:- تفسیروں میں يَدْعُوْنَ اور يَدْعُوْا وغیرہ کے تحت يَعْبُدُوْنَ اور يَعْبُدُ وغیرہ لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر اللہ کو پکارنا منع نہیں بلکہ ان کی عبادت کرنا منع ہے۔

جواب:- دُعا کا معنی تمام اہل لغت نے خواندن اور ندا کردن لکھا ہے۔ کسی بھی اہل لغت نے دعا کے معنی عبادت نہیں لکھے اور مفسرین نے تَدْعُوْنَ وغیرہ کی جگہ جو تَعْبُدُوْنَ لکھا ہے وہ معنی نہیں بلکہ حاصل معنی ہے جیسا کہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے الفوز الکبیر میں لکھا ہے "مفسرین حاصلِ معنی بطریقِ افہام بیان می کنند۔ مردمانِ ناواقف گمان می کنند کہ لفظی معنی کردہ اند

دعا بمعنی مطلق خواندن کسے را منع نیست. مراد خواندن کسے را در غائبانہ حاجات است" لہٰذا: مفسرین تفسیر بعبادت می کنند"

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے معلوم ہوا کہ غیر اللہ کو پکارنا دو قسم کا ہے ایک غائبانہ حاجات ہیں جو مافوق الاسباب ہو وہ شرک ہے، کیونکہ وہ غیر اللہ کی عبادت ہے لہٰذا مفسرین نے یَعْبُدُوْنَ وغیرہ لکھ کر حاصل معنیٰ بتایا ہے جو غیر اللہ کو پکارنا غائبانہ حاجات میں ہو یعنی تحت الاسباب ہو تو وہ منع نہیں بلکہ وہ قرآن مجید سے ثابت ہے جیسا کہ وَالرَّسُوْلُ یَدْعُوْکُمْ فِیْۤ اُخْرٰىکُمْ میں کسی مفسر نے یَعْبُدُ معنیٰ نہیں کیا۔ اسی طرح وَلَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا میں بھی کسی مفسر نے عبادت کا معنیٰ نہیں لکھا۔ اور نہ ہی ان دونوں مقاموں میں یہ معنیٰ بن سکتا ہے۔ اس مقصد کو واضح کرنے کے لئے کہ کونسی پکار عبادت ہے مفسرین نے حاصل معنیٰ لکھا ہے۔

قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ پانی پتی نے ارشاد الطالبین میں لکھا ہے :-

مسئلہ :- دعا از اولیاء مردگان و زندگان و انبیاء جائز نیست۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم فرمود اَلدُّعَآءُ ھُوَ الْعِبَادَۃُ وقرء وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَکُمْ ط اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَہَنَّمَ دٰخِرِیْنَ ○

آنچہ جہال می گویند یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ یا خواجہ شمس الدین پانی پتی جائز نیست۔ شرک است۔ شیخ عطار رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے ؎

در بلا یاری مخواہ از ہیچ کس　　　زانکہ نبود جز خدا فریاد رس
از خدا خواہ ہر چہ خواہی اے پسر　　　نیست در دست خلائق خیر و شر
غیر حق را ہر کہ خواند اے پسر　　　کیست در عالم از و گمراہ تر

اقسامِ شرک

اس پر مولانا اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ نے تقویۃ الایمان میں مفصل بحث کی ہے۔ قرآنِ مجید میں جن اقسام شرک کو زیادہ تر بیان کیا گیا ہے، مندرجہ ذیل ہیں۔ (۱) شرک فی العلم (۲) شرک فی التصرف (۳) شرک فی الدعاء اور (۴) شرکِ فعلی۔

شرک فی العلم سے مراد یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کے سوا کسی پیر و فقیر، نبی و ملائکہ اور جن کے لئے علم غیب ثابت کرنا۔ اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ اللہ تعالےٰ کے علم کے برابر کسی رسول یا پیر فقیر کا علم ثابت کرنا شرک ہوگا۔ کیونکہ اس کا تو دنیا میں کوئی قائل ہی نہیں ہوا۔ جیسا کہ امام رازی کے حوالے سے لکھا جا چکا ہے۔ اور یہ بھی مطلب نہیں کہ اللہ تعالےٰ کا علم جمیع مافی العالم و مافوق العالم کو محیط و شامل ہے اور پیروں فقیروں کا علم صرف جمیع مافی العالم کے لئے ہے تاکہ شرک لازم نہ آئے۔ کیونکہ قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہو رہا ہے یا جو کچھ کام ہم کر رہے ہیں یا جو کچھ ہمارے سینوں میں ہے۔ اللہ جل شانہٗ ہی اسے جانتا ہے۔ اور یہ علم اللہ تعالےٰ کا خاصہ ہے۔ اس طرح کا علم پیروں فقیروں کے لئے ثابت کرنا خدا تعالےٰ کی صفت میں شریک کرنا ہے۔ جس پر آیات شاہد ہیں۔

لِلّٰہِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	آسمانوں اور زمینوں کا غیب اللہ ہی کے لئے ہے۔
اَلَمْ اَقُلْ لَّکُمْ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط	کیا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ آسمانوں اور زمین کا غیب میں ہی جانتا ہوں۔
قَالَ رَبِّیْ یَعْلَمُ الْقَوْلَ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ط وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○	فرمایا پیغمبر خدا نے کہ میرا رب ہی آسمانوں اور زمین کی باتوں کو جانتا ہے اور وہی سننے والا اور ہر ایک چیز کو جاننے والا ہے۔
اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○	بے شک اللہ ہی سینے کی باتوں کو جاننے والا ہے۔

علیٰ ہٰذا القیاس اکثر آیات اسی طرح پر ہیں۔ اب علم غیب کو سمجھنا چاہیئے کہ جس پر ایمان و کفر کا دار و مدار ہے۔

کسی پیر و فقیر یا پیغمبر کے لئے یہ ثابت کرنا کہ جمیع مافی السمٰوٰت والارض یا مافی الصدور یا ہمارے اعمال و افعال کا اسے علم ہے یا اسے ہر وقت تو نہیں مگر اللہ تعالےٰ نے اسے یہ طاقت دے رکھی ہے کہ جب چاہے یا جس وقت چاہے جو چیز چاہے جان لے جس طرح کہ اللہ تعالےٰ نے ہمیں یہ طاقت دے رکھی ہے کہ آنکھیں کھولیں اور دیکھ لیں۔ نہ دیکھنا چاہیں تو آنکھیں بند کر لیں۔ اس قسم کی طاقت و قدرت کا غیر اللہ کے لئے ثابت کرنا بھی کفر و شرک ہے۔ اور قرآن مجید کے خلاف ہے۔

قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِیْ سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ مکہ والوں کو عذاب دینا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وبارک وسلم کے قبضہ میں نہ تھا۔ اس کے بعد سوال کیا گیا کہ اچھا اگر تمہیں عذاب لانے کی طاقت نہیں تو اتنا تو بتا دو کہ جس عذاب کا تم وعدہ دیتے ہو وہ کب آئے گا۔ اس کا جواب وَعِنْدَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُہَاۤ اِلَّا ھُوَ ط سے دیا گیا یعنی غیب کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ نفع و نقصان کی طاقت ہے اور نہ ہی علمِ غیب کی طاقت اللہ جل شانہٗ کی طرف سے دی گئی۔ نیز اگر پیغمبروں کو طاقت ہوتی تو یعقوب علیہ السلام کو چالیس برس تک پریشان ہونے کی ضرورت نہ تھی۔ اور اصحابِ کہف کے معاملہ میں اٹھارہ دن تک انتظار اور قذفِ عائشہؓ کے واقعہ میں ایک مہینہ تک نبی علیہ السلام کو پریشان رہنے کی ضرورت نہ تھی۔

اسی طرح سلیمان علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کے قصے ہیں اور موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ جس وقت سامری نے قوم کو گمراہ کر دیا تھا معراج شریف کے واقعہ میں فرشتوں کا سوال مَنْ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَکَ وغیرہ کے صحیح واقعات اس پر دلالت کرتے ہیں کہ علمِ غیب اللہ جل شانہٗ کے سوا کسی دوسرے کو نہیں۔

شرکِ فی التصرّف یعنی کسی پیر، فقیر یا پیغمبر علیہ السلام کے لئے یہ ثابت کرنا کہ اس کو غائبانہ مافوق الاسباب نفع وضرر دینے کی طاقت ہے۔ یہ شرک فی التصرف ہے بزرگان دین کے پکارنے کے حق میں جتنی آیات ذکر کی جاچکی ہیں وہ اس کے حق اور تائید میں ہیں۔

تنبیہ :۔ شرک فی التصرف تب ہوگا کہ کسی غیر اللہ کو غائبانہ مافوق الاسباب نافع وضار سمجھا جائے اور اگر غائبانہ نہ ہو تو ایک دوسرے سے امداد مانگنا منع نہیں۔ جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ ؕ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ ۚ معلوم ہوا کہ قرآن مجید میں جو غیر اللہ سے نفیِ ملک اور نفیِ تصرّف فی الامور کی گئی ہے وہ سب غائبانہ مافوق الاسباب ہے۔ اس کے لئے کچھ شواہد گزر چکے ہیں۔ اور مفصل بحث آگے آئے گی۔

سوال :۔ جب غیر اللہ کو عالم الغیب بالعرض اور متصرف فی الامور باعطائے الٰہی ماننا بھی کفر اور شرک ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ بعض معتبر کتابوں میں استقلال وغیرہ الفاظ کی قید لگی ہوئی ہے۔ جیسا کہ نووی (شرح مسلم) اور فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول ودوم کے اول اوراق میں لکھا ہے۔

جواب :۔ جن کتابوں میں بالاستقلال یا بالذات کی قیدیں آئی ہیں ان سے مراد یہ ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے پیروں، فقیروں اور پیغمبروں کو طاقت دے دی ہے کہ جس وقت جو چیز چاہیں جان لیں یا جس کو چاہیں نفع ونقصان پہنچادیں، اس معنی کے بموجب اللہ سے طاقت حاصل کرنے میں بالعرض ہیں۔ پھر اس طاقت کو استعمال کرنے میں مستقل ہیں بالذات کا یہ معنی بالعرض سے جمع ہو سکتا ہے۔ اور یہی معنی غیر اللہ کے لئے ماننا کفر اور شرک ہے۔ نصاریٰ نے یہی سمجھا تھا کہ عیسیٰؑ اور مریمؑ کو اللہ جل شانہٗ کی طرف سے اختیارات دئے گئے ہیں یہودیوں کا بھی یہی خیال تھا کہ اللہ کریم نے عزیر علیہ السلام کو اختیارات دے رکھے ہیں۔ مشرکین مکہ کا بھی یہی خیال تھا کہ اللہ تعالےٰ نے ملائکہ۔ حضرت ابراہیم واسمٰعیل علیہما السلام وغیرہم کو اختیارات دیئے ہیں اور اسی معنی کی نفی کے لئے جو غیر اللہ کے لئے ماننا صریح شرک ہے، قرآنِ کریم آیا۔ پس جن کتابوں میں بالاستقلال کی نفی آئی ہے اس سے یہی مراد ہے۔

آجکل کے مشرک مولوی اور پیر بالذات اور بالعرض کا معنے یہ کرتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام خود بخود بلا واسطہ مستقلاً عالم الغیب و متصرف فی الامور بالذات نہیں اور بواسطہ خدا عالم الغیب اور متصرف فی الامور ہیں۔ یہ معنی بالذات اور بالعرض کا نہ قرآن مجید سے نہ کسی معتبر تفسیر سے اور نہ ہی کسی فقیہ کی کتاب سے ملتا ہے بلکہ امام رازی رحؒ نے لکھا ہے جیسا کہ حوالہ گذر چکا ہے کہ اس قسم کے عقیدہ کا انسان آج تک کوئی پیدا نہیں ہوا۔

نیز اگر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم باعطائے الٰہی سب کچھ جانتے تو لازم آتا ہے کہ معاذ اللہ لَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وغیرہ کہہ کر اللہ اور اس کا پیغمبر صلعم لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔

اگر اس معنی بالعرض کی وجہ سے عالم الغیب و متصرف فی الامور کہہ سکتے ہیں تو لازم آتا ہے کہ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور خالق وغیرہ کا اطلاق بھی کیا جاسکے نیز بالذات کا معنی تو کسی ممکن الوجود کے اندر ہونا بھی محال ہے وہ تو پہلے ہی سے منفی ہے تو لازم آتا ہے کہ قرآن مجید میں بے فائدہ اور بے معنی نفی کی گئی ہے۔

حضرت پیر صاحب بغداد والے کا فتویٰ

جو شخص کسی نبی یا ولی، فرشتہ اور جن یا کسی پیر وفقیر کو کارساز اور غیب دان جانتا ہے ان کو مصیبتوں میں پکارتا ہے۔ حاجت روا اور مشکل کشا سمجھتا ہے اور یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ وہ ہماری تمام پکاروں کو سنتے جانتے ہیں اور ہمارے کام کروا لیتے ہیں اس کے متعلق حضرت پیر صاحب بغدادی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فتوےٰ یہ ہے کہ وہ کافر ومشرک ہے اس کا کوئی نکاح نہیں ہے اور فرماتے ہیں کہ جس کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ اعتقاد ہے کہ وہ بھی ہر بات سنتے جانتے ہیں، وہ بھی کافر ہے۔ مَنْ یَّعْتَقِدُ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعْلَمُ الْغَیْبَ فَھُوَ کَافِرٌ لِاَنَّ عِلْمَ الْغَیْبِ صِفَۃٌ مُّخْتَصَّۃٌ بِاللّٰہِ سُبْحَانَہٗ (مراۃ الحقیقۃ ص۱۰ سطر ۱۸ مطبوعہ مصر)

فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص۱۵ میں ہے کہ غیر اللہ کو دور سے ندا دینا اور یہ سمجھنا کہ جن کو پکارتا ہوں وہ سن رہے ہیں تو اس سے آدمی مشرک ہو جاتا ہے۔ ہاں جس جگہ مقصود سنانا نہیں ہوتا اور نہ یہ عقیدہ ہوتا ہے وہاں شرک نہیں ہوتا۔

سوال :۔ مندرجہ بالا فتویٰ اور مسئلہ کس کس کتاب میں ہے؟

جواب :۔ بحر الرائق ص۱۶ جلد پنجم مطبوعہ مصر۔ عینی شرح بخاری جلد یازدہم ص۸۳ فتح الباری مطبوعہ مصر ص۳۵ جلد اول ص۱۱۵ وجلد ۸ ص۳۹۵ وجلد ۱۳ ص۳۰۸ مسامرہ ص۹۷ مطبوعہ انصاری دہلی۔ فتاویٰ مولوی عبدالحی جلد دوم ص۳۹۔ خلاصۃ الفتاویٰ جلد چہارم ص۳۵۴۔ فتاویٰ عالمگیریہ مطبوعہ نولکشور ص۲۱۳ قاضی خان جلد چہارم ص۱۶۸ مطبوعہ مصطفائی۔ شرح فقہ اکبر ص۱۳۶ تفسیر خازن فی آخر سورہ لقمان ص۴۴۲۔ ردّ المحتار جلد ۳ ص۳۰۶ جلد ۳ ص۲۹۷ تجنیس صاحب ہدایہ کذا فی فصول العمادیہ ص۲۶۴ فی مختار الفتاویٰ۔

لَوْتَزَوَّجَ اِمْرَاَۃً بِشَھَادَۃِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ لَا یَنْعَقِدُ النِّکَاحُ وَیُکَفَّرُ لِاعْتِقَادِہٖ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعْلَمُ الْغَیْبَ۔ جواہر الاخلاط میں ہے اِنْ وَھَمَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعْلَمُ الْغَیْبَ یُکَفَّرُ فَمَا ظَنُّکَ بِغَیْرِہٖ۔ فتح العزیز ص۱۳۔ فتاویٰ بزازیہ ص۳۲۵۔ فتاویٰ مولانا عبدالحی جلد اول ص۳۷ وص۵۵ ودر جلد دوم ص۳۴۴ ودر جلد سوم ص۵۔ ان سب کتابوں میں ایسے اعتقاد والے کو کافر کہا گیا ہے۔ اور ہر سہ امام اس پر متفق ہیں۔ قرآن مجید کی پچاس سورتوں میں یہ مسئلہ موجود ہے۔ اور ایک ہزار احادیث تو صرف بخاری شریف میں اس پر شاہد ہیں کہ کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہوگئی ہے شرک ہے۔

مولانا اشرف علی علیہ الرحمۃ نے تعلیم الدین ص۱۴۱ اور بہشتی زیور ص۲۷ ج۲ الخ میں لکھا ہے کہ کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہوگئی ہے، شرک ہے۔ حضرت پیر صاحب رحؒ کی غنیۃ الطالبین ص۶۶۔ فتاویٰ امام جعفر صادق رضؓ تذنیب تقریب ص۱۵۵۔ مکتوبات امام ربانی رحؒ جلد اول مکتوب صد وہفتم۔ مکتوب حضرت خواجہ محمد معصوم رحؒ جلد سوم مکتوب نوازدہم ملفوظات حاجی دوست محمد صاحب قندھاری موسیٰ زئی شریف والے اور ارشاد الطالبین قاضی ثناء اللہ میں ہے یا شیخ عبدالقادر جیلانی و یا خواجہ شمس الدین پانی پتی چنانچہ عوام می گویند، شرک وکفر است۔

(**نوٹ**) ایسے عقائد باطلہ پر مطلع ہو کر جو انہیں کافر و مشرک نہ کہے وہ بھی ویسا ہی کافر ہے۔ کوکب الیمانی علی اولاد الزوانی۔ کوکب الیمانیں علی العجلان والخراطین توضیح المراد لمن تخبط فی الاستمداد۔ کالا کافران سب کتابوں میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ ایسے عقائد والے لوگ بالکل پکے کافر ہیں۔ اور ان کا کوئی نکاح نہیں۔

شرک فی الدعاء غائبانہ حاجات میں کسی پیر و فقیر یا پیغمبر کو پکارنا کفر و شرک ہے۔ یہی شرک مشرکینِ مکہ میں تھا۔ اور ہر پیغمبر کے زمانے میں ہوتا رہا جس کی پوری تفصیل پہلے گذر چکی ہے۔

شرک فعلی

اس کے سمجھنے کے چار عنوان ہیں۔ ان میں سے دو عنوان شرک سے متعلق ہیں۔ اور دو توحید سے۔

(۱) تحریمات اللہ۔ (۲) تحریمات غیر اللہ۔ (۳) اللہ کی نیازیں۔ اور (۴) غیر اللہ کی نیازیں۔ تحریمات اللہ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے بعض حلال اور طیب چیزوں کو خاص وقت اور خاص مقام میں حرام قرار دیا ہے، ان چیزوں سے تعرض نہ کیا جائے اور ان کو اپنے استعمال میں نہ لایا جائے۔ جیسا کہ بیت اللہ کے گرداگرد حرم میں لکڑی اور گھاس کاٹنا اور شکار کھیلنا اللہ تعالےٰ نے حرام کر دیا ہے۔ یہ مسئلہ سورہ مائدہ میں دیگر سورتوں کی بہ نسبت زیادہ آیا ہے۔ ان کی حرمت کی ایک اجمالی دلیل سورۂ مائدہ کی ابتدا، اِنَّ اللّٰہَ یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ سے بیان کی گئی ہے یعنی اللہ تعالےٰ جو چاہے حکم دے سکتا ہے۔ اور تفصیلی دلیل سورۂ مائدہ میں دو جگہ بیان کی گئی ہے۔ پہلا مقام وَلِیَعْلَمَ اللّٰہُ مَنْ یَّخَافُهٗ بِالْغَیْبِ۔ یعنی اللہ تعالےٰ نے ان چیزوں کو اس لئے حرام کیا ہے تاکہ ظاہر کر دے کہ اللہ تعالےٰ کو عالم الغیب سمجھ کر اس سے کون ڈرتا ہے۔ پھر آگے جا کر فرمایا وَلِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ط وَاَنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ط اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ وَاَنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝

یعنی تاکہ تمہیں یقین ہو جائے کہ اللہ جل شانہٗ ہر چیز کو جاننے والے ہیں اور قادر بھی ہیں۔ اور اگر تم نے خلاف ورزی کی تو سخت عذاب دینے والے ہیں۔ یہ قسم شرک نہیں بلکہ یہ توحید ہے۔ مقابلۃً سمجھانے کے لئے بیان کیا گیا ہے۔

تحریمات غیر اللہ کا بیان

جس طرح اللہ تعالےٰ نے بعض حلال طیب چیزوں کو بعض خاص مقامات میں مذکورہ بالا مقصد کے پیش نظر حرام کر دیا ہے۔ اسی طرح مشرک لوگ اس کے بالمقابل مرے ہوئے بزرگوں کی قبروں پر سے درخت اور گھاس کاٹنا اور شکار کرنا حرام سمجھتے ہیں۔ بعینہٖ اسی علت کے ماتحت جو تحریمات اللہ میں بیان کی گئی ہے یعنی غیب دان نافع و ضار خیال کر کے ان مرے ہوئے بزرگوں کو غیب دان نافع و ضار خیال کر کے یہ کام یعنی درخت وغیرہ نہ کاٹنا، اور کاٹنے والے کو برا جاننا تحریمات غیر اللہ ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ ان خود ساختہ تحریموں کو توڑو۔ اور انہیں حرام نہ سمجھو۔ اس طرح سے مشرک لوگ جانوروں کو مرے ہوئے بزرگوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ یہ جانور اب ہمارے معبودوں کا ہو چکا ہے۔ اس پر سامان لادنا، یا اسے ذبح کر کے کھانا ہمارے لئے حرام ہے۔ اگر ان تحریموں کو ہم توڑ دیں گے تو وہ بزرگ ہم سے ناراض ہو جائیں گے۔ جیسا کہ آجکل ہندو لوگ سانڈ چھوڑ دیتے ہیں ویسا ہی مشرکین مکہ نے بحیرہ اور سائبہ وغیرہ بنائے تھے۔ آجکل کے مشرک مرے ہوئے بزرگوں کی قبروں پر جانور چھوڑ دیتے ہیں۔ اگر ان کے کھیتوں میں آ کر چریں تب بھی نہیں روکتے۔ اسی طرح بعض ماکولات (طعام) اس قسم کے ہوتے ہیں جن کو عورتیں کھا سکتی ہیں، مرد نہیں کھا سکتے۔ جیسا کہ آجکل کے مشرک لوگ امام جعفر صادق رض کا کونڈا پکاتے ہیں اور بی بی فاطمہ کی صحنک اس سے مردوں کو کھانا جائز نہیں سمجھتے۔ یا بعض قبائل والے یہ سمجھتے ہیں کہ سبز کپڑا یا سرخ کپڑا استعمال نہیں کرتے۔ اسی طرح پر پورے بال رکھنا ناجائز سمجھتے ہیں کہ یہ کام کریں گے تو فوراً مر جائیں گے یہ سب تحریمات غیر اللہ ہیں جنہیں قرآن مجید میں مختلف عنوانات کے تحت بیان کیا گیا ہے۔

عنوان ۱

اُحِلَّتْ لَکُمْ بَہِیْمَةُ الْاَنْعَامِ یعنی جو جانور تم نے اپنے بزرگوں کے لئے اپنے اوپر حرام کر رکھے ہیں وہ تمہارے حرام کرنے سے حرام نہیں ہوتے جب تم ایمان لا چکے ہو تو ان کو حلال سمجھو۔ وہ سب تمہارے لئے حلال ہیں۔

عنوان ۲

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ط اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ۝ (پ۷: مائدہ: ع۱۲)

اے ایماندارو! اللہ کی حلال کردہ پاکیزہ چیزوں کو حرام نہ سمجھو۔ اور نہ زیادتی کرو اللہ تعالےٰ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

طَیِّبٰتِ مَا میں اضافت بیانی ہے۔ یعنی جو چیزیں اللہ جل شانہٗ نے تمہارے لئے حلال کیں، ان کو تم حرام مت سمجھو۔

عنوان ۳

وَکُلُوْا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ حَلٰلًا طَیِّبًا وَّاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝ (حوالہ مذکورہ بالا)

اور جو اللہ نے تمہیں حلال پاک رزق دیا ہے اسے کھاؤ۔ اور اسی اللہ سے ڈرو جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔

عنوان ۴ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ کُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ط (پ۲: بقرہ: ع۲۱)

اے لوگو! زمین کی چیزوں میں سے حلال پاکیزہ کھاؤ اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو۔ بے شک وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔

عنوان ۵ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝ حوالہ مذکورہ بالا)

اے ایمان والو! جو حلال پاک چیزیں ہم نے تمہیں رزق دیا ہے کھاؤ اور اللہ ہی کا شکر ادا کرو۔ اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔

یعنی اگر تم نے تحریمات غیر اللہ کو حلال نہ سمجھا تو یہ غیر اللہ کی عبادت ہو جائے گی اور اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ کا مقصد پورا نہ ہوگا۔

تنبیہ:۔ جہاں تحریمات غیر اللہ کا بیان ہو وہاں آیاتِ ذیل کا مضمون اکثر آتا ہے۔

وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَیْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا ط اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْـًٔا وَّلَا یَھْتَدُوْنَ ۝ (پ۲: بقرہ: ع۲۰)

جب انہیں کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو نازل کیا ہے۔ اس کی پیروی کرو کہتے ہیں کہ ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر باپ دادا کو پایا۔ خواہ ان کے باپ دادا نہ کسی چیز کو سمجھتے ہوں اور نہ راہ پاتے ہوں۔

عنوان ۶ فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَیْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰیٰتِهٖ مُؤْمِنِیْنَ ۝ (پ۸: انعام: ع۱۴)

جس چیز پر اللہ کا نام لیا جائے اسے کھاؤ اگر تم اس کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہو۔

پانچویں اور چھٹے عنوان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو غیر اللہ کے لئے تحریمیں کرتا ہے وہ مومن نہیں۔ کیونکہ اس نے غیر اللہ کو معبود بنا لیا ہے۔

عنوان ۷ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ۔ (ایضاً)

تمہیں کیا ہو گیا کہ جس چیز پر اللہ کا نام لیا جائے، نہیں کھاتے۔

عنوان ۸ وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ لَّا یَطْعَمُھَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ ط (پ۸: انعام: ع۱۶)

اور کہتے ہیں کہ یہ مویشی اور کھیتی ممنوع ہے۔ اسے وہی کھائے جسے ہم اجازت دیں۔

عنوان ۹ وَقَالُوْا مَا فِیْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓی اَزْوَاجِنَا ط وَاِنْ یَّكُنْ مَّیْتَةً فَھُمْ فِیْهِ شُرَكَآءُ ط (حوالہ بالا)

اور کہتے ہیں جو ان جانوروں کے پیٹوں میں ہے وہ صرف ہمارے مردوں کے لئے ہے اور ہماری عورتوں کے لئے حرام ہے۔ اور اگر وہ مردہ ہوں تو وہ سب اس میں شریک ہیں۔

عنوان ۱۰ وَحَرَّمُوْا مَا رَزَقَھُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَی اللّٰهِ۔

اللہ نے جو انہیں رزق دیا اس کو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہوئے انہوں نے حرام کر دیا۔

عنوان ۱۱ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَیْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَیَیْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَیْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَیَیْنِ ۝ (پ۸: انعام: ع۱۷)

پوچھئے کیا اللہ نے دونوں نر حرام کئے یا دونوں مادہ یا کہ وہ بچہ کہ اس پر دونوں مادہ کا بچہ دان مشتمل ہے۔

عنوان ۱۲ سَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَیْءٍ ط (حوالہ مذکورہ بالا - ع۱۸)

مشرک کہدیں گے کہ اللہ چاہتا تو ہم اور ہمارے باپ دادا شرک نہ کرتے۔ اور نہ ہی ہم کسی چیز کو حرام سمجھتے۔

عنوان ۱۳ وَلَاٰمُرَنَّھُمْ فَلَیُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ (پ۵: نساء: ع۱۸)

میں ان کو حکم دوں گا پس وہ ضرور جانوروں کے کان کاٹ ڈالیں گے۔

اس پر شاہ عبد القادر صاحبؒ نے لکھا ہے کہ کافروں کا دستور تھا کہ گائے یا بکری کا بچہ بت کے نام کر دیا۔ اس کے کان میں نشان ڈالتے۔

عنوان ۱۴ وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَیْھَآ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِھَا ط (پ۸: الاعراف: ع۳)

اور وہ جب کوئی فحش کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اسی پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا اور اللہ نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے۔ فحش سے یہاں مراد ننگا طواف کرنا ہے۔

عنوان ۱۵ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَةَ اللّٰهِ الَّتِیْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ط (پ۸: الاعراف: ع۴)

پوچھئے تو سہی کہ جو زینت اللہ نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کی اور پاک رزق کس نے حرام کیا۔

اس عنوان میں کپڑے وغیرہ جنہیں لوگ اپنے اوپر حرام سمجھتے ہیں، سب کا بیان آ گیا۔

عنوان ۱۶ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ۔ (حوالہ مذکورہ بالا ع۳)

اے اولادِ آدم ہر نماز کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو۔

عنوان ۱۷ قُلْ اَرَءَیْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ط (پ۱۱: یونس: ع۶)

پوچھئے کہ بھلا بتاؤ تو سہی اللہ نے تمہارے لئے روزی اتاری پس تم نے اس میں سے حلال اور حرام ٹھہرا لئے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ (پ۱۴: نحل: ع۱۵)

نہ کہو جو تمہاری زبانیں بیان کرتی ہیں کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِیْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِیْلَةٍ وَّلَا حَامٍ (پ۷: مائدہ: ع۱۴)

اللہ نے کوئی بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام نہیں بنایا۔

اس کی تفصیل حضرت شیخ رحمہ اللہ کے الفاظ میں حسب ذیل ہے:۔

قَدِ اعْتَقَدَتِ الْیَھُوْدُ تَحْرِیْمَ الْاِبِلِ وَغَیْرِهٖ وَاعْتَقَدَتِ النَّصَارٰی تَحْرِیْمَ مَا حَرَّمُوْا مِنَ الرَّھْبَانِیَّةِ لِاِلٰھِھِمُ الَّذِیْ سَمَّوْهُ اِبْنًا مُّتَصَرِّفًا وَاعْتَقَدَ

یہود اونٹ وغیرہ کی حرمت کا اعتقاد رکھتے تھے۔ نصاریٰ نے رہبانیت کی چیزوں کو اپنے معبود (جسے ابن اللہ یعنی متصرف کہتے تھے) کے لئے حرام سمجھا اور مشرکین

الْمُشْرِكُوْنَ تَحْرِيْمَ الْوَصِيْلَةِ وَالسَّآئِبَةِ وَالْحَامِ۔ فَالْحَامُ مَا يَدَّعُوْنَهُ لِلطَّوَاغِيْتِ وَالسَّآئِبَةُ مَا تُرِكَ بَعْدَ ضِرَابٍ مَّعْدُوْدَةٍ وَالْبَحِيْرَةُ مَا يُمْنَعُ دَرُّهَا لِلطَّوَاغِيْتِ وَالْوَصِيْلَةُ مَا يَدَّعُوْنَهُ لِلطَّوَاغِيْتِ وَلَا يُحْمَلُ عَلَيْهَا شَيْءٌ وَالْوَصِيْلَةُ الَّتِيْ وَلَدَتْ بَعْدَ اُخْرٰى بِنَاقَةٍ بِكْرٍ ثُمَّ يُسَيِّبُوْنَهَا لِطَوَاغِيْتِهِمْ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى رَدًّا عَلَيْهِمْ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ۔

نے وصیلہ، سائبہ اور حام کے حرام ہونے کا عقیدہ رکھا۔ پس حام وہ ہے جسے چند اونٹنیوں کے حاملہ کرنے پر معبودوں کے لئے چھوڑ دیتے تھے۔ بحیرہ وہ ہے جس کا دودھ معبودوں کے لئے روکا جاتا تھا۔ سائبہ وہ ہے جسے اپنے معبودوں کے نام پر چھوڑتے تھے اور اس پر کوئی چیز نہیں لادتے تھے۔ وصیلہ جس سے دو بچے پیدا ہو چکے ہوں۔ اس کے بعد معبودوں کے لئے چھوڑ دیتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر رد کرنے کے لئے یہ آیت ارشاد فرمائی۔

ایسی تحریمات کا حکم یہ ہے کہ جو یہ تحریمیں کر رہا ہے اس کے لئے تو یہ چیزیں حرام نہیں ہوئیں۔ اسے چاہئیے کہ انہیں استعمال کرے۔ اگر حرام سمجھے گا تو مشرک ہوگا۔ اس کے سوا باقی لوگوں کے متعلق یہ حکم ہے کہ وہ اس کی تحریم کو غلط سمجھیں لیکن اس چیز کو اس کی رضامندی کے بغیر استعمال نہ کریں کیونکہ وہ چیز ابھی تک اس کی ملک سے نہیں نکلی اور جو چیزیں کسی ایک شخص کی مملوکہ نہ ہوں جیسا کہ قبرستان کے درخت اور گھاس کسی ایک شخص کی ملک نہیں بلکہ وہ عامۃ المسلمین کا وقف ہوتا ہے۔ اگر لوگ اس گھاس اور درخت کو اس عقیدۂ مشرکانہ کی وجہ سے نہیں کاٹتے تو اسے ضروری طور پر کاٹنا چاہئیے تاکہ لوگوں کے عقیدہ کی اصلاح ہو۔ اور اگر لوگوں نے ضروریاتِ مسجد کے لئے محفوظ رکھا ہوا ہے تو جائز ہے اور یہ عقیدہ مشرکانہ نہیں۔

نذور اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کی نیازوں کا بیان

یہ شرک نہیں بلکہ یہ توحید ہے۔ مقابلۃً یہ قسم ذکر کی گئی ہے۔ اگر کوئی شخص مصیبت وغیرہ میں یوں کہے کہ اگر یہ مصیبت مجھ سے دور ہو جائے تو میں اللہ کے نام پر فلاں چیز دوں گا خواہ جانور یا کوئی چیز تو یہ اللہ کی نذر ہوگی۔ اس کا نام نیاز ہے جسے منت بھی کہتے ہیں۔ پھر خواہ اس کا ثواب کسی کو بخشے یا اپنے لئے ہی رکھے۔ اسی طرح اگر خاص مصیبت کے علاوہ اپنے اوپر مہینہ یا ہر ہفتہ میں یہ لازم کر لیتا ہے کہ میں اتنی چیز اللہ کے نام پر دیا کروں گا تاکہ اللہ کی رضا شاملِ حال رہے اور اللہ تعالیٰ مصائب سے محفوظ رکھے۔ یہ صورت بھی اللہ تعالیٰ کی نذر میں داخل ہوگی۔ اس میں نذر دینے والے کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ غیب دان ہے اور ما فوق الاسباب طاقت سے نافع و ضار بھی ہے۔ اگر میں نے اس نذر کے دینے میں مخالفت کی تو وہ مجھے نقصان دینے پر قدرت رکھتا ہے۔ یہ نذر خواہ گھر پر دے یا یوں نذر مان لے کہ میں بیت اللہ میں جا کر اس پر غلاف چڑھاؤں گا یا وہاں جا کر اتنے بکرے ذبح کروں گا تو یہ سب اللہ کریم کی نذر میں داخل ہوگا۔ اس مسئلہ کے لئے بھی قرآن مجید میں مختلف عنوانات ہیں۔

اوّل	وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ط (پ۱۷ : حج : ع ۵)	ہر امت کے لئے ہم نے ایک مقام کو قربانی کی جگہ بنا دیا تاکہ جو کچھ انہیں اللہ نے مویشی رزق دیا ہے ان پر اللہ کا نام لیں۔
دوم	وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ ط (حوالہ مذکورہ بالا ع ۱) وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ط (حوالہ مذکورہ بالا : ع ۴)	(اے لِلّٰہِ خالِصَۃً) یعنی اللہ کے لئے نذریں پوری کریں (از خازن) تاکہ وہ اللہ نے جو انہیں مویشیوں میں سے رزق دیا ہے۔ چند مقررہ دنوں میں ان پر اللہ کا نام یاد کریں۔
چہارم	وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ط (حوالہ مذکورہ بالا : ع ۵)	اور بدن کو ہم نے تمہارے لئے اللہ کی نشانی بنا دیا۔ (بدن سے مراد اونٹ اور گائے وغیرہ ہیں۔
پنجم	يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَآئِدَ۔ (پ۶ : مائدہ : ع ۱)	اے ایمان والو! اللہ کی یادگاروں کی بے حرمتی نہ کرو اور نہ شہر حرام، ہدی اور قلائد والے جانوروں کی۔
ششم	جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ۔ (پ۷ : مائدہ : ع ۱۳)	اللہ تعالیٰ نے بیتِ حرام، شہرِ حرام، ہدی اور پٹے والے جانوروں کو لوگوں کے لئے قیام کا سبب بنایا۔

تنبیہ:۔ قرآن مجید میں تحریمات اللہ اور نیازاتِ اللہ کا مسئلہ بہت کم بیان ہوتا ہے۔ جتنا لکھا جا چکا ہے قریباً اتنا ہی ہے اور تحریمات غیر اللہ اور نیازات غیر اللہ کا مسئلہ قرآن مجید میں بکثرت آتا ہے اس لئے کہ اس میں شرک کی نفی کی جاتی ہے اور یہی دو قسم شرک کی ہیں۔

نذور غیر اللہ یعنی غیر اللہ کی نیازوں کا بیان

جس طرح اللہ تعالیٰ کی نذریں دو صورتیں بیان ہو چکی ہیں، بعینہٖ وہی دو صورتیں خدا تعالیٰ کے سوا کسی پیر و فقیر اور پیغمبر کے لئے مانی جائیں تو وہ نذر و نیاز غیر اللہ کہلائے گی۔ اس میں اس پیر و فقیر کو عالم الغیب اور متصرف فی الامور ما فوق الاسباب ماننا پڑتا ہے۔ اس قسم کی نذر و نیاز دینا شرک ہے اس کا کھانا خنزیر کی طرح حرام ہے خواہ ذبح کرتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھا جائے یا نہ۔ پس آج کل اولیاء اللہ کی قبور پر جو عرس کئے جاتے ہیں اور ان عرسوں کے لئے لوگ پہلے ہی سے غلہ دانے اور جانور وغیرہ پیر کے نام پر رکھ دیتے ہیں۔ پھر عرس کے روز قبر پر لے جاتے ہیں، یہ سب غیر اللہ کی نذر ہے۔ اس کا کھانا حرام ہے۔ اسی طرح کسی ولی وغیرہ کی قبر پر غلاف نیل وغیرہ اس عقیدہ کے ماتحت لے جائے، سب غیر اللہ کی نذر میں داخل ہے۔ اگر اس نذر دینے والے کا عقیدہ مشرکانہ ہے اور بظاہر زبان سے یہ کہتا ہے کہ میں ایصالِ ثواب کیلئے قبر پر ذبح کر رہا ہوں، یہ سب حرام ہوگا۔ یہ مسئلہ بھی مختلف عنوانوں کے ساتھ قرآن مجید میں بیان کیا گیا ہے۔

اوّل:۔ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ

تم پر مردار، دمِ مسفوح، خنزیر کا گوشت اور وہ شے جس پر غیر اللہ کا

لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ (پ: مائدہ: ع ۲)

نام پکارا جائے، حرام ہے۔

دوم: قَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِیْبًا مَّفْرُوْضًا

کہا شیطان نے کہ میں تیرے بندوں سے ایک مقرر حصہ لوں گا۔

شاہ عبدالقادر دہلوی رح نے اس مقام پر لکھا ہے کہ اس سے مراد غیر اللہ کی نذریں نیازیں ہیں۔

سوم: اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْكُمُ الْمَیْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِیْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ (پ ۲: بقرہ: ع ۲۱)

اس کے سوا نہیں کہ حرام کیا گیا تم پر مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور وہ چیز جو غیر خدا کیلئے نامزد کر دی گئی ہو۔

چہارم: وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ (پ ۶: مائدہ: ع ۱)

اور حرام ہے جو تھانوں پر ذبح کیا گیا۔

پنجم: وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ

اور یہ بھی حرام ہے کہ تم جوئے کے تیروں سے بانٹو۔

ششم: وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِیْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا یَصِلُ اِلَى اللّٰهِ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ یَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ (پ ۸ انعام: ع ۱۶)

جو کھیتی اور مویشی اللہ نے پیدا کئے ان میں سے اللہ کے لئے ایک حصہ مقرر کرتے ہیں اور اپنے خیال کے مطابق اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے لئے ہے پس جو ان کے شریکوں کے لئے ہو وہ تو اللہ کو نہیں پہنچتا۔ اور جو اللہ کے لئے ہو وہ ان کے شرکاء کو پہنچ جاتا ہے۔

ہفتم: وَكَذٰلِكَ زَیَّنَ لِكَثِیْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ لِیُرْدُوْهُمْ وَلِیَلْبِسُوْا عَلَیْهِمْ دِیْنَهُمْ (پ: انعام: ع ۱۶)

اسی طرح بہت سے مشرکوں کیلئے ان کے شریکوں نے اولاد کا قتل کرنا خوبصورت کر دیا تاکہ انہیں ہلاک کریں اور ان پر ان کے دین کو خلط ملط کر دیں۔

ہشتم: قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ (حوالہ مذکورہ بالا)

نقصان میں ہوئے وہ جنہوں نے سوائے علم کے بیوقوفی سے اپنی اولاد کو قتل کر دیا اور اللہ پر بہتان باندھ کر جو اس نے انہیں رزق دیا تھا اسکو حرام کر دیا۔ کر دیا۔

نہم: وَاٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ وَلَا تُسْرِفُوْا (حوالہ مذکورہ بالا ع ۱۷)

جس دن انہیں کاٹو ان کا حق ادا کرو اور بے جا خرچ مت کرو۔

قال مقاتل لا تشرکوا الاصنام فی الحرث والانعام (خازن)

مقاتل نے کہا اپنے معبودوں کو کھیتی اور جانوروں میں شریک نہ کرو یعنی ان کا حصہ نہ نکالا کرو۔

دہم: اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ (حوالہ مذکورہ بالا ع ۱۸)

یا بری چیز جس پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو۔

یازدہم: قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ (پ ۸: اعراف: ع ۴)

فرما دیجئے پختہ بات ہے کہ میرے رب نے بے حیائی کی کھلی اور چھپی باتوں کو حرام کر دیا۔ اور گناہ ناحق کی زیادتی کو اور تمہارا اللہ کے ساتھ اس چیز کو حرام ٹھہرانے کو جس کی اللہ نے کوئی دلیل نہیں اتاری اور یہ کہ اللہ پر ان جانی بات کہو، سب حرام کر دیا۔

المراد بالاثم النذر لغیر اللہ (از تفسیر کبیر) یعنی مراد اثم (گناہ) سے غیر اللہ کی نذر ماننا بھی ہے۔

دوازدہم: وَلَا یُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (پ ۱۰۔ توبہ ع ۴)

جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام کی ہیں انہیں حرام نہیں سمجھتے۔

سیزدہم: وَیَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا یَعْلَمُوْنَ نَصِیْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ۔ (پ ۱۴۔ نحل ع ۷)

ہمارے دیئے ہوئے رزق سے ان کے لئے حصہ مقرر کرتے ہیں جنہیں وہ جانتے بھی نہیں۔

چہاردہم: فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ (پ ۱۷ حج: ع ۴)

پلیدی یعنی بتوں سے بچو (یعنی ان کی نیاز نہ دیا کرو)

پانزدہم: وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (حوالہ مذکورہ بالا)

جھوٹ بات سے بچو۔ (یعنی غیر اللہ کی نیاز دینے سے بھی بچو۔ تشریح آگے ملاحظہ ہو۔

نقشہ آیات تحریمات غیر اللہ

ان کا حکم یہ ہے کہ ایسی تحریمیں باطل ہیں ان کو اٹھانا چاہیئے اور جو چیزیں ایسی تحریموں کے ذریعہ سے حرام کی گئی ہوں انہیں حلال سمجھنا چاہیئے۔ ایسی تحریمیں کرنے والا کافر و مشرک ہے۔

آیات	حوالہ	ترجمہ
اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِیْمَةُ الْاَنْعَامِ	پ ۶: مائدہ: ع ۴	تمہارے لئے چوپائے مواشی حلال کئے گئے ہیں۔
یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ۝	پ ۶: مائدہ: ع ۱۲	اے ایمان والو مت حرام ٹھہراؤ ستھری چیزیں جو اللہ نے تم پر حلال کی ہیں۔ اور حد سے نہ بڑھو۔ اللہ نہیں چاہتا حد سے بڑھنے والوں کو۔
وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَیِّبًا وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ	پ ۶: مائدہ: ع ۱۲	اور کھاؤ اللہ کے دیئے ہوئے سے جو حلال ہو اور ستھرا اور ڈرتے رہو اللہ سے

آیات	حوالہ	ترجمہ
اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝	پ ۶ : مائدہ : ع ۱۲	اور کھاؤ اللہ کے دیئے ہوئے سے جو حلال ہو اور ستھرا اور ڈرتے رہو اللہ سے
(۴) يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِى الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝	پ ۳ بقرہ : ع ۲۱	اے لوگو! کھاؤ زمین کی چیزوں میں سے جو حلال ہے ستھرا۔ اور نہ چلو شیطان کے قدموں پہ۔ وہ تمہارا ظاہر دشمن ہے۔
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝	پ ۲ : بقرہ : ع ۲۱	اے ایمان والو! کھاؤ ستھری چیزیں جو تم کو روزی دی ہے اور شکر کرو اللہ کا اگر تم اس کے بندے ہو۔
(۶) وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ۝	حوالہ مذکورہ بالا	اور جب ان کو کہیئے چلو اس پہ جو نازل کیا اللہ نے کہا انہوں نے چلیں گے اس پر جس پہ دیکھا اپنے باپ دادوں کو بھلا اگرچہ ان کے باپ دادے نہ عقل رکھتے ہوں نہ راہ کی خبر۔
(۷) فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ۝	پ ۵ : انعام : ع ۱۳	سو تم کھاؤ جس پہ نام لیا اللہ کا اگر تم کو اس کے حکم پہ یقین ہے
(۸) وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ ؕ	〃 〃 〃	اور کیا سبب ہے کہ تم نہ کھاؤ اس میں سے جس پر نام لیا گیا اللہ کا
(۹) وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ ۖ لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ؕ سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝	(پ ۸ : انعام : ع ۱۶)	اور کہتے ہیں یہ مویشی اور کھیتی منع ہے اس کو نہ کھاوے مگر جس کو ہم چاہیں اپنے خیال پر اور بعضے مواشی کی پیٹھ منع ٹھہرایا ہے اور بعضے مواشی کے ذبح پر نام نہیں لیتے اللہ کا اس پر جھوٹ باندھ کر۔ سزا دے گا ان کو اس جھوٹ کی۔
(۱۰) وَقَالُوْا مَا فِىْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَآءُ ؕ سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ ؕ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝	〃 〃 〃	اور کہتے ہیں کہ جو اس مویشی کے پیٹ میں ہے سو وہ ہمارے مرد کھائیں اور حرام ہے ہماری عورتوں پر اور جو مردہ ہو اس میں سب شریک ہوں وہ سزا دے گا ان کو ان تقریروں کی اور بے شک وہ حکمت والا بڑا جاننے والا ہے۔
قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ۝	〃 〃 〃	پوچھو تو دونوں نر حرام کئے ہیں یا دونوں مادہ یا جو پیٹ رہا ہے مادوں کے پیٹ میں۔
(۱۲) سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ ؕ	پ ۸ : انعام : ع ۱۸	اب کہیں گے مشرک اگر اللہ چاہتا تو ہم شریک نہ ٹھہراتے اور نہ ہمارے باپ اور نہ حرام کر لیتے کوئی چیز۔
(۱۳) وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ؕ	پ ۵ : نساء : ع ۱۷	اور ان کو سکھاؤں گا کہ بدلیں اللہ کی بنائی ہوئی صورت۔
(۱۴) وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ؕ	پ ۸ : اعراف : ع ۳	اور کریں جب کچھ عیب کا کام کہیں ہم نے دیکھا اسی طرح کرتے اپنے باپ دادوں کو اور اللہ نے ہم کو یہ حکم کیا۔
(۱۵) قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِىْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۝	پ ۸ : اعراف : ع ۴	تو کہہ کس نے حرام کی زینت اللہ کی جو پیدا کی اس نے اپنے بندوں کے واسطے اور کھانے کی حلال چیزوں کو۔
(۱۶) يٰبَنِىْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ؕ	〃 〃 〃	اے اولاد آدم! پہن لو اپنا لباس ہر نماز کے وقت اور کھاؤ اور پیو اور حد سے مت نکلو۔
(۱۷) قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ؕ	پ ۱۱ : یونس : ع ۶	تو کہہ بھلا دیکھو تو جو اللہ نے اتاری تمہارے واسطے روزی پھر تم نے ٹھہرایا اس میں سے کوئی حرام اور حلال۔
(۱۸) وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ ؕ	پ ۱۴ : نحل : ع ۱۵	اور مت کہو وہ بات جو کہ تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے۔
(۱۹) مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ	پ ۷ : مائدہ : ع ۱۴	نہیں ٹھہرایا اللہ نے بحیرہ اور نہ سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حام۔

نقشہ آیات متعلقہ تحریمات اللہ

ان کے متعلق حکم یہ ہے کہ ان کو باقی رکھنا اور ان کی حرمت کو قائم رکھنا ضروری ہے۔

آیات	حوالہ	ترجمہ
إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ ط إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيدُ ۝	پ ۶ : مائدہ : ع ۱	سوائے اس کے جو تم کو سنا دینگے مگر حلال نہ جانو شکار کو اپنے احرام میں اللہ حکم کرتا ہے جو چاہے۔
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللَّهُ بِشَيْءٍ مِنَ الصَّيْدِ تَنَالُهُ أَيْدِيكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللَّهُ مَنْ يَخَافُهُ بِالْغَيْبِ	پ ۷ : مائدہ : ع ۱۲	اے ایمان والو البتہ تم کو آزمائے گا اللہ کچھ شکار کے حکم سے جس پر پہنچیں ہاتھ تمہارے اور نیزے تاکہ ظاہر کرے اللہ، کون اس سے ڈرتا ہے بے دیکھے۔

اللہ کی نذر و نیاز سے متعلق آیات

آیات	حوالہ	ترجمہ
وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۝	پ ۱۷ ، حج : ع ۵	اور ہر فرقہ کو ہم نے ٹھہرا دی ہے قربانی کہ یاد کریں اللہ کو وقت چوپایوں کے جو ہم نے ان کو دیئے۔
وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ ۝	″ ″ ع ۴	اور پوری کریں اپنی منتیں۔
وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ	″ ″ ″	اور پڑھیں اللہ کا نام کئی دن جو معلوم ہیں ذبح پر چوپایوں کے جو اس نے دیئے ہیں ان کو۔
وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ ۝	″ ″ ع ۵	اور کعبہ کے چڑھانے کے اونٹ ٹھہرائے ہیں ہم نے تمہارے واسطے نشانی اللہ کے نام کی
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحِلُّوا شَعَائِرَ اللَّهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ ۝	پ ۶ : مائدہ : ع ۱	اے ایمان والو بے حرمتی نہ کرو اللہ کے نام کی چیزوں کی اور نہ ادب والے مہینے کی اور نیاز کے جانوروں کی جو مکہ کو جاویں اور نہ قلادے والے جانوروں کی۔
جَعَلَ اللَّهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَائِدَ ۝	″ ″ ع ۱۳	اللہ نے کیا کعبہ عزت والے گھر کو لوگوں کو قائم رہنے کا سبب اور عزت والے مہینے کو اور حرم کی قربانیوں اور قلادوں والے جانوروں کو۔

نقشہ آیات متعلقہ نذر لغیر اللہ

ان کا کھانا حرام ہے اور دینے والا کافر مشرک ہے۔

آیات	حوالہ	ترجمہ
حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ ۝	پ ۶ : مائدہ : ع ۱	حرام ہوا تم پر مردار اور لہو اور گوشت سور کا اور جس پر نام پکارا گیا اللہ کے سوا کا۔
وَقَالَ لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَفْرُوضًا ط	پ ۵ : نساء : ع ۱۷	اور وہ بولا کہ میں البتہ لوں گا تیرے بندوں میں سے حصہ ٹھہرایا ہوا۔
إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ ۝	پ ۲ : بقرہ : ع ۲۱	یہی حرام کیا ہے تم پر مردار اور لہو اور گوشت سور کا اور جس پر نام پکارا گیا اللہ کے سوا کا۔
وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ ۝	پ ۶ : مائدہ : ع ۱	اور جو ذبح کیا گیا کسی تھان پر۔
وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ط	″ ″ ″	اور یہ کہ بانٹا کرو پانسے ڈال کر۔

آیات	حوالہ	ترجمہ
وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ط وَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ج وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ط سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ○	پ ۶ : انعام : ع ۱۶	اور ٹھہراتے ہیں اللہ کا اس کی پیدا کی کھیتی اور مویشی میں ایک حصہ پھر کہتے ہیں یہ حصہ اللہ کا ہے اپنے خیال پر اور یہ ہمارے شریکوں کا۔ سو جو ان کے شریکوں کا ہے سو نہ پہنچے وہ اللہ کی طرف اور جو اللہ کا ہے سو پہنچے ان شریکوں کی طرف کیا برا انصاف کرتے ہیں۔
وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ ط	〃 〃 〃	اور اسی طرح بھلا دکھائی ہے بعض مشرکوں کو اولاد مارنی ان کے شریکوں نے کہ ان کو ہلاک کریں اور ان کا دین ان پر غلط کریں۔
قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ط	〃 〃 〃	بے شک خراب ہوئے جنہوں نے مار ڈالی اپنی اولاد نادانی سے بے سمجھے اور حرام ٹھہرایا جو اللہ نے ان کو رزق دیا جھوٹ باندھ کر اللہ پر۔
وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ وَلَا تُسْرِفُوْا ط	پ ۸ : انعام : ع ۱۷	اور دو اس کا حق جس دن کٹے اور بے جا نہ اڑاؤ۔
اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ○	〃 〃 〃	یا گناہ کی چیز جس پر پکارا گیا ہو اللہ کے سوا کسی کا نام۔
وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ط	پ ۱۴ : نحل : ع ۷	اور ٹھہراتے ہیں ایسوں کے لئے جن کی خبر نہیں رکھتے ہماری دی ہوئی روزی میں سے حصہ۔
فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ ○	پ ۱۷ : حج : ع ۴	پس بچتے رہو بتوں کی گندگی سے۔
قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○	پ ۸ : اعراف : ع ۴	تو کہہ میرے رب نے حرام کیا ہے۔ بے حیائی کے کاموں کو جو کھلے ہیں اور چھپے اور گناہ اور زیادتی ناحق کو اور اس کو کہ شریک بناؤ اللہ کا جس کی اس نے سند نہیں اتاری اور یہ کہ تم اللہ کے ذمہ ایسی بات لگاؤ جو تم کو معلوم نہیں۔
وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ط	پ ۱۷ : حج : ع ۴	اور بچتے رہو جھوٹی بات سے۔

فائدہ چونکہ مسئلہ تحریمات غیر اللہ اور نیازات غیر اللہ میں اکثر لوگوں کو حتیٰ کہ بعض مفسرین کو بھی خلط اور التباس ہوگیا ہے ایک کی تفسیر میں دوسرے کا ذکر کر دیتے ہیں حالانکہ ہر ایک مستقل اور مقصودی مسئلہ ہے۔ ہر ایک کا علیحدہ حکم ہے۔ اگرچہ دونوں شرک ہیں۔ اور چونکہ مشرکین تحریمات غیر اللہ میں اپنے معبودوں کا تقرب حلال اشیاء کے حرام سمجھنے میں کرتے تھے۔ اس لئے ان کا یہ حکم ہے کہ تحریمات کو اٹھا دو۔ ان اشیاء کے ساتھ حلال اشیا کا سا معاملہ کرو۔ ورنہ کبھی مومن نہ ہو سکو گے۔ اور نیازات غیر اللہ میں اپنے معبودوں کا تقرب ان اشیاء کے حلال جاننے اور کھانے کھلانے میں سمجھتے تھے۔ لہٰذا ان کا یہ حکم ہے کہ یہ قطعی حرام ہیں۔ ان کو نہ کھاؤ اور نہ ان کو حلال خیال کرو۔ تب مومن ہو سکو گے۔ ذیل میں

ذیل میں بعض مفسرین کے اقوال نقل کئے جاتے ہیں تاکہ مزید اطمینان ہو جائے۔

(۱) اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ (الاٰية) اعلم انه ليس المراد من الاٰية قصر الحرمة على ما ذكر مطلقًا كما هو الظاهر حتى يرد منع الحصر بحرمة اشياء لم تذكر بل بما اعتقدوه حلالًا بقرينة انهم كانوا يستحلون ما ذكر فكانه قيل انما حرم عليكم ما ذكر من جهة ما استحللتموه لا اشياء أخر۔ والمقصود من قصر الحرمة على ما ذكر رد اعتقادهم حلّته بابلغ وجه واكده فيكون قصر قلب الا ان الجزء الثاني ليس لرد اعتقاد الحرمة اذ لم يعتقدوا حرمة شيء مما استحلوه بل تاكيد الجزء الاول والخطاب للناس باعتبار دخول المشركين فيهم فيكون مفاد الاٰية الزجر عن تحليل المحرمات كما ان (يا ايها الناس كلوا الخ) زجر عن تحريم الحلالات الخ (روح المعانی ج ۲ ص ۴۳)۔

(۲) قال الشافعی رح فی هذه الاٰية ما معناه ان الكفار كانوا حرموا ما احل الله واحلوا ما حرم الله فجاءت هذه الاٰية مناقضة فكانه قال لا حلال الا ما حرمتموه من البحيرة والسائبة والوصيلة ونحوها من الانعام ولا حرام الا ما احللتموه من الميتة والدم ولحم الخنزير وما اهل لغير الله به الخ۔
(تفسیر مظہری)

(۳) ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ الخ ــــ هذا بيان لجهل العرب قبل الاسلام فيما كانوا حرموا من الانعام وجعلوها اجزاءً وانواعًا بحيرة وسائبة ووصيلة وحامًا وغير ذلك الى قوله تعالى نَبِّئُوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ اى اخبرونی عن يقين كيف حرم الله عليكم ما زعمتم تحريمه من البحيرة والسائبة والوصيلة الخ۔ والى ــــ وقوله اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا تهكم بهم فيما ابتدعوه وافتروه على الله من تحريم

ما حرموه من ذلك (تفسیر ابن کثیر ص۱۸۳ ج ۲)

(۴) والغرض من سياق هذه الآية الكريمة الرد على المشركين الذين ابتدعوا ما ابتدعوا من تحريم المحللات على انفسهم بآرائهم الفاسدة من البحيرة والسائبة والوصيلة والحام ونحو ذلك فامر رسوله ان يخبرهم انه لا اجد فيما اوحاه الله اليه ان ذلك محرم وانما حرم ما ذكر فى هذه الآية الميتة والدم المسفوح ولحم الخنزير وما اهل لغير الله به وما عدا ذلك فلم يحرم انما هو مسكوت عنه فكيف تزعمون انتم انه حرام ومن اين حرمتموه ولم يحرمه الله - (ابن کثیر ج ۲ ص۱۸۴)

(۵) قولہ :- حَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ من البحيرة والسوائب ونحوها (روح ص۳۷ ج ۸)

(۶) قولہ :- مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا - فنسب اليه سبحانه تحريم ما لم يحرّمه (روح ص۴۲ ج ۸)

(۷) قولہ :- المراد قصر الحرمة الخ انه رد على المشركين فى تحريمهم ما احل الله من بحيرة وسائبة واخواتهما وتحليلهم ما حرمه الله من هذه المذكورات كانهم قالوا تلك حرّمت علينا لكنّ هذه أحلّت فقيل لهم ما حرم عليكم الا هذه فهو قصر قلب (حاشیہ بیضاوی ص۱۲۳)

(۸) نزلت فى المشركين حرّموا على انفسهم البحيرة والسائبة الخ يعنى يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِمَّا فِى الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا كما ذكر ابن جرير - (عبد الحكيم على البيضاوى ص۱۲۵ نقلاً عن البحر المواج)

(۹) قُلْ لَّاۤ اَجِدُ فِيْ مَاۤ اُوْحِيَ اِلَيَّ الخ :- قد جمع صاحب المدارك بين الوجوه الثلاثة المذكورة فقال قُلْ لَّاۤ اَجِدُ اى فى ذلك الوقت او فى وحى القرآن لان وحى السنة قد حرم غيره او من الانعام لان الآية فى رد البحيرة واخواتها (تفسیر احمدی ص۲۲)

(۱۰) انما المراد مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ اعم من ان يكون بحائر وسوائب (تفسیر احمدی تحت آية حَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ط)

(۱۱) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ الخ) فالطيبٰت حلال مطلقًا وقد فسر بعضهم بالبحيرة والسائبة والوصيلة والحام يعنى كلوا البحيرة واخواتها ولا تاكلوا الميتة واخواتها (تفسیر احمدی ص۳۵)

(۱۲) وَمَاۤ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ - مطلب یہ ہے کہ جن جانوروں پر اللہ کے سوا بت وغیرہ کا نام پکارا جائے یعنی اللہ کے سوا کسی بت یا جن یا ملائکہ یا روح خبیث یا پیر یا پیغمبر کے نامزد کر کے ان کے تقرب یا رضا جوئی کی نیت سے ذبح کیا جائے اور محض ان کی خوشنودی کی غرض سے ان کی جان نکالنی مقصود ہو تو ان سب جانوروں کا کھانا حرام ہے گو بوقت ذبح تکبیر پڑھی جائے اور اللہ کا نام لیا ہو۔ (حاشیہ حضرت شیخ الہند مرحوم سورہ بقرہ)

(۱۳) ایضًا :- اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ :- دوسرا جواب یہ کہ حرمت کو اشیاء مذکورہ ہی میں منحصر مانا جائے مگر حصر اضافی ہو یعنی انہیں چیزوں کے لحاظ سے تسلیم کیا جائے جن کو مشرکین نے اپنی طرف سے حرام کیا تھا جیسے بحیرہ، سائبہ وغیرہ تو مطلب یہ ہوا کہ ہم نے تم پر فقط میتہ اور خنزیر وغیرہ حرام کیا ہے اور جو تم سانڈ وغیرہ کی تعظیم و تحریم کے قائل ہو۔ یہ محض تمہارا افترا ہے۔

(۱۴) ایضًا :- يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِى الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا - (پ: بقرہ : ع ۲۱) اہل عرب بت پرستی کرتے تھے اور بتوں کے نام سانڈ بھی چھوڑتے تھے۔ اور ان جانوروں سے نفع اٹھانا حرام سمجھتے تھے۔ اور یہ بھی ایک قسم شرک ہے۔

جو کچھ زمین سے پیدا ہوا ہے۔ کھاؤ بشرطیکہ وہ شرعًا حلال طیب ہو نہ فی نفسہ حرام ہو۔ جیسے کہ مردار اور خنزیر اور وَمَاۤ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ط وغیرہ انتہٰی۔

الحاصل ان تمام مندرجہ بالا عبارات و حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ تحریمات غیر اللہ اور نذر لغیر اللہ دو علیحدہ اور مستقل مقصودی مسئلے ہیں۔ اور ان کا حکم بھی صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ تحریمات غیر اللہ کو مٹانا چاہیے۔ یعنی ان کا کھانا حلال ہے۔ اور نذر لغیر اللہ ماننی کفر و شرک ہے اور اس کا کھانا بالکل حرام ہے۔ یہ مقام نہایت قابل غور ہے۔ اور سمجھنے کے لائق ہے۔ کیونکہ اس میں بڑے بڑے مفسرین سے لغزش ہو گئی ہے۔

وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ - یعنی مشرکین اس قدر شرک میں منہمک ہو چکے تھے کہ بسا اوقات یہ منت مانتے کہ اگر میرے اتنے بیٹے ہو جائیں گے یا فلاں مراد پوری ہو جائے گی تو ایک بیٹا فلاں پیر یا فقیر یا بت کے نام پر ذبح کروں گا۔ اور یہ مسئلہ ذیل عبارت سے نکلتا ہے۔

(۱) تفسیر احمدی ص۲۵ میں ہے۔ ای نحروا اولادهم لاجل آلهتهم ط

(۲) اسی طرح تفسیر بیضاوی مصری ص۱۲۶ میں ہے اور تفسیر حقانی میں ہے کہ بابل اور نینوا کے شہروں میں یہ رسم کثرت سے تھی۔ اس میں بالتفصیل ذکر ہے حتٰی کہ اپنی اولاد کو منت کے طور پر ایک وقت مقررہ پر آگ میں جلاتے تھے۔

(۳) اور تفسیر روح المعانی جلد ۸ ص۳۲ میں ہے۔ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ الآية قيل انهم كانوا ينذرا احدهم اذا بلغ بنوه عشرة نحر واحد منهم كما فعله عبد المطّلب فى قصته المشهورة واليه اشار صلى الله تعالى عليه وسلم بقوله انا ابن الذبيحين -

تنبیہ :- یہ قصہ ہدایہ کے مقدمہ میں حضرت عباس رض کے تذکرہ میں مولانا عبد الحی صاحب لکھنوی رح نے نقل کیا ہے۔

عنوانات کے بعض الفاظ و جمل کی تشریح

وَمَاۤ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ - مفسرین نے مَا سے مراد مذبوحہ لیا ہے۔ پھر بِهٖ کا معنیٰ علیٰ کیا ہے پھر اس آیت کا معنیٰ یوں کیا ہے کہ وہ جانور جو غیر اللہ کی تعظیم کے لئے ذبح کیا گیا ہو وہ حرام ہے خواہ اس پر ذبح کے وقت بسم اللہ پڑھی گئی ہو یا نہ۔ بعض مفسرین نے اس آیت سے یہ مراد لی ہے کہ ذبح کے وقت ،

بسم اللہ پڑھی گئی ہو یا نہ۔ بعض مفسرین نے اس آیت سے یہ مراد لیا ہے کہ ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے وہ حرام ہے اور یہ معنی انہوں نے اس لئے کیا ہے کہ مشرکین عرب کا رواج تھا کہ ذبح کے وقت اپنے معبودوں کا نام لیا کرتے تھے۔ شاہ عبد العزیز رحہ نے اپنی تفسیر عزیزی میں فرمایا ہے کہ مَا عام ہے اور رواج اس کا مخصص نہیں بن سکتا۔ لہٰذا مَا سے مراد عام لیا جائے گا خواہ جانور ہو یا غلہ، مٹھائی ہو یا کوئی اور چیز غیر اللہ کے تقرب کے لئے دی جائے وہ سب اس میں شامل ہیں۔ نیز اگر مَا سے مراد صرف مذبوحہ لیا جائے تو اس کے بعد مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ لہٰذا جن لوگوں نے مَا سے مراد مذبوحہ لے کر معنی یوں کیا ہے کہ " وہ جانور جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے وہ حرام ہے تو انہوں نے وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کی ایک صورت بیان کی ہے جو مشرکین میں رائج تھی ورنہ وہ بھی مانتے ہیں کہ غیر اللہ کے لئے نذر جس طرح مکہ والے زندہ جانور اور دیگر اشیاء بھی دیتے تھے مثلاً وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ نَصِيْبًا سے ظاہر ہے۔ لہٰذا باقی آیات کو دیکھ کر بہترین تفسیر یہ ہوگی کہ مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ میں صرف مذبوحہ مراد ہو۔ اور وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ میں عام جانور ہوں یا غلہ وغیرہ جیسا کہ مذکورہ بالا آیت سے معلوم ہوتا ہو لیکن اس میں بھی بَا کا معنی عَلٰی کرنا پڑتا ہے۔ یعنی اگر معنی یوں کیا جائے کہ وہ کلمہ کہ اونچی کی جائے آواز اس سے غیر اللہ کے تقرب کے لئے وہ کلمہ بھی حرام اور منکر ہے۔ اب اس معنی کے مطابق مقصود وہی ہوگا جو شاہ عبد العزیز رحہ نے لکھا ہے صرف بَا کے معنی عَلٰی نہیں کرنا پڑتا اور محاوراتِ عرب سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ بَا کا اپنا معنی ہی کرنا چاہیئے۔ جیسا کہ محاورہ ہے اَهْلَلْتُ بِالتَّلْبِيَةِ وَاَهْلَلْتُ بِالتَّسْمِيَةِ عَلَى الذَّبِيْحَةِ۔

صراح میں ہے کہ مفسرین نے جو معنی کیا ہے اس کا حاصل معنی بنا دیا جائے جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے الفوز الکبیر میں مفسرین کا طریقہ لکھا ہے۔ اس بنا پر یہ اعتراض رفع ہو جاتا ہے کہ مفسرین کے قول کے مطابق بَا کا معنی عَلٰی کرنا پڑتا ہے۔

فی الصراح اَهَلَّ المعتمر اذا رفع صوته بالتلبية وبالتسمية على الذبيحة فمجرور المباء هو لفظ يرفع به الصوت اى اسم الله مثلاً فالمراد من قوله تعالى وَمَآ اُهِلَّ اى لفظ رفع به الصوت لتعظيم غير الله والتقرب اليه۔

پس مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالٰی نے ہر وہ قول جو غیر اللہ کے تقرب کے لئے پیدا کیا جائے اس قول کو ہی حرام کر دیا اور اسی وجہ سے ہر وہ مال جس سے غیر اللہ کا تقرب مقصود ہو حرام کر دیا ہے۔ اور بعینہٖ یہی حاصل ہے اِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ سے ای ذات فسق الخ یعنی مراد اس سے کلمہ ہے اور فَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ کا معنی بھی یہی ہے کہ ایسے قول سے ہی بچو جس کی وجہ سے نذور لغیر اللہ حرام قرار دی گئی ہیں اور وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ کا حاصل یہی ہے۔ ای تحصیل القسمة عند الاصنام۔

مشرکین عرب کا یہ طریقہ تھا کہ مشترکہ چیز کو تقسیم کرنے کے لئے اپنے معبودوں کی جگہ پر لے جاتے تھے۔ وہاں برتنوں میں کچھ لکڑیاں (تیر وغیرہ) رکھی ہوتی تھیں جن میں سے بعض پر لَكَ النِّصْفُ اور بعض پر لَكَ الثُّلُثُ اور بعض پر لَا شَيْءَ لَكَ وغیرہ کلمات لکھے ہوتے تھے۔ اور مشرکین کا اعتقاد یہ تھا کہ ہمارا معبود ہمارے حال کو جان رہا ہے اور متصرف بھی ہے وہی ہمیں یہ حصے دلا رہا ہے۔

اسی طرح جب کوئی کام کرنا چاہتے تھے تو وہاں بعض نیزے اور تیر رکھے ہوتے جن میں بعض پر اِفْعَلْ اور بعض پر لَا تَفْعَلْ لکھا ہوتا تھا ان کو نکالتے۔ اگر اِفْعَلْ نکل آتا تو وہ کام کرتے ورنہ اس کام کو نہیں کرتے تھے۔ اور ایسے اوقات میں اپنے معبودوں کے لئے کچھ نذر بھی پیش کرتے تھے۔ اور چونکہ یہ اعتقاد شرک تھا اس لئے ایسی تقسیم کو ہی حرام کر دیا گیا اور اسی سبب سے وہ مال جس سے غیر اللہ کا تقرب مقصود ہوا اس کو بھی حرام کر دیا گیا۔ یعنی یہ ایک اجماعی بات ہے کہ جس چیز سے بھی غیر اللہ کا تقرب مقصود ہو بایں اعتقاد کہ اس معبود (باطل) کو اس میں تصرف حاصل ہے وہ حرام بلکہ سُحت ہے۔ فکذلك ما يؤخذ الى ضرائح الاولياء الكرام تقربا اليهم فهو بالاجماع حرام و باطل۔ بعینہٖ ہر وہ چیز دنبہ، بکرا، چادر، غلہ، تیل، پھل، پھول، نذر و نیاز جو اولیائے کرام کے تقرب کے لئے ان کو حاجت روا اور مشکلکشا سمجھ کر ان کی قبور وغیرہ پر لے جاتے ہیں۔ وہ بالاتفاق حرام ہیں جیسا کہ شامی وغیرہ نے تصریح کی ہے اور حرمت کی وجہ دراصل یہی تقرب اور غیر اللہ کو متصرف ماننے کا اعتقاد ہے۔ اس غیر اللہ کی نذر کے حرام ہونے پر تو اجماع ہے۔ ہاں البتہ اس میں اختلاف ہے کہ آیا عوام الناس کی نذر بھی اس میں داخل ہے یا نہیں تو ان کا اگر اعتقاد یہ ہو کہ اولیائے کرام ہمارے حالات کو جانتے ہیں اور ہمارے معاملات میں متصرف ہیں اور حاجت روا ہیں اور امداد دے سکتے ہیں تو یہ نذر بھی صریح حرام اور شرک ہے۔ اور اگر یہ اعتقاد نہیں ہے بلکہ نذر تو اللہ کے نام کی ہے اور اللہ ہی کا تقرب حاصل کرنے کا خیال ہے لیکن اس سے محض ایصالِ ثواب اولیائے کرام کے لئے مقصود ہے تو یہ جائز ہے۔

تحقیق مسئلہ نذر غیر اللہ از کتبِ تفسیر و حدیث و فقہ

فی الدر المختار قبیل باب الاعتکاف

اعلم ان النذر الذی یقع للاموات من العوام وما یؤخذ من الزیت والشمع ونحوها مما ینقل الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیهم فهو بالاجماع باطل وحرام قد ابتلی الناس بذلک ولا سیما فی هذه الاعصار۔

جان لے کہ اکثر عوام جو نذر مُردوں کے لئے دیتے ہیں اور جو تیل، چراغ اور دیگر اشیاء کہ اولیائے کرام کے تقرب کے لئے ان کی قبروں پر لائی جاتی ہیں وہ بالاجماع باطل اور حرام ہیں اور لوگ اس میں مبتلا ہو چکے ہیں اور خصوصاً زمانہ حاضرہ میں۔

وفي الشامي ولو نذر زيتا لايقاد قنديل فوق ضريح الشيخ او في المنارة كما تفعل النساء من نذر زيت سيّدي عبدالقادر رح ويوقد في المنارة جهة الشرق باطلٌ وَ اقبح منه النذر بالقرأة في المنارة مع اشتماله على الغناء واللعب وايهاب ثواب ذٰلك الىٰ حضرت المصطفىٰ صلى الله عليه وسلم۔

شامی میں ہے کہ مزار پر یا منارہ میں چراغ روشن کرنے کے لئے تیل، چراغ اور دیگر اشیاء کہ اولیائے کرام کے تقرب کے لئے اور مشرق کی جانب منارہ میں روشن کیا جاتا ہے باطل ہے۔ اور اس سے بھی بہت برا یہ ہے کہ منارہ میں گانے بجانے کے ساتھ تلاوت قرآن مجید اور اس کا ثواب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچانے کی نذر ماننے۔

جس وقت کوئی شخص اپنی حاجات میں اولیائے کرام کے تقرب کے لئے نذر مانتا ہے تو اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہے کہ اب وہ ولی نیک بندہ میری نذر پر مطلع ہے اور وہ میری مدد کرے گا۔ اسی کا نام تقرب ہے اسی لئے صاحب بحر الرائق نے وجوہ حرمت میں ایک وجہ حرمت یہ بھی بیان کی ہے:۔

منها انه ظن ان الميت يتصرف في الامور دون الله تعالىٰ وذلك كفرٌ و ان الاولياء الكرام يتصرفون في الامور من النفع والضرر وذلك كفرٌ۔

اس ناذر نے یہ خیال کرلیا ہے کہ میت اللہ کے سوا امور میں تصرف کرتا ہے اور یہ کفر ہے اور یہ کہ اولیائے کرام نفع اور ضرر میں تصرف کرتے ہیں، یہ کفر ہے۔

اسی لئے مولانا عبدالحی رح صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے مجموعہ فتاوی جلد ثانی صد۹۹ میں لکھا ہے کہ غیر اللہ کی نذر و منت حرام ہے اور منذور غیر اللہ شیرینی ہو، فرنی ہو، ہر امیر و غریب پر اس کا کھانا حرام ہے۔

چونکہ لوگ اولیائے کرام کی نذر اس خیال سے دیتے ہیں کہ اولیاء اللہ سب کچھ جانتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے ہمارا کام کرا دیتے ہیں یہی عقیدہ کفار مکہ کا بھی تھا جیسا کہ آیات:۔ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى اور وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ اور وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ اس پر شاہد ہیں۔

اگر غیر اللہ کے تقرب کی نیت نہ ہو اور کسی فقیر کو بطور صدقہ دے تو وہ بوجہ صدقہ مبتدأ اس فقیر کے لئے لے لینا جائز ہے۔ یہ تب جائز ہے جب کہ شیخ کی نذر ہونے کا خیال بالکل نہ رہے۔ اور تقرب الی اللہ کا خیال ہو۔ ورنہ اگر شیخ کی نذر کا خیال ہو تو اس کا صدقہ مبتدأ سمجھ کر لینا بھی مکروہ تحریمی ہے۔

وفي الشامي لم يثبت في الشرع جوازه للاجماع على حرمة النذر للمخلوق لانه حرام بل سحت ولا يجوز لخادم الشيخ الا ان يكون فقيرا فيجوز اخذه على سبيل الصدقة المبتدأة وايضا مكروه تحريما ما لم يقصد الناذر التقرب الى الله تعالىٰ ويقطع النظر عن نذر الشيخ ويقصد صرفه على الفقراء۔

مخلوق کے لئے نذر ماننے کی حرمت پر اجماع ہونے کی وجہ سے شرع میں اس کا جواز ثابت نہیں۔ کیونکہ وہ حرام ہے۔ اور خادم شیخ کے لئے بھی اس کا لینا جائز نہیں۔ ہاں فقیر ہو تو صدقہ کے طور پر لے لینا جائز ہے۔ اور جب تک نذر دینے والا تقرب الی اللہ کا ارادہ نہ رکھے شیخ کی نذر سے قطع نظر نہ کرے اور فقیروں پر اس کے خرچ کرنے کا قصد نہ کرے اس کا لینا مکروہ تحریمی ہے۔

في البحر الرائق منها ان النذر عبادة والعبادة لغير الله كفرٌ

بعض ان وجوہ حرمت سے یہ ہے کہ نذر عبادت ہے اور غیر اللہ کی عبادت کرنا کفر ہے۔

عبارات مذکورہ سے معلوم ہوا کہ اگر غیر اللہ کی نذر دیتا ہے اور اعتقاد یہ رکھتا ہے کہ فلاں پیر و فقیر یا پیغمبر میرے حالات جانتے ہیں اور ما فوق الاسباب امور میں متصرف ہے تو اس نذر کا کھانا خنزیر کی طرح حرام ہے اور دینے والا کافر ہے۔ اس صورت کو کسی نے مکروہ نہیں لکھا بلکہ تمام اسے کفر و شرک اور حرام قطعی لکھتے ہیں۔ لینے اور رکھانے کی اجازت صرف ایک صورت میں لکھتے ہیں کہ بادشاہ مسلمان ہو مشرکوں پر فتح پائے، ان کے بتوں کو توڑے۔ ان کی نیازات چھین لے تو کھانا جائز ہے۔ یا وہ نذر دینے والا عقیدۂ کفریہ و شرکیہ سے توبہ کرے۔ پھر وہ چیز بطور ایصال ثواب دے تو اس کا لینا دینا اور کھانا کار ثواب ہے۔

تفسیر احمدی میں دوسرے پارے کی تفسیر میں جو لکھا ہے کہ اولیاء اللہ کی نذر و نیاز کا کھانا جائز ہے" مردود ہے جب تک کہ اس کی یہ تاویل نہ کی جائے کہ ناذر کا مشرکانہ عقیدہ جب بدل گیا تو اس کا کھانا جائز ہے جیسا کہ اس کے منہیہ سے یہ چیز مترشح ہے۔ اگر کسی نے جانور نذر غیر اللہ اسی عقیدۂ مشرکانہ کے تحت ذبح کردیا۔ اس کے بعد اس کا مشرکانہ عقیدہ اسلامی عقیدہ میں تبدیل ہوگیا تب بھی اس جانور کا کھانا حرام ہے کیونکہ اس کے مشرکانہ عقیدہ کے لئے اس کا فعل منتہم ہو چکا ہے لیکن یہ خیال رہے کہ بوجہ ملک کسی کا بکرا وغیرہ کہنا درست ہے مثلاً فلاں کی بھینس ہے یا فلاں کا بکرا ہے یہ جائز ہے کیونکہ وہ اس کا مالک ہے۔ یہ نسبت اضافتہ کی گئی ہے مگر کسی کے تقرب کے لئے نامزد کرنا حرام ہے۔ مثلاً پیر کے لئے بکرا ہے۔ کیونکہ پیر صاحب مالک نہیں۔ یہاں تقرب ہوتا ہے۔ اور اگر یہ نیت ہو کہ اس کا اس کا ثواب فلاں بزرگ کی روح کو پہنچے تو یہ جائز ہے بلکہ بطور صدقہ کسی کے نام پر کوئی چیز مقرر کردینا منع نہیں جس طرح حضرت سعد رض نے اپنی ماں کے لئے کنواں بطور تصدق بنایا تھا۔ عبادات مالیہ کا ثواب بخشنا اتفاقاً جائز ہے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں اور غیر اللہ کی حرمت پر اجماع ہے۔ نزاع البتہ اس میں ہے کہ جو نذریں عوام الناس دیتے ہیں کیا ان میں غیر اللہ کا تقرب مراد ہوتا ہے یا نہیں اس لئے اسے بعض نے حرام اور بعض نے مکروہ تحریمی لکھا ہے اور جو نذر اولیاء اللہ کے تقرب کیلئے دی جائے اس کو سب نے قطعی حرام لکھا ہے۔ کسی امام کا اس میں اختلاف نہیں۔ اختلاف عوام الناس کی نذروں میں ہے کہ وہ غیر اللہ کے تقرب کے لئے ہوتی ہیں یا تصدق کے لئے! اگر کوئی جانور اولیاء اللہ کے تقرب کے لئے نذر دیا جائے تو وہ ناذر مرتد ہوگا اور اگر اسی ارادہ کے تحت اس نے ذبح کیا تو وہ ذبیحہ مرتد کا ہوگا۔ اگرچہ ذبح کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہے۔ تفسیر نیشاپوری میں ہے:۔

وقال علماءنا لو ان مسلماً ذبح ذبیحۃ وقصد بذبحها التقرب الی غیر اللہ صار مرتدا وذبیحتہ ذبیحۃ مرتد ولو ذکر اسم اللہ علیہ انتہی

ہمارے علماء نے فرمایا ہے کہ اگر کسی مسلم نے ذبیحہ کو ذبح کیا اور اس سے غیر اللہ کے تقرب کا قصد کیا تو وہ مرتد ہو گیا اور اس کا مذبوحہ مرتد کا مذبوحہ ہے اگرچہ اس پر اللہ کا نام لیا جائے۔ وهكذا في فتاوى مولانا عبد الحی اللکھنوی رح وفتاوی الشاہ عبد العزیز الدہلوی رح۔

پس ان حوالہ جات سے معلوم ہوتا ہے کہ جس جانور کی نذر حرام ہے۔ اگرچہ اس پر ذبح کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر پڑھا جاوے۔ اسی طرح مدارک اور کبیر میں سورہ مائدہ کی تفسیر میں اور بیان القرآن اور تفسیر عزیزی وغیرہ میں ہے جنہوں نے مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کا معنیٰ مَا ذُبِحَ کیا ہے باعتبار لغت کے بالکل غلط ہے جیسا کہ تفسیر فتح البیان جلد ۵ ص۲۸۵ میں اس کی تفصیل ہے جن مفسرین نے مثلاً ابن جریر، ابن کثیر وغیرہ نے مَا ذُبِحَ کا لفظ لکھا ہے وہ حاصل معنیٰ ہے اور انہوں نے وہ صورت لکھی ہے جو ملک عرب میں زیادہ رائج تھی۔

قال صاحب الروض ان المسلم اذا ذبح للنبی صلی اللہ علیہ وسلم کفر فکیف بالذبح لسائر الاموات ط

صاحب روض نے کہا کہ جب کسی مسلمان نے نبی علیہ السلام کے تقرب کے لئے ذبح کیا تو کافر ہو گیا۔ تو تمام دیگر اموات کے لئے ذبح کرنے سے کیسے نہ ہو گا۔

وفی مسند احمد: لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ ای لتعظیم غیر اللہ۔

مسند احمد رح میں ہے کہ جس نے غیر اللہ کی تعظیم کیلئے ذبح کیا خدا اس پر لعنت کرے۔

وفی الغرائب لابی عبید و الفقہ لابی اللیث

انہ لا یجوز ذبح البقر والغنم عند القبور لقولہ علیہ السلام لا عقر فی الاسلام ای عند القبور ھکذا فی سنن ابی داؤد۔

قبروں کے پاس گائے بکرے کا ذبح کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اسلام میں عقر یعنی قبروں کے پاس ذبح کرنا موقوف ہے۔ سنن ابی داؤد میں بھی اسی طرح ہے۔

فتاوی رشیدیہ جلد ثالث میں ہے کہ اگر کوئی جانور نذر کسی بت یا علی علیہ السلام کے نام پر ذبح کرے تو اس کا کھانا حرام ہے گو ذبح کے وقت اس پر بسم اللہ پڑھی جائے۔

دیباچہ

فتح الرّحمٰن فی ترجمۃ القرآن

از پیشوائے عارفان و مقتدائے عالمیان حضرت امام ولی اللہ بن عبدالرحیم دہلوی قدس سرہٗ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد نا محدود خدا یرا تبارک و تعالیٰ کہ رأفت نامہ قرآن را برائے بندگان خود نازل فرمودہ[1] تا مرضیّ او را از نامرضی باز شناسند و از مکاید نفس و ظلمات اعمال قبیحہ و اخلاق خبیثہ خلاص شوند و بحظیرۃ القدس راہ یابند و نزدیک پروردگار خویش مرضی باشند. ممکن نبود کہ ازین مہلکہ نجاتی میسّر شود اگر خود دستگیری نفرمودی و متصوّر نبود کہ ازین ظلمات متراکمہ خلاصی بدست آید اگر خود راہ نمودی منّت او تعالیٰ قلب و قالب ما را احاطہ کردہ است وجود ظاہر و باطن ما را در گرفتہ و درود و سلام بر آنحضرت عالی مقام کہ ما را بسعادت دارین مطّلع ساخت و مصالح نشأتین بوجہ اتم بیان فرمود. پس ہیچ بیانی نباشد واضح تر از بیان آنحضرت و ہیچ رحمتی نباشد بالا تر از رحمت آنحضرت. نیک بخت ترین ما آنست کہ اتباع سنت آنحضرت کند و بدبخت ترین ما آنست کہ از راہ متابعت منحرف شود وَاَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ۔

امّا بعد

نصیحت و نیک خواہی مسلمانان در ہر زمان و در ہر مکان رنگی دیگر دارد و اقتضا دیگر نماید. و لہذا علمای دین و کبرای اہل یقین در تفسیر و حدیث و عقائد و فقہ و سلوک تصانیف متنوعہ ساختہ اند و توالیف گوناگون پرداختہ. طائفہ شاہراہ اطناب اختیار نمودہ اند و فرقہ کوچہ اختصار پیش گرفتہ جماعہ[2] بزبان عجم سخن گفتہ اند و گروہی بلغت عرب دُر سفتہ. و درین زمانہ کہ ما درانیم و درین اقلیم کہ ما ساکن آنیم نصیحت مسلمانان اقتضا میکند کہ ترجمہ قرآن عظیم بزبان فارسی سلیس و روزمرہ اقلیم متداول بی تکلّف فضیلت نمائی و بی تصنّع عبارت آرائی بغیر تعرض قصص مناسبہ و بغیر ایراد توجیہات منشعبہ تحریر کردہ شود تا خواص و عوام ہمہ یکسان فہم کنند و صغار و کبار بیک وضع ادراک نمایند. لہذا این فقیر را داعیہ این امر خطیر بخاطر ریختہ و خواہ نخواہ بر سر آن آوردند. یک چند در تفحص ترجمہا افتاد تا کہ ہر کرا از تراجم[3] بمیزانی کہ بخاطر مقرر شدہ است مناسب یابد در ترویج آن کوشد و کیف ما امکن پیش اہل عصر مرغوب نماید در بعض تطویل مُمِل یافت و در بعض تقصیر مُخِل. و ہیچ یک موافق آن میزان نیفتاد لا جرم عزم تالیف ترجمہ دیگر مصمّم شد و تسوید ترجمہ زہراوین بر روی کار آمد. بعد ازان سفر حرمین اتفاق افتاد و آن سلسلہ از ہم گسست۔

بعد از سالہائے چند عزیزی پیش این فقیر خواندن قرآن با ترجمہ آن شروع کرد[4] این صورت سلسلہ جنبان آن عزم شد و بر سر آن آورد کہ بقدر خواندن سبقاً سبقاً نوشتہ شود چون قریب ثلث قرآن رسیدہ شد آن عزیز را سفری پیش آمد و آن تحریر در حیّز توقف افتاد. بعد از مدتی باز تقریبی پیدا شد دیگر بار آن خطرہ پارینہ را یاد آورد و تا دو ثلث قرآن کشیدہ بُرد چون للاکثر حکم الکل مقرر است ببعض یاران گفتہ شد کہ آن مسوّدہ را مبیّض کنند و آن ترجمہ را مقرون بآیات قرآن نویسند تا نسخہ مستقل گردد و آن یار سعادتمند روز عید الاضحی سنہ خمسین ١١٥٠ بعد الالف والمائۃ در تبییض[5] شروع نمود چون تبییض[6] بآخر تسوید رسید باز عزم را انتعاشی پدید آمد و تا آخر قرآن مسوّد شد و کان ختم التسوید فی اوائل شعبان و ختم التبییض فی اوائل رمضان سنۃ احدیٰ و خمسین بعد ازان در سنہ ست و خمسین باہتمام برادر دینی عزیز القدر خواجہ محمد امین اکرمہ اللہ تعالیٰ بشہود آن کتاب را رواجی پیدا شد و در حیّز مدارست آمد و نسخ متعدد گشت و اہل عصر بآن اقبال نمودند ــ

للہ الحمد کہ آن نقش کہ خاطر می بست ۞ آمد آخر ز پس پردۂ تقدیر پدید

وقبل از شروع در مقصود لابد است از تمہید مقدمہ تا خوض درین کتاب خصوصاً و در فن ترجمہ قرآن عموماً بر وجہ بصیرت واقع شود

مقدّمہ

در بیان مقصدے چند کہ تقدیم آن بر کتاب رسم قدیم مُصنّفان است

این کتاب از فن ترجمہ قرآن عظیم است مدلول نظم عربی را بعبارت فارسی ادا کردہ شد با رعایت نحو و ملاحظہ تقدیم ما حقہ التقدیم و اظہار محذوف و موافقت نظم ترجمہ با نظم قرآن در ترتیب الفاظ الا در جائیکہ بسبب اختلاف لغتین رکاکت لفظ یا تعقید دلالت لازم می شد و آنچہ ضروریست از اسباب نزول و توجیہ مشکل بقدر ضرور بکار آمد بوجہیکہ درین سر ہا مثل کتاب وجیز و جلالین باشد و حامل بر مشاکلت وجیز و جلالین شہادۃ حجۃ الاسلام غزالی است بر آنکہ خوانندہ مثل وجیز طبقہ سفلی از علم تفسیر درمی یابد[7] و نام این کتاب ..... **فتح الرحمٰن بترجمۃ القرآن** مقرر کردہ شد و نام مصنّف این کتاب احمد بن عبد الرحیم است و لقب مشہور ولی اللہ الدہلوی وطناً العمری نسباً احسن اللہ الیہ والی مشائخہ و والدیہ مترحّم

---

[1] دراسلامیہ ساخت ١٢ [2] درہاشمیہ جماعی و آن خطا است ١٢ [3] درہاشمیہ متراجم و آن صریح ناصواب است ١٢ [4] دراسلامیہ نمود ١٢ [5] درہاشمیہ تبیض نوشتہ است کہ خطا است ١٢

[6] دراسلامیہ مُبتیضہ ١٢ [7] درہاشمیہ می تابد و آن درست نیست ١٢

این کتاب بعد خواندنِ متنِ قرآن در رسائل مختصر فارسی است تا فهمِ لسانِ فارسی بے تکلف دست دهد و بتخصیص صبیانِ اهلِ حرف و سپاهیان که توقعِ استیفارِ علومِ عربیه ندارند از اوّلِ سنِ تمیز این کتاب را بایشان تعلیم باید کرد تا اوّل چیزی که در جوفِ ایشان افتد معانی کتاب اللہ باشد و سلامتِ فطرت از دست نرود و سخنِ ملاحده که بمرقعِ صوفیه صافیه مستتر شده عالم را گمراه میسازند فریفته نکند و اراجیف[1] معقولیانِ خام و سخنِ هنود بے انتظام لوحِ سینه را ملوث نسازد و نیز آنانکه بعد انقضائے شطرِ عمر توفیقِ توبه یابند و تحصیلِ علومِ آلیه نتوانند این کتاب ایشانرا باید آموخت تا در تلاوتِ قرآن حلاوتی یابند و منفعتِ آن در حقِ جمهورِ مسلمانان متوقع است۔ انشاء اللہ العظیم

اما در حقِ صبیان و مبتدیان خود ظاهر است چنانکه گفته آمد و سائرِ ابنائے روزگار که اکثر اوقات بشغلِ معاش مشغول اند در وقتِ فراغ باید که با یک دیگر حلقه حلقه بنشینند و کسی که بر عبارتِ فارسی قدرت داشته باشد و اندکی از فنِ تفسیر بهره یافته یا بر عزیزی این ترجمه را گذرانیده باشد[2] بقدرِ وسعتِ وقت یک دو سوره با ترجمهٔ آن بترتیل و تبیین و وقوف بر کلامِ تام بخواند تا همه بشنوند و بمعانی آن محظوظ شوند و تشبهی پیدا کرده باشند باصحابهٔ کرام که بهمین دستور حلقه حلقه می نشستند و قاری ایشان قرارت میکرد این قدر فرق است که صحابهٔ کرام بسلیقهٔ خود زبانِ عربی فهم میکردند و این جماعه بتوسطِ ترجمهٔ فارسیه۔ و چنانکه یارانِ سعادتمند مثنوی مولانائے جلال الدین و گلستانِ شیخ سعدی و منطق الطیرِ شیخ فرید الدین عطار و قصصِ فارابی و نفحاتِ مولانا عبد الرحمن جامی و امثالِ آن نقلِ مجلس دارند۔ چه باشد اگر این ترجمه را بهمان اسلوب درمیان آرند و حصهٔ از شغلِ خاطر بادراکِ آن گمارند۔ اگر[3] آن شغل با کلامِ اولیاء اللہ است این شغلِ کلام اللہ است و اگر آن مواعظِ حکیمان است این مواعظِ احکم الحاکمین است و اگر آن مکتوباتِ عزیزان است این مکتوباتِ ربّ العزت است۔ شَتَّانَ بَيْنَ الْمَرْتَبَتَيْنِ اگر انصاف دهی فائدهٔ اصلی از نزولِ قرآن اتعاظ[4] است بمواعظِ آن و اهتدا[5] است بهدایتِ آن نه صرف[6] تلفظ بآن اگرچه تلفظِ آن هم مغتنم است[7]۔ پس چه مسلمانی بدست آورده است کسیکه مدلولِ قرآن را نفهمد و کدام علاقه دارد آنکه مدلولِ کلام اللہ نداند و آنانکه بر لغتِ عربیه اطلاعی تمام دارند و تفاسیر را بر استادان گذرانیده اند حاجتِ خواندنِ این ترجمه ندارند لیکن امیدواری از فضلِ حضرتِ باری آنست که این جماعه نیز اگر درین کتاب نظر کنند تحتِ لفظِ قرآن پیشِ ایشان روشن تر شود و بر مختارات از نحو و شرحِ غریب و غیرِ آن اطلاع یابند و بسا فائده که پیش از مطالعهٔ آن نشنیده و ندیده باشند بتازگی استفاده نمایند۔ و این ترجمه بنا بر شفقت بر جمهورِ خلق اللہ مؤلف شده که ایشان[8] استقصارِ وجوهِ اعراب و استیفارِ توجیهاتِ کلام را و استیعابِ قصص را احتمال ندارند و اگر تحصیلِ علومِ آلیه تکلیف داده شود معلوم نیست که آن صورت متحقق شود یا نه و بعد تحقق[9] آن صورت ممکن که داعیهٔ تعمق در ان علوم پیدا شود[10] و تمام عمر درین داعیه مصروف گردد چنانکه اکثر اهلِ علومِ آله را می بینیم[11]۔ هیچ بهتر از ان نیست که درجهٔ ادنیٰ از علمِ تفسیر در اوّلِ عمر اکتساب کرده شود تا اگر علومِ آلیه بدست آید این نیز ممد و مؤید در اتمامِ مقصد دلی بود و اگر بدست نیاید حصهٔ از مقصود بدست آورده باشد و خسارتِ محض نیافته باشد[12] ؎

صنما رهِ قلندر سزد ار من نمائی
که دراز و دور دیدم رهِ و رسمِ پارسائی

و طریقِ تحریر درین کتاب آنست که هر آیتی را جدا نوشته شد مقرون بترجمهٔ آن و در ترجمهٔ آن لسانِ متعارف و روزمرهٔ متداول اختیار نموده آمد۔ و هر چه زیاده از تحت اللفظ است اگر یک دو کلمه است بلفظ یعنی یا مثلِ آن متمیز ساخته شد و اگر کلامی است مستقل اوّلِ آن بلفظ "مترجم گوید" و آخرِ آن بلفظ واللہ اعلم معلّم کرده شد و مهما امکن در قصصِ متعلقهٔ قرآن اکتفا بیک دو فقره لازم دیده شد و در اسبابِ نزول از قصصِ مطوّله نکته انتزاع[13] نموده شد تا امکان رعایتِ سیاقِ آیات ضروری دانسته آمد و استمدادِ این کتاب در آنچه متعلق بنقل است از اصحِ تفاسیرِ محدثین که تفسیرِ بخاری و ترمذی و حاکم است کرده شد و تا امکان از اخبارِ ضعیفه و موضوعه احتراز نموده شد و قصصِ اسرائیلیه را که از علمائے اهلِ کتاب منقول است نه از حدیثِ خیر البشر علیه و علی آله الصلوات[14] و التسلیمات داخل کرده نشد۔ الا در جائیکه کشفِ معنی بغیرِ ایرادِ آن نمیشود و الضرورات تبیح[15] المحظورات۔ و این ترجمه ممتاز است از ترجمهائے دیگر بچند وجه

یکی آنکه نظمِ قرآن را بمثلِ مقدارِ آن از فارسی متعارف ترجمه کرده شد باظهارِ مراد و لطافتِ تعبیر و ازانچه در ترجمهائے دیگر یافته می شود از اطنابِ عبارتِ ترجمه و رکاکتِ تعبیر و ابهامِ مراد بقدرِ امکان احتراز نموده شد۔

دیگر آنکه سائرِ تراجم از دو حالت خالی نیست۔ یا ترک کرده اند قصصِ متعلقه بقرآن مطلقاً یا استیفارِ جمیعِ آن نموده اند و درین ترجمه راهِ متوسط اختیار نموده شد پس جائیکه معنی آیه موقوف است بر قصه بقدرِ ضرورت دو سه کلمه ازان انتخاب کرده آورده شد و جائیکه معنی آیه موقوف بر قصه نبود ترک نموده آمد

سیوم[16] آنکه از توجیهاتِ متنوعه توجیهِ اقوی باعتبارِ عربیت و اوضح باعتبارِ علمِ حدیث و علمِ فقه و اقل در صرف از ظاهر اختیار نموده شد و کسیکه تفسیرِ وجیز و تفسیرِ جلالین که بمنزلهٔ اصلِ این ترجمه اند و سائرِ تفاسیر مطالعه کند درین حرف شک ندارد

چهارم آنکه این ترجمه بوجهی واقع شده است که شناسنده[17] نحو از اعرابِ قرآن و تعین[18] محذوف و مرجعِ ضمیر و محلِ لفظیکه در عبارت مقدم و مؤخر کرده شده است میتوانند[19] دانست و آنکه شناسندهٔ نحو نیست از اصلِ غرض محروم نماند

پنجم آنکه ترجمهائے قدیم خالی از دو حالت نیستند یا ترجمه تحت اللفظی باشد یا ترجمه حاصل المعنی و در هر یکی وجوهِ خلل بسیار در می آید و این ترجمه جامع است در هر دو طریق و هر خللی را ازان خللها علاجی مقرر کرده شد و این سخن دراز است در رسالهٔ قواعدِ ترجمه بیان کرده ایم

و آنکه گفتیم که این ترجمه مشعر است بوجوهِ اعراب کلمه ایست مجمله بسطی می طلبد اندکی خاطر را بآن متوجه باید ساخت۔ لفظ "است" علامتِ ربطی است که درمیان حاشیتین جمله اسمیه و ظرفیه باشد زید قائم است۔ زید کجا است و علامتِ اسنادِ فعل بفاعل تقدیمِ فاعل و متصل آوردنِ فعل، زید استاد۔ و عند الضرورة استاد زید نیز میتوان گفت۔ و مفعول به نائب منابِ فاعل باشد یا نه بحرف

---

[1] در هاشمیه "از اجیف" که ظاهر الخطا است ۱۲ [2] در هاشمیه "بود" ۱۲ [3] در اسلامیه "واگر" ۱۲ [4] در هاشمیه "الفاظ" که صریح البطلان است و تحریفِ ناسخ می نماید ۱۲ [5] در هاشمیه "و آن ابتداست" که خطا است ۱۲ [6] در هاشمیه "حرف" و آن تحریف است ۱۲ [7] در هاشمیه "کلمهٔ است" متروک است ۱۲ [8] از هاشمیه کلمه "که" ساقط است ۱۲ [9] در اسلامیه "تحقیق" بروزنِ تفعیل است ۱۲ [10] از هاشمیه "و" ساقط شده ۱۲۔ [11] در اسلامیه "می بینیم" ۱۲ [12] از اسلامیه "باشد" ساقط است ۱۲ [13] در اسلامیه "نکته بر آورده انتزاع نموده شد" ۱۲ [14] در هاشمیه "الصلوة" ۱۲ [15] در هاشمیه "تبیح" است و آن از تصحیفِ ناسخ است ۱۲ [16] در اسلامیه "سوئم" ۱۲ [17] در اسلامیه "شناسندگان" ۱۲ [18] در اسلامیه "تعیین" ۱۲ [19] در اسلامیه "میتوانند" ۱۲

را مقرون میشود۔ زدم زید را و زدہ شد زید را و بنوعی از تسامح میتواں گفت، زید زدہ شد و اگر قرینہ قائم باشد حذف "را" جائز است۔ و مفعول مطلق اگر برائے عدد باشد بہ یکبار کردن و دو بار کردن میتواں تقریر کرد۔ و اگر برائے نوع باشد بیک نوع کردن و بیک طور کردن۔ و اگر غیر مصدر را بجائے مصدر قائم کردہ باشند گویند ضَرَبْتُ سَوْطًا زدم یک چابک۔ و اگر از غیر لفظِ فعل باشد قَرَأْتُ سُوْرَةً خواندم بطریق پے در پے خواندن۔ و اگر برائے مجرد تاکید باشد یا از قبیل سُبْحَانَ اللّٰهِ و وَعْدَ اللّٰهِ از قبیل اختلافِ تعیین است بدونِ تکلف و ارجاع بحرف دیگر میسر نشود۔ و اگر مفعول لہ بمعنی غرض باشد بلفظ "برائے" یا بلفظ "تا" و تصویر مصدر بصورت جملہ ضَرَبْتُهٗ تَادِيْبًا زدمش برائے ادب دادن یا تا ادب دہم و اگر بمعنی حامل باشد بلفظ "بعلت" و "بحکم" و "بتقتضی" و امثال آں قَعَدَ جُبْنًا نشست بعلتِ نامردی و اگر بمعنی احتراز باشد بلفظ "برائے احتراز" و "برائے احتیاط" و امثالِ آں ضَرَبْتُهٗ اَنْ يَّقُوْلَ النَّاسُ مَا ضَرَبَهٗ زدمش برائے اجتناب از آنکہ گویند نزدمش و مفعول فیہ بلفظ "در" مکان باشد یا "زمان" و مفعول معہ بلفظ "با" اِسْتَوَى الْمَاءُ وَالْخَشَبَةَ برابر شد آب با چوب۔

وحال اگر کلمہ مفرد باشد باشتقاقِ لفظی کہ موضوع برائے حال باشد جِئْتُ رَاكِبًا سوارہ آمدم و اگر جملہ ملتئمہ از فعل ذی الحال باشد بایصالِ لفظ "کردہ" و "کناں" و مثلِ آں جَاءَ زَيْدٌ مُتَبَخْتِرًا فِيْ مَشْيِهٖ زید آمد تبختر کناں در رفتارِ خود۔ و اگر بجملہ ملتئمہ از فعلِ غیر ذی الحال باشد لاچار لفظ "حالانکہ" زیادہ کردہ شود۔ ہر چند در اصل لغتِ فارسیہ نیست۔ حال در زبانِ عربی بمعانی شتّی آید۔ گاہے مؤکد باشد جَاءَنِيْ اَبُوْكَ عَطُوْفًا و گاہی بمعنی تَهَيُّأْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ۔ و گاہی بمعنی قصد آید جِئْتُ اَشْكُوْ اِلَيْهِ و در فارسی ایں معانی مستعمل نیست و تمیز اگر از عددی یا وزنے یا پیمانہ یا مساحتے باشد بصیغہ تمیز یا باضافت یا لفظ "از" بیان کردہ شد بیست مرد۔ یک رطلِ گندم۔ یک صاع از جو۔ و اگر از اسمِ اشارہ باشد بلفظ صیغہ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا چہ چیز ارادہ کردہ است خدای بایں مثل۔ و اگر از نسبت باشد بتحویلِ فاعل یا مفعول کردہ شد یا "از روئے" و "از جہت" و "باعتبار" فزودہ آمد زَيْدٌ حَسَنٌ دَارًا زید نیک است از روئے خانہ و باعتبار خانہ۔ و گاہی در فارسی مضمونِ تمیز را بنوعی از تصرف کہ دو کلمہ را یک ساختن است ادا کردہ شود ضَاقَ قَلْبًا تنگدل شد هُوَ قَاسٍ قَلْبًا وی سخت دل است و گاہی در عربی مفعول بغیر توسطِ حرفِ جر باشد و در فارسی ایرادِ حرفِ جر لازم باشد فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ۔ کفایت خواہد کرد ترا خدا از شر ایشاں و مثل قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا گفتند فرزند گرفت خدا و مثل اَعْطَيْتُ زَيْدًا دِرْهَمًا درہم دادم زید را و مثل كَانَ زَيْدٌ قَآئِمًا زید استادہ بود و زید استادہ است جَعَلْتُ زَيْدًا عَبْدِيْ زید را بندۂ خود ساختم در ایں صور تنہا تقدیم و تاخیر را بر خود ہموار باید ساخت۔ و گاہی جملہ را کہ بتاویلِ مصدر ساختہ باشند بمصدرِ مفرد تقریر تواں کرد و مصدر مفرد را بجملۂ مصدرہ بأن مصدریہ تعبیر تواں نمود۔ ہمچنیں موصول با صلہ اش بکلمۂ مفردہ و بالعکس وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ گفت آں مسلمان وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مسلماناں الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اہلِ کتاب و ایں در آں صورت است کہ معنی واضح باشد و مثل قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ہر آئینہ رستگار شد آں مسلماناں کہ ایشاں در نمازِ خویش خشوع کنندگان اند یعنی اگر موصول صفتِ اسمے واقع شدہ تقدیم لفظِ آں برائے موصوف کردہ شد و علامتِ تخصیصے کہ از تقدمِ معمول مستفاد می شود در فارسی نیز تقدیم آنست۔

كُمْ وَهُمْ وَهُوَ وَاِيَّاهُ در بعض مواضع بہ "خود" تعبیر کردہ می شود و در فارسی میتواں گفت شما راست گوئید یا ایشاں راست گو۔ احتیاجِ آں نیست کہ گویند۔ ایشاں خود راست گویاں۔ و اگر مظہر را موضعِ مضمر وضع کردہ باشند۔ لفظ "آں" زائد کردہ شد تا مربوط باشد۔ و در فارسی علامت جمع بفعل ملحق کنند ہر چند فاعل مظہر باشد قَامَ هٰٓؤُلَآءِ ایستادند ایشاں "واو" و "فا" بسیار است کہ زائد باشد و بسیار است کہ در فارسیہ معنیٔ آں ربط بغیر ذکرِ عطف و تعقیب درست شود۔ پس اگر رکاکتِ لفظ درین صورت در ترجمہ لازم مے آید ترک کردہ شد۔

و بالجملہ دقائقِ فنِ ترجمہ بسیار است و مقصود از آں اینجا بیان انموذجی است چوں ایں فقیر خوض در ترجمہ بدون معاونتِ کسے و بدون رجوع بکتابے کردہ است و در اوقاتِ مختلفہ با وجود اشتغالِ بال بسائر علوم محرر نمودہ احتمال دارد کہ در بعضِ مواضع وفا بایں التزامات متحقق نشدہ باشد۔ یارانِ سعادتمند کہ آں قواعد را مستحضر داشتہ باشند بحکمِ اخوتِ دینی نصیحت را منظورِ نظر دارند و در اصلاح کوشند۔

وصیّتِ ایں فقیر

بکاتبانِ ایں ترجمہ آنست کہ عبارتِ قرآن را بخطِ جلی و اعراب و حمرہ از ترجمہ متمیز سازند و احتیاط کنند کہ در الفاظِ ترجمہ تحریفے راہ نیابد و در مواضعِ اشتباہ کلامِ تام را بنقطۂ حمرہ از مابعد جدا نمایند و ترکیبِ اضافی و توصیفی را بکسرِ مضاف و موصوف معلم سازند تا بر مبتدیاں روشن تر شود۔ و اگر در ترجمہ لفظی کہ بہ نسبت مبتدیاں غریب می نماید یا تقریرے کہ بر اذہانِ صبیان صعوبتے می نہد یافتہ شود، یارانِ سعادتمند بر حاشیہ کتاب معنیٔ آں نویسند تا بہیچ فردے مشکل نشود اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ۔

اسناد

قال العبد الضعیف ولی اللّٰہ بن عبد الرحیم عفی عنہ قرأت القرآن کلّہ من اولہ الی اٰخرہ بروایۃ حفص عن عاصم علی الصالح الثقۃ حاجی محمد فاضل السندی سنہ ۱۱۵۲ھ قال تلوتہ من اولہ الی آخرہ بروایۃ حفص علی الشیخ عبد الخالق المنوفی شیخ القراء بمحروسۃ دہلی قال قرأت القرآن کلّہ بالقراءات السبع علی الشیخ البقری والبقری تلا بہا علی شیخ القراء بزمانہ الشیخ عبد الرحمٰن الیمنی وقرأ الیمنی بہا علی والدہ الشیخ سجادۃ الیمنی وعلی الشہاب احمد بن عبد الحق السنباطی بتلاوتہ کذلک علی الشیخ سجادۃ المذکور وقرأ الشیخ السجادۃ کذلک علی الشیخ ابی نصر الطبلاوی وقرأ الطبلاوی کذلک علی شیخ الاسلام زکریا بتلاوتہ علی برہان القلقلی والرضوان ابی نعیم العقبی وقرأ کل منہما علی امام القراء والمحدثین محرر الروایات والطرق ابی الخیر محمد بن محمد بن علی بن یوسف الجزری صاحب کتاب النشر ولہ طرق کثیرۃ جدا ذکرہا فی النشر۔ منہا سلسلۃ مختصۃ بتسلسل

---

[1] در ہاشمیہ "مصدرۃ" زیادت "ۃ" از تصرف کاتب است ۱۲ [2] "و" از ہاشمیہ ساقط است ۱۲ [3] در ہاشمیہ "باتصال" ۱۲ [4] در ہاشمیہ "متبختر" ۱۲ [5] یعنی بصیغۂ تمیز و در ہاشمیہ بجائے صیغہ لفظِ "صفت" واقع است ۱۲ [6] در ہاشمیہ و اسلامیہ "فاسی" واقع است و آں خلافِ صواب است ۱۲ [7] در ہاشمیہ لفظ "خدا" غیر مذکور است ۱۲ [8] کذا فی النسختین والظاہر ان سنۃ الوفاۃ سقطت منہما واللّٰہ اعلم [9] فی الاسلامیۃ "بالقراءۃ السبعۃ" وہو غلط ۱۲ [10] در ہاشمیہ "ابو النصر" بالف لام واقع است ۱۲ [11] فی النسختین "قلقیلی" بزیادۃ الیاء بعد القاف الثانیۃ والصحیح بدونہا ۱۲ [12]

التلاوة والقرآء الضابطين من جهة صاحب لتيسير فلنقتصر ههُنا على تلك السلسلة. قال الجزري قرأت التيسير وقرأت به القرآن كله من اوله الى آخره على شيخي[١٠] الامام الصالح العالم قاضي المسلمين ابي العبّاس احمد بن الشيخ الامام ابي عبد الله الحسين بن سليمان بن فزارة الحنفي بدمشق المحروسة رحمه الله وقال لي قرأته وقرأت به القرآن العظيم على والّذي[١١] واخبرني انه قرأه[1] وقرأ به القرآن العظيم على الشيخ[١٢] الامام ابي محمد القاسم بن احمد بن[2] الموفق الورقي[3] قال قرأته وقرأت به على المشائخ[١٣] الائمة المقرئين ابي العبّاس احمد بن علي بن يحيى بن عون الله الحصار وابي عبد الله بن محمّد بن سعيد بن محمد المرادي وابي عبد الله محمّد بن ايوب بن محمد بن نوح الغافقي الأندلسيّين قال كلهم قرأته وقرأت به على الشيخ[١٤] الامام ابي الحسن علي بن محمّد بن هذيل البلنسي قال قرأته وتلوت به على ابي[١٥] داؤد سليمان بن نجاح قال قرأته وتلوت به على مؤلفه[١٦] الامام ابي عمرو الداني. قال الجزري وهذا اعلى[4] اسناد يوجد اليوم في الدنيا متصلا واختصر هذا الاسناد بتسلسل لتلاوة والقرآءة والسماع مني الى المؤلف كلهم علماء ائمة ضابطون. قال الداني في كتاب لتيسير قرأت القرآن كله برواية حفص على ابي الحسن[١٧] طاهر[5] بن غلبون المقرئ قال قرأت بها على ابي الحسن[١٨] علي بن محمد بن صالح الهاشمي الضرير المقرئ بالبصرة. قال قرأت بها على ابي العباس[١٩] احمد بن سهل الأشناني قال قرأت بها على ابي محمّد[٢٠] عبيد بن الصباح. قال قرأت على حفص[٢١] قال قرأت على عاصم[٢٢]. قال الداني واخذ عاصم القرآن عن ابي عبد[٢٣] الرحمن عبيد بن حبيب لسّلمي وعن زِرّ بن حبيش اما ابو عبد الرّحمن فعن عثمان[٢٤] بن عفان وعلي بن ابي طالب واُبيّ بن كعب وزيد بن ثابت وعبد الله بن مسعود عن النبي صلے الله عليه وآله وسلم وَاَخذ زِرٌّ عن عثمان بن عفان وابن مسعود عن النبيّ صلے الله عليه وآله وسلم (اعوذ[6] بالله من الشيطان الرجيم مي پناہم بخدا از شیطانِ راندہ شدہ)

(الحمد لله والشکر لہ کہ دیباچۂ فتح الرحمن از امام ولی اللہ بن عبد الرحیم دہلوی قدس سرہ بتصحیح و تجزیۂ حقیر و فقیر سجاد بخاری باتمام رسید۔ این نسخۂ صحیحہ از مقابلۂ دو نسخۂ قدیمہ بظہور آمد یکی آنکہ در صدرِ قرآن مجید ہمراہ اردوِ ثلثہ در مطبعِ اسلامی واقع ببلدۂ مدراس بتصحیح مولوی حافظ محمد عثمان و مولوی حاجی محمد نظام الدین محاجی سید عبد القادر قادری المعروف بہ قادر بادشاہ بحلیۂ طباعت آراستہ شد آغاز طباعت روز یکشنبہ دوم ماہِ شوال سنہ یکہزار ۱۲۶۹ و دویست و شصت و نہ و اختتام در بست ۲۲ و دوم ماہ جمادی الاولیٰ سنہ ہفتاد و سہ ۱۲۷۳ بعد یکہزار و دویست از ہجرت نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ دوم آنکہ ہمراہِ قرآن مجید مترجم بدو ترجمہ باہتمام محمد ہاشم در مطبع ہاشمی در سنہ ہشتاد و پنجم بعد یکہزار و دویست ۱۲۸۵ از ہجرت خیر البریہ علیہ الصلوٰۃ والتحیہ بزیورِ طباعت متحلی گشت۔ در حواشی اول بہ "اسلامیہ" و ثانی بہ "ہاشمیہ" یاد کردہ شد فالحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ)

◆

---

[1] در ہاشمیہ "قرائتہ" وآں خلافِ صوابست ۱۲۔ [2] در اسلامیہ "احمد الموفق" واقع است۔ بسقوط لفظ "بن" وصحیح باثباتِ اوست ۱۲ [3] فی کلتا النسختین "اللورقی" والصحیح "الورقی" و لعراقی۔ [4] فی الاسلامیۃ "وہذا علی" بالف واحدۃ وہو من غلط الکاتب ۱۲ [5] در اسلامیہ بظاء معجمہ و یا بمثناۃ تحتیہ واقع است کہ خلاف صواب ست ۱۲ [6] ما بین القوسین از اسلامیہ ساقط است ۱۲۔

دیباچہ موضح قرآن

از حضرت مولانا شاہ عبدالقادر محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۱۲۳۰ھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ الٰہی شکر تیرے احسان کا ادا کروں کس زبان سے کہ ہماری زبان گویا کی اپنے نام کر۔ اور دل کو روشنی دی اپنے کلام کر۔ اور امت میں کیا اپنے رسول مقبول کی۔ جو اشرف انبیاء اور نبی الرحمت جس کی شفاعت سے امیدوار ہیں ہم کہ پاویں دو جہان کی نعمت۔ الٰہی اس نبیٔ امت پرور کو اپنی رحمت کامل سے درجات اعلیٰ نصیب کر جو حد نہ ہو کسی مخلوق کی۔ اور اپنی عنایت اس پر ہمیشہ افزوں رکھ دنیا اور آخرت میں اور اس کی آل اطہار پر اور اصحاب کبار پر اور اس کی امت کے علماء مقتدا پر اور اولیاء باصفا پر اور غرباء اور ضعفاء پر۔ سب پر آمین یا ربّ العالمین

بعد ازیں سنا چاہیئے کہ مسلمان کو واجب ہے کہ اپنے رب کو پہچانے اور اس کی صفات جانے اور اس کے حکم معلوم کرے اور مرضی اور نامرضی تحقیق کرے کہ بغیر اس کے بندگی نہیں۔ اور جو بندگی نہ بجا لاوے وہ بندہ نہیں۔ اور اللہ سبحانہ کی پہچان آوے بتانے سے۔ آدمی پیدا ہوتا ہے محض نادان سب چیز سیکھتا ہے سکھانے سے۔ اور بتانے سکھانے والے ہر چند تقریریں کریں اس برابر نہیں۔ جو اللہ تعالےٰ نے آپ بتایا۔ اس کے کلام میں جو ہدایت ہے۔ دوسرے میں نہیں پہ کلام پاک اس کا عربی ہے اور ہندوستانی کو ادراک اس کا محال۔ اس واسطے اس بندۂ عاجز عبدالقادر کو خیال آیا۔ کہ جس طرح ہمارے والد بزرگوار حضرت شیخ ولی اللہ بن عبدالرحیم محدث دہلوی ترجمۂ فارسی کر گئے ہیں سہل و آسان۔ اب ہندی زبان میں قرآن شریف کو ترجمہ کرے۔ الحمد للہ کہ سنہ ۱۲۰۵ بارہ سو پانچ میں میسر ہوا۔

اب کئی باتیں معلوم رکھیئے۔ اوّل یہ کہ اس جگہ ترجمہ لفظ بلفظ ضرور نہیں۔ کیونکہ ترکیب ہندی عربی سے بہت بعید ہے۔ اگر بعینہٖ وہ ترکیب رہے تو معنے مفہوم نہ ہوں۔ دوسری یہ کہ اس میں زبان ریختہ نہیں بولی بلکہ ہندی متعارف تا عوام کو بے تکلف دریافت ہو۔ تیسری یہ کہ ہر چند ہندوستانیوں کو معنئ قرآن اس سے آسان ہوئے لیکن اب بھی استاد سے سند کرنا لازم ہے۔ اوّل معنئ قرآن بغیر سند معتبر نہیں۔ دوسرے ربط کلام ماقبل و مابعد سے پہچاننا اور قطع کلام سے بچنا بغیر استاد نہیں آتا۔ چنانچہ قرآن زبان عربی ہے پر عرب بھی محتاج استاد تھے۔ چوتھی بات یہ کہ اوّل فقط ترجمہ قرآن کا ہوا تھا۔ بعد اس کے لوگوں نے خواہش کی۔ تو بعضے فوائد زائد بھی متعلق تفسیر داخل کیئے۔ اس فائدے کے امتیاز کو حرف فا۔ نشان رکھا۔ اگر کوئی مختصر چاہے صرف ترجمہ لکھے۔ اگر مفصل چاہے فوائد بھی داخل کرے۔ باقی قواعد خط ہندی لکھنے میں طول ہے استاد سے معلوم ہوں گے۔ البتہ ہندی میں بعضی چیز لکھتے ہیں کہ فارسی میں نہیں۔ اس سبب سے فارسی خواں اول اٹکتا ہے۔ دو چیز دیکھے تو ماہر ہو جاوے۔

اور اس کتاب کا نام موضح قرآن سنہ ۱۲۰۵ ہے اور یہی اس کی صفت ہے۔ اور یہی اس کی تاریخ۔ الٰہی و سیدی و مولائی تیری عنایت ہے۔ اور تو ہی قبول کر اپنے فضل سے یَا رَؤُفُ یَا رَحِیۡمُ یَا مَالِکَ الۡمُلۡکِ ذَا الۡجَلَالِ وَالۡاِکۡرَام

(دیباچہ موضح قرآن از شاہ عبدالقادر محدث دہلوی۔ مطبع اسلامی مدراس کے مطبوعہ قرآن مجید معہ ارواح ثلاثہ سے نقل کیا گیا۔ اور تفسیر جواہر القرآن کے ساتھ فیروز سنز پریس بیرون شیرانوالہ دروازہ لاہور میں چھپوایا گیا۔ طباعت ماہ شعبان سنہ ۱۳۰۳ھ میں پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ فالحمد للہ اوّلاً و آخراً والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ دائماً ابداً و علیٰ جمیع عبادہ الصالحین۔ لیلاً و نہاراً۔ کتبہ الفقیر ابو احمد السجاد البخاری۔ وقت العصر من یوم الجمعۃ التاسع عشر من رجب سنۃ ثلث و ثمانین بعد الالف و ثلث مائۃ من ہجرۃ سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام)

فہرست مضامین مقدمہ تفسیر جواہر القرآن

مضمون صفحہ
تعارف تفسیر جواہر القرآن لـ
تقریظات علمار کرام ب تا
مقدمہ تفسیر جواہر القرآن ۱
حصّہ اول۔ دربیان اصطلاحات ۲
اصطلاح (۱) دعوٰی یا موضوع سورت 〃
〃 (۲) دلیل 〃
〃 (۳) تنویر دعوٰی ۳
〃 (۴) تخویف 〃
〃 (۵) تبشیر یا بشارت ۴
〃 (۶) شکوی 〃
〃 (۷) زجر 〃
〃 (۸) تسلیہ یا تسلّی ۵
〃 (۹) امور مصلحہ 〃
〃 (۱۰) اندماج یا ادماج 〃
〃 (۱۱) ادخال الٰہی ۶
〃 (۱۲) اعادہ برائے بُعد عہد 〃
〃 (۱۳) جبّاریت ۷
〃 (۱۴) ربط القلب ۸
〃 (۱۵) مسئلہ انابت 〃
حصّہ دوم۔ دربیان فوائد مختلفہ ۹
فائدہ (۱) مضامین قرآن 〃
〃 (۲) قرآن میں توحید کا بیان 〃
〃 (۳) شرک اعتقادی و فعلی 〃
〃 (۴) مضامین قرآن کی ترتیب 〃
〃 (۵) توحید اور علم معانی و بیان 〃
〃 (۶) خطاب عام 〃
〃 (۷) قسم کا بیان ۱۰
〃 (۸) دفع عذاب کیلئے تین باتیں 〃
〃 (۹) منکرین کی اصلاح کے لئے تین باتیں 〃
〃 (۱۰) شان نزول ۱۱
〃 (۱۱) تعارض 〃
〃 (۱۲) قانون حصر 〃
〃 (۱۳) تحقیق معنی الحمد للہ ۱۲

مضمون صفحہ
فائدہ (۱۴) تحقیق لفظ سبحان اللہ ۱۲
〃 (۱۵) ذکر اللہ کا مقصد 〃
〃 (۱۶) لفظ دون کی تحقیق ۱۳
〃 (۱۷) لفظ الکتاب سے مراد ۱۴
〃 (۱۸) الکتاب اور قرآن میں فرق 〃
〃 (۱۹) لفظ حکیم اور مبین میں فرق 〃
〃 (۲۰) روح سے مراد ۱۵
〃 (۲۱) ماضی کے بعض صیغوں کی تحقیق 〃
〃 (۲۲) امر کے بعض صیغوں کی تحقیق 〃
〃 (۲۳) لفظ مَا سے مراد 〃
〃 (۲۴) لفظ ثُمَّ کا استعمال ۱۶
〃 (۲۵) لفظ اِنَّمَا کی تحقیق ۱۷
〃 (۲۶) اِذْ کا بیان 〃
〃 (۲۷) وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ کی تحقیق 〃
〃 (۲۸) کَذٰلِكَ کی تحقیق 〃
〃 (۲۹) اَلَمْ تَرَ کی تحقیق ۱۸
〃 (۳۰) اَوَ کُلَّمَا کی تحقیق 〃
〃 (۳۱) اَرَاَیْتَ کی بحث ۱۹
〃 (۳۲) اِلَّا بمعنی مستثنیٰ منقطع 〃
〃 (۳۳) علفتها تبنا وماء باردا ۲۰
〃 (۳۴) تفسیر بالرای کی تحقیق ۲۱
حِصّہ سوم دربیان مسئلہ الٰہ ۲۳
مسئلہ الٰہ کے مختلف عنوانات 〃
حضرت نوح علیہ السلام کا اعلان توحید ۲۴
حضرت ہود علیہ السلام 〃 〃 〃
حضرت صالح علیہ السلام 〃 〃 ۲۵
حضرت ابراہیم علیہ السلام 〃 〃 〃
حضرت لوط علیہ السلام کا ذکر ۲۶
حضرت شعیب علیہ السلام کا اعلان توحید 〃
حضرت موسیٰ علیہ السلام 〃 〃 〃
حضرت یعقوب علیہ السلام کا ذکر ۲۷
حضرت یوسف علیہ السلام کا اعلان توحید 〃
حضرت عیسےٰ علیہ السلام 〃 〃 〃
اللہ کے سوا کس کس کو معبود بنایا گیا 〃

مضمون صفحہ
فرشتوں کو ۲۸
انبیاء علیہم السلام کو 〃
اولیاء کرام کو ۲۹
سورج کو 〃
ستاروں کو 〃
جنّوں کو 〃
نیک پیروں کو ۳۰
مشرک مولویوں اور پیروں کے بارے میں آیتیں ۳۲
اِلٰہ کے معنی کی تشریح ۳۳
قانون لفظ اِلٰہ ۳۴
لفظ اِلٰہ کی تحقیق ۳۷
لفظ عبادت کی تشریح ۳۸
شرک کی قِسمیں ۴۰
شرک فی العلم کا بیان 〃
شرک فی التصرف کا بیان ۴۱
حضرت پیر صاحب بغداد شریف کا فتویٰ 〃
شرک فی الدعاء ۴۲
شرک فعلی 〃
تحریمات غیر اللہ کا بیان 〃
تحریمات غیر اللہ کے سترہ عنوانات 〃
اللہ کی نذر و نیاز کا بیان ۴۴
غیر اللہ کی نذروں کا بیان 〃
نقشہ آیات تحریمات غیر اللہ ۴۵
تحریمات اللہ کے بارے میں آیتیں ۴۷
اللہ کی نذر و نیاز کے بارے میں آیتیں 〃
غیر اللہ کی نذروں کا بیان 〃
فائدہ ۴۸
عنوانات کے بعض الفاظ کی تشریح ۴۹
تحقیق نذر لغیر اللہ از حدیث و فقہ ۵۰
در مختار کا حوالہ 〃
شامی کا حوالہ ۵۱
البحر الرائق کا حوالہ 〃
مولانا عبد الحئی لکھنوی کا حوالہ 〃

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
شامی کا حوالہ	۵۱	الروض کا حوالہ	۵۲	دیباچہ فتح الرحمٰن	۵۳
البحر الرائق کا حوالہ	〃	مسند احمدؒ کا حوالہ	〃	دیباچہ موضح قرآن	۵۷
تفسیر نیشاپوری کا حوالہ	〃	غرائب ابی عبید اور نقد ابی الملیث کا حوالہ	〃	بقیہ تقریظات	۶۲

فہرست مضامین تفسیر جواہر القرآن جلد اوّل

مضمون	صفحہ
تفسیر سورۂ فاتحہ	۲
خلاصہ سورۂ فاتحہ	〃
سورۂ فاتحہ کے ام القرآن ہونے کی پہلی تقریر	〃
〃 〃 〃 دوسری تقریر	〃
ایک سوال اور اس کا جواب	۳
سورۂ فاتحہ کو تعلیم المسئلہ کہنے کی توجیہ	〃
سورۂ فاتحہ کا خلاصہ عربی میں	〃
الحمد کے الف لام کی تحقیق	۴
الحمد کے بارے میں حضرت شیخ کی نفیس تحقیق	〃
عالم کا معنی	۵
اللہ تعالیٰ کا نظام ربوبیت	〃
رحمٰن اور رحیم کے درمیان فرق	۶
رب العالمین کے بعد الرحمٰن الرحیم کا ذکر کرنے کی حکمت	〃
الدین کی تحقیق	〃
روز جزا کی اہمیت	۷
اہل کتاب کا تصور آخرت اور اس کا رد	〃
دنیا و آخرت کا مالک و مختار	〃
ایاک نعبد و ایاک نستعین میں تقدیم مفعول کی وجہ	۸
عبادت کا	〃
ایک شبہ کا جواب	
تعظیم کی دو قسمیں۔ ایک عبادت ہے، دوسری عبادت نہیں	
استعانت کی [illegible]	۹
ایک شبہ اور اس کا جواب	۱۰
استعانت کی دو قسمیں مافوق الاسباب اور ماتحت الاسباب	〃
ایک مغالطہ اور اس کا رد	〃
صراط مستقیم سے مراد	۱۱
ہدایت کی دو قسمیں۔ فطری اور کسبی	〃
ہدایت کی قسم دوم کے چار درجے	۱۲
ہدایت کے مقابلے میں ضلالت (گمراہی) کے بھی چار درجے ہیں	〃
الذین انعمت علیہم سے مراد چار جماعتیں ہیں۔	〃

مضمون	صفحہ
مغضوب علیہم اور الضالین سے مراد	۱۲
تفسیر سورۂ بقرہ	۱۳
سورۂ بقرہ کی فضیلت	〃
سورۂ بقرہ کا سورۂ فاتحہ سے اسمی ربط	〃
〃 〃 〃 معنوی ربط	۱۴
سورۂ بقرہ کے مضامین کا تفصیلی خلاصہ	〃
〃 〃 〃 مختصر خلاصہ	۱۷
سورۂ بقرہ کی روح	〃
حصۂ اوّل۔ مضمون توحید و رسالت	〃
حصۂ اوّل کی تمہید۔ اس میں دو امر مذکور ہیں	〃
امر اوّل۔ ہدایت کا سرچشمہ قرآن ہے	۱۸
ذلک الکتاب لا ریب فیہ کی مختلف ترکیبیں	〃
امر دوم۔ تین جماعتوں (مومنوں۔ کافروں اور منافقوں) کا ذکر	۱۹
غیب کا مفہوم اور متقین کی صفتیں	〃
معتزلہ کا رد۔ مرتکب کبیرہ مخلد فی النار نہیں۔	۲۰
کافروں کے دلوں پر مہر جباریت کی تحقیق	〃
منافقوں کا ذکر	۲۱
یخادعون اللہ کا مطلب	۲۲
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت	۲۳
اللہ کی طرف استہزا کی نسبت کا مفہوم	〃
کافروں اور منافقوں کی دو مثالیں	۲۴
دونوں مثالوں کی تشریح اور تطبیق	۲۵
دعویٰ توحید اور مضمون توحید اور پانچ امور پر مشتمل عقلی دلیل	۲۶
شہداءکم سے مراد	۲۷
فما فوقہا کے دو مطلب	۲۸
مثال بیان کرنے کی حکمت	〃
معنی استویٰ علی العرش	۲۹

مضمون	صفحہ
فرشتوں کی تسبیح اور تقدیس کا بیان	۲۹
الاسماء کلہا سے مراد	۳۰
سجود ملائکہ کی تحقیق	〃
حضرت آدم علیہ السلام نے شجرۂ ممنوعہ کیوں کھایا	۳۱
دعوت عام کے بعد بنی اسرائیل کو خصوصی دعوت توحید	۳۲
بنی اسرائیل کے لئے اصلاحی پروگرام	〃
بنی اسرائیل کے احوال کی پانچ انواع	۳۳
پہلی نوع ترغیب و ترہیب پر مشتمل	۳۵
آٹھ انعامات	۳۶
دو عذاب	۳۸
پہلی نوع کا تتمہ	۴۰
دوسری نوع گذشتہ بنی اسرائیل کی خباثتیں	۴۱
بنی اسرائیل کو گائے ذبح کرنے کا حکم کیوں دیا گیا	۴۲
قتل نفس اور ذبح بقرہ کے بارے میں حضرت شیخ کی تحقیق	〃
بنی اسرائیل کی تیسری خباثت	۴۳
دوسری نوع کا تتمہ	〃
جمادات میں شعور بسیط	۴۴
اہل کتاب کی پانچ جماعتیں	〃
تیسری نوع بوقت نزول موجودہ بنی اسرائیل کی خباثتیں	۴۶
تیسری نوع کا تتمہ	۴۸
چوتھی نوع بنی اسرائیل کی کج روی اور سنگدلی	〃
چوتھی نوع کا تتمہ	〃
پانچویں نوع بنی اسرائیل کے بغض عناد کی انتہا	۵۰
یہود کے ایک قول باطل کی تردید	〃
یہود کو مباہلہ کا چیلنج	۵۱
یہودیوں کے تین شبہات	۵۲
شبہات کا جواب	۵۳
حضرت سلیمان علیہ السلام پر یہودیوں کا افترا	۵۴
جادو کی تحقیق	〃
ہاروت اور ماروت کے بارے میں جھوٹا قصہ	۵۵
مسلمانوں کو راعنا کہنے سے کیوں منع کیا گیا	〃

مضمون	صفحہ
نسخ کا مطلب	۵۷
شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے نزدیک صرف پانچ آیتیں منسوخ ہیں	″
حضرت شیخ کے نزدیک یہ پانچ آیتیں بھی منسوخ نہیں	″
اہل کتاب کے حالات پر پانچ شکوے	۵۸
توحید پر نقلی	۶۲
مضمون رسالت	۶۳
تمہید	″
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنار کعبہ کے وقت دعا	۶۴
ابراہیم علیہ السلام کی دعا میں حضور علیہ السلام کی چار صفتیں	۶۶
حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد کو وصیت کہ توحید پر قائم رہیں۔	۶۷
تحویل قبلہ کے بارے میں اہل کتاب اور مشرکین کے شبہ کا جواب	۷۰
لفظ شہید سے علم غیب پر استدلال کا مکمل رد	″
تحویل قبلہ کی پہلی تفصیلی علت	۷۲
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بار بار آسمان کی طرف دیکھنے کی وجہ	۷۳
تحویل قبلہ کی دوسری اجمالی علت	۷۴
تحویل قبلہ کی دوسری تفصیلی علت	″
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچ صفتیں	۷۵
اہدنا الصراط المستقیم پر ایک شبہ کا جواب	۷۶
صفا مروہ کے درمیان طواف کا حکم	۷۸
توحید پر عقلی دلیل جو سات امور پر مشتمل ہے	۷۹
شرک فعلی کے رد پر دلیل عقلی کا انطباق	۸۰
کیا انداد و اوثان سے پتھر کے بت مراد ہیں ؟	۸۱
تحریمات غیر اللہ کا بیان	۸۲
غیر اللہ کی نذروں کا بیان	۸۴
تحویل قبلہ کے متعلق اہل کتاب کے خیال کی دوبارہ تردید	۸۶
والصابرین کے منصوب ہونے کی وجہ	۸۷
حصۂ دوم ۔ مسئلہ جہاد و انفاق	″
تمہید امور انتظامیہ و امور مصلحہ کا بیان	″
پہلا امر انتظامی قصاص	″
دوسرا امر انتظامی وصیت	۸۸
پہلا امر مصلح ۔ روزہ	″
روزہ کے بعض جزوی احکام	۸۹
وعلی الذین یطیقونہ کی تحقیق	″
کنتم تختانون کی توجیہ	۹۱
اعتکاف کے مسائل	″
تیسرا امر انتظامی ۔ مال حرام سے اجتناب	۹۲

مضمون	صفحہ
یسئلونک عن الاہلۃ کی توجیہ	۹۳
امور انتظامیہ اور امر مصلح کے بعد جہاد کا حکم	″
قتال کی علت ۔ فتنہ سے مراد	″
انفاق فی سبیل اللہ کا بیان	۹۵
دوسرا امر مصلح ۔ حج	″
حج کی تین صورتیں ۔ اف تمتع	۹۶
حاجیوں کی قسمیں	۹۸
جہاد کی ترغیب کئی طریقوں سے	۹۹
اللہ کے بادلوں میں آنے کی توجیہ	۱۰۰
امۃ واحدۃ میں وحدت سے مراد	۱۰۱
بعثت انبیاء علیہم السلام کی علت	۱۰۲
مضمون انفاق کا دوسری بار ذکر	″
مضمون جہاد کا تیسری بار ذکر	″
شہر حرام میں جواز قتال کی پانچ دلیلیں	۱۰۳
شہر حرام میں قتال کا مابعد سے ربط	″
پانچ ذو جہتین مسائل	۱۰۵
ایک مفید قاعدہ	۱۰۶
حتیٰ یطہرن کی نفیس تحقیق	۱۰۷
امور انتظامیہ کا بارہ ذکر	۱۰۸
ایمان سے ما علیہ الایمان مراد ہے ۔ حضرت شیخ کا قول	″
یمین لغو اور یمین غموس کا حکم	″
امام ابوحنیفہ کے نزدیک لغو کی صورت	″
یمین کے ساتھ مسئلہ ایلا کا ربط	″
عدت کا بیان	۱۰۹
عدت کے لحاظ سے عورت کی سات قسمیں	″
ان یکتمن ما فی ارحامہن کا مطلب	۱۱۰
رجوع کا حق صرف دو طلاق تک ہے	۱۱۱
مغلظہ سے دوبارہ نکاح کی پانچ شرطیں	″
بلوغ اجل سے اختتام عدت مراد ہے	۱۱۳
رضاعت کے احکام	″
بیوہ کی عدت اور اس کے نکاح کے احکام	۱۱۵
مس اور تعیین مہر کے لحاظ سے مطلقہ کی چار قسمیں	۱۱۶
مضمون جہاد کا اعادہ	۱۱۷
انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب	″
ترغیب الی الجہاد کیلئے ایک واقعہ کا ذکر	۱۱۸
طالوت کے انتخاب پر اعتراض کرنیوالوں کو تین جواب	″
سکینہ سے مراد ۔ حضرت شیخ کا قول	۱۱۹
حضرت داؤد کے ہاتھوں جالوت کا قتل	۱۲۰
اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو ایمان لانے پر مجبور نہیں کیا۔	۱۲۱
شیخ نے فرمایا ولو شاء اللہ کا اعادہ بعد عہد کی وجہ سے ہے	۱۲۲

مضمون	صفحہ
وجوب و مشروعیت قتال کی علت	۱۲۲
اعادہ دعویٰ توحید برائے نفی شفاعت قہری	۱۲۳
نوم انبیاء کے ناقض وضو ہونے کی تحقیق	۱۲۴
حدیث کے مختلف الفاظ میں تطبیق	۱۲۵
شفاعت قہری کی نفی پر چوتھی اور پانچویں دلیل	″
شفاعت کے متعلق نفیس تحقیق	″
لا اکراہ فی الدین جہاد سے متعلق ایک شبہ کا ازالہ	۱۲۶
اللہ تعالیٰ کے دو تکوینی قانون	″
پہلا قانون مومنوں کے شبہات دور کرنا ہے	″
دوسرا قانون معاندین سے توفیق ایمان چھین لینا ہے	″
حضرت ابراہیم اور نمرود کا مناظرہ دوسرے قاعدہ پر متفرع ہے	″
حضرت ابراہیم اور حضرت عزیر کے دونوں واقعے پہلے قاعدہ پر متفرع ہیں۔	۱۲۷
انفاق میں اخلاص کی ترغیب	۱۲۸
اخلاص کیساتھ خرچ کرنے کی مثال	″
انفاق میں من و ریا سے اجتناب کا حکم	″
ریاکار کی خیرات کے ضائع ہونے کی مثال	۱۲۹
اللہ کی رضا کے لئے خرچ کرنے کی مثال	۱۳۰
ریاکاری کی دوسری مثال	۱۳۱
اللہ کی راہ میں اچھی چیزیں خرچ کرنے کی ترغیب	″
چھپا کر خیرات کرنے کی فضیلت	″
اصحاب صفہ کی فضیلت اور منقبت	۱۳۲
ہر حال میں اور ہر وقت اللہ کی راہ میں خرچ کرنیکی ترغیب	۱۳۳
سود خواروں کے لئے وعید شدید	″
تیسری بار امور انتظامیہ کا ذکر	۱۳۵
ادھار لین دین کو لکھنے کا حکم	″
کتابت اور شہادت کے متعلق ہدایات	″
توحید پر چوتھی عقلی دلیل	۱۳۷
مسئلہ توحید ماننے کے بعد اللہ سے دعا مانگنے کا طریقہ	″
سورۂ بقرہ میں آیات توحید	۱۳۸
سورۂ آل عمران	
نام۔ شان نزول۔ ماقبل سے ربط۔ خلاصۂ مضامین	۱۳۹
خلاصۂ مضامین کی پہلی تقریر	″
توحید کے متعلق پانچ شبہات کا جواب	″
رسالت پر تین شبہات کے جوابات	۱۴۰
خلاصۂ مضامین کی دوسری تقریر	۱۴۱
توحید کا چھ بار ذکر	″
سورۂ آل عمران کا مختصر خلاصہ	۱۴۲
حصۂ اول ۔ توحید و رسالت کا بیان	″

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
		حصہ دوم جہاد۔ انفاق جہاد سے متعلق ایک شبہ	١٦٩	یہود پر شکوی	٢٠٢	**حصہ دوم۔ پہلا حکم سلطانی**	٢٢٦
نصاریٰ کے شبہ کا جواب	١٤٣	کنتم خیر امۃ کا مفہوم	١٧٠	تسلی برائے پیغمبر و مومنین	″	تخویف برائے کفار و بشارت برائے مومنین	″
متشابہات کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا	١٤٤	جب قوم پر عذاب آتا ہے تو اسکا ہر فرد بدکا نہیں ہوتا	١٧٢	زجر برائے احبار و رہبان	″	زجر برائے منافقین	٢٢٧
مضمون توحید کا ذکر دوسری بار	١٤٦	مومنین اہل کتاب کی تعریف	١٧٣	مضمون جہاد کا دوبارہ اعادہ	٢٠٣	دوسرا حکم سلطانی	٢٢٨
توحید پر دلیل نقلی از کتب سابقہ و ملائکہ و انبیا	″	مشرکوں کے خرچ کی مثال	″	مضمون انفاق کا تیسری بار اعادہ	″	ترغیب الی القتال	٢٢٩
		جنگ احد کا ذکر	١٧٤	علماء یہود کو تخویف اخروی	٢٠٤	تیسرا حکم سلطانی	″
ثمرہ دلائل مذکورہ	″	ھم اور حدیث نفس میں فرق	١٧٦	سورہ آل عمران کے چاروں مضامین کا اعادہ	٢٠٥	منافقین کے قول باطل کا رد	٢٣٠
توحید میں اختلاف کس نے اور کیوں ڈالا	١٤٧	جہاد میں کامیابی کی دو شرطیں	″	دعویٰ توحید پر عقلی دلیل	″	زجر و شکویٰ منافقین	٢٣١
مضمون توحید کا ذکر تیسری بار	١٤٨	ان تصبروا وتتقوا کا دوسرا نمونہ	١٧٧	آخری آیت میں سورت کا اجمالی خلاصہ	٢٠٦	ترغیب الی الجہاد کے بعد مسئلہ توحید کا بیان	٢٣٢
ثمرہ دلائل عقلیہ و نقلیہ	″	فرشتوں کی مختلف تعداد میں تطبیق	١٧٨	سورۃ آل عمران میں آیات توحید	″	چوتھا حکم سلطانی۔ منافقین کے بارے میں حکم	٢٣٣
توحید کا ذکر چوتھی بار	١٤٩	سود خواری پر وعید شدید	١٧٩	**تفسیر سورۃ نساء**		پانچواں حکم سلطانی	٢٣٤
جواب شبہ متعلقہ حضرت مریم علیہا السلام	١٥٠	اخلاص سے مراد	″			قتل عمد اور قتل خطا کے احکام	″
جواب شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام	١٥١	متقین کے دو فریق۔ اعلیٰ اور ادنیٰ	١٨٠	ربط اسمی و معنوی۔ خلاصہ	٢٠٧	چھٹا اور ساتواں حکم سلطانی	٢٣٥
جواب شبہ متعلقہ حضرت عیسے علیہ السلام	١٥٣	ترغیب الی الانفاق کا پہلی بار اعادہ	″			آٹھواں حکم سلطانی	٢٣٦
معجزات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اختیار میں نہیں تھے	″	مضمون جہاد کا اعادہ	١٨١	**پہلا حصہ۔ چودہ احکام رعیت**	″	صلوۃ الخوف۔ ترغیب الی القتال	″
		جہاد سے متعلق شبہ کا علیٰ سبیل الترقی جواب	″			نواں حکم سلطانی	٢٣٧
توفی کے معنی کی تحقیق	١٥٤	زجر برائے مومنین	١٨٢	دوسرا حصہ۔ نو احکام سلطانیہ	٢٠٨	سوء اور ظلم سے مراد	٢٣٨
حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ اجماعی ہے	١٥٥	احد کی شکست کی اصلی وجہ	١٨٣	تنبیہ	٢٠٩	وعلمک مالم تکن تعلم کی تحقیق	٢٣٩
مرزائیوں کے من گھڑت قاعدہ کا جواب	١٥٦	غم اول اور غم ثانی سے مراد	١٨٤	حصہ اول	″	ما استغراق میں حقیقت نہیں	″
حضرت عیسے اور ان کے متبعین سے وعدے	″	ھل لنا من الامر من شئ کا مطلب	١٨٥	عذاب سے بچنے کیلئے تین باتیں	″	بریلوی استدلال کا رد	″
عیسائیوں کو مباہلہ کا چیلنج	١٥٧	منافقین کے قول کا جواب	١٨٦	پہلا دوسرا اور تیسرا حکم رعیت	٢١٠	ایک من گھڑت قاعدے کا رد	٢٤١
آیت مباہلہ سے شیعوں کے استدلال کا جواب	″	گھر میں بیٹھ رہنا موت سے نہیں بچا سکتا	١٨٧	چوتھا حکم رعیت	٢١١	ایک غلط استدلال کا رد	″
اہل کتاب کو دعوت الی التوحید	١٥٨	آنحضرت کے خلق عظیم کی تعریف	١٨٨	پانچواں اور چھٹا حکم رعیت	٢١٢	بنو ابیرق کا واقعہ	″
یہود و نصاریٰ پر پانچ شکوے۔ پہلا شکوہ	١٥٩	بشارت برائے مومنین و زجر منافقین	″	زجریں برائے ورثاء	″	شرک اعتقادی اور شرک فعلی کی نفی	٢٤٢
دوسرا اور تیسرا شکوہ	١٦٠	بشارت و تخویف اخروی	١٨٩	وراثت کی بارہ صورتیں	٢١٣	تنویر اول	٢٤٣
تخویف اخروی	″	زجر برائے مومنین	″	بشارت اخروی	٢١٥	تنویر ثانی	٢٤٤
یہود کے قول کی تردید۔ چوتھا شکوہ	١٦١	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تین صفتیں	١٩٠	ساتواں حکم رعیت	″	تنویر ثالث	٢٤٥
پانچواں شکوہ	١٦٢	لو نعلم قتالا لاتبعناکم کا مطلب	١٩١	آٹھواں اور نواں حکم رعیت	٢١٦	زجر برائے منافقین مع تخویف	٢٤٦
نصاریٰ کے ایک شبہ کا جواب	١٦٣	حیات شہداء کی تحقیق	١٩٢	ابدی اور وقتی محرمات پندرہ رشتے	٢١٧	منافقین کی خباثتیں	٢٤٧
مضمون رسالت	١٦٤	حیات انبیاء علیہم السلام کی تحقیق	١٩٣	دسواں حکم رعیت	″	زجر اہل کتاب و بشارت مومنین	٢٤٩
زجر مع تخویف اخروی	″	ایک اشکال اور اسکا حل	١٩٤	نکاح متعہ کی حرمت	″	مسئلہ حیات مسیح علیہ السلام	٢٥٠
شبہات متعلقہ رسالت کا بیان	١٦٥	بشارت برائے وتنبیہ برائے الیشان	١٩٦	گیارھواں اور بارھواں حکم رعیت	٢١٩	بشارت برائے مومنین اہل کتاب	٢٥٢
ملت ابراہیمی میں اونٹ کا گوشت حرام ہونیکا جھوٹا دعوے	″	تسلی برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	١٩٧	تیرھواں حکم رعیت	٢٢٠	ترغیب الی التوحید	٢٥٣
		تخویف اخروی برائے کفار	″	زجر برائے اہل کتاب	٢٢١	ایمان بالقرآن و بالرسول کی ترغیب	٢٥٤
سب سے پرانا عبادتخانہ کعبہ ہے	١٦٦	سوال مقدر کا جواب	″	چودھواں حکم رعیت	″	تخویف و بشارت	″
فرضیت حج کی شرطیں	١٦٧	ماکان اللہ لیطلعکم علی الغیب کی تحقیق	١٩٨	مسئلہ توحید کا بیان	″	خاتمہ پر حکم وراثت پر تنویر	٢٥٥
زجر برائے اہل کتاب و مومنین	″	اس آیت سے مبتدعین کے استدلال کا رد	١٩٩	شہید کا معنی	٢٢٢	کلالہ کی چار صورتیں	″
سبیل اللہ سے توحید مراد ہے	١٦٨	اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانیکا مطلب	٢٠٠	امر مصلح۔ ترغیب الی الاحسان	″	بشارت برائے مومنین	″
توحید پر دلیل عقلی ٥	″	ماقبل کے مضامین کا خلاصہ	٢٠١	حتیٰ تغتسلوا کی تحقیق	٢٢٣	سورہ نساء میں آیات توحید	٢٥٦

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةُ الْفَاتِحَة

خلاصہ سورۂ فاتحہ کے بہت سے نام ہیں جن میں سے "اُمُّ الْقُرْاٰن" سب سے زیادہ جامع اور مشہور ہے ۔ اس نام کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اُم کے معنی یہاں مغز اور خلاصے کے ہیں ۔ یہ سورت چونکہ ان تمام مضامین کا خلاصہ ہے جو سارے قرآن میں بالتفصیل مذکور ہیں اس لئے یہ سورۂ مبارکہ ام القرآن کے نام سے موسوم کی گئی ۔ اس کی دو تقریریں ہیں ۔

پہلی تقریر مولانا شبیر احمد عثمانی مرحوم نے اس کی تقریر یہ فرمائی کہ قرآن مجید میں چھ مضامین بیان کئے گئے ہیں (۱) توحید (۲) رسالت (۳) احکام (۴) قیامت ، (۵) ماننے والوں کے احوال اور (۶) نہ ماننے والوں کے احوال ۔ اور سورۃ فاتحہ میں یہ تمام مضامین بالاجمال موجود ہیں ۔ الحمد للّٰہ سے الرحمٰن الرحیم تک توحید ، مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ میں قیامت ، اِيَّاكَ نَعْبُدُ اور اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ میں احکام کا بیان ہے کیونکہ نعبد میں عبادت کے تمام طریق اور احکام کی طرف اشارہ ہے ۔ اسی طرح الصراط المستقیم سے شریعت کے تمام احکام مراد ہیں صراط الذین انعمت علیھم میں ایک طرف رسالت کا بیان ہے کیوں کہ منعم علیہم چار جماعتیں ہیں جن میں انبیاء علیہم السلام سرفہرست ہیں ۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے اولٰئك الذين انعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصٰلحين وحسن اولٰئك رفيقا (نساء ع ۹) اور دوسری طرف ماننے والوں کے احوال کی طرف اشارہ ہے ۔ یعنی ماننے والوں کو ہر قسم کے انعام واکرام سے نوازا جائے گا ۔ اور غیر المغضوب علیہم ولا الضآلین میں نہ ماننے والوں کا ذکر ہے ۔ اس طرح یہ سورت قرآن مجید کے تمام مضامین کا خلاصہ ہے اور اسی بنا پر اس کا نام امّ القرآن ہے ۔

دوسری تقریر دوسری تقریر ہمارے شیخ حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے ۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت امام ربانی رحمہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے ۔ نیز تفسیر مواہب الرحمان ج ۱ صـ ۳ میں ہے کہ سارے آسمانی علوم اور قرآن مجید کا خلاصہ سورہ فاتحہ میں موجود ہے ۔ وہ یوں کہ مضامین کے اعتبار سے قرآن مجید کے چار حصے ہیں اور ہر حصہ الحمد للہ سے شروع ہوتا ہے ۔ پہلا حصہ سورۂ فاتحہ سے سورۂ مائدہ کے آخر تک ہے اس حصہ میں زیادہ تر خالقیت کا بیان ہے یعنی ساری کائنات کا پیدا کرنے والا صرف اللہ ہی ہے اور کوئی نہیں ۔ دوسرا حصہ سورہ انعام سے سورہ بنی اسرائیل کے آخر تک ہے اس حصہ کا مرکزی مضمون ربوبیت ہے یعنی اس میں زیادہ تر یہ بیان کیا گیا ہے کہ ہر چیز کو پیدا کرنے کے بعد اس کو حد کمال تک پہنچانے والا اور ہر چیز کی دیکھ بھال کرنے والا صرف اللہ تعالےٰ ہی ہے اس کے سوا اور کوئی نہیں ۔ تیسرا حصہ ۔ سورہ کہف سے سورہ احزاب کے آخر تک ہے اس میں زیادہ تر یہ مضمون بیان کیا گیا ہے کہ تخت بادشاہی پر وہ خود متمکن ہے وہی مالک ومتصرف اور مختار و کارساز ہے اور وہی برکات دہندہ ہے اور وہ اپنی بادشاہی میں اپنے تصرفات اور اختیارات میں کسی کو شریک نہیں بناتا ۔ چوتھا حصہ ۔ سورہ سبا سے قرآن مجید کے آخر تک ہے ۔ اس حصے کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ قیامت کے دن مالک ومختار صرف اللہ ہی ہوگا ۔ اور اس کے سامنے کوئی شفیع غالب نہیں ہوگا ۔ یہ چاروں مضامین جو پورے قرآن میں تفصیل سے مذکور ہیں ان کا خلاصہ اور اجمالی خاکہ سورۂ فاتحہ میں موجود ہے چنانچہ الحمد للہ میں حصہ اول کی طرف اشارہ ہے کیونکہ لفظ اللہ سے وصف مشہور مراد ہے یعنی خالق بمطابق قاعدہ مشہورہ لکل فرعون موسٰی ای لکل مبطل محق مشرکین عرب بھی اللہ تعالےٰ کی صفت خالقیت کا اقرار کرتے تھے جیسا کہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے ۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ (زخرف ع ۷) اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ ان کو کس نے پیدا کیا ہے تو وہ ضرور یہی کہیں گے کہ (ان کو) اللہ تعالےٰ نے (پیدا کیا ہے)

دوسری جگہ ارشاد ہے

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ (لقمان ع ۳) اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ تعالےٰ نے

دوسرا حصہ رب العٰلمین میں مذکور ہے اور تیسرے حصہ کی طرف الرحمٰن الرحیم ۔ میں اشارہ ہے یعنی مالک ومختار اور تخت حکومت پر وہی متمکن ہے کیونکہ انتہائی رحمت اور غایت شفقت بادشاہوں ہی کی صفتیں ہیں ۔

اور چوتھا حصہ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ میں مذکور ہے ۔ نیز حضرت عبد اللہ بن عباس سے منقول ہے لکل شیء لباب ولباب القرآن الحوامیم (خازن ص ۳۳ ج ۶) یعنی ہر چیز کا ایک خلاصہ ہوتا ہے ۔ اور قرآن کا خلاصہ حوامیم ہیں ۔ اور تمام حوامیم کا مبدا سورۂ زمر ہے ۔ اور سورہ زمر کا دعویٰ یہ ہے کہ عبادت صرف اللہ ہی کی کرو اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو ۔ چنانچہ ارشاد ہے ۔

فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ۝ (زمر ع ۱) سو آپ خالص اعتقاد کرکے اللہ کی بندگی کرتے رہئے ۔ یاد رکھو عبادت جو کہ (شرک سے) خالص ہو اللہ ہی

کے لیے سزاوار ہے اس آیت میں بقرینہ فاعبد اللہ الدین کے معنی عبادت کے ہیں اور عبادت سے مراد غائبانہ دعا و پکار ہے جیسا کہ حٰم مومن میں اس کی وضاحت کی گئی ہے اللہ تعالے کا ارشاد ہے۔ فَادْعُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ (حٰم مومن ع ۷) سو تم سب خالص اعتقاد کر کے اس کو پکارا کرو یہاں اعبدوا کے بجائے ادعوا فرما کر اس طرف اشارہ فرما دیا کہ عبادت سے مراد دعا و پکار ہے اور پکار عبادت کا جزو اعظم ہے جیسا کہ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ الدعاء ھو العبادۃ اور الدعاء مخ العبادۃ۔ اسی طرح حٰم مومن رکوع ۶ میں ہے۔ وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَہَنَّمَ دَاخِرِیْنَ (حٰم مومن ۶ ع ۲) اور تمہارے پروردگار نے فرما دیا ہے کہ مجھ کو پکارو میں تمہاری درخواست قبول کروں گا جو لوگ صرف میری عبادت سے سرتابی کرتے ہیں وہ عنقریب (مرتے ہی) ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے) آں حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ آپ نے فرمایا عن عبادتی قال عن دعائی (ابن جریر ج ۲۴ ص) یعنی عن عبادتی میں عبادت سے مراد دعا اور پکار ہے۔ اور حوامیم سبعہ کا دعویٰ یہی ہے کہ حاجات و مشکلات میں غائبانہ صرف اللہ ہی کو پکارو اور صرف اسی سے استمداد اور استعانت کرو۔ سورہ زمر کا خلاصہ سورہ فاتحہ میں اِیَّاکَ نَعْبُدُ میں آگیا اور حوامیم سبعہ کا خلاصہ سورہ فاتحہ کے اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ میں آگیا۔ اس طرح سارے قرآن کا خلاصہ سورہ فاتحہ میں آگیا۔ سورہ فاتحہ کے خلاصہ اور دعویٰ کو سورہ جن رکوع ۲ میں اس طرح بیان فرمایا ہے قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّیْ وَلَآ اُشْرِکُ بِہٖٓ اَحَدًا (کہہ دیجئے کہ میں تو صرف اپنے پروردگار ہی کو (غائبانہ حاجات میں) پکارتا ہوں اور (اس کی پکار میں) کسی کو اس کے ساتھ شریک نہیں کرتا ہوں۔ بعینہ اس مفہوم کو علامہ ابن کثیر نے اس طرح بیان فرمایا ہے الفاتحۃ سر القرآن وسرھا ھذہ الکلمۃ (اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ) یعنی سورہ فاتحہ تمام قرآن کا مغز ہے اور سورہ فاتحہ کا مغز اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ہے

سوال یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ قرآن مجید کا چوتھا حصہ جو سورہ سبا سے شروع ہوتا ہے اس کی ابتدا الحمد للہ سے ہوتی ہے۔ اور اس حصہ کی دوسری سورت یعنی سورہ فاطر وہ بھی الحمد للہ سے شروع کی گئی ہے اس کی کیا وجہ ہے ؟

جواب تو اس کا جواب یہ ہے کہ چوتھے حصہ میں دو مضامین بیان کیے گئے ہیں۔ ایک یہ کہ قیامت کے دن کوئی شفیع قہری نہیں ہوگا اور دوسرا یہ کہ عبادت اور پکار صرف اللہ ہی کی چاہیئے اور کسی کی نہیں۔ اس طرح یہ دونوں سورتیں آپس میں بھی مرتبط ہو گئیں۔ یعنی جب خدا کے یہاں کوئی شفیع قہری نہیں تو عبادت اور پکار بھی اس کے سوا کسی کی نہیں چاہیئے۔ چنانچہ سورہ سبا میں شفاعت قہری کی نفی کی گئی ہے اور پھر سورہ یاسین، صافات، اور ص تینوں اس پر متفرع ہیں۔ سورہ یٰس میں فرمایا کہ ہم نے بدکردار قوموں کو پکڑا مگر کسی نے ان کو نہ چھڑایا۔ صافات میں بیان فرمایا کہ چھڑانا تو درکنار جن کے بارے میں چھڑانے کا زعم ہے یعنی انبیاء علیہم السلام وہ تو خود خدا کے سامنے زاری اور عجز و نیاز کا اظہار کر رہے ہیں۔ اور ص میں بیان کیا نہ صرف زاری کر رہے ہیں بلکہ اللہ کی طرف سے بعض جسمانی مصائب میں خود گرفتار ہیں۔ اس طرح سورہ فاطر میں عبادت اور پکار کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔ اور پھر زمر اور حوامیم سبعہ میں اس کی توضیح کی گئی ہے۔ اور شبہات کا جواب دیا گیا ہے۔ سورہ سبا چونکہ یٰس صافات اور ص کا مبدأ نفی اور سورہ فاطر، زمر اور حوامیم سبعہ کا مبدأ نفی اس لیے دونوں سورتوں کو الحمد للہ سے شروع کیا گیا۔

جس طرح سارے قرآن کا خلاصہ سورہ فاتحہ میں موجود ہے اسی طرح سورہ فاتحہ کا خلاصہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ میں موجود ہے۔ پہلا حصہ لفظ اللہ میں مذکور ہے کیوں کہ اس سے وصف مشہور یعنی خالق مراد ہے۔ تیسرا حصہ حسب بیان سابق الرحمٰن الرحیم میں مذکور ہے جب خالق بھی وہی ہے اور مالک بھی تو ظاہر ہے کہ مربی اور روزی رساں بھی وہی ہوگا اس طرح دو حصے صراحۃً اور ایک حصہ اشارۃً بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں آگیا جن تینوں حصوں کا تعلق دنیا سے تھا وہ بسم اللہ میں آگئے۔ جب دنیا میں سب کا خالق اور پھر سب کا مربی اور مالک اللہ تعالےٰ ہی ہے تو آخرت کا مالک اور وہاں کا متصرف و مختار بھی وہی ہوگا۔ اور پھر ساری بسم اللہ کا خلاصہ بسم اللہ کی ب میں موجود ہے۔ گویا سارے قرآن کا اصل مقصد بار استعانت سے معلوم ہو جاتا ہے۔ ب کا متعلق محذوف ہے اور اصل عبارت اس طرح ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم استعینوا متعلق آخر میں اسلیئے نکالا گیا ہے تاکہ حصر کا فائدہ دے ای بسم اللہ استعینوا خاصۃ لا بما اشرک بہ المشرکون بن عمھم وادعوہ خاصۃ لا غیرہ۔ یعنی صرف اللہ ہی کے نام سے استعانت کرو۔ اور اللہ ہی کو غائبانہ حاجات میں پکارو۔ اور مشرکین اور نہ ہی ان کو پکارو۔

تعلیم المسئلہ سورہ فاتحہ کا ایک نام تعلیم المسئلہ بھی ہے جس کے معنی ہیں "سوال کی تعلیم" سورہ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو سوال کی تعلیم دی ہے کہ تم مجھ سے یوں سوال کیا کرو اس لیے اس سورت کو تعلیم المسئلہ بھی کہا گیا چنانچہ پوری سورہ فاتحہ میں غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ یہ ساری کی ساری ایک عاجزانہ درخواست ہے جو بندہ اپنے مولا کے سامنے پیش کر رہا ہے پہلے اس کی حمد و ثنا بجا لاتا ہے۔ اس کے لائق ہر خوبی ہونے کا اعلان کرتا ہے۔ اس کے خالق و مالک اور ساری کائنات کا پروردگار اور رحمان و رحیم اور مالک روز جزا ہونے کا اقرار کرتا ہے۔ اور پھر اپنی بندگی اور بے چارگی کا اعتراف کر کے اس سے سیدھی راہ پر قائم رہنے کی توفیق مانگتا ہے۔ یہ بھی اللہ تبارک وتعالےٰ کی انتہائی شفقت اور مہربانی ہے۔ کہ بندوں کو سوال کرنے کا طریقہ بھی سکھا دیا۔

چونکہ سورہ فاتحہ میں بندوں کو سوال کی تعلیم دی گئی ہے۔ اس لیے اس سے پہلے لفظ قُوْلُوْا (یوں کہو) محذوف ہے اور پھر تعریفی اور دعائیہ جملوں کی ابتداء میں بھی قُوْلُوْا محذوف ہے۔ مثلاً قولوا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نستعین قولوا الحمد للہ رب العٰلمین الرحمٰن الرحیم ملک یوم الدین۔ قولوا ایاک نعبد۔ قولوا وایاک نستعین۔ قولوا اھدنا الصراط المستقیم الخ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں سورہ فاتحہ کا خلاصہ حسب ذیل ہے :-

قال تعالیٰ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ای قولوا بسم اللہ الخ ومعناہ باللہ استعین خاصۃ وادعوہ خاصۃ لا غیرہ واتلبس بذکر اسمہ۔ نسمی ھذہ الطریق فی اصطلاحنا ادماجاً ای استعین باللہ الرحمٰن الرحیم لانہ ھو الخالق المالک وفہم المعنی الوصفی من العلم لشہرتہ بھذا الوصف قال تعالیٰ وھو اللہ فی السموٰت وفی الارض فقال تعالیٰ وھو الذی فی السماء الٰہ وفی الارض الٰہ فھو الخالق الملک الرحمٰن الرحیم۔ اعلم یا اخی ان جمیع القرآن منقسم الی اربعۃ ابحاث کل بحث یبتدأ بالحمد للہ الاول من فاتحۃ الکتاب الی اٰخر سورۃ النساء والثانی من الانعام الی اٰخر سورۃ بنی اسرائیل والثالث من الکہف الی اٰخر الاحزاب والرابع من السبا الی اٰخر القرآن۔ فاجتمعت المضامین الاربعۃ فی الفاتحۃ والفاتحۃ فی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وبلفظ اٰخر تمام القرآن فی الفاتحۃ فان لباب القرآن الحوامیم وخلاصۃ الحوامیم فی حٰم المؤمن ای اُدْعُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ کما نبینہ فی تفسیر الحوامیم وذکر فی السور السابقۃ انہ تعالیٰ ھو الخالق لا غیرہ فاعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین وھذا المذکور ثابت فی الفاتحۃ والفاتحۃ فی بسم اللہ وبسم اللہ فی الباء کان لفظۃ اللہ جمعت فیہ الالوھیۃ والربوبیۃ والمقصود من الحصر فی الحمد لہ ھو حصر العبادۃ التی اعظم شعابھا الاستعانۃ فاذا قرأ القاری بسم اللہ استعین بتقدیم الجار فھو حصر الاستعانۃ ای بسم اللہ

استعين لا بما اشرك به المشركون۔ فالفاتحة جامعة ام للقرآن وهي في البسملة والبسملة في الباء نقل عن علي رضي الله عنه ان الجامع في بسم الله جامعة كذا في المكتوبات للامام الرباني قدس سره والله اعلم بالصواب فشروع القرآن بحصر الاستعانة والختم على قل هو الله احد وقل اعوذ برب الناس فالشروع بالاستعانة منه والختم عليها كذا سنة رب العلمين في الاشجار الا ترى الى حبة تنبت فالمبدأ والمنتهى الثمرة التي هي الحبة وهذا يشعران المبدأ منه واليه المرجع والمصير۔

۵۲ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تفسیروں اور فنون کی کتابوں میں یہ بحث نہایت تفصیل سے مذکور ہے الحمد میں الف لام استغراق کے لیے ہے۔ پھر اس پر اعتراضات اور ان کے جوابات کا ایک طویل سلسلہ ہے جو ختم ہونے پر نہیں آتا۔ مثلاً اس پر ایک اعتراض کیا جاتا ہے۔ کہ اگر الف لام استغراق کے لیے ہو تو اس کا مطلب یہ ہوگا تمام صفتوں اور خوبیوں کا مالک اللہ تعالیٰ ہے لہٰذا اللہ کے سوا اس کی مخلوق میں سے کسی میں بھی کوئی صفت اور خوبی موجود نہیں ہوگی۔ حالانکہ یہ بات صحیح نہیں بلکہ اللہ کی مخلوق میں بھی ہزاروں صفتیں موجود ہیں اور خود قرآن میں مخلوق کی صفتیں بیان کی گئی ہیں۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی کئی صفتیں مثلاً۔ رؤف ورحیم، سراج منیر، بشیر ونذیر وغیرہ قرآن میں موجود ہیں۔ آپ کے سوا انبیاء علیہم السلام کی کئی صفات مومنین صالحین اور حضرت جبریل علیہ السلام کے بعض اوصاف کا بھی خود قرآن مجید میں ذکر موجود ہے۔ علاوہ ازیں کافروں میں بھی بعض قابل تعریف خوبیاں موجود ہوتی ہیں

تو اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ مخلوق میں جو صفات ہیں ان کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے نیز یہ صفات عارضی ہوتی ہیں یعنی مخلوق کی موت وفنا پر وہ صفتیں بھی ختم ہو جاتی ہیں۔ دائمی اور مستقل نہیں ہوتیں مگر اللہ تعالیٰ کی صفات دائمی اور مستقل ہیں۔ ان کو فنا نہیں وہ ازلی اور ابدی ہیں۔ مخلوق کی صفات کا سرچشمہ اور ان کا خالق اور معطی اللہ تعالیٰ ہے۔ اور مخلوق کی تمام صفات کا مرجع اللہ تعالیٰ ہے اس لیے تمام صفتوں اور خوبیوں کا مالک اور سزاوار درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی ہے

لیکن حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مخصوص طرز کے مطابق کہ "ہر لفظ اور آیت کی ایسی مراد بیان کی جائے کہ جس پر کوئی اعتراض وارد ہی نہ ہو سکے" فرماتے ہیں کہ الحمد میں الف لام استغراق کے لیے نہیں بلکہ جنس اور عہد خارجی کے لیے ہے۔ اور قاعدہ نحو کے مطابق الف لام کا حقیقی معنی ہے ہی جنس اور عہد خارجی استغراق کو محققین نے الف لام کا مجازی محمل قرار دیا ہے۔ اور اس سے صرف وہی صفات مراد ہیں جو ذات باری تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں اور مخلوق میں نہیں پائی جاتی ہیں یعنی صفات کارسازی یا بالفاظ دیگر صفات فاعلیہ یا صفات مافوق الاسباب مثلاً مالک ومختار، متصرف وکارساز حاجت روا، مشکلکشا اور دور ونزدیک سے یکساں طور پر سمیع وبصیر ہونا وغیرہ مطلب یہ ہے کہ تمام صفات الوہیت اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں اور ان میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ اس صورت میں نہ کوئی اعتراض وارد ہوتا ہے اور نہ ہی جواب دینے کی زحمت اٹھانا پڑتی ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جا بجا اپنی صفات الوہیت بیان فرمائی ہیں چنانچہ ایک جگہ ارشاد ہے۔

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ (نمل ع ۵) کہہ دیجئے اللہ کے سوا نہ آسمان والے غیب جانتے ہیں نہ زمین والے

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی صفت علم غیب کا ذکر ہے جو صفات الوہیت میں سے ہے۔ ایک جگہ فرمایا وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ (یونس ع ۱۱) اس میں بیان فرمایا کہ نقصان کا مالک صرف اللہ ہے۔ اس کے بغیر نہ کوئی نفع دے سکتا ہے اور نہ کوئی نقصان پہنچا سکتا ہے ایک جگہ ارشاد ہے کہ ساری مخلوق پر صبح وشام مختلف انعامات کی جو بارش ہوتی رہتی ہے۔ وہ بھی اللہ کی طرف سے ہے چنانچہ فرمایا وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ (نحل ع ۷) یعنی تمہارے پاس جتنی بھی نعمتیں ہیں وہ سب اللہ کی طرف سے ہیں ایک جگہ فرمایا يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (فاطر ع ۱) اے لوگو اللہ کی وہ نعمتیں یاد کرو جو اس نے تم پر کی ہیں۔ کیا اللہ کے سوا کوئی اور پیدا کرنے والا ہے۔ جو زمین وآسمان سے تمہیں روزی مہیا کرتا ہے۔ (یاد رکھو) اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے خالق ورزاق اور منعم ومربی ہونے کی صفات کا ذکر فرمایا ہے۔ یہ اور مذکورہ بالا تمام صفات الوہیت ہیں۔

ان کے علاوہ اور سینکڑوں آیتوں میں اللہ تعالیٰ کی صفات مخصوصہ بیان کی گئی ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ تمام صفات مافوق الاسباب ہیں اور عالم غیب سے تعلق رکھتی ہیں۔ یہاں یہ بات سمجھ لی جائے کہ نظام عالم میں جو کام ہو رہے ہیں وہ دو حالتوں سے خالی نہیں ہیں وہ یا تو ماتحت الاسباب ہیں یعنی اپنے اسباب عادیہ کے تحت انجام پذیر ہو رہے ہیں مثلاً بینائی وشنوائی رکھنے والا آدمی اپنے ارد گرد کی چیزوں کو دیکھ سکتا ہے اور قرب وجوار کی آوازیں سن سکتا ہے یا مثلاً ایک آدمی اناج یا پھل اگانا چاہتا ہے تو وہ اس کام کے لئے اسباب استعمال کرتا ہے یعنی زمین میں ہل چلا کر اسے قابل کاشت بناتا ہے۔ پھر اس میں بیج ڈالتا ہے، اسے پانی دیتا ہے اس کی نلائی وغیرہ کرتا ہے۔ یہ تمام اسباب عادیہ ہیں ان کو استعمال میں لائے بغیر کام نہیں بن سکتا۔ دوسری قسم کے کام وہ ہیں جو مافوق الاسباب ہیں یعنی ان اسباب عادیہ سے بالا ہیں۔ مثلاً ساری کائنات کے ذرے ذرے کو ہر وقت دیکھنا، زمین وآسمان کی چھپی ہوئی تمام چیزوں کو ہر آن مشاہدہ کرنا اسباب عادیہ سے بالاتر امور ہیں اسی طرح زمین کے پیٹ میں پڑے بیجوں اور تخموں کو شق کر کے ان سے پودوں کی شاخیں نکالنا انسانی دسترس سے باہر اور اسباب عادیہ سے بالاتر ہے تو معلوم ہوا کہ انسانی دسترس میں صرف وہی کام ہیں جو ماتحت الاسباب ہیں اور مافوق الاسباب سارے امور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت کے تحت داخل ہیں لہٰذا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سے مراد وہ تمام صفات ہیں جو مافوق الاسباب ہیں یعنی مافوق الاسباب تمام صفتیں اور خوبیاں اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں اور ان میں سے ایک صفت اور ایک خوبی بھی اللہ کے سوا کسی اور میں نہیں پائی جاتی۔ مشرکین مکہ چونکہ انہی صفات الوہیت یا مافوق الاسباب صفات ہی میں اپنے معبودوں کو خدا کا شریک سمجھتے تھے۔ اس لئے الحمد للہ میں مشرکین کے اسی خیال باطل کی تردید فرمائی گئی ہے کہ تمام مافوق الاسباب صفات اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں۔

قرآن مجید میں جہاں کہیں جملہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ واقع ہوا ہے وہاں سیاق وسباق سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مشرکین کے اسی خیال کی تردید ہے کہ ان کے مزعومہ معبود مافوق الاسباب صفات کے حامل ہیں۔ چنانچہ سورۂ انعام ع ۵ میں ارشاد ہے فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (پھر ظالم لوگوں کی جڑ کاٹ دی گئی اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے) اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کارسازی کا ذکر فرمایا ہے۔ مثلاً مصیبت کے وقت وہی کام آتا ہے، خدا کی گرفت زبردست ہے، ظالموں کی جڑ کاٹ دیتا ہے۔ آخر میں فرمایا "الحمد للہ" یعنی یہ تمام صفات کارسازی اللہ ہی کے ساتھ مخصوص ہیں۔ یہاں اگر الحمد کو صفات کارسازی سے مختص نہ کیا جائے تو ماقبل سے اس آیت کا کوئی ربط باقی نہیں رہتا۔ اور سورۂ نمل ع ۵ میں ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى (تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے سزاوار ہیں اور اس کے بندوں پر سلام ہو جن کو اس نے منتخب فرمایا ہے) اس آیت سے پہلے حضرت صالح علیہ السلام اور ان کی قوم کا ذکر ہے کہ اس تکذیب کرنے والی قوم کو کس طرح تباہ کیا گیا اور ایمان والوں کو کس طرح بچایا گیا چنانچہ ارشاد ہے۔ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ (ہم نے ان (نو غنڈوں) اور ان کی ساری قوم کو تباہ کر دیا) اور مومنین کے بارے میں فرمایا وَاَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ (اور ہم نے ان ایمان والوں کو جو ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہتے تھے بچا لیا)

اس کے بعد مؤمنین لوط اور منکرین لوط علیہ السلام کے بارے میں فرمایا فَاَنْجَیْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ (تو ہم نے لوط علیہ السلام اور اس کے اہل کو اس کی بیوی کے سوا بچا لیا) اور فَاَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ مَّطَرًا (اور ان کے منکرین پر ایک نئی طرح کا مینہ برسایا) حضرت صالح اور حضرت لوط علیہما السلام اور ان کی مومن قوم کو نجات دینے اور ان کے منکرین کو تباہ و برباد کرنے کا ذکر کر کے آخر میں فرمایا۔ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰى یعنی نیک بندوں کو سلامتی عطا کرنا اور کافروں کو ہلاک کرنا یہ صفتیں اللہ ہی کی ہیں۔ اللہ کے نیک بندوں پر اللہ کی طرف سے سلامتی تو نازل ہوتی ہے لیکن وہ کارساز اور متصرف و مختار نہیں ہوتے۔

اور سورہ جاثیہ کے آخری رکوع میں ارشاد ہوتا ہے۔ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ (سو تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں جو مالک ہے آسمانوں کا اور مالک ہے زمین کا مالک تمام جہانوں کا) یہاں بھی صاف فرما دیا کہ زمین و آسمان کا مالک و مختار اور ساری کائنات کا کارساز اللہ ہی ہے اور صفات کارسازی اسی کے ساتھ مخصوص ہیں اور ان میں کوئی اسکا شریک نہیں۔

اور سورہ صافات میں انبیاء علیہم السلام کے مختلف واقعات بیان کرنے کے بعد آخر میں فرمایا۔ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (اور سلامتی ہے تمام پیغمبروں پر اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے) مطلب یہ کہ تباہی اور عذاب سے رسولوں کو سلامت رکھنا اور ان کے دشمنوں کو ہلاک کرنا یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے پیغمبر ولی کا نہیں حاصل یہ کہ تمام مافوق الاسباب اور غائبانہ طاقتوں کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور تمام صفات الوہیت اسی کی ذات مقدسہ کے ساتھ مخصوص ہیں۔ مشرکین نے اپنے زعم باطل میں اللہ کے جن پیغمبروں اور نیک بندوں کو غائبانہ اور مافوق الاسباب طاقتوں میں خدا کا شریک سمجھ رکھا ہے وہ خود اللہ کے محتاج ہیں۔ اور آڑے وقت ان کے کام نہیں آسکتے۔

۵۳ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لفظ اللہ ذات باری تعالیٰ کا اسم عَلَم ہے لیکن یہاں اس سے وصف مشہور مراد ہے یعنی خالق اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مع صفات باقیہ ایک ایسا دعویٰ ہے جس کی دلیل بھی اس میں موجود ہے یعنی تمام صفات کارسازی اور تمام اوصاف الوہیت اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں۔ کیونکہ وہ خالق ہے وہ رب العالمین ہے۔ وہ رحمان و رحیم ہے اور وہ مالک روز جزا ہے۔ اور اس کے سوا زمین و آسمان میں کوئی ایسی ہستی نہیں جو ان تمام صفات یا ان میں سے کسی ایک صفت سے متصف ہو۔ سورہ انعام رکوع نمبر ا میں ارشاد ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ (تمام خوبیاں اس اللہ کے لیے زیبا ہیں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ اور اندھیروں اور اجالے کو بنایا) اس میں الذین موصول اپنے صلہ سے مل کر بمنزلہ علت ہے یعنی جب آسمانوں اور زمین کا خالق اور اندھیروں اور اجالے کو پیدا کرنے والا اللہ ہے۔ تو صفات کارسازی بھی اسی کی ذات سے مختص ہیں کسی اور کا اس میں کوئی حصہ نہیں۔ اس کے متصل بعد فرمایا۔ ثُمَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ (پھر کافر لوگ (اپنے باطل معبودوں کو) اپنے پروردگار کے برابر قرار دیتے ہیں۔ اس سے بھی اسی حقیقت کو واضح فرمایا کہ جب ارض و سما اور لیل و نہار کا خالق اللہ ہے تو صفات کارسازی کا مالک بھی تنہا وہی ہے۔ اگر اس کے سوا کوئی اور خالق نہیں تو لامحالہ یہ بھی ماننا پڑے گا۔ کہ اس کے سوا کارساز اور مافوق الاسباب متصرف اور مختار بھی کوئی نہیں مخفی نہ رہے کہ الحمد للہ ایک دعوے ہے جس میں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ تمام صفات کارسازی کا مستحق صرف اللہ ہے۔ اس کے بعد رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اور مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ یہ سب اس دعویٰ کی دلیلیں ہیں۔ **۵۴** رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ لفظ اللہ سے چونکہ وصفی معنی مراد تھے یعنی خالق اس لئے اس کی مناسبت سے اس کے بعد دوسری صفت رب العلمین لائی گئی کیونکہ جس طرح مخلوق اپنے وجود کے لئے اپنے خالق کی محتاج ہے اسی طرح بقاء وجود کے لئے رب اور پروردگار کی محتاج ہے۔ رب کے معنی ہیں ہر چیز کو بتدریج اس کی حد کمال تک پہنچانے والا اور موقع کے مطابق اس کی ضرورتیں مہیا کرنے والا اور اسے زوالوں سے بچانے والا جیسا کہ امام نسفی حنفی نے امام واسطی سے نقل کیا ہے ھو الخالق ابتداء و المربی غذاء و الغافر انتہاء وھو اسم اللہ الاعظم (مدارک ج ا ص ۴)

اَلْعٰلَمِیْنَ عالَم کی جمع ہے اور اسم آلہ کا صیغہ ہے اور یہاں اس سے ہر وہ چیز مراد ہے جس کے وجود سے خالق کائنات کے وجود پر استدلال کیا جا سکے خواہ وہ انسان ہو یا دیگر حیوانات، نباتات ہوں یا جمادات۔ چنانچہ امام نسفی فرماتے ہیں والعالم کل ما علم به الخالق من الاجسام والجواهر والاعراض او کل موجود سوی الله تعالیٰ سمی به لانه علم علی وجوده الخ (مدارک ص ۴ ج ۱) غرضیکہ ہر وہ چیز جو خلعت وجود میں ملبوس ہے اور جس کا انسان آنکھوں سے مشاہدہ کر سکتا ہے۔ یا دیگر حواس کے ذریعے ان کا وجود محسوس کر سکتا ہے۔ وہ سب العالمین کے جامع لفظ میں داخل ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا نظام ربوبیت مخلوق کی ہر نوع کو شامل ہے اور کائنات عالم کا ایک ذرہ بھی اس کی ربوبیت سے مستغنی نہیں جس طرح ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اسی طرح ہر چیز کا مربی اور محافظ بھی وہی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا نظامِ ربوبیت

تمام انسانوں کا پیدا کرنے والا اللہ ہے۔ نطفہ سے لے کر طفل تک اور طفل سے لے کر بڑھاپے تک تمام منازل سے انسان کو وہی گزارتا ہے اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ نہایت اختصار سے اس حقیقت کو بیان فرمایا اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّشَیْبَةً یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَهُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ (روم ع ۶) اللہ وہ ہے جس نے پیدا کیا تم کو ناتوانی کی حالت میں پھر ناتوانی کی حالت کے بعد توانائی عطا کی پھر توانائی کے بعد ضعف اور بڑھاپا کیا۔ وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ جاننے والا قوت رکھنے والا ہے) زمین و آسمان کا خالق اور کائنات کے ذرے ذرے کا پیدا کرنے والا وہی ہے۔ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ (تغابن ع ۱) (اسی نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک طور پر پیدا کیا اور تمہارا نقشہ بنایا اور عمدہ نقشہ بنایا) اور ایک جگہ فرمایا خَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِیْرًا (فرقان ع ۱) (اس نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر سب کو الگ الگ اندازہ پر رکھا۔ اور ایک جگہ ارشاد ہے۔ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ وَّكِیْلٌ ۝ (زمر ع ۶) (اللہ تبارک وتعالیٰ ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی ہر چیز کا نگہبان ہے) ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ عالم کے ذرے ذرے کا خالق اللہ ہی ہے اور اللہ کے سوا کوئی اور خالق نہیں اسی طرح اللہ کی ربوبیت بھی عام ہے اور ساری کائنات اسکے نظام ربوبیت کے تحت داخل ہے چنانچہ اللہ نے اپنی ربوبیت عامہ کا اس طرح اعلان فرمایا:۔ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا (شعراء ع ۲) (وہ پروردگار ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو مخلوقات ان کے درمیان ہے اس کا اور ایک جگہ فرمایا۔ قُلْ اَغَیْرَ اللّٰهِ اَبْغِیْ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَیْءٍ (انعام ع ۲۰) (کہدیجئے کیا میں اللہ کے سوا کسی اور کو رب بنانے کیلیے تلاش کروں حالانکہ وہ ہر چیز کا رب ہے۔ انسان اور دیگر حیوانات کیلیے اللہ کس طرح روزی بہم پہنچاتا ہے۔ اس کا ذکر اس طرح فرمایا فَلْیَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖۤ اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا فَاَنْۢبَتْنَا فِیْهَا حَبًّا وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا وَّزَیْتُوْنًا وَّنَخْلًا وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ (عبس ع ۱) سو انسان کو چاہیے کہ اپنے کھانے کی طرف دیکھے کہ ہم نے عجیب طور پر پانی

اور زیتون اور کھجور اور گنجان باغ اور میوے اور چارہ پیدا کیا تمہارے اور تمہارے مواشی کے فائدہ کے لیے)

مندرجہ بالا آیات سے بخوبی واضح ہوگیا کہ اللہ تعالےٰ کا نظام ربوبیت ساری کائنات پر حاوی ہے۔ اور انسان سے لے کر تمام حیوانات۔ نباتات۔ جمادات۔ خدا کی ساری نوری ناری اور خاکی مخلوق۔ علویات اور سفلیات سب کا خالق و مربی و محافظ اور پروردگار وہی ہے۔

۵ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یہ دونوں صفت مشبہ کے صیغے ہیں اور دونوں میں مبالغہ کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ اور دونوں رحم سے مشتق ہیں مفسرین کرام نے دونوں لفظوں کے مفہوم میں مختلف طریقوں سے فرق بیان فرمایا ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ رحمان دنیا کے اعتبار سے ہے اور رحیم آخرت کے اعتبار سے یعنی دنیا میں اس کی رحمت مومنوں اور کافروں کے لیے عام ہے۔ دنیا میں دنیوی فوائد سے مومن اور کافر یکساں طور پر فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ یہ اس کی صفت رحمان کا اثر ہے اور آخرت میں اس کی رحمت مومنوں کے ساتھ مخصوص ہوگی اور کافر اس سے محروم رہیں گے۔ یہ اس کی صفت رحیم کا اثر ہوگا۔ جاء فی الدعاء یا رحمٰن الدنیا لانہ یعم المؤمن والکافر ورحیم الاٰخرۃ لانہ یخص المؤمن (مدارک ص۵ ج ۱) حضرت شیخ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے دونوں صفتوں میں ایک نہایت لطیف فرق بیان فرمایا کہ رحمان اس موصوف کو کہتے ہیں جو بالفعل رحمت کر رہا ہو اور جس کی رحمت کائنات کے ذرہ ذرہ کو شامل ہو۔ اور رحیم (صیغہ صفت مشبہ) اس ذات کو کہتے ہیں۔ رحم جس کی صفت لازمہ اور خصوصیت ذاتیہ ہو صفت عارضہ نہ ہو تو مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ جو بالفعل ہر آن میں اپنی ساری مخلوق پر رحم فرما رہا ہے۔ یہ رحم اس کی ذات پاک کو لازم ہے اور اس کی صفت ذاتیہ ہے۔ اسی نکتہ کی طرف اشارہ کرنے کیلئے رحمان کے بعد رحیم کو بھی ذکر کیا گیا۔

رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کے بعد الرحمٰن الرحیم کا ذکر کرکے اس طرف اشارہ فرمایا کہ نظام ربوبیت کے بعد تمام نظام عالم اللہ تعالےٰ کی صفت رحم کا ظہور ہے گویا یہ تمام کارگاہ عالم اور یہ ساری کائنات صرف اس لیے بنی ہے تاکہ اس سے ہمیں فائدہ پہنچے اور ہماری ضرورتیں پوری ہوں اس مضمون کو اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں کئی جگہ تفصیل سے بیان فرمایا ہے ایک جگہ ارشاد ہے۔ وَسَخَّرَ لَکُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مِّنْہُ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ (جاثیہ ع ۲) (اور تابع کیا اس نے تمہارے (فائدے) کے لیے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں سارا اپنے حکم سے یقیناً اس میں سوچنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں)

نہ صرف زمین و آسمان کے درمیانی خلاء میں بلکہ زمین کے پیٹ میں بھی اس نے اپنی رحمت و نعمت کے بے شمار خزانے اپنی مخلوق کے لیے مخفی کر رکھے ہیں۔ جو محض اس کی شفقت سے اور مہربانی سے زمین کی سطح پر نمودار ہوتے ہیں۔ اور اس کی ساری مخلوق ان سے فائدہ اٹھاتی ہے زمین کی سطح پھلوں پھولوں، غلہ، ترکاریوں اور میووں سے مالامال ہے اور پانی کے شفاف اور شیریں چشمے اس کے پیٹ سے ابل کر اس کی سطح پر بہ رہے ہیں۔ اور زمین کی گہرائیاں سونے چاندی اور دیگر قیمتی معدنیات سے پُر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَھُوَ الَّذِیْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِیْھَا رَوَاسِیَ وَاَنْھٰرًا وَمِنْ کُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِیْھَا زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّھَارَ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ ۝ وَفِی الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِیْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَیْرُ صِنْوَانٍ یُّسْقٰی بِمَآءٍ وَّاحِدٍ وَّنُفَضِّلُ بَعْضَھَا عَلٰی بَعْضٍ فِی الْاُکُلِ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ۝ (سورہ رعد ع ۱) (اور وہ ایسا ہے کہ اس نے زمین کو پھیلایا اور اس میں پہاڑ اور نہریں پیدا کیں اور اس میں ہر قسم کے پھلوں سے دو دو قسم کے پیدا کیے۔ شب کو دن سے چھپا دیتا ہے۔ بیشک ان (مذکورہ بالا امور) میں سوچنے والوں کے لیے (توحید کے) دلائل موجود ہیں اور زمین میں پاس پاس مختلف خطے اور انگوروں کے باغ ہیں اور کھیتیاں ہیں اور کھجوریں ہیں جن میں سے بعضی تو اوپر جا کر دو تنے ہو جاتی ہیں۔ اور بعضی میں دو تنے نہیں ہوتے۔ سب کو ایک ہی طرح کا پانی دیا جاتا ہے۔ اور ہم ایک کو دوسرے پر پھلوں میں فوقیت دیتے ہیں ان امور میں بھی سمجھداروں کے لیے (توحید کے) دلائل ہیں)

خشکی کے علاوہ تری میں بھی اس کی رحمت عامہ کے آثار نمایاں اور ہویدا ہیں مثال کے طور پر سمندروں کی سطح جہازوں اور کشتیوں کے ذریعے نقل و حرکت اور آمد و رفت کے لیے ایک اعلیٰ شاہراہ کا کام دیتی ہے۔ اور اس کی گہرائی موتیوں اور دیگر مفید اور قیمتی اشیاء سے مالامال ہے۔ نیز دریاؤں اور سمندروں سے مچھلی کا تازہ بتازہ گوشت حاصل ہوتا ہے۔ جو انسان کے لیے بہترین غذا ہے۔ وَھُوَ الَّذِیْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْکُلُوْا مِنْہُ لَحْمًا طَرِیًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْہُ حِلْیَۃً تَلْبَسُوْنَھَا وَتَرَی الْفُلْکَ مَوَاخِرَ فِیْہِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِہٖ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ (نحل ع ۲) (اور وہ ایسا ہے کہ اس نے دریا کو بھی مسخر بنایا کہ اس میں سے بھی تازہ تازہ گوشت کھاؤ اور اس میں سے (موتیوں کا) گہنا نکالو جسے تم پہنتے ہو اور تو کشتیوں کو دیکھتا ہے کہ اس میں پانی کو چیرتی ہوئی چلی جا رہی ہیں۔ اور تاکہ تم خدا کی (پیدا کی ہوئی) روزی تلاش کرو اور شکر کرو) ان آیتوں کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ کس طرح اللہ تعالےٰ نے اس جہان کا ذرہ ذرہ پیدا کرکے پورے نظام عالم کو اپنے نظام ربوبیت کے تحت رکھا ہوا ہے اور اس کا نظام ربوبیت اس کے رحم و کرم اور اس کی رحمت و شفقت کے تحت چل رہا ہے۔ پورے نظام عالم کا ایک ذرہ بھی ایک لمحہ کے لیے بھی اس کی رحمت سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالےٰ نے جس طرح یہ خشکی اور تری کی ساری نعمتیں عالم جسمانی کی تربیت اور پرورش کے لیے پیدا فرمائی ہیں۔ اسی طرح اس کی رحمت بے پایاں نے عالم روحانی کی ترقی اور نشو و نما کے لیے بھی انتظام فرمایا اور دنیا میں انبیاء علیہم السلام اور آسمانی کتابوں کے ذریعے عالم روحانی کی غذا کا بندوبست کیا۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے اپنے آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور اپنے آخری پیغام قرآن مجید کی تعلیم کو خصوصیت سے اپنی رحمت کے ساتھ متعلق فرمایا چنانچہ ارشاد ہے وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ (انبیاء ع ۷) رحمۃً — اَرْسَلْنٰکَ کا مفعول لہٗ ہے یعنی ہم نے آپ کو اس لیے بھیجا ہے تاکہ سارے عالم پر رحم کریں۔ یا رَحْمَۃً مصدر بمعنی صیغہ صفت اَرْسَلْنَا کے فاعل یا کَ ضمیر مفعول یا دونوں سے حال ہے۔ مطلب ظاہر ہے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَہُ الْبَیَانَ (الرحمٰن ع ۱) (رحمان نے قرآن کی تعلیم دی۔ اس نے انسان کو پیدا کیا (پھر) اس کو بولنا سکھایا۔ اس کی ربوبیت اور رحمت کس قدر عام اور حاوی ہے۔ کہ ایک طرف روح اور جسد کا تعلق باقی رکھنے کے لیئے بے شمار مادی غذائیں مہیا کیں۔ اور دوسری طرف روح کی نشو و نما کے لیئے اعلیٰ درجہ کی روحانی غذائیں مہیا فرمائیں۔ فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ ۝

۶ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ لفظ دین قرآن مجید میں کئی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ بعض مقامات میں پوری شریعت کو دین کہا گیا ہے۔ مثلاً ارشاد ہے وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ (اٰل عمران ع ۹) یعنی جس نے اسلام کے سوا کسی اور دین کو پسند کر لیا وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ اکثر جگہوں میں الدین اللہ کی توحید، اس کی خالص عبادت اور پکار کے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ سورہ یوسف رکوع ۵ میں ہے حضرت یوسف علیہ السلام نے قیدیوں کو وعظ کرتے ہوئے فرمایا اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ (نہیں حکم مگر اللہ کے لیے اس نے حکم دیا ہے کہ مت عبادت کرو اس کے سوا کسی کی یہی ہے دین محکم) سورہ زمر رکوع ۱ میں فرمایا اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ۔ خبردار اللہ ہی کے لیے ہے خالص عبادت اور پکار۔ اور سورہ حم مومن رکوع ۲ میں فرمایا فَادْعُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ ۝ (سو اللہ کو پکارو خالص کرکے اس کے لیے عبادت کو گو کافروں کے لیے ناگوار ہی کیوں نہ ہو۔ مگر جہاں لفظ الدین یوم کا مضاف ہو وہاں اس کے معنی جزاء کے ہوتے ہیں جیسا کہ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ

میں ہے۔ یعنی روزِ جزا کا مالک اور اس دن میں تمام تصرفات اور اختیارات کا واحد مختار اور اعمال کی جزا و سزا مقرر کرنے والا اور اعمال پر نیک و بد نتائج مرتب کرنے والا اور اختیار رکھنے والا یہ مذکورہ دعویٰ یعنی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کی تیسری دلیل ہے۔

روزِ جزا کی اہمیت

اللہ تعالےٰ نے ساری کائنات کو پیدا کیا اور نظام ربوبیت کے تحت ہر چیز کو انسان کی خدمت پر لگا دیا جدھر دیکھو خشکی اور تری پر اس کی رحمت اور نعمت کی چادریں پھیلی ہوئی نظر آتی ہیں۔ مادی ترقی کے ساتھ ساتھ اس نے روح کی نشوونما کا انتظام بھی فرمایا اور راہ ہدایت اور صراط مستقیم بتانے کے لیے کتابیں اور رسول بھیجے اور آخر میں اپنے آخری پیغمبر حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اپنی آخری کتاب قرآن مجید نازل فرما کر نعمت اسلام کی تکمیل فرما دی۔ اس سارے نظام ربوبیت کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ایک ایسا دن ضرور ہونا چاہیئے جس میں اس امر کا فیصلہ ہو سکے کہ کس نے اللہ کی ان تمام نعمتوں کا شکر ادا کیا اور کس نے ناشکری کی۔ کس نے اللہ کی بھیجی ہوئی ہدایت پر عمل کیا۔ اور اس کے احکام کی تعمیل کی اور کس نے اس کی ہدایت کو اور اس کے احکام کو ٹھکرایا۔ ایسا دن تو دنیا میں ہو نہیں سکتا کیونکہ یہ دار العمل ہے اس لیے لامحالہ ایسا دن دنیا کے اختتام پر ہی ہو سکتا ہے اسی دن کا نام یوم الدین ہے اور اسی کو یوم آخر یا روزِ جزا وغیرہ کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ دن دنیا کے ختم ہونے پر آئے گا۔ اور اس میں نیک و بد اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ اس دن میں ہر قسم کے تمام اختیارات صرف اللہ کے قبضہ میں ہوں گے۔ وہاں مجازی طور پر بھی کسی کو کوئی اختیار یا اقتدار حاصل نہیں ہوگا۔

اہل کتاب کا تصور آخرت

اہل کتاب کے علماء سوء، ان کے احبار و رہبان اور ان کے پیروں اور پادریوں کو چونکہ حق چھپانے، غلط بیانی کرنے اور تورات اور انجیل کی آیتوں میں لفظی اور معنوی تحریفیں اور تبدیلیاں کرنے کی عادت پڑ چکی تھی اس لیے انہوں نے اپنے عوام میں بہت سے غلط عقائد پھیلا رکھے تھے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے جا بجا ان کے کرتوتوں کو ظاہر فرمایا ہے۔ تاکہ امت محمدیہ اس سے عبرت حاصل کرے چنانچہ ارشاد ہے ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ (بقرہ ع ۹) پھر وہ اسے سمجھ لینے کے بعد بدل ڈالتے ہیں حالانکہ وہ جانتے ہیں۔ ایک جگہ فرمایا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ پھیر دیتے ہیں وہ کلام کو اس کے مواقع سے۔ اہل کتاب کے علماء اور گدی نشینوں کو حق پوشی سے منع فرماتے ہوئے فرمایا يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (آل عمران ع ۷) کیوں مخلوط کرتے ہو حق کو باطل کے ساتھ اور کیوں چھپاتے ہو حق کو حالانکہ تم جانتے ہو۔ یہود اور نصاریٰ کے احبار اور رہبان سوء، غیر اللہ کی نذر و نیاز اور کئی دوسرے ذرائع سے حرام مال بھی کھاتے تھے سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ (مائدہ ع ۶) یہ لوگ غلط باتیں سننے کے عادی ہیں۔ بڑے حرام خور ہیں۔

اہل کتاب کے پادریوں اور صوفیوں نے آخرت کے بارے میں ایک نہایت ہی غلط تصور عوام کے ذہن نشین کر رکھا تھا۔ اپنے متعلق تو انہوں نے عوامی ذہن میں یہ بات بٹھا رکھی تھی کہ ہم اللہ کے محبوب اور چہیتے ہیں اور اللہ کے بیٹے ہیں یعنی جس طرح باپ کی صفات بیٹوں میں ہوتی ہیں۔ اسی طرح اللہ کی صفات ہم میں موجود ہیں لہٰذا آخرت میں ہمیں تو کسی قسم کا عذاب ہوگا ہی نہیں وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ (مائدہ ع ۳) یہود اور نصاریٰ نے کہا ہم تو اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں۔ اور عوام کو انہوں نے یہ یقین دلا رکھا تھا کہ جنت ان کے لیے ریزرو ہے ان کے سوا اور کوئی جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ قَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى (بقرہ ع ۱۴) انہوں نے کہا کہ جنت میں ہرگز داخل نہیں ہوگا مگر وہی جو یہودی ہوگا یا نصرانی۔ اور عوام کو انہوں نے یہ بھی باور کرا رکھا تھا کہ اگر ہم کو عذاب ہوا بھی تو صرف چند دنوں کے لیے ہوگا اور ہمیشہ کے لیے ہم عذاب میں نہیں رہیں گے قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً (بقرہ ع ۹) انہوں نے کہا کہ ہمیں تو صرف چند دن عذاب آئے گا۔ اہل کتاب کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ حضرت عزیر اور حضرت عیسےٰ علیہما السلام اور ان کے پیر اور پادری حاجت روا، مشکل کشا اور شفیع غالب ہیں اور قیامت کے دن ان کو عذاب سے بچا لیں گے۔ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ (توبہ رکوع ۵) انہوں نے اپنے پادریوں اور پیروں کو اور مسیح بن مریم کو خدا کے سوا رب بنا لیا تھا۔ سورۂ فاتحہ میں جس طرح دوسرے باطل عقیدوں کی تردید کی گئی ہے اسی طرح مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ سے اہل کتاب کے غلط تصور آخرت کی تردید فرمائی کہ قیامت کے دن کا مالک تو صرف اللہ تعالےٰ ہے اور اسی کے ہاتھ میں سب کا حساب و کتاب اور عذاب و ثواب ہے۔ اور جن کو تم اللہ کے سوا معبود سمجھ رہے ہو اور ان کو مالک و مختار اور شفیع غالب مان رہے ہو اور جن کے بارے میں تمہارا عقیدہ ہے کہ قیامت کے دن وہ خدا کے عذاب سے چھڑا لیں گے قیامت کے دن ان کا کوئی زور نہیں چلے گا اور نہ ہی ان کو کسی قسم کے تصرف کا اختیار ہوگا۔ اور نہ ہی وہ کوئی بات منوا سکیں گے۔ کیونکہ تصرف صرف وہی کر سکتا ہے جو مالک و مختار ہو۔ اور قیامت کے دن کا مالک صرف اللہ ہی ہے اور سب کے نیک و بد اعمال کو جاننے والا بھی وہی ہے۔ اس لیے وہی لوگوں کے اعمال کی جزا و سزا کا مالک ہے وہ جس طرح چاہے اور جو چاہے کر سکتا ہے۔ اس کے سوا کسی میں قدرت نہیں کہ اعمال کا حساب لے اور ہر ایک کے حسب حال اور حسب نیت نیک و بد اعمال کی جزا اور سزا دے۔

یہود و نصاریٰ کے اس غلط تصور آخرت کا قرآن مجید میں تفصیلاً بھی رد کیا گیا ہے چنانچہ اہل کتاب کے اس باطل عقیدے کے رد میں کہ ہم اللہ کے پیارے ہیں اور ہمیں عذاب نہیں ہوگا اللہ تبارک و تعالےٰ نے فرمایا۔ لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا (نساء رکوع ۱۸) یعنی نجات نہ تو تمہاری خواہشات پر موقوف ہے اور نہ اہل کتاب کی آرزوؤں پر (بلکہ مالک الملک کا قانون یہ ہے کہ) جو کوئی بھی برائی کرے گا اسے ضرور اس کا بدلہ ملے گا اور پھر وہاں اللہ کے سوا کوئی کارساز اور مددگار نہیں پائے گا۔ اور ایک جگہ فرمایا بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓئَتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۔ جس نے برائی کمائی اور اسے اس کے گناہوں نے گھیر لیا یہ لوگ جہنمی ہیں اور وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کیے یہ لوگ جنتی ہیں اور جنت میں ہمیشہ رہیں گے اس آیت میں لفظ کسب سے اس طرف اشارہ ہے کہ نجات اور عذاب اور ثواب و عقاب کا تعلق عمل سے ہے۔ یہ نہیں ہوگا کہ اعمال تو برے ہوں اور شرک سے ملوث ہوں۔ لیکن کسی پیغمبر، ولی یا بزرگ کی مدد اور سفارش سے نجات مل جائے بلکہ وہاں تو اس اصول پر عمل ہوگا۔ جیسا کرو گے ویسا پاؤ گے مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ میں لفظ مٰلِكِ سے اس طرف اشارہ ہے کہ اگرچہ اللہ تعالےٰ کا فعل اور اعمال کی جزا و سزا عدل و انصاف کے عین مطابق ہے۔ لیکن اللہ تعالےٰ پھر بھی مجبور نہیں بلکہ وہ مالک ہے اور اپنے ملک میں جس طرح چاہے تصرف کرے اس کے سامنے کسی کو چوں چرا کرنے کی جرأت نہیں۔

دنیا و آخرت کا مالک و مختار

دنیا اور آخرت میں مالک و مختار صرف اللہ تعالےٰ ہی ہے۔ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ (انبیاء ع ۲)۔ جو کچھ وہ کرتا ہے اس سے کوئی

باز پرس نہیں کر سکتا اور اوروں سے باز پرس کی جا سکتی ہے۔ دنیا میں اگرچہ اللہ کے سوا کئی مالک و مختار ہونے کے مدعی بن گئے اور مشرکین نے بھی اپنے معبودوں کو مالک و مختار سمجھے رکھا۔ مگر آخرت میں مشرکین کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ غلطی پر تھے۔ حقیقت میں اللہ کے سوا کوئی مالک و مختار نہیں تھا فرعون اور نمرود جیسے سرکش حکمرانوں کو بھی قیامت کے دن معلوم ہو جائے گا کہ ان کے سب دعوے غلط تھے اور آج وہ بالکل بے بس اور بے یار و مددگار ہیں۔ ان کے اختیار میں کچھ نہیں اور تمام معاملات صرف اللہ کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلَّهِ (الانفطار ع ۱) اس دن کوئی جان کسی جان کیلئے کوئی اختیار نہیں رکھے گی اور حکم صرف اللہ ہی کا ہوگا۔ اسی طرح قرآن مجید میں اور بھی بہت سی آیتیں ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ دنیا اور آخرت میں مالک و مختار صرف اللہ ہی ہے۔

ے إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ سورۂ فاتحہ میں یہ آیت مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ میں إِيَّاكَ مفعول کو نَعْبُدُ فعل پر مقدم کیا گیا ہے۔ تاکہ حصر کا فائدہ دے اور مطلب یہ ہو کہ عبادت صرف اللہ کے لیے ہونی چاہیے۔ اور اس کے سوا کسی پیغمبر، فرشتہ یا ولی کی عبادت اور پکار نہیں ہونی چاہیے کیوں کہ وہ سارے خود اللہ کے حکم سے اسی کی عبادت کرتے ہیں۔ اسی طرح إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ میں فائدہ حصر کے لیے مفعول بہ کو فعل پر مقدم کیا ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ مدد صرف اللہ ہی سے مانگنی چاہیے۔ اور اس کے سوا کسی پیر یا پیغمبر سے اور کسی فرشتہ یا ولی سے مافوق الاسباب امور میں مدد نہیں مانگنی چاہیے۔ امام ابن کثیر بعض بزرگوں سے نقل فرماتے ہیں کہ سارے قرآن کا مرکزی حصہ سورہ فاتحہ ہے اور سورہ فاتحہ کا مرکزی حصہ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ہے وہ لکھتے ہیں۔ الفاتحة سر القرآن وسرها هذه الكلمة (اياك نعبد واياك نستعين) (ابن کثیر ص۲۵ ج ۱)

عبادت کا مفہوم عبادت کے مفہوم میں دو چیزیں داخل ہیں ایک غایت تذلل یعنی انتہائی عاجزی اور ذلت دوم غایت تعظیم لیکن اس اعتقاد اور شعور کے ساتھ کہ معبود کو غائبانہ تصرف اور قدرت حاصل ہے۔ جس سے وہ نفع نقصان پر قادر ہے۔ کیونکہ معبود صرف وہی ہو سکتا ہے جس میں دو صفتیں موجود ہوں (۱) یہ کہ وہ عالم الغیب ہو کائنات کا ذرہ ذرہ اس پر منکشف ہو اور زمین و آسمان کی ساری مخلوق کے ظاہر و باطن، سر و علانیہ کو وہ اچھی طرح جانتا ہو (۲) یہ کہ وہ مالک و مختار، متصرف فی الامور اور اقتدار اعلیٰ کا مالک ہو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جہاں کہیں اپنے لئے استحقاق عبادت و پکار کا ذکر فرمایا ہے وہاں اپنی انہی دونوں صفتوں کو اس کی علت قرار دیا ہے اور جہاں کہیں غیر اللہ سے عبادت و پکار کی نفی کی ہے وہاں غیر سے دونوں صفتوں کی نفی فرمائی ہے کہیں دونوں صفتوں کی نفی ہے اور کہیں صرف ایک کی۔ چنانچہ ایک جگہ ارشاد ہے۔

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ سُبْحَانَ اللَّهِ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ○ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ وَهُوَ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْأُولَىٰ وَالْآخِرَةِ وَلَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ (قصص ع ۷)

اور تیرا رب جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ اور پسند کرتا ہے ان لوگوں کو کوئی اختیار حاصل نہیں۔ اللہ ان کے شرک سے پاک ہے اور برتر ہے اور تیرا رب جانتا ہے جو ان کے دلوں میں پوشیدہ ہے اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں۔ اور وہی اللہ ہے اس کے سوا کوئی معبود بننے کے لائق نہیں۔ دنیا و آخرت میں تمام صفات کارسازی کا مستحق وہی ہے۔ اور اسی کی حکومت ہوگی اور اسی کے پاس لوٹ کر جاؤ گے۔

دوسری جگہ فرمایا لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرَىٰ وَإِن تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَإِنَّهُ يَعْلَمُ السِّرَّ وَأَخْفَى اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ (طٰہٰ ع ۱) — اسی کی ملک میں ہیں جو چیزیں آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں زمین میں ہیں اور جو چیزیں ان دونوں کے درمیان میں ہیں۔ اور جو چیزیں تحت الثریٰ میں ہیں اور اگر تم پکار کر بات کہو تو وہ تو چپکے سے کہی ہوئی بات کو اور اس سے زیادہ چھپی ہوئی بات کو بھی جانتا ہے۔ اللہ ایسا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اس کے اچھے اچھے نام ہیں اور ایک جگہ ارشاد ہے۔ وَلِلَّهِ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَإِلَيْهِ يُرْجَعُ الْأَمْرُ كُلُّهُ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ (ھود ع ۱۰) اور آسمانوں اور زمین میں جتنی بھی غیب کی باتیں ہیں۔ ان سب کا علم صرف اللہ ہی کو ہے اور سب امور اسی کی طرف رجوع کرتے ہیں پس تم اسی کی عبادت کرو اور اسی پر بھروسہ کرو اور تمہارا رب ان باتوں سے بے خبر نہیں جو تم کرتے ہو۔ ان کے علاوہ آیۃ الکرسی اور دوسری کئی آیتوں میں بھی یہ مضمون وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔

ان تمام آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے پہلے اپنی ان دونوں صفتوں کا ذکر فرمایا کہ وہ متصرف و مختار ہے۔ زمین و آسمان میں جو کچھ ہے سب اسی کے قبضہ میں ہے۔ زمین و آسمان کی ساری مخلوق کے تمام معاملات اور سارے کارخانۂ عالم کی تدبیر اور پورا نظام عالم اسی کے زیر اقتدار ہے۔ اور زمین و آسمان کے تمام غیوب کو جاننے والا بھی وہی ہے اور تینوں جگہوں میں دونوں صفتیں بیان کرنے کے بعد یہ اعلان فرمایا کہ جب عالم الغیب اور متصرف و مختار اللہ ہے تو معبود بننے اور پکارے جانے کے لائق بھی صرف اللہ ہی ہے، تمام صفات کارسازی بھی اسی کے ساتھ مخصوص ہیں۔ لہٰذا تم اسی کی عبادت کرو۔ اسی کو پکارو۔ اسی کے آگے جھکو اور اسی سے مانگو جو کچھ بھی مانگو۔ ایک مقام پر تو اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو خطاب کر کے صاف صاف ان کے رویہ پر انکار فرمایا کہ تم ایسے بے بس اور بے چارے معبودوں کو پکارتے ہو جو تمہارے نفع اور نقصان کا بھی اختیار نہیں رکھتے اور نہ تمہارے حالات کو جانتے اور نہ تمہاری پکار کو سنتے ہیں۔ اور اس خداوند قادر و علام کو چھوڑتے ہو جو سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔ اور تمہارے نفع اور نقصان کا بھی پورا پورا اختیار رکھتا ہے۔ قُلْ أَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا وَاللَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (مائدہ ع ۱۰) کہہ دیجئے کیا تم خدا کے سوا ایسوں کی عبادت کرتے ہو ایسوں کو پکارتے ہو) جو نہ تمہیں نقصان پہنچانے کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ نفع پہنچانے کا حالانکہ اللہ تعالیٰ ہی سب کچھ جاننے سننے والا ہے۔

اس بیان سے یہ بات واضح ہو گئی کہ ہر قول اور فعل، دعا اور پکار، ثنا اور تعظیم، رکوع اور سجود، قیام اور قعود وغیرہ۔ جو اس اعتقاد اور شعور کے ساتھ ہو کہ معبود کو مافوق الاسباب ہمارے تمام معاملات پر غیبی قبضہ اور تسلط حاصل ہے۔ اور وہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے وہ عبادت ہے۔ چنانچہ علامہ ابن القیم نے عبادت کی تعریف کو ایک جامع تعبیر سے حسب ذیل عبارت میں بیان فرمایا ہے العبادة عبارة عن الاعتقاد والشعور بان للمعبود سلطة غيبية يقدر بها على النفع والضر فكل ثناء ودعاء وتعظيم يصاحبه هذا الاعتقاد والشعور فهي عبادة (مدارج السالکین ص۳۰ ج ۱) یعنی عبادت اس اعتقاد اور شعور کا نام ہے کہ معبود کو ایک غیبی تسلط حاصل ہے۔ جس کی وجہ سے وہ نفع و نقصان پر قادر ہے۔ اس لئے ہر تعریف ہر پکار اور ہر تعظیم جو اس مذکورہ اعتقاد و شعور کے ساتھ ہو وہ عبادت ہے

ایک شبہ کا جواب تقریر بالا سے اس شبہ کا جواب بھی ہو گیا کہ تعظیم و تکریم اور عزت و احترام تو اللہ کے سوا اوروں کا بھی کیا جاتا ہے۔ خدا کے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم تو ساری امت پر فرض ہے استاد اور پیر و مرشد کا ادب و احترام بھی لازم ہے۔ اور والدین کی تعظیم و تکریم بھی ضروری اور لابدی امر ہے۔ لہٰذا اگر تعظیم و تکریم اور عجز کا نام عبادت

ہے تو پھر یہ بھی عبادت ہوگی۔ حالانکہ عبادت صرف اللہ کا حق ہے۔ غیر اللہ کی عبادت جائز نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ تعظیم صرف وہی عبادت ہے جس میں معبود کو مافوق الاسباب غیبی طور پر متصرف اور مختار اور عالم الغیب سمجھا جائے اور اگر معظم و محترم ہستی کو صفات بالا سے متصف نہ مانا جائے تو یہ تعظیم عبادت میں داخل نہیں۔ اس لیے ایسی تعظیم غیر اللہ کی بھی جائز ہے اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ تعظیم کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو ذات باری تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے دوم وہ جو غیر خدا کے لئے بھی جائز ہے۔

تعظیم کی پہلی قسم

پہلے آیات قرآنیہ سے بوضاحت مذکور ہو چکا ہے کہ معبودیت کے لئے دو شرطیں ہیں ایک متصرف و مختار اور قدرت کاملہ کا مالک ہونا دوم زمین و آسمان کی تمام ظاہر اور چھپی ہوئی چیزوں کا عالم ہونا۔ علامہ ابن القیم کی جو عبارت پہلے نقل کی جا چکی ہے۔ اس کا حاصل بھی یہی ہے۔ کہ معبود وہی ہو سکتا ہے جسے علم او تصرف کے اعتبار سے تمام مخلوق پر غیبی تسلّط حاصل ہو۔ جس کی وجہ سے وہ نفع اور نقصان پہنچانے پر قادر ہو۔ لہذا تعظیم کا ہر وہ طریقہ خواہ وہ حمد و ثنا ہو یا دعاء و پکار، رکوع و سجود ہو یا کچھ اور جو اس اعتقاد اور شعور کے ساتھ بجالایا جائے کہ معظم و محترم ہستی مافوق الاسباب اختیار و تصرف کی مالک اور عالم الغیب ہے تو ایسی تعظیم عبادت ہوگی اور ذات باری تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہوگی لہذا جب یہ عقیدہ ہو کہ فلاں کو مجھ پر ظاہری اسباب کے سوا مافوق الاسباب غیبی تسلّط حاصل ہے۔ اور وہ غائبانہ مجھے نفع و نقصان پہنچا سکتا ہے اس اعتقاد کے تحت کوئی بھی تعظیم ہاتھ پاؤں سے سرزد ہو یا زبان سے ثنا یا پکار ہو تو وہ اس کی عبادت ہوگی اگر یہ اعتقاد اللہ تعالیٰ کے متعلق ہو تو اس کے تحت کئے گئے تمام افعال تعظیم اللہ تعالیٰ کی عبادت میں داخل ہوں گے اور اگر معاذ اللہ مذکورہ بالا اعتقاد غیر خدا کے لیے ہو مثلاً فرشتہ، جن، پیغمبر، ولی زندہ یا فوت شدہ تو اس اعتقاد کے تحت سجدہ، رکوع، پکار، نذر و نیاز، جھکنا، دو زانو بیٹھنا، قبر پر چادر یا پھول چڑھانا وغیرہ تعظیمی افعال ان کی عبادت ہوگی اور شرک ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں کہیں خالص عبادت کا حکم دیا ہے اور شرک سے منع فرمایا ہے وہاں یہی مراد ہے کہ مذکورہ بالا اعتقاد و شعور کے ساتھ تمام تعظیمی افعال و اقوال (سجدہ، رکوع، دعا، پکار، نذر، نیاز وغیرہ) صرف اللہ تعالیٰ کے لیے بجالائے جائیں سورہ زمر رکوع ۱ میں ارشاد ہے۔ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ سو آپ خالص اعتقاد کر کے اللہ کی عبادت کرتے رہیے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ غیبی تسلّط اور مافوق الاسباب اقتدار اعلیٰ کے اعتقاد کے ساتھ ہر قسم کی تعظیم صرف اللہ ہی کی بجالاؤ نہ کہ کسی پیغمبر یا ولی یا فرشتہ کی اور سورہ زمر کے دوسرے رکوع میں فرمایا۔ قُلْ اِنِّیْۤ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ اور ایک آیت کے بعد فرمایا قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِیْنِیْ فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ۔ مطلب یہ ہے کہ اے پیغمبر (صلے اللہ علیہ وسلم) آپ فرما دیں کہ مجھے تو یہ حکم ملا ہے کہ میں غائبانہ تسلط اور مافوق الاسباب تصرف و قدرت کے تحت تمام تعظیمی افعال و اعمال صرف اللہ ہی کے لیے بجالاؤں اور اے مشرکین تم مذکورہ اعتقاد کے ساتھ یہ تعظیمی افعال اللہ کے سوا جس کیلئے چاہو بجالاؤ۔ ابراہیم و اسماعیل اور ہاہیل (ہبل) علیہم السلام کے لئے یا لات اور دوسرے بزرگوں کے لیے لیکن میں تو ایسا ہرگز نہیں کروں گا۔ جو لوگ مذکورہ بالا تعظیم صرف اللہ کے لیے بجالائیں گے اور غیر اللہ کی ایسی تعظیم سے اجتناب کریں گے جنت اور نعیم آخرت کی خوشخبری بھی ایسے ہی لوگوں کے لئے ہے۔ وَالَّذِیْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ یَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْۤا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰی (زمر ع ۲)۔ یعنی جو لوگ طاغوت کی عبادت اور غیبی تسلّط کے اعتقاد کے تحت اس کے لئے تعظیمی افعال و اعمال بجالانے سے اجتناب کریں اور یہ سب کچھ صرف اللہ ہی کے لیے بجالائیں تو خوشخبری ایسے ہی لوگوں کے لئے۔ حاصل یہ ہے کہ غیبی تسلّط اور مافوق الاسباب تصرف و قدرت کے اعتقاد کے تحت جو افعال تعظیمی بجالائے جائیں وہ عبادت میں داخل ہیں اور ایسی تعظیم اللہ کے ساتھ خاص ہے اور اللہ کے سوا کسی پیغمبر، ولی، پیر و مرشد، استاد اور ماں باپ اور حاکم وقت وغیرہ کے لئے جائز نہیں۔

تعظیم کی دوسری قسم

تعظیم کی دوسری قسم یہ ہے کہ غیبی تسلّط اور مافوق الاسباب قدرت و تصرف کا اعتقاد رکھے بغیر پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم، اپنے استاذ، پیر و مرشد اور دوسروں کی تعظیم و تکریم بجالانا، ان کی اطاعت کرنا، ان کے سامنے دو زانو بیٹھنا۔ ان کے ہاتھوں کو بوسہ دینا، ان کی خدمت میں تحفے تحائف اور ہدیے پیش کرنا وغیرہ وغیرہ یہ تعظیم چونکہ عبادت میں داخل نہیں اس لئے یہ اللہ کے سوا قابل احترام ہستیوں کے لئے جائز ہے کیونکہ اس میں وہ اعتقاد نہیں پایا گیا جو عبادت کی روح ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ عبادت اور غیر عبادت میں فارق اور مابہ الامتیاز نیت اور اعتقاد ہے لیکن یہ بات یاد رہے کہ تعظیم کی بعض صورتیں ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں وہ کسی بھی نیت سے غیر اللہ کے لئے جائز نہیں ہیں مثلاً سجدہ کرنا۔ خدا کے گھر کا طواف کرنا حلف اٹھانا (قسم کھانا) اور نذر و منت دینا وغیرہ یہ امور ایسے ہیں کہ ہر حال میں اللہ ہی کے لئے کرنے جائز ہیں۔ غیر خدا کے لئے بالکل ناجائز ہیں۔ اگر یہ امور غیر خدا کے لئے مذکورہ بالا اعتقاد (غیبی تسلّط اور مافوق الاسباب قدرت) کے ساتھ کئے جائیں تو صریح شرک ہیں اور اگر اس اعتقاد کے بغیر کئے جائیں تو شرک نہیں ہوں گے لیکن اس صورت میں حرام ہوں گے۔ حاصل کلام یہ کہ تعظیم کے وہ افعال و اقوال جو خدا کے ساتھ مخصوص نہ ہوں اور ان کو مذکورہ بالا اعتقاد کے بغیر غیر خدا کے لیے بجالایا جائے تو وہ عبادت میں شمار نہیں ہونگے اس لئے ایسی تعظیم غیر خدا کے لئے جائز ہے۔

استعانت

وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ۔ یہاں بھی مفعول کو فعل پر اس لئے مقدم کیا تاکہ حصر کا فائدہ حاصل ہو مطلب یہ کہ جس طرح عبادت صرف اللہ ہی کی ہونی چاہیئے اسی طرح استعانت (مدد طلب کرنا) بھی صرف اسی ہی سے ہونی چاہیئے۔ نہ کسی اور سے۔ استعانت یعنی حاجات و مشکلات میں پکارنا اور مدد مانگنا چونکہ عبادت کی سب سے بڑی اور اہم شاخ ہے اس لئے عبادت کے بعد خصوصیّت سے اس کا ذکر فرمایا۔ ہر آدمی جو کسی معبود کی عبادت کرتا ہے۔ دنیوی زندگی کے اعتبار سے اس کی عبادت کا مقصد اور لب لباب یہی ہوتا ہے۔ کہ اس کی تمام حاجتیں پوری ہو جائیں اور اس کی تمام مشکلیں آسان ہو جائیں۔ اسی لئے جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دعاء (پکار) عبادت کا مغز اور لب لباب ہے۔ اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ ——— اور ایک روایت میں ہے اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ (تفسیر ابن جریر ج ۲۴ ص ۴۶، ابوداؤد ج ۱ ص ۲۸، ترمذی ج ۱ ص ۱۷۳) یعنی پکار ہی اصل عبادت ہے قرآن مجید میں بھی لفظ عبادت بمعنی دعا اور پکار وارد ہوا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیْنَ (مومن ع ۷) اور تمہارے پروردگار نے فرما دیا ہے کہ مجھ کو پکارو میں تمہاری درخواست قبول کروں گا جو لوگ (صرف) میری عبادت سے سرتابی کرتے ہیں وہ عنقریب (مرتے ہی) ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔ اس آیت میں پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنی پکار کا حکم فرمایا ہے پھر پکار کو لفظ عبادت سے تعبیر فرمایا جیسا کہ خود نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ عبادتی سے مراد دعائی ہے یعنی اس آیت میں عبادت سے دعا اور پکار مراد ہے۔ (تفسیر ابن جریر ج ۲۴ ص ۴۷، وابن کثیر ج ۴ ص ۸۵) سورۂ زمر اور حوامیم کا مرکزی مقصد ہے۔ فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ (مومن ع ۷) اور سورۂ فاتحہ میں اسی دعویٰ کو اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ سے بیان کیا گیا ہے اس طرح سارے قرآن کا مرکزی مضمون حوامیم میں اور حوامیم کا خلاصہ سورۂ فاتحہ میں اور فاتحہ کا لب لباب اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ میں ہے۔

ایک شبہ ہم ہر وقت یہ مشاہدہ کرتے رہتے ہیں کہ ہر انسان دوسرے انسان سے مدد مانگتا ہے اور اسے اپنی مدد کے لیے پکارتا اور اس سے مدد کی درخواست کرتا ہے۔ یہ باہمی مدد و امداد کا سلسلہ اس قدر وسیع اور ضروری ہے کہ اس کے بغیر دنیا کا کاروبار ایک منٹ بھی نہیں چل سکتا اور اس باہمی امداد کا ثبوت خود قرآن مجید میں بھی موجود ہے حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے جب یہودیوں کی شرارت بھانپ لی اور سمجھ لیا کہ وہ کفر پر اڑ گئے ہیں تو اعلان کیا:۔

مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ (اٰلِ عمران ع ۵) اللہ کی طرف میرے مددگار کون ہیں تو حواریوں نے جواب دیا کہ ہم ہیں اللہ کے دین کے مددگار۔ اسی طرح حضرت ذوالقرنین نے بھی ایک قوم سے مدد کی درخواست کی تھی۔ سورۃ کہف رکوع ۱۱ میں ہے فَاَعِیْنُوْنِیْ بِقُوَّۃٍ۔ یعنی تم لوگ قوت بازو سے میری مدد کرو۔ علاوہ ازیں اللہ تعالےٰ نے تمام انسانوں کو امداد باہمی کا حکم دیا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔ وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی (مائدہ ع ۱) اور نیکی اور خدا خوفی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ غیر خدا سے مدد مانگنا جائز ہے آج کل کے اہل بدعت اس قسم کی چیزیں پیش کرکے عوام کو ورغلانے کی کوشش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو جی خدا نے ایک دوسرے سے مدد مانگنے کا حکم دیا ہے۔ اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے بھی اپنے متبعین سے مدد مانگی تھی۔ لہٰذا اولیاء اللہ سے بھی مدد مانگنا جائز ہے۔

اس کا جواب اہل بدعت کے قول سے معلوم ہوا العیاذ باللہ عوام الناس اولیاء اللہ اور انبیاء علیہم السلام کے حاجت روا اور مشکل کشا ہیں کیونکہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے مدد مانگی اور ذوالقرنین نے اپنی قوم سے۔ یہ اہل بدعت بھی عجب کشمکش اور مخمصے میں مبتلا ہیں ایک طرف تو دعوی کرتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام حاجت روا اور مشکلکشا ہیں اور دوسری طرف عوام الناس کو انبیاء اور اولیاء کا حاجت روا سمجھتے ہیں۔ معاذ اللہ ربی

یہ تو الزامی جواب تھا۔ اس کا تحقیقی جواب یہ ہے کہ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ میں جو استعانت اور استمداد اللہ کے ساتھ مختص کی گئی ہے وہ اور ہے اور جو استمداد و استعانت روزمرہ کی زندگی میں ہر آدمی دوسرے سے کرتا ہے یا جو انبیاء علیہم السلام نے اپنے متبعین سے کی وہ اور ہے۔ اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

استعانت کی دو قسمیں استعانت (مدد مانگنے) کی دو قسمیں ہیں، ایک استعانت ماتحت الاسباب یعنی ظاہری اسباب کے تحت کسی سے مدد مانگی جائے۔ یہ وہ امداد ہے جو تمام انسانوں کو روزمرہ کی زندگی میں ایک دوسرے سے حاصل ہوتی ہے۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے حواریوں سے جو مدد مانگی تھی وہ بھی ماتحت الاسباب تھی جب انہوں نے محسوس کیا کہ یہود ان کو قتل کرنا چاہتے ہیں تو حواریوں سے فرمایا کہ کیا تم میں کوئی ہے جو اللہ کے دین کے لیے میری امداد کرے۔ حواریوں نے جواب دیا کہ ہم ہیں اللہ کے دین کے مددگار۔ یہ سارا معاملہ ماتحت الاسباب تھا حواری حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے پاس تھے۔ غائب نہیں تھے۔ انہوں نے بالمشافہ حواریوں سے اسباب عادیہ کے تحت امداد طلب کی اسی طرح ذوالقرنین نے بھی یاجوج ماجوج کو روکنے کے لئے دیوار بناتے وقت لوگوں سے جو کہا تھا۔ اَعِیْنُوْنِیْ بِقُوَّۃٍ۔ کہ تم لوگ قوت بازو یعنی کام سے میری مدد کرو یہ مدد بھی ظاہری اسباب کے تحت تھی۔ نہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے حواریوں کو غائبانہ پکارا اور نہ ان سے مافوق الاسباب مدد مانگی اور نہ ہی ذوالقرنین نے اپنی قوم سے ایسا کیا۔ جس طرح ظاہری اسباب کے تحت مدد و امداد جائز ہے اسی طرح اسباب عادیہ کے تحت پکار بھی جائز ہے یعنی جو آدمی سامنے موجود ہو اسے پکار کر (یعنی اے فلاں کہکر) کوئی ایسا کام کرنے کا کہا جائے جو اسباب عادیہ کے تحت اس کی قدرت میں ہو مثلاً اسے کہا جائے کہ مجھے پانی پلا دو یا بازار سے سودا سلف لادو وغیرہ۔ قرآن مجید میں ہے۔ جنگ احد میں وقتی افراتفری کی بنا پر جب کچھ صحابہ کرام حضور علیہ السلام سے علیحدہ ہو گئے تو آپ نے ان کو واپس بلایا۔ وَالرَّسُوْلُ یَدْعُوْکُمْ فِیْٓ اُخْرٰکُمْ (آل عمران ع ۱۶) اور رسول پیچھے سے تم کو بلا رہے تھے۔ حضور علیہ السلام کا یہ بلانا اور پکارنا اسباب ظاہری کے تحت تھا۔ اور آواز ان کو دی جا رہی تھی جو میدانِ احد میں آپ کی آواز سن رہے تھے۔ یہ پکار ماتحت الاسباب ہے اور اس کے بغیر دنیا کا کاروبار ہی نہیں چل سکتا۔ ایک جگہ فرمایا لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا (نور رکوع ۹) یعنی جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کو نام سے اور بلند آواز سے پکارتے ہو اس طرح رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو نہ پکارا کرو۔ معلوم ہوا کہ جو استعانت، امداد باہمی اور پکار عادی اسباب کے تحت ہو وہ نہ صرف جائز ہے بلکہ اس کے سوا دنیا کا کاروبار ہی نہیں چل سکتا اور اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ میں اس قسم کی استعانت کا حصر مقصود نہیں اور نہ ہی اس کی قرآن میں ممانعت ہے۔

استعانت کی دوسری قسم ہے مافوق الاسباب یعنی اسباب عادیہ کے بغیر کسی کو دور و نزدیک سے غائبانہ پکارا جائے اور اس سے استمداد کی جائے یہ پکار اور استعانت اللہ تعالےٰ کے ساتھ مخصوص ہے اور اللہ کے سوا کسی پیغمبر، فرشتہ یا ولی سے ہرگز جائز نہیں۔ تمام انسانوں بلکہ جانداروں کی مافوق الاسباب مدد اللہ تعالےٰ ہی کرتا ہے۔ اس کی امداد میں قرب و بعد کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور یہ استمداد غیر خدا سے شرک ہے۔ اور یہی وہ استمداد و استعانت ہے جس کا اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ میں حصر ہے۔ اس موقع پر تفسیروں میں ایک سوال و جواب مذکور ہے کہ انسان ایک دوسرے سے کئی امور میں مدد لیتا ہے۔ پانی مانگتا ہے، روٹی مانگتا ہے۔ اور اس سے کئی ضرورت کی چیزیں طلب کرتا ہے۔ تو پھر اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کا حصر کس طرح صحیح ہوا اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ انسان ظاہری اسباب کے تحت ایک دوسرے سے جو امداد لیتا ہے۔ وہ ظاہری امداد بھی دراصل اللہ تعالےٰ ہی سے ہوتی ہے۔ کیونکہ مدد کرنے والے انسان کے جسم و جان کو خدا ہی نے پیدا فرمایا ہے۔ اسے ہاتھ پاؤں اسی نے دیئے اور ان میں حرکت بھی اسی نے پیدا فرمائی لیکن استعانت اور استمداد کی مذکورہ بالا دو قسمیں (ماتحت الاسباب اور مافوق الاسباب) بیان کرنے کے بعد اس قسم کے سوال و جواب کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی

ایک مغالطہ بعض اہل بدعت اس موقع پر ایک اور مغالطہ پیش کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ تو درست ہے کہ غیر اللہ کی عبادت جائز نہیں بلکہ شرک ہے۔ خواہ کسی پیغمبر کی عبادت ہو یا فرشتہ اور ولی کی۔ لیکن انبیاء اور اولیاء کو حاجات و مشکلات میں امداد کے لیے غائبانہ پکارنا شرک نہیں بلکہ جائز ہے اور قرآن مجید کی جن آیتوں میں غیر خدا کی دعا سے منع کیا گیا ہے وہاں دعا سے مراد عبادت ہے نہ کہ پکار اور ثبوت یہ پیش کرتے ہیں کہ مفسرین نے یَدْعُوْنَ کی تفسیر یَعْبُدُوْنَ سے یَدْعُوْا کی یَعْبُدُوْا اور اُدْعُوْا کی اُعْبُدُوْا سے کی ہے۔

جواب غیر خدا کو غائبانہ مافوق الاسباب پکارنا شرک ہے اور اہل بدعت کا استدلال سراسر غلط ہے کیونکہ پہلے بالتفصیل بیان ہو چکا ہے کہ دعا اور پکار کی دو قسمیں ہیں ایک مافوق الاسباب اور دوم ماتحت الاسباب۔ پکار کی پہلی قسم عبادت ہے اور اللہ کے ساتھ خاص ہے۔ اور دوسری قسم چونکہ عبادت نہیں اس لیے وہ غیر اللہ کے لیے بھی جائز ہے۔ اور یہی وہ پکار ہے جس سے مغالطہ دیا جاتا ہے۔

باقی رہا مفسرین کا تَدۡعُوۡنَ کی تفسیر تَعۡبُدُوۡنَ سے کرنا تو اس سے ان کا مقصد دعا کا حاصل معنی بیان کرنا ہے۔ اور یہ مطلب ہے کہ غائبانہ مافوق الاسباب دعا بھی عبادت ہی کا فرد ہے (بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ یہ دعا اور پکار عبادت کا سب سے اہم فرد ہے) اور جس طرح عبادت اللہ کے سوا کسی کی جائز نہیں اسی طرح یہ دعا اور پکار بھی اللہ کے سوا کسی کی جائز نہیں شاہ ولی اللہ الفوز الکبیر میں فرماتے ہیں "مفسرین حاصل معنی بطریق ایہام بیان می کنند مردمان ناواقف گمان می کنند کہ لفظی معنی کردہ اند۔ دعا بمعنی مطلق خواندن کسے را منع نیست۔ مراد از خواندن کسے را در غائبانہ حاجات است۔ لہذا مفسرین تفسیر بعبادت می کنند" شاہ صاحب کی عبارت سے معلوم ہوا کہ غیر اللہ کو پکارنا دو قسم ہے ایک غائبانہ حاجات میں یعنی مافوق الاسباب مفسرین کرام یَدۡعُوۡنَ کی یَعۡبُدُوۡنَ سے تفسیر کرکے اس طرف اشارہ فرما رہے ہیں۔ کہ مافوق الاسباب غائبانہ حاجات میں پکارنا عبادت ہے اس لیے اللہ کے ساتھ مخصوص ہے اور غیر اللہ کے لئے شرک ہے۔ پکار کی دوسری قسم ماتحت الاسباب ہے اور وہ غیر اللہ کے لیے جائز ہے۔ جیسا کہ وَالرَّسُوۡلُ یَدۡعُوۡکُمۡ فِیۡۤ اُخۡرٰىکُمۡ اور لَا تَجۡعَلُوۡا دُعَآءَ الرَّسُوۡلِ میں ہے جیسا کہ تفصیل سے مذکور ہو چکا ہے۔ نیز تمام اہل لغت نے دعا کے معنی خواندن (پکارنا) سے کئے ہیں عبادت سے نہیں کیے اور مفسرین کا کام لغوی معنی بیان کرنا نہیں بلکہ ان کا کام تو مطلب اور تفسیر بیان کرنا ہے۔

۵ اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ پہلی آیتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ سب کا پیدا کرنے والا اللہ تعالےٰ ہے اور پھر ہر چیز اور ہر جاندار کو رفتہ رفتہ حد کمال تک پہنچانے والا بھی وہی ہے۔ سارے عالم کا نظام بھی اسی کے ہاتھ میں ہے۔ وہی متصرف و مختار ہے اور پھر محاسبۂ اعمال کے دن یعنی قیامت کے دن کا مالک بھی وہی ہے۔ جب انسان ان چاروں حقیقتوں کا اعتراف کرلے اور ان پر پختہ ایمان لے آئے تو وہ بلا ساختہ پکار اٹھے گا اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ یہ دراصل بندوں کا اپنے خدا سے عہد ہے کہ اے اللہ ہم صرف تیری ہی بندگی کریں گے صرف تجھے ہی حاجات و مشکلات میں مدد کے لیے پکاریں گے۔ اس کے بعد اهدنا الصراط المستقیم میں اسی عہد پر استقامت کی دعا مانگی جا رہی ہے مطلب یہ ہے کہ اے اللہ یہ سیدھی راہ جو تو نے ہمیں دکھادی ہے یعنی توحید اور صرف تیری عبادت و پکار اور صرف تجھی سے استعانت و استمداد کی راہ اس پر ہمیں قائم رکھ اور تا دم آخرین ہمیں اس پر چلا۔ الصراط المستقیم کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ اس سے ایاک نعبد وایاک نستعین والا رستہ مراد ہے۔ اس صورت میں الصراط کا الف لام عہد خارجی کے لئے ہوگا۔ قرآن مجید کی دوسری کئی آیتوں میں صراط مستقیم سے توحید اور اللہ کی خالص عبادت و پکار کی طرف اشارہ ہے۔ ایک جگہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی زبان سے الصراط المستقیم کا یہ مفہوم بیان فرمایا۔ وَاِنَّ اللّٰہَ رَبِّیۡ وَرَبُّکُمۡ فَاعۡبُدُوۡہُ ھٰذَا صِرَاطٌ مُّسۡتَقِیۡمٌ (مریم ع ۲) اور بے شک اللہ ہی میرا پروردگار ہے اور وہی تمہارا پروردگار ہے اس لیے صرف اسی کی عبادت کرو اور صرف اسے ہی پکارو یہی ہے صراط مستقیم (سیدھی راہ) اور ایک جگہ تمام بنی آدم کو خطاب کرکے فرمایا اَلَمۡ اَعۡھَدۡ اِلَیۡکُمۡ یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ اَنۡ لَّا تَعۡبُدُوا الشَّیۡطٰنَ اِنَّہٗ لَکُمۡ عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ وَّاَنِ اعۡبُدُوۡنِیۡ ھٰذَا صِرَاطٌ مُّسۡتَقِیۡمٌ ۝ (یٰس ع ۴) اے اولاد آدم کیا میں نے تمہیں اس بات کی تاکید نہیں کی تھی کہ شیطان کی بندگی مت کرنا اور صرف میری ہی بندگی کرنا یہی ہے صراط مستقیم۔

الصّراط المستقیم کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ اس سے مطلق راہ حق مراد ہے جو اسلام کے تمام احکام کو شامل ہے۔ مثلاً عبادات، معاملات، اخلاق، معاشیات، سیاسیات احکام برزخ اصول آخرت وغیرہ۔ والمراد به طریق الحق وهو ملة الاسلام (مدارک جلد ۱ ص ۷) سورۂ انعام رکوع ۱۹ میں بھی اس طرف اشارہ ہے۔ وہاں پہلے اللہ تعالےٰ نے شرک سے منع فرمایا پھر والدین سے احسان اور حسن سلوک کا حکم دیا۔ پھر قتل اولاد، قتل نفس محرمہ اور دیگر تمام فواحش سے منع کیا۔ پھر یتیموں کی حق تلفی سے روکا پھر ناپ تول پورا کرنے اور ہر حال میں عدل و انصاف کو قائم رکھنے کا حکم دیا اور آخر میں جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ اعلان کرنے کا حکم فرمایا۔ وَاَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیۡ مُسۡتَقِیۡمًا فَاتَّبِعُوۡہُ۔ اور بے شک یہ ہے میرا راستہ جو بالکل سیدھا ہے۔ سو اس راہ پر چلو۔ یہاں دین کے تمام احکام کو صراط مستقیم فرمایا۔

الصراط المستقیم مرکب توصیفی ہے اور المستقیم اس چیز کو کہتے ہیں جو بالکل سیدھی ہو اور اس میں کسی قسم کی کجی اور پیچ و خم نہ ہو اور الصّراط المستقیم (سیدھی راہ) توحید یا پوری ملّت اسلام کو اس لئے فرمایا کہ توحید کی راہ بالکل سیدھی ہے جس پر چلنے سے انسان خدا تک پہنچ سکتا ہے۔ اگر راہ توحید سے سر مو ہٹ گیا تو سیدھا جہنم میں پہنچے گا۔ اسی طرح ملّت اسلام بھی سیدھی اور درمیانی راہ ہے۔ اس میں نہ افراط ہے نہ تفریط جیسا کہ یہود نے حضرت عزیر کے بارے میں افراط اور حضرت مسیح علیہما السلام کے بارے میں تفریط سے کام لیا اور عیسائیوں نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کے حق میں افراط سے کام لیا اور حضرت خاتم نبوت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں تفریط کی اسی طرح باقی احکام شرعیہ میں بھی پہلی امتوں میں افراط و تفریط تھی لیکن شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہر قسم کی اعتقادی اور عملی افراط و تفریط سے بالکل پاک ہے۔

لفظ ہدایۃ ہمیشہ دو مفعولوں کی طرف متعدی ہوتا ہے۔ مفعول اول کی طرف ہمیشہ بلا واسطہ حرف جر اور مفعول ثانی کی طرف کبھی بواسطہ حرف جر مثلاً یَھۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ (یونس ع ۳) اور وَھَدَیۡنٰھُمۡ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ (انعام ع ۱۰)۔ اور کبھی بلا واسطہ حرف جر مثلاً وَھَدَیۡنٰھُمَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ (صافات ع ۴) اور وَیَھۡدِیَکَ صِرَاطًا مُّسۡتَقِیۡمًا (فتح رکوع ۱)۔ لیکن استعمال کی ان دونوں صورتوں کے معنوں میں فرق ہے۔ پہلی صورت میں ہدایۃ کے معنی ارائۃ الطریق۔ راہ نمودن یعنی راہ دکھلانے کے ہوں گے۔ اور دوسری صورت میں اس کے معنی ایصال الی المطلوب بمنزل رسانیدن یعنی منزل مقصود تک پہنچانے کے ہوں گے۔ اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ میں نا ضمیر منصوب متکلم مفعول اول ہے اور الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ مفعول ثانی ہے جو بلا واسطہ حرف جر استعمال ہوا ہے۔ اس لئے ہدایت کے معنی یہاں ایصال الی المطلوب (منزل مقصود تک پہنچا دینے) کے ہیں۔ یہاں چونکہ منزل مقصود صراط مستقیم ہے اس لیے معنی یہ ہوں گے کہ ہم کو صراط مستقیم (سیدھی راہ) پر چلا اور اس پر قائم رکھ جیسا کہ حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ترجمہ کیا ہے "چلا ہم کو راہ سیدھی" اور یہاں یہی معنی موزوں اور مناسب ہیں کیونکہ جب ایک شخص الحمد للہ سے ایاک نستعین تک بیان کردہ تمام باتوں پر ایمان لے آتا ہے اور ان پر عامل ہو جاتا ہے تو صراط مستقیم تو اس نے دیکھ لیا اور سیدھی راہ اسے مل چکی۔ اس لیے اب اھدنا الصراط المستقیم میں وہ سیدھی راہ دیکھنے کی دعا نہیں کر رہا بلکہ وہ یہ التجا کر رہا ہے کہ اے اللہ جو سیدھی راہ تو نے مجھے دکھا دی ہے۔ اب اس پر مجھے قائم رکھ ومعناہ ادم ھدایتنا (قرطبی ص ۱۴۸ ج ۱)

ھدایۃ کی دو قسمیں ہیں ایک فطری دوسری کسبی۔ فطری ہدایت تو انسان اور غیر انسان سب کے لئے عام ہے۔ اور اللہ کی طرف سے ہر ذی روح کو پیدائش کے ساتھ ہی عطا کی جاتی ہے جیسا کہ ارشاد ہے اَعۡطٰی کُلَّ شَیۡءٍ خَلۡقَہٗ ثُمَّ ھَدٰی (طٰہٰ ع ۲)۔ اور اس نے ہر چیز کو صورت عطا کی اور پھر اس کی راہنمائی فرمائی اور ایک جگہ فرمایا۔ وَالَّذِیۡ قَدَّرَ فَھَدٰی (الاعلیٰ) اور جس نے ہر چیز کا اندازہ مقرر کیا اور راہنمائی فرمائی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مرغی کا بچہ انڈے سے نکلتے ہی دانہ چگنے لگتا ہے جانوروں کے بچے پیدا ہوتے ہی پستان مادر سے دودھ پینے لگتے ہیں

آخر انھیں کون بتاتاہے کہ یہ ہماری غذا ہے اور اسے حاصل کرنے کا مقام اور طریقہ یہ ہے یہ راہنمائی اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہوتی ہے اور ہر ذی روح کی فطرت میں ودیعت ہوتی ہے۔

ہدایت کی دوسری قسم کسبی ہے جو اللہ کی طرف سے انبیاء علیہم السلام اور کتب سماویہ کے ذریعے حاصل ہوتی ہے پھر اس کے چار درجے ہیں۔ (۱) انابت یعنی اللہ کی طرف رجوع کرنا اور ضد وعناد کو چھوڑ کر راہ ہدایت کی تلاش و جستجو کرنا۔ ہدایت صرف انھی لوگوں کو ملتی ہے جن میں انابت الی اللہ اور تلاش حق کا جذبہ ہوتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ أَنَابَ (رعد ع ۴) اور دوسری جگہ فرمایا۔ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ يُنِيبُ (شوریٰ ع ۱) یعنی اللہ تعالےٰ ہدایت کی توفیق صرف ان لوگوں کو دیتا ہے۔ جو اس کی طرف رجوع اور انابت کرتے ہیں۔

سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سَبْعُ اٰيَاتٍ

سورہ فاتحہ مکی ہے اور اس میں سات آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ① الرَّحْمٰنِ

سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو پالنے والا سارے جہان کا بیحد مہربان

الرَّحِيْمِ ② مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ③ اِيَّاكَ

نہایت رحم والا ہے مالک روز جزا کا تیری ہی

نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ④ اِهْدِنَا

ہم بندگی کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں چلا ہم کو

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ⑤ صِرَاطَ الَّذِيْنَ

راہ سیدھی راہ ان لوگوں کی

اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ

جن پر تو نے فضل فرمایا جن پر نہ تیرا غصہ ہوا

وَلَا الضَّآلِّيْنَ ⑥ ع

اور نہ وہ گمراہ ہوئے والے

ع ۷

بسم۔ ای قولو۔ بسم اللہ۔ اللہ حصہ اول کی طرف اشارہ ہے۔ لفظ اللہ سے ومنہ مشہور مراد ہے یعنی خالق الرحمٰن الرحیم حصہ سوم کی طرف اشارہ صراحۃً اور حصہ دوم کی طرف ضمناً ۱۲۔ ای قولوا الحمد للہ یعنی صفات فاعلیہ یا ماکمالات سارے یا مافوق الاسباب۔ حصہ اول کی طرف اشارہ ہے۔ حصہ دوم کی طرف اشارہ ہے۔ حصہ سوم کی طرف اشارہ ۱۲۔ حصہ چہارم کی طرف اشارہ یعنی نیابت بھی اس کے سامنے سوائے شفیع غالب نہیں۔ ای قولوا۔ بطور سورہ زمر کی طرف اشارہ

(۲) ہدایت۔ یعنی سیدھی راہ پانا یہ انابت اور رجوع الی اللہ کے بعد حاصل ہوتی ہے جیسا کہ پہلے مذکور ہوا۔

(۳) استقامت۔ ہدایت کے بعد استقامت کا درجہ ہے جب ایک آدمی کو ہدایت حاصل ہوجاتی ہے اور اسے صراط مستقیم مل جاتا ہے تو اب وہ اللہ کی ہدایت کے مطابق سیدھی راہ پر چلتا ہے اور اس پر قائم ہوجاتا ہے۔ إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا (حم سجدہ ع ۴) اس میں دوسرے اور تیسرے درجہ کا بیان ہے قَالُوا رَبُّنَا اللّٰهُ میں ہدایت آگئی اور ثُمَّ اسْتَقَامُوا میں استقامت۔

(۴) ربط القلب۔ راہ ہدایت اور صراط مستقیم پر استقامت کے بعد ربط القلب کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔ یہ درجہ رسوخ ایمان اور یقین کی پختگی کا سب سے اونچا اور بلند مقام ہے۔ جب مؤمن کو ایمان و یقین کا یہ درجہ حاصل ہوجائے تو دنیا کی کوئی طاقت اسے راہ ہدایت سے نہیں ہٹا سکتی اور نہ اس کے ایمان و یقین کو متزلزل کرسکتی ہے یہ درجہ بہت کم لوگوں کو حاصل ہوتا ہے اصحاب کہف کو یہ درجہ حاصل تھا چنانچہ ارشاد ہے إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى وَّرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا الاٰیۃ (کہف ع ۲) وہ چند نوجوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے اور ہم نے ان کی ہدایت میں ترقی کردی اور ان کے دل مضبوط کر دیئے اس آیت میں تین درجات کا ذکر ہے۔ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ میں ہدایت زِدْنٰهُمْ هُدًى میں استقامت اور وَرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ربط القلب کا ذکر ہے۔ ہدایت کا یہ درجہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی حاصل تھا جیسا کہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ (حجرات رکوع ۱) لیکن اللہ تعالےٰ نے ایمان کو تمہارا محبوب بنا دیا اور اس کو تمہارے دلوں میں مرغوب کر دیا اور کفر اور فسق اور نافرمانی سے تم کو نفرت دے دی اِهْدِنَا میں ہدایت کے آخری دو درجے حاصل کرنے کی درخواست کی گئی ہے یعنی استقامت اور ربط القلب۔ کیونکہ انابت اور ہدایت تو پہلے حاصل ہوچکی ہے۔ ہدایت کی طرح ضلالت کے بھی چار درجے ہیں۔ ان کا ذکر آگے آرہا ہے۔ ۹ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ اَلصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ سے بدل الکل ہے اور بدل کا فائدہ یہ ہے کہ صراط مستقیم کی تفسیر اور تعیین ہوجائے یعنی صراط مستقیم وہ راستہ ہے جس پر وہ لوگ قائم ہیں جو اَلَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کے مصداق ہیں اور جمہور مفسرین کے نزدیک اس سے انبیاء علیہم السلام، صدیقین، شہداء، اور صالحین مراد ہیں جیسا کہ ایک دوسری آیت میں اس طرف اشارہ ہے۔ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ ———— (بقیہ برصفحہ)

موضح قرآن ۹ جن پر تو نے فضل کیا ان سے چار فرقے مراد ہیں نبیین، صدیقین، شہداء اور صالحین۔ اور جن پر غصہ ہوا ان سے یہود اور گمراہوں سے نصاریٰ مراد ہیں۔ یہ سورۃ اللہ صاحب نے بندوں کی زبان سے فرمائی کہ اس طرح کہا کریں۔

فتح الرحمٰن ۸ مترجم گوید یعنی عالم انس و عالم جن و عالم ملائکہ و علیٰ ہذا القیاس واللہ اعلم ۱۲۔ ۹ مترجم گوید مراد آنانکہ انعام کردہ شد بر آنہا چہار فرقہ اند۔ نبیین و صدیقین و شہداء و صالحین و آنہا کہ خشم گرفتہ شد بر آنہا یہود اند و گمراہان نصاریٰ۔ آمین قبول کن دعا ما ۱۲

(الجزء ۱)

سورۃ البقرۃ مدنیۃ وھی مائتان وست وثمانون آیۃ واربعون رکوعا

سورۂ بقرہ مدنی ہے اور اس میں دو سو چھیاسی آیتیں اور چالیس رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓ ۝ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ ۛ فِیْهِ ۛ هُدًی

لہ یہ کتاب بلاشبہ سراپا ہدایت ہے

لِّلْمُتَّقِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَ

ڈرنے والوں کے لئے عہ جو کہ یقین کرتے ہیں بے دیکھی چیزوں کا عہ اور

یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ

قائم رکھتے ہیں نماز کو عہ اور جو ہم نے دیا ان کو

یُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ

اس میں سے خرچ کرتے ہیں لہ اور وہ لوگ جو ایمان لائے اس پر کہ جو کچھ نازل

اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ ۚ وَبِالْاٰخِرَۃِ

ہوا تیری طرف اور اس پر کہ جو نازل ہوا تجھ سے پہلے اور آخرت کو

هُمْ یُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ عَلٰی هُدًی مِّنْ رَّبِّهِمْ ۗ

وہ یقینی جانتے ہیں عہ وہی لوگ ہیں ہدایت پر اپنے پروردگار کی طرف سے

(معانقۃ ۱)

لہ تمہید مضامین
جماعت متقین کا ذکر
علی سبیل لف و
نشر مرتب ۱۲
سے پہلی جماعت
منعم علیہم کا ذکر ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ **سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃِ** لہ اس سورت کا نام مشہور تو یہی ہے "بَقَرَۃٌ" کے معنی گائے کے ہیں۔ چونکہ اس صورت کے آٹھویں رکوع میں گائے سے متعلق ایک قصہ بیان ہوا ہے اس لئے اسی مناسبت سے اس کا نام سورۃ البقرۃ (یعنی وہ سورت جس میں گائے کا ذکر ہے) رکھا گیا۔

فضیلت: صحیح حدیثوں میں سورہ بقرہ کی بہت کچھ فضیلت ثابت ہے۔ ایک حدیث میں حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ ان لکل شئ سناما و ان سنام القرآن سورۃ البقرۃ (مستدرک ص۲۵۹ ج ۱ جامع ترمذی ج ۲ ص۱۱۵ و انظر تفسیر ابن کثیر ص۳۵ ج ۱) یعنی ہر چیز کا ایک اعلیٰ حصہ ہوتا ہے اور قرآن مجید کا اعلیٰ و برتر حصہ سورۂ بقرہ ہے۔ قرآن مجید کی سورتیں کلام اللہ ہونے کے لحاظ سے سب برابر ہیں البتہ مضامین کے اعتبار سے بعض کو بعض پر فوقیت ہے۔ سورۂ بقرہ میں چونکہ تمام بنیادی عقائد توحید رسالت کتب آخرت وغیرہ مرکزی اعمال (جہاد انفاق نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ) اور بعض اہم معاملات (نکاح، طلاق، عدت، قصاص، وصیت، رہن، قرض، سود وغیرہ) تفصیل سے مذکور ہیں۔ بلکہ وہ تمام مضامین جو پورے قرآن میں پھیلے ہوئے ہیں وہ تفصیلاً یا اجمالاً سارے کے سارے اس سورت میں آگئے ہیں۔ اسی مناسبت سے بعض روایتوں میں اس سورت کا نام "فسطاط القرآن" بھی آیا ہے۔ فسطاط کے معنے خیمہ کے ہیں جس طرح خیمہ نیچے بیٹھنے والوں کو حاوی ہوتا ہے اسی طرح یہ سورت بھی قرآن مجید کے تمام مضامین پر حاوی ہے اس لئے اسے اس لحاظ سے باقی سورتوں پر فضیلت و برتری حاصل ہے۔ ایک حدیث میں آپ کا ارشاد ہے اقرؤا سورۃ البقرۃ فان اخذھا برکۃ وترکھا حسرۃ ولا یستطیعھا البطلۃ (صحیح مسلم ص۲۷۰ ج ۱ و مسند احمد ص) یعنی سورۂ بقرہ پڑھا کرو کیونکہ اس کا پڑھنا اور اس پر عمل کرنا باعث برکت اور اس کا ترک موجب حسرت و ندامت ہے مگر باطل پرست لوگ اس پر عمل نہیں کر سکیں گے۔

ربط سورۂ بقرہ کو سورۂ فاتحہ کے ساتھ کئی طرح سے ربط ہے (۱) ربط اسمی۔ یہ ربط حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے مخصوص افادات میں سے ہے۔ اس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ یہودی گائے کی پرستش اور اس کی تعظیم کیا کرتے تھے۔ چنانچہ سامری نے جب سونے کا بچھڑا بنا کر ان کے سامنے لا رکھا تو سب اس کے سامنے جھک گئے اور اسے پوجنے لگے۔ یہود کے علاوہ خود مشرکین عرب بھی گاؤ پرستی میں مبتلا اور اس کے تقدس کے قائل تھے۔ جب کبھی بارش نہ ہوتی تو وہ گائے کی دم کے ساتھ گھاس پھونس باندھ کر اور اسے آگ لگا کر چھوڑ دیتے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ جب آگ سے گائے کی دم جلے گی تو وہ چیخ و پکار کرے گی اور اس کی چیخ و پکار اور بے چینی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بارش برسائے گا۔ چنانچہ زمانہ جاہلیت کا ایک سمجھدار اور سلیم الفطرت شاعر الورل الطائی ایسے ضعیف الاعتقاد مشرکوں کو ملامت کرتے ہوئے کہتا ہے ؎

لا در در رجال خاب سعیھم
یستمطرون لدی الازمات بالعشر

(ترجمہ) ان لوگوں کا عمل بے نتیجہ ٹھہرا جن کی کوشش ناکام ہوئی اور جو خشک سالی میں عُشَر (ایک پودا) کے ذریعہ بارش طلب کرتے ہیں (لسان العرب ص۱۳۰ ج ۴)

اجاعل انت بیقورا مسلعۃ
ذریعۃ لک بین اللہ والمطر

(ترجمہ) کیا تو اللہ اور بارش کے درمیان اس گائے کو وسیلہ بناتا ہے جس کی دم سے سَلَع (ایک پودا) کی ٹہنیاں بندھی ہوئی ہیں (مشکل القرآن ابن قتیبہ ص)

اور اس وقت کے عیسائی آل عمران کے بعض بزرگوں کی الوہیت کے قائل تھے اور انہیں الٰہ مختار سمجھ کر حاجات و مشکلات میں پکارتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مریم صدیقہ کے متعلق عیسائیوں کے یہ مشرکانہ عقائد تھے وہ قرآن مجید میں جا بجا تفصیل سے مذکور ہیں۔ سورۂ بقرہ میں زیادہ تر روئے سخن یہود کی طرف اور سورۂ آل عمران میں نصاریٰ کی طرف ہے ان دونوں سورتوں میں زیادہ تر حقوق اللہ کے بعد حقوق العباد کا ذکر آیا ہے۔ اس زمانہ میں جس طرح حقوق اللہ کو نہایت بیباکی سے پامال کیا جاتا تھا۔ اسی طرح حقوق العباد کو بھی نہایت بیدردی سے ضائع کیا جا رہا تھا خصوصاً عورتوں کے ساتھ نہایت وحشیانہ اور غیر منصفانہ سلوک کیا جا رہا تھا۔ اور ان کی فطری کمزوری سے ناجائز فائدہ اٹھا کر ان کی خوب حق تلفی کی جاتی تھی تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران کے بعد سورۂ نساء میں عورتوں کے حقوق کی ادائیگی اور ان سے حسن معاشرت کی تلقین فرمائی تاکہ مسلمان حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کریں اور اللہ کے خوان نعمت سے دنیا و عقبیٰ

موضح القرآن لہ یہ پہلی سورت ہے جو مدینے میں نازل ہوئی مگر ایک آیت وہ باتفاق حجۃ الوداع کے دن منا میں اتری اس سورت کی پہلی آیتوں کے نازل ہونے کا سبب مالک بن ضیف یہودی مومنوں کے دل میں شک ڈالتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ کتاب وہ کتاب نہیں ہے جس کی خبر اگلی کتابوں میں دی گئی ہے اللہ تعالیٰ نے اس شک کو رفع کر کے مومنوں کی مدح اور کافروں کی مذمت میں آیتیں بھیجیں۔

ہیں بہرہ مند ہو سکیں۔ اب ان سورتوں میں اسمی ربط بطریق ذیل ہوگا۔ اللّٰھم ایاک نعبد وایاک نستعین (فاتحہ) ولا نعبد ولا نستعین البقرۃ کما فعل الیھود والمشرکون (بقرۃ) ولا نعبد ولا نستعین اٰل عمران کما فعل النصاریٰ (اٰل عمران) ونؤدی حقوق النسآء رغبۃ ونؤتی صدقاتھن نحلۃ (نسآء) فانزل علینا مآئدۃ انعامک وافضالک فی الدنیا والاٰخرۃ (مآئدۃ) اے اللہ ہم تیری بندگی کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ اور تیرے سوا کسی کی بندگی اور پرستش نہیں کرتے جس طرح یہود اور مشرکین عرب گئے کی اور نصاریٰ آل عمران کے بزرگوں کی عبادت اور پرستش کرتے تھے۔ ہم عورتوں کے حقوق بہ رضا و رغبت ادا کریں گے بس اے اللہ دنیا و آخرت میں اپنے فضل و احسان اور انعام و اکرام سے سرفراز فرما۔

یہ اسمی ربط سورۂ مائدہ تک ہے۔ اس کے بعد کا اسمی ربط سورۂ انعام کی شرح میں مذکور ہوگا۔

دوسرا ربط سورۂ فاتحہ میں اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ سے ہدایت کی درخواست کی گئی ہے اب سورۂ بقرہ کی ابتداء میں اس کی منظوری آگئی کہ یہ لیجئے کتاب سرچشمہ ہدایت ہے اور سیدھی راہ دکھاتی ہے اور پھر سورت میں ہدایت کا جامع اور مکمل پروگرام بیان فرمایا ہے۔

تیسرا ربط سورۂ فاتحہ میں تین جماعتوں کا ذکر تھا (۱) منعم علیہم جن پر اللہ کا انعام ہوا (۲) مغضوب علیہم جن پر اللہ کا غضب ہوا (۳) الضالین گمراہ لوگ۔ منعم علیہم سے مومنین مراد ہیں جن کے چار نشے ہیں۔ باقی دونوں گروہ غیر مومنین کے ہیں ان کے بھی چار نشے ہیں۔ جیسا کہ سورۂ فاتحہ کی تفسیر میں بالتفصیل گذر چکا ہے۔ مغضوب علیہم سے وہ لوگ مراد ہیں جو فساد باطن کے ساتھ ساتھ فساد عمل میں بھی مبتلا ہیں یعنی نہ ان کے عقائد صحیح ہیں اور نہ اعمال درست ـــــ یہ کافروں کا گروہ ہے اور الضالین سے مراد وہ لوگ ہیں جو صرف فساد باطن کا شکار ہیں اور ان کے عقائد میں کفر و شرک کی وہی گندگی موجود ہے۔ البتہ ان کے کچھ ظاہری اعمال مسلمانوں کے سے ہیں۔ یہ گروہ منافقوں کا ہے۔ سورۂ فاتحہ میں ان تینوں جماعتوں کا ذکر اجمالی تھا۔ اب سورۂ بقرہ کی ابتداء میں لف و نشر مرتب کے طور پر قدرے تفصیل سے ان کا ذکر کیا گیا اور ساتھ ہی ان کے کچھ اوصاف اور ان کی جزاء و سزا کا بیان بھی آگیا ہے۔ قال الامام الرازی ویحتمل ان یقال المغضوب علیھم ھم الکفار والضالون ھم المنافقون وذلک لانہ تعالیٰ بدأ بذکر المؤمنین والثناء علیھم فی خمس اٰیات من اول سورۃ البقرۃ ثم اتبعہ بذکر الکفار وھو قولہ ان الذین کفروا ثم اتبعہ بذکر المنافقین وھو قولہ ومن الناس من یقول اٰمنا فکذا ابدأ بذکر المؤمنین وھو قولہ انعمت علیھم ثم اتبعہ بذکر الکفار وھو قولہ غیر المغضوب علیھم ثم اتبعہ بذکر المنافقین وھو قولہ ولا الضالین (تفسیر کبیر ص ۲۰۱ ج ۱)

چوتھا ربط سورۂ فاتحہ میں بندوں سے اِیَّاکَ نَعۡبُدُ کے ذریعہ اللہ کی توحید کا اقرار لیا گیا ہے اور عبادت و استعانت کے اللہ کے ساتھ مخصوص ہونے کا اعلان کیا گیا ہے۔ سورۂ بقرہ میں اسی دعوئ توحید کو مختلف مقاصد کے پیش نظر تین جگہ ذکر کر کے ہر جگہ اسے دلیل عقلی سے واضح اور ثابت کیا گیا ہے۔ چنانچہ پہلے رکوع ۳ کی ابتداء میں یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اعۡبُدُوۡا رَبَّکُمُ سے دعویٰ پیش کیا اور پھر الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ سے رِزۡقًا لَّکُمۡ تک دلیل عقلی پیش کی۔ دوسری دفعہ رکوع ۱۹ میں وَ اِلٰھُکُمۡ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِیۡمُ سے دعویٰ پیش کیا اور اس کے بعد اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ سے یَعۡقِلُوۡنَ تک دلیل عقلی بیان کی۔ تیسری بار رکوع ۳۴ میں اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ سے دعویٰ پیش کیا اور اس کے ساتھ اَلۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ سے الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ تک عقلی دلیل پیش کی۔ دعوئ توحید کو تین بار ذکر کرنے کا مقصد جدا گانہ ہے۔ پہلے موقع پر شرک فی الدعاء کی نفی مقصود ہے یعنی اللہ کے سوا غائبانہ دعاء اور پکار سننے والا اور کوئی نہیں۔ دوسرے مقام پر نذر و نیاز اور منت میں شرک کی نفی مقصود ہے۔ اور تیسری جگہ شفاعت قہری کی تردید مقصود ہے۔

خلاصۂ مضامین توحید، رسالت، جہاد فی سبیل اللہ، انفاق فی سبیل اللہ، امور انتظامیہ اور امور مصلحہ ـــــــــــ سورۂ بقرہ مدینہ منورہ میں سب سے پہلے نازل ہوئی تھی۔ مدینہ اور اس کے قرب و جوار میں یہودی کافی تعداد میں آباد تھے۔ اس لئے اس سورت میں یہود کی اصلاح کا پہلو بہت نمایاں ہے کیونکہ یہودیوں میں بڑے بڑے سرمایہ دار اور بڑے بڑے عالم اور پیر موجود تھے ان کی اصلاح سے پوری قوم کی اصلاح ہو سکتی تھی

تمام انبیائے سابقین علیہم السلام اور تمام کتب سابقہ کی تعلیم و تبلیغ کا ماحصل اور ان کی دعوت کا مرکزی نکتہ توحید باری تعالیٰ تھا۔ یعنی صرف اللہ تعالیٰ ہی کو معبود و مستعان، مالک و مختار، نافع و ضار، نذر و منت کا مستحق اور حاکم و کارساز سمجھنا ــــــ سورۂ بقرہ کا مرکزی مضمون یہی دعوت توحید ہے۔ باقی تمام مضامین اسی کے گرد گھومتے ہیں۔ اور اسی کے متممات اور لوازمات ہیں۔ اس سورت میں چار جگہ دعوئ توحید کو عقلی دلائل اور عالمگیر حقائق و مسلمات سے مدلل اور واضح کیا گیا ہے۔ سب سے پہلے تیسرے رکوع کی ابتداء میں یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اعۡبُدُوۡا رَبَّکُمُ سے تمام بنی آدم کو توحید کی عام دعوت دی گئی اس کے بعد الذی خلقکم الخ سے تسلیم شدہ حقائق اور روزمرہ کے مشاہدات کے ذریعے اس کی وضاحت کر دی گئی۔ اس کے بعد انیسویں رکوع کے آخر میں وَ اِلٰھُکُمۡ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِیۡمُ سے دعوت توحید کا اعادہ کیا گیا۔ اور ساتھ ہی اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ میں اسے آفاقی مشاہدات اور عقلی اور سائنٹیفک دلائل سے مدلل کیا گیا۔ آگے چل کر چونتیسویں رکوع میں اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ میں پھر دعوئ توحید کا اعادہ کیا گیا اور اس کے ساتھ اَلۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ تا الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ سے عقلی دلیل بیان کر دی گئی۔ ان تینوں جگہوں میں دعویٰ توحید اور دلیل عقلی دونوں ساتھ ساتھ مذکور ہیں۔ چوتھی جگہ یعنی سورت کے آخری رکوع میں لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ تا وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ میں دعوائے توحید پر دلیل عقلی پیش کر کے اسے اور زیادہ واضح اور مدلل کیا گیا ہے۔ دعوت توحید کے بار بار ذکر سے توحید کا ہر پہلو سے اثبات اور شرک کی ہر پہلو سے نفی مقصود تھی۔ یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب تین قسم کے شرک میں مبتلا تھے۔ (۱) وہ انبیاء علیہم السلام، ملائکہ کرام اور اولیاء اللہ کو عالم الغیب اور با اختیار سمجھ کر پکارتے اور حاجات و مشکلات میں ان سے استعانت کرتے تھے (۲) وہ اپنے مفروضہ معبودوں کو راضی رکھنے کے لئے ان کے نام کی نذریں، منتیں، نیازیں اور چڑھاوے دیا کرتے تھے۔ انہوں نے اپنے معبودوں کی یادگاریں قائم کی ہوئی تھیں اور ان کے نام کے استھان بنائے ہوئے تھے اور وہاں بصورت غلہ، نقدی یا جانور وغیرہ ان کے نام کے چڑھاوے چڑھائے جاتے تھے۔ ان کا اعتقاد تھا کہ اس طرح ہمارے معبود ہم سے خوش ہو جائیں گے اور ہمارے مال اور اولاد میں برکت دیں گے۔ یا اللہ سے برکت دلائیں گے۔ (۳) وہ اپنے معبودوں کو اللہ تعالیٰ کے ہاں سفارشی بنا کر پیش کرتے۔ ان کا خیال تھا کہ یہ بزرگان دین جن کی ہم عبادت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو اس قدر محبوب اور پیارے ہیں کہ اللہ ان کی بات رد نہیں کرتا اور وہ جو مطالبہ کریں اللہ کو ماننا پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں دعوائے توحید کا تین دفعہ ذکر فرما کر شرک کی تینوں اقسام کی نفی فرما دی۔ پہلے موقع پر شرک فی الدعاء یعنی پکار اور دعا میں شرک کی نفی کی، دوسرے موقع پر نذر و نیاز میں شرک کی۔ اور تیسرے موقع پر شفاعت قہری کی نفی فرمائی۔

مرکزی مضمون اور باقی ذیلی مضامین کے اعتبار سے اس سورت کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ ابتدائے سورت سے شروع ہو کر بائیسویں رکوع میں وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡمُتَّقُوۡنَ پر ختم ہوتا ہے۔ اور دوسرا حصہ اسی رکوع میں یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الۡقِصَاصُ فِی الۡقَتۡلٰی سے لے کر سورت کے آخر تک چلا گیا ہے۔ پہلے حصے میں دو اعتقادی مسئلے بیان کئے گئے یعنی توحید اور رسالت اور دوسرے حصہ میں بھی دو ہی مسئلوں کا بیان ہے مگر ان کا تعلق عمل سے ہے یعنی جہاد فی سبیل اللہ اور انفاق فی سبیل اللہ اور ساتھ ساتھ امور انتظامیہ اور امور مصلحہ کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ حصۂ اول میں ابتدائے سورت سے لیکر پندرھویں رکوع میں وَلَا ھُمۡ یُنۡصَرُوۡنَ تک توحید کا مضمون بیان ہوا ہے۔ شروع کے دو رکوعوں میں بطور تمہید تین جماعتوں کا تذکرہ ہے جو دعوائے توحید کو ماننے اور نہ ماننے سے پیدا ہوئیں۔ پھر یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اعۡبُدُوۡا رَبَّکُمُ سے دعوائے توحید اور الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ تا وَاَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ دلیل عقلی اور کَیۡفَ تَکۡفُرُوۡنَ تا اِلَیۡہِ تُرۡجَعُوۡنَ دلیل عقلی کا تتمہ بیان کیا گیا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ نظام عالم کا مالک و مدبر اور کارساز اور ہر شی جاننے والا

صرف اللہ ہی ہے اس لئے اپنی حاجات میں صرف اسے ہی پکارو۔ اس کے بعد توحید سے متعلق مشرکین کے دو شبہے ذکر کرکے ان کا جواب دیا ہے۔ مشرکین کا پہلا شبہہ یہ تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم کو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی پوجا اور پرستش اور انہیں پکارنے سے روکتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ مجھے اللہ نے ایسا ہی حکم دیا ہے تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندوں کی پرستش سے منع کرے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایسا کوئی حکم نہیں دیا محمد جو کچھ کہتا ہے اپنی طرف سے کہتا ہے اور (العیاذ باللہ) خدا پر افترا کرتا ہے جیسا کہ سورۂ یونس ع ۴ میں ہے اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ تو اللہ تعالیٰ نے وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ الخ سے اس کا جواب دیا مشرکین کا دوسرا شبہہ یہ تھا کہ ہم کس طرح محمد کا دعویٰ مان لیں اور اس کلام کو کس طرح خدا کا کلام سمجھ لیں حالانکہ اس میں اللہ کے نیک بندوں کے پکارنے کو بالکل حقیر چیزوں سے تشبیہ دی گئی ہے جیسا کہ سورۂ عنکبوت ع ۴ میں مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ج اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعویٰ اللہ کی طرف سے نہیں ہے اور نہ ہی یہ کلام اللہ کا کلام ہے تو اللہ تعالیٰ نے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖٓ الخ سے اس کا جواب دیا کہ مثال ممثل لہٗ کی وضاحت کیلئے ہوتی ہے اور مکڑی کی مثال سے مسئلہ توحید کو واضح کیا گیا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ ان کے اعتراضات کی وجہ سے مثالیں بیان کرنا چھوڑ نہیں دیگا۔

مشرکین انبیاء و اولیاء کے علاوہ فرشتوں اور جنوں کو بھی پکارتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ۝ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ ۚ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ۝ (سبا ع ۵) اس لئے اس کے بعد چوتھے رکوع میں وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ سے نوریوں، ناریوں اور خاکیوں کا ایک مسلّم اصول قصہ بیان کرکے ثابت کیا کہ فرشتوں کو تو آدم خاکی کی فطری خوبیوں کا پتہ بھی نہ چل سکا اس لئے نہ وہ عالم الغیب ہیں اور نہ حاضر و ناظر لہٰذا وہ حاجات میں پکارے جانے کے لائق نہیں اور ابلیس اور اس کی ذریت کو بنی آدم کے ساتھ شروع ہی سے عداوت و دشمنی ہے اس لئے وہ کس طرح تمہارے حمایتی اور پکارے جانے کے لائق ہو سکتے ہیں جیسا کہ سورۂ کہف ع ۷ میں ہے اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ اسی طرح حضرت آدم علیہ السلام تو جنت ہی میں بھول گئے تھے اور معبود اس عیب سے پاک ہوتا ہے اس لئے وہ بھی دعا و پکار کے لائق نہیں ہیں۔

مدینہ منورہ اور اس کے گرد و نواح میں یہودی قوم آباد تھی۔ ان میں بڑے بڑے عالم، پیر اور نواب موجود تھے اس لئے يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ میں دعوائے توحید کو عمومی طور پر بیان کرنے کے بعد پانچویں رکوع سے روئے سخن یہود کی طرف موڑ دیا ہے کہ اے عالمو، پیرو اور نوابو مسئلہ توحید کو مان لو اگر تم نے نہ مانا تو تمہاری وجہ سے تمہارے معتقدین اور تمہاری رعایا بھی نہیں مانے گی۔ اور ان کا وبال بھی تم پر پڑیگا۔ اس مسئلے کو ماننے سے اگر تمہیں دنیوی ریاست اور نذر و نیاز کی آمدنیاں چھوڑنی پڑیں تو صبر کرو اگر مان لوگے اللہ تعالیٰ تمہیں پہلے کی طرح اپنی نعمتوں سے نوازے گا اور اگر نہ مانا تو عذاب میں مبتلا کئے جاؤگے اس کو اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ تا وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ سے بیان فرمایا۔ پھر چھٹے رکوع سے گیارھویں رکوع کے آخر تک قوم یہود کی تذکیر و تفہیم کیلئے ان کے مختلف حالات و معاملات بیان کئے ہیں جن کی پانچ انواع ہیں۔ نوع اول میں وہ نعمتیں اور نقمتیں بیان کی گئی ہیں جو ان کے آباؤ اجداد پر ہوئیں تاکہ موجودہ بنی اسرائیل میں امید و خوف کا جذبہ پیدا ہو اور وہ دعویٰ توحید کو مان لیں۔ نوع ثانی میں بیان کیا گیا ہے کہ ان کے آباء و اجداد خدا کی نافرمانی کیا کرتے تھے اور اس کے حکموں میں حجت بازی کرتے تھے۔ نوع ثالث میں بیان کیا گیا کہ موجودہ بنی اسرائیل بھی اپنے باپ دادا کی طرح خدا کے احکام کو ٹھکرا رہے ہیں اور اس کی نافرمانی کر رہے ہیں۔ نوع رابع میں کہا گیا کہ موجودہ بنی اسرائیل کے آباء و اجداد نے صرف انبیاء علیہم السلام کی تکذیب پر ہی اکتفا نہیں کی بلکہ جب انہوں نے مسئلہ توحید بیان کیا تو یہ لوگ انہیں قتل کرنے سے بھی نہ چوکے۔ نوع خامس میں بیان کیا گیا ہے کہ گذشتہ بنی اسرائیل نے سابقہ انبیاء کی تکذیب کی اور انہیں قتل کیا لیکن موجودہ بنی اسرائیل آخری نبی کی تکذیب کر رہے ہیں اور اس کے لائے ہوئے دعوی توحید کو ٹھکرا رہے ہیں۔ اس کے بعد یہود کے ایک قول نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ کی پانچ طرح سے تردید کی گئی ہے اور آخر میں قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ اس تفصیلی وعظ و تذکیر سے بھی اگر یہودی ہدایت پر نہ آئیں اور مسئلہ توحید کو نہ مانیں اور اس ضد پر اڑے رہیں کہ جنت میں وہی جائیں گے اور کوئی نہیں جائیگا تو انہیں مباہلہ کا چیلنج دیا جائے کہ اگر وہ اپنے اس دعوی میں سچے ہیں تو میدانِ مباہلہ میں نکلیں۔ جب یہودی مباہلہ کیلئے تیار نہ ہوئے تب انہوں نے توحید پر شبہات وارد کرنے شروع کر دیئے اور غیر اللہ کی پکار کو جائز ثابت کرنے کی کوشش میں لگ گئے۔ پہلا شبہ ان کا یہ تھا کہ دعوائے توحید جو يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ میں مذکور ہے اس کا لانے والا جبرائیل فرشتہ ہے اور وہ اور میکائیل دونوں قدیم سے ہمارے دشمن ہیں اور ہمیشہ ہماری مخالفت کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے یہ دعوائے توحید بھی محض ہماری مخالفت کیلئے ہے اس لئے ہم اسے کبھی نہیں مانیں گے۔ دوسرا شبہ ان کا یہ تھا کہ ہمارے وہ وظیفے جو حضرت سلیمان علیہ السلام سے منقول ہو کر ہم تک پہنچے ہیں ان میں غیر اللہ کی پکار موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خود بھی غیر اللہ کو پکارا کرتے تھے اور اسی پر ان کی حکومت کا مدار تھا۔ ان کا تیسرا شبہ یہ تھا کہ ہاروت و ماروت دو فرشتے تھے جن کو اللہ نے جادو سکھانے کے لئے دنیا میں بھیجا تھا اور جادو میں غیر اللہ ہی کو پکارا جاتا ہے۔ تو جب خود اللہ نے غیر اللہ کی پکار کی تعلیم کیلئے فرشتوں کو بھیجا تو پھر یہ کیوں ناجائز ہے تو اللہ تعالیٰ نے رکوع ۲ میں قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ الخ سے شبۂ اولیٰ کا جواب اور لَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ تا وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا سے شبۂ ثانیہ کا جواب اور وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ سے شبۂ ثالثہ کا جواب دیا۔

جب یہود کے شبہات کا تسلی بخش رد کر دیا گیا اور اب انہیں انکار دعویٰ کی کوئی وجہ نظر نہ آئی تو اب انہوں نے یہ سازش کی کہ مسلمانوں میں مل جل کر رہیں اور خفیہ طور پر ان میں موہم شرک الفاظ داخل کریں تاکہ آہستہ آہستہ غیر شعوری طور پر مسلمان پھر سے شرک میں مبتلا ہو جائیں۔ چنانچہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہود کی اس سازش سے آگاہ فرمایا اور مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ پیغمبر علیہ السلام کو "رَاعِنَا" کہنا چھوڑ دیں کیونکہ یہ لفظ یہودیوں نے اپنی خفیہ سازش کے تحت مسلمانوں میں رائج کیا تھا تاکہ ان کے ذہن میں یہ تصور پیدا ہو جائے کہ خدا کا پیغمبر بھی نگہبان ہے اور اس طرح وہ پھر شرک کی دلدل میں پھنس جائیں کیونکہ رَاعِنَا راعاۃ سے ہے جس کے معنی نگہبانی کرنے کے ہیں اور رَاعِنَا کے معنی ہوں گے نگہبانی کر تو اللہ تعالیٰ نے اس کی جگہ اُنْظُرْنَا کہنے کا حکم دیدیا۔ آخر میں فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا سے یہ فرمایا کہ اہل کتاب ضد و عناد اور بغض و حسد میں اس حد تک آگے بڑھ چکے ہیں کہ وہ کبھی مانیں گے نہیں۔ اس لئے جب تک اللہ کی طرف سے جہاد کا حکم نہیں آتا۔ اس وقت تک صبر و تحمل اور درگذر سے کام لو۔

اس کے بعد یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب کی پانچ معاندانہ باتوں کا شکوہ کرکے ان کا جواب دیا ہے۔ **پہلا شکوہ**۔ یہود و نصاریٰ کا دعویٰ تھا کہ ان کے سوا جنت میں کوئی نہیں جائیگا تو اللہ تعالیٰ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ سے اس کا جواب دیا۔ **دوسرا شکوہ**: یہودی کہتے تھے عیسائیوں کا دین باطل ہے اور عیسائی کہتے یہودیوں کا دین باطل ہے كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ (ع ۱۳) سے اس کا جواب دیا۔ **تیسرا شکوہ** مشرکین اللہ کے گھر میں خدا کی توحید بیان کرنے اور خالص اسے ہی پکارنے سے منع کرتے تھے جیسا کہ مقام حدیبیہ میں مشرکین مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کو بیت اللہ میں داخل ہونے سے روکا۔ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ الخ سے اس کا جواب دیا ہے۔ **چوتھا شکوہ**۔ یہودی کہتے حضرت عزیر خدا کا بیٹا اور اس کا نائب ہے، عیسائی حضرت عیسیٰ کو اور مشرکین فرشتوں کو خدا کی اولاد بناتے اور انہیں کارسازی میں اللہ کے نائب سمجھتے تھے۔ سُبْحٰنَهٗ ۭ بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ سے اس کا جواب دیا۔ **پانچواں شکوہ**: مشرکین کہتے تھے کہ اللہ ہم سے کیوں ہمکلام نہیں ہوتا۔ اگر وہ براہ راست ہم سے باتیں کرے تو ہم مان لیں گے كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ سے اس کا جواب دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر وقت یہ فکر رہتی تھی کہ مشرکین اور اہل کتاب ایمان لے آئیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو تسلی دی کہ آپ کا فرض صرف یہ ہے کہ آپ ان تک دعوت توحید پہنچا دیں باقی منوانا آپ کا کام نہیں اور اگر آپ یہ چاہیں کہ یہود و نصاریٰ آپ سے خوش ہو جائیں تو وہ تو صرف اس شرط پر آپ سے خوش ہوں گے کہ آپ ان کا دین قبول کریں اور ان کی خواہشات کی پیروی کریں۔ اس کے بعد وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ میں بطور زجر فرمایا کہ اللہ کی طرف سے علم اور وحی آجانے کے بعد اگر آپ نے ان کی خواہشات کی پیروی کرلی تو پھر آپ کو بھی خدا سے بچانے والا کوئی نہیں۔

ابتداء سورت میں دعوائے توحید کو الَّذِيْ خَلَقَكُمْ سے عقلی دلیل لا کر ثابت کیا گیا تھا۔ اب یہود کے حالات بیان کرنے کے بعد الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ سے دعوی توحید پر نقلی دلیل پیش کی گئی ہے کہ یہود میں جو

علماء ربانیین ہیں وہ اس دعوی کو مانتے ہیں۔ اس کے بعد یٰبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اذۡکُرُوۡا (رکوع ۱۵) سے بنی اسرائیل کو دوبارہ یاددہانی کرا کر توحید کی بحث کو ختم کر دیا ہے۔ آگے رسالت کی بحث ہے۔

اس کے بعد پندرھویں رکوع میں وَاِذِ ابۡتَلٰۤی اِبۡرٰہٖمَ رَبُّہٗ سے بائیسویں رکوع میں وَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُتَّقُوۡنَ تک رسالت کا بیان ہے پہلے بطور تمہید حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کیا ہے جنہیں مشرکین عرب اور یہود و نصاریٰ اپنا روحانی و جسمانی باپ سمجھتے تھے یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام جو بڑے پایہ کے پیغمبر تھے، جو ہر آزمائش میں پورے اترے اور جنہوں نے خانہ کعبہ تعمیر کیا تھا۔ انہوں نے ہی اللہ سے دعا مانگی تھی کہ اے اللہ مکہ میں ایک رسول بھیجنا۔ اب وہ رسول آگیا ہے اور اس رسول نے کوئی نیا دعوی نہیں کیا بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جو تمام پیغمبر کہتے چلے آئے ہیں اس کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں۔ ہم صرف خدا ہی کی عبادت کرینگے اور صرف اسے ہی پکارینگے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہود و نصاریٰ کے تین غلط پروپیگنڈوں کا جواب بھی دیا ہے۔ پہلا پروپیگنڈہ ان کا یہ تھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام وفات کے وقت وصیت کر گئے ہیں کہ وفات کے بعد ان کو پکارا کرنا تو اللہ تعالیٰ نے اَمۡ کُنۡتُمۡ شُہَدَآءَ سے اس کا رد فرمایا۔ دوسرا پروپیگنڈہ وہ یہ کرتے تھے۔ یہودی کہتے تھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسےٰ علیہ السلام تک تمام پیغمبر یہودی تھے اور عیسائی کہتے تھے کہ وہ عیسائی تھے اس لئے ان کا دعوی تھا کہ ہدایت صرف یہودیت اور نصرانیت ہی میں منحصر ہے۔ اور اس طرح وہ لوگوں کو اپنے دین کی طرف بلاتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے قُلۡ بَلۡ مِلَّۃَ اِبۡرٰہٖمَ حَنِیۡفًا اور قُلۡ ءَاَنۡتُمۡ اَعۡلَمُ اَمِ اللّٰہُ سے اس کا جواب دیا۔ تیسرا پروپیگنڈا ان کا یہ تھا ہم انبیاء علیہم السلام کی اولاد ہیں اس لئے ہم پر کچھ مواخذہ نہیں ہوگا۔ اور ہم ان کے طفیل جنت میں چلے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ نے تِلۡکَ اُمَّۃٌ قَدۡ خَلَتۡ سے تاکیداً دو دفعہ ان کے اس نظریے کی تردید فرمائی۔

صم کا اور اس کے متبعین کا دعوی یہ ہے کہ

اس کے بعد مشرکین عرب اور یہود کی طرف سے حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر دو شبہات وارد کئے جاتے تھے ان کا جواب دیا ہے۔ پہلا شبہہ یہ تھا کہ تمام انبیاء بنی اسرائیل کا قبلہ صدیوں سے بیت المقدس چلا آرہا ہے اور یہ پیغمبر ۱۶ ۱/۲ ماہ اسکی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھتا رہا لیکن اب اس نے خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنی شروع کر دی ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ انبیاء بنی اسرائیل کا مخالف ہے یا اس پر اصل قبلہ مشتبہ ہوگیا ہے اور وہ حیران و سرگردان ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس شبہ کے جواب میں تحویل قبلہ کی چار علتیں بیان فرمائی ہیں۔ دو اجمالی اور دو تفصیلی۔ لِلّٰہِ الۡمَشۡرِقُ وَالۡمَغۡرِبُ الخ سے پہلی اجمالی علت بیان کی کہ تمام سمتیں اللہ کی ہیں وہ جس طرف چاہے منہ کرنے کا حکم دے۔ اِنَّ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ سے دوسری اجمالی علت بیان فرمائی کہ علماء یہود اور اہل کتاب خوب جانتے ہیں کہ آخری پیغمبر کا قبلہ خانہ کعبہ ہوگا اگرچہ اب کتمان حق کر رہے ہیں اور وَمَا جَعَلۡنَا الۡقِبۡلَۃَ الَّتِیۡ کُنۡتَ عَلَیۡہَاۤ سے پہلی تفصیلی علت بیان فرمائی کہ تحویل قبلہ سے مخلص اور غیر مخلص کا امتحان مقصود ہے۔ اور لِئَلَّا یَکُوۡنَ لِلنَّاسِ عَلَیۡکُمۡ حُجَّۃٌ میں دوسری تفصیلی علت بیان فرمائی کہ تحویل قبلہ کا حکم تورات و انجیل میں مذکور ہے۔ اگر تحویل کا حکم نہ آتا تو اہل کتاب کو ایک عذر ہاتھ آجاتا اس کے بعد مومنوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اللہ کا شکر بجالائیں جس نے ان کو آخری اور ذو قبلتین (دو قبلوں والے) پیغمبر کی امت ہونے کا شرف بخشا ہے۔ دوسرا شبہہ ان کا یہ تھا بلکہ بعض نو مسلموں کے دل میں بھی یہ خیال گذرا کہ صفا و مروہ پر تو آج تک بتوں کی پوجا ہوتی رہی ہے اب یہاں حج کے موقع پر اللہ کی عبادت کرنے کا حکم دیا گیا ہے حالانکہ یہ جگہ اس قابل نہیں ہے تو اِنَّ الصَّفَا وَالۡمَرۡوَۃَ مِنۡ شَعَآئِرِ اللّٰہِ (رکوع ۱۹) سے اس کا جواب دیا کہ صفا و مروہ تو اللہ کے دین کی یادگاروں میں سے ہیں اور اب بتوں سے پاک ہو چکی ہیں اس لئے اب وہاں بے کھٹکے اللہ کی عبادت کرو۔ دونوں شبہات کے درمیان یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَعِیۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَالصَّلٰوۃِ سے مسلمانوں کو صبر و استقلال کی تلقین فرمائی۔ ممکن ہے کہ تحویل قبلہ کے بعد اہل کتاب و مشرکین سے مخالفت بڑھ جائے اور تمہیں ان کی طرف سے مالی و جانی نقصان برداشت کرنا پڑے اس لئے تم صبر کرنا اور ثابت قدم رہنا۔ ازالۂ شبہات کے بعد اِنَّ الَّذِیۡنَ یَکۡتُمُوۡنَ سے وَلَا ہُمۡ یُنۡظَرُوۡنَ تک علمائے اہل کتاب کو زجر فرمایا جو حق کو چھپاتے تھے یا اس کا انکار کرتے تھے۔ آگے وَاِلٰـہُکُمۡ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ سے اس دعوی توحید کا ذکر فرمایا جس کے کتمان و انکار پر اہل کتاب کو زجر کیا گیا پھر دعوی کو دلیل عقلی سے ثابت کرنے کے بعد وَمَا ہُمۡ بِخٰرِجِیۡنَ مِنَ النَّارِ تک ان لوگوں کے لئے تخویف اخروی ہے جو دعوی توحید کو نہیں مانتے اور محبت و بندگی کا جو تعلق انہیں خدا سے رکھنا چاہیئے وہ ایسا تعلق غیر اللہ سے قائم کئے ہوئے ہیں اس کے بعد تمثیلاً اس تعلق کا مختصر بیان ہے جس میں دو چیزیں مذکور ہیں۔ اول تحریمات عبادیا تحریمات غیر اللہ یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ کُلُوۡا سے اِنۡ کُنۡتُمۡ اِیَّاہُ تَعۡبُدُوۡنَ (رکوع ۲۱) تک اس کا بیان کہ یہ بحیرے اور سائبے وغیرہ جو تم نے اپنی طرف سے حرام کر رکھے ہیں، یہ حرام نہیں ہیں بلکہ حلال و طیب ہیں۔ انہیں کھاؤ اور اپنی طرف سے کسی حلال چیز کو حرام مت ٹھہراؤ۔ دوم نذر غیر اللہ اس کا ذکر اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیۡکُمُ الۡمَیۡتَۃَ سے کیا کہ جو چیزیں غیر اللہ کی خوشنودی کیلئے ان کے نام پر بطور نذر و نیاز دیتے ہو یہ حرام ہیں اور اس کے ساتھ تین اور محرمات کا ذکر بھی فرمایا۔ آگے اِنَّ الَّذِیۡنَ یَکۡتُمُوۡنَ سے شِقَاقٍۢ بَعِیۡدٍ تک ان لوگوں کے لئے زجر اور تخویف اخروی ہے جو حق بات بیان نہیں کرتے۔ اور غیر اللہ کی نذر و منت اور دیگر باطل طریقوں سے لوگوں کا مال کھاتے ہیں۔

تحویل قبلہ کے بعد یہود و نصاریٰ نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے خلاف معاندانہ پروپیگنڈہ تیز تر کر دیا اور ہر ایک نے نیکی اور عمل صالح کو اپنے ہی قبلے کی پیروی میں منحصر کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے لَیۡسَ الۡبِرَّ اَنۡ تُوَلُّوۡا سے اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُتَّقُوۡنَ تک اس کا جواب دیا کہ اصل نیکی مخصوص سمتوں کی پابندی نہیں ہے بلکہ اصل نیکی تو خالص ایمان اور عمل صالح ہے۔ جو شخص ایمان لائے، شرک سے بچے اور نیک اعمال بجالائے اصل میں نیک اور متقی تو وہ ہے یہاں تک حصہ اول ختم ہوا۔ آگے حصہ دوم شروع ہوتا ہے جس میں جہاد فی سبیل اللہ اور انفاق فی سبیل اللہ کا بیان ہے۔ جہاد فی سبیل اللہ صرف وہی قوم کر سکتی ہے۔ جو آپس میں منظم ہو اور جس کا اندرونی نظم و نسق درست ہو۔ اس لئے جہاد کے ساتھ ساتھ امور انتظامیہ کا ذکر کیا گیا ہے اور ان کے بارے میں اسلامی طرز عمل کی وضاحت کی گئی ہے اور امور انتظامیہ کے بارے میں اسلامی احکام کی پابندی صحیح طور پر صرف اسی صورت میں ہو سکتی ہے جبکہ انسان کے باطن کی اصلاح ہو جائے اور اس کی طبیعت میں صلاح و تقویٰ کی خوبیاں پیدا ہو جائیں اس لئے امور انتظامیہ کے دوش بدوش امور مصلحہ کا ذکر کیا گیا ہے اور امور انتظامیہ کا ذکر تین جگہ آیا ہے۔ پہلے یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الۡقِصَاصُ سے حکم قصاص اور کُتِبَ عَلَیۡکُمۡ اِذَا حَضَرَ سے حکم وصیت اور پھر رکوع ۲۳ میں وَلَا تَاۡکُلُوۡۤا اَمۡوَالَکُمۡ بَیۡنَکُمۡ بِالۡبَاطِلِ سے ناحق مال غیر کھانے، رشوت اور ناجائز مقدمہ بازی سے ممانعت فرمائی۔ اس کے بعد آگے چل کر پھر امور انتظامیہ کا بیان فرمایا۔ وَلَا تَجۡعَلُوا اللّٰہَ عُرۡضَۃً (رکوع ۲۸) سے قسم کے احکام اور لِلَّذِیۡنَ یُؤۡلُوۡنَ سے ایلاء کے اور وَالۡمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصۡنَ سے لَعَلَّکُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ (رکوع ۳۱) تک نکاح و طلاق، عدت و رجعت، رضاعت اور بیوی سے حسن معاشرت کے احکام بیان فرمائے ہیں۔ اور پھر رکوع ۳۹ میں اِذَا تَدَایَنۡتُمۡ بِدَیۡنٍ سے ادھار پر خرید و فروخت، باہمی لین دین اور شہادت وغیرہ کے احکام بیان فرمائے ہیں۔ ان امور انتظامیہ کے درمیان تین امور مصلحہ بیان کئے گئے ہیں۔ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ سے روزہ، اَتِمُّوا الۡحَجَّ وَالۡعُمۡرَۃَ لِلّٰہِ (رکوع ۲۴) سے حج اور حٰفِظُوۡا عَلَی الصَّلَوٰتِ (رکوع ۳۱) سے نماز کا حکم دیا ہے۔

تین امور انتظامیہ اور ایک امر مصلح کے بعد وَقَاتِلُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ (رکوع ۲۴) سے جہاد کا حکم نازل فرمایا اور ساتھ ہی وَاَنۡفِقُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ سے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم دیا۔ کیونکہ انفاق کے بغیر کوئی جہاد نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یُّعۡجِبُکَ (رکوع ۲۵) سے اَلَاۤ اِنَّ نَصۡرَ اللّٰہِ قَرِیۡبٌ (رکوع ۲۶) تک مختلف طریقوں سے جہاد کی ترغیب دی ہے۔ اس کے بعد

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ سے انفاق کا بیان دہرایا ہے اور پھر كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ سے جہاد کا حکم دیا ہے اس کے بعد رکوع ۲۷ میں اشہر الحرم میں قتال کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیا ہے کہ ان عزت والے مہینوں میں قتال واقعی بڑا گناہ ہے لیکن لوگوں کو توحید سے اور مسجد حرام میں اللہ کی خالص عبادت سے روکنا اور کفر و شرک پھیلانا اس سے بھی بڑا گناہ ہے اس لئے بڑے گناہ اور فساد کو روکنے کے لئے ان مہینوں میں قتال جائز ہے چونکہ اشہر الحرم میں قتال کی دو جہتیں تھیں۔ ایک جواز کی اور ایک عدم جواز کی۔ اس لئے اسی مناسبت سے پانچ ذوجہتین مسائل اس کے بعد اور بیان فرمائے ہیں (۱) شراب اور جوا (۲) انفاق (۳) یتیم کا خرچ اپنے ساتھ رکھنا (۴) نکاح اہل شرک (۵) حائضہ بیوی سے مجامعت پھر اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا میں اسرائیلیوں کا ایک واقعہ بیان کیا ہے جو موت سے بھاگے تھے لیکن پھر بھی موت سے نہ بچ سکے اس کے بعد قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ سے دوبارہ جہاد کا حکم دیا اور مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ سے انفاق کی ترغیب دی۔ اس کے بعد اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ سے ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ تک بھی جہاد کی ترغیب ہے۔ اس میں بیان کیا ہے کہ اللہ پر بھروسہ رکھنے والی اور اس کی توحید قائم کرنے والی چھوٹی سی جماعت بھی بڑی جماعت پر غالب آسکتی ہے اس کے بعد يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا سے انفاق کا حکم ہے اور پھر اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سے الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ تک دعویٰ توحید سے دلیل عقلی کو دہرایا ہے جس کی خاطر جہاد اور انفاق مشروع کئے گئے ہیں۔ اس کے بعد دو قاعدے بیان فرمائے ہیں۔ **پہلا قاعدہ** ایمان والوں کے دلوں میں اگر شبہات پیدا ہو جائیں تو اللہ ان کے شبہات دور کر کے توحید کا راستہ ان کے لئے واضح کر دیتا ہے اس کا بیان اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سے يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ (رکوع ۳۴) میں ہے۔ **دوسرا قاعدہ**۔ جو لوگ عناداً حق چھپائیں شیطان ان پر مسلط ہو جاتا ہے اور انہیں اس حد تک گمراہ کر دیتا ہے کہ ان کے دلوں پر مہر جباریت لگ جاتی ہے۔ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا سے فِيْهَا خٰلِدُوْنَ تک اس کا ذکر ہے اس کے بعد ان دو قاعدوں پر لف و نشر غیر مرتب کے طور پر تین قصے متفرع فرمائے ہیں۔ نمرود کی سرکشی اور حضرت ابراہیمؑ سے اس کا مناظرہ۔ یہ دوسرے قاعدہ پر متفرع ہے اور اس کے بعد حضرت عزیر اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کے دونوں واقعے پہلے قاعدہ پر متفرع ہیں۔ یہاں تک تو جہاد کا بیان زیادہ تھا۔ اور انفاق کا کم۔ اب آگے انفاق کے اکثر پہلوؤں کا تفصیلی بیان ہے۔ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ (رکوع ۳۶) سے وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ (رکوع ۳۸) تک انفاق کا ذکر ہے۔ اس سلسلے میں مختلف طریقوں سے فی سبیل اللہ خرچ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ خرچ کرنے میں ریاکاری اور دکھلاوے سے بچنے اور محض خدا کی رضا جوئی کیلئے خرچ کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ صدقات و خیرات کے مستحق کون لوگ ہیں، خیرات کس طرح دینی چاہیئے، اللہ کی راہ میں کیسا مال خرچ کرنا چاہیئے، اور اس کے علاوہ بہت سے احکام متعلقہ انفاق بیان کئے گئے ہیں۔ اور ساتھ ہی سود کی حرمت اور سود خواروں کیلئے دنیوی و اخروی تخویفیں بیان کی گئی ہیں۔ اس کے بعد رکوع ۴۰ کی ابتداء میں لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ سے دعویٰ توحید کے اثبات میں چوتھی عقلی دلیل بیان فرمائی ہے جب پوری سورت میں دعویٰ توحید کو مختلف عقلی و نقلی دلائل سے ثابت کر دیا گیا اور یہ واضح ہو گیا کہ اللہ کے سوا کوئی پکارے جانے کے لائق نہیں اور اللہ کے سوا کوئی نذر و نیاز اور منت کا مستحق نہیں اور نہ ہی اس کے مقابلہ میں کوئی شفیع غالب ہے تو آخر میں اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ سے اعلان کر دیا کہ خدا کا رسول اور تمام مومنین نظریۂ توحید کو کما حقہٗ مان چکے ہیں۔ لہٰذا اب انہیں صرف اللہ ہی کو پکارنا چاہیئے۔ اسی ہی کے سامنے آہ و زاری کرنی چاہیئے اور اسی ہی سے اپنی امیدیں وابستہ کر کے دعا و التجا کرنی چاہیئے۔ اس لئے سورت کے اختتام پر اللہ سے دعا مانگنے اور اسے پکارنے کا طریقہ تعلیم کیا گیا ہے۔

مختصر خلاصہ

سورۂ بقرہ کا مختصر خلاصہ یہ ہے کہ اس کے دو حصے ہیں حصہ اول ابتداء سورت سے وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ (رکوع ۲۲) تک ہے اور دوسرا حصہ وہاں سے سورت کے آخر تک۔ حصہ اول میں دو مضمون بیان کئے گئے ہیں۔ توحید اور رسالت۔ ابتدائے سورت سے وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ (ع ۱۵) تک توحید اور وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ سے حصہ اول کے آخر تک رسالت کا بیان ہے۔ گویا کہ پہلا حصہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی تشریح ہے۔ دوسرے حصہ میں مسلمانوں کے ظاہر و باطن کی اصلاح کے طریقے، اور اندرونی نظام کو درست کرنے کے لئے امور انتظامیہ بیان فرما کر مشرکین کے مقابلہ میں انہیں جہاد اور انفاق کا حکم دیا گیا ہے گویا کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی خاطر مشرکین سے جہاد کا حکم فرمایا گیا ہے

سورت کی روح دینی اور دنیوی لحاظ سے منظم ہو کر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی خاطر مشرکین سے جہاد کرو۔

حصہ اوّل

(۱) تمہید (۲) توحید اور اس کے متعلقات (۳) رسالت اور اس کے متعلقات

تمہید ۔ تمہید میں دو باتیں بیان کی گئی ہیں۔ اول یہ کہ جس ہدایت کی تمہیں طلب ہے وہ تمہیں کہاں سے ملے گی۔ دوم اس ہدایت کے رد و قبول کے اعتبار سے لوگوں کی مختلف جماعتوں کا ذکر۔ قدیم سے قدرت کا یہ قانون ہے کہ جب کوئی داعی حق دعوت دین پیش کرتا ہے تو لوگ دو حصوں میں بٹ جایا کرتے ہیں۔ کچھ ماننے والے اور کچھ نہ ماننے والے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ (نمل ع ۴) اس کے بعد اگر اہل حق کو دنیوی اقتدار بھی حاصل ہو جائے تو نہ ماننے والوں میں ایک خوشامدیوں کا گروہ پیدا ہو جاتا ہے جو ظاہر میں درست مگر باطن میں خطرناک دشمن ہوتا ہے۔ اسی طرح دعوت توحید کے آخری علمبردار حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے دین حق کی دعوت پیش کی تو حضرت ابوبکر صدیق، حضرت خدیجہ، حضرت علی، حضرت زیدؓ اور دوسرے جان نثاروں نے آگے بڑھ کر آپ کی دعوت پر لبیک کہا۔ دوسری طرف ابولہب، ابوجہل، عتبہ، شیبہ اور ولید وغیرہ آپ کی مخالفت پر کمربستہ ہو گئے۔ پہلی جماعت آپ کی صداقت اور آپ کے لائے ہوئے دین کی حقانیت پر دل و جان سے ظاہرًا و باطنًا ایمان رکھتی تھی۔ یہ مومنین کی جماعت کہلائی۔ دوسری جماعت سرًّا و علانیۃً آپ کی نبوت اور صداقت کی منکر تھی یہ کفار کی جماعت کہلائی۔ ہجرت کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مادی قوت اور دنیوی اقتدار سے بھی سرفراز فرما دیا تو اب کافروں میں ایک اور گروہ پیدا ہو گیا۔ یہ لوگ مادی فوائد اور دنیوی مصالح کی خاطر دورنگی چال چلنے لگے۔ یہ لوگ مسلمانوں کے سامنے اسلام کا اظہار کرتے اور اسلام کے ظاہری احکام بجالاتے مگر باطن میں دوسرے کافروں کی طرح کفر و شرک اور انکار و عناد کی نجاستوں سے ملوث اور آلودہ تھے۔ یہ منافقین کا گروہ تھا۔ ان کا حال یہ تھا کہ جب مسلمانوں کی معیت میں کوئی دنیوی نفع دیکھتے تو ان کے ساتھ ہو لیتے اور ان سے کہتے ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ ہمیں بھی اپنے ساتھ چلنے دو (سورہ فتح ع ۲) اور جب سمجھتے کہ ان کی سنگت موت اور ہلاکت کے مرادف ہے تو کہنے لگتے ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ کہ ہمیں پیچھے رہنے والوں کے ساتھ رہنے دو (سورہ توبہ ع ۱۱) اور لنگڑے بہانے بنانے لگتے اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ کہ جی ہمارے گھر اکیلے ہیں۔ (سورہ احزاب ع ۲)

اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں دعوت توحید پیش کرنے سے پہلے ان تینوں جماعتوں کا ذکر کر دیا ہے اور ساتھ ہی ان کے اوصاف اور ان کا انجام بھی بیان فرما دیا ہے تاکہ دعوت توحید کو قبول کرنے اور اسے رد کرنے کے نتائج و عواقب سامنے آجائیں اور انسان رد و قبول کے سلسلے میں سوچ سمجھ کر قدم اٹھائے۔

امرِ اوّل

جس ہدایت کے تم طالب و متلاشی ہو وہ تمہیں خدا کی کتاب میں ملے گی۔ ۱؎ یہ حروفِ مقطعات میں سے ہیں جو قرآن مجید کی انتیس سورتوں کی ابتدا میں آئے ہیں، مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ان حروف کے ان سورتوں کی ابتدا میں ذکر کرنے کی حکمتیں، ان کے ظاہری معانی اور ان کی تمثیلات بیان فرمائی ہیں۔ مفسرین کرام نے جو کچھ بیان کیا ہے اسے ان حروف مقطعات کے حقیقی معانی اور مرادات الٰہی تو نہیں کہا جا سکتا زیادہ سے زیادہ انہیں فوائد سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ یہ حروف بے معنیٰ اور مہمل نہیں ہیں ان سے مراد خداوندی متعین ضرور ہیں لیکن اس کا بھید اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔ ہذا علم مستور و سر محجوب استاثر اللہ تبارک و تعالیٰ بہ (تفسیر کبیر ص۲۲۷ ج ۱، روح المعانی بمعناہ ص۱۰۲ ج ۳) خلفائے راشدین اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے یہی منقول ہے۔ اسی طرح عامر شعبی، سفیان ثوری، ربیع بن خثیم، ابن حبان اور ابوبکر انباری رحمہم اللہ تعالیٰ بھی اسی کے قائل ہیں (قرطبی ص۱۵۴ ج ۱، ابن کثیر ص۳۶ ج ۱، بیضاوی ص۶) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ لکل کتاب سر و سر القرآن اوائل السور (روح المعانی ص۱۰۰ ج ۱، تفسیر کبیر ص۲۲۷ ج ۱) یعنی ہر کتاب کا ایک بھید ہوتا ہے اور قرآن کا بھید سورتوں کے ابتدائی حصے یعنی حروف مقطعات ہیں۔ امام شعبی فرماتے ہیں۔ سر اللہ تعالیٰ فلا تطلبوہ (روح المعانی ص۱۰۰ ج ۱، تفسیر کبیر ص۲۲۷ ج ۱) یعنی یہ حروفِ مقطعات اللہ تعالیٰ کا بھید ہیں ان کے پیچھے مت پڑو۔

سورتوں کی ابتدا میں ان حروف کے ذکر کرنے میں جو حکمتیں مفسرین کرام نے بیان کی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ اعمالِ شرعیہ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جن کی حکمت اور علت ہماری سمجھ میں آ سکے، جیسے نماز، روزہ، اور زکوٰۃ۔ یہ بات بخوبی سمجھ میں آ سکتی ہے کہ نماز میں قیام اور رکوع و سجود وغیرہ کے ذریعے اپنے مالک اور آقا کے سامنے انتہائی عاجزی اور بے چارگی کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔ روزہ سے شہوات نفسانیہ کو کمزور کر کے روحانی پاکیزگی حاصل کی جاتی ہے۔ بھوک کے تجربہ سے غریبوں اور بھوکوں کے ساتھ ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور زکوٰۃ کے ذریعے ضرورت سے زائد دولت سوسائٹی کے معذور اور محتاج طبقہ میں تقسیم کر کے ان کی ضروریات کو پورا کیا جاتا ہے۔ دوسری قسم ان اعمال کی ہے جن کی حکمت اور علت ہماری سمجھ سے بالا تر ہے مگر ہم ایسے اعمال بجا لانے کے مکلف ہیں جیسا کہ افعالِ حج ہیں مثلاً صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا (دوڑنا) طواف میں رمل کرنا (کندھوں کو ہلا کر چلنا) اور جمرات پر سنگریزے پھینکنا۔ کمالِ انقیاد اور تسلیم اسی کا نام ہے کہ احکم الحاکمین کے ہر حکم کی تعمیل کی جائے خواہ اس کی علت سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ بلکہ اطاعت کرنے کے لئے علت دریافت کرنا بے ادبی میں داخل ہے۔

اعمالِ شرعیہ کی طرح اقوال کی بھی دو قسمیں ہیں ایک تو وہ ہیں جن کا مفہوم ہماری سمجھ میں آ سکتا ہے۔ ایسے اقوال کے پڑھنے، ان کے معانی میں غور و فکر کرنے اور ان کے مطابق عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور کچھ اقوال ایسے ہیں جن کا مفہوم ہماری عقل و فہم سے ماوراء ہے مگر ہمیں ان کے حق ماننے اور پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے (تفسیر کبیر تفصیل ص۱۳۳ ج ۱) سورۂ آلِ عمران کی اس آیت کا یہی مطلب ہے۔ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاۗءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاۗءَ تَاْوِيْلِهٖ ۚ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ۔ (ترجمہ) وہ ایسا ہے جس نے تم پر کتاب نازل کی جس کا ایک حصہ وہ آیتیں ہیں جو محکم ہیں (یعنی ان کا مطلب واضح اور ظاہر ہے) یہی آیتیں (اس) کتاب کا اصلی مدار ہیں۔ اور اس میں کچھ آیتیں ایسی ہیں جن کی مراد مشتبہ ہے تو جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ (دین میں) شورش ڈھونڈنے اور اس کا مطلب تلاش کرنے کی غرض سے اسی کے پیچھے ہو لیتے ہیں جس کی مراد مشتبہ ہے حالانکہ اس کا مطلب بجز اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا۔ جو لوگ علم (دین) میں پختہ کار ہیں وہ یوں کہتے ہیں کہ ہم اس پر (اجمالاً) یقین رکھتے ہیں (کہ) یہ سب ہمارے پروردگار کی طرف سے ہیں۔ اور نصیحت صرف وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو اہل عقل ہیں۔

اس آیت سے صاف معلوم ہو گیا کہ قرآن مجید کی آیتیں دو قسم کی ہیں۔ ایک "محکمات" یعنی وہ جن کا مطلب معلوم اور مراد متعین ہے۔ ان کا حکم یہ ہے کہ ان کے مطابق عمل کرنا واجب ہے۔ دوسری "متشابہات" یعنی وہ جن کی مراد مشتبہ ہے، اللہ کے سوا ان کی صحیح مراد کسی کو معلوم نہیں۔ علمائے ربانیین کا متشابہات کے متعلق یہ عقیدہ ہے کہ وہ اللہ کی طرف سے ہیں لیکن ان کا اصل مقصد خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ متشابہات کی دو قسمیں ہیں قسم اول حروفِ مقطعات جو بعض سورتوں کی ابتداء میں آئے ہیں جیسے۔ الٓمّٓ۔ الٓرٰ۔ الٓمّٓرٰ۔ طٰهٰ۔ حٰمٓ وغیرہ (ابن کثیر ص۳۳۶ ج ۱، روح المعانی ص۹۳ ج ۳، خازن و معالم ص۲۲ ج ۱ و ص۲۶۹ ج ۱، قرطبی ص۱۵۴ ج ۱)۔ اور قسم دوم وہ الفاظ ہیں جن کے ظاہری اور لغوی معانی تو معلوم ہوں لیکن ان کی اصل مراد سوا اللہ کے کسی کو معلوم نہ ہو جیسے اللہ کی طرف يَدٌ (ہاتھ) وَجْهٌ (چہرہ) وغیرہ کی اضافت جیسے اَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ (سورہ بقرہ رکوع ۱۴) اور يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ (سورہ فتح رکوع ۱) ۲؎ اس آیت کریمہ میں ترکیب نحوی کی کئی صورتیں ہیں۔ (۱) ذٰلِكَ الْكِتٰبُ مبتدا اور لَا رَيْبَ فِيْهِ جملہ اس کی خبر ہو۔ (۲) ذٰلِكَ مبتدا ہو اور الکتٰب اس کی پہلی خبر اور لَا رَيْبَ فِيْهِ خبر بعد خبر ہو یا علیحدہ جملہ ہو۔ اس صورت میں الْكِتٰب کا الف لام حقیقت کیلئے ہوگا۔ اور ذٰلِكَ الْكِتٰبُ کا مطلب یہ ہوگا کہ کامل اور صحیح معنوں میں کتاب یہی (قرآن) ہے۔ (روح المعانی ص۱۰۵ ج ۱) یا الکتاب کا الف لام عہد کیلئے ہوگا۔ اور اس سے اشارہ اس کتاب کی طرف ہوگا جس کے نزول کی بشارت تورات و انجیل کے ذریعے یہود و نصاریٰ کو مل چکی تھی اور وہ جانتے تھے کہ بنی اسماعیل میں آخری نبی پیدا ہوگا۔ اور اس پر اللہ کی طرف سے کتاب نازل ہوگی (روح المعانی ص۱۰۵ ج ۱) مگر اس صورت میں لَا رَيْبَ فِيْهِ کو علیحدہ جملہ قرار دینا زیادہ موزوں ہوگا۔ اور ترجمہ یوں ہوگا کہ بے شک یہ وہی کتاب ہے یعنی جس کی بشارت انبیائے سابقین دے چکے ہیں۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ ای الکتٰب الذی اخبر الانبیاء المتقدمون بان اللہ تعالیٰ سینزلہ علی النبی المبعوث من ولد اسماعیل (تفسیر کبیر ص۳۶۳ ج ۱)

ترکیب ۱ و ۲ میں هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ میں دو احتمال ہیں یا تو یہ جملہ پہلے مبتدا کی خبر بعد خبر ہوگا یا علیحدہ جملہ ہوگا۔ اور اس کا مبتدا هُوَ محذوف ہوگا۔ ان دونوں ترکیبوں کی صورت میں لَا رَيْبَ فِيْهِ کا مطلب یہ ہوگا کہ اس کتاب کے اللہ کی طرف سے ہونے میں اور اس کے مضامین کی صحت اور واقعیت میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ یہاں نفسِ قرآن میں شک کی نفی مقصود ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ اس میں کسی فرد بشر کو شک نہیں کیونکہ کسی آدمی کا قرآنی مضامین کی صحت یا اس کے من عند اللہ ہونے میں شک کرنا اس کے اپنے قصور فہم کا نتیجہ ہے۔ یہ ریب اس کے اپنے فہم میں ہے نہ کہ قرآن میں۔ اس لئے یہاں مقصود یہ ہے کہ یہ کتاب فی نفسہٖ ہر قسم کے شک و ریب سے پاک ہے۔ اسکے دلائل واضح اور براہین قاہرہ نے اس میں کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں چھوڑی (قرطبی ص۱۵۹ ج ۱، مدارک ص۸ ج ۱، کبیر ص۲۴۲ ج ۱)

(۳) ذٰلِكَ الْكِتٰبُ مبتدا، لَا رَيْبَ فِيْهِ جملہ معترضہ برائے تاکید هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ خبر۔ اس صورت میں آیت کا ترجمہ یوں ہوگا۔ بے شک یہ کتاب ڈر والوں کے لئے سراپا ہدایت ہے۔ اس ترکیب کی صورت میں نہ ریب کے متعلق کوئی اشکال وارد ہوتا ہے اور نہ ہی کسی لفظ کو مقدر ماننے کی ضرورت ہے۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ اسی ترکیب کو ترجیح دیا کرتے تھے

یہاں ایک شبہ کیا جاتا ہے کہ قرآن مجید کی کئی دوسری آیتوں سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کتاب (قرآن) بلا تخصیص تمام انسانوں کے لئے ہدایت ہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے۔ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ (سورۂ بقرہ رکوع ۲۳) مگر اس آیت میں قرآن کے ہدایت ہونے کو متقی لوگوں کے ساتھ مخصوص کر دیا گیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ بلاشبہ قرآن تا قیامت تمام بنی آدم کے لئے ہدایت ہے۔ مگر چونکہ اس کی ہدایت سے فائدہ صرف وہی لوگ حاصل کر سکتے ہیں جن کے دلوں میں خوفِ خدا ہو اس لئے یہاں صرف متقین کا ہی ذکر کیا گیا ہے (تفسیر کبیر ص۲۶۳ جلد ۲، روح المعانی ص۱۱۱ جلد ۱) یا متقین سے مراد المنیبین الی اللہ الذین یتقون العند و یجتنبون العناد۔ یعنی جو لوگ اللہ کی طرف متوجہ اور راہِ حق کے طالب ہیں اور جب وہ ضد و عناد کو بالائے طاق رکھ کر نظرِ انصاف سے اس کتاب کا مطالعہ کریں گے تو ان پر یہ کتاب یقیناً ہدایت کی راہیں کھول دیگی اور ان کے دلوں کو ضرور نورِ ہدایت سے

روشن ومنور کر دے گی۔ کما قال اللہ تعالیٰ وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ (سورہ مومن رکوع ۲) وَيَهْدِیْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ (شوریٰ ۲) مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبٍ (سورۂ ق رکوع ۳) وَيَهْدِیْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ (رعد رکوع ۴) قال الشیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ

امر دوم

یعنی ہدایت کو قبول کرنے اور اس کو رد کرنے کے اعتبار سے لوگوں کی تین قسموں کا بیان

پہلی جماعت یعنی وہ لوگ جو ظاہر و باطن میں مسلمان ہیں۔ ان کی پانچ صفات بیان فرمائی ہیں **٤ھ** متقین کی پہلی صفت۔ یومنون ایمان سے ماخوذ ہے اور ایمان کے معنی دل سے ماننے اور تصدیق کرنے کے ہیں (قرطبی ص۱۶۲ ج ۱) اور غیب ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو حس وعقل کی رسائی اور دسترس سے ماوراء ہو۔ ما لا يقع تحت الشعور ولا تقتضيه بداهة العقل (روح المعانی ص۱۱۳ ج ۱) **وھو قول جمھور** المفسرین ان الغیب ھو الذی یکون غائبا عن الحاسۃ (تفسیر کبیر ص۲۵ ج ۱) اور یہاں **غیب** سے مراد وہ تمام چیزیں ہیں جن کا ادراک عقل وحس سے ناممکن ہے اور ان کے متعلق جو کچھ بھی معلوم ہے وہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اطلاع و اخبار ہی سے معلوم ہے۔ مثلاً ذات باری تعالیٰ، فرشتے، کتب سماویہ، انبیائے متقدمین علیہم السلام، احوال برزخ، علامات قیامت، حشر و نشر، صراط و میزان، جنت و دوزخ وغیرہ۔ کل ما اخبر بہ الرسول علیہ السلام مما لا تھتدی الیہ العقول من اشراط الساعۃ وعذاب القبر والحشر والنشر والصراط والمیزان والجنۃ والنار الخ (قرطبی ص۱۶۳ ج ۱) انہ ما اخبر بہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم فی حدیث جبریل علیہ السلام وھو اللہ تعالیٰ وملائکتہ ورسلہ والیوم الاخر والقدر خیرہ وشرہ الخ (روح المعانی ص۱۱۳ ج ۱، ابن کثیر ص۴۱ ج ۱، قرطبی ص۱۶۳ ج ۱، ابن جریر ص۷۴ ج ۱) تو آیت کا ماحصل یہ ہوا کہ وہ لوگ ان تمام امور کو جو ان کی عقل وفہم اور حس وادراک سے باہر ہیں، محض پیغمبر علیہ السلام کی اطلاع پر سچا مانتے اور ان کی تصدیق کرتے ہیں۔

یہاں ایک بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ عالم غیب کی تمام اشیاء اور ان سے متعلق احوال و کوائف مثلاً عالم برزخ اور ما بعد الحشر کی تفصیلات و کوائف کو مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کے مطابق ہی مانا جائیگا ظن وتخمین اور عالم شہادت پر قیاس کے ذریعے عالم غیب کی کوئی چیز ثابت نہیں کی جا سکتی۔ عالم غیب کے امور جو نصوص قطعیہ سے ثابت ہیں مثلاً عذاب قبر، حشر و نشر وغیرہ ان کا انکار کفر اور جو امور دلائل ظنیہ سے ثابت ہیں مثلاً زندوں کے بعض اعمال سے مُردوں کا منتفع ہونا (مثلاً ایصال ثواب) امت کے صلوٰۃ وسلام کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہنچنا، اور عالم برزخ میں ارواح کا اجساد مثالیہ میں متمثل ہو کر عبادات اور دیگر افعال بجا لانا وغیرہ ان کا انکار بدعت ہے اور وہ امور جن کی بنیاد محض ضعیف اور بالکل کمزور روایتوں پر ہو ان کے انکار سے ایمان میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا۔ ایسے امور کے رد وقبول میں قرآنی ارشادات اور صحیح روایتوں سے رہنمائی حاصل کی جائے گی۔ مُردوں کا سُننا، امت کے اعمال کا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے پیش ہونا وغیرہ ایسے ہی امور ہیں۔ اِن امور کی پوری تحقیق اپنی اپنی جگہ آئے گی۔ **٥ھ** متقی لوگوں کی دوسری صفت یہ ہے کہ وہ نماز قائم رکھتے ہیں۔ نماز قائم رکھنے سے اس کو اس کے تمام فرائض و واجبات، سنن ومستحبات اور حقوق و آداب کے ساتھ ادا کرنا مراد ہے۔ یاتون بھا بحقوقھا (تفسیر جلالین ص۴) عن ابن عباس اقامۃ الصلوٰۃ اتمام الرکوع والسجود والتلاوۃ والخشوع والاقبال علیھا فیھا وقال قتادۃ اقامۃ الصلوٰۃ المحافظۃ علی مواقیتھا ووضوءھا ورکوعھا وسجودھا (ابن کثیر ص۴۲ ج ۱) اقامتھا عبارۃ عن تعدیل ارکانھا وحفظھا من ان یقع خلل فی فرائضھا وسننھا وآدابھا (تفسیر کبیر ص۲۵ ج ۱) ان عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ نماز کی ایک ظاہری صورت ہے اور ایک باطنی حقیقت، ظاہری صورت تو یہ ہے کہ شرعی طریقہ کے مطابق نمازی کا بدن، اسکے کپڑے اور نماز پڑھنے کی جگہ پاک ہو۔ اور نماز کو اس کے تمام ظاہری ارکان و آداب کی شرعی حدود کی پابندی کرتے ہوئے ادا کیا جائے اور نماز کی باطنی صورت یہ ہے کہ نماز کو فریضۂ خداوندی سمجھ کر محض رضائے مولیٰ کی خاطر پورے خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کیا جائے اور نماز کے دوران نمازی کو اپنے دل کی توجہ کا مرکز بنایا جائے۔ خیالات فاسدہ اور وساوس شیطانیہ سے دل کو خالی اور پاک رکھا جائے۔ لہٰذا نماز کو ان تمام ظاہری اور باطنی حقوق کے ساتھ ادا کرنے کا نام اقامت صلوٰۃ ہے اور یہی متقین کی دوسری صفت ہے۔ اس صفت میں جس قدر کمال یا نقص ہوگا اسی قدر انقاء میں فرق پڑ جائے گا۔ **٦ھ** یہ متقین کی تیسری صفت ہے بعض مفسرین نے اس آیت سے " زکوٰۃ " مراد لی ہے مگر اکثر مفسرین نے کہا ہے کہ آیت اپنے عموم پر ہی محمول ہے اور تمام حقوق مالیہ کی ادائیگی کو شامل ہے خواہ وہ واجب ہوں یا غیر واجب، مثلاً زکوٰۃ، نفلی صدقہ، قربانی، اپنی ذات اور اہل وعیال پر خرچ وغیرہ۔ والاولی لتاویلات بالآیۃ واحقھا بصفۃ القوم ان یکون کانوا لجمیع اللازم فی اموالھم مؤدین زکوٰۃ کان ذلک او نفقۃ من لزمتہ نفقتہ من اھل وعیال وغیرھم ممن تجب علیھم نفقتہ بالقرابۃ والملک وغیر ذلک (ابن جریر ص۸۴ ج ۱، ابن کثیر ص۴۳ ج ۱) ویدخل فیہ انفاق الواجب کالزکوٰۃ والنذر والانفاق علی النفس وعلی من تجب نفقتہ علیہ والانفاق فی الجھاد اذا وجب علیہ والانفاق فی المندوب وھو صدقۃ التطوع ومواساۃ الاخوان وھذہ کلھا مما یمدح بھا (خازن ص۲۶ ج ۱) بلکہ آیت اس سے بھی زیادہ عموم کی متحمل ہے۔ لفظ " ما " اپنے عموم اور وسعت کی وجہ سے ان تمام انعامات کو شامل ہے جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطا فرمائے ہیں۔ خواہ مادی انعامات جیسے مال واولاد، دولت وثروت اور قوت وصحت وغیرہ۔ خواہ علمی جیسے علم وہنر، عقل وحکمت اور فہم وفراست وغیرہ۔ لہٰذا اپنی قوت وصحت اور اولاد کے ذریعے دوسروں کی مدد کرنا، علم وحکمت سکھانا، مفید اور مخلصانہ مشوروں سے تعاون کرنا یہ سب اس آیت کے تحت داخل ہیں (الانفاق) البذل من النعم الظاھرۃ والباطنۃ وعلم لا یقال بہ ککنز لا ینفق منہ (روح المعانی ص۱۱۸ ج ۱) وقال بعض المتقدمین فی تاویل قولہ تعالیٰ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ای مما علمناھم یعلمون (قرطبی ص۱۷۸ ج ۱) **٧ھ** یہ متقین کی چوتھی صفت ہے۔ اس آیت میں دو چیزوں کا ذکر ہے ایک وہ وحی جو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ دوسری وہ وحی جو پہلے پیغمبروں پر اتری۔ پہلے انبیاء علیہم السلام کی کتابوں پر ایمان لانے سے مراد صرف یہ ہے کہ انہیں اللہ کی طرف سے مانا جائے اور انہیں سچا سمجھا جائے ان پر عمل کرنا واجب نہیں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وحی پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اُسے حق اور من عند اللہ ماننے کے ساتھ ساتھ اس پر عمل بھی کیا جائے اور اپنی زندگی اس کی ہدایت کے مطابق بسر کی جائے۔ آپؐ کی وحی صرف قرآن مجید ہی میں منحصر نہیں بلکہ آپؐ کے تمام دینی ارشادات جو کتب احادیث میں موجود ہیں یہ سب وحی تھے تو جس طرح قرآن پر ایمان لانا ضروری ہے اسی طرح قرآن کے علاوہ دوسری وحی کو ماننا بھی فرض ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد وحی منقطع ہو چکی ہے اگر جاری ہوتی تو یہاں اس پر بھی ایمان لانے کا ذکر ضرور ہوتا۔ اس آیت میں جس ایمان کا ذکر ہے یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ کے الفاظ پورے عالم غیب پر حاوی تھے۔ مگر اس آیت میں عالم غیب کی صرف دو چیزوں کا خصوصیت سے ذکر کیا گیا ہے یعنی گذشتہ وحی اور موجودہ وحی پر ایمان لانا۔ تو اس تخصیص بعد التعمیم سے یہود ونصاریٰ میں سے جو لوگ ایمان لا چکے تھے ان کی عزت افزائی اور ان کی فضیلت کا اظہار مقصود ہے۔ (روح المعانی ص۱۲۰ ج ۱، تفسیر کبیر ص۲۵ ج ۱، تفسیر مظہری ص۲ ج ۱) **٨ھ** یہ متقین کی پانچویں صفت ہے۔ یہاں آخرت سے مراد دار آخرت یعنی قیامت ہے نہ کہ نبوت جیسا کہ منکرین ختم نبوت کا خیال ہے۔ چنانچہ دوسری آیت میں ارشاد ہے وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ط (عنکبوت ع ۷) قیامت پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ حشر و نشر، حساب وکتاب، جنت و دوزخ اور یوم قیامت کو جو کچھ ہونے والا ہے وہ سب کچھ مانتے اور اس کے وقوع پر یقین رکھتے ہیں۔

جو حقیقت میں وہ ایمان بالغیب ہی کا ایک شعبہ ہے۔

یہاں تک تو دعوتِ توحید کو قبول کرنے والوں اور کتاب ہدایت سے منتفع ہونے والوں کی صفات و علامات کا ذکر تھا۔ اب آگے ان صفات کا ثمرہ اور ان کے حاملین کی جزا کا بیان ہے۔

ف۵ دونوں جگہوں میں اولٰئک کا اشارہ مذکورہ بالا صفات کے حاملین کی طرف ہے۔ ای المتصفون بما تقدم من الايمان بالغيب واقام الصلوٰة والانفاق من الذى رزقهم (تفسیر ابن کثیر ص۴۴ ج ۱) ای الذین هذه صفتهم (تفسیر خازن ص۲۶ ج ۱) ای اهل هذه الصفة (معالم ص۲۶ ج ۱) یعنی جو لوگ مذکورہ صفات سے متصف ہیں دنیا میں وہ سیدھی راہ پر ہیں اور آخرت میں بھی انہیں خاطر خواہ کامیابی ہوگی۔ فان الهدى فى الدنيا والفلاح فى الاخرة (روح المعانی ص۱۲۵ ج ۱) اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مفلحون کا تعلق دنیا اور آخرت دونوں سے ہو (تفسیر ابن کثیر ص۴۴ ج ۱) یعنی سیدھی راہ پر چلنے اور کتاب ہدایت پر عمل کرنے کی وجہ سے وہ دنیا میں بھی کامیاب ہوں گے اور آخرت میں بھی اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ میں هُمْ ضمیر فصل ہے جو حصر اور تخصیص کے معنیٰ پیدا کرتی ہے۔ (تفسیر بیضاوی ص۸ تفسیر مظہری ص۲۲ ج ۱) معتزلہ نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ مرتکب کبیرہ مخلد فی النار ہے اور اس کے لئے نجات نہیں کیونکہ اس آیت نے فلاح کو مذکورہ صفات والے مومنوں میں محصور کر دیا ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ جن میں یہ صفات نہ ہوں وہ فلاح سے محروم رہینگے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں حصر مطلق فلاح کے اعتبار سے نہیں ہے بلکہ فلاح کامل کے اعتبار سے ہے۔ یعنی فلاح کامل تو صرف انہی لوگوں کے لئے مخصوص ہے جو مذکورہ صفات سے متصف ہوں گے۔ البتہ مطلق فلاح ان کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ جن لوگوں میں بعض عملی خامیاں ہونگی نجات و فلاح تو آخر ان کو بھی حاصل ہو جائے گی وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ه يدل على انهم الكاملون فى الفلاح فيلزم ان يكون صاحب الكبيرة غير كامل فى الفلاح (تفسير كبير ص۲۵۴) المراد المفلحون الكاملون فى الفلاح ويلزم منه عدم كمال فلاح من ليس منهم لا عدم الفلاح مطلقاً (تفسیر مظہری ص۲۳، تفسیر بیضاوی ص۸) یہاں تک تو ان لوگوں کا ذکر تھا جنہوں نے کتاب ہدایت کو دل و جان سے مانا اور اسے اپنی زندگی کا دستور العمل بنایا۔ اب آگے دوسری جماعت کا ذکر ہے

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۵ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
اور وہی ہیں مراد کو پہنچنے والے ف۵ بے شک جو لوگ (ضد اور عناد سے) منکر ہوئے
سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ
برابر ہے ان کو ف تو ڈرائے یا نہ ڈرائے وہ ایمان
لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۶ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى
نہ لاویں گے ف (کیونکہ) مہر کر دی اللہ نے ان کے دلوں پر اور ان
سَمْعِهِمْ ۭ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۡ وَّلَهُمْ
کے کانوں پر ف اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے اور ان کے لئے
عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۷ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ
بڑا عذاب ہے اور لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں
اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ
ہم ایمان لائے اللہ پر اور دن قیامت پر اور وہ ہرگز
بِمُؤْمِنِيْنَ ۝۸ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ
مومن نہیں دغا بازی کرتے ہیں اللہ سے یعنی ایمان
اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَ
والوں سے ف۱۲ اور درصل کسی کو دغا نہیں دیتے مگر اپنے آپ کو ف۱۳ اور
مَا يَشْعُرُوْنَ ۝۹ فِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ
نہیں سوچتے ف ان کے دلوں میں بیماری ہے پھر بڑھا دی
اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۢ بِمَا
اللہ نے ان کی بیماری اور ان کے لئے عذاب دردناک ہے اس بات
كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝۱۰ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ
جھوٹ کہتے تھے۔ ف۳ اور جب کہئے ان کو

ع ۱

وقف لازم

دوسری جماعت (کفار)

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے دعوتِ حق کو ظاہراً و باطناً ٹھکرا دیا، نہ دل سے مانا نہ زبان سے، بلکہ اپنی پوری طاقت سے اس کی مخالفت کی۔ ف اس آیت میں کفروا سے مراد مطلق کافر مراد نہیں ہیں کیونکہ نبی کریم علیہ السلام کی تبلیغ پر ہزاروں کافر ایمان لائے اور یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے بلکہ اس سے مراد خاص قسم کے کافر ہیں یعنی وہ لوگ جو حق کو اچھی طرح سمجھ چکے اور پہچان چکے ہوں مگر محض ضد اور عناد کی وجہ سے اس کا انکار کرتے ہوں۔ ضد و انکار کی وجہ سے ان کے ضمیر مردہ اور دل سیاہ ہو چکے ہیں اس لئے وعظ و نصیحت اور تبلیغ و انذار کا ان پر کوئی اثر نہیں ہو سکتا ای ستروا الحق عناداً (مدارک) مشرکین مکہ میں ابو جہل، ابو لہب، ولید بن مغیرہ وغیرہ اور یہود کے بعض علماء اور رؤساء مثلاً حی بن اخطب، کعب بن اشرف وغیرہ اسی قسم کے کافر تھے۔ (ابو السعود ص۲۹۳ ج ۱ قرطبی ص۱۸۴ ج ۱ نیشاپوری ص۱۴۴ ج ۱) جیسا کہ فرعون اور اس کی قوم کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا (نمل ع ۱) یہی حال مشرکین مکہ کا تھا۔ اور احبار یہود کے متعلق ارشاد ہے۔ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ (سورۂ بقرہ ع ۱۱) اور ءَاَنْذَرْتَهُمْ میں ہمزہ استفہام کے لئے نہیں ہے بلکہ تسویہ کے لئے ہے کیونکہ جو ہمزہ سواء، ما ادری، ما ابالی، لیت شعری وغیرہ کے بعد آئے وہ تسویہ کیلئے ہوتا ہے۔ اور علامت اس کی یہ ہے کہ مصدر اسکے مدخول کے قائم مقام ہو سکے (مغنی ابن ہشام ص۱۶ ج ۱) اور رضی شرح کافیہ ص۳۲۸ ج ۲) میں ہے ان الهمزة تستعمل مطرداً مع ام التسوية اور اَمْ اس آیت میں احد الامرین کے لئے نہیں بلکہ یہ اَمْ متصلہ ہے اور تسویہ کیلئے (رضی شرح کافیہ ص۳۶۲ ج ۲، مغنی ص۳۹ ج ۱) ترکیب نحوی ـــ الذین کفروا موصول مع الصلة اسم انّ، سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ بتاویل المصدر، مبتدا اور مؤخر اور یہ جملہ خبر انّ ہے (تفسیر مظہری ص۲۳ ج ۱، رضی ص۳۶۲ ج ۲) لَا يُؤْمِنُوْنَ جملہ مفسرہ ہے جو ما قبل کی تفسیر کرتا ہے جملة مفسرة لاجمال ما قبلها فيما فيه الاستواء

(تفسیر مظہری ص۲۳ ج ۱، روح المعانی ص۱۲۹ ج ۱) یعنی ان کافروں کے حق میں آپ کے انذار اور عدم انذار کے یکساں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان پر کوئی اثر نہیں ہوگا اور وہ ایمان نہیں لائیں گے یا لَا يُؤْمِنُوْنَ جملہ اِنَّ کی خبر ہے۔ اور سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ الخ درمیانی جملہ معترضہ ہے۔ او خبران والجملة قبلها اعتراض (روح المعانی ص۱۳۰ ج ۱، تفسیر مظہری ص۲۳ ج ۱، مدارک ص۱۳ ج ۱) آیت کا مفہوم دونوں صورتوں میں ایک ہی ہے۔ ۱۱ه یہ جملہ معللہ ہے اور ماقبل کی علت اور اس کا سبب بیان کر رہا ہے۔ اعلم انه تعالیٰ لما بین فی الأیة انهم لا یؤمنون اخبر فی هٰذه الأیة بالسبب الذی لاجله لم یومنوا وهو الختم (تفسیر کبیر ص۲۷ ج ۱) خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ استیناف تعلیلی لما سبق من الحکم (ابو السعود ص۲۹۸ ج ۱) اشارة الی برهان لمی للحکم السابق (روح المعانی ص۱۳۱ ج ۱) یعنی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے انذار کے باوجود ایمان نہیں لائیں گے۔ کیونکہ ان کے دلوں اور کانوں پر مُہر لگ چکی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑ چکا ہے۔ قبولِ حق کی تمام راہیں ان پر بند ہو چکی ہیں اس لئے اب وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ اور اس دولت سے ہمیشہ کے لئے محروم رہیں گے۔ اب یہاں ایک شبہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ہی نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر لگا دی اور ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔ اور اس طرح ان پر قبولِ ہدایت کی تمام راہیں روک دیں تو پھر اگر وہ ایمان نہیں لائے اور کفر پر مر گئے تو انہیں سزا کس قصور پر دی جائے گی؟ کیونکہ مُہر خداوندی کی وجہ سے وہ کفر پر مرنے پر مجبور تھے۔ لہٰذا یہ بات عدل وانصاف کے منافی ہے کہ ایسے لوگوں کو سزا دی جائے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ظالم نہیں ہے، وہ کسی کو بلا قصور سزا نہیں دیتا اس آیت میں ان کافروں کا جو انجام بیان کیا گیا ہے وہ خود ان کے اپنے اعمال کا نتیجہ ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا۔ دیکھنے سننے کیلئے اسے آنکھیں اور کان دیئے غور وفکر اور سوچ بچار کیلئے اسے دل ودماغ اور عقل وشعور کی دولت سے مالا مال فرمایا۔ ارشاد ہے۔ وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْئًا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (سورہ نحل رکوع ۱۱) پھر آفاق وانفس کے واضح اور روشن دلائل کے دفتر اس کے سامنے کھول دیئے تاکہ وہ اپنے حواس کے ذریعے ان میں غور وفکر کرکے حق وباطل میں امتیاز کر سکے۔ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ؕ (حم السجدہ رکوع ۶) اور پھر اسی پر ہی بس نہیں کی بلکہ سیدھی راہ دکھانے اور عقلی اور نقلی دلائل کے ساتھ حق سمجھانے کے لئے پیغمبر بھی بھیجے جنہوں نے دن رات اللہ کا پیغام انہیں سنایا اور ان کے تمام شبہات دور کرکے اللہ کی حجت ان پر قائم کی رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ (سورہ نساء رکوع ۲۳) لیکن اس کے باوجود کہ حق ان پر واضح ہو گیا۔ اور انہوں نے حق کو اچھی طرح پہچان لیا۔ انہوں نے حق کو نہ مانا بلکہ محض ضد وعناد کی وجہ سے کفر وانکار پر ڈٹے رہے۔ نہ آنکھوں سے کام لیا نہ کانوں سے۔ نہ عقل وشعور ہی کو استعمال کیا تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رفتہ رفتہ کفر وانکار ان کے رگ وریشہ میں سرایت کرکے ان کی طبیعت ثانیہ بن گیا۔ ان کے حواس بیکار ہو گئے اور حق کا احساس وشعور ہمیشہ کیلئے ان سے رخصت ہو گیا۔ اور ان پر گمراہی کی ایک ایسی تاریکی اور ظلمت چھا گئی کہ اب وہ اس سے باہر نہیں آسکتے۔ گمراہی کی اس کیفیت کو مُہر سے تعبیر کیا گیا ہے تو یہ مہر جو لگی ہے تو وہ قانونِ تکوینی کے تحت اپنے اسباب وعلل کی بنا پر لگی ہے۔ جب کوئی شخص حق کو پہچاننے کے بعد محض ضد وعناد کی وجہ سے اپنے ارادے اور اختیار سے کفر کو ایمان پر ترجیح دیتا ہے تو اس سے ایمان کی توفیق چھین لی جاتی ہے اور اس کے حواس بیکار ہو جاتے ہیں اور وہ جدھر جانا چاہے اسے ادھر ہی کو دھکیل دیا جاتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَآ اَبْصَارُهُمْ وَلَآ اَفْـِٕدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ اِذْ كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ (سورہ احقاف رکوع ۳) اور دوسری جگہ ارشاد ہے وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا (سورہ نساء رکوع ۱۷)

اس سے معلوم ہوا کہ ان کے حواس پر جہل لگنا، اور سعادتِ ایمان سے ان کی ابدی محرومی، یہ ان کے اپنے ہی اعمال کا نتیجہ ہیں۔ ان کے جحود وانکار اور ضد وعناد کی وجہ سے ان کے دلوں پر مُہر لگی ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ اس مہر کی وجہ سے انہیں کفر پر مجبور کیا گیا ہے۔ حضرت شیخ رَوَّحَ اللّٰهُ رُوْحَهٗ اسے "مُہر جبّاریت" سے تعبیر فرمایا کرتے تھے۔ اور عارفِ رومی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

ایں نہ جبر و معنیٔ جباریست معنی جباریت را زاری ست

اب یہاں ایک اور سوال باقی رہ جاتا ہے کہ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ میں مُہر لگانے کو اللہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ مہر لگنا ان کے اعمال کا نتیجہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اہل سنت کے نزدیک تمام افعالِ عباد کا خالق خدا تعالیٰ ہے اور ہر کام کیلئے فاعلِ مباشر اور سبب کا ہونا ضروری ہے اور کام کو چونکہ تینوں سے نسبت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے مخلوق ہونے کی نسبت، فاعل سے صدور کی اور سبب سے ترتب کی۔ اس لئے فعل کو تینوں کی طرف منسوب کیا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک شخص کو قتل وغارت گری کے جرم میں پھانسی دے دی جاتی ہے تو آج لوگ مختلف عبارتوں سے رائے زنی کریں گے۔ کوئی کہے گا "اللہ نے اس کا بیڑا غرق کر دیا" کوئی کہے گا "اس نے خود ہی اپنا خانہ خراب کر دیا" اور کوئی یوں گویا ہوگا کہ "بداعمالیاں اسے لے ڈوبیں" اپنی اپنی جگہ تینوں فقرے صحیح ہیں۔ جس نے اس مجرم کی تباہی کو خدا کی طرف منسوب کیا ہے اس کی ہرگز یہ غرض نہیں اور نہ ہی سامعین نے اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اس کی تباہی کا ذمہ دار اللہ تعالیٰ ہے اور وہ مجرم بری الذمہ اور بے قصور ہے بلکہ اس کی تباہی کو اللہ کی طرف اس لئے منسوب کیا گیا ہے کہ وہ خالق الافعال ہے۔ باقی رہی اس کی تباہی تو وہ اس کے اپنے ہی اعمال کا نتیجہ ہے۔ اسی طرح مہر لگانے کو مختلف نسبتوں کی وجہ سے مختلف ذوات کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ مُہر لگنے کا اصل سبب چونکہ ان کے اپنے اعمال تھے اس لئے کبھی اس کیفیت کو ان کے اعمال سے وابستہ کیا گیا۔ كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (تطفیف) اور کبھی ان معاندین نے اس مُہر کی سی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے سب کچھ اپنی ہی طرف منسوب کر لیا۔ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ (حم السجدۃ رکوع ۱) اور اللہ تعالیٰ چونکہ خالق الافعال، علۃ العلل اور مسبب الاسباب ہے اس لئے اس لحاظ سے مُہر لگانے کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف بھی کی گئی ہے جیسا کہ زیر بحث آیت میں ہے اس لئے مُہر لگانے کو اللہ کی طرف منسوب کرنے سے ایمان سے ان کی محرومی، کفر پر موت اور ابدی عذاب کی ذمہ داری اللہ پر عائد نہیں ہوتی یہ سب کچھ ان کے اپنے ہی اعمال کا نتیجہ ہے اور ان کا اپنا ہی کیا دھرا ہے۔

یہاں تک کافروں کا ذکر تھا۔ اس کے بعد منافقوں کا حال بیان کیا گیا ہے۔

تیسری جماعت (منافقین)

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ظاہری طور پر اسلام تو قبول کر لیا مگر باطن میں کافر ہی رہے۔ ان لوگوں نے زبان سے تو اسلام کا اقرار کیا۔ مگر دل سے انکار کیا۔ ۱۲ه اس آیت میں منافقین کے ایمان کی حقیقت بیان فرمائی کہ زبان سے تو وہ اللہ کی توحید اور آخرت کا اقرار کرتے ہیں لیکن ان کے دل یقین وایمان اور تصدیق واذعان سے یکسر خالی ہیں۔ اس کے بعد منافقت اور دو رخی چال سے ان منافقین کی غرض وغائت بیان کی گئی ہے۔ ۱۳ه اس دو رخی چال سے وہ مسلمانوں کو فریب دے کر ان سے دنیوی اور مادی فائدے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ ظاہری طور پر اسلام قبول کر لینے سے دنیوی احکام میں وہ مسلمان ہی شمار ہوں گے۔ ان کا جان ومال محفوظ ہو جائے گا اور مسلمانوں کو وقتاً فوقتاً حاصل ہونے والے اموالِ غنیمت اور

بگرمادی فوائد میں وہ ان کے ساتھ برابر کے شریک ہوں گے۔ **یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ** پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ دھوکہ اور فریب تو اسے دیا جا سکتا ہے جو لاعلم ہو اور حقیقت سے ناواقف
ہو لیکن اللہ تعالیٰ تو عالم الغیب والشہادہ ہے۔ اور ہر ظاہر اور ہر چھپی چیز کو جانتا ہے۔ اسے کیونکر دھوکہ دیا جا سکتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں مضاف محذوف ہے ای
یخدعون رسول اللّٰہ (تفسیر مدارک ص۱۵ ج۱، قرطبی ص۱۹۵ ج۱، مظہری ص۲۵ ج۱، خازن و معالم ص۲۸ ج۱، کبیر ص۲۸۴ ج۱، روح المعانی ص۱۴۶ ج۱، نیشاپوری ص۱۵۳ ج۱، البحر المحیط ص۵۶ ج۱)
یعنی وہ اللہ کے رسول ﷺ کو دھوکہ دیتے ہیں (اس سے یہ بھی بخوبی ظاہر اور معلوم ہو گیا کہ ان تمام مفسرین اہل سنت و جماعت کا یہ متفقہ اور مسلمہ عقیدہ تھا کہ حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام
عالم الغیب نہ تھے نہ ذاتی طور پر نہ عطائی طور پر) یا اللہ کو دھوکہ دینے سے ایمان والوں کو دھوکہ دینا مراد ہے کیونکہ اللہ والوں کو دھوکہ دینا اور وہ بھی صرف اس لئے کہ وہ مومن توحید کے پابند
ہیں۔ ایسا ہی ہے جیسا کہ اللہ کو دھوکہ دینا۔ وَقیل المراد بہ المؤمنون واذا خادعوا المؤمنین فکانہم خادعوا اللہ تعالیٰ (خازن ص۲۸ ج۱) وقیل ذکر اللہ ھھنا تحسین والمقصود
بالمخادعۃ الذین اٰمنوا (معالم ص۲۸ ج۱) اس صورت میں واؤ تفسیریہ ہوگی۔ اور وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کا عطف ماقبل پر تفسیری ہوگا۔ **۱۴ھ** منافق یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ وہ اپنی اس دو رنگی پالیسی
سے مسلمانوں کو دھوکہ دے کر مزے کر رہے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو دھوکہ نہیں دے رہے بلکہ اپنی جانوں کو دھوکہ دے رہے ہیں اور اس منافقانہ روش سے غیر شعوری طور پر اپنی ہی عاقبت خراب
کر رہے ہیں۔ **۱۵ھ** مگر انہیں اس بات کا شعور و احساس تک نہیں ہے کہ ان کی یہ غلط روش خود انہی کی تباہی کا باعث ہوگی اور اس کا وبال خود انہی پر پڑے گا۔ (قرطبی ص۱۹۷ ج۱، معالم ص۲۸ ج۱) اگلی
آیت میں منافقین کے حال پر مزید روشنی ڈالی ہے۔ **۱۶ھ** ان کے باطن کی خرابی اور فساد عقائد کو بیماری سے تعبیر فرمایا۔ والمرض عبارۃ مستعارۃ للفساد الذی فی عقائدھم (قرطبی ص۱۹۷ ج۱) اور یہ لفظ
نفاق، شک و ریب، جحود و انکار، پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں سے عداوت اور بغض و حسد وغیرہ سب کو شامل ہے۔

فِیْ قُلُوْبِہِمْ مَّرَضٌ شَکٌّ وَنِفَاقٌ (معالم ص۲۸ ج۱، ابن جریر ص۹۳ ج۱) سنتجیں ھھنا لما فی قلوبھم من الجھل وسوء العقیدۃ وعداوۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم وغیر ذلک من فنون الکفر (ابو السعود ص۳۰۷ ج۱)
ومجاز ابان یستعار لبعض اعراض القلب کسوء الاعتقاد والغل والحسد والمیل الی المعاصی فان صدورھم کانت تغلی علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم غلاً وحنقاً (تفسیر نیشاپوری ص۱۵۴ ج۱)
اور بیماری عضو کی اس غیر طبعی حالت کا نام ہے جس کی وجہ سے عضو کے طبعی افعال میں خلل و فتور واقع ہو جائے۔ یہ تمام امور چونکہ دل کو خدا کی معرفت اور اس کی سچی اطاعت اور مخلصانہ عبادت سے روکتے ہیں اس لئے یہ سب روحانی
اور قلبی امراض ہیں۔ (من الکبیر بتصرف) **۱۷ھ** شک و نفاق اور بغض و حسد کی یہ بیماری جو ان کے دلوں کو لگی ہوئی تھی کم ہونے کے بجائے روز بروز بڑھتی گئی۔ جوں جوں قرآن نازل ہوتا ان کا کفر و نفاق بڑھتا جاتا کیونکہ ہر آیت کے
ساتھ وہ منافقانہ سلوک کرتے۔ بظاہر اسے مانتے لیکن دل میں اس کا انکار کرتے یا جوں جوں پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو دشمنوں پر غلبہ و اقتدار حاصل ہوتا گیا اور دین اسلام کی شان و شوکت میں ترقی ہوتی گئی تو ان
کے دلوں کی جلن اور تکلیف اور ان کے سینوں میں بغض و حسد کی آگ بڑھتی گئی۔ وزیادۃ اللہ تعالیٰ مرضھم اما بتضعیف حسدھم بنعم اللہ تعالیٰ علی رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم والمومنین او ظلمۃ قلوبھم بتجدد کفرھم
بما ینزلہ سبحانہ شیئاً فشیئاً من الاٰیات والذکر الحکیم (روح ص۱۴۹-۱۵۰ ج۱) فَزَادَھُمُ اللّٰہُ میں فاء تعقیب کیلئے ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ فاء کا مابعد ماقبل پر مرتب ہے۔ والفاء للدلالۃ علی ترتب مضمونھا
علیہ (ابو السعود ص۳۰۷ ج۱) یعنی ان کی بیماری انہیں کی بداعمالیوں اور بدپرہیزیوں کا نتیجہ ہے۔ باقی رہا اضافہ مرض کو خدا کی طرف منسوب کرنا تو وہ محض اس لئے ہے کہ وہ مسبب الاسباب ہے اور فاعل حقیقی ہے۔
آیت کے ان دونوں حصوں میں منافقین کے انجام کی علت اور سبب کا بیان تھا آگے ان کے انجام کا ذکر ہے۔ **۱۸ھ** منافقین خبث باطن اور فساد عقیدہ کی خطرناک بیماری میں مبتلا تھے۔ خدا کی طرف سے آیات
شفا لگاتار نازل ہوتی رہیں۔ مگر انہوں نے ان سے اعراض کیا اور ان سے فائدہ اٹھانے کی ادنیٰ سی کوشش نہ کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کا مرض بڑھتا گیا اور آخر ان کی ہلاکت کا باعث ہوا اور وہ دائمی عذاب
اور دردناک سزا کے مستحق قرار پائے۔ بِمَا کَانُوْا یَکْذِبُوْنَ ہ یہاں بسببیت کیلئے (اور مَا مصدریہ ہے۔ (روح ص۱۵۰ ج۱، ابو السعود ص۳۰۹ ج۱) اور فعل ناقص دوام و استمرار کیلئے ہے (ابو السعود، روح ص۱۵۲ ج۱) یعنی
مسلسل کذب بیانی اور نفاق پر لگاتار اصرار کی وجہ سے انہیں مذکورہ سزا کا حکم سنایا گیا ہے اور یہاں جھوٹ بولنے سے وہی نفاق مراد ہے یعنی دل میں اسلام کا انکار چھپائے ہوئے ہیں مگر زبان سے اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَ
بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ کا اقرار کرتے ہیں ومعناہ بکذبھم وقولھم اٰمنا ولیسوا بمؤمنین (قرطبی ص۱۹۸ ج۱) ای بکذبھم فی قولھم اٰمنا باللہ وبالیوم الاٰخر (مدارک ص۱۶ ج۱)

آگے منافقین کی مزید خباثتیں ذکر کر کے ان کے حال کو اور واضح کیا گیا ہے۔ **۱۹ھ** منافقین بظاہر مسلمان تھے لیکن درپردہ کافروں سے ربط قائم کر رکھا تھا۔ مسلمانوں کے
پوشیدہ راز ان تک پہنچاتے اور انہیں مسلمانوں کے خلاف اکساتے رہتے اور اس طرح فتنہ و فساد کیلئے زمین ہموار کر رہے تھے۔ وکان فساد المنافقین فی الارض انھم کانوا یمایلون الکفار ویمالئونھم
علے المسلمین بافشاء اسرارھم الیھم واغرائھم علیھم وذلک مما یؤدی الی ھیج الفتن بینھم (مدارک ص۱۶ ج۱) والفساد منھا النفاق الذی صافوا بہ الکفار فاطلعوھم
علے اسرار المؤمنین فان کل ذلک یؤدی الی خراب الارض وقلۃ الخیر ونزع البرکۃ وتعطل المنافع (روح ص۱۵۳ ج۱) **۲۰ھ** یعنی ہم نے تو مسلمانوں اور کافروں دونوں فریقوں سے
میل جول قائم کر رکھا ہے اس سے ہمارا مقصود صرف دونوں فریقوں میں صلح و آشتی کی فضا پیدا کرنا ہے اور کچھ نہیں ان ھذہ المداراۃ سعی فی الاصلاح بین المسلمین والکفار (کبیر ص۲۸۸ ج۱)
قَالُوْا انما نرید الاصلاح بین المؤمنین واھل الکتاب (ابن جریر ص۹۷ ج۱) **۲۱ھ** یہ منافقوں کے دعوے کا نہایت ہی بلیغ طریقہ سے رد ہے۔ جملہ مستانفہ لا کر اور حرف تنبیہ سے سامعین کو متوجہ
کر کے حرف تاکید اور کلمۂ حصر سے اس حقیقت کو واضح فرمایا کہ یہ لوگ مصلح ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں حالانکہ فتنہ و فساد کا سرچشمہ یہی لوگ ہیں اور زیادہ تر فساد انہیں کے ذریعے پھیل رہا ہے۔
۲۲ھ ان کے دل مرض نفاق کی وجہ سے اس حد تک مردہ اور بے حس ہو چکے تھے کہ اصلاح و فساد میں امتیاز نہیں کر پاتے اور شر و فساد کو امن و صلاح قرار دے رہے ہیں۔ وھذا انما نشأ عن
جہل مرکب فاعتقدوا الفساد صلاحًا واصروا واستکبروا (روح ص۱۵۳ ج۱) **۲۳ھ** یہ منافقین کی دوسری خباثت ہے۔ زبان سے آمنا کہہ کر مومن ہونے کا دعویٰ تو وہ پہلے ہی کر
چکے تھے۔ یہاں دوبارہ انہیں ایمان لانے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ وہ منافقانہ طور پر ایمان لائے ہوئے تھے اب انہیں مخلصانہ طور پر ایمان لانے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ ای ایمانًا مقرونًا بالاخلاص
بعیداً عن النفاق (کبیر ص۲۹۰ ج۱) مقرونًا بالاخلاص خالصًا عن شوائب النفاق (روح ص۱۵۴ ج۱) اور الناس میں الف لام عہد کا ہے اور اس سے مراد مہاجرین و انصار ہیں یا وہ مؤمنین
مراد ہیں جو اہل کتاب میں سے ایمان لا چکے تھے۔ عبداللہ بن سلام وغیرہ من مؤمنی اھل الکتاب قیل کما اٰمن المھاجرون والانصار (معالم ص۲۹ ج۱) انھا للعھد ای کما اٰمن رسول اللہ و
من معہ وھم ناس معھودون او عبداللہ بن سلام واشیاعہ (کبیر ص۲۹۰ ج۱، مدارک ص۱۷ ج۱) **۲۴ھ** یہ منافقین کا قول ہے اور لفظ سفہاء سے انہوں نے صحابہ کرام رضی پر طنز کیا ہے
یعنی ہم (خاکش بدہن) ان بیوقوفوں کی طرح ایمان لے آئیں جو اپنے نفع و نقصان کو بھی نہیں سوچتے۔ وانما سفھوھم جھلاً منھم حیث اشتغلوا بما لا یجدی فی زعمھم (روح ص۱۵۵ ج۱)
امام رازی رح فرماتے ہیں کہ منافقین ۔ صاحب اقتدار لوگ تھے وہ دولت و اقتدار کے نشہ میں مخمور طبقہ دین اسلام کو باطل سمجھتا تھا اور جو شخص باطل دین کو قبول کرے وہ بیوقوف ہوتا ہے
(کبیر ص۲۸۹ ج۱) جیسا کہ آج کل روشن خیالی کے مرض میں مبتلا اور نشۂ اقتدار میں بدمست طبقہ دین کا درد رکھنے والوں اور ان کی خدا اور رسول ﷺ کے احکام سے بغاوت پر حرف گیری کرتے

والوں کو کم فہم، دقیانوسی اور موجودہ دور کے تقاضوں سے بے خبر وغیرہ القاب سے سرفراز فرماتے ہیں۔ یہ بعینہٖ ان منافقین کی تقلید ہے۔ ف۲۵ یہاں بھی اسی زور اور تاکید کے ساتھ منافقین کا ردّ کیا گیا ہے۔ یعنی اصل میں بے وقوف تو وہ خود ہیں جو تمام انبیاء علیہم السلام کے متفقہ دین کو قبول کرنیوالوں پر سفاہت اور کم عقلی کا الزام لگا رہے ہیں۔ الا انھم ھم السفھاء دون المؤمنین المصدقین باللہ وبرسولہ وثوابہ وعقابہ (ابن جریر ص۹۹ ج ۱) ف۲۶ ان کی جہالت اور نادانی کا یہ عالم کہ وہ اپنی اس کھلی ہوئی حماقت اور سفاہت کو بھی نہیں سمجھ سکتے۔

فائدہ ان آیتوں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بہت بڑی فضیلت ثابت ہوئی ہے یہ آیتیں ان کے مومنین مخلصین ہونے کا بیّن اور لافانی ثبوت ہیں ان کا ایمان اس قدر کامل، شوائب نفاق سے اس قدر پاک، خدا کے نزدیک اس قدر پسندیدہ اور مقبول ہے کہ اسے منافقین کے سامنے بطور نمونہ پیش کیا گیا ہے۔ نیز اس مبارک جماعت کو بیوقوف کہنے والوں کو پرلے درجہ کے بیوقوف قرار دیا ہے ف۲۷ یہ منافقوں کی

لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱﴾

فساد نہ ڈالو ملک میں ف۱۹ تو کہتے ہیں ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں ف۲۰

اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰکِنْ لَّا یَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲﴾

جان لو وہی ہیں خرابی کرنے والے ف۲۱ لیکن نہیں سمجھتے ف۲۲

وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ اٰمِنُوْا کَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا

اور جب کہا جاتا ہے ان کو ایمان لاؤ جس طرح ایمان لائے سب لوگ (یعنی ف۲۳ صحابہ) تو کہتے ہیں

اَنُؤْمِنُ کَمَآ اٰمَنَ السُّفَھَآءُ ؕ اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ

کیا ہم ایمان لائیں جس طرح ایمان لائے بے وقوف ف۲۴ جان لو وہی ہیں

السُّفَھَآءُ وَلٰکِنْ لَّا یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَاِذَا لَقُوا

بے وقوف ف۲۵ لیکن نہیں جانتے ف۲۶ اور جب ملاقات کرتے ہیں

الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی

مسلمانوں سے تو کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے ہیں ف۲۷ اور جب تنہا ہوتے ہیں اپنے شیطانوں (یعنی

شَیٰطِیْنِھِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَکُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ

سرداران یہود و مشرکین) ف۲۸ کے پاس (جا کر) تو کہتے ہیں بیشک ہم تمہارے ف۲۹ ساتھ ہیں ہم تو

مُسْتَھْزِءُوْنَ ﴿۱۴﴾ اَللّٰہُ یَسْتَھْزِئُ بِھِمْ وَیَمُدُّھُمْ

ہنسی کرتے ہیں (یعنی مسلمانوں سے) ف۳۰ اللہ ہنسی کرتا ہے ان سے ف۳۱ اور ترقی دیتا ہے

فِیْ طُغْیَانِھِمْ یَعْمَھُوْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا

ان کو ان کی سرکشی میں (اور) حالت یہ ہے کہ وہ ف۳۲ (شک تردد میں) حیران پھر رہے ہیں۔ یہ وہی ہیں جنہوں نے مول لی

الضَّلٰلَۃَ بِالْھُدٰی ۠ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُھُمْ وَمَا

گمراہی (نفاق) ہدایت کے بدلے ف۳۳ سو نفع نہ ہوئی ان کی سوداگری اور نہ

کَانُوْا مُھْتَدِیْنَ ﴿۱۶﴾ مَثَلُھُمْ کَمَثَلِ الَّذِی اسْتَوْقَدَ

ہوئے وہ راہ پانے والے ف۳۴ ان کی مثال ف۳۵ اس شخص کی سی ہے جس نے

تیسری خباثت ہے کہ جب وہ بااثر اور مخلص مومنوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم خالص ایمان لا چکے ہیں آمَنَّا سے منافقین مسلمانوں کو اس بات کا یقین دلانا چاہتے تھے کہ اب انہوں نے نفاق چھوڑ دیا ہے اور دل سے خالص ایمان قبول کر لیا ہے کیونکہ ان کا زبانی ایمان تو مسلمانوں کو پہلے بھی معلوم تھا۔ فالمراد اخلصنا بالقلب الدلیل علیہ ان الاقرار باللسان کان معلومًا منھم (کبیر ص۲۹۹ ج۱) مگر یہی لفظ ان کے نفاق کی غمازی کرتا ہے کیونکہ مسلمانوں کو پہلے سے اس نفاق کا علم تھا اب اس کی تردید کیلئے اور ان کے دلوں میں اپنے اخلاص کا سکہ بٹھلانے کے لئے انہیں کوئی تاکیدی جملہ استعمال کرنا چاہئے تھا مگر اس کے باوجود وہ سرسری طور پر صرف اٰمَنَّا کا لفظ استعمال کرتے ہیں اس لئے کہ نفاقِ قلبی کی وجہ سے وہ تاکیدی جملے کو گوارا نہیں کر سکتے۔ ف۲۸ خلا کا صلہ عام طور پر با آتا ہے مگر یہاں اِلٰی آیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں خلا ذہاب کے معنوں کو متضمن ہے اور مطلب یہ ہے کہ منافقین مسلمانوں سے ملنے کے بعد جب اپنے لیڈروں کے پاس جاتے ہیں تو وہاں مسلمانوں کے سامنے کئے ہوئے اقرار کے خلاف باتیں کرتے ہیں۔ اس تضمین کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے منافقین کی منافقت خوب عیاں ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اِلٰی ذاھبین محذوف سے متعلق ہے جو خَلَوْا کے فاعل سے حال ہے۔ ای خلوا ذاھبین الی شیاطینھم۔ اور شیاطین سے علمائے یہود، اور شرک و کفر کے لیڈر مراد ہیں۔ شیاطینھم سادتھم وکبراؤھم ورؤساؤھم من احبار الیھود ورؤس المشرکین والمنافقین (ابن کثیر ص۵۱ ج۱) ف۲۹ یعنی دین اور ایمان اور عقیدہ میں ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ اِنا مصاحبوکم وموافقوکم علی دینکم (مدارک ص۱۸ ج ۱) ف۳۰ یعنی ہم دل سے تھوڑے مسلمان ہیں۔ دل سے تو تمہارے ساتھ ہیں مسلمانوں کے سامنے ایمان کا اظہار محض استہزاء اور تمسخر کے طور پر اور انہیں بیوقوف بنانے کے لئے کرتے ہیں۔ تاکہ وہ ہمیں مسلمان سمجھیں اور ہم سے مسلمانوں کا سا معاملہ کریں۔ ہمارا مال و جان محفوظ ہو جائے اور ہمیں مالِ غنیمت وغیرہ میں سے حصہ ملا کرے۔ انما نستخف بھم فی ذلک القول ونصون دماءنا واموالنا وذراریّنا (خازن ص[illegible] ج ۱) ف۳۱ بعض اوقات "جرم" کی سزا پر لفظ "جرم" کا اطلاق کر دیا جاتا ہے اور مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس تمسخر اور استہزاء کی سزا دیگا۔ ان ینتقم منھم ویعاقبھم ویسخر بھم ویجازیھم علی استھزائھم فسمی العقوبۃ باسم الذنب (قرطبی ص۲۰۷ ج ۱) اور بعض نے کہا کہ جس طرح منافقین مسلمانوں کو بنا رہے ہیں اسی طرح اللہ بھی منافقوں کو بنا رہا ہے اور ان سے تمسخر کا سا معاملہ کر رہا ہے مثلاً دنیا میں ان پر اسلام کے احکام جاری کر رکھے ہیں اور انہیں مہلت دے رکھی ہے جب وہ کفر و سرکشی کی انتہا کو پہنچ جائیں گے تو اچانک دھر لئے جائیں گے۔ منافقین ان چیزوں کو اپنے حق میں مفید سمجھ رہے ہیں مگر حقیقت میں یہ چیزیں ان کی تباہی اور بربادی کا پیش خیمہ ہیں۔ الآیۃ جاریۃ علی سبیل التمثیل والمراد یعاملھم سبحانہ معاملۃ المستھزئ اما فی الدنیا باجراء احکام الاسلام واستدراجھم من حیث لا یعلمون (روح ص۱۵۶ ج ۱) ف۳۲ دوسری تفسیر کے مطابق یہ اَللّٰہُ یَسْتَھْزِئُ بِھِمْ کا بیان ہے۔ معطوف علی قولہ سبحانہ وتعالیٰ یَسْتَھْزِئُ بِھِمْ کالبیان لہ علی رای (روح ص۱۵۹ ج ۱) فِیْ طُغْیَانِھِمْ یَمُدُّھُمْ سے متعلق ہے اور یَعْمَھُوْنَ ضمیر مفعول سے حال ہے یعنی وہ انہیں سرکشی اور گمراہی میں بڑھا رہا ہے اور وہ بے اطمینانی اور شک و تردد میں حیران و سرگرداں پھر رہے ہیں ف۳۳ اُولٰٓئِکَ سے مذکورہ منافقین کی طرف اشارہ ہے جن کی خباثتوں کا ابھی ابھی ذکر ہوا ہے۔ ان کی تمام خباثتوں کا سرچشمہ اختیاری گمراہی ہے

۱؎ یہ لوگ چونکہ نفاقی مفادات کیوجہ سے توحید کو مانتے تھے اور مشرکین سے زیادہ مضر تھے اس لئے ان کے حالات زیادہ بیان کئے گئے ۱۲

۲؎ مثال فریق ثانی یعنی مشرکین ۱۲

انہوں نے راہ ہدایت کو چھوڑ کر راہ ضلالت پر چلنے کی ٹھان لی ہے۔ اشتراء کے معنی خریدنے کے ہیں اور ظاہر ہے کہ خریداری کیلئے ضروری ہے کہ قیمت خریدار کے پاس موجود ہو۔ یہاں ہدایت کو گمراہی کی قیمت قرار دیا گیا ہے جس کے عوض منافقوں نے گمراہی مول لی تو اس سے لازم آتا ہے کہ منافقین پہلے ہدایت پر تھے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ یہ لوگ شروع ہی سے منافقانہ طور پر ایمان لائے تھے تو اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ یہاں اشتراء بمعنی استبدال نہیں بلکہ محض ترجیح اور اختیار کے معنی میں ہے ان الاشتراء ههنا عن الاختيار فكانه تعالى قال اختاروا الضلالة على الهدى (روح ص۱۶۹ ج ۱) یعنی انہوں نے ہدایت پر گمراہی کو ترجیح دی اور ہدایت کی بجائے گمراہی کو اختیار کیا۔ لیکن اس صورت میں بالہدیٰ کی با بمعنی علیٰ ہوگی۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اشتراء اپنے حقیقی معنوں ہی میں ہے اور ہدایت سے مراد وہ فطری ہدایت ہے جو اللہ نے انسان کی فطرت میں رکھی ہے۔ المراد بالهدى الجبلى وقد كان حاصلا لهم حقيقة فان كل مولود يولد على الفطرة (روح ص۱۶۹ ج ۱) اس صورت میں تمام الفاظ اپنی حقیقت پر رہتے ہیں اور کسی قسم کے مجاز کا ارتکاب کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ **۳۴** مگر یہ سودا ان کیلئے نفع بخش ثابت نہ ہوا۔ اور ہوتا بھی کیسے انہوں نے یہ سودا ہی بے عقلی اور بے بصیرتی سے کیا ہے۔ اور ایک ایسی چیز خرید لی ہے جس میں سراسر نقصان ہی نقصان ہے۔ **۳۵** عام مفسرین کی رائے کے مطابق اب یہاں سے منافقین کی دو مثالیں بیان کی جا رہی ہیں پہلی مثال مَثَلُهُمْ سے لے کر لَا يَرْجِعُوْنَ تک اور دوسری اَوْ كَصَيِّبٍ سے لیکر آخر رکوع تک۔

نَارًا ۚ فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ

آگ جلائی (یعنی پیغمبرؐ) ۳۶ پھر جب روشن کر دیا آگ نے اس پاس کو (اور وہاں کچھ اور لوگ بھی موجود تھے) تو زائل کی

وَتَرَكَهُمْ فِىْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ ⑰ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْىٌ

اللہ نے ان کی روشنی یعنی چھوڑ ان کو اندھیروں میں کہ کچھ نہیں دیکھتے ۳۷ بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں ۳۸

فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ⑱ اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ

سو وہ نہیں لوٹیں گے ۳۹ ف یا ان کی مثال ایسی ہے ۴۰ جیسے زور سے مینہ برس رہا ہو ۴۱ آسمان

ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ ۚ يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِىْٓ اٰذَانِهِمْ

اس میں اندھیرے ہیں اور گرج اور بجلی دیتے ہیں انگلیاں اپنے کانوں میں

مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ۭ وَاللّٰهُ مُحِيْطٌۢ ۘ

مارے کڑک کے موت کے ڈر سے ۴۲ اور اللہ احاطہ کرنے والا ہے

بِالْكٰفِرِيْنَ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ ۭ

کافروں کا ۴۳ قریب ہے کہ بجلی خیرہ کر دے ان کی آنکھیں

كُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ ۙ وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ

جب چمکنے لگتی ہے ان پر تو چلنے لگتے ہیں اس کی روشنی میں اور جب اندھیرا ہوتا ہے تو کھڑے

قَامُوْا ۭ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۭ

رہ جاتے ہیں ۴۴ اور اگر چاہے اللہ تو لے جائے ان کے کان اور آنکھیں ۴۵

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ⑳ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ

بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے ۴۶ ف ۲ اے لوگو بندگی

ع ۲

اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ

کرو اپنے رب کی ۴۷ جس نے (ہی) پیدا کیا تم کو اور ان کو جو تم سے

قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ㉑ الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ

پہلے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ جس (ہی) نے بنایا واسطے تمہارے

(حاشیہ متعلقہ صفحہ ہذا)

۳۶ آگے چل کر ان آگ جلانے والوں کے لئے جمع کی ضمیر ذکر کی گئی ہے اس لئے یہاں اَلَّذِىْ معنےً جمع ہے۔ اِسْتَوْقَدَ اور حَوْلَهٗ میں لفظ کے لحاظ سے ضمیر واحد استعمال کی گئی ہے اور جمع کی ضمیروں میں معنیٰ کا لحاظ کیا گیا ہے۔ **۳۷** یہ ماقبل کی تفسیر ہے یعنی جب آگ کی وجہ سے چاروں طرف روشنی ہو گئی تو اچانک آگ بجھ گئی اور وہ روشنی ان سے سلب کر لی گئی اور وہ گھٹاٹوپ اندھیروں میں چھوڑ دیئے گئے اور انہیں کچھ نظر نہیں آتا۔ اس تمثیل میں منافقین کے زبانی اقرار ایمان کو آگ جلانے سے تعبیر کیا گیا ہے اور اظہار اسلام کے بعد بطور مسلمان جو فوائد انہیں حاصل ہوئے انہیں ماحول کی روشنی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور روشنی سلب کر لینے سے مراد یہ ہے کہ اللہ نے ان کا نفاق نبی علیہ السلام پر ظاہر کر کے انہیں ان فوائد سے محروم کر دیا اور انہیں پھر سے کفر و ضلالت کی تاریکیوں میں چھوڑ دیا (کبیر ص۲۹۲ ج ۱) **۳۸** اگرچہ ان کے ظاہری حواس درست ہیں لیکن جب انہوں نے ان حواس سے کام نہ لیا، کانوں سے حق نہ سنا۔ زبان سے حق کا اقرار نہ کیا، اور بصیرت کی آنکھوں سے حق کو نہ دیکھا تو گویا ان کے حواس ہی بیکار ہو چکے ہیں۔ اور وہ بہرے، گونگے اور اندھے ہیں۔ كانت حواسهم سليمة ولكن لما سدوا عن الاصاخة الى الحق مسامعهم وابوا ان ينطقوا به السنتهم وان ينظروا ويبصروا بعيونهم جعلوا كانما ايفت مشاعرهم (مدارک ص۳۰ ج ۱) **۳۹** یعنی اب ان کے ہدایت [illegible] رہیں۔ لیکن حضرت شیخ علیہ الرحمۃ والغفران نے فرمایا کہ دنیا میں جب بھی کسی داعی توحید نے دعوت توحید پیش کی ہمیشہ لوگ دو جماعتوں میں بٹ گئے۔ کچھ لوگوں نے دعوت توحید کو مان لیا اور مومنین کہلائے اور کچھ لوگوں نے اس دعوت کو نہ مانا وہ کفار کے نام سے موسوم ہوئے پھر اگر مومنین کو مادی اور دنیوی اقتدار بھی حاصل ہو گیا تو کافروں میں خوشامدی لوگوں کی ایک جماعت پیدا ہو گئی۔ یہ لوگ ایک طرف مسلمانوں کے اقتدار سے مرعوب خائف ہوتے اس لئے ان کے سامنے اسلام کا اظہار کرتے اور اپنے کو اسلام اور مسلمانوں کے خیر خواہ ظاہر کرتے اور دوسری طرف کافروں سے ملے رہتے۔ یہ منافقین کی جماعت ہے۔ کافر بھی اسلام اور مسلمانوں کیلئے خطرہ ہوتے ہیں لیکن منافقین کافروں سے بھی زیادہ مضر اور خطرناک ہوتے ہیں۔ کیونکہ منافقین مسلمانوں میں ملے جلے رہتے ہیں اور مسلمان ان کو اپنی جماعت کے آدمی سمجھتے ہیں اس طرح منافقوں کو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف خفیہ ریشہ دوانیاں کرنے کا خوب موقع مل جاتا ہے۔ اور وہ اپنے بن کر اس قدر نقصان پہنچاتے ہیں کہ اتنا دشمن اور بیگانے بھی نہیں پہنچا سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان تینوں جماعتوں یعنی مومنین، کفار اور منافقین کا حال بیان کرنے کے بعد آخر الذکر دو جماعتوں کا حال خوب واضح کرنے کے لئے دو مثالیں بیان فرمائی ہیں۔ ایک علانیہ کافروں کیلئے یعنی مَثَلُهُمْ سے لَا يَرْجِعُوْنَ تک اور ایک منافقوں کیلئے یعنی اَوْ كَصَيِّبٍ سے آخر رکوع تک اس لئے مَثَلُهُمْ کی ضمیر مطلق کفار کی طرف راجع ہے۔ پہلی مثال کافروں کیلئے اور اس کی تفصیل حسب ذیل ہے اَلَّذِى اسْتَوْقَدَ نَارًا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہوں گے جنہوں نے آیات بینات کے ذریعے

۱ مثال فریق ثالث یعنی منافقین ۱۲
۲ فیہ اندماج ای فی ذلک الموت رجال قاعدون او لفظۃ ذوی محذوفۃ قبل صیب ۱۲
۳ کنایۃ عن یعذ بھم ۱۲

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید حاصل مثل آنست کہ اعمال منافقان ہمہ حبط شود چنانچہ روشنی آن جماعۃ دور شد ۱۲۔ ف۲ مترجم گوید حاصل مثل آنست کہ منافقان در ظلمات نفسانیہ افتادند و چون مواعظ بلیغہ شنوند فی الجملہ اشتیاق بسببی میشود و آن فائدہ نکند مانند مسافران کہ در شب تاریک و ابر جران باشند و در برق دو سہ قدم بروند و باز ایستند واللہ اعلم ۱۲۔

الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً ۠ وَّاَنْزَلَ
زمین بچھونا اور آسمان عمارت اور اتارا

مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ
آسمان سے پانی پھر نکالے اس سے میوے

رِزْقًا لَّكُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّ
کھانا تمہارا سو نہ ٹھہراؤ ؎ اللہ کے برابر کوئی اور

اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا
تم جانتے ہو ؎ اور اگر ہو تم ؎ شک میں اس کلام

نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۠
سے جو اتارا ہم نے اپنے بندے پر تو لے آؤ ایک سورت اس قسم کی ؎

وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ
اور بلاؤ جن کو حاضر کرتے ہو اللہ کے سوا ؎ اگر تم

صٰدِقِيْنَ ﴿۲۳﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا
سچے ہو ؎ پھر اگر نہ کرو ؎ اور البتہ نہ کرو گے

فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۖۚ
تم بچو آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں ؎

اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ
تیار ہے منکروں کے واسطے ؎ اور خوشی سنا ان کو جو یقین لائے اور

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ
کام نیک کئے ؎ کہ ان کو ہیں باغ بہتی نیچے

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ
ان کے نہریں ؎ جس بار ملے ان کو وہاں کا کوئی ؎ میوہ

یہ جواب شرط اولیٰ ویقولون اقترم

رشد وہدایت کی آگ جلائی فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ کے بعد یہ عبارت محذوف ہے وعندہٗ رجال اٰخرون یعنی اس آگ جلانے والے کے پاس کچھ اور لوگ بھی موجود تھے مگر یہ لوگ اس آگ کی روشنی سے محروم رہے کیونکہ آگ کے لئے روشنی کے ساتھ ساتھ بینائی کا ہونا بھی ضروری ہے ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ اللہ نے ان سے نور بصیرت ہی چھین لیا۔ یہ کفار مکہ تھے جو آگ جلانے والے کے پاس موجود تھے جب قرب وجوار کے لوگ اس نور ہدایت سے مستفید ہو رہے تھے اس وقت کفار مکہ ضد وعناد اور بغض وحسد کی وجہ سے کفر وعصیان اور جحود وانکار پر کمربستہ ہوگئے تو اس کا لازمی وتکوینی نتیجہ یہ ہوا کہ ان سے وہ نور بصیرت جو فطرۃً ہر انسان کو ملتا ہے چھین لیا گیا۔ اور ان کے دلوں سے احساس حق کی صلاحیت سلب کرلی گئی۔ وَتَرَكَهُمْ فِيْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ ان کے دلوں اور کانوں پر مُہر جباریت ثبت کردی گئی اور ان کی آنکھوں پر پردے ڈال دیئے گئے اور انہیں گھپ اندھیرے میں چھوڑ دیا گیا کہ اب وہ کبھی راستہ نہیں دیکھ سکیں گے۔ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ۔ اس آیت کا مفہوم بعینہٖ وہی ہے جو خَتَمَ اللّٰهُ الخ کا ہے۔ بہرے اور اندھے اس لئے کہ ان کے کانوں پر مُہر اور ان کی آنکھوں پر پردے ہیں۔ گونگے اس لئے ہیں کہ ان کے دلوں پر مُہر لگادی گئی ہے۔ جب ان میں حق سمجھنے کی صلاحیت ہی نہیں تو حق گوئی کا وجود بھی نہیں ہوگا۔ جب کچھ سمجھیں گے ہی نہیں تو بولیں گے کیا؟ اور لَا يَرْجِعُوْنَ کا یہاں وہی مفہوم ہے جو وہاں لَا يُؤْمِنُوْنَ کا ہے۔ ایک بات ذہن نشین رہے کہ یہاں کفار کی ذوات کو ذات مستوقد سے تشبیہ نہیں دی گئی بلکہ ان کے قصے کو قصہ مستوقد سے تشبیہ دی گئی ہے۔ وانما شبهت قصتهم بقصة المستوقد (کبیر ص ۲۹۵ ج ۱) ؎ اَوْ كَصَيِّبٍ پہلی تفسیر کے مطابق یہ منافقین کی دوسری مثال ہے اور اَوْ تخییر کے لئے ہے اور حضرت شیخ رحمہ اللہ کی تفسیر کے مطابق اَوْ تنویع کیلئے ہے اور یہ منافقین کے حال کی واحد تمثیل ہے اور پھر اس تمثیل کی دو شقیں ہیں ایک وَاللّٰهُ مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ تک اور دوسری يَكَادُ الْبَرْقُ سے آخر رکوع تک۔ اور صَيِّبٍ سے پہلے لفظ ذوی یا اصحاب محذوف ہے ای کاصحاب صیب (معالم ص ۳۱ ج ۱) یعنی منافقوں کی مثال ان لوگوں جیسی ہے جو شدید بارش میں گھر جائیں اور صیب کے معنی موسلا دھار بارش کے ہیں۔ ؎ سماء ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو اوپر کی جانب ہو السماء کل ما علاك فاظلك (قرطبی ص ۲۱۶ ج ۱) اور یہاں سماء سے مراد بادل ہیں۔ ای من السحاب (معالم ص ۳۱ ج ۱) ؎ يَجْعَلُوْنَ الخ ظلمات اور رعد سے متعلق ہے۔ اور حَذَرَ الْمَوْتِ ــــ يَجْعَلُوْنَ کا مفعول لہ ہے جو اس فعل کی علت بیان کر رہا ہے۔ یعنی اس ڈر سے کہ کہیں صواعق کی گرجدار آواز سے وہ ہلاک ہوجائیں وہ کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے ہیں تاکہ وہ صواعق کی آواز سن ہی نہ سکیں۔ اس تمثیل میں صیب سے مراد ایمان یا قرآن ہے۔ ظلمات اور رعد سے وہ شدائد اور تکالیف مراد ہیں جو ایمان لانے کے بعد برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ یا اس سے قرآنی وعیدیں اور تخویفیں مراد ہیں اور برق سے ایمان کے دنیوی فوائد یا قرآن میں رشد وہدایت کا ذکر مراد ہے اور صواعق سے مراد شرعی تکالیف یا قرآن کی وعد ووعید کی آیات ہیں (کبیر ص ۲۹۸ ج ۱، معالم ص ۳۲ ج ۱، قرطبی ص ۲۱۹ ج ۱ وغیرہ) منافقین کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے تھے تاکہ قرآن نہ سن سکیں کیونکہ انہیں خطرہ تھا کہ قرآن سننے سے کہیں ان کے دلوں میں ایمان نہ داخل ہوجائے اور ایمان قبول کرنے کو وہ موت کے مرادف سمجھتے تھے۔ جعلهم اصابعهم فی اٰذانهم لئلا يسمعوا القراٰن فيؤمنوا به وبمحمد عليه السلام وذلك عندهم كفر والكفر موت (قرطبی ص ۲۱۸ ج ۱) ؎ لیکن یہ حیلہ انہیں موت سے نہیں بچا سکتا کیونکہ جس کے اختیار میں موت وحیات ہے وہ علم وقدرت کے لحاظ سے ان پر حاوی ہے وہ اس کی گرفت سے کبھی آزاد نہیں ہوسکتے۔ اس مثال کا حاصل یہ ہے کہ موسلا دھار بارش ہو رہی ہو۔ چاروں طرف گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہوا ہو۔ رعد کی گرجدار آواز بھی سنائی دے رہی ہو اور بجلی چمک رہی ہو تو اس وقت چاہیے تو یہ تھا کہ وہ رعد کی گرجدار آواز کی طرف دھیان دیتے اور سمجھتے کہ مزید بارش ہونے والی ہے اور اولے برسنے والے ہیں اس لئے اپنے بچاؤ کی کوئی صورت تلاش کرتے جب بجلی چمکتی اس وقت اپنے مأمن کا راستہ دیکھتے اور جب اندھیرا ہوجاتا اس وقت مأمن کی طرف چل پڑتے مگر ان منافقوں کا حال یہ ہے کہ وہ رعد کی آواز یعنی قرآنی وعیدیں سنتے ہی نہیں بلکہ کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے کہ کہیں ان کے دلوں میں ایمان نہ داخل ہوجائے کیونکہ ایمان کو تو وہ موت جانتے ہیں۔ ؎ یہ اس تمثیل کی دوسری شق ہے یعنی جب اندھیرے میں بجلی کوندتی ہے تو وہ اس کی روشنی میں چند قدم چل لیتے ہیں اور جونہی بجلی کی روشنی غائب ہوئی وہیں رک گئے یہی حال منافقین کا تھا کہ جب اسلام کی فتحمندی اور مسلمانوں کی کامیابی دیکھتے تو ان کے دل ایمان کی طرف مائل ہوجاتے لیکن جب ان پر کوئی مصیبت یا تکلیف آپڑتی تو ایمان کی طرف سے بددل ہوجاتے كلما اصاب المنافقين من عز الاسلام اطمأنوا اليه واذا اصاب الاسلام نكبة قاموا ليرجعوا الى الكفر (ابن کثیر ص ۵۵ ج ۱) حالانکہ چاہیے تو یہ تھا۔

کہ روشنی میں راستہ دیکھتے اور اندھیرے میں راستہ ٹٹول ٹٹول کر آگے بڑھنے کی کوشش کرتے یعنی ہر حال میں صدقِ دل سے اور خلوصِ نیت سے اسلام کی پیروی کرتے۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ خطفِ ابصار سے یہاں آنکھوں کا اچک لینا مراد نہیں بلکہ اس کے معنی خیرہ اور حیران کرنے کے ہیں یعنی قرآنی ہدایت کی روشنی جسے یہاں برق سے تعبیر کیا گیا روز بروز پھیل رہی تھی اور اسلام کی شان و شوکت اس تیزی سے بڑھ رہی تھی کہ منافقین کی آنکھیں اسے دیکھ کر خیرہ اور مرعوب ہو رہی تھیں مگر وہ مذبذب کی دلدل میں پھنسے ہوئے تھے اور بعض موانع انہیں مخلصانہ ایمان سے روک رہے تھے۔ **٤٥** اس کا تعلق يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ اور يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ سے ہے علی سبیل اللف والنشر المرتب یعنی انہیں کان اس لئے دیئے کہ وہ ان سے حق بات سنیں مگر وہ حق سننے کی بجائے کانوں میں انگلیاں دے لیتے ہیں اور آنکھیں اس لئے دیں کہ وہ ان سے قرآنی ہدایت کی روشنی میں سیدھی راہ دیکھ کر منزل مقصود تک پہنچ سکیں۔ مگر انہوں نے ان سے کبھی کام نہ لیا تو اگر اللہ چاہے تو رعد کی کڑک سے ان کی سماعت اور بجلی کی چمک سے ان کی بینائی سلب کر لے۔ **٤٦** اس کیلئے کوئی کام مشکل نہیں۔ ہر کام یکساں طور پر اس کی قدرت کے تحت داخل ہے۔

یہاں تک تمہید تھی جس میں ہدایت کے اصل سرچشمہ کی نشان دہی کی گئی اور ماننے والوں اور نہ ماننے والوں کے اوصاف اور ان کے انجام کا ذکر تھا۔ اب اگلی آیت سے دعوائے توحید پیش کیا جا رہا ہے۔

دعوائے توحید

٤٧ تمہید میں تین جماعتوں یعنی مومنین، کفار اور منافقین کے اوصاف اور ان کی جزا و سزا بیان کرنے کے بعد اب یہاں ان سب کو مخاطب کر کے ان کے سامنے دعوتِ توحید بیان کی ہے۔ اس سورت میں دعویٰ توحید کو تین بار دہرایا گیا ہے جیسا کہ تفصیلاً پہلے گزر چکا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ پہلے يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ (رکوع ٣) میں دعویٰ توحید کا ذکر فرمایا۔ اس کے بعد وَاِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ الخ (رکوع ١٩) میں پہلی بار اس کا اعادہ فرمایا اور پھر اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (رکوع ٣٤) میں دوبارہ اعادہ فرمایا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ مشرکین تین قسم کا شرک کرتے ہیں (١) شرک فی الدعاء یعنی پکارنے میں شرک (٢) نذر و نیاز میں شرک (٣) شفاعتِ قہری کے ذریعے یعنی اپنے معبودوں کو خدا کے یہاں شفیع غالب سمجھتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے تین جگہ دعویٰ توحید کو عقلی دلائل سے مدلل فرما کر بالترتیب شرک کی مذکورہ بالا تینوں قسموں کی نفی فرمائی ہے۔ عبادت کے معنیٰ "غایت خضوع" اور "انتہائی عاجزی" کے ہیں۔ اس لفظ کا جامع مفہوم علامہ ابن قیم رح کی زبانی سنئے۔ العبادۃ عبارۃ عن الاعتقاد والشعور بان للمعبود سلطۃ غیبیۃ (ای فی العلم والتصرف) فوق الاسباب یقدر بھا علی النفع والضرر فکل دعاء وثناء و تعظیم ینشأ من ھذا الاعتقاد فھی عبادۃ (مدارج السالکین ص [illegible]) یعنی یہ اعتقاد اور شعور کہ ہمارے حالات جاننے اور ان میں باختیار خود تصرف کرنے میں ہمارے معبود کا ما فوق الاسباب غیبی قبضہ ہے۔ اور اسی اعتقاد کے تحت اپنے معبود کو پکارا جائے، اس کی حمد و ثنا کی جائے، رکوع و سجود یا نذر و نیاز سے اس کی تعظیم بجا لائی جائے تو یہ سب کچھ عبادت ہے۔ تو یہ عبادت بجمیع اقسامہ وانواعہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ اور اس میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ یہاں عبادت سے "دعا" اور "پکار" مراد ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ الدعاء ھو العبادۃ (ابوداؤد ص [illegible] ج ١، ترمذی ص [illegible] ج ٢) یعنی دعا ہی اصل عبادت ہے۔ اور دعویٰ توحید اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ میں حصر اور تخصیص مراد ہے یعنی صرف اللہ ہی کی عبادت کرو، صرف اسی کو پکارو۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رض اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ ای افردوا الطاعۃ والعبادۃ لربکم دون سائر خلقہ (ابن جریر ص ١٢٣ ج ١) یعنی طاعت اور عبادت صرف اپنے رب ہی کی کرو اور اس کی مخلوق کو اس کی طاعت اور عبادت میں شریک نہ بناؤ۔ عبادت سے وہی دعا اور پکار مراد ہے۔ اور حصر کا دوسرا قرینہ وہ نتیجہ ہے جو دعویٰ توحید کے عقلی دلائل کے بعد مذکور ہے یعنی فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا ـــــ اَلَّذِیْ اب یہاں سے دعویٰ مذکورہ پر عقلی دلائل کی ابتداء ہوتی ہے۔ الموصول صفۃ مادحۃ للرب وفیھا ایضا تعلیل للعبادۃ والربوبیۃ علی ما قیل (روح ص [illegible] ج ١) یہاں دعویٰ توحید پر جو عقلی دلیل پیش کی گئی ہے وہ پانچ امور پر مشتمل ہے۔ **اوّل**، خَلَقَكُمْ یعنی تمہیں پیدا کیا اور نعمتِ وجود سے سرفراز فرمایا۔ **دوم** وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ تمہارے آباء و اجداد، دوسرے تمام انسانوں، فرشتوں اور جنوں کا بھی وہی خالق ہے۔ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ط تاکہ تم متقی بن جاؤ۔ کیونکہ توحید کی پابندی ہی سے تقویٰ حاصل ہو سکتا ہے۔ لَعَلَّ شک اور امید کیلئے موضوع ہے مگر جب اللہ کی طرف سے ہو تو یقین کے معنوں میں ہوتا ہے۔ قال سیبویہ لعل وعسی حرفا ترج وھما من اللہ واجب (معالم ص ٣٣ ج ١) **سوم** الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا زمین کو تمہارے لئے اس نے فرش کی طرح ہموار بنا دیا ہے۔ تم اس پر چل پھر سکتے ہو۔ بیٹھ سکتے ہو اور اس پر اپنا کاروبار کر سکتے ہو۔ **چہارم و پنجم** وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ بارش کے ذریعے مردہ زمین کو زندہ کر کے اس سے تمہارے لئے روزی پیدا کی۔ **٤٨** یہ مذکورہ دلیل کا نتیجہ ہے۔ مخاطبین اپنا، اپنے آباؤ اجداد کا، باقی تمام انسانوں، جنوں اور فرشتوں کا، زمین و آسمان اور ساری کائنات کا خالق خدا ہی کو مانتے تھے۔ اور تمام تکوینی امور کو خدا ہی کے تصرف و اختیار میں سمجھتے تھے اس لئے ان مسلمہ امور کو بطور دلیل پیش کر کے فرمایا کہ جب یہ سب کام اللہ ہی کے ہیں، جب یہ سارے انعامات اسی نے تم کو دیئے ہیں۔ جب تمہارا اور ساری کائنات کا خالق و مالک اور رازق وہی ہے اور ان تمام کاموں میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے تو پھر صرف اسی ہی کی عبادت کرو اور صرف اسی ہی کو اپنی حاجات و مشکلات میں غائبانہ پکارو اور اس کی عبادت اور پکار میں کسی نوری، ناری یا خاکی کو اس کا شریک مت بناؤ۔ جس نے یہ ساری نعمتیں۔ زندگی، یہ خوبصورت بدن، آنکھیں کان، ناک، دل، دماغ وغیرہ زمین و آسمان، زمین کے بے بہا خزانے، چاند، سورج اور تارے وغیرہ وغیرہ۔ طلب اور درخواست کے بغیر تمہیں دیدیں۔ کیا وہ طلب اور درخواست پر تمہیں کچھ نہیں دیگا؟ پھر اس محسن و مربی کو چھوڑ کر اوروں کو کیوں پکارتے ہو۔ **٤٩** اور تم اچھی طرح جانتے ہو کہ ان تمام امور کا فاعل اور سب کا خالق و رازق صرف اللہ ہے۔ اور تمہارے یہ معبود ان کاموں میں سے کوئی کام نہیں کر سکتے۔ وانتم تعلمون انھا لا تخلق شیئًا ولا ترزق واللہ الخالق الرزاق (مدارک ص [illegible]) دعویٰ توحید کو عقلی دلائل سے واضح کرنے کے بعد توحید سے متعلق مشرکین کے دو شبہوں کا جواب دیا ہے۔ ایک شبہ تو یہ تھا کہ یہ دعویٰ خدا کی طرف سے نہیں ہے بلکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے پاس سے باتیں بنا کر اور پھر انہیں خدا کی طرف منسوب کر کے ہمارے سامنے پیش کر دیتا ہے جیسا کہ دوسری جگہ اللہ نے ان کے اس شبہ کا ذکر ان لفظوں میں کیا ہے۔ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ (یونس ع ٤) دوسرا شبہ یہ تھا کہ یہ مسئلہ توحید خدا کی طرف سے نہیں ہے اور نہ ہی یہ کتاب خدا کا کلام ہے کیونکہ اس میں اولیاء اللہ کیلئے مکڑی جیسی گھٹیا چیزوں کی مثالیں بیان کی گئی ہیں جو اولیاء اللہ کے حق میں سخت توہین ہے۔ بھلا یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ اللہ اپنے نیک بندوں کی توہین کرے **٥٠** یہ مشرکین کے پہلے شبہ کا جواب ہے یعنی جو کچھ ہم نے اپنے بندے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا ہے اگر اس کے اللہ کی طرف سے ہونے میں تمہیں کسی قسم کا شبہ ہے تو اس کا واحد علاج حسب ذیل ہے ومعنی قولہ فی ریب منہ فی کونہ وحیا من اللہ تعالیٰ شانہ (روح ص ١٩٢ ج ١) **٥١** کہ تم بھی زیادہ نہیں صرف ایک ہی سورت ایسی بنا لاؤ جو فصاحت و بلاغت میں، مضامین کی ندرت میں، واقعات ماضیہ اور آتیہ کی صداقت میں، امثال و مواعظ کی اثر انگیزی میں، دلائل و براہین کی جامعیت اور معقولیت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیش کردہ قرآن کی مثل اور ہم پلہ ہو۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ قرآن کا معجزہ ہونا صرف فصاحت و بلاغت ہی کے اعتبار سے نہیں ہے کیونکہ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ کا چیلنج تو تمام دنیا کے منکرین کو دیا گیا ہے خواہ وہ عربی ہوں یا عجمی۔ اسلئے قرآن جس طرح فصاحت و بلاغت اور ترکیب الفاظ کے اعتبار سے معجز ہے اسی طرح مضامین و مطالب، واقعات ماضیہ و آتیہ اور دلائل و براہین وغیرہ کے لحاظ سے بھی معجز ہے۔ **٥٢** شہداء سے مراد

رِزْقًا قَالُوْا هٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَاُتُوْا بِهٖ

کھانے کو تو کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ملا تھا ہم کو اس سے پہلے اور دیئے جائینگے ان کو

مُتَشَابِهًا ۚ وَلَهُمْ فِیْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙ وَّهُمْ

پھل ایک صورت کے ۶۱ اور ان کے لیے وہاں عورتیں ہوں گی پاکیزہ ۶۲ اور وہ

فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَسْتَحْیٖٓ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا

وہیں ہمیشہ رہیں گے ۶۳ بے شک اللہ شرماتا نہیں اس بات سے کہ بیان کرے کوئی مثال

مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ۭ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَیَعْلَمُوْنَ

ایک مچھر یا اس چیز کی جو اس سے بڑھ کر ہے ۶۴ سو جو لوگ مسئلہ توحید پر ایمان رکھتے ہیں وہ یقینا جانتے ہیں

اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَاَمَّا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَیَقُوْلُوْنَ

کہ یہ مثال ٹھیک ہے جو نازل ہوئی ان کے رب کی طرف سے ۶۵ اور جو کافر ہیں سو کہتے ہیں

مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ یُضِلُّ بِهٖ كَثِیْرًا ۙ وَّیَهْدِیْ

کیا مطلب تھا اللہ کا اس مثال سے ۶۶ گمراہ کرتا ہے اس سے بہتیروں کو اور ہدایت کرتا

بِهٖ كَثِیْرًا ۭ وَمَا یُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ ﴿۲۶﴾ الَّذِیْنَ

ہے اس سے ۶۷ بہتیروں کو اور گمراہ نہیں کرتا اس مثال سے مگر بدکاروں کو ۶۸ جو توڑتے ہیں خدا کے

یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ ۠ وَیَقْطَعُوْنَ

معاہدہ (توحید) کو مضبوط کرنے کے بعد ۶۹ اور قطع کرتے ہیں

مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ ۭ

اس چیز کو جس کو اللہ نے فرمایا ملانے کو ۷۰ اور فساد کرتے ہیں ملک میں (شرک پھیلا کر) ۷۱

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۲۷﴾ كَیْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ

وہی ہیں ٹوٹے والے ۷۲ کس طرح کافر ہوتے۔ خدا تعالیٰ سے حالانکہ

كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْیَاكُمْ ۚ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ یُحْیِیْكُمْ

تم بے جان تھے پھر جلایا تم کو پھر مارے گا تم کو پھر جلائے گا تم کو

ان کے وہ معبود ہیں جن کی وہ پوجا کرتے تھے اور جن کے متعلق ان کا خیال تھا کہ وہ ان کے حمائتی ہیں، اور آڑے وقت میں کام آتے ہیں لہٰذا اب وقت ہے کہ وہ تمہارے کام آئیں۔ المعنی ادعوا الذین اتخذتموهم آلهة من دون الله (کبیر ص۳۴۳ ج۱) استعینوا بآلهتکم فی ذلك یمدونکم وینصرونکم (ابن کثیر ص۵۹ ج۱) ای واستعینوا بآلهتکم التی تعبدونها (معالم ص۳۳ ج۱) یا اس سے کفر و انکار میں ان کے ہم مسلک اور ان کے یار و مددگار مراد ہیں۔ المراد من الشهداء اکابرهم او من یوافقهم فی انکار امر محمد صلی الله علیه وسلم (کبیر ص۳۴۳ ج۱) مطلب یہ ہے کہ اپنے تمام اعوان و انصار کو بلالو اور اپنے معبودوں سے مدد کی درخواست بھی کرلو، اور قرآن کا مثل بنالاؤ۔ ۵۳ یعنی اگر تم اپنے اس دعویٰ میں سچے ہو کہ یہ اللہ کا کلام نہیں بلکہ انسانی کلام ہے، تم اس کا مثل بنالاؤ کیونکہ تم بھی تو اہل لسان ہو اور تمہیں اپنی فصاحت و بلاغت اور زبان آوری پر ناز ہے۔ ۵۴ اس شرط کی جزا محذوف ہے ای فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فامنوا۔ یعنی اگر تم قرآن کا مثل نہیں لاسکتے اور نہ ہی لاسکو گے تو تم مسئلہ توحید مان لو۔ یہ قرآن مجید کا ایک اور معجزہ ہے کہ اس نے بلاخوف تردید اعلان کردیا کہ قیامت تک قرآن مجید کا مثل کوئی پیش نہیں کرسکے گا۔ چنانچہ آج تک قرآن کی ایک آیت کا مثل بھی پیش نہیں کیا جاسکا۔ اور نہ ہی قیامت تک ایسا ممکن ہے (ابن کثیر ص۶۲ ج۱) ۵۵ یہ جزا محذوف یعنی فَاٰمِنُوْا کے قائم مقام ہے۔ ۵۶ اگر تمام ذرائع اختیار کرنے کے باوجود بھی قرآن کا مثل پیش نہ کرسکو تو یقین کرلو کہ قرآن خدا کا کلام ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے سچے پیغمبر ہیں اگر اب بھی تم کفر و انکار پر اڑے رہے تو تمہارا ٹھکانہ جہنم کی وہ آگ ہوگی جس کا ایندھن خدا کے نافرمان بندے اور پتھر ہونگے اور جو تم جیسے کافروں اور معاندوں ہی کیلئے تیار کیگئی ہے۔ لہٰذا اس نار جہنم سے بچو اور کفر و انکار سے باز آجاؤ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آؤ۔ جہنم میں پتھر کا ایندھن اسلئے استعمال کیا جائیگا تاکہ آگ کی گرمی میں شدت پیدا ہو۔ اور بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ اس سے پتھر کی وہ مورتیاں مراد ہیں جنہیں سامنے رکھ کر مشرکین پوجا کرتے تھے۔ وقیل المراد بها حجارة الاصنام والانداد التی کانت تعبد من دون الله (ابن کثیر ص۶۲ ج۱) اس سے ایک طرف تو ان پتھر کی مورتیوں کی وجہ سے آگ میں شدت پیدا ہوگی اور دوسری طرف جب مشرکین اپنے معبودوں کی بے کسی اور بے بسی دیکھیں گے تو حسرت و افسوس کی وجہ سے ان کا عذاب دوگنا ہو جائے گا۔ ایک جہنم کا عذاب اور دوسرا حسرت و ندامت اور تاسف و یاس کا ــــ یہ منکرین کیلئے ڈراوا تھا۔ اب آگے مومنین کے لئے جنت کی خوشخبری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تخویف و تبشیر کو ساتھ ساتھ رکھا ہے۔ ومن عادة الله انه اذا ذکر آیة فی الوعید ان یعقبها بآیة فی الوعد (کبیر ص۳۴۷ ج۱) ۵۷ جو لوگ مسئلہ توحید و رسالت پر ایمان لائے اور قرآن کو خدا کا کلام مانا اور اس کے مطابق عمل کیا انہیں خوشخبری سنا دیجئے۔ ۵۸ یعنی انہیں آخرت میں ایسے باغات ملیں گے جن کے درختوں اور محلوں کے نیچے سے ندیاں بہتی ہوں گی۔ ای من تحت اشجارها ومساکنها (معالم ص۳۴ ج۱) ۵۹ منها اور من ثمرة میں من ابتدائیہ ہے۔ اور رِزْقًا رُزِقُوْا کا مفعول ثانی ہے اور مفعول اول اس کا نائب فاعل ہے یعنی جب بھی انہیں جنت کے پھلوں سے کچھ کھانے کے لئے دیا جائیگا۔ ۶۰ وہ اسے دیکھتے ہی بول اٹھیں گے کہ یہ تو وہی مزیدار پھل ہے جو پہلے بھی ہم کھا چکے ہیں۔ اس طرح وہ اپنی خوشی اور مسرت کا اظہار کریں گے۔ ۶۱ جنت میں جو پھل جنتیوں کو دیا جائیگا وہ ظاہری شکل و صورت اور رنگ میں ملتا جلتا ہوگا مگر ذائقہ ہر ایک کا جداگانہ ہوگا۔ قال ابن عباس ومجاهد والربیع متشابها فی الالوان مختلفا فی الطعوم (معالم ص۳۴ ج۱) اور یہ چیز کوئی پھلوں ہی سے مخصوص نہیں ہوگی بلکہ جنت کے تمام کھانے ہی باہم ملتے جلتے ہوں گے۔ قال الحسن یؤتی احدهم بالصحفة فیأکل منها ثم یؤتی بالاخری فیقول هذا الذی اتینا به من قبل فیقول الملك کل فاللون واحد والطعم مختلف (کبیر ص۳۴۲ ج۱، مدارک ص۳۶ ج۱) جنت میں اعلیٰ درجہ کی لذیذ مادی غذاؤں کے ساتھ سکون قلب کیلئے حسب منشا ذوق بھی ملیں گے۔ ۶۲ یعنی وہ ہر قسم کی پلیدی اور ناشائستہ اخلاق اور ناپسندیدہ عادات سے پاک ہوں گی۔ مطهرة من الغائط والبول والحیض والنفاس والبصاق والمخاط والمنی والولد

جواب شبہ ثانیہ (اللہ تعالیٰ عنکبوت جیسی حقیر چیزوں کا ذکر کیوں کرتا ہے)

یضل متفرع ہے یقولون ماذا اراد اللہ پر اور یہدی متفرع ہے فیعلمون انه الحق پر بطریق لف ونشر غیر مرتب ۱۲

یہ متعلق بدلیل عقلی تا وہو بکل شیء علیم ۱۲

موضح القرآن ف۱ یعنی جنت کے ہر میوے کا مزا جدا ہے اگرچہ صورت ملتی ہو۔ صورت دیکھ کر جانیں گے کہ وہی قسم ہے جو کھا چکے ہیں اور چکھیں گے تو مزا جدا پائیں گے۔ ف۲ قرآن شریف میں کہیں مثال فرمائی ہے مکڑی کی کہیں مکھی کی۔ اس پر کافر عیب پکڑتے تھے کہ اللہ کی شان نہیں ان چیزوں کا ذکر کرنا یہ کلام اللہ کا ہوتا تو ایسے مذکور نہ ہوتے اس پر یہ دو آیتیں فرمائیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ کافراں چوں ذکر ذباب و عنکبوت در قرآن شنیدند طعن کردند و گفتند کہ خدا تعالیٰ ذکر ایں چیزہائے خسیس چہ ارادہ کردہ است ایں آیت نازل شد ۱۲

وکل قذر ...... وقیل مطہرۃ عن مساوی الاخلاق (معالم ص ۲۵ ج ۱) **٦٢** یعنی نہ انہیں جنت سے نکالا جائیگا اور نہ ہی ان پر موت آئے گی۔ اور نہ ہی جنت کی نعمتیں فنا ہونگی دائمون لا یموتون فیہا ولا یخرجون (معالم ص ۲۵ ج ۱) فانہم مع ھذا النعیم فی مقام امین من الموت والانقطاع فلا آخر لہ ولا انقضاء بل فی نعیم سرمدی ابدی علی الدوام (ابن کثیر ص ۶۳ ج ۱) **٦٣** مشرکین کے دوسرے شبہ کا جواب ہے۔ اور لا یستحی کے معنی ہیں لا یترک کیونکہ جب انسانوں سے مختصہ اوصاف کو خدا کی طرف منسوب کیا جاتا ہے تو ان اوصاف سے ان کے نتائج مراد ہوتے ہیں اور حیا کا نتیجہ چونکہ ترکِ فعل ہے اس لئے یہاں یہی مراد ہے فاذا ورد الحیاء فی اللہ تعالیٰ فلیس المراد منہ ذلک الخوف الذی ھو مبدأ الحیاء ومقدمتہ بل ترک الفعل الذی ھو منتہاہ وغایتہ (کبیر ص ۲۵۰ ج ۱) مثلاً کی تنوین تنکیر کے لئے ہے مَا نکرہ مثلاً کی صفت ہے جو اس میں مزید ابہام پیدا کرتا ہے۔ اور بعوضۃ اس سے بدل یا عطف بیان ہے (کبیر ص ۳۵۰ ج ۱، روح ص ۲۰۶ ج ۱) فَمَا فَوْقَهَا یہاں فوقیت سے مراد اسی معنی میں زیادتی اور فوقیت ہے جس میں تمثیل واقع ہوئی ہے یعنی جسم کی کمی اور حقارت۔ والمراد بالفوقیۃ الزیادۃ فی المعنی الذی وقع التمثیل فیہ وھو الصغر والحقارۃ فہو تنزل من الحقیر الی الاحقر (روح ص ۲۰۶ ج ۱) تو مطلب یہ ہوا کہ ان کے کہنے سے اللہ تعالیٰ مچھر یا اس سے بھی ادنیٰ اور حقیر چیز کی کوئی مثال بیان کرنے کو چھوڑنے سے رہا یعنی وہ حسب ضرورت اور مناسب محل ایسی مثالیں ضرور بیان کرتا رہیگا۔ مثال اس لئے بیان کی جاتی ہے تاکہ مسئلہ واضح ہو جائے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مکڑی کے جالے کی مثال دیکر یہ حقیقت واضح فرمائی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی نبی یا ولی عبادت و پکار کے لائق نہیں یعنی غیر اللہ کا سہارا ایسا کمزور ہے جیسا مکڑی کا جالا۔ اگر یہ مثال بیان نہ کی جاتی تو غیر اللہ کی پکار کا مسئلہ اس طرح واضح نہ ہوتا۔ اب آگے ان مثالوں کے بیان سے مختلف لوگوں پر جو مختلف آثار مرتب ہوں گے ان کی تفصیل ہے۔ **٦٤** جو لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے اور قرآن کے کلام اللہ ہونے پر ایمان رکھتے ہیں اور مسئلہ توحید مان چکے ہیں، انہیں تو اس بات کا یقین ہے کہ یہ مثال بھی اللہ ہی کی طرف سے ہے اور موقع و محل کے مطابق ہے۔ ای یعلمون انہ کلام الرحمن وانہ من عند اللہ (ابن کثیر ص ۶۲ ج ۱) **٦٥** لیکن کفار معاندین حقارت آمیز لہجہ میں کہتے ہیں کہ آخر اس مثال سے خدا کی غرض کیا تھی؟ اس میں تو اولیاء اللہ کی توہین ہے۔ **٦٦** منکرین کا خیال تھا کہ ان حقیر چیزوں کی تمثیلات سے کوئی فائدہ نہیں تو ان دو جملوں میں مثالیں بیان کرنے کی حکمت اور معتد بہ فائدہ بیان فرمایا کہ یہ مثالیں حق ہیں جو مسلمانوں کی ہدایت اور معاندین کی گمراہی میں اضافہ کا ذریعہ اور باعث بنتی ہیں۔ انہ مشتمل علی حکمۃ جلیلۃ وغایۃ جمیلۃ ھی کونہ وسیلۃ الی ھدایۃ المستعدین للہدایۃ واضلال المنہمکین فی الغوایۃ (روح ص ۲۰۹ ج ۱) وقال الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ فی ضرب الامثال بالمحقرات ابتلاء للمؤمنین والکفار۔ تمثیل بیان کرنا تو کوئی اچنبھے کی بات نہیں تھی۔ تمثیل کا دستور قدیم زمانے سے چلا آرہا ہے۔ اور خود مشرکین اپنی روزمرہ کی گفتگو میں بھی مثالوں کا استعمال کرتے تھے۔ مشرکین کا یہ اعتراض کہ خداوند تعالیٰ مکھی اور مکڑی جیسی حقیر چیزوں کی مثالیں کیوں بیان کرتا ہے؟ یہ محض ضد اور عناد پر مبنی تھا۔ درحقیقت ان لوگوں کو چڑ تو مسئلہ توحید سے تھی اور یہ اعتراض تکذیب کا ایک بہانہ تھا۔ ہدایت دینے اور گمراہ کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ ان مثالوں کے ذریعہ ہدایت و ضلالت کا حدوث ہوتا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان کے ذریعے مومنین کو مزید انشراحِ صدر اور اطمینانِ قلب حاصل ہوتا ہے اور گمراہوں اور مشرکوں کی الجھنوں میں اور اضافہ ہو جاتا ہے (رسالہ منہ ص ۲۰۶) **٦٧** فاسقین سے مراد وہ لوگ ہیں جو حدودِ ایمان سے نکل جاتے ہیں۔ والمراد بالفاسقین ھنا الخارجون عن حد الایمان (روح ص ۲۰۹ ج ۱) یعنی ان کے ذریعے صرف ان لوگوں کو گمراہ کرتا ہے جو خود گمراہ رہنا چاہتے ہیں اور باختیار خود گمراہی اختیار کرتے ہیں۔ اضلال کو فاسقین سے مخصوص کرکے آگے ان کی کئی ایک خباثتیں بیان کی ہیں اس سے بھی اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ ان سے گمراہی پر قائم رہنے اور ان سے توفیق ہدایت کے سلب ہو جانے کا اصل سبب ان کی یہی خباثتیں ہیں لہذا اس گمراہی کے اسباب خود ان کے اپنے پیدا کردہ ہیں اور ان اسباب میں اور ان کے آثار و نتائج میں وہی تکوینی تعلق ہے جو آگ میں اور جلانے میں جس طرح آگ کا کام ہے جلانا اور بھسم کرنا اسی طرح تمرد و سرکشی اور عہد و اطاعت کے توڑنے کا تکوینی نتیجہ ہے ہدایت سے ابدی محرومی اور یہاں اضلال کو اللہ کی طرف محض اسلئے منسوب کیا گیا ہے کہ وہ فاعل حقیقی اور خالق افعال ہے۔ واسناد الاضلال ای خلق الضلال الیہ سبحانہ بناءً علی ان جمیع

ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٢٨﴾ هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي
پھر اسی کی طرف لوٹائے جاؤگے ۴۲ وہی ہے جس نے پیدا کیا تمہارے واسطے جو کچھ
الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ
زمین میں ہے سب پھر (اس نے) قصد کیا آسمان کی طرف سو ٹھیک کر دیا
سَبْعَ سَمَاوَاتٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٢٩﴾ وَإِذْ
ان کو سات آسمان اور وہی ہر چیز سے خبردار ہے ۴۳ اور جب
قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ
کہا تیرے رب نے فرشتوں کو ۴۴ کہ میں بنانے والا ہوں زمین میں
خَلِيفَةً ۖ قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَن يُفْسِدُ فِيهَا
ایک نائب کہا فرشتوں نے کیا قائم کرتا ہے تو زمین میں اس کو جو فساد کرے اس میں
وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَ
اور خون بہائے ۴۵ اور ہم پڑھتے رہتے ہیں تیری خوبیاں اور
نُقَدِّسُ لَكَ ۖ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٣٠﴾ وَ
یاد کرتے ہیں تیری پاک ذات کو ۴۶ فرمایا بیشک مجھ کو معلوم ہے جو تم نہیں جانتے ۴۷ اور
عَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى
سکھا دیئے اللہ نے آدم کو نام سب چیزوں کے ۴۸ پھر سامنے کیا ان سب چیزوں کو
الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ أَنبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَٰؤُلَاءِ إِن كُنتُمْ
فرشتوں کے پھر فرمایا بتاؤ مجھ کو نام ان کے ۴۹ اگر تم
صَادِقِينَ ﴿٣١﴾ قَالُوا سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا
سچے ہو ۵۰ بولے پاک ہے تو ہم کو معلوم نہیں مگر جتنا
عَلَّمْتَنَا ۖ إِنَّكَ أَنتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ﴿٣٢﴾ قَالَ يَا آدَمُ
تو نے ہم کو سکھایا ۵۱ بیشک تو ہی ہے اصل جاننے والا حکمت والا ۵۲ فرمایا اے آدم

۳ ع ۹ ۲

۱ متعلق بہ دعوی توحید مع دلیل عقلی ۱۲

۲ ملائکہ پکارنے کے لائق نہیں کیونکہ وہ غیب دان نہیں ۱۲

الاشیاء مخلوقة له تعالٰی (ابوالسعود ص۲۲۹ ج۱) **۵۸** یہ الفاسقین کی صفت کاشفہ ہے یعنی اللہ کے عہد توحید کو توڑتے ہیں اللہ کے وصل کو کاٹ کر غیر اللہ کو پکار رہے ہیں اور زمین میں شرک کے ذریعے فساد پھیلا رہے ہیں۔ عہد اللہ سے مراد توحید اور احکام الٰہی کا عہد ہے۔ قال الشیخ رحمہ اللہ تعالٰی ما عهد الله الیهم ای من التوحید والاحکام۔ امام ابن کثیر فرماتے ہیں وعهده الی جمیعهم فی توحیده ما وضع لهم من الادلة على ربوبيته وعهده اليهم فى امره ونهيه ما احتج به لرسله من المعجزات الخ (ابن کثیر ص۶۶ ج۱) یعنی اس عہد کی توثیق ہمیشہ آفاقی اور انفسی دلائل سے کتب منزلہ اور معجزات انبیاء علیہم السلام سے ہوتی رہی المراد ما وثق الله به عهده من الآيات والكتب (بیضاوی) **۵۹** ان یوصل بہ کی ضمیر مجرور سے بدل الاشتمال ہے۔ ما اپنے عموم اور وسعت کے اعتبار سے ان تمام تعلقات کو شامل ہے جن کو قائم رکھنے کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ المراد به الامر الشامل لما ذكر لما يوجب قطعه قطع الوسيلة بين الله تعالى وبين العبد (روح ص۲۱۲ ج۱) يحتمل كل قطيعة لا يرضى بها الله سبحانه وتعالى (ابوالسعود ص۲۲۳ ج۱) الاشارة الى دين الله وعبادته فى الارض واقامة شرائعه وحفظ حدوده فهى عامة فى كل ما امر الله به ان يوصل هذا قول الجمهور (قرطبی ص۲۴۷ ج۱) **۶۰** شرک کرتے ہیں۔ لوگوں کو ایمان سے اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے روکتے اور کفر کی ترغیب دیتے ہیں۔ اور ہر کام خواہشات نفسانیہ کے مطابق کرتے ہیں۔ خدا کی نافرمانیوں اور بداعمالیوں میں لگے ہوئے ہیں۔ ای یعبدون غیر اللہ تعالٰی ویجورون فی الافعال (قرطبی ص۲۴۷ ج۱) بالمعاصى وتعويق الناس عن الايمان بمحمد صلى الله عليه وسلم وبالقرآن (معالم ص۳۷ ج۱) افسادهم باستدعائهم الى الكفر والترغيب فيه وحمل الناس عليه (روح ص۲۱۲ ج۱) والاظهر انه الصد عن طاعة الرسول لان تمام الصلاح فى الارض بالطاعة (کبیر ص۳۶۶ ج۱) **۶۱** اولئک سے اشارہ فاسقین کی طرف ہے۔ هم ضمیر فصل حصر کے لئے ہے اور مطلب یہ ہے کہ مذکورہ بالا صفات سے متصف فاسقین ہی نقصان اٹھانے والے ہیں اور حصر کمال نقصان کے اعتبار سے ہے کیونکہ دولت ایمان کی محرومی کی وجہ سے وہ دنیا اور آخرت دونوں جہان میں خسارے میں رہے **۶۲** مشرکین کے دونوں شبہات کا جواب دینے کے بعد یہاں سے پھر اصل دعوٰی توحید کی طرف رجوع ہے اور مزید دلائل سے اسے ثابت کیا گیا ہے۔ استفہام تعجب اور انکار کیلئے ہے اور تکفرون کے معنی تشرکون کے ہیں یعنی ایسے واضح دلائل کی موجودگی میں تم کس طرح اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہو۔ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ بعد نصب الدلائل ووضوح البرهان ثم ذكر الدلائل (معالم ص۳۷ ج۱) کیف تکفرون باللہ ای کیف تعبدون معه غیره (ابن کثیر ص۶۶ ج۱) دلائل واضحہ اور براہین قاطعہ کی موجودگی میں تمہارا شرک کرنا نہایت ہی قابل تعجب ہے۔ تم جانتے ہو کہ مُحْیِی ومُمِیت، خالق ارض وسما اور عالم کل شیء اللہ ہی ہے اور یہ اوصاف کسی میں نہیں پائے جاتے تو پھر کیوں اس کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا یعنی تم بے جان نطفے تھے نطفًا فی اصلاب آبائکم (معالم) فَاَحْيَاكُمْ تمہیں زندگی دی اور زندگی کو قائم رکھنے کے لئے تمام ضروریات مہیا کیں۔ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ پھر جب تمہاری مقررہ عمریں پوری ہو جائیں گی وہ تمہیں مار دیگا۔ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ پھر قیامت کے دن وہ تم سب کو دوبارہ زندہ کرے گا۔ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ پھر حساب وکتاب اور جزاء وسزا کے لئے تم اس کے سامنے لائے جاؤ گے۔ **۶۳** کائنات ارضی کو تمہارے لئے پیدا کیا تاکہ تم اس سے مادی فوائد حاصل کرو، اور اس میں غور وخوض کر کے خالق کی قدرت وصنعت کا اندازہ لگاؤ، زمین میں ہمارے صرف دنیوی فائدے ہی نہیں بلکہ اس میں دینی فائدے بھی ہیں اور سامان آخرت بھی۔ واما قوله لكم فهو يدل على ان المذكور بعد قوله خلق لاجل انتفاعنا فى الدين والدنيا (کبیر ص۳۷۰ ج۱) ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ ـــ استوٰی کا صلہ جب اِلٰی ہو تو اس کے معنی قصد کرنے اور متوجہ ہونے کے ہیں۔ استوى الى اى اقبل (قرطبی ص۲۵۵ ج۱) زمین پیدا کرنے کے بعد وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا۔ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ تسویہ سے مراد یہ ہے کہ آسمانوں کو بالکل اور مکمل بنایا اور ان میں کسی قسم کی درز یا شکن باقی نہ رہنے دی۔ ومعنى تسويتهن تعديل خلقهن واخلاؤه من العوج والفطور واتمام خلقهن (کبیر ص۳۷۱ ج۱) وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ جس طرح وہ تمام کائنات ارضی وسماوی کا خالق ہے اسی طرح وہ سارے عالم کے ذرّہ ذرّہ کو جانتا ہے اور زمین وآسمان کی کوئی چیز اس کے علم محیط سے باہر نہیں۔ اس آیت کی ابتداء یعنی هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ میں مبتدا اور خبر ہر دو کے معرفہ ہونے کی وجہ سے حصر ہے پھر ثُمَّ اسْتَوٰٓى خَلَقَ پر معطوف ہے اور وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ پر معطوف ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ جب کلام کی ابتداء میں حصر ہو تو اس کے باقی اجزاء میں بھی حصر ہوگا۔ تو مطلب یہ ہوا کہ اللہ ہی زمین وآسمان کا خالق وکارساز ہے اور صرف اللہ ہی ہر چیز کا عالم ہے۔

نتیجہ:۔ جب تم جانتے ہو کہ موت وحیات خدا کے قبضہ میں ہے، زمین وآسمان کا خالق بھی وہی ہے اور ہر ظاہر وچھپی ہوئی چیز کا جاننے والا بھی وہی ہے۔ جب یہ سب کام اسی کے ہیں اور ان میں کوئی اس کا شریک نہیں تو پھر عبادت اور پکاریں اوروں کو کیوں اس کا شریک بناتے ہو نیز تمام دینی ودنیوی نعمتیں بھی اسی نے عطا کی ہیں اور بغیر مانگے دی ہیں تو پھر وہ کونسی چیزیں ہیں جو وہ نہیں دے سکتا اور تم وہ غیروں سے مانگتے ہو۔ کوئی انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کو پکار رہا ہے، کوئی ملائکہ مقربین سے امیدیں وابستہ کئے ہوئے ہے اور کوئی جنوں کے یہاں پناہ ڈھونڈ رہا ہے۔ حالانکہ کوئی ناری یا خاکی خدا کا شریک نہیں ہو سکتا کیونکہ معبود صرف وہی ہو سکتا ہے جو زمین وآسمان کا خالق ومالک اور ہر چیز کا عالم ہو مگر نوریوں، ناریوں اور خاکیوں میں کوئی بھی ایسا نہیں ہے۔ **۶۴** اِذْ ظرف کا عامل یہاں محذوف ماننے کی ضرورت نہیں۔ جیسا کہ بعض مفسرین نے یہاں اُذْكُرْ محذوف مانا ہے۔ کیونکہ بعد میں آنے والا قَالُوْٓا اس میں عامل ہے۔ اور ظروف کے عوامل کا ان پر مقدم ہونا جائز ہے۔ خَلِيْفَةً ـــ خلیفہ اسے کہتے ہیں جو کسی دوسرے کے بعد اس کی جگہ اس کے فرائض سنبھالے۔ الخليفة من يخلف غيره ويقوم مقامه (کبیر ص۳۸۱ ج۱) **۶۵** فرشتوں کا سوال بطور اعتراض یا بنی آدم سے بوجہ حسد کے نہیں تھا بلکہ محض استفسار اور استکشاف کے طور پر تھا۔ ليس على وجه الاعتراض على الله ولا على وجه الحسد لبنى آدم كما قد يتوهمه بعض المفسرين (ابن کثیر ص۶۹ ج۱) اور بنی آدم کے متعلق فساد برپا کرنے اور خون ریزی کرنے کا نظریہ انہوں نے ان کو جنوں پر قیاس کر کے قائم کیا تھا کیونکہ پہلے زمین پر جن آباد تھے اور ان کا فساد فی الارض، خون خرابہ فرشتے دیکھ چکے تھے۔ تو انہوں نے خیال کیا کہ بنی آدم جنہیں اب خلیفہ بنایا جائیگا وہ بھی ایسے ہی ہونگے۔ **۶۶** قال الشیخ رحمہ اللہ تعالٰی قول الملائکة نحن نسبح بحمدك يرجع الى نفى النقص فى ملكه تعالى فى الحال وقولهم نقدس لك يرجع الى نفيه فى المستقبل فرشتوں کا یہ قول بھی فخر وغرور کی بنا پر نہیں تھا بلکہ محض نیازمندی کے اظہار کے طور پر تھا جس طرح ایک مخلص خادم اپنے آقا سے کہتا ہے کہ حضور یہ خدمت آپ جس کے سپرد کرنا چاہتے ہیں وہ اس کا صحیح حق ادا نہیں کر سکے گا۔ میں جو ہمیشہ سے آپ کا مخلص خادم ہوں اور ہر وقت خدمت میں کمربستہ رہتا ہوں یہ خدمت آپ میرے ہی سپرد کر دیں۔ بعینہٖ یہی طریقہ فرشتوں نے اختیار کیا تھا۔ ليس المقصود الا الاستفسار عن المرجح لا العجب التفاخر (روح ص۲۲۲ ج۱) اعلى طريقة من يجد فى خدمة مولاه وهو يامرها غيره اتخدم العصاة وانا مجتهد فيها (ابوالسعود ص۲۵۶ ج۱) **۶۷** فرشتوں کا علم محدود تھا۔ سابقہ تجربہ کی بنا پر وہ صرف یہ اندازہ تو لگا سکے کہ یہ نئی مخلوق فسادی اور خونریز ہوگی مگر اس مخلوق کی دوسری خوبیوں اور اسکے پیدا کرنے کی دیگر مصلحتوں سے وہ بالکل ناواقف تھے۔ چنانچہ اللہ تعالٰی نے فرمایا کہ اس کے پیدا کرنے میں جو مصالح پوشیدہ ہیں انہیں تم نہیں جانتے ہو۔ ای اعلم من الحكم فى ذلك ما هو خفى عليكم يعنى يكون فيهم الانبياء والاولياء والعلماء (مدارک ص۳۲ ج۱) ای اعلم من المصلحة الراجحة فى خلق هذا الصنف على المفاسد التى ذكرتموها ما لا تعلمون انتم (ابن کثیر ص۶۹ ج۱) حاصل یہ ہے کہ ان میں فساد اور خون ریز بھی ہوں گے لیکن ان میں جو خوبیاں ہوں گی وہ ان مفاسد پر راجح ہوں گی۔ وہ یہ کہ ان میں انبیاء اور رسل ہونگے، صدیقین اور شہداء ہوں گے، اولیاء اور علماء ہوں گے۔ انسان کی خلقت میں ایک حکمت یہ بھی تھی کہ انسان صفات خداوندی کا مظہر بنا۔ اگر انسان کو پیدا نہ کیا جاتا تو خداوند تعالٰی کی صفات مثلاً رزاقیت، جباریت وغفاریت وغیرہ کا ظہور نہ ہوتا۔ **۶۸** فرشتوں کے سوال کا اجمالی جواب تو اوپر گذر چکا اب ان کے مزید اطمینان کے لئے حضرت آدم علیہ السلام کی اس برتری کا عملاً اظہار کیا جا رہا ہے۔ یہاں کُلَّهَا استغراق حقیقی کے لئے نہیں بلکہ کُل اضافی ہے اور اس سے مراد وہ ضروری اشیاء ہیں جو آدم علیہ السلام کے مناسب تھیں ہر چیز مراد نہیں کما فی قوله تعالٰی یاخذ کل سفینة غصبًا واوتيت من كل شيء، ففتحنا عليهم ابواب كل شيء اسماء سے اشیاء

اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۚ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۙ
بتا دے فرشتوں کو ان چیزوں کے نام ۸۳ پھر جب بتا دیئے اس نے ان کے نام
قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ
فرمایا کیا نہ کہا تھا میں نے تم سے کہ میں خوب جانتا ہوں چھپی ہوئی چیزیں آسمانوں کی
وَالْاَرْضِ ۙ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ
اور زمین کی اور جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو
تَكْتُمُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا
چھپاتے ہو ۸۴ اور جب ہم نے حکم دیا فرشتوں کو کہ سجدہ کرو ذق
لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ ؕ اَبٰی وَاسْتَكْبَرَ ٭ وَ
آدم کو تو سب سجدے میں گر پڑے مگر شیطان اس نے نہ مانا اور تکبر کیا اور
كَانَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۳۴﴾ وَقُلْنَا یٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ
ہوگیا وہ کافروں میں کا ۸۵ اور ہم نے کہا اے آدم رہا کر تو
وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَیْثُ شِئْتُمَا ۪
اور تیری عورت جنت میں اور کھاؤ اس میں جو چاہو جہاں کہیں سے چاہو
وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ
اور پاس مت جانا اس درخت کے پھر تم ہو جاؤ گے
الظّٰلِمِیْنَ ﴿۳۵﴾ فَاَزَلَّهُمَا الشَّیْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا
ظالم ۸۷ پھر ہلا دیا ان کو شیطان نے اس جگہ سے ۸۸ پھر نکالا ان کو
مِمَّا كَانَا فِیْهِ ۪ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ
اس عزت و راحت سے جس میں تھے ۸۹ اور ہم نے کہا تم سب اترو تم ایک دوسرے کے
عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰی
دشمن ہوگے ۹۰ اور تمہارے واسطے زمین میں ٹھکانا ہے اور نفع اٹھانا ہے ایک

۱ ابلیس اور اس کی ذریت بھی پکارنے کے لائق نہیں کیونکہ وہ تمہارے پرانے دشمن ہیں۔ ۱۳۰

۲ آدم اور حوا علیہما السلام بھی پکارنے کے لائق نہیں۔ کیونکہ وہ غیب دان نہیں۔ ۲

کے خواص اور ان کی تاثیرات مراد ہیں۔ المراد بالاسماء صفات الاشیاء ونعوتها وخواصها (روح ص۲۲۳ ج ۱) اور تعلیم سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی فطرت میں اس علم کی استعداد رکھ دی تھی اور انہوں نے اس فطری استعداد کے ذریعے ان اشیاء کے خواص و اوصاف بیان کر دیئے۔ لہٰذا آدم ؑ کی یہ برتری ان کی فطرت اور جبلت کے اعتبار سے تھی۔ یہ مطلب نہیں کہ فطری استعداد کے علاوہ ان کو علم دیا گیا تھا کیونکہ اس طرح یہ اعتراض لازم آتا ہے کہ جب ان اشیاء کا علم حضرت آدم ؑ کو دیدیا تو اس میں ان کا کیا کمال ہے؟ اور فرشتوں کو نہیں دیا تو اس میں ان کا کیا قصور ہے۔ ۷۹ پھر وہ اشیاء فرشتوں کے سامنے پیش کر کے ان سے سوال کیا کہ وہ ان اشیاء کے خواص بتائیں۔ ۸۰ اگر تم اس دعویٰ میں سچے ہو کہ ہماری موجودگی میں جو ہر وقت اللہ کی تسبیح و تقدیس اور تحمید و تمجید میں مصروف رہتے ہیں کسی اور مخلوق کے پیدا کرنے کی ضرورت نہیں جس سے فساد اور خونریزی کا اندیشہ ہو۔ ۸۱ فرشتوں نے اپنے عجز اور قصور علم کا اعتراف کر لیا کہ اے اللہ! ہمیں تو صرف وہی چیزیں معلوم ہیں جن کا علم تو نے ہمیں ہماری استعداد کے مطابق عطا فرمایا ہے اور جو چیزیں ہماری قابلیت اور استعداد سے بالا ہیں ان کا ہمیں کوئی علم نہیں۔ لا علم لنا الا ما علمتنا بحسب قابلیتنا من العلوم المناسبة لعالمنا ولا قدرة لنا علی ما هو خارج عن دائرة استعدادنا (ابوالسعود ص۸۶ ج ۱) ۸۲ تو ہی علیم و حکیم ہے۔ تیرا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں، مختلف مخلوق میں مختلف استعدادیں رکھنے کی حکمت کو تو ہی اچھی طرح جانتا ہے۔ ۸۳ جب فرشتوں نے اپنے عجز اور قصور علم کا اعتراف کر لیا تو حضرت آدم علیہ السلام کی فضیلت ظاہر کرنے کے لئے وہی سوال ان پر پیش کیا گیا۔ ۸۴ میں تمہاری حقیقت کو اور تمہارے ظاہری اور باطنی حالات کو اچھی طرح جانتا ہوں مجھے معلوم ہے کہ تمہاری حقیقت اور ہے اور انسان کی حقیقت اور ہے۔ یہاں تک فرشتوں کا عجز، قصور علم اور کمالات میں حضرت آدم علیہ السلام سے فروتر ہونا روز روشن کی طرح واضح ہوگیا۔ خود فرشتوں کے اپنے اقرار سے بھی اور اللہ تعالیٰ کے اعلان سے بھی جب اس نوری مخلوق کے عجز اور قصور علم کا یہ حال ہے اور وہ آدم ؑ سے بعض کمالات میں کم بھی ہیں تو پھر وہ خدا کے شریک کس طرح بن سکتے ہیں۔ لہٰذا انہیں متصرف و مختار اور عالم الغیب مت سمجھو اور انہیں غائبانہ مت پکارو۔ نیز فرشتے تو خود نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ کا اعلان کر کے خدا کی توحید کا اقرار اور شرک کی تردید کر رہے ہیں اور تم انہی کو خدا کا شریک بنا رہے ہو۔ ۸۵ فرشتوں کو سجدہ کا حکم، ان کے عجز و نیاز کا اظہار اور حضرت آدم علیہ السلام کی ان پر برتری ثابت کرنے کے لئے دیا گیا۔ سجدہ سے مراد شرعی سجدہ ہے۔ یہ حکم اس خاص وقت میں نوریوں کو ہوا تھا کہ وہ آدم ؑ کو سجدہ کریں۔ یہ حکم فرشتوں ہی سے مخصوص تھا اب اس پر قیاس نہیں کیا جا سکتا کہ ایک انسان دوسرے انسان کو سجدہ کرے یا لِاٰدَمَ کا لام بمعنی اِلٰی ہو گا تو اس صورت میں مسجود حقیقی تو اللہ تعالیٰ ہو گا اور حضرت آدم علیہ السلام کی حیثیت قبلہ کی ہو گی جیسا کہ ہم شب و روز بیت اللہ کی طرف سجدہ کرتے رہتے ہیں (روح ص۲۲۹ ج ۱) سجدہ غیر اللہ کی پوری تحقیق سورہ یوسف کی تفسیر میں آئیگی ان شاء اللہ تعالیٰ لیکن اکثر مفسرین کی رائے ہے کہ یہ سجدہ شرعی نہیں تھا بلکہ لغوی تھا اور اس سے مراد صرف عجز و انکسار کا اظہار تھا۔ وقیل المعنی اللغوی ولٰکن فیه وضع الجباه بل کان مجرد تذلل وانقیاد (روح ص۲۲۹ ج ۱) فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ اللہ کے اس حکم کی تمام فرشتوں نے فوراً تعمیل کی لیکن ابلیس اکڑ گیا۔ اَبٰی وَاسْتَكْبَرَ اس نے کبر و غرور کی وجہ سے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور اپنے آپ کو حضرت آدم علیہ السلام سے برتر سمجھا۔ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ اور اللہ کے علم میں وہ ازلی بدبخت تھا اور اسکو معلوم تھا کہ وہ ایمان کے بعد کفر کریگا۔ اور یا کان بمعنی صار ہے یعنی انکار اور استکبار کی وجہ سے وہ کافر ہوگیا۔ یہاں فرشتوں کے پجاریوں پر ایک حقیقت واضح کر دی کہ انہیں حضرت آدم علیہ السلام کی تعظیم کیلئے ان کے سامنے جھکنے کا حکم ملا تھا۔ جو مخلوق تمہارے دادا کی تعظیم پر مامور کی گئی اب تم اس کے سامنے کیوں جھکتے ہو؟ اور اپنی خودی کو کیوں برباد کرتے ہو؟ جو لوگ جنات کو پوجتے ہیں وہ بھی غور کریں کہ جنات تو پہلے دن سے انسانوں کے دشمن ہیں اور ان کی دشمنی بالکل واضح ہے پھر ان کو وہ خدا کا شریک بناتے اور خدا کے سوا کارساز سمجھتے ہیں۔ اللہ کا ارشاد ہے اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّیَّتَهٗٓ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِیْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ (سورۂ کہف) ۸۶ زوجہ سے مراد مائی حوا ہیں جنہیں اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کی دلجوئی اور تسکین خاطر کے لئے پیدا فرمایا۔

وَّكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا۔ اور جنت کے پھلوں اور میووں میں سے جہاں سے چاہو فراخی سے کھاؤ۔ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ۔ قرآن سے صرف اتنا پتہ چلتا ہے کہ حضرت آدم وحوا علیہما السلام کو جنت کے ایک مخصوص ومتعین درخت سے روکا گیا مگر قرآن یا حدیث سے یہ ثابت نہیں کہ کونسا درخت تھا اور نہ ہی اس تعیین کی کوئی ضرورت ہے۔ واعلم انه لیس فی الظاهر ما یدل علی التعیین فلا حاجة ایضًا الی بیانه (کبیر ص۲۵۶ ج ۱) فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔ ظالمین سے مراد وہ لوگ ہیں جو خدا کی نافرمانی کی وجہ سے اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں یعنی اگر تم نے شجر ممنوعہ کھالیا تو تم نافرمانوں میں شامل ہو جاؤ گے۔ ۵۸ شیطان کو حضرت آدم علیہ السلام سے بغض وحسد تو پہلے ہی سے پیدا ہو چکا تھا اس لئے وہ ہمیشہ تاک میں رہا کہ کسی نہ کسی طرح ان سے انتقام لے چنانچہ اسے موقع ملا تو اس نے حضرت آدم وحوا کو پھسلانا اور بہکانا شروع کیا اور جھوٹی قسمیں کھا کر انہیں یقین دلا دیا کہ یہ درخت جس سے تمہیں منع کیا گیا ہے یہ شجرة الخلد ہے کہ اگر تم اسے کھالو گے تو تمہیں کبھی بھوک اور پیاس نہیں لگے گی۔ اور تم کبھی نہیں مرو گے۔ چونکہ خدا کی صریح نہی کی مخالفت حضرت آدم علیہ السلام سے ممکن نہیں تھی اس لئے شیطان ملعون نے اس کی ایک تاویل بھی سکھا دی اور کہا کہ هٰذِهِ الشَّجَرَةَ کے ذریعے خدا نے تمہیں صرف اس متشخص اور مشار الیہ درخت سے منع فرمایا ہے اس کی جنس سے منع نہیں فرمایا۔ لہٰذا تم اس مشار الیہ درخت کے قریب مت جاؤ۔ اور اس کی جنس کے باقی درختوں کے پھل بخوشی استعمال کرو۔ اکلا من غیر التی اشیر الیه فلم یتأولا النهی واقعًا علی جمیع جنسها فان ابلیس غرّ بالظاهر (قرطبی ص۳۰۵ ج ۱)

۵۹ اس طرح جس انعام واکرام کی دنیا میں وہ تھے اس سے شیطان نے انہیں نکال کے ہی دم لیا۔ ای من النعیم والکرامة او من الجنة۔ (روح ص۲۳۶ ج ۱) یہاں سے حضرت آدم علیہ السلام کا عجز وقصور علم بھی عیاں ہو گیا کہ وہ شیطان ملعون کی چالوں کی حقیقت نہ سمجھ سکے اور اپنے آپ کو اس لغزش سے نہ بچا سکے تو معلوم ہوا کہ وہ بھی معبود نہیں بن سکتے معبود تو وہ ہو سکتا ہے جو مالک ومختار بھی ہو اور ہر چیز کا عالم بھی۔

خدا کے تمام پیغمبر علیہم الصلوٰة والسلام ہر قسم کے گناہوں سے پاک اور معصوم ہوتے ہیں۔ مگر یہاں شبہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر حضرت آدم علیہ السلام نے خدا کی نافرمانی کس طرح کی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ معصیت اور لغزش میں فرق ہے معصیت تو یہ ہے کہ نافرمانی کی نیت سے بالارادہ خدا کے حکم کو ٹھکرایا جائے یہ چیز عصمت کے منافی ہے اور اس کا صدور انبیاء علیہم السلام سے ناممکن اور محال ہے۔ اور لغزش وہ فعل ہے جو بلا قصد وارادہ مخالفت اللہ کے حکم کے بظاہر خلاف سرزد ہو جائے ایسی لغزش کا صدور عصمت کے منافی نہیں اور اس کا وقوع انبیاء علیہم السلام سے ممکن ہے۔ وھذا دلیل علی انه یجوز اطلاق اسم الزلة علی الانبیاء علیهم السلام کما قال مشائخ بخاری فانه اسم لفعل یقع علی خلاف الامر من غیر قصد الی الخلاف کزلة الماشی فی الطین۔ (مدارک ص۳۴ ج ۱) لیکن انبیاء علیہم السلام کو ان کی لغزشوں پر قائم نہیں رہنے دیا جاتا اگر لغزش کا تعلق احکام سے ہو تو بذریعہ وحی انہیں اطلاع دیکر اس کی تلافی کرا دی جاتی ہے اور اگر اس کا تعلق ان کی اپنی ذات سے ہے تو اس کی تلافی استغفار سے کرا دی جاتی ہے۔ یہاں حضرت آدم علیہ السلام سے بھی اسی قسم کی لغزش سرزد ہوئی۔ اس کے صدور میں ان کے قصد وارادہ خلاف کو قطعًا کوئی دخل نہیں تھا چنانچہ سورہ طٰہٰ میں خود اللہ نے اس کی تصدیق فرما دی ہے۔ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا۔ یعنی آدم اس معاملہ میں بھول گئے تھے، عزم وارادہ سے انہوں

حِيْنٍ ﴿۳۶﴾ فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ
وقت تک ف۶۰ پھر سیکھ لیں آدم نے اپنے رب سے چند باتیں ف۶۱ ف۱ پھر متوجہ ہو گیا اللہ اس پر
اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۳۷﴾ قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا
بیشک وہی ہے توبہ قبول کرنے والا مہربان ف۶۲ ف۲ ہم نے حکم دیا نیچے جاؤ یہاں سے
جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ
تم سب پھر اگر تم کو پہنچے میری طرف سے کوئی ہدایت ف۶۳ تو جو چلا
هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۸﴾
میری ہدایت پر نہ خوف ہوگا ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے ف۶۴
وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ
اور جو لوگ منکر ہوئے اور جھٹلایا میری نشانیوں کو وہ ہیں دوزخ میں
النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۹﴾ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ
جانے والے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے ف۶۵ اے بنی اسرائیل ف۶۶
اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا
یاد کرو میرے وہ احسان جو میں نے تم پر کئے اور تم پورا کرو
بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴿۴۰﴾ ق
میرا قرار تو میں پورا کروں تمہارا قرار ف۶۷ اور مجھ ہی سے ڈرو ف۲ ف۲ اور
وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا
مان لو اس کتاب کو جو میں نے اتاری ف۶۸ سچ بتانے والی ہے اس کتاب کو جو تمہارے پاس ہے اور مت ہو
اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ ۠ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۡ وَّاِيَّايَ
سب میں اول منکر اس کے ف۶۹ اور نہ لو میری آیتوں پر مول تھوڑا ف۷۰ اور مجھ ہی سے
فَاتَّقُوْنِ ﴿۴۱﴾ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا
بچتے رہو ف۳ اور مت ملاؤ صحیح میں غلط کو ف۷۱ اور مت چھپاؤ

ع ۴

[illegible]

موضح قرآن ف۱ یعنی آدم کے دل میں اللہ نے کئی لفظ ڈال دیئے جو اس طرح پکارا تو بخشا گیا اور یہ لفظ سورہ اعراف میں ہیں۔ ف۲ بنی اسرائیل کہتے ہیں اولاد حضرت یعقوب کو انہی میں حضرت موسیٰ پیدا ہوئے اور توریت اتری اور فرعون سے خلاص کر کر ملک شام میں بسایا ان سے اللہ تعالیٰ نے اقرار کیا تھا کہ حکم توریت پر قائم رہو گے اور جو نبی میں بھیجوں اس کے مددگار رہو گے تو ملک شام تم کو دیونگا۔ پھر وہ گمراہ ہوئے یعنی بدنیت ہوئے رشوت لیتے اور مسئلہ غلط بتاتے اور خوشامد کیواسطے حق بات چھپاتے ان سے اپنی ریاست چاہتے پیغمبر کی اطاعت نہ کرتے اور پیغمبر کی جو صفت توریت میں لکھی تھی بدل ڈالی اللہ تعالیٰ ان کو یاد دلاتا ہے اپنے احسان اور ان کی نافرمانی۔ ف۳ توریت میں نشان بتایا تھا کہ جو کوئی نبی اٹھے اگر توریت کو سچا کہے تو جانو وہ سچا ہے نہیں تو جھوٹا ہے اور آیتوں پر تھوڑا مول یہ کہ دنیا کی محبت سے دین مت چھوڑو۔

فتح الرحمن ف۱ وآں کلمات این اند رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۱۲۔ ف۲ مترجم گوید خدائے تعالیٰ بنی اسرائیل را نعمتہا، خود یاد داد و معجزہ ہا کہ درین قوم ظاہر شدہ بود ذکر فرمود آں گاہ شبہات او معجزات ایشاں وارد کرد و بدلائل درین قصہ ممتد است تا قولہ تعالیٰ واذ ابتلیٰ ابراہیم ربہ ۱۲

ے ایسا نہیں کیا **۸۹** یعنی اب تم یہاں نہیں رہ سکتے۔ شجرۂ ممنوعہ نے تمہارے اندر ایسے اعراض پیدا کر دیئے ہیں کہ جنت ان کے اظہار کی جگہ نہیں ان کے لئے مناسب مقام زمین ہے اب وہاں چلے جاؤ۔ ان اعراض نفسانیہ میں سے ایک بغض و حسد ہے جو عداوت اور دشمنی کا بیج ہے نیز جس حکمت کے پیش نظر تخلیقِ آدم عمل وجود میں آئی تھی اس کا تقاضا بھی یہ تھا کہ اب وہ زمین میں جا کر خلافت کے فرائض سرانجام دیں **۹۰** اب تمہاری زندگی کا نیا دور شروع ہوتا ہے۔ اب تم زمین پر جا رہے ہو۔ اور وہیں تمہاری اولاد ہوگی، وہیں زندگی بسر کرے گی اور ہمارے انعامات سے متمتع ہوگی۔ **۹۱** یہ اگرچہ ایک لغزش تھی لیکن حضرت آدم علیہ السلام جو خدا کے برگزیدہ پیغمبر تھے اس لئے انہوں نے اسے بہت محسوس کیا اور اللہ کے حضور میں روئے تو اللہ نے اس دوران میں ان کے دل میں کچھ دعائیہ کلمات الہام فرما دیئے۔ یہ کلمات وہی ہیں جو قرآن مجید میں دوسری جگہ موجود ہیں جو پچھلے صفحے میں تحریر ہوئے فَتَابَ عَلَيْهِ ط تو اللہ نے انہیں اپنی رحمت میں لے لیا۔ اور ان کی توبہ قبول فرمالی۔ **۹۲** وہ تائب کی صرف توبہ ہی قبول نہیں فرماتا بلکہ مزید مہربانی اور انعام سے نوازتا ہے۔ قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ یہ حکم حضرت آدم و حوا اور ان کی تبعیت میں ان کی اولاد کو مل رہا ہے یہ حکم دوبارہ اس لئے دہرایا ہے کہ اب اس پر خلافت کی حکمت مرتب کرے اور خدا کی طرف سے آنیوالے دستورِ خلافت کی پیروی کی ترغیب دے اور نہ ماننے والوں کو عذاب کی دھمکی سنائے۔ الامر بالهبوط ثانی بعد التوبة لان الامر به كان تحقيقًا للوعد المتقدم فی قوله اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً (کبیر ص۴۶۷ ج ۱) **۹۳** هُدًى سے مراد انبیاء و رسل ہیں جو پیغام توحید لے کر ان کے پاس آئیں گے۔ **۹۴** یعنی آخرت میں انہیں کوئی ڈر خطرہ ہوگا اور نہ گذشتہ پر انہیں غم اور افسوس ہوگا۔ یہ ہدایت کے متبعین کے لئے بشارت ہے۔ آگے منکرین کے حشر کا بیان ہے۔ **۹۵** کفر سے مراد دل سے انکار ہے اور تکذیب سے زبانی انکار مراد ہے فیراد بالکفر بالآیات انکارها بالقلب و بالتکذیب انکارها باللسان ـــ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۔ خلود سے مراد یہاں دوام ہے یعنی وہ عذاب جہنم میں ابدالآباد مبتلا رہیں گے۔ والخلود ههنا الدوام علی ما انعقد علیه الاجماع (روح ص۲۴۰ ج ۱)

بنی اسرائیل کو دعوت

شروع میں يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ کے خطاب عام کے ذریعے تمام انسانوں کو توحید کی دعوت عام دی گئی عقلی دلیل سے دعوی توحید کو مدلل اور واضح کیا گیا۔ اور دعوی توحید سے متعلق دو شبہات کا نہایت تسلی بخش طریقہ سے ازالہ کر کے ثابت کیا گیا کہ نہ فرشتے پکارنے کے لائق ہیں نہ انبیاء علیہم السلام اور نہ جنات۔ اب اگلی آیت سے روئے سخن یہودیوں کی طرف پھیر دیا گیا ہے ہجرت کے بعد مدینہ میں سب سے پہلی سورت جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی وہ سورہ بقرہ تھی۔ مدینہ اور اس کے گرد و نواح میں یہودیوں کی کافی آبادی تھی۔ ان میں بڑے بڑے نواب، علماء، پیر اور درویش موجود تھے۔ عوام کو ان سے محبت تھی۔ بلکہ مشرکین مکہ بھی ان کا احترام کرتے تھے اس لئے ان مولویوں اور پیروں کی اصلاح سے پوری قوم کی اصلاح ہو سکتی تھی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی اور اس میں جا بجا یہودیوں کو خطاب فرمایا۔ اور انکی اصلاح کیلئے حکیمانہ پند و نصیحت کے مختلف طریقے اختیار فرمائے کہیں نرمی سے سمجھایا ہے کہیں سختی سے کہیں وعدۂ انعام کے ساتھ اور کہیں وعیدِ انتقام کے ساتھ، کہیں تو ان پر اور ان کے آباء و اجداد پر کئے گئے احسانات جتلا کر انہیں ایمان لانے کی ترغیب دی ہے اور کہیں ان کے غلط کار باپ دادوں کا بُرا انجام یاد دلا کر انہیں ڈرایا ہے تاکہ وہ ضد و عناد اور انکار حق سے باز آجائیں کہیں ان کی شرارتوں اور خباثتوں کے ذکر کے ساتھ ساتھ اپنے بے پایاں عفو و درگزر کا ذکر فرمایا ہے تاکہ ان کا جذبۂ سپاس گزاری بیدار ہو اور ان میں غیرت و حیا کا کچھ احساس پیدا ہو۔ اللہ تعالیٰ چونکہ ناصح مہربان اور حکیم ہے اس لئے اس نے یہودیوں کے عوام و خواص کی اصلاح پند و نصیحت کا ہر ممکن انداز اختیار فرمایا ہے تاکہ وہ کسی نہ کسی طرح راہ راست پر آجائیں۔ اور دعوت حق قبول کرلیں۔ اور اگر وہ ضد و انکار پر ڈٹے رہے تو حجت خداوندی ان پر قائم ہو جائے۔ پانچویں رکوع کی ابتداء یعنی يٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِیْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ سے لیکر پندرھویں رکوع میں وَلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ تک بنی اسرائیل کی اصلاح کے عمومی پہلو کو مد نظر رکھا گیا ہے اور پھر وہاں سے مسئلہ رسالت و نبوت کا آغاز ہوتا ہے۔ اصلاح کے عمومی پہلو کے سلسلے میں تذکیر و ارشاد کیلئے پانچ طریقے اختیار کئے گئے ہیں۔

(۱) یہودیوں کے باپ دادوں پر کئے گئے انعامات کا ذکر (۲) ان کے باپ دادوں کی خباثتوں کا ذکر (۳) نزول قرآن کے وقت موجودہ بنی اسرائیل کی بداعمالیوں کا ذکر (۴) ان کی بداعمالیاں تو ایک طرف رہیں ان کے باپ دادا توحید بیان کرنے والے پیغمبروں کو قتل کرتے رہے اور ان کو جھٹلاتے رہے اس کا ذکر (۵) ان کے آباء و اجداد کا ذکر چھوڑ موجودہ بنی اسرائیل کا یہ حال ہے کہ آخری پیغمبر جب آگیا تو یہ اسکو جھٹلانے لگے۔ حالانکہ اس کے آنے سے پہلے اس کی آمد کی خوشخبری دیا کرتے تھے، ان کی مخالفت کا ذکر۔

اصلاحی پروگرام اس سلسلے کے آغاز میں بنی اسرائیل کے سامنے آٹھ اوامر اور چار نواہی پر مشتمل ایک اصلاحی پروگرام پیش کیا گیا ہے۔ **۹۶** اسرائیل عبرانی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں "اللہ کا بندہ"۔ یہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب ہے۔ اور بنی اسرائیل سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد مراد ہے۔ اور یہاں بنی اسرائیل سے ان یہودیوں کو خطاب کیا گیا ہے جو مدینہ اور اس کے قرب و جوار میں آباد تھے ـــ اذْكُرُوْا نِعْمَتِیَ پند و نصیحت سے پہلے انعامات کا ذکر نہایت ہی مؤثر حکمت عملی ہے اور یہاں نعمت اسم جنس ہے اور اس سے مراد وہ مادی اور روحانی انعامات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر کئے مثلاً دولت حکومت نبوت اور دوسرے وقتی انعامات جیسا کہ ایک جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖ وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ (سورہ مائدہ ع ۴) ان انعامات کی کسی قدر تفصیل آگے آرہی ہے۔ **۹۷** یہ دوسرا امر ہے یہاں لفظ عہد دونوں جگہ مصدر ہے اور دونوں جگہ اپنے مفعول کی جانب مضاف ہے اور فاعل محذوف ہے۔ ای وَاَوْفُوْا بِعَهْدِكُمْ اِيَّایَ اُوْفِ بِعَهْدِیْ اِيَّاكُمْ یعنی جو عہد تم نے میرے ساتھ کیا تھا تم اسے پورا کرو تو جو عہد میں نے تمہارے ساتھ کیا ہوا ہے میں اسے پورا کروں گا۔ وهو المفهوم من کلام قتادة ومجاهد ان کلیهما مضاف الی المفعول ـــ ان فسر الایفاء باتمام العهد تکون الاضافة الی المفعول فی الموضعین (روح ص۲۴۲ ج ۱) بنی اسرائیل نے تو اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کیا تھا کہ وہ بنی اسماعیل میں پیدا ہونے والے آخری نبی پر ایمان لائیں گے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہ معاف کرنے اور انہیں جنت میں داخل کرنے کا عہد کیا تھا۔ چنانچہ حضرت ابن عباس سے منقول ہے۔ ان الله تعالی کان عهد الی بنی اسرائیل فی التورٰیة انی باعث من بنی اسماعیل نبیا امیا فمن تبعه وصدق بالنور الذی یاتی به ای بالقرآن غفرت ذنبه وادخلته الجنة الخ (کبیر ص۳۶۶ ج ۱، معالم ص۴۴ ج ۱) یا مراد وہ عہد ہے جو آیت ذیل میں مذکور ہے۔ وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَیْ عَشَرَ نَقِيْبًا ۖ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّیْ مَعَكُمْ ۖ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ (سورہ مائدہ رکوع ۳) وَاِيَّایَ فَارْهَبُوْنِ ۝ یہ تیسرا امر ہے۔ جب تمہارا منعم حقیقی اور محسن حقیقی میں ہی ہوں تو صرف مجھ ہی سے ڈرو، اگر تم مجھ سے ڈر کر میرے احکام کی تعمیل کرنے لگ جاؤ گے تو کوئی تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔ **۹۸** یعنی جو کتاب میں نے اتاری ہے اور جو پیغمبر میں نے بھیجا ہے جن کا ذکر تورات اور انجیل میں موجود ہے ان پر ایمان لاؤ۔ یہ چوتھا امر ہے۔ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ یعنی اللہ تعالیٰ کا جو دین تورات کی صورت میں تمہارے پاس موجود ہے۔ قرآن اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ تصدیق کرنے سے مراد یہ ہے کہ توحید و رسالت اور دیگر عقائد جو تورات میں پیش کئے گئے تھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی قرآن کے ذریعے وہی دعوت اور وہی عقائد پیش کئے ہیں۔ ای موافقا لما معکم من التورٰیة فی التوحید والنبوة والاخبار ونعت النبی صلی الله علیه وسلم (معالم ص۱۵ ج ۱) اس کی ایک مثال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعے بنی اسرائیل کو حکم دیا تھا کہ وہ صرف اللہ ہی کو مالک و مختار اور متصرف و کارساز سمجھیں اور حاجات و مشکلات میں صرف اسے ہی نصرت و مدد کیلئے پکاریں چنانچہ تورات کا یہ حوالہ خود قرآن نے پیش کیا۔ وَاٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ

وَكِيْلًا (سورۂ بنی اسرائیل رکوع ۱) تورات کے اس مضمون کی قرآن مجید نے کئی جگہ تصدیق کی ہے چنانچہ سورۂ مزمل میں ارشاد ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ط یعنی اللہ کے سوا کوئی ہر قسم کی عبادت کے لائق نہیں، اس کے سوا حاجات و مشکلات میں کوئی ملجا و ماویٰ نہیں لہٰذا اسے ہی پکارو، اسے ہی اپنا کارساز سمجھو ضرورتوں اور مصیبتوں میں اسی ہی کی طرف رجوع کرو۔ ف۹۹ یہ پہلی نہی ہے۔ کافِر لفظاً مفرد ہے لیکن معنیً جمع ہے۔ معناہ اول من کفر بہ او اول فریق او فوج کافر بہ (کبیر ص۴۹۰ ج ۱، قرطبی ص۳۳۳ ج ۱) ان یہودیوں سے پہلے مشرکین عرب دعوتِ توحید کا انکار کر چکے تھے پھر انہیں سب سے پہلے انکار کرنے والے کیوں فرمایا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہودی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد اور آپ پر نزول قرآن کو اچھی طرح جانتے تھے۔ آپ کے اوصافِ حمیدہ تورات میں مذکور تھے۔ آپ کی بعثت سے پہلے یہودی عالم آپ کے ظہور کی خوشخبری دیا کرتے تھے۔ اور ان کو تورات کی وہ آیتیں پڑھ کر سنایا کرتے تھے جن میں قرآن اور صاحبِ قرآن کا ذکر ہوتا تھا تو چاہیئے تو یہ تھا کہ وہ بہت پہلے قرآنی دعوت کو قبول کرتے مگر اس کے برعکس انہوں نے جانتے بوجھتے اس کا انکار کر دیا۔ اب ان کے مریدین اور مقتدین نیز ان کی اولاد ان کی دیکھا دیکھی کفر و انکار کرے گی۔ فان وظیفتکم ان تکونوا اول من اٰمن بہ لما انکم تعرفون حقیقۃ الامر (روح ص۲۲۴ ج ۱) ف۱۰۰ یہ دوسری نہی ہے۔ یہودیوں کے علماء اور پیروں کی ساکھ اپنی قوم میں خاصی مضبوط تھی۔ عوام کو ان کے ساتھ گہری محبت اور عقیدت تھی۔ عوام ہمیشہ ان کی خوشنودی کے لئے انہیں نذریں نیازیں پیش کیا کرتے تھے۔ علمائے یہود کو یقین تھا کہ اگر ان کے عوام نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مان لیا تو ان کی ریاست اور شان و شوکت خاک میں مل جائیگی اور ان کی نذر و شیرینی کا سلسلہ بند ہو جائے گا۔ چنانچہ وہ تورات کی ان آیتوں کو اپنے عوام سے چھپانے لگے جن میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت اور آپ کی صفات و علامات بیان کی گئی تھیں۔ یہاں اسی کرتوت سے علماء یہود کو روکا گیا ہے اور لفظ اشترا یہاں اپنے حقیقی معنوں میں نہیں ہے بلکہ اس سے مراد محض ترجیح اور استبدال ہے۔ یعنی ایک چیز کی جگہ دوسری چیز کو اختیار کرنا۔ اس آیت میں دنیوی دولت اور رفانی منافع کو اظہارِ حق پر ترجیح دینے کو اشترا سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور ثَمَنًا کے ساتھ لفظ قَلِيْلًا بڑھانے سے دولتِ دنیا کی حقارت کی طرف اشارہ ہے یعنی میری آیتوں کے عوض تم جو رقم وصول کرتے ہو، وہ میری آیتوں یا دولتِ آخرت کی نسبت نہایت قلیل اور حقیر ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ خدا کی آیتوں کو تھوڑی رقم کے عوض بیچنا جائز نہیں ہے اور زیادہ رقم کے عوض جائز ہے۔ (من الکبیر ص۴۹۱ ج ۱ والروح ص۲۴۵ ج ۱ وغیرہما) حق چھپا کر پیٹ کا جہنم بھرنے کی یہ سنت آج بھی جاری ہے۔ یہودیوں کی طرح بہت سے مولوی اور پیر آپ کو ایسے نظر آئیں گے جو لوگوں کو گیارھویں شریف کی ترغیب تو دیتے ہوں گے۔ اپنے دادا کی قبر پر حاضر ہو کر چڑھاوے اور نذریں پیش کرنے کی تلقین کرتے ہوں گے۔ حاجتوں اور مصیبتوں میں اولیاء اللہ کی قبروں پر حاضری دیکر انہیں مدد کیلئے پکارنے کی تعلیم بھی دیتے ہونگے مگر اپنے مریدوں کے سامنے آپ نے انہیں قرآن مجید کی اُن آیتوں کا وعظ کہتے ہوئے کبھی نہیں سنا ہوگا جن میں اللہ نے غیر اللہ کی نذر و نیاز اور چڑھاوے کو حرام کہا ہے اور جن میں اللہ نے فرمایا ہے کہ میرے سوا کوئی حاجت روا اور مشکل کشا نہیں، میرے سوا کوئی عالم الغیب اور کارساز نہیں اس لئے میرے سوا حاجات و مشکلات میں کسی اور کو مت پکارو۔ کیونکہ ایسا کرنے سے یہودیوں کی طرح انہیں بھی یقین ہے کہ ان کی آمدنیاں بند ہو جائیں گی۔ اور ان کا جھوٹا وقار ختم ہو جائے گا۔ ف۱۰۱ یہ تیسری نہی ہے وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ اس کا عطف تَلْبِسُوْا پر ہے اور یہ چوتھی نہی ہے۔ یہودی خود بھی کفر اور گمراہی میں مبتلا تھے اور دوسرے لوگوں کو بھی ہر ممکن طریقہ سے گمراہ کرنے کے لئے کوشاں تھے۔ اس سے پہلی آیت میں خود یہود کو کفر و ضلالت سے باز رہنے کا حکم دیا گیا۔ اب اس آیت میں انہیں دوسرے لوگوں کو گمراہ کرنے سے روکا گیا ہے۔ اعلم ان قولہ سبحانہ واٰمنوا بما انزلت امر بترک الکفر والضلال وقولہ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ امر بترک الاغواء والاضلال (کبیر ص۴۹۲ ج ۱)

الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا
سچ کو جان بوجھ کر اور قائم رکھو نماز اور دیا کرو
الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾ اَتَاْمُرُوْنَ
زکوٰۃ اور جھکو نماز میں جھکنے والوں کے ساتھ کیا حکم کرتے ہو
النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ
لوگوں کو نیک کام کا اور بھولتے ہو اپنے آپ کو ف۲ اور تم تو
تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَاسْتَعِيْنُوْا
پڑھتے ہو کتاب پھر کیوں نہیں سوچتے ہو اور مدد چاہو
بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى
صبر سے اور نماز سے ف۳ اور البتہ وہ بھاری ہے مگر انہی
الْخٰشِعِيْنَ ﴿۴۵﴾ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ
عاجزوں پر جن کو خیال ہے کہ وہ روبرو ہونے والے ہیں ف۴
وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۴۶﴾ ع يٰبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا
اپنے رب کے اور یہ کہ ان کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے ف۵ اے بنی اسرائیل یاد کرو
نِعْمَتِىَ الَّتِىْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّىْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى
میرے احسان جو میں نے تم پر کئے ف۶ اور اس کو کہ میں نے تم کو بڑائی دی
الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ
تمام عالم پر اور ڈرو اس دن سے کہ کام نہ آئے کوئی شخص کسی کے
شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّ
کچھ بھی ف۷ اور قبول نہ ہو اس کی طرف سے سفارش اور نہ لیا جائے اس کی طرف سے بدلہ اور
لَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ
نہ ان کو مدد پہنچے ف۸ اور جب چھڑا دیا ہم نے تم کو فرعون کے لوگوں سے ف۹

ع ۵ ۵

۱ امر اخلاص ۱۲
۲ امر سادس ۱۲
۳ امر سابع ۱۲
۴ امر ثامن ۱۲
۵ اعادہ لبعض [illegible]
۶ ترغیب و ترہیب ۱۲
۷ ترغیب ۱۲
۸ ترہیب ۱۲
۹ بنی اسرائیل کے حالات [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
انعام اول [illegible]

موضح القرآن ف۱ قوت پکڑو محنت سہارنے سے اور نماز سے یعنی اس کی عادت کرو تو سب کام دین کے آسان پڑیں ۱۲ ف۲ بنی اسرائیل کہتے تھے کہ ہم کیسے ہی گناہ کریں پکڑے نہ جاوینگے۔ ہمارے باپ دادے پیغمبر ہم کو چھوڑا

علمائے یہود عوام کو گمراہ کرنے کے لئے دو طرح کے حربے استعمال کرتے تھے جن لوگوں کو حضور علیہ السلام کی تورات میں بیان کی گئی صفات و علامات کا تھوڑا بہت علم تھا ان کے دلوں میں تو شبہات پیدا کرکے انہیں یقین دلا دیتے کہ یہ صفات و علامات اس پیغمبر پر منطبق نہیں ہوتیں۔ ایسے لوگوں کی ہدایت کا جو ادنیٰ سا امکان پیدا ہوتا اسے وہ اس طرح ختم کر دیتے۔ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ میں اسی کرتوت سے منع فرمایا ہے۔ اور جو لوگ بالکل ہی بے خبر اور جاہل تھے ان سے وہ حق بات کو چھپاتے تاکہ وہ اندھیرے ہی میں رہیں اور ان کی ہدایت پانے کا کوئی امکان پیدا ہی نہ ہو۔ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ میں اس سے باز رہنے کا حکم دیا ہے۔ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ یعنی تم اچھی طرح جانتے ہو کہ تم لبس و کتمان کے ذریعے لوگوں کو گمراہ کر رہے ہو اور یہ بھی جانتے ہو کہ خلق خدا کو گمراہ کرنا کتنا بڑا جرم ہے! اور اس کی سزا کس قدر سخت ہے اس لئے تمہیں تو ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ یہ پانچواں امر ہے۔ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ یہ چھٹا امر ہے۔ یعنی خود بھی ایمان لاؤ اور دوسرے لوگوں کو بھی ایمان لانے سے نہ روکو اور اس کے بعد اسلام کے دوسرے اعمال کی بھی پابندی کرو۔ بدنی اور مالی عبادتوں میں سب سے اہم نماز اور زکوٰۃ تھی اس لئے اس کا ذکر کر دیا۔ نیز ان دونوں عبادتوں میں ان کی بنیادی بیماری یعنی حُبِّ دنیا کا مکمل علاج تھا اس لئے ایمان کے بعد سب سے پہلے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا۔ نماز سے باطن کی اصلاح ہوتی ہے۔ اس سے بغض و حسد کی بیماری سے دلوں کو شفا حاصل ہوتی ہے۔ اور زکوٰۃ سے حرص و طمع اور حُبِّ جاہ و مال سے نجات مل جاتی ہے۔ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ یہ ساتواں امر ہے۔ اور اس سے مراد یہ ہے کہ پورے پورے اُمّتِ محمدیہ میں شامل ہو جاؤ اور اسلام کے تمام احکام قبول کر لو۔ رٰکِعِیْنَ سے مراد اُمّتِ محمدیہ کے نمازی ہیں کیونکہ رکوع امتِ محمدیہ کی خصوصیت ہے۔ ای صلوا مع الذین فی صلوتھم رکوع (معالم ص۲۶ ج ۱) **۱۰۱** یہاں استفہام اظہارِ حیرت و تعجب کے لئے ہے یعنی تمہارا حال قابل تعجب ہے کہ تم لوگوں کو تو نیکی کا حکم دیتے ہو مگر خود نیکی نہیں کرتے ہو۔ یہ خطاب علمائے یہود سے ہے کہ وہ لوگوں کو تورات پر عمل کرنے کی تلقین کرتے تھے مگر خود اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔ تورات میں نبی کریم علیہ السلام کی صداقت کی نشانیاں موجود تھیں مگر انہوں نے آپ کو نہ مانا۔ ان الیھود کانوا یامرون غیرھم باتباع التوریة ثم انھم خالفوہ لانھم وجدوا فیھا ما یدل علی صدق محمد صلی اللہ علیہ وسلم ثم انھم ما اٰمنوا بہ (کبیر ص۴۹ ج ۱) بعض مفسرین کا قول ہے کہ جب مشرکین مکہ یا یہودیوں کے مسلمان رشتہ داروں میں سے کوئی شخص پوشیدہ طور پر علمائے یہود سے حضور علیہ السلام کے بارے میں پوچھتا تو سے کہتے کہ وہ پیغمبر سچا ہے اسے مان لو لیکن خود اسے نہیں مانتے تھے کیونکہ انہیں اپنی نذروں اور نیازوں کے بند ہو جانے کا ڈر تھا۔ اذا جاءھم احد فی الخفیة لاستعلام امر محمد صلی اللہ علیہ وسلم قالوا ھو صادق فیما یقول وامرہ حق فاتبعوہ وھم کانوا لا یتبعونہ لطمعھم فی الھدایا والصلات التی کانت تصل الیھم من اتباعھم (کبیر ص۴۹ ج ۱) نزلت فی علماء الیھود وذلک ان الرجل منھم کان یقول لقریبہ وحلیفہ من المومنین اذا سالہ عن امر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اثبت علی دینہ فان امرہ حق وقولہ صدق (معالم ص۲۶ ج ۱) وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اور تم تو تورات کے عالم ہو۔ اور اسے پڑھتے رہتے ہو۔ اس میں حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات و علامات مذکور ہیں نیز اس میں نیکی کرنے اور برائی سے بچنے کا حکم ہے معناہ تقرءون التوریة وتدرسونھا و تعلمون ما فیھا من الحث علی افعال البر والاعراض عن افعال الاثم (کبیر ص۴۹ ج ۱) اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔ تعجب ہے کہ مندرجہ بالا امور کے باوجود تم عقل سے کام نہیں لیتے۔ **۱۰۲** یہ آٹھواں امر ہے علمائے یہود کے اسلام (مسئلہ توحید) قبول کرنے میں سب سے بڑی رکاوٹ ان کی آمدنی تھی جو انہیں معتقدین کے ذریعے حاصل ہوتی تھی۔ نیز ان کی شان و شوکت اور ریاست و سیادت جو عوام پر قائم تھی اسلام قبول کرنے کی صورت میں ان سب چیزوں سے ہاتھ دھونے پڑتے تھے۔ اور ساتھ ہی حرام خوری کی وجہ سے ان کے دل مُردہ ہو چکے تھے۔ ان کے دلوں سے خوف خدا اور احساس حق بالکل محو ہو چکا تھا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس بیماری کا علاج بیان فرمایا۔ متصل بما قبلہ کانھم لما امروا بما یشق علیھم لما فیہ من الکلفة وترک الریاسة والاعراض عن المال عولجوا بذلک (بیضاوی ص۳۳) امراد نماز کی پابندی سے تم حُبّ جاہ و مال کے جذبہ کو دبا سکو گے کیونکہ جب تم نفس کو مرغوباتِ نفسانیہ سے روکنے کا پختہ ارادہ کر لوگے (اور یہی صبر کا مفہوم ہے) اور ساتھ ہی نماز کے پابند ہو جاؤ گے تو نماز کا خشوع اور اس میں اللہ کا ذکر اور وعدہ و عید اور ثواب و عقاب کی یاد یہ سب چیزیں مل کر تمہارے دلوں کو دنیا کی محبت سے پاک کر کے ان میں آخرت کی رغبت اور محبت بھر دیں گی (من الکبیر ص۴۹ ج ۱، الروح ص۲۴۹ ج ۱) مشہور ہے۔ من یتصبر یصبرہ اللہ۔

صبر آرد آرزُوہا را شتاب　　صبر کن واللہ اعلم بالصواب

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ——— اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ——— وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ ——— اِنَّهَا کی ضمیر صلوٰۃ کی طرف راجع ہے اور اس سے مراد استعانت بالصبر و الصلوٰۃ ہے جو ما قبل سے مفہوم ہے یعنی نفس کو مرغوبات سے روکنا اور اسے دنیا کے گوناگوں منافع اور بوقلموں تحائف کو ترک کرنے پر آمادہ کرنا بہت ہی شاق اور دشوار کام ہے۔ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ۔ البتہ جن کے دلوں میں خدا کا خوف ہے اور وہ احکام خداوندی کے سامنے جُھک جاتے ہیں ان کے لئے یہ کام کوئی مشکل نہیں کیونکہ انہیں تو اپنے آقا کی فرمانبرداری میں لذت محسوس ہوتی ہے۔ **۱۰۳** لفظ ظن عربی زبان میں شک اور یقین دونوں معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ الظن من الاضداد یکون شکا ویقینا (معالم ص۲۷ ج ۱) العرب قد تسمی الیقین ظنا والشک ظنا (ابن جریر ص۲۶۲ ج ۱) یہاں یقین کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ یظنون یستیقنون (ابن جریر ص۲۶۲ ج ۱، معالم ص۲۷ ج ۱) والظن ھنا فی قول الجمھور بمعنی الیقین (قرطبی ص۳۷۵ ج ۱) یعنی وہ یقین رکھتے ہیں کہ وہ اپنے پروردگار سے ملنے والے ہیں کسی کام پر آمادہ کرنے کے لئے دو ہی چیزیں محرک ہو سکتی ہیں یعنی امید اور خوف "مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ" میں صفت ربوبیت کی صراحت سے اشارہ فرمایا ہے کہ وہ اپنے مہربان رب کے پاس جائیں گے جس سے ان کی تمام امیدیں وابستہ ہیں۔ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔ خدا کی طرف رجوع کے فوراً ذہن یوم آخرت کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ اور اس کا نقشہ سامنے آجاتا ہے جس میں اللہ کے سوا کسی کی حکومت اور عدالت نہیں ہوگی۔ اس سے ترہیب کا پہلو نکلتا ہے۔ اور ان کے خوفِ آخرت کی طرف اشارہ ہے۔

قال الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ ثبت من ھذہ القصة ان لا تعبدوا من ھو عدو لکم واتبعوا ھدی الانبیاء علیھم السلام الذی اخذ علیکم العھد باتباعہ حین الاخذ علی اٰدم علیہ السلام حیث قال فمن تبع ھدای فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون فلما عمم الخطاب اولا بقول یٰاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الاٰیة فالان خص الخطاب باھل الکتاب بقولہ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اذْكُرُوْا الخ ونفی فی ضمنہ عبادة الانبیاء علیھم السلام یعنی قصۂ آدم و ابلیس سے ثابت ہوا کہ ابلیس آدم علیہ السلام اور اولادِ آدم کا سخت دشمن ہے اس لئے اس کی عبادت مت کرو اور انبیاء علیہم السلام کی لائی ہوئی ہدایت کی پیروی کرو کیونکہ اتباعِ ہدی کا تم سے عہد لیا جا چکا ہے۔ پہلے اللہ تعالیٰ نے یا ایھا الناس الخ میں خطاب عام کے ذریعے مسئلہ توحید ماننے کی تمام بنی آدم کو دعوت دی اس کے بعد یٰبنی اسرائیل اذکروا الخ سے خاص اہل کتاب کو اس مسئلہ کی طرف متوجہ کیا عوام ہمیشہ تین گروہوں کے تابع ہوتے ہیں۔ عالموں کے، پیروں اور گدی نشینوں کے اور سوم نوابوں کے بنی اسرائیل کا خطابِ عام سب کو شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سب کو خطاب کر کے فرمایا کہ میری نعمتوں کو یاد کرو اور میرے احکام کی پیروی کرو تم نے جو میرے ساتھ عہد کیا تھا اسے پورا کرو۔ ان دونوں باتوں کا تقاضا یہ ہے کہ مسئلہ توحید کی مخالفت نہ کرو بلکہ اسے مان لو۔ اس کے عوض میں تم کو مزید نعمتیں دوں گا اور دنیا و آخرت میں تم کو اجرِ عظیم عطا کروں گا۔ وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ الخ مسئلہ توحید جو میں نے قرآن میں نازل کیا ہے اس کو مان لو یہ کوئی نیا مسئلہ نہیں بلکہ تمہاری کتاب تورات میں بھی موجود ہے اگر تم اس مسئلہ کا انکار کرو گے تو تمہاری دیکھا دیکھی تمہارے مرید و تمہاری رعیت بھی اس کا انکار کرے گی۔ اور اس کا گناہ اور وبال بھی تمہارے سر ہوگا۔ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ الخ چند روزہ اور حقیر دنیوی منافع، مذہبی اور خانقاہی ریاست کے بدلے مسئلہ توحید کو نہ چھوڑو۔ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ الخ بے خبر لوگوں سے مسئلہ توحید کو چھپاؤ اور جن کو اس کا تھوڑا بہت علم ہے ان پر اس کو گڈمڈ نہ کرو۔ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ یہ امر مصلح ہے۔ شرک چھوڑ کر مسئلہ توحید کو مان کر نماز قائم کرو۔ یہودیوں کے مولویوں، انکے پیروں اور گدی نشینوں کا جو اقتدار ان کے عوام کے دلوں میں جما ہوا تھا، ان کی مذہبی آمریت اور ریاست، عوام سے حاصل ہونے والے مالی اور دنیوی فوائد ان تمام چیزوں کو یکدم چھوڑنا نہایت مشکل کام تھا۔ اور مسئلہ توحید کو ماننے سے یہ سب کچھ چھوڑنا پڑتا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم فرمایا۔ کیونکہ نماز سے ظاہری اور باطنی طہارت حاصل ہوتی ہے اور زکوٰۃ دینے سے ایثار کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور حبِ جاہ و مال میں کمی واقع ہوتی ہے۔ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اور جب تم مسئلہ توحید کو مان لوگے تو ظاہر ہے کہ تمہاری نذر و نیاز کی تمام آمدنیاں بند ہو جائیں گی۔ اور بہت سے تمہارے مرید اور نیاز مند بھی تم سے منحرف ہو جائیں گے۔ اس لئے اس نقصان کی تلافی کے

لئے نیز اس صدمہ کو برداشت کرنے کے لئے تم صبر اور نماز سے کام لو۔ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اذْکُرُوْا (رکوع ۶) سے لے کر یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اذْکُرُوْا (ع ۱۵) تک اجمال کے بعد تفصیل ہے اور اذْکُرُوْا نِعْمَتِیَ اور اِیَّایَ فَارْهَبُوْنِ ہی کا تفصیلی بیان ہے۔ بنی اسرائیل ایک ایسی قوم تھی جسے اللہ تعالیٰ نے مسئلہ توحید ماننے کی وجہ سے اپنی گوناگوں نعمتوں سے سرفراز فرمایا تھا۔ لیکن جب اس قوم نے توحید کو چھوڑ کر شرک کرنا شروع کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے عذاب و عتاب کا نشانہ بنایا۔ اس اجمال کی تفصیل کو آگے پانچ انواع میں بیان کیا گیا ہے۔

نوعِ اوّل ـــــ یہ ترغیب و ترہیب پر مشتمل ہے

اس میں یہود کے آباء و اجداد پر آٹھ نعمتوں اور دو نقمتوں کا ذکر ہے۔ شروع میں اجمالی طور پر ترغیب و ترہیب کا اعادہ ہے اور پھر تفصیل ہے۔ یہ نوع گویا کہ اذکروا نعمتی اور ایای فارھبون کی تشریح و توضیح اور تفصیل ہے۔ **ف۵** یہ ترغیب ہے۔ اس کی تفسیر گزر چکی ہے۔ وَاَنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ یہاں عالمین سے مراد صرف اس زمانے کے تمام لوگ ہیں یعنی اس آیت میں نزول قرآن کے وقت موجودہ یہودیوں کے باپ دادوں کی، ان کی تمام ہم عصر اقوام پر فضیلت کا اظہار مقصود ہے۔ المراد فضلتکم علٰی عالمی زمانکم (کبیر ص۵ ج ۱، قرطبی ص۳۷۶ ج ۱، معالم ص۴۷ ج ۱) المراد بالعالمین سائر الموجودین فی وقت التفضیل (روح ص۲۵۱ ج ۱) لہٰذا اس سے بنی اسرائیل کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت پر فضیلت لازم نہیں آتی۔ اور وجہ افضلیت کے لئے ہمیشہ کوئی امتیازی خوبی ہونی چاہیئے اور وہ عقیدۂ توحید ہے۔ زمانۂ فترت میں صرف بنی اسرائیل ہی ایک ایسی قوم تھی جو مسلک توحید کی صدیوں پابند رہی۔ دنیا کی باقی قومیں کم و بیش شرک میں مبتلا تھیں لیکن رفتہ رفتہ قوم بنی اسرائیل بھی توحید سے دور ہوتی گئی۔ تاآنکہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے تک یہودی کئی قسم کے شرکوں میں مبتلا ہو چکے تھے۔ وَاتَّقُوْا یَوْمًا یہ ترہیب ہے یَوْمًا نکرہ ہے۔ اور بعد میں آنے والی اس کی صفات متعین کر رہی ہیں کہ اس سے مراد یوم آخرت ہے۔ دنیا میں جرم کی سزا سے بچنے کیلئے عام طور پر چار ذرائع نجات میں سے کوئی ایک ذریعہ استعمال کیا جاتا ہے اور اکثر مجرم ان کے ذریعے قرار واقعی سزا سے بچ جاتے ہیں (۱) اگر مجرم کا باپ یا دادا یا اوپر کا کوئی مورث یا کوئی اور دور و نزدیک کا رشتہ دار دین یا دنیا کے لحاظ سے بڑا بااثر اور بارسوخ آدمی ہو، لوگ اس کے دنیوی کارناموں سے متأثر ہوں یا اس کی دینی اور مذہبی خدمات کی وجہ سے اسے اللہ کا ولی مانتے ہوں اور اس سے دلی عقیدت رکھتے ہوں تو ایسے شخص سے تعلق رکھنے والے مجرم کو محض اس تعلق اور انتساب کی بنا پر چھوڑ دیا جاتا ہے (۲) کسی بااثر اور صاحب اقتدار آدمی کی سفارش سے بھی مجرم کی سزا معاف کر دی جاتی ہے (۳) بعض اوقات کچھ دے دلا کر مجرم بری کرا لیا جاتا ہے (۴) اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ طاقت کے بل پر زبردستی مجرم کو چھڑا لیا جاتا ہے۔

یہودیوں میں شرک اور بدعقیدگی اس درجہ راسخ ہو چکی تھی کہ ان کا خیال تھا کہ ان حربوں کے ذریعے آخرت کی سزا سے بھی بچا جا سکے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں آگاہ کر دیا کہ وہاں یہ چیزیں کام نہیں آئیں گی۔ **ف۶** اس میں امر اول کی نفی ہے۔ ای لا یغنی احد عن احد (ابن کثیر ص۹۰ ج ۱) لا تقضی یوم القیامۃ نفس عن نفس شیئا عما وجب علیہا ولا تنوب عنہا ولا تحتمل لما اصابہا (روح ص۲۵۱ ج ۱) وَلَا یُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ یہ امر ثانی کی نفی ہے۔ معتزلہ اور دیگر فرق باطلہ منکرہ شفاعت نے اس آیت کے عموم سے نفی شفاعت پر استدلال کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں مطلق شفاعت کی نفی نہیں بلکہ شفاعت قہری کی نفی ہے جس طرح یہودیوں کا خیال تھا کہ ہمارے باپ دادا ہم کو ہماری بدعنوانیوں کے باوجود خدا کے عذاب سے چھڑا لیں گے اور اللہ کو ان کی سفارش ماننی پڑے گی۔ یا یہ نفی کفار اور مشرکین سے مخصوص ہے اور مطلب یہ ہے کہ کفار اور مشرکین کے حق میں کسی قسم کی شفاعت قبول نہیں ہوگی۔ والجواب انہا خاصۃ بالکفار للآیات الواردۃ فی الشفاعۃ والاحادیث المرویۃ فیہا (ابو السعود ص۵۲ ج ۱) وَلَا یُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ یہاں تیسرے ذریعہ کے نافع ہونے کی نفی ہے۔ وَلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ یہ چوتھے ذریعہ کے غیر نافع ہونے کا اعلان ہے۔ آگے انعامات کی تفصیل ہے۔ **ف۷** یہ پہلا انعام ہے۔ آلِ فرعون سے مراد یہاں قوم فرعون ہے جو کفر و شرک کے مسلک میں اس کی ہمنوا تھی۔ اما آل فرعون فلا شک ان المراد منہ ھٰہنا من کان من قوم فرعون وھم الذین عزموا علی اھلاک بنی اسرائیل (کبیر ص۵۱۵ ج ۱) آل فرعون قومہ واتباعہ واھل دینہ (قرطبی ص۳۸۱ ج ۱) قوم فرعون سے نجات دینے کا مطلب یہ ہے کہ ان کی طرف سے جو مظالم ان پر توڑے جاتے تھے اور جو تکلیفیں اور ایذائیں انہیں دی جاتی تھیں ان سے ان کو بچا لیا۔ یَسُوْمُوْنَکُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ۔ فرعون کی قوم چونکہ حکمران تھی اور بنی اسرائیل محکوم تھے اس لئے قوم فرعون ان کو بیگار میں پکڑ لیتے اور ان سے سخت محنت اور مشقت کراتے۔ اس طرح انہیں جسمانی عذاب میں مبتلا کر رکھا تھا۔ **ف۸** یہ ذہنی اور روحانی کوفت تھی جو انہیں فرعونیوں کی طرف سے اٹھانی پڑ رہی تھی۔ بنی اسرائیل کے بیٹوں کے قتل کی وجہ یہ تھی کہ فرعون نے سن رکھا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے وعدہ کیا ہوا تھا کہ ان کی اولاد میں ہمیشہ انبیاء و سلاطین پیدا ہوتے رہیں گے۔ (یہاں تک کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہو جائے) اس سے فرعون نے اپنی سلطنت کیلئے خطرہ محسوس کیا۔ اور بنی اسرائیل میں پیدا ہونے والے لڑکوں کا قتل عام شروع کر دیا۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انہ وقع الی فرعون وطبقتہ ما کان اللہ وعد ابراہیم ان یجعل فی ذریتہ انبیاءَ وملوکا فخافوا علی ذلک واتفقت کلمتہم علی اعداد رجال معہم الشفار یطوفون فی بنی اسرائیل فلا یجدون مولودا ذکرا الا ذبحوہ (کبیر ص۵۱۷ ج ۱)

يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ

جو کرتے تھے تم پر برا عذاب ذبح کرتے تھے تمہارے بیٹوں کو اور زندہ چھوڑتے

نِسَآءَكُمْ ۭ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ (۴۹) وَاِذْ

تھے تمہاری عورتوں کو ف۱ اور اس میں آزمائش تھی تمہارے رب کی طرف سے بڑی ف۱۰ ف۱ اور جب

فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ

پھاڑ دیا ہم نے تمہاری وجہ سے دریا کو پھر بچا دیا ہم نے تم کو ف۱۱ اور ڈبا دیا فرعون کے لوگوں کو

وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ (۵۰) وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً

اور تم دیکھ رہے تھے ف۱۲ ف۲ اور جب ہم نے وعدہ کیا موسیٰ سے چالیس رات کا ف۱۳

ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ (۵۱)

پھر تم نے بنا لیا بچھڑا موسیٰ کے بعد اور تم ظالم تھے ف۱۴ ف۱

ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (۵۲)

پھر معاف کیا ہم نے تم کو اس پر بھی تاکہ تم احسان مانو ف۱۵

وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ

اور جب ہم نے دی موسیٰ کو کتاب اور چکوتی (حق کو ناحق سے جدا کرنے والے احکام) تا کہ تم

تَهْتَدُوْنَ (۵۳) وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ

سیدھی راہ پاؤ ف۲ اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم سے اے قوم تم نے

ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى

نقصان کیا اپنا یہ بچھڑا بنا کر سو اب توبہ کرو اپنے

بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ

پیدا کرنے والے کی طرف اور مار ڈالو اپنی اپنی جان یہ بہتر ہے تمہارے لئے تمہارے

بَارِئِكُمْ ۭ فَتَابَ عَلَيْكُمْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ (۵۴)

خالق کے نزدیک پھر متوجہ ہوا تم پر بے شک وہی ہے معاف کرنے والا نہایت مہربان ف۳

ف۱۰ لفظ **بلاء** نعمت اور مصیبت دونوں معنوں میں مستعمل ہے۔ فیقال للنعمۃ بلاء وللنقمۃ الشدیدۃ بلاء (کبیر ص۵۱۱ ج ۱ وغیرہ) یہاں اگر ذٰلک کا اشارہ فرعونیوں کے افعال کی طرف ہو تو بلاء کے معنی ابتلاء اور مصیبت کے ہوں گے۔ اور اگر اشارہ نجات دینے کی طرف ہو تو اس کے معنی نعمت کے ہونگے اور یہی زیادہ موزوں ہے۔ البلاء ھھنا ھو المحنۃ ان اشیر بلفظ ذٰلکم الی صنع فرعون والنعمۃ ان اشیر بہ الی الانجاء وحمل علی النعمۃ اولیٰ لانھا ھی التی صدرت من الرب تعالیٰ ولان موضع الحجۃ علی الیھود انعام اللہ تعالیٰ علی اسلافھم (کبیر ص۵۱۱ ج ۱ کذا فی الروح ص۲۵۲ ج ۱ والقرطبی ص۳۸۷ ج ۱ والبیضاوی ص۲۴) **ف۱۱** یہ دوسرا انعام ہے۔ بِکُمْ میں باء بمعنی لام ہے۔ یعنی ہم نے تمہارے لئے سمندر کو چیر کر اس میں راستے بنائے۔ ای فرقنا لکم (معالم ص۴۹ ج ۱، قرطبی ص۳۸۸ ج ۱) یا "باء" سببیت کے لئے ہے۔ فرقناہ بسببکم وبسبب انجائکم (کبیر ص۵۱۱ ج ۱، روح ص۲۵۴ ج ۱) اور **البحر** سے مراد یہاں بحر احمر ہے جس کا دوسرا نام بحر قلزم ہے ویذکر ان البحر ھو بحر القلزم (قرطبی ص۳۹۰ ج ۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام شب و روز تبلیغ میں مصروف رہے مگر فرعون اور اس کی قوم پر ان کی دعوت کا کوئی اثر نہ ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تبلیغ و ارشاد اور معجزات کے ذریعے ان پر حجت خداوندی قائم کردی۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے مظلوم بنی اسرائیل کی آہ و پکار سن لی جو مدت ہائے دراز سے فرعونیوں کے ظلم و ستم سہہ رہے تھے اب فرعونیوں پر عذاب الٰہی کے نزول کا وقت آپہنچا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قوم کو ساتھ لے کر ہجرت کر جانے کا حکم دیدیا۔ چنانچہ وہ راتوں رات چل نکلے اور چلتے چلتے سمندر کے کنارے جا پہنچے۔ ادھر فرعون کو خبر ہو گئی۔ وہ ایک بہت بڑا لشکر لے کر ان کی تلاش میں چل نکلا۔ جب بنی اسرائیل نے دیکھا کہ سامنے سمندر ہے اور پیچھے دشمن اور دائیں بائیں پہاڑ تو گھبرا اٹھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حکم خداوندی پا کر اپنا عصا سمندر میں مارا جس سے فوراً سمندر کا پانی سمٹ گیا اور اس میں بارہ کشادہ راستے بن گئے۔ اسرائیلی ان راستوں کے ذریعے سمندر پار کر کے جزیرہ نمائے سینا میں پہنچ گئے۔ آیت میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ **ف۱۲** جب فرعون لاؤ لشکر لیکر ساحل سمندر پر پہنچا اور سمندر میں خشک راستے دیکھے تو اس نے بھی اپنا گھوڑا سمندر میں اتار دیا اور اس کے پیچھے سارا لشکر سمندر میں گھس گیا۔ جب سارا لاؤ لشکر سمندر میں اتر گیا تو اللہ تعالیٰ نے پانی کو جاری کر کے سب کو غرق کردیا فرعونیوں کے غرق ہونے کا یہ نظارہ اسرائیلیوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا **ف۱۳** یہ تیسرا انعام ہے۔ سمندر پار کرنے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام تورات لینے کے لئے حکم خداوندی سے کوہ طور پر پہنچے۔ وہاں آپ نے چالیس راتیں بسر کیں۔ اور اللہ کی طرف سے تورات حاصل کی۔ **ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ** ــــ **اِتَّخَذْتُمْ** کا دوسرا مفعول محذوف ہے ای اتخذتم العجل الٰھًا۔ یعنی تم نے گوسالہ کو معبود بنالیا (ابوالسعود ص۵۸۳ ج ۱، قرطبی ص۳۹۶ ج ۱) جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے بڑے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنا نائب بنا کر خود کوہ طور پر چلے گئے تو سامری نے جو ایک منافق تھا، سونے کے زیورات اکٹھے کئے اور ان کو پگھلا کر ان سے بچھڑے کا بت تیار کیا اور حضرت ابن عباس اور معمر کے قول کے مطابق مٹی کی وہ مٹھی جو اس نے جبرئیل علیہ السلام کی سواری کے پاؤں کی جگہ سے اٹھائی تھی اس میں ڈال دی جس سے اس میں زندگی پیدا ہوگئی اور وہ جاندار بچھڑے کی طرح بولنے لگا۔ فلما جمعوہ القی السامری القبضۃ وقال کن عجلا جسدا لہ خوار فصار کذلک (روح ص۲۵۵ ج ۱، قرطبی ص۲۳۵ ج ۱) اور حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ بچھڑے کے پیٹ کی ساخت میں

انعام ثانی ۱۲

انعام ثالث ۱۲

انعام رابع ۱۲

انعام خامس ۱۲

موضح القرآن ف۱ اس کا قصہ سورۂ اعراف اور سورۂ طٰہٰ میں بیان کیا گیا ہے۔ **ف۲** چکوتی وہ حکم جن سے معاملے فیصل ہوں اور روا ناروا معلوم ہو۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید سبب کشتن پسران آں بود کہ کاہناں فرعون را خبر دادہ بودند کہ در بنی اسرائیل پسرے پیدا شود کہ باعث بر افتادن بادشاہی او گردد واللہ اعلم ۱۲ **ف۲** مترجم گوید کہ خدائے تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام را وعدہ داد کہ چہل شب در طور معتکف شود تا تورات عطا فرمایم۔ دریں مدت بنی اسرائیل باغوائی سامری گوسالہ پرستی اختیار کردند۔ خدا تعالیٰ بعد عود موسیٰ حکم فرمود کہ بعض ایشاں بعض را بکشند و ایں توبہ ایشاں اینست واللہ اعلم ۱۲ **ف۳** مترجم گوید موسیٰ علیہ السلام ہفتاد کس را از بنی اسرائیل باخود برد تا بادے کلام الٰہی اسماع نماید ایشاں بعد از شنیدن خواہان رؤیت شدند و در طلب آں پا از حد ادب بیروں نہادند۔ خدائے تعالیٰ آں ہمہ را بصاعقہ بسوخت و باز بدعاء موسیٰ زندہ ساخت۔ اشارہ بریں قصہ است ایں آیت واللہ اعلم ۱۲

اس قسم کے سوراخ تھے کہ جب ان میں ہوا داخل ہوتی تھی اس وقت ہو بہو بچھڑے کی سی آواز پیدا ہو جاتی خوار صوته کان بالریح لانه کان عمل فیه خروقًا فاذا دخلت الریح فی جوفه خار ولم تکن فیه حیاة وهٰذا قول مجاهد (قرطبی ص۲۳۵ ج ۱) سامری نے اسرائیلیوں سے کہا کہ یہ تمہارا رب ہے اس کی پوجا کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس میں حلول کئے ہوئے ہے۔ یہی عقیدہ عیسائیوں کا تھا کہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح علیہ السلام میں حلول کئے ہوئے ہے۔ یہی عقیدہ آج کل کے بعض غالی مبتدعین کا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے پیرو مرشد میں داخل ہے۔ چنانچہ اسرائیلی حضرت ہارون علیہ السلام کے روکنے کے باوجود گوسالہ سامری کی پوجا کرنے لگے۔ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ یعنی اس شرک کی وجہ سے تم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا کیونکہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ۔ اس ارتکاب شرک کے بعد جب تم نے سچی توبہ کر لی تو ہم نے تمہارا یہ قصور معاف کر دیا۔ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ تاکہ تم اس انعام کا شکریہ ادا کرو اور آئندہ کے لئے شرک سے باز رہو اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو شعار زندگی بناؤ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام چند دنوں کے لئے ہی اپنی امت سے غائب ہوئے تھے کہ سامری نے مکر و فریب سے ان کی امت کو گمراہ کر دیا۔ اس قسم کے سامری تقریبًا ہر امت میں موجود ہوتے ہیں۔ امت محمدیہ میں بھی آج کئی مذہبی اور سیاسی سامری موجود ہیں جنہوں نے کمال عیاری سے سادہ لوح قسم کے لوگوں کو غلط راہ پر ڈال رکھا ہے۔ وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ۔ یہ چوتھا انعام ہے۔ الکتاب اور الفرقان سے مراد تورات ہے کیونکہ یہ دونوں اس کی صفتیں ہیں۔ ان التوراة لها صفتان کونها کتابًا منزلاً وکونها فرقانًا تفرق بین الحق والباطل (کبیر ص۵۲۲ ج ۱ کذا فی المعالم ص۵۲ ج ۱) لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ تاکہ ایک جامع نظام زندگی تمہارے ہاتھ آ جائے اور تم زندگی کے ہر شعبہ میں سیدھی راہ پر چل کر رضائے الٰہی حاصل کر سکو۔ پانچواں انعام۔ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور سے واپس آئے اور قوم کو گوسالہ پرستی میں مبتلا پایا تو انہیں توبہ کرنے کی تلقین فرمائی فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ یعنی جنہوں نے گوسالہ کی پوجا نہیں کی وہ ان کو قتل کریں جنہوں نے اس کی پوجا کی ہے۔ ای لیقتل بعضکم بعضًا.... وروی انه امر من لم یعبد العجل ان یقتل من عبده (روح ص۲۶۰ ج ۱) توبہ کی اصل تو یہ ہے کہ آدمی گذشتہ گناہوں پر نادم ہو اور آئندہ کیلئے گناہوں کے ترک کا عزم مصمم کرے مگر اسرائیلیوں کی توبہ کی قبولیت کے لئے قتل نفس کو شرط قرار دیا گیا۔ لان اللہ تعالیٰ اوحی الی موسیٰ علیه السلام ان شرط توبتهم قتل النفس (کبیر ص۵۲۴ ج ۱) ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ یعنی گناہ پر اصرار کرنے سے توبہ بہتر ہے کیونکہ اس سے تم گناہ شرک سے پاک ہو جاؤ گے اور آخرت میں ابدی زندگی پاؤ گے۔ لما انه طهارة عن الشرك ووصلة الی الحیاة الابدیة والبهجة السرمدیة۔ (ابو السعود ص۱۵۳ ج ۱) فَتَابَ عَلَيْكُمْ جب تم نے سچی توبہ کر لی اور قتل ہونے کے لئے تیار ہو گئے اور تم میں سے کچھ قتل بھی ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے بقیہ سے قتل کا حکم اٹھا لیا اور سب کی توبہ قبول کر لی ان اللہ تعالیٰ لما امرهم بالقتل رفع ذٰلك الامر عنهم قبل فنائهم بالکلیة فکان ذٰلك نعمة فی حق اولٰئك الباقین الخ (کبیر ص۵۲۶ ج ۱) اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ اللہ تعالیٰ بڑا مہربان ہے جب اس نے ان کے دلوں کا اخلاص دیکھا تو ان کی توبہ قبول کر لی اور انہیں معاف کر دیا۔ ف۱۱۳ یہ چھٹا انعام ہے یعنی جب تک ہم اللہ کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیں اس وقت تک ہم تمہارے بیان کی تصدیق نہیں کریں گے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام تورات لیکر اپنی قوم کے پاس آئے اور قبول توبہ کے مذکورہ بالا واقعہ کے بعد ان سے کہا کہ یہ اللہ کی کتاب ہے اس پر عمل کرو تو ان میں بعض گستاخ اور ضعیف الایمان قسم کے لوگوں نے کہا کہ جب تک ہم خود تورات کے متعلق اللہ کا حکم نہیں سنیں گے اس وقت تک نہیں مانیں گے۔ نیز ان میں سے بعض نے کہا کہ تورات کے احکام مشکل ہیں ہم سے ان پر عمل نہیں ہو سکتا اور نہ ہی یہ بات ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے مشکل احکام نافذ فرمائے جس طرح آج کل نئی روشنی سے متأثر ذہنیتیں رکھنے والے مسلمان کہتے ہیں کہ جی قرآن کے کئی ایک احکام تو بڑے ہی سخت ہیں جو اسلام کے ابتدائی دور ہی کیلئے موزوں تھے مگر اس ترقی یافتہ زمانہ میں تو وہ بالکل ہی ناقابل عمل ہیں۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے ستر نیک اور برگزیدہ آدمیوں کو چن کر کوہ طور پر لے گئے۔ وہاں انہوں نے پس پردہ اپنے کانوں سے اللہ کا کلام سنا مگر پھر بھی مطمئن نہ ہوئے اور ایک اور مہمل اور ناممکن مطالبہ پیش کر دیا کہ اللہ کا کلام تو ہم نے سن لیا مگر ہمیں کامل اطمینان صرف اسی صورت میں ہوگا کہ ہم اللہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔ فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ۔ صاعقہ سے مراد گرجدار آواز ہے۔ صیحة سماویة خروا لها صعقین میتین (روح ص۲۶۱ ج ۱) یہ مطالبہ چونکہ نہایت گستاخانہ اور محض ضد و عناد پر مبنی تھا۔ طلب ہدایت کے لئے نہیں تھا اس لئے انکو اس کی پاداش میں ایک گرجدار آواز کے ذریعے ہلاک کر دیا گیا۔ لانهم لم یسألوا سوال استرشاد بل سوال تعنت وعناد (مدارک ص۳۹ ج ۱) لفرط العناد والتعنت وطلب المستحیل فانهم ظنوا انه تعالیٰ یشبه الاجسام فطلبوا رؤیته رؤیة الاجسام فی الجهات والاحیاز المقابلة للرائی وهی محال اه (بیضاوی ص۲۵) وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ یعنی تم نے اپنی آنکھوں سے صاعقہ کے ذریعے ایک دوسرے کو مرتے دیکھا۔ ای ینظر بعضکم لبعض حین اخذکم الموت (معالم ص۵۳ ج ۱) ف۱۱۴ تاکہ تم دوبارہ جی اٹھنے کی نعمت کی قدر کرو اور میری بھیجی ہوئی تورات کو مانو اور عقیدۂ توحید کے پابند ہو معتزلہ اور روافض نے اس آیت سے امتناع رؤیت باری تعالیٰ پر استدلال کیا ہے مگر یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ اس سے امتناع فی الدنیا ثابت ہوتا ہے نہ کہ مطلق امتناع۔ اور اہل سنت کا مسلک یہ ہے کہ رؤیت باری تعالیٰ فی نفسہٖ دنیا اور آخرت دونوں جہانوں میں ممکن ہے لیکن دنیا میں اس کا وقوع نہیں ہوگا۔ البتہ آخرت میں مومنین دیدار الٰہی سے مشرف و محظوظ ہوں گے۔ واهل السنة والسلف علی جوازها فیهما ووقوعها فی الاٰخرة (قرطبی ص۴۰۳ ج ۱) ف۱۱۵ یہ ساتواں انعام ہے۔ بنی اسرائیل کا اصلی وطن ملک شام تھا حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں مصر میں آکر آباد ہو گئے تھے۔ جب فرعون غرق ہو گیا اور اسرائیلی بالکل مطمئن ہو گئے تو انہیں قوم عمالقہ سے جو اس وقت ملک شام پر قابض تھے جہاد کرکے اپنا وطن آزاد کرانے کا حکم ملا تو یہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سرکردگی میں جہاد کے لئے چل نکلے جب قریب پہنچے اور عمالقہ کی طاقت اور قوت کا پتہ چلا تو ہمت ہار بیٹھے اور ان سے لڑنے سے صاف انکار کر دیا۔ اس پر اللہ نے ان کو یہ سزا دی کہ وہ پورے چالیس سال میدان تیہ میں سرگرداں اور مارے مارے پھرتے رہے۔ یہ جنگل بالکل چٹیل اور بے آب و گیاہ تھا۔ اس میں نہ سایہ کے لئے کوئی درخت تھا نہ پینے کے لئے پانی اور نہ کھانے کے لئے کوئی چیز۔ جب انہوں نے دھوپ کی شکایت کی، اَلْغَمَامَ ان پر بادل پھیلا کر سایہ مہیا فرما دیا۔ جب بھوک کی شکایت کی، من و سلویٰ کا انتظام کر دیا۔ اس آیت میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ اَلْمَنّ کے معنے ترنجبین کے ہیں وہ گوند کے مشابہ ایک میٹھی چیز ہے جو اوس کی طرح صبح کے وقت پودوں پر گرتی ہے۔ اسرائیلی جب صبح اٹھتے تو پودوں پر انہیں ترنجبین کی بہت بڑی مقدار ملتی جسے وہ مزے سے کھاتے۔ والمشهور انه الترنجبین وهو شیٔ یشبه الصمغ حلو مع شیٔ من الحموضة کان ینزل علیهم کالطل (روح ص۲۶۳ ج ۱) اور سلویٰ ایک قسم کی بٹیریں ہیں وهو طائر یشبه السمانی او هو السمانی بعینه (روح ص۲۶۳ ج ۱) کان یبعث علیهم الجنوب فتحشر علیهم السلوٰی وهی السمانی فیذبح الرجل منها ما یکفیه (مدارک ص۳۹ ج ۱) یعنی اللہ تعالیٰ جنوب کی طرف سے ہوا چلا دیتا جس کے ساتھ بٹیریں اڑتی چلی آتیں اور وہ انہیں پکڑ کر ذبح کر لیتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک سہولت بھی مہیا کی کہ بٹیریں ان سے بھاگتی نہیں تھیں وہ جب چاہتے پکڑ لیتے تھے۔ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ قرآن مجید میں گذشتہ واقعات کے سلسلہ میں جہاں کہیں صیغۂ امر استعمال ہوگا اس سے پہلے قَالَ یا قُلْنَا وغیرہ حسب موقع محذوف ہوگا (رضی ص) وقلنا لهم کلوا من الطیبات (مدارک ص۳۹ ج ۱، روح ص۲۶۴ ج ۱، قرطبی ص۴۰۶ ج ۱) ف۱۱۶ اسرائیلیوں نے اللہ کے انعامات کی ناشکری کی اور اس سے اللہ کا انہوں نے کچھ نہیں بگاڑا بلکہ اپنا ہی نقصان کیا کیونکہ اس ناشکری کا وبال خود انہیں پر پڑا بعض مفسرین نے یہ بھی لکھا ہے کہ بنی اسرائیل کو حکم تھا کہ وہ صرف اتنا ہی من و سلویٰ جمع کریں جتنا وہ کھا سکیں اور آئندہ کے لئے جمع نہ کریں مگر وہ حرص و لالچ کے بندے باز نہ آئے اور انہوں نے ذخیرہ اندوزی کرکے اللہ کی نافرمانی کی اور اس طرح انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ ف۱۱۷ یہ پہلا عذاب ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تو میدان تیہ میں وفات ہو چکی تھی اور حضرت یوشع علیہ السلام آپ کے جانشین ہو چکے۔ ادھر بنی اسرائیل کے وہ بڑے بوڑھے سرکش بھی ختم ہو چکے تھے جنہوں نے جہاد سے انکار کیا تھا۔ اب حضرت یوشع علیہ السلام نے نوجوانوں کی نئی پود کو جہاد عمالقہ پر آمادہ کیا اور ملک شام کو فتح کر لیا اس کے بعد انہیں بیت المقدس کے شہر میں داخل ہونے کا حکم ملا یہاں القریہ سے مراد بیت المقدس کا شہر ہے۔ وهو اختیار قتادة والربیع وابی مسلم الاصفهانی

وَإِذْ قُلْتُمْ يٰمُوسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ

اور جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم ہرگز تیرا یقین نہ کریں گے جب تک کہ نہ دیکھ لیں اللہ

جَهْرَةً فَأَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ (55)

کو سامنے ۱۳ پھر آلیا تم کو بجلی نے اور تم دیکھ رہے تھے

ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (56)

پھر اٹھا کھڑا کیا ہم نے تم کو مر گئے پیچھے تاکہ تم احسان مانو ۱۴ ف۱

وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَ

اور سایہ کیا ہم نے تم پر ابر کا اور اتارا تم پر من اور

السَّلْوٰى كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَمَا ظَلَمُوْنَا

سلویٰ ۱۵ کھاؤ پاکیزہ چیزیں جو ہم نے تم کو دیں۔ اور انہوں نے ہمارا کچھ

وَلٰكِنْ كَانُوْا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ (57) وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا

نقصان نہ کیا بلکہ اپنا ہی نقصان کرتے رہے ۱۶ ف۱ اور جب ہم نے کہا داخل ہو

هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّ

اس شہر میں ۱۷ ف۲ اور کھاتے پھرو اس میں جہاں چاہو فراغت سے ۱۸ اور

ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ

داخل ہو دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے اور کہتے جاؤ بخشدے ۱۹ تو معاف کردینگے ہم تمہارے

خَطٰيٰكُمْ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ (58) فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ

قصور اور زیادہ بھی دینگے نیکی والوں کو ف۲ پھر بدل ڈالا

ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَأَنْزَلْنَا عَلَى

ظالموں نے بات کو خلاف اس کے جو کہدی گئی تھی ان سے ۲۰ پھر اتارا ہم نے

الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ (59)

ظالموں پر عذاب آسمان سے ۲۱ ان کی عدول حکمی پر ف۳ (59)

ع ۶ ۳ ۶

اللہ بیت المقدس (کبیر ص۵۳۴ ج ۱) ۱۸ یہاں دنیوی لذائذ سے متمتع ہونے کی اباحت فرمائی۔ وَادْخُلُوا الْبَابَ۔ الباب سے مراد بیت المقدس کا دروازہ ہے والمراد بها علی المشهور احد ابواب بیت المقدس وتدعی الآن باب حطة قال ابن عباس (روح ص۲۶۵ ج ۱) وهو قول الضحاك ومجاهد وقتادة (کبیر ص۵۳۴ ج ۱) اور سجداً سے مراد اصطلاحی سجدہ نہیں بلکہ محض انحنا اور جھکنا مراد ہے اور بعض نے اسے تواضع اور خضوع پر محمول کیا ہے۔ اور ممکن ہے کہ اس سے مراد اصطلاحی سجدہ ہو یعنی پیشانی کا زمین پر رکھنا۔ قال الحسن اراد به نفس السجود الذی هو الصاق الوجه بالارض (کبیر ص۵۳۵ ج ۱) امام رازی رحمہ اللہ نے اس پر اشکال وارد کیا ہے کہ اگر سجدہ سے مراد اصطلاحی سجدہ ہو تو سجدہ کی حالت میں دروازے سے داخل ہونا ناممکن ہے مگر اشکال صرف اسی صورت میں ہے جبکہ دروازے سے فصیلِ شہر کا دروازہ مراد ہو لیکن اگر دروازہ سے بیت المقدس کی مسجد کا دروازہ مراد ہو جیسا کہ امام نسفی فرماتے ہیں باب القبة التی کانوا یصلون الیها (مدارک ص۳۹ ج ۱) اور سجداً حال مؤکدہ نہ ہو بلکہ حال مقدرہ ہو جیسا کہ یا ایها النبی انا ارسلناك شاهداً میں علامہ زمخشری نے لکھا ہے۔ (کشاف ص۴۳۴ ج ۲) تو اس صورت میں اصل عبارت یوں ہوگی وادخلوا باب المسجد مقدرین لکم السجود وقت حصولکم فیه۔ اور مقصد یہ ہے کہ اس شہر میں کھانے پینے کی چیزیں کثرت اور فراوانی سے موجود ہیں۔ خوب فراخی سے کھاؤ پیو اور ساتھ بطور شکرِ نعمت خدا کے گھر میں حاضر ہو کر اس کی عبادت بجالاؤ۔ حضرت شیخ رحمہ اللہ اسی معنی کو ترجیح دیتے ہیں ۱۹ حِطَّةٌ مبتدا محذوف کی خبر ہے۔ ای مسألتنا حطة (مدارک ص۴۰ ج ۱، کبیر ص۵۳۵ ج ۱) یعنی ہماری درخواست گناہوں کی معافی ہے نَغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ یہ ادخلوا اور قولوا دونوں کا جواب ہے۔ یعنی جب تم میری عبادت بجالاؤ گے اور مجھ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو گے تو میں تمہارے تمام گناہ معاف کردونگا۔ سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ محسنین سے مخلصین کاملین مراد ہیں جیسا کہ حدیث جبریل میں احسان کی تفسیر میں ہے ان تعبد اللہ کانك تراه مطلب یہ کہ گناہوں کی معافی تو ان سب کے لئے ہے جو مذکورہ حکم کی تعمیل کرینگے مگر مخلصین کو مزید انعام واکرام سے نوازا جائیگا۔ یا محسنین سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے ماضی میں خدا کی نافرمانی نہیں کی تھی مثلاً گوسالہ کی پوجا نہیں کی اور من وسلوی کا ذخیرہ نہیں کیا وغیرہ (قرطبی ص۴۱۵ ج ۱) ۲۰ ان میں سے جو نافرمان اور بدخو غلط کار تھے انہوں نے اللہ کی طرف سے تلقین کردہ الفاظ کو چھوڑ کر تمسخر واستہزاء کے طور پر کچھ اور ہی الفاظ اپنے شروع کردیئے۔ روایتوں میں آتا ہے کہ انہوں نے حِطَّةٌ کے بجائے حنطةٌ کی رٹ شروع کردی (قرطبی ص۴۱۱ ج ۱، روح ص۲۶۶ ج ۱ وغیرہ) قولی مخالفت کے ساتھ ساتھ انہوں نے عملاً بھی اللہ کے حکم کی مخالفت کی۔ چنانچہ دروازے سے جھک کر گذرنے کے بجائے اکڑتے اور اتراتے ہوئے گذرے۔

۱۵ انعام سادس ۱۲

۱۶ انعام سابع ۱۲

۱۷ عذاب اول ۱۲

موضح القرآن ف۱ جب فرعون غرق ہوچکا اور بنی اسرائیل خلاص ہوکر چلے جنگل میں ان کے خیمے پھٹ گئے تو سارے دن ابر رہتا دھوپ کا بچاؤ اور اناج نہ پہنچا تو من وسلوی اترتا کھانے کو من ایک چیز تھی میٹھی دھنیے کے سے دانے رات کو برستی لشکر کے گرد ڈھیر ہو رہتی صبح کو ہر آدمی اپنی قوت کے برابر چن لاتا اور سلوی ایک جانور کا نام ہے شام کو لشکر کے گرد ہزاروں جانور جمع ہوتے اندھیرا پڑے پکڑ لاتے کباب کرکر کھاتے مدتوں تک یہی کھایا کئے ف۲ اس جنگل میں پھنسے تھے اپنی تقصیر سے سورۂ مائدہ میں اس کا بیان ہے۔ پھر ایک کھانے سے تھک گئے تب ایک شہر میں پہنچایا اور حکم کیا کہ دروازے میں سجدہ کرکر جاؤ اور حطة کہو یعنی گناہ اترے۔ ف۳ یعنی ٹھٹھے سے حطّةٌ کے بدلے کہنے لگے حنطةٌ یعنی گیہوں اور سجدے کے بدلے لگے سرین پر پھسلنے پھر شہر میں جاکر ان پر طاعون پڑی یعنی وبا پھوڑے کی دوپہر میں قریب ستر ہزار آدمی مرے۔

فتح الرحمن ف۱ بنی اسرائیل مامور شدند بجہاد عمالقه وایشاں دراں باب تغافل کردند پس معاقب شدند بافتادن در بیابان چہل سال و آنجا چوں آب طعام وخیمه مفقود شد خدائے تعالی بدعاء موسیٰ علیہ السلام من وسلوی نازل ساخت واز سنگے دوازده چشمه رواں کرد وابر را سایه بآں گردانید۔ قدر ایں نعمتہا نشناختند وکفر نعمت کردند اشارت بدیں قصه است ایں آیت ۱۲ ف۲ یعنی دیہی که در زمان حضرت موسیٰ فتح شده بود ۱۲

وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ
اور جب پانی مانگا موسیٰ نے اپنی قوم کے واسطے ۱۲۲ف تو ہم نے کہا مار اپنے عصا کو
الْحَجَرَؕ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًاؕ
پتھر پر سو بہہ نکلے اس میں سے بارہ چشمے ۱۲۳ف
قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْؕ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا
پہچان لیا ہر قوم نے اپنا گھاٹ ف۱ کھاؤ اور پیو
مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۶۰﴾
اللہ کی روزی اور نہ پھرو ملک میں فساد مچاتے ۱۲۴ف ف۱
وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ
اور جب کہا تم نے اے موسیٰ ہم ہرگز صبر نہ کریں گے ایک ہی طرح کے کھانے پر ۱۲۵ف
فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ
سو دعا مانگ ہمارے واسطے اپنے پروردگار سے کہ نکال دے ہمارے واسطے جو اُگتا ہے زمین سے
مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَاؕ
ترکاری اور ککڑی اور گیہوں اور مسور اور پیاز
قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِىْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِىْ هُوَ
کہا موسیٰ نے کیا لینا چاہتے ہو وہ چیز جو ادنیٰ ہے بدلے اس چیز کے جو
خَيْرٌؕ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْؕ وَ
بہتر ہے ۱۲۶ف اترو کسی شہر میں تو تم کو ملے گی جو مانگتے ہو اور
ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ
ڈالی گئی ان پر ذلت اور محتاجی ۱۲۷ف اور پھرے اللہ کا غضب
مِّنَ اللّٰهِؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ
لے کر یہ اس لئے ہوا کہ نہیں مانتے تھے احکام خداوندی کو ۱۲۸ف

۱۲۱ف جن لوگوں نے خدا کی نافرمانی کی اور اس کے حکم کو تمسخر سے بدل دیا ان پر آسمانی عذاب نازل کیا گیا۔ یہ عذاب طاعون کی بیماری کی صورت میں ان پر مسلط کیا گیا۔ والمراد به الطاعون (بیضاوی ص۲۵ ج۱) وقال ابن زید بعث الله عليهم الطاعون (کبیر ص۵۳۴ ج۱) بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ یہ عذاب ان پر ان کی مسلسل نافرمانی کی وجہ سے نازل کیا گیا۔ بسبب فسقهم المستمر (ابوالسعود ص۵۳۹ ج۱) ۱۲۲ف یہ آٹھواں انعام ہے۔ یہ واقعہ بھی میدانِ تیہ میں پیش آیا۔ وہاں جب اسرائیلیوں کو پیاس لگی تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پانی کا مطالبہ کیا۔ جمهور المفسرين اجمعوا على ان هذا الاستسقاء كان في التيه (کبیر ص۵۴۴ ج۱) تو انہوں نے خدا کے حکم سے پتھر پر عصا مارا جس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے اِضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ الحجر میں الف لام عہد کے لئے ہے۔ اور اس سے کسی مخصوص اور معین پتھر کی طرف اشارہ ہے کان حجرا معینا بدلیل انه عرفه بالالف واللام۔ (معالم ص۵۵ ج۱) ۱۲۳ف اسرائیلیوں کے بارہ قبیلے تھے اور ان میں باہم منافرت اور نااتفاقی تھی اس لئے ہر قبیلے کے لئے الگ الگ چشمہ جاری کر دیا کہ کہیں پانی پیتے پیتے آپس میں برسرِ پیکار نہ ہو جائیں لكونهم كانوا اثنى عشر سبطا و كان بينهم تضاغن وتنافس فاجرى الله تعالى لكل سبط عينا يردها لا يشرك فيها احد من السبط الآخر فما لا ثارة الشحناء۔ (روح ص۲۷۲ ج۱) قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ یعنی ہر قبیلے کو اپنی گھاٹ معلوم ہو گئی اور ہر قبیلے کو بتا دیا گیا کہ وہ صرف اپنی ہی گھاٹ سے پانی پی سکتے ہیں۔ ۱۲۴ف یعنی اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا رزق کھاؤ پیو اور اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرو۔ اور اس کا دیا ہوا رزق کھا پی کر اس کی زمین پر اس کی نافرمانی کر کے شر و فساد مت بپا کرو مفسدين حال مؤكدة لعاملها۔ (شرح شذور الذهب ابن ہشام ص۲۴۳) ۱۲۵ف یہ دوسرا عذاب ہے۔ یہ واقعہ بھی میدان تیہ کا ہے۔ جب بنی اسرائیل سالہا سال تک ایک ہی طرز کا کھانا یعنی من و سلویٰ کھا کھا کر اکتا گئے تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اس کی شکایت کی اور کہا کہ وہ اللہ سے درخواست کریں کہ وہ ہمارے لئے مختلف قسم کی ترکاریاں اور غلے پیدا کرے فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دعا کرنے کی درخواست کی کیونکہ انبیاء علیہم السلام کی دعا اقرب الی الاجابۃ ہوتی ہے۔ اس سے زندہ بزرگ سے دعا کرانے کا جواز نکلتا ہے۔ وَفُوْمِهَا۔ فوم کے معنی گیہوں اور لہسن دونوں کے آتے ہیں لیکن یہاں لہسن مراد ہے۔ وهو مروی عن ابن عباس ومجاهد واختيار الكسائی (کبیر ص۵۴۴ ج۱) ۱۲۶ف استفہام اظہار تعجب کیلئے ہے یعنی تعجب ہے کہ تم عمدہ چیز کے عوض گھٹیا چیز کا مطالبہ کر رہے ہو۔ من و سلویٰ کی ان کی طلب کردہ اشیاء پر ترجیح اور افضلیت کی وجہ یہ ہے کہ من و سلویٰ ایک قیمتی اور نہایت لذیذ غذا ہے اور ترکاریوں کی نسبت زیادہ مفید بھی ہے نیز ان کے حاصل کرنے میں کوئی تکلیف و دقت نہیں (روح ص۲۷۵ ج۱) اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ان کا مطالبہ منظور ہوا اور انہیں اجازت مل گئی کہ وہ قرب و جوار کے کسی شہر میں چلے جائیں۔ انہیں منہ مانگی چیزیں مل جائیں گی۔ ۱۲۷ف الذلة سے مراد رسوائی اور المسکنۃ سے مراد فقر و احتیاج ہے والذلة الذل والصغار والمسكنة الفقر (قرطبی ص۴۳۰ ج۱) اللہ تعالیٰ کی مسلسل نافرمانی اور ضد و عناد کی وجہ سے بنی اسرائیل پر ذلت و رسوائی اور تنگدستی و محتاجی ہمیشہ کے لئے مسلط کر دی گئی۔ دنیا میں یہ قوم جہاں بھی ہے ذلیل و خوار اور فقیر و محتاج ہے۔ اگر ان میں دولتمند ہیں بھی تو گنتی کے چند آدمی باقی سب عوام تو ان کا شمار دنیا کی مفلس ترین اقوام میں ہے اب اسرائیلیوں کی ایک چھوٹی سی حکومت بھی دنیا کے نقشہ پر نمودار ہو گئی ہے مگر یہ حکومت حقیقت میں کچھ بھی نہیں۔ امریکہ نے مشرقِ وسطیٰ میں اپنے مخصوص سیاسی مفادات کے پیش نظر ایک کاغذی ڈھانچہ سا کھڑا کر رکھا ہے اس کی اپنی کوئی طاقت نہیں اور نہ ہی کوئی منفرد پالیسی ہے اگر آج امریکہ اس کی امداد سے دست کش ہو جائے تو سورج ڈھلنے سے پہلے اسرائیلی حکومت کی ہڈی پسلی نہ رہے۔ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ باء کے معنی یہاں استحقوا اور استوجبوا کے ہیں (کبیر ص۵۴۵ ج۱، ابن کثیر ص۱۰۲ ج۱، روح ص۲۷۶ ج۱) یعنی قوم بنی اسرائیل کفر و عصیان اور قتل انبیاء علیہم السلام کی وجہ سے غضب الٰہی کی مستحق ٹھہری

انعام نہم

عذاب ثانی

موضح القرآن ف۱ اس جنگل میں پانی نہ ملا تو ایک پتھر سے بارہ چشمے نکلے بارہ قوم تھے کسی میں لوگ زیادہ کسی میں کم ہر قوم کے موافق ایک چشمہ تھا اس سے پہچان لیا جب لشکر کوچ کرتا تو وہ پتھر ساتھ اٹھا لیتے جب قیام ہوتا تو رکھ دیتے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بنی اسرائیل دوازدہ قبیلہ بودند برائے ہر قبیلہ یک چشمہ معین شد ۱۲

۱۲۸ آیات سے اللہ کی توحید کی آیتیں مراد ہیں یا اس سے مراد کتب سماویہ اور معجزات انبیا ہیں ای یکذبون بآیات اللہ ای بکتابہ ومعجزات انبیائہ کعیسی ویحیی وذکریا ومحمد علیہم السلام یَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ یہ مضارع بھی کانوا کے تحت داخل ہے کان ماضی جب کسی فعل مضارع پر داخل ہو تو اس سے عام طور پر فعل میں دوام و استمرار کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں تو مطلب یہ ہوگا کہ تکذیب آیات اور قتل انبیا ان کی عادت مستمرہ ہو چکی تھی۔ ایک طرف تو وہ توحید کا انکار کرتے تھے اور دوسری طرف توحید بیان کرنے والے انبیاء علیہم السلام کو قتل کرتے تھے۔ اور یہی ان کے استحقاقِ غضب کا سبب بنی بِغَیْرِ الْحَقِّ کی قید سے سوال پیدا ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام تو معصوم ہوتے ہیں اس لئے ان کا قتل صرف ناحق ہی ہو سکتا ہے پھر بغیر الحق کی قید بڑھانے سے کیا فائدہ تو اس کا جواب یہ ہے کہ قتل انبیاء علیہم السلام ایک بہت بڑا گناہ اور عظیم جرم ہے اس لئے اس کی قباحت اور شناعت کو تاکید کے ساتھ بیان کرنے کے لئے اس قید کی صراحت کی گئی۔ تعظیم للشنعۃ والذنب الذی اتوہ (قرطبی ص۴۳۱ ج۱) **۱۲۹** ذلک سے کفر بالآیات اور قتل انبیاء کی طرف اشارہ ہے اشارۃ الی الکفر والقتل الواقعین سببًا لما تقدم (روح ص۲۷۷ ج۱) بما میں با سببیہ اور ما مصدریہ ہے خدا کی نافرمانی اور حدود شکنی نے انہیں اس حد تک پہنچا دیا کہ وہ آیاتِ الٰہی کی تکذیب اور انبیاء علیہم السلام کو قتل کرنے لگے۔ کیونکہ جس طرح چھوٹی چھوٹی نیکیاں بڑی نیکیوں کی طرف لے جاتی ہیں اسی طرح بعض اوقات چھوٹے چھوٹے گناہ بڑے گناہوں کی طرف کھینچ لے جاتے ہیں۔ ای جرھم العصیان والتمادی فی العدوان الی ما ذکر من الکفر وقتل الانبیاء علیہم السلام فان صغار الذنوب اذا دووم علیہا ادت الی کبارہا کما ان مداومۃ صغار الطاعات مؤدیۃ الی تحری کبارہا۔ (ابو السعود ص۵۳۸ ج۱ کذا فی البیضاوی ص۲۴) یہاں تک نوع اول کی تفصیل تھی۔ **۱۳۰** یہ آیت نوعِ اول کا تتمہ ہے اور الذین اٰمنوا سے مراد امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہے ای من اٰمن بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم (بحر ص۲۴۰ ج۱) وَالَّذِیْنَ هَادُوْا۔ یہودیت کے پیرو یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت وَالنَّصٰرٰی دین عیسوی کے متبعین وَالصّٰبِئِیْنَ یہ لوگ بھی اہل کتاب ہی کا ایک گروہ ہیں فرقۃ من اہل الکتاب (ابن کثیر ص۱۰۳ ج۱) مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ ہر فرقہ اپنے اپنے لقب اور نام پر خوش ہے مگر اصل ذریعۂ نجات یہ القاب اور انتسابات نہیں ہیں بلکہ نجات کا مدار تو ایمان اور عملِ صالح پر ہے۔ یہاں یہ شبہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ آیت میں صرف اللہ پر ایمان لانے کا ذکر کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ صرف اللہ پر ایمان لانا نجات کے لئے کافی ہے اور تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا ضروری نہیں تو اس کا جواب یہ ہے۔ اللہ پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کو اس کی تمام صفات کمال اور نعوت جلال میں وحدہٗ لاشریک یکتا اور بے مثل مانا جائے اور اسکے تمام احکام کی تعمیل کی جائے لہٰذا یہ جملہ ایمان بالرسل، ایمان بالکتب، ایمان بالملٰئکہ وغیرہ سب کو شامل ہے۔ قد دخل فی الایمان باللہ الایمان بما اوجبہ اعنی الایمان بالرسل (کبیر ص۵۵ ج۱) دوسری بات یہ ہے یہاں ایمان باللہ کا ذکر اجمالی ہے و قرآن مجید کی دوسری آیتوں میں اسکی تفصیل موجود ہے چنانچہ سورۂ حجرات رکوع ۲ میں ارشاد ربانی ہے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝ اس آیت میں صاف اعلان کر دیا گیا ہے کہ مومن صرف وہی لوگ ہیں جو اللہ پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ اللہ کے تمام رسولوں پر بھی ایمان لائیں اور ایمان بھی ایسا لائیں جو ریب و تردد اور ہر قسم کے شکوک و شبہات سے پاک ہو اور پھر ان کی عملی زندگی بھی اس ایمان کے عین مطابق ہو اور رسولوں پر ایمان لانے کا مطلب ہے کہ

ع۷

وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ الْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا
اور خون کرتے تھے نبیوں کا ناحق یہ اس لئے کہ نافرمان تھے
وَّكَانُوْا یَعْتَدُوْنَ ﴿۶۱﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ
اور حد پر نہ رہتے تھے **۱۲۹** بے شک جو لوگ مسلمان ہوئے **۱۳۰** اور جو لوگ
هَادُوْا وَالنَّصٰرٰی وَالصّٰبِئِیْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ
یہودی ہوئے اور نصاریٰ اور صابئین جو ایمان لایا (ان میں سے) اللہ پر
وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ
اور روز قیامت پر اور کام کئے نیک تو ان کیلئے ہے ان کا ثواب ان کے
رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾ وَ
رب کے پاس اور نہیں ان پر کچھ خوف اور نہ وہ غمگین ہوں گے **ف۱** **ف۱** اور
اِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ
جب لیا ہم نے تم سے قرار **۱۳۱** اور بلند کیا تمہارے اوپر کوہ طور کو
خُذُوْا مَاۤ اٰتَیْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِیْهِ لَعَلَّكُمْ
کہ پکڑو جو کتاب ہم نے تم کو دی زور سے **۱۳۲** اور یاد رکھو جو کچھ اس میں ہے تاکہ تم
تَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾ ثُمَّ تَوَلَّیْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۚ فَلَوْ
ڈرو **ف۲** پھر تم پھر گئے اس کے بعد **۱۳۳** سو اگر
لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۶۴﴾
نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور اس کی مہربانی تو ضرور تم خراب ہوتے **۱۳۴**
وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِیْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِی
اور تم (اے موجودہ اسرائیلیو) خوب جان چکے ہو جنہوں نے تم میں سے زیادتی کی تھی ہفتہ کے
السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِیْنَ ﴿۶۵﴾ ۚ
دن میں **۱۳۵** تو ہم نے کہا ان سے ہو جاؤ بندر ذلیل **۱۳۶**

ما تم نوع اول ۱۲

سے نوع ثانی ۱۲ بنی اسرائیل کے بارہ جرائم و کی تین جنایتوں میں سے پہلی جنایت ۱۲

منزل ۱

موضح القرآن **ف۱** یعنی کسی فرقے پر موقوف نہیں یقین لانا شرط ہے اور عمل نیک اپنے اپنے وقت میں جس نے یہ کیا ثواب پایا یہ اس واسطے فرمایا کہ بنی اسرائیل اسی پر مغرور رہتے کہ ہم پیغمبروں کی اولاد ہیں ہم ہر طرح خدا کے یہاں بہتر ہیں۔ یہودی کہتے ہیں حضرت موسیٰؑ کی امت کو اور نصاریٰ کہتے ہیں حضرت عیسیٰؑ کی امت کو، صابئین بھی ایک فرقہ ہیں حضرت ابراہیمؑ کو مانتے ہیں۔ **ف۲** جب تورات اتری تو کہنے لگے ہم سے اتنے حکم نہ ہو سکیں گے تب پہاڑ اوپر آیا کہ گر پڑے تب ڈر کر قبول کیا۔

فتح الرحمٰن **ف۱** حاصل معنی آیت آنکہ آدمی در اصل از ہر فرقہ کہ باشد چوں ایمان آورد از اہل نجات بود خصوصیت فرقہ معتبر نیست ۱۲

اللہ کے تمام رسولوں پر ایمان لائیں اور سب کو اللہ کے سچے رسول مانیں ایسا نہ ہو کہ کسی کو مانیں اور کسی کو نہ مانیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ (سورہ نساء ع ۲۱) اس آیت سے دونوں باتیں واضح طور پر معلوم ہو گئیں۔ اول یہ کہ جس طرح اللہ پر ایمان لانا ضروری ہے اسی طرح اللہ کے رسولوں پر ایمان لانا بھی ضروری ہے۔ اس کے بغیر نجات ناممکن ہے۔ دوم یہ کہ بلا تفریق تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر ایمان لانا ضروری ہے۔ بعض پر ایمان لانا اور بعض پر ایمان نہ لانا نجات اور ایمان کے لئے کافی نہیں ہے بعض پیغمبروں کا انکار تمام پیغمبروں کے انکار کے برابر ہے۔ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ یوم آخرت اور اس میں جو کچھ ہونے والا ہے سب پر ایمان لائے۔ تقریر بالا سے معلوم ہوا کہ یوم آخرت پر ایمان لانا اٰمَنَ بِاللّٰهِ میں داخل ہے لیکن اس کے باوجود اس کا ذکر صراحت سے کیا گیا ہے۔ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ اگرچہ آخرت پر ایمان رکھتے تھے مگر ان کا تصور آخرت قرآن کے پیش کردہ تصور سے بالکل جدا گانہ تھا وہ سمجھتے تھے کہ آخرت میں صرف یہودی یا نصرانی ہی جنت میں جائیں گے۔ ان کے سوا اور کوئی جنت میں نہیں جائے گا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے یوم آخر پر ایمان لانے کا علیٰحدہ ذکر فرما کر اس طرف اشارہ کر دیا کہ آخرت پر اس طرح ایمان لانا ضروری ہے جس طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی کے ذریعے اس کے احوال بیان فرمائے ہیں کہ آخرت میں کسی قوم یا گروہ کی اجارہ داری نہیں ہوگی بلکہ وہاں صرف ایمان اور عمل صالح کام آئیں گے۔

نوعِ ثانی

(اس میں نزول قرآن کے وقت موجود بنی اسرائیل کے باپ دادوں کی تین خیانتیں اور شرارتیں بیان کی گئی ہیں۔)

۱۳۱ ؎ یہ پہلی خیانت ہے یہاں میثاق سے مراد تورات پر عمل کرنے کا عہد و میثاق ہے بقبول ما فی التوراۃ (مدارک ص۱۴ ج۱) بالمحافظۃ علی ما فی التوراۃ (ابو السعود ص۵۵ ج۱) وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ جب موسیٰ علیہ السلام تورات لے کر آئے اور بنی اسرائیل سے کہا کہ یہ اللہ کی کتاب ہے اس پر عمل کرو تو انہوں نے کہا کہ یہ احکام سخت ہیں جب تک اللہ خود ہم سے ہمکلام نہ ہو اور اسے ہم اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیں ہم نہیں مانیں گے جس طرح آج کل مغرب زدہ لوگ کہتے ہیں کہ اسلام کے احکام سخت ہیں جو موجودہ زمانے کے لئے غیر مفید ہیں اس لئے ان میں ترمیم ہونی چاہئے۔ اس پر انہیں صاعقہ بھیج کر ہلاک کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی درخواست پر انہیں دوبارہ زندہ کر دیا گیا مگر اس کے بعد پھر بھی وہ تورات کو ماننے پر تیار نہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے طور پہاڑ کو اٹھا کر ان کے سروں پر کھڑا کر دیا اور فرمایا کہ تورات پر عمل کرنے کا عہد کرو ورنہ پہاڑ گرا کر تمہیں ہلاک کر دیا جائیگا تو اس پر سب نے تورات پر عمل کرنیکا عہد کیا۔ یہاں سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ دین میں تو جبر و اکراہ نہیں تو پھر اسرائیلیوں پر پہاڑ لٹکا کر انہیں تورات پر عمل کرنے پر کیوں مجبور کیا گیا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ابتداءً قبول اسلام پر کسی کو مجبور کرنے کی اسلام میں قطعاً کوئی اجازت نہیں البتہ قبول اسلام کے بعد اگر کوئی شخص اسلام کے دستور حیات سے بغاوت کرے گا تو اسے ہرگز برداشت نہیں کیا جائیگا۔ اسلام صرف چند مذہبی رسوم و احکام کا نام نہیں بلکہ وہ احکم الحاکمین کی حکومت و سلطنت کا کامل دستور اور مکمل آئین ہے اس لئے اسے قبول کرنے کے بعد اس سے بغاوت کو بشرط ضرورت جبر و اکراہ اور قوت و طاقت کے ذریعے روکا جائیگا بشرطیکہ حکومت اسلامی ہو۔ جیسا کہ دنیا کی تمام حکومتوں کا اصول ہے کہ وہ اپنے دستور اور آئین سے بغاوت و سرکشی کو کسی قیمت پر برداشت نہیں کر سکتیں۔ اسرائیلی چونکہ اسلام قبول کر چکے تھے اور اب اس کے دستور (یعنی تورات سے جو اس وقت اسلام کا دستور تھا) سے بغاوت کر رہے تھے۔ اس لئے اسے برداشت نہیں کیا گیا اور بجبر و اکراہ ان سے تورات پر عمل کرنے کا عہد لیا گیا۔ **۱۳۲ ؎** اس سے پہلے قُلْنَا محذوف ہے یعنی ہم نے کوہ طور ان کے اوپر کھڑا کر کے ان سے کہا کہ تورات کی صورت میں جو احکام ہم نے تمہیں دیئے ہیں ان کی سختی سے پابندی کرو وَاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ اور اس کتاب کو درس و تدریس کے ذریعے یاد رکھو اس میں غور و فکر کرو اور اس کے امر و نہی پر عمل کرو واحفظوا ما فیه وادرسوه ولا تنسوه ولا تغفلوا عنه (مدارک ص۲۳ ج۱، کبیر ص۵۵۲ ج۱) ای تدبروه واحفظوا اوامره ووعیده ولا تنسوه ولا تضیعوه (قرطبی ص۴۳۷ ج۱) لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ تاکہ تم دنیا کی تباہی اور آخرت کے عذاب سے بچ سکو لکی تنجوا من الھلاك فی الدنیا والعذاب فی العقبی (معالم ص۴۵ ج۱) **۱۳۳ ؎** یہ اشارہ مذکورہ عہد و پیمان کی طرف ہے یعنی پختہ عہد و پیمان کے بعد پھر تم نے حسب عادت قدیمہ اس سے اعراض کیا۔ اور اسے پس پشت ڈال دیا من بعد اخذ ذلك المیثاق المؤکد (ابو السعود ص۵۵ ج۱) ای اعرضتم عن الوفاء بالمیثاق بعد اخذه وخالفتم (روح ص۲۸۰ ج۱) **۱۳۴ ؎** لیکن اس عہد شکنی کے باوجود اللہ نے اپنی خاص نوازش و مہربانی سے تمہیں موقع پر فوراً ہلاک نہ کیا اور سنبھلنے کے لئے تمہیں مزید مہلت دیدی اگر وہ ایسا نہ کرتا تو دنیا سے کب کا تمہارا نام و نشان مٹ چکا ہوتا۔ ولولا فضل اللہ تعالیٰ علیکم بالامھال وتاخیر العذاب لکنتم من الھالکین (ابو السعود ص۵۵ ج۱)

۱۳۵ ؎ سبت یعنی ہفتہ کا دن دین یہود میں متبرک و مقدس دن تھا جیسا کہ مسلمانوں کے لئے جمعہ اور عیسائیوں کے لئے اتوار ہے ہفتہ کے دن انہیں مچھلی کے شکار سے روکا گیا تھا مگر انہوں نے خدا کے اس حکم کی پرواہ نہ کی اور ہفتہ کے دن بھی شکار سے باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں عبرتناک سزا دی جس کا ذکر آگے آ رہا ہے۔ یہ واقعہ حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے میں پیش آیا اور جن اسرائیلیوں کا یہ واقعہ ہے وہ ساحل سمندر پر واقع ایلہ نامی گاؤں کے باشندے تھے (روح ص۲۸۲ ج۱، کبیر ص۵۵۳ ج۱) **۱۳۶ ؎** ہم نے ان کی شکلیں مسخ کر دیں اور انہیں ذلیل بندر بنا دیا یہ مسخ حقیقی اور حسی تھا مجازی اور معنوی نہیں تھا اور مسخ کے بعد تین دن کے اندر اندر سب ہلاک ہو گئے۔ وظاھر القرآن انھم مسخوا قردۃ علی الحقیقۃ وعلی ذلك جمھور المفسرین وھو الصحیح ...... ولم یعیشوا اکثر من ثلثۃ ایام (روح ص۲۸۳ ج۱) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے موجودہ بنی اسرائیل کو خطاب کر کے فرمایا کہ اپنے اسلاف کے عصیان و عدوان کا یہ واقعہ تو تم اچھی طرح جانتے ہو یہ تمہاری آبائی تاریخ کا ایک مسلم واقعہ ہے اور ان کا جو حشر ہوا وہ بھی تمہیں بخوبی معلوم تو اب اس واقعہ سے اندازہ کر لو کہ اگر تم اسی طرح عصیان و عدوان اور تمرد و سرکشی میں رہے تو تم پر بھی قہر خداوندی نازل ہو کر رہے گا۔ انه تعالیٰ لما اخبرھم بما عامل به اصحاب السبت فکانه یقول لھم اما تخافون ان ینزل علیکم بسبب تمردکم ما نزل علیھم من العذاب فلا تغتروا بالامھال الممدود علیکم (کبیر ص۵۵۳ ج۱) **۱۳۷ ؎** ھا کی ضمیر مذکورہ سزا کی طرف راجع ہے نَكَالًا نکال کے معنی عبرت کے ہیں نکالا عبرۃ تنکل المعتبر بھا ای تمنعه وتردعه (ابو السعود ص۵۵ ج۱) لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اس واقعہ کے ظہور کے وقت قرب و جوار میں موجود تھے۔ ای لمن قرب منھا (بحر ص۲۴۷ ج۱) لما حولھا من القری (بحر ص۲۴۷ ج۱) وَمَا خَلْفَهَا وہ لوگ جو اس زمانہ کے بعد ہوں گے۔ ای من جاء بعدھم (بحر) وما یحدث بعدھا من القری التی لم تکن (بحر) یعنی ہم نے اس سزا کو موجودہ لوگوں اور آنے والی نسلوں کے لئے عبرت بنا دیا کہ وہ اسے یاد کر کے خدا سے ڈرتے رہیں اور اس کی نافرمانی کی جرأت نہ کر سکیں وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ متقین سے بنی اسرائیل کے وہ لوگ مراد ہیں جو اسرائیلیوں کو سبت میں شکار کرنے سے روکتے تھے۔ یہ واقعہ ان کے لئے بھی نصیحت آموز ہے اور اللہ کی اطاعت اور اس کی حدود کی پابندی کرنے کی زیادہ سے زیادہ ترغیب دیتا ہے یا متقین سے عام پرہیزگار اور خداترس لوگ مراد ہیں الذین نھوھم عن الاعتداء من صالحی قومھم او لکل متق سمعھا (مدارک ص۲۳ ج۱) **۱۳۸ ؎** یہ دوسری خیانت ہے۔ اللہ نے بنی اسرائیل کو گائے ذبح کرنے کا حکم دیا مگر وہ خبث باطن کی وجہ سے اس حکم کو مذاق سمجھنے لگے اور اس معاملہ کو چالیس سال تک ٹالتے رہے۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ گائے ذبح کرنے کا حکم اس لئے دیا گیا تھا کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص کو اس کے عزیزوں نے اس کی دولت حاصل کرنے کے لئے رات کی تاریکی میں قتل کر دیا۔ صبح ہوئی تو شور و غل بپا کر دیا اور معاملہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے پیش کیا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے ہدایات حاصل کر کے انہیں گائے ذبح کر کے اس کا کوئی حصہ مقتول کے جسم سے لگانے کا حکم دیا تا کہ وہ زندہ ہو کر اپنے قاتل کا پتہ بتا دے[1]۔ اس واقعہ کا پہلا حصہ بعد میں وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا میں مذکور ہے اور وَاِذْ قَالَ

---

[1] ان روایات کے متعلق حافظ ابن کثیر رقمطراز ہیں۔ والظاهر انها ماخوذة من کتب بنی اسرائیل وهی مما یجوز نقلها ولکن لا تصدق ولا تکذب فلهذا لا یعتمد علیها الا ما وافق الحق عندنا واللہ اعلم (ابن کثیر ص۱۱۱ ج۱) س۔ب

فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَ

پھر کیا ہم نے اس واقعہ کو عبرت ف۱۳۷ ان لوگوں کے لئے جو وہاں تھے اور جو پیچھے آنے والے تھے اور

مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿٦٦﴾ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖٓ

نصیحت ڈرنے والوں کے واسطے ف۱ اور جب کہا موسیٰؑ نے اپنی قوم سے

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا

اللہ فرماتا ہے تم کو ذبح کرو ایک گائے ف۱۳۸ ف۱ وہ بولے کیا تو ہم

هُزُوًا ؕ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿٦٧﴾

سے ہنسی کرتا ہے ف۱۳۹ کہا پناہ خدا کی کہ ہوں میں جاہلوں میں سے

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ؕ قَالَ اِنَّهٗ

بولے کہ پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو کہ بتادے ہم کو کہ وہ گائے کیسی ہے ف۱۴۰ کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ

يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ ؕ عَوَانٌۢ بَيْنَ

ایک گائے ہے نہ بوڑھی اور نہ بن بیاہی درمیان میں ہے

ذٰلِكَ ؕ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ﴿٦٨﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ

بڑھاپے اور جوانی کے اب کر ڈالو جو تم کو حکم ملا ہے بولا کہ دعا کر ہمارے واسطے اپنے رب سے

يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ

کہ بتادے ہمکو کیسا ہے اس کا رنگ ف۱۴۱ کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے

صَفْرَآءُ ۙ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ ﴿٦٩﴾ قَالُوا ادْعُ

زرد خوب گہری ہے اسکی زردی خوش آتی ہے دیکھنے والوں کو بولے دعا کر

لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۙ اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا ؕ

ہمارے واسطے اپنے رب سے کہ بتادے ہم کو کس قسم کی ہے وہ ف۱۴۲ کیونکہ اس گائے میں شبہ پڑا ہے ہم کو

وَاِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ ﴿٧٠﴾ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ

اور ہم اگر اللہ نے چاہا تو ضرور راہ پالیں گے کہا وہ فرماتا ہے

دوسری جانب ۱۲

مُوْسٰی لِقَوْمِہٖ میں واقعہ کا آخری حصہ مذکور ہے۔ واقعہ کی ترتیب کو اس لئے بدلا گیا تاکہ ایک ہی واقعہ سے متعلق ان کی دو خباثتوں کی واضح طور پر نشاندہی کی جاسکے اول گائے ذبح کرنے کے سلسلے میں پس وپیش اور ٹال مٹول دوم بے گناہوں پر قتل کا الزام۔ اگر واقعہ کو اصل ترتیب سے ذکر کیا جاتا تو اس سے یہ مقصد حاصل نہیں ہوسکتا تھا۔ اکثر مفسرین کی یہی رائے ہے لیکن حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ دو مستقل واقعے ہیں جیسا کہ گذشتہ واقعات کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ وَاِذْ سے جتنے واقعات بیان کئے گئے ہیں وہ سب مستقل واقعات ہیں۔ نیز بعض روایات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ گائے ذبح کرنے کے حکم اور گائے حاصل کرکے ذبح کرنے کے درمیان چالیس سال کا طویل وقفہ تھا (مدارک ص۴۴ ج ۱، کبیر ص۵۶۲ ج ۱) نعش کا اتنا عرصہ بے گور وکفن پڑا رہنا اور پھر متعفن نہ ہونا یہ امور بھی عقل وقیاس سے بعید ہیں۔ اس سے بھی اشارہ ملتا ہے کہ یہ ایک واقعہ نہیں بلکہ دو مستقل واقعے ہیں ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ پہلے انہیں گائے ذبح کرنے کا حکم دیا گیا ہو طویل پس وپیش اور جستجو کے بعد جب وہ مطلوبہ گائے حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے ہوں تو قتل کا واقعہ پیش آگیا ہو اور انہیں اس گائے کا گوشت مقتول کے بدن سے لگانے کا حکم دیا گیا ہو تاکہ وہ زندہ ہو کر اپنے قاتل کی نشاندہی کرے وقیل انہ یجوز ان یکون ترتیب نزولہا علی موسی علیہ السلام علی حسب تلاوتہا بان یامرھم اللہ تعالیٰ بذبح البقرۃ ثم یقع القتال فیؤمروا بضرب بعضہا (روح ص۲۹۵ ج ۱، قرطبی ص۴۴۵ ج ۱) لیکن ایک سوال باقی رہ جائیگا کہ اس صورت میں گائے ذبح کرنے کے حکم کی وجہ کیا ہوگی تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایک واقعہ ہونے کی صورت میں جس چیز کو مفسرین کرام نے ذبح کیلئے گائے ہی کو منتخب کرنے کی حکمت کہا ہے اس صورت میں وہی ذبح بقرہ کی علت ہوگی مصریوں کے ساتھ مدتوں رہنے کی وجہ سے اسرائیلی بھی گوسالہ پرستی کے شرک میں مبتلا ہوچکے تھے۔ وہ گائے کی پوجا کرتے اور اس کی تعظیم بجالاتے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کے باوجود انہیں گوسالہ پرستی سے قدرے انسیت تھا اگرچہ عملی طور پر وہ گائے کی پوجا نہیں کرتے تھے لیکن گوسالہ پرستی سے وہ پورے طور متنفر بھی نہیں تھے جبھی تو سامری کے گوسالہ کو دیکھتے ہی اسکے سامنے سجدہ ریز ہوگئے اس لئے ان کے سابق معبود کو ان کی نظروں میں ذلیل کرنے اور انہیں اس کی عبادت سے کلی طور پر متنفر کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے انہیں گائے ذبح کرنے کا حکم دیا تاکہ توحید کی جڑیں انکے دلوں کی گہرائیوں میں پھیل کر خوب مضبوط ہوسکیں۔ وقیل انما امروا بذبح البقرۃ دون غیرہا من البہائم لانہا افضل قرابینہم ولعبادتہم العجل فاراد اللہ ان یہون معبودھم عندھم (مدارک ص۴۴ ج ۱) وانما اختص البقر من سائر الحیوانات لانہم کانوا یعظمون البقر ویعبدونہا من دون اللہ فاختبروا بذلک الخ (بحر ص۲۵۰ ج ۱) ف۱۳۹ اسرائیلی سمجھے کہ گائے تو ایک مقدس اور معظم جانور ہے بھلا اللہ تعالیٰ اسے ذبح کرنے کا حکم کس طرح دے سکتا ہے یا انہوں نے ذبح بقرہ کے ذریعے قاتل کے پتہ لگانے کو بعید از عقل سمجھا اس لئے کہا ہو نہ ہو حضرت موسیٰ علیہ السلام ہم سے ہنسی مذاق کررہے ہیں۔ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ۔ کیونکہ احکام خداوندی کی تبلیغ میں تمسخر کرنا جاہلوں اور بیوقوفوں کا کام ہے اور انبیاء علیہم السلام کو یہ چیز زیب نہیں دیتی لان الھزء فی اثناء تبلیغ امر اللہ سبحانہ جہل وسفہ (ابو السعود ص۵۵۹ ج ۱) ف۱۴۰ اب یہاں سے اسرائیلیوں کے تعنت اور حکم خداوندی کے امتثال میں لیت ولعل کا سلسلہ شروع ہوتا ہے یہاں مَا هِيَ کے ذریعے گائے کی حقیقت مختصہ سے سوال نہیں ہے بلکہ یہ سوال محض ایضاح حال کیلئے ہے لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ یعنی وہ نہ بوڑھی ہو اور نہ بچی الفارض اسم للمسنۃ التی انقطعت ولادتہا من الکبر والبکر اسم للصغیرۃ التی لم تلد من الصغر (روح ص۲۹۶ ج ۱) عَوَانٌۢ بَيْنَ ذٰلِكَ یہ ماقبل کی تاکید ہے عوان اسے کہتے ہیں جو ان دونوں عمروں کے درمیان ہو وسط بین السنین (معالم ص۳۸ ج ۱) ای لا ھی صغیرۃ ولا ھی مسنۃ (قرطبی ص۴۴۷ ج ۱) فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ یعنی حکم کی تعمیل کرو اور زیادہ سوال وجواب نہ کرو۔ ای من ذبح البقرۃ ولا تکثروا السؤال

موضح القرآن ف۱ یہ قصہ سورۂ اعراف میں ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید شخصے را از بنی اسرائیل کشتہ یافتند وکشندۂ آں معلوم نبود خدا تعالیٰ حکم فرمود کہ گاؤ را ذبح کنند وبعضوی از آں مقتول را بزنند تا زندہ شود واز قاتلان خود خبر دہد القصہ گاؤ را بمبلغ خطیر خریدہ کردند وبزدند مقتول زندہ شد وپسران عم خود را نام برد کہ ایشاں کشتند پس قاتلان را بقصاص رسانیدند واز آں بار قاتل را از میراث محروم ساختند واللہ اعلم ۱۲

ولا تتعنتوا (روح ص۲۸۲ ج ۱) تجدید للامر وتاکید وتنبیه علی ترك التعنت فما ترکوه (قرطبی ص۴۴۹ ج ۱) ف۱۴۱ جب عمر کے متعلق اطمینان ہوگیا تو اب رنگ کے متعلق سوال کردیا صَفْرَاءُ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا فاقع کے معنی تیز زرد رنگ والے کے ہیں شدید الصفرة تکاد من صفرتها تبیض (ابن کثیر ص۱۱۱ ج ۱) تَسُرُّ النّٰظِرِیْنَ یعنی اس کا تیز اور گہرا زرد رنگ بدنما نہ ہو بلکہ ایسا خوشنما ہو کہ دیکھنے والے اسے دیکھ کر راحت اور سرور محسوس کریں ف۱۴۲ یہ اسرائیلیوں کی سرکشی اور ان کے خبث باطن کی انتہا ہے کہ حکم خداوندی کی تعمیل میں کیسی چالاکی سے پس وپیش کررہے ہیں اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَیْنَا یعنی مذکورہ بالا اوصاف تو بہت سی گائیوں میں پائے جاتے ہیں ان سے گائے کی تعیین نہیں ہوتی اس لئے مزید وضاحت فرمائی جائے وَاِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ بار بار سوال کی وجہ سے گائے کے حصول میں دشواری بڑھ رہی تھی اس لئے اب انہوں نے اپنی غلطی محسوس کی اور اس پر نادم ہوئے اور آخری سوال میں اپنی کامیابی کو مشیت ایزدی سے متعلق کیا گویا وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہم مطلوبہ گائے حاصل کرکے ہی دم لیں گے۔ حدیث میں ہے کہ اگر وہ انشاء اللہ نہ کہتے تو کبھی کامیاب نہیں ہوسکتے تھے (قرطبی ص۴۵۲ ج ۱) ف۱۴۳

اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِیْرُ الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِی الْحَرْثَ
وہ ایک گائے ہے محنت کرنیوالی نہیں ف۱۴۳ جو جوتتی ہو زمین کو یا پانی دیتی ہو کھیتی کو
مُسَلَّمَةٌ لَّا شِیَةَ فِیْهَا ؕ قَالُوا الْـٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ؕ
بے عیب ہے کوئی داغ اس میں نہیں بولے اب لایا تو ٹھیک بات
فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا یَفْعَلُوْنَ ﴿٧١﴾ وَاِذْ قَتَلْتُمْ
پھر اس کو ذبح کیا اور وہ لگتے نہ تھے کہ ایسا کریں گے اور جب مار ڈالا تھا تم
نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِیْهَا ؕ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ
نے ایک شخص کو پھر لگے ایک دوسرے پر دھرنے ف۱۴۴ اور اللہ کو ظاہر کرنا تھا جو تم
تَكْتُمُوْنَ ﴿٧٢﴾ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ؕ كَذٰلِكَ یُحْیِ
چھپاتے تھے پھر ہم نے کہا مارو اس مُردہ پر اس کا ایک حصہ اسی طرح زندہ کرے گا
اللّٰهُ الْمَوْتٰى ۙ وَیُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿٧٣﴾ ثُمَّ
اللہ مُردوں کو ف۱۴۵ اور دکھاتا ہے تم کو اپنی قدرت کے نمونے تاکہ تم غور کرو ف۱ پھر
قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِیَ كَالْحِجَارَةِ
تمہارے دل سخت ہوگئے اس سب کے بعد ف۱۴۶ سو وہ ہوگئے جیسے پتھر
اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا یَتَفَجَّرُ
یا ان سے بھی سخت ف۱۴۷ (کیونکہ) پتھروں میں تو ایسے بھی ہیں جن سے جاری ہوتی ہیں
مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا یَشَّقَّقُ فَیَخْرُجُ مِنْهُ
نہریں اور ان میں سے ایسے بھی ہیں جو پھٹ جاتے ہیں اور نکلتا ہے ان سے
الْمَآءُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا یَهْبِطُ مِنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ ؕ وَمَا
پانی اور ان میں ایسے بھی ہیں جو گر پڑتے ہیں اللہ کے ڈر سے اور
اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿٧٤﴾ اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ
اللہ بے خبر نہیں تمہارے کاموں سے ف۱۴۸ اب کیا تم اے مسلمانو توقع رکھتے ہو کہ

ع ٨

تیسری خباثت ٣

تنازع بنی اسرائیل کی باہمی چپقلش کا ذکر (٧٢)

یعنی اس سے محنت کا کام نہ لیا جاتا ہو۔ تُثِیْرُ الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِی الْحَرْثَ یہ ماقبل کی تفسیر ہے۔ مُسَلَّمَةٌ بے عیب ہو بریئة من العیوب (معالم ص۶۶ ج ۱) لَا شِیَةَ فِیْهَا وہ یک رنگ ہو اور اس میں کسی دوسرے رنگ کا داغ دھبہ نہ ہو ای لیس فیها لون یخالف معظم لونها هی صفراء کلها لا بیاض فیها ولا حمرة ولا سواد (قرطبی ص۴۵۲ ج ۱) جِئْتَ بِالْحَقِّ یہاں حق بمعنی حقیقت ہے یعنی اب تم نے مطلوبہ گائے کی ٹھیک ٹھیک حقیقت بیان کی ہے۔ ای اظهرت حقیقة ما امرنا به فالحق هنا بمعنی الحقیقة (روح ص۲۹۱ ج ۱) فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا یَفْعَلُوْنَ یعنی ان کی طبیعت گائے کے ذبح کرنے پر آمادہ نہیں ہوتی تھی اس لئے بار بار سوال کرتے تھے۔ ذبح تو کیا مگر بڑی مشکل سے بنی اسرائیل کو کوئی سی گائے ذبح کرنے کا حکم ملا تھا۔ مگر انہوں نے ازراہ تعنت اس میں موشگافیاں شروع کردیں تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مذکورہ بالا اوصاف کی گائے کے لئے ایک طرف تو انہیں بہت زیادہ قیمت ادا کرنا پڑی اور دوسرا عرصہ دراز تک اس کی تلاش میں مارے مارے پھرے۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اگر وہ کوئی سی گائے لیکر ذبح کر ڈالتے تو ان کا کام بن جاتا۔ لو ذبحوا ای بقرة ارادوا لاجزأتهم ولکن شددوا علی انفسهم فشدد اللّٰه تعالیٰ علیهم (روح ص۲۹۵ ج ۱)۔

ف۱۴۴ یہ تیسری خباثت ہے۔ پہلی تفسیر کے مطابق یہ مذکورہ واقعہ کا پہلا حصہ ہے جسے بعد میں ذکر کیا گیا ہے۔ اور دوسری تفسیر کے مطابق یہ مستقل واقعہ ہے جو پہلے واقعہ کے بعد پیش آیا۔ ادّٰرَءْتُمْ درء سے ماخوذ ہے جس کے معنے ہٹانے اور دفع کرنے کے ہیں اور یہ اصل میں تدارءتم تھا۔ تا کو قرب مخرج کی وجہ سے دال سے تبدیل کیا گیا اور پھر اسے ساکن کرکے دوسرے دال میں ادغام کردیا گیا اور ابتدا میں ہمزہ وصل کا اضافہ کیا گیا۔ باب تفاعل کا خاصہ مشارکت ہے اس لئے مطلب یہ ہوا کہ تم میں سے ہر شخص قتل کا الزام دوسرے پر پھینکنے لگا۔ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ یعنی جس چیز کو تم مسلسل چھپانے کی کوشش کررہے تھے اللہ اسے ظاہر کرنے کا فیصلہ کرچکا تھا۔ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ہ کی ضمیر نفس کی طرف راجع ہے کیونکہ نفس مؤنث معنوی ہے۔ اس کی طرف مذکر و مؤنث دونوں ضمیریں راجع ہوسکتی ہیں اور بِبَعْضِهَا کی ضمیر گائے کی طرف راجع ہے مطلب یہ کہ گائے کے بدن کا کوئی سا حصہ مقتول کے بدن سے لگا دو تو وہ زندہ ہوکر قاتل کا پتہ بتا دیگا۔ وقال الشیخ رحمه اللّٰه تعالیٰ ان الضمیر فی بعضها راجع الی النفس ایضا ومعناه اضربوا النفس القتیلة ببعض نفسها کاللید ونحوها واللّٰه اعلم ف۱۴۵ یہ جملہ معترضہ ہے جو اس واقعہ کی عبرت اور موعظت کے اظہار کیلئے لایا گیا ہے۔ اس واقعہ میں منکرین حشر ونشر کے لئے عبرت ہے یعنی جس طرح اللہ نے اس مُردہ کو زندہ کردیا تھا اسی طرح وہ تمام مُردوں کو زندہ کرے گا۔ وَیُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۔ اللہ تعالیٰ قدرت کے یہ نشانات اس لئے ظاہر فرماتا ہے تاکہ تمہیں معلوم ہوجائے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے اور تاکہ تم عقل سے کام لیکر اس کی قدرت کاملہ پر استدلال کرسکو ویریکم ایته علی انه قادر علی کل شیء لعلکم تعقلون فتعملون علی قضیة عقولکم وهی ان من قدر علی احیاء نفس واحدة قدر علی احیاء

موضح قرآن ف۱ بنی اسرائیل میں ایک شخص مارا گیا تھا۔ اس کا قاتل معلوم نہ تھا۔ اس کے وارث ہر کسی پر دعوٰی کرتے حق تعالیٰ نے اس طرح اس مرنے کو جلایا۔ اُس نے بتایا کہ ان وارثوں ہی نے مارا تھا۔

جمیعا (مدارک ص۴۲ ج ۱) یعنی جو ذات ایک مردہ کو زندہ کرسکتی ہے وہ سب کو خلعت حیات دوبارہ عطا کرسکتی۔ اس کے لئے یہ کوئی مشکل نہیں **۱۴۶** ذالک سے تمام گذشتہ واقعات، انعامات، آیات اور معجزات کی طرف اشارہ ہے۔ **ماسبق من الاٰیات التی علموھا** (روح ص۲۹۵ ج ۱) یعنی چاہئیے تو یہ تھا کہ ان تمام آیات و معجزات اور تخویفات و تبشیرات کے بعد تمہارے دل نرم ہوجاتے ہیں۔ ان میں خوف پیدا ہوجاتا ہے اور پورے اخلاص کے ساتھ اللہ ——— کے حکام کی پیروی کرتے اور سچی نیت سے اس کی اطاعت کرتے مگر اس کے باوجود تمہارے دل سخت ہوگئے اور تم نے بڑھ چڑھ کر حدود اللہ توڑا اور اس کے پیغمبروں کی مخالفت کی۔ ثُمَّ یہاں تراخی بیان کے لئے نہیں بلکہ استبعاد کیلئے ہے۔ ثم لاستبعاد القسوۃ بعد مشاھدۃ مایزیلہا (ابوالسعود ص۵۳ ج ۱) یعنی قبول حق کی طرف ان کے دل ذرا مائل نہ ہوئے مذکورہ بالا عبرتناک اور عبرت انگیز واقعات کے مشاہدہ کرنے کے بعد نرم ہونے کے بجائے ان کے دل اور سخت ہوگئے **۱۴۷** اور سخت بھی کیسے پتھر کی طرح بلکہ پتھر سے بھی سخت وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ کیونکہ پتھر تو کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جن سے نہریں پھوٹ نکلتی ہیں۔ قال الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ الواو تعلیلیۃ (کذا فی المغنی لابن ھشام ص۳۳ ج ۱) وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ اور کچھ پتھر ایسے بھی ہیں جو پھٹ جاتے ہیں اور ان میں سے تھوڑا بہت پانی نکل آتا ہے۔ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ اور کچھ ایسے بھی ہیں جو خوف خدا کے مارے گر پڑتے ہیں۔ پتھروں سے پانی کا نکلنا تو کوئی بعید نہیں البتہ پتھروں کے خوف خدا سے گرنے پر شبہ کیا جاسکتا ہے مگر یہ بھی کوئی بعید نہیں کیونکہ تمام جمادات کو بھی اللہ تعالیٰ نے ایک قسم کا شعور عطا کیا ہوا ہے جسے شعور لبسیط کہتے ہیں۔ اور اس شعور کی بنا پر جمادات میں خوف و مسرت، حُبّ و بُغض اور دیگر اعراض پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ ایک حدیث میں احد پہاڑ کے متعلق آتا ہے۔ احد جبل یحبنا و نحبہ یعنی احد پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ پتھر تو پھر بھی کسی درجہ میں تاثر قبول کرتے ہیں مگر ان کے دل اتنے سخت ہیں کہ ان میں کوئی اثر نہیں ہوتا۔ والمعنی ان الحجارۃ تتاثر و تنفعل وقلوب ھؤلاء لا تتأثر ولا تنفعل عن امر اللہ تعالیٰ اصلاً۔

۱۴۸ یہ ان کی بداعمالیوں پر وعید ہے یعنی جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے بے خبر نہیں وہ سب کچھ دیکھ رہا ہے اور انہیں ساری بداعمالیوں کی ضرور سزا دیگا۔ یہاں تک نوع ثانی ختم ہوئی جس میں ان کی خباثتوں کا ذکر تھا۔ اب آگے اس نوع کا تتمہ ہے جس میں خباثت کے لحاظ سے یہودیوں کے پانچ گروہوں کا ذکر ہے۔ پہلا گروہ احبار و رہبان یعنی یہودیوں کے علماء اور درویشوں کا ہے جو سمجھ بوجھ کر تورات میں تحریف کرتے تھے۔ دوسرا گروہ منافقین یہود کا تھا۔ تیسرا گروہ ان پڑھ اور جہلاء کا تھا جو مولویوں اور پیروں کی بنائی ہوئی باتوں پر ایمان رکھتے تھے۔ چوتھا گروہ ان علماء یہود کا تھا جو تحریری طور پر تورات کی تحریف کرتے تھے۔ اور پانچواں گروہ ان صاحبزادگان کا تھا جنکو اپنے آباؤ اجداد پر ناز تھا۔ **۱۴۹** یہاں ہمزۂ استفہام انکار و توبیخ کے لئے اور خطاب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو ہے مطلب یہ کہ آپ ان یہود سے یہ توقع نہ رکھیں کہ یہ ایمان لے آئیں گے کیونکہ ان کے اس وقت یہ پانچ گروہ ہیں اور ان سب کی خباثت اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ ان سے ایمان کی توقع بیکار ہے وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ اس فریق سے یہود کے وہ علماء مراد ہیں جو حضور علیہ السلام کے زمانہ میں موجود تھے۔ المراد بالفریق من کان فی زمن محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام (کبیر ص۵۵۶ ج ۱) قال مجاھد الذین یحرفونہ والذین یکتمونہ ھم العلماء منھم (ابن کثیر ص۱۱۵ ج ۱) اور کلام اللہ سے مراد تورات ہے ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ یہود کے علماء اچھی طرح جانتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی آخری

يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ

وہ مانیں تمہاری بات **۱۴۹** اور ان میں ایک فرقہ تھا کہ سنتا تھا

كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ

اللہ کا کلام پھر بدل ڈالتے تھے اس کو جان بوجھ کر

وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا

اور وہ جانتے تھے اور جب ملتے ہیں مسلمانوں سے کہتے ہیں ہم

اٰمَنَّا ۚۖ وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالُوْٓا

مسلمان ہوئے **۱۵۰** اور جب تنہا ہوتے ہیں ایک دوسرے کے پاس تو کہتے ہیں

اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَاجُّوْكُمْ

تم کیوں کہہ دیتے ہو ان سے جو ظاہر کیا ہے اللہ نے تم پر تاکہ جھٹلائیں تم کو

بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۷۶﴾ اَوَلَا

اس سے تمہارے رب کے آگے کیا تم نہیں سمجھتے ف کیا اتنا بھی نہیں

يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا

جانتے کہ اللہ کو معلوم ہے جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو کچھ

يُعْلِنُوْنَ ﴿۷۷﴾ وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ

ظاہر کرتے ہیں **۱۵۱** اور بعض ان میں بے پڑھے ہیں نہیں خبر رکھتے

الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِىَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴿۷۸﴾

کتاب کی **۱۵۲** سوائے جھوٹی آرزوؤں کے اور ان کے پاس کچھ نہیں مگر خیالات

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ۤ ثُمَّ

سو خرابی ہے ان کو جو لکھتے ہیں کتاب اپنے ہاتھ سے پھر

يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ

کہہ دیتے ہیں یہ خدا کی طرف سے ہے **۱۵۳** تاکہ لیویں اس پر تھوڑا سا مول

النصف

سٍ پہلی جماعت (محرفین)۱۲

سٍ دوسری جماعت (منافقین)۱۲

سٍ تیسری جماعت (ان پڑھ مریدین)۱۲

سٍ چوتھی جماعت (مال حنفی کی خاطر احکام خداوندی کو تبدیل کرنے والے)۱۲

موضح قرآن ف وہ جو ان میں منافق تھے خوشامد کے واسطے اپنی کتاب میں سے پیغمبر آخر الزمان کی باتیں مسلمانوں کے پاس بیان کرتے اور وہ جو مخالف تھے ان کو اس پر الزام دیتے کہ اپنے علم میں سے ان کے ہاتھ سند کیوں دیتے ہو۔۱۲

فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ
سو خرابی ہے ان کو اپنے ہاتھوں سے لکھے سے اور خرابی ہے ان کو
مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ۔ وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ
اپنی اس کمائی سے ف۱۵۳ ف۱ اور کہتے ہیں ہم کو ہرگز آگ نہ لگے گی مگر
اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ؕ قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا
چند روز گنے ہوئے ف۱۵۴ کہدو کیا تم لے چکے ہو اللہ کے یہاں سے قرار
فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ
کہ اب ہرگز خلاف نہ کرے گا اللہ اپنے قرار کے یا جوڑتے ہو اللہ پر
مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۰﴾ بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّ
جو تم نہیں جانتے کیوں نہیں جس نے کمایا گناہ ف۱۵۵ اور
اَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓئَتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ
گھیر لیا اس کو اس کے گناہ نے سو وہی ہیں دوزخ کے رہنے والے
هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
وہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے ف۱۵۶ اور جو ایمان لائے اور عمل کئے
الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا
نیک وہی ہیں جنت کے رہنے والے وہ اسی میں
خٰلِدُوْنَ ﴿۸۲﴾ ؏ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ
ہمیشہ رہیں گے ف۲ اور جب ہم نے لیا قرار بنی اسرائیل سے
لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۣ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ
کہ عبادت نہ کرنا مگر اللہ کی ف۱۵۸ اور ماں باپ سے سلوک نیک کرنا اور
ذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ
کنبہ والوں سے اور یتیموں سے اور محتاجوں سے ف۱۵۹ اور کہیو سب لوگوں سے

۹ ع ۱۱ ۹

رسول بھی اور تورات میں جس آخری پیغمبر کا ذکر ہے وہ آپ ہی ہیں مگر جان بوجھ کر وہ ان آیتوں میں تحریف کرتے جن میں آپ کے اوصاف مذکور ہوتے تھے۔ ان کی یہ تحریف کسی غلط فہمی پر مبنی نہ تھی بلکہ دیدہ و دانستہ تھی عمدوا الی ما انزل اللہ فی کتابہم من نعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم فحرفوہ عن مواضعہ (ابن کثیر ص۱۱۵ ج ۱) یہاں تحریف عام ہے لفظی اور معنوی دونوں کو شامل ہے۔ علماء یہود دونوں طرح کی تحریف کیا کرتے تھے۔ کبھی تورات کی آیتوں کے الفاظ ہی تبدیل کر دیتے اور کبھی انکے مضمون کو اس طرح مسخ کر کے بیان کرتے کہ اصل مطلب سے انہیں کوئی تعلق ہی باقی نہ رہ جاتا۔ قرآن مجید کے الفاظ میں تو تحریف ناممکن ہے۔ البتہ قرآن کی معنوی تحریف کرنے والے یہودیوں کے جانشین مولویوں اور پیروں کی آج امت محمدیہ میں بھی کمی نہیں۔ قرآن مجید کی معنوی تحریف کی ایک دو مثالیں ملاحظہ ہوں۔ پنجاب کے ایک پیر قرآن مجید کی ایک آیت اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کی تفسیر یوں کیا کرتے تھے کہ یہاں اَنَا کی خبر محذوف ہے اصل میں یہ آیت یوں تھی انما انا انا بشر مثلکم یعنی میں تو میں ہوں اور بشر تمہاری طرح ہوا کرتے ہیں۔ اسی طرح آپ بڑے بڑے مولویوں اور پیروں کو یہ کہتے ہوئے سنیں گے کہ قرآن میں جہاں کہیں مِنْ دُوْنِ اللّٰہ یعنی غیر خدا کی عبادت کرنے سے منع کیا گیا ہے وہاں عبادت سے مراد بندگی ہے۔ غائبانہ دعا و پکار مراد نہیں۔ اسی طرح مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ سے مراد بت ہیں نہ کہ اللہ کے نیک بندے حالانکہ عبادت کے معنی صحیح حدیث میں پکار اور دعا کے آتے ہیں۔ نیز من دون اللہ سے خود قرآنی تصریحات کے مطابق کہیں انبیاء اور کہیں فرشتے مراد ہیں۔ کہیں اولیاء اللہ اور کہیں جن مراد ہیں اور کہیں بت بھی مراد ہیں مگر یہ مولوی اور پیر اصل حقیقت کو جانتے ہوئے محض حقیر دنیا کی خاطر عوام کو اصل بات نہیں بتلاتے مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ۔ **ف۱۵۰** یہ منافقین یہود کا ذکر ہے یہ مسلمانوں کے سامنے ایمان کا اظہار کرتے تھے۔ وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ یعنی جب منافقین یہود ان یہودیوں سے ملتے جو منافق نہیں تھے۔ قَالُوْا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ جب منافقین یہود مسلمانوں سے ملتے تو انہیں اپنے ایمان کا یقین دلاتے اور ان کی خوشامد کیلئے ان سے کہہ دیتے کہ حضور علیہ السلام کی صفات و نعوت تورات میں مذکور ہیں اور وہ تمام صفات آپ پر منطبق ہوتی ہیں لیکن یہ منافق اپنے لیڈروں کے پاس جاتے تو وہ انہیں ڈانٹ پلاتے کہ تم وہ اسرار مسلمانوں کو کیوں بتلاتے ہو جو اللہ نے تم کو تورات میں بتائے ہیں ای تخبرون المؤمنین بما بینہ اللہ تعالیٰ لکم خاصۃ من نعت نبیہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (روح ص۲۹۹ ج ۱) لِيُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ یعنی قیامت کے دن اللہ کے سامنے تمہارے ان اقراروں سے تم پر احتجاج کریں گے اس لئے تم عقل سے کام لو اور اس معاملے میں احتیاط برتو۔ **ف۱۵۱** یعنی اللہ تعالیٰ ان کی ہر پوشیدہ اور ظاہر بات کو جانتا ہے اگر ان کے منافقین مسلمانوں کو نہیں بتائیں گے تو اللہ تعالیٰ بذریعہ وحی مسلمانوں کو بتا دیگا۔ فحینئذ یظہر اللہ تعالیٰ للمؤمنین ما ارادوا اخفائہ بواسطۃ الوحی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیحصل المحاجۃ (ابو السعود ص۴۸) تو مسلمانوں کو پھر بھی احتجاج کا موقع مل جائے گا۔ **ف۱۵۲** یہ تیسرا گروہ ہے جاہل اور کندۂ ناتراش مریدوں اور عقیدتمندوں کا کہ جو غلط سلط باتیں اپنے علماء اور فقراء سے سن لیں بس انہیں کو دین سمجھ لیا۔ یہ خود تو تورات پڑھ نہیں سکتے تھے اس لئے سنی سنائی باتوں پر ایمان رکھتے تھے۔ اِلَّآ اَمَانِيَّ من گھڑت قصوں جھوٹی آرزوؤں اور تمناؤں کے بغیر جو انہوں نے اپنے غلط کار اور محرف علماء سے سن رکھی تھیں اور وہ کچھ نہیں جانتے تھے الا اکاذیب اخذوھا تقلیدا من شیاطینھم المحرفین (روح ص۳۰۰ ج ۱) اکاذیب مختلقۃ سمعوھا من علمائھم فنقلوھا علی التقلید (بحر ص۲۷۶ ج ۱) وہ آرزوئیں اور تمنائیں کیا تھیں وہ بھی سن لیجئے علماء یہود نے عوام کو تیار کھا تھا کہ اللہ تعالیٰ ان سے گناہوں کا مؤاخذہ نہیں کرے گا۔ اور ہمارے آباء و اجداد یعنی انبیاء علیہم السلام انہیں بخشوا لیں گے۔ اور جنت ہمارے اور ہمارے مریدین ہی کے لئے ہے۔ اور اگر ہم میں سے کوئی دوزخ میں گیا بھی تو چند ہی دنوں کے لئے جائے گا۔ جس طرح آج کل کے بناوٹی پیروں نے اپنے مریدوں کو یہی کچھ سکھا رکھا ہے۔ چنانچہ ان کے مریدین علانیہ کہتے ہیں۔ ہمیں نماز روزے کی

سلے تحریفی جماعت ۱۲ (پیر اور صاحبزادے)

سلے تحریف تحریری ۱۲

سلے بشارت تحریری ۱۲

سلے فرقۂ ثالث ۱۲ (موجودہ یہودیوں کی خباثتیں) ۱۲

موضح قرآن۔ ف۱ یہ وہ لوگ ہیں جو عوام کو انکی خوشی کے موافق باتیں جوڑ کر لکھ دیتے ہیں اور نسبت کرتے ہیں خدا یا رسول کی طرف ۱۲ **ف۲** گھیر لیا گناہ نے یعنی گناہ کرتا ہے اور شرمندہ نہیں ہوتا۔ ۱۲

فتح الرحمٰن۔ ف۱ مترجم گوید یکے از عقائد باطلۂ یہود آں بود کہ می گفتند یہود نباشند در دوزخ مگر روزے چند و ایں خطاء است زیرا کہ دخول جنت موقوف بر ایمان بخدا و روز قیامت و پیغمبر زمانیست جز مہتر و غیر آں اعتبار ندارد و اشارت بہمیں معنیٰ است دریں آیت ۱۲

ضرورت نہیں۔ ہم نے اپنا ہاتھ کامل پیر کے ہاتھ میں دے رکھا ہے وہ ہمارا ہاتھ پکڑ کر ہمیں پلصراط سے پار کر دیں گے۔ اور اپنے ساتھ جنت میں لے جائیں گے اور یہ بیچارے نمازی تو دیکھتے ہی رہ جائیں گے۔ وامانیہم ان اللہ یعفو عنھم ویرحمھم ولا یؤاخذھم بخطایاھم وان آباءھم الانبیاء یشفعون لھم (بحر ص۲۷۵ ج ۱، روح ص۳۰۱ ج ۱) وان الجنۃ لایدخلھا الا من کان ھودًا وان النار لا تمسھم الا ایامًا معدودۃ (روح ص۳۰۱ ج ۱) وَاِنْ هُمْ اِلَّا یَظُنُّوْنَ ٥ مگر یہ سب ان کے اوہام باطلہ اور ظنون فاسدہ ہیں۔ ان کی کوئی حقیقت نہیں **۱۵۳** یہ چوتھا گروہ ہے اور یہ بھی ان کے خواص اور علماء ہی کی ایک جماعت ہے۔ انہوں نے یہ کیا کہ اپنی طرف سے تورات کے چند نسخے تیار کئے اور تورات میں جہاں کہیں توحید کا بیان تھا یا حضور علیہ السلام کا ذکر اور آپ کی نعت تھی اسے اس طرح بدل ڈالا کہ اصل سے اسے کوئی نسبت ہی نہ رہی۔ پھر اصل تورات کے نسخے چھپا ڈالے اور اپنے ہاتھوں سے تیار کئے ہوئے محرف نسخے اپنے عوام اور مشرکین عرب میں تقسیم کر دیئے اور کہتے یہ تھے کہ دیکھو یہ اللہ کی کتاب ہے اس میں تو اس نبی کا کہیں ذکر نہیں اور نہ ہی اس توحید کا بیان ہے جو وہ پیش کرتا ہے (روح ص۳۰۲ ج ۱) اس جرم کی سنگینی اور ان بدکردار علماء کی تحقیر و تذلیل کے پیش نظر ان کا ذکر ویل و ہلاکت اور ذلت و رسوائی کی وعید شدید کے ساتھ کیا ہے۔ لِیَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا ط اس تحریف و تبدیل سے ان کا مقصد کوئی دین کی خدمت نہیں بلکہ محض دولت دنیا کی خاطر انہوں نے ایسا کیا۔ دولت دنیا خواہ ڈھیروں ہو مگر آخرت اور دین کے مقابلے میں وہ بالکل حقیر اور بے حقیقت ہے اس حقارت کے پیش نظر اسے قلیل فرمایا۔ **۱۵۴** یہ ماقبل کی تفصیل ہے۔ پہلے وعید کا صرف اجمالی ذکر تھا اب اس کے ساتھ اس کی علت کا بھی ذکر ہے۔ اور لفظ ویل کے تکرار سے وعید میں شدت اور مبالغہ پیدا ہو گیا ہے۔ الفاء لتفصیل ما اجمل ما فیہ من التنصیص بالعلۃ ولا یخفی ما فی ھذا الاجمال والتفصیل من المبالغۃ فی الوعید والزجر والتھویل (روح ص۳۰۳ ج ۱) یعنی ان کی اس وعید کا سبب ان کی تحریف و تبدیل اور وہ حرام کمائی ہے جو وہ تحریف کے ذریعے کماتے ہیں **۱۵۵** یہ پانچواں گروہ صاحبزادگان کا ہے جنہوں نے مکر و فریب سے عوام کو یقین دلا رکھا تھا کہ وہ چونکہ اللہ کے پیغمبروں کی اولاد ہیں اور ان کی نسل پاک پشتوں سے چلی ہوئی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ ان پر کوئی مواخذہ نہیں کرے گا اور بڑے بڑوں کی طفیل انہیں معاف کر دے گا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کا یہ دعویٰ نقل فرمایا ہے۔ نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ (مائدہ ع ۳) اور اگر ہمیں سزا دی بھی گئی تو وہ محض معمولی سی اور چند دنوں کیلئے ہوگی قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا یہ یہودیوں کے مذکورہ دعویٰ کی تردید ہے یعنی جہنم سے محفوظ رہنے کیلئے تم نے اللہ سے کوئی عہد لیا ہوا ہے جس کی بنا پر وہ تمہیں اس سے محفوظ رکھے گا یعنی اگر اس نے ایسا عہد کیا ہوا ہے تو پھر تو وہ یقیناً اسے پورا کرے گا مگر یہ ظاہر ہے کہ اللہ نے تم سے ایسا کوئی عہد نہیں کیا۔ یا عہد سے مراد عہد توحید ہے اور مطلب یہ ہے کہ کیا تم نے کلمہ توحید لا الہ الا اللہ کا اقرار کر کے اللہ سے توحید کا عہد کر لیا ہے کیونکہ جس نے اللہ سے توحید کا عہد کیا ہوا ہے اللہ نے بھی اسے جہنم سے بچانے کا عہد کیا ہوا ہے۔ قال ابن مسعود عھدًا بالتوحید یدل علیہ قولہ تعالیٰ الا من اتخذ عند الرحمٰن عھدًا یعنی قول لا الہ الا اللہ (معالم ص۶۶ ج ۱) وروی عن ابن عباس رضی اللہ عنھما ان معنی الاٰیۃ ھل قلتم لا الہ الا اللہ وامنتم واطعتم (روح ص۳۰۳ ج ۱) **۱۵۶** بلیٰ حرف استدراک ہے ماقبل کی نفی اور مابعد کا اثبات کرتا ہے۔ وبلی وبل حرفا استدراک ومعناھما نفی الخبر الماضی واثبات الخبر المستقبل (معالم ص۶۶ ج ۱) یہ بھی یہودیوں کے غلط دعووں اور ان کی جھوٹی آرزوؤں کی تردید ہے۔ یعنی جیسا تم نے سمجھ رکھا ہے اور دل میں کئی امیدیں اور آرزوئیں پال رکھی ہیں ایسا نہیں بلکہ ہر بدکردار کو خواہ وہ کوئی ہو اس کے بداعمال کی ضرور سزا ملے گی۔ یقول اللہ تعالیٰ لیس الامر کما تمنیتم ولا کما تشتھون بل الامر من عمل سیئۃ واحاطت بہ خطیئتہ ...... فھٰذا من اھل النار (ابن کثیر ص۱۱۹ ج ۱) اور سیئہ سے یہاں کفر و شرک مراد ہے۔ وذھب کثیر من السلف الی انھا ھھنا الکفر (روح ص۳۰۴ ج ۱) سیئۃ شرکًا عن ابن عباس ومجاھد وغیرھما رضی اللہ عنھم (مدارک ص۲۶ ج ۱) اور ممکن ہے کہ سیئہ سے مراد مطلق معصیت ہو جو سب کو شامل ہو۔ واحاطت بہ خطیئتہ اور گناہوں نے اسے گھیر لیا ہو یہاں تک کہ اس پر نیکی کی تمام راہیں بند کر دی ہوں اور اس پر گناہوں کا اس قدر غلبہ ہو کہ اس کے پلے کوئی نیکی نہ ہو یہاں تک کہ ایمان بھی مفقود ہو۔ لہٰذا اس صورت میں یہ آیت مومنین کو شامل نہ ہو گی۔ بلکہ صرف مشرکین اور کفار ہی سے متعلق ہو گی لہٰذا معتزلہ اور خوارج کا اس آیت سے استدلال کہ مومن عاصی مخلد فی النار ہو گا باطل ہو گیا۔ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ اور خلود سے یہاں دوام مراد ہے۔ **۱۵۷** کفار و مشرکین کی وعید کے بعد یہاں مومنین صالحین کے لئے خلود فی الجنۃ کی خوشخبری بیان کی ہے اور یہاں بھی خلود سے مراد دوام ہے۔ امام سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے یہاں دو لطیف نکتے بیان فرمائے ہیں۔ اول یہ کہ عمل کا عطف ایمان پر اس بات کی دلیل ہے کہ عمل ایمان کی حقیقت سے خارج ہے اور اس کا جزء نہیں کیونکہ جزء کا عطف کل پر نہیں ہو سکتا۔ دوم یہ کہ اصحاب نار کی وعید بیان کرتے وقت حرف فاء استعمال کیا ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کا مابعد ماقبل پر مرتب اور اس کا نتیجہ ہے لیکن اصحٰب جنت کو خلود فی الجنۃ کی خوشخبری سناتے ہوئے حرف فاء استعمال نہیں فرمایا تو اس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اہل نار کا خلود فی النار ان کے اعمال سیئہ کا نتیجہ ہے اور اہل جنت کا خلود فی الجنۃ محض اللہ کی مہربانی اور اس کے لطف و کرم سے ہے (روح ص۳۰۴ ج ۱) یہاں تک نوع ثانی ختم ہوئی۔

نوع ثالث

اس میں نزول قرآن کے وقت موجود بنی اسرائیل کی خباثتیں اور شرارتیں بیان کی گئی ہیں۔ یعنی ضد و عناد اور عدوان و عصیان کوئی تمہارے اسلاف ہی میں منحصر نہیں تھا تم بھی انہیں کے نقش قدم پر چل رہے ہو۔ یعنی جو احکام تورات میں تم تمام بنی اسرائیل کو دیئے گئے تھے اور جو عہود تم سے لئے گئے تھے تمہارے اسلاف نے ان احکام کو ٹھکرایا اور ان عہود کو توڑا اب تم بھی اللہ تعالیٰ کے ان احکام سے سرتابی کر رہے ہو اور اس کے عہود مواثیق کو پاش پاش کر رہے ہو۔ **۱۵۸** یہ موجودہ بنی اسرائیل کی پہلی خباثت ہے۔ بنی اسرائیل سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وساطت سے تورات میں ان احکام کی پابندی کا عہد لیا گیا تھا۔ سب سے پہلا عہد جو ان سے لیا گیا تھا وہ یہ تھا کہ وہ صرف ایک اللہ کی عبادت کریں، اسی کو کارساز اور مالک و مختار سمجھیں اور اسے ہی حاجات میں پکاریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں۔ توحید چونکہ حق اللہ ہے اور تمام اعمال کی روح و جان ہے۔ اس لئے سب سے پہلے اس کا ذکر کیا۔ لَا تَعْبُدُوْنَ بظاہر خبر ہے لیکن معنی کے لحاظ سے امر ہے اور یہ تعبیر اس لئے اختیار کی کہ امر بصورت خبر زیادہ مؤکد ہوتا ہے۔ قال الزمخشری خبر بمعنی الطلب وھو اٰکد (ابن کثیر ص۱۱۹ ج ۱) وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ط حقوق اللہ کے بعد حقوق العباد کا درجہ ہے اور ان میں پھر والدین کے حقوق سب پر مقدم ہیں اس لئے حق اللہ کے بعد ماں باپ سے حسن سلوک کا حکم دیا۔ قرآن مجید میں کئی جگہ توحید کے ساتھ ساتھ والدین کے حقوق ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ وبالوالدین لاتعبدون پر معطوف ہے۔ اور اس کا متعلق تُحْسِنُوْنَ محذوف ہے اور احسانًا اس فعل مقدر کا مفعول مطلق ہے مطلب یہ ہوا کہ حقوق اللہ کے بعد والدین کے حقوق کما حقہٗ ادا کرو۔ والدین کے حقوق بہت ہیں مثلاً ان کا اکرام و احترام کرنا، ان کے جائز احکام کی تعمیل کرنا، ادب سے اور نرمی سے باتیں کرنا، ان کی مالی اعانت کرنا وغیرہ۔ والدین کے یہ حقوق بہر حال لازم ہیں اگرچہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہوں اگر والدین مشرک ہوں اور شرک کرنے پر مجبور کریں تو اس معاملہ میں ان کی اطاعت جائز نہیں البتہ ان سے حسن سلوک فرض ہے۔ **۱۵۹** ان سب کا عطف الوالدین پر ہے۔ والدین کے بعد رشتہ داروں یتیموں اور غریبوں سے حسن سلوک کا حکم دیا گیا۔ یہاں حسن سلوک سے مراد ان کی مالی اعانت ہے۔ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا ط اور بنی اسرائیل سے اس امر کا عہد لیا گیا تھا کہ وہ تمام لوگوں سے حسن اخلاق سے پیش آئیں حُسْنًا قولًا محذوف کی صفت ہے۔ ای قولوا للناس قولًا حسنًا اور حسنًا کو بطور مبالغہ قولًا پر محمول کیا گیا ہے یعنی لوگوں سے ایسی گفتگو کرو جو سراپا حسن اخلاق ہو۔ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ بنی اسرائیل سے نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کا عہد بھی لیا گیا تھا۔ یہاں نماز اور زکوٰۃ سے وہی نماز و زکوٰۃ مراد ہے جو بنی اسرائیل پر فرض تھی۔ **۱۶۰** لیکن تم نے یہ عہد پورا نہ کیا بلکہ ان احکام سے روگردانی کی، توحید کو چھوڑ دیا اور شرک

اختیار کرلیا۔ حضرت عزیر علیہ السلام اور اپنے دوسرے بزرگوں کو خدا کے نائب اور کارساز مانا۔ انسانی حقوق پامال کئے۔ نماز و زکوٰۃ سے لاپرواہی کی اور تم میں سے بہت تھوڑے اس عہد پر قائم رہے۔ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ۔ یہ اعراض اور عہد شکنی تم سے کوئی نئی بات نہیں بلکہ ہمیشہ سے تمہاری عادتِ قدیمہ ہی یہی ہے۔ تمہارے آباء و اجداد کا بھی یہی شیوہ تھا۔ اب تمہارا دستور بھی یہی ہے ای وانتم قوم عادتکم الاعراض والتولی عن المواثیق (روح ص۳۱۳ ج ۱) آج اگر دیکھا جائے تو بنی اسرائیل کے یہ تمام حالات مسلمانوں میں بھی پیدا ہو چکے ہیں جس طرح وہ اللہ کے نبیوں اور ولیوں کو خدا کا شریک بناتے اور پکارتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی حدیں توڑتے تھے بالکل اسی طرح آج اہل اسلام بھی کر رہے ہیں۔ ١٦١ھ یہ دوسری خباثت ہے۔ بنی اسرائیل سے تورات میں یہ بھی عہد لیا گیا تھا کہ وہ آپس میں اتفاق سے رہیں اور خانہ جنگیوں سے اجتناب کریں۔ اپنے کسی بھائی کو اس کے گھر سے نہ نکالیں اور نہ ہی کسی کو قتل کریں۔ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ۔ اور تم نسلاً بعد نسلٍ اس عہد و پیمان کا اقرار کرتے چلے آئے ہو اور آج بھی تم معترف ہو

حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا
نیک بات اور قائم رکھیو نماز اور دیتے رہیو زکوٰت پھر تم پھر گئے مگر
قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٨٣﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا
تھوڑے سے تم میں ١٦٠ھ اور تم ہو ہی پھرنے والے اور جب لیا ہم نے
مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ
وعدہ تمہارا کہ نہ کروگے خون آپس میں اور نہ نکال دوگے
اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ
اپنوں کو اپنے وطن سے پھر تم نے اقرار کرلیا اور تم
تَشْهَدُوْنَ ﴿٨٤﴾ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ
مانتے ہو ١٦١ھ پھر تم وہ لوگ ہو کہ ویسے ہی خون کرتے ہو
اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ
آپس میں ١٦٢ھ اور نکال دیتے ہو اپنے ایک فرقہ کو ان کے وطن سے ١٦٣ھ
تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۭ وَاِنْ
چڑھائی کرتے ہو ان پر گناہ اور ظلم سے ١٦٤ھ اور اگر
يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ
وہی آویں تمہارے پاس کسی کے قیدی ہوکر تو ان کا بدلہ دیکر چھڑاتے ہو ١٦٥ھ حالانکہ حرام ہے تم پر
اِخْرَاجُهُمْ ۭ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَ
ان کا نکال دینا بھی تو کیا مانتے ہو بعض کتاب کو اور
تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ
نہیں مانتے بعض کو سو کوئی سزا نہیں اس کی جو تم میں یہ کام
مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ
کرتا ہے مگر رسوائی دنیا کی زندگی میں ١٦٦ھ اور قیامت کے دن

۱۔ پہلی خباثت
۲۔ دوسری خباثت

کہ تم نے اس عہد کا اقرار کیا اور اسے قبول کیا۔ ١٦٢ھ یہاں سے اسرائیلیوں کی عہد شکنی کا بیان ہے۔ یعنی تمہیں خانہ جنگی سے منع کیا تھا مگر تم پختہ اقرار کے باوجود باز نہ رہے اور اپنے بھائی بندوں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مدینہ کے دو مشہور قبیلے اوس اور خزرج صدیوں سے ایک دوسرے کے دشمن چلے آرہے تھے۔ مدینہ میں اور اس کے گردو نواح کی بستیوں میں یہودی بھی ایک اقلیت کی حیثیت سے آباد تھے اور ان کے دو قبیلے بنی قریظہ اور بنی نضیر مشہور تھے۔ اقلیت کو ہمیشہ دوسروں کے سہارے جینا پڑتا ہے اس لئے بنی قریظہ نے قبیلۂ اوس سے معاہدہ کرلیا اور بنی نضیر قبیلۂ خزرج کے حلیف بن گئے۔ اوس اور خزرج کے درمیان آئے دن خونریز لڑائیاں ہوتی رہتی تھیں اس لئے ان کے معاہد یہودیوں کو بھی اپنے اپنے حلیف قبیلہ سے مل کر ان لڑائیوں میں حصہ لینا پڑتا تھا اور اس طرح ایک طرف کے یہودیوں کے ہاتھوں دوسری طرف کے کئی یہودی قتل ہو جاتے تھے۔ اس آیت میں اسی طرف اشارہ ہے۔ ١٦٣ھ مذکورہ جنگ و جدال اور قتل و غارت کے دوران فریقین میں سے کئی خاندانوں کو اپنے گھر چھوڑ کر بے خانماں ہونا پڑتا۔ ہر فریق کی اپنے گھروں سے بے دخلی کا سبب دوسرے فریق کے یہودی بنتے کیونکہ یہودیوں کا ایک فریق اپنے حلیف کافروں سے مل کر فریق ثانی کے حلیف یہودیوں کو ان کے گھروں سے نکال دیتا۔ اس لئے اخراج کو ان کی طرف منسوب کیا۔ ١٦٤ھ تظاہرون اصل میں تتظاہرون تھا ایک تاء بغرض تخفیف حذف کر دی گئی ہے اور یہ تخرجون کی ضمیر سے حال ہے۔ علیہم میں ہم ضمیر فریقًا کی طرف راجع ہے جو معنیً جمع ہے۔ اثم سے مراد خدا کی نافرمانی اور عدوان سے مراد ظلم ہے۔ بالاثم والعدوان بالمعصیۃ والظلم (معالم ص۶۷ ج ۱) مطلب یہ ہے کہ تم اپنے بھائیوں کے خلاف غیر اقوام کی مدد کرتے ہو اور یہ مدد بھی کسی نیک اور تعمیری کام کے لئے نہیں ہوتی۔ اس میں ایک طرف تو تم خدا کی نافرمانی کرتے ہو کیونکہ اس نے تمہیں اپنے بھائی بندوں کے قتل اور اخراج سے منع کیا ہے اور دوسری طرف قتل و اخراج کے ذریعے اپنے بھائیوں پر ظلم کرتے اور ان کی حق تلفی کرتے ہو۔ ١٦٥ھ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا کہ یہودیوں کے ایک فریق کے آدمی دوسرے فریق کے ہاتھوں قید ہو جاتے تو یہ لوگ فدیہ دے کر اپنے قیدیوں کو چھڑا لیتے جب ان سے پوچھا جاتا کہ تم ایسا کیوں کرتے ہو تو وہ لوگ کہتے کہ خدا نے ہمیں فدیہ دیکر قیدیوں کو چھڑا لینے کا حکم دیا ہے ہم اس لئے ایسا کرتے ہیں۔ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ یہ جملہ بھی تخرجون کی ضمیر سے حال ہے۔ یعنی فدیہ دیکر قیدی کو چھوڑنے کے حکم پر تو تم عمل کرتے ہو مگر اپنے بھائیوں کو ان کے گھروں سے نکالتے وقت یہ خیال نہیں کرتے ہو کہ ایسا کرنا تم پر حرام ہے۔ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ استفہام تہدید اور دھمکی کے طور پر ہے اور الکتاب سے مراد تورات ہے کیونکہ خطاب بنی اسرائیل سے ہے یعنی تم نے تورات کے ایک حصے کو مان لیا اور ایک حصہ کو ٹھکرا دیا فدیہ دینے کے حکم پر عمل کرلیا اور قتل و اخراج سے نہی کی پرواہ نہ کی۔ ١٦٦ھ خدا کے بعض حکموں کو ماننا اور بعض کو رد کر دینا یہ بہت بڑا جرم ہے اور خدائی احکام کے ساتھ ایک قسم کا تمسخر اور استہزاء ہے اس آیت میں اس جرم کی سزا بیان فرمائی ہے کہ تم میں سے جو شخص ایسا کرے گا وہ دنیا و آخرت میں مغضوب اور مقہور ہوگا۔ دنیا میں ذلت و رسوائی کے سوا اسے کچھ نہیں ملے گا۔ چنانچہ یہودیوں کا یہی حشر ہوا کہ اس کے چند ہی سال بعد بنی نضیر کو ذلت و خواری سے جلاوطن کیا گیا اور بنی قریظہ کے مردوں کو قتل کیا گیا اور ان کی عورتوں اور بچوں کو

غلام بنایا گیا۔ ۱۶۷؎ اور قیامت کے دن انہیں بہت ہی سخت عذاب میں مبتلا کیا جائیگا۔ اشد العذاب سے مراد جہنم کا ابدی عذاب ہے اور وہ سب سے سخت اس لحاظ سے ہوگا کہ وہ کبھی ختم نہیں ہوگا والمراد به الخلود فانه اشد بشدته من حيث انه لا انقضاء له (روح ص۳۱۶ ج ۱) ۱۶۸؎ یہ گذشتہ وعید کے لئے ایک قسم کی تاکید ہے یعنی اللہ تعالیٰ گھات میں ہے۔ وہ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں وہ تمہارے اعمال کی تم کو پوری پوری سزا دیگا۔ ان آیتوں کے مخاطب وہ بنی اسرائیل ہیں جو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں موجود تھے لیکن اب پوری امت محمدیہ بھی ان احکام کی مخاطب اور مکلف ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه انه قال ان بنی اسرائیل قد مضوا وانتم تعنون بهذا یا امة محمد وبما یجری مجراه (روح ص۳۱۶ ج ۱) ۱۶۹؎ ان لوگوں نے دنیا کو آخرت پر ترجیح دی حالانکہ آخرت حاصل کرنیکا پورا پورا سامان ان کے پاس موجود تھا۔ خدا کی کتاب تورات ان کے پاس موجود تھی مگر انہوں نے اس پر عمل کرکے سامانِ آخرت تیار کرنیکے بجائے اسے دُنیا حاصل کرنیکا ذریعہ بنا دیا۔ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ ان کے عذاب میں قطعاً کوئی تخفیف نہیں ہوگی نہ دنیوی سزا میں نہ اخروی میں وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ۔ فعل مجہول لا کر اور فاعل کا ذکر نہ کرکے اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ مذکورہ عذاب سے بچانے کے لئے انہیں کسی طرف سے کسی قسم کی مدد نہیں پہنچے گی نہ دولتِ دنیا کے ذریعے انہیں عذاب سے چھڑایا جاسکے گا، نہ ان کے اسلاف کی وجاہت اور بزرگی کام آسکے گی اور نہ ہی انہیں اپنے ان بزرگوں کی سفارش اور کارسازی سے نجات مل سکیگی، جن کو انہوں نے خدا کے نائب اور کارساز سمجھ رکھا۔ یہ بات کوئی بنی اسرائیل ہی سے مخصوص نہیں بلکہ یہ تو اللہ کا ایک عالمگیر اور اٹل قانون ہے کہ دنیا اور آخرت میں اللہ کے عذاب سے اور اس کی طرف سے آنیوالی تکلیفوں سے کسی کو کوئی بھی نہیں بچا سکتا۔

نوع رابع

اس میں بنی اسرائیل کے آباؤ اجداد کی انتہائی کج روی اور سنگدلی کی دو مثالیں بیان فرمائی ہیں۔ اول تکذیبِ رسل، دوم قتلِ انبیاء، یعنی احکام کا ماننا نہ ماننا ایک طرف رہا تمہارے اسلاف کی کج روی کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے خدا کے احکام لانے والے اس کے پیغمبروں کی تکذیب کی اور سرے سے انہیں مانا ہی نہیں اور پھر تکذیب ہی پر بس نہیں کی بلکہ بعض انبیاء علیہم السلام کو تو وہ سنگدل قتل کرنے سے بھی نہ چوکے۔ ۱۷۰؎ تمہاری ہدایت اور رہنمائی کے لئے حضرت موسیٰؑ کو شریعت کا ایک دستور دیا جس میں اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت کرنے اور شرک سے بچنے کا حکم دیا گیا۔ اور اس کے علاوہ اور بہت سے احکام دیئے گئے۔ الکتٰب سے تورات مراد ہے۔ وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی زندگی میں تمہیں تورات پر عمل کرنے کی تلقین کرتے رہے۔ ان کی وفات کے بعد بھی انبیاء و رسل کا سلسلہ جاری رکھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک ہزاروں کی تعداد میں پیغمبر بھیجے وکانوا الی زمن عیسیٰ علیه السلام اربعة آلاف (روح ص۳۱۶ ج ۱) بعض نے اس سے بھی زیادہ لکھے ہیں مثلاً حضرات یوشع، شمعون، داؤد، سلیمان، عزیر، حزقیل، الیاس، یونس، زکریا اور یحییٰ علیہم الصلوٰة والسلام۔ یہ سب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت پر تھے۔ ۱۷۱؎ البیّنات یعنی واضح اور کھلے دلائل، اس سے مراد وہ معجزات ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیئے گئے مثلاً مردوں کو زندہ کرنا، کوڑھی اور مادر زاد اندھے کو تندرست کرنا وغیرہ یا البیّنات سے انجیل مراد ہے کیونکہ اس کی آیتیں بھی رُشد و ہدایت کی واضح نشانیاں تھیں۔ المعجزات الواضحات من احیاء الموتیٰ وابراء الاکمه والابرص والاخبار بالمغیبات او الانجیل (ابو السعود ص۱۲۶ ج ۱) قرآن مجید میں کسی پیغمبر کو اس کے باپ کی طرف منسوب کرکے ذکر نہیں کیا گیا البتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اکثر والدہ کی نسبت سے ذکر کیا گیا ہے اس میں ایک طرف تو ان لوگوں کے خیال کی تردید ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام

موضح قرآن ف۱ یعنی اپنی قوم غیر کے ہاتھ پھنسے تو چھوڑانے کو موجود ہوتے ہو اور آپ ان کے ستانے میں قصور نہیں کرتے اور خدا کے حکم پر چلتے ہو تو دونوں جگہ چلو۔ ف۲ روح القدس کہتے ہیں حضرت جبریلؑ کو ہر وقت ان کے ساتھ رہتے تھے۔

فتح الرحمٰن ف۱ منع کردہ شدند از کشتن و جلا وطن کردن و در ظلم مددگاری نمودن و فرمودہ شدند بفداء اسیران و ایشان از ہمہ احکام بفداء اسیران عمل کردند بس زیرا کہ موافق نفس ایشاں افتاد در یں طاعت نفس است طاعت خدا نیست ۱۲

يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ

پہنچائے جاویں سخت سے سخت عذاب میں ۱۶۷؎ اور اللہ بے خبر نہیں

عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿٨٥﴾ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ

تمہارے کاموں سے ۱۶۸؎ ف۱ ف۲ یہ وہی ہیں جنہوں نے مول لی دنیا کی زندگی

الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۡ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ

آخرت کے بدلے ۱۶۹؎ سو نہ ہلکا ہوگا ان پر عذاب

وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿٨٦﴾ ع وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ

اور نہ ان کو مدد پہنچے گی اور بے شک دی ہم نے موسیٰ کو کتاب ۱۷۰؎

ع ۱۰ ۱۰

وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ ۡ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ

اور پے درپے بھیجے اسکے پیچھے رسول اور دیئے ہم نے عیسےٰ

مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۭ

مریم کے بیٹے کو معجزے صریح ۱۷۱؎ اور قوت دی اس کو روح پاک سے

اَفَكُلَّمَا جَاۗءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ

پھر بھلا کیا جب پاس لایا کوئی رسول وہ حکم جو نہ بھایا تمہارے جی کو

اسْتَكْبَرْتُمْ ۚ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ ۡ وَفَرِيْقًا

تو تم تکبر کرنے لگے ۱۷۲؎ پھر ایک جماعت کو جھٹلایا اور ایک جماعت کو

تَقْتُلُوْنَ ﴿٨٧﴾ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ۭ بَلْ لَّعَنَهُمُ

تم نے قتل کر دیا ۱۷۳؎ ف۳ اور کہتے ہیں ہمارے دلوں پر غلاف ہے بلکہ لعنت کی ہے

اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٨٨﴾ وَلَمَّا

اللہ نے ان کے کفر کے سبب سو بہت کم ایمان لاتے ہیں ۱۷۴؎ اور جب

جَاۗءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا

پہنچی ان کے پاس کتاب اللہ کی طرف سے ۱۷۵؎ جو سچا بتاتی ہے اس کتاب کو

ما تم نوع ثالث ۱۲

ص۱۲ نوع رابع۔ احکام کا ماننا نہ ماننا ایک طرف رہا تمہارے بزرگوں کی یہ حالت رہی کہ پیغمبروں کی تکذیب کیا کرتے تھے اور ان کو قتل کرتے رہے ۱۲

ما تم نوع رابع ۱۲

مع نوع خامس تمہارے بزرگوں نے بعض انبیاء کی تکذیب کی [illegible] کی تکذیب کرتے رہے [illegible]

مَعَهُمْ ۙ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ

جو ان کے پاس ہے اور پہلے (سے اس بارے میں) بتایا کرتے تھے

كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۡ

کافروں کو پھر جب پہنچا ان کو جس کو پہچان رکھا تھا تو اس سے منکر ہوگئے ۱۷۵ ف

فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾ بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ

سو لعنت ہے اللہ کی منکروں پر ۱۷۶ ف بری چیز ہے وہ جس کے بدلے بیچا انہوں نے

اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ

اپنے آپ کو ۱۷۷ ف کہ منکر ہوئے اس چیز کے جو اتاری اللہ نے اس ضد پر کہ

يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ

اتارے اللہ اپنے فضل سے جس پر چاہے اپنے بندوں میں سے

فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ

سو کما لائے غصہ پر غصہ اور کافروں کے واسطے عذاب ہے

مُّهِيْنٌ ﴿۹۰﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

ذلت کا اور جب کہا جاتا ہے ان سے مانو اس کو جو اللہ نے بھیجا ہے تو

قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا

کہتے ہیں ہم مانتے ہیں جو اترا ہے ہم پر ۱۷۸ ف اور نہیں مانتے اس کو جو

وَرَآءَهٗ ۗ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ۭ قُلْ

سوا اسکے ہے حالانکہ وہ کتاب سچی ہے تصدیق کرتی ہے اس کتاب کی جو ان کے پاس ہے کہدو

فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ

پھر کیوں قتل کرتے رہے ہو اللہ کے پیغمبروں کو پہلے سے اگر تم

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۱﴾ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ

ایمان رکھتے تھے ۱۷۹ ف اور آچکا تمہارے پاس موسیٰ صریح معجزے لے کر ۱۸۰ ف

کے لئے باپ تجویز کرتے ہیں۔ اگر ان کا کوئی باپ ہوتا تو انہیں اس کی طرف منسوب کیا جاتا نہ کہ والدہ کی طرف، دوسری طرف ان عیسائیوں کی تردید ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا یا خدا کا بیٹا کہتے ہیں فرمایا وہ نہ خدا ہے نہ خدا کا بیٹا یا جزو، بلکہ وہ ایک انسان اور بشر ہے۔ اور ایک عورت کا بیٹا ہے۔ ہاں اپنی پیغمبرانہ عظمت وشان کے لحاظ سے خدا کا محبوب اور مقرب پیغمبر ہے۔ وَاَیَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ روح قدس سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں اور روح القدس سے تائید کرنے کا مطلب یہ ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام کے نفخ سے ان کا حمل قرار پایا، ولادت کے وقت ان کی موجودگی کی وجہ سے شیطان کے اثر سے محفوظ رہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جہاں جاتے روح القدس ساتھ ہوتے۔ اسی طرح یہودیوں کی سازشِ قتل سے ان کو بچایا۔ یہ روح القدس سے تائید بھی ایک معجزہ تھا یہاں بھی واضح فرمادیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام باوجود علو مرتبت اور صاحب عزم پیغمبر ہونے کے ہماری تائید اور تقویت کے محتاج تھے۔ جب وہ خود محتاج تھے تو اوروں کی کیا مدد کریں گے۔ **۱۷۲ ف** تمہیں سمجھانے کے لئے ہم نے ہزاروں پیغمبر بھیجے۔ تورات وانجیل میں واضح دلائل کے ساتھ تمہیں مسئلہ توحید سمجھایا، تمہارے اطمینانِ قلب کی خاطر پیغمبروں نے معجزے دکھائے مگر اس کے باوجود جب بھی کوئی پیغمبر دعوت توحید لیکر آیا اور خدا کی طرف سے دوسرے احکام تمہیں دیئے جو تمہاری خواہش کے مطابق نہیں ہوتے تھے تو تم نے فوراً ان کا انکار کیا اور غرور سے انکو حقیر سمجھا اور تمہارا یہ رویہ کسی ایک پیغمبر کے ساتھ نہیں تھا بلکہ تم نے ہر پیغمبر کی آمد پر یہی کچھ کیا۔ **۱۷۳ ف** خدا کا ہر پیغمبر پیغامِ توحید لیکر آیا اور پیغامِ توحید جھوٹے پیروں غلط کار مولویوں دنیا پرست سرمایہ داروں اور زرداروں کے لئے پیغامِ موت ہے کیونکہ پیغامِ توحید کو ماننے سے نذریں نیازیں جاتی ہیں، عوام پر سے بناوٹی تقدس اور مصنوعی اقتدار کا اثر باطل ہوجاتا ہے۔ یہودیوں میں یہ طبقے موجود تھے اس لئے جب بھی کوئی پیغمبر آتا یہ لوگ اس کو اپنے لئے خطرہ سمجھتے اور ڈٹ کر اس کی مخالفت اور تکذیب کرتے۔ اور اگر موقع مل جاتا تو اسے قتل کر ڈالتے یہ ان کی انتہائی خباثت اور سنگدلی تھی (کبیر بتغیر یسیر) **۱۷۴ ف** یہ نوع رابع کا تتمہ ہے۔ اور موجودہ یہودیوں کا مقولہ ہے۔ غُلْفٌ اغلف کی جمع ہے اور اغلف اسے کہتے ہیں جس پر غلاف چڑھا ہوا ہو۔ مطلب یہ کہ ہمارے دلوں پر غلاف چڑھے ہوئے ہیں جن کی وجہ سے تمہاری دعوت اور وعظ وتبلیغ کا اثر ان تک نہیں پہنچ سکتا حضرت ابن عباسؓ کی قرأت میں یہ لفظ غُلُفٌ ہے جو غلاف کی جمع ہے۔ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ ہمارے دل تو پہلے ہی سے علم وحکمت سے بھرے ہوئے ہیں۔ ہمیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور قرآن کے علوم کی ضرورت نہیں۔ قال ابن عباس ای قلوبنا ممتلئة علما لا نحتاج الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ولا غیرہ (قرطبی ص۲۵ ج ۱) بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ۔ بَلْ اضراب کے لئے ہے یعنی ایمان سے ان کی نفرت کی وجہ وہ نہیں جو انہوں نے بیان کی ہے بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ ان کے مسلسل انکار اور ضد وعناد کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں راندۂ درگاہ کردیا ہے۔ انہیں اپنی رحمت سے دور کرکے ان سے ایمان کی توفیق چھین لی ہے۔ اس سے مراد مہر جباریت ہے فَقَلِیْلًا مَّا یُؤْمِنُوْنَ۔ قلیلًا مفعول مطلق محذوف کی صفت ہے۔ اور مَا معنیٰ قلت کی تاکید کیلئے ہے (روح ص۳۱۹ ج ۱) مطلب یہ ہے کہ وہ بہت ہی تھوڑا ایمان لاتے ہیں۔ اس تھوڑے سے ایمان سے مراد وہ ایمان ہے جو وہ بعض چیزوں پر لاتے ہیں جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے افتؤمنون ببعض الکتب وتکفرون ببعض۔ یا یہاں قلت عدم پر محمول ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ ملعون ومقہور ہونے کی وجہ سے وہ ذرا ایمان نہیں لائیں گے۔ معناه لا یؤمنون اصلا لا قلیلا ولا کثیرا (کبیر ص۵۱۲ ج ۱)

مہ تتمہ نوع خامس ۱۲

مہ انواع خمسہ کے بعد یہود کے ایک قول باطل کا شکوہ ۱۲

مے ان کے قول باطل کی تردید پانچ وجوہ سے یہ وجہ اول ہے ۱۲

مے دوسری وجہ

مہ تیسری وجہ ۱۲

مہ چوتھی وجہ ۱۲

موضح قرآن ف جب غلبہ کافروں کا دیکھتے تو دعا مانگتے کہ نبی آخر الزمان شتاب پیدا ہو، جب پیدا ہوا تو آپ ہی منکر ہوئے۔

فتح الرحمٰن ف تعریض است بآں قصہ کہ یہود خیبر با غطفان جنگ می کردند و ہزیمت می یافتند آخر دعا کردند بحق محمد نبی امی کہ خروجِ او در آخر الزمان موعود است ما را نصرت دہ بعد ازاں فتح یافتند ۱۲

نوع خامس

نوع رابع میں یہودیوں کے اسلاف کی کج روی اور سنگدلی کا نمونہ پیش کیا گیا کہ انبیاء علیہم السلام کی تلقین و تبلیغ معجزات انبیاء علیہم السلام اور تورات و انجیل کی آیات بینات کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اب یہاں موجودہ یہودیوں کی کج روی اور شرارت کا ذکر ہے جو اس سے بھی بڑھ کر ہے کیونکہ رُشد و ہدایت کے مذکورہ دلائل اور افہام و تفہیم کے معتبر ذرائع کی موجودگی میں کفر و انکار کے ساتھ ساتھ ان کے خبثِ باطن کا یہ حال ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور اور قرآن کے نزول سے قبل یہ لوگ ان دونوں کو مانتے تھے مگر جب ان کی جانی پہچانی ہوئی یہ چیزیں سامنے آئیں تو بغض و حسد اور ضد و عناد کی وجہ سے دونوں کا انکار کر دیا۔ **ف ۱۷۵** کتاب سے مراد قرآن ہے اور تنوین اظہارِ عظمت کیلئے ہے۔ ھو القرآن و تنکیرہ للتفخیم (ابو السعود ج ۱) مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۙ ـــــ مَا مَعَهُمْ سے مراد تورات ہے یعنی قرآن مسئلہ توحید میں، تردید شرک میں، نبوت میں اور دیگر کئی احکام میں تورات کی تائید و تصدیق کرتا ہے۔ قرآن کی صداقت کی ایک دلیل تو یہ ہوئی وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ یہاں یستفتحون بمعنی یفتحون ہے کیونکہ باب استفعال کی ایک خصوصیت موافقت مجرد ہے جیسے استقر بھی بمعنی قر ہے اور فتح کے معنی بتلانے اور خبر دینے کے بھی آتے ہیں جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے من قولھم فتح علیه اذا علمه و وقفه کما فی قوله تعالیٰ۔ اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ (روح ص ۳۲۰ ج ۱) یعنی یہی یہودی اس سے پہلے کفار اور مشرکین کو بتایا کرتے تھے۔ عرب میں جو آخری نبی پیدا ہونے والا ہے اس کے ظہور کا وقت قریب آ پہنچا ہے اور اس نبی پر اللہ کی طرف سے ایک کتاب نازل ہوگی۔ ای یعرفون المشرکین ان نبیا یبعث منھم وقد قرب زمانه (روح ص ۳۲۰ ج ۱، بحر ص ۳۰۳ ج ۱) یہ قرآن اور صاحبِ قرآن کی صداقت پر دوسری دلیل ہے۔ **ف ۱۷۶** جب ان کے پاس اللہ کی وہ کتاب آ گئی اور خدا کا وہ رسول بھی آ گیا جن کو وہ اچھی طرح جانتے پہچانتے تھے تو انہوں نے محض بغض و حسد اور ضد و عناد کی وجہ سے اور اپنے نفوس و اقتدار کی حفاظت اور حرص دنیا کی خاطر ان دونوں کا انکار کر دیا۔ بغیا وحسدا وحرصا علی الریاسۃ (مدارک [illegible] ج ۱) كَفَرُوْا لَمَّا اولیٰ کا جواب ہے اور لما ثانیہ اولیٰ کی تاکید ہے یا لما اولیٰ کا جواب محذوف ہے اور یہ لما ثانیہ کا جواب ہے فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ان کافروں کے لئے کفر و انکار کی وجہ سے خدا کی رحمت سے دوری ہے۔ نہ دنیا میں ایمان کی توفیق نصیب ہوگی نہ آخرت میں نجات نصیب ہوگی۔ **ف ۱۷۷** یہاں اشتراء کے معنے بیچنے کے ہیں یعنی جس چیز کے عوض انہوں نے اپنی جانیں بیچ دی ہیں اور جس کام کے لئے انہوں نے اپنے آپ کو وقف کر رکھا ہے وہ بہت بُرا ہے۔ یہ نوع خامس کا تتمہ ہے۔ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ یہ بئس کا مخصوص بالذم ہے یعنی جس بُرے کام کے لئے انہوں نے اپنے آپ کو وقف کر رکھا ہے وہ اللہ کی طرف سے نازل شدہ آیات بینات کا کفر و انکار ہے اور مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ سے مراد قرآن ہے جس کا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ کے الفاظ میں پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ و المراد بما انزل الله کتب مصدق (روح ص ۳۲۲ ج ۱) بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ ـــــ بَغْيًا اَنْ يَّكْفُرُوْا کا مفعول لہ ہے اور ان کے کفر و انکار کی علت بیان کر رہا ہے اور مِنْ فَضْلِهٖ سے وحی مراد ہے۔ اور مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور مطلب یہ ہے کہ اہل کتاب نے قرآن کا انکار کسی غلط فہمی کی بنا پر نہیں کیا وہ قرآن کے کلام اللہ ہونے کو اچھی طرح جانتے ہیں اور انکار محض بغض و حسد کی بنا پر کر رہے ہیں کیونکہ ان کا خیال تھا کہ آخری نبی بھی ہمارے خاندان بنی اسرائیل ہی میں سے ہوگا لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ وہ تو بنی اسمٰعیل میں پیدا ہو گیا ہے تو حسد کرنے لگے کہ بنی اسمٰعیل کے پیغمبر پر کیوں وحی نازل ہوئی ہے۔ انھم ظنوا ان ھذا الفضل العظیم بالنبوۃ المنتظرۃ یحصل فی قومھم فلما وجدوہ فی العرب حملھم ذلک علی البغی والحسد (کبیر ص ۶۲۰ ج ۱) یعنی وہ دوہرے غضب کے مستحق ہو گئے ایک غضب تو توحید کو چھوڑ کر شرک کرنے اور گوسالہ پرستی کی وجہ سے نازل ہوا، اور دوسرا غضب آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ ماننے کی وجہ سے وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ اور ان کافروں کے لئے ایسا عذاب تیار ہے جو ان کے بغض و عناد اور کبر و غرور کو توڑ کر انہیں ذلیل و خوار کر دے گا۔ اب آگے یہود کے دعوائے ایمان کی تردید و تکذیب ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے پانچ دلیلیں قائم فرمائی ہیں۔

یہود کے ایک قول باطل کی تردید

یہاں تک افہام و تفہیم اور تبلیغ و ارشاد کے تمام ذرائع اور طریقے استعمال کرنے کے بعد آگے یہودیوں کی انتہائی ضد اور ہٹ دھرمی کا شکوہ کیا جا رہا ہے اور ان کی غلط بیانی کا مسکت جواب دیا جا رہا ہے۔ **ف ۱۷۸** جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو کتاب اپنے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری ہے اس پر ایمان لاؤ تو وہ کہتے ہیں کہ ہم بھی تو خدا کی کتاب کو مانتے ہیں۔ ہم کب اس کا انکار کرتے ہیں؟ مگر صرف اس کو جو ہم پر نازل ہوئی۔ یعنی ہم تو صرف اپنی کتاب تورات کو مانتے ہیں اس کے سوا کسی اور کتاب کو نہیں مانیں گے۔ وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ ۤ یہ قَالُوْا پر معطوف اور یہ قول یہود کے لئے بطور تتمہ لایا گیا ہے وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ۭ یہ یہود کے کذب دعوی کی پہلی اور دوسری دلیل ہے اگر وہ اپنے دعوی میں سچے ہوتے تو قرآن پر ضرور ایمان لاتے۔ کیونکہ قرآن خود تعلیمات حقہ کا حامل اور اصول دین میں پہلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے لیکن ان کی ضد اور عصبیت کی حد یہ ہے کہ قرآن باوجودیکہ حق ہے اور پھر قرآن کوئی نئی اور غیر مانوس بات بھی پیش نہیں کرتا بلکہ وہ وہی دعوتِ توحید پیش کرتا ہے جو ان کی تورات میں موجود ہے مگر چونکہ یہ قرآن ان کی قوم کے کسی آدمی پر نازل نہیں ہوا اس لئے وہ اسے نہیں مانتے **ف ۱۷۹** یہ یہودیوں کے دعوی ایمان میں جھوٹے ہونے کی تیسری دلیل ہے یعنی تمہارا یہ دعوی بھی غلط ہے کہ تم اپنی قوم کے انبیاء کو مانتے ہو نیز اس وحی اور کتاب کو مانتے ہو جو تم پر نازل ہوئی ہے اگر تمہارا اپنی قوم کے انبیاء اور اپنی کتاب پر ایمان ہوتا تو تم نے اللہ کے پیغمبروں کو کیوں قتل کیا ہوتا؟ کیونکہ تورات تو ایسا کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔ بلکہ وہ تو انبیاء علیہم السلام کے اتباع کا حکم دیتی ہے۔ اس سے یہودیوں کے ایمان بالانبیاء اور ایمان بالنبوۃ کے دعوی کی حقیقت معلوم ہو گئی **ف ۱۸۰** یہ یہودیوں کے کذب دعوی کی چوتھی دلیل ہے یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام تمہارے پاس توحید باری کے واضح دلائل لیکر آئے کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز نہیں اور اس کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں۔ الاظھر ان یراد **بالدلائل الدالۃ** علی الوحدانیۃ فانه ادخل فی التفریع بما بعد (روح ص ۳۲۵ ج ۱) ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ـــــ بعدہ کی ضمیر کا مرجع جملہ ماقبل کا مضمون ہے۔ ای بعد مجیء موسیٰ علیه السلام بھا (روح ص ۳۲۵ ج ۱) یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توحید کے دلائل واضحہ کے ساتھ آمد کے بعد تم نے گوسالہ کو معبود اور کارساز بنا لیا۔ اور اس کی نذریں اور منتیں دینا شروع کر دیا۔ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ۔ اور اس شرک اور گوسالہ پرستی کی وجہ سے اس سے ان کے دعوائے توحید کا پول اور کذب ظاہر ہو گیا۔ **ف ۱۸۱** یہ یہودیوں کے کذب دعوی کی پانچویں دلیل ہے یعنی تورات کو بھی تم نے ہرگز نہیں مانا جب تورات تمہارے سامنے پیش کی گئی تو تم نے اسے ماننے اور اس پر عمل کرنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ تورات کو منوانے کے لئے ہم نے کوہ طور کو اٹھا کر تمہارے سروں پر کھڑا کیا، تمہارے سروں پر پہاڑ کھڑا کر کے تمہیں یہ حکم دیا گیا تورات کے احکام کو قبول کرو اور ان پر مضبوطی سے عمل کرو۔ قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا تو ان ظالموں نے زبان سے تو ماننے کا اقرار کر لیا لیکن عملی طور پر نافرمانی کی اور اسے نہ مانا۔ یا واؤ مطلق جمع کے لئے ہے۔ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا دونوں باتیں انہوں نے مختلف اوقات میں کہی تھیں سَمِعْنَا تو اس وقت کہا جب پہاڑ ان کے سر پر لا کر کھڑا کیا گیا اور عصینا اس وقت کہا جب پہاڑ ہٹا دیا گیا۔

ف۱۸۲ یہ لوگ تورات پر ایمان لانے کا دعوٰی کرتے ہیں حالانکہ کفر و شرک سے انہیں خاص انس رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سامری کے گوسالہ کی محبت ان کے دلوں میں کُوٹ کُوٹ کر بھری ہوئی تھی اور شرک و بت پرستی کی محبت ان کے رگ و پے میں اس طرح جاری و ساری تھی جس طرح کپڑے میں رنگ اور جسم کی گہرائیوں میں پانی سرایت کر جاتا ہے۔ کما یتداخل الصبغ الثوب والشراب اعماق البدن (بیضاوی ص۱۳) اس گوسالہ پرستی کی گہری محبت ہی کا نتیجہ تھا کہ جب انہیں گائے ذبح کرنے کا حکم ملا تو انہوں نے اس میں پس و پیش کیا تو کیا تورات شرک اور بت پرستی کی اجازت دیتی ہے؟ ف۱۸۳ اگر واقعی تم مومن ہو تو بھلا ایمان ہے جو تم سے ایسے ناشائستہ اور بُرے افعال کا ارتکاب کرا رہا ہے یعنی قتلِ انبیاء، شرک اور گوسالہ پرستی اور تورات کا انکار، یہ تمام امورِ قبیحہ اور افعالِ شنیعہ مقتضائے ایمان کے خلاف ہیں۔ لہٰذا تمہارا اپنے انبیاء علیہم السلام پر نازل شدہ ہدایت اور وحی پر بھی ایمان نہیں ہے۔

ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۹۲﴾
پھر بنا لیا تم نے بچھڑا اس کے گئے پیچھے اور تم ظالم ہو
وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ
اور جب ہم نے لیا قرار تمہارا اور بلند کیا تمہارے اوپر کوہ طور کو ف۱۸۱
خُذُوْا مَاۤ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا ؕ قَالُوْا سَمِعْنَا
پکڑو جو ہم نے تم کو دیا زور سے اور سنو۔ بولے سُنا ہم نے
وَعَصَيْنَا ۗ وَاُشْرِبُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ؕ
اور نہ مانا اور پلائی گئی ان کے دلوں میں محبت اسی بچھڑے کی بسبب ان کے کفر کے ف۱۸۲
قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖۤ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
کہدے کہ بُری باتیں سکھاتا ہے تم کو ایمان تمہارا اگر تم
مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۳﴾ قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ
ایمان والے ہو ف۱۸۳ کہدے کہ اگر ہے تمہارے واسطے آخرت کا گھر
عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا
اللہ کے ہاں تنہا سوا اور لوگوں کے ف۱۸۴ تو تم مرنے کی
الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۹۴﴾ وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ
آرزو کرو اگر تم سچ کہتے ہو اور ہرگز آرزو نہ کریں گے موت
اَبَدًاۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ
کی کبھی بھی بسبب ان گناہوں کے کہ بھیج چکے ہیں ان کے ہاتھ ف۱۸۵ اور اللہ خوب جانتا ہے
بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۵﴾ وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ
گنہگاروں کو اور تو دیکھے گا ان کو سب لوگوں سے زیادہ حریص
عَلٰى حَيٰوةٍ ۛ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۛ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ
زندگی پر ف۱۸۶ اور زیادہ حریص مشرکوں سے بھی ف۱۸۷ چاہتا ہے ایک ایک ان کا

معانقہ ۲

پانچویں زجر ۲

۳ انواع تفہیم اور قول باطل کی تردید کے بعد مباہلہ کا چیلنج ۱۲

یہود کو مباہلہ کا چیلنج

جس طرح آج کل کے بعض پیشہ ور گدی نشین اپنے مریدوں کے سامنے یہ دعوٰی کرتے ہیں کہ وہ چونکہ بزرگوں کی اولاد ہیں اس لئے وہ اور ان کے مرید خیر و عافیت سے ضرور جنت میں جائیں گے اسی طرح یہودیوں کے مولوی اور پیر بھی دعوٰی کرتے تھے کہ جنت میں صرف وہی اور ان کے پیروکار جائیں گے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے افہام وتفہیم کی انواع کے بیان اور ان کے ایک باطل قول کی تردید کے بعد ان کو مباہلہ کا چیلنج دیا ہے۔ یہ چیلنج ان کے اسی سب سے بلند بانگ دعوٰی کے جواب میں ہے کہ ہم اللہ کے برگزیدہ پیغمبروں کی اولاد ہیں اس لئے ہم خدا کے چہیتے اور محبوب ہیں اور جنت میں ہمارے سوا کوئی نہیں جائے گا۔ سبب نزولہا قولہم لَنْ یَّدْخُلَ الْجَنَّةَ الخ وَنَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ الخ وَلَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ الخ (روح ص۳۲۲ ج۱، قرطبی ص۳۳ ج۱، معالم ص۷۱ ج۱، ابن کثیر ص۱۲۷ ج۱) تو اس کا جواب مباہلہ سے دیا گیا۔

ف۱۸۴ الدار الاٰخرة سے مراد جنت ہے اور الناس سے مراد تمام وہ لوگ ہیں جو ان کے دین پر نہیں تھے فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ یعنی ہر فریق دوسرے کی موت کی تمنا کرے یعنی موت کی بددعا کرے جیسا کہ مباہلہ میں ہوتا ہے۔ ای ادعوا بالموت علی الکاذب من الفریقین والمراد منه المباهلة کما صح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ من السلف (جامع البیان ص۱۶، قرطبی ص۳۳ ج۱) اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ اگر تم اس دعوٰی میں سچے ہو کہ جنت صرف تمہارے ہی لئے ہے تو آؤ اور مباہلہ کرو۔ اس آیت کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی ہے کہ یہاں تمنیٔ موت سے اپنی موت کی تمنا مراد ہے یعنی اگر تم اپنے دعوٰی میں سچے ہو تو اللہ سے اپنے لئے موت مانگو کیونکہ جس شخص کو یقین ہو کہ وہ جنت میں جائے گا اس کی دلی خواہش یہ ہوگی کہ وہ اس دنیا کے جھمیلوں سے نجات پائے اور آخرت کی طرف منتقل ہو کر جنت میں اپنا بسیرا کرے۔ ف۱۸۵ یہودیوں کو اپنی سابقہ بداعمالیوں کی بنا پر اس بات کا یقین ہے کہ وہ اپنے اس دعوٰی میں جھوٹے ہیں اس لئے وہ مباہلہ پر کبھی تیار نہ ہوں گے اور نہ ہی موت کی آرزو کریں گے۔ انھم فی دعواھم کاذبون (معالم ص۷۲ ج۱، قرطبی ص۳۳ ج۲) وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝ اللہ تعالیٰ ان ظالموں کو اچھی طرح جانتا ہے اور ان کی تدبیروں اور ہتھکنڈوں سے خوب واقف ہے۔ ف۱۸۶ تجدن میں خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور ھم کی ضمیر ان یہودیوں کی طرف ہے جن کا پہلے ذکر ہو رہا ہے یعنی اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم یہ موت کی تمنا کبھی نہیں کریں گے۔ کیونکہ یہ لوگ زندگی پر بڑے حریص ہیں اور تمام لوگوں سے بڑھ کر انہیں زندگی پیاری ہے کیونکہ انہیں اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے اپنا بدانجام معلوم ہے یا ان کی حرص کی وجہ یہ تھی کہ عوام الناس پر ان کے تقدس و اقتدار کا سکہ بیٹھا ہوا تھا اور نذر و نیاز کی بے حساب آمدنی کا سلسلہ جاری تھا۔ اس مفت کے عیش و عشرت کی وجہ سے وہ چاہتے تھے کہ ہمیشہ زندہ رہیں۔ ف۱۸۷ من حیث المعنی اس کا عطف الناس پر ہے یعنی یہ یہودی تو مشرکوں سے بھی بڑھ کر زندگی پر حریص ہیں کیونکہ مشرکوں کو آخرت میں عذاب کا کوئی ڈر نہیں تھا اس لئے کہ وہ آخرت کے قائل ہی نہیں تھے اور نہ ہی یہودیوں کے مولویوں اور پیروں کی طرح انہیں نذر و نیاز کی آمدنیاں وصول ہوتی تھیں۔ یَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ یُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ هُمْ کی ضمیر بھی ان یہودیوں کی طرف راجع ہے یہ ان کی حرص کی زیادتی کا مزید بیان ہے۔

موضح قرآن ف۱ کہتے تھے کہ جنت میں ہمارے سوا کوئی نہ جاوے گا اور ہم کو عذاب نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر یقیناً بہشتی ہو تو مرنے سے کیوں ڈرتے ہو؟ **فتح الرحمٰن** : ف۱ دیگر از تحریف یہود آں بود کہ می گفتند داخل نہ خواہد شد در بہشت ہیچ کس مگر یہود و ایں خطا است زیرا کہ علامت بہشتیاں مشتاق شدن بملاقاتِ خدا است و ایشاں از مرگ ہراساں بودند و اشارت بہمیں معنی است دریں آیت ۱۲

یعنی ان میں سے ہر ایک کی یہ آرزو ہے کہ اسے ایک ہزار سال زندگی ملے وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ ۔ ما نافیہ ہے هُوَ اسکا اسم اور بِمُزَحْزِحِهٖ اس کی خبر ہے اور اَنْ يُّعَمَّرَ مبتدا کا بیان ہے۔ یعنی طویل عمر کا دیا جانا عذاب سے نہیں بچا سکتا۔ کیونکہ ہزار سال کے بعد آخر موت ہے۔ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۔ اللہ تعالیٰ ان کی ہر حرکت کو دیکھ رہا ہے اور ان کے تمام ظاہر و باطن اعمال سے باخبر ہے اسلئے لامحالہ انہیں ان کے اعمال کی سزا دے گا۔

یہودیوں کے شبہات کا ازالہ

افہام و تفہیم کے دوران مخاطب کے ذہن میں بعض شبہات کا پیدا ہونا ناگزیر ہے جبتک ان شبہات کا ازالہ نہ کیا جائے اس وقت تک مخاطب کو اطمینان قلب حاصل نہیں ہو سکتا۔ گذشتہ سات رکوعات میں یہودیوں کو سمجھانے اور ان کو راہ راست پر لانے کے لئے افہام و تفہیم کے تمام ممکنہ ذرائع اختیار کئے گئے ہیں۔ اب آخر میں انکے تین شبہات کا جواب دیا جا رہا ہے۔

پہلا شبہ:۔ یہودیوں کو جب معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی لانے والے حضرت جبریل علیہ السلام ہیں تو کہنے لگے کہ جبریلؑ فرشتہ تو ہمیشہ عذاب ہلاکت اور خط سالی کا پیغام لایا کرتا ہے۔ نیز جب بخت نصر نے بیت المقدس پر حملہ کیا تھا اس وقت جبریلؑ ہی تھا جس نے اس ظالم بادشاہ کی مدد کی اور اس نے یہودیوں کو تہس نہس اور بیت المقدس کو برباد کر دیا۔ اسی طرح یہ جبریلؑ ہمارے اندرونی راز اور پوشیدہ بھید محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بتاتا ہے اس لئے یہ فرشتہ ہمارا دشمن ہے۔ (بحر ص۳۱۹ ج۱، روح ص۳۳۳ ج۱) چونکہ توحید کا پیغام یہ فرشتہ لایا ہے ہم اسے ماننے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہیں۔ ہاں اگر يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ کا پیغام، يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ، وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اور وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ اور دیگر احکام میکائیل فرشتہ نے لائے ہوتے تو ہم انہیں بخوشی قبول کر لیتے۔ یہ اگرچہ حقیقت میں محض ضد پر مبنی اور نہ ماننے کا ایک لنگڑا بہانہ تھا لیکن ناصح حکیم جل مجدہٗ نے اس کا بھی نہایت متین اور معقول جواب دیا ہے۔

دوسرا شبہ:۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہود سے بار بار فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس پر نازل کی گئی کتاب کوئی نیا مسئلہ نہیں پیش کر رہے ہے بلکہ یہ وہی پیغام توحید پیش کر رہے ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تورات کے ذریعے پیش فرمایا اور ان کے بعد آنے والے ہزاروں انبیائے کرام علیہم السلام بھی تبلیغ و اشاعت کرتے رہے ہیں تو اس پر یہودیوں کے علماء نے کہا کہ ہم یہ نہیں مانتے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن نے جو نظریہ پیش کیا ہے بعینہٖ تورات کا اور ہمارے پیغمبروں کا بھی یہی نظریہ تھا کیونکہ ہمارے اوراد و وظائف اور تورات میں تو غیر اللہ کو پکارنے کی اجازت موجود ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام (عیاذاً باللہ) غیر اللہ کو پکارا کرتے تھے اور اسی وجہ سے جن و انس پر انکی حکومت قائم تھی۔ اگر تورات میں اس کی اجازت نہ ہوتی تو وہ ہرگز ایسا نہ کرتے اور عوام کو گمراہ کرنے کیلئے جادو کی پوتھیاں ان کو دکھاتے جو شیطانوں نے گھڑ کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے ذمہ لگا دی تھیں (کبیر ص۴۳۳ ج۱) یہودی یہ پوتھیاں لوگوں کو دکھلاتے اور کہتے دیکھو یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی خاص یادداشتیں ہیں اور ان میں غیر اللہ کو پکارنا لکھا ہے۔

تیسرا شبہ:۔ تیسرا شبہ ان کا یہ تھا کہ اگر غیر اللہ کو پکارنا ناجائز ہوتا تو اللہ تعالیٰ دو مقرب فرشتوں ہاروت اور ماروت کو جادو سکھلانے کے لئے کیوں دنیا میں بھیجتا؟ حالانکہ جادو میں غیر اللہ ہی کو پکارا جاتا ہے اور اصطلاح جعیۃ سے استمداد و استعانت کی جاتی ہے (اس کی مزید تحقیق آگے آرہی ہے) تو اس سے معلوم ہوا کہ غیر اللہ کو پکارنا اور غیر اللہ سے استعانت کرنا جائز ہے۔ اب ترتیب وار تینوں شبہات کے جوابات دیئے جاتے ہیں۔

موضح قرآن **ف** یہود نے کہا کہ یہ کلام لاتا ہے جبرئیل اور وہ ہمارا دشمن ہے کئی بار ہمارے دشمنوں کو ہم پر غالب کر گیا کوئی اور فرشتہ لاتا تو ہم مانتے اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ فرشتے جو کرتے ہیں بے حکم نہیں کرتے جو ان کا دشمن ہوا اللہ بے شک اس کا دشمن ہے ۱۲

فتح الرحمٰن **ف** دیگر از ہفوات یہود آں بود کہ جبرئیل را دشمن می داشتند کہ عذاب بر امم سابقہ فرود آورد و ایں خطا است کہ جبرئیل مامور است از جناب حق عزوجل وے را چہ اختیار ۱۲

لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ

کاش عمر پاوے ہزار برس اور نہیں اس کو بچانے والا عذاب سے

اَنْ يُّعَمَّرَ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ⑨⑥ قُلْ مَنْ

اس قدر جینا اور اللہ دیکھتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں ف تو کہہ دے جو کوئی

كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰي قَلْبِكَ

ہووے دشمن جبریل کا ف سو اس نے تو اتارا ہے یہ کلام تیرے دل پر

بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَھُدًى وَّ

اللہ کے حکم سے کہ سچا بتانے والا ہے اس کلام کو جو اس کے پہلے ہے اور راہ دکھاتا ہے اور

بُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ⑨⑦ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ

خوشخبری سناتا ہے ایمان والوں کو جو کوئی ہووے دشمن اللہ کا اور اسکے فرشتوں کا

وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰىلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ⑨⑧

اور اس کے پیغمبروں کا اور جبریل اور میکائیل کا ف تو اللہ دشمن ہے ان کافروں کا ف

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا

اور ہم نے اتاریں تیری طرف آیتیں روشن اور انکار نہ کریں گے ان کا مگر

الْفٰسِقُوْنَ ⑨⑨ اَوَكُلَّمَا عٰھَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ

وہی جو نافرمان ہیں ف کیا جب کبھی باندھیں گے کوئی قرار تو پھینک دیگی اسکو ایک جماعت

مِّنْهُمْ ۭ بَلْ اَكْثَرُھُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ①⓪⓪ وَلَمَّا جَاۗءَھُمْ

ان میں سے ف بلکہ ان میں اکثر یقین نہیں کرتے اور جب پہنچا ان کے پاس

رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَھُمْ نَبَذَ

رسول اللہ کی طرف سے تصدیق کرنے والا اس کتاب کی جو انکے پاس ہے ف تو پھینک دیا

فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ڎ كِتٰبَ اللّٰهِ

ایک جماعت نے اہل کتاب سے اللہ کی کتاب کو

ع ۱۰ / ۱۱ / ۱۱

سلہ چیلنج مباہلہ کے بعد آخر میں دعویٰ توحید کے بارے میں یہود کے تین شبہات کا جواب

جواب شبہ اولیٰ ۱۲

سے شبہ اولیٰ یہ تھا کہ دعویٰ توحید لانے والا فرشتہ جبرائیل ہمارا دشمن ہے ۱۲

سے تردید کی وجہ اول ۱۲

سے دوسری وجہ ۱۲

فے تیسری وجہ ۱۲

ہے چوتھی وجہ ۱۲

ے پانچویں وجہ ۱۲

شہ زجر اول ۱۲

سے زجر ثانی ۱۲

نہ شبہ ثانیہ کا جواب

شبہ ثانیہ یہ تھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام سے غیر اللہ کو پکارنا ثابت ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دعویٰ توحید الشہ

منزل ۱

وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ وَاتَّبَعُوْا
اپنی پیٹھ کے پیچھے گویا کہ وہ جانتے ہی نہیں ۱۹۱ھ اور پیچھے ہو لئے

مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ
اس علم کے جو پڑھتے تھے شیطان سلیمانؑ کی بادشاہت کے وقت ۱۹۳ھ اور کفر نہیں کیا

سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ
سلیمان نے ۱۹۴ھ لیکن شیطانوں نے کفر کیا کہ سکھاتے تھے

النَّاسَ السِّحْرَ ۗ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ
لوگوں کو جادو اور اس علم کے پیچھے ہو لئے جو اترا دو فرشتوں پر شہر بابل میں

هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ؕ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى
جن کا نام ہاروت اور ماروت ہے ۱۹۵ھ اور نہیں سکھاتے تھے وہ دونوں فرشتے کسی کو جب تک

يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ؕ فَيَتَعَلَّمُوْنَ
یہ نہ کہدیتے کہ ہم تو آزمائش کے لئے ہیں سو تو کافر مت ہو ۱۹۶ھ پھر ان سے سیکھتے

مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ؕ وَ
وہ جادو جس سے جدائی ڈالتے ہیں مرد میں اور اس کی عورت میں ۱۹۷ھ اور

مَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ
وہ اس سے نقصان نہیں کر سکتے کسی کا بغیر حکم اللہ کے اور

يَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ؕ وَلَقَدْ عَلِمُوْا
سیکھتے ہیں وہ چیز جو نقصان کرے ان کا اور فائدہ نہ کرے ۱۹۸ھ اور وہ خوب جان چکے ہیں

لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ؕ وَلَبِئْسَ
کہ جس نے اختیار کیا جادو کو نہیں اسکے لئے آخرت میں کچھ حصہ اور بہت ہی بری

مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ ؕ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ
چیز ہے جس کے بدلے بیچا انہوں نے اپنے آپ کو ۱۹۹ھ اگر ان کو سمجھ ہوتی اور اگر وہ

پہلے شبہ کا جواب :- ۱۸۸ھ مَنْ شرطیہ ہے اور اس کی خبر محذوف ہے ای فعلہ اتولاوجہ لہا اوما اشبہ ھٰذا التقدیر (بحر ص۳۲۲ ج ۱) ای من کان عدوہ فلا انصاف لہٗ (جامع ص۱) پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ملا کہ آپؐ ان کے شبہ کا جواب دیں کہ جو شخص حضرت جبریلؑ کا دشمن ہے اس کی دشمنی بلا وجہ ہے اور انصاف پر مبنی نہیں آگے اس کی پانچ علتیں اور دلیلیں بیان کی گئی ہیں فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ یہ جزاء محذوف کی پہلی علت ہے یعنی جبریلؑ سے عداوت رکھنا تو بالکل بے معنیٰ اور غیر منصفانہ حرکت ہے اس لئے کہ انہوں نے جو کچھ آپؐ کے قلب پر نازل کیا ہے وہ اپنے پاس سے اور اپنی مرضی سے نازل نہیں کیا بلکہ وہ تو اللہ کا کلام ہے اور انہوں نے اللہ ہی کے حکم سے نازل کیا ہے اس لئے حضرت جبریلؑ سے دشمنی سراسر حماقت ہے۔ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ یہ جزاء محذوف کی دوسری علت ہے اور مُصَدِّقًا، نَزَّلَهٗ کی ضمیر منصوب سے حال ہے یعنی جو کتاب حضرت جبریلؑ نے اللہ کے حکم سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری ہے وہ بھی کوئی نئی اور انوکھی نہیں، بلکہ پہلی کتابوں کے بنیادی اور اصولی مضامین کی تصدیق کرتی ہے۔ اور وہی دعوت توحید پیش کرتی ہے جو اس سے پہلے خود تورات نے پیش کی تھی هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ یہ تیسری اور چوتھی علت ہے اور ھُدًی اور بُشْرٰی* دونوں مُصَدِّقًا پر معطوف ہیں۔ یہاں قرآن کی دو صفتیں اور بیان کی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ سیدھی راہ دکھاتا ہے اور کفر و شرک کے اندھیروں سے نکال کر ایمان اور توحید کی روشنی کی طرف لاتا ہے۔ دوسری یہ کہ وہ ماننے والوں کو آخرت میں ابدی زندگی کی خوشخبری سناتا ہے تو ایسی کتاب لانے والے سے عداوت سراسر بے انصافی اور حماقت ہے۔ ۱۸۹ھ پچھلی آیت میں تو دلائل سے عداوتِ جبریلؑ کی غیر معقولیت بیان کی تھی اب اس آیت میں جبریلؑ اور دوسرے فرشتوں سے عداوت رکھنے والوں کا انجام بیان کیا ہے اس لئے یہ عداوت جبریلؑ کی غیر معقولیت کی پانچویں دلیل ہے۔ عَدُوٌّ عداوت سے اسم ہے اور عداوت محبت اور دوستی کی ضد ہے اور اس سے مراد وہ فعل ہے جو دوستی اور محبت کے منافی ہو۔ تمام فرشتوں کے ذکر کے بعد جبریلؑ اور میکائیلؑ کی تخصیص باقی فرشتوں پر ان کی فضیلت اور برتری کے اظہار کے لئے ہے یا دونوں کی تخصیص اس لئے کی ہے کہ یہودیوں نے ان دونوں کا ذکر کیا تھا اور انہیں کے سبب سے یہ آیت نازل ہوئی۔ لان الیھود ذکروھما ونزلت الاٰیۃ بسببھما (روح ص۳۳۴ ج ۱) من شرطیہ ہے اور جواب شرط محذوف ہے۔ تقدیرہ فھو کافر مجزی باشد العذاب (روح ص۳۳۴ ج ۱) یعنی جو شخص اللہ کا، اس کے فرشتوں اور رسولوں کا خصوصاً جبریلؑ اور میکائیلؑ کا دشمن ہو وہ کافر ہے اور اسے سخت سزا دی جائے گی۔ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ یہ جواب شرطِ محذوف کی علت ہے یعنی ان کی سزا کی علت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کافروں کا دشمن ہے اور ان کے کفر کی وجہ سے انہیں سزا دیگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے بندوں سے دشمنی خدا کی ناراضی اور اسکے غضب کا موجب ہے آگے اہل کتاب کیلئے زجر و تنبیہ ہے۔ ۱۹۰ھ ہم نے آپؐ کو ایسے واضح دلائل اور ایسی کھلی نشانیاں دی ہیں کہ ان کا انکار صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جنہوں نے ضد و عناد کی وجہ سے فسق و فجور کو اپنا شیوہ بنا رکھا ہے المتمردون فی الکفر الخارجون عن الحدود (روح ص۳۳۵ ج ۱) یہ یہودی ضد و عناد اور تمرد و سرکشی میں اس حد تک بڑھ چکے ہیں کہ ایسے واضح دلائل کا بے کھٹکے انکار کر دیتے ہیں۔ ۱۹۱ھ ان کے طغیان و عصیان کا یہ حال ہے کہ انہوں نے جب کبھی کوئی عہد کیا اسے پورا نہ کیا بلکہ ان میں ہمیشہ ایک بہت بڑی جماعت عہد شکنی پر کمربستہ رہی۔ گویا عہد شکنی، غداری اور نافرمانی ان کی عادتِ قدیمہ اور قومی خصوصیت ہے۔ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ہ ـــ بلکہ ان کی اکثریت کا تو اپنی کتاب پر بھی مخلصانہ ایمان نہیں تھا صرف منافقانہ طور پر زبانی اقرار تھا لیکن ان کا عمل اسکے خلاف تھا۔ (کبیر ص۶۳۴ ج ۱) تو جن کے خبثِ باطن کا یہ حال ہو کہ اپنی کتاب اور اپنے رسول کو بھی نہ مانیں بھلا وہ دوسری قوم کے نبی اور اس کی کتاب کو کیوں ماننے لگے۔

دوسرے شبہ کا جواب :- ۱۹۲ھ رسول سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جب ان اسرائیلیوں کے پاس خدا کا پیغمبر ایسا پیغام لے کر آیا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور تورات کی تصدیق کرتا ہے اور جو دعوتِ توحید اور اصولِ دین انہوں نے بیان کئے ہیں ان کی تائید و توثیق کرتا ہے۔ صدق ما فیھا من قواعد التوحید واصول الدین واخبار الامم والمواعظ والحکم (روح ص۳۳۶ ج ۱) نَبَذَ فَرِيْقٌ

فتح الرحمٰن۔ ف۱ دیگر از ہفوات یہود آن بود کہ سحر میکردند و سلیمان علیہ السلام را ساحر میدانستند و این افترا بود بر سلیمان علیہ السلام و اشارت بہمیں معنیٰ است دریں آیت ۱۲

مِّنَ الَّذِیْنَ یہ لَمَّا کا جواب ہے اور اَلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ سے مراد یہی یہودی ہیں اور کِتٰبَ اللّٰہِ سے تورات مراد ہے اور یہ نَبَذَ کا مفعول ہے یعنی جب اللہ کا سچا پیغمبر تورات کی تصدیق کرتا ہوا ان کے پاس آیا تو ان تورات پر ایمان کے دعویداروں نے تورات کے احکام کو ٹھکرا دیا اور ان کی ذرا پرواہ نہ کی۔ تورات میں اس آخری نبیؐ کے ظہور کی پیشگوئی اور آپؐ کی صفات و علامات موجود تھیں اور تورات میں یہ حکم بھی موجود تھا کہ جب یہ نبی ظاہر ہو تو اس پر ایمان لانا۔ اور یہودیوں کے علماء اچھی طرح جانتے تھے کہ تورات میں جس پیغمبر کا ذکر ہے وہ آپ ہی ہیں مگر اس کے باوجود آپ کو نہ مانا اور تورات کے حکم کو پس پشت ڈال دیا۔ کَاَنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ انہوں نے تورات کے حکم کی اس طرح لاپرواہی کی اور اسے اس طرح ٹھکرا دیا گویا کہ وہ جانتے ہی نہیں ہیں کہ وہ اللہ کی کتاب ہے۔ **۱۹۳** شیاطین سے سرکش جن اور ابلیس کے چیلے مراد ہیں جو لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ والمتبادر من الشیاطین مردۃ الجن وھو قول الاکثرین (روح ص۳۳۷ ج ۱) ان یہودیوں نے تورات میں آخری نبیؐ پر ایمان لانے کے حکم ہی کو نہیں ٹھکرایا بلکہ انہوں نے تو تورات کی دعوت توحید کو بھی پامال کر دیا اور اسے چھوڑ کر شیطانی جادو اور ٹوٹکوں کے پیچھے پڑ گئے جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں شیطانوں نے لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے گھڑے تھے جب یہودیوں نے قرآن کی دعوت توحید کے مقابلہ میں غیر اللہ کی پکار کا جواز ثابت کرنے کے لئے تورات پیش کی تو تورات مسئلہ توحید پر قرآن سے متفق نکلی تو اب یہودی اپنی خفت مٹانے کے لئے جادو کی وہ پوتھیاں نکال لائے جو شیطانوں نے لکھ کر حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے مومن وزیر آصف بن برخیا اور ہاروت و ماروت فرشتوں کے ناموں سے مشہور کر رکھی تھیں اور نسلاً بعد نسل موجود ہو کر ان تک پہنچی تھیں۔ قال السدی عارضت الیہود محمدا صلی اللہ علیہ وسلم بالتوراۃ فاتفقت التوراۃ والقرآن فنبذوا التوراۃ واخذوا بکتاب آصف وسحر ھاروت وماروت (قرطبی ص۴۱ ج ۲، کبیر ص۶۳۵ ج ۱، نیشاپوری ص۳۴۴ ج ۱) **۱۹۴** جادو میں چونکہ غیر اللہ کو پکارا جاتا ہے اس لئے ایسا جادو صریح شرک اور کفر ہے جب یہودی جادو، اور ٹوٹکوں کی پوتھیاں نکال لائے اور کہا دیکھو، یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے خاص نوشتے ہیں اور وہ جادو کیا کرتے اور غیر اللہ کو پکارا کرتے تھے بلکہ اسی کی بنا پر وہ جنوں پر حکومت کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے اس دعویٰ کی تردید و تکذیب فرما کر حضرت سلیمان علیہ السلام کی اس کفر و شرک سے براءت کا اعلان فرمایا کہ سلیمان پیغمبر نے تو ایسا کفر و شرک کبھی نہیں کیا جو یہ لوگ ان کے ذمے لگا رہے ہیں۔ وَلٰکِنَّ الشَّیٰطِیْنَ کَفَرُوْا — لکن ماقبل کی نفی اور مابعد کے اثبات کے لئے آتا ہے یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ جادو، اور کفر و شرک نہیں کیا بلکہ یہ سب شیطانوں کی کارستانیاں ہیں حضرت قتادہؓ کا بیان ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں شیطانوں نے ایک کتاب تیار کی جس میں جادو اور شرک تھا۔ اور لوگوں میں اس کی اشاعت کی اور اس میں لکھا ہوا جادو لوگوں کو سکھانے لگے۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے وہ کتابیں حاصل کر کے اپنے تخت کے نیچے دفن کرا دیں۔ جب ان کی وفات ہو گئی تو جنوں نے وہ کتابیں پھر سے نکال لیں اور لوگوں میں مشہور کرنا شروع کر دیا کہ یہ حضرت سلیمانؑ کے مخصوص نوشتے اور ان کا خاص علمی خزانہ ہے جسے انہوں نے ہم سے چھپایا ہوا تھا اور بعض نوشتوں کی ابتداء میں تو ان خبیثوں نے یہ الفاظ بھی بڑھا دیئے تھے۔ ھذا ما کتب آصف بن برخیا للملک سلیمان بن داؤد من ذخائر کنوز العلم یعنی یہ علم کے ذخیروں میں سے وہ خزانہ ہے جسے آصف بن برخیا نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم سے لکھا تھا۔ جنوں نے یہ کتابیں نکال کر لوگوں میں پھیلانا۔ اور انہیں سکھانا شروع کر دیا۔ (ھذا اکلہ من ابن جریر ص۳۳۹ ج ۱) رفتہ رفتہ یہی نوشتے اور پوتھیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے یہودیوں کے پاس بھی پہنچ گئیں۔ اور بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں شیاطین آسمان کے قریب جا کر آئندہ کاموں سے متعلق فرشتوں کی باتیں سنتے اور ان میں اپنی طرف سے سینکڑوں جھوٹ ملا کر کاہنوں اور نجومیوں کو بتاتے اور وہ ان تمام باتوں کو کتابوں میں لکھ کر لوگوں میں پھیلاتے اور انہیں سکھاتے۔ اور چونکہ کوئی بات سچی بھی ہو جاتی تھی اس لئے انہوں نے لوگوں میں مشہور کر رکھا تھا کہ جن غیب جانتے ہیں۔ اور یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا خاص علم ہے اور اسی علم کے ذریعے انہوں نے جن و انس اور ہوا کو تابع کر رکھا ہے (مدارک ص۵۵ ج ۱، نیشاپوری ص۳۴۴ ج ۱) اگر اس روایت کو پیش نظر رکھا جائے تو شیاطین سے شیاطین الجن اور شیاطین الانس دونوں مراد ہونے چاہئیں کیونکہ اس کام کو شروع تو شیاطین الجن نے کیا تھا لیکن لوگوں میں اس کی تعلیم و اشاعت شیاطین الانس کے ذریعے ہوئی۔

تحقیق السحر:۔ اس آیت میں جادو کو کفر کہا گیا ہے اس لئے جادو سے یہاں دواؤں کے ذریعے یا ہاتھ کی صفائی سے عجیب و غریب کرتب دکھانے مراد نہیں کیونکہ بعض لوگ ان پر بھی جادو، اور سحر کا اطلاق کر دیتے ہیں اور یہ کفر بھی نہیں بلکہ اس سے جادو کی وہ تمام قسمیں مراد ہیں جن میں غیر اللہ کو پکارا جاتا ہے اور ارواح خبیثہ سے استعانت کی جاتی ہے اور اس میں شرکیہ وظائف پڑھے جاتے ہیں۔ ویستعان فی تحصیلہ بالتقرب الی الشیطان بارتکاب القبائح قولا کالرقی التی فیہا الفاظ الشرک الخ (روح ص۳۳۸ ج ۱) شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جادو کی تیرہ قسمیں ہیں اور سب کا خلاصہ غیر اللہ کو پکارنا، غیر اللہ کو قادر اور عالم الغیب سمجھنا ہے اس کے بعد فرمایا ہے کہ جادوگر کی سزا قتل ہے اور قتل کے بعد نہ اس کا جنازہ پڑھا جائے اور نہ ہی اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "اے برادر! دعا لغیر اللہ کہ بروئے آثار عجیبہ ظاہر می شود سحر است ہمیں است ماہیت، در الفاظ دعوت قمری ای مرسل الرحمۃ ومنزل النعمۃ و در دعوت عطارد کل ما حصل لی من الخیر فھو منک و نیز گویند ایتھا العالم بخفیات الامور ومطلع علی السرائر و در تفسیر عزیزی است اگر در سحر قولی یا فعلی کہ موجب کفر باشد مثل ذکر نام بتان و ارواح خبیثہ بہ تعظیمیکہ شایان رب العزت است مثل اثبات عموم علوم و قدرت و غیب دانی و مشکل کشائی یا ذبح لغیر اللہ یا سجدہ لغیر اللہ و غیر ذلک واقع شود بلاشبہ آں سحر کفر است و صاحب آں مرتد شود، انتہی مختصراً فی التوسل لابن تیمیہ ص۱۳۰ استغاثہ لغیر اللہ و اقسام لغیر اللہ سحر است۔

اسی طرح امام ابن تیمیہ "قاعدہ جلیلہ" میں فرماتے ہیں کہ جادو میں غیر اللہ کو پکارنا لازم ہے۔

جس طرح یہودیوں نے اللہ کے معصوم پیغمبر حضرت سلیمان علیہ السلام کے ذمہ جادو، اور غیر اللہ کو پکارنے جیسا شرک لگا دیا تھا اور ثبوت میں غیر مستند نوشتے پیش کئے تھے۔ اسی طرح آجکل بھی قرآن کی خالص توحید کے مقابلہ میں شرک پسند پیر اور بدعت نواز مولوی اپنے شرکیہ اعمال و عقائد اور بدعات کو جائز ثابت کرنے کے لئے امام ابو حنیفہؒ، شیخ عبد القادر جیلانیؒ، امام شعرانیؒ اور دیگر بزرگان دین کا نام لیتے ہیں کہتے ہیں کہ یہ حضرات بھی غیر اللہ کو نہ صرف پکارنے کی اجازت دیتے تھے بلکہ خود بھی پکارا کرتے تھے اور ثبوت "قصیدہ نعمانیہ، قصیدہ غوثیہ، لطائف المنن اور بہجۃ الاسرار" ایسی غیر مستند اور بے سروپا کتابیں پیش کرتے ہیں حالانکہ یہ بزرگان دین اس قسم کی خرافات سے بالکل بری تھے۔ اگر قرآن کے مقابلہ میں ایسی عبارتیں اور کتابیں بزرگوں کی طرف منسوب کر کے پیش کی جائیں تو اگر واقعی وہ بزرگ اور اولیاء اللہ تھے جیسے مذکورہ بزرگان تو اس نسبت کا صاف انکار کر دینا چاہئے جس طرح وضاعوں اور کذابوں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ جھوٹی حدیثیں لگا دی ہیں اسی طرح توحید کے غداروں اور سنت کے باغیوں نے یہ من گھڑت خرافات ان بزرگوں کے ذمہ لگا دی ہیں اور اگر ان عبارتوں کی نسبت ان بزرگوں کی طرف صحت سے ثابت ہو جائے تو ان میں تاویل کی جائے اور ان کا ایسا محمل بیان کیا جائے جو قواعد شرعیہ کے موافق ہو، اور اگر الفاظ میں تاویل کی گنجائش نہ ہو تو کہا جائے کہ یہ کلمات اس شخص سے غلبہ حال کی حالت میں صادر ہوئے ہوں گے جس میں وہ معذور رہے۔ بہر حال قواعد شرعیہ کے خلاف کسی کا کوئی قول قابل قبول نہیں خواہ وہ کتنا ہی بڑا ولی اور امام کیوں نہ ہو۔ شریعت اماموں اور ولیوں کے تابع نہیں بلکہ امام اور ولی شریعت کے تابع ہیں۔ **۱۹۵** وَمَآ اُنْزِلَ میں مَا موصولہ ہے نافیہ نہیں جیسا کہ بعض کو غلطی لگی ہے اس کا عطف مَا تَتْلُوْا پر ہے یعنی یہودیوں نے تورات کا پیغام توحید چھوڑ چھاڑ کر شیطانی ٹوٹکوں اور ہاروت و ماروت کے جادو کی اتباع اور پیروی شروع کر دی۔ یہاں انزل سے مراد وحی نہیں بلکہ الہام کے ذریعے تعلیم مراد ہے۔ الانزال بمعنی الالہام والتعلیم (معالم ص۴۵ ج ۱) الملکین میں مشہور قراءت لام کے فتحہ سے ہے۔ القراءۃ المشہورۃ بفتح اللام (کبیر ص۶۵۱ ج ۱) اسی بنا پر محققین کی رائے یہ ہے کہ ہاروت اور ماروت دونوں فرشتے تھے جنہیں لوگوں کے امتحان اور ابتلا کے لئے اللہ تعالیٰ نے زمین پر بھیجا تھا۔ ذھب کثیر عن السلف الی انہما کانا ملکین من السماء وانہما انزلا الی الارض (ابن کثیر ص۱۴۷ ج ۱) وھذان الملکان

انزلا لتعلیم السحر ابتلاء من اللہ تعالی للناس (روح ص۳۴۳ ج ۱)

ان فرشتوں کو زمین پر اتارنے کی وجہ کے متعلق علمائے محققین نے لکھا ہے کہ اس زمانہ میں سحر اور جادو کا چرچا عام تھا اور جادوگر بکثرت تھے بعض دفعہ جادوگر نبوت کا دعوی کر دیتے اور جادو کے عجیب و غریب کرتب دکھا کر لوگوں سے اپنی جھوٹی نبوت منوا لیتے۔ جادوگر لوگوں کو ایسے ایسے شعبدے دکھاتے کہ وہ حیران رہ جاتے سفلی عملیات اور جادو کے ٹوٹکوں سے عوام اس قدر متاثر ہوئے کہ انہیں حق سمجھنے لگے اور ان کے ذہنوں میں ایسی الجھنیں پیدا ہو گئیں کہ وہ جادو اور معجزہ کے درمیان امتیاز نہیں کر پاتے تھے۔ اس طرح جادو کے ذریعہ روز بروز گمراہی پھیل رہی تھی۔ لوگ انبیاء علیہم السلام، اللہ کے نیک بندوں اور جادوگروں اور شعبدہ بازوں کو ایک ہی سمجھنے لگے۔ تو اللہ تعالیٰ نے حق و باطل کا فیصلہ کرنے اور جادو اور معجزہ میں امتیاز قائم کرنے کے لئے ان فرشتوں کو جادو کی حقیقت سے آگاہ کر کے زمین پر بھیجا تاکہ لوگ جادو اور معجزہ کی حقیقت اور باہمی امتیاز کو سمجھ کر جادوگروں کے مکر و فریب سے بچ سکیں۔ (من الکبیر ص۶۵۲ ج ۱، والروح ص۳۴۰ ج ۱، والبحر ص۳۲۹ ج ۱)

یہودیوں نے ہاروت و ماروت کے متعلق ایک عجیب و غریب اور جھوٹا قصہ مشہور کر رکھا تھا جس کا ماحصل یہ ہے کہ اللہ نے ان دونوں فرشتوں کو بطور آزمائش بشری لوازمات دے کر زمین پر بھیجا تو انہوں نے ایک کنجری زہرہ کے ورغلانے پر بت کو سجدہ کیا۔ شراب نوشی کی، ایک آدمی کو ناحق قتل کیا۔ اور زہرہ کنجری سے منہ کالا کیا۔ اس کے بعد انہوں نے زہرہ کنجری کو اسم اعظم بتا دیا اور وہ اس کے ذریعے آسمان پر چلی گئی تو اللہ نے اسے زہرہ سیارہ بنا دیا۔ ہاروت و ماروت اپنے گناہوں کی وجہ سے آسمان پر نہ جا سکے اور اب انہیں الٹا لٹکا کر عذاب دیا جا رہا ہے۔ تعجب ہے کہ بعض مفسرین نے یہ جھوٹا قصہ بلا نکیر اپنی کتابوں میں درج کر دیا ہے لیکن محققین مفسرین نے اس پر شدید انکار کیا ہے۔ امام رازیؒ فرماتے ہیں۔ واعلم ان ھذہ الروایۃ فاسدۃ مردودۃ غیر مقبولۃ لانہ لیس فی کتاب اللہ ما یدل علی ذلک بل فیہ ما یبطلھا (کبیر ص۶۵۲ ج ۱) قرطبی لکھتے ہیں۔ قلنا ھذا کلہ ضعیف وبعید عن ابن عمر وغیرہ لا یصح منہ شیء (قرطبی ص۵۲ ج ۱) امام ابو حیانؒ رقمطراز ہیں۔ وھذا کلہ لا یصح منہ شیء والملائکۃ معصومون لا یعصون اللہ ما امرھم ویفعلون ما یؤمرون (بحر ص۳۲۹ ج ۱) علامہ خازنؒ لکھتے ہیں۔ فبان بھذہ الوجوہ رکۃ ھذہ القصۃ (خازن ص۸۰ ج ۱) علامہ سید محمود آلوسی حنفیؒ امام رازیؒ کا مذکورہ بالا قول نقل کر کے عراقی سے نقل فرماتے ہیں۔ ونص الشہاب العراقی علی ان من اعتقد فی ھاروت وماروت انھما ملکان یعذبان علی خطیئتھما مع الزھرۃ فھو کافر باللہ تعالیٰ العظیم (روح ص۳۴۱ ج ۱) یہ واقعہ "موضح قرآن" میں بھی ہے جو شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ کے نام پر کتابی صورت میں چھپی ہوئی ہے مگر محققین مثلاً محدث العصر حضرت علامہ مولانا سید محمد انور شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ تفسیر شاہ عبدالقادر کی نہیں ہے کسی نے لکھ کر ان کے نام منسوب کر دی ہے۔ حضرت شاہ صاحب کی "موضح قرآن" صرف وہی حواشی ہیں جو قرآن مجید کے حاشیہ پر چھپے ہوئے ہیں بعض ناشرین نے اب ان میں بھی کچھ رد و بدل کر دیا ہے **۱۹۶** یُعَلِّمٰنِ تعلیم سے ہے۔ اور تعلیم کے معنی یہاں درس و تدریس کے نہیں ہیں بلکہ یہاں تعلیم بمعنی اعلام ہے۔ انہ من الاعلام لا من التعلیم فیعلمان بمعنی یُعْلِمَانِ (قرطبی ص۵۳ ج ۲) وقرأ طلحۃ بن مصرف یُعْلِمَانِ من الاعلام لان التعلیم علیھا حمل بعضھم قرأۃ التشدید (روح ص۳۴۳ ج ۱) اور مِن زائدہ ہے تاکید استغراق کے لئے۔ (روح ص۳۴۳ ج ۱) فتنہ کے معنی آزمائش اور امتحان کے ہیں۔ واما الفتنۃ فی ھذا الموضع فان معناھا الاختبار والابتلاء (ابن جریر ص۳۴۶ ج ۱) الفتنۃ ای الاختبار والامتحان (ابوالسعود ص۶۵۳ ج ۱) یعنی جب کوئی ان دونوں فرشتوں کے پاس جادو سیکھنے کے لئے آتا تو وہ پہلے ازراہ خیر خواہی اس پر واضح کر دیتے تھے کہ دیکھو جادو پر اعتقاد رکھنا اور اس پر عمل کرنا کفر ہے اور ہم تو محض اس لئے بھیجے گئے ہیں تاکہ جادو اور معجزہ کا فرق لوگوں پر واضح کر دیں لہذا جادو کے جو اصول ہم تمہیں بتلائیں گے ان کو ناجائز طور پر استعمال نہ کرنا اور اس طرح ہم تمہارے لئے امتحان اور آزمائش کا ذریعہ ہیں۔ دیکھنا کہیں جادو کے پیچھے پڑ کر اپنا ایمان نہ ضائع کر بیٹھنا۔ مذکورہ بیان سے ہاروت و ماروت فرشتوں کا دامن بھی شرک اور جادو سے پاک ہو گیا جو کہ یہودیوں نے ان کے ذمہ لگایا تھا۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ وہ خود جادو نہیں کیا کرتے تھے اور نہ ہی غیر اللہ کو پکارتے تھے وہ تو اللہ کے حکم سے محض لوگوں کے امتحان کے لئے جادو کی حقیقت واضح کرنے کے لئے بھیجے گئے تھے۔ **۱۹۷** فرشتوں کے روکنے کے باوجود لوگ اس جادو کو ناجائز طور پر استعمال کرنے لگے اور زیادہ تر خاوند بیوی کے درمیان جدائی ڈالنے کے لئے اسے استعمال کرتے تھے۔ وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ جادو ٹوٹکے اور تعویذ گنڈے سے جو بھی آثار ظاہر ہوتے ہیں وہ اللہ کے حکم اور اس کی قضا سے ہوتے ہیں کیونکہ فاعل اور موثر حقیقی وہی ہے نہ کہ یہ چیزیں۔ یہ چیزیں تو محض اسباب کا درجہ رکھتی ہیں۔ قال سفیان الثوری الا بقضاءہ وقدرتہ ومشیتہ (معالم ص۸۰ ج ۱) اس لئے ضروری نہیں کہ ہر ٹوٹکے اور تعویذ گنڈے کا اثر ظاہر ہو۔ **۱۹۸** یہ بدبخت یہودی جو کچھ سیکھتے ہیں اس کے ذریعہ دوسروں کو نقصان پہنچانا تو ان کے بس کی بات نہیں البتہ یہ جادو دنیا اور آخرت میں ان کے لئے سراسر نقصان ہی نقصان ہے اور اس میں انہیں ذرہ برابر فائدہ نہیں۔ وَلَقَدْ عَلِمُوْا۔ علموا کا فاعل یہودیوں کے علماء ہیں۔ قیل عائد علی علماء الیھود (بحر ص۳۳۳ ج ۱) اشْتَرٰىهُ میں ضمیر مفعول مَا تَتْلُوْا کی طرف راجع ہے جس سے مراد جادو ہے۔ اور اشتراء سے مراد استبدال ہے۔ ای استبدال ما تتلوا الشیاطین بکتاب اللہ (ابوالسعود ص۶۵۷ ج ۱) یعنی ان یہودیوں کے مولویوں کو اچھی طرح معلوم ہے کہ جس نے خدا کی کتاب کو چھوڑ کر اس پر جادو اور سحر کی پوتھیوں کو ترجیح دی اور توحید سے منہ موڑ کر شرک اور غیر اللہ کو پکارنے میں لگ گیا وہ آخرت میں سخت بدنصیب ہوگا۔ خدا کی کتاب سے تورات یا قرآن مراد ہے۔ علامہ ابو حیانؒ ایک صورت یہ بھی لکھتے ہیں کہ اشتراہ کی ضمیر تورات یا قرآن شریف کی طرف عائد ہو، اور اشترا بمعنی بیع ہو یعنی جس نے تورات یا قرآن کو چھوڑ اس کے عوض جادو کی کتابوں پر عمل کرنا شروع کر دیا۔ او لکتاب الذی باعوہ بالسحر او القرآن لانہ تعوضوا عنہ بکتب السحر (بحر ص۳۳۳ ج ۱) **۱۹۹** بئس کا مخصوص بالذم محذوف ہے یعنی السحر اور شَرَوْا بمعنی بَاعُوْا ہے اور اَنْفُسَهُمْ سے پہلے لفظ حظوظ محذوف ہے یعنی یہ جادو جس کے عوض انہوں نے اپنی آخرت کا حصہ بیچ ڈالا ہے وہ بہت ہی بری چیز ہے۔ ای بئس ما باعوا بہ حظوظ انفسھم السحر (من البحر ص۳۳۴ ج ۱، والروح ص۳۴۶ ج ۱) لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ۔ وہ اس سودے کے خسارے کو جانتے تھے مگر چونکہ انہوں نے اپنے علم کے مطابق عمل نہیں کیا اس لئے ان سے علم کی نفی کی ہے۔ **۲۰۰** اگر یہ یہودی اللہ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پر ایمان لے آتے اور جادو کو چھوڑ کر قرآن کے مطابق عمل کرتے۔ یہ ان معاندین کے لئے ترغیب ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی انتہائی رحمت و شفقت ہے کہ وہ ایسے سرکشوں اور ضدیوں کے لئے بھی رشد و ہدایت کی تمام راہیں کھولتا ہے۔ لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ یہ معنیً لَو کا جواب ہے یعنی اگر وہ ایمان لاتے اور تقوی اختیار کرتے تو انہیں اللہ کی طرف سے اجر ملتا اور اللہ کا ثواب یقیناً سحر اور کفر سے بہتر ہے۔ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ کاش کہ وہ اس حقیقت کو جانتے ہوتے۔

یہاں تک تو یہودیوں کے شبہات کا جواب تھا۔ اب آگے مسلمانوں کو یہودیوں کے ہتھکنڈوں اور ان کے ناپاک عزائم سے آگاہ کیا گیا ہے۔ یہودی تحریف و تلبیس کے ماہر تو تھے ہی جس کی قرآن نے بھی شہادت دی ہے اور خود موجودہ تورات بھی ان کی تحریف اور تلبیس حق کا ایک عظیم شاہکار ہے۔ یہودیوں نے سوچا کہ مسلمانوں میں علانیہ طور پر اور براہ راست شرک کا داخل کرنا تو بہت مشکل ہے لہذا کسی تدبیر اور سازش سے کام لینا چاہیئے۔ مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ اپنی طرف منعطف کرانے کے لئے لفظ "رَاعِنَا" استعمال کرتے تھے اس لفظ کے چونکہ دو معنی تھے ایک صحیح اور ایک موہم شرک اس لئے منافقین یہود نے بھی آپ کی مجلس میں حاضر ہو کر آپ کو "رَاعِنَا" کے لفظ سے مخاطب کرنا شروع کر دیا۔ بظاہر اس لفظ کے معنی بہت عمدہ تھے یعنی ہمارا بھی خیال فرمائیے۔ یہودیوں نے سوچا کہ جب یہ لفظ مسلمانوں میں رائج ہو چکا ہے تو ہمیں اس سے اپنا مطلب نکالنا چاہیئے۔ کیونکہ اس لفظ کے دوسرے معنی یہ بھی ہیں کہ ہماری نگہبانی اور حفاظت فرمائیے۔ راعنا فی اللغۃ ارعنا ولنرعک لان المفاعلۃ من اثنین فتکون من رعاک اللہ ای احفظنا ولنحفظک وارقبنا ولنرقبک (قرطبی ص۵۷ ج ۲) اس لفظ سے ان کا مقصد مسلمانوں میں غیر اللہ کے حافظ و ناصر ہونے کا خیال ڈالنا تھا تاکہ غیر شعوری طور پر مسلمانوں میں شرک کا عقیدہ رائج ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے ایسے موہم شرک لفظ سے منع فرما دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ موہم شرک الفاظ کا استعمال جائز نہیں۔ ان سے ہر حال میں اجتناب ہی کرنا چاہیئے۔ جیسا کہ آج کل بعض جاہلوں میں اسی قسم کے موہم شرک الفاظ رائج ہیں مثلاً "جیسا کہ اللہ اور اس کے رسول نے چاہا" اور "یا پیر استاذ" اور "یا رسول اللہ" اور "یا خواجہ معین الدین اجمیری" وغیرہ وغیرہ۔ **۲۰۱** اللہ نے مسلمانوں کو "راعنا" کے لفظ سے منع فرما دیا کیونکہ یہ لفظ موہم شرک تھا اور اس کے تحت یہودیوں کی ناپاک نیتیں

تنقیص اور لبس کی جگہ انظرنا کا لفظ استعمال کرنے کا حکم دیا۔ وَاسْمَعُوْا ۔۔۔ میرے امر و نہی کو غور سے سنو اور اس پر عمل کرو۔ ای ما امرتکم به و نهیتکم عنه بجد (روح ص۳۴۹ ج۱) اس سے ایسے الفاظ کہنے اور ایسی رسموں کی بنا رکھنے کی ممانعت ثابت ہوئی جو موہم شرک ہوں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَاۗىِٕنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ الاٰیة کا اعلان کرنے کا حکم دیا تاکہ نصاریٰ کی طرح مسلمان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عالم الغیب اور مالک و مختار نہ سمجھنے لگیں۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی کہ اے اللہ میری قبر ظاہر نہ ہونے پائے تاکہ وہ شرک کا اڈہ نہ بن جائے کذافی الخازن ص وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ اس کا تعلق لَمَّا جَاۗءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ سے ہے یعنی جب ان سے کہا جاتا ہے اُعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا تو وہ اس کے مقابلہ میں جادو منتر پیش کر دیتے ہیں۔ اب یہاں فرمایا گیا کہ وہ تو مشرک ہیں ہی اب تمہارے اندر بھی موہم شرک الفاظ کے ذریعے شرک پھیلانا چاہتے ہیں۔ اَلْكٰفِرِيْنَ میں الف لام عہد کا ہے اور اس سے مراد وہ سازشی یہودی ہیں جنہوں نے بدنیتی سے لفظ راعنا استعمال کرنا شروع کیا تھا۔ اب آگے اہل کتاب اور مشرکین کی ایک بری اور ناپاک خواہش کا ذکر کیا ہے۔ ۱۰۵: يَوَدُّ ۔۔۔ وُدٌّ سے ہے جس کے معنی چاہنے اور پسند کرنے کے ہیں۔ اور مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ میں مِن بیانیہ ہے اور وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ کا عطف اَهْلِ الْكِتٰبِ پر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافروں کی دو قسمیں ہیں۔ ایک اہل کتاب دوسرے مشرکین اور اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ تمام اہل کتاب کافر ہیں جب تک وہ آخری رسول اور آخری کتاب پر ایمان نہ لائیں اس وقت تک وہ مسلمان نہیں ہو سکتے۔ من الاولی للبیان لان الذین کفروا جنس تحته نوعان اهل الکتب والمشرکون (مدارک ص۵۳ ج۱، کبیر ص۶۴۵ ج۱) اور خَیر" کو بعض مفسرین نے بعض معانی کے ساتھ مخصوص کیا ہے مگر بہتر یہ ہے کہ اسے عام رہنے دیا جائے تاکہ وہ تمام انواع خیر کو شامل ہو جائے۔ اوعام فی انواع الخیر کلها لان المذکورین لا یودون تنزیل جمیع ذلک علی المؤمنین عداوۃ وحسدا وخوفا من فوات الدراسة وزوال الریاسة (روح ص۳۵۰ ج۱) اب آیت کا مفہوم یہ ہوا کہ یہودیوں کے خبث باطن اور تمہاری بدخواہی کا یہ حال ہے کہ ایک طرف تو وہ تمہیں گمراہ کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں اور وہ یہودی اور اسی طرح نصاریٰ اور مشرکین اس بات کو قطعاً پسند نہیں کرتے کہ تم پر اللہ کی طرف سے کوئی انعام و اکرام یا کسی قسم کی بہتری اور بھلائی نازل ہو۔ وہ ہرگز یہ نہیں چاہتے کہ تم پر قرآن نازل ہو تمہیں

اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ۭ لَوْ كَانُوْا
ایمان لاتے اور تقویٰ کرتے تو بدلہ پاتے اللہ کے ہاں سے بہتر اگر ان کو
يَعْلَمُوْنَ ۝۱۰۳ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ
سمجھ ہوتی ف۱ اے ایمان والو تم نہ کہو راعنا اور
قُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ
کہو انظرنا ف۲ اور سنتے رہو اور کافروں کو عذاب ہے
اَلِيْمٌ ۝۱۰۴ مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ
دردناک ف۳ نہیں دل چاہتا ان لوگوں کا جو کافر ہیں اہل کتاب ہیں
وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۭ
اور نہ مشرکوں میں اس بات کو کہ اترے تم پر کوئی نیک بات تمہارے رب کی طرف سے
وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ
اور اللہ خاص کر لیتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ جس کو چاہے ف۴ اور اللہ بڑے فضل
الْعَظِيْمِ ۝۱۰۵ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ
والا ہے جو منسوخ کرتے ہیں ہم کوئی آیت یا بھلا دیتے ہیں تو بھیج دیتے ہیں اس
مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ۭ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ
سے بہتر یا اس کے برابر کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ اللہ ہر چیز پر
قَدِيْرٌ ۝۱۰۶ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ
قادر ہے ف۵ ف۶ کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ اللہ ہی کے لئے ہے سلطنت آسمان اور
الْاَرْضِ ۭ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝۱۰۷
زمین کی اور نہیں تمہارے واسطے اللہ کے سوا کوئی حمایتی اور نہ مددگار
اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْــَٔـلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُىِٕلَ مُوْسٰى مِنْ
کیا تم مسلمان بھی چاہتے ہو کہ سوال شروع کرو اپنے رسول سے جیسے سوال ہوچکے ہیں موسیٰ سے

ع ۷ ۱۲

۱۰۲: ازالہ شبہات کے بعد مسلمانوں کو یہودی سازش (مسلمانوں میں کلمات موہم شرک کی ترویج) سے آگاہ کیا گیا ہے ۱۲

۱۰۳: راعنا کی جگہ انظرنا کہنے کا حکم ۱۲

۱۰۶: یہ ما قبل سے بھی متعلق ہے اور ما بعد کی تمہید بھی ۱۲

موضح قرآن

ف۱ یعنی یہود نے اپنے دین اور کتاب کا علم چھوڑ دیا اور لگے تلاش میں اعمال سحر کے اور سحر لوگوں میں دو طرف سے آیا ایک حضرت سلیمانؑ کے عہد میں آدمی اور شیطان ملے رہتے تھے، ان شیطانوں سے سیکھا اور وہ یہود اس کو نسبت کرتے حضرت سلیمانؑ کی طرف کہ ہم کو انہیں سے پہنچا ہے اور ان کو حکم جن اور انس پر اسی کے زور سے تھا۔ سو اللہ تعالیٰ نے بیان کر دیا کہ یہ کام کفر کا ہے سلیمان کا نہیں اس کے عہد میں شیطانوں نے سکھایا ہے اور دوسرے ہاروت و ماروت کی طرف سے وہ شہر بابل میں دو فرشتے تھے خوبصورت آدمی رہتے تھے ان کو علم سحر معلوم تھا جو کوئی طالب اس کا جاتا اول کہہ دیتے کہ اس میں ایمان جاتا رہیگا۔ پھر اگر وہ چاہتا تو سکھا دیتے اللہ تعالیٰ کو آزمائش منظور تھی سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایسے علموں سے آخرت کا کچھ فائدہ نہیں بلکہ نقصان ہے اور دنیا میں بھی ضرر پاتے ہیں اور بغیر حکم خدا کچھ کر نہیں سکتے اور علم دین اور کتاب سیکھتے تو اللہ کے یہاں ثواب پاتے۔ ف۲ یہود پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھتے اور حضرت کلام فرماتے بعضی بات جو سنی ہوتی چاہتے کہ پھر تحقیق کریں تو کہتے "راعنا" یعنی ہماری طرف متوجہ ہو ان سے مسلمان بھی سیکھ کر کسی وقت یہ لفظ کہتے۔ اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا کہ یہ لفظ نہ کہو اگر کہنا ہے تو اُنْظُرْنَا کہو اس کے بھی معنی یہی ہیں اور آگے سنتے رہو کہ پوچھنا ہی نہ پڑے۔ یہود کو اس لفظ کے کہنے میں دغا تھی اس کو زبان دبا کر کہتے تو رَاعِیْنَا ہو جاتا یعنی ہمارا چرواہا اور ان کی زبان میں راعنا احمق کو بھی کہتے ہیں۔ ف۳ یہ بھی یہود کا طعن تھا کہ تمہاری کتاب میں بعضی آیت نسخ ہوتی ہیں اگر اللہ کی طرف سے تھی تو پھر کیا عیب دیکھا جو کہ موقوف کی۔ اللہ نے فرمایا کہ عیب نہ پہلی میں تھا نہ پچھلی میں ہر حاکم ہر وقت جو چاہے سو حکم کرے۔

فتح الرحمٰن ف۱ دیگر از عقوبات یہود آن بود کہ در مجلس پیغمبر آمدہ لفظ راعنا میگفتند و این لفظ را دو معنی است یکے آنکہ رعایت کن مارا و شفقت کن برما۔ دیگر رعونت دارند یعنی ابلہ و قصد ایشان سب بود حق سبحانہ مسلمانان را ازیں کلمہ نہی کرد برائے سد باب فساد و اشارت بہمیں معنی است دریں آیت۔ ف۲ دریں آیت تعریض است بجواب یہود کہ انکار نسخ می کردند۔ ۱۲

ص حافظ ابن کثیر نے امام ابن جریر سے نقل کیا ہے کہ صحیح قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات ناپسند تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو راعنا سے خطاب کیا جائے اس لئے ایمان والوں کو اس سے منع فرمادیا۔ والصواب من القول فی ذلک عندنا ان اللہ نھی المؤمنین ان یقولوا لنبیہ صلی اللہ علیہ وسلم "راعنا" لانھا کلمۃ کرھھا اللہ تعالیٰ لھم ان یقولوھا لنبیہ صلی اللہ علیہ وسلم نظیر الذی ذکر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لا تقولوا للعنب الکرم ولکن قولوا الحبلۃ ولا تقولوا عبدی ولکن قولوا فتای وما اشبہ ذلک۔ (ابن کثیر ص۱۴۹ ج ۱)

دشمنوں کے مقابلہ میں فتح حاصل ہو یا کسی قسم کا کوئی فائدہ اور نفع پہنچے۔ وہ یہ سمجھتے تھے کہ تمام انواع خیر کے مستحق ہم ہی ہیں ۔ اوران کی یہ خواہش محض عداوت اور بغض و حسد پر مبنی تھی ۔ نیز انہیں یہ خطرہ تھا کہ اگر مسلمانوں پر وحی نازل ہو گئی تو ہمارے مدرسے اور ہماری آمدنی کی دکانیں بند ہو جائیں گی اور ہماری شان و شوکت خاک میں مل جائے گی ۔ **۱۰۵** یہاں بھی لفظ رحمت عام ہے اوران تمام انواع رحمت کو شامل ہے جن سے اللہ تعالیٰ نے کسی بھی وقت اپنے بندوں کو نوازا ہے ۔ الرحمۃ فی ھٰذہ الاٰیۃ عامۃ لجمیع انواعہا فقد منح اللّٰہ بہا عبادہٗ قدیما وحدیثا (قرطبی ص۶۲ ج۲) اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ کون اس کی رحمت کا مستحق ہے اور جسے وہ چاہتا ہے اپنی نوازشات کے لئے منتخب کر لیتا ہے لوگوں کی خواہشات کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا ۔ بعض مفسرین نے خیر اور رحمت سے وحی مراد لی ہے اور مطلب یہ بیان کیا ہے کہ پہلے انبیاء بنی اسرائیل میں پیدا ہوتے رہے ۔ جب آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم بنی اسمٰعیل سے پیدا ہوئے تو یہودیوں نے تعصب اور حسد کی وجہ سے اسے ناپسند کیا ۔ وقیل معنی الاٰیۃ ان اللہ تعالیٰ بعث الانبیاء من ولد اسحٰق فلما بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم من ولد اسمٰعیل لم یقع ذٰلک بود الیہود ومحبتہم (معالم ص۹۶ ج۱) لیکن مشرکین کے بغض و حسد کیلئے یہ وجہ موزوں نہیں بلکہ یہ چیز تو ان کے لئے باعث فخر ہے کیونکہ وہ سب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے تھے ۔ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم تو بہت وسیع ہے اس لئے بعض کی محرومی اس کی مشیت اور حکمت کے تحت ہے نہ کہ اس کے فضل اور مہربانی کی کمی کی وجہ سے ۔ وان حرمان بعض عبادہ لیس لضیق فضلہ بل لمشیتہ وما عرف فیہ من حکمتہ (روح ص۳۵۱ ج۱)

یہود و نصاریٰ اور مشرکین کو اصل عداوت تو دعوتِ توحید سے تھی اور وہ اس عداوت کا اظہار مختلف طریقوں سے کرتے تھے کبھی تو راعنا جیسے موہم شرک الفاظ مسلمانوں کی زبانوں سے کہلا کر ان میں شرک داخل کرنے کی کوشش کرتے اور کبھی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف غلط پروپیگنڈہ اور بے جا اعتراضات کرتے کبھی کہتے یہ لوگ اس قابل نہیں کہ اللہ کی طرف سے ان پر وحی یا کوئی بھلائی نازل ہو اور کبھی کہتے کہ اگر یہ قرآن خدا کا کلام ہے تو اس کے احکام کیوں بدلتے رہتے ہیں؟ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو ایک حکم دیتا ہے پھر اس کے خلاف دوسرا حکم صادر کر دیتا ہے ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ محمد کا اپنا کلام ہے۔ خدا کا کلام نہیں ۔ نزلت لما قال المشرکون او الیہود الا ترون الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم یامر اصحابہ بامر ثم ینہاھم عنہ ویامرھم بخلافہ . . . . . . ما ھٰذا الا کلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم یقولہ من تلقاء نفسہ (روح ص۳۵۱ ج۱) اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان کے غلط پروپیگنڈے کا جواب دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر اور مالک و مختار ہے اور جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔ **۱۰۶** نسخ سے مراد یہ ہے کہ آیت کا حکم اٹھ جائے لیکن اس کی تلاوت باقی رہ جائے ۔ اور انساء سے مراد یہ ہے کہ حکم اور تلاوت دونوں اٹھ جائیں (بحر ص۳۴۳ ج۱) یہ راعنا کو منسوخ کر کے اس کی جگہ انظرنا کہنے کے حکم کی طرف اشارہ ہے ۔ نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ۔ یعنی اگر ہم کسی حکم کو منسوخ کر دیتے ہیں تو وہ بھی ہماری حکمت اور مصلحت کے عین مطابق ہوتا ہے اور ہم منسوخ شدہ حکم کی جگہ اس سے زیادہ مفید اور زیادہ آسان یا نفع اور سہولت میں اس کے برابر دوسرا حکم نازل کر دیتے ہیں ۔ ای بما ھو انفع لکم واسہل علیکم واکثر لاجرکم او مثلہا فی المنفعۃ والثواب لکم (معالم ص۷۸ ج۱) اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ یہاں استفہام تقریری ہے اور اس کا مخاطب ہر سامع ہے ۔ ھٰذا استفہام معناہ التقریر . . . . . . والاولی ان یکون المخاطب السامع (بحر ص۳۴۴ ج۱) مطلب یہ ہے کہ اے مخاطب تو اچھی طرح جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور اپنے بندوں پر احکام میں رد و بدل اور محو و اثبات کا اسے پورا پورا اختیار ہے ۔ لہٰذا اس پر کسی کو اعتراض کا کوئی حق نہیں ۔ اس سے اصل دعویٰ کی طرف بھی اشارہ ہے کہ جب اللہ ہی ہر چیز پر قادر ہے اور وہ انسانوں کی تمام حاجتیں اور ضرورتیں پوری کر سکتا اور ان کی تمام مشکلات آسان کر سکتا ہے ۔ تو پھر اس کے سوا کیوں کسی اور کو پکارا جائے اور کیوں کسی اور سے استعانت کی جائے ۔ اس آیت کا دوسرا ربط یہ ہے کہ اگر ہم کوئی ایسی رسم منسوخ کر دیں جو موہم شرک ہو تو اس کی جگہ اس سے بہتر طریقہ رائج کر دیتے ہیں جس طرح راعنا کا لفظ منسوخ کر کے اس کی جگہ انظرنا کا لفظ کہنے کا حکم دیا ہے ۔

فائدہ ۔ متقدمین حضرات نسخ کو اس کے وسیع معنوں میں لیتے تھے یعنی وصفِ آیت کے مطلق تغیر کو نسخ کہتے تھے ۔ اس لئے ان کے نزدیک پانچ سو سے بھی زیادہ آیتیں منسوخ ہیں لیکن متاخرین نے نسخ کو محدود معنی میں استعمال کیا یعنی آیت کا حکم مع التلاوۃ یا بدون التلاوۃ اٹھا دینے کو نسخ کہتے ہیں اس لئے اس مفہوم کے پیش نظر بیس سے زیادہ آیتیں منسوخ نہیں ہیں ۔ جیسا کہ علامہ سیوطی نے اتقان میں بسط و تفصیل سے ذکر کیا ہے لیکن امام ولی اللہ دہلوی رح الفوز الکبیر کے باب دوم فصل دوم میں اس مفہوم کے تحت صرف پانچ آیتوں کو منسوخ مانتے ہیں اور باقی تمام آیتوں کی توجیہہ فرماتے ہیں لیکن حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ ان پانچ آیتوں کو بھی منسوخ نہیں مانتے تھے اور حضرت شاہ صاحب کی طرز پر ان پانچوں آیتوں کی ایسی توجیہہ فرماتے تھے کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان پانچوں آیتوں کا حکم بھی تاقیامت باقی ہے ۔ ان پانچوں آیتوں کی توجیہہ اپنی اپنی جگہ آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ ۔ بعض لوگ نسخ پر اعتراض کرتے ہیں ۔ کہ اللہ تعالیٰ پہلے ایک حکم دیکر پھر اسے واپس کیوں لیتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ نسخ کے معنی پہلا حکم واپس لینے کے نہیں بلکہ اس سے پہلے حکم کی مدت کی انتہا کا بیان مقصود ہوتا ہے کہ یہ حکم صرف اس مدت تک تھا ۔ اس کے بعد کے لئے نہیں ۔ **۱۰۷** یہاں بھی استفہام تقریر کے لئے ہے اور خطاب ہر سامع کو ہے ۔ اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ـــــ ملک السمٰوٰت والارض مبتدا مؤخر اور لہ خبر مقدم ہے ۔ اور اس کی تقدیم افادۂ حصر کیلئے ہے یعنی زمین و آسمان کی سلطنت اور زمین و آسمان میں ہونے والے تمام امور کا اختیار صرف اللہ ہی کو حاصل ہے وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ یہ جملہ اَنَّ کی خبر پر معطوف ہے پہلا مِنْ ابتدائیہ اور استغراق عموم نفی کے لئے ہے (روح ص۳۵۵ ج۱، ابوسعود ص۶۷۵ ج۱) یعنی اللہ کے سوا کوئی بھی تمہارا حامی اور یار و مددگار نہیں ۔ نہ کوئی نوری نہ ناری نہ خاکی ۔ یہ آیت اصل دعویٰ یعنی اعبدوا ربکم سے متعلق ہے اور اس پر عقلی دلیل ہے یعنی جب زمین و آسمان کی سلطنت اللہ ہی کے قبضہ میں ہے اور اس کے سوا کوئی حامی اور مددگار نہیں تو حاجات و مشکلات میں غائبانہ طور پر صرف اسے ہی پکارو اور اس کی عبادت اور دعا میں کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ ۔ نیز اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا کوئی حافظ و ناصر اور نگہبان نہیں ۔ اس لئے غیر اللہ کے لئے کوئی ایسا لفظ مت استعمال کرو جس سے اس قسم کے شرک کا وہم بھی ہو مثلاً حضور علیہ السلام کو راعنا سے خطاب کرنا وغیرہ ۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بیجا سوالات کرنے سے منع فرمایا ہے ۔ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ مشرکین مکہ ایک درخت کو مقدس مانتے تھے ۔ اس درخت پر کھانے پینے کی اشیاء کے چڑھاوے چڑھاتے تھے اور اس کی تعظیم بجا لاتے اور پوجا کرتے تھے اور اسے ذات انواط کہتے تھے بعض مسلمانوں نے بھی حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی ۔ یا رسول اللہ آپ ہمارے لئے بھی ایک ایسا درخت مقرر فرما دیں کہ ہم بھی اس پر نذریں منتیں ڈالا کریں ۔ مسلمانوں کا یہ سوال بعینہ ان اسرائیلیوں کی طرح تھا جنہوں نے ایک بت پرست قوم کو بتوں کی پوجا کرتے دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سفارش کی تھی کہ آپ ہمارے لئے بھی ایک ایسا بت بنا دیں تاکہ ہم اس کی پوجا کریں ۔ اس لایعنی سوال پر اللہ تعالیٰ نے اگلی آیت میں تنبیہ فرمائی (من الکبیر ص۶۶۵ ج ا والنیشاپوری ص۳۵۸ ج۱) مگر اس روایت میں ایک بات کھٹکتی ہے اور وہ یہ کہ جن صحابہ کرام کا خود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سالہا سال تزکیہ فرمایا ہو ۔ اور جنہوں نے براہ راست شمع محمدی سے اپنے سینے نورِ توحید سے روشن کئے ہوں ۔ ان سے یہ سوال بہت بعید معلوم ہوتا ہے ۔ تو اس کا جواب یہ ہے یہ آیت چونکہ مدنی ہے اس لئے ظاہر ہے کہ یہ واقعہ مدینہ ہی میں پیش آیا ۔ مدینہ میں سینکڑوں یہود منافقانہ طور پر مسلمان تھے ۔ کیونکہ ان کا اصل مقصد اسلام کا جامہ اوڑھ کر اسلام کی تخریب کرنا تھا ۔ اس لئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح ان یہودیوں نے راعنا کا لفظ رائج کر کے مسلمانوں میں شرک داخل کرنے کی ناپاک کوشش کی تھی اسی طرح ان منافقین یہود نے ہی حضور علیہ السلام سے یہ ذات انواط مقرر کرنے کا سوال کیا تھا گویا کہ مسلمانوں میں شرک داخل کرنے کے لئے انہوں نے یہ ایک اور حربہ استعمال کیا ۔ جو اس وقت کامیاب نہ ہو سکا ۔ **۱۰۸** یہاں "اَمْ" منقطعہ بمعنی "بَلْ" ہے اور مفید اضراب ہے یعنی ایک مضمون سے دوسرے مضمون کی طرف انتقال کے لئے (بحر ص۳۴۶ ج۱) اور تریدون سے خطاب بتفصیل بالا منافقین یہود کو ہے یعنی تم نے اس بات میں غور نہ کیا کہ اللہ کے سوا کوئی یار و مددگار اور حافظ و ناصر نہیں اور تم نے راعنا کے ذریعے مسلمانوں میں شرک پھیلانے کی کوشش ترک نہ کی بلکہ شرک کی

قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ
اس سے پہلے ۲۰۶ف اور جو کوئی کفر لیوے بدلے ایمان کے تو وہ بہکا
سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۱۰۸﴾ وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ
سیدھی راہ سے ۲۰۸ف ف۱ دل چاہتا ہے بہت سے اہل کتاب کا
لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚۖ حَسَدًا
کہ کسی طرح تم کو پھیر کر مسلمان ہوئے پیچھے کافر بنا دیں ۲۰۹ف بسبب اپنے دلی حسد
مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ
کے ۲۰۹ف بعد اس کے کہ ظاہر ہو چکا ہے ان پر
الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِىَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ
حق سو تم درگزر کرو اور خیال میں نہ لاؤ جب تک بھیجے اللہ اپنا حکم ف۱
اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۰۹﴾ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ
بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور قائم رکھو نماز کو اور
اٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ
دیتے رہو زکوٰۃ ۲۱۰ف اور جو کچھ آگے بھیجدوگے اپنے واسطے بھلائی
تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
پاؤ گے اس کو اللہ کے پاس ۲۱۱ف بے شک اللہ جو کچھ تم کرتے ہو سب
بَصِيْرٌ ﴿۱۱۰﴾ وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ
دیکھتا ہے اور کہتے ہیں کہ ہرگز نہ جاویں گے جنت میں مگر جو
كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ؕ قُلْ هَاتُوْا
ہوں گے یہودی یا نصرانی ۲۱۲ف یہ آرزوئیں باندھ لی ہیں انہوں نے کہدے لے آؤ
بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۱﴾ بَلٰى ۗ مَنْ اَسْلَمَ
سند اپنی اگر تم سچے ہو کیوں نہیں جس نے تابع کر دیا

الثلثة

بنیاد پر رکھنے کے لئے الٹے سیدھے مطالبات پیش کردیئے۔ تمہارے یہ مطالبات بالکل ویسے ہی ہیں جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کئے گئے تھے **۲۰۷ف** کفر کو ایمان سے تبدیل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ایمان کے مقابلہ میں کفر کو ترجیح دے اور بجائے ایمان کے کفر کو اختیار کرے۔ ای یختارہ ویاخذہ لنفسہ (ابو السعود ص۱۶۶ ج ۱) یعنی جس شخص نے پیغمبر سے معاندانہ سوالات کرکے کفر اختیار کیا وہ یقیناً سیدھی راہ سے بھٹک گیا۔ **۲۰۸ف** اہل کتاب سے بعض مفسرین نے علماء یہود مراد لئے ہیں لیکن یہ کوئی علماء یہود ہی سے مخصوص نہیں۔ عیسائی پادریوں کی بھی ہمیشہ سے یہی خواہش رہی ہے اور آج پادری لوگ جس سرگرمی سے مسلمانوں کو مرتد کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں وہ اس بات کا بین ثبوت ہے۔ آیت میں لَوْ مصدریہ ہے اور کفارًا یردونکم کا مفعول ثانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو خبردار کیا کہ یہ اہل کتاب تمہیں اسلام سے پھیر کر دوبارہ کافر بنانے کی خواہش رکھتے ہیں کبھی تو موہم شرک الفاظ تمہاری زبانوں سے کہلواتے ہیں اور کبھی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسری مشرکانہ رسوم جاری کرنے کی درخواست کرتے ہیں۔ **۲۰۹ف** حَسَدًا ـــ وَدَّ کا مفعول لہٗ ہے یعنی وہ مسلمانوں کا ارتداد محض ذاتی بغض و عداوت اور حسد کی وجہ سے چاہتے ہیں اور اس بغض و حسد کا سرچشمہ ان کی نفسانی خواہشات ہیں۔ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ یعنی مسلمانوں کو مرتد کرنے کے سلسلے میں ان کی سرگرمیاں کسی غلط فہمی یا نادانی پر مبنی نہیں ہیں بلکہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں دیدہ دانستہ کر رہے ہیں۔ تورات کے بیانات اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات سے حق ان پر واضح ہو چکا ہے۔ اس لئے اب وہ جو کچھ بھی کر رہے ہیں، محض رشک و حسد کی وجہ سے کر رہے ہیں۔ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِىَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ۔ امر سے مراد حکم جہاد ہے۔ والمراد به الامر بالقتال (روح ص۳۵۵ ج ۱) اہل کتاب کی مذکورہ حرکتوں پر مسلمانوں کا اشتعال لازمی تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے انتقامی کارروائی سے فی الحال منع فرمایا۔ اور عفو و درگزر کا حکم دیا یعنی جہاد کا حکم آنے تک صبر و سکون اور عفو و درگزر سے کام لو۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ وہ جب چاہے گا ان سرکشوں اور معاندوں سے انتقام لے لیگا اور اسلام اور اہل اسلام کی مدد کریگا **۲۱۰ف** وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ جب تک جہاد کا حکم نہیں آتا اس وقت تک نماز، زکوٰۃ اور دوسرے اسلامی احکام کی پابندی کرتے رہو۔ نماز اور زکوٰۃ وغیرہ امور مصلحہ میں سے ہیں ان سے باطن کی اصلاح ہوتی ہے جس سے ایک طرف تو دشمنوں کی تکلیف و اذیت پر صبر و سکون کا مادہ پیدا ہوتا ہے اور دوسری طرف ان سے عقیدۂ توحید میں پختگی اور استواری پیدا ہوتی ہے جو مسلمان کو دشمنان توحید اور باغیان اسلام سے جہاد کرنے کے لئے تیار کرتی ہے۔ **۲۱۱ف** پہلے عفو و درگزر اور نماز و زکوٰۃ کا حکم دیا ہے۔ یہاں انہیں احکام کی ترغیب فرمائی کہ اگر تم ان میں سے کوئی سا نیک کام کروگے تو وہ ضائع نہیں کیا جائیگا بلکہ اس کا ثواب اللہ کے پاس محفوظ رہیگا جسے تم آخرت میں اللہ کے یہاں پاؤگے۔ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ یہ بھی اول کی تاکید ہے یعنی تمہیں تمہاری چھوٹی سے چھوٹی نیکی کا بدلہ بھی ملیگا کیونکہ تمہاری ہر نیکی اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ہے لہٰذا نیکی کے ضائع ہونے کا وہاں ادنیٰ احتمال بھی نہیں۔

۲۱۰ امور مصلحہ کا بیان ۱۲

۲۱۱ خاتمۂ بحث پر پانچ شکووں کا بیان۔ یہ پہلا شکوہ ہے ۱۲

اہل کتاب اور مشرکین مسلمانوں کے خلاف ہر حربہ استعمال کرچکے۔ ان میں شرک پھیلانے اور انہیں گمراہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کرچکے انہیں ہر موقع پر ناکامی اور نامرادی کا سامنا کرنا پڑا تو اب انہوں نے پینترا بدل کر ایک دروغ پروپیگنڈہ شروع کردیا یعنی اپنے غلط اور مشرکانہ عقائد و اعمال کو عجیب رنگ آمیزی اور ملمع سازی سے مسلمانوں کے سامنے پیش کرنے لگے۔ چنانچہ اگلی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے ان کی ان ناشائستہ حرکات کا شکوہ فرمایا ہے اور ساتھ ہی ساتھ معقول وجوہ سے انکی اصلاح بھی فرمادی ہے

پانچ شکوے

پہلا شکوہ **۲۱۲ف** یہودیوں کا عقیدہ تھا کہ آخرت میں نجات صرف یہودیوں کی ہوگی اور عیسائیوں کا عقیدہ تھا کہ ان کے بغیر جنت میں کوئی نہیں جائے گا۔ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے

موضح قرآن ف۱ یعنی یہود کے بہکائے سے، تم اپنے نبی پاس شبہے نہ لاؤ جیسے وہ اپنے نبی پاس لائے تھے۔ شبہے نکالنے گویا یقین چھوڑ کر اٹکل پکڑنا ہے ۱۲ **فتح الرحمٰن ف۱** یعنی امر کند بجہاد ایشاں ۱۲

گناہوں کا کفارہ اور نجات دہندہ سمجھتے تھے اور یہودی حضرت عزیر علیہ السلام کو۔ دونوں گروہوں میں سے ہر ایک کا دعوٰی تھا۔ کہ وہ پیر زادے اور پیغمبر زادے ہیں۔ اللہ کے محبوب اور چہیتے ہیں۔ اس لئے جنت صرف انہی کے لئے ہے۔ درحقیقت یہود و نصارٰی اس دعوٰی سے اسلام پر ضرب لگانا چاہتے تھے اور لوگوں کے دلوں میں اسلام سے برگشتگی پیدا کرنا چاہتے تھے۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ نجات تو صرف ان کے دین سے وابستہ ہے۔ لہٰذا ان کے دین کی موجودگی میں دین اسلام کی کیا ضرورت ہے۔ آگے اس دعوٰی کی تردید ہے۔ تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ۔ امانی کی تحقیق پہلے گذر چکی ہے کہ اس سے مراد ان کی باطل اور جھوٹی خواہشات ہیں اور ان کی حقیقت کچھ بھی نہیں۔ ای شهواتهم الباطلة التی تمنوها (معالم و خازن ص۸۳ ج۱) یعنی یہ محض آرزوئیں ہی آرزوئیں ہیں قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ یہود و نصارٰی کی تبکیت اور انہیں لاجواب کرنے کے لئے ان سے ان کے دعوٰی پر دلیل کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ یعنی اگر تم اپنے مذکورہ دعوٰی میں سچے ہو تو اس پر کوئی دلیل پیش کرو۔ اس کے بعد نجات اخروی کا اصل قانون بیان فرمایا ہے۔ **۲۱۳** بَلٰی یہود و نصارٰی کے دعوٰی کی تردید و تکذیب کے لئے لایا گیا ہے وَجْهَهٗ کے معنی چہرہ کے ہیں لیکن یہاں مجازاً اس سے مراد ذات یا ارادہ اور قصد ہے۔ یعنی اس نے اپنی ذات کو خدا کے سپرد کر دیا۔ اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنایا۔ اخلص له نفسه او قصده فلم یشرك به تعالٰی غیره اولم یقصد سواه۔ (روح ص۳۶۳ ج۱) وَهُوَ مُحْسِنٌ اَسْلَمَ کے فاعل سے حال ہے۔ جب یہود اور نصارٰی نے دعوٰی کیا کہ ان کے سوا کوئی جنت میں نہیں جائے گا۔ تو اس کا جواب دیا گیا کیوں نہیں جس نے بھی اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دیا اور صرف اسی کا ہو کر رہ گیا اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کیا۔ اور ہر کام میں صرف اللہ کی رضا کو مد نظر رکھا تو اس کا اجر ہرگز ضائع نہیں ہوگا بلکہ خدا کے یہاں محفوظ رہیگا۔ تو معلوم ہوا جنت میں صرف وہ جائے گا۔ جو شرک نہ کرے لہذا یہود و نصارٰی کا دعوٰی غلط ہے کہ ان کے سوا جنت میں کوئی نہیں جائے گا۔ کیونکہ وہ تو حضرت عزیر اور حضرت مسیح کی عبادت کرتے اور ان کو پکارتے ہیں۔

۲۱۴ اس جملے کی تینوں ضمیریں مَنْ کی طرف راجع ہیں کیونکہ وہ معنیً جمع ہے یعنی ان لوگوں کو آخرت میں نہ گزشتہ زمانہ پر افسوس ہوگا نہ آئندہ کا غم ستائے گا۔

دوسرا شکوہ ۔ **۲۱۵** یہودیوں نے کہا کہ نصارٰی کا دین باطل ہے کیونکہ وہ تثلیث اور الوہیت مسیح کے قائل ہیں۔ انہوں نے شرک کو اپنا دین بنایا ہوا ہے لہذا ان کا دین غلط ہے وَقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ اور عیسائی بولے کہ یہودیوں کا دین باطل ہے اور غلط ہے کیونکہ وہ حضرت مسیح علیہ السلام اور انجیل مقدس کو نہیں مانتے۔ وَهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ۔ الکتاب میں الف لام جنس کے لئے ہے اور اس سے مراد تورات اور انجیل ہے یعنی یہ دونوں فریق اپنی اپنی کتاب پڑھتے ہیں اور پھر ایسا دعوٰی کرتے ہیں جس کی تردید خود ان کی اپنی کتاب کرتی ہے یا الکتاب سے مراد تورات ہے کیونکہ تورات کو نصارٰی بھی مانتے ہیں مطلب یہ کہ دونوں فریق ایک ہی کتاب کو مانتے ہیں۔ پھر اس کے باوجود ایک دوسرے کے دین کا ابطال کرتے ہیں۔ **۲۱۶** اَلَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ یعنی جو لوگ علم نہیں رکھتے جن کے پاس کتاب اور اللہ کا دیا ہوا رشد و ہدایت کا علم نہیں ہے۔ یہاں اس سے مراد مشرکین عرب ہیں۔ وهم مشركوا العرب فی قول الجمهور (روح ص۳۶۵ ج۱)

سلہ دوسرا شکوہ ۱۲

سلہ تیسرا شکوہ ۱۲

سلہ متعلق بمن اظلم ممن منع مساجد اللہ ۱۲

۱۳ ع ۹ ۱۳

وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ

منہ اپنا اللہ کے اور وہ نیک کام کرنیوالا ہے تو اسی کے لئے ہے ثواب اسکا اپنے رب کے پاس ۲۱۳

وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَقَالَتِ

اور نہ ڈر ہے ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے ۲۱۴ ف۱ اور یہود تو کہتے ہیں کہ

الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ ۪ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى

نصارٰی نہیں کسی راہ پر ۲۱۵ اور نصارٰی کہتے ہیں کہ

لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ ۙ وَّهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ

یہود نہیں کسی راہ پر باوجودیکہ وہ سب پڑھتے ہیں کتاب

كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ

اسی طرح کہا ان لوگوں نے جو جاہل ہیں ۲۱۶ ان ہی کی سی بات

فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ

اب اللہ حکم کریگا ان میں قیامت کے دن جس بات میں وہ

يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ

جھگڑتے تھے ۲۱۷ ف۱ اور اس سے بڑا ظالم کون ہے جس نے منع کیا اللہ کی مسجدوں میں

اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ

کہ لیا جاوے وہاں نام اس کا ۲۱۸ اور کوشش کی ان کے اجاڑنے میں ایسوں کو

مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ ۬ لَهُمْ

لائق نہیں کہ داخل ہوں ان میں مگر ڈرتے ہوئے ۲۱۹ ان کیلئے

فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾

دنیا میں ذلت ہے اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب ہے ف۲ ۲۲۰

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۗ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ

اور اللہ ہی کا ہے مشرق اور مغرب سو جس طرف تم منہ کرو وہاں ہی متوجہ ہے اللہ ف۱ ۲۲۱

مِثْلَ قَوْلِهِمْ۔ ان اہل کتاب اور اہل علم کی طرح مشرکین عرب بھی ایسے ہی دعاوی کیا کرتے تھے۔ اور اپنے دین جاہلیت اور شرک کے سوا باقی تمام ادیان کو باطل سمجھتے تھے۔ قالوا لاهل كل دين ليسوا علی شیء

موضح قرآن ف۱ جن پاس علم نہیں وہ عرب لوگ ہیں کہ آگے حضرت ابراہیمؑ کا دین۔ کہتے تھے پھر آخر بہک بت پوجنے لگے۔ ایسے شخص کو مشرک کہئے وہ اپنی ہی راہ حق بتاتے تھے۔ ف۲ نصارٰی آپ کو منصف جانتے تھے اور یہود کو ظالم کہ انہوں نے حضرت عیسٰیؑ سے دشمنی کی اور ہم نے ان کو مانا اللہ تعالٰی فرماتا ہے کہ جب نصارٰی نے غلبہ پایا تو مسجد بیت المقدس کو ویران کیا اور یہود کی مسجدیں اجاڑیں یہود کی ضد سے یہ کیا انصاف ہے کہ آدمیوں کی ضد سے اللہ کی مسجدیں ویران کریں اور فرماتا ہے کہ یہ بھی لائق نہیں کہ اس ملک میں حاکم رہیں۔ آخر اللہ نے وہ ملک شام مسلمانوں کے ہاتھ لگایا۔

فتح الرحمٰن ف۱ دیگر از مقولات اہل کتاب آں بود کہ ہر فرقہ از یہود و نصارٰی دیگر را انکار میکرد و اشارت بہمیں معنی است ایں آیت ۱۲ ف۲ در آیت تعریض است بکفار مکہ و اشارت بمغلوب شدن ایشاں واللہ اعلم۔ دیگر از مقولات یہود آں بود کہ چوں استقبال بیت المقدس منسوخ شد استہزا می کردند۔ اشارت بہمیں معنی است دریں آیت ۱۲

(مدارک ص۵۵ ج ۱) قالوا فی نبیہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ انہم لیسوا علی شیء من الدین (معالم ص۱۰۳ ج ۱) جواب کا حاصل یہ ہے کہ یہود ونصاری کا یہ دعوٰی بھی عرب کے جاہل مشرکوں کے دعوٰی کیطرح سراسر جاہلانہ اور احمقانہ ہے۔ **۲۱۷** بینہم کی ضمیر یہود ونصاری کی طرف راجع ہے۔ یوم القیمۃ فیما دونوں ظرفیں یحکم کے متعلق ہیں۔ فیہ یختلفون کے متعلق ہے یعنی دنیا میں تو یہ جھگڑتے ہی رہیں گے۔ ان کے جھگڑوں کا دوٹوک فیصلہ تو قیامت کے دن خدا ہی کریگا۔

تیسرا شکوہ ۔۲۱۸ من یہاں استفہام انکاری کیلئے ہے یعنی خدا کے گھروں سے روکنے والوں سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں۔ ولا یراد بالاستفہام حقیقتہ وانما ہو بمعنی النفی فیؤل الی الخبر ای لا احد اظلم من ذلک (روح ص۳۶۳ ج ۱) من منع اور مساجد اللہ میں مفسرین نے بعض روایات کی بنا پر تخصیص کی ہے بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد نصاری ہیں جنہوں نے یہودیوں کو بیت المقدس سے نکالا ۔ اور بیت المقدس کو مسمار کیا۔ اور بعض کا خیال ہے کہ اس سے مراد مشرکین مکہ ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو مقام حدیبیہ پر بیت اللہ سے روکا لیکن بہتر یہ ہے کہ آیت اپنے عموم پر رہے اور اس سے مراد ہر وہ شخص ہو جو مسجدوں کو غیر آباد کرے خواہ انہیں گرا کر خواہ ان میں خالص توحید کے ذکر سے روک کر خواہ ان میں شرک کی تبلیغ اور غیر اللہ کی پکار کے ذریعے۔ وظاہر الآیۃ العموم فی کل مانع وفی کل مسجد وخصوص السبب لا یمنعہ (روح ص۳۶۳ ج ۱) مساجد اللہ مبدل منہ ہے اور ان یذکر فیہا اسمہ بدل الاشتمال ہے۔ اور اللہ کے ذکر سے یہاں مطلق ذکر مراد نہیں کیونکہ اس سے تو دنیا کا کوئی کافر سے کافر انسان بھی نہیں روک سکتا۔ بلکہ ذکر اللہ سے نفی شرک اور توحید کے ساتھ اللہ کا ذکر مراد ہے۔ ای ان یذکر فیہا اسمہ وحدہ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ مطلب یہ ہے کہ جو شخص خدا کے گھروں میں خالص توحید کے ساتھ خدا کے ذکر سے روکتا ہے وہ سب سے بڑا ظالم ہے۔ اس سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں خواہ وہ یہودی ہو یا عیسائی یا مشرک اور خواہ کوئی آج کل کا بناسپتی مسلمان۔ وَسَعٰی فِیْ خَرَابِہَا تخریب عام ہے۔ خواہ عمارت کے گرانے سے ہو خواہ خالص توحید کے ساتھ خدا کے ذکر اور نماز سے روکنے کے ذریعہ ہو۔ **۲۱۹** انہیں تو خدا کے گھروں میں ان کی تعظیم وحرمت کی بنا پر ڈرتے ڈرتے داخل ہونا چاہیئے تھا۔ چہ جائیکہ یہ ظالم ان کی تخریب کے درپے ہو جاتے۔ لَہُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ وَّلَہُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ایسے ظالموں کے لئے دنیا میں ذلت ورسوائی اور آخرت میں عذاب جہنم ہے۔ **۲۲۰** اس آیت میں خطاب مسلمانوں کو ہے۔ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے تسلی دی ہے کہ اگر کفار ومشرکین تمہیں مسجدوں سے روکیں تو تم فکر مت کرو۔ مشرق ومغرب اور باقی تمام اطراف اللہ ہی کی ہیں۔ تم جہاں کہیں بھی ہوا کرو وہیں سے قبلہ رخ ہو کر میری عبادت کر لیا کرو اور نماز پڑھ لیا کرو کیونکہ اللہ ہر جگہ موجود ہے۔ تم جہاں بھی اسے پکارو گے وہ تمہاری پکار سنے گا۔ ای ففی ای مکان فعلتم التولیۃ شطر القبلۃ (روح ص۳۶۵ ج ۱، مدارک ص۵۵ ج ۱) اِنَّ اللّٰہَ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ اللہ تعالیٰ کی حکومت اور رحمت بہت وسیع ہے اور وہ بندوں کے مصالح سے بخوبی واقف ہے اسی لئے اس نے عبادت کے معاملہ میں کسی جگہ کی تخصیص نہیں فرمائی کہ یہاں عبادت کرو اور یہاں نہ کرو۔

[illegible] چوتھا شکوہ ۱۲

۳ پانچواں شکوہ مشرکین مکہ ۱۲

تسلی برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زجر و تنبیہ [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

إِنَّ اللَّهَ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿١١٥﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا

بیشک اللہ بے انتہا بخشش کرنیوالا سب کچھ جاننے والا ہے ف۱ اور کہتے ہیں اللہ رکھتا ہے اولاد ۲۲۱

سُبْحَانَهُ ۖ بَل لَّهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ كُلٌّ

وہ تو سب باتوں سے پاک ہے بلکہ اسی کا ہے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں ۲۲۲ سب

لَّهُ قَانِتُونَ ﴿١١٦﴾ بَدِيعُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَإِذَا

اسی کے تابعدار ہیں نیا پیدا کرنے والا ہے آسمان اور زمین کا ۲۲۳ اور جب

قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ ﴿١١٧﴾ وَ

حکم کرتا ہے کسی کام کو تو یہی فرماتا ہے اس کو کہ ہو جا پس وہ ہو جاتا ہے اور

قَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللَّهُ أَوْ تَأْتِينَا

کہتے ہیں وہ لوگ جو کچھ نہیں جانتے ۲۲۴ کیوں نہیں بات کرتا ہم سے اللہ یا کیوں نہیں آتی

آيَةٌ ۗ كَذَٰلِكَ قَالَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِم مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ۘ

ہمارے پاس کوئی آیت اسی طرح کہہ چکے ہیں وہ لوگ جو ان سے پہلے تھے انہی کی سی بات ۲۲۵

تَشَابَهَتْ قُلُوبُهُمْ ۗ قَدْ بَيَّنَّا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ ﴿١١٨﴾

ایک سے ہیں دل ان کے بیشک ہم نے بیان کر دیں نشانیاں ان لوگوں کے واسطے جو یقین لاتے ہیں ف۲

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۖ وَلَا تُسْأَلُ عَنْ

بیشک ہم نے تم کو بھیجا ہے سچا دین دیکر ۲۲۶ خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا اور تجھ سے پوچھ نہیں

أَصْحَابِ الْجَحِيمِ ﴿١١٩﴾ وَلَن تَرْضَىٰ عَنكَ الْيَهُودُ وَلَا

دوزخ میں رہنے والوں کی ف۳ اور ہرگز راضی نہ ہوں گے تجھ سے یہود اور نہ

النَّصَارَىٰ حَتَّىٰ تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ۗ قُلْ إِنَّ هُدَى اللَّهِ

نصاری جب تک تو تابع نہ ہو ان کے دین کا تو کہہ دے جو راہ اللہ بتاوے

هُوَ الْهُدَىٰ ۗ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُم بَعْدَ الَّذِي

وہی راہ سیدھی ہے ۔ اور اگر بالفرض تو تابعداری کرے ان کی خواہشوں کی بعد اس

چوتھا شکوہ ۔۲۲۱ قالوا کا فاعل یہود، نصاری اور مشرکین عرب تینوں گروہ ہیں۔ کیونکہ تینوں کا ذکر پہلے گذر چکا ہے۔ یہودی حضرت عزیر علیہ السلام کو اور عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے تھے اور مشرکین عرب کہتے تھے کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں۔ اتخذ اللہ ولدا سے اس طرف اشارہ ہے کہ یہ لوگ اللہ کے لئے حقیقی اولاد ثابت نہیں کرتے تھے بلکہ اس کا مطلب صرف یہ تھا کہ یہ حضرات اللہ تعالیٰ کو اس قدر پیارے

موضح قرآن ف۱ یہ بھی یہود ونصاری کا جھگڑا تھا کہ ہر کوئی اپنے قبلہ کو بہتر بتاتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مخصوص ایک طرف نہیں اس کے حکم سے جس طرف منہ کرو وہ متوجہ ہے۔ ۱۲ **ف۲** یعنی اگلی امت جو موجود تھے وہ بھی اپنے نبی سے یہی کہتے تھے جواب کے لوگ کہنے لگے ۱۲ **ف۳** یعنی تجھ پر الزام نہیں کہ ان کو مسلمان کیوں نہیں کیا ۱۲

فتح الرحمٰن ف۱ دیگر از سفاہت اہل کتاب آں بود کہ یہود عزیر را ونصاری عیسیٰ را پسر خدا می گفتند خدا تعالیٰ نازل کرد ۱۲

ہیں کہ اس نے ان کو بیٹے بنالیا ہے اور بیٹے سے ان کی مراد نائب و مختار ہے یعنی جس طرح بیٹا اپنے باپ کا نائب ہوتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندوں کو اپنے اختیارات میں سے کچھ اختیارات دیکر اور اپنے نائب بنا کر دنیا میں بھیجا ہوا ہے۔ اب وہ اللہ کے عطائی اختیارات مثلاً علمِ غیب، حاجت روائی، مشکل کشائی وغیرہ کے ذریعہ لوگوں کے حالات سے واقف رہتے ہیں۔ ان کی غائبانہ پکار سنتے اور ان کی حاجات و مشکلات میں ان کی مدد کرتے ہیں۔ اب آگے اس کا جواب ہے ۲۲۲ھ زمین و آسمان کی ہر مخلوق خدا کی مملوک اور ہر چیز اس کی ملکیت ہے خواہ انبیاء ہوں یا ملائکہ۔ خواہ اللہ کے نیک بندے اور دیگر اشیاء۔ لہٰذا یہ سب خدا کے مملوک ہوئے تو پھر اسکے بیٹے کس طرح بن سکتے ہیں۔ نیز بیٹے کی ضرورت تو اسکو ہوتی ہے جو محتاج ہو اور فانی ہوتا کہ اس کا نام زندہ رہے اور اس کا کوئی وارث ہو سکے۔ تو اللہ تعالیٰ تو محتاج نہیں اور نہ وہ فانی ہے وہ زمین و آسمان کا تنہا مالک و بادشاہ ہے۔ زمین و آسمان کے تمام اختیارات اس کے اپنے ہاتھ میں ہیں۔ اس لئے اسے کسی نائب یا وارث کی ضرورت نہیں۔ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ۔ زمین و آسمان کی ساری مخلوق جن میں حضرت عزیرؑ حضرت مسیحؑ اور ملائکہ کرام بھی شامل ہیں سب خدا کے فرمانبردار اور مطیع ہیں۔ اور اس کی ربوبیت کے مقر اور اسکے دربار میں اپنی عبدیت کے معترف ہیں۔ اور اپنی حاجات میں اللہ ہی کو پکارتے ہیں۔ اس لئے وہ اس کے بیٹے کیونکر بن سکتے ہیں بلکہ وہ تو اس کے برگزیدہ بندے ہیں۔ ۲۲۳ھ وہ زمین و آسمان کو بغیر کسی کی مدد کے اور بغیر کسی سابقہ مثال کے از سرِ نو پیدا کرنے والا ہے اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا۔ یہاں قضی بمعنیٰ اراد ہے۔ ای اراد شیئًا (روح ص۳۶۸ ج ۱) یعنی وہ کسی چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ تو بس ارادہ کرتے ہی وہ چیز وجود میں آجاتی ہے کُن کہنے سے ہو جانا یہ سرعت اور جلدی سے کنایہ ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ لفظ کن بولتا ہے تو وہ چیز وجود میں آجاتی ہے۔ وہاں تو صرف ارادہ کی دیر ہوتی ہے کہ چیز پیدا ہو جاتی ہے وهٰذا مجاز عن سرعة التكوين وتمثيل لا قول ثم (مدارک ص۵۶ ج ۱) تو جب اللہ تنا زبردست اور قادر ہو کہ صرف ارادہ کرے اور کام ہو جائے تو تم ہی بتاؤ کہ اسے نائبوں کی کیا ضرورت ہے۔ لہٰذا اس کا کوئی ولد اور نائب نہیں۔

پانچواں شکوہ

۲۲۴ھ چوتھا شکوہ توحید میں گڑبڑ کرنے سے متعلق تھا۔ اور یہ رسالت پر جرح و قدح سے متعلق ہے۔ الذین لا یعلمون، سے بعض نے مشرکین عرب مراد لئے ہیں اور بعض نے یہود و نصاریٰ لیکن بہتر یہ ہے کہ اس سے تینوں گروہ مراد ہوں کیونکہ بے جا اور معاندانہ سوال تینوں گروہوں سے ثابت ہیں مشرکین نے مطالبہ کیا تھا فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ (انبیاء ع ۱) اور یہود و نصاریٰ کے متعلق ارشاد ہے يَسْــَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ (نساء ع ۲۲) باقی رہی یہ بات کہ مشرکین تو بے علم

جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۲۰﴾

علم کے جو تجھ کو پہنچا تو تیرا کوئی نہیں اللہ کے ہاتھ سے حمایت کرنیوالا اور نہ مددگار ۲۳۰ھ

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ

وہ لوگ جن کو دی ہم نے کتاب وہ اس کو پڑھتے ہیں جو حق ہے اسکے پڑھنے کا ۲۳۱ھ وہی

يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ ع

اس پر یقین لاتے ہیں ۲۳۲ھ اور جو کوئی منکر ہوگا اس سے تو وہی لوگ نقصان پانے والے ہیں ۲۳۳ھ ف۱ ف۲

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ

اے بنی اسرائیل یاد کرو احسان ہمارے جو ہم نے تم پر کئے

وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ

اور اس کو کہ ہم نے تم کو بڑائی دی اہل عالم پر ۲۳۴ھ اور ڈرو اس دن سے کہ نہ کام آوے

نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا

کوئی شخص کسی کی طرف سے ذرا بھی اور نہ قبول کیا جاوے گا اس کی طرف سے بدلہ اور نہ

تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَاِذِ ابْتَلٰٓى

کام آوے اس کو سفارش اور نہ ان کو مدد پہنچے ۲۳۵ھ ف۳ اور جب آزمایا

اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّيْ جَاعِلُكَ

ابراہیم کو اس کے رب نے کئی باتوں میں ۲۳۶ھ پھر اس نے وہ پوری کیں تب فرمایا میں تجھ کو کرونگا

لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ؕ قَالَ لَا يَنَالُ

سب لوگوں کا پیشوا ۲۳۷ھ بولا اور میری اولاد میں سے بھی فرمایا نہیں پہنچے گا

عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً

میرا قرار ظالموں کو ۲۳۸ھ ف۴ اور جب مقرر کیا ہم نے خانہ کعبہ کو اجتماع کی جگہ

لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ

لوگوں کے واسطے اور جگہ امن کی ۲۳۹ھ اور بناؤ ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو

وقف منزل

ع ۹ ۱۴

۲۰ دلیل نقلی از مومنین اہل کتاب ۱۲

۲۱ خاتمہ بحث و تجدید ندا بنی اسرائیل کو دوبارہ یاد دہانی ۱۲

۲۲ تمہید برائے بیان صداقت رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

موضح قرآن

ف۱ یعنی یہود میں کم لوگ بالانصاف بھی تھے کہ اپنی کتاب کو پڑھتے تھے سمجھ کر وہ اس قرآن پر ایمان لائے ایک ان کے عالم تھے عبداللہ بن سلام ان کے ساتھ کئی اور بھی مسلمان ہوئے۔ ف۲ بنی اسرائیل بہت مغرور اس پر تھے کہ ہم اولاد ابراہیم میں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو وعدہ دیا کہ نبوت اور بزرگی تیرے گھر میں رہے گی اور ہم ابراہیمؑ کے دین پر ہیں اور اس کا دین ہر کوئی مانتا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ ان کو سمجھاتا ہے کہ اللہ کا وعدہ ابراہیمؑ کی اولاد کو ہے جو نیک راہ پر چلیں اور اس کے دو بیٹے تھے پیغمبر ایک مدت اسحٰقؑ کی اولاد میں بزرگی تھی۔ اب اسمٰعیلؑ کی اولاد کو پہنچی اور اس کی دعا ہے دونوں کے حق میں اور فرماتا ہے کہ دین اسلام ہمیشہ ایک ہے۔ سب پیغمبر اور سب امتیں اسی پر گذریں وہ یہ کہ جو حکم اللہ کا پہنچے پیغمبر کے ہاتھ سو قبول کرنا۔ اب مسلمان ہیں اسی راہ پر اور تم اس سے پھر گئے ہو۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید از ینجا تا سیقول السفہاء خدائے تعالیٰ اثبات می فرماید نبوت پیغمبر ما را صلی اللہ علیہ وسلم از قصہ دعائے ابراہیمؑ کہ در توریت مذکور است و ترجیح می دہد ملتِ حنیفیہ را کہ حضرت پیغمبر ما برائے آں مبعوث شدند و رد می کند قول یہود را کہ حضرت یعقوب ما را بیہودیت وصیت کردہ است واز تفریق در انبیاء نہی می فرماید یعنی معتقد بعضے باشد و منکر بعضے واللہ اعلم۔ ف۲ یعنی آناں کہ توریت می فہمند تصدیق شریعت محمدیہ می کنند و آنانکہ تصدیق آں نمی کنند توریت را نفہمیدہ اند ۱۲

ہوئے۔ کیونکہ ان کے پاس اللہ کی کتاب نہیں تھی۔ اہل کتاب کیسے لا یعلمون کے تحت داخل ہوں گے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان کی جاہلانہ حرکات اور بدعملی کی بنا پر ان کے علم کی نفی کی گئی ہے وعلی الاخیرین لتجاھلھم اولعدم عملھم بمقتضاہ (روح ص۳۷۷ ج ۱) لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کلام کرتا ہے یا جس طرح انبیاء کی طرف وحی بھیجتا ہے اس طرح وہ براہ راست یا بذریعہ وحی ہم سے کیوں ہمکلام نہیں ہوتا۔ اور براہ راست ہمیں ہی ہدایت نامہ کیوں نہیں دیدیتا اَوْ تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ ط آیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی دلیل مراد ہے۔ یہ سوالات ان کی انتہائی سرکشی اور ضد و عناد کا نتیجہ تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے واضح دلائل ان کے سامنے تھے۔ وہ کئی ایک معجزات بھی دیکھ چکے تھے مگر اس کے باوجود مزید دلائل کا مطالبہ کرتے تھے۔ اس لئے کہ ماننا مقصود نہیں تھا بلکہ محض ضد و عناد اور بغض و حسد کا اظہار مدنظر تھا۔ ۲۲۵ یعنی یہ سرکشانہ اور معاندانہ رویہ کوئی ان کے ساتھ ہی مخصوص نہیں۔ ان سے پہلے ان کے آباؤ اجداد بھی ایسا ہی کرتے چلے آئے ہیں فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ (نساء ع ۲۲) تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ۔ بے بصیرتی اور ضد و عناد میں ان کے اور ان کے بڑے بڑوں کے دل ملے ہوئے ہیں۔ نہ ان کے سوالات طلب حق پر مبنی تھے نہ ان کے مطالبات کسی نیک غرض پر مبنی ہیں۔ ای قلوب ھٰؤلاء ومن قبلھم فی العمی والعناد (روح ص۳۷۷ ج ۱) قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ ان لوگوں کا مقصد محض سرکشی اور ضد ہے۔ ورنہ دلائل و آیات کو تو ہم کھول کھول کر بیان کر چکے ہیں۔ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ جو لوگ صدق نیت کے ساتھ حق و یقین کی جستجو کرنے والے ہیں ان کے اطمینان کے لئے تو وہ آیات کافی و شافی ہیں۔ الطالبون معرفة حقائق الاشیاء علی یقین وصحة (ابن جریر ص۳۸۵ ج ۱) ای یطلبون الیقین (بیضاوی ص۳۶) البتہ ضد و عناد کا کوئی علاج نہیں۔ ۲۲۶ حق سے مراد قرآن اور دین اسلام ہے اور ظرف ارسلنا کے متعلق ہے (کبیر ص۷۲۵ ج ۱) بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا یہ ضمیر خطاب سے حال ہے وَّلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ جو لوگ کفر و انکار کر کے جہنم میں چلے گئے ان کے متعلق آپ سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ آپ کی تبلیغ کا ان پر اثر کیوں نہیں ہوا، وہ ایمان کیوں نہیں لائے اور جہنم میں کیوں چلے گئے۔ جب اہل کتاب و مشرکین کا کفر و انکار، ضد اور عناد کی حد تک پہنچ گیا۔ تو اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو محض شفقت علی الخلق کی بنا پر رنج اور افسوس ہوا۔ کہ یہ لوگ کیوں ایمان نہیں لاتے تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو تسلی دی کہ آپ اس فکر میں کیوں پڑتے ہیں۔ ہم نے آپ کو قرآن جیسی حق و صداقت اور رشد و ہدایت سے لبریز کتاب دیکر بھیجا ہے اور آپ کا فرض صرف یہ ہے کہ آپ تبلیغ کا حق ادا کریں اور ماننے والوں کو خوشخبری اور نہ ماننے والوں کو ڈراوا سنا دیں۔ باقی رہا منوانا تو یہ آپ کا فرض نہیں اور نہ ہی یہ آپ کے بس کی بات ہے۔ اس لئے جو لوگ کفر و انکار کر کے جہنم میں جاتے ہیں جائیں ان کے متعلق آپ سے کوئی سوال نہیں ہوگا۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے ان کے عدم ایمان کا آپ کی طرف سے عذر بیان فرمادیا کہ اس بدانجام کا سبب وہ خود ہیں۔ آپ کی تبلیغ کا قصور نہیں۔ بے بسی و بیچارگی کی حد ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مالک و مختار اور متصرف ہوتے تو دنیا میں کوئی کافر نظر نہ آتا بلکہ آپ سب کو ایمان کی دولت سے مالا مال کر دیتے۔ اب آگے یہود و نصاریٰ کی اسلام سے شدت عداوت اور صلابت علی الکفر کا بیان فرمایا ہے۔ ۲۲۷ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور زجر و تنبیہ فرمایا کہ وہ شرک و گمراہی میں اس قدر پختہ ہیں کہ کبھی توحید کو نہیں مانیں گے اس لئے آپ ان کی خواہشات کا اتباع نہ کرنا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہود و نصاریٰ کے مسلمان ہو جانے کی انتہائی خواہش تھی اور آپ ان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ فرماتے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس معمولی ملاطفت سے یہ راضی ہونے کے نہیں۔ یہ تو آپ سے صرف اسی صورت میں راضی ہو سکتے ہیں کہ آپ ان کی شریعت کی اتباع کرلیں اور ان کا دین اپنالیں۔ یہودی حضرت عزیر کو اور عیسائی حضرت مسیح علیہما السلام کو خدا کا نائب اور متصرف و مختار سمجھ کر پکارتے ہیں، آپ بھی ان کو پکارنا شروع کردیں اور ان کی دیگر مشرکانہ اور جاہلانہ رسمیں بجالائیں تو بس یہ لوگ آپ سے راضی ہو جائیں گے۔ اس طرح آپ کے دل میں ان کے ایمان لانے کی جو ادنیٰ سی امید تھی اسے بھی ختم کر دیا۔ گویا ان کا ایمان لانا امکان سے باہر ہے کیونکہ اسے ایک امر محال پر معلق کیا گیا ہے۔ نہ حضور علیہ السلام ان کے دین کی پیروی کر سکتے ہیں نہ وہ ایمان لاسکتے ہیں۔ ملت سے مراد شریعت اور دین ہے۔ ۲۲۸ یہود و نصاریٰ کے گذشتہ مقالات و حالات ان کے اس دعویٰ پر مبنی تھے کہ صرف ان کا دین ہی حق ہے اور ہدایت صرف یہودیت اور عیسائیت میں ہے تو اس کا جواب دیا کہ ان کا دعویٰ باطل ہے بلکہ اصل ہدایت تو دین اسلام میں ہے۔ ہدی اللہ سے مراد اسلام ہے۔ "ھُدَی اللّٰہِ ..... وھو الاسلام الذی انت علیہ ھو الھُدٰی (بحر ص۳۶۵ ج ۱) یعنی اے پیغمبر! اللہ کی ہدایت یعنی دین اسلام جس پر آپ ہیں اور جس کی طرف آپ دعوت دے رہے ہیں۔ اصل ہدایت یہی ہے جو اللہ کو پسند ہے اور جو آخرت میں کام آنے والی ہے۔ اس سے حضور علیہ السلام اور آپ کی امت کو متنبہ اور خبردار کیا گیا ہے کہ کہیں یہود و نصاریٰ کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر اپنی عاقبت نہ خراب کرلیں۔ ۲۲۹ اَهْوَاءَ ہویٰ کی جمع ہے جس کے معنی نفس کی خواہش کے ہیں۔ اہواء سے مراد ان کے وہ باطل عقائد ہیں جو انہوں نے محض خواہشات نفسانیہ کے پیچھے لگ کر بنائے ہوئے تھے اور جنہیں وہ ملت اور دین کے نام سے لوگوں کے سامنے پیش کرتے تھے۔ ای آراءھم الزائغة المنحرفة عن الحق الصادرة عنھم بتبعیة شھوات انفسھم (روح ص۳۷۳ ج ۱) جس طرح آج کل کے بعض پیروں اور مولویوں نے نفسانی خواہشات اور شیطانی وساوس کو دین بنایا ہوا ہے اور جو ان کے خانہ ساز دین کو نہ مانے وہ ان کے نزدیک مردود اور راندۂ خدا ہے۔ ولئن اتبعت میں خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے مگر آپ کی وساطت سے یہ خطاب آپ کی امت کو بھی شامل ہے۔ بَعْدَ الَّذِيْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ۔ علم سے مراد وحی ہے یعنی اللہ کی طرف سے وحی کے ذریعے حق و باطل واضح ہو جانے کے بعد اور یہود و نصاریٰ کے عقائد کا بطلان و فساد آشکارا ہو چکنے کے بعد اگر تم میں سے کسی نے ان کی خواہشات باطلہ کی پیروی کرلی۔ ۲۳۰ یہ لئن کا جواب ہے یعنی اگر تم میں سے کسی نے ان کی پیروی کرلی تو اس کا کوئی حمایتی اور یار و مددگار نہیں ہوگا۔ جو اسے اللہ کے عذاب سے بچا سکے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہود و نصاریٰ کی خواہشات کی طرف تو ادنیٰ سا جھکاؤ بھی متصور نہیں ہو سکتا۔ پھر آپ کو مخاطب کر کے یہ تنبیہ کیوں کی گئی ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کی امت کو دین باطل اور شرک و بدعت کے اتباع کے خوفناک اور دردناک انجام سے شدت و مبالغہ کے ساتھ روکنا مقصود ہے تاکہ ان کے ذہن میں یہ بات جانشین ہو جائے کہ شرک و بدعت کا اتباع اتنا بڑا گناہ اور سنگین جرم ہے کہ اگر بفرض محال وہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی (العیاذ باللہ) سرزد ہو جائے تو اس کی سزا سے انہیں بھی مستثنا نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی ان کے حق میں کسی پیغمبر، فرشتے یا پیر کی سفارش قبول کی جائے گی تو پھر ہم کس باغ کی مولی ہیں۔ اس سے امت محمدیہ کو عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔ فیه تهدید و وعید شدید للامة عن اتباع طرائق الیھود والنصاریٰ بعد ما علموا من القرآن والسنة (ابن کثیر ص۱۶۳ ج ۱) افسوس کا مقام ہے کہ آج توحید و سنت کی جگہ شرک و بدعت کو دین سمجھ کر اس کی اتباع کی جا رہی ہے۔ غیر اللہ کو پکارنا، بزرگوں کی نذریں منتیں دینا، قبروں پر عرس لگانا، قبروں پر غلاف ڈالنا اور چراغ جلانا وغیرہ آ دین اسلام کا ایک حصہ بن چکے ہیں۔ العیاذ باللہ العظیم۔

دعویٰ توحید پر نقلی دلیل

یہاں تک تو اہل کتاب میں سے نہ ماننے والوں کا ذکر تھا اب آگے ان لوگوں کا ذکر ہے جو ان میں سے ایمان لے آئے جنہوں نے تورات کو کما حقہٗ پڑھا۔ اس میں کسی قسم کی تحریف نہ کی اور پھر اس کی تعلیم کے مطابق عمل بھی کیا۔ اس آیت کا تعلق اصل دعویٰ اُعْبُدُوْا رَبَّكُمْ سے ہے اور یہ اس دعویٰ کی نقلی دلیل ہے۔ ۲۳۱ موصول عہد کے لئے ہے۔ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اہل کتاب میں سے ایمان لا چکے تھے مثلاً عبداللہ بن سلام، ابن صوریا اور ابن یامین وغیرہ قال الضحاک ھم من اٰمن من الیھود کابن سلام وابن صوریا وابن یامین (بحر ص۳۶۹ ج ۱) الکتٰب سے مراد تورات و انجیل ہیں علی ارادة الجنس اور تلاوت کے معنی یہاں اتباع اور پیروی کے ہیں جیسا کہ والقمر اذا تلاھا میں تلا بمعنی اتبعھا و ذھب علیٰ اثرھا کے ہیں۔ ای یتبعونه حق اتباعه ..... قال عکرمة اما سمعت

قول اللہ تعالیٰ والقمر اذا تلاھا (قرطبی ص۹۵ ج۲) یعنی وہ اہل کتاب اپنی کتاب کی اتباع کا حق ادا کرتے ہیں حق اتباع یہ ہے کہ وہ اس کے تمام اوامر ونواہی کی تعمیل کرتے ہیں اور اس میں لفظی یا معنوی تحریف نہیں کرتے اور اگر تلاوت بمعنی قرارت ہو تو مطلب پھر بھی یہی ہوگا کہ وہ اسے اسی طرح پڑھتے ہیں جس طرح وہ نازل ہوئی ہے اور اس میں تحریف نہیں کرتے۔ یقرؤنہ کما انزل اللہ، ولا یحرفون الکلم عن مواضعہ ولا یتاولونہ علی غیر الحق (کبیر ص۲۶ ج۱) **۲۳۲** اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ۔ بِهٖ کی ضمیر کو بعض مفسرین نے الکتاب کی طرف راجع کیا ہے اور اسے راجح قرار دیا ہے مگر یہ صحیح نہیں کیونکہ اس صورت میں يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ اور اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ دونوں کا مفہوم ایک ہی ہوگا اور تنوع عبارت اور تاکید کے بغیر جملہ ثانیہ کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ یہ ضمیر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہو کیونکہ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ میں آپ کا ذکر گذر چکا ہے تو اس صورت میں خطاب سے غیبت کی طرف التفات ہوگا۔ یا ضمیر ھُدَی اللّٰہِ کی طرف راجع ہو۔ (بحر ص۳۶۹ ج۱) تو دونوں صورتوں میں اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جو اہل کتاب اپنی کتاب کو کما حقہٗ پڑھتے ہیں اس کے اوامر ونواہی کی تعمیل کرتے ہیں اور اس میں کسی قسم کی تحریف نہیں کرتے وہ تو اس آخری نبی کو مانتے اور اس پر ایمان رکھتے ہیں یا اس کی لائی ہوئی ہدایت کو مانتے ہیں۔ جب تمہارے یہ علماء تسلیم کرتے ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ یہ پیغمبر سچا ہے اور جو دعویٰ توحید اس نے پیش کیا ہے وہ بھی صحیح اور درست ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اس پیغمبر کی صداقت اور اس کی پیش کردہ دعوتِ توحید کی حقانیت خود ان کی اپنی کتاب میں بھی مذکور ہے جبھی تو انہوں نے ان کی تصدیق کی ہے اس طرح یہ آیت دعویٰ توحید کی نقلی دلیل ہوگی۔ **۲۳۳** جن لوگوں نے اس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی لائی ہوئی ہدایت کا انکار کیا وہ سخت خسارے میں رہیں گے کیونکہ انہوں نے ایمان کے عوض کفر خرید کر سودا ہی ایسا کیا ہے جس میں سراسر خسارہ ہی خسارہ ہے۔

یہاں تک اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر اپنے انعامات واحسانات کا ایک ایک کر کے ذکر کیا ہے پھر ان کی شرارتوں اور خباثتوں کو واضح فرمایا ہے۔ ان کی سرکشی اور ضد وعناد کی مثالیں بیان کی ہیں سب کچھ یاد دلا کر آخر میں انعامات یاد کرنے اور عذاب وانتقام سے ڈرنے کا حکم دیا ہے اس مکرر ترغیب وترہیب کے بعد اس سلسلہ مضامین کو ختم کر دیا ہے نیز یہ ترغیب وترہیب آئندہ مضامین کیلئے بطور تمہید لائی گئی ہے۔ **۲۳۴** میرے ان تمام انعامات کو یاد کرو جو ابھی ابھی تمہیں یاد دلائے ہیں خصوصاً اس نعمت توحید کو جس کی وجہ سے تمہارے اسلاف کو دنیا میں سب سے اونچا اور ممتاز مقام حاصل ہوا۔ **۲۳۵** میرے پیغمبر پر ایمان لے آؤ اور دعوت توحید مان لو ورنہ قیامت کے دن تیرے عذاب سے بچنے کی کوئی صورت نہیں اس آیت کی تفسیر پہلے گذر چکی ہے

حصہ دوم۔ رسالت وما یتعلق بہا

یہ حصہ وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ سے شروع ہو کر پانچویں رکوع میں وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ پر ختم ہوا ہے۔ پہلے مختصر سی تمہید ہے اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور حقیقتِ نبوت پر یہود ونصاریٰ اور مشرکین کے مسلمات سے دلائل پیش کئے گئے ہیں پھر رسالت پر چند شبہات کے جوابات اور آخر میں پیغام رسالت یعنی مسئلہ توحید کی مزید عقلی دلائل سے وضاحت کی گئی ہے۔ نزول قرآن کے وقت عرب میں مذہبی لحاظ سے تین گروہ زیادہ مشہور ومعروف تھے (۱) مشرکین عرب، (۲) یہودی، (۳) نصاریٰ ــــــ یہ تینوں گروہ نسلی اور روحانی اعتبار سے اپنے آپ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے منسلک کرتے تھے۔ مشرکینِ عرب بت پرستی کے باوجود اپنے آپ کو ابراہیمی کہتے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متبع ہونے کے مدعی تھے اور یہ مجرد دعویٰ ہی نہیں کرتے تھے بلکہ شریعت ابراہیمی کے بعض اعمال بھی بجا لاتے تھے۔ گو ان اعمال کی شکل وصورت مسخ کر ڈالی تھی۔ مثلاً حج کرنا، قربانی دینا، ڈاڑھی رکھنا، ختنہ کرانا وغیرہ اور حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل علیہما السلام سے محبت وعقیدت غلو کے درجے تک پہنچی ہوئی تھی۔ چنانچہ ان دونوں بزرگوں کے بت بنا کر بیت اللہ میں رکھے ہوئے تھے اور ان کی پوجا کرتے تھے۔ ان کی نذریں منتیں دیتے، ان کے نام پر ساندھ چھوڑتے اور انہیں حاجت روا، مشکل کشا اور عالم الغیب سمجھ کر غائبانہ پکارتے تھے۔ اسی طرح یہودی اور عیسائی بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا پیشوا مانتے تھے۔ اور ہر دو فریق کا دعویٰ تھا کہ وہ ان کے مذہب پر ہیں اور ان کا مذہب انہیں سے چلا ہے۔ ان کے علاوہ یہود ونصاریٰ حضرت اسحٰق، حضرت یعقوب، حضرت موسیٰ علیہم السلام اور اس سلسلے کے باقی تمام پیغمبروں کو بھی مانتے تھے۔ نصاریٰ ان سب کے علاوہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بھی قائل اور متبع تھے۔

مخاطبین کے نزدیک ان مسلم شخصیات کی تصدیقات کی روشنی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر دو دلیلیں بیان کی گئی ہیں پہلی دلیل تو یہ ہے کہ یہ وہی پیغمبر ہے جس کی آمد وبعثت کیلئے حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام نے بیت اللہ میں کھڑے ہو کر خدا کی جناب سے دعا کی تھی کہ ”اے اللہ! اس شہر مکہ میں ایک ایسا رسول بھیجنا جو ان کو تیرے احکام سنائے، تیرا دین سکھلائے اور ان کے ظاہر وباطن کا تزکیہ کرے“ اب وہ رسول آگیا ہے اور بالکل انہیں صفات سے متصف ہے جو دعائے ابراہیم میں مذکور تھیں۔ لہٰذا اگر تم ابراہیمی ہونے کے دعوے میں سچے ہو تو اس پیغمبر کو مان لو جو ان کی دعا کا ثمرہ ہے۔ دوسری دلیل یہ دی گئی ہے کہ حضرت ابراہیم، حضرت اسحٰق، حضرت یعقوب علیہم السلام اور ان کے سلسلہ کے باقی تمام پیغمبر خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سب کے سب دین توحید کے پابند تھے، صرف ایک خدا کی عبادت کیا کرتے تھے۔ صرف اسے ہی حاجات ومشکلات میں پکارا کرتے تھے۔ مرتے وقت اپنی اولاد کو بھی توحید پر پابند رہنے کی وصیت کیا کرتے تھے۔ یہ تمام بزرگ شرک وبت پرستی سے سخت بیزار تھے۔ چونکہ نظریۂ توحید کے اعتبار سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے ان تمام بزرگوں سے متفق ہیں اور اسی نظریۂ توحید کی دعوت دیتے اور تبلیغ واشاعت کرتے ہیں جو خود تمہارے ان روحانی اور جسمانی آباء واجداد کا تھا۔ لہٰذا جس طرح یہ چیز اس نظریہ کے حق ہونے کی دلیل ہے اسی طرح یہ اس توحید کو پیش کرنیوالے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی بھی دلیل ہے۔ رسالت پر مخالفین جو شبہات تھے ان کی تقریر ان کے مواقع پر آئے گی۔

تمہید

تمہید میں بتایا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک ہمہ گیر شخصیت کے مالک تھے اور سب کے مذہبی پیشوا تھے۔ انہوں نے ہی خانہ کعبہ تعمیر کیا اور اسے اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت سے آباد کیا۔ اس تمہید پر اگلے دلائل کی بنا ہے نیز آگے تحویل قبلہ کا حکم آرہا ہے یہ اس کے لئے بھی تمہید ہے کہ خانہ کعبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ ہے اس لئے اس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے پر اعتراض بے جا ہے۔

۲۳۶ اِذْ کا عامل قال ہے جو آگے آرہا ہے۔ والاختیار ان یکون العامل فیہ ملفوظا بہ وھو قال انی جاعلك (بحر ص۳۷۳ ج۱) ابتلا کے معنی امتحان اور آزمائش کے ہیں جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا امتحان لیتا ہے تو اس سے اس کا مقصد بندوں کے احوال کو جاننا نہیں ہوتا کیونکہ وہ تو پہلے بھی جانتا ہے بلکہ اس سے ان کے احوال کا خود ان کے لئے اور دوسرے لوگوں کے لئے اظہار مقصود ہوتا ہے تاکہ خود ان بندوں پر اپنی حقیقت واضح ہو ہوجائے اور دوسروں کو اس سے سبق حاصل ہو سکے۔ وابتلاء اللہ العباد لیس لیعلم احوالھم بالابتلاء لانہ عالم بھم ولکن لیعلم العباد احوالھم (معالم ص۸۶ ج۱) کلمات کلمہ کی جمع ہے اور اس سے مراد وہ امور اور احکام ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا امتحان لیا تھا۔ ان کلمات کے بارے میں مفسرین نے بہت سے اقوال ذکر کئے ہیں۔ بعض نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ اس سے مراد خصائل فطرت ہیں یعنی کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، مسواک کرنا، ناخن تراشنا، بغلوں اور زیر ناف کے بال صاف کرنا وغیرہ بعض نے اسی قسم کے کچھ اور احکام ذکر کئے ہیں لیکن اتنے بڑے جلیل القدر پیغمبر کا ابتلا اور پھر ایسے آسان احکام میں، یہ بات قرین قیاس معلوم نہیں ہوتی۔ یہ صحیح ہے کہ ان خصائل کو حدیث میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف منسوب کیا گیا ہے مگر حدیث میں یہ کہیں مذکور نہیں کہ جن کلمات میں ان کا امتحان لیا گیا تھا وہ یہ خصائل ہیں۔ اس لئے

مُصَلًّى ؕ وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ

نماز کی جگہ ۲۴۰ اور حکم کیا ہم نے ابراہیم اور اسمٰعیل کو کہ

طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَ

پاک کر رکھو میرے گھر کو واسطے طواف کرنے والوں کے اور اعتکاف کرنے والوں کے اور

الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۱۲۵﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ

رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے ۲۴۱ اور جب کہا ابراہیم نے اے رب میرے

اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ

بنا اس کو شہر امن کا ۲۴۲ اور روزی دے اس کے رہنے والوں کو

مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

میوے سے جو کوئی ان میں سے ایمان لاوے اللہ پر اور قیامت

الْاٰخِرِ ؕ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ

کے دن پر ۲۴۳ فرمایا اور جو کفر کریں اسکو بھی نفع پہنچاؤں گا تھوڑے دنوں ۲۴۴ پھر

اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۲۶﴾

اس کو جبراً بلاؤں گا دوزخ کے عذاب میں اور وہ بری جگہ ہے رہنے کی

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ

اور یاد کر جب اٹھاتے تھے ابراہیم بنیادیں خانہ کعبہ کی

وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ

اور اسمٰعیل اور دعا کرتے تھے اے پروردگار ہمارے قبول کر ہم سے ۲۴۵ بیشک تو ہی ہے

السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۲۷﴾ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ

سننے والا جاننے والا اے پروردگار ہمارے اور کر ہم کو حکم بردار

لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۪ وَاَرِنَا

اپنا ۲۴۶ اور ہماری اولاد میں بھی کر ایک جماعت فرمانبردار اپنی اور بتلا ہم کو

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ۱۲

قریب قیاس یہ ہے کہ اس سے مراد پیارے بیٹے اور پیاری جان کی قربانی ہے اللہ تعالیٰ نے انہیں بیٹے کی قربانی دینے کا اشارہ فرمایا تو اس کے لئے تیار ہوگئے۔ اللہ کی توحید کی خاطر انہیں آگ میں ڈالا گیا مگر اس شدت میں بھی انہوں نے صبر کیا اور صرف اللہ کو مدد کے لئے پکارا اور غیر اللہ کی مدد کا خیال تک دل میں نہ لائے۔ العاشر ھی ما ابتلاہ بہ فی مالہ وولدہ ونفسہ فسلم مالہ للضیفان وولدہ للقربان ونفسہ للنیران وقلبہ للرحمٰن فاتخذہ اللہ خلیلا (بحر ص ۳۷۵ ج ۱) فَاَتَمَّهُنَّ ط وہ امتحان میں پورے اترے اور تمام باتوں کو خدا کی مرضی کے مطابق کر دکھایا۔ ۲۳۷ یہاں امام سے مراد صاحب شریعت رسول ہے یعنی وہ رسول جو پہلے کسی نبی کا متبع نہ ہو بلکہ اس کے بعد آنے والے تمام انبیاء اس کا اتباع کریں۔ اس سے مراد شیعوں کا اصطلاحی امام نہیں ہے۔ قال اھل التحقیق والمراد بالامام ھٰھنا النبی ای صاحب شرع متبع (بحر ص ۳۷۶ ج ۱) یعنی اللہ تعالیٰ نے ابتلاء میں کامیابی پر اعزاز واکرام کے طور پر آپ کو قیامت تک آنے والی نسلوں کا اصلِ دین اور عقائدِ توحید میں امام و پیشوا بنا دیا۔ قیامت تک جو رسولؑ اور نبیؑ آئیں گے وہ انہی کی نسل سے ہونگے اور انہی کی ملت کے متبع ہونگے۔ واما منہ علیہ السلام عامۃ مؤبدۃ اذ لم یبعث نبی بعدہٗ الا کان من ذریتہ ماموراً باتباع ملتہ (ابو السعود ص ۱۵۴ ج ۱) قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ یہ جاعلک کے کاف پر معطوف ہے اور عطف تلقین کے قبیل سے ہے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تمام لوگوں کی پیشوائی کا اعزاز ملا تو خواہش ظاہر کی کہ ان کی اولاد سے بھی دین کے پیشوا اور انبیاء پیدا ہوں ۲۳۸ عہد سے مراد وہی عہد امامت ہے جس سے نبوت مراد ہے۔ فالمتبادر من العھد الامامۃ ولیست ھی ھنا الا النبوۃ (روح ص ۳۷۶ ج ۱) اور ظالمین سے مراد نافرمان ہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ تمہاری اولاد سے جو نافرمان ہونگے وہ اس نعمت سے محروم رہیں گے اور فرمانبرداروں میں سے جنہیں اللہ چاہے گا مرتبۂ نبوت عطا فرمائے گا حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ لوگ دین میں تیری اقتدا کرینگے۔ اور فائدہ اٹھائیں گے عرض کیا میری اولاد سے بھی کوئی فائدہ اٹھائے گا فرمایا جنہوں نے انابت کی اور ضد نہ کی وہ فائدہ اٹھائیگا۔ الحاصل اے یہود حضرت ابراہیم علیہ السلام کا معاندوں کو کوئی فائدہ نہیں اور تم معاند ہو اس لئے ومن ذریتی سے مراد ہے ومن ینتفع من ذریتی ـــــ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ ای بالنفع لمن عاند۔ مطلب یہ جو ظالم اور مشرک ہوگا اور ضد کریگا وہ نفع نہیں اٹھائے گا۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ جو ظالم نہیں ہوگا وہ پیشوا بنے گا۔ ۲۳۹ البیت سے مراد خانۂ کعبہ ہے مثابۃً اسم ظرف ہے اور تا مبالغہ کے لئے ہے یعنی وہ مقام جہاں لوگ بار بار آئیں۔ امنًا مصدر ہے جس سے مراد موضع امن یعنی امن کی جگہ ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ابتلاء میں کامیابی کے ذکر کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ ہم نے بیت اللہ کو لوگوں کے لئے مرجع و امن بنا دیا ہے کہ دور دور سے لوگ ہزاروں کی تعداد میں خصوصًا حج کے موقع پر وہاں جمع ہوتے ہیں اور جو لوگ حرم کعبہ کی حدود میں داخل ہو جاتے ہیں وہ اللہ کی پناہ اور اس کے حفظ میں ہوتے ہیں۔ انسان تو انسان ان حدود میں پرندوں اور جانوروں کا شکار بھی جائز نہیں۔ وہ بھی وہاں محفوظ و مامون ہیں۔ ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا تھا کہ وہ اس گھر کو جہاں دور دور سے لوگ میری عبادت کے لئے آتے ہیں اور خائفین پناہ لیتے ہیں ہر قسم کی شرک کی گندگی سے پاک رکھنا۔ ۲۴۰ اس میں خطاب سب لوگوں سے ہے اور مقام ابراہیمؑ سے وہ پتھر مراد ہے جس پر کھڑے ہو کر انہوں نے بیت اللہ کی تعمیر کی تھی۔ وھو قول جمھور المسلمین (روح ص ۳۷۹ ج ۱) حج کے موقع پر اس جگہ جو دو رکعت نفل ادا کئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اسی حکم کے تحت ہیں۔ اور حنفیہ و مالکیہ کے نزدیک واجب ہیں۔ ۲۴۱ لفظ عہد کا صلہ جب الیٰ ہو تو اس کے معنی وصیت کرنے کے ہوتے ہیں اور اس سے مجازًا امر مراد ہوتا ہے۔ العھد اذا تعدی بالی یکون بمعنی التوصیۃ ویتجوز بہ عن الامر (روح ص ۳۸۰ ج ۱) لہٰذا یہاں عَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ کے معنی ہوں گے۔ امرنا ابراھیم واسمٰعیل یعنی ہم نے ابراہیم اور اسمٰعیل کو حکم دیا۔ اَنْ ماموربہ کے بیان کے لئے ہے اور تطہیر کعبہ سے مراد یہ ہے کہ وہ اسے بتوں اور بت پرستی سے پاک رکھیں اور اس میں خالص اللہ کی عبادت کریں اور اس میں شرک نہ ہونے دیں۔ والمعنی انہ لا ینصب فیہ وثن ولا یعبد فیہ غیر اللہ (بحر ص ۳۸۳ ج ۱) کیونکہ پہلے جب کبھی خانۂ کعبہ آباد تھا اس وقت مشرکین نے اپنے بزرگوں کی مورتیاں بنا کر اس میں رکھی ہوئی تھیں اور ان کی پوجا کیا کرتے تھے۔ ذکروا انہ کان عامرًا علی عھد نوح و انہ کان فیہ اصنام علی اشکال صالحیھم وانہ طال العھد فعبدت من دون اللہ فامر اللہ بتطھیرہ من تلک الاوثان قالہ جبیر و مجاھد و عطاء و مقاتل (روح ص ۳۸۰ ج ۱، بحر ص ۳۸۲ ج ۱)

بیتی یعنی میرا گھر اس میں اضافت محض کعبہ کا شرف ظاہر کرنے کے لئے ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کا تو کوئی رہائشی گھر نہیں ہے یا یہ اضافت ایسی ہی ہے جس طرح مملوک یا مخلوق کی اضافت مالک اور خالق کی طرف ہوتی ہے اضاف البیت الی نفسه اضافة تشریف وتکریم وهی اضافة مخلوق الی خالق ومملوك الی مالك (قرطبی ص۱۱۲ ج ۲) للطائفین میں لام تعلیلیہ ہے۔ ای لاجلهم فاللام تعلیلیة (روح ص۳۸۱ ج ۱) طائفین سے مراد وہ بیرونی لوگ ہیں جو وہاں جائیں اور عاکفین سے وہاں کے باشندے مراد ہیں اور الرکع السجود سے مراد نمازی ہیں مطلب یہ ہوا کہ ہم نے ابراہیم اور اسمٰعیل کو حکم دیا کہ باہر سے آنے والوں، وہاں کے باشندوں اور دیگر تمام عبادت گزاروں کی خاطر میرے گھر کو شرک اور بت پرستی سے پاک رکھو اور وہاں اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت کا طریقہ جاری کرو تاکہ ہر شخص کو توحید کی دانشگی پیدا ہو۔ ایسا نہ ہو کہ کہیں مشرک لوگ موقع پاکر بیت اللہ میں پھر بزرگوں کی مورتیاں رکھ کر شرک کرنا شروع کردیں اور بیت اللہ میں آنے جانے والے لوگوں میں شرک کے جراثیم پھیل جائیں۔ اس تمہید کے بعد اب

مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ
قاعدے حج کرنے کے اور ہم کو معاف کر بیشک تو ہی ہے توبہ قبول کرنے والا
الرَّحِيْمُ ﴿١٢٨﴾ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ
مہربان اے پروردگار ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول ۲۴۷ انہی میں کا کہ
يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ
پڑھے ان پر تیری آیتیں اور سکھا دے ان کو کتاب اور تہ کی باتیں
وَيُزَكِّيْهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿١٢٩﴾ وَمَنْ
اور پاک کرے ان کو بیشک تو ہی ہے بہت زبردست بڑی حکمت والا ۲۴۸ اور کون ہے جو
يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ۭ
پھرے ابراہیم کے مذہب سے مگر وہی جس نے احمق بنایا اپنے آپ کو ۲۴۹
وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ
اور بیشک ہم نے ان کو منتخب کیا دنیا میں اور وہ آخرت میں
لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿١٣٠﴾ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ ۙ قَالَ
نیکوں میں ہیں یاد کرو جب اسکو کہا اس کے رب نے کہ حکمبرداری کر ۲۵۰ تو بولا
اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٣١﴾ وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ
کہ میں حکمبردار ہوں تمام عالم کے پروردگار کا اور یہی وصیت کر گیا ابراہیم
بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ۭ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ
اپنے بیٹوں کو اور یعقوب بھی ۲۵۱ کہ اے بیٹو بیشک اللہ نے چن کر دیا ہے تم کو
الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿١٣٢﴾ ۭ اَمْ
دین سو تم ہرگز نہ مرنا مگر مسلمان کیا
كُنْتُمْ شُهَدَاۗءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ
تم موجود تھے جس وقت قریب آئی یعقوب کے موت ۲۵۲ جب کہا

ع ۱۵ ۸ ۱۵

۱ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دو دعاء ۱۲

۲ آخری پیغمبر پر ایمان لانے کی ترغیب ۳ وہ ملت ابراہیمی کا متبع ہے ۱۲

اہلِ مکہ کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاء کا ذکر ہے آپ نے ان کے لئے دو دعائیں کی تھیں ایک مادی اور دنیوی زندگی کیلئے اور دوسری روحانی اور اخروی زندگی کے لئے۔ **۲۴۲** یہاں بھی اذ کا فاعل محذوف ہے یعنی اذکر هذا۔ بَلَدًا سے مکہ مکرمہ مراد ہے۔ اٰمِنًا فاعل نسبت کے لئے ہے جیسا کہ تامر ولابن ای ذا امن۔ یہ پہلی دعاء کا پہلا حصہ ہے اس میں مکہ شہر کو امن وسکون کا گہوارہ بنانے کی دعا ہے کہ اس شہر اور اس کے مضافات کو ڈاکوؤں، چوروں اور غارت گروں سے محفوظ رکھنا تاکہ وہاں کے باشندے امن وچین سے تیری خالص عبادت کر سکیں اور تیری توحید پھیلا سکیں **۲۴۳** یہ پہلی دعاء کا دوسرا حصہ ہے مکہ اور اس کے مضافات پہاڑوں اور ریگستانوں سے گھرے ہوئے ہیں جہاں کھیتی باڑی کا کوئی امکان نہیں اس لئے ان کے معاشی اطمینان کے لئے بھی دعا کی کہ انہیں پھلوں سے روزی مہیا کی جائے مَنْ اٰمَنَ، اَهْلَهٗ سے بدل البعض ہے یعنی اہل مکہ میں سے جو مومن ہوں ان کو روزی عطا کرنا پہلے لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ۔ کا فیصلہ سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذہن میں یہ بات بیٹھ گئی تھی کہ شاید اس روحانی نعمت کی طرح یہ دنیوی نعمت بھی اللہ کے فرمانبرداروں کے ساتھ مخصوص ہوگی اس لئے آپ نے دعا میں مومنین کی تخصیص کردی لیکن اس شبہ کا اگلی آیت میں ازالہ کر دیا گیا ہے ایمان کے تمام اجزاء کا ذکر کرنے کی بجائے صرف ایمان باللہ اور ایمان بالآخرت یعنی مبدأ و معاد پر اس لئے اکتفا کیا ہے کہ ان دونوں پر ایمان لانا باقی پر ایمان لانے کو مستلزم ہے اور باقی تمام اجزائے ایمان اس کے ضمن میں آجاتے ہیں۔ واقتصر فی متعلق الایمان بذکر المبدأ و المعاد لتضمن الایمان بهما بجمیع ما یجب الایمان به (روح ص۳۸۲ ج ۱، بحر ص۳۸۳ ج ۱) **۲۴۴** وَمَنْ كَفَرَ کا معطوف علیہ محذوف ہے۔ ای ارزق من اٰمن ومن کفر (روح ص۳۸۳ ج ۱) یعنی جو ایمان لائے گا اس کو بھی روزی دوں گا اور جو کفر کریگا اس کو بھی۔ فَاُمَتِّعُهٗ مَنْ كَفَرَ پر معطوف ہے اور قَلِیْلًا ـــ زَمَانًا محذوف کی صفت ہے اور اس سے مراد اس کی پوری زندگی کا زمانہ ہے وہ چونکہ آخرت کی ابدی زندگی کے مقابلہ میں بہت ہی کم ہے اس لئے اسے قلیل فرمایا۔ یعنی جو شخص کفر کریگا اسے بھی دنیا کی چندروزہ زندگی میں دنیوی رزق سے فائدہ اٹھانے کا موقع دوں گا۔ فنبه سبحانه وتعالیٰ علی ان الرزق رحمة دنیویة تعم المؤمن والکافر بخلاف الامامة والتقدم فی الدین (بیضاوی ص۳۷ ج ۲) ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰی عَذَابِ النَّارِ لیکن آخرت میں کافر کو جہنم میں دھکیل دیا جائیگا جس سے بچنے کی کوئی صورت نہیں ہوگی۔ اب آگے اپنے لئے دعا مانگتے ہیں **۲۴۵** وَاِذْ یَرْفَعُ، وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ پر معطوف ہے اور اذ کا عامل یَقُوْلَانِ ہے جو رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا سے پہلے محذوف ہے (روح ص۳۸۴ ج ۱) ویجوز ان یکون القول المحذوف هو العامل فی اذ (بحر ص۳۸۸ ج ۱) قواعد قاعدة کی جمع ہے جس کے معنی بنیاد کے ہیں۔ اسمٰعیلُ کا عطف ابراہیم پر ہے یعنی جب دونوں باپ بیٹا بیت اللہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے تو اس وقت دعاء مانگ رہے تھے کہ اے اللہ! محض اپنے فضل ورحمت سے ہمارے اعمال قبول فرما۔ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ما انت ضمیر فصل اور خبر کا معرفہ ہونا حصر پر دلالت کرتا ہے اور جملہ کا اسمیہ اور ان سے مؤکد ہونا دونوں بزرگوں کی قوت یقین اور پختگی ایمان کو ظاہر کرتا ہے یعنی بیشک یقیناً صرف تو ہی ہماری دعاء کو قبول کرنے والا اور ہماری نیتوں کو جاننے والا ہے۔ **۲۴۶** مُسْلِمَیْنِ لَكَ ـــ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ سے ماخوذ ہے۔ ای مخلصین موحدین لك

روح ص۳۸۵ ج ۱) ای موحدین مخلصین لا نعبد الا ایاک (کبیر ص۳۰ ج ۱) یعنی ہمیں مزید اخلاص نصیب فرما اور اپنی توحید اور خالص عبادت پر ثبات و دوام عنایت کر کہ ہمیشہ دل وجان اور زبان سے ہر نفع اور نقصان میں تجھے ہی پکاریں اور مالی، بدنی اور زبانی عبادتیں تیری ہی بجا لائیں یعنی ہمیں صفتِ اخلاص، اپنی توحید، اور خالص عبادت پر قائم رکھ ۔ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا کا عطف اجْعَلْنَا کی ضمیر مفعول پر ہے مطلب یہ کہ ہماری اولاد میں بھی ہمیشہ ایک ایسی جماعت برقرار رہے جو توحید کی پابند ہو، صرف تیری ہی عبادت کرے اور صرف تجھے ہی پکارے، توحید کی اشاعت کرے اور شرک سے روکے وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا ۔ یہاں ارات بمعنی تعلیم ہے اور مناسک سے مراد احکام شریعت اور امور حج ہیں ۔ علمنا و عرفنا ...... شرائع دیننا و اعلام حجنا (معالم ص۹۲ ج ۱) یعنی ہمیں احکام شریعت اور امور حج تعلیم فرما وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ یہاں توبہ سے مراد وہ عوام کی توبہ نہیں جو گناہوں سے ہوتی ہے بلکہ یہ توبہ خواص الخواص کی ہے جس کا مقصد درجات کی بلندی اور مقامات کی رفعت کے لئے دعا و التجا ہوتا ہے ۔ وتوبة خواص لخواص لرفع الدرجات والترقی فی المقامات (روح ص۳۸۵ ج ۱) اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۔ کیونکہ توبہ قبول کرنے والا اور اپنی رحمت کے سایہ میں لینے والا تو ہی تو ہے ۔ اب آگے دوسری یعنی روحانی دعا کا ذکر ہے ۔ **۲۴۷** ھُمْ ضمیر کا مرجع اُمَّةً مُّسْلِمَةً ہے رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یہاں بھی ہُم کا مرجع اُمَّةً مُّسْلِمَةً ہے اور اُمَّةً مُّسْلِمَةً کے ساتھ ذُرِّيَّتِنَا کی قید گذر چکی ہے ۔ مطلب یہ ہے کہ ہم دونوں کی اولاد میں جو امتِ مسلمہ ہو ان میں سے ایک رسول برپا کر ۔ یہ دعا صرف اسی صورت میں پوری ہو سکتی ہے جب کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے ان صفات کا حامل رسول مبعوث ہو لہٰذا حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں پیدا ہونے والے انبیا ء کے ذریعے یہ دعا پوری نہیں ہو سکتی کیونکہ ذُرِّيَّتِنَا میں نا سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہیں اسلئے کہ بنائے کعبہ کے وقت یہی دونوں وہاں موجود تھے ۔ مِنْهُمْ سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ یہ امتِ مسلمہ چونکہ انسان ہیں، خاکی ہیں، بشر اور بنی آدم ہیں لہٰذا ان میں سے جو رسول پیدا ہو گا وہ بھی انسان اور بشر ہی ہو گا نہ کہ کسی اور جنس اور نوع کا ہو گا ۔ آگے اس رسول کی چند صفات بیان کی ہیں ۔

پہلی صفت ۔ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وہ انہیں تیری آیتیں پڑھ کر سنائے اور ان کے الفاظ بلا کم و کاست ان تک پہنچائے ۔ **دوسری اور تیسری صفت** ۔ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ان کو کتاب و حکمت سکھلائے ۔ کتاب سکھانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے الفاظ انہیں سمجھائے، ادائے الفاظ کی کیفیت بتائے، اس کی آیات کے مطالب و معانی اور حقائق و اسرار سے آگاہ کرے ۔ بان یفہمہم الفاظہ ویبین لہم کیفیۃ اداۂ ویوقفہم علی حقائقہ واسرارہ (روح ص۳۸۶ ج ۱) اور حکمت سے مراد سنت اور احکام شریعت کی تشریح و تبیین ہے ۔ وقال قتادۃ الحکمۃ السنۃ وبیان النبی الشرائع (قرطبی ص۱۳۱ ج ۲، بحر ص۳۹۳ ج ۱) یعنی اللہ کی کتاب کے احکام کی خدا کا پیغمبر جو زبانی تشریح و تفسیر کرے گا یا ان احکام کی کیفیتِ تعمیل بتائے گا حکمت سے یہ سب کچھ مراد ہے اور اسے ہی اصطلاحِ شریعت میں سنت کہا جاتا ہے اس کی مزید تشریح رکوع ۱۸ میں آئے گی ۔ وَيُزَكِّيْهِمْ ۖ یہ پیغمبر کی چوتھی صفت ہے یعنی وہ پیغمبر انہیں کفر و شرک کی نجاستوں، بدعملی کی آلائشوں اور بداخلاقی کی آلودگیوں سے پاک و صاف کرے ۔ **۲۴۸** یقیناً تو ہی سب پر غالب اور ہر حکمت کو جاننے والا ہے تجھے کسی دعا کے رد و قبول پر مجبور نہیں کیا جا سکتا اور ہر دعا کا رد و قبول بھی تیری حکمت کے عین مطابق ہوتا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا ظہور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے ہوا ۔ اس دعاء کو یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے سامنے حضور علیہ السلام کی صداقت پر بطور دلیل پیش کیا کہ یہی وہ پیغمبر ہے جس کے ظہور کے لئے تمہارے روحانی اور جسمانی باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی ۔ لہٰذا اس پر ایمان لاؤ اور اس کی لائی ہوئی دعوتِ توحید کو مانو کیونکہ یہ دعوت بھی وہی ہے جو خود حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کے سامنے پیش کی اور مرتے وقت اس پر قائم رہنے کی وصیت فرمائی ۔ **۲۴۹** رغب کا صلہ جب عَنْ آتا ہے تو اس کے معنی اعراض کرنے کے ہوتے ہیں ۔ سَفِهَ نَفْسَهٗ ۖ کے معنی ہیں جعلها مهانة ذليلة (روح ص۳۸۵ ج ۱) یعنی جس نے اپنے آپ کو شرک و بدعت کی وجہ سے ذلیل و خوار کر رکھا ہو ۔ اور یا اس کے معنی ہیں خسر نفسه (بحر ص۳۹۴ ج ۱، معالم ص۹۶ ج ۱) یعنی جس نے اپنے آپ کو شرک کی وجہ سے خسارے میں ڈال رکھا ہو یا اس کے معنی حمق رأیه کے ہیں (ایضاً) یعنی جس کی رائے احمقانہ ہو اور وہ بے وقوف ہو مطلب یہ ہے کہ ملتِ ابراہیمی تو سراسر اخلاص و توحید سے لبریز ہے اور اس کے تمام احکام عقل و فطرت کے مطابق ہیں اس لئے ایسی ملت سے صرف وہی اعراض کر سکتا ہے جو شرک میں ڈوبا ہوا ہو یا جس کی عقل میں فتور ہو ۔ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا ۚ اسی ملتِ وحدت اور دینِ توحید کی پیروی کی بنا پر تو ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو دنیا میں سب کی پیشوائی کے لئے منتخب کیا تھا وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ صالح فی الآخرت کے معنی ہیں کامیاب اور بفائز المرام ۔ الصالح فی الآخرۃ ھو الفائز (قرطبی ص۱۳۳ ج ۲) ملتِ ابراہیمی ایک ایسی چیز ہے جس کے اتباع کی وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کمالات دنیویہ اور مقاصد اُخرویہ حاصل ہوئے لہٰذا ایسی ملت سے اعراض کرنے والا شخص یقیناً سرپھرا اور احمق ہے ۔ امام قتادہؒ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں جنہوں نے ملتِ ابراہیمی کو چھوڑ کر یہودیت و نصرانیت اختیار کی ۔ (قرطبی ص۱۳۳ ج ۲) اور اپنے بزرگوں کو خدا کا شریک و نائب ٹھہرایا اور انہیں حاجات میں غائبانہ پکارنے لگے ۔ نیز ان مشرکوں کا رد ہے جنہوں نے ابراہیمی ہونے کے دعوٰی کے ساتھ ساتھ اللہ کی توحید سے بغاوت کی اور اس کے ساتھ شرک کیا (ابن کثیر ص۱۸۵ ج ۱) اب آگے ملتِ ابراہیمی کی امتیازی خصوصیت اور اس کے خصوصی وصف یعنی توحید کا بیان ہے ۔ **۲۵۰** اِذْ کا عامل اصْطَفَيْنٰهُ ہے اَسْلِمْ اسلام مصدر سے ہے جس کے معنی تفویض اور حوالے کرنے کے ہیں جیسے اسلم وجہہ یہاں بھی اس لفظ کا معنی یہی ہے یعنی اپنے آپ کو خدا کے حوالے کر دے اور بالکل اسی کا ہو جا ۔ اسی سے امیدیں وابستہ رکھ، اسی سے مانگ، اسی کو پکار اور اسی پر بھروسہ رکھ ۔ معناہ اسلم نفسک الی اللہ تعالیٰ وفوض امرک الیہ (خازن ص۹۶ ج ۱) بعض نے اس کے معنی اخلاص کے لئے ہیں یعنی خالص اللہ کی عبادت کر اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کر اور اپنی عبادت کو شرک سے بچا کر رکھ ۔ اخلص دینک وعبادتک للہ واجعلها سلیمۃ (خازن ص۹۶ ج ۱) قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بلا تامل اللہ کے حکم کی تعمیل کی اور فوراً مکمل اطاعت و انقیاد اور کامل فرمانبرداری کا اقرار کیا کہ میں نے اپنے آپ کو رب العلمین کے سپرد کیا اور اس کی پوری پوری اطاعت و فرمانبرداری قبول کی اور ہمیشہ اسکی توحید اور خالص عبادت پر کمر بستہ رہنے کا اعتراف کیا ۔ **۲۵۱** بِهَآ کی ضمیر کا مرجع ملت ہے او یعقوب کا عطف ابراہیم پر ہے یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام جو سب کے جدِ اعلیٰ ہیں اور حضرت یعقوب علیہ السلام جو بنی اسرائیل کے جدِ اعلیٰ ہیں ان دونوں حضرات نے بوقتِ وفات اپنی اپنی اولاد کو ملتِ توحید پر قائم رہنے کی وصیت فرمائی يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ ۔ نیز انہوں نے اپنی اپنی اولاد کو یہ بھی بتایا کہ اللہ نے تمہارے واسطے دینِ اسلام کو منتخب اور پسند فرمایا ہے ۔ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ لہٰذا تم مرتے دم تک اسی دینِ اسلام اور ملتِ توحید پر قائم رہنا اور اللہ کی عبادت میں کسی کو اس کا شریک نہ بنانا ۔ لہٰذا اے یہود و نصاریٰ اور مشرکینِ عرب اپنے اسلافِ کرام اور آبا ء و اجداد کا حال سن لو کہ وہ توحید کے کس قدر پابند اور شرک سے کس قدر متنفر تھے کہ موت کے وقت بھی توحید کو نہ بھولے اور اپنی اولادوں کو مرتے دم تک توحید پر قائم رہنے کی وصیت کر کے دنیا سے رخصت ہوئے ۔ تمہارا ابھی دعویٰ ہے کہ تم ان بزرگوں کو مانتے ہو مگر تم نے اس توحید کو چھوڑ دیا جس کے وہ قائل تھے اور خود انہیں بزرگوں کو خدا کے نائب اور شریک بنا کر پوجنے اور پکارنے لگے لہٰذا اس شرک کو چھوڑ دو اور میرے پیغمبر کے پیش کردہ دعوٰی توحید کو مانو کیونکہ یہی توحید تمہارے باپ دادوں کی وراثت ہے ۔ **۲۵۲** یہودیوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے تو اپنی اولاد کو یہودیت پر رہنے کی وصیت فرمائی تھی اس لئے ہم ان کی وصیت کو چھوڑ کر دینِ اسلام کو کس طرح قبول کریں؟ قالوا للنبی صلی اللہ علیہ وسلم الست تعلم ان یعقوب لما مات اوصی بنیه بالیہودیۃ (روح ص۳۹۰ ج ۱، جامع ص۴۲) تو ان یہودیوں کے کذب و افترا کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی یہاں اَمْ منقطعہ ہے بمعنی بَلْ اضرابیہ و استفہام انکاری مطلب یہ کہ تم جھوٹ کہتے ہو کہ حضرت

یعقوب علیہ السلام نے یہودیت پر قائم رہنے کی وصیت کی تھی کیونکہ تم اس وقت وہاں موجود ہی نہ تھے جب ان کی وفات کا وقت قریب تھا اور وہ اپنی اولاد کو وصیت کر رہے تھے ای ما کنتم حاضرین حین احتضار الموت علیہ الصلوٰۃ والسلام وسؤاله بنیه عن الدین فلم تدعون ما تدعون (روح ص۳۹۳ ج۱) اور ہو سکتا ہے کہ اَمْ متصلہ ہو اور استفہام تقریری ہو اور مطلب یہ ہو کہ تمہارے اسلاف تو حضرت یعقوب علیہ السلام کی وفات کے وقت ان کے پاس موجود تھے جب وہ اپنی اولاد کو اسلام اور توحید پر قائم رہنے کی وصیت کر رہے تھے اور انہیں بخوبی معلوم تھا اور ان کی وساطت سے تم بھی جانتے ہو کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے یہودیت کی کوئی وصیت نہیں کی تھی پھر کیوں جان بوجھ کر ان پر الزام لگاتے ہو۔ وذلك ان تجعل لاستفهام للتقرير اي كانت اوائلكم حاضرين حين وصى بنيه عليه الصلوٰة والسلام بالاسلام والتوحيد وانتم عالمون بذلك فما لكم تدعون عليه خلاف ما تعلمون (روح ص۳۹۳ ج۱)۔ اِذْ حَضَرَ میں اِذْ شُهَدَآءَ سے متعلق ہے۔ **۲۵۳** اِذْ قَالَ۔ اِذْ حَضَرَ سے بدل ہے۔ والعامل فی اذ الاولیٰ معنی الشهادة واذ الثانية بدل من الاولیٰ۔ (قرطبی ص۱۳۸ ج۲) یعنی کیا تم اس وقت موجود تھے جب حضرت یعقوبؑ بوقت وفات اپنی اولاد سے امتحاناً پوچھ رہے تھے کہ تم میری موت کے بعد کس کی پوجا کروگے۔ **۲۵۴** اِلٰهًا وَّاحِدًا۔ اِلٰهَكَ سے بدل ہے جو تاکید اور احتمال التعدد کو قطع کرنے کے لیے لایا گیا ہے تو حضرت یعقوب علیہ السلام کے سعادت مند فرزندوں نے بیک زبان جواب دیا کہ ہم تو اسی خدائے واحد کی عبادت کریں گے جو آپ کا معبود ہے اور جو آپ کے آبائے کرام حضرت ابراہیمؑ اسمٰعیلؑ اور حضرت اسحاق علیہم السلام کا معبود ہے۔ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ۔ اور ہم مرتے دم تک اسی کے مطیع فرمان اور منقاد رہیں گے اور اسی کی خالص عبادت کرینگے اور اسی کی عبادت اور پکار میں، اس کی نذر و منت میں کسی کو اس کا شریک نہیں بنائیں گے۔ یہودیو اب بتاؤ تم تو کہتے تھے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے یہودیت کی وصیت کی تھی حالانکہ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ انہوں نے مرتے وقت اپنی اولاد سے اسلام اور توحید پر قائم رہنے کا عہد و اقرار لیا تھا۔ **۲۵۵** تِلْكَ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد کی طرف اشارہ ہے۔ یہود و نصاریٰ اور مشرکین کو اپنے بزرگوں پر ناز تھا اور وہ اپنی صاحبزادگی کے غرور میں مست تھے اور کہتے تھے کہ اچھا اگر ہم بدکار ہیں تو کیا ہوا ہمارے آباء و اجداد تو نیک اور توحید پرست تھے جب وہ جنت میں جائیں گے تو ہم بھی ان کے طفیل بخش دیئے جائیں گے اور ہمیں بھی جنت میں جگہ مل جائے گی تو اللہ تعالیٰ نے اس کا غرور شکن جواب دیا کہ وہ جماعت تو گذر چکی اور ان کے کمالات بھی ان کے ساتھ ہی گئے۔ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ان کا کیا ان کے آگے آئے گا اور تمہارا کیا تمہارے آگے۔ لہٰذا دل سے یہ بات نکال ڈالو کہ ان کے نیک اعمال کی بدولت تم بھی جنت میں چلے جاؤ گے۔ محض اس انتساب سے تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ البتہ ان جیسے عمال کروگے تو اس سے یقیناً نفع پاؤ گے۔ بعینہٖ یہی حال آج کل کے بعض گدی نشینوں کا ہے کہ وہ اپنے مریدوں کے سامنے فخر کرتے ہیں اور ناز سے کہتے ہیں کہ ہمارے آباء و اجداد بہت نیک اور اللہ کے پیارے تھے۔ وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ اور تم سے ان کے اعمال کا حساب نہیں لیا جائے گا۔ بلکہ تم سے تمہارے اپنے اعمال کی پرسش ہوگی۔ توحید و رسالت کو دلائل سے مدلل اور واضح کرنے کے بعد یہود و نصاریٰ کے بعض غلط نظریات کی تردید کی ہے۔ **۲۵۶ شکوہ**۔ باوجود اس کے کہ یہود و نصاریٰ کے آباء و اجداد جن کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے وہ سب کے سب دینِ اسلام اور ملتِ توحید کے پابند تھے لیکن یہ خود بھی شرک پر ڈٹے ہوئے ہیں اور لوگوں کو بھی شرک کی دعوت دیتے ہیں اور خود بھی مشرکانہ عقائد کو عین ہدایت تصور کرتے ہیں چنانچہ یہودی کہتے تھے کہ تم یہودی بن جاؤ اور حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا نائب اور متصرف سمجھو اور نصاریٰ کہتے تھے کہ تم عیسائی ہو جاؤ اور حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا کا نائب اور نجات دہندہ سمجھو تو تمہیں راہ ہدایت مل جائے گی۔ **۲۵۷ جواب شکوہ**۔ مِلَّةَ منصوب ہے اور اس کا عامل نتبع محذوف ہے اور خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے یعنی آپ انہیں جواب دیں کہ ہم یہودیت اور نصرانیت قبول نہیں کرینگے بلکہ ہم تو ملت ابراہیمی کی پابندی کریں گے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین توحید کی پیروی کریں گے جو باطل اور مشرکانہ ادیان سے کنارہ کش اور دور تھے۔ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ یہ مدعی یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب تو مشرک و بت پرست ہیں لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام شرک سے دور تھے لہٰذا ہم تو انہی کی پیروی کریں گے۔ یہاں جھوٹے مدعیان ابراہیمیت کے لیے تازیانۂ عبرت ہے جنہوں نے توحید کو چھوڑ کر شرک کو دین بنایا ہوا تھا اور بزرگوں کو خدا کا نائب اور متصرف سمجھ کر انہیں پکارتے تھے۔ والمقصود التعرض باهل الكتاب

لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِىْ ؕ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ
اپنے بیٹوں کو تم کس کی عبادت کروگے میرے بعد ۲۵۳ بولے ہم بندگی کرینگے تیرے رب کی
وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا
اور تیرے باپ دادوں کے رب کی جو کہ ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق ہیں وہی ایک معبود
وَّاحِدًا ۚۖ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۳﴾ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ
ہے ۲۵۴ اور ہم سب اسی کے فرمانبردار ہیں وہ ایک جماعت تھی جو
خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا
گذر چکی ۲۵۵ ان کے واسطے ہے جو انہوں نے کیا اور تمہارے واسطے ہے جو تم نے کیا اور تم
تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۴﴾ وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا
سے پوچھ نہیں ان کے کاموں کی اور کہتے ہیں کہ ہو جاؤ یہودی
اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ؕ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا ؕ وَ
یا نصرانی تو تم پالوگے راہ راست ۲۵۶ کہدے کہ ہرگز نہیں بلکہ ہم نے اختیار کی راہ ابراہیم کی جو ایک ہی طرف کا تھا ۲۵۷ اور
مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۳۵﴾ قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ
نہ تھا شرک کرنے والوں میں تم کہدو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر ۲۵۸ اور جو
اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ
اترا ہم پر اور جو اُترا ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق
وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِىَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ
اور یعقوب ۲۵۹ اور اس کی اولاد پر اور جو ملا موسیٰ کو اور عیسیٰ کو ۲۶۰ اور جو
اُوْتِىَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۖ
ملا دوسرے پیغمبروں کو ان کے رب کی طرف سے ہم فرق نہیں کرتے ان سب میں سے ایک میں بھی
وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾ فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ
اور ہم اسی پروردگار کے فرمانبردار ہیں سو اگر وہ بھی ایمان لاویں جس طرح پر تم ایمان لائے

۱ ایک شبہ کا جواب کہ ہمارے باپ دادا پیغمبر تھے اس لیے ہم بھی بخشے جائیں گے ۱۲
۲ شکوہ ۱۲
۳ جواب شکوہ ۱۲

یعنی جو مقصود کی ہے یعنی ایمان تو تم کو پیغمبروں پر لانا ضروری ہے لیکن صرف ان کے ۱۲

والعرب الذین یدعون اتباعه ...... فان فی کل طائفة منهم شرکا فالیهود قالوا عزیر ابن اللہ والنصاری المسیح ابن اللہ والعرب عبدوا الاصنام وقالوا الملٰئکة بنات اللہ (روح ص۲۹۳ ج۱) یہ تو اہل کتاب کے غلط نظریے کا الزامی جواب تھا یعنی انہوں نے کہا کہ یہودی یا نصرانی ہو جاؤ تو جواب دیا گیا کہ ہم تو ابراہیمی ہونگے یہودی یا نصرانی نہیں ہونگے۔ اب آگے اس کا تحقیقی جواب دیا گیا ہے کہ آبائی نسبت یا قبائلی عصبیت پر ایمان کا مدار نہیں بلکہ ایمان تو اللہ کی توحید، اس کے رسولوں کی رسالت اور اس کے دیگر احکام ماننے کا نام ہے۔ ۲۵۸ یہ خطاب مسلمانوں سے ہے کہ تم انہیں جواب دو کہ ہم یہودیت یا نصرانیت کو نہیں جانتے۔ ہم تو خدائے واحد کی توحید پر ایمان رکھتے ہیں وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا اور اپنے آخری رسول کی وساطت سے جو کچھ اس نے ہم پر اتارا ہے، ہم اسے بھی مانتے ہیں۔ ۲۵۹ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں مختلف خاندانوں کو قبائل کہا جاتا ہے اسی طرح بنی اسرائیل کے خاندان اسباط کہلاتے تھے۔ والسبط فی بنی اسراءیل بمنزلة القبیلة فی ولد اسمٰعیل (قرطبی ص۱۴۱ ج۲) یعنی ہم ان تمام صحائف کو بھی مانتے ہیں جو حضرت ابراہیم، اسمٰعیل، اسحٰق اور یعقوب علیہم السلام پر نازل ہوئے نیز ان صحائف کو جو بنی اسرائیل میں ہونے والے باقی تمام انبیاء کرام پر اترے۔ ۲۶۰ اور ہم تورات وانجیل کو بھی مانتے ہیں۔ تورات وانجیل کو ماننے کا مطلب یہ ہے کہ وہ خدا کی طرف سے نازل ہوئی تھیں اور اپنے اپنے وقت میں سرچشمۂ ہدایت اور واجب العمل تھیں۔ اب ان پر عمل واجب نہیں۔ یہود ونصاریٰ کی وجہ سے اسباط کے بعد حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیہ السلام کا ذکر خصوصیت سے کیا گیا ہے۔ وَمَآ اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ان کے علاوہ باقی تمام نبیوں پر جو کچھ اترا ہم اس پر بھی ایمان لاتے ہیں۔ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ تمام انبیاء علیہم السلام کو برحق مانتے ہیں اور ان میں کسی نسلی یا قبائلی بنیاد پر تفریق نہیں کرتے کہ کسی کو مانیں اور کسی کو نہ مانیں جیسے یہود ونصاریٰ نے کیا ہے۔ ای کما فرق اهل الکتاب فاٰمنوا ببعض وکفروا ببعض بل نؤمن بهم جمیعًا (روح ص۳۹۰ ج۱) وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۔۔۔ لَهٗ کی تقدیم کی وجہ سے اس میں حصر پیدا ہو گیا یعنی ہم ایمان تو ان تمام انبیاء پر لاتے ہیں اور جو کچھ ان پر اترا اسے بھی مانتے ہیں لیکن انقیاد وعبودیت کو صرف اللہ کے ساتھ ہی مخصوص کرتے ہیں اور اپنی تمام ضروریات وحاجات کو اسی کے سپرد کرتے ہیں اور اسی کو مختار ومتصرف سمجھتے ہوئے خاص اس کی عبادت کرتے اور اسے ہی پکارتے ہیں جیسا کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کا خلاصہ ہے۔ ۲۶۱ یہود ونصاریٰ مدعی تھے کہ ہدایت کا مدار یہودیت اور نصرانیت ہے تو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کا اصل معیار بیان فرمایا کہ اصل ہدایت تو انبیاء کرام اور ان کی تعلیمات کی پیروی کا نام ہے اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کو مخاطب کر کے فرمایا کہ یہ یہود ونصاریٰ اور مشرکین اگر ایسا ہی ایمان لے آئیں جیسا کہ تمہارا ایمان ہے یعنی تمام انبیاء پر ایمان تو پھر یقینًا وہ بھی ہدایت یافتہ ہو جائیں گے۔ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِیْ شِقَاقٍ اور اگر وہ تم جیسا ایمان لانے سے پہلو تہی کریں اور اس سے انکار کریں تو سمجھ لو کہ یہ لوگ بغض وحسد اور ضد وعناد میں گرفتار ہیں طلب ہدایت یا احقاق حق ان کا مقصد نہیں ہے۔ ای فما هم الا فی خلاف وعداوة ولیسوا من طلب الحق فی شیء (مدارک ص۶۱ ج۱) لیس غرضهم طلب الدین والانقیاد للحق وانما غرضهم المنازعة واظهار العداوة (کبیر ص۷۵ ج۱) فَسَیَكْفِیْكَهُمُ اللّٰهُ۔ یہ دشمنانِ توحید کی مخالفت اور عداوت کے مقابلہ میں حضور علیہ السلام کے لئے تسلی اور مدد کا وعدہ ہے کہ آپ ان کی شدید مخالفت اور کثرتِ عدو کی پرواہ نہ کریں اللہ تعالیٰ آپ کو ان کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ وہ سب کچھ جاننے والا ہے۔ وہ ان کے کفر وانکار اور ضد وعناد

بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِیْ
ہدایت پائی انہوں نے بھی ۲۶۱ اور اگر پھر جاویں تو پھر وہی ہیں
شِقَاقٍ ۚ فَسَیَكْفِیْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۱۳۷﴾
ضد پر سو اب کافی ہے تیری طرف سے ان کو اللہ اور وہی ہے سننے والا جاننے والا
صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۫ وَّ
ہم نے قبول کر لیا رنگ اللہ کا ۲۶۲ ف۱ اور کس کا رنگ بہتر ہے اللہ کے رنگ سے ۲۶۳ اور
نَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِی اللّٰهِ وَهُوَ
ہم اسی کی بندگی کرتے ہیں ف۱ کہدے کیا تم جھگڑا کرتے ہو ہم سے اللہ کی نسبت ۲۶۴ حالانکہ وہی
رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۚ وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۚ وَ
ہے رب ہمارا اور رب تمہارا اور ہمارے لئے ہیں عمل ہمارے اور تمہارے لئے ہیں عمل تمہارے اور
نَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ﴿۱۳۹﴾ اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَ
ہم تو خالص اسی کے ہیں کیا تم کہتے ہو کہ ابراہیم اور
اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا
اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اس کی اولاد تو یہودی تھے
اَوْ نَصٰرٰی ؕ قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ
یا نصرانی ۲۶۵ کہدے کہ تم کو زیادہ خبر ہے یا اللہ کو اور اس سے بڑا ظالم کون جس نے
كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا
چھپائی وہ گواہی جو ثابت ہو چکی اس کو اللہ کی طرف سے ۲۶۶ اور اللہ بے خبر نہیں تمہارے
تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۰﴾ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ
کاموں سے ۲۶۷ وہ ایک جماعت تھی جو گزر چکی ان کے واسطے ہے جو انہوں نے کیا
وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۧ
اور تمہارے واسطے ہے جو تم نے کیا اور تم سے کچھ پوچھ نہیں ان کے کاموں کی ۲۶۸ ف۲

۱۶ ع ۱۴ ۱۶

۲۶۰ یہ جواب بھی متضمن دلیل ہے یعنی ایمان تو سب انبیاء پر ہے لیکن پکار صرف اللہ کو ۱۲
۲۶۱ زجر برائے اہل کتاب
۲۶۲ یہ جواب بھی متضمن دلیل ہے
۲۶۳ شکوہ ۱۲
۲۶۴ جواب شکوہ ۱۲
۲۶۵ زجر برائے اہل کتاب و جواب شکوہ ۱۲
۲۶۸ اعادہ جواب شبہ برائے تاکید ۱۲

موضح القرآن ف۱ نصاریٰ کے پاس دستور تھا کہ جس کو اپنے دین میں داخل کرتے ایک زرد رنگ بناتے اور اس کے کپڑے بھی رنگ دیتے اور اس پر ڈال بھی دیتے۔ یہ ان کے مقابل فرمایا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی دین اورا ۱۲ ف۲ مترجم گوید چون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بمدینہ ہجرت فرمود شانزدہ ماہ یا ہفدہ ماہ بطرف بیت المقدس نماز می گذارد و آرزو میکرد کہ خدا تعالیٰ کعبہ را قبلۂ وے سازد خدائے تعالیٰ نازل کرد۔ قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ الی آخرہ بعد ازاں جواب شبہ سفہا درین مسئلہ نازل کرد سَیَقُوْلُ السُّفَهَآءُ بعد ازاں امر فرمود بصبر بر مشاق جہاد در بسیاری از احکام توحید وقصاص وحج وصوم وصدقہ ونکاح وطلاق کہ اہل جاہلیت تحریف کردہ بودند با رعایت انصاف میکرد ونہ بیان حقیقت حال فرمود ورد وابطال شبہات مخالفین کرد وسوالہائے ایشان را جواب داد واین سیاق ممتد است تا آخر اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ خَرَجُوْا

کو بھی جانتا ہے۔ اور آپؐ کے خلوص اور طہارت باطن سے بھی واقف ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا ایمان معیاری اور عند اللہ مقبول تھا۔ اور وہ ہدایت یافتہ تھے۔ کیونکہ یہود و نصاریٰ اور مشرکین کا ہدایت یافتہ ہونا ان جیسا ایمان لانے پر موقوف کیا گیا ہے۔ ۲۶۲ھ یہ منصوب ہے اور اس کا عامل محذوف ہے۔ قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا کی مناسبت سے یہاں قَبِلْنَا کو حذف ماننا زیادہ موزوں ہے۔ ای قبلنا صِبْغَةَ اللّٰهِ اور صِبْغَةَ اللّٰهِ سے مراد دین توحید اور ملتِ حقہ ہے۔ نصرانی اپنے بچوں اور ان کے مذہب میں داخل ہونے والوں کو ایک خاص قسم کے زرد رنگ میں نہلایا کرتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اب یہ پاکیزہ اور پکا نصرانی بن گیا ہے اور گناہوں سے پاک ہو گیا ہے اس فعل کو وہ بپتسمہ کہتے ہیں تو اس کے جواب میں مسلمانوں کو ارشاد ہوا کہ تم کہو کہ ہم نے تو اللہ کے دین اور اس کی توحید کا رنگ قبول کر لیا ہے جس سے ہر قسم کی نجاست دور ہو جاتی ہے۔ ۲۶۳ھ یہاں استفہام انکار کے لئے ہے یعنی اللہ کے رنگ سے کسی کا رنگ اچھا نہیں اللہ کا رنگ تو اسلام اور توحید کا رنگ ہے۔ جسے قبول کر لینے سے ظاہر و باطن طاہر و طیب ہو جاتا ہے۔ اور اس مصنوعی اور بناوٹی رنگ میں یہ خوبی کہاں؟

الربع

سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ

اب کہیں گے بیوقوف ۲۶۵ھ لوگ کہ کس چیز نے پھیر دیا مسلمانوں کو ان کے قبلہ سے

الَّتِىْ كَانُوْا عَلَيْهَا ؕ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ؕ

جس پر وہ تھے ۲۶۶ھ تو کہہ اللہ ہی کا ہے مشرق اور مغرب ۲۶۷ھ

يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۴۲﴾ وَكَذٰلِكَ

چلائے جس کو چاہے سیدھی راہ ف اور اسی طرح

جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ

کیا ہم نے تم کو امتِ معتدل ۲۶۸ھ تاکہ ہو تم گواہ لوگوں پر

وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ وَمَا جَعَلْنَا

اور ہو رسول تم پر گواہی دینے والا ۲۶۹ھ ف۲ اور نہیں مقرر کیا تھا ہم نے

الْقِبْلَةَ الَّتِىْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ

وہ قبلہ کہ جس پر تو پہلے تھا ۲۷۰ھ مگر اس واسطے کہ معلوم کریں کون تابع رہے گا

الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ؕ وَاِنْ كَانَتْ

رسول کا اور کون پھر جائے گا الٹے پاؤں ۲۷۱ھ ف۳ اور بے شک یہ بات

لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ

بھاری ہوئی مگر ان پر جن کو راہ دکھائی اللہ نے اور اللہ ایسا نہیں

لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴۳﴾

کہ ضائع کرے تمہارا ایمان ۲۷۲ھ بیشک اللہ لوگوں پر بہت شفیق نہایت مہربان ہے ف۱

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً

بیشک ہم دیکھتے ہیں بار بار اٹھنا تیرے منہ کا آسمان کی طرف ۲۷۳ھ سو البتہ پھیریں گے ہم تجھ کو جس قبلہ

تَرْضٰىهَا ۠ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ

کی طرف تو راضی ہے ۲۷۴ھ اب پھیر منہ اپنا طرف مسجد الحرام کے اور جس جگہ

منزل ۱

وَنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ۝ ہم نے اللہ کے دین اور توحید کے رنگ کو قبول کر لیا ہے۔ اس لئے ہم تو ہر قسم کی عبادت صرف اللہ ہی کے لیے بجا لائیں گے تمام مالی، بدنی اور زبانی عبادتیں اسی کے ساتھ مخصوص کریں گے۔ اسی کی نذریں منتیں دیں گے۔ اسی کے سامنے سجدہ کریں گے۔ اور اسی کو پکاریں گے۔ یہ جملہ اصل کا خلاصہ اور مقصود ہے۔ ۲۶۴ھ یہ خطاب یہود و نصاریٰ سے ہے اور فی اللہ میں مضاف محذوف ہے۔ ای فی دینہ او القرب منہ (قرطبی ص۱۴۴ ج۲) حضرت شیخ نے فرمایا یعنی تم ہم سے اللہ کے دین اور اس کی توحید کے بارے میں جھگڑتے ہو کہ اللہ کا سچا دین یہودیت اور نصرانیت ہے اور حضرت عزیر اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کو خدا کے نائب اور مختار اور متصرف مانے بغیر خدا راضی نہیں ہو سکتا۔ نیز ہم چونکہ اللہ کے محبوب اور چہیتے ہیں۔ اس لئے ہم خدا سے زیادہ قریب ہیں۔ قالوا نحن اولی باللہ منکم لانا ابناء اللہ واحباؤہ (قرطبی ص۱۴۴ ج۲) وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۚ لیکن یہ تمہارا جھگڑا بالکل لغو ہے۔ اس لئے کہ جس طرح وہ تمہارا رب ہے اسی طرح وہ ہمارا رب ہے۔ ہمارا تمہارا پروردگار اور آقا وہی ہے۔ اس کے سوا کوئی آقا اور داتا نہیں اور اس کی ربوبیت کسی قوم اور قبیلے کے ساتھ مخصوص بھی نہیں ہے۔ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۚ تمہارے اعمال تمہارے ساتھ اور ہمارے اعمال ہمارے ساتھ۔ خدا کا قرب تو انسان کو اس کے اعمال کے مطابق حاصل ہوتا ہے۔ اگر اس کے اعمال شرک اور ریاء سے پاک ہوں گے تو مقبول ہوں گے۔ اور اسے قرب خداوندی حاصل ہوگا۔ اور اگر اس کے اعمال شرک کی نجاست سے آلودہ ہوں گے تو وہ راندۂ درگاہ ہوگا اور سیدھا جہنم میں جا گرے گا وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ اسی لیے ہم تو اپنے اعمال کو محض خدا کی رضامندی کے لیے بجا لاتے ہیں۔ اور ان کو شرک اور ریاکاری سے پاک رکھتے ہیں۔ قال سعید بن جبیر الاخلاص ان لا تشرك فی دینه ولا ترائی احدا فی عمله (روح ص۳۹۹ جلد ۱)۔ یہ جملہ بھی مقصودی ہے۔ یہاں تین مقصودی جملے یکے بعد دیگرے آئے ہیں۔ یعنی نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝ اور نَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ اور نَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ مقصد یہ ہے کہ اے ایمان والو اس بات کا اعلان کرو کہ ایمان تو ہم تمام پیغمبروں پر لائے ہیں اور سب کی نبوت کا اقرار کیا ہے۔ لیکن جھکیں گے صرف اللہ کے آگے اور عبادت بھی صرف اسی ہی کی کریں گے اور پکاریں گے بھی خالصاً صرف اسی ہی کو ان کاموں

ا؎ سمانت تمہید پہلا شبہ ۱۲

۲؎ شبہ کا جواب پہلی اجمالی علت کے ساتھ ۱۲

۳؎ جواب شبہ کی تفصیلی علت کے ساتھ اور کافی بیان کمال کے لئے ہے ۱۲

موضح قرآن ف۱ حضرت جب مکے سے مدینے آئے ایک سوا برس نماز پڑھی بیت المقدس کی طرف پھر حکم آیا کہ پڑھو کعبے کی طرف تب یہود اور بعضے کچے مسلمان ان کے بہکانے سے شبہے لگے ڈالنے کہ وہ قبلہ تھا سب نبیوں کا اس کا چھوڑنا نشان نبی کا نہیں اللہ تعالیٰ نے آگے ہی فرمایا کہ لوگ کہیں گے **ف۲** یعنی جس طرح ان دونوں باتوں میں دیکھا کہ تمہارے پاس ہے پوری بات اور مخالفوں کے پاس ناقص ایک یہ کہ تم سب نبیوں کو مانتے ہو اور یہود اور نصاریٰ کسی کو نہیں دوسرا یہ کہ تمہارا قبلہ کعبہ ہے کہ ابراہیم کے وقت سے مقرر ہوا ہے۔ ابراہیم پیشوا ہے سب کا، اور یہود اور نصاریٰ کا قبلہ پیچھے ثابت ہوا اسی طرح ہر بات میں تم پورے ہو اور انہیں ناقص ان کو حاجت ہے کہ تم بتاؤ اور تم کو حاجت نہیں کہ کوئی بتائے **ف۳** یعنی تمہارا قبلہ ابراہیم کے وقت سے کعبہ مقرر ہے اور چندے روز بیت المقدس ٹھہرایا۔ ایمان آزمانے کو اور اس میں جو لوگ ایمان پر قائم رہے ان کو بڑا درجہ ہے۔

فتح الرحمان ف۱ یعنی آنچہ در سابق علم الٰہی مقرر شد آنست کہ قبلہ امت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کعبہ باشد و توجہ بہ بیت المقدس یک چند بنا بر حکمت امتحان است ۱۲

میں کسی پیغمبر کو اللہ کا شریک نہیں بنائیں گے۔ **۲۶۵** جب یہود و نصاریٰ کو ہر طرح کے دلائل سے لاجواب کر دیا گیا اور کہا گیا کہ اگر توحید معیارِ صداقت ہے تو ہم موحد ہیں۔ اور اگر اتباع معیارِ حق ہے تو ہم تمام انبیاء پر ایمان لاتے اور ان کے پیغام توحید کو مانتے ہیں۔ مگر جب ان سے اس کا کوئی جواب نہ بن پڑا تو انھوں نے یہ غلط پروپیگنڈا شروع کر دیا۔ کہ پہلے تمام انبیاء علیہم السلام تو ان کے مذہب پر تھے۔ یہودیوں کا دعویٰ تھا کہ وہ سب یہودی تھے اور نصاریٰ کا دعویٰ تھا کہ وہ سب نصرانی تھے تو اللہ تعالیٰ نے بطور زجر فرمایا کہ کیا اب تم یہ کہتے ہو کہ تمام انبیاء علیہم السلام تمہارے مذہب پر تھے اور تمہاری طرح عیاذاً باللہ مشرک تھے۔ قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ

جوابِ شکوہ کیا ان انبیاء کے دین اور مذہب کو تم خدا سے زیادہ جانتے ہو، ظاہر ہے کہ اللہ کا علم تم سے زیادہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے پہلے واضح طور پر بیان فرما دیا ہے کہ ان تمام انبیاء علیہم السلام کا دین دینِ اسلام تھا اور وہ سب کے سب توحید پر قائم تھے۔ اور مشرک نہیں تھے **۲۶۶** یہ اہل کتاب کے لیے زجر ہے اور شکوہ کا جواب بھی ہے۔ استفہام انکار کے لیے ہے اور شہادت سے اللہ تعالیٰ کی وہ شہادت مراد ہے جو تورات اور انجیل میں موجود ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام توحید پر تھے اور مذاہب باطلہ سے کوسوں دور تھے۔ شهادة التورٰة والانجيل على الانبياء كانوا على التوحيد والحنيفية (کبیر ص۷۵ ج۱) یعنی سب سے بڑا ظالم وہ ہے جس نے اللہ کی اس شہادت کو چھپایا جو اس کے پاس موجود ہے۔ جیسا کہ یہود اور نصاریٰ نے کیا۔ ان کے پاس تورات و انجیل میں انبیائے کرام کے توحید پرست ہونے کی شہادت موجود تھی لیکن اس کے باوجود انھوں نے ان کو یہودی اور نصرانی ظاہر کیا **۲۶۷** یہ ان کے لیے وعید شدید ہے کہ اللہ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں، انبیائے کرام پر تمہارے غلط افترا اور خدا کی شہادت کا کتمان اور تمہارے دوسرے اعمال سب اس کی نظر میں ہیں وہ تمہیں اس کی پوری پوری سزا دے گا۔ **۲۶۸** یہود اور نصاریٰ کے دلوں میں اپنے آباؤ اجداد پر فخر و غرور مضبوطی سے بیٹھ چکا تھا۔ اور وہ اپنی نجات کے لیے بس اپنے اسلاف ہی کے اعمال کو کافی سمجھتے تھے اس لیے ان کے اس بے فائدہ فخر کو توڑنے کے لیے اور انھیں اس غلط خیال کے بدانجام سے ڈرانے کے لیے اس آیت کا اعادہ کیا گیا تکریر لما تقدم للمبالغة فی التحذیر عما استحکم فی الطباع من الافتخار بالآباء والاتکال علیهم (روح ص۴۰۰ ج۱)

یہاں تک تو توحید و رسالت کے نقلی دلائل کا بیان تھا اب آگے رسالت کے متعلق یہود اور نصاریٰ اور مشرکین کے بعض شبہات کا جواب دیا گیا ہے۔

پہلا شبہ جب آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے اس وقت آپ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ سولہ یا سترہ ماہ بعد آپ کو خانہ کعبہ کی طرف رخ کرنے کا حکم مل گیا۔ تحویل قبلہ کا حکم دینے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے بطور پیش گوئی آپ کو بتا دیا کہ مستقبل قریب میں جب آپ کو تحویل قبلہ کا حکم ملے گا اس وقت احمق اور بیوقوف لوگ اس بات پر اعتراض کریں گے کوئی کہے گا کہ اس نے بیت المقدس کو جو تمام انبیاء کا قبلہ تھا چھوڑ دیا ہے اس لیے یہ پیغمبر نہیں، کوئی کہے گا کہ بیت المقدس سے بیت اللہ کا رخ کیا ہے شاید وطن کی یاد نے ستایا ہے اور دیکھو عنقریب مدینہ چھوڑ کر مکہ واپس آنے والا ہے غرض جتنے منہ اتنی باتیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس شبہ یا اعتراض کا جواب دیا ہے **۲۶۹** یقول کو بعض مفسرین نے ماضی کے معنوں میں لیا ہے ان کا خیال ہے کہ یہ آیت تحویل قبلہ کے بعد نازل ہوئی لیکن جمہور مفسرین کی رائے یہ ہے کہ سَیَقُوْلُ مستقبل کے لیے ہے اور یہ آیت تحویل قبلہ سے پہلے نازل ہوئی ہے۔ اللہ نے بے وقوفوں کے اعتراض کی پہلے ہی سے آپ کو اطلاع دے دی تھی۔ سیقول ظاهر فی الاستقبال وانه اخبار من الله تعالیٰ نبيه صلى الله علیه وسلم انه بصدد منهم هذا القول فی المستقبل وذلك قبل ان يؤمروا باستقبال الكعبة (بحر ص۴۱۲ ج۱) السفهاء سے بعض نے یہود مراد لیے ہیں۔ اور بعض نے مشرکین مکہ اور بعض نے منافقین ـــــ لیکن لفظ اپنے عموم کے لحاظ سے سب کو شامل ہے اس لیے اسے عموم پر محمول کرنا ہی بہتر ہے۔ کیونکہ تینوں دشمن تھے تحویل قبلہ کی آڑ میں موقع پا کر سب نے اعتراضات کیے تھے۔ والاصوب ان یکون الکل قد قال ذلك لان الاعداء مجبولون على القدح والطعن فاذا وجدوا مجالا لم یترکوا مقالا (کبیر ص۵ ج۲) **۲۷۰** یہ سُفَهَآءُ کا مقولہ ہے اور مَا استفہامیہ ہے اور استفہام طنز اور استہزا کے لیے ہے۔ مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ استهزاء واب للمسلمین (قرطبی ص۱۴۸ ج۲) قبلتهم سے مراد بیت المقدس ہے جو پہلے مسلمانوں کا قبلہ تھا۔ یعنی کم عقل اور احمق لوگ اعتراض کریں گے۔ اور بطور طنز کہیں گے کہ ان مسلمانوں کو اپنے پہلے قبلہ سے کس چیز نے ہٹا دیا ہے؟ یعنی ایک طرف تو یہ شخص پہلے انبیاء کے اتباع کا دعویٰ کرتا ہے۔ دوسری طرف انبیاء کا قبلہ چھوڑ رہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ حیران و سرگرداں ہے اور اس پر حق مشتبہ ہو گیا ہے۔ ان کے اس اعتراض کے اللہ تعالیٰ نے چار جواب دیے ہیں۔ دو اجمالی اور دو تفصیلی ـــ اس اعتراض کے جوابات کا سلسلہ انیسویں رکوع میں وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ تک چلا گیا ہے۔ **۲۷۱ پہلا اجمالی جواب** یعنی تمام سمتیں اللہ تعالیٰ کی ہیں۔ اور کسی سمت میں کوئی تقدس نہیں رکھا ہوا۔ وہ جس طرف چاہے منہ کرنے کا حکم دے دے۔ اور ہم تو حکم کے بندے ہیں۔ پہلے بیت المقدس کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا تو ادھر منہ کر کے نمازیں پڑھتے رہے اب کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم ملا ہے تو اس حکم کی تعمیل کریں گے کیونکہ اس کے احکام کی تعمیل ہی اصل ہدایت ہے۔ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔ وہ جسے چاہتا ہے سیدھی راہ پر چلنے کی توفیق دیتا ہے۔ اور اس کا ہر حکم سیدھی راہ ہے۔ **۲۷۲** مفسرین نے کذٰلك کو تشبیہ کیلئے قرار دیا ہے لیکن حضرت شیخ نے فرمایا کہ کذٰلك یہاں تشبیہ متعارف کے لیے نہیں ہو لہٰذا مشبہ اور مشبہ بہ مقدر ماننے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ یہاں کمال کے لیے ہے۔ وسط کے معنی خیار اور بہتر کے ہیں تو مطلب یہ ہے کہ اس طرح ہم نے تم کو بہترین اور خیر امت بنا دیا ہے یعنی یہ ہمارا کمال ہے اسی طرح اور بھی کئی جگہوں میں کاف تشبیہ کے لیے نہیں بلکہ بیان کمال کیلئے ہے جیسا کہ ارشاد ہے وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِیًّا (رعد ع ۵)، یعنی قرآن کو ایسا حکم عربی بنانا ہمارا کمال ہے۔ چونکہ دنیا کی رہنمائی اور پیشوائی تمہارے سپرد ہونے والی ہے اس لیے کعبہ کو جو جغرافیائی اعتبار سے ساری دنیا کے سینٹر میں واقع ہے تمہارا مرکز بنا دیا ہے۔ **۲۷۳** یہ مرکزیت تمہیں اس لیے عطا کی ہے تاکہ میرا پیغمبر تم کو میری توحید بتائے۔ اور میرے احکام سے تم کو آگاہ کرے اور تم دوسرے لوگوں کو توحید بتاؤ اور ان تک میرے احکام پہنچاؤ۔ اس میں خطاب صحابہ کرام سے ہے۔ اور شہداء، شہید کی جمع ہے۔ جو شہادۃ سے ماخوذ ہے۔ جن کے معنی میں بیان کرنا اس لیے شہید اور اسی طرح شاہد کے معنے ہوں گے اللہ کی توحید بیان کرنے والا اور راہ حق بتانے والا۔ جیسا کہ علامہ ابن صفی حنفی نے لکھا ہے۔ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدَ اللّٰهِ بالوحدانية (جامع ص۳۶۲) یعنی آپ کو ہم نے توحید بیان کرنے والا بنا کر بھیجا اسی طرح سورہ مائدہ میں وَكَانُوْا عَلَیْهِ شُهَدَآءَ کے تحت علامہ موصوف لکھتے ہیں رقباء لئلا یبدل (جامع ص۱۰۰) یعنی علماء یہود تورات کے محافظ تھے کہ اس میں تبدیلی نہ ہونے پائے اور حضرت مولانا شاہ عبدالقادر محدث دہلوی نے سورہ مزمل میں شَاهِدًا کا ترجمہ بتانے والا کیا ہے۔ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَیْكُمْ (ہم نے بھیجا تمہاری طرف رسول بتانے والا تمہارا۔ شاہ عبدالقادر) لیکن شرک پسند اور بدعت نواز مولوی کہتے ہیں کہ یہاں شہید کے معنی گواہ کے ہیں اور گواہ صرف وہی ہو سکتا ہے جو موقع پر موجود ہو اور واقعہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھے جب اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو امت پر گواہ فرمایا تو اس سے معلوم ہوا کہ آپ ہر امتی کے ساتھ موجود ہوتے ہیں اور ان کی تمام حرکات و سکنات کو دیکھتے ہیں ورنہ گواہ نہیں بن سکتے تو اس سے ثابت ہوا کہ آپ ہر جگہ اور ہر وقت حاضر و ناظر ہیں۔

پہلا جواب لفظ شہید یہاں بمعنی گواہ نہیں بلکہ جیسا کہ پہلے جامع البیان اور ترجمہ موضح قرآن کے حوالہ سے بیان کیا گیا ہے۔ یہاں شہید کے معنی بیان کرنے والے اور بتانے والے کے ہیں۔ اور سیاق و سباق کے اعتبار سے بھی یہی معنی موزوں ہیں کیوں کہ اسی آیت میں صحابہ کرام کے لئے بھی لفظ شہداء استعمال کیا گیا ہے اور یہ لفظ بعینہٖ وہی مفہوم ادا کر رہا ہے۔ جو سورہ آل عمران رکوع ۱۲ میں ایک پوری آیت میں بیان کیا گیا ہے یعنی كُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ۔

دوسرا جواب اگر مان لیا جائے کہ اس آیت میں شہید بمعنی گواہ ہی ہے لیکن یہ دعویٰ غلط ہے کہ گواہ صرف وہی شخص بن سکتا ہے جو موقع پر موجود ہو اور واقعہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھے کیونکہ فقہائے حنفیہ کا متفقہ فیصلہ ہے کہ گواہی کے لئے واقعہ کا آنکھوں سے مشاہدہ کرنا ضروری نہیں کیونکہ قرآن مجید میں وارد ہے۔ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ الاٰیۃ یہاں اس شخص کو شاہد (گواہ) فرمایا جس نے زلیخا کی دست اندازی کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ نہیں کیا تھا بلکہ محض علامات کی بنا پر گواہی دی تو معلوم ہوا کہ گواہی کے لیے مشاہدہ ضروری نہیں اسی طرح اگر ایک شخص موقعہ پر موجود نہ ہو۔ لیکن واقعہ کی خبر اس تک کسی ایسے معتبر اور قابل وثوق ذریعہ سے پہنچ جائے جس سے اس کو واقعہ کی صداقت کا یقین ہو جائے تو اس کیلئے گواہی دینا جائز ہے۔ چنانچہ ہدایہ ج ۳ صفحہ ۱۵۱ پر ہے انما یجوز للشاهد ان یشهد بالاشتهار وذلك بالتواتر او اخبار من یثق به

تیسرا جواب شہید کے معنی یہاں نگہبان اور رقیب کے ہیں۔ اور مطلب یہ ہے کہ خدا کا رسول تم پر (یعنی صحابہ کرام پر) نگہبان ہو تاکہ تم دین اسلام سے نہ ہٹنے پاؤ اور دین میں تحریف نہ ہونے پائے۔ اور تم ان لوگوں پر نگہبان ہو جو تم سے دین سیکھیں۔ جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن میں دیکھوں گا۔ کہ میری امت کے کچھ لوگ لائے جا رہے ہوں گے لیکن قبل اس کے کہ وہ مجھ تک حوض کوثر پر پہنچیں انہیں جہنم کی طرف لے جایا جائے گا۔ تو میں کہوں گا کہ یہ تو میرے امتی ہیں۔ تو مجھے جواب ملے گا کہ آپ کے بعد ان لوگوں نے جو کچھ کیا ہے آپ کو معلوم نہیں تو:۔

فاقول کما قال العبد الصالح وکنت علیهم شهیدا ما دمت فیهم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیهم (صحیح بخاری ج ۲) میں اس کے جواب میں وہی کچھ کہوں گا جو اللہ کا نیک بندہ عیسیٰ علیہ السلام کہے گا کہ جب تک میں ان میں موجود تھا ان پر نگران رہا اور جب تو نے مجھے اٹھا لیا تو تو ہی ان کا نگہبان تھا۔

اس حدیث میں حضور علیہ السلام نے خود بیان فرما دیا کہ جب تک میں ان میں موجود رہا ان کے حالات سے آگاہ رہا تو اس سے معلوم ہوا کہ آپ کا گواہ ہونا صحابہ کے لیے ہے اور بعد والی امت پر آپ گواہ نہیں ہیں اور نہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔

چوتھا جواب یا گواہ سے مراد یہ ہے کہ جب قیامت کے دن آپ کی امت پہلی امتوں پر گواہی دے گی کہ ان کے پیغمبروں نے ان کو اللہ کے احکام پہنچائے ہیں اور آپ اپنی امت پر تبلیغ رسالت کی گواہی دیں گے۔ جیسا کہ حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں۔ لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ لتکون هذه الامة شهداء علی الناس ان الرسل قد بلغتهم ویکون الرسول علی هذه الامة شهیدا ان قد بلغ ما ارسل به (ابن جریر صفحہ ج ۲) جیسا کہ حدیث میں ہے۔ یجاء بنوح علیہ السلام یوم القیامة فیقال له هل بلغت فیقول بلغت یعنی نعم یا رب فیسئل امته هل بلغکم فیقولون ما جاءنا من نذیر فیقال من شهودك فیقول محمد وامته فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ فیجاء بکم فتشهدون (صحیح البخاری صفحہ ج ۲) یعنی قیامت کے دن حضرت نوح علیہ السلام سے سوال ہوگا کیا تو نے میرے احکام اپنی امت تک پہنچائے تو وہ جواب دیں گے کہ اے میرے رب میں نے پہنچا دیئے۔ پھر اللہ تعالےٰ ان کی امت سے سوال فرمائے گا کیا اس نے تم کو میرے احکام پہنچائے تو وہ کہیں گے کہ ہمارے پاس تو کوئی ڈرانے والا آیا ہی نہیں۔ تو حضرت نوح علیہ السلام سے پوچھا جائے گا۔ تیرے گواہ کون ہیں تو وہ جواب دیں گے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت میری گواہ ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا چنانچہ پھر تمہیں بلایا جائے گا اور تم گواہی دو گے۔ بعض روایتوں میں آتا ہے کہ قوم نوح امت محمدیہ پر اعتراض کرے گی کہ تم کس طرح گواہی دے سکتے ہو تم اس وقت موجود ہی نہیں تھے۔ تو امت محمدیہ جواب دے گی ان اللہ تعالیٰ بعث الینا رسولا وانزل علیه الکتاب فکان فیما انزل الینا خبرکم یعنی اللہ تعالےٰ نے ہماری طرف اپنا رسول بھیجا اور اس پر کتاب نازل فرمائی اور اس میں تمہارا ذکر بھی فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ کی توحید اور اس کے احکام کما حقہ پہنچائے تھے۔

پانچواں جواب اگر بالفرض مان لیا جائے کہ تمام دلائل قطعیہ اور نصوص صریحہ کے خلاف یہاں لفظ شہید کے معنی حاضر و ناظر ہی کے ہیں اور اس سے حضور علیہ السلام کا حاضر و ناظر ہونا ثابت ہو رہا ہے تو پھر صرف حضور علیہ السلام ہی کو نہیں بلکہ ساری امت محمدیہ کو حاضر و ناظر ماننا پڑے گا کیونکہ اسی آیت میں امت محمدیہ کے لیے بھی لفظ شہداء استعمال کیا گیا ہے جو شہید کی جمع ہے۔ بلکہ اس صورت میں تو امت کا رتبہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ جائے گا۔ کیونکہ آپ تو صرف اپنی امت کے گواہ ہیں اور یہ امت پہلی تمام امتوں پر گواہ ہے جیسا کہ لتکونوا شهداء علی الناس سے ظاہر ہے۔

چھٹا جواب اگر شہید کے وہی معنی تسلیم کر لیے جائیں جو مبتدعین کہتے ہیں تو اس آیت اور قرآن مجید کی دوسری آیتوں کے درمیان ایسا اختلاف اور تضاد رونما ہوگا جس کا اٹھانا ممکن نہیں ہوگا۔ مثلاً سورۂ بقرہ جس میں یہ آیت ہے مدینہ منورہ میں سب سے پہلے نازل ہوئی۔ اس کے بعد تقریباً ۱۶، ۱۷ سورتیں اور نازل ہوئیں اور ان کے بعد سورۂ منافقون نازل ہوئی جس کا شانِ نزول صحیح روایتوں کے مطابق یہ ہے کہ غزوۂ تبوک کے سفر میں عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین نے موقع پاکر اپنے ساتھی منافقین سے کہا کہ اس پیغمبر اور اس کے ساتھیوں نے ہمیں بہت تنگ کر رکھا ہے۔ ان کی وجہ سے ہمیں بہت تکلیف ہے جب ہم مدینہ واپس پہنچیں گے تو (العیاذ باللہ) ان کمینوں کو شہر سے نکال دیں گے۔ عبداللہ کی یہ باتیں ایک کم سن صحابی حضرت زید بن ارقم نے سن لیں اور اپنے چچا سے کہہ دیں۔ انہوں نے سارا ماجرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کر دیا۔ تو آپ نے عبداللہ بن ابی کو بلا کر پوچھا تو اس نے قسمیں کھا کر حضور علیہ السلام کو یہ باور کرا دیا کہ اس نے ایسی کوئی بات نہیں کی۔ چنانچہ آپ نے زید بن ارقم کو جھٹلا دیا اور عبداللہ بن ابی کو سچا مان لیا تو اس پر سورۂ منافقون نازل ہوئی جس سے آپ پر حقیقتِ حال منکشف ہوئی۔

اگر آپ حاضر و ناظر ہوتے تو یقیناً آپ کو عبداللہ بن ابی کی باتیں معلوم ہو جاتیں اور آپ زید بن ارقم کی تصدیق فرماتے اور عبداللہ کی قسموں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس کو جھٹلا دیتے۔ اس لئے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ شہید کے معنی یہاں حاضر و ناظر کے نہیں ہیں جیسا کہ فریق مخالف کا زعم ہے۔

ایک شبہ بعض مبتدعین یہاں حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ کی ایک عبارت پیش کر کے اس سے حضور علیہ السلام کا حاضر و ناظر ہونا ثابت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ شاہ صاحب نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے" یعنی وباشد رسول شما بر شما گواہ زیرا کہ او مطلع است بنور نبوت بر رتبۂ ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ الخ (تفسیر عزیزی صفحہ ۶۳۴) یعنی اور ہو رسولؐ تمہارا تم پر گواہ کیونکہ آپ نور نبوت سے اپنے ہر امتی کا رتبہ جانتے ہیں کہ وہ کس درجہ پر پہنچا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ آپ ہر امتی کے تفصیلی حالات سے آگاہ ہیں اور حاضر و ناظر ہیں۔

جواب یہ عبارت حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی نہیں ہے بلکہ مدرج ہے بعد میں کسی نے بڑھائی ہے کیونکہ اس کے بعد آگے چل کر حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں: "شہادت دریںجا یعنی گواہی نیست بلکہ بمعنی اطلاع و نگہبانی است تا از جادۂ حق بیرون نروند چنانچہ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَہِیْدٌ۔ و در مقولہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کہ وَکُنْتُ عَلَیْہِمْ شَہِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْہِمْ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْہِمْ وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَہِیْدٌ" (تفسیر عزیزی ص۶۲۱) یعنی اس آیت میں شہادت کے معنی گواہی کے نہیں بلکہ اطلاع اور نگہبانی کے ہیں تاکہ وہ راہ حق سے باہر نہ جاسکیں جیسا کہ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَہِیْدٌ میں اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے قول کُنْتُ عَلَیْہِمْ شَہِیْدًا میں شہید بمعنی گواہ نہیں بلکہ اس کے معنی نگران اور نگہبان کے ہیں یہ عبارت اس بات کا کھلا ہوا قرینہ ہے کہ پہلی عبارت حضرت شاہ صاحب کی نہیں ہے کیونکہ دوسری عبارت میں انھوں نے لفظ شہید کا جو مفہوم بیان فرمایا ہے وہ پہلی عبارت کے بالکل منافی ہے۔

دوسرا جواب ۲۷۳ یہ دوسرا جواب ہے اور پہلے جواب کی تفصیل ہے یعنی تحویل قبلہ کا حکم ہم نے اس لیے دیا ہے تاکہ کھرے کھوٹے اور مخلص و منافق میں امتیاز ہوجائے۔ مکہ معظمہ میں تو آپ کعبہ کی طرف نماز پڑھتے تھے ہجرت کے بعد بیت المقدس قبلہ مقرر کیا گیا۔ اور پھر سولہ سترہ ماہ کے بعد دوبارہ کعبہ ہی کو قبلہ مقرر کیا گیا اس طرح نسخ قبلہ دو دفعہ واقع ہوئی ہے۔ یہاں جَعَلَ بمعنی صیّر ہے لہٰذا اس کے دو مفعول ہونے چاہئیں چنانچہ اس کا مفعول اول محذوف ہے یعنی الکعبۃ اور القبلۃ مفعول ثانی ہے۔ اور التی کنت علیہا، الکعبۃ کی صفت ہے والمعنی وما جعلنا الکعبۃ التی کانت قبلۃ لک اولاً ثم صرفت عنہا الی بیت المقدس قبلتک الاٰن الا لنعلم (بحر ص۴۲۳ ج ۱) ـــ یعنی کعبہ کو جو پہلے آپ کا قبلہ تھا۔ اور جس کے بعد بیت المقدس کو آپ کا قبلہ بنایا گیا اب دوبارہ آپ کا قبلہ صرف اس لیے مقرر کیا گیا ہے۔ تاکہ فرمانبردار اور نافرمان میں امتیاز ہوجائے ۲۷۴ لِنَعْلَمَ استقبال کے لئے ہے۔ لہٰذا اس سے شبہ پڑتا ہے۔ کہ اس سے پہلے اللہ تعالےٰ کو معلوم نہیں تھا کہ کون مانے گا اور کون نہیں مانے گا۔ حالانکہ یہ چیز اہل اسلام کے عقیدہ کے خلاف ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ تو ازل سے ابد تک تمام کلیات و جزئیات کا علم رکھتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں علم سے مراد خارج میں تمیز اور اظہار ہے۔ اسا یدبہ التمییز فی الخارج (روح ص۶ ج ۲) فوضع العلم موضع التمییز لان بہ یقع التمییز (مدارک ص۶۳ ج ۱) یعنی ہم نے تحویل قبلہ اس لیے کی ہے تاکہ ہمارے پیغمبر کے فرمانبرداروں اور نافرمانوں میں امتیاز ہوجائے جو لوگ تحویل قبلہ کے حکم کو خوشی خوشی مان لیں گے وہ فرمانبردار ہوں گے اور جو نہ مانیں گے بلکہ اس کی پھبتی اڑائیں گے وہ نافرمان ہوں گے۔ چنانچہ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ اس موقع پر کئی مسلمان مرتد ہوگئے۔ مگر یہ وہی مسلمان تھے جو بظاہر مسلمان کہلاتے تھے لیکن حقیقت میں مسلمان نہیں تھے یعنی منافقین یہ لوگ پہلے تو پوشیدہ طور پر مخالفت کرتے تھے مگر تحویل قبلہ کے موقع پر علانیہ اس کا تمسخر اڑانا شروع کر دیا تاکہ مخلص مسلمانوں کے دلوں میں بھی شبہات پیدا ہوجائیں تحویل قبلہ بھی مخلص و منافق اور طیب و خبیث کے درمیان امتیاز کرنے کا ایک ذریعہ ہے وَاِنْ کَانَتْ لَکَبِیْرَۃً اِلَّا عَلَی الَّذِیْنَ ھَدَی اللّٰہُ۔ ہدایت سے مراد ایمان ہے اے خلق الھدی الذی ھو الایمان فی قلوبھم (قرطبی ص۱۵۸ ج ۲) یعنی تحویل قبلہ ایک بھاری آزمائش تھی مگر جن کے دلوں میں اللہ تعالےٰ نے ایمان پیدا کر دیا تھا ان کے لئے اس کا مقابلہ کرنا آسان تھا۔ کیونکہ وہ نہ مصلحتوں کو دیکھتے ہیں نہ حکمتوں کو۔ ان کی زندگی کا ماحصل تو بس ایمان و تسلیم ہے جہاں حکم ہوا وہیں سر جھکا دیا ۲۷۵ ایمان سے مراد نماز ہے، جیسا کہ صحیح روایتوں میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ تحویل قبلہ کے بعد بعض مسلمانوں نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ جو مسلمان بیت المقدس کی طرف نمازیں پڑھتے ہوئے فوت ہوگئے ہیں ان کی نمازوں کا کیا ہوگا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ کہ اللہ تعالےٰ تمہاری نماز کو ضائع نہیں کرے گا۔ بیت المقدس کی طرف تمہاری پڑھی ہوئی نمازیں سب درست ہیں کیونکہ وہ بھی ہمارے حکم کے مطابق پڑھی گئی تھیں۔ اس طرح یہ سوال مقدر کا جواب ہے اور ممکن ہے ایمان اپنے ہی مفہوم یعنی تصدیق بالقلب اور اقرار باللسان پر باقی ہو۔ تو اس صورت میں اس آیت میں مسلمانوں کے اس شبہ کا ازالہ ہوگا۔ کہ جب اصل قبلہ کعبہ تھا تو بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھنے اور اسے اپنا قبلہ سمجھنے سے ہمارے ایمان میں تو کوئی خلل واقع نہیں ہوا اِنَّ اللّٰہَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۔ اللہ تعالےٰ ایسا شفیق و مہربان ہے کہ اس کے تمام احکام شفقت و رحمت پر مبنی ہیں چنانچہ تحویل قبلہ کا حکم بھی اسی قبیل سے ہے۔ اور وہ کسی کا اخلاص و ایمان کے ساتھ کیا ہوا عمل کبھی ضائع نہیں کرتا ۲۷۶ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خواہش تھی کہ کعبہ کو آپ کا قبلہ بنا دیا جائے کیونکہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ تھا۔ نیز اہل عرب کے لیے اس میں زیادہ کشش تھی۔ اور انھیں اسلام سے قریب لانے کا ایک عمدہ ذریعہ تھا۔ اہل کتاب میں سے جنھوں نے ایمان لانا تھا وہ لاچکے تھے اور جو باقی تھے ان کے ایمان سے آپ مایوس تھے جیسا کہ اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ یُّؤْمِنُوْا لَکُمْ الاٰیۃ اور وَلَنْ تَرْضٰی عَنْکَ الْیَھُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰی الاٰیۃ سے واضح ہے اور آپ کو یہ توقع بھی تھی کہ تحویل قبلہ ہوجائے گی۔ کیوں کہ اب دین کی امامت و سیادت بنی اسرائیل سے بنی اسماعیل کی طرف منتقل ہوچکی تھی۔ اس لیے اب ضروری تھا کہ قبلہ بھی وہی مقرر ہو۔ جو حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کا تھا اس لئے آپ وحی کی آمد کی توقع پر بار بار آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتے تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ ہم آپ کی بے چینی اور انتظار کو دیکھ رہے ہیں مگر بعض حکمتوں کے تحت اب تک آپ کو تحویل قبلہ کا حکم نہیں دیا۔ آیت کا مذکورہ بالا مطلب اس روایت کی بنا پر ہے جس میں یہ مذکور ہے کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم وحی کی آمد کے منتظر رہتے تھے اور بوجہ اشتیاق بار بار آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتے تھے لیکن حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ کہ لفظ تقلب باب تفعل سے ہے جس کا خاصہ تکلف ہے صراح میں ہے تقلب الشیء ظھرا لبطن کالحیۃ تتقلب فی الرمضاء یعنی سخت گرمی میں سانپ کے تکلیف کے ساتھ چلنے پر تقلب کا لفظ بولتے ہیں۔ تو آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم دیکھ رہے ہیں تکلیف اور ناگواری کے ساتھ آپ کے بار بار آسمان کی طرف دیکھنے کو کہ کہیں تحویل قبلہ کا حکم نہ آجائے کیونکہ آپ کی خواہش یہ تھی۔ ابھی تحویل قبلہ نہ ہو اور بیت المقدس ہی قبلہ رہے تاکہ اس معاملہ میں یہودیوں سے موافقت رہے۔ اور شاید وہ اسی وجہ سے ایمان قبول کرلیں آیت کا یہ مفہوم حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے یہ مفہوم چونکہ لغت اور عرف کے بھی مطابق ہے اور اس سے اسلام کے کسی منصوص اور قطعی حکم کی مخالفت بھی نہیں ہوئی اس لئے آیت کی یہ تفسیر و تاویل، تفسیر بالرائے کے دائرہ میں داخل نہیں بلکہ یہ اس تاویل کے زمرہ میں داخل ہے جس کی شرعاً اجازت ہے چنانچہ علماء تفسیر نے لکھا ہے التاویل صرف الاٰیۃ الی معنی موافق لما قبلھا وبعدھا تحتملہ الاٰیۃ غیر مخالف للکتاب والسنۃ من طریق الاستنباط (الاتقان فی علوم القرآن ص۱۸۳ و تفسیر خازن ص۸ ج ۱) یعنی تاویل یہ ہے کہ آیت کو ایک ایسے معنی پر محمول کیا جائے جو سیاق و سباق کے مطابق ہو اور آیت میں (لغتاً و عرفاً) اس کی گنجائش بھی ہو اور وہ کتاب و سنت سے مستنبط احکام کے خلاف بھی نہ ہو۔ اور پھر اس تفسیر کی تائید میں دو قرینے بھی موجود ہیں۔ پہلا قرینہ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَھْوَاءَھُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَاءَکَ مِنَ الْعِلْمِ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اس بات پر زجر فرمایا کہ یہ لوگ اس قدر حاسد اور ضدی ہیں کہ کبھی آپ کا اتباع نہیں کریں گے اس لئے آپ ایسے لوگوں کا اس قدر کیوں خیال فرماتے ہیں دوسرا قرینہ وَلَئِنْ اَتَیْتَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ بِکُلِّ اٰیَۃٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَکَ۔ یہ بھی اس پر شاہد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہود کو دین کی طرف مائل کرنے اور ان کے قلوب کی تالیف کے لئے ان سے کسی قدر ظاہری

موافقت (مثلاً اتحاد قبلہ) قائم رکھنے کے متمنی تھے لیکن اللہ تعالےٰ نے آپ کو اس سے روک دیا۔ باقی رہی وہ روایت جس کی بنا پر پہلا مطلب بیان کیا گیا ہے تو اس کے بارے میں گذارش ہے کہ اکثر حدیثیں روایۃ بالمعنی کے طریق پر روایت کی گئی ہیں یہ حقیقت تمام محدثین کے نزدیک تسلیم شدہ ہے۔ اور زیر بحث روایت بھی اسی طریق پر نقل کی گئی ہے۔ اور اکثر ایسا ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۷۶ میں ہے قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعۃ حتیٰ تطلع الشمس من مغربھا فاذا طلعت ورآھا الناس اٰمنوا اجمعون وذلک حین لا ینفع نفسًا ایمانھا ثم قرأ الاٰیۃ۔ آپ نے فرمایا کہ جب تک سورج مغرب کی جانب سے طلوع نہیں ہوگا اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی اور جب لوگ سورج کو مغرب سے طلوع ہوتا دیکھیں گے تو سب ایمان لے آئیں گے لیکن اس وقت کا ایمان ان کو کوئی فائدہ نہیں دے گا اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ ۭ يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا الخ

مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ
تم ہوا کرو پھیرو منہ اسی کی طرف اور جن کو
اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۭ
ملی ہے کتاب البتہ جانتے ہیں کہ یہی ٹھیک ہے انکے رب کی طرف سے ۲۷۹
وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ (۱۴۴) وَلَىِٕنْ اَتَيْتَ
اور اللہ بے خبر نہیں ان کاموں سے جو وہ کرتے ہیں ف اور اگر تو لائے
الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ۚ
اہل کتاب کے پاس ساری نشانیاں تو بھی نہ مانیں گے تیرے قبلہ کو ۲۸۰
وَمَآ اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ
اور نہ تو مانے ان کا قبلہ اور نہ ان میں ایک مانتا ہے دوسرے کا قبلہ
بَعْضٍ ۭ وَلَىِٕنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَاۗءَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَكَ
اور اگر تو چلا ان کی خواہشوں پر بعد اس علم کے جو تجھ کو پہنچا
مِنَ الْعِلْمِ ۙ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ (۱۴۵) اَلَّذِيْنَ
تو بے شک تو بھی ہوا بے انصافوں میں ۲۸۱ جن کو
اٰتَيْنٰھُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَاۗءَھُمْ ۭ وَ
ہم نے دی ہے کتاب پہچانتے ہیں اسکو۔ جیسے پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو ۲۸۲ اور
اِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَھُمْ يَعْلَمُوْنَ (۱۴۶)
بیشک ایک فرقہ ان میں سے البتہ چھپاتے ہیں حق کو جان کر ۲۸۳
اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ (۱۴۷) ع وَلِكُلٍّ
حق وہی ہے جو تیرا رب کہے پھر تو نہ ہو شک لانے والا اور ہر کسی کے واسطے
وِّجْهَةٌ ھُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ڛ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا
ایک جانب ہے یعنی قبلہ کہ وہ منہ کرتا ہے اس طرف ۲۸۴ سو تم سبقت کرو نیکیوں میں جہاں کہیں تم ہو گے

وقف لازم

ع ۱۷ وقف منزل

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۲۷۹ سے مراد تحویل قبلہ ہے ۱۲ [illegible]

اس حدیث میں حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ ہے کہ جب قیامت کی ایسی نشانیاں ظاہر ہو جائیں گی جنہیں دیکھ کر لوگ ایمان لانے پر مجبور اور مضطر ہو جائیں گے اس وقت کا ایمان لانا مفید نہیں ہوگا۔ اس پر بطور استشہاد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی اس سے آپ کا یہ مقصد نہیں تھا کہ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ سے مراد سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہے لیکن بعض راویوں نے اس حدیث سے اپنے فہم کے مطابق یہی سمجھا اور روایت بالمعنی کے ذریعہ بیان کر دیا کہ بعض آیات ربک سے طلوع شمس از جانب مغرب مراد ہے۔ حالانکہ یہ چیز حضور علیہ السلام کے منشا کے خلاف ہے اسی طرح حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن بے سینگ کے جانور کو سینگ والے جانور سے بدلا دلایا جائے گا۔ اس کو بعض لوگوں نے حقیقت پر محمول کر لیا حالانکہ جلیا اور ذی القرن کمزور اور طاقت ور سے کنایہ ہے کیونکہ جانوروں کو دوبارہ زندہ نہیں کیا جائے گا بس ان کا حشر ان کی موت ہی کا نام ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ سے منقول ہے۔

حشر کل شیٔ الموت سوی الجن والانس (جامع البیان ۲۸۷) یعنی ہر چیز کا حشر اور انجام موت ہے سوا جنوں اور انسانوں کے کیونکہ ان کو موت کے بعد جزا سزا کے لئے دوبارہ زندہ کیا جائے گا اسی طرح زیر تفسیر آیت کے سلسلہ میں پیش آیا۔ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىھَا یہاں اللہ تعالےٰ نے آپ سے وعدہ فرما کر آپ کو مطمئن کر دیا کہ آپ کو ایسے قبلہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا جائیگا جسے آپ پسند کریں گے۔ اور دوسرے مفہوم کی بنا پر آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ جس قبلہ کو آپ پسند کرتے ہیں، ہم ادھر ہی منہ کرنے کی اجازت دے دیں گے۔ اور حضرت شیخ کے بیان کردہ مفہوم کے مطابق اس کا مطلب یہ ہوگا کہ آپ کو ایسے قبلہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا جائے گا جسے آپ پسند کریں گے **۲۷۹** یہ پہلے وعدہ کا ایفا اور تحویل قبلہ کا حکم ہے۔ شطر کے معنی طرف اور جانب کے ہیں۔ المسجد الحرام کے معنی عزت وحرمت والی مسجد کے ہیں کیونکہ اس مسجد میں اور اس کی حدود میں جنگ وجدال اور شکار وغیرہ جائز نہیں اور وجہ سے مراد سارا بدن ہے المراد من الوجه ههنا جملة بدن الانسان (کبیر صلہ ج ۲) مفسرین نے لکھا ہے کہ قبلہ تو خانہ کعبہ ہے مگر آیت میں مسجد حرام کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ مسجد حرام سے دور دوسرے علاقوں میں رہتے ہیں ان کے لئے مسجد حرام کی سمت کی طرف منہ کر لینا کافی ہے عین کعبہ کی طرف رخ کرنا واجب نہیں وذکر المسجد الحرام دون الکعبۃ دلیل علی ان الواجب مراعاۃ الجھۃ دون العین (مدارک صلہ ج ۱) البتہ جو لوگ خانہ کعبہ کے پاس موجود ہوں ان کے لئے عین کعبہ کی طرف رخ کرنا واجب ہے۔ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْھَكُمْ شَطْرَهٗ پہلے حضور علیہ السلام کو خطاب فرمایا اس سے حضور علیہ السلام کی یا جگہ کی خصوصیت مفہوم ہو سکتی تھی کیونکہ یہ آیتیں مدنی ہیں۔ اب اس آیت میں صراحت کے ساتھ اس حکم کو تمام افراد کے لئے اور تمام جگہوں کے لئے عام کر دیا ہے یعنی تم جہاں کہیں ہو نماز میں مسجد حرام

کی سمت منہ کرلیا کرو۔ **۲۷۹** یہ تحویل قبلہ کی دوسری اجمالی دلیل ہے۔ الذین اوتوا الکتٰب سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں اور انہ کی ضمیر تحویل قبلہ کی طرف راجع ہے یعنی امر القبلۃ وتحویلھ الی الکعبۃ (خازن ومعالم ص۱۱۲ ج ۱) وَاَنَّهُ الْحَقُّ میں خبر کی تعریف نے حصر کے معنی پیدا کردیئے ہیں یعنی اہل کتاب خوب جانتے ہیں کہ قبلہ کے بارے میں یہی حکم حق ہے کہ حضور علیہ السلام کا قبلہ خانہ کعبہ ہو کیونکہ ان کو تورات وانجیل کے ذریعے معلوم تھا کہ آخری پیغمبر دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھے گا اور آخر میں اس کا قبلہ وہی ہوگا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ تھا۔ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ جو کچھ یہ سب لوگ کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے بے خبر نہیں جن لوگوں نے تحویل قبلہ کے معاملہ میں تسلیم وانقیاد سے کام لیا ہے اللہ تعالیٰ انہیں بھی جانتا ہے اور جنہوں نے ان کا استہزا کیا ہے وہ ان کے اعمال سے بھی بخوبی واقف ہے۔ اس لئے وہ ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزا دے گا۔ الضمیر علی القراءتین لجمیع الناس فیکون وعدا ووعیدا للفریقین من المومنین والکافرین (روح ص۱۱ ج ۲)

۲۸۰ یہاں بھی اہل کتاب کی ضد وعناد کا بیان ہے یعنی اس کے باوجود کہ یہ لوگ تحویل قبلہ کے حق ہونے کو جانتے ہیں مگر ضد وعناد اور حسد کی وجہ سے اپنا قبلہ چھوڑ کر آپ کا اتباع نہیں کریں گے۔ اگرچہ آپ تحویل قبلہ کی حقیقت کے تمام دلائل ان کے سامنے پیش کردیں۔ وَمَآ اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ۔ اہل کتاب حضور علیہ السلام کو دھوکہ دینے کے لئے کہتے تھے کہ اے محمد پھر سے بیت المقدس کو اپنا قبلہ مان لے تو ہم تجھے نبی مان لیں گے اور تیرا اتباع کریں گے (روح ص۱۲ ج ۲) تو اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کی اس آرزو کو ختم کردیا کہ یہ امر محال ہے کہ تو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کے قبلہ کو دوبارہ قبول کرلے اس لئے انہیں اس قسم کی کوئی امید نہیں رکھنی چاہیئے وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ یعنی اہل کتاب کی ضد وعناد اور بغض وحسد کا معاملہ کوئی آپ کے ساتھ ہی مخصوص نہیں یہ لوگ تو آپس میں بھی ایک دوسرے کے دشمن ہیں اور ان میں آپس میں بھی بغض وحسد کی آگ شعلہ زن ہے۔ چنانچہ یہود ونصاریٰ آپس میں بھی ایک دوسرے کا قبلہ ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ یہود، نصاریٰ کے دین اور قبلہ کو غلط سمجھتے ہیں اور نصاریٰ یہود کے دین اور قبلہ کو۔ یہودیوں کا قبلہ بیت المقدس اور عیسائیوں کا قبلہ مشرق کی سمت تھی۔ فالیھود تستقبل بیت المقدس والنصاریٰ مطلع الشمس (مدارک ص۶۴ ج ۱) **۲۸۱** آیت میں خطاب آنحضرت ﷺ سے ہے۔ آپ کی خواہش تھی کہ قبلہ کے معاملہ میں فی الحال یہود سے موافقت رہے اس سے شاید ان کے دل دین اسلام کی طرف مائل ہو جائیں تو اس پر اللہ تعالیٰ نے بطور زجر فرمایا۔ اگر بفرض محال آپ ان کی خواہشات کا اتباع کرنے لگے تو آپ کا شمار ظالموں میں ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل کتاب کی اہواء باطلہ کی طرف رجحان ایک امر محال ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اہل باطل کی پیروی کی قباحت اور شناعت کو مؤکد کرنے کے لئے ارشاد فرمایا کہ اے پیغمبر اگر بفرض محال آپ بھی جانتے پہچاننے کے باوجود ان کی خواہشات نفس کا اتباع کریں گے تو آپ کا شمار بھی اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں میں ہوگا۔ خواہشات نفس سے مراد اہل باطل کا دین ہے کیونکہ وہ ان کی نفسانی خواہشات اور خود ساختہ آرزوؤں ہی کا مجموعہ ہوتا ہے۔ اس سے مسلمانوں کو اور خصوصاً ان علما کو عبرت حاصل کرنی چاہیئے جو رواداری کے جنون میں مشرکین اور اہل باطل کے بعض مشرکانہ اور جاہلانہ عقائد واعمال کی تحسین کر بیٹھتے ہیں۔ یا کم از کم مداہنت سے کام لیتے ہوئے خاموش ہو جاتے ہیں۔

۲۸۲ الذین سے اہل کتاب کے اہل علم لوگ مراد ہیں۔ وان کان عاما بحسب اللفظ لکنہ مختص بالعلماء منھم (کبیر ص۳۷ ج ۲) یعرفونہ کی ضمیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہے جن کا ذکر بطور خطاب پہلی آیت میں موجود ہے یعنی علماء اہل کتاب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کو اس طرح جانتے ہیں جس طرح وہ اپنے بیٹوں کو جانتے ہیں مطلب یہ ہے کہ تورات وانجیل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوصاف اس وضاحت سے بیان کئے گئے ہیں کہ علماء اہل کتاب کو پورا پورا یقین ہے کہ یہ اوصاف صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی منطبق ہوتے ہیں اور وہی ان کا مصداق ہیں۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ يَعْرِفُوْنَهٗ کی ضمیر کا مرجع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو بنانا اگرچہ فی نفسہ صحیح ہے لیکن سیاق وسباق کے مناسب نہیں لہٰذا یعرفونہ کی ضمیر امر قبلہ کی طرف راجع ہے۔ القول الثانی الضمیر فی قولہ یعرفونہ راجع الی امر القبلۃ (کبیر ص۳۸ ج ۲) تو مطلب یہ ہوگا کہ تحویل قبلہ کے حق ہونے کو اہل کتاب اسی طرح یقینی طور پر جانتے ہیں جس طرح وہ اپنے بچوں کو جانتے ہیں۔ **۲۸۳** مگر اس کے باوجود ان کی ایک جماعت حق کو چھپاتی ہے۔ اور حضور علیہ السلام کے بیان شدہ اوصاف یا تحویل قبلہ کے معاملہ پر پردہ ڈالتی ہے۔ اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو ان میں سے ایمان نہیں لائے تھے۔ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ الحق میں الف لام عہد کے لئے ہے یعنی جس حق کو وہ چھپا رہے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اس سے حضور علیہ السلام کی صفت ونعت مراد ہے یا تحویل قبلہ کا معاملہ۔ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ یعنی اہل کتاب کے جان بوجھ کر حق کو چھپانے کی وجہ سے حق کی حقانیت میں کوئی فرق نہیں آسکتا اور ان کے کتمان کے باوجود حق پھر بھی حق ہی ہے اور اس میں شک کی کوئی گنجائش ہی نہیں۔ **۲۸۴** کُلٍّ کی تنوین عوض کے لئے ہے۔ ای لکل قوم اور وجھۃ کے معنی قبلۃ کے ہیں (مدارک ص۶۵ ج ۱) مطلب یہ ہے کہ ہر قوم کا ایک علیحدہ قبلہ ہے اور ہر مذہب وملت کے متبعین اپنے اپنے قبلہ کی طرف رخ کرتے ہیں۔ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ خطاب مسلمانوں سے ہے یعنی ہر قوم اپنے اپنے قبلہ کا اتباع کرتی ہے تم اللہ کے حکم کے مطابق نیکی کے کاموں میں سب پر سبقت لے جانے کی کوشش کرو اور جس طرف اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے اسی طرف منہ کرو۔ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا۔ یہ تخویف اخروی ہے تم سب مسلمان اور تمہارے دشمن جہاں کہیں بھی ہوں گے وہ تمہیں قیامت کے دن ایک جگہ جمع کردیگا اور تمہارے تمام جھگڑوں کا فیصلہ کرے گا۔ لہٰذا فضول جھگڑوں اور بحثوں کو چھوڑو اور خدا کی عبادت کرو اور اس کے احکام کا اتباع کرو جو اصل نیکی ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اس کی قدرت سے کوئی چیز باہر نہیں۔ مارنا اور پھر منتشر اجزاء کو جمع کرکے ان میں دوبارہ جان ڈالنا بھی اس کی قدرت کے تحت داخل ہے۔ **۲۸۵** تحویل قبلہ سے متعلق پہلا حکم بھی اگرچہ عام تھا لیکن یہاں اس بات کی صراحت فرمادی کہ یہاں حکم قیام مدینہ کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ تمام احوال سفر وحضر کو شامل ہے۔ وَاِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ اور یہ استقبال کعبہ کا حکم اللہ کی طرف سے ہے اور قیامت تک کے لئے ہے۔ اب اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔ استقبال ھذہ القبلۃ ھو الحق ای الثابت الذی لا یعرض لہ نسخ ولا تبدیل (بحر ص۴۳۹ ج ۱) ای الثابت الموافق للحکمۃ (روح ص۱۶ ج ۲) وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ تمہارے تمام اعمال اس کی نگاہ میں ہیں اور وہ تمہارے نیک وبد اعمال کے مطابق تمہیں جزا دے گا۔ **۲۸۶** آگے چونکہ تحویل قبلہ کی چوتھی دلیل کا بیان تھا جو دوسری اجمالی دلیل کی تفصیل ہے اس لئے تحویل قبلہ کے حکم کا یہاں پھر اعادہ فرمایا تاکہ دلیل بلا فصل حکم سے متعلق ہو سکے لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ۔ یہ تحویل قبلہ کی دوسری تفصیلی علت ہے۔ الناس سے مراد تمام مخالفین ہیں۔ یہود ونصاریٰ اور مشرکین عرب، تورات اور انجیل میں یہ مذکور تھا کہ آخری نبی کا قبلہ کعبہ ہوگا تو اگر تحویل قبلہ کا حکم نہ دیا جاتا تو اہل کتاب کا اعتراض باقی رہتا کہ ہماری کتابوں میں اس کا قبلہ کعبہ لکھا ہوا ہے مگر یہ بیت المقدس کی طرف منہ کرتا ہے۔ لہٰذا یہ نبی موعود نہیں۔ المنعوت فی التوراۃ قبلتہ الکعبۃ لا الصخرۃ وھذا النبی یصلی الی الصخرۃ فلا یکون النبی الموعود (روح ص۱۷ ج ۲) مشرکین کا یہ اعتراض تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم دعویٰ تو یہ کرتا ہے کہ وہ ملت ابراہیمی پر ہے مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قبلہ کی مخالفت کرتا ہے لہٰذا وہ ملت ابراہیمی پر بھی نہیں۔ اب تحویل قبلہ سے مشرکین کا یہ اعتراض بھی رفع ہوگیا۔ وتندفع احتجاج المشرکین بانہ علیہ الصلوٰۃ والسلام یدعی ملۃ ابراھیم ویخالف قبلتہ (روح ص۱۷ ج ۲) یعنی ہم نے تحویل قبلہ کا حکم اس لئے دیا ہے تاکہ مخالفین کو ان معقول اعتراضات کا موقع بھی نہ مل سکے **۲۸۷** یہ الناس سے استثناء ہے۔ اَلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا سے مراد معاندین اور ضدی لوگ ہیں۔ الا المعاندین منھم (مدارک ص۶۵ ج ۱) یعنی مخالفین میں سے جو لوگ ضدی نہیں ہیں تحویل قبلہ کے بعد ان کے پاس تو کوئی معقول اعتراض باقی نہیں رہے گا۔ البتہ جو لوگ ضد وعناد کی وجہ سے مخالفت کر رہے ہیں وہ تو تحویل قبلہ کے بعد بھی حجت بازی سے باز نہیں آئیں گے۔ چنانچہ یہودی یہ کہیں گے محض اپنے آبائی شہر کی محبت اور آبائی دین کی طرف رغبت کی وجہ سے اس پیغمبر نے کعبہ کو قبلہ بنایا ہے۔ مشرکین معاندین کہیں گے کہ اب اسے سمجھ آئی ہے اس نے اپنے باپ دادا کا قبلہ مان لیا ہے، اور عنقریب ہی اپنے دین کو چھوڑ چھاڑ ہمارے دین میں واپس آنا چاہتا ہے وغیر ذالک فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ لہٰذا تم ان کی مخالفت سے مت ڈرو اور تحویل قبلہ کے بارے میں ان کے اعتراضات کی پرواہ مت کرو اور میرے عذاب سے ڈرو اور میرے احکام کی تعمیل کرو فلا تخافوا مطاعنھم فی قبلتکم فانھم لا یضرونکم (مدارک ص۶۵ ج ۱) وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِيْ عَلَيْكُمْ اس کا عطف لِئَلَّا يَكُوْنَ پر ہے۔ اتمام نعمت سے یہاں مراد تعیین قبلہ ہے و اتمام النعمۃ

الهداية الى القبلة (قرطبی ص۱۶۱ ج۲) تحویل قبلہ اس لئے کی ہے کہ تم پر دنیوی اور روحانی نعمتوں کا اتمام کروں - دنیا میں اس طرح کہ کعبہ کو تمہارا مرکز اور قبلہ بنا دینے کی وجہ سے تمہیں وہ شرف اور برتری حاصل ہوگی جو اور کسی کو حاصل نہیں ۔ ما حصل للعرب من الشرف بتحويل القبلة الى الكعبة (بحر ص۴۳۳ ج۱) کعبہ چونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکات و تجلیات کا مرکز ہے اس لئے نماز جیسی عبادت کے لئے جو مومنین کے لئے معراج کا درجہ رکھتی ہے ۔ خانہ کعبہ کو قبلہ مقرر کرنا سب سے بڑی اخروی اور روحانی نعمت ہے وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۔ تاکہ تمہیں ملت ابراہیمی کی سیدھی راہ مل جائے ۔ كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۔ اس کی تفسیر رکوع ۱۵ میں گذر چکی ہے ۔ کاف تشبیہ کے لئے ہے اور ما مصدریہ ہے ۔ یعنی جس طرح ہم نے ان خوبیوں والا پیغمبر تم میں بھیج کر تم پر بہت بڑا انعام و احسان کیا ۔ اسی طرح تعیین قبلہ سے ہم نے تم پر اپنی نعمت تام کر دی ۔ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ہ اور وہ پیغمبر تمہیں وہ باتیں بتاتا ہے جن کو نہ تم جانتے ہو اور نہ وحی کے بغیر ان کو معلوم کر سکتے ہو ۔ مما لا طريق الى معرفته سوى الوحى (روح ص۱۹ ج۲) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچ صفتیں یا پانچ حیثیتیں بیان فرمائی ہیں ۔ (۱) آپ کتاب اللہ کی آیتیں پڑھ کر لوگوں کو سناتے ہیں (۲) آپ لوگوں کو کتاب اللہ کے الفاظ کی کیفیتِ ادا، اس کے مطالب و معانی اور اسرار و رموز سکھاتے ہیں ۔ (۳) اپنی سنت اور اسوۂ حسنہ کے ذریعے کتاب اللہ کے احکام کی صحیح تعبیر و تصویر اور ان کا عملی نمونہ بتاتے ہیں (۴) ظاہری تعلیم کے ساتھ ساتھ لوگوں کی روحانی تربیت کر کے ان کے عقائد، اعمال اور اخلاق کا تزکیہ بھی فرماتے ہیں (۵) تمام امورِ دین جن کا لوگوں کو علم نہ ہو، اور نہ ہی وہ کسی ذریعہ سے ان کا علم حاصل کر سکیں ۔ خدا کا پیغمبر ایسے تمام امور میں اللہ کی طرف سے ان کی راہنمائی کرتا ہے اور اس آیت میں یہ تمام افعال رَسُوْلًا سے حال ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ ان تمام صفات و حیثیات سے اللہ تعالیٰ ہی نے آپ کو متصف کر کے بھیجا ہے ۔ یہ نہیں کہ لوگوں نے اور سوسائٹی کے افراد نے یہ ڈیوٹیاں آپ کے ذمہ لگا دی تھیں جیسا کہ منکرینِ حدیث کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی خدا کی طرف سے ڈیوٹی صرف یہ تھی کہ آپ آیتیں پڑھ کر لوگوں کو سنا دیں اور بس ۔ باقی کام آپ نے اپنے طور پر کئے ۔ یا لوگوں کی درخواست پر آپ ایسا کرتے تھے مگر قرآن مجید کی یہ آیت اس خیال کی تردید کرتی ہے اور واضح طور پر اعلان کرتی ہے کہ یہ تمام ذمہ داریاں خدا کی طرف سے آپ کے سپرد تھیں لہٰذا آپ کے ہر قول و فعل اور آپ کی ہر سنت پر عمل واجب ہے بشرطیکہ وہ صحت کے ساتھ ہم تک پہنچ جائے کیونکہ حضور علیہ السلام کی سنت اور آپ کے اسوہ کے بغیر قرآن کا سمجھنا ناممکن ہے ۔ فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ لہٰذا تم میرے انعامات کے شکریہ کے طور پر ہر وقت مجھے یاد رکھو ، میرے احکام مانو ۔ صرف میری ہی عبادت کرو اور صرف مجھے ہی پکارو تو میں بھی تمہیں اجر و ثواب اور مزید انعام و اکرام سے نوازوں گا وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ۔ توحید کی پابندی اور احکام کی تعمیل سے میری نعمتوں کا شکر ادا کرتے رہو ۔ کفر و شرک اور طغیان و عصیان سے میری نعمتوں کی ناقدری نہ کرو ۔ امام ابن جریر رح فرماتے ہیں ۔ واشكروا لى ايها المؤمنون فيما انعمت عليكم من الاسلام والهداية للدين الذى شرعته لانبيائى واصفيائى (ابن جریر ص۲۲ ج۲) یعنی اے ایمان والو میری اس نعمت کا شکر ادا کرو کہ میں نے تم کو اسلام اور دین توحید کی توفیق دی ہے جسے میں نے اپنے تمام انبیاء اور برگزیدہ بندوں کے لئے مقرر کیا تھا ۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ مسلمانوں کو آئے دن دشمنانِ اسلام کی طرف سے مصائب و تکالیف کا سامنا تو ہوتا ہی

يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (۱۴۸)
کر لائے گا تم کو اللہ اکٹھا بیشک اللہ ہر چیز کر سکتا ہے ف
وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ
اور جس جگہ سے تو نکلے سو منہ کر اپنا مسجد
الْحَرَامِ ؕ وَاِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ
حرام کی طرف ۲۸۵ اور بیشک یہی حق ہے تیرے رب کی طرف سے اور اللہ بے خبر نہیں
عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (۱۴۹) وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ
تمہارے کاموں سے ف۲ اور جہاں سے تو نکلے منہ کر اپنا
شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا
مسجد حرام کی طرف اور جس جگہ تم ہوا کرو منہ کرو
وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۙ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ
اسی کی طرف ۲۸۶ تاکہ نہ رہے لوگوں کو تم سے
حُجَّةٌ ۗ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ ۚ فَلَا تَخْشَوْهُمْ
جھگڑے کا موقع مگر جو ان میں بے انصاف ہیں ۲۸۷ سو ان سے (یعنی ان کے
وَاخْشَوْنِيْ ۚ وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِيْ عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ
اعتراضوں سے) مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو اور اس واسطے کہ کامل کروں تم پر فضل اپنا اور تاکہ تم پاؤ
تَهْتَدُوْنَ (۱۵۰) ۙ كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ
راہ سیدھی ف۳ جیسا کہ بھیجا ہم نے تم میں رسول تم ہی میں کا
يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ
پڑھتا ہے تمہارے آگے آیتیں ہماری اور پاک کرتا ہے تم کو اور سکھاتا ہے تم کو کتاب
وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ (۱۵۱) ؕ
اور اس کے اسرار اور سکھاتا ہے تم کو جو تم نہ جانتے تھے

[illegible]

ف۱ اس زیادتی کے ساتھ بطور تاکید (۲) تحویل قبلہ کا اعادہ کیا گیا ہے ۔ ۱۲

ف۲ دوبارہ اعادہ کیا گیا چوتھی علت بیان کرنے کے لئے ۱۲

ف۳ اگرچہ آپ مدینہ منورہ میں ہوں گے

ف۴ جواب شبہ دوسری تفصیلی علت کے ساتھ ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی یہ ضد کرنی کہ ہمارا قبلہ بہتر یا تمہارا عبث ہے ۔ بہتری اس کو جو نیکیوں میں زیادہ ۔ ہر امت کو ایک ایک قبلے کا حکم ہوا تھا ۔ آخر سب کو ایک جگہ جمع ہونا ہے ۔ ف۲ مسجد الحرام کہتے ہیں مکے کی مسجد کو ۔ حرم کے معنی جس جگہ ادب رہنا چاہئے اس مکان میں کئی باتیں منع ہیں ۔ آدمی کو مارنا اور جانور کو ستانا اور درخت اور گھاس اکھاڑنا اور پڑا مال اٹھانا ۔

فتح الرحمٰن ف۱ در تورات مذکور است کہ امتی از بنی اسماعیل پیدا خواہد شد کہ تعظیم کعبہ کنند پس توجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بکعبہ حجت باہرہ است بر صدق نبوت آنحضرت ص نزدیک احبار یہود و اگرچہ سفہائے یہود طعن کنند کہ قبلۂ انبیاء را گذاشت ۱۲

رہتا تھا۔ اب تحویلِ قبلہ کی وجہ سے معاندین کو ایذا رسانی کا ایک اور بہانہ ہاتھ آ گیا۔ تو اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تلقین فرمائی کہ وہ ہر قسم کی مشکلات اور مصائب میں اپنے خدا پر بھروسہ رکھیں اسی کے ساتھ اپنا تعلق جوڑے رکھیں اور اسی کے آگے جھکیں۔ صبر و صلوٰۃ کی پابندی ان میں ایسا استقلال اور سکون پیدا کرے گی کہ وہ دنیا و مافیہا سے بے نیاز اور ہر خطرہ سے محفوظ ہو جائیں گے۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ صبر کرنے والوں کی اللہ تعالیٰ خصوصی مدد فرماتا ہے۔ یہ اس خصوصی نصرت و یاری ہی کے آثار تھے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کئی معرکوں میں قلتِ عدد اور بے سروسامانی کے باوجود فتحیاب ہوئے۔

(بقیہ ص۱۲) وَ الصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا (نساء ع ۹) جو شخص اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گا تو ایسے اشخاص بھی ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء، وصدیقین اور شہداء اور صالحین اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں۔ قال الجمہور من المفسرین انہ اراد صراط النبیّن والصدیقین والشہداء والصالحین وانتزعوا ذٰلک من قولہ تعالیٰ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ الخ (قرطبی ص۱۴۹ ج ۱)

ایک شبہ اگر الصراط المستقیم سے مندرجہ بالا چار گروہوں کی راہ مراد ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ میں ان چاروں جماعتوں کے درجات حاصل کرنے کی درخواست کی گئی ہے اور اس میں النبیین کا درجہ بھی شامل ہے تو اس کے حاصل کرنے کی درخواست بھی اس میں شامل ہوگی اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اب بھی درجہ نبوت حاصل کرنے کا امکان موجود ہے۔

جواب اول تو یہی غلط ہے کہ اھدنا الصراط المستقیم میں ان چاروں جماعتوں کے درجات حاصل کرنے کی درخواست کی گئی ہے بلکہ اس میں تو صرف ان جماعتوں کی راہ پر چلنے کی اور قائم رکھنے کی درخواست ہے نیز درخواست اور دعا ہمیشہ ایسی چیز کے حاصل کرنے کے لئے کی جاتی ہے جس کا حصول کسب اور محنت سے ممکن ہو اور جس فضل و کمال کا حصول کسب اور محنت سے ناممکن ہو، اس کے لئے درخواست کرنا بالکل بے معنی اور عبث ہے۔ اس لئے اگر بالفرض یہ مان لیا جائے کہ اھدنا الصراط المستقیم میں ان چاروں جماعتوں کے درجات حاصل کرنے کی درخواست کی گئی ہے تو درجہ نبوت چونکہ کسب و ریاضت سے حاصل نہیں ہو سکتا بلکہ نبوت ایک محض وہبی چیز ہے اور اس کے بارے میں قانونِ خداوندی یہ ہے اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ (انعام ع ۱۵) لہٰذا درخواست کا تعلق نبوت سے نہیں بلکہ درخواست صرف صدیقین، شہداء اور صالحین کے کمالات کے لئے ہے۔

نلہ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝ یہ اَلَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ سے بدل ہے یا اس کی صفت ہے اور ولا الضالین ___ غیر المغضوب علیہم پر معطوف ہے۔ اور لا تاکید نفی کے لئے ہے جو لفظ غیر سے مفہوم ہے۔ بدل من الذین انعمت علیہم او صفۃ لہ، ولا مزیدۃ لتاکید ما فی غیر من معنی النفی (مظہری ج ۱ ص۱) حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ مغضوب علیہم سے یہود اور ضالین سے نصاریٰ مراد ہیں۔ اسی طرح حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی منقول ہے (ابن جریر ص۷۹ ج ۱ و ص۸۳) غضب کے معنی شدید غصے کے ہیں اور یہ ایک نفسانی کیفیت ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی صفات میں غضب کے معنی ارادہ عقوبت اور قصدِ سزا کے ہیں۔ ومعنی الغضب فی صفۃ اللہ تعالیٰ ارادتہ العقوبۃ فھو صفۃ ذات وارادۃ اللہ تعالیٰ من صفات ذاتہ (قرطبی ص۱۵۰ ج ۱) اور ضلال کے معنی سیدھی راہ سے بھٹک جانا اور راہ ہدایت سے علیحدہ ہو کر چلنا۔ الضلال فی الدین الذھاب عن الحق (روح ص۹۶ ج ۱) ان آیتوں کا حاصل یہ ہے اے اللہ ہم کو ان لوگوں کی راہ پر قائم رکھ جن پر تو نے انعام فرمایا اور جن پر نہ تیرا غضب ہوا اور نہ وہ گمراہ ہوئے۔ جن لوگوں پر تیرا غضب ہوا مثلاً یہود اور جو لوگ راہِ حق سے گمراہ ہوئے مثلاً نصاریٰ ان کی راہ سے ہم کو بچا۔ مغضوب علیہم کی تفسیر یہود سے اور ضالین کی نصاریٰ سے بطور تمثیل ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ مغضوب علیہم صرف یہود ہی ہیں اور ضالین سے صرف نصاریٰ ہی ہیں اس لئے یہود و نصاریٰ کے علاوہ مشرکین اور منافقین بھی ان دونوں لفظوں میں داخل ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت چونکہ یہود و نصاریٰ مذہب اور خانقاہیت کے اجارہ دار تھے اور ساتھ ہی راہِ حق سے گمراہ اور بھٹکے ہوئے تھے اور خداوند تعالیٰ کے قہر و غضب کے مستحق تھے اس لئے المغضوب علیہم اور الضالین کی تفسیر ان دونوں گروہوں سے کی گئی۔

ہدایت کی طرح گمراہی کے بھی چار درجے ہیں (۱) ریب و شک۔ یہ درجہ گمراہی کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔ پہلے آدمی کے دل میں توحید اور دینِ حق کے بارے میں شبہات و شکوک پیدا ہوتے ہیں جو اسے صراطِ مستقیم اور راہِ ہدایت سے بھٹکاتے ہیں۔ (۲) ضلالت (گمراہی) توحید اور دینِ حق سے متعلق شکوک و شبہات کا ازالہ نہ کیا جائے اور وہ کسی کے دل میں جاگزیں ہو جائیں تو آدمی ضلالت اور گمراہی میں جا گرتا ہے اور راہِ حق کو چھوڑ کر باطل کی راہ اختیار کر لیتا ہے۔ (۳) جدال۔ ضلالت کے بعد جدال کا درجہ ہے گمراہی کے بعد گمراہ شخص اپنے باطل نظریات اور غلط عقائد کو حق اور صحیح ثابت کرنے کے لئے اہلِ حق سے جھگڑا اور مجادلہ و منازعہ کرتا ہے اور ضد و عناد سے ہر حق بات کو رد کر دیتا ہے۔ (۴) مہر جباریت یا طبع علی القلب یا ختم علی القلب۔ گمراہی کے بعد جب آدمی حق کے مقابلہ میں جھگڑا اور جدال شروع کرتا ہے اور تمام عقلی اور نقلی دلائل سے حق کے واضح اور ثابت ہو جانے پر بھی حق کو نہیں مانتا اور اپنی ضد اور عناد پر ڈٹا رہتا ہے تو اب اس کے دل پر مہر لگ جاتی ہے یعنی اس کے دل میں جو کفر و نفاق اور شرک ہے وہ دل سے باہر نہیں نکل سکتا اور جو چیز اس کے دل سے باہر ہے یعنی ایمان و یقین اور توحید و اخلاص وہ اس کے دل میں داخل نہیں ہو سکتی۔ جب آدمی گمراہی کے اس درجہ میں پہنچ جاتا ہے تو اس کا راہِ راست پر آنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ اس درجہ میں اس سے ہدایت کی توفیق سلب کر لی جاتی ہے۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ اس کو مہر جباریت سے تعبیر فرماتے تھے۔ قرآن میں یہ چاروں درجے کہیں جدا جدا اور کہیں دو دو یا اس سے زیادہ یکجا مذکور ہیں۔ سورہ مومن ع ۴ میں دو آیتوں کے اندر چاروں درجے ایک ساتھ مذکور ہیں۔ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ حَتّٰٓى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُ ۝ اِۨلَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ۝ اور یقیناً اس سے قبل یوسف (علیہ السلام) تمہارے پاس دلائل (توحید و نبوت) لے کر آ چکے ہیں سو تم ان امور میں برابر شک میں رہے جو تمہارے پاس لائے تھے۔ یہاں تک کہ جب ان کی وفات ہو گئی تو تم کہنے لگے کہ بس اللہ اب ان کے بعد کوئی رسول نہیں بھیجے گا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ حد سے تجاوز کرنے والوں اور توحید میں شک کرنے والوں کو گمراہ کر دیتا ہے جو محض ضد و عناد کی وجہ سے، بلا کسی دلیل کے جو ان کے پاس موجود ہو اللہ کی آیتوں میں جھگڑے نکالتے ہیں۔ یہ (کج بحثی اور جھگڑا) خدا تعالیٰ کو بھی سخت ناپسند ہے اور ایمان والوں کو بھی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ ہر مغرور اور جابر کے پورے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔ اس آیت میں کذٰلک میں دونوں جگہ کاف تعلیلیہ ہے اور بمعنی لام ہے جیسا کہ ترجمہ میں ظاہر کر دیا گیا ہے اس آیت میں چاروں درجات بالتدریج مذکور ہیں۔ پہلے وہ لوگ حضرت یوسف علیہ السلام کے لائے ہوئے دلائل توحید و نبوت کے بارے میں ریب و شک میں پڑے رہے اس وجہ سے گمراہ ہوئے اور راہِ ہدایت اور جادۂ توحید سے بھٹک گئے۔ اس کے بعد انہوں نے ضد و عناد سے جھگڑا اور مجادلہ شروع کر دیا اور توحید اور دینِ حق سے دور بھاگنے لگے اس لئے اللہ نے ان کے دلوں پر مہر جباریت لگا دی۔ ضلالت کے یہ چار درجے ہدایت کے چاروں درجوں کے مقابلے میں ہیں۔ اوّل انابت کے مقابلہ میں ریب و شک دوم ہدایت کے مقابلہ میں ضلالت سوم استقامت کے مقابلہ میں جدال و مخاصمت چہارم ربط علی القلب کے مقابلہ میں طبع علی القلب۔ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ میں ضلالت کے چاروں درجات مذکور ہیں۔ پہلے تینوں درجے الضالین میں اور چوتھا درجہ مغضوب علیہم میں۔ (آگے ص۱۲ پر ملاحظہ ہو)

۱۸ ع ۵ ۲

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ع
سو تم یاد رکھو مجھ کو میں یاد رکھوں تم کو اور احسان مانو میرا اور ناشکری مت کرو ف۱
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ
اے مسلمانوں مدد لو صبر اور نماز سے
اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ
بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے ف اور نہ کہو ان کو جو مارے گئے
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا
خدا کی راہ میں کہ مُردے ہیں ۲۸۸ بلکہ وہ زندے ہیں لیکن
تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ
تم کو خبر نہیں اور البتہ ہم آزمائیں گے تم کو تھوڑے سے ڈر سے اور
الْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ
بھوک سے اور نقصان سے مالوں کے اور جانوں کے اور میووں کے ۲۸۹
وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ
اور خوشخبری دے ان صبر کرنے والوں کو کہ جب پہنچے انہیں کچھ مصیبت
قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ ؕ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ
تو کہیں ہم تو اللہ ہی کا مال ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں ۲۹۰ ایسے ہی لوگوں پر
صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ قف وَاُولٰٓئِكَ هُمُ
عنایتیں ہیں اپنے رب کی اور مہربانی اور وہی ہیں
الْمُهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ
سیدھی راہ پر ف۲ بیشک صفا اور مروہ نشانیوں میں سے ہیں
اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ
اللہ کی ۲۹۱ سو جو کوئی حج کرے بیت اللہ کا یا عمرہ تو کچھ گناہ نہیں اس کو

۲۸۸ پہلے مصائب پر صبر کرنے کی تلقین فرمائی۔ اب یہاں بیان فرمایا کہ تحویل قبلہ کے معاملہ میں اگر کوئی مسلمان یہودیوں کے ہاتھوں شہید ہو جائے تو اس کی موت چونکہ اللہ کی راہ میں واقع ہوئی ہے اس لئے اسے مردہ مت کہو اسی طرح جو لوگ اللہ کے دین کی خاطر کافروں سے جہاد کرتے ہوئے شہید ہو کر داغ جدائی دے گئے کیونکہ وہ بھی اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے ہیں۔ انہیں بھی مردے مت کہو۔ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۔ بلکہ وہ تو زندہ ہیں لیکن تمہیں اس کا ادراک نہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے شہداء کی ایک بہت بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے کہ ان کو دنیا سے رخصت ہو جانے اور فی سبیل اللہ مقتول ہو کر طبعی موت پا جانے کے بعد عالم برزخ میں ایک امتیازی زندگی اور حیات عطا کی جاتی ہے جو دوسرے غیر شہداء مومنین کو حاصل نہیں ہوتی اور اس حیات کا تعلق چونکہ عالم برزخ سے ہے۔ اس لئے اس کے متعلق ارشاد فرمایا کہ تم اپنے حواس و مشاعر سے اس کا ادراک نہیں کر سکتے۔ اس مسئلہ کی مکمل تحقیق سورۂ آل عمران میں آئے گی ان شاء اللہ تعالیٰ

۲۸۹ ابتلاء کے معنی آزمانے اور امتحان لینے کے ہیں۔ والمعنی لنمتحننکم (قرطبی ص۱۷۳ ج ۲) یعنی ہم تمہارا امتحان لیں گے خوف سے مراد دشمن کا خوف ہے اور اس میں وہ تمام ڈراوے دھمکیاں اور مشکلات و مصائب بھی داخل ہیں جو تحویل قبلہ کے سلسلہ میں ان کو یہود کی طرف سے پہنچیں گی۔ اور بھوک سے قحط سالی مراد ہے۔ اموال کی کمی سے مویشیوں اور کھیتیوں کا ضائع ہونا، جانوں کی کمی سے عزیزوں اور دوستوں کی موت اور پھلوں کی کمی سے باغات کی تباہی یا بچوں کی موت مراد ہے۔ کیونکہ بچہ انسان کا ایک عمدہ نتیجہ اور پیارا پھل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو خبردار کیا ہے کہ تم پر اللہ کی طرف سے امتحان و ابتلاء کے طور پر مشکلات و مصائب آئیں گی تا کہ کھرے کھوٹے میں امتیاز ہو جائے۔ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۔ یہاں حضور علیہ السلام کو مخاطب فرمایا کہ آپ مصائب میں صبر کرنے والوں اور اللہ پر بھروسہ رکھنے والوں کو خوشخبری سنا دیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مصائب و مشکلات کے ذریعے مسلمانوں کا امتحان لے کر انہیں صبر و استقلال کا سبق سکھانا مقصود ہے

۲۹۰ اگر تحویل قبلہ کے سلسلہ میں انہیں کوئی تکلیف پہنچ جائے تو وہ اس پر صبر کرتے ہیں۔ یہ الصابرین کی صفت ہے اور اس سے اس بات کی طرف اشارہ مقصود ہے کہ اجر و ثواب کے مستحق صرف وہی صابر ہیں، جو مصیبت کی ابتداء میں صبر کرتے ہیں۔ لہٰذا جو لوگ نزول مصیبت کے وقت انتہائی بے صبری اور جزع و فزع کا اظہار کریں اور بعد میں صبر کریں وہ اس اجر کے مستحق نہیں ہیں کیونکہ مصیبت کے بھول جانے پر تو صبر کرنے کے کوئی معنی نہیں۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ اصل صبر جس پر اجر و ثواب ملتا ہے وہ تو صدمہ کی ابتداء میں ہوتا ہے۔ اشارۃ الی ان الاجر لمن صبر وقت اصابتہا کما فی الخبر انما الصبر عند اول صدمۃ (روح ص۲۳ ج ۲) اس آیت سے معلوم ہوا کہ صبر تو یہ ہے کہ مصیبت کے وقت زبان سے واویلا اور جاہلیت کی باتیں کرنے کی بجائے انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا چاہیئے۔ یعنی ہم اللہ کے مملوک اور غلام ہیں وہ ہمارا مالک و آقا ہے۔ ہمارے امور میں اسے ہر قسم کے تصرف کا اختیار ہے اور ہم اسی کی طرف واپس جانے والے ہیں۔ دنیا میں اگرچہ ہم مصائب میں مبتلا رہے ہیں اور کفار کی ایذائیں سہی ہیں۔ آخرت میں اللہ تعالیٰ ہمیں چین و آرام عنایت فرمائیگا پہلے حصہ میں بندگی اور مملوکیت کا اعتراف ہے اور دوسرے حصہ میں بعث بعد الموت کا اقرار ہے۔ وللہ معناہ الاقرار بالملک والعبودیۃ للہ فھو المتصرف فینا بما یرید من الامور وانا الیہ راجعون اقرار بالبعث (بحر ص۴۵۱ ج ۱) اُولٰٓئِكَ یہ مذکورہ بالا صابرین کی طرف اشارہ ہے یعنی جو لوگ مصیبت کے وقت اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ کہتے ہیں عَلَيْهِمْ

۱ اللہ نے تم کو دو قبلوں والا کر دیا ہے لہٰذا اسے یاد کرو اور اس کا شکر بجا لاؤ۔ ۱۲

۲ اہل کتاب کا قبلہ ترک کرنے پر ان کی طرف سے آمدہ مصائب قتل وغیرہ پر صبر کرنے کی تلقین اور صابرین کے لئے بشارت ۱۲

۳ رسالت پر شبہ ثانیہ کا جواب ۱۲

موضح قرآن ف یہاں سے اشارہ ہے کہ جہاد میں محنت اٹھاؤ اور مضبوطی اختیار کرو۔

فتح الرحمن ف۱ بعد ازیں خدائے تعالیٰ امر می فرماید بصبر بر مشقتہائے جہاد و ثواب صبر ذکر میکند ۱۲ ف۲ بعض اہل اسلام صفا و مروہ را از شعائر طواغیت گمان کردہ از آن دست باز داشتند پس نازل شد ایں آیت ۱۲

أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا ۚ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَإِنَّ اللَّهَ
کہ طواف کرے ان دونوں میں ۲۹۲ اور جو کوئی اپنی خوشی سے کرے کچھ نیکی تو اللہ
شَاكِرٌ عَلِيمٌ ﴿١٥٨﴾ إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ
قدردان ہے سب کچھ جاننے والا ہے بیشک جو لوگ چھپاتے ہیں جو کچھ ہم نے اتارے
الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي
صاف حکم اور ہدایت کی باتیں ۲۹۳ بعد اسکے کہ ہم اس کو کھول چکے لوگوں کے واسطے
الْكِتَابِ ۙ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ ﴿١٥٩﴾
کتاب میں ان پر لعنت کرتا ہے اللہ اور لعنت کرتے ہیں ان پر لعنت کرنیوالے
إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَبَيَّنُوا فَأُولَٰئِكَ أَتُوبُ
مگر جنہوں نے توبہ کی اور درست کیا اپنے کام کو اور بیان کردیا حق بات کو ۲۹۴ تو ان کو معاف کرتا
عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿١٦٠﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَ
ہوں اور میں ہوں بڑا معاف کرنے والا نہایت مہربان۔ بیشک جو لوگ کافر ہوئے اور
مَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ
مرگئے ۲۹۵ کافر ہی انہی پر لعنت ہے اللہ کی اور فرشتوں کی
وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ﴿١٦١﴾ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ
اور لوگوں کی سب کی ہمیشہ رہیں گے اسی لعنت میں نہ ہلکا ہوگا ان پر سے
الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ﴿١٦٢﴾ وَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۚ
عذاب اور نہ ان کو مہلت ملے گی ۲۹۶ اور معبود تم سب کا ایک ہی معبود ہے ۲۹۷
لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ ﴿١٦٣﴾ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ
کوئی معبود نہیں اس کے سوا ۲۹۸ بڑا مہربان ہے نہایت رحم والا بیشک آسمان اور زمین کے پیدا
وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي
کرنے میں ۲۹۹ اور رات اور دن کے بدلتے رہنے میں اور کشتیوں میں جو کہ

ع ۱۹ ۱۱ ۲

سلسلہ رسالت محمدیہ شبہات کا جواب دینے کے بعد زجر ہے علماء احبار و رہبان یہود کو جو تحویل قبلہ کے امر کو چھپاتے تھے یا انکار کرتے تھے ۱۲

۳ دعویٰ توحید کا اعادہ مع دلیل عقلی برائے نفی شرک فعلی اس مسئلہ توحید کو چھپانے والے اور اس کا انکار کرنے والے علماء سوء پر زجر بھی پہلے ان الذین یکتمون سے زجر ہو چکی ہے ۱۲ ۴ دلیل عقلی نمبر ۲ ۱۲

صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ صلوات صلوٰۃ کی جمع ہے جس سے دنیا و آخرت میں اللہ کی عفو و درگذر، رحمت و برکت اور اس کا اعزاز و اکرام مراد ہے۔ وصلوٰۃ اللہ علی عبدہ عفوہ ورحمته وبرکته وتشریفه ایاہ فی الدنیا والآخرۃ (قرطبی ص۱۷۷ ج ۲) اور رحمة کا لفظ تاکید اور مزید تعمیم کے لئے ہے یعنی یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت اور اس کی عنایات خاصہ کے مستحق ہوں گے۔ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ یہاں مھتدون سے فائزون مراد ہے کیونکہ جن لوگوں کو خدا نے صفائی دیدی اور انہیں اپنی رحمت خاصہ سے نواز دیا ان سے بڑھ کر کون کامیاب ہے۔ والمعنی اولٰئك هم الفائزون بمطالبهم الدينية والدنيوية فان من نال تزكية الله تعالىٰ ورحمته لم يفته مطلب (روح ص۲۴ ج ۲) **۲۹۱** یہ دوسرے شبہ کا جواب ہے۔ یہ صفا و مروہ وہی دونوں پہاڑیاں ہیں جن کے درمیان حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے اپنے معصوم بچے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لئے پانی کی تلاش میں سات چکر کاٹے تھے۔ بعد میں مشرکین نے ان پہاڑیوں پر دو بت نصب کردیئے اور ان کی پوجا پاٹ شروع کردی۔ صفا پر اساف کا بت اور مروہ پر نائلہ کا بت تھا۔ مشرکین صفا اور مروہ کے درمیان طواف کرتے وقت ان بتوں کو بھی ہاتھ لگاتے اور چومتے تھے۔ غلبۂ اسلام کے بعد ان بتوں کو توڑ دیا گیا لیکن ان بتوں کی وجہ سے اور گذشتہ زمانے میں ان دونوں پہاڑیوں کے مشرکوں کا تیرتھ بنے رہنے کی وجہ سے مسلمانوں کے دلوں میں صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے سے کراہت اور انقباض سا پیدا ہوگیا تو انہوں نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں اپنے اس شبہ کا اظہار کیا۔ ممکن ہے کہ یہود اور مشرکین نے بھی عناداً یہ اعتراض کیا ہو کہ ان پہاڑیوں پر تو آج تک شرک اور بت پرستی ہوتی رہی ہے اور یہ پیغمبر ان پہاڑیوں کی تعظیم کرتا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ صفا اور مروہ دونوں اللہ تعالیٰ کی توحید کی یادگاریں ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قائم کی تھیں۔ اسلئے ان کا طواف بھی کیا کرو تاکہ ملت ابراہیم کی اتباع پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے۔

۲۹۲ یہ ماقبل پر مرتب ہے اور جُناح کے معنی گناہ کے ہیں یعنی جب صفا اور مروہ خدا کی توحید کی یادگاریں ہیں تو جو شخص بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے تو اسے ان کے طواف کرنے میں قطعاً کوئی گناہ نہیں۔ اور نہ ہی گذشتہ زمانہ میں ان پہاڑیوں کے شرک گاہ ہونے کی وجہ سے اس کے دل میں کسی قسم کا انقباض ہونا چاہیئے اور یہاں طواف سے دونوں پہاڑیوں کے درمیان سعی اور دوڑ مراد ہے جو حج اور عمرہ کے موقع پر کی جاتی ہے۔ یہ سعی حضرت امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک واجب اور باقی ائمہ کے نزدیک فرض ہے۔ فریقین کے دلائل کتب فقہ میں مذکور ہیں۔ بعض لوگوں نے لاجناح کے لفظ سے سعی کے عدم وجوب پر استدلال کیا ہے کیونکہ جناح کی نفی سے عدم لزوم متبادر ہوتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جُناح کی نفی مطلق جواز پر دلالت کرتی ہے۔ واجب اور غیر واجب کے درمیان قدر مشترک ہے۔ لہٰذا نفی وجوب پر اس کی کوئی دلالت نہیں۔ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ لفظ خیر عام ہے۔ اور ہر نیکی کو شامل ہے اور مطلب یہ ہے کہ جو لوگ خوشی خوشی نیکی کے کام کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی جانتا ہے اور وہ بڑا قدردان ہے۔ ان کے اخلاص پر مبنی اعمال کی ضرور انھیں جزا دے گا۔ وقال الحسن المراد منه جميع الطاعات وهذا اولى لانه اوفق لعموم اللفظ (کبیر ص۲۶ ج ۲) **۲۹۳** یہاں اہل کتاب کو زجر اور وعید سنائی جارہی ہے جنہوں نے امر قبلہ اور صفا و مروہ کے بارے میں تورات و انجیل کے احکام کو چھپایا تھا۔ اَلَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ سے مراد یہود اور نصاریٰ ہیں۔ نزلت فی اهل الكتاب من اليهود والنصارى (کبیر ص۲۷ ج ۲) والاقرب انها نزلت في اليهود والحكم عام (روح ص۲۶ ج ۲) یعنی یہ آیت نازل تو علماء یہود کے حق میں ہوئی ہے لیکن اس کا حکم عام ہے۔ اگر امت محمدیہ کے علماء بھی علماء یہود کی روش پر چل کر خدا کی آیات بینات کو چھپانے لگیں گے تو وہ بھی انہی کے ساتھی ہونگے۔ بینات کا مطلب ہے واضح دلائل اور کھلے نشانات مراد حضور علیہ السلام کی صفات ہیں جو تورات

موضح قرآن ف۱ صفا اور مروہ دو پہاڑ ہیں مکے کے شہر میں۔ عرب لوگ حضرت ابراہیم کے وقت سے ہمیشہ حج کرتے رہے ہیں لیکن کفر کے وقت میں اکثر غلطیاں پڑ گئی تھیں ان دو پہاڑیوں پر دو بت دھرے تھے حج میں وہاں بھی طواف کرتے تھے۔ جب لوگ مسلمان ہوئے جانا کہ یہ بھی کفر کی غلطی تھی اب وہاں نہ جایا چاہیئے۔ اس پر یہ آیت اتری ۱۲ ف۲ یہ ان کے حق میں ہے جن کو حکم خدا کا پہنچا اور غرض دنیا کے واسطے چھپا رکھا ۱۲

اور انجیل میں مذکور تھیں ۔ اور عموم کی صورت میں بینات سے مراد قرآن کی وہ آیات ہونگی جن سے مسئلۂ توحید کو خوب واضح کرکے بیان کیا گیا ہے اور جن میں مثالیں دے دے کر شرک کی تردید اور توحید کا اثبات کیا گیا ہے اور ہُدٰی سے مراد توحید اور احکام کی آیتیں ہیں مِنۢ بَعۡدِ مَا بَیَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِی الۡکِتٰبِ ۔ الکتاب جنس ہے اور اس سے مراد تورات و انجیل ہے اور عموم کی صورت میں قرآن مجید بھی اس میں شامل ہوگا ۔ یعنی ہم نے آیات بینات اور رشد و ہدایت کی باتیں کھول کھول کر اس لئے بیان کیں تاکہ انہیں لوگوں تک پہنچایا جائے ۔ لیکن ان لوگوں نے محض نفسانی خواہشات کی خاطر انہیں چھپا ڈالا اور لوگوں پر ان کو ظاہر نہ کیا ۔ اُولٰٓئِکَ یَلۡعَنُهُمُ اللّٰهُ وَیَلۡعَنُهُمُ اللّٰعِنُوۡنَ ۔ خدا کی لعنت یہ ہے کہ وہ ان کو اپنی رحمت سے محروم کردے گا ۔ اور ان کو دردناک عذاب کا مزہ چکھائے گا اور فرشتوں اور جنوں اور انسانوں کی لعنت سے لعنت کی بددعا مراد ہے ۔ ای یبعدھم عن رحمته ویذیقھم الیم نقمته . . . . ان لعنة اللٰعنین بمعنی الدعاء علیھم بالابعاد عن رحمة اللّٰه تعالٰی (روح ص۳۲ ج ۲) یعنی حق چھپانے والوں پر خدا کی بھی لعنت اور پھٹکار پڑتی ہے اور انسان اور جن و ملک بھی ان پر لعنت کی بددعا کرتے ہیں ۔ ۲۹۴ یہ ماقبل سے استثناء ہے اور تَابُوۡا سے مراد یہ ہے کہ امر قبلہ اور صفا و مروہ کے معاملہ میں انہوں نے حق بات چھپانے سے توبہ کرلی اور اصلحوا کا مطلب یہ ہے کہ اپنی اصلاح کرلی اور حق بات کو مان لیا اور بَیَّنُوۡا سے مراد یہ ہے کہ جس حق کو چھپاتے رہے یعنی امر قبلہ اور معاملہ صفا و مروہ ۔ اب اسے خوب بیان کیا اور اس کی خوب اشاعت کی ۔ فَاُولٰٓئِکَ اَتُوۡبُ عَلَیۡهِمۡ یعنی میں ایسی توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول کرلیتا ہوں وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ ۔ اور نہ صرف توبہ ہی قبول کرتا ہوں بلکہ پچھلے گناہ معاف کرکے اس کو اپنی رحمت میں لے لیتا ہوں یہ تو ان علماء کا حکم تھا جو تحویل قبلہ اور صفا و مروہ کے شعائر اللہ میں سے ہونے کو حق جانتے تھے اور پھر جان بوجھ کر حق چھپاتے تھے لیکن بعد میں توبہ کرلی ۔ اب آگے ان لوگوں کا حکم بیان فرمایا جو سرے سے ان باتوں کو مانتے ہی نہ تھے اور ان کا انکار کرتے تھے ۔ ۲۹۵ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ اسم موصول عموم کے لئے ہے اور کفروا سے تمام منکرین اور کفار مراد ہیں کذا قال الامام الرازی (کبیر ص ج ۲) اُولٰٓئِکَ عَلَیۡهِمۡ لَعۡنَةُ اللّٰهِ وَالۡمَلٰٓئِکَةِ وَالنَّاسِ اَجۡمَعِیۡنَ ۔ جملہ اسمیہ استمرار اور دوام کے لئے ہے یعنی ایسے لوگوں پر ہمیشہ خدا کی لعنت برستی رہتی ہے اور فرشتے اور تمام انسان بھی ان پر لعنت بھیجتے رہیں گے ۲۹۶ وہ لعنت و پھٹکار میں ہمیشہ رہیں گے اور ان کے عذاب میں نہ کمی کی جائے گی اور نہ ہی انہیں مہلت دی جائے گی ۔

یہاں تک تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اثبات اور شبہات کا جواب تھا اور کتمانِ حق کے انجام بد کا ذکر تھا ۔

ربط گذشتہ آیتوں کا ماقبل سے تو ربط یہ ہے کہ ان میں تحویل قبلہ اور صفا و مروہ سے متعلقہ احکام کو چھپانے والوں اور سرے سے ان کا انکار کرنے والوں کے لئے وعید شدید اور کتمانِ احکام سے توبہ کرنے والوں، اپنی اصلاح کرنے والوں اور ان کو بیان کرنے والوں کے لئے بشارت کا بیان تھا اور مابعد والی آیتوں سے ان کا ربط اس طرح ہے کہ اگلی آیتوں میں دعوٰی توحید کا اعادہ کیا گیا ہے ۔ لہٰذا مسئلہ توحید کو چھپانے والوں اور اس کا انکار کرنے والوں کا بھی وہی حشر ہوگا جو پہلے بیان ہوا ۔ ۲۹۷ یہاں دعوٰی توحید کا اعادہ کیا گیا ہے ۔ اس سے یہ اشارہ بھی ہوگیا کہ سب سے پہلے جس چیز کا اظہار واجب ہے اور جس کا چھپانا کسی حال میں بھی جائز نہیں وہ توحید ہے ۔ لما حذر تعالٰی من کتمان الحق بین ان اول ما یجب اظھارہ ولا یجوز کتمانه امر التوحید (قرطبی ص۱۹۰ ج ۲) اور اعادہ دعوٰی کی وجہ پہلے بیان ہوچکی ہے کہ شروع میں تو شرک فی الدعاء کی نفی تھی ۔ اب یہاں سے شرک فعلی کی نفی مقصود ہے یعنی جس طرح اللہ کے سوا کوئی پکارنے کے لائق نہیں اسی طرح اللہ کے سوا نذر و منت کا مستحق بھی کوئی نہیں اور نہ ہی کسی کی تعظیم کے لئے سانڈ وغیرہ چھوڑنے جائز ہیں جیسا کہ آگے اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیۡکُمُ الۡمَیۡتَةَ الخ میں غیر اللہ کی نذر و نیاز اور کُلُوۡا مِمَّا فِی الۡاَرۡضِ حَلٰلًا طَیِّبًا الخ میں تحریمات لغیر اللہ کا بیان آ رہا ہے ۔ اِلٰهٌ سے مراد وہ ذات ہے جو عالم الغیب، قادر علی الاطلاق، مالک و مختار، حاجت روا و مشکلکشا ہونے کی وجہ سے تمام عبادات مالیہ، بدنیہ، اور لسانیہ کی مستحق ہو جسے حاجات میں پکارا جائے، مصائب و بلیات میں جس کی پناہ ڈھونڈی جائے جس کی رضامندی اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اس کی نذریں اور منتیں دی جائیں ۔ اور رنج و بلا اور قحط و وبا میں جس کی دوہائی دی جائے اس سے مدد طلب کی جائے ۔ اور واحد سے مراد یہ ہے کہ وہ بے مثل اور یگانہ ہے ۔ ذات و صفات میں بے نظیر ہے، اور استحقاق عبادت میں اس کا کوئی شریک نہیں ۔ واکثر الناس علی ان الواحد ھنا بمعنی لا نظیر له ولا شبیه فی ذاته ولا فی صفاته ولا فی افعاله . . . . واصح الاقوال عند ذوی العقول السلیمة انه الذی لا نظیر له ولا شبیه له فی استحقاق العبادة (روح ص۳۰ ج ۲) فرد فی الوھیته لا شریك له فیھا ولا یصح ان یسمی غیرہ الٰھا (مدارک ص۶۶ ج ۱) لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۔ لَا نفی جنس کے لئے ہے اور اس کی خبر محذوف ہے اور اِلَّا بمعنی غَیۡرُ ہے ای لا اله موجود غیرہ یعنی نفس الامر اور عالم وجود میں اللہ کے سوا کسی اِلٰہ کا نام و نشان تک موجود نہیں ۔ پہلے جملہ سے اس بات کی نفی کی ہے کہ دنیا میں مستحق عبادت صرف اللہ ہی ہے اور اس کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں ۔ تو شبہ ہو سکتا تھا کہ شاید دنیا میں اللہ کے سوا کوئی اور بھی الٰہ ہو لیکن مستحق عبادت نہ ہو، تو اس جملہ میں سرے سے وجود الٰہ ہی کی نفی فرما دی ۔ وھو مزیح علی ما قیل لما عسی ان یتوھم ان فی الوجود الٰھا لکن لا یستحق العبادة (روح ص۳۱ ج ۲) ۲۹۸ یہ دونوں صفتیں دعوائے توحید پر بطور دلیل لائی گئی ہیں ۔ کیونکہ رحمٰن تو وہ ہے جس نے ہمیں دنیوی انعامات سے مالا مال فرمایا ہے ۔ اور رحیم وہ ہے جو آخرت میں ہم پر اپنی رحمت خاصہ کے دروازے کھولے گا ۔ جب دنیا و آخرت میں وہی ہمارا ولی نعمت اور محسن و مربی ہے اور باقی ساری کائنات ارضی و سماوی اور مخلوقات نوری و ناری اور خاکی سب اس کی محتاج و دست نگر ہے تو وہی رحمٰن و رحیم ہی ہر قسم کی عبادت کا مستحق ہے ۔ اس کے سوا کوئی علوی یا سفلی، ارضی یا سماوی، نوری، ناری یا خاکی عبادت کا مستحق نہیں ۔ نہ پکارنے کے لائق نہ نذر و منت کے ۔ یہاں تک تو دعوٰی توحید کا اعادہ تھا ۔ آگے اس کے اثبات کے لئے عقلی دلیل بیان کی گئی ہے جو مختلف سات دلیلوں پر مشتمل ہے ۔ ۲۹۹ اِنَّ حرف مشبہ بالفعل ہے اور خلق السمٰوٰت معطوفات اِنَّ کی خبر ہے ۔ زمین و آسمان کا پیدا کرنا اور نہ صرف ان کی ذوات کو بلکہ ان کے دیگر متعلقات کو اور پھر فضائے آسمانی اور بطن ارضی میں بے بہا خزائن کو پیدا کرنا یہ اس کی توحید کی پہلی عقلی دلیل ہے ۔ وَاخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَالنَّهَارِ یعنی رات دن کی آمد و رفت، روشنی اور تاریکی میں، کمی اور زیادتی میں ان کا یہ اختلاف یہ دوسری دلیل ہے ۔ تیسری دلیل وَالۡفُلۡکِ الَّتِیۡ تَجۡرِیۡ فِی الۡبَحۡرِ بِمَا یَنۡفَعُ النَّاسَ یہ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ پر معطوف ہے ۔ لفظ فُلک مفرد و جمع دونوں طرح استعمال ہوتا ہے یہاں بطور جمع استعمال ہوا ہے ۔ بِمَا میں مَا مصدریہ ہے یا موصولہ ۔ یعنی جو بحری جہاز سمندروں میں مال تجارت لے کر نقل و حرکت کرتے ہیں، یہ بھی خدا کی قدرت کاملہ کی دلیل ہے ۔ چوتھی دلیل وَمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنۡ مَّآءٍ ـــــ الفلك پر معطوف ہے ۔ فَاَحۡیَا بِهِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا آسمانوں سے بارش کا اتارنا، پھر اس کے ذریعے خشک اور بنجر زمین کو سرسبز اور شاداب کرنا اور اس میں ہر قسم کی سبزیاں، غلے، پھل پھول اور جڑی بوٹیاں پیدا کرنا یہ سب اس کی وحدانیت کے منہ بولتے دلائل ہیں ۔ پانچویں دلیل وَبَثَّ فِیۡهَا مِنۡ کُلِّ دَآبَّةٍ یہ اَنۡزَلَ پر معطوف ہے ۔ یعنی ہر قسم کے چوپائے اور جانور زمین میں پھیلا دیئے ۔ چھٹی دلیل ۔ وَتَصۡرِیۡفِ الرِّیٰحِ یہ مَاۤ اَنۡزَلَ پر معطوف ہے ۔ اور تصریف الریاح سے ہواؤں کا مختلف سمتوں سے چلنا اور مختلف اوصاف سے متصف ہونا مثلاً سرد، گرم، تیز اور آہستہ وغیرہ ۔ ساتویں دلیل وَالسَّحَابِ الۡمُسَخَّرِ بَیۡنَ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ بادل کے زمین و آسمان کے درمیان

مسخر اور تابع ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ نہ تو زمین پر اتر آتا ہے اور نہ ہی آسمانوں میں اتنی بلندی پر چلا جاتا ہے جہاں ہمارے لئے اس میں کوئی فائدہ نہ ہو بلکہ وہ فضا میں معلق رہتا ہے اور خدا کے حکم سے ہوائیں اسے ادھر ادھر لئے پھرتی ہیں (قرطبی ص۲۰۱ ج ۲، روح ص۳۳ ج ۲) لَاٰیٰتٍ یہ اِنَّ کا اسم ہے اور اس کی تنکیر تفخیم شان کیلئے ہے یعنی امور مذکورہ میں بہت زیادہ اور بہت بڑی دلیلیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی قدرت قاہرہ، رحمت واسعہ اور زبردست حکمت و دانائی پر دلالت کرتی ہیں اور ان سب کا مقتضی یہ ہے کہ عبادت، کا مستحق صرف اللہ ہی ہے لِقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ یعنی دلائل صرف غور و فکر اور سوچ بچار کرنے والوں کے لئے ہیں۔ بلاشبہ اگر ان دلائل میں فکر و تأمل کیا جائے تو ان سے خداوند دانا کی وحدانیت کا پورا پورا یقین ہو جاتا ہے اور دل اس حقیقت پر مطمئن ہو جاتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ ہر قسم کی عبادت اسی کے ساتھ مخصوص ہے۔ ان دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ زبردست قدرت، گہری حکمت اور وسیع علم کا مالک ہے۔ اس کی رحمت و شفقت کائنات کے ذرہ ذرہ کو شامل ہے۔ پھر ان تمام صفات وافعال میں وہ واحد و یکتا ہے۔ ان افعال میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ یہ حصر مخاطبین کے عقائد کے مطابق ہے، کیونکہ مشرکین مکہ ان تمام امور کو خدا ہی کے ساتھ مخصوص مانتے تھے اور ان افعال میں وہ کسی کو خدا کا شریک نہیں سمجھتے تھے جیسا کہ خود قرآن میں اس کی صراحت موجود ہے۔ تو جب ان تمام صفات وافعال میں وہ یکتا و بے ہمتا ہے تو پھر استحقاقِ عبادت میں بھی اسے واحد و یکتا ہی سمجھو۔ اسی کے سامنے جھکو، اسی کو پکارو اور اسی کی رضا جوئی کے لئے نذریں اور منتیں دو۔

تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ
لے کر چلتی ہیں دریا میں لوگوں کے کام کی چیزیں اور پانی میں جس کو کہ اتارا اللہ
مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا
نے آسمان سے پھر جلایا اس سے زمین کو اس کے مرگئے پیچھے
وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ص وَّتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَ
اور پھیلائے اس میں سب قسم کے جانور اور ہواؤں کے بدلنے میں اور
السَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ
بادل میں جو کہ تابعدار ہے اس کے حکم کا درمیان آسمان و زمین کے بیشک ان
لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّتَّخِذُ مِنْ
سب چیزوں میں نشانیاں ہیں عقلمندوں کیلئے اور بعضے لوگ وہ ہیں جو بناتے ہیں
دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا یُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ط وَالَّذِیْنَ
اللہ کے برابر اوروں کو ان کی محبت ایسی رکھتے ہیں جیسی محبت اللہ کی ن۳۰۱ اور
اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ط وَلَوْ یَرَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ
ایمان والوں کو اس سے زیادہ تر ہے محبت اللہ کی ن۳۰۲ اور اگر دیکھ لیں یہ ظالم اس وقت کو جبکہ
یَرَوْنَ الْعَذَابَ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا لا وَّاَنَّ اللّٰهَ
دیکھیں گے عذاب کہ قوت ساری اللہ ہی کے لئے ہے اور یہ کہ اللہ کا
شَدِیْدُ الْعَذَابِ ﴿۱۶۵﴾ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِیْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ
عذاب سخت ہے ن۳۰۳ جبکہ بیزار ہو جائیں گے وہ کہ جن کی پیروی کی تھی ان سے کہ
الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ
جو ان کے پیرو ہوئے تھے اور دیکھیں گے عذاب اور منقطع ہو جائیں گے ان کے
الْاَسْبَابُ ﴿۱۶۶﴾ وَقَالَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً
سب علاقے ن۳۰۴ اور کہیں گے پیرو کیا اچھا ہوتا جو ہم کو دنیا کی طرف لوٹ جانا ملتا

مراد ترجمہ سے مشرکین ہیں جو شرکِ اعتقادی کے ساتھ شرکِ فعلی بھی کرتے تھے ۱۲

یہاں دعوئی توحید کے اعادہ سے شرک فعلی یعنی غیر اللہ کی نذر نیاز اور تحریمات لغیر اللہ کی تردید مقصود ہے اور اسی پر یہ سات عقلی دلائل قائم کئے گئے ہیں۔ یہ ساتوں دلائل نہایت لطیف اور دلنشیں پیرایہ میں اس دعوئی پر منطبق ہوتے ہیں۔ نذر و منت ہمیشہ تین چیزوں سے دی جاتی ہے۔ (۱) زمین کی پیداوار مثلاً غلے، پھل، میوے اور کپڑے وغیرہ (۲) جانور۔ (۳) نقد روپیہ۔ اللہ تعالیٰ نے یہ عقلی دلیل اس بات پر قائم فرمائی ہے کہ تینوں چیزوں میں سے کسی چیز کی نذر و منت خدا کے سوا کسی کے لئے عقلاً جائز نہیں اور صرف خدا ہی ہر قسم کی نذر و منت کا مستحق ہے۔ دلیل کے دعوئی پر انطباق کی صورت حسب ذیل ہے۔ غلے پھل وغیرہ سب زمین میں پیدا ہوتے ہیں۔ زمین اپنی قوت نامیہ کے ذریعہ ان کی پرورش کرتی ہے۔ بارش کے ذریعہ زمین کی قوتِ نامیہ میں اضافہ ہوتا ہے اور بارش ہی سے یہ قوت زمین میں محفوظ رہتی ہے اور بارش ہی سے کھیتیاں سرسبز و شاداب ہوتی ہیں۔ رات کے وقت چاند اور ستاروں کے اثرات سے پھلوں اور میووں کے ذائقوں اور رنگوں کی تکمیل ہوتی ہے دن کی گرمی اور رات کی شبنم کھیتوں، پھلوں اور میووں کو پختگی کی حد تک پہنچاتی ہے اور پھر ہر جاندار اور ذی روح (جس کا پیدا کرنے والا اللہ ہی ہے) کی زندگی اور حیات زمین کی مذکورہ بالا پیداوار پر ہی موقوف ہے۔ اس کے بعد زمین کی اس پیداوار اور ان جانوروں کے ذریعہ ہی تم اپنے ملک میں اور بحری جہازوں کے ذریعہ دوسرے ملکوں میں تجارت کرکے دولت کماتے ہو۔ تو یہ تینوں چیزیں زمین کی پیداوار، جانور اور دولت تم جن جن ذرائع و اسباب سے حاصل کرتے ہو ان تمام ذرائع اور اسباب کا خالق تم بھی مانتے ہو کہ اللہ ہی ہے اور یہ تمام اسی کے قبضۂ قدرت اور اختیار میں ہیں اور وہی سب کچھ جانتا ہے۔ اور تم نے جو خدا کے سوا معبود بنا رکھے ہیں ان میں سے کسی نے ان چیزوں میں سے ایک چیز بھی نہیں بنائی اور نہ ہی ان کو ان چیزوں کا علم ہے۔ تو اب عقل و دانش اور جذبۂ شکر گذاری و نعمت شناسی کا تقاضا یہ ہے کہ اس رحمٰن و رحیم اور محسن و منعم کے ان بے پایاں احسانات و انعامات کا شکر ادا کرنے اور اس کی رضامندی اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اس کی پیدا کی ہوئی چیزوں میں سے اسی کی نذریں، نیازیں اور منتیں دی جائیں۔ زمین کی پیداوار میں اسی کے نام کا حصہ مقرر کیا جائے۔ روپیہ اسی کے نام پر خرچ کیا جائے۔ جانور اسی کا تقرب ڈھونڈنے کیلئے، اسی کی تعظیم کے لئے، اسی کے نام پر قربان کئے جائیں۔ ن۳۰۰ یہ مشرکین کے لئے زجر ہے توحید پر عقلی دلائل قائم کرنے کے بعد ان لوگوں کا حال بیان فرمایا ہے جو ان واضح اور روشن دلائل کے ہوتے ہوئے پھر شرک کرتے ہیں اور اپنے معبودوں کے ساتھ خدا کی محبت کا سا برتاؤ کرتے ہیں۔ اَنْدَادًا۔ نِدٌّ کی جمع ہے جس کے معنی مثل اور مشابہ کے ہیں اور یہاں انداد سے مراد اوثان ہیں۔ یعنی پتھر کی وہ مورتیاں جو مشرکین نے انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی شکل و صورت

پر بنا رکھی تھیں اور ان سے محبت اور تعظیم کا وہی معاملہ کرتے تھے جو انہیں خدا سے کرنا چاہیئے تھا۔ خداوند تعالیٰ چونکہ خالق و مالک اور محسن و منعم ہے لہٰذا اس کی محبت کا تقاضا تو یہ ہے کہ اسی کی عبادت کی جائے اور اسی کے سامنے جھکا جائے، اسی سے مانگا جائے اور اسی کی نذر و منت دی جائے۔ مگر مشرکین یہی معاملات اپنے انداد سے کرتے ہیں جنہیں انہوں نے خدا کے سوا کارساز بنا رکھا ہے۔ ان کی عبادت کو خدا کے تقرب کا ذریعہ سمجھ رکھا ہے۔ ان سے نفع و نقصان کی امید رکھتے ہیں۔ ان کے سامنے اپنی حاجتیں پیش کرتے ہیں ان کے لئے نذریں مانتے اور ان کی خوشنودی اور تعظیم کے لئے بحیرہ، سائبہ چھوڑتے ہیں۔ انہا ھی الاوثان التی اتخذوھا آلھۃ لتقربھم الی اللہ زلفًا ورجوا من عندھا النفع والضر وقصدوھا بالمسائل ونذروا لھا النذور وقربوا لھا القرابین وھو قول اکثر المفسرین کبیر ص۱۰۵ ج ۲

بعض لوگ کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں انداد اور اوثان و اصنام سے پتھر کے تراشیدہ بت مراد ہیں مشرکین انہیں کو سب کچھ سمجھتے تھے اور انہیں کے لئے سب کچھ کرتے تھے مگر یہ سمجھنا نادانی ہے کیونکہ بت تو انہوں نے محض توجہ کی یکسوئی اور یادگار کے طور پر رکھے ہوئے تھے اور ان کے ساتھ عبادت و تعظیم کا جو سلوک کرتے تھے وہ محض اس لئے کرتے تھے کہ وہ ان کے بزرگوں کے مجسمے اور ان کی یادگاریں ہیں اور اس عبادت و تعظیم سے ان کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ ہمارے بزرگوں کی ہمیں خوشنودی حاصل ہوجائے اور وہ ہماری حاجت روائی اور مشکلکشائی کردیں۔ اگر کوئی شخص بت نہ بنائے اور بت کے بغیر ہی اللہ کے نیک بندوں سے محبت و عقیدت اور عبادت و تعظیم کا وہی برتاؤ کرے جو اسے اللہ سے کرنا چاہیئے مثلاً اسے عالم الغیب، مالک و مختار، حاجت روا اور مشکلکشا سمجھے اور اس کی خوشنودی کے لئے اس کے نام کی نذر نیاز دے اور اس سے نفع و نقصان کی توقع رکھے تو اس شخص نے اس اللہ کے نیک بندے کو خدا کا نِد بنایا اور اسے اس وحدہٗ لاشریک کا مثل اور شریک ٹھہرایا۔ کیونکہ اس نے اس سے محبت کا وہ معاملہ کیا جو اسے صرف خدا ہی سے کرنا چاہیئے تھا۔ اس لئے یہاں انداد کے تحت ہر وہ شخص اور ہر وہ چیز مندرج ہے جس سے خدا کی محبت کا سا سلوک کیا جائے۔ **ف۳۰** مشرکین نے تو خدا کی محبت میں کئی ایک شریک بنا رکھے ہیں لیکن مومنین خدا کی محبت میں کسی کو اس کا مثل اور شریک نہیں سمجھتے اور غیر خدا کے ساتھ خدا کی محبت کا سا سلوک نہیں کرتے اور خدا کی محبت ان کے دلوں میں ہر چیز کی محبت سے بڑھ کر ہے۔ محبت کے درجات مختلف ہیں۔ خدا کی محبت، رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، بزرگانِ دین کی محبت، ماں باپ کی محبت، بھائی بہنوں کی محبت، اولاد کی محبت وغیرہ۔ ہر ایک سے محبت کا وہی سلوک کیا جائے گا جو اس کے شایانِ شان اور مناسب حال ہو۔ خدا کی محبت یہ ہے کہ اسی کی عبادت بجالائے، اسی کو پکارے، اسی سے مانگے، اسی کی نذر و منت دے اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔ پیغمبر علیہ السلام کی محبت یہ ہے کہ آپ کو خدا کا سچا اور آخری رسول مانے۔ دل و جان سے آپ کے ہر حکم کی تعمیل کرے، آپ پر صلوٰۃ و سلام بھیجے اور اسی میں اپنی سعادت اور نجات سمجھے۔ بزرگانِ دین کی محبت یہ ہے کہ انہیں اپنے پیشوا سمجھے اور ان کے نقش قدم پر چلے۔ علیٰ ہٰذا القیاس۔ اب کوئی پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرنے لگے۔ آپ کو مالک و مختار سمجھ کر پکارنے لگے۔ آپ کی نذر منتیں دینے لگے تو وہ محبِ رسول نہیں بلکہ مشرک ہے۔ اسی طرح جو شخص اپنے پیر و مرشد کو مثیل رسول سمجھنے لگے اور شریعت کے احکام میں اسے پیغمبر کی طرح اتھارٹی ماننے لگے تو وہ بھی اس اندھی محبت کی وجہ سے۔

فَتَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ۭ كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ
تو پھر ہم بھی بیزار ہو جاتے ان سے جیسے یہ ہم سے بیزار ہو گئے ف۳۱ اسی طرح پر دکھلائیگا
اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ
اللہ ان کو ان کے کام حسرت دلانے کو ف۳۲ اور وہ ہرگز نکلنے والے نہیں
مِنَ النَّارِ ﴿۱۶۷﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ
نار سے ف۳۳ ف۱ اے لوگو کھاؤ زمین کی چیزوں میں سے
حَلٰلًا طَيِّبًا ڮ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ
حلال پاکیزہ ف۳۴ اور پیروی نہ کرو شیطان کی ف۳۵
اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۶۸﴾ اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْۗءِ
بے شک وہ تمہارا دشمن ہے صریح ف۲ وہ تو یہی حکم کرے گا تم کو کہ برے کام
وَالْفَحْشَاۗءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَي اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ
اور بے حیائی کرو ف۳۶ اور جھوٹ لگاؤ اللہ پر وہ باتیں جو تم نہیں جانتے ف۳۷ ف۳
وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ
اور جب کوئی ان سے کہے کہ تابعداری کرو اس حکم کی جو کہ نازل فرمایا اللہ نے تو کہتے ہیں ہرگز نہیں ہم تو
نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَاۗءَنَا ۭ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَاۗؤُھُمْ
تابعداری کریں گے اس کی جس پر دیکھا ہم نے اپنے باپ دادوں کو ف۳۸ بھلا اگرچہ ان کے باپ دادے
لَا يَعْقِلُوْنَ شَـيْـــًٔـا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ
نہ سمجھتے ہوں کچھ بھی اور نہ جانتے ہوں سیدھی راہ ف۴ اور مثال ان
كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَاۗءً
کافروں کی ایسی ہے جیسے پکارے کوئی شخص ایک چیز کو جو کچھ نہ سنے سوا پکارنے
وَّنِدَاۗءً ۭ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷۱﴾
اور چلانے کے ف۳۹ بہرے گونگے اندھے ہیں سو وہ کچھ نہیں سمجھتے ف۵

ع ۲۰
۴

۱؎ تحریمات مشرکین کا بیان ۱۲
۲؎ یعنی بحیرہ سائبہ نہ بناؤ ۱۲
۳؎ مراد ننگے ہو کر طواف کرنا ۱۲

موضح قرآن ف۱ جن کو لوگ پوجتے ہیں سوا اللہ کے وہ اس روز پوجنے والوں کو جواب دیں گے اور ان کی امید سب طرف سے ٹوٹے گی اور افسوس کھاویں گے اس وقت کچھ فائدہ نہیں افسوس کا یہاں سے بت پرستوں کا احوال ہے ف۲ عرب کے لوگوں نے دینِ ابراہیم کئی طرح بگاڑا تھا اول سوا خدا اوروں کو پوجنے لگے اور ان کی نیاز جانور ذبح کرتے کہ وہ مردار ہوتا ہے اور کفر ہے اور مویشی میں سے کئی چیزیں حرام ٹھہرالیں۔ سورۂ مائدہ اور انعام میں جن کا بیان ہے اور گوشت خوک حلال سمجھا ان باتوں پر اللہ تعالیٰ ان کو الزام دیتا ہے۔ ف۳ یعنی مسئلے اپنی طرف سے بناؤ جیسے اب بھی غلط العام بہت ٹھہرے ہیں ۱۲ ف۴ یعنی جب معلوم ہوا کہ باپ دادوں کی رسم خلاف حکم خدا ہے پھر اس پر نہ چلئے ف۵ یعنی ان کافروں کو سمجھانا ایسا ہے جیسا کوئی جنگل کے جانوروں کو بلاوے وہ سوائے آواز کچھ نہیں سمجھتے یہی حال ہے جو شخص کہ آپ علم نہ رکھے اور علم والوں کی بات قبول نہ کرے۔ ۱۲

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید اہل جاہلیت چیزہا از نزد خویش حرام ساختہ بودند مانند بحائر و سوائب خدائے تعالیٰ ورد ایشان نازل کرد واللہ اعلم ۱۲۔

کا فر ہو جائے گا۔ اس لئے ہر ایک سے اس کے مناسب حال محبت کرنی لازم ہے۔ **۳۰۲** یہ مشرکین کے لئے تخویف ہے۔ اس آیت میں دو ترکیبیں ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ لَوْ شرطیہ ہے اور اس کا جواب شدید العذاب کے بعد محذوف ہے یعنی لما فعلوا اور یری کا مفعول حال انفسہم محذوف ہے اور اذ یرون العذاب ظرف یری کے متعلق ہے اور عذاب سے اخروی عذاب مراد ہے اور ان القوۃ سے پہلے باء سببیہ محذوف ہے اور یہ اذ یرون کا سبب ہے اور مطلب یہ ہے کہ جو لوگ دنیا میں شرک کرکے اپنی جانوں پر ظلم کر رہے ہیں اگر ان کو معلوم ہو جائے کہ قیامت میں جب وہ اللہ کا عذاب دیکھیں گے اس وقت ان کا کیا حال ہوگا تو وہ ہرگز شرک نہ کریں اور وہ عذاب اس لئے پائیں گے کہ قیامت کے دن سارا زور اور اختیار صرف اللہ کا ہوگا اور اس کا عذاب نہایت سخت ہوگا اور جن کو مشرکوں نے اپنے سفارشی اور حیلہ ساز سمجھا ہوا تھا وہ سب بے بس اور عاجز ثابت ہوں گے۔ اس صورت میں اذ تبرأ، اذ یرون العذاب سے بدل ہوگا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ لَوْ تمنی کے لئے ہے جس کا جواب نہیں ہوتا۔ یری بمعنی یعلم ہے (قرطبی ص۲۰۴ ج ۲) اور عذاب سے دنیوی عذاب مراد ہے ان القوۃ الخ اور ان اللہ الخ منصوب بنزع خافض۔ یری کے دونوں مفعولوں کے قائم مقام ہیں۔ اور مطلب یہ ہے کاش یہ مشرک جب دنیا میں مصائب و آلام کی صورت میں خدا کا عذاب دیکھتے تھے اس وقت وہ اس بات کا یقین کر لیتے کہ ہر قسم کی قوت و طاقت اور تصرف و اختیار صرف خدا ہی کو حاصل ہے اور اس کی گرفت نہایت زبردست ہے اور یہ بات ان کی سمجھ میں آجاتی کہ اللہ کے سوا کوئی پیغمبر یا ولی یا جن و فرشتہ ناصر و مددگار اور مختار و متصرف نہیں اور نہ اللہ کے عذاب سے کوئی بچا سکتا ہے۔ اس صورت میں اِذْ تَبَرَّاَ تخویف اخروی کے لئے استیناف ہوگا۔ **۳۰۳** یہ تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن جب مشرکین اپنے معبودوں اور مشرک پیشواؤں اور پیروں کو مدد کے لئے پکاریں گے تو وہ ان سے جدا ہو جائیں گے اور ان سے بیزاری کا اظہار کریں گے۔ اس آیت میں قیامت کا یہ حسرتناک منظر پیش کیا گیا ہے۔ اَلَّذِیْنَ اتُّبِعُوْا (یعنی متبوعین) سے یہاں مشرک علماء اور رؤسا مراد ہیں جو دنیا میں اپنے ماننے والوں اور ماتحتوں کو شرک سکھایا کرتے تھے اور توحید سے انہیں دور رکھا کرتے تھے۔ انہم السادۃ من مشرکی الانس (کبیر ص۱۱۱ ج ۲) بِہِمُ میں ب بمعنی عن ہے اور اسباب سے مراد محبت، نسل اور دین کے وہ تعلقات ہیں جن کو مشرکین نے اپنی نجات کے لئے کافی سمجھ رکھا تھا۔ مطلب یہ ہے کہ وہ منظر بھی سامنے لاؤ جب متبوعین یعنی شرک کے داعی اور مبلغ اپنے ماننے والوں سے بیزار ہو کر ان سے جدا ہو جائیں گے۔ اپنا بد انجام اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے اور ان کے تمام باہمی مزعومہ رشتے ٹوٹ جائیں گے۔ چنانچہ متبوعین ان سے صاف کہہ دینگے اَنَحْنُ صَدَدْنٰکُمْ عَنِ الْهُدٰی بَعْدَ اِذْ جَآءَکُمْ بَلْ کُنْتُمْ مُّجْرِمِیْنَ (سورۂ السبا ع ۴) **۳۰۴** مشرکین انتہائی حسرت و یاس کے عالم میں آرزو کریں گے کہ کاش ہمیں دوبارہ دنیا میں بھیجا جائے اور ہم ان سے اسی طرح بیزاری کا اظہار کریں جس طرح آج انہوں نے ہم کو چھوڑ دیا ہے۔ اگر ہمیں دوبارہ دنیا میں بھیجا جائے تو ہم کبھی شرک نہیں کریں گے اور صرف اللہ ہی کی عبادت کریں گے اور ان گمراہ کرنے والوں کی باتوں میں نہیں آئیں گے فلا نلتفت الیہم بل نوحد اللہ وحدہ بالعبادۃ (ابن کثیر ص۲۰۳ ج ۱) **۳۰۵** کذلك یہاں ویسا ہی ہے جیسا کہ کذلك جعلنکم امۃ وسطا میں ہے اور رؤیت سے رؤیت بصری مراد ہے اور حسرات اعمالہم سے حال ہے و حال من اعمالہم ان کانت بصریۃ (روح ص۳۶ ج ۲) یعنی اس طرح ان کے مزعومہ اسباب نجات کو باطل کرکے اور ان کی آرزوؤں پر پانی پھیر کر ہم ان کے اعمال کو سراپا حسرت و ندامت بنا کر ان کو دکھائیں گے یعنی ان کی وہ تمام عبادتیں جو دنیا میں انہوں نے کی تھیں شرک کی وجہ سے سب رائیگاں جائیں گی اور آخرت میں حسرت و ندامت کے بغیر انہیں کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ **۳۰۶** اور وہ کفار و مشرکین کبھی جہنم سے نہیں نکل سکیں گے یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ کفار اور مشرکین ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ دلیل علی خلود الکفار فیہا وانہم لا یخرجون منہا (قرطبی ص۲۰۸ ج ۲) وَمَا هُمْ بِخٰرِجِیْنَ مِنَ النَّارِ کی ترکیب مسند الیہ میں نفی حصر کا فائدہ دیتی ہے یعنی خروج من النار کی نفی کفار میں محصور ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ جو مومن گنہگار اپنے گناہوں کی سزا بھگتنے کے لئے دوزخ میں جائیں گے، وہ اس میں ہمیشہ نہیں رہیں گے جیسا کہ معتزلہ و خوارج کا خیال ہے۔ المتبادر فی امثالہ حصر النفی فی المسند الیہ ..... ففیہ اشارۃ الی عدم خلود عصاۃ المؤمنین الداخلین فی قولہ تعالیٰ والذین اٰمنوا اشد حبا للہ فی النار (روح ص۳۷ ج ۲) **۳۰۷** دلائل توحید اور مشرکین کے لئے تخویف اخروی کے بعد اب آگے شرک فعلی کی دونوں قسموں یعنی تحریم لغیر اللہ اور نذر لغیر اللہ یا بالفاظ دیگر تحریمات مشرکین اور نیازات مشرکین کی تردید کی گئی ہے۔ مشرکین اپنے معبودوں کو خوش کرنے کے لئے دو قسم کا شرک فعلی کیا کرتے تھے۔ ایک تو یہ کہ وہ جانوروں کو اپنے معبودوں کے لئے نامزد اور معین کرکے چھوڑ دیتے تھے۔ وہ جہاں چاہیں بلا روک ٹوک گھومیں پھریں اور کھائیں پئیں۔ اور اس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ اس سے ہمارے معبود ہم پر خوش اور مہربان ہو جائیں گے اور آڑے وقت ہماری مدد کریں گے اور ہمارے مال و جان میں برکت دیں گے اور ہم سے بیماری اور تکلیف دور کریں گے۔ ایسے جانوروں کے متعلق انہوں نے یہ عقیدہ بنایا ہوا تھا کہ ان کا کھانا، ان کا دودھ پینا اور ان سے کسی قسم کا انتفاع جائز نہیں۔ وہ اس کے کھانے اور اس سے انتفاع کو حرام سمجھتے تھے اور ڈرتے تھے کہ اگر ہم نے اس جانور کو استعمال کیا یا اسے کوئی تکلیف پہنچائی تو ہمارے معبود ہم پر ناراض ہو جائیں گے اور ہمیں تکلیف پہنچائیں گے تو یہ مشرک اللہ کی حلال کی ہوئی چیز کو اپنے معبودوں کی خوشی کے لئے محض اپنے وہم باطل اور خیال خام کے تحت حرام کر دیتے تھے حالانکہ انہیں اس کا کوئی حق نہیں تھا۔ یہ تو تحریمات مشرکین یا تحریمات لغیر اللہ ہیں۔ شرک فعلی کی دوسری قسم یہ تھی کہ وہ مصائب سے نجات اور مقاصد میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے اپنے معبودوں کی نذریں اور منتیں مانتے تھے۔ مثلاً کہتے تھے کہ اگر ہمارا فلاں کام ہوگیا یا فلاں مصیبت ٹل گئی تو ہم فلاں معبود کے استھان اور اس کی عبادت گاہ پر غلہ، نقدی، کپڑا یا کوئی جانور بطور نذر و نیاز لے جائیں گے یا وہاں لے جائے بغیر ہی غرباء میں تقسیم کر دیں گے۔ اور کبھی ایسا بھی کرتے تھے کہ حاجت اور مصیبت کے بغیر ہی اپنے مال مویشی میں اپنے معبودوں کا حصہ مقرر کر دیتے تھے اور اس سے ان کا یہ مقصد ہوتا تھا کہ ہمارے معبود ہم سے خوش رہیں گے اور ہمارے مال و جان میں برکت دینگے اور ہمارے مال و جان کو مصائب اور بیماریوں سے محفوظ رکھیں گے۔ یہ نذور مشرکین یا نذور لغیر اللہ کہلاتی ہیں اور ان کے متعلق مشرکین کا عقیدہ تھا کہ ان کا کھانا اور استعمال کرنا جائز ہے حالانکہ یہ چیزیں تقرب غیر اللہ کیلئے نامزد ہو جانے کی وجہ سے حرام ہیں۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے ان دونوں قسم کی تعیینات اور تخصیصات کا حکم بیان فرمایا۔ جو مشرکین نے اپنے زعم میں جائز کر رکھی تھیں چنانچہ فرمایا کہ جن حلال و طیب چیزوں کو تم نے اپنی طرف سے حرام کر رکھا ہے وہ حلال ہیں ان کو کھاؤ اور جو نذریں نیازیں تم نے غیر اللہ کی خوشنودی اور تعظیم کے لئے مقرر کر رکھی ہیں اور انہیں تم حلال سمجھتے ہو، وہ قطعاً حرام ہیں انہیں مت کھاؤ۔ چنانچہ پہلے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا سے اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ تک تحریمات مشرکین یعنی تحریم لغیر اللہ کا حکم بیان کیا گیا ہے اور اِنَّمَا حَرَّمَ سے لَفِیْ شِقَاقٍۭ بَعِیْدٍ تک نذر لغیر اللہ کا حکم بیان کیا گیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ آیت ان جانوروں کی حلت کا اعلان کرنے کے لئے نازل ہوئی جن کو بعض لوگوں نے بالکل حرام کر رکھا تھا یعنی بحیرہ سائبہ وغیرہ قال ابن عباس رض نزلت الاٰیۃ فی الذین حرموا علی انفسہم السوائب والوصائل والبحائر (کبیر ص۱۱۳ ج ۲) انہا نزلت فی ثقیف وخزاعۃ وبنی مدلج فیما حرموہ علی انفسہم من الانعام (قرطبی ص۲۰۹ ج ۲) اس آیت میں حلالاً طیباً سے وہ حلال جانور مراد ہیں جو مشرکین نے اپنی طرف سے حرام کر رکھے تھے مثلاً بحیرہ، سائبہ وغیرہ وقد فسرہا بعضہم بالبحیرۃ والسائبۃ والوصیلۃ والحام یعنی کلوا البحیرۃ واخواتہا ولا تاکلوا المیتۃ واخواتہا (تفسیر احمدی ص۳۰) اس مسئلہ کی مزید تحقیق سورۂ مائدہ ع ۱۴ میں آئے گی۔ اس آیت سے تمام

حلال اشیاء سے انتفاع کی اباحت ثابت ہوتی ہے۔ **۳۰۸** خطوات خطوۃ کی جمع ہے یعنی نقوش قدم ای اثارہ کما حکی عن الخلیل (روح ص۲۹ ج ۲) اور اس سے وہ تمام گمراہی کے طریقے مراد ہیں جو شیطان لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے اختیار کرتا ہے۔ شیطان کے نقش قدم پر مت چلو۔ اور اس کے جاری کئے ہوئے طریقوں مثلاً تحریمات لغیر اللہ وغیرہ سے پرہیز کرو۔ وھی طرائقہ ومسالکہ فیما اضل اتباعہ فیہ من تحریم البحائر والسوائب والوصائل ونحوھا (ابن کثیر ص۲۰۳ ج ۱) یہ شیطان سے نفرت دلانے کے لئے فرمایا یعنی شیطان تو تمہارا علانیہ دشمن ہے وہ ہمیشہ تمہیں ہلاکت وتباہی کی راہ ہی بتائیگا۔ **۳۰۹** اِنَّمَا کلمہ حصر ہے اور مطلب یہ ہے کہ شیطان ہمیشہ شیطنت ہی کرے گا۔ اس سے بھلائی یا خیر خواہی کی کوئی توقع نہیں۔ السُّوْءِ سے مراد وہ افعال ہیں جو عقلاً برے اور قبیح ہوں اور الفحشاء وہ جنکو شریعت نے بھی برا ٹھہرایا ہو۔ یہاں الفحشاء سے طواف بحالت عریانی مراد ہے۔ مشرکین ننگا طواف کرنے کو بھی اپنے معبودوں کی خوشنودی کا ذریعہ سمجھتے تھے اس لئے باقی امور شرکیہ کے ساتھ اس سے بھی منع فرمایا۔ **۳۱۰** یہ السُّوْءِ پر معطوف ہے۔ قول بغیر علم سے یہاں خدا پر افتراء مراد ہے یعنی جس طرح شیطان دیگر برے اور بے حیائی کے کاموں کی ترغیب دیتا ہے۔ اسی طرح وہ دین کے بارے میں خدا پر بہتان تراشی پر اکساتا ہے۔ جو لوگ اپنی خواہشات نفس کو دین کہتے ہیں' وہ خدا پر افترا کرتے ہیں کیونکہ ان کی خواہشات کو خدا نے دین نہیں بنایا۔ چنانچہ خدا کی حلال چیزوں کو حرام کرنا اور حرام چیزوں کو حلال ٹھہرانا اور برہنہ ہو کر طواف کرنے کو عبادت سمجھنا یہ سب خدا پر افتراء اور شیطان کا فریب ہے **۳۱۱** مشرکین اپنے باپ دادا کی دیکھا دیکھی شرک کرتے تھے اور انہی کی تقلید میں اپنی طرف سے اشیاء کی تحریم کرتے تھے۔ جب انہیں کہا جاتا کہ ان آبائی رسموں کو چھوڑ کر خدا کی کتاب کی پیروی کرو تو ان کا جواب یہ ہوتا کہ ہم تو اپنے باپ دادا کے دین ہی کی پیروی کرینگے اور اس کے مقابلہ میں کسی اور دین کو نہیں مانیں گے۔ یہ ان کی جہالت اور ضد وجمود کی حد تھی تو اللہ تعالیٰ نے آگے اس کا جواب دیا اَوَلَوْ کَانَ اٰبَآؤُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْئًا وَّلَا یَھْتَدُوْنَ یعنی اگر ان کے آباء واجداد صاحب علم ہوتے، توحید کو جانتے ہوتے اور راہ ہدایت پر ہوتے اور پھر یہ لوگ ان کا اتباع کرتے تو کوئی بات بھی تھی۔ تو کیا اگرچہ وہ دین سے ناواقف اور سیدھی راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں پھر بھی یہ ان کا اتباع کریں گے۔ **۳۱۲** یہ کفار ومشرکین کی مثال ہے جو اندھا دھند اپنے باپ دادا کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ مَا اسم موصول ہے، اور اس سے مراد چوپائے ہیں جو آواز تو سنتے ہیں مگر سمجھتے کچھ نہیں۔ یہ مشرکین کی نادانی اور بے حسی کی مثال ہے یعنی جس طرح ایک چوپائے کو آواز دی جائے تو وہ آواز تو سن لے گا لیکن جو کچھ اس کو کہا گیا ہے اس کا مطلب نہیں سمجھے گا۔ اسی طرح ان کا حال ہے کہ یہ آواز تو سن لیتے ہیں مگر سمجھتے کچھ نہیں عن مجاھد کمثل الذی ینعق مثل ضربہ اللہ لمن یسمع مایقال لہ ولا یعقل کمثل البھیمۃ تسمع النعیق ولا تعقل (ابن جریر ص۴۶ ج ۲) یہ آواز حق سے بہرے ہیں۔ کیونکہ اس سے فائدہ حاصل نہیں کرتے اور حق بات کا اقرار کرنے کے لئے ان کی زبانیں گونگی ہیں اور وہ سیدھی راہ سے اندھے ہیں۔ جب علم کے تمام راستے ہی بند ہیں تو کیا خاک سمجھیں گے۔ **۳۱۳** پہلے عام انسانوں سے خطاب تھا۔ اب مسلمانوں کو حکم ہو رہا ہے کہ وہ مشرکین کی طرح حلال وحرام کے بارے میں من مانی نہ کریں اور جن چیزوں کو ہم نے حلال کیا ہے ان کو نہ صرف حلال سمجھیں بلکہ ان کو کھائیں اور اس طرح اپنے عمل سے بھی اپنے اعتقاد کی تصدیق کر دیں بعض اوقات انسان ایک چیز کو عقیدے کی حد تک تو مان لیتا ہے لیکن اس پر عمل کرنے سے جھجکتا ہے اس لئے ایمان والوں سے

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ
اے ایمان والو کھاؤ پاکیزہ چیزیں جو روزی دی ہم نے تم کو
وَاشْکُرُوْا لِلّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ (۱۷۲) اِنَّمَا
اور شکر کرو اللہ کا ۳۱۴ اگر تم اسی کے بندے ہو اس نے تم پر
حَرَّمَ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَۃَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِیْرِ
یہی حرام کیا ہے مردہ جانور اور لہو اور گوشت سؤر کا
وَمَآ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّ
اور جس جانور پر پکارا جائے اللہ کے سوا کسی کا نام ۳۱۵ پھر جو کوئی بے اختیار ہو جائے نہ تو نافرمانی کرے اور
لَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَیْہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (۱۷۳)
نہ زیادتی تو اس پر کچھ گناہ نہیں ۳۱۵ بے شک اللہ ہے بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ف ف۱
اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنَ
بیشک جو لوگ چھپاتے ہیں جو کچھ نازل کی اللہ نے
الْکِتٰبِ وَیَشْتَرُوْنَ بِہٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا ۙ اُولٰٓئِکَ
کتاب ۳۱۶ اور لیتے ہیں اس پر تھوڑا سا مول وہ
مَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِھِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا یُکَلِّمُھُمُ
نہیں بھرتے اپنے پیٹ میں مگر آگ ۳۱۷ اور نہ بات کریگا ان سے
اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَا یُزَکِّیْھِمْ ۚ وَلَھُمْ عَذَابٌ
اللہ قیامت کے دن ۳۱۸ اور نہ پاک کریگا ان کو اور ان کے لئے ہے عذاب
اَلِیْمٌ (۱۷۴) اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَۃَ
دردناک یہی ہیں جنہوں نے خریدا گمراہی کو
بِالْھُدٰی وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَۃِ ۚ فَمَآ اَصْبَرَھُمْ عَلَی
بدلے ہدایت کے اور عذاب بدلے بخشش کے سو کس قدر صبر کرنے والے ہیں وہ

ف۱ جو تحریمات تم نے غیر اللہ کے لئے کی ہیں ان کو حلال سمجھو اور ان کو کھاؤ بھی ۱۲ ف۲ تقدیم ما حقہ التاخیر حصر کا فائدہ دیتی ہے یعنی اللہ کی عبادت تب ہوگی جب غیر اللہ کی تحریمات ترک کرنے کے ساتھ خود ساختہ تحریمات کو حلال سمجھ کر کھایا جائے ورنہ اللہ کی عبادت کی بجائے غیر اللہ کی عبادت ہوگی ۱۲ ف۳ نیازات غیر اللہ ونیازات مشرکین کا بیان ۱۲ ف۴ یعنی بحالت اضطرار حرام [illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ غفور رحیم [illegible] نیازات سورۂ [illegible] نیازات [illegible] چھپاتے ہیں [illegible] الضلالۃ [illegible] الھدیٰ توحید ۱۲

موضح قرآن ف یعنی مواشی جتنی ہی چیزیں حرام ہیں سو بھی جب آدمی بھوک سے مرنے لگے تو یہ بھی معاف ہیں بشرطیکہ بے حکمی نہ کرے یعنی نوبت اضطرار کی نہیں پہنچی اور کھانے لگے اور نہ زیادتی نہ کرے قدر ضرورت کھاوے ۱۲

فتح الرحمن ف۱ مترجم گوید اگر گوئی کہ دریں آیت حصر کردہ شد تحریم را در اشیاء مذکورہ حالانکہ در حدیث سباع وحمار ومانند آنہا نیز حرام شمردہ شدہ است پس وجہ تطبیق چہ باشد گوئیم حصر اضافی است بہ نسبت بحائر وسوائب کہ ایشاں می دانستند پس در بہیمۃ الانعام ہیچ چیز حرام نیست غیر اشیاء مذکورہ وور خبائث وسباع مانند آں سخن نداشتند ۱۲

ارشاد فرمایا کہ اگر واقعی دل وجان سے تم صرف اللہ ہی کی عبادت کرتے ہو اور تحریمات لغیر اللہ کے ذریعے شرک سے سچی توبہ کر چکے ہو تو اس بات کا عملی ثبوت بھی دو اور وہ یہ ہے کہ سائبہ بحیرہ وغیرہ کو کھاؤ اور ان سے فائدہ اٹھاؤ لیکن اگر تم نے ایسا نہ کیا تو یہ اس بات کی دلیل ہوگی کہ ابھی تم خالص اللہ کی عبادت نہیں کر رہے ہو بلکہ تمہارے اعمال میں ابھی شرک کا شائبہ موجود ہے۔ اور پھر اللہ کا شکر بھی بجا لاؤ جس نے تم کو یہ حلال چیزیں عطا فرمائی ہیں کیونکہ اس کا شکر بھی ایک بہت بڑی عبادت ہے اور اس کے بغیر عبادت کی تکمیل نہیں ہو سکتی۔ اللہ کی دی ہوئی حلال چیزوں کا ایک شکریہ یہ بھی ہے کہ انہیں شرک کا ذریعہ نہ بنایا جائے اور اپنی طرف سے ان کو حرام نہ کیا جائے۔ **۳۱۴** اب یہاں سے ان چیزوں کی حرمت کا بیان شروع ہوتا ہے جن کو مشرکین حلال سمجھتے تھے۔ اس آیت میں حصر کے ساتھ چار چیزوں کی حرمت بیان کی گئی ہے (۱) مردار (۲) بہنے والا خون (۳) خنزیر (۴) نذر لغیر اللہ۔ اب ایک اشکال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اِنَّمَا کلمۂ حصر استعمال کرکے حرام چیزوں کو صرف چار میں بند کر دیا ہے حالانکہ ان چار چیزوں کے علاوہ اور بھی بہت سی چیزیں حرام ہیں جن کی حرمت خود قرآن میں اپنی اپنی جگہ مذکور ہے تو پھر اس حصر کا کیا مطلب ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں چوپایوں کی حلت وحرمت کا کوئی قانون بیان کرنا مقصود نہیں بلکہ مقصود صرف مشرکین کی خود ساختہ تحلیل کی تردید ہے۔ مشرکین نے بحیرہ، سائبہ اور وصیلہ وغیرہ کو جن کا ذکر سورۂ مائدہ میں آئے گا، اپنی طرف سے حرام کر رکھا تھا تو ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جن چیزوں کو تم نے حرام ٹھہرا رکھا ہے وہ حرام نہیں ہیں بلکہ حرام تو صرف یہ اشیاء ہیں۔ لیس المراد من الاٰیۃ قصر الحرمۃ علی ما ذکر مطلقاً کما ھو الظاھر ... بل مقید بما اعتقدوہ حلالاً (روح ص۴۳ ج ۲) میتۃ سے مراد ہر وہ جانور ہے جو ذبح کئے یا ہلاک کئے بغیر از خود مر جائے یا اسے ذبح تو کیا جائے لیکن وہ ذبح شرعی طریقہ کے مطابق نہ ہو۔ وھی التی ماتت من غیر ذکاۃ شرعیۃ (روح ص۴۲ ج ۲) جس طرح مردار کا گوشت کھانا حرام ہے اسی طرح اس کے باقی تمام اجزاء سے فائدہ اٹھانا بھی جائز نہیں۔ البتہ اس کے بال، ہڈی بشرطیکہ اسے تمام رطوبتوں سے پاک صاف کر لیا گیا ہو اور اس کا چمڑہ دباغت (رنگائی) کے بعد پاک ہیں۔ ان کا استعمال جائز ہے اور دَم (خون) سے مراد دم مسفوح ہے یعنی وہ خون جو جانور کے بدن کے کسی حصہ سے بہہ کر نکلے جیسا کہ ذبح کے وقت رگوں سے خون نکلتا ہے۔ وَلَحْمَ الْخِنْزِیْرِ خنزیر کے تمام اجزاء یعنی گوشت کھال، ہڈی، چربی، بال وغیرہ سب حرام ہیں۔ اس کے بدن کے کسی حصہ سے انتفاع جائز نہیں کیونکہ وہ نجس العین ہے اور گوشت کی تخصیص صرف اس لئے کی گئی ہے کہ گوشت ہی جانور کا مقصودی اور ضروری حصہ ہوتا ہے جب وہ حرام ہے تو باقی اجزاء بطریق اولیٰ حرام ہوں گے۔ ان محرمات میں سے چوتھی چیز مَآ اُھِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ ہے اُھِلَّ اِھْلَال سے ہے جس کے معنے آواز بلند کرنے اور شہرت دینے کے ہیں۔ الاھلال اصلہ رفع الصوت (کبیر ص۲۱ ج ۲) یعنی وہ جانور بھی حرام ہیں جنہیں غیر اللہ کے نام پر شہرت دیدی جائے۔ اور غیر اللہ کی تعظیم اور خوشنودی کے لئے نامزد کر دیا جائے ——— مثلاً اگر کسی مشرک نے اپنے معبود کے لئے بکرا یا مرغا نامزد کر دیا یا کسی مسلمان نے کسی نبی یا ولی کے لئے کوئی جانور نامزد کر دیا اور مقصد یہ رکھا کہ یہ راضی ہو جائیں گے اور میری حاجت پوری کر دیں گے یا مشکل آسان کر دیں گے تو یہ جانور حرام ہیں اگر اسی نیت سے ان کو ذبح کیا گیا اور ذبح کے وقت خدا ہی کا نام لے کر ان کی گردن پر چھری چلائی تو پھر بھی یہ حلال نہیں ہوں گے۔ کیونکہ اس مشرکانہ نیت کی وجہ سے وہ جانور حرام ہو گیا ہے۔ لہٰذا اب خدا کا نام لے کر ذبح کرنے سے وہ حلال اور پاک نہیں ہوگا جس طرح کتا اور خنزیر خدا کا نام لے کر ذبح کرنے سے حلال نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح غیر اللہ کی تعظیم اور خوشنودی کی خاطر نامزد کیا ہوا جانور بھی خدا کا نام لے کر ذبح کرنے سے حلال نہیں ہو سکتا۔ جو شخص غیر اللہ کے تقرب اور رضا کے لئے ایسا کرتا ہے یعنی غیر اللہ کے لئے جانور کو نامزد کر کے پھر اسی نیت پر اسے ذبح بھی کر ڈالتا ہے تو وہ شخص مرتد اور دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور وہ ذبیحہ حرام ہوتا ہے۔ قال العلماء لو ان مسلما ذبح ذبیحۃ وقصد بذبحھا التقرب الی غیر اللہ صار مرتدا و ذبیحتہ ذبیحۃ مرتد (کبیر ص۲۱ ج ۲، نیشاپوری ص۱۳ ج ۲) حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی فتاویٰ عزیزیہ میں رقمطراز ہیں کہ:۔

در حدیث صحیح وارد شدہ کہ ملعونٌ من ذبح لغیر اللہ یعنی ہر کہ بذبح جانور تقرب بغیر خدا نماید ملعون است خواہ در وقت ذبح نام خدا بگیرد یا نہ۔ زیرا کہ چوں شہرت داد کہ ایں جانور برائے فلانست ذکر نام خدا بوقت ذبح فائدہ نہ کرد چہ آں جانور منسوب باآں غیر گشت و خبثے درآں پیدا شد کہ زیادہ از خبث مردار است وہر گاہ ایں خبث در وے سرایت کرد دیگر بذکر نام خداوند حلال نمی شود مانند سگ و خوک کہ اگر بنام خداوند مذبوح شوند حلال نمی گردند۔ (فتاویٰ عزیزی ص۵۶ ج ۱)

صحیح حدیث میں ہے کہ جو شخص جانور ذبح کرنے سے غیر اللہ کا تقرب چاہے وہ ملعون ہے۔ ذبح کے وقت خدا کا نام لے یا نہ لے کیونکہ جب اس نے مشہور کر دیا کہ یہ جانور فلاں غیر خدا کے لئے ہے تو ذبح کے وقت خدا کا نام لینے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ جب وہ جانور بطور نذر و منت غیر خدا کی طرف منسوب ہو گیا تو اس میں مردار سے بھی بڑھ کر نجاست پیدا ہو گئی اور اس میں اس طرح گھس جائے گی کہ اب وہ خدا کا نام لے کر ذبح کرنے سے حلال نہیں ہوگا۔ جس طرح کتا اور خنزیر ذبح کرنے سے حلال نہیں ہوتے۔

اس کی مزید تحقیق سورۂ مائدہ میں آئے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ **۳۱۵** اس آیت میں اضطراری حالت کا حکم بیان فرمایا کہ اگر کوئی شخص بھوک سے مر جا رہا ہو اور کھانے کے لئے کوئی حلال چیز موجود نہ ہو، یا کسی کو کسی ظالم و جابر نے حرام چیز کھانے پر مجبور کیا ہو اور نہ کھانے کی صورت میں جان کا خطرہ ہو تو ان دونوں صورتوں میں مذکورہ بالا حرام چیزوں مثلاً غیر اللہ کی نیاز وغیرہ میں سے بقدر ضرورت کھا لے تو اسے گناہ نہیں ہوگا وھذہ الضرورۃ لھا سببان احدھما الجوع الشدید وان لا یجد ماکولا حلالا یسد بہ الرمق فعند ذلک یکون مضطرا الثانی اذا اکرھہ علی تناولہ مکرہ فیحل لہ تناولہ (کبیر ص۲۱) مگر اس اجازت کے ساتھ دو قیدیں بھی لگا دیں ایک غَیْرَ بَاغٍ کی اور دوسری وَلَا عَادٍ کی۔ غیر باغ کا مطلب یہ ہے کہ صرف بوقت ضرورت کھائے اور بلا ضرورت نہ کھائے اور ولا عاد کا مطلب ہے کہ بقدر سد رمق کھائے اور ساتھ نہ لے جائے مگر آج کل عرسوں میں کیا ہوتا ہے غیر اللہ کی نیازیں پیٹ بھر کر کھاتے ہیں اور پھر بطور تبرک باندھ کر ساتھ گھر لے جاتے ہیں اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ جو تمہارے گناہوں پر بھی بعض اوقات مواخذہ نہیں کرتا اور مشکل اوقات میں آسانیاں بہم پہنچا دیتا ہے **۳۱۶** نذر غیر اللہ کے احکام بیان کرنے کے بعد اب ان لوگوں کے لئے زجر اور تخویف اخروی بیان فرمائی جو نہ صرف یہ کہ نذر غیر اللہ کے احکام چھپاتے ہیں بلکہ خود غیر اللہ کی نذریں نیازیں کھاتے بھی ہیں جن کو اللہ نے صاف صاف حرام فرمایا ہے۔ آج کل جو مولوی اور گدی نشین نذر و نیاز کا صحیح مسئلہ بیان نہیں کرتے بلکہ خود غیر اللہ کی نیازیں مزے سے کھاتے ہیں ان کے لئے بھی آخرت میں یہی سزا مقرر ہے۔ یہ آیت اگرچہ یہود کے حق میں نازل ہوئی تھی جو تورات میں بیان کئے ہوئے حلت وحرمت وغیرہ کے احکام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تورات میں بیان کردہ اوصاف چھپاتے تھے لیکن اس کا حکم عام ہے اور امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے علماء کو بھی شامل ہے جو خدا کی کتاب کے احکام کماحقہ لوگوں تک نہیں پہنچاتے خصوصاً توحید کے اثبات اور شرک و بدعت اور نیازات غیر اللہ کی تردید کے متعلق قرآنی آیات کو لوگوں کے سامنے بیان نہیں کرتے۔ اور اس حق پوشی سے ان کا مقصد صرف دنیا کی حقیر دولت کمانا اور اپنی گدیوں کو محفوظ کرنا ہوتا ہے کیونکہ حق بتلانے سے ناجائز نذر و نیاز کی تمام آمدنیاں بند ہو جاتی ہیں اس لئے ان دنیوی منافع اور آمدنیوں کو بحال رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ وہ نذر غیر اللہ کے خدائی احکام لوگوں سے چھپائیں کیونکہ اگر عوام کو معلوم ہو جائے کہ غیر اللہ کی نذر و نیاز دین میں ناجائز اور حرام ہے تو پھر وہ کیوں انہیں نذریں نیازیں پیش کریں گے۔ **۳۱۷** حق چھپانے کی وجہ سے جو رقمیں، نذریں اور ہدیے ان کو ملتے ہیں۔ یہ سب جہنم کی آگ ہیں اور یہ ظالم دنیا میں یہ چیزیں کھا کر جہنم کی آگ سے اپنا پیٹ بھرتے ہیں۔ چونکہ یہ چیزیں جہنم کی آگ میں جلنے کا سبب اور موجب ہیں تو گویا یہی جہنم کی آگ ہیں۔ لانہ لما اکل ما یوجب النار فکانہ اکل النار (کبیر ص۳۳ ج ۲) **۳۱۸** ان سے کلام

النَّارِ ﴿۱۷۵﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّ
دوزخ پر ۳۱۹ یہ اس واسطے کہ اللہ نے نازل فرمائی کتاب سچی ۳۲۰ اور
الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِى الْكِتٰبِ لَفِىْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۱۷۶﴾ ع لَيْسَ
جنہوں نے اختلاف ڈالا کتاب میں وہ بیشک ضد میں دور جا پڑے ۳۲۱ ف۱ نیکی کچھ یہی
الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ
نہیں کہ منہ کرو اپنا مشرق کی طرف یا مغرب کی طرف ۳۲۲ ف۲ لیکن
الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَ
بڑی نیکی ف۳ تو یہ ہے جو کوئی ایمان لائے اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور
الْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى
سب کتابوں پر اور پیغمبروں پر ۳۲۳ اور دے مال اس کی محبت پر ۳۲۴ رشتہ داروں کو
وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَ
اور یتیموں کو اور محتاجوں کو اور مسافروں کو اور مانگنے والوں کو اور
فِى الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ
گردنیں چھڑانے میں ۳۲۵ ف۴ اور قائم رکھے نماز اور دیا کرے زکوٰۃ اور پورا کرنیوالے
بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ
اپنے اقرار کو جب عہد کریں ۳۲۶ اور صبر کرنے والے سختی میں اور تکلیف میں
وَحِيْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ
اور لڑائی کے وقت ۳۲۷ یہی لوگ ہیں سچے ۳۲۸ اور یہی ہیں
الْمُتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ
پرہیزگار اے ایمان والو فرض ہوا تم پر
الْقِصَاصُ فِى الْقَتْلٰى ؕ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ
(قصاص) برابری کرنا مقتولوں میں ۳۲۹ ف۵ آزاد کے بدلے آزاد م۵ اور غلام کے بدلے غلام ف۶

م۴ ۲۱ ع ۹ ۵

م۱ یعنی یہ دنیا میں گمراہی اور آخرت میں عذاب اس لئے ہے کہ محض عناد کی وجہ سے کتاب اللہ کے حکم کو چھوڑ بیٹھے ۱۲

م۲ بحث کے خاتمہ پر تحویل قبلہ کے مسئلہ کی مزید تنویر ۱۲

م۳ ای اخص الصابرین پر منصوب علی المدح ہے حمایت حق کی وجہ سے آنے والی تکلیفوں پر صبر کرنے والوں کی امتیازی شان ظاہر کرنے کیلئے الصّٰبرین میں عنوان تعبیر رفع سے نصب کی طرف تبدیل کیا گیا ۱۲

م۴ سورت کے دوسرے حصہ کی ابتداء ۱۲

م۵ پہلا انتظامی حکم قصاص لیا کرو تاکہ ملک قتل و خونریزی سے محفوظ ہو جائے ۱۲

نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ قیامت کے دن خدا کی رحمت و شفقت سے محروم کر دیئے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ مہربانی اور رحمت کے ساتھ ان سے کلام نہیں کرے گا بلکہ حکم ہوگا اخسئوا (دفع ہو جاؤ) اور انہیں نیازیں کھانے اور دوسرے گناہوں کی میل اور گندگی سے پاک نہیں کرے گا۔ ای لا یطھرھم من دنس الذنوب (روح ص۴۴ ج ۲) اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ۔ ان لوگوں نے تو حق چھپا کر ہدایت کے عوض گمراہی خرید لی۔ کتاب اللہ جس کے احکام سراسر حق و ہدایت تھے اور جس میں نذر و نیاز غیر اللہ کی حرمت موجود تھی اسے چھپایا اور ہدایت کی جگہ گمراہی پھیلائی محض دنیا کی حقیر دولت اور گدیوں کی حفاظت کی خاطر (بسبب کتمانھم الحق للمطامع الدنیة والاغراض الدنیویة (روح ص۴۴ ج ۲) اگر یہ لوگ نذر غیر اللہ کا مسئلہ جس کی حرمت ان کی کتاب میں بصراحت مذکور ہے اور اسی طرح دیگر مسائل کو بیان کرتے اور ان پر عمل پیرا ہوتے تو ان کے لئے مغفرت تھی لیکن انہوں نے یہ مسئلہ چھپایا اور عملاً اس کی خلاف ورزی کی اس وجہ سے ان کے لئے عذاب ہے انہوں نے دنیا میں تو ہدایت کے بجائے گمراہی اختیار کی اور آخرت کی زندگی کے لئے جو سب سے بڑی نعمت ہدایت یافتہ ہونے کی صورت میں ان کے لئے مقدر تھی اسے گمراہی اختیار کر کے عذاب دائمی سے تبدیل کر لیا۔ ۳۱۹ یہ فعل التعجب ہے یعنی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جہنم کا عذاب برداشت کرنے کے لئے وہ بہت دلیر ہیں جبھی تو وہ بے کھٹکے کتمانِ حق کئے جا رہے ہیں۔ اور خدا کے عذاب کی ذرا پرواہ نہیں کرتے ما اشجعھم علی النار اذ یعملون عملا یؤدی الیھا (قرطبی ص۲۳۶ ج ۲) ۳۲۰ ذٰلِكَ سے مذکورہ عذاب کی طرف اشارہ ہے اور بِاَنَّ۔ لیستیقنوا محذوف کے متعلق ہے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ (حج ع ۱) ای لتستیقنوا بان اللہ الخ اور ایک جگہ فرمایا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (انفال ع ۲) اور الْكِتٰبَ سے جنس کتاب مراد ہے۔ الکتب جنس ہے۔ الحق سے مراد سچائی یا دلیل اور حجت ہے۔ بالحق ای بالصدق وقیل بالحجة (قرطبی ص۲۳۶ ج ۲) اور بالحق میں با بمعنی لام ہے اور اس کے بعد مضاف محذوف ہے ای لاظھار الحق (مدارک) یعنی یہ عذاب اس لئے دیا جائے گا تاکہ ان کو یقین ہو جائے کہ اللہ نے ان پر اظہار حق کے لئے کتاب نازل فرمائی جس میں نیازات غیر اللہ کی حرمت کا بیان تھا مگر وہ باز نہ آئے کیونکہ وہ محض ضدی اور معاند تھے۔ ۳۲۱ اب جن لوگوں نے ہماری کتابوں میں اختلاف پیدا کیا ہے اور ان کے تمام احکام کو قبول کرنے میں تامل کیا ہے ان لوگوں کے پاس نہ کوئی صحیح دلیل ہے اور نہ کوئی معقول عذر۔ انہوں نے محض شدید مخالفت کی بنا پر ایسا کیا ہے اور یہ مخالفت قبول حق سے بہت دور ہے اور ضد و عناد کی حد تک پہنچی ہوئی ہے تو جو لوگ محض ضد و عناد کی وجہ سے حق کو چھپائیں اور گمراہی کی راہ اختیار کریں۔ ان کی یہی سزا ہے۔ چنانچہ یہودی علماء اور ان کے پیر جو اچھی طرح جانتے ہیں کہ نذر غیر اللہ کی حرمت ان کی تورات میں موجود ہے مگر اس کے باوجود وہ اس کو چھپاتے ہیں وہ محض ضد اور عناد کی بنا پر ایسا کر رہے ہیں اور اسی وجہ سے وہ اس عذاب شدید کے مستحق ٹھہرائے گئے ہیں۔ یہی حال بعض موجودہ پیروں اور گدی نشینوں کا ہے جو محض ضد و عناد کی وجہ سے گمراہ ہو رہے ہیں۔ یہاں فرمایا کہ جنہوں نے اختلاف کیا ہے۔ انہوں نے محض ضد و عناد کی وجہ سے اختلاف کیا ہے اور دوسری جگہ فرمایا کہ اختلاف صرف بڑے بڑے عالموں اور پیروں نے کیا ہے وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ (بقرہ ع ۲۶) اور ایک اور جگہ فرمایا کہ ان علماء اہل کتاب نے اختلاف جان بوجھ کر کیا وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ (آل عمران ع ۲) ۳۲۲ لفظ برّ عام ہے اور نیکی کی تمام انواع کو شامل ہے۔ البر جامع لانواع الخیر والطاعات المقربة الی اللہ تعالیٰ والخطاب لاھل الکتابین (روح ص۴۴ ج ۲) اس آیت میں یہود و نصاریٰ کو خطاب ہے۔ بحث رسالت کے اختتام

موضح قرآن ف یہود نے اپنی کتاب میں سے نبی آخر زمان کی صفت چھپا ڈالی اور بہت آیتوں کے معنی بدل ڈالے غرض دنیا کے واسطے ۱۲

فتح الرحمن ف۱ یعنی توجہ بجہت مشرق و مغرب چنانکہ یہود و نصاریٰ زعم میکنند نیکوکارے نیست بلکہ منسوخ شدہ است ۱۲ ف۲ یعنی صاحب آن نیکوکاری کہ ملتہائے وداں اختلاف ندانند آنست ۱۲ ف۳ یعنی در آزادی بندگاں یا خلاصیٔ مکاتب ۱۲ ف۴ یعنی اعتبار مماثلت در کشتگاں ۱۲ ف۵ یعنی مثل اوست در حکم ۱۲ ف۶ یعنی مثل اوست در حکم ۱۲

وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ؕ فَمَنْ عُفِیَ لَهٗ مِنْ اَخِیْهِ شَیْءٌ فَاتِّبَاعٌۢ

اور عورت کے بدلے عورت ۳۳۰ پھر جس کو معاف کیا جائے ۳۳۱ اس کے بھائی کی طرف سے ۳۳۲ کچھ بھی ف۱ تو تابعداری کرنی چاہیئے

بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَیْهِ بِاِحْسَانٍ ؕ ذٰلِكَ تَخْفِیْفٌ مِّنْ

موافق دستور کے ف۲ اور ادا کرنا چاہیئے اس کو خوبی کے ساتھ ۳۳۳ ف۳ یہ آسانی ہوئی تمہارے

رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ

رب کی طرف سے اور مہربانی پھر جو زیادتی کرے اس فیصلہ کے بعد تو اس کے لئے ہے عذاب

اَلِیْمٌ ۱۷۸ وَلَكُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیٰوةٌ یّٰاُولِی الْاَلْبَابِ

دردناک ف اور تمہارے واسطے قصاص میں زندگی ہے اے عقلمندو

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۱۷۹ كُتِبَ عَلَیْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ

تاکہ تم بچتے رہو ۳۳۴ ف۲ فرض کر دیا گیا تم پر جب حاضر ہو کسی کو تم میں

الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَیْرَا ۖۚ اِۨلْوَصِیَّةُ لِلْوَالِدَیْنِ وَ

موت بشرطیکہ چھوڑے کچھ مال ۳۳۵ وصیت کرنا ماں باپ کے واسطے اور

الْاَقْرَبِیْنَ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَی الْمُتَّقِیْنَ ۱۸۰ ؕ فَمَنْۢ

رشتہ داروں کے واسطے انصاف کے ساتھ یہ حکم لازم ہے پرہیزگاروں پر ف۳ پھر جو کوئی

بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَاۤ اِثْمُهٗ عَلَی الَّذِیْنَ

بدل ڈالے وصیت کو بعد اس کے جو سن چکا تو اس کا گناہ انہی پر ہے جنہوں نے

یُبَدِّلُوْنَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۱۸۱ ؕ فَمَنْ خَافَ مِنْ

اس کو بدلا بیشک اللہ سننے والا جاننے والا ہے ف۴ پھر جو کوئی خوف کرے

مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَیْنَهُمْ فَلَاۤ اِثْمَ

وصیت کرنے والے سے طرفداری کا یا گناہ کا پھر ان میں باہم صلح کرا دے ۳۳۶ تو اس پر کچھ گناہ

عَلَیْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۱۸۲ ع یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

نہیں بیشک اللہ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے ف۵ اے ایمان والو ف۶

۲۲ ع ۶ ۶

منزل ۱

ف از قصاص معاف ہو جانے کی صورت میں خون بہا ادا کرنا ہوگا [illegible]

پر تحویل قبلہ کے متعلق دوبارہ اہل کتاب کے خیال کی تردید فرمادی ہے۔ تحویل قبلہ کے معاملہ کو اہل کتاب بڑے شد و مد کے ساتھ بیان کرتے تھے اور اس کے ذریعہ لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متنفر کرنے کی کوشش کرتے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے تاکیداً ان کا دوبارہ رد فرمایا ہے۔ یہودی مغرب کی طرف بیت المقدس کو صحیح قبلہ سمجھتے تھے اور عیسائی جانب مشرق کو کیونکہ حضرت مریم دردِ زہ کے وقت شہر سے مشرق کی جانب نکلی تھیں اور دونوں گروہوں کا عقیدہ تھا کہ ان کا قبلہ صحیح ہے باقی تمام قبلے غلط ہیں۔ اور اصل نیکی یہ نہیں ہے بلکہ اصل نیکی تو خالص ایمان اور عمل صالح یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام کو ماننا اور ان کی تعمیل ہے وہ جس سمت منہ کرنے کا حکم دیدے بس وہی اصل قبلہ ہے نیز اس میں ان مشرک اقوام کی بھی تردید ہے جو ان سمتوں کو خیر و شر اور موت و حیات کا منبع و مصدر سمجھ کر مقدس جانتے اور ان کی عبادت کرتے تھے۔ ۳۲۳ البرّ چونکہ معنی ہے اور مَنْ اٰمَنَ ذات ہے جو اس پر محمول نہیں ہو سکتی اس لئے یہاں یا تو البر سے پہلے ذا ــــ محذوف ہے یا مَنْ اٰمَنَ سے پہلے برّ مضاف محذوف ہے یعنی ولکن ذا البر من اٰمن یا ولکن البر برّ مَنْ اٰمَنَ یہود و نصاریٰ کے باطل خیال کی تردید کے بعد اصل نیکی کا بیان فرمایا کہ اصل نیکی تو ایمان اور عمل صالح ہے۔ چنانچہ اس آیت میں ایمان کا ذکر ہے یعنی اللہ پر قیامت پر فرشتوں پر خدا کی کتابوں پر اور اس کے پیغمبروں پر۔ لیکن ایمان سے مراد وہ ایمان ہے جو خالص ہو اور شرک سے پاک ہو۔ یہود و نصاریٰ کے ایمان کی

موضح قرآن ف۱ صاحب کے بدلے صاحب اور غلام کے بدلے غلام اسی طرح عورت یعنی ہر صاحب دوسرے صاحب کے برابر ہر غلام دوسرے غلام کے برابر ہے۔ اشراف اور کم ذات کا فرق دولت مند اور فقیر کا فرق نہیں جیسے کفر میں معمول ہو رہا تھا جسکو معاف ہوا یعنی مقتول کے وارث اگر قصاص موقوف کرکے مال پر راضی ہوں تو قاتل کو چاہیئے کہ ان کو راضی کرے اور منت اٹھا کر خون بہا پہنچاوے یہ آسانی ہوئی یعنی اگلی امت پر قصاص ہی مقرر تھا اس امت پر معاف کرنا اور مال پر صلح کرنا بھی ٹھہرا۔ پھر جو کوئی زیادتی کرے یعنی صلح کرکے مبلغ خوں بہا لے کر پھر مارنے کا قصد کرے۔ ف۲ یعنی حاکموں کو چاہیئے کہ قصاص دلانے میں قصور نہ کریں تا آئندہ خون کرنا بند ہو۔ ف۳ کفر کی رسم میں مردے کا وارث اولاد کے سوا کوئی نہ تھا اور اولاد میں بھی فقط بیٹا سو اول اللہ صاحب نے وارث اولاد ہی رکھی ہے۔ مردے کو ضرور ہوا کہ ماں باپ کو اور ناتے والوں کو موافق ان کی حاجت کے روبرو دلوا جاوے۔ ف۴ یعنی اگر مردہ کہہ مرا تھا اور دینے والوں نے نہ دیا مردہ بے گناہ ہے وہی ہیں گنہگار۔ ف۵ یعنی کسی نے دیکھا کہ مردہ بے انصافی سے دلوا گیا اولاد کو بہت تھوڑا بچا تو اوروں کو سمجھا کر صلح کروا دے ویسا بدلنا گناہ نہیں۔ اول اللہ صاحب نے یہ حکم فرمایا تھا بعد اس کے سورۂ نسا میں وارثوں کے حصے آپ ہی ٹھہرا دیئے اب مردے کا دلوانا موقوف ہوا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی چیزے از خون مسلمان مقتول ۱۲ ف۲ یعنی ولی دم اس معاملہ مطالبہ کنند نہ بدرشتی ۱۲ ف۳ یعنی قاتل بخوشخوئی ادا نماید نہ بصعوبت ۱۲ ف۴ مترجم گوید اہل جاہلیت شریف در مقابلہ وضیع نمی کشتند و در مقابلہ شریف چند کس از وضیع می کشتند۔ خدائے تعالیٰ نازل فرمود کہ حکم الٰہی باعتبار مماثلت بے در اجناس کشتنگاں کہ بایں معنی کہ احرار را حکم جدا است کہ ہر حر مثل حر دیگر است و در اں حکم و عبید را حکم جدا است کہ ہر عبد مثل عبد دیگر است در اں حکم و زناں را حکم جدا است و ہر زن مثل زن دیگر است در اں حکم و امتیاز حکم زناں در باب دیات است نہ در باب قود پس ہر فرد ازیں جنس مساوی است با فرد دیگر ہر چند بعضے شریف باشد و بعضے وضیع بعضے جمیل و بعضے ذمیم و بعضے مالدار و بعضے فقیر و سنت زیادہ کردہ است دو جنس دیگر کہ مسلمان در مقابلہ مسلمان است و کافر در مقابلہ کافر پس اگر بعضے ورثہ عفو کنند باز کشتن کردنہ شود خون بہا قبول نمایند و ولی دم را باید کہ بحسن معاملہ مطالبہ کنند بدرشتی و قاتل را باید کہ بخوشخوئی ادا کند نہ بدخوئی واللہ اعلم ۱۲ ف۵ مترجم گوید حکم وصیت منسوخ است بآیتِ مواریث واللہ اعلم ۱۲ ف۶ مترجم گوید مضمون ایں آیت تخییر است در صوم و فدیہ و ایں معنی منسوخ شد بآیتی کہ متصل می آید مترجم گوید شاید کہ معنی آیت چنیں باشد و واجب ست بر آناں کہ می توانند داد فدیہ را دادن فدیہ کہ عبارت از طعام یک درویش است مراد صدقۃ الفطر است و سنت آں را مقدم کردہ بیک صاع جو یا نیم صاع از گندم پس آیت محکم باشد نہ منسوخ و شاید کہ معنی آیت چنیں باشد واجب است بر آناں کہ می توانند قضا کردن یعنی و قضا نہ کردند تا آنکہ رمضان دیگر در آمد واللہ اعلم ۱۲

---

۳۲۴ بالباطل سے مال حرام کھانے سے منع فرمایا اور درمیان میں روزہ کا ذکر کیا کیونکہ وہ اکل حرام سے مانع ہے ۱۲

طرح نہ ہو جو خدا پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ حضرت عزیر اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کو خدا کے شریک سمجھتے تھے اور انہیں پکارتے تھے والمراد بھذا الایمان ایمان خال عن شائبۃ الاشراک لا کایمان الیھود و النصاریٰ القائلین عزیر ابن اللہ والمسیح ابن اللہ (روح ص۴۵ ج ۲) اسی طرح فرشتوں، پیغمبروں اور کتابوں پر بھی بلا تفریق ایمان لائے۔ ایسا نہ ہو کہ بعض فرشتوں اور پیغمبروں کو مانے اور بعض سے عداوت رکھے اسی طرح بعض کتابوں کو مانے اور بعض کو نہ مانے۔ ایسا ایمان قابل قبول نہیں **۳۲۴** اب یہاں سے اعمال صالحہ کا بیان شروع ہوتا ہے۔ اعمال کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جن کا تعلق مال خرچ کرنے سے ہے۔ دوسرے وہ جن کا تعلق انسان کے بدن سے ہے۔ حُبِّہٖ کی ضمیر المال کی طرف راجع ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مال و دولت کی محبت کے باوجود وہ اسے خرچ کرے۔ ذوی القربیٰ۔ یہ اٰتی کا مفعول ہے اور رشتہ دار سے مراد غریب اور محتاج رشتہ دار ہیں والیتامیٰ یتیم کی جمع ہے اور یتیم ہر اس نابالغ کو کہتے ہیں جس کا باپ مر چکا ہو جب یتیم کا اپنا کوئی مال نہ ہو۔ تو اس کی پرورش بھی اسکے قریبی رشتہ داروں پر لازم ہے۔ وَالْمَسٰکِیْنَ مسکین کی جمع ہے یعنی حاجت مند اور محتاج وابن السبیل یعنی مسافر جب سفر میں بے خرچ ہو جائے اگرچہ اس کے گھر میں مال موجود ہو وَالسَّآئِلِیْنَ اس سے مراد بھی حاجت مند لوگ ہی ہیں تو مساکین اور سائلین میں یہ فرق ہو کہ مساکین وہ ہیں جو کسی سے نہ مانگیں اور سائلین وہ ہیں جو مانگ لیں۔ اھل الحاجۃ ثم ھم ضربان منھم من یکف عن السؤال وھو المراد ھھنا ومنھم من یسأل وینبسط وھو المراد بقولہ والسائلین (کبیر ص۶۳ ج ۲) **۳۲۵** رِقَابٌ رقبہ کی جمع ہے اور رقبہ سے مجازاً شخص مراد ہے۔ الرقبۃ مجاز عن الشخص (روح ص۴۷ ج ۲) رقاب میں خرچ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ انہیں چھڑایا جائے۔ ای فی تخلیص الرقاب وفکاکہا (روح ص۴۷ ج ۲) یہاں فک رقاب سے بعض مفسرین نے غلاموں کو آزاد کرانا اور بعض نے قیدیوں کو چھڑانا مراد لیا ہے مگر عموم لفظ اس بات کا مقتضی ہے کہ اس سے یہ دونوں مراد ہوں اور ان کے علاوہ وہ مقروض جو موحد ہو اور مشرک نہ ہو اس کی امداد کرنا بھی اس میں شامل ہو۔ یہاں تک مالی صدقات کا ذکر تھا۔ اب آگے نماز کا ذکر ہے جو تمام عبادات بدنیہ میں سب سے اعلیٰ ہے۔ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ اقامت صلوٰۃ کا مفہوم وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ کے تحت گذر چکا ہے۔ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ پہلے نفلی صدقات کا ذکر تھا یہاں فرضی صدقہ یعنی زکوٰۃ کا ذکر فرمایا ہے۔ والمراد بالصلوٰۃ المفروضۃ کالزکوٰۃ فی واتی الزکوٰۃ بناءً علی ان المراد بما مر من ایتاء المال نوافل الصدقات (روح ص۴۷ ج ۲) **۳۲۶** عقائد و اعمال کی تصحیح کے بعد اب حسن اخلاق کا ذکر کیا جا رہا ہے اور عہد سے یہاں کوئی خاص عہد مراد نہیں بلکہ اس سے ہر وہ عہد مراد ہے جو کسی انسان نے کسی دوسرے انسان سے کیا ہو یا اللہ تعالیٰ سے کیا ہو۔ ای فیما بینھم وبین اللہ تعالیٰ وفیما بینھم وبین الناس (قرطبی ص۲۴۲ ج ۲) والظاہر حمل العھد علی ما یشمل حقوق الحق وحقوق الخلق (روح ص۴۷ ج ۲) انسانوں سے کئے گئے صرف ان وعدوں کا پورا کرنا جائز اور لازم ہے جو شریعت کے خلاف نہ ہوں۔ خلاف شریعت کام کے متعلق وعدہ پورا کرنا جائز نہیں۔ خدا سے کئے ہوئے عہد میں خدا کے نام کی نذر اور خدا کے نام کی قسم بھی شامل ہیں۔ اگر خدا کے لئے نذر مانی ہے تو اسے پورا کرنا واجب ہے البتہ غیر اللہ کی نذر و منت ناجائز اور شرک ہے اور کوئی جہالت سے مان بیٹھے تو اس سے توبہ کرے اور اس کو پورا نہ کرے۔ اسی طرح اگر کسی نے خدا کے نام کی قسم کھائی ہے اگر وہ ناجائز کام پر نہیں تو اسے ضرور پورا کرے اگر ناجائز کام پر ہے تو قسم توڑ دے۔ غیر اللہ کے نام کی قسم کھانی درست نہیں۔ **۳۲۷** الصّٰبِرِیْنَ منصوب علی المدح اور اس کا عامل محذوف ہے یعنی امدح۔ الصابرین کو ماقبل سے اس لئے جدا کیا گیا ہے تاکہ صابرین کی مزید فضیلت ثابت ہو جائے۔ البأساء والضراء دونوں کے معنی شدت اور تکلیف کے ہیں لیکن باساء کا تعلق مال سے ہے یعنی فقر و فاقہ وغیرہ اور ضراء کا تعلق بدن سے ہے جیسے بیماری البأساء فی الاموال کالفقر والضراء فی الانفس کالمرض (بیضاوی ص۶۲) اور البأس سے مراد جنگ و جہاد ہے ای وقت القتال وجہاد العدو (روح ص۴۸ ج ۲) مطلب یہ کہ صرف آرام سے نماز پڑھنے ہی سے کام نہیں چلے گا بلکہ جہاد بھی کرنا پڑے گا۔ اور مال و جان میں تکلیفیں بھی برداشت کرنی پڑیں گی اس آیت میں جہاد کی ترغیب ہے۔ **۳۲۸** اُولٰٓئِکَ سے مذکورہ بالا صفات سے متصف لوگ مراد ہیں یعنی نیکی کے سچے طالب تو وہ لوگ ہیں جن میں ایمان و عمل (یعنی اللہ کے احکام کو دل و جان سے ماننے) اور حسن اخلاق کی مذکورہ بالا تمام خوبیاں موجود ہوں نہ کہ وہ لوگ جنہوں نے مشرق و مغرب کی طرف منہ کرنے کو ہی نیکی سمجھ رکھا ہے اور اپنی ضد پر اڑے ہوئے ہیں۔ اور یہی لوگ پرہیزگار ہیں۔ یہ آیت تمام اعمال خیر کی جامع ہے۔ اس میں تمام بنیادی عقائد اور ضروری اعمال آگئے ہیں اس لحاظ سے یہ آیت اصول دین میں سے ایک بہت بڑی اصل ہے۔

حصّہ دوم

(۱) جہاد فی سبیل اللہ (۲) انفاق فی سبیل اللہ

تمہید یہاں تک سورۂ بقرہ کا پہلا حصہ جس میں توحید و رسالت کا بیان تھا ختم ہو گیا۔ اب آگے دوسرا حصہ شروع ہو رہا ہے۔ اس حصہ میں دو مسئلے بیان کئے گئے ہیں جن کا تعلق عمل سے ہے ایک جہاد فی سبیل اللہ یعنی اللہ کی راہ میں اللہ کی توحید اور اس کے دین کی خاطر لڑنا اور دوسرا انفاق فی سبیل اللہ یعنی اللہ کے دین کی خاطر اپنی دولت خرچ کرنا۔

اصل مسائل شروع کرنے سے پہلے امور انتظامیہ بیان فرمائے ہیں۔ کیونکہ باہمی نظم و ضبط اور محبت و انس کے بغیر اجتماعی قوت کے ساتھ جہاد ناممکن ہے اور امور انتظامیہ کی پابندی صرف اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ انسان کے دل میں خدا کا خوف اور اس کا باطن درست اور اس کی نیت نیک ہو اس لئے امور انتظامیہ کے ساتھ اور ان کے درمیان چند امور مصلحہ کا ذکر فرما دیا۔ مثلاً نماز، روزہ، حج۔ اس کے بعد جہاد کا ذکر ہے اور جہاد کے حکم کے ساتھ ساتھ امور مصلحہ بھی ذکر ہو رہے ہیں۔ تاکہ روزہ سے باطن کی صفائی حاصل ہو جائے اور حج کے موقع پر بیت اللہ میں حاضر ہو کر اللہ سے فتح کے لئے دعا کرو کیونکہ وہاں دعا قبول ہوتی ہے اور نماز سے باہمی محبت پیدا ہو گی۔ **۳۲۹** امور انتظامیہ میں سے یہ پہلا امر انتظامی ہے۔ یہودیوں کے مذہب میں قتل کی سزا صرف قتل ہی تھی۔ معافی کی صورت کوئی نہیں تھی۔ عیسائیوں کے یہاں بس ایک ہی عفو و درگذر کا قانون تھا۔ قصاص نہیں تھا۔ عرب میں قصاص اور عفو دونوں چیزیں موجود تھیں لیکن ان میں بہت افراط و تفریط سے کام لیا جاتا تھا۔ اگر قاتل کوئی معمولی آدمی ہوتا اور مقتول بڑا خاندانی تو اس کے عوض قاتل کے قبیلہ سے کئی آدمی قتل کر دیئے جاتے تھے۔ اس طرح بڑے لوگ اپنے زخموں کے عوض بھی دگنی تگنی دیتیں وصول کرتے تو اللہ تعالیٰ نے قصاص اور دیت کے احکام نازل فرما کر ان تمام بے اعتدالیوں کی اصلاح فرما دی۔ قصاص کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے ساتھ وہی کچھ کیا جائے جو اس نے دوسرے کے ساتھ کیا ہو (کبیر ص۵۱ ج ۲، روح ص۴۹ ج ۲) یہاں مراد یہ ہے کہ قاتل کو مقتول کے بدلے قتل کیا جائے اور قصاص صرف حکومت ہی لے سکتی ہے عوام کو اختیار نہیں ہے کہ وہ خود اپنے مقتولین کا قصاص لیتے پھریں کیونکہ اس سے بہت بڑی بے اعتدالیوں کا دروازہ کھل جائے گا۔ عداوتیں بڑھ جائیں گی اور زمین میں دنگا فساد برپا ہو جائے گا۔ اتفق ائمۃ الفتویٰ علی انہ لا یجوز لاحد ان یقتص من احد حقہ دون السلطان ولیس للناس ان یقتص بعضھم من بعض (قرطبی ص۲۵۶ ج ۲) **۳۳۰** حنفیہ کے نزدیک اگر کسی آزاد نے غلام کو یا کسی مرد نے عورت کو قتل کر دیا تو غلام کے بدلے آزاد اور عورت کے بدلے مرد کو قصاص میں قتل کیا جائے گا۔ حضرت علی، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما، سعید بن مسیب، ابراہیم نخعی، سفیان ثوری، ابن ابی لیلیٰ، قتادہ اور حکم بن عتیبہ کا بھی یہی مسلک ہے (قرطبی ص۲۴۶ ج ۲) امام شافعی اور دوسرے ائمہ کے نزدیک غلام کے بدلے آزاد کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ البتہ عورت کے بدلے مرد سے قصاص لیا جائے گا۔ اس آیت

میں چونکہ آزاد کا آزاد سے اور غلام کا غلام سے اور عورت کا عورت سے تقابل کیا گیا ہے اس لئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آزاد کو آزاد کے بدلے، غلام کو غلام کے بدلے اور عورت کو عورت کے بدلے تو قتل کیا جائے گا لیکن آزاد کو غلام کے بدلے اور مرد کو عورت کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ اس تقابل کا مفہوم مخالف یہی ہے۔ اس طرح یہ آیت فریقین کے خلاف جاتی ہے۔ امام شافعیؒ نے تو اس کا جواب یہ دیا کہ اس آیت کا ایک حصہ یعنی الانثیٰ بالانثیٰ حدیث سے منسوخ ہے حنفیہ اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ آزاد کے بدلے غلام قتل نہ کرنے کا حکم آیت کے مفہوم مخالف سے لیا گیا ہے حالانکہ مفہوم مخالف احکام شرعیہ میں حجت نہیں ہے۔ قالہ صاحب المدارک۔ **فائدہ**:۔ حضرت مولانا انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مفہوم مخالف اثبات احکام از قسم حلال و حرام کے لئے تو معتبر نہیں البتہ تقدیم و تاخیر یا حصر وغیرہ کا نکتہ بیان کرنے کے لئے اسے ذکر کیا جا سکتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ الحر بالحر میں حصر مقصود نہیں ہے بلکہ مقصد صرف قصاص میں مساوات بیان کرنا ہے یعنی جاہلیت کے زمانہ میں قصاص کے بارے میں جو زیادتیاں کی جاتی تھیں ان کی روک تھام مقصود ہے۔ قالہ الامام ولی اللہ الدہلوی رح تیسرا جواب یہ ہے کہ قصاص کے معنوں میں عموم ہے کہ یہ لفظ قتل اور جراحت دونوں پر بولا جاتا ہے اور اس کا مفہوم یہ ہے کسی آدمی کے ساتھ وہی کچھ کرنا جو اس نے دوسرے کے ساتھ کیا ہو۔ اما القصاص فهو ان يفعل بالانسان مثل ما فعل (کبیر ص۵۱ ج ۲) نیز صراح میں قصاص کے یہ معنی لکھے ہیں "کشندہ را باز کشتن و جراحت کردن عوض جراحت"، تو آیت میں قصاص بالنفس اور قصاص بالاطراف دونوں کا ذکر ہے چنانچہ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى میں قصاص بالنفس کا حکم ہے۔ اور الحر بالحر میں قصاص فی الاطراف کا حکم ہے۔ اب اگر مفہوم مخالف بھی مراد لے لیا جائے تب بھی یہ آیت حنفیہ کے خلاف نہیں جاتی کیونکہ قصاص فی الاطراف میں آزاد کے اعضاء کو غلام کے بدلے اور مرد کے اعضاء کو عورت کے بدلے قطع نہیں کیا جاتا۔ قال الشیخ روح اللہ تعالیٰ روحہ یہ تو قصاص کا حکم تھا یعنی قصاص نفس اور قصاص اطراف۔ اب آگے فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ سے دیت اور خوں بہا کا بیان ہے (دیت نفس اور دیت اطراف)۔ **۳۳۱** من سے مراد قاتل ہے اور لہ کی ضمیر اسی کی طرف راجع ہے۔ اور مِنْ اَخِيْهِ میں ضمیر مجرور مَنْ کی طرف راجع ہے اور اخیہ سے مراد مقتول ہے اور مقتول کی طرف سے معافی کا مطلب یہ ہے کہ اس کے ورثاء معاف کردیں۔ مقتول کو قاتل کا بھائی کہہ کر اس لئے ذکر کیا کہ قاتل کے دل میں شفقت اور ندامت کے جذبات پیدا ہوں کہ جسے اس نے قتل کیا ہے وہ کوئی غیر نہیں تھا بلکہ دین اور بشریت میں اس کا بھائی تھا۔ سماه اخا استعطافا بتذكير اخوة البشرية والدين (روح ص۵۰ ج ۲) **۳۳۲** شیءٌ کی تنوین تنکیر کے لئے ہے مطلب یہ ہے کہ مقتول کے ورثاء کی طرف سے سب کچھ نہ سہی کچھ ہی معافی دیدی جائے مثلاً قصاص معاف کر دیا جائے اور دیت لے لی جائے۔ **۳۳۳** صلح ہو جانے کی صورت میں قاتل اور مقتول کے ورثاء، دونوں کو حسن سلوک کی تلقین فرمائی یعنی مقتول کے ورثاء بھی معقول طریقے سے خوں بہا کا مطالبہ کریں۔ ایسا نہ ہو کہ فریق ثانی کو تنگ کرنے کے لئے خوں بہا کے مطالبہ میں سختی کریں اور نہ زیادہ کا مطالبہ کریں اسی طرح قاتل کو بھی چاہیئے کہ وہ مقررہ رقم معاہدے کے مطابق ادا کرے اور ٹال مٹول نہ کرے۔ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ــــ ذٰلِكَ کا اشارہ حکم مذکور کی طرف ہے یعنی عفو اور دیت کی مشروعیت اللہ تعالیٰ کی طرف سے تخفیف اور مہربانی ہے کہ اس نے معافی اور خوں بہا کی سہولتیں پیدا کردی ہیں کیونکہ عفو کی صورت میں قاتل کو سہولت ہے اور دیت کی صورت میں مقتول کے ورثاء کا فائدہ ہے۔ لما فی مشروعية العفو تسهيل على القاتل وفی شرعية الدية نفع لاولياء المقتول (روح ص۵۱ ج ۲) فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ الخ یہ ان لوگوں کے لئے تخویف اخروی ہے جو حدود اللہ کے واضح ہو جانے کے بعد ان سے تجاوز کریں۔ مثلاً قاتل کے بجائے کسی بے گناہ کو قتل کردیں یا معافی اور خوں بہا وصول کرنے کے بعد قاتل کو قتل کردیں یا بے گناہ پر قتل کا الزام لگا کر اس پر جھوٹا دعویٰ دائر کر دیں **۳۳۴** قصاص اگرچہ بظاہر بہت دشوار اور برا معلوم ہوتا ہے مگر عقلمند اور صاحب ہوش لوگ اس بات کو سمجھ سکتے ہیں کہ قصاص تو زندگی کا باعث ہے کیونکہ قصاص کے خوف سے قاتل قتل سے رک جائے گا اور اس طرح قاتل اور مقتول کی جان بچ جائے گی۔ اسی طرح قتل سے قاتل اور مقتول کے قبیلوں میں عداوت اور انتقام کی جس آگ کے بھڑکنے کا اندیشہ ہے وہ بھی نہیں بھڑکے گی۔ اور اس طرح دونوں خاندان قتل و خونریزی سے بچ کر آرام اور چین کی زندگی بسر کریں گے۔ اس لئے ارشاد فرمایا۔ اے دانشورو! قصاص بری چیز نہیں بلکہ یہ تو تمہاری جانوں کی حفاظت کی ضمانت اور تمہاری زندگی کا بیمہ ہے۔ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ قصاص سے ایک طرف تو تم دنیا میں قتل اور خون خرابہ سے بچ جاؤ گے اور دوسری طرف آخرت میں قتل اور فساد فی الارض کے عذاب سے بچ جاؤ گے۔

۳۳۵ كُتِبَ عَلَيْكُمْ الخ خیر سے مراد یہاں مال ہے جیسا کہ ایک دوسری آیت میں ہے وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ (بقرۃ ع ۳۷) اور معروف سے مراد عدل اور انصاف ہے یعنی وصیت کرنے میں باقی ورثاء کا بھی خیال رکھے کہ ان کی حق تلفی نہ ہو۔ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ متقین سے مراد مومنین ہیں اور متقین کی تعبیر سے اس طرف اشارہ فرمایا کہ حکم وصیت اور اسی طرح دیگر احکام الٰہی کی رعایت متقیوں و پرہیزگاروں کا شیوہ ہے۔ وضع المظهر موضع المضمر للدلالة على ان المحافظة على الوصية والقيام بها من شعائر المتقين الخائفين من الله (روح ص۵۵ ج ۲) فَمَنْ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ الخ بدلہ اور سمعہ کی منصوب ضمیریں ایصاء کی طرف راجع ہیں جو ماقبل سے مفہوم ہے۔ اِثْمُهٗ کی ضمیر تبدیل کی طرف راجع ہے جو بَدَّلَهٗ میں مذکور ہے مطلب یہ ہے کہ جو شخص میت کا وصی ہے یا وصیت کا شاہد ہے اگر یہ لوگ بعد میں میت کی وصیت میں رد و بدل کردیں یا سرے سے وصیت کا انکار ہی کردیں تو اس تبدیل و تغییر کا گناہ ان تبدیل کرنے والوں پر ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔ اللہ تعالیٰ وصیت کرنے والوں اور وصیت میں رد و بدل کرنے والوں کے اقوال و افعال کو سنتا اور جانتا ہے۔ اور وہ ان کے مطابق ہر ایک کو جزا دیگا۔ **۳۳۶** جنف کے معنی حق سے ناحق کی طرف میلان کے ہیں۔ یہاں اس سے بلا قصد غلطی سے میلان عن الصواب مراد ہے اور اثماً سے قصداً میلان عن الصواب مراد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر کسی دوسرے آدمی کو ڈر ہو کہ وصیت کرنے والا غلطی سے یا عمداً وصیت میں شرعی ضابطہ کی خلاف ورزی کر رہا ہے یا دوسرے ورثاء کی حق تلفی کر رہا ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ وصیت کرنے والے کی رہنمائی کرے اور اسے حق اور انصاف کی راہ بتائے۔ یہ شخص گنہگار نہیں ہوگا بلکہ اجر و ثواب کا مستحق ٹھہرے گا۔ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ وہ گنہگاروں کو بھی معاف کردیتا ہے جو نیک نیتی سے اصلاح کرنے والے ہیں۔ ان کو اپنی رحمت سے کیوں نہیں نوازے گا۔ والدین اور رشتہ داروں کے لئے وصیت کا حکم ابتداء اسلام میں تھا مگر آیت میراث سے یہ حکم منسوخ ہوگیا اب والدین کے لئے اور اسی طرح دوسرے ورثاء کے لئے وصیت جائز نہیں۔ ثم ان هذا الحکم کان فی بدء الاسلام ثم نسخ باية المیراث (روح ص۵۳ ج ۲) حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے جن پانچ آیتوں کو منسوخ مانا ہے ان میں سے ایک یہ ہے لیکن بعض مفسرین کے نزدیک یہ آیت منسوخ نہیں چنانچہ صاحب مدارک فرماتے ہیں کہ یہ آیت مشرک ماں باپ اور رشتہ داروں کے حق میں نازل ہوئی تھی اور حکم استحبابی ہے وجوب کے لئے نہیں ہے وقیل غیر منسوخة لانها نزلت فی حق من لیس بوارث بسبب الکفر . . . . فشرعت الوصية فیما بینهم قضاءً لحق القرابة ندبًا (مدارک ص۷۲ ج ۱) اور حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ اس کی توجیہ اس طرح فرماتے ہیں کہ یہاں وصیت والدین اور اقربین کے لئے نہیں بلکہ والدین اور اقربین کو ہے اور المعروف سے مراد حکم شرعی ہے اور مطلب یہ ہے کہ مرنے والے پر لازم ہے کہ وہ ماں باپ اور رشتہ داروں کو اس بات کی وصیت کرے کہ وہ اس کا ترکہ حکم شرعی کے مطابق تقسیم کریں **۳۳۷** یہاں سے امور مصلحہ کا بیان شروع ہوتا ہے۔ سب سے پہلے روزہ کا حکم فرمایا۔ اس سے پہلے وصیت میں گڑبڑ کر کے کسی کا حق مارنے سے منع فرمایا اور آگے چل کر وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ سے دوبارہ مال حرام کھانے سے ممانعت فرمائی۔ ان دونوں انتظامی امور کے درمیان ایک امر مصلح یعنی روزہ کا ذکر فرمایا کیونکہ روزہ مال حرام سے اجتناب میں مدد و معاون ہے بایں طور کہ روزہ سے قرب خداوندی حاصل ہوتا ہے۔ خدا کی محبت اور نیکی کی رغبت بڑھتی ہے۔ باطن پاک صاف ہو جاتا ہے اور دل گناہوں سے پاک اور مال حرام سے متنفر ہو جاتا

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ

فرض کیا گیا تم پر روزہ ۲۳۷ جیسے فرض کیا گیا تھا تم سے اگلوں پر ۲۳۸

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ كَانَ

تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ چند روز ہیں گنتی کے پھر جو کوئی

مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ

تم میں سے بیمار ہو یا مسافر تو اس پر ان کی گنتی ہے اور دنوں

وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ۭ فَمَنْ

اور ۲۳۹ جن کو طاقت ہے روزہ کی ان کے ذمہ بدلہ ہے ایک فقیر کا کھانا ۲۴۰ پھر جو کوئی

تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ۭ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ

خوشی سے کرے نیکی تو اچھا ہے اس کے واسطے اور روزہ رکھو تو بہتر ہے تمہارے لئے

اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۴﴾ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ

اگر تم سمجھ رکھتے ہو ف۱ ف۲ مہینہ ۲۴۱ رمضان کا ہے جس میں نازل ہوا

فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ

قرآن ۲۴۲ ہدایت ہے واسطے لوگوں کے اور دلیلیں روشن راہ پانے کی اور

الْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۭ وَمَنْ

حق کو باطل سے جدا کرنے کی ف۳ سو جو کوئی پائے تم میں سے اس مہینہ کو تو ضرور روزے رکھے اس کے اور جو

كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ

کوئی ہو بیمار یا مسافر تو اس کو گنتی پوری کرنی چاہئے اور دنوں سے

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۡ وَلِتُكْمِلُوا

اللہ چاہتا ہے تم پر آسانی اور نہیں چاہتا تم پر دشواری اور اس واسطے کہ تم پوری

الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۸۵﴾

کرو گنتی اور تاکہ بڑائی کرو اللہ کی اس بات پر کہ تم کو ہدایت کی اور تاکہ تم احسان مانو ۲۴۳

ہے۔ چنانچہ اسی نکتہ کیلئے احکام روزہ کے درمیان فرمایا وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ الخ کیونکہ ایک روزہ سے انسان ستر سال کی مسافت سے بھی زیادہ خداوند تعالیٰ سے نزدیک ہو جاتا ہے

۲۳۸ یعنی روزے صرف تم پر ہی فرض نہیں کیے گئے بلکہ تم سے پہلی امتوں پر بھی فرض تھے اور یہ تشبیہ تمام اوصاف میں نہیں ہے بلکہ نفس وجوب میں ہے۔ روزہ ہر پیغمبر کی شریعت میں فرض رہا ہے۔ البتہ روزوں کی تعداد اور وقت میں فرق تھا۔ علی الانبیاء والامم من لدن اٰدم علیہ السلام الی عھدکم فھو عبادۃ قدیمۃ (مدارک ص ۷۳ ج ۱) لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔ یہاں روزہ کی غرض وغایت بیان فرمائی ہے کہ روزہ بظاہر فاقہ اور تکلیف معلوم ہوتا ہے مگر اس میں تمہارے لئے روحانی فوائد ہیں اور اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ تم روزے رکھنے سے متقی اور پرہیزگار بن جاؤ گے۔ کیونکہ روزہ رکھنے سے قوت شہوانیہ ضعیف ہو جائے گی اور نفس کی خواہش مرغوبات نفسانیہ کی طرف کم ہو جائے گی جس کا نتیجہ گناہوں سے بچنے اور نیکی کے کاموں میں رغبت کی صورت میں ظاہر ہوگا اور یہی تقویٰ ہے اس روحانی تزکیہ کے علاوہ روزہ سے بدن کی اصلاح بھی ہوتی ہے اس لئے مادی اور روحانی دونوں قسم کے فوائد کا حامل ہے اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ یہ كُتِبَ کا مفعول فیہ ہے۔ نصب علی الظرف لکتب ای کتب علیکم الصیام فی ایام (قرطبی ص ۲۷۶ ج ۲) اور ایاما معدودات (گنتی کے چند دن) سے مراد ماہ رمضان ہے۔ اور یہ حوصلہ بڑھانے کے لئے فرمایا کہ روزے کوئی زیادہ نہیں ہیں بلکہ گنتی کے چند دن ہیں۔ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ الخ روزہ کی فرضیت کا حکم دینے کے بعد معذورین کے لئے رعایت کا اعلان فرما دیا کہ جو مسلمان بیمار ہو اور روزہ کی طاقت نہ رکھتا ہو یا کسی شخص کو رمضان میں لمبا سفر پیش آئے تو ان کو اجازت ہے کہ وہ رمضان میں روزہ نہ رکھیں اور جتنے روزے ان سے چھوٹ جائیں رمضان کے بعد ان کی قضا دے کر ماہ رمضان کے روزوں کی تعداد پوری کرلیں۔ ۲۳۹ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ شروع میں روزے علی التخییر فرض تھے یعنی ہر آدمی کو اختیار تھا کہ چاہے وہ روزے رکھے یا اگر طاقت ہو تو ہر روزہ کے عوض ایک مسکین کو کھانا کھلا دے۔ بعد میں یہ حکم منسوخ ہو گیا بعض کا خیال ہے یہاں لَا مقدر ہے اور اصل میں عبارت یوں ہے وَعلی الذین لا یطیقونہ یا ہمزۂ افعال سلب ماخذ کیلئے ہے اور ضمیر منصوب سے مراد روزہ ہے اور اس میں شیخ فانی، حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کا حکم بیان کیا گیا ہے جو روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں حضرت شاہ ولی اللہ رح فرماتے ہیں کہ یطیقونہ میں ضمیر منصوب فدیہ کی طرف راجع ہے جو بعد میں مذکور ہے لیکن رتبۃً مقدم ہے کیونکہ وہ مبتدا مؤخر ہے اور اس آیت سے مراد صدقۃ الفطر کا حکم ہے یعنی جو لوگ صدقۃ الفطر کی طاقت رکھتے ہیں ان پر صدقۃ الفطر واجب ہے (الفوز الکبیر) اور مولانا انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں ایام بیض کے روزوں کا ذکر ہے اور یہ حکم انہی سے متعلق ہے اور اب بھی یہ حکم باقی ہے۔ ایام بیض کے روزوں میں تخییر ہے چاہے روزے رکھے یا ہر روزہ کے عوض فدیہ دیدے۔ کیونکہ ابھی تک رمضان کی فرضیت نازل نہیں ہوئی تھی۔ وھٰذا الحکم ایضًا یتعلق بالایام البیض ولا تعلق لہ برمضان الخ (فیض الباری ج ۳ ص ۱۵۵) دوسری توجیہ یہ فرمائی کہ اطاق یطیق کا استعمال وہاں ہوتا ہے جہاں کوئی چیز بڑی مشقت سے برداشت کی جائے مطلب یہ ہوا کہ جو لوگ مشکل اور مشقت سے روزہ رکھ سکیں۔ وہ فدیہ

۱ تشبیہ نفس وجوب میں ہے تعیین اوصاف میں نہیں ۱۲

۲ مفعول فیہ للصیام ۱۲

۳ ای فعلیکم العدۃ ۱۲

۴ جو لوگ بڑھاپے کی وجہ سے روزہ رکھنے میں سخت مشقت اٹھاتے ہیں (شیخ فانی)

۵ اعادہ برائے ترغیب ۱۲

۶ یہ معطوف ہے محذوف پر ای لیسہل الامر علیکم ولتکملوا العدۃ ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی روزے سے سلیقہ آجاوے جی روکنے کا تو ہر جگہ روک سکو۔ ف۲ اول یہی حکم اترا کہ مریض و مسافر چاہیں تو پھر قضا کرلیں اور جن کو طاقت ہے یعنی بے عذر ہیں وہ چاہیں کہ قضا کریں تو بالفعل روزے کے بدلے ایک فقیر کو کھلا دیں اور تو بھی بہتر ہے روزہ ہی پھر اس کے بعد جو آیت اتری اس میں فقط مریض و مسافر کو رخصت ملی قضا کی اور کسی کو نہیں ف۳ اس سے معلوم ہوا کہ رمضان کا مہینہ اسی سے ٹھہرا کہ اس میں اترا قرآن پس قرآن کی خدمت اس مہینے میں پہلے چاہئے اسی سبب سے رسول خدا نے تقید کیا تراویح کا اور آپ چند روز جماعت کر کر پھر نہ کروائی کہ قرآن میں اشارات ہیں صریح فرض نہ ہو جاوے ۱۲

فتح الرحمن ف۱ فدیہ دادن کہ عبارت از یک طعام مسکین است بیک مُد و این حکم منقول است از قاسم و سعید بن جبیر و ہمیں است مذہب شافعی و دریں صورت نیز محکم است غیر منسوخ ۱۲ ف۲ یعنی در رمضان یکدفعہ از لوح محفوظ بآسمان دنیا فرود آمد و از انجا بدفعات بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرود آمد در چند سال ۱۲

دیدیں تو اس صورت میں اس سے مراد رمضان کے روزے ہوں گے۔ اور یہ آیت شیخ فانی کے حق میں ہوگی اور اس صورت میں لا کو مقدر کرنے یا ہمزہ کو سلب ماخذ کے لئے ماننے کی ضرورت نہ رہے گی یہ علامہ سے منقول ہے۔ قال الزمخشری ما حاصلہ ان فعل الاطاقۃ بمادتہ لا یستعمل الا فیما یتعذر او یتعسر الخ (فیض الباری ص۹۶ ج ۳) **۳۴۰** فدیہ کی معین مقدار تو بہرحال لازم ہے اگر کوئی شخص اپنی خوشی سے اس کی مقدار میں اضافہ کرے یا ایک کی بجائے دو مسکین کو کھانا کھلاوے تو یہ اس کے لئے اور بہتر اور مزید اجر و ثواب کا موجب ہے ای زاد علی مسکین واحد فاطعم مکان کل یوم مسکینین فاکثر وقیل من زاد علی القدر الواجب علیہ فاعطی صاعًا وعلیہ مد (معالم ص۱۵۳ ج ۱) وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اَنْ مصدریہ ہے اور ان تصوموا بتاویل مفرد مبتدا ہے اور خیر لکم اس کی خبر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ سفر اور بیماری کی حالت میں اگرچہ رمضان میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے لیکن اگر سفر میں زیادہ تکلیف کا احتمال نہ ہو اور بیماری بھی زیادہ شدید نہ ہو تو روزہ رکھنا بہتر ہے وان تصوموا فی السفر والمرض غیر الشاق (قرطبی ص۲۹۰ ج ۲) اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ اِنْ کا جواب محذوف ہے ای اخترتموہ یعنی اگر تمہیں معلوم ہو کہ روزہ رکھنے میں کیا فضیلت ہے تو تم سفر اور بیماری میں بھی روزہ رکھو۔ **۳۴۱** شہر مبتدا ہے اور اَلَّذِیْ الخ اس کی صفت اور فَمَنْ شَهِدَ الخ اس کی خبر ہے اور شَهْرُ رَمَضَانَ کی صفت چونکہ اسم موصول ہے اور اس وجہ سے وہ متضمن معنی شرط ہے اس لئے اس کی خبر پر فاء کا دخول صحیح ہے۔ شہر رمضان مبتدأ خبرہ الموصول بعدہ او فمن شهد والفاء لتضمنہ معنی الشرط لکونہ موصوفًا بالموصول (روح ص۵۹ ج ۲) یہاں ماہِ رمضان کی فضیلت بیان فرمائی ہے کہ جس مہینے کے روزوں کا حکم دیا جا رہا ہے۔ وہ بہت ہی فضیلت والا مہینہ ہے۔ اس میں قرآن مجید اتارا گیا۔ رمضان میں قرآن مجید اتارنے کا مطلب یہ ہے کہ رمضان میں اس کے نزول کی ابتداء ہوئی۔ کیونکہ سارا قرآن تو تقریبًا تئیس سال میں نازل ہوا تھا۔ ای ابتدی فیہ انزالہ وکان ذلک لیلۃ القدر (روح ص۶۱ ج ۲) **۳۴۲** ھدی اور بینٰت دونوں القراٰن سے حال ہیں یعنی قرآن تمام دنیا جہان والوں کے لئے ہدایت کا ایک جامع پروگرام ہے اور پھر اس کے دلائل ایسے ٹھوس اور واضح ہیں جو ہدایت کی تمام راہوں کو روشن کرتے ہیں اور حق و باطل کے درمیان امتیاز قائم کرتے ہیں۔ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ بعض کے نزدیک پہلے روزے کی جگہ فدیہ دینا جائز تھا۔ ان کے نزدیک یہ آیت اس حکم کی ناسخ ہے۔ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ الخ مریض اور مسافر کا حکم اگرچہ پہلے بیان ہو چکا تھا لیکن فمن شهد کی صراحت سے اس حکم کے نسخ کا احتمال ہو سکتا تھا اس لئے اس حکم کا اعادہ فرما دیا وتکریرہ لئلا یتوھم نسخہ کما نسخ قرینہ (روح ص۶۳ ج ۲) يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ۔ یہ اللہ تعالیٰ کی انتہائی مہربانی اور وسعتِ رحمت ہی کا نتیجہ ہے کہ اس نے عذر کی حالت میں روزہ کی معافی دیدی اور ہمارے لئے آسانی پیدا کردی۔ **۳۴۳** اس سے پہلے تین احکام بیان فرمائے ہیں یہاں تینوں کی الگ الگ علتیں بیان فرمائی ہیں۔ پہلے ایک حکم تو یہ تھا کہ رمضان کے پورے روزے رکھو۔ سفر اور بیماری کی حالت میں جو روزے رہ جائیں۔ رمضان کے بعد ان کی قضا دو۔ دوسرا حکم چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا کے طریقہ کے متعلق تھا اور تیسرا حکم بیماری اور سفر کی حالت میں رخصت کا تھا۔ اب یہاں ترتیب وار تینوں کی علتیں بیان فرمائی ہیں یعنی رمضان کے روزوں کی گنتی کا خیال رکھنے کا حکم اس لئے دیا تاکہ تمہاری گنتی پوری ہو جائے۔ اور کوئی روزہ کم نہ رہے۔ اور قضا کا طریقہ تمہیں بتایا تاکہ تم اللہ کے اس احسان پر اس کی عظمت اور برتری کا اقرار کرو۔ اور عذر کی حالت میں تمہیں روزہ نہ رکھنے کی رخصت دی تاکہ تم اس کے اس انعام کا شکریہ ادا کرو۔ فقولہ لتکملوا علۃ الامر بمراعاۃ العدۃ ولتکبروا علۃ ما علم عن کیفیۃ القضاء والخروج عن عھدۃ الفطرۃ ولعلکم تشکرون علۃ الترخیص (مدارک ص۷۲ ج ۱)

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ۭ اُجِيْبُ دَعْوَةَ
اور جب تجھ سے پوچھیں بندے میرے مجھ کو سو میں تو قریب ہوں ۳۴۴ قبول کرتا ہوں دعا مانگنے
الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ
والوں کی دعا کو ۳۴۵ جب مجھ سے دعا مانگے تو چاہئے کہ وہ حکم مانیں میرا ۳۴۶ اور یقین لائیں مجھ پر
لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ﴿۱۸۶﴾ اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ
تاکہ نیک راہ پر آئیں ف حلال ہوا تم کو روزہ کی رات میں
الرَّفَثُ اِلٰى نِسَاۗىِٕكُمْ ۭ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ
بے حجاب ہونا اپنی عورتوں سے ۳۴۷ وہ پوشاک ہیں تمہاری اور تم
لِبَاسٌ لَّهُنَّ ۭ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ
پوشاک ہو ان کی ۳۴۸ اللہ کو معلوم ہے کہ تم خیانت کرتے تھے اپنی جانوں سے
فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ۚ فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَ
سو معاف کیا تم کو ۳۴۹ اور درگذر کی تم سے پھر ملو اپنی عورتوں سے اور
ابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۠ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ
طلب کرو اس کو جو لکھ دیا ہے اللہ نے تمہارے لئے ۳۵۰ اور کھاؤ اور پیو جب تک کہ صاف نظر آئے
لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ
تم کو دھاری سفید صبح کی جدا دھاری سیاہ سے فجر کی ۳۵۱
ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَ
پھر پورا کرو روزہ کو رات تک ۳۵۲ اور نہ ملو عورتوں سے جب
اَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِي الْمَسٰجِدِ ۭ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا
تک کہ تم اعتکاف کرو مسجدوں میں ۳۵۳ یہ حدیں باندھی ہوئی ہیں اللہ کی سو ان
تَقْرَبُوْهَا ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ
کے قریب نہ جاؤ اسی طرح بیان فرماتا ہے اللہ اپنی آیتیں لوگوں کے واسطے تاکہ وہ

۱۲ جامع مختصر۔ روزہ قرب الٰہی کا ذریعہ ہے [illegible] ان دنوں میں غذا کو زیادہ سے زیادہ [illegible] رکوع ۱۲

موضح قرآن ف اوپر کی آیت میں فرمایا کہ بڑائی کرو اللہ کی یعنی عید کے دن جو تکبیر کہتے ہیں با آوازِ بلند اس واسطے دوسری آیت میں فرمایا کہ اللہ دور نہیں بلند آواز سے اور فائدے کے واسطے ہے۔ ایک شخص نے حضرتؐ سے بھی پوچھا کہ ہمارا رب دور ہے تو ہم اس کو پکاریں یا نزدیک ہے تو آہستہ بات کہیں، اس پر یہ آیت اتری۔

۳۴۴ یہ جملہ معترضہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے اپنے بندے سے قرب کا بیان ہے روزہ چونکہ قرب الٰہی حاصل کرنے کا موجب ہے اس لئے روزہ کے بعد قرب الٰہی کا ذکر کیا گیا ہے نیز پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ کی بزرگی اور بڑھائی کا بیان تھا اس لئے اس سے اللہ کے بُعد کا تصور آسکتا تھا۔ اس لئے صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہمارا خدا دور ہے یا نزدیک۔ اگر دور ہے تو اس کو زور زور سے پکاریں اور اگر نزدیک ہے تو آہستہ پکاریں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ عَنِّیْ کے معنی ہیں میرے قُرب اور بُعد کے متعلق یعنی اے پیغمبر جب میرے بندے آپ سے میرے متعلق پوچھیں کہ آیا ہمارا رب قریب ہے یا دور، تو آپ ان سے فرمائیں کہ میں نزدیک ہوں دُور نہیں ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے ہر جگہ قریب ہے جہاں چاہو اس کی عبادت کرو اور جہاں سے چاہو پکارو لیکن مشرکین جو اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی قبروں پر جا کر ان کو مافوق الاسباب حاجت روائی اور مشکلکشائی کے لئے پکارتے ہیں وہ اللہ کے بندے وہاں بھی ان سے دور ہوتے ہیں اور ان کی دعاء و پکار کو نہ سن سکتے ہیں اور نہ ان کی حاجت روائی کی قدرت رکھتے ہیں

۳۴۵ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ یہ اللہ تعالیٰ نے اپنے قرب کی دلیل بیان فرمائی ہے۔ یہاں اجابت کے معنی قبول کرنے کے ہیں اور دعا کے معنی عبادت کے اور مطلب یہ ہے کہ جو لوگ خالص میری عبادت کرتے ہیں اور توحید کے پابند ہیں ان کی عبادت اور پکار قبول کر لیتا ہوں تو اس سے معلوم ہوا کہ مشرک کی عبادت اور دعاء مردود ہوتی ہے ای اقبل عبادۃ من عبدنی فالدعاء بمعنے العبادۃ والاجابۃ بمعنی القبول (قرطبی ص۳۰۸ ج ۲) **۳۴۶** جس طرح وہ مجھے حاجات میں پکارتے ہیں اور میں ان کی پکار سنتا ہوں اسی طرح انہیں بھی چاہیئے کہ وہ میری دعوت ایمان و توحید قبول کریں اور میری اطاعت و فرمانبرداری کریں۔ فلیستجیبوا لی اذا دعوتہم للایمان والطاعۃ کما انی اجیبہم اذا دعونی لحوائجہم (مدارک ص۷۵ ج ۱، روح ص۶۲ ج ۲) وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ اور خالص ایمان پر ثابت قدم رہیں اور اس میں شرک کی ملاوٹ نہ کریں۔ امر بالثبات والمداومۃ علی الایمان (روح ص۶۲ ج ۲) لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ تاکہ ان پر رشد و ہدایت کے دروازے کھل جائیں اور وہ دین و دنیا کی مصالح کو سمجھ سکیں۔ ای یھتدون لمصالح دینھم ودنیاھم (روح ص۶۲ ج ۲) **۳۴۷** شروع شروع میں جب رمضان کے روزوں کی فرضیت نازل ہوئی اس وقت جس طرح دن کو کھانے پینے اور جماع سے علیحدگی کا حکم تھا اسی طرح رات کو بھی ان چیزوں سے بچنا لازم تھا۔ صرف اس قدر اجازت تھی کہ غروب آفتاب کے وقت روزہ افطار کرنے کے بعد سے لے کر سو جانے تک کھانے پینے اور جماع کی اجازت تھی۔ ایک دفعہ سو جانے کے بعد اجازت نہیں تھی اس تنگی کی وجہ سے بعض دفعہ صحابہ کرام کو بہت تکلیف اٹھانی پڑتی۔ چنانچہ حضرت قیس بن صرمہ انصاری کا واقعہ ہے کہ وہ روزہ سے تھے اور دن بھر ایک باغ میں مزدوری کرتے رہے افطار کے وقت گھر آئے اور بیوی سے کھانے کی کوئی چیز طلب کی۔ چونکہ کوئی چیز موجود نہیں تھی اس لئے ان کی بیوی کہیں سے کوئی چیز لینے کے لئے گئی۔ جب لیکر واپس آئی تو وہ دن کے تھکے ماندے سو چکے تھے اس لئے اب کچھ نہیں کھا سکے۔ صبح پھر روزہ رکھنا تھا۔ اگلے دن جب دوپہر ہوئی تو بیہوش ہو گئے۔ یہ واقعہ حضور علیہ السلام سے بیان کیا گیا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی (قرطبی ص۳۱۶ ج ۲) لَیْلَۃَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ کا مفعول فیہ ہے اور الرفث سے جماع مراد ہے۔ والرفث کنایۃ عن الجماع لان اللہ عزوجل کریم یکنی (قرطبی ص۳۱۵ ج ۲) یعنی اب روزوں کی راتوں میں بیویوں سے مشغول ہونا تمہارے لئے حلال کر دیا گیا ہے۔ **۳۴۸** یعنی اب رات کے وقت میاں بیوی کا باہمی اختلاط جائز ہے۔ عربی زبان میں لباس کے معنی راحت اور سکون کے بھی آتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہاں یہی منقول ہے ای ھن سکن لکم وانتم سکن لھن قالہ ابن عباس رضی اللہ عنہ (روح ص۶۵ ج ۲) یعنی عورتیں تمہارے لئے آرام اور سکون کا باعث ہیں اور تم ان کے لئے۔ **۳۴۹** خیانت دراصل عہد پورا نہ کرنے سے عبارت ہے الخیانۃ عبارۃ عن عدم الوفاء بما یجب علیہ (کبیر ص۲۷۰ ج ۲) مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ اگر رمضان کی راتوں میں حرمت جماع کا حکم باقی رہتا تو تم اس کو پورا نہ کر سکتے اور تم سے اس حکم کی خلاف ورزی ہو جاتی اس لئے اللہ تعالیٰ نے حرمتِ جماع کا حکم اٹھالیا اور بوقتِ شب بیوی سے مباشرت کی اجازت دیدی اس سے معلوم ہوا کہ ابھی تک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس حکم کی خلاف ورزی نہیں ہوئی تھی۔ ان المراد علم اللہ انکم کنتم تختانون انفسکم لو دامت تلک الحرمۃ ومعناہ ان اللہ یعلم انہ لو دام ذلک التکلیف الشاق لوقعوا فی الخیانۃ وعلی ھذا التفسیر ما وقعت الخیانۃ (کبیر ص۲۷۰ ج ۲) فَتَابَ عَلَیْکُمْ وَعَفَا عَنْکُمْ یعنی اللہ تعالیٰ نے تم پر مہربانی فرمائی اور سابقہ حکم اٹھالیا وسع علیکم ان اباح لکم الاکل والشرب والمباشرۃ فی کل اللیل (کبیر) بعض مفسرین نے یہ بھی لکھا ہے کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے خیانت یعنی حکم کی خلاف ورزی ہو گئی تھی جس پر اللہ تعالیٰ نے وہ حکم اٹھالیا اور گذشتہ خیانت کا گناہ معاف کر دیا۔ **۳۵۰** مباشرت سے مراد جماع ہے اور مَا کَتَبَ لَکُمْ (جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تمہاری قسمت میں لکھا ہے) سے مراد اولاد ہے قال ابن عباس ومجاھد والحکم بن عتیبۃ وعکرمۃ والحسن والسدی والربیع والضحاک معناہ وابتغوا الولد (قرطبی ص۳۱۸ ج ۲) یعنی اب اجازت ہے رات کو اپنی بیویوں سے مباشرت کرو اور خدا نے جو اولاد تمہاری قسمت میں لکھی ہے۔ اس کی تلاش کرو۔ اس آیت سے اس طرف اشارہ ہے کہ مباشرت سے جنسی تسکین کے علاوہ سب سے بڑا مقصد افزائش نسل ہے وَکُلُوْا وَاشْرَبُوْا یعنی اب رات کے وقت عورتوں سے مباشرت کے علاوہ تمہیں کھانے پینے کی بھی اجازت ہے۔ **۳۵۱** اس آیت میں تینوں چیزوں یعنی مباشرت، کھانے اور پینے کی آخری غایت اور حد بیان کر دی ہے جس تک یہ تینوں کام جائز ہیں غایۃ الثلاثۃ الاشیاء من الجماع والاکل والشرب (بحر ص۵۰ ج ۲) خیط ابیض (سفید دھاری) سے روشنی کی وہ لمبی لکیر مراد ہے جو صبح کے وقت افق کے ساتھ ساتھ نمودار ہوتی ہے اور خیط اسود (سیاہ دھاری) سے مراد رات کی تاریکی ہے۔ الخیط الابیض ھو اول ما یبدو من الفجر المعترض فی الافق کالخیط الممدود من الخیط الاسود وھو ما یمتد من سواد اللیل (مدارک ص۷۵ ج ۱) مِنَ الْفَجْرِ یہ الخیط الابیض کا بیان ہے اور اس بیان سے اس طرف اشارہ ہے کہ سفیدی سے بیاض معترض یعنی صبح صادق کی سفیدی مراد ہے جو زمین کے ساتھ ساتھ پھیلتی ہے اور بیاض مستطیل یعنی صبح کاذب کی سفیدی مراد نہیں جو صبح صادق سے پہلے ایک لمبے خط کی صورت میں آسمان پر ظاہر ہوتی ہے۔ سیاہ دھاری سے سفید دھاری کے نمودار ہونے کا مطلب یہ ہے کہ رات کی تاریکی سے صبح صادق کی روشنی افق کے ساتھ ساتھ ظاہر ہو جائے بس اس حد تک یعنی طلوع صبح صادق تک مباشرت اور کھانا پینا جائز ہے۔ **۳۵۲** پہلے روزے کی ابتدا بیان کی۔ اب یہاں اس کی غایت کا ذکر ہے یعنی صبح صادق سے لے کر رات کی ابتدا تک روزہ پورا کرو۔ معلوم ہوا کہ رات روزہ میں داخل نہیں اور رات غروب آفتاب سے شروع ہوتی ہے لہٰذا غروب آفتاب کے ساتھ ہی روزہ ختم ہو جاتا ہے۔ غروب آفتاب کے بعد سرخی کے غائب ہونے کا انتظار کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ مکروہ ہے جیسا کہ جہلاء میں مشہور ہے۔ فظاھر الآیۃ ان الصوم ینتہی عند دخول اللیل (کبیر ص۲۷۵ ج ۲) **۳۵۳** اس آیت میں اعتکاف کا حکم بیان فرمایا ہے یعنی ویسے روزوں میں رات کے وقت بیوی سے مباشرت جائز ہے مگر اعتکاف کی صورت میں رات کو بھی مباشرت جائز نہیں۔ مباشرت سے مراد جماع ہے۔ اگر رات کے وقت معتکف نے بیوی سے صحبت کر لی تو اس کا اعتکاف باطل ہو گیا۔ تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰہِ۔ تِلْکَ سے مذکورہ احکام کی طرف اشارہ ہے یعنی یہ احکام اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں۔ ان کے قریب بھی مت جاؤ۔ ای ھذہ الاحکام حدود اللہ فلا تخالفوھا (قرطبی ص۳۳۳ ج ۲) **۳۵۴** یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ نے روزے کے احکام بیان فرمائے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ تمام احکام کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ لوگوں کو اللہ کے احکام اوامر و نواہی کا علم ہو جائے اور وہ اس کے اوامر و نواہی کی مخالفت سے بچ کر پرہیزگار بن جائیں۔

اعتکاف کے مسائل

حنفیہ کے نزدیک رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں کسی ایسی مسجد میں اعتکاف بیٹھنا سنت مؤکدہ ہے جس میں پانچوں نمازیں باجماعت پڑھی جاتی ہوں۔ اگر ایک محلہ میں ایک آدمی اعتکاف بیٹھ جائے تو دوسروں سے اعتکاف ساقط ہو جائے گا کیونکہ وہ سنت کفایہ ہے۔ اعتکاف کے لئے مسجد اور روزہ شرط ہے۔ اعتکاف کی حالت میں طبعی حاجات

مثلاً کھانا پینا اور قضائے حاجت کے بغیر مسجد سے نکلنا جائز نہیں بعض شرعی ضروریات کے لئے بھی مسجد سے باہر جانا جائز ہے۔ مثلاً دوسری مسجد میں جمعہ پڑھنے کے لئے جانا اگر اعتکاف والی مسجد میں جمعہ نہ ہوتا ہو۔ اور نماز جنازہ وغیرہ۔ اگر کسی طبعی یا شرعی ضرورت کے لئے مسجد سے باہر نکلے تو ضرورت سے زیادہ مسجد سے باہر نہ رہے۔ اگر بلا ضرورت مسجد سے باہر رہا تو اس سے اعتکاف باطل ہوجائے گا۔ جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے ان سے اعتکاف بھی باطل ہوجاتا ہے۔ اعتکاف کی حالت میں نہ بلا ضرورت دنیوی باتیں جائز ہیں اور نہ ہی بالکل خاموش رہنا جائز ہے بلکہ ذکر اللہ، تلاوت قرآن اور صلوٰۃ و سلام میں مصروف رہنا چاہیئے۔

قصاص اور وصیت دو انتظامی امر بیان کرنے کے بعد ایک امر مصلح یعنی روزہ کا بیان فرمایا۔ روزہ چونکہ تقویٰ و طہارت کی ترغیب دیتا ہے اور باطن کا تزکیہ کرتا ہے کیونکہ روزہ کے ذریعہ مسلمان کو حلال مرغوبات سے باز رہنے کا عادی بنایا جارہا ہے۔ یعنی روزہ میں خدا کے حکم سے طلوع صبح صادق اور غروب آفتاب کے درمیان اکل و شرب اور جماع ممنوع ہے حالانکہ یہ چیزیں فی نفسہ حلال ہیں روزہ میں حلال چیزوں سے روک کر حرام چیزوں سے دور رہنے اور بچنے کا جذبہ پیدا کیا گیا ہے چنانچہ اسی مناسبت سے روزہ کے بعد اکل حرام کی ممانعت فرمائی۔ **۳۵۵** یہاں کھانے سے لینا اور قبضہ کرنا مراد ہے۔ المراد من الاکل ما یعم الاخذ والاستیلاء (روح ص ۶۹ ج ۲) باطل سے مراد ہر وہ طریقہ ہے جو حرام ہو اور شریعت کی نظر میں ناپسندیدہ ہو۔ والمراد من الباطل الحرام کالسرقۃ والغصب وکل مالم یأذن بأخذہ الشرع (روح ص ۶۹ ج ۲) تو اس تفسیر کے مطابق توحید اور حق چھپانے کی بنا پر جو نذریں نیازیں اور تحفے تحائف

يَتَّقُونَ ﴿١٨٧﴾ وَلَا تَأْكُلُوٓا أَمْوَٰلَكُم بَيْنَكُم بِٱلْبَٰطِلِ وَ

بچتے رہیں ۳۵۴ ف۱ اور نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کا آپس میں ناحق ۳۵۵ اور

تُدْلُوا بِهَآ إِلَى ٱلْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَٰلِ

نہ ان کو پہنچاؤ حاکموں تک ۳۵۶ کہ کھا جاؤ کوئی حصہ لوگوں کے مال میں

ٱلنَّاسِ بِٱلْإِثْمِ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١٨٨﴾ يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ

سے ظلم کرکے (ناحق) اور تم کو معلوم ہے ۳۵۷ ف۲ ف۱ تجھ سے پوچھتے ہیں حال

ٱلْأَهِلَّةِ ۖ قُلْ هِىَ مَوَٰقِيتُ لِلنَّاسِ وَٱلْحَجِّ ۗ وَلَيْسَ

نئے چاند کا ۳۵۸ کہہ دے کہ یہ اوقات مقررہ ہیں لوگوں کے واسطے اور حج کیواسطے ۳۵۹ ف۲ اور

ٱلْبِرُّ بِأَن تَأْتُوا ٱلْبُيُوتَ مِن ظُهُورِهَا وَلَٰكِنَّ

نیکی یہ نہیں کہ گھروں میں آؤ ان کی پشت کی طرف سے ۳۶۰ اور لیکن

ٱلْبِرَّ مَنِ ٱتَّقَىٰ ۗ وَأْتُوا ٱلْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَٰبِهَا ۚ وَٱتَّقُوا

نیکی یہ ہے کہ جو کوئی ڈرے اللہ سے اور گھروں میں آؤ دروازوں سے ۳۶۱ اور اللہ سے

ٱللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿١٨٩﴾ وَقَٰتِلُوا فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ ٱلَّذِينَ

ڈرتے رہو تاکہ تم اپنی مراد کو پہنچو ۳۶۲ ف۴ اور لڑو اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے

يُقَٰتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوٓا ۚ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُحِبُّ ٱلْمُعْتَدِينَ ﴿١٩٠﴾

جو لڑتے ہیں تم سے اور کسی پر زیادتی نہ کرو ۳۶۳ بیشک اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے زیادتی کرنیوالوں کو ف

وَٱقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُم مِّنْ

اور مار ڈالو ان کو جس جگہ پاؤ ۳۶۴ اور نکال دو ان کو جہاں

حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ ۚ وَٱلْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ ٱلْقَتْلِ ۚ وَلَا

سے انہوں نے تم کو نکالا اور دین سے بچلانا قتل کرنے سے زیادہ سخت ہے ۳۶۵ ف۳ اور نہ

تُقَٰتِلُوهُمْ عِندَ ٱلْمَسْجِدِ ٱلْحَرَامِ حَتَّىٰ يُقَٰتِلُوكُمْ فِيهِ ۖ

لڑو ان سے مسجد حرام کے پاس جب تک کہ وہ نہ لڑیں تم سے اس جگہ

ع ۲۳ ۶ ۷

سلہ امر مصلح روزہ کے بعد مال سے متعلق امر انتظامی کا ذکر ۱۲

سلہ تاکلوا پر معطوف ہے ۱۲

سلہ منفی پر نفی ۱۲

سلہ امر مصلح سے متعلق ایک سوال روزہ جب قرب الٰہی کا ایک ذریعہ ہے تو کیا ماہ رمضان کی تخصیص ضروری ہے یا کوئی سے تیس دن روزے رکھ لئے جائیں ۱۲

سلہ زجر۔ یہ سوال ایسا ہی بے تکا ہے جیسے کہ گھروں میں پیچھے سے داخل ہونا ایسے سوالوں سے پرہیز کرو ۱۲

سلہ امور انتظامیہ مع امر مصلح کے بعد اصل مقصد (امر جہاد) کا بیان یہ پہلی بار ۱۲

سلہ قتال کی پہلی علت ۱۲

سلہ تعلیلیہ ۱۲

سلہ مراد شرک (قتال کی دوسری علت) ۱۲

موضح قرآن

ف۱ جب روزہ فرض ہوا تو مسلمان سارے رمضان عورت کے پاس نہ جاتے اور پہلی امت کی طرح رات کو سوکر پھر نہ کھاتے۔ اس بیچ میں بعضے شخص نہ رہ سکے پھر حضرت کے پاس عرض کیا تب یہ آیت اتری یعنی تم اپنی چوری کرتے تھے اللہ نے منع نہیں کیا اور کھانا صبح تک رخصت ہے جب دھاری سفید پڑے وہی صبح صادق ہے اور جب تک روشنی اونچی رہے ستون سی وہ صبح کاذب ہے مگر اعتکاف میں رات دن عورت پاس نہ جاوے ف۲ نہ پہنچاؤ حاکموں تک یعنی کسی کے مال کی خبر نہ دو یا رشوت نہ دو کہ حاکم کو فہیم کرکر کسی کا مال کھا جاؤ۔ ف۳ لوگوں نے حضرت سے پوچھا کیا سبب ہے چاند ایک حالت پر نہیں رہتا اللہ صاحب نے جواب فرمایا کہ اس کا حال بدلتے رکھے ہیں تا مہینے کی حد ٹھہرے پھر مہینوں سے برس ٹھہرے اس پر خلق کے معاملے اور اللہ کی عبادت کو وقت مقرر ہو عبادت جو برس پر مقرر ہے ایک روزہ ہے جس کا حکم مذکور ہوا دوسرے حج اس کا حکم آگے شروع ہوتا ہے۔ کفر کی غلطیوں میں ایک یہ تھی کہ جب گھر سے نکل کر احرام باندھا حج کا پھر کچھ ضرورت ہوئی کہ گھر میں جائے تو دروازے سے نہ جاتے چھت پر چڑھ کر آتے اللہ نے اس کو غلط کیا۔ ف۴ حج کے ساتھ یہ مذکور بھی ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے جائے امان تھی اگر یہاں دشمن کو دشمن پاتا تو بھی کچھ نہ کہتا اور حج کے اول اور آخر تین مہینے ذیقعدہ اور ذی الحجہ اور محرم اور چوتھا رجب کہ وہ بھی وقت زیارت تھا یہ چار مہینے وقت امان تھے کہ تمام عرب میں راہیں جاری ہوتیں اور لڑائی موقوف رہتی اللہ تعالیٰ ان کا حکم فرماتا ہے اس بیچ میں اور بھی لڑائی کے حکم اور جہاد کے آداب فرماتا ہے۔ یہ جو فرمایا کہ جو تم سے لڑیں ان سے لڑو اور زیادتی نہ کرو اس کے معنی یہ کہ لڑائی میں لڑکے اور عورتیں اور بوڑھے قصداً نہ ماریئے لڑنے والوں کو ماریئے ۱۲

فتح الرحمن

ف۱ مترجم گوید ظاہر نزدیک ایں بندہ آنست کہ سوال کردند از اشہر حج کہ شوال و ذیقعدہ و دہ روز از ذی الحجہ باشند کہ ایام حج موقت است بآنہا یا نہ و دیگر از تحریفات جاہلیت آں بود کہ از حال احرام از بالائے دیوار جستہ و یا از نقب دیوار گذشتہ بہ خانہ می آمدند و از راہ دروازہ نمی آمدند پس نازل شد ایں آیت واللہ اعلم ۱۲ ف۲ یعنی با مردمان احرام حج بندند ۱۲

ف۳ یعنی در مقابلہ او قتل جائز است ۱۲

وصول ہوں گے۔ وہ بھی باطل ذریعے کے تحت داخل ہوں گے۔ اسی طرح رشوت جھوٹے مدعی کی وکالت اور دیگر غیر شرعی پیشوں سے جو کمائی حاصل ہوگی وہ سب اس کے تحت آئے گی۔

۳۵۶ اس کا عطف تاکلوا پر ہے یعنی نہ غیر شرعی اور حرام ذریعے سے ایک دوسرے کا مال کھاؤ اور نہ ہی اپنا مال بطور رشوت حاکموں کو دو لتاکلوا فریقًا من اموال الناس بالاثم حکام کو رشوت دینے کا مقصد ہمیشہ یہی ہوا کرتا ہے کہ جو فیصلہ اپنے خلاف جاتا ہو اسے اپنے حق میں فیصل کرا لیا جائے اور اس طرح ناجائز طور پر ایک اصل حقدار کی حق تلفی کر کے غیر شرعی طریقے سے اس پر قبضہ کیا جائے رشوت دینے کے اس گھٹیا مقصد کو اللہ تعالیٰ نے یہاں ذکر کیا ہے۔ یعنی اس گھٹیا اور غیر شرعی مقصد کی خاطر حاکموں کو رشوت نہ دو۔ **۳۵۷** اور تم اچھی طرح جانتے ہو کہ تم دوسرے بھائی کی حق تلفی کر رہے ہو۔ اور اس کے مال پر ناجائز قبضہ کر رہے ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص رشوت دیکر یا اپنی چرب زبانی کے ذریعے جج یا قاضی سے اپنے حق میں فیصلہ کرا کر دوسرے کا مال حاصل کر لیتا ہے تو قاضی کا فیصلہ اگرچہ بظاہر نافذ ہو جائے گا مگر عنداللہ وہ شخص سخت مجرم اور اس کا مال لینا اس کے لئے حرام ہے کیونکہ قاضی یا جج کے فیصلہ سے حرام چیز حلال نہیں ہو سکتی ومن الاکل بالباطل ان یقضی القاضی لك وانت تعلم انك مبطل فالحرام لا یصیر حلالا بقضاء القاضی لانه انما یقضی بالظاهر وهذا اجماع فی الاموال (قرطبی ص ۳۳۸ ج ۲) **۳۵۸** اَهِلَّةٌ ہلال کی جمع ہے جس کے معنی نئے چاند کے ہیں بعض لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چاند کے بارے میں سوال کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ چاند سورج کی طرح ایک حال پر نہیں رہتا ہر ماہ کا چاند پہلے باریک سا ہوتا ہے اور پھر بڑھتے بڑھتے چودھویں تاریخ کو پورا ہو جاتا ہے اور پھر گھٹنا شروع ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ دوبارہ پہلے کی طرح باریک رہ جاتا ہے۔ ذکر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سئل عن زیادة الاهلة ونقصانها فی اختلاف احوالها (ابن جریر ص ۱۰۱ ج ۲) **۳۵۹** یہ اس سوال کا جواب ہے یعنی یہ چاند لوگوں کے لئے اپنے معاملات میں تعیین اوقات کا ذریعہ ہے نیز ان کے سب سے بڑے مذہبی اور سماجی اجتماع حج کی تعیین بھی اسی کے ذریعہ ہوتی ہے بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ چاند کے گھٹنے بڑھنے کے متعلق چونکہ سوال نامناسب اور موقع اور محل کے مطابق نہیں تھا اس لئے ان کے سوال کے مطابق جواب نہیں دیا گیا بلکہ جواب میں چاند کی کمی بیشی کی حکمت بیان کر کے اشارہ فرمایا ہے کہ ایسے بیکار اور بے فائدہ سوالوں اور کاموں سے اجتناب چاہیئے۔ چنانچہ مثال کے طور پر ان کی ایک فضول رسم آگے بیان کر کے ارشاد فرمایا کہ ایسے فضول کام نیکی میں داخل نہیں ہیں لیکن حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے یہ پوچھا تھا کہ حج کیلئے اشہر حج کی تعیین ضروری ہے یا حج دوسرے مہینوں میں بھی کیا جا سکتا ہے تو اس کا جواب دیا گیا کہ اشہر حج کی تعیین ضروری ہے۔ مگر اس طرح بھی آیت کا ماقبل سے کوئی ربط ظاہر نہیں ہوتا اس لئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سوال یہ تھا کہ روزہ بذاتِ خود قرب خداوندی کا ذریعہ ہے اس کے لئے ماہ رمضان کا چاند دیکھنے کی تخصیص کیا ضروری ہے چاند دیکھے بغیر کوئی سے تیس دنوں کے روزے رکھ لئے جائیں تو کیا حرج ہے تو جواب دیا گیا کہ رمضان کی تخصیص ضروری ہے۔ اور اسی لئے چاند کی کمی بیشی سے بارہ ماہ معین کئے گئے ہیں تاکہ ہر شخص آسانی سے ایک ماہ کا اختتام اور دوسرے ماہ کی ابتدا سمجھ سکے۔

۳۶۰ زمانہ جاہلیت میں عرب کے لوگ حج کے احرام کی حالت میں اپنے گھروں میں دروازوں سے داخل نہیں ہوتے تھے بلکہ مکان کی پچھلی دیوار توڑ کر یا اسے پھاند کر گھر میں آتے تھے اور اس کو وہ بہت بڑی عبادت سمجھتے تھے اسلام کے بعد نومسلموں نے بھی اپنی عادتِ قدیمہ کے مطابق ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اس غلط روش سے منع فرمایا اور ان پر واضح فرما دیا کہ یہ غیر معقول حرکت نیکی اور ثواب کا کام نہیں۔ ان ناسًا من العرب کانوا اذا احجوا لم یدخلوا بیوتهم من ابوابها کانوا ینقبون فی ادبارها الخ (ابن جریر ص ۱۰۵ ج ۲) **۳۶۱** یعنی نیکی یہ نہیں کہ تم اس قسم کی جاہلانہ رسوم کی پابندی کرو بلکہ نیکی کی حقیقت تو تقویٰ ہے اس لئے تم تقویٰ اختیار کرو یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام بجا لاؤ۔ اور جن کاموں سے اس نے روکا ہے ان سے بچو۔ یہ ماقبل کے لئے ایک تمثیل تھی یعنی چاند کے بارے میں سوال کرنا بالکل بے معنیٰ اور الٹا سا سوال ہے بلکہ اسی طرح جیسا کہ حج کے موقع پر گھروں میں پچھلی طرف سے داخل ہونا ایک الٹا کام ہے۔ **۳۶۲** دنیا اور آخرت میں فلاح اور کامیابی کا راز خوفِ خدا ہی میں مضمر ہے خدا سے ڈر کر اس کے مقرر کئے ہوئے آئینِ حیات کے اتباع ہی سے دین و دنیا میں کامیابی اور کامرانی حاصل ہو سکتی ہے۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِصَاصُ سے لے کر یہاں تک تین امور انتظامیہ قصاص، وصیت، مالِ غیر سے اجتناب اور ایک امر مصلح یعنی روزہ کا بیان تھا اب آگے جہاد کا حکم ہے۔ **ربط ۳۶۳** دوسرے حصہ میں پہلے تین امور انتظامیہ بیان فرمائے کیونکہ نظم و نسق اور اتحادِ باہمی کے بغیر جہاد ناممکن ہے۔ پھر ایک امر مصلح بیان فرمایا کہ باطن کی صفائی ہو اور امور انتظامیہ پر بخوشی عمل کیا جا سکے اب آگے اصل مضمون کا ذکر ہے یعنی امر قتال اور یہ قتال محض اللہ کی توحید کو بلند کرنے کے لئے ہے مسلمانوں نے مکہ میں پورے تیرہ برس انتہائی مظلومی کی حالت میں گذارے مشرکین کی طرف سے ہر قسم کی ایذائیں اور تکلیفیں برداشت کیں۔ آخر مدینہ کی طرف ہجرت کر کے چلے گئے مگر دشمنوں نے وہاں بھی پیچھا نہ چھوڑا تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بھی اپنی مدافعت کے لئے جنگ کرنے کی اجازت دیدی لیکن ساتھ ہی تین شرطیں بھی عائد فرما دیں۔ اول یہ کہ لڑائی میں پہل نہ کریں اور صرف اس صورت میں لڑیں جبکہ کفار خود لڑائی کا آغاز کریں۔ ظاهره من یناجزکم القتال ابتداء اودفعًا عن الحق (بحر ص ۶۵ ج ۲) دوم لڑائی صرف انہیں سے کی جائے جو میدان جنگ میں تم سے لڑ رہے ہیں یا دشمن کو کمک پہنچا رہے ہیں یا انہیں جنگ کی تدبیریں بتا رہے ہیں۔ اور جو لوگ لڑائی میں کسی قسم کا حصہ نہیں لے رہے ان سے تعرض نہ کیا جائے یہ دونوں شرطیں الذین یقاتلونکم سے مفہوم ہیں تیسری شرط ولا تعتدوا کہ حد سے تجاوز نہ کرو۔ اس کے متعلق حضرت عمر بن عبد العزیز رح کا قول ہے لا تقاتل من لا یقاتلك یعنی النساء والصبیان والرهبان (ابن جریر ص ۱۱۰ ج ۲) یعنی جو لوگ لڑنے کے قابل نہیں یا لڑائی میں شریک نہیں ہیں مثلاً عورتیں، بچے اور ان کے مذہبی رہنما وغیرہ انہیں مت قتل کرو۔ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ (اللہ کی راہ میں) یہاں سبیل سے مراد اللہ کا دین اور اس کی توحید ہے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے مراد یہ ہے کہ اللہ کے دین کو عزت حاصل ہو اور کلمۂ توحید سربلند ہو۔ ای جاهدوا لاعزاز الدین واعلاء کلمته (روح ص ۷۴ ج ۲) اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ یہ حکم ماقبل کی علت ہے یعنی اللہ تعالیٰ مقررہ حدود سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا **۳۶۴** ھُمْ کی ضمیر اَلَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ کی طرف راجع ہے ضمیر المفعول عائد علی الذین یقاتلونکم وهذا امر بقتلهم حیث عم عامًّا فی کل مکان حلا وحرما الخ (بحر ص ۶۶ ج ۲) یعنی جو مشرکین تمہارے ساتھ برسرِ پیکار ہیں جب وہ تم سے لڑنے کے لئے نکل پڑیں تو جہاں کہیں بھی تمہاری ان سے مڈبھیڑ ہو جائے تم ان سے لڑو اور قتل کر دو خواہ حرم ہی میں مقابلہ کیوں نہ ہو جائے وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَیْثُ اَخْرَجُوْکُمْ۔ حَیْثُ یہاں تعلیلیہ ہے یعنی ان کو مکہ سے نکالو کیونکہ انہوں نے تم کو نکالا ہے یا ظرفیہ ہے یعنی جہاں سے انہوں نے تم کو نکالا ہے۔ وہاں سے تم ان کو نکالا کو ــــــــــ یعنی مکہ مکرمہ سے یا حیث تشبیہ کے لئے ہے یعنی جس طرح انہوں نے تم کو سرزمین مکہ سے نکالا ہے اسی طرح تم ان کو وہاں سے نکال دو مطلب یہ ہے کہ مشرکین کے قتل و اخراج میں سے جو ممکن ہو اس پر عمل کرو۔ والمراد افعلوا کل ما یتیسر لکم من هذین الامرین فی حق المشرکین (روح ص ۷۵ ج ۲) **۳۶۵** یہ اقتلوهم کی علت ہے اور فتنہ سے مراد شرک ہے۔ مشرکین نے مسلمانوں پر طنز کی تھی کہ انہوں نے حرم کعبہ کی بھی کوئی پرواہ نہیں کی اور اس میں جنگ و قتال شروع کر دیا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم جو بیت اللہ میں شرک اور بت پرستی کرتے ہو وہ گناہ تو قتل اور خونریزی سے بھی بڑھ کر ہے اور اس سے زیادہ بُرا ہے۔ اللہ نے تو اپنے خلیل حضرت ابراہیمؑ کو حکم دیا تھا کہ وہ بیت اللہ کو شرک سے پاک رکھیں تم نے بیت اللہ کو شرک و بت پرستی کا مرکز بنا دیا ہے۔ ای شرکهم بالله اشد حرامًا من القتل الذی عیروکم به فی شان ابن الحضرمی (بحر ص ۶۶ ج ۲) وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الخ اس آیت میں مسلمانوں کو ہدایت فرما دی کہ وہ حدودِ حرم میں مشرکین سے لڑنے میں پہل نہ کریں۔ ہاں اگر مشرکین حدودِ حرم میں داخل ہو کر مسلمانوں سے لڑنے لگیں تو اب مسلمانوں

فَإِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ ۭ كَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹۱﴾
پھر اگر وہ خود ہی لڑیں تم سے تو ان کو مارو یہی ہے سزا کافروں کی ف۱
فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۲﴾ وَقٰتِلُوْهُمْ
پھر اگر وہ باز آئیں تو بیشک اللہ بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے ۳۶۶ ف۲ اور لڑو ان سے
حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ۭ فَاِنِ
یہاں تک کہ نہ رہے باقی فساد اور حکم رہے خدا تعالیٰ ہی کا پھر اگر
انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹۳﴾ اَلشَّهْرُ
وہ باز آئیں تو کسی پر زیادتی نہیں مگر ظالموں پر ۳۶۷ ف۳ حرمت والا
الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ۭ فَمَنِ
مہینہ بدلا (مقابل) ہے حرمت والے مہینے کا ۳۶۸ اور ادب رکھنے میں بدلا ہے پھر جس نے
اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى
تم پر زیادتی کی ۳۶۹ تم اس پر زیادتی کرو جیسی اس نے زیادتی کی
عَلَيْكُمْ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾
تم پر اور ڈرتے رہو اللہ سے اور جان لو کہ اللہ ساتھ ہے پرہیزگاروں کے ف۴
وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى
اور خرچ کرو اللہ کی راہ میں ۳۷۰ اور نہ ڈالو اپنی جان کو
التَّهْلُكَةِ ۚ وَاَحْسِنُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۹۵﴾
ہلاکت میں اور نیکی کرو بیشک اللہ دوست رکھتا ہے نیکی کرنے والوں کو ف۵
وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ۭ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا
اور پورا کرو حج اور عمرہ اللہ کے لیے ۳۷۱ ف۱ پھر اگر تم روک دیئے جاؤ تو تم پر ہے جو کچھ
اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ
کہ میسر ہو قربانی سے ۳۷۲ اور حجامت نہ کرو اپنے سروں کی جب تک پہنچ نہ چکے

ع عند المتقدمین ۱۲

[illegible]

کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے بچاؤ کے لئے ان سے لڑیں ۔ كَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ ۔ ایسے ضدی اور معاند کفار کی یہی سزا ہے کہ جب وہ حرم کعبہ میں بھی شر و فساد اور قتل و خونریزی سے باز نہ آئیں تو وہیں ان کا خاتمہ کردیا جائے ۔ ۳۶۶ یعنی اگر وہ ایمان لے آئیں اور شرک چھوڑ دیں اور جنگ و قتال سے باز آجائیں تو اللہ تعالیٰ ان کے گذشتہ گناہ معاف فرما کر انہیں اپنی رحمت میں شامل فرمالے گا ای عن قتالکم بالایمان فان اللہ یغفر لھم جمیع ما تقدم ویرحم کلا منھم بالعفو عما اجترموا (قرطبی ص۳۵۳ ج ۲) وَقٰتِلُوْهُمْ الخ یہاں بھی ھُمْ کی ضمیر ان مشرکین عرب کی طرف راجع ہے اور فتنة سے مراد شرک ہے یعنی مشرکین عرب سے اس وقت تک جہاد جاری رکھو جب تک کہ سرزمین عرب سے شرک کا بالکل خاتمہ ہوجائے اور ہر طرف صرف اللہ ہی کی عبادت اور پکار ہونے لگے ۔ ضمیر المفعول عائد علی من قاتله وھم کفار مکة والفتنة ھٰھنا الشرك وما تابعه من اذی المسلمین امروا بقتالھم حتی لا یعبدوا غیر اللہ ولا یسن بھم سنة اھل الکتاب فی قبول الجزیة قاله ابن عباس (بحر ص۶۶ ج ۲) یعنی لا یکون شرك باللہ وحتی لا یعبد دونه احد (ابن جریر ص۱۰۹ ج ۲) ۳۶۷ اگر وہ کفر و شرک سے باز آجائیں اور تم سے لڑائی بند کردیں اور دین اسلام اور توحید کو قبول کرلیں تو پھر ان پر کسی قسم کی زیادتی نہ کی جائے ۔ البتہ ان میں سے جو ظالم ہوں یعنی کفر و شرک پر قائم ہوں اور تم سے برسرپیکار ہوں ان سے بیشک لڑو اور انہیں قتل کرو ۔ فان انتھوا عن قتالکم ودخلوا فی ملتکم واقروا بما الزمکم اللہ من فرائضه وترکوا ما ھم علیه من عبادة الاوثان (ابن جریر ص۱۰۹ ج ۲) اور عدوان سے یہاں جنگ اور سزائے قتل مراد ہے ۔ والمراد بالعدوان ھٰھنا المعاقبة والمقاتلة (ابن کثیر ص۲۲۷ ج ۱) ۳۶۸ سال کے بارہ مہینوں میں سے چار مہینے یعنی محرم، رجب، ذیقعدہ اور ذی الحجہ اشہر الحرم کہلاتے تھے اور ان میں جنگ و قتال جائز نہیں تھا ۔ ذیقعد کے مہینے میں حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم صحابہ کی ایک کثیر جماعت کے ساتھ بقصد عمرہ مکہ مکرمہ پہنچے تو مشرکین مکہ نے آپ کو مقام حدیبیہ میں روک دیا اور مسلمانوں پر تیراندازی اور سنگباری کے ذریعہ اس عزت والے مہینہ میں جنگ کی ابتدا کی ۔ اس وقت دونوں فریقوں میں یہ معاہدہ ہوا کہ مسلمان اگلے سال عمرہ کریں ۔ جب اگلے سال مسلمان عمرہ کے لئے روانہ ہوئے تو دل میں تردد پیدا ہوا کہ اگر کفار نے پہل کی اور لڑائی شروع کردی تو پھر ہم کیا کریں اگر جوابی کاروائی نہ کریں تو یہ بھی مناسب نہیں اگر لڑیں تو عزت والے مہینے کی بے حرمتی ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جوابی کاروائی میں تم پر کوئی گناہ نہیں کیونکہ عزت والا مہینہ تو عزت والے مہینے کے بدلے ہوتا ہے ۔ اگر انہوں نے اس مہینے کی

موضح قرآن ف۱ یعنی مکہ جائے امان ہے لیکن جب انہوں نے ابتدا کی اور تم پر ظلم کیا اور ایمان لانے پر ستانے لگے کہ یہ مار ڈالنے سے زیادہ ہے اب ان کو امان نہ رہی جہاں جاؤ مارو آخر جبکہ مکہ فتح ہوا تو حضرت نے بھی حکم کیا کہ جو ہتھیار سامنے کرے اسی کو مارو اور باقی سب کو امن ۔ ف۲ یعنی اس سب پر اگر اب بھی مسلمان ہوں تو توبہ قبول ہے ف۳ یعنی لڑائی کافروں سے اسی واسطے ہے کہ ظلم موقوف ہو اور دین سے گمراہ نہ کرسکیں اور حکم اللہ کا جاری رہے ۔ اگر تابع ہو کر رہیں تو لڑائی کی حاجت نہیں اور ایمان تو دل پر موقوف ہے زور سے مسلمان کرنا کیا حاصل ۱۲ ف۴ یعنی اگر کوئی کافر ماہ حرام کو مانے کہ اس مہینے میں تم سے نہ لڑے تو تم بھی اس سے نہ لڑو اور مکے کے لوگ انہیں مہینوں میں ظلم کرتے رہے مسلمانوں پر پھر مسلمان پر کیوں قصور کریں بلکہ سفر حدیبیہ میں ماہ ذیقعدہ تھا حضرت عمرے کو گئے اور کافر لڑنے کو موجود ہوئے یہ آیت اسی واسطے اتری کہ مسلمان خطرہ کرتے تھے کہ اگر ماہ حرام میں کافر لڑنے لگیں تو ہم کیا کریں ۱۲ ف۵ یعنی جہاد نہ چھوڑ بیٹھو اسی میں تمہاری ہلاکت ہے ۔

فتح الرحمن ف۱ حاصل این آیت آنست کہ در مسجد حرام ابتداء قتال نہ باید کرد و چون کافران ابتدا کنند در مقابلہ ایشان باید جنگ کردن کہ این معنی با حرمت مسجد و شہر نزاع نہ دارد چنانچہ ابتدا بکشتن مسلمان درست نیست و اگر خون ناحق ریختہ باشد بقصاص بتوان کشت و فقہا را بآں سبب تصریح نہ کردند کہ اقامت حربیاں بمکہ بعد فتح مکہ بودنی است ۱۲ ف۲ یعنی بشروع لازم می شود ۱۲

حرمت کو قائم نہیں رکھا اور تم سے لڑنے لگے ہیں تو تم پر سے بھی اس کا احترام ساقط ہے۔ قاتلهم المشركون عام الحديبية في ذيقعدة قتالا خفيفا بالرمي بالسهام والحجارة فاتفق خروجهم لعمرة القضاء فيه فكرهوا ان يقاتلوهم لحرمته فقيل هذا الشهر بذلك وهتكه بهتكه فلا تبالوا به (روح ص۷۳ ج ۲) وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ اور عزت و حرمت والی چیزیں تو برابر اور عوض و معاوضہ کی چیزیں ہیں۔ اگر وہ انکا احترام کریں تو تم بھی احترام کرو اور اگر وہ احترام نہ کریں تو تم پر بھی لازم نہیں۔ ۳۶۹ یہ ماقبل پر متفرع ہے یعنی اگر وہ تم پر زیادتی کریں مثلاً شہر حرم میں تمہارے ساتھ لڑائی کی ابتدا کریں تو تم بھی جوابی کارروائی کرو مگر تمہاری جوابی کارروائی ان کے ظلم و عدوان سے بڑھ کر نہ ہو عربی محاورات میں فعل کی جزا کو نفس فعل سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اسی محاورے کے مطابق یہاں مسلمانوں کی جوابی کارروائی کو جو مشرکین کی زیادتی کی جزا تھی اعتدا اور زیادتی سے تعبیر کیا ہے۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۔ کیسا اذیں

الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ۭ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى
قربانی اپنے ٹھکانے پر ۳۷۲ ف۱ پھر جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا اس کو تکلیف ہو
مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ
سر کی ۳۷۳ ف۲ تو بدلا دیوے روزے یا خیرات یا قربانی ۳۷۴
فَاِذَآ اَمِنْتُمْ ۪ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا
پھر جب تمہاری خاطر جمع ہو جائے تو جو کوئی فائدہ اٹھائے عمرہ کو ملا کر ف۳ حج کے ساتھ تو اس پر ہے
اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ
جو کچھ میسر ہو قربانی سے ۳۷۵ پھر جس کو قربانی نہ ملے تو روزے رکھے تین
اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ۭ تِلْكَ عَشَرَةٌ
حج کے دنوں میں اور سات روزے جب لوٹو ۳۷۶ یہ دس روزے
كَامِلَةٌ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ
ہوئے پورے ۳۷۷ یہ حکم اس کے لئے ہے جس کے گھر والے نہ رہتے ہوں ف۴ ۳۷۸ مسجد
الْحَرَامِ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ
الحرام کے پاس اور ڈرتے رہو اللہ سے اور جان لو کہ بیشک اللہ کا عذاب
الْعِقَابِ ۝۱۹۶ اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ
سخت ہے ف۵ ۳۷۹ حج کے چند مہینے ہیں معلوم ۳۸۰ ف۶ پھر جس نے لازم کر لیا
فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ۭ
ان میں حج تو بے حجاب ہونا جائز نہیں عورت سے اور نہ گناہ کرنا نہ جھگڑا ف۷ کرنا حج کے زمانہ میں
وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ڼ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ
اور جو کچھ تم کرتے ہو نیکی اللہ اس کو جانتا ہے۔ اور زاد راہ لے لیا کرو کہ بیشک
خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ۝۱۹۷
بہتر فائدہ زاد راہ کا بچنا ہے سوال سے ۳۸۱ اور مجھ سے ڈرتے رہو اے عقلمندو ف۸

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۸ ع ۲۴

اصول ہے یہ اسلام کا کہ دشمن سے انتقام لینے میں بھی خوفِ خدا کو بیچ میں رکھو تاکہ کہیں دشمن پر زیادتی نہ ہو جائے اور پھر ساتھ ہی مسلمانوں کو اطمینان دلایا کہ اگر تم تقویٰ اختیار کرو گے تو ہمیشہ میری مدد تمہارے شامل حال رہے گی۔ ۳۷۰ جہاد کے حکم کے بعد اب یہاں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب دی ہے کیونکہ خرچ کے بغیر جہاد ناممکن ہے۔ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ یعنی اللہ کی راہ میں خرچ سے بخل کرکے اور جہاد سے جی چرا کر اپنے ہاتھوں سے اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو بترك الغزو والانفاق فيه (روح ص۷۷ ج ۲) کیونکہ خرچ کے بغیر جہاد نہیں ہو سکتا اور جہاد کے بغیر نہ توحید قائم ہو سکتی ہے اور نہ مشرکین کا زور ٹوٹ سکتا ہے۔ وَاَحْسِنُوْا اور اپنے تمام اعمال کو اخلاص اور حسن نیت سے بجا لاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ مخلصین کو بہت پسند کرتا ہے۔

ربط ۳۷۱ جہاد اور انفاق کے بعد اب یہاں سے دوسرے مصلح کا بیان شروع ہوتا ہے۔ امورِ مصلحہ کا ذکر ساتھ چل رہا ہے تاکہ باطن کی اصلاح ہوتی رہے اور خدا کے احکام کی تعمیل طبیعت پر گراں نہ گزرے۔ جہاد کے بعد حج کا ذکر کرنے سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ تم میرے گھر میں حاضر ہو کر مجھ سے دعا مانگو اور مدد کی درخواست کرو میں تمہاری مدد کرونگا اور مشرکین پر تم کو غلبہ دونگا۔ اور تمہیں قیامت تک قائم رکھوں گا۔ کیونکہ بیت اللہ کی حاضری لوگوں کے لئے قیام کا باعث ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ (مائدہ ع ۱۴)

موضح قرآن ف۱ یہاں سے حکم ہیں حج کے طریق یہ ہیں کہ احرام باندھے پھر عرفے کے دن عرفات میں حاضر ہو پھر وہاں سے چلے تو رات رہے مشعر الحرام میں پھر عید کی صبح منا میں پہنچ کر کنکر پھینکے اور حجامت کر کر احرام اتارے پھر مکے میں جا کر طواف کعبہ کرے پھر صفا اور مروہ کے بیچ دوڑے پھر منا میں آوے تین دن رہے ہر روز کنکر پھینکے پھر مکے میں جا کر طواف رخصت کرے اور چلا جاوے اور عمرے کے طریق یہ کہ احرام باندھے جن دنوں چاہے اور طواف کعبہ کرے اور صفا و مروہ کے بیچ دوڑے پھر حجامت کر کر احرام اتارے اور حج و عمرہ میں قربانی ضرور نہیں مگر کسی سبب سے یہاں اللہ تعالیٰ نے تین سبب فرمائے ایک یہ کہ احرام کر کر وہ شخص روکا گیا مرض سے یا دشمن سے تو کسی کے ہاتھ قربانی بھیج دیوے جب مکہ میں قربانی ذبح ہو تب یہ احرام سے نکلے پہلے حجامت نہ کرے دوسرا یہ کہ آزار سے یا سر کے بالوں سے عاجز ہو کر احرام کے بیچ حجامت کرے تو اس کا بدلہ ہے یا قربانی پہنچانی یا تین روزے رکھنے یا چھ محتاجوں کو کھلانا۔ تیسرا یہ کہ حج و عمرہ جدا جدا نہ کرے ایک ہی سفر میں دونوں ادا کرے تو قربانی ضرور ہے۔ یہ قربانی پیدا نہ ہو تو دس روزے تین حج کے دنوں میں اور سات پیچھے اور قربانی کم سے کم ایک بکری ایک شخص کو اور ایک گائے یا اونٹ سات شخص کو اور حج و عمرہ ملنے سے جو قربانی آئی سو مکے کے ساکنوں پر نہیں ۱۲ ف۲ حج کے واسطے احرام باندھنے کا وقت غرۂ شوال سے تا شب عید قربان اس سے پہلے بہتر نہیں اور حج اور عمرہ لازم کر لینا احرام سے ہے احرام یہ کہ نیت کرے شروع کرنے کی اور زبان سے کہے لبیک تمام پھر جب احرام میں داخل ہوا تو پرہیز رکھے مرد عورت کی صحبت سے اور ہر گناہ سے اور آپس کے جھگڑے سے اور بدن کے بال اتارنے اور ناخن تراشنے اور خوشبو ملنے اور شکار مارنے اور مرد بدن پر سیے کپڑے نہ پہنے اور سر نہ ڈھانکے اور عورت کپڑے پہنے سر ڈھانکے لیکن منہ پر کپڑا نہ ڈالے اور کفر کی ایک غلطی یہ تھی کہ بغیر خرچ حج جانا ثواب گنتے تھے اور توکل پر مقدور رہوتے ہوئے خرچ نہ لیتے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مقدور ہو تو

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی در حج رمی جمرۃ العقبہ کنند کہ یعنی و در عمرہ از سعی بین الصفا والمروہ فارغ شوند بمکہ ۱۲ ف۲ یعنی پس بسیار رطوبت باشد و ایں سبب حلق کند پیش از محل ۱۲ ف۳ یعنی با امور ممنوعہ احرام بہرہ ور شد ۱۲ حک مترجم گوید در ایں آیت چند

[illegible]

علامہ نسفی رحمہ نے لکھا ہے کہ اگر ایک سال کوئی آدمی حج کو نہ جائے تو تمام جہان تباہ ہو جائے ۔ قیل لو ترکوہ عاماً لم ینظروا ولم یؤخروا (مدارک ص۱۳۵ ج ۱) اور حج و عمرہ کے اتمام سے مراد یہ ہے کہ انکو
ان کے فرائض و واجبات کے ساتھ ادا کیا جائے اور ان میں سستی نہ کی جائے اور لِلّٰہ کا مطلب یہ ہے کہ حج محض اللہ کی رضا کے لئے کیا جائے حج سے تجارت یا نمائش مقصود نہ ہو وادوھما اتامین
بشرائطھما وفرائضھما لوجہ اللہ تعالیٰ بلا توان ونقصان (مدارک ص۸۰ ج ۱) اب آگے احکام کی جزوی تفصیلات کا ذکر ہے ۔ **۳۷۲** یہاں مَا موصولہ ہے اور مِنَ الْھَدْیِ اس کا بیان ہے
اور ف کے بعد علیکم اسم فعل محذوف ہے اور یہ جملہ شرط کی جزاء ہے اس آیت میں احصار کا حکم بیان فرمایا احصار سے مراد یہ ہے کہ ایک شخص احرام باندھ کر بغرض حج یا عمرہ بیت اللہ کی طرف جا رہا ہو لیکن
راستے میں کسی دشمن یا بیماری کی وجہ سے یا راستے کی کسی رکاوٹ کی بنا پر وہ بیت اللہ تک نہ پہنچ سکے تو اب وہ حج تو کر نہیں سکتا لیکن احرام سے بھی باہر آنا ہے ۔ اس لئے یہاں ایسے عازم حج کو احرام کھولنے کا طریقہ بتایا
ہے کہ وہ قربانی کا ایک جانور حرم میں بھیج دے تاکہ وقت مقررہ پر اسے اس کی طرف سے ذبح کر دیا جائے ۔ ھدی اس جانور کو کہتے ہیں جو بیت اللہ میں بطور ہدیہ بھیجا جائے ۔ اور اس میں وہ تمام جانور جائز ہیں جو قربانی
میں جائز ہیں ۔ **۳۷۳** محل سے حدود حرم مراد ہیں کیونکہ حاجیوں کے لئے قربانی کی وہی جگہ ہے ۔ ای مکانہ الذی یجب نحرہ فیہ وھو الحرم (مدارک ص۸۰ ج ۱) سر منڈانا چونکہ احرام سے باہر آنے کی
علامت ہے اس لئے ارشاد فرمایا کہ جب تک تمہیں یقین نہ ہو جائے کہ تمہاری ہدی حدود حرم تک پہنچ گئی ہے اس وقت تک تم سر منڈا کر احرام سے باہر مت نکلو ۔ **۳۷۴** یہ ولا تحلقوا پر متفرع ہے یہاں
بیمار کا حکم بیان فرمایا کہ اگر کوئی عازم حج بیمار ہو جائے اور ایسی بیماری لاحق ہو جس کی وجہ سے قبل از وقت سر منڈانے کی ضرورت پیش آجائے یا اس کے سر میں پھوڑے پھنسیاں نکل آئیں جن کی وجہ سے
سر منڈانا پڑے ۔ **۳۷۵** تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ قبل از وقت سر منڈا لے لیکن اسے اس کا شرعی فدیہ ادا کرنا پڑے گا ۔ اور فدیہ تین چیزوں میں سے ایک چیز ہے یا تو تین روزے رکھے یا چھ مسکینوں
کو صدقۂ فطر کے اندازے کے مطابق غلہ دے اور یا پھر ایک جانور کی قربانی کرے خواہ بکری ہو خواہ گائے یا اونٹ کا ساتواں حصہ ۔ **۳۷۶** اب یہاں سے حالت امن کے احکام کا بیان شروع ہوتا ہے ۔ امن سے
مراد یہ ہے کہ احصار کی حالت نہ ہو ۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تمتع کا حکم بیان فرمایا ہے ۔ حج اور عمرہ کرنے کے تین طریقے ہیں ۔ (۱) افراد یعنی پہلے حج کا احرام باندھ کر حج کیا جائے اور اس کا احرام شرعی طریقے سے ختم
کر کے عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ کیا جائے ۔ والافراد وھو ان یحرم بالحج وبعد الفراغ منہ بالعمرۃ (روح ص۸۲ ج ۲) یا برعکس کیا جائے یعنی پہلے عمرہ کیا جائے اور اس کا احرام ختم کر کے پھر حج کا احرام باندھ کر حج
بجالائے لیکن یہ ضروری نہیں کہ دونوں ایک ساتھ ہوں ۔ (۲) قران ۔ قران یہ ہے کہ حج اور عمرہ کا ایک ساتھ احرام باندھے ۔ احرام باندھتے وقت دونوں کی نیت کرے اور دعا میں بھی دونوں کا نام لے اور پھر حج
کے احکام ادا کرے اور ان کے ساتھ ہی عمرہ کے احکام بجالائے القران ھو ان یحرم بھما معاً ویاتی بمناسک الحج فیدخل فیھا مناسک العمرۃ (روح) (۳) تمتع اور وہ یہ ہے کہ پہلے عمرہ کا احرام باندھ
اور اس کے احکام بجالائے اور پھر مکہ مکرمہ سے حج کا احرام باندھ لے اور اس کے مناسک ادا کرے اور پھر حج کا احرام کھول دے وھو ان یحرم بالعمرۃ فی اشھر الحج ویاتی بمناسکھا ثم یحرم بالحج من جوف
مکۃ ویاتی باعمالہ (روح) پھر تمتع کی دو قسمیں ہیں ایک مع سوق الہدی یعنی قربانی کا جانور ساتھ ہو ۔ دوم بغیر سوق الہدی یعنی قربانی کا جانور ساتھ نہ ہو پہلی صورت کا حکم یہ ہے کہ عمرہ بجالانے کے
بعد احرام نہ کھولے بلکہ مناسک حج ادا کرنے کے بعد دونوں احرام اکٹھے کھولے ۔ اور دوسری صورت میں عمرہ ادا کرنے کے بعد سر کے بال ترشوا کر عمرہ کے احکام سے حلال ہو جائے اور پھر مکہ میں مقیم رہے اور یوم ترویہ یا اس سے پہلے مکہ مکرمہ
ہی سے حج کا احرام باندھے اور حج ادا کر کے اس کا احرام کھول دے ۔ اس آیت میں تمتع کا حکم بیان فرمایا ہے کہ جو شخص تمتع کرے اس پر ایک جانور کی قربانی لازم ہے بعض مفسرین نے یہاں تمتع کو لغوی معنوں
پر محمول کر کے قران کو بھی اس میں شامل کر لیا ہے مگر آیت کے الفاظ اس کے متحمل نہیں کیونکہ آیت میں اِلیٰ انتہاء کے لئے ہے اور اس میں عمرہ سے حج کی طرف منتقل ہونے کا ذکر ہے اور یہ چیز صرف تمتع پر صادق
آسکتی ہے نہ کہ قران پر کیونکہ قران میں حج اور عمرہ دونوں اکٹھے ادا کئے جاتے ہیں اس لئے یہاں صرف تمتع کا ذکر ہے اور قران کا ذکر واتموا الحج والعمرۃ للہ میں آچکا ہے کیونکہ واؤ مطلق جمع کیلئے
ہے اس لئے آیت افراد اور قران دونوں کو شامل ہے ۔ قالہ الشیخ الانور رحمہ اللہ تعالیٰ ۔ **۳۷۷** جو شخص تمتع کرے مگر ہدی دینے کی طاقت نہ رکھتا ہو ۔ تو اس کے لئے یہاں ایک رخصت کی
صورت بیان فرما دی کہ وہ اس کی جگہ دس روزے رکھ لے ان میں سے تین روزے تو ایام حج ہی میں رکھے اور سات حج سے فارغ ہونے کے بعد واپس لوٹنے سے گھر واپس آنا مراد نہیں بلکہ اعمال حج
سے فراغت مراد ہے ۔ وقال ابوحنیفۃ رضی اللہ عنہ المراد من الرجوع الفراغ من اعمال الحج والاخذ فی الرجوع (کبیر ص۲۳۲ ج ۲) لہٰذا اگر کوئی حج سے فارغ ہو کر مکہ ہی میں سات روزے بھی
رکھ لے تو جائز ہے ۔ **۳۷۸** مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ محض تاکید ہے یا کاملۃ سے فضیلت اور ثواب میں کامل مراد ہے اور یہ اس شبہ کے ازالہ کے لئے فرمایا کہ اگر کسی کے دل میں یہ خیال پیدا ہو
کہ قربانی کی جگہ دس روزے کس طرح کام دے سکیں گے ۔ یہ تو اس کے مقابلہ میں بہت کم ہیں ۔ تو فرمایا کم نہیں ہیں بلکہ یہ دس روزے فضیلت اور ثواب کے لحاظ ہدی کے برابر ہوں گے ۔ اور ہدی کا پورا پورا بدل
ہوں گے ۔ **۳۷۹** ذٰلِکَ کا اشارہ تمتع کی طرف ہے جو فمن تمتع کے ضمن میں مذکور ہے ای التمتع بالعمرۃ الی الحج لمن لم یکن اھلہ حاضری المسجد الحرام (ابن جریر ص۱۴۲ ج ۲) مطلب یہ
ہے کہ تمتع اور اسی طرح قران صرف ان لوگوں کے لئے جائز ہے جو مکہ مکرمہ میں نہ رہتے ہوں یعنی باہر سے آنے والوں کے لئے مکہ یعنی حدود حرم میں رہنے والوں کے لئے جائز نہیں ہیں ۔ امام شافعی رح ذٰلِکَ کا اشارہ
ہدی اور بدل ہدی کی طرف راجع کرتے اور ہدی یا بدل ہدی کو آفاقی متمتع پر ایک جنایت کی وجہ سے واجب قرار دیتے ہیں ۔ آفاقی پر اپنے میقات سے حج کا احرام باندھنا واجب تھا لیکن تمتع کی صورت میں اس نے
میقات سے عمرہ کا احرام باندھا اور بیت اللہ میں آکر عمرہ ادا کیا ۔ اب چونکہ حج کا احرام اس نے حرم سے باندھا ہے اور اس طرح ترک واجب کا ارتکاب کیا ہے لہٰذا اس جنایت کی وجہ سے اس پر ہدی واجب ہے
لیکن ٹھیک نہیں کیونکہ اس صورت میں ذٰلک علیٰ من ہونا چاہیئے تھا نہ کہ لمن کیونکہ ہدی واجب ہے اور واجب کا صلہ علیٰ آتا ہے ۔ وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۔ اللہ کے
اوامر و نواہی میں اس سے ڈرتے رہو اور یہ بات ذہن میں رکھو کہ نافرمانوں کے لئے اس کا عذاب بڑا سخت ہے تاکہ تم اس کی نافرمانی سے بچتے رہو ۔ **۳۸۰** الحج سے پہلے وقت مضاف محذوف ہے یعنی حج
کا وقت مشہور و معروف مہینے ہیں اور وہ شوال ، ذی قعدہ اور ذی الحجہ کے دس دن ہیں ۔ فَمَنْ فَرَضَ فِیْھِنَّ الْحَجَّ فرض کے معنے یہاں مقرر اور لازم کر لینے کے ہیں اور حج لازم کر لینے سے مراد یہ
ہے کہ حج کا احرام باندھ لے ای الزم نفسہ فیھن الحج بالاحرام (روح ص۸۵ ج ۲) رفث سے فحش کلامی ، جماع اور اس کے محرکات مثلاً بوسہ اور لمس وغیرہ مراد ہیں ۔ ای الجماع اولا
فحش فی الکلام (روح ص۸۶ ج ۲) الجماع ودواعیہ محظورۃ علی المحرم (ابوبکر جصاص) اور فسوق سے ہر قسم کے غیر شرعی افعال کا ارتکاب مراد ہے ۔ والخروج عن حدود
الشرع بارتکاب المحظورات (روح ص۸۶ ج ۲) اور جدال سے ساتھیوں اور نوکروں سے جھگڑا اور سخت کلامی مراد ہے والخصام مع الخدم والرفقۃ (روح ص۸۶ ج ۲) اور فِی الْحَجِّ
سے ایام حج مراد ہیں ۔ یعنی جو شخص احرام باندھ کر حج پر روانہ ہو جائے ، ایام حج میں اسے ان تمام چیزوں سے اجتناب کرنا چاہیئے وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ یَّعْلَمْہُ اللّٰہُ ط اس لئے تمہاری کوئی
نیکی ضائع اور رائگاں نہیں جائے گی بلکہ تمہارے درجات اخلاص کے مطابق تمہیں ہر نیکی کا صلہ ملے گا ۔ **۳۸۱** کچھ لوگ زاد سفر کے بغیر ہی سفر حج پر نکل پڑتے اور اپنے آپ کو متوکل کہتے لیکن راستہ
میں گداگری کرتے اور لوگوں پر بوجھ بن جاتے تھے تو یہ آیت نازل ہوئی کہ گھر سے سفر خرچ لے کر چلو ۔ وکان اھل الیمن لا یتزودون ویقولون نحن متوکلون فیکونون کلا علی الناس فنزل فیھم
(مدارک ص۹۰ ج ۱) فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی ۔ یہاں گداگری اور سوال کرنے سے بچنا مراد ہے ۔ یعنی سب سے اچھا زاد راہ اپنی عزت نفس اور خودداری کی حفاظت کی خاطر گداگری اور سوال سے بچنا ہے ۔

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ
کچھ گناہ نہیں تم پر کہ تلاش کرو فضل اپنے رب کا ۳۸۲ ف۱
فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ
پھر جب طواف کے لئے لوٹو عرفات سے تو یاد کرو اللہ کو نزدیک مشعر
الْحَرَامِ ۪ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ وَاِنْ كُنْتُمْ
الحرام کے ۳۸۳ اور اس کو یاد کرو جس طرح تم کو سکھایا اور بے شک تم تھے
مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۱۹۸﴾ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ
اس سے پہلے ناواقف ف۲ پھر طواف کے لئے پھرو جہاں
حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
سے سب لوگ پھریں ۳۸۴ ف۳ اور مغفرت چاہو اللہ سے بیشک اللہ تعالیٰ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ
بخشنے والا ہے مہربان ۳۸۵ ف۴ پھر جب پورے کر چکو اپنے حج کے کام کو
فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ؕ فَمِنَ
تو یاد کرو اللہ کو جیسے تم یاد کرتے تھے اپنے باپ دادوں کو بلکہ اس سے بھی زیادہ ۳۸۶ پھر کوئی
النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ
آدمی تو کہتا ہے ف۵ اے رب دے ہم کو دنیا میں اور اس کے لئے
فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ
آخرت میں کچھ حصہ نہیں ۳۸۷ اور کوئی ان میں کہتا ہے
رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً
اے رب ہمارے دے ہم کو دنیا میں خوبی اور آخرت میں خوبی
وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾ النصف اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا
اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے ۳۸۸ انہی لوگوں کے واسطے حصہ ہے اپنی

النصف

ف ثم برائے تعقیب ذکری ۱۲

ف حجاج کی قسم اول ۱۲

ف حجاج کی قسم ثانی ۱۲

وتزودوا ما تبلغون به فان خير الزاد ما تكفون به وجوهكم عن السوال (کبیر ص۲۵۳ ج ۲) اور یہی زادِ راہ ہے جو انسان اپنے گھر سے لے کر چلے نہ کہ وہ نام نہاد توکل وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ تمام احکام میں میرے لئے تقویٰ اختیار کرو۔ اور میرے سوا کسی سے مت ڈرو۔ کیونکہ عقلِ کامل کا یہی تقاضا ہے۔ ای اخلصوا لی التقوی فان مقتضی العقل الخالص عن الشوائب ذلك (روح ص۸۶ ج ۲) ۳۸۲ یہاں فضل سے مراد تجارت اور تلاشِ معاش ہے وھو الربح والنفع بالتجارة والكراء (مدارک ص۸۰ ج ۱) بعض لوگوں کا خیال تھا کہ حج کے موقع پر تجارت کرنا، مزدوری وغیرہ کرنا جائز نہیں۔ ایسا کرنے سے حج باطل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس سے اخلاص میں فرق آجاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس خیال کی تردید فرما دی اور ایام حج میں مکہ مکرمہ میں طلب معاش کے لئے تجارت اور مزدوری کی اجازت دیدی۔ ھذہ الاٰیة نزلت ردا علی من یقول لا حج للتجار والاجراء والجمالين (کبیر ص۲۵۵ ج ۲) ۳۸۳ مکہ مکرمہ سے تقریباً بارہ میل کے فاصلہ پر ایک بہت بڑا میدان ہے اس کا نام عرفات ہے ۹ ذی الحجہ کو پچھلے پہر تمام حاجی یہاں پہنچ جاتے ہیں اور آخر وقت عصر تک تکبیر و تہلیل اور ذکر اللہ میں مصروف رہتے ہیں۔ اس کا نام اصطلاح شرع میں وقوفِ عرفہ ہے اور یہ حج کا بہت بڑا رکن ہے۔ غروبِ آفتاب کے بعد یہاں سے مزدلفہ کے لئے روانگی ہوتی ہے اور مزدلفہ میں پہنچ کر مغرب کی نماز عشاء کے وقت میں عشاء کے ساتھ ملا کر پڑھی جاتی ہے۔ عرفات سے مزدلفہ کی طرف جانے کو افاضہ کہتے ہیں اور مشعر الحرام اصل میں تو وہ میدان ہے جو مزدلفہ کی دو پہاڑیوں کے درمیان ہے مگر ذکر اللہ کے حق میں سارا میدان مزدلفہ مشعر حرام ہے اور مشعر حرام کی تخصیص شرف و فضیلت کے لئے ہے۔ اور یہ میدان مکہ مکرمہ سے کوئی چھ میل کے فاصلے پر ہے۔ ویسے تو تمام اعمال حج میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کا حکم ہے لیکن مزدلفہ کی رات میں خصوصیت سے حکم دے کر اسبات کی طرف اشارہ فرمایا کہ یہ رات اپنی قومی بڑائی اور خاندانی برتری کے اظہار کے لئے نہیں ہے اور نہ ہی عیش و طرب اور جشن میلہ کے لئے ہے جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں کیا جاتا تھا کہ مختلف قبیلوں کے شعراء اور خطباء اپنی قومی برتری کے اظہار کے لئے قصیدے اور خطبے پڑھا کرتے تھے۔ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ پھر اللہ کی یاد اللہ کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق کرو۔ اپنی مرضی اور خواہش سے نئے نئے طریقے ایجاد نہ کرو۔ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ یعنی خدا کی ہدایت اور راہنمائی سے پہلے تم بالکل دین و ایمان سے غافل اور بے خبر تھے۔ والمراد من الضلال الجهل بالایمان ومراسم الطاعات (روح ص۸۹ ج ۲) تو اللہ نے اپنا پیغمبر بھیج کر تمہیں مناسک حج اور دیگر احکام سے آگاہ فرمایا۔ ۳۸۴ قریش نے زمانہ جاہلیت سے اپنے لئے ایک امتیاز قائم کیا ہوا تھا اور وہ یہ تھا کہ یہ لوگ اپنے آپ کو دوسرے لوگوں سے برتر سمجھتے تھے اور حج کے موقع پر مزدلفہ ہی سے واپس آجاتے تھے۔ جبکہ دوسرے تمام لوگ عرفات تک جاتے۔ اور وہاں وقوف کرکے واپس آتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا پھر یہ بات بھی یاد رکھو کہ واپس وہیں سے لوٹا کرو۔ جہاں سے عام لوگ واپس آتے ہیں یعنی عرفات سے اخرج البخاری عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت کانت قریش ومن دان دینها یقفون بالمزدلفة وکانوا یسمون الحمس وکانت سائر العرب یقفون بعرفات (روح ص۸۹ ج ۲) اس آیت میں ثُمَّ تعقیب حکمی کے لئے نہیں بلکہ محض تعقیب ذکری کے لئے ہے کیونکہ افاضہ یعنی عرفات سے مزدلفہ جانے کا ذکر تو پہلے ہو چکا ہے۔ اب یہاں تاکید کے لئے فرمایا پھر سن لو کہ مزدلفہ سے مت واپس آجاؤ بلکہ جہاں تک دوسرے لوگ جاتے ہیں یعنی عرفات تک تم بھی وہاں تک جاؤ اور وہیں سے تمہاری واپسی ہونی چاہیئے۔ ۳۸۵ اگر مناسک حج کی ادائیگی میں یا موقف کے سلسلے میں کوئی غلطی ہو جائے تو اس کے لئے اللہ تعالے

موضح قرآن ف۱ گناہ نہیں کہ تلاش کرو فضل اپنے رب کا یعنی حج کے سفر میں مالِ تجارت بھی لے جاؤ روزی کمانے کو منع نہیں۔ لوگوں نے اس میں شبہ کیا تھا کہ شاید حج قبول نہ ہو اس واسطے فرمایا۔ ف۲ یہ بھی کفر کی غلطی تھی کہ مکے کے ساکن عرفات تک نہ جاتے کہ عرفات حرم سے باہر ہے حرم کی حد پر کھڑے رہتے سو فرمایا کہ جہاں سے سب لوگ چلیں طواف کو تم بھی چلو اور اگلی تقصیر پر نادم ہو

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی تجارت ۱۲ ف۲ یعنی از عرفات نہ از مزدلفہ چنانکہ قریش تحریف کردہ بودند ۱۲ ف۳ بعد ازیں خدا تعالیٰ تقسیم میفرماید حال کافر و مومن را ۱۲

استغفار کرو کیونکہ وہ توبہ کرنے والوں سے رحمت اور مغفرت سے پیش آتا ہے۔ ۳۸۶ زمانۂ جاہلیت میں مشرکین عرب حج سے فارغ ہو کر بیٹھتے اور اپنے آباء و اجداد کی تعریفیں کرتے اور اپنی خاندانی بڑائی بیان کرتے اور اپنے بڑوں کے کارناموں پر فخر کرتے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس طرح پہلے تم لوگ اپنے آباء کی بڑائی بیان کرتے تھے اس طرح اب اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کیا کرو بلکہ اللہ تعالیٰ کا ذکر تو تم اپنے باپ دادا سے بھی بڑھ کر کیا کرو۔ اب آگے حاجیوں کی دو قسمیں بیان کی ہیں۔ ۳۸۷ پہلی قسم کے حاجی تو وہ ہیں کہ جس طرح ان کی زندگی کی ساری تگ و دو کا مطلب صرف حصولِ دنیا ہوتا ہے اسی طرح حج بھی وہ دنیوی اغراض ہی کے لئے کرتے ہیں جیسا کہ مشرکین عرب۔ یہ لوگ حج اس لئے کرتے تھے کہ حج کے موقع پر اور حج سے فارغ ہو کر اپنے آبائی مفاخر بیان کریں اور اپنی عظمت اور بڑائی کا اظہار کریں۔ نیز ان مقامات مقدسہ میں اللہ تعالیٰ سے دولت، مال مویشی اور دشمنوں پر فتحمندی کے لئے دعا کریں۔ چنانچہ یہ لوگ وقوف عرفہ اور وقوف مزدلفہ کے وقت اللہ تعالیٰ سے اونٹ گائے اور بھیڑ بکری کے لئے دعائیں کرتے مگر اللہ سے بخشش اور انعام آخرت کی دعا کبھی کرتے

كَسَبُوْا ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۲۰۲﴾ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ
کمائی سے اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے اور یاد کرو اللہ کو

فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ
گنتی کے چند دنوں میں ۳۸۹ پھر جو کوئی جلدی چلا گیا دو ہی دن میں

فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ
تو اس پر گناہ نہیں اور جو کوئی رہ گیا تو اس پر بھی کچھ گناہ نہیں

لِمَنِ اتَّقٰى ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ
جو کہ ڈرتا ہے ۳۹۰ اور ڈرتے رہو اللہ سے اور جان لو بیشک تم سب اسی کے پاس

تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ
جمع ہو گے ۳۹۱ ف۱ اور بعضا آدمی وہ ہے کہ پسند آتی ہے تجھ کو اس کی بات

فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰي مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ
دنیا کی زندگانی کے کاموں میں ۳۹۲ اور گواہ کرتا ہے اللہ کو اپنے دل کی بات پر

وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ﴿۲۰۴﴾ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ
اور وہ سخت جھگڑالو ہے اور جب پھرے تیرے پاس سے تو دوڑتا پھرے ملک میں

لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ۭ وَاللّٰهُ
تاکہ اس میں خرابی ڈالے ۳۹۳ اور تباہ کرے کھیتیاں اور جانیں اور اللہ

لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ﴿۲۰۵﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ
ناپسند کرتا ہے فساد کو اور جب اس سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈر تو آمادہ کرے اس کو

الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۲۰۶﴾
غرور گناہ پر ۳۹۴ تو کافی ہے اس کو دوزخ اور وہ بیشک برا ٹھکانا ہے ف۲

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ۭ
اور لوگوں میں ایک شخص وہ ہے جو بیچتا ہے اپنی جان کو اللہ کی رضا جوئی میں ۳۹۵

مراد ایام تشریق ۱۲

جہاد کی پہلی ترغیب ۱۲

جہاد کی دوسری ترغیب ۱۲

عن ابن عباس رض ان المشرکین کانوا یقولون اذا وقفوا اللّٰھم ارزقنا ابلًا و بقرًا و غنمًا و عبیدًا و اماءً و ما کانوا یطلبون التوبۃ والمغفرۃ (کبیر ص۳۲۳ ج ۲) کانوا یسئلون الابل والغنم والظفر بالعدو ولا یطلبون الاٰخرۃ (قرطبی ص۴۳۲ ج ۲) تو ایسے لوگوں کے متعلق ارشاد فرمایا کہ بس جو کچھ ہم نے دینا تھا، دنیا میں دیدیا۔ آخرت میں ان کے لئے کچھ نہیں البتہ جہنم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ ۳۸۸ یہ حاجیوں کی دوسری قسم ہے۔ یہ لوگ ایک طرف تو اللہ تعالیٰ سے دنیوی مقاصد کے لئے دعا کرتے ہیں اور دوسری طرف وہ آخرت میں کامیابی اور جہنم کے عذاب سے بچانے کی دعا کرتے ہیں۔ اور حسنۃ سے دونوں جگہ دنیا و آخرت کی تمام نعمتیں مراد ہیں۔ والذی علیہ اکثر اھل العلم ان المراد بالحسنتین نعم الدنیا والاٰخرۃ وھذا ھو الصحیح (قرطبی ص۴۳۲ ج ۲) یہ گروہ مومنین کا ہے جو حج کے موقع پر اللہ سے دنیا اور آخرت دونوں جہانوں کی تمام نعمتیں مانگتے ہیں۔ ان کا مطمح نظر صرف دنیا ہی نہیں ہوتی اور یہی مومن کی شان ہونی چاہئیے بلکہ مومن کا اصل مقصد تو طلب آخرت ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اسے دنیوی منافع حاصل کرنے کی بھی اجازت ہے بشرطیکہ دنیا طلب آخرت کی راہ میں حائل نہ ہو جاوے۔ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ۭ یہ دوسری قسم کے حاجیوں کی جزاء ہے یعنی انہیں ان کی نیکی اور دعا کی جزا آخرت میں ملے گی۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اولئک کا اشارہ دونوں فریقوں کی طرف ہو کہ فریقین میں سے ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزا ملے گی (مدارک ص۸۱ ج ۱، البحر ص۱۰۶ ج ۲) وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۭ وہ لوگوں کی کثرت کے باوجود تھوڑے سے وقت میں سب کا حساب لے لیگا۔ یا مطلب یہ ہے کہ وہ جلدی ہی حساب لینے والا ہے کیونکہ قیامت قریب ہے اس لئے نیکی کی طرف توجہ کرو۔ ۳۸۹ ایام معدودات سے مراد تین ایام تشریق ہیں یعنی ۱۰، ۱۱، ۱۲ ذوالحجہ۔ ۹ ذی الحجہ کی رات مزدلفہ میں گذار کر علی الصباح حجاج کرام منیٰ کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں۔

موضح قرآن ف۱ ان آیتوں میں فرمایا کہ کفر کے وقت دستور تھا حج سے فارغ ہو کر تین دن اور عید کے بعد خوشی کرتے اور بازار لگاتے اور اپنے باپ دادوں کے ساکے بیان کرتے اب اللہ صاحب نے اس کے بدلے تین دن ٹھہرنا مقرر کیا کہ اللہ کو یاد کرو ان دنوں میں دوپہر کو کنکر پھینکتے ہیں اور ہر نماز کے بعد تکبیر کہتے اور سوائے نماز ہر وقت اور کوئی چاہے تو دو ہی دن رہ کر رخصت ہو اور تین دن رہے تو بہتر ہے اور یہ فرمایا جن کو رغبت نری دنیا پر ہے وہ آخرت سے محروم ہیں۔ اب حج کا مذکور ہو چکا۔ ف۲ یہ حال ہے منافق کا ظاہر میں خوشامد کرے اور اللہ کو گواہ رکھے کہ میرے دل میں تمہاری محبت ہے اور جھگڑے کے وقت کچھ کمی نہ کرے اور قابو پاوے تو لوٹ اور مار مچاوے اور منع کرنے سے اور ضد چڑھے زیادہ گناہ کرے۔ ایک شخص اخنس بن شریق تھا اس نے بھی حضرت سے یہی سلوک کیا۔

یہ مقام مکہ مکرمہ سے کوئی چار میل کے فاصلے پر شمال سے ذرا مغرب کی طرف ہٹ کر واقع ہے۔ اس جگہ ١٠ سے لیکر ١٢ کو غروبِ آفتاب تک قربانیاں کی جاتی ہیں اور جمرات کی رمی کی جاتی ہے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ یہ ایام، تکبیر و تہلیل اور میری حمد و ثنا اور دعا و پکار ہی میں گذارو۔ **۳۹۰** منیٰ میں قیام کے دوران تین جگہوں پر جنہیں جمرات کہتے ہیں کنکریاں پھینکی جاتی ہیں۔ پہلے دن یعنی ١٠ کو طلوع صبح کے بعد جمرہ عقبہ پر سات کنکریاں پھینکے۔ اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہے۔ دوسرے اور تیسرے دن زوالِ شمس کے بعد تینوں جمروں پر رمی کرے۔ پہلے مسجد خیف کے ساتھ والے جمرہ کو پھر اس کے ساتھ والے پر اور سب سے آخر میں جمرہ عقبہ پر۔ ہر جمرہ پر سات کنکریاں پھینکے اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے منیٰ میں قیام کی دو صورتیں بیان فرمائی ہیں۔ ایک تو یہ کہ دسویں تاریخ کے بعد دو دن ٹھہرے اور ١٢ کی شام کو مکہ مکرمہ چلا جائے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ١٣ کو بھی وہاں ٹھہرے اور جمرات کی رمی کرے مگر ١٣ کو رمی کا وقت زوالِ آفتاب کے بعد نہیں بلکہ پہلے دن کی طرح طلوع صبح کے بعد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں صورتوں کا اختیار دیا ہے کہ جس پر چاہے عمل کرے کوئی گناہ نہیں مگر یہ گناہ و ثواب تو اس کے لئے ہے جسے خدا کا خوف ہو اور گناہ و ثواب کا احساس ہو جس کے دل میں خدا کا خوف نہیں اسے گناہ و ثواب کی کیا پرواہ ہے۔

۳۹۱ اپنے تمام اعمال میں خدا سے ڈرتے رہو اور اس بات کا یقین رکھو کہ دوبارہ زندہ ہونے کے بعد تم خدا کے یہاں اکٹھے کئے جاؤ گے اور تمہارے تمام اعمال کا حساب ہوگا۔

ربط ۱:- یہاں تک تو حج کے ضروری احکام کا بیان تھا۔ حکمِ جہاد کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم میرے گھر کی اس طریقے سے حاضری دو اور اس طریقہ سے مجھ سے دعا مانگو تو میں تمہیں فتح دوں گا۔ اب آگے پھر جہاد کا حکم آ رہا ہے۔ چنانچہ اگلی آیت سے جہاد کی دوسری بار ترغیب و تحضیض شروع ہو رہی ہے۔ و من الناس من یعجبك سے لے کر فان الله به علیم تک ترغیب الی الجہاد ہے۔ ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے کئی طریقوں سے جہاد کی ترغیب دی ہے۔ (١) شر و فساد برپا کرنے والے اور فتنہ انگیز عناصر جنہوں نے زمین کو فتنہ و فساد کی آماجگاہ بنا یا ہوا ہے ایسے لوگوں کا خاتمہ کیوں نہیں کر دیتے ہو۔ ایسے شریر لوگوں سے جہاد نہ کرنا بھی اتباعِ شیطان میں داخل ہے۔ (٢) جہاد کے ذریعے خدا کی رضا حاصل کرو۔ (٣) اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور اس کے تمام احکام مانو ان میں سے ایک جہاد بھی ہے۔ (٤) اگر خدا کے احکام سے سرتابی کرو گے تو سخت سزا ملے گی بنی اسرائیل کا حال دیکھ لو خدا کی نافرمانیوں کی وجہ سے ان کا کیا حشر ہوا۔ (٥) مشرکین اور کفار دولت دنیا کے نشہ میں بدمست ہو کر اسلام اور مسلمانوں کا مذاق اڑاتے ہیں۔ لہٰذا ان سے جہاد کرو۔ (٦) اللہ کے فطری دین توحید میں ان لوگوں نے اختلاف پیدا کر رکھا ہے ان کی بیخ کنی کرو۔ (٧) جنت میں جانا آسان کام نہیں۔ اس کی خاطر تمہیں مال و جان کی قربانی دینی پڑے گی۔ (٨) اللہ کے دین کی خاطر جہاد میں جو کچھ بھی خرچ کرو گے وہ ضائع نہیں جائے گا۔ **۳۹۲** یہ پہلی ترغیب ہے یعنی کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو محض دنیوی اغراض و مقاصد کے پیش نظر آپ سے ایسی میٹھی اور فصیح و بلیغ باتیں کرتے ہیں کہ آپ ان کی باتوں کو بہت وقعت دینے لگتے ہیں اور ان کو پسند کرتے ہیں۔ المعنی ومنهم من یروقك ویعظم فی نفسك ما یقوله (روح ص۹۵ ج ٢، مدارک ص۸۱ ج ١) بعض مفسرین کا خیال ہے کہ اس سے مراد اخنس بن شریق ہے جو بہت بڑا منافق تھا مگر محققین کی رائے یہ ہے کہ یہ آیت ہر اس آدمی کے حق میں ہے جو ان آیات میں مذکورہ اوصاف کا حامل ہو۔ القول الثانی وهو اختیار اکثر المحققین والمفسرین ان هذه الآیة عامة فی حق کل من کان موصوفا بهذه الصفات المذکورة (کبیر ص۲۷۷ ج ٢) وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِیْ قَلْبِهٖ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ اللہ کو گواہ بنانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ قسمیں کھاتے ہیں یا مطلب یہ ہے کہ وہ "خدا شاہد ہے" "خدا گواہ ہے" وغیرہ الفاظ کہتے ہیں یعنی وہ اپنے مافی الضمیر کی سچائی پر خدا کو گواہ بناتے ہیں۔ اور قسمیں کھا کھا کر آپ کو اپنے اخلاص کا یقین دلاتے ہیں حالانکہ وہ آپ کے شدید ترین مخالف ہوتے ہیں۔ **۳۹۳** جب تک آپ کے پاس بیٹھے رہتے ہیں اس وقت تک تو چکنی چپڑی باتیں کرتے رہتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بڑے ہی مخلص ہیں لیکن جب آپ کے پاس سے اٹھ جاتے ہیں تو شر و فساد برپا کرنے کی سعی اور کوشش کرتے رہتے ہیں۔ شر و فساد سے یا تو کھیتوں اور مویشیوں کی تباہی مراد ہے اور یا مراد یہ ہے کہ آپ کے پاس سے اٹھ کر مسلمانوں کے دلوں میں اسلام کی بابت شبہات پیدا کرتا ہے اور کفر و شرک کی تائید میں عجیب و غریب حیلے نکالتا ہے۔ انه کان بعد الانصراف من حضرة النبی علیه السلام یشتغل بادخال الشبه فی قلوب المسلمین وباستخراج الحیل فی تقویة الکفر (کبیر ص[illegible] ج ٢) وَیُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ جیسا کہ اخنس نے کیا تھا کہ حضور علیہ السلام کے پاس بیٹھ کر اسلام سے محبت کا اظہار کرتا رہا جب آپ کے پاس سے اٹھ کر باہر نکلا تو مسلمانوں کے ایک کھیت کے پاس سے گذرا تو کھیت کو جلا دیا اور ان کے مویشی قتل کر دیئے۔ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ اللہ تعالیٰ شر و فساد کو پسند نہیں کرتا اس لئے فساد سے اجتناب کرو ورنہ اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوگا۔ **۳۹۴** اصل میں ذِلّۃ کی ضد ہے مگر یہاں اس سے نخوت اور غرور مراد ہے۔ العزة فی الاصل خلاف الذل واریدبها الانفة والحمیة مجازا (روح ص۹۶ ج ٢) اور پھر اس نفاق اور فطری خباثت کے ساتھ ساتھ وہ انتہائی درجہ کا ضدی اور متکبر بھی ہے یہاں تک کہ جب کوئی خیر خواہ ازراہِ نصیحت اسے خدا سے ڈرنے اور شر و فساد سے باز رہنے کی تلقین کرتا ہے تو نخوت اور غرور اسے اور آمادۂ گناہ کر دیتا ہے۔ اور وہ پہلے سے بھی بڑھ کر شر و فساد میں حصہ لیتا ہے۔ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ۔ کسی ناصح مشفق کی نصیحت اس پر اثر انداز نہیں ہو سکتی۔ اسے جہنم کی آگ سیدھا کرے گی جو بہت ہی بری جگہ ہے۔ **۳۹۵** یہ دوسری ترغیب ہے یَشْرِیْ شراء سے ہے جس کے معنی یہاں بیچنے کے ہیں اور اس سے جہاد میں جان دینا مراد ہے۔ ابتغاء یشری کا مفعول لہ ہے۔ ای یبیعها یبذلها فی الجهاد (روح ص۹۶ ج ٢) یعنی منافقین کے مقابلہ میں کچھ ایسے مخلص اور جان نثار لوگ بھی ہیں جو محض اللہ کی رضا کے لئے جہاد میں اپنی جانیں قربان کر دیتے ہیں۔ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ عباد سے مراد مؤمنین ہیں۔ مؤمنین پر اللہ تعالیٰ خاص طور پر مہربان ہے کہ انہیں بلند درجات حاصل کرنے کے لئے اپنی راہ میں پیاری جانیں تج دینے کی راہ دکھائی اور اپنی رضامندی کے حصول کے طریقے انہیں بتائے۔ **۳۹۶** یہ جہاد کی تیسری ترغیب ہے۔ کَآفَّةً ادخلوا کی ضمیر سے حال ہے اور سِلم کے معنی استسلام اور اطاعت کلی کے ہیں یعنی تم سارے کے سارے مکمل طور پر اللہ کے فرمانبردار بن جاؤ اور کوئی اس اطاعت سے باہر نہ رہے۔ ای استسلموا لله واطیعوه ..... کافة لا یخرج احد منکم یده عن طاعته (مدارک ص۸۲ ج ١) یا اس کے معنی امن اور صلح و آشتی کے ہیں اور اس سے مراد دین اسلام ہے۔ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ایمان والوں کو حکم ہو رہا ہے کہ تم دین اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور عقائد سے لیکر اعمال تک اور عبادات سے لیکر اخلاق تک کے متعلق اسلام کی تمام ہدایات پر عمل کرو اور شیطان کے پیچھے لگ کر اسلامی احکام کی جگہ جاہلانہ رسوم کی پابندی مت کرو۔ اور نہ ہی ایسا کرو کہ اسلام کے بعض احکام کو مانو اور بعض احکام کو نہ مانو۔ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ۔ شیطان تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔ وہ ہمیشہ تمہیں گمراہ کرنے کے متعلق ہی سوچتا رہتا ہے اور تمہارے دلوں میں نئے نئے خیالات اور نئی نئی جدتیں پیدا کرتا ہے تاکہ تمہارے عقائد و اعمال کو خراب کر ڈالے بعض نو مسلم جنہوں نے یہودیت ترک کر کے اسلام قبول کیا تھا انہوں نے بعض سابقہ رسموں کو ترک نہ کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا۔ **۳۹۷** یہ زجر اور تخویف ہے اور چوتھی ترغیب ہے یعنی جب دلائل واضحہ تمہارے پاس آ چکے ہیں۔ اور دین اسلام کی صداقت و حقانیت تم پر واضح ہو چکی ہے تو اب بھی اگر تم پھسل گئے اور ڈگمگا گئے یعنی اسلام کے بعض احکام پر عمل نہ کیا مثلاً جہاد کرنا چھوڑ دیا تو پھر سن لو کہ اللہ تعالیٰ زبردست اور صاحب حکمت ہے اسے سزا دینے سے کوئی نہیں روک سکتا اور بمقتضائے حکمت جو سزا دینا چاہے اس سے کوئی بچ نہیں سکتا۔ **۳۹۸** یہ تخویف دنیوی ہے۔ وہ شریر لوگ جو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہر وقت شرارتوں میں مصروف رہتے ہیں اور جن کی شرارت اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ اب وہ قیامت سے پہلے شر و فساد سے باز نہیں آئیں گے۔ ان سے کیوں جہاد نہیں کرتے ہو۔ یَنْظُرُوْنَ کی ضمیر یہود کی طرف راجع ہے (روح ص۹۹) یہودی اللہ تعالیٰ کے تجسم کے قائل تھے اور ان کا عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ جب ٹھاٹھ اور شان و شوکت سے آتا ہے تو بادلوں پر سواری کر کے آتا ہے۔ اسی طرح جب اللہ تعالیٰ نے کوہ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تجلی ڈالی تھی وہ بادلوں ہی سے ڈالی تھی۔ تو یہاں اللہ تعالیٰ نے انہیں کے خیال کے مطابق فرمایا کہ یہ یہودی جو اسلام کو قبول نہیں کر رہے یہ اس انتظار میں ہیں کہ اللہ اور اس کے فرشتے بادلوں پر سوار ہو کر آئیں اور قیامت قائم

وَاللّٰہُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰۷﴾ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا
اور اللہ نہایت مہربان ہے اپنے بندوں پر ف۱ اے ایمان والو داخل ہو جاؤ

فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً ۠ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ
اسلام میں پورے ۳۹۶ اور مت چلو قدموں پر شیطان کے

اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۲۰۸﴾ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ
بیشک وہ تمہارا صریح دشمن ہے پھر اگر تم بچلنے لگو بعد اس کے کہ

مَا جَآءَتْکُمُ الْبَیِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ
پہنچ چکے تم کو صاف حکم تو جان رکھو کہ بیشک اللہ زبردست ہے

حَکِیْمٌ ﴿۲۰۹﴾ ھَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّاْتِیَھُمُ اللّٰہُ
حکمت والا ۳۹۷ کیا وہ اسی کی راہ دیکھتے ہیں کہ آوے ان پر اللہ

فِیْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ وَقُضِیَ الْاَمْرُ ؕ
ابر کے سائبانوں میں ف۱ اور فرشتے ۳۹۸ اور طے ہو جاوے قصہ

وَاِلَی اللّٰہِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۲۱۰﴾ ع سَلْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ
اور اللہ ہی کی طرف لوٹیں گے سب کام ف۲ پوچھ بنی اسرائیل سے

ع ۲۵ ۹

کَمْ اٰتَیْنٰھُمْ مِّنْ اٰیَۃٍ بَیِّنَۃٍ ؕ وَمَنْ یُّبَدِّلْ نِعْمَۃَ
کس قدر عنایت کیں ہم نے ان کو نشانیاں کھلی ہوئیں ۳۹۹ اور جو کوئی بدل ڈالے اللہ کی نعمت

اللّٰہِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْہُ فَاِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۱۱﴾
بعد اس کے کہ پہنچ چکی ہو وہ نعمت اس کو تو اللہ کا عذاب سخت ہے ۴۰۰

زُیِّنَ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا وَیَسْخَرُوْنَ مِنَ
فریفتہ کیا ہے کافروں کو دنیا کی زندگی پر اور ہنستے ہیں

الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۘ وَالَّذِیْنَ اتَّقَوْا فَوْقَھُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ؕ
ایمان والوں کو ۴۰۱ اور جو پرہیزگار ہیں وہ ان کافروں سے بالاتر ہوں گے قیامت کے دن ۴۰۲

وقف لازم

سے جہاد کی تیسری ترغیب اسلام کے تمام احکام پر عمل کرو ان میں سے ایک جہاد بھی ہے۔ ۳ ترک جہاد پر تخویف ہے اور یہ جہاد کی چوتھی ترغیب ہے جہاد ترک کرو گے تو خدا کا عذاب آئے گا۔ ۳ تخویف اخروی [illegible]

سے جہاد کی پانچویں ترغیب [illegible] [illegible] دولت [illegible] اور کفار [illegible] اسلام [illegible] اور مسلمانوں کا مذاق [illegible] [illegible] سبب [illegible] ۱۲

ہوجائے تو پھر انہیں اسلام کی صداقت کا یقین ہوجائے گا۔ اور وہ اسلام قبول کرلیں گے۔ وذلک لان الیھود کانوا علی مذھب التشبیہ وکانوا یجوزون علی اللہ المجئ والذھاب وکانوا یقولون انہ تعالیٰ تجلّٰی لموسیٰ علیہ السلام علی الطور فی ظلل من الغمام (کبیر ص۲۹۳ ج ۲) اور تورات میں ہے: "دیکھو خداوند ایک تیز رو بادل پر سوار ہو کر مصر میں آتا ہے اور مصر کے بت اس کے حضور لرزاں ہوں گے۔" (کتاب یسعیاہ باب ۱۹، فقرہ۱)

تنبیہ ۱:- اہل سنت کے نزدیک اللہ تعالیٰ نہ جسم ہے اور نہ کسی جسم کے مشابہ ہے۔ اور آنا جانا جسم کی صفات میں سے ہے اس لئے اللہ تعالیٰ آمد و رفت سے منزہ اور پاک ہے۔ اس لئے بہت سے مفسرین نے اس آیت کو متشابہات میں سے قرار دیا ہے اور اس کی تفسیر سے سکوت اختیار کیا ہے۔ اور بعض نے یہاں مضاف محذوف مانا ہے یعنی امر اللہ یا عذاب اللہ۔ جو توجیہ ہم نے اوپر لکھی ہے اسے امام رازی رحہ نے ترجیح دی ہے وَقُضِیَ الْاَمْرُ اور بندوں کے حساب وکتاب کا معاملہ طے ہوجائے اور نیک و بد اپنے اپنے انجام کو پہنچ جائیں۔ ای اتم امر العباد وحسابھم فاثیب الطائع وعوقب العاصی (روح ص۹۹ ج ۲) وَاِلَی اللّٰہِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ۔ اور تمام کاموں کا انجام اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ **۳۹۹** یہ نافرمانی کے انجام اور تخویف دنیوی کا ایک نمونہ بیان فرمایا ہے۔ یعنی اللہ کی طرف سے حق واضح ہوجانے کے بعد جو لوگ نہیں مانتے ان کا کیا حشر ہوتا ہے۔ بنی اسرائیل سے پوچھو ہم نے انہیں حق سمجھانے کے لئے کس قدر واضح نشانیاں دیں۔ تورات نازل کی پیغمبروں کے معجزے ان کو دکھلائے مگر انہوں نے ضد و عناد سے ان کا انکار کیا پھر ان کو کیسے کیسے عذابوں میں مبتلا کیا گیا۔ **۴۰۰** نعمت سے مراد اللہ تعالیٰ کی آیتیں اور وہ دلائل ہیں جو رشد وہدایت کا سبب تھے کیونکہ ہدایت اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ اور تبدیل نعمت سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے ان اسباب ہدایت سے کام نہ لیا اور جو ہدایت ان سے حاصل کرنی چاہئے تھی اسے حاصل نہ کیا اور انہی اسباب کے ذریعے کفر اور گمراہی خریدی مثلاً تورات میں تحریف کرکے، اس کے احکام کو ٹھکرا کر اور معجزات کا انکار کرکے۔ المراد آیاتہ ودلائلہ وھی من اجل اقسام نعم اللہ لانھا اسباب الھدٰی والنجاۃ من الضلالۃ . . . . المراد بتبدیلھا ان اللہ تعالیٰ اظھرھا لتکون اسباب ھداھم فجعلوھا اسباب ضلالتھم (کبیر ص۲۹۶ ج ۲) یعنی جو شخص رشد وہدایت کے اسباب وذرائع کو غلط استعمال کرکے ان سے گمراہی اور فسق وفجور کا کام لے اسے خدا کی گرفت سے غافل نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اس کی گرفت سخت اور اس کا عذاب عبرتناک ہے۔ یہ بھی ترک جہاد پر تخویف ہے۔ اس واقعہ سے مسلمانوں کی تنبیہ مقصود ہے کہ دیکھو اللہ کی نافرمانی کا یہ انجام ہے۔ **۴۰۱** یہ ماقبل کی علت ہے یعنی جن لوگوں نے خدا کی ہدایت سے منہ موڑا، اس کے انبیاء کی تکذیب کی، اس کی آیات کو جھٹلایا اور اس کی توحید کا انکار کیا انہیں اس سرکشی پر کس چیز نے آمادہ کیا اور اس کا سبب کیا تھا؟ فرمایا ان لوگوں کے دلوں میں دنیا کی دولت اور ظاہری شان وشوکت کی محبت بس چکی ہے۔ دین کے مقابلہ میں دنیوی وقار واقتدار، زندگی کی مادی آسائشیں اور ٹھاٹھ باٹھ انہیں بھلی معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے انہوں نے ہدایت کو چھوڑ کر گمراہی کو قبول کیا ہے جس سے انہیں تمام دنیوی مقاصد اور مادی خواہشات کے پورا ہو جانے کی قوی امید ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ ایمان والوں کا مذاق اڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسلام قبول کرکے ان لوگوں نے کیا حاصل کیا ہے۔ ان کے پاس دولت ہے، نہ زمینیں —— محلات ہیں، نہ باغات۔ کیونکہ ان کوتاہ نظروں اور کج فہموں نے ان چیزوں ہی کو زندگی کا ماحصل سمجھا ہوا ہے۔ **۴۰۲** واؤ حالیہ ہے حالانکہ یہ غرباء جو خدا سے ڈرتے ہیں اور اس کے تمام احکام کی تعمیل کرتے ہیں قیامت کے دن ان کافروں

موضح قرآن ف۱ یہ حال ہے صاحب ایمان کا کہ اللہ کی رضا پر اپنی جان دیوے۔ ف۲ یعنی پیغمبر اور قرآن پر یقین نہیں لاتے تو اب منتظر ہیں اللہ آوے اور ہر کسی کو اس کے عمل کے موافق جزا دیوے۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی بیاید عذاب او۔ ۱۲

سے بہت بلند درجات میں ہوں گے کیونکہ ایسے ضدی اور معاند کفار و منافقین کا ٹھکانا جہنم کے نچلے طبقہ میں ہوگا اور یہ خدا سے ڈرنے والے فقرا مؤمنین اعلیٰ علیین میں ہونگے۔ فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ای فی الدرجة لانهم فی الجنة والکفار فی النار (قرطبی ص۲۹ ج ۳) لان الفقراء فی علیین والکفار والمنافقین فی اسفل السافلین (معالم ص۱۶۸ ج ۱) ف۴۰۳ باقی رہا دنیا میں کثرتِ رزق اور مال و زر کی فراوانی کا سوال تو یہ چیز خدا کے اختیار میں ہے وہ جسے چاہے بے حساب دولت دیدے کسی مسلمان کو دیدے یا کسی کافر کو اس لئے وہ اپنی حکمت اور مصلحت کے تحت جسے چاہتا ہے دنیا کی دولت سے مالا مال کر دیتا ہے۔ دولت کی کمی بیشی سے حق و باطل کا فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ اس آیت نے اس شبہ کا ازالہ بھی کر دیا جس کے پیدا ہونے کا امکان تھا۔ کہ اگر کافر حق پر نہیں ہیں تو اللہ نے انہیں اتنی دولت کیوں دی ہے تو فرمایا کہ یہ دولت تو چندروزہ ہے اور محض دنیا کی زینت اور رونق ہے آخرت میں تو صرف یہی ایمان اور تقویٰ کام آئے گا۔

ف۴۰۴ یہاں وحدت سے دین اور عقیدے کی وحدت مراد ہے۔ یعنی شروع میں لوگ ایک ہی دین پر تھے۔ اور سارے کے سارے دین اسلام کے پابند اور توحید پرست تھے۔ متفقین علی دین الاسلام (مدارک ص۸۳ ج ۱) متفقین علی التوحید مقرین لعبودیته (روح ص۱۰۰ ج ۲) اس سے معلوم ہوا کہ آغاز فطرت میں انسان توحید پرست تھا۔ اور شرک کی بیماری بعد میں پھیلی ہے۔ پہلی کتابوں میں بھی مسئلہ توحید موجود تھا بعض پلیدوں نے بسبب بغاوت توحید کی مخالفت کی اور پچھلے لوگ باغیوں کی عبارتیں دیکھ کر مسئلہ توحید کے بارے میں شبہات میں پڑ گئے۔ لیکن ان کا شبہ خدا کے یہاں کتاب اللہ کی موجودگی میں قبول نہیں ہوگا۔ ایسے لوگوں کے خلاف جہاد کرو ف۴۰۵ یہ ماقبل پر مرتب ہے۔ لیکن اس میں بظاہر اشکال ہے کیونکہ جب سب لوگ دین توحید پر متفق تھے تو پھر پیغمبر بھیجنے کی کیا ضرورت تھی تو اس کا حل یہ ہے کہ اس سے پہلے فَاخْتَلَفُوْا محذوف ہے اور مطلب یہ ہے کہ شروع میں تو سب لوگ توحید پر متفق تھے لیکن بعد میں ان کے درمیان اس بارے میں اختلاف ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے پیغمبر بھیجے تاکہ وہ انہیں راہِ راست پر لانے کی کوشش کریں ماننے والوں کو جنت کی خوشخبری دیں اور نہ ماننے والوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرائیں۔ اور اس حذف پر آیت کا اگلا حصہ شاہد ہے کیونکہ آگے ارشاد ہو رہا ہے کہ ہم نے پیغمبروں کو کتابیں بھی دیں تاکہ وہ اللہ کی نازل کی ہوئی ہدایت کی روشنی میں لوگوں کے باہمی اختلاف فی التوحید کا فیصلہ کریں۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبروں کی آمد سے پہلے ان میں توحید کے بارے میں اختلاف پیدا ہو چکا تھا جسے مٹانے کے لئے پیغمبر بھیجے گئے۔ نیز اسی مضمون کی ایک دوسری آیت میں فاختلفوا کی صراحت موجود ہے جیسا کہ سورۂ یونس ع ۲ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا۔ اور چونکہ قرآن کے بعض حصے بعض حصول

وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۱۲﴾ كَانَ النَّاسُ
اور اللہ روزی دیتا ہے جس کو چاہے بے شمار ف۴۰۳ تھے سب لوگ
اُمَّةً وَّاحِدَةً قف فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَ
ایک دین پر ف۴۰۴ ملا پھر بھیجے اللہ نے پیغمبر خوشخبری سنانے والے اور
مُنْذِرِيْنَ ص وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ
ڈرانے والے ف۴۰۵ اور اتاری ان کے ساتھ کتاب سچی کہ فیصلہ کرے
بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ط وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ
لوگوں میں جس بات میں وہ جھگڑا کریں ف۴۰۶ اور نہیں جھگڑا ڈالا کتاب میں
اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ
مگر انہی لوگوں نے جن کو کتاب ملی تھی اس کے بعد کہ ان کو پہنچ چکے صاف حکم
بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ ج فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا
آپس کی ضد سے ف۴۰۷ پھر اب ہدایت کی اللہ نے ایمان والوں کو اس سچی بات
اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ط وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ
کی جس میں وہ جھگڑ رہے تھے اپنے حکم سے ف۴۰۸ اور اللہ بتلاتا ہے جس کو
يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۱۳﴾ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ
چاہے سیدھا راستہ ف۴۰۹ ف۲ کیا تم کو یہ خیال ہے کہ
تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا
جنت میں چلے جاؤ گے حالانکہ تم پر نہیں گذرے حالات ان لوگوں جیسے جو ہو چکے
مِنْ قَبْلِكُمْ ط مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا
تم سے پہلے ف۴۱۰ کہ پہنچی ان کو سختی اور تکلیف اور جھڑ جھڑائے گئے
حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى
یہانتک کہ کہنے لگے رسول اور جو ان کے ساتھ ایمان لائے کب آوے گی

ملا اس کے پہلے از ملاغ ہے ای فاختلفوا بغیًا بینھم کا ما بعد کے ملا جہاد کی پچھلی ترغیب تھی کہ لوگوں نے اللہ کے فطرت دین توحید میں اختلاف پیدا کر دیا ہے ان کی زبان بندی کی کرو ۱۲

ملا سابق ترغیب جنت میں جانا آسان کام نہیں اس کے لئے جان و مال کی قربانی دینی پڑے گی پہلی امتوں کے مومنوں کا حال دیکھ لو ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی اللہ نے کتابیں اور نبی متعدد بھیجے اس واسطے نہیں کہ ہر فرقے کو جدی راہ فرمائی اللہ کے یہاں سب خلق کو ایک ہی راہ کا حکم ہے جس وقت اس راہ سے کسی طرف بچلے اللہ نے نبی بھیجا کہ سمجھا دے اور کتاب بھیجی کہ اس پر چلے جاویں پھر کتاب والے کتاب میں بچلے تب دوسری کتاب کی حاجت ہوئی سب نبی اور سب کتابیں اسی ایک راہ کے قائم کرنے کو آئی اس کی مثال جیسے تندرستی ایک ہے اور مرض بیشمار جب ایک مرض پیدا ہوا ایک دوا اور پرہیز اس کے موافق فرمایا جب دوسرا مرض ہوا دوسری دوا اور پرہیز اسکے موافق فرمایا اب آخر کی کتاب میں ایسی راہ فرمائی کہ ہر مرض سے بچاؤ ہے۔ یہ سب کے بدلے کفایت ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی پیش از آمدن ہر پیغامبر کہ باشد متفق بودند بایکدیگر در دین او اختلاف نداشتند ۱۲ ف۲ مترجم گوید حاصل آنست کہ سنت اللہ جاری شدہ است بآنکہ بعد بعثتِ ہر پیغمبر در امت دعوت اختلاف واقع می شود ازاں تنگدل نباید شد ۱۲

کی تفسیر کرتے ہیں اس لئے یہاں بھی فاختلفوا محذوف ہے وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ الکتاب میں لام جنس کیلئے ہے بالحق الکتاب سے حال ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر پیغمبر کے ساتھ ایک کتاب بھیجی جس میں دینِ حق کا بیان تھا۔ **۴۰۶** یہ بعثتِ انبیاء اور انزالِ کُتُب کی علت ہے اور یحکم کا فاعل اللہ ہے یعنی جب لوگوں نے توحید پر اتفاق کے بعد اس میں اختلاف شروع کر دیا، کچھ لوگ توحید پر قائم رہے اور کچھ لوگوں نے خدا کے سوا غیروں کی عبادت اور پکار شروع کر دی تو اللہ تعالیٰ نے ہدایت نامے دیکر پیغمبر بھیجے تاکہ اس طرح ان کے درمیان اختلاف کا فیصلہ کرے۔ فیصلے یہاں دلائل و براہین سے حق و باطل میں واضح اور کھلا ہوا امتیاز پیدا کرنا مراد ہے۔ اب جس کا جی چاہے توحید قبول کرے اور جس کا جی چاہے شرک کر کے اپنی عاقبت برباد کر لے۔ دونوں راستے دلائل سے کے سامنے واضح کر دیئے گئے ہیں **۴۰۷** اُوْتُوْهُ میں ضمیر مفعول الکتاب کی طرف راجع ہے۔ الذین اوتو سے اس کتاب کے عالم اور اس کا درس و تدریس کرنے والے اور پیشوایانِ قوم مراد ہیں۔ الذین اوتوہ ارباب العلم به والدراسة له (بحر ص۱۳۳ ج ۲) اور البینات سے مراد دلائل عقلیہ ہیں یعنی کتاب کے ساتھ ساتھ ہم نے توحید پر عقلی دلائل بھی قائم کر دیئے تھے۔ (وهذه البینات لا یمکن حملها علی شیٔ سوی الدلائل العقلیة التی نصبها اللہ تعالیٰ (کبیر ص۲۳۳ ج ۲) اور بغیا اختلف کا مفعول لہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حق میں ہمیشہ اختلاف انہیں لوگوں نے ڈالا جو خدا کی کتاب کا علم رکھتے اور قوم کے پیشوا اور رہنما تھے۔ یعنی علماءِ سوء اور پیرانِ سوء اور اختلاف بھی انہوں نے کسی غلط فہمی کی بنا پر نہیں ڈالا بلکہ عقلی اور نقلی دلائل سے حق کو سمجھ بوجھ کر محض ضد اور عناد کی وجہ سے اختلاف کیا۔ ایک حصر تو یہاں مذکور ہے کہ اختلاف ڈالنے والے صرف پیشوایانِ سوء ہی ہیں اور کوئی نہیں اور دوسرا حصر کہ ان علماء سوء نے اختلاف ہمیشہ جان بوجھ کر ڈالا ہے کسی غلط فہمی کی وجہ سے نہیں ہے یہ سورۂ جاثیہ ع ۲ میں مذکور ہے فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ۔ اس آیت میں تین چیزیں بیان ہوئیں (۱) اختلاف کن لوگوں نے کیا، (۲) کب کیا اور (۳) کیوں کیا۔؟ یعنی اختلاف ہمیشہ علماء سوء نے ڈالا، اور جان بوجھ کر ڈالا اور محض ضد و عناد کی وجہ سے ڈالا۔ **۴۰۸** من الحق ما کا بیان ہے اور اذن سے مراد اللہ کی توفیق ہے۔ ای بتوفیقه وتیسیره (روح ص۱۰۲ ج ۲) اور اٰمنوا سے قصدوا الایمان مراد ہے یعنی جو لوگ صدقِ دل سے ایمان کے طالب اور حق کے جویا تھے۔ علماء سوء تو ہمیشہ دینِ حق میں اختلاف ڈالنے میں مصروف رہے مگر اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ طالبانِ حق کو محض اپنی مہربانی اور توفیق سے توحید کی راہ دکھائی اور فساد ماحول کے باوجود دینِ حق پر قائم رہے اور اگر الذین اوتوہ سے اہل کتاب مراد ہوں تو الذین اٰمنوا سے امت محمدیہ مراد ہوگی۔ اور مطلب یہ ہوگا کہ جن امور میں اہل کتاب کے درمیان اختلاف رہا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان میں صحیح راستہ دکھا دیا مثلاً یہود و نصاریٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں اختلاف کیا کہ وہ یہودی تھے یا نصرانی تو اللہ نے ہمیں بتایا کہ وہ نہ یہودی تھے نہ نصرانی بلکہ وہ حنیف و مسلم تھے۔ اسی طرح یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کی اور عیسائیوں نے انہیں خدا بنا لیا۔ مسلمانوں کو خدا نے بتایا کہ وہ خدا کے پیغمبر اور اس کے بندے تھے۔ وغیر ذٰلک۔ **۴۰۹** وہ جسے چاہتا ہے سیدھی راہ دکھاتا ہے اور اس کی مشیت ہمیشہ ان لوگوں کی ہدایت سے متعلق ہوتی ہے۔ جو ضد اور عناد نہ کریں اور صدق دل اور اخلاص عمل کے ساتھ راہِ حق کے طالب ہوں۔ اس آیت میں بھی جہاد کی ترغیب ہے۔ کیونکہ اس سے مسلمانوں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے کہ اختلافات میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کی صحیح راہنمائی فرماتا ہے۔ نیز جہاد اس لئے بھی کرنا ضروری ہے تاکہ دینِ حق کے مٹانے والوں کا قلع قمع کیا جائے۔ یہاں ایک شبہ ہے کہ اختلاف تو اگلوں نے ڈالا تھا، پچھلوں کا کیا قصور ہے کہ ان سے جہاد کیا جائے۔ انہوں نے تو اگلوں کی تقلید کی ہے۔ تو جواب یہ ہے کہ یہ اگلوں کی اندھا دھند پیروی میں معذور نہیں ہیں کیونکہ عقلی اور نقلی دلائل ان کے سامنے موجود ہیں۔ انہوں نے ان میں غور و فکر کر کے اور انصاف سے کام لے کر حق سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ والذین یحاجون فی اللہ من بعد ما استجیب له حجتهم داحضة عند ربهم (شوریٰ ع ۲) جبکہ علماء ربانیین اللہ کی توحید دلائل سے مان چکے ہیں۔ اللہ کی طرف سے کتاب بھی نازل ہو چکی ہو تو اب باغیوں کے اقوال سے احتجاج مردود ہے۔ **۴۱۰** مثل سے گذشتہ انبیاء کی امتوں کے سے شدائد اور مصائب مراد ہیں۔ ای حالهم التی هی مثل فی الشدة (مدارک ص۸۴ ج ۱) اس میں خطاب صحابہ کرام سے ہے۔ اور یہ بھی ترغیب الی الجہاد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جنت کے جن بلند مقامات کے تم طالب ہو۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ تم تکلیفوں اور آزمائشوں میں پڑے بغیر ہی وہاں تک پہنچ جاؤ گے۔ نہیں ایسا ہرگز نہیں۔ بلند درجات حاصل کرنے کے لئے تمہیں مال و جان کی قربانی دینی پڑے گی تکلیفیں اور مصیبتیں برداشت کرنا پڑیں گی۔ مال و جان اور اولاد کے ذریعے جہاد کرنا پڑے گا۔ **۴۱۱** یہ امم سابقہ کے حال کا بیان ہے۔ باساء سے مالی نقصان اور معاشی بدحالی مراد ہے۔ اور ضراء سے جانی نقصان اور جسمانی تکلیفیں اور بیماریاں مراد ہیں۔ الباساء الفقر والضراء السقم (ابن کثیر ص۲۵۱ ج ۱) اور زلزلوا کے معنی ہیں ازعجوا ازعاجا شدیدا بانواع البلایا (روح ص۱۰۳ ج ۲) یعنی مصائب و تکالیف کی شدت اور کثرت سے ان کے دل دہل گئے۔ اور شدت و اضطراب اور بے چینی کی حالت میں پیغمبر اور مؤمنین طلب نصرت کے طور پر کہنے لگے۔ آخر اللہ کی نصرت کب آئے گی۔ اللہ تعالیٰ نے مصائب و شدائد میں ان سے مدد کا وعدہ کیا ہوا تھا۔ جب کفار و مشرکین کے ہاتھوں ان کی مصیبتیں اور تکلیفیں انتہا کو پہنچ جاتیں تو انبیاء و مؤمنین یہ سمجھتے کہ اب تو تکلیفیں انتہا کو پہنچ چکی ہیں اب تو اللہ کی مدد ضرور آنی چاہیئے۔ پھر شدتِ اضطراب میں اللہ کی مدد پہنچنے کی تمنا کرتے۔ **۴۱۲** اس تمنا اور طلب کے جواب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوتا کہ ثابت قدم رہو۔ ہماری مدد اور نصرت پہنچنے ہی والی ہے۔ اس سے مسلمانوں کو متنبہ فرمایا کہ تکلیفیں اور آزمائشیں ان پر بھی آئیں گی۔ لہٰذا انہیں ان کے لئے تیار ہو جانا چاہیئے۔ **۴۱۳** مضمونِ انفاق کا دوسری بار بیان۔ آیت سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ سوال منفق کے متعلق ہے۔ یعنی کیا اور کس قدر خرچ کریں اور جواب میں خرچ کے مصارف بیان کئے گئے ہیں۔ اس سے اس طرف اشارہ ہے کہ اس بات کو چھوڑو کہ کیا اور کتنا خرچ کرنا چاہیئے۔ اصل چیز تو مصرف ہے۔ اس لئے تم جو کچھ بھی خرچ کرو۔ خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ وہ صحیح مصرف میں خرچ ہو۔ ظاهر الاٰیة انه سئل عن المنفق فاجاب ببیان المصرف صریحا لانه اهم فان اعتداد النفقة باعتباره (روح ص۱۰۵ ج ۲) حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ سوال یہ تھا کہ کتنا خرچ کریں تو جواب ملا کہ جتنا خرچ کرو مجھ کو تو کچھ نہیں دینا بلکہ اپنے والدین وغیرہ ہی کو دینا ہے۔ **۴۱۴** ان الفاظ کی تفسیر پہلے گذر چکی ہے اور ابن السبیل کے عموم میں جہاد فی سبیل اللہ کا مسافر بھی شامل ہے۔ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ نیکی خواہ کوئی ہو مالی ہو یا بدنی چھوٹی ہو یا بڑی ہو اللہ کے علم سے باہر نہیں ہے۔ اس لئے وہ ہر نیکی کی پوری پوری جزا دے گا۔ یہاں تک انفاق کا ذکر تھا۔ **۴۱۵** مضمونِ جہاد کا تیسری بار ذکر۔ کُرْهٌ سے طبعًا ناپسندیدہ چیز مراد ہے۔ مال و جان کا ضیاع ہمیشہ انسانی طبیعت کو گراں محسوس ہوتا ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ صحابہ کرام کو اللہ تعالیٰ کا امر بالجہاد ناپسند تھا۔ ای شاق علیکم قال بعض اهل المعانی هٰذا الکره من حیث نفور الطبع عنه لما فیه من مؤنة المال ومشقة النفس وخطر الروح لا انهم کرهوا امر اللہ تعالیٰ (معالم ص۱۶۱ ج ۱) عَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ۔ یعنی ہو سکتا ہے کہ بعض چیزیں اپنے ظاہری اور مادی نقصانات کی وجہ سے تمہیں ناپسند ہوں اور تم انہیں اچھا نہ سمجھتے ہو مگر انجام کے لحاظ سے اور پوشیدہ فوائد کے لحاظ سے وہ تمہارے لئے خیر و برکت اور فلاح دارین کا باعث ہوں مثلاً جہاد ہی کو لے لیجیئے جو بظاہر قتل و خونریزی اور مال و جان کے ضیاع کی وجہ سے تمہیں ناپسند ہے مگر اس کا انجام بہتر ہے۔ کیونکہ جہاد ہی سے تم اپنا اور اپنے دین کا نام دنیا میں سربلند کر سکتے ہو۔ اس کا وقار اور اس کی شان و شوکت کو قائم رکھ سکتے ہو۔ جہاد ہی سے تم اپنی عزت و آبرو اور اپنے مال و جان کی حفاظت کر سکتے ہو اور جہاد ہی سے تم غازیوں اور شہیدوں کے درجات حاصل کر سکتے ہو۔ اس سے بھی مسلمانوں کو جہاد پر آمادہ کرنا مقصود ہے۔ **۴۱۶** اسی طرح یہ بھی عین ممکن ہے کہ ایک چیز کے ظاہری فوائد کی وجہ سے تم اسے پسند کرو مگر حقیقت میں

وہ چیز تمہارے حق میں سخت مضر ہو۔ مثلاً جہاد میں شرکت نہ کرنے اور آرام و راحت سے گھر بیٹھے رہنے کو تم پسند کرتے ہو۔ اس لئے کہ اس طرح مال و جان محفوظ رہے گا۔ لیکن دراصل ترک جہاد میں تمہارا سراسر نقصان اور خسارۂ دارین ہے۔ کیونکہ اس طرح تم کافروں کے ہاتھوں ذلیل ہو جاؤ گے۔ وہ تمہارا ستیاناس کر دیں گے۔ مال لوٹ لیں گے۔ عورتوں اور بچوں کو غلام بنا لیں گے۔ تمہارے شہروں پر قبضہ کر لیں گے۔ اور تمہارا دین دنیا سے مٹا ڈالیں گے۔ یہ دوسری طرز پر جہاد کی ترغیب ہے۔ وَاللّٰہُ یَعۡلَمُ وَاَنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ۔ اللہ تعالیٰ کا علم کامل اور ہر چیز پر حاوی ہے۔ انسان کا علم ناقص اور محدود ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کے فوائد اور نقصانات سے بخوبی آگاہ اور ہر کام کی حکمتوں کو جانتا ہے۔ لہٰذا اس نے جو جہاد کا حکم دیا ہے اس میں یقیناً مسلمانوں کی بھلائی اور بہتری ہے۔ **۲۱۷** قتال فیہ، الشھر الحرام سے بدل الاشتمال ہے اور الشہر الحرام سے مراد یہاں رجب ہے اور یسئلون کا فاعل مشرکین ہیں۔

نَصۡرُ اللّٰہِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ نَصۡرَ اللّٰہِ قَرِیۡبٌ ﴿۲۱۴﴾ یَسۡـَٔلُوۡنَکَ مَاذَا

اللہ کی مدد ۲۱۱ سن رکھو اللہ کی مدد قریب ہے ۲۱۲ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا چیز

یُنۡفِقُوۡنَ ؕ قُلۡ مَاۤ اَنۡفَقۡتُمۡ مِّنۡ خَیۡرٍ فَلِلۡوَالِدَیۡنِ

خرچ کریں ۲۱۳ کہدو کہ جو کچھ تم خرچ کرو مال سو ماں باپ کیلئے

وَالۡاَقۡرَبِیۡنَ وَالۡیَتٰمٰی وَالۡمَسٰکِیۡنِ وَابۡنِ السَّبِیۡلِ ؕ وَ

اور قرابت والوں کے اور یتیموں کے اور محتاجوں کے اور مسافروں کے ۲۱۴ اور

مَا تَفۡعَلُوۡا مِنۡ خَیۡرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیۡمٌ ﴿۲۱۵﴾ کُتِبَ

جو کچھ کرو گے تم بھلائی سو وہ بیشک اللہ کو خوب معلوم ہے ف۱ فرض ہوئی

عَلَیۡکُمُ الۡقِتَالُ وَہُوَ کُرۡہٌ لَّکُمۡ ۚ وَعَسٰۤی اَنۡ تَکۡرَہُوۡا

تم پر لڑائی اور بری لگتی ہے تم کو ۲۱۵ اور شاید کہ تم کو بری لگے

شَیۡئًا وَّہُوَ خَیۡرٌ لَّکُمۡ ۚ وَعَسٰۤی اَنۡ تُحِبُّوۡا شَیۡئًا وَّ

ایک چیز اور وہ بہتر ہو تمہارے حق میں ۲۱۶ اور شاید تم کو بھلی لگے ایک چیز اور

ہُوَ شَرٌّ لَّکُمۡ ؕ وَاللّٰہُ یَعۡلَمُ وَاَنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۲۱۶﴾ ع

وہ بری ہو تمہارے حق میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے

ع ۲۶ ۱۰

یَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ الشَّہۡرِ الۡحَرَامِ قِتَالٍ فِیۡہِ ؕ قُلۡ

تجھ سے پوچھتے ہیں مہینہ حرام کو کہ اس میں لڑنا کیسا ہے ۲۱۷ ف۱ کہدے

قِتَالٌ فِیۡہِ کَبِیۡرٌ ؕ وَصَدٌّ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَکُفۡرٌۢ

لڑائی اس میں بڑا گناہ ہے اور روکنا اللہ کی راہ سے ۲۱۸ اور اس کو نہ

بِہٖ وَالۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ ٭ وَاِخۡرَاجُ اَہۡلِہٖ مِنۡہُ

ماننا اور مسجد الحرام سے روکنا اور نکال دینا اس کے لوگوں کو وہاں سے

اَکۡبَرُ عِنۡدَ اللّٰہِ ۚ وَالۡفِتۡنَۃُ اَکۡبَرُ مِنَ الۡقَتۡلِ ؕ

اس سے بھی بڑا گناہ ہے اللہ کے نزدیک ۲۱۹ اور لوگوں کو دین سے بچلانا ف۲ قتل سے بھی بڑھ کر ہے ف۳

۱۔ مضمون انفاق کا دوسری بار بیان ۱۲

۲۔ سائلوں پر ترغیب (اللہ کے) دین کی خاطر جہاد میں جو کچھ خرچ کرو گے وہ ضائع نہیں ہوگا۔ ۱۲

۳۔ مضمون جہاد کا

[illegible] متعلق بہ مضمون جہاد [illegible] ۱۲

۷۔ شہر حرام میں جواز قتال کی پہلی علت ۱۲

۸۔ جواز قتال کی دوسری علت ۱۲

۹۔ جواز قتال کی تیسری علت ۱۲

۱۰۔ جواز قتال کی چوتھی علت ۱۲

ایک دفعہ مقام نخلہ میں مسلمانوں کا مشرکین سے مقابلہ ہو گیا جس میں ایک مشرک عمرو بن الحضرمی مارا گیا مسلمانوں نے یہ سمجھا کہ آج جمادی الآخر کی آخری یعنی تیس تاریخ ہے مگر اتفاق سے چاند انتیس کا تھا اور اس دن رجب کی پہلی تاریخ تھی۔ کانوا یظنون تلک اللیلۃ من جمادی وکانت اول رجب ولم یشعروا (ابن جریر ص۱۹۵ ج ۲) جب اس واقعہ کا علم مشرکین قریش کو ہوا تو ان کا ایک وفد حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ سے سوال کیا کہ کیا رجب جو کہ شہر حرام ہے اس میں قتال جائز ہے تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ مفسرین نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ سوال مسلمانوں نے کیا تھا۔ کیونکہ اس واقعہ کی وجہ سے انہیں ندامت ہوئی کہ ہم نے شہر حرام میں قتل کر کے بڑا گناہ کیا ہے۔ قُلۡ قِتَالٌ یہ اس سوال کا جواب ہے کہ واقعی شہر حرام میں قتال (لڑائی) کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ **۲۱۸** یہاں سے شہر حرام میں قتال کے جواز کی پانچ دلیلیں بیان کی گئی ہیں۔ صَدٌّ اور قِتَالٌ دونوں نکرے ہیں اور چونکہ دونوں کے ساتھ جار مجرور متعلق ہے اس لئے ان میں تخصیص پیدا ہو گئی ہے اور ان کا مبتدا ہونا صحیح ہے۔ جیسا کہ امام ابن مالک نے الفیہ میں اس کی مثال یوں دی ہے۔ ورغبۃ فی الخیر خیر سبیل اللہ سے مراد اسلام ہے۔ عن سبیل اللہ وھو الاسلام (روح ص۱۰۹ ج ۲) یعنی اسلام سے اور توحید سے روکنا اور یہ پہلی علت ہے وَالۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اس کا عطف سبیل اللہ پر ہے یعنی مسلمانوں کو مسجد الحرام سے روکنا یہ دوسری علت ہے۔ **۲۱۹** اور مسجد حرام کے اہل کو وہاں سے نکالنا اور اہل سے مراد حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور مومنین ہیں۔ یہ لوگ مسجد حرام کے اہل اس لئے تھے کہ یہ اس کی آبادی کے پورے پورے حقوق ادا کرتے تھے۔ چنانچہ اس کا سب سے بڑا حق تو یہی تھا کہ اس میں صرف خدائے واحد کی عبادت کی جائے اور اس میں شرک نہ کیا جائے۔ اور اس حق کو وہ کما حقہٗ ادا کرتے تھے۔ وھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم والمؤمنون وانما کانوا اھلہ لانھم القائمون بحقوقہ (روح ص۱۰۹ ج ۲) یہ تیسری علت ہے۔ اَکۡبَرُ عِنۡدَ اللّٰہِ وَالۡفِتۡنَۃُ اَکۡبَرُ مِنَ الۡقَتۡلِ۔ فتنہ سے مراد شرک ہے۔ والفتنۃ التی انتم علیہا مقیمون یعنی اللہ کے نزدیک شہر حرام میں یہ گناہ قتل کی نسبت زیادہ سنگین ہیں۔ یعنی الشرک اکبر من القتل (ابن جریر ص۱۹۵ ج ۲) اسی طرح شرک جو تم شہر حرام میں کرتے ہو وہ قتل سے زیادہ سنگین جرم ہے۔ یہ چوتھی علت ہے۔ حاصل جواب یہ ہے کہ مسلمانوں نے رجب کے مہینہ میں جو قتل کیا ہے وہ عمداً اور قصداً اس ماہ میں نہیں کیا بلکہ غلطی سے کیا ہے اور تم جو یہ گناہ ہمیشہ عزت والے مہینوں میں کرتے رہتے ہو وہ قتل سے کہیں بڑھ کر ہیں تم ان کا خیال نہیں کرتے ہو۔ اور اگر سوال مسلمانوں

موضح قرآن ف۱ لوگوں نے پوچھا تھا کہ مالوں میں سے کس مال کا خرچ کرنا بہت ثواب ہے جواب فرمایا کہ مال کوئی ہو لیکن مال جسقدر ٹھکانے پر خرچ ہو ثواب زیادہ ہے۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی رجب و ذی القعدہ و ذی الحجہ و محرم کہ در شریعت ابراہیم جنگ کردن باینہا حرام بود پس سوال کردند کہ در شریعت محمدیہ حکم تحریم باقی ماند یا نہ ۱۲ ف۲ یعنی ترویج شرک ۱۲ ف۳ حاصل جواب آنست کہ قتال کفار جائز است و تحریم قتال مسلمین مغلظ میشود ۱۲

وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ
اور کفار تو ہمیشہ تم سے لڑتے ہی رہیں گے یہاں تک کہ تم کو پھیر دیں تمہارے دین سے ف۴۲۰
اِنِ اسْتَطَاعُوْا ؕ وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ
اگر قابو پا دیں اور جو کوئی پھرے تم میں سے اپنے دین سے
فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ
پھر مر جاوے حالت کفر ہی میں تو ایسوں کے ضائع ہوئے عمل
فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ
دنیا اور آخرت میں ف۴۲۱ اور وہ لوگ رہنے والے ہیں دوزخ میں
هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۱۷﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ
وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے ف۴۲۲ ف۱ بے شک جو لوگ ایمان لائے ف۴۲۳ اور جنہوں نے
هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ
ہجرت کی اور لڑے اللہ کی راہ میں وہ
يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۱۸﴾
امیدوار ہیں اللہ کی رحمت کے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۴۲۴
يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ؕ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ
تجھ سے پوچھتے ہیں حکم شراب کا اور جوئے کا ف۴۲۵ کہہ دے ان دونوں میں بڑا گناہ ہے
كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۫ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ
اور فائدے بھی ہیں لوگوں کو ف۴۲۶ ف۱ اور ان کا گناہ بہت بڑا ہے ان کے
نَّفْعِهِمَا ؕ وَيَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۬ قُلِ
فائدے سے ف۲ اور تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں ف۴۲۷ کہہ دے
الْعَفْوَ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ
جو بچے اپنے خرچ سے ف۳ اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ تمہارے واسطے حکم تا کہ تم

نے کیا تھا۔ تو پھر جواب کی نوعیت تسلیہ کی ہوگی۔ یعنی مسلمان کو تسلی دی کہ اگر تم سے رجب میں قتل ہوگیا ہے تو یہ کوئی زیادہ بڑی گناہ کی بات نہیں خود مشرکین اشہر حرم میں جو جو کرتوت کرتے ہیں وہ قتل سے بھی بڑے گناہ ہیں۔ **ف۴۲۰** یہ خطاب مسلمانوں سے ہے۔ یعنی اگر تمہیں مشرکین سے اشہر حرم میں لڑنا پڑے تو بے کھٹکے ان سے لڑو۔ کیونکہ مشرکین تو اس بات کا تہیہ کر چکے ہیں کہ وہ بلا امتیاز اشہر حرم ہمیشہ تم سے لڑتے رہیں یہاں تک کہ تمہیں دین اسلام سے پھیر کر دوبارہ کافر بنا لیں۔ یہ اشہر حرم میں جواز قتال کی پانچویں علت ہے۔ الغرض اشہر حرم میں قتال نہ کرنے کی تو صرف ایک علت ہے مگر قتال کے جواز کی پانچ علتیں ہیں اِنِ اسْتَطَاعُوْا۔ یعنی اگر ان کے اختیار میں اور قابو میں ہو۔ اس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ بات بعید ہے کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکیں اور تمہیں دوبارہ کافر بنا سکیں۔ قولہ ان استطاعوا استبعاد لاستطاعتہم کقول الرجل لعدوہ ان ظفرت بی فلا تبق علی (کبیر ص۳۲۳ ج۲، مدارک ج۱) **ف۴۲۱** یہ مسلمانوں کے لئے تخویف اور ڈراوا ہے فالاٰیۃ تھدید للمسلمین لیثبتوا علی دین الاسلام (قرطبی ص۴۶ ج۳) یعنی تم میں سے اگر کوئی مشرکین کے کہنے سننے سے اپنے دین یعنی اسلام سے پھر گیا۔ اور توبہ کے بغیر کفر پر مر گیا تو اس کے اعمال دنیا اور آخرت میں اکارت جائیں گے اور ان کا اسے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ مرتد کے دنیا میں اعمال ضائع ہونے سے مراد یہ ہے کہ دنیا میں اسلام کی وجہ سے جو اسے فوائد حاصل تھے وہ ان سے محروم ہو جائے گا۔ اور آخرت میں اس کے اسلام پر جو اجر و ثواب مرتب ہونے والا تھا۔ وہ بھی ختم ہو جائے گا۔ لبطلان ما تخیلوہ و فوات ما للاسلام من الفوائد فی الاولٰی وسقوط الثواب فی الاُخرٰی (روح ص۱۱۰ ج۲) **ف۴۲۲** یعنی مرتدین کی وہی سزا ہے جو دوسرے کافروں کی ہے۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ اور ان کا گذشتہ ایمان ان کے کام نہیں آئے گا۔ کسائر الکفرۃ ولا یغنی عنہم ایمانہم السابق علی الردۃ شیئا (روح ص۱۱۰ ج۲) اب آگے جہاد فی سبیل اللہ کا اجر و ثواب بیان کر کے جہاد کی مزید ترغیب فرمائی ہے اور جن مسلمانوں سے رجب میں غلطی سے قتل ہوگیا تھا۔ اور انہوں نے مذکورہ بالا جواب سے یہ تو سمجھ لیا تھا کہ وہ گناہ سے بچ گئے ہیں۔ مگر ان کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ شاید اس مہم کے سر کرنے میں وہ ثواب سے محروم رہیں گے تو اگلی آیت میں انہیں خوشخبری دی کہ انہیں اللہ کی رحمت سے ضرور حصہ ملے گا۔ انہیں نا امید نہیں ہونا چاہئے **ف۴۲۳** ایمان چونکہ تمام اعمال کی قبولیت کی شرط ہے اور اس کے بغیر نہ ہجرت مفید ہے نہ جہاد۔ اس لئے پہلے اس کا ذکر فرمایا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا اللہ کے دین اور اس کی توحید کی خاطر اور اپنے ایمان کی حفاظت کے لئے اپنا وطن چھوڑا۔ وَجٰهَدُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اللہ کے دین اور اس کی توحید کو سربلند کرنے کے لئے کفار سے جہاد کیا۔ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ۔ اُولٰٓئِكَ سے صفات بالا کے حاملین کی طرف اشارہ ہے اور رجاء سے قطع اور یقین مراد ہے۔ المراد من الرجاء القطع والیقین۔ (کبیر ص۳۲۶ ج۲) اور خبر بمعنی امر ہے۔ یعنی یہ لوگ اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہوں بلکہ اس کی رحمت کا یقین رکھیں۔ **ف۴۲۴** مغفرت کے ساتھ صفت رحمت کا ذکر کر کے ایمان والوں کو مزید اطمینان دلا دیا کہ گناہ کی معافی کے ساتھ ساتھ اجر و ثواب بھی ملے گا۔

۱؎ جواز قتال کی پانچویں علت ۱۲

۲؎ تخویف اخروی و زجر بلیغ مومنین ۱۲

۳؎ بشارت اخروی ۱۲

۴؎ پہلا ذو جہتین مسئلہ ۱۲

۵؎ دوسرا ذو جہتین مسئلہ ۱۲

موضح قرآن ف۱ حضرت نے ایک فوج بھیجی جہاد پر انہوں نے کافروں کو مارا اور لوٹ لائے مسلمانوں کو خبر تھی کہ وہ دن جمادی الثانی کا ہے اور وہ غرہ رجب تھا کافروں نے اس پر بہت طعن کیا اور مسلمانوں کو شبہ پڑا اس پر یہ آیت اتری یعنی ان مہینوں میں ناحق کی لڑائی اشد گناہ ہے اور جن کافروں نے مسلمانوں سے ان مہینوں میں قصور نہ کیا ان سے لڑنا منع نہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی در دنیا ۱۲ ف۲ یعنی حرام اند و بمنافع آنہا التفات نباید کرد ۱۲ ف۳ یعنی از حاجت ضروری ۱۲

ربط ۔ حرمت والے مہینوں میں قتال کی دو جہتیں تھیں۔ ایک جہت سے ناجائز اور ایک جہت سے جائز۔ اگر مہینوں کی عزت اور نفوس کی حرمت کو دیکھا جائے تو جن افعال کا ارتکاب مشرکین ان مہینوں میں کرتے تھے ان کی روک تھام کے پیشِ نظر ان مہینوں میں قتال ناجائز ہے۔ حرمت نفوس و اشہر کے مقابلہ میں چونکہ توحید زیادہ اہم ہے۔ لہٰذا شرک کے استیصال کے لئے ان مہینوں میں قتال کرو۔ آگے اسی مناسبت سے پانچ اور ذو جہتین مسائل بیان فرمائے ہیں۔ اور ہر مسئلہ کا تعلق دفع شرک سے ہے جن کا خلاصہ پانچویں مسئلہ کے بعد آرہا ہے۔ **۴۲۵** پہلا مسئلہ یعنی آپ سے شراب کی حلت و حرمت کے متعلق پوچھتے ہیں اور شراب سے مراد ہر وہ سیال ہے جو مسکر ہو اور عقل میں فتور پیدا کرے۔ خواہ کسی چیز سے تیار کیا گیا ہو اور خواہ اس کا کوئی سا نام رکھدیا گیا ہو۔ الحق الذی لا ینبغی العدول عنہ ان الشراب المتخذ مما عدا العنب کیف کان وبای اسم سمی کان بحیث یسکر من لم یتعودہ حرام وقلیلہ ککثیرہ ویحد شاربہ الخ (روح ج ۲ ص ۱۱۳) اسی طرح میسر سے بھی جوے کی تمام قسمیں مراد ہیں۔ خواہ وہ لاٹری کی صورت میں ہو یا امدادی کمیٹی کی شکل میں یا ان کے سوا جو کھیلوں پر یا گھوڑوں کی دوڑ وغیرہ پر بازی لگائی جاتی ہے یہ سب میسر میں داخل ہیں۔ وفی حکم المیسر انواع القمار من النرد والشطرنج وغیرھما (مدارک ج ۱ ص ۸۶) **۴۲۶** یعنی شراب اور جوے میں ایک طرف تو بہت بڑا گناہ ہے مگر ساتھ ہی ان میں لوگوں کیلئے جسمانی اور مالی فوائد بھی ہیں۔ مثلاً شراب میں لذت و سرور کے علاوہ بدن کو تقویت پہنچتی ہے اور اس کی تجارت سے نفع ہوتا ہے اور جوے سے بغیر محنت و مشقت کے مال ہاتھ آجاتا ہے وَ اِثْمُهُمَاۤ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا لیکن ان سے جو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں وہ ان کے فوائد سے کہیں زیادہ بڑی ہیں۔ ان سے حاصل ہونیوالے فوائد تو محض مادی اور گھٹیا قسم کے ہیں مگر ان کے نقصانات دین و دنیا کے لئے تباہ کن ہیں۔ یہاں سے اشارہ نکلا کہ معمولی مادی فوائد کے لئے دین و دنیا کو برباد نہ کرو اور شراب اور جوے سے پرہیز کرو۔

نکتہ ۔ اپنے مالی اور بدنی منافع کے لئے کسی کو ادنیٰ مارپیٹ اور مالی نقصان نہ پہنچاؤ لیکن شرک باللہ کے مقابلہ میں کسی کی جان تک نہ چھوڑو اور بے خوف مار ڈالو۔

۴۲۷ دوسرا ذو جہتین مسئلہ۔ یہ مسئلہ پہلے بھی گذر چکا ہے ۔ وہاں اس کے جواب میں مصارف کا ذکر کیا گیا اور یہاں مقدار کا ذکر ہے۔ کہ کتنا مال خرچ کرنا ہے۔ قُلِ الْعَفْوَ۔ عفو سے مراد وہ مال ہے جو ضروری حوائج سے زائد ہو۔ فالمعنیٰ انفقوا ما فضل عن حوائجکم (قرطبی ص ۶۱ ج ۳)

مد تیسرا ذو جہتین مسئلہ یتامیٰ کے واسطے اصلاح بہتر ہے۔ یعنی ان کا مال نہ لو اگرچہ ان کو کچھ بھی نہ دو لیکن ان کے مال کی حفاظت کرو لیکن قتال فرض یعنی تم کی شادی سے دے ان کا مال بھی خرچ کرو الخ ۱۲

مد ۴ چوتھا ذو جہتین مسئلہ مشرکین سے نکاح نہیں اگرچہ حسن اور دیگر مال ہو لیکن مشرک کے مقابلے میں اسے چھوڑ دو ۱۲

تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱۹﴾ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ ؕ وَ یَسْـَٔلُوْنَكَ

فکر کرو دنیا اور آخرت کی باتوں میں اور تجھ سے پوچھتے ہیں

عَنِ الْیَتٰمٰی ؕ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَیْرٌ ؕ وَ اِنْ

یتیموں کا حکم ۴۲۸ کہدے سنوارنا ان کے کام کا بہتر ہے ف۲ اور اگر

تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ الْمُفْسِدَ

ان کا خرچ ملالو تو وہ تمہارے بھائی ہیں ۴۲۹ اور اللہ جانتا ہے خرابی کرنے والے کو

مِنَ الْمُصْلِحِ ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

اور سنوارنے والے کو ۴۳۰ اور اگر اللہ چاہتا تو تم پر مشقت ڈالتا بیشک اللہ

عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۲۲۰﴾ وَ لَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰی

زبردست ہے تدبیر والا ف۱ اور نکاح مت کرو مشرک عورتوں سے جب تک

یُؤْمِنَّ ؕ وَ لَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَیْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ

ایمان نہ لے آئیں اور البتہ لونڈی مسلمان ۴۳۱ بہتر ہے مشرک بی بی سے

وَّ لَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَ لَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِیْنَ حَتّٰی

اگرچہ وہ تم کو بھلی لگے اور نکاح نہ کرو مشرکین سے ف۲ جب تک

یُؤْمِنُوْا ؕ وَ لَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَیْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّ لَوْ

وہ ایمان نہ لے آویں اور البتہ غلام مسلمان بہتر ہے مشرک سے اگرچہ وہ

اَعْجَبَكُمْ ؕ اُولٰٓىٕكَ یَدْعُوْنَ اِلَی النَّارِ ۖۚ وَ اللّٰهُ

تم کو بھلا لگے ۴۳۲ ف۳ وہ بلاتے ہیں دوزخ کی طرف ۴۳۳ اور اللہ

یَدْعُوْۤا اِلَی الْجَنَّةِ وَ الْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَ یُبَیِّنُ

بلاتا ہے جنت کی اور بخشش کی طرف اپنے حکم سے اور بتلاتا ہے

اٰیٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۲۱﴾ وَ یَسْـَٔلُوْنَكَ

اپنے حکم لوگوں کو تاکہ وہ نصیحت قبول کریں ف۲ اور تجھ سے پوچھتے ہیں

۲۷ ع ۵ ۱۱

موضح قرآن

ف۱ شراب اور جوے کے حق میں کئی آیتیں اتریں ہر ایک میں ان کی برائی ہے۔ آخر سورۂ مائدہ کی آیت اتری کہ صاف حرام ہوگئی۔ جو چیز نشہ لاوے سب حرام ہے اور شرط بدی جاوے اس پر مال کیا جاوے سب حرام ہے اور پوچھا لوگوں نے کہ مال کس قدر خرچ کریں حکم ہوا کہ اپنی حاجت کو افزود ہو تب خرچ کرو جیسا آخرت کا فکر ضرور ہے دنیا کا فکر بھی ضرور ہے سارا مال اٹھا ڈالو تو دنیا کی حاجت میں عاجز رہو اور یتیموں کے حق میں پہلے تقیداً اترا کہ جو کوئی ان کا مال کھاوے وہ اپنے پیٹ میں آتش بھرے پھر جو کوئی یتیموں کے رکھنے والے تھے ان کے مال اور خرچ کھانے پینے پہننے کا جدا رکھنے لگے کہ ہمارے خرچ میں کوئی چیز نہ آجاوے پھر سخت مشکل پڑی کہ ایک چیز یتیم کے واسطے تیار اس کے کام نہ آئی ضائع ہوئی تب یہ حکم اترا خرچ اپنا اور ان کا ملا رکھو تو مضائقہ نہیں کہ ایک وقت ان کی چیز آپ خرچ کی تو دوسرے وقت اپنی چیز ان کے کام لگائی لیکن نیت چاہیئے سنوارنے کی اللہ نیت کو دیکھتا ہے۔ ف۲ پہلے کافر اور مسلمان میں نسبت ناتا جاری تھا اس آیت سے حرام ٹھہرا اگر مرد نے یا عورت نے شرک کیا ان کا نکاح ٹوٹ گیا۔ شرک یہ کہ اللہ کی صفت کسی اور میں جانے مثلاً کسی کو سمجھے اس کو ہر ایک بات معلوم ہے یا وہ جو چاہے سو کر سکتا ہے یا ہمارا بھلا برا کرنا اس کے اختیار میں ہے اور یہ کہ اللہ کی تعظیم اور پر خرچ کرے مثلاً کسی چیز کو سجدہ کرے اس سے حاجت مانگے اس کو مختار جان کر باقی یہود و نصاریٰ کی عورت سے نکاح درست ہے ان کو مشرک نہیں فرمایا

فتح الرحمٰن، ف۱ یعنی بغیر شرکت ۱۲ ف۲ یعنی زنان مومنہ را ۱۲ ف۳ یعنی ہر بندہ از بندگان خدا کہ مومن باشد و ہر واہ از واہان خدا کہ مومنہ باشد بہتر است از مشرک و مشرکہ ۱۲

عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي
حکم حیض کا ۳۲۲ کہدے وہ گندی ہے ۳۲۳ سو تم الگ رہو عورتوں سے

الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ فَإِذَا
حیض کے وقت اور نزدیک نہ ہو ان کے جب تک پاک نہ ہوویں پھر جب

تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ
خوب پاک ہوجاویں ۳۲۴ ف۱ تو جاؤ ان کے پاس جہاں سے حکم دیا تم کو اللہ نے ۳۲۵ بیشک اللہ کو

يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ﴿۲۲۲﴾ نِسَاؤُكُمْ
پسند آتے ہیں توبہ کرنے والے اور پسند آتے ہیں گندگی سے بچنے والے ۳۲۶ ف تمہاری عورتیں

حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ وَقَدِّمُوا
تمہاری کھیتی ہیں ۳۲۷ سو جاؤ اپنی کھیتی میں جہاں سے چاہو ۳۲۸ ف۲ اور آگے کی تدبیر

لِأَنفُسِكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُم مُّلَاقُوهُ
کرو اپنے واسطے ۳۲۹ ف۳ اور ڈرتے رہو اللہ سے اور جان رکھو کہ تم کو اس سے ملنا ہے

وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۲۲۳﴾ وَلَا تَجْعَلُوا اللَّهَ عُرْضَةً
اور خوشخبری سنا ایمان والوں کو ف اور مت بناؤ اللہ کے نام کو نشانہ

لِّأَيْمَانِكُمْ أَن تَبَرُّوا وَتَتَّقُوا وَتُصْلِحُوا بَيْنَ
اپنی قسمیں کھانے کیلئے ۳۳۲ کہ سلوک کرنے سے اور پرہیزگاری سے اور لوگوں میں صلح کرانے سے

النَّاسِ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿۲۲۴﴾ لَّا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ
بچ جاؤ ۳۳۳ اور اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے ۳۳۴ ف۴ نہیں پکڑتا تم کو اللہ

بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَٰكِن يُؤَاخِذُكُم بِمَا
بیہودہ قسموں پر تمہاری ۳۳۵ ف۵ لیکن پکڑتا ہے تم کو ان قسموں پر جن کا

كَسَبَتْ قُلُوبُكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ ﴿۲۲۵﴾ لِّلَّذِينَ
قصد کیا تمہارے دلوں نے اور اللہ بخشنے والا تحمل کرنے والا ہے ف جو لوگ

[illegible]

۳۳۴ ذکر ایمان کی مناسبت سے یمین لغو اور یمین غموس کا ذکر۔ یمین منعقدہ کا ذکر سورۂ مائدہ میں آئے گا ۱۲۔ ۳۳۵ یمین لغو اور یمین غموس کی مناسبت سے ایلاء کا بیان ۱۲

ای انفقوا ما فضل عن قدر الحاجۃ (مدارک ۵ امث) کَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ جس طرح یہاں خرچ کرنے کا حکم بیان کیا ہے کہ ضرورت سے زائد خرچ کرو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لئے تمام احکام بیان کرتا ہے۔ اور ان میں تمہاری سہولت اور تمہارے فائدے کو مدنظر رکھتا ہے۔ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ظرف تَتَفَكَّرُوْنَ کے متعلق ہے یعنی یہ سہولت کا حکم اس لئے دیا ہے تاکہ تم دین و دنیا کے معاملہ میں غور کرو اور اپنی دولت کا ایک حصہ اصلاح معاش پر خرچ کرو اور باقی ماندہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ فتحبسون من اموالکم ما یصلحکم فی معاش الدنیا وتنفقون الباقی فیما ینفعکم فی العقبیٰ (قرطبی ج۳) انفاق میں بھی دو جہتیں تھیں۔ ایک مالی نقصان۔ دوسرا اخروی نفع۔ اخروی نفع دنیوی نقصان کے مقابلہ میں زیادہ اہم ہے اس لئے ضروریات زندگی سے زائد روپیہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو لیکن اگر جہاد فرض ہو جائے تو شرک کو مٹانے کے لئے سارا مال خرچ کر ڈالو۔ ۳۲۸ تیسرا مسئلہ قرآن مجید میں یتیموں کا مال کھانے کی سخت ممانعت وارد ہوئی تو صحابہ کرام میں سے جس جس کے زیر کفالت کوئی یتیم تھا۔ انہوں نے یتیموں کے کھانے پینے کا انتظام اپنے سے الگ کر دیا۔ اگر کسی یتیم کا کچھ بچ رہتا تو وہ دوسرے وقت یتیم کو دیدیا جاتا بعض اوقات ایسا بھی ہوتا کہ وہ کھانا خراب ہو جاتا نیز ان کا کھانا علیحدہ تیار کرنے میں بھی بہت دقت تھی۔ اس لئے صحابہ کرام نے حضور علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آیا یتیموں کے کھانے کا علیحدہ انتظام رکھا جائے یا اپنے ساتھ ملانے کی اجازت ہے؟ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ تو اس کا جواب دیا گیا کہ وہ طریقہ اختیار کرو جس میں یتیموں کی اصلاح ہو اور ان کا فائدہ ہو۔ یعنی یتیموں کو مال دینا واجب نہیں البتہ ان کی خیر خواہی ضروری ہے۔

قاعدہ ۔ قرآن مجید میں جہاں دو مسئلے بیان کرنے ہوں اور ان میں سے ایک سیاق سے معلوم ہو جائے اور ایک سیاق سے معلوم نہ ہو تو جو مسئلہ سیاق سے معلوم ہو جائے اس کی صراحت نہیں کی جاتی اور جو سیاق سے معلوم نہ ہو اسے صراحتہً بیان کیا جاتا ہے۔ یہاں بھی ایسا ہے۔ یہ بات سیاق سے معلوم تھی کہ یتامیٰ کو مال دینا ضروری نہیں اس کا ذکر نہیں کیا گیا اور ان کی اصلاح کا ذکر کیا گیا ہے۔

۳۲۹ اور اگر تم ان کے کھانے پینے کا انتظام اپنے ساتھ مخلوط رکھو تو اس کی بھی اجازت ہے کیونکہ وہ بھی تمہارے بھائی ہیں اگر بھائیوں بھائیوں میں رضامندی سے تھوڑا بہت ادھر ادھر ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ غرض یہ ہے کہ یتیموں کا مال ناحق نہ کھایا جائے۔ اس آیت میں بشرط اصلاح یتیموں کو ساتھ رکھنے کی ترغیب فرمائی ہے۔ ۳۳۰ اللہ تعالیٰ تو جانتا ہی ہے کہ یتیموں کا خرچ اکٹھا کرنے سے کس کی نیت نیک ہے اور کس کی نیت خراب ہے۔ کون یتیموں کے مال کی اصلاح اور حفاظت چاہتا ہے۔ اور کون ان کے مال میں خیانت کرنے کا ارادہ رکھتا ہے الذی یقصد بالمخالطۃ الخیانۃ وافساد مال الیتیم واکلہ بغیر حق عن الذی یقصد الاصلاح (معالم ج۱ ص۱۹۷) وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ۔ مخالطت کی اجازت دے کر اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے سہولت پیدا کر دی ہے۔ اور اگر وہ چاہتا تو اس کی اجازت نہ دیتا اور تم پر اس معاملہ میں تنگی پیدا کر دیتا۔ ای لضیق علیکم ولم یجوز لکم مخالطتہم (روح ص۱۱۵ ج۲) اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ وہ جو چاہے حکم دے سکتا ہے۔ کوئی اسے روکنے والا نہیں۔ مگر وہ صرف وہی احکام صادر فرماتا ہے جو اس کی حکمت اور مصلحت کے مطابق ہوں۔ اس کی بھی دو جہتیں تھیں۔ اگر یتیموں کا مال علیحدہ رکھا جائے تو اس میں حرج ہے اور اگر

موضح قرآن ف۱ حیض کہتے ہیں خون کو جو عورتوں کی عادت ہے اور خلاف عادت آوے سو آزار ہے حکم ہوا کہ اس وقت پرے رہو عورت سے۔ رسول خدا نے فرمایا کہ ازار سے آگے نہ چلے۔ پھر جب پاک ہوں تو جاوے جہاں سے حکم دیا اللہ نے یعنی دوسری جگہ جو ناپاک ہے اس کا تو حکم کبھی نہیں۔ ف۲ یعنی جس راہ سے چاہو جاؤ لیکن کھیتی ہی میں کھیتی وہی جہاں تخم ڈالئے تو اُگے اور آگے کی تدبیر کر دیعنی اس صحبت میں نیت چاہئیے اولاد کی تا ثواب ہو۔ ف۳ یعنی خدا کی قسم اچھے کام چھوڑنے پر نہ کھائے مثلاً ماں باپ سے نہ بولونگا یا اس فقیر کو نہ دونگا اور اگر کھا بیٹھے تو قسم توڑے اور کفارہ دیوے ف۴ تا کاری قسم وہ جو منہ پر نکلے اور دل کو خبر نہ ہو۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی غسل بجا آرند ۱۲ ف۲ یعنی بہر صفت کہ جماع کنید شاید غلطاندہ وازپس پشت وغیر آں بعد ازانکہ در قبل باشد ۱۲ ف۳ یعنی اعمال صالحہ ۱۲ ف۴ یعنی سوگند برائے موقوف کردن کار نیک جائز نیست ۱۲ ف۵ یعنی لاواللہ وبلیٰ واللہ بغیر قصد گوید یا غلط دانستہ سوگند خورد علی اختلاف المذہبین ۱۲

ملایا جائے تو احتیاط نہیں رہتی۔ **نکتہ:۔** اگر یتامیٰ کے پاس اپنا مال موجود ہو تو ان پر اپنا مال خرچ کرنا ضروری نہیں البتہ ان کے مال کی اصلاح اور حفاظت ضروری ہے لیکن مشرکین کے مقابلہ میں شرک مٹانے کے لئے جہاد میں سب مال خرچ کرنا نہایت ضروری ہے۔ **۴۳۱ھ** چوتھا مسئلہ۔ یہاں ایک طرف تو حسن و جمال اور دنیوی مال و دولت ہے اور دوسری طرف مشرک یا مشرکہ کی رفاقت سے اپنے دین کی بربادی کا خطرہ ہے۔ دوسری جہت کو ترجیح دیکر مشرک مرد سے مومنہ کا اور مشرک عورت سے مومن مرد کا نکاح حرام قرار دیدیا۔ وَلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ حسن جمال اور دنیوی مال دین اور ایمان کے مقابلہ میں بے حقیقت ہیں اس لئے ایماندار لونڈی جو ظاہری حسن اور دنیوی مال سے محروم ہو اس آزاد عورت سے بہتر ہے جو حسینہ و جمیلہ ہونے کے ساتھ دولتمند بھی ہو مگر مشرکہ ہو حسن اور دنیوی مال کو شرک کے مقابلہ میں ٹھکرا دو اور مشرکین سے رشتہ نکاح مت جوڑو۔ **۴۳۲ھ** جس طرح مومن مرد کا نکاح مشرک عورت سے جائز نہیں ہے۔ اسی طرح مومن عورت کا نکاح مشرک مرد سے جائز نہیں حضرت مولانا شاہ عبدالقادر محدث دہلوی اس آیت کے تحت فرماتے ہیں "اگر مرد یا عورت نے شرک کیا ان کا نکاح ٹوٹ گیا۔ شرک یہ کہ اللہ کی صفت غیر میں جانے مثلاً کسی کو سمجھے کہ اس کو ہر بات معلوم ہے یا وہ جو چاہے سو کر سکتا ہے یا ہمارا بھلا برا کرنا اس کے اختیار میں ہے اور یہ کہ اللہ کی تعظیم غیر پر خرچ کرے مثلاً کسی چیز کو سجدہ کرے اور اس سے حاجت مانگے اس کو مختار جان کر۔" **۴۳۳ھ** مشرک مرد اور مشرک عورتیں باہمی میل جول اور رہن سہن کے ذریعے شرک اور کفر کی طرف بلاتے ہیں۔ جس کا انجام جہنم کا عذاب ہے۔ ای الی الاعمال الموجبة للنار (قرطبی ص۶۹ ج ۳) اس لئے ان کے ساتھ رشتہ ناطہ مت کرو۔ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ اور اللہ تعالیٰ ایمان والوں کی صحبت و رفاقت اور ان کے میل جول کے ذریعے اعتقاد حق اور عمل صالح کی دعوت دیتا ہے جن کا ثمرہ اور نتیجہ اللہ کی بخشش اور جنت ہے۔ ای الی اعتقاد الحق والعمل الصالح الموصلین الیہما (روح ص۱۳۰ ج ۲) بِاِذْنِهٖ۔ ای بتوفیقہ الذی من جملتہ ارشاد المؤمنین لمقاربیہم الی الخیر (روح ص۱۳۰ ج ۲) یہ محض اللہ کی توفیق سے ہوتا ہے کہ وہ ایمان والوں کے ذریعے ان کے متعلقین کو سیدھی راہ دکھا دیتا ہے اس لئے مسلمانوں کو رشتہ ناطہ کرتے وقت ہمیشہ ایمان اور عمل صالح کو معیار قرار دینا چاہیئے نہ کہ ظاہری شان و شوکت اور مال و دولت کو۔ **۴۳۴ھ** پانچواں مسئلہ۔ اگر یہ دیکھا جائے کہ حیض والی عورت اپنی منکوحہ ہے تو اس سے صحبت جائز ہے لیکن اگر حالت حیض کو مدنظر رکھا جائے تو صحبت جائز نہیں کیونکہ عورت کا بدن ناپاک ہے۔ نیز فریقین کے بیمار ہو جانے کا بھی اندیشہ ہے اس لئے ترجیح اس شق کو دے کر اس حالت میں صحبت کو حرام قرار دیدیا گیا جس کی وجہ سے وطی کی حرمت عارضی ہے اور حیض سے طہارت کے بعد وطی جائز ہے۔ استلذاذ کو اذی کے مقابلہ میں ترک کر دو۔ اگر ایذا بدنی ہو تو چند روز بیوی سے مقاربت نہ کرو لیکن اگر بیوی مشرکہ ہو تو اسے سرے سے چھوڑ ہی دو۔ **۴۳۵ھ** قُلْ هُوَ اَذًى۔ یعنی حیض کی حالت میں وطی عورت کے لئے باعث تکلیف ہونے کے ساتھ ساتھ مرد کے لئے بھی بدبو اور نجاست کی وجہ سے موجب تکلیف ہے۔ ای ہو شیئ تتاذی بہ المرأة وغیرہا ای برائحة دم الحیض (قرطبی ص۸۵ ج ۳) فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ مقصد یہ ہے کہ زمانہ حیض میں بیوی کی مجامعت سے پرہیز کیا جائے۔ یہ مطلب نہیں کہ حالت حیض میں عورتوں سے بالکل ہی علیحدگی اختیار کی جائے اور ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے اور کھانے پینے سے بھی پرہیز کیا جائے۔ والمراد من اعتزال النساء اجتناب مجامعتہن (روح ص۱۲۱ ج ۲) والمراد من ہذا الاعتزال ترک المجامعة لا ترک المجالسة او الملابسة فان ذلک جائز (فتح البیان ص۲۸۵ ج ۱)

خلاصہ:۔ دوسروں کو نقصان نہ پہنچاؤ اور ان کی خاطر اپنے مالی اور بدنی منافع قربان کر دو لیکن جہاد میں مشرک کو بے خوف مار ڈالو۔ انفاق میں اگرچہ دنیاوی نقصان ہے لیکن اخروی نفع کی وجہ سے ضرورت سے زائد مال خرچ کرو لیکن شرک کے مقابلہ میں تمام مال خرچ کر ڈالو۔ دفع شرک کے موقع کے بغیر بھی یتیم کا مال اس کے سپرد کرنا ضروری نہیں البتہ ان کے مال کی اصلاح ضروری ہے خواہ علیحدہ رکھو یا اپنے ساتھ ملاؤ لیکن مشرکہ بیوی سے مخالطت اور میل جول حرام ہے اور اگر مشرکہ نہیں تو بوجہ حیض چند روز اس سے قربان نہ کرو۔

۴۳۶ھ یہ حکم سابق کی تاکید ہے۔ نصاریٰ حالت حیض میں عورتوں سے جماع بھی کر لیا کرتے تھے اور یہودی اس حالت میں بالکل ہی عورتوں سے قطع تعلق کر لیتے۔ یہاں تک کہ ان کا کھانا پینا بھی الگ کر لیتے۔ مگر اسلام نے اس افراط و تفریط کے درمیان ایک عمدہ راہ بتائی کہ اس حالت میں جماع سے پرہیز کرو۔ مگر اٹھنے بیٹھنے اور کھانے پینے میں ان کے ساتھ ہی رہو سہو۔ اور جماع سے ممانعت صرف اس وقت تک ہے کہ وہ حیض سے پاک ہو جائیں اور انہیں حیض کا آنا بند ہو جائے۔ **۴۳۷ھ** تَطَهَّرْنَ باب تفعّل سے ہے جو مبالغہ پر دلالت کرتا ہے۔ اس لئے یہاں اس سے طہارت بالماء یعنی غسل مراد ہے۔ فاذا تطہرن یعنی بالماء (قرطبی ص۸۹ ج ۳) یہاں ایک شبہ کیا جا سکتا ہے کہ پہلے تو اللہ تعالیٰ نے عدم قربان کی غایت مطلق طہر بیان فرمائی ہے یعنی جماع کی ممانعت صرف حیض سے پاک ہونے تک ہے۔ جب حیض آنا بند ہو جائے تو جماع جائز ہے مگر فاذا تطہرن جو اپنے ماقبل پر متفرع ہے۔ یہاں جواز جماع تطہر بالماء یعنی غسل پر موقوف کیا ہے یعنی جب وہ غسل کر لیں تو ان سے جماع کی اجازت ہے تو آیت کے پہلے حصہ سے معلوم ہوا کہ صرف انقطاع حیض سے وطی جائز ہو جاتی ہے مگر آیت کا دوسرا حصہ اس امر کا مقتضی ہے کہ غسل کے بعد وطی جائز ہے۔ دونوں حصوں میں بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حیض منقطع ہونے کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ حیض پورے دس دن جاری رہنے کے بعد بند ہو۔ دس دن چونکہ حیض کی اکثر مدت ہے۔ اس لئے اس کے بعد حیض آنے کا کوئی امکان نہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ حیض دس دن سے کم مدت جاری رہنے کے بعد بند ہو۔ دونوں صورتوں کے احکام الگ الگ ہیں۔ پہلی صورت میں خون حیض بند ہو جانے کے بعد غسل سے پہلے بھی وطی جائز ہے لیکن دوسری صورت میں غسل سے پہلے جماع جائز نہیں۔ تو اس آیت میں دونوں صورتوں کے احکام بیان کر دیئے گئے ہیں اور آیت میں صنعت احتباک ہے یعنی ایک لفظ آیت کے پہلے حصے سے محذوف ہے اور ایک دوسرے حصہ سے جو لفظ پہلے حصے میں مذکور ہے وہ دوسرے حصہ میں لفظ محذوف پر دلالت کرتا ہے۔ اور جو دوسرے حصہ میں مذکور ہے وہ پہلے حصہ میں لفظ محذوف پر دلالت کرتا ہے اور اصل عبارت یوں تھی ولا تقربوھن حتّٰی یطہرن ویطّہّرن فاذا اطہرن وتطہرن فاتوھن تو آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ عورتوں سے جماع مت کرو یہاں تک کہ وہ خون حیض سے پاک ہو جائیں اور انہیں خون آنا بند ہو جائے (یہ پہلی صورت کا حکم ہے) اور یہاں تک کہ وہ غسل کر لیں (یہ دوسری صورت کا حکم ہے) پس جب وہ خون حیض سے پاک ہو جائیں (یہ حتّٰی یطہرن پر متفرع ہے) اور غسل کر لیں۔ (یہ یطّہّرن بالتشدید پر متفرع ہے) تو تمہیں ان سے جماع کی اجازت ہے۔ یہ تقریر حضرت سید انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ جو انہوں نے درس بخاری میں بیان فرمائی تھی۔ فاتوھن جماع سے کنایہ ہے اور من حیث امرکم اللہ میں مقام وطی کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی طہارت کے بعد جس مقام میں وطی کرنے کی اللہ نے اجازت دی ہے اس مقام میں تم وطی کر سکتے ہو اور اس سے مراد عورت کا قُبل ہے۔ کیونکہ وطی کا فطری اور طبعی مقام یہی ہے اور اس کے فطری ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ چوپائے جن کی رہنمائی صرف فطرت ہی کرتی ہے، وہ اپنی جنس کے اسی مقام میں فعل جماع کرتے ہیں۔

۴۳۸ توابین سے مراد وہ لوگ ہیں جن سے مذکورہ بالا احکام کی تعمیل میں کوتاہی ہو جائے اور وہ فوراً اس سے سچی توبہ کر لیں مما عسی یبدر منهم من ارتکاب بعض الذنوب کالاتیان فی الحیض (روح ص۱۲۵ ج ۲) اور متطہرین سے وہ لوگ مراد ہیں جو حالت حیض اور غیر فطری مقام میں بیوی کی وطی سے پرہیز کرتے ہیں۔ المراد لایاتیها فی زمان الحیض وان لا یاتیها فی غیر المأتی الخ (کبیر ص۴۳۳ ج ۲) **۴۳۹** حرث مصدر ہے اور اس سے پہلے مضاف محذوف ہے۔ ای مواضع حرث لکم (روح ص۱۲۳ ج ۲) یعنی تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی اور زراعت کی جگہیں ہیں۔ عورتوں کو کھیتوں سے تشبیہ دی ہے۔ کیونکہ جس طرح کھیتوں میں بیج ڈالنے سے اس میں مختلف قسم کے پھل میوے اور غلے پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح عورت کے رحم میں تخم ریزی کرنے سے اولاد پیدا ہوتی ہے۔ اس آیت میں اس طرف بھی اشارہ فرما دیا کہ بیوی سے اگرچہ اور بھی کئی منافع حاصل کئے جاتے ہیں لیکن نکاح کا اصل مقصد نسل کشی اور توالد و تناسل ہے۔ جو لوگ خاندانی منصوبہ بندی کے لئے بچوں کی پیدائش روکنے کے درپے ہیں وہ شادی کی اصل غرض و غایت ہی سے نابلد ہیں۔ شاید انہوں نے شادی کی غرض و غایت صرف جنسی تسکین ہی سمجھ رکھی ہے۔ اگر ایسا ہی ہے تو پھر اس معاملہ میں انسان اور دیگر حیوانات میں کوئی حد امتیاز باقی نہیں رہیگی۔ **۴۴۰** اَنّٰی یہاں کَیْفَ کے معنوں میں ہے یعنی تم اپنی کھیتی میں جاؤ جس طرف سے چاہو۔ یہودیوں میں مشہور تھا کہ اگر بیوی سے پشت کی طرف سے جماع کیا جائے تو اس طرح حمل قرار پا جانے کی صورت میں جو بچہ پیدا ہوگا۔ وہ بھینگا ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اس خیال کی تردید فرمائی کہ جس کیفیت اور جس ہیئت سے تم چاہو اپنی بیویوں سے جماع کر سکتے ہو لیکن یہ خیال رہے کہ جماع ہو مقام حرث ہی میں اس سے تجاوز کر کے مقام فرث (پاخانہ کی راہ) کی طرف مت بڑھنا۔ یہاں بھی فاتوهن کی بجائے فاتوا حرثکم سے اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ صرف اسی مقام میں وطی جائز ہے جو کھیتی اور نسل کشی کی جگہ ہے۔ اس سے عورتوں سے غیر فطری فعل کی ممانعت ثابت ہوتی ہے چنانچہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے اپنی بیوی سے غیر فطری فعل کیا اس نے مجھ پر نازل کئے گئے اللہ کے احکام کی تکذیب کی۔ تو اللہ کا جو حکم اس بارے میں آپ پر نازل ہوا ہے وہ یہی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے صرف مقام حرث میں وطی کی اجازت دی ہے۔ **۴۴۱** یعنی اپنے لئے کوئی عمل صالح آگے بھیجدو۔ اس سے جماع کے وقت اللہ کا نام لینا اور شیطان سے پناہ مانگنا مراد ہے۔ چنانچہ صحیح حدیث میں ہے کہ جو شخص یہ دعا پڑھ کر بیوی سے صحبت میں مشغول ہوگا تو اگر اس صحبت کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے انہیں فرزند عطا کیا تو وہ شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا۔ دعا یہ ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا (روح ص۱۲۵ ج ۲) وَاتَّقُوا اللّٰهَ اور اللہ سے ڈرتے رہو اور اس کے اوامر و نواہی کی تعمیل کرتے رہو۔ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ۔ اور یہ حقیقت ہمیشہ ذہن میں رکھو کہ ایک نہ ایک دن ضرور اس کے سامنے جزا و سزا کے لئے حاضر ہونا ہے۔ یہ اس لئے فرمایا تاکہ یہ چیز خوف خدا پیدا کرنے میں ممد اور معاون ہو۔ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ جن مومنوں نے مذکورہ بالا احکام کو قبول کر لیا اور ان کی تعمیل کی انہیں بے حد و بے اندازہ انعام و اکرام کی خوشخبری دے دیجئے۔ **۴۴۲ ربط**۔ پانچ ذوجہتین مسائل کے بعد امور انتظامیہ کا دوبارہ ذکر۔ جب بیویاں حیض سے پاک ہو جائیں تو ان سے مخالطت کرو۔ اگر تم ان سے صحبت نہ کرنے کی قسم بھی کھا چکے ہو تو اسے توڑ ڈالو۔ اور قسم توڑنے کا کفارہ دیدو۔ زمانہ جاہلیت میں ایک رسم یہ بھی کہ لوگ نیک کاموں پر خدا کی قسم کھا لیتے تھے مثلاً فلاں رشتہ دار سے نیک سلوک نہیں کرینگے۔ فلاں دو آدمیوں کے درمیان صلح نہیں کرائیں گے۔ وغیرہ وغیرہ اور پھر ان قسموں کی پابندی کرتے۔ اور اس طرح خدا کے نام کو نیک کام کے نہ کرنے کا بہانہ بنا لیتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا۔ کیونکہ اس سے بہت سے امور انتظامیہ میں تعطل پیدا ہونے کا اندیشہ تھا۔ عُرْضَةً کے معنی ہدف اور نشانہ کے ہیں۔ علاوہ ازیں اس کے معنی حاجز اور مانع کے بھی ہیں اور یہاں یہی معنی زیادہ چسپاں ہیں۔ العرضة عبارة عن المانع (کبیر ص۳۵۶ ج ۱) لِّاَيْمَانِكُمْ کا لام تعلیل کیلئے ہے۔ **۴۴۳** اَنْ مصدریہ ہے اور اس سے پہلے حرف جار مِنْ مقدر ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ اللہ کے نام کو اپنی قسموں کی وجہ سے نیکی اور تقویٰ کے کاموں اور لوگوں کے درمیان صلح کرانے کیلئے مانع نہ بناؤ۔ تقدیر الآیة ولا تجعلوا ذکر اللہ مانعاً بسبب ایمانکم من ان تبروا الخ (کبیر ص۳۵۶ ج ۲) حضرت شیخ نے فرمایا کہ ایمان سے ما علیہ الایمان مراد ہے یعنی وہ امور جن پر قسم کھائی جائے مطلب یہ کہ اللہ کے نام کو نیکی اور تقویٰ اور اصلاح بین الناس سے روکنے کا ذریعہ نہ بناؤ اور اگر کہیں ایسی قسم کھا بیٹھو تو اسے فوراً توڑ ڈالو۔ **۴۴۴** اللہ تعالیٰ تمہارے اقوال و اعمال کو بخوبی سنتا اور جانتا ہے اس لئے ہر بات سوچ سمجھ کر منہ سے نکالو۔ اور ہر کام خدا کی رضا کیلئے کرو۔ اس آیت میں یمین منعقدہ کا ایک حکم بیان کیا ہے کہ نیکی کے کاموں پر قسمیں مت کھایا کرو اور قسموں کے بہانے نیکی کے کام مت چھوڑو۔ آگے یمین لغو اور یمین غموس کا ذکر ہے۔ **۴۴۵** یہ یمین لغو کا حکم ہے۔ کہ اس پر کوئی مواخذہ نہیں۔ نہ دنیا میں کفارہ ہے نہ آخرت میں سزا۔ امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک لغو کی صورت یہ ہے کہ کسی نہ کسی گذشتہ واقعہ کو صحیح سمجھتے ہوئے اس کے متعلق قسم کھائی کہ ایسا ہوا ہے حالانکہ واقعہ میں ایسا نہیں تھا۔ فعندنا هو ان یحلف علی شئ یظنه علی ما حلف علیه ثم یظهر خلافه فانه لا قصد فیه الی الکذب (ابو السعود ص۲۵۵ ج ۳) مثلاً زید کو کسی ذریعہ سے معلوم ہوا کہ خالد لاہور چلا گیا ہے اور اس نے کسی کو بتاتے وقت اس پر قسم کھالی کہ خالد لاہور چلا گیا ہے حالانکہ یہ خبر غلط تھی مگر زید نے اس خبر کو صحیح سمجھ کر قسم کھائی تو یہ یمین لغو ہوگی اور اس پر کوئی مواخذہ نہیں حضرت ابن عباس، حسن، مجاہد، نخعی، زہری، قتادہ، سلیمان بن یسار وغیرہ کا یہی مسلک ہے۔ وقول ابی حنیفة هو قول ابن عباس والحسن والمجاهد والنخعی والزهری وسلیمان بن یسار وقتادة والسدی ومکحول (کبیر ص۳۵۹ ج ۲) وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ۔ یہ یمین غموس کا حکم ہے۔ اور یمین غموس یہ ہے کہ عمداً اور قصداً کسی گذشتہ واقعہ کے متعلق جھوٹی قسم کھائی جائے یعنی یمین لغو پر تو کوئی مواخذہ نہیں البتہ دل کے ارادہ اور قصد سے تم جو جھوٹی قسمیں کھاؤ گے، ان پر مواخذہ ہوگا۔ اور یہ مواخذہ اخروی عذاب کی صورت میں ہوگا۔ دنیا میں اس کا کوئی کفارہ نہیں۔ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ۔ وہ بخشنے والا ہے۔ چنانچہ غیر ارادی اور لغو قسموں پر مواخذہ نہیں کرتا۔ اور بردبار ہے۔ ارادۃً جھوٹی قسموں پر فوراً مواخذہ نہیں کرتا بلکہ بندوں کو توبہ کرنے اور گناہوں پر نادم ہونے کا موقع دیتا ہے۔ **۴۴۶ ربط**۔ قسم کی جاہلی رسموں میں سے ایک ایلاء کا غلط استعمال تھا۔ اس لئے یمین کے بعد جاہلی ایلاء کی اصلاح فرمائی ہے۔ زمانہ جاہلیت میں جب کوئی شخص اپنی بیوی سے ناراض ہو جاتا اور اس کو ناپسند کرتا تو وہ اس سے ایلاء کر لیتا یعنی قسم کھا لیتا کہ میں اپنی بیوی سے ہمبستری نہیں کروں گا۔ اور ایلاء کی ان کے رواج میں کوئی مدت مقرر نہیں تھی۔ اس لئے ایک طرف تو خاوند ایلاء کی وجہ سے ساری عمر اپنی بیوی سے تعلقات زوجیت منقطع رکھتا دوسری طرف وہ عورت اس کی زوجیت سے خارج بھی نہ ہوتی تاکہ وہ دوسرے آدمی سے نکاح کر لے۔ اس طرح وہ بیچاری ساری عمر معلق رہتی تھی اور تکلیف اٹھاتی تھی۔ اسلام نے ان خرابیوں کو دور کرنے کیلئے جاہلیت کے ایلاء میں اصلاح کی اور اس کے لئے چار ماہ مدت مقرر کر دی تاکہ خاوند ایلاء کے بعد اس عرصہ میں اپنی بیوی کے متعلق آخری فیصلہ کرنے سے پہلے ٹھنڈے دل سے سوچ سمجھ کر کوئی رائے قائم کرے اگر سوچ بچار کے بعد اس فیصلہ پر پہنچے کہ اسے اپنی بیوی سے صلح کر لینی چاہیئے اور دوبارہ اس سے تعلقات زوجیت استوار کر لینے چاہئیں تو اسے چاہیئے کہ وہ ایلاء کے دن سے چار ماہ کے اندر اندر اس سے ہمبستری کرلے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دے اور اگر اس عرصہ میں اس نے یہی طے کیا ہے کہ وہ دوبارہ اپنی اس بیوی سے تعلقات برقرار رکھنا نہیں چاہتا تو وہ چار ماہ تک اس کے قریب نہ جائے اور اس سے صحبت نہ کرے۔ چار ماہ کا عرصہ گزرنے پر خود بخود عورت کو ایک طلاق بائن واقع ہو جائے گی جس کی عدت گذارنے کے بعد وہ جہاں چاہے نکاح کر لے۔ یؤلون

اِیۡلَآءٌ سے ہے۔ جس کے لغوی معنی مطلق قسم کھا لینے کے ہیں مگر اصطلاح شرع میں بیوی سے ترک صحبت پر قسم کھانے کو ایلاء کہتے ہیں۔ اما فی عرف الشرع فهو يمين على ترك الوطئ (كبير ص۳۵۹ ج ۲) ایلاء کے مختلف الفاظ ہیں جو کتب فقہ میں مذکور ہیں۔ یہ جملہ خبر مقدم ہے۔ تربص اربعة اشهر۔ تربص کے معنیٰ انتظار اور توقف کے ہیں اور یہ جملہ مبتدا مؤخر ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ جو لوگ اپنی بیویوں سے ایلاء کر لیتے ہیں (یعنی ان سے ہمبستری نہ کرنے کی قسم کھا لیتے ہیں) ان کے لئے چار ماہ کی مہلت ہے تاکہ وہ اس معاملہ میں اچھی طرح غور و فکر کر لیں۔ فَاِنۡ فَآءُوۡ فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ فَآءُوۡ کے معنی رَجَعُوۡا کے ہیں یعنی حلف اٹھانے کے بعد اگر وہ چار ماہ کے اندر اندر ترک جماع سے رجوع کر لیں۔ اور عورت کو تکلیف دینے اور اسے چھوڑنے کے ارادے سے باز آجائیں اور اپنی قسم توڑ ڈالیں تو اللہ تعالیٰ قسم توڑنے اور عورت کو بلاوجہ تکلیف پہنچانے کا گناہ معاف کر دیگا اور آئندہ کے لئے اصلاح احوال کے ارادے کی تکمیل میں اپنی رحمت اور مہربانی سے مدد دیگا۔ اور اگر عورت کو چھوڑنے ہی کا ارادہ ہو تو اس کا حکم اگلی آیت میں بیان فرمایا ہے۔ **ف۴۴۷** اور اگر وہ اپنی بیویوں کو چھوڑنے اور انہیں طلاق دینے ہی کا عزم کر لیں تو بھی اللہ تعالیٰ ان کی باتوں کو خوب سنتا اور ان کی نیتوں کو خوب جانتا ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک مدت ایلاء کے بعد تفریق قاضی کی ضرورت ہے۔ مگر امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک تفریقِ قاضی کی ضرورت نہیں بلکہ چار ماہ گذرنے پر خود بخود طلاق واقع ہو جائے گی۔ کما هو منقول عن عمر بن الخطاب وعثمان بن عفان وزيد بن ارقم وابن مسعود رضي الله عنهم رواه الامام محمد بن الحسن رحمه الله في المؤطا ص۲۶۳ آگے چار امور انتظامیہ کا ذکر فرمایا ہے۔ (۱) طلاق (۲) عدت (۳) رضاعت اور (۴) نکاح۔ ایلاء کے ذکر میں چونکہ طلاق کا ذکر آگیا تھا۔ اس لئے اس مناسبت سے پہلے طلاق کے اور عدت کے احکام بیان فرمائے ہیں۔ **ف۴۴۸** عدت کے اعتبار سے عورت کی کئی قسمیں ہیں۔ (۱) صغیرہ جو ابھی تک بالغ نہ ہوئی ہو۔ (۲) جو عمر سے بالغ ہوئی ہو اور ابھی تک حیض نہ آیا ہو۔ (۳) بڑھاپے کی وجہ سے جس کو حیض آنا بند ہو چکا ہو۔ ان کو اگر طلاق ہو جائے تو ان کی عدت تین ماہ ہے۔ اس کا بیان سورہ طلاق پارہ ۲۸ میں ہے۔ (۴) حاملہ عورت اگر اسے طلاق مل جائے یا اس کا خاوند مر جائے تو اس کی عدت وضع حمل ہے۔ اس کا بیان بھی سورۂ طلاق میں ہے۔ (۵) وہ عورت جو حاملہ نہ ہو اور اس کا خاوند فوت ہو جائے اس کی عدت چار ماہ اور دس دن ہے۔ اس کا بیان سورۂ بقرع ۳۰ میں ہے۔ (۶) وہ عورت جو نہ حاملہ ہو نہ صغیرہ اور نہ آئسہ اگر اسے طلاق مل جائے تو اس کی عدت تین حیض ہے اس آیت میں اس کی عدت کا ذکر ہے۔ (۷) وہ عورت جسے خلوت صحیحہ سے پہلے ہی طلاق مل جائے اس کی کوئی عدت نہیں۔ اس کا حکم سورۂ احزاب ع ۶ میں بیان کیا گیا ہے۔ قروء، قرءٌ کی جمع ہے۔ یہ لفظ حیض اور طہر دونوں معنوں میں مشترک ہے مگر یہاں اس سے مراد حیض ہے کیونکہ اس آیت میں ثَلٰثَةَ کا لفظ استعمال ہوا ہے جو اپنے مفہوم کے اعتبار سے خاص ہے اور کتاب اللہ کے خاص پر عمل فرض ہوتا ہے۔ لیکن اگر اس آیت میں قرءٌ سے مراد طہر لیا جائے تو خاص پر عمل نہیں ہو سکتا کیونکہ طلاق بحالِ طہر میں دی جائے گی۔ حالتِ حیض میں طلاق دینی جائز نہیں۔ اب جس طہر میں طلاق دی گئی ہے۔ اگر اس کو شمار کیا جائے تو طلاق کے بعد تین طہر پورے نہیں ہوتے بلکہ دو پورے اور تیسرے کا کچھ حصہ

مراد ان لاصوا الطلاق کی مناسبت سے مطلقہ عورتوں کا بیان ہے ۱۲ [illegible] طلاق [illegible] کو نہیں ۱۲ [illegible] دو طلاق

تک خاوند کو حق رجوع باقی رہتا ہے اس میں خلع کا بیان ہے۔ شوافع کے نزدیک خلع فسخ ہے اس لئے الطلاق مرتان اور فان طلقها من بعد کے درمیان جملہ معترضہ اور عند الحنفیہ خلع طلاق بائن ہے اس لے یعنی پہلی دو طلاقوں میں سے ایک طلاق ہو

مو کا بیان ہے۔ یعنی دو طلاقیں عام ہیں خواہ دونوں بلا خلع ہوں یا ان میں سے ایک طلاق خلع ہو ۱۲ ع ۲۸ ۱۲ ۲ درجہ کامل مراد ہے۔

يُؤۡلُوۡنَ مِنۡ نِّسَآئِهِمۡ تَرَبُّصُ اَرۡبَعَةِ اَشۡهُرٍ ۚ

قسم کھا لیتے ہیں اپنی عورتوں کے پاس جانے سے ان کے لئے مہلت ہے چار مہینے کی ف۴۴۶

فَاِنۡ فَآءُوۡ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ (۲۲۶) وَاِنۡ عَزَمُوا

پھر اگر باہم مل گئے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اگر ٹھہرا لیا

الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ (۲۲۷) وَالۡمُطَلَّقٰتُ

چھوڑ دینے کو تو بیشک اللہ سننے والا جاننے والا ہے ف۴۴۷ ف۱ اور طلاق والی عورتیں

يَتَرَبَّصۡنَ بِاَنۡفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوۡٓءٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ

انتظار میں رکھیں اپنے آپ کو تین حیض تک ف۴۴۸ اور ان کو حلال

لَهُنَّ اَنۡ يَّكۡتُمۡنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيۡۤ اَرۡحَامِهِنَّ

نہیں کہ چھپا رکھیں ف۴۴۹ جو پیدا کیا اللہ نے ان کے پیٹ میں

اِنۡ كُنَّ يُؤۡمِنَّ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ وَبُعُوۡلَتُهُنَّ

اگر وہ ایمان رکھتی ہیں اللہ پر اور پچھلے دن پر ف۴۵۰ اور ان کے خاوند

اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيۡ ذٰلِكَ اِنۡ اَرَادُوۡۤا اِصۡلَاحًا ؕ

حق رکھتے ہیں ان کے لوٹا لینے کا اس مدت میں ف۴۵۱ اگر چاہیں سلوک سے رہنا

وَلَهُنَّ مِثۡلُ الَّذِيۡ عَلَيۡهِنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ۖ وَ

اور عورتوں کا بھی حق ہے جیسا کہ مردوں کا ان پر حق ہے دستور کے موافق ف۴۵۲ ف۲

لِلرِّجَالِ عَلَيۡهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ (۲۲۸) ع

اور مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے اور اللہ زبردست ہے تدبیر والا ف۳

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۖ فَاِمۡسَاكٌۢ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ تَسۡرِيۡحٌۢ

طلاق رجعی ہے دو بار تک ف۴۵۳ اس کے بعد رکھ لینا موافق دستور کے یا چھوڑ دینا

بِاِحۡسَانٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ لَكُمۡ اَنۡ تَاۡخُذُوۡا مِمَّاۤ

بھلی طرح سے اور تم کو روا نہیں کہ لے لو کچھ

موضح قرآن

ف۱ یعنی جس نے قسم کھائی کہ اپنی عورت پاس نہ جاوے تو چار مہینے میں جاوے اور قسم کی کفارت دے نہیں تو طلاق ٹھہرے۔ ف۲ جب مرد نے عورت کو طلاق کہی ابھی اس عورت کو اور نکاح روا نہیں جب تک تین بار حیض آوے یا حمل ہوئے تو معلوم ہو جاوے کسی کا بیٹا کسی کو نہ لگ جاوے اسی واسطے عورت پر فرض ہے کہ اس وقت حمل ہو تو ظاہر کر دے۔ اس مدت کا نام ہے عدت اس مدت تک مرد چاہے تو پھر عورت کو رکھ لے اگرچہ عورت کی خواہش نہ ہو۔ اسی واسطے فرمایا کہ عورتوں کے حق بھی مرد پر بہت ہیں۔ لیکن اس جگہ مرد ہی کو درجہ دیا۔

ف۳ یعنی زناں را بر مرداں حق است چنانچہ مرداں را بر زناں حق است ۱۲

اٰتَیْتُمُوْهُنَّ شَیْـًٔا اِلَّآ اَنْ یَّخَافَآ اَلَّا یُقِیْمَا
اپنا دیا ہوا عورتوں سے ف۱ مگر جب خاوند عورت دونوں ڈریں اس بات سے کہ قائم نہ
حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ
رکھ سکیں گے حکم اللہ کا ۴۵۳ ف۲ پھر اگر تم لوگ ڈرو اس بات سے کہ وہ دونوں قائم نہ رکھ سکیں گے اللہ کا حکم
فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَا فِیْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ
تو کچھ گناہ نہیں دونوں پر اس میں کہ عورت بدلہ دے کر چھوٹ جاوے ۴۵۴ یہ اللہ کی باندھی ہوئی
اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ
حدیں ہیں سو ان سے آگے مت بڑھو اور جو کوئی بڑھ چلے اللہ کی باندھی ہوئی حدوں سے
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۲۹﴾ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ
سو وہی لوگ ہیں ظالم ف۱ پھر اگر اس عورت کو طلاق دی یعنی تیسری بار تو اب حلال نہیں
لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰی تَنْكِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ ؕ فَاِنْ
اس کو وہ عورت اس کے بعد جب تک نکاح نہ کرے کسی خاوند سے اس کے سوا ۴۵۶ ف۲ پھر اگر
طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَآ اَنْ یَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ
طلاق دیدے دوسرا خاوند ۴۵۷ تو کچھ گناہ نہیں ان دونوں پر کہ پھر باہم مل جاویں اگر خیال کریں کہ
اَنْ یُّقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ یُبَیِّنُهَا
کہ قائم رکھیں گے اللہ کا حکم اور یہ حدیں باندھی ہوئی ہیں اللہ کی بیان فرماتا ہے ان کو
لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۰﴾ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ
واسطے جاننے والوں کے ف۲ اور جب طلاق دی تم نے عورتوں کو پھر پہنچیں
اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ
اپنی عدت تک ف۳ تو رکھ لو ان کو موافق دستور کے یا چھوڑ دو ان کو
بِمَعْرُوْفٍ ۪ وَّلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ
بھلی طرح سے اور نہ روکے رکھو ان کو ستانے کے لئے تاکہ ان پر زیادتی کرو ۴۵۹

منزل ۱

ف۱ یعنی مہر یا سامان کی بیان ہے نہ خطاب ۱۲ ج

ف۲ دو طلاقوں کے بعد مرد کو رجوع کا حق ہے لیکن رجوع سے اس کی مقصود عورت پر ظلم کرنا مقصود نہ ہو ۱۲

ف۳ عدت ختم ہونے کے قریب ہو جائیں ۱۲

اور اگر اس طہر کو نظر انداز کر دیا جائے تو عدت تین طہروں سے بڑھ جائے گی لیکن اگر قرء سے حیض مراد لیا جائے تو اس قسم کی کوئی خرابی لازم نہیں آئے گی اور طلاق والے طہر کے بعد والے پورے تین حیض عدت ہو گی **۴۴۹** حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ ما سے مراد حمل اور حیض ہے یعنی اگر معتدہ حاملہ ہو یا اسے حیض آجائے تو اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ حمل یا حیض کو چھپائے اور کسی پر ظاہر نہ کرے۔ قال ابن عمرؓ الحمل والحیض ای لا یحل لہا ان کانت حاملۃ ان تکتم حملہا ولا ان کانت حائضًا ان تکتم حیضہا الخ (روح ص۱۳۳ ج ۲) زمانہ جاہلیت میں بعض طلاق یافتہ عورتیں زمانہ عدت میں بعض اغراض کے تحت ایسا کیا کرتی تھیں۔ چنانچہ بعض حاملہ عورتیں جن کو طلاق مل جاتی وہ اپنا حمل ظاہر نہ کرتیں۔ کیونکہ اگر وہ حمل ظاہر کر دیتی ہیں تو بچہ پیدا ہونے تک کوئی ان سے نکاح نہیں کریگا۔ اور یہ بچہ پہلے خاوند کا قرار پائے گا اور دوسرا خاوند اس کی پرورش کے سلسلے میں مناسب توجہ اور شفقت سے کام نہیں لیگا۔ اس لئے وہ حمل کا کسی سے ذکر نہ کرتیں اور ویسا اسے کہہ دیتیں کہ ہماری عدت گذر چکی ہے اور دوسرے خاوند سے نکاح کر لیتیں اس طرح وہ بچہ دوسرے خاوند کے نکاح میں پیدا ہوتا اور اسی سے ملحق ہو جاتا اور بعض معتدہ عورتیں جو حاملہ نہ ہوتیں وہ آخری حیض ختم ہونے سے پہلے ہی کہہ دیتیں کہ ان کا حیض بند ہو چکا ہے اور وہ پاک ہو چکی ہیں تاکہ خاوند کا حق رجعت باطل ہو جائے اور وہ رجوع نہ کر سکے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس ناشائستہ حرکت سے منع فرمایا ہے کیونکہ ان دونوں صورتوں میں خاوند کی حق تلفی ہوتی ہے۔ جو کسی طرح جائز نہیں۔ پہلی صورت میں ایک شخص کا بیٹا دوسرے سے ملحق ہو جاتا ہے۔ اور دوسری صورت میں خاوند کا حق رجعت باطل ہو جاتا ہے۔ **۴۵۰** اِنْ شرطیہ ہے مگر یہ شرط تعلیق کے لئے نہیں ہے۔ یعنی مذکورہ بالا نہی ایمان کے ساتھ مشروط نہیں ہے کہ ایمان والی عورتوں کے لئے تو حمل اور حیض کو چھپانا جائز نہیں اور غیر مومنہ مثلاً کتابیہ کے لئے چھپانا جائز ہے۔ بلکہ یہ شرط محض وعید و تہدید کیلئے اور حرمت کتمان کی تاکید کیلئے ہے یعنی جو عورتیں خدا پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہیں ان کی یہ شان نہیں کہ وہ خدا کے احکام کی مخالفت کریں۔ هٰذا وعید عظیم شدید لتاکید حرمۃ الکتمان (قرطبی ص۱۱۹ ج ۳) لیس المراد ان ذٰلک النهی مشروط بکونها مؤمنۃ ...... ولا شك ان هٰذا تهدید شدید علی النساء (کبیر ص۳۶۹ ج ۲) حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں ایمان کا کامل درجہ بیان کیا گیا ہے یعنی جن عورتوں کا ایمان کامل ہے وہ تو ما فی الارحام کو نہیں چھپائیں گی۔ اور اللہ کے اس حکم کی پوری پوری تعمیل کرینگی **۴۵۱** بُعُوْلَۃٌ بَعْلٌ کی جمع ہے جس کے معنی خاوند کے ہیں البعولۃ جمع البعل وهو الزوج (قرطبی ص۱۱۹ ج ۳) رَدٌّ مصدر ہے جو اپنے مفعول کی طرف مضاف ہے اور اس سے مطلقہ عورتوں کو نکاح اور زوجیت میں واپس لے آنا مراد ہے اور یہ صرف رجعی طلاق سے مخصوص ہے۔ احق بردهن الی النکاح والرجعۃ الیهن، وهٰذا اذا کان الطلاق رجعیًا للاٰیۃ بعدها (روح ص۱۳۳ ج ۲) اور ذٰلک سے زمانہ عدت کی طرف اشارہ ہے۔ ای فی زمان التربص (ابو السعود ص۲۶۹ ج ۲) مطلب یہ ہے کہ طلاق رجعی کے بعد اگر خاوند رجوع کرنا چاہے تو عدت ختم ہونے سے پہلے پہلے وہ ایسا کر سکتا ہے۔ اگر عورت رضامند نہ ہو تو بھی خاوند کو ایسا کرنے کا حق پہنچتا ہے۔ وصیغۃ التفضیل لافادۃ ان الرجل اذا اراد الرجعۃ والمرأۃ تاباها وجب ایثار قوله علی قولها (ابو السعود ج ۲ ص ۲۶۹)

موضح قرآن ف۱ یعنی عدت تک مرد چاہے تو عورت کو پھیر رکھے۔ یہ بات پہلی طلاق میں ہے اور دوسری میں۔ بعد اس کے نہ پھر سکے گی تو موافق شرع اس کے حق ادا کر سکے تو رکھے کہ پھر قضیہ نہ ہو۔ اور نہ رکھ سکے تو رخصت کرے اس نیت سے نہ اٹکاوے کہ عاجز ہو کر جو میں نے دیا تھا وہ پھیر جاوے یہ جب روا ہے کہ ناچاری ہو اور دونوں کی خو نہ ملے اور مرد کی طرف سے ادائے حق میں قصور نہ ہو۔ اس وقت سب لوگ مل کر عورت سے کچھ پھروا دیں اور مرد کو راضی کر کر طلاق دلوا دیں اس کو خلع کہتے ہیں۔ ف۲ یعنی تیسری طلاق کے بعد پھیر نہیں سکتے بلکہ دونوں کی خوشی ہو تو بھی نکاح نہیں بندھ سکتا جب تک بیچ میں اور خاوند کی صحبت نہ ہو چکے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی حلال نیست کہ بدل طلاق از مہر بگیرید ۱۲ ف۲ یعنی در معاشرت ۱۲ ف۳ یعنی او دخول کند ۱۲ ف۴ یعنی نزدیک رسیدند بانقضاء عدت ۱۲

اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ط یہاں بھی صحت رجعت کے لئے ارادۂ اصلاح کا اشتراط مراد نہیں بلکہ قصد اصلاح اور ارادۂ اصلاح کی ترغیب مقصود ہے اور اس طرف اشارہ ہے کہ رجعت سے خاوند کی نیت اصلاح احوال کی ہونی چاہئیے نہ کہ عورت کو تکلیف دینے اور ضرر پہنچانے کی۔ ولیس المراد بہ شرطیۃ قصد الاصلاح لصحۃ الرجعۃ بل ھو الحث علیہ والزجر عن قصد الضرار (ابوالسعود ص۳۷۰ ج ۲) لیس المراد من التعلیق اشتراط جواز الرجعۃ بارادۃ الاصلاح ... بل المراد تحریضھم علی قصد الاصلاح (روح ص۱۳۴ ج ۲) آیت کے پچھلے حصہ میں عورت پر خاوند کی فوقیت اور برتری کی طرف اشارہ تھا۔ اب اگلے حصے میں صراحت کردی گئی کہ جس طرح مردوں کے حقوق عورتوں کے ذمہ ہیں اسی طرح عورتوں کے کچھ حقوق ہیں جن کی ادائیگی مردوں کے ذمے ہے تاکہ مرد اس بھول اور غلط فہمی میں نہ رہیں کہ ان کے ذمہ عورتوں کا کوئی حق نہیں۔ **۴۵۲** یعنی جس طرح مردوں کے حقوق عورتوں کے ذمہ ہیں اسی طرح عورتوں کے حقوق مردوں کے ذمہ ہیں۔ مردوں اور عورتوں کے حقوق کی یہ مماثلت کمیت اور کیفیت کے اعتبار سے نہیں بلکہ محض وجوب کے اعتبار سے ہے جس طرح عورتوں پر مردوں کے حقوق کی ادائیگی واجب ہے اسی طرح مردوں پر عورتوں کے حقوق کا ادا کرنا فرض ہے۔ والمراد بالمماثلۃ المماثلۃ فی الوجوب لا فی جنس الفعل (روح ص۱۳۴ ج ۲) بِالْمَعْرُوْفِ سے اس طرف اشارہ ہے کہ خاوند بیوی کے یہ حقوق شریعت اور عقل سلیم کے مطابق ہوں گے جو حقوق اپنی طرف سے گھڑ کر بنائے گئے، یا رسوم جاہلیت کی پیداوار ہوں ان کی ادائیگی ضروری نہیں۔ بالمعروف بالوجہ الذی لا ینکر فی الشرع وعادات الناس (مدارک ص۹۰ ج ۱) وَلِلرِّجَالِ عَلَیْھِنَّ دَرَجَۃٌ ط البتہ مردوں کا حق عورتوں کی نسبت کچھ زائد ہے اور انہیں عورتوں پر فضیلت ہے کیونکہ وہ گھر کے منتظم ہوتے ہیں۔ وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ وہ غالب اور حکمت والا ہے۔ اس لئے وہ جو چاہے حکم دے۔ کوئی اس کا مزاحم نہیں۔ نیز اس کے تمام احکام ضرور کسی نہ کسی حکمت اور مصلحت پر مبنی ہوتے ہیں۔ **۴۵۳** یہاں الطلاق بمعنی مصدر یعنی التطلیق ہے وھو بمعنی التطلیق الذی ھو فعل الرجل (روح ص۱۳۵ ج ۲) یعنی طلاق دینے کا فعل جس کے بعد رجوع کیا جاسکتا ہے اور نکاح کے بغیر عورت کو دوبارہ اپنی زوجیت میں رکھا جاسکتا ہے وہ دوبار طلاق ہے۔ بشرطیکہ طلاق لفظ صریح کے ساتھ ہو۔ نہ کہ کنایہ کے ساتھ اگر خاوند نے اپنی بیوی کو دو صریح طلاقیں دیدیں تو یہ رجعی ہونگی۔ اور ان کے بعد عدت کے اندر اندر وہ رجوع کرسکتا ہے اور اپنی بیوی کو بغیر نکاح دوبارہ اپنے گھر میں آباد کرسکتا ہے۔ اور اگر عدت گذر گئی تو اب بھی اسے واپس لاسکتا ہے مگر اب نکاح کی ضرورت ہوگی۔ زمانۂ جاہلیت میں طلاق کی کوئی تعداد مقرر نہیں تھی جو شخص جتنی چاہتا اپنی بیوی کو طلاقیں دیتا۔ اور پھر عدت گذرنے سے پہلے رجوع کرلیتا بعض لوگ عورتوں کو تنگ کرنے کے لئے بار بار ایسا کیا کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر اس کا سدباب کیا۔ اور رجوع کرنے کی اجازت کو دو طلاقوں تک محدود فرمادیا۔ فَاِمْسَاکٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌ بِاِحْسَانٍ۔ فا فصیحہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا مابعد اس کے ماقبل پر مرتب ہے۔ یعنی دو طلاقیں دینے کے بعد خاوند کو اختیار ہے۔ اگر چاہے تو عدت کے اندر رجوع کرلے یا اس کی عدت گذر جانے دے تاکہ عدت گذر جانے سے خود بخود رشتۂ نکاح منقطع ہوجائے مگر رشتۂ نکاح منقطع کرنے سے نیت بخیر ہو یعنی باہمی نزاع و خلاف کو ختم کرنا مقصود ہو۔ عورت کی دلشکنی اور اس کو تکلیف دینا مقصود نہ ہو بعض لوگوں نے ایک روایت کی بنا پر اَوْ تَسْرِیْحٌ بِاِحْسَانٍ سے تیسری طلاق مراد لی ہے۔ یعنی دو طلاقوں کے بعد یا تو عدت کے اندر رجوع کرلے یا دوسرے طہر میں اسے تیسری طلاق دیدے تاکہ وہ بائن ہوجائے تو اس صورت میں فَاِنْ طَلَّقَھَا فَلَا تَحِلُّ لَہٗ الآیۃ اس کا بیان ہوگا اور علیحدہ طلاق نہیں ہوگی مگر پہلا معنیٰ راجح ہے۔ اور حضرت ابن مسعود، ابن عباس مجاہد، عروہ اور قتادہ رضی اللہ عنہم سے منقول ہے (ابن جریر ص۲۵۹ ج ۲) اور جس روایت کی بنا پر تسریح باحسان سے تیسری طلاق مراد لی گئی ہے اس کے متعلق علامہ قرطبی نے نقل کیا ہے کہ وہ ثابت نہیں۔ وذکر الکیا الطبری ھذا الخبر وقال انہ غیر ثابت من جھۃ النقل (قرطبی ج ۳ ص۱۲۸) لیکن **الطلاق مرتٰن** عام ہے اس سے کہ یہ دونوں طلاقیں بلا بدل ہوں یا ان میں سے ایک بطور خلع ہو لہٰذا طلاق بصورت خلع جو اس کے بعد مذکور ہے وہ تیسری طلاق نہیں بلکہ ان دو ہی میں شامل ہے لہٰذا فان طلقھا سے تیسری طلاق کا ذکر ہے۔ **۴۵۴** زمانۂ جاہلیت کی ایک ظالمانہ رسم یہ تھی کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دیتا تو جو کچھ اسے دیا ہوا ہوتا وہ بھی اس سے چھین لیتا تو اللہ تعالیٰ نے اس بدسلوکی سے منع فرمایا کہ جو کچھ تم اپنی بیویوں کو دے چکے ہو طلاق کے بعد اس میں سے کچھ بھی مت واپس لو۔ البتہ ایک صورت میں طلاق کے عوض کچھ مال لینے کی اجازت دیدی اور وہ یہ ہے کہ خاوند بیوی کے تعلقات اس قدر کشیدہ ہوجائیں کہ ان کے درمیان صلح کی کوئی صورت نہ نکل سکے اور عورت کی طرف سے شرعی حدود کے مطابق حقوق زوجیت ادا کرنے کی کوئی توقع باقی نہ رہے اور طلاق ناگزیر ہوجائے تو اس صورت میں جائز ہے کہ عورت کچھ دیکر خاوند سے طلاق حاصل کرلے۔ طلاق کی اس صورت کو شریعت کی اصطلاح میں خلع کہتے ہیں۔ **۴۵۵** یہ ماقبل کی تفصیل ہے۔ یہاں اس بات کی وضاحت فرمادی کہ خلع کی صورت میں عورت کے لئے خاوند کو مال دینا اور خاوند کو اس کا لینا ہر دو جائز ہیں۔ اور خلع حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک طلاق بائن ہے۔ حضرت عثمان، علی، ابن مسعود، ثوری، اوزاعی اور تابعین کی ایک جماعت سے یہی منقول ہے۔ روی عن عثمان وعلی وابن مسعود وجماعۃ من التابعین ھو طلاق وبہ قال مالک والثوری والاوزاعی وابوحنیفۃ واصحابہ والشافعی فی احد قولیہ (قرطبی ص۱۴۳ ج ۳) لیکن شوافع کے نزدیک خلع طلاق نہیں بلکہ فسخ ہے۔ لہٰذا ان کے نزدیک ولا یحل سے فیما افتدت بہ تک جملہ معترضہ ہے بیان خلع کے لئے اور فان طلقھا سے تیسری طلاق مراد ہے۔ تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰہِ فَلَا تَعْتَدُوْھَا یعنی احکام مذکورہ اللہ تعالیٰ کے اوامر اور نواہی کی حدود ہیں ان سے تجاوز مت کرو۔ جو لوگ اللہ کی حدود توڑتے ہیں وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔ **۴۵۶** اس کا تعلق الطلاق مرتٰن سے ہے اور اس میں تین طلاقوں کا حکم بیان کیا گیا ہے۔ دو طلاقوں کے بعد تو اگر رجعی ہوں، خاوند رجوع کرسکتا ہے اور اگر ایک بصورت خلع ہو تو دوبارہ نکاح کرسکتا ہے لیکن اگر اس نے عدت کے اندر تیسری طلاق بھی دیدی تو اب وہ اس سے نہ رجوع کرسکتا ہے اور نہ نکاح ہی کرسکتا ہے۔ البتہ ایک طریقہ ہے جس سے وہ عورت دوبارہ اس کے نکاح میں آسکتی ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ عورت انقضاء عدت کے بعد کسی دوسرے آدمی سے نکاح کرے اور وہ آدمی اس سے صحبت کے بعد اسے طلاق دیدے اور اس کی عدت گذر جائے تو پہلا خاوند اس سے نکاح کرسکتا ہے مذکورہ آیت میں یہی حکم بیان کیا گیا ہے۔ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت کی اجازت سے نکاح منعقد ہوسکتا ہے کیونکہ یہاں فعل نکاح کو عورت کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

۴۵۷ یہ ماقبل کی تفصیل ہے اور طَلَّقَ کا فاعل دوسرا خاوند ہے یعنی اگر دوسرا خاوند بھی اس کو طلاق دیدے تو یہ عورت اور اس کا پہلا خاوند اگر یہ سمجھتے ہوں کہ اب وہ شرعی حدود کے مطابق ایک دوسرے کے حقوق ادا کرسکیں گے تو ان کے لئے جائز ہے کہ وہ دوبارہ نکاح کرکے تعلقات زوجیت استوار کرلیں۔ مگر اس مطلقہ کے پہلے شوہر کے ساتھ دوبارہ نکاح کے جواز کے لئے پانچ شرطیں ہیں۔ (۱) پہلے خاوند کی عدت پوری کریں (۲) عدت کے بعد دوسرے خاوند سے شرعی عقد کرے۔ (۳) دوسرا خاوند اس سے وطی کرے (۴) وطی کے بعد دوسرا خاوند اسے طلاق دے دے (۵) دوسرے خاوند کی طلاق کی عدت پوری کرے۔ ان میں سے اگر ایک شرط بھی مفقود ہوگی

تو پہلے شوہر سے اس کا نکاح جائز نہیں ہوگا۔ مذہب جمہور المجتہدین ان المطلقة بالثلاث لاتحل لذلك الزوج الا بخمس شرائط تعتد منه وتعقد للثانی ویطأها ثم یطلقها ثم تعتد منه (کبیر ص۳۷۹ ج ۲) وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ یُبَیِّنُهَا لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ٥ حدود اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کے احکام اور قوانین ہیں اللہ تعالیٰ علم وبصیرت رکھنے والوں کے لئے اپنے احکام بیان فرماتا ہے تاکہ وہ سوچ سمجھ کر ان پر عمل کریں اور ان کی پابندی کریں۔ ۴۵۸ اَجَلَهُنَّ میں اجل سے مراد عدت ہے اور بلوغ اجل سے عدت کا قریب الاختتام ہونا مراد ہے بقرینہ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ الخ کیونکہ رجعت تو عدت کے اندر ہی ہوسکتی ہے۔ اختتام عدت کے بعد نہیں ہوسکتی المراد مقاربته دون انقضائه (احکام القرآن جصاص) طلاق رجعی کے بعد خاوند کو دو اختیار دیئے گئے ہیں۔ اگر وہ چاہے تو عدت کے اندر رجوع کرکے مطلقہ بیوی کو پھر اپنے گھر میں آباد کرلے۔ یا عدت میں رجوع نہ کرے اور اسے چھوڑ دے مگر اللہ تعالیٰ کو یہ ہرگز پسند نہیں کہ عورت کو کسی صورت میں تنگ کیا جائے۔ اگر دوبارہ اس سے زوجیت کے تعلقات استوار کئے جائیں تو اسے دوبارہ اپنی زوجیت میں لاکر تنگ کرنا مقصود نہ ہو۔ اسی طرح اگر اسے چھوڑ دینے ہی کا فیصلہ کیا جائے تو بھی شرعی حدود کی پابندی سے باہمی نزاعات کو ختم کرنے کے لئے کیا جائے نہ کہ عورت کو ذلیل کرنے اور اس کی دلشکنی کے لئے اور ممکن ہے کہ تسریح بمعروف سے مطلقہ کو ثیاب متعہ دینے کی طرف اشارہ ہو جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ اس آیت کا مفہوم بعینہ وہی ہے جو الطلاق مرتٰن فامساك بمعروف او تسریح باحسان میں مذکور ہو چکا ہے۔ پھر اس کا اعادہ کیوں کیا گیا؟ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے تو عام حکم دیا کہ رجعی طلاق کے بعد عدت کے دوران اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرلو اور یہاں یہ فرمایا کہ عدت کے زمانہ میں جو تم نے مطلقہ کے متعلق فیصلہ کیا ہے۔ اختتام عدت کے قریب اس پر ایک دفعہ پھر غور وفکر کرلو ممکن ہے کہ پہلے فیصلہ کی نسبت اب تم زیادہ بہتر اور زیادہ مفید فیصلہ کرسکو۔ ھذا تفصیل ما اشار الیه الشیخ رحمه اللہ تعالیٰ ۴۵۹ یہ حکم ماقبل کی تاکید اور توضیح ہے زمانۂ جاہلیت میں بعض لوگ اپنی بیویوں کو تنگ کرنے کیلئے انہیں طلاق دے دیتے۔ جب ان کی عدت قریب الاختتام ہوتی تو رجوع کرلیتے پھر کچھ عرصہ بعد طلاق دیدیتے اور رجوع کرلیتے یہ سلسلہ جاری رکھتے تاکہ وہ بیچاری نہ اس کے پاس آرام اور سکون کی زندگی گذار سکے اور نہ ہی کسی دوسرے خاوند سے نکاح کرسکے تو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا اور حکم دیا کہ اگر مطلقہ رجعیہ کو واپس لانا چاہو تو حسن معاشرت کی نیت سے واپس لاؤ تنگ کرنے اور اسے تکلیف پہنچانے کی غرض سے ایسا نہ کرو۔ روی مالك عن ثور بن زید الدیلی ان الرجل كان یطلق امرأته ثم یراجعها ولا حاجة له بها ولا یرید امساكها كیما یطول بذلك العدة ولیضارها فانزل اللہ تعالیٰ وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا الاٰیة (قرطبی ص۱۵۶ ج ۳) نقله ابن کثیر ص۲۸۱ ج ۱ عن ابن عباس ومجاهد ومسروق والحسن وقتادة والضحاك والربیع ومقاتل بن حیان وغیر واحد۔ ۴۶۰ حقوق زوجیت میں کوتاہی کرنے والوں کے لئے یہ ایک وعید شدید ہے یعنی جو بیوی کو محض تنگ کرنے کی غرض سے اپنے پاس روکے گا وہ ظالم ہے اور اپنی جان پر ظلم کر رہا ہے۔ کیونکہ وہ اس بدسلوکی کی دنیا یا آخرت یا دونوں میں سخت سزا پائے گا۔ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰیٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا اور اللہ کی آیتوں کو ہنسی کھیل یا مذاق نہ سمجھو کہ جس پر جی چاہا عمل کرلیا اور جسے چاہا ٹھکرا دیا۔ بلکہ ان پر جی لگا کر عمل کرو۔ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ نعمت سے دین اسلام اور آئین معاشرت کا تفصیلی بیان مراد ہے۔ ای بالاسلام وبیان الاحکام (قرطبی ص۱۵۷ ج ۳) وَمَآ اَنْزَلَ عَلَیْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ یَعِظُكُمْ بِهٖ ما انزل، نعمت اللہ پر معطوف ہے۔ کتاب وحکمت سے مراد قرآن حکیم ہے کیونکہ اس

وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ط وَ

اور جو ایسا کرے گا وہ بیشک بڑا ہی نقصان کریگا ۴۶۰ اور

لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰیٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ز وَّاذْكُرُوْا

مت ٹھہراؤ اللہ کے احکام کو ہنسی اور یاد کرو

نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَیْكُمْ

اللہ کا احسان جو تم پر ہے اور اس کو جو اتاری تم پر

مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ یَعِظُكُمْ بِهٖ ط وَاتَّقُوا

کتاب اور علم کی باتیں کہ تم کو نصیحت کرتا ہے اس کے ساتھ اور ڈرتے

اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ (۲۳۱) وَاِذَا

رہو اللہ سے اور جان رکھو کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے اور جب

طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ

طلاق دی تم نے عورتوں کو پھر پورا کر چکیں اپنی عدت کو تو اب نہ روکو ان کو اس سے

اَنْ یَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَیْنَهُمْ

کہ نکاح کر لیں اپنے خاوندوں سے ۴۶۱ جبکہ راضی ہو جاویں آپس میں ف۱

بِالْمَعْرُوْفِ ط ذٰلِكَ یُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ

موافق دستور کے یہ نصیحت اس کو کی جاتی ہے جو کہ تم میں سے

یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ط ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ

ایمان رکھتا ہو اللہ پر اور قیامت کے دن پر اس میں تمہارے لئے بڑی ستھرائی ہے

وَاَطْهَرُ ط وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (۲۳۲)

اور بہت پاکیزگی اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ف۱

وَالْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَیْنِ كَامِلَیْنِ

اور بچے والی عورتیں دودھ پلاویں اپنے بچوں کو دو برس پورے

۲۹ ع رکوع ۱۳

یعنی عدت ختم کر دیں ۱۲

ف۲ رضاع یعنی بچوں کو دودھ پلانے کا بیان ۱۲

ف۳ فصالہ دو دو سال میں (اور دیا نہ) یعنی [illegible] وبین اللہ ۳ سال میں جیسا کہ اختلاف [illegible] وحملہ وفصالہ ثلثون شہرا ۱۲

موضح قرآن ف۱ یہ حکم ہے عورت کے ولیوں کو کہ اس کے نکاح میں اسی کی خوشی رکھیں جہاں وہ راضی ہو وہاں کردیں اگرچہ اپنی نظر میں اور جگہ بہتر معلوم ہو۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی با شوہران دیگر کہ بایشان رغبت پیدا کردہ اند ۱۲

لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ؕ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ
جو کوئی چاہے کہ پوری کرے دودھ کی مدت ۴۶۲ اور لڑکے والے یعنی
لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ لَا تُكَلَّفُ
باپ پر ہے کھانا اور کپڑا ان عورتوں کا موافق دستور کے ۴۶۳ تکلیف نہیں دی
نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا
جاتی کسی کو مگر اس کی گنجائش کے موافق نہ نقصان دیا جاوے ماں کو اسکے بچہ کی وجہ
وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ق وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ
اور نہ اسکو جس کا وہ بچہ ہے ۴۶۴ یعنی باپ کو اس کے بچہ کی وجہ سے اور وارثوں پر بھی یہی لازم
فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ
ہے پھر اگر ماں باپ چاہیں کہ دودھ چھڑا لیں ف۱ یعنی دو برس کے اندر ہی اپنی رضا اور مشورہ سے
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ؕ وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا
تو ان پر کچھ گناہ نہیں اور اگر تم لوگ چاہو کہ دودھ پلواؤ کسی
اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ
دایہ سے اپنی اولاد کو تو بھی تم پر کچھ گناہ نہیں جبکہ حوالہ کر دو جو تم نے
اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا
دینا ٹھہرایا ہے موافق دستور کے ۴۶۵ اور ڈرو اللہ سے اور جان رکھو
اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۳۳﴾ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ
کہ اللہ تمہارے سب کاموں کو خوب دیکھتا ہے ف۱ اور جو لوگ مر جاویں
مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ
تم میں سے اور چھوڑ جاویں اپنی عورتیں انتظار میں رکھیں اپنے آپ کو
اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ
چار مہینے اور دس دن پھر جب پورا کر چکیں اپنی عدت کو ۴۶۶

ف۱ متوفی عنہا زوجہا یعنی جب عورت کا خاوند فوت ہو جاوے اس کی عدت واجبہ کا بیان ہے

ہیں یہ دونوں وصف موجود ہیں۔ یا کتاب سے مراد قرآن اور حکمت سے مراد سنت ہے والمراد بهما القرآن الجامع للعنوانين او القرآن والسنة (روح ۱۴۲ ج ۲) والحكمة هي السنة المبنية على لسان رسول الله صلى الله عليه وسلم مراد الله فيما لم ينص عليه في الكتاب (قرطبی ۱۵۸ ج ۳) يَعِظُكُمْ بِهٖ، انزل کے فاعل سے حال ہے۔ یعنی کتاب و سنت میں جو احکام تمہاری نصیحت کے لئے نازل کئے جاتے ہیں۔ ان کو ہر وقت پیش نظر رکھا کرو۔ اور ان کے مطابق عمل کیا کرو۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔ اللہ کے عذاب سے ڈرو۔ اور اس کے احکام کی مخالفت سے باز آجاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ تمام احکام کی حکمتیں جانتا ہے۔ اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہے۔ نیز وہ یہ بھی جانتا ہے کہ کون اس کی اطاعت کرتا ہے اور کون اس کا نافرمان ہے۔ فلا يخفى عليه شيء مما تأتون وما تذرون فليحذر من جزائه وعقابه (روح ۱۴۳ ج ۲، ابو السعود ۲۳۸ ج ۲) او انه عليم بكل شيء فلا يأمر الا بما فيه الحكمة والمصلحة فلا تخالفوه (روح ۱۴۳ ج ۲) **۴۶۱** یہاں بلوغ اجل سے انقضاء اجل اور اختتام عدت مراد ہے۔ بقرينة فلا تعضلوهن الخ زمانہ جاہلیت کی ایک رسم یہ بھی تھی کہ بعض لوگ اپنی مطلقہ بیویوں کو دوسری شادی کرنے کی اجازت نہیں دیتے تھے اور اسے اپنی ذلت سمجھتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس رسم کو توڑنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ جب تمہاری مطلقہ بیویوں کی عدت پوری ہو جائے تو انہیں اپنی مرضی کے مطابق منتخب کئے ہوئے خاوندوں کے ساتھ شادی کرنے سے مت روکو۔ الخطاب للازواج المطلقين حيث كانوا يعضلون مطلقاتهم بعد مضي العدة ولا يدعوهن ان يتزوجن ظلما وقسرا لحمية الجاهلية (روح ۱۴۴ ج ۲) اس آیت میں بھی اشارہ نکلتا ہے کہ عورتوں کے الفاظ سے نکاح منعقد ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہاں بھی فعل نکاح کو عورتوں کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ یعنی بشرطیکہ عورتیں اپنے نئے خاوندوں کا انتخاب شرعی احکام اور مروت کے تقاضوں کے طریقوں کے مطابق کریں۔ مثلاً غیر کفو کا شوہر منتخب نہ کریں۔ اور مہر مثل میں کمی نہ کریں۔ اگر ایسا کریں تو ان کے اولیاء کو اعتراض کرنے کا حق پہنچتا ہے۔ بالمعروف بما يحسن في الدين والمروءة من الشرائط او بمهر المثل والكفوء لان عند عدم احدهما للاولياء ان يتعرضوا۔ (مدارك ۹۲ ج ۲) ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ۔ یہ احکام تو سب مومنوں کے لئے یکساں طور پر واجب العمل ہیں مگر ان احکام پر دل و جان سے عمل کرنے والے اور ان کی قدر و منزلت پہچاننے والے صرف مومنین کاملین ہی ہیں۔ اس لئے ان کا خاص طور پر ذکر کیا ہے۔ خصه بالذكر لانه المسارع الى الامتثال اجلالا لله تعالى وخوفا من عقابه (روح ۱۴۵ ج ۲) ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ ذٰلکم سے مذکورہ احکام کے مطابق عمل کرنے کی طرف اشارہ ہے۔ ای الاتعاظ به والعمل بمقتضاه (روح ۱۴۵ ج ۲) یعنی مذکورہ احکام پر عمل کرنا تمہارے لئے برکت و پاکیزگی کا باعث ہے۔ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ ان احکام کی حکمتیں اور مصلحتیں صرف اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے ہو۔ اس لئے تمہیں ہر حال میں ان پر عمل کرنا چاہیئے۔ **۴۶۲** یہاں سے احکام رضاعت کا بیان شروع ہوتا ہے۔ يُرْضِعْنَ لفظاً خبر ہے مگر معناً امر ہے اور یہ امر استحباب کیلئے ہے۔ ہاں اگر بچہ والدہ کے سوا کسی دوسری عورت کا دودھ نہیں پیتا۔ یا اس کے لئے دودھ پلانے والی نہیں ملتی یا ماں تو مل سکتی ہے لیکن باپ اس کا معاوضہ ادا کرنے سے قاصر ہے تو ان

موضح قرآن ف۱ اگر مرد عورت میں طلاق ہووے اور لڑکا رہا دودھ پیتا تو ماں دو برس بندہ ہے اس کے دودھ پلانے کو اور باپ اس کا خرچ اٹھاوے اور اگر باپ اس کا مر گیا تو وارث اس کے خرچ اٹھاویں اور جو دو برس سے کم میں چھڑاویں اپنی خوشی سے تو بھی روا ہے اور اگر باپ کسی سے پلواوے ماں کو بند نہ رکھے تو بھی روا ہے لیکن اس کے بدلے میں ماں کا کچھ حق نہ کاٹ رکھے۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی پیش از دو سال ۱۲

حالتوں میں والدہ پر دودھ پلانا واجب ہے۔ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ یُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ سے اس طرف اشارہ ہے کہ دودھ پلانے کی پوری اور کامل مدت دوسال ہے اس سے زیادہ نہیں مطلب یہ ہے کہ دوسال سے زیادہ دودھ پلانا جائز نہیں۔ البتہ اگر بعض وجوہ کی بنا پر دوسال سے کم دودھ پلا یا جائے تو جائز ہے۔ فقہاء اسلام نے اس آیت سے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ جو رضاعت حرمت نکاح میں مؤثر ہے وہ وہی ہے جو دوسال کے اندر ہو۔ دوسال کے بعد کی رضاعت کا حرمت نکاح میں کوئی اعتبار نہیں۔ واستدل بالاٰیة علٰی ان اقصٰی مدة الارضاع حولان ولا یعتد به بعدھما فلا یعطٰی حکمه وانه یجوز ان ینقص عنهما (روح ص۱۴۲ ج ۲) الرضاعة المحرمة الجاریة مجری النسب انما ھی ماکان فی حولین لانه بانقضاء الحولین تمت الرضاعة ولا رضاعة بعد الحولین معتبرة (قرطبی ص۱۶۲ ج ۳) حنفیہ میں سے صاحبین کا یہی مسلک ہے۔ اور اسی پر فتوٰی ہے۔ وکان الاصح قولھما وھو مختار الطحاوی (فتح القدیر ص۳ ج۳)

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِيٓ اَنْفُسِهِنَّ
تو تم پر کچھ گناہ نہیں اس بات میں کہ کریں وہ اپنے حق میں
بِالْمَعْرُوفِ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿۲۳۴﴾ وَلَا جُنَاحَ
قاعدہ کے موافق ۴۶۶ﮧ اور اللہ کو تمہارے تمام کاموں کی خبر ہے ف۱ اور کچھ گناہ نہیں
عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ
تم پر اس میں کہ اشارہ میں کہو پیغام نکاح ان عورتوں کو
اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيٓ اَنْفُسِكُمْ ۚ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ
یا پوشیدہ رکھو اپنے دل میں ۴۶۸ﮧ اللہ کو معلوم ہے کہ تم البتہ
سَتَذْكُرُونَهُنَّ وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا اِلَّآ اَنْ
ان عورتوں کا ذکر کروگے ف۲ لیکن ان سے نکاح کا وعدہ نہ کر رکھو چھپ کر مگر
تَقُولُوا قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۚ وَلَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ
یہی کہ کہہ دو کوئی بات رواج شریعت کے موافق اور نہ ارادہ کرو
النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ۚ وَاعْلَمُوٓا اَنَّ
نکاح کا یہاں تک کہ پہنچ جاوے عدت مقررہ اپنی انتہا کو ۴۶۹ﮧ اور جان رکھو کہ
اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ ۚ وَاعْلَمُوٓا
اللہ کو معلوم ہے جو کچھ تمہارے دل میں ہے سو اس سے ڈرتے رہو اور جان رکھو
اَنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ع لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ
کہ اللہ بخشنے والا اور تحمل کرنیوالا ہے ف۱ کچھ گناہ نہیں تم پر اگر
طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوا
طلاق دو تم عورتوں کو اس وقت کہ ان کو ہاتھ بھی نہ لگاؤ اور نہ مقرر کیا ہو
لَهُنَّ فَرِيضَةً ۚ وَّمَتِّعُوهُنَّ ۚ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهٗ
ان کے لئے کچھ مہر ۴۷۰ﮧ ف۲ اور ان کو کچھ خرچ دو ف۳ مقدور والے پر اس کے موافق ہے

۳۰ ع ۱۴

۴۶۳ﮧ مولود لہٗ سے مراد باپ ہے کیونکہ بچہ اسی کے لئے پیدا ہوتا ہے۔ اور اسی کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ بچے کی ماں کا خرچ از قسم خوراک لباس باپ کے ذمہ ہے۔ اور معروف سے مراد یہ ہے کہ خرچ میں نہ اسراف ہو اور نہ تنگی۔ بلکہ مرد کی مالی حالت کے مناسب ہو۔ ای بلا اسراف وتقتیر (روح ص۱۴۶ ج ۲، مدارک ج ۱ ص۹۲) ای بالمتعارف فی عرف الشرع من غیر تفریط ولا افراط (قرطبی ص۱۶۳ ج ۳) یدل علٰی ان الواجب من النفقة والکسوة ھو علٰی قدر حال الرجل فی اعسارہ ویسارہ (احکام القرآن للجصاص) لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا۔ امام نسفی رح فرماتے ہیں کہ یہ جملہ معروف کی تفسیر ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دی جائے نہ تو خاوند کو اس کی وسعت سے زیادہ خرچ کرنے پر مجبور کیا جائے اور نہ ہی عورت کو تنگدستی کی زندگی گذارنے پر۔ ای لا تکلف المرأة للصبر علی التقتیر فی الاجرة ولا یکلف الزوج ما ھو اسراف بل یراعی القصد (قرطبی ص۱۶۶ ج ۳) ۴۶۴ﮧ بیٹے کی وجہ سے خاوند کی طرف سے عورت کو اور عورت کی طرف سے خاوند کو کسی قسم کی تکلیف نہ دی جائے مثلاً اگر ماں کسی بیماری یا جسمانی کمزوری کی وجہ سے دودھ نہ پلا سکتی ہو تو اسے مجبور نہ کیا جائے۔ یا اگر وہ دودھ پلانا چاہتی ہو تو بلا وجہ اس سے بچہ نہ چھینا جائے اور اس کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کی جائے اور ماں کی طرف سے تکلیف دینے کی صورت یہ ہے کہ وہ خاوند کو تنگ کرنے کے لئے بچہ کو دودھ نہ پلائے یا اس کی وسعت سے زیادہ اس پر اخراجات کا بوجھ ڈالے۔ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ اگر بچے کا باپ مرجائے تو بچے کے ورثاء پر وہ تمام حقوق ادا کرنے واجب ہوں گے جو باپ پر واجب تھے مثلاً اس کی والدہ کی خوراک اس کا لباس اور اسے تکلیف نہ دینا وغیرہ علیه مثل ما علی والد الطفل من الانفاق علی والدة الطفل والقیام بحقوقها وعدم الاضرار بها وھو قول الجمہور (ابن کثیر ص۲۸۴ ج۱) یہ اس صورت میں ہے جب بچے کا اپنا مال موجود نہ ہو۔ اگر اس کا اپنا مال ہو تو اس کے اور اس کی والدہ کے اخراجات اس کے مال ہی سے ادا کئے جائیں گے۔ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا مدتِ رضاعت (دوسال) کی تکمیل سے پہلے اگر خاوند بیوی بچے کی ضرورت اور مصلحت کو سامنے رکھ کر باہمی رضامندی اور مشورے سے اس کا دودھ چھڑا دیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ ۴۶۵ﮧ اٰتَيْتُمْ میں ایتاء سے مقررہ اجرت دینے

ف۱ یعنی عدت میں نکاح
پڑھانا جائز نہیں
البتہ اشارۃ اور
تعریضی کہنا جائز ہے
خطبہ کرنا جائز ہے ۱۲

ف۲ مطلقہ عورتوں کی
چار قسموں کا بیان
دو کا صراحۃً ۱۲ اور دو
کا ضمناً ۱۲

موضح قرآن ف۱ طلاق کی عدت تین حیض فرمائی اور موت کی عدت چار مہینے دس دن۔ دونوں جب ہیں کہ حمل معلوم نہ ہو اور اگر حمل معلوم ہوا تو حمل تک ۱۲ ف۲ یعنی عورت ایک خاوند سے چھوٹی ہے اور عدت میں ہے تب تک کسی اور کو روا نہیں کہ اس سے نکاح باندھ لیوے یا صاف وعدہ کر رکھے تا اس سے پہلے اور کوئی نہ کہہ بیٹھے پر وہ یہ کہ ایک بات کہہ دے مرجع سے مثلاً عورت کو کہے کہ تجھ کو کوئی عزیز کر لے گا یا کہے کہ مجھ کو ارادہ نکاح کا ہے۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی بتصریح بعد عدت ۱۲ ف۲ یعنی مہر را ۱۲ ف۳ یعنی پوشاک ۱۲

کی ذمہ داری اور ضمانت اٹھانا مراد ہے اور معروف سے شرعًا اور مروۃً اچھا اور مستحسن طریقہ مراد ہے۔ اور بعض دفعہ والدہ کی موجودگی میں بعض ناگزیر وجوہ کی بنا پر بچے کو کسی دوسری عورت کا یا دایہ کا دودھ پلانے کی ضرورت پیش آجاتی ہے تو اس کے متعلق ارشاد فرمایا کہ بوقتِ ضرورت ایسا کرنا جائز ہے بشرطیکہ دایہ کی مقررہ اجرت جو شرعًا اور عرفًا مناسب ہو ٹال مٹول اور کمی بیشی کے بغیر اس کے حوالے کردی جائے۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ اللہ سے ڈرو اور اس کی حدود کو مت توڑو اور یقین رکھو کہ وہ حاضر و ناظر ہے۔ اعمال کو دیکھ رہا ہے۔ اس لئے تمہیں تمہارے اعمال کے مطابق جزاء و سزا ملے گی۔ یہاں احکامِ رضاع کا بیان تھا۔ آگے بیوہ کی عدت اور اس سے متعلق بعض دوسرے احکام کا بیان ہے۔ **ف۴۶۶** پہلے گذر چکا ہے کہ بیوہ کی عدت چار ماہ اور دس دن صرف اسی صورت میں ہے جب وہ حاملہ نہ ہو۔ اگر وہ حاملہ ہوگی تو اس کی عدت وضعِ حمل ہے جیسا کہ سورۂ طلاق میں مذکور ہے۔ **ف۴۶۷** اس آیت میں بیوہ عورتوں کے نکاح کا حکم بیان ہوا ہے کہ عدت کے بعد اگر وہ اپنی مرضی سے کسی آدمی سے شرعی عقد کرنا چاہیں تو ان کے اولیاء کو انہیں اس سے نہیں روکنا چاہیئے بشرطیکہ وہ اپنے کفو میں نکاح کریں۔ غیر کفو میں نکاح کرنے سے رشتہ داروں کو روکنے کا حق ہے۔ آج کل بیوہ عورتوں پر انتہائی ظلم کیا جاتا ہے بعض عورتیں عین جوانی میں بیوہ ہوجاتی ہیں مگر انہیں عمر بھر خاوند کے بغیر رہنا پڑتا ہے اور ورثاء انہیں عقدِ ثانی کی اجازت نہیں دیتے اور اس میں اپنی ذلت سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ سراسر جہالت اور خدا کی نافرمانی ہے اور اس بیوہ کی حق تلفی ہے۔ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے اس لئے اس کے احکام کی مخالفت مت کرو۔ **ف۴۶۸** بیوہ عورت کے سامنے اس سے نکاح کرنے کے ارادے کا اظہار عدت کے دوران صراحۃً جائز نہیں۔ البتہ اشارۃً ایسا کرے تو جائز ہے مثلاً بیوہ یا اس کے ولی کے سامنے یوں کہے کہ ”خدا کرے کہ میرا گھر بھی آباد ہوجائے“ یا اس قسم کا کوئی اور جملہ۔ اسی طرح اگر دل میں ارادہ کرلے کہ عدت کے بعد اس سے نکاح کرونگا مگر اس کا صراحۃً اظہار نہ کرے تو یہ بھی جائز ہے۔ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا ۔ اللہ کو معلوم تھا کہ تم ضرور ان کا ذکر کرو گے۔ اور دل میں ان کی طرف دھیان کرو گے اور اس سلسلے میں اپنے اوپر پورا کنٹرول نہیں کرسکو گے۔ اس لئے تمہیں اشارۃً ذکر کرنے کی اجازت دیدی لیکن نکاح کرنے کا صریح وعدہ اس کی

وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى
اور تنگی والے پر اس کے موافق جو خرچ کہ قاعدے کے موافق ہے لازم ہے

الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۲۳۶﴾ وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ
نیکی کرنے والوں پر ف۱ اور اگر طلاق دو ان کو ہاتھ لگانے

تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِیْضَةً فَنِصْفُ
سے پہلے اور ٹھہرا چکے تھے تم ان کے لئے مہر تو لازم ہوا آدھا

مَا فَرَضْتُمْ اِلَّاۤ اَنْ یَّعْفُوْنَ اَوْ یَعْفُوَا الَّذِیْ بِیَدِهٖ
اس کا کہ مقرر کر چکے تھے ف۲ مگر یہ کہ درگذر کریں عورتیں یا درگذر کرے وہ شخص کہ اس کے اختیار

عُقْدَةُ النِّكَاحِ ؕ وَاَنْ تَعْفُوْۤا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ؕ
میں ہے گرہ نکاح کی یعنی خاوند ف۳ اور تم مرد درگذر کرو تو قریب ہے پرہیزگاری سے

وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَیْنَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
اور نہ بھلا دو احسان کرنا آپس میں بے شک اللہ جو کچھ تم کرتے ہو

بَصِیْرٌ ﴿۲۳۷﴾ حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۗ
خوب جانتا ہے ف۴ خبردار رہو سب نمازوں سے اور بیچ والی نماز سے ف۵

وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِیْنَ ﴿۲۳۸﴾ فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ
اور کھڑے رہو اللہ کے آگے ادب سے ف۶ پھر اگر تم کو ڈر ہو کسی کا ف۷ تو پیادہ پڑھ لو یا

رُكْبَانًا ۚ فَاِذَاۤ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ
سوار پھر جس وقت تم امن پاؤ تو یاد کرو اللہ کو جس طرح کہ تم کو سکھایا ہے

مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۹﴾ وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ
جس کو تم نہ جانتے تھے ف۸ اور جو لوگ تم میں سے مر جاویں

وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ۖۚ وَّصِیَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا
اور چھوڑ جاویں اپنی عورتیں تو وہ وصیت کر جاویں اپنی عورتوں کے واسطے خرچ دینا

ف۱ امور انتظامیہ کے بعد تیسرے امر مصلح نماز کا بیان ۱۲

ف۲ امر مصلح کے بعد امور انتظامیہ سابقہ سے متعلق ایک استثنائی شق کا بیان ۱۲

موضح قرآن ف۱ اگر نکاح کے وقت مہر کہنے میں نہ آیا تو بھی نکاح درست ہے مہر پیچھے ٹھہر رہیگا۔ پھر اگر بن ہاتھ لگائے عورت کو طلاق دے تو مہر کچھ لازم نہ آیا لیکن کچھ خرچ دینا ضرور ہے خرچ کیا کہ ایک جوڑا پوشاک کا موافق حال کے۔ ۱۲ ف۲ یعنی اگر مہر ٹھہر چکا تھا پھر بن ہاتھ لگائے طلاق دے تو پھر آدھا مہر لازم ہوا۔ مگر عورتیں درگذر کریں کہ بالکل چھوڑ دلویں یا مرد درگذر کرے تو بہتر ہے کیونکہ اللہ نے بڑائی دی ہے مرد کو اور اس کو مختار کیا نکاح رکھنے اور توڑنے کا اپنی بڑائی رکھے۔ **فائدہ:۔** چار صورتیں ہوسکتی ہیں یہاں دو کا حکم فرمایا۔ ایک یہ کہ مہر نہ ٹھہرا تھا اور ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے دوسری یہ کہ مہر ٹھہرا تھا اور ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے اور دو صورتیں باقی رہیں ایک یہ کہ مہر ٹھہرا تھا اور ہاتھ لگا کر طلاق دے تو پورا مہر لازم ہوا یہ سورہ نساء میں مذکور ہے۔ دوسری یہ کہ مہر نہ ٹھہرا تھا اور ہاتھ لگا کر طلاق دے اس میں مہر مثل پورا دیا چاہئے یعنی جو اس عورت کی قوم میں رواج ہے اور جب خلوت ہوچکی تو گویا ہاتھ لگایا۔ ف۳ بیچ والی نماز عصر ہے کہ دن اور رات کے بیچ میں ہے اس کا تقید زیادہ کیا اور طلاق کے حکموں میں نماز کا حکم فرمادیا کہ دنیا کے معاملے میں غرق ہوکر بندگی نہ بھول جاؤ اسی واسطے عصر کا تقید زیادہ ہے کہ اس وقت دنیا کا شغل اکثر ہے۔ فرمایا کہ کھڑے رہو ادب سے تو جو حرکت جس سے معلوم ہو کہ آدمی نماز میں نہیں ہے اسی سے نماز ٹوٹتی ہے جیسا کھانا پینا یا کسی سے بات کرنی اور سوائے اس کے ۱۲ ف۴ یعنی لڑائی کا وقت ہو تو ناچاری کو سواری پر بھی اور پیادہ بھی اشارہ سے نماز روا ہے گو کہ قبلہ کی طرف نہ ہو ۱۲

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی زوج خود گذاشتہ تمام دہد ۱۲ ف۲ یعنی از عدو و مانند آں ۱۲

نہ علانیہ اجازت ہے اور نہ ہی پوشیدہ طور پر۔ اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ط قولاً معروفاً سے وہی اشارہ اور کنایہ مراد ہے۔ **۴۶۹** یہ ماقبل کی تاکید و تفصیل ہے۔ اور عزم سے مراد وہ پختہ ارادہ ہے جو مقارن فعل ہو۔ والمراد بہ العزم المقارن (روح ص۱۵۰ ج ۲) یعنی عدت گذرنے سے پہلے عزم نکاح کا اظہار مت کرو۔ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ فَاحْذَرُوْہُ ج وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ اپنے باطن کو درست رکھو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے دل کی باتیں بھی جانتا ہے۔ اور جو اس سے معافی مانگے وہ اسے معاف کردیتا ہے۔ اور معافی نہ مانگنے والوں کا بھی جلدی مواخذہ نہیں فرماتا بلکہ انہیں توبہ کرنے کے لئے مہلت دیتا ہے۔

بیوہ کی عدت اور اس کے نکاح کے احکام بیان کرنے کے بعد آگے طلاق کے مزید کچھ احکام و مسائل بیان کئے گئے ہیں **۴۷۰** تَفْرِضُوْا لَهُنَّ کا عطف تَمَسُّوْهُنَّ پر ہے اور وہ بھی نفی کے تحت داخل ہے یعنی جن عورتوں کو مس نہ کیا گیا ہو اور نہ ہی ان کے لئے مہر مقرر کیا گیا ہو۔ اگر ان کو طلاق دیدی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ وَمَتِّعُوْهُنَّ یعنی جن عورتوں کیلئے نکاح کے وقت مہر مقرر نہیں کیا گیا۔ ان کو اگر مس سے پہلے طلاق دیدی جائے تو ان کو متعہ کے کپڑے دینے واجب ہیں۔ متعہ کے کپڑے تین ہیں قمیص، دوپٹہ اور چادر قال الامام ابوحنیفۃ ھی درع وخمار وملحفۃ (روح ص۱۵۳ ج ۲) مس (ہاتھ لگانے سے یہاں وطی مراد ہے خواہ حقیقۃً ہو خواہ حکماً۔ حقیقی وطی تو ظاہر ہے حکمی وطی سے خلوت صحیحہ مراد ہے۔ اور خلوت صحیحہ یہ ہے کہ خاوند بیوی کسی ایسی تنہائی کی جگہ موجود ہوں۔ جہاں کوئی چیز مانع وطی موجود نہ ہو۔ مس اور تقدیر مہر کے لحاظ سے مطلقہ کی چار قسمیں ہیں (۱) یہ کہ مطلقہ کا مہر نکاح کے وقت مقرر کیا تھا۔ اور مس حقیقی یا حکمی کے بعد اسے طلاق دیگئی تو اس کا حکم یہ ہے کہ اسے مقررہ مہر دیا جائے گا۔ اور اس میں سے کچھ واپس لینا جائز نہیں۔ اس کا حکم پہلے رکوع ۲۹ میں بیان ہوچکا ہے (۲) وہ عورت جسے دخول سے پہلے طلاق دے دی گئی ہو اور اس کا مہر بھی مقرر نہ ہو۔ اس کے لئے مہر نہیں ہے۔ البتہ اسے ثیابِ متعہ دیئے جائیں گے۔ اس آیت میں اسی عورت کا حکم بیان کیا گیا ہے۔ (۳) وہ عورت جسے وطی سے پہلے طلاق دیدی جائے لیکن اس کا مہر مقرر ہو۔ تو اس کا حکم اگلی آیت میں آرہا ہے کہ اسے مقررہ مہر کا نصف دیا جائے (۴) وہ عورت جسے وطی کے بعد طلاق دی جائے مگر اس کا مہر مقرر نہ ہو تو اسے مہر مثل دیا جائے گا۔ جس کی تفصیل کتب فقہ میں مذکور ہے عَلَی الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَی الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ط یعنی ثیاب متعہ کی مالیت کا انحصار خاوند کی مالی حالت پر ہے۔ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ مَتَاعًا بمعنی تمتیعًا متعوھن کا مفعول مطلق ہے بِالْمَعْرُوْفِ ظرف مستقر ہے جو متلبسًا محذوف سے متعلق ہے۔ اور متاعًا کی صفت اولیٰ ہے۔ یعنی ثیاب متعہ ایسے طریقہ سے دو جو شرعًا اور عرفًا مستحسن ہو۔ حَقًّا عَلَی الْمُحْسِنِیْنَ یہ متاعًا کی صفت ثانیہ ہے اور حقًا کے معنی واجبًا کے ہیں صفۃ لمتاعًا ای متاعًا واجبًا علیھم (مدارک ص۹۴ ج ۱) یعنی خوش معاملہ اور حسن سلوک کرنیوالے لوگوں پر متعہ واجب اور لازم ہے محسنین کی تخصیص ترغیب و تحضیض کے لئے فرمائی۔ **۴۷۱** یہ اس عورت کا حکم ہے جسے دخول سے پہلے طلاق دیدی گئی ہو اور اس کا مہر بوقت نکاح مقرر ہوچکا ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ اسے مقررہ مہر کا نصف دیا جائے گا۔ اِلَّآ اَنْ یَّعْفُوْنَ اَوْ یَعْفُوَا الَّذِیْ بِیَدِهٖ عُقْدَةُ النِّکَاحِ۔ ہاں اگر عورت اپنا حق معاف کردے اور نصف مہر جو اس کا حق ہے اس سے بھی دستبردار ہوجائے یا خاوند فیاضی سے کام لے اور مہر معجل کی صورت میں جو اسے نصف واپس لینے کا حق ہے وہ واپس نہ لے یا مہر موجل کی صورت میں پورا مہر مطلقہ کو دیدے تو یہ صورت ماقبل سے مستثنیٰ ہے اور یہ اقدام دونوں طرف سے مستحسن اور قابل تعریف ہے وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَیْنَکُمْ حسن سلوک اور باہمی لطف و احسان کو طلاق کے موقع پر بھی نہ بھولو۔ بلکہ ایک دوسرے کے ساتھ عفو اور حسن سلوک سے پیش آؤ۔ مثلاً مہر کا معاف کردینا یا مہر میں اضافہ کردینا یا مہر مقرر ہونے کی صورت میں متعہ کے کپڑے دینا وغیرہ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سب حسن سلوک اور احسان میں داخل ہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ اس لئے تمہارا کوئی عمل رائیگاں نہیں جائیگا۔ اور تمہیں ہر نیکی کی جزا ملے گی۔ **۴۷۲** حسن سلوک اور احسان کی ترغیب کے بعد نمازوں کی پابندی کا حکم دیا کیونکہ نماز ایک امر مصلح ہے جس سے ظاہر و باطن کی طہارت ہوتی ہے۔ اور اخلاق رذیلہ سے باطن پاک ہوکر اخلاق حسنہ سے معمور ہوجاتا ہے۔ نیز نماز کو باجماعت ادا کرنے سے باہمی محبت و الفت اور اتحاد و اتفاق کا جذبہ پیدا ہوجاتا ہے۔ اس لئے نماز حسن معاشرت حسن سلوک اور احسان کے لئے بہت بڑی معاون ہے۔ صلوٰة وسطیٰ کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ اکثر صحابہ، تابعین اور ائمہ دین اس طرف گئے ہیں کہ اس سے مراد نماز عصر ہے۔ الثانی انہا العصر لانہا بین صلاتی النہار وصلاتی اللیل وھو المروی عن علی والحسن وابن عباس وابن مسعود وخلق کثیر وعلیہ الشافعیۃ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ والاکثرون صححوا انہا صلوٰة العصر (روح ص۱۵۶ ج ۲) اکثریت کی رائے یہ ہے کہ اس سے نماز عصر مراد ہے کیونکہ وہ دن کی دو نمازوں اور رات کی دو نمازوں کے درمیان ہے۔ وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ۔ قانتین کے معنی خاشعین کے ہیں۔ یعنی نماز میں خشوع اور عجز و انکساری سے قیام کیا کرو۔ فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُکْبَانًا۔ یعنی اگر جنگ میں نماز کا وقت آجائے اور دشمن کی طرف سے حملے کے خطرہ کی وجہ سے اطمینان سے باقاعدہ نماز پڑھنا ممکن نہ ہو تو پیادہ یا سواری کی حالت میں جس طرح بھی ممکن ہو اسی طرح سے نماز ادا کرلو مگر ایسی خوف و ہراس کی حالت میں بھی نماز معاف نہیں۔ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ لیکن اگر خوف زائل ہوجائے اور حالت امن ہو تو پھر معمول کے مطابق نماز پڑھو جس طرح اللہ تعالیٰ نے امن اور خوف کی مختلف حالتوں کے احکام بیان فرمائے ہیں جن کا نزول وحی سے قبل تمہیں کوئی علم نہیں تھا۔ **۴۷۳** وَصِیَّةً فعل محذوف کا مفعول ہے یعنی لیوصوا، اور متاعًا، وصیۃً کا بیان ہے۔ اور غَیْرَ اِخْرَاجٍ ماقبل کی تاکید ہے یعنی جو لوگ فوت ہوجائیں۔ اور ان کی بیوائیں پیچھے رہ جائیں تو ان پر لازم ہے کہ وہ مرنے سے قبل ورثاء کو ان کے حق میں وصیت کرجائیں کہ ایک سال تک انہیں گھر سے نہ نکالا جائے اور سال بھر انہیں اس کے ترکہ سے خرچ دیا جائے۔ **۴۷۴** یعنی اگر وہ عدت واجبہ چار ماہ اور دس دن گذارنے کے بعد اپنی مرضی سے گھر چھوڑ کر چلی جائیں اور کسی مناسب جگہ عقد شرعی کرلیں تو اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں۔ وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والا ہے اور وہ جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔ اسے کوئی روک نہیں سکتا۔ اور اور اس کا ہر حکم حکمت اور مصلحت کے ماتحت ہوتا ہے۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ حکم اس وقت تھا جب میراث کے احکام ابھی نازل نہیں ہوئے تھے۔ اب یہ حکم آیت میراث سے منسوخ ہوچکا ہے کیونکہ اب خاوند کے ترکہ میں بیوہ کا حصہ مقرر ہوچکا ہے۔ اس لئے اب اس کے حق میں وصیت کا حکم باقی نہیں منسوخ کلہ عند جمہور العلماء (قرطبی ص۲۲۷ ج ۳) ثم ان اللہ نسخ ھذین الحکمین اما الوصیة بالنفقة والسکنی فلان القرآن دل علی ثبوت المیراث لھا والسنة دلت علی انہ لا وصیة لوارث فصار مجموع القرآن والسنة ناسخًا للوصیة للزوجة بالنفقة والسکنی فی الحول (کبیر ص۲۳۴ ج ۲) حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر اس وصیت کو استحباب پر محمول کیا جائے تو اس آیت کو منسوخ کہنے کی ضرورت نہیں اور یہ حکم استحبابی اب بھی باقی ہے یعنی اگر بیوہ ایک سال تک رہتی ہے تو تم اس کو تنگ کرکے نہ نکالو۔ ہاں اگر خود بخود چار ماہ اور دس دن والی عدت واجبہ جس کا ذکر پہلے گذر چکا ہے گذارنے کے بعد کسی مناسب جگہ نکاح کرلیتی ہے تو تم پر کوئی حرج نہیں۔ تو معلوم ہوا کہ سال تک بیٹھنا وجوبی حکم نہیں بلکہ استحبابی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسے وَصِیَّةً اور غَیْرَ اِخْرَاجٍ اور مَتَاعًا اِلَی الْحَوْلِ اور فَاِنْ خَرَجْنَ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس لئے اس آیت کو منسوخ ماننے کی ضرورت نہیں **۴۷۵** مَتَاعٌ کا یہ حکم تمام مطلقات کے لئے ہے۔ اور یہ حکم استحبابی ہے البتہ جس عورت کو دخول سے پہلے طلاق ہوجائے اور اس کا مہر مقرر نہ ہو اس کو متعہ کے کپڑے دینے واجب ہیں جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے۔ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمْ اٰیٰتِهٖ لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لئے معاش و معاشرت کے احکام کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم انہیں سمجھو اور سمجھ کر ان پر عمل کرو۔ **۴۷۶** یہاں سے پھر اصل موضوع یعنی مسئلہ جہاد کا بیان شروع کیا جارہا ہے۔ درمیان میں امور انتظامیہ اور

امور مصلحہ بیان کئے گئے ہیں مسئلہ جہاد کو دوبارہ ذکر کرنے سے پہلے ایک قدیم واقعہ بطور عبرت اور تخویف بیان فرمایا ہے۔ یہ واقعہ بنی اسرائیل کے کسی قبیلہ کا ہے۔ جب ان کو جہاد کا حکم ملا تو وہ گھروں سے بھاگ نکلے کہ کہیں وہ جہاد میں شریک ہو کر لقمۂ اجل نہ بن جائیں تو اللہ تعالیٰ نے ان پر موت مسلط کر دی اور وہ مر گئے۔ وہ نکلے تھے جان بچانے کے لئے مگر یہ تدبیر ان کے کام نہ آئی جس موت سے بھاگے تھے اسی کا لقمہ بن گئے۔ هم قوم من بني اسرائيل دعاهم ملكهم الى الجهاد فهربوا حذر الموت فاماتهم الله تعالىٰ ثمانية ايام ثم احياهم (ابو السعود ج ۲ ص ۲۲۶) ثُمَّ اَحْيَاهُمْ اللہ نے پھر انہیں زندہ کر دیا تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مشاہدہ کر لیں اور انہیں یقین ہو جائے کہ خدا کی قدرت کے سامنے کوئی تدبیر کامیاب نہیں ہو سکتی۔ یہ واقعہ نقل کر کے مسلمانوں کو ڈرسنایا کہ وہ جہاد سے جی نہ چرائیں کیونکہ موت تو بہرحال آئے گی۔ جہاد سے بھاگ کر موت سے کوئی نہیں بچ سکتا۔ **ف۴۷۴** اللہ تعالیٰ تو ہمیشہ ایسے احکام نازل فرماتا ہے جن میں لوگوں کا فائدہ ہو مگر وہ ان احکام کو پامال کرتے ہیں اور ان کی قدر نہیں کرتے۔ اب آگے حکم جہاد کا اعادہ فرمایا ہے۔ وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ یہ خطاب امت محمدیہ سے ہے۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرو اور ان اسرائیلیوں کی طرح بزدلی نہ دکھاؤ جو موت کے ڈر سے گھر چھوڑ کر بھاگ نکلے تھے۔ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔ اللہ تعالیٰ تمہاری باتیں سنتا ہے۔ اس لئے اسے معلوم ہے کون تم میں سے دوسروں کو جہاد کی ترغیب دیتا ہے اور کون جہاد سے متنفر کرتا ہے اور وہ دل کے بھید جانتا ہے۔ اس لئے اسے یہ بھی معلوم ہے کہ کون دین کی خاطر جہاد کرتا ہے۔ اور کون مال غنیمت اور نیک نامی حاصل کرنے کی نیت سے جہاد میں شریک ہوتا ہے۔ ای هو يسمع كلامكم في ترغيب الغير في الجهاد وفي تنفير الغير عنه وعليم بما في صدوركم من البواعث والاغراض فان ذلك الجهاد لغرض الدين او لعاجل الدنيا (کبیر ص ۲۳۴ ج ۲) **ف۴۷۵** حکم جہاد کے بعد یہ جہاد فی سبیل اللہ میں مال خرچ کرنے کی ترغیب ہے اور اللہ کو قرض دینے سے اللہ کی راہ میں خرچ کرنا مراد ہے۔ والمراد النفقة في الجهاد لانه لما امر بالقتال في سبيل الله ويحتاج فيه الى المال حث على الصدقة ليتهيأ اسباب الجهاد (مدارک ص ۹۶ ج ۱) فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً۔ اللہ کی راہ میں دیا ہوا تمہارا مال ضائع نہیں کیا جائے گا بلکہ اصل استحقاق سے کہیں زیادہ تمہیں اس کا اجر و ثواب دیا جائے گا۔ وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ جہاد میں خرچ کرنے کی وجہ سے دولت کی کمی کا خطرہ محسوس نہ کرو کیونکہ دولت کی کمی بیشی اور رزق کی فراخی و تنگی تو خدا کے اختیار میں ہے جب اس نے دولت دی ہے تو اسے اس کی راہ میں خرچ کرو۔ وہ تمہیں اور زیادہ دیگا پہلے خرچ کرنے پر ثواب آخرت کا وعدہ فرمایا۔ اور یہاں دنیا میں وسعت رزق کی امید دلائی۔ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ انجام کار خدا کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے اور تم سے سوال کیا جائیگا کہ تم نے خدا کی دی ہوئی دولت کہاں کہاں خرچ کی وہاں ایک ایک پائی کا حساب

اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ ۚ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ

ایک برس تک بغیر نکالنے کے گھر سے ف۴۷۱ ف۱ پھر اگر وہ عورتیں آپ نکل جاویں تو کچھ گناہ نہیں تم پر

فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ ۗ وَاللّٰهُ

اس میں کہ کریں وہ عورتیں اپنے حق میں بھلی بات ف۴۷۲ ف۲ اور اللہ

عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۴۰﴾ وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ

زبردست ہے حکمت والا اور طلاق دی ہوئی عورتوں کیواسطے خرچ دینا ہے قاعدہ کے موافق

حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ﴿۲۴۱﴾ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ

لازم ہے پرہیزگاروں پر ف۴۷۳ ف۳ اسی طرح بیان فرماتا ہے اللہ تمہارے واسطے

اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲۴۲﴾ ع اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا

اپنے حکم تاکہ تم سمجھ لو ف۴ کیا نہ دیکھا تو نے ان لوگوں کو جو نکلے

مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ۠ فَقَالَ

اپنے گھروں سے اور وہ ہزاروں تھے موت کے ڈر سے پھر فرمایا

لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ۣ ثُمَّ اَحْيَاهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ

ان کو اللہ نے کہ مرجاؤ ف۴۷۴ پھر ان کو زندہ کر دیا بیشک اللہ فضل

فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۲۴۳﴾

کرنے والا ہے لوگوں پر لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے ف۴۷۴ ف۴ ف۵

وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ

اور لڑو اللہ کی راہ میں اور جان لو کہ اللہ بے شک خوب سنتا

عَلِيْمٌ ﴿۲۴۴﴾ مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا

جانتا ہے کون شخص ہے ایسا جو کہ قرض دے اللہ کو اچھا قرض ف۴۷۵

فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ۭ وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَ

پھر دوگنا کر دے اللہ اس کو کئی گنا اور اللہ ہی تنگی کر دیتا ہے اور

ع ۳۱ ۷ ۱۵

ف۱ یہ آیت منسوخ نہیں اس میں حکم وجوبی نہیں بلکہ استحبابی ہے بدلیل غیر اخراج ۱۲ ف۲ امور انتظامیہ سے بعد غیر ضروری بار اصل مضمون جہاد کی تمہید۔ اصل مضمون جہاد سے بعد میں ہے ... کی وجوہ سے الموت کی تعبیر اختیار کی گئی ۱۲

ف۳ یہ تیسری بار اصل مضمون جہاد کا بیان ہے ف۴ جہاد کے بعد انفاق کا ذکر ہے

موضح قرآن ف۱ یہ حکم جب تھا کہ مردے کے اختیار پر رکھا تھا وارثوں کو دلوانا۔ اب جو سب کے حصے اللہ صاحب نے ٹھہرا دیئے عورت کا بھی ٹھہرا دیا اب مردے کا دلوانا موقوف ہوا۔ ف۲ پہلے خرچ فرمایا تھا یعنی جوڑا دینا اس طلاق پر کہ مہر نہ ٹھہرا ہو اور ہاتھ نہ لگایا ہو۔ یہاں سب پر حکم فرمایا سب طلاق والیوں کو جوڑا دینا بہتر ہے اور اس پہلی کو ضرور ہے۔ ف۳ یہاں حکم نکاح و طلاق کے تمام ہوئے ف۴ پہلی امت میں ہوا کہ کئی ہزار شخص گھر بار لیکر اپنے وطن کو چھوڑ نکلے ان کو ڈر ہوا غنیم کا اور لڑنے سے جی چھپایا یا ڈر ہوا وبا کا اور یقین نہ ہوا تقدیر کا۔ ایک منزل پر پہنچ کر سارے مر گئے۔ پھر سات دن کے بعد پیغمبر کی دعا سے زندہ ہوئے کہ آگے کو توبہ کریں یہاں اس واسطے فرمایا کہ جہاد سے جی چھپانا عبث ہے موت نہیں چھوڑتی ۱۲

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بسکنی غیر برآوردن ۱۲ ف۲ یعنی نکاح بطور شرع ۱۲ ف۳ مترجم گوید ایں آیت نزدیک جمہور منسوخ است بہ آیت اربعة اشهر وعشرًا والله اعلم ۱۲ ف۴ مترجم گوید ایشاں قومی از بنی اسرائیل بودند کہ از ترس وبا بصحرا رفتند و آنجا بغضب الٰہی یکبارہ ہلاک شدند و باز بدعاء حزقیل علیہ السلام زندگانی یافتند۔ والله اعلم ۱۲

يَبْصُۜطُ ۠ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۴۵﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ

وہی کشائش کرتا ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے ف۱ کیا نہ دیکھا تونے ایک جماعت

بَنِیْۤ اِسْرَآءِيْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ لَّهُمُ

بنی اسرائیل کو موسیٰ کے بعد جب انہوں نے کہا اپنے نبی سے

ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ قَالَ هَلْ

مقرر کر دو ہمارے لئے ایک بادشاہ تاکہ ہم لڑیں اللہ کی راہ میں ۴۷۹ھ پیغمبر نے کہا کیا

عَسَيْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ؕ

تم سے یہ بھی توقع ہے کہ اگر حکم ہو تم کو لڑائی کا تو تم اس وقت نہ لڑو ۴۸۰ھ

قَالُوْا وَمَا لَنَاۤ اَلَّا نُقَاتِلَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَدْ

وہ بولے ہم کو کیا ہوا کہ ہم نہ لڑیں اللہ کی راہ میں اور ہم تو

اُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَاَبْنَآئِنَا ؕ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ

نکال دیئے گئے اپنے گھروں سے اور بیٹوں سے پھر جب حکم ہوا ان کو

الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۴۶﴾

لڑائی کا تو وہ سب پھر گئے مگر تھوڑے سے ان میں کے ۴۸۱ھ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے گنہگاروں کو

م وقف لازم

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ

اور فرمایا ان سے ان کے نبی نے بیشک اللہ نے مقرر فرما دیا تمہارے لئے طالوت کو

مَلِكًا ؕ قَالُوْۤا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ

بادشاہ ۴۸۳ھ کہنے لگے کیونکر ہو سکتی ہے اس کو حکومت ہم پر اور ہم

اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ

زیادہ مستحق ہیں سلطنت کے اس سے اور اس کو نہیں ملی کشائش

الْمَالِ ؕ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ

مال میں ۴۸۴ھ پیغمبر نے کہا بیشک اللہ نے پسند فرمایا اس کو تم پر اور زیادہ

ہوگا۔ اس لئے اب وقت ہے اپنی دولت کو خدا کے پسندیدہ مصارف میں خرچ کرلو جن میں سب سے بہتر مصرف جہاد ہے۔ ۴۷۹ھ بنی اسرائیل کا یہ واقعہ ترغیب الی الجہاد کے لئے ذکر فرمایا ہے۔ نیز اس واقعہ سے یہ سبق دیا کہ جہاد امیر اور اطاعتِ امیر کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ یہ واقعہ حضرت مسیح علیہ السلام سے تقریباً ایک ہزار سال قبل کا ہے۔ اور جس نبی کا یہاں ذکر ہے اس سے مراد حضرت شموئیل علیہ السلام ہیں۔ قال ابو عبیدۃ هو اشمویل بن حنة بن العاقر و علیه الاکثر (روح ص۱۶۶ ج ۲) اس زمانہ میں قوم عمالقہ کا غلبہ ہو چکا تھا انہوں نے بنی اسرائیل کے کئی علاقوں پر قبضہ کر کے ان کو وہاں سے نکال دیا تو قوم کے شرفاء اور اصحاب الرائے نے حضرت شموئیل علیہ السلام سے درخواست کی کہ آپ ہمارے لئے ایک امیر مقرر فرمائیں تاکہ ہم اس کی ماتحتی میں دشمنانِ دین سے جہاد کریں۔ ۴۸۰ھ حضرت شموئیل علیہ السلام کو یقیناً بنی اسرائیل کی گذشتہ تاریخ اور ان کی سابقہ کج روی کی روایات معلوم تھیں اس لئے فرمایا کہ سوچ سمجھ کر بات کہو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارے اصرار پر تم پر جہاد فرض کر دیا جائے اور پھر تم جہاد کرنے سے پس و پیش کرنے لگو اور بزدل بن جاؤ۔ قَالُوْا وَمَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَاَبْنَآئِنَا تو انہوں نے اس کا جواب دیا کہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ ہم جہاد نہ کریں جبکہ ہمیں اپنے گھروں سے نکال بے گھر کر دیا گیا ہے اور ہمیں اپنے بیٹوں سے جدا کر دیا گیا ہے یعنی ایک طرف تو جہاد کے متعلق خدا کا حکم ہوگا اور دوسری طرف یہ صورت حال ہے تو اب اس سے بڑھ کر جہاد کا اور کیا محرک ہو سکتا ہے۔ ۴۸۱ھ مگر وہی کچھ ہوا جس کا حضرت شموئیل علیہ السلام کو اندیشہ تھا۔ شروع میں تو ان لوگوں نے بڑی جرأت اور دلیری کا مظاہرہ کیا مگر دشمن کی تعداد، اس کی شان و شوکت اور اس کا لاؤ لشکر دیکھ کر ان میں سے اکثر ہمت ہار بیٹھے۔ ہزاروں میں سے صرف تین سو تیرہ ثابت قدم رہے ۴۸۲ھ یہ ماقبل کی تفصیل ہے۔ یہاں سے اس واقعہ کی تفصیل شروع ہوتی ہے کہ کس طرح ان پر قتال فرض ہوا اور کس طرح انہوں نے اس حکم سے روگردانی کی۔ حضرت شموئیل علیہ السلام نے خدا کے حکم سے بنی اسرائیل کے سامنے اعلان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے طالوت کو تمہارا امیر لشکر مقرر کیا ہے لہٰذا تم اس کی اطاعت کرو اور متحد ہو کر اس کی کمان میں جہاد کرو۔ ۴۸۳ھ حضرت شموئیل علیہ السلام کا یہ اعلان سنتے ہی دولت مند اسرائیلی بول اٹھے اور تعجب اور حیرت سے کہنے لگے کہ طالوت جو ایک غریب اور مفلس آدمی ہے اسے ہم پر امارت اور ریاست کا کس طرح حق حاصل ہو سکتا ہے جبکہ ہم دولتمند اور اہل ثروت قوم میں موجود ہیں۔ نیز طالوت نہ تو سبط نبوت یعنی لاوی بن یعقوب کی اولاد میں سے ہے اور نہ سبط مملکت یعنی یہودا کی اولاد سے کیونکہ طالوت حضرت یعقوب علیہ السلام کے سب سے چھوٹے بیٹے بنیامین کی اولاد سے تھا۔ اس لئے اس کے مقابلہ میں ہم امیر بننے کے زیادہ مستحق ہیں۔ یہ استفہام اظہار تعجب و حیرت کے لئے ہے۔ اس سے ان کا مقصد پیغمبر کی تکذیب و تردید نہیں تھی۔ بلکہ اس انتخاب پر حیرت و تعجب مقصود تھا۔ والاستفهام حقیقی او للتعجب لا لتکذیب نبیهم والانکار علیه فی رأیٖ (روح ص۱۶۶ ج ۲) ۴۸۴ھ اللہ کے پیغمبر نے ان کے شبہ کے تین طرح کے جواب دیئے (۱) یہ انتخاب انسانی نہیں بلکہ خدائی ہے۔ اس لئے جو حکمتیں اور مصلحتیں اس میں پوشیدہ ہیں۔ وہاں تک تمہارے سطحی ذہنوں کی رسائی نہیں ہو سکتی۔ تمہارا فرض یہ ہے کہ اسے بلا چون و چرا مان لو۔ (۲) تم نے جو امارت و سیادت کا معیار مقرر کیا ہوا ہے کہ امیر وہی ہو سکتا ہے جو دولتمند ہو اور خاندانِ امارت سے تعلق رکھتا ہو تو درحقیقت یہ کوئی معیار نہیں۔ ان دو صفتوں کی جگہ اللہ تعالیٰ نے طالوت کو دو ایسی خوبیاں عطا فرمائی ہیں جن کا امیر میں ہونا نہایت ضروری ہے اور جو ان پہلی دو صفتوں سے کہیں زیادہ اہم ہیں۔

ترغیب الی الجہاد مع بیان نمونہ [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] ۱۲

موضح قرآن ف اللہ کو قرض دے یعنی جہاد میں خرچ کرے اسی طرح فرمایا مہربانی سے اور تنگی کا اندیشہ نہ رکھے اللہ کے ہاتھ کشائش ہے۔ ف۲ بعد حضرت موسیٰ کے ایک مدت بنی اسرائیل کا کام بنا رہا پھر جب ان کی نیت بری ہوگئی ان پر غنیم مسلط ہوا۔ جالوت بادشاہ کافر نے ان کے اطراف کے شہر چھین لئے اور لوٹا اور بندی پکڑ لے گیا وہاں کے بھاگے لوگ شہر بیت المقدس میں جمع ہوئے حضرت شموئیل پیغمبر سے چاہا کہ کوئی بادشاہ با اقبال مقرر کر دو کہ بغیر سردار با اقبال ہم لڑ نہیں سکتے۔

ایک علم دوسری جسمانی طاقت۔ یہ دونوں خوبیاں تم سب سے بڑھ کر طالوت میں موجود ہیں (۳) حکومت اور امارت خدا کے اختیار میں ہے اور تمام بندے بھی اسی کے مخلوق و مملوک ہیں اس لئے وہ جسے چاہتا ہے امارت وسیادت سے سرفراز فرماتا ہے اس پر کسی کو اعتراض کرنے کا حق نہیں۔ **۴۸۵ف** جب اسرائیلیوں نے طالوت کی امارت پر حیرت اور تعجب کا اظہار کیا تو حضرت شموئیل علیہ السلام نے بحکم الٰہی سے اعلان فرمایا کہ طالوت کے من جانب اللہ امیر ہونے کی نشانی یہ ہے کہ تابوت سکینہ جو کبھی تمہارے پاس تھا مگر فلسطینی اسے تم سے چھین کر لے گئے تھے جس میں تمہارے لئے اطمینان قلب کا سامان ہے اور اس میں حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے باقیماندہ تبرکات ہیں وہ تمہارے پاس پہنچ جائے گا۔ جب سے فلسطینی وہ تابوت چھین کر لے گئے وہ چین سے نہ بیٹھے کسی نہ کسی تکلیف میں مبتلا رہے۔ آخر تنگ آکر اس صندوق کو بیل گاڑی پر لادا اور اسے چھوڑ دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس پر فرشتوں کو متعین کر دیا جو بیلوں کو ہانک کر بنی اسرائیل کے علاقے میں لے آئے۔ (کذا فی البحر المحیط ص۲۶۳ ج۲ وتفسیر ابن کثیر ج۱ ص۳۰۲) لیکن حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ فرشتے اس صندوق کو ہوا میں اڑا کر لائے تھے۔ اور لا کر طالوت کے سامنے رکھدیا۔ تمام لوگ یہ نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ قال ابن عباس جاءت الملائکۃ تحمل التابوت بین السماء والارض حتی وضعتہ بین یدی طالوت والناس ینظرون (ابن کثیر ص۳۰۱ ج۱) سَکِیۡنَۃٌ یعنی سکون واطمینان کا باعث اور سبب۔ سے مراد تورات ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تورات کا ایک نسخہ بطور تبرک اس صندوق میں محفوظ کیا ہوا تھا۔ بوقت جہاد اسے اپنے ساتھ رکھتے تھے جس سے بنی اسرائیل کے دل مطمئن رہتے تھے۔ وھو التوراۃ المودعۃ فیہ بناء علی ما مر من ان موسیٰ علیہ السلام اذا قاتل قدمہ فتسکن الیہ نفوس بنی اسرائیل (ابو السعود ص۲۴۳ ج۲) حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بقیہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کچھ تبرکات مراد ہیں اور اس کا عطف سکینہ پر تفسیری ہے۔ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لَّکُمۡ یعنی اس طریقہ سے تابوت کے واپس آجانے میں تمہارے لئے ایک دلیل اور نشانی ہے۔ جو طالوت کی امارت پر دلالت کرتی ہے۔ اگر خدا پر تمہارا ایمان ہے تو اطمینان کے لئے یہ دلیل کافی وشافی ہے۔ **۴۸۶ف** جس فوج کو طالوت لیکر دشمن کے مقابلہ میں نکلے تھے ان میں کچھ مخلص تھے مگر اکثریت ان لوگوں کی تھی جو اخلاص کی خوبیوں سے محروم تھے اور اتنی بڑی فوج جو ہزاروں سپاہیوں پر مشتمل تھی اس میں منافقین بھی ہوں گے۔ اس لئے ضروری تھا کہ منافقین اور مخلصین میں امتیاز کیا جائے اور میدان جنگ میں پہنچنے سے پہلے ہی غیر مخلصین کو الگ کر دیا جائے۔ کیونکہ ایسے لوگوں کی جنگ میں موجودگی ہمیشہ نقصان کا باعث ہوا کرتی ہے۔ اس لئے راستہ میں واقع ہونیوالے ایک دریا کے ذریعے ان کا امتحان کیا گیا۔ **۴۸۷ف** یہ امتحان کی تفصیل ہے یعنی جو شخص اس میں سے پیٹ بھر کر پانی پی لے گا وہ میرے ساتھیوں اور رفیقوں میں سے نہیں ہے۔ اور وہ میرے ساتھ جہاد میں شریک نہیں ہو سکیگا۔ نفی صرف رفاقت کی ہے۔ ان کو ایمان سے خارج قرار دینا مقصود نہیں اھ منہ یمزا یعنی فی ھذہ الحرب ولم یخرجھم (قرطبی ص۲۵۲ ج۳) وَمَنۡ لَّمۡ یَطۡعَمۡہُ فَاِنَّہٗ مِنِّیۡۤ۔ اور جس نے پانی کو نہ چکھا وہ میرے ساتھیوں میں سے ہوگا۔ اِلَّا مَنِ اغۡتَرَفَ غُرۡفَۃًۢ بِیَدِہٖ اصل حکم تو یہی تھا کہ اس پانی میں سے کوئی چکھے تک نہیں مگر ساتھ رخصت دیدی کہ اگر کوئی ایک ہاتھ سے چلو بھر پانی پی لے تو مضائقہ نہیں مگر پیٹ بھر پانی پینے کی اجازت نہیں۔ معناہ الرخصۃ فی اغتراف الغرفۃ بالید دون الکرع (مدارک ص۹۶ ج۱)

بَسۡطَۃً فِی الۡعِلۡمِ وَ الۡجِسۡمِ ؕ وَ اللّٰہُ یُؤۡتِیۡ مُلۡکَہٗ

فراخی دی اس کو علم اور جسم میں اور اللہ دیتا ہے ملک اپنا

مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ ﴿۲۴۷﴾ وَ قَالَ لَہُمۡ

جس کو چاہے اور اللہ ہے فضل کرنیوالا سب کچھ جاننے والا ۴۸۵ف اور کہا بنی اسرائیل سے

نَبِیُّہُمۡ اِنَّ اٰیَۃَ مُلۡکِہٖۤ اَنۡ یَّاۡتِیَکُمُ التَّابُوۡتُ

ان کے نبی نے کہ طالوت کی سلطنت کی نشانی یہ ہے کہ آوے تمہارے پاس ایک صندوق

فِیۡہِ سَکِیۡنَۃٌ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ وَ بَقِیَّۃٌ مِّمَّا تَرَکَ

کہ جس میں تسلی خاطر ہے تمہارے رب کی طرف سے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں ان میں سے جو

اٰلُ مُوۡسٰی وَ اٰلُ ہٰرُوۡنَ تَحۡمِلُہُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ ؕ اِنَّ

چھوڑ گئی تھی موسیٰ اور ہارون کی اولاد اٹھا لاویں گے اس صندوق کو فرشتے ف بیشک

فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ﴿۲۴۸﴾ ع ۳۲ ۱۶

اس میں پوری نشانی ہے تمہارے واسطے اگر تم یقین رکھتے ہو ف

فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوۡتُ بِالۡجُنُوۡدِ ۙ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ

پھر جب باہر نکلا طالوت فوجیں لے کر کہا بیشک اللہ

مُبۡتَلِیۡکُمۡ بِنَہَرٍ ۚ فَمَنۡ شَرِبَ مِنۡہُ فَلَیۡسَ

تمہاری آزمائش کرتا ہے ایک نہر سے ۴۸۶ف سو جس نے پانی پیا اس نہر کا تو وہ

مِنِّیۡ ۚ وَ مَنۡ لَّمۡ یَطۡعَمۡہُ فَاِنَّہٗ مِنِّیۡۤ اِلَّا مَنِ

میرا نہیں ۴۸۷ف اور جس نے اس کو نہ چکھا تو وہ بیشک میرا ہے مگر جو کوئی

اغۡتَرَفَ غُرۡفَۃًۢ بِیَدِہٖ ۚ فَشَرِبُوۡا مِنۡہُ اِلَّا قَلِیۡلًا

بھرے ایک چلو اپنے ہاتھ سے پھر پی لیا سب نے اس کا پانی مگر تھوڑوں

مِّنۡہُمۡ ؕ فَلَمَّا جَاوَزَہٗ ہُوَ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَہٗ ۙ

نے ان میں سے ۴۸۸ف پھر جب پار ہوا طالوت اور ایمان والے اس کے ساتھ

موضح قرآن ف طالوت کی قوم میں آگے سے سلطنت نہ تھی اور کسب کرتا تھا ان کی نظر میں وہ حقیر لگا۔ نبی نے کہا کہ سلطنت حق کسی کا نہیں ہے اور بڑی لیاقت ہے عقل اور بدن کی کشائش یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ان پیغمبر کو ایک عصا بتایا کہ جس کا قد اس کے برابر ہو سلطنت اس کو ہے اس کے برابر قد اسی کا آیا۔ ف اس قوم میں ایک صندوق چلا آتا تھا اس میں تبرکات تھے حضرت موسیٰ اور ہارون کے لڑائی کے وقت سردار کے آگے لے چلتے اور دشمن پر حملہ کرتے تو اس کو آگے دھر لیتے پھر اللہ فتح دیتا۔ جب بدنیت ہوگئے وہ صندوق ان سے چھینا گیا غنیم کے ہاتھ لگا اب جو طالوت بادشاہ ہوا وہ صندوق خود بخود رات کے وقت اس کے گھر کے سامنے آموجود ہوا۔ سبب یہ کہ غنیم کے شہر میں جہاں رکھا تھا ان پر بلا پڑی پانچ شہر ویران ہوئے تب ناچار انہوں نے دو بیلوں پر لاد کر ہانک دیا پھر فرشتے بیلوں کو ہانک کر یہاں لے آئے۔

۴۸۸ موسم چونکہ گرمی کا تھا اور انہیں سخت پیاس لگی ہوئی تھی اس لئے انہوں نے خوب سیر ہو کر پانی پیا البتہ کچھ لوگوں نے جو ۳۱۳ تھے اللہ کے حکم کا احترام کیا اور پانی نہ پیا یا بس ایک چلو پر ہی اکتفا کیا جکی اللہ نے اجازت دی تھی۔ ۴۸۹ اکثر مفسرین کا خیال ہے والذین آمنوا سے وہ مومن مراد ہیں جنہوں پانی نہیں پیا تھا کیونکہ صرف [illegible] ہی طالوت کیساتھ دریا کو عبور کیا تھا۔ اور جنہوں نے خوب سیر ہو کر پانی پیا تھا وہ تو اس قابل ہی نہ تھے کہ فوج کے ساتھ مارچ کر سکیں اسلئے وہ وہیں رہ گئے واکثر المفسرین علی انہ انما جاوز معہ النہر من لم یشرب جملۃ (قرطبی صفحہ ۲۵۵ ج ۳) لیکن دریا عبور کرنیکے بعد جب ان لوگوں کا دشمن کی فوج سے آمنا سامنا ہوا تو ان میں سے کچھ لوگوں نے بتقاضائے بشریت کمزوری دکھائی۔ دشمن فوج کا سردار جالوت بڑا قوی ہیکل شہ زور اور بہادر تھا اور اس کی فوج ایک لاکھ سپاہیوں پر مشتمل تھی جو سارے کے سارے جنگی ساز و سامان سے لیس تھے اسلئے بعض مسلمانوں نے یہ منظر دیکھ کر کہدیا کہ جالوت اور اسکے لشکر سے لڑنے کی ہم میں تو طاقت نہیں کیونکہ وہ ہمارے مقابلہ میں تعداد کے لحاظ سے بھی کئی گنا زیادہ ہیں اور سامان جنگ کے اعتبار سے بھی بڑھے ہوئے ہیں۔ ۴۹۰ ظن یہاں یقین کے معنوں میں ہے جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے والظن ھنا بمعنے الیقین (قرطبی صفحہ ۲۵۵ ج ۳) یظنون ای یستیقنون (روح ص ۱۷۱ ج ۲) یعنی ان میں سے جو لوگ اصحاب عزم پختہ ایمان والے تھے۔ جب انہوں نے یہ صورتحال دیکھی تو مسلمانوں کو سمجھانے لگے کہ فتح و شکست کا مدار فوج اور سامان کی کثرت و قلت پر نہیں بلکہ یہ معاملہ تو خدا کے اختیار میں ہے کیا تم نے دیکھا نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کئی چھوٹے چھوٹے لشکروں کو محض اپنی مدد اور توفیق سے بڑی بڑی فوجوں پر فتح دی ہے اس لئے تم ہمت مت ہارو اور جم کر استقلال کے ساتھ دشمن سے لڑو۔ اللہ تمہاری مدد کریگا اور تمہاری قلت کے باوجود تم کو دشمن کی کثیر فوج پر فتح دیگا۔ وَاللّٰہُ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ کیونکہ وہ صبر و استقلال کا دامن تھامنے والوں کی نصرت و مدد کرتا ہے ۴۹۱ برزوا کے معنی ہیں صاروا فی البراز وھو الفسیح من الارض المتسع (قرطبی صفحہ ۲۵۶ ج ۳) یعنی وہ جب کھلے میدان میں جالوت اور اسکے لشکر کے سامنے ہوئے تو چونکہ دشمن کی فوج ۹۰ ہزار اور بروایتے تین لاکھ سواروں پر مشتمل تھی اور مسلمان صرف ۳۱۳ تھے اس لئے انہوں نے گڑ گڑا کر نہایت ہی عاجزی اور تضرع سے خدا سے دعا کی کہ اے اللہ ہمیں صبر و استقلال اور ثابت قدمی عطا کر اور کافروں کی اس فوج پر ہمیں فتحمند فرما۔ فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ اللہ نے ان کی دعا قبول کی اور ان کی مدد فرمائی چنانچہ انہوں نے اللہ کی توفیق و نصرت سے ان کو شکست دیدی اس واقعہ میں یہ جملہ مقصودی ہے یعنی ان کی قلت کے باوجود اللہ نے ان کو کثیر لشکر پر فتح دی اس لئے تم بھی اللہ پر بھروسہ کر کے جہاد کرو۔ ۴۹۲ داؤد سے حضرت داؤد بن ایشا پیغمبر مراد ہیں اور حکمت سے مراد نبوت ہے یا علم ہے۔ جو حکومت و سلطنت کیلئے ضروری دانائی اور نبوت کو بھی شامل ہے اور مِمَّا يَشَآءُ سے یہاں تمام جنگی اور صنعتی علوم و فنون کو شامل ہے جو اللہ نے ان کو عطا فرمائے تھے فلسطینی عمالقہ کا سردار جالوت حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھوں مارا گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو بنی اسرائیل کی حکومت دی اور نبوت سے سرفراز فرمایا اور مختلف علوم و فنون سکھلائے۔ حضرت داؤد علیہ السلام ابھی کمسن نوجوان تھے۔ اور اپنی بکریاں چرایا کرتے تھے۔ یہ طالوت کی فوج میں پہلے شامل نہیں تھے البتہ انکے سات بڑے بھائی شریک جہاد تھے۔ یہ تو محض لڑائی دیکھنے کیلئے وہاں چلے گئے لیکن جب وہاں پہنچے تو جالوت اپنے مقابلہ میں مبارز طلب کر رہا تھا۔ بنی اسرائیل میں سے جب کوئی اسکے مقابلے میں نہیں نکلا تھا تو حضرت داؤد نے ایک پتھر سے اس کا کام تمام کر دیا (قرطبی صفحہ ۲۵۷ ج ۳ وغیرہ) ۴۹۳ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حکومتوں کے انقلابات اور فتح و شکست کی تکوینی مصلحت و حکمت بیان فرمائی ہے کہ جب کسی قوم یا حکومت کی طرف سے دوسروں پر ظلم و ستم اور جبر و تشدد کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس ظلم و تشدد کو ختم کرنے کیلئے دوسری قوم کو کھڑا کر دیتا ہے اور اس طرح ظلم و تعدی اور شر و فساد سے زمین کو بچا لیتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا اور ظالم و جابر کو کھلا چھوڑ دیا جاتا تو زمین شر و فساد کا گہوارہ بن کر رہ جاتی۔ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ لیکن دنیا والوں پر اللہ کی بہت بڑی مہربانی ہے کہ وہ ایسے انقلابات سے عدل و انصاف اور امن و سکون کو قائم و دائم رکھے ہوئے ہے۔ ۴۹۴ یہ جملہ معترضہ ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے اظہار کیلئے لایا گیا ہے یعنی گذشتہ واقعات کا صحیح صحیح علم جو ہم آپ کو بتا رہے ہیں یہ اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ آپ سچے پیغمبر ہیں کیونکہ ان کا علم وحی الٰہی کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ نبہ اللہ تعالیٰ نبیہ صلے اللہ علیہ وسلم اذ ھذہ الایات التی تقدم ذکرھا لا یعلمھا الا نبی مرسل (قرطبی صفحہ ۲۶۷ ج ۳) حیث تخبر بتلک الآیات وقصص القرون الماضیۃ واخبارھا علی ما ھی علیہ من غیر مطالعۃ کتاب ولا اجتماع باحد یخبر بذلک (روح [illegible] ج ۲)

قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ ؕ

تو کہنے لگے طاقت نہیں ہم کو آج جالوت اور اس کے لشکروں سے لڑنے کی ۴۸۹

قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ ۙ كَمْ مِّنْ

کہنے لگے وہ لوگ جن کو خیال تھا کہ ان کو اللہ سے ملنا ہے بارہا

فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ

تھوڑی جماعت غالب ہوئی ہے بڑی جماعت پر اللہ کے حکم سے ۴۹۰

وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۲۴۹﴾ وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَ

اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے ف اور جب سامنے ہوئے جالوت کے اور

جُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ

اس کی فوجوں کے تو بولے اے رب ہمارے ڈال دے ہمارے دلوں میں صبر اور

ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ

اور جمائے رکھ ہمارے پاؤں اور مدد کر ہماری اس کافر

الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۵۰﴾ فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۣ وَقَتَلَ

قوم پر ۴۹۱ پھر شکست دی مومنوں نے جالوت کے لشکر کو اللہ کے حکم سے اور مار ڈالا

دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ

داؤد نے جالوت کو اور دی داؤد کو اللہ نے سلطنت اور حکمت اور سکھایا ان کو

مِمَّا يَشَآءُ ؕ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ ۙ

جو چاہا ۴۹۲ اور اگر نہ ہوتا دفع کرا دینا اللہ کا ایک کو دوسرے سے

لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۵۱﴾

تو خراب ہو جاتا ملک ۴۹۳ لیکن اللہ بہت مہربان ہے جہان کے لوگوں پر ف

تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۵۲﴾

یہ آیتیں اللہ کی ہیں ہم تجھ کو سناتے ہیں ٹھیک ٹھیک اور تو بیشک ہمارے رسولوں میں ہے ۴۹۴ ف

۱؎ یہ جملہ مقصودی ہے یعنی اللہ نے اہل حق کو جو قلیل تھے ان کو فتح دی ۱۲

۲؎ جملہ معترضہ ہے بیان دوام مشروعیت جہاد ۱۲

۳؎ جملہ معترضہ ہے بیان صداقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان واقعات کی آپ کو خبر نہیں تھی۔ وحی کے ذریعے ہوئی ۱۲

موضح قرآن ف طالوت کے ساتھ نکلنے کو سب تیار ہوئے ہوس سے اس نے تقید کیا کہ جو شخص جوان اور بے فکر ہو وہی نکلے ایسے بھی اسی ہزار نکلے اس نے چاہا کہ ان کو آزمائے ایک منزل پانی نہ ملا بعد اس کے ایک نہر ملی اس نے تقید کیا کہ ایک چلو سے زیادہ جو کوئی پیوے وہ میرے ساتھ نہ آوے تین سو تیرہ آدمی رہ گئے باقی سب موقوف ہوئے۔ ف تین سو تیرہ آدمیوں میں حضرت داؤد کے باپ اور ان کے چھ بھائی تھے۔ ان کو راہ میں تین پتھر ملے اور بولے کہ ہم کو اٹھاتے چلو۔ جالوت کو ہم ماریں گے۔ جب مقابلہ ہوا جالوت خود نکلا کہا تم سب کو میں کفایت ہوں۔ میرے سامنے آتے جاؤ۔ پیغمبر نے حضرت داؤد کے باپ کو بلایا کہ اپنے بیٹے مجھ کو دکھا اس نے چھ بیٹے دکھائے جو قد آور تھے حضرت داؤد کو نہ دکھایا وہ قد آور نہ تھے۔ اور بکریاں چراتے تھے۔ پیغمبر نے ان کو بلوایا اور پوچھا کہ تو جالوت کو مارے گا۔ انہوں نے کہا کہ ماروں گا۔ پھر اس کے سامنے گئے انہوں نے تین پتھر فلاخن میں رکھ کر مارے اس کا ماتھا کھلا تھا اور تمام بدن لوہے میں غرق تھا ماتھے کو لگے اور پیچھے سے نکل گئے بعد اس کے طالوت نے اپنی بیٹی ان کو نکاح کر دی بعد طالوت کے یہ بادشاہ ہوئے۔ ناداں لوگ کہتے ہیں کہ لڑائی کرنی نبیوں کا کام نہیں۔ اس قصہ سے معلوم ہوا کہ جہاد ہمیشہ رہا ہے۔ اور اگر جہاد نہ ہو تو مفسد لوگ ملک کو ویران کریں۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ

یہ سب رسول فضیلت دی ہم نے ان میں بعض کو بعض سے کوئی تو وہ ہے

مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ وَ

کہ کلام فرمایا اس سے اللہ نے اور بلند کئے بعضوں کے درجے ف۱۹۶ اور

اٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ

دیئے ہم نے عیسےٰ مریم کے بیٹے کو معجزے صریح اور قوت دی اس کو روح

الْقُدُسِ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْ

القدس یعنی جبرئیل سے ف۱۹۷ اور اگر اللہ چاہتا تو نہ لڑتے وہ لوگ جو ہوئے ان پیغمبروں

بَعْدِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ

کے پیچھے بعد اس کے کہ پہنچ چکے ان کے پاس (توحید کے) واضح دلائل ف۱۹۸ لیکن

اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ؕ

ان میں اختلاف پڑ گیا پھر کوئی تو ان میں ایمان لائے اور کوئی کافر ہوا

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۟ قف وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ

اور اگر چاہتا اللہ تو وہ باہم نہ لڑتے لیکن اللہ کرتا ہے

مَا يُرِيْدُ ؑ (۲۵۳) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا

جو چاہے ف۱۹۹ اے ایمان والو خرچ کرو اس میں سے جو

رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ

ہم نے تم کو روزی دی پہلے اس دن کے آنے سے کہ جس میں نہ خرید و فروخت

وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ؕ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ

ہے اور نہ آشنائی اور نہ سفارش ف۲۰۰ کیونکہ جو کافر ہیں وہی ہیں

الظّٰلِمُوْنَ (۲۵۴) اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ

ظالم (مشرک)، ف۱ اللہ اس کے سوا کوئی عبادت (پکار) ف۲۰۱ کے لائق نہیں (وہی ہے) زندہ سب

۱ تمہید برائے علت ثانیہ قتال ۱۲

۲ قتال کی علت ثانیہ (ابتلاء) ۱۲

۳۳ ع ۵ ۱

۳ ذکر مضمون انفاق پانچویں بار ۱۲

۴ ذکر دعوای توحید تیسری بار برائے نفی شفاعت قہری ۱۲

۵ سات دلیلوں پر مشتمل توحید کی تیسری عقلی دلیل ۱۲

ف۱۹۵ امام رازی امام ابو مسلم سے ناقل ہیں کہ یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تسلیہ کے لئے ہے۔ پہلے اللہ نے اسرائیلیوں اور عیسائیوں کی کجروی اور کج بحثی کا ذکر کیا۔ چنانچہ یہودیوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ ہم کو خدا کی ذات کا آنکھوں سے مشاہدہ کرا دو اور بت پرستوں کی طرح ہمارے لئے بھی ایک معبود مقرر کر دو (یہ مطالبہ سورہ اعراف ع ۱۶ میں جو پہلے نازل ہو چکی تھی مذکور ہے) اسی طرح حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے معجزات دیکھنے کے باوجود ان کی تکذیب کرنا حضرت شمویل سے امیر مقرر کرنے کا مطالبہ کرنے کے بعد طالوت کی امارت پر اعتراض کرنا وغیرہ۔ یہ تمام واقعات بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ یہ تمام انبیاء علیہم السلام بڑی شان اور بزرگی والے تھے۔ ان کی قوموں کا رویہ آپ نے دیکھ لیا۔ لہٰذا اگر آپ کی قوم بھی قیام معجزات اور وضوح دلائل کے باوجود ایمان نہیں لاتی تو اس پر غمگین اور دلگیر ہونے کی ضرورت نہیں۔ تمام انبیاء اور اقوام عالم میں اللہ کا دستور یہی ہے (من الکبیر۔ ملخصاً ص۴۵۱ ج۲) حضرات انبیاء علیہم السلام اللہ کی تمام نوری، ناری اور خاکی مخلوق سے افضل و برتر ہیں۔ البتہ ان کے درجات باہم متفاوت ہیں۔ ہر پیغمبر کو کوئی نہ کوئی ایسی خصوصیت حاصل ہے جو دوسرے کو حاصل نہیں۔ آگے اس کی تمثیل ہے۔ من کلم اللہ سے حضرت موسےٰ علیہ السلام مراد ہیں۔ جن سے اللہ نے کوہ طور پر بلا واسطہ کلام فرمایا اور رفع بعضهم درجت سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ المکلم موسیٰ علیه السلام (قرطبی ص۲۶۴ ج۳، مدارک ص۹۹ ج۱) والمراد ببعضهم النبی صلی الله علیه وسلم کما ینبئ عنه الاخبار بکونه صلی الله علیه وسلم منهم (روح ص۲ ج۳، مدارک قرطبی)

ف۱۹۷ بینات سے معجزات اور انجیل کی آیات واضحہ مراد ہیں۔ روح القدس اور تائید کی تفسیر رکوع ۱۱ میں گذر چکی ہے۔ امت مسلمہ کا اس امر پر اجماع ہے کہ بعض انبیاء کو بعض پر جزوی فضیلت ہے۔ لیکن تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیہم وسلم ہیں۔ اجمعت الامة علی ان بعض الانبیاء افضل من بعض وعلی ان محمدا صلی الله علیه وسلم افضل من الکل (کبیر ص۴۵۱ ج۲)

ف۱۹۸ اگر اللہ چاہتا تو وہ دین حق کے واضح ہو جانے کے بعد تمام لوگوں کو توحید پر قائم رکھتا اور ان میں اختلاف واقع نہ ہونے دیتا اور اس طرح جنگ و جدال کی نوبت ہی نہ آتی۔ ولکن اختلفوا۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ اللہ نے لوگوں سے اختیار چھین کر ان کو توحید قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا۔ کیونکہ جبری ایمان مطلوب نہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ بندے کو ایمان قبول کرنے پر مجبور کرتا تو ثواب و عقاب کا سلسلہ خدا کی حکمت بالغہ کے سراسر منافی اور بالکل بے معنی ہوتا۔ نیز اس طرح ابتلاء اور آزمائش کی حکمت فوت ہو جاتی۔ جو رسالت و نبوت کا اصل مدعا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء و رسل علیہم السلام کو بھیج کر اور ان کے ذریعے ایمان و توحید کا راستہ دلائل و بینات سے واضح فرما کر بندوں کا امتحان کیا کہ کون مانتا ہے اور کون نہیں مانتا۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَاۤ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اسی لئے اللہ نے بندوں پر جبر نہیں کیا۔ بلکہ انہیں اختیار دیا ہے کہ وہ سوچ سمجھ کر اپنے اختیار اور پسند کے مطابق حق و باطل میں سے کوئی ایک راستہ منتخب کریں۔ اس لئے لوگوں میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ کسی نے ایمان اور توحید کی راہ اختیار کی اور کسی نے شرک و کفر کا راستہ لیا۔ ولو شآء الله ما اقتتلوا حضرت شیخ نے فرمایا ولو شآء الله ما اقتتل الخ

موضح قرآن ف۱ یعنی عمل کا وقت ابھی ہے۔ آخرت میں نہ عمل بکتے ہیں نہ کوئی آشنائی سے دیتا ہے نہ کوئی سفارش سے چھڑا سکتا ہے جب تک پکڑنے والا نہ چھوڑے۔

لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ

کا تھامنے والا، نہیں پکڑ سکتی اسکو اونگھ اور نہ نیند اسی کا ہے جو کچھ آسمان اور

مَا فِی الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا

زمین میں ہے ف۴۹۸ ایسا کون ہے جو سفارش کرے اس کے پاس مگر

بِاِذْنِهٖ ؕ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ

اجازت سے (وہی) جانتا ہے جو کچھ ان (سفارش کرنیوالوں) کے روبرو ہے اور جو کچھ انکے پیچھے ہے ف۵۰۰

وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ

اور وہ سب احاطہ نہیں کر سکتے کسی چیز کا اس کی معلومات میں سے مگر جتنا کہ وہی چاہے

وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا یَئُوْدُهٗ

گنجائش ہے اس کی کرسی (علم اور قدرت) میں تمام آسمانوں اور زمین کو اور گراں نہیں اسکو

حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ﴿۲۵۵﴾ لَاۤ اِكْرَاهَ فِی

تھامنا ان کا اور وہی ہے سب سے برتر عظمت والا زبردستی نہیں

الدِّیْنِ ۙ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ ۚ فَمَنْ یَّكْفُرْ

دین کے معاملہ میں ف۵۰۱ بیشک جدا ہو چکی ہے ہدایت گمراہی سے اب جو کوئی انکار

بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ

کرے غیر اللہ (کے معبود ہونے) سے اور یقین لاوے (صرف) اللہ (کی عبادت) پر تو اس نے پکڑ لیا

بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۗ لَا انْفِصَامَ لَهَا ؕ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ

حلقہ مضبوط جو ٹوٹنے والا نہیں ف۵۰۲ اور اللہ سب کچھ سنتا

عَلِیْمٌ ﴿۲۵۶﴾ اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۙ یُخْرِجُهُمْ مِّنَ

جانتا ہے ف اللہ مددگار ہے ایمان والوں کا نکالتا ہے ان کو

الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا

اندھیروں سے روشنی کی طرف ف۵۰۳ اور جو لوگ کافر ہوئے

ف۱ ذکر قتال چھٹی بار ۱۲

ف۲ قانون اول برائے مومنین ۱۲

ف۳ قانون ثانی برائے مشرکین ۱۲

لئے پس اس جملے کا اعادہ اس لئے کیا گیا ہے تاکہ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ اس پر مرتب ہو سکے۔ یہ اعادہ، اعادہ لبعد العہد کے قبیل سے ہے۔ لوگوں میں دین کا اختلاف اور پھر اس اختلاف کی بناء پر جنگ و قتال یہ سب کچھ خدا کے تصرف و اختیار سے باہر نہیں۔ اگر وہ چاہتا تو اس اختلاف اور باہمی قتال کو روک سکتا تھا۔ مگر اس نے چاہا کہ لوگوں کو ایک راہ پر چلنے پر مجبور نہ کیا جائے۔ بلکہ انہیں موقع دیا جائے کہ وہ اپنے اختیار سے جونسی راہ چاہیں اختیار کریں۔ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ وجوب اور مشروعیت قتال کی ایک علت وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ میں بیان ہو چکی ہے اور یہ مشروعیت قتال کی دوسری علت ہے یعنی اگر اللہ چاہتا تو جہاد و قتال کے بغیر ہی سب لوگوں کو دین حق اور توحید پر متفق کر دیتا۔ لیکن اس نے بندوں کے ابتلاء و امتحان کے لئے ان پر قتال واجب کر دیا ہے۔ ان آیات کا خلاصہ ربط یہ ہے وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ سے مشروعیت جہاد کی علت بیان فرما کر تِلْكَ اٰیٰتُ اللّٰهِ الاٰیۃ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت بیان کی کیونکہ ان مذکورہ واقعات کی خبر آپ کو نہ تھی۔ یہ سب کچھ آپ وحی من جانب اللہ کے ذریعے بتا رہے ہیں تو معلوم ہوا کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ آپ کے ذکر مبارک کی مناسبت سے اسکے بعد تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ الاٰیۃ میں باقی انبیاء علیہم السلام کا ذکر فرمایا اور ساتھ ہی وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا سے یَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ تک میں قتال کی دوسری علت بیان فرمائی۔ یعنی ہم نے تمام رسولوں کو فضیلت اور برتری عطا فرمائی اور بعض کو بعض پر فضیلت دی۔ لیکن اس تفاوت درجات کے باوجود ان سب کا دین ایک تھا اور سب نے اپنے اپنے وقت میں دلائل و بینات سے دین توحید کو واضح فرمایا مگر ان کے بعد پچھلے لوگوں نے اس میں اختلاف کیا۔ کچھ توحید پر قائم رہے اور کچھ توحید کو چھوڑ کر شرک کرنے لگے یہاں تک کہ نوبت جنگ و قتال تک پہنچی اگر اللہ چاہتا تو تمام مشرکوں کو خود ہلاک کر دیتا یا ان کو ایمان اور توحید قبول کرنے پر مجبور کر دیتا تو جہاد و قتال کی ضرورت ہی نہ رہتی۔ لیکن اللہ نے ایسا نہیں کیا بلکہ ابتلاء اور آزمائش کے لئے قتال واجب کر دیا۔ ف۴۹۸ اس کا ہر فعل اس کے اپنے ارادے کے مطابق ہوتا ہے۔ اس کا فعل نہ کسی دوسرے کے ارادہ کے ماتحت ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی اسے اس کے ارادہ سے باز رکھ سکتا ہے۔ اور امر بالقتال سے اس کا ارادہ بندوں کی آزمائش ہے کہ کون قتال و جہاد میں حصہ لیتا ہے اور کون نہیں لیتا۔ امر بالقتال اور ترغیب الی الجہاد کے بعد آگے پھر پانچویں بار جہاد کے لئے مال خرچ کرنے کا حکم ہے۔ ف۴۹۹ یعنی نیکی کمانے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا موقع اس دنیا

موضح قرآن ف۔ یعنی جہاد کرنا یہ نہیں کہ زور سے اپنا دعویٰ قبول کرواتے ہیں بلکہ جس کام کو سب نیک کہتے ہیں اور کرتے نہیں وہی کرواتے ہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی حجت اسلام ظاہر شد پس گویا جبر کردن نیست اگرچہ فی الجملہ جبر باشد ۱۲

ہی میں ہے۔ دنیا میں کی ہوئی نیکی اور دنیا میں دی ہوئی خیرات ہی آخرت میں کام آئے گی۔ آخرت میں نہ تو تجارتی کاروبار ہوگا کہ عذاب سے بچنے کے لئے فدیہ کی رقم کما لے۔ نہ وہاں دوست کام آئیں گے اور نہ ہی کسی کی سفارش کام آسکے گی۔ یہاں اس شفاعت کے نافع ہونے کی نفی ہے۔ جس کے مشرکین قائل تھے یعنی شفاعت قہری۔ والکفرون ھم الظلمون ؕ یہاں واوٗ تعلیلیہ ہے۔ مطلب یہ کہ جہاد میں خرچ کرو۔ کیونکہ یہ کافر مشرک ہیں اور شرک کو دنیا سے مٹانا ہے۔ اللہ کے مقرر کئے ہوئے اصول عقائد اور آئین حیات کو نہ ماننے والے ہی اصل ظالم ہیں۔ جو خدا کی نافرمانی سے اپنی جانوں پر ظلم کر کے اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں۔

أَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوتُ ۙ يُخْرِجُونَهُمْ مِّنَ النُّورِ
ان کے رفیق ہیں شیطان نکالتے ہیں ان کو روشنی سے
إِلَى الظُّلُمٰتِ ؕ أُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيهَا
اندھیروں کی طرف ف یہی لوگ ہیں دوزخ میں رہنے والے وہ اسی میں ہمیشہ
خٰلِدُونَ ﴿٢٥٧﴾ ع أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِي حَآجَّ إِبْرٰهٖمَ
رہیں گے ف ف۱ کیا نہ دیکھا تو نے اس شخص کو جس نے جھگڑا کیا ابراہیم سے
فِي رَبِّهٖٓ أَنْ آتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ إِذْ قَالَ إِبْرٰهٖمُ رَبِّيَ
اس کے رب کی بابت اسی وجہ سے کہ دی تھی اللہ نے اسکو سلطنت ف جب کہا ابراہیم نے میرا رب
الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ ۙ قَالَ أَنَا أُحْيِي وَأُمِيتُ ؕ قَالَ
وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے ف وہ بولا میں بھی جلاتا اور مارتا ہوں ف۱ کہا
إِبْرٰهٖمُ فَإِنَّ اللّٰهَ يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ
ابراہیم نے کہ بیشک اللہ تو لاتا ہے سورج کو مشرق سے
فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ ؕ وَ
اب تو لے آ اسکو مغرب کی طرف سے ف تب حیران رہ گیا وہ کافر اور
اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِينَ ﴿٢٥٨﴾ ۚ أَوْ كَالَّذِي مَرَّ
اللہ سیدھی راہ نہیں دکھاتا بے انصافوں کو ف۲ یا نہ دیکھا تو نے اس
عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوشِهَا ۚ قَالَ
شخص کو کہ گذرا وہ ایک شہر پر اور وہ گرا پڑا تھا اپنی چھتوں پر ف۲ ف۵۱۱ بولا
أَنّٰى يُحْيِي هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَأَمَاتَهُ
کیونکر زندہ کرے گا اس کو اللہ مر گئے پیچھے ف۵۱۲ پھر مردہ رکھا اس
اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ؕ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ؕ
شخص کو اللہ نے سو برس پھر اٹھایا اس کو کہا تو کتنی دیر یہاں رہا

ع ۳۴ ۲ وقف لازم

ف۱ پہلا قصہ متفرع بر قانون ثانی ۱۲

ف۲ دوسرا قصہ متفرع بر قانون اول ۱۲

ف یہاں دعویٰ توحید کا دوبارہ اعادہ کیا گیا ہے اور جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے یہاں اعادہ دعویٰ سے مقصد شفاعت قہری کی نفی ہے جیسا کہ یہود و نصاریٰ کا خیال تھا کہ ہمارے آباؤ اجداد جو اللہ کے پیارے اور برگزیدہ پیغمبر تھے وہ ہمیں خدا کے عذاب سے بچا لیں گے اور ہمارے حق میں خدا کو ان کی سفارش ماننی پڑے گی تو مطلب یہ ہوا کہ جس طرح اللہ کے سوا کوئی کارساز اور فریادرس نہیں۔ جس کو پکارا جائے یا جس کی تعظیم اور رضا جوئی کے لئے نذریں نیازیں دی جائیں اسی طرح اس کے سامنے کوئی شفیع غالب بھی نہیں کہ دنیا و آخرت میں مصیبت کے وقت اس کی پناہ ڈھونڈی جائے اور اسے سفارشی بنایا جائے۔ لہٰذا کسی کو شفیع غالب سمجھ کر نہ پکارا جائے۔ اس جگہ دعوائے توحید کا اعادہ ماقبل کی دلیل بھی ہے۔ یعنی کافروں کے اصل ظالم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ شرک کرتے ہیں۔ حالانکہ اللہ کا کوئی شریک نہیں۔ دعوائے توحید پر یہاں چھ عقلی دلیلیں بیان فرمائی ہیں۔ پہلی دلیل الحیّ وہ زندہ ہے ایسا زندہ کہ زندگی اس کی صفت ذاتی ہے وہ ازل سے ہے اور ابد تک رہیگا۔ جس پر کبھی عدم نہیں آیا اور نہ ہی کبھی اس پر موت آئیگی جیسا کہ سورۂ فرقان میں ہے۔ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ۔ دوسری دلیل القیوم وہ خود بھی قائم و دائم ہے۔ اور ہر چیز کو بھی اس نے سہارا دے رکھا اور قائم کر رکھا ہے وہ سب کا رازق اور نگہبان ہے۔ القائم الحافظ لکل شئ والمعطی لہ ما بہ قوامہ (روح ص ۸ ج ۳) تیسری دلیل لاتاخذہ سنۃ ولا نوم وہ ہر وقت خبردار اور بیدار رہتا ہے اور اپنی مخلوق سے کبھی غافل نہیں ہوتا اسے نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند۔

نوم انبیاء علیہم السلام کے بارے میں محدثین کرام

موضح قرآن ف یعنی جہاد ہے کافروں کی ضد توڑنے کو ہدایت اللہ کرتا ہے جس کی قسمت میں رکھی ہے۔ ان کو شبہ آیا تو ساتھ ہی اس پر خبردار کر دیا ف۲ ایک بادشاہ تھا وہ اپنے تئیں سجدہ کرواتا تھا سلطنت کے غرور سے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اسکو سجدہ نہ کیا۔ اس نے پوچھا انہوں نے کہا میں اپنے رب ہی کو سجدہ کرتا ہوں۔ اس نے کہا رب تو میں ہوں۔ انہوں نے کہا میں رب حاکم کو نہیں کہتا۔ رب وہ ہے جو جلاوے اور مارے۔ اُسنے دو قیدی منگائے جسکو جلانا پہنچتا تھا مار ڈالا۔ جس کو مارنا پہنچتا تھا۔ چھوڑ دیا تب انہوں نے آفتاب کی دلیل سے اسکو لاجواب کیا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بستم مستحق کشتن را می گذارم وکسی را کہ مستحق کشتن نیست می کشم ۱۲ ف۲ آن شخص عزیر بود ۱۲

کا مسلک یہ ہے کہ وہ ناقض وضو نہیں۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے رات اپنی خالہ ام المؤمنین حضرت میمونہؓ کے گھر میں بسر کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشا ادا کرکے حضرت میمونہؓ کے گھر تشریف لائے اور چار رکعت نماز ادا فرمائی اور پھر سو گئے۔ رات کے آخری حصہ میں آپ بیدار ہوئے اور وضو فرما کر نماز تہجد، وتر اور فجر کی سنتیں ادا کیں۔ اس کے بعد پھر سو گئے۔ یہاں تک کہ مؤذن نے آپ کو اطلاع دی اور آپ نے جاکر نماز فجر ادا کی۔ لیکن وضو نہیں فرمایا۔ اس موقع پر روایت کے الفاظ حسب ذیل ہیں۔ فصلى في تلك الليلة ثلث عشرة ركعة ثم نام رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى نفخ و كان اذا نام نفخ ثم اتاه المؤذن فخرج فصلى ولم يتوضأ اور بعض روایتوں میں ہے ثم نام حتى سمعت غطيطه (صحیح مسلم ص۲۶۰ ج۱) اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت میں ہے قالت عائشة فقلت يا رسول الله اتنام قبل ان توتر فقال يا عائشة ان عيني تنامان ولا ينام قلبي (جامع ترمذی وغیرہ) حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ میری صرف آنکھیں سوتی ہیں دل جاگتا رہتا ہے لیکن حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت ابن عباس کا یہ واقعہ کئی راویوں نے بیان کیا ہے اور اس ایک ہی واقعہ کی تفصیلات بیان کرنے میں راویوں کے درمیان شدید اختلاف ہے۔ حضرت شیخؒ نے اس واقعہ کے اکثر طرق نقل کرکے انکے باہمی اختلافات کی نشاندہی فرما دی ہے۔ ملاحظہ ہو آپ کی تصنیف تحریرات حدیث از ص۶۴ تا ص۶۶ مثلاً ایک روایت میں ہے کہ نماز عشا کے بعد حضور علیہ السلام نے حضرت میمونہؓ کے گھر چار رکعت نماز ادا کی اور پھر آپ سو گئے۔ یہاں تک کہ خراٹوں کی آواز آنے لگی۔ ایک روایت میں سونے اور خراٹوں کا ذکر نماز تہجد اور صبح کی سنتوں کے درمیان کیا گیا ہے اور ایک دوسری روایت میں یہ دونوں چیزیں صبح کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان مذکور ہیں۔ اسی طرح بعض روایتوں میں آتا ہے کہ اس رات آپ تہجد کی نماز میں ہر دو رکعت کے بعد سوئے اور پھر اٹھ کر وضو فرمایا۔ لیکن دوسری روایتوں میں ہر دو رکعتوں کے بعد نیند اور وضو کا ذکر

قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ؕ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ
بولا میں رہا ایک دن یا دن سے کچھ کم کہا نہیں بلکہ تو رہا

مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ
سو برس اب دیکھ اپنا کھانا اور پینا

يَتَسَنَّهْ ج وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ قف وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً
سڑ نہیں گیا ۵۱۳ اور دیکھ اپنے گدھے کو اور ہم نے تجھ کو نمونہ بنانا چاہا

لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا
لوگوں کے واسطے اور دیکھ ہڈیوں کی طرف کہ ہم ان کو کس طرح ابھار کر جوڑتے

ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ؕ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ
ہیں پھر ان پر پہناتے ہیں گوشت ۵۱۴ پھر جب اس پر ظاہر ہوا یہ حال تو کہہ اٹھا

اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۲۵۹﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ
مجھ کو معلوم ہے کہ بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے ف۱ ۵۱۵ اور جب کہا ابراہیمؑ نے

رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰى ؕ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ؕ
اے پروردگار میرے دکھلا دے مجھ کو کہ کیونکر زندہ کریگا تو مردے۔ فرمایا کیا تو نے یقین نہیں کیا

قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ ؕ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً
کہا کیوں نہیں لیکن اسواسطے چاہتا ہوں کہ تسکین ہو جاوے ۵۱۶ میرے دل کو۔ فرمایا تو پکڑ لے چار

مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ
جانور اڑنے والے پھر ان کو ہلا لے اپنے ساتھ ۵۱۷ پھر رکھ دے ہر پہاڑ پر ان کے بدن

مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًا ؕ وَ
کا ایک ایک ٹکڑا پھر ان کو بلا چلے آویں گے تیرے پاس دوڑتے اور

اعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۲۶۰﴾ ع مَثَلُ الَّذِیْنَ
جان لے کہ بیشک اللہ زبردست ہے حکمت والا ۵۱۸ ف۲ مثال ان لوگوں کی جو

۳۵ ع ۳

منزل ۱

م۱ تقریراً قصہ متفرع بر قانون اول ۱۲

م۲ ذکر مضمون انفاق یعنی بار (باتفصیل) ۱۲

موضح قرآن ف۱ یہ شخص حضرت عزیر تھے بخت نصر ایک بادشاہ تھا کافر بنی اسرائیل پر غالب ہوا۔ شہر بیت المقدس کو ویران کیا تمام لوگ بندی میں پکڑے گئے تب حضرت عزیر اس شہر پر گذرے تعجب کیا کہ یہ شہر کیونکر آباد ہو۔ اسی جگہ انکی روح قبض ہوئی۔ سو برس کے بعد زندہ ہوئے۔ انکا کھانا اور پینا پاس دھرا تھا اسی طرح اور سواری کا گدھا مر کر ہڈیاں اسی شکل میں دھری تھیں وہ انکے روبرو زندہ ہوا۔ اس سو برس میں بنی اسرائیل قید سے خلاص ہوئے اور شہر پھر آباد ہو رہا۔ انہوں نے زندہ ہو کر آباد ہی دیکھا۔ ف۲ چار جانور لائے ایک مرغ ایک مور ایک کوا ایک کبوتر انکو اپنے ساتھ ہلایا۔ کہ پہچان رہے پھر ذبح کیا ایک پہاڑ پر چاروں کے سر رکھے ایک پر پر ایک پر دھڑ ایک پر پاؤں پہلے بیچ میں کھڑے ہو کر ایک کو پکارا اسکا سر اٹھ کر ہوا میں کھڑا ہوا پھر دھڑ ملا پھر پر لگے پھر پاؤں وہ دوڑتا چلا آیا اسی طرح چاروں آئے۔ فائدہ یہ تین قصے فرمائے اس پر کہ اللہ آپ ہدایت کرنیوالا ہے جس کو چاہے اگر شبہ پڑے تو ساتھ ہی جواب بھیجے اب آگے پھر جہاد کا مذکور ہے اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کا۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی عین الیقین می خواهم ۱۲

ندارد ہے۔ ایک اختلاف یہ بھی ہے کہ بعض روایتوں میں فجر کی سنتوں کے بعد مطلق نیند اور خراٹوں کا ذکر ہے بعض میں اضطجاع (یعنی پہلو کے بل لیٹنا) اور بعض میں احتباء (یعنی گھٹنوں کو کھڑے کرکے دونوں ہاتھوں کا دائرہ بنا کر ان کے سہارے بیٹھنا) کا ذکر ہے۔

یہ واقعہ چونکہ ایک ہی دفعہ پیش آیا ہے اس لئے اس کی تفصیلات میں اس قدر متضاد اختلافات کا وجود ناممکن ہے۔ لیکن مختلف طرق میں غور وفکر سے تطبیق و ترجیح کی حسب ذیل صورت نظر آتی ہے۔ اصل روایت میں نیند اور خراٹوں کا ذکر صرف ان چار رکعتوں کے بعد ہے۔ جو نماز عشاء کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر ادا کی تھیں لیکن بعض راویوں نے تہجد کے بعد یا فجر کی سنتوں کے بعد بھی اس کا ذکر کر دیا۔ اسی طرح اصل واقعہ میں یہ ہے کہ فجر کی سنتوں کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے احتباء فرمایا۔ اور اسی حالت میں آپ کو خفیف سی نیند آگئی اور سانس نکلنے کی آواز سنائی دینے لگی جس کو راوی نے نفخ سے تعبیر کیا ہے اور نفخ ہی کو بعض راویوں نے غطیط یا خطیط (خراٹے) سے تعبیر کر ڈالا ہے۔ جیسا کہ حافظ بدر الدین عینی فرماتے ہیں۔ نفخ بالخاء المعجمة ای من خیشومه وهو المعبر عنه بالغطیط (عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد ثانی صہ ۲۵۵) اور اس طرح احتباء کی حالت میں نیند کسی کے حق میں بھی ناقض وضو نہیں۔ اصل بات تو یہ تھی۔ پھر اسی مفہوم کو بعض راویوں نے روایت بالمعنی کرکے ثم اضطجع فنام سے ادا کر دیا۔

باقی رہی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا والی روایت تو اس کے الفاظ تو بظاہر قاعدہ کلیہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ بحالت خواب نیند سے صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں بند ہو جاتی تھیں لیکن آپ کا دل ہمیشہ بیدار رہتا تھا لیکن درحقیقت یہ قاعدہ کلیہ نہیں تھا۔ بلکہ بعض اوقات ایسا ہوتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں اور قلب مبارک دونوں چیزیں نیند سے متاثر ہو جاتی تھیں اور بعض اوقات ایسا ہوتا کہ صرف آنکھیں نیند سے بند ہو جاتیں۔ لیکن دل بیدار رہتا۔ چنانچہ لیلۃ التعریس میں جس کی طرف پہلے اشارہ گزر چکا ہے۔ جب نیند کی وجہ آپ کی اور آپ کے ہم سفر صحابہ کی نماز فجر فوت ہو گئی۔ تو آپ نے ازسرنو وضو کرکے نماز ادا فرمائی۔ اس واقعہ کی توجیہہ کرتے ہوئے بعض محدثین نے فرمایا ہے کہ اس موقع پر آپ کی آنکھوں کے ساتھ دل پر بھی نیند طاری ہو گئی تھی۔ اس لئے آپ وقت پر بیدار نہ ہو سکے اور اسی لئے آپ نے وضو کی تجدید فرمائی جیسا کہ اوجز المسالک شرح موطا امام مالک صہ ۴۱۸۔ ج ۱ میں ہے۔ انه کان فی وقت ینام وفی وقت لا ینام فصادف الوادی نومه۔

لشه یہ چوتھی دلیل ہے زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے سب کو اسی نے پیدا کیا اور سب کچھ اسی کے قبضہ اور اختیار و تصرف میں ہے۔ پھر کون ہے جو اس پر جبر کر سکے اور اس سے اپنی بات منوا سکے۔ من ذا الذی یشفع عنده الا باذنه یہ پانچویں دلیل ہے۔ استفہام انکاری ہے مطلب یہ کہ اس کی اجازت کے بغیر کوئی اس کے سامنے دم نہیں مار سکتا اور نہ ہی اس کی مرضی کے خلاف کسی مجرم کو سفارش کرکے سزا سے بچا سکتا ہے۔ جیسا کہ عام مشرکوں کا خیال تھا کہ جن بزرگوں کو ہم پکارتے ہیں وہ ہمیں بخشوا لیں گے۔ اور خدا سے ہمارے تمام کام بھی کرا دیں گے۔ وفی ذلك تاییس للکفار حیث زعموا ان آلهتهم شفعاء لهم عند الله تعالیٰ (روح صہ ۹ ج ۳)

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شفاعت کا مسئلہ قرآن مجید میں مختلف عنوانات سے بیان کیا گیا ہے۔ کہیں فرمایا مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ (بقرہ ع ۳۴) کہیں فرمایا لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِیَ لَهٗ قَوْلًا (طٰہٰ ع ۶) کہیں ارشاد ہے اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی (انبیاء ع ۲) کہیں فرمایا اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ (زخرف ع ۷) کہیں ارشاد ہے لَا یَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا (نباء ع ۲) ان کے علاوہ اور بہت سی آیتوں میں مسئلہ شفاعت مذکور ہے۔ ان تمام آیتوں کا مشترک مفہوم یہ ہے کہ ان میں شفاعت قہری کی نفی کی گئی ہے۔ جس کے مشرکین معتقد تھے اور اس کے سوا شفاعت کی ایک اور قسم کا اثبات کیا گیا ہے یعنی شفاعت بالاذن پھر اس جائز شفاعت کی دو قسمیں ہیں ایک شفاعت فی الدنیا اور دوم شفاعت فی الآخرت۔ شفاعت فی الدنیا یعنی دنیا میں شفاعت مومن اور کافر دونوں کے لئے جائز ہے۔ مومن کے لئے دنیا میں شفاعت یہ ہے کہ اس کے گناہوں کی بخشش اور حق پر اس کی استقامت کے لئے دعا کرے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو امر ہوا۔ وصل علیهم ان صلوتك سكن لهم واستغفر لهم الله (توبہ ع ۱۲) اور کافر کے لئے شفاعت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس کے راہ راست پر آجانے کی دعا کرے۔ لیکن یہ صرف اسی وقت تک جائز ہے جب تک اس کے دل پر مہر جباریت نہ لگ جائے اور جب یہ معلوم ہو جائے کہ اس کے دل پر مہر جباریت لگ چکی ہے۔ اس وقت اس کے حق میں دنیا میں شفاعت نہ کی جائے۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں وارد ہے فلما تبین له انه عدو لله تبرأ منه۔ باقی رہی آخرت میں شفاعت تو وہ قبل العلم مومنوں اور کافروں دونوں کے لئے جائز ہے۔ لیکن بعد العلم صرف مومنوں کے لئے جائز ہے اور کافروں کے لئے جائز نہیں۔ اور علم سے مراد یہ ہے کہ یہ معلوم ہو جائے کہ مشفوع لہٗ مومن ہے یا کافر۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن قبل العلم کافروں کے لئے شفاعت فرمائیں گے۔ قیامت کے دن کچھ لوگوں کو فرشتے جہنم کی طرف لے جائیں گے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اصحابی اصحابی پکار کر ان کی شفاعت فرمائیں گے۔ اس پر اللہ کی طرف سے آپ کو جواب ملے گا کہ آپ کو معلوم نہیں۔ آپ کے بعد ان لوگوں نے کیا کچھ کیا ہے۔ اس پر آپ خاموش ہو جائیں گے اور پھر ان کی شفاعت نہیں کریں گے۔

ان آیتوں کے الفاظ سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ دنیا اور آخرت میں پہلے شفاعت کرنے والوں کو باقاعدہ اذن دیا جائے گا کہ فلاں فلاں کے لئے شفاعت کرو تو قبول ہوگی۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے (صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے آخرت میں شفاعت کبریٰ کا اذن ملنا ثابت ہے) اس لئے من اذن له اور لمن اذن له وغیرہ سے اذن کا متبادر مفہوم یعنی اجازت مراد نہیں ہے۔ بلکہ دوسری آیتوں کی روشنی میں اس آیت میں مشفوع لہٗ سے مراد مومن ہے۔ چنانچہ ایک جگہ ارشاد ہے الا من شهد بالحق۔ جس نے حق کی شہادت دی یعنی مومن۔ اس کی تائید ایک دوسری آیت سے ہوتی ہے۔ الا لمن ارتضی جس کو خدا پسند کرے اور وہ صرف مومن ہی ہو سکتا ہے جن آیتوں میں بلا اجازت کلام کی نفی ہے۔ وہاں آخرت کی شفاعت مراد ہے۔ اور مشفوع لہٗ صرف ایمان والے ہیں اور جن آیتوں میں کلام کی نفی کی گئی ہے ان میں دنیا کی شفاعت سے متعلق ہیں اور بعض آخرت سے اور بعض دونوں کی محتمل ہیں مسئلہ شفاعت کی پوری تحقیق سورۃ یونس کی تفسیر میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ

یہ چھٹی دلیل ہے اور یہ محاورہ ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ کے احاطہ علمی کا بیان مقصود ہے یعنی وہ زمین و آسمان کی تمام مخلوقات کے تمام ظاہر و باطن اور گذشتہ و آئندہ حالات و واقعات کو خوب جانتا ہے دلیل علی احاطة علمه بجمیع الکائنات ماضیها وحاضرها ومستقبلها (ابن کثیر صہ ۳۰۹ ج ۱) حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ

مابین ایدیھم وما خلفھم میں ضمیر غائب من ذا الذی کی طرف راجع ہے۔ یعنی وہ لوگ جن کو مشرکین اپنے شفعاء غالب سمجھتے تھے ولا یحیطون بشیٔ من علمہ اور اس کی مخلوق میں سے کوئی جن و بشر، کوئی پیغمبر یا کوئی فرشتہ اللہ کے معلومات میں سے کسی ایک چیز کی حقیقت اور کنہ کو بھی نہیں جانتا۔ ہاں جو تھوڑا بہت علم اللہ نے ان کو دیدیا ہے۔ اس سے آگے ان کے علم کی حدود نہیں بڑھ سکتیں۔ وسع کرسیہ السموات والارض کرسی سے یا تو اس کا حقیقی معنی مراد ہے۔ لیکن اس کی حقیقت اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا یا اس سے مراد علم ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس سے منقول ہے یا یہ قدرت اور سلطنت سے کنایہ ہے۔ کرسیہ ملکہ وسلطانہ (معالم ص ۲۲۷ ج ۱) اصل الکرسی السلطان والقدرۃ والملک (کبیر ص ۴۷۰ ج ۲) مطلب یہ ہے کہ اس کی قدرت اور حکومت پوری کائنات پر حاوی ہے۔ سب اس کے محکوم ومملوک ہیں اور کوئی اس کا شریک اور ہمسر نہیں۔ ولا یؤدہ حفظھما زمین و آسمان کی حفاظت اور نگہبانی سے وہ تھکتا اور اکتاتا نہیں۔ یہ ساتویں دلیل ہے۔ وھو العلی العظیم ۝ وہ ہر چیز سے بلند تر اور بزرگ تر، ہر چیز اس کے سامنے ہیچ اور حقیر ہے۔ یہ آیت کریمہ آیۃ الکرسی کے نام سے مشہور ہے اور قرآن مجید کی تمام آیتوں سے افضل ہے اس لئے کہ اس میں اللہ کی توحید اور اس کی صفات کا کامل اور جامع بیان ہے۔ آیت الکرسی کی ابتداء میں بھی حصر ہے۔ یعنی ھو الحی القیوم میں اور آخر میں بھی یعنی ھو العلی العظیم میں۔ کیونکہ دونوں جگہوں میں خبریں معرفہ ہیں اسلئے آیت کے باقی تمام حصے بھی حصر پر ہی محمول ہوں گے۔ کیونکہ یہ قانون ہے کہ کلام کے کسی ایک حصہ میں جب حصر ہو تو اس کے باقی حصے بھی حصر پر ہی محمول ہوتے ہیں

۵۳ یہ آیت جہاد سے متعلق ہے اور اس میں جہاد سے متعلق ایک شبہ کا ازالہ کیا گیا ہے۔ یعنی جہاد کا مقصد یہ نہیں کہ کافروں کو بزور شمشیر مسلمان بنایا جائے۔ بلکہ اس کا مقصد جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے یہ ہے کہ دنیا کو فتنہ و فساد سے پاک کیا جائے۔ اور کفار کو مومنوں کو جبراً کافر بنانے سے روکا جائے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے قاتلوا حتی لا تکون فتنۃ ای حتی لا یفتن مومن (مدارک) ایمان کا تعلق چونکہ دل سے ہے اور دل پر جبر نہیں ہوسکتا کیونکہ دل اسی بات کو مانتا ہے۔ جسے وہ اپنے اختیار سے پسند کرتا ہے اس لئے اسلام میں کسی کو جبراً مومن بنانے کی کوئی گنجائش نہیں۔ کیونکہ اس طرح انسان مجبور ہو جائے گا۔ اور اس سے اس کا اختیار چھن جائے گا اور ابتلاء و امتحان کی حکمت فوت ہو جائے گی۔ نیز جبر کا مطلب تو یہ ہوتا ہے۔ کسی کو اس کی مرضی کے خلاف ایسے فعل پر مجبور کیا جائے۔ جس میں فی نفسہ کوئی بہتری نہ ہو یا اگر ہو تو اس کو نظر نہ آتی ہو۔ مگر یہاں ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ اسلام سرتاپا خیر ہی خیر ہے۔ نیز اسلام کی راہ اس قدر واضح ہو چکی ہے کہ کفر کی راہ سے اس کا امتیاز بالکل آسان ہے۔ ادنی تامل سے اسلام کی خوبیاں اور کفر کی برائیاں سمجھ میں آسکتی ہیں اور انسان رضا و رغبت سے اسلام قبول کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے اس لئے جبر و اکراہ کی ضرورت ہی نہیں۔ ہاں اگر کوئی مسلمان عیاذاً باللہ دین اسلام کو چھوڑ کر کفر کی طرف چلا جائے تو وہ چونکہ اسلام کا باغی ہے۔ اس لئے اسے دوبارہ اسلامی آئین قبول کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔ اگر اس نے دوبارہ اسلام قبول کر لیا تو اسے مسلمانوں کی جماعت میں شامل کر لیا جائیگا۔ ورنہ اس کی گردن اڑا دی جائے گی۔ قد تبین الرشد من الغی یہ ماقبل کی علت ہے تعلیل صدر بکلمۃ التحقیق لزیادۃ تقریر مضمونہ (روح ص ۱۳ ج ۳)

۵۴ حضرت عمرؓ، حسین بن علی، مجاہد اور قتادہ سے منقول ہے کہ طاغوت سے مراد شیطان ہے۔ امام مالک اور امام ابن جریر فرماتے ہیں کہ اللہ کے سوا ہر معبود طاغوت ہے۔ وعن مالک بن انس کل ما عبد من دون اللہ تعالیٰ (روح ص ۱۳ ج ۳) والصواب من القول عندی فی الطاغوت انہ کل ذی طغیان علی اللہ فعبد من دونہ اما بقھر منہ لمن عبدہ واما بطاعۃ ممن عبدہ انسانا کان ذالک المعبود او شیطانا او وثنا او صنما او کائنا ما کان من شیٔ (ابن جریر ص ۱۲ ج ۳) اور العروۃ الوثقی سے مراد ایمان اور خالص توحید ہے بالعروۃ الوثقی قال مجاھد العروۃ الایمان (قرطبی ص ۲۸۲ ج ۳) یعنی جس نے شیطان کا اتباع ترک کر دیا اور ہر غیر اللہ کی عبادت چھوڑ دی اور کفر و شرک سے توبہ کر کے خدائے واحد پر دل و جان سے ایمان لے آیا اس نے ایک ایسی مضبوط اور محکم کڑی کو تھام لیا جو کبھی نہیں ٹوٹے گی۔ یہ مضبوط کڑی ایمان اور اسلام ہے۔ جسے تھام لینے کے بعد دنیا اور آخرت میں خدا کی راہنمائی اور دستگیری حاصل ہو جاتی ہے دل مطمئن ہو جاتا ہے اور تمام کام آسان ہو جاتے ہیں۔ آگے اللہ تعالیٰ نے دو تکوینی قانون بیان فرمائے ہیں۔ پہلا قانون یہ ہے کہ اگر کسی وقت مومنوں کے دلوں میں توحید کے بارے میں کوئی ادنیٰ سا شبہ بھی واقع ہو جائے تو اللہ تعالیٰ فوراً شبہات کے اندھیروں کو نور ہدایت سے دور فرما کر ان کے دلوں کو مطمئن کر دیتا ہے اور دوسرا قانون یہ ہے کہ اگر کبھی کسی مشرک کے دل میں دلائل توحید کو دیکھ کر توحید کی طرف میلان سا پیدا ہو جاتا ہے تو جھٹ شیاطین ان کو شبہات کی الجھنوں میں ڈال کر ان کے راہ راست پر آنے کے امکان کو ختم کر دیتے ہیں۔

۵۵ یہ پہلے قانون کا بیان ہے۔ ولی کے معنی ناصر اور مددگار کے ہیں۔ ظلمات سے کفر و شرک اور شبہات کے اندھیرے مراد ہیں اور نور سے مراد یقین و ایمان کی روشنی ہے اور الذین آمنوا سے وہ لوگ مراد ہیں جو حق کے متلاشی اور ایمان لانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ والمراد بھم من اراد الایمان (روح ص ۱۴ ج ۳) یعنی جو لوگ حق کے طالب ہوں اللہ کی طرف انابت کریں اور ایمان لانے کا ارادہ رکھتے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کی دستگیری فرماتا اور ان کی مدد کرتا ہے اور انہیں کفر و شرک اور شکوک و شبہات کی الجھنوں سے نکال کر ان کے دلوں کو نور ایمان سے منور اور دولت یقین سے مالا مال کر دیتا ہے

۵۶ یہ دوسرا قانون ہے۔ لیکن جو لوگ ضد و عناد کی وجہ سے کفر پر رہنا چاہتے ہیں اور اپنے اختیار سے کفر کی راہ اختیار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے ایمان کی توفیق چھین کر شیطانوں کو ان پر مسلط کر دیتا ہے جو ان کے دلوں میں طرح طرح کے شبہات پیدا کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کے دل شبہات کی سیاہی سے بالکل ڈھک جاتے ہیں اور ان سے فطری نور چھین لیا جاتا ہے اور ان کے دلوں پر مہر جباریت لگ جاتی ہے۔

۵۷ اولئک کا اشارہ الذین کفروا کی طرف ہے۔ یعنی وہ لوگ جنہوں نے عناداً اور اختیاراً کفر قبول کیا ہے۔ وہ جہنمی ہیں اور جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔ اس کے بعد اللہ نے تین قصے بیان فرمائے ہیں۔ جو ان دونوں قاعدوں پر لف و نشر غیر مرتب کے طور پر متفرع ہیں۔

۵۸ یہ پہلا واقعہ ہے جو دوسرے قاعدے پر متفرع ہے۔ اور اس پر بطور تمثیل ذکر کیا گیا ہے۔ کہ ضدی اور معاند آدمی کو وضوح حق کے باوجود قبول حق کی توفیق نہیں ملتی۔ جیسا کہ نمرود کے سامنے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ٹھوس اور اطمینان بخش دلائل سے خدا کی توحید واضح کر کے اس پر حجت خداوندی قائم کر دی۔ مگر اس کے باوجود اس نے اسے قبول نہ کیا کیونکہ وہ ضد و عناد کی وجہ سے قبول حق کی استعداد سے محروم ہو چکا تھا۔ جس شخص سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مناظرے کا یہاں ذکر ہے۔ مفسرین نے اس سے نمرود مراد لیا ہے۔ جو اس زمانے کا بڑا ظالم و جابر اور سرکش بادشاہ تھا اور اپنے کو خدا کا اوتار سمجھتا تھا۔ ھذا الذی حاج ابراھیم فی ربہ وھو ملک بابل نمرود بن کنعان بن کوش بن سام بن نوح (ابن کثیر ص ۳۱۳ ج ۱، قرطبی ص ۲۸۳ ج ۳) ان سے پہلے لام تعلیلیہ محذوف ہے۔ یعنی خدا کے بارے میں اس کے جھگڑنے کا سبب یہ تھا کہ خدا نے اس کو حکومت دی، اقتدار بخشا اور وہ نشۂ اقتدار سے مخمور ہو کر غرور کرنے لگا اور خدا کا شریک بن بیٹھا۔ لان آتاہ اللہ یعنی ان ایتاء الملک ابطرہ واورثہ

الکبر محتاج لذالک (مدارک صہ ۱۰۲ ج ۱) ف۵۰۹ اذ ظرف حاج کے متعلق ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ قول نمرود کے سوال کا جواب ہے۔ نمرود نے سوال کیا تھا۔ کہ وہ رب کونسا ہے۔ جس کی توحید کی تو دعوت دیتا ہے۔ قاله اثر قول نمرود من ربک الذی تدعو الیه؟ (روح صہ ۱۴ ج ۳) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب میں اللہ کی دو ایسی صفتوں کا ذکر کیا جو بالکل واضح تھیں اور جن کا روزمرہ کی زندگی میں نمرود بھی مشاہدہ کرتا تھا۔ یعنی زندہ کرنا (پیدا کرنا) اور مارنا۔ موت وحیات خدا کے اختیار میں ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے زندگی عطا کرتا ہے۔ اور جس سے چاہتا ہے زندگی سلب کر لیتا ہے قال انا احی و امیت۔ اس ضدی ملعون نے ان کے قول کو غلط مفہوم میں لیا اور کہنے لگا کہ اللہ تعالے جس کو زندگی دیتا یا جس سے زندگی چھینتا ہے۔ وہ ظاہری اسباب ہی کے ذریعے ایسا کرتا ہے اور اسطرح ظاہری اسباب کے ذریعے تو میں بھی ایسا کر سکتا ہوں۔ مثلاً جسے چاہوں معاف کر دوں اور جسے چاہوں قتل کرا دوں۔ نمرود خوب جانتا تھا کہ موت وحیات اس کے قبضہ میں نہیں۔ مگر محض ضد وعناد اور ڈھٹائی کی بنا پر اس نے یہ جواب دیا۔ و انما اراد ان یدعی لنفسه هذا المقام عنادا و مکابرة۔ (ابن کثیر صہ ۳۱۳۔ ج ۱) ف۵۱۰ حضرت ابراہیم علیہ السلام سمجھ گئے کہ وہ ضد اور ڈھٹائی پر تلا ہوا ہے۔ اس لئے فوراً ایسی دلیل پیش کر دی جس کے سامنے وہ بالکل بے بس ہو گیا۔ اور اس کی ضد اور ڈھٹائی کی بھی پیش نہ چل سکی۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا ان کی پہلی دلیل اس سرکش پر کارگر نہیں ہوئی تو فوراً دوسری دلیل پیش فرما دی۔ جس طرح طبیب حاذق جب دیکھتا ہے کہ مریض کو ایک نسخہ سے فائدہ نہیں ہوا تو اس کیلئے دوسرا نسخہ تجویز کر دیتا ہے۔ اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ تو سورج کو مشرق کی طرف سے نکالتا ہے اگر تو خدا ہے تو اسے مغرب کی طرف سے نکال کر دکھا دے۔ فبهت الذی کفر۔ اس پر وہ کافر جھگڑالو حیرت زدہ ہو گیا اور اپنا سا منہ لیکر رہ گیا۔ واللہ لا یهدی القوم الظلمین۔ جو لوگ ضد وعناد کیوجہ سے حق قبول نہیں کرتے اور اپنے لئے عذاب جہنم کا سامان مہیا کرتے ہیں ایسے ظالموں کو خدا ہدایت قبول کرنے کی توفیق نہیں دیتا۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں یعنی جو لوگ ضد اور عناد کی وجہ سے توحید کی مخالفت کرتے ہیں اور اللہ کی طرف انابت نہیں کرتے ان کے دلوں پر مہر جباریت لگ جاتی ہے اور وہ کسی صورت میں راہ راست پر نہیں آسکتے ف۵۱۱ یہ دوسرا واقعہ ہے جو پہلے قاعدہ پر متفرع ہے اور او تنویعیہ ہے۔ یعنی دوسری نوع کے بیان کے لئے ہے۔ یہ قصہ پہلے قاعدہ پر متفرع ہے اور اس کی تمثیل ہے کہ جو لوگ اللہ کی طرف انابت کرتے ہیں۔ حق وصداقت اور اطمینان باطن کے متلاشی ہیں۔ اللہ تعالےٰ کس طرح ان کی دستگیری کرتا اور ان کے اطمینان کا سامان مہیا کرتا ہے۔ استشهاد علی ماذکر من ولایته تعالیٰ للمومنین و تقریر له (ابوالسعود صہ ۲۸۴ ج ۲) کالذی میں کاف تمثیل کے لئے ہے یعنی اس کے منجملہ شواہد میں سے ایک یہ ہے۔ اس قسم کے اور بھی کئی واقعات ہو چکے ہیں۔ مثلاً ایک واقعہ پارہ دوم میں الم ترالی الذین خرجوا میں مذکور ہوا ہے کہ بعض مومنوں کو قتال نہ کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مار کر پھر زندہ فرمایا۔ یا کاف زائدہ ہے۔ الذی ھر کے بارے میں اکثر مفسرین کی رائے یہ ہے کہ وہ حضرت عزیر علیہ السلام تھے۔ والمار ھو عزیر بن شرخیا کما اخرجه الحاکم عن علی کرم اللہ تعالیٰ وجهه و اسحٰق بن بشر عن ابن عباس و عبد اللہ بن سلام والیه ذهب قتادة و عکرمة و الربیع و الضحاک و السدی و خلق کثیر (روح صہ ۲۰ ج ۳) اور قریہ سے مراد بیت المقدس ہے جسے بخت نصر نے تباہ و برباد کر دیا تھا۔ وقال عکرمة و الربیع و وهب ھی بیت المقدس و کان قد خربها بختنصر و هذا ھو الاشهر (روح صہ ۲۱ ج ۳، بحر صہ ۲۹۱ ج ۲) ف۵۱۲ انہوں نے جب اس کی تباہی کا منظر دیکھا تو اظہار تاسف کے طور پر کہا کہ اللہ تعالیٰ اس بستی والوں کو دوبارہ کس طرح زندہ کرے گا۔ مطلب یہ نہیں کہ انہیں ان کے دوبارہ جی اٹھنے کا یقین نہیں تھا بلکہ وہ کیفیت احیاء کا مشاہدہ کرنا چاہتے تھے۔ فاماته اللہ۔ تو اللہ تعالےٰ نے انہیں کیفیت احیاء کا مشاہدہ کرانے کے لئے ان پر موت وارد کر دی اور وہ پورے سو سال اسی حالت میں زمین کے اوپر ہی پڑے رہے اور سو سال کا عرصہ گذر جانے کے بعد اللہ نے ان کو زندہ کیا۔ قال کم لبثت یہ سوال وجواب احاطۂ صفات سے انکے عجز کے اظہار کے لئے کیا گیا ہے۔ حضرت عزیر علیہ السلام نے حالت موت کی مدت صرف ایک دن یا اس سے بھی کم بتائی یہ محض ان کا اندازہ اور تخمینہ تھا۔ سو سال کا عرصہ انہیں یک روزہ خواب کی طرح معلوم ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حالت موت میں یہ جلیل القدر پیغمبر علیہ السلام اختلاف لیل و نہار اور انقلابات زمانہ سے بالکل بے خبر تھا۔ اگر انہیں ان چیزوں کا احساس ہوتا تو مدت کا وہ یہ تخمینہ بیان نہ کرتے بلکہ ان کو پوری مدت کا ٹھیک ٹھیک علم ہوتا۔ اس واقعہ سے سماع موتی کی نفی ہوتی ہے۔ کیونکہ حضرت عزیر علیہ السلام دنیا میں ہونے والے تمام انقلابات سے بے خبر تھے۔ سو سال کے عرصہ میں نہ تو رات دن کے اختلاف کا ان کو پتہ چلا اور نہ ہی انہیں بیرونی آوازیں سنائی دیں۔ نیز اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ وفات کے بعد انبیاء علیہم السلام کی ارواح طیبہ ان کے ابدان مبارکہ میں موجود نہیں رہتیں اور ان کی حیات دنیوی ناسوتی نہیں ہوتی بلکہ برزخی ہوتی ہے۔ ف۵۱۳ یعنی تم تو پورے سو سال حالت موت میں رہے ہو۔ مگر دیکھو اس کے باوجود تمہارا کھانا پینا خراب نہیں ہوا۔ اس میں کسی قسم کا تغیر اور بو پیدا نہیں ہوئی۔ بلکہ وہ آج بھی اسی طرح تر و تازہ ہے۔ جس طرح آج سے سو سال پہلے تھا۔ و انظر الی حمارک۔ الخ۔ حضرت عزیر علیہ السلام جب یہاں سے گذرے تھے اس وقت گدھے پر سوار تھے۔ آرام کرنے کے لئے گدھے کو وہاں چھوڑ کر لیٹ گئے۔ اور حالت نوم ہی میں ان کی روح قبض کر لی گئی۔ ادھر گدھا بھی مر گیا اور اس اثنا میں اس کا گوشت پوست تو مٹی نے کھا لیا۔ مگر ہڈیوں کا ڈھانچہ صحیح سلامت پڑا رہا۔ تو اللہ نے فرمایا اپنے گدھے کی طرف بھی دیکھو ہم اسے کس طرح زندہ کرتے ہیں تاکہ ہم تمہیں بعث بعد الموت یعنی دوبارہ جی اٹھنے پر لوگوں کے لئے دلیل اور برہان بنا دیں۔ ولنجعلک ایة للناس و دلالة علی البعث بعد الموت (قرطبی صہ ۲۹۴ - ج ۳) ف۵۱۴ انشاز کے معنی ہلانے اور جنبش دینے کے ہیں۔ ہماری قدرت کاملہ کا اپنی آنکھوں سے نظارہ کر لو اور مشاہدہ کر لو کہ ہم کس طرح گدھے کی ہڈیوں کو گوشت پوست پہنا کر اور اس میں روح پھونک کر اسے دوبارہ زندہ کرتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے ان کے دیکھتے دیکھتے ہی گدھے کو زندہ کر دیا۔ ف۵۱۵ علم سے یہاں علم مشاہدہ اور معاینہ مراد ہے۔ کیونکہ خدا کی قدرت کا علم و یقین تو انہیں پہلے بھی حاصل تھا۔ مگر وہ علم شہود نہیں تھا۔ قال مکی انه اخبر عن نفسه عندما عاین من قدرة اللہ تعالیٰ فی احیائه الموتی فتیقن ذالک بالمشاهدة (قرطبی صہ ۲۹۶ - ج ۳) ف۵۱۶ یہ واقعہ بھی پہلے قاعدہ پر متفرع ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اگرچہ اللہ کی قدرت علی الاحیاء کا پورا پورا یقین تھا۔ وہ اس کی کیفیت کا مشاہدہ کر کے مزید اطمینان قلب حاصل کرنا چاہتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کیا۔ کیونکہ جو علم مشاہدہ سے حاصل ہوتا ہے وہ بدیہی اور ضروری ہوتا ہے اور علم استدلالی سے زیادہ محکم اور پائیدار ہوتا ہے۔ معناه بلیٰ امنت و لکن لازید سکونا و طمانیة بمضامة علم الضرورة علم الاستدلال و تظاهر الادلة اسکن للقلوب و ازید للبصیرة (مدارک صہ ۱۰۳ - ج ۱) لم یکن ابراهیم علیه السلام شاکا فی احیاء اللہ الموتی قط و انما طلب المعاینة (قرطبی صہ ۲۹۰ - ج ۳) اللہ تعالیٰ کا یہ سوال کہ کیا تمہیں میری قدرت علی الاحیاء پر ایمان نہیں۔

يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ
خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں ایسی ہے کہ جیسے ایک دانہ
اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ
اس سے اگیں سات بالیں ہر بال میں سو سو دانے ۵۱۹
وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۱﴾
اور اللہ بڑھاتا ہے جس کے واسطے چاہے اور اللہ نہایت بخشش کرنیوالا ہے سب کچھ جانتا ہے
اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا
جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں پھر
يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ
خرچ کرنے کے بعد نہ احسان رکھتے ہیں اور نہ ستاتے ہیں ۵۲۰ انہی کیلئے ثواب انکا
عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۶۲﴾
اپنے رب کے یہاں اور نہ ڈر ہے ان پر اور نہ غمگین ہوں گے۔
قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ
جواب دینا نرم اور درگذر کرنا بہتر ہے اس خیرات سے جس
يَّتْبَعُهَآ اَذًى ؕ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ﴿۲۶۳﴾ يٰٓاَيُّهَا
کے پیچھے ہو ستانا ۵۲۱ اور اللہ بے پرواہ ہے نہایت تحمل والا ف۱ اے
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَا
ایمان والو مت ضائع کرو اپنی خیرات احسان رکھ کر اور
لْاَذٰى ۙ كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ
ایذا دے کر اس شخص کی طرح جو خرچ کرتا ہے اپنا مال لوگوں کے دکھانے کو اور یقین نہیں
بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ
رکھتا ہے اللہ پر اور قیامت کے دن پر ۵۲۲ سو اس کی مثال ایسی ہے جیسے صاف پتھر کہ اس پر پڑی

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ جواب کہ ایمان تو ہے۔ لیکن آنکھوں سے مشاہدہ کرکے مزید اطمینان چاہتا ہوں۔ اس سوال و جواب سے اسی حقیقت کو واضح کرنا مقصود ہے۔ تاکہ سامعین میں سے کسی کو حضرت خلیل علیہ السلام کے ایمان کے بارے میں کسی قسم کی غلط فہمی نہ پیدا ہو ۵۱۷ صُرھن صار یصور صوراً سے امر ہے جس کے معنی ہلانے اور مائل کرنے کے ہیں یعنی چار پرندے لو اور انہیں اپنے ساتھ خوب مانوس کرو اور ہلاؤ تاکہ بعد میں پہچاننے میں دقت نہ ہو۔ المعنی املھن الیک ای اضممھن و اجمعھن الیک (قرطبی صہ ۳۰۱ ج ۳) ثم اجعل علی کل جبل منھن جزء۔ پھر انہیں ذبح کرکے اور ان کے ٹکڑے کرکے ان کے اجزاء کو قرب وجوار کے پہاڑوں پر رکھ دو۔ فقولہ "الیک" علی تاویل الامالۃ و الضم متعلق بصرھن وفی الکلام متروک فاملھن الیک ثم قطعھن (قرطبی صہ ۳۰۱ ج ۳) ثم ادعھن یأتینک سعیا پھر انہیں اپنی طرف بلاؤ تو وہ زندہ ہو کر صحیح سلامت دوڑتے ہوئے تمہارے پاس چلے آئیں گے ۵۱۸ یہ کیفیت دیکھ کر تمہیں علم شہود حاصل ہو جائے گا۔ کہ اللہ تعالے بڑا زبردست ہے۔ کوئی چیز اس کی قدرت سے باہر نہیں۔ مگر وہ کرتا وہی کچھ ہے۔ جو حکمت کے عین مطابق ہو

ر۱ ترغیب اخلاص فی الانفاق ۱۲

اب آگے پھر انفاق فی سبیل اللہ کا بیان شروع ہوتا ہے۔ جہاد فی سبیل اللہ اور انفاق فی سبیل اللہ کا پہلے بھی بیان ہو چکا ہے۔ مگر پہلے جہاد کا مضمون زیادہ تھا اور انفاق کا کم تھا۔ اب یہاں سے انفاق کا مضمون تفصیل سے بیان ہوتا ہے۔ یہ تفصیل مثل الذین ینفقون سے لے کر ھم لا یظلمون تک چلی گئی ہے۔ یعنی پورے تین رکوعات پر مشتمل ہے۔ پہلے رکوع میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا ثواب بیان فرما کر خرچ کرنے کی ترغیب دی ہے۔ ریاکاری سے بچنے اور اخلاص کو اپنا معمول بنانے کا حکم دیا ہے۔ اخلاص اور ریاکاری کی مثالیں دے کر اخلاص کا اجر اور ریا کا برا نتیجہ واضح فرمایا ہے۔ دوسرے رکوع میں حلال اور طیب مال خرچ کرنے کا حکم دیا ہے اور تیسرے رکوع میں انفاق بطور قرض کی ایک مذموم اور ناجائز صورت سے منع فرمایا ہے۔

ر۲ انفاق میں منّ و ریا سے اجتناب کا حکم ۱۲

۵۱۹ یہ اخلاص نیت کے ساتھ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب ہے۔ جسے ایک مثال سے سمجھایا گیا ہے یعنی جو لوگ اخلاص کے ساتھ محض اللہ کی رضا کے لئے اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔ ان کے خرچ کی مثال ایسی ہے۔ جیسے ایک آدمی زمین میں ایک دانہ بو دیتا ہے۔ اس ایک دانہ سے سات شاخوں والا پودا پھوٹ نکلتا ہے۔ اور ہر شاخ پر ایک ایک خوشہ ہوتا ہے اور ہر خوشہ میں ایک سو دانہ ہوتا ہے۔ اس طرح ایک دانہ سے سات سو دانہ حاصل ہوا۔ تو جس طرح ایک دانہ زمین میں کاشت کرنے سے سات سو گنا بڑھ جاتا ہے۔ اسی طرح خدا کی راہ میں خرچ کی ہوئی دولت کی ایک اکائی (پیسہ۔ آنہ۔ روپیہ وغیرہ) خدا کے یہاں سات سو گنا بڑھ جاتی ہے مثلاً ایک روپیہ خرچ کرنے سے سات سو روپیہ خرچ کرنیکا ثواب ملیگا۔ واللہ یضاعف لمن یشآء۔ جہاد میں اخلاص نیت کے ساتھ خرچ کرنے والوں کو سات سو گنا ثواب تو ہر حال میں ملے گا۔ لیکن اگر خرچ کرنے والے کا تقویٰ، اخلاص نیت اور مال کی طہارت اور پاکیزگی عام سطح سے بلند ہوگی تو اسے سات سو گنا سے بھی زیادہ ثواب ملے گا۔ ای بحسب اخلاصہ فی عملہ (ابن کثیر صہ ۳۱۰ ج ۱) المتصدق اذا کان صالحا والمال طیبا ویضعہ موضعہ فیصیر الثواب اکثر (قرطبی صہ ۳۰۳ ج ۳) و اللہ واسع علیم ○ وہ بڑی وسعت والا ہے اس کے یہاں کسی چیز کی کمی نہیں وہ جتنا چاہے دے سکتا ہے اور وہ خرچ کرنے والوں کی نیتوں سے بھی آگاہ ہے

موضح قرآن ف۱۔ یعنی مانگنے والے کو نرمی سے جواب دینا اور اس کی بدخوئی پر درگذر کرنی بہتر ہے۔ اس سے کہ دیوے پھر اس کو بار بار دباوے۔ یہ سمجھے کہ میں نے اللہ کو دیا ہے۔ اس کو کیا پروا ہے۔ مگر اپنا بھلا کرتا ہوں۔

اسے اچھی طرح معلوم ہے کہ کون کتنے ثواب کا مستحق ہے۔ ف۲۰ خرچ کرنے کی ترغیب اور خرچ کا ثواب بیان کرنے کے بعد اب ان امور کو بیان کیا جاتا ہے جو مذکورہ بالا ثواب کے استحقاق کے لئے ضروری ہیں۔ "مَنّ" کے معنی احسان جتلانے کے ہیں اور اذی کے معنی تکلیف دینے کے ہیں اور اس سے مراد ہر وہ قول و فعل ہے جس سے متصدق علیہ (جس کو خیرات دی جائے) کو تکلیف پہنچے۔ مثلاً اسے یہ کہے کہ "یار بڑا جھگڑالو ہے، پیچھے ہی پڑ گیا ہے چھوڑتا ہی نہیں"۔ "کیسا ہٹا کٹا ہے کماتا کیوں نہیں"۔ صدقہ کرنے کے بعد لینے والے سے کام کرانا بھی اذی میں داخل ہے۔ اس لحاظ سے احسان جتلانا بھی اذی میں داخل ہے۔ مگر احسان جتلانے کی بیماری چونکہ عام تھی۔ اس لئے اسے علٰحدہ ذکر کیا۔ لھم اجرھم عند ربھم۔ یعنی جو لوگ صدقہ کرنے کے بعد نہ احسان جتلاتے ہیں اور نہ ہی کسی اور طریقے سے سائل کو تکلیف دیتے ہیں صدقہ و خیرات کا ثواب صرف انہیں لوگوں کو ملتا ہے۔ کیونکہ من اور اذی دونوں ایسی برائیاں ہیں کہ ان کی وجہ سے صدقہ اللہ کی رضا کے لئے نہیں رہتا۔ اس لئے صدقہ باطل ہو جاتا ہے اور اللہ کے یہاں سے اس کا کوئی اجر و ثواب نہیں ملتا ف۲۱ قول معروف سے مراد ہے سائل کو نرمی سے ٹال دینا اور مغفرۃ سے مراد یہ ہے کہ اگر سائل درشتی سے پیش آئے تو اس سے درگذر کیا جائے اور ناشائستہ الفاظ استعمال نہ کئے جائیں۔ ای کلام جمیل یرد بہ السائل مثلا یرحمک اللہ و یرزقک اللہ انشاء اللہ تعالیٰ اعطیک بعد ھذا ومغفرۃ ای ستر لما وقع من السائل من الالحاف فی المسئلۃ وغیرہ مما ینثقل علی المسئول وصفح عنہ (روح ص۲۴ ج ۳) واللہ غنی حلیم ○ یعنی اللہ تعالیٰ کو تمہارے صدقات کی ضرورت نہیں ہے۔ اس سے تمہاری ہی اصلاح مقصود ہے اور وہ بردبار ہے۔ گناہوں پر فوراً گرفت نہیں کرتا۔

ف۲۲ اب یہاں نہایت تاکید کے ساتھ من اور اذی سے منع فرمایا ہے اور واضح کر دیا ہے کہ من اور اذی سے صدقہ باطل ہو جاتا ہے اور اس کا کوئی ثواب نہیں ملتا۔ الذی ینفق سے مراد منافق یا مشرک ہے۔ وغالب المفسرین علی ان المراد بہ المنافق (روح ص ۳۵۔ ج ۳) رئاء۔ ینفق کا مفعول لہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک منافق ریاکار کی مثال دے کر ایمان والوں کو سمجھایا کہ جس طرح وہ منافق محض لوگوں کے دکھلاوے کے لئے خیرات کرتا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ پر اس کا ایمان ہے اور نہ محاسبہ آخرت پر تو ظاہر ہے کہ رضائے الٰہی اور ثواب آخرت کی طلب کا تو اس نے دل میں کھٹکا تک نہیں ہوگا تو جس طرح اس ریاکار منافق کی خیرات بالکل رائیگاں اور اکارت ہے اور اس کیلئے کوئی ثواب نہیں۔ اے ایمان والو: اسی طرح تم بھی اپنے صدقات

ف۱ مثال برائے اخلاص فی الانفاق ۱۲

تُرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابِلٌ فَتَرَكَهُ صَلْدًا ۖ لَا
ہے کچھ مٹی پھر برسا اس پر زور کا مینہ تو کر چھوڑا اس کو بالکل صاف ف۲۳ کچھ
يَقْدِرُونَ عَلَىٰ شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوا ۗ وَاللَّهُ لَا
ہاتھ نہیں لگتا ایسے لوگوں کے ثواب اس چیز کا جو انہوں نے کمایا اور اللہ نہیں
يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ﴿٢٦٤﴾ وَمَثَلُ الَّذِينَ
دکھاتا سیدھی راہ کافروں کو ف ف اور مثال ان کی جو
يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ وَ
خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی خوشی حاصل کرنے کو اور
تَثْبِيتًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ
اپنے دلوں کو ثابت کر کر ایسی ہے جیسے ایک باغ ہے بلند زمین پر اس پر
أَصَابَهَا وَابِلٌ فَآتَتْ أُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ فَإِن لَّمْ
پڑا زور کا مینہ تو لایا وہ باغ اپنا پھل دوچند اور اگر نہ
يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ
پڑا اس پر مینہ تو پھوار ہی کافی ہے ف۲۴ اور اللہ تمہارے کاموں کو خوب دیکھتا ہے ف ف
أَيَوَدُّ أَحَدُكُمْ أَن تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ مِّن نَّخِيلٍ وَ
کیا پسند آتا ہے تم میں سے کسی کو یہ کہ ہووے اس کا باغ کھجور اور
أَعْنَابٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ لَهُ فِيهَا
انگور کا بہتی ہوں نیچے اس کے نہریں اس کو اس باغ میں
مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَأَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهُ
اور بھی سب طرح کا میوہ حاصل ہو اور آگیا اس پر بڑھاپا اور اس کی
ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَاءُ فَأَصَابَهَا إِعْصَارٌ فِيهِ نَارٌ
اولاد ہیں ضعیف تب آپڑا اس باغ پر ایک بگولہ جس میں آگ

موضح قرآن ۔ ف۱ اوپر مثال فرمائی خیرات کی جیسے ایک دانہ بویا اور سات بالیں نکلیں سات سو دانے ملے یہاں فرمایا کہ نیت شرط ہے اگر دکھاوے کی نیت سے خرچ کیا تو جیسے دانہ بویا پتھر میں جس پر تھوڑی سی مٹی نظر آتی تھی جب مینہ پڑا وہ صاف رہ گیا اس بیں سے کیا اُگے گا۔ ف۲ مینہ سے مراد بہت مال خرچ کرنا اور اوس سے مراد تھوڑا مال سو اگر نیت درست ہے تو بہت خرچ کا بہت ثواب اور تھوڑا بھی کام آتا ہے۔ جیسے خالص زمین پر باغ ہے جتنا مینہ برسے اسکو فائدہ ہے بلکہ اوس بھی کافی ہے اور نیت درست نہیں تو جسقدر زیادہ خرچ کرے ضائع ہے۔ کیونکہ زیادہ مال دینے میں دکھاوا بھی زیادہ ہے۔ جیسے پتھر پر دانہ جتنا زور کا مینہ برسے اور صرر کرے کہ مٹی دھوئی جاوے۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید حاصل این مثل آنست کہ عمل منان و مرائی در دنیا می نماید کہ عمل است و در آخرت حبط می شود و ہیچ فائدہ نمی دہد چنانکہ بر سنگی خاک افتادہ باشد و بظاہر چناں می نماید کہ قابل زراعت است و چوں باراں بارد محو شود واللہ اعلم ۱۲ ف۲ مترجم گوید حاصل این مثل آنست کہ عمل اہل اخلاص فائدہ بامید بہر از سابقین باشد یا از اصحاب یمین ۱۲

کو من اور اذی کے ذریعے باطل نہ کرو جس طرح اس ریاکار نے ریاکاری سے اپنا عمل باطل کر دیا۔ ٥٢٣ فمثلہ کی ضمیر سے ریاکار خرچ کنندہ مراد ہے۔ صفوان کے معنی ہموار اور صاف پتھر وابل۔ شدید بارش اور صلد۔ وہ صاف پتھر جس پر کوئی گرد و غبار نہ ہو۔ جو شخص ریاکاری سے مال خرچ کرتا ہے۔ اس کے عمل کے رائیگاں اور بے نتیجہ ہونے کی مثال یہ ہے کہ جس طرح ایک بالکل صاف اور نرم پتھر ہو اور اس پر معمولی سی مٹی ہو پھر اس پر سخت زور کی بارش ہو جائے تو وہ پتھر مٹی سے بالکل صاف ہو جاتا ہے اور اس پر مٹی کا ایک ذرہ بھی نہیں ٹھہر سکتا۔ یہی حال ریاکاروں کے غیر مخلصانہ اور ریاکارانہ اعمال کا ہے کہ وہ ریاکاری کے سیلاب میں بہ کر ضائع ہو جاتے ہیں اور ان پر کوئی ثواب نہیں ملتا۔ لا یقدرون علی شیء مما کسبوا ط وہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے بہت کچھ کیا ہے۔ مگر آخرت میں کوئی چیز ہاتھ نہیں آئے گی۔ واللہ لا یہدی القوم الکفرین جن کو اللہ نے عقل و بصیرت کی دولت دی مگر انہوں نے اس سے فائدہ نہ اٹھایا اور جان بوجھ کر کفر اختیار کیا۔ ایسے لوگوں سے اللہ تعالیٰ ایمان کی توفیق چھین لیتا ہے اور انہیں ہدایت نہیں دیتا۔ ٥٢٤ ریاکاروں اور منافقوں کی مثال بیان کرنے کے بعد ان مومنین کے صدقات کی مثال بیان فرمائی جو محض اللہ کی رضا جوئی اور تزکیہ نفوس حاصل کرنے کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ ابتغاء مفعول لہ ہے۔ تثبیتا اس پر معطوف ہے۔ من انفسھم میں من ابتدائیہ ہے یعنی وہ اللہ کی رضا جوئی اور دل کے کامل یقین اور ایمان کی وجہ سے خرچ کرتے ہیں۔ وقال الشعبی والسدی وقتادۃ ایضا وابن زید وابو صالح وغیرہم وتثبیتا معناہ وتیقنا ای ان نفوسھم لھا بصائر فھی تثبتھم علی الانفاق فی طاعۃ اللہ تعالیٰ تثبیتا (قرطبی ص ۳۱۴ ج ۳)، ربوۃ کے معنی ہیں ٹیلہ یعنی وہ جگہ جو دوسری زمین کی نسبت کچھ اونچی ہو۔ اور طل سے یہاں شبنم مراد نہیں۔ بلکہ ہلکی اور خفیف بارش مراد ہے۔ والطل المطر الضعیف المستدق من القطر الخفیف قالہ ابن عباس وغیرہ (قرطبی ص ۳۱۰ ج ۳) تمثیل کا ماحصل یہ ہے کہ جو لوگ اللہ کی رضا کے لئے اور پورے ایمان و اخلاص کے ساتھ مال خرچ کرتے ہیں۔ ان کے صدقات اس طرح پھولتے پھلتے اور بار آور ہوتے ہیں جس طرح ٹیلے پر ایک باغ ہو اور اس پر موسلا دھار بارش برسے تو اس باغ کے درخت دگنا پھل دیتے ہیں۔ اور اگر موسلا دھار بارش نہ ہو بلکہ خفیف بارش ہی پڑ جائے تو بھی وہ باغ کافی پھل دیتا ہے۔ اسی طرح اخلاص نیت سے کئے ہوئے صدقات کا اجر خدا کے یہاں کئی گنا ملتا ہے اگر اخلاص اعلیٰ درجہ کا نہ بھی ہو تو مطلق ایمان اور نیت کی درستی بھی صدقات کا ثواب بڑھانے کے لئے کافی ہے۔ واللہ بما تعملون

فَاحْتَرَقَتْ ط كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ
تھی جس سے وہ باغ ٥٢٥ جل گیا۔ یوں سمجھاتا ہے تم کو اللہ آیتیں تاکہ تم

تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿٢٦٦﴾ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ
غور کرو ف۱ اے ایمان والو خرچ کرو

ع ۳۶ ۴

طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ
ستھری چیزیں اپنی کمائی میں سے اور اس چیز میں سے کہ جو ہم نے پیدا کیا تمہارے واسطے

الْاَرْضِ ص وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَ
زمین سے ٥٢٦ اور قصد نہ کرو گندی چیز کا اس میں سے کہ اس کو خرچ کرو

لَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ط وَاعْلَمُوْٓا
حالانکہ تم اس کو کبھی نہ لوگے مگر یہ کہ چشم پوشی کر جاؤ ٥٢٧ اور جان رکھو

اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿٢٦٧﴾ اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ
کہ اللہ بے پرواہ ہے خوبیوں والا ف۲ شیطان ڈراتا ہے تم کو تنگ دستی سے

وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ج وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً
اور حکم کرتا ہے فحشاء (بخل) کا ٥٢٨ اور اللہ وعدہ دیتا ہے تم کو اپنی بخشش

مِّنْهُ وَفَضْلًا ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٦٨﴾ يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ
اور فضل کا اور اللہ بہت کشائش والا ہے سب کچھ جانتا ہے ف۳ عنایت کرتا ہے سمجھ

مَنْ يَّشَآءُ ج وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ
جس کسی کو چاہے۔ اور جس کو سمجھ ملی اس کو بڑی

خَيْرًا كَثِيْرًا ط وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿٢٦٩﴾
خوبی ملی ٥٢٩ اور نصیحت وہی قبول کرتے ہیں جو عقل والے ہیں ٥٣٠

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ
اور جو خرچ کروگے تم خیرات یا قبول کروگے کوئی منت

۱ ترغیب انفاق مال طیب ۱۲

۲ منع از انفاق مال خبیث ۱۲

موضح قرآن ف۱ اب مثال فرمائی احسان رکھنے والے کی جو اپنی اچھی خیرات کو ضائع کرے۔ جیسے جوانی کے وقت باغ حاصل کیا توقع ہے کہ بڑی عمر میں کام آوے۔ عین کام کے وقت جل گیا۔ ف۲ یعنی خیرات قبول ہونے کی یہ بھی شرط ہے کہ مال حلال کمایا ہو۔ حرام کا نہ ہو اور بہتر چیز اللہ کی راہ میں دیوے۔ یہ نہیں کہ بری چیز خیرات میں لگا دے کہ لینے دینے میں آپ ویسی چیز قبول نہ کرے مگر ناچار ہو کر کیونکہ اللہ بے پرواہ ہے محتاج نہیں اور خوبیوں والا ہے خوب سے خوب پسند کرتا ہے۔ ف۳ یعنی جب دل میں خیال آوے کہ مال خیرات میں دے ڈالوں تو میں مفلس رہ جاؤں اور ہمت آوے بیحیائی پر کہ اللہ کی تاکید سن کر پھر بھی خرچ نہ کرے تو جان لیوے کہ یہ شیطان کی طرف سے آیا اور جب خیال آوے کہ خیرات سے گناہ بخشے جاویں گے اور اللہ کے ہاں کمی نہیں جاہے گا تو اور دے گا تو جان کہ یہ اللہ کی طرف سے آیا۔

فتح الرحمن ف۱ حاصل این مثل آنست کہ عمل منان و مرائی در وقت شدت احتیاج حبط شود چنانکہ بوستان این شخص در وقت شدت احتیاج بسوخت ۱۲

بصــیرہ اس لئے وہ مخلص اور ریا کار کو خوب جانتا ہے اور ہر ایک کو اس کے عمل کے مطابق جزا دے گا۔ ف۵۲۵ یہ ریا کاروں کے اعمال کے ضائع اور بے نتیجہ ہونے کی دوسری تمثیل ہے یعنی ایک آدمی جو بوڑھا ہو چکا ہو اور روزی کمانے کے لائق نہ رہا ہو اور اس کے چھوٹے چھوٹے بچے بھی ہوں جو ابھی کمانے کے قابل نہ ہوں۔ اس کا ایک کھجوروں اور انگوروں کا سرسبز و شاداب باغ ہو اور اسس کو بگولا جلا دے یعنی عین اس وقت وہ باغ جل کر تباہ ہو جائے۔ جب کہ مالک اس کے پھل کا سخت محتاج ہو یہی ریا کاروں کے اعمال کا حشر ہو گا۔ کہ میدان حشر میں جب ان کی سخت ضرورت ہوگی۔ وہ کام نہیں آسکیں گے۔ کیونکہ وہ تو دنیا ہی میں ریا کاری کے بگولوں سے جل کر راکھ ہو چکے ہوں گے۔ کذٰلک یبین اللّٰہ۔ اللہ تعالٰے اس طرح تمثیلات کے ذریعے اپنے احکام کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم غور و فکر کرو اور انجام سوچ کر کوئی قدم اٹھاؤ۔ ف۵۲۶ یہاں یہ حکم دیا گیا ہے کہ اللہ کی راہ میں حلال و طیب اور عمدہ چیزیں خرچ کرو۔ مال حرام اور ٹکے کار چیزیں خدا کی راہ میں نہ دو۔ یہاں امر وجوب کے لئے ہے اور اس سے مراد زکوٰۃ مفروضہ ہے۔ جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، عبیدہ سلمانی اور ابن سیرین سے منقول ہے۔ عن عبیدۃ السلمانی قال سألت علیا کرم اللّٰہ تعالٰی وجھہ عن ھذہ الاٰیۃ فقال نزلت فی الزکاۃ المفروضۃ (روح ص ۳۹ ۔ ج ۳) فقال علی بن ابی طالب وعبیدۃ السلمانی وابن سیرین ھی الزکاۃ المفروضۃ (قرطبی ص ۳۲۰ ۔ ج ۳) ما کسبتم سے مال تجارت اور ما اخرجنا لکم من الارض سے زمین کی پیداوار مثلاً غلہ اور معدنیات وغیرہ۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ جس طرح مال تجارت میں فرض ہے۔ اسی طرح زمین کی پیداوار میں بھی فرض ہے۔ والتفصیل فی کتب الفقہ ف۵۲۷ لا تیمموا۔ تیمم" سے ہے۔ جس کے معنی قصد اور ارادہ کرنے کے ہیں یہ اصل میں لا تتیمموا تھا۔ ایک تاء بطور تخفیف حذف کر دی گئی ہے۔ منہ تنفقون کے متعلق ہے اور یہ تیمموا کے فاعل سے حال مقدرہ ہے۔ ای لا تقصدوا الخبیث قاصدین الانفاق منہ اور ولستم باٰخذیہ تنفقون کی ضمیر سے حال ہے اور الخبیث سے بیکار اور ردی چیز مراد ہے۔ الخبیث ای الردیٔ (روح ص ۳۹ ۔ ج ۳) یعنی ردی اور گھٹیا چیزیں خدا کی راہ میں دینے کا ارادہ تک مت کرو۔ اپنا حال ہی دیکھ لو اگر تمہیں تمہارے حقوق کی ادائیگی کے سلسلے میں کوئی ردی چیز دے دی جائے تو تم اسے لینے کے لئے تیار نہیں ہوا اور بطیب خاطر اسے قبول نہیں کرتے ہو تو پھر خدا کی راہ میں ایسی ناپسندیدہ چیزیں کیوں دیتے ہو۔ واعلموا ان اللّٰہ غنی حمید ○ اس بات کا یقین رکھو کہ اللہ کو تمہارے صدقات کی ضرورت نہیں وہ ان سے بے نیاز ہے یہ احکام محض تمہاری بھلائی اور بہبود کے لئے نازل کرتا ہے۔ اور وہ صفات کمال سے متصف ہے۔ اس لئے اس کامل کے نام پر عمدہ سے عمدہ اور پاکیزہ تر چیزیں قربان کرو۔ نہ کہ گھٹیا اور بے کار چیزیں۔ ف۵۲۸ یعد۔ وعد" سے مشتق ہے اور وعد اصل لغت کے اعتبار سے خیر و شر دونوں میں مستعمل ہے۔ یہاں بقرینہ مابعد شر کے لئے ہے اور اس کے معنی تخویف یعنی ڈرانے کے ہیں اور الفحشاء ہر بری خصلت کو کہتے ہیں۔ مگر یہاں اس سے بخل مراد ہے۔ ای الخصلۃ الفحشاء وھی البخل وترک الصدقات (روح ص ۴۰ جلد ۳) المراد بھا فی ھذا الموضع البخل (جصاص) حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ فحشاء سے یہاں بخل مراد ہے اور باقی اکثر جگہوں میں اس سے زنا مراد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ شیطان تمہارے دلوں میں یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ اگر مال خرچ کریں گے تو دولت کم ہو جائے گی اور مفلس ہو جاؤ گے۔ اس قسم کے وسوسے ڈال کر بخل اور کنجوسی پر اکساتا ہے۔ واللّٰہ یعدکم مغفرۃ منہ وفضلا ۔ لیکن اس کے مقابلے میں اللہ تعالٰی مال خرچ کرنے پر گناہوں کی معافی اور دولت میں اضافہ کا وعدہ فرماتا ہے۔ واللّٰہ واسع علیم ○ اللہ تعالٰی وسعت والا ہے وہ خرچ کرنے کی ہمت اور خرچ کرنے پر فراخی عطا کرتا ہے۔ اور وہ غیب و شہادت کا جاننے والا ہے اسے معلوم ہے کہ کون خرچ کرتا ہے اور کہاں اور کس نیت سے خرچ کرتا ہے۔ والمراد ھنا انہ سبحانہ وتعالٰی یعطی من سعۃ ویعلم حیث یضع ذالک ویعلم الغیب والشھادۃ (قرطبی ص ۳۲۹ ۔ ج ۳) ف۵۲۹ حکمت سے مراد دین و دنیا کی صحیح سمجھ ہے جو ہر قول اور عمل میں انسان کی صحیح راہنمائی کرے قال مجاھد الاصابۃ فی القول والفعل (قرطبی ص ۳۳۰ ج ۳) وعن مجاھد انھا الاصابۃ فی القول والعمل (روح ص ۴۱ ج ۳) دولت کو صحیح مصارف میں خرچ کرنے اور دیگر اعمال و اقوال میں ہر لحاظ سے صحیح اور سیدھی راہ اختیار کرنے کی سمجھ اور ملکہ اللہ تعالٰے کی بہت بڑی نعمت ہے وہ جسے چاہتا ہے اس سے سرفراز فرماتا ہے۔ یہ ایک ایسی دولت ہے کہ اس کے ذریعے سے انسان دینی اور دنیوی فوائد حاصل کر سکتا اور دونوں قسم کے نقصانات سے بچ سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حکمت کو خیر کثیر فرمایا۔ ف۵۳۰ پند و نصیحت سن تو ہر کوئی لیتا ہے مگر اس سے فائدہ وہی لوگ اٹھاتے ہیں جنکو اللہ نے حکمت اور عقل دی۔ ف۵۳۱ تم جو صدقہ کرتے ہو خواہ فرضی ہو خواہ نفلی۔ اللہ کی راہ میں یا شیطان کی راہ میں۔ تھوڑا ہو یا زیادہ۔ اسی طرح تم جو نذریں مانتے ہو۔ خواہ وہ اللہ کی تعظیم و رضا کے لئے ہوں خواہ غیر اللہ کی تعظیم اور خوشنودی کیلئے۔ اللہ ان سے بیخبر نہیں سب کو جانتا ہے اور ہر ایک پر اسکے مطابق جزا دے گا۔ وما انفقتم من نفقۃ فی سبیل اللّٰہ او فی سبیل الشیطن او نذرتم من نذر فی طاعۃ اللّٰہ او فی معصیۃ فان اللّٰہ یعلمہ لا یخفی علیہ وھو مجازیکم علیہ (مدارک ص ۱۰۶ ۔ ج ۱) حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نذر کے دو معنی آتے ہیں ایک معنی مشہور جس کا صلہ علیٰ آتا ہے۔ دوسرا معنی عہد و پیمان کرنا جس کا صلہ الیٰ ہوتا ہے یہاں معنی ثانی مراد ہے تاکہ حدیث کی مخالفت لازم نہ آئے کہ نذر سے بخیل کا مال خرچ کرانا ہوتا ہے لہٰذا معنی یوں ہوں گے کہ تم جو عہد و پیمان کرتے ہو کہ ہم خدا کے واسطے دیں گے لہٰذا عہد پورا کرو اور مال دو۔ ف۵۳۲ خدا کے احکام کو ٹھکرا کر اپنے حق میں ناانصافی اور ظلم کرنیوالوں کا کوئی مددگار نہیں جو انہیں اس ظلم کے بد انجام یعنی عذاب الٰہی سے بچا سکے نہ بذریعہ طاقت نہ بذریعہ سفارش ای اعوان ینصرونہ من باس اللّٰہ تعالٰی لا شفاعۃ ولا مدافعۃ (روح ص ۴۳ ج ۳) ظالمین کا لفظ عام ہے تمام ریا کار خیرات کر کے احسان جتلانے والے، اللہ کی راہ میں گھٹیا چیزیں دینے والے۔ ناجائز مصارف میں دولت خرچ کرنیوالے بخلاف شریعت نذریں منتیں ماننے والے اور اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنیوالے وغیرہ سب میں شامل ہیں فیشمل المنفقین بالریاء والمن والاذی والمتحرین للخبیث فی الانفاق والمنفقین فی باطل والناذرین فی معصیۃ والممتنعین عن اداء ما نذروا فی حق والباخلین بالصدقۃ مما اٰتاھم اللّٰہ تعالٰی من فضلہ (روح ص ۴۳ ج ۳) ف۵۳۳ صدقات سے یہاں جمہور کے نزدیک نفلی صدقات مراد ہیں اور مطلب یہ ہے کہ اگر نفلی صدقات علانیہ غریبوں کو دیئے جائیں تو یہ بھی اچھا ہے کیونکہ اس سے دوسروں کے دلوں میں بھی خیرات کا جذبہ بیدار ہو گا۔ اور اگر نفلی صدقات پوشیدہ طور پر مستحقین کو دے دیئے جائیں تو یہ علانیہ دینے سے بہتر ہے کیونکہ اس طرح عمل ریا کاری سے محفوظ رہتا ہے لیکن اعمال مفروضہ مثلاً زکوٰۃ۔ صوم رمضان اور فرض نماز کا اظہار بہتر ہے۔ تاکہ ترک فرض کے الزام سے محفوظ رہے۔ والمراد من الصدقات علی ما ذھب الیہ جمھور المفسرین صدقات التطوع (روح ص ۴۴ ج ۳) ذھب جمھور المفسرین

الی ان ہذہ الایۃ فی صدقۃ التطوع لان الاخفاء فیہا افضل من الاظہار وکذالک سائر العبادات الاخفاء افضل فی تطوعہا لانتفاء الریاء عنہا ولیس کذالک الواجبات قال الحسن اظہار الزکوٰۃ احسن واخفاء التطوع افضل (قرطبی ص ۳۳۲ ج ۳) القول الاول وہو قول الاکثرین ان المراد منہ صدقۃ التطوع قالوا لان الاخفاء فی صدقۃ التطوع افضل والاظہار فی الزکوٰۃ افضل (کبیر ص ۵۱۹ ج ۲) ویکفر عنکم من سیاٰتکم ان نیکیوں کی برکت سے اللہ تمہاری خطائیں معاف کردے گا۔ واللہ بما تعملون خبیر ○ اللہ تعالیٰ نے اپنے عالم الغیب خبیر وبصیر اور حاضر وناظر ہونے کے نظریے کو بار بار دہرایا ہے کیونکہ گناہوں سے بچنے کا سب سے زیادہ موثر اور اکسیری نسخہ یہی ہے۔ ۵۳۴ بعض مسلمان اس خیال سے اپنے کافر رشتہ داروں کو صدقہ نہیں دیتے تھے کہ شاید تنگدستی اور مفلسی کی وجہ سے ایمان لے آئیں تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ انکو صدقہ دیا کرو۔ باقی رہی انکی ہدایت تو تم اسکے ذمہ دار نہیں ہو۔ وہ اللہ کے اختیار میں ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔ کان ناس من الانصار لہم قرابات من بنی قریظۃ والنضیر وکانوا لا یتصدقون علیہم رغبۃ منہم فی ان یسلموا اذا احتاجوا فنزلت الایۃ بسبب اولئک (قرطبی ص ۳۳۰ ج ۳) ۵۳۵ تمہارے صدقات سے اگرچہ محتاجوں کو فائدہ پہنچتا ہے مگر یہ فائدہ دنیوی اور فانی ہے ان کا اصل فائدہ تو تم اٹھاؤ گے جب آخرت میں ان صدقات کا ثواب تمہیں ملیگا۔ وما تنفقون یہ لفظاً خبر ہے مگر معنیً نہی ہے یعنی تم اللہ کی رضا جوئی کے سوا کسی اور غرض مثلاً ریاکاری وغیرہ کے لئے خیرات مت کرو۔ الثانی ان ہذا وان کان ظاہرہ خبرا الا ان معناہ نہی ای ولا تنفقوا الا ابتغاء وجہ اللہ (کبیر ص ۵۲۲ ج ۲) وما تنفقوا الخ۔ یہ جملہ ماقبل کی تاکید ہے اور اس میں اخلاص نیت کی ترغیب ہے۔ مطلب یہ کہ اخلاص نیت سے تمہارا خرچ کیا ہوا مال رائیگاں نہیں جائے گا بلکہ تمہیں اسکا پورا پورا اجر وثواب ملے گا اور تمہاری ذرہ بھر حق تلفی نہیں ہوگی۔

۵۳۶ للفقراء مبتدا محذوف کی خبر ہے۔ ای ہذہ الصدقات للفقراء (مدارک ص ۱۰۷ ج ۱) یعنی ان صدقات کے اصل مستحق تو وہ لوگ ہیں جو اللہ کی راہ میں گھرے ہوئے ہیں۔ مراد مجاہدین اور طالبان علوم دین ہیں جنہیں دین کے کاموں سے اتنی فراغت نہیں ملتی کہ وہ خود روزی کما سکیں۔ اصل میں یہ آیت اصحاب صفہ کے حق میں نازل ہوئی تھی۔ یہ کم و بیش تین سو فقراء مہاجرین تھے جن کا کوئی کاروبار نہیں تھا یہ لوگ ہر وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہتے اور علم دین حاصل کرتے تھے اور اگر ضرورت ہوتی تو جہاد میں بھی شریک ہوتے تھے۔ یحسبہم الجاہل یہ فقیر اور محتاج مجاہد اور طالب علم چونکہ گداگری نہیں کرتے اور لوگوں سے بھیک نہیں مانگتے۔ اس لئے جو لوگ ان کے حال سے واقف نہیں ہیں وہ انہیں دولت مند سمجھتے ہیں۔ تعرفہم بسیمٰہم۔ سیما کے معنی علامت اور نشانی کے ہیں۔ اور الحاف کے معنی ہیں اصرار اور الحاح یعنی مانگنے میں ضد کرنا اور لئے بغیر نہ ٹلنا مطلب یہ ہے کہ ان کی مفلسی ان کے چہرے کی ظاہری حالت۔ ان کی عاجزی اور انکساری سے معلوم ہو سکتی ہے مگر وہ کسی سے ہرگز سوال نہیں کرتے۔ الحافا۔ سوالاً محذوف کی صفت ہے اور مطلب یہ ہے کہ وہ الحاح واصرار سے سوال نہیں کرتے تو اس سے معلوم ہوا کہ اگر بوقت ضرورت بغیر الحاح سوال کیا جائے تو جائز ہے جیسا کہ سورۃ توبہ کی اس آیت سے معلوم ہوتا ہے وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا أَجِدُ مَا

فَإِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهُ ۗ وَمَا لِلظّٰلِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ﴿٢٧٠﴾ إِنْ
تو بیشک اللہ کو سب معلوم ہے ۵۳۱ اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ف۱ ۵۳۲ اگر
تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَإِنْ تُخْفُوهَا
ظاہر کرکے دو خیرات ۵۳۳ تو کیا اچھی بات ہے اور اگر اس کو چھپاؤ
وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَيُكَفِّرُ
اور فقیروں کو پہنچاؤ تو وہ بہتر ہے تمہارے حق میں اور دور کرے گا
عَنْكُمْ مِنْ سَيِّئَاتِكُمْ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿٢٧١﴾
کچھ گناہ تمہارے اور اللہ تمہارے کاموں سے خوب خبردار ہے ف۲
لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِي مَنْ
تیرا ذمہ نہیں ان کو راہ پر لانا اور لیکن اللہ راہ پر لاوے جس کو
يَشَاءُ ۗ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَلِأَنْفُسِكُمْ ۚ وَمَا
چاہے ۵۳۴ اور جو کچھ خرچ کرو گے تم مال سو اپنے ہی واسطے ۵۳۵ جب
تُنْفِقُونَ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ ۚ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ
تک کہ خرچ کرو گے اللہ ہی کی رضا جوئی میں اور جو کچھ خرچ کرو گے
خَيْرٍ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تُظْلَمُونَ ﴿٢٧٢﴾ لِلْفُقَرَاءِ
خیرات سو پوری ملے گی تم کو اور تمہارا حق نہ رہے گا خیرات ان فقیروں
الَّذِينَ أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا
کے لئے ہے جو رکے ہوئے ہیں اللہ کی راہ میں ف۱ چل پھر نہیں سکتے
فِي الْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ
ملک میں ۵۳۶ سمجھے ان کو ناواقف مالدار انکے سوال نہ کرنے سے
تَعْرِفُهُمْ بِسِيمٰهُمْ ۚ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا ۗ وَ
تو پہچانتا ہے انکو ان کے چہرے سے نہیں سوال کرتے لوگوں سے لپٹ کر اور

موضح قرآن ف۱ یعنی منت قبول کی تو واجب ہوگئی۔ اب ادا نہ کرے تو گنہگار رہے۔ نذر اللہ کے سوا کسی کی نہ چاہیے۔ مگر یہ کہے کہ اللہ کے واسطے فلاں شخص کو دوں تو مختار ہے۔ ف۲ اگر نیت دکھاوے کی نہ ہو تو خیرات کھلی بھی بہتر ہے اور دوں کو شوق آوے اور چھپی بھی بہتر ہے کہ لینے والا نہ شرماوے

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بسبب اشتغال بجہاد کسب کردن نمی توانند ۱۲

اَجْلُكُمْ عَلَيْهِ (توبہ ع ۱۲) وما تنفقوا من خیر فان اللہ بہ علیم ○ جو کچھ تم خرچ کرتے ہو وہ اللہ کے علم میں ہے وہ تمہیں اس کی پوری پوری جزا دے گا۔ ف۳۷ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہر وقت اور ہر حال میں خیرات کرنے اور خدمت دین میں مال خرچ کرنے کی ترغیب دی ہے لیل و نہار سے عموم اوقات اور سر وعلانیہ سے عموم احوال مراد ہے لیل کو نہار پر اور سر کو علانیہ پر مقدم کر کے اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ صدقہ میں اخفاء اور چھپا کر دینا افضل و بہتر ہے۔ المراد باللیل والنہار جمیع الاوقات کما ان المراد بما بعدہ جمیع الاحوال وقدم اللیل علی النہار والسر علی العلانیۃ للایذان بمزیۃ الاخفاء علی الاظہار (روح ص ۴۸ ج ۳) ف۳۸ یہاں سے ان لوگوں کا بیان شروع ہوتا ہے جو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے بجائے کسی کو قرض حسنہ دینے کے لئے بھی تیار نہیں ہیں اگر کسی کو قرض دیتے ہیں تو وہ بھی سود پر۔ یہ ان لوگوں کیلئے زجر ہے جو دنیا میں سود لیتے ہیں قیامت کے دن ان کا حشر اس طرح ہوگا کہ جب وہ قبروں سے اٹھیں گے تو ان کے حواس باختہ ہوں گے اور وہ اس شخص کی مانند دیوانہ وار لڑکھڑاتے ہوئے میدان حشر کی طرف چلیں گے۔ جسے شیطان نے ہاتھ لگا کر دیوانہ کردیا ہو۔ قیامت کے دن میدان حشر میں سود خواروں کی یہ خصوصی علامت ہوگی جس سے ہر ایک انہیں پہچان لے گا اور یہ میدان حشر میں انہیں رسوا کرنے کا ایک طریقہ ہے۔ ولعل اللہ تعالیٰ جعل ذالک علامۃ لہ یعرف بہا یوم الجمع الاعظم عقوبۃ لہ کما جعل لبعض المطیعین امارۃ تلیق بہ یعرف بہا کرامۃ لہ (روح ص ۴۹ ج ۳) وقال اکلہم یبعث کالمجنون عقوبۃ لہ وتمقیتا عند جمیع اھل المحشر (قرطبی ص ۳۵۴ ج ۳) امام سید محمود آلوسی فرماتے ہیں کہ شیطان کے مس سے جنون کا پیدا ہونا اطباء کی اس تحقیق کے خلاف نہیں ہے کہ جنون غلبہ سوداء سے پیدا ہوتا ہے کیونکہ ایک چیز کے کئی سبب ہوسکتے ہیں جنون کا سبب قریب تو غلبہ سوداء ہے مگر سبب بعید مس شیطان ہے جس کی طرف قرآن نے اشارہ کیا ہے مثلاً یہ ممکن ہے کہ ایک آدمی کے اخلاط فاسدہ میں جنون پیدا کرنے کی استعداد اپنے کمال تک پہنچ جائے اور اسکے بعد مس شیطانی سے جنون بالفعل پیدا ہوجائے لیکن ضروری نہیں کہ ہر مس شیطانی موجب جنون ہو اور نہ ہی یہ ضروری ہے کہ ہر جنون میں مس شیطانی کا دخل ہو (روح ص ۴۹ ج ۳) ف۳۹ ذالک سے گذشتہ عذاب کی طرف اشارہ ہے ذالک العقاب (مدارک ص ۱۰۵ ج ۱) ذالک اشارۃ الی الاکل او الی ما نزل بہم من العذاب (روح ص ۵۰ ج ۳) یہ انہیں اس جرم کی سزا دی جائے گی کہ انہوں نے تجارتی کاروبار اور سودی کاروبار کو یکساں قرار دیا واحل اللہ البیع وحرم الربوا حالانکہ یہ دونوں چیزیں برابر نہیں ہیں۔ ان میں زمین و آسمان کا فرق ہے چنانچہ تجارت کو تو اللہ نے جائز اور حلال کیا ہے مگر ربا اور سود کو حرام ٹھہرایا ہے جب ربا کی حرمت نازل ہوئی تو کافر سود خواروں نے اسکے جواب میں الزامی طور پر کہا کہ بیع بھی تو ربا ہی کی طرح نفع کمانے کا ایک طریقہ ہے لہذا اگر ربا حرام ہے پھر بیع وشرا کے ذریعے نفع کمانا بھی حرام ہونا چاہیئے۔ یہ انہوں نے الزاماً کہا حالانکہ انہیں کہنا یوں چاہیئے تھا کہ ربا بھی بیع ہی کیطرح ہے لہذا جس طرح بیع جائز ہے اسیطرح ربا بھی جائز ہونا چاہیئے ف۴۱ حرمت سود نازل ہونیکے بعد جس نے سود لینے اور اسے جائز ٹھہرانے سے توبہ کرلی اب گذشتہ گناہ پر اسکو مواخذہ نہیں ہوگا اور جو سود وہ لے چکا ہے اسے واپس کرنا ضروری نہیں جو لے چکا سو لے چکا ای ما تقدم اخذہ قبل التحریم لا یسترد منہ (روح ص ۵۱ ج ۳) وامرہ الی اللہ اور آخرت کا معاملہ خدا کے سپرد ہے چاہے تو اسے معاف فرمادے۔

ع ۳۷ ۵

۱۔ زجر ان لوگوں کیلئے جو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے بجائے سود لیتے ہیں ۱۲۔

۲۔ تخویف اخروی ۱۲۔

۳۔ شبہ کا ازالہ ہے ۱۲۔

۴۔ بشارت اخروی ان کے لئے جو سود نہیں لیتے بلکہ زکوٰۃ دیتے ہیں ۱۲

وقف منزل

وقف لازم

مَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۷۳﴾ اَلَّذِيْنَ
جو کچھ خرچ کروگے کام کی چیز وہ بیشک اللہ کو معلوم ہے۔ ف جو لوگ

يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً
خرچ کرتے ہیں اپنے مال کو اللہ کی راہ میں رات کو اور دن کو چھپا کر اور ظاہر میں

فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ
تو انکے لئے ہے ثواب ان کا اپنے رب کے پاس اور نہ ڈر ہے ان پر

وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۴﴾ اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا
اور نہ وہ غمگین ہوں گے ف۳۸ جو لوگ کھاتے ہیں سود

لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ
نہیں اٹھیں گے قیامت کو مگر جس طرح اٹھتا ہے وہ شخص کہ جس کے حواس کھو دیئے ہوں جن

مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ
نے لپٹ کر ف۳۹ یہ حالت ان کی اس واسطے ہوئی کہ انہوں نے کہا کہ سوداگری بھی تو ایسی ہی ہے جیسے

الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ
سود لینا ف۴۰ حالانکہ اللہ نے حلال کیا ہے سوداگری کو اور حرام کیا ہے سود کو پھر جس کو

جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ
پہنچی نصیحت اپنے رب کی طرف سے اور وہ باز آگیا تو اسکے واسطے ہے جو پہلے ہو چکا ف۴۱

وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ
اور معاملہ اسکا اللہ کے ف۱ حوالے ہے اور جو کوئی پھر سود لیوے ف۲ تو وہی لوگ ہیں دوزخ والے۔

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷۵﴾ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي
وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ ف مٹاتا ہے اللہ سود کو اور بڑھاتا ہے

الصَّدَقٰتِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ اِنَّ
خیرات کو ف۴۲ اور اللہ خوش نہیں کسی ناشکر گنہگار سے ف۳ جو

موضح قرآن ف۱ یعنی بڑا ثواب ہے ان کا دینا جو اللہ کی راہ میں اٹک گئے ہیں کما نہیں سکتے اور اپنی حاجت ظاہر نہیں کرتے جیسے حضرت کے اصحاب تھے اہل صفہ گھر بار چھوڑ کر حضرت کی صحبت پکڑی تھی علم سیکھنے کو اور جہاد کرنے کو اسی طرح اب بھی جو کوئی حفظ قرآن کو یا علم دین میں مشغول ہو لوگوں کو لازم ہے کہ انکی مدد کریں۔ ف۲ یہاں تک خیرات کا بیان تھا آگے سود کو حرام فرمایا۔ جب خیرات کا تقید ہوا تو قرض دینا اولیٰ ہے۔ قرض پر سود کا ہے کو لیا جائے یعنی منع سے پہلے جو لیا دنیا میں پھروانا نہیں پہنچا اور آخرت میں اللہ کا اختیار ہے چاہے تو بخشے۔ باقی بعد منع کے جو کوئی لیوے وہ دوزخی ہے اور خدا کے حکم کے سامنے عقل لانی اسکی یہی سزا ہے جو فرمائی۔ ف۳ یعنی مال دار ہو کر محتاج کو قرض بھی مفت نہ دے جب تک سود نہ رکھ لے یہ نعمت کی ناشکری ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی سودے کہ قبل آیت تحریم گرفتہ باز گردانیدنش لازم نیست ۱۲ ف۲ یعنی بعد از تحریم ۱۲

ومن عاد فاولئک الخ۔ حرمتِ سود کے نزول کے بعد جو شخص پھر سود لینے لگے اور اسے جائز سمجھنے لگے تو اس کی سزا جہنم ہے اور وہ اس میں ہمیشہ رہے گا۔ یہ نافرمانی کا کامل درجہ ہے۔ قرآن ہمیشہ کفر وایمان کے کامل درجے بیان کرتا ہے۔ جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکافرون مسند احمد میں ہے کہ من لم یحکم کے معنی ہیں من لم یخفقہ تو اس سے بھی اس طرف اشارہ ہے کہ یہاں عدم حکم کا کامل درجہ مراد ہے یعنی انکار اسی لئے اس پر کفر کا اطلاق کیا گیا۔ ۵۴۱ محق کے معنی باطل کرنے اور گھٹانے کے ہیں والمحق النقص والذھاب (قرطبی ص ۳۶۲ ج ۳) مطلب یہ ہے کہ ربا سے کمائی ہوئی دولت میں برکت نہیں ہوتی اگرچہ مقدار میں وہ زیادہ ہی کیوں نہ ہو اور جس مال میں سود کی ملاوٹ ہو جائے گی اس کا انجام ضیاع ہوگا اور وہ مال کبھی نہ کبھی ضائع اور برباد ہو کر رہے گا۔ یذھب ببرکتہ ویھلک المال الذی یدخل فیہ (مدارک ص ۱۰۸ ج ۱) اسکے برعکس اللہ کی راہ میں خرچ کرنے اور خیرات دینے سے مال میں برکت ہوتی ہے اور مال بڑھتا ہے۔ ینمیھا ویزیدھا ای یزید المال الذی اخرجت منہ الصدقۃ ویبارک فیہ (مدارک ص ۱۰۸ ج ۱) واللہ لا یحب کل کفار اثیم ○ کفّار کافر کا مبالغہ ہے یعنی جو لوگ سود کو حلال سمجھنے کے کفر عظیم کے مرتکب ہیں اور ساتھ ہی سودی کاروبار کے گناہ میں ملوث ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں پسند نہیں کرتا۔ عظیم الکفر باستحلال الربا متماد فی الاثم باکلہ (مدارک ص ۱۰۸ ج ۱) سود خوروں اور سود کو حلال سمجھنے والوں کو عذاب کی خوشخبری سنانے کے بعد آگے ان لوگوں کیلئے اجر آخرت کی خوشخبری کا بیان ہے۔ جو ایمان لانے کے بعد تمام بدنی اور مالی عبادتیں ادا کرتے ہیں اور سود لینا تو درکنار وہ اللہ کی راہ میں دل کھول کر مال خرچ کرتے ہیں۔ ۵۴۲ اس آیت کی تفسیر پہلے گذر چکی ہے۔ ۵۴۳ قبیلۂ ثقیف کے کچھ لوگوں نے اسلام قبول کرنے سے پہلے بنو مغیرہ کو سود پر قرض دیا ہوا تھا۔ سود کی حرمت نازل ہونے کے بعد ثقیف کے لوگوں نے یہ سمجھا کہ نزول حرمت سے پہلے جو سودی معاہدے ہو چکے ہیں ان پر اس حرمت کا اطلاق نہیں ہے آیت کا مطلب یہ ہے کہ آئندہ کوئی سودی کاروبار کا معاہدہ نہ کیا جائے۔ اسی غلط فہمی کی بنا پر انہوں نے بنو مغیرہ سے سودی رقموں کا مطالبہ کیا لیکن بنو مغیرہ نے یہ کہہ کر سود دینے سے انکار کر دیا کہ اسلام میں سود حرام ہو چکا ہے اور اسکی ادائیگی ساقط ہو چکی ہے۔ جب یہ معاملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی جب قبیلۂ ثقیف کے لوگوں نے یہ آیت سنی تو وہ فوراً اس مطالبہ سے دستکش ہو گئے۔ رضی اللہ عنہم وارضاہم (قرطبی ص ۳۶۳ ج ۱، روح ص ۵۳ ج ۳، کبیر ص ۵۴۰ ج ۲) مطلب یہ ہے کہ جو ربا تم پہلے لے چکے ہو اسکی واپسی کا تم سے اسلام مطالبہ نہیں کرتا لیکن جو ربا قرضدار کے ذمہ باقی ہے اسے لینے کی اجازت نہیں۔ ایمان کا تقاضا یہی ہے کہ خدا کے حکم کے سامنے گردنیں جھکا دو اور اسکی نافرمانی سے باز آجاؤ۔ ۵۴۴ سود خوروں کیلئے یہ وعید شدید اور زبردست زجر ہے یعنی اے سود خوارو! اگر تم سود لینے سے باز نہیں آتے تو تمہیں خدا اور خدا کے رسول کی طرف سے اعلان جنگ ہے اب ان سے جنگ کیلئے تیار ہو جاؤ۔ چونکہ اسلامی حکومت کا سربراہ احکام شریعت اور آئین اسلام نافذ کرنے میں خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہوتا ہے اسلئے سود خوروں سے جنگ کو عملی جامہ پہنانا اس کا فرض ہے اگر سود خور سود کو حلال سمجھتے ہیں تو وہ مرتد ہیں کیونکہ انہوں نے خدا کی حرام کی ہوئی چیز کو حلال سمجھ لیا اسلئے بوجہ ارتداد ان سے جنگ کی جائے اور اگر انہوں نے سود کو حلال تو نہیں سمجھا لیکن سود لینا ترک نہیں کیا تو وہ اسلامی حکومت کے آئین کے باغی ہیں اسلئے بوجہ بغاوت ان سے جنگ لازم ہے۔ فان لم تفعلوا ای ما امرتم بہ من الاتقاء وترک البقایا اما مع انکار حرمتہ واما مع الاعتراف فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ وھو حرب المرتدین علی الاول وحرب البغاۃ علی الثانی (روح ص ۵۳ ج ۳، قرطبی ص ۳۶۴ ج ۳، خازن ص ۲۵۴ ج ۱) ۵۴۵ اگر تم نے آئندہ کیلئے سود لینے سے توبہ کر لی ہے تو تم اپنا راس المال لے سکتے ہو مگر اس سے زائد لینے کی اجازت نہیں تاکہ نہ مقروض پر ظلم ہو اور نہ تم پر آجکل بعض لوگ جنکے دماغوں پر بینک کا سود حلال کرنے کا جنون

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ
لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کئے اور قائم رکھا نماز کو
وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا
اور دیتے رہے زکوٰۃ ان کے لئے ہے ثواب ان کا اپنے رب کے پاس اور نہ
خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (۲۷۷) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ
ان کو خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے ۵۴۲ اے ایمان
اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ
والو ڈرو اللہ سے اور چھوڑ دو جو کچھ باقی رہ گیا ہے سود اگر
كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا
تم کو یقین ہے اللہ کے فرمانے کا ۵۴۳ ف۱ پھر اگر نہیں چھوڑتے تو تیار ہو جاؤ
بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ
لڑنے کو اللہ سے اور اس کے رسول سے ۵۴۴ اور اگر توبہ کرتے ہو تو تمہارے واسطے
رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ (۲۷۹) وَاِنْ
ہے اصل مال تمہارا نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ کوئی تم پر ۵۴۵ ف۲ اور اگر
كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ؕ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا
ہے تنگدست تو مہلت دینی چاہیئے کشائش ہونے تک ۲ اور بخش دو تو
خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (۲۸۰) وَاتَّقُوْا يَوْمًا
بہت بہتر ہے تمہارے لئے اگر تم کو سمجھ ہو ۵۴۶ ف۳ اور ڈرتے رہو اس دن سے
تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ۖ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا
کہ جس دن لوٹائے جاؤ گے اللہ کی طرف پھر پورا دیا جائیگا ہر شخص کو جو کچھ
كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ (۲۸۱) ع يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا
اس نے کمایا اور ان پر ظلم نہ ہوگا ۵۴۷ اے ایمان والو

ع ۳۸ ۸ ۶

ر۱ سود خوروں کے لئے تخویف دنیوی ۱۲

ر۲ تخویف اخروی ۱۲

ر۳ مضمون جہاد و انفاق، بعض کے حصے مسری بلاد امور انتظامیہ کا بیان ۱۲

منزل ۱

ب کرے تو تم پر ظلم ہے اور منع کے بعد اگلا چڑھا ہوا سود تم مانگو تو تمہارا ظلم ہے ف۳ یعنی جب دنیا

إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ إِلَىٰٓ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ ۚ وَ

جب تم آپس میں معاملہ کرو ادھار کا کسی وقت مقرر تک تو اس کو لکھ لیا کرو ٥٤٥ف اور

لْيَكْتُب بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ ۖ وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ

چاہیئے کہ لکھ دے تمہارے درمیان کوئی لکھنے والا انصاف سے ٥٤٩ف اور انکار نہ کرے لکھنے والا

أَن يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللَّهُ ۚ فَلْيَكْتُبْ وَلْيُمْلِلِ

اس سے کہ لکھ دیوے جیسا سکھایا اس کو اللہ نے سو اسکو چاہیئے کہ لکھ دے۔ اور بتلاتا جاوے وہ شخص کہ

الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ وَلَا يَبْخَسْ

جس پر قرض ہے اور ڈرے اللہ سے جو اس کا رب ہے۔ اور کم نہ کرے

مِنْهُ شَيْئًا ۚ فَإِن كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيهًا

اس میں سے کچھ ٥٥٠ف پھر اگر وہ شخص کہ جس پر قرض ہے۔ بے عقل ہے

أَوْ ضَعِيفًا أَوْ لَا يَسْتَطِيعُ أَن يُمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ

یا ضعیف ہے یا آپ نہیں بتلا سکتا۔ تو بتلا دے

وَلِيُّهُ بِالْعَدْلِ ۚ وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِن

کارگذار اسکا انصاف سے ٥٥١ف اور گواہ کرو دو شاہد اپنے

رِّجَالِكُمْ ۖ فَإِن لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ

مردوں میں سے پھر اگر نہ ہوں دو مرد تو ایک مرد اور دو عورتیں ان

مِمَّن تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَن تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا

لوگوں میں سے کہ جنکو تم پسند کرتے ہو گواہوں میں تاکہ اگر بھول جائے ایک ان میں سے تو

فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَىٰ ۚ وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَاءُ إِذَا

یاد دلا دے اس کو وہ دوسری ٥٥٢ف اور انکار نہ کریں گواہ جس وقت

مَا دُعُوا ۚ وَلَا تَسْأَمُوٓا أَن تَكْتُبُوهُ صَغِيرًا أَوْ كَبِيرًا

وہ بلائے جاویں اور کاہلی نہ کرو اس کے لکھنے سے چھوٹا ہو معاملہ یا بڑا

سوار ہے وہ کہتے ہیں کہ سود صرف وہی حرام ہے جس میں کسی فریق پر ظلم ہو اور بینک کے سود میں کسی پر ظلم نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ معاملہ فریقین کی رضامندی سے ہوتا ہے لہٰذا یہ جائز ہے خدا جانے ان لوگوں کے ذہنوں میں ظلم کا کونسا تصور جاگزیں ہے۔ قرآن مجید نے تو اصل رقم سے زائد رقم وصول کرنے ہی کو ایک فریق کے حق میں ظلم قرار دیا ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قرضخواہ کو حکم دیا کہ تم اپنا اصل مال لے سکتے ہو مگر اس سے زائد لینے کی اجازت نہیں اور نہ ہی اصل رقم چھوڑنے کا مطالبہ ہے تاکہ تم دونوں فریق ظلم سے بچ جاؤ کیونکہ مقروض سے مقدار قرض سے زائد رقم وصول کرنا اسکے حق میں ظلم ہے اور قرضخواہ کے راس المال میں کمی کرنا اسکے حق میں ظلم ہے۔ لا تظلمون غرماءکم باخذ الزیادۃ و لا تظلمون انتم من قبلھم بالنقص من رأس المال (روح ص ٥٣ ج ٣) یہاں کان تامہ ہے اور ذو عسرۃ اسکا فاعل ہے فنظرۃ میں فا جزائیہ ہے اور نظرۃ مصدر ہے اور اسکے معنی مہلت دینے کے ہیں اور یہ مبتدا ہے اور اسکی خبر محذوف ہے یعنی فعلیکم نظرۃ (روح ص ٥٤ ج ٣) مطلب یہ ہے کہ اگر مقروض تنگدست ہو اور فوری طور پر تمہارا راس المال واپس نہ کرسکتا ہو تو اسے مہلت دیدو اور جب وہ قرض ادا کرنے کے قابل ہوجائے اسوقت اس سے اپنا حق وصول کرلو ٥٤٢ف أن مصدریہ ہے اور جملہ بتاویل مفرد مبتدا ہے اور خیر لکم اسکی خبر ہے۔ پہلے قرض کا مطالبہ کرنے میں نرمی برتنے کی تلقین فرمائی اب یہاں سرے سے اصل مطالبہ سے ہی دستبردار ہوجانے کی ترغیب دی یعنی اگر مقروض اتنا غریب ہو کہ قرض ادا نہ کرسکتا ہو تو تم اسے معاف کردو اسطرح تمہیں اور زیادہ ثواب ملیگا یعنی مہلت دینے کی نسبت اس میں زیادہ ثواب ہے ای اکثر ثوابا من الانظار (روح ص ٥٤ ج ٣) یعنی ان التصدق خیر لکم وافضل لان فیہ الثناء الجمیل فی الدنیا والثواب الجزیل فی العقبی (خازن ص ٢٥٤ ج ١) یہ تبشیر اخروی تھی اب آگے تخویف اخروی ہے ٥٤٣ف اس آیت کے پہلے حصے میں برے اعمال سے بچنے اور دوسرے حصے میں نیک اعمال بجالانے کی ترغیب ہے۔ یوماً سے مراد قیامت کا دن ہے یوم قیامت کی دہشتناکی کے پیش نظر گناہوں سے بچنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور یہ سنکر کہ وہاں بے انصافی نہیں ہوگی بلکہ اعمال کی پوری پوری جزا دی جائیگی۔ دل میں نیک اعمال کا مزید شوق پیدا ہوتا ہے۔ یہاں تک جہاد اور انفاق کا مضمون مع متعلقات ختم ہوا۔ اب آگے تیسری بار امور انتظامیہ کا ذکر کیا جارہا ہے۔ اگلے رکوع میں بیان کیا گیا ہے کہ اگر ادھار پر لین دین کیا جائے تو اسے لکھ لینا چاہیئے۔ اس ضمن میں تحریر لکھنے شہادت اور رہن کے احکام بھی بیان کئے گئے ہیں یہ سب امور انتظامیہ ہیں یہ احکام اسلئے ذکر کئے گئے ہیں تاکہ مسلمانوں کے باہمی معاملات کا انتظام حسن وخوبی سے چلتا رہے اور باہمی نزاع اور جھگڑا پیدا نہ ہو ٥٤٤ف یہاں لفظ اِذ جو شک کے موقع پر استعمال کیا جاتا ہے کے بجائے لفظ اِذا استعمال کیا گیا ہے جو وقوع فعل پر دلالت کرتا ہے اس سے اس طرف اشارہ ہے کہ لین دین کا معاملہ جب بالفعل واقع ہو اسوقت وثیقہ لکھنے کی ضرورت ہے اس سے پہلے نہیں۔ یہاں لفظ دین عام ہے۔ ثمن اور مبیع دونوں کو شامل ہے تمام تجارتی معاملات چار قسموں میں منحصر ہیں (١) بیع العین بالعین یعنی سودا دست بدست ہو اسکا حکم آگے الا ان تکون تجارۃ حاضرۃ میں آرہا ہے (٢) بیع الدین بالدین یعنی سودے کی مجلس میں نہ خریدار قیمت ادا کرے اور نہ فروخت کنندہ مال حوالے کرے دونوں چیزیں ادھار ہوں یہ بیع ناجائز ہے (٣) بیع العین بالدین یعنی خریدار مال وصول کرلے لیکن رقم بعد کو ادا کرنے کا وعدہ کرے (٤) بیع الدین بالعین یعنی خریدار رقم پہلے ادا کردے لیکن مال بعد میں وصول کرے اسے اصطلاح شریعت میں بیع سلم کہتے ہیں ان دونوں قسموں کا حکم اس آیت میں بیان کیا گیا ہے مطلب یہ ہے کہ جب تم کوئی ایسا سودا کرو جسمیں قیمت یا مبیع (فروخت شدہ چیز) ادھار ہو اسکو لکھ لیا کرو۔ القول الثالث و ھو قول اکثر المفسرین ۔۔۔۔ بقی ھنا قسمان بیع العین بالدین و ھو ما اذا باع شیئا بثمن مؤجل و بیع الدین بالعین و ھو المسمی بالسلم وکلاھما داخلان تحت ھذہ الاٰیۃ (کبیر ص ٩٨ ج ٢) یہ معاملہ لکھنے کا حکم اسلئے دیا ہے تاکہ بعد میں کسی قسم کا نزاع اور جھگڑا پیدا نہ ہو۔ جمہور کے نزدیک یہ تحریر مستحب ہے۔ بقرینہ ما بعد فان امن بعضکم بعضا یعنی اگر کسی نے کسی پر اعتماد کرتے ہوئے اس سے تحریر نہ لکھوائی ہو تو مؤخر الذکر اداءِ حق میں کوتاہی نہ کرے۔ و الجمھور علی استحبابہ (ابو السعود ص ٢٤٦ ج ٢، روح ص ٥٥ ج ٣) ٥٤٩ف یہ لکھنے کے شرعی طریقہ کا بیان ہے بالعدل یکتب سے متعلق ہے اور مطلب یہ ہے کہ جو شخص یہ تحریر لکھے وہ عدل و انصاف سے کام لے اور فریقین میں سے کسی ایک کی طرفداری کرکے دوسرے کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کرے و لا یاب کاتب ان یکتب

یہ کاتب کیلئے دوسری ہدایت ہے یعنی اگر کاتب سے ایسی تحریر لکھنے کو کہا جائے تو اسے انکار نہیں کرنا چاہیئے ف۵۵۰ یہاں یہ ہدایت فرمائی کہ تحریر لکھوانے کی ذمہ داری اس شخص پر عائد ہوتی ہے جس نے دوسرے کا حق دینا ہو کیونکہ یہ تحریر بمنزلہ اقرار ہے اور اقرار اسی کی طرف سے ہوتا ہے جسکے ذمہ کچھ واجب الادا ہو اور ساتھ ہی یہ بھی تلقین فرمادی کہ جسکے ذمہ حق ہو۔ دستاویز لکھواتے وقت اسے خدا خوفی سے کام لینا چاہیئے اور جتنا اس نے دوسرے کا دینا ہے وہ صحیح صحیح لکھانا چاہیئے اور اس میں ذرہ برابر کمی نہیں کرنی چاہیئے ف۵۵۱ جسکے ذمہ حق ہو اگر وہ کم فہم ہو یا بہت بوڑھا ہو یا کسی اور وجہ سے دستاویز نہ لکھوا سکتا ہو مثلاً گونگا ہو یا زبان نہ جانتا ہو وغیرہ تو پھر اسکی طرف سے اسکا ولی عدل و انصاف سے دستاویز لکھوا کر صاحب حق کے حوالے کرے ف۵۵۲ یہاں شہادت کے احکام بیان فرمائے ہیں یعنی مذکورہ بالا معاملہ میں تحریر پر دو گواہ بھی بنالو۔ آیت میں خطاب مومنوں کو ہے اور ایمان والوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنے مردوں میں سے دو گواہ منتخب کریں اس سے اسطرف اشارہ ہے کہ گواہوں کا مسلمان ہونا، بالغ مرد اور آزاد ہونا شرط ہے وفی ذکر الرجال مضافا الی ضمیر المخاطبین دلالة علی اشتراط الاسلام والبلوغ والذکورة فی الشاهدین والحریة لان المتبادر من الرجال الکاملون (روح ص۵۵ ج ۳) ای من رجال المؤمنین والحریة والبلوغ شرط مع الاسلام (مدارک ص۱۰۹ ج ۱) اگر گواہی کیلئے دو مرد میسر نہ آسکیں تو ایک مرد کیساتھ ایسی دو عورتوں کو گواہ بنالیا جائے جو قابل اعتماد ہوں۔ عورتوں پر چونکہ نسیان غالب ہوتا ہے اسلئے دو عورتوں کو ایک مرد کے برابر قرار دیا تاکہ اگر ایک عورت بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلادے شہداء کا لفظ یہاں عام ہے اور جو لوگ کسی معاملہ میں گواہ بن چکے ہوں یا انہیں گواہ بننے کیلئے کہا جائے دونوں کو شامل ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس سے منقول ہے۔ اذ ما دعوا لاداء الشهادة او لتحملها (روح ص۶۰ ج ۳) مطلب یہ ہے کہ اگر گواہوں کو گواہی دینے کیلئے یا کسی معاملہ میں گواہ بننے کیلئے بلایا جائے تو انہیں انکار نہیں کرنا چاہیئے ف۵۵۳ تکتبوہ میں ضمیر مفعول دین یا حق کیطرف راجح ہے اور صغیرًا او کبیرًا دونوں اس سے حال ہیں یعنی دین اور ادھار کا معاملہ ہر حال میں لکھ لیا کرو خواہ چھوٹا ہو یا بڑا محض سستی کی وجہ سے اس میں کوتاہی نہ کرو الی اجله میں الی بمعنی مع ہے یعنی تحریر میں ادائے حق کی آخری مدت بھی لکھو ف۵۵۴ ذالکم سے لکھنے کی طرف اشارہ ہے مطلب یہ ہے کہ ایسے معاملہ کو لکھ لینا زیادہ سے زیادہ قرین انصاف ہے اور اسطرح گواہی بھی ہر قسم کے ردوبدل سے محفوظ رہے گی اور معاملہ ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر رہیگا الا ان تکون تجارة حاضرة یہ ماقبل سے استثناء ہے۔ پہلے بیان فرمایا کہ اگر کسی لین دین کے معاملہ میں قیمت یا مبیع ادھار ہو تو اسکے متعلق ایک دستاویز لکھ لو یہاں فرمایا کہ اگر سودا دست بدست ہو اور کوئی چیز ادھار نہ ہو تو پھر لکھنا ضروری نہیں۔ امام عاصم کے علاوہ باقی قراء نے تجارة کو مرفوع پڑھا ہے اس صورت میں کان تامہ ہوگا اور تجارة اسکا فاعل ہوگا۔ امام عاصم کی قراءت میں تجارة منصوب ہے اور تکون کی خبر ہے اسکا اسم اسمیں ضمیر مستتر ہے جسکا مرجع فراء کے نزدیک تجارة مؤخر ہے بعض کے نزدیک اسکا مرجع معاملہ ہے جو سیاق کلام سے مفہوم ہے (روح ص۶۱ ج ۳) وقال الشیخ رحمه الله تعالیٰ الضمیر یعود الی المبیع والثمن جمیعا حسل التجارة علیها بتقدیر ذات ای الا ان تکون ذات المبیع تجارة حاضرة۔ ف۵۵۵ بعض مفسرین نے اس حکم کو معاملہ بالدین سے مخصوص کیا ہے اور بعض نے اسے عموم پر محمول کیا ہے بہرحال یہ حکم جمہور کے نزدیک استحبابی ہے ولا یضار کاتب ولا شہید یہ ایک عام قاعدہ ہے کہ کسی کو ضرر نہ پہنچایا جائے۔ دستاویز لکھنے والے اور گواہ کو اس سلسلہ میں تکلیف نہ دی جائے مثلاً اگر کوئی کاتب یا گواہ کسی مجبوری کی بنا پر یہ خدمت انجام دینے سے قاصر ہو تو اسے اس پر مجبور نہ کیا جائے یا کاتب اور گواہ کو بعد میں کوئی یہ نہ کہے کہ تم نے یہ معاملہ کیوں لکھا یا تم نے اس بارے میں کیوں گواہی دی ف۵۵۶ اگر تم ایسا کروگے اور دوسروں کو ضرر پہنچانے سے باز نہیں رہو گے تو یہ تمہاری طرف سے اللہ کے احکام کی خلاف ورزی ہوگی اسلئے تم اللہ کے احکام کے بارے میں اس سے ڈرتے رہو اور یہ اللہ کی مہربانی ہے کہ وہ تمہیں احکام دین سکھاتا ہے اور اسکا اسے حق پہنچتا ہے کیونکہ

إِلَى أَجَلِهِ ۚ ذٰلِكُمْ أَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَأَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَ

اس کی میعاد تک ف۵۵۳ اس میں پورا انصاف ہے اللہ کے نزدیک اور بہت درست رکھنے والا ہے گواہی کو

أَدْنَى أَلَّا تَرْتَابُوا إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً حَاضِرَةً

اور نزدیک ہے کہ شبہ میں نہ پڑو ف۵۵۴ مگر یہ کہ سودا ہو ہاتھوں ہاتھ

تُدِيرُونَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَلَّا تَكْتُبُوهَا ۗ

لیتے دیتے ہو اس کو آپس میں تم پر کچھ گناہ نہیں اگر اس کو نہ لکھو

وَأَشْهِدُوا إِذَا تَبَايَعْتُمْ ۚ وَلَا يُضَارَّ كَاتِبٌ وَلَا

اور گواہ کر لیا کرو جب تم سودا کرو ف۵۵۵ اور نقصان نہ کرے لکھنے والا اور نہ

شَهِيدٌ ۚ وَإِنْ تَفْعَلُوا فَإِنَّهُ فُسُوقٌ بِكُمْ ۗ وَاتَّقُوا

گواہ اور اگر ایسا کرو تو یہ گناہ کی بات ہے تمہارے اندر اور ڈرتے رہو

اللّٰهَ ۖ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ۗ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٢٨٢﴾ وَإِنْ

اللہ سے اور اللہ تم کو سکھلاتا ہے۔ اور اللہ ہر ایک چیز کو جانتا ہے ف۵۵۶ ف۱ اور اگر

كُنْتُمْ عَلَى سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهَانٌ

تم سفر میں ہو اور نہ پاؤ کوئی لکھنے والا تو گرو

مَقْبُوضَةٌ ۖ فَإِنْ أَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ

ہاتھ میں رکھنی چاہیئے ف۵۵۷ پھر اگر اعتبار کرے ایک دوسرے کا تو چاہیئے کہ پورا ادا

الَّذِي اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهُ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهُ ۗ وَلَا

کرے وہ شخص کہ جس پر اعتبار کیا اپنی امانت کو اور ڈرتا رہے اللہ سے جو رب ہے اسکا ف۵۵۸ اور

تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ۚ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ

مت چھپاؤ گواہی کو اور جو شخص اس کو چھپا دے تو بیشک گنہگار ہے

قَلْبُهُ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ﴿٢٨٣﴾ لِلّٰهِ مَا فِي

دل اسکا ف۵۵۹ اور اللہ تمہارے کاموں کو خوب جانتا ہے اللہ ہی کا ہے جو

ع ۳۹
۷

سرِ توحید پر چوتھی دلیل عقلی ۱۲۰

منزل ۱

موضح قرآن ف۱ اس آیت میں دو چیز کا تقید فرمایا ایک تو وعدے کے معاملے کو لکھ رکھنا کہ اسمیں پھر قضیہ نہ ہو اور اپنے تئیں شبہ نہ پڑے اور شاہد کو دیکھ کر یاد آوے۔ دوسرے یہ کہ شاہد کر لینا ہر معاملہ پر دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں جنکو ہر کوئی پسند رکھے اور تقید فرمایا کہ نویسندہ اور شاہد نقصان کسی کا نہ کریں جو حق واجبی ہے سو ہی ادا کریں اور لکھنے میں جو دینے والا اپنی زبان سے کہے سو لکھیں یا اس کا کوئی بزرگ کہے اگر اس کو عقل نہ ہو۔

وہ دین و دنیا کی تمام مصلحتیں بخوبی جانتا ہے۔ ۵۵۷ یعنی اگر حالتِ سفر میں تم کسی سے معاملہ بالدین کرو (ادھار خرید و فروخت کرو) اور دستاویز لکھنے والا نہ مل سکے تو پھر جسکے ذمہ حق ہے اس سے کوئی چیز مثلاً زیور وغیرہ رہن رکھ لو تاکہ تمہیں اطمینان ہو جائے، اور حق کے ضائع ہونے کا اندیشہ باقی نہ رہے دھن کے بعد تنا سب ۵۵۸ الالف محذوف ہے یہاں سفر کی قید اتفاقی ہے احترازی نہیں ہے۔ کیونکہ سفر میں یہ احتمال قوی ہے کہ کاتب میسر نہ آسکے اسلئے رہن رکھنا حالت سفر سے مخصوص نہیں بلکہ حالت حضر میں بھی جائز ہے۔ اسی طرح اگر لکھنے والا بھی مل جائے تو بھی رہن رکھنا اور لینا جائز ہے اتفقت الفقھاء الیوم علی ان الرھن فی السفر والحضر سواء وفی حال وجود الکاتب وعدمہ (کبیر ص ۵۵۰ ج ۲) ۵۵۸ امانت سے یہاں وہ حق مراد ہے جو مدیون کے ذمہ واجب الادا ہے یعنی اگر ایک شخص دوسرے کو امین سمجھ کر اس سے ادھار خرید و فروخت کرتا ہے اور اس سے کسی قسم کی دستاویز نہیں لیتا۔ نہ کسی کو گواہ بناتا ہے اور نہ ہی کوئی چیز بطور رہن اس سے لیتا ہے اپنے پاس بلکہ اسکی امانت و دیانت پر اعتماد کرتے ہوئے معاملہ کرے تو دوسرے شخص پر لازم ہے کہ وہ اسکا حق ادا کرے اور خدا سے ڈرے نہ اسکے حق میں کمی کرے اور نہ ادا کرنے میں ٹال مٹول سے کام لے الذی اؤتمن۔ فلیؤد کا فاعل اور امانتہ اسکا مفعول ہے۔

۵۵۹ یہ گواہوں کیلئے ہدایت ہے کہ جب وہ کسی معاملہ میں گواہ بن جائیں تو ان پر لازم ہے کہ وہ صحیح صحیح گواہی دیں اور اسکا کوئی حصہ چھپا کر یا اس میں ترمیم کر کے کسی کو نقصان نہ پہنچائیں۔ جو شخص ایسا کرتا ہے وہ کوئی معمولی گناہ نہیں کرتا بلکہ یہ بہت بڑا گناہ ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس شخص کا دل مجرم ہے کیونکہ جبتک دل میں کسی فعل کا ارادہ پیدا نہ ہو اسوقت تک اعضاء سے کوئی فعل سرزد نہیں ہو سکتا اور دل چونکہ تمام بدن کا مدبر اور بادشاہ ہے اسلئے اسکا جرم بھی بہت بڑا ہوگا۔ لانہ اشرف الاجزاء ورئیسھا وفعلہ اعظم من افعال سائر الجوارح فیکون فی الکلام تنبیہ علی ان الکتمان من اعظم الذنوب (روح ص ۶۳ ج ۳) اللہ تعالےٰ تمہارے ہر فعل سے باخبر اور واقف ہے وہ تمہارے ارادے کو بھی جانتا ہے اسلئے وہ ضرور تمہارے اعمال کی تمہیں جزا دیگا یہاں پر امور انتظامیہ کا بیان ختم ہو گیا اب آگے توحید پر چوتھی دلیلِ عقلی پیش کی گئی ہے۔

توحید پر چوتھی عقلی دلیل،

اس سے پہلے سورت کے مختلف حصوں میں تین دفعہ دعوئ توحید مذکور ہو چکا ہے اور ہر جگہ اسے عقلی دلائل سے مدلل کیا گیا ہے دعوئ توحید کو بار بار دہرانے کی وجہ بھی مذکور ہو چکی ہے یہاں سورت کے آخری رکوع کی ابتداء میں دعوئ توحید عقلی دلیل پیش کی گئی ہے ۵۶۰ یہ ایک ایسا جامع جملہ ہے کہ یہ ساری کائنات کو شامل ہے اور کوئی چیز اس سے باہر نہیں رہتی اور للہ خبر ہے جسے افادہ حصر کیلئے مبتدا پر مقدم کیا گیا ہے یعنی ساری کائنات پر تنہا اللہ ہی کا قبضہ ہے اور ہر چیز اسی ہی کے تصرف و اختیار میں ہے اور اسمیں کوئی اسکا شریک نہیں لہذا عبادت بھی اسی کی کرو اور حاجات و مشکلات میں صرف اسی ہی کو پکارو ۵۶۱ یہاں ما سے مراد اعتقادات اختیاریہ ہیں کہ وساوس کیونکہ ابداء اور اخفاء دونوں میں اختیار فاعل کو دخل ہے۔ اور وساوس خود بخود دل میں آتے ہیں ان میں فاعل کو کوئی دخل نہیں ہوتا اسلئے وساوس پر کوئی مؤاخذہ نہیں کیونکہ وہ اس آیت کے تحت داخل ہی نہیں ہیں فیغفر لمن یشآء الخ۔ محاسبہ کے بعد جسے وہ چاہے گا محض اپنے فضل و احسان سے معاف کر دیگا اور جسے چاہے گا قانون عدل و حکمت کے تحت

س۱ اعتقاد مراد ہیں بقرینہ قبل و مابعد ۱۲

س۲ یعنی اس مسئلہ توحید پر پیغمبر اور مومنین بھی ایمان رکھتے ہیں ۱۲

س۳ مسئلہ توحید ماننے کے بعد اللہ سے دعا مانگنے کے طریقہ کی تعلیم ۱۲

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ

کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے ۵۶۰ اور اگر ظاہر کرو گے اپنے جی کی بات ف۱

اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ

یا چھپاؤ گے اس کو حساب لے گا اس کا تم سے اللہ ۵۶۱ پھر بخشے گا جس کو چاہے

وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۲۸۴﴾

اور عذاب کرے گا جس کو چاہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے ف

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ

مان لیا رسول نے جو کچھ اترا اس پر اس کے رب کی طرف سے اور

الْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ

مسلمانوں نے بھی ۵۶۲ سب نے مانا اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور اس کی کتابوں کو

وَرُسُلِهٖ ۟ قف لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۟ قف وَقَالُوْا

اور اس کے رسولوں کو کہتے ہیں ہم جدا نہیں کرتے کسی کو اس کے پیغمبروں میں سے ف۲ اور کہہ اٹھے

سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۟ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَیْكَ الْمَصِیْرُ ﴿۲۸۵﴾

کہ ہم نے سنا اور قبول کیا تیری بخشش چاہتے ہیں اے ہمارے رب اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے ۵۶۳

لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَیْهَا

اللہ تکلیف نہیں دیتا کسی کو مگر جس قدر اس کی گنجائش ہے ۵۶۴ اسی کو ملتا ہے جو اس نے کمایا اور اسی پر پڑتا

مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَاۤ اِنْ نَّسِیْنَاۤ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ

ہے جو اس نے کیا۔ اے رب ہمارے نہ پکڑ ہم کو اگر ہم بھولیں یا چوکیں ۵۶۵

رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَاۤ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَی الَّذِیْنَ

اے رب ہمارے اور نہ رکھ ہم پر بوجھ بھاری جیسا رکھا تھا ہم سے اگلے

مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ

لوگوں پر ۵۶۶ اے رب ہمارے اور نہ اٹھوا ہم سے وہ بوجھ جس کی ہم کو طاقت نہیں ۵۶۷

۵۶۲ اس سورۂ جلیلہ میں اللہ تعالےٰ نے توحید و رسالت، نماز، زکوٰۃ، حج، نکاح، طلاق، جہاد، انفاق اور حرمت ربا وغیرہ کے احکام بیان فرمائے ہیں اب سورت کے اختتام پر ارشاد فرمایا کہ خدا کا پیغمبر اور تمام مومنین ان احکام

موضح قرآن ف۱ یہاں سے معلوم ہوا کہ دل کے خیال پر بھی حساب ہوگا یہ سنکر اصحاب نے حضرت سے عرض کیا کہ یہ حکم سخت مشکل ہے۔ فرمایا کہ بنی اسرائیل کی طرح انکار مت کرو۔ بلکہ قبول رکھو اور اللہ سے مدد چاہو۔ پھر لوگوں نے کہا کہ ہم ایمان لاتے اور قبول کیا۔ اللہ کے ہاں یہ بات پسند ہوئی تب اگلی دو آیتیں اتریں۔ ان میں حکم آیا کہ مقدور سے باہر چیز کی تکلیف نہیں اب جو کوئی دل میں خیال کرے گناہ کا اور عمل میں نہ لاوے اس کو گناہ نہیں لکھتے

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی از قسم نفاق و اخلاص و حسد و نصیحت و مثل آن از قسم حدیث نفس ۱۲ ف۲ یعنی بعض را معتقد و بعض را منکر نمی باشیم ۱۲

کو دل و جان سے تسلیم کر چکے ہیں۔ اور عملی زندگی میں ان پر عمل پیرا ہیں آگے اسکی قدرے تفصیل ہے۔ کل اٰمن باللہ وملٰئکتہ وکتبہ الخ۔ خدا کا پیغمبر اور سارے کے سارے مومن خدا کی توحید پر ایمان لا چکے ہیں۔ خدا کے فرشتوں، اسکی کتابوں اور اسکے تمام رسولوں کے برحق ہونے پر بھی ایمان لا چکے ہیں۔ رسولوں کے درمیان تفریق کی نفی سے مراد یہ ہے کہ وہ تمام رسولوں کو مانتے ہیں ایسا نہیں کرتے کہ بعض کو مانیں اور بعض کو نہ مانیں جس طرح عیسائیوں نے حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیہم وسلم اور یہودیوں نے آپ کے ساتھ حضرت عیسے علیہ السلام کا بھی انکار کیا ف۵۶۳ قالوا کا عطف اٰمن پر ہے پہلے انکے ایمان کا ذکر فرمایا۔ یہاں ان کی اطاعت اور فرمانبرداری کا تذکرہ کیا۔ وھو حکایۃ لامتثالھم الاوامر والنواھی اثر حکایۃ ایمانھم (روح ص ۶۸ ج ۳) سمعنا کے معنی اجبنا کے ہیں اور غفرانک سے پہلے طلبنا فعل محذوف ہے قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ بعض مفسرین نے اغفر محذوف مانا ہے یعنی وہ سب زبان سے اعلان کرتے ہیں کہ اے اللہ ہم نے تیرے تمام احکام قبول کئے اور تیری مکمل اطاعت کا عہد کیا اور ہم تجھ سے عفو و درگذر کی درخواست کرتے ہیں اور اس بات کا یقین رکھتے ہیں کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر ہم نے تیرے سامنے حاضر ہونا ہے ف۵۶۴ اللہ تعالیٰ کا یہ ایک عام قانون ہے کہ وہ کسی انسان کو اسکی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا اور اس سے ایسے احکام کی تعمیل کا مطالبہ نہیں کرتا جو اسکی طاقت سے باہر ہوں۔ اس سورت کے تمام احکام انسان کے دائرہ قدرت میں داخل ہیں اور اسمیں کوئی ایسا حکم نہیں جس کی تعمیل انسان کیلئے ناممکن ہو کیونکہ تمام مومنین ان احکام کو دل و جان سے قبول کر کے انہیں عملی زندگی میں اپنا معمول بنا چکے ہیں لھا ما کسبت وعلیھا ما اکتسبت یہ ایک دوسرا قانون ہے کہ ہر آدمی کو اسکے اپنے ہی نیک اعمال کا نفع پہنچے گا اور ہر شخص اپنے ہی بد اعمال کی سزا پائے گا ف۵۶۵ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ یہ بھی قالوا کے تحت داخل ہے اور مومنین کی بقیہ دعاؤں کی حکایت ہے اور بعض کا خیال ہے کہ دعا کی تعلیم ہے اور اس سے پہلے قولوا محذوف ہے اور مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو تعلیم دے رہا ہے کہ اسطرح دعا مانگا کرو۔ اور نسیان سے یہاں ترک اور خطأ سے عصیان مراد ہے۔ المراد من الاول الترک ..... والمراد من الثانی العصیان (روح ص۶۹ ج ۳) والقول الثانی فی تفسیر النسیان ان یحمل علی الترک (کبیر ص۵۷ ج ۲) اکذا فی مشکل [illegible] یعنی اے اللہ اگر ہم سے عمداً یا خطأً تیری نافرمانی ہو جائے تو اس پر مؤاخذہ نہ فرمانا مومنین کی پہلی دعا ہے جسمیں گناہوں کی مغفرت کی درخواست ہے۔ ف۵۶۶ اصر سے مراد وہ احکام ہیں جو مشکل ہوں اور جنہیں انسان مشقت سے برداشت کر سکے والمراد بہ التکالیف الشاقۃ (روح ص۷۰ ج ۳، ابو السعود ص۸، ۵ ج ۲) جس طرح یہودیوں پر تھے مثلاً مال سے چوتھا حصہ زکوٰۃ دینا اور ناپاک کپڑے کا پانی سے پاک نہ ہونا وغیرہ قال المفسرون ان اللہ تعالیٰ امرھم باداء ربع اموالھم فی الزکوٰۃ ومن اصاب ثوبہ نجاسۃ امر بقطعھا الخ (کبیر ص۵۸ ج ۲) ف۵۶۷ یہ مومنوں کی تیسری دعا ہے اور اس میں درخواست کی گئی ہے کہ انہیں ایسی مصائب اور آزمائشوں میں نہ ڈالا جائے جو انکی طاقت اور بساط سے بڑھ کر ہوں۔ واعف عنا واغفر لنا وارحمنا الخ۔ یہ آخری دعا ہے مومنین ایک طرف اللہ کے سامنے اپنے گناہوں کا اقرار کر کے اللہ سے عفو و درگذر کی التجا کرتے ہیں اور دوسری طرف اللہ سے اسکی رحمت مانگتے ہیں مشرکوں اور کافروں کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ انہیں لوگوں کی مدد کرتا ہے جو اسباب مہیا کرنے کے بعد محض اللہ کی رحمت اور اسکی مدد پر اعتماد کرتے ہیں۔ سورۃ بقرہ کی تفسیر ختم ہوئی و الحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم وعلی جمیع عبادہ الصالحین۔

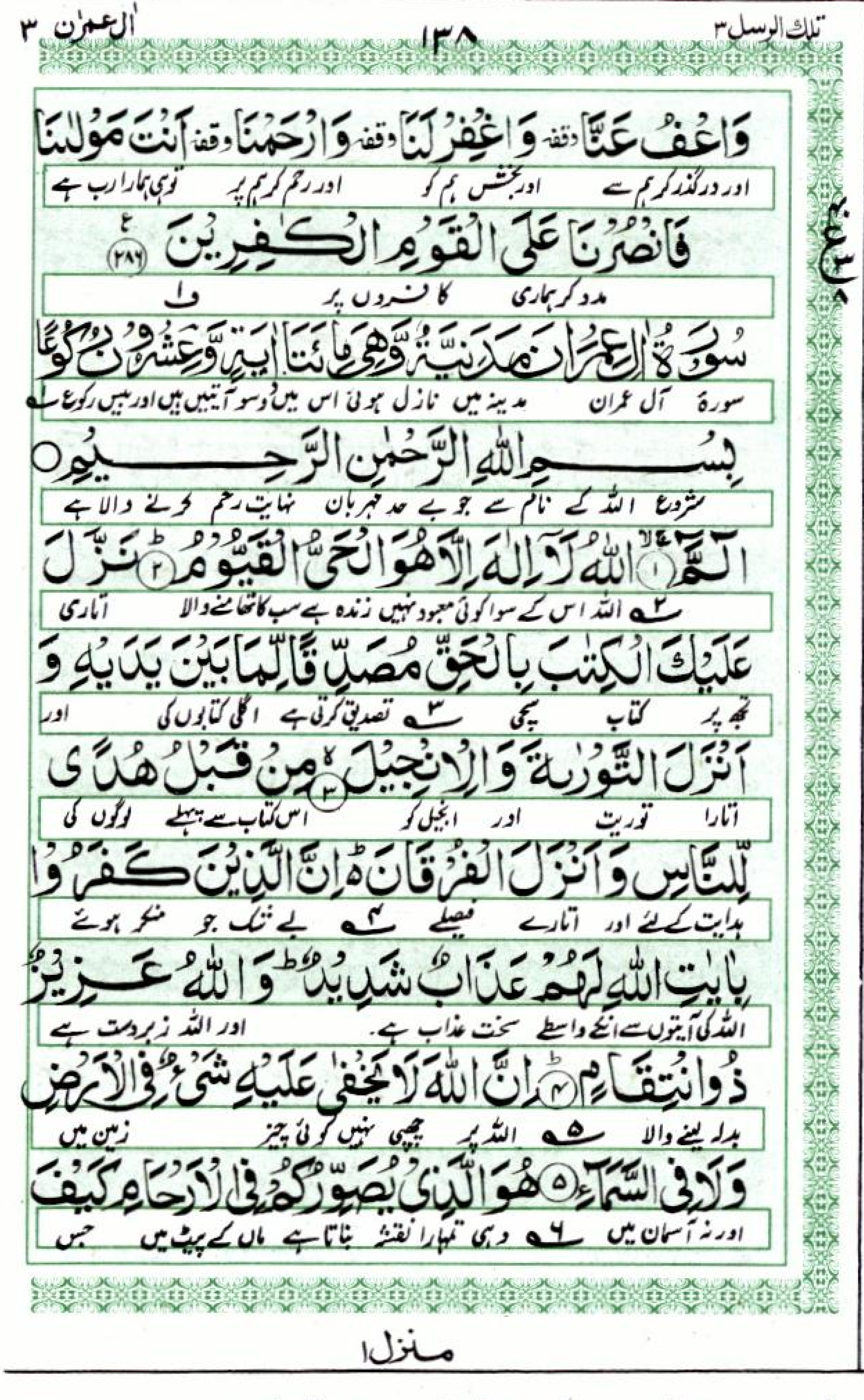

تلک الرسل ۳ ۱۳۸ اٰل عمرٰن ۳

وَاعْفُ عَنَّا وقفہ وَاغْفِرْ لَنَا وقفہ وَارْحَمْنَا وقفہ اَنْتَ مَوْلٰىنَا
اور درگذر کر ہم سے اور بخش ہم کو اور رحم کر ہم پر توہی ہمارا رب ہے
فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۸۶﴾ ع
مدد کر ہماری کافروں پر ف
سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰنَ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مِائَتَا اٰيَةٍ وَّعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا
سورۃ آل عمران مدینہ میں نازل ہوئی اس میں دوسو آیتیں ہیں اور بیس رکوع ہیں
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے
الٓمّٓ ﴿۱﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ﴿۲﴾ نَزَّلَ
ف۲ اللہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں زندہ ہے سب کا تھامنے والا اتاری
عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَ
تجھ پر کتاب سچی ف۳ تصدیق کرتی ہے اگلی کتابوں کی اور
اَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ﴿۳﴾ مِنْ قَبْلُ هُدًى
اتارا توریت اور انجیل کو اس کتاب سے پہلے لوگوں کی
لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۥ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
ہدایت کے لئے اور اتارے فیصلے ف۴ بے شک جو منکر ہوئے
بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ
اللہ کی آیتوں سے انکے واسطے سخت عذاب ہے. اور اللہ زبردست ہے
ذُو انْتِقَامٍ ﴿۴﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ
بدلہ لینے والا ف۵ اللہ پر چھپی نہیں کوئی چیز زمین میں
وَلَا فِي السَّمَآءِ ﴿۵﴾ هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ
اور نہ آسمان میں ف۶ وہی تمہارا نقشہ بناتا ہے ماں کے پیٹ میں جس

منزل۱

سورۂ بقرہ میں آیات توحید

۱۔ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۙ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً ۠ وَّاَنْزَلَ مِنَ

السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (ع ٣) دعوی توحید مع دلیل عقلی۔

٢- كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۗ ثُمَّ اسْتَوٰى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ (ع ٣) متعلق بدلیل عقلی

٣- اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ (ع ١٣) متعلق بدعوی توحید

٤- وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ سُبْحٰنَهٗ ۭ بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ۝ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ (ع ١٤)

٥- اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ ۭ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝ (ع ١٦)

٦- صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۡ وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ۝ قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِي اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۚ وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۚ وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ۝ (ع ١٦)

٧- وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۠ وَّتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ (ع ١٩) نفی شرک فعلی

٨- اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۭ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۣ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۤ لَا انْفِصَامَ لَهَا ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ (ع ٣٤) نفی شفاعت قہری

٩- لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ۭ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ (ع ٤٠) توحید پر چوتھی عقلی دلیل

سُورۂ آلِ عمران

نام اس سورت کے چوتھے رکوع میں آل عمران کا ذکر ہے۔ اس لئے اسی مناسبت سے اس کا نام سورۂ آل عمران رکھا گیا ہے۔

شان نزول مفسرین نے لکھا ہے کہ نجران کے نصاریٰ کا ایک وفد مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جو انکے ساٹھ چیدہ آدمیوں پر مشتمل تھا۔ وفد میں تین آدمی سرکردہ تھے یعنی عاقب، سید اور ابو حارثہ۔ یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جھگڑنے لگے اور کہا کہ وہ اللہ کے ولد اور نائب ہیں اور حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام ہمارے معبود ہیں اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمارا رب تو زندۂ جاوید اور سارے جہان کا نگہبان اور رازق ہے زمین و آسمان کی کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں اور وہ ماں کے رحم میں اپنی مرضی کے مطابق بچے کی شکل بناتا ہے، وہ نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے۔ اب تم بتاؤ کیا ان صفات میں سے کوئی ایک صفت بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں پائی جاتی ہے۔ جب ان صفات میں سے کوئی صفت بھی ان میں نہیں تو پھر وہ معبود کس طرح بن سکتے ہیں اس پر سورۂ آل عمران کی ابتدائی اسی آیتیں نازل ہوئیں (خازن۔ ج ١ ص ٢٦٦ و حاشیہ شاہ عبدالقادرؒ)

ربط سورۂ آل عمران کو سورہ بقرہ سے تین طرح کا ربط ہے۔ ربط اولؔ (نامی)، سورۂ فاتحہ میں اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ سے اقرار لیا کہ ہم صرف اللہ کی عبادت کریں، صرف اسی کو پکاریں اور صرف اسی ہی سے حاجات و مشکلات میں مافوق الاسباب مدد مانگیں، سورۂ بقرہ میں گائے کی عبادت اور تعظیم سے نفرت دلائی اور سورۂ آل عمران میں تلقین فرمائی کہ اللہ کی عبادت اور پکار میں اللہ کے نیک بندوں کو شریک نہ کریں جس طرح نصاریٰ نے آل عمران کی عبادت کی حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم علیہما السلام کو الٰہ بنایا۔ ربط دومؔ۔ سورۂ بقرہ کے آخر میں فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ سے مسلمانوں کو کافروں کے مقابلہ میں اللہ سے مدد اور نصرت طلب کرنے کی تعلیم دی گئی۔ سورۂ آل عمران میں بتایا وہ کونسے کفار ہیں جنکے خلاف اللہ سے مدد مانگنے کا حکم ہوا ہے یعنی اس سے مراد مشرکین ہیں جو اللہ کے بندوں کو اللہ کا شریک بناتے ہیں اللہ کے بندوں کو مالک و مختار سمجھ کر مصیبتوں میں پکارتے ہیں جیسا کہ نصاریٰ جو حضرت عیسیٰ اور مریم علیہما السلام کو معبود سمجھتے اور انکو مافوق الاسباب پکارتے ہیں۔ ربط ثالثؔ۔ سورۂ بقرہ میں قرآن مجید کے تمام مضامین کو اجمالی طور پر بیان کیا گیا ہے اور سورۂ آل عمران میں ان میں سے چار زیادہ اہم مضامین بیان کئے گئے ہیں۔ اولؔ۔ توحید جسکے ساتھ ساتھ نصاریٰ کے مشرکانہ عقائد کا رد بھی کیا گیا ہے اور زیادہ زور شرک اعتقادی کی نفی پر دیا گیا ہے۔ دومؔ۔ رسالت یعنی حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت۔ سومؔ جہاد فی سبیل اللہ اور چہارمؔ انفاق فی سبیل اللہ یعنی اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنا

خلاصۂ مضامین اس سورت کے خلاصۂ مضامین کی دو تقریریں ہیں۔ تقریر اوّل۔ اس سورت میں مشرکین نصاریٰ کے شبہات کا ازالہ کیا گیا ہے۔ انہیں کچھ شبہات توحید کے بارے میں تھے اور کچھ رسالت کے بارے میں۔ توحید کے متعلق انکے دلوں میں پانچ شبہات تھے

شبہات متعلقہ توحید

پہلا شبہ۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے حق میں روح اللہ، کلمۃ اللہ اور ابن اللہ (کما فی الانجیل قالہ الخازن ص) وغیرہ الفاظ وارد ہوئے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو اللہ تعالےٰ سے خصوصی تعلق ہے اور وہ اللہ کے نائب ہیں۔ اللہ نے ان کو تصرف کا اختیار دے رکھا ہے۔ اس لئے ان کو پکارنا چاہیئے۔

دوسرا شبہ۔ حضرت مسیح علیہ السلام مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں کو تندرست اور چنگا بھلا کر دیتے تھے مردوں کو زندہ کر دیتے مٹی کے بے جان پتلے میں پھونک مار کر اسے جاندار بنا دیتے اور گھر میں رکھی ہوئی چیزیں بتا دیتے تھے تو اس سے معلوم ہوا کہ وہ متصرف و مختار، کارساز اور غیب دان تھے۔

تیسرا شبہ ہمیں اپنے بڑوں کی کچھ ایسی عبارتیں ملتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی عبادت اور پکار کا حکم دیا تھا اور اسی وجہ سے ہمارے اکابر ان کو پکارتے تھے۔

چوتھا شبہ۔ حضرت مریمؑ کے پاس ہر وقت بے موسم کے پھل موجود رہتے تھے حالانکہ انکو کوئی لاکر نہیں دیتا تھا تو اس سے معلوم ہوا وہ خود صاحب اختیار و تصرف تھیں اور جب چاہتیں بے موسم کے میوے حاصل کر لیتی تھیں اس لئے حاجتوں اور مشکلوں میں انہیں مدد کے لئے پکارنا چاہیئے۔

پانچواں شبہ۔ حضرت زکریا علیہ السلام کے گھر میں انکے انتہائی بڑھاپے کے زمانے میں بیٹا پیدا ہوا جب کہ انکی بیوی صاحبہ بھی ولادت کے قابل نہ تھیں تو اس سے معلوم ہوا کہ ان کو اختیار اور تصرف حاصل تھا اور وہ کارساز تھے جبھی تو بے موسم بیٹا پیدا کر لیا۔

شبہات کے جوابات

پہلے شبہ کا جواب۔ هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ الآیۃ میں اس شبہ کا جواب دیا ہے کہ یہ الفاظ متشابہات میں سے ہیں اور انکا حکم یہ ہے کہ ان کی تاویل محکمات کے مطابق کی جائے گی۔ اگر انکی تاویل سمجھ میں نہ آئے تو ان میں زیادہ بحث و کرید کرنے کی اجازت نہیں بلکہ ان پر اسقدر اجمالی ایمان کافی ہے کہ ان سے اللہ کی جو مراد ہے وہ برحق ہے۔ لہٰذا ایسے موہم شرک الفاظ سے استدلال کرنا جائز نہیں۔ جس طرح بنی اسرائیل سامری کے بچھڑے کی آواز سے دھوکہ کھا کر اسے الٰہ سمجھنے لگے تھے۔ مگر اللہ نے انکو اسمیں معذور قرار نہیں دیا تھا چنانچہ ارشاد فرمایا اَفَلَا یَرَوْنَ اَلَّا یَرْجِعُ اِلَیْهِمْ قَوْلًا وَّ لَا یَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا (طٰہٰ ع ۴)

دوسرے شبہ کا جواب۔ رکوع ۵ میں اَنِّیْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ اَنِّیْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْـَٔةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ الخ سے اس شبہ کا جواب دیا کہ مٹی سے پرندہ پیدا کرنا، مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرنا۔ مردوں کو زندہ کرنا اور بعض غائب چیزوں کی اطلاع دے دینا یہ سب کچھ اللہ کے حکم سے معجزہ کے طور پر تھا اسمیں حضرت مسیح علیہ السلام کی قدرت اور طاقت کو کوئی دخل نہیں تھا کیونکہ معجزات محض اللہ کے حکم سے اور اسکی قدرت سے انبیاء علیہم السلام کے ہاتھوں پر ظاہر ہوتے ہیں انکا ظاہر کرنا انکے اختیار میں نہیں ہوتا یہاں پہلے چار کاموں کے ساتھ باذن اللہ کی قید لگائی اور پانچویں کے بعد فرمایا اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ مطلب یہ کہ سارے کام محض اللہ کے حکم سے بطور معجزہ ظہور پذیر ہوئے ان میں حضرت عیسے علیہ السلام کی قدرت کو دخل نہیں تھا۔

نیز حضرت عیسے علیہ السلام نے خود اپنی قوم سے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ (ع ۵) یعنی میرا اور تمہارا رب اور کارساز اللہ ہے لہٰذا اسی کی عبادت کرو اور اسی ہی کو پکارو۔ اس کے بجائے انہوں نے اپنی قوم سے یہ کبھی نہیں فرمایا کہ میں تمہارا رب اور کارساز ہوں لہٰذا جو شخص خود اللہ کو اپنا کارساز مانتا ہو وہ اوروں کا کارساز کس طرح بن سکتا ہے۔ علاوہ ازیں حضرت مسیح علیہ السلام نے جب محسوس کیا کہ یہود ان کا دین قبول نہیں کریں گے۔ بلکہ وہ شرارت اور دشمنی پر آمادہ ہو چکے ہیں تو اعلان فرمایا کہ مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَى اللّٰهِ یعنی اللہ کی راہ میں میرا مددگار کون ہے اگر وہ خود کارساز اور مالک و مختار ہوتے تو اس طرح اپنے عجز کا اظہار نہ فرماتے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے ان کو یہودیوں کے شر سے بچانے کے لئے فرمایا اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَیَّ (ع ۶) تو اس سے بھی معلوم ہوا کہ ان کے شر سے محفوظ رہنا حضرت عیسے علیہ السلام کے اختیار اور قبضہ میں نہ تھا۔ ان تمام باتوں سے معلوم ہوا کہ وہ مالک و مختار اور متصرف و کارساز نہیں تھے اور نہ ہی ان کو پکارنا جائز ہے۔

تیسرے شبہ کا جواب۔ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّؤْتِیَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ تا اَیَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (ع ۸) اس میں تیسرے شبہ کا جواب دیا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی انسان اور بشر کو نبوت و رسالت سے سرفراز فرما کر اسے کتاب و حکمت عطا کرتا اور اسے دعوت توحید کو عام کرنے کا حکم دیتا ہے تو پھر یہ ناممکن ہے کہ وہ پیغمبر اپنی رسالت و نبوت کے تقاضوں اور اللہ کے احکام کے خلاف توحید کی اشاعت و تدریس کی بجائے شرک کی تلقین و تبلیغ فرمانے لگے اور اللہ کی عبادت اور پکار کی بجائے اپنی عبادت اور پکار کی تعلیم دینے لگے اسلئے جو شرکیہ کلمات اللہ کے سچے رسول حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف منسوب کئے گئے ہیں وہ سب غلط ہیں اور عیسائیوں کے گذشتہ علماء اور ان کے بڑے بڑوں کا افتراء ہیں حضرت مسیح علیہ السلام ان سے بری ہیں۔

چوتھے شبہ کا جواب۔ قَالَ یٰمَرْیَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ (ع ۴) حضرت مریم صدیقہ کے پاس بے موسم کے میووں کا موجود ہونا ان کے قبضہ و اختیار میں نہیں تھا بلکہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے حضرت مریم کے لئے اظہار کرامت کے طور پر بھیج دیتا تھا۔

پانچویں شبہ کا جواب۔ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِیَّا رَبَّهٗ تا وَ سَبِّحْ بِالْعَشِیِّ وَ الْاِبْكَارِ (ع ۴) حضرت زکریا علیہ السلام نے تو بیٹے کیلئے اللہ سے دعا اور التجا کی تھی اور اللہ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور ان کو بیٹا عطا کیا اس میں ان کو کوئی اختیار اور تصرف حاصل نہیں تھا۔

ان پانچوں شبہات کے دو مشترک جواب بھی دیئے ہیں۔ اوّل۔ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى تا ذُرِّیَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ (ع ۴) یہ تمام حضرات بلاشبہ اللہ کے برگزیدہ بندے تھے لیکن معبود بننے کے لائق نہیں تھے کیونکہ ان میں سے بعض بعض کی اولاد تھے اور مخلوق تھے لہٰذا جو خود اپنے وجود میں دوسروں کا محتاج ہو دوسرے کا حاجت روا اور کارساز کس طرح بن سکتا ہے۔ دوّم۔ وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ (ع ۴) سمیع بکل شئی (سب کچھ سننے والا) اور علیم بکل شئی (سب کچھ جاننے والا) صرف اللہ ہی ہے یہ حضرات ان صفات سے متصف نہیں ہیں لہٰذا وہ الٰہ اور معبود بننے کے لائق بھی نہیں ہیں کیونکہ معبود کے لئے ان دونوں صفتوں سے متصف ہونا ضروری ہے۔

بیان بالا سے معلوم ہوا کہ نصاریٰ زیادہ زور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت پر دیتے تھے اسلئے اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی الوہیت کی نفی پر زیادہ دلائل قائم فرمائے ہیں۔

شبہات متعلقہ رسالت

مشرکین عرب کی طرح مشرکین نصاریٰ کو اصل ضد تو مسئلہ توحید سے تھی اسلئے اسکے انکار کیلئے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر طعن کرتے اور اس میں شبہات پیدا کرتے تھے چنانچہ نصاریٰ اور مشرکین نے آپکی رسالت میں تین شبہات کا اظہار کیا۔ پہلا شبہ:۔ پہلے انبیاء علیہم السلام پر اونٹ کا گوشت حرام تھا مگر اس نبی نے اسے حلال کر دیا ہے یہ تو پہلے نبیوں کی مخالفت کرتا ہے اس لئے سچا نبی نہیں ہے۔

دوسرا شبہ:۔ قدیم سے بیت المقدس تمام انبیاء علیہم السلام کا قبلہ چلا آرہا ہے مگر اس نبی نے تمام انبیاء کا قبلہ چھوڑ کر ایک نیا قبلہ بنا لیا ہے۔

تیسرا شبہ:۔ جنگ احد میں مسلمانوں کو کفار کے ہاتھوں شکست ہوئی اور انہیں شدید جانی اور مالی نقصان ہوا اگر یہ پیغمبر ہوتا اور یہ مسلمان سچے دین پر ہوتے تو کیوں شکست کھاتے اور مارے جاتے

شبہات کے جوابات

پہلے شبہ کا جواب۔ كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ تا وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ (ع ۱۰) نصاریٰ کا یہ دعویٰ غلط ہے کہ پہلے انبیاء پر اونٹ کا گوشت حرام تھا بنی اسرائیل کے لئے کھانے کی

سب چیزیں جن میں اونٹ کا گوشت بھی شامل ہے حلال تھیں۔ البتہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اطباء کے مشورے کی بنا پر اونٹ کے گوشت سے پرہیز کر رکھی تھی۔

دوسرے شبہ کا جواب۔ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ تا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ (ع ۱۰) دنیا میں سب سے پہلی عبادت گاہ خانہ کعبہ ہے اور حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت اسماعیل علیہ السلام تک تمام انبیاء علیہم السلام کا قبلہ رہا ہے۔

تیسرے شبہ کا جواب۔ وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ (ع ۱۳) تا وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ (جنگ احد میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حسب وعدہ فتح دی جیسا کہ ارشاد ہے وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ الآیہ (ع ۱۶) لیکن ان سے ایک غلطی سرزد ہوگئی جس کی وجہ سے فتح شکست میں تبدیل کر دی گئی۔ اس لئے یہ وقتی شکست محض ابتلاء اور امتحان کے لئے تھی ورنہ جنگ بدر میں باوجود اس کے کہ مسلمان کافروں کی نسبت تعداد میں بہت تھوڑے تھے اللہ نے ان کی مدد فرمائی اور ان کو کافروں پر فتح دی۔

خلاصہ مضامین کی دوسری تقریر

سورۂ آل عمران میں چار مضامین بیان کئے گئے ہیں (۱) توحید (۲) رسالت (۳) جہاد اور (۴) انفاق۔ ابتداء سورت سے اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (ع ۸) تک توحید کا بیان ہے اور وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ (ع ۹) سے فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (ع ۱۰) تک رسالت کا مضمون بیان کیا گیا ہے۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ (ع ۱۱) سے وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (ع ۱۹) تک جہاد فی سبیل اللہ کا مضمون بیان کیا گیا ہے۔ شروع میں ترغیب الی الجہاد ہے اور جہاد کے ساتھ ساتھ انفاق فی سبیل اللہ کا بھی ذکر ہے۔

چاروں مضامین کا اعادہ

پھر وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ میں مضمون توحید کا بالاجمال اعادہ کیا گیا ہے اور رَبَّنَاۤ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ (ع ۲۰) میں مضمون رسالت اور فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا الخ میں جہاد اور انفاق کا اجمالی ذکر دہرایا گیا ہے۔

مضامین اربعہ کا اجمالی اعادہ

پھر آخری آیت میں چاروں مضمونوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا میں توحید کیطرف صراحۃً اور رسالت کیطرف تبعاً اور اِصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا میں جہاد کیطرف صراحۃً اور انفاق کیطرف اجمالاً اشارہ کیا گیا ہے۔

توحید

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اس سورت میں نصاریٰ کے شرکیہ عقائد کی تردید کے ساتھ ساتھ چھ بار توحید کا مضمون بیان کیا گیا ہے۔

پہلی بار پہلے سورت کی ابتداء میں اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سے دعویٰ توحید پیش کیا گیا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ یعنی پکارے جانے کے لائق نہیں۔ پھر اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ سے هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (ع ۱) تک جو آیات توحید میں۔ ان میں توحید کی تین دلیلیں بیان کی گئی ہیں ۱؎ دلیل وحی نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ سے ۲؎ دلیل نقلی وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ سے اور ۳؎ دلیل عقلی اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ الخ میں بیان کی گئی ہے اور لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ میں تینوں دلیلوں کا نتیجہ اور ثمرہ بیان کیا گیا ہے۔

دوسری بار پھر شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ تا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (ع ۲) میں مضمون توحید بیان کیا گیا ہے اس جگہ توحید پر تین دلائل نقلیہ پیش کئے گئے ہیں۔ ۱؎ دلیل نقلی کتب سابقہ سے شَهِدَ اللّٰهُ سے اسی طرف اشارہ ہے ای شھد اللہ فی الکتب السابقۃ انہ لا الہ الا ھو یعنی اللہ نے پہلی کتابوں میں گواہی دی ہے (بیان کیا ہے) کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں۔ ۲؎ دلیل نقلی فرشتوں سے اور دلیل ۳؎ نقلی انبیاء سابقین اور علماء ربانیین سے وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ میں اسی کا بیان ہے۔

تیسری بار تیسری بار قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ سے تَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ (ع ۳) میں توحید کا مضمون بیان کیا گیا ہے یہ توحید کی پہلی تمام دلیلوں کا ثمرہ ہے یعنی جب دلیل وحی۔ دلیل نقل اور دلیل عقل سے ثابت ہو گیا کہ اللہ کے سوا عبادت اور پکار کے لائق اور کوئی نہیں تو پھر اللہ سے اسطرح دعا کیا کرو کہ اے اللہ ہماری حاجتیں پوری فرما یہاں مقصود بالنداء محذوف ہے ای اقض حاجتی

چوتھی بار اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ سے وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (ع ۴) تک میں چوتھی بار توحید کا مضمون بیان کیا گیا ہے یعنی اگرچہ انبیاء علیہم السلام اور بزرگان دین اللہ کے برگزیدہ اور پسندیدہ بندے ہیں لیکن معبود یا حاجت روا بننے کے لائق نہیں ہیں کیونکہ ذُرِّيَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ وہ مخلوق ہیں اور ایک دوسرے کی اولاد ہیں۔ اس لئے وہ خود محتاج ہیں اور عبادت اور پکار کے لائق نہیں نیز سمیع لکل شئ (سب کچھ سننے والا) اور علیم بکل شئ (سب کچھ جاننے والا) بھی اللہ ہی ہے وہ نہیں ہیں۔

پانچویں بار وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ (ع ۱۱) میں پانچویں بار توحید کا ذکر آیا ہے یعنی زمین و آسمان میں جو کچھ ہے سب اللہ کا ہے اور تمام اختیارات اور تصرفات اللہ کے قبضہ میں ہیں نہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مائی مریم علیہا السلام کے قبضہ میں۔ لہٰذا نہ ان کی عبادت کرو اور نہ ان کو پکارو۔

چھٹی بار پھر آخر میں وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (ع ۱۹) میں مضمون توحید کا ذکر کیا گیا ہے۔

پہلی دفعہ مضمون توحید کا ذکر کر کے دو شبہوں کا جواب دیا گیا ہے۔ پہلا شبہ یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کلمۃ اللہ، روح اللہ اور ابن اللہ جیسے موہم شرک کلمات ملتے ہیں۔ هُوَ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ الخ سے اسکا جواب دیا گیا کہ یہ متشابہات میں سے ہیں ان پر اجمالی ایمان لانا کافی ہے ان کا علم خدا کے حوالے کرنا ضروری ہے اور انکے معانی کے درپے ہونا جائز نہیں۔ اسکے ضمن میں دینوی اور اخروی تخویف بھی ہے۔

دوسرا شبہ یہ تھا کہ کافروں کے پاس مال بہت ہے اگر کافر اللہ کو ناپسند ہوتے تو ان کو اس قدر دولت کیوں دیتا۔ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ الخ (ع ۲) سے اسکا جواب دیا کہ یہ محض چند روزہ ٹھاٹھ اور عارضی زیب و زینت ہے ہمیشہ رہنے والی نعمتیں تو اللہ کے یہاں ہیں اور صرف انہیں لوگوں کو ملیں گی جنہوں نے ایمان کے بعد شرک نہ کیا اور اعمال صالحہ بجا لائے۔ اس کے ضمن میں دنیا دار عالموں اور پیروں کے مسئلہ توحید کو نہ ماننے کی وجہ بھی فرما دی کہ وہ چند روزہ دولت سے فریب خوردہ ہو گئے ہیں اور توحید کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔ دوسری بار ذکر توحید کے بعد فرمایا اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ الخ یعنی جب دلائل نقلیہ سے ثابت ہو گیا کہ مسئلہ توحید تمام پہلی کتابوں میں موجود تھا۔ تمام انبیاء علیہم السلام اور سچے عالموں نے بھی مسئلہ توحید بیان کیا اور اللہ کو بھی یہی توحید والا دین (اس کو پسند ہے پھر اس سے اہل کتاب کے عالموں نے محض ضد اور عناد کی وجہ سے اختلاف کیا اور اسکے خلاف لکھ گئے اور اب پچھلے ان کی عبارتیں دیکھ دیکھ کر دھوکے میں مبتلا ہو رہے ہیں تیسری بار ذکر توحید کے بعد فرمایا کہ جب مسئلہ توحید کی مخالفت صرف ضدی اور خدا کے باغی عالموں ہی نے کی ہے تو ان سے پورا پورا بائیکاٹ کیا جائے اور مسلمان ایسے باغیوں اور گمراہوں سے دوستی نہ کریں۔ چنانچہ فرمایا لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ

مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ الخ (ع ۳) چوتھی بار ذکر توحید کے بعد چند شبہات متعلقہ توحید کا ازالہ فرما کر واضح کیا کہ عمران کی بیوی حضرت مریم صدیقہ، حضرت عیسےٰ اور حضرت زکریا علیہم السلام عبادت اور پکار کے لائق نہیں شبہات کا ازالہ کرنے کے بعد فرمایا کہ اگر اب بھی نہیں مانتے تو انہیں مباہلہ کا چیلنج دیجئے۔ فَمَنْ حَآجَّكَ فِیْهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَكُمْ الآیہ (ع ۶) اگر وہ مباہلہ کے لئے بھی میدان میں نہ آئیں تو آپ ایک بار پھر توحید کا اعلان فرما دیں وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ۔

اسکے بعد قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَیْنَنَا وَ بَیْنَكُمْ الخ (ع ۷) سے اہل کتاب کو توحید کی دعوت دی۔ پھر اہل کتاب کے پانچ شکوے ہیں۔

پہلا شکوہ، قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ تا وَمَا یُضِلُّوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَمَا یَشْعُرُوْنَ (ع ۷) دوسرا شکوہ، یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ تا وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (ع ۷) تیسرا شکوہ:۔ وَقَالَتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِیْۤ تا وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ (ع ۸) چوتھا شکوہ:۔ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِیْنَارٍ لَّا یُؤَدِّهٖۤ اِلَیْكَ تا وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (ع ۸) پانچواں شکوہ:۔ وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِیْقًا یَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ تا وَیَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ (ع ۸)

اس کے بعد مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّؤْتِیَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ تا اَیَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (ع ۸) میں توحید سے متعلق تیسرے شبہ کا جواب دیا ہے۔ شبہ یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کچھ ایسے کلمات ملتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو پکارنا چاہئیے۔ جواب دیا کہ یہ ان پر بہتان ہے۔ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اللہ کا پیغمبر شرک کی تعلیم دے۔

رسالت

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ الخ (ع ۹) سے رسالت کا مضمون شروع ہوتا ہے۔ وہ رسول آگیا جو پہلے انبیاء کی دعوت توحید کی تصدیق کرتا ہے اور جس پر ایمان لانے کی تمام انبیاء علیہم السلام نے اپنی امتوں کو تلقین کی تھی۔ لہٰذا اس پر ایمان لاؤ اور اس کی دعوت یعنی توحید کو مانو۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (ع ۱۰) ایمان کے درجۂ کمال کو تم اس وقت تک نہیں پہنچ سکتے جب تک تم مسئلہ توحید کو نہ مان لو اور اس کی خاطر اپنی محبوب ترین دنیوی ریاست، شان و شوکت اور گدیاں نہ چھوڑ دو۔ اس کے بعد كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ سے وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ تک میں رسالت سے متعلق پہلے شبہ کا جواب ہے۔ اور اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ سے دوسرے شبہ کا جواب دیا گیا ہے۔

جہادِ فی سبیل اللہ اور انفاق فی سبیل اللہ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ (ع ۱۱) سے آخر تک جہاد فی سبیل اللہ اور اس کے ساتھ ساتھ انفاق فی سبیل اللہ کا مضمون مذکور ہے ابتدا میں جہاد کی ترغیب ہے اس کے بعد چار دفعہ جہاد کا اور چار دفعہ انفاق کا ذکر ہے۔

رکوع ۱۱ کی مذکورہ بالا آیت سے وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (ع ۱۳) تک مضمون جہاد ہے اور یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوۤا (ع ۱۴ کی ابتدا) سے وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِیْنَ (ع ۱۴) تک مضمون انفاق کا ذکر ہے کہ اپنا روپیہ سود میں نہ لگاؤ بلکہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ پھر وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ (ع ۱۴) سے وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِیْمٌ (ع ۱۸) تک جہاد کا ذکر ہے اور اسکے بعد وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ سے جَآءُوْ بِالْبَیِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِیْرِ (ع ۱۸) تک انفاق کا مضمون مذکور ہے اسکے بعد كُلُّ نَفْسٍ ذَآىِٕقَةُ الْمَوْتِ الآیہ اور لَتُبْلَوُنَّ فِیْۤ اَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ الآیہ (ع ۱۸) میں جہاد اور انفاق کی طرف اشارہ ہے مضمون جہاد کے سلسلے میں مشرکین اور نصاریٰ کے ایک شبہ کا جواب دیا ہے۔ شبہ یہ تھا کہ اگر یہ پیغمبر سچا ہوتا اور مسلمانوں کا دین خدا کا پسندیدہ دین ہوتا تو جنگ احد میں ان کو شکست نہ ہوتی اس شبہ کا جواب اللہ تعالیٰ نے تدریجاً دیا ہے۔ وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ الخ (ع ۱۳) میں فرمایا کہ اللہ نے کب مسلمانوں کو چھوڑا ہے۔ جنگ احد میں دو قبیلے ہمت ہارنے کا ارادہ کر رہے تھے تو اللہ نے ان کی امداد فرمائی اور انکے دلوں سے وہ غلط ارادہ محو ہو گیا اور انکے دلوں میں اخلاص اور ہمت پیدا ہو گئی اور پھر جنگ بدر کا واقعہ دیکھو وہاں بھی قلت عدد اور قلت سامان کے باوجود اللہ نے مسلمانوں کی مدد کی اور انکو فتح دی۔

پھر فرمایا اِنْ یَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ (ع ۱۴) جنگ احد میں اگر مسلمانوں کا جانی اور مالی نقصان ہوا ہے۔ تو یہ کونسی بڑی بات ہے۔ کافر بھی تو جنگ بدر میں اتنا بڑا نقصان اٹھا چکے ہیں۔ اسکے بعد اصل جواب دیا کہ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ (ع ۱۶) یعنی اللہ نے تو مسلمانوں کو فتحیاب کرنے کا وعدہ پورا فرما دیا تھا چنانچہ مسلمان کافروں کو کاٹ کاٹ کر پھینک رہے تھے حَتّٰۤى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ وَعَصَیْتُمْ یہاں تک کہ مسلمانوں سے ایک غلطی ہو گئی کہ انہوں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر مورچہ چھوڑ دیا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فتح شکست میں بدل گئی ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِیَبْتَلِیَكُمْ اور یہ محض مسلمانوں کے امتحان اور ابتلاء کے لئے تھا نہ اسلئے کہ ان کا دین سچا نہیں۔ اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی یہ غلطی معاف کر کے وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ کا سرٹیفکیٹ فرما دیا۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا الخ (ع ۱۷) ان لوگوں کے فضائل اور درجات بیان فرمائے جو اس جہاد میں شہید ہوئے اور اس سے پہلے اور اسکے بعد ان منافقین کو زجر کیا گیا ہے جو مجاہدین کو طعن دیتے تھے۔ آخر میں لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِیْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ فَقِیْرٌ الخ اور وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ الخ (ع ۱۹) میں مشرکین اہل کتاب پر زجر ہے جو اللہ پر افترا کرتے تھے اور جن سے مسئلہ توحید بیان کرنے کا عہد لیا گیا تھا مگر انہوں نے دولت دنیا کی خاطر اللہ کے عہد کو پس پشت ڈال دیا اور حق کو چھپایا مضمون جہاد کی ابتداء میں لَیْسُوْا سَوَآءً الخ (ع ۱۲) اور سورت کے اختتام پر وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ یُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ الخ (ع ۲۰) میں فرمایا کہ اہل کتاب سب یکساں نہیں ہیں۔ بلکہ ان میں اچھے لوگ بھی ہیں جو اپنی کتابوں پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان لا چکے ہیں۔ انکو آخرت میں نجات کی خوشخبری بھی دی ہے

سورۂ آل عمران کا مختصر خلاصہ

آخری پیغمبر آ چکا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا لایا ہوا پیغام توحید مان لو اور حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم علیہما السلام کی عبادت اور پکار چھوڑ دو۔ آخری پیغمبر کے ساتھ مل کر اشاعت توحید کی خاطر مشرکین سے جہاد کرو۔

پہلا حصّہ - توحید

ذکر مضمون توحید بار اوّل

؎ اس پر کلام سورۂ بقرہ میں گذر چکا ہے۔ اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔ یہ دعوےٰ توحید ہے۔ الحی القیوم مبتدا محذوف کی خبر ہے (مدارک ج ۱ ص ۱۱۳) یہاں سے لے کر العزیز الحکیم تک ؎ دعوےٰ توحید کی پہلی دلیل ہے۔ جو تین ضمنی دلیلوں پر مشتمل ہے۔ (۱) دلیل وحی (۲) دلیل نقلی اور (۳) دلیل عقلی۔ پہلی دونوں دلیلوں کا ذکر اشارۃً ہے اور تیسری کا صراحۃً۔ ؎ یہ دلیل وحی کی طرف اشارہ ہے یعنی آپ کا یہ دعویٰ اپنی طرف سے نہیں ہے بلکہ وحی ربانی کے تابع ہے۔ اللہ نے آپ پر جو کتاب نازل فرمائی ہے اس میں آپکو یہ دعویٰ پیش کرنے کا حکم دیا گیا ہے ؎ مصدقا

يَشَآءُ ۚ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٦﴾ هُوَ الَّذِيٓ

طرح چاہے۔ کسی کی بندگی نہیں اسکے سوا زبردست ہے حکمت والا وہی ہے جس نے

أَنزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ ءَايٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ

اتاری تجھ پر کتاب اس میں بعض آیتیں ہیں محکم یعنی انکے معنی واضح ہیں وہ اصل

أُمُّ الْكِتٰبِ وَأُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ۖ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ

ہیں کتاب کی اور دوسری ہیں متشابہ یعنی جنکے معنی معلوم یا معین نہیں ؎ سو جن کے دلوں میں

زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشٰبَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ

کجی ہے وہ پیروی کرتے ہیں متشابہات کی گمراہی پھیلانے کی غرض سے

وَابْتِغَآءَ تَأْوِيلِهِۦ ۗ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُۥٓ إِلَّا اللّٰهُ ۘ وَ

اور مطلب معلوم کرنے کی وجہ سے ؎ اور ان کا مطلب کوئی نہیں جانتا سوا اللہ کے ؎ اور

الرّٰسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ ءَامَنَّا بِهِۦ كُلٌّ مِّنْ

مضبوط علم والے کہتے ہیں ہم اس پر یقین لائے۔ سب ہمارے رب کی

عِندِ رَبِّنَا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّآ أُولُوا الْأَلْبٰبِ ﴿٧﴾ رَبَّنَا

طرف سے اتری ہیں ؎ اور سمجھانے سے وہی سمجھتے ہیں جن کو عقل ہے۔ ف اے رب

لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِن

نہ پھیر ہمارے دلوں کو جب تو ہم کو ہدایت کر چکا اور عنایت کر ہم کو اپنے پاس

لَّدُنكَ رَحْمَةً ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ ﴿٨﴾ رَبَّنَآ إِنَّكَ

سے رحمت تو ہی سب کچھ دینے والا ہے ؎ اے رب تو

جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيهِ ۚ إِنَّ اللّٰهَ لَا

جمع کرنیوالا ہے لوگوں کو ایک دن ؎ جس میں کچھ شبہ نہیں بیشک اللہ خلاف نہیں

يُخْلِفُ الْمِيعَادَ ﴿٩﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَن تُغْنِيَ

کرتا وعدہ ؎۱۲ بیشک جو لوگ کافر ہیں ہرگز کام نہ آویں گے

وقف لازم

وقف النبی صلعم

ع ۱ ۸ ۹

الکتاب سے حال مؤکدہ ہے (روح ج ۳ ص۸۰، بحر ج ۲ ص۳۷۷) ما بین یدیہ سے کتب سابقہ مراد ہیں۔ قرآن مجید کے کتب سابقہ کی تصدیق کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ کتب سابقہ میں توحید و رسالت، نفی شرک اور عدل و احسان کے جو احکام بیان کئے گئے ہیں۔ قرآن ان سے اختلاف نہیں کرتا بلکہ انکی تصدیق کرتا ہے المراد منہ انہ لم یبعث نبیا قط الا بالدعاء الی توحیدہ والایمان وتنزیہہ عما لا یلیق بہ والعدل و الاحسان والشرائع التی ھی صلاح اھل کل زمان فالقرآن مصدق لتلک الکتب فی کل ذالک (بحر ج ۲ ص ۳۷۷) اور الفرقان سے مراد قرآن ہے۔ کیونکہ اس سے حق و باطل اور حلال و حرام میں امتیاز ہوتا ہے (روح ج ۳ ص ۸۰، خازن ج ۱ ص ۲۶۷) اس آیت میں دلیل نقلی من الکتب السابقہ کی طرف اشارہ ہے یعنی یہ دعوٰے صرف قرآن ہی میں نہیں بلکہ تمام کتب سابقہ جو اپنے اپنے زمانہ میں لوگوں کیلئے ذریعہ ہدایت تھیں انمیں بھی یہ دعویٰ توحید موجود تھا۔ جیسا کہ سورہ بنی اسرائیل ع ۱ میں ہے۔ وَاٰتَيْنَا مُوسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ أَلَّا تَتَّخِذُوا مِن دُونِي وَكِيلًا۔ آخر میں اللہ تعالیٰ نے اس دعویٰ توحید کیساتھ اپنی آخری کتاب حق و باطل کا فیصلہ کرنے کے لئے اپنے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی ؎۵ یہ دعویٰ توحید کو مدلل بیان فرمانے کے بعد نہ ماننے والوں کیلئے تخویف اخروی ہے ؎۶ یہ عقلی دلیل ہے معبود اور مستعان صرف وہی ہو سکتا ہے جو عالم الغیب ہو ہر چیز کو جانتا ہو اور کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہ ہو اور وہ قادر مطلق ہو اور ہر کام اسکی قدرت کے تحت داخل ہو اس آیت میں پہلی شق بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے اور کوئی چیز اسکے علم محیط سے باہر نہیں اسکے برعکس حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم علیہما السلام میں یہ صفت موجود نہیں تھی۔ اسلئے وہ معبود و مستعان نہیں بن سکتے۔ هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ۔ یہ عقلی دلیل کا دوسرا حصہ ہے۔ جسمیں دوسری شق کیطرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسا قادر مطلق ہے کہ ماں کے پیٹ میں اپنے اختیار سے بچے کی صورتگری کرتا ہے۔ حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ محترمہ علیہما السلام تو ایسا ہرگز نہیں کر سکتے تھے۔ بلکہ انکی صورتیں بھی اللہ ہی نے انکی ماؤں کے رحموں میں بنائی تھیں۔ اسلئے وہ معبود و مستعان نہیں بن سکتے لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔ یہ دلیل عقلی کا نتیجہ ہے۔ نتیجہ کا بیان صراحت سے فرما کر اسطرف اشارہ کیا ہے کہ تقریب تام ہے اور دلیل دعوے کے عین مطابق ہے

نصاریٰ کے شبہ کا جواب

پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ عیسائیوں کے دلوں میں توحید و رسالت سے متعلق بعض شبہات تھے جنہیں ایک ایک کر کے اس سورت میں دور کیا گیا ہے۔ انکا پہلا شبہ یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں روح اللہ، کلمۃ اللہ ابن اللہ جیسا کہ انجیل میں ہے اور اس قسم کے اور کئی الفاظ وارد ہوئے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ سے ایک خاص نسبت ہے جسکی بنا پر وہ اللہ کے نائب ہیں اور اللہ نے انکو غیب دانی اور حاجت روائی کے خصوصی اختیارات دے رکھے ہیں۔ چنانچہ اگلی آیت میں انکے اسی شبہ کا جواب دیا گیا ہے۔ ؎ اسمیں شک نہیں کہ یہ کتاب تو خدا ہی نے نازل کی ہے جسمیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق روح اللہ اور کلمۃ اللہ کے الفاظ موجود ہیں مگر اسکی آیتیں اپنے مفہوم و معنی کے اعتبار سے دو قسم کی ہیں ایک محکم دوم متشابہ۔ محکم تو وہ ہیں جنکا معنی متفق علیہ اور مفہوم معقول اور قابل فہم ہو اور متشابہ وہ ہیں جنکی تاویل مختلف فیہ ہو اور انکا ظاہر فہم سے بالا ہو۔ مثلاً حروف مقطعات اور ید اللہ، روح اللہ اور کلمۃ اللہ وغیرہ المحکمات ھی المتفق علی تاویلھا والمعقول معناھا والمتشابھات ھی المختلف فی تاویلھا (المعتصر من مختصر مشکل الآثار طحاوی ج ۲ ص ۱۶۴) ؎ اُمُّ الْكِتٰبِ یعنی کتاب کی اصل اور مرکزی حصہ اور احکام کا محور یہی محکمات ہیں احکام انہیں سے ثابت ہونگے نہ کہ متشابہات سے بلکہ متشابہات کا مفہوم محکمات کی روشنی میں متعین کیا جائے گا۔ ای اصلہ والعمدۃ فیہ یرد الیھا غیرھا (روح ج ۲ ص ۸۰) ؎ زیغ سے دل کی کجی، حق سے روگردانی اور ہوائے نفس کی طرف میلان

ر۱ ثمرہ دلائل گذشتہ ۱۲

ر۲ جواب شبہ ۱۲

ر۳ یہ بھی یقولون کے تحت داخل ہے ۱۲

ر۴ یقولون کے تحت ۱۲

ر۵ تخویف اخروی

موضح قرآن ف۔ اس سورت میں نصاریٰ کو سمجھانا منظور ہے۔ کہ حضرت مریم کو خدا کی عورت کہتے اور حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا اور وہ بہکے تھے۔ اس پر کہ اللہ کی مہربانی کے الفاظ انکے حق میں سنے تھے ایسے کہ بندگی سے زیادہ مرتبہ چاہیں اس واسطے اللہ صاحب فرماتا ہے کہ ہر کلام میں اللہ نے بعضی باتیں رکھی ہیں جنکے معنی صاف نہیں کھلتے تو جو گمراہ ہو انکے معنی عقل سے لگے پکڑنے اور جو مضبوط علم رکھے وہ ان کے معنی اور آیتوں سے ملا کر سمجھے۔ جو کتاب کی جڑ ہے۔ اس کے موافق سمجھ پاوے تو سمجھے اور جو نہ پاوے تو اللہ پر چھوڑے کہ وہی بہتر جانے ہم کو ایمان سے کام ہے۔

عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ وَ

ان کو ان کے مال اور نہ انکی اولاد اللہ کے سامنے کچھ ۱۳ اور

اُولٰٓئِكَ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ ⑩ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَ

وہی ہیں ایندھن دوزخ کے ۱۴ جیسے دستور فرعون والوں کا اور

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاَخَذَهُمُ

جو ان سے پہلے تھے ۱۵ جھٹلایا انہوں نے ہماری آیتوں کو پھر پکڑا ان کو

اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ⑪ قُلْ

اللہ نے ان کے گناہوں پر اور اللہ کا عذاب سخت ہے ۱۶ کہہ دے

لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ؕ

کافروں کو اب تم مغلوب ہوگے اور ہانکے جاؤگے دوزخ کی طرف

وَبِئْسَ الْمِهَادُ ⑫ قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ

اور کیا برا ٹھکانا ہے ۱۷ ابھی گذر چکا ہے تمہارے سامنے ایک نمونہ دو فوجوں میں جن میں

الْتَقَتَا ؕ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ

مقابلہ ہوا ایک فوج ہے کہ لڑتی ہے اللہ کی راہ میں اور دوسری فوج کافروں

يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ؕ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ

کی ہے دیکھتے ہیں یہ ان کو اپنے سے دوچند صریح آنکھوں سے ۱۸ اور اللہ زور دیتا ہے

بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ

۳ اپنی مدد کا جس کو چاہے۔ اسی میں ہے عبرت دیکھنے والوں کو ف۱

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ

فریفتہ کیا ہے لوگوں کو مرغوب چیزوں کی محبت نے جیسے عورتیں اور بیٹے

وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ

اور خزانے جمع کئے ہوئے سونے کے اور چاندی کے

مراد ہے۔ ای میل عن الحق الی الاھواء (ابوالسعود ج ۲ ۔ ص ۶۰۱) فتنہ سے مراد شر و فساد ہے یعنی جن لوگوں کے دل حق سے متنفر اور باطل کی طرف مائل ہیں وہ محکمات کو چھوڑ کر متشابہات کے پیچھے پڑ جاتے ہیں جس سے انکا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے دلوں میں مختلف قسم کے شکوک وشبہات پیدا کریں۔ وہ متشابہات کے اصل مفہوم کی کرید میں لگ جاتے ہیں۔ جب انکا اصل مفہوم حاصل نہیں کر پاتے تو مختلف طریقوں سے مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں ۹ یہ جملہ یتبعون کی ضمیر سے حال ہے یعنی یہ بدباطن لوگ متشابہات کا اصل مفہوم معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ یہ ناممکن ہے کیونکہ متشابہات کا صحیح علم تو صرف خدا کو ہے انکو اور کوئی نہیں جانتا کیونکہ انکا علم اللہ تعالےٰ نے اپنے ساتھ مخصوص کر رکھا ہے۔ وما یعلم تاویلہ الا اللہ پر وقف لازم ہے۔ اور اسکے بعد جملہ مستانفہ ہے اور مطلب یہ ہے کہ متشابہات کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں جیسا کہ ابن عباس، عائشہ، ابن عمر، ابن مسعود، ابی بن کعب، عمر بن عبدالعزیز عروۃ بن الزبیر، امام مالک، ابوعبید، کسائی، فراء اور اخفش وغیرہم سے منقول ہے۔ وعلی ھذا القول لا یعلم المتشابہ الا اللہ وھذا قول ابن عباس وعائشۃ والحسن ومالک بن انس والکسائی والفراء ومن المعتزلۃ قول ابی علی الجبائی وھو المختار عندنا (کبیر ج ۲ ص ۶۲۰) ھذا قول ابن عمرو ابن عباس وعائشۃ وعروۃ بن الزبیر و عمر بن عبدالعزیز وغیرہ وھو مذھب الکسائی والاخفش والفراء وابی عبید وغیرھم - - - - - وروی ذالک عن ابن مسعود وابی بن کعب (قرطبی ج ۴ ص ۱۶) یہی حنفیہ کا مسلک ہے اور یہی راجح ہے۔ وھو الذی ذھب الیہ الحنفیۃ - - - - - و رجح الثانی (ای الوقف علی الا اللہ) بانہ مذھب الاکثرین من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والتابعین واتباعھم خصوصًا اھل السنۃ وھو اصح الروایات عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (روح ج ۳ ص ۸۴) ۱۰ وہ تو زائغین کا حال تھا اب راسخین کا حال بھی سن لیجئے۔ راسخ فی العلم وہ لوگ ہیں جو علم دین میں پختہ کار اور فہم سلیم اور طبع مستقیم کے مالک ہیں وہ متشابہات کے پیچھے نہیں پڑتے بلکہ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہمارا اس پر ایمان ہے کہ یہ متشابہات اللہ کی طرف سے ہیں اور ان سے اللہ کی مراد برحق ہے راسخ فی العلم زیادہ سے زیادہ یہ کرتے ہیں کہ متشابہات کو محکمات کے ذریعے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اگر محکمات کی روشنی میں انکا کوئی مفہوم انکی سمجھ میں آجائے تو محکمات کی طرح اس پر بھی عمل کرلیتے ہیں لیکن اگر کوئی مفہوم سمجھ میں نہ آئے تو پھر خاموش ہو جاتے ہیں اور صرف ایمان بالمتشابہات پر ہی اکتفا کرتے ہیں اور ظن وتخمین سے انکا کوئی مفہوم متعین کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ فاھل الحق یردون المتشابہ الی عالمہ ثم یلتمسون تاویلہ من المحکم الذی ھو ام الکتب فان وجدوہ فیہ عملوا بہ کما عملوا بالمحکم فان لم یجدوا النصوص لم یتجاوزوا فی ذالک الایمان بہ ولا استحلوا فیہ الظنون المحرم استعمالھا فی غیرہ فکیف بہ (المعتصر من مختصر مشکل الآثار للطحاوی ج ۲ ص ۱۶۵) اور لفظ روح اللہ اور کلمۃ اللہ بھی چونکہ متشابہات میں سے ہیں اسلئے انکا صحیح مفہوم خدا کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ ظن وتخمین سے عیسائیوں نے جو ان الفاظ کا مفہوم سمجھ رکھا ہے اور جسکی بنا پر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو معبود اور الٰہ ٹھہرالیا ہے۔ یہ سب انکی کجروی اور کور باطنی کا نتیجہ ہے۔ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ○ نصیحت صرف وہی لوگ حاصل کرتے ہیں۔ جن کی عقلیں سلیم اور جنکے ذہن صاف ہوں۔ اس سے راسخین فی العلم کی مدح وثنا کی طرف اشارہ ہے ۱۱ یہ راسخین فی العلم کی دعا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ ہم متشابہات پر ایمان لائے اور ان کے صحیح علم کو تیرے حوالے کیا اور ظن وتخمین سے ان پر رائے زنی سے اجتناب کیا اے اللہ ہمیں ہدایت کی اسی راہ پر قائم رکھنا اور ہمارے دلوں کو باطل کی طرف مائل نہ کرنا اور اپنی رحمت سے دستگیری فرمانا۔ ۱۲ یہ بھی راسخین کی دعا ہی کا حصہ ہے۔ اس میں اعتراف ہے کہ قیامت ضرور آئے گی اور اللہ تعالیٰ تمام بنی آدم کو حشر میں جمع کرے گا۔ اور سب سے حساب لیگا۔ اللہ کے نیک بندے ہر وقت فکر آخرت میں لگے رہتے ہیں اور خدا کے سامنے حساب وکتاب کے نظارے سے ہر وقت ترساں اور لرزاں رہتے ہیں۔ ۱۳ عیسائیوں کو انکے شبہ کا معقول جواب دینے کے بعد دنیوی اور اخروی تخویف سنائی کہ ان معقول اور واضح دلائل کے بعد بھی اگر تم اپنی ضد پر قائم رہوگے اور اللہ کی توحید کی واضح آیات کا انکار کرتے رہوگے تو تم قوم فرعون کے سے بدانجام

۱ تخویف دنیوی ۱۲

۲ تخویف دنیوی کا ایک نمونہ ۱۲

۳ نصاریٰ کے عقائد مسئلہ توحید کو نہ ماننے کی وجہ ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی جنگ بدر میں جسکا قصہ سورہ انفال میں ہے مسلمانوں سے کافر تین برابر تھے۔ پر اللہ دونی برابر دکھاتا تھا کہ خوف نہ کھاویں، پھر اللہ نے مسلمانوں کو فتح دی۔ اس سے چاہیئے کہ سب کافر عبرت پکڑیں۔

وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ

اور گھوڑے نشان لگائے ہوئے اور مویشی اور کھیتی ۲۰ یہ فائدہ

مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ⑭

اٹھانا ہے دنیا کی زندگی میں اور اللہ ہی کے پاس ہے اچھا ٹھکانا

قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا

کہہ دے کیا بتاؤں میں تم کو اس سے بہتر ۲۱ پرہیزگاروں کے لئے

عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

اپنے رب کے ہاں باغ ہیں جن کے نیچے جاری ہیں نہریں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ

ہمیشہ رہیں گے ان میں اور عورتیں ہیں ستھری اور رضامندی

مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۚ اَلَّذِيْنَ

اللہ کی ۲۲ اور اللہ کی نگاہ میں ہیں بندے وہ جو

يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا

کہتے ہیں اے رب ہمارے ہم ایمان لائے ہیں سو بخش دے ہم کو گناہ ہمارے

وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ⑯ اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ

اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے ۲۳ وہ صبر کرنے والے ہیں اور سچے

وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ⑰

اور حکم بجالانے والے ہیں اور خرچ کرنے والے اور گناہ بخشوانے والے پچھلی رات میں ۲۴

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا

اللہ نے گواہی دی کہ کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا اور فرشتوں نے اور علم

الْعِلْمِ قَآئِمًاۢ بِالْقِسْطِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ

والوں نے بھی وہی حاکم انصاف کا ۲۵ کسی کی بندگی نہیں سوا اس کے زبردست ہے

۱ مشرکین کے دولت پر مغرور ہونے سے دھوکہ نہ کھانا چاہیئے، وہ قلیل بھی ہے اور حقیر بھی ہے ۱۲

۲ بشارت ۱۲

۳ ذکر مضمون توحید بار دوم ۱۲

۴ ثمرۂ دلیل ۱۲

کے لئے تیار ہو جاؤ جنہیں دنیا میں عذاب غرق سے ہلاک کیا گیا اور آخرت میں بھی سخت عذاب دیا جائے گا۔ اور جب اللہ کا عذاب آپہنچے گا۔ اسوقت مال و دولت اور اولاد و انصار کام نہیں آئینگے ۱۴ جو لوگ تو کے دلائل واضحہ اور براہین قاطعہ کے باوجود آیات الٰہی کا انکار کریں، توحید کو چھوڑ کر شرک اختیار کریں، غیر اللہ کی عبادت کریں اور حاجات و مشکلات میں غیر اللہ کو پکاریں۔ انکی سزا اسکے سوا کیا ہے کہ وہ جہنم کا ایندھن بنینگے اور ہمیشہ اسمیں رہیں گے ۱۵ کداب آل فرعون مبتدا محذوف کی خبر ہے۔ ای دأبھم کدأب آل فرعون اور دأب کے معنی حال کے ہیں یعنی تکذیب و انکار میں ان کافروں کا حال اور رویہ بالکل وہی ہے، جو فرعونیوں اور ان سے پہلے کافروں کا تھا۔ اسیطرح عذاب میں بھی انکا وہی حال ہوگا جو انکا ہوا۔ دأب ھؤلاء الکفرۃ فی تکذیب الحق کدأب من قبلھم من آل فرعون وغیرھم (مدارک ج ۱ ص ۱۱۵) ای حال ھؤلاء فی الکفر و استحقاق العذاب کحال آل فرعون (روح۔ ج ۳ ص ۹۳) ۱۶ یہ انکے داب اور حال کی تفسیر ہے کہ انہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا تو اللہ نے انہیں ان کے جرائم کی وجہ سے مبتلائے عذاب کر دیا اور ایسے لوگوں کیلئے خدا کا عذاب بہت سخت ہے۔ آیات سے مراد یہاں کتب الٰہی کی آیتیں ہیں یا مراد اللہ کی توحید اور انبیاء علیہم السلام کی صداقت کے دلائل ہیں۔ والمراد بالآیات اما المتلو فی کتب اللہ تعالیٰ او العلامات الدالۃ علی توحید اللہ تعالیٰ وصدق الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام (روح۔ ج ۳ ص ۹۳، بحر ج ۲۔ ص ۳۹۰) یحتمل ان یرید الآیات المتلوۃ ویحتمل ان یرید الآیات المنصوبۃ للدلالۃ علی الوحدانیۃ (قرطبی ج ۴ ص ۲۳) ۱۷ یہ تخویف دنیوی کا ایک نمونہ ہے۔ اس میں کفار کی مغضوبیت اور انکا مستحق عذاب ہونا بیان کیا گیا ہے ۱۸ یہ ماقبل کا تتمہ ہے اور قل کے تحت داخل ہے اور اسمیں جنگ بدر کی طرف اشارہ ہے۔ اسمیں مسلمانوں کی تعداد کافروں کے مقابلہ میں بہت کم تھی مگر مسلمانوں کے رعب اور انکی ہیبت کا یہ عالم تھا کہ کافروں کو مسلمان اپنے سے دوگنا نظر آتے تھے۔ مسلمانوں کا کافروں کو دوگنا نظر آنا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے کافروں کے دلوں پر مسلمانوں کی ہیبت بٹھانے کے لئے اسکا اظہار فرمایا۔ اس آیت سے جنگ بدر میں شریک ہونیوالے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بہت بڑی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انکے متعلق ارشاد فرمایا فئۃ تقاتل فی سبیل اللہ یعنی وہ ایک ایسی جماعت تھی جو محض اللہ کے دین کی خاطر لڑ رہی تھی۔ اللہ کی طرف سے یہ انکے اخلاص اور ایمان کامل کی زبردست شہادت ہے ۱۹ اللہ تعالیٰ جسکی چاہے ظاہری اسباب کے بغیر بھی مدد کر سکتا ہے جس طرح بدر میں مسلمانوں کی مدد کی اور انہیں کفار پر غلبہ عطا کیا حالانکہ تعداد اور ظاہری اسباب میں وہ مسلمانوں سے زیادہ تھے۔ اس واقعہ میں عقل و بصیرت رکھنے والوں کے لئے کافی عبرت ہے اسلئے اے یہودیو! تم اس واقعہ سے عبرت حاصل کرو اور اب بھی موقع ہے تکذیب و انکار سے باز آجاؤ اور اسلام قبول کر لو۔ ۲۰ یہ عیسائیوں کے علماء اور گدی نشینوں کے مسئلہ توحید کو نہ ماننے کی وجہ ہے وہ سمجھتے تھے کہ اگر ہم نے مسئلہ توحید کو مان لیا تو یہ ساری شان و شوکت جاتی رہتی ہے اور سونے چاندی کے لبریز خزانوں سے محروم ہونا پڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آجکل کے بہت سے مولوی اور گدی نشین بھی حق بیان نہیں کرتے کیونکہ اسطرح دنیوی ٹھاٹھ اور اندھی آمدنی ہاتھ سے جاتی ہے۔ نیز اس میں ایک شبہ کا جواب بھی ہے۔ شبہ یہ ہے کہ اگر مشرکین مبغوض اور مستحق عذاب ہیں تو انکے پاس اس قدر دولت کیوں ہے۔ تو اسکا جواب دیا کہ یہ دنیا کی دولت چند روزہ اور بالکل حقیر چیز ہے۔ اسکی وجہ سے تمہیں دھوکہ نہیں کھانا چاہیئے۔ جیسے دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لا یغرنک تقلب الذین کفروا فی البلاد متاع قلیل (آل عمران ع ۲۰) نیز ارشاد ہے۔ واعلموا انما الحیٰوۃ الدنیا لعب ولھو وزینۃ وتفاخر بینکم وتکاثر فی الاموال والاولاد (حدید ع ۳) ذٰلِکَ مَتَاعُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا۔ یہ مذکورہ چیزیں تو دنیوی زندگی کا ایک حقیر سا سامان ہے۔ دائمی راحت اور حسن انجام صرف اللہ کی رضا جوئی میں ہے۔ ومعنی الآیۃ تقلیل الدنیا وتحقیرھا والترغیب فی حسن المرجع الی اللہ تعالیٰ فی الآخرۃ (قرطبی ج ۴ ص ۳۰) ۲۱ یہ ماقبل ہی کی تقریر و تاکید ہے۔ دنیوی سامان اور فانی منافع بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ آخرت کی نعمتیں اور جنت کے منافع۔ کمیت و کیفیت کے اعتبار سے نیز دوام و بقاء کے اعتبار سے دنیوی ساز و سامان سے کہیں بڑھ کر ہیں۔ انہ تعالیٰ لما عدد نعم الدنیا بین ان منافع الآخرۃ خیر منھا (کبیر ج ۲ ص ۶۲۰) ذالکم کا اشارہ مذکورہ ساز و سامان

فتح الرحمٰن ف۱ از اینجا خدا تعالیٰ شروع میفرماید در مناظرہ اہل کتابین و رد شبہات ایشان و تعداد تحریفات ایشان و این قصہ ممتد است تا قولہ و اذ غدوت من اھلک ۱۲

کی طرف سے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تبشیر بنعم الجنۃ وترغیب فی الآخرۃ بعد التزہید فی الدین یعنی دنیوی ساز و سامان سے نفرت دلانے کے بعد یہاں اخروی نعمتوں کی بشارت اور ترغیب دی ہے (کذا فی المدارک ج ۱ ص ۱۱۶) ۲۲ للذین اتقوا خبر مقدم ہے اور جنات تجری الخ مع معطوفات مبتدا موخر ہے اور یہ ماقبل کی تفصیل ہے۔ کلام مستانف فیہ دلالۃ علی بیان ما ھو خیر من ذالکم فجنات مبتدأ وللذین اتقوا خبرہ (مدارک ج ۱ ص ۱۱۶) یعنی دنیوی منافع سے جو چیزیں بہتر ہیں وہ یہ ہیں کہ اللہ سے ڈرنے والوں کو آخرت میں نہروں اور چشموں والے دائمی اور غیر فانی باغات اور پاکیزہ بیویاں ملیں گی اور انہیں اللہ کی رضا اور خوشنودی حاصل ہوگی اس سے معلوم ہوگیا کہ خیر سے مراد جنات ہیں وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو خوب دیکھتا ہے کسی بندے کا کوئی عمل اس سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا اسلئے ہر شخص کو اسکے ہر عمل کی جزا دے گی۔ ۲۳ الذین یقولون محل جر میں ہے اور العباد یا الذین اتقوا کی نعت یا اس سے بدل ہے۔ وان یکون فی حیز الجر علی انہ تابع للذین اتقوا نعتا او بدلا (روح ج ۳ ص ۱۰۲) یعنی جن لوگوں کے لئے مذکورہ اخروی نعمتیں ہیں وہ اپنے ایمان اور اعمال پر نازاں و شاداں نہیں رہتے بلکہ ہر وقت اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی مغفرت طلب کرتے اور اسکی رحمت کی پناہ ڈھونڈتے رہتے ہیں مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ اس آیت میں نفس ایمان پر طلب مغفرت کو متفرع کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نفس ایمان ہی سے بندہ اللہ کی رحمت و مغفرت اور جہنم سے رستگاری کا مستحق ہو جاتا ہے اور باقی طاعات اس کیلئے موقوف علیہ نہیں ہیں۔ ودل ھذا علی ان العبد بمجرد الایمان یستوجب الرحمۃ والمغفرۃ من اللہ تعالیٰ (کبیر ج ۲ ص ۶۲۲ و کذا فی الروح ج ۳ ص ۱۰۲، البحر ج ۲ ص ۳۹۹) ۲۴ الصابرین محل جر میں ہے اور مع معطوفات الذین اتقوا ہی کا تابع ہے اَلصّٰبِرِيْنَ مسئلہ توحید بیان کرنے میں ہر تکلیف اور مصیبت میں صبر و استقلال سے کام لینے والے۔ اَلصّٰدِقِيْنَ ظاہر و باطن میں سچے باتوں میں بھی اور دل کے ارادوں میں بھی۔ اَلْقٰنِتِيْنَ اللہ کی اطاعت اور عبادت پر ہمیشہ قائم رہنے والے۔ اَلْمُنْفِقِيْنَ اللہ کی دی ہوئی دولت سے توحید اور دین اسلام کی اشاعت میں خرچ کرنے والے اَلْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ بوقت سحر نماز پڑھنے والے اور مسئلہ توحید کے بیان میں کوتاہی اور دوسرے گناہوں کیلئے اللہ سے بخشش مانگنے والے۔ الکل من الروح

ذکر مضمون توحید بار دوم

۲۵ یہ دلیل نقلی کی طرف اشارہ ہے یعنی اللہ کی شہادت کتب سابقہ میں اور فرشتوں کی شہادت انبیاء علیہم السلام کے پاس اور علماء ربانیین بھی لکھ گئے ہیں۔ اور قائما بالقسط تینوں سے حال ہے۔ اس میں توحید پر دلیل نقلی کی تین قسموں سے استدلال کیا گیا ہے (۱) دلیل نقلی کتب سابقہ سے (۲) دلیل نقلی فرشتوں سے اور (۳) دلیل نقلی انبیاء علیہم السلام اور علماء ربانیین سے شھد اللّٰہ سے مراد ہے اللہ کی شہادت کتب سابقہ میں اس سے قسم اول کی طرف اشارہ ہے اور شہادت ملائکہ سے قسم دوم اور شہادت اولی العلم سے قسم سوم مراد ہے ۲۶ یہ دلائل ثلثہ کا نتیجہ اور ثمرہ ہے اور یہ دونوں صفتیں ذکر کر کے اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ چونکہ قوت کے اعتبار سے وہ سب پر غالب اور تدبیر و حکمت کے لحاظ سے ہر چیز پر حاوی ہے اسلئے اسے کسی شریک اور معاون کی ضرورت بھی نہیں ۲۷ یہ ماقبل ہی کی تاکید و تائید ہے اور مطلب یہ ہے کہ اللہ کے یہاں پسندیدہ دین صرف اسلام ہی ہے پہلے انبیاء علیہم السلام کا دین بھی اسلام ہی تھا اور کتب سابقہ میں بھی یہی دین پیش کیا گیا ہر قسم کی عبادت اور اطاعت کو خالصاً اللہ کے لئے کرنے اور صرف اللہ ہی کو عبادت و طاعت کا مستحق سمجھنے کا نام اسلام ہے۔ قال ابن الانباری المسلم معناہ المخلص للہ عبادتہ ----- فالاسلام معناہ اخلاص الدین والعقیدۃ للہ تعالیٰ (کبیر ج ۲ ص ۶۲۸) سورۃ انعام ع ۲۰ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین ۝ لا شریک لہ ج وبذالک امرت وانا اول المسلمین ۝ ۲۸ الذین اوتوا الکتاب سے یہود و نصاریٰ کے علماء مراد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو کتب سابقہ میں دین اسلام اور مسئلہ توحید کو کھول کر بیان کر دیا تھا چنانچہ

الْحَكِيْمُ ﴿١٨﴾ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ قف وَمَا

حکمت والا ۲۶ بیشک دین جو ہے اللہ کے ہاں سو یہی مسلمانی حکمبرداری ۲۷ اور مخالف

اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ

نہیں ہوئے کتاب والے مگر جب ان کو معلوم ہو چکا

الْعِلْمُ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ

آپس کی ضد ف۱ اور حسد سے ۲۸ اور جو کوئی انکار کرے اللہ کے حکموں کا تو اللہ

سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿١٩﴾ فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ

جلدی حساب لینے والا ہے پھر بھی اگر تم سے جھگڑیں تو کہہ دے میں نے تابع کیا۔

وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ۭ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

اپنا منہ اللہ کے حکم پر اور انہوں نے بھی کہ جو میرے ساتھ ہیں ۲۹ اور کہہ دے کتاب والوں کو

وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ۭ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ

اور ان پڑھوں کو کہ تم بھی تابع ہوتے ہو پھر اگر وہ تابع ہوئے تو انہوں نے راہ پائی سیدھی ۳۰ اور اگر

تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ع

منہ پھیریں تو تیرے ذمہ صرف پہنچا دینا ہے اور اللہ کی نگاہ میں ہیں بندے ف

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ

جو لوگ انکار کرتے ہیں اللہ کے حکموں کا اور قتل کرتے ہیں پیغمبروں

بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّيَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ

کو بغیر حق اور قتل کرتے ہیں ان کو جو حکم کرتے ہیں انصاف کرنے کا لوگوں

النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿٢١﴾ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ

میں سے سو خوشخبری سنا دے ان کو عذاب دردناک کی ۳۱ یہی ہیں جن کی

حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۡ وَمَا لَهُمْ

محنت ضائع ہوئی دنیا میں اور آخرت میں اور کوئی نہیں

النصف

ع ۲ ۱۰

ف۱ مراد مسئلہ توحید ۱۲

ف۲ ان دلائل توحید کی موجودگی میں صرف ضدی لوگ مخالفت کریں گے ۱۲

ف۳ تخویف اخروی ۱۲

ف۴ تخویف اخروی ۱۲

موضح قرآن ف۱۔ ان پڑھے کہتے تھے عرب کے لوگوں کو کہ ان کے پاس اگلے پیغمبروں کا علم نہ تھا۔

فتح الرحمٰن۔ ف۱ یعنی حقیقت حال دانستند ۱۲۔

مِّنۡ نّٰصِرِيۡنَ اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ اُوۡتُوۡا نَصِيۡبًا مِّنَ
ان کا مددگار ۲۲؎ کیا نہ دیکھا تو نے ان لوگوں کو جن کو ملا کچھ ایک حصہ
الۡكِتٰبِ يُدۡعَوۡنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحۡكُمَ بَيۡنَهُمۡ ثُمَّ
کتاب کا ان کو بلاتے ہیں اللہ کی کتاب کی طرف تاکہ وہ کتاب ان میں حکم کرے پھر منہ
يَتَوَلّٰى فَرِيۡقٌ مِّنۡهُمۡ وَهُمۡ مُّعۡرِضُوۡنَ ﴿۲۳﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ
پھیرتے ہیں بعضے ان میں سے تغافل کر کے ۲۳؎ یہ اس واسطے کہ
قَالُوۡا لَنۡ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّاۤ اَيَّامًا مَّعۡدُوۡدٰتٍ ۪ وَغَرَّهُمۡ
کہتے ہیں وہ ہم کو ہرگز نہ لگے گی آگ دوزخ کی مگر چند دن گنتی کے ۲۴؎ اور بہکے ہیں
فِىۡ دِيۡنِهِمۡ مَّا كَانُوۡا يَفۡتَرُوۡنَ فَكَيۡفَ اِذَا جَمَعۡنٰهُمۡ
اپنے دین میں اپنی بنائی باتوں پر ف پھر کیا ہوگا حال جب ہم انکو جمع کرینگے
لِيَوۡمٍ لَّا رَيۡبَ فِيۡهِ ۚ وَوُفِّيَتۡ كُلُّ نَفۡسٍ مَّا كَسَبَتۡ
ایک دن کہ اسکے آنے میں کچھ شبہ نہیں اور پورا پاوے گا ہر کوئی اپنا کیا
وَهُمۡ لَا يُظۡلَمُوۡنَ ﴿۲۵﴾ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الۡمُلۡكِ تُؤۡتِى
اور ان کی حق تلفی نہ ہوگی ۲۵؎ تو کہہ یا اللہ مالک سلطنت کے تو سلطنت دیوے
الۡمُلۡكَ مَنۡ تَشَآءُ وَتَنۡزِعُ الۡمُلۡكَ مِمَّنۡ تَشَآءُ وَتُعِزُّ
جس کو چاہے اور سلطنت چھین لیوے جس سے چاہے اور عزت
مَنۡ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنۡ تَشَآءُ ؕ بِيَدِكَ الۡخَيۡرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰى
دیوے جس کو چاہے اور ذلیل کرے جسکو چاہے تیرے ہاتھ ہے سب خوبی ۲۶؎ بیشک تو
كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۲۶﴾ تُوۡلِجُ الَّيۡلَ فِى النَّهَارِ وَتُوۡلِجُ النَّهَارَ
ہر چیز پر قادر ہے تو داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور داخل کرے دن
فِى الَّيۡلِ وَتُخۡرِجُ الۡحَىَّ مِنَ الۡمَيِّتِ وَتُخۡرِجُ الۡمَيِّتَ
کو رات میں ۲۷؎ اور نکالے زندہ مردے سے اور نکالے مردہ

علماء اہل کتاب بھی اس حقیقت کو بخوبی جانتے ہیں۔ باقی توحید کے بارے میں انکے درمیان جو اختلاف پایا جاتا ہے یا تورات و انجیل میں توحید کے خلاف جو مواد ملتا ہے۔ یہ علماء یہود و نصاریٰ کی ضد اور بغض و حسد کا نتیجہ ہے اور تورات و انجیل میں تحریف بھی انہی کے ہاتھوں کی کارروائی ہے۔ یہاں تک دلیل عقل و نقل اور دلیل وحی سے ثابت کیا گیا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں۔ اور یہ بات کتب سابقہ میں اللہ کی شہادت سے اور فرشتوں، انبیاء سابقین اور علماء ربانیین کی شہادت سے بھی ثابت ہو چکی ہے اسکے بعد اِنَّ الدِّيۡنَ عِنۡدَ اللّٰهِ الۡاِسۡلَامُ سے مضمون بالا کی تاکید اور تائید فرمائی کہ اللہ کی خالص عبادت اور اسکی خالص پکار والا دین ہی اللہ کے یہاں پسندیدہ ہے اسکے بعد ان لوگوں کا ذکر ہے جنہوں نے اس مسئلہ توحید میں اختلاف کیا مسئلہ توحید میں اختلاف کرنیوالوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے تین باتیں ارشاد فرمائی ہیں۔ اول یہ کہ اس اجماعی اور اتفاقی مسئلہ میں اختلاف کرنے والے صرف اہل کتاب کے علماء ہی ہیں۔ سب سے پہلے اختلاف ان علماء ہی نے کیا ہے۔ اسکے بعد انکے پیرو کار انکے پیچھے لگ گئے۔ چنانچہ سورہ بقرہ ع ۲۶ میں اختلاف کو اَلَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ (یعنی اہل کتاب کے علماء) میں منحصر فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہے وَاَنۡزَلَ مَعَهُمُ الۡكِتٰبَ بِالۡحَقِّ لِيَحۡكُمَ بَيۡنَ النَّاسِ فِيۡمَا اخۡتَلَفُوۡا فِيۡهِ ؕ وَمَا اخۡتَلَفَ فِيۡهِ اِلَّا الَّذِيۡنَ اُوۡتُوۡهُ الآیہ۔ دوم یہ کہ مسئلہ توحید میں انکا اختلاف جہالت و نادانی یا کسی غلط فہمی کا نتیجہ نہیں تھا بلکہ وہ مسئلہ توحید کی حقیقت کو اچھی طرح جانتے ہیں اور انہیں اس کا پورا پورا علم ہے اسلئے انہوں نے یہ اختلاف جاننے اور سمجھنے کے بعد کیا ہے جیسا کہ آیت زیر تفسیر میں ہے اسمیں اللہ تعالیٰ نے انکے اختلاف کو اس وقت سے مخصوص کیا ہے جب کہ اللہ کے پیغمبروں اور اس کی کتابوں کے ذریعے توحید کا صحیح علم انکے پاس آچکا تھا۔ سوم یہ کہ مسئلہ توحید میں ان کا اختلاف دیانت اور تحقیق پر مبنی نہ تھا بلکہ محض بغض و حسد اور ضد و عناد کی وجہ سے تھا چنانچہ سورہ شوریٰ (ع ۲) میں ہے۔ وَمَا تَفَرَّقُوۡۤا اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَهُمُ الۡعِلۡمُ بَغۡيًاۢ بَيۡنَهُمۡ ؕ یہاں بَغۡيًا تَفَرَّقُوۡا کا مفعول لہ ہے اور تفرق و اختلاف کی علت بیان کر رہا ہے اور آیت زیر تفسیر میں بھی بَغۡيًا اِخۡتَلَفَ کی علت بیان کر رہا ہے مطلب یہ کہ اہل کتاب کا تفرق و اختلاف محض بغض و حسد کی وجہ سے تھا نہ کسی اور وجہ سے۔ وَمَنۡ يَّكۡفُرۡ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ۔ توحید کو مذکورہ بالا دلائل عقلیہ و نقلیہ سے واضح کر دینے کے بعد اب کسی کا انکار مسموع نہیں ہوگا اور ان دلائل قطعیہ کے مقابلہ میں گمراہ مولویوں اور پیروں کے اقوال اور مجوزین کی تحریفات حجت نہیں ہوں گی اور جو لوگ ان کی تقلید کرینگے وہ معذور نہیں ہوں گے جیسا کہ سورہ شوریٰ (ع ۲) میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے الذین یحاجون فی اللہ من بعد ما استجیب لہ حجتہم داحضۃ عند ربہم۔ اسلئے اب اللہ کی توحید اور اسکی آیات کا انکار کرنیوالوں کو حساب و کتاب کے انجام سے خبردار رہنا چاہیئے یہ تخویف اخروی ہے ۲۹؎ اگر عوام اہل کتاب اپنے گمراہ اور ضدی مولویوں اور پیروں کے شرکیہ اقوال اور عبارتیں پیش کریں تو آپ اسکا صاف صاف جواب دیدیں کہ توحید کے عقلی اور نقلی قطعی دلائل کے مقابلے میں یہ شرکیہ عبارتیں ناقابل تسلیم ہیں اسلئے میں اور میرے تمام متبعین صرف اللہ ہی کو اپنا حاکم اور معبود سمجھتے ہیں۔ صرف اسی کی عبادت کرتے اور صرف اسے ہی پکارتے ہیں ۳۰؎ اَسۡلَمۡتُمۡ صورۃً استفہام ہے لیکن معنیً امر ہے ھو استفہام فی معرض التقریر والمقصود منہ الامر (کبیر ج ۲ ص ۶۳۱) اور امیین سے مراد مشرکین عرب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ آپ اہل کتاب اور مشرکین عرب سے فرمائیں کہ وہ اسلام قبول کریں اور اللہ کی عبادت و اطاعت اور دعا و پکار میں کسی کو اللہ کا شریک نہ بنائیں اگر وہ لوگ اسلام لے آئیں اور ضدی لوگوں کی شرکیہ عبارتیں چھوڑ کر مسئلہ توحید کو مان لیں تو وہ بھی آپ اور آپ کے متبعین کی طرح ہدایت یافتہ ہو جائیں گے۔ کیونکہ اسلام ہی حق اور اللہ کا پسندیدہ دین ہے۔ وَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّمَا عَلَيۡكَ الۡبَلٰغُ ؕ اور اگر وہ اعراض کریں اور اسلام قبول نہ کریں اور ضدی لوگوں کی عبارتیں چھوڑ کر مسئلہ توحید نہ مانیں تو اسمیں آپ کا کوئی نقصان نہیں کیونکہ آپ کے ذمہ حکم پہنچانا تھا وہ آپ نے کماحقہ پہنچا دیا۔ ای لا یضرک شیئا اذ ما علیک الا البلاغ وقد ادیتہ علی اکمل وجہ وابلغہ (روح ج ۳ ص ۱۰۹) اور اللہ اپنے بندوں کے حالات بخوبی جانتا ہے اسلئے وہ انہیں انکے اعمال پر پوری پوری جزا دیگا۔ ۳۱؎ یہ منکرین اور توحید کے مبلغین کے قاتلوں کیلئے زجر اور اخروی تخویف ہے الذین یکفرون سے مراد وہ لوگ ہیں جو ضد اور عناد کیوجہ سے حق کو قبول نہیں کرتے اور مسئلہ توحید کو نہیں مانتے

۱ زجر ۱۲

۲ من گھڑت قصے بے سند باتیں ۱۲

۳ ذکر توحید بار سوم و ثمرہ اول سابقہ ۱۲

موضح قرآن ف۔ یہ ذکر یہود کا ہے کہ قضیے میں اپنی کتاب پر بھی عمل نہیں کرتے اور گناہ پر دلیر ہیں اس غرے پر کہ اسکے اگلے جھوٹ بنا کر کہہ گئے ہیں کہ ہم ہیں اگر کوئی بہت بڑا گنہگار بھی ہوگا تو سات دن سے زیادہ عذاب نہ پاوے گا

٣٢ے اولئك کا اشارہ مذکورہ صفات شنیعہ (کفر بآیات اللہ، قتل انبیاء علیہم السلام وقتل آمرین بالقسط) کے حاملین کی طرف ہے۔ اور دنیا میں اعمال کے بے نتیجہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ دنیا میں وہ ان تمام حقوق سے محروم رہیں جنکا ایک مسلمان مستحق ہوتا ہے مثلاً مال وجان کی حفاظت اور استحقاق مدح وغیرہ اور آخرت میں اعمال کے ضائع ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آخرت میں انکے اعمال بے اثر ثابت ہونگے۔ اور دفع عذاب اور جلب ثواب کا سبب نہیں بن سکیں گے۔ ای اولئک المتصفون تلک الصفات الشنیعۃ الذین بطلت اعمالھم وسقطت عن حیز الاعتبار وخلت عن الثمرۃ فی الدنیا حیث لم تحقن دماءھم واموالھم ولم یستحقوا بھا مدحا وثناء وفی الآخرۃ حیث لم تدفع عنھم العذاب ولم ینالوا بسببھا الثواب (روح۔ ج ٣ ص ١٠٩) ٣٣ے اس آیت میں اہل کتاب کے غایت تمرد اور انکی انتہائی سرکشی کا شکوہ کیا گیا ہے یعنی اللہ کی کتاب سے اعراض کرکے گمراہ اور ضدی مولویوں کی عبارتوں سے تمسک کرتے ہیں۔ الذین اوتوا نصیبا من الکتب سے اہل کتاب کے عالم مراد ہیں۔ اور کتاب اللہ سے مراد تورات وانجیل ہے وکانوا یدعون الی حکم التوراۃ والانجیل وکانوا یابون (کبیر ج ٢ ص ٦٣٤) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو دین اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے آپ سے پوچھا کہ تمہارا دین کونسا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں دین ابراہیم علیہ السلام پر ہوں جو شرک و باطل سے بیزار اور توحید کے داعی اور پرستار تھے اس پر وہ کہنے لگے کہ وہ تو یہودی تھے تو آپ نے فرمایا کہ تورات لاؤ اور اسی سے اس کا فیصلہ کر لو مگر وہ اس پر تیار نہ ہوتے اس آیت میں اسی طرف اشارہ ہے (قرطبی ج ٢ ص ٥٠) ٣٤ے ذالک کا اشارہ تولی اور اعراض کیطرف ہے جو یتولی کے ضمن میں مذکور ہے یعنی کتاب اللہ کے فیصلے سے اعراض اور روگردانی کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ انہیں صرف چند دنوں کے لئے عذاب دیا جائے گا۔ اسلئے خدا کی نافرمانی اور کتاب اللہ سے روگردانی کا جرم ان کی نگاہوں میں بالکل معمولی چیز ہے۔ وَغَرَّهُمْ فِي دِينِهِمْ مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ نیز ان یہودیوں کے ضدی اور معاند مولویوں اور پیروں نے جو من گھڑت باتیں اور اپنی شرکیہ عبارتیں دین کا جزو بنا رکھی تھیں۔ انکی وجہ سے وہ دھوکے اور فریب میں مبتلا تھے کہ چونکہ ہم اللہ کے لاڈلے اور چہیتے ہیں اسلئے ہمیں ہمارے گناہوں پر معمولی سی گرفت ہوگی۔ ای غرھم افتراءھم علی اللہ وھو قولھم نحن ابناء اللہ واحباؤہ فلا یعذبنا بذنوبنا الامدۃ یسیرۃ (مدارک ج ١ ص ١١٨) ٣٥ے یہ ان فریب خوردہ یہودیوں کے لئے اخروی تخویف ہے۔ لیوم میں لام بمعنی فی ہے (قرطبی ج ٤ ص ٥١، روح ج ٣ ص ١١٢) یعنی دنیا میں تو وہ کتاب اللہ کی طرف آنے سے انکار کر رہے ہیں اور جھوٹی آرزوؤں سے دل بہلا رہے ہیں مگر اسوقت ان کا کیا حال ہوگا جب ہم ان سب کو ایک ایسے دن میں جمع کریں گے۔ جس کی آمد میں کوئی شک نہیں اور انکی آرزوؤں کے علی الرغم ہر شخص کو اسکے اعمال کی پوری پوری جزا دی جائیگی اور اپنے ذاتی اعمال صالحہ کے بغیر بزرگوں سے انتساب کسی کام نہیں آئے گا۔ اور وہاں کسی پر ظلم بھی نہیں ہوگا۔ نہ کسی کے اعمال صالحہ کی جزا میں کمی کی جائے گی اور نہ کسی کے گناہوں کی واجبی سزا میں اضافہ کیا جائیگا اور نہ کسی کو ناکردہ گناہ کی سزا دی جائے گی۔

ذکر توحید بار سوم

٣٦ے قل اللھم جب دلائل عقلیہ ونقلیہ سے ثابت ہوگیا کہ اللہ کے سوا کوئی الہ (معبود) نہیں تو اب اسکا ثمرہ بیان فرمایا کہ غائبانہ حاجات میں صرف اللہ ہی کو پکارو اور پکارتے وقت یوں کہا کرو اے اللہ ان صفات کے مالک میری فلاں حاجت پوری کر۔ اللھم۔ خلیل اور سیبویہ اور بصرہ کے نحویوں کی رائے میں اصل میں یا اللہُ تھا۔ حرف ندا کو حذف کرکے اسکے عوض میں میم مشددہ مفتوحہ کا آخر میں اضافہ کر دیا گیا۔ مٰلِكَ الْمُلْكِ۔ امام مبرد اور زجاج کے نزدیک یہ اللھم کی صفت ہے اور اسی لئے منصوب ہے کیونکہ منادی مفرد مبنی علی الضم کی صفت جب مضاف ہو تو وہ منصوب ہوتی ہے وانتصاب مالك علی الوصفیۃ عند المبرد والزجاج (روح ج ٣ ص ١١٣، کبیر ج ٢ ص ٦٣٨) اور ملک بضم میم سے کامل قدرت واختیار اور مکمل غلبہ واقتدار مراد ہے تو مالک الملک کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہی حقیقی متصرف اور

مِنَ الْحَيِّ ۫ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ لَا يَتَّخِذِ
زندہ سے اور تو رزق دے جسکو چاہے بے شمار ف ١ ف ١ نہ بناویں

الْمُؤْمِنُونَ الْكٰفِرِينَ أَوْلِيَآءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ
مسلمان کافروں کو دوست مسلمانوں کو چھوڑ کر ٣٨ے

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِي شَيْءٍ إِلَّآ أَنْ
اور جو کوئی یہ کام کرے تو نہیں اس کو اللہ سے تعلق مگر اس حالت

تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقٰىةً ۭ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۭ وَ
میں کہ کرنا چاہو تم ان سے بچاؤ ٣٩ے اور اللہ تم کو ڈراتا ہے اپنے سے اور

إِلَى اللّٰهِ الْمَصِيرُ ﴿٢٨﴾ قُلْ إِنْ تُخْفُوا مَا فِي صُدُورِكُمْ
اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے ٤٠ے تو کہہ اگر تم چھپاؤ گے اپنے جی کی بات

أَوْ تُبْدُوهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ۭ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا
یا اسے ظاہر کرو گے جانتا ہے اس کو اللہ ٤١ے اور اسکو معلوم ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو

فِي الْأَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ يَوْمَ تَجِدُ
کچھ ہے زمین میں اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے جس دن موجود

كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚ وَمَا عَمِلَتْ
پاوے گا ہر شخص جو کچھ کی ہے اس نے نیکی اپنے سامنے اور جو کچھ کی

مِنْ سُوٓءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ أَمَدًا بَعِيدًا ۭ
ہے اس نے برائی ٤٢ے آرزو کرے گا کہ مجھ میں اور اس میں فرق پڑ جاوے دور کا

وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۭ وَاللّٰهُ رَءُوفٌۢ بِالْعِبَادِ ع
اور اللہ ڈراتا ہے تم کو اپنے سے اور اللہ ٣ بہت مہربان ہے بندوں پر ٤٣ے

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ
تو کہہ اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ کی تو میری راہ چلو تاکہ محبت کرے تم سے اللہ

ف ١ یہاں مقصود بالنداء محذوف ہے یعنی اقض حاجتی ١٢

ف ٢ نزول کے بعد مشرکین سے قطع تعلق کا حکم ١٢

ف ٣ میری طرح اپنے مشرک رشتہ داروں سے قطع تعلق کرو ١٢

١٠ ع ٣ مع عند المتاخرین ١٢

موضح قرآن ف ١۔ یعنی یہود جانتے ہیں کہ جو اول ہم میں بزرگی تھی وہی ہمیشہ رہے گی۔ اللہ کی قدرت سے غافل ہیں وہ جس کو چاہے عزیز کرے اور سلطنت دے اور جس سے چاہے چھین لیوے اور ذلیل کرے اور جاہلوں میں سے کامل پیدا کرے اور کاملوں میں سے جاہل اور جس کو دینا چاہے بے حساب دیوے۔

فتح الرحمٰن۔ ف ١ مترجم گوید در امر این دعا بشارت است بمغلوب شدن کافران واللہ اعلم ١٢

ہر قسم کے اختیار واقتدار کا واحد مالک ہے۔ تمام تصرفات اور اختیارات اسی کے قبضہ میں ہیں اور ان میں کوئی اسکا شریک نہیں۔ فمالک الملک هو الملک الحقیقی المتصرف بما شاء کیف شاء ایجاداً و اعداماً واحیاءً و اماتة و تعذیباً و اثابة من غیر مشارک ولا ممانع (روح ج ۳ ص ۱۱۳) جب یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہی مالک الملک علی الاطلاق ہے تو اس کے بعد کچھ تصرفات کا ذکر کیا۔ جو اللہ ہی کے ساتھ مخصوص ہیں۔ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ۔ یہ جملہ مع معطوفات منادی سے حال ہے۔ کیونکہ منادی معنیً مفعول ہوتا ہے۔ یا یہ جملہ مع معطوفات منادی کی صفت ہے اور جملہ (جو اگرچہ نکرہ کے حکم میں ہوتا ہے) جب کسی مفرد معرفہ کے ساتھ مخصوص ہو تو وہ معرفہ کے حکم میں ہوتا ہے اور معرفہ کی صفت واقع ہو سکتا ہے۔ کما فی الرضی قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ اور یہاں ملک سے مراد حکومت وسلطنت ہے مطلب یہ ہے کہ تو جسے چاہتا ہے۔ دنیا کی حکومت دے دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے۔ جیسا کہ آئے دن حکومتوں میں ردوبدل اور انقلاب رونما ہوتا رہتا ہے الخیر۔ مبتدا مؤخر ہے اور اس میں الف لام استغراق کے لئے ہے بیدک خبر مقدم ہے تاکہ حصر اور تخصیص کا فائدہ دے اور ید سے یہاں قدرت اور قبضہ مراد ہے یعنی ہر قسم کی خیر اور بھلائی صرف تیری ہی قدرت اور صرف تیرے ہی قبضہ واختیار میں ہے اور متصرف علی الاطلاق تو ہی ہے تیرے سوا کوئی مالک ومختار، قادر وکارساز، حاجت روا اور مشکل کشا نہیں۔ تعریف الخیر للتعمیم و تقدیم الخبر للتخصیص ای بقدرتک الخیر کلہ لا بقدرة احد من غیرک تتصرف فیہ قبضاً و بسطاً حسبما تقتضیہ مشیتک (ابو السعود ج ۲ ص ۱۴۶) ۳۷ یہ بھی مع معطوفات منادی سے حال یا اس کی صفت ہے۔ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرنے سے دن رات کا چھوٹا بڑا ہونا مراد ہے۔ مثلاً اگر رات کا کچھ حصہ دن میں داخل ہو جائے جیسا کہ موسم گرما میں ہوتا ہے تو دن بڑا ہو جاتا ہے اور اگر دن کا کچھ حصہ رات میں شامل ہو جائے تو رات بڑی ہو جاتی ہے۔ یہ حضرت ابن عباس، مجاہد، قتادہ اور حسن وغیرہم سے منقول ہے ای تدخل ما نقص من احدهما فی الآخر الخ (قرطبی ج ۴ ص ۵۵) اور بعض نے کہا ہے کہ اس سے لیل ونہار کا اختلاف اور رات دن کا ایک دوسرے کے بعد آنا مراد ہے۔ وتخرج الحی من المیت حضرت حسن بصری کا قول ہے کہ زندہ سے مراد مومن اور مردہ سے مراد کافر ہے اور مطلب یہ ہے کہ وہ مومن سے کافر اور کافر سے مومن پیدا کرتا ہے جس طرح حضرت نوح علیہ السلام سے کنعان اور آزر سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ یخرج المومن من الکافر کابراهیم من آزر والکافر من المومن مثل کنعان من نوح علیه السلام (کبیر ج ۲ ص ۴۳۳، قرطبی ج ۴ ص ۵۶) اور بعض مفسرین کا قول ہے کہ مردہ سے مراد نطفہ اور انڈا ہے جو جاندار سے نکلتے ہیں اور زندہ سے مراد جاندار ہیں جو نطفہ اور انڈے سے پیدا ہوتے ہیں (کبیر، قرطبی وغیرہ) وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۝ یہاں تک صفتیں تمام ہوئیں اور مقصود بالندا محذوف ہے ای اقض حاجتی یعنی ای مالک الملک الخ میری ہر حاجت پوری کر ۳۸ اس آیت میں مسلمانوں کو کافروں سے قطع تعلق کا حکم دیا جا رہا ہے۔ پہلے بیان فرمایا کہ مالک الملک، معز ومذل اور قادر مطلق صرف اللہ ہی ہے اس لئے اسی پر بھروسہ رکھو اور ان کافروں کی پرواہ نہ کرو۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ یہود ونصاریٰ جو محض ضد وعناد کی وجہ سے توحید کو نہیں مانتے اور اسلام قبول نہیں کرتے چنانچہ وفد نجران باوجود بے دلیل ہونے کے شرک پر اڑا رہا اور یہودیوں کو کتاب اللہ (تورات) کے فیصلہ کی طرف بلایا گیا مگر وہ محض ضد کی وجہ سے تورات کا فیصلہ ماننے سے بھی انکاری ہو گئے اس لئے مسلمانوں کو حکم دیا کہ ان سے ہر قسم کے دوستانہ تعلقات منقطع کریں۔ ۳۹ یہ مومنوں کے لئے زجر ہے یعنی جو مسلمان ان کافروں سے دوستی رکھے گا۔ خدا کی دوستی کا رشتہ اس سے منقطع ہو جائے گا اور خدا کی جماعت میں اس کا شمار نہیں ہوگا ای فلیس من حزب اللہ ولا من اولیائہ فی شیء (قرطبی ج ۴ ص ۵۷) کافروں سے معاملات اور دلی دوستی تو کسی صورت میں جائز نہیں البتہ اگر ان سے جان کا خطرہ ہو یا اس کے علاوہ کسی بھاری نقصان کا اندیشہ ہو تو ظاہری طور پر میل ملاقات اور خاطر مدارت میں کوئی حرج نہیں ۴۰ اس لئے ظاہر وباطن میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے باز رہو ۴۱ یہ تخویف دنیوی ہے یعنی اللہ تمہارے ظاہر وباطن کو جانتا ہے اگر تم خفیہ طور پر ان کافروں سے تعلقات رکھو گے تو بھی اس کے علم میں ہوگا اور ہو سکتا ہے کہ دنیا میں ہی تمہیں اسکی سزا دے دے۔ وَیَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ۔ یہ ماقبل کی علت ہے یعنی اللہ تعالیٰ زمین وآسمان کے تمام معلومات اور حقائق پر حاوی اور ہر چیز پر قادر بھی ہے اس لئے وہ کافروں سے تمہاری پوشیدہ دوستی کو جانتا اور اس پر سزا بھی دے سکتا ہے۔ ۴۲ یوم کا عامل تَوَدُّ ہے جو بعد میں آرہا ہے اور یہ تخویف اخروی ہے۔ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَیْنَهَا وَبَیْنَهٗٓ اَمَدًۢا بَعِیْدًا۔ قیامت کے دن جب ہر آدمی کے نیک اور برے اعمال اس کے سامنے کر دیئے جائیں گے اور اعمال کا حساب کتاب ہوگا تو ہر آدمی تمنا کرے گا کہ کاش! اس کے اور اس کے بداعمال کے درمیان بہت فاصلہ ہوتا اور وہ ان کو نہ دیکھ پاتا۔ فیکون الضمیر فی بینه عائدا الی ما عملت من سوء (بحر ج ۲ ص ۴۲۷) ۴۳ اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کی عین رحمت اور مہربانی ہے کہ وہ اپنے بندوں کو اپنے عذاب سے ڈراتا ہے تاکہ وہ اس کی نافرمانیوں سے باز رہیں اور اسی کی اطاعت کریں اور اسی میں ان کی دینی اور دنیوی بھلائی ہے ۴۴ یہ فان اللہ لا یحب الکفرین تک تخویف علی سبیل الترقی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو حکم دیا کہ آپ مسلمانوں سے کہہ دیں کہ کافروں سے دوستی مت کرو بلکہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات کو اپنی محبت کا مرکز بناؤ اور اللہ کی محبت کی علامت یہ ہے کہ اللہ کے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرو اگر پیغمبر کی اطاعت سے روگردانی کرو گے تو اسلام سے خارج ہو کر کافروں میں شامل ہو جاؤ گے اور کافروں کا انجام سب سے بدتر ہوگا۔ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ یہ امر کا جواب ہے یعنی جب تم میری اطاعت کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہو جائے گا اور تم سے محبت کرے گا۔ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ یہ یُحْبِبْکُمْ پر معطوف ہے۔ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْکٰفِرِیْنَ ۝ لیکن اگر وہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے اعراض کریں تو اللہ تعالیٰ ایسے کافروں کو پسند نہیں کرتا اور انہیں اپنے انعام واکرام سے نہیں نوازتا۔

ذکر توحید بار چہارم

۴۵ ذریة۔ الین سے بدل یا حال واقع ہے۔ نصب علی البدلیة من الآلین او الحالیة منهما (روح ج ۳ ص ۱۳۲) یہود ونصاریٰ اس شبہ میں گرفتار تھے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو باقی مخلوق سے منتخب کر کے سب سے اونچا مقام اور مرتبہ عطا فرمایا ہے اور انہیں خاص خاص اختیارات بھی عطا کئے ہیں۔ چنانچہ یہودیوں نے حضرت عزیر علیہ السلام کو اور عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کارساز اور معبود سمجھ کر پکارنا اور پوجنا شروع کر دیا اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہ تمام انبیاء علیہم السلام باوجود علو مرتبت اور رفعت شان کے انسان اور بشر تھے اور باہم ایک دوسرے کی اولاد اور نسل تھے اور اپنی پیدائش اور بقا میں محتاج تھے۔ اس لئے وہ معبود اور کارساز نہیں ہو سکتے۔ ان نصاری نجران لما غلوا فی عیسی علیه الصلوة والسلام وجعلوه ابن اللہ سبحانه و اتخذوه الٰها نزلت ردا علیهم و اعلاما لهم بانه من ذریة البشر المنتقلین فی الاطوار المستحیلة علی الالٰه (روح ج ۳ ص ۱۳۰، بحر ج ۲ ص ۴۳۴) وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ اس آیت کا حاصل یہ ہے کہ جن بزرگوں سے متعلق معبود ہونے کا شبہ تھا اسے دو طرح سے رفع کیا گیا۔ اول اس طرح کہ یہ حضرات باہم والد ومولود ہیں۔ دوم۔ یہ حضرات ہر چیز کو جاننے اور سننے والے نہیں ہیں۔ سمیع بکل شیء اور علیم بکل شیء صرف اللہ کی صفت ہے۔ اس لئے وہی معبود برحق ہے۔ اور اس کے سوا کوئی معبود اور کارساز نہیں۔ ۴۶ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ حضرت مریم صدیقہ کو بھی معبود مانتے تھے۔ انہیں شبہ اسلئے ہوا کہ بچپن ہی میں بے موسم کے پھل ان کے پاس موجود ہوتے تھے۔ تو اس سے انہوں نے یہ سمجھا کہ ان کو کچھ مافوق الاسباب اختیار حاصل تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب ارشاد فرمایا کہ دیکھو تو سہی حضرت مریم کتنی دعاؤں کے بعد پیدا ہوئیں اور کس طرح ان کی پرورش کی گئی۔ بھلا جو اپنی پیدائش اور پرورش میں دوسروں کی محتاج ہو وہ کس طرح معبود بن سکتی ہے۔

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٣١﴾ قُلْ
اور بخشے گناہ تمہارے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۱ تو کہہ
أَطِيعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُولَ ۚ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ
حکم مانو اللہ کا اور رسول کا ۱ پھر اگر اعراض کریں تو اللہ کو محبت نہیں
الْكٰفِرِينَ ﴿٣٢﴾ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىٓ اٰدَمَ وَنُوحًا وَّاٰلَ
ہے کافروں سے ف۲ ف۱ بیشک اللہ نے پسند کیا آدم کو اور نوح کو اور ابراہیم
إِبْرٰهِيمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِينَ ﴿٣٣﴾ ذُرِّيَّةً ۢ بَعْضُهَا
کے گھر کو اور عمران کے گھر کو سارے جہان سے ف۳ ۳ جو اولاد تھے ایک دوسرے
مِنْ ۢ بَعْضٍ ۗ وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٣٤﴾ إِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ
کی ۴۵ اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے جب کہا عمران کی عورت
عِمْرٰنَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا
نے کہ اے رب میں نے نذر کیا تیرے جو کچھ میرے پیٹ میں ہے سب سے آزاد
فَتَقَبَّلْ مِنِّي ۚ إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٣٥﴾ فَلَمَّا
رکھ کر سو تو مجھ سے قبول کر بیشک تو ہی ہے اصل سننے والا اور جاننے والا ۴۶ ف۴ پھر جب
وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَآ أُنْثٰى ۗ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ
اس کو جنا بولی اے رب میں نے تو اس کو لڑکی جنی ۴۷ اور اللہ کو خوب
بِمَا وَضَعَتْ ۗ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثٰى ۚ وَإِنِّي سَمَّيْتُهَا
معلوم ہے جو کچھ اس نے جنا اور بیٹا نہ ہو جیسی وہ بیٹی ۴۸ ف۲ اور میں نے اس کا
مَرْيَمَ وَإِنِّيٓ أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ
نام رکھا مریم اور میں تیری پناہ میں دیتی ہوں اسکو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود
الرَّجِيمِ ﴿٣٦﴾ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَّأَنْۢبَتَهَا
سے ۴۹ ف۵ پھر قبول کیا اس کو اس کے رب نے اچھی طرح کا قبول ۵۰ اور بڑھایا

س۱ ذکرِ توحید بار چہارم انبیاء علیہم السلام اللہ کے برگزیدہ ہیں لیکن پکارے جانے کے لائق نہیں ۱۲

س۲ یہ قید مقصودی ہے ۱۲

س۳ مائی مریم اور انکی والدہ معبود نہیں بن سکتیں ۱۲

جب حضرت مریم کی والدہ امید سے ہوئیں تو انہوں نے نذر مانی کہ اے اللہ میرے بطن سے جو بچہ پیدا ہوگا وہ تیری عبادت اور تیرے گھر کی خدمت کے لئے وقف ہوگا۔ لک میں لام تعلیل کے لئے ہے واللام من لک للتعلیل والمراد لخدمۃ بیتک (روح۔ ج ۳ ص ۱۳۳) ومعنی لک ای لعبادتک (قرطبی ج ۴ ص ۶۶) ان کی شریعت میں اس قسم کی نذر ماننا جائز تھا ۴۷ جب لڑکی پیدا ہوئی تو انہیں افسوس ہوا اور اللہ تعالیٰ سے مناجات کرنے لگیں کہ یہ تو لڑکی ہے اب میں اپنی نذر پوری نہیں کر سکتی اگر لڑکا ہوتا تو اسے تو اللہ کے گھر کی خدمت کے لئے وقف کر دیا جاتا۔ کیونکہ اسرائیلی شریعت میں لڑکی سے یہ خدمت نہیں لی جا سکتی تھی ۴۸ یہ جملہ معترضہ ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ حضرت مریم کی والدہ کا مقولہ نہیں ہے یعنی اللہ کو خوب معلوم ہے کہ اس کے لڑکی پیدا ہوئی ہے اور اس لڑکی کی جگہ اگر لڑکا پیدا ہوتا تو وہ اس لڑکی کے برابر نہ ہوتا کیونکہ جو اسرار و رموز اس لڑکی سے وابستہ ہیں۔ وہ اس کے لڑکا ہونے کی صورت میں مفقود ہوتے۔ ولیس الذکر الذی طلبت کالانثی التی وھبت لہا واللام فیہما للعہد (مدارک ج ۱ ص ۱۲۰) ۴۹ یہ حضرت مریم کی والدہ کا مقولہ ہے وہ اللہ تعالیٰ سے مناجات کرتی ہوئی کہتی ہیں کہ اے اللہ میں نے اس بچی کا نام مریم رکھا ہے اور اسے اور اس کی اولاد کو شیطان کے شر سے تیری پناہ اور حفاظت میں دیتی ہوں۔ کس قدر خالص توحید کا جذبہ ہے۔ بلاشبہ ہر قسم کے شر سے صرف اللہ ہی محفوظ رکھ سکتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی جیسا کہ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو شیطان اسکے پہلو میں انگلی سے چوکا لگاتا ہے جس کی وجہ سے وہ چیخ اٹھتا ہے لیکن مریم اور اس کے بیٹے کو اللہ نے شیطان کے چوکے سے محفوظ رکھا (قرطبی ج ۴ ص ۶۸، روح ج ۳ ص ۱۳۶ وغیرہ) ۵۰ اسرائیلی شریعت میں اگرچہ خدمت مسجد کے لئے باشعور اور عاقل لڑکے ہی کی نذر قبول ہو سکتی تھی اور لڑکی کی نذر قبول نہیں ہوتی تھی لیکن حضرت مریم کی والدہ کا اخلاص اور ان کی تضرع و زاری اللہ کو پسند آئی۔ اس لئے اس نے حضرت مریم کی کمسنی ہی میں نذر قبول فرمائی (کبیر ج ۲ ص ۶۵۸، روح ج ۳ ص ۱۳۸) وَ اَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا اور جسمانی روحانی اور اخلاقی اعتبار سے اس بچی کی بہت عمدہ تربیت فرمائی۔ عبارۃ عن حسن النشأۃ والجودۃ فی خلق وخلق فانشأہا علی الطاعۃ والعبادۃ (بحر ج ۲ ص ۴۴۱) ۵۱ محراب کے معنی حجرے اور خلوت گاہ کے ہیں۔ رزق سے کھانے پینے کی چیزیں مراد ہیں اور رزقا کی تنوین تفخیم کے لئے ہے اور کلما تکرار فعل پر دلالت کرتا ہے۔ حضرت مریم کے والدان کے بچپن ہی میں وفات پا چکے تھے اسلئے ان کی پرورش کا سوال پیدا ہوا تو اس کا فیصلہ قرعہ کے ذریعے کیا گیا جس کا ذکر آگے آتا ہے۔ قرعہ حضرت زکریا علیہ السلام کے نام نکلا آپ رشتہ میں حضرت مریم کے خالو بھی تھے اسلئے وہی انکے کفیل ہوئے۔ حضرت زکریا علیہ السلام جب بھی حضرت مریم کے حجرہ میں آتے انکے پاس بے موسم کے ترو تازہ پھل دیکھتے۔ تواترت الروایات بہ ان زکریا علیہ السلام کان یجد عندہا فاکہۃ الشتاء فی الصیف وفاکہۃ الصیف فی الشتاء (کبیر ج ۲ ص ۶۶۰) ۵۲ حضرت زکریا علیہ السلام ان سے پوچھتے کہ اے مریم یہ ترو تازہ پھل کہاں سے آئے ہیں۔ تو وہ جواب دیتیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہیں اور اللہ نے کسی انسان کے واسطہ کے بغیر مجھے دیئے ہیں میں اپنے اختیار سے کہیں سے نہیں لائی ہوں۔ اس سے عیسائیوں کے اس شبہ کا ازالہ کر دیا۔ کہ

موضح قرآن۔ ف۱ یعنی کوئی کسی کی محبت کا دعویٰ کرے تو اس طرح محبت کرے جسطرح محبوب چاہے نہ جسطرح اپنا جی چاہے اور اسی طرح چاہے تو محبوب اسکو چاہے اور بندوں کو چاہے تو یہی کہ ان پر مہربان ہو اور گناہ پر نہ پکڑے اور خیالات عبث ہیں ف۲ یعنی بندے کی محبت یہی کہ شوق سے اللہ کے کام پر اور حکم پر دوڑے اب آگے سے مذکور ہے کہ اللہ نے حضرت مریم کو اور حضرت عیسیٰ کو محبت کے یا پسند کے لفظ فرمائے ہیں۔ سو محبت اللہ کی بندوں پر تو وہی ہے جو سن چکے اور بندے کے لفظ اکثر مقربوں کو فرمائے ہیں ایسے لفظوں سے شبہ نہ کھانا چاہیئے۔ ف۳ عمران حضرت موسیٰ کے باپ کا نام بھی ہے اور حضرت مریم کے باپ کا نام بھی ہے شاید یہاں یہی منظور ہے ف۴۔ اس امت میں دستور تھا کہ بعضے لڑکوں کو ماں باپ اپنے حق سے آزاد کرتے اور اللہ کی نیاز کرتے پھر تمام عمر انکو دنیا کے کام میں نہ لگاتے اور ہمیشہ مسجد میں وہ عبادت کیا کرتے عمران کی عورت کو حمل تھا اس نے آگے سے یہی نذر کر رکھی ف۵ یہ بیچ میں اللہ نے فرمایا کہ اللہ کو بہتر معلوم ہے اور بیٹا نہ ہو جیسی وہ بیٹی۔ باقی اسکا کلام ہے وہ ناامید ہوئی کہ میری نذر پوری نہ پڑی کیونکہ دستور لڑکی کے نیاز کرنے کا نہ تھا ______ **فتح الرحمٰن** ف۱ مترجم گوید کہ نصاری با حضرت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم در باب عیسیٰ علیہ السلام گفتگو کردند حق سبحانہ وتعالیٰ ایں آیات نازل ساخت بعد از نزول آیتہا نصاری را بمباہلہ دعوت کردند عاجز شدہ جزیہ قبول نمودند واللہ اعلم ۱۲ ف۲ یعنی دختر خدمت بیت المقدس را نمی شاید ۱۲

نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۚ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا
اس کو اچھی طرح بڑھانا اور سپرد کی زکریا کو جس وقت آتے اس کے پاس زکریا
الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى
حجرے میں پاتے اس کے پاس کچھ کھانا ف۵۱ ف۱ کہا اے مریم کہاں سے آیا
لَكِ هٰذَا ۭ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ
تیرے پاس یہ کہنے لگی یہ اللہ کے ۲ پاس سے آتا ہے ف۵۲ اللہ رزق دیتا ہے۔ جس
يَّشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ㊲ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ
کو چاہے بے قیاس ف۵۳ ف۱ وہیں دعا کی زکریا نے اپنے رب سے کہا
رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ
اے رب میرے عطا کر مجھ کو اپنے پاس سے اولاد پاکیزہ ف۵۴ بیشک تو سننے والا ہے
الدُّعَاۗءِ فَنَادَتْهُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ وَهُوَ قَاۗىِٕمٌ يُّصَلِّيْ فِي
دعا کا پھر اس کو آواز دی فرشتوں نے جب وہ کھڑے تھے نماز میں
الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ
حجرے کے اندر کہ اللہ تجھ کو خوشخبری دیتا ہے یحییٰ کی ف۵۵ جو گواہی دے گا اللہ کے
مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ㊴
ایک حکم کی ف۲ اور سردار ہوگا اور عورت کے پاس نہ جاوے گا اور نبی ہوگا صالحین سے ف۲ ف۵۶
قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَ
کہا اے رب کہاں سے ہوگا میرے لڑکا اور پہنچ چکا مجھ کو بڑھاپا اور
امْرَاَتِيْ عَاقِرٌ ۭ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاۗءُ ㊵ قَالَ
عورت میری بانجھ ہے ف۵۷ فرمایا اسی طرح اللہ کرتا ہے جو چاہے ف۵۸ کہا
رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۭ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ
اے رب مقرر کر میرے لئے کچھ نشانی ف۳ کہا نشانی تیرے لئے یہ ہے کہ نہ بات کرے گا تو لوگوں سے

منزل ۱

حضرت مریم اپنے اختیار سے بے موسم کے پھل حاصل کر لیتی تھیں۔ ف۵۳ اللہ کو یہ قدرت اور اختیار حاصل ہے کہ وہ جسے چاہے بلا حساب فراخی سے روزی عطا کرے اس میں کسی فرد بشر کو اختیار حاصل نہیں حضرت مریم صدیقہ پیغمبر نہیں تھیں بلکہ اولیاء اللہ میں سے تھیں۔ اسلئے بلا واسطہ بشر اس عجیب وغریب رزق کا اللہ کی طرف سے انکے پاس آنا انکی کرامت تھی۔ یہ آیت کرامات اولیاء کے حق ہونے کی واضح دلیل ہے۔ واستدل بالآیۃ جواز الکرامۃ للاولیاء لان مریم لا نبوۃ لھا علی المشھور وھذا ھو الذی ذھب الیہ اھل السنۃ والشیعۃ وخالف فی ذالک المعتزلۃ (روح ج ۳ ص ۱۴۰)

ایک شبہ کا جواب:- ف۵۴ حضرت زکریا علیہ السلام کے یہاں ایسی عمر میں بچے کے پیدا ہونے سے جس میں عادۃً بچہ پیدا نہیں ہو سکتا عیسائی اس شبہ میں پڑ گئے کہ حضرت زکریا علیہ السلام کو کچھ تصرف اور اختیار حاصل تھا جس کی وجہ سے ان کے یہاں بڑھاپے میں بیٹا پیدا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اسکی تردید فرمائی۔ ھنالک ظرف ہے زمان اور مکان دونوں کے لئے یہاں مکان کی طرف اشارہ ہے یعنی جب حضرت زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم کے پاس بے موسم کے میوے دیکھے تو وہیں اللہ سے دعا کی اور خیال کیا کہ جو اللہ مریم کو بے موسم کا پھل دے سکتا ہے وہ مجھے بھی اس بڑھاپے میں فرزند عطا کر سکتا ہے (روح ج ۳ ص ۱۴۴) اس سے معلوم ہوا کہ انکے تصرف واختیار میں تو کچھ نہیں تھا۔ بیٹے کے لئے تو وہ اللہ سے دعا کر رہے تھے۔ اسلئے وہ مالک ومختار یا متصرف کس طرح ہو سکتے ہیں۔ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَاۗءِ یہ بھی انکی دعا ہی کا حصہ ہے حرف تاکید اور جملہ اسمیہ لاکر حضرت زکریا علیہ السلام نے اللہ کے سامنے اعتراف کیا اے اللہ دعائیں قبول کرنے والا اور آرزوئیں بر لانے والا صرف تو ہی ہے تیرے سوا اور کوئی حاجت روا اور مشکل کشا نہیں۔ بھلا جو اس طرح اللہ سے التجا کرے وہ کس طرح معبود اور کارساز ہو سکتا ہے ف۵۵ فا تعقیب کیلئے ہے جو یہ ظاہر کرتی ہے کہ اس کا مابعد اس کے ماقبل پر مرتب ہے یعنی جب حضرت زکریا علیہ السلام نے بیٹے کی دعا کی تو اسکے نتیجہ میں اللہ نے انکی دعا قبول فرمائی اور بیٹے کی خوشخبری سنانے کے لئے فرشتے انکے پاس بھیجے۔ چنانچہ جب حضرت زکریا علیہ السلام اپنے حجرہ میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے اس وقت فرشتوں نے آپ کو خوشخبری دی ف۵۶ مصدقا مع معطوفات یحییٰ سے حال ہے اور کلمہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مراد ہیں چنانچہ یہی حضرت ابن عباس، مجاہد، قتادہ اور اجلہ مفسرین سے منقول ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کلمہ اسلئے کہا گیا کہ انکی پیدائش اسباب عادیہ کے بغیر محض لفظ کن سے ہوئی۔ والمراد بالکلمۃ عیسیٰ علیہ السلام وھو المروی عن ابن عباس ومجاھد وقتادۃ وعلیہ اجلۃ المفسرین وانما سمی عیسیٰ علیہ السلام بذالک لانہ وجد بکلمۃ کن من دون توسط سبب عادی الخ (روح ج ۳ ص ۱۴۷) یعنی عیسیٰ علیہ السلام فی قول اکثر المفسرین وسمی عیسیٰ کلمۃ لانہ کان بکلمۃ اللہ تعالیٰ التی ھی کن فکان من غیر اب (قرطبی ج ۴ ص ۷۶) اس سے معلوم ہوا کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی حیثیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے نقیب اور تصدیق کنندہ کی تھی۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی اس بات کی تصدیق کی جو کتب سابقہ میں لکھی ہوئی تھی کہ میں ایک شخص کو بغیر باپ کے پیدا کروں گا بعض مفسرین نے تصدیق سے ایمان مراد لیا ہے۔ چنانچہ وہ سب سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے اور اس بات کی تصدیق کی کہ وہ کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں۔ واریدبھذا التصدیق الایمان وھو اول من اٰمن بعیسیٰ علیہ السلام

ف۱ جواب شبہ متعلقہ مائی مریم ۱۲

ف۲ جواب شبہ متعلقہ حضرت زکریا علیہ السلام ۱۲

موضح قرآن ف۱ انکی ماں نے خواب دیکھا کہ اگرچہ یہ لڑکی ہے اللہ نے یہی نیاز میں قبول کی اسکو مسجد میں لے جا وہ لے گئی۔ مسجد کے بزرگوں نے پہلے کہا کہ لڑکی کا رکھنا دستور نہیں جب اسکا خواب سنا تب قبول کیا اور حضرت زکریا کی عورت انکی خالہ تھی۔ وہی رکھنے لگی انکے واسطے الگ مسجد میں ایک حجرہ بنایا۔ دن کو یہ وہاں عبادت کرتیں۔ رات کو حضرت زکریا اپنے ساتھ گھر لے جاتے ان سے یہ کرامت دیکھی کہ بے موسم میوہ خدا کے یہاں سے آیا تب حضرت زکریا جو ساری عمر اولاد سے نا امید تھے اب امیدوار ہوئے کہ شاید میوے بے موسم مجھ کو بھی ملے اسی جگہ اولاد کی دعا کی ف۲ گواہی دے گا اللہ کے حکم کی یعنے مسیح کی جو حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے۔ حضرت یحییٰ لوگوں کو آگے سے خبر دیتے تھے۔ حضرت عیسیٰ کو اللہ نے خطاب دیا ہی اپنا حکم یعنے محض حکم سے پیدا ہوئے بغیر باپ کے۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی میوۂ زمستان در تابستان ومیوہ تابستان در زمستان ۱۲ ف۲ یعنی عیسےٰ علیہ السلام را باور دارد ۱۲ ف۳ یعنی نشان حمل آں فرزند ۱۲

وصدق انه كلمة الله تعالى و روح منه فى المشهور (روح ج ٣ ص ١٤١، كبير ج ٢ ص ٦٦٤) سیدا سے مراد ہے دین کے معاملات میں راہنما اور پاکبازی میں سب سے فائق اور برتر۔ حصورا جو اپنے نفس پر قابو رکھتا ہو اور لذات وشہوات اور گناہوں سے کنارہ کش ہو۔ نبیا کے ساتھ من الصالحین کی قید بظاہر زائد معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ ہر نبی لازمی طور پر صالح ہوتا ہے لیکن یہ قید صلاح کا اعلے درجہ بیان کرنے کے لئے ذکر کی گئی ہے اور اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ان کو صلاح وتقوے کا درجۂ اتم حاصل تھا۔ یہانتک کہ انہوں نے زندگی بھر گناہ کا خیال تک نہیں کیا۔ كذا فى الكبير ج ٢ ص ٦٦٥ ٥٧ انّٰی بمعنی کیف ہے اور وقد بلغنی الکبر اور وامرأتی عاقر دونوں جملے حالیہ ہیں اور لی میں یائے متکلم سے حال ہیں۔ خوشخبری سن کر حضرت زکریا علیہ السلام کو اس پر تعجب ہوا کہ بیٹا پیدا ہونے کے ظاہری اسباب مفقود ہیں۔ میں ہوں تو ننانوے سال کا بوڑھا۔ بیوی ہے تو وہ سرے سے قابل ولادت ہی نہیں۔ اسلئے ان حالات میں ہمارے ہاں بیٹے کا پیدا ہونا بلاشبہ اللہ تعالے کی عظیم قدرت پر دلالت کرتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالے کی قدرت کاملہ پر ان الفاظ میں تعجب کا اظہار کرتے ہیں ٥٨ اللہ تعالے نے جواب دیا کہ میری قدرت کاملہ کی کوئی انتہا نہیں اسی طرح خلاف عادت بلا اسباب عادیہ میں جو چاہوں کر سکتا ہوں۔ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ط اب اللہ سے دعا کی کہ کوئی ایسی علامت مقرر کی جائے۔ جس سے معلوم ہوجائے کہ بیوی امید سے ہے تاکہ اس نعمت کا شکریہ ادا کرنے کا سامان پہلے ہی سے کیا جاسکے اور ظہور عادی تک اس میں تاخیر نہ ہو نیز بطور شکر نعمت پہلے سے زیادہ عبادت کروں ای علامة اعلم بها وقت حمل امرأتی فازید فی العبادة شكرا لك (معالم وخازن ج ١ ص ٢٩٠) ليتلقى تلك النعمة بالشكر حين حصولها ولا يؤخر حتى تظهر ظهورا معتادا (روح ج ٣ ص ١٥٠) ٥٩ چنانچہ اللہ تعالے نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے گھر میں حمل کی علامت یہ ہوگی کہ تم متواتر تین دن تک لوگوں سے بات چیت نہیں کر سکو گے۔ تمہاری زبان بند ہوجائے گی اور تین دن صرف اشاروں ہی سے کام چلاؤ گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ انه تعالى حبس لسانه ثلثة ايام فلم يقدر ان يكلم الناس الا رمزا (كبير ج ٢ ص ٦٦٨) ٦٠ زوال آفتاب سے غروب تک کو عشی اور صبح صادق سے چاشت تک کو ابکار کہتے ہیں۔ تسبیح سے بعض مفسرین نے نماز مراد لی ہے اور بعض نے ذکر سے ذکر قلبی اور تسبیح سے ذکر لسانی مراد لیا ہے مطلب یہ کہ ان ایام میں شکر نعمت کے طور پر صبح شام زیادہ سے زیادہ اللہ تعالے کا ذکر کرنا۔

نتیجہ:۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے بیٹے کی اللہ سے دعا کی۔ جب بیٹے کی خوشخبری ملی تو اللہ کی قدرت کاملہ پر تعجب کا اظہار کیا یہ چیزیں عجز واحتیاج اور نقصان قدرت پر دلالت کرتی ہیں۔ پھر بیوی کے حاملہ ہونے کی اللہ سے علامت دریافت کرتے ہیں جو نقصان علم کی دلیل ہے۔ اس لئے وہ معبود ومستعان بننے کے لائق نہیں ہیں۔ ٦١ حضرت عیسے علیہ السلام چونکہ قدرت خداوندی سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے اور بچپن میں ہی باتیں بھی کی تھیں اور پھر جب بڑے ہوئے تو ان کے ہاتھوں پر بڑے عجیب وغریب معجزے ظاہر ہوئے مثلاً مٹی کے پرندے میں جان ڈالنا، مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو تندرست کرنا۔ مردوں کو زندہ کرنا اور لوگوں کو ان کی پوشیدہ باتیں بتانا۔ تو ان تمام چیزوں سے یہود ونصاریٰ کے دلوں میں مختلف شبہات پیدا ہوئے

اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ۭ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَ
تین دن مگر اشارہ سے ٥٩ اور یاد کر اپنے رب کو بہت اور تسبیح کر شام اور
الْاِبْكَارِ ع ﴿٤١﴾ وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ
صبح ٦٠ ف١ اور جب فرشتے بولے اے مریم اللہ نے تجھ کو پسند کیا
وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰىكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٤٢﴾ يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ
اور ستھرا بنایا اور پسند کیا تجھ کو سب جہان کی عورتوں پر ٦١ اے مریم بندگی
لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ذٰلِكَ
کر اپنے رب کی اور سجدہ کر اور رکوع کر رکوع کرنیوالوں کے ساتھ ٦٢ یہ خبریں
مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۭ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ
غیب کی ہیں۔ ہم جو بھیجتے ہیں تجھ کو اور تو نہ تھا ان کے پاس
اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۠ وَمَا كُنْتَ
جب ڈالنے لگے اپنے قلم ف٢ کہ کون ہے پرورش میں لے مریم کو اور تو نہ تھا
لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ
ان کے پاس جب وہ جھگڑتے تھے ٦٣ ف٣ جب کہا فرشتوں نے اے مریم اللہ
اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ڰ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ
تجھ کو بشارت دیتا ہے ایک اپنے حکم کی جس کا نام مسیح ہے عیسے بیٹا
مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿٤٥﴾
مریم کا مرتبہ والا دنیا میں اور آخرت میں اور اللہ کے مقربوں میں ٦٤ ف٤
وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٤٦﴾
اور باتیں کرے گا لوگوں سے جب کہ ماں کی گود میں ہو گا اور جبکہ پوری عمر کا ہوگا اور نیک بختوں ٦٥
قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ ۭ قَالَ
ف میں ہے۔ بولی اے رب کہاں سے ہوگا میرے لڑکا اور مجھ کو ہاتھ نہیں لگایا کسی آدمی نے ٦٦ فرمایا

٤ ع ١١ ١٢

١ بچی تو دیا ہے لیکن معبود نہیں بن سکیں ١٢

٢ جملہ معترضہ برائے بیان صداقت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ١٢

٣ جواب شبہ متعلقہ حضرت مسیح علیہ السلام ١٢

موضح قرآن ف١ پھر جب حضرت یحییٰ ماں کے پیٹ میں پڑے تو حضرت زکریا کی تین روز یہی حالت رہی کہ آدمی سے کلام نہ کر سکے اسوقت انکی عمر ایک کم سو برس کی تھی اور انکی عورت کی عمر دو کم سو اور انہی دنوں میں حضرت مریم کے پیٹ میں حضرت عیسےٰ پیدا ہوئے ١٢ منہ رحمہ اللہ تعالی ف٢ مسجد کے بزرگوں نے جب حضرت مریم کی ماں کا خواب سنا تو سب لگے چاہنے کہ ہم پالیں مریم کو فیصل اس پر ہوا کہ ہر ایک نے اپنا قلم جس سے لکھتے تھے۔ بہتے پانی میں ڈالا سب کے قلم بہاؤ پر بہے اور حضرت زکریا کا قلم الٹا اوپر بہا تب ان ہی کیطرف انکا پالنا ٹھہرا۔ ١٢ منہ رحمہ اللہ ف٣ حضرت عیسے کی بشارت پہلے نبیوں نے دی تھی کہ مسیح پیدا ہوگا جس سے بنی اسرائیل کا عروج ہوگا۔ مسیح کے معنی جسکے ہاتھ لگانے سے بیمار اچھے ہوں یا جسکو کہیں دھنی نہ ہو ہمیشہ سیاحی میں رہے سو حضرت عیسے پیدا ہوئے اور یہود انکو نہیں مانتے۔ جب یہود میں دجال پیدا ہوگا وہ آپ کو مسیح کہے گا یہود اس کو مسیح جانیں گے ١٢ منہ رحمہ اللہ ف٤ یعنی ہدایت کی باتیں سکھاوے گا لوگوں کو سو وہ باتیں حضرت عیسے نے ماں کی گود میں کہیں یا نبی ہو کر کہیں ١٢ منہ رحمہ اللہ تعالی

فتح الرحمٰن ف١ یعنی قرعہ می انداختند ١٢

یہودیوں نے حضرت مریم صدیقہ کے بارے میں زبان طعن درازی کی اور ان پر بدکاری کی تہمت لگائی۔ دوسری طرف عیسائیوں نے افراط سے کام لے کر حضرت مریم اور حضرت عیسےٰ علیہما السلام کو مافوق الاسباب قدرت اور تصرف واختیار کا مالک قرار دیا اور انہیں حاجات اور مشکلات میں پکارنے لگے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے یہود ونصاریٰ کے یہ تمام شبہات دور فرمائے۔ پہلے حضرت مریم صدیقہ کی عفت اور پاکدامنی کی شہادت دی کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی پیدائش محض قدرت خداوندی سے بغیر باپ کے ہوئی ہے اور حضرت مریم صدیقہ عفیفہ اور پاکدامن ہیں۔ اس کے بعد حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے معجزات کا ذکر کر کے فرمایا کہ یہ تمام معجزے محض اللہ کے حکم سے ان کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے ان کے ظہور میں انکے تصرف اور اختیار کو کوئی دخل نہ تھا۔ اسکے ضمن میں حضرت مریم کی الوہیت کی بھی تردید فرمادی۔ اصطفٰک تجھے باقی تمام خدام بیت اللہ پر فوقیت دی اور خصوصی خوبیوں سے ممتاز فرمایا۔ وطہرک اخلاق ذمیمہ، عادات قبیحہ، کفر ومعصیت یا حیض ونفاس وغیرہ سے پاک رکھا واصطفٰک علی نساء العلمین یہاں نساء العلمین سے حضرت مریم کے زمانہ کی عورتیں مراد ہیں اور مطلب یہ ہے کہ اللہ نے ان کو اس زمانہ کی عورتوں پر فوقیت اور بزرگی عطا کی اسلئے اس سے ان کا حضرت فاطمۃ الزہرا حضرت عائشہ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہن سے افضل ہونا لازم نہیں آتا۔ والتفصیل فی روح المعانی ج ۳ ص ۱۰۵-۷۔ ۶۲ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت مریم اللہ کی طرف سے اللہ کی عبادت کرنے اور اسکے آگے رکوع اور سجدہ کرنے پر مامور تھیں لہٰذا وہ معبود اور الٰہ نہیں ہوسکتیں ۶۳ یہ جملہ معترضہ ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر دلالت کرتا ہے۔ یہ واقعات جو آپ بیان کر رہے ہیں۔ یہ سب سینکڑوں برس پہلے کے ہیں۔ ان واقعات میں آپ موجود نہیں تھے لیکن اس کے باوجود آپ ان کی صحیح صحیح تفصیلات بیان فرما رہے ہیں۔ لہٰذا یہ اس بات کی بیّن دلیل ہے کہ یہ غیب کی خبریں اللہ تعالےٰ نے آپ کو بذریعہ وحی بتائی ہیں اور آپ اللہ کے سچے نبی ہیں۔ فیہ دلالۃ علی نبوۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم حیث اخبر من قصۃ زکریا ومریم ولم یکن قرا الکتب واخبر عن ذالک وصدقہ اھل الکتاب بذالک (قرطبی ج ۴ ص ۸۵) حضرت مریم کے والد چونکہ پہلے ہی فوت ہوچکے تھے اسلئے ان کی پرورش کا سوال پیدا ہوا تو ہیکل سلیمانی کے تمام خدام باہم جھگڑنے لگے ہر ایک کی یہ خواہش تھی کہ حضرت مریم کی کفالت اس کے سپرد ہو۔ چنانچہ اس جھگڑے کو قرعہ کے ذریعے طے کیا گیا۔ قرعہ ڈالنے کا یہ طریقہ اختیار کیا گیا کہ ہر مدعی اپنا اپنا قلم لائے ان سب قلموں کو بہتے ہوئے پانی میں ڈالا جائے۔ جس کا قلم ٹھہرا رہے اور پانی کے ساتھ بہ نہ جائے اسے کفالت کا حقدار قرار دیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور اس طرح قرعہ حضرت زکریا علیہ السلام کے نام پڑا۔ (قرطبی ج ۴ ص ۸۶) بعض نے لکھا ہے کہ جو حقدار ہوگا اس کا قلم پانی کے بہاؤ کی مخالف سمت کو حرکت کرے گا (کبیر ج ۲ ص ۲۷۶) بہرحال یہ حضرت زکریا علیہ السلام کا ایک معجزہ تھا ۶۴ یہاں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر شروع ہوتا ہے۔ پہلے اللہ تعالےٰ نے حضرت جبریل کو انسانی شکل میں حضرت مریم کے پاس بیٹے کی خوشخبری سنانے کے لئے بھیجا چنانچہ حضرت جبریل نے خوشخبری کے ساتھ یہ بھی واضح کر دیا کہ وہ محض کلمہ "کن" سے پیدا ہوگا اور اس کا نام عیسےٰ اور لقب مسیح ہوگا اور وہ ماں کی طرف منسوب ہوگا کیونکہ وہ باپ کے بغیر ہوگا۔ دنیا اور آخرت میں بڑی شان والا اور خدا کے مقربین میں سے ہوگا۔ ۶۵ یہ بھی فرشتے کا کلام ہے یعنی وہ بچہ شیرخوارگی کے زمانہ میں بھی باتیں کرے گا اور بڑھاپے میں بھی اور صالحین میں سے ہوگا شیرخوارگی کے زمانہ میں باتیں کرنا تو ایک معجزہ تھا۔ اسلئے اس کا ذکر کرنے کی وجہ تو سمجھ میں آتی ہے مگر بڑھاپے میں باتیں کرنا تو کوئی کمال نہیں پھر اسکے ذکر کی آخر کیا وجہ ہے۔ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ جب حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی عمر تینتیس ۳۳ برس کی ہوئی اس وقت اللہ نے ان کو آسمان پر اٹھالیا چنانچہ ابھی تک حضرت عیسےٰ علیہ السلام آسمان پر ہیں اور ان کا کہولت میں باتیں کرنا ابھی باقی ہے کیونکہ کہولت چالیس سال کے بعد سے شروع ہوتی ہے۔ اسلئے وہ آسمان سے اتریں گے اور دوبارہ زمین پر آکر چوبیس سال زندگی بسر کریں گے اور اس طرح کہولت میں باتیں کرنے کا خدائی وعدہ پورا ہوگا۔ وعلی ما ذکر فی سن الکھولۃ یراد بتکلیمہ علیہ السلام کھلا تکلیمہ لھم کذالک بعد نزولہ من السماء وبلوغہ ذالک السن بناء علی ما ذھب الیہ سعید بن المسیب وزید بن اسلم وغیرھما انہ علیہ السلام رفع الی السماء وھو ابن ثلاث وثلثین سنۃ وانہ سینزل الی الارض ویبقی حیا فیھا اربعا وعشرین سنۃ کما رواہ ابن جریر بسند صحیح (روح ج ۳ ص ۱۶۴، کبیر ج ۲ ص ۲۷۶، قرطبی ج ۴ ص ۹۰) ویکلم الناس فی المھد وکھلا قال (ابن زید) رفعہ اللہ الیہ قبل ان یکون کھلا قال وینزل کھلا (ابن جریر ج ۳ ص ۱۸۴) یہ آیت حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات اور رفع الی السماء کی واضح دلیل ہے۔ نیز یہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کے بطلان پر نص صریح ہے کہ اس سے ان کے تغیر احوال کا پتہ چلتا ہے مثلاً ماں کے پیٹ سے پیدا ہونا۔ طفل ہونا اور کہل ہونا وغیرہ اور جو ذات اس قدر متغیر اور انقلاب زمانہ سے متاثر ہو وہ معبود اور الٰہ بننے کے لائق نہیں۔ جیساکہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے۔ المراد منہ بیان کونہ متقلبا فی الاحوال من الصبا الی الکھولۃ والتغیر علی الالٰہ تعالیٰ محال والمراد منہ الرد علی وفد نجران فی قولھم ان عیسیٰ کان الٰہا (کبیر ج ۲ ص ۲۷۷) ۶۶ حضرت مریم چونکہ ابھی کنواری تھیں۔ اور نہایت ہی عفیفہ اور پاکدامن تھیں۔ اسلئے یہ خوشخبری سن کر تعجب اور حیرت سے بولیں کہ مجھے تو کسی مرد نے چھوا تک نہیں۔ میرے بیٹا کس طرح پیدا ہوگا۔ ۶۷ اس پر فرشتے نے کہا کہ تعجب کی کوئی بات نہیں۔ اللہ تعالےٰ اسی طرح ظاہری اسباب کے بغیر جو چاہتا ہے پیدا کرلیتا ہے۔ اس کے لئے یہ کام کوئی مشکل نہیں۔ جب وہ کوئی کام کرنا چاہتا ہے۔ تو بس اس کام کے مکمل ہوجانے کے لئے صرف اس کا ارادہ ہی کافی ہوتا ہے۔ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۝ یہ بھی فرشتے کا مقولہ ہے اور یبشرک پر معطوف ہے۔ فرشتے نے مزید کہا کہ اللہ تعالےٰ اس ہونے والے بچے کو کتاب وحکمت اور تورات وانجیل کا علم دے گا۔ یہاں الکتاب میں الف لام عہد کا ہے اور اس سے قرآن مراد ہے۔ اور حکمت سے سنت رسول اللہ یا پختہ باتیں مراد ہیں۔ جب حضرت عیسےٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے اس وقت قرآن وسنت کا علم ان کو اللہ کی طرف سے وہبی طور پر عطا ہوگا۔ وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ۔ رسولا کا عامل ناصب محذوف ہے ای یجعلہ رسولا (روح ج ۳ ص ۱۶۶) انی میں رسولا عامل ہے۔ یعنی وہ بچہ بنی اسرائیل کی طرف رسول ہوگا اور ان سے کہے گا کہ میں اللہ کی طرف سے تمہارے پاس اپنی صداقت کی نشانیاں لے کر آیا ہوں۔ ۶۸ یہ انی قد جئتکم سے بدل ہے اور اذن اللہ سے مراد امر اللہ ہے اور یہاں سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے معجزات کی تفصیل شروع ہوتی ہے ان کا ایک معجزہ تھا کہ وہ مٹی سے پرندے کی شکل بنا کر اس میں دم کردیتے تو وہ زندہ ہوجاتا۔ باذن اللہ کا اضافہ کر کے اس طرف اشارہ فرمایا کہ مٹی کے بت کا زندہ ہوجانا یہ محض اللہ کے حکم سے تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس میں کوئی تصرف یا اختیار نہیں تھا۔ والمراد بامر اللہ وانما نبہ بذالک الی ان احیاءہ من اللہ تعالیٰ ولکن بسبب النفخ ولیس ذالک لخصوصیۃ فی عیسیٰ علیہ السلام الخ (روح ج ۳ ص ۱۶۸) ۶۹ یہ اخلق پر معطوف ہے۔ اکمہ اسے کہتے ہیں۔ جو ماں کے پیٹ سے ہی اندھا پیدا ہوا ہو اور ابرص کوڑھی کو کہتے ہیں۔ یہ بھی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے معجزات تھے۔ جب انکے پاس کوئی علاج کے لئے آتا تو اللہ تعالےٰ سے دعا کرتے۔ تو اللہ شفا عطا کر دیتا۔ اسی طرح مردوں کو زندہ کرنے کے لئے بھی خدا سے دعا مانگتے اور یہ سب کچھ اللہ کی مشیت اور اسکے حکم سے ہوتا تھا۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو ان کاموں کا اختیار نہیں تھا۔ اسلئے وہ الٰہ اور معبود نہیں تھے۔ وکان یداویھم بالدعاء الی اللہ تعالیٰ بشرط الایمان (روح ج ۳ ص ۱۶۹) ۷۰ یہ بھی ان کا معجزہ تھا۔ وہ لوگوں کو بتادیتے تھے کہ وہ کیا کھا کر آئے ہیں۔ اور کیا گھر بچا کر رکھا ہے یہ بھی اللہ تعالےٰ کے بتانے سے انہیں معلوم ہوتا تھا۔ وہ خود غیب نہیں جانتے تھے۔ ۷۱ حضرت عیسےٰ علیہ السلام مذکورہ معجزات دکھا کر اپنی قوم سے کہیں گے کہ اگر ایمان لانا چاہو اور میری تصدیق کرنی چاہو تو یہ معجزات میری رسالت ونبوت کی بہت بڑی دلیل ہیں۔ کیونکہ یہ خارق عادت امور پیغمبر کے سوا کسی جھوٹے مدعی کے ہاتھ پر ہرگز ظاہر نہیں ہوسکتے۔ ۷۲ مصدقا کا عطف رسولا پر ہے۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا ایک فریضہ یہ بھی تھا کہ وہ تورات کی تصدیق کریں اور لوگوں کو بتائیں کہ تورات خدا کی کتاب ہے اور اسکی تعلیمات پر ایمان لانا اور ان پر عمل کرنا ضروری ہے وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ۔ تورات کے بعض احکام حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے ذریعے منسوخ بھی کئے گئے مثلاً کئی چیزیں جو تورات میں حرام تھیں حلال کر دی گئیں۔ وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ۔ مذکورہ دلائل میری نبوت ورسالت پر کافی ہیں۔ اسلئے خدا سے ڈرو۔ میرا انکار نہ کرو اور میری اطاعت کرو ۷۳ اور میرے ان حیرت انگیز اور تعجب خیز معجزات سے کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوجانا اور مجھے متصرف ومختار اور کارساز نہ سمجھ بیٹھنا میں خدا کا شریک نہیں ہوں بلکہ اللہ کا بندہ ہوں جو خدائے واحد تمہارا پروردگار ہے۔ وہی میرا پروردگار اور کارساز ہے۔ اسلئے صرف اسی کی عبادت کرو اور صرف اسے ہی پکارو اور یہی صراط مستقیم اور سیدھی راہ ہے جس کی طرف تمام انبیاء علیہم السلام دعوت دیتے رہے۔ ۷۴ یہاں کلام میں اندماج ہے یعنی فلما سے پہلے کچھ عبارت محذوف ہے ای فولد عیسیٰ کما بشرہ وبلغ قومہ الرسالۃ۔ یعنی جب حضرت عیسےٰ علیہ السلام حسب بشارت پیدا ہوچکے اور تبلیغ رسالت کا فریضہ انجام دیدیا تو یہودیوں نے ان کے خلاف حسد وبغض

کی وجہ سے سازشیں شروع کردیں۔ جب حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو ان کے کفر و انکار اور عداوت کا پتہ چلا تو انہوں نے اپنے ماننے والوں کو اپنی مدد اور نصرت کی دعوت دی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ فرشتے کا قول ورسولا الی بنی اسرائیل تک اور اس کے بعد اندماج ہو اور مذکورہ عبارت اس کے بعد محذوف ہو (کذا فی الروح ج ۳ ص ۱۷۴) اس سے بھی عیسائیوں کے عقیدۂ الوہیت مسیح کی تردید ہو گئی کہ جو شخص خود عالم اسباب میں مدد اور نصرت کا طالب ہے وہ کس طرح الٰہ بن سکتا اور دوسروں کی مشکل کشائی اور حاجت برآری کر سکتا ہے ۶۳ حواریین حواری کی جمع ہے یہ لوگ اپنے علاقہ کے سردار تھے اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام پر نہایت اخلاص سے ایمان لاچکے تھے وہ بول اٹھے کہ ہم اللہ کے دین کی خاطر آپکی مدد کریں گے۔ آپ اس پر گواہ رہیں کہ ہم ایمان لاچکے ہیں اور دل و جان سے اللہ کے فرمانبردار ہیں۔ وقیل کانوا ملوکا ..... قالہ ابن عون (قرطبی ج ۴ ص ۹۸) (کذا فی الکبیر ج ۲ ص ۶۸۴) ۶۴ حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے وعدہ نصرت کے بعد حواریوں نے اللہ سے مناجات شروع کر دی اور صدق نیت سے اقرار کر لیا کہ وہ اللہ کے نازل کردہ تمام احکام پر ایمان لے آئے ہیں اور اسکے پیغمبر کی اطاعت قبول کر چکے ہیں اسلئے انہیں بھی ان لوگوں کی فہرست میں شامل فرما لیا جائے جو اللہ کی توحید اور اس کے پیغمبروں کی صداقت کی گواہی دیتے ہیں ای اکتبنا فی جملۃ من تشھد لک بالتوحید ولانبیاءک بالتصدیق (کبیر ج ۲ ص ۶۸۴) اس سے معلوم ہوا کہ خود حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے صحابی جو مسیحی تھے وہ تو صرف اللہ ہی کو معبود مانتے تھے اور حضرت مسیح علیہ السلام سے متعلق ان کا صرف یہی نظریہ تھا کہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور ان کا اتباع ان پر لازم ہے ان کو الٰہ یا ابن اللہ کہنا وغیرہ خرافات تو انکے تصور میں بھی نہ تھیں ۶۵ مکر عربی کا لفظ ہے جس کے معنی گہری اور خفیہ تدبیر سوچنے کے ہیں۔ اور یہ چیز اپنے اصل کے اعتبار سے بری اور معیوب نہیں ہے اسلئے اللہ کی طرف اس کی نسبت بے کھٹکے جائز ہے۔ البتہ خفیہ تدبیر اگر کسی ناجائز کام کے لئے ہوگی تو معیوب و مذموم ہوگی مکروا کا فاعل یہودی ہیں یہ لوگ چونکہ مشرک اور بدعقیدہ تھے اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی توحید پرستی اور حق بیانی سے برہم ہو کر ان کے دشمن بن چکے تھے اس لئے انہوں نے ان پر الحاد اور بیدینی کا الزام لگا کر اپنی مذہبی عدالت سے ان کے کافر اور واجب القتل ہونے کا فیصلہ حاصل کر لیا۔ یہودی چونکہ رومیوں کی مشرک اور بت پرست حکومت کے ماتحت تھے اور رومی حکومت کی منظوری کے بغیر کسی کو قتل کی سزا نہیں دے سکتے تھے۔ اسلئے انہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام پر بغاوت کا ایک جھوٹا مقدمہ بھی قائم کر دیا اور رومی عدالت سے ان کے قتل کے احکام حاصل کر لئے اس وقت سزائے موت صلیب کے ذریعے دی جاتی تھی۔ اس لئے اب وہ ان کو سولی پر لٹکانے کی تیاریاں کرنے لگے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کی تمام تدبیریں خاک میں ملا دیں۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام کو ان سے بچا کر آسمان پر اٹھا لیا جب یہودی حضرت کو سولی کے لئے پکڑنے آئے تو جس آدمی کو اندر بھیجا اللہ نے اس کو حضرت مسیح علیہ السلام کا ہمشکل بنا دیا اور ان کو اوپر اٹھا لیا۔ چنانچہ یہودیوں نے اسی شخص کو مسیح سمجھ کر سولی پر لٹکا دیا۔ ۶۶ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ سے بھی عیسائیوں کے عقیدۂ الوہیت مسیح کی تردید ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر حضرت مسیح علیہ السلام الٰہ اور متصرف و مختار ہوتے تو یہودیوں کے مکر سے خود بخود بچ جاتے لیکن اس میں وہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت کے محتاج تھے متوفی توفی سے اسم فاعل ہے اور توفی کے معنی کسی چیز کو پورے طور پر لینے اور وصول کرنے کے ہیں۔ التوفی اخذ الشیٔ وافیا (کبیر ج ۲ ص ۶۸۹) اور رافعک ماقبل کی تفسیر ہے اور اذ ظرف مکروا کے متعلق ہے یعنی یہودی جب حضرت مسیح علیہ السلام کو قتل کرنے کی خفیہ تدبیریں سوچ رہے تھے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ خوشخبری سنا دی کہ میں تم کو پورا پورا یعنی روح مع الجسد آسمانوں پر اٹھا لوں گا۔ اور ان کافروں کے ناپاک منصوبوں سے تم کو بچا لوں گا۔ المراد آخذک وافیا بروحک وبدنک فیکون ورافعک الی کالمفسر لما قبلہ (روح ج ۳ ص ۱۷۹) اللہ تعالیٰ نے رافعک کے ساتھ اس سے پہلے متوفیک کا اضافہ فرمایا ہے۔ حالانکہ رفع الی السماء پر دلالت کرنے کے لئے رافعک الی ہی کافی تھا۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ اسکی وجہ بیان فرماتے ہیں کہ اگر صرف رافعک الی پر ہی اکتفا کیا جاتا تو اس سے شبہ ہو سکتا تھا کہ شاید حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی روح کا رفع ہوا ہے جسد کا نہیں ہوا۔ اس لئے متوفیک لاکر صراحت فرما دی کہ رفع روح مع الجسد ہوا ہے نہ کہ صرف روح کا ۔

كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۭ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا
اسی طرح اللہ پیدا کرتا ہے جو چاہے جب ارادہ کرتا ہے کسی کام کا تو یہی
يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (۴۷) وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَ
کہتا ہے اس کو ہو جا سو وہ ہو جاتا ہے ۶۷ اور سکھادے گا اس ف۱ کو کتاب اور
الْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ (۴۸) وَرَسُوْلًا
تہ کی باتیں اور توریت اور انجیل اور کرے گا اسکو پیغمبر
اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ڏ اَنِّىْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ
بنی اسرائیل کی طرف بیشک میں آیا ہوں تمہارے پاس نشانیاں لیکر
مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّىْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْــــَٔــةِ
تمہارے رب کی طرف سے کہ میں بنا دیتا ہوں تم کو گارے سے پرندہ کی شکل
الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ
پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو ہو جاتا ہے وہ اڑتا جانور اللہ کے حکم سے ۶۸
وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْىِ الْمَوْتٰى
اور اچھا کرتا ہوں مادر زاد اندھے کو اور کوڑھی کو اور جلاتا ہوں مردے
بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا
اللہ کے حکم سے ۶۹ اور بتا دیتا ہوں تم کو جو کھا کر آؤ اور جو
تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً
رکھ کر آؤ اپنے گھروں میں ۷۰ اس میں نشانی پوری ہے۔
لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ وَمُصَدِّقًا لِّمَا
تم کو اگر تم ایمان رکھتے ہو ف ۷۱ اور سچا بتاتا ہوں اپنے سے پہلی
بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ
کتاب کو جو توراۃ ہے ۷۲ اور اس واسطے کہ حلال کر دوں تم کو بعض

مر ۱ ای دیکھو "رسولا" ۱۲

موضح القرآن۔ ف۱۔ حضرت عیسےٰ کو توریت اور ہر کتاب بغیر پڑھے آتی تھی۔ اور یہ سب معجزے ہوتے تھے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

ولما علم الله ان من الناس من يخطر بباله ان الذی رفعه الله هو روحه لا جسده ذكر هذا الكلام ليدل على انه عليه الصلوٰة والسلام رفع بتمامه الى السماء بروحه وبجسده الخ (کبیر ج ۲ صہ ۴۸۹)

یہ آیت حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے زندہ آسمانوں پر اٹھائے جانے کی صریح اور واضح دلیل ہے اس کے علاوہ اور کئی آیتوں میں بھی اس کی صراحت ہے اور نزول مسیح کے بارے میں حدیثیں تو درجہ تواتر کو پہنچ چکی ہیں۔ جیسا کہ امام ابن جریر اور دیگر مفسرین نے کہا ہے۔ قال ابو جعفر واولى هذه الاقوال بالصحة عندنا قول من قال معنى ذالك انی قابضك من الارض ورافعك الی لتواتر الاخبار عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال ينزل عيسى بن مريم فيقتل الدجال ثم يمكث فی الارض۔ الخ (ابن جریر ج ۳ صہ ۱۸۴) چنانچہ ایک مرفوع روایت میں ہے جسے حضرت ابوہریرۃ روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جسکے قبضہ میں میری جان ہے۔ حضرت عیسےٰ ابن مریمؑ ضرور بالضرور تم میں حاکم عادل بن کر نازل ہوں گے الخ۔ الفاظ ملاحظہ ہوں۔ ان سعيد بن المسيب سمع ابا هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم والذی نفسی بيده ليوشكن ان ينزل فيكم ابن مريم حكما عدلا فيكسر الصليب ويقتل الخنزير ويضع الجزية الخ (صحیح بخاری ج ۱ صہ ۲۹۶ ، ج ۱ صہ ۳۳۶ ، ج ۱ صہ ۴۹۰) یہ روایت حدیث کی تمام متداول کتابوں میں موجود ہے۔ نزول کے بارے میں کتب حدیث میں جتنی بھی روایتیں موجود ہیں ان سب میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی شخصیت کی صراحت موجود ہے کسی ایک روایت میں بھی مثیل عیسےٰ کا لفظ نہیں آیا اور نہ ہی کسی مرفوع حدیث میں اور نہ ہی صحابہ کرام، تابعین اور اتباع تابعین کے کسی اثر میں حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کا ذکر آیا ہے۔ بلکہ صحابہ اور تابعین سے حیات مسیح تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔ حضرت ابن عباس سے جو متوفیک کا معنی ممیتک بخاری میں منقول ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اولاً تو یہ روایت منقطع ہے اور اسکے مقابلہ میں حضرت ابن عباس سے جو روایت صحت کے ساتھ منقول ہے وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح زندہ آسمان پر اٹھائے گئے۔ چنانچہ علامہ قرطبی رقمطراز ہیں۔ والصحيح ان الله تعالى رفعه الى السماء من غير وفاة ولا نوم كما قال الحسن وابن زيد وهو اختيار الطبری وهو الصحيح عن ابن عباس وقاله الضحاك (قرطبی ج ۴ صہ ۱۰۰) ثانیاً اگر روایت صحیح بھی ہو تو بھی اس کا مفہوم یہ نہیں کہ حضرت مسیح فوت ہو چکے ہیں بلکہ اس صورت میں آیت میں تقدیم و تاخیر ہوگی کیونکہ واؤ مطلق جمع کے لئے آتی ہے ترتیب لازم نہیں اور مطلب یہ ہوگا کہ تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور پھر آخر زمانہ میں زمین پر اتار کر تجھے موت دینے والا ہوں۔ جیسا کہ حضرت قتادہؓ سے منقول ہے۔ عن قتادة قال هذا من المقدم والمؤخر ای رافعك الی ومتوفيك (روح ۔ ج ۳ صہ ۱۷۹)

لفظ توفی کے معنی تمام اہل لغت کے نزدیک اخذ الشیٔ وافیا کے ہیں اور قرآن مجید میں یہ لفظ حیات کے مقابلہ میں کہیں استعمال نہیں ہوا

الَّذِیْ حُرِّمَ عَلَیْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۟ وقف

وہ چیزیں جو حرام تھیں تم پر اور آیا ہوں تمہارے پاس نشانی لے کر تمہارے رب کی

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ (۵۰) اِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبُّكُمْ

سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو بیشک اللہ ہے رب میرا اور رب تمہارا

فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ (۵۱) فَلَمَّاۤ اَحَسَّ

سو اس کی بندگی کرو یہی راہ سیدھی ہے ف۱ ف۱ ف۳ پھر جب معلوم کیا

عِیْسٰی مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَی اللّٰهِ ؕ

عیسےٰ نے بنی اسرائیل کا کفر بولا کون ہے کہ میری مدد کرے اللہ کی راہ میں ف۴

قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ

کہا حواریوں نے ہم ہیں مدد کرنے والے اللہ کی ہم یقین لائے اللہ پر

وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا بِمَاۤ اَنْزَلْتَ

اور تو گواہ رہ کہ ہم نے حکم قبول کیا ف۲ ف۵ اے رب ہم نے یقین کیا اس چیز کا جو تو نے

وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِیْنَ (۵۳)

اتاری اور ہم تابع ہوئے رسول کے سو تو لکھ لے ہم کو ماننے والوں میں ف۶

وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمٰكِرِیْنَ (۵۴) ع

اور مکر کیا ان کافروں نے اور مکر کیا اللہ نے ف۲ اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے ف۳ ف۷

اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسٰۤی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ

جس وقت کہا اللہ نے اے عیسےٰ میں لے لوں گا تجھ کو اور اٹھا لوں گا اپنی طرف

وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ

اور پاک کر دوں گا تجھ کو کافروں سے ف۸ اور رکھونگا ان کو جو تیرے

اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ ۚ

تابع ہیں غالب ان لوگوں پر جو انکار کرتے ہیں قیامت کے دن تک ف۹

ع ۵ ۱۳

ر ۱ اس سے پہلے مذکور ہے یعنی القصہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام پیدا ہوگئے اور انہوں نے اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی۔ ارباط ۱۲

موضح قرآن۔ ف۱ حضرت عیسےٰ کے وقت توریت میں سے کئی حکم جو مشکل تھے۔ موقوف ہوئے باقی وہی توریت کا حکم تھا۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۲ حضرت عیسےٰ کے بارہ یار کا خطاب تھا حواری۔ حواری اصل کہتے ہیں دھوبی کو۔ ان میں پہلے دو شخص جو ان کے تابع ہوئے دھوبی تھے۔ حضرت عیسےٰ نے کہا کہ کپڑے کیا دھوتے ہو میں تم کو دل دھونے سکھا دوں وہ انکے ساتھ ہوتے اسطرح سب کا یہی خطاب ٹھہر گیا۔ فائدہ اس آیت کے معنی یہ کہ حضرت عیسےٰ اصل رسول تھے واسطے بنی اسرائیل کے۔ جب معلوم کیا کہ یہ میرا دین قبول نہ کرینگے چاہا کہ اور کوئی میرے دین کو رواج دے حواریوں کے ہاتھ سے غیروں کو دین پہنچا۔ اب تک بنی اسرائیل انکے دین میں کم ہیں ۱۲ منہ رح ف۳ یہود کے عالموں نے اسوقت کے بادشاہ کو بہکایا کہ یہ شخص ملحد ہے توریت کے حکم سے خلاف بتاتا ہے اس نے لوگ بھیجے کہ ان کو پکڑ لاویں جب وہ پہنچے۔ حضرت عیسیٰ کے یار سرک گئے اس شتابی میں حق تعالیٰ نے حضرت عیسےٰ کو آسمان پر اٹھا لیا۔ اور ایک صورت ان کی رہ گئی اسی کو پکڑ لائے پھر سولی پر چڑھایا ۱۲ منہ رح

فتح الرحمن۔ ف۱ القصہ ایں بشارت در حق عیسےٰ علیہ السلام متحقق شد و یہود را بدین خود دعوت نمودند ۱۲۔ ف۲ یعنی با کافراں ۱۲

حیات کے مقابلہ میں لفظ موت آیا ہے۔ مثلاً کنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم (بقرہ ع ٣) ام نجعل الارض کفاتا احیاء و امواتا (مرسلات ع ١) بلکہ توفی کے مقابلہ میں ہونا اور رہنا آیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے کنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم (مائدہ ع ١٦) البتہ اس لفظ کا اطلاق موت پر بھی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وہاں بھی اخذ الشئ وافیا ہوتا ہے تو موت بھی توفی کا ایک فرد ہے۔ جس طرح بدن کے ساتھ اٹھا لینا بھی اس کا فرد ہے مگر اس آیت میں رفع روح مع الجسد مراد ہے نہ کہ موت۔ مرزائیوں کی طرف سے ایک قاعدہ بیان کیا جاتا ہے کہ جب توفی سے باب تفعل ہو اور فاعل اللہ ہو اور مفعول ذی روح ہو تو وہاں قبض روح کے سوا کوئی معنی نہیں ہوتا یعنی رفع مع الجسم مراد نہیں ہوتا۔ یہ امت مرزائیہ کی طرف سے سراسر فریب اور دھوکہ ہے۔ اول تو اسلئے کہ حضرت عیسے علیہ السلام کے سوا کسی کا رفع روح مع الجسد ثابت نہیں اسلئے یہ الفاظ کسی دوسرے کے لئے وارد نہیں ہوتے۔ ثانیاً یہ قاعدہ من گھڑت اور جعلی ہے کسی لغت کی کتاب میں اس کا کوئی مذکور نہیں۔ بلکہ ہم کہتے ہیں کہ جب رفع کا فاعل اللہ ہو اور مفعول ذی جسد ہو اور اس کا صلہ الی ہو تو وہاں رفع جسد کے سوا کوئی معنی نہیں ہو سکتا۔ قرآن سے حدیث اور محاورات عرب سے اسکے خلاف کوئی ثبوت نہیں مل سکتا۔ والتفصیل فی رسالۃ عقیدۃ الاسلام للسید انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ ٧٩ پہلے تین وعدے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات سے مخصوص تھے اور یہ وعدہ انکے متبعین اور ان پر ایمان لانے والوں کے ساتھ ہے۔ الذین اتبعوک سے مسلمان اور سچے عیسائی مراد ہیں اور الذین کفروا سے مراد یہود ہیں۔ جنہوں نے حضرت عیسے علیہ السلام کا انکار کیا اور ان کے قتل کے درپے ہوئے۔ فوقیت اور غلبہ سے معنوی اور قوت دلائل کے اعتبار سے غلبہ مراد ہے۔ چنانچہ اس حیثیت سے یہودی ہمیشہ مغلوب رہے ہیں اگر مادی اور سیاسی حیثیت سے فوقیت مراد ہو تو اس اعتبار سے بھی یہودی ہمیشہ ذلیل وخوار اور مقہور ومحکوم ہی رہے ہیں۔ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَیْنَكُمْ۔ اور جب تم سب میدان حشر میں میرے سامنے حاضر آؤ گے تو عملی اور حتمی فیصلہ تمہارے اختلافات کا میں خود کروں گا ٨٠ الذین کفروا سے وہ لوگ مراد ہیں جو حضرت عیسے علیہ السلام کو نہیں مانتے تھے اور انہیں قتل کرنا چاہتے تھے یا جنہوں نے ان کو معبود بنا لیا تھا۔ آخرت کا عذاب تو ظاہر ہے اور دنیا کے عذاب سے قید وبند اور قتل کا عذاب مراد ہے۔ چنانچہ دنیا میں بھی ان لوگوں کو عذاب دیا گیا اور آخرت میں بھی دیا جائیگا وکذالک فعل بمن کفر بالمسیح من الیہود اوغلا فیہ اواطراہ من النصاری عذبہم فی الدنیا بالقتل والسبی واخذ الاموال وازالۃ الایدی عن الممالک وفی الدار الآخرۃ عذابہم اشد واشق۔ (ابن کثیر ج ١ ص ٣٦٧) اور ان کافروں کا کوئی یار و مددگار نہیں ہوگا جن کو انہوں نے اپنے حاجت روا اور مشکل کشا سمجھ رکھا ہے وہ انہیں نہ دنیا میں خدا کے عذاب سے بچا سکیں گے اور نہ آخرت میں ٨١ اور جن لوگوں نے اللہ کے تمام پیغمبروں کو مانا اور ان کے لائے ہوئے پیغام توحید کو تسلیم کیا اور عیسیٰ کی طرح اللہ کے سوا کسی کو نہ پکارا اور اعمال صالحہ بجا لا کر ایمان کے تمام تقاضے پورے کئے تو انہیں انکے اعمال کا پورا پورا اجر ملے گا اور اس میں کسی قسم کی کمی نہیں کی جائے گی وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ مطلب مومنین کے اجر وثواب میں کمی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ مزدور کو اسکی مزدوری نہ دینا یا اس میں کمی کرنا ظلم ہے اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو پسند نہیں فرماتا۔ اسلئے اس بات کا ادنے احتمال بھی نہیں ہے کہ وہ کسی کے اجر میں کمی کرے گا۔ ٨٢ یہ جملہ معترضہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے اظہار کیلئے لایا گیا ہے ذالک مبتدا ہے اور نتلوہ علیک اسکی خبر ہے من الآیات والذکر الحکیم خبر بعد خبر ہے یا نتلوہ میں ضمیر منصوب سے حال ہے اور ذکر حکیم سے مراد قرآن ہے یعنی جو کچھ ہم آپ پر نازل کر رہے ہیں۔ یہ آپ کی نبوت کے واضح دلائل ہیں اور حکمت سے بھرپور قرآن کی آیتیں ہیں جنکا علم وحی کے بغیر ناممکن ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ آپ خدا کے پیغمبر ہیں۔ ای الحجج الدالۃ علی صدق نبوتک اذ اعلمتہم بما لا یعلمہ الا قاری کتاب او معلم ولست بواحد منہما فلم یبق الا انک قد عرفتہ من طریق الوحی (رح ج ٣ ص ١٨٥)

ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَیْنَكُمْ فِیْمَا كُنْتُمْ
پھر میری طرف ہے تم سب کو پھر آنا پھر فیصلہ کردوں گا تم میں جس بات میں تم

فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ○ فَاَمَّا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ
جھگڑتے تھے ف سو وہ لوگ جو کافر ہوئے ان کو عذاب کروں گا

عَذَابًا شَدِیْدًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ز وَمَا لَهُمْ
سخت عذاب دنیا میں اور آخرت میں اور کوئی نہیں

مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ○ وَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
ان کا مددگار ٨٠ اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور کام نیک

الصّٰلِحٰتِ فَیُوَفِّیْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ط وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ
کیے ٣سو ان کو پورا دے گا ان کا حق ٨١ اور اللہ کو خوش نہیں آتے

الظّٰلِمِیْنَ ○ ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَیْكَ مِنَ الْاٰیٰتِ وَ
بے انصاف یہ پڑھ سناتے ہیں ہم تجھ کو آیتیں اور

الذِّكْرِ الْحَكِیْمِ ○ اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰهِ
بیان تحقیقی ٨٢ بیشک عیسے کی مثال اللہ کے نزدیک

كَمَثَلِ اٰدَمَ ط خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ
جیسے مثال آدم کی بنایا اس کو مٹی سے پھر کہا اس کو کہ ہو جا

فَیَكُوْنُ ○ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ
وہ ہو گیا ف٢ ٨٣ حق وہ ہے جو تیرا رب کہے پھر تو مت رہ شک

الْمُمْتَرِیْنَ ○ فَمَنْ حَآجَّكَ فِیْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا
لانے والوں سے ٨٤ پھر جو کوئی جھگڑا کرے تجھ سے اس قصہ میں بعد اس کے

جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا
کہ آ چکی تیرے پاس خبر سچی تو تو کہدے آؤ بلاویں ہم اپنے بیٹے

١ تخویف دنیوی و اخروی برائے منکرین ١٢

٢ بشارت برائے مومنین ١٢

٣ جملہ معترضہ برائے صداقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ١٢

موضح قرآن ف۔ حضرت عیسے کے تابع اول نصاریٰ تھے اب مسلمان ہیں۔ سو ہمیشہ یہود پر غالب رہے ١٢ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف٢ نصاریٰ اس بات پر حضرت سے بہت جھگڑے کہ عیسے بندہ نہیں اللہ کا بیٹا ہے آخر کہنے لگے کہ اگر وہ اللہ کا بیٹا نہیں تو بتاؤ کس کا بیٹا ہے اس کے جواب میں یہ آیت اتری کہ آدم کو تو ماں نہ باپ عیسے کو باپ نہ ہو تو کیا عجب ہے ١٢ منہ ر

وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَ
اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جان اور
اَنْفُسَكُمْ قف ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى
تمہاری جان پھر التجا کریں ہم سب اور لعنت کریں اللہ کی ان
الْكٰذِبِيْنَ ﴿٦١﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ج وَمَا
پر جو جھوٹے ہیں ٨٥ ف١ بیشک یہی ہے بیان سچا ٨٦ اور کسی
مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ط وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ
کی بندگی نہیں ہے سوائے اللہ کے اور اللہ جو ہے وہی ہے زبردست
الْحَكِيْمُ ﴿٦٢﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿٦٣﴾
حکمت والا ٨٧ پھر اگر قبول نہ کریں تو اللہ کو معلوم ہیں فساد کرنے والے ٨٨
قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا
تو کہہ اے اہل کتاب آؤ ایک بات کی طرف جو برابر ہے ہم میں
وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ
اور تم میں کہ بندگی نہ کریں ہم مگر اللہ کی اور شریک نہ ٹھہراویں اس کا
شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ
کسی کو اور نہ بناوے کوئی کسی کو رب سوائے
دُوْنِ اللّٰهِ ط فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا
اللہ کے ٨٩ پھر اگر وہ قبول نہ کریں تو کہہ دو گواہ رہو
بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿٦٤﴾ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ
کہ ہم تو حکم کے تابع ہیں۔ ٩٠ اے اہل کتاب کیوں
تُحَآجُّوْنَ فِيْۤ اِبْرٰهِيْمَ وَمَاۤ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ
جھگڑتے ہو ابراہیم کی بابت ف١ اور توریت

ع ٦
١٤

سـ١ خلاصۂ بحث اور نتیجۂ دلائل سابقہ ١٢

سـ٢ آخر میں اہل کتاب کو دعوت الی التوحید مع زجر ١٢

سـ٣ پہلا شکوہ ١٢

٨٣ یہ سابقہ شبہ کے جواب کی تکمیل ہے یعنی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونا ان کے معبود ہونے کی دلیل نہیں ہے اور نہ ہی یہ کام قدرتِ خداوندی کے سامنے مشکل یا عجیب ہے ان کی پیدائش قدرتِ خداوندی کا ایک نمونہ ہے جس طرح حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش ماں اور باپ دونوں کے بغیر قدرتِ خدا کا نمونہ تھی جس طرح حضرت آدم کی پیدائش محض اللہ کی قدرت اور اس کے ارادے سے ہوئی اسی طرح حضرت عیسےٰ کی پیدائش ہوئی۔ ٨٤ الحق خبر ہے اور اس کا مبتدا ھو محذوف ہے یعنی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے بارے میں جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے کہ وہ آدم علیہ السلام کی طرح محض ہماری قدرت کاملہ سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے اور الٰہ نہیں تھے۔ اور ان کی والدہ حضرت مریم صدیقہ پاکباز عورت تھی یہ سب حق ہے اس میں کوئی شک نہیں اور اس کے مقابلے میں یہود و نصاریٰ کے نظریات غلط اور باطل ہیں مثلاً نصاریٰ نے کہا کہ حضرت عیسےٰ معبود اور کارساز ہیں اور یہودیوں نے حضرت مریم کو زنا کی تہمت لگائی تو اللہ تعالیٰ نے دونوں کے خیالات کا ابطال فرمایا قال ابومسلم المراد ان ھذا الذی انزلت علیک ھو الحق من خبر عیسیٰ علیه السلام لاما قالت النصاریٰ والیہود فالنصاریٰ قالوا ان مریم ولدت الٰھا والیہود رموا مریم علیہا السلام بالافک (کبیر ج ٢ ص ٦٩٠) ٨٥ فیہ کی ضمیر حضرت عیسےٰ کی طرف راجع ہے الوہیت مسیح کو دلائل قطعیہ سے باطل کرنے کے بعد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرمایا کہ حضرت مسیح کے الٰہ (معبود) نہ ہونے اور اللہ کا بندہ اور رسول ہونے کے قطعی اور یقینی دلائل کے واضح ہوجانے کے بعد بھی اگر وفد نجران الوہیت مسیح کے بارے میں آپ سے اختلاف اور جھگڑا کریں تو اب آپ انہیں مباہلہ کا چیلنج کردیں کیونکہ دلائل سے تو مسئلہ واضح ہوچکا ہے اور ان سے کہیں کہ تم بھی اپنی عورتوں اور بچوں کو لے آؤ اور ہم بھی لے آتے ہیں۔ اور پھر عاجزی اور خشوع سے دعا کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجیں لیکن وفد نجران کے پادری اچھی طرح جانتے تھے کہ آپ سچے رسول ہیں اور آپ کے مقابلہ میں مباہلہ کرنے سے وہ تباہ ہوجائیں گے اسلئے وہ مباہلہ پر آمادہ نہ ہوئے اور آپ سے صلح کرلی۔ یہ آیت مباہلہ کے نام سے مشہور ہے جس کا شان نزول اور صحیح مفہوم اوپر بیان کیا جاچکا ہے شیعہ حضرات اوّل تو قرآن مجید کو صحیح مانتے ہی نہیں بلکہ اس میں بیسیوں غلطیاں اور خامیاں نکالتے ہیں اور اگر مانتے ہیں تو خواہ مخواہ قرآن کی آیتوں سے کھینچ تان کر اماموں کی امامت اور حضرت علی کی خلافت بلافصل ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ آیت مباہلہ سے بھی شیعوں نے حضرت علی کی خلافت بلافصل پر استدلال کیا ہے وہ کہتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی اسوقت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی حضرت فاطمہ اور حسنین کو ساتھ لیا۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ انفسنا سے حضرت علی اور ابناءنا سے حضرات حسنین اور نساءنا سے حضرت فاطمہ مراد ہیں تو معلوم ہوا کہ حضرت علی نفس رسول ہیں اور نفس رسول کی موجودگی میں اور کوئی خلافت کا مستحق نہیں ہوسکتا۔

جواب:۔ یہ شیعوں کی طرف سے ایک سراسر مغالطہ ہے اور اس آیت سے ان کا استدلال از سرتاپا باطل ہے۔ اوّل اسلئے کہ ان کا استدلال اس آیت سے نہیں بلکہ ایک روایت سے ہے کیونکہ روایت کو ساتھ ملائے بغیر ان کا مطلب آیت سے نہیں نکل سکتا۔ بلکہ آیت میں اس طرف ادنیٰ سا اشارہ بھی موجود نہیں۔ دوم اسلئے کہ انفسنا سے صرف حضرت علی کو مراد لینا یہ مفسرین کی تصریحات کے خلاف ہے۔ بلکہ اس سے خود حضور علیہ السلام کی ذات یا آپ کے ساتھ حضرت علی اور دوسرے مسلمان مراد ہیں۔ چنانچہ مفسر طبری فرماتے ہیں۔ لانسلم ان المراد بانفسنا الامیر بل المراد نفسه الشریفة صلی اللہ علیه وسلم (ج ٣ ص ١٩٢) اور معالم میں ہے عنی نفسه وعلیا رضی اللہ عنه والعرب تسمی ابن عم الرجل نفسه کما قال اللہ تعالیٰ ولا تلمزوا انفسکم یرید اخوانکم وقیل ھو علی العموم لجماعة اھل الدین۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ حضرات چونکہ آپ سے علیحدہ گھر میں رہتے تھے اسلئے مباہلہ میں ان کو شریک کرنے کے لئے آپ نے ان کو اپنے گھر بلایا

موضح قرآن ف١ اللہ تعالےٰ نے حکم فرمایا کہ نصاریٰ اس قدر سمجھائے پر بھی اگر قائل نہ ہوں تو انکے ساتھ قسم کرو یہ بھی ایک صورت فیصلہ کی ہے کہ دونوں طرف اپنی جان سے اور اولاد سے حاضر ہوں اور دعا کریں کہ جو کوئی تم میں جھوٹا ہے اس پر لعنت اور عذاب پڑے پھر حضرت آپ اور حضرت فاطمہ اور امام حسن اور امام حسین اور حضرت علی کو لے کر گئے ان نصاریٰ میں جو دانا تھے انہوں نے مقابلہ نہ کیا اور جزیہ دینا قبول رکھا۔ ١٢ منہ رح

فتح الرحمٰن۔ ف١ یعنی بعضی گفتند یہودی بود و بعضی گفتند نصرانی بود ١٢

وَالْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ ۭ اَفَلَا
اور انجیل تو اتریں اس کے بعد کیا تم کو

تَعْقِلُوْنَ ۝ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَاۗءِ حَاجَجْتُمْ
عقل نہیں ف۹۱ سنتے ہو تم لوگ جھگڑ چکے جس بات میں

فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَاۗجُّوْنَ
تم کو کچھ خبر تھی اب کیوں جھگڑتے ہو

فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ
جس بات میں تم کو کچھ خبر نہیں ف۹۲ اور اللہ جانتا ہے

وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (٦٦) مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ
اور تم نہیں جانتے ف۱ نہ تھا ابراہیم

يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا
یہودی اور نہ نصرانی لیکن تھا حنیف یعنی سب جھوٹے مذہبوں

مُّسْلِمًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (٦٧)
سے بیزار اور حکم بردار اور نہ تھا مشرک ف۹۳ ف۲

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ
لوگوں میں زیادہ مناسبت ابراہیم سے ان کو تھی جو ساتھ

اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِىُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ
اس کے تھے اور اس نبی کو اور جو ایمان لائے اس نبی پر ف۹۴

وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ (٦٨) وَدَّتْ طَّاۗىِٕفَةٌ
اور اللہ والی ہے مسلمانوں کا ف۲ آرزو ہے بعضے

مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ۭ وَمَا
اہل کتاب کو کہ کسی طرح گمراہ کریں تم کو ف۹۵ اور

لیکن مباہلہ کی نوبت ہی نہ آئی اگر نجران کے عیسائی مباہلہ کرتے تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات کو بھی یقیناً ساتھ لے جاتے اور تمام مسلمانوں کو اپنے اہل وعیال سمیت مباہلہ کے لئے نکلنے کا حکم دیتے۔ علامہ ابوحیان اندلسی فرماتے ہیں۔ ولو عزم نصاریٰ نجران علی المباھلۃ وجاءوا لہا لامر النبی صلی اللہ علیہ وسلم المسلمین ان یخرجوا باھالیھم للمباھلۃ (بحر ج ۲ ص ۴۷۹) اور حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ تو فرماتے ہیں کہ مباہلہ کے لئے تو حضور علیہ السلام خلفاء ثلاثہ کو بھی مع اہل وعیال ساتھ لے چلے تھے جیسا کہ امام ابن عساکر نے بیان کیا ہے۔ عن جعفر بن محمد عن ابیہ فی ھذہ الایۃ تعالوا ندع ابناءنا الایۃ قال فجاء بابی بکر و ولدہ وبعمر و ولدہ وبعثمان و ولدہ وبعلی و ولدہ (درمنثور ج ۲ ص ۴۰، روح ج ۳ ص) اسلئے اس آیت سے شیعہ حضرات کا استدلال سراسر باطل ہے اس آیت سے نہ حضرت علی کی خلافت بلافصل ثابت ہوتی ہے اور نہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ مباہلہ میں حضرت علی۔ فاطمہ، حسن، حسین رضی اللہ عنہم کے سوا کوئی اور شریک نہیں ہوا۔ بلکہ معلوم ہوگیا کہ حضرت ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کو بھی مباہلہ میں شریک ہونے کے لئے مع اولاد بلایا گیا اور اگر مباہلہ ہو جاتا۔ تو تمام مسلمانوں کو مع اہل وعیال مباہلہ میں شریک ہونے کا حکم دیا جاتا۔

۸۶ ہذا کا اشارہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے بارے میں مذکورہ تفصیلات کی طرف ہے ای المذکور فی شان عیسیٰ علیہ السلام قالہ ابن عباس (روح ج ۳ ص ۱۹۰) یعنی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے بارے میں تمام مذکورہ تفصیلات ہی صحیح اور درست ہیں اور نصاریٰ کا الوہیت اور ابنیت مسیح کا دعویٰ سراسر باطل ہے ان ھذا ھو الحق لاما یدعیہ النصاریٰ من کون المسیح علیہ السلام الٰہا و ابن اللہ سبحانہ وتعالیٰ عما یقولہ الظالمون علوا کبیرا (روح ج ۳ ص ۱۹۰)

۸۷ یہ تمام گذشتہ بحث کا نتیجہ اور ماحصل ہے جب دلائل واضحہ سے ثابت ہوگیا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونا محض اللہ کی قدرت کاملہ سے تھا اس سے ان کا الٰہ ہونا ثابت نہیں ہوتا اسی طرح ان سے جو خارق عادت امور ظاہر ہوتے وہ ان کے معجزات تھے اور اللہ کے حکم سے انکے ہاتھ پر ظاہر ہوئے ان میں انکے اختیار اور تصرف کو کوئی دخل نہیں تھا۔ لہذا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ اللہ کے بندے اور رسول تھے معبود اور الٰہ نہیں تھے۔ اسلئے اللہ کے سوا کوئی بندگی اور پکار کے لائق نہیں اور قدرت وحکمت کے اعتبار سے وہ سب پر فائق ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں

۸۸ اتنی واضح تصریحات کے بعد بھی جو لوگ حق قبول نہ کریں اور توحید سے سرتابی کریں اور شرکیہ عقائد پھیلا کر شر و فساد برپا کرنے میں مصروف رہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ایسے مفسدین کو خوب جانتا ہے ان کا کوئی کام اس سے پوشیدہ نہیں وہ ان کو ان کے اعمال کی پوری پوری سزا دے گا۔

۸۹ توحید سے متعلق نصاریٰ کے تمام شبہات کا ازالہ کرنے کے بعد تمام اہل کتاب کو توحید کی دعوت عام دی ہے۔ سواء مصدر بمعنی اسم فاعل ہے اور کلمہ سے بطور مجاز مرسل کلام مراد ہے یعنی اہل کتاب کو ایک ایسی بات کی دعوت دو۔ جو تمہارے اور ان کے درمیان متفق علیہ ہے اور جس میں تورات، انجیل اور قرآن کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔ ای لا تختلف فیہا التوراۃ والانجیل والقرآن (روح ج ۳ ص ۱۹۳) الا نعبد مع معطوفات کلمۃ کی تفسیر ہے اور اس سے بدل ہے وقد فسرھا بقولہ تعالیٰ الا نعبد الا اللہ فموضع ان خفض علی البدل من کلمۃ (قرطبی ج ۴ ص ۱۰۶) یعنی وہ بات جس کی طرف اہل کتاب کو دعوت دی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ ہم سب مل کر صرف ایک اللہ کی عبادت کریں اور کسی کو اسکا شریک نہ بنائیں اور نہ ہی آپس میں ایک دوسرے کو رب اور مالک و مختار سمجھیں۔

موضح قرآن۔ ف۱ یہود و نصاریٰ کا ایک جھگڑا یہ تھا کہ ہر کوئی کہتا تھا کہ ابراہیم ہمارے دین پر تھا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۲ اللہ صاحب نے فرمایا کہ ابراہیم کو یہودی یا نصرانی اگر اس معنی سے کہتے ہو کہ توریت اور انجیل پر عمل کرتا تھا یہ تو صریح بے عقلی ہے توریت اور انجیل اس سے بعد نازل ہوئی ہیں اور اگر یہ غرض ہے کہ اس وقت بھی اہل ہدایت کا نام یہود تھا یا نصاریٰ تو بھی غلط ہے بلکہ ابراہیم نے اپنے تئیں حنیف کہا ہے یا مسلم۔ حنیف کے معنی جو کوئی ایک راہ حق پکڑے اور سب راہیں باطل چھوڑ کے اور مسلم کے معنی حکم بردار۔ اور اگر یہ غرض ہے کہ دینوں میں یہود کے دین کو یا نصاریٰ کے دین کو زیادہ مناسبت ہے ابراہیم کے دین سے سو اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ زیادہ مناسبت ابراہیم سے اس وقت کی امت کو تھی یا پچھلی امتوں میں اس نبی کی امت کو ہے تو یہ امت نام میں بھی اور راہ میں بھی ابراہیم سے مناسبت زیادہ رکھتی ہے پھر فرمایا کہ اپنی راہ کے حق ہوئے پر کسی کی موافقت سے دلیل جب پکڑے کہ اپنے اوپر وحی نہ آئی ہو سو یہ اللہ والی ہے مسلمانوں کا۔ کہ یہ اس کے حکم پر چلتے ہیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی در مسائل منصوصہ در توریت اختلاف کردید تا بغیر منصوصہ چہ رسد ۱۲ ف۲ مترجم گوید حنیف آنرا گویند کہ استقبال کعبہ کند و حج گذارد و ختنہ نماید و از جنابت غسل کند حاصل آنکہ نام کسی بود کہ بشریعت ابراہیمی متدین باشد ۱۲

اور نہ ہی اپنے عالموں اور درویشوں کی خود ساختہ تخیلات اور تجربات کو مانیں۔ ای لانطیع احبارنا فیما احدثوا من التحریم والتحلیل (مدارک ج ١ ص ١٢٦) نصاریٰ میں چونکہ یہ تینوں باتیں موجود تھیں اسلئے ان تینوں کا ذکر کیا۔ وہ خالص اللہ کی عبادت نہیں کرتے تھے بلکہ اللہ کے سوا مسیح کی عبادت بھی کرتے تھے اور اللہ کے ساتھ شرک کرتے تھے۔ فیعبدون غیر اللہ وھو المسیح ویشرکون بہ غیرہ (کبیر ج ٢ ص ٧٠٤) نیز وہ اپنے مولویوں اور پیروں کو حلال و حرام کا مختار سمجھتے تھے اور نذر و نیاز اور سجدوں سے ان کی عبادت بھی کرتے تھے۔ اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ فیدل علیہ وجوہ احدھا انھم کانوا یطیعونھم فی التحلیل والتحریم والثانی انھم کانوا یسجدون لاحبارھم الخ (کبیر ج ٢ ص ٧٠٥)، بالکل اسی طرح جس طرح آجکل بدعتی لوگ اپنے مولویوں اور پیروں کی ہر بات پر وحی کی طرح ایمان لاتے ہیں اگرچہ وہ کتاب و سنت کے صریح خلاف ہو۔ ٩٠ لیکن اگر یہود و نصاریٰ اس دعوت توحید کو قبول نہ کریں تو پھر آپ ان سے کہہ دیں کہ اچھا تم اس بات کے گواہ رہو کہ ہم تو مسلمان ہیں اور اللہ کی خالص توحید کو دل و جان سے ظاہراً و باطناً ماننے والے ہیں۔

يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٦٩﴾
گمراہ نہیں کرتے مگر اپنے آپ کو اور نہیں سمجھتے ف٩٦
يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ
اے اہل کتاب کیوں انکار کرتے ہو اللہ کے کلام کا
وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿٧٠﴾ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ
اور تم قائل ہو ف٩٧ ف١ اے اہل کتاب کیوں
تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ
ملاتے ہو سچ میں جھوٹ ٢ اور چھپاتے ہو سچی بات
وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٧١﴾ ع وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ
جان کر ف٩٨ ٣ اور کہا بعضے
اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ
اہل کتاب نے مان لو جو کچھ اترا مسلمانوں پر
اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ
دن چڑھے اور منکر ہو جاؤ آخر دن میں شاید وہ
يَرْجِعُوْنَ ﴿٧٢﴾ ج وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ
پھر جاویں اور نہ مانیو ف٩٩ ٤ مگر اسی کی جو چلے
دِيْنَكُمْ ط قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ لا
تمہارے دین پر کہدے کہ بیشک ہدایت وہی ہے جو اللہ ہدایت کرے
اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ
اور یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ اور کسی کو بھی کیوں مل گیا جیسا کچھ تم کو ملا تھا یا وہ غالب
عِنْدَ رَبِّكُمْ ط قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ج يُؤْتِيْهِ
کیوں آگئے تم پر رب کے آگے ف١٠٠ تو کہہ بڑائی اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ دیتا ہے

ع ٧ ٨ ١٥

١ دوسرا شکوہ ١٢

٢ تیسرا شکوہ ١٢

٣ جواب از قول یہود ١٢

٤ یہود کے دوسرے مقولہ کی تردید

پانچ شکوے

٩١۔ پہلے عقلی اور نقلی دلائل سے توحید کا اثبات فرمایا اور ساتھ ساتھ عیسائیوں کے شبہات متعلقہ توحید کا ازالہ کیا۔ اب یہاں سے اہل کتاب یہود و نصاریٰ پر پانچ شکوے بیان فرماتے ہیں۔ پہلا شکوہ: یہود و نصاریٰ آپس میں جھگڑتے تھے اور ہر فریق دعوےٰ کرتا تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کے دین پر تھے۔ نیز یہود و نصاریٰ یہ پراپیگنڈا بھی کرتے تھے کہ ہمارا دین سچا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ہمارے دین پر تھے اس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ لوگ دین اسلام سے متنفر ہو جائیں۔ جب مسئلہ توحید دلائل سے واضح ہو گیا اور اہل کتاب کو اس کے نہ ماننے پر مباہلہ کا چیلنج بھی دیدیا گیا تو اب انہوں نے اسلام کے خلاف یہ پراپیگنڈا شروع کر دیا کہ ان کا دین ابراہیمی نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو آگاہ فرما دیا کہ وہ انکے غلط پروپیگنڈے سے ہوشیار رہیں۔ اللہ تعالےٰ نے دونوں کے دعوے کی تردید کی ہے اور اہل کتاب سے فرمایا کہ جن کتابوں کو تم اپنی مزعومہ یہودیت اور نصرانیت کی بنیاد قرار دیتے ہو وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے سینکڑوں برس بعد نازل کی گئیں اسلئے یہ نہایت ہی بے عقلی کی بات ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہودی یا نصرانی تھے۔ ٩٢ یہاں اہل کتاب کی حماقت کا مزید اظہار فرمایا کہ پہلے تو تم حضرت موسیٰ اور عیسےٰ علیہما السلام کے بارے میں جھگڑتے تھے لیکن خیر ان کے بارے میں تو تمہیں کچھ ناقص سا علم تھا۔ لیکن اب یہ کیا حماقت ہے کہ تم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کے بارے میں جھگڑا شروع کر دیا حالانکہ تمہیں ان کے بارے میں کوئی علم نہیں۔ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کے بارے میں تم بالکل بے خبر ہو اور اللہ تعالیٰ کو ان کے دین کا خوب علم ہے اس لئے اب اللہ تعالیٰ سے اس بارے فیصلہ سن لو۔ ٩٣ اللہ تعالےٰ نے اپنا فیصلہ سنا دیا کہ ابراہیم نہ یہودی تھے نہ نصرانی بلکہ وہ تو حنیف مسلم تھے اور مشرک بھی نہیں تھے۔ یہاں نفی اس یہودیت اور نصرانیت کی ہے جس کے مدعی یہود و نصاریٰ تھے کیونکہ ان لوگوں نے تورات و انجیل کو محرف اور دین موسےٰ و عیسےٰ علیہما السلام کو مسخ کر کے اسکی اصلی شکل بالکل بگاڑ کر رکھ دی تھی اور شرک و بدعت کو دین کا حصہ بنا ڈالا تھا البتہ اصل دین جو حضرت موسےٰ و عیسےٰ علیہما السلام نے پیش کیا تھا وہ سراسر دین اسلام اور توحید پر مبنی تھا مگر موجودہ یہود و نصاریٰ کو اس اصل دین سے سخت دشمنی تھی جسطرح آجکل کے غلط کار عالموں اور پیروں نے اصل دین کو بگاڑ کر اس میں نئی نئی من گھڑت باتیں داخل کر ڈالی ہیں۔ یہودیت اور نصرانیت کی نفی کر کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تین صفتیں بیان فرمائی ہیں اور تینوں سے یہود و نصاریٰ کے دعوے کی تردید و تکذیب ہوتی ہے اوّل یہ کہ وہ حنیف تھے یعنی ادیان باطلہ اور عقائد فاسدہ سے الگ تھے۔ دوم یہ کہ وہ مسلم تھے یعنی خدا کی توحید کے معتقد اور احکام خداوندی کے فرمانبردار تھے۔ سوم یہ کہ وہ مشرک نہیں تھے۔ حنیفا ای مائلا عن العقائد الزائغة مسلما ای منقاد الطاعة الحق او موحدا لان الاسلام یرد بمعنی التوحید ایضا (روح - ج ٣ ص ١٩٥) اور مشرکین سے مراد یہود و نصاریٰ ہی ہیں کیونکہ وہ حضرت عزیر اور عیسےٰ علیہما السلام کو خدا کے نائب سمجھتے تھے اور انہیں پکارتے تھے۔ کانہ اراد بالمشرکین الیہود والنصاری لاشراکہم بہ عزیرا والمسیح (مدارک ج ١ ص ١٢٧، بحر ج ٢ ص ٤٨٧) وقیل ارادبہم الیہود والنصاری لقول الیہود عزیر ابن اللہ وقول النصاری

موضح قرآن ف١ یعنی تورات کے قائل ہو پھر اسی کے خلاف کہتے ہو ١٢ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف٢ تورات کے بعض حکم تو موقوف ہی کر ڈالے تھے۔ غرض کے واسطے اور بعضی آیتوں کے معنی پھیر ڈالے تھے اور بعضی چیز چھپا رکھی تھی ہر کسی کو نہ خبر کرتے تھے جیسے بیان پیغمبر آخر الزماں کا منہ رحمہ اللہ تعالیٰ

المسیح ابن اللہ تعالی اللہ عن ذالک علوا کبیرا (روح ج ۳ صہ ۱۹۶) بعض نے کہا ہے کہ مشرکین سے مشرکین عرب مراد ہیں۔ کیونکہ وہ بھی اس بات کے مدعی تھے کہ وہ دین ابراہیم پر ہیں تو اللہ تعالے نے انکے دعویٰ کی بھی تردید فرمادی کہ تم مشرک ہو ابراہیم مشرک نہیں تھے اسلئے تم کس طرح انکے دین پر ہو سکتے ہو۔ ای عبدۃ الاصنام کالعرب الذین کانوا یدعون انہم علی دینہ (روح ج ۳ صہ ۱۹۵) **۹۴** انکے دعووں کی تکذیب کے بعد فرمایا کہ ابراہیمی ہونے اور ابراہیم سے زیادہ قریب ہونے کا صرف وہی لوگ حق رکھتے ہیں جو انکے دین کے صحیح متبع تھے اسی طرح یہ پیغمبر یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ پر ایمان لانے والے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے قریب تر ہیں۔ کیونکہ یہ سب ان کی ملت کے متبع ہیں۔ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا مددگار اور ناصر ہے اہل باطل کی ریشہ دوانیوں سے دنیا میں انہیں محفوظ رکھے گا بشرطیکہ وہ ایمان کے تقاضوں کو پورا کریں کیونکہ اللہ کی ولایت اور نصرت وامداد وصف ایمان سے متعلق ہے **۹۵** لو مصدریہ ہے اور یہ ودت کا مفعول ہے۔ یہود ونصاری گمراہی میں اسقدر آگے نکل چکے تھے کہ ان میں سے کچھ لوگ تو مسلمانوں کو بھی اسلام سے برگشتہ کرنے کی کوشش میں مصروف تھے اور چاہتے تھے کہ مسلمانوں کو اسلام سے ہٹا کر اپنے دین پر لے آئیں۔ اسی لئے وہ یہ غلط پروپیگنڈا کرتے تھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کے دین پر تھے **۹۶** لیکن مسلمانوں کو تو وہ اسلام سے برگشتہ کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے اسلئے اپنا ہی نامۂ اعمال سیاہ کرکے اپنی ہی عاقبت خراب کررہے ہیں اور انکی نادانی کا یہ عالم ہے کہ اسکا انہیں شعور تک نہیں۔ **۹۷** دوسرا[۱] شکوہ امام رازی فرماتے ہیں کہ پہلے اس طائفہ کا ذکر کیا جو جاہل اور نادان تھا۔ اب یہاں ان علماء اہل کتاب کو مخاطب فرمایا جو اللہ کی ان آیات کو جانتے تھے جو تورات میں موجود تھیں اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر دلالت کرتی تھیں۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ آیات سے تورات وانجیل کی وہ آیتیں مراد ہیں جن میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالے کے نزدیک پسندیدہ دین صرف اسلام اور توحید ہے۔ لم تکفرون بما فی کتبکم من ان الدین عند اللہ الاسلام وانتم تشاھدون ذالک (روح ج ۳ صہ ۱۹۹) یعنی جب تم اپنی کتابوں میں لکھا ہوا دیکھتے ہو کہ توحید حق اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا سچا پیغمبر ہے تو پھر دیدہ ودانستہ کیوں اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہو۔ **۹۸** لبس کے معنی چھپانے اور غلط کرنے کے ہیں اور مطلب یہ ہے کہ اپنی باطل تاویلوں اور تحریفوں کے ذریعے حق بات (توحید) کو کیوں چھپاتے ہو۔ نیز حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ذکر جو تمہاری کتابوں میں موجود ہے۔ اس پر کیوں پردہ ڈالتے ہو۔ حالانکہ تمہیں معلوم ہے کہ وہ حق ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں **۹۹** تیسرا شکوہ۔ طائفۃ اہل کتاب سے مراد یہود ہیں۔ اور آمنوا میں ایمان لانے سے مراد بطور نفاق اظہار ایمان ہے اور الذین آمنوا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام مراد ہیں۔ وجہ النہار سے دن کا پہلا حصہ اور آخر النہار سے دن کا آخری حصہ یعنی شام مراد ہے۔ یہودی اسلام کی بڑھتی ہوئی شان وشوکت دیکھ کر حسد وبغض سے جل اٹھے تھے اور ہمیشہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ریشہ دوانیوں میں مصروف رہتے۔ چنانچہ انہوں نے مسلمانوں کو اسلام سے بدظن کرنے اور اسلام کا وقار انکے دلوں میں کم کرنے کے لئے اجتماعی منصوبہ تیار کیا اور اس منصوبے کے کرتے دھرتے یہود کے بڑے بڑے عالم تھے چنانچہ انہوں نے طے کیا کہ صبح کے وقت ظاہری طور محض زبانی زبانی اسلام

مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (٧٣) يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ

جس کو چاہے اور اللہ بہت گنجائش والا ہے ۱۰۱ خالص کرتا ہے اپنی مہربانی

مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ وَمِنْ

جس پر چاہے۔ اور اللہ کا فضل بڑا ہے ف۱ اور بعضے

اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ

اہل کتاب میں وہ ہیں کہ اگر تو ان کے پاس امانت رکھے

يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ

ڈھیر مال کا تو ادا کردیں تجھ کو اور بعضے ان میں وہ ہیں کہ اگر تو ان کے پاس امانت

لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآىِٕمًا ۭ

رکھے ایک اشرفی تو ادا نہ کریں تجھ کو مگر جب تک کہ تو رہے اس کے سر پر کھڑا ۱۰۲

ذٰلِكَ بِاَنَّھُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ

یہ اس واسطے کہ انہوں نے کہہ رکھا ہے کہ نہیں ہے ہم پر اُمی لوگوں کے حق

سَبِيْلٌ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَي اللّٰهِ الْكَذِبَ وَھُمْ

لینے میں کچھ گناہ ف۲ ۱۰۳ [۲] اور جھوٹ بولتے ہیں اللہ پر اور وہ

يَعْلَمُوْنَ (٧٥) بَلٰي مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى

جانتے ہیں ۱۰۴ کیوں نہیں جو کوئی پورا کرے اپنا قرار [۳] اور وہ پرہیزگار ہے

فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ (٧٦) اِنَّ الَّذِيْنَ

تو اللہ کو محبت ہے پرہیزگاروں سے ف۲ ۱۰۵ جو لوگ

يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا

مول لیتے ہیں اللہ کے قرار پر اور اپنی قسموں پر تھوڑا

قَلِيْلًا اُولٰۗىِٕكَ لَا خَلَاقَ لَھُمْ فِي الْاٰخِرَةِ

سا مول ان کا کچھ حصہ نہیں آخرت میں

[۱] چوتھا شکوہ ۱۲

[۲] یعنی جو کچھ انہوں نے سمجھا ہے وہ صحیح نہیں بلکہ مسئلہ یوں ہے ۱۲

[۳] تخویف اخروی ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی یہود نے آپس میں مشورت کی کہ تم صبح کو جاکر ظاہر میں مسلمان ہو جاؤ اور شام کو پھر جاؤ تو شاید مسلمان بھی پھر جاویں جانیں کہ یہ لوگ منصف تھے کہ اپنا دین چھوڑ کر ہمارے دین میں آئے تھے پھر کچھ ایسی ہی غلطی پائی کہ پھر گئے اور آپس میں کہا کہ دل سے ہرگز نہ یقین کرو مگر اپنے دین والوں کی بات تا کسی کے دل میں سچ اسلام نہ آجائے سو اللہ تعالے نے ان کا فریب کھول دیا فرمایا کہ تو کہہ ہدایت وہی ہے جو اللہ دے تمہارے فریب سے کوئی گمراہ نہ ہوگا مگر تم یہ حسد کرتے ہو کہ آگے نبوت اور بزرگی بنی اسرائیل میں تھی اب اور فرقے میں کیوں ہوئی یا دین کی مددگاری میں ہمارے مقابل اور کوئی کیوں ہوا۔ یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہا دیا کسی کا حق نہیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ ف۲ یہ اللہ صاحب مسلمانوں کو سناتا ہے کہ جس کی نیت یہ ہے کہ پرایا حق کھانے کو یہ مسئلہ بنا لیا کہ ہم کو غیر دین والوں کی امانت میں خیانت کرنی روا ہے۔ ان کی بات دین کے مقدمہ میں کیا سند ہو سکے ہمارے ہاں بھی کافر حربی کا مال زور سے لینا روا ہے۔ لیکن امانت میں خیانت روا نہیں۔ ۱۲ منہ رح

فتح الرحمٰن۔ ف۱ یعنی مال بر مال عرب کہ ہم در دین ما نیستند مؤاخذہ نخواہد شد۔ ۱۲

قبول کرلیا کریں اور شام کو دین اسلام سے بیزاری کا اعلان کردیا کریں اور اسکے ساتھ یہ بھی واضح کردیں کہ اسلام قبول کرنے کے بعد ہم نے اپنی کتابوں کو دیکھا اور اپنے علماء سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ یہ دین (عیاذاً باللہ) سچا نہیں اس لئے ہم نے اس کو چھوڑ کر پھر سے اپنا پہلا دین قبول کرلیا ہے نیز وہ کہتے سارا دن اس پیغمبر کے پاس گذارا ہے پیغمبروں اور ولیوں کی بے ادبی کے سوا اس سے اور کچھ نہیں سنا وہ صاف کہتا ہے کہ نبی اور ولی نہ کارساز ہیں نہ حاجت روا۔ اس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ جب ہم اسلام کو چھوڑ کر اسکے بارے میں مذکورہ بالا ریمارکس دینگے تو مسلمانوں کے دلوں میں بھی یہ خیال پیدا ہوگا کہ جب پہلی کتابوں کے اتنے بڑے عالم اسلام سے برگشتہ ہوگئے ہیں تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعی یہ دین سچا نہیں۔ اس طرح مسلمانوں میں بھی اسلام سے بیزاری اور برگشتگی پیدا ہوجائے گی اور اسلام کی ترقی رک جائے گی۔ لیکن اللہ تعالیٰ جو غیب وشہادت کا جاننے والا ہے اس نے مسلمانوں پر یہودیوں کا یہ منصوبہ منکشف کرکے اسے ناکام بنادیا۔ ومعنى الآية ان اليهود قال بعضهم لبعض اظهروا الايمان بمحمد اول النهار ثم اكفروا به آخره فانكم

وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ
اور نہ بات کرے گا ان سے اللہ اور نہ نگاہ کرے گا ان کی طرف قیامت کے
الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۪ وَلَهُمْ عَذَابٌ
دن اور نہ پاک کرے گا ان کو اور ان کے واسطے عذاب
اَلِيْمٌ ﴿٧٧﴾ وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ
ہے دردناک ش۱ ف۱ ۔ اور ان میں ایک فریق ہے کہ زبان مروڑ کر پڑھتے ہیں
بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ
کتاب تاکہ تم جانو کہ وہ کتاب میں ہے اور وہ نہیں
الْكِتٰبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَ
کتاب میں ف۲ ۔ اور کہتے ہیں وہ اللہ کا کہا ہے اور
مَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ
وہ نہیں اللہ کا کہا ۱۰۹ اور اللہ پر جھوٹ بولتے
الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿٧٨﴾ مَا كَانَ
ہیں جان کر ش۲ ف۳ کسی بشر کا کام
لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ
نہیں کہ اللہ اس کو دیوے کتاب اور حکمت
وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا
اور پیغمبر کرے پھر وہ کہے لوگوں کو کہ تم میرے بندے
لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ
ہو جاؤ اللہ کو چھوڑ کر ۱۱۱ لیکن یوں کہے کہ تم اللہ والے ہو جاؤ
بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا
جیسے کہ تم سکھلاتے تھے کتاب اور جیسے

اذا فعلتم ذالك ظهر لمن يتبعكم ارتياب في دينه فيرجعون عن دينه الى دينكم ويقولون ان اهل الكتاب اعلم به منا (قرطبی ج ۴ ص ۱۱۱) قال الحسن والسدى تواطأ اثنا عشر رجلا من احبار يهود خيبر وقرى عرينة وقال بعضهم لبعض ادخلوا في دين محمد اول النهار باللسان دون الاعتقاد واكفروا آخر النهار وقولوا انا نظرنا في كتبنا وشاورنا علماءنا فوجدنا محمدا ليس بذلك وظهر لنا كذبه وبطلان دينه فاذا فعلتم ذالك شك اصحابه في دينهم وقالوا انهم اهل الكتاب وهم اعلم به فيرجعون عن دينهم الى دينكم (روح ج ۳ ص ۲۰۰) ۱۰۰ یہ بھی ان منصوبہ باز احبار یہود ہی کا قول ہے۔ البتہ قل ان الهدى هدى الله جملہ معترضہ ہے جو قول یہود کا جواب ہے اور ان یؤتی جملہ استفہامیہ ہے اور ہمزہ استفہام محذوف ہے۔ اصل ءَ اَنْ يُّؤْتٰى تھا جیسا کہ ابن کثیر کی قراءت میں ہے لیکن یہ استفہام انکاری ہے۔ اور او یحاجوکم، یُؤْتٰی پر معطوف ہے

مطلب یہ ہے کہ یہودیوں نے آپس میں طے کیا کہ ظاہری طور پر اسلام کا اظہار تو مسلمانوں کے سامنے کردینا لیکن صدق دل سے اس کو نہ ماننا اور نہ ہی اپنے دین کے متبعین کے علاوہ کسی کی یہ بات ماننا کہ تمہارے دین کی طرح کسی اور کا دین ہے یا تمہاری کتاب کی طرح کسی اور دین والوں کے پاس بھی کوئی سچی کتاب ہے یا یہ کہ کسی دوسرے دین والے خدا کے پاس تم پر قیامت کے دن دلیل اور حجت سے غالب آجائینگے۔ قال الشيخ رحمه الله تعالى والاولى ان يقال ان قوله لا تؤمنوا مقولة اهل الكتاب وقوله تعالى قل ان الهدى جملة واقعة بين كلامهم وان يؤتى بحذف همزة الانكار مقولة اليهود ۱۰۱ یہ یہودیوں کے قول کی تردید ہے یہودیوں نے جو یہ فرض کر رکھا تھا کہ رسالت ونبوت بنی اسرائیل کے ساتھ مخصوص ہے اسلئے انکے علاوہ اور کسی قوم میں نہ کوئی نبی پیدا ہوسکتا ہے اور نہ اللہ کی کوئی کتاب نازل ہوسکتی ہے۔ اصل میں یہودیوں کے مولویوں اور گدی نشینوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کا یہ ایک بہانہ تراشا تھا۔ اصل غصہ تو انکو مسئلہ توحید سے تھی کیونکہ اس سے ان کی گدیوں اور آمدنیوں پر زد پڑتی تھی۔ تو اللہ تعالے نے انکے اس خیال کا ابطال فرمایا کہ فضل و رحمت کے خزانے جن میں رسالت ونبوت بھی شامل ہے۔ سارے کے سارے خدا کے قبضے میں ہیں وہ ان میں سے جسے چاہتا ہے دیتا ہے اس کی رحمت صرف بنی اسرائیل ہی سے مخصوص نہیں اسکی رحمت نہایت وسیع اور بے پایاں ہے جسے وہ اپنی رحمت کے کسی عطیہ کا مستحق سمجھتا ہے اسے اس سے نواز دیتا ہے۔ ۱۰۲ چوتھا شکوہ۔ یہودیوں میں دو قسم کے لوگ تھے کچھ دیانتدار اور امین جیسے عبداللہ بن سلام اور ان کے دوسرے ساتھی جو مسلمان

ش۱ خود ساختہ اعتقادی مسائل اپنی طرف سے درج کرلیتے ہیں۔ ۱۲

ش۲ ایک شبہ کا جواب شبہ یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود فرما گئے ہیں کہ حاجات میں مجھے پکارا کرو ۱۲

موضح قرآن۔ ف۱ یہ یہود میں صفت تھی کہ ان سے اللہ نے قرار لیا تھا اور قسمیں دی تھیں کہ ہر نبی کے مددگار رہیو پھر غرض دنیا کے واسطے پھر گئے اور جو کوئی جھوٹی قسم کھاوے دنیا ملنے کے واسطے اسکا یہی حال ہے۔ ۱۲منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۲ یعنی بن پڑھوں کو دغا دیتے ہیں اپنی عبارت بنا کر قرآن کی طرح پڑھنے لگے کہ اللہ نے یوں فرمایا ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بتکلف از خود چیزی نوشتہ در کتاب خلط ساختہ می خوانند۔ ۱۲

ہو چکے تھے اور جو لوگ یہودیت پر قائم تھے وہ پہلے درجہ کے خائن اور بد دیانت تھے۔ پہلے گروہ کے متعلق ارشاد فرمایا کہ وہ اس قدر امین ہیں کہ اگر دولت کا ڈھیر بھی انکے سپرد کر دیا جائے تو وہ اس میں ایک پائی کی خیانت نہیں کرینگے اور پوری امانت واپس کر دینگے لیکن اس کے برعکس دوسرے گروہ کی بد دیانتی اور حُبِّ مال کا یہ عالم ہے کہ اگر صرف ایک دینار ہی انکے حوالے کرد و تو وہ اسے بھی ہضم کر جائیں گے۔ اور واپس کرنے کا نام نہیں لیں گے ہاں اگر آپ انکے سر پر چڑھے رہیں تو البتہ واپسی کی امید ہوسکتی ہے ان پر کھڑے رہنے سے بار بار تقاضا کرنا مراد ہے۔ آجکل بھی ایسے متعصب پیر اور گدی نشین موجود ہیں اگر انکو کسی طریقہ سے توحید پرستوں کا مال ہاتھ آجائے تو اسے ہضم کر جائیں اور واپس کرنے کا نام تک نہ لیں۔ **۱۰۳** اُمّیین۔ اُمّی کی جمع ہے اور وہ ام القری کی طرف منسوب ہے۔ ام القری مکہ کا نام ہے اور اُمّیین سے یہاں عرب کے لوگ مراد ہیں۔ اس بد دیانتی خیانت اور بد معاملگی کی وجہ وہ یہ بیان کرتے کہ عرب کے لوگوں کے جو اموال ہمارے ہاتھ لگ جائیں انہیں خرد برد کرنے میں ہم پر کوئی گناہ نہیں اور نہ عتاب ہے۔ بلکہ ہمیں اسکا پورا پورا حق ہے ای لیس علینا فیما اصبناہ من اموال العرب عتاب وذم (روح۔ ج ۳ صہ ۲۰۲) اور پھر انکے ساتھ یہودیوں کا یہ دعویٰ بھی تھا کہ یہ حکم ان کی کتاب تورات میں موجود ہے۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ نے انکو اس طرح لوگوں کا مال خرد برد کرنے کا حکم دیا ہے اس طرح ان لوگوں نے اللہ تعالےٰ پر افترا کیا جسے اللہ تعالیٰ نے آیت کے اگلے حصے میں بیان فرمایا ہے **۱۰۴** یعنی ان کا یہ دعویٰ کہ یہ حکم اللہ کی کتاب تورات میں موجود ہے سراسر جھوٹ اور اللہ تعالےٰ پر افترا ہے اور پھر ان ظالموں کو یہ بھی معلوم ہے کہ یہ بات تورات میں نہیں ہے۔ مگر اسکے باوجود جان بوجھ کر عمداً قصداً خدا پر افترا کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے تو ناجائز طریقے سے کسی کا مال کھانا ان پر بھی حرام کیا تھا۔ ای وقد اختلقوا هذه المقالة وائتفكوها بهذه الضلالة فان الله حرم عليهم اكل الاموال الا بحقها وانما هم قوم بهت (ابن کثیر ج ۱ صہ ۳۷۴) **۱۰۵** کلا بلی ماقبل کی نفی کے لئے ہے۔ یہودیوں نے کہا تھا کہ امیین کے اموال میں ہم پر کوئی ذمہ داری نہیں تو اس کا رد فرمایا کہ کیوں نہیں۔ ذمہ داری تو ہر شخص پر عائد ہوتی ہے جب کوئی شخص کسی سے کوئی عہد کرتا ہے تو اسکی پابندی اس پر لازم ہے لہذا جو شخص اپنے عہد کی پابندی کرے اور خدا سے ڈرے تو ایسے لوگوں کو اللہ تعالےٰ پسند کرتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ جس طرح تم نے سمجھ رکھا ہے۔ ایسا نہیں ہے بلکہ اصل حقیقت یوں ہے۔ **۱۰۶** **تخویف اخروی** عہد اللہ سے مراد ایمان واطاعت کا عہد ہے۔ یہ عہد شکنی پر وعید اخروی ہے یعنی جو لوگ دنیا کے معمولی سے مفاد کی خاطر اللہ کے عہد اطاعت اور آپس کے حلفی معاملات کی پرواہ نہیں کرتے، اللہ سے کئے ہوئے عہد اور بندوں سے طے شدہ معاہدوں کو توڑتے ہیں۔ آخرت میں ان لوگوں کا کوئی حصہ نہیں۔ کیونکہ ان لوگوں نے ایفائے عہد اور محافظت یمین پر دنیا کے حقیر مفاد کو ترجیح دی۔ اور ایفاء ومحافظت کی صورت میں جو آخرت کا اجر وثواب ان کیلئے مقدر تھا اس سے محروم ہوگئے **۱۰۷** قیامت کے دن یہ لوگ اللہ کے خطابِ شفقت ومحبت اور اسکی نگاہِ رحمت سے بھی محروم رہیں گے اور اسکے عفوِ عام سے بھی کوئی حصہ نہیں پائیں گے۔ اسلئے وہ گناہوں کی نجاست اور آلودگی سے پاک نہیں ہوسکیں گے اور نار جہنم کا دردناک عذاب پائیں گے۔ **۱۰۸** **پانچواں شکوہ**۔ ان خائنین اہل کتاب میں ایک جماعت (یعنی ان کے علماء کی جماعت) ایسی بھی تھی جو اللہ کی کتاب میں تحریف کرتی تھی اور اپنی گھڑی ہوئی عبارت کو تورات سے ملا کر اسطرح پڑھتی تھی کہ سننے والے سمجھیں کہ یہ سب کچھ خدا کی کتاب ہی سے پڑھ رہے ہیں۔ من اهل الكتاب الخائنين لجماعة يلون السنتهم بالكتب اي يحرفونه

كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۙ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ
کہ تم آپ بھی پڑھتے تھے اُسے **۱۱۳** اور نہ یہ کہے تم کو کہ
تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ؕ اَيَاْمُرُكُمْ
ٹھہراؤ فرشتوں کو اور نبیوں کو رب **۱۱۴** کیا تم کو
بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۠ وَاِذْ
کفر سکھائے گا بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو چکے ہو **۱۱۵** ف۱ اور جب
اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ
لیا اللہ نے عہد نبیوں سے کہ ف۱ جو کچھ میں نے تم کو دیا
مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ
کتابیں اور علم پھر آوے تمہارے پاس کوئی رسول
مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ
کہ سچا بتاوے تمہارے پاس والی کتاب کو تو اس رسول پر ایمان لاؤ گے اور اس کی
لَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ
مدد کرو گے **۱۱۶** فرمایا کہ کیا تم نے اقرار کیا اور اس شرط پر
عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ
میرا عہد قبول کیا بولے ہم نے اقرار کیا۔
قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ
فرمایا تو اب گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں **۱۱۷** ف۲
فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (۸۲)
پھر جو کوئی پھر جائے اس کے بعد تو وہی لوگ ہیں نافرمان **۱۱۸**۔
اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ
اب کوئی اور دین ڈھونڈتے ہیں سوائے دین اللہ کے اور اسی کے حکم میں ہے جو

ع ۸ ۱۶

سا توحید کے بعد بحث رسالت کی ابتدا ۱۲

موضح قرآن ۔ ف۱ یہود مسلمانوں سے کہتے تھے کہ تمہارا نبی ہم کو کہتا ہے کہ بندگی کرو اللہ کی ہم تو آگے سے اسی کی بندگی کرتے ہیں۔ مگر وہ چاہتا ہے کہ میری بندگی کرو سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس کو اللہ نبی کرے اور وہ لوگوں کو کفر سے نکال کر مسلمانی میں لادے پھر کیونکر انکو یہ بات سکھادے مگر تم کو یہ کہتا ہے کہ تم میں جو آگے دینداری تھی کتاب کا پڑھنا اور سکھانا وہ نہیں رہی اب میری صحبت میں وہی کمال حاصل کرو ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۲ اللہ نے قرار لیا نبیوں کا یعنی نبیوں کے مقدمہ میں بنی اسرائیل سے قرار لیا۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالےٰ

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی از بنی آدم پیمان گرفت برائے پیغامبران ۱۲

قالہ مجاھد (روح ج ۳ ص ۲۰۴) حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ علماء اہل کتاب نے خود ساختہ اعتقادی مسائل اپنی طرف سے اللہ کی کتاب میں درج کر دیئے تاکہ سننے والا سمجھے کہ یہ مسئلہ اللہ کی کتاب کا ہے۔ بالکل اسی طرح جیسا کہ آجکل کے شرک پسند مولوی شرکیہ عقائد کے ساتھ قرآن مجید کی آیتیں اس انداز سے پیش کرتے ہیں کہ سننے والے سمجھیں کہ یہ سب کچھ قرآن میں لکھا ہے۔ ۱۰۹ علماء یہود و نصاریٰ کبھی تو اپنی بنائی ہوئی عبارتوں کو تورات و انجیل کی آیتوں سے اس طرح خلط ملط کر کے پڑھتے کہ سننے والا سمجھے کہ یہ سب اللہ کی کتاب کی آیتیں ہیں جس کا پہلے ذکر فرمایا اور کبھی اپنی من گھڑت عبارتوں اور خود ساختہ شرکیہ عقیدوں کے متعلق صاف صاف کہہ دیتے کہ یہ اللہ کی طرف سے نازل شدہ ہیں اسی کو یہاں بیان فرمایا۔ ویقولون مع ماذکر من اللی والتحریف علی طریقۃ التصریح لا بالتوریۃ والتعریض الخ (ابو السعود ج ۲ ص ۲۱ ، روح ج ۳ ص ۲۰۵) جیسا کہ آجکل مشرک لوگ قل لا املک لکم ضرا ولا رشدا میں اور قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب میں بالذات کی قید لگا کر کہتے ہیں کہ یہاں ذاتی اختیار اور ذاتی علم غیب کی نفی ہے۔ ۱۱۰ یہ تحریف اور کذب و افترا کسی غلط فہمی کی بنا پر نہیں بلکہ وہ عمداً قصداً یہ کارروائی کر رہے ہیں حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ نے تورات و انجیل کو بدل دیا تھا اور ان میں اپنی طرف سے بہت کچھ شامل کر دیا تھا جس پر یہ آیت نازل ہوئی عن ابن عباس ان الآیۃ نزلت فی الیہود والنصاریٰ جمیعا وذالک انھم حرفوا التوراۃ والانجیل والحقوا بکتاب اللہ ما لیس منہ (معالم و خازن ج ۱ ص ۳۱۲)

فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ طَوۡعًا وَّ كَرۡهًا وَّ
کوئی آسمان اور زمین میں ہے خوشی سے یا لاچاری سے اور
اِلَیۡهِ یُرۡجَعُوۡنَ ﴿۸۳﴾ قُلۡ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَاۤ
اسی کی طرف سب پھر جائیں گے ۱۱۹ ف تو کہہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو کچھ
اُنۡزِلَ عَلَیۡنَا وَ مَاۤ اُنۡزِلَ عَلٰۤی اِبۡرٰهِیۡمَ
اترا ہم پر اور جو کچھ اترا ابراہیم پر
وَ اِسۡمٰعِیۡلَ وَ اِسۡحٰقَ وَ یَعۡقُوۡبَ وَ الۡاَسۡبَاطِ
اور اسماعیل پر اور اسحاق پر اور یعقوب پر اور اسکی اولاد پر ۱۲۰
وَ مَاۤ اُوۡتِیَ مُوۡسٰی وَ عِیۡسٰی وَ النَّبِیُّوۡنَ مِنۡ
اور جو ملا موسے کو اور عیسے کو اور جو ملا سب نبیوں کو ان کے رب
رَّبِّهِمۡ ۪ لَا نُفَرِّقُ بَیۡنَ اَحَدٍ مِّنۡهُمۡ ۫ وَ نَحۡنُ
پروردگار کی طرف سے ۱۲۱ ہم جدا نہیں کرتے ان میں کسی کو ۱۲۲ اور ہم اسی
لَهٗ مُسۡلِمُوۡنَ ﴿۸۴﴾ وَ مَنۡ یَّبۡتَغِ غَیۡرَ الۡاِسۡلَامِ
کے فرماں بردار ہیں اور جو کوئی چاہے سوا دین اسلام کے
دِیۡنًا فَلَنۡ یُّقۡبَلَ مِنۡهُ ۚ وَ هُوَ فِی الۡاٰخِرَةِ
اور کوئی دین سو اس سے ہرگز قبول نہ ہوگا اور وہ آخرت میں
مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ ﴿۸۵﴾ كَیۡفَ یَهۡدِی اللّٰهُ قَوۡمًا
خراب ہے ۱۲۳ کیونکر راہ دے گا اللہ ایسے لوگوں کو
كَفَرُوۡا بَعۡدَ اِیۡمَانِهِمۡ وَ شَهِدُوۡۤا اَنَّ
کہ کافر ہوگئے ایمان لاکر اور گواہی دے کر کہ بیشک رسول
الرَّسُوۡلَ حَقٌّ وَّ جَآءَهُمُ الۡبَیِّنٰتُ ؕ وَ اللّٰهُ
سچا ہے اور آئیں ان کے پاس نشانیاں روشن ۱۲۴ اور اللہ

منزل ۱

ایک شبہ کا جواب

۱۱۱ نصاریٰ نجران نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ دعویٰ کیا کہ حضرت عیسے علیہ السلام خود انہیں فرما گئے ہیں کہ انکو رب بنا لینا اور انکی عبادت کرنا اور انکو پکارنا جیسا کہ آجکل کے پیر پرست حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحؒ کے بارے میں یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر حضرت عیسے اور باقی تمام انبیاء علیہم السلام کی طرف سے صفائی دی۔ ان نصاریٰ نجران کانوا یقولون ان عیسیٰ امرھم ان یتخذوہ ربا فقال اللہ تعالیٰ ردا علیھم ما کان لبشر الخ (معالم و خازن ج ۱ ص ۳۱۳) یعنی جب اللہ تعالیٰ کسی انسان کو کتاب اور نبوت عطا کرے اور اسے علم و فہم سے نوازے تو اس سے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اللہ تو اسے بھیجے توحید کی دعوت دینے کے لئے اور وہ لگ جائے اپنی عبادت کی دعوت دینے میں یہ ایک ناممکن بات ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام کچھ ایسی صفات سے متصف ہوتے ہیں کہ وہ الوہیت اور ربوبیت کا دعوے نہیں کر سکتے ان الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام موصوفون بصفات لا یحسن مع تلک الصفات ادعاء الالہیۃ والربوبیۃ الخ (کبیر ج ۲ ص ۲۳۷) وَلٰكِنۡ كُوۡنُوۡا رَبّٰنِیّٖنَ۔ یہ تو ناممکن ہے کہ کوئی پیغمبر لوگوں کو اپنی بندگی اور عبادت کی طرف بلائے بلکہ ہر پیغمبر لوگوں سے یہی کہے گا کہ تم سب اللہ والے بن جاؤ اللہ کے دین کو مانو اور اس پر عمل کرو چنانچہ حضرت عیسے علیہ السلام نے بھی اپنی امت کو یہی تلقین کی تھی۔ ۱۱۳ یہ کونوا سے متعلق ہے با سببیہ اور مَا مصدریہ ہے یعنی تم لگاتار اللہ کی کتاب کے پڑھنے، پڑھانے اور درس و تدریس میں لگے رہتے ہو اسلئے تمہیں تو ہر حال میں باطل اور شرکیہ عقائد سے بچنا چاہیئے اور صرف خدائے واحد کی عبادت کرنی چاہیئے۔

سـ۱ یہ جملہ معترضہ ہے مطلب یہ کہ ایمان تو تمام پیغمبروں پر لاتے ہیں لیکن جھکیں صرف اللہ کے سامنے ۱۲

سـ۲ زجر مع تخویف اخروی ۱۲

سـ۳ پہلے بھی کہتے رہے کہ محمد رسول اللہ کا آنا حق ہے ۱۲

۱۱۴ یعنی جس طرح خدا کا کوئی پیغمبر لوگوں کو اپنی پکار اور عبادت کی دعوت نہیں دے سکتا اسی طرح وہ اللہ کے سوا دوسرے پیغمبروں اور فرشتوں کی پکار اور عبادت کی تلقین و تبلیغ بھی نہیں کر سکتا۔ ۱۱۵ استفہام تعجب اور انکار کیلئے ہے یعنی یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ جب تم توحید کا اقرار کر چکے ہو تو کوئی پیغمبر تمہیں کفر اور شرک کرنے کا حکم دے اس سے معلوم ہوا کہ خدا کے سوا کسی کو (خواہ وہ پیغمبر ہو یا فرشتہ) خدائی صفات میں شریک ماننا، خدا کے سوا کسی کی عبادت کرنا اور حاجات میں پکارنا کفر ہے۔ اللہ کے نیک بندوں کی طرف شرکیہ عقائد کی نسبت کے بارے میں حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جامع قاعدہ بیان فرمایا جو حسب ذیل ہے یہ تو ناممکن ہے کہ قرآن مجید یا اللہ کی کسی دوسری کتاب میں اللہ کے کسی نیک بندے کی طرف کوئی شرکیہ عبارت منسوب ہو کیونکہ اللہ کی تمام کتابیں مسئلہ توحید بیان کرنے کے لئے نازل ہوئیں اور سب میں مسئلہ توحید کے خلاف کوئی چیز نہیں

موضح قرآن ف یعنی ہر عہد کا جو حکم فرمایا اس کے سوا اور دین قبول نہیں۔

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۸۶ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ
راہ نہیں دیتا ظالم لوگوں کو ف۱۲۴ ایسے لوگوں کی سزا یہ ہے

اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ
کہ ان پر لعنت ہے اللہ کی اور فرشتوں کی اور لوگوں کی

اَجْمَعِيْنَ ۝۸۷ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ
سب کی ف۱۲۶ ہمیشہ رہیں گے اس میں نہ ہلکا ہوگا ان سے

الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝۸۸ اِلَّا الَّذِيْنَ
عذاب اور نہ ان کو فرصت ملے ف۱۲۷ مگر جنہوں نے

تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۟ فَاِنَّ اللّٰهَ
توبہ کی اسکے بعد اور نیک کام کئے تو بیشک اللہ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۸۹ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ
غفور رحیم ہے ف۱۲۸ جو لوگ منکر ہوئے مان کر

ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ ۚ وَ
پھر بڑھتے رہے انکار میں ہرگز قبول نہ ہوگی ان کی توبہ ف۱۲۹ اور

اُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ ۝۹۰ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا
وہی ہیں گمراہ ف۱ جو لوگ کافر ہوئے اور مر گئے

وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ
کافر ہی تو ہرگز قبول نہ ہوگا ف۱ کسی ایسے سے زمین بھر

الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ
کر سونا اور اگرچہ بدلا دیوے اس قدر سونا ان کو

لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝۹۱ ع
عذاب دردناک ہے اور کوئی نہیں ان کا مددگار

ع ۹ ۱۱ ۷

زجر مع تخویف اخروی ۱۲

ہاں اگر کوئی عبارت متشابہات میں سے ہو تو اسکا حکم پہلے گذر چکا ہے کہ اسکا مطلب محکمات کی روشنی میں بیان کیا جائے اگر اس طرح بھی اسکا مطلب سمجھ میں نہ آئے تو اس کا علم خدا کے سپرد کیا جائے اور اگر ایسی شرکیہ عبارت قرآن یا آسمانی کتاب کے علاوہ کسی دوسری کتاب میں منسوب کی جائے تو اس کی دو صورتیں ہیں اول یہ کہ جس نیک بندے کی طرف وہ عبارت منسوب کی گئی ہے حقیقت میں وہ نیک ہے ہی نہیں اسلئے وہ عبارت مردود ہے۔ دوم یہ کہ وہ بندہ تو واقعی بزرگ اور نیک ہے۔ اسلئے اب یا تو یہ کہا جائیگا کہ اس شرکیہ عبارت کی نسبت اس نیک بندے کی طرف صحیح نہیں شرک پسند لوگوں نے اس پر افترا کیا ہے لہذا وہ عبارت قابل رد ہے۔ جس طرح حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف ایک شرکیہ قصیدہ منسوب کر دیا گیا ہے جو قطعاً حضرت شیخ کا نہیں ہے اور اگر اس عبارت کی نسبت اس بزرگ کی طرف صحت سے ثابت ہو جائے تو اس عبارت میں مناسب تاویل کر کے کتاب و سنت کے مطابق اس کا مطلب بیان کیا جائے گا۔ لیکن اگر وہ عبارت قابل تاویل بھی نہ ہو اور اسکا کوئی صحیح مطلب نہ نکل سکتا ہو تو اس عبارت کو بھی رد کر دیا جائے گا اور سمجھا جائیگا کہ یہ بات اس بزرگ کی زبان سے غلبۂ حال میں صادر ہوئی ہوگی جو احکام شرعیہ میں حجت نہیں۔ یہاں تک توحید کا بیان تھا آگے رسالت کا بیان ہے۔

حصہ دوم

ف۱۱۶ حصہ اول میں توحید کو عقلی اور نقلی دلائل سے واضح کیا گیا اور ساتھ ہی توحید سے متعلق اہل کتاب کے شبہات کا جواب دیا گیا۔ اب یہاں سے حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت کا اثبات شروع ہوتا ہے آپ کی صداقت کے دلائل کے ساتھ ساتھ ان تمام شبہات و اعتراضات کا ازالہ بھی کر دیا گیا ہے۔ جو اہل کتاب یہود و نصاری کی طرف سے آپکی رسالت پر وارد کئے جاتے تھے۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اس عہد کا ذکر فرمایا جو حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور آپ کی پیشگوئی کرنے کے بارے میں تمام انبیاء علیہم السلام سے لیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر پیغمبر سے یہ عہد لیا تھا کہ وہ آخر الزمان پیغمبر پر ایمان لائے یعنی اسے اللہ کا سچا نبی مانے اور اپنی امت کو اس کی آمد کی اطلاع دے اور انہیں حکم دے کہ اگر وہ اس کا زمانہ پائیں تو اس پر ایمان لائیں۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک راجح قول یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام سے یہ عہد نبوت ملنے کے ساتھ ساتھ لیا گیا۔ یہ عہد و میثاق آپ کی سچائی کی بہت بڑی دلیل ہے۔ چنانچہ اہل کتاب کے سامنے پہلے اسے ہی پیش فرمایا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ پیغمبر ہیں۔ جن پر ایمان لانے کا عہد تمام انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتوں سے لیا گیا۔ سوائے اہل کتاب تورات و انجیل میں تمہارے پیغمبروں سے بھی یہ عہد لیا جا چکا ہے اور تورات و انجیل پر ایمان لانے کا دعویٰ کر کے تم بھی اس پیغمبر پر ایمان لانے کا عہد کر چکے ہو وہ معہود پیغمبر اب آ چکا ہے۔ لہذا اس پر ایمان لاؤ اور ہر طریقہ سے اس کی نصرت اور مدد کرو۔ ف۱۱۷ اِصْرٌ کے لغوی معنی بوجھ کے ہیں اور مراد اس سے عہد ہے۔ اقررتم سے انبیاء علیہم السلام کا اپنا اقرار مراد ہے اور اخذتم علی ذالکم اصری سے امتوں سے عہد لینا مراد ہے۔ معناہ ھل اخذتم علی ذالکم اصری علی الامم والاصر بکسر الہمزۃ العہد (روح ج ۳ ص ۲۱۲) تمام انبیاء علیہم السلام سے اللہ نے پختہ عہد و اقرار لیا اور آخر میں فرمایا کہ تم ایک دوسرے کے اقرار پر گواہ بن جاؤ اور میں بھی تمہارے اقرار و شہادت پر گواہ ہوں فلیشھد بعضکم علی بعض بالاقرار و انا علی اقرارکم واشہاد بعضکم بعضا من الشاھدین (کبیر ج ۲ ص ۳۱۷) ف۱۱۸ مذکورہ عہد چونکہ انبیاء علیہم السلام کی تبعیت میں ان کی امتوں سے بھی لیا گیا تھا۔ اسلئے یہاں اعراض کرنے والوں اور عہد توڑنے والوں سے امتیں ہی مراد ہیں۔ کیونکہ عہد شکنی کبیرہ گناہ ہے جس کا صدور انبیاء علیہم السلام سے ناممکن ہے۔

ف۱۱۹ دین اللہ سے یہاں دین اسلام مراد ہے یعنی تمام انبیاء علیہم السلام سے جس آخری پیغمبر علیہ السلام کے متعلق عہد لیا گیا تھا۔ اب وہ آچکا اور اس نے بھی اللہ کا وہی دین پیش کیا ہے جو ان سے پہلے تمام انبیاء نے پیش کیا تھا تو معلوم ہوا کہ دین اسلام تمام انبیاء سابقین کا متفق علیہ دین ہے ان کے علاوہ زمین و آسمان کی ساری مخلوقات خواہ وہ جاندار ہو یا غیر جاندار اور خواہ وہ ذی عقل ہو یا غیر ذی عقل سب کا دین اسلام ہے جب تمام انبیاء علیہم

موضح قرآن۔ ف۱ یعنی یہود پہلے اقرار کرتے تھے کہ یہ نبی تحقیق ہے جب ان سے مقابلہ ہوا تو منکر ہوگئے اور بڑھتے گئے انکار میں یعنی لڑائی کو مستعد ہوئے انکی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی یعنی انکو توبہ کرنا نصیب ہی نہ ہوگا کہ قبول ہو ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالےٰ

فتح الرحمن ف۱: یعنی اصرار کردند تا وقت غرغرہ ۱۲

السلام تمام فرشتے۔ اور تمام مومنین جن و انس اپنے ارادہ اور اختیار سے دین اسلام کے پابند ہیں اور صرف اللہ ہی کو اپنا معبود و مستعان سمجھتے ہیں اور اسے ہی دن رات پکارتے ہیں اور اسی طرح زمین و آسمان کی باقی تمام جاندار اور غیر جاندار مخلوق بھی اللہ کے تکوینی قوانین کی مطیع و فرمانبردار ہے۔ تو پھر یہ لوگ اللہ کے دین کو چھوڑ کر باطل دین کے پیچھے کیوں دوڑتے ہیں اور اللہ کے سوا غیروں کو کیوں پکارتے ہیں۔ جب انجام کار سب کو اللہ کے سامنے حاضر ہونا ہے۔ تو چاہیئے کہ اللہ کے دین کی پیروی کر کے اس وقت کے لئے کچھ سامان کیا جائے۔ **۱۲۰** پہلے بیان فرمایا کہ وہ معہود پیغمبر اپنے سے پہلے تمام پیغمبروں کی تصدیق کرے گا اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکی امت کو اس تصدیق کے اعلان و اظہار کا حکم دیا گیا۔ یعنی اعلان کر دو کہ اللہ نے جو احکام ہم پر نازل فرمائے۔ ہمارا اس پر بھی ایمان ہے اور پہلے انبیاء پر جو کچھ اترا ہم اسے بھی برحق مانتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ سب کا مشن ایک تھا اور سب کو دین توحید ہی دے کر بھیجا گیا۔ **۱۲۱** حضرت موسیٰ اور عیسےٰ علیہما السلام اگرچہ اسباط میں شامل تھے مگر خطاب چونکہ یہود و نصاریٰ سے ہے اسلئے ان کا ذکر اہتمام سے کیا گیا۔ **۱۲۲** یہاں تفریق سے تکذیب و تصدیق میں تفریق مراد ہے یعنی یہ کہ بعض کو مانا جائے اور بعض کا انکار کیا جائے۔ جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے کیا دونوں گروہوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اور یہودیوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کا بھی انکار کیا۔ باقی رہی رتبے اور فضیلت کے اعتبار سے تفریق تو وہ جائز بلکہ نفس الامر میں واقع ہے۔ اللہ تعالےٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ ای بالتصدیق والتکذیب کفعل الیهود والنصارٰی والتفریق بغیر ذالک بالتفضیل جائز (روح ج ۳ ص ۲۱۵) وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ۔ یہ جملہ مقصودی ہے اور ظرف کی تقدیم افادۂ حصر کیلئے ہے **اور مسلمون** کے معنی ہیں خالص اللہ کی عبادت کرنے والے اور شرک نہ کرنے والے ای مخلصون له فی العبادة (روح ج ۳ ص ۲۱۵) موحدون مخلصون انفسنا له لانجعل له شریکا فی عبادتنا (مدارک ج ۱ ص ۱۳۱، خازن ج ۱ ص ۳۱۵، ابوالسعود ج ۲ ص ۳۶۷) ونحن له منقادون بالطاعة متذللون بالعبودیة مقرون له بالالوهیة والربوبیة وانه لااله غیره (ابن جریر ج ۳ ص ۲۲۳) حاصل یہ کہ ایمان تو ہمارا تمام انبیاء علیہم السلام پر ہے اور ہم سب کو برحق سمجھتے ہیں مگر معبود صرف خدا کو سمجھتے ہیں۔ اسی کی عبادت کرتے۔ اسی کے آگے جھکتے۔ اسی سے مانگتے اور حاجات و مشکلات میں اسی کو اور صرف اسی کو پکارتے ہیں اللہ تعالےٰ کے ان انبیاء اور برگزیدہ بندوں کو اس کا شریک نہیں مانتے۔ نہ علم میں نہ قدرت میں، نہ سمع میں نہ بصر میں اور نہ اس کی دوسری صفات میں۔ تعالیٰ شانہٗ۔ **۱۲۳** دین اسلام کی حقانیت اور اسکے پسندیدۂ حق ہونے کا اعلان کرنے کے بعد اسلام سے اعراض کرنے والوں کو تخویف اخروی کے ساتھ زجر فرمایا کہ جو شخص دین اسلام کے علاوہ کوئی اور دین تلاش کرے اور توحید کو چھوڑ کر شرک اختیار کرے تو وہ عند اللہ مقبول نہیں ہوگا اور اسکے تمام اعمال رائیگاں ہونگے اور وہ آخرت میں ان اعمال سے محروم ہو کر دائمی عذاب میں مبتلا ہوگا یہی خسران آخرت کا مفہوم ہے۔ والخسران فی الآخرة هو حرمان الثواب وحصول العقاب (روح ج ۳ ص ۲۱۶) **۱۲۴** یہاں قوم سے مراد اہل کتاب یہود و نصاریٰ ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے تو ان کا آپ پر ایمان تھا اور وہ آپ کے بارے میں تورات کی بیان کردہ صفتیں اور پیشگوئیاں پڑھ کر سنایا کرتے تھے جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے۔ وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا (بقرہ ع) انہوں نے اس بات کا کئی بار اقرار کیا اور اسکی شہادت دی اس کے علاوہ پیغمبر کی صداقت کے عقلی و نقلی دلائل بھی ان کے سامنے آگئے۔ ان تمام باتوں کے باوجود جب انہوں نے جان بوجھ کر عمداً قصداً انکار کیا اور باختیار خود کفر کو ترجیح دی تو بھلا اب ان کے ایمان لانے اور راہ راست پر آنے کی بھی کوئی توقع ہو سکتی ہے کیونکہ جب یہود و نصاریٰ نے دیکھا کہ جس پیغمبر کی پیشگوئی تورات و انجیل میں موجود ہے اور جس کے متعلق انہیں توقع تھی کہ وہ بنی اسرائیل میں پیدا ہوگا۔ وہ تو عرب کے قبیلہ بنی اسمٰعیل میں پیدا ہو گیا ہے تو بغض و حسد کیوجہ سے انکار کر دیا **۱۲۵** جو لوگ اپنی جانوں پر اس طرح ظلم کریں کہ اللہ کی دی ہوئی عقل سے ذرا کام نہ لیں اور محض ضد و عناد اور بغض و حسد کی بنا پر حق سے آنکھیں بند کرلیں اور اسے قبول کرنیکے بجائے اسکا انکار کردیں تو اللہ تعالےٰ ایسے لوگوں کو دنیا میں یہ سزا دیتا ہے کہ انکے دلوں پر مہر جباریت لگا کر ان سے توفیق ہدایت ہی سلب کر لیتا ہے اور وہ کبھی راہ اسلام پر نہیں آسکتے۔ الظلمین الذین ظلموا انفسهم بالاخلال بالنظر (روح ج ۳ ص ۲۱۶) ای ما داموا مختارین الکفر (مدارک ج ۱ ص ۱۳۱) **۱۲۶** یہ تخویف اخروی ہے۔ اولٰئک سے مذکورہ بالاصفات شنیعہ کے حاملین کی طرف اشارہ ہے یعنی جو لوگ حق کو سمجھ بوجھ کر محض ضد و حسد کی وجہ سے کفر و انکار کرتے ہیں۔ ان پر اللہ کی لعنت، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ اللہ کی لعنت تو یہ ہے کہ اللہ انہیں اپنی رحمت سے دور اور جنت سے محروم اور عذاب میں مبتلا کردے۔ فرشتوں اور انسانوں کی لعنت سے مراد یہ ہے کہ وہ زبان سے ان پر لعنت بھیجتے ہیں۔ لعنته بالابعاد من الجنة وانزال العقوبة والعذاب واللعنة من الملائكة هی بالقول وكذالك من الناس الخ (کبیر ج ۲ ص ۳۸۷) اور الناس سے مراد تمام انسان ہیں خواہ مسلمان ہوں خواہ کافر کیونکہ کافر بھی ہر جھوٹے اور باطل پرست پر لعنت بھیجتے ہیں۔ اگرچہ انہیں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ خود بھی جھوٹے اور باطل پرست ہیں۔ **۱۲۷** فیها میں ضمیر لعنت کی طرف راجع ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ دنیا اور آخرت میں لگاتار ان پر لعنت کا نزول ہوتا رہے گا۔ اور آخرت میں ان کے عذاب میں نہ کمی کی جائے گی اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی۔ **۱۲۸** یہ ما قبل سے استثناء ہے یعنی جن لوگوں نے ایمان کے بعد کفر کیا اور کفر و ارتداد کے بعد پھر توبہ کرلی اور آئندہ کے لئے اپنا رویہ درست کرلیا اللہ تعالےٰ ایسے لوگوں کی توبہ قبول کرلیتا ہے اور ان کے گذشتہ گناہ معاف کر کے انہیں مزید فضل و رحمت سے نوازے گا۔ **۱۲۹** پہلے ان لوگوں کا ذکر تھا جنہوں نے ارتداد اور کفر بعد الایمان کے بعد توبہ کرلی اور صلاح و تقویٰ کا راستہ اختیار کرلیا۔ یہاں ان لوگوں کا ذکر فرمایا جنہوں نے ایمان کے بعد کفر کیا اور پھر دیدہ و دانستہ کفر پر ڈٹے رہے۔ یہاں تک کہ کفر ان کے دلوں میں راسخ ہوگیا تو ایسے لوگوں کے دلوں پر چونکہ مہر جباریت لگ جاتی ہے اسلئے ان سے توبہ کی توفیق چھین لی جاتی ہے۔ اور انہیں توبہ کی کبھی ہمت نہیں ہوتی۔ یہاں سلب ہمت ہی کو عدم قبول توبہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اگر وہ توبہ کریں تو ان کی توبہ قبول نہیں ہوگی۔ کیونکہ توبہ بڑے سے بڑے مجرم کی بھی عند اللہ مقبول ہے۔ جب تک وہ سکرات الموت میں داخل نہ ہوجائے۔ قالہ الشیخ روح اللہ روحہ۔ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ ۝ اور یہی لوگ درحقیقت گمراہ ہیں کیونکہ مہر جباریت کی وجہ سے وہ کبھی ہدایت یافتہ نہیں ہوں گے فلن یقبل یعنی جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور توفیق توبہ کے بغیر ہی مر گئے۔ وہ آخرت میں عذاب الٰہی سے کسی صورت نہیں بچ سکیں گے اگر بالفرض قیامت کے دن زمین بھر سونا انکے ہاتھ آجائے اور وہ اسے بطور فدیہ دے کر عذاب سے بچنا چاہیں تو یہ فدیہ ان سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے۔ الکلام ورد علی سبیل الفرض والتقدیر والمعنی لو ان لکل فرد ملء الارض ذهبا یوم القیمة لبذله فی تخلیص نفسه من العذاب (خازن ج ۱ ص ۱۳۱، کبیر ج ۲ ص ۱۴۶) اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ انہیں بہرحال دردناک عذاب دیا جائے گا۔ یہ ہرگز نہیں ہوگا کہ اگر فدیہ قبول نہیں کیا جائے گا۔ تو ویسے ہی معافی مل جائے۔ وفی تعقیب ما ذکر بهذه الجملة مبالغة فی التحذیر والاقناط لان من لایقبل منه الفداء ربما یعفی عنه تکرما (روح ج ۳ ص ۲۲۰) وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝ نہ فدیہ دے کر بچ سکیں گے نہ معافی مل سکے گی اور نہ ہی کسی یار و مددگار کی نصرت و یاری اور نہ ہی کسی سفارشی کی سفارش سے نجات مل سکے گی۔ انه تعالیٰ لما بین انه لاخلاص لهم عن هذا العذاب الالیم بسبب الفدیة بین ایضا انه لاخلاص لهم عنه بسبب النصرة والاعانة والشفاعة الخ (کبیر ج ۲ ص ۱۴۷)

۱۳۰ف یہ خطاب بھی حسب سابق اہل کتاب ہی سے ہے اور اس سے انہیں اسلام لانے کی ترغیب دی گئی ہے۔ اور بر سے ایمان و تقویٰ کا وہ درجہ مراد ہے جس کے حاصل ہونے پر آدمی ابرار کے زمرہ میں شامل ہو جاتا ہے۔ جن کا اللہ تعالیٰ نے ان الابرار لفی علیین میں ذکر فرمایا ہے۔ ماتحبون سے دنیوی ریاست و دولت اور ظاہری شان و شوکت مراد ہے۔ اہل کتاب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ جب تک تم اپنی سب سے زیادہ پسندیدہ اور محبوب چیز کی قربانی نہیں دو گے یعنی دنیوی شان و شوکت اور ریاست کو نہیں چھوڑ دو گے اس وقت تک حقیقت خیر اور اصل تقویٰ کو نہیں پا سکو گے اس لئے ان دنیوی منافع کو چھوڑ کر حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ اور آپ کی تعلیمات پر عمل کرو۔ اور مسئلہ توحید کو مانو حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رح لکھتے ہیں یعنی جس چیز سے دل بہت لگا ہو۔ اس کا خرچ کرنا بہت درجہ ہے اور ثواب ہر چیز میں ہے شاید یہود کے ذکر میں یہ آیت اس واسطے فرمائی کہ ان کو اپنی ریاست بہت عزیز تھی جس کے تھامنے کو نبی کے تابع نہ ہوتے تھے۔ جب تک وہی نہ چھوڑیں اللہ کی راہ میں درجہ ایمان نہ پاویں ۱۳۱ف اللہ کی راہ میں جو چیز بھی خرچ کروگے خواہ وہ محبوب ہو یا غیر محبوب بہرحال اللہ کو اسکا علم ہے اور وہ اسکے مطابق اسکی جزا دیگا۔ باقی رہا خیر کامل کا اعلیٰ درجہ تو وہ صرف محبوب ترین چیز ہی کی قربانی سے حاصل ہو سکتا ہے والحاصل لا وصول الی المطلوب الا باخراج المحبوب (مدارک)

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۬ؕ وَمَا
ہرگز نہ حاصل کرسکوگے نیکی میں کمال جب تک نہ خرچ کرو اپنی پیاری چیز سے ۱۳۰ف اور جو
تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ ﴿۹۲﴾ كُلُّ
چیز خرچ کروگے سو اللہ کو معلوم ہے ف۱ ۱۳۱ف سب
الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اِلَّا مَا
کھانے کی چیزیں حلال تھیں بنی اسرائیل کو مگر وہ جو
حَرَّمَ اِسْرَآءِیْلُ عَلٰی نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ
حرام کرلی تھی اسرائیل نے اپنے اوپر توریت نازل ہونے
التَّوْرٰىةُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَاۤ اِنْ
سے پہلے ۱۳۲ف تو کہہ لاؤ توریت اور پڑھو اگر
كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۹۳﴾ فَمَنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ الْكَذِبَ
سچے ہو ف۲ ۱۳۳ف پھر جو کوئی جوڑے اللہ پر جھوٹ
مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۹۴﴾ قُلْ
اس کے بعد تو وہی ہیں بڑے بے انصاف ف۲ ۱۳۴ف تو کہہ
صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ؕ وَمَا
سچ فرمایا اللہ نے اب تابع ہوجاؤ دین ابراہیم کے جو ایک ہی کا ہو رہا تھا اور
كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۹۵﴾ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ
نہ تھا شرک کرنے والا ۱۳۵ف بیشک سب سے پہلا گھر جو مقرر ہوا
لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۶﴾ ۚ
لوگوں کے واسطے یہی ہے جو مکے میں ہے۔ برکت والا اور ہدایت جہاں کے لوگوں کو ۱۳۶ف
فِیْهِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِیْمَ ۚ۬ وَمَنْ دَخَلَهٗ
اس میں نشانیاں ہیں ظاہر جیسے مقام ابراہیم ف۲ ۱۳۷ف اور جو کوئی اس کے اندر آیا

الجزء الرابع

وقف جبرائیل علیہ السلام

ف۱ اہل کتاب کے علاوہ کو ترغیب الی الاسلام ۱۲

ف۲ رسالت پر شبہہ اولیٰ کا جواب ۱۱

شبہات متعلقہ رسالت

۱۳۲ف اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب ہے جسکے معنی ہیں عبداللہ یعنی اللہ کا بندہ۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ یہودیوں کے احبار و رہبان یعنی انکے مولوی اور پیر اور سجادہ نشین حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف نت نئے اعتراضات سوچتے رہتے اور مختلف طریقوں سے مسلمانوں کے دلوں میں شبہات پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہتے تھے۔ چنانچہ وہ کہتے تھے کہ یہ پیغمبر اوپر سے تو ملت ابراہیمی کا متبع ہونے کا دعویٰ کرتا ہے لیکن اندر سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مخالف ہے۔ کیونکہ یہ اونٹ کا گوشت کھاتا ہے۔ حالانکہ ابراہیمی مذہب میں اونٹ کا گوشت حرام تھا۔ اسی طرح یہ پیغمبر اوپر سے تمام انبیاء علیہم السلام کو ماننے کا دعویدار مگر اندر سے سب کا مخالف ہے چنانچہ اس نے انبیاء بنی اسرائیل کے قبلے بیت المقدس کو چھوڑ کر خانہ کعبہ کو اپنا قبلہ بنا لیا ہے حالانکہ بیت المقدس، خانہ کعبہ سے بھی پہلے کا ہے اس لئے اس لحاظ سے خانہ کعبہ سے افضل اور بہتر بھی ہے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان کے پہلے اعتراض کا جواب دیا کہ یہود کا کہنا سراسر غلط اور ان کا دعویٰ باطل ہے کھانے کی جن چیزوں کے بارے میں یہودی جھگڑتے ہیں اور انہیں ملت ابراہیمی میں حرام بتاتے ہیں وہ ساری کی ساری حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مذہب میں حلال تھیں اور انکے بعد بنی اسرائیل کیلئے بھی بدستور حلال ہی رہیں البتہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو عرق النسا ایک بیماری کی وجہ سے اطباء نے مشورہ دیا تھا کہ وہ اونٹ کا گوشت نہ کھایا کریں چنانچہ وہ اسی بنا پر اونٹ کے گوشت سے پرہیز کرتے تھے اور یہ پرہیز محض بیماری کی وجہ سے تھا نہ کہ حرمت شرعیہ کی وجہ سے اشارت علیہ الاطباء باجتنابه ففعل ذالک باذن من اللہ (کشاف ج۱) اور یہ سب کچھ نزول تورات سے پہلے ہوا۔ اگر ابراہیمی مذہب میں اونٹ کا گوشت حرام تھا تو اس کا ذکر تورات میں ضرور ہوتا۔ اسی طرح بعض چیزیں یہودیوں پر بطور سزا حرام کر

موضح قرآن ف۱ یعنی جس چیز سے دل بہت لگا ہو اس کا خرچ کرنا بڑا درجہ ہے اور ثواب ہر چیز میں ہے شاید یہود کے ذکر میں یہ آیت اس واسطے فرمائی کہ ان کو اپنی ریاست بہت عزیز تھی جس کے تھامنے کو نبی کے تابع نہ ہوتے تھے جب تک وہی نہ چھوڑیں اللہ کی راہ میں درجہ ایمان نہ پاویں ف۲ یہود کہنے کہ تم کہتے ہو ہم ابراہیم کے دین پر ہیں اور ابراہیم کے گھرانے میں جو چیزیں حرام ہیں سو کھاتے ہو جیسے اونٹ کا گوشت اور دودھ اللہ نے فرمایا کہ جتنی چیزیں اب لوگ کھاتے ہیں ابراہیم کے وقت حلال تھیں جب تک توریت نازل ہوئی توریت میں خاص بنی اسرائیل پر حرام ہوئی ہیں مگر ایک اونٹ توریت سے پہلے حضرت یعقوب نے اس کے کھانے سے قسم کھائی تھی ان کی تبعیت سے انکی اولاد نے بھی چھوڑ دیا تھا اس قسم کا سبب یہ تھا کہ ان کو ایک مرض ہوا تھا انہوں نے نذر کی کہ اگر میں صحت پاؤں تو جو میری بہت بھاوت کی چیز ہو وہ چھوڑ دوں انکو یہی گوشت بہت بھاتا تھا سو نذر کے سبب چھوڑ دیا۔

فتح الرحمن ف۱ مترجم گوید یہود بر حضرت پیغامبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طعن میکردند کہ شما دعویٰ ملت ابراہیم کنید و آنچہ در خاندان ابراہیم نمی خوردند مانند گوشت شتر و شیر آن می خورید حق تعالیٰ جواب داد کہ ہمہ چیز حلال بود پیش از نزول توریت الا گوشت و شیر شتر و تحریم گوشت و شیر ملت ابراہیم نیست خاصہ بنی اسرائیل بود بسبب تحریم جد ایشان ۱۲ ف۲ یعنی نقشی کہ در سنگ ظاہر شدہ ۱۲

كَانَ اٰمِنًا ۭ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ
اس کو امن ملا ۱۳۸ے اور اللہ کا حق ہے لوگوں پر حج کرنا اس گھر کا جو شخص
اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ۭ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ
قدرت رکھتا ہو اس کی طرف راہ چلنے کی ۱۳۹ے اور جو نہ مانے تو پھر اللہ پروا نہیں رکھتا
عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٩٧﴾ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ
جہان کے لوگوں کی ف۱ ۱۴۰ے تو کہہ اے اہل کتاب کیوں منکر ہوتے ہو
بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ڰ وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰي مَا تَعْمَلُوْنَ ﴿٩٨﴾ قُلْ
اللہ کے کلام سے اور اللہ کے روبرو ہے جو تم کرتے ہو ۱۴۱ے تو کہہ
يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ
اے اہل کتاب کیوں روکتے ہو اللہ کی راہ سے ایمان
اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُهَدَاۗءُ ۭ وَمَا اللّٰهُ
۱۴۲ے لانیوالوں کو کہ ڈھونڈتے ہو اس میں عیب اور تم خود جانتے ہو ف ۱۴۳ے اور اللہ
بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿٩٩﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ
بے خبر نہیں تمہارے کام سے اے ایمان والو اگر
تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ
تم کہا مانو گے بعضے اہل کتاب کا تو پھیر کر دیں گے وہ
بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ﴿١٠٠﴾ وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ
تم کو ایمان لائے پیچھے کافر ف۲ ۱۴۴ے اور تم کس طرح کافر ہوتے ہو اور تم پر
تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ۭ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ
پڑھی جاتی ہیں آیتیں اللہ کی اور تم میں اس کا رسول ہے ۱۴۵ے اور جو کوئی مضبوط پکڑے
بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿١٠١﴾ ع ۱۰ يٰٓاَيُّهَا
اللہ کو تو اس کو ہدایت ہوئی سیدھے رستہ کی ۱۴۶ے اے

دی گئی تھیں ابراہیمی شریعت سے ان کو بھی کوئی واسطہ نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وعلی الذین ھادوا حرمنا علیھم کل ذی ظفر ومن البقر والغنم حرمنا علیھم شحومھما الا ما حملت ظھورھما او الحوایا او ما اختلط بعظم ذلک جزینھم ببغیھم وانا لصدقون (انعام ع ۱۸) ۱۳۳ے اگر تم اپنے دعوی میں سچے ہو تو تورات لاؤ اور اس میں سے یہ حکم نکال کر دکھاؤ حالانکہ تورات میں اس کا کوئی ذکر نہیں بلکہ تورات میں تو ان چوپایوں کی حلت کا حکم موجود ہے چنانچہ کتاب پیدائش باب ۹ آیت ۳ میں ہے۔ "ہر چلتا پھرتا جاندار تمہارے کھانے کو ہوگا ہر سبزی کی طرح میں نے سب کا سب تم کو دے دیا" ۱۳۴ے اللہ تعالیٰ کے اس واضح بیان سے یہودیوں کے جھوٹ اور کذب و افترا کا بھانڈا پھوٹ گیا اب اگر اس کے بعد بھی وہ غلط بیانی سے باز نہ آئیں اور بدستور انبیاء علیہم السلام اور آسمانی کتابوں پر افترا کرتے اور بہتان تراشتے رہیں تو یہ بہت بڑے ظالم ہیں کیونکہ وہ حق واضح ہو جانے کے بعد بھی اپنی شرارتوں سے باز نہیں آتے ۱۳۵ے اللہ تعالیٰ نے توحید اور دفع شبہات کے سلسلے میں جو کچھ بیان فرمایا ہے وہ سب حقیقت اور صداقت پر مبنی ہے لہٰذا تم توحید پر قائم ہو جاؤ اور ابراہیم علیہ السلام کی ملت کا اتباع کرو جو باطل دینوں سے یکسو اور شرک سے بیزار تھے اور ملت ابراہیمی سے مراد اسلام ہے حنیفا مائلا عن الباطل وھی ملة الاسلام (جامع البیان ص۵۶) بیان بالا سے معلوم ہو گیا کہ اونٹ کا گوشت ابراہیمی مذہب میں حرام نہیں تھا اور نہ بنی اسرائیل پر حرام تھا اب اس اعتراض کو چھوڑ دو اور حق بات کو قبول کر لو اور ملت ابراہیمی کا پورا پورا اتباع کرو۔ شرک کو چھوڑ دو اور توحید کو قبول کرو۔ ۱۳۶ے بکہ مکہ ہی کا دوسرا نام ہے قال مجاہد بکة ہی مکة (قرطبی ص۱۳۸ ج۴) البکة من اسماء مکة علی المشہور (ابن کثیر ص۳۸۳ ج۱) تو اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا کہ دنیا میں سب سے پہلا گھر جسے لوگوں کے لئے معبد اور عبادت گاہ بنایا گیا وہ وہ گھر ہے جو مکہ میں ہے یعنی خانہ کعبہ ای لعموم الناس لعبادتھم ونسکھم یطوفون به ویصلون الیه ویعتکفون عندہ (ابن کثیر ص۳۸۳ ج۱) ان ھذا البیت وضع اللہ موضعا للطاعات والخیرات والعبادات (کبیر ص ج) صحیح حدیث میں وارد ہے کہ زمین پر سب سے پہلی عبادت گاہ مسجد حرام ہے ثبت فی صحیح مسلم عن ابی ذر قال سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اول مسجد وضع فی الارض قال المسجد الحرام (قرطبی ص۱۳۷ ج۴) مبارکا اور ھدی وضع کی ضمیر سے حال ہیں یعنی خانہ کعبہ خیر و برکت کی جگہ ہے اور تمام بنی آدم کے لئے مرکز ہدایت ہے بیت اللہ کے مبارک ہونے کا ایک اثر یہ ہے کہ جو عمل وہاں ادا کیا جائے اس کا اجر و ثواب دوسری جگہوں کی نسبت کئی گنا زیادہ ملتا ہے جعله مبارکا لتضاعف العمل فیه فالبرکة کثرة الخیر (قرطبی ص۱۳۹ ج۴) وقیل لان الطاعات وسائر العبادات تتضاعف ویزداد ثوابھا عندہ (خازن ص۳۲۲ ج۱) اور خانہ کعبہ چونکہ تمام جہان کے مسلمانوں کا قبلہ نماز ہے نیز وہاں حج اور عمرہ ادا کیا جاتا ہے اس لئے وہی ساری دنیا کیلئے رشد و ہدایت کا مرکز ہے لانه قبلتھم ومتعبدھم (مدارک ص۱۳۲ ج۱) ۱۳۷ے فیه کی ضمیر کا مرجع بیت یعنی خانہ کعبہ ہے اور آیات سے بیت اللہ کی فضیلت اور حرمت کی نشانیاں مراد ہیں جن میں سے کچھ تو اس سے پہلے مذکور ہو چکی ہیں مثلاً بیت اللہ کا مبارک اور مرکز ہدایت ہونا اور کچھ کا ذکر آ رہا ہے مثلاً اسمیں داخل ہونیوالوں کا امن اور محفوظ ہو جانا اور اس کے حج کا فرض ہونا والجملة اما مستأنفة جئ بھا بیانا وتفسیرا للھدی (روح ص۶ ج۴) قال الزجاج ان قوله ومن دخله کان امنا من بقیة تفسیر الآیات الخ (کبیر ص۱۴ ج۴) اور مقام ابراہیم مبتدا ہے اور اس کی خبر منھا محذوف ہے (روح) یعنی منھن آیات بینات کے مقام ابراہیم ہے اور مقام ابراہیم سے مشہور تفسیر کے مطابق وہ پتھر مراد ہے جس پر کھڑے

ملے ازالہ ہر دو شبہات کے بعد زجر اول برائے اہل کتاب ۱۲

ملے زجر ثانی برائے اہل کتاب ۱۲

ملے یعنی اللہ کی توحید میں شبہات ڈالتے ہو

ملے تنبیہ برائے مومنین باجتناب شبہات واتباع رسول ۱۲

ملے زجر برائے مومنین ۱۲

سورت کا دوسرا حصہ تنبیہ برائے ترغیب الی الجہاد ۱۲

موضح قرآن ف۱ یہ بھی یہود کا شبہ تھا کہ ابراہیم کا گھرانہ ہمیشہ سے شام میں رہا اور بیت المقدس کو قبلہ رکھا اور تم کے میں ہو اور کعبہ کو قبلہ کرتے ہو تم کیونکر اس ابراہیم کے وارث ہوئے سو اللہ نے فرمایا کہ ابراہیم کے ہاتھ سے اول عبادت خانہ اللہ کے نام پر یہی بنا اور اس میں بزرگی کی نشانیاں اور خوارق ہمیشہ دیکھتے رہے ہیں اصل مقام ابراہیم کا یہی ہے۔ ف۲ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کے شبہوں کا جواب دے کر مسلمانوں کو فرمایا کہ ان کی بات مت سنو یہی علاج ہے نہیں تو شبہے سنتے سنتے اپنی راہ سے نکل جاؤ گے اب بھی ہر مسلمان کو چاہیئے کہ شبہے والوں کی بات نہ سنے اسی میں دین کی سلامتی ہو اور جھگڑنے سے شبہے پڑتے ہیں

فتح الرحمن ف۱ یعنی شبہات می آرید تا نزدیک مردماں ظاہر شود کہ کج است ۔

ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ تعمیر فرمایا تھا۔ اس پتھر پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشان لگ گئے تھے جو اب تک باقی ہیں۔ ۱۳۹ھ یہ بھی منجملہ آیات بینات کے ہے۔ قال قتادۃ ذالک ایضا من آیات الحرم قال النحاس وھو قول حسن لان الناس کانوا یتخطفون من حوالیہ ولا یصل الیہ جبار وقد وصل الی بیت المقدس وخرب (قرطبی ص۱۴۰ ج۴) جو شخص حدود حرم میں داخل ہو جائے۔ وہ محفوظ الدم ہو جاتا ہے اگرچہ وہ قاتل اور مستوجب حد ہی کیوں نہ ہو جب تک وہ حدود حرم کے اندر ہے۔ اس وقت تک اس سے قصاص نہیں لیا جائے گا اور نہ ہی اس پر حد قائم کی جائے گی۔ جیسا کہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ ولھذا المعنی قال الامام السابق النعمان بن ثابت من اقترف ذنبا واستوجب بہ حدا ثم لجأ الی الحرم عصمہ لقولہ تعالیٰ ومن دخلہ کان اٰمنا (قرطبی ص۱۴۰ ج۴) بیت اللہ کا جائے امن ہونا کوئی انسانوں ہی سے مخصوص نہیں۔ بلکہ حدود حرم میں ہر جاندار کی جان محفوظ ہے اور علاوہ ازیں وہاں سے ہری گھاس اور درختوں کا کاٹنا بھی ممنوع ہے۔ لہٰذا لفظ مَن اگرچہ ذوی العقول کے لئے آتا ہے لیکن یہاں علی سبیل التغلیب غیر ذوی العقول کو بھی شامل ہے ومن اما للعقلاء اولھم ولغیرھم علی سبیل التغلیب لانہ یامن فیہ الوحش والطیور والنبات الخ (روح ص۶ ج۴) من دخلہ کان اٰمنا یہ خوبی تو صرف اللہ کے گھر کو حاصل تھی۔ لیکن آج کل کے پیر پرستوں نے اپنے پیروں کی خانقاہوں اور ان کے مزاروں کو بھی یہ درجہ دے رکھا ہے چنانچہ پاک پٹن کا جنتی دروازہ اس بات کا گواہ ہے۔ ہر سال ہزاروں کی تعداد میں پیر پرست اور ضعیف الاعتقاد لوگ اس میں سے گذرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ جنتی ہو گئے ہیں۔ اس دروازے پر من دخلہ کان آمنا لکھا ہوا ہے۔ ۱۳۹ھ للہ خبر مقدم اور حج البیت مبتدا مؤخر ہے اور من استطاع، الناس سے بدل البعض ہے خانہ کعبہ کی حرمت و فضیلت کی آیات بینات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ لوگوں پر اس گھر کا حج فرض ہے۔ یعنی جو لوگ خانہ کعبہ تک آمد و رفت کا خرچ برداشت کر سکتے ہیں۔ ان پر حج فرض ہے۔ فرضیت حج کی اور بھی کئی شرطیں ہیں مثلاً عاقل و بالغ ہونا، تندرست ہونا، راستے کا پُرامن ہونا اور عورت کے ساتھ خاوند یا محرم کا ہونا وغیرہ تفصیل کتب فقہ میں ہے۔ خانہ کعبہ کی مذکورہ بالا خوبیاں اور خصوصیتیں ایسی ہیں جو بیت المقدس میں نہیں پائی جاتیں اس لئے خانہ کعبہ کو اس پر فوقیت اور برتری حاصل ہے

۱۴۰ھ کفر سے فرضیت حج کا انکار مراد ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس اور دوسرے حضرات سے منقول ہے۔ ای جحد فرضیۃ الحج وھو قول ابن عباس والحسن وعطاء (مدارک ص۱۳۴ ج۱) اور ممکن ہے کہ کفر سے مراد کفران نعمت اور ناشکری ہو ویجوز ان یکون من الکفران ای ومن لم یشکر ما انعمت علیہ من صحۃ الجسم وسعۃ الرزق ولم یحج (مدارک) یعنی جس نے فرضیت حج کا انکار کر دیا یا اللہ کی دی ہوئی جسمانی صحت اور فراخی رزق کا شکر ادا نہ کیا اور فریضہ

الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ
ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے جیسا چاہیے اس سے ڈرنا اور نہ مریو مگر
اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا
مسلمان ۱۴۱ھ اور مضبوط پکڑو رسی اللہ کی مل کے سب
وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ
کر اور پھوٹ نہ ڈالو اور یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر جب کہ تھے تم آپس
اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ
میں دشمن ف۱ پھر الفت دی تمہارے دلوں میں اب ہو گئے اس کے فضل سے
اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ
بھائی ۱۴۸ھ اور تم تھے کنارے پر ایک آگ کے گڑھے کے
فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ
پھر تم کو اس سے نجات دی ۱۴۹ھ اسی طرح کھولتا ہے اللہ تم پر آیتیں
لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ
تاکہ تم راہ پاؤ ف۲ ف اور چاہیے کہ رہے تم میں ایک جماعت ایسی جو بلاتی رہے
اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ
نیک کام کی طرف اور حکم کرتی رہے اچھے کاموں کا اور منع کریں برائی
الْمُنْكَرِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ وَلَا تَكُوْنُوْا
سے ۱۵۰ھ اور وہی پہنچے اپنی مراد کو ف۳ ف۲ ۱۵۱ھ اور مت ہو ان
كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْ بَعْدِ مَا جَاۗءَھُمُ
کی طرح جو متفرق ہو گئے۔ اور اختلاف کرنے لگے۔ بعد اس کے کہ پہنچ چکے ان کو
الْبَيِّنٰتُ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ لَھُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۵﴾ ۙ يَّوْمَ
حکم صاف ۱۵۲ھ اور ان کو بڑا عذاب ہے ف۳ جس دن

۱ تمسک بالقرآن اور توحید پر اتفاق سے اجتناب کی تلقین ۱۲

۲ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی رسم جاری رکھنے کا حکم ۳ زجر مع تخویف اخروی ۱۲

موضح قرآن ف۱ ایک مجلس میں مسلمان تھے اور یہود نے مسلمانوں کو آپس میں لڑا دیا اور قریب ہوا کہ شمشیر چلے حضرت آپ وہاں پہنچے اور صلح کرا دی۔ لڑا دیا اس طرح کہ مدینے کے لوگ دو فرقے تھے اسلام سے پہلے آپس میں لڑ چکے تھے اور دونوں طرف بہت لوگ مرے تھے اس وقت یہود نے دونوں کو وہی لڑائی یاد دلا کر غصہ دلایا حق تعالیٰ مسلمانوں کو خبردار کرتا ہے کہ نہ بہکو اور آپس کا اتفاق غنیمت سمجھو اور یہود کی طرح پھوٹ کر خراب نہ ہو۔ ف۲ معلوم ہوا کہ مسلمانوں میں فرض ہے ایک جماعت ان کی قائم رہے جہاد کرنے کو اور دین کی باتوں کا تقید رکھنے کو تا دین کے خلاف کوئی نہ کرے اور جو اس کام پر قائم رہیں وہی کامیاب ہیں اور یہ کہ کوئی کسی سے تعرض نہ کرے موسیٰ بدین خود عیسیٰ بدین خود یہ راہ مسلمانی کی نہیں

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی اوس و خزرج و عرب معدیہ و یمنیہ و عرب و عجم با یکدیگر دشمنی داشتند ۱۲ ف۲ یعنی تفرق در اصول دین حرام است کہ جمعی معتزلی باشند و جمعی شیعہ وعلی ہذا القیاس ۱۲ ف۳ یعنی واجب بالکفایۃ است کہ جمعی بامر معروف ونہی از منکر قیام نمایند ۱۲ ف۴ یعنی مانند یہود و نصاریٰ مشوید کہ ہفتاد و چند فرقہ گشتند ۱۲

تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوهٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ
سفید ہونگے بعضے منہ اور سیاہ ہونگے بعضے منہ ۱۵۴ھ سو وہ لوگ کہ
اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ قف اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ
سیاہ ہوئے منہ ان کے ان سے کہا جائے گا کیا تم کافر ہوگئے ایمان لا کر ۱۵۵ھ
فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ○ وَاَمَّا
اب چکھو عذاب بدلا اس کفر کرنے کا ۱۵۶ھ اور وہ
الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ؕ هُمْ
لوگ کہ سفید ہوئے منہ انکے سو رحمت میں ہیں اللہ کی ۱۵۷ھ وہ
فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ
ان میں ہمیشہ رہیں گے ف۱ یہ حکم ہیں اللہ کے ہم سناتے ہیں تجھ کو
بِالْحَقِّ ؕ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ ○ وَلِلّٰهِ مَا
ٹھیک ٹھیک ۱۵۸ھ اور اللہ ظلم کرنا نہیں چاہتا خلقت پر ف۲ ۱۵۹ھ اور اللہ ہی
فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ
کا ہے جو کچھ کہ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ کہ ہے زمین میں ۱۶۰ھ اور اللہ کی طرف رجوع ہے ہر
الْاُمُوْرُ ○ ع كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ
کام کا ف۳ ۱۶۱ھ تم ہو بہتر سب امتوں سے جو بھیجی گئی عالم میں ف۱ ۱۶۲ھ
تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ
حکم کرتے ہو اچھے کاموں کا اور منع کرتے ہو برے کاموں سے اور
تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ
ایمان لاتے ہو اللہ پر ۱۶۳ھ اور اگر ایمان لاتے اہل کتاب تو ان کے لئے
خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ
بہتر تھا ۱۶۴ھ کچھ تو ان میں سے ہیں ایمان پر اور اکثر ان میں

منزل ۱

ع ۸ ۱۱ ۲

۱ بشارت اخروی ۱۱

۲ دلیل توحید عقلی بزہ اور تشجیع علی الجہاد ۲

۳ اشاعت توحید اور تردید شرک جاری رکھنے کی ترغیب ۱۲

۴ زجر مع ترغیب الی التوحید ۱۲

ح بجا نہ لایا اس نے اللہ کا کچھ نہیں بگاڑا اس نے اپنا ہی نقصان کیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو لوگوں کی عبادت کی ضرورت نہیں وہ ان کی عبادت وطاعت سے مستغنی ہے۔ ۱۴۱ھ پہلے اہل کتاب کے شبہات کا جواب دیا۔ اب یہاں سے انہیں زجر فرمایا۔ اے اہل کتاب تم اللہ کی آیتوں کا انکار کیوں کرتے ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ تمہارے تمام ظاہری اور باطنی اعمال کو اچھی طرح جانتا ہے اور وہ تمہیں تمہاری بداعمالیوں پر پوری پوری سزا دے گا۔ اور اہل کتاب سے یہود ونصاریٰ کے علماء مراد ہیں جیسا کہ حضرت حسن سے مروی ہے۔ قال الحسن هم علماء اهل الكتاب (کبیر ص ۲ ج ۲) ۱۴۲ھ سبیل اللہ سے مراد توحید اور دین اسلام ہے جو لوگ دین اسلام کو قبول کر لیتے تھے یہود ونصاریٰ کے علماء مختلف حیلوں اور بہانوں سے ان کے دلوں میں شبہات ڈال کر انہیں اسلام سے روکنے کی کوشش کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس پر ملامت فرمائی وهو الاسلام وكانوا يمنعون من اراد الدخول فيه بجهدهم وحيلهم (مدارک ص ۱۳۴ ج ۱)، وكانت صدهم عن سبيل الله بالقاء الشبه والشكوك في قلوب الضعفة من المسلمين (الخ کبیر ص ۲۰ ج ۳)، ۱۴۳ھ تبغونها میں ضمیر منصوب سبیل اللہ کی طرف راجع ہے اور اس سے پہلے لام محذوف ہے۔ تطلبون لها فحذف اللام مثل واذا كالوهم (قرطبی ص ۱۵۵ ج ۴) ای تبغون لها (روح ص ۱۵ ج ۴)۔ عوج سے ٹیڑھا پن اور حق سے انحراف مراد ہے اور وانتم شهداء تصدون یا تبغون کے فاعل سے حال ہے مطلب یہ ہے کہ تم دین اسلام مثلاً توحید اور صداقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھی طرح جانتے ہو اور تمہیں معلوم ہے کہ تورات وانجیل میں جس آخری نبی کی بشارت ہے وہ یہی ہے جس کو آج تم جھٹلا رہے ہو۔ اور تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ دین اسلام ہی دین حق ہے۔ اور توحید تمام انبیاء علیہم السلام کا دین ہے۔ اس لئے تم جان بوجھ کر لوگوں کو دین اسلام سے کیوں روکتے ہو۔ اور ان کے دلوں میں شکوک وشبہات ڈال کر انہیں اسلام اور توحید سے اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے کیوں بدگمان کرتے ہو۔ وانتم شهداء ان في التوراة مكتوبا ان دين الله الذي لا يقبل غيره الاسلام وان فيه نعت محمد صلى الله عليه وسلم (قرطبی ص ۱۵۵ ج ۴) ای كيف تفعلون هذا وانتم علماء عارفون بتقدم البشارة بمحمد صلى الله عليه وسلم مطلعون على صحة نبوته (روح ص ۱۵ ج ۴) ۱۴۴ھ یہودیوں کے عالم اور پیر فقیر مسلمانوں کے دلوں میں شبہات پیدا کر کے انہیں توحید اور دین اسلام سے برگشتہ کرنے کی کوششوں میں ہر وقت لگے رہتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کے اعتراضات اور شبہات کا جواب دے کر مسلمانوں کو تنبیہ فرمائی کہ وہ ان کی چالوں سے ہشیار رہیں۔ اور ان کے کہنے میں نہ آئیں۔ بلکہ اللہ کی کتاب پر عمل کریں اور اس کے رسول کا اتباع کریں اور اس قسم کے مولویوں اور گدی نشینوں سے دور رہیں ۱۴۵ھ یہ مومنین کے لئے زجر ہے کہ دیکھو ایسا ہرگز نہ ہونے پائے کہ تم پر اللہ کی آیتیں بھی نازل ہو رہی ہوں جن میں توحید کے تمام پہلوؤں اور اسلام کے دوسرے نظام کو تفصیل سے بیان کیا جاتا ہے اور اللہ کی آیتوں کا صحیح مفہوم اور منشا بیان کرنے کے لئے اور دل میں پیدا ہونے والے شکوک وشبہات کو دور کرنے کے لئے تم میں اللہ کا رسول بھی موجود ہو اور پھر تم اہل کتاب کے جھانسے میں آکر دین اسلام سے پھر جاؤ۔ ایک شبہ۔ بریلوی صاحبان اس آیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر وناظر ہونے پر استدلال کرتے ہیں۔ کیونکہ وَفِيكُمْ رَسُوْلُهٗ (یعنی اللہ کا رسول تم میں موجود ہے) میں خطاب تمام مسلمانوں سے ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام آج بھی ہر جگہ تمام دنیا کے مسلمانوں میں موجود اور حاضر وناظر ہیں۔

جواب۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت کا سیاق وسباق بتا رہا ہے کہ اس کے مخاطب حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔ جن کو اللہ نے براہ راست یہ احکام دیئے ساری امت مخاطب نہیں اور اگر فرض کر

موضح قرآن ف۱ معلوم ہوا کہ سیاہ منہ ان کے ہیں جو مسلمانی میں کفر کرتے ہیں یعنی منہ سے کلمہ اسلام کہتے ہیں اور عقیدہ خلاف اسلام رکھتے ہیں سب فرقے گمراہ یہی حکم رکھتے ہیں ف۲ یعنی جہاد اور امر معروف کا جو حکم فرمایا یہ ظلم نہیں خلق پر اس میں ان کی تربیت ہے ف۳ یعنی جہاد میں خلق کی جان ومال تلف ہو تو مالک کے حکم سے ہے سب چیز مال اللہ کا ہے

فتح الرحمن ف۱ یعنی مقرر کردہ شد ۱۲

لیا جائے کہ خطاب ساری امت سے ہے۔ تو رسول کے ان میں موجود ہونے کا مطلب یہ ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت۔ آپ کی نبوت کے دلائل اور آپ کا اسوۂ حسنہ اور آپ نے امت میں جو قرآن چھوڑا ہے۔ وہ ان میں موجود ہے اس لیے اس آیت کا بریلویوں کے اس عقیدہ باطلہ یعنی حضور علیہ السلام کے حاضر و ناظر ہونے سے کوئی تعلق نہیں چنانچہ علامہ قرطبی نے امام زجاج سے نقل کیا ہے یجوز ان یکون ھذا الخطاب لاصحاب محمد خاصة لان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان فیھم وھم یشاھدونه ویجوز ان یکون ھذا الخطاب لجمیع الامة لان آثاره وعلاماته والقرآن الذی اوتی فینا مکان النبی صلی الله علیه وسلم فینا وان لم نشاھده (قرطبی ج ۴ ص ۱۵۶) اور علامہ سید محمود آلوسی حنفی لکھتے ہیں والاکثرون علی تخصیص ھذا الخطاب باصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم او بالاوس والخزرج منھم ومنھم من جعله عاما لسائر المؤمنین وجمیع الامة وعلیه معنی کونه صلی الله علیه وسلم فیھم ان آثاره وشواھد نبوته فیھم لانھا باقیة حتی یاتی امر الله (روح ج ۴ ص ۱۹) **۱۴۶** اعتصام سے مراد ہے اللہ پر ایمان لانا اور اس کے دین پر مضبوطی سے قائم رہنا المراد بالاعتصام بالله الایمان به سبحانه والتمسک بدینه کما قاله ابن جریج (روح ج ۴ ص ۱۹) یہاں اہل کتاب کی طرف سے ڈالے جانیوالے شبہات کے اثر بد سے محفوظ رہنے کا اکسیری نسخہ بیان فرما دیا اور وہ یہ ہے کہ جو شخص اللہ پر ایمان لے آئے اور اس کے دین پر مضبوطی سے قائم ہو جائے تو کبھی گمراہ نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی شبہات سے اس کا ایمان متزلزل ہو سکتا ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ اعتصام سے اللہ پر بھروسہ اور توکل کرنا مراد ہو۔ جیسا کہ ابو العالیہ سے منقول ہے المراد منه الثقة بالله تعالی والتوکل علیه والالتجاء الله (روح) تو مطلب یہ ہوگا۔ جو شخص اللہ پر بھروسہ کرے اور اسی کو اپنا ملجا و ماویٰ سمجھے وہ اسے تمام شبہات سے محفوظ رکھے گا۔ ومن یجعل ربه ملجأ ومفزعا عند الشبه یحفظه عن الشبه (مدارک ج ۱ ص ۱۳۴)

حصہ دوم

یہ تین امور پر مشتمل ہے (۱) جہاد (۲) انفاق (۳) جہاد سے متعلق ایک شبہ کا جواب۔ ابتداء میں یایھا الذین امنوا اتقوا الله (رکوع ۱۱) سے ان الله بما یعملون محیط (رکوع ۱۲) تک ترغیب الی الجہاد کا بیان ہے کافروں کی طرف سے یہ شبہ کیا گیا تھا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کو جنگ احد میں شکست ہوئی اور انہیں شدید نقصان اٹھانا پڑا۔ اگر واقعی وہ سچا پیغمبر ہوتا تو اس کو شکست نہ ہوتی اور نہ ہی اسے نقصان اٹھانا پڑتا۔ آگے چل کر اس کا تفصیلی جواب فرمایا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم نے تو حسب وعدہ فتح دے دی تھی لیکن مسلمانوں سے کوتاہی ہوئی کہ انہوں نے مورچہ چھوڑ دیا۔ اور ان کی فتح وقتی شکست سے بدل گئی **۱۴۷** یہ تمہید ہے اس میں حکم دیا کہ تم ظاہر و باطن میں اور سر و علانیہ میں اللہ سے ڈرو اور اس کے تمام احکام کی پیروی کرو اور مرتے دم تک توحید اور دین اسلام پر قائم رہو اور صرف اللہ کی عبادت کرتے رہو اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ ای مخلصون نفوسکم لله عز وجل لا تجعلون فیھا شرکة لسواه اصلا (روح ج ۴ ص ۱۸) کیونکہ جب تک دل میں خدا کا خوف نہ ہو اور سینہ میں توحید اور دین اسلام کو زندہ رکھنے کی سچی تڑپ نہ ہو اس وقت تک کوئی آدمی جہاد پر آمادہ نہیں ہو سکتا **۱۴۸** حبل الله (اللہ کی رسی) سے مراد یہاں قرآن ہے جیسا کہ صحیح سند کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے عن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم کتاب الله ھو حبل الله الممدود من السماء الی الارض (ابن جریر ج ۴ ص ۲۰) اور اعتصام کے معنی تمسک اور مضبوطی سے پکڑنے کے ہیں مطلب یہ ہے کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے جو احکام نازل فرمائے ہیں ان پر مضبوطی سے قائم رہو ولا تفرقوا جس کتاب اور دین حق پر تمہیں قائم رہنے کا حکم دیا گیا ہے اس سے علیحدگی مت اختیار کرو ولا تتفرقوا عن الحق الذی امرتم بالاعتصام به (روح ج ۴ ص ۱۹) یا مطلب یہ ہے کہ آپس میں اتفاق اور محبت سے رہو۔ نفاق و عداوت سے پرہیز کرو۔ (نھی عن المعاداة والمخاصمة فانھم کانوا فی الجاھلیة مواظبین علی المحاربة والمنازعة فنھاھم الله عنھا (کبیر ج ۳ ص ۲۵) کیونکہ جب تک آپس میں اتفاق اور ہم آہنگی نہیں ہوگی اس وقت تک جہاد میں کامیابی نہیں ہو سکتی **۱۴۹** اس آیت میں اسلام سے قبل زمانہ جاہلیت کی باہمی عداوت اور دشمنی کی طرف اشارہ ہے زمانہ کفر کی عداوتیں اور لڑائیاں جو پشتہا پشت سے چلی آ رہی تھیں اسلام کی برکت سے وہ یکسر ختم ہو گئیں۔ انصار کے دو قبیلے خزرج اور اوس تھے ان کے مابین کئی پشتوں سے جنگ و جدال اور قتل و خون کا سلسلہ چلا آ رہا تھا جب ان دونوں قبیلوں نے اسلام قبول کر لیا تو ان کی دشمنی ختم ہو گئی۔ جنگیں موقوف ہو گئیں اور آپس میں بھائیوں کی طرح محبت اور الفت سے رہنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں ان کی پرانی عداوت کا ذکر کر کے اسلام کے ذریعے محبت و الفت پیدا کرنے کی نعمت کا ذکر فرمایا ہے تاکہ انہیں اس نعمت کی قدر کا اچھی طرح احساس ہو سکے۔ اور یہاں نعمت سے مراد اسلام ہے جس کی برکت سے محبت اور الفت پیدا ہوئی امر تعالیٰ بتذکیر نعمه واعظمھا الاسلام واتباع نبیه محمد علیه السلام فان به زالت العداوة والفرقة وکانت المحبة والالفة الخ (قرطبی ج ۴ ص ۱۶۴) **۱۵۰** شفا کے معنی کنارے کے ہیں اور حفرة من النار سے مراد جہنم ہے وہ لوگ چونکہ پہلے مشرک تھے اس لئے وہ جہنم کے کنارے پر کھڑے تھے صرف مرنے کی دیر تھی۔ مرتے ہی جہنم میں پہنچ جاتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے نعمت اسلام سے ان کو مالا مال کر دیا اور اس طرح انہیں جہنم سے بچا لیا۔ ای وکنتم علی طرف حفرة من جھنم اذ لم یکن بینکم وبینھا الا الموت (روح ج ۴ ص ۲۰) وکنتم مشفین علی ان تقعوا فی نار جھنم لما کنتم علیه من الکفر فانقذکم منھا بالاسلام (مدارک ج ۱ ص ۱۳۵) اللہ تعالیٰ نے یہاں صحابہ کرام کو مخاطب کر کے ان پر دو نعمتوں کا ذکر فرمایا ہے ایک دنیوی یعنی دنیا میں باہمی محبت و اتفاق کا پیدا ہونا اور دوسری اخروی یعنی آخرت میں جہنم سے نجات پانا۔ **فائدہ** اس آیت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بہت بڑی فضیلت ثابت ہوتی ہے دشمنان صحابہ نے مشہور کر رکھا ہے کہ ان کے درمیان باہمی عداوت اور دشمنی تھی لیکن اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرما دیا کہ اسلام لانے کے بعد صحابہ میں عداوت اور دشمنی باقی نہیں رہی تھی بلکہ ان میں محبت اور الفت پیدا ہو گئی تھی وہ آپس میں بھائی بھائی ہو گئے تھے۔ اور دوسرا فیصلہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ انہیں جہنم کی آگ سے بچا کر جنت کا مستحق بنا دیا گیا ہے۔ وذالک فضل الله یؤتیه من یشاء **۱۵۱** لفظ خیر عام ہے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر دونوں کو شامل ہے اس لئے تعمیم کے بعد تخصیص ان دونوں کاموں کی اہمیت اور مزید فضیلت کے اظہار کے لئے ہے۔ معروف ہر وہ کام ہے جو کتاب و سنت کے مطابق ہو اور منکر وہ کام ہے جو ان کے مخالف ہو۔ المعروف ما وافق الکتاب والسنة والمنکر ما خالفھما (مدارک ج ۱ ص ۱۳۵) پہلے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایمان اور تقویٰ کے ذریعے اپنی اصلاح کا حکم دیا پھر ارشاد فرمایا کہ اپنی اصلاح کے بعد اب دوسروں کی اصلاح کی طرف توجہ کرو۔ لما انتقل الی مخاطبة المؤمنین امرھم اولا بالتقوی والایمان ثم امرھم بالسعی فی القاء الغیر فی الایمان والطاعة (کبیر ج ۳ ص ۲۶) اور مطلب یہ ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا جو سلسلہ تمہارے اندر جاری ہے اسے قائم رکھو یہ سلسلہ ٹوٹنے نہ پائے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ اب یہ سلسلہ شروع کرو کیونکہ یہ سلسلہ تو پہلے سے موجود تھا۔ بقرینہ کنتم خیر امة حضرت شاہ عبد القادر فرماتے ہیں مسلمانوں پر فرض ہے ان کی ایک جماعت قائم رہے جہاد کرنے کو اور دین کی باتوں کا خیال رکھنے کو تاکہ دین کے خلاف کوئی کچھ نہ کرے۔ جو اس پر قائم رہیں۔ وہی کامیاب ہیں اور یہ کہ کوئی کسی سے تعرض نہ کرے۔ موسی بدین خود و عیسی بدین خود یہ راہ مسلمانوں کی نہیں۔ **۱۵۲** یہاں حصر فلاح کامل کے اعتبار سے ہے نہ کہ فلاح مطلق کے اعتبار سے ای ھم الاخصاء بالفلاح الکامل (مدارک ج ۱ ص ۱۳۶)

۱۵۳ یہ مسلمانوں کے لئے زجر ہے اور ساتھ ہی اخروی تخویف ہے۔ اصلاح احوال کا حکم دینے کے بعد دوبارہ تفرق و اختلاف سے منع فرمایا اور اختلاف کی صورت میں عذاب اخروی کی دھمکی دی تاکہ مسلمانوں کے دلوں میں اتفاق اور محبت کی جڑیں مضبوط ہو جائیں اور میدان جنگ میں ڈٹ کر کفار کا مقابلہ کر سکیں۔ تفرقوا اور اختلفوا کو بعض مفسرین نے ایک ہی معنی میں لیا ہے۔ اور تکرار لفظ کو

تاکید پر محمول کیا ہے۔ اور اختلاف سے توحید باری تعالیٰ اور دیگر اصول دین میں اختلاف مراد ہے اور بعض مفسرین نے تفرقوا سے باہمی عداوت اور اختلاف سے مذہبی اختلافات مراد لئے ہیں۔ واختلفوا فی التوحید والتنزیہ واحوال المعاد قیل وھذا معنی تفرقوا وکررہ للتاکید وقیل التفرق بالعداوۃ والاختلاف بالدیانۃ (روح ج۴ ص۲۳) اور الذین سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں جنہوں نے توحید اور دیگر اصول دین میں اختلاف کیا۔ وھم الیہود والنصاریٰ فانھم اختلفوا وکفر بعضھم بعضا (مدارک ج۱ ص۱۳۶) یعنی الیہود والنصاریٰ فی قول جمھور المفسرین (قرطبی ج۴ ص۱۶۶) اور بینات سے تورات و انجیل کی وہ صریح اور واضح آیتیں مراد ہیں جن میں دین اسلام، توحید، صداقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ کا تفصیلی ذکر موجود ہے اور جن کے بعد انہیں کسی قسم کا اختلاف نہیں کرنا چاہیے تھا۔ من بعد ماجاءھم فی التوراۃ والانجیل تلک النصوص الظاھرۃ الخ (کبیر ج۳ ص۲۸) واولئک لھم عذاب عظیم ۰ اولئک سے انہی اختلاف کرنے والوں کی طرف اشارہ ہے یعنی جن لوگوں نے دین میں اختلاف و تفرقہ ڈالا ہے ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔ اس طرح اس میں مسلمانوں کے لئے زجر ہے **۱۵۴ے** یوم منصوب علی الظرفیۃ ہے اور عذاب عظیم سے متعلق ہے انہ نصب علی الظرف والتقدیر ولھم عذاب عظیم فی ھذا الیوم الخ (کبیر ج۳ ص۳۰) یعنی یہ عذاب اس دن میں ہوگا جس میں کچھ چہرے سفید اور نورانی ہوں گے اور کچھ چہرے سیاہ ہوں گے اور وہ قیامت کا دن ہے۔ جس میں مومنین کے چہرے جگمگا رہے ہوں گے اور کافروں کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے۔ اور یہ اس لئے ہوگا تاکہ میدان حشر میں ہر شخص مومن اور کافر، سعید اور شقی اور نیک بخت اور بدبخت کو ان علامتوں سے پہچان لے۔ والحکمۃ فی بیاض الوجوہ وسوادھا ان اھل الموقف اذا رأوا بیاض وجہ المؤمن عرفوا انہ من اھل السعادۃ واذا رأوا سواد وجہ الکافر عرفوا انہ من اھل الشقاوۃ (خازن ج۱ ص۳۳۶) **۱۵۵ے** یہاں دونوں گروہوں کے انجام کی تفصیل بیان کی گئی ہے اور اکفرتم سے پہلے فیقال لھم محذوف ہے **۱۵۶ے** العذاب سے عذاب معہود مراد ہے یعنی وہ عذاب جو صفت عظیم سے متصف ہے۔ فذوقوا میں ف فصیحیہ ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اس کا مابعد اس کے ماقبل پر مرتب ہے اور اس کا نتیجہ ہے اور بما میں ب سببیہ ہے مطلب یہ کہ یہ عذاب ان کے کفر و انکار کا نتیجہ ہے ان پر ظلم نہیں ہے **۱۵۷ے** یہ مومنوں کے لئے خوشخبری ہے اور رحمۃ اللہ سے مراد جنت ہے۔ جنت کو لفظ رحمت سے تعبیر فرمانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ مومن اگرچہ تمام عمر عبادت الٰہی میں بسر کر ڈالے اور ایک لمحہ کے لئے بھی اللہ کی نافرمانی نہ کرے تو آخرت میں جو انعام اسے ملے گا۔ وہ محض اس کی رحمت اور اس کے فضل سے ملے گا۔ وانما عبر عن ذالک بالرحمۃ اشعارا بان المؤمن وان استغرق عمرہ فی طاعۃ اللہ تعالیٰ فانہ لاینال ماینال الا برحمتہ تعالیٰ (روح ج۴ ص۲۶) ھم فیھا خلدون ۰ اور وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے نہ انہیں موت آئے گی اور نہ جنت اور اس کی نعمتوں پر فنا آئے گی۔ ای جنتہ د کرامتہ خالدون باقون (قرطبی ج۴ ص۱۶۹) **۱۵۸ے** تلک سے گذشتہ آیات کی طرف اشارہ ہے یعنی یہ آیتیں ہم آپ پر اصل حقیقت واضح کرنے کے لئے نازل کرتے ہیں۔ ای نکشف ما الامر علیہ فی الدنیا والآخرۃ (ابن کثیر ج۱ ص۳۹۰) **۱۵۹ے** پہلے کفار کے لئے سخت سزا کا اعلان تھا۔ اس لئے ساتھ ہی اعلان فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ ظالم نہیں ہے وہ بلا وجہ کسی کو سزا نہیں دیتا وہ حاکم عادل ہے۔ اور کیوں نہ ہو جب کہ وہ مالک و مختار اور ہر چیز پر قادر ہے۔ اور سب کچھ جانتا ہے۔ اس لئے اسے اپنی مخلوق پر ظلم کرنے کی کیا ضرورت ہے **۱۶۰ے** یہ توحید پر پانچویں عقلی دلیل ہے۔ اور اس میں جار مجرور کی تقدیم افادہ حصر کے لئے ہے یعنی زمین و آسمان کی ساری کائنات صرف اللہ ہی کی ہے۔ ساری کائنات کو اللہ ہی نے پیدا فرمایا اور وہی ہر چیز کا مالک ہے اور ہر چیز میں متصرف اور مختار ہے ای لہ سبحانہ وحدہ ما فیھما من المخلوقات ملکا وخلقا وتصرفا (روح ج۴ ص۲۶) **۱۶۱ے** تمام معاملات کا فیصلہ اور تمام امور کا انجام خدا کے ہاتھ میں ہے جب زمین و آسمان اور ساری کائنات کا خالق و مالک اور متصرف و مختار اللہ ہی ہے تو پھر وہی عبادت اور پکار کے لائق ہے اس لئے عبادت صرف اسی کی کرو اور ضرورتوں اور مصیبتوں میں صرف اسے ہی پکارو قالہ الشیخ۔ اس میں تشجیع علی الجہاد ہے۔ یعنی سب کچھ خدا ہی کے قبضہ میں ہے اور فتح و شکست اس کے اختیار میں ہے۔ تو پھر اسی پر بھروسہ کرتے ہوئے کفار سے جہاد کرو۔ اور ہمت نہ ہارو۔ وہ ضرور تمہیں فتح دے گا **۱۶۲ے** للناس خیر امۃ سے متعلق ہے جیسا کہ ابن عباس، ابوہریرہ، مجاہد، عطاء، عکرمہ اور ربیع رضی اللہ عنہم سے منقول ہے۔ یعنی خیر الناس للناس والمعنی انھم خیر الامم وانفع الناس للناس۔ (ابن کثیر ج۱ ص۳۹۱) یعنی تم ایک ایسی امت ہو جو سب امتوں سے بہتر ہو اور تمام امتوں سے بڑھ کر لوگوں کے لئے مفید اور نفع رساں ہو۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں یہاں فلتکونوا علی ذالک محذوف ہے یعنی تم اسی پر قائم رہو اور تمہارا شیوہ یہی رہے کہ توحید بیان کرتے رہو اور توحید کی خاطر مشرکین سے جہاد میں مصروف رہو **۱۶۳ے** یہ جملہ مستانفہ ہے اور اس میں امت مسلمہ کے افضل اور خیر الامم ہونے کی علت بیان کی گئی ہے۔ ھذا الکلام مستانف والمقصود منہ بیان علۃ تلک الخیریۃ وکونھم خیر امۃ (خازن ج۱ ص۳۳۷) اس آیت میں معروف اور منکر سے اگرچہ بعض مفسرین نے توحید اور شرک مراد لیا ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ دونوں لفظوں کو عموم پر محمول کیا جائے اور معروف سے وہ تمام نیک کام مراد ہوں جو شرعاً معروف اور جائز ہوں اور منکر سے مراد تمام گناہ ہوں والظاھر فی المعروف والمنکر العموم (بحر ج۳ ص۲۹) والمتبادر من المعروف الطاعات ومن المنکر المعاصی التی انکرھا الشرع (روح ج۴ ص۲۸) اس طرح توحید سے لے کر چھوٹے سے چھوٹا نیک کام معروف میں داخل ہے اور شرک سے لے کر چھوٹے سے چھوٹا گناہ منکر کا فرد ہے۔ موجودہ زمانہ کی نئی تہذیب نے اب نئے نئے دیگر منکرات میں اضافہ کر دیا ہے مثلاً سینما تھیٹر، ناچ گھر، جم خانے، شراب خانے، میوزک سکول، فوٹو اسٹوڈیو وغیرہ سب منکرات کے اڈے ہیں۔ اور ان میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ سب منکرات ہیں اور ان سے منع کرنا علماء وقت پر فرض ہے۔ جن مفسرین نے معروف اور منکر کو توحید اور شرک سے مخصوص کیا ہے انہوں نے معروف اور منکر سے فرد کامل کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ایمان چونکہ تمام امتوں میں مشترک تھا اور اس امت کی خصوصیت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر تھی اس لئے اس خصوصیت کو ذکر میں ایمان پر مقدم کیا نیز اس سے اس طرف بھی اشارہ ہو گیا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اگرچہ بعض پہلی امتوں پر بھی فرض تھا لیکن امت محمدیہ علی صاحبھا الصلوۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا جو نظام عطا فرمایا ہے وہ پہلی امتوں کی نسبت ہر لحاظ سے کامل و مکمل اور جامع ہے اور اس کا دائرہ عمل انسانی زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی ہے اعتقادات سے لے کر اعمال تک اور اخلاقیات و معاشیات سے لے کر سیاسیات تک تمام شعبوں کی تنظیم و اصلاح کی ذمہ داری اس امت پر ڈالی گئی ہے اور اسے خبردار کیا گیا ہے کہ دنیا میں نظام حق کو قائم رکھنے اور اسے چلانے کے لئے شریعت حقہ کا اتباع کیا جائے اور کوئی قدم اس کے خلاف نہ اٹھایا جائے۔ آیت میں خطاب تو اگرچہ صحابہ کرام سے ہے مگر بقرینہ علت اس سے ساری امت مراد ہے قال الزجاج قولہ کنتم خیر امۃ الخطاب فیہ مع اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولکنہ عام فی کل امۃ الخ (خازن ج۱ ص۳۳۷) اور ایمان باللہ سے مراد یہ ہے کہ دل و جان سے اس کی ہستی کا یقین کیا جائے اور بلا شرکت غیرے اس کی خالص اطاعت اور عبادت کی جائے اور اس کے دئیے ہوئے نظام حیات کے سامنے سر انقیاد خم کر دیا جائے۔ ای وتصدقون باللہ وتخلصون لہ التوحید والعبادۃ (خازن ج۱ ص۳۳۷) **۱۶۴ے** یہ اہل کتاب کے لئے اس دین کو قبول کرنے کی ترغیب ہے۔ جس کی وجہ سے اس امت کو باقی تمام امتوں پر افضلیت کا درجہ ملا یعنی اہل کتاب ایمان لے آئیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع اختیار کر لیں تو یہ دنیوی ریاست اور شان و شوکت کے مقابلہ میں ان کے لئے دنیا اور آخرت کے اعتبار سے بہت بہتر اور مفید ہوگا۔ کیونکہ ایمان لانے کی صورت میں ایک طرف تو وہ افضل امت میں شامل ہو جائیں گے اور دوسری طرف آخرت میں اجر عظیم اور ثواب جزیل کے مستحق ہوں گے اور ان میں جو علماء ہیں ان کو عوام پر دنیا میں دینی سیادت و ریاست بھی حاصل رہے گی۔ ولو آمنوا لحصلت لھم ھذہ الریاسۃ فی الدنیا مع الثواب العظیم فی الآخرۃ فکان خیرا لھم مما یتمتعون بہ (کبیر ج۳ ص۴۲) **۱۶۵ے** یہ جملہ مستانفہ ہے اور اس سے مقصود یہ ہے کہ

اہل کتاب کے کچھ ذی علم اور صاحب فہم ایمان لا چکے ہیں جیسا کہ یہودیوں میں سے عبداللہ بن سلام اور ان کے دوسرے ساتھی اور عیسائیوں میں سے نجاشی، عدی بن حاتم وغیرہ لیکن ان کی اکثریت کفر پر ہے اور وہ تورات و انجیل کی ان آیتوں سے جن میں آخری پیغمبر پر ایمان لانے کے احکام ہیں روگردانی پر تلے ہوئے ہیں۔ ان میں سے جو ایمان لا چکے ہیں۔ منکرین کو ان سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔ لن یضروکم الا اذی یہ ترغیب الی الجهاد ہے، اذی ضرر کے مقابلہ میں ہلکی اور معمولی سی تکلیف کو کہتے ہیں۔ الاذی بمعنی الضرر الیسیر (روح ج۴ ص۲۸) اور اس سے مراد گالی گلوچ، طعن و تشنیع اور دھمکی وغیرہ ہے۔ الا ضررا مقتصرا علی اذی بقول من طعن فی الدین او تهدید او نحو ذالک (مدارک ج۱ ص۱۳۶) یعنی اہل کتاب تم کو مالی یا جانی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے اور نہ ہی انہیں تم پر غلبہ حاصل ہو سکے گا۔ بس زیادہ سے زیادہ وہ تمہارے خلاف زبانی پروپیگنڈا، افترا اور اللہ کی آیتوں کی تکذیب و تحریف کرتے رہیں گے۔ یعنی کذبهم و تحریفهم و بهتهم لا انه تکون لهم الغلبة (قرطبی ج۴ ص۱۷۳)

الْفٰسِقُوْنَ ۝۱۱۰ لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى ۭ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ

نافرمان ہیں ف ۱۶۵ وہ کچھ نہ بگاڑ سکیں گے تمہارا مگر ستانا زبان سے ف۱ اور اگر تم سے لڑیں گے

يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ قف ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝۱۱۱ ضُرِبَتْ

تو پیٹھ دیں گے ۱۶۶ پھر ان کی مدد نہ ہوگی ماری گئی

عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ

ان پر ذلت جہاں دیکھے جائیں سوائے دست آویز اللہ کے

وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَاۗءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ

اور دست آویز لوگوں کے ۱۶۷ ف۲ اور کمایا انہوں نے غصہ اللہ کا اور

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّھُمْ كَانُوْا

لازم کر دی ان کے اوپر حاجتمندی ۱۶۸ یہ اس واسطے کہ وہ انکار

يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَاۗءَ بِغَيْرِ

کرتے رہے ہیں اللہ کی آیتوں سے اور قتل کرتے رہے ہیں پیغمبروں کو

حَقٍّ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝۱۱۲ لَيْسُوْا

ناحق ۱۶۹ یہ اس واسطے کہ نافرمانی کی انہوں نے اور حد سے نکل گئے ۱۷۰ ف۳ وہ سب

سَوَاۗءً ۭ مِنْ اَھْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَاۗىِٕمَةٌ يَّتْلُوْنَ

برابر نہیں اہل کتاب میں ایک فرقہ ہے سیدھی راہ پر پڑھتے ہیں

اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَاۗءَ الَّيْلِ وَھُمْ يَسْجُدُوْنَ ۝۱۱۳ يُؤْمِنُوْنَ

آیتیں اللہ کی راتوں کے وقت اور وہ سجدے کرتے ہیں ف۳ ۱۷۱ ایمان لاتے ہیں

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ

اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور حکم کرتے ہیں اچھی بات کا اور

يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ وَ

منع کرتے ہیں برے کاموں سے اور دوڑتے ہیں نیک کاموں پر ۱۷۲ اور

۱۶۶ یہ ماقبل کا تتمہ ہے۔ مسلمان مجاہدین کو اللہ تعالیٰ نے اطمینان دلا دیا کہ اہل کتاب تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے، اول تو وہ تمہارے مقابلہ میں آئیں گے ہی نہیں اور اگر کبھی جرأت کر کے مقابلہ میں آ بھی گئے تو شکست کھا کر پیٹھ پھیرتے ہوئے بھاگ نکلیں گے اور مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکیں گے ثم لا ینصرون مغلوب اور شکست خوردہ ہونے کے بعد پھر انہیں کبھی نصرت و غلبہ اور شوکت و قوت حاصل نہیں ہوگی ای انهم بعد صیرورتهم منهزمین لا یحصل لهم شوکة ولا قوة البتة (کبیر ج۳ ص۱۴) یا مطلب یہ ہے کہ جن مشرکین عرب کی مدد پر ان کو اعتماد ہے شکست کی صورت میں کوئی ان کی مدد نہیں کرے گا۔ اور نہ ہی منافقین ان کی مدد کو پہنچیں گے۔ یہ پیش گوئی حرف بحرف صحیح نکلی اہل کتاب نے ہر معرکہ میں شکست کھائی۔ اور ہر میدان میں بھاگ کھڑے ہوئے۔ وکل هذه الاخبار وقعت کما اخبر الله عنها فان الیهود لم یقاتلوا الا انهزموا وما اقدموا علی محاربة وطلب ریاسة الا خذلوا الخ (کبیر) **۱۶۷** حبل کے معنی عہد اور ذمہ کے ہیں والحبل العهد والذمة (مدارک ج۱ ص۱۳۶) حبل من الله سے مراد عقد ذمہ اور ادائے جزیہ ہے اور حبل من الناس سے لوگوں کی طرف سے امان نفس اور حفاظت مال وغیرہ کا عہد مراد ہے۔ ای بذمة من الله وهو عقد الذمة لهم وضرب الجزیة علیهم والزامهم احکام الملة وحبل من الناس ای امان منهم لهم کما فی المهادن والمعاهد الخ (ابن کثیر ج۱ ص۳۹۶) حاصل یہ کہ یہودیوں پر ذلت و رسوائی مسلط کر دی گئی ہے۔ اور ہر جگہ ان کا مال اور ان کی جان بے وقعت ہے اور سوائے دو صورتوں کے نہ ان کا مال و جان محفوظ ہے۔ اور نہ ہی ان کو عزت اور وقار کی زندگی نصیب ہے۔ اول یہ کہ وہ کسی مسلم حکومت کے ذمی بن کر رہیں ان کو جزیہ ادا کریں اور اس طرح وہ حقوق ذمہ حاصل کر لیں۔ جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مقرر فرمائے ہیں۔ دوم یہ کہ کسی دوسری قوم سے دوستی اور نصرت و مدد کا کوئی معاہدہ کر لیں اور اس طرح ان کو زندگی میں کچھ چین نصیب ہو جائے ان دونوں صورتوں کے سوا دنیا میں نہ ان کی کوئی خود مختار حکومت قائم ہو سکتی ہے۔ اور نہ ہی ان کا مال و جان محفوظ ہو سکتا۔ آج اگر دنیا کے ایک مختصر سے حصے میں یہودیوں کی حکومت قائم ہو گئی ہے تو حقیقت میں اس کا اپنا کوئی وجود نہیں وہی حبل من الناس کے تحت امریکہ کے سہارے جی رہے ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے۔ اسرائیلی حکومت کا وجود مغرب کے ان سیاسی جوئے بازوں کے اپنے ذاتی مفادات کا نتیجہ ہے۔ اور کچھ نہیں **۱۶۸** یہ ان کی بداعمالیوں

بشارت برائے مومنین اہل کتاب

موضح قرآن ف۱ یہ امت ہر امت سے بہتر ہے اسی دو صفت سے امر معروف یعنی جہاد اور ایمان یعنی توحید کا تقید اس قدر اور دین میں نہیں ہے ف۲ سوائے دستاویز یہود دنیا میں کہیں اپنی حکومت سے نہیں رہتے بغیر دستاویز اللہ کے کہ بعضی رسمیں توریت کی عمل میں لاتے ہیں اس کے طفیل سے پڑے ہیں اور بغیر دستاویز لوگوں کے یعنی کسی رعیت میں اس کی پناہ میں پڑے ہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بسبب زبان درازی ۱۲ ف۲ یعنی مگر بعہد و ذمہ ۱۲ ف۳ یعنی آنانکہ از ایشان مسلمان شدہ اند مانند عبداللہ بن سلام ۱۲

کی سزا ہے جن کا ذکر آگے آرہا ہے۔ یعنی ان بداعمالیوں کی وجہ سے وہ غضب الٰہی کے مستحق ہو چکے ہیں اور دنیا میں ان پر غضب الٰہی کا ظہور ابدی ذلت اور رسوائی کی صورت میں ہو چکا ہے وہ جہاں کہیں بھی ہیں ذلیل وخوار اور دوسروں کے محتاج ہیں۔ مسکنۃ سے اکثر مفسرین نے جزیہ مراد لیا ہے جو ذلت ورسوائی کی علامت ہے والاکثرون حملوا المسکنۃ علی الجزیۃ وھو قول الحسن (کبیر ص۳۳ ج۳) اور بعض نے اس لفظ کو فقر اور تنگدستی پر محمول کیا ہے یہودیوں میں جو مالدار ہیں وہ معدودے چند ہیں اور ان کی اکثریت فقر اور تنگدستی ہی میں مبتلا ہے اور جو مالدار ہیں وہ بھی اپنا غنا ظاہر نہیں کرتے فھم فی الغالب مساکین وقلما یوجد یھودی یظھر الغنی (روح ص۲۹ ج۴) **۱۶۹** ذالک سے مذکورہ سزاؤں کی طرف اشارہ ہے اور آیات سے تورات کی وہ آیتیں مراد ہیں جن میں مسئلہ توحید کا بیان تھا۔ اور جو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر دلالت کرتی تھیں (روح ص۲۹ ج۴) یعنی ان کو مذکورہ سزائیں اس لئے دی گئیں کہ ایک تو وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے دوم اس لئے کہ وہ اللہ کی توحید بیان کرنے والے پیغمبروں کو بیدردی سے قتل کیا کرتے تھے **۱۷۰** ذالک سے کفر اور قتل انبیاء کی طرف اشارہ ہے مطلب یہ کہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار اور انبیاء علیہم السلام کو قتل اس لئے کیا کرتے تھے کہ خدا کی لگاتار نافرمانی اور اس کی مسلسل حدود شکنی کی وجہ سے ان کے دل سیاہ اور سخت ہو چکے تھے۔ کفر و عصیان ان کی طبیعت ثانیہ بن چکی تھی۔ اور ضد وعناد کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر جباریت ثبت ہو چکی تھی اس لئے ایمان واطاعت کی تو ان سے توقع ہی نہیں تھی۔ ان سے اگر صادر ہو سکتے تھے۔ تو کفر وعصیان اور قتل انبیاء ایسے برے افعال اور سنگین جرائم ہی صادر ہو سکتے تھے لیسوا سواء حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب قوموں پر خدا کا غضب آتا ہے تو ان کا ہر ہر فرد بدکار نہیں ہوتا بلکہ ان میں بعض نیکوکار بھی ہوتے ہیں اور ان سنگریزوں کے ڈھیروں میں کوئی کوئی سچا موتی بھی ہوتا ہے یہی حال اہل کتاب کا تھا۔ جہاں ان کے عالموں، پیروں، درویشوں اور سجادہ نشینوں کی اکثریت دنیا دار، غلط کار اور حق پوش تھی وہاں ان میں خال خال خدا سے ڈرنے والے۔ حق کہنے اور توحید بیان کرنیوالے عالم بھی موجود تھے۔ پہلے اللہ تعالیٰ نے یہود کے باطل پرست اور شرک پسند عالموں کی شرارتوں اور ان کی سزاؤں کا ذکر فرمایا اب یہاں سے یہود کے ان عالموں اور پیروں کا ذکر شروع ہوتا ہے جنہوں نے دین توحید یعنی اسلام قبول کر لیا تھا اور پھر توحید کی تبلیغ و اشاعت بھی کرتے تھے اور خود بھی توحید پر قائم تھے چنانچہ فرمایا کہ اہل کتاب سب یکساں نہیں ہیں بلکہ ان میں کچھ لوگ ایسے بھی موجود ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے قبول حق کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اور دین توحید (اسلام) کو قبول کر کے نہ صرف خود اس پر قائم ہیں۔ بلکہ دوسروں کو بھی اس کی دعوت دیتے ہیں اور اس کی تبلیغ واشاعت میں سرگرمی سے حصہ لیتے ہیں۔ **۱۷۱** یہ استیناف لیسوا سواء کا بیان ہے، امۃ قائمۃ سے مراد یہ ہے کہ وہ توحید اور دین اسلام پر ثابت قدم ہیں، ان کا ایمان نہایت مضبوط ہے، ان کے دل شک و اضطراب سے خالی ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور بندگی پر قائم ہیں۔ انھا ثابتۃ علی التمسک بالدین الحق ملازمۃ لہ غیر مضطربۃ فی التمسک بہ (کبیر ص۴۵ ج۳) ای امۃ مستقیمۃ علی طاعۃ اللہ تعالیٰ ثابتۃ علی امرہ الخ (روح ص۳۳ ج۴) اور یتلون آیات اللہ الخ قال الشیخ ای یبینون التوحید ویسجدون للہ خاصۃ یعنی وہ توحید بیان کرتے اور صرف اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں یا اس سے کثرت نماز کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی وہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر نماز پڑھتے ہیں اور کثرت سے قرآن کی تلاوت کرتے ہیں۔ وھم یسجدون یتلون کی ضمیر سے حال ہے اور یسجدون کے معنی یصلون کے ہیں کیونکہ تلاوت

اُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ

وہی لوگ نیک بخت ہیں اور جو کچھ کریں گے وہ لوگ نیک کام

فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ

اس کی ہرگز ناقدری نہ ہوگی ۱۷۳ اور اللہ کو خبر ہے پرہیزگاروں کی ف۱ وہ لوگ جو

كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ

کافر ہیں ہرگز کام نہ آویں گے ان کو ان کے مال اور نہ اولاد

مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۭ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا

اللہ کے آگے کچھ ۱۷۴ اور وہی لوگ رہنے والے ہیں آگ میں دوزخ کی وہ اس آگ

خٰلِدُوْنَ ۝ مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ

میں ہمیشہ رہیں گے ۱۷۵ جو خرچ کرتے ہیں اس دنیا کی زندگی

الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ

میں اس کی مثال جیسے ایک ہوا کہ اس میں ہو پالا جا لگی کھیتی کو اس قوم کی

ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ ۭ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَ

کہ انہوں نے اپنے حق میں برا کیا تھا پھر اسکو نابود کر گئی ۱۷۶ اور اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن

لٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا

وہ اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں ۱۷۷ ف۲ ف۳ اے ایمان والو نہ

تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ۭ

بناؤ بھیدی کسی کو ف۱ اپنوں کے سوا ۱۷۸ وہ کمی نہیں کرتے تمہاری خرابی میں

وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاۗءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ

انکی خوشی ہے تم جس قدر تکلیف میں رہو نکلی پڑتی ہے دشمنی ان کی زبان سے ۱۷۹

وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ۭ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ

اور جو مخفی ہے ان کے جی میں وہ اس سے بہت زیادہ ہے۔ ہم نے بتا دیئے تم کو

۱ تخویف اخروی برائے مشرکین اہل کتاب ۱۲

۲ مشرکین کا مال خرچ کرنا ضائع ہے اور شبہ کا جواب ۱۲

۳ زجر برائے مومنین ایسے مشرکین سے ولی دوستی مت رکھو ۱۲

موضح قرآن ف۱ یہود میں پانچ سات آدمی حق پرست تھے وہ مسلمان ہو گئے ان کے سردار عبداللہ بن سلام تھے حق تعالیٰ ہر جگہ اہل کتاب کی مذمت میں سے ان کو نکال لیتا ہے یہ بھی انہیں کا مذکور تھا۔ ف۲ یعنی جو مال خرچ کیا اور اللہ کی رضا نہ چاہا آخرت میں وہ دیا نہ دیا برابر ہے

فتح الرحمٰن ف۱ حاصل آنست کہ صدقات ایشاں حبط میشود ۱۲ ف۲ یعنی از غیر مسلمانان ۱۲

سجدے میں نہیں ہوتی۔ اور نماز سے تہجد کی نماز یا نماز عشاء مراد ہے۔ وعبر بالتلاوۃ فی ساعات اللیل عن التہجد بالقراٰن (بحر ص۳۶ ج۳) عبر بالسجود عن الصلاۃ تلاوت التلاوۃ لا تکون فی السجود وقیل ھی صلاۃ التہجد وقیل ھی صلاۃ العشاء الخ (خازن ص۳۴۱ ج۱) ای یقیمون اللیل ویکثرون التہجد ویتلون القراٰن فی صلواتہم (ابن کثیر ص۳۹۷ ج۱) **۱۷۲ ف** مؤمنین اہل کتاب کی مزید مدح اور تعریف فرمائی کہ وہ اللہ پر اور آخرت پر ٹھیک ٹھیک شریعت مصطفویہ کے مطابق ایمان لاتے ہیں اور اپنے گذشتہ مشرکیہ عقائد مثلاً ابنیت مسیح اور عزیر سے تائب ہو چکے ہیں نیز اپنے سابقہ تصور آخرت سے بھی دستبردار ہو چکے ہیں۔ کیونکہ پہلے وہ آخرت میں شفاعت قہری کے قائل تھے۔ وذالک ان ایمان اہل الکتاب فیہ شرک ویصفون الیوم الاخر بخلاف ما یصفہ المؤمنون (خازن ص۳۴۱ ج۱) اور پھر صرف یہی نہیں کہ خود ہی ایمان لا کر نیک اعمال میں مصروف ہو گئے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی ایمان اور اعمال صالحہ کی دعوت دیتے اور کفر اور منکرات سے ان کو منع کرتے ہیں اور رضائے الٰہی کی خاطر اس کی طاعت اور بندگی میں دوسروں سے آگے نکل جانے کی کوشش کرتے ہیں واولئک من الصلحین ۝ یعنی اہل کتاب میں سے جو لوگ مذکورہ بالا صفات جلیلہ سے متصف ہیں اللہ کے نزدیک ان کا شمار نیکوکار لوگوں میں ہے ای من جملۃ الصلحین الذین صلحت احوالہم عند اللہ عزوجل (خازن ص۳۴۱ ج۱) یہاں تک تو ان کی مدح و ثنا تھی آگے ان کے اعمال صالحہ کی جزا کا ذکر ہے **۱۷۳ ف** ایمان لانے کے بعد اب وہ جو بھی نیک عمل بجا لائیں گے اس کے اجر و ثواب سے وہ محروم نہیں رہیں گے بلکہ ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ ملے گا۔ اور ان کا سابقہ کفر اور ان کے گذشتہ برے اعمال اس پر اثر انداز نہیں ہوں گے۔ ای لن یحرموا ثواب النیۃ (روح ص۳۵ ج۴) ومآ تفعلوا من خیر فلن تجحدوا ثوابہ بل یشکر لکم وتجازون علیہ (قرطبی ص۱۷۶ ج۴) واللہ علیم بالمتقین پرہیزگار لوگ اللہ سے چھپے ہوئے نہیں وہ ان کی نیکی اور پرہیزگاری کی ضرور جزا دے گا۔ اس میں متقین کے لئے اخروی جزا کا وعدہ ہے۔ ومعنی علیم بھم انہ مجازیھم علی تقواھم وفی ذالک وعد للمتقین ووعید للمفرطین (بحر ص۳۶ ج۳) **۱۷۴ ف** حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے مؤمنین اہل کتاب کا ذکر فرمایا ان کی خوبیاں گنائیں اور انہیں بشارت اخروی سے نوازا اب یہاں سے کفار اہل کتاب کا ذکر کر کے انہیں اخروی تخویف فرمائی۔ قال مقاتل لما ذکر تعالیٰ مؤمنی اہل الکتاب ذکر کفارھم وھو قولہ ان الذین کفروا (قرطبی ص۱۷۷ ج۴) اور کفار اہل کتاب سے یہاں مراد عام ہے خواہ عوام ہوں یا خواص، مریدین اور متبعین ہوں یا ان کے علماء سجادہ نشین اور متبوعین جس طرح مریدین اپنے پیروں اور سجادہ نشینوں پر خرچ کرتے ہیں۔ ان کی خدمت میں نذرانے اور شیرینیاں پیش کرتے اور ان نذرانوں کے ذریعے اپنے پیروں سے آخرت میں نفع کی امید رکھتے ہیں اور اس توقع میں رہتے ہیں کہ ان نیازوں اور نذرانوں کے عوض ان کے پیر قیامت کے دن ان کی سفارش کریں گے اور خدا کے عذاب سے ان کو چھڑا لیں گے اسی طرح پیر اور سجادہ نشین بھی دنیا میں بزعم خود اپنی دولت نیک کاموں میں خرچ کرتے ہیں۔ مثلاً بزرگوں کے مزارات اور ان کی خانقاہیں تعمیر کرواتے ہیں، مریدوں اور مزارات پر نذرانے لانے والوں کے لئے سرائیں بنواتے اور لنگر جاری کرتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہودیوں کے ان مولویوں اور سجادہ نشینوں اور اسی طرح ان کے مریدوں کا اس طرح دنیا میں دولت خرچ کرنا بالکل بیکار ہے اس کا ان کو سر مو فائدہ نہیں پہنچے گا۔ کیونکہ انفاق اور دوسرے اعمال صالحہ کا آخرت میں مفید اور نفع بخش ہونا ایمان خالص اور توحید پر موقوف ہے اور یہ شرک اور کفر میں منہمک ہیں۔ **۱۷۵ ف** لہٰذا انجام کار ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور یہ خلود فی النار ان کے کفر و شرک پر قائم رہنے کا نتیجہ ہے۔ اس آیت سے معتزلہ کے اس خیال کی تردید ہوتی ہے کہ فساق المؤمنین مخلدفی النار ہوں گے۔ کیونکہ اولئک اصحاب النار کی ترکیب مفید حصر ہے تو مطلب یہ ہوا کہ صرف کفار ہی ایسے جہنمی ہیں جو جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور اس سے کبھی نہیں نکلیں گے تو معلوم ہوا کہ مؤمن گنہگار جہنم میں ہمیشہ نہیں رہیں گے جیسا کہ معتزلہ کا خیال ہے۔ ولما افادت ھذہ الکلمۃ معنی الحصر ثبت ان الخلود فی النار لیس الا للکافر (کبیر ص۴۹ ج۳) **۱۷۶ ف** صرّ کے معنی شدید سردی کے ہیں جیسا کہ حضرت ابن عباس سے منقول ہے الصر البرد الشدید (قرطبی ص۱۷۷ ج۴، روح ص۳۶ ج۴، کبیر ص۵۱ ج۳) اور ظلموا انفسھم میں ظلم سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے شرک اور کفر و عصیان کے ذریعے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اور ہلاکت و خسران کے مستحق ہوئے۔ ظلموا انفسھم بالکفر والمعاصی ومنع حق اللہ تعالیٰ فیہ (معالم و خازن ص۳۴۲ ج۱) حضرت شیخ کی تفسیر کے مطابق انفاق سے یہاں یہودیوں کے پیروں کا مریدوں پر اور مریدوں کا پیروں پر خرچ کرنا مراد ہے نفقۃ الیھود علی علمائھم (جامع البیان ص۵۹) پہلے گذر چکا ہے کہ آخرت میں کفار کو ان کے مال و منال سے کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا تو یہاں ایک شبہہ پیدا ہو سکتا تھا۔ کہ اگر کفار دنیا میں اپنی دولت نیک کاموں میں خرچ کر ڈالیں تو شاید آخرت میں اس کا انہیں ثواب مل جائے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اس شبہہ کا ازالہ فرما دیا کہ کافروں کا دنیا میں صدقہ و خیرات کرنا اور نیک کاموں میں اپنی دولت کو لگانا اجر آخرت کے اعتبار سے بالکل بے سود ہے آخرت میں انہیں اس کا کوئی ثواب نہیں ملے گا۔ کیونکہ اعمال صالحہ کے عند اللہ مقبول اور باعث اجر و ثواب بننے کے لئے ایمان اور اخلاص توحید شرط ہے اور کفار اس سے محروم ہیں اس لئے ان کے تمام اعمال باطل اور رائیگاں ہیں۔ کافروں کی خیرات کے بے سود ہونے کو اللہ تعالیٰ نے ایک نہایت ہی آسان مثال کے ذریعے واضح فرمایا ہے جس طرح کافر اور مشرک قوم کی سرسبز و شاداب کھیتی ہو لیکن انہوں نے اسے برف اور پالے سے محفوظ رکھنے کا کوئی انتظام نہ کیا ہو اور وہ اس کی شادابی کو دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہے ہوں۔ اور اس کی پیداوار کے بارے میں بہت پر امید ہوں کہ اچانک ہوا کا طوفان آ جائے جس میں شدت کی سردی اور برف اور پالا ہو اور اس لہلہاتی ہوئی کھیتی کو بالکلیہ تباہ و برباد کر کے رکھ دے اور کھیتی والے کف افسوس ملتے رہ جائیں اور ان کی اس کھیتی سے غلہ اور دیگر منافع حاصل کرنے کی تمام امیدیں خاک میں مل جائیں بالکل یہی حال کفار کی خیرات کا ہے جس طرح ان کھیتی والوں کو اس کے نفع کی بڑی امید تھی مگر طوفان باد و برف نے ان کی امیدوں پر پانی پھیر دیا اسی طرح کافر دنیا میں رفاہ عامہ کے کاموں میں اور دیگر کار ہائے خیر میں اپنی دولت خرچ کرتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ اگر واقعی قیامت آنے والی ہے تو انہیں اس کا اجر و ثواب ملے گا۔ لیکن کفر و شرک کی وجہ سے ان کے تمام اعمال باطل اور رائیگاں ہیں مثل نفقۃ الکافرین فی بطلانھا وذھابھا وعدم منفعتھا کمثل زرع اصابہ ریح باردۃ او نار فاحرقتہ واھلکتہ فلم ینتفع اصحابہ بشیء بعد ما کانوا یرجون فائدتہ ونفعہ (قرطبی ص۱۷۷ ج۴) مثال میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کی کھیتی کا ذکر اس لئے فرمایا ہے کہ کافروں کی خیرات کی ایسی چیز سے تشبیہ مقصود تھی جو بالکلیہ تباہ و برباد ہو چکی ہو اور یہ بات صرف کافروں کی کھیتی ہی میں پائی جا سکتی ہے کیونکہ دنیا میں تو وہ اس کے منافع سے محروم ہو ہی گئے آخرت میں بھی انہیں اس کا کوئی صلہ نہیں ملے گا۔ لیکن مسلمان کے دنیا میں مالی نقصان کا معاملہ اس سے جداگانہ ہے دنیا میں مالی نقصان کی وجہ سے اگرچہ وہ اس کے فوائد و منافع سے محروم ہو جاتا ہے۔ لیکن اس نقصان کے عوض آخرت میں اجر و ثواب کی صورت میں اسے اس کا صلہ ضرور ملے گا۔ (کبیر ص۵۲ ج۳) **۱۷۷ ف** ان کے نفقات و صدقات کو اللہ تعالیٰ نے باطل اور مردود کر کے ان پر ظلم نہیں کیا یہ ان کی اپنی ہی بے راہ روی کا نتیجہ ہے کیونکہ انہوں نے ایمان و طاعت اور توحید خالص سے اعراض کیا جو صدقات اور دیگر اعمال کے قبول ہونے کی شرط اولین ہے اور شرک و طغیان اور کفر و عصیان کی راہ اختیار کر لی جو غضب الٰہی کی طرف لے جاتی ہے۔ لان عملھم لم یکن للہ وھم بالوحدانیۃ دائنون ولامرہ متبعون ولرسلہ مصدقون بل کان ذالک منھم وھم بہ مشرکون ولامرہ مخالفون ولرسلہ مکذبون بعد تقدم منہ الیھم انہ لا یقبل عملا من عامل الا مع اخلاص التوحید لہ الخ (ابن جریر ص۳۷ ج۴) **۱۷۸ ف** یہ آیت مؤمنین کے لئے زجر ہے اس میں ماقبل سے ترقی کر کے فرمایا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی کرتے رہو اور غیر مسلموں سے پوشیدہ اور گہری دوستی بھی مت رکھو قال الشیخ بطانۃ کے معنی راز دار دوست یعنی جس کے

سامنے آدمی اپنے تمام ملی اور ذاتی راز کہہ ڈالے وبطانۃ الرجل خاصتہ الذین یستنبطون امرہ (قرطبی ج۴ ص۱۷۸) اسلام سے پہلے انصار کے بعض قبیلوں کے کچھ قرب وجوار کی بنا پر اور کچھ ما بین القبائلی معاہدات کی بنا پر یہود سے دوستانہ تعلقات تھے یہ تعلقات اسلام کے بعد بھی انصار نے بدستور قائم رکھے ہجرت کے بعد جب مدینہ منورہ دار الاسلام بن گیا۔ اور اسلام دن بدن ترقی کرنے لگا تو ان یہودیوں نے انصار سے دوستانہ تعلقات سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اندر ہی اندر مسلمانوں کے خلاف ریشہ دوانیاں شروع کر دیں ظاہری طور پر مسلمانوں کے گہرے دوست بنے ہوئے تھے لیکن دلوں میں مسلمانوں کے خلاف سخت عداوت رکھتے تھے اور مسلمانوں سے ان کے پوشیدہ راز حاصل کر کے کافروں کو پہنچاتے رہتے اور ہر ممکن طریق سے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں جن میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو صورت حال سے آگاہ فرمایا اور ان کو یہودیوں سے دوستانہ تعلقات رکھنے سے روک دیا۔ قال ابن عباس کان رجال من المسلمین یواصلون الیہود لما بینہم من القرابۃ والصداقۃ والحلف والجوار والرضاع فانزل اللہ عزوجل ہذہ الایۃ ونہاہم عن مباطنتہم خوف الفتنۃ (خازن ج۱ ص۳۴۲) لا یالونکم خبالا خبال کے معنی فساد اور شرارت کے ہیں۔ یعنی یہ یہودی اگرچہ ظاہری تعلقات کی بنا پر تمہارے خلاف جنگ میں علانیہ شریک نہیں ہوں گے لیکن خفیہ طور پر تمہارے خلاف مکر و فریب اور سازشیں کرنے میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑیں گے **۱۷۹** ظاہر میں تو وہ تمہارے جانی دوست بنے ہوئے ہیں اور تمہاری خیر خواہی کرتے ہیں لیکن ان کی دلی آرزو اور خواہش یہ ہے کہ تمہیں کوئی فائدہ اور آرام و راحت میسر نہ ہو اور تم سخت تکلیف اور مشقت میں مبتلا رہو ان کی دلی عداوت اور اور ان کا اندرونی بغض و حسد ان کی زبانوں سے کئی بار ظاہر ہو چکا ہے یہودی اگرچہ اپنے مبغضانہ جذبات کو چھپانے کی کوشش کرتے لیکن شدت عداوت کی بنا پر بعض دفعہ غیر اختیاری اور غیر شعوری طور پر ان کی زبانوں سے ایسے الفاظ نکل جاتے ہیں جن سے ان کی خفیہ عداوت ظاہر ہو جاتی وما تخفی صدورہم اکبر۔ زبان سے تو وہ کھل کر عداوت و تکذیب کا اظہار نہیں کرتے ان کی باتوں سے جو بغض و عداوت کا ظہور ہوتا ہے۔ یہ اس عداوت اور بغض و حسد کے مقابلے میں بہت کم ہے۔ جو تمہارے خلاف ان کے دلوں میں پوشیدہ ہے۔ یعنی من العداوۃ والغیظ اکبر اکبر مما یظہرونہ (خازن ج۱ ص۳۴۳) حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی فرماتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ کے عالموں اور پیروں کے جو حالات اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائے ہیں وہ آج کل کے علماء سوء اور پیران سیاہ کار پر پوری طرح منطبق ہیں اس طرح ان آیات کا حل آسان ہو جاتا ہے **۱۸۰** کفار سے ترک موالات کے بارے میں ہم نے کھلے الفاظ میں اپنے احکام دے دیئے ہیں اور وہ آیتیں کھول کر بیان کر دی ہیں جن میں کفار کی دوستی سے روکا گیا ہے ای اظہرنا لکم الایات الدالۃ علی النہی عن موالات اعداء اللہ تعالیٰ ورسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (روح ج۴ ص۳۸) یا مطلب یہ ہے کہ ہم نے ان یہودیوں کے بغض و عناد اور حسد و عداوت کی نشانیاں کھول کر بیان کر دی ہیں تاکہ ان کو فوراً پہچان لو اور ان سے علیحدہ رہو۔ او قد اظہرنا لکم الدلالات الواضحات التی یتمیز بہا الولی من العدو (روح ج۴ ص۳۸) قومی اور ملی دشمنوں سے دوستانہ تعلقات سیاسی نتائج کے لحاظ سے بہت ہی خطرناک ہوتے ہیں بعض اوقات دشمن کو کئی کلیدی رازوں کا پتہ چل جاتا ہے جس سے کئی اہم جنگی اور دوسرے تعمیری منصوبے ناکام ہو جاتے ہیں۔ جنگ جیتنے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اپنی خفیہ جنگی تدبیروں کو دشمن کی رسائی سے بالا تر رکھا جائے۔ یہ وقت چونکہ مسلمانوں کی جنگی تیاریوں کا تھا اس لئے مسلمانوں کو خبردار کر دیا گیا تاکہ وہ محتاط رہیں **۱۸۱** الکتاب میں لام جنس کا ہے اور مراد اس سے تمام آسمانی کتابیں ہیں اور ضمیر غائب سے منافقین یہود مراد ہیں یہ مسلمانوں کی نیک دلی اور یہودیوں کے روایتی بغض و عداوت کا بیان ہے مطلب یہ کہ تم تو ان سے دوستی بھی رکھتے ہو اور تمام آسمانی کتابوں کو حتیٰ کہ تورات اور انجیل پر بھی ایمان رکھتے ہو۔ اور ان کا حال یہ ہے کہ تم سے دوستی اور محبت تو در کنار وہ تمہاری کتاب یعنی قرآن پر بھی ایمان نہیں رکھتے حاصل یہ کہ وہ تمہارے ساتھ کسی وجہ سے انس اور محبت نہیں رکھتے **۱۸۲** عض انامل یعنی انگلیاں کاٹنا یہ ایک محاورہ ہے اور اس وقت بولا جاتا ہے۔ جب آدمی شدت غیظ سے دیوانہ ہو رہا ہو اور غصے کو عملی جامہ نہ پہنا سکتا ہو۔ والعض عبارۃ عن شدۃ الغیظ مع عدم القدرۃ علی انفاذہ (قرطبی ج۴ ص۱۸۲) یہاں ان کے نفاق کا بیان ہے مطلب یہ کہ ان سے دوستی اور خیر خواہی کی امید بالکل بیکار ہے کیونکہ انکے دلوں میں کفر و عناد کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے اور ان کا دعویٰ ایمان سراسر منافقانہ ہے تمہارے سامنے تو وہ مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن جب آپس میں مل بیٹھتے ہیں تو تمہارے خلاف شدت غیظ و غضب سے دانت پیستے ہیں۔ مسلمانوں کی شوکت و کثرت اور اسلام کی ترقی انہیں ایک آنکھ نہیں بھاتی مگر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کچھ کر بھی نہیں سکتے اس لئے شدت غیظ سے جھنجھلا اٹھتے ہیں والمعنی اذا خلا بعضہم ببعض اظہروا شدۃ العداوۃ وشدۃ الغیظ علی المومنین حتی تبلغ تلک الشدۃ الی عض الانامل الخ (کبیر ج۳ ص۵۶) **۱۸۳** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ملا ہے کہ آپ منافقین سے کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ دلوں کے بھید جانتا ہے اور اس نے تمہارے اندرونی کینہ اور بغض کی ہم کو اطلاع دے دی ہے باقی تمہاری یہ خواہش کہ اسلام مغلوب ہو جائے اور مسلمان ناکام ہو جائیں۔ یہ کبھی پوری نہیں ہوگی تم بیشک شدت غضب میں مرتے رہو۔ **۱۸۴** خطاب مسلمانوں سے ہے اور اس میں اسلام کے خلاف منافقین کے بغض و حسد اور کینہ پروری کا مزید بیان ہے یعنی ان کی عداوت اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ وہ تمہاری خوشحالی اور تمہارے نفع کو کسی قیمت پر برداشت نہیں کر سکتے اگر تمہیں دشمنوں پر فتح حاصل ہو جائے یا تم پر خوشحالی کا دور آ جائے تو اس سے ان کے دل رنجیدہ ہو جاتے ہیں لیکن اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچ جائے یا تم مشقت میں پڑ جاؤ تو اس سے انہیں بہت خوشی ہوتی ہے ان تمام آیتوں کا حاصل یہ ہے کہ ایمان والوں کے خلاف جن لوگوں کی کینہ پروری اور ان کے بغض و عداوت کا یہ حال ہو وہ ہرگز اس لائق نہیں ہیں کہ انکو اپنا رازدار بنایا جائے خصوصاً جب کہ جہاد کا معاملہ درپیش ہو جس پر مسلمانوں کی دنیا اور آخرت کی بھلائی کا مدار ہے والمعنی فی الایۃ ان من کانت ہذہ صفتہ من شدۃ العداوۃ والحقد والفرح بنزول الشدائد علی المومنین لم یکن اہلا لان یتخذ بطانۃ لاسیما فی ہذا الامر الجسیم من الجہاد الذی ہو ملاک الدنیا والآخرۃ (قرطبی ج۴ ص۱۸۳) **۱۸۵** یہاں مسلمانوں کو صبر و تقویٰ کی تلقین فرمائی۔ فرمایا کہ دشمنوں کے مکر و فریب اور ان کی چالوں سے محفوظ رہنے کا ایک آسان طریقہ یہ ہے کہ تم صبر و استقلال سے کام لو۔ ان کی طرف سے تمہیں جو تکلیفیں دی جاتی ہیں انہیں برداشت کرو۔ دین اسلام پر قائم رہو۔ اور خدا کی اطاعت کو اپنا شعار بناؤ۔ اور خدا سے ڈرتے رہو اور اس کی نافرمانی سے بچو تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ان کی پر فریب چالوں سے تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ اور وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔ ان چند کلمات میں اللہ تعالیٰ نے جہاد میں کامیابی حاصل کرنے اور دشمنوں کے مکر و فریب سے محفوظ رہنے کے لئے نہایت اختصار کے ساتھ دو زریں اصول بیان فرمائے ہیں ایک استقلال دوم خدا کا خوف ہذا تعلیم من اللہ وارشاد الی ان یستعان علی کید العدو بالصبر والتقوی (مدارک ج۱ ص۱۳۶) ان اللہ بما یعملون محیط ۔ منافقین جو کر رہے ہیں وہ اللہ کے علم میں ہے اس لئے وہ اپنے کرتوتوں کی سزا ضرور پائیں گے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو تسلی دی ہے اور منافقین کو عذاب اخروی کی تخویف فرمائی ہے۔ **۱۸۶** اب یہاں سے جنگ احد کا ذکر شروع ہوتا ہے۔ والجمہور علی انہا غزوۃ احد (قرطبی ج۴ ص۱۸۴) حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس کا تعلق اِنْ تَصْبِرُوْا الخ سے ہے یعنی اگر تم ہمت و استقلال، صبر و استقامت سے کام لو گے تو کافر تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ آگے صبر و تقویٰ کے نتائج اور اس کے لئے دو نمونوں کا بیان ہے۔ جنگ بدر میں مشرکین کو مسلمانوں کے ہاتھوں انتہائی ذلت و رسوائی کی شکست اٹھانا پڑی۔ ان کے ستر سردار اور جنگجو بہادر قتل ہو گئے اور ستر گرفتار ہو کر مسلمانوں کے قیدی ہوئے مالی نقصان اس کے علاوہ تھا اور ذلت و رسوائی اتنی ہوئی کہ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہے۔ اب وہ شکست خوردہ مشرکین انتقامی جنگ کی تیاری کرنے لگے چنانچہ واقعہ بدر سے ایک سال بعد ۳ھ کے اواخر میں جنگی تیاریاں مکمل کر لیں۔ اب ان کی تعداد تین ہزار تھی جن میں سات سو زرہ پوش دو سو گھوڑ سوار اور باقی شتر سوار تھے۔ اور ان کا کوئی لڑاکا خالی ہاتھ نہ تھا۔ مشرکین چونکہ جوش انتقام میں دیوانے ہوئے جا رہے تھے اس لئے تمام قبیلوں کے سرداروں نے بھی جنگ میں حصہ لینے کا فیصلہ کیا حتیٰ کہ مشرکین کی عورتوں نے بھی اس جنگ میں شرکت کی جو باجوں اور ڈھولکوں کیساتھ مقتولین بدر کے مرثیے گا گا کر اپنے جوانوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکا رہی تھیں اور مسلمانوں کے ساز و سامان

کا یہ حالی تھا کہ مجاہدین کی تعداد صرف ایک ہزار تھی اور پوری فوج میں صرف دو گھوڑے تھے اور نہ تمام مجاہدین کے پاس تلواریں بھی نہیں تھیں اور پھر عین اس وقت جب کہ دشمن سامنے آیا اور مسلمان ابھی نماز صبح ہی میں مصروف تھے۔ عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین اپنے تین سو ساتھیوں کو ساتھ لے کر میدان جنگ سے واپس آگیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب مسلمان مجاہدین کی تعداد صرف سات سو رہ گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ سے پہلے تمام مجاہدین کی صفیں مناسب جنگی ترتیب کے مطابق بنائیں اور مختلف فوجی دستوں کو مختلف مورچوں پر متعین فرمایا اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اسی صف بندی کی حالت کا ذکر فرمایا ہے واللہ سمیع علیم ۵ **۱۸۷ھ پہلا نمونہ** یہ اذ غدوت سے بدل ہے۔ اور طائفتان سے انصار کے دو قبیلے مراد ہیں یعنی قبیلہ خزرج کے بنو سلمہ اور قبیلہ اوس کے بنو حارثہ والطائفتان بنو سلمۃ من الخزرج وبنو حارثۃ من الاوس (قرطبی ج ۴ ص ۱۸۴) اور ھمّ بمعنی ارادہ اور حدیث نفس یعنی وسوسہ دونوں میں مستعمل ہے۔ لیکن یہاں وسوسہ اور حدیث نفس مراد ہے والظاهر ان هذا الهم لم یکن عن عزم...... بل کان منہما حدیث نفس و وسوسۃ (روح ج ۴ ص ۴۲) اور فَشَل کے معنی بزدلی اور کم ہمتی دکھانے کے ہیں۔ ہوا یوں کہ جب عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین اپنے تین سو منافق ساتھیوں کو لے کر میدان جنگ سے یہ کہتا ہوا واپس چلا گیا کہ جب ہماری بات نہیں مانی گئی تو ہم کیوں ان کا ساتھ دیں اور مفت میں اپنی جانیں ضائع کریں (عبداللہ بن ابی نے بھی حضور علیہ السلام کو مشورہ دیا تھا کہ جنگ کے لئے مدینہ سے باہر نہ جائیں بلکہ شہر ہی میں رہیں اگر مشرکین نے شہر پر حملہ کیا تو ہمیں ان سے جنگ کریں گے) تو مسلمانوں کے ان دونوں گروہوں کو قلت سامان اور قلت عدد کی بنا پر خیال گذرا کہ وہ بھی آگے بڑھنے کے بجائے پیچھے ہٹ جائیں۔ غرضیکہ ان کی بزدلی اور کم ہمتی دکھانے کی وجہ شک ونفاق یا ضعف ایمان نہیں تھا۔ بلکہ مادی وسائل کی کمی کی وجہ سے ان کے ارادے میں ضعف آگیا۔ وذالک انہ انما کان ذالک منہما عن ضعف ووھن اصابهما غیر شک فی دینهما (سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۱۱۱) لیکن ابھی یہ ارادہ وسوسہ کی حد سے آگے نہیں بڑھا تھا اور نہ ہی انہوں نے اس پر عمل کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دستگیری فرمائی۔ اور ان کی ہمتیں پھر سے مضبوط کر دیں۔ اور اپنی مدد اور نصرت سے ان کو تھام لیا۔ اور دونوں قبیلے نئے جوش شجاعت کے ساتھ جنگ میں شریک ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی لغزش سے درگذر فرمایا۔ یہ کم ہمتی کے اظہار کا ارادہ وقتی طور پر صبر وتقویٰ سے ذہول کا نتیجہ تھا۔ ادھر خدا پر بھروسہ اور تقویٰ سے ذہن مادی وسائل کی قلت وکثرت کی طرف منتقل ہوا۔ ادھر فوراً ہی اس کا برا نتیجہ سامنے آگیا۔ **۱۸۸ھ** یہاں اللہ تعالیٰ نے تمام ایمان والوں کو نصیحت فرمائی کہ انہیں صرف خدا کی ذات پر اعتماد اور بھروسہ کرنا چاہیئے نہ کہ مادی وسائل پر۔ مادی وسائل اور ظاہری سازوسامان کو اسباب عادیہ کی حد تک اختیار کرنا چاہیئے اور ان کو کامیابی اور ناکامی میں موثر حقیقی نہیں سمجھنا چاہیئے۔ بعض جاہل صوفی ترک اسباب کا نام توکل رکھتے ہیں حالانکہ یہ نظریہ سراسر اسلام کے خلاف ہے۔ اور خود حضور علیہ السلام کے اسوۂ حسنہ کے بھی مخالف ہے قال سہل من قال ان التوکل یکون بترک السبب فقد طعن فی سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (قرطبی ج ۴ ص ۱۸۹) توکل کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ پر بھروسہ کرے اور یقین رکھے کہ

الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ هٰٓاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ

پتے اگر تم کو عقل ہے ۱۸۰ھ ف سن لو تم لوگ ان کے دوست ہو

وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ وَاِذَا

اور وہ تمہارے دوست نہیں اور تم سب کتابوں کو مانتے ہو ۱۸۱ھ اور جب

لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚۖ وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ

تم سے ملتے ہیں کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں اور جب اکیلے ہوتے ہیں تو کاٹ کاٹ کھاتے ہیں

الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ۭ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ۭ اِنَّ

تم پر انگلیاں غصہ سے ۱۸۲ھ تو کہہ مرو تم اپنے غصہ میں اللہ کو

اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ اِنْ تَمْسَسْكُمْ

خوب معلوم ہیں دلوں کی باتیں ۱۸۳ھ اگر تم کو ملے

حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۡ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ

کچھ بھلائی تو بری لگتی ہے ان کو اور اگر تم پر پہنچے کوئی برائی

يَّفْرَحُوْا بِهَا ۭ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ

تو خوش ہوں اس سے ۱۸۴ھ اور اگر تم ٹھہرے رہو اور بچتے رہو کچھ نہ بگڑے گا

كَيْدُهُمْ شَيْـــًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۱۲۰﴾ ع

تمہارا ان کے فریب سے ۱۸۵ھ بے شک جو کچھ وہ کرتے ہیں سب اللہ کے بس میں ہے ف۲ ف۱

ع ۱۲ ۱۱ ۳

۱؎ جہاد میں کامیابی کے لئے دو شرطوں کا بیان ۱۲

وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ

اور جب صبح کو نکلا تو اپنے گھر سے بٹھانے لگا مسلمانوں کو

۲؎ دونوں شرطوں کا پہلا نمونہ ۱۲

مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۲۱﴾ لا اِذْ هَمَّتْ

لڑائی کے ٹھکانوں پر ۱۸۶ھ اور اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے جب قصد کیا

طَّاۗىِٕفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ۭ

دو فرقوں نے تم میں سے کہ نامردی کریں اور اللہ مددگار تھا ان کا ۱۸۷ھ

موضح قرآن ف یعنی مسلمانوں کو کافروں سے دوستی نہ کرنی چاہیے وہ ہر طرح دشمن ہیں ف اکثر منافق بھی یہودی ملے تھے اس واسطے ان کے ذکر کے ساتھ انکا ذکر بھی فرمایا اب آگے جنگ احد کی باتیں مذکور ہیں۔ کہ انہیں مسلمانوں نے بعضے کافروں کا کہا مان لیا تھا اور لڑائی سے پھر چلے تھے اور منافقوں نے اپنے نفاق کی باتیں ظاہر کی تھیں۔

فتح الرحمٰن ف درغزوہ احد اہل نفاق میل کردند باآنکہ در شہر متحصن شوند و اصحاب خواستند کہ بیرون آمدہ جنگ کنند بعد ازآنکہ ہزیمت واقع شد منافقان ایں را محل طعن گرفتند و وقت حرب حضرت پیغامبر بر شعبی تماعہ مقید ساختند کہ از آنجا نہ جنبند چوں آثار فتح ظاہر شدن گرفت آں جماعت در پی غارت افتادند و عصیان پیغامبر کردند پس شومی ایں عصیان ہزیمت بر مسلمانان افتادہ و ہمہ فرار کردند الا ماشاء اللہ و دریں حال خبر شہادت حضرت پیغامبر شائع شد منافقان قصد ارتداد کردند پس در جواب طعن منافقان و عتاب خلاف امر کنندگان و تشنیع بے وفایان حق سبحانہ نازل کرد ۱۲

وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿١٢٢﴾ وَلَقَدْ
اور اللہ ہی پر چاہیئے بھروسہ کریں مسلمان ف ۱ ۱۸۸ اور تمہاری
نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا
مدد کر چکا ہے اللہ بدر کی لڑائی میں اور تم کمزور تھے ۱۸۹ سو ڈرتے رہو
اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿١٢٣﴾ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ
اللہ سے تاکہ تم احسان مانو ۱۹۰ جب تو کہنے لگا مسلمانوں کو
اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ
کیا تم کو کافی نہیں کہ تمہاری مدد کو بھیجے رب تمہارا تین
اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ﴿١٢٤﴾ بَلٰٓى ۙ اِنْ
ہزار فرشتے آسمان سے اترنے والے ۱۹۱ البتہ اگر
تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا
تم صبر کرو اور بچتے رہو اور وہ آئیں تم پر اسی دم
يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ
تو مدد بھیجے تمہارا رب پانچ ہزار فرشتے
مُسَوِّمِيْنَ ﴿١٢٥﴾ الربع وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ
نشان دار گھوڑوں پر ۱۹۲ ف ۲ اور یہ تو اللہ نے تمہارے دل کی خوشی کی
وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ۭ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ
اور تاکہ تسکین ہو تمہارے دلوں کو اس سے اور مدد ہے صرف
عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿١٢٦﴾ لِيَقْطَعَ طَرَفًا
اللہ ہی کی طرف سے جو کہ زبردست ہے حکمت والا ۱۹۳ تاکہ ہلاک کرے بعضے
مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا
کافروں کو یا ان کو ذلیل کرے تو پھر جاویں

منزل ۱

ف ۱ دونوں شرطوں کا دوسرا نمونہ ۱۲

ف ۲ شبہ متعلقہ جہاد کا پہلا جواب ۱۲

الربع

ف ۳ ایک ہزار کا وعدہ حتمی تھا اور تین ہزار اور پانچ کا مشروط، عدم شرط کی وجہ سے تین ہزار اور پانچ ہزار نازل نہ ہوئے ۱۲

اللہ کی نصرت پوری ہو کر رہے گی اور ہر کام کے لئے اللہ نے تکوینی طور پر جو اسباب عادیہ مقرر فرمائے ہیں ان کو عمل میں لائے اور ان کو محض عادی وسائل خیال کرے اور موثر حقیقی صرف خدا کو جانے ۱۸۹ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ یہ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا کا دوسرا نمونہ ہے۔ یعنی صبر و تقوی اختیار کرنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالی کی طرف سے تائید غیبی اور نصرت آسمانی کے سامان بہم پہنچ جاتے ہیں۔ چنانچہ جنگ بدر کے موقع پر ایسا ہی ہوا تم تعداد میں بہت قلیل تھے اور سامان جنگ بھی بالکل معمولی تھا۔ اذلۃ ذلیل کی جمع ہے جس کے معنی حقیر اور پست کے ہیں یعنی تعداد اور سامان کی قلت کے باعث تھی ما کانوا علیہ من الضعف وقلۃ السلاح والمال والمرکوب (بحر ص ۴۸ ج ۳) ای بقلۃ العدد والسلاح (جامع البیان ص ۵۹) چنانچہ مسلمانوں کی کل تعداد ۳۱۳ تھی اور پوری فوج کے پاس سواری کے لئے صرف دو گھوڑے اور ستر اونٹ تھے اور تلواریں بھی صرف فاپا آٹھ تھیں اور باقی سامان جنگ بھی نہایت قلیل اور ناکافی تھا۔ لیکن اس بے سروسامانی کے باوجود انہوں نے ہمت نہ ہاری اور نہ ہی صبر و تقوی کا دامن ہاتھ سے چھوڑا تو اللہ تعالی کی طرف سے غیبی مدد اور نصرت بھی فوراً آ پہنچی۔ بدر کا واقعہ یاد دلا کر اللہ تعالی نے مسلمانوں کو جہاد میں ثابت قدم رہنے اور تقوی اختیار کرنے کی تعلیم فرمائی ہے۔ نیز اس میں کافروں کے شبہ کے جواب کی طرف بھی اشارہ ہے کافروں کا شبہ یہ تھا کہ جنگ احد میں مسلمانوں کو شکست ہوئی اور انہیں نقصان اٹھانا پڑا اگر اسلام سچا دین ہوتا تو اس کے ماننے والے کیوں اس طرح ذلیل ہوتے یہاں اشارہ فرمایا کہ اگرچہ دنیا میں فتح و شکست صداقت کا معیار نہیں۔ فتح کی مثال کنوئیں کے ڈول کی سی ہے کبھی کسی کے ہاتھ کبھی کسی کے ہاتھ اس لئے اے ایمان والو احد کی وقتی شکست سے دلگیر اور افسردہ خاطر نہ ہونا اگر احد میں ایسا ہو گیا ہے تو ہوا کیا جنگ بدر میں جب کہ تم بالکل بے سروسامان تھے کیا اس وقت میں نے تم کو غیبی امداد سے منصور و مظفر نہیں کیا تھا۔ اس شبہ کا اصل جواب آگے آ رہا ہے۔ **۱۹۰** یعنی تقوی اور خوف خدا سے شکر گزاری کے جذبہ کو تقویت پہنچتی ہے اور شکر گزاری ایک ایسا مبارک عمل ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالی کی طرف سے تمام نعمتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ (ابراہیم ع ۱)

۱۹۱ اِذْ ظرف نَصَرَكُمُ سے متعلق ہے۔ اور یہ تین ہزار اور پانچ ہزار فرشتوں کے اتارنے کے وعدے بھی جنگ بدر ہی سے متعلق ہیں۔ جنگ بدر میں بالفعل مشرکین کی تعداد کے مطابق صرف ایک ہزار فرشتے اتارے گئے تھے جنہوں نے مسلمانوں کے دوش بدوش کافروں سے جنگ کی جیسا کہ سورۂ انفال ع ۱ میں ہے۔ اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ۝ لیکن اس کے بعد جب کافروں نے یہ افواہ اڑا دی کہ کرز بن جابر محاربی مزید دو ہزار سپاہیوں کی کمک لے کر پہنچ رہا ہے۔ تو اس وقت اللہ تعالی نے تین ہزار فرشتوں کی کمک نازل کرنے کا وعدہ فرمایا تاکہ مسلمان مطمئن اور ثابت قدم رہیں۔ اس آیت میں اسی وعدہ کا ذکر ہے

۱۹۲ اس کے بعد جب یہ خبر پھیلی کہ پانچ ہزار سپاہیوں کی مزید کمک مشرکین کو پہنچ رہی ہے تو مسلمان اس خبر سے ذرا دلگیر ہوئے تو اللہ تعالی نے مزید

موضح قرآن ف ۱ حضرت مکے سے مدینہ میں آئے اس کے ایک برس چھ مہینے بعد جنگ بدر ہوئی مکے کے لوگوں سے اللہ تعالی نے فتح دی مسلمانوں کو ستر آدمی کافر مارے گئے اور ستر اسیر آئے۔ اگلے سال کافر جمع ہو کر مدینے پر چڑھ آئے حضرت نے مسلمانوں سے مشورت کی اکثر کہنے لگے کہ ہم شہر میں لڑیں گے حضرت کی مرضی بھی یہی تھی۔ اور بعضے کہنے لگے کہ یہ عار ہے۔ بلکہ ہم میدان میں مقابلہ ہوں گے۔ آخر یہی مشورت قبول ہوئی۔ جب حضرت شہر سے باہر چلے عبداللہ ابن ابی کافر تھا مدینے کا ساکن وہ بھی شریک جنگ تھا ناخوش ہو کر پھر گیا کہ ہمارے قول پر عمل نہ کیا اور اس کے بہکانے سے دو قبیلے انصار کے بھی پھر چلے آخر ان کے سردار عوام کو سمجھا کر لے آئے۔ اللہ تعالی مسلمانوں کو تقویت دیتا ہے کہ اللہ پر توکل چاہیئے اطاعت حکم میں اندیشہ نہ کریئے۔

فتح الرحمن ف ۱ یعنی بنی سلمہ و بنی حارثہ کہ داعیہ فرار بخاطر ایشان گذشتہ بود باز خدا تعالی ایشاں را ازیں محفوظ داشت ۱۲ ف ۲ یعنی خود را و اسپان خود را بنشانے آراستہ ۱۲

پانچ ہزار فرشتے نازل کرنے کا وعدہ فرمایا لیکن جب کرز نے مشرکین کی شکست کی خبر سنی تو امداد دینے کا ارادہ ترک دیا اس لیے پانچ ہزار فرشتے بھی نازل نہ ہوئے قال الشعبی بلغ النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ یوم بدر ان کرز بن جابر المحاربی یرید ان یمد المشرکین فشق ذالک علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلی المسلمین فانزل اللہ تعالیٰ (الن یکفیکم الی قولہ مسومین) فبلغ کرزا الھزیمۃ فلم یمد ہم ورجع فلم یمد ہم اللہ ایضا بالخمسۃ الاٰف وکانوا قد امدوا بالف (قرطبی ص۱۹۵ ج۴) اور مسومین کا مطلب یہ ہے کہ وہ فرشتے مخصوص نشانات اور امتیازی علامات کے ساتھ نازل ہوں گے۔ آیت کا حاصل یہ ہوا کہ تین ہزار پر ہی بس نہیں اگر تم صبر و تقویٰ پر قائم رہے اور مشرکین کے امدادی دستے آپہنچے۔ اور انہوں نے تم پر اچانک حملہ کر دیا تو اللہ تعالیٰ بھی فوراً امتیازی علامتوں والے پانچ ہزار فرشتے تمہاری امداد کے لیے بھیج دے گا۔ چونکہ مشرکین کو تین ہزار اور پانچ ہزار کی کمک نہیں پہنچی تھی اس لیے اللہ تعالیٰ نے بھی تین ہزار اور پانچ ہزار فرشتے نازل نہیں فرمائے تھے کیونکہ فرشتوں کی ان دونوں جماعتوں کا نزول مشرکین کو ان کی موعودہ کمک پہنچنے پر معلق تھا۔ اس لیے نہ ان کو کمک پہنچی نہ فرشتے نازل ہوئے۔ البتہ ایک ہزار فرشتے پہلے ہی نازل ہو چکے تھے **۱۹۳** جعلہ میں ضمیر غائب مذکورہ مدد کی طرف راجع ہے جو ایک ہزار فرشتوں کے بالفعل انزال اور تین ہزار اور پانچ ہزار کے وعدہ انزال کی صورت میں نمودار ہوئی۔ العزیز یعنی ایسی قدرت و قوت والا جو ظاہری اسباب کے سوا بھی غلبہ اور فتح دلا سکتا ہے۔ الحکیم جو اپنی حکمت بالغہ کے مطابق تمام کاموں کو ظاہری اسباب پر مرتب فرماتا ہے۔ یعنی جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ نے تائید غیبی سے جو تمہاری کامیابی اور فتحمندی کے ظاہری اسباب مہیا فرمائے تھے یہ محض تمہاری خوشی اور دلجمعی کی خاطر تھے۔ باقی رہی فتح و نصرت تو وہ صرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے تھی جو ایسا زبردست ہے کہ ان اسباب کا محتاج نہیں لیکن اپنی تکوینی حکمت کے تحت ہر کام کو اس کے سبب سے متعلق فرماتا ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے صاف اعلان فرمایا ہے کہ حقیقت میں کارساز اور منصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے فتح و ظفر اور امداد و نصرت نہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں ہے اور نہ ہی فرشتوں کے۔ جنگ بدر اور جنگ احد کے واقعات ہمارے سامنے ہیں صحابہ کرام کی مقدس جماعت مشرکین کے مقابلہ میں صف آرا ہے اور سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بزرگ ترین ہستی بنفس نفیس ان میں موجود ہے۔ مگر اس کے باوجود وہ امداد خداوندی کے محتاج ہیں بدر میں ایک ہزار فرشتے بالفعل امداد کے لیے میدان جنگ میں موجود ہے اور آٹھ ہزار آنے کے لیے حکم ربانی کے منتظر کھڑے ہیں مگر ان سب کی حیثیت ظاہری سبب سے بڑھ کر کچھ نہیں اور حقیقی مؤثر اور ناصر و مددگار صرف اللہ ہے جل جلالہ وتعالیٰ جدہ۔ یعنی لاتحیلوا النصر علی الملائکۃ والجند وکثرۃ العدد فان النصر من عند اللہ لا من غیرہ والغرض ان یکون توکلھم علی اللہ لا علی الملائکۃ الذین امدوا بھم (خازن و معالم ص۳۴۹ ج۱)

۱۹۴ لیقطع میں لام نصرکم سے متعلق ہے۔ قطع کے معنی قتل کے ہیں اور طرفٌ جماعت اور گروہ کے معنی میں ہے لیھلک طائفۃ منھم بالقتل والاسر (مدارک ج۱ ص۱۴۱) یعنی جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ نے تمہاری غیب سے امداد اس لیے فرمائی تاکہ کافروں کی ایک جماعت تمہارے ہاتھوں ماری جائے اور وہ ذلیل و خوار ہو جائیں اور نامراد ہو کر گھروں کو لوٹیں اور اس طرح کفر کا زور ٹوٹ جائے۔ اور کافروں کی شان و شوکت اور ان کا رعب و وقار مسلمانوں کے ہاتھوں خاک میں مل جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ بدر میں کفر و شرک کے ستر لیڈر اور سرغنے مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوئے اور ستر قید ہوئے **۱۹۵** اس آیت کا تعلق جنگ احد سے ہے صحیح مسلم میں ہے کہ۔ جنگ احد میں حضور علیہ السلام کا سامنے کا ایک دانت شہید کر دیا گیا۔ اور آپ کے سر مبارک میں بھی زخم آیا۔ آپ زخم سے خون پونچھ رہے تھے اور ساتھ یہ بھی فرماتے جا رہے تھے کیف یفلح قوم شجوا نبیہم صلی اللہ علیہ وسلم وکسروا رباعیتہ وھو یدعوھم الی اللہ تعالیٰ (صحیح مسلم ج۲ ص۱۰۸) یعنی اس قوم کو کس طرح ہدایت نصیب ہوگی جس نے اپنے پیغمبر کو زخمی کر دیا حالانکہ وہ ان کو خدا کی طرف بلاتا ہے گویا کہ آپ نے ان کے لیے توفیق ایمان کو مستبعد سمجھا اور ان کی ہلاکت کے لیے بددعا کرنے کا ارادہ فرمایا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر آپ کا استبعاد دور فرما دیا اور آپ کو ان کے اسلام لانے کی امید دلا دی۔ استبعاد لتوفیق من فعل ذالک بہ وقولہ تعالیٰ لیس لک من الامر شیئ تقریب لما استبعدہ واطماع فی اسلامھم (قرطبی ج۴ ص۱۹۹) او یتوب اور او یعذبھم میں او بمعنی الا ان ہے اور مطلب یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کے ایمان سے مایوس ہو کر ان پر بددعا کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان مشرکین کی عاقبت اور انجام کار کو میں جانتا ہوں نیز ان کے تمام امور اور معاملات میرے اختیار و تصرف میں ہیں کیونکہ میرا علم محیط اور قدرت ہر چیز پر حاوی ہے آپ کا نہ علم ہر چیز پر محیط ہے اور نہ قدرت اس لیے آپ کو بددعا کرنے کا اختیار نہیں یہاں تک کہ ان میں سے بعض کو میں توبہ کی توفیق دیدوں اور وہ اسلام قبول کر لیں اور جو کفر پر قائم رہیں ان کو دائمی عذاب میں مبتلا کروں ومعنی الایۃ لیس لک من امر مصالح عبادی شیئ الا ما اوحی الیک فان اللہ تعالیٰ ھو مالک امرھم فاما ان یتوب علیھم ویھدیھم فیسلموا او یھلکھم ویعذبھم ان اصروا علی الکفر (خازن ج۱ ص۳۵۰) یا یہ دونوں لیقطع پر معطوف ہیں اور مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر میں اس لیے تمہاری امداد فرمائی تاکہ وہ کافروں کو ہلاک کرے یا ذلیل کرے یا ان کو توبہ کی توفیق دے یا ان کو عذاب دائمی میں مبتلا کرے والمعنی ان مالک امرھم علی الاطلاق وھو اللہ تعالیٰ نصرکم علیھم لیھلکھم او یکبتھم او یتوب علیھم ان اسلموا او یعذبھم ان اصروا ولیس لک من امرھم شیئ ان انت الا عبد مامور بانذارھم وجہادھم (روح ج۴ ص۵۰) بعض روایات کے مطابق آپ بعض مشرکین پر چالیس دن بددعا کرتے رہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی بہرحال شان نزول جو بھی ہو آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ غیب دان تھے اور نہ مختار کل **۱۹۶** قال الشیخ یہ توحید کی پانچویں عقلی دلیل کا اعادہ ہے۔ زمین و آسمان میں جو کچھ ہے سب خدا کے قبضۂ قدرت میں ہے ہر چیز اس کی ملکیت میں اور اس کے اقتدار و تصرف کے ماتحت ہے وہ کسی کو معاف کرنے یا سزا دینے میں نہ کسی خاص سبب کا محتاج ہے اور نہ مجبور ہے وہ عام قانون رحمت کے تحت جسے چاہتا ہے معاف کر دیتا اور اپنے خاص قانون عدل و انصاف کے تحت جسے چاہتا ہے سزا دیتا ہے۔ لیکن اس کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے۔ وفی تخصیص التذییل بہ اشارۃ الی ترجیح جھۃ الاحسان والانعام (روح ج۴ ص۵۰) حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یغفر لمن یشاء من المنیبین منھم ویعذب من یشاء من المصرین المعاندین منھم یعنی ان میں سے جو لوگ خدا کی طرف انابت کریں گے اور توحید اور دین اسلام قبول کر لیں گے ان کے گذشتہ گناہ معاف فرما دے گا۔ اور جو لوگ ضد و عناد سے کفر پر اصرار کریں گے۔ ان کو اللہ تعالیٰ عذاب دے گا۔ **۱۹۷** حضرت شیخ نے فرمایا کہ ترغیب الی القتال کے بعد یہاں سے لیکر وھم یعلمون تک ترغیب الی الانفاق ہے کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ کیوں نہیں کرتے خرچ کرنا تو درکنار تم تو کسی کو قرض بھی سود کے بغیر نہیں دیتے ہو آؤ اللہ کی راہ میں خرچ کرو کیونکہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا دوزخ کی آگ سے بچنے، اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت کے استحقاق اور دخول جنت کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں انفاق فی سبیل اللہ کی طرف ایک عجیب انداز سے ترغیب فرمائی ہے پہلے مختلف طریقوں سے مسلمانوں کے دلوں میں جہاد کی سپرٹ پیدا کی اس کے بعد اچانک سود خوری سے ممانعت کے احکام نازل فرما دیئے۔ سودی کاروبار سے ممانعت بھی دراصل روح جہاد کی تقویت کے لیے ہے جہاد میں جان کی قربانی دینی پڑتی ہے۔ اور جو شخص اس قدر بخیل اور کنجوس ہو کہ اگر کسی کو قرض دے تو اس پر بھی سود وصول کرے اور خدا کے لیے قرض حسنہ کے طور پر ذرہ بھر کسی سے ہمدردی نہ کر سکے تو اس سے یہ توقع کس طرح کی جا سکتی ہے کہ وہ پیاری جان کی قربانی دے گا۔ اس لیے سود پر قرض دینے سے منع فرمایا اور اس کے ضمن میں ہمجنسوں سے ہمدردی اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا سبق دیا۔ اضعافا مضاعفۃ (دو تے پر دونا) کی قید سے یہ نہ سمجھا جائے کہ یہاں سود مرکب سے منع کیا گیا ہے اور سود مفرد سے منع نہیں کیا گیا بلکہ یہ قید مراعات واقع کیلئے ہے کیونکہ جاہلیت میں سود مرکب (سود در سود) ہی کا زیادہ رواج تھا۔ اس لیے اس سے منع فرمایا۔ لہٰذا اس قید سے سود مفرد کی حرمت پر کوئی اثر نہیں پڑتا (روح ج۴ ص۵۵، کبیر ج۳ ص۷۶) یا یہ صفت سود خوری کی مزید قباحت ظاہر کرنے کے لیے ہے قال الشیخ الانور رحمہ اللہ تعالیٰ واتقوا اللہ لعلکم تفلحون۔ سود خوری سے ممانعت کے بعد خدا سے ڈرنے کا حکم دیا گیا تاکہ پہلے تقویٰ کو مخدوش کرنے والے اعمال کا سدباب ہو جائے اور پھر تقویٰ اپنی کامل صورت میں جلوہ گر ہو۔ امید فلاح کو خوف خدا پر مرتب کر کے اس طرف اشارہ فرمایا کہ مومن کو امید و بیم اور خوف و رجا کے درمیان رہنا چاہیے۔ ایک طرف خدا کے عذاب سے ڈرتا رہے اور دوسری طرف

اس کی رحمت و مغفرت کی امید بھی رکھے نہ بیباک ہو جائے اور نہ ناامید ف۱۹۸ یہ سود خوری پر وعید شدید ہے۔ اور اس سے پتہ چلتا ہے کہ سود خوری کبیرہ گناہ ہے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ قرآن میں سب سے زیادہ ڈراوے کی آیت ہے کیونکہ اس میں خدا کے محارم سے نہ بچنے والوں کو جہنم کے اس طبقہ میں عذاب دینے کی دھمکی دی گئی ہے جو دراصل کافروں کے لئے تیار کیا گیا ہے کان ابوحنیفۃ رضی اللہ عنہ یقول ھی اخوف اٰیۃ فی القراٰن حیث اوعد اللہ المومنین بالنار المعدۃ للکافرین ان لم یتقوہ فی اجتناب محارمہ (مدارک ج۱ ص۱۴۱، روح ج۴ ص۵۶) اور آگ سے بچنے کا مطلب یہ ہے کہ ان تمام اعمال سیئہ سے بچا جائے جو عذاب نار کے موجب ہوں ف۱۹۹ نہ صرف سود کے احکام میں بلکہ اللہ تعالیٰ کے تمام اوامر و نواہی میں اس کی اطاعت کرو اور اللہ کی اطاعت کا طریقہ وہی اختیار کرو جو اس کے رسول نے اپنے اسوۂ حسنہ اور نمونۂ عمل سے قائم کیا ہے لہٰذا اللہ کی اطاعت کے لئے اس کے رسول کی اطاعت نہایت ضروری اور لابدی ہے اور رسول کی اطاعت عین خدا کی اطاعت ہے۔ امید اور استحقاق رحمت کو اطاعت سے متعلق فرما کر بتا دیا کہ رحمت کی امید صرف فرمانبرداروں کو رکھنی چاہیے نہ کہ نافرمانوں کو۔ ان آیتوں سے اہل سنت کے مسلک کی تائید اور فرقۂ مرجئہ کے خیال باطل کی تردید ہوتی ہے اہل سنت کا مسلک یہ ہے کہ ایمان کے بعد اعمال صالحہ کا بجا لانا اور گناہوں سے بچنا بھی ضروری ہے اور معاصی کا ارتکاب کرنے والے مومنوں کو عذاب ہوگا۔ اور مرجئہ کہتے ہیں کہ ایمان کے بعد کوئی گناہ مضر نہیں اور کسی مومن کو آگ کا عذاب نہیں ہوگا۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو سود خوری سے منع فرمایا اور باز نہ رہنے والوں کو عذاب نار کی دھمکی دی اور پھر اپنی رحمت کے استحقاق کے لئے اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت کو موقوف علیہ قرار دیا تو اس سے معلوم ہوا کہ نافرمانی اور معصیت غضب الٰہی کا موجب ہے وفیہ رد علی المرجئۃ فی قولھم لا یضر مع الایمان ذنب ولا یعذب بالنار اصلا (مدارک ج۱ ص۱۴۱) ف۲۰۰ وجنۃ مخفض تو پر معطوف ہے اور اس سے پہلے مضاف محذوف ہے ای الی اسبابھا من الاعمال الصالحۃ (روح ج۴ ص۵۶) یعنی بخشش اور جنت کی طرف دوڑنے سے ایسے اعمال صالحہ کی طرف دوڑنا اور مسابقت کرنا مراد ہے جو استحقاق مغفرت اور دخول جنت کا موجب ہوں۔ مثلاً اخلاص توحید، جہاد، انفاق وغیرہ۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ یہاں موجب مغفرت سے اخلاص عبادت اور توحید مراد ہے ما قالت انہ الاخلاص وھو قول عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ووجھہ ان المقصود من جمیع العبادات الاخلاص کما قال وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین۔ (کبیر ج۳ ص۹) اور جنت کا آسمانوں اور زمین کے برابر چوڑا ہونا اپنے ظاہر پر محمول ہے یعنی اس جنت کی چوڑائی ساتوں آسمانوں اور زمین کو ایک دوسرے کے ساتھ ملا کر بچھانے سے جس قدر پھیلاؤ پیدا ہوگا۔ اس کے برابر ہوگی اور ظاہر ہے عرض ہمیشہ طول سے کم ہوتا ہے جب اس جنت کا عرض اس قدر ہے تو اس کا طول اس سے کہیں زیادہ ہوگا جس کا اندازہ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ قال ابن عباس تقرن السموات والارض بعضھا الی بعض کما تبسط الثیاب ویوصل بعضھا ببعض فذلک عرض الجنۃ ولا یعلم طولھا الا اللہ وھذا قول الجمھور (قرطبی ج۴ ص۲۰۴) اور بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ اس سے خصوصیت کے ساتھ چوڑائی کا بیان کرنا مقصود نہیں بلکہ یہ جنت کی غایت وسعت اور کشادگی سے کنایہ ہے فلیس المقصود تحدید عرضھا۔۔۔ بل الکلام کنایۃ عن غایۃ السعۃ بما ھو فی تصور السامعین (روح ج۴ ص۵۶) اعدت للمتقین ۵ حضرت

لن تنالوا ۴ ۱۷۹ آل عمران ۳

خَآئِبِیْنَ ﴿۱۲۷﴾ لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْھِمْ
محروم ہو کر ف۱۹۴ تیرا اختیار کچھ نہیں یا ان کو توبہ دیوے خدا تعالیٰ
اَوْ یُعَذِّبَھُمْ فَاِنَّھُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَلِلّٰہِ مَا فِی
یا ان کو عذاب کرے کہ وہ ناحق پر ہیں ف۱۹۵ ف اور اللہ ہی کا مال ہے جو کچھ
السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ط یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ
آسمانوں میں ہے۔ اور جو کچھ زمین میں ہے۔ بخش دے جس کو چاہے۔
وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۲۹﴾ یٰٓاَیُّھَا
اور عذاب کرے جس کو چاہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۱۹۶ اے
الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوا الرِّبٰٓوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَۃً ص
ایمان والو مت کھاؤ سود دونے پر دونا ف۱۹۷
وَّاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۳۰﴾ وَاتَّقُوا النَّارَ
اور ڈرو اللہ سے تاکہ تمہارا بھلا ہو ف۲ اور بچو اس آگ
الَّتِیْٓ اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ
سے جو تیار ہوئی ہے کافروں کے واسطے ف۱۹۸ اور حکم مانو اللہ کا اور رسول کا
لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَسَارِعُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَۃٍ مِّنْ
تاکہ تم پر رحم ہو ف۱۹۹ اور دوڑو بخشش کی طرف
رَّبِّکُمْ وَجَنَّۃٍ عَرْضُھَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ لا اُعِدَّتْ
اپنے رب کی اور جنت کی طرف جس کا عرض ہے آسمان اور زمین ف۲۰۰ تیار ہوئی
لِلْمُتَّقِیْنَ ﴿۱۳۳﴾ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ
ہے واسطے پرہیزگاروں کے جو خرچ کئے جاتے ہیں خوشی میں اور تکلیف میں ف۲۰۱
وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ط
اور دبا لیتے ہیں غصہ اور معاف کرتے ہیں لوگوں کو

ع ۱۳ ۴

۱ اعادۂ دلیل توحید عقلی ۱۲

۲ جہاد کے بعد مسئلہ انفاق کا بیان ۱۲

۳ تخویف اخروی ۱۲

۴ سارعوا درجہ کا لازم ۱۲

۵ بشارت اخروی ۱۲

۶ ترقی اعلیٰ کا لازمہ ۱۲

منزل ۱

موضح قرآن ف۱ حق تعالیٰ نے پیغمبر کو تربیت فرمائی کہ بندے کو اختیار نہیں اللہ تعالیٰ جو چاہے سو کرے اگرچہ کافر تمہارے دشمن ہیں اور ظلم پر ہیں لیکن چاہے انکو ہدایت دے اور چاہے عذاب کرے تم اپنی غرض سے بد دعا نہ کرو ف۲ شاید سود کا ذکر یہاں اس واسطے فرمایا کہ اوپر مذکور ہوا جہاد میں نامردی کا سود کھانے سے نامردی آتی ہے دو سبب سے ایک یہ کہ مال حرام کھانے سے توفیق طاعت کم ہوتی ہے اور بڑی طاعت جہاد ہے دوسرے یہ کہ سود دینا کمال بخل ہے کہ اپنا مال جتنا دیا تھا لے لیا بیچ میں کسی کا کام نکلا یہ بھی مفت نہ چھوڑے اس کا بدلہ چاہے تو جس کو مال پر اتنا بخل ہو وہ جان کیا دیا چاہے۔

شیخ علام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایسا وسیع اور کشادہ جنت جن متقی لوگوں کے لئے تیار کیا گیا ہے وہ دو فریق ہیں۔ الذین ینفقون سے واللہ یحب المحسنین تک پہلے فریق کا ذکر ہے اور یہ فریق اعلیٰ ہے۔ اور والذین اذا فعلوا سے وھم یعلمون تک دوسرے فریق کا ذکر ہے اور یہ پہلے کی نسبت ادنیٰ ہے ۲۰۱؎ یہ المتقین کی نعت ہے اور فریق اعلیٰ کی پہلی صفت ہے۔ اس میں ترغیب الی الانفاق کا پہلی بار اعادہ کیا گیا ہے۔ ظرف ینفقون کی ضمیر سے حال ہے اور سراء سے فراخی اور ضراء سے تنگدستی مراد ہے۔ عن ابن عباس فی العسر والیسر (ابن جریر ج۴ ص۵۷) یعنی وہ ہر حال میں اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں خواہ دولت مند ہوں یا مفلوک الحال ہوں والکاظمین الغیظ یہ فریق اعلیٰ کی دوسری صفت ہے۔ کظم الغیظ کے معنی غصہ پی جانے اور ضبط کرنے کے ہیں یعنی وہ لوگ غصے کی حالت میں مغلوب الغضب نہیں ہو جاتے۔ بلکہ غصے کو پی جاتے ہیں اور اس پر قابو پا لیتے ہیں اور اسکو عملی جامہ نہیں پہناتے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے الکاظمین الغیظ فرمایا ہے الفاقدین الغیظ نہیں فرمایا کیونکہ غصہ غیرت وحمیت اور حرارت طبعیہ سے پیدا ہوتا ہے اور اس کا پیدا ہونا ایک طبعی امر ہے اس لئے غصہ کا بالکل پیدا ہی نہ ہونا یہ کوئی خوبی نہیں بلکہ عیب ہے خوبی تو یہ ہے کہ غصہ آئے لیکن اسے ضبط کر لیا جائے والعافین عن الناس یہ فریق اعلیٰ کی تیسری صفت ہے یعنی وہ قصوروار لوگوں کے قصور معاف کر دیتے ہیں اور دل میں کسی قسم کی ناراضگی نہیں رکھتے یہ درجہ الکاظمین الغیظ سے بلند تر ہے یعنی وہ نہ صرف یہ کہ غصہ پی جاتے ہیں۔ اور انتقام نہیں لیتے بلکہ سرے سے قصور اور خطا ہی کو معاف کر دیتے ہیں اور خطاکار کے متعلق دل میں کوئی کدورت نہیں رکھتے واللہ یحب المحسنین یہ ماقبل کا تکملہ ہے اور احسان سے یہاں انعام مراد ہے اور یہ درجہ پہلے دونوں درجوں سے بلند تر ہے یعنی وہ عفو و درگذر سے آگے بڑھ کر انعام واکرام اور حسن سلوک سے پیش آتے ہیں۔ ۲۰۲؎ اس کا عطف الذین ینفقون پر ہے۔ اور یہ متقین کے فریق ادنیٰ کا ذکر ہے۔ ذکر اللہ تعالیٰ فی ھذہ الایۃ صنفا ھم دون الصنف الاول فالحقھم بہ برحمتہ ومنہ فھؤلاء ھم التوابون (قرطبی ج۴ ص۲۰۹) فاحشۃ اور ظلم نفس کی مختلف تفسیریں کی گئی ہیں بعض نے کہا ہے کہ فاحشۃ سے کبیرہ گناہ اور ظلم نفس سے صغیرہ گناہ مراد ہے۔ الفاحشۃ ھی الکبیرۃ وظلم النفس ھی الصغیرۃ (کبیر ج۳ ص۸۳، بحر ج۳ ص۵۹، مدارک ج۱ ص۱۴۳) اور بعض نے کہا ہے کہ فاحشۃ مطلق گناہ کو کہتے ہیں اس کا تعلق خواہ بندے کی حق تلفی سے ہو یا خدا کی حق تلفی سے الفاحشۃ تطلق علی کل معصیۃ (قرطبی ج۴ ص۲۱۰) اور ظلم نفس سے حقوق اللہ کا اتلاف مراد ہے۔ وظلم النفس ما بین العبد وبین ربہ (بحر ج۳ ص۵۹) بہر تقدیر فاحشۃ میں اس تیر انداز دستے کا جرم بھی داخل ہے جن کو جنگ احد میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پہاڑی راستے پر متعین فرمایا تھا۔ اور ان کو حکم دیا تھا کہ اگرچہ مسلمانوں کو فتح حاصل ہو جائے لیکن وہ اپنی جگہ سے نہ ہٹیں۔ مگر ان سے اس معاملہ میں کوتاہی ہو گئی جس کا ذکر آگے آرہا ہے۔ وایا ما کان فباطلاق اللفظ ینتظم ما فعلہ الرماۃ انتظاما اولیا (روح ج۴ ص۶۰) یہ آیت ان دو گروہوں کو بھی شامل ہے۔ جو منافقین کی دیکھا دیکھی ہمت ہارنے لگے تھے۔ مگر اللہ نے ان کو سنبھلنے کی توفیق دے دی۔ اسی طرح جو مسلمان جنگ احد میں پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے تھے اور بعد میں تائب ہو گئے تھے۔ وہ بھی اس میں داخل ہیں۔ ذکروا اللہ سے اس طرف اشارہ فرمایا کہ وہ لوگ بغاوت وانکار کے جذبہ کے تحت خدا کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ احکام الٰہی سے ذہول اور وعید اخروی سے غفلت کی وجہ سے ان سے معصیت کا ارتکاب ہو جاتا ہے۔ مگر جونہی ان کو خدا کا حکم اور اس کی وعید یاد آتی ہیں وہ فوراً نادم ہو جاتے اور اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں ۲۰۳؎ یہ جملہ معترضہ ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو تنبیہ فرما دی کہ اللہ کے سوا کوئی گناہ معاف نہیں کر سکتا نہ کوئی پیغمبر نہ کوئی ولی اور نہ کوئی فرشتہ اس لئے اللہ کے سوا کسی کے سامنے گناہ کی معافی کی درخواست نہ کی جائے۔ ولم یصروا علی ما فعلوا وھم یعلمون۔ یعنی جب ان کو اپنی غلطی کا احساس ہو جاتا ہے

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا

اور اللہ چاہتا ہے نیکی کرنے والوں کو اور وہ لوگ کہ جب کر بیٹھیں کچھ

فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا

کھلا گناہ یا برا کام کریں اپنے حق میں تو یاد کریں اللہ کو اور بخشش مانگیں

لِذُنُوْبِهِمْ ۪ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۪۫

اپنے گناہوں کی ۲۰۲؎ اور کون ہے گناہ بخشنے والا سوا اللہ کے ۲۰۳؎

وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ اُولٰٓئِكَ

اور اڑتے نہیں اپنے کئے پر اور وہ جانتے ہیں انہی کی

جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ

جزاء ہے بخشش ان کے رب کی اور باغ جن کے نیچے

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۱۳۶﴾

نہریں بہتی ہیں ہمیشہ رہیں گے وہ لوگ ان باغوں میں اور کیا خوب مزدوری ہے کام کرنیوالوں کی ۲۰۴؎

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ ۙ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ

ہو چکے ہیں تم سے پہلے واقعات سو پھرو زمین میں

فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ هٰذَا

اور دیکھو کہ کیا ہوا انجام جھٹلانے والوں کا ف ۲۰۵؎ یہ بیان

بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۸﴾

ہے لوگوں کے واسطے اور ہدایت اور نصیحت ہے ڈرنے والوں کو ۲۰۶؎ اور

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ

سست نہ ہو اور نہ غم کھاؤ اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ

ایمان رکھتے ہو ۲۰۷؎ اگر پہنچا تم کو زخم تو پہنچ چکا ہے ان کو بھی

۱ فریق ادنیٰ کا ذکر ۱۲

۲ دونوں فریقوں کے لئے بشارت اخروی ۱۲

۳ اشارہ بہ مذکورہ ما قبل ۱۲

موضح قرآن ف یعنی کافروں کا مقابلہ نبیوں سے قدیم دستور ہے ہر ملک کی خبر تحقیق کرو تو جانو کہ اول نبیوں پر بھی تکلیفات گذری ہیں۔ آخر جھٹلانے والے خراب ہوئے جنگ احد میں ستر مسلمان کامل شہید ہوئے اور لڑائی بگڑی اس واسطے حق تعالیٰ تقویت فرماتا ہے۔

تو وہ فوراً پشیمان ہو کر خدا سے استغفار کرتے ہیں۔ اور جان بوجھ کر گناہ پر اصرار نہیں کرتے۔ اصرار یہ ہے کہ انسان بار بار گناہ کرے اور دل سے ہر دفعہ یوں کہے کہ اچھا اب کہ گناہ کر لیتا ہوں کل توبہ کر لوں گا والاصرار هو التسویف والتسویف ان یقول اتوب غدا (قرطبی ج۴) تو اس اصرار کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اسے کبھی توبہ کی توفیق نہیں ملتی اور وہ اسی طرح گناہوں میں ملوث ہی دنیا سے چل بستا ہے **۲۰۴** یہ دونوں فریقوں کے لئے مشترکہ اخروی بشارت ہے کہ ان کو گناہوں کی معافی مل جائے گی۔ اور بطور انعام جنت کی پُرعیش اور دائمی زندگی نصیب ہوگی اس معافی نامہ میں وہ تمام مسلمان بھی داخل ہیں جن سے جنگ احد میں مختلف شکلوں میں غلطیاں اور کوتاہیاں سرزد ہو گئی تھیں **۲۰۵** یہ تخویف دنیوی ہے اور سُنَنٌ سے مراد گذشتہ مکذبین کے واقعات ہیں ای وقائع فی الامم المکذبۃ (روح ج۴) یعنی اللہ کی توحید اور خدا کے پیغمبروں کو جھٹلانے والوں کی تباہی و بربادی کے کئی واقعات تم سے پہلے وقوع پذیر ہو چکے ہیں ان سے اندازہ لگالو کہ مکذبین کا کیا حشر ہوا اس سے مسلمانوں کو گناہوں (مثلاً سود خوری، میدان جنگ میں بزدلی دکھانے اور امیر کی اطاعت سے سرتابی کرنے وغیرہ) سے بچنے اور طاعات (مثلاً جہاد، انفاق، اطاعت امیر وغیرہ) بجالانے کی ترغیب دینا مقصود ہے (روح) **۲۰۶** ھذا کا اشارہ قرآن کی طرف ہے قال الحسن وقتادۃ وابن جریج والربیع الاشارۃ الی القرآن (بحر ج۳) قرآن کی صفت بیان کو تمام لوگوں کے لئے عام کیا۔ اور ہدایت و موعظت کو متقین سے مخصوص کر دیا کیونکہ یہ قرآن اعلان و اظہار اور بلاغ و بیان تو تمام دنیا کے لئے ہے لیکن اس کی ہدایت اور پند و نصیحت سے نفع صرف وہی لوگ اٹھاتے ہیں جن کے دلوں میں خدا کا خوف ہو اور وہ اللہ کی طرف انابت کریں اور ضد و عناد سے بچیں یا ھذا سے پہلے تمام مذکورہ واقعات کی طرف اشارہ ہے **۲۰۷** یہاں پھر مضمون جہاد کا اعادہ کیا گیا ہے اور یہ سلسلہ رکوع ۱۸ میں فلکم اجر عظیم تک چلا گیا ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تشجیع علی القتال اور ترغیب الی الجہاد کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو جنگ احد کے نقصانات کے بارے میں تسلی بھی دی ہے اور انہیں صبر و استقامت کی تلقین فرمائی ہے۔ عزاهم وسلاهم بما نالهم یوم احد من القتل والجراح وحثهم علی قتال عدوهم ونهاهم عن العجز والفشل (قرطبی ج۴) لا تھنوا وھنٌ سے ہے جس کے معنی کمزوری دکھانے کے ہیں یعنی اے ایمان والو دشمن کے مقابلہ میں کمزوری اور بزدلی مت دکھاؤ۔ اور احد میں جو کچھ ہو چکا اب اس کا غم اور افسوس چھوڑ دو اور یاد رکھو اگر تم ایمان کے تمام تقاضے صحیح معنوں میں پورے کرو گے۔ تو دنیا میں ہمیشہ سربلند اور غالب رہو گے اور دنیا کی کوئی طاقت تم کو مغلوب و مقہور نہیں کر سکے گی۔ ہاں اگر کبھی وقتی طور پر شکست بھی ہو گئی تو وہ اللہ کی طرف سے آزمائش اور امتحان کے طور پر ہوگی **۲۰۸** یہ جہاد سے متعلق مذکورہ شبہ کا علی سبیل الترقی جواب ہے اور القوم سے مشرکین مراد ہیں۔ اور فقد مس القوم جزائے محذوف کے قائم مقام ہے مثلاً فلا تحزنوا یعنی اگر احد میں تم نے مشرکین کی طرف سے زخم کھائے اور شکست اٹھائی ہے تو اس کا غم مت کرو وہ بھی تو بدر میں تمہارے ہاتھوں شکست کھا چکے ہیں یا اگر احد میں تم کو شکست ہوئی تو یہ اللہ کی طرف سے ایک آزمائش تھی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ جزائے محذوف فلا تضعفوا ہو (بحر ج۳ مدارک ج۱) یعنی اگر احد میں تم کو شکست ہوئی ہے تو تم اس سے شکستہ خاطر ہو جاؤ اور نہ آئندہ کے لئے جہاد میں کمزوری دکھاؤ تم دیکھتے نہیں کہ بدر میں مشرکین کو تمہارے ہاتھوں بری طرح شکست ہوئی مگر اس کے باوجود وہ کمزور نہیں ہوئے اور احد میں تمہارے ساتھ لڑنے کے لئے لاؤ لشکر لے کر پہنچ گئے۔ جنگ احد میں ستر مسلمان شہید اور ستر زخمی ہوئے تھے۔ **۲۰۹** ولیعلم میں واو عاطفہ ہے۔ اور اس کا معطوف علیہ محذوف ہے۔ ای لیکون کیت وکیت ولیعلم الخ اور معطوف علیہ محذوف اس لئے کیا گیا ہے تاکہ اس طرف اشارہ ہو جائے کہ مداولت ایام سے مقصد صرف کھرے کھوٹے کا اظہار ہی نہیں۔ بلکہ اس میں اور بھی کئی مصلحتیں ہیں (کبیر ج۳) لیکن حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی فرماتے ہیں کہ واؤ زائدہ ہے اور لیعلم ماقبل کی علت ہے۔ اور یتخذ لیعلم پر معطوف ہے اور علم سے یہاں اظہار اور تمیز مراد ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ تو ازل ہی سے سب کو جانتا ہے اور شہداء سے شہداء احد مراد ہیں واراد بھم شهداء احد کذا قاله الحسن وقتادۃ وابن اسحق (روح ج۴) حاصل آیت یہ ہوا کہ ہم فتح و شکست کو تمہارے دشمنوں کے درمیان اس لئے گھماتے ہیں تاکہ مومنوں اور منافقوں کو ظاہر کر کے ایک دوسرے سے ممتاز اور الگ کر دیں۔ اور خوش قسمت مومنوں کو درجہ شہادت سے سرفراز کریں۔ ای لیری اللہ الذین امنوا فیمیز المؤمن من المنافق ویتخذ منکم شهداء یکرم اقواما بالشهادۃ (معالم ج۱) واللہ لا یحب الظلمین یعنی ان کافروں ظالموں کی وقتی فتح سے ان کے حق پر ہونے کا تو کسی کے دل میں وسوسہ بھی نہ آئے اللہ تعالیٰ تو ان کو پسند ہی نہیں کرتا۔ کافروں کی یہ ہنگامی کامیابیاں تو اللہ کی تکوینی مصلحتوں کے تحت رونما ہو رہی ہیں **۲۱۰** یہ بھی لیعلم پر معطوف ہے تمحیص کے معنی ہیں خالص کرنا اور یہاں مراد ہے گناہوں سے پاک و صاف کرنا اور محق سے مراد مٹانا اور فنا کرنا ہے یعنی فتح و شکست کے الٹ پھیر کرنے میں ایک مصلحت یہ بھی ہے تاکہ ایمان والوں کو گناہوں کی میل سے پاک و صاف کیا جائے اور کافروں کا استیصال کر کے ان کا نام و نشان مٹا دیا جائے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اگر فتح کافروں کی ہو تو اس سے مومن اور منافق میں امتیاز ہوتا ہے۔ اور مسلمان مقتولین شہادت کا درجہ پاتے ہیں اور اس سے اللہ تعالیٰ مومنوں کو گناہوں سے پاک کرتا ہے اور اگر فتح مسلمانوں کی ہو تو اس سے کافروں کا استیصال ہو جاتا ہے یعنی ان کانت الدولۃ علی المؤمنین فللتمییز والاستشهاد والتمحیص وان کانت علی الکافرین فلمحقهم ومحو آثارهم (مدارک ج۱)

۲۱۱ ترغیب الی الجہاد کے بعد یہ مومنوں کے لئے زجر و توبیخ ہے اور علم سے یہاں بھی بدستور اظہار اور تمیز مراد ہے اور خطاب ان لوگوں سے ہے جنہوں نے احد میں کمزوری دکھائی اور شکست خوردہ ہو کر بھاگ نکلے تھے یہاں فتح و شکست کے الٹ پھیر کا اصل مقصد بیان کیا گیا ہے جو مداولت کی مذکورہ تینوں علتوں کا نتیجہ ہے۔ خطاب المنھزمین یوم احد وھو کلام مستأنف لبیان ما ھی الغایۃ القصوی من المداولۃ والنتیجۃ لما ذکر من العلل الثلث الاول (روح ج۴) یعنی تم احد کی شکست و ہزیمت اور جراحات سے اس قدر کیوں دلگیر ہو گئے کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ تم جنت کے اعلیٰ درجات ابتلاء و امتحان، میدان جنگ میں کشت و خون اور صبر و استقامت کے بغیر ہی حاصل کر لو گے ہرگز نہیں بلکہ تم کو بڑے بڑے مشکل اور دشوار امتحانات سے گذرنا ہوگا میدان جنگ میں ہمت و استقلال سے محض اللہ کی رضا کی خاطر اور توحید کو سربلند کرنے کے لئے جہاد کرنا ہوگا۔ اور پھر جہاد میں تمہارا مالی نقصان بھی ہوگا تمہیں زخم بھی آئیں گے اور احباب و اقارب کی شہادت کا صدمہ بھی اٹھانا ہوگا۔ **۲۱۲** ان تلقوہ اور رأیتموہ میں ضمیر منصوب الموت کی طرف راجع ہے اور الموت سے موت شہادت مراد ہے۔ المراد بالموت ھنا الموت فی سبیل اللہ تعالیٰ وھی الشھادۃ (روح ج۴) اس آیت میں روئے سخن ان مسلمانوں کی طرف ہے جو جنگ بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے اور بعد میں اس غیر حاضری پر سخت نادم ہوئے اور تمنا کرنے لگے کاش کہ اب ہمیں اللہ کی راہ میں جہاد کا موقع ملے اور ہم بھی شہادت کی سعادت عظمیٰ حاصل کر لیں۔ لیکن جب ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے جنگ احد میں اپنی تمنائے شہادت پورا کرنے کا موقع دیا تو ان میں سے بہت سوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ ثابت قدم نہ رہ سکے اس پر اللہ تعالیٰ نے بطور زجر و عتاب فرمایا کہ تم تو شہادت فی سبیل اللہ کی تمنا کرتے تھے لیکن جب اللہ نے تم کو موقع دیا اور تم نے اپنی آنکھوں سے اس کا معائنہ کر لیا تو میدان چھوڑ بھاگے قال الایۃ عتاب فی حق من انھزم لا سیما وکان منھم حمل للنبی صلی اللہ علیہ وسلم علی الخروج من المدینۃ (قرطبی ج۴)

۲۱۳ یہ بھی مومنین کے لئے زجر ہے۔ جنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن جبیر کی امارت میں پچاس تیراندازوں کا دستہ لشکر کی پشت پر متعین فرمایا تاکہ دشمن پیچھے سے آکر حملہ نہ کر سکے۔ اور ان کو حکم دیا کہ مسلمانوں کو فتح ہو یا شکست وہ ہر حال میں اسی جگہ ڈٹے رہیں اور یہاں سے ہرگز نہ ہلیں ادھر جنگ شروع ہو گئی اور حضور علیہ السلام اور صحابہ نے مشرکین پر ایسا زبردست حملہ کیا کہ ان کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ سب بھاگ نکلے جب تیرانداز دستہ نے دیکھا کہ میدان مشرکین سے خالی ہو چکا ہے اور مسلمان فتحیاب ہو کر مال غنیمت جمع کرنے میں مصروف ہیں تو انہوں نے کہا کہ ہماری فتح ہو چکی ہے اسلئے

اب یہاں ٹھہرے رہنے کی ضرورت نہیں چنانچہ وہ اپنے امیر کے روکنے کے باوجود مورچہ چھوڑ کر میدان کی طرف لپکے اور مال غنیمت جمع کرنے میں مصروف ہو گئے صرف چند تیر انداز حضرت عبداللہ بن جبیر کے ساتھ باقی رہ گئے چنانچہ جب سپاہ مشرکین کے دائیں بازو کے امیر خالد بن ولید نے دیکھا کہ مسلمانوں کی پشت خالی ہے تو اڑھائی سو سواروں کے دستے سے فوراً پیچھے سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ ادھر عبداللہ بن قمیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ آور ہوا حضرت مصعب بن عمیرؓ جن کے ہاتھ میں مسلمانوں کا جھنڈا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بچانے کے لئے سامنے ہو گئے اور ابن قمیہ شقی کے ہاتھوں شہید ہو گئے ابن قمیہ نے سمجھا کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر ڈالا ہے اس لئے چلا کر کہا کہ میں نے محمد کو قتل کر دیا اس پر ابلیس لعین نے بلند آواز سے پکار کر کہا کہ محمد قتل ہو گئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اکثر مسلمانوں کی ہمتیں پست ہو گئیں، کچھ ان میں سے بھاگ نکلے اور کچھ مشرکین سے صلح کی سوچنے لگے۔ ادھر اس افواہ سے منافقین نے فائدہ اٹھایا۔ اور بعض ضعیف الایمان مسلمانوں سے کہنے لگے کہ اگر محمد قتل ہو گئے ہیں تو تم اپنے پہلے دین

قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ؕ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ
زخم ایسا ہی ۲۰۸ اور یہ دن باری باری بدلتے رہتے ہیں ہم ان
النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ
لوگوں میں اور اس لئے کہ معلوم کرے اللہ جن کو ایمان ہے۔ اور کرے تم
مِنْكُمْ شُهَدَآءَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝
میں سے شہید اور اللہ کو محبت نہیں ظلم کرنیوالوں سے ۲۰۹
وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ۝
اور اس واسطے کہ پاک صاف کرے اللہ ایمان والوں کو اور مٹا دیوے کافروں کو ف۱ ۲۱۰
اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ
کیا تم کو خیال ہے کہ داخل ہو جاؤ گے جنت میں اور ابھی تک معلوم نہیں کیا
الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ۝
اللہ نے جو لڑنے والے ہیں تم میں اور معلوم نہیں کیا ثابت رہنے والوں کو ۲۱۱
وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ
اور تم تو آرزو کرتے تھے مرنے کی اس کی ملاقات سے
تَلْقَوْهُ ۠ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝ ع
پہلے سو اب دیکھ لیا تم نے اس کو آنکھوں کے سامنے ۲۱۲
وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ
اور محمد تو ایک رسول ہے ہو چکے اس سے پہلے بہت
الرُّسُلُ ؕ اَفَا۟ئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى
رسول ۲۱۳ پھر کیا اگر وہ مر گیا یا مارا گیا تو تم پھر جاؤ گے
اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ
الٹے پاؤں اور جو کوئی پھر جائے گا الٹے پاؤں تو ہرگز نہ

ع ۱۴ ۵

۱۔ کمزوری دکھانے والے مومنین کیلئے زجر ۱۲

۲۔ زجر برائے مومنین ۲

میں واپس آجاؤ وذالک ان المنافقین قالوا لضعفة المسلمین ان کان محمد قتل فالحقوا بدینکم (کبیر ج۳) اس پر بعض انصاریوں نے ان سے کہا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم قتل ہو گئے ہیں تو محمد کا رب تو قتل نہیں ہوا۔ آؤ اسی مقصد اور مشن کی خاطر لڑو جس کی خاطر محمد صلی اللہ علیہ وسلم لڑتے رہے یعنی دین اسلام اور رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی توحید ۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا نہیں ہیں کہ ان پر موت نہ آئے بلکہ وہ اللہ کے رسول ہی تو ہیں اور موت تو ہر جاندار کے لئے مقدر ہے جو اپنے وقت پر ضرور آئے گی۔ تو کیا اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو جائیں یا شہید کر دئے جائیں تو تم دین اسلام کو چھوڑ کر پھر سے پہلا دین قبول کر لو گے؟ آپ سے پہلے بھی تو ہزاروں پیغمبر گزرے ہیں۔ لیکن جب وہ دنیا سے رخصت ہو گئے تو ان کی امتوں نے ان کی وفات کے بعد ان کے دین کو چھوڑا نہیں۔ بلکہ وہ ان کے بعد بھی انہیں کے ادیان پر قائم رہے۔ حاصل یہ کہ پیغمبر کی وفات سے اس کا دین ختم نہیں ہو جاتا۔ اور نہ باطل ہو جاتا ہے ۲۱۴ لیکن اس فہمائش کے باوجود اگر کوئی دین اسلام سے پھر جائے تو وہ خدا کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا اور نہ ہی اس کے ارتداد سے مذہب اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر کچھ اثر پڑے گا۔ بلکہ اس سے وہ اپنی ہی عاقبت خراب کرے گا۔ بل یضر نفسہ یعرضہا للعقاب بسبب المخالفة واللہ تعالیٰ لا تنفعہ الطاعة ولا تضرہ المعصیة لغناہ (قرطبی ج۴ ص۲۲۲) وسیجزی اللہ الشاکرین اور جو لوگ نعمت اسلام کی قدر کریں گے اور دین توحید پر قائم اور ثابت قدم رہیں گے اللہ تعالیٰ ان کو اس کی عمدہ جزا دے گا۔ الذین لم ینقلبوا وسماھم شاکرین لانھم شکروا نعمة الاسلام فیما فعلوا (مدارک ج۱ ص۱۴۲) ۲۱۵ یہ مضمون جہاد کا اعادہ ہے یہاں سے واللہ یحب المحسنین تک مختلف طریقوں سے ترغیب الی القتال ہے۔ ھذا حض علی الجہاد واعلام ان الموت لا بد منہ (قرطبی ج۴ ص۲۲۶) یعنی موت کے ڈر سے جہاد مت ترک کرو کیونکہ موت تو ہر حال میں اپنے مقررہ وقت پر آئے گی خواہ تم گھر ہی کیوں نہ بیٹھے رہو اس لئے پھر بہتر یہی ہے کہ تم خدا کی راہ میں لڑتے ہوئے مارے جاؤ اور رتبہ شہادت حاصل کرو ۲۱۶ جہاد کرنے سے گھاٹے میں کوئی بھی نہیں رہتا کیونکہ موت تو ہر حال میں آکر رہے گی۔ خواہ گھر بیٹھا رہے یا جہاد میں شریک ہو۔ جہاد سے اگر کسی کی غرض ثواب دنیا یعنی مال غنیمت ہو تو اسے اس سے جو اس کا مقصد ہے مل جاتا ہے اور اگر کسی کی غرض محض اللہ کے دین کو سربلند کرنا اور آخرت میں اجر و ثواب پانا ہو تو اللہ کے یہاں اس کی بھی کمی نہیں اس آیت میں تیر انداز دستہ کے فعل سے تعریض ہے جنہوں نے مال غنیمت کی خاطر اپنا مورچہ چھوڑا۔ نیز ان لوگوں کی مدح ہے جو مورچہ پر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے وھذا تعریض ببعض من شغلتھم الغنائم یوم احد عن مصابرة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ..... واشارة الی مدح الثابتین مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (روح ج۴ ص۷۶) وسنجزی الشاکرین جنگ احد میں جو لوگ ثابت قدم رہے اور اپنے فرائض سے غافل ہو کر مال غنیمت کی طرف مائل نہیں ہوئے ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے مزید انعام و اکرام کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور جزا کی اہمیت و کیفیت

موضح قرآن ف۱ یعنی فتح اور شکست بدلتی چیز ہے اور مسلمانوں کو شہادت کا درجہ ملنا تھا اور مومن اور منافق کا پرکھنا منظور تھا اور سدھارنا۔ اس واسطے اتنی شکست ہوئی نہیں۔ تو اللہ کافروں سے راضی نہیں۔

کو مبہم چھوڑ کر اس طرف اشارہ فرمایا کہ ان کی جزا اس قدر جزیل و جمیل ہوگی کہ اس کا اندازہ سوا اللہ تعالیٰ کے اور کسی کو نہیں وسنجزی الجزاء المبہم الذین شکروا نعمۃ اللہ فلم یشغلہم شیء عن الجہاد (مدارک ص ۱۴۵ ج ۱)۔ **۲۱۷** یہاں اللہ تعالیٰ نے پہلی امتوں کے مخلص اور بہادر مجاہدین کی ہمت و شجاعت اور ان کے عزم و استقلال کا ذکر کر کے زجر آمیز انداز سے مسلمانوں کو غیرت و جرات دلائی ہے اور انبیاء سابقین کے متبعین کی طرح ثابت قدم رہنے کی تلقین کی ہے ومعنی الایۃ تشجیع المؤمنین والامر بالاقتداء بمن تقدم من خیار اتباع الانبیاء (قرطبی ص ۲۲۹ ج ۴) ربیون۔ ربی کی جمع ہے جو رب کی طرف منسوب ہے اور اس سے انبیاء علیہم السلام کے مخلص اللہ والے اور فرمانبردار لوگ مراد ہیں والربیون الربانیون (مدارک ص ۱۴۵ ج ۱) اور بعض نے کہا ہے کہ ربی ربۃ کی طرف منسوب ہے جس کے معنی جماعت کے ہیں اور ربی کے معنی مطلق جماعت کثیرہ یا دس ہزار افراد پر مشتمل جماعت کے ہیں تو اس طرح ربیون کے معنی ہوں گے بہت سی جماعتیں یا ہزارہا افراد پر مشتمل جماعتیں والربیون الالوف الکثیرۃ...... وقال ابان بن تغلب الربی عشرۃ الاف (قرطبی ص ۲۳۰ ج ۴) فما وھنوا انہوں نے جہاد کی مشقتوں اور تکلیفوں کے پیش نظر بزدلی نہیں دکھائی وما ضعفوا یعنی سست اور کمزور نہیں ہوئے وما استکانوا اور دشمن کے سامنے جھکے نہیں نہ صلح کے لئے اور نہ اس کا دین قبول کرنے کے لئے ای ماجبنوا...... وما فتروا عن الجہاد...... وما خضعوا لعدوھم (روح ص ۸۳ ج ۴) واللہ یحب الصبرین اور ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ بہت پسند کرتا ہے۔ جو اس کی راہ میں اس قدر تکلیفیں اٹھائیں اور صبر و استقامت دکھائیں **۲۱۸** یہ ماقبل کا تتمہ اور تاکید ہے حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ پہلی امتوں کے جان نثار مجاہدین جہاد میں سستی بزدلی اور کمزوری دکھانے کے بجائے اللہ تعالیٰ سے اس طرح صبر و استقامت کی دعائیں اور گناہوں کی معافی کے لئے درخواستیں کیا کرتے تھے اس لئے تمہارا طرز عمل بھی ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ **۲۱۹** تو اللہ تعالیٰ نے ان کے صبر و استقلال کے عوض اور ان کی دعا و زاری کی بنا پر ان کو دنیا کی جزا (یعنی فتح و نصرت اور مال غنیمت) بھی دی اور آخرت میں بھی ان کو اجر جزیل ثواب جمیل اور جنات نعیم عطا کرنے کا فیصلہ فرمایا اور یہ سب کچھ ان لوگوں کے اخلاص نیت اور احسان عمل کی وجہ سے ہے اور اللہ تعالیٰ مخلص اور محسن لوگوں کو پسند فرماتا ہے **۲۲۰** یہ مومنوں کو کافروں کے اتباع سے زجر ہے۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ الذین کفروا سے مشرکین مراد ہیں جو مسلمانوں کو شرک کی طرف بلاتے اور ان کو جہاد میں شریک ہونے سے روکتے تھے قال السدی ھم ابوسفیان واصحابہ من عباد الاوثان (بحر ص ۷۰ ج ۳) یعنی اے ایمان والو مشرکین کی اطاعت مت کرو اور جہاد میں سستی اور کمزوری مت دکھاؤ۔ یا الذین کفروا سے وہ منافقین مراد ہیں جنہوں نے شکست احد کے وقت مسلمانوں سے کہا تھا کہ اپنے آبائی دین میں واپس آجاؤ قال علی رضی اللہ عنہ یعنی المنافقین فی قولہم للمؤمنین عند الھزیمۃ ارجعوا الی اخوانکم وادخلوا فی دینکم (معالم ص ۳۶۲ ج ۱) یعنی اگر تم ان منافقوں کی بات مان لو گے تو وہ تمہیں پھر سے کفر و شرک کی طرف دھکیل دیں گے اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم دنیا اور آخرت کی خیر و سعادت سے محروم ہو جاؤ گے اور یہ سب سے بڑا خسارہ ہے **۲۲۱** یہ مشرکین اور منافقین تمہارے خیر خواہ نہیں ہیں یہ کبھی آڑے وقت میں تمہارے کام نہیں آئیں گے اس لئے اللہ تعالیٰ جو تمہارا دوست اور بہترین ناصر و مددگار ہے۔ جو کسی سے مغلوب نہیں ہوتا اور جو زندہ جاوید ہے اور کبھی نہیں مرے گا۔ اس کے ہوتے ہوئے تم کیوں کمزوری دکھاتے اور نصرت و یاری اور پناہ جوئی کے لئے غیروں کی طرف جھکتے ہو ان آیتوں کا شان نزول اگرچہ خاص ہے لیکن ان کا حکم قیامت تک کے لئے عام ہے اگر مسلمان کسی بھی زمانے میں کفار و مشرکین کی اطاعت کریں گے اور اسلام کے مقابلہ میں اپنے مذہبی معاملات، ملکی اور سیاسی مسائل، معاشی اور معاشرتی امور میں غیر مسلموں کی تقلید کریں گے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ غیر شعوری طور پر اسلام سے بالکل بیگانہ ہو جائیں گے۔ نام اسلام کا ہوگا مگر کام سارے کافرانہ ہوں گے جیسا کہ آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ **۲۲۲** یہ آیت ماقبل کا تتمہ ہے الرعب خوف و ہراس بما میں باء سببیہ ہے اور بہ میں ضمیر دوسرے ما کی طرف راجع ہے جو معبودان باطلہ سے کنایہ ہے۔ اور اس کا مضاف محذوف ہے ای بمعبودیتہ سلطانا حجت اور دلیل حجۃ وبیانا وعذرا وبرھانا (قرطبی ص ۲۳۳ ج ۴) یعنی کافروں کی اطاعت مت کرو اور کمزوری مت دکھاؤ ہم تمہاری مدد کریں گے اور دیکھو ہم بھی ان مشرکین کے دلوں پر تمہارا رعب اور خوف مسلط کئے دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ بزدلانہ انداز میں شکست کھا کر بھاگ نکلیں گے اور یہ اس لئے کہ وہ اللہ کے ساتھ اس کی عبادت میں ایسے معبودوں کو شریک کرتے ہیں جن کے معبود ہونے اور غائبانہ دعاء و پکار کے لائق ہونے پر اللہ نے کوئی دلیل اور حجت نازل نہیں فرمائی یعنی ان کی بزدلی اور خوف و ہراس کی وجہ اور علت شرک ہے کیونکہ مشرک کا اعتماد اور بھروسہ غیر اللہ کے کمزور ترین سہاروں پر ہوتا ہے اور کمزور سہاروں پر اعتماد کا اثر نفسیاتی اور تکوینی طور پر ہمیشہ خوف، کمزوری اور بزدلی ہوتا ہے۔ اور یہ القاء رعب کا واقعہ عین جنگ احد میں نہایت معجزانہ طریقے سے پیش آیا۔ احد میں جب مشرکین نے تیر انداز دستہ کی غلطی سے فائدہ اٹھا کر پیچھے سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ اور حضور علیہ السلام کے شہید ہونے کی افواہ پھیلا دی۔ اس پر مسلمان بددل ہو کر منتشر ہو گئے اور ایک جماعت آپ کے ساتھ ثابت قدم رہی اس پر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ٹیلے پر کھڑے ہو کر مسلمانوں کو آواز دی جب ان کو پتہ چلا کہ آپ تو زندہ ہیں اور شہید نہیں ہوئے تو سب واپس آکر آپ کے گرد جمع ہونے لگے اس وقت مشرکین کے دلوں پر مسلمانوں کا اس قدر رعب چھایا کہ سب میدان چھوڑ بھاگے حضور علیہ السلام نے ان کا تعاقب کرنے کا حکم دیا چنانچہ مسلمان مجاہدین نے حمراء الاسد (ایک جگہ) تک مشرکین کا تعاقب کیا۔ ان الکفار لما استولوا علی المسلمین وھزموھم اوقع اللہ الرعب فی قلوبھم فترکوھم وفروا منھم من غیر سبب (کبیر ص ۹۲ ج ۳) وبئس مثوی الظلمین۔ دنیا میں تو ان کو تمہارے ہاتھوں ذلیل کروں ہی گا۔ آخرت میں بھی ان کے لئے بدترین ٹھکانا ہے یعنی جہنم **۲۲۳** حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ احد کی ہنگامی شکست کی وجہ سے دشمنوں نے مسلمانوں کے سامنے جس شبہ کا اظہار کیا اور جس کی وجہ سے بعض مسلمانوں کے دلوں میں بھی یہ وسوسہ پیدا ہوا کہ واقعی اللہ نے تو ہمیں مدد اور نصرت کا وعدہ دیا تھا۔ تو پھر ہمیں شکست کیوں ہوئی قال ناس من اصحابہ من این اصابنا ھذا وقد وعدنا اللہ النصر (مدارک ص ۱۴۶ ج ۱) اللہ تعالیٰ نے یہاں اس کا اصل جواب ارشاد فرمایا ہے اور مسلمانوں کی اس ہنگامی شکست کی اصل وجہ بیان فرمائی ہے اس سے پہلے دو دفعہ اس شبہ کا جواب گذر چکا ہے ہے جس کا حاصل صرف تسلی اور دلاسا ہے۔ صدق راست کر دیا یعنی سچ کر دکھایا ای حقق (مدارک) الحس کاٹنا اور قتل کرنا۔ باذنہ یعنی اللہ کی توفیق اور اس کی طرف سے اسباب کی آسانی سے ای بتیسیرہ وتوفیقہ (روح ص ۸۹ ج ۴) اور وعدہ سے مراد نصرت و امداد کا وعدہ ہے جو ان تصبروا وتتقوا الخ (رکوع ۱۳) میں مذکور ہے یعنی اللہ نے تو اپنے وعدہ کے مطابق تمہاری مدد کی اور تمہیں ہمت اور توفیق عطا فرمائی چنانچہ یہ اللہ کی مدد اور اس کی طرف سے ہمت افزائی ہی کا اثر تھا کہ تم جنگ میں مشرکین کو کاٹ کاٹ کر ڈھیر کر رہے تھے۔ اور کشتوں کے پشتے لگا رہے تھے **۲۲۴** یہ شکست کی اصل وجہ کا بیان ہے حضور علیہ السلام نے عبداللہ بن جبیر کی سرکردگی میں ۵۰ تیر اندازوں کا دستہ ایک گھاٹی میں متعین فرمایا تھا جب مسلمانوں کی فتح ہو گئی تو ان تیر اندازوں میں اختلاف رائے ہو گیا اکثر نے کہا اب ہمارا یہاں ٹھہرنا ضروری نہیں کیونکہ ہماری فتح ہو چکی ہے۔ امیر دستہ اور تقریباً دس اور سپاہیوں نے کہا کہ ہمیں ہر حال میں یہیں کھڑے رہنے کا حکم ہے اس لئے اپنے مورچہ کو مت چھوڑو لیکن وہ نہ مانے اور حضور علیہ السلام کے احکام نیز اپنے امیر کے حکم کی نافرمانی کرتے ہوئے گھاٹی چھوڑ کر چلے گئے اور مال غنیمت سمیٹنے میں مصروف ہو گئے ما تحبون مسلمانوں کی فتح اور کافروں کی شکست مطلب یہ کہ اللہ نے تو اپنا وعدہ پورا فرما دیا۔ یہاں تک کہ تم نے اپنا محبوب مقصد (یعنی فتح و ظفر) پا لیا مگر اس کے بعد تم نے کمزوری ہمت کا ثبوت دیا اور میرے پیغمبر کے حکم کی تعمیل میں جھگڑنے لگے اور آخر امر رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حکم امیر کی خلاف ورزی کی اور درہ چھوڑ دیا اور نتیجہ میں تمہاری فتح شکست میں بدل گئی حاصل یہ کہ جو کچھ ہوا محض تمہاری اپنی غلطی کی بنا پر ہوا۔ اللہ کے وعدۂ نصرت میں کوئی تخلف نہیں ہوا۔ **۲۲۵** یہ ان مومنوں کے لئے زجر و عتاب ہے۔ جنہوں نے طمع مال کی خاطر درہ چھوڑ دیا اور جو اپنے امیر کے ساتھ ثابت قدم رہے اور محض ثواب آخرت کی خاطر اس درہ پر ہی اپنے امیر کے ہمراہ حملہ آور مشرکوں سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے ان کے حسن صنیع کی طرف اشارہ ہے

يَضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا ۗ وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَمَا
بگاڑے گا اللہ کا کچھ ۲۱۴ اور اللہ ثواب دے گا شکرگذاروں کو ف۱ اور
كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ۗ
کوئی مر نہیں سکتا بغیر حکم اللہ کے۔ لکھا ہوا ہے ایک وقت مقرر ۲۱۵
وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَمَنْ
اور جو کوئی چاہے گا بدلہ دنیا کا دیویں گے ہم اسکو دنیا ہی سے ۲۱۶ اور جو
يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۗ وَسَنَجْزِي
کوئی چاہے گا بدلہ آخرت کا اس میں دے دیں گے ہم اسکو اور ہم ثواب دیں گے
الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ
احسان ماننے والوں کو ف۲ اور بہت نبی ہیں جن کے ہو کر لڑے ہیں بہت خدا کے
كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
طالب پھر نہ ہارے ہیں کچھ تکلیف پہنچنے سے اللہ کی راہ میں اور نہ
وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۶﴾
سست ہوئے ہیں اور نہ دب گئے ہیں ۲۱۷ اور اللہ محبت کرتا ہے ثابت قدم رہنے والوں کو
وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا
اور کچھ نہیں بولے مگر یہی کہا کہ اے رب ہمارے بخش
ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا
ہمارے گناہ اور جو ہم سے زیادتی ہوئی ہمارے کام میں اور ثابت رکھ قدم ہمارے
وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ
اور مدد دے ہم کو قوم کفار پر ۲۱۸ پھر دیا اللہ نے ان کو
ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ۗ وَاللّٰهُ
ثواب دنیا کا اور خوب ثواب آخرت کا اور اللہ

العتاب مع من انهزم لا مع من ثبت فان من ثبت فاز بالثواب (قرطبی ج۴ ص۲۳۷) ثم صرفکم عنهم جب تم نے یہ غلطی کی تو اللہ نے تم کو کافروں سے پھیر دیا اور تم منہزم ہو کر منتشر ہو گئے۔ لیبتلیکم اللہ نے یہ وقتی شکست بھی تمہیں نیچا دکھانے اور مشرکین کے سامنے ذلیل کرنے کے لئے نہیں دی تھی۔ بلکہ اس سے تمہارا ابتلاء و امتحان مقصود تھا۔ یہ اللہ کی طرف سے درہ چھوڑنے والوں اور میدان سے بھاگنے والوں کیلئے عام معافی نامہ ہے جب اس غلطی اور کوتاہی کے بعد وہ سخت نادم ہوئے اور گڑ گڑا کر اللہ سے معافی مانگی تو اللہ تعالیٰ نے از رو تفضل و ترحم ان کی دعائیں قبول کیں اور ان کو معافی عطا فرمائی۔ لہٰذا اب آخرت میں ان کو اس پر گرفت نہیں ہوگی۔ المراد بذالک العفو عن الذنب وھو عام لسائر المنصرفین (روح ج۴ ص۹۰) ۲۲۶ اللہ تعالیٰ ہر حال میں مسلمانوں پر متفضل اور مہربان ہے اگر ان کو شکست دیتا ہے تو امتحان و ابتلاء میں ثابت قدم رہنے کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے کیونکہ اس سے ان کا ابتلاء مقصود ہوتا ہے جو ان کے حق میں سراسر رحمت ہے امتحان و ابتلاء میں ثابت قدم رہنے سے ان کے ایمان میں پختگی آتی ہے اور ان کے دل شکوک و شبہات کی میل کچیل سے صاف اور مجلیٰ ہو جاتے ہیں۔ ھو متفضل علیھم فی جمیع الاحوال سواء ادیل لھم او ادیل علیھم لان الابتلاء رحمۃ کما ان النصرۃ رحمۃ (مدارک ج۱ ص۱۴۴) یہ مومنین اور حضرات صحابہ کرام پر اللہ تعالیٰ کی رحمت و شفقت کی انتہا ہے ۲۲۷ اذ ظرف صرفکم سے متعلق ہے اذ تصعدون متعلق بصرفکم (ابو السعود ج۳ ص۹۸) تصعدون جب تم وادیوں میں سے ہو کر بھاگنے کی کوشش کر رہے تھے۔ (قرطبی ج۴ ص۲۳۹) تلوٗن۔ لَیٌّ سے ہے جس کے معنی گردن موڑ کر ادھر ادھر دیکھنے کے ہیں۔ فی اخراکم پیچھے سے یعنی کم من ورائکم (روح ج۴ ص۹۱) جب اللہ نے تم کو کافروں سے پھیر کر منہزم کر دیا تو تمہارا یہ حال تھا کہ تم بدحواسی کے عالم میں میدان سے وادیوں میں بھاگ رہے تھے اور خوف و ہراس کی وجہ سے ادھر ادھر گردن موڑ کر کسی طرف نہیں دیکھتے تھے اور خدا کا رسول تمہیں پیچھے سے واپس بلا رہا تھا۔ اس میں بھاگنے والوں کے لئے زبردست زجر اور توبیخ ہے کہ خدا کا رسول جس کے حکم کی تعمیل تم پر فرض تھی وہ تمہیں بلا رہا تھا لیکن تم سیدھے بھاگے جا رہے تھے ۲۲۸ غم اول سے مراد قتل و ہزیمت کا غم ہے اور غم ثانی سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رنج مراد ہے جو مسلمانوں کی وجہ سے آپ کو اٹھانا پڑا۔ ای اثابکم غما بسبب غم اذقتموہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعصیانکم لہ و مخالفتکم امرہ (روح ج۴ ص۹۲) لکیلا اگر اثابکم سے متعلق ہو تو بظاہر مفہوم غیر مرتبط سا ہو جاتا ہے کیونکہ غم کی جزا غم سے دینا حزن کا سبب تو بن سکتا ہے نہ کہ عدم حزن کا اس لئے حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ لکیلا اثابکم سے متعلق نہیں بلکہ اس کا متعلق محذوف ہے ای اخبرکم بذالک الامتن کو لکیلا تحزنوا الخ اور یہاں پہلی تمام زجریں بیان کرنے کی وجہ بتائی ہے مطلب یہ کہ ان تمام مذکورہ واقعات کی اطلاع تم کو اس لئے دے رہا ہوں تا کہ تم فوت شدہ منافع اور جو تکلیفیں تم کو پہنچی ہیں ان پر افسوس اور غم نہ کرو حضرت شاہ ولی اللہ اس آیت کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں این پند دادن برائے آنست کہ تا اندوہناک نشوید۔ اللہ تمہارے ظاہری اعمال اور باطنی اغراض و نیات کو بخوبی جانتا ہے اس لئے ظاہر و باطن میں اس کی اطاعت کرو اور اس کی نافرمانی سے بچو اس طرح اس میں نیک کاموں کی ترغیب اور برے کاموں سے ترہیب ہے وھذا ترغیب فی الطاعۃ و ترھیب عن المعصیۃ (مدارک ج۱ ص۱۴۲) ۲۲۹ نعاسا۔ امنۃ سے بدل ہے جب مسلمانوں کے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی جو مخلص مسلمان میدان میں باقی تھے ان پر ایک دم غنودگی طاری ہو گئی

ترغیب الجہاد ۱۲

جہاد میں سستی نہ دکھاؤ بلکہ اللہ سے یوں دعائیں مانگو ۱۲

موضح قرآن ف اس جنگ احد میں بعضے مسلمان کامل بھی بہت ہٹے تھے اس واسطے کہ ایک کافر نے اپنی فوج میں پکارا کہ محمد کو مار آیا اور حضرت کے زخم سے خون بہت گیا تھا ضعف آ کر گڑھے میں گر رہے تھے مسلمانوں نے حضرت کو نہ دیکھا یہ بات یقین ہو گئی جب حضرت ہوشیار ہوئے تو میدان میں جو لوگ حاضر رہے تھے ان کو جمع کر کر پھر لڑائی قائم کی تب کافر پھر کر چلے گئے سو اللہ نے فرمایا کہ رسول زندہ رہے یا نہ ہے دین اللہ کا ہے اس پر قائم رہو اس سے اشارت نکلتی ہے کہ حضرت کی وفات پر بعضے لوگ پھر جاویں گے اور جو قائم رہیں گے انکو بڑا ثواب ہے اسی طرح ہوا کہ بہت لوگ حضرت کے بعد مرتد ہوئے اور حضرت صدیق ہوئے ان کو پھر مسلمان کیا اور بعضوں کو مارا فت یعنی جو لوگ دین پر ثابت رہیں گے ان کو دین بھی ملے گا اور دنیا بھی لیکن جو کوئی اس نعمت کی قدر جانے۔ ۱۲

اور وہ کھڑے کھڑے ہی اونگھنے لگے۔ اور ان کے ہاتھوں سے تلواریں چھوٹ چھوٹ کر زمین پر گرنے لگیں۔ عین لڑائی اور ہنگامہ کارزار میں نیند کا آجانا یہ مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کی خاص مہربانی تھی اس کا اثر یہ ہوا کہ تھکے ہارے، زخموں سے چور اور سہمے ہوئے مجاہدین کے دلوں سے خوف و ہراس کا اثر کافور ہوگیا اور وہ تازہ دم ہوکر از سر نو دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوگئے۔ طائفۃ منکم۔ یہ غنودگی تمام مسلمانوں طاری نہیں ہوئی تھی بلکہ صرف مخلص مؤمنین پر ان ھذہ الطائفۃ ھم المؤمنون الذین کانوا علی البصیرۃ فی ایمانھم (کبیر ص۵۱ ج۳) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر اپنے انعام و احسان کا ذکر فرمایا کہ کس طرح اس نے شکست و خذلان کے بعد دوبارہ فتح عطا کی اور کس طرح ان کے خوف و ہراس کو سکون و اطمینان سے تبدیل کیا، جو لوگ صادق الایمان تھے ان پر عین معرکہ جنگ میں غنودگی ڈال دی جس سے خوف و ہراس جاتا رہا۔ ن۲۳۰ اس طائفہ سے منافقین مراد ہیں اجمع المفسرون علی ان ھذہ الطائفۃ ھم المنافقون (بحر ص۸۶ ج۳) قد اھمتھم انفسھم ان کو تو بس اپنی جانوں کی فکر تھی۔ نہ اسلام کی فکر تھی، نہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال تھا اور نہ مسلمانوں کا۔ کیونکہ یہ لوگ تو آئے ہی مال غنیمت کی خاطر تھے نہ کہ اسلام کے لئے غیر الحق خلاف حقیقت اور ایسا گمان جو خدا کے شایان شان نہ ہو یظنون باللہ غیر الظن الحق الذی یجب ان یظن بہ (کبیر ص۵۱ ج۳) ظن الجاھلیۃ یہ مفعول مطلق ہے، تشبیہ کے لئے یا ماقبل سے بدل ہے اور لفظ جاہلیت محاورہ قرآنی میں اسلام سے پہلے دور شرک کے لئے استعمال ہوا ہے اہل اخلاص پر تو ہلکی سی نیند طاری کردی جو ان کے لئے زوال خوف اور ثبات و استقامت کا باعث ہوئی لیکن منافقین اس رحمت نعاس سے محروم رہے اس لئے ان کی گھبراہٹ اور بزدلی بحال رہی اور لگے وہ اپنے کفر و نفاق کا اظہار کرنے اور اللہ کی ذات منزہ صفات سے متعلق ایسی بدگمانیاں کرنے لگے جو سراسر اس کی شان بے پایاں کے خلاف اور بالکل دور جاہلیت کے مشرکوں اور جاہلوں کے خیالات باطلہ سے ملتی جلتی تھیں مثلاً وہ یہ گمان کرنے لگے کہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی سے تائید و نصرت اور فتح و ظفر کا وعدہ کرے اور پھر اسے پورا نہ کرے ای یظنون ان اخلاف وعدہ سبحانہ حاصل (روح ص۹۴ ج۴) ل۲۳۱ وہ تو ان کے باطن کا حال تھا۔ اب ظاہر کا حال بھی سن لو استفہام انکار کے لئے ہے اور امر سے فتح و نصرت مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ منافقین آپس میں ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ جس فتح و نصرت کا محمد ہم سے وعدہ کرتا ہے وہ ہرگز نہیں آئے گی۔ المعنی یقول لیس لنا من الظفر الذی وعدنا بہ محمد شیء (قرطبی ص۲۴۲ ج۴) یا استفہام اپنے اصل پر ہے تو مطلب یہ ہوگا کہ منافقین بطور سوال نیازمندانہ حضور علیہ السلام سے پوچھتے ہیں کہ حضور! جس فتح و نصرت کا اللہ نے آپ سے وعدہ فرمایا ہے کیا وہ آئے گی؟ یقول الحاضرون منھم لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی صورۃ الاسترشاد ھل لنا من امر اللہ تعالیٰ ووعدہ بالنصر شیء (روح ص۹۵ ج۴) تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ جواب دینے کا حکم دیا کہ فتح و نصرت کا معاملہ مکمل طور پر خدا کے اختیار میں ہے جب اس نے اپنے رسول سے وعدہ کرلیا تو وہ ضرور اس کی مدد فرمائے گا۔ یخفون فی انفسھم مالا یبدون لک ان کی یہ ساری نیازمندیاں اور چاپلوسیاں محض منافقانہ ہیں وہ اپنے دلوں میں ایسی ایسی باتیں چھپائے ہوئے ہیں جن کو آپ کے سامنے ظاہر نہیں کرسکتے ن۲۳۲ یہ ماقبل سے بدل ہے یا سوال مقدر کا جواب ہے۔ اور منافقین جو کچھ اپنے دلوں میں چھپائے پھرتے تھے اس کا بیان ہے والجملۃ اما بدل من یخفون او استئناف وقع جوابا عن سؤال نشأ مما قبلہ کانہ قیل ما الذی اخفوہ؟ فقیل ذالک (روح ص۹۶ ج۴) اور الامر سے وہی فتح و نصرت کا وعدہ مراد ہے منافقین آپس میں ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ اللہ کی طرف سے وعدہ وغیرہ نہیں اگر واقعی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے

ع ۱۵ ۵ ۶

يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۴۸﴾ ع یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِیْعُوا
دوست رکھتا ہے نیک کام کرنیوالوں سے ف۲۱۹ اے ایمان والو اگر تم کہا مانو گے
الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یَرُدُّوْكُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا
کافروں کا تو وہ تم کو پھیر دینگے الٹے پاؤں پھر جا پڑو گے تم نقصان
خٰسِرِیْنَ ﴿۱۴۹﴾ بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَ هُوَ خَیْرُ
میں ف۲۲۰ بلکہ اللہ تمہارا مددگار ہے اور اس کی مدد
النّٰصِرِیْنَ ﴿۱۵۰﴾ سَنُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ كَفَرُوا
سب سے بہتر ہے ف۲۲۱ اب ڈالیں گے ہم کافروں کے دل میں
الرُّعْبَ بِمَاۤ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ
ہیبت اس واسطے کہ انہوں نے شریک ٹھہرایا اللہ کا جسکی اس نے کوئی سند نہیں اتاری ف۲۲۲
وَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ وَ بِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَ لَقَدْ
اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور وہ برا ٹھکانا ہے ظالموں کا اور اللہ
صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰۤى
تو سچا کر چکا تم سے اپنا وعدہ جب تم قتل کرنے لگے انکو اسکے حکم سے ف۲۲۳ یہاں تک
اِذَا فَشِلْتُمْ وَ تَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ وَ عَصَیْتُمْ مِّنْۢ
کہ جب تم نے نامردی کی اور کام میں جھگڑا ڈالا اور نافرمانی کی بعد
بَعْدِ مَاۤ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ؕ مِنْكُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الدُّنْیَا
اس کے کہ تم کو دکھا چکا تمہاری خوشی کی چیز ف۲۲۴ کوئی تم میں چاہتا تھا دنیا
وَ مِنْكُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ
اور کوئی تم میں سے چاہتا تھا آخرت پھر تمکو الٹ دیا ان پر سے تاکہ تم کو
لِیَبْتَلِیَكُمْ ۚ وَ لَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ
آزمادے ف۲۲۵ اور وہ تم کو معاف کر چکا اور اللہ کا فضل ہے

مر۱ کفار کی اطاعت مت کرو بلکہ اللہ کی اطاعت کرو وہ تم پر بہت مہربان ہے ۱۲

مر۲ ای معبودینہم

مر۳ زجر و تنبیہ متعلقہ جہاد کا علی سبیل الترقی تیسرا جواب یہی اصل جواب ہے ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی اس جنگ میں جو مسلمانوں کے دل ٹوٹے تو کافروں نے اور منافقوں نے وقت پایا لینے الزام دینے لگے۔ بعضے خیرخواہی کے پردے میں سمجھانے لگے تا آگے لڑائی پر دلیری نہ کریں۔ حق تعالیٰ خبردار کرتا ہے کہ دشمن کا فریب نہ کھاؤ۔ ف۲ یعنی دہشت جو رہی خدا کے اور جو رکے جی میں ڈر ہوتا ہے اسو اسطے اللہ انکے دل میں ہیبت ڈالیگا۔

ذریعے اللہ نے ہم سے فتح و نصرت کا کوئی وعدہ کیا ہوتا تو ہم یوں بری طرح شکست نہ کھاتے اور نہ ہی اس طرح ہمارے عزیز رشتہ دار قتل ہوتے دوسرے لفظوں میں یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب تھی بعض مفسرین نے الامر سے تدبیر اور مشورہ مراد لیا ہے من الامر قیل من الرأی والتدبیر (بحر ص۹۰ ج۳) یعنی وہ آپس میں کہتے ہیں کہ ہماری تو کسی نے نہیں مانی ہم نے تو کہا تھا کہ ہم مدینہ سے باہر نکلیں ہی نہیں اپنے گھروں ہی میں رہیں اگر ہماری رائے مان لی جاتی اور ہمارے مشورہ پر عمل کر لیا جاتا تو نہ ہمیں یہ ہزیمت ہوتی اور نہ ہمارا اس قدر خون ہوتا **۲۳۳** مضاجع جمع مضجع کی ہے اور اس سے قتل ہو کر گرنے کی جگہ مراد ہے جہاں اللہ کے علم میں ان کا قتل مقدر تھا ای مصارعهم التی علم اللہ تعالیٰ وقدر قتلهم فیها (روح ص۹۶ ج۴) یہ منافقین کے مذکورہ بالا قول کا جواب ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ موت کا وقت مقرر کسی صورت میں نہیں ٹل سکتا اور نہ تدبیر و احتیاط سے قضاء و قدر کو بدلا جا سکتا ہے۔ اے منافقین! اگر تم جہاد کے لئے نہ نکلتے اور گھروں ہی میں بیٹھے رہتے تو جن لوگوں کا قتل اللہ کے علم ازلی

عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۵۲﴾ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰۤی اَحَدٍ
ایمان والوں پر ۲۲۶ ف۱ جب تم چڑھے جاتے تھے اور پیچھے پھر کر نہ دیکھتے تھے کسی کو
وَّالرَّسُوْلُ یَدْعُوْكُمْ فِیْۤ اُخْرٰىكُمْ فَاَثَابَكُمْ غَمًّاۢ بِغَمٍّ
اور رسول پکارتا تھا تم کو تمہارے پیچھے سے ۲۲۷ پھر پہنچا تم کو غم عوض میں غم کے
لِّكَیْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَاۤ اَصَابَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ
تاکہ تم غم نہ کیا کرو اس پر جو ہاتھ سے نکل جاوے اور نہ اس پر جو کچھ پیش آجاوے ۲۲۸ اور اللہ
خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵۳﴾ ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَیْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ
کو خبر ہے تمہارے کام کی ف۲ پھر تم پر اتارا تنگی کے بعد
الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا یَّغْشٰى طَآىٕفَةً مِّنْكُمْ ۙ وَ
امن کو جو اونگھ تھی کہ ڈھانک لیا اس اونگھ نے بعضوں کو تم میں سے ۲۲۹ اور
طَآىٕفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ یَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ
بعضوں کو فکر پڑ رہا تھا اپنی جان کا خیال کرتے تھے اللہ پر
غَیْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِیَّةِ ؕ یَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا
جھوٹے خیال جاہلوں جیسے ۲۳۰ کہتے تھے کچھ بھی کام ہے ہمارے
مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَیْءٍ ؕ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ؕ یُخْفُوْنَ
ہاتھ میں ف۳ تو کہو سب کام ہے اللہ کے ہاتھ ۲۳۱ وہ اپنے
فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا یُبْدُوْنَ لَكَ ؕ یَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا
جی میں چھپاتے ہیں جو تجھ سے ظاہر نہیں کرتے کہتے ہیں اگر کچھ کام ہوتا
مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ؕ قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِیْ
ہمارے ہاتھ تو ہم مارے نہ جاتے اس جگہ ۲۳۲ تو کہہ اگر تم ہوتے اپنے
بُیُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِیْنَ كُتِبَ عَلَیْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى
گھروں میں البتہ باہر نکلتے جن پر لکھ دیا تھا مارا جانا

میں غزوہ احد میں مقدر ہو چکا تھا وہ اللہ کے تکوینی اور تقدیری قانون کے ماتحت ضرور اپنے گھروں سے نکل کھڑے ہوتے اور اپنی قتل گاہوں میں پہنچ کر یقیناً قتل ہو جاتے بھلا اللہ کے تکوینی احکام بھی کسی سے ٹل سکتے ہیں! ومعنی الایة ان الحذر لا ینفع من القدر والتدبیر لا یقاوم التقدیر فالذین قدر علیهم القتل وقضاه وحکم به علیهم لا بد وان یقتلوا الخ (خازن ص۳۶۶ ج۱) **۲۳۴** ولیبتلی میں واؤ عاطفہ ہے اور اس کا معطوف علیہ محذوف ہے ای فعل ذلک لمصالح جمة وللابتلاء والتمحیص (مدارک ص۱۴۷ ج۱) اور یہ خطاب عام ہے مومنین اور منافقین دونوں کو شامل ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے تم پر جہاد فرض کیا اور پھر جنگ احد میں تھوڑی دیر کے لئے امداد و نصرت کو روک لیا اور تمہیں شکست دے دی یہ سب کچھ بہت سی حکمتوں کے تحت کیا جن میں سے ایک یہ تھی کہ تاکہ تمہارے صبر و استقلال کا امتحان لیا جائے اور تمہارے دلوں کے پوشیدہ رازوں کو منکشف کیا جائے یعنی مخلصین کا اخلاص اور منافقین کا نفاق ظاہر کیا جائے۔ لیختبر اللہ تعالیٰ ما فی صدورکم باعمالکم ...... ای یکشف ما فی قلوبکم من مخفیات الامور من الاخلاص والنفاق ویمیزها (روح ص۹۷ ج۴) **۲۳۵** اللہ تعالیٰ تو پہلے ہی سے دلوں کے بھید جانتا ہے اس لئے اسے تو ابتلاء و امتحان کی ضرورت نہیں البتہ بعض مصلحتوں کی بنا پر وہ اپنے بندوں کو امتحان میں مبتلا کرتا ہے مثلاً مخلص مومنین کی تمرین و تثبیت اور منافقین کے نفاق کا کشف و اظہار وغیرہ **۲۳۶** الجمعان ای لشکر یعنی مسلمانوں کا اور مشرکوں کا جنگ احد میں جن صحابیوں سے لغزش ہو گئی تھی اور وہ مشرکین کے اچانک حملے پر بدحواس ہو کر بھاگ نکلے تھے اس آیت میں ان کی مزید تسکین و تسلی فرمائی اور آئندہ کے لئے محتاط رہنے کی تلقین فرمائی ببعض ما کسبوا سے یا تو تیر اندازوں کا اپنے مورچہ کو چھوڑ دینا مراد ہے کیونکہ احد میں مسلمانوں کی شکست اس لغزش کا سب سے زیادہ دخل ہے یا اس سے ان کے بعض گذشتہ گناہ مراد ہیں کیونکہ بعض اوقات انسان اپنی شامت اعمال کی وجہ سے بھی خدا کی تائید و نصرت سے محروم ہو جاتا ہے اور ایک گناہ سے دوسرے گناہ کیلئے آمادہ کرنے کا شیطان کو بھی موقع مل جاتا ہے یعنی جنگ احد میں جو مسلمان شکست خوردہ ہو کر بھاگ نکلے تھے انکے کسی پچھلے گناہ کی شامت سے شیطان نے ان کو بہکا پھسلا کر ان کے قدم ڈگمگا دیئے اور وہ میدان سے ہٹ گئے۔ اس سے چند آیتیں پہلے بھی اللہ نے ان مومنین کے لئے معافی کا اعلان فرمایا ہے اب ان کی مزید تسکین و تسلی کے لئے دوبارہ معافی کا اعلان فرما دیا اللہ کا فضل و کرم اور اس کی شفقت و رحمت سے بھرپور الفاظ کے ساتھ۔ تیر اندازوں یا میدان سے ہٹنے والوں سے جو لغزش ہوئی اس پر صرف تنبیہ فرمائی اور اس کی پاداش میں کوئی تباہ کن شکست بھی نہیں دی۔ اور پھر ان کا قصور بھی ایسا معاف فرمایا کہ آخرت میں اس پر ان کو کوئی دار و گیر نہیں ہو گی اس لئے اب اس قصور کی بنا پر دنیا میں ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر طعن و ملامت کرنا بھی کسی کو زیبا نہیں **۲۳۷** ۔ جو لوگ اللہ سے اپنے گناہوں کی

مر۱ زجر برائے منافقین ۱۲

مر۲ شکوہ ۱۲

مر۳ جواب شکوہ ۱۲

مر۴ شکوہ ۱۲

مر۵ جواب شکوہ ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی اول فتح مسلمانوں کا تھا کہ کافروں کو مارتے تھے اور وہ بھاگتے تھے اور آثار فتح کے نظر آتے تھے کسی کو خوشی تھی مال کی اور کسی کو غلبہ اسلام کی جب لوگوں سے پیغمبر کی بے حکمی ہوئی تب مقدمہ الٹا ہو گیا وہ بے حکمی ایک یہ کہ حضرت نے پچاس آدمی تیر انداز پہاڑ کی راہ پر کھڑے کئے تھے نگہبانی کو باقی لشکر لڑنے لگا جب ان تیر اندازوں نے فتح اور غلبہ دیکھا اس جگہ سے جا کر چلے آدمی جنھوں نے منع کیا پر نہ مانا وہاں دس آدمی رہ گئے اس طرف سے کافروں کی فوج چھاتی پر آ پڑی دوسری یہ کہ جب کافر بھاگنے لگے مسلمان دوڑتے تعاقب کو حضرت پیچھے سے پکارتے رہے کہ میری طرف آؤ نہ گئے مت جاؤ اس طرف جو غنیمت نظر آئی لوگ گئے پھرے اس بے حکمی سے شکست پڑی ف۲ یعنی تم نے رسول کا دل تنگ کیا اس کے بدلے تم پر تنگی آئی تاکہ آگے کو یاد رکھو کہ حکم پر چلتے کچھ ہاتھ سے جاوے یا کچھ بلا سامنے آوے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی درین کار مارا اختیار نیست و تدبیر ما کار نمی کند ۱۲

مَضَاجِعِهِمْ ۚ وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ
اپنے پڑاؤ پر ف۱ ف۲۳۳ اور اللہ کو آزمانا تھا جو کچھ تمہارے جی میں ہے
وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ
اور صاف کرنا تھا اس کا جو تمہارے دل میں ہے ف۲۳۴ اور اللہ جانتا ہے
بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۵۴﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ
دلوں کے بھید ف۱ ف۲۳۵ جو لوگ تم میں سے ہٹ گئے
يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ
جس دن لڑیں دو ف۲۳۶ فوجیں سو ان کو بہکا دیا
الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَلَقَدْ عَفَا
شیطان نے ان کے گناہ کی شامت سے اور ف۲ ان کو بخش چکا
اللّٰهُ عَنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۵۵﴾ ع يٰٓاَيُّهَا
اللہ اللہ بخشنے والا ہے تحمل کرنیوالا ف۲۳۷ اے
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ
ایمان والو تم نہ ہو ان کی طرح جو کافر ہوئے اور
قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِي الْاَرْضِ
کہتے ہیں اپنے بھائیوں کو جب وہ سفر کو نکلیں ملک میں
اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا
یا ہوں جہاد میں اگر رہتے ہمارے پاس تو نہ مرتے
وَمَا قُتِلُوْا ۚ لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِيْ
اور نہ مارے جاتے ف۲۳۸ تاکہ اللہ ڈالے اس گمان سے افسوس
قُلُوْبِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا
ان کے دلوں میں ف۲۳۹ اور اللہ ہی جلاتا ہے اور مارتا ہے اور اللہ

۱۶ ع ۷ ۷

معافی مانگ لیتے ہیں اللہ ان کے گناہ معاف فرما دیتا ہے اور آخرت میں ان پر مواخذہ نہیں فرمائے گا اور جو مجرم اور گنہگار اس سے معافی نہیں مانگتے ان پر فوراً گرفت نہیں فرماتا بلکہ انہیں توبہ و استغفار کا موقع دیتا ہے ف۲۳۸ الذین کفروا سے منافقین مراد ہیں وھم المنافقون کعبد اللہ بن ابی واصحابہ (روح ج۴ ص۹۹)، لاخوانھم میں لام بمعنی فی ہے اور اخوان سے یہاں مذہبی بھائی مراد ہیں یعنی منافقین اور اگر اخوت سے نسبی اخوت مراد ہو تو اس میں وہ مخلص مومنین بھی شامل ہوں گے جو ان کے ہم نسب تھے ای فی حق اخوانھم فی النسب او فی النفاق (مدارک ج۱ ص۱۴۸)، اس آیت سے لا الی اللہ تحشرون تک ایمان والوں کو خطاب ہے اور انکو ان منافقین کی طرح ہونے سے روکا گیا ہے جن کا تقدیر پر بھی ایمان نہیں تھا اور وہ اپنے ان مذہبی بھائیوں (منافقوں) یا نسبی بھائیوں (مسلمانوں) کے حق میں جو کسی تجارتی یا دوسرے سفر میں مرگئے یا کسی غزوہ میں شہید ہوگئے یوں کہتے تھے کہ اگر یہ ہمارے بھائی سفر پر نہ جاتے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ جہاد میں شریک نہ ہوتے تو موت اور قتل سے بچ جاتے اور زندہ رہ کر خوب مزے کرتے تو اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب فرمایا کہ محی اور ممیت تو میں خود ہوں موت و حیات میرے اپنے قبضہ میں ہے اگر تم اپنے گھروں میں بیٹھے رہو گے تو وہاں بھی موت تمہیں اپنے معین وقت پر آکر دبوچ لے گی اس لئے اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ وہ جس کو جہاں چاہے مارے اور پھر اللہ کی راہ میں اور پھر جہاد کرتے ہوئے مرجانا تو سراسر اللہ کی رحمت و مغفرت کا موجب ہے ان آیتوں میں خطاب مومنوں سے ہے لیکن اس کے ضمن میں منافقوں کو زجر بھی کیا گیا ہے ف۲۳۹ لیجعل میں لام عاقبت کا ہے اور قالوا سے متعلق ہے ای قالوا ذالک واعتقدوا لیکون ذالک حسرۃ فی قلوبھم (مدارک ج۱ ص۱۴۸) یعنی ان منافقوں نے مذکورہ بالا بات کہی کہ اگر وہ گھر رہتے تو نہ مرتے اور نہ مارے جاتے اور دل میں بھی یہ اعتقاد جما لیا کہ واقعی گھر میں رہنا موت اور قتل سے بچا سکتا ہے تو اس اعتقاد کا نتیجہ اور انجام یہ ہوگا کہ ان کے دلوں میں حسرت و افسوس اور ندامت و پشیمانی پیدا ہوگی اور اس سے ان کو سخت اذیت اور تکلیف پہنچے گی والاشارۃ الی القول لکن باعتبار ما فیہ من الاعتقاد واللام لام العاقبۃ (روح ج۴ ص۱۰۱) اور اگر لام کا متعلق محذوف مانیں یعنی القی اللہ ذالک الاعتقاد فی قلوبھم تو اس صورت میں لام عاقبت کا نہیں بلکہ تعلیلیہ ہوگا ف۲۴۰ یہ منافقوں کے قول مذکور کا رد ہے یعنی موت و حیات اللہ کے اختیار میں ہے سفر و حضر کو اس میں کوئی دخل نہیں وہ جب چاہے مسافر اور مجاہد کو زندہ سلامت واپس لے آئے اور جب چاہے گھر میں بیٹھے بٹھائے اور جہاد میں شریک نہ ہونے والوں کو لقمۂ اجل بنادے ف۲۴۱ لئن قتلتم کی جزا محذوف ہے یعنی فلا تحزنوا اور لمغفرۃ الخ جزاء محذوف کی علت ہے اور یجمعون کی ضمیر الذین کفروا کی طرف راجع ہے کفروا منافقین چونکہ دنیا کے بندے تھے ان کی ساری دوڑ دھوپ بس صرف دنیوی فوائد کے لئے تھی اور ان کی سب سے بڑی خواہش یہ تھی کہ ان کی عمریں بہت لمبی ہوں اور وہ دنیا میں رہ کر خوب مزے کریں۔ سفر میں مرنے والوں اور اللہ کی راہ میں شہید ہونیوالوں

مراد شکوہ و زجر بہ منافقین ۱۲

موضح قرآن ف۱ اس شکست میں جن کو شہید ہونا تھا ہو چکے اور جن کو ہٹنا تھا ہٹ گئے اور جو میدان میں باقی رہے ان پر اونگھ آئی اس کے بعد رعب و دہشت دفع ہوگئی اور اتنی دیر حضرت کو غشی رہی پھر جب ہوشیار ہوئے سب نے حضرت پاس جمع ہو کر پھر لڑائی قائم کی اور سست ایمان والے کہنے لگے کہ کچھ بھی کام ہمارے ہاتھ ہے ظاہر یہ معنی کہ اس شکست کے بعد کچھ بھی ہمارا کام بنا رہے گا یا بالکل بگڑ چکا یا یہ معنی کہ اللہ نے چاہا سو کیا ہمارا کیا اختیار اور نیت میں یہ معنی تھے کہ ہماری مشورت پر عمل نہ کیا جو اتنے لوگ مرے اللہ تعالیٰ نے دونوں معنوں کا جواب فرما دیا اور بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ کو اس میں حکمت منظور تھی تا صادق اور منافق معلوم ہو جاویں۔ ف۲ اس سے معلوم ہوا کہ اس جنگ میں جو لوگ ہٹ گئے ہیں ان پر گناہ نہیں رہا۔

فتح الرحمٰن ف۱ و این کار برائے آن گروہ شد کہ در علم الٰہی مقدر بود ۱۲

تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿۱۵۶﴾ وَلَئِن قُتِلْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
تمہارے سب کام دیکھتا ہے ۲۴۲ اور اگر تم مارے گئے اللہ کی راہ میں
أَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا
یا مر گئے تو بخشش اللہ کی اور مہربانی اسکی بہتر ہے اس چیز سے جو وہ
يَجْمَعُونَ ﴿۱۵۷﴾ وَلَئِن مُّتُّمْ أَوْ قُتِلْتُمْ لَإِلَى اللَّهِ
جمع کرتے ہیں ۲۴۳ اور اگر تم مر گئے یا مارے گئے تو البتہ اللہ ہی کے آگے
تُحْشَرُونَ ﴿۱۵۸﴾ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ
اکٹھے ہو گے تم سب ۲۴۳ ف۲ سو کچھ اللہ ہی کی رحمت ہے جو تو نرم دل مل گیا ان کو
وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ
اور اگر تو ہوتا تند خو سخت دل تو متفرق ہو جاتے تیرے پاس
حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَ
سے ۲۴۴ سو تو ان کو معاف کر اور ان کے واسطے بخشش مانگ اور
شَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ۖ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى
ان سے مشورہ لے کام میں ۲۴۵ پھر جب قصد کر چکا تو اس کام کا تو پھر بھروسہ
اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ﴿۱۵۹﴾ إِن يَنصُرْكُمُ
کر اللہ پر اللہ کو محبت ہے توکل والوں سے ف۲ ۲۴۵ اگر اللہ تمہاری مدد
اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۖ وَإِن يَخْذُلْكُمْ فَمَن ذَا
کرے گا تو کوئی تم پر غالب نہ ہو سکے گا اور اگر مدد نہ کرے تمہاری تو پھر ایسا کون
الَّذِي يَنصُرُكُم مِّن بَعْدِهِ ۗ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ
ہے جو مدد کرے تمہاری اس کے بعد ۲۴۶ اور اللہ ہی پر بھروسہ چاہیئے
الْمُؤْمِنُونَ ﴿۱۶۰﴾ وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَن يَغُلَّ ۚ وَمَن
مسلمانوں کو اور نبی کا کام نہیں کہ کچھ چھپا رکھے ۲۴۷ اور جو کوئی

کے بارے میں ان کا مذکورہ قول جہاں ان کے باطنی خیالات اور قلبی رجحانات کو طشت از بام کرتا ہے وہاں اس سے یہ بھی ممکن تھا کہ کہیں مسلمانوں کے دلوں میں کم ہمتی یا جہاد سے جی چرانے کا وسوسہ پیدا ہو جائے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ایمان والوں کو جہاد کی ترغیب فرمائی اور اللہ کی راہ میں ان کو جو تکلیفیں برداشت کرنا پڑیں ان کے بارے میں ان کی تسلی اور تشفی فرما دی وفیہ ترغیب المؤمنین فی الجہاد... وتعزیۃ لہم وتسلیۃ فما اصابہم فی سبیل اللہ تعالیٰ اثر ابطال ما عسی ان یثبطہم عن اعلاء کلمۃ اللہ تعالیٰ (روح ج ۴ ص [illegible]) یعنی اے ایمان والو! اگر تم میں سے کوئی اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے مارا جائے یا کسی اور دینی کام میں موت طبعی سے مرجائے تو غم کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اللہ کی رحمت ومغفرت ان نفسانی حظوظ اور دنیوی منافع سے کہیں بہتر ہے جن کو حاصل کرنے میں یہ کفار اور منافقین دن رات مصروف ہیں ۲۴۲ اگر تم طبعی موت مرجاؤ یا اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے قتل ہو جاؤ تو تمہارے لئے خوف وہراس کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ تم موت اور قتل کے بعد خدائے غفور رحیم کی بارگاہ میں حاضر کئے جاؤ گے جو تمہیں اپنی رحمت اور بخشش سے نوازے گا آخرت میں خدا کی رحمت ومغفرت کے امیدوار صرف تم ایمان والے ہو کفار، مشرکین اور منافقین آخرت میں رحمت ومغفرت کے بجائے خدا کے غضب وعقاب کا مورد بنیں گے۔ یا ایہا الذین آمنوا سے یہاں تک خطاب ایمان والوں سے ہے لیکن اس سے منافقین کا زجر بھی مقصود ہے ۲۴۳ یہاں سے وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے فبما میں ما زائدہ تاکید کے لئے لایا گیا ہے جنگ احد میں جن صحابہ کرام کے پاؤں اکھڑ گئے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نہایت ہی مشفقانہ سلوک فرمایا اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کے نیک سلوک کو سراہتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ آپ کا یہ سلوک محض اللہ کی مہربانی اور اسکی توفیق کا نتیجہ ہے اللہ تعالیٰ ہی نے آپ کے دل میں القا فرمایا کہ آپ ان سے رفق اور مہربانی کا سلوک کریں اگر اس موقع پر آپ ان صحابہ کا سختی سے نوٹس لیتے اور درشتی سے پیش آتے تو ان کے دل ٹوٹ جاتے اور ان کے دلوں میں نفرت کے جذبات انگڑائیاں لینے لگتے اور نتیجہ یہ ہوتا کہ وہ آپ سے علیحدہ ہو جاتے انہ علیہ السلام لما رفق بمن تولی یوم احد ولم یعنفہم بین الرب تعالیٰ انہ انما فعل ذالک بتوفیق اللہ تعالیٰ ایاہ (قرطبی ج ۴ ص ۲۴۸) فظ بدزبان غلیظ القلب سخت دل ۲۴۴ صحابہ کرام سے مزید رحمت وشفقت سے پیش آنے کی تلقین فرمائی کہ ان سے جو غلطی ہوئی اس سے آپ بھی درگذر فرمائیں اور اللہ سے بھی ان کے لئے بخشش کی دعا کریں۔ اور ان میں جو اصحاب رائے ہیں ان سے تو آپ جنگی معاملات اور دیگر امور جن کے بارے وحی سے کوئی حکم نازل نہ ہوا ہو ان سے مشورہ بھی فرمایا کریں اس سے ان کے دلوں میں مزید خوشی اور راحت پیدا ہوگی۔ نیز ان کی قدردانی ہوگی۔ وشاورہم ای فی امر الحرب ونحوہ مما لم ینزل علیک فیہ وحی تطییبا لنفوسہم وترویحا لقلوبہم ورفعا لاقدارہم (مدارک ج ۱ ص ۱۴۸) ۲۴۵ جب مشورہ وغیرہ ہو لے اور آپ کسی کام کا عزم اور پختہ ارادہ کر لیں تو اس میں کامیابی کے لئے آپ کا اعتماد اور بھروسہ محض اللہ پر ہونا چاہیئے نہ کہ اسباب وذرائع پر اور مشوروں پر المعنی اذا حصل الرای التأکد بالمشورۃ فلا یجب ان یقع الاعتماد علیہ بل یجب ان یکون الاعتماد علی اعانۃ اللہ وتسدیدہ وعصمتہ الخ (کبیر ج ۳ ص ۱۲۲) کیونکہ اسباب میں تاثیر پیدا کرنا اور باہمی صلاح ومشورہ سے سوچی ہوئی تدبیروں اور سکیموں کو کامیاب کرنا اور مقاصد وحاجات کو برلانا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے لانہ سبحانہ السند الاقوم والملجأ الاعظم الذی لا تؤثر الاسباب الا بہ ولا تنقضی الحاج الا عند بابہ (روح ج ۴ ص [illegible]) اس لئے جنگ وقتال سے پہلے تمام ممکنہ اسباب مہیا کرنے اور باہمی مشورہ کرنے کے بعد کامیابی کے لئے محض اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور بھروسہ کرکے میدان جنگ میں کود پڑو اللہ تعالیٰ تمہارا ساتھ دے گا۔ کیونکہ جو لوگ ظاہری اسباب مہیا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ

۱ بشارت برائے مومنین ۱۲

۲ زجر برائے منافقین جنہوں نے نبی علیہ السلام پر خیانت کا الزام دھرا تھا

موضح قرآن ف۱ یعنی نیک کام پر نکلے یا مارے گئے تو نکلنے پر افسوس نہ کرے اس میں انکار آتا ہے تقدیر کا اور آخرت کا فائدہ نہ دیکھنا۔ دنیا کے جینے کو عزیز رکھنا یہ سب خصلت ہے کافروں کی ف۲ شاید حضرت کا دل مسلمانوں سے خفا ہوا ہوگا اور چاہا ہوگا کہ اب سے انکی مشورت نہ لیجیے سو حق تعالیٰ نے سفارش کی اور فرمایا کہ اول مشورت لینی بہتر ہے جب ایک بات ٹھہر چکے تو پھر پس وپیش نہ کرے

بہ بھروسہ کرتے اور تمام نتائج کو اس کے سپرد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو پسند کرتا اور انکی مدد فرماتا ہے ف۲۴۶ فتح و شکست اور نصرت و خذلان سب اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ مدد کرنے پر آتا ہے تو بے سروسامانی کے باوجود غلبہ عطا فرما دیتا ہے اور بڑی بڑی طاقت ور اور کثیر فوجوں کو مغلوب کر دیتا ہے جیسا کہ جنگ بدر میں ہوا بے سروسامان اور مٹھی بھر مسلمانوں نے اللہ کی تائید و امداد سے مشرکین کی عظیم فوج کو شکست فاش دیدی لیکن اگر اللہ تعالیٰ تمہاری امداد اور نصرت سے دست کش ہو جائے تو پھر زمین و آسمان میں کوئی تمہارا ناصر و غمخوار اور یار و مددگار نہیں ہوگا جیسا کہ جنگ احد میں ہوا۔ اس لئے حقیقی اعتماد اور بھروسہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہی ہونا چاہیے وعلى الله فليتوكل المؤمنون اور ایمان والوں کو تو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے کیونکہ انہوں نے صرف ایک اللہ کو اپنا معبود (عبادت اور پکار کے لائق) کارساز، حاجت روا اور مشکلکشا مانا ہے اور ان کا ایمان ہے کہ صرف اللہ پر توکل و اعتمادی سے ان کو ہر کام میں کامیابی اور ہر میدان میں غلبہ حاصل ہوگا اور وہ جانتے ہیں کہ قضا و قدر اسی کے ہاتھ میں ہے اور کارگاہ عالم کا ہر معاملہ **اسی کے قبضہ میں** ہے۔ یعنی بما ثبت ان الامر کلہ بید الله وانہ لا راد لقضائہ ولا دافع لحکمہ وجب ان لا یتوکل المؤمن الا علیہ (کبیر ج ۳ ص۱۲۳) ف۲۴۷ یہاں سے لے کر واللہ بصیر بما یعملون تک منافقین کے لئے زجر اور ان کا شکوہ ہے جنگ بدر کے بعد جب مال غنیمت تقسیم کیا جا رہا تھا اس وقت ایک جبہ یا چادر ذخیرہ غنیمت سے غائب پایا گیا تو بعض منافقین نے کہہ دیا کہ رسول نے لے لیا ہوگا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بطور زجر فرمایا کہ مال غنیمت سے اس طرح بلا اطلاع کوئی چیز لے لینا تو صریح خیانت ہے اور کسی نبی کی یہ شان نہیں کہ وہ خیانت جیسے گھناؤنے جرم کا ارتکاب کرے جواب کے اس طرز سے اشارہ فرما دیا کہ نبوت اور خیانت کسی ایک شخص میں جمع نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ خیانت ایک جرم اور کبیرہ گناہ ہے اور انبیاء علیہم السلام ہر قسم کے گناہوں سے پاک اور معصوم ہوتے ہیں الی ان النبوۃ والخیانۃ لا یجتمعان (کبیر ج ۳ ص۱۲۴) المعنی انہ لا یمکن ذلک منہ لان الغلول معصیۃ والنبی صلی اللہ علیہ وسلم معصوم من المعاصی فاعین ان یقع فی شیئ منها وهذا النفی اشارۃ الی انہ لا ینبغی ان یتوهم فیہ ذلک (روح ص۱۰۸) قرآن مجید کے اس مختصر اور بلیغ جملے نے ان تمام غلط خیالات کی تردید کر دی جو نبوت کے بارے میں کسی کے دل میں پیدا ہو سکتے تھے مشرکین اور منافقین تو ویسے ہی مرتبہ نبوت کے شرف و فضل سے ناواقف اور بے خبر تھے اہل کتاب اگرچہ نبوت سے آشنا تھے مگر رفتہ رفتہ انکے خیال میں نبی کی حیثیت صرف کاہن کی سی رہ گئی۔ اور وہ یہ سمجھنے لگے کہ نبی ایک کاہن ہوتا ہے جو آئندہ کی خبریں دیتا ہے اور عصمت کو وہ لازمہ نبوت نہیں سمجھتے تھے یہی وجہ ہے کہ بائیبل میں جلیل القدر انبیاء علیہم السلام کی طرف کئی کبیرے گناہ منسوب کئے گئے ہیں اس آیت میں ان تمام غلط خیالات کی تردید فرما دی ف۲۴۸ جو شخص دنیا میں خیانت کرے گا قیامت کے دن وہ مال خیانت

يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ
چھپا دے گا۔ وہ لائے گا۔ اپنی چھپائی ہوئی چیز دن قیامت کے پھر پورا پا دے گا

نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ اَفَمَنِ اتَّبَعَ
ہر کوئی جو اس نے کمایا اور ان پر ظلم نہ ہو گا ح۱ ف۱ ف۲۴۸ کیا ایک شخص جو تابع ہے

رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ
اللہ کی مرضی کا برابر ہو سکتا ہے اسکے جس نے کمایا غصہ اللہ کا اور اس کا ٹھکانا

جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶۲﴾ هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ
دوزخ ہے۔ اور کیا ہی بری جگہ پہنچا۔ ف۲۴۹ لوگوں کے مختلف درجے ہیں اللہ

اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۳﴾ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ
کے ہاں اور اللہ دیکھتا ہے۔ جو کچھ کرتے ہیں ف۲ اللہ نے احسان کیا

عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ
ایمان والوں پر جو بھیجا ان میں رسول انہی میں کا

اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ
ف۲۵۰ پڑھتا ہے ان پر آیتیں اس کی اور پاک کرتا ہے ان کو یعنی شرک

الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ
وغیرہ سے اور سکھلاتا ہے ان کو کتاب اور کام کی بات اور وہ تو پہلے سے صریح

ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۶۴﴾ اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ
گمراہی میں تھے ف۲۵۱ کیا جس وقت پہنچی تم کو ایک تکلیف کہ

النصف

اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ۭ قُلْ هُوَ مِنْ
تم پہنچا چکے ہو اس سے دو چند تو کہتے ہو یہ کہاں سے آئی تو کہہ دے یہ تکلیف

عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۶۵﴾
تم کو پہنچی تمہاری ہی طرف سے بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے ف۳ ف۲۵۲

ح۱ بشارت اخروی ۱۲

ح۲ تخویف اخروی ۱۲

ح۳ اس قسم کے خیالات دل میں مت لاؤ۔ بلکہ شکر ادا کرو اللہ نے تم پر احسان فرمایا ۱۲

ح۴ زجر برائے مومنین ۱۲

موضح قرآن ف۱ اس سے مراد مسلمانوں کی خاطر جمع کرنی ہے یہ نہ جانیں کہ حضرت نے ہم کو ظاہر معاف کیا اور دل میں خفا ہیں پھر کبھی خفگی نکالیں گے یہ نبیوں کا کام نہیں کہ دل میں کچھ اور ظاہر میں کچھ یا مسلمانوں کو کچھ سمجھانا ہے کہ حضرت پر گمان نہ کریں کہ غنیمت کا مال کچھ چھپا رکھیں شاید اس واسطے فرمایا کہ وہ تیر انداز مورچہ چھوڑ کر دوڑے غنیمت کو کیا حضرت ان کو حصہ نہ دیتے یا بعضی چیز چھپا رکھتے اور کہتے ہیں کہ بدر کی لڑائی میں غنیمت سے ایک چیز گم ہو گئی کسی نے کہا شاید حضرت نے اپنے واسطے رکھی ہوگی اس پر یہ آیت نازل ہوئی ف۲ یعنی نبی اور سب خلق برابر نہیں طمع کے کام اونی کام نبیوں سے نہیں ہوتے ف۳ یعنی تم بدر کی لڑائی میں ستر کافروں کو مار چکے ہو اور ستر کو پکڑ لائے تھے اسی لڑائی میں تمہارے ستر آدمی شہید ہوئے تو بددل کیوں ہوتے ہو۔ سو یہ بھی اپنے قصور سے کہ بے حکمی سے لڑے یا قصور یہ کہ بدر کے اسیروں کو مار نہ ڈالا مال لے کر چھوڑ دیا اور حضرت نے فرمایا تھا کہ اگر ان کو چھوڑتے ہو تم میں ستر آدمی شہید ہوں گے لوگوں نے قبول کر کر مال لیا اور ان کو چھوڑا

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید چون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متصرف بودند در غنیمت این آیت نازل شد تا کسی گمان خیانت نکند واللہ اعلم ۱۲

اٹھائے ہوئے عدالت خداوندی میں حاضر ہوگا ۲۴۹ یہ ماقبل ہی کا تتمہ ہے اور استفہام انکاری ہے یعنی جو شخص اپنے ہر قول و فعل میں رضائے الٰہی کا طالب و متلاشی ہے جیسا کہ ہر پیغمبر کی شان ہے کیا وہ اس شخص کی مانند ہو سکتا ہے جو غضب الٰہی کا مستحق ہو کر جہنمی ہو چکا ہو جیسا کہ خائن اور دوسرے مجرموں کا حال ہے مطلب یہ کہ یہ دونوں ایک جیسے نہیں ہیں تو پھر یہ کس طرح تصور کیا جا سکتا ہے کہ اللہ کا پیغمبر جس کی زندگی کا مقصد ہی رضائے الٰہی کی طلب ہو وہ خیانت جیسے جرم کا ارتکاب کرے جو سراسر غضب الٰہی اور عذاب خداوندی کا موجب ہے هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ اللہ کے یہاں ان کے درجات مختلف ہیں جو لوگ اللہ کی رضا پر چلنے والے ہیں ان کے انعام و اکرام اور درجات محبوبیت ہوں گے اور جو راہ حق کی مخالفت کر کے غضب خداوندی کے خریدار ہوئے ان کے لئے ذلت و رسوائی اور درجات مبغوضیت ہوں گے اس طرح یہ آیت اخروی بشارت اور تخویف پر بھی مشتمل ہے هُمْ دَرَجٰتٌ میں چونکہ دَرَجٰتٌ کا حمل هُمْ پر صحیح نہیں اس لئے یا هُمْ سے پہلے لام مقدر ہے یا دَرَجٰتٌ سے پہلے ذَوُوْ۔ ای هم ذوو درجات ای منازل ...... وھذا معنی قول مجاھد والسدی لھم درجات (روح ج ۴ ص۱۱۲) ۲۵۰ یہ بھی وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ہی سے متعلق ہے۔ یعنی پیغمبر کی بعثت تو اللہ تعالیٰ کی ایک بہترین نعمت اور اس کا عظیم احسان ہے جو اس نے مومنین پر فرمایا ہے اس لئے تمہیں تو اس نعمت عظمیٰ کا شکریہ ادا کرنا اور اللہ کے پیغمبر کا اتباع کرنا چاہیے نہ کہ اس قسم کی غلط باتیں پیغمبر کی ذات کی طرف منسوب کرنے لگو۔ حضور علیہ السلام کی بعثت اگرچہ سارے جہان کے لئے بہترین نعمت تھی لیکن اس نعمت سے فائدہ اٹھانے والے چونکہ صرف مومنین ہی ہیں اسلئے انکا ذکر خصوصیت سے فرمایا۔ اور پھر مِنْ اَنْفُسِهِمْ کا اضافہ کر کے اپنی مزید رحمت و شفقت کی طرف اشارہ فرمایا۔ رسول کی بعثت بھی اللہ کی رحمت اور نعمت تھی کیونکہ اس کے ذریعے انسان آخرت کی ابدی اور آرام و چین کی زندگی حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن پھر رسول انسانوں ہی کی جنس سے مبعوث فرمانا یہ اس کی مزید شفقت اور رحمت ہے ہم جنس ہونے کی وجہ سے وہ بے خوف و تکلیف اس سے ہدایت حاصل کر سکتے ہیں نیز اس صورت میں پیغمبر کی طبعی خواہشیں اور فطری ضرورتیں دوسرے انسانوں سے ملتی جلتی ہوں گی اس لئے اس کی زندگی ان کے لئے اسوۂ حسنہ بن سکے گی اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں ہی کی جنس سے تھے۔ اراد بہ المؤمنین کلھم ومعنی من انفسھم انہ واحد منھم وبشر مثلھم (قرطبی ج ۴ ص۲۶۴) ۲۵۱ آیت کے اس حصے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تین صفتیں بیان فرمائی ہیں۔ یا دوسرے لفظوں میں انہیں رسالت کے تین فرائض کہہ لیجئے۔ اول یہ کہ وہ لوگوں پر اللہ کی آیتیں تلاوت کرتے ہیں اور ان کے الفاظ پڑھ کر ان کو سناتے ہیں۔ دوم یہ کہ وہ ماننے والوں کی عملی تربیت کرتے ہیں اور اخلاق رذیلہ، عقائد باطلہ اور اعمال سیئہ مثلاً شرک و کفر اور آبائی رسم و رواج سے ان کے ظاہر و باطن کو پاک کرتے ہیں۔ سوم یہ کہ وہ ان کو کتاب اللہ کے مطالب و معانی اور اس کے اسرار و رموز سکھاتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈیوٹی صرف یہی نہیں تھی کہ آپ اللہ سے کتاب حاصل کر کے لوگوں کو دے دیں اور لوگ خود ہی اسے پڑھیں، سمجھیں اور اس پر عمل کریں جیسا کہ منکرین حدیث کا خیال ہے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اعلان فرما دیا کہ اللہ کی کتاب کو پڑھ کر لوگوں کو سنانا کتاب اللہ کے اسرار و معانی ان کو سمجھانا اور کتاب اللہ کی تعلیمات کے مطابق ان کی عملی تربیت کرنا یہ بھی پیغمبر علیہ السلام کے فرائض میں سے ہے اور یہ تمام فرائض اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذمہ لگائے ہوئے تھے۔ جیسا کہ قرآن کے اسلوب بیان سے ظاہر ہو رہا ہے کہ ہم نے اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مذکورہ بالا صفات سے متصف اور مندرجہ بالا فرائض کا ذمہ دار بنا کر بھیجا قرآن کا انداز بیان اس خیال کی تردید کرتا ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مذکورہ بالا کام اپنے طور پر یا لوگوں کی درخواست اور تفویض کی بنا پر سرانجام دیتے تھے جیسا کہ پرویزیوں کا زعم ہے

فائدہ۔ اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو تین صفتیں بیان کی گئی ہیں۔ ان کا تعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے براہ راست اور بلا واسطہ تھا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس ان کو قرآن کی آیتیں پڑھ کر سنائیں۔ ان کو کتاب اللہ کے اسرار و معارف سمجھائے اور ان کا تزکیہ فرمایا تو اس آیت میں جس طرح حضرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم و علیہم کے فضائل و مناقب اور محامد و محاسن بیان کئے گئے ہیں اسی طرح اس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بھی بہت بڑی فضیلت معلوم ہوتی ہے کہ وہ خود جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ اور اخلاق رذیلہ اور اعمال ذمیمہ سے مطہر و مزکی تھے

آخر میں وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین کی جامع تعبیر سے اس ناپاک ماحول کی تصویر بھی پیش فرما دی جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ آپ کی بعثت سے پہلے وہ لوگ کھلی گمراہی میں تھے وہ زندگی کے ہر شعبہ میں سیدھی راہ سے بھٹکے ہوئے تھے ان کے اکثر عقائد و اعمال اور اخلاق و شمائل خدا کے یہاں پسندیدہ نہیں تھے وہ لوگ انسان ہونے کے باوجود انسانیت سے کوسوں دور حیوانیت و بربریت سے قریب تر تھے اس ناپاک ماحول کے ذکر سے بعثت رسول کے احسان عظیم کی اہمیت اور بڑھ گئی ہے ۲۵۲ یہ مومنین کے لئے زجر ہے جنگ احد میں مسلمانوں کے ستر آدمی شہید ہوئے اور ذہنی طور پر ان کو شکست بھی ہوئی تو اس پر مسلمانوں نے حیرت و استعجاب سے کہا کہ یہ شکست کہاں سے آگئی ہم اللہ کے مسلمان بندے، اس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے اس کی توحید کی خاطر مشرکین سے جہاد کرنے والے ہم مومن ہمارے مد مقابل مشرک اور ہم میں خدا کا نبی موجود پھر ہم سے اللہ کا وعدۂ فتح و نصرت بھی لیکن ان سب باتوں کے باوجود پھر بھی شکست ہم کو ای من این اصابنا ھذا الانھزام والقتل ونحن نقاتل فی سبیل اللہ ونحن مسلمون وفینا النبی والوحی وھم مشرکون (قرطبی ج ۴ ص۲۶۵) اس پر اللہ تعالیٰ نے بطور زجر فرمایا کہ جب تم پر مصیبت آئی یعنی احد میں تمہارے ستر آدمی مارے گئے تو تم بول اٹھے کہ یہ مصیبت ہم پر کہاں سے آگئی حالانکہ تم کافروں کو اس سے پہلے جنگ بدر میں اس سے دگنا نقصان پہنچا چکے تھے۔ بدر میں تم نے ان کے ستر آدمی قتل کئے اور ستر قید کئے قل ھو من عند انفسکم مسلمانوں کو ان کی حیرت و استعجاب کا جواب دیا گیا کہ یہ شکست تمہاری اپنی ہی عملی کوتاہیوں کا نتیجہ ہے تم نے مرکز کو چھوڑ دیا اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی پروا نہ کی اور مال غنیمت جمع کرنے میں لگ گئے ای انھا السبب لہ حیث خالفت الرماۃ امر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بترکھم المرکز وحرصوا علی الغنیمۃ تعاقبھم اللہ تعالیٰ بذلک (روح ج ۴ ص۱۱۶) ۲۵۳ یوم التقی الجمعان (جس دن دو جماعتوں کی مڈبھیڑ ہوئی) سے جنگ احد مراد ہے اور اذن اللہ سے اللہ کے ارادہ اور اس کی قضاء و قدر کی طرف اشارہ ہے۔ پہلے فرمایا کہ احد کی شکست تمہاری اپنی ہی بعض عملی خامیوں کا نتیجہ تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس شکست کی تمام تر ذمہ داری مسلمانوں پر عائد ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے محض اپنی شفقت و رحمت سے اس بوجھ کو ہلکا کرنے کے لئے فرمایا کہ احد میں جو وقتی شکست ہوئی تھی۔ اس کے بارے میں اللہ کا ارادہ اور فیصلہ یہی تھا کہ وہ واقع ہو کیونکہ اس میں کئی مصلحتیں پوشیدہ تھیں ۲۵۴ دوسرا لیعلم۔ پہلے لیعلم پر معطوف ہے اور اس کا عطف باذن اللہ پر ہے از قبیل عطف سبب بر مسبب اور علم سے مراد اظہار ہے عطف علی باذن اللہ من عطف السبب علی المسبب ای لیظھر للناس وثبت لدیھم ایمان المومن (روح ج ۴ ص۱۱۷) یعنی اللہ تعالیٰ نے احد میں مسلمانوں کی شکست کا قضاء و قدر میں اس لئے فیصلہ فرمایا تاکہ مخلص مومن اور منافق ظاہر ہو جائیں اور لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ کون لوگ خلوص دل سے ایمان لائے ہیں اور کون لوگ منافق ہیں ۲۵۵ قیل لھم کا عطف نافقوا پر ہے یا یہ استیناف ہے اور ھم ضمیر الذین نافقوا کی طرف راجع ہے اور اس سے مراد عبداللہ بن ابی اور اس کے وہ تین سو ساتھی ہیں جو احد میں مسلمانوں کا ساتھ چھوڑ کر واپس چلے گئے۔ جب وہ واپس جانے لگے تو عبداللہ بن عمرو بن حرام اور دوسرے مسلمانوں نے ان کو سمجھا بجھا کر واپس لانے کی کوشش کی اور ان منافقین سے کہا کہ واپس کیوں جاتے ہو آؤ ہمارے ساتھ آگے بڑھو اور قاتلوا فی سبیل اللہ اللہ کے دین اور اسکی توحید کو سربلند کرنے کے لئے مشرکین سے جہاد کرو اوادفعوا اور اگر تم اللہ کی خوشنودی اور ثواب آخرت کے لئے نہیں لڑنا چاہتے تو کم از کم اپنے مال و جان اور اپنے شہر سے مدافعت ہی کے لئے کافروں سے لڑو اوادفعوا عن اھلکم وبلدکم وحریمکم ان لم تقاتلوا فی سبیل اللہ تعالیٰ (ابو السعود ج ۳ ص۱۳۱) وقیل انھم خیروا بین ان یقاتلوا للاخرۃ اولا تعاقب الکفار عن انفسھم واموالھم (روح ج ۴ ص۱۱۷) ۲۵۶ یہ منافقین

وَمَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَ

اور جو کچھ تم کو پیش آیا اس دن کہ ملیں دو فوجیں سو اللہ کے حکم سے ۲۵۳ اور

لِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۶۶﴾ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا ۚ

اس واسطے کہ معلوم کرے ایمان والوں کو اور تاکہ معلوم کرے ان کو جو منافق تھے ۲۵۴

وَقِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا ۭ

اور کہا گیا ان کو کہ آؤ لڑو اللہ کی راہ میں یا دفع کرو دشمن کو ۲۵۵

قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّا اتَّبَعْنٰكُمْ ۭ هُمْ لِلْكُفْرِ

بولے اگر ہم کو معلوم ہو لڑائی تو البتہ تمہارے ساتھ رہیں ف ۲۵۶ وہ لوگ اس دن کفر

يَوْمَىِٕذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ ۚ يَقُوْلُوْنَ

کے قریب ہیں بہ نسبت ایمان کے کہتے ہیں اپنے منہ

بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا

سے جو نہیں ان کے دل میں اور اللہ خوب جانتا ہے جو

يَكْتُمُوْنَ ﴿۱۶۷﴾ اَلَّذِيْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوْا

کچھ چھپاتے ہیں ۲۵۷ ف وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں اپنے بھائیوں کو اور آپ بیٹھ رہے ہیں

لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا ۭ قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ

اگر وہ ہماری بات مانتے تو مارے نہ جاتے ۲۵۸ تو کہہ دے اب ہٹا دیجو اپنے اوپر سے

الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۶۸﴾ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ

موت کو اگر تم سچے ہو ۲۵۹ اور تو نہ سمجھ ان لوگوں

قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ

کو جو مارے گئے اللہ کی راہ میں مردے بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب

يُرْزَقُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ

کے پاس کھاتے پیتے ۲۶۰ خوشی کرتے ہیں اس پر جو دیا انکو اللہ نے اپنے فضل سے

کا جواب ہے۔ مسلمانوں کی پند و نصیحت کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا اور وہ کہنے لگے کہ اگر یہ جنگ کسی ڈھنگ کی ہوتی تو ہم ضرور اس میں تمہارا ساتھ دیتے مگر یہ جنگ نہیں یہ تو خودکشی ہے۔ دشمن کی فوج زیادہ اس کے پاس تم سے سامان جنگ زیادہ اور پھر اپنے شہر سے باہر نکل کر ایسے زبردست دشمن سے لڑنا یہ کونسی دانشمندی ہے ای لو نعلم ما یصح ان یسمی قتالا لاتبعناکم یعنون ان ما انتم فیہ لخطأ رأیکم لیس بشیء ولا یقال لمثلہ قتال انما ھو القاء النفس فی التھلکۃ (مدارک ج ۱ ص۱۴۸) لیکن حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر ہم اس کو جہاد سمجھتے تو ضرور اس میں شریک ہوتے اور تمہارا ساتھ دیتے لیکن یہ تو جہاد ہے ہی نہیں یہ تو ظلم اور خونخواری ہے۔ **ھم للکفر یومئذ اقرب منھم للایمان** یہاں اللہ تعالیٰ نے ان کے نفاق اور پوشیدہ کفر کو واضح تر الفاظ میں بیان فرما دیا ہے کہ جب انہوں نے یہ باتیں کہیں اس وقت وہ ایمان کی نسبت کفر سے زیادہ قریب ہو گئے۔ پہلے تو وہ اپنے اقوال و افعال میں پوری احتیاط سے کام لیتے تھے جس سے ان کا نفاق پوشیدہ اور مخفی تھا۔ لیکن ان کے جہاد میں شریک نہ ہونے اور ان کی مذکورہ بالا باتوں سے ان کے نفاق کا بھانڈا پھوٹ گیا۔ اور وہ بالکل ننگے ہو گئے انھم کانوا یظھرون الایمان ولم تکن تظھر لھم امارۃ تدل علی الکفر فلما انخذلوا عن المؤمنین وقالوا ما قالوا ازدادوا قربا للکفر وتباعدوا عن الایمان (بحر ج ۳ ص۱۰۸) **۲۵۷** یہ جملہ مستانفہ ہے جو منافقین کا مطلق حال بیان کرتا ہے یعنی وہ زبانوں سے ایک ایسی بات کا اقرار کرتے ہیں جو ان کے اندرونی اور باطنی عقیدہ کے خلاف ہے زبان سے تو وہ ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن ان کے دلوں میں ایمان نہیں ہے ان کے دلوں میں تو وہی کفر و شرک کا اعتقاد ہے اطلق اقوالھم مخالف تقلبھم فھم وان کانوا یظھرون الایمان باللسان لکنھم یضمرون فی قلوبھم الکفر (کبیر ج ۳ ص۱۳۶) **واللہ اعلم بما یکتمون** اللہ تعالیٰ ان کے نفاق اور ان کی پوشیدہ خباثتوں کو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں کی نسبت زیادہ جانتا ہے کیونکہ ان کو تو ظاہری علامتوں سے کچھ تھوڑا بہت معلوم ہے لیکن اللہ تعالیٰ تو ہر چیز کی پوری حقیقت کو تمام تفصیلات کے ساتھ جانتا ہے **۲۵۸** یہ الذین نافقوا سے بدل ہے اور منصوب ہے کیونکہ مبدل منہ محل نصب میں ہے منصوب علی الذم او علی انہ نعت للذین نافقوا او بدل منہ (روح ج ۴ ص۱۲۳) اور لاخوانھم میں اخوت سے نسبی یا قرب وجوار اور وطنیت کی اخوت مراد ہے اور اخوان سے وہ مومنین مراد ہیں جو جنگ احد میں شہید ہوئے معناہ لاجل اخوانھم وھم الشھداء المقتولون من الخزرج وھم اخوۃ نسب ومجاورۃ لا اخوۃ الدین ای قالوا لھؤلاء الشھداء لو قعدوا ای بالمدینۃ ما قتلوا (قرطبی ج ۴ ص۲۶۸) یعنی منافقوں نے ان شہداء کے بارے میں جو احد میں شہید ہوئے اور جو نسب کے اعتبار سے ان کے قبیلہ اور بھائی بند تھے یہ کہا کہ اگر وہ ہماری بات مان لیتے اور اس جنگ میں شریک نہ ہوتے اور مدینہ ہی میں بیٹھ رہتے تو ان کی جانیں بچ جاتیں اور وہ مارے نہ جاتے **۲۵۹** یہ منافقین کے مذکورہ قول کا جواب ہے۔ قل میں خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ یعنی آپ منافقین سے فرمادیں کہ اگر تمہاری یہ بات درست ہے کہ گھر میں بیٹھ رہنا موت سے بچاؤ اور زندگی کی ضمانت ہے تو تم جو گھروں میں بیٹھے رہے ہو۔ اور جنگ میں شریک نہیں ہوئے پھر تم اپنی جانوں سے موت کو روک لو یہ گویا کہ منافقین کی ان کے دعوی میں تکذیب ہے ای ان کان القعود سبیلہ بہ التخلص من القتل والموت فینبغی انکم لا تموتون والموت لایاتیکم ولو کنتم فی بروج مشیدۃ (ابن کثیر ج ۱ ص۴۲۵) مفسرین نے لکھا ہے کہ جس دن منافقین نے یہ بات کہی تھی اس دن انکے ستر آدمی مرگئے تھے روی انہ مات یوم قالوا ھذہ المقالۃ سبعون منافقا

موضح قرآن ف یہ بھی منافقوں کا کلام تھا کہ ہم کو معلوم ہو لڑائی یعنی ظاہر میں کہا جس وقت لڑائی دیکھیں گے تو شامل ہوں گے یا کہا کہ ہم لڑائی کے قاعدے سے واقف نہیں اور دل میں طعن دیا کہ ہماری مشورت نہیں مانتے ان کو معلوم نہیں کہ ایسے لفظ سے کفر کے قریب ہو گئے اور ایمان سے دور۔

فتح الرحمٰن ف یعنی مصلحت میدانستیم ۱۲

مدارک ج ۱ ص۱۵۱، قرطبی ج ۴ ص۲۶۷، ۲۶۸ ولا تحسبن سے لا یضیع اجر المومنین تک شہداء کے لئے اخروی بشارت ہے پہلے منافقین کی اس بات کا رد فرمایا کہ حذر اور احتیاط کے ذریعے موت مل سکتی ہے اب یہاں فرمایا کہ جس قتل سے تم ڈر رہے ہو وہ تو ڈرنے کی چیز نہیں وہ تو نہایت ہی اعلیٰ درجہ کی چیز ہے اور دین و دنیا کی بہت بڑی سعادت ہے جن لوگوں کو یہ شہادت کی موت نصیب ہو جاتی ہے اور وہ اللہ کی راہ میں مارے جاتے ہیں تو قتل ہو جاتے کے بعد برزخ میں ان کو ایک امتیازی حیات حاصل ہوتی ہے جو عامۃ المسلمین کو حاصل نہیں ہوتی اس لئے شہادت کی موت تو ایسی چیز نہیں کہ اس سے بچنے اور بھاگنے کی تدبیریں سوچی جائیں بلکہ اسے تو حاصل کرنے کی تمنا ہر ایک کے دل میں ہونی چاہیئے۔ القتل الذی یحذرونہ ویحذرون منہ لیس مما یحذر بل ھو من اجل المطالب التی یتنافس فیہا المتنافسون (روح ج ۴ ص۱۲۱)

تحقیق حیات شہداء

حیات شہداء کے بارے میں قرآن مجید کی دو آیتیں ہیں ایک تو یہی زیر تفسیر آیت اور دوسری آیت سورۂ بقرہ ع ۱۹ میں گذر چکی ہے یہاں فرمایا کہ شہداء کو مردے مت سمجھو اور وہاں فرمایا کہ ان کو مردہ مت کہو۔ حالانکہ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ شہداء قتل کر دیئے جاتے ہیں اور ان کی روحیں ان کے ابدان عنصریہ سے پرواز کر جاتی ہیں اور ان کے ابدان سے اس طرح جدا ہو جاتی ہیں کہ ان سے ان کا کوئی تعلق باقی نہیں رہتا۔ جیسا کہ علامہ بیضاوی کا قول آگے آ رہا ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ شہداء کرام کی دنیوی زندگی تو اللہ کی راہ میں قتل ہو جانے اور روح کے بدن سے نکل جانے کی وجہ سے ختم ہو جاتی ہے اس لئے ظاہر ہے کہ شہادت کے بعد جو ان کو زندگی اور حیات حاصل ہوتی ہے وہ دنیوی نہیں ہوتی بلکہ اس سے مختلف ہوتی ہے۔ جب وہ دنیا میں زندہ تھے تو ان کی زندگی بھی دنیوی تھی یعنی روح اور بدن دونوں کے ملاپ سے وہ زندہ تھے لیکن موت سے دنیوی زندگی ختم ہو گئی اور برزخ کا زمانہ شروع ہو گیا اس لئے اب اس زندگی کو برزخی زندگی کہا جائے گا اور یہ زندگی بلا مشارکت بدن عنصری صرف روح کے لئے ہو گی یہ معاملہ چونکہ عالم غیب سے تعلق رکھتا ہے کیونکہ برزخ عالم غیب کی چیز ہے اس لئے اس برزخی حیات کی کیفیت کے بارے میں عقل و فکر، رائے اور قیاس سے کچھ کہنے کا کسی کو کوئی حق نہیں اور نہ ہی اس معاملہ میں نصوص کتاب و سنت سے جو کچھ ثابت ہو اس سے تجاوز کرنا جائز ہے۔ علامہ سید محمود آلوسی سورۂ بقرہ میں ولکن لا تشعرون کے تحت فرماتے ہیں۔ ای لا تحسون ولا تدرکون ما حالھم بالمشاعر لانھا من احوال البرزخ التی لا یطلع علیھا ولا طریق للعلم بھا الا بالوحی (روح ج ۲ ص۲۰) حیات شہداء کی کیفیت کی طرف قرآن مجید میں تو چند اجمالی اشارات ہی ہیں۔ تفصیل نہیں ہے مثلاً قرآن مجید میں اس طرف اشارہ ہے کہ قتل کے بعد شہداء کو جو حیات ملتی ہے وہ دنیوی نہیں بلکہ برزخی اور عالم غیب کی ایک حالت ہے۔ احیاء عند ربھم میں عند ربھم سے اسی طرف اشارہ ہے وہ اپنے مہربان رب کے پاس اور عالم غیب میں زندہ ہیں۔ علامہ خازن لکھتے ہیں۔ انھم احیاء عند اللہ تعالیٰ فی عالم الغیب لانھم صاروا الی الاخرۃ (تفسیر خازن ج ۱ ص۴۰۹) قرآن مجید میں اس بات کی بھی صراحت ہے کہ شہداء عالم برزخ میں کھاتے پیتے بھی ہیں۔ حیات شہداء کی تفصیلی کیفیت سب سے عمدہ اور صحیح ترین وہی ہے جو خود صاحب وحی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی تو ہم نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں دریافت کیا کہ یا رسول اللہ وہ کس طرح زندہ ہیں ہم تو دیکھ رہے ہیں کہ وہ قتل ہو چکے ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا وہ اسطرح زندہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی ارواح کو سبز پرندوں کے جسم عطا فرما کر ان کو جنت میں آزاد چھوڑ دیا ہے۔ وہ جنت میں جہاں چاہیں آتے جاتے اور سیر کرتے ہیں۔ علامہ قرطبی فرماتے ہیں۔—

وقال آخرون ارواحھم فی اجواف طیر خضر وانھم یرزقون فی الجنۃ ویاکلون ویتنعمون وھذا ھو الصحیح من الاقوال لان ما صح بہ النقل فھو الواقع (قرطبی ج ۴ ص۲۶۸) اور علامہ ابو السعود حنفی امام واحدی سے ناقل ہیں الاصح فی حیاۃ الشھداء ما روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من ان ارواحھم فی اجواف طیور خضر وانھم یرزقون ویاکلون ویتنعمون (ابو السعود ج ۱ ص۱۳۸)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ مسروق بیان کرتے ہیں کہ ہم نے عبد اللہ بن مسعود سے آیت ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا الآیۃ کا مطلب پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ ہم نے بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کا مطلب پوچھا تھا تو آپ نے فرمایا ارواحھم فی جوف طیر خضر لھا قنادیل معلقۃ بالعرش تسرح من الجنۃ حیث شاءت ثم تاوی الی تلک القنادیل الحدیث (صحیح مسلم ج ۲ ص۱۳۵، جامع ترمذی ج ۲ ص۱۲۶، ابن ماجہ ص۲۰۲، تفسیر ابن جریر ج ۴ ص۱۶۶، ص۱۰۲) اسی طرح حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جس کے الفاظ یہ ہیں ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان ارواح الشھداء فی طیر خضر تعلق من ثمر الجنۃ او شجر الجنۃ (جامع ترمذی ج ۱ ص۱۹۷، ابن ماجہ ص۲۰۲، ص۳۱۶، نسائی ج ۱ ص۲۹۲، موطا امام مالک ص۸۲، مسند احمد ج ۶ ص۳۸۶) اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اصیب اخوانکم باحد جعل اللہ ارواحھم فی اجواف طیر خضر ترد انھار الجنۃ وتاکل من ثمارھا وتاوی الی قنادیل من ذھب فی ظل العرش الحدیث (مستدرک حاکم ج ۲ ص۸۸، ص۲۹۷، تفسیر ابن جریر ج ۴ ص۱۰۲، مسند احمد ج ۱ ص۲۶۶، ابو داؤد ج ۱ ص۳۴۴) اسی طرح حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی اسی مضمون کی ایک مرفوع حدیث مروی ہے ملاحظہ ہو۔ درمنثور ج ۲ ص۹۶۔

ان حدیثوں کے الفاظ میں اگرچہ خفیف سا اختلاف ہے لیکن ماحصل سب کا وہی ہے جو پہلے بیان کیا جا چکا ہے ان حدیثوں میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت وضاحت سے شہداء کی برزخی زندگی کی حقیقت بیان فرما دی ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین سے بھی یہی کچھ منقول ہے اور اسی کو محققین مفسرین نے راجح اور صحیح قرار دیا ہے حضرت عبد اللہ بن مسعود، عبد اللہ بن عباس، کعب الاحبار، عکرمہ، سدی کبیر، ابو العالیہ، قتادۃ، ربیع وغیرہم کے اقوال کے لئے ملاحظہ ہو۔ تفسیر ابن جریر ج ۲ ص۲۳، ج ۴ ص۱۶۶، ص۱۰۲ و تفسیر درمنثور ج ۱ ص۱۵۵، ج ۲ ص۹۶۔ حاصل کلام یہ کہ عالم برزخ میں شہداء کی حیات کا مطلب یہ ہے کہ ان کی ارواح کو پرندوں کی شکلیں عطا ہوتی ہیں جن میں داخل ہو کر وہ جنت میں گھومتے پھرتے اور کھاتے پیتے ہیں اور رات کو عرش کے نیچے قنادیل میں بسیرا کرتے ہیں اور ظاہر ہے کہ یہ طیوری اجسام مثالی ہیں۔ نہ کہ عنصری کیونکہ شہداء کے عنصری ابدان تو قبروں میں مدفون ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ عالم برزخ میں شہداء کی حیات محض روحانی اور برزخی ہے جسمانی نہیں ان کے ابدان قبروں میں ہیں۔ لیکن ان کی ارواح طیوری قالبوں میں نعیم جنت سے متمتع ہو رہی ہیں۔ علامہ بیضاوی سورۂ بقرہ میں فرماتے ہیں۔ ولکن لا تشعرون ما حالھم وھو تنبیہ علی ان حیوتھم لیست بالجسد ولا من جنس ما یحس بہ من الحیوانات وانما ھی امر لا یدرک بالعقل بل بالوحی (تفسیر بیضاوی ج ۱ ص۱۰۲) لیکن تم نہیں جانتے کہ وہ کس حال میں ہیں اور یہ اس امر پر تنبیہ ہے کہ ان (شہداء) کی حیات جسمانی نہیں اور نہ زندوں کی مانند ظاہری حواس سے محسوس قسم کی زندگی ہے اور نہ اس کا ادراک عقل سے ہو سکتا ہے بلکہ اس کی کیفیت کا ادراک صرف وحی سے ہو سکتا ہے۔ اور مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی فرماتے ہیں حیات شہداء بمعنی تعلق ارواح بابدان است برائے استیفائے لذاتی کہ موقوف برآلات بدنیت نہ تعلق ارواح با ابدان سابقہ ورنہ بقائے روح با ادراک و شعور (عزیزی ص۶۹۵) یعنی حیات شہداء کا مطلب یہ ہے کہ وہ لذات حاصل کرنے کیلئے جن کا حصول آلات پر موقوف ہے ارواح ابدان مثالیہ سے متعلق ہو جائیں یہ مطلب نہیں کہ ارواح سابقہ (عنصری) ابدان سے متعلق ہو جائیں اور نہ یہ کہ روح کا ادراک و شعور باقی رہے

حیات انبیاء علیہم السّلام

اس دنیائے آب وگل سے رحلت وانتقال کی کیفیت اللہ تعالیٰ نے تمام بنی آدم کے لئے ایک ہی مقرر فرمائی ہے اور وہ ہے موت اور اس سے کسی فرد بشر کو مفر نہیں۔ جیسا کہ ارشاد ہے كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ (انبیاء ع ۳) یعنی ہر جی موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے۔ خواہ پیغمبر ہو یا غیر پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوا خدا کے تمام پیغمبر ساغر موت نوش فرما چکے ہیں (حضرات ادریس الیاس اور خضر علیہم السلام کے بارے میں محقق اور صحیح مذہب یہی ہے کہ وہ فوت ہو چکے ہیں) چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے أَمْ كُنتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ (بقرہ ع ۱۶) کیا تم اس وقت موجود تھے جب حضرت یعقوب پر موت کا وقت آیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں فرمایا حَتَّىٰ إِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَن يَبْعَثَ اللَّهُ مِن بَعْدِهِ رَسُولًا (مومن ع ۴) یہاں تک جب وہ فوت ہو گئے تم کہنے لگے کہ اب تو اللہ تعالیٰ کوئی رسول نہیں بھیجے گا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہے فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَىٰ مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنسَأَتَهُ (سبا ع ۲) پس جب ہم نے اس (سلیمان) پر موت کا حکم جاری کر دیا تو ان (جنوں) کو اس کی موت کا پتہ کسی نے نہ دیا مگر گھن کے کیڑے نے جو اس کے عصا کو کھاتا تھا اور خود جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ارشاد فرمایا إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ (زمر ع ۳) آپ کو بھی مرنا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے۔ علاوہ ازیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع بھی ہو چکا ہے جیسا کہ صحیح حدیثوں میں موجود ہے کہ جب حضور علیہ السلام کی وفات ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس صدمۂ جانکاہ کی شدت کو برداشت نہ کر سکے اور از خود رفتہ ہو کر اعلان کرنے لگے خبردار کوئی یہ مت کہے کہ حضور فوت ہو گئے ہیں۔ ورنہ میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صورت حال دیکھی تو آپ نے تمام صحابہ کرام کے سامنے ایک بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا اس کا اقتباس ملاحظہ ہو من کان یعبد محمدا فان محمدا قد مات ومن کان یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت وقال انک میت وانہم میتون (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۱۷) تم میں سے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا وہ سن لے کہ آپ تو فوت ہو گئے اور آپ پر موت وارد ہو چکی اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا سو اللہ زندہ جاوید ہے اور یہ آیت بھی پڑھی بیشک آپ کو بھی مرنا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب خطبہ دیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے بھی ان کی کسی بات پر انکار نہیں کیا اور حضرت عمر نے بھی تسلیم کر لیا کہ واقعی آپ وفات پا چکے ہیں چنانچہ تمام صحابہ کرام نے یہی سمجھ کر کہ آپ وفات پا چکے ہیں آپ کے جسد اطہر کو قبر مبارک میں دفن کیا الغرض موت سے کسی کو چھٹکارا نہیں تمام انبیاء علیہم السلام اور تمام بنی آدم اسی دروازے سے گذر کر عالم برزخ میں پہنچے اور جو باقی ہیں وہ بھی اسی دروازے سے گذریں گے۔ اور موت کے معنی ہیں روح کا بدن عنصری سے نکل جانا اور اس سے جدا ہو جانا۔ امام راغب اصفہانی اس آیت میں موت کا مفہوم اس طرح بیان فرماتے ہیں وقولہ۔ کل نفس ذائقۃ الموت فعبارۃ عن زوال القوۃ الحیوانیۃ وابانۃ الروح عن الجسد (مفردات ص ۴۹۴) یعنی موت قوت حیات کے زائل ہو جانے اور روح کے بدن سے جدا ہو جانے کا نام ہے۔ علامہ ابو عبداللہ قرطبی لکھتے ہیں واجل الموت ھو الوقت الذی فی معلومہ سبحانہ ان الروح الحی تفارق جسدہ (قرطبی ج ۴ ص ۲۲۶) اجل موت اس وقت کا نام ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق جاندار کی روح اس کے بدن سے جدا ہو گی علامہ سیوطی فرماتے ہیں قال العلماء الموت لیس بعدم محض ولا فناء صرف وانما ھو انقطاع تعلق الروح بالبدن ومفارقۃ وحیلولۃ بینہما وتبدل حال وانتقال من دار الی دار (شرح الصدور ص ۵ وبشری الکئیب ص ۱۵) علماء نے کہا ہے کہ موت عدم محض اور فناء صرف کا نام نہیں بلکہ موت بدن سے تعلق روح کے منقطع ہو جانے، روح اور بدن میں جدائی اور پردہ حائل ہو جانے اور ایک دار (دنیا) سے دوسرے دار (عالم برزخ) کی طرف منتقل ہونے سے عبارت ہے اور علامہ سید محمود آلوسی حنفی رقمطراز ہیں الاماتۃ بمعنی اخراج الروح وسلب الحیاۃ (روح ج ۳ ص ۱۷۱) اماتت کے معنی ہیں روح کا نکال لینا اور زندگی کا سلب کر لینا۔ اور پھر موت کی یہ کیفیت مذکورہ بالا مفہوم کے ساتھ سب کے لئے یکساں ہے اور تمام بنی آدم انبیاء علیہم السلام ہوں یا شہداء اور عامۃ المسلمین پر موت اخراج روح از بدن اور ابانت روح از جسد ہی کے طریق پر وارد ہوتی ہے البتہ اعزاز واکرام اور تحقیر وتذلیل کا فرق ضرور ہوتا ہے انبیاء علیہم السلام، شہداء اور دیگر مومنین سے قبض روح کا معاملہ علی حسب المراتب اعزاز واکرام سے کیا جاتا ہے اور کفار ومشرکین سے تذلیل واہانت کے ساتھ شہداء کے بارے میں تو پہلے گذر چکا ہے کہ ان کی روحیں ان کے ابدان عنصریہ سے نکال کر پرندوں کے مثالی قالبوں میں داخل کر دی جاتی ہیں اسی طرح انبیاء علیہم السلام کی ارواح طیبہ بھی ان کے ابدان طاہرہ سے نکال کر جدا کر لی جاتی ہیں چنانچہ خود آنحضرت صلی اللہ کی وفات بھی اللہ تعالیٰ کی عادت مستمرہ اور دستور متعارف کے مطابق اسی طرح واقع ہوئی کہ آپ کی روح طیبہ وطاہرہ آپ کے بدن مبارک سے نکالی گئی جیسا کہ خود آپ کا ارشاد ہے ان جمیع الانبیاء تقبض ارواحھم ملک الموت وھو الذی سیقبض روحی — (قرطبی ج ۴ ص ۲۲۶) یعنی تمام انبیاء علیہم السلام کی روحیں ملک الموت نے قبض کیں اور وہی میری روح کو بھی قبض کرے گا۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ فقبضہ اللہ وان راسہ لبین سحری ونحری (صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۴۰) یعنی جب اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح قبض فرمائی اس وقت آپ کا سر مبارک میرے سینے اور حلق کے درمیان تھا اس حدیث کے تحت حافظ ابن حجر فرماتے ہیں وفی روایۃ ھمام عن ھشام بھذا الاسناد عند احمد فلما خرجت نفسہ لم اجد ریحا قط اطیب منھا (فتح الباری ج ۸ ص ۱۰۷) اس روایت کو امام احمد نے بھی اس اسناد کے ساتھ ہشام سے بواسطہ ہمام روایت کیا ہے اور اس میں یہ الفاظ زیادہ ہیں (حضرت عائشہ فرماتی ہیں) جب آپ کی روح مبارک (بدن سے) نکلی تو ایسی خوشبو آئی کہ میں نے اس سے عمدہ خوشبو کبھی نہیں سونگھی یہ خوشبو آپ کی روح طیبہ کی تھی۔ اور حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اخرجت الینا عائشۃ کساء وازارا غلیظا فقالت قبض روح النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ھذین (صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۶۵) حضرت عائشہ نے ہمیں ایک چادر اور ایک موٹا تہبند دکھایا اور کہا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح طیبہ ان دو کپڑوں میں قبض ہوئی۔ باقی رہی یہ بات کہ انبیاء علیہم السلام کی ارواح ان کے ابدان سے نکلنے کے بعد کہاں رہتی ہیں اور ان کا مستقر کہاں ہے تو اس بارے میں صحیح مسلک یہ ہے کہ عالم برزخ میں ان کی ارواح کو ان کے عنصری بدنوں کے ہمشکل اور مماثل مشک وکافور کے مثالی اجسام عطا کئے جاتے ہیں اور ان کا مقام ومستقر جنت کا اعلیٰ ترین اور سب سے اونچا درجہ اعلیٰ علیین ہے ویسے جنت میں وہ جہاں چاہیں آتے جاتے اور جنت کے میوے تناول فرماتے ہیں۔ چنانچہ علامہ سیوطی اور علامہ سید محمود آلوسی امام نسفی سے ناقل ہیں ارواح الانبیاء تخرج من جسدھا وتصیر مثل جسدھا مثل المسک والکافور تکون فی الجنۃ تاکل وتشرب وتتنعم الخ (شرح الصدور ص ۱۰۲، بشری الکئیب ص ۱۳۳، روح المعانی ج ۵ ص ۱۶۲، تفسیر مظہری ج ۱ ص ۲۲۳) یعنی انبیاء علیہم السلام کی ارواح ان کے بدنوں سے نکل کر ان کے مماثل مشک وکافور کے جسموں میں متشکل ہو جاتی ہیں اور جنت میں کھاتی پیتی ہیں۔ اسی طرح علامہ ابن القیم اور حافظ ابن رجب حنبلی فرماتے ہیں الانبیاء علیہم السلام فلا شک ان ارواحھم عند اللہ فی اعلیٰ علیین وقد ثبت فی الصحیح ان آخر کلمۃ تکلم بھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند موتہ انہ قال اللھم الرفیق الاعلیٰ (روح ج ۱ ص ۲۱، شرح الصدور ص ۱۰۲) ان روایتوں اور عبارتوں سے تین باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ شہداء اور دیگر اموات کی طرح انبیاء علیہم السلام کی ارواح بھی ان کے ابدان سے نکالی جاتی ہیں دوم یہ کہ ان کی ارواح کو ان کے اصلی ابدان کے مماثل مشک وکافور کے مثالی اجسام دیئے جاتے ہیں، سوم یہ کہ انبیاء علیہم السلام کی ارواح کا مستقر اعلیٰ علیین ہے نہ کہ ان کے ابدان کیونکہ ان کے ابدان مبارکہ تو قبور ارضی میں مدفون ہوتے ہیں لیکن دیگر اموات کے برعکس ان کو اللہ تعالیٰ نے یہ فضیلت اور شرف عطا فرمایا ہے کہ ان کے ابدان قبروں میں بالکل اسی طرح صحیح سالم رہیں گے جس طرح رکھے گئے تھے اور مٹی ان کو نہیں کھائے گی ان کے ابدان کو محفوظ رکھنے کی اللہ کی طرف سے ضمانت ہے

لیکن غیر انبیاء علیہم السلام خواہ شہداء ہوں یا عامۃ المسلمین ان کے لئے ایسی کوئی ضمانت نہیں اور اگر کسی صدیق وشہید کا یا کسی اور برگزیدۂ خدا کا بدن قبر میں محفوظ رہے اور مٹی اسے نہ کھائے تو یہ بھی کوئی بعید نہیں۔ بلکہ عین ممکن ہے۔ باقی رہا ارواح کا تعلق ابدان کے ساتھ تو اس کے متعلق تحقیق یہ ہے کہ کتاب اللہ اور سنت صحیحہ سے تو اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ اور نہ ہی صحابہ کرام۔ تابعین، اتباع تابعین اور ائمہ مجتہدین کے ارشادات واقوال میں تعلق روح بجسم عنصری کا کوئی نفیاً واثباتاً ذکر اذکار ہے۔ برزخ میں حیات انبیاء علیہم السلام اور حیات شہداء کرام کی جو کیفیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے وہ اوپر مذکور ہو چکی ہے۔ قرون ثلثہ میں یہ اسی طرح منقول ہو کر نیچے تک چلی آئی ہے لیکن تعلق کا قصہ کسی نے نہیں چھیڑا۔ البتہ چوتھی صدی کے بعد سے شارحین حدیث نے بعض حدیثوں میں تطبیق کے سلسلے میں تعلق روح بجسد عنصری کا مختلف عنوانات سے ذکر کیا ہے کسی نے اتصال معنوی سے کسی نے اشراق سے کسی نے اشراف سے اور کسی نے مثل تعلق صاحب خانہ بخانہ وعاشق بمعشوق وغیرہ الفاظ سے تعبیر فرمایا ہے۔ البتہ اس پر سب متفق ہیں کہ یہ تعلق ایسا نہیں جیسا کہ حیاتِ دنیا میں تھا بلکہ یہ تعلق بے کیف ہے اور اس کی حقیقت وکنہہ اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں اس لئے عالم برزخ میں تعلق ارواح بابدان عنصریہ کے بارے میں سکوت سب سے احوط مسلک ہے کیونکہ قرونِ ثلثہ مشہود لہا بالخیر میں تعلق کا کوئی ذکر اذکار نہیں لیکن اگر کوئی شخص غیر معلوم الکیفیت تعلق کا اثبات کرتا ہے تو وہ بھی قابل ملامت نہیں کیونکہ متقدمین میں ایک کثیر تعداد مختلف عنوانات کے ساتھ اس کی قائل ہے لیکن اس تعلق کے باوجود ان کے مدفون فی القبور ابدان میں کسی قسم کی حرکت یا جنبش پیدا نہیں ہوتی اور نہ قیامت سے پہلے ان کے یہ ابدان قبروں سے باہر نکلیں گے یہ حقیقت اپنی جگہ اٹل اور تسلیم شدہ ہے۔ خلاصۃ الکلام یہ کہ برزخ میں انبیاء علیہم السلام کو جو حیات حاصل ہے وہ ہمارے ادراک وحواس سے بالا ہے لیکن حیات شہداء سے بہت بلند وارفع واعلیٰ ہے اور پھر حضرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات تمام انبیاء علیہم السلام کی نسبت ارفع واعلیٰ اور اتم واکمل ہے والحاصل ان تلك الحیاۃ نوع من الحیاۃ غیر معقول لنا وھی فوق حیاۃ الشھداء بکثیر وحیاۃ نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکمل واتم من حیاۃ سائرھم علیھم السلام (روح ج ۲۲ ص۳۵)

ایک اشکال

یہاں ایک اشکال ہے جس نے بڑے بڑوں کو متحیر وسرگرداں کر رکھا ہے اور جسے حل کرنے کے لئے بڑے بڑے شہسوارانِ قلم رہوارِ قلم دوڑا چکے ہیں اور وہ یہ ہے کہ جب انبیاء علیہم السلام کی ارواح کا مقام ومستقر اعلیٰ علیین ہے اور وہ نہ ان کے عنصری ابدان میں موجود ہیں اور نہ قبروں کے قرب وجوار میں اور ان کے ابدان قبروں میں مدفون ومحفوظ ہیں اور ارواح کا ابدان میں اعادہ نفخۂ ثانیہ پر ہوگا اور اس وقت وہ قبروں سے نکلیں گے اس سے پہلے نہیں۔ لیکن صحیح حدیثوں سے یہ بھی ثابت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں مختلف آسمانوں پر کئی انبیاء علیہم السلام سے ملاقات کی اور بیت المقدس میں انبیاء علیہم کی امامت بھی فرمائی نیز حدیث میں ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے کثیب احمر کے قریب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے دیکھا نیز آپ نے فرمایا میں نے یونس علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ اونٹنی پر سوار تلبیہ پڑھ رہے ہیں اور وادی میں اتر رہے ہیں اور بعض کاملین نے حالت بیداری میں حضور علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کو دیکھا۔ بعینہٖ یہی اشکال غیر انبیاء کے بارے میں ہے۔ کیونکہ بعض کاملین کو بھی بیداری کی حالت میں دیکھا گیا ہے تو ان مشاہدات اور منصوصات سے بظاہر یہ قاعدہ ٹوٹتا ہوا نظر آرہا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور دیگر اموات کے ابدان عنصریہ میں نہ قبروں میں جنبش ہوتی ہے اور نہ ہی قیامت سے پہلے وہ قبروں سے باہر نکلیں گے۔

اشکال کا حل

اس اشکال کے کئی حل پیش کیے گئے ہیں لیکن بیشتر توجیہات دل کو مطمئن نہیں کرسکتیں بلکہ ان سے مزید پیچ در پیچ اشکالات پیدا ہوتے چلے جاتے ہیں صرف ایک حل ایسا ہے جس سے یہ اشکال نہایت عمدہ طریقہ سے حل ہو جاتا ہے اور کوئی الجھن باقی نہیں رہتی محققین علماء اور صوفیا نے بھی اسے ترجیح دی ہے اور وہ یہ ہے کہ جس طرح حیات دنیا میں ارواح ابدان عنصریہ کے ذریعے متحرک ہوتی اور تمام اعمال وتصرفات بجالاتی ہیں۔ اسی طرح انبیاء علیہم السلام اور بعض کاملین کی ارواح وفات کے بعد عالم برزخ میں مثالی اور برزخی اجسام کے ذریعے حرکت کرتی اور نماز، تلاوت قرآن، حج اور کئی دوسرے اعمال بجالاتی ہیں اگر کسی **کامل** بزرگ کو حالت بیداری میں کسی پیغمبر یا کسی فوت شدہ ولی کی زیارت بشکل انسانی نصیب ہو جائے تو یہ شکل اسکی مثالی شکل ہے اور اسکی روح مثالی جسم میں متشکل ہو کر اس کے سامنے آئی ہے اور اسکا عنصری جسم قبر میں بلا حرکت وجنبش موجود رہے گا۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں وعندی ان الحیاۃ فی البرزخ ثابتۃ لکل من یموت من شھید وغیرہ وان الارواح وان کانت جواھر قائمۃ بانفسھا مغایرۃ لما یحس بہ من البدن لکن لا مانع من تعلقھا ببدن برزخی مغایر لھذا البدن الکثیف (روح ج ۲ ص۲۱) یعنی میرے نزدیک برزخ میں ہر میت کو حیات حاصل ہے اور ارواح اگرچہ جواہر ہیں اور قائم بانفسہا ہیں اور ابدان محسوسہ کے مغایر ہیں لیکن اس میں کوئی ممانعت نہیں کہ ارواح کا تعلق برزخی جسم سے ہو جائے جو اس عنصری بدن کے مغایر ہو اور دوسری جگہ فرماتے ہیں الارواح المقدسۃ قد تظھر متشکلۃ وتجتمع بالکمّلین من العباد وقد صح انہ صلی اللہ علیہ وسلم رأی موسیٰ علیہ السلام قائما یصلی فی قبرہ ورآہ فی السماء ورآہ یطوف بالبیت (روح ج ۱۵ ص۳۲) پاکیزہ روحیں کبھی متشکل ہو کر ظاہر ہوتی ہیں اور کامل بندے ان سے ملاقات کرتے ہیں اور یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کھڑے ہو کر قبر میں نماز پڑھتے دیکھا اور شب معراج میں) انکو آسمان پر بھی دیکھا اور انہیں خانہ کعبہ کا طواف کرتے بھی دیکھا اور بیت المقدس میں انبیاء علیہم السلام کی امامت کے بارے میں آپ کا اپنا ارشاد ہے جس کی امام ابویعلیٰ نے مسند میں امام طبرانی نے کبیر میں تخریج کی ہے قال مثل لی النبیون فصلیت بھم (بیضاوی ج ۳ ص۱۲ ومظہری ج ۵ ص۳۹۹) حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام میرے لئے مثالی اجسام میں حاضر کئے گئے اور میں نے انہیں نماز پڑھائی علامہ شبیر احمد عثمانی فرماتے ہیں۔ لکن تمام ھذا التوجیہ ان یقال ان المنظور الیہ ھی ارواحھم فلعلھا مثلت لہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الدنیا کما مثلت لہ لیلۃ الاسراء واما اجسادھم فھی فی القبور قال ابن المنیر وغیرہ یجعل اللہ لروحہ مثالا فیری فی الیقظۃ کما یری فی النوم (فتح الملہم ج ۱ ص۳۳۳) یعنی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے اور ان کو اور حضرت یونس علیہ السلام کو حج کرتے دیکھنے کی پوری توجیہ یہ ہے کہ جو کچھ آپ نے دیکھا وہ ان کی ارواح تھیں تو شاید دنیا میں آپ کے لئے ان کو مثالی شکلیں دی گئی ہوں جیسا کہ شب معراج میں انبیاء علیہم السلام کو آپ نے مثالی اجسام میں دیکھا لیکن ان کے ابدان عنصریہ قبروں میں موجود تھے (اور وہ قبروں سے نہیں نکلے) ابن منیر وغیرہ نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ میت کی روح کو مثالی جسم عطا فرماتا ہے اور وہ جس طرح خواب میں دکھائی دیتا ہے اسی طرح بیداری میں بھی نظر آتا ہے۔ اور علامہ سیوطی لکھتے ہیں ولکن الرؤیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الانبیاء فی لیلۃ الاسراء فی السموات الصحیح انہ رأی فیھا الارواح فی مثل الاجسام (شرح الصدور ص۱۰۱) اور اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شب معراج میں انبیاء علیہم السلام کو آسمانوں میں دیکھنا تو اس کے متعلق صحیح بات یہ ہے کہ وہاں آپ نے ان کی ارواح کو دیکھا تھا۔ جو مثالی اجسام میں متمثل تھیں۔ اسی طرح اگر کسی خوش بخت انسان کو بیداری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہو جائے تو اکثر صوفیہ یہ فرماتے ہیں کہ اس نے آپ کے جسم مثالی کی زیارت کی ہے نہ کہ جسم عنصری کی چنانچہ امام غزالی فرماتے ہیں لیس المراد انہ یری جسمہ وبدنہ بل مثالا لہ صار ذالک المثال آلۃ یتأدی

بہا المعنی الذی فی نفسہ (روح المعانی ج ۲۲ ص۳۳) اور شیخ علاء الدین قونوی فرماتے ہیں "وسادہ صوفیہ قدس اللہ اسرارہم عالمی متوسط در عالم اجساد و ارواح اثبات کردہ اند کہ آنرا عالم مثال گویند الطف از عالم اجساد و اکثف از عالم ارواح و ظہور ارواح در صور مختلفہ مبتنی بر ان ساختہ و ظہور جبریل علیہ السلام بصورت دحیہ کلبی و تمثل او در مریم را بصورت بشر سوی المتعلق از ان عالم میدانند و بنا علیہ جائز بود کہ موسیٰ علیہ السلام باوجود استقرار در آسمان ششم بشبح و پیکر مثالی در قبر متمثل باشد و آنحضرت او را ہم در مکان مشاہدہ فرمودہ و بعد از اثبات عالم مثال جواب از مسائل کثیرہ بیرون آید و اشکالات بسیار حل بیان سعت جنت و رؤیت او در عرض حائط مثلاً منحل گردد انتہی کلام الشیخ (جذب القلوب ص۲۰۹) صوفیائے کرام عالم اجساد اور عالم ارواح کے درمیان ایک اور عالم تسلیم کرتے ہیں جسے وہ عالم مثال کہتے ہیں جو عالم اجساد سے زیادہ لطیف لیکن عالم ارواح کے مقابلہ میں کثیف ہے اور ارواح کا مختلف شکلوں میں ظاہر ہونا ان کے نزدیک اسی عالم مثال کے وجود پر مبنی ہے اور حضرت جبریل علیہ السلام کا حضرت دحیہ کلبیؓ کی شکل میں اور حضرت مریم علیہا السلام کے سامنے بشر سوی کی صورت میں متمثل ہونا اسی قبیل سے ہے اور اس بنا پر یہ جائز ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام چھٹے آسمان پر موجود ہونے کے ساتھ ساتھ پیکر مثالی کے ساتھ قبر میں بھی متمثل (ہو کر نماز پڑھ رہے) ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (شب معراج میں) ان کو دونوں جگہ دیکھا ہو اور عالم مثال کا وجود تسلیم کر لینے سے بہت سے مسائل کا جواب نکل آتا ہے اور بہت سے اشکالات حل ہو جاتے ہیں مثلاً جنت کی وسعت کا بیان اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز میں (جنت کو دیوار کی عرض میں دیکھنا وغیرہ یہ سب عالم مثال کی چیزیں ہیں)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی مسئلہ حیات انبیاء علیہم السلام کے بارے میں طویل بحث و تمحیص کے بعد اصل حقیقت کی اس طرح ترجمانی فرماتے ہیں "وحقیقت آنست کہ تحقیق مسئلہ حیات انبیاء علیہم السلام وغیر ایشان موقوف بمعرفت این عالم است و تحقیق دیدن آنحضرت موسیٰ و یونس را علیہ وعلیہما السلام بمعرفت زمان و مکان روحانیات و تمیز و فرق آنہا از زمان و مکان جسمانیات چنانچہ محققین صوفیہ کردہ اند دست دہد الخ (جذب القلوب ص۲۰۹) اور حقیقت یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور غیر انبیاء کی عالم برزخ میں حیات کا مسئلہ اس عالم (عالم مثال) کی پہچان پر منحصر ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت موسیٰ اور یونس علیہما السلام کو دیکھنے کی تحقیق روحانیات کے زمان و مکان کی معرفت اور محققین صوفیہ کے بیان کے مطابق جسمانیات کے زمان و مکان سے ان کے امتیاز ہی سے پایہ تکمیل کو پہنچتی ہے

اسی طرح حضرت خضر علیہ السلام کو کئی بزرگوں نے عالم بیداری میں دیکھا ہے تو چونکہ قول محقق اور مسلک صحیح کے مطابق ان کی وفات ہو چکی ہے اس لئے صوفیائے کرام میں سے ہی بعض کاملین نے فرمایا ہے کہ خضر علیہ السلام کی رؤیت مثالی اور عالم مثال کی چیز ہے جسد عنصری کے ساتھ نہیں جیسا کہ حضرت شیخ صدر الدین اسحاق قونوی اپنی کتاب تبصرۃ المبتدی و تذکرۃ المنتہی میں فرماتے ہیں۔ ان وجود الخضر علیہ السلام فی عالم المثال (روح ص۳۲۶) **۲۶۱** فرحین یرزقون کی ضمیر سے حال ہے اور فضلہ سے وہ انعام و اکرام مراد ہے جو شہادت کے بعد جنت میں ان کو عطا کیا گیا ہے جنت کی یہ خاص نعمتیں اور یہ اعزاز و اکرام چونکہ شہادت کی جزاء ہے اس لئے نعمت شہادت بھی فضلہ میں داخل ہے۔ وھو فی الشھادۃ وما ساق الیھم من الکرامۃ والتفضیل علی غیرھم من کونھم احیاء مقربین معجلا لھم رزق الجنۃ ونعیمھا (مدارک ج ۱ ص۱۵۱) یعنی بما اعطاھم من الثواب والکرامۃ والاحسان والافضال فی دار النعیم (خازن ج ۱ ص۳۲۶) مطلب یہ کہ درجہ شہادت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے عالم برزخ میں ان کو جن نعمتوں سے نوازا ہے۔ وہ ان میں خوش و خرم ہیں۔ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ الخ یہ یرزقون پر معطوف ہے اور الذین لم یلحقوا بھم سے وہ مجاہدین مراد ہیں جن کو یہ شہداء جہاد میں مصروف چھوڑ کر آئے تھے جب شہداء نے عالم برزخ میں اللہ تعالیٰ کے بے پایاں انعام و اکرام اور وہاں کی عیش و عشرت اور نعیم مقیم کو دیکھا تو انہیں مجاہدین کے حق میں بہت خوشی ہوئی کہ جب وہ شہادت پا کر وہاں پہنچیں گے تو ان کو بھی اسی اعزاز و انعام سے نوازا جائے گا۔ ھم الشھداء الذین یاتونھم بعد من اخوانھم المؤمنین الذین ترکوھم یجاھدون فیستشھدون فرحوا لانفسھم ولمن یلحق بھم من الشھداء اذ یصیرون الی ما صاروا الیہ من کرامۃ اللہ تعالیٰ (بحر ج ۳ ص۱۱۱) بعض مفسرین کا خیال ہے کہ الذین لم یلحقوا بھم میں تمام ایمان والوں کی طرف اشارہ ہے اور مطلب یہ ہے کہ جب شہداء عالم برزخ میں پہنچے اور اللہ کے انعام و احسان کا معاینہ کیا تو ان کو عین الیقین حاصل ہو گیا کہ دین اسلام ہی دین حق ہے اس لئے ان کو تمام مومنین کے بارے میں خوشی ہوئی کہ اگر ان کا خاتمہ ایمان اور دین اسلام پر ہی ہوا تو ان کا انجام بہت عمدہ ہوگا اور وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں ثواب جزیل حاصل کریں گے۔ الاشارۃ بالاستبشار للذین لم یلحقوا بھم الی جمیع المؤمنین وان لم یقتلوا ولکنھم لما عاینوا ثواب اللہ وقع الیقین بان دین الاسلام ھو الحق الذی یثیب اللہ علیہ فھم فرحون لانفسھم بما آتاھم اللہ من فضلہ مستبشرون للمؤمنین الخ (قرطبی ج ۴ ص۲۷۵) **۲۶۲** یہ الذین لم یلحقوا بھم سے بدل الاشتمال ہے یا منصوب بنزع خافض ہے اور اصل میں بان لا یا بان لا تھا اور یستبشرون کے مفعول لہ کی جگہ واقع ہے (روح ج ۴ ص۱۲۳) بہر صورت اس میں شہداء کی خوشی کا اصل متعلق بیان کیا گیا ہے یعنی شہداء کو زندہ مجاہدین یا قیامت تک ہونے والے تمام مومنین کے بارے میں خوشی اس لئے ہوگی کہ آخرت میں ان (مجاہدین اور مومنین) کو نہ کسی قسم کا خوف لاحق ہوگا اور نہ غم تو خوشی کا منشا مجاہدین اور مومنین کی ذوات و اشخاص نہیں بلکہ ان کا نیک انجام اور آخرت کی نعیم مقیم ہے۔ خوف (ڈر) کا اطلاق آئندہ نقصان یا مستقبل میں نازل ہونے والی کسی ناپسندیدہ بات پر ہوتا ہے اور حزن (غم) گذشتہ منفعت کے فوت ہونے پر ہوتا ہے مطلب یہ کہ ان شہداء اور مومنین کو آخرت میں نہ تو قیامت کے اہوال اور عذاب و عقاب کا ڈر ہوگا۔ اور نہ ہی دنیا کی عیش و عشرت کے ہاتھ سے جاتے رہنے کا غم۔ لا خوف علیھم فیما یستقبلھم من احوال القیامۃ ولا حزن لھم فیما فاتھم من نعیم الدنیا (کبیر ج ۳ ص۱۴۳) **۲۶۳** پہلے بیان فرمایا کہ شہداء کو اپنے بھائیوں (بعد میں شہید ہونے والوں یا جملہ مومنوں) کے نیک انجام کی بنا پر انتہائی خوشی ہوگی اب یہاں ان کی اپنی خوشی کو بیان فرمایا ہے نعمۃ من اللہ اور فضل سے وہ تمام نعمتیں اور اللہ کی وہ تمام نوازشیں مراد ہیں جو عالم غیب میں شہداء پر ہوتی ہیں۔ مثلاً جب شہید زخموں سے گھائل اور خاک و خون میں لت پت ہو کر اپنی جان جان آفریں کے سپرد کرتا ہے اس وقت اس کے تمام گناہ دھل جاتے ہیں۔ اسے جنت میں اپنا ٹھکانا دکھا دیا جاتا ہے، اسے عذاب قبر سے مامون و محفوظ کر دیا جاتا ہے قیامت کے دن وہ فزع اکبر (سب سے بڑی گھبراہٹ) سے محفوظ رہے گا، اسے عزت اور وقار کا تاج پہنایا جائے گا، اور اسے گناہ گاروں کے حق میں شفاعت کرنے کی اجازت دی جائے گی۔ وغیر ذالک (قرطبی ج ۴ ص۲۷۶) اور وان اللہ لا یضیع اجر المؤمنین یہ نعمۃ پر معطوف ہے قیامت کے دن یہ حقیقت بھی شہداء کی خوشی اور مسرت میں اضافہ کا باعث ہوگی کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے کسی عمل کو اکارت اور رائیگاں نہیں فرما رہا۔ بلکہ ان کے ہر چھوٹے سے چھوٹے عمل پر بھی اجر و ثواب اور جزاء جمیل عطا فرما رہا ہے۔ اس سے اس طرف بھی اشارہ ہو گیا کہ آخرت کا اجر و ثواب کوئی شہداء ہی سے مخصوص نہیں بلکہ تمام مومنین کو ان کے تمام اعمال صالحہ پر اجر و ثواب ملے گا۔ یعنی کما انہ تعالیٰ لا یضیع اجر المجاھدین والشھداء کذالک لا یضیع اجر المؤمنین (خازن ج ۱ ص۳۲۶) **۲۶۴** الذین استجابوا سے ذو فضل عظیم تک مومنوں کے لئے اخروی بشارت ہے اور اس کے ضمن میں کفار کے لئے تخویف اخروی کی طرف اشارہ ہے الذین مبتدا اور للذین تا اجر عظیم اس کی خبر ہے اور استجابوا بمعنی اجابوا ای اطاعوا اللہ والرسول بامتثال الاوامر (روح ج ۴ ص۱۲۵) یعنی انہوں نے اللہ کے رسول کے احکام کی تعمیل کی القرح (زخم) سے وہ چوٹیں اور جراحتیں مراد ہیں جو مسلمانوں کو جنگ احد میں آئیں۔ للذین احسنوا منھم واتقوا جملہ خبر مقدم ہے اور اجر عظیم مرکب توصیفی مبتدا مؤخر ہے۔ اور جملہ الذین استجابوا کی خبر ہے کما مر۔ احسنوا انہوں نے پورے اخلاص باطن سے احکام رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیل کی واتقوا اور مخلصانہ اطاعت کے بعد معصیت اور نافرمانی سے اجتناب کیا۔ احسنوا فیما اتوا بہ من طاعۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم واتقوا ارتکاب شیء من المنہیات بعد ذالک (کبیر ج ۳ ص۱۲۵) منھم میں من بعضیہ نہیں

بلکہ بیانیہ ہے کیونکہ جنہوں نے اللہ اور رسول کی اطاعت کی وہ سارے کے سارے محسن اور متقی تھے اس لئے یہ دو صفتیں بیان کرنے سے علت مدح کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے یعنی الذین استجابوا اس لئے لائق مدح ہیں کہ وہ صفت احسان اور اتقاء سے متصف ہیں دذھب غیر واحد الی انھا لبیان ..... المقصود من الجمع بین الوصفین المدح والتعلیل لا التقیید لان المستجیبین کلھم محسنون ومتقون (روح ج ۴ ص ۱۲۴) لان الذین استجابوا للہ والرسول قد احسنوا کلھم واتقوا لا بعضھم مدارک ج ا ص ۱۵۱ د بحر ج ۳ ص ۱۱۷) حاصل مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں نے زخموں سے چور ہونے کے باوجود اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی ان کے لئے بہت بڑا اجر ہے کیونکہ وہ سارے کے سارے محسن اور متقی ہیں اس آیت میں ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو جنگ احد سے دوسرے ہی دن پیش آیا تھا۔ جب ابوسفیان اپنے شکست خوردہ ساتھیوں سمیت جنگ احد سے واپس جارہے تھے تو مقام روحاء میں پہنچکر ان کو خیال آیا کہ ہم نے غلطی کی ہے ہمیں نہیں آنا چاہیے تھا ہم نے ان کے ستر آدمی تو مار ڈالے تھے۔ بقیہ کا بھی صفایا کرنا تھا۔ چنانچہ وہ اپنی واپسی پر نادم ہوئے اور دوبارہ واپس جاکر لڑنے کا فیصلہ کیا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی کسی طرح ان کے ارادے کی اطلاع مل گئی تو آپ نے بھی کافروں کو مرعوب کرنے کے لئے انہیں راستے ہی میں جالینے کا ارادہ فرمایا اور ساتھ ہی یہ اعلان بھی فرما دیا کہ میرے ساتھ صرف وہی مجاہدین جائیں گے جو کل معرکہ احد میں شریک تھے چنانچہ آپ ستر آدمیوں کی جمعیت کے ساتھ کافروں کی طرف روانہ ہوئے جب آپ مقام حمراء الاسد میں پہنچے۔ جو مدینہ سے صرف تین میل کے فاصلہ پر ہے تو ابوسفیان اور اس کے لشکر کو اس بات کا علم ہوگیا جس سے ان کے دلوں پر لشکر اسلام کا رعب چھا گیا اور وہ بدول ہو کر واپس ہوگئے (کبیر۔ روح۔ بحر۔ ابن کثیر۔ خازن وغیرہ) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان ستر مجاہدین کو ـــــ جو گذشتہ دن کی جنگ کے زخم خوردہ تھے لیکن اس کے باوجود انہوں نے خدا و رسول کے احکام کی تعمیل کی اور حضور علیہ السلام کے ساتھ روانہ ہوگئے ـــــ محسن اور متقی فرمایا اور ان کو آخرت میں اجر عظیم کی خوشخبری سنائی

۲۶۵ف الذین قال لھم الخ یہ الذین استجابوا سے بدل ہے حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ جنگ احد کے دن ابوسفیان نے مسلمانوں سے وعدہ کیا تھا کہ آئندہ سال پھر بدر میں ہماری تمہاری جنگ ہوگی لیکن اس میعاد مقررہ سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں خوف اور رعب ڈال دیا۔ اور اس نے جنگ کا ارادہ ترک کردیا۔ ابوسفیان نے کچھ آدمیوں کے ذریعے مسلمانوں سے کہلا بھیجا کہ ابوسفیان نے تو بہت بڑا بھاری لشکر تیار کیا ہوا ہے۔ اور مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے بالکل مستعد ہے اس سے اس کا

وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ
اور خوش وقت ہوتے ہیں ان کی طرف سے جو ابھی تک نہیں پہنچے ان کے پاس ان کے پیچھے سے ۲۶۱ف

أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿١٧٠﴾ يَسْتَبْشِرُونَ
اس واسطے کہ نہ ڈر ہے ان پر۔ نہ ان کو غم ۲۶۲ف خوش وقت ہوتے ہیں

بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ ۙ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ
اللہ کی نعمت اور فضل سے اور اس بات سے کہ اللہ ضائع نہیں کرتا مزدوری

الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٧١﴾ الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ
ایمان والوں کی ۲۶۳ف ف۱ جن لوگوں نے حکم مانا اللہ کا اور رسول کا

مِنْ بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ
بعد اس کے پہنچ چکے تھے ان کو زخم جو ان میں نیک ہیں

وَاتَّقَوْا أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿١٧٢﴾ الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ
اور پرہیزگار ان کو ثواب بڑا ہے ۲۶۴ف ف۲ جن کو کہا لوگوں نے کہ مکہ والے

إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ
آدمیوں نے جمع کیا ہے سامان تمہارے مقابلہ کو سو تم ان سے ڈرو تو اور زیادہ ہوا ان کا

إِيمَانًا ۖ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ﴿١٧٣﴾
ایمان اور بولے کافی ہے ہم کو اللہ اور خوب کارساز ہے ۲۶۵ف ف۳

فَانْقَلَبُوا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوءٌ ۙ
پھر چلے آئے مسلمان اللہ کے احسان اور فضل کے ساتھ نہ پہنچی ان کو برائی

وَاتَّبَعُوا رِضْوَانَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ ﴿١٧٤﴾ إِنَّمَا
اور تابع ہوئے اللہ کی مرضی کے اور اللہ کا فضل بڑا ہے ۲۶۶ف یہ جو ہے

ذَٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ فَلَا تَخَافُوهُمْ
سو شیطان ہے کہ ڈراتا ہے اپنے دوستوں سے سو تم ان سے مت ڈرو

وقف لازم

ع ۱۷ ۸

معٓ

مومنین ومجاہدین احد کو بشارت اخروی ۱۲

تنبیہ بلائے مومنین از [illegible] شیطان

موضح قرآن ف۱ شہیدوں کو مرنے کے بعد ایک طرح کی زندگی ہے کہ اور مردوں کو نہیں کھانا پینا عیش و خوشی بھی ان کو پوری ہے اوروں کو قیامت کے بعد ہوگی ف۲ جب جنگ احد تمام ہوئی ابوسفیان سردار تھا۔ کافروں کا کہہ گیا کہ اگلے سال بدر پر لڑائی ہے اور حضرت نے قبول کرلیا۔ جب اگلا سال آیا حضرت نے لوگوں کو حکم دیا کہ چلو لڑائی کو اس وقت جنہوں نے رفاقت کی اور تیار ہوئے ان کو یہ بشارت ہے کہ شکست کے بعد پھر جرأت کی ف۳ ابوسفیان نے چاہا کہ حضرت وعدے پر نہ آدیں تو الزام انہیں پر رہے اور لڑائی سے خوف کھایا۔ ایک شخص مدینے کی طرف جاتا تھا۔ اسکو کچھ دینا کیا کہ وہاں اس طرف کی ایسی خبریں کہیو کہ وہ خوف کھا دیں اور جنگ کو نہ آدیں وہ شخص مدینے میں پہنچ کر کہنے لگا کہ مکے کے لوگوں نے بڑی جمعیت کی ہے تم کو لڑنا بہتر نہیں۔ مسلمانوں کو حق تعالیٰ نے استقلال دیا۔ انہوں نے یہی کہا کہ ہم کو اللہ بس ہے آخر بدر پر گئے تین روز رہ کر تجارت کرکر نفع لے کر پھر آئے اگلی آیتوں میں بھی یہی ذکر ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید در احد مسلمانان وکفار باہم عہد بستند کہ وعدہ گاہ ما سال میان ایشان سال آئندہ سوق بدر باشد چون موسم سوق بدر رسید کفار شخصی را فرستادند تا جمعیت ایشان بیان کردہ مسلمانان را در سیر توقف اندازد باوجود آن جماعہ از مسلمانان ہمراہ آنحضرت برآمدند و به بدر رسیدند و در تجارت سود یافتند وہیچ یک از کفار مزاحم ایشان نشد مراد این غزوہ را غزوہ بدر صغری میگویند خدا در مدح ایشان میفرماید ۱۲

وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۵﴾ وَلَا يَحْزُنْكَ
اور مجھ سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو ف ۲۶۷ اور غم میں نہ ڈالیں تجھ کو

۱ تسلی برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ ۚ اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ
وہ لوگ جو دوڑتے ہیں کفر کی طرف وہ نہ بگاڑیں گے اللہ
شَيْـًٔا ۭ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَھُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ ۚ
کا کچھ اللہ چاہتا ہے کہ ان کو فائدہ نہ دے آخرت میں
وَلَھُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ
اور ان کے لئے عذاب ہے بڑا ف ۲۶۸ جنہوں نے مول لیا کفر کو ایمان

۲ تخویف اخروی برائے کفار ۱۲

بِالْاِيْمَانِ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ۚ وَلَھُمْ عَذَابٌ
کے بدلے وہ نہ بگاڑیں گے اللہ کا کچھ اور ان کے لئے عذاب ہے
اَلِيْمٌ ﴿۱۷۷﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ
دردناک ف ۲۶۹ اور یہ نہ سمجھیں کافر کہ ہم جو مہلت دیتے ہیں ان کو کچھ
لَھُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِھِمْ ۭ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَھُمْ لِيَزْدَادُوْٓا
بھلا ہے ان کے حق میں ہم تو مہلت دیتے ہیں ان کو تاکہ ترقی کریں وہ گناہ میں

۳ جواب سوال مقدر ۱۲

اِثْمًا ۚ وَلَھُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۷۸﴾ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ
اور ان کیلئے عذاب ہے خوار کرنے والا ف ۲۷۰ اللہ وہ نہیں کہ چھوڑ دے مسلمانوں
الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰي مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ
کو جس حالت پر تم ہو جب تک کہ جدا نہ کر دے ناپاک کو

۴ دوسرے سوال مقدر کا جواب ۱۲

مِنَ الطَّيِّبِ ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَي الْغَيْبِ
پاک سے ف ۲۷۱ اور اللہ نہیں ہے کہ تم کو خبر کر دے غیب کی
وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۠
لیکن اللہ چھانٹ لیتا ہے۔ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے ف ۲۷۲ ف ۳

مقصد یہ تھا کہ مسلمان اس خبر سے بد دل ہو جائیں گے اور مقابلہ میں نہیں آئیں گے۔ تو اس طرح اس پر وعدہ خلافی اور بزدلی کا الزام نہ آئے گا۔ لیکن جب مسلمانوں کے پاس یہ خبر پہنچی تو ان کے ایمان میں مزید جوش پیدا ہوگیا۔ ان کے ارادے اور مضبوط ہوگئے اور اللہ پر ان کے توکل اور بھروسے میں مزید قوت اور پختگی پیدا ہوگئی۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی اسی پختگی ایمان اور ان کے عزم و توکل کا ذکر فرمایا ہے۔ الناس میں دونوں جگہ الف لام عہد کے لئے ہے۔ پہلے الناس سے وہ لوگ مراد ہیں۔ جنہیں ابوسفیان نے بطور جاسوس مسلمانوں کے پاس بھیجا تھا اور دوسرے الناس سے ابوسفیان اور اس کے ساتھی مراد ہیں۔ (مدارک ج ۱ ص ۱۵۲، کبیر ج ۳ ص ۱۵۰) سید محمود آلوسی اور کئی دوسرے مفسرین نے لکھا ہے کہ جنگ احد سے دوسرے دن جب ابوسفیان دوبارہ بغرض جنگ واپس مسلمانوں کی طرف جانے کا منصوبہ بنا رہا تھا اس وقت کسی نے اسے بتایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بھاری جمعیت کے ساتھ تمہارے تعاقب میں نکل پڑے ہیں تو وہ مرعوب ہوگیا۔ ادھر قبیلہ عبدالقیس کے چند سوار جو مدینہ جا رہے تھے ابوسفیان کے پاس سے گذرے تو اس نے ان کے ہاتھ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پیغام دے بھیجا کہ ہم نے دوبارہ مسلمانوں پر حملہ کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا ہے اور ہم ان کو بالکل مٹانے کا عزم کر چکے ہیں جس کے جواب میں مسلمانوں نے حسبنا اللہ و نعم الوکیل کا نعرہ بلند کیا۔ اس صورت میں الناس اول سے عبدالقیس کے وہ سوار مراد ہوں گے جو ابوسفیان کا پیغام مسلمانوں کے پاس لائے تھے **۲۶۶** فانقلبوا میں فاء عاطفہ ہے اور معطوف علیہ محذوف ہے۔ والمعنی خرجوا فانقلبوا (کبیر ج ۳ ص ۱۴۰) یعنی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمان بدر صغریٰ کی طرف ابوسفیان کے وعدہ کے مطابق نکل پڑے اور خیر و عافیت سے واپس آئے اور انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہوئی اور نہ کوئی نقصان اٹھانا پڑا۔ واتبعوا رضوان اللہ جب مسلمانوں کو لشکر کفار کی کثرت تعداد اور کثرت ساز و سامان کی خبر ملی تو انہوں نے کسی قسم کی کمزوری اور بزدلی کا اظہار نہ کیا بلکہ اللہ پر توکل اور بھروسہ کیا۔ اور اس کی رضا جوئی کو ہر چیز پر ترجیح دی اور جنگ کے لئے نکل کھڑے ہوئے لما بلغهم کثرة جموعهم لم یفتروا ولم یفشلوا وتوکلوا علی اللہ ورضوا به کافیا ومعینا فلهم اجر عظیم (کبیر) **۲۶۷** یہ جملہ مستأنفہ ہے اس میں شیطان کی شرارت و شیطنت کا ذکر فرمایا نیز ایمان والوں کو نصیحت فرمائی کہ جس طرح اس موقع پر وہ شیطان کے پروپیگنڈے سے متأثر نہیں ہوئے اور نہ اس سے ڈرے ہیں اسی طرح آئندہ بھی وہ شیطان کے چیلوں سے مت خوف کھائیں اور صرف مجھ سے ڈریں۔ ذالکم میں خطاب مسلمانوں سے ہے اور اشارہ اس پروپیگنڈا کرنے والے کی طرف ہے جو مسلمانوں سے کفار کی جمعیت اور کثرت سامان کا ذکر کر کے ان کی ہمتیں پست کرنا چاہتا تھا۔ اور یخوف کا پہلا مفعول محذوف ہے اصل میں تھا یخوفکم اولیاءہ (روح ج ۴ ص ۱۲۹، کبیر ج ۳ ص ۱۴۵) اور اولیاءہ میں ضمیر الشیطان کی طرف راجع ہے اور اولیاء الشیطان سے یہاں ابوسفیان اور اس کے ساتھی مراد ہیں۔ اولیاءہ هم الکفار ابوسفیان ومن معه (بحر ج ۳ ص ۱۲۰) شیطان جب بھی بنی آدم کو غلط راستہ پر ڈالنا چاہتا ہے تو اپنے انسانی چیلوں کو سامنے کر دیتا ہے جو شیطان کی پوری پوری نمائندگی کرتے ہیں چنانچہ ابوسفیان کی طرف سے جن لوگوں (عبدالقیس کے سواروں یا نعیم بن مسعود ثقفی علی اختلاف القولین) نے مسلمانوں کو بد دل کرنے کی کوشش کی تھی وہ شیطان ہی کے ایجنٹ تھے اور اسی کے سکھے سکھائے تھے تو آیت کا مطلب یہ ہوا اے ایمان والو! یہ تمہیں بد دل کرنیوالا اور تمہاری ہمت پست کرنے کی کوشش کرنیوالا دراصل شیطان ہے جو اپنے دوستوں (ابوسفیان وغیرہ) سے تم کو خوفزدہ اور

موضح قرآن ف ۱ یعنی وہ شخص جو خبر کہتا تھا۔ اس کو شیطان سکھاتا تھا۔ **ف ۲** یعنی منافق لوگ کہ جہاں مسلمانوں کے بیچ آ بیٹھے اور کفر کی باتیں کرنے لگے **ف ۳** یعنی حق تعالیٰ مومن اور منافق اسی طرح جدا کرتا ہے اور غیب سے خبر کسی کو نہیں پہنچاتا مگر رسولوں کو۔

فتح الرحمن ۔ ف ۱ یعنی ضعیف الاسلام ۱۲

مرعوب کرنا چاہتا ہے لیکن تم خدا پر بھروسہ رکھو اور جس طرح اس موقع پر تم نے استقامت اور جرأت دکھائی ہے اور شیطان کے دوستوں سے مرعوب نہیں ہوئے اسی طرح آئندہ بھی کبھی ان سے خوفزدہ مت
ہونا اور ہمیشہ صرف مجھ سے ڈرنا اور میرے احکام کی تعمیل کرنا کیونکہ ایمان کا تقاضا یہی ہے لان الایمان یقتضی ان یؤثر العبد خوف اللّٰہ علی خوف غیرہ (مدارک ج ۱ صـ۱۵۲) **۲۶۸ہ** یہ آنحضرت
صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ کافروں کے لئے تخویف اخروی ہے الذین یسارعون سے مراد وہ منافقین ہیں جنہوں نے جنگ احد کے موقع پر اپنے قول وعمل سے کھلم کھلا کفر کا اظہار
کر دیا تھا۔ والمراد بالموصول المنافقون من المتخلفین (ابو السعود ج ۳ صـ۱۲۸) ادھر مسلمانوں کو معمولی سی شکست ہوئی ادھر وہ علانیہ کفر میں جا پڑے اور اپنے مسلمانوں کو بھی بہکانے لگے۔ یہاں بظاہر معلوم ہوتا ہے
کہ اللّٰہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کو ان منافقین کے علانیہ کفر میں پڑنے پر غم کرنے سے منع فرمایا ہے لیکن یہ مناسب نہیں کیونکہ کفر قبیح ہے اور اس پر حضور علیہ السلام کا غمگین ہونا آپ کی شان رحمت اور حرص علی الایمان
کے عین مطابق تھا۔ بلکہ یہاں آپ کو اس خوف پر غم کرنے سے منع فرمایا کہ یہ منافقین جو اب علانیہ کفر کا اظہار کر رہے ہیں کہیں دوسرے کافروں سے مل کر مسلمانوں کے خلاف کوئی سازش نہ کریں اور انہیں نقصان
نہ پہنچائیں۔ جیسا کہ انہم لن یضروا اللّٰہ شیئا اس پر دال ہے والمعنی لا یحزنک خوف ان یضروک ویعینوا علیک ویدل علی ذالک ایلاء قولہ تعالیٰ انہم لن یضروا اللّٰہ
شیئا (روح ج ۴ صـ۱۳۳) اَنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا یہاں لن یضروا کے بعد مضاف محذوف ہے ای لن یضروا بذالک اولیاء اللّٰہ البتۃ (ابو السعود ج ۳ صـ۱۲۸) یعنی وہ اللّٰہ کے دوستوں
(حضرت نبی اکرم صلی اللّٰہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللّٰہ عنہم) کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے یہ مذکورہ نہی کی علت اور تسلیہ کی تکمیل ہے یرید اللّٰہ ان لا یجعل لہم حظا فی الاخرۃ یعنی ان کے کفر
میں دوڑ دوڑ کر گرنے میں اللّٰہ تعالیٰ کی یہ حکمت مضمر ہے کہ دنیا میں وہ اپنے اعمالنامے خوب سیاہ کر لیں اور جو کچھ نیکی ان کے پلے میں ہے اس کا بدلہ ان کو دنیا ہی میں دے دیا جائے اور آخرت میں ان کے لئے
صرف عذاب عظیم ہو اور اجر وثواب میں ان کا کوئی حصہ نہ ہو۔ ای حکمتہ فیہم انہ یرید بمشیتہ وقدرتہ ان لا یجعل لہم نصیبا فی الاخرۃ (ابن کثیر ج ۱ صـ۴۳۲)
۲۶۹ہ یہ آیت عام ہے اور تمام کفار کو شامل ہے الآیۃ الاولی فیمن نافق من المتخلفین .... والثانیۃ فی جمیع الکفار او علی العکس (مدارک ج ۱ صـ۱۵۲)
۲۷۰ہ انما نملی لہم میں ما مصدریہ ہے اور وہ اپنے مابعد کے ساتھ بتاویل مفرد مبتدا ہے اور خیر لانفسہم اس کی خبر ہے ما مع ما بعدہا فی تقدیر المصدر والتقدیر لا یحسبن
الذین کفروا ان املاءنا لہم خیر (کبیر ج ۳ صـ۱۵۱) اور یہ جملہ لا یحسبن کے دو مفعولوں کے قائم مقام ہے اور الذین کفروا اس کا فاعل ہے والفعل مسند الی الموصول وان بما
فی حیزہا سادۃ مسد مفعولیہ (ابو السعود ج ۳ صـ۱۵۱) یعنی دنیا میں ہم نے کافروں کو زندہ رہنے اور عیش وعشرت میں منہمک رہنے کی مہلت دے رکھی ہے وہ یہ نہ سمجھیں کہ ہماری طرف سے
یہ مہلت ان کے حق میں اچھی اور عمدہ نتائج کی حامل ہے بلکہ انما نملی لہم لیزدادوا اثما ان کو ہمارا مہلت دینا ان کے لئے خیر اور بہتر نہیں ہے یہ مہلت ان کو صرف اس لئے دی جا رہی ہے تاکہ وہ
زیادہ سے زیادہ گناہ کر کے آخرت میں اپنے کیفر کردار کو پہنچیں ولہم عذاب مہین اور وہ ذلت آمیز عذاب کے مستحق ہیں اور ان کفار کے لمبی عمر کے ساتھ گناہوں میں اضافہ ہونا اور ان کا ذلت
آمیز عذاب کے مستحق ہونا یہ سب چیزیں ان کے کفر اختیاری کا نتیجہ ہیں۔ کیونکہ جب ایک شخص سمجھ بوجھ کر محض ضد وعناد کی وجہ سے حق کا انکار کرتا ہے تو اسے قبول حق کی توفیق سے محروم کر دیا
جاتا ہے اور یہ سب کچھ اللّٰہ تعالیٰ کے قانون کے تحت ہوتا ہے **۲۷۱ہ** حضرت شیخ نے فرمایا کہ یہ سوال مقدر کا جواب ہے سوال یہ تھا کہ مومنوں پر اللّٰہ کی آزمائشیں کیوں آتی ہیں تو جواب دیا گیا کہ اللّٰہ تعالیٰ
اس بات کو پسند نہیں فرماتا کہ مومن اور منافق آپس میں ملے جلے رہیں اور ان میں کوئی امتیاز نہ ہو۔ اس لئے اللّٰہ تعالیٰ ان کو مختلف آزمائشوں میں مبتلا فرما دیتا ہے تاکہ منافق ظاہر ہو کر مخلص مومنوں سے جدا
ہو جائیں ما انتم علیہ سے وہ حالت مراد ہے جس میں مخلص مومنین میں منافقین ملے ہوئے ہوں من اختلاط المومنین الخلص والمنافقین (مدارک ج ۱ صـ۱۵۳) الخبیث سے منافق اور
الطیب سے مخلص مومن مراد ہے (منافق کو اس کے کفر ونفاق کی باطنی نجاست وخباثت کی بنا پر الخبیث فرمایا اور مخلص مومن کا قلب اخلاص اور نور ایمان کی طہارت و نورانیت کی وجہ سے طیب وطاہر
ہوتا ہے اور پھر باطنی طہارت کے ساتھ اسے عملی اور اخلاقی طہارت بھی حاصل ہوتی ہے اس لئے اسے الطیب سے تعبیر فرمایا **۲۷۲ہ** یہ ما قبل پر معطوف ہے اور لیطلعکم میں خطاب مومنوں سے
ہے بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ خطاب عام ہے مومنوں اور کافروں سب کو شامل ہے والاول اولی یہ بھی سوال مقدر کا جواب ہے۔ مومنوں نے یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ انہیں کوئی علامت دی جائے جس
سے وہ مومن اور منافق میں پہچان کر سکیں۔ ان المومنین سألوا ان یعطوا علامۃ یفرقون بہا بین المومن والمنافق فنزلت (روح ج ۴ صـ۱۳۵) حاصل یہ کہ اللّٰہ تعالیٰ نہ تو ایسا کرے گا کہ مومنوں
اور کافروں کو باہم ملا جلا رہنے دے اور ان میں حد امتیاز قائم نہ کرے بلکہ وہ ضرور منافقین کو مومنین سے جدا کرنا چاہتا ہے لیکن وہ ایسا نہیں کرے گا کہ تم کو غیب کا علم دے دے اور تم دل کی پوشیدہ باتوں پر
مطلع ہو جاؤ اور اس طرح مومن اور منافق کو پہچان لیا کرو بلکہ تمہارے لئے ایک ہی صورت ہے کہ امتحان وابتلاء اور تکلیف ومحنت کے ذریعے بطور استدلال تم مومن اور منافق میں امتیاز کرو جیسا کہ احد میں
واقع ہوا یا معشر المومنین ای ما کان اللّٰہ لیعین لکم المنافقین حتی تعرفوہم ولکن یظہر ذالک لکم بالتکلیف والمحنۃ وقد ظہر ذالک فی یوم احد فان المنافقین تخلفوا واظہروا
الشماتۃ (قرطبی ج ۴ صـ۲۸۹) باقی رہا اطلاع علی الغیب کے ذریعے مومن ومنافق میں امتیاز کرنا تو اس کے لئے اللّٰہ تعالیٰ اپنے بعض رسولوں کو منتخب کرتا ہے اور بذریعہ وحی ان کو اطلاع دیتا ہے۔

تحقیق مزید

جہاں تک آیت کے نفس مفہوم کا تعلق تھا وہ تو اوپر بیان ہو چکا ہے اب یہاں اہل بدعت کے ایک مغالطہ کا رد مقصود ہے مبتدعین اس آیت سے حضرت نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم
اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کے لئے کلی علم غیب ثابت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہاں الغیب میں الف لام استغراق کیلئے ہے اس آیت میں غیر انبیاء سے الغیب یعنی کلی غیب کی نفی کی
گئی ہے اور پھر لکن سے برگزیدہ رسولوں کے لئے الغیب یعنی کلی غیب کو ثابت کیا گیا ہے لیکن یہ استدلال کئی وجوہ سے باطل ہے۔ اولاً اس لئے کہ الف لام بلاشبہ استغراق کے لئے بھی آتا ہے لیکن یہ اس کا حقیقی معنی
نہیں بلکہ مجازی ہے اور الف لام عہد خارجی میں اصل اور حقیقت ہے چنانچہ علامہ تفتازانی فرماتے ہیں التعریف لا یلزم ان یکون للاستغراق بل العہد ہو الاصل (تلویح صـ۶۰) یعنی لام تعریف
کے لئے ضروری نہیں کہ وہ استغراق کے لئے ہو بلکہ اصل تو عہد خارجی ہے اور مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی فرماتے ہیں۔ انما الفرق بان الجنس لا یحتاج الی مؤنۃ المقام الخطابی بخلاف الاستغراق (حاشیہ
عبد الغفور صـ۲) یعنی جنس اور استغراق میں فرق بایں طور ہے کہ جنس کے لئے مقام خطابی کے قرینہ کی ضرورت نہیں لیکن استغراق قرینہ کا محتاج ہوتا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ استغراق میں الف لام کا استعمال مجازی
ہے۔ کیونکہ اہل علم خوب جانتے ہیں کہ قرینہ کے محتاج ہمیشہ مجازی معنی ہوتے ہیں۔ اور حقیقی معنی محتاج قرینہ نہیں ہوتے۔ اور فاضل مدقق مولانا نور محمد لکھتے ہیں قال العلامۃ التفتازانی فی بعض تصانیفہ
انہم اختلفوا فی اللام المزید بعد وقع الاسم بالابتداء کما فی سلام علیک فذہب بعضہم الی انہا تعریف الجنس اذ لا عہد ہہنا ولا ثالث لمعنی
اللام باتفاق ائمۃ اللغۃ اس کے بعد صاحب لباب الاعراب سے نقل کیا ہے۔ اللام لا یفید الا التعریف والاسم لا یدل الا علی الجنس فاذن لا یکون ثمہ الاستغراق
نعم یصار الیہ بقرینۃ المقام لا ان یکون مدلول اللام (حاشیہ عبد الغفور صـ۳) دونوں عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ الف لام باتفاق ائمہ لغت عہد خارجی اور جنس میں اصل اور حقیقت
ہے اور استغراق میں اس کا استعمال مجازی اور محتاج قرینہ ہے، ہکذا فی المتن المتین وغیرہ۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ استغراق الف لام کا مجازی استعمال ہے تو بلا قرینہ صارفہ حقیقت یعنی عہد خارجی کو

چھوڑ کر استغراق مراد لینا ہرگز جائز نہیں لان المجاز فرع الحقیقۃ اور مجازی معنی صرف اسی وقت مراد لئے جاتے ہیں جب حقیقت متعذر ہو منتھی تعذر الحقیقۃ ارید المجاز لیکن یہاں تو حقیقی معنی متعذر نہیں ہیں بلکہ ممکن اور عین مراد ہیں کما سیأتی ثانیاً اس آیت میں الف لام کو استغراق پر محمول کرنا ویسے بھی مقام کے مناسب نہیں کیونکہ مقام تو عہد خارجی کا مقتضی ہے اسلئے کہ سوال تو غیب کے ایک خاص معاملہ کے بارے میں تھا یعنی اللہ تعالیٰ ہمیں صاف صاف بتا دے کہ فلاں فلاں شخص منافق ہے یعنی ان کے دلوں میں نفاق ہے اس لئے اس کے جواب میں فرمایا کہ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ تم کو اس غیب کی بات پر مطلع فرما دے۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ رسول کو اس غیب کی اطلاع دیدے۔ اس لئے الغیب میں الف لام عہد خارجی کے لئے ہے اور اس سے وہ مخصوص غیب مراد ہے یعنی منافقوں کی نشاندہی بذریعہ وحی الٰہی ثالثاً تمام مفسرین حضرات نے یہاں الغیب سے بعض علم غیب مراد لیا ہے ماکان و مایکون اور جمیع مغیبات کا کلی اور تفصیلی علم کسی نے بھی مراد نہیں لیا۔ تو یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ الف لام استغراق کے لئے نہیں۔ چنانچہ علامہ قاضی بیضاوی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء فیوحی الیہ ویخبرہ ببعض المغیبات (بیضاوی ج ۱ ص۵۶) لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے تو اس کی طرف وحی کرتا ہے اور اسے بعض مغیبات کی خبر دیتا ہے۔ امام بغوی فرماتے ہیں ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء فیطلعہ علی بعض علم الغیب (معالم ج ۱ ص۳۸۲) لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے منتخب فرما لیتا ہے تو اسے بعض علم غیب پر مطلع فرما دیتا ہے علامہ خازن لکھتے ہیں یعنی ولکن اللہ یصطفی ویختار من رسلہ من یشاء فیطلعہ علی ما یشاء من غیبہ (خازن ج ۱ ص۳۸۳) مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے اور اپنے جس بعض غیب کی چاہتا ہے اسکو اطلاع دے دیتا ہے اور علامہ ابن صفی لکھتے ہیں ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء فیخبرہ ببعض المغیبات (جامع البیان ص۶۶) اور مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں۔ فیطلعہ علی البعض من علوم الغیب احیاناً (تفسیر مظہری ج ۲ ص۱۸۵) یعنی اللہ تعالیٰ جس کو رسول منتخب کرتا ہے اسے بعض غیوب کی اطلاع دیتا ہے اور وہ بھی احیاناً یعنی کبھی کبھی۔ رابعاً اگر یہاں تمام قواعد عربیت اور اصول تفسیر کے خلاف الف لام استغراق کے لئے مان لیا جائے اور یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ماکان و مایکون کا کلی اور تفصیلی علم غیب تھا تو اس سے مذکورہ بالا خرابیوں کے علاوہ قرآن مجید کی ان بہت سی آیتوں کی تکذیب لازم آئے گی جن میں نہایت صراحت سے حضور علیہ السلام کی ذات گرامی سے کلی علم غیب کی نفی کی گئی ہے مثلاً وممن حولکم من الاعراب منافقون ومن اھل المدینۃ مردوا علی النفاق لا تعلمھم نحن نعلمھم اور کچھ تمہارے گردو پیش والوں میں اور کچھ مدینہ والوں میں ایسے منافق ہیں جو نفاق کی حد کمال کو پہنچے ہوئے ہیں آپ بھی ان کو نہیں جانتے (کہ یہ منافق ہیں بس) ہم ان کو جانتے ہیں۔ اس آیت میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صراحۃً مدینہ کے ان منافقین کی پہچان کی نفی کی گئی ہے جو اپنا نفاق چھپانے میں انتہائی حزم و احتیاط سے کام لیتے تھے یہ آیت سورۂ توبہ کی ہے جو سورہ آل عمران کے بعد نازل ہوئی تھی تو اگر آل عمران کی آیت سے حضور علیہ السلام کے لئے کلی علم غیب ثابت کیا جائے تو سورۂ توبہ کی بعد میں نازل ہونے والی آیت اس کی نفی کرتی ہے اور یہ کھلا ہوا تضاد ہے جس کا خدا کے کلام میں پایا جانا محال ہے۔ لہٰذا صحیح بات یہی ہے کہ زیر تفسیر آیت میں نہ الف لام استغراق کیلئے ہے اور نہ ہی اس سے حضور علیہ السلام کے لئے ماکان و مایکون کا کلی علم غیب ثابت ہے۔

۲۔ عَفَا اللّٰہُ عَنْکَ لِمَ اَذِنْتَ لَھُمْ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الْکٰذِبِیْنَ (توبہ ع ۷) اللہ تعالیٰ نے آپ کو معاف (تو) کر دیا (لیکن) آپ نے انکو (ایسی جلدی) اجازت کیوں دے دی جب تک آپ کے سامنے سچے لوگ ظاہر نہ ہو جاتے اور آپ جھوٹوں کو معلوم نہ کر لیتے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین کو جنگ میں شریک نہ ہونے کی اجازت دے دی آپ نے ان کی چکنی چپڑی باتوں سے واقعی ان کو معذور سمجھ لیا حالانکہ وہ جھوٹے اور مکار تھے تو اس پر اللہ تعالیٰ نے تنبیہ نازل فرمائی کہ آپ نے تمام عذر کرنے والوں کو کیوں اجازت دے دی۔ یہاں تک کہ آپ کو عذر میں سچے اور جھوٹے کا علم ہو جاتا تو اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کو عذر میں سچے اور جھوٹے کی پہچان نہ تھی۔ یہ آیت بھی سورہ توبہ کی ہے۔

۳۔ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِکَ (تحریم ع ۱) اے نبی کیوں حرام کرتا ہے تو اس چیز کو جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کی ہے (اور وہ بھی) اپنی بیویوں کی رضا جوئی کے لئے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ بعض ازواج مطہرات کی خاطر شہد نہ کھانے کی قسم کھائی تھی جس پر یہ آیت نازل ہوئی اور آپ کو قسم سے دستبردار ہونے کا حکم دیا گیا تو معلوم ہوا کہ اس وقت تک آپکو ماکان و مایکون کا کلی غیب حاصل نہیں تھا اگر آپ کو کلی غیب ہوتا تو آپ ایک ایسی چیز کو اپنے اوپر حرام نہ فرماتے جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو تنبیہ ہوتی۔ یہ سورت بھی آل عمران کے بعد نازل ہوئی تو یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ یہاں الغیب میں استغراق ہرگز مراد نہیں۔

۴۔ سورۂ منافقون جو آل عمران کے بعد نازل ہوئی ہے اس میں ایک واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور اس واقعہ کی تفصیل کتب حدیث میں موجود ہے چنانچہ صحیح بخاری ج ۲ ص۷۲۷ پر ہے حضرت زید بن ارقم کہتے ہیں کہ ایک غزوہ میں میں نے عبد اللہ بن ابی منافق کو کہتے سنا کہ پیغمبر کے ساتھیوں کی مالی امداد مت کرو تاکہ وہ بھوکے مرتے اس کا ساتھ چھوڑ دیں اور اب جب ہم مدینہ واپس جائیں گے تو العیاذ باللہ ان کمینوں کو شہر سے نکال باہر کریں گے۔ میں نے یہ باتیں حضور علیہ السلام تک پہنچائیں تو آپ نے اس منافق کو بلا کر اس سے پوچھا تو وہ صاف مکر گیا۔ اور اس نے قسمیں کھا کھا کر اپنی سچائی کا آپکو یقین دلا دیا چنانچہ آپ نے میری تکذیب اور اس کی تصدیق فرما دی جس سے مجھے بہت صدمہ ہوا پھر اللہ تعالیٰ نے سورہ منافقون کی ابتدائی آیتیں نازل فرما کر اصل حقیقت واضح فرمائی کہ ان منافقوں نے یہ باتیں کہی ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے لفظ بلفظ ان باتوں کی تصدیق فرمائی جو میں نے بیان کی تھیں اور حضور علیہ السلام نے مجھے بلا کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری باتوں کی تصدیق فرما دی ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کو اس واقعہ تک بھی کلی غیب حاصل نہیں تھا۔ یہ واقعہ غزوہ تبوک کا ہے جو ۹ھ میں پیش آیا۔ تو یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ آل عمران کی آیت میں استغراق مراد نہیں اور نہ ہی اس آیت میں آپ کے کلی علم غیب کا کوئی ثبوت ہے۔

۵۔ وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّکُفْرًا وَّتَفْرِیْقًا بَیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ مِنْ قَبْلُ ط وَلَیَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰی ط وَاللّٰہُ یَشْھَدُ اِنَّھُمْ لَکٰذِبُوْنَ o لَا تَقُمْ فِیْہِ اَبَدًا (توبہ ع ۱۳) اور جنہوں نے ان اغراض کے لئے مسجد بنائی ہے کہ (اسلام کو) ضرر پہنچائیں اور اس میں بیٹھ کر کفر کی باتیں کریں۔ اور ایمان والوں میں تفریق ڈالیں اور ان لوگوں کو گھات کی جگہ مہیا کریں جو پہلے سے اللہ اور اس کے رسول کے مخالف ہیں اور وہ قسمیں کھا جائیں گے کہ بجز بھلائی کے ہماری اور کوئی نیت نہیں اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ بالکل جھوٹے ہیں۔ آپ اس میں کبھی (نماز کے لئے) کھڑے نہ ہوں۔ ابو عامر ایک نہایت ہی خبیث اور مکار پادری تھا۔ جو خود تو قیصر روم کے پاس پہنچا تاکہ اسے مسلمانوں کے خلاف آمادہ جنگ کر سکے ادھر مدینہ کے منافقین کو لکھا کہ وہ مسجد کے نام پر ایک عمارت بنائیں اور نماز کے بہانے اس میں جمع ہو کر اسلام کے خلاف سازشیں کیا کریں اور اس کے خفیہ خطوط بھی انکو اسی جگہ ملا کریں گے۔ نیز اگر کبھی وہ مدینہ

آیا تو اس کا قیام بھی یہیں ہو گا۔ چنانچہ انہوں نے اس مقصد کے لئے ایک مسجد نما عمارت بنالی اور حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر لگے قسمیں کھانے کہ حضرت ہمارا ارادہ نیک ہے ہم صرف یہ چاہتے تھے کہ مسجد قبا ہم سے دور ہے اور بوڑھوں، بچوں اور عورتوں کا وہاں تک پہنچنا دشوار ہے اس لئے ہم نے یہ مسجد بنائی ہے تاکہ یہ لوگ اس میں آسانی سے نمازیں ادا کر سکیں۔ اور ہماری دلی خواہش ہے کہ اس مسجد کا افتتاح آپ کی نماز سے ہو اس لئے آپ اس میں نماز پڑھنے کے لئے تشریف لے چلیں۔ اس وقت حضور علیہ السلام غزوہ تبوک کی مہم پر جا رہے تھے اس لئے آپ نے ان سے وعدہ فرمالیا کہ تبوک سے واپسی پر میں تمہاری نئی مسجد میں آؤں گا۔ اور اس میں نماز بھی پڑھوں گا۔ چنانچہ مفسر ابن کثیر لکھتے ہیں ولو قد قدمنا ان شاء اللہ تعالیٰ اتیناکم فصلینا لکم فیہ (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۳۸۸) یعنی اگر انشاء اللہ اس مہم سے بخیریت واپس آگئے تو تمہاری مسجد میں جا کر نماز پڑھیں گے۔ جب آپ غزوہ تبوک سے بخیریت واپس تشریف لے آئے تو دل میں ایفائے عہد کا خیال آگیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی آپ کو اصل حقیقت حال سے آگاہ فرمادیا تو اس سے بھی معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع مغیبات کا علم نہیں تھا۔ اگر آپ کو کلی غیب ہوتا تو ان منافقین کی مکاری اور عیاری کا بھی آپ کو علم ہوتا اور آپ مسجد ضرار میں تشریف لے جا کر نماز پڑھنے کا وعدہ نہ فرماتے۔ مندرجہ بالا پانچ آیتیں سورۂ آل عمران کے بعد نازل شدہ سورتوں کی ہیں اور ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کلی علم غیب کی صاف صاف نفی ہوتی ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ آل عمران کی اس آیت میں الغیب کا الف لام استغراق کے لئے نہیں ہے اور نہ ہی یہاں الغیب سے ماکان ومایکون کا کلی علم غیب مراد ہے بلکہ الف لام یہاں عہد کے لئے ہے اور الغیب سے احد میں بیوفائی کرنے والے منافقین کی پہچان مراد ہے حاصل یہ کہ اس آیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کلی پر استدلال کرنا سراسر غلط اور باطل ہے ۲۷۳ جب یہ بات واضح ہو گئی کہ تم کو اللہ تعالیٰ غیب پر مطلع نہیں کرنے کا تو اب تمہارے لئے صرف یہی چیز باقی رہ جاتی ہے کہ تم اللہ پر اور اس کے تمام رسولوں پر ایمان لاؤ اور اس پر قائم رہو تمہارا کام ایمان و تصدیق ہے نہ کہ علم غیب حاصل کرنے کی تگ و دو کرنا۔ ای علیکما التصدیق لا التشوف الی اطلاع الغیب (قرطبی ج ۴ ص ۲۹۰)

یہاں اللہ پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ صرف اللہ ہی کو قادر مطلق مانو اور صرف اسے ہی عالم الغیب اور پوشیدہ باتیں جاننے والا سمجھو اور رسولوں پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے ہیں اللہ نے ان کو اپنی رسالت کے لئے چنا ہے اور وہ عالم الغیب نہیں ہیں ان کو صرف اتنا ہی غیب معلوم ہے جتنا اللہ تعالیٰ نے ان کو بتادیا اور وہ اللہ کی طرف سے وحی کے بغیر دین میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے۔ فآمنوا باللہ ورسلہ بان تقدروہ حق قدرہ وتعلموہ وحدہ مطلعا علی الغیوب وان تنزلوھم منازلھم بان تعلموھم عبادا مجتبین لا یعلمون الا ما علمھم اللہ ولا یخبرون الا بما اخبرھم اللہ بہ من الغیوب ولیسوا من علم الغیب فی شیء (بحر ج ۳ ص ۱۲۷) المراد من الایمان باللہ تعالیٰ ان یعلموہ وحدہ مطلعا علی الغیب ومن الایمان برسلہ ان یعلموھم عبادا مجتبین لا یعلمون الا ما علمھم اللہ تعالیٰ ولا یقولون الا ما یوحی الیھم فی امر الشرائع (روح ج ۴ ص ۱۳۳) وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا الخ اور اگر تم اللہ پر اور اس کے رسولوں پر کما حقہ ایمان لے آؤ گے اور پھر اللہ کے اوامر و نواہی میں اس کی مخالفت سے بچو گے تو اس کے بدلے اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و احسان سے تم کو اتنا بڑا اجر اور ثواب عطا کرے گا جو اندازے اور حساب سے باہر

جہاد کے بعد ترغیب الی الانفاق ۱۲

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ

سو تم یقین لاؤ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر اور اگر تم یقین پر رہو اور پرہیزگاری پر تو تم کو

اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۹﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ

بڑا ثواب ہے ۲۷۴ اور نہ خیال کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اس

اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ

چیز پر جو اللہ نے ان کو دی ہے اپنے فضل سے کہ یہ بخل بہتر ہے انکے حق میں بلکہ یہ بہت برا ہے

شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ

ان کے حق میں ۲۷۵ طوق بنا کر ڈالا جائیگا انکے گلوں میں وہ مال جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن ۲۷۶ ف

وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا

اور اللہ وارث ہے آسمان اور زمین کا۔ اور اللہ جو کرتے ہو سو

تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۸۰﴾ ۧ لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ

جانتا ہے ۲۷۶ ف بیشک اللہ نے سنی ان کی بات جنہوں نے

قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا

کہا کہ اللہ فقیر ہے اور ہم مالدار ہیں ۲۷۷ اب لکھ رکھیں گے

قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّنَقُوْلُ

ہم ان کی بات اور جو خون کئے ہیں انہوں نے انبیاء کے ناحق اور کہیں گے

ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۱۸۱﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ

چکھو عذاب جلتی آگ کا ف یہ بدلہ اس کا ہے جو تم نے اپنے ہاتھوں آگے

اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۱۸۲﴾ ۚ

بھیجا اور اللہ ظلم نہیں کرتا بندوں پر

اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ

وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اللہ نے ہم کو کہہ رکھا ہے کہ یقین نہ کریں

ع ۹

موضح قرآن ف جو کوئی زکوٰۃ نہ دے گا۔ اس کا مال اژدہا بن کر گلے میں پڑے گا۔ اور اسکے کلے چیرے گا اور اللہ وارث ہے یعنی آخر تم مر جاؤ گے اور مال اسی کا ہو رہے گا تم اپنے ہاتھ سے دو تو ثواب پاؤ ف ۲ یہود نے جو یہ آیت سنی کہ اقرضوا اللہ کہنے لگے کہ اللہ ہم سے قرض مانگتا ہے تو اللہ محتاج ہے اور ہم دولتمند ہیں۔

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی آن مال را بصورت مار در گردن ایشان اندازند ۱۲ ف ۲ یعنی چوں یہود شنیدند اقرضوا اللہ گفتند ما غنی ایم و خدا فقیر است ۱۲

ہوگا۔ لا یکلمہ ولا یحدث فی الدنیا والاٰخرۃ (روح ج ۴ ص ۱۳۹) خلاصہ ماقبل۔ شبہ متعلقہ جہاد کا بالتدریج جواب ارشاد فرمایا۔ پہلے اذ ھمت طائفتان سے لعلکم تشکرون (ع ۱۳) تک فرمایا کہ تم کو کب بے یار و مددگار چھوڑا ہے۔ میدان احد میں بھی تمہاری مدد کی تم میں سے دو قبیلوں نے بزدلی دکھانے اور جنگ میں شریک نہ ہونے کا ارادہ کر لیا تو اللہ نے ان کو تھام لیا اور ان کی ہمتیں مضبوط کر دیں اور اس سے پہلے جنگ بدر میں بھی تمہاری مدد کی تم تعداد میں کم اور بے سر و سامان تھے۔ لیکن پھر بھی اللہ نے تم کو فتحیاب فرمایا۔ اس کے بعد ع ۱۴ میں علی سبیل الترقی فرمایا وتلک الایام نداولھا بین الناس ولیعلم اللہ الذین اٰمنوا الخ یہ شکست اللہ کی حکمت بالغہ کا عین مقتضا تھی اللہ تعالیٰ مخلص مومنوں اور منافقوں کے درمیان امتیاز کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے اگر احد میں تمہیں مالی اور جانی نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ تو ہوا کیا تمہارے دشمن بھی تو تمہارے ہاتھوں اس قدر نقصان اٹھا چکے ہیں۔ آخر میں اس سے ترقی کر کے فرمایا ولقد صدقکم اللہ وعدہ الخ (ع ۱۶) یہ شبہ کا اصل جواب ہے یعنی اللہ نے تو اپنا وعدہ پورا فرما دیا اور وعدہ کے مطابق تمہاری امداد فرمائی اور تم کو فتح بھی دے دی۔ لیکن تمہاری کوتاہی اور امر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی وجہ سے تمہاری فتح شکست میں بدل گئی۔

اب تک چار فریقوں کا ذکر آچکا ہے (۱) مومنین مخلصین (۲) منافقین طاعنین (۳) شہداء اور (۴) حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ولا تھنوا ولا تحزنوا الخ (ع ۱۴) سے یغشی طائفۃ منکم (ع ۱۶) تک مخلصین کا ذکر ہے جس میں ان کو زجریں بھی ہیں اور قتال و انفاق کی ترغیبیں بھی ان کی کوتاہیوں پر عفو و درگذر کا اعلان بھی تاکہ ان کی ان فروگذاشتوں کی بنا پر کوئی ان کے خلاف زبان طعن نہ کھولے اس لئے ایک ہی رکوع میں دو دفعہ اعلان فرمایا ولقد عفا عنکم اور ولقد عفا اللہ عنھم (ع ۱۶) پھر فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم الخ (ع ۱۷) سے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے مشفقانہ برتاؤ کی تعریف و تحسین فرمائی کہ جن کی غلطی شکست کا سبب بنی اور اسی طرح جو مسلمان شکست خوردہ ہو کر بھاگے ان پر سختی نہیں فرمائی۔ بلکہ پیار و محبت سے ان کی دلجوئی کی نہ دل میں ان کے بارے میں کدورت باقی رکھی اور نہ زبان سے سختی کی۔ فرمایا آپ کی نرم خوئی اور مشفقانہ برتاؤ یہ سب آپ پر اللہ کی مہربانی ہے کہ اس نے آپ کو ایسے کریمانہ اخلاق کی دولت عطا فرمائی ہے اگر آپ ان سے سختی کا برتاؤ کرتے تو وہ سب بددل ہو کر آپ سے برگشتہ ہو جاتے آخر میں ارشاد ہوا کہ آپ ان سے درگذر فرمائیں اور آئندہ کے لئے امور مہمہ میں ان سے مشورہ کریں تاکہ مزید ان کی دلجوئی ہو جائے اس سے یہ مسئلہ معلوم ہو گیا کہ اگر ماتحتوں سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو ان سے سختی نہیں کرنی چاہئے بلکہ ان سے نرمی اور شفقت کا برتاؤ کرنا چاہئے۔ اور طائفۃ قد اھمتھم انفسھم (ع ۱۶) سے ان کنتم صدقین تک منافقین کے مختلف حالات بیان کئے ہیں اور درمیان میں ان کو زجر فرمایا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ مشفق و مہربان ہستی جو نہ دل میں کسی کے خلاف کینہ رکھے اور نہ زبان سے سختی کرے۔ کیا اس پر خیانت کا طعن کرتے ہو لقد من اللہ علی المؤمنین الخ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تو اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے اس پر طعن کرنے کی بجائے تمہیں تو اس نعمت عظمیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ ولا تحسبن الذین قتلوا سے لا یضیع اجر المؤمنین تک اللہ کی راہ میں شہید ہونے والوں کی فضیلت اور ان کے ثواب کا ذکر ہے پھر الذین استجابوا سے فلکم اجر عظیم (ع ۱۸) تک تین چیزیں بیان کی گئی ہیں۔ پہلے تمام مومنین مخلصین کی شان اور ان کی تعریف فرمائی جو اللہ کی راہ میں لڑے۔ زخموں پر زخم کھائے اور عزیزوں کی شہادت کے صدمات برداشت کئے۔ پہلے ان کو زجریں کی تھیں یہاں ان کی دلجوئی فرمائی تاکہ ان کے زخمی دلوں کی مرہم پٹی ہو جائے پھر ولا یحزنک سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی کہ آپ ان شریر منافقوں کا غم نہ کریں یہ آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے اس کے بعد منافقین اور مشرکین کو زجر فرمایا اور ان کو عذاب اخروی سے تخویف فرمائی ۲۷۴ ولا یحسبن سے واللہ بما تعملون خبیر تک مضمون انفاق کا پہلی بار اعادہ ہے۔ یہاں جہاد میں خرچ کرنے کی ترغیب فرمائی ہے یعنی تم اللہ کی راہ میں خرچ کیوں نہیں کرتے ہو۔ یہ سب کچھ دیا ہوا تو اللہ ہی کا ہے پھر اس کا دیا ہوا مال اسی کی راہ میں خرچ کرنے سے بخل کرنا بہت بری بات ہے۔ آخر تم مرو گے اور سب کچھ دنیا میں چھوڑ جاؤ گے۔ باقی تو صرف اللہ ہی رہے گا۔ سورۂ آل عمران اور سورہ بقرہ میں مضمون انفاق کی آیتوں سے اس آیت کا ربط اس طرح ہے۔ سورہ بقرہ میں ایک جگہ فرمایا وانفقوا فی سبیل اللہ یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرو پھر فرمایا من ذا الذی یقرض اللہ قرضا حسنا۔ آل عمران میں علی سبیل الترقی فرمایا لا تاکلوا الربوا اضعافا مضاعفۃ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا تو درکنار تم تو قرضہ بھی سود کے بغیر نہیں دیتے ہو۔ حالانکہ چاہئے تو یہ تھا کہ تم ہر حال میں (فی السراء والضراء) اللہ کی توحید اور اس کے دین کی خاطر مال خرچ کرتے اور توحید کو ماننے والوں کی غلطیوں پر غصہ پی جاتے اور ان سے درگذر کرتے۔ اب یہاں فرمایا یاد رکھو اگر اللہ کی راہ میں مال خرچ نہ کیا۔ اور اگر بخل ہی کرتے رہو گے تو آخرت میں اس کی سزا پاؤ گے اور اس کا برا نتیجہ بھگتو گے وجہ الارتباط انہ تعالیٰ لما بالغ فی التحریض علی بذل الارواح فی الجہاد وغیرہ شرع ھھنا فی التحریض علی بذل المال وبین الوعید الشدید لمن یبخل الخ (روح ج ۴ ص ۱۳۹) یہاں لا یحسبن کا پہلا مفعول محذوف ہے یعنی البخل اور خیرا لھم اس کا دوسرا مفعول ہے اور ھو ضمیر فصل ہے قال الخلیل وسیبویہ والفراء المعنی البخل خیرا لھم ای لا یحسبن الباخلون البخل خیرا لھم (قرطبی ج ۴ ص ۲۹۰) بخیل اور اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنے والے اپنے فعل بخل کو اپنے حق میں مفید سمجھتے ہیں۔ کیونکہ وہ نادان خیال کرتے ہیں کہ خرچ کرنے سے مال کم ہو جائے گا۔ لیکن ان کا یہ خیال غلط ہے۔ بخل ان کے لئے مفید نہیں بلکہ سخت مضر اور بری چیز ہے جیسا کہ آیت کے اگلے حصہ میں بیان فرمایا ۲۷۵ یہ بخل کے مضر اور شر ہونے کا بیان ہے اور بخل کرنے والوں یعنی مال کی زکات ادا نہ کرنے والوں اور جہاد فی سبیل اللہ میں خرچ نہ کرنے والوں کے لئے تخویف اخروی ہے یہ آیت اپنے ظاہر پر محمول ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من اٰتاہ اللہ مالا فلم یؤد زکوتہ مثل لہ مالہ شجاعا اقرع لہ زبیبتان یطوقہ یوم القیمۃ یاخذ بلھزمتیہ یعنی شدقیہ یقول انا مالک انا کنزک ثم تلا ھذہ الاٰیۃ (بخاری ج ۲ ص ۶۵۵) جس کو اللہ نے مال دیا لیکن اس نے اس کا حق ادا نہ کیا تو قیامت کے دن اس کا مال گنجے اژدہا کی صورت میں متمثل کیا جائے گا جس کی آنکھوں پر سیاہ نقطے ہوں گے اور وہ اس کے گلے کا طوق بن جائے گا اور اس کے دونوں جبڑوں کو پکڑ کر اس سے کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ۲۷۶ زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے ہر چیز کا مالک اللہ ہے۔ یہ تمام اموال و املاک جو ایک سے دوسرے کی طرف منتقل ہوتے چلے آرہے ہیں یہ سب اللہ ہی کی عطا کردہ ہیں اور آخر کار یہ تمام مدعی مر کھپ جائیں گے اور صرف اللہ ہی باقی رہے گا۔ جب یہ تمام اموال و املاک اللہ کی ہیں۔ اسی کے عطا کردہ ہیں اور انجام کار بھی اسی کی رہیں گی تو پھر ان چیزوں کے خرچ کرنے میں بخل کرنا اور وہ بھی اللہ کی راہ میں اور بھی مذموم اور بری بات ہے۔ ۲۷۷ یہ ترغیب علی الانفاق اور تخویف اخروی کے بعد منافقین یہود کا شکوی ہے جب اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو جہاد فی سبیل اللہ میں مال خرچ کرنے کی اقرضوا اللہ قرضا حسنا سے ترغیب دی تو وہ ازراہ استہزاء و تمسخر کہنے لگے کہ اللہ محتاج ہے اور ہم دولت مند ہیں کیونکہ وہ ہم سے قرض مانگ رہا ہے سنکتب ما قالوا یہ تخویف اخروی ہے اور یہاں سین تاکید کے لئے ہے اور لکھنے کی نسبت اللہ کی طرف مجازی ہے یعنی جو کچھ انہوں نے کہا ہے ہم ضرور کراما کاتبین کو اسے لکھنے کا حکم دیں گے اور اسے ضرور قلمبند کر لیا جائے گا۔ ای نامر الحفظۃ باثبات قولھم الخ قرطبی ج ۴ ص ۲۹۵) والسین للتاکید ای لن یفوتنا ابدا تدوینہ واثباتہ الخ (روح ج ۴ ص ۱۴۳) وقتلھم الانبیاء بغیر حق یہ ما قالوا پر معطوف ہے یعنی ہم نے

ان کا مذکورہ بالا قول اور قتل انبیاء علیہم السلام اور ان کے قتل پر رضا مندی کا جرم بھی ان کے اعمال ناموں میں ثبت کر لیا ہے قیامت کے دن وہ خود ہی اپنے اعمالنامے پڑھ لیں گے اس وقت ان کے عذاب میں اضافہ کرنے اور ان کی حسرت و یاس بڑھانے کے لئے ان سے کہا جائے گا کہ اب اپنے ان سابقہ گناہوں کی پاداش میں جہنم کا عذاب چکھو۔ یہاں تک یہود کے لئے وعید اور تخویف اخروی ہے ذالک بما قدمت ایدیکم وان اللہ لیس بظلام للعبید یہ ماقبل ہی کا تتمہ ہے اس میں بیان فرمایا کہ سزا ان کے خود کردہ گناہوں کی ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ ظالم نہیں کہ بندوں کو ناحق سزا دے۔ ۲۷۸ یہ پہلے الذین قالوا سے بدل ہے اور اس میں یہود کے ایک قول باطل اور ان کے ایک صریح بہتان کا شکوی ہے جہاں انہوں نے ازراہ تمسخر یہ کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ محتاج ہے جو بندوں سے خیرات مانگتا ہے وہاں انہوں نے اللہ تعالیٰ پر یہ صریح بہتان بھی باندھا کہ اللہ تعالیٰ نے تورات میں ہم کو یہ حکم دیا ہے کہ جب تک کوئی پیغمبر ہمیں یہ معجزہ نہ دکھائے کہ آسمان سے آگ آئے اور اس کی قربانی کو کھا جائے اس وقت تک ہم اس پر ایمان نہ لائیں اس سے ان کا مقصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر طعن کرنا تھا کہ چونکہ آپ نے ایسا کوئی معجزہ نہیں دکھایا اس لئے آپ اللہ کے رسول نہیں ہیں (عیاذاً باللہ) نیز وہ کہتے کہ پہلے پیغمبر تو قربانی کا گوشت نہیں کھاتے تھے۔ لیکن یہ قربانی کا گوشت کھاتا ہے اور پہلے رسولوں کی مخالفت کرتا ہے اس لئے یہ کس طرح رسول ہو سکتا ہے۔ اسی لئے ہم اس کے پیش کردہ مسئلہ توحید کو بھی نہیں مانتے۔ کانت دعوی اولئک الیہود ھذا العھد من مفتریاتھم (روح ج ۴ ص ۱۴۴) ۲۷۹ یہ یہود کے کذب و افتراء شکوی اور ان کے مطالبہ کا جواب ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ آپ ان کو یہ جواب دیں کہ مجھ سے پہلے اللہ تعالیٰ کے کئی رسول تمہارے پاس آئے اور انہوں نے تمہیں کئی معجزے بھی دکھائے اور خاص طور پر جس معجزے کا تم اب مطالبہ کر رہے ہو یعنی آسمانوں سے آگ اترے اور قربانی کی چیز کھا جائے، وہ بھی تمہیں دکھایا گیا۔ لیکن اس کے باوجود تم نے ان رسولوں کو نہ مانا بلکہ ان میں سے کسی ایک کو تمہارے باپ دادا نے قتل بھی کر دیا اس لئے تمہارا مخصوص معجزے کا مطالبہ تلاش حق اور طلب ہدایت پر مبنی نہیں بلکہ محض تعنت اور ضد کی وجہ سے تم یہ مطالبہ کر رہے ہو اگر تم اپنے مطالبہ میں صادق ہوتے اور تم سچائی اور ہدایت کے طالب ہوتے تو ان رسولوں کو مان لیتے اور ان پر ایمان لے آتے، ان کی تکذیب نہ کرتے اور نہ ان کو قتل کرتے فالمعنی ان ھذا منکم معشر الیہود تعلل وتعنت ولو جاء بالقربات لتعللوا بغیر ذلک مما یقترحون (بحر ج ۳ ص ۱۳۲) اعلم انہ تعالیٰ بین بھذا الدلیل انھم یطلبون ھذہ المعجزۃ لا علی سبیل الاسترشاد بل علی سبیل التعنت الخ (کبیر ج ۳ ص ۱۴۳) ۲۸۰ یہ ایک طرف حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیہ ہے اور دوسری طرف جھٹلانے والوں کے لئے زجر و توبیخ ہے۔ فرمایا اگر یہ اہل کتاب آپ پر ایمان نہیں لاتے اور آپ کی تکذیب کرتے ہیں تو آپ اس سے غمگین اور دلگیر نہ ہوں اس قسم کے ضدی اور متعنت لوگ پہلے رسولوں کے وقت بھی موجود تھے اور انہوں نے بھی ان کی تکذیب کی حالانکہ وہ تمام پیغمبر دلائل و معجزات اور اللہ کی طرف سے نور ہدایت پھیلانے والی کتابیں لے کر آئے تھے اس لئے یہ معاملہ تو پہلے انبیاء علیہم السلام کو بھی پیش آ

لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ؕ قُلْ قَدْ
کسی رسول کا جب تک نہ لاوے ہمارے پاس قربانی کہ کھا جاوے اس کو آگ ف۱ ۲۷۹ تو کہہ
جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ
تم میں آچکے کتنے رسول مجھ سے پہلے نشانیاں لے کر اور یہ بھی جو تم نے کہا پھر ان کو کیوں
فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۸۳﴾ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ
قتل کیا تم نے اگر تم سچے ہو ف ۲۷۹ پھر اگر یہ تجھ کو جھٹلادیں
فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَ
تو پہلے تجھ سے جھٹلائے گئے بہت رسول جو لائے نشانیاں اور
الزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿۱۸۴﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ
صحیفے اور کتاب روشن ۲۸۰ ہر جی کو چکھنی ہے موت
وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ
اور تم کو پورے بدلے ملیں گے قیامت کے دن ۲۸۱ پھر جو کوئی دور
عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ
کیا گیا دوزخ سے اور داخل کیا گیا جنت میں اس کا کام تو بن گیا اور نہیں زندگانی
الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۱۸۵﴾ لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ
دنیا کی مگر پونجی دھوکے کی ۲۸۲ البتہ تمہاری آزمائش ہوگی مالوں میں
وَاَنْفُسِكُمْ ۣ قف وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ
اور جانوں میں ۲۸۳ اور البتہ سنو گے تم اگلی کتاب والوں
مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ؕ وَاِنْ
سے اور مشرکوں سے بدگوئی بہت اور اگر
تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۸۶﴾
تم صبر کرو اور پرہیزگاری کرو تو یہ ہمت کے کام ہیں ۲۸۴

۱ جواب شکوی ۴

۲ تسلی برائے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

۳ اعادہ مضمون جہاد دوسری بار ۱۲

۴ اعادہ مضمون انفاق دوسری بار ۱۲

۵ اعادہ ہر دو مضمون جہاد و انفاق تیسری بار بطریق لف و نشر مرتب ۱۲

۶ تسلی برائے مومنین و زجر برائے احبار و رہبان یہود ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنے رسولوں سے معجزہ ہوا تھا کہ کچھ چیز اللہ کی نیاز رکھی پھر آسمان سے آگ آئی اس کو کھا گئی تب وہ قبول ہوئی۔ اب یہود بہانے پکڑتے تھے کہ ہم کو حکم ہے کہ جس سے یہ معجزہ نہ دیکھیں اس پر یقین نہ لاویں اور یہ جھوٹے بہانے تھے۔ ہر نبی کو معجزہ ملا ہے جدا۔ سب کو ایک ہی معجزہ کیا لازم ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی گوسفندی از غیب آتش او را بردارد ۱۲

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ
اور جب اللہ نے عہد لیا کتاب والوں سے کہ اس کو بیان کرو

لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ
گے لوگوں سے اور نہ چھپاؤ گے ۲۸۵؎ پھر پھینک دیا انہوں نے

ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ فَبِئْسَ مَا
وہ عہد اپنی پیٹھ کے پیچھے اور خرید کیا اس کے بدلے تھوڑا سا مول سو کیا برا ہے جو

يَشْتَرُوْنَ ﴿۱۸۷﴾ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا
خریدتے ہیں تو نہ سمجھ کہ جو لوگ خوش ہوتے ہیں اپنے کئے پر اور

وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا
تعریف چاہتے ہیں بن کئے پر ۲۸۶؎ سو مت

تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۸۸﴾
سمجھ ان کو کہ چھوٹ گئے عذاب سے اور ان کے لئے عذاب ہے دردناک ف۱ ۲۸۷؎

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ
اور اللہ ہی کے لئے ہے سلطنت آسمان اور زمین کی اور اللہ ہر چیز پر

قَدِيْرٌ ﴿۱۸۹﴾ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ
قادر ہے ۲۸۸؎ بیشک آسمان اور زمین کا بنانا اور رات اور

الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۰﴾ الَّذِيْنَ
دن کا آنا جانا اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کو ف۲ ۲۸۹؎ وہ جو

يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰي جُنُوْبِهِمْ وَ
یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور

يَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا
فکر کرتے ہیں آسمان اور زمین کی پیدائش میں ۲۹۰؎ کہتے ہیں اے رب

۱۹ ع ۹ ۱۰

چکا ہے۔ وفی ذالک کمال توبیخهم وتوضیع صنیعهم وتسلیة له صلی اللہ علیه وسلم وتسلیة لمن فوتها تسلیة (روح ج ۴ ص ۱۴۵) ۲۸۱؎ یہاں دوبارہ مضمون جہاد کا اعادہ ہے اور جہاد کرنے کی ترغیب فرمائی ہے کہ جہاد میں شریک نہ ہونے کی وجہ تو یہی سکتی ہے کہ اس میں موت کا ڈر ہے کہ کہیں مارے نہ جائیں لیکن یاد رکھو موت کا مزہ تو ہر کسی کو چکھنا ہے اور موت ہر حال میں آئے گی خواہ تم گھروں میں بیٹھے رہو یا قتال میں شرکت کرو اس لئے تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ تم جہاد کرو کیونکہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا بہت بڑی نیکی اور اعلیٰ درجہ کا نیک عمل ہے اس کے دنیوی فوائد مثلاً اپنے مال وجان، عزت وآبرو اور ملک وملت کی حفاظت اور مال غنیمت وغیرہ کے علاوہ آخرت میں بھی تمہیں اس کا پورا پورا اجر وثواب ملے گا۔ فمن زحزح عن النار الخ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اگر اللہ کی راہ میں لڑتے لڑتے شہید ہو گئے تو سیدھے جنت میں داخل ہو جاؤ گے ۲۸۲؎ یہ مضمون انفاق کا دوسری بار اعادہ ہے یعنی دولت دنیا تمہیں اس قدر محبوب ہے کہ تم اسے اللہ کی راہ میں بھی خرچ نہیں کرتے ہو اور سمجھتے ہو کہ یہ دولت تم کو کچھ فائدہ دے گی لیکن سن لو یہ دنیا کی زندگی اور اس کا سازوسامان اور مال ومتاع بالکل عارضی اور فانی ہے اور اجر آخرت پر جو تمہیں اللہ کی راہ میں مال وجان دینے سے حاصل ہوگا۔ اس چند روزہ دنیوی عیش وعشرت کو کیوں ترجیح دیتے ہو یہ سراسر دھوکے کا سودا ہے جو اپنی ظاہری خوبصورتی سے تم کو آخرت سے غافل کر رہا ہے وما نفع الحیاة الدنیا الا نفع الغرور ای نفع یغفل عن النفع الحقیقی لدوامه وهو النفع فی الحیاة الاخرویة (بحر ج ۳ ص ۱۳۴) ای تغر المومن وتخدعه فیظن طول البقاء وهی فانیة (قرطبی ج ۴ ص ۳۰۲) ۲۸۳؎ یہاں تیسری بار مضمون انفاق وقتال کا لف ونشر مرتب کے طور پر اعادہ کیا گیا ہے۔ فرمایا ابھی تم پر مال وجان کے سلسلے میں کئی امتحانات آئیں گے۔ مال میں امتحان یہ ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ اور دیگر کارہائے خیر میں مال خرچ کرنے کا حکم ہوگا۔ یا مال پر آفات وبلیات آئیں گی اور جان میں ابتلاء یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہوگا۔ قتل وجراح۔ قید وبند اور دیگر مصائب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ای لتختبرن (فی اموالکم) بالانفاق فی سبیل اللہ وبما یقع فیها من الآفات (وفی انفسکم) بالقتل والاسر والجراح وما یرد علیها من انواع المخاوف والمصائب (مدارک ج ۱ ص ۱۵۵) اسلئے ان امتحانات کے لئے تیار ہو جاؤ اور ان تکالیف کو برداشت کرنے کے لئے اپنی ہمتوں کو آمادہ کرو ولتسمعن من الذین اوتوا الکتب الخ یہ بھی ابتلاء ہی کی ایک صورت ہے الذین اوتوا الکتب سے یہود ونصاری اور الذین اشرکوا سے مشرکین عرب مراد ہیں اور اذیً کثیرا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں توہین آمیز کلمات، ہجویہ نظمیں، اسلام اور مسلمانوں پر طعن وتشنیع اور ان کا تمسخر مراد ہے۔ من الطعن فی الدین الحنیف والقدح فی احکام الشرع الشریف وصد من ارادان یومن وتخطئة من امن وما کان من کعب بن الاشرف واضرابه من هجاء المومنین الخ (ابو السعود ج ۳ ص ۱۶۷) یعنی تم اہل کتاب اور مشرکین کی زبانوں سے بہت کچھ طعن وملامت اور تحقیر وتذلیل کی باتیں سنو گے اور یہ بھی تمہارے حق میں ایک امتحان ہو گا۔ ان دشمنان دین اور اعداء اسلام کی باتیں سن کر تم بد دل مت ہونا۔ نہ ہمت ہارنا اور نہ

۱؎ ترغیب برائے جہاد وبیان ثمرہ ۱۲

۲؎ یہود کو طعن یعنی نذر ونیاز کی آمدنی اور اپنی گدیوں کی حفاظت کی خاطر ۱۲

۳؎ سورت کے چار مضامین میں سے مضمون توحید کا اعادہ مع دلیل عقلی ۱۲

موضح قرآن ف۱ وہی یہود مسئلے غلط بتاتے اور رشوتیں کھاتے اور پیغمبر کی صفت چھپاتے پھر خوش ہوتے کہ ہم کو کوئی پکڑ نہیں سکتا اور امید رکھتے کہ لوگ ہماری تعریف کریں کہ خوب عالم دین دار وحق پرست ہیں۔ ف۲ یعنی نبی سے معجزہ مانگنا کیا ضرور جو بات وہ کہتا ہے یعنی توحید اسکی نشانیاں سارے عالم میں نمودار ہیں۔

ہی ان کی باتوں سے متنقل ہو کر سنجیدگی اور تقوی کا دامن ہاتھ سے چھوڑنا اور ان تمام امتحانات کا صبر وتحمل اور متانت سے مقابلہ کرنا ۲۸۴ے اس میں ایمان والوں کو بوقت ابتلاء وامتحان جرأت وشجاعت سے کام لینے اور اہل کتاب اور مشرکین کی طرف سے دی گئی تکلیفوں پر صبر وثبات کا دامن تھامنے کی تلقین کی گئی ہے ذالک سے صبر وتقوی کی طرف اشارہ ہے اور عزم الامور میں عزم مصدر بمعنی اسم مفعول ہے اور عزم الامور سے مراد وہ کام ہیں جو نہایت اہم اور تاکیدی ہوں اور جن کو بجالانے کا ہر ایک کو عزم اور پختہ ارادہ کرنا چاہیئے۔ ای الامور التی ینبغی ان یعزم علیها کل احد (روح ج ۴ ص۱۴۸) یہ جملہ جواب شرط مقدر کی علت ہے اور اس کے قائم مقام ہے ای وان تصبروا وتتقوا فهو خیر لکم فان ذالک من عزم الامور (ابو السعود ج ۳ ص۱۶۷) اس سے موجودہ دور کے مبلغین توحید کو سبق حاصل کرنا چاہیئے اگر آج کل کے مشرک مولوی، پیر اور گدی نشین ان کو گالیاں دیں، ان پر طعن وتشنیع کریں اور ان کو بے ادب اور گستاخ کہکر بدنام کرنیکی کوشش کریں تو انہیں انکی پرواہ کئے بغیر صبر وتحمل اور ثبات واستقلال سے اپنا کام جاری رکھنا چاہیئے ۲۸۵ے یہ ماقبل ہی سے متعلق ہے پہلے مومنوں کو تشجیع دلائی کہ اہل کتاب اور مشرکین کی طرف سے دی گئی ایذاؤں پر صبر کریں اب یہاں اہل کتاب کے لئے زجر کا ذکر فرمایا کہ ہم نے ان سے عہد لیا تھا کہ وہ حق یعنی مسئلہ توحید کو مانیں گے اور اسے بیان کریں گے اور اسے چھپائیں گے نہیں لیکن انہوں نے اس عہد ومیثاق کی کوئی پروا نہ کی فنبذوه وراء ظهورهم ضمیر میثاق کی طرف راجع ہے انہوں نے اس عہد کو پس پشت ڈال دیا اور اس کی پابندی نہ کی واشتروا به ثمنا قلیلا به کی ضمیر الکتاب کی طرف راجع ہے جس کتاب کو کھول کھول کر بیان کرنے کا حکم دیا گیا تھا اس کتاب کو بیان کرنے کی بجائے اسے عوام سے پوشیدہ رکھا۔ اور کوئی حق بات ان کے کانوں تک نہ پہنچنے دی اور یہ سب کچھ محض دنیائے دنی کی حقیر دولت اور دنیا کی فانی اور عارضی عیش اور اپنی گدیوں کی حفاظت کی خاطر کیا۔ اس آیت میں خاص طور پر علماء یہود مراد ہیں یعنی فنحاص واشیع واشباهہما من الاحبار (ابن جریر ج ۴ ص۱۲۶) یہ لوگ محض اپنی دنیوی ریاست عزت ووقار اور نذر ونیاز کی آمدنی کی حفاظت کے لیے حق چھپاتے تھے اور عوام کو الو بنا کر غلط راہ پر ڈال رکھا تھا۔ ۲۸۶ے اس کا تعلق ولا تکتمونه سے ہے اور ما اتوا سے کتمان حق اور تحریف کا فعل مراد ہے یعنی پہلے تو ان علماء اہل کتاب نے عہد کیا تھا کہ وہ حق بیان کریں گے مگر اب وہ ایک طرف تو عہد شکنی کرکے حق چھپا رہے ہیں اور پھر اس فعل پر خوش بھی ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی چاہتے ہیں کہ ان کی مدح سرائی ہو اور ان کی حق بیانی دیانت وامانت اور ان کے علم وفضل کی تعریف کی جائے قال ابن عباس رضی اللہ عنہما هم الیهود حرفوا التوراة وفرحوا بذالک واحبوا ان یوصفوا بالدیانة والفضل (ابو السعود ج ۳ ص۱۶۷) ۲۸۷ے یہ علماء یہود کے لئے تخویف اخروی ہے اور اس میں خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے یا ہر مخاطب سے ان کی ظاہری شان وشوکت اور ٹھاٹھ سے کوئی یہ اندازہ نہ کر بیٹھے کہ شاید آخرت میں بھی یہ لوگ عیش میں ہوں گے بلکہ اس بات کا تو کسی کے ذہن میں گمان اور خیال بھی نہ آنے پائے کہ وہ عذاب سے بچ جائیں گے بلکہ انہیں مفسدانہ اور گمراہانہ کارروائیوں کی ضرور سزا ملے گی جو بہت ہی دردناک ہوگی فاخبرات لهم عذابا الیما بما افسدوا

خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (۱۹۱) رَبَّنَآ

ہمارے تو نے یہ عبث ف نہیں بنایا تو پاک ہے سب عیبوں سے سو ہمکو بچا دوزخ کے عذاب سے ۱۹۱ اے

اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ

رب ہمارے جس کو تو نے دوزخ میں ڈالا سو اس کو رسوا کر دیا اور نہیں کوئی گنہگاروں کا

مِنْ اَنْصَارٍ (۱۹۲) رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ

مددگار ۲۹۲ے اے رب ہمارے ہم نے سنا کہ ایک پکارنے والا پکارتا ہے ایمان

اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ڰ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا

لانے کو ۲۹۳ے کہ ایمان لاؤ اپنے رب پر سو ہم ایمان لائے۔ اے رب ہمارے اب بخش دے گناہ ہمارے

وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ (۱۹۳) رَبَّنَا وَ

اور دور کردے ہم سے برائیاں ہماری اور موت دے ہمکو نیک لوگوں کیساتھ اے رب ہمارے

اٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰي رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ

اور دے ہمکو جو وعدہ کیا تو نے ہم سے اپنے رسولوں کے واسطہ سے اور رسوا نہ کر ہم کو قیامت کے دن

اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ (۱۹۴) فَاسْتَجَابَ لَھُمْ رَبُّھُمْ اَنِّىْ

بیشک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا ۲۹۴ے پھر قبول کی ان کی دعا ان کے رب نے کہ میں

لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ

ضائع نہیں کرتا محنت کسی محنت کرنے والے کی تم میں سے مرد ہو یا عورت تم آپس میں

مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِيْنَ ھَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِھِمْ

ایک ہو پھر وہ لوگ کہ ہجرت کی انہوں نے اور نکالے گئے اپنے گھروں سے

وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْھُمْ

اور ستائے گئے میری راہ میں اور لڑے اور مارے گئے البتہ دور کروں گا میں ان سے برائیاں

سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْھٰرُ ۚ

ان کی اور داخل کروں گا ان کو باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں۔

(۱) مضمون رسالت کی طرف اشارہ ۱۲

(۲) مضمون جہاد کی طرف اشارہ ۱۲

موضح قرآن ف عبث نہیں بنایا یعنی اس عالم کا انتہا ہے دوسرے عالم میں۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی بغیر تدبیر بلیغ ۱۲

الذین علی عباد اللہ (قرطبی ج ۴ ص۳۰۶) اسی طرح موجودہ زمانہ کے گدی نشین اور بدعت پسند مولوی محض اپنی گدیوں اور اپنے جھوٹے وقار کی خاطر مسئلہ توحید کو چھپاتے ہیں اور اسے ظاہر نہیں کرتے۔ سورۂ آلِ عمران میں چار مضامین بیان کئے گئے ہیں۔ توحید، رسالت، جہاد فی سبیل اللہ اور انفاق فی سبیل اللہ۔ اب یہاں ان چاروں کا اعادہ کیا گیا ہے۔ پہلے مضمونِ توحید کا اعادہ ہے۔ سورۂ آلِ عمران میں چونکہ زیادہ تر نصاریٰ کی اصلاح مدنظر تھی، جو حضرت عیسیٰ؈، مائی مریم؈ اور آلِ عمران کو کارساز سمجھتے اور ان کو پکارتے تھے، اس لئے فرمایا لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ **ف۲۸۸** یعنی سب کچھ اللہ کا ہے نہ کہ حضرتِ عیسیٰ؈، حضرت مریم؈ اور آلِ عمران کے کسی بزرگ کا۔ اور ہر چیز کا خالق اور ہر چیز پر قادر بھی صرف اللہ ہی ہے نہ کہ یہ حضرات۔ جب زمین و آسمان کا مالک اور ساری کائنات میں متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اس کی قدرت اس قدر کامل اور حاوی ہے کہ کوئی چیز اس کی قدرت سے باہر نہیں تو پھر عبادت اور پکار کے لائق بھی صرف وہی ہے اور وہی سب کا حاجت روا اور مشکلکشا ہے اور اس کے سامنے نہ کوئی شفیع غالب ہے اور نہ کوئی صفاتِ کارسازی میں اس کا شریک و نائب ہے۔ ای السلطان القاھر فیھما بحیث یتصرف فیھما وفیما فیھما کیفما یشاء ویرید ایجادًا واعدامًا احیاءً واماتۃً تعذیبًا واثابۃً من غیر ان یکون لغیرہ شائبۃ دخل فی شیء من ذلک بوجہ من الوجوہ (ابو السعود ج ۳ ص۱۶۱) **ف۲۸۹** یہ بھی دعوائے توحید پر عقلی دلیل ہے۔ زمین و آسمان کی پیدائش میں اور دن رات کی آمد و رفت میں عقل و فہم رکھنے والوں اور غور و فکر کرنے والوں کے لئے اللہ کی توحید، اس کی کمال صنعت و حکمت کے واضح دلائل موجود ہیں۔ اگر نظامِ فلکی کو دیکھا جائے تو اس میں سورج اور چاند، لاتعداد ستارے، آسمانوں اور سیاروں کی حرکات اور گردشِ فلک، آسمان کے آثار و نتائج۔ زمین کی شکل و صورت، اس پر اگنے والی کھیتیاں، باغات، پھل پھول اور زمین کے پیٹ کے خزانے۔ موسموں کی تبدیلی۔ دن رات کا اختلاف۔ دن رات کی کمی بیشی، غرضیکہ یہ امور اس بات کا بیّن ثبوت ہیں کہ ان سب کا پیدا کرنے والا اور اس پورے نظام کا نظم و نسق قائم رکھنے والا ایک ہی مدبر، صنعت و حکمت میں فرد اور صفات کمال میں واحد و یکتا ہے **ف۲۹۰** الذین یذکرون سے بعضکم من بعض تک اولی الالباب کے اوصاف اور انکے حالات کا ذکر ہے۔ یہاں تک ان کی صفتیں بیان فرمائیں۔ ایک یہ کہ وہ ہر حال میں اللہ کو یاد کرتے اور اس کی توحید کو بیان کرتے اور اسے ہی پکارتے رہتے ہیں اور کسی حال میں بھی اس سے غافل نہیں ہوتے۔ دوم یہ کہ وہ زمین و آسمان کی مخلوقات اور کائناتِ عالم میں غور و تدبر کرتے رہتے ہیں اور کائنات کے ذرے ذرے سے اللہ کی توحید پر استدلال کرتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں۔ **ف۲۹۱** یہ اولی الالباب کی دعا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے خالق و مالک ہونے کا اعتراف کرتے اور کہتے ہیں اے اللہ! تو ہی کارساز ہے نظامِ عالم کے پیدا کرنے میں اور اسے چلانے میں تیرا کوئی شریک نہیں۔ ای یقولون ما خلقتہ عبثًا وھزلا بل خلقتہ دلیلًا علی قدرتك وحکمتك (قرطبی ج ۴ ص۳۱۵) **ف۲۹۲** یہ اولی الالباب کی دوسری دعا ہے جس میں عذابِ جہنم سے پناہ مانگنے کے لئے انتہائی تضرع و زاری کا اظہار ہے اور پہلی دعا کیلئے بمنزلہ علت ہے۔ یعنی اے ہمارے پروردگار! جن مشرکوں اور نافرمانوں کو جہنم میں داخل کردے گا ان کا کوئی یار و مددگار نہیں ہوگا اور انہیں کوئی نہیں بچا سکے گا اور جہنم کا داخلہ انتہائی ذلت اور ہلاکت کی آخری منزل ہوگی اس لئے اے ہمارے مہربان پروردگار ہمیں اس سے محفوظ فرمائیے گا۔ **ف۲۹۳** یہ بھی ان کی دعا کی حکایت ہے اور اس میں مضمونِ رسالت کا اعادہ ہے کیونکہ منادی سے یہاں حضرت رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ یعنی اے اللہ! تیرے پیغمبر نے مسئلہ توحید بیان کیا، ہم نے اسے مان لیا۔ جیسا کہ ابنِ عباس رض، ابنِ مسعود رض اور ابن جریج رض وغیرہم سے منقول ہے والمراد بالمنادی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وھو المروی عن ابن مسعود وابن عباس وابن جریج واختارہ الجبائی وغیرہ (روح ج ۴ ص۱۶۳) **ف۲۹۴** یہاں تک اللہ کے نیک بندوں کی دعائیں تھیں ان سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اللہ کے پیارے اور نیک بندے تو خود اللہ کے محتاج اور اس کے سامنے عاجز ہیں اور دم دم میں اس کو یاد کرتے اور اس

ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ (۱۹۵)
یہ بدلہ ہے اللہ کے ہاں سے اور اللہ کے ہاں ہے اچھا بدلہ
لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ ؕ (۱۹۶)
تجھ کو دھوکا نہ دے چلنا پھرنا کافروں کا شہروں میں ف۲۹۵
مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۫ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ (۱۹۷)
یہ فائدہ ہے تھوڑا سا پھر ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے
لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ
لیکن جو لوگ ڈرتے رہے اپنے رب سے ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے بہتی ہیں
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ
نہریں ف۲۹۶ ہمیشہ رہیں گے ان میں مہمانی ہے اللہ کے ہاں سے
وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ (۱۹۸) وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ
اور جو اللہ کے ہاں ہے سو بہتر ہے نیک بختوں کے واسطے اور کتاب والوں میں بعضے
الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَ
وہ بھی ہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ پر ف۲۹۷ اور جو اترا تمہاری طرف اور
مَا اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ
جو اترا ان کی طرف عاجزی کرتے ہیں اللہ کے آگے نہیں خریدتے
بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ
اللہ کی آیتوں پر مول تھوڑا یہی ہیں جن کے لئے مزدوری ہے ان کے
رَبِّهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ (۱۹۹) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
رب کے ہاں بیشک اللہ جلد لیتا ہے حساب اے ایمان
اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۟ وَاتَّقُوا
والو صبر کرو اور مقابلہ میں مضبوط رہو اور لگے رہو ف۲۹۹ اور ڈرتے رہو

۱ زجر برائے مشرکین مع تخویف اخروی ۱۲

۲ مضمون انفاق کی طرف اشارہ ۱۲

۳ بشارت برائے مومنین ۱۲

۴ بشارت برائے مومنین اہل کتاب ۱۲

۵ چاروں مضامین کا اعادہ آمنوا میں توحید، اصبروا میں رسالت، صابروا اور رابطوا میں جہاد ۱۲

کے عذاب سے اس کی پناہ مانگتے ہیں اور ہر حال میں اسے ہی پکارتے ہیں اس لئے وہ کسی طرح بھی عبادت اور پکار کے لائق نہیں **٢٩٥** یہاں اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا دعائیں کرنے والوں کو خوشخبری سنائی ہے کہ ان کی دعائیں اس نے قبول فرمالیں کیونکہ وہ کسی کا کوئی عمل ضائع نہیں کرتا۔ بلکہ ہر چھوٹے سے چھوٹے عمل پر اجر و ثواب دیتا ہے عمل کرنیوالا خواہ مرد ہو یا عورت۔ اس لئے کہ وہ دونوں کوئی جدا جدا مخلوق نہیں ہیں بلکہ ایک ہی نوع کی دو شاخیں ہیں اور اعمال کی قبولیت تو عامل کے اخلاص پر موقوف ہے نہ کہ اس کے نر یا مادہ ہونے پر فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا سے وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ تک مضمونِ جہاد کا اعادہ ہے اس میں قتال فی سبیل اللہ کی ترغیب دی گئی ہے اور مجاہدین و شہداء کے لئے بشارتِ اخروی کا ذکر ہے اور اس کے ضمن میں ترغیب الی الانفاق کا مضمون بھی آگیا۔ **٢٩٦** لَا يَغُرَّنَّكَ میں خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور مراد آپ کی امت ہے الخطاب للنبی صلی اللہ علیہ وسلم والمراد منه امته وكثيرا ما يخاطب سيد القوم بشیء ويراد اتباعه فيقوم خطابه مقام خطابهم (روح ج ٤ ص ١٧١) اور یہ بھی ممکن ہے کہ خطاب عام ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور بطریق تغلیب امت کو بھی۔ ويحتمل ان يكون عاما للنبی صلی اللہ علیہ وسلم وغيره بطريق التغليب تطييبا لقلوب المخاطبين (روح) اور تقلب فی البلاد سے بسلسلۂ تجارت مختلف شہروں میں آمد و رفت مراد ہے والمراد بتقلب الذين كفروا فی البلاد تصرفهم فی التجارات والمكاسب (کبیر ج ٣ ص ١٨٥) یعنی کافروں کی تجارتیں، ان کے پاس دولت کی فراوانی اور وسعتِ عیش کہیں آپ کو اس دھوکہ میں نہ ڈال دے کہ خدا کے یہاں ان کی کوئی قدر و منزلت ہے اور آخرت میں بھی ان کو اسی طرح عیش و عشرت کی مسرتیں حاصل ہوں گی۔ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ یہ دنیا کی حقیر دولت اور چند روزہ عیش و عشرت خدا کے اس اجر و ثواب کے مقابلہ میں بالکل قلیل اور بے وقعت ہے جو اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے والوں کے لئے مقدر ہے۔ اس لئے اے ایمان والو! دنیوی منافع کو کوئی وقعت نہ دو بلکہ اللہ کی خوشنودی اور ثوابِ آخرت کی خاطر اپنی دولت جہاد فی سبیل اللہ اور دیگر نیک کاموں میں خرچ کرو ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِهَادُ یہ ان لوگوں کے لئے تخویفِ اخروی ہے جو دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی بجائے عیش و طرب اور لہو و لعب میں اپنی دولت برباد کرتے ہیں **٢٩٧** یہ بشارتِ اخروی ہے ماقبل سے یہ وہم پیدا ہو سکتا تھا کہ تجارت ہر حال میں بری چیز ہے اس لئے اس وہم کا ازالہ کر دیا گیا کہ جو لوگ اللہ سے ڈریں اور اپنے ہر کام مثلاً تجارت، زراعت، معیشت، معاشرت وغیرہ میں اللہ کی رضامندی اور اس کے احکام کی پابندی کو مدنظر رکھیں تو ان کے لئے آخرت میں خدا کے یہاں شاندار مہمانی ہے۔ اور آخرت میں ان کے لئے جو ثواب مقدر ہے وہ دنیا کی نعمتوں سے بدرجہا بہتر ہے وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ۔ مشرکوں کا مال ترویجِ شرک کے لئے اور مومنین کا مال اشاعتِ توحید کے لئے خرچ ہوتا ہے اس لئے توحید کی خاطر خرچ کرنے والوں کے لئے اللہ کے یہاں بہت بڑا اجر ہے۔ اس طرح اس آیت سے ترغیب الی الانفاق کی طرف اشارہ ہے **٢٩٨** پہلے واذ اخذ اللہ ميثاق الذين اوتوا الكتٰب الخ (ع ١٩) میں مسئلہ توحید کو نہ ماننے والے اہل کتاب کو زجر کے مقابلہ میں یہاں ان کے لئے بشارتِ اخروی ہے جو ان میں دعوئے مذکورہ مان چکے ہیں۔ اور اس میں نہ ماننے والوں کے لئے ترغیب کا پہلو بھی موجود ہے۔ یعنی اکثر اہل کتاب مسئلہ توحید نہیں مانتے۔ حالانکہ ان میں سے بعض مان چکے ہیں۔ اگر یہ مسئلہ حق نہ ہوتا تو وہ کیوں مانتے۔ اس لئے انہیں بھی مسئلہ توحید پر ایمان لے آنا چاہیئے۔ **٢٩٩** اس آخری آیت میں سورت کا اجمالی خلاصہ بیان کر دیا گیا ہے اصبروا یعنی توحید کی خاطر جس قدر مصیبتیں آئیں ان پر صبر کرو اور انہیں برداشت کرو۔ وَصَابِرُوْا اور ثابت قدم رہو یعنی دین اور مقابلہ میں (شاہ عبدالقادر) وَرَابِطُوْا در دل میں گھوڑے باندھو۔ یعنی جہاد کے لئے تیار رہو (جلالین) اس میں ترغیب علی القتال کا ذکر ہے اور انفاق فی القتال چونکہ قتال کا مبدا اور اس کے لئے موقوف علیہ ہے۔ اس لئے وہ ضمناً اس میں آگیا۔

سُورَۂ آلِ عمران میں آیاتِ توحید

مع مختصر خلاصجات

١۔ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ (ع ١) نفی شرک فی التصرف۔

٢۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَخْفٰی عَلَیْهِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ (ع ١) نفی شرک فی العلم۔

٣۔ هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُكُمْ فِی الْاَرْحَامِ كَیْفَ یَشَآءُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ○ (ع ١) نفی شرک فی التصرف۔

٤۔ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ○ (ع ٢) نفی شرک فی التصرف از ملائکہ و انبیاء علیہم السلام۔

٥، ٦ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِكَ الْخَیْرُ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○ تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ وَتُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ○ نفی شرک فی التصرف۔ (ع ٣)

٧، ٨ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ○ ذُرِّیَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ○ (ع ٤) نفی شرک فی التصرف والعلم۔

٩۔ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○ (ع ٤) نفی نذر لغیر اللہ و نفی شرک فی العلم۔

١٠۔ قَالَ یٰمَرْیَمُ اَنّٰی لَكِ هٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ○ (ع ٤) کراماتِ اولیاء کا ظہور خدا کے اختیار میں ہے۔

١١۔ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِیَّا رَبَّهٗ قَالَ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً اِنَّكَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ ○ (ع ٤) نفی شرک فی الدعاء۔

١٢۔ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ وَمَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ یُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَیُّهُمْ یَكْفُلُ مَرْیَمَ وَمَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ یَخْتَصِمُوْنَ ○ (ع ٥) نفی شرک فی العلم۔

١٣۔ اَنِّیْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ اَنِّیْ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْئَةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًاۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ اِلٰی فِیْ بُیُوْتِكُمْ (ع ٥) معجزاتِ انبیاء علیہم السلام ان کے اختیار میں نہیں ہوتے۔

١٤۔ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ (ع ٥) نفی شرک فی العبادۃ۔

۱۵۔ فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ○ (ع۵) نفی شرک فی التصرف

۱۶۔ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ○ (ع۶) نفی شرک فی التصرف۔

۱۷۔ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاۗءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـــًٔـا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ○ (ع۷) نفی شرک فی العبادۃ۔

۱۸و۱۹۔ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰـنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۙ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰۗىِٕكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ۭ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○ (ع۸) کسی پیغمبر نے غیر اللہ کو پکارنے کی تعلیم نہیں دی کیونکہ یہ چیز نبوت کے بالکل منافی ہے۔

۲۰۔ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ○ (ع۱۱) نفی شرک فی التصرف۔

۲۱۔ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ (ع۱۳) نفی شرک فی التصرف۔

۲۲تا۲۵۔ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَىِٕنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ۭ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ○ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَھُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَاۗىِٕبِيْنَ ○ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَھُمْ فَاِنَّھُمْ ظٰلِمُوْنَ ○ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ (ع۱۳) نفی شرک فی التصرف۔

۲۶تا۲۸۔ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ○ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰي جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ (ع۱۹و۲۰) نفی شرک فی التصرف۔

(بعون اللہ تعالیٰ سورۂ آل عمران کی تفسیر ختم ہوئی۔ ۱۶ شوال ۱۳۸۲ھ بروز بدھ بوقت گیارہ بجے دن۔)

سورۃ النساء

ربط سورۂ نساء کو سورۂ آل عمران سے دو طرح کا ربط ہے ایک اسمی دوسرا معنوی۔

اسمی ربط۔ جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے کہ فاتحہ سے مائدہ تک سورتوں کا اسمی ربط اس طرح ہے اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ وَلَا نَعْبُدُ وَلَا نَسْتَعِيْنُ الْبَقَرَةَ كَمَا فَعَلَتِ الْيَهُوْدُ وَالْمُشْرِكُوْنَ وَلَا اٰلَ عِمْرٰنَ كَمَا فَعَلَتِ النَّصَارٰى وَنُؤَدِّيْ حُقُوْقَ النِّسَاۗءِ اَللّٰهُمَّ فَاَنْزِلْ عَلَيْنَا مَاۗىِٕدَةَ اِنْعَامِكَ وَرَحْمَتِكَ (اے اللہ ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے اور صرف تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہم نہ گائے کی عبادت کریں گے نہ اسے پکاریں گے جیسا کہ یہود اور مشرکین نے کیا اور ہم نہ آل عمران کو پکاریں گے جیسا کہ عیسائیوں نے کیا۔ اور ہم عورتوں کے حقوق ادا کریں گے۔ اے اللہ ہم پر اپنی رحمت و برکت کا دسترخوان نازل فرما)

معنوی ربط۔ سورۂ بقرہ میں چار بنیادی مضامین (توحید، رسالت، جہاد، انفاق) بیان کئے گئے تھے اور ان کے ساتھ ساتھ امور انتظامیہ اور امور مصلحہ بھی مذکور تھے۔ بقرہ میں توحید کا بیان اور شرک کا رد ہر پہلو سے تھا۔ نفی شرک فعلی، نفی شرک اعتقادی اور نفی شفاعت قہری۔ سورۂ آل عمران میں توحید و رسالت سے متعلق شبہات کا ازالہ کیا گیا اور شرک اعتقادی کی نفی کی گئی۔ جہاد اور انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب دی گئی۔ اب مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی طور پر منظم کرنے کے لئے سورۂ نساء میں تفصیل سے امور انتظامیہ بیان کئے گئے ہیں اور ساتھ ہی ایک امر مصلح یعنی نماز کا ذکر کیا گیا ہے کیونکہ نماز امور انتظامیہ پر عملدرآمد کرنے میں ممد و معاون ہے گویا کہ سورۂ بقرہ کے مضامین میں سے ایک مضمون یعنی امور انتظامیہ کو سورۂ نساء میں شرح و بسط سے بیان کیا گیا ہے۔

خلاصہ سورۂ نساء میں جو امور انتظامیہ مذکور ہیں وہ چونکہ دو قسم کے ہیں۔ کچھ امور ایسے ہیں جن کا تعلق پبلک اور عام لوگوں سے ہے اور کچھ امور حکام سے متعلق ہیں اس اعتبار سے یہ سورت دو حصوں میں منقسم ہے۔ پہلا حصہ ابتداء سے لیکر وَنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا (ع۸) تک ہے اور دوسرا حصہ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَھْلِھَا سے لے کر وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا (ع۱۸) تک ہے۔ پہلے حصہ میں احکام رعیت اور دوسرے حصہ میں احکام سلطانیہ کا بیان ہے۔ اور ہر حصہ کے بعد اصل مسئلہ توحید بیان کیا گیا ہے۔ حصہ اول کے بعد اجمال کے ساتھ اور حصہ دوم کے بعد تفصیل کے ساتھ۔ احکام رعیت کا مقصد یہ ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کی حق تلفی نہ کرو اور ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ اور احکام سلطانیہ کا حاصل یہ ہے کہ دوسروں کی حق تلفی اور ان پر ظلم نہ ہونے دو۔ سورت کی ابتداء میں تخویف اخروی ہے یعنی جو احکام آگے آرہے ہیں ان کو بجالاؤ۔ ورنہ آخرت میں تمہیں عذاب دیا جائے گا۔ اس کے بعد عذاب سے بچنے کے لئے تین امور بیان کئے گئے۔ یعنی ظلم نہ کرو، شرک نہ کرو۔ اور احسان کرو۔ احکام رعیت کا خلاصہ یہ ہے کہ ظلم نہ کرو اور اس کے بعد ہی باقی دونوں امور بھی مذکور ہیں۔

احکام رعیت اس کے بعد چودہ احکام رعیت جاری فرمائے (۱) وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَھُمْ تا حُوْبًا كَبِيْرًا (ع۱) یتیموں کا مال نہ کھاؤ وہ تمہارے لئے خبیث ہے (۲) وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا تا ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا۔ اگر یتیم لڑکیوں سے نکاح کرو تو ان کا مہر اور ان کے دوسرے حقوق ادا کرو (۳) وَاٰتُوا النِّسَاۗءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً تا هَنِيْۗــــًٔـا مَّرِيْۗـــــًٔـا۔ یتیم لڑکیوں کے علاوہ دوسری عورتوں کے مہر بھی ادا کرو (۴) وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاۗءَ اَمْوَالَكُمُ تا وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا۔ یتیم بچے جب تک سن رشد کو نہ پہنچیں اس وقت تک ان کے اموال ان کے حوالے نہ کرو اور جب حوالے کرو اس پر گواہ بنا لو تاکہ معلوم ہو جائے کہ تم نے ان کا مال کھایا نہیں (۵) لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ تا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا۔ ترکہ میت میں تمام ورثاء کا حق ہے۔ اور ان کے حصے مقرر کر دئے گئے ہیں۔ کسی وارث کی حق تلفی نہ کرو خواہ یتیم ہو یا غیر یتیم۔ (۶) يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ (ع۲) تا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ۔ ورثاء کے مقرر حصے یہ ہیں۔ ان کے مطابق ترکہ تقسیم کرو (۷) وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ (ع۳

تا اعتدنا لهم عذابا الیما۔ مردوں اور عورتوں کو وراثت سے حصہ بیشک دو لیکن اگر ان میں سے کوئی بُرا فعل کرے تو اسے شرعی قانون کے مطابق اس کی سزا دو (۸) یایها الذین اٰمنوا لا یحل لکم تا واخذن منکم میثاقا غلیظا۔ ورثاء کو وراثت میں مال ملتا ہے عورتیں نہیں ملتیں۔ ہاں اگر خوشی سے نکاح کریں تو کر لو (۹) ولا تنکحوا ما نکح اٰباؤکم (۳۶) تا کتٰب اللہ علیکم (۴۴) عورتیں نکاح سے ملتی ہیں لیکن ان عورتوں سے نکاح جائز نہیں اگرچہ وہ بخوشی نکاح کریں (۱۰) واحل لکم ما وراء ذلکم تا خلق الانسان ضعیفا (۵۶) جن عورتوں سے نکاح جائز ہے بصورتِ نکاح ان کا مہر ادا کرنا ضروری ہے خواہ آزاد ہوں خواہ باندیاں۔ باندیوں سے نکاح کی اجازت اس لئے دی گئی تاکہ تم ظلم (زنا) سے بچ سکو۔ (۱۱) یایها الذین اٰمنوا لا تاکلوا اموالکم تا ونُدخلکم مُدخلا کریما۔ مال یتیم، وراثت اور مہر کے علاوہ بھی کسی طرح کا مال حرام نہ کھاؤ۔ (۱۲) ولا تتمنوا ما فضل اللہ بہ تا ان اللہ کان علی کل شیء شهیدا۔ وارثوں کے جو کم و بیش حصے مقرر کئے گئے ہیں ان میں سے کسی کا حسد نہ کرو۔ ہر ایک کو اس کا پورا حصہ دو۔ اور اس میں کمی کر کے ظلم نہ کرو اور جس کا حصہ زائد ہے اس کی خواہش نہ کرو (۱۳) **الرجال قوامون علی النساء** (۶۶) تا ان اللہ کان علیا کبیرا۔ اگرچہ عورتوں کا وراثت میں حصہ ہے لیکن مردوں کو عورتوں پر بالادستی حاصل ہے۔ ان پر خاوندوں کی فرمانبرداری لازم ہے دو وجہ سے۔ اول اللہ نے مردوں کو عورتوں پر فضیلت دی۔ دوم مرد عورتوں پر مال خرچ کرتے ہیں۔ اگر عورت میں بدخوئی ہو تو اسے نصیحت کرو اور بقدر ضرورت اسے مار بھی سکتے ہو لیکن اس پر ظلم نہ کرو۔ (۱۴) وان خفتم شقاق بینهما تا ان اللہ کان علیما حکیما۔ اگر خاوند بیوی میں اختلاف واقع ہو جائے تو ان کے درمیان صلح کی کوشش کرنی چاہیئے۔ یہاں تک چودہ احکام رعیت ختم ہوئے۔ ان کے خاتمہ پر واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا الخ سے دو چیزیں بیان کی گئیں۔ اول صرف اللہ کو پکارو۔ اس کی پکار میں کسی کو شریک نہ کرو۔ دوم ماں باپ، رشتہ دار اور بھائی بندوں اور دوسرے حقداروں پر احسان کرو۔ احکام رعیت کے بعد اصل دعوٰی توحید کا اجمالاً ذکر فرمایا۔ اس کے بعد الذین یبخلون (۶۶) سے ان اللہ کان عزیزا حکیما (۶۸) تک مشرکین اور اہل کتاب کے لئے متعدد زجریں اور تخویفیں ہیں۔ اور زجروں کے بعد مسئلہ توحید کی اہمیت کے پیش نظر پھر فرمایا ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ الخ یعنی یہ تمام احکام مانو لیکن شرک بہت بری چیز ہے اس سے بچو۔ اور آخر میں والذین اٰمنوا وعملوا الصلحت الخ سے مومنین کے لئے اخروی بشارت ہے۔ اس دوران میں یایها الذین اٰمنوا لا تقربوا الصلوٰة وانتم سکٰرٰی (۶۷) سے امر مصلح یعنی نماز اور طہارت کا ذکر کیا گیا ہے کیونکہ طہارتِ بدن سے انسان نماز کے قابل ہو سکتا ہے اور نماز ظلم سے بچنے، احسان کرنے اور توحید پر قائم رہنے میں ممد و معاون ہے۔ کیونکہ نماز میں سراسر توحید کی تعلیم ہے اور نماز سے مختلف دلوں میں الفت و محبت پیدا ہوتی ہے۔ جیسا کہ ارشاد نبوی ہے۔ سووا صفوفکم او لیخالفن اللہ بین قلوبکم (مشکوٰۃ ص۹۸) یعنی نماز میں صفیں سیدھی کیا کرو۔ ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں باہمی عداوت پیدا کر دیگا۔

احکام سلطانیہ۔ اب آگے نو احکام سلطانیہ کا بیان ہے۔ جو حکام اور صاحب اقتدار طبقہ سے متعلق ہیں جن کا حاصل یہ ہے کہ حاکمانِ وقت کو چاہیئے کہ وہ اللہ کے ان احکام کو قائم کریں اور کمزوروں اور ضعیفوں پر ظلم نہ ہونے دیں اور نہ ان کی حق تلفی ہونے پائے۔ احکام سلطانیہ کے درمیان جابجا مشرکین، منافقین اور اہل کتاب کے لئے زجریں، تخویفیں اور شکوے بھی مذکور ہیں۔ احکام سلطانیہ حسب ذیل ہیں (۱) ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامٰنٰت الی اهلها (۶۸) تا ذلک خیر و احسن تاویلا۔ حقداروں کو ان کے حقوق دلواؤ اور فیصلے انصاف سے کیا کرو۔ اس کے بعد الم تر الی الذین یزعمون (۹۶) سے ولهدینٰهم صراطا مستقیما تک منافقین کے لئے زجر۔ اور ومن یطع اللہ والرسول سے وکفٰی باللہ علیما تک مومنین کے لئے اخروی بشارت ہے (۲) یایها الذین اٰمنوا خذوا حذرکم (۱۰۶) تا فسوف نؤتیہ اجرا عظیما۔ اپنے حکمرانوں کے حکم کے تحت ہتھیار پہن کر نکلو اور اللہ کی راہ میں مشرکین سے جہاد کرو (۳) وما لکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ تا ان کید الشیطٰن کان ضعیفا۔ کمزور اور ضعیف مسلمانوں کو جو کہ مکہ مکرمہ میں تکلیف میں ہیں، ظالم مشرکوں کے پنجہ سے چھڑاؤ۔ اس کے بعد الم تر الی الذین قیل لهم کفوا ایدیکم الخ (۱۱۶) سے منافقین کو زجر۔ یقولون طاعة فاذا برزوا من عندک الخ سے منافقین کے لئے شکوٰی ہے فقاتل فی سبیل اللہ الخ سے ترغیب الی الجهاد۔ ومن یشفع شفاعة الخ حرّض المؤمنین سے متعلق ہے یعنی لوگوں کو جہاد کی ترغیب دینے کا اللہ تم کو اجر دیگا۔ اللہ لا الٰه الا هو سے جہاد کی غرض و غایت کا بیان ہے۔ اور آخر میں لیجمعنکم الی یوم القیٰمة الخ سے تخویف اخروی ہے (۴) فما لکم فی المنٰفقین فئتین (۱۲۶) تا جعلنا لکم علیهم سلطٰنا مبینا۔ راستہ میں مدینہ منورہ سے باہر جو منافقین تمہیں ملیں انہیں بھی ختم کر ڈالو البتہ معاہد اور غیر جانبدار فریقوں کو قتل کرنے سے گریز کرو۔ (۵) وما کان لمؤمن ان یقتل مؤمنا (۱۳۶) تا واعد لہ عذابا عظیما۔ اگر راستہ میں کسی مسلمان کے ہاتھوں غلطی سے کوئی مسلمان قتل ہو جائے تو اس سے متعلق احکام یہ ہیں (۶) یایها الذین اٰمنوا اذا ضربتم تا ان اللہ کان بما تعملون خبیرا۔ اگر راستہ میں کوئی شخص تمہیں کہہ دے کہ میں مومن ہوں تو مال کے لالچ میں اسے قتل نہ کرو۔ اس کے بعد لا یستوی القٰعدون من المؤمنین سے وکان اللہ غفورا رحیما تک ترغیب الی الجهاد اور مجاہدین کے لئے بشارتِ اخروی ہے (۷) ان الذین توفٰهم الملٰئکة (۱۴۶) تا وکان اللہ غفورا رحیما۔ اے مکہ کے محصور مسلمانو! تمہاری مدد کے لئے مجاہدین کی جماعت تو بھیج رہا ہوں لیکن تم مکہ سے ہجرت کرنے کی کیوں کوشش نہیں کرتے (۸) واذا ضربتم فی الارض (۱۵۶) تا وکان اللہ علیما حکیما۔ جہاد کے لئے جاؤ تو نماز میں قصر کرو اور میدان کارزار میں نماز کا وقت آجائے اور دشمن کے حملہ کا ڈر بھی ہو تو نماز اس طریقہ سے ادا کرو۔ (۹) انا انزلنا الیک الکتٰب بالحق (۱۶۶) تا وکان فضل اللہ علیک عظیما (۱۷۶) اللہ تعالیٰ نے آپ کو بذریعہ وحی احکام کی تعلیم فرما دی ہے۔ جب آپ سفر جہاد پر نکلیں تو فیصلے حسن ظن سے نہ کریں بلکہ قواعدِ شرعیہ کے مطابق کریں تاکہ آپ دھوکہ نہ کھائیں۔ جیسا کہ طعمہ کے قصہ میں آپ کو دھوکہ دیا گیا۔ اس کے بعد لا خیر فی کثیر من نجوٰهم سے وساءت مصیرا تک نویں حکم سلطانی سے متعلق ہے۔ یہاں تک نو احکام سلطانیہ ختم ہوئے۔

احکام سلطانیہ کے بعد اصلی دعوٰی یعنی مسئلہ توحید کا ذکر پہلے کی نسبت قدرے تفصیل سے کیا گیا۔ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ (۱۸۶) سے مشرکین کے لئے تخویفِ اخروی ہے۔ ان یدعون من دونہ الا انٰثا سے وما یعدهم الشیطٰن الا غرورا تک شرکِ اعتقادی اور شرکِ فعلی ہر دو کی نفی ہے۔ پھر اولٰئک ماوٰهم جهنم سے تخویفِ اخروی۔ والذین اٰمنوا وعملوا الصلحت سے بشارتِ اخروی۔ لیس بامانیکم ولا امانی اهل الکتٰب سے زجر۔ ومن یعمل من الصلحت من ذکر او انثٰی الخ سے پھر بشارتِ اخروی ہے۔ احکام رعیت اور احکام سلطانیہ کے اختتام پر دو احکام رعیت یعنی دوسرے اور چودھویں۔ اور ایک حکم سلطانی یعنی نویں پر ان سے متعلق بعض شبہات دور کرنے کے لئے مزید روشنی ڈالی گئی ہے۔ ویستفتونک فی النساء (۱۹۶) سے فان اللہ کان بہ علیما تک دوسرے حکم رعیت پر تنویر ہے یعنی مقصد یہ نہیں کہ یتیم لڑکیوں سے نکاح ناجائز ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ یتیموں اور ضعیفوں سے انصاف کرو۔ وان امراة خافت من بعلها نشوزا سے وکان اللہ واسعا حکیما تک چودھویں حکم رعیت پر تنویر ہے۔ خاوند بیوی کے درمیان اختلاف و نزاع کو ختم کر کے بہرحال اصلاح کی کوشش کرنی چاہیئے۔ خواہ فریقین میں سے کسی ایک کو اپنے حق سے دستبردار ہونا پڑے۔ اگر خاوند پہلی بیوی کی موجودگی میں دوسرا نکاح کرے تو پہلی بیوی کے حقوق بھی بدستور ادا کرے اور اسے کالمعلقة نہ بنائے۔ وللہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض سے وکان اللہ سمیعا **بصیرا** تک تخویف ہے۔ سب کچھ اللہ کے قبضہ و تصرف میں ہے، اس سے ڈرو۔ اس کے بعد یایها الذین اٰمنوا کونوا قوامین بالقسط (۲۰۶) سے فان اللہ کان بما تعملون خبیرا تک

نویں حکم سلطانی پر تنویر ہے۔ انصاف کا دامن کسی حال میں مت چھوڑو۔ ماں، باپ، دیگر رشتہ داروں کی رشتہ داری یا کسی غریب آدمی کی غربت کی وجہ سے سچی گواہی میں مت لحاظ کرو۔ اور انکی خاطر گواہی میں کمی بیشی مت کرو۔ پھر یاایھا الذین اٰمنوا اٰمنوا باللہ ورسولہ (ع ۲۰) سے واعتدنا للکفرین عذابا مھینا (ع ۲۱) تک یہود اور منافقین کے لئے زجر و تخویف ہے، یعنی جو کتاب دفعۃً نازل ہوئی ہے مثلاً تورات اسے بھی مانو اور جو آہستہ آہستہ نازل ہوئی ہے، یعنی قرآن، اسے بھی مانو، دونوں اللہ کی وحی ہیں۔ اور والذین اٰمنوا باللہ ورسلہ سے ماننے والوں کے لئے بشارت ہے۔ اس کے بعد یسئلک اھل الکتٰب (ع ۲۲) سے یہود کے ایک سوال کا ذکر ہے کہ قرآن دوسری آسمانی کتابوں کی طرح بیک وقت اکٹھا کیوں نازل نہیں ہوا۔ آگے یہود کے لئے زجر کا سلسلہ شروع ہوگیا ہے جو رکوع ۲۲ کے آخر تک چلا گیا ہے۔ درمیان میں لٰکن الرّاسخون فی العلم منھم الخ سے فرمایا کہ یہود میں جو راسخ فی العلم ہیں وہ تو مان چکے ہیں۔ اب انا اوحینا الیک کما اوحینا الٰی نوح (ع ۲۳) سے وکفٰی باللہ شھیدًا تک یہود کے سوال کا جواب ہے کہ باقی انبیاء علیہم السلام پر بھی تمام وحی دفعۃً نازل نہیں ہوئی بلکہ سب پر وحی آہستہ آہستہ آتی تھی اگرچہ بعض انبیاء (مثلاً موسیٰ علیہ السلام) پر کتابیں ایک دفعہ نازل ہوئیں لیکن باقی وحی ان پر بھی متفرق طور پر ہی آتی تھی پھر ان الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ سے وکان اللہ علیما حکیما تک یہود کے لئے تخویفِ اخروی ہے۔ یاھل الکتٰب لا تغلوا فی دینکم سے وکفٰی باللہ وکیلا تک یسئلک اھل الکتب سے متعلق ہے۔ یہود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی طعن کرتے تھے کہ وہ نبی نہیں۔ اگر نبی ہوتے تو تورات کی طرح ان پر قرآن سارا ایک ہی دفعہ نازل ہوتا۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کو بھی برا کہتے تھے کہ وہ عیاذاً باللہ ابن الزانیہ ہے۔ اس لئے فرمایا۔ نہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن کرو نہ حضرت عیسیٰ ع کو برا کہو۔ اگرچہ وہ الٰہ اور معبود نہیں لیکن ان کو برا بھی مت کہو۔ پھر لن یستنکف المسیح ان یکون عبداللہ (ع ۲۴) سے ولا یجدون من دون اللہ ولیا ولا نصیرا تک ولا تقولوا ثلٰثۃ سے متعلق ہے یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو معبود بھی نہ بناؤ اور ان کو برا بھی نہ کہو۔ دیکھو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور فرشتے اللہ کے عابد اور پجاری ہونے سے نفرت نہیں کرتے بلکہ سب اللہ کی عبادت کرتے اور اسے ہی پکارتے ہیں پھر ان کو کیوں معبود بناتے اور پکارتے ہو۔ آگے یاایھا النّاس قد جاءکم برھان من ربکم سے ویھدیھم الیہ صراطًا مستقیمًا تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پر ایمان لانے کی ترغیب اور ایمان لانے والوں کے لئے بشارتِ اخروی ہے۔ پھر یستفتونک ط قل اللہ یفتیکم فی الکللۃ الخ سورت کی آخری آیت احکامِ رعیت میں سے حکمِ وراثت پر تنویر ہے پہلے کلالہ کے اخیافی بھائی بہنوں کا حصہ بیان کیا گیا تھا۔ یہاں کلالہ کے عینی بھائی بہنوں کا حصہ بیان ہوا ہے۔ کلالہ اسے کہتے ہیں جس کے اصول و فروع میں کوئی مذکر نہ ہو۔ لیکن اس میں یہ بھی شرط ہے کہ کہ اس کی بیٹی بھی نہ ہو جیسا کہ ولہ اخت اس پر قرینہ ہے۔ یعنی اس کے نہ ماں باپ ہوں نہ بیٹا اور بیٹی۔ نیز مسئلہ وراثت سے سورت کو ختم کرکے اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ سورت کا مقصد احکام کا بیان ہے۔

تنبیہ:۔ سورۂ آلِ عمران میں شرکِ اعتقادی کی ایک قسم کی نفی کی گئی تھی کہ اللہ کے سوا کسی کو پکارا اور عبادت کے لائق اعتقاد نہ کیا جائے۔ سورۂ نساء میں شرکِ اعتقادی کی دوسری قسم کا رد کیا گیا ہے یعنی غیر اللہ کے احکام کے متعلق واجب الاتباع ہونے کا اعتقاد نہ رکھا جائے کیونکہ غیر خدا کے احکام کو واجب الاتباع سمجھنا شرک ہے۔ حضرتِ شیخ فرماتے ہیں۔ ان اللہ بین فی سورۃ النساء احکامًا ثم قال اعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئًا فعلم ان کون العبد بحیث یعتقد ان علیّ اتباع امور غیر ما امر بہ الشارع شرک۔ یعنی اللہ تعالےٰ نے سورۂ نساء میں احکام بیان کرنے کے بعد فرمایا اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ شرک نہ کرو تو اس سے معلوم ہوا کہ اگر آدمی یہ اعتقاد رکھے کہ جن امور کا شارع نے حکم فرمایا ہے ان کے علاوہ بھی کچھ احکام کا اتباع اس پر واجب ہے تو یہ شرک ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان احکام کی تعمیل نہ کرنے پر خلود فی النار (جہنم میں ہمیشہ رہنے) کی وعید سنائی گئی ہے۔ چنانچہ چھٹے حکمِ رعیت کے بعد یدخلہ نارًا خالدًا فیھا (ع ۳) سے اور پانچویں حکمِ سلطانی کے بعد فجزاءہ جھنم خالدًا فیھا (ع ۱۳) سے خلود فی النار کی وعید مذکور ہے۔ قرآن مجید میں ہمیشہ اطاعت اور عصیان کا درجۂ کامل ہی بیان کیا جاتا ہے۔ اسی لئے مومن کے ذکر کے بعد اس کی جزاءِ کامل یعنی جناتِ نعیم کا ذکر آتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے احکام کو بجا نہ لانے کی سزا خلود فی النار بیان کی جاتی ہے یعنی جو اللہ کے احکام کو نہ مانے۔ ان پر ایمان نہ لائے اور ان کے خلاف کو حلال جانے تو وہ خالد فی النار ہوگا کیونکہ یہ مرتبہ کفر کا ہے۔

تفصیلِ بالا سے معلوم ہوا۔ کہ مضامین کے اعتبار سے اس سورت کے تین حصے ہیں۔ حصّہ اول۔ احکامِ رعیت۔ حصّہ دوم۔ احکامِ سلطانیہ اور حصہ سوم خاتمہ۔ جس میں پہلے دونوں حصوں کے بعض احکام کی تنویر ہے۔

حصّۂ اول

پہلے حصہ میں رعایا اور عام پبلک کے لئے چودہ احکام بیان کئے گئے ہیں جن کا تعلق ان کے اندرونی نظم وضبط، اصلاحِ معاشرہ، باہمی معاملات میں عدل وانصاف۔ ایک دوسرے کے حقوق کی نگہداشت اور ایک دوسرے پر فضل و احسان کا برتاؤ کرنے سے ہے۔ پہلا حصہ سورت کی ابتداء سے لے کر وندخلھم ظلًا ظلیلًا (ع ۸) تک ہے۔ **ع۱** یہ تخویفِ اخروی ہے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ تمہارا خالق اور محسن ومربی ہے اس سے ڈرو اور جو احکام آئندہ بیان ہو رہے ہیں ان کی تعمیل کرو۔ تمہاری ہر حرکت خدا کی نگاہ میں ہے وہ تمہارے ظاہر وباطن کو جانتا ہے اور جو اس کے احکام کی مخالفت کریگا اسے عذاب دیگا۔ تخویفِ اخروی کے بعد پوری سورت میں عذاب سے بچنے کے لئے تین امور بیان فرمائے (۱) ظلم نہ کرو۔ چنانچہ احکامِ رعیت کا خلاصہ ہے ظلم نہ کرو۔ (۲) شرک نہ کرو (۳) احسان کرو۔ احکامِ رعیت کے بعد یہ دونوں امور مذکور ہیں۔ نفس واحدۃ سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ جو تمام انسانوں کے باپ ہیں۔ فرعکم من اصلٍ واحد وھو نفس اٰدم ابیکم (مدارک ج ۱ ص ۱۵۸) تسآءلون یہ اصل میں تتسآءلون تھا۔ ایک تاء بطور تخفیف حذف کردی گئی۔ باب تفاعل کا خاصہ اشتراک ہے اس لئے تسآءلون بہ کا مطلب یہ ہوگا کہ تم اللہ کے نام پر ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو ای یسأل بعضکم بعضًا باللہ (مدارک ج ۱ ص ۱۵۹) والتساؤل باللہ ھو کقولک اسألک باللہ واحلف علیک باللہ واستشفع الیک باللہ (خازن ج ۱ ص ۳۹۶) یا تسآءلون بمعنی تسألون مجرد ہے۔ اور بہ میں باء زائدہ۔ اور مطلب یہ ہے کہ جس اللہ سے تم سوال کرتے اور مانگتے ہو اس سے ڈرو۔ والارحام یہ رحم کی جمع ہے اور لفظ اللہ پر معطوف ہے اور اس سے مراد قطع ارحام ہے۔ یعنی اللہ سے ڈرو اور قطع رحمی سے بھی بچو۔ اتقوا الارحام ان تقطعوھا (مدارک، معالم، خازن) یہ حکمِ اول کی طرف اشارہ ہے۔ اصل میں یہ آیت پوری سورت کی تمہید ہے ابتداء میں تخویفِ اخروی کے ذریعے خبردار کیا گیا کہ آنیوالے احکام (احکامِ رعیت اور احکامِ سلطانیہ) کی پیروی کرو۔ ورنہ عذابِ آخرت کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اور آیت کے آخر میں احکامِ رعیت کی مناسبت سے قطع رحمی سے منع فرمایا۔ کیونکہ احکامِ رعیت کا تعلق تمام تر رشتہ داروں سے حسن سلوک اور حسنِ معاشرت سے ہے اور پھر ان اللہ کان علیکم رقیبًا فرما کر اپنے بندوں کو خبردار کیا کہ اللہ کی کبھی نہ اونگھنے والی نگاہ تمہاری ہر حرکت کی نگرانی کر رہی ہے۔ تمہارے نیک و بد اعمال سب اس کے سامنے ہیں تمہاری اطاعت اور نافرمانی اس پر ظاہر و آشکارا ہے اس لئے تم سب اس کے احکام بجا لاؤ۔ اور مکافاتِ عمل سے غافل مت ہو جاؤ۔

چودہ احکام رعیت

۵۳ پہلا حکمِ رعیت ۔ (یتیموں کا مال نہ کھاؤ وہ تمہارے لئے خبیث ہے) مالِ یتیم کے بارے میں تین چیزوں سے منع فرمایا (۱) یتیم کا عمدہ مال لے کر اس کے بدلے اپنا ردی مال دیدینا۔ جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ ایسا کرتے تھے وکانوا فی الجاھلیۃ لعدم الدین لا یتحرجون عن اموال الیتمٰی فکانوا یاخذون الطیب والجید من اموال الیتمٰی ویبدلونہ بالردیء من اموالھم الخ (قرطبی ج ۵ ص ۹) مالِ یتیم کو بوجہ حرمت خبیث فرمایا۔ کیونکہ وہ ولی یتیم کے لئے حرام ہے (۲) اپنے پاس مال نہ ہو تو یتیم کا مال کھانا۔ لا تتعجلوا اکل الخبیث من اموالھم وتدعوا انتظار الرزق الحلال من عند اللہ (قرطبی) (۳) اور اگر اپنے پاس بھی مال ہو تو یتیم کا مال اس میں ملا کر کھانا۔ یہ تینوں طریقے ظالمانہ تھے اس لئے ان سے منع فرمایا۔ الیٰ اموالکم میں الیٰ بمعنی مع ہے اور اس سے تیسرے حکم کی طرف اشارہ ہے۔ یا اموالکم سے پہلے مضاف مقدر ہے ای الی حصول اموالکم اس طرح یہ حکمِ ثانی کی طرف اشارہ ہوگا۔ واٰتوا الیتامیٰ اموالھم میں خطاب اولیائے یتیم سے ہے۔ اور یتیموں کو ان کا مال دینے سے یہاں یہ مراد نہیں کہ ان کا مال انکے حوالے کر دو کیونکہ یہ حکم آگے آرہا ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ یتیموں کا مال محفوظ رکھو اور اس میں کسی قسم کی خیانت نہ کرو۔ والمراد بایتاء اموالھم ترکھا سالمۃ غیر متعرض لہا بسوء فھو مجاز مستعمل فی لازم معناہ (روح ج ۴ ص ۱۸۶) **۵۴ دوسرا حکمِ رعیت** (اگر یتیم لڑکیوں سے نکاح کرو تو ان کا مہر اور دوسرے حقوق ادا کرو) زمانہ جاہلیت میں ایسا بھی ہوتا تھا کہ ایک شخص کی تولیت میں یتیم لڑکی مثلاً اس کی چچا زاد بہن ہوتی جو وراثت میں اس کی شریک ہوتی وہ شخص یہ سوچکر کہ اگر اس یتیمہ کی شادی کسی دوسرے شخص سے کریگا تو اسکی دولت اس کے ہاتھ سے نکل جائے گی، وہ خود ہی اس لڑکی سے نکاح کر لیتا لیکن مہر اور دیگر حقوقِ معاشرت میں اس سے بے انصافی کرتا۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے یتیم سے بے انصافی اور ان پر ظلم کرنے سے ممانعت فرما دی اور مسلمانوں کو تلقین فرمائی کہ اگر وہ اپنی زیرِ کفالت یتیم لڑکیوں سے نکاح کریں تو ان کی حیثیت کے مطابق ان کے مہر ادا کریں اور ان کے دوسرے حقوق بھی پورے کریں لیکن اگر انہیں یہ ڈر ہو کہ یتیم لڑکیوں سے نکاح کے بعد وہ ان سے انصاف کا برتاؤ نہیں کر سکیں گے تو انہیں چاہیئے کہ وہ یتیم لڑکیوں سے نکاح نہ کریں بلکہ دوسری عورتوں میں سے جو شرعاً انکے نکاح میں آسکتی ہیں، ایک، دو، تین، یا چار عورتوں سے نکاح کرلیں۔ ماطاب سے مراد ہے ماحل یعنی جن عورتوں سے نکاح حلال ہے اور من النسآء سے وہ عورتیں مراد ہیں جو یتٰمیٰ کے علاوہ ہوں۔ **۵۵** واحدۃ کا ناصب اس سے پہلے محذوف ای فاختاروا واحدۃ (روح ج ۴ ص ۱۹۵ ومدارک ج ۱ ص ۱۶۱) ایک سے زیادہ بیویوں کی اجازت اس صورت میں ہے کہ ان سب کے ساتھ انصاف کر سکو لیکن اگر یہ اندیشہ ہو کہ انصاف کے ساتھ ان کے حقوق ادا کرنے سے قاصر رہوگے تو صرف ایک بیوی پر ہی اکتفا کرو۔ او ماملکت ایمانکم اس کا عطف واحدۃً پر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر ایک آزاد عورت کے بھی حقوق ادا نہ کر سکو تو اپنی مملوکہ لونڈیوں پر ہی اکتفا کرو۔ ای ان خاف ان لا یعدل فی واحدۃ فما ملکت یمینہ (قرطبی ج ۵ ص ۲۰) ذٰلک سے ایک بیوی یا لونڈیوں پر اکتفا کرنے کی طرف اشارہ ہے۔ الا تعولوا ای الا تجوروا (قرطبی روح - مدارک) یعنی ایک بیوی یا اپنی مملوکہ لونڈیوں پر اکتفا کرنا تمہارے لئے عدل و انصاف سے قریب تر ہے اور ظلم و جور سے بچنے کا قریب ترین ذریعہ ہے۔ **۵۶ تیسرا حکمِ رعیت**۔ (یتیم لڑکیوں کے علاوہ دوسری عورتوں کے بھی مہر ادا کرو) پہلے حکم سے ترقی کر کے فرمایا کہ یتیم لڑکیوں کے علاوہ جن عورتوں سے نکاح کرو ان کو بھی مہر ادا کرنا ضروری ہے۔ ہاں اگر وہ خوشی سے پورا مہر یا اس کا کچھ حصہ معاف کر دیں تو وہ تمہارے

لن تنالوا ۴ ۔ ۲۱۰ ۔ النسآء ۴

ع ۲۰ ۱۲ ۱۱

اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ع

اللہ سے تاکہ تم اپنی مراد کو پہنچو ف۱

سُوْرَۃُ النِّسَآءِ مَدَنِیَّۃٌ وَّھِیَ مِائَۃٌ وَّسَبْعٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰیَۃً وَّاَرْبَعٌ وَّعِشْرُوْنَ رُکُوْعًا

سورۂ نساء ۵۱ مدینہ میں نازل ہوئی۔ اور اس میں ایک سو ستتر آیتیں اور چوبیس رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ

اے لوگو ڈرتے رہو اپنے رب سے ۵۲ جس نے پیدا کیا تم کو ایک

نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا

جان سے اور اسی سے پیدا کیا اس کا جوڑا اور پھیلائے ان دونوں سے

رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ

بہت مرد اور عورتیں اور ڈرتے رہو اللہ سے جس کے واسطہ سے سوال کرتے

بِہٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا وَ

ہو آپس میں اور خبردار رہو قرابت والوں سے بے شک اللہ تم پر نگہبان ہے ف۲ اور

اٰتُوا الْیَتٰمٰۤی اَمْوَالَھُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِیْثَ بِالطَّیِّبِ ص

دے ڈالو یتیموں کو ان کا مال ۵۳ اور بدل نہ لو برے مال کو اچھے مال سے

وَلَا تَاْکُلُوْۤا اَمْوَالَھُمْ اِلٰۤی اَمْوَالِکُمْ ؕ اِنَّہٗ کَانَ حُوْبًا

اور نہ کھاؤ ان کے مال اپنے مالوں کے ساتھ یہ ہے بڑا

کَبِیْرًا ۞ وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْکِحُوْا

وبال ف۱ ف۳ اور اگر ڈرو کہ انصاف نہ کر سکو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں ۵۴ تو نکاح کر لو

مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ج

جو اور عورتیں تم کو خوش آویں دو دو تین تین چار چار

منزل ۱

۵۳ چودہ احکام رعیت پہلا حکم یعنی یتیموں کا مال نہ کھاؤ وہ تمہارے لئے خبیث ہے ۱۲

۵۴ دوسرا حکم رعیت اگر یتیم لڑکیوں سے نکاح کرو تو ان کا مہر اور دوسرے حقوق ادا کرو ۱۲

موضح قرآن ف۱ ثابت رہو یعنی دین پر اور مقابلے میں یعنی جہاد میں اور لگے رہو یعنی کافروں کے سامنے ۱۲۔ ف۲ یعنی ایک آدم سے حوا کو بنایا پھر ان سے سارے لوگ اور خبردار رہو ناتوں سے یعنی بدسلوکی مت کرو آپس میں۔ ف۳ جس لڑکے کا باپ مر جائے تو اس کے بڑوں کو تقید ہے کہ اس مال میں ہاتھ نہ ڈالیں اور بدل نہ لیں اور احتیاط سے رکھیں جب بالغ ہو تب حوالے کر دیں۔

فتح الرحمٰن۔ ف۱ مترجم گوید کہ در جاہلیت اولیاء دختران یتیمہ مانند ابنائے اعمام ایشاں را بنکاح خود می آوردند و ایفاء حقوق نکاح نمی کردند خدا یتعالیٰ آیت فرستاد ۱۲۔

لئے حلال ہے اسے کھاؤ اور اپنے استعمال میں لاؤ۔ صدُقٰت۔ صدُقۃ کی جمع ہے۔ صدقۃ کے معنی ہیں مہر۔ نحلۃ کے معنی فریضۃ کے ہیں اور یہ صدُقٰت سے حال واقع ہے۔ نحلۃ ای فریضۃ قالہ ابن عباس وابن زید وابن جریج وقتادۃ فانتصابہا علے الحالیۃ مِن الصدقات ای اعطوھن مھورھن حال کونہا فریضۃ من اللہ تعالے لہن (روح ج ۴ ص۱۹۵)۔ عن شیٔ موقع حال میں واقع ہے اور عافیات کے معنی کو متضمن ہے۔ اور نفسًا تمیز ہے جو طبن کی نسبت سے ابہام کا رفع کر رہی ہے اور ھنیئًا محمند اور مریئًا ہضم ہونے والا۔ یہ دونوں الفاظ بطور مبالغہ وارد ہوئے ہیں بمطلب یہ کہ اگر عورتیں بطیب خاطر مہر کا کچھ حصہ یا پورا مہر معاف کر دیں تو وہ تمہارے لئے حلال وطیب ہے اور اس کے کھانے میں تم پر کسی قسم کی ملامت نہیں اور نہ گناہ ہے وھذہ عبارۃ عن المبالغۃ فی الاباحۃ و ازالۃ التبعۃ (مدارک ج ۱ ص۱۶۱) **ف۴ چوتھا حکم رعیت** - (سن رشد سے پہلے یتیموں کو ان کا مال نہ دو۔ جب دو اس پر گواہ بناؤ) یہ حکم یتیموں کا مال ان کے حوالے کرنے سے متعلق ہے۔ یعنی جب تک یتیم کم عقل اور نابالغ ہوں اس وقت تک ان کے اموال انکے حوالے نہ کرو۔ البتہ ان کی خوراک و پوشاک وغیرہ کے اخراجات انہی کے مال سے اٹھاؤ اور یتیموں سے کہہ دو کہ تمہارا مال ہمارے پاس محفوظ ہے ہم اس کے امین اور محافظ ہیں۔ جب تم بالغ ہو جاؤ گے اور اپنے نفع اور نقصان کو سمجھنے لگو گے تو تمہارا مال تمہارے حوالے کر دیا جائیگا۔ اور جب یتامٰی سنِ رشد کو پہنچ جائیں اور تم ان کے اموال ان کے سپرد کرنے لگو تو وصولی پر گواہ بنالو تاکہ تم پر تہمت خیانت کا شبہ باقی نہ رہے اور ان کو اطمینان ہو جائے کہ تم نے ان کا مال ضائع نہیں کیا۔ اسرافًا و بدارًا دونوں مصدر ہیں بمعنی اسم فاعل: اور لاتا کلوا کی ضمیر سے حال ہیں ای لا تاکلوھا مسرفین ومبادرین (روح ج ۴ ص۲۰۴، مدارک ج ۱ ص۱۶۱) اور ان یکبروا سے پہلے من مقدر ہے۔ یعنی یتیموں کا مال اس طرح مت کھاؤ کہ اسراف سے کام لو اور ان کا سارا مال ہضم کرنیکی غرض سے جلدی جلدی اسے ختم کر ڈالو کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ بڑے ہو کر سنِ رشد کو پہنچ جائیں اور تمہیں ان کا مال ان کے حوالے کرنا پڑے۔ اس کے بعد جائز طریقہ سے مالِ یتیم سے فائدہ اٹھانے کی اجازت فرما دی۔ ومن کان غنیا فلیستعفف۔ یعنی اگر یتیم کا ولی مالدار ہو تو وہ یتیم کے مال سے بالکلیہ اجتناب کرے نہ اس میں سے قرض لے اور نہ اس میں تجارت کرے **ومن کان فقیرا فلیا کل بالمعروف**۔ اور اگر تنگدست ہو تو اسے اجازت ہے کہ جائز طریقہ سے استفاع کرے۔ مثلاً اس میں سے قرض لے اور بوقتِ فراخی ادا کر دے۔ یا مالِ یتیم میں تجارت کرے اور منافع سے جائز حصہ وصول کرے۔ یا اس کے مال کی حفاظت و اصلاح کی اجرت لے۔ والمعروف القرض ای یستقرض مال الیتیم

فَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تَعۡدِلُوۡا فَوَاحِدَۃً اَوۡ مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ ؕ
پھر اگر ڈرو کہ ان میں انصاف نہ کرسکو گے تو ایک ہی نکاح کرو ف۳ یا لونڈی جو اپنا مال ہے
ذٰلِکَ اَدۡنٰۤی اَلَّا تَعُوۡلُوۡا ③ وَ اٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِہِنَّ نِحۡلَۃً ؕ
اس میں امید ہے کہ ایک طرف نہ جھک پڑو گے۔ اور دے ڈالو عورتوں کو مہر ان کے خوشی سے ف۳
فَاِنۡ طِبۡنَ لَکُمۡ عَنۡ شَیۡءٍ مِّنۡہُ نَفۡسًا فَکُلُوۡہُ ہَنِیۡٓـئًا مَّرِیۡٓـئًا ④ وَ لَا
پھر اگر وہ اس میں سے کچھ چھوڑ دیں تم کو اپنی خوشی سے تو اس کو کھاؤ رچتا پچتا ف۴ اور مت
تُؤۡتُوا السُّفَہَآءَ اَمۡوَالَکُمُ الَّتِیۡ جَعَلَ اللّٰہُ لَکُمۡ
پکڑا دو بے عقلوں کو اپنے وہ مال جن کو بنایا ہے اللہ نے تمہارے گذران کا
قِیٰمًا وَّ ارۡزُقُوۡہُمۡ فِیۡہَا وَ اکۡسُوۡہُمۡ وَ قُوۡلُوۡا لَہُمۡ
سبب ف۵ اور ان کو اس میں سے کھلاتے اور پہناتے رہو اور کہو ان سے
قَوۡلًا مَّعۡرُوۡفًا ⑤ وَ ابۡتَلُوا الۡیَتٰمٰی حَتّٰۤی اِذَا بَلَغُوا
بات معقول ف۵ ف۴ اور سدھاتے رہو یتیموں کو جب تک پہنچیں نکاح
النِّکَاحَ ۚ فَاِنۡ اٰنَسۡتُمۡ مِّنۡہُمۡ رُشۡدًا فَادۡفَعُوۡۤا اِلَیۡہِمۡ
کی عمر کو پھر اگر دیکھو ان میں ہوشیاری تو حوالہ کر دو ان کے
اَمۡوَالَہُمۡ ۚ وَ لَا تَاۡکُلُوۡہَاۤ اِسۡرَافًا وَّ بِدَارًا اَنۡ یَّکۡبَرُوۡا ؕ
مال ان کا اور کھا نہ جاؤ یتیموں کا مال ضرورت سے زیادہ اور حاجت سے پہلے کہ یہ بڑے نہ ہو جائیں
وَ مَنۡ کَانَ غَنِیًّا فَلۡیَسۡتَعۡفِفۡ ۚ وَ مَنۡ کَانَ فَقِیۡرًا
اور جس کو حاجت نہ ہو تو مالِ یتیم سے بچتا رہے ف۶ اور جو کوئی محتاج ہو
فَلۡیَاۡکُلۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ؕ فَاِذَا دَفَعۡتُمۡ اِلَیۡہِمۡ اَمۡوَالَہُمۡ
تو کھاوے موافق دستور کے پھر جب ان کو حوالہ کرو ان کے مال
فَاَشۡہِدُوۡا عَلَیۡہِمۡ ؕ وَ کَفٰی بِاللّٰہِ حَسِیۡبًا ⑥ لِلرِّجَالِ
تو گواہ کر لو اس پر اور اللہ کافی ہے حساب لینے کو ف۷ مردوں کا بھی

منزل ۱

ف۳ یعنی یتیم لڑکیوں کے علاوہ جن عورتوں سے بھی نکاح کرو ان کو بھی مہر ادا کرو اگر وہ معاف نہ کریں۔ ۱۲۔

ف۴ چوتھا حکم رعیت۔ یتیم جب عاقل بالغ ہو جائیں تو گواہوں کی موجودگی میں ان کا مال ان کے حوالے کر دو۔ ۱۲۔

ف۶ پانچواں حکم رعیت۔ ترکہ میں یتامیٰ و نساء کے حصے مقرر ہیں کسی کا حصہ غصب نہ کرو۔ ۱۲۔

موضح قرآن ف۱ یعنی اگر جانو کہ یتیم لڑکی کو ہم نکاح کریں گے تو اس کا حق نہ ادا کر سکیں گے کیونکہ اس کا حق مانگنے والا نہیں تو اور عورتیں بہت ہیں کچھ کمی نہیں۔ ایک مرد کو دو بھی، تین بھی، چار بھی روا ہیں۔ اس سے زیادہ جمع کرنی روا نہیں۔ کیونکہ اتنے ہیں بھی انصاف کرنا مشکل ہے زیادہ میں کب ہو سکے گا۔ سو اسقدر بھی جب کرو کہ جانو انصاف سے رہو گے نہیں تو ایک ہی بس ہے۔ یا اپنی لونڈی کفایت ہے جس کی کئی عورتیں ہوں تو واجب ہے کھانے پہننے میں اور دینے لینے میں برابر رکھے اور رات رہنے میں باری برابر باندھے۔ اگر نہ کریگا تو قیامت میں اس کا آدھا بدن گھسٹتا چلے گا اور تقید فرمایا کہ عورت کا مہر پورا خوشی سے ادا کرو۔ اگر وہ خوشی سے کچھ چھوڑ دے تو روا ہے۔ ف۲ یعنی لڑکا بے عقل ہے تو اس کا مال اس کے ہاتھ میں نہ دو اس کا خرچ اس میں چلاؤ۔ جب بالغ ہو اور عقل پیدا کرے تب مال حوالے کرو۔ لیکن بات معقول کہو۔ یعنی تسلی کرو کہ مال تیرا ہے، ہمارا نہیں۔ ہم تیری خیر خواہی کرتے ہیں۔ ف۳ یعنی یتیم کا مال اپنے خرچ میں نہ لاؤ۔ مگر اس کا رکھنے والا محتاج ہو تو خدمت کے موافق درماہہ لیوے اور جس وقت باپ مرے تو پنچایت کے روبرو یتیم کا مال لکھ کر امانت دار کو سونپ دیں۔ جب یتیم بالغ ہو تو اس کے موافق حوالے کرے جو خرچ ہوا وہ سمجھاوے اور اس وقت بھی شاہدوں کو دکھادے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بر سفہاء حجر باید کرد۔ و اموالِ ایشاں کہ بحقیقت ہمہ مسلمانان بآں منتفع اندبے واسطہ یا بواسطہ بدستِ ایشاں دادہ ضائع نباید ساخت ۱۲۔ ف۲ یعنی وصی یتیم اگر توانگر باشد از اموالِ یتیم چیزے نگیرد۔ ۱۲۔

نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ وَلِلنِّسَآءِ
حصہ ہے اس میں جو چھوڑ مریں ماں باپ اور قرابت والے ۸ اور عورتوں کا
نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ
بھی حصہ ہے اس میں جو چھوڑ مریں ماں باپ اور قرابت والے تھوڑا ہو یا
مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ؕ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿۷﴾ وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ
بہت ہو۔ حصہ مقرر کیا ہوا ہے ف۱ ف۲ اور جب حاضر ہوں تقسیم کے وقت
اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ
رشتہ دار ف۲ اور یتیم اور محتاج ۹ تو ان کو کچھ کھلا دو اس میں سے
وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۸﴾ وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ
اور کہہ دو ان کو بات معقول ف۳ اور چاہیئے کہ ڈریں وہ لوگ کہ اگر
تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ ص
چھوڑیں اپنے پیچھے اولاد ضعیف ۱۰ تو ان پر اندیشہ کریں۔
فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ
تو چاہیئے کہ ڈریں اللہ سے اور کہیں بات سیدھی ف۳ ف۴ جو لوگ کہ
يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ
کھاتے ہیں مال یتیموں کا ناحق وہ لوگ اپنے پیٹوں میں
بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ﴿۱۰﴾ يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ
آگ ہی بھر رہے ہیں اور عنقریب داخل ہوں گے آگ میں حکم کرتا ہے تم کو اللہ
فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۚ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ
تمہاری اولاد کے حق میں کہ ایک مرد کا حصہ ہے برابر دو عورتوں کے ۱۱ پھر اگر صرف
نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ
عورتیں ہی ہوں دو سے زیادہ تو ان کیلئے ہے دو تہائی اس مال سے جو چھوڑ مرا ف۴ اور اگر

ع ۱۲

منزل ۱

[illegible]

[illegible]

اذا احتاج الیہ فاذا ایسر قضاہ ...... وقال قوم المعروف ان یاخذ من مالہ بقدر قیامہ واجرۃ عملہ (خازن ج ۱ ص۳۴۴) **۸ پانچواں حکم رعیت** (ترکہ میں تمام ورثاء کے حصے مقرر ہیں کسی کا حصہ کم نہ کرو) جاہلیت کی ایک رسم تھی کہ وہ میت کے ترکہ سے عورتوں اور بچوں کو حصہ نہیں دیتے تھے۔ وہ کہتے تھے وراثت سے حصہ کا حقدار صرف وہی ہو سکتا ہے جو جنگ کرے اور اپنے علاقہ اور اپنی قوم کی حفاظت کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اس رسم کو توڑنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ میت کا ترکہ خواہ کم ہو یا زیادہ اس میں تمام وارثوں کا حق ہے۔ مردوں کا بھی اور عورتوں کا بھی۔ بڑوں کا بھی اور بچوں کا بھی۔ البتہ تمام وارثوں کے حصے جداگانہ ہیں اور ان کی مقداریں مقرر ہیں۔ **۹** یعنی اگر ورثاء میں یتامیٰ اور مساکین بھی ہوں تو ترکہ تقسیم کرنے سے پہلے کھانے کے لئے انہیں کچھ دیدیا کرو۔ اور ان سے کہہ دیا کرو اب ترکہ تقسیم نہیں کر رہے ہیں جب تقسیم ہوگا تم کو بھی بلا لیا جائے گا۔ کیونکہ ترکہ میں غیر منقولہ جائیداد کی تقسیم بیک وقت ممکن نہیں۔ اس آیت میں اولوا القربیٰ سے ورثاء مراد ہیں اور والیتمیٰ والمسٰکین کا عطف تفسیری ہے اور فارزقوھم بمعنی فاطعموھم ہے اور اولوا القربیٰ کے بعد یتامیٰ اور مساکین کی تخصیص ان کے حقوق کی نگہداشت کے پیش نظر ہے تاکہ ان کے حقوق ضائع نہ کئے جائیں۔ اس طرح یہ آیت منسوخ نہیں ہے۔ اس کے بعد ولیخش الذین لو ترکوا الخ اور ان الذین یاکلون اموال الیتمیٰ ظلما الخ یہ دونوں زجریں بھی اس پر قرینہ ہیں کہ اس آیت میں یتامیٰ اور مساکین سے وارث مراد ہیں۔ اور فارزقوھم کا حکم وجوبی ہے استحبابی نہیں۔ کیونکہ زجر ترک مندوب و مستحب پر نہیں ہوتا بلکہ فرض یا واجب کے ترک پر ہوتا ہے اس لئے اب اس تاویل کی ضرورت نہیں کہ پہلے اولوا القربیٰ، یتامیٰ اور مساکین کو ترکہ سے حصہ دیا کرتے تھے۔ اور اب آیت میراث سے یہ حکم منسوخ ہو چکا ہے اور نہ اس توجیہ کی ضرورت ہے کہ یہ حکم استحبابی تھا۔ اور اب بھی اپنے استحباب پر باقی ہے۔ **۱۰** یہ ان لوگوں کو زجر ہے جو یتامیٰ اور مساکین کی حق تلفی کریں اور میراث سے ان کو ان کا مقررہ حصہ نہ دیں۔ لیخش کا مفعول (اللہ) محذوف ہے یعنی اولیاء میت خدا سے ڈریں اور سوچیں کہ اگر وہ مر جائیں اور ان کے پیچھے ان کے یتیم بچے رہ جائیں تو وہ ان کے حق میں کس قسم کے سلوک کی تمنا کریں گے۔ اس لئے اب ان کو دوسرے یتیموں و مسکینوں سے ویسا ہی برتاؤ کرنا چاہئے جیسے برتاؤ کی وہ اپنی یتیم اور مسکین اولاد سے تمنا اور خواہش رکھتے ہیں ای افعلوا بالیتامیٰ ما تحبون ان یفعل باولادکم من بعدکم (قرطبی ج ۵ ص۵۱) ان الذین یاکلون اموال الیتمیٰ ظلما انما یاکلون فی بطونھم نارا۔ یہ تخویف اخروی ہے۔ پہلے احکام کا خلاصہ یہ ہے کہ یتیم لڑکوں اور لڑکیوں کی حق تلفی نہ کرو۔ ان سے عدل و انصاف کا برتاؤ کرو۔ اور ان کا مال ظلماً نہ کھاؤ۔ اس لئے یہاں اس پر وعید شدید کی دھمکی دیگئی ہے۔ **۱۱ چھٹا حکم رعیت** (ورثا کے مقررہ حصے یہ ہیں۔ ان کے مطابق تقسیم کرو) پہلے فرمایا تھا کہ ترکہ میت میں بلا امتیاز مرد و زن اور بلا تفریق صغیر و کبیر ہر وارث کا مقررہ حصہ ہے اب یہاں وارثوں کے مقررہ حصے بیان کرتے ہیں کہ وارثوں کے مقررہ حصے یہ ہیں ان کو ان کا پورا پورا حق دو اور اس میں کمی بیشی نہ کرو۔ اس رکوع میں تقسیم ترکہ کی کل بارہ صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ **پہلی صورت۔** اگر میت کی اولاد میں لڑکے بھی ہوں اور لڑکیاں بھی تو ان کے مابین ترکہ اس طرح تقسیم ہوگا کہ ہر لڑکے کو لڑکی سے دوگنا حصہ ملے۔ یہ صورت للذکر مثل حظ الانثیین میں مذکور ہے۔ **دوسری صورت** اگر میت کی اولاد میں لڑکا کوئی نہ ہو صرف لڑکیاں ہوں اور وہ بھی دو یا دو سے زیادہ ہوں تو ترکہ کے دو ثلث یعنی دو تہائی حصے ان کے ہوں گے۔ باقی دوسرے ورثاء میں تقسیم ہوگا فان کن نسآء

موضح قرآن ف۱ کفر کی رسم میں عورت کو وارث نہ گنتے اب عورت کو بھی میراث ٹھہری ف۲ یعنی جس وقت میراث تقسیم ہوا اور برادری کے لوگ جمع ہوں تو جن کو حصہ نہیں پہنچا اور قرابتی ہیں یا یتیم یا محتاج ہیں تو کچھ کھلا کر رخصت کرو اور بات معقول کہو یعنی جواب سخت نہ دو اور اگر توقع زیادہ کریں تو عذر کرو۔ ف۳ یعنی میت کے پیچھے اسکی اولاد کے حق میں قصور نہ کریں اپنے دل پر قیاس کریں کہ ہماری اولاد رہ جاوے پیچھے تو ہمکو انکا کیسا ڈر ہوگا

فتح الرحمن ف۱ یعنی مردان و زنان ہر دو حصہ دارند از ہر مال کہ باشد کم بود یا بسیار دریں رد است بر اہل جاہلیت کہ زنان را حصہ نمی دادند ۱۲۔ ف۲ یعنی خویشان غیر وارث ۱۲ ف۳ یعنی آنانکہ اولاد داشتہ باشند بوقت وصیت کنند کہ اولاد را ضرر نہ رسد و ایں مقدار است در شرع بثلث حصہ مال یا کم ازاں ۱۲۔ ف۴ حکم دو دختران نیز ثلثان است۔ واللہ اعلم ۱۲۔

كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ؕ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ
ایک ہی ہو تو اس کے لئے آدھا ہے ۱۲ اور میت کے ماں باپ کو ہر ایک کے لئے
مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ
دونوں میں سے چھٹا حصہ ہے اس مال میں سے جو کہ چھوڑ مرا اگر میت کے اولاد ہے ۔ اور اگر
لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗۤ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ
اس کے اولاد نہیں اور وارث ہیں اسکے ماں باپ تو اس کی ماں کا ہے تہائی ف۱ پھر اگر
كَانَ لَهٗۤ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ
میت کے کئی بھائی ہیں تو اس کی ماں کا ہے چھٹا حصہ ف۲ بعد وصیت کے
يُّوْصِيْ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ؕ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ ۚ لَا تَدْرُوْنَ
جو کر مرا یا بعد ادائے قرض کے ۱۳ ف۳ تمہارے باپ اور بیٹے تم کو معلوم نہیں
اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
کون نفع پہنچائے تم کو زیادہ حصہ مقرر کیا ہوا اللہ کا ہے بیشک اللہ
كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ⑪ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ
خبردار ہے حکمت والا ف۱ اور تمہارا ہے آدھا مال جو کہ چھوڑ مریں تمہاری عورتیں اگر
لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ
نہ ہو ان کے اولاد ۱۴ اور اگر ان کے اولاد ہے تو تمہارے واسطے
الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَاۤ اَوْ
چوتھائی ہے اس میں سے جو چھوڑ گئیں بعد وصیت کے جو کر گئیں یا بعد
دَيْنٍ ؕ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ
قرض کے اور عورتوں کے لئے چوتھائی مال ہے اس میں سے جو چھوڑ مرو تم اگر نہ ہو تمہارے اولاد
فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ
اور اگر تمہارے اولاد ہے تو ان کے لئے آٹھواں حصہ ہے اس میں سے کہ جو کچھ تم نے چھوڑا بعد

فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ میں دوسری صورت مذکور ہے۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ لفظ "فوق" اس آیت میں زائد ہے جیسا کہ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ میں زائد ہے (بحر ج ۳ ص ۱۸۲) کیونکہ دو کا بھی یہی حکم ہے۔ اور وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ بھی اس پر قرینہ ہے **۱۲** اس میں **تیسری صورت** بیان کی گئی ہے۔ یعنی اگر میت کی اولاد صرف ایک لڑکی ہو تو وہ ترکہ کے نصف (½) کی حقدار ہے اور باقی نصف دوسرے وارثوں میں ان کے حصوں کے مطابق تقسیم ہوگا۔ **چوتھی صورت** مذکورہ تینوں صورتوں میں میت کی اولاد کے ساتھ اگر اس کے والدین بھی موجود ہوں تو دونوں میں سے ہر ایک کو کل ترکہ کا سدس یعنی چھٹا حصہ (⅙) ملیگا۔ اور باقی دوسرے ورثاء کا ہوگا۔ مثلاً ایک آدمی مرگیا۔ اور اس نے ماں باپ۔ ایک بیٹا اور دو بیٹیاں وارث چھوڑے اور ترکہ کی مالیت اٹھارہ سو روپے ہے تو دو سدس (۲ × ⅙) یعنی چھ سو روپے والدین کے ہوں گے۔ بحساب تین سو فی کس اور باقیماندہ پہلی صورت کے مطابق اس طرح تقسیم ہوگا کہ بھائی کو چھ سو روپیہ اور دونوں بہنوں کو تین تین سو روپیہ ملیگا۔ یہ صورت وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ میں مذکور ہے۔ **پانچویں صورت** اگر میت کے کوئی اولاد نہ ہو اور نہ کوئی بھائی بہن ہو اور اس کے ماں باپ زندہ ہوں تو اس کی والدہ ثلث یعنی تیسرے حصہ (⅓) کی حقدار ہوگی اور باقیماندہ سارا ترکہ باپ کو ملیگا۔ یہ صورت فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗۤ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ میں بیان کی گئی ہے۔ **چھٹی صورت** اگر میت کے کوئی لڑکی لڑکا نہ ہو اور دو یا دو سے زیادہ بھائی یا بہنیں یا مخلوط اور ماں باپ زندہ ہوں تو اس کی والدہ کو چھٹا حصہ ملیگا اور باقی سب والد کو اور اس کے بھائی بہنیں محروم رہیں گے فَاِنْ كَانَ لَهٗۤ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ میں یہی صورت مذکور ہے۔ یہاں لفظ اخوۃ اگرچہ جمع ہے لیکن دو کا بھی یہی حکم ہے اور لفظ جمع کا اطلاق دو پر لغت عرب میں عام ہے۔ جمہور مفسرین اسی طرف گئے ہیں قال الجمھور ان حکم الاثنین فی باب المیراث حکم الجماعۃ (روح ج ۴ ص ۲۲۶) **۱۳** یہ حکم پہلی تمام صورتوں سے متعلق ہے۔ یہاں دو حقوق ایسے بیان کئے گئے ہیں جن کا ادا کرنا ورثاء میں ترکہ تقسیم کرنے پر مقدم ہے۔ مرنے والے کو شریعت نے یہ حق دیا ہے کہ وہ اپنے ترکہ سے ثلث یعنی تیسرے حصے تک ان رشتہ داروں کے حق میں وصیت کرجائے جو شرعاً وارث نہیں ہیں اور وصیت کی تنفیذ تقسیم ترکہ پر مقدم ہے۔ سب سے پہلے ترکہ میت سے اس کی تجہیز و تکفین کی جائے جو نہ اسراف کی حد کو پہنچے اور نہ کنجوسی کی حد کو بلکہ اس میں میت کی مالی حالت کو پیش نظر رکھا جائے اس کے بعد میت کے ذمہ جو حقوق العباد (بندوں کے حقوق) ہیں وہ ادا کئے جائیں۔ مثلاً قرضہ اور ادھار وغیرہ اَوْ دَيْنٍ میں انہی حقوق کا ذکر ہے۔ حقوق العباد ادا کرنے کے بعد باقیماندہ ترکہ کے تیسرے حصے (⅓) میں سے میت کی وصیتیں نافذ کی جائیں مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ میں یہ حکم مذکور ہے۔ اس کے بعد جو بچ جائے وہ وارثوں میں ان کے حقوق کے مطابق تقسیم کیا جائے اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا دستور جاہلیت میں صرف بیٹے ہی میت کے ترکہ کے وارث ہوتے تھے، بیٹیوں کو کچھ نہیں دیتے تھے۔ ابتداء اسلام میں والدین کے

موضح قرآن۔ ف۱ اس آیت میں دو میراثیں بیان فرمائیں۔ اولاد کی اور ماں باپ کی۔ اولاد اگر ملی ہوئی ہیں دو قسم ہیں مرد و عورت تو مرد کا دوہرا حصہ عورت کا اکہرا۔ اور اگر فقط عورتیں ہیں تو ایک کو آدھا مال اور زیادہ ہوں دو تہائی برابر بانٹ لیں اور ماں کا حصہ اگر میت کے اولاد ہے یا بھائی بہن ہیں ایک سے زیادہ تو چھٹا حصہ۔ اور اگر دونوں نہیں تو تہائی اور باپ کا حصہ اگر میت کو اولاد ہے تو چھٹا حصہ اور اگر اولاد نہیں تو عصبہ ہوا اور میت کا مال اول اس کے دفن کفن میں لگائیے جو بچے وہ اس کے قرض میں دیجئے اس سے جو بچے تو اس کی وصیت میں ایک تہائی تک لگائیے۔ اس کے پیچھے جو رہ جائے اس میں میراث کے حصے ہیں۔ اور ان دونوں حصوں میں عقل کا دخل نہیں۔ اللہ صاحب نے مقرر فرمائے۔ وہ سب سے داناتر ہے۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی مابقی پدر راست ۱۲ **ف۲** یعنی اگر وصیت باشد نخست ادائے وصیت کنند و اگر دین باشد نخست ادائے دین کنند۔ واللہ اعلم ۱۲ **ف۳** یعنی برادران یا خواہران حصہ مادر را ناقص میسازند اگرچہ خود چیزے نیابند و یک برادر و یک خواہر ناقص نمی سازند۔ واللہ اعلم ۱۲۔

وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَآ أَوْ دَيْنٍ ۗ وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ

وصیت کے جو تم کر مرو یا قرض کے ف۱ اور اگر وہ مرد کہ جس کی میراث ہے

كَلٰلَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَّلَهٗٓ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا

باپ بیٹا کچھ نہیں رکھتا یا عورت ہو ایسی ہی ۱۵ اور اس میت کا ایک بھائی ہے یا بہن ہے تو دونوں میں سے ہر ایک کا

السُّدُسُ ۚ فَإِنْ كَانُوْٓا أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ

چھٹا حصہ ہے ۱۶ اور اگر زیادہ ہوں اس سے تو سب شریک ہیں

فِي الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ أَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ

ایک تہائی میں بعد وصیت کے جو ہو چکی ہے یا قرض کے جب اوروں کا

مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ⑫ تِلْكَ

نقصان نہ کیا ہو ۱۷ یہ حکم ہے اللہ کا اور اللہ سب کچھ جاننے والا تحمل کرنیوالا ف۲ یہ حدیں

حُدُوْدُ اللّٰهِ ۗ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ

باندھی ہوئی اللہ کی ہیں اور جو کوئی حکم پر چلے اللہ کے اور رسول کے اس کو داخل کریگا جنتوں میں

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۗ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ

جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں ہمیشہ رہیں گے ان میں ۱۸ اور یہی ہے بڑی مراد

الْعَظِيْمُ ⑬ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ

ملنی اور جو کوئی نافرمانی کرے اللہ کی اور اس کے رسول کی اور نکل جاوے اس کی حدوں سے

يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۠ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ⑭ ع ۲ ۱۲

ڈالیگا اس کو آگ میں ہمیشہ رہیگا اس میں اور اس کے لئے ذلت کا عذاب ہے

وَالّٰتِيْ يَأْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا

اور جو کوئی بدکاری کرے تمہاری عورتوں میں سے تو گواہ لاؤ

عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَإِنْ شَهِدُوْا فَأَمْسِكُوْهُنَّ

ان پر چار مرد اپنوں میں سے ۱۹ پھر اگر وہ گواہی دیویں تو بند رکھو ان عورتوں کو

حق میں وصیت کا حکم تھا اس کے بعد آیتِ میراث سے تمام وارثوں کے حصے مقرر کر دیئے گئے اور پہلا حکم منسوخ کر دیا گیا اور فرمایا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ والدین اور بیٹوں میں سے کون تمہارے لئے دنیوی یا اخروی نفع کا باعث ہے کبھی باپ کی طرف سے ایسا دنیوی یا اخروی نفع حاصل ہو جاتا ہے جو بیٹے کی طرف سے نہیں ہوتا اور کبھی بالعکس۔ اس لئے ہم نے نفسِ میراث میں سب کو برابر کر دیا ہے اور سب کے حصے مقرر کر دیئے ہیں (من ابن کثیر ج ۱ ص ۴۵۹) **۱۴** پہلی چھ صورتیں ذوی الفروض نسبیہ کی تھیں اب آگے ذوی الفروض سببیہ یعنی خاوند بیوی کے حصوں کا بیان ہے۔ **ساتویں صورت** اگر بیوی فوت ہو جائے اور اس کے کوئی اولاد نہ ہو تو بیوی کے ترکہ سے خاوند کو نصف ($\frac{1}{2}$) ملیگا۔ باقی دوسرے ورثاء میں ان کے حصوں کے مطابق تقسیم ہوگا۔ **آٹھویں صورت** فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ الخ یعنی اگر بیوی فوت ہو جائے اور اس کے اولاد ہو خواہ موجودہ خاوند سے یا پہلے خاوند سے تو اس صورت میں بیوی کے ترکہ سے چوتھا حصہ ($\frac{1}{4}$) خاوند کا ہوگا۔ اور باقی دیگر ورثاء کا ہوگا۔ **نویں صورت** وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ۔ اور اگر خاوند فوت ہو جائے اور کوئی اولاد نہ چھوڑے تو بیوی کو ترکہ کا چوتھا حصہ ملیگا۔ اگر بیویاں ایک سے زیادہ ہوں تو وہی چوتھا حصہ ان میں مساوی طور پر تقسیم کیا جائے۔ **دسویں صورت** فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ الخ اور اگر میت کے اولاد ہو خواہ موجودہ بیوی سے یا سابقہ سے تو بیوی خواہ ایک ہو یا زیادہ ہوں وہ ترکہ کا آٹھواں حصہ ($\frac{1}{8}$) پائیں گی۔ **۱۵** **گیارہویں اور بارہویں صورت**۔ كَلٰلَةً لغت میں اس مرد یا عورت کو کہتے ہیں جس کے اصول اور فروع میں کوئی مذکر موجود نہ ہو اور اصطلاحِ شرع میں اس میں یہ اضافہ کیا گیا ہے کہ اس کے لڑکی بھی نہ ہو جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق، عمر، ابن عباس رضی اللہ عنہم سے منقول ہے۔ الكلالة من لم يترك ولدا ولا والدا (ابن جریر ج ۴ ص ۲۸۴) سلیم بن عبد کہتے ہیں کہ اس پر مفسرین کا اجماع ہے اجمعوا ان الكلالة الذي ليس له ولد ولا والد (ایضا) اس سورت

موضح قرآن **ف۱** یہاں تک مرد و عورت کی میراث فرمائی۔ عورت کے مال میں مرد کو آدھا ہے اگر عورت کو اولاد نہیں اور اگر اولاد ہے اس مرد سے یا اور مرد سے تو مرد کو چوتھائی اور اسی طرح مرد کے مال میں عورت کو چوتھائی اگر مرد کو اولاد نہیں۔ اور اگر اولاد ہے تو عورت کو آٹھواں حصہ ہر جنسِ مال میں نقد یا جنس سلاح یا زیور، حویلی یا باغ باقی عورت کا مہر میراث سے جدا ہے قرض میں داخل ہے۔ **ف۲** یہاں میراث فرمائی بھائی بہن کی۔ سو باپ کے اور بیٹے کے ساتھ بھائی بہن کو کچھ نہیں جب باپ بیٹا نہ ہو، تب بھائی بہن کو پہنچے۔ بھائی بہن تین طرح کے ہیں سگے جو ماں باپ میں شریک ہیں یا سوتیلے جو باپ میں شریک ہیں یا اخیافی جو ماں میں شریک ہیں۔ یہ میراث ان تیسروں کی ہے ایک کو چھٹا حصہ اور زیادہ کو تہائی ان میں مرد و عورت کو برابر۔ اور وہ دو قسم کے بھائی بہن مثال اولاد کے ہیں جب باپ بیٹا نہ رہا ہو۔ پہلے سگے وہ نہ ہوں تو سوتیلے! اس سورت کے آخر ان کی میراث ہے۔ اور یہ فرمایا کہ وصیت پہلے ہے جب اوروں کا نقصان نہ کیا۔ نقصان دو طرح کا ہے ایک یہ ہے کہ مال کی تہائی سے زیادہ دلوا مرے وہ تہائی تک جاری ہے زیادہ نہیں۔ دوسرا یہ کہ جس کو میراث کا حصہ ملیگا اس کو اپنی طرف سے رعایت کر کر زیادہ کچھ دلوا مرا۔ وہ معتبر نہیں اگر سب راضی ہوں تو یہ دونوں وصیتیں قبول رکھیں نہیں تو نہ رکھیں۔ اور یہ پانچ میراثیں جو فرمائیں یہ حصہ داروں کی ہیں اور ان کے سوا اور قسم کے وارث ہیں جن کو عصبہ کہتے ہیں ان کو حصہ نہیں اگر عصبہ ہو اور حصہ دار نہ ہو تو سب مال عصبہ لیوے اور جو دونوں ہوں تو حصہ داروں سے جو بچے وہ عصبہ ہوئے اور جو نہ بچے نہ لیوے اور عصبہ اصل تو وہ کہ مرد ہو عورت نہ ہو اور عورت کا واسطہ نہ رکھے اس کے چار درجے ہیں۔ اوّل درجے میں بیٹا اور پوتا ہے۔ دوسرے درجے میں باپ اور دادا۔ تیسرے درجے میں بھائی اور بھتیجا۔ چوتھے درجے میں چچا اور چچا کا بیٹا یا پوتا۔ ایک درجے میں اگر کئی شخص ہوں تو جو میت سے قریب ہو وہ مقدم ہے جیسے پوتے سے بیٹا بھتیجے سے بھائی پھر سوتیلے سے سگا باقی اولاد اور بھائیوں میں مرد کے ساتھ عورت بھی عصبہ ہے اوروں میں نہیں اگر دونوں قسم کے وارث نہ ہوں تو تیسری قسم ہیں ذوالارحام یعنی ایسی قرابت والے جس میں واسطہ عورت کا ہے اور حصہ دار نہیں جیسے نواسا اور نانا اور بھانجا اور ماموں خالہ پھپھی اور ان کی اولاد ان کا حساب بھی عصبے کا سا ہے۔ فتح الرحمن ف۱ کلالہ آنست کہ پدر و فرزند ندارد ۱۲ ف۲ یعنی وصیتی کہ زیادہ از ثلث باشد اعتبار ندارد ۱۲۔

ما عصیان سے دریغ [illegible]
کا اول مراد یہی ہے کہ جوان
مذکورہ احکام کو نہ مانے
نفرت و تعدی حدود ۱۲

یہ ساتوں حکم عورت
عورتوں کو واسطے [illegible]
حصہ ضرور [illegible]
ان کے زنا [illegible]
قرآن [illegible] حکم نازل
کرو ۱۲

میں کلالہ کی چھ صورتیں بیان کی گئی ہیں، چار سورت کے آخر میں اور دو اس رکوع میں۔ اوّل کلالہ مرد ہو یا عورت اگر وہ مرجائے اور اس کا ایک مادری بھائی یا ایک مادری بہن زندہ ہو تو اس کو ترکہ کا سدس یعنی چھٹا حصہ (⅙) دیا جائے وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ سے السُّدُسُ تک اس کا بیان ہے۔ دوّم یہ کہ مادری بھائی بہنیں ایک سے زیادہ ہوں تو وہ ترکہ کا ثلث (⅓) پائیں گے اور ثلث ان کے عدد رؤس کے مطابق مساوی حصوں میں تقسیم کیا جائے گا اور نر و مادہ کے حصہ میں کوئی فرق نہیں ہوگا فَاِنْ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَھُمْ شُرَكَاۗءُ فِي الثُّلُثِ میں یہ صورت مذکور ہے۔ بھائی بہنوں سے یہاں اولاد الام یعنی مادری مراد ہیں جیسا کہ حضرت صدیق رضؓ اور سعد بن ابی وقاص رضؓ سے منقول ہے ای من امّ کما ھو فی قراءۃ بعض السلف منہم سعد بن ابی وقاص وکذا فسرھا ابوبکر الصدیق فیما رواہ قتادۃ عنہ۔ (ابن کثیر ج ۱ ص ۴۶۰) اور اگر بھائی بہنیں عیانی یا علاتی ہوں تو ان کے حصے اس سورت کے آخر میں بیان کئے گئے ہیں غَيْرَ مُضَاۗرٍّ، يُّوْصِيْ بِھَا کے فاعل سے حال ہے بصورت قراءت فعل معروف اور بصورت قراءت فعل مجہول فعل محذوف کے فاعل سے حال ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مرنے والا وصیت یا اقرار بالدین سے وارثوں کو نقصان نہ پہنچائے مثلاً یہ کہ تیسرے حصہ سے زیادہ وصیت نہ کرے اور جس کا اس کے ذمہ کوئی حق نہیں اس کے لئے قرض کا اقرار نہ کرے فلا یقر بحق لیس علیہ ولا یوصی باکثر من الثلث قالہ ابن جبیر (روح ج ۴ ص ۲۳۳) **۱۶** یہ بشارتِ اخروی ہے۔ احکام میراث جن کی آئے دن ضرورت رہتی ہے بیان کرنے کے بعد فرمایا یہ اللہ کی حدود اور اس کے مقررہ احکام ہیں جو اللہ کے رسول کی وساطت سے بندوں کو دیئے گئے ہیں جو ان احکام پر ایمان لائیگا اور ان پر عمل کریگا اس کے لئے آخرت میں جناتِ نعیم اور نعیم مقیم کی بشارت ہے وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ الخ یہ ان لوگوں کے لئے تخویف اخروی ہے جو اللہ کی حدود کو توڑتے اور اس کے نافذ کردہ احکام میراث کو معطل کرتے اور ان کے مطابق وارثوں میں ترکہ تقسیم نہیں کرتے۔ عصیان سے یہاں عصیان کا کامل درجہ مراد ہے یعنی جو شخص ان احکام پر ایمان نہ لائے وہ کافر ہے اور اس کی سزا یہ ہے کہ وہ ہمیشہ جہنم کی آگ میں رہیگا جیسا کہ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ کا اس پر قرینہ ہے۔ اور جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الْكٰفِرُوْنَ (مائدہ رکوع ۷) مسند امام احمد میں مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ کی مَنْ لَّمْ يَعْتَقِدْ سے تفسیر کی گئی ہے یعنی جو لوگ اللہ کے نازل کردہ احکام پر ایمان نہ لائیں اور ان کے حق ہونے کا اعتقاد نہ رکھیں وہ کافر ہیں۔ **۱۷** ساتواں حکم رعیّت (عورتوں کو وراثت سے حصہ ضرور دو لیکن اگر ان سے زنا سرزد ہو جائے تو ان پر شرعی حکم نافذ کرو) احکام وراثت بیان کرنے کے بعد ان عورتوں کا حکم بیان کیا گیا جن سے زنا کا ارتکاب ہو جائے یعنی عورتوں کو میراث سے بیشک حصہ دو لیکن اگر کسی عورت سے زنا سرزد ہو جائے تو اگر چار گواہوں کی شہادت سے ان کا جرم ثابت ہو جائے تو ان کو بند رکھو یہاں تک کہ ان کے لئے کوئی دوسرا حکم آجائے اور اگر ان

منسوخ ہے بآیۂ زنا سے

فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰىھُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ
گھروں میں یہاں تک کہ اٹھا لیوے ان کو موت یا مقرر کر دے
اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ⑮ وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ
اللہ ان کے لئے کوئی راہ ف۱ ف۱ اور جو دو مرد کریں تم میں سے وہی بدکاری
فَاٰذُوْھُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا
تو ان کو ایذا دو پھر اگر وہ دونوں توبہ کریں اور اپنی اصلاح کرلیں تو ان کا خیال
عَنْهُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ⑯ اِنَّمَا التَّوْبَةُ
چھوڑ دو بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے ف۲ ف۲ توبہ قبول کرنی
عَلَي اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْۗءَ بِجَهَالَةٍ
اللہ کو ضرور تو ان کی ہے جو کرتے ہیں برا کام جہالت سے
ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰۗىِٕكَ يَتُوْبُ
پھر توبہ کرتے ہیں جلدی سے تو ان کو اللہ
اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ⑰ وَ
معاف کر دیتا ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے اور
لَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ
ایسوں کی توبہ نہیں جو کئے جاتے ہیں برے کام
حَتّٰٓي اِذَا حَضَرَ اَحَدَھُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ
یہاں تک کہ جب سامنے آجائے ان میں سے کسی کے موت تو کہنے لگا میں
تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَھُمْ
توبہ کرتا ہوں اب اور نہ ایسوں کی توبہ جو کہ مرتے ہیں حالت
كُفَّارٌ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَعْتَدْنَا لَھُمْ عَذَابًا اَلِـيْمًا ⑱
کفر میں ان کے لئے تو ہم نے تیار کیا ہے عذاب دردناک ف۳ ف۳

موضح قرآن :۔ ف۱ یہ حکم زنا کا فرمایا کہ چار مرد مسلمان گواہ چاہئیں پھر ابھی حد نازل نہ فرمائی، وعدہ رکھا۔ آخر حد نازل ہوئی سورۂ نور میں۔ ف۲ اگر دو مرد فعل بد کریں ان کا حکم اس وقت مجملاً ایذا دینی فرمائی اور توبہ کریں تو ایذا نہ دو پھر جب حد زنا نازل ہوئی تو اس کی حد جدی نہ فرمائی۔ اس میں علماء کو اختلاف رہا کہ وہ ہی حد ہے اس کی بھی یا شمشیر سے قتل کرنا یا کچھ اور طور سے۔ ف۳ یعنی موت جب یقینی ہو چکی اور آخرت نظر آنے لگی تب توبہ قبول نہیں اور اس سے پہلے قبول ہے مسلمان کی توبہ اور کافر اگر گناہ سے توبہ کرے وہ گناہ نہیں اترتا مگر جو مسلمان ہو کر مرے۔

فتح الرحمٰن ف۱ بعد ایں آیت خدا تعالیٰ راہے مقرر کرد و آں رجم ثیب و جلد بکر است پس الحال حکم حبس نیست ۱۲۔ ف۲ ایں آیت مجمل است در احادیث مذکور شد کہ بکر جرا صد تازیانہ باید زد و ثیب حرا رجم باید کرد و عبد را پنجاہ تازیانہ۔ واللہ اعلم ۱۲۔ ف۳ مترجم گوید اہل جاہلیت زناں را نیز از جملہ میراث می دانستند۔ و ولی میت اگر خواستے بجبر در نکاح خود مے آورد و اگر خواستے منع میکرد کہ با جنبی نکاح کند تا آنکہ مہر رد نماید۔ حق تعالیٰ ایں آیت فرستاد۔ واللہ اعلم۔

کو بطور سزا کوئی تکلیف دینا چاہو تو زیادہ نہ دو اور حدِ اعتدال سے آگے نہ بڑھو۔ یہ حکم حدِ شرعی کے نزول سے پہلے تھا۔ اور اگر وہ سچی توبہ کر لیں تو پھر ان سے تعرض نہ کرو اور انہیں کچھ نہ کہو کیونکہ جو شخص گناہ کرنے کے بعد سچی توبہ کر لے اور گناہ پر اصرار نہ کرے تو اللہ تعالٰے اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا یہ ساتویں حکم ہی سے متعلق ہے یعنی اس میں زنا ہی کا حکم مذکور ہے۔ اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ الخ یعنی اللہ نے محض اپنے فضل و کرم سے ان لوگوں کی توبہ کو قبول کرنا اپنے ذمے رکھا ہے جو نادانی میں گناہ کریں اور پھر فوراً ہی سچی توبہ کر لیں اور آئندہ کے لئے اس گناہ کے قریب بھی نہ پھٹکیں۔ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الخ یہ زجر اور تخویفِ اخروی ہے یعنی جو لوگ زندگی میں بے دھڑک اور اندھا دھند گناہ کرتے ہیں جب موت کا وقت آپہنچا اور غرغرہ کی حالت شروع ہو جائے تو توبہ کرنے لگیں تو یہ توبہ خدا کو منظور نہیں ہوگی۔ اسی طرح وہ لوگ جو حالتِ کفر میں مر جائیں ان کے گناہ ہر گز معاف نہیں ہوں گے اور انہیں دردناک سزا دی جائیگی

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا

اے ایمان والو حلال نہیں تم کو کہ میراث میں لے لو تم

النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ

عورتوں کو زبردستی ف۱ اور نہ روکے رکھو ان کو اس واسطے کہ لے لو ان سے کچھ

مَاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّاۤ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ

اپنا دیا ہوا۔ مگر کہ وہ کریں بے حیائی صریح۔

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ

اور گذران کرو عورتوں کے ساتھ اچھی طرح پھر اگر وہ تم کو نہ بھاویں

فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا

تو شاید تم کو پسند نہ آوے ایک چیز اور اللہ نے رکھی ہو اس میں بہت

كَثِيْرًا ⑲ وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ

خوبی ف اور اگر بدلنا چاہو ایک عورت کی جگہ دوسری

زَوْجٍ ۙ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا

عورت کو اور دے چکے ہو ایک کو بہت سا مال تو مت پھیر لو

مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا

اس میں سے کچھ کیا لیا چاہتے ہو اس کو ناحق اور صریح

مُّبِيْنًا ⑳ وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى

گناہ سے اور کیونکر اس کو لے سکتے ہو اور پہنچ چکا ہے

بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا

تم میں کا ایک دوسرے تک اور لے چکیں وہ عورتیں تم سے عہد

غَلِيْظًا ㉑ وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ

پختہ ف ف۲ اور نکاح میں نہ لاؤ جن عورتوں کو نکاح میں لائے ف۳

ما آٹھواں حکم رعیت۔ ورثہ میں مال ملا کرتا ہے عورتیں نہیں ملا کرتیں۔ ہاں ان کی رضامندی سے ان کے ساتھ نکاح کر سکتے ہو۔ ۱۲۰

[illegible]

۱۸ آٹھواں حکمِ رعیت (ورثہ میں مال ملا کرتا ہے عورتیں نہیں ملا کرتیں۔ ہاں اگر وہ راضی ہوں تو ان سے نکاح کر لو) زمانۂ جاہلیت کی ایک ننگِ انسانیت رسم یہ تھی کہ ورثا مال کی طرح اپنے مُورثوں کی بیویوں کو بھی اپنی وراثت سمجھتے تھے اور اگر وہ کسی سے نکاح کرنا چاہتی تھیں تو انہیں جبراً روک دیتے تھے اگر وہ خوبرو ہوتی تو خود اس سے نکاح کر لیتے ورنہ اسے محبوس رکھتے اور اس کے مرنے کے بعد اس کے مال پر قابض ہو جاتے تو اس پر اللہ تعالٰے نے فرمایا کہ وراثت میں مال ملا کرتا ہے عورتیں نہیں ملا کرتیں۔ ہاں اگر کوئی عورت بخوشی نکاح کرنا چاہے تو نکاح کر لو بشرطیکہ وہ تمہاری محرم نہ ہو۔ کَرْهًا فعلِ محذوف کا مفعولِ مطلق ہے ای تکرھون کرھا و لا تعضلوھن ای لا تمنعوھن (جامع ص۳۵) یعنی ان کو منع نہ کرو۔ ببعض میں با تعدیہ کے لئے ہے اور خطاب وارثوں سے ہے بعض دفعہ ورثاء بیوہ کو اس شرط پر دوسری جگہ نکاح کی اجازت دیتے کہ خاوند سے جو کچھ اسے میراث میں ملا ہے وہ اسے واپس کر دے یا اپنا مہر واپس دیدے تو اس سے منع فرمایا یا خطاب خاوندوں سے ہے کچھ لوگ اپنی بیویوں کو نہ طلاق دیتے اور نہ حسنِ سلوک سے پیش آتے تھے بلکہ ان کو تنگ کرتے تھے تاکہ وہ اپنے وصول کردہ مہر واپس دے کر خلع کر لیں اس پر ممانعت کا حکم نازل فرمایا اور حسنِ معاشرت کا حکم دیا وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ الخ یعنی تم عورتوں کو مال کی خاطر تنگ نہ کرو اور اگر بیوی کو طلاق دے کر کسی دوسری عورت سے شادی کرنا چاہو تو پہلی بیوی کو دئے ہوئے مہر سے کچھ بھی واپس مت لو۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرد کی طرف سے ناچاقی کی وجہ سے خلع نہیں ہو سکتا۔ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا دونوں مصدرین بمعنی اسم فاعل تاخذونہ کے فاعل سے حال ہیں ای اتاخذونہ باھتین و اٰثمین۔ اور افضٰی بعضکم الٰی بعض جماع سے کنایہ ہے امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ خلوتِ صحیحہ کو بھی شامل ہے (روح ج ۴ ص۲۴۷) اس لئے اگر خلوتِ صحیحہ کے بعد طلاق ہو جائے اگرچہ جماع کی نوبت نہ آئے تو بھی عورت سے مہر کا کوئی حصہ واپس لینا جائز نہیں

۱۹ نواں حکمِ رعیت (عورتیں نکاح سے ملتی ہیں لیکن حسب ذیل عورتیں اگر راضی بھی ہوں تب بھی نکاح میں نہیں آسکتیں) پہلے فرمایا تھا کہ جو عورتیں رضامندی سے تمہارے ساتھ نکاح کرنا چاہیں

موضح قرآن ف۱ اس آیت میں دو حکم ہیں میت مر جاوے تو اس کی عورت اپنے نکاح کی مختار ہے میت کے بھائیوں کو زور آوری سے اپنے نکاح میں لینا نہیں پہنچتا اور نہ ان کو روکنا پہنچے نکاح سے کہ عاجز ہو کر جو کچھ میت نے دیا تھا پھیر جاوے مگر بے شرح بات سے روکنا البتہ چاہیئے۔ دوسرا حکم یہ کہ عورتوں سے گذران کرے تحمل کے ساتھ اگر ان میں بعضی چیز ناپسند ہو تو شاید کچھ خوبی بھی ہو بدخو کے ساتھ بدخوئی نہ چاہیئے۔ ف۲ یعنی مرد عورت تک پہنچا تو اس کا تمام مہر لازم ہوا اب بغیر اس کے چھوڑے نہیں چھوٹتا اور عہد گاڑھا یہی کہ حکم شرع سے عورت مرد کے قبضے میں آئی والا اس کا مالک نہیں۔

فتح الرحمٰن ف یعنی ایجاب و قبول بحضورِ شہود درمیان آمد ۱۲۔

مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً
تمہارے باپ مگر جو پہلے ہو چکا ف۱ یہ بے حیائی ہے
وَّ مَقْتًا ؕ وَ سَآءَ سَبِيْلًا ﴿۲۲﴾ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ
اور کام ہے غضب کا اور برا چلن ہے ف حرام ہوئی ہیں تم پر
اُمَّهٰتُكُمْ وَ بَنٰتُكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ وَ عَمّٰتُكُمْ وَ
تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور
خٰلٰتُكُمْ وَ بَنٰتُ الْاَخِ وَ بَنٰتُ الْاُخْتِ وَ اُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ
خالائیں اور بیٹیاں بھائی کی اور بہن کی اور جن ماؤں نے تم کو
اَرْضَعْنَكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَ
دودھ پلایا اور دودھ کی بہنیں اور
اُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَ رَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ
تمہاری عورتوں کی مائیں اور ان کی بیٹیاں جو تمہاری
حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ
پرورش میں ہیں جن کو کہ جنا ہے تمہاری ان عورتوں نے جن سے تم نے
بِهِنَّ ۫ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا
صحبت کی اور اگر تم نے ان سے صحبت نہیں کی تو
جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ۫ وَ حَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ
تم پر کچھ گناہ نہیں اس نکاح میں اور عورتیں تمہارے بیٹوں کی جو
مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۙ وَ اَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ
تمہاری پشت سے ہیں اور یہ کہ اکٹھا کرو دو بہنوں کو
اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۳﴾ ۙ
مگر جو پہلے ہو چکا بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ع ۳ ۸ ۱۴

ان سے نکاح کرلو لیکن حسبِ ذیل عورتیں اگر راضی ہوں تب بھی ان سے نکاح نہ کرو کیونکہ یہ محرمات ہیں اور ان سے نکاح کرنا تمہارے لئے ابدی حرام ہے یہاں پندرہ محرمات مذکور ہیں (۱) باپ کی منکوحہ یعنی جو عورت باپ کی زوجیت میں آچکی ہو پھر بیوہ یا مطلقہ ہوجائے (۲) ماں۔ دادی اور نانی بھی اُمّہات میں داخل ہیں (۳) وَبَنٰتُكُمْ بیٹیاں اس میں پوتیاں اور نواسیاں بھی داخل ہیں (۴) اَخَوٰتُكُمْ بہنیں خواہ عینی ہوں یا علاتی اور اخیافی (۵) وَعَمّٰتُكُمْ پھوپھیاں (۶) وَخٰلٰتُكُمْ خالائیں (۷) وَبَنٰتُ الْاَخِ بھتیجیاں۔ ان کی بیٹیوں کا بھی یہی حکم ہے (۸) وَبَنٰتُ الْاُخْتِ بھانجیاں اور ان کی بیٹیاں بھی اسی حکم میں ہیں (۹) وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ اور وہ عورتیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا ہو (۱۰) وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ اور تمہاری دودھ شریک بہنیں (۱۱) وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ اپنی بیویوں کی مائیں خواہ نسبی ہوں یا رضاعی (۱۲) وَرَبَآئِبُكُمُ الخ تمہاری بیویوں کی بیٹیاں جو ان کے پہلے خاوندوں سے ہوں بشرطیکہ تم ان سے خلوت کرچکے ہو لیکن اگر کسی نے ابھی اپنی بیوی سے خلوت نہ کی ہو تو اس کو طلاق دے کر اس کی بیٹی سے نکاح کرسکتا ہے فِيْ حُجُوْرِكُمْ کی قید محض اتفاقی ہے احترازی نہیں ہے (۱۳) وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ اور تمہارے صلبی بیٹوں کی بیویاں اَلَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ کی قید احترازی ہے اور اس سے متبنّٰی کی بیوی سے احتراز ہے کیونکہ بیوگی یا طلاق کے بعد اس سے نکاح جائز ہے (۱۴) وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اور دو بہنوں سے ایک ساتھ نکاح کرنا۔ دو بہنیں خواہ نسبی ہوں یا رضاعی۔ اسی طرح ہر وہ دو عورتیں جن کے درمیان رشتہ محرمیت ہو۔ مثلاً خالہ اور بھانجی۔ پھوپھی اور بھتیجی۔ ان کو بھی ایک آدمی کے نکاح میں جمع کرنا جائز نہیں (۱۵) وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اور جو عورتیں صحیح نکاح کے ساتھ دوسروں کی منکوحہ ہوں، ان سے بھی نکاح جائز نہیں۔ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ سے بظاہر یہ شبہ پڑتا ہے کہ شادی شدہ آزاد عورتوں سے نکاح جائز نہیں لیکن شادی شدہ لونڈیوں سے نکاح جائز ہے حالانکہ ایسا کرنا جائز نہیں اس لئے لونڈیوں سے وہ لونڈیاں مراد نہیں ہیں جو پہلے سے مسلمانوں کی ملک میں ہوں بلکہ وہ لونڈیاں مراد ہیں جو بذریعہ سبی (قید) کافروں سے مسلمانوں کے ہاتھ آئیں اور دار الکفر میں ان کے خاوند موجود ہوں کیونکہ سبی سے ان کا سابقہ نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور ان سے نکاح جائز ہے والمراد بالملك الملك بالسبي خاصة فانه المقتضي لفسخ النكاح وحلها للسابي دون غيره و هو قول عمر و عثمان و جمهور الصحابة والتابعين والائمة الاربعة (روح ج ۵ ص۲)

۲۰ دسواں حکم رعیت (جن عورتوں سے نکاح جائز ہے خواہ حرہ ہوں یا لونڈیاں، ان کو مہر دینا ہوگا) یہ آٹھویں اور نویں حکم سے متعلق ہے۔ آٹھویں حکم میں فرمایا کہ میراث میں مال ملا کرتا ہے عورتیں نہیں ملا کرتیں۔ ہاں جو عورتیں خوشی سے نکاح کرنا چاہیں ان سے نکاح کرسکتے ہو۔ نویں حکم میں فرمایا کہ یہ پندرہ عورتیں تم پر حرام ہیں وہ اگر راضی ہوں تو بھی ان سے نکاح جائز نہیں۔ اب یہاں علیٰ سبیل الترقی فرمایا کہ ان کے علاوہ باقی عورتیں تم پر حلال ہیں لیکن حلت کی شرط یہ ہے کہ تم ان کو ہمیشہ کے لئے اپنی زوجیت میں رکھنے کی غرض سے ان سے شرعی عقد کرو۔ وقتی یا چند روزہ شہوت رانی مقصود نہ ہو اس سے متعہ کی ممانعت کی طرف اشارہ ہے کیونکہ متعہ کی غرض و غایت وقتی یا چند روزہ تمتع اور قضاءِ شہوت کے سوا کچھ نہیں وفيه اشارة الى النهي عن كون القصد مجرد قضاء الشهوة وصب الماء واستفراغ اوعية المني فبطلت المتعة بهذا القيد لان مقصود المتمتع ليس الا ذاك (روح ج ۵ ص۶) اور یہ بھی یاد رکھو جس عورت سے نکاح کرو خواہ آزاد ہو یا لونڈی اس کو مہر ضرور دینا ہوگا وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ۔ ہاں اگر مہر مقرر ہو چکنے کے بعد عورتیں اپنا پورا مہر یا اس کا کچھ حصہ معاف کردیں تو وہ تمہارے لئے حلال ہے اس میں تم پر کوئی حرج نہیں

۲۱ جو لوگ آزاد عورتوں سے نکاح کرنے کی طاقت نہیں رکھتے وہ لونڈیوں سے نکاح کرلیں لیکن لونڈی سے نکاح کرنے کے لئے اس کے مالک کی اجازت شرط ہے۔ اس آیت سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر استدلال کیا ہے کہ جس میں آزاد عورت سے نکاح کی استطاعت ہو اس کے لئے لونڈی سے نکاح جائز نہیں جیسا کہ مفہوم شرط کا تقاضا ہے اور اہلِ حجاز کہتے ہیں کہ غیر مستطیع کے لئے کنایہ لونڈی

موضح قرآن۔ ف۱ مگر جو ہو چکا یعنی کفر میں اس کا پرہیز نہ کرتے تھے۔ سو اسلام کے بعد وہ گناہ نہ رہا۔ اب آگے پرہیز چاہیئے۔

سے نکاح جائز نہیں کیونکہ فتیاتکم کے بعد المؤمنات کی قید موجود ہے لیکن امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک لونڈی خواہ مؤمنہ ہو خواہ کتابیہ سے بہر صورت نکاح جائز ہے۔ حرۃ سے نکاح کی استطاعت ہو یا نہ ہو کیونکہ فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اور وَاُحِلَّ لَکُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکُمْ دونوں مطلق ہیں جو نکاح امہ کے جواز پر دلالت کرتی ہیں اور تخصیص و تقیید کے لئے دلیل کی ضرورت ہے باقی رہا مفہوم شرط اور مفہوم صفت تو وہ امام کے نزدیک حجت نہیں ہے کما تقرر فی الاصول ۲۲ یہاں ان شادی شدہ لونڈیوں کی سزا بیان کی گئی ہے جن سے زنا کا ارتکاب ہو جائے۔ کنواری آزاد عورت کیلئے زنا کی حد سو کوڑے ہے جیسا کہ سورۂ نور میں مذکور ہے اور لونڈی کیلئے اسکا نصف یعنی پچاس کوڑے ہے ذٰلِکَ لِمَنْ خَشِیَ الْعَنَتَ مِنْکُمْ العنت سے مراد زنا ہے جیسا کہ ابن عباس سے منقول ہے عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ھو الزنا لانہ سبب الھلاک (مدارک ج ۱ ص۲۱۲) یعنی آزاد عورتوں کی استطاعت نہ ہونے کی صورت میں لونڈیوں سے نکاح کی اجازت اس لئے دی گئی ہے تاکہ تم گناہ میں مبتلا نہ ہو جاؤ لیکن اگر تم اپنے جذبات کو قابو میں رکھ سکو اور لونڈیوں سے نکاح نہ کرو اور نکاح کی استطاعت کا انتظار کرو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے کیونکہ لونڈی سے نکاح کی صورت میں اس سے تمہاری اولاد اپنی ماں کے تابع ہوگی اور غلام ہوگی اس لونڈی کا مالک تمہاری اولاد کو فروخت کرنے کا مجاز ہوگا۔ یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُبَیِّنَ لَکُمْ وَیَھْدِیَکُمْ الخ نکاح سے

وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ۚ
اور خاوند والی عورتیں مگر جن کے مالک ہو جائیں تمہارے ہاتھ ف۱

کِتٰبَ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ ۚ وَاُحِلَّ لَکُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکُمْ اَنْ
حکم ہوا اللہ کا تم پر ف اور حلال ہیں تم کو سب عورتیں ان کے سوا ف۲ بشرطیکہ

تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِکُمْ مُّحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ ؕ فَمَا
طلب کرو ان کو اپنے مال کے بدلے قید میں لانے کو نہ مستی نکالنے کو ف۲ پھر جس

اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِیْضَةً ؕ
کو کام میں لائے تم ان عورتوں میں سے تو ان کو دو ان کے حق جو مقرر ہوئے ف۳

وَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ فِیْمَا تَرٰضَیْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ
اور گناہ نہیں تم کو اس بات میں کہ ٹھہرا لو تم دونوں آپس کی رضا سے مقرر

الْفَرِیْضَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ کَانَ عَلِیْمًا حَکِیْمًا ﴿۲۴﴾ وَمَنْ لَّمْ
کئے پیچھے ف۴ بیشک اللہ ہے خبردار حکمت والا ف اور جو کوئی نہ

یَسْتَطِعْ مِنْکُمْ طَوْلًا اَنْ یَّنْکِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ
رکھے تم میں مقدور اس کا کہ نکاح میں لائے بیبیاں مسلمان ف۵

فَمِنْ مَّا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ مِّنْ فَتَیٰتِکُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ
تو نکاح کرلے ان سے جو تمہارے ہاتھ کا مال ہیں جو کہ تمہارے آپس کی لونڈیاں ہیں مسلمان

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِیْمَانِکُمْ ؕ بَعْضُکُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَانْکِحُوْهُنَّ
اور اللہ کو خوب معلوم ہے تمہاری مسلمانی تم آپس میں ایک ہو ف۵ سو ان سے نکاح کرو

بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ
ان کے مالکوں کی اجازت سے اور دو ان کے مہر موافق دستور کے

مُحْصَنٰتٍ غَیْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ فَاِذَآ
قید میں آنے والیاں ہوں نہ مستی نکالنے والیاں اور نہ چھپی یاری کرنے والیاں ف۶ پھر جب

الجزء ۵ ع ۹

ف۱ وسواسے حکم و بیعت اور جو نکاح میں تھی ہیں خواہ حرہ ہو یا لونڈی ان کو مہر دینا ہوگا ۱۲

ف۲ متعہ کی نفی کی طرف اشارہ ہے ۱۲

موضح قرآن ف۱ سات ناتے حرام فرمائے ایک ماں اس میں داخل ہے نانی اور دادی یعنی جو عورت اس شخص کی جڑ ہے۔ دوسری بیٹی اس میں داخل ہے نواسی اور پوتی یعنی جو اسکی شاخ ہے تیسری بہن چوتھی بھتیجی پانچویں بھانجی یعنی جو اس کے ماں باپ میں ملتی ہے چھٹی پھوپھی اور ساتویں خالہ یعنی جو ماں باپ سے اوپر ملتی ہیں بشرطیکہ بے واسطہ ملتی ہو اور جو واسطے سے ملے وہ حلال ہے جیسے پھوپھی کی بیٹی۔ اور دودھ کے دو ناتے فرمائے ماں اور بہن اشارہ ہے کہ ساتوں ناتے اس میں بھی حرام ہیں اور سسرال کے چار ناتے فرمائے عورت کو مرد کی جڑ اور شاخ اور مرد کو عورت کی جڑ اور شاخ مگر شاخ جب حرام ہے کہ نکاح کے بعد صحبت بھی ہوئی ہو اور جڑ فقط نکاح سے حرام ہے دودھ سے بھی یہ چار ناتے حرام ہوئے لیکن دودھ پینا وہ معتبر ہے کہ اسی عمر میں پیئے۔ بڑی عمر میں پینا معتبر نہیں اس جگہ ناتا سگا اور سوتیلا اور اخیافی سب برابر ہے اور دودھ میں بھی سوتیلا ناتا معتبر ہے اور بعد اسکے منع فرمایا جمع کرنا دو بہنوں کا اس اشارت سے معلوم ہوا کہ ساتوں ناتوں کا جمع کرنا حرام ہے اور سسرال کے ناتوں میں جمع کرنا حرام نہیں آخر کو حرام فرمائی نکاح بندھی عورت یعنی ایک کے نکاح میں ہے تو دوسرے کو اسکا نکاح حرام ہے مگر یہ کہ اپنی ملک ہو جاوے اس کی صورت یہ کہ کافر مرد اور عورت میں نکاح تھا۔ وہ عورت قید میں آئی جسکو پہنچی اسکو حلال ہے اگر دودھ کا ناتا یا سسرال کا مرد کو اپنی لونڈی سے ہے تو اسکی صحبت حرام ہے مگر ملک میں رہا کرے اور یہ فرمایا کہ عورتیں تمہاری بیٹوں کی جو تمہاری پشت سے ہیں یعنی لے پالک کو بیٹا نہ جانو کسی حکم میں وہ بیٹا نہیں ف۲ یعنی جو عورتیں حرام فرما دیں ان کے سوا سب حلال ہیں لیکن چار شرط سے۔ اول یہ کہ طلب کرو یعنی زبان سے ایجاب و قبول درمیان آوے دوسرے یہ کہ مال دینا قبول کرو یعنی مہر تیسرے یہ کہ قید میں لانے کی طرح ہو مستی نکالنے کی نہ ہو یعنی ہمیشہ کو وہ عورت اس مرد کی ہو جاوے اس کے چھوڑے بغیر نہ چھوٹے یعنی مدت کا ذکر نہ آوے کہ مہینے تک یا برس تک اس سے متعہ حرام ٹھہرا۔ چوتھی شرط سورۂ مائدہ میں فرما دی اور یہاں بھی لونڈیوں کے نکاح میں آگے فرمائی ہے کہ چھپی یاری نہ ہو یعنی لوگ شاہد ہوں کم سے کم دو مرد یا ایک مرد دو عورت پھر فرمایا کہ جو کام میں آئی اسکا مہر پورا دینا پڑا یعنی کام میں آئی یعنی صحبت ہوئی یا خلوت ہوئی۔ اب کسی طرح مہر نہیں چھوٹتا اور جب تک کام میں نہیں آئی تو اگر مرد چھوڑے تو آدھا مہر ہے اور اگر عورت ایسا کام کرے کہ نکاح ٹوٹ جاوے تو سب مہر اتر گیا پھر فرمایا کہ بعد مہر مقرر کرنے کے جو دونوں اپنی خوشی سے بڑھا دیں یا گھٹا دیں وہ بھی معتبر ہے۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی اگر زنی را از دار الحرب اسیر کرده اند نکاح و تسری او صحیح بود هر چند آنجا زوج داشته باشد ۱۲ ف۲ یعنی نکاح صحیح آنست که با مهر باشد و مؤبد باشد بحسب ظاهر زیراکه چو حاجت جماع همیشه است احصان بدون عقد مؤبد حاصل نشود ۱۲ ف۳ یعنی بجماع تمام مهر لازم می شود ۱۲ ف۴ یعنی بعد مقرر کردن اگر بتراضی زیاده یا کم کنید باک نیست ۱۲ ف۵ یعنی کنیزکان نیز بنات آدم اند ۱۲ ف۶ مترجم گوید فاروق در نکاح و اتخاذ اخدان شرط شهود است در احصان و سفاح مؤبد بودن عقد بحسب ظاهر واللہ اعلم ۱۲

متعلق تین احکام بیان کرنے کے بعد بیان کی وجہ بتادی کہ یہ نکاح کی حلت و حرمت کے احکام اس لئے بیان کئے گئے ہیں تاکہ تمہیں ان کا علم ہو جائے اور تم ان پر عمل کر کے گناہ سے بچ سکو اور انبیاء علیہم السلام و صالحین کی راہ پر چل سکو۔ ۲۳ **گیارہواں حکم رعیت:** پہلے مال حرام کھانے کے مخصوص تین طریقوں سے منع فرمایا۔ یتیم کا مال ناحق کھانا، بیوی کا مہر بلا معافی دبا جانا اور میراث میں سے وارثوں کا حق مار لینا اب یہاں مال حرام کھانے سے عام ممانعت فرمائی کہ کسی بھی ناجائز طریقہ سے کسی کا مال نہ کھاؤ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اور مال حرام کھانے، شرک کرنے اور اسی طرح کے دوسرے گناہوں سے اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو کیونکہ ایسے گناہوں کا ارتکاب اپنے آپ کو قتل کرنے اور ہلاکت میں ڈالنے کے مرادف ہے۔ المعنی لا تھلکوا انفسکم بارتکاب الآثام کاکل الاموال بالباطل وغیرہ من المعاصی التی تستحقون بھا العقاب (روح ج ۵ ص ۱۹)۔ یا یہ اپنے ظاہر پر ہے اور اس میں ایک دوسرے کو قتل کرنے کی نہی ہے ۲۴ کبائر، کبیرہ کی جمع ہے۔ کبائر سے مراد وہ گناہ ہیں جن پر کتاب و سنت میں سزا اور وعید وارد ہو یا ہر گناہ اپنے ماتحت کے اعتبار سے کبیرہ ہے اور بعض نے کہا ہے کہ کبائر سے یہاں انواع کفر و شرک مراد ہیں حملوا قولہ تعالیٰ کبائر ما تنھون عنہ علی انواع الشرک والکفر (بحر ج ۳ ص ۲۳۳) یعنی اگر تم کفر و شرک کی تمام انواع سے اجتناب کرو گے تو باقی گناہ اللہ تعالیٰ جسے چاہیگا معاف کر دیگا مگر شرک معاف نہیں ہوگا۔ ۲۵ **بارہواں حکم رعیت** (جن وارثوں کے حصے زیادہ ہیں ان کو حصہ پورا پورا دو اور اپنے حق سے زیادہ لینے کی خواہش نہ کرو) یہاں تفضیل سے میراث کے حصوں میں تفضیل مراد ہے بقرینہ لِلرِّجَالِ نَصِیْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا الخ ورثاء کے حصے کم و بیش مقرر کئے گئے ہیں کسی کا حصہ زیادہ ہے اور کسی کا کم اس لئے حکم دیا گیا کہ کسی کا حق مار لینا اور اس کے حصہ میں کمی کرنا تو درکنار یہ تو صریح ظلم ہے تم اپنے حصہ سے زیادہ لینے کی خواہش بھی نہ کرو۔ پہلے فرمایا کہ لوگوں کا مال باطل طریقوں سے مت کھاؤ اب فرمایا کہ باطل طریقہ سے مال کھانے کا خیال بھی دل میں مت لاؤ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ہر انسان کے اپنے اپنے وارث ہوتے ہیں اس لئے ہر ایک کو میراث سے صرف اپنا حصہ ہی لینا چاہیے اور دوسرے کا حق لینے کی تمنا اور آرزو نہیں کرنی چاہیے بین تعالیٰ ان لکل انسان ورثۃ وموالی فلیقنع کل واحد بما قسم اللہ لہ من المیراث ولا یتمن مال غیرہ (قرطبی ج ۵ ص ۱۶۵) بعض مفسرین کا قول ہے کہ جاہلیت میں ایک آدمی دوسرے سے موالات کا عقد کر لیتا تھا اور ان میں یہ بات طے پاتی تھی کہ ایک سے لڑائی دوسرے سے لڑائی اور ایک سے صلح دوسرے سے شمار ہوگی اور دونوں ایک دوسرے کا تاوان ادا کریں گے اور دونوں ایک دوسرے کے وارث ہوں گے اس طرح مولیٰ موالات کو میراث سے چھٹا حصہ ملتا تھا ابتداء اسلام میں بھی اس پر عمل کرنے کا حکم بحال رہا چنانچہ وَالَّذِیْنَ عَقَدَتْ اَیْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِیْبَهُمْ میں یہی حکم مذکور ہے پھر یہ حکم اسی آیت کے پہلے حصہ یعنی وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ اور دوسری آیات میراث سے منسوخ ہو گیا (من الکبیر وغیرہ) لیکن حضرت ابن عباسؓ اور مجاہد فرماتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے اصل بات یہ ہے کہ ہجرت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کے درمیان جو اخوت (بھائی چارہ) قائم کی تھی اسکی وجہ سے ہر مہاجر اپنے انصاری بھائی کا وارث ہوتا تھا اور انصاری کے رشتہ دار وارث نہیں ہوتے تھے۔ جب یہ آیت وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ نازل ہوئی تو وہ

اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَیْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَیْهِنَّ نِصْفُ مَا
وہ قید نکاح میں آچکیں تو اگر کریں بے حیائی کے کام تو ان پر آدھی سزا ہے
عَلَی الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِیَ الْعَنَتَ
بیبیوں کی سزا سے ف۱ ۲۲ یہ اس کے واسطے ہے جو کوئی ڈرے تم میں سے تکلیف
مِنْكُمْ ؕ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَیْرٌ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۲۵﴾
میں پڑنے سے اور صبر کرو تو بہتر ہے تمہارے حق میں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۱
یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُبَیِّنَ لَكُمْ وَیَهْدِیَكُمْ سُنَنَ الَّذِیْنَ
اللہ چاہتا ہے کہ بیان کرے تمہارے واسطے اور چلائے تم کو پہلوں کی
مِنْ قَبْلِكُمْ وَیَتُوْبَ عَلَیْكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ﴿۲۶﴾
راہ اور معاف کرے تم کو اور اللہ جاننے والا ہے حکمت والا
وَاللّٰهُ یُرِیْدُ اَنْ یَّتُوْبَ عَلَیْكُمْ قف وَیُرِیْدُ الَّذِیْنَ
اور اللہ چاہتا ہے کہ تم پر متوجہ ہووے اور چاہتے ہیں وہ لوگ جو
یَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِیْلُوْا مَیْلًا عَظِیْمًا ﴿۲۷﴾ یُرِیْدُ
لگے ہوئے ہیں اپنے مزوں کے پیچھے کہ تم پھر جاؤ راہ سے بہت دور ف۲ اللہ
اللّٰهُ اَنْ یُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ج وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا ﴿۲۸﴾
چاہتا ہے کہ تم سے بوجھ ہلکا کرے اور انسان بنا ہے کمزور ف۳
یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ
اے ایمان والو نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کے آپس میں
بِالْبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ قف
ناحق ۲۳ مگر یہ کہ تجارت ہو آپس کی خوشی سے
وَلَا تَقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِیْمًا ﴿۲۹﴾
اور نہ خون کرو آپس میں بیشک اللہ تم پر مہربان ہے۔

ع ۴

اگر کسی پر مال کا حق ہو [illegible] ۱۲

موضح قرآن ف۱ فرمایا کہ جس کو مقدور نہ ہو آزاد عورت نکاح کرنیکا اور صبر میں ڈرتا ہو کہ مجھ سے حرام ہو جائے تو روا ہے کہ کسی کی لونڈی نکاح کرے مالک کے اذن سے اور چھپی یاری سے منع فرمایا تو نکاح میں شاہد لازم ہوئے اور جس کے نکاح میں ایک عورت آزاد ہے اس کو کسی کی لونڈی سے نکاح حلال نہیں اور ان پر جو آدھی مار فرمائی یعنی آزاد مرد یا عورت اگر نکاح سے فائدہ لے چکے پھر زنا کرے تو سنگسار ہوئے اور بغیر نکاح کے زنا کرے تو سو کوڑے مارے سو فرمایا کہ لونڈیوں کو نکاح کئے پر بھی زنا کی حد پچاس کوڑے ہیں زیادہ نہیں یہی حکم ہے غلام کا ف۲ یعنی بری صحبت جو آدمی کا دل دوڑا دے برے کام پر اور شرع پر مقید نہ رہنے دے ف۳ یعنی شرع میں کسی چیز کی تنگی نہیں کہ کوئی حلال کو چھوڑے اور حرام کو دوڑے۔

حکم منسوخ ہوگیا اس کے بعد وَالَّذِیْنَ عَقَدَتْ اَیْمَانُکُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِیْبَهُمْ سے حلفاء موالی یعنی ان لوگوں کا حصہ ادا کرنے کا حکم دیا جن سے باہمی تعاون اور نصرت کا عہد باندھا گیا ہو ان لوگوں کے حصہ سے ان کی خیر خواہی، انھیں آرام پہنچانا اور حسب معاہدہ ان سے تعاون اور بذریعہ وصیت ان کی مالی امداد وغیرہ مراد ہے و فی روایۃ عن ابن عباس رضی اللہ عنهما اخرجها البخاری و ابوداؤد والنسائی وجماعۃ انہ قال فی الاٰیۃ کان المھاجرون لما قدموا المدینۃ یرث المھاجر الانصاری دون ذوی رحمہ للاخوۃ التی اٰخی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بینھم فنزلت (ولکل جعلنا موالی) نسخت ثم قال (والذین عاقدت ایمانکم فاٰتوھم نصیبھم) من النصر والرفادۃ والنصیحۃ وقد ذھب المیراث ویوصی لہ وروی عن مجاھد مثلہ (روح ج ۵ ص۲۳ کذا فی القرطبی ج ۵ ص۱۶۵)

اس طرح آیت کے دوسرے حصہ کو پہلے حصہ سے منسوخ کہنے کی ضرورت نہیں جیسا کہ بعض مفسرین کا خیال ہے بلکہ آیت کے دونوں حصے اپنی جگہ محکم اور برقرار ہیں۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی توجیہ کو پسند فرماتے تھے آپ فرماتے تھے

وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِیْهِ

اور جو کوئی یہ کام کرے تعدی سے اور ظلم سے تو ہم اس کو ڈالیں گے

نَارًا ؕ وَکَانَ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیْرًا ⑳ اِنْ تَجْتَنِبُوْا کَبٰٓئِرَ

آگ میں اور یہ اللہ پر آسان ہے ف۱ اگر تم بچتے رہوگے ان چیزوں سے

مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُکَفِّرْ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَنُدْخِلْکُمْ

جو گناہوں میں بڑی ہیں تو ہم معاف کر دیں گے تم سے چھوٹے گناہ تمہارے ف۲۴ اور داخل کریں گے تم کو

مُّدْخَلًا کَرِیْمًا ㉛ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ

عزت کے مقام میں ف۱ ف۲ اور ہوس مت کرو جس چیز میں بڑائی دی اللہ نے

بَعْضَکُمْ عَلٰی بَعْضٍ ؕ لِلرِّجَالِ نَصِیْبٌ مِّمَّا اکْتَسَبُوْا ؕ

ایک کو ایک پر ف۲۵ مردوں کو حصہ ہے اپنی کمائی سے

وَلِلنِّسَآءِ نَصِیْبٌ مِّمَّا اکْتَسَبْنَ ؕ وَسْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ

اور عورتوں کو حصہ ہے اپنی کمائی سے اور مانگو اللہ سے اس

فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ کَانَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ㉜ وَلِکُلٍّ جَعَلْنَا

کا فضل بے شک اللہ کو ہر چیز معلوم ہے ف۳ اور ہر کسی کیلئے ہم نے مقرر کر دیئے

مَوَالِیَ مِمَّا تَرَکَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ؕ وَالَّذِیْنَ

ہیں وارث اس مال کے کہ چھوڑ مریں ماں باپ اور قرابت والے اور جن سے

عَقَدَتْ اَیْمَانُکُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِیْبَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ کَانَ

معاہدہ ہوا تمہارا ان کو دے دو ان کا حصہ بیشک اللہ کے

عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدًا ㉝ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی

روبرو ہے ہر چیز ف۲ ف۴ مرد حاکم ہیں

النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَّبِمَآ

عورتوں پر ف۲۶ اس واسطے کہ بڑائی دی اللہ نے ایک کو ایک پر ف۳ اور اس واسطے کہ

ف۱ ہمارے بھائیو جن وارثوں کے حصے زیادہ ہیں ان کو حصے پورا دو اور اپنے حق سے زیادہ لینے کی خواہش نہ کرو ۱۲

[illegible]

اگر ایک آیت کے دو معنی ہو سکیں ایک معنی کے اعتبار سے آیت منسوخ ہو اور دوسرے کے اعتبار سے غیر منسوخ تو آیت کو اس معنی پر محمول کیا جائے جس پر وہ منسوخ نہ ہو اور اس معنی کو معنی اتفاقی کہتے ہیں **ف۲۶ تیرہواں حکم رعیت** وراثت میں بے شک عورتیں بھی مردوں کے ساتھ شریک ہیں لیکن دو باتوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر منتظم مقرر کیا ہے اور ان کو ان پر بالادستی اور تسلط کی شان عطا فرمائی ہے بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ میں با سببیہ ہے اور یہ مردوں کے عورتوں پر قوام ہونے کی پہلی علت ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے مردوں کو علم و عقل، فہم و تدبر اور قوت قدرت میں عورتوں پر جو برتری اور فضیلت عطا فرمائی ہے اس بنا پر وہی اس شرف کے مستحق ہیں کہ نظام کار انہی کے ہاتھ میں ہو اور عورتوں پر انھیں تسلط حاصل ہو وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ یہاں بھی با سببیہ ہے اور یہ تسلط کی دوسری علت ہے یعنی خاوند عورت کو مہر دیتا ہے اور اس کی خوراک، رہائش، پوشاک اور دیگر ضروریات زندگی پر اپنی جیب سے روپیہ خرچ کرتا ہے اس لئے لازمی طور پر مرد کو عورت پر فضیلت حاصل ہے اور وہ عورت پر حاکم ہونے کا مستحق ہے **ف۲۷** لِلْغَیْبِ میں لام بمعنی فی ہے ای یحفظن انفسهن وفروجهن فی حال غیبۃ ازواجهن (روح ج ۵ ص۲۴) بما میں با سببیہ اور ما مصدریہ ہے ما مصدر بتہ ای بحفظ تعالیٰ ایاهن بالامر بحفظ الغیب والحث علیہ بالوعد والوعید والتوفیق لہ (ابوالسعود ج ۳ ص۳۱۷) جب دو وجوہ سے عورتوں پر مردوں کی برتری اور بالادستی ثابت ہوگئی تو اب عورتوں پر فرض ہے کہ وہ اپنے خاوندوں کی اطاعت کریں اور ان کی وفادار بن کر رہیں اور ان کی امانت میں خیانت نہ کریں قال ابن عباس امروا علیهن فعلی المرأۃ ان تطیع زوجها فی طاعۃ اللّٰہ (خازن ج ۱ ص۴۳۳) چنانچہ نیک بیویوں میں یہ صفتیں موجود ہوتی ہیں قٰنِتٰتٌ وہ اپنے خاوندوں کی وفادار ہوتی ہیں حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ الخ اور اللہ کی طرف سے حفاظت و نگہبانی کی توفیق سے خاوندوں کی عدم موجودگی میں اپنی عزت و آبرو اور عفت و عصمت کی حفاظت کرتی ہیں وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ الخ نشوز سے نافرمانی اور خاوند کی اطاعت سے نفرت اور خاوند سے بدخوئی کا سلوک مراد ہے۔

موضح قرآن ف۱ یعنی مغرور نہ ہو کہ ہم مسلمان دوزخ میں کیوں جاویں گے اللہ پر یہ بھی آسان ہے ف۲ کبیرہ گناہ وہ ہیں جن پر قرآن یا حدیث میں صاف وعدہ دیا دوزخ کا یا اللہ کے غصے کا یا حد مقرر فرمائی اور صغیرہ وہ جن سے منع فرمایا اور کچھ زیادہ نہیں ف۳ عورتوں نے حضرت سے پوچھا کیا سبب ہے حق تعالیٰ ہر جگہ مردوں پر حکم فرماتا ہے عورتوں کا نام نہیں لیتا اور میراث میں مرد کو حصہ دوہرا ٹھہرایا اس پر یہ آیت اتری ف۴ اکثر لوگ حضرت کے ساتھ اکیلے مسلمان ہوئے تھے ان کے اقربا کافر رہے تو حضرت نے دو دو مسلمانوں کو آپس میں بھائی کر دیا تھا ایک دوسرے کا وارث ہوتا جب ان کے اقربا مسلمان ہوتے تب یہ آیت اتری کہ میراث ہے قرابت ہی پر اور قول کے بھائیوں سے زندگی میں سلوک ہے یا مرتے وقت کچھ وصیت کر دو۔

فتح الرحمٰن ف۱ گناہ کبیرہ آنست کہ بر آن حد مشروع باشد یا وعدہ دوزخ کردہ آید یا بکفر مسمی شد در قرآن یا سنت صحیحہ و ہر کس کہ از کبائر اجتناب کند صغائر او را نماز روزہ و صدقہ نابود میسازد ۱۲ ف۲ یعنی حلیف را رعایت کردن یا وصیت کردن میتوان و ایشان را در میراث دخل نیست و میراث برائے اقربا مقرر کردہ شدہ ۱۲ ف۳ یعنی بسبب آنکہ مردان در جبلت بہتر انداز زنان ۱۲۔

نشوزهن عصیانهن وترفعهن عن طاعة الازواج (مدارک ج ۱ ص ۱۷۴) یعنی جو عورتیں خاوند کی اطاعت نہ کریں اور بدخوئی کا اظہار کریں تو ان کو نصیحت کرو اور خدا کا خوف دلاؤ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِى الْمَضَاجِعِ اگر زبانی وعظ و نصیحت کا ان پر کوئی اثر نہ ہو تو ان سے مباشرت اور ہمبستری ترک کردو شاید اسطرح وہ نافرمانی اور بدخوئی سے باز آجائیں وَاضْرِبُوْهُنَّ اگر اس سے بھی وہ متاثر نہ ہوں اور بدستور اپنی شرارت و عصیان کو جاری رکھیں تو بطور سزا ان کو مارو مگر اس قدر نہ مارو کہ ظلم کی حد کو پہنچ جاؤ اور ان کو زخمی کردو یا ان کا کوئی عضو توڑ ڈالو فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا لیکن اگر وہ تمہاری اطاعت کریں اور تمہارے حقوق بجالائیں تو ان سے کسی قسم کا تعرض نہ کرو، ان کی حق تلفی نہ کرو اور انہیں ایذا نہ دو۔ **۲۸ چودھواں حکم رعیت:** (اگر خاوند بیوی کے درمیان اختلاف پیدا ہو جائے تو اصلاح کی کوشش کرو) اگر خاوند بیوی کے درمیان اختلاف شقاق و مخالفت کی حد تک پہنچ جائے اور وعظ و نصیحت ہجران اور مار پیٹ کے بعد بھی ان کے درمیان صلح کی کوئی صورت نظر نہ آئے تو مسلمانوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ان کے درمیان اصلاح کی کوشش کریں اس طرح کہ دونوں کے رشتہ داروں سے ایک ایک سمجھدار اور معاملہ فہم آدمی منتخب کرکے ان کو زوجین کے درمیان اصلاح پر مقرر کریں اِنْ يُّرِيْدَاۤ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا۔ یریدا سے دونوں حکم مراد ہیں اور بینهما کی ضمیر زوجین کی طرف راجع ہے یعنی اگر وہ دونوں حکم نیک نیتی سے خاوند بیوی کے درمیان اصلاح کی کوشش کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں الفت و محبت ڈالدے گا اور ان کے درمیان موافقت کردے گا۔ ای ان قصدا اصلاح ذات البین وکانت نیتهما صحیحة وقلوبهما ناصحة لوجه اللّٰه تعالیٰ (یوفق اللّٰه بینهما) یوقع بین الزوجین الموافقة والالفة والقی فی نفوسهما المودة والرأفة (ابو السعود ج ۳ ص ۳۲۰) یہاں تک رعیت کے لئے چودہ امور انتظامیہ یا بالفاظ دیگر احکام رعیت مذکور ہوئے **۲۹** احکام رعیت بیان کرنے کے بعد اصل مسئلہ یعنی مسئلہ توحید کا ذکر فرمایا اُعْبُدُوا اللّٰهَ صرف خدائے واحد کی عبادت بجالاؤ صرف اسے ہی پکارو قال ابن عباس المعنی وحدوه (کبیر ج ۳ ص ۳۲۱) وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا اور اس کی عبادت اور پکار میں اس کی کسی مخلوق کو اس کا شریک نہ بناؤ نہ پیغمبروں اور ولیوں کو نہ فرشتوں اور جنوں کو۔ اس کے بعد وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا سے لیکر وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا تک چار چیزیں بیان کی گئی ہیں (والدین، دوسرے رشتہ داروں، یتیموں، غریبوں، پڑوسیوں، مسافروں غلاموں اور دیگر مستحقین پر احسان کرو حسن سلوک سے پیش آؤ اور ان کی مالی امداد کرو۔ والجار ذی القربیٰ وہ پڑوسی جس کا گھر تمہارے گھر سے متصل ہو یا وہ پڑوسی جو تمہارا رشتہ دار ہو والجار الجنب جس کا گھر تم سے ذرا فاصلہ پر ہو یا وہ جو تمہارا رشتہ دار نہ ہو قال ابن عباس و مجاهد وعکرمة والضحاک وقتادة وابن زید ومقاتل فی اٰخرین هو الجار القریب النسب والجار الجنب هو الجار الاجنبی لا قرابة بینک وبینه (بحر ج ۳ ص ۳۴۴) والجار ذی القربیٰ قیل هو الذی قرب جواره والجار الجنب هو الذی بعد جواره (کبیر ج ۳ ص ۳۲۲) اور الصاحب بالجنب سے مراد رفیق سفر (طلب علم تجارت وغیرہ میں) ہے یا بیوی مراد ہے یہ بھی ممکن ہے کہ آیت کے عموم میں دونوں داخل ہوں وقد تتناول الاٰیة الجمیع بالعموم (قرطبی ج ۵ ص ۱۸۹)۔ (۲) وَالَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ سے عَذَابًا مُّهِيْنًا تک ان لوگوں کیلئے تخویف ہے جو مذکورہ بالا مصارف میں خرچ نہیں کرتے۔ یہاں اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سے معلوم ہوا کہ بخل سے بخل کا درجہ کامل مراد ہے یعنی وہ اللہ کی راہ میں خرچ بھی نہ کریں اور اللہ پر ایمان بھی نہ لائیں۔ (۳) وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ سے فَسَآءَ قَرِيْنًا تک بیان کیا گیا ہے کہ جو لوگ صحیح مصارف میں مال خرچ نہیں کرتے اور اگر کرتے بھی ہیں تو محض ریا کاری اور نام و نمود کیلئے کرتے ہیں، خوف خدا یا ثواب آخرت کی وجہ سے نہیں کرتے دراصل خدا اور آخرت پر ان کا ایمان نہیں ہے شیطان ان کا ساتھی اور ہمدم ہے جو انھیں گمراہ کر رہا ہے۔

اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ
خرچ کئے انہوں نے اپنے مال پھر جو عورتیں نیک ہیں سو تابعدار ہیں نگہبانی کرتی ہیں
لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَالّٰتِىْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ
پیٹھ پیچھے اللہ کی حفاظت سے ف۱ ۲۷ اور جن کی بدخوئی کا ڈر ہو تم کو
فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِى الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ
تو ان کو سمجھاؤ اور جدا کرو سونے میں اور مارو
فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ
پھر اگر کہا مانیں تمہارا تو مت تلاش کرو ان پر راہ الزام کی ف۲ بے شک اللہ
كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ﴿۳۴﴾ وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا
ہے سب سے اوپر بڑا ف۱ اور اگر تم ڈرو کہ وہ دونوں آپس میں ضد رکھتے ہیں
فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ
تو کھڑا کرو ایک منصف مرد والوں میں سے اور ایک منصف عورت والوں میں سے ۲۸ اگر
يُّرِيْدَاۤ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ
یہ دونوں چاہیں گے کہ صلح کرادیں تو اللہ موافقت کردیگا ان دونوں میں بے شک اللہ سب کچھ
عَلِيْمًا خَبِيْرًا ﴿۳۵﴾ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا
جاننے والا خبردار ہے اور بندگی کرو اللہ کی اور شریک نہ کرو اس کا کسی کو
وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَ
اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو ۲۹ اور قرابت والوں کے ساتھ اور یتیموں اور
الْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِى الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَ
فقیروں اور ہمسایہ قریب اور ہمسایہ اجنبی اور
الصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ
پاس بیٹھنے والے اور مسافر کے ساتھ اور اپنے ہاتھ کے مال یعنی غلام

۱ چودھواں حکم رعیت اگر خاوند بیوی میں اختلاف پیدا ہو جائے تو مسلمانوں کو ان کے درمیان اصلاح کی کوشش کرنا چاہئے ۱۲۔

۲ یہاں تک رعایا کے چودہ امور انتظامیہ بیان ہو چکے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ ظلم نہ کرو ۱۲۔

۳ احکام رعیت کے بعد اصل مسئلہ توحید کا بیان یعنی یتامیٰ ونادار اور بیویوں پر ظلم نہ کرو اور اللہ کی عبادت اور پکار میں اس کی مخلوق کو شریک نہ کرو ۱۲۔

موضح قرآن ف یعنی اللہ نے مرد کا درجہ اوپر بنایا تو عورت کو حکم برداری چاہیے اور اگر ایک عورت بدخوئی کرے تو مرد پہلے درجے سمجھاوے دوسرے درجے جدا سوئے لیکن اسی گھر میں پھر آخر درجے مارے بھی لیکن نہ ایسا کہ ضرب پہنچے پھر اگر مطیع ہو جاوے تو کرید نہ کرے تقصیروں پر اللہ سب پر حاکم ہے باقی ہر تقصیر کی ایک حد ہے۔ مارنا آخر کا درجہ ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید کہ دریں آیت بیان فرمودہ کہ مرد فرمان رواست بسبب فضل جبلی وبسبب انفاق وزن صالحہ کسیست کہ فرمان برداری کند وحفظ مال نماید واللّٰہ اعلم ۱۲ ف۲ یعنی حیلہ ایذا دادن تجسس مکنید ۱۲۔

أَيْمَانُكُمْ ۭ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا ۝۳۶

باندیوں کے ساتھ بے شک اللہ کو پسند نہیں آتا اترانے والا بڑائی کرنے والا ف

الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَ

جو کہ بخل کرتے ہیں اور سکھاتے ہیں لوگوں کو بخل اور

يَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاَعْتَدْنَا

چھپاتے ہیں جو ان کو دیا اللہ نے اپنے فضل سے اور تیار کر رکھا ہے ہم نے

لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝۳۷ۚ وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ

کافروں کے لئے عذاب ذلت کا اور وہ لوگ جو کہ خرچ کرتے ہیں اپنے مال

رِئَاۗءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ

لوگوں کو دکھانے کو اور ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور نہ قیامت کے دن پر

وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَاۗءَ قَرِيْنًا ∴ وَمَاذَا

اور جس کا ساتھی ہوا شیطان تو وہ بہت برا ساتھی ہے ف۲ اور کیا

عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا

نقصان تھا ان کا اگر ایمان لاتے اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور خرچ کرتے اللہ کے

رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ۝۳۹ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ

دیئے ہوئے میں سے اور اللہ کو ان کی خوب خبر ہے۔ بیشک اللہ حق نہیں رکھتا

مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ

کسی کا ایک ذرہ برابر ف۳۰ اور اگر نیکی ہو تو اس کو دونا کردیتا ہے اور دیتا ہے

مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝۴۰ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ

اپنے پاس سے بڑا ثواب ف۳ پھر کیا حال ہوگا جب بلاویں گے ہم ہر امت

اُمَّةٍۢ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰي هٰٓؤُلَاۗءِ شَهِيْدًا ۝۴۱ۭ يَوْمَىِٕذٍ

میں سے احوال کہنے والا ف۳۱ اور بلاویں گے تجھ کو ان لوگوں پر احوال بتانے والا اس دن

وقف النبی علیہ السلام

ر۱ امر ثالث کا بیان یعنی ظلم نہ کرو، شرک نہ کرو اور احسان کرو ۱۲

ر۲ زجر مع تخویف اخروی ان لوگوں کے لئے جو مذکورہ بالا مصارف میں مال خرچ کرنے کو جائز ہی نہیں سمجھتے ۱۲

ر۳ یعنی یا خرچ کرتے ہیں لیکن مقصود محض ریاکاری، نمائش اور نام ونمود ہوتا ہے ۱۲

ر۴ زجر مع تخویف اخروی ۱۲

ر۵ ترغیب الی الاحسان آج وقت ہے خرچ کرنے کا اللہ اس کے عوض دگنا دے گا لہذا تمہیں چاہیئے کہ حسنہ مضاعفہ حاصل کرو ۱۲

ر۶ تخویف اخروی ۱۲

(۴) وَمَاذَا عَلَيْهِمْ سے كَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا تک ان لوگوں کیلئے زجر اور تخویف اخروی ہے اگر یہ لوگ اللہ پر اور یوم آخر پر ایمان لے آتے اور اللہ کی دی ہوئی دولت سے اللہ کے حکم کے مطابق خرچ کرتے تو اس میں انکا کیا نقصان تھا۔ یہاں بھی درجہ کامل مراد ہے یعنی خرچ نہ کریں اور اعتقاد بھی نہ رکھیں مراد مشرکین ہیں **ف۳۰** یہاں احسان کرنے کی ترغیب دی گئی ہے کہ اب وقت ہے مال خرچ کرلو۔ اب احکام خداوندی کے مطابق خرچ کرنے کا اجر وثواب آخرت میں کئی گنا ملیگا اس لئے اس موقع کو ہاتھ سے مت جانے دو **ف۳۱** یہ ماقبل کی تخویف کا تکملہ ہے یعنی جب قیامت کے دن گذشتہ امتوں کے منکرین کے خلاف ان کے انبیاء علیہم السلام گواہی دے رہے ہوں گے اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنے زمانہ کے ان مشرکین وکفار کے خلاف گواہی دیں گے اس وقت ان کا کیا حال ہوگا۔ اس وقت ان کی حالت ناگفتہ بہ ہوگی اور شدت ہول اور خوف عذاب کی وجہ سے وہ خواہش کریں گے کہ زمین میں سما جائیں جیسا کہ اگلی آیت میں مذکور ہے کیف یکون حالھم اذ جئنا یوم القیمۃ من کل امۃ من الامم وطائفۃ من الطوائف بشہید یشہد علیہم بما کانوا علیہ من فساد العقائد وقبائح الاعمال وھو نبیھم (روح ج ۵ ص۳۴)

اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے لفظ شہید استعمال ہوا ہے جس سے اہل بدعت آپ کے ہر امتی کیساتھ حاضر وناظر ہونے پر استدلال کرتے ہیں مگر یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ شہید کے معنی یہاں رقیب اور نگہبان کے ہیں اور پھر یہ نگہبانی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے مخصوص تھی جیسا کہ صحیح بخاری (ج ۲ ص۶۶۵) میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا قیامت کے دن میری امت کے کچھ لوگوں کو جہنم کی طرف لیجایا جائیگا تو میں اللہ تعالیٰ سے عرض کروں گا یہ تو میرے امتی ہیں اس پر مجھے جواب دیا جائیگا کہ آپ کے بعد ان لوگوں نے جو کچھ کیا ہے وہ آپ کو معلوم نہیں تو۔

فاقول کما قال العبد الصالح وکنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم (میں اس کے جواب میں وہی کچھ کہوں گا جو اللہ کا نیک بندہ عیسیٰ علیہ السلام کہے گا کہ جب تک میں ان میں موجود تھا ان پر نگران رہا اور جب تو نے مجھے اٹھا لیا تو تو ہی انکا نگہبان تھا) اس لئے اس آیت سے آپ کے ہر زمانہ میں ہر جگہ حاضر وناظر ہونے پر استدلال درست نہیں لفظ شہید کی پوری بحث سورۃ بقرۃ ع ۱۷ کی تفسیر میں آیت۔ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا کے تحت گذر چکی ہے **ف۳۲** یہاں کافروں اور نافرمانوں کا حال بیان کیا گیا ہے جس کی طرف پہلے اشارہ کیا گیا تھا استئناف لبیان حالھم التی اشیر الی شدتھا وفظاعتھا (روح ج ۵ ص۳۴) لَوْ تُسَوّٰى میں لَوْ مصدریہ ہے اور جملہ بتاویل مفرد یَوَدُّ کا مفعول ہے۔ لو مصدریۃ ای یودون ان یدفنوا وتسوی الارض ملتبسۃ بھم (روح) **ف۳۳** یہ امر مصلح ہے چودہ امور انتظامیہ برائے رعیت بیان کرکے فرمایا صرف ایک اللہ کی عبادت کرو شرک سے بچو۔ اس کے بعد احسان کرنے اور ظلم سے بچنے کی تلقین فرمائی اور زجر وتخویف کے ذریعے احسان وانفاق پر اکسایا اور سب سے آخر میں امر مصلح یعنی نماز کا ذکر فرمایا کیونکہ نماز احسان کرنے ظلم وحق تلفی سے بچنے اور توحید پر قائم رہنے میں ممد ومعاون ہے نماز سے دلوں میں الفت ومحبت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے خصوصاً نماز باجماعت کی برکت سے دلوں کی تمام کدورتیں صاف ہوجاتی ہیں اور آدمی اپنے بھائی بندوں اور رشتہ داروں پر آمادہ انعام واحسان ہوجاتا ہے جیسا کہ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے سووا صفوفکم او لیخالفن اللہ بین قلوبکم (مشکوٰۃ ص۹۷ بحوالہ مسلم) یعنی صفیں سیدھی کیا کرو ورنہ تمہارے دلوں میں باہمی نفرت وعداوت پیدا ہوجائے گی اس سے معلوم ہوا کہ نماز باجماعت ادا کرنے اور صفیں سیدھی رکھنے سے دلوں میں الفت پیدا ہوگی اسی طرح نماز کی پابندی سے نمازی کے دل میں گناہوں سے نفرت پیدا ہوجاتی ہے اور وہ متقی بن جاتا ہے۔ حدیث میں ہے جب انسان نماز میں قیام کرتا ہے

موضح قرآن ف۱ یعنی اوّل اللہ کا حق ادا کرو پھر ماں باپ کا پھر ان سب کا درجہ بدرجہ ہمسایۂ قریب کا زیادہ حق ہے ہمسایۂ اجنبی سے قریب یعنی قرابتی اور برابر کا رفیق جو ایک کام میں شریک ہو جیسے ایک استاد کے شاگرد یا ایک خاوند کے دو نوکر اور فرمایا کہ ان کے حق ادا نہ کرنے والا وہی ہے جس کے مزاج میں تکبر اور خود پسندی ہے کہ کسی کو اپنے برابر نہیں سمجھتا ف۲ یعنی مال دینے میں بخل کرنا جیسا اللہ کے نزدیک برا ہے ویسا ہی خلق کے دکھانے کو دینا اور قبول وہ ہے جو حقداروں کو دے جن کا مذکور اوّل ہوا اور خدا کے یقین اور آخرت کی توقع سے دے۔ ف۳ یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرنا نقصان کسی طرح نہیں اور آخرت کا ثواب بے شمار ہے اور دنیا میں بھی عوض پاتا ہے اس پر رسول خدا نے قسم کھائی ہے۔

تو گویا وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہو کر عاجزی کر رہا ہے اور اس پر اللہ کی رحمت برس رہی ہے، جب رکوع میں جاتا ہے تو رحمت خداوندی کے دریا میں غوطہ لگانے کیلئے تیار ہو جاتا ہے اور جب سجدہ میں جاتا ہے تو گویا دریائے رحمت میں غوطہ لگا رہا ہے اور گویا خدا کے قدموں پر سر رکھدیا ہے پھر جس طرح قدموں پر گرے ہوئے سے کہا جاتا ہے کہ اب سر اٹھاؤ اسی طرح باری تعالیٰ نے حکم دیا کہ اب سر اٹھالے وہ شخص سر اٹھا کر پھر دوبارہ قدموں پر گر پڑتا ہے (کنز العمال) بدن کی طہارت اور وضو چونکہ نماز کے مصحح ہیں اور ان کے سوا نماز جائز نہیں ہو سکتی اس لئے نماز کے ساتھ بدن کی طہارت اور وضو کے احکام بیان کردیئے گئے اس طرح طہارت بھی بالواسطہ احسان کرنے پر ممد ہے **۳۴** حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا۔ جُنُبًا سے متعلق ہے اور عابری سبیل سے مسافرین مراد ہیں۔ الا ان تکونوا مسافرین (مدارک ج ۱ ص ۱۷۶) اور یہ ماقبل سے مستثنیٰ ہے یعنی حالت جنابت میں نماز کے قریب مت جاؤ یہانتک کہ غسل کرلو البتہ اگر تم حالت سفر میں جنبی ہو جاؤ اور پانی نہ ملے تو تیمم کرلو اس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔ یا یہاں صنعت استخدام کے ماتحت حتی تعلموا ما تقولون تک الصلوٰۃ سے نماز مراد ہے اور ولا جنبا میں الصلوٰۃ سے مواضع الصلوٰۃ یعنی مسجدیں مراد ہیں۔ اور عابری سبیل سے مسجدوں سے گذرنا مراد ہے مطلب یہ کہ بحالت جنابت تم مسجد سے گذر سکتے ہو جیسا کہ امام شافعی کا مذہب ہے ولا جنبا ای ولا تقربوا المسجد جنبا الا عابری سبیل الا مجتازین فیہ (مدارک)۔ اَوْ جَاۗءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَاۗىِٕطِ یہاں اَوْ بمعنی واؤ حالیہ ہے کیونکہ اگر او اپنے اصل معنی پر رہے تو اس سے لازم آئیگا کہ مریض اور مسافر پر بغیر حدث بھی تیمم ضروری ہے حالانکہ ایسا نہیں قال الرازی معناہ وجاء حتی لا یلزم المریض والمسافر التیمم بلا حدث (مدارک ج ۱ ص ۲۱۲)۔ بعض نے کہا ہے کہ یہاں او زائدہ ہے اور بعض نے اس سے قبل کوئی مناسب معطوف علیہ محذوف مانا ہے لیکن سب سے اولیٰ یہ ہے کہ او کبھی تغایر مفہوم کیلئے بھی آتا ہے جیسا کہ مسلم الثبوت میں ہے۔ قالہ الشیخ الانور رحمۃ اللہ علیہ **۳۵** اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ سے فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا تک یہود پر زجریں اور شکوے ہیں کہ وہ مذکورہ احکام کو نہیں مانتے تھے کیونکہ یہ احکام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے ہیں نیز وہ آپ کی تکذیب کرتے اور ان کی کتابوں میں آپ کی جو صفتیں مذکور تھیں ان میں تحریف کرتے تھے کیونکہ آپ کو آخری پیغمبر مان لینے کی صورت میں آپ کا لایا ہوا مسئلہ توحید بھی ماننا پڑے گا اور مسئلہ توحید کو ماننے سے ان کی گدیاں، نذریں، منتیں اور تمام دنیوی وقار ختم ہو جائے گا۔ ان سے فرمایا

يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ

آرزو کریں گے وہ لوگ جو کافر ہوئے تھے اور رسول کی نافرمانی کی تھی کہ برابر ہو جاویں

الْاَرْضُ ۭ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ﴿٤٢﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

زمین کے ف۱ **۳۳** اور نہ چھپا سکیں گے اللہ سے کوئی بات ف۱ اے ایمان والو

ع ۶ ۳

اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا

نزدیک نہ جاؤ نماز کے جس وقت کہ تم نشہ میں ہو **۳۳** یہانتک کہ سمجھنے لگو

مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ۭ

جو کہتے ہو ف۲ اور نہ اس وقت کہ غسل کی حاجت ہو مگر راہ چلتے ہوئے یہانتک کہ غسل کرلو **۳۴**

وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰي سَفَرٍ اَوْ جَاۗءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ

اور اگر تم مریض ہو یا سفر میں یا آیا کوئی شخص تم میں

الْغَاۗىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاۗءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاۗءً فَتَيَمَّمُوْا

جائے ضرور سے یا پاس گئے ہو عورتوں کے پھر نہ ملا تم کو پانی تو ارادہ کرو

صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ۭ اِنَّ

زمین پاک کا پھر ملو اپنے منہ کو اور ہاتھوں کو بے شک

اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿٤٣﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا

اللہ ہے معاف کرنے والا بخشنے والا ف۲ کیا تو نے نہ دیکھا ان کو جن کو ملا ہے

نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ

کچھ حصہ کتاب سے **۳۵** خرید کرتے ہیں گمراہی اور چاہتے ہیں کہ

تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ﴿٤٤﴾ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَاۗىِٕكُمْ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ

تم بھی بہک جاؤ راہ سے اور اللہ خوب جانتا ہے تمہارے دشمنوں کو اور اللہ کافی ہے

وَلِيًّا ڎ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ﴿٤٥﴾ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ

حمایتی اور اللہ کافی ہے مددگار ف۳ بعضے لوگ یہودی پھیرتے ہیں

سـ۱ امور ثلاثہ (ظلم نہ کردہ، شرک نہ کرد، احسان کرد) کے بعد امر مصلح یعنی نماز کا بیان کیونکہ نماز احسان کرنے اور ظلم وحق تلفی سے بچنے اور توحید پر قائم رہنے میں ممد ومعاون ہے ۱۲۔

سـ۲ یہ لاتقربوا کی انتہا ہے بقید وانتم سکاری ۱۲۔

سـ۳ یہاں صنعت استخدام ہے اگر الصلوٰۃ سے نماز مراد ہے تو مراد ثبوت عذر تیمم کرلے اور اگر الصلوٰۃ سے مسجد مراد ہے تو مطلب یہ کہ مسجد سے بحالت جنابت گذرنے کی اجازت ہے

سـ۴ یہ لاتقربوا کی انتہا ہے بقید جنبا ۱۲

سـ۵ او تغایر مفہوم کے لئے ہے ۱۲۔

سـ۶ زجر برائے اہل کتاب ۱۲۔

ف۵ یہود اور نصاریٰ کا بیان ہے ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی ہر امت اور ہر عہد کے لوگوں کا احوال اس وقت کے پیغمبر سے اور معتبر نیک بختوں سے بیان کروا دیں گے منکروں کا انکار اور اطاعت والوں کی اطاعت بیان ہوگی تب منکر آرزو کریں گے کہ ہم انسان نہ ہوتے مٹی میں مل کر خاک ہو جاتے ف۲ یعنی اس آیت میں ذکر ہے تیمم کا وہ جو مذکور ہوا کہ کافر آخرت میں آرزو کریں گے کہ خاک میں مل جاویں خاک انسان کی پیدائش ہے اور اپنی پیدائش کی طرف جانا گناہوں سے بچاؤ ہے اس واسطے مٹی ملنے سے بھی طہارت فرمائی پہلے حکم فرمایا کہ نشہ میں نماز کے پاس نہ جاؤ۔ یہ حکم جب تھا کہ نشہ حرام نہ ہوا تھا۔ لیکن نماز سے مانع ٹھہرا تھا اور اگرچہ نیند سے بیہوش ہو یا مرض سے کہ اپنے منہ کا لفظ نہ سمجھے تو اس حالت کی نماز درست نہیں پھر قضا کرے، پھر فرمایا کہ جنابت میں نماز کے پاس نہ جاؤ۔ جب تک غسل نہ کرو مگر راہ چلتے یعنی سفر میں کہ اس کا حکم آگے ہے پھر فرمایا اگر پانی کا عذر ہو اور طہارت ضرور ہو تو زمین سے تیمم کرو۔ پانی کا عذر تین صورت سے بتایا اور طہارت کا ضرور ہونا دو صورت سے ایک صورت پانی کے عذر کی یہ کہ مریض ہو اور پانی ضرر کرتا ہے۔ دوسری یہ کہ سفر درپیش ہے پانی پینے کو رکھا ہے آگے دور تک نہ ملے گا۔ تیسری یہ کہ پانی موجود نہیں اس تیسری کے ساتھ دو صورتیں طہارت کی ضرورت کی فرمائیں ایک یہ کہ آدمی جائے ضرور سے آیا وضو کی حاجت ہے۔ دوسری یہ کہ عورت سے لگا غسل کی حاجت ہے اور تیمم کے طریق یہ کہ زمین پاک پر دونوں ہاتھ مارے پھر منہ کو مل لے پھر دونوں ہاتھ مارے پھر ہاتھوں کو مل لے کہنیوں تک ف۳ یہود کو فرمایا کہ کچھ حصہ ملا ہے کتاب کا یعنی لفظ پڑھنے ملے ہیں اور سمجھنا اور عمل کرنا نہیں ملا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی از ایشاں نامی و نشانی نماند ۱۲ ف۲ مترجم گوید ایں حکم قبل از تحریم خمر بود و بعد از ان مستی بالکلیہ حرام شد واللہ اعلم ۱۲ ف۳ مترجم گوید کہ خدائے عزوجل در رد یہود و تعداد قبائح ایشان آیات فرستاد واللہ اعلم ۱۲

الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ
بات کو اس کے ٹھکانے سے اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور نہ مانا اور کہتے ہیں کہ سن
غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّيْنِ ؕ وَ
نہ سنایا جائیو اور کہتے ہیں راعنا ۳۶ موڑ کر اپنی زبان کو اور عیب لگانے کو دین میں اور
لَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ
اگر وہ کہتے ہم نے سنا اور مانا اور سن اور ہم پر نظر کر تو بہتر
خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا
ہوتا ان کے حق میں اور درست لیکن لعنت کی ان پر اللہ نے ان کے کفر کے سبب سو وہ
يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ㊻ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ
ایمان نہیں لاتے مگر بہت کم ف۱ ف۲ اے کتاب والو
اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ
ایمان لاؤ اس پر جو ہم نے نازل کیا ۳۷ تصدیق کرتا ہے اس کتاب کی جو تمہارے پاس ہے پہلے اس سے کہ
نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰۤى اَدْبَارِهَاۤ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا
ہم مٹا ڈالیں بہت سے چہروں کو پھر الٹ دیں ان کو پیٹھ کی طرف یا لعنت کریں ان پر جیسے
لَعَنَّاۤ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ㊼ اِنَّ
لعنت کی ہفتہ کے دن والوں پر اور اللہ کا حکم تو ہو کر ہی رہتا ہے ف۳ بے شک
اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ
اللہ نہیں بخشتا اس کو جو اس کا شریک کرے اور بخشتا ہے اس سے نیچے کے گناہ جس کے
يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰۤى اِثْمًا عَظِيْمًا ㊽
چاہے اور جس نے شریک ٹھہرایا اللہ کا اس نے بڑا طوفان باندھا
اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ
کیا تو نے نہ دیکھا ان کو جو اپنے آپ کو پاکیزہ کہتے ہیں ۳۸ بلکہ اللہ ہی پاکیزہ کرتا ہے

کہ اگر وہ آخری پیغمبر کو مان لیتے تو ان کے لئے بہتر تھا یشترون کے معنی یستبدلون کے ہیں اور مفعول کے بعد بالھدی محذوف ہے اور جملہ اوتوا کی ضمیر سے حال ہے۔ معنی یشترون یستبدلون فھو فی موضع نصب علی الحال وفی الکلام حذف تقدیرہ یشترون الضللۃ بالھدی (قرطبی ج ۵ ص۲۴۲) مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا میں مِنْ بیانیہ ہے۔ اور یہ الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا کا بیان ہے اور اَلْكَلِمَ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ صفات مراد ہیں جو تورات میں مذکور تھیں یہودیوں کے مولوی ان میں تحریف کرتے تھے ان کی اسی تحریف کو پہلے اَلضَّلٰلَةَ سے تعبیر فرمایا علماء یہود اپنے ماننے والوں اور اپنے معتقدین سے بڑی بڑی رقمیں وصول کرتے اور اپنی خواہشات کے مطابق تورات میں لفظی اور معنوی تحریفیں کیا کرتے تھے قال الزجاج المعنی یأخذون الرشا ویحرفون التوراۃ فالضلالۃ ھو ھذا التحریف ای اشتروھا بمال الرشا (روح ج ۵ ص۴۶)

۳۶ یہ یہود کی ایک دوسری شرارت کا بیان ہے منافقین یہود ان الفاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرتے یہ الفاظ ذو وجہین ہیں اور ان میں ایک پہلو مدح کا ہے دوسرا ذم کا۔ مدح کی صورت میں یہ اسمع فلان فلانا اذا سبہ سے ماخوذ ہے اور مطلب یہ ہے اسمع غیر مسمع مکروھا (مدارک ج ۱ ص۱۷۸) یعنی خدا کرے آپ کوئی مکروہ اور ناپسندیدہ بات نہ سننے پائیں اور ذم کی صورت میں اسکا مفہوم یہ ہے خدا کرے تمہارے کانوں تک بھلائی کی کوئی آواز نہ پہنچے یعنی (عیاذًا باللہ) تم بہرے ہو جاؤ۔ ان الفاظ سے ان کی مراد تو دوسرے معنی ہوتے لیکن ظاہر یہ کرتے کہ وہ پہلے معنی مراد لے رہے ہیں اسی طرح لفظ رَاعِنَا بھی ذو وجہین ہے ایک مفہوم تو یہ ہے کہ گفتگو میں ہماری بھی رعایت فرمائیے اور ہماری طرف بھی توجہ دیجئے دوم یہ رعونت بمعنی حماقت سے اسم فاعل ہے اس میں بھی وہ نیت بد سے دوسرے معنی مراد لیتے یا یہ کہ وہ زبان کو موڑ کر لفظ راعنا کو اس طرح ادا کرتے کہ وہ راعینا بن جاتا جس کا مطلب ہے ہمارا چرواہا۔ لَيًّا حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ یہ مصدر بمعنی اسم فاعل یحرفون کی ضمیر سے حال ہے اور مطلب یہ ہے کہ وہ ایسے موہم الفاظ استعمال کرتے ہیں جن کا ایک پہلو صحیح ہوتا ہے لیکن اس میں ایک خفی پہلو شرک کا بھی ہوتا ہے جس سے ان کا مقصد یہ ہے کہ اس قسم کے موہم شرک الفاظ مسلمانوں میں رائج ہو جائیں جو آگے چل کر شرک کا ذریعہ بنیں چنانچہ لفظ رَاعِنَا کو انہوں نے اسی لئے منتخب کیا کہ اس میں اچھے معنی کیساتھ شرکیہ مفہوم کی بھی گنجائش ہے بظاہر اس کے معنی یہ ہیں کہ ہمارا خیال بھی فرمائیے اور ہماری طرف بھی توجہ دیجئے لیکن اسمیں آپ کو نگہبانی اور حفاظت کیلئے پکارنے کا پہلو بھی موجود ہے جیسا کہ صراح میں ہے مراعاۃ نگہداشتن (یعنی نگہبانی کرنا) واسترعاہ نگہداشتن خواستن (یعنی نگہبان بنانا) فی المثل من استرعی الذئب فقد ظلم یعنی جس نے بھیڑیے کو ریوڑ کا نگہبان بنایا اس نے ظلم کیا۔ اس طرح یہاں لَيًّا کا وہی مفہوم ہے جو سورہ آل عمران ع ۸ میں اس آیت کا ہے۔ وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ الاٰیۃ دیگر مفسرین نے لَيًّا کو یقولون سے متعلق کیا ہے۔ یعنی وہ اپنی زبانوں کو حق سے باطل کی طرف پھیرتے ہیں اور اللہ کی کتاب میں تحریف کرتے ہیں ای یلوون السنتھم عن الحق ای یمیلونھا الی ما فی قلوبھم (قرطبی ج ۵ ص۲۴۳) یا یہ کہ وہ اپنی زبانوں کو ما فی الضمیر (دل کی بات) سے پھیر کر اس کے خلاف کا اظہار کرتے ہیں مثلاً دل میں تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیر کا جذبہ موجزن ہے مگر زبان سے ایسے الفاظ ادا کرتے ہیں جن سے تعظیم و توقیر کا پہلو بھی نکلتا ہے او یفتلون بالسنتھم ما یضمرونہ من الشتم الی ما یظھرونہ من التوقیر نفاقا (مدارک ج ۱ ص۱۷۸) ۳۷ یہ اہل کتاب کو ایمان لانے اور توحید کو مان لینے کی ترغیب ہے

ف۱ یہ بمعنی اسم فاعل ہے اور یحرفون یا یلوون کی ضمیر سے حال ہے ۱۲ ف۲ ترغیب الی التوحید مع تخویف اخروی یعنی اب ایمان لانے کا وقت ہے اور عذاب آجانے پر کچھ نہ بن سکیگا ۱۲ ف۳ زجروں کے درمیان اصل مقصد پر عبارۃ تنبیہ یعنی سب احکام مانو لیکن شرک بہت بری بلا ہے اس سے ضرور بچو۔ یا ایسا ہے جیسا کہ واعظ کہتا ہے ان باتوں پر عمل کرو لیکن فلاں بات نہایت اہم ہے لہذا واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا سے ترقی کرکے کہا گیا شرک نہ کرو کیونکہ یہ کسی حیلے معاف نہیں ہوگا ۱۲ ف۴ زجر اول برائے اہل کتاب اپنے آپ کو پاک کہنے سے پاک نہیں ہوسکتے شرک کر کے کس طرح پاک ہو سکتا ہے ۱۲

موضح قرآن ف۱ راعنا لفظ بولتے تھے اس کا بیان سورۃ بقرہ میں ہوا۔ اسی طرح حضرت بات فرماتے تو جواب میں کہتے سنا ہم نے اس کے معنی یہ ہیں کہ قبول کیا لیکن آہستہ کہتے کہ نہ مانا یعنی فقط کان سے سنا دل سے نہ سنا اور حضرت کو خطاب کرتے تو کہتے سن نہ سنا جائیو ظاہر میں یہ دعا نیک ہے تو ہمیشہ غالب ہے کوئی تجھ کو بری بات نہ سنا سکے اور دل میں نیت رکھتے کہ تو بہرہ ہو جائیو ایسی شرارت کرتے پھر دین میں عیب دیتے کہ اگر یہ شخص نبی ہوتا تو ہمارا فریب معلوم کرتا۔ وہی اللہ صاحب نے واضح کر دیا ف۲ یعنی ایمان لاؤ پہلے اس سے کہ عذاب یا صورت بدل جاوے جانور بن جاؤ ہفتے والوں کی طرح ان کا بیان ہے سورہ اعراف میں۔

فتح الرحمن ف۱ مترجم گوید پیچانیدن سخن آنست کہ سب را چنان در کلام خلط کنند کہ کسی نشناسد و اسمع غیر مسمع دو معنی دارد یکی آنکہ بشنود حالانکہ معظم و محترمی و کسی با تو خلاف مرضی تو نتواند گفت دیگر آنکہ نشنود در حالتیکہ محقری و کسی با تو سخن نمیگوید و راعنا نیز دو معنی دارد یکی آنکہ رعایت کن ما را دیگر احمق رعونت دارندہ غرض ایشان سب بود کلمہ محتمل معنیین میگفتند واللہ اعلم ۱۲

اور ساتھ ہی اخروی تخویف ہے یعنی اب وقت ہے ایمان لے آؤ قبل اس کے کہ ہمارا عذاب آجائے جب عذاب نازل ہو جائیگا پھر ایمان لانے سے کچھ فائدہ نہیں ہوگا اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ زجروں اور تخویفوں کے درمیان ایک بار پھر زوردار الفاظ میں مقصد اصلی پر تنبیہ فرما دی کہ شرک کرنا اور توحید سے منہ موڑنا اتنا بڑا جرم اور کبیرہ گناہ ہے کہ وہ کسی کو بھی معاف نہیں ہوگا یہ ناصحانہ انداز ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی واعظ حکیم اور ناصح مشفق دوران وعظ بہت سے مسائل بیان کرے اور درمیان میں کہہ دے کہ فلاں کام نہایت اہم اور ضروری ہے اور اس کا بجا لانا لابدی ہے۔ پہلے احکام نوعیت بیان کر کے وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْئًا سے اصل مسئلہ کی طرف متوجہ کیا کہ صرف اللہ کی عبادت کرو اور اسکی عبادت اور پکار میں کسی کو شریک نہ بناؤ۔ اس کے بعد بطور ترقی فرمایا شرک نہ کرو کیونکہ وہ ایک ناقابل معافی گناہ ہے اس سے ہر حال میں بچو یہ کسی حیلے معاف نہیں ہوگا **ف۳۸** یہ اہل کتاب کو زجر ہے جو اپنی صفائی اور پاکیزگی کے دعوے کرتے تھے حضرت قتادہ اور حسن فرماتے ہیں یہ آیت ان یہود و نصاریٰ کے حق میں نازل ہوئی جو کہتے تھے نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ یعنی ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں نیز کہتے تھے لن یدخل الجنۃ الا من کان هودا او نصاریٰ یعنی جنت میں یہود و نصاریٰ کے بغیر کوئی نہیں جائیگا (قرطبی ج ۵ ص ۲۴۶ و روح ج ۵ ص ۵۴) اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کے دعوے کا ابطال فرمایا کہ ان کے اپنی پاکیزگی اور طہارت کے یہ دعوے سب غلط ہیں پاک طاہر تو وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ اس کے ایمان و عمل کی بنا پر پاک فرمائے اُنْظُرْ كَیْفَ یَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لیکن ان کے یہ دونوں دعوے اللہ پر صریح بہتان ہے کیونکہ ان دعووں کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے ان کو اپنا محبوب منتخب کیا ہے اور ان سے وعدہ کیا ہے کہ جنت ان کے لئے مخصوص اور ریزرو ہے حالانکہ یہ سراسر غلط اور خلاف واقع ہے۔ والافتراء علی اللہ هو قولهم نحن ابناء اللہ واحباءه وقولهم لن یدخل الجنۃ الا من کان هودا او نصاری (کبیر ج ۳ ص ۳۴۵) **ف۳۹** یہ بھی اہل کتاب کو زجر ہے وہ شیطان اور اصنام کی عبادت کرنیوالوں کو ہدایت یافتہ کہتے تھے اور الجبت سے بت اور ہر معبود غیر اللہ مراد ہے اور الطاغوت سے مراد شیطان ہے جو بتوں میں کلام کرتا ہے اور لوگ سمجھتے ہیں کہ بت بول رہا ہے الجبت الاوثان والطاغوت شیاطین الاوثان ولکل صنم شیطان یعبر عنه فیغتر بہ الناس (معالم) متعلق ہے اور وَیَقُوْلُوْنَ میں واو تفسیری ہے اور یَقُوْلُوْنَ۔ یُؤْمِنُوْنَ کی تفسیر ہے۔ اہل کتاب کو اچھی طرح معلوم تھا کہ بت پرستی شرک ہے لیکن اس کے باوجود بت پرستی اور بت پرستوں کی نہ صرف حمایت کرتے تھے بلکہ ان مشرکوں کو مومنوں سے بہتر سمجھتے تھے تو ان کا یہ فعل محض بغض و حسد اور ضد و عناد کی وجہ سے تھا لاشک انهم کانوا عالمین بان ذالک باطل فکان اقدامهم علی هذا القول لمحض العناد والتعصب (کبیر ج ۳ ص ۳۴۵) **ف۴۰** یہود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں سے بہت زیادہ حسد رکھتے تھے کیونکہ ایک طرف اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکومت عطا فرما دی اور دوسری طرف اسلام دن بدن ترقی کر رہا تھا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ حسد کیوں کرتے ہیں کیا ان کے پاس سلطنت یا حکومت ہے جو ان سے مسلمانوں نے چھین لی ہے اگر ان کے پاس کسی حصہ کی حکومت ہوتی تو وہ اس سے پھوٹی کوڑی بھی کسی کو نہ دیتے جب ان کے پاس کچھ ہے ہی نہیں نہ ان سے کچھ چھینا گیا ہے تو ان کا حسد بلا وجہ ہے جیسا کہ سورۃ ص میں فرمایا اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِیْزِ الْوَهَّابِ (ص ع ۱) **ف۴۱** یہود کے حسد کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی تھی کہ ان کے پاس اگرچہ سلطنت نہیں ہے لیکن پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو کیوں ملی ہے یہ کب سلطنت اور نبوت کے لائق تھے تو اس کا جواب فرمایا کہ ہم نے اپنے فضل و رحمت سے جو نعمتیں مثلاً نبوت علم و حکمت اور حکومت وغیرہ اپنے پیغمبر کو دی ہیں ان پر وہ حسد کرتے ہیں اور ان کو ان انعامات کا اہل نہیں سمجھتے حالانکہ یہ تمام نعمتیں ہم پہلے

مَنْ یَّشَآءُ وَلَا یُظْلَمُوْنَ فَتِیْلًا ﴿۴۹﴾ اُنْظُرْ كَیْفَ

جس کو چاہے اور ان پر ظلم نہ ہوگا تاگے برابر ف دیکھ کیسا

یَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَكَفٰى بِهٖۤ اِثْمًا مُّبِیْنًا ﴿۵۰﴾

باندھتے ہیں اللہ پر جھوٹ اور کافی ہے یہی گناہ صریح ف۱

ع ۸ ۴

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ

کیا تو نے نہ دیکھا ان کو جن کو ملا ہے کچھ حصہ کتاب کا

یُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَیَقُوْلُوْنَ لِلَّذِیْنَ

جو مانتے ہیں بتوں کو اور شیطان کو ف۳۹ اور کہتے ہیں

كَفَرُوْا هٰۤؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سَبِیْلًا ﴿۵۱﴾

کافروں کو کہ یہ لوگ زیادہ راہ راست پر ہیں مسلمانوں سے ف۲

اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ یَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ

یہ وہی ہیں جن پر لعنت کی ہے اللہ نے اور جس پر لعنت کرے اللہ نہ

تَجِدَ لَهٗ نَصِیْرًا ﴿۵۲﴾ اَمْ لَهُمْ نَصِیْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا

پاویگا تو اس کا کوئی مددگار کیا ان کا کچھ حصہ ہے سلطنت میں پھر تو یہ

لَّا یُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِیْرًا ﴿۵۳﴾ اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ

نہ دیں گے لوگوں کو تل برابر ف۳ ف۴۰ یا حسد کرتے ہیں لوگوں کا

عَلٰى مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَیْنَاۤ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ

اس پر جو دیا ہے ان کو اللہ نے اپنے فضل سے ف۴۱ سو ہم نے تو دی ہے ابراہیم کے خاندان میں

الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَیْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِیْمًا ﴿۵۴﴾ فَمِنْهُمْ

کتاب اور علم اور ان کو دی ہے ہم نے بڑی سلطنت پھر ان میں سے

مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ؕ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ

کسی نے اس کو مانا اور کوئی اس سے ہٹا رہا ف۴۲ اور کافی ہے دوزخ کی

ف۱ زجر ثانی ہے اہل کتاب۔ شیطان اور اصنام کی عبادت کرنیوالے ہدایت یافتہ نہیں ہو سکتے ۱۲۔

ف۲ یقولون۔ یؤمنون کی تفسیر ہے ۱۲ ف۳ یہ بھی زجر ہے۔ فخر کی باتیں کرتے ہیں۔ کیا اللہ کے ساتھ بادشاہی میں ان کا حصہ ہے؟ نہیں بلکہ یہ حاسد ہیں ۱۲ ف۴ آل ابراہیم کو اللہ نے

کتاب وحکمت اور بادشاہی دی یعنی اسی طرح دونوں یعنی داؤد اور سلیمان کو نبوت اور بادشاہی دی

ف۵ اہل کتاب میں دو حصے ہیں بعض مؤمنین اور بعض منکرین ۱۲

موضح قرآن ف۱ یہودیوں کو حضرت سے مخالفت ہوئی تو مکے کے مشرکوں سے متفق ہوئے اور ان کی خاطر سے بتوں کی تعظیم کی اور کہا کہ تمہاری راہ بہتر ہے مسلمانوں سے اور یہ سب ان کا حسد تھا کہ نبوت اور دین کی ریاست سوائے ہمارے اور کسی میں ہوئے اللہ صاحب اسی پر ان کو الزام دیتا ہے۔ ان سب آیتوں میں یہی مذکور ہے۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی میگویند کہ بنی اسرائیل برگزیدگان خدایند و ایشان را عذاب نخواهد شد مگر روز چند ۱۲ ف۲ دریں آیت تعریضی ست بآنکہ یہود روز احزاب مددگار مشرکان شدند ۱۲ ف۳ و نقیر گوئی است کہ بر پشت خستہ خرما میباشد ۱۲۔

آل ابراہیم کو دے چکے ہیں آل ابراہیم کو ہم نے نبوت و رسالت بھی دی اور حکومت بھی جس سے معلوم ہوا کہ آل ابراہیم میں ان نعمتوں کی صلاحیت موجود ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی تو آل ابراہیم ہی سے ہیں اس لئے ان میں کیوں صلاحیت نہیں اور اگر ان کو ہم نے اپنے انعامات و احسانات سے نوازا ہے تو کونسی قابل تعجب بات ہے۔ آل ابراھیم الذین ھم اسلاف محمد علیہ السلام وانہ لیس ببدع ان یوتیہ اللہ مثل ما اوتی اسلافہ (مدارک ج ۱ ص۱۷۹) ۴۲ یہاں بیان فرمایا کہ اہل کتاب دو قسم کے لوگ تھے کچھ تو وہ تھے جو ایمان نہیں لائے تھے اور کچھ ایسے تھے جو ایمان لا چکے تھے اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا الخ یہ منکرین اہل کتاب کیلئے اخروی تخویف ہے اور وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُھُمْ جَنّٰتٍ الخ مومنین اہل کتاب کیلئے اخروی بشارت ہے یہاں تک احکام رعیت تھے اب احکام سلطانیہ کا بیان شروع ہوتا ہے۔

سَعِيْرًا (۵۵) اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ

بھڑکتی آگ ف۱ بے شک جو منکر ہوئے ہماری آیتوں کے ان کو ہم ڈالیں گے

نَارًا ؕ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُھُمْ بَدَّلْنٰھُمْ جُلُوْدًا غَيْرَھَا

آگ میں جس وقت جل جائے گی کھال ان کی تو ہم بدل دیویں گے ان کو اور کھال

لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا (۵۶) وَ

تاکہ چکھتے رہیں عذاب بیشک اللہ ہے زبردست حکمت والا اور

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُھُمْ جَنّٰتٍ

جو لوگ ایمان لائے اور کام کئے نیک البتہ ان کو ہم داخل کرینگے باغوں میں

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ لَھُمْ

جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں۔ رہا کریں ان میں ہمیشہ ان کے لئے

فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۡ وَّنُدْخِلُھُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا (۵۷)

وہاں عورتیں ہیں ستھری اور ان کو ہم داخل کریں گے گھنی چھاؤں میں

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَھْلِهَا ۙ

بیشک اللہ تم کو فرماتا ہے کہ پہنچا دو امانتیں امانت والوں کو ۴۳

وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ اِنَّ

اور جب فیصلہ کرنے لگو لوگوں میں تو فیصلہ کرو انصاف سے

اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا (۵۸) يٰٓاَيُّھَا

اللہ اچھی نصیحت کرتا ہے تم کو بے شک اللہ ہے سننے والا دیکھنے والا ف۲ ف۱ اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي

ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور حاکموں کا

الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ

جو تم میں سے ہوں پھر اگر جھگڑ پڑو کسی چیز میں تو اس کو رجوع کرو طرف اللہ کے

ع

حصہ دوم (احکام سلطانیہ)

۴۳ پہلا حکم سلطانی حقداروں کو ان کے حقوق دلواؤ اور فیصلے انصاف سے کیا کرو یہاں خطاب حکام اور امراء مسلمین کو ہے جیسا کہ حضرت علی اور دوسرے مفسرین سے منقول ہے قال علی بن ابی طالب وزید بن اسلم و شھر بن حوشب وابن زید ھذا خطاب لولاۃ المسلمین خاصۃ الخ (قرطبی ج ۵ ص۲۵۶) یہاں حکام اور صاحب اقتدار طبقہ کو حکم دیا گیا کہ حقداروں کے حقوق لوگوں سے دلواؤ اور باہمی نزاعات اور جھگڑے عدل و انصاف سے طے کرو اور رعیت کو حکم دیا گیا کہ ایسے حکام کی فرمانبرداری کرو اور اپنے جھگڑے ایسے حکام کے پاس لے جایا کرو جو عدل و انصاف سے فیصلہ کیا کریں۔ حضرت شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ امانات سے یہاں مراد عام ہے اور یہ ہر قسم کی ذمہ داریوں اور عدل و انصاف کے فیصلوں کو شامل ہے الخطاب عام یتناول الولاۃ فیما الیھم من الامانات فی قسمۃ الاموال ورد الظلامات وعدل الحکومات الخ (بحر ج ۳ ص۲۷۸) فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ الخ اس میں خطاب حکام اور رعایا سے ہے یعنی اگر حکام اور رعایا میں کسی معاملہ میں تنازع یا اختلاف پیدا ہو جائے تو اس کو ختم کرنے کی صورت یہ ہے کہ اس کے متعلق اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی طرف رجوع کیا جائے اور کتاب و سنت سے جو ہدایات ملیں ان پر عمل کیا جائے نہ یہ کہ چند انسانوں کی ایک مشاورتی کونسل بنا کر اس کے فیصلوں کو حرف آخر کی حیثیت دی جائے۔

۴۴ یہ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ سے متعلق ہے اور ان منافقین یہود کیلئے زجر ہے جو دعوے کرتے تھے کہ وہ تورات کی تعلیم کے مطابق قرآن پر اور آخری پیغمبر پر دل و جان سے ایمان لا چکے ہیں مگر ان کا عمل ان کے اس دعویٰ کے سراسر خلاف تھا۔ امام ثعلبی اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن عباس سے نقل کیا ہے کہ ایک منافق بشر نامی کا ایک یہودی سے جھگڑا ہو گیا تو اس یہودی اور اس کے متعلقین نے اس منافق سے کہا کہ چلو یہ جھگڑا ہم تمہارے پیغمبر کے پاس لے چلتے ہیں تو اس منافق نے کہا کہ نہیں یہودیوں کے سردار کعب بن اشرف کے پاس چلو۔ آخر مقدمہ عدالت نبوی میں پہنچا آپ نے فریقین کے بیانات سن کر یہودی کے حق میں فیصلہ صادر فرما دیا جس کا منافق کو بہت رنج ہوا۔ وہاں سے اٹھ کر بشر نامی منافق نے یہودی سے کہا چلو حضرت عمر کے پاس چلیں اس کا خیال تھا کہ وہ مجھے مسلمان سمجھ کر میری طرفداری کریں گے لیکن وہاں پہنچ کر یہودی نے حضرت عمر سے کہہ دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مقدمے کا فیصلہ میرے حق میں فرما چکے ہیں لیکن بشر اس پر راضی نہیں ہوا حضرت عمر نے یہ سنتے ہی اندر سے تلوار لا کر اس منافق کا سر تن سے جدا کر دیا اور فرمایا جو شخص اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے پر راضی نہ ہو میرے نزدیک اس کا فیصلہ یہی ہے اس طرح الطاغوت سے یہاں

ـ۱ تخویف اخروی برائے کفار اہل کتاب ۱۲۔

ـ۲ بشارت اخروی برائے مومنین اہل کتاب ۱۲۔

ـ۳ سورت کے دوسرے حصے کی ابتداء احکام سلطانیہ کا بیان ۱۲

ـ۴ پہلا حکم سلطانی حکام کو حکم دیا گیا حقداروں کے حقوق لوگوں سے دلواؤ اور حکم بالعدل کرو اور رعیت کو حکم دیا گیا کہ حکام کی فرمانبرداری کرو اور ایسے حکام سے فیصلے کراؤ ۱۲

موضح القرآن ف۱ یعنی ہمیشہ سے اللہ نے ابراہیم ؑ کے گھر میں بزرگی دی ہے اب بھی اسی کے گھر میں ہے پھر جو کوئی قبول نہ رکھے وہی بے انصاف ہے۔ ف۲ یعنی امانت میں خیانت نہ کرو اور حکومتی میں خاطر نہ کرو خواہ رشوت کے واسطے خواہ کسی کے واسطے یہ عادتیں یہود میں بہت تھیں اسی واسطے بعضے کچے مسلمان قضیہ چکانے کو حضرت کے پاس نہ آتے کہ یہ کسی کی خاطر نہ رکھیں گے اور یہود کے عالموں کے پاس جاتے کہ وہ خاطر کریں گے آگے مسلمانوں کو تقید فرمایا کہ جب تک ہر قضیے میں اور ہر حکم میں رسول ہی کی طرف رجوع نہ رکھو اور دل سے اس کے حکم پر راضی نہ ہو تب تک تم کو ایمان نہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ درایں آیت اشارہ است بقصہ عثمان حجبی کہ مفتاح کعبہ از دست وی گرفتند و مردمان آن را از حضرت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم طلب کردند آنحضرت قبول نمودہ بعثمان رد فرمود ۱۲۔

وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ
اور رسول کے اگر یقین رکھتے ہو اللہ پر اور قیامت کے دن پر
ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۵۹﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ
یہ بات اچھی ہے اور بہت بہتر ہے اس کا انجام ف۱ ف۱ کیا تو نے نہ دیکھا ان کو جو
يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَاۤ اُنْزِلَ
دعوے کرتے ہیں کہ ایمان لائے ہیں اس پر جو اترا تیری طرف ۴۴ اور جو اترا
مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْۤا اِلَى الطَّاغُوْتِ
تجھ سے پہلے چاہتے ہیں کہ قضیہ لے جائیں شیطان کی طرف
وَقَدْ اُمِرُوْۤا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ؕ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ
اور حکم ہو چکا ہے ان کو کہ اس کو نہ مانیں اور چاہتا ہے شیطان کہ
يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ﴿۶۰﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى
ان کو بہکا کر دور جا ڈالے اور جب ان کو کہیے کہ آؤ
مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ
اللہ کے حکم کی طرف جو اس نے اتارا اور رسول کی طرف تو دیکھے تو منافقوں کو کہ ہٹتے ہیں
عَنْكَ صُدُوْدًا ﴿۶۱﴾ فَكَيْفَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا
تجھ سے رک کر پھر کیا ہو کہ جب ان کو پہنچے مصیبت اپنے
قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَآءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ ۖۗ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَاۤ
ہاتھوں کے کیے ہوئے سے ۴۵ پھر آویں تیرے پاس قسمیں کھاتے ہوئے اللہ کی کہ ہم کو غرض نہ تھی
اِلَّاۤ اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا ﴿۶۲﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ
مگر بھلائی اور ملاپ ف۲ ف۲ یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ جانتا ہے جو ان
قُلُوْبِهِمْ ۗ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْۤ
کے دل میں ہے سو تو ان سے تغافل کر اور ان کو نصیحت کر اور ان سے کہہ ان کے

منزل ۱

۸ ع ۹ ۵

زجر برائے منافقین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کو کافی نہیں سمجھتے تھے ۱۲

کعب بن اشرف مراد ہے (روح ج ۵ ص ۶۹) لیکن عموم کے اعتبار سے طاغوت ہر معبود غیر اللہ پر بولا جاتا ہے اور اس آیت میں بھی عموم الفاظ کے پیش نظر طاغوت کو ہر معبود غیر اللہ پر محمول کرنے کی گنجائش ہے اس طرح آیت میں ان مشرکوں کے حال کا تذکرہ ہوگا جو بزرگان دین کے بتوں اور ان کی قبروں میں مافوق الفطرت کرشمے مان کر ان کی خانقاہوں پر اپنے جھگڑے لے جاتے ہیں جیسا کہ مشرکین مکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بت سے تقسیم کا فیصلہ لیتے تھے اور آجکل بعض جہلا مجرم سے کہتے ہیں کہ تم فلاں بزرگ کی قبر پر ہاتھ رکھ دو یا اس کے روضے کی کنڈی کھول دو۔ میں یہ چیز اس کی قبر پر رکھتا ہوں تم اٹھالو۔ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ اسی مذکورہ واقعہ سے متعلق ہے ۴۵ مصیبت سے قتل کا مذکورہ واقعہ مراد ہے اور ما قدمت ایدیھم سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ پر اعتماد نہ کرنا اور اسے کافی نہ سمجھنا مراد ہے کیونکہ مصیبت قتل ان پر اسی بنا پر آئی کہ انہوں نے دربار نبوی کا فیصلہ تسلیم نہ کیا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بشر منافق کو قتل کر دیا تو اسکے وارثوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچکر مقتول کے خون بہا کا مطالبہ کیا اور لگے قسمیں کھانے کہ ہم نے آپ کا فیصلہ رد نہیں کیا تھا بلکہ حضرت عمر کے پاس جانے سے ہماری نیت یہ تھی کہ وہ ہمارے درمیان صلح کرا دیں اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ الخ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کی باتیں جانتا ہے اور اسے معلوم ہے کہ وہ منافق ہیں اور آپ کے سامنے جھوٹی قسمیں کھا رہے ہیں اور صریح غلط بیانی کر رہے ہیں اس لئے آپ ان کے بیانات سے اعراض کریں اور انکا خون بہا وغیرہ کا کوئی مطالبہ قبول نہ کریں۔ اور انھیں نہایت ہی صاف صاف الفاظ اور موثر انداز میں منافقت سے باز آجانے کی تلقین فرمائیں ۴۶ رسولوں کے بھیجنے کا مقصد یہ ہے کہ ان کی اطاعت کی جائے مگر یہ منافقین اطاعت کے بجائے نافرمانی پر تلے ہوئے ہیں وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ جونہی ان سے یہ گناہ صادر ہوا تھا کہ انھوں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ سے اعراض کیا اگر اسی وقت وہ اس پر نادم ہو جاتے اور پیغمبر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر توبہ کرتے اور اللہ تعالیٰ سے اس گناہ کی معافی مانگتے اور آپ بھی ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے قبولیت توبہ اور معافی کی سفارش فرماتے تو یقیناً اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرما لیتا اور ان کا گناہ معاف کر دیتا۔ واستغفر لھم الرسول ای سئل اللہ تعالیٰ ان یقبل توبتھم ویغفر ذنوبھم (روح ج ۵ ص ۶۹) اس آیت کا تعلق حضور علیہ السلام کی زندگی کے اسی واقعہ سے ہے اور آپکی قبر سے استمداد و استشفاع جائز نہیں جیسا کہ حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق نے شاہ عبد الحق محدث دہلوی کی ایک عبارت سے پیدا ہونے والی غلط فہمی کا ازالہ کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ درحق آنست کہ انکار فقہاء عام ست آنانکہ استمداد از قبور انبیاء کنند یا از قبور غیر ایشان ہمہ جائز نیست چنانچہ از عبارت دیگر کتب فقہاء کہ در ذیل جواب ایراد کردہ می شود واضح خواہد گردید (مسائل اربعین مسئلہ ۲۰)۔

ترجمہ:۔ اور حق یہ ہے کہ فقہاء کا انکار عام ہے استمداد خواہ انبیاء علیہم السلام کی قبروں سے ہو خواہ غیر انبیاء کی قبروں سے سب ناجائز ہے جیسا کہ فقہاء کرام کی دوسری کتابوں کے حوالوں سے جو ہم اسی سوال کے جواب میں ذکر کریں گے واضح ہو جائیگا ۴۷ یہاں ایمان کیلئے تین

موضح قرآن ف اختیار والے بادشاہ اور قاضی اور جو کسی کام پر مقرر ہو اسکے حکم پر چلنا ضرور ہے جب تک وہ خلاف خدا اور رسول حکم نہ کرے اگر صریح خلاف حکم کرے تو وہ حکم نہ مانئے پس اگر دو مسلمان جھگڑتے ہیں ایک نے کہا چل شرع میں رجوع کریں دوسرے نے کہا میں شرع نہیں سمجھتا یا مجھے شرع سے کام نہیں وہ بے شک کافر ہوا۔ ف۲ مدینے میں ایک یہودی اور ایک منافق ظاہر میں مسلمان تھا جھگڑنے لگے یہودی نے کہا چل محمد پاس صلی اللہ علیہ وسلم منافق نے کہا کہ چل کعب بن اشرف پاس وہ یہودیوں کا سردار تھا۔ آخر حضرت پاس آئے حضرت نے یہودی کا حق ثابت کیا۔ منافق نے باہر نکل کر کہا کہ چلو عمرؓ کے پاس وہ حضرت کے حکم سے مدینے میں قاضی تھے۔ منافق نے جانا کہ حمیت اسلام کرینگے۔ جب گئے ان کے آگے یہودی نے کہہ دیا کہ حضرت پاس ہم جا چکے ہیں وہ مجھکو سچا کر چکے ہیں حضرت عمرؓ نے منافق کی گردن ماری اس کے وارث حضرت پاس خون کا دعویٰ کرکے آئے اور قسمیں کھانے لگے کہ ہم گئے تھے اسلئے کہ شاید صلح کرا دیں۔ تب یہ آیتیں اتریں اور ان کا نام فاروق فرمایا۔

فتح الرحمن ف۱ مترجم گوید مراد ضعیف الاسلام در خلاف ہوائے نفس بحکم شرع راضی نمی شدند گاہی بر کاہنان و رئیسان کفر رجوع میکردند و چون آنحضرت ایشان را بایں معنی تعزیر یا تہدید فرمودی سوگند خوردندی کہ مخالفت آنحضرت مقصود ما نیست خدائے تعالیٰ دریں باب آیت فرستاد واللہ اعلم ۱۲ ف۲ یعنی درمیان خصوم ۱۲۔

شرطیں بیان کی گئی ہیں اوّل حتی یحکموک آپ کو فیصل مانیں دوم لا یجدوا فی انفسھم حرجا آپ کے فیصلے کو دل وجان سے قبول کریں سوم ویسلموا تسلیما آپ کے فیصلے کے خلاف زبان پر گلہ کا کوئی لفظ نہ لائیں حاصل یہ کہ صرف زبانی اقرار سے مومن نہیں بن سکتے۔ جب تک زبانی اقرار کے ساتھ عملی طور پر بھی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فیصل نہ مانیں گے۔ اور آپ کا فیصلہ دل سے قبول نہیں کریں گے اور فیصلہ اپنے خلاف ہونے کی صورت میں کبیدہ خاطر اور دل میں رنجیدہ نہیں ہوں گے اور نہ زبان پر حرف شکایت لائیں گے اس وقت تک مومن نہیں بن سکتے وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ الخ یہ لوگ اس قسم کے آسان احکام پر بھی عمل نہیں کرتے اگر ان پر سخت احکام فرض کردیئے جاتے تو سوائے معدودے چند ان میں سے کوئی بھی ان پر عمل نہ کرتا یہ احکام تو نہایت آسان ہیں اگر یہ لوگ ان پر دل وجان سے عمل کر لیتے تو اس میں ان کی اپنی ہی بہتری تھی۔ دنیا میں بھی امن اور چین سے رہتے اور آخرت میں بھی بہت بڑا اجر پاتے **۴۸** یہ دل وجان سے ماننے والے مخلص مومنین کیلئے اخروی بشارت ہے مطلب یہ ہے کہ جو لوگ احکام الٰہی اور ارشادات نبوی پر پورا پورا عمل کریں گے اور دل وجان سے ان کے احکام کے سامنے سر جھکا دیں گے قیامت کے دن جنت میں ان کو انبیاء علیہم السلام۔ صدیقین۔ شہداء اور نیک لوگوں کی معیت اور سنگت نصیب ہو گی اور وہ جنت میں ان کے ساتھ ہوں گے۔ آیت کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے سے آدمی نبی بھی بن سکتا ہے کیونکہ رسالت ونبوت تو وہبی چیز ہے جو محض عطاء الٰہی سے حاصل ہوتی ہے کسب اور ریاضت اور کثرت عبادت سے حاصل نہیں ہو سکتی جیسا کہ ارشاد ہے اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ (انعام ع ۱۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کا یہی مفہوم منقول ہے۔ امام سعید بن جبیر، مسروق، ربیع اور سدی کبیر سے منقول ہے صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ دنیا میں تو ہم آپ کے ساتھ ہیں اور آپ کی جدائی گوارا نہیں کر سکتے لیکن آخرت میں آپ کا درجہ چونکہ بہت بلند ہوگا اس لئے آپ کی زیارت نہیں کر سکیں گے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ قال اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا رسول اللہ ما ینبغی لنا ان نفارقک فی الدنیا فانک لو قدمت رفعت فوقنا فلم نرک فانزل اللہ ومن یطع اللہ والرسول الآیۃ (ابن جریر ج ۵ ص ۹۶، ابن کثیر ج ۱ ص ۵۲۳) علامہ قرطبی فرماتے ہیں ای ھم معھم فی دار واحدۃ ونعیم واحد یستمتعون برؤیتھم والحضور معھم لا انھم یساوونھم فی الدرجۃ (قرطبی ج ۵ ص ۲۷۲) اور پھر آخر میں وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا سے اس بات کی صراحت فرما دی یہ حضرات بہت ہی اچھے رفیق اور ساتھی ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ اس آیت میں اخروی معیت اور رفاقت کا ذکر ہے۔ چونکہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے انسان صدیق اور ولی تو بن سکتا ہے لیکن نبی نہیں ہو سکتا البتہ آخرت میں نبیوں کا رفیق بن سکتا ہے اسی لئے یہاں فرمایا ہے کہ آخرت میں فرمانبردار لوگ نبیوں۔ صدیقوں اور شہیدوں کے رفیق ہوں گے اور دوسری جگہ فرمایا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وَالشُّهَدَآءُ (حدید ع ۲) یعنی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے والے صدیق اور شہید ہیں یہ نہیں فرمایا کہ وہ نبی ہیں **۴۹ دوسرا حکم سلطانی** (اٹھو اور ہتھیاروں سے مسلح ہو کر مشرکین سے جہاد کرو) حِذْر سے جنگی ہتھیار مراد ہیں جیسا کہ امام مقاتل اور محمد باقر سے مروی ہے ای عدتکم من السلاح قالہ مقاتل وھو المروی عن ابی جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (روح ج ۵ ص ۹۰) اور ثُبَاتٍ جمع ثُبَۃ کی اور ثُبَۃ اس جماعت کو کہتے ہیں جس میں دس سے زیادہ آدمی ہوں (ایضا) اور فانفروا کی ضمیر سے حال ہے یعنی جب جہاد کی مہم درپیش ہو تو بلا توقف جہاد میں کود پڑو جیسا بن پڑے یا جیسا موقع ومحل کے مناسب ہو سب مل کر دشمن پر حملہ کر دو یا چھوٹی چھوٹی ٹولیوں کی صورت میں حملہ کرو **۵۰** یہ زجر اور شکوی ہے ان منافقین کے لئے جو مسلمانوں میں موجود تھے ان کی اپنی ہمتیں تو پست تھیں ہی ساتھ ساتھ وہ مسلمانوں کو بھی بددل کرنے کی کوششوں میں مصروف تھے۔ المراد منہ المنافقون کانوا یثبطون الناس عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کبیر ج ۳ ص ۳۸۴)۔ لَيُبَطِّئَنَّ لازم اور متعدی دونوں طرح آتا ہے یعنی وہ خود پیچھے ہٹتے تھے یا لوگوں کو ہٹاتے تھے۔ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ الخ ان منافقوں کا حال تھا کہ اگر خدانخواستہ مسلمانوں کو شکست ہوجاتی تو کہتے یہ تو ہم پر خدا کا بڑا احسان

اَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيْغًا ﴿٦٣﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا
حق میں بات کام کی اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر
لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَاۗءُوْكَ
اسی واسطے کہ اس کا حکم مانیں اللہ کے فرمانے سے **۴۶** اور اگر وہ لوگ جس وقت انہوں نے اپنا برا کیا تھا آتے تیرے پاس
فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ
پھر اللہ سے معافی چاہتے اور رسول بھی ان کو بخشواتا تو البتہ اللہ کو پاتے
تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿٦٤﴾ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰي يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا
معاف کرنیوالا مہربان سو قسم ہے تیرے رب کی وہ مومن نہ ہوں گے یہاں تک کہ تجھ ہی کو منصف جانیں اس
شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ
جھگڑے میں جو ان میں اٹھے **۴۷** پھر نہ پاویں اپنے جی میں تنگی تیرے فیصلہ سے
وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿٦٥﴾ وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا
اور قبول کریں خوشی سے اور اگر ہم ان پر حکم کرتے کہ ہلاک کرو
اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ
اپنی جان یا چھوڑ نکلو اپنے گھر تو ایسا نہ کرتے مگر تھوڑے
مِّنْهُمْ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا
ان میں سے اور اگر یہ لوگ کریں وہ جو ان کو نصیحت کی جاتی ہے تو البتہ ان کے حق میں
لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ﴿٦٦﴾ وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا
بہتر ہو اور زیادہ ثابت رکھنے والا ہو دین میں **ف۱** اور اس وقت البتہ دیں ہم ان کو اپنے پاس سے بڑا
عَظِيْمًا ﴿٦٧﴾ وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿٦٨﴾ وَمَنْ يُّطِعِ
ثواب اور چلادیں ان کو سیدھی راہ اور جو کوئی حکم مانے
اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰۗىِٕكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ
اللہ کا اور اس کے رسول کا سو وہ ان کے ساتھ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا **۴۸**

ف۱ اس کا تعلق پیغمبر علیہ السلام کی زندگی کے ساتھ ہے موت کے بعد اسکا کوئی تعلق نہیں ۱۲ ۔

ف۲ بشارت اخروی ۱۲

ف۳ اطاعت کرنیوالوں کو آخرت میں ان کی رفاقت نصیب ہوگی۔ اطاعت کرنیوالے صدیقین اور شہداء بن سکتے ہیں جیسا کہ سورہ حدید میں فرمایا لیکن انبیاء نہیں بن سکتے اسی لئے یہاں مع الذین الخ فرمایا ۱۲

موضح القرآن ف۱ یعنی مالک کے حکم میں تو جان تک دریغ نہ کرنا چاہیے اگر اللہ ویسے حکم فرماتا تو یہ منافق کب کر سکتے یہ حکم تو نصیحت کے ہیں انہیں پر چلیں تو نفاق جاتا ہے اور مومن ہو جاویں کیا یہ غنیمت نہیں سمجھتے۔

ہوا کہ ہم ان کے ساتھ جنگ میں شریک نہیں تھے ورنہ ہم بھی ان کے ساتھ پس جاتے وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ الخ اور اگر مسلمانوں کی فتح ہو جاتی اور مال غنیمت انبار در انبار ان کے ہاتھ آجا تو منافقین حسرت و افسوس سے انگلیاں کاٹنے لگتے اور کہتے کاش! ہم بھی ان کے ساتھ ہوتے تو مال غنیمت سے کثیر دولت ہاتھ آتی اور مالا مال ہو جاتے لَيَقُوْلَنَّ کا مقولہ يٰلَيْتَنِيْ سے شروع ہوتا ہے۔ اور كَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ درمیان میں جملہ معترضہ ہے اور مطلب یہ ہے کہ وہ منافقین ایسی باتیں اس طرح کہتے ہیں گویا تمہارے اور ان کے درمیان کسی قسم کا دینی رشتہ اور تعلق موجود نہیں اور منافقوں کی دوستی جو مسلمانوں کے ساتھ تھی وہ محض ظاہری تھی ان کے دل میں وہی بغض و عداوت تھی۔ کذا فی المدارک والخازن وابی السعود والکبیر وغیرہا۔ یا یہ مطلب ہے کہ وہ بطور خوشامد ایسی باتیں کرتے ہیں گویا ظاہر کرتے ہیں کہ پہلے میرا مسلمانوں سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اگر ان کے ساتھ کچھ دوستی کا تعلق ہوتا تو وہ بھی ان کے ساتھ ضرور جہاد میں شریک ہوتا اور فوز عظیم حاصل کر لیتا۔ حضرت شیخ کے نزدیک یہ معنی راجح ہیں **ف۵۱** یہ ترغیب الی القتال ہے يَشْرُوْنَ شری سے ہے جو اضداد میں سے ہے اور خریدنے اور بیچنے دونوں معنوں میں مستعمل ہے یہاں يَشْرُوْنَ بمعنی يَبِيْعُوْنَ ہے یعنی وہ دنیا کے مقابلے میں آخرت کو ترجیح دیتے ہیں مطلب یہ ہے کہ جب مومنوں نے اپنی زندگی کا مقصد یہ قرار دیا ہے کہ وہ ہر معاملے میں آخرت کو دنیا پر ترجیح دیں گے تو انہیں اللہ کی راہ میں جہاد کرنا چاہیئے۔ اور انہیں میدان قتال میں ثابت قدم رہنا اور منافقوں کی بیدل کرنے والی باتوں کی پروا نہیں کرنی چاہیئے وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ یہ مجاہدین کے لئے دنیوی اور اخروی بشارت ہے اگر شہید ہو جائیں تو آخرت میں بلند ترین درجات حاصل کریں گے اور اگر شہادت نصیب نہ ہوئی ثواب عظیم اور مال غنیمت سے حصہ تو ضرور ملے گا **ف۵۲ تیسرا حکم سلطانی** کمزور اور ضعیف مسلمانوں کو جو مکہ میں تکلیفیں اٹھا رہے ہیں ظالم مشرکوں کے پنجۂ استبداد سے چھڑاؤ پہلے سے زیادہ واضح اور مدلل طریقہ سے مشرکین سے جہاد کرنے کا حکم دیا کہ اٹھو ہتھیار پہنو اور ان کمزور مسلمانوں کو مشرکین کے نرغے سے چھڑاؤ جو اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اے اللہ ان ظالم مشرکوں سے ہمیں نجات دے لہذا تم اٹھو اور ان کی خلاصی کے لئے جہاد کرو اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ یہ بھی ترغیب الی الجہاد ہے یعنی مومن تو ہمیشہ اللہ کے دین کو سربلند کرنے اور دنیا میں امن و امان قائم کرنے کے لئے جہاد کرتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ ان کا حامی اور ناصر و مددگار ہے اس کے برعکس کفار اور مشرکین باطل کی خاطر لڑتے ہیں اس لئے مسلمانوں کو ان باطل پرستوں سے قتال کرنا چاہیئے تاکہ دنیا سے باطل مٹ جائے اور اللہ کا دین حق اور اس کی توحید غالب ہو جائے۔ توحید والوں کے مقابلے میں مشرکین ہمیشہ مخذول و مہزوم ہوں گے۔ رغب اللہ المومنین بانہم یقاتلون فی سبیل اللہ فهو ولیہم و ناصرهم واعدؤهم یقاتلون فی سبیل الشیطان فلا

مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ
کہ وہ نبی اور صدیق اور شہید اور نیک بخت ہیں
وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿۶۹﴾ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۭ
اور اچھی ہے ان کی رفاقت ف۱ یہ فضل ہے اللہ کی طرف سے
وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ﴿۷۰﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا
اور اللہ کافی ہے جاننے والا ف۲ اے ایمان والو لے لو
حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ﴿۷۱﴾ وَاِنَّ
اپنے ہتھیار ف۵۲ پھر نکلو جدی جدی فوج ہو کر یا سب اکٹھے ف۳ اور
مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ
تم میں بعضا ایسا ہے کہ البتہ دیر لگائے گا ف۱ پھر اگر تم کو کوئی مصیبت پہنچے تو کہے
قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ﴿۷۲﴾ وَلَئِنْ
اللہ نے مجھ پر فضل کیا کہ میں نہ ہوا ان کے ساتھ اور اگر
اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ
تم کو پہنچا فضل اللہ کی طرف سے تو اس طرح کہنے لگے گا کہ گویا نہ تھی
بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ
تم میں اور اس میں کچھ دوستی اے کاش کہ میں ہوتا ان کے ساتھ تو پاتا
فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿۷۳﴾ فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ
بڑی مراد ف۴ سو چاہیئے لڑیں اللہ کی راہ میں وہ لوگ جو بیچتے ہیں
الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۭ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
دنیا کی زندگی آخرت کے بدلے ف۵۱ اور جو کوئی لڑے اللہ کی راہ میں
فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۷۴﴾ وَمَا
پھر مارا جاوے یا غالب ہووے تو ہم دیں گے اس کو بڑا ثواب ف۵ اور

۹ ع ۱۱ ۶

منزل ۱

۱ دوسرا حکم سلطانی اٹھو اور ہتھیاروں سے مسلح ہو کر مشرکین سے جہاد کرو ۱۲۔

۲ زجر مع شکوی ۱۲۔

۳ جملہ معترضہ ۱۲

۴ لیقولن کا مقولہ ۱۲۔

۵ ترغیب الی القتال ۱۲۔

۶ تیسرا حکم سلطانی اٹھو مسلح ہو کر نکلو اور جو ضعیف مسلمان مکہ میں قید ہیں ان کو مشرکین کے چنگل سے چھڑاؤ وہ خود نکلنے کی طاقت نہیں رکھتے اور دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اے اللہ ہمیں ظالموں سے نجات دے ۱۲۔

موضح قرآن ف۱ نبی وہ ہیں جنکو اللہ کی طرف سے وحی آوے یعنی فرشتہ ظاہر میں پیغام کہہ جاوے اور صدیق وہ کہ جو وحی میں آوے ان کا جی آپ ہی اس پر گواہی دے اور شہید وہ جنکو پیغمبر کے حکم پر ایسا صدق آیا کہ اس پر جان دیتے ہیں اور نیکبخت وہ جن کی طبیعت نیکی پر ہی پیدا ہوئی ہے تو جو لوگ ایسے نہیں لیکن حکم برداری میں لگے جاتے ہیں اللہ ان کو بھی ان کے ساتھ گنے گا ف۲ آگے سو ذکر ہے جہاد کا ف۳ یعنی لڑائی میں اپنا بچاؤ کرنا زرہ سپر باندھ کر تدبیروں سے منع نہیں ف۴ یعنی ایسا شخص منافق ہے کہ خدا کے حکم پر نہیں دوڑتا بلکہ دنیا کا نفع تکتا ہے اگر لوگوں کو اس کام میں تکلیف پہنچی تو اپنے الگ رہنے پر ریجھتا ہے اور اگر لوگوں کو فائدہ پہنچا تو پچھتاتا ہے اور دشمنوں کی طرح حسد کرتا ہے ف۵ یعنی مسلمانوں کو چاہیئے کہ دنیا کی زندگی پر نظر نہ رکھیں آخرت چاہیں اور سمجھیں کہ اللہ کے حکم میں ہر طرح نفع ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید مردم ضعیف الاسلام در اول اسلام کہ جہاد فرض نشدہ بود دعوت اسلام قبول نمودند چوں جہاد فرض شد ازان تقاعد کردند واز بعض کلمات منافقانہ بسر میزد و بعضی با مخالفان ہمزبان شدہ خلاف مرضی آنحضرت رای می زدند خدا تعالیٰ در ہر باب آیت فرستاد واللہ اعلم ۱۲۔

ولی لھم الا الشیطان (مدارک ج ۱ ص ۱۸۴) ۵۳ یہ منافقین کے لئے زجر ہے ہجرت سے پہلے مکہ مکرمہ میں مسلمانوں کو مشرکین کے ہاتھوں بڑی بڑی تکلیفیں اور ایذائیں پہنچتیں تو وہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کی شکایت کرتے اور آپ سے جہاد کی اجازت چاہتے آپ فرماتے ابھی مجھے جہاد کا حکم نہیں ملا۔ جو احکام تم پر فرض ہو چکے ہیں نماز اور زکوٰۃ وغیرہ ابھی ان پر ہی عمل کرو۔ پھر ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں جہاد کا حکم نازل ہوا تو ایک فریق (یعنی منافقین) اس حکم سے گھبرا اٹھے اور کہنے لگا کہ اے اللہ تو نے ہم پر قتال کیوں فرض کیا۔ یہ لوگ قتال سے سخت خوفزدہ ہوئے ظاہر ہے کہ ان کا خوف محض موت اور قتل کی وجہ سے تھا تو اس کے جواب میں فرمایا۔ اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ الخ موت سے مت ڈرو اور اس سے مت بھاگو۔ موت کوئی صرف میدان جنگ میں لڑنے والوں ہی کو نہیں آتی موت ہر صورت آسکتی اگر تم موت سے بچنے کے لئے اونچے اور بہت مضبوط قلعے بنالو اور ان میں اپنے آپ کو محفوظ کرلو تو موت وہاں بھی آئے گی اور تمہیں ہرگز نہیں چھوڑے گی۔ جب موت سے چھٹکارا نہیں تو بہتر یہی ہے کہ اللہ کی راہ میں قتال کرتے ہوئے مارے جاؤ تاکہ درجہ شہادت پاؤ اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی عنایات مخصوصہ اور اس کے انعامات خاصہ حاصل کر سکو ۵۴ یہ بھی منافقین کے لئے زجر ہے حضرت ابن عباس اور قتادہ فرماتے ہیں اگر مسلمانوں کی فتح ہوتی اور مال غنیمت ہاتھ لگ جاتا تو منافقین کہتے یہ سب اللہ کی مہربانی ہے اور اگر کہیں شکست ہوئی تو آپس میں کھسر پھسر کرنے لگے کہ نعوذ باللہ یہ پیغمبر کی بے تدبیری کا نتیجہ ہے (روح ج ۵ ص ۸۸، قرطبی ج ۵ ص ۲۸۴ وغیرہ) تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اس خیال باطل کا رد فرمایا کہ فتح و شکست اور تنگی و فراخی سب اللہ کی طرف سے ہے وہ ہر چیز کا خالق و مخترع ہے اور وہی نافع و ضار ہے۔ لا خالق ولا مخترع سواہ فلیس الامر کما زعمتم فاللہ تعالیٰ وحدہ ھو النافع الضار وعن ارادتہ تصدر جمیع الکائنات (بحر ج ۳ ص ۳۰) حسن اور ابن زید کہتے ہیں کہ یہود اور منافقین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عیاذاً باللہ بدشگون لیتے تھے کہ اس سے پہلے ہم خوشحال تھے اور ہمارے باغات خوب پھل لاتے تھے مگر اس کے آنے سے ہماری زمینوں اور باغوں کی پیداوار کم ہو گئی ہے (بحر و روح وغیرہ) ۵۵ یہ بھی منافقین اور یہود کے مذکورہ بالا قول باطل کا جواب ہے بلکہ اس جواب کی تفصیل ہے اس میں بظاہر خطاب تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے لیکن مراد عام ہے اور یہ خطاب ہر مخاطب کو شامل ہے مطلب یہ ہے کہ انسان کو جو فائدہ اور بھلائی پہنچتی ہے وہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے اور جو اسے نقصان یا برائی پہنچتی ہے خالق اگرچہ اس کا بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن اس کا سبب انسان کی اپنی ہی بدعملی اور کوتاہی ہوتی ہے جیسا کہ ایک جگہ ارشاد ہے۔ وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ (شوریٰ ع ۴) یہود مدینہ حضور علیہ السلام کی تشریف آوری سے پہلے اگر خوشحال تھے تو یہ محض اللہ کا احسان تھا اور آپ کی آمد کے بعد اگر ان پر تنگدستی آگئی تو یہ ان کی اپنی بدعملی کا نتیجہ تھا جب انہوں نے خدا کے پیغمبر کی تکذیب کی تو اللہ تعالیٰ نے بطور تنبیہ ان پر تنگی کردی۔ والضمیر للیھود والمنافقین روی انہ کان قد بسط علیھم الرزق فلما قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ فدعاھم الی الایمان فکفروا امسک عنھم بعض الامساک (ابوالسعود ج ۳ ص ۲۹۴) ۵۶ یہاں سے فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے یعنی ان کو چاہیئے تھا کہ ایسی باتیں کرنے کے بجائے آپ کی اطاعت کرتے کیونکہ آپ کی اطاعت عین اللہ تعالیٰ کی ہے لیکن اگر وہ آپ کی دعوت کو قبول نہیں کرتے اور آپ کی فرمانبرداری سے اعراض کرتے ہیں تو آپ فکرمند اور غمگین نہ ہوں کیونکہ آپ نے اپنا فرض ادا کر لیا ہے آپ کا فرض صرف تبلیغ ہے جو آپ نے پورا کردیا وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا سے اخروی کی طرف اشارہ فرمادیا کہ ہم سب کچھ

لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ
تم کو کیا ہوا کہ نہیں لڑتے اللہ کی راہ میں ۵۲ اور ان کے واسطے جو مغلوب ہیں
الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ
مرد اور عورتیں اور بچے جو کہتے ہیں اے رب ہمارے
اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ
نکال ہم کو اس بستی سے کہ ظالم ہیں یہاں کے لوگ اور کردے
لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۙۚ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ﴿۷۵﴾
ہمارے واسطے اپنے پاس سے کوئی حمایتی اور کردے ہمارے واسطے اپنے پاس سے کوئی مددگار
اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا
جو لوگ ایمان والے ہیں سو لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں اور جو کافر ہیں
يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ
سو لڑتے ہیں شیطان کی راہ میں سو لڑو تم شیطان کے
الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ﴿۷۶﴾ اَلَمْ تَرَ
حمائتیوں سے بے شک فریب شیطان کا سست ہے کیا تو نے نہ دیکھا
اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ
ان لوگوں کو جن کو حکم ہوا تھا کہ اپنے ہاتھ تھامے رکھو ۵۳ اور قائم رکھو نماز
وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ
اور دیتے رہو زکوٰۃ پھر جب حکم ہوا ان پر لڑائی کا اسی وقت ان میں
مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ
ایک جماعت ڈرنے لگی لوگوں سے جیسا ڈر ہو اللہ کا یا اس سے بھی زیادہ ڈر
وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى
اور کہنے لگے اے رب ہمارے کیوں فرض کی ہم پر لڑائی کیوں نہ چھوڑے رکھا ہم کو

۱۰ ع ۶ ۷

م۱ ترغیب الی الجہاد میں داخل ہے ۱۲۔

م۲ زجر برائے منافقین ۱۲۔

موضح قرآن ف یعنی دو واسطے لڑائی تم کو ضرور ہے۔ ایک تو اللہ کا دین بلند کرنے کو دوسرے مظلوم مسلمان جو کافروں کے ہاتھ میں بے بس پڑے ہیں ان کے خلاص کرنے کو شہر مکے میں ایسے لوگ بہت تھے کہ حضرت کے ساتھ ہجرت نہ کر سکے اور ان کے اقربا ان پر ظلم کرنے لگے کہ مسلمان سے پھر کافر کریں۔

أَجَلٍ قَرِيبٍ ۗ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ ج وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ

تھوڑی مدت تک کہہ دے کہ فائدہ دنیا کا تھوڑا ہے اور آخرت بہتر ہے

لِّمَنِ اتَّقَىٰ قف وَلَا تُظْلَمُونَ فَتِيلًا ﴿٧٧﴾ أَيْنَ مَا تَكُونُوا

پرہیزگار کو اور تمہارا حق نہ رہے گا تاگے برابر ف۱ جہاں کہیں تم ہوگے

يُدْرِككُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشَيَّدَةٍ ط وَ

موت تم کو آ پکڑے گی اگرچہ تم ہو مضبوط قلعوں میں اور

إِن تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَقُولُوا هَٰذِهِ مِنْ عِندِ اللَّهِ ج وَإِن

اگر پہنچے لوگوں کو کچھ بھلائی تو کہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے ۵۴ اور اگر

تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَقُولُوا هَٰذِهِ مِنْ عِندِكَ ط قُلْ كُلٌّ

ان کو پہنچے کچھ برائی تو کہیں یہ تیری طرف سے ہے کہہ دے کہ سب

مِّنْ عِندِ اللَّهِ ط فَمَالِ هَٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ

اللہ کی طرف سے ہے سو کیا حال ہے ان لوگوں کا ہرگز نہیں لگتے کہ سمجھیں

حَدِيثًا ﴿٧٨﴾ مَّا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ ز وَمَا

کوئی بات ف۲ جو پہنچے تجھ کو کوئی بھلائی سو اللہ کی طرف سے ہے ۵۵ اور جو

أَصَابَكَ مِن سَيِّئَةٍ فَمِن نَّفْسِكَ ط وَأَرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ

تجھ کو برائی پہنچے سو تیرے نفس کی طرف سے ہے اور ہم نے تجھ کو بھیجا

رَسُولًا ط وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا ﴿٧٩﴾ مَّن يُطِعِ الرَّسُولَ

پیغام پہنچانیوالا لوگوں کو ۵۶ اور اللہ کافی ہے سامنے دیکھنے والا ف۳ جس نے حکم مانا رسول کا

فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ ج وَمَن تَوَلَّىٰ فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ

اس نے حکم مانا اللہ کا اور جو الٹا پھرا تو ہم نے تجھ کو نہیں بھیجا ان پر

حَفِيظًا ﴿٨٠﴾ وَيَقُولُونَ طَاعَةٌ ز فَإِذَا بَرَزُوا مِنْ عِندِكَ

نگہبان ف۱ اور کہتے ہیں کہ قبول ہے پھر جب باہر گئے تیرے پاس سے ۵۷

منزل ۱

ر۱ زجر بر منافقین ۱۲۔

ر۲ منافقین یہود کے مذکورہ بالا قول باطل کا جواب ۱۲۔

ر۳ تقی یعنی ایسی بری باتیں کہنے کی بجائے وہ آپ کی اطاعت کرتے ان کیلئے بہتر تھا ۱۲۔

ر۴ شکوی برائے منافقین ۱۲۔

دیکھ رہے ہیں۔ ان کا کوئی عمل ہم سے پوشیدہ نہیں انھیں اپنے اعمال کی پوری پوری سزا ملے گی **۵۷** یہ منافقین کا شکوی ہے اور ان کی دو رخی چال پر ان کو زجر ہے جب وہ آپ کے پاس موجود ہوتے ہیں اس وقت تو آپ کی اطاعت کا دم بھرتے ہیں اور کہتے ہیں۔ حضور آپ کا حکم ہمارے سر وچشم لیکن جب آپ کے پاس سے چلے جاتے ہیں تو اپنے قول واقرار کے برعکس رات کو آپ کے اور مسلمانوں کے خلاف منصوبے بناتے ہیں لیکن آپ ان کی پروا نہ کریں۔ اور اللہ پر بھروسہ رکھیں وہ آپ کو نقصان نہیں پہنچا سکیں گے اور ہم نے ان کے تمام منصوبے نوٹ کر رکھے ہیں اور ان کو اس شرارت کی پوری پوری سزا دیں گے تَقُوْلُ میں دو احتمال ہیں یا تو یہ واحد مونث غائب کا صیغہ ہے اور ضمیر غائب طائفہ کی طرف راجع ہے اور مطلب یہ ہے کہ منافقین کا طائفہ اور ان کے سرداروں کی جماعت اپنے ہی اقرار کے باعث رات کو منصوبے بناتے ہیں یا یہ واحد مذکر حاضر کا صیغہ ہے اور خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے یعنی وہ آپ کے احکام وارشادات کے خلاف باتیں کرتے ہیں **۵۸** اختلاف کا مطلب یہ ہے کہ اس میں بیان کردہ امور وحقائق نفس الامر اور واقع سے مختلف ہوتے اور بیان کا نفس الامر سے مختلف ہونا جھوٹ اور کذب ہوتا ہے تو حاصل یہ نکلا کہ اگر قرآن خدا کا کلام نہ ہوتا بلکہ انسان کا خود ساختہ ہوتا تو اس کے کئی بیانات نفس الامر کے خلاف اور جھوٹے ہوتے لیکن اگر قرآن کے بیان کردہ امور وحقائق کو بنظر انصاف دیکھا جائے اور ان میں غور وفکر کیا جائے تو اس میں ایک بات بھی خلاف واقع نہیں مل سکیگی بان یکون بعض اخبارات الغيبية كالاخبار عما يسره المنافقون غير مطابق للواقع الخ (روح ج ۵ ص۹۲ وخازن ج ۱ ص۴۷۱) حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہی راجح ہے یا اختلاف سے عام اختلاف مراد ہے خواہ باہمی تناقض ہو یا نفس الامر سے مخالفت یا اسلوب بیان اور فصاحت وبلاغت میں اختلاف وغیرہ کما فی القرطبی ج ۵ ص۲۹۰ وغیرہ) **۵۹** یہ شکوہ منافقین کی دوسری وجہ ہے کہ وہ ان خبروں اور رازوں کا افشا کرتے ہیں اور ان کو مشہور کرتے ہیں جن کا پوشیدہ رکھنا ہی اسلام اور مسلمانوں کے لئے مفید ہے ان کا تعلق خواہ امن سے ہو یا خوف سے حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جہاد پر جو لشکر بھیجتے جب وہ غالب یا مغلوب ہو کر واپس آتے تو منافقین ان کی خبریں غلط انداز میں پھیلا دیتے ان الرسول كان اذا بعث سرية من السرايا

موضح قرآن **ف۱** یعنی جب تک مسلمان مکے میں تھے اور کافر ایذا دیتے تو اللہ تعالی ان کو لڑنے سے تھامتا تھا اور صبر کا حکم فرماتا تھا اب جو حکم لڑائی کا آیا تو سمجھیں کہ ہماری مراد ملی لیکن بعضے کچے مسلمان کنارہ کرتے ہیں اور موت سے ڈرتے ہیں اور اللہ کے برابر آدمیوں سے خطرہ کرتے ہیں **ف۲** یہ منافقوں کا ذکر ہے کہ اگر تدبیر جنگ درست آئی اور فتح وغنیمت ملی تو کہیں اللہ کی طرف سے ہوئی یعنی اتفاقاً بن گئی حضرت کی تدبیر کے قائل نہ ہوتے تھے اور اگر بگڑ گئی تو الزام رکھتے حضرت کی تدبیر پر اللہ صاحب نے فرمایا کہ سب اللہ کی طرف سے ہے یعنی پیغمبر کی تدبیر اللہ کا الہام ہے غلط نہیں اور بگڑی کو بگڑانا بوجھو یہ اللہ تم کو سکھاتا ہے تمہاری تقصیر پر اگلی آیت میں کھول کر فرمایا **ف۳** بندہ کو چاہیئے نیکی کو اللہ کا فضل سمجھے اور تکلیف اپنی تقصیر سے اور رسول پر الزام نہ رکھے تقصیروں سے اللہ واقف ہے اور وہی جزا دیتا ہے۔

فتح الرحمن **ف۱** مترجم گوید یعنی ایں کلمہ حق است کہ خیر از جانب خدا است وشر از جانب بندہ لیکن مقصود ایں مردم ازیں کلمہ درست نیست وآن آنست کہ جہاد با جمیع قبائل عرب معقول نیست پس اگر فتح باشد نعمتی غیر مترقب است و اگر ہزیمت باشد موافق حال این تدبیر است و چون جہاد بامر الٰہی است ہمہ خیر است عقل را در آنجا دخل دادن صحیح نباشد واللہ اعلم ۱۲۔

نغلبت او غلبت فتحدثوا بذالك وافشوه ولم يصبروا الخ (بحر ج ۳ ص ۳۰۲) لَعَلِمَهُ کی ضمیر منصوب اَمْرٌ کی طرف راجع ہے ۶۰ اس کے دو معنی ہیں اول یہ کہ اَلَّذِیْنَ یَسْتَنْبِطُوْنَهٗ سے وہ لوگ مراد ہیں جو اس قسم کی خبر کو معلوم کرنے کے درپے اور اس کے علم کے متلاشی تھے اور منھم کی ضمیر رسول اور اولی الامر کی طرف راجع ہے اور جار مجرور علمہ کے متعلق ہے اور مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ ان خبروں کو مشہور نہ کرتے اور جن لوگوں کو یہ خبریں معلوم کرنے کا شوق تھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولی الامر یعنی صحابہ میں جو لوگ صاحب مشورہ اور صاحب تدبر تھے ان سے معلوم کر لیتے دوم یہ کہ منھم میں من بیانیہ ہے اور ھم ضمیر اولی الامر کی طرف راجع الذین یستنبطون سے وہ لوگ مراد ہیں جو اولی الامر میں صاحب بصیرت و استنباط تھے ۶۱ فَقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللہ سے اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ حَسِیْبًا تک حکم ثالث یعنی وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ پر تنویر ہے اور بُعدِ عہد کی وجہ سے اس کا اعادہ ہے یہاں دوبارہ قتال کی ترغیب دی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مومنوں کو جہاد کی ترغیب دینے کا حکم فرمایا۔ تنکیل کے معنی تعذیب یعنی سزا دینے کے ہیں۔ مَنْ یَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً الخ یہ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ سے متعلق ہے یعنی آپ مومنوں کو ترغیب الی الجہاد کا وعظ کریں اور جو شخص اچھی بات کا وعظ و نصیحت کرے اور نیک کاموں کی ترغیب دے اسے اللہ کی طرف سے بہت بڑا اجر و ثواب ملے گا اور جو شخص کسی برے کام کی ترغیب دے اسے اس کی سزا ملے گی اور مُقِیْتًا کے معنی اقتدار والا یا حافظ و نگہبان (مُقِیْتًا) مُقْتَدِرًا ۔۔۔۔ اَوْ حَفِیْظًا (مدارک ج ۱ ص۱۸۷) وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّةٍ الخ یہ بھی ماقبل سے متعلق ہے اور اس میں خطاب رعیت کو ہے یعنی اگر تمہارے پاس کوئی واعظ جہاد کی ترغیب کے لئے آئے اور تم کو سلام دے تو تم اس کے الفاظ کی نسبت زیادہ اچھا جواب دو مثلاً اگر اس نے السلام علیکم کہا ہے تو تم اس کے جواب میں ورحمۃ اللہ کا اضافہ کرو اور اگر زیادہ نہ کرو تو اس کے الفاظ کے مطابق تو ضرور جواب دو حاصل یہ کہ ان سے خوشی کے ساتھ پیش آؤ ان کے حکم کی تعمیل کرو۔ اس آیت سے پہلے اور اس کے بعد چونکہ مضمون جہاد کا ذکر ہے اس لئے سیاق و سباق کی رعایت کر کے مفہوم بیان کیا گیا ہے ۶۲ ترغیب الی الجہاد کے بعد اصل مسئلہ (مسئلہ توحید) بیان فرما دیا جس کی خاطر جہاد کرنا ہے اور ساتھ لَیَجْمَعَنَّكُمْ الخ سے تخویف اخروی سنا دی کہ اگر اللہ کا حکم نہیں مانو گے اور جہاد سے گریز کرو گے تو آخرکار قیامت کے دن میدان حشر میں اللہ کے سامنے کئے جاؤ گے اور اپنے اعمال کی سزا پاؤ گے اور کہیں بھاگ کر جان نہیں بچا سکو گے۔

بَیَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَیْرَ الَّذِیْ تَقُوْلُ ؕ وَاللّٰهُ یَكْتُبُ
تو مشورہ کرتے ہیں بعضے بعضے ان میں سے رات کو اس کے خلاف جو تجھ سے کہہ چکے تھے اور اللہ لکھتا ہے
مَا یُبَیِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى
جو وہ مشورہ کرتے ہیں سو تو تغافل کر ان سے اور بھروسہ کر اللہ پر اور اللہ
بِاللّٰهِ وَكِیْلًا ﴿۸۱﴾ اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَلَوْ كَانَ
کافی ہے کارساز کیا غور نہیں کرتے قرآن میں اور اگر ہوتا
مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِیْهِ اخْتِلَافًا كَثِیْرًا ﴿۸۲﴾ وَ
کسی اور کا سوائے اللہ کے تو ضرور پاتے اس میں بہت تفاوت ف۱ ف۲ اور
اِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ وَ
جب ان کے پاس پہنچتی ہے کوئی خبر امن کی یا ڈر کی تو اس کو مشہور کر دیتے ہیں ف۳ اور
لَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰۤى اُولِی الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ
اگر اس کو پہنچا دیتے رسول تک اور اپنے حاکموں تک تو تحقیق کرتے
الَّذِیْنَ یَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ
اس کو جو ان میں تحقیق کرنے والے ہیں اس کی ف۲ اور اگر نہ ہوتا فضل اللہ کا تم پر
وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّیْطٰنَ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۸۳﴾ فَقَاتِلْ فِیْ
اور اس کی مہربانی تو البتہ تم پیچھے ہو لیتے شیطان کے مگر تھوڑے ف۴ سو تو لڑ ف۵
سَبِیْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ
اللہ کی راہ میں تو ذمہ دار نہیں مگر اپنی جان کا اور تاکید کر مسلمانوں کو ف۱
عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ وَاللّٰهُ اَشَدُّ
قریب ہے کہ اللہ بند کر دے لڑائی کافروں کی اور اللہ بہت سخت ہے
بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِیْلًا ﴿۸۴﴾ مَنْ یَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً
لڑائی میں اور بہت سخت ہے سزا دینے میں جو کوئی سفارش کرے نیک بات میں

منزل ۱

ف۱ یعنی اس میں خلاف واقع امور آجاتے یا فصاحت و بلاغت میں فرق ہوتا ۱۲۔

ف۲ زجر برائے منافقین ۱۲۔

ف۳ اس کی دو تقریریں ہیں ۱۲۔

ف۴ ترغیب الی الجہاد ۱۲۔

ف۵ یعنی قتال کرو اور مومنوں کو بھی قتال پر آمادہ کرو ۱۲

ف۶ یہ حرض المومنین علی القتال سے متعلق ہے یعنی جو شخص اچھی بات کا وعظ و نصیحت کرے (ترغیب الی الجہاد کرے) تو اس کو اس کا ثواب ملے گا اور اگر بری بات کہے مثلاً منافق کی طرح مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈا کرے تو اس کو اس کی سزا ملے گی ۱۲۔

موضح قرآن ف۱ یعنی مخلوق ہر حال میں اس حال کے موافق ہوتا ہے غصے میں مہربانی والوں کی طرف دھیان نہیں رکھتا اور مہربانی میں غصے والوں کی طرف دنیا کے بیان میں آخرت یاد نہ آوے اور آخرت کے بیان میں دنیا بے پرواہی میں عنایت کا ذکر نہیں اور عنایت میں بے پرواہی کا تو اس حال کا کلام سننے دوسرے حال سے مخالف نظر آوے اور قرآن شریف جو خالق کا کلام ہے یہاں ہر چیز کے بیان میں دوسری جانب بھی نظر ہوتی ہے غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے ہر چیز کا بیان ہر مقام میں ایک راہ پر ہے بیان منافقوں کا مذکور تھا۔ اس میں بھی ہر بات پر الزام اسی قدر ہے جتنا چاہیے اور جماعت میں سے انہیں پر الزام ہے جو لائق الزام ہیں اسی واسطے فرمایا کہ بعضے ان میں سے یوں کہتے ہیں ف۲ یعنی کہیں سے کوئی خبر آوے تو اول پہنچا دیں سردار تک اور اس کے نائبوں تک جب وہ صحیح کر لیں اور اس پر بنا رکھیں تب آپ اس پر عمل کریں۔ حضرت نے ایک شخص کو بھیجا ایک قوم کی زکوٰۃ لینے کو وہ نکلے استقبال کو اس نے سمجھا کہ نکلے ہیں میرے مارنے کو الٹا پھر آیا اور شہر مدینے میں مشہور کیا کہ فلانی قوم مرتد ہوئی ہنوز حضرت تک خبر نہ پہنچی کہ شہر میں شہرہ ہوا اسی قسم سے ہر خبر بے تحقیق اور بغیر خبر سردار کے مشہور کرنے لگے کہ وہ خبر آخر غلط نکلی، یہ جو فرمایا کہ اگر اللہ کا فضل تم پر نہ ہوتا تو شیطان کے پیچھے چلتے مگر تھوڑے یعنی ہر وقت احکام تربیت کے نہ پہنچتے رہیں تو کم لوگ ہدایت پر قائم رہیں۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی بر تو رغبت دادنست و بس اگر رفاقت نکنند بر تو مواخذه نیست ۱۲۔

يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً
اس کو بھی ملے گا اس میں سے ایک حصہ اور جو کوئی سفارش کرے بری بات میں
يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ﴿٨٥﴾
اس پر بھی ہے ایک بوجھ اس میں سے اور اللہ ہے ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے ف۱
وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَاۤ اَوْ رُدُّوْهَا ۗ
اور جب تم کو دعا دیوے کوئی تو تم بھی دعا دو اس سے بہتر یا وہی کہو الٹ کر
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ﴿٨٦﴾ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا
بیشک اللہ ہے ہر چیز کا حساب کرنے والا ف۲ اللہ کے سوا کسی کی بندگی
هُوَ ۗ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۗ وَمَنْ
نہیں ٦٢ بے شک تم کو جمع کرے گا قیامت کے دن اس میں کچھ شبہ نہیں اور اللہ
اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ﴿٨٧﴾ فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ
سے سچی کس کی بات ف۳ پھر تم کو کیا ہوا کہ منافقوں کے معاملہ میں
فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ۗ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ
دو فریق ہو رہے ہو ف۳ اور اللہ نے ان کو الٹ دیا بسبب ان کے اعمال کے ٦٣ کیا تم چاہتے ہو کہ
تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ۗ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ
راہ پر لاؤ جس کو گمراہ کیا اللہ نے اور جس کو گمراہ کرے اللہ ہرگز نہ پاوے گا تو
لَهٗ سَبِيْلًا ﴿٨٨﴾ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ
اس کے لئے کوئی راہ ف۳ چاہتے ہیں کہ تم بھی کافر ہو جاؤ جیسے وہ کافر ہوئے تو پھر تم سب
سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ
برابر ہو جاؤ سو تم ان میں سے کسی کو دوست مت بناؤ یہاں تک کہ وطن چھوڑ آویں
سَبِيْلِ اللّٰهِ ۗ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ
اللہ کی راہ میں ف۴ پھر اگر اس کو قبول نہ کریں تو ان کو پکڑو اور مار ڈالو جہاں

منزل ۱

النصف

ع ۱۱ ۸

ا۔ یعنی خطاب رعیت [illegible] کوئی لفظ جواب میں زیادہ [illegible] سلام [illegible]

[illegible] سوا اسکے کوئی [illegible] نہیں کہ ہو جاوے گے ۱۲ [illegible] تحریف اخروی ۱۲ [illegible]

٦٣ چوتھا حکم سلطانی و راستہ میں مدینہ منورہ سے باہر جو منافق تمہیں ملے اسے بھی قتل کر ڈالو البتہ جن سے تمہارا معاہدہ ہو چکا ہے اور غیر جانبدار ہیں ان کو قتل نہ کرو، یہاں سے منافقین کے دو گروہوں کا حکم بیان کیا گیا ہے ایک وہ منافقین جو مدینہ سے دوسرے شہروں میں نکل گئے تھے دوم وہ جو ایسے کافروں کے پاس جا کر پناہ گزین ہو گئے تھے جن کے اور مسلمانوں کے درمیان معاہدہ ہو چکا تھا۔ اس آیت میں المنافقین سے منافقین کا پہلا گروہ مراد ہے ان کے قتل کے بارے میں مسلمان دو فریقوں میں بٹ گئے ایک فریق نے کہا وہ منافق ہیں انھیں قتل کرنا چاہیے دوسرے فریق نے ان کے قتل میں توقف کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو زجر و توبیخ کے طور پر فرمایا کہ تم ان منافقین کے بارے میں دو فریق کیوں ہو گئے حالانکہ ان کے کرتوت اس بات کے متقاضی تھے کہ تم ان کے قتل میں ذرہ برابر تأمل نہ کرتے یہ ان کی بدعملی اور خباثت باطن ہی کا نتیجہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایمان سے ہٹا کر کفر کی طرف دھکیل دیا ارکسهم - ردهم الى الكفر (روح) یعنی اللہ نے ان کو کفر کی طرف الٹا دیا اور دھکیل دیا۔ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ الخ جملہ معترضہ ہے اور یہ ان منافقین کی ایک بہت بڑی خباثت کا بیان ہے۔ وہ بظاہر تو مسلمان ہیں اور مسلمان کہلاتے ہیں مگر ان کے دلوں میں وہی کفر و شرک ہے اور وہ دل سے چاہتے ہیں کہ جو لوگ خلوص دل سے ایمان لا چکے ہیں وہ پھر سے کافر ہو جائیں اور کفر و ضلالت میں ان کے ساتھ یکساں ہو جائیں۔ جو لوگ کفر اور گمراہی میں اس حد تک پہنچ چکے ہیں تم ان کی رو رعایت مت کرو اور وہ جہاں بھی تمہیں مل جائیں بلا تأمل ان کو قتل کر دو ٦٤ یہ دوسرے فریق کا حکم ہے یعنی جو منافقین ان کفار کے پاس چلے گئے جن کے ساتھ تمہارا معاہدہ اور میثاق ہے انھیں قتل مت کرو تاکہ معاہدہ کی خلاف ورزی نہ ہو۔ اسی طرح جو جنگ و قتال سے بالکل علیحدہ ہو جائیں اور تمہارے پاس آ کر صاف اعلان کر دیں کہ وہ نہ تمہارے ساتھ جنگ کریں گے نہ کافروں کیساتھ اور تم سے سلامتی کی درخواست کریں ان سے بھی درگذر کرو اور دیکھو اگر واقعی وہ جنگ سے کنارہ کش ہو گئے ہیں اور صحیح معنوں میں صلح و سلامتی چاہتے ہیں تو انھیں بھی قتل نہ کرو حصرت صدورهم بتقدیر قد جملہ جاء وا کی ضمیر فاعل سے حال ہے اور ان یقاتلوکم سے پہلے حرف جار محذوف ہے ای عن ان یقاتلوکم او لان یقاتلوکم (مدارک و بحر) ٦٥ مذکورہ بالا دو گروہوں کے علاوہ کچھ ایسے منافقوں سے بھی تمکو واسطہ پڑے گا جو ایک طرف تو تم سے امن اور سلامتی چاہیں گے اور ظاہری طور پر صلح کا معاہدہ کر لیں گے اور دوسری طرف اپنی قوم سے جب وہ مسلمانوں سے ملیں گے تو اسلام کا اظہار کریں گے اور اپنی قوم سے کہیں گے کہ ہم تو تمہارے دین پر ہی ہیں اور تمہارے ساتھی ہیں اور اس طرح اپنے گھروں میں رہ کر دونوں طرف سے محفوظ و مامون رہنے کی کوشش کریں گے نبه على طائفة اخرى مخادعة يريدون الاقامة فى مواضعهم مع اهليهم يقولون لهم نحن معكم وعلى دينكم ويقولون للمسلمين كذالك اذا وجدوا (بحر ج ٣ ص ٣١٨) كلما ردوا الى الفتنة اركسوا فيها۔

موضح قرآن ف۱ مثلاً کوئی محتاج کی سفارش کر کر دولتمند سے کچھ دلوا دے تو یہ بھی شریک ہوا ثواب خیرات میں اور جو کوئی کافر یا مفسد کو سفارش کر کر چھڑا دے کہ پھر وہ فساد کرے یہ بھی شریک ہوا اس فساد میں ف۲ مثلاً کوئی کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ تو واجب ہے اسکا جواب اگر برابر چاہے تو وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ اور اگر زیادہ ثواب چاہے تو وَرَحْمَةُ اللّٰهِ بھی کہے اور اگر اس نے یوں کہا تو آپ کہے وَبَرَكَاتُهٗ ف۳ یہاں منافق فرمایا ہے ان لوگوں کو جو ظاہر میں بھی مسلمان نہ تھے لیکن حضرت کے ساتھ محبت اور ملاپ جتاتے تھے اس غرض سے کہ ان کی فوج ہماری قوم پر جاوے تو ہماری جان و مال بچ رہے جب مسلمان خبردار ہوئے کہ ان کی آمد و رفت اس غرض کو ہے دل کی محبت سے نہیں تو بعضے کہنے لگے ان سے صحبت و ملاقات ترک کرے تاکہ ایک طرف ہو جاویں اور بعضوں نے کہا کہ ملے جائیے اسی میں شاید ایمان لا دیں۔ اللہ نے فرمایا کہ ہدایت اور گمراہی اللہ کے ہاتھ ہے اس کا فکر تم کو کیا ضرور باقی ایسوں سے جو معاملے چاہئیں سو آگے فرماتے ہیں۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی سپارش گدائے بتونگر تا او را بدہند نیک است و سپارش سارق تا دست او نبرند درست نیست ۱۲۔ ف۲ خدا تعالیٰ بیان فرماید کہ بتملق کفار اعتماد کرد ۱۲۔ ف۳ یعنی بعض بہ تملق فریفتہ شدند و بعض نشدندی بایست کہ ہمہ باتفاق فریفتہ نمی شدند ۱۲ ف۴ یعنی از جملہ راہ پایان شمارید ۱۲

اور جب کبھی ان کو مسلمانوں سے جنگ کی طرف متوجہ کیا جاتا ہے تو وہ اسلام کا ظاہری اقرار یا صلح و معاہدہ چھوڑ چھاڑ فوراً جنگ اور شر و فساد میں کود پڑتے ہیں۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں چونکہ ان کے دلوں پر مہر جباریت ثبت ہو چکی ہے اس لئے وہ اللہ کی جانب سے قہر و جباریت کے ساتھ قتال میں شامل کئے جاتے ہیں **٦٦** سو اگر وہ تمہارے ساتھ جنگ کرنے سے گریز نہ کریں اور سلامت روی اختیار نہ کریں اور نہ تمہارے ساتھ جنگ کرنے سے اپنے ہاتھوں کو روکیں تو پھر تمہارے لئے بھی ان کا خون مباح ہے تمہیں جہاں کہیں مل جائیں انھیں پکڑو اور بلا دریغ تہ تیغ کر دو۔ ویلقوا الیکم السلم اور ویکفوا ایدیھم دونوں یعتزلوکم پر معطوف ہیں **٦٧** **پانچواں حکم سلطانی** (دراثنا میں خیال رکھنا کہیں غلطی سے تمہارے ہاتھوں کوئی مسلمان قتل نہ ہو جائے اور اگر خطأً ایسا ہو جائے تو اس کا حکم یہ ہے) فرمایا یہ تو مومن کی شان نہیں کہ وہ کسی مومن کو عمداً اور جان بوجھ کر قتل کرے البتہ یہ ممکن ہے کہ اس کے ہاتھوں غلطی اور خطا سے مومن قتل ہو جائے۔

وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۠ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۸۹﴾

پاؤ اور نہ بناؤ ان میں سے کسی کو دوست اور نہ مددگار ف۱

اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ

مگر وہ لوگ جو ملاپ رکھتے ہیں ایک قوم سے کہ تم میں اور ان میں عہد ہے ف٦٤

اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ

یا آئے ہیں تمہارے پاس کہ تنگ ہو گئے ہیں دل ان کے تمہاری لڑائی سے اور

يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ

اپنی قوم کی لڑائی سے بھی ف۲ اور اگر اللہ چاہتا تو ان کو تم پر زور دے دیتا

فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا

تو ضرور لڑتے تم سے سو اگر یکسو رہیں وہ تم سے پھر تم سے نہ لڑیں اور پیش کریں

اِلَيْكُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ﴿۹۰﴾

تم پر صلح تو اللہ نے نہیں دی تم کو ان پر راہ ف۲ ف۳

سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا

اب تم دیکھو گے ایک اور قوم کو جو چاہتے ہیں کہ امن میں رہیں تم سے بھی اور اپنی

قَوْمَهُمْ ؕ كُلَّمَا رُدُّوْۤا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا ۚ فَاِنْ

قوم سے بھی ف٦٥ جب کبھی لوٹائے جاتے ہیں وہ فساد کی طرف تو اس کی طرف لوٹ جاتے ہیں ف۳ پھر اگر

لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْۤا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوْۤا اَيْدِيَهُمْ

وہ تم سے یکسو نہ رہیں اور نہ پیش کریں تم پر صلح ف٦٦ اور اپنے ہاتھ نہ روکیں

فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ؕ وَاُولٰٓئِكُمْ

تو ان کو پکڑو اور مار ڈالو جہاں پاؤ اور ان پر

جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۹۱﴾ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ

ہم نے تم کو دی ہے کھلی سند ف٦٧ ف۴ اور مسلمان کا کام نہیں

ع ۱۲ ۹

ف۱ یعنی جو منافق ان کفار سے جا ملیں کہ جن سے تمہارا معاہدہ ہے ان کو قتل نہ کرو [illegible] ۱۲

ف۲ اور کیونکہ [illegible] ۱۲

[illegible]

قتل خطا کی بڑی دو قسمیں ہیں ایک یہ کہ قصد و ارادہ میں غلطی سے قتل مسلم واقع ہو یا عمل کی غلطی سے پہلی صورت کی مثال یہ ہے کہ دور سے کسی آدمی کو دیکھا اور سمجھا کہ وہ حربی کافر ہے اور اس پر فائر کر دیا لیکن دراصل وہ مومن تھا دوسری صورت کی مثال یہ ہے کہ کافر کو نشانہ بنا کر تیر پھینکا یا شکار پر فائر کیا مگر وہ کسی مسلمان کے جا لگا اور وہ مر گیا پھر جو شخص غلطی سے کسی مسلمان کے ہاتھوں قتل ہو جائے اس کی تین صورتیں ہیں۔ اول یہ کہ مقتول مومن ہو اور دار الاسلام کا شہری ہو۔ دوم یہ کہ مقتول ہو تو مومن لیکن حربی کافروں میں رہتا ہو۔ سوم یہ کہ مقتول کافر ہو لیکن ایسی قوم کا فرد ہو جس کا مسلمانوں سے معاہدہ ہو۔ مثلاً ذمی ہو جو دار الاسلام میں مستقل طور پر سکونت پذیر ہو یا عارضی ہو یعنی دار الاسلام میں اجازت نامہ کے ذریعے عارضی طور پر مقیم ہو۔ تینوں کا حکم مختلف ہے۔ **٦٨** یہ قتل کی پہلی صورت کا حکم ہے اس صورت میں قاتل پر ایک مسلمان غلام یا لونڈی کا آزاد کرنا اور مقتول کے ورثاء کو دیت (خون بہا) ادا کرنا واجب ہے۔ دیت کی رقم ورثاء میں ان کے حصوں کی مناسبت سے تقسیم ہوگی اگر اس کا کوئی وارث نہیں تو وہ رقم بیت المال (سرکاری خزانہ) میں جمع ہوگی۔ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا یہ وجوب دیت سے مستثنیٰ ہے یعنی اگر مقتول کے ورثاء پورا خون بہا یا اس کا کچھ حصہ معاف کر دیں تو معاف کردہ حصے کا ادا کرنا واجب نہیں ہوگا۔ خون بہا کی مقدار ایک سو اونٹ ہے اور اگر سو اونٹ کا انتظام نہ ہو سکے تو ایک ہزار دینار یا دس ہزار درہم۔ درہم موجودہ پاکستانی سکہ کے مطابق تقریباً چار آنے کے برابر ہے

موضح قرآن ف۱ یعنی جب تک تم میں نہ آ ملیں تب تک ان کو برے بھلے میں شریک نہ کرو۔ اور لڑائی میں ان کو مت بچاؤ ف۲ یعنی اس ملنے گھلنے سے تو ان کو لڑائی میں مت بچاؤ مگر دو صورت سے یا وہ ہم قسم ہیں تمہارے صلح والوں سے تو وہ بھی صلح میں داخل ہیں یا لڑائی سے عاجز ہو کر تم سے آپ صلح کریں اس پر کہ نہ اپنی قوم کی طرف سے ہو کر تم سے لڑیں نہ تمہاری طرف ہو کر ان سے تو اگر اس عہد پر قائم رہیں تو تم بھی اللہ کا احسان جانو کہ ہمارے لڑنے سے بند ہوئے ف۳ یعنی بعض ہیں کہ عہد بھی کر جاتے ہیں کہ نہ تم سے لڑیں نہ اپنی قوم سے لیکن قائم نہیں رہتے۔ جب اپنی قوم کا غلبہ دیکھتے ہیں ان کے رفیق ہو جاتے ہیں تو ان سے تم بھی قصور مت کرو تمہارے ہاتھ سند لگی کہ وہ عہد پر قائم نہ رہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید کسی کہ ایمان آرد و ہجرت نکند حکم او بطریق اولیٰ فہمیدہ شد واللہ اعلم ۱۲ ف۲ یعنی اگر اسلام آرند و ہجرت کنند ایشان را دوست باید گرفت و اگر اسلام نیارند باید کشت مگر آنکہ معاہد باشند یا تابع ایشان بر عہد و حلفاء معاہدان را ہیچ راہ نتوان ایذا داد ۱۲۔ ف۳ یعنی صلح می کنند و باز نقض عہد می نمایند ۱۲ ف۴ مترجم گوید خدا تعالیٰ احکام قتل خطا بیان می فرماید و آنکہ کف از کسیکہ بکلمۂ اسلام تکلم شد واجب است و فضل مجاہدان و وجوب ہجرت از دار کفر بدار الاسلام و کیفیت نماز سفر نماز خوف بیان می کند واللہ اعلم ۱۲۔

ف۶۹ قتل کی دوسری صورت کا حکم یہ ہے کہ قاتل پر ایک مسلمان غلام یا لونڈی کا آزاد کرنا واجب ہے اس صورت میں خونبہا واجب نہیں اذا اسلم الحربی فی دار الحرب ولم یھاجر الینا فقتلہ مسلم خطأ تجب الکفارۃ بقتلہ للعصمۃ المؤثمۃ وھی الاسلام ولا تجب الدیۃ لان العصمۃ المقومۃ بالدار ولم توجد (مدارک ج ۱ ص۱۸۹) ف۷۰ یہ ذمی یا کافر معاہد کے قتل کا حکم ہے یعنی اس کے قاتل پر کفارہ اور دیت دونوں واجب ہیں ھذا فی الذمی والمعاھد یقتل خطأ فتجب الدیۃ والکفارۃ (قرطبی ج ۵ ص۳۲۵) مقتول مومن ہو جیسا کہ پہلی صورت میں تھا یا کافر جیسا کہ تیسری صورت میں دونوں کے قاتل پر دیت کا ایجاب ایک ہی انداز سے بیان کیا گیا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ مومن اور کافر ذمی یا مستأمن کا خونبہا برابر ہے۔ ان کان المقتول ذمیا فحکمہ حکم المسلم و فیہ دلیل علی ان دیۃ الذمی کدیۃ المسلم (مدارک) ف۷۱ اس کا تعلق کفارے کی تینوں صورتوں سے ہے یعنی اگر غلام یا لونڈی میسر نہ آسکے تو اس کی جگہ متواتر دو ماہ کے روزے رکھنے سے کفارہ ادا ہوجائے گا لیکن شرط یہ ہے کہ دو ماہ میں ایک دن کا روزہ بھی ناغہ نہ ہو اگر ایک دن بھی ناغہ ہوگیا تو پھر از سر نو دو ماہ کے روزے رکھنے پڑیں گے یہاں قتل خطا کی تینوں صورتوں کا حکم بیان ہوا۔ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاۗؤُهٗ جَهَنَّمُ قتل خطا کے بعد قتل عمد پر تخویف اخروی فرمائی۔ قتل عمد کا فقہی حکم كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى (بقرہ ع ۲۲) میں بیان ہوچکا ہے یہاں خالدا فیھا کے الفاظ سے اس طرف اشارہ فرما دیا ہے کہ یہاں قتل عمد سے اس کا درجۂ کامل مراد ہے یعنی مومن کو عمداً اور اس کے قتل کو بوجہ ایمان جائز سمجھ کر قتل کرے اور قتل مومن کی حلت کا معتقد ہو چنانچہ نسفی فرماتے ہیں۔ ای قاصدا قتلہ لایمانہ وھو کفر او قتلہ مستحلا لقتلہ وھو کفر ایضا (مدارک ج ۱ ص۱۸۹) ف۷۲ **چھٹا حکم سلطانی** (راستے میں اگر کوئی شخص کہہ دے کہ میں مسلمان ہوں تو مال کے لالچ میں اسے قتل نہ کرو) یعنی جب تم جہاد فی سبیل اللہ کیلئے باہر جاتے ہو اور راستے میں کوئی شخص تم سے کہہ دے کہ میں مسلمان ہوں تو اس کے دعوے کی تحقیق کرلو۔ بلا تحقیق یہ سمجھ کر کہ وہ جان کے خوف سے اسلام کا اظہار کر رہا ہے اسے محض اس کے مال کی خاطر قتل مت کرو۔ اس کے تھوڑے سے مال کی پروا نہ کرو اللہ کے یہاں تمہارے لئے بہت کچھ ہے اور پھر یہ بھی سوچو کہ تم بھی پہلے کافر تھے پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے تم کو اسلام لانے کی توفیق دی اس لئے اگر راستے میں کوئی ایسا واقعہ پیش آجائے تو اس کی ضرور تحقیق کرلیا کرو۔ اس کے بعد لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ سے وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا تک جہاد کی ترغیب اور مجاہدین کے لئے اخروی بشارت ہے ف۷۳ **ساتواں حکم سلطانی** (اے مکہ میں محصور مسلمانو! تمہاری مدد کے لئے مجاہدین کو بھیج تو رہا ہوں لیکن تم خود بھی مکہ سے ہجرت کر جانے کی کوشش کیوں نہیں کرتے) پہلے ان لوگوں کا حال بیان فرمایا جو جہاد میں شریک ہونے سے جی چراتے تھے اب یہاں ان لوگوں کا حال بیان کیا جو باوجود قدرت کے ہجرت نہیں کرتے تھے بیان لحال القاعدین عن الھجرۃ اثر بیان القاعدین عن الجھاد (روح ج ۵ ص۱۲۵)

۱۔ قتل خطا کی پہلی صورت کا حکم ۱۲

۲۔ قتل خطا کی دوسری صورت کا حکم ۱۲

۳۔ قتل خطا کی تیسری صورت یعنی ذمی یا کافر معاہد کے قتل کا حکم ۱۲

۴۔ درجۂ کامل مراد ۱۲

۵۔ چھٹا حکم سلطانی [illegible] ۱۲

اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا

کہ قتل کرے مسلمان کو مگر غلطی سے ف۶۷ اور جو قتل کرے مسلمان کو غلطی سے ف۶۸

فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰۤى اَهْلِهٖۤ اِلَّاۤ

تو آزاد کرے گردن ایک مسلمان کی اور خونبہا پہنچائے اس کے گھروالوں کو مگر

اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ۭ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ

یہ کہ وہ معاف کردیں پھر اگر مقتول تھا ایسی قوم میں سے کہ وہ تمہارے دشمن ہیں ف۶۹ اور خود

مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۭ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ

وہ مسلمان تھا تو آزاد کرے گردن ایک مسلمان کی ف۱ اور اگر وہ تھا ایسی قوم میں سے

بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰۤى اَهْلِهٖ وَ

کہ تم میں اور ان میں عہد ہے ف۲ ف۷۰ تو خونبہا پہنچائے اس کے گھر والوں کو اور

تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ

آزاد کرے گردن ایک مسلمان کی پھر جس کو میسر نہ ہو تو روزے رکھے دو مہینے کے

مُتَتَابِعَيْنِ ۡ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۹۲﴾

برابر ف۷۱ گناہ بخشوانے کو اللہ سے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ف۳ ف۱

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاۗؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا

اور جو کوئی قتل کرے مسلمان کو جان کر تو اس کی سزا دوزخ ہے پڑا رہیگا

فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا

اسی میں اور اللہ کا اس پر غضب ہوا اور اس کو لعنت کی اور اس کے واسطے تیار کیا بڑا

عَظِيْمًا ﴿۹۳﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ

عذاب ف۴ ف۷۲ اے ایمان والو جب سفر کرو اللہ کی

اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ

راہ میں ف۷۳ تو تحقیق کرلیا کرو اور مت کہو اس شخص کو جو تم کو سلام علیک کرے

موضح قرآن ف۱ چوک کی صورتیں کئی ہیں یہاں وہ مذکور ہے کہ مسلمان کو کافروں میں امتیاز نہ کیا اور مار ڈالا ہر طرح خطا کی قتل میں دو چیزیں لازم ہیں ایک تو آزاد کرنا بردہ مسلمان اور مقدور نہ ہو تو روزے دو مہینے متصل یہ اپنی تقصیر کا تدارک ہے اللہ کی جناب میں دوسری خونبہا ادا کرنی اس کے وارثوں کو یہ ان کا حق ہے اگر وہ خیرات کر کر چھوڑ دیں تو مختار ہیں سو اگر اس کے وارث مسلمان ہیں یا کافر ہیں لیکن صلح رکھتے ہیں تو ادا کرنی واجب ہے اور اگر کافر ہیں اور دشمن ہیں تو واجب نہیں خونبہا مذہب حنفی میں مسلمان کی دو ہزار سات سو چالیس روپیہ ہیں تخمیناً اور دینے آتے ہیں قاتل کی برادری کو تین برس میں بہ تفریق ادا کریں ف۲ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ مسلمان اگر قصد کر کر مسلمان کو مار ڈالے وہ دوزخی ہو چکا اس کی توبہ قبول نہیں باقی اور علما نے کہا کہ سزا اس کی یہی ہے یہاں جو مذکور ہوئی آگے اللہ مالک ہے لیکن اگر قصاص میں مارا گیا تو سب کے قول میں پاک ہوا۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی مقتول مسلمان اگر از ساکنان دار الحرب باشد دیت لازم نیست ۱۲ ف۲ یعنی و او مومن باشد ۱۲ ف۳ مترجم گوید جمہور مفسرین تصویر وان کان من قوم بینکم وبینھم میثاق در مقتول کافر کردند بملاحظہ آنکہ توارث در میان مومن و کافر منقطع است سبیل دیت سبیل میراث است بندہ ضعیف میگوید تمہید مسئلہ بما کان لمؤمن ان یقتل مؤمنا الا خطأ وتقیید بہ مومن در نظیر ما نحن فیہ ظاہر است در آنکہ اینجا قید کان معتبر است و لزوم دیت بجہت وفا بعہد است نہ بر سبیل میراث و نظیرش وجوب مہر است در مسئلہ مومنہ از قوم معاہدین در سورۂ ممتحنہ واللہ اعلم ۱۲ ف۴ مترجم گوید مراد مستحل قتل است واللہ اعلم ۱۲۔

اور ان لوگوں کو ظالم اس لئے فرمایا کہ انھوں نے ہجرت نہ کرنے کی وجہ سے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے یہ ان لوگوں کے لئے زجر اور تخویف ہے اور اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو مکہ معظمہ میں محصور تھے فرمایا تمہاری مدد اور نصرت کے لئے تو احکام سلطانیہ دے دیئے گئے ہیں اور مجاہدین تمہاری مدد کے لئے آ رہے ہیں لیکن اے ایمان و اسلام کے دعویدار و تم خود بھی تو کافروں کے چنگل سے نکل بھاگنے کی کوشش کرو اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ بوڑھے، بچے اور عورتیں جو وہاں سے ہجرت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اور ہر طرح سے مجبور ہیں، مذکورہ بالا وعید سے مستثنیٰ ہیں وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الخ یہ اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے کی ترغیب ہے یعنی کیوں ہجرت نہیں کرتے ہو حالانکہ ہجرت کرنیوالوں کو بہت کچھ انعام بھی ملیگا۔ مُرٰغَمًا سے مراد مال غنیمت ہے یا ہجرت کر جانے کی جگہ جہاں وہ آزادی سے دین کا کام کر سکیں گے۔

لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۫ فَعِنْدَ

کہ تو مسلمان نہیں ہے تم چاہتے ہو اسباب دنیا کی زندگی کا سو

اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ؕ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ

اللہ کے ہاں بہت غنیمتیں ہیں تم بھی تو ایسے ہی تھے اس سے پہلے پھر اللہ نے تم پر

عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۹۴﴾

فضل کیا ف۱ سو اب تحقیق کرلو بے شک اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے ف

لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي

برابر نہیں بیٹھ رہنے والے مسلمان جن کو کوئی

الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَ

عذر نہیں اور وہ مسلمان جو لڑنیوالے ہیں اللہ کی راہ میں اپنے مال سے اور

اَنْفُسِهِمْ ؕ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ

جان سے اللہ نے بڑھا دیا لڑنے والوں کا اپنے مال اور جان سے

عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَفَضَّلَ

بیٹھ رہنے والوں پر درجہ اور ہر ایک سے وعدہ کیا اللہ نے بھلائی کا اور زیادہ کیا

اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۹۵﴾ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ

اللہ نے لڑنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں سے اجر عظیم میں ف۲ جو کہ درجے ہیں اللہ کی طرف

وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۹۶﴾ اِنَّ

اور بخشش ہے اور مہربانی ہے اور اللہ ہے بخشنے والا مہربان ف

الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ

وہ لوگ کہ جن کی جان نکالتے ہیں فرشتے اس حالت میں کہ وہ برا کر رہے ہیں اپنا ف۴ کہتے ہیں ان سے

كُنْتُمْ ؕ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ ؕ قَالُوْٓا اَلَمْ

فرشتے تم کس حال میں تھے۔ وہ کہتے ہیں ہم تھے بے بس ف۳ اس ملک میں۔ کہتے ہیں انکے فرشتے کیا

۱۳ ع ۵ ۱۰

س ۱ ترغیب الی القتال و بشارت برائے مجاہدین ۱۲

[illegible]

ف۷۴ آٹھواں حکم سلطانی (جہاد کے لئے جا رہے ہو تو نماز میں قصر کرو اور عین میدان جنگ میں نماز کا وقت آجائے اور دشمن کے حملے کا ڈر ہو تو نماز اس طرح ادا کرو) ان آیتوں میں قصر صلوٰۃ کا حکم دیا گیا اور صلوٰۃ الخوف کا طریقہ بتایا گیا ہے جب عین میدان جنگ میں نماز کا وقت آجائیگا تو نماز کی فرضیت اس وقت بھی ساقط نہیں ہوگی اور نماز اس حالت خوف میں بھی معاف نہیں ہوگی۔ جمہور مفسرین کے نزدیک یہاں قصر صلوٰۃ سے چار کے بجائے دو رکعت پڑھنا مراد ہے لیکن شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ قصر سے اختصار قرأت مراد ہے اور اِنْ خِفْتُمْ کی قید احترازی نہیں بلکہ اتفاقی ہے اور قصر (دوگانے) کا حکم سفر جہاد سے مختص نہیں بلکہ ہر سفر میں قصر کا حکم ہے

ف۷۵ یہ صلوٰۃ الخوف پڑھنے کا طریقہ ہے اس میں خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے لیکن آپ کے بعد تا قیامت آپ کے جانشین بھی اس میں داخل ہیں۔ وھذہ الاٰیۃ خطاب للنبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وھو یتناول الامراء بعدہ الی یوم القیامۃ (قرطبی ج ۵ ص ۳۶۴) حاصل یہ ہے کہ جب عین میدان جنگ میں نماز کا وقت آجائے اور کافروں کی طرف سے اچانک حملہ کر دینے کا خطرہ ہو تو امام مسلمانوں کو دو حصوں میں تقسیم کر دے ایک جماعت تو ہتھیاروں سے لیس دشمن کے مقابلے میں کھڑی رہے اور دوسری امام کے ساتھ نماز میں شریک ہو جائے جب ایک رکعت پڑھ چکیں تو پیچھے سے پہلی جماعت کی جگہ چلے جائیں اور پہلی جماعت آکر امام کے ساتھ شریک ہو جائے۔ جب امام دوسری رکعت پر سلام پھیرے تو یہ اٹھ کر اپنی رکعت سابقہ ادا کر کے سلام پھیر دیں اور دشمن کے مقابلے میں چلے جائیں اور جو جماعت ایک رکعت پڑھ کر چلی گئی تھی وہ واپس اپنی جگہ میں آکر اپنی باقیماندہ رکعت ادا کرے یہ طریقہ دوگانے کی صورت میں ہے اور اگر چار رکعت والی نماز ہو تو امام دونوں جماعتوں کو دو دو رکعتیں پڑھائے۔ لَوْ تَغْفُلُوْنَ میں لو مصدریہ ہے۔

موضح قرآن ف۱ حضرت کے وقت میں مسلمانوں کی فوج پہنچی ایک بستی پر وہاں ایک مسلمان تھا اپنے مواشی کنارے کر کے کھڑا ہوا تھا مسلمانوں سے سلام علیک کی۔ لوگوں نے سمجھا کہ غرض کو مسلمان بنتا ہے اس کو مارا اور مواشی چھین لئے اس پر یہ آیت اتری یہ جو فرمایا کہ تم ایسے ہی تھے پہلے یعنی غرض دنیا پر خون ناحق کرنے والے لیکن مسلمان ہو کر یہ کام نہ چاہیئے یا تم ایسے ہی تھے پہلے یعنی کافروں کے شہر میں رہتے تھے مستقل حکومت نہ رکھتے تھے ف بدن کے نقصان والے یعنی اپاہج جہاد کے حکم سے معاف ہیں باقی لوگوں میں لڑنے والوں کو بڑے درجے ہیں کہ بیٹھنے والوں کو نہیں اگرچہ بیٹھنے والے بھی جنتی ہیں اس سے معلوم ہوا کہ جہاد فرض کفایہ ہے فرض عین نہیں بعضے جہاد کرتے ہیں تو نہ کرنیوالے معاف ہیں اور سب موقوف کریں تو سب گنہگار رہیں

فتح الرحمن ف۱ یعنی در اول حال بجز کلمہ شہادت دلیل بر اسلام ایشان نبود و رفتہ رفتہ اعمال خیر از ایشان بوجود آمد ندہ ۱۲ ف۲ مترجم گوید فائدہ قید غیر اولی الضرر آنست کہ در اولی الضرر این حکم مطرد نیست بلکہ جمعی باشند از اولی الضرر کہ منیت صحیحہ دارند و ثواب عمل کامل یابند واللہ اعلم ۱۲ ف۳ یعنی بترک ہجرت از دار الحرب بدار الاسلام و بتکثیر سواد کفار ۱۲ واللہ اعلم۔

٦ـه جب بطریق مذکور صلوٰۃ الخوف ادا کر چکو تو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری رکھو۔ ذکر اللہ سے اللہ کی پکار مراد ہے لہٰذا ذکر اللہ بھی نماز کی طرح فرض ہے جو شخص اللہ کو یاد نہ کرے گویا اس نے فرض کو ترک کیا ع ذکر حق ہمچوں نماز فرض دان۔ در روی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما انہ قال عقب تفسیرھا لم یعذر اللہ تعالیٰ احداً فی ترک ذکرہ الا المغلوب علیٰ اور پھر آخر میں (روح ج ۵ ص ۱۳۷) ٧ـه یہ ترغیب الی القتال ہے۔ القوم سے مراد مشرکین ہیں یعنی اگر کسی وقت مشرکین کا تعاقب کرنے کی ضرورت پیش آجائے تو اس میں سستی اور کمزوری نہ دکھاؤ بیشک اس میں تمھیں تکلیف اٹھانی پڑے گی لیکن ساتھ ہی مشرکین کو بھی تکلیف ہوگی۔ تکلیف اٹھانے میں تو تم دونوں فریق برابر ہو مگر ان تکلیفوں کے بدلے اللہ کی رحمت و بخشش اور اخروی انعامات جن کے تم امیدوار ہو مشرکین کا ان میں کوئی حصہ نہیں۔ اسلئے مشرکین کی تکلیف تو محض تکلیف ہی ہے لیکن تمہاری تکلیف پر اخروی اجر اور جاودانی نعمتیں مرتب ہوں گی لہٰذا تمہیں اللہ کی راہ میں ہر تکلیف خوشی اور خندہ پیشانی سے برداشت کرنی چاہیے

٨ـه **نواں حکم سلطانی** (اللہ تعالیٰ نے آپ کو بذریعہ وحی احکام شرعیہ کی تعلیم فرمادی ہے۔ جب آپ سفر جہاد پر نکلیں تو فیصلے ظن و تخمین سے نہ کریں بلکہ قواعد شرعیہ کے مطابق کریں تا آپ دھوکہ نہ کھا سکیں جیسا کہ طعمہ کے قصہ میں آپ کو دھوکہ دیا گیا) یہاں سے لیکر وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا (ع ۱۷) تک ایک واقعہ سے متعلق ہے واقعہ یہ ہے کہ طعمہ بن ابیرق نامی ایک منافق نے ایک صحابی حضرت رفاعہ بن زید کے مکان میں نقب لگا کر چوری کی۔ مال مسروقہ میں کچھ ہتھیار اور آٹے کا ایک تھیلا تھا۔ اتفاق سے تھیلے میں سوراخ تھا جس سے آٹا چور کے گھر تک راستہ میں گرتا گیا۔ جب چور کو اس بات کا احساس ہوا تو بدنامی سے بچنے کے لئے اس نے مال مسروقہ زید بن یاسمین نامی ایک یہودی کے پاس بطور امانت رکھ دیا۔ صبح جب مالک مکان کو اس واردات کا علم ہوا تو انھوں نے اپنے بھتیجے حضرت قتادہ بن نعمان سے اس کا ذکر کیا انھوں نے تفتیش سے معلوم کر لیا کہ یہ حرکت بنو ابیرق کی ہے چنانچہ انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا ماجرا کہہ سنایا جب بنو ابیرق کو اس کا علم ہوا تو وہ باقاعدہ سازش کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور زید بن یاسمین پر چوری کا الزام لگایا اور قسمیں کھا کھا کر اور اپنے ایمان و اخلاص کا واسطہ دے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین دلادیا اور طعمہ بن ابیرق جو اصل چور تھا اسکو چوری کے الزام سے بالکل بری اور بے گناہ ثابت کر دیا۔ چنانچہ آپ نے ان منافقوں کی قسموں اور شہادتوں کو صحیح سمجھ کر ——

تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا ؕ فَاُولٰٓئِكَ
تھی زمین اللہ کی کشادہ جو چلے جاتے وطن چھوڑ کر وہاں سو ایسوں کا
مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۹۷﴾ اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ
ٹھکانا ہے دوزخ اور وہ بہت بری جگہ پہنچے مگر جو ہیں بے بس
مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ
مردوں اور عورتوں اور بچوں میں سے جو نہیں کر سکتے
حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ﴿۹۸﴾ فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ
کوئی تدبیر اور نہ جانتے ہیں کہیں کا راستہ سو ایسوں کو امید ہے کہ اللہ
يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۹۹﴾ وَمَنْ
معاف کرے اور اللہ ہے معاف کرنیوالا بخشنے والا ف۱ اور جو کوئی
يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا
وطن چھوڑے اللہ کی راہ میں پاوے گا اس کے مقابلے میں جگہ بہت
وَّسَعَةً ؕ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَ
اور کشائش اور جو کوئی نکلے اپنے گھر سے ہجرت کر کے اللہ اور
رَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى
رسول کی طرف پھر آ پکڑے اس کو موت ف۲ تو مقرر ہو چکا ہے اس کا ثواب
اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۰۰﴾ وَاِذَا ضَرَبْتُمْ
اللہ کے ہاں اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان ف۳ اور جب تم سفر کرو
فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ
ملک میں تو تم پر گناہ نہیں ف۴ کہ کچھ کم کرو
الصَّلٰوةِ ۖ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا
نماز میں سے اگر تم کو ڈر ہو کہ ستاویں گے تم کو کافر

۱۴ ع ۱۱

ل یعنی ضعفہ مرد و زن [illegible] عذر نیست ۱۲

ل ترغیب الی الہجرۃ ۱۲

ل آٹھواں حکم سلطانی ۱۲

ل یعنی جہاد کے لیے جانے [illegible] تو صلوٰۃ خوف [illegible] نمازی سکھلائی [illegible] کسی حیلے فرضیت نہیں ہو سکتی ۱۲

ل قصر رکعات میں یعنی چار کی بجائے دو یا کیفیت میں یعنی قرأت وغیرہ مختصر کریں از شاہ ولی اللہ رح ۱۲

ل ان خفتم کی قید اتفاقی ہے یعنی قصر کا حکم سفر جہاد سے مختص نہیں ۱۲

موضح قرآن ف۱ یہ حال فرمایا ان کا جو کافروں کے ملک میں دل سے مسلمان ہیں اور ظاہر نہیں ہو سکتے ان کے ظلم سے تو اگر اپنی کمائی آپ کرتے ہیں اور سفر کی تدبیر سے واقف ہیں تو ان کا عذر قبول نہیں اور ملک میں جا رہیں اور زمین اللہ کی کشادہ ہے اور اگر ناچار ہیں پرائے بس میں تو امید ہے کہ معاف ہوں ف۲ اس سے معلوم ہوا کہ جس ملک میں مسلمان کھلا نہ رہ سکے وہاں سے ہجرت فرض ہے یعنی روزی کا ڈر نہ چاہیئے کہ بہت جلد روزی مل جاتی ہے کشائش سے اور یہ خطرہ نہ چاہیئے کہ شاید راہ ہی میں مارے جاویں کہ اس میں ثواب پورا ہے اور موت اپنے وقت سے پہلے نہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی در راہ قبل وصول بمقصد ۱۲

یہودی کو چور اور طعمہ کو بے گناہ تصور کر لیا اور پھر یہودی کو چوری کی سزا دینے کا بھی ارادہ فرما لیا اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس اجتہادی لغزش پر تنبیہ فرمائی گئی۔

ف۷۹ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین کی چرب زبانی اور طلاقت لسانی سے زید بن یاسمین کو چور سمجھ کر اس کا ہاتھ کاٹنے کا فیصلہ فرما لیا تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو اصل حقیقت سے آگاہ فرما دیا تو آپ کو معلوم ہو گیا کہ اگر یہ سزا نافذ ہو جاتی تو نفس الامر کے خلاف اور واقع میں خطا ہوتی اس لئے اس میں اگرچہ آپ معذور تھے لیکن پھر بھی اس لغزش پر استغفار کا حکم فرمایا۔ فھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یقطع ید زید الیھودی (معالم ج ۱ ص۴۹۲) فلما اطلعہ اللہ علی کذب قوم طعمۃ عرف انہ لو وقع ذلک الامر لکان خطأً فی نفس الامر فامرہ بالاستغفار منہ وان کان معذورا (خازن ج۱ ص۴۹۲) اِذْ یُبَیِّتُوْنَ مَا لَا یَرْضٰی مِنَ الْقَوْلِ۔ یبیتون کی ضمیر الذین یختانون کی طرف راجع ہے اور مراد اس سے وہی منافقین ہیں یعنی رات کو وہ ایسی باتیں بناتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں مراد وہی جھوٹی شہادتیں دینے کا منصوبہ اور مشورہ ہے ھٰٓاَنْتُمْ کا خطاب انہی مجادلہ کرنے والے منافقوں سے ہے اور یہ ان کو زجر ہے

ف۸۰ سوء سے مراد چوری اور ظلم نفس سے مراد جھوٹی شہادت ہے یعنی جو شخص چوری اور جھوٹی گواہی جیسا گناہ کر کے بھی اس سے سچی توبہ کر لے اللہ تعالیٰ اس کا گناہ معاف کر کے اسے اپنی رحمت کا مورد بنا لے گا وَمَنْ یَّکْسِبْ خَطِیْٓئَۃً اَوْ اِثْمًا یہ بھی قوم طعمہ کو زجر ہے کیونکہ انھوں نے ایک بے گناہ یہودی پر تہمت لگائی اور طعمہ کو بری کرنے کے لئے جھوٹی قسمیں کھائیں اور جھوٹی گواہیاں دیں۔ خطیئۃ سے مراد چوری اور اثم سے مراد جھوٹی قسم ہے قیل ان الخطیئۃ ھی سرقۃ الدرع والاثم ھو یمینہ الکاذبۃ (خازن ج۱ ص۴۹۶ بحر ج۳ ص۳۴۶) وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ الخ لو کا جواب

اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿۱۰۱﴾ وَاِذَا كُنْتَ
البتہ کافر تمہارے صریح دشمن ہیں ف۱ ف۱ اور جب تو
فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ
ان میں موجود ہو ف۲ پھر نماز میں کھڑا کرے ف۸۱ تو چاہیئے ایک جماعت ان کی کھڑی ہو
مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ قف فَاِذَا سَجَدُوْا
تیرے ساتھ اور ساتھ لے لیویں اپنے ہتھیار پھر جب یہ سجدہ کریں
فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ ص وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى
تو ہٹ جاویں تیرے پاس سے ف۳ اور آوے دوسری جماعت
لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَ
جس نے نماز نہیں پڑھی وہ نماز پڑھیں تیرے ساتھ اور ساتھ لیویں اپنا بچاؤ اور
اَسْلِحَتَهُمْ ج وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ
ہتھیار کافر چاہتے ہیں کسی طرح تم بے خبر ہو
اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً
اپنے ہتھیاروں سے اور اسباب سے تا کہ تم پر حملہ کریں
وَّاحِدَةً ط وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ
یکبارگی اور تم پر کچھ گناہ نہیں اگر تم کو تکلیف ہو
مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ ج وَخُذُوْا
مینہ سے یا تم بیمار ہو کہ اتار رکھو اپنے ہتھیار اور ساتھ لے لو
حِذْرَكُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۰۲﴾ فَاِذَا
اپنا بچاؤ بے شک اللہ نے تیار کر رکھا ہے کافروں کے واسطے عذاب ذلت کا ف۲ ف۸۲ پھر جب
قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّ
نماز پڑھ چکو تو یاد کرو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے ف۸۳ اور

۱؎ صلوٰۃ خوف پڑھنے کا طریقہ ۱۲

۲؎ یعنی ایک ہی رکعت پڑھ کر چلے جائیں ۱۲

۳؎ یعنی دوسرا فریق پوری نماز پڑھ لے ضرورت کچھ ہے یہ اجازت دیگئی احناف کا یہی مسلک ہے ۱۲

۴؎ لو مصدریہ ۱۲

۵؎ یعنی ہر حال میں اللہ ہی کو پکارو ۱۲

موضح قرآن ف۱ سفر جو تین منزل کا ہو اس میں چار رکعت فرض میں سے دو ہی پڑھنی چاہئیں اور کافروں کے ستانے کا ڈر اس وقت تھا جب حکم آیا اس تقریب سے معافی ملی ہر وقت کو اور پوری نہ پڑھے کہ اللہ صاحب کی بخشش سے بے پرواہی ہوتی ہے اور سنت کا تقید سفر میں نہیں رہتا ف۲ یہ نماز خوف فرمائی کہ اگر وقت مقابلہ کا ہو تو فوج دو حصے ہو جائے ہر جماعت آدھی نماز میں امام کے ساتھ شریک ہو اور آدھی جدی پڑھے جب تک دوسری جماعت دشمن کے مقابل ہے اور اس وقت نماز میں آمد و رفت معاف ہے۔ اور ہتھیار اور زرہ یا سپر ساتھ رکھیں اور اس قدر بھی فرصت نہ ہو تو جماعت موقوف کریں تنہا پڑھ لیں پیادہ اور اشارت سے اگر یہ بھی فرصت نہ ہو تو قضا کریں۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید مشہور آنست کہ ایں آیت در صلوٰۃ مسافر نازل شدہ است و خوف قید اتفاقیست و آنچہ نزدیک ایں بندہ رجحان یافتہ است آنست کہ ایں آیت در صلوٰۃ خوف نازل شدہ است و سفر قید اتفاقیست و مراد از قصر قصر در کیفیت رکوع و سجود است کہ بایماء ادا میتوان کرد نہ در کمیت رکعات واللہ اعلم ۱۲ ف۲ یعنی وقت خوف ۱۲ ف۳ یعنی مقابل عدو ۱۲ ف۴ مترجم گوید ایں دو صورت نماز است یکی آنکہ امام دوبار نماز گزارد یکبار بایں جماعت و دیگر بار بآں جماعت۔ دیگر آنکہ امام بایک جماعت یک رکعت گزارد قیام توقف کند تا آنکہ رکعت دیگر خواندہ مقابل عدو روند و آنجماعہ دیگر آمدہ اقتدا کنند امام رکعت بآنجماعہ خواند و در قعدہ چندان توقف کند کہ از رکعت دوم فارغ شوند آنگہ بایشان سلام دہد و ایں ہر دو با صورتہاء دیگر ہمہ صحیح نزد ما و ہمہ محتمل آیت است واللہ اعلم ۱۲

محذوف ہے یعنی لاضلوک اور لھمت سے استیناف ہے جو ما قبل کے لئے بمنزلہ علت ہے اور ان کافروں کے برے مقصد اور ارادے کو ظاہر کرنے کیلئے لایا گیا ہے یعنی اگر آپ پر اللہ کا فضل اور اسکی رحمت نہ ہوتی تو وہ آپ کو صحیح فیصلے سے بھٹکا دیتے لیکن اللہ تعالیٰ نے حقیقت حال سے مطلع کرکے آپ کو ان کے دھوکے سے بچالیا وہ تو اپنی طرف سے آپ کو غلط راہ پر ڈالنے کا تہیہ کر چکے تھے وجوز ابو البقاء ان یکون الجواب محذوفا والتقدیر ولولا فضل اللہ علیک ورحمتہ لاضلوک ثم استأنف بقولہ سبحانہ (لھمت) ای لقد ھمت بذالک (روح ج ۵ ص ۱۴۳)

۸۱ چوری کی یہ مذکورہ واردات جس کی حقیقت سے آپ آگاہ نہیں تھے جس کے اصل چور کا آپ کو علم نہیں تھا اور جس میں چور کے رشتہ داروں نے چور کو بیگناہ ثابت کرنے کے لئے جوارت کو بیٹھ کر منصوبہ بنایا اسے بھی آپ نہیں جانتے تھے لیکن اس واقعہ کی پوری حقیقت سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو مطلع کر دیا اور یہ اللہ تعالیٰ کا آپ پر بہت بڑا احسان اور اس کا عظیم فضل ہے کیونکہ اگر آپ اصل حقیقت سے آگاہ نہ ہوتے تو آپ ایک بے گناہ کو چوری کی سزا دیدیتے اور اصل چور کو بری کر دیتے جس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ لوگوں کے دلوں میں آپ کی نبوت کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا ہو جاتے۔

عَلٰی جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ
لیٹے پھر جب خوف جاتا رہے تو درست کرو نماز کو ف۱ بیشک
الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿۱۰۳﴾ وَلَا
نماز مسلمانوں پر فرض ہے اپنے مقرر وقتوں میں ف۱ اور
تَهِنُوْا فِی ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ
ہمت نہ ہارو ان کا پیچھا کرنے سے ف۱ اگر تم بے آرام ہوتے ہو تو وہ بھی
يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا
بے آرام ہوتے ہیں جس طرح تم ہوتے ہو اور تم کو اللہ سے امید ہے جو ان کو
يَرْجُوْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۰۴﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ
نہیں اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے ف۲ بے شک ہم نے اتاری
اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ
تیری طرف کتاب سچی کہ تو انصاف کرے لوگوں میں جو کچھ
اَرٰىكَ اللّٰهُ ۭ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآىِٕنِيْنَ خَصِيْمًا ﴿۱۰۵﴾ ۙ وَّاسْتَغْفِرِ
سمجھا دے تجھ کو اللہ ف۳ اور تو مت ہو دغا بازوں کی طرف سے جھگڑنے والا اور بخشش مانگ
اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۰۶﴾ ۚ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ
اللہ سے ف۴ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور مت جھگڑ ان کی
الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ
طرف سے جو اپنے جی میں دغا رکھتے ہیں اللہ کو پسند نہیں جو کوئی
كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا ﴿۱۰۷﴾ ۚۙ يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا
ہو دغا باز گنہگار شرماتے ہیں لوگوں سے اور نہیں
يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى
شرماتے اللہ سے اور وہ ان کے ساتھ ہے جب کہ مشورہ کرتے ہیں رات کو اس بات کا جس سے

ع ۱۵ ۱۲

ف۱ ترغیب الی القتال یعنی مشرکین کے تعاقب کرنے میں سستی نہ کرنا ۱۲۔

ف۲ نزول حکم سلطانی یعنی جب آپ سفر جہاد میں جائیں تو حکم شریعہ کے مطابق فیصلے کریں نہ کہ ظن و تخمین سے تاکہ کہیں دھوکہ نہ کھا سکیں جیسا طعمہ کے قصہ میں آپکو دھوکہ دیا گیا اللہ نے آپکو قواعد شرعیہ بتا دیئے ہیں یہ اسکا بہت بڑا انعام ہے ۱۲۔

ف۳ کیونکہ آپ نے ایسے فیصلے کا ارادہ کر لیا تھا جو واقع کے خلاف تھا ۱۲۔

ف۴ من خائنین مراد یہی ہیں جنہوں نے زید کو جھوٹی شہادت دینے کا منصوبہ بنایا تھا ۱۲۔

آیت کی مزید تحقیق۔ اس آیت سے بریلوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلی علم غیب پر استدلال کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں لفظ ما استعمال ہوا ہے جو عموم کے لئے ہوتا ہے تو مطلب یہ ہوا کہ تمام وہ چیزیں جو آپ کو معلوم نہ تھیں وہ ساری کی ساری اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتا دیں تو اس سے معلوم ہوا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے کلی علم غیب عطا کر دیا تھا مگر اس آیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کلی علم غیب پر استدلال سراسر باطل ہے **اولاً** اس لئے کہ یہ استدلال اس بات پر مبنی ہے کہ ما اس آیت میں عموم اور استغراق حقیقی کے لئے ہے حالانکہ ما ہر جگہ عموم اور استغراق کے لئے نہیں آتا بلکہ اس میں خصوص کا بھی احتمال ہوتا ہے امام ابو البرکات نسفی حنفی فرماتے ہیں ومن وما یحتملان العموم والخصوص واصلھما العموم (رسالہ منار مع شرح نور الانوار ص ۸۶) یعنی اگرچہ اصل دونوں میں عموم ہے لیکن دونوں میں خصوص کا احتمال بھی ہوتا ہے اس کی شرح میں ملا جیون فرماتے ہیں یعنی انھما فی اصل الوضع للعموم ویستعملان فی الخصوص بعارض القرائن اور ایسی مثالیں خود قرآن میں بکثرت موجود ہیں جن میں کلمہ ما عموم کے لئے نہیں چنانچہ ایک جگہ ارشاد ہے وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ (بقرہ ع ۱۸) اور وہ (پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) تم کو وہ باتیں سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے اس آیت میں خطاب براہ راست صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ہے اور ان کی وساطت سے ساری امت تاقیامت اس آیت کی مخاطب ہے اگر یہاں کلمہ ما کو عموم اور استغراق حقیقی پر محمول کیا جائے جیسا کہ بریلوی حضرات کا خیال ہے تو اس سے لازم آئے گا کہ تمام صحابہ کرام بلکہ امت محمدیہ کا ہر فرد تاقیامت غیب دان ہو اور اسے ما کان وما یکون کا کلی علم غیب حاصل ہو۔ حالانکہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں اسی طرح ایک جگہ فرمایا وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ (انعام ع ۱۱) اور سکھایا گیا تم کو وہ کچھ جو تم نہ جانتے تھے اور نہ تمہارے باپ دادا۔ اس آیت کے سیاق وسباق سے ظاہر ہے کہ اس میں خطاب یہود کو ہے جیسا کہ اکثر مفسرین نے لکھا ہے اور اگر خطاب مسلمانوں سے ہو تو بھی اگر ما کو یہاں استغراق حقیقی کے لئے لیا جائے تو اس سے ان تمام یہودیوں کو یا تمام مسلمانوں کو غیب دان ماننا پڑے گا جو اس آیت کے مخاطب ہیں ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ ما ہر جگہ عموم کیلئے نہیں ہوتا۔ **ثانیاً** مفسرین کرام نے بھی اس آیت میں ما کو خصوص پر محمول کیا ہے اور اس سے مخصوص امور ہی مراد لئے ہیں اور استغراق حقیقی پر اسے کسی نے بھی محمول نہیں کیا حضرت عبداللہ بن عباس اور مقاتل کہتے ہیں ما سے مراد شریعت ہے قال ابن عباس ومقاتل ھو الشرع

موضح قرآن ف۱ یعنی خوف کے وقت اگر نماز میں کوتاہی ہو تو نماز کے بعد اور طرح اللہ کو یاد کرو ایک نماز میں یہ قید ہے کہ وقت ہی پر چاہیئے اور یاد اللہ کی ہر حال میں درست ہے۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی بطریق نماز امن ۱۲۔ ف۲ مترجم گوید مردم ضعیف الاسلام اگر کسی از ایشاں مرتکب گناہی شدے در دروغ دراز وی حیلہ ہا انگیختندی و پیش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بوجہی اظہار میکردند کہ برات او بخاطر مبارک رسیدی و بایکدیگر خلوت کردہ راز ہا بخلاف مرضی شریف درمیان آوردندی خدا تعالیٰ آیت فرستاد واللہ اعلم ۱۲۔

مِنَ الْقَوْلِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ﴿۱۰۸﴾ هٰٓاَنْتُمْ
اللہ راضی نہیں اور جو کچھ وہ کرتے ہیں سب اللہ کے قابو میں ہے ف۱ سنتے ہو
هٰٓؤُلَآءِ جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۣ فَمَنْ
تم لوگ جھگڑا کرتے ہو ان کی طرف سے دنیا کی زندگی میں پھر کون
يُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ
جھگڑا کریگا ان کے بدلے اللہ سے قیامت کے دن یا کون ہوگا ان کا
وَكِيْلًا ﴿۱۰۹﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْۗءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ
کارساز اور جو کوئی کرے گناہ یا اپنا برا کرے ف۲ پھر
يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۱۰﴾ وَمَنْ يَّكْسِبْ
اللہ سے بخشواوے تو پاوے اللہ کو بخشنے والا مہربان ف۳ اور جو کوئی کرے
اِثْمًا فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰي نَفْسِهٖ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا
گناہ سو کرتا ہے اپنے ہی حق میں اور اللہ سب کچھ جاننے والا
حَكِيْمًا ﴿۱۱۱﴾ وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْۗئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ
حکمت والا ہے ف۴ اور جو کوئی کرے خطا یا گناہ پھر تہمت لگاوے
بَرِيْۗـــًٔا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۲﴾ وَلَوْلَا
کسی بے گناہ پر تو اس نے اپنے سر دھرا طوفان اور گناہ صریح اور اگر نہ ہوتا
فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّاۗىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ
تجھ پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تو قصد کر ہی چکی تھی ان میں ایک جماعت کہ
يُّضِلُّوْكَ ۭ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ
تجھ کو بہکا دیں اور بہکا نہیں سکتے مگر اپنے آپ کو اور تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے
مِنْ شَيْءٍ ۭ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَ
اور اللہ نے اتاری تجھ پر کتاب اور حکمت اور

ع ۱۶
۸
۱۳

منزل ۱

بحر ج ۳ ص۳۴۷) مفسر قرطبی، امام بغوی، امام نسفی اور علامہ خازن فرماتے ہیں ما سے امور دین اور احکام شریعت مراد ہیں وعلمك ما لم تكن تعلم يعني من الشرائع والاحكام (قرطبی ج ۵ ص۳۸۲) يعني من احكام الشرع وامور الدين (معالم وخازن واللفظ لہ ج ۱ ص۴۹۶) من امور الدين والشرائع (مدارک ج ۱ ص۱۹۵) امام ماوردی کہتے ہیں ما سے کتاب و حکمت مراد ہے وذكر ما ذكر من الكتاب والحكمة (بحر ج ۳ ص۳۴۷) ان حوالوں سے بخوبی واضح ہو گیا کہ ما یہاں عموم کے لئے نہیں ہے بلکہ اس سے مراد امور دین اور احکام شریعت ہیں۔ اگر کہا جائے کہ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ ما سے مراد علم غیب ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جن مفسرین نے علم غیب یا اخبار اولین و آخرین لکھا ہے انھوں نے صحیح اور مختار قول امور دین اور احکام شریعت ہی کو قرار دیا ہے اور دوسرے قول یعنی علم غیب کو کلمۂ تمریض قیل سے ذکر کر کے اس کے ضعیف اور غیر معتبر ہونے کی طرف اشارہ کر دیا نیز اس ضعیف قول میں بھی کلی علم غیب کا کوئی ذکر نہیں بلکہ اس سے بھی بعض غیب ہی مراد ہے **ثالثاً** ما کو یہاں عموم و استغراق پر محمول کرنا آیت کے سیاق و سباق کے بالکل منافی ہے کیونکہ اس سے پہلے اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ الخ سے حکم سلطانی بیان فرمایا کہ اللہ کے نازل کردہ احکام اور اس کے مقرر کردہ قوانین کے مطابق فیصلے کیا کرو اس کے بعد جھوٹی تہمت لگانیوالوں اور جھوٹی گواہی دینے والوں کو زجریں کیں اور پھر فرمایا وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ لہٰذا ما سے یہاں وہی کچھ مراد ہے جو حضرات مفسرین نے بیان کیا ہے یعنی احکام شریعت لہٰذا علم غیب کلی مراد لینا سراسر غلط اور باطل ہے نیز اس آیت سے تھوڑا سا پہلے فرمایا وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ الخ یعنی اگر آپ پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو ان منافقوں کی ایک جماعت آپ کو صحیح فیصلے سے بھٹکا دیتی۔ اگر آپ کو کلی علم غیب تھا تو پھر کس طرح ممکن تھا کہ منافق آپ کو بھٹکا دیتے اسی طرح وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا سے آپ کو جو تنبیہ کی گئی یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کو کلی علم غیب نہیں تھا ورنہ آپ ان جھوٹے منافقین کی کیوں طرفداری کرتے۔ **رابعاً** سورۂ نساء جس میں یہ آیت ہے اس کے بعد تقریباً ۲۴ سورتیں اور نازل ہوئیں اگر اس آیت سے آپ کو کلی علم غیب حاصل ہو چکا تھا تو پھر ان چوبیس سورتوں کے نازل کرنے کی کیا ضرورت تھی نیز سورۂ نساء سے بعد میں نازل ہونے والی سورتوں میں سے سورۂ نور، منافقون، تحریم اور توبہ وغیرہ ہیں۔ سورۂ نور میں افک عائشہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ مذکور ہے جس کی وجہ سے حضور علیہ السلام عرصہ تک پریشان رہے سورۂ منافقون میں عبداللہ بن ابی اور دوسرے منافقین کی سازش کا ذکر ہے جس کا آپ کو پتہ نہ چل سکا سورۂ تحریم میں آپ کے شہد نہ کھانے کی قسم کا ذکر ہے جسے توڑنے کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا اور سورۂ توبہ میں مسجد ضرار کے سلسلے میں آپ کو اس مسجد میں جانے سے روک دیا حالانکہ آپ اس مسجد کے بانیوں کو مومن مخلص سمجھ کر اس میں جا کر نماز ادا کرنے کا وعدہ فرما چکے تھے۔ یہ آیتیں تفصیل کے ساتھ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ (آل عمران ع ۱۸) کی تفسیر میں مذکور ہو چکی ہیں یہ تمام آیتیں حضور علیہ السلام کی ذات گرامی سے علم غیب کی نفی کرتی ہیں اس لئے اگر زیر بحث آیت سے حضور علیہ السلام کیلئے کلی علم غیب ثابت کیا جائے تو اس سے بعد میں نازل ہونیوالی ان آیتوں کی تکذیب لازم

ل۱ مراد ہے مجادلہ کرنیوالا

ل۲ سوءًا چوری۔ یظلم نفسہ۔ جھوٹی شہادت ۱۲۔

ل۳ من یکسب اثمًا چوری ۱۲۔

ل۴ من یکسب خطیئۃً۔ چوری اثمًا۔ جھوٹی قسم یا بالعکس ۱۲۔

ل۵ لاضلوک جواب محذوف ہے اور لھمت علت قائم مقام جواب ہے ۱۲

موضح قرآن ف۱ یہ اول و آخر کی آیتوں میں مذکور ہے ایک قصے کا حضرت کے وقت ایک انصاری کی زرہ آٹے میں دھری گم ہو گئی صبح کو تلاش کی تو آٹے کا خط دیکھا ایک شخص کے گھر تک اس کا نام طعمہ بن ابیرق وہاں جھاڑا لیا تو نہ پائی وہ آگے دیکھا ایک یہودی کے گھر تک زید نام وہاں پائی اس یہودی نے کہا کہ مجھ کو سپرد کی طعمہ نے۔ طعمہ نے کہا میں بری ہوں چور وہی ہے طعمہ کی قوم نے رات کو مشورت کی کہ ہم حضرت کے پاس مل کر گواہی دیں گے کہ طعمہ بری ہے تو حضرت ہماری حمایت کریں گے اور یہودی چور ٹھہرے گا صبح کو یہی کیا اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں حضرت کو خبردار کر دیا۔ فی الحقیقت چور یہی تھا طعمہ ف۲ گناہ فرمایا کبیرہ کو اور اپنا برا فرمایا صغیرہ کو یہاں لوگوں کو حکم ہے کہ توبہ کریں تو قبول ہے ف۳ یعنی قوم اپنے دل میں آپ شرمندہ رہیں کہ ہم کو عیب لگا اور آگے عیب لگنے کے خطرے سے اپنے کی حمایت نہ کریں جب تک تحقیق نہ ہو کیونکہ اللہ تو خبردار ہے اور اس کا حکم بھی یہی ہے کہ ایک کا گناہ دوسرے پر نہیں۔

آیگی جو آپ سے کلی علم غیب کی نفی کرتی ہیں تفصیل بالا سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ اس آیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کلی علم غیب ثابت نہیں ہو سکتا۔

ایک من گھڑت قاعدہ بعض مبتدع مولوی کہتے ہیں کہ ما عموم کیلئے ہے اور عَلَّمَ کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے اور مفعول نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اللہ تعالیٰ مفیض عام ہے اور حضور علیہ السلام میں استعداد تام تو اس سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام کو کلی غیب معلوم تھا **اسکا جواب** سورۂ علق میں عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ میں الانسان سے بعض مفسرین کے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں اور بعض بدعتی مولوی بھی اسی کو ترجیح دیتے ہیں تو یہاں بھی فاعل اللہ ہے اور مفعول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور سورۂ علق کی یہ آیتیں بھی بالاتفاق سارے قرآن سے پہلے نازل ہوئی تھیں تو اگر ما کو عموم اور استغراق حقیقی کے لئے لیا جائے اور عَلَّمَ ماضی کا صیغہ ہے جو گذشتہ زمانہ میں وقوع فعل پر دلالت کرتا ہے تو مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے پہلے یا اس کے نزول کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام علوم غیبیہ سکھا دیئے تھے تو (معاذ اللہ) پھر سارے قرآن کے نازل کرنے کی کیا ضرورت تھی کیونکہ یہ تحصیل حاصل ہے نیز یہ قانون بھی کسی کتاب میں نہیں لکھا ہوا کہ فاعل اللہ تعالیٰ ہو اور مفعول حضور علیہ السلام کی ذات ہو تو وہاں ہمیشہ عموم ہی مراد لیا جاتا ہے بلکہ شرک پھیلانے کے لئے ان مولویو نے یہ قاعدہ اپنی طرف سے وضع کیا ہے۔ **غلط استدلال**۔ مخالفین عموم علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بعض حدیثوں سے بھی استدلال کرتے ہیں مثلاً صحیح مسلم میں ہے اخبرنا بما کان وما یکون تو اس کا جواب یہ ہے کہ علوم غیبیہ کلیہ یعنی کل ما کان وما یکون مثلاً کل فوجداری اور دیوانی احکام ہندی، بنگالی، جرمنی وغیرہ کا بیان کرنا تھوڑے سے وقت میں ناممکن ہے بلکہ یہاں ما سے مراد غیبی امور عظام ہیں یعنی بعض نہایت اہم امور جیسا کہ دوسری روایت میں اس کی تصریح موجود ہے۔ نیز وہ کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ شب معراج میں اللہ تعالیٰ نے میری پشت پر ہاتھ رکھا فتجلی لی کل شیءٍ تو میرے لئے سب کچھ روشن ہو گیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سات صحابہ نے یہ الفاظ بیان کئے ہیں فعلمت الذی سألنی عنہ کما ھو مصرح فی الدر المنثور اور لفظ تجلی لی کل شیٔ کے بارے میں خازن نے بیہقی سے نقل کیا ہے کہ اس کے تمام طرق ضعیف ہیں لہٰذا ان حدیثوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کل علم غیب پر استدلال کرنا غلط اور باطل ہے ۸۲ یہ نویں حکم سلطانی سے متعلق ہے۔ منافقوں نے رات کو منصوبہ بنایا تھا کہ وہ زید بن یامین یہودی پر چوری کا الزام لگا دیں اور جھوٹی قسمیں کھا کر طعمہ کو چوری کے الزام سے بری کرنے کی کوشش کریں تو فرمایا دوسرے کو نقصان پہنچانے اور جھوٹی گواہی دینے کے لئے مشورے نہیں کرنے چاہئیں اراد ما تفاوض بہ قوم بنی ابیرق من التدبیر (قرطبی ج ۵ ص ۳۸۲) بلکہ مشورے تو دوسروں کو فائدہ پہنچانے، ان پر احسان کرنے اور باہمی اصلاح کی بابت ہونے چاہئیں۔ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰہِ الخ یہ ان لوگوں کے لئے بشارت اخروی ہے جو محض اللہ کی رضا کے لئے مشورے کریں۔ وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ الخ یہ ان لوگوں کے لئے تخویف اخروی ہے جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی مخالفت پر کمربستہ ہوں اور ان کے خلاف منصوبے بنائیں اور مشورے کریں یہاں تک نو احکام سلطانیہ ختم ہوئے ۸۳ یہ

عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۭ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ
تجھ کو سکھائیں وہ باتیں جو تو نہ جانتا تھا اور اللہ کا فضل تجھ پر
عَظِيْمًا ⑪③ لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ
بہت بڑا ہے ۸۱ کچھ اچھے نہیں ان کے اکثر مشورے مگر جو کوئی کہے
بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۢ بَيْنَ النَّاسِ ۭ
صدقہ کرنے کو ۸۲ یا نیک کام کو یا صلح کرانے کو لوگوں میں
وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ
اور جو کوئی یہ کام کرے اللہ کی خوشی کے لئے تو
نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ⑪④ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ
ہم اس کو دیں گے بڑا ثواب ف اور جو کوئی مخالفت کرے رسول کی
بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ
جب کہ کھل چکی اس پر سیدھی راہ اور چلے سب مسلمانوں کے رستہ کے خلاف
نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ⑪⑤
تو ہم حوالہ کریں گے اس کو وہی طرف جو اس نے اختیار کی ف۱ اور ڈالیں گے ہم اسکو دوزخ میں اور وہ بہت بری جگہ پہنچا ف۲
اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ
بے شک اللہ نہیں بخشتا اس کو جو اس کا شریک کرے کسی کو اور بخشتا ہے اس کے سوا
لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا
جس کو چاہے ۸۳ اور جس نے شریک ٹھہرایا اللہ کا وہ بہک کر دور
بَعِيْدًا ⑪⑥ اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا ۚ
جا پڑا ف۳ اللہ کے سوا نہیں پکارتے مگر عورتوں کو
وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ⑪⑦ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ
اور نہیں پکارتے مگر شیطان سرکش کو ۸۴ جس پر لعنت کی اللہ نے

(ثلٰثۃ)

ع ۱۷ ۳ ۱۴

(وقف لازم)

منزل ۱

ر۱ یعنی اس معاملہ کی پوری حقیقت آپ نہیں جانتے تھے اللہ تعالیٰ نے آپکو اس کی اطلاع دی ۱۲۔

ر۲ یہ نویں حکم سلطانی سے متعلق ہے یعنی جھوٹی شہادتوں کے لئے مشورے کرنا بری بات ہے نیکی کے لئے مشورے کرنے چاہئیں ۱۲۔

ر۳ بشارت ۱۲

ر۴ مسلمانوں کے خلاف منصوبے بنانیوالوں کے لئے تخویف اخروی ۱۲

ر۵ احکام سلطانیہ کے بعد اصل مسئلہ توحید کا پہلے کی نسبت تفصیلی بیان ۱۲

ر۶ اسمیں شرک اعتقادی اور شرک فعلی دونوں مراد ہیں ۱۲

ر۷ نفی شرک اعتقادی اناثاً سے فرشتے مراد ہیں ۱۲

ر۸ یہ مشرک دراصل فرشتوں کو نہیں پکارتے شیطن اپنا ہی فرشتوں والا نام رکھ لیتا ہے ۱۲

موضح قرآن ف منافق لوگ حضرت سے کان میں باتیں کرتے تاکہ لوگوں میں اپنا اعتبار بڑھا لیں اور مجلس میں بیٹھ کر آپس میں کان میں باتیں کرتے کسی کا عیب کسی کا گلہ اس کو اللہ صاحب نے فرمایا کہ ان کی مشورت اکثر بے خیر ہے صاف بات کو حاجت نہیں چھپانے کی مگر کچھ اسمیں غالی ہے اور چھپائے تو خیرات کو تا لینے والا شرمندہ نہو یا مسئلہ دین کی غلطی بتانے کو تا نادان خجل نہو یا لڑوں میں صلح کرانے کو غصے والا جو بیں صلح نہیں مانتا اول آپسہیں ٹھہرا دے پھر اس کو سنا دے ف۲ رسول نے فرمایا کہ اللہ کا ہاتھ ہے مسلمانوں کی جماعت پر جس نے جدی راہ پکڑی وہ جا پڑا دوزخ میں پس جس بات پر امت کا اجماع ہوا وہی اللہ کی مرضی ہے اور منکر ہو سو دوزخی ہے ف۳ اوپر سے ذکر تھا منافقوں کا جو پیغمبر کے حکم پر راضی نہ ہوئے اور جدی راہ چلے پھر یہ آیت فرمائی کہ اللہ شرک نہیں بخشتا تو شرک فرمایا حکم میں شریک کرنے کو یعنی سوائے دین اسلام کے اور دین کا حکم پسند رکھے اور اس پر چلے پس جو دین ہے سوا اسلام کے سب شرک ہے اگرچہ پوجنے میں شرک نکرتے ہوں

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید یعنی قسوت دل بیفزاییم واللہ اعلم ف۲ مترجم گوید از اینجا تغلیظ تحریم شرک میفرماید ۱۲۔

مشرکین کے لئے تخویف اخروی ہے۔ احکام سلطانیہ کے بعد اصلی مقصد یعنی توحید کا پہلے کی نسبت قدرے تفصیل سے بیان ہے وہاں کہا شرک نہ کرو یہاں بیان کیا کہ شرک بری بلا ہے اسے خدا کبھی نہ بخشے گا۔ إِن يَدْعُونَ إِلَّآ إِنَٰثًا سے شرک اعتقادی کی نفی کی گئی ہے۔ اِنَاثًا سے مراد فرشتے ہیں کیونکہ مشرکین فرشتوں کو خدا کی بیٹیوں کے بمنزلہ سمجھتے تھے اور کہتے تھے وہ خدا کے یہاں ہمارے سفارشی ہیں۔ ان بعضھم کان یعبد الملئکۃ وکانوا یقولون الملائکۃ بنات اللہ (کبیر ج ۳ ص۲۶۳) وقیل الا اناثا ملئکۃ لقولھم الملائکۃ بنات اللہ وھی شفعاءنا عند اللہ (قرطبی ج ۵ ص۳۸۶) **۵۴** یعنی بظاہر تو فرشتوں اور بزرگوں کی مورتیوں کو پکارتے اور ان پر نذریں نیازیں چڑھاتے ہیں لیکن حقیقت میں یہ سب کچھ وہ شیطان کیلئے کر رہے ہیں جو ان مورتیوں سے بولتا ہے کان یدخل فی اجواف الاصنام فیتکلم داعیھا (بحر ج ۳ ص۳۵۲) یہاں تک شرک اعتقادی کی نفی تھی وقال لاتخذن من عبادك نصیبا مفروضا یہاں سے شرک فعلی کی نفی کی گئی ہے نَصِيبًا مَّفْرُوضًا مقررہ حصہ یعنی میں تیرے بندوں کو ایسا گمراہ کروں گا کہ وہ شرک کرنے لگیں گے اور اپنے مالوں سے مقررہ حصے غیر اللہ کی نیازوں کے نکالیں گے (شاہ عبد القادر) فَلَيُبَتِّكُنَّ ءَاذَانَ الْأَنْعَامِ الخ یعنی وہ غیر اللہ کی خوشنودی کے لئے جانور چھوڑیں گے اور بحیرے سائبے وغیرہ بنائیں گے اور بطور علامت ان کے کانوں میں شگاف کر دیں گے ای احملھم علی قطع اذان البحیرۃ و السائبۃ ونحوہ (قرطبی ج ۵ ص۳۸۹) فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللَّهِ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں خلق اللہ سے مراد اللہ کا دین ہے اور تغییر سے حلال کو حرام کرنا اور حرام کو حلال کرنا مراد ہے قال ابن عباس یعنی دین اللہ و تغییر دین اللہ ھو تحلیل الحرام وتحریم الحلال (خازن ج ۱ ص۴۹۹) یہاں تک شرک فعلی کی نفی تھی **۵۵** یہ مشرکین اور شیطان کی اطاعت کرنے والوں کے لئے تخویف اخروی ہے اور وَالَّذِينَ ءَامَنُوا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحَٰتِ سے توحید کو ماننے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کے لئے بشارت اخروی ہے لَّيْسَ بِأَمَانِيِّكُمْ وَلَآ أَمَانِيِّ أَهْلِ الْكِتَٰبِ الخ یہ مومنین اور اہل کتاب کو زجر ہے کہ تمہاری اور اہل کتاب کی خواہشات اور آرزوں پر نجات نہیں بلکہ نجات کا مدار تو اعمال اور اللہ تعالےٰ کے احکام کی تعمیل پر ہے اس لئے باہمی تفاخر سے کوئی فائدہ نہیں مَن يَعْمَلْ سُوٓءًا تخویف اخروی اور وَمَن يَعْمَلْ مِنَ الصَّٰلِحَٰتِ سے بشارت اخروی ہے **۵۶** یہ دین اسلام کی پیروی اور ملت ابراہیمی کے اتباع کی ترغیب ہے اپنی خواہشات اور اپنی خود ساختہ نجات کی باتوں کو چھوڑو اور ہر قسم کے باطل اور شرک سے دور رہنے والے ابراہیم کی ملت کا اتباع کرو جسے اللہ تعالیٰ نے تمام خلق

وَقَالَ لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ﴿١١٨﴾
اور کہا شیطان نے کہ میں البتہ لوں گا تیرے بندوں سے حصہ مقررہ ف۱
وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَءَامُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ
اور ان کو بہکاؤں گا اور ان کو امیدیں دلاؤں گا اور ان کو سکھلاؤں گا کہ چیریں
ءَاذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَءَامُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ
جانوروں کے کان اور ان کو سکھلاؤں گا کہ بدلیں صورتیں بنائی ہوئی
اللَّهِ ۚ وَمَن يَتَّخِذِ الشَّيْطَٰنَ وَلِيًّا مِّن دُونِ اللَّهِ
اللہ کی ف۲ اور جو کوئی بناوے شیطان کو دوست اللہ کو چھوڑ کر
فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِينًا ﴿١١٩﴾ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ ۖ
تو وہ پڑا صریح نقصان میں ف۲ ان کو وعدہ دیتا ہے اور ان کو امیدیں دلاتا ہے
وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَٰنُ إِلَّا غُرُورًا ﴿١٢٠﴾ أُولَٰٓئِكَ
اور جو کچھ وعدہ دیتا ہے ان کو شیطان سو سب فریب ہے ایسوں کا
مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَلَا يَجِدُونَ عَنْهَا مَحِيصًا ﴿١٢١﴾
ٹھکانا ہے دوزخ **۵۵** اور نہ پاویں گے وہاں سے کہیں بھاگنے کو جگہ
وَالَّذِينَ ءَامَنُوا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحَٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ
اور جو لوگ ایمان لائے اور عمل کئے اچھے ان کو ہم داخل کرینگے
جَنَّٰتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَٰرُ خَٰلِدِينَ
باغوں میں کہ جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں رہا کریں
فِيهَآ أَبَدًا ۖ وَعْدَ اللَّهِ حَقًّا ۚ وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ
ان میں ہی ہمیشہ وعدہ ہے اللہ کا سچا اور اللہ سے سچا
اللَّهِ قِيلًا ﴿١٢٢﴾ لَّيْسَ بِأَمَانِيِّكُمْ وَلَآ أَمَانِيِّ أَهْلِ
کون نہ تمہاری امیدوں پر مدار ہے اور نہ اہل کتاب کی امیدوں پر

ر۱ یعنی غیر اللہ کی نیازیں ۱۲۔

ر۲ یعنی معبودوں کے نام پر اللہ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام کریں گے بحیرہ اور سائبہ وغیرہ بنائیں گے یہ تحریمات عباد کا بیان ہے ۱۲۔

ر۳ خلق اللہ سے دین اللہ مراد ہے ۱۲۔

ر۴ مشرکین کے لئے تخویف اخروی ۱۲

ر۵ بشارت اخروی برائے مومنین ۱۲

ر۶ زجر یعنی اللہ کے بیان کردہ احکام کی تعمیل کرو اپنے پیروں اور مولویوں کے خود تراشیدہ احکام اور ان کی خواہشات کے پیچھے نہ لگو اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح اعتقاد میں پختہ ہو جاؤ ۱۲۔

موضح قرآن ف۱ یعنی تیرے بندے اپنے مال میں میرا حصہ ٹھہرا رکھیں گے جیسے دستور ہے بتوں کی نیاز نکالتے ہیں ف۲ جانوروں کے کانوں کو چیر دینا یہ کافروں کا دستور تھا کہ گائے بکری کا ایک بچہ بت کے نام کا کر دیتے تو اس کے کان میں نشان ڈال دیتے اور صورت بدلنا یہ کہ لڑکے کے سر میں چوٹی رکھتے بت کے نام کی مسلمان کو ان کاموں سے بچنا ضرور ہے اپنے بزرگوں سے یہ معاملہ نہ کرے کافر بھی جن سے کرتے تھے بزرگ ہی جان کر کرتے تھے۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید یعنی مانند خصی کردن و سوزن زدن بر بدن تا سرخ یا کبود گردانند واللہ اعلم ۱۲۔

الْكِتٰبِ ؕ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ
جو کوئی برا کام کرے گا اس کی سزا پاوے گا اور نہ پاوے گا
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۲۳﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ
اللہ کے سوا اپنا کوئی حمایتی اور نہ کوئی مددگار ف۱ اور جو کوئی کام کرے
مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ
اچھے مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان رکھتا ہو
فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ﴿۱۲۴﴾
سو وہ لوگ داخل ہوں گے جنت میں اور ان کا حق ضائع نہ ہوگا تل بھر
وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ
اور اس سے بہتر کس کا دین ہوگا جس نے پیشانی رکھی اللہ کے حکم پر ۸۶ع اور
مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَاتَّخَذَ
نیک کاموں میں لگا ہوا ہے اور چلا دین ابراہیم پر جو ایک ہی طرف کا تھا اور اللہ نے
اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ﴿۱۲۵﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا
بنا لیا ابراہیم کو خالص دوست اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ
فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ﴿۱۲۶﴾ ع وَ ۱۸ ع ۱۱ ۱۵
زمینوں میں اور سب چیزیں ہیں اللہ کے قابو میں رہیں اور
يَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ ۙ
تجھ سے رخصت مانگتے ہیں عورتوں کے نکاح کی ف۱ ۸۸ع کہہ دے اللہ تم کو اجازت دیتا ہے ان کی
وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِيْ
اور وہ جو تم کو سنایا جاتا ہے قرآن میں ف۲ سو حکم ہے ان یتیم عورتوں کا جن کو
لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ
تم نہیں دیتے جو ان کے لئے مقرر کیا ہے اور چاہتے ہو کہ ان کو نکاح میں لے آؤ ف۳

عطا فرمایا تھا وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الخ یہ تخویف اخروی ہے زمین و آسمان میں اقتدار اعلیٰ کا مالک اللہ ہے اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے اس لئے وہ ہر ایک کو اس کے اعمال کی پوری پوری جزا دے گا یہاں تک دونوں حصے مع متعلقات ختم ہوئے اس کے بعد دونوں حصوں کے بعض مسائل یعنی احکام رعیت میں سے دوسرے اور چودھویں اور احکام سلطانیہ میں سے نویں حکم پر مزید روشنی ڈالی گئی ہے ۸۷ع

تنویر اوّل یہ احکام رعیت میں سے دوسرے حکم پر تنویر ہے وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى الخ (ع ۱) سے شبہ ہو سکتا تھا کہ یتیم لڑکیوں سے نکاح کرنا جائز نہیں یہاں اس شبہ کا ازالہ کر دیا گیا یعنی یہاں اس حکم کا منشا یہ نہیں کہ یتیم لڑکیوں سے نکاح کرنا جائز نہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ ان سے انصاف کا برتاؤ کرو اور ان کے حقوق ادا کرو اور اگر عدل نہ کر سکو تو پھر کسی دوسری عورت سے نکاح کر لو وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ کا عطف لفظ اللّٰهُ پر ہے اور اس سے مراد وہی آیت ہے جو رکوع اول میں گذر چکی ہے یعنی وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى الخ اور الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مجرور ہے اور فِيْهِنَّ میں ضمیر پر معطوف ہے اور وَاَنْ تَقُوْمُوْا میں واو تفسیریہ ہے اور ان تقوموا۔ یفتیکم کی تفسیر ہے یا یہ محل نصب میں بامر کہ محذوف کا مفعول ہے اور واؤ تفسیریہ ہے اصل میں تھا ویامرکم ان تقوموا الخ یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں یتیم لڑکیوں اور کمزوروں کے متعلق یہ حکم دیتا ہے کہ ان کے ساتھ ہر طرح انصاف کا برتاؤ کرو (من المدارک ج ۱ ص ۱۹۷ والروح ج ۵ ص ۱۶۱)

موضح قرآن ف۱ کتاب والوں کو خیال تھا کہ ہم خاص بندے ہیں بن ناسمجھی پر خلق بگڑی جاوے گی ہم نہ پکڑے جاویں گے۔ ہمارے پیغمبر حمایت کریں گے اور نادان مسلمان بھی اپنے حق میں یہی خیال رکھتے ہیں سو فرمایا کہ جو برا کریگا سزا پاویگا۔ کوئی ہو حمایت کسی کی پیش نہیں جاتی اللہ کا پکڑا دی چھوڑے تو چھوڑے دنیا کی مصیبت میں آدمی قیاس کر لے۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید یعنی چہ نوع باالشان معاملہ باید کرد واللہ اعلم ف۲ مترجم گوید جواب این استفتاء تفصیلے داشت پس خدا تعالیٰ بعض مسائل را حوالہ فرمود بر آیات سابقہ و آن مسئلہ تحریم ظلم بر یتامی النساء است و بعض را اینجا جواب داد و آن مسئلہ نشوز و تحریم میل کلی بیک زن و اعراض از زن دیگر و اباحۃ طلاق در صورت ضرورت واللہ اعلم ۱۲ ف۳ مترجم گوید در نکاح زنان یتیمہ رغبت میکردند بسبب براعت جمال و حداثت سن و در ادائے نفقہ و مہر تقصیر می نمودند واللہ اعلم ۱۲۔

ف۱ بشارت ۱۲۔

ف۲ ترغیب ۱۲۔

ف۳ سورت کے دونوں حصوں کے آخر میں تین احکام (دوسرے اور چودھویں حکم رعیت اور نویں حکم سلطانی) پر مزید روشنی ڈالی جا رہی ہے ۱۲۔

ف۴ دوسرے حکم رعیت پر تنویر یعنی دوسرے حکم کا یہ مقصد نہیں کہ یتیم لڑکیوں سے نکاح جائز نہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ انصاف کرو ۱۲۔

ف۵ لفظ اللہ پر معطوف ہے اور معطوف معطوف علیہ کا بیان ہے یعنی اللہ اس آیت وان خفتم الا تقسطوا فی الیتمٰی سے فتویٰ دے رہا ہے ۱۲

وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ لا وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى

اور حکم ہے ناتوان لڑکوں کا اور یہ کہ قائم رہو یتیموں کے حق میں

بِالْقِسْطِ ط وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ

انصاف پر اور جو کروگے بھلائی سو وہ اللہ کو

عَلِيْمًا ﴿۱۲۷﴾ وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ

معلوم ہے ف۱ اور اگر کوئی عورت ڈرے اپنے خاوند کے لڑنے سے ۵۸ یا

اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَاۤ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ط

جی پھر جانے سے تو کچھ گناہ نہیں دونوں پر کہ کرلیں آپس میں کسی طرح صلح

وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ط وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ط وَاِنْ

اور صلح خوب چیز ہے اور دلوں کے سامنے موجود ہے حرص ف۲ اور اگر

تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۲۸﴾

تم نیکی کرو اور پرہیزگاری کرو تو اللہ کو تمہارے سب کاموں کی خبر ہے ف۳

وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْۤا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ

اور تم ہرگز برابر نہ رکھ سکوگے عورتوں کو اگرچہ اس کی حرص کرو

فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ط وَاِنْ

سو بالکل پھر بھی نہ جاؤ کہ ڈال رکھو ایک عورت کو جیسے ادھر میں لٹکتی ف۴ اور اگر

تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۲۹﴾ وَاِنْ

اصلاح کرتے رہو اور پرہیزگاری کرتے رہو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۵ اور اگر

يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ط وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا

دونوں جدا ہوجاویں تو اللہ ہر ایک کو بے پرواہ کردے گا اپنی کشائش سے اور اللہ کشائش والا

حَكِيْمًا ﴿۱۳۰﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ط وَ

تدبیر جاننے والا ہے اور اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں ۵۹ اور

س۱ یفتیکم کی ضمیر پر معطوف ہے ۱۲- س۲ واو تفسیریہ ان تقوموا یفتیکم کی تفسیر ہے یا واو کے بعد یامرکم محذوف ہے- یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں یتیم لڑکیوں اور کمزور مردوں کے بارے میں یہ حکم دیتا ہے کہ ان کے ساتھ ہر طرح سے انصاف کرو ۱۲ س۳ چودھویں حکم رعیت پر تنویر یعنی اس حکم کا مقصد یہ ہے کہ مردوں کو چاہئے کہ وہ حتی الامکان درگذر کریں اور پہلی بیوی کو کالمعلقہ نہ کریں اسکا یہ مقصد نہیں کہ ہر ایک پورا پورا حق وصول کرے س۴ ہر ایک اپنے حقوق پر حریص ہوتا ہے اور اپنا حق نہیں چھوڑتا ۱۲ س۵ یعنی درگذر کرو ۱۲ س۶ ضمیر ھا سے پہلی بیوی مراد ہے ۱۲ س۷ یہ تخویف ہے یعنی سب کچھ اللہ ہی کے قبضہ میں ہے

[illegible]

۵۸ تنویر ثانی یہ چودھویں حکم رعیت پر تنویر ہے وان خفتم شقاق بینھما الخ (ع ۶) سے شبہ ہوتا تھا کہ اصلاح کے لئے ضروری ہے کہ ہر ایک کو اسکا پورا حق ملے یہاں اسکا ازالہ کردیا کہ اصلاح سے مراد عام ہے دونوں میں سے خواہ کسی ایک کو اپنے حق سے دستبردار ہونا پڑے جیسا کہ وان تحسنوا وتتقوا سے اسطرف اشارہ ہے یعنی ہر ایک اپنے حقوق پر حریص ہوتا ہے اور کسی طرح اپنا حق چھوڑنا نہیں چاہتا لیکن اگر تم تقاضائے نفس کے خلاف اپنا حق چھوڑ دو اور اس سے درگذر کرو تو یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے تمہارا یہ عمل ضائع نہیں جائیگا بلکہ تمہیں اسکا پورا پورا اجر ملیگا۔ وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْۤا اَنْ تَعْدِلُوْا الخ جب تم پہلی بیوی کی موجودگی میں دوسری شادی کرلو تو پورا سولہ آنے عدل انصاف اگرچہ تمہاری طاقت سے باہر ہے لیکن اپنی طاقت کے مطابق ضرور انصاف کرو اور پہلی بیوی کالمعلقہ مت چھوڑو وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا الخ پہلے تفریق کا ذکر نہیں تھا یہاں یہ بھی فرمادیا کہ اگر دونوں تفریق پر راضی ہوں تو تفریق کرلیں دونوں کا اللہ مالک و رازق ہے اور اپنی مہربانی سے دونوں کی بہتری کے اسباب پیدا کردیگا۔ نشوز کے معنی سرکشی کے ہیں وان تحسنوا احسان سے یہاں عفو و درگذر مراد ہے بقرینہ وان تعفوا اقرب للتقوٰی (بقرہ ع ۳۱) **۵۹** یہاں سے وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا تک تخویف اخروی ہے سب کچھ اللہ کے قبضہ اور اختیار میں ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے اس کے مواخذہ اور عذاب سے ڈرو فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ الخ اعادہ برائے تاکید مزید۔

موضح قرآن **ف۱** اس سورت کے اول میں تقید تھا یتیم کے حق کا اور فرمایا تھا کہ لڑکی یتیم جس کا ولی نہیں مگر چچا کا بیٹا اگر جانے کہ میں اسکا حق نہ ادا کرونگا تو آپ اسکو نکاح میں نہ لاوے کسی اور کو دے کہ آپ اس کا حمایتی رہے تو مسلمانوں نے ایسی عورتوں کو نکاح میں لانا موقوف کیا پھر دیکھا کہ بعضی جگہ لڑکی کے حق میں بہتر ہے کہ اپنا ولی ہی نکاح میں لاوے جو وہ اس کی خاطر کریگا غیر نہ کریگا تب حضرت سے رخصت مانگی۔ اس پر یہ آیت اتری۔ رخصت ملی اور فرمایا کہ وہ جو کتاب میں منع سنا تھا سو جب ہے کہ اُن کا حق پورا نہ دو اور یتیم کے حق کی تاکید تھی اور جو بھلائی کیا چاہو تو رخصت ہے **ف۲** یعنی مرد کا دل پھرا دیکھے اور عورت اپنا حق کچھ چھوڑ دے تو روا ہے اور جیوں کے سامنے دھری ہے حرص یعنی مال بچتا ہر کسی کو خوش لگتا ہے البتہ مرد راضی ہوجاوے گا **ف۳** یعنی انسان کی طبع میں مال کی حرص ہے اور ایک عورت پر زیادہ ڈھلا سو چاہئے نامقدور آپ کو بچاتا ہے بعد اس کے اللہ بخشنے والا ہے اور ادھر میں لٹکتی یہ کہ نہ اسکو آپ آرام سے رکھو نہ چھوڑ دو کہ اور کسی سے نکاح کرے

فتح الرحمٰن **ف۱** مترجم گوید یعنی از بخل غائب نمی شوند و آنرا نمی گذارند واللہ اعلم ۱۲ **ف۲** مترجم گوید معلقہ زنیست کہ نہ بیوہ باشد و نہ با او شوہر او موافقت کند واللہ اعلم ۱۲-

لَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ
ہم نے حکم دیا ہے پہلے کتاب والوں کو

وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ
اور تم کو کہ ڈرتے رہو اللہ سے اور اگر نہ مانوگے تو

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ
اللہ ہی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں اور

اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ﴿۱۳۱﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ
اللہ ہے بے پرواہ سب خوبیوں والا اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں ف۸۹ اور

مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۳۲﴾ اِنْ يَّشَاْ
جو کچھ ہے زمین میں اور اللہ کافی ہے کارساز ف۱ اگر چاہے

يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ؕ
تو تم کو دور کردے اے لوگو اور لے آئے اور لوگوں کو

وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا ﴿۱۳۳﴾ مَنْ كَانَ
اور اللہ کو یہ قدرت ہے جو کوئی

يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ
چاہتا ہو ثواب دنیا کا سو اللہ کے یہاں ہے ثواب

الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ﴿۱۳۴﴾
دنیا کا اور آخرت کا اور اللہ سب کچھ سنتا دیکھتا ہے ف۲

ع ۸ ۱۹ ۱۶

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ
اے ایمان والو قائم رہو انصاف پر ف۹۰

شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ
گواہی دو اللہ کی طرف کی اگرچہ نقصان ہو تمہارا یا ماں باپ کا یا قرابت والوں کا

سے تاکید کیلئے اعادہ کیا گیا ۱۲۔

سے دوبارہ اعادہ برائے مزید تاکید ۱۲۔

ے نواں حکم سلطانی پر تنویر یعنی اس حکم کا مقصد [illegible] شہادت میں حق انصاف کرو اور کسی [illegible] کی رعایت [illegible] ماں باپ [illegible] شہادت میں [illegible] کمی بیشی [illegible] ۱۲۔

ت۹ تنویر ثالث یہ حکم سلطانی پر تنویر ہے وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اصل میں تھا ولو کانت الشہادۃ علی انفسکم (مدارک ج ۱ صفحہ ۱۹۹) یہ شبہ ہو سکتا تھا کہ کسی غریب آدمی کو فائدہ پہنچانے کے لئے یا ماں باپ کی رعایت کی خاطر یا کسی بڑے آدمی کی اصلاح کی خاطر شاید گواہی میں کمی بیشی جائز ہو گی تو فرمایا کہ یہ ہرگز جائز نہیں بلکہ شہادت میں کسی کی رو رعایت مت کرو اور ہمیشہ گواہی پوری پوری ادا کرو۔ نویں حکم سلطانی سے یہ مفہوم ہوتا تھا کہ گواہی ہمیشہ سچی اور صحیح دینی چاہیئے۔ اس [illegible] اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا الخ یعنی اگر کوئی غنی ہے یا فقیر تو تم ان کا معاملہ خدا کے سپرد کردو وہ ان کے حال کو اور ان کی بہتری کو تم سے زیادہ جانتا ہے والمعنی وکلوا امرھم الی اللہ تعالیٰ فہو اعلم بھم و بحالھم (خازن ج ۱ صفحہ ۵۰۶) اس لئے تم اپنی خواہش کی پیروی کرتے ہوئے گواہی میں کمی بیشی مت کرو ان تعدلوا یا تو عدول (بمعنی حق سے اعراض) سے ماخوذ ہے یا عدل ضد جور سے دونوں صورتوں میں بتقدیر مضاف ماقبل کا مفعول لہ ہے وان تعدلوا من العدول عن الحق او من العدل وھو القسط فعلی الاول یکون التقدیر ارادۃ ان تجوروا او محبۃ ان تجوروا وعلی الثانی یکون التقدیر کراھۃ ان تعدلوا بین الناس و تقسطوا (مدارک ج ۱ صفحہ ۱۹۹ و بحر ج ۳ صفحہ ۳۷۰ واللفظ لہ) پہلی صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ تم حق اور انصاف سے روگردانی کی نیت سے خواہش نفس کی پیروی مت کرو اور دوسری صورت میں مفہوم یہ ہوگا تم عدل و انصاف کو ناپسند کرتے ہوئے خواہش نفس کا اتباع مت کرو۔

موضح قرآن ف۱ تین بار فرمایا کہ اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں پہلی بار کشش کا بیان ہے دوسری بار بے پروائی کا اگر تم منکر ہو تیسری بار کارسازی کا اگر تم تقوی پکڑو ف۲ یعنی سب ملکر شرع پر قائم ہو تو اللہ دنیا بھی دے اور آخرت بھی۔

اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا قف فَلَا

اگر کوئی مالدار ہے یا محتاج ہے تو اللہ ان کا خیرخواہ تم سے زیادہ ہے سو

تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا ج وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ

تم پیروی نہ کرو دل کی خواہش کی انصاف کرنے میں اور اگر تم زبان ملوگے یا

تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۳۵﴾ يٰٓاَيُّهَا

بچا جاؤگے تو اللہ تمہارے سب کاموں سے واقف ہے ف۱ اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ

ایمان والو یقین لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر

الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ

جو نازل کی ہے اپنے رسول پر اور اس کتاب پر جو نازل کی تھی

مِنْ قَبْلُ ط وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَ

پہلے ۹۱ اور جو کوئی یقین نہ رکھے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور کتابوں پر اور

رُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ﴿۱۳۶﴾

رسولوں پر اور قیامت کے دن پر وہ بہک کر دور جا پڑا ف۲ ف۱

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا

جو لوگ مسلمان ہوئے پھر کافر ہوگئے پھر مسلمان ہوئے پھر کافر ہوگئے ۹۲

ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا

پھر بڑھتے رہے کفر میں ف۲ تو اللہ ان کو ہرگز بخشنے والا نہیں اور نہ

لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا ﴿۱۳۷﴾ ط بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ

نہ دکھلاوے ان کو راہ ف۳ ف۳ خوش خبری سنادے منافقوں کو کہ ان کے واسطے ہے

عَذَابًا اَلِيْمَا ﴿۱۳۸﴾ لا اِۨلَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ

عذاب دردناک وہ جو بناتے ہیں کافروں کو اپنا رفیق

ف۹۱ یہاں سے منافقین مدینہ کیلئے زجریں ہیں۔ اٰمنوا ماضی سے مراد ایمان باللسان ہے اور اٰمِنوا سے مراد ایمان بالقلب ہے۔ منافقین جو ظاہری اور زبانی ایمان لائے تھے ان سے فرمایا کہ اخلاص اور دلی اعتقاد کے ساتھ اللہ کی توحید اس کے رسول کی رسالت اور دیگر تمام ضروریات پر ایمان لاؤ والخطاب للمنافقین المومنین ظاھرا فمعنی اٰمنوا اخلصوا الایمان (روح ج ۵ ص۱۶۹) ای یا ایھا الذین اٰمنوا نفاقا اٰمنوا اخلاصا (مدارک ج ۱ ص۱۹۵) والمعنی یاایھا الذین اٰمنوا بالسنتھم ولم تؤمن قلوبھم اٰمنوا بقلوبکم الخ (خازن ج ۱ ص۵۰۰) یا اٰمنوا ماضی سے مراد ہے اٰمنوا بالکتب السابقۃ والرسل السابقین اور اٰمنوا امر سے مراد اٰمنوا بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم والقرآن یعنی جو گذشتہ کتابوں اور رسولوں پر لائے ہو آخری رسول اور آخری کتاب پر بھی ایمان لاؤ۔ اس صورت میں خطاب تمام اہل کتاب سے ہوگا۔ قیل ہو خطاب لاہل الکتب جمیعا والمعنی یاایھا الذین اٰمنوا بموسٰی والتوراۃ وبعیسی والانجیل اٰمنوا بمحمد والقراٰن۔ (خازن) **ف۹۲** یہ تمام منافقوں کو زجر ہے اور بار بار ایمان لانے اور کفر کرنے کی مفسرین نے متعدد توجیہیں کی ہیں لیکن سب سے دل لگتی بات یہ ہے کہ اس سے ان کے تردد اور تذبذب کا بیان مقصود ہے۔ قال القفال رحمۃ اللہ علیہ ولیس المراد بیان ھذا العدد بل المراد ترددھم کما قال مذبذبین بین ذالک لا الی ھؤلاء ولا الی ھؤلاء (کبیر ج ۳ ص۲۸۷) اور ازدادوا کفرا سے مراد یہ ہے کہ کفر کے ساتھ ساتھ کافروں سے اندرونی طور پر دوستی بھی رکھتے ہیں پھر بشر المنافقین سے منافقوں کے لئے تخویف اخروی ہے۔

ف۱ یہ زجریں ہیں منافقین کے لئے ۱۲۔

ف۲ یعنی باللسان

اس سے منافقین یہود مراد ہیں ۱۲

ف۳ یعنی بالقلب ۱۲

ف۴ [illegible] منافقین [illegible] ۱۲

ف۵ منافقین کی تخویف کا بیان ہے ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی گواہی میں مخلوظ کی خاطر نہ کرو اور محتاج پر ترس نہ کھاؤ اور قرابت نہ دیکھو حق ہو سو کہو اور اگر سچ کہا پر ملی زبان سے کہ سننے کو شبہ پڑا یا تمام قصہ نہ کہا کچھ بات کام کی رکھ لی یہ بھی گناہ ہے **ف۲** ایمان والے فرمایا ہے ان کو جو ظاہر میں مسلمان ہیں سو ان کو تقید ہے کہ جبتک دل سے یقین نہ لا دیں ان سب چیزوں کا تو خدا کے یہاں مسلمان نہیں **ف۳** یعنی ظاہر میں مسلمان ہے اور دل سے بھٹکتے رہے تو اگر آخر کو بے یقین مرے تو کافر کے برابر ہیں ان کو بخشش نہیں اور ظاہر کی مسلمانی سے وہاں راہ نہ ملے گی۔

فتح الرحمن ف۱ مترجم گوید مراد آنست کہ ہر کہ در ملت اسلامیہ داخل شد اورا بتفصیل تصدیق ایں چیزہا باید کردن واللہ اعلم ۱۲ ف۲ یعنی اصرار کردند ۱۲ ف۳ مترجم گوید از ینجا وعید منافقان بیان میفرماید واللہ اعلم ۱۲۔

مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ
مسلمانوں کو چھوڑ کر ۹۳ کیا ڈھونڈتے ہیں ان کے پاس عزت سو
الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ؕ ﴿۱۳۹﴾ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ
عزت تو اللہ ہی کے واسطے ہے ساری اور حکم اتار چکا تم پر قرآن میں کہ
اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا
جب سنو اللہ کی آیتوں پر انکار ہوتے اور ہنسی ہوتے تو نہ بیٹھو
مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۖ اِنَّكُمْ اِذًا
ان کے ساتھ یہاں تک کہ مشغول ہوں کسی دوسری بات میں نہیں تو تم بھی
مِّثْلُهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ
انہیں جیسے ہوگئے اللہ اکٹھا کرے گا منافقوں کو اور کافروں کو دوزخ میں
جَمِيْعَا ۙ ﴿۱۴۰﴾ الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ
ایک جگہ ف۱ وہ منافق جو تمہاری تاک میں ہیں پھر اگر تم کو
فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ؗ وَاِنْ كَانَ
فتح ملے اللہ کی طرف سے تو کہیں کیا ہم نہ تھے تمہارے ساتھ ف۱ اور اگر
لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَ
نصیب ہو کافروں کو تو کہیں کیا ہم نے گھیر نہ لیا تھا تم کو ف۲ اور
نَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ
بچا دیا تم کو مسلمانوں سے ف۳ سو اللہ فیصلہ کرے گا تم میں
الْقِيٰمَةِ ؕ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ
قیامت کے دن اور ہرگز نہ دے گا اللہ کافروں کو مسلمانوں پر
سَبِيْلًا ﴿۱۴۱﴾ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ
غلبہ کی راہ ف۲ ف۳ البتہ منافق دغابازی کرتے ہیں اللہ سے اور وہی ان کو دغا دے گا

ع ۲۰
۱۷

ل تخویف اخروی ۱۲
۲ منافقین کی ایک
نفاق کا بیان ہے
زجر ۱۲
۲ منافقین کے نفاق
کا بیان ہے زجر ۱۲

۹۳ یہ منافقین کی ایک خباثت کا بیان ہے کہ ظاہری طور پر تو وہ ایمان کا اظہار کرتے ہیں لیکن پوشیدہ طور پر ان کی دوستی کافروں سے ہے اور ان کی دلی ہمدردیاں بھی کافروں کے ساتھ ہیں اور جب وہ آپس میں بیٹھتے ہیں تو اسلام کا مذاق اڑاتے ہیں اس لئے ایمان والو تم ان سے الگ رہو۔ اَلَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ان کے دلوں کے کھوٹ کا یہ حال ہے کہ ہر وقت تم پر مصیبت کے منتظر رہتے ہیں اور ان کی دو رخی پالیسی کا نمونہ بھی دیکھ لو جب اللہ کی طرف سے تم کو کافروں پر فتح حاصل ہوتی ہے تو تم پر اپنا حق جتلاتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ تھے اور جہاد میں تمہارے شریک تھے اور اگر اتفاق سے کافروں کی فتح ہوگئی تو فوراً ان کے پاس پہنچ کر ان پر اپنا احسان جتلاتے ہیں کہ ہم مسلمانوں کی فوج کو بوجہ منافقت اور ظاہری اسلام اپنے کو مسلمانوں میں شامل کرتے رہے، تم پر غالب آچکے تھے مگر ہم نے اپنی خوش تدبیری سے لڑائی کا رخ بدل دیا اور تمہاری شکست فتح میں تبدیل ہوگئی یہ محض اس لئے ہوا کہ ہم نے تمہاری خفیہ طور پر مدد کی اور تمہیں پناہ دی اور مسلمانوں کو تم سے روک لیا۔

موضح قرآن ف۱ جو شخص ایک مجلس میں اپنے دین کے عیب سنے پھر انہی میں بیٹھے اگرچہ آپ نہ کہے وہ منافق ہے ف۲ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص راہ حق میں ہو اور گمراہوں سے بھی بنائے رکھے یہ بھی نفاق ہے۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی از زمرۂ شما ایم ۱۲ ف۲ مترجم گوید یعنی خواہ مخواہ شمارا مصلحت دادیم کہ با مسلمانان بجنگید و نگذاشتیم کہ بمصلحت دیگر عمل کنید واللہ اعلم ۱۲ ف۳ مترجم گوید یعنی سعی کردیم کہ ضرر مسلمانان بشما نرسد واللہ اعلم ۱۲۔ ف۴ مترجم گوید یعنی نشود کہ اسلام را مستاصل گردانند واللہ اعلم ۱۲۔

وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ
اور جب کھڑے ہوں نماز کو تو کھڑے ہوں ہارے جی سے لوگوں کو دکھانے کو
وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۴۲﴾ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ
اور یاد نہ کریں اللہ کو مگر تھوڑا سا ادھر میں لٹکتے ہیں دونوں کے بیچ
لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ
نہ ان کی طرف اور نہ ان کی طرف اور جس کو گمراہ کرے اللہ تو ہرگز نہ
تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۱۴۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا
پاوے گا تو اس کے واسطے کہیں راہ اے ایمان والو نہ بناؤ
الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَتُرِيْدُوْنَ
کافروں کو اپنا رفیق مسلمانوں کو چھوڑ کر ۹۴ کیا لیا چاہتے ہو
اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۴۴﴾ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ
اپنے اوپر اللہ کا الزام صریح بے شک منافق ہیں
فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ﴿۱۴۵﴾ۙ
سب سے نیچے درجہ میں دوزخ کے اور ہرگز نہ پاویگا تو ان کے واسطے کوئی مددگار
اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا
مگر جنہوں نے توبہ کی اور اپنی اصلاح کی اور مضبوط پکڑا اللہ کو اور خالص
دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰۗىِٕكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ وَسَوْفَ يُؤْتِ
حکم بردار ہوئے اللہ کے سو وہ ہیں ایمان والوں کے ساتھ اور جلد دے گا
اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۴۶﴾ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ
اللہ ایمان والوں کو بڑا ثواب کیا کرے گا اللہ تم کو
بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۷﴾
عذاب کر کے اگر تم حق کو مانو ۹۵ اور یقین رکھو اور اللہ قدردان ہے سب کچھ جاننے والا

تذبذبائے منافقین ۱۲

تخویف اخروی برائے منافقین ۱۲

بشارت برائے مؤمنین مخلصین ۱۲

تخویف دنیوی برائے منافقین ۱۲

۹۴ یہ خطاب بھی انہی لوگوں سے ہے جو منافقانہ طور پر مومن تھے اور کافروں سے دوستی رکھتے تھے یا یہ خطاب عام ہے مومنوں اور منافقوں سب کو شامل ہے قال ابن عطیۃ خطابہ للمؤمنین یدخل فیہ بحکم الظاہر المنافقون المظاہرون للایمان (بحر ج ۳ ص ۳۷۹) اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ یہ منافقین کے لئے تخویف اخروی ہے اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا یہ حکم مذکور سے استثنا ہے یعنی جن منافقوں نے نفاق سے توبہ کر لی اور دل کے اخلاص سے ایمان قبول کر لیا ان کو مذکورہ بالا عذاب نہیں ہوگا بلکہ جنت میں مخلص مومنوں کے ساتھ ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر عظیم پائیں گے۔

۹۵ یہ خطاب منافقوں سے ہے یعنی اگر تم اللہ تعالیٰ کے انعامات کی قدر شناسی کرو اور اخلاص کے ساتھ ایمان لے آؤ تو اسے کیا ضرورت ہے کہ وہ تمہیں بلا وجہ عذاب دے وہ تو قدردان ہے اور سب کچھ جانتا ہے جو اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرے اور اس پر خالص ایمان لائے وہ ضرور اسکو اچھا بدلہ دے گا۔

ف۹۶ یہ آیت یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ سے متعلق ہے اور السوء من القول سے کلمہ کفر مراد ہے اور مَنْ ظُلِمَ میں ظلم سے جبر اور اکراہ مراد ہے مطلب یہ کہ پہلے منافقوں کو کافروں کی دوستی سے منع فرمایا جس سے مقصود یہ تھا کہ وہ خالص ایمان لے آئیں یہاں فرمایا ہاں اگر کافر تم پر جبر کریں اور زبردستی تم سے کلمہ کفر کہلوائیں تو اس وقت جان بچانے کے لئے کلمہ کفر زبان سے کہہ دو لیکن دل کی تصدیق اور خالص ایمان میں ذرہ بھر فرق نہ آنے پائے جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ (النحل ع ۱۴) وقال المنیر معناہ الا من

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ
اللہ کو پسند نہیں کسی کی بری بات کا ظاہر کرنا مگر جس پر ظلم ہوا ہو ف۹۶
وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۸﴾ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ
اور اللہ ہے سننے والا جاننے والا ف۱ اگر تم کھول کر کرو کوئی بھلائی یا اس کو چھپاؤ ف۹۷
اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ﴿۱۴۹﴾
یا معاف کرو برائی کو تو اللہ بھی معاف کرنے والا بڑی قدرت والا ہے ف۲
اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ
جو لوگ منکر ہیں اللہ سے اور اس کے رسولوں سے ف۹۸ اور چاہتے ہیں کہ
يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ
فرق نکالیں اللہ میں اور اس کے رسولوں میں ف۳ اور کہتے ہیں ہم مانتے ہیں بعضوں کو
وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ
اور نہیں مانتے بعضوں کو اور چاہتے ہیں کہ نکالیں اس کے بیچ میں
سَبِيْلًا ﴿۱۵۰﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا
ایک راہ ایسے لوگ وہی ہیں اصل کافر اور ہم نے تیار کر رکھا ہے
لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۵۱﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ
کافروں کے واسطے ذلت کا عذاب ف۳ اور جو لوگ ایمان لائے اللہ پر اور
رُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ
اس کے رسولوں پر اور جدا نہ کیا ان میں سے کسی کو ف۹۹ ان کو جلد
يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۵۲﴾
دے گا ان کے ثواب اور اللہ ہے بخشنے والا مہربان ف۲
يَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ
تجھ سے درخواست کرتے ہیں اہل کتاب کہ تو ان پر اتار لاوے لکھی ہوئی کتاب

منزل ۱

ع ۲۱ ۱۱ ۱

اکرہ علی ان یجہر بالسوء کفرا او نحوہ فذلک مباح والآیۃ فی الاکراہ (بحر ج ۳ ص ۳۸۲) ف۹۷ یہ خطاب مومنوں سے ہے یعنی اگر تم علانیہ کسی پر احسان کرو یا چھپا کر یا کسی کی غلطیوں سے درگذر کرو تو یہ بہت ہی اچھی بات ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ باوجودیکہ قدرت کاملہ کا مالک ہے مگر پھر بھی گنہگاروں سے عفو و درگذر فرماتا ہے اس لئے بے شک منافقین کافروں سے دوستی رکھتے ہیں لیکن اس بناء پر تم ان کے خلاف اپنے دلوں میں بغض و عداوت اور انتقام کا جذبہ مت پیدا کرو بلکہ معاف کرو اور درگذر سے کام لو ممکن ہے تمہارا ایسا رویہ ان کے اخلاص کا باعث بن جائے ف۹۸ یہ اہل کتاب یعنی یہود کے لئے زجر ہے ویریدون میں واؤ تفسیریہ ہے یعنی وہ چاہتے ہیں کہ اللہ پر تو ایمان لے آئیں لیکن اس کے تمام رسولوں پر ایمان نہ لائیں وَیَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ بلکہ وہ کہتے ہیں ہم بعض رسولوں پر تو ایمان لاتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے یہ لوگ ایمان اور کفر کے درمیان ایک راستہ نکالنا چاہتے ہیں لیکن یاد رکھو یہ لوگ پکے کافر ہیں ان کے کفر میں رائی برابر شک و شبہ کی گنجائش نہیں اور وہ بالکل ان کافروں کی طرح پورے اور کامل کافر ہیں جو تمام پیغمبروں کے منکر ہیں والمعنی اولئک ہم الکافرون کفرا کاملا ثابتا حقا یقینا (کبیر ج ۳ ص ۴۹۲) وَاَعْتَدْنَا سے تخویف اخروی ہے ف۹۹ یہاں لوگوں کے لئے بشارت اخروی ہے جو اللہ پر اور اس کے تمام رسولوں پر ایمان لاتے ہیں آخرت میں نجات اور اجر و ثواب حاصل کرنے کے لئے سب پر ایمان لانا ضروری ہے جیسا کہ سورۂ بقرہ (ع ۴۰) میں فرمایا كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ف۱۰۰ یہ بھی یہود کے لئے زجر ہے۔ یہود ضد و عناد کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے تھے کہ آپ ان کے لئے اللہ کی طرف سے دفعۃً ایک کتاب لے آئیں جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تورات

۱ یہ متعلق ہے لا تتخذوا الکافرین اولیاء کے ساتھ ۱۲
۲ یعنی اس کا ثواب ۱۲
۳ یعنی الا من اکرہ ۱۲
۴ خطاب برائے مومنین مخلصین ۱۲
۵ زجر برائے اہل کتاب مع تخویف اخروی ۱۲۔
۶ بشارت برائے مومنین ۱۲۔
۷ زجر برائے یہود ان کے از راہ عناد سوال کرنے پر رسول کا جواب اگلے رکوع میں انا اوحینا الیک سے دیا گیا ہے ۱۲۔

موضح قرآن ف۱ یعنی کسی میں عیب دین یا دنیا معلوم کرے تو اس کو مشہور نہ کرے کیونکہ اللہ سنتا جانتا ہے وہ ہر کسی کو جزا دے گا اسی کو غیبت کہتے ہیں اس میں مظلوم کو روا ہے کہ ظالم کا ظلم بیان کرے اسی طرح اور بھی کئی مقام ہیں جن میں غیبت روا ہے یہ حکم یہاں شاید اس پر فرمایا کہ منافق کا نام مشہور نہ کرے جیسے حضرت نے مشہور نہیں کیا۔ اس میں اس کا دل زیادہ بگڑتا ہے پیہم نصیحت کرے منافق آپ سمجھ لیگا اس میں شاید ہدایت پاوے ف۲ یعنی منافق کو چاہو کہ صادق کرو تو ظاہر کے طعن سے چھپا سمجھانا بہتر ہے اور درگذر خوب ہے اللہ بھی جانتا بوجھتا بندوں سے درگذر کرتا ہے ف۳ یہاں سے ذکر ہے یہود کا۔ قرآن میں اکثر ان کا اور منافقوں کا ذکر اکٹھا ہی فرمایا ہے اور اللہ کا ماننا یہی ہے کہ زمانے کے پیغمبر کا حکم مانے اس بغیر اللہ کا ماننا غلط ہے۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی بخدا ایمان آرند و بہ پیغمبراں ایمان نیارند ۱۲ ف۲ مترجم گوید اینجا خدا تعالیٰ رد شبہ یہود میکند کہ قرآن چرا یکدفعہ مثل الواح موسیٰ نازل نشد و ایں سخن ممتد است تا یا اہل الکتاب لا تغلوا فی۔ واللہ اعلم ۱۲۔

لائے تھے تو پھر وہ آپ پر ایمان لے آئیں گے آیت کے اس حصے میں اسی سوال کا ذکر ہے اس کے بعد پورے رکوع میں یہود کے لئے زجریں ہیں اور ان کی بدباطنی اور شرارت نفس کا ذکر ہے کہ ان کا یہ سوال کوئی نئی بات نہیں بلکہ ان کی پوری تاریخ ہی اس قسم کی شرارتوں سے بھری پڑی ہے پھر اِذْ جَآءَتْنَا اٰیٰتٌ (ع ۲۳) سے اصل سوال کا جواب دیا گیا ہے [۱۰۱] یہ یہود کی ایک شرارت کا ذکر ہے یعنی آپ سے تو انھوں نے یہی سوال کیا ہے کہ دفعۃً کتاب لائیں۔ خود حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تو انھوں نے یہانتک مطالبہ کردیا تھا کہ جب تک خدا کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھیں گے اس وقت تک نہیں مانیں گے اور انھوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عدم موجودگی میں سامری کے گوسالہ کی پرستش بھی کی تھی حالانکہ مسئلہ توحید ان پر واضح کیا جاچکا تھا ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ میں ثُمَّ ترتیب کے لئے نہیں بلکہ محض

السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰۤى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْۤا اَرِنَا

آسمان سے [۱۰۱] سو مانگ چکے ہیں موسیٰ سے اس سے بھی بڑی چیز [۱] اور کہا ہم کو دکھلا دے

اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ

اللہ کو بالکل سامنے سو آپڑی ان پر بجلی ان کے گناہ کے باعث پھر

اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ

بنا لیا بچھڑے کو (معبود) بہت کچھ نشانیاں پہنچ چکنے کے بعد

فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ ۚ وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۵۳﴾

پھر ہم نے وہ بھی معاف کیا اور دیا ہم نے موسےٰ کو غلبہ صریح

وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا

اور ہم نے اٹھایا ان پر پہاڑ قرار لینے کے واسطے اور ہم نے کہا ان سے داخل ہو

الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَاَخَذْنَا

دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے اور ہم نے کہا کہ زیادتی مت کرو ہفتہ کے دن میں اور ہم نے اُن سے لیا

مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۱۵۴﴾ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَ

قول مضبوط ان کو جو سزا ملی سو ان کی عہد شکنی پر اور

كُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ

منکر ہونے پر اللہ کی آیتوں سے [۱۰۲] اور خون کرنے پر پیغمبروں کا ناحق اور

قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ۭ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ

اس کہنے پر کہ ہمارے دل پر غلاف ہے [۱۰۳] سو یہ نہیں بلکہ اللہ نے مہر کردی ان کے دل پر کفر کے سبب سو ایمان نہیں لاتے

اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۵۵﴾ وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا

مگر کم اور ان کے کفر پر اور مریم پر بڑا طوفان

عَظِيْمًا ﴿۱۵۶﴾ وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ

باندھنے پر اور ان کے اس کہنے پر کہ ہم نے قتل کیا مسیح [۱۰۴] عیسیٰ مریم کے بیٹے کو

تعقیب ذکری کے لئے ہے کیونکہ گوسالہ کی پرستش کا واقعہ مذکورہ سوال (ارنا اللہ جہرۃ) سے پہلے کا ہے۔ وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ یہ ان کی انتہائی سرکشی اور نافرمانی کا بیان ہے۔ وہ انتہائی سرکش تھے ہم نے ان پر کوہ طور اٹھا کر ان سے اطاعت کا عہد لیا۔ ہم نے ان سے کہا کہ تم شہر میں جاؤ اور اللہ کے گھر میں اس کی عبادت بجالاؤ نیز ہم نے سنیچر کے دن ان کو مچھلی کا شکار کرنے سے منع کردیا تھا اور ان تمام چیزوں کا ہم نے ان سے پختہ عہد لیا تھا مگر انھوں نے نہ صرف ان عہود و مواثیق کو توڑا بلکہ اور بھی بہت بڑے سنگین جرموں کا ارتکاب کیا جس کے نتیجہ میں انھیں طرح طرح کی سزائیں دی گئیں [۱۰۲] بار سببیہ اور ما زائدہ ہے یہاں سے یہود کی ان شرارتوں کا بیان ہے جو ان کی سزا کا سبب ہوئیں جس کا ذکر آگے حرمنا علیهم طیبات میں آرہا ہے چنانچہ نقضهم۔ وبکفرهم وقولهم۔ وبصدهم واخذهم الربوا اور واکلهم اموال الناس یہ سب فبما نقضهم پر معطوف ہیں اور سب حرمنا سے متعلق ہیں یعنی ان کی یہ تمام شرارتیں ہی اس بات کا سبب بنیں کہ ہم نے بطور سزا بعض حلال چیزیں ان پر حرام کردیں [۱۰۳] غُلْفٌ۔ غِلَافٌ کی جمع ہے جس کے معنی ظرف کے ہیں۔ یہودی کہتے تھے ہم خود اہل کتاب ہیں اور ہمارے دل علوم و معارف سے پر ہیں اور ہم کافی لکھے پڑھے ہیں اور پہلے سے ہی ہدایت پر ہیں اس لئے ہمیں قرآن کی ضرورت نہیں ای اوعیۃ للعلم فنحن مستغنون بما عن غیرہ قالہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنهما وعطاء (روح ج ۶ ص ۹) بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بل ترقی کے لئے ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر جباریت ماردی ہے اس لئے اب ہدایت اور علم کی کوئی بات ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوسکتی [۱۰۴] یہ بھی یہود کا ایک جھوٹا دعویٰ تھا کہ ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو قتل کردیا ہے وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ یہاں ان کے غلط دعوے کی تردید فرمائی کہ عیسیٰ ابن مریم کو قتل کرنا تو درکنار انھوں نے اس کو سولی پر چڑھایا تک نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو ان کے خبیث ہاتھوں سے بچالیا۔ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ اس کے دو معنی ہیں۔ [۱] اول یہ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی شکل ایک دوسرے شخص پر ڈال دی گئی اور اسے ان کا شبیہ اور ہمشکل بنادیا گیا جسے یہودیوں نے مسیح سمجھ کر سولی دے دی جیسا کہ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ جب یہود حضرت مسیح علیہ السلام کو سولی دینے کے لئے گرفتار کرنے گئے تو ایک شخص طیطانوس نامی کو اس مکان میں داخل کیا جس میں حضرت مسیح علیہ السلام تھے جب طیطانوس اندر داخل ہوا تو مسیح علیہ السلام کو وہاں نہ پایا کیونکہ اللہ نے ان کو آسمان پر اٹھالیا اور طیطانوس کو ان کا ہمشکل بنادیا وہ باہر نکلا تو یہودیوں نے اسے مسیح سمجھ کر سولی پر لٹکا دیا۔ چونکہ یہ شخص سخت ترین شریر تھا اور حضرت مسیح علیہ السلام کو اس سے سخت اذیت پہنچی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس طرح اس کی شرارتوں کا بدلہ دیدیا۔ دوم [۲] یہ کہ ولکن شبہ لهم (یعنی معاملہ ان کے لئے مشتبہ کردیا گیا) یہ ان یہودیوں کے بارے میں ہے جو اپنے آباء و اجداد کی تقلید میں کہتے چلے آرہے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو سولی دیدی گئی اور یہ شبہ میں ڈالنے والے زمانہ مسیح کے

[۱] یہود از راہ عوج حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بھی اس قسم کے سوال کرتے تھے ۱۲۔

[۲] ثم تعقیب ذکری کے لئے ہے ۱۲۔

[۳] یہاں سے اسباب کا ذکر ہے بطور زجر اور ان اسباب کا حکم بطور سزا حرمنا علیهم طیبات میں مذکور ہے ۱۲۔

رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ
جو رسول تھا اللہ کا اور انہوں نے نہ اس کو مارا اور نہ سولی پر چڑھایا ولیکن وہی صورت بن گئی ان کے آگے
وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ مَا لَهُمْ بِهٖ
اور جو لوگ اس میں مختلف باتیں کرتے ہیں تو وہ لوگ اس جگہ شبہ میں پڑے ہوئے ہیں کچھ نہیں ان کو
مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ﴿۱۵۷﴾ بَلْ
اس کی خبر صرف اٹکل پر چل رہے ہیں اور اس کو قتل نہیں کیا بیشک بلکہ
رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۵۸﴾ وَاِنْ
اس کو اٹھا لیا اللہ نے اپنی طرف ف۱۰۵ اور اللہ ہے زبردست حکمت والا ف۱ اور جتنے
مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَ
فرقے ہیں اہل کتاب کے سو عیسیٰ پر یقین لاویں گے اس کی موت سے پہلے ف۱۰۶ اور
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ﴿۱۵۹﴾ فَبِظُلْمٍ مِّنَ
قیامت کے دن ہوگا ان پر گواہ ف۲ ف۱ سو یہود کے
الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَ
گناہوں کی وجہ سے ف۱۰۷ ہم نے حرام کیں ان پر بہت سی پاک چیزیں جو ان پر حلال تھیں اور
بِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۙ﴿۱۶۰﴾ وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَ
اس وجہ سے کہ روکتے تھے اللہ کی راہ سے بہت ف۳ اور اس وجہ سے کہ سود لیتے تھے اور
قَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ؕ وَ
ان کو اس کی ممانعت ہو چکی تھی اور اس وجہ سے کہ لوگوں کا مال کھاتے تھے ناحق اور
اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۶۱﴾ لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ
تیار کر رکھا ہے ہم نے کافروں کے واسطے جو ان میں ہیں عذاب دردناک ف۲ لیکن جو پختہ ہیں
فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ
علم میں ان میں ف۱۰۸ اور ایمان والے سو مانتے ہیں اس کو جو نازل ہوا

منزل ۱

۱ یعنی لفظ ثم اسباب مذکورہ کا اعادہ کیا گیا ہے بوجہ بعد عہد ۱۲۔

۲ یہ تمام اسباب مذکورہ کا بطور سزا حکم ہے ۱۲۔

۳ یہ بہ نقضہم پر معطوف ہے ۱۲

۴ بشارت برائے مومنین اہل کتاب ۱۲

علماء سو رہتے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے ہاتھوں سے نکل گئے تو انھوں نے غلطی سے کسی کو پکڑ کر پھانسی دیدی اور کسی کو اسے دیکھنے نہیں دیا اور نہ کسی کو اس کے قریب آنے دیا اور پھر اسے دفن کر دیا اور لوگوں میں یہ بات مشہور کر دی کہ انھوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کو پھانسی دیدی ہے اس سے لوگوں کو شبہ پڑ گیا کہ شاید ایسا ہی ہوا اور اس معاملے کا چونکہ عینی اور چشم دید گواہ کوئی نہیں تھا اس لئے یہ بات شبہے سے آگے بڑھ کر یقین کی حد تک نہ پہنچی یہ قول حضرت مولانا انور شاہ صاحبؒ نے امام ابن حزم کی کتاب الملل والنحل سے عقیدۃ الاسلام (ص۱۰۱) میں نقل کیا ہے اور حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کو ترجیح دی ہے **ف۱۰۵** وما قتلوہ کا اعادہ تاکید کے لئے ہے یعنی کسی قسم کا قتل واقع نہیں ہوا نہ سولی سے نہ بغیر سولی کیونکہ نفی مطلق قتل کی ہے اور یقیناً نفی قتل کی تاکید ہے اور مطلب یہ ہے کہ انھوں نے مسیح علیہ السلام کو ہرگز قطعاً قتل نہیں کیا اور عدم قتل نہایت ہی پختہ اور ثابت شدہ حقیقت ہے حضرت حسن بصری فرماتے ہیں وما قتلوہ حقاً اس پر علامہ ابو حیان لکھتے ہیں فانتصابہ علی انہ مؤکد لمضمون الجملۃ المنفیۃ کقولک ما قتلوہ حقا ای حق انتفاء قتلہ حقا (بحر ج ۳ ص۳۹۱) اسی طرح امام نسفی لکھتے ہیں وما قتلوہ حقا فیجعل یقینا تاکیداً لقولہ وما قتلوہ ای حق انتفاء قتلہ حقا (مدارک ج ۱ ص۲۰۴) بل رفعہ اللّٰہ الیہ یعنی جس کو وہ قتل کرنا چاہتے تھے اسے تو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر اٹھا لیا اور وہ زبردست اور حکمت والا ہے وہ ایسا کر سکتا ہے اور اس کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ان آیتوں کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ بجسد عنصری آسمان پر اٹھا لیا گیا۔ مسیح علیہ السلام کے رفع جسمانی میں احادیث نبویہ حد تواتر کو پہنچ چکی ہیں جیسا کہ مولانا انور شاہ صاحب نے التصریح میں ان کو ذکر کیا ہے اور پھر اس عقیدہ پر امت کا اجماع بھی ہے کما فی البحر المحیط وعقیدۃ الاسلام۔ اس مسئلہ کی مزید تحقیق و تفصیل کیلئے عقیدۃ الاسلام از مولانا سید انور شاہؒ کا مطالعہ کیا جائے۔

ف۱۰۶ اس آیت کے دو معنی ہیں اول یہ کہ بہٖ کی ضمیر حقیقۃ ما قال محمد صلی اللہ علیہ وسلم (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کی صداقت) کی طرف راجع ہے اور موتہٖ کی ضمیر مجرور کا مرجع اھل الکتب ہے اور یکون علیھم شھیدا میں یکون کا اسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں مطلب یہ کہ ہر اہل کتاب اپنی موت سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر ایمان لے آئیگا جیسا کہ ایک اور آیت سے اسکی تائید ہوتی ہے سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ (حم السجدۃ ع ۶) اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن شہادت دیں گے کہ اے اللہ میں نے انہیں پیغام حق پہنچا دیا تھا لیکن انھوں نے نہیں مانا۔ حضرت شیخ رحمہ اللہ کے نزدیک یہی معنی راجح ہے

موضح قرآن **ف۱** یہود کہتے ہیں کہ ہم نے مارا عیسیٰ کو اور مسیح اور رسول خدا نہیں کہتے یہ اللہ نے ان کی خطا ذکر فرمائی اور فرمایا کہ اسکو ہرگز نہیں مارا حق تعالیٰ نے اس کی ایک صورت انکو بنا دی اس صورت کو سولی پر چڑھایا پھر فرمایا کہ نصاریٰ بھی اول سے یہی کہتے ہیں کہ مسیح کو مارا نہیں وہ زندہ ہے لیکن تحقیق نہیں سمجھتے کئی باتیں کہتے ہیں بعضے کہتے ہیں کہ بدن کو مارا ان کی روح اللہ پاس چڑھ گئی بعضے کہتے ہیں مارا تھا پھر تین روز میں زندہ ہو کر بدن سے چڑھ گئے ہر طرح وہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ اس کو نہیں مارا سو یہ خبر اللہ کو ہے اس نے بتایا کہ اس کی صورت کو مارا اور ان کے پکڑتے وقت نصاریٰ سرک گئے تھے اور یہود بھی نہ پہنچے تھے اسی آن کی خبر ان کو نہ اُن کو **ف۲** حضرت عیسیٰ ابھی زندہ ہیں جب یہود میں دجال پیدا ہو گا تب اس جہان میں آکر اس کو ماریں گے اور یہود و نصاریٰ سب ان پر ایمان لاویں گے کہ یہ مرے نہ تھے **ف۳** یعنی اوپر سے سب شرارتیں ان کی جو ذکر کیں بعضی پہلے ہوئیں اور بعضی پیچھے لیکن مجمل یہ کہ گناہ پر دلیر تھے اس واسطے ان کے لئے شریعت سخت رکھی کہ سرکشی توڑے۔

فتح الرحمن **ف۱** مترجم گوید یعنی یہودی کہ حاضر شوند نزول عیسیٰ را البتہ ایمان آرند واللہ اعلم ۱۲ **ف۲** مترجم گوید اگر گوئی انکار عیسیٰ بعد نزول توریت کردہ بودند و تحریم لحوم ابل و تحریم ذی ظفر در توریت مذکور بود پس چگونہ جزاء انکار عیسیٰ باشد گوئیم نزدیک این بندہ ظاہر آنست کہ مراد از تحریم طیبات موقوف داشتن نعمتہائی است کہ سابق ایشانرا دادہ بودند از بادشاہی و نبوت و نصرت و غیر آن و این مشابہ این آیہ است ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ الآیۃ و این آیت وحرام علی قریۃ اہلکناہا و حینئذ جمیع کلام باہم مربوط باشد واللہ اعلم ۱۲

اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَ
تجھ پر اور جو نازل ہوا تجھ سے پہلے اور آفریں ہے نماز پر قائم رہنے والوں کو اور
الْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ
جو دینے والے ہیں زکوٰۃ کے اور یقین رکھنے والے ہیں اللہ پر اور قیامت کے دن پر
اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا (١٦٢) اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ
سو ایسوں کو ہم دیں گے بڑا ثواب ہم نے وحی بھیجی تیری طرف
كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَاَوْحَيْنَآ
جیسے وحی بھیجی نوح پر ف۱ اور ان نبیوں پر جو اس کے بعد ہوئے اور وحی بھیجی
اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ
ابراہیم پر اور اسمٰعیل پر اور اسحٰق پر اور یعقوب پر اور اس کی اولاد پر
وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ ۚ وَاٰتَيْنَا
اور عیسیٰ پر اور ایوب پر اور یونس پر اور ہارون پر اور سلیمان پر اور ہم نے دی
دَاوٗدَ زَبُوْرًا (١٦٣) ۚ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ
داؤد کو زبور اور بھیجے ایسے رسول کہ جن کا احوال ہم نے سنایا تجھ کو اس
قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ؕ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى
سے پہلے اور ایسے رسول جن کا احوال نہیں سنایا تجھ کو اور باتیں کیں اللہ نے موسیٰ سے
تَكْلِيْمًا (١٦٤) ۚ رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ
بول کر بھیجے پیغمبر خوشخبری اور ڈر سنانے والے تاکہ باقی نہ رہے
لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا
لوگوں کو اللہ پر الزام کا موقع رسولوں کے بعد ف۲ اور اللہ زبردست ہے
حَكِيْمًا (١٦٥) لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ
حکمت والا ف۳ لیکن اللہ شاہد ہے اس پر جو تجھ پر نازل کیا کہ یہ نازل کیا ہے

۲۲
ع
۲

ف۱ یہ اس سوال کا جواب ہے جو پچھلے رکوع کی ابتدا میں مذکور ہوا ۱۲-
ف۲ یعنی داؤد علیہ السلام کی عظیم الشان کتاب زبور بھی۔ تھوڑی تھوڑی نازل ہوئی ۱۲-
ف۳ یعنی تورات کے علاوہ باقی وحی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بھی متفرق طور پر نازل ہوئی ۱۲
ف۴ اگرچہ قرآن آہستہ آہستہ نازل ہوا ہے لیکن خود قرآن ہی اپنے منزل من اللہ ہونے پر شاہد ہے ۱۲-

دوم یہ کہ بہ اور موتہ کی دونوں ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں اور یکون کا اسم بھی حضرت مسیح علیہ السلام ہی ہیں۔ اور مطلب یہ ہے کہ ان کے آسمان سے اترنے کے بعد اور ان کی موت سے پہلے تمام اہل کتاب ان پر صحیح ایمان لائیں گے کہ ٹھیک وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور ابن اللہ نہیں ہیں۔ اور قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان پر شہادت بھی دیں گے جس کا ذکر سورہ مائدہ کے آخر میں ہے ف۱۰۷ پہلے فبما نقضهم و قولهم، وكفرهم وقتلهم سے یہود کی خباثتیں بیان کیں اور ان کی جزا بیان نہیں کی تھی اس لئے بعد عہد کی وجہ فبظلم کی جامع تعبیر سے ان کی خباثتوں کے ذکر کا اعادہ کیا اور پھر حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ سے ان کی سزا بیان کی یعنی یہ حرمت طیبات کا حکم ان مذکورہ بالا اسباب کی بنا پر نافذ کیا گیا اور ان شرارتوں کی ان کو یہ سزا دی گئی کہ بعض حلال اور پاکیزہ چیزیں ان پر حرام کر دی گئیں۔ لیکن حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ یہاں طیبات سے وہ چیزیں مراد نہیں ہیں جو سورہ انعام کی اس آیت میں مذکور ہیں وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ الآیۃ (انعام ع ۱۸) کیونکہ یہ چیزیں تو انجیل سے پہلے ہی حرام ہو چکی تھیں لہٰذا ان کی حرمت کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انکار کی سزا کیونکر قرار دیا جا سکتا ہے اس لئے یہاں مراد یہ ہے کہ حکومت اور باقی انعامات ان سے چھین لئے گئے وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ الخ یہ ان کے لئے تخویف اخروی ہے ف۱۰۸ یہ ان علماء اہل کتاب کیلئے بشارت ہے جو آخری پیغمبر اور آخری کتاب پر ایمان لے آئے تھے یہ پہلی زجروں سے متعلق ہے یعنی یہ یہود تو ایسی خباثتیں کرتے چلے آئے ہیں اور کرتے رہیں گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان نہیں لاتے اور قرآن کو نہیں مانتے مگر ان میں جو راسخ فی العلم علماء ہیں وہ تو سب کچھ مان چکے ہیں وہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام اور تورات پر ایمان لاتے ہیں اسی طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پر بھی ایمان لا چکے ہیں ف۱۰۹ یہ يسئلك اهل الكتب یہود کو زجروں اور تخویفوں کے بعد اب یہاں اس سوال کا جواب دیا گیا ہے جو اس سے پہلے رکوع میں گذر چکا ہے یعنی آہستہ آہستہ وحی بھیجنا کوئی آپ کے ساتھ ہی خاص نہیں بلکہ آپ سے پہلے جتنے بھی پیغمبر گذرے ہیں حضرت نوح علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سب کی طرف اسی طرح آہستہ آہستہ وحی بھیجی جاتی تھی هذا متصل بقوله يَسْئَلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فاعلم تعالى انه امر محمد صلی اللہ علیہ وسلم

كامر من تقدمه من الانبياء (قرطبي ج ۶ ص۵) فالله تعالى اجاب عن هذه الشبهة بان هؤلاء الانبياء الاثنى عشر كلهم كانوا انبياء ورسلا مع ان واحدا منهم ما اتى بكتاب مثل التوراة دفعة واحدة (كبير ج ۳ ص۵۰۸) اور زبوراً میں تنوین تعظیم کے لئے ہے اور زبور کا علیحدہ ذکر کرکے اس طرف اشارہ فرمایا کہ زبور جیسی شاندار کتاب بھی متفرق طور پر نازل ہوئی۔ گیارہ پیغمبروں کا نام بنام ذکر کرکے بعد میں فرمایا کہ ان کے علاوہ بہت سے رسول ایسے بھی گذرے ہیں جن کا ذکر ہم نے آپ سے نہیں کیا ان پر بھی تمام احکام کی وحی دفعۃً نازل نہیں ہوئی تھی وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا

بِعِلْمِهٖ ج وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ط وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ط

اپنے علم کے ساتھ ۱۱۰ اور فرشتے بھی گواہ ہیں اور اللہ کافی ہے حق ظاہر کرنیوالا ف۱

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ

جو لوگ کافر ہوئے اور روکا اللہ کی راہ سے

ضَلُّوْا ضَلٰلًا بَعِيْدًا ﴿۱۶۷﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا

وہ بہک کر دور جا پڑے جو لوگ کافر ہوئے اور حق دبا رکھا

لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ﴿۱۶۸﴾ اِلَّا

ہرگز اللہ بخشنے والا نہیں ان کو اور نہ دکھلائے گا ان کو سیدھی راہ مگر

طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ط وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى

راہ دوزخ کی رہا کریں اس میں ہمیشہ اور یہ

اللّٰهِ يَسِيْرًا يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ

اللہ پر آسان ہے اے لوگو تمہارے پاس رسول آ چکا

بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ط وَاِنْ

ٹھیک بات لے کر تمہارے رب کی سو مان لو تا کہ بھلا ہو تمہارا اور اگر

تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط وَكَانَ

نہ مانوگے تو اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور ہے

اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۷۰﴾ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا

اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ف۱ اے کتاب والو مت مبالغہ کرو

فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ط اِنَّمَا

اپنے دین کی بات میں ۱۱۱ اور مت کہو اللہ کی شان میں مگر پکی بات بے شک

الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ج

مسیح جو ہے عیسیٰ مریم کا بیٹا وہ رسول ہے اللہ کا ۱۱۲ اور اس کا کلام ہے

منزل ۱

باقی رہا تمہارا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دلیل لانا کہ ان پر تورات ایک ہی دفعہ نازل ہوئی تھی تو اسکا جواب یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وحی تورات ہی میں منحصر نہیں تھی تورات کے علاوہ بھی ان پر وحی آتی تھی اور وہ تھوڑی تھوڑی ہی نازل ہوتی تھی ۱۱۰ یہ اگر قرآن کو نہیں مانتے اور اس پر اعتراضات کرتے ہیں تو اس سے اس کی صداقت میں کوئی فرق نہیں آسکتا اس بات کی گواہی تو خود اللہ تعالیٰ دیتا ہے کہ اس کو اسی نے ہی نازل کیا ہے کیونکہ ایسی جامع۔ بلند مضامین والی اور معجز کتاب غیر اللہ کی طرف سے نہیں ہو سکتی اس طرح قرآن خود ہی مشہود بہ اور خود ہی مشہود علیہ ہے پھر اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا سے تخویف اخروی ہے یعنی اے یہود اب بھی وقت ہے کفر و انکار اور ضد و عناد سے باز آجاؤ اور ایمان لے آؤ ورنہ یاد رکھو اللہ کے قبضہ سے نہیں بچ سکتے ہو کیونکہ ساری کائنات اس کے تصرف و اقتدار کے تحت ہے وہ تمہیں اس کی سخت سزا دے گا يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ سے خطاب عام کرکے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی ترغیب دی کہ اس پر ایمان لاؤ اور مسئلہ توحید مان لو اور اللہ کے سوا حضرت عزیر اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کو پکارنا چھوڑ دو کیونکہ وہ الٰہ نہیں ہیں الٰہ تو صرف اللہ تعالیٰ ہے ۱۱۱ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ خطاب نصاریٰ سے ہے کیونکہ حضرت مسیح علیہ السلام کو الٰہ انہوں نے ہی بنایا تھا لیکن امام نسفی فرماتے ہیں کہ یہ خطاب یہود و نصاریٰ دونوں سے ہے اور یہی راجح ہے کیونکہ پہلے کی تمام زجریں یہود سے متعلق ہیں یعنی اے یہود عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں برا نہ کہو اور وہ معبود نہیں اور آخری پیغمبر پر بھی اعتراض نہ کرو دونوں کو مانو۔ ہاں تین خدا مت کہو (ولا تقولوا ثلثة) غلو کے معنی حد سے تجاوز کرنے کے ہیں اور یہ دونوں فریق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں حد سے گذر چکے تھے یہودی ان کی شان میں گستاخی کرتے اور کہتے تھے کہ العیاذ باللہ وہ زانیہ کے بیٹے ہیں اور نصاریٰ ان کو ان کے رتبے سے بڑھا کر خدا کا بیٹا اور اس کا نائب سمجھنے لگے تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دونوں جماعتوں کو ان کے بارے میں غلو اور تجاوز عن الحد سے منع فرمایا۔ لا تجاوزوا الحد فغلت اليهود في حط المسيح عن منزلته حتى قالوا انه ابن الزنا وغلت النصارى في رفعه عن مقداره حيث جعلوه ابن الله (مدارک ج ۱ ص۲۰۶) ۱۱۲ حضرت مسیح مریم صدیقہ کا بیٹا ہے جو معجزانہ طور پر محض کلمہ کن سے بغیر باپ حضرت

۱ تخویف اخروی برائے کفار اہل کتاب ۱۲۔

۲ توحید کی ترغیب ۱۲۔

۳ زجر برائے یہود یعنی نہ اس پیغمبر پر انداد عناد سوال کرو اور نہ ہی عیسیٰ علیہ السلام کو برا کہو دونوں اللہ کے رسول ہیں ۱۲۔

موضح قرآن ف یعنی وحی ہر پیغمبر کو آتی رہی ہے کچھ نیا کام نہیں پر اس کلام میں اللہ نے اپنا خاص علم اتارا۔ اور اللہ اس حق کو ظاہر کرے گا۔ چنانچہ ظاہر ہوا کہ جس قدر ہدایت اس نبی سے ہوئی اور کسی سے نہ ہوئی۔

فتح الرحمن ف۱ مترجم گوید از اینجا شروع میفرماید در رد شبہ نصاریٰ واللہ اعلم ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی عذر کی جگہ نہ رہے کہ ہم کو تیری مرضی و نامرضی معلوم ہوتی تو اس پر چلتے یہ اللہ کی حکمت اور تدبیر کر۔ اور اگر زبردستی کرے تو اس کی حاجت نہیں۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی تا نگویند کہ تقصیر ما نیست [illegible] نزدیک ما نیامد ۱۲۔

اَلْقٰهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ۬ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ قف

جس کو ڈالا مریم کی طرف اور روح ہے اس کے ہاں کی سو مانو اللہ کو اور اسکے رسولوں کو

وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ؕ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ

اور نہ کہو کہ خدا تین ہیں اس بات کو چھوڑو بہتر ہوگا تمہارے واسطے بیشک اللہ معبود ہے

وَّاحِدٌ ؕ سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِي

اکیلا اس کے لائق نہیں ہے کہ اس کے اولاد ہو اسی کا ہے جو کچھ

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۧ لَنْ

آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور کافی ہے اللہ کارساز ف

يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ

مسیح کو اس سے ہرگز عار نہیں کہ وہ بندہ ہو اللہ کا ۱۱۳ اور نہ فرشتوں کو

الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ

جو مقرب ہیں اور جس کو عار آوے اللہ کی بندگی سے اور تکبر کرے

فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ

سو وہ جمع کرے گا ان سب کو اپنے پاس اکٹھا پھر جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَ

ایمان لائے اور عمل کئے انہوں نے اچھے تو ان کو پورا کرے گا ان کا ثواب اور

يَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ

زیادہ دے گا اپنے فضل سے اور جنہوں نے

اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ لا

عار کی اور تکبر کیا سو ان کو عذاب دیگا عذاب دردناک

وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۷۳﴾

اور نہ پاویں گے اپنے واسطے اللہ کے سوا کوئی حمایتی اور نہ مددگار

وقف لازم

ع ۲۳ ۹ ۳

خطاب برائے نصاریٰ ضمن یعنی عیسےٰ علیہ السلام کو برا بھی نہ کہو اور ان کو معبود بھی نہ بناؤ ۱۲ -

سے۲ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو معبود نہ ماننے میں ان کی توہین نہیں ۱۲-

سے۳ تخویف اخروی ۱۲

سے۴ بشارت اخروی ۱۲

سے۵ تخویف اخروی ۱۲

مریم کے بطن سے پیدا ہوئے اور وہ اللہ کے سچے رسول ہیں اس لئے انھیں ابن زانیہ مت کہو بلکہ دوسرے انبیا علیہم السلام کی طرح ان پر بھی ایمان لاؤ اور عیسائیوں سے فرمایا وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ یعنی تین خدا مت کہو الٰہ تو ایک ہی ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اس لئے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو الٰہ مت کہو بلکہ ان کو اللہ کا رسول مانو ۱۱۳ یہ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ سے متعلق ہے استنکاف کے معنی ناک بھوں چڑھانے کے ہیں یعنی اس میں حضرت عیسٰے علیہ السلام کی توہین یا تخفیف نہیں کیونکہ وہ تو خود اللہ کی عبادت سے نفرت نہیں کرتے اور اس کا بندہ اور عابد ہونے سے ناک بھوں نہیں چڑھاتے پھر تم انہی کو معبود بناتے ہو یہی حال فرشتوں کا ہے وَمَنْ یَّسْتَنْکِفْ زجر ہے اور فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بشارت اخروی ہے وَاَمَّا الَّذِیْنَ اسْتَنْکَفُوْا الخ تخویف اخروی ہے ۱۱۴ یہاں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پر ایمان لانے کی ترغیب ہے اور پھر فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا سے ایمان لانے والوں کے لئے اخروی بشارت ہے برھانٌ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور نور سے قرآن مجید مراد ہے ای رسولہ یبھر المنکر بالاعجاز (وانزلنا الیکم نورا مبینا) قرآنا یستضاء بہ فی ظلمات الحیرۃ (مدارک ج ۱ ص ۲۰۶) یعنی برہان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں جو بذریعہ معجزات منکرین پر غالب آئے اور نور مبین سے مراد قرآن ہے جس کے ذریعے شکوک وشبہات اور حیرت کے اندھیروں میں روشنی حاصل کی جاتی ہے اسی طرح امام ثوری اور حسن سے منقول ہے (برھان من ربکم) یعنی محمدا صلی اللہ علیہ وسلم . . .

والنور المنزل ھو القرآن (قرطبی ج ۶ ص ۲۷) علی ہذا لحضرت ابن عباسؓ۔ مجاہد، قتادہ، سدی سے بھی یہی منقول ہے (روح ج ۶ ص ۴۲)

موضح قرآن ف ۱ یہ خطاب ہے نصاریٰ کو کہ اللہ کو تین جگہ بتاتے ہیں باپ، بیٹا اور روح القدس فرمایا کہ دین کی بات میں مبالغہ عیب ہے ایک شخص سے اعتقاد ہو تو اس کی تعریف میں حد سے نہ بڑھے جتنی بات تحقیق ہو وہی کہے اور فرمایا کہ فی الحقیقت بیٹا جننے یہ اللہ کو لائق نہیں اور بیٹا کرے تو اس کو پیش کار کی حاجت نہیں وہ بس ہے کام بنانے والا۔

ف۱۱۵ یہ سورت کا خاتمہ ہے اور احکام رعیت میں سے حکم وراثت پر تنویر ہے یعنی مسئلہ کلالہ پر چونکہ کلالہ کی بعض صورتیں گذشتہ آیت میں مذکور نہ تھیں اس لئے ان کے بارے میں لوگوں نے سوال کیا تو اس کے جواب میں تفصیلی شقوں کے ساتھ یہ آیت نازل ہوئی۔ نیز آیت کی ابتدا میں احکام کا بیان تھا اس لئے خاتمہ میں بھی احکام بیان کرکے اس طرف اشارہ فرمایا کہ اس سورت کا اصلی مقصد بیان احکام ہے اور اس سورت کا ربط آل عمران سے یہ بھی ہے کہ اس میں عدم اعتقاد عبادت دپکار کے اعتبار سے شرک کی نفی تھی یہاں عدم اعتقاد احکام کے اعتبار سے شرک کی نفی ہے یہی وجہ ہے احکام میراث کی مخالفت اور قتل عمد پر خلود فی النار کی وعید سنائی گئی جیسا کہ ومن یقتل مومنا متعمدا کے تحت گذر چکا ہے۔ کلالہ کا حکم پہلے رکوع ۲ میں بھی گذر چکا ہے یہاں پھر اس کا حکم بیان کیا گیا ہے بظاہر دونوں حکموں میں تضاد معلوم ہوتا ہے لیکن حقیقت میں تضاد نہیں کیونکہ کلالہ (یعنی جس کے اصول وفروع میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو) اگر مرجائے تو اس کی تین صورتیں ہیں اول یہ کہ اس کے مادری بھائی بہنیں اس کے وارث ہوں دوم یہ کہ پدری ہوں سوم یہ کہ عینی ہوں تینوں کے احکام مختلف ہیں دوسرے رکوع میں پہلی صورت کا حکم بیان کیا گیا تھا اب یہاں باقی دو صورتوں کا حکم بیان کیا گیا ہے اس لئے یہاں اُخْتٌ سے عینی (ماں باپ دونوں کی طرف سے) اور پدری بہن مراد ہے۔ والمراد بالاخت الاخت من الابوین والاب لان الاخت من الام فرضها السدس وقد مر بیانه فی صدر السورة الکریمة (روح ج ۶ ص ۴۲) اس آیت میں کلالہ کی وراثت کی چار صورتیں کو ہیں پہلی صورت وله اخت فلها نصف ما ترك یعنی اگر کلالہ کے ورثا میں صاحب فرض صرف اسکی مذکورہ بالا بہن ہی ہو تو ترکہ کا نصف اسے بطور فرض ملیگا اور باقی عصبات میں تقسیم ہوگا اگر عصبات نہ ہوں تو باقی نصف بھی بطور رد کلالہ کی بہن کو ملیگا ف۱۱۶ یہ دوسری صورت ہے اگر بھائی وارث ہو اور اس کی بہن مرجائے اور اس کے کوئی اولاد نہ ہو تو بھائی اسکے سارے ترکہ کا وارث ہوگا ای الاخ یرث الاخت جمیع ما لها ان قدر الامر علی العکس من موتها وبقائه (مدارک ج ۱ ص ۲۰۷) تیسری صورت فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ اور اگر کلالہ کی دو بہنیں ہوں تو ان کو بدستور مذکور ترکہ کا دو تہائی حصہ ملیگا۔ چوتھی صورت وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَاۗءً اور اگر کلالہ کے ورثا اس کے بھائی اور بہنیں مخلوط ہوں تو ترکہ کی تقسیم للذکر مثل حظ الانثیین کے طریق پر ہوگی یعنی ترکہ اس طرح تقسیم کیا جائے گا کہ بہن کو بھائی سے نصف ملے ف۱۱۷ یہاں اَنْ تَضِلُّوْا سے پہلے کراھة مضاف مقدر ہے اور یہ یُبَیِّنُ کا مفعول له ہے بصرہ کے نحویوں اور امام مبرد کی رائے یہی ہے فقدره البصری والمبرد وغیره کراهة ان تضلوا (بحر ج ۳ ص ۴۰۹) یعنی اللہ تعالیٰ اس طرح تمہارے لئے کھول کر حال بیان کرتا ہے کیونکہ وہ تمہارے سیدھی راہ سے بھٹک جانے کو پسند نہیں کرتا۔ کوفیوں، امام فراء، زجاج اور کسائی کے نزدیک یہاں اَنْ سے پہلے لام اور اس کے بعد لا مقدر ہے ای لئلا تضلوا (روح) یعنی اللہ تعالیٰ احکام اسلئے بیان کرتا ہے کہ تم بھول اور بھٹک نہ جاؤ ف۱۱۸ اللہ تعالیٰ تمہاری زندگی اور موت سے متعلقہ تمام احوال وواردات کو خوب جانتا ہے اور اس کا علم ہر چیز پر حاوی ہے اس لئے وہ تمہارے لئے احکام بیان فرماتا ہے جس میں تمہاری مصلحت اور تمہارا دینی اور دنیوی فائدہ ہو۔

تفسیر سورۂ نساء بوقت ۴ ۲ بجے صبح بتاریخ ۲۲ محرم الحرام ۱۳۸۳ھ بروز ہفتہ ختم ہوئی فالحمد للہ اولا وآخرا

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ
اے لوگو تمہارے پاس پہنچ چکی تمہارے رب کی طرف سے سند ف۱۱۴ اور
اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ﴿۱۷۴﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
اتاری ہم نے تم پر روشنی واضح سو جو لوگ ایمان لائے
بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَ
اللہ پر اور اس کو مضبوط پکڑا تو ان کو داخل کریگا اپنی رحمت میں اور
فَضْلٍ ۙ وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۱۷۵﴾
فضل میں اور پہنچاوے گا ان کو اپنی طرف سیدھے راستہ پر
يَسْتَفْتُوْنَكَ ۭ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ۭ اِنِ امْرُؤٌا
حکم پوچھتے ہیں تجھ سے سو کہدے اللہ حکم بتاتا ہے تم کو کلالہ کا ف۱۱۵ اگر کوئی مرد
هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗٓ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ
مرگیا اور اس کے بیٹا نہیں اور اس کے ایک بہن ہے ف۱ تو اس کو پہنچے آدھا اسکا جو چھوڑ مرا
وَهُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ۭ فَاِنْ
اور وہ بھائی وارث ہے اس بہن کا اگر نہ ہو اس کے بیٹا ف۱۱۶ پھر اگر
كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا
بہنیں دو ہوں تو ان کو پہنچے دو تہائی اس مال کا جو
تَرَكَ ۭ وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَاۗءً
چھوڑ مرا اور اگر کئی شخص ہوں اسی رشتہ کے کچھ مرد اور کچھ عورتیں
فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۭ يُبَيِّنُ اللّٰهُ
تو ایک مرد کا حصہ ہے برابر دو عورتوں کے بیان کرتا ہے اللہ
لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۷۶﴾
تمہارے واسطے تاکہ تم گمراہ نہ ہو ف۱۱۷ اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے ف۱۱۸

ع ۲۴ ۵

م۱ آخری رسول اور آخری کتاب پر ایمان لانے کی ترغیب ۱۲۔

م۲ بشارت برائے مومنین ۱۲۔

م۳ آخر میں احکام وراثت میں سے ایک حکم پر تنویر ہے ۱۲۔

م۴ سورت کے آخر میں بھی احکام کا ذکر کیا گیا تاکہ معلوم ہوجائے کہ اس سورت میں اصل مقصد احکام کا بیان تھا ۱۲۔

موضح قرآن ف کلالہ کے معنی ہار اضعیف یہاں فرمایا اسکو جس کے وارثوں میں باپ اور بیٹا نہیں کہ اصل وارث وہی تھے تو اس وقت سگے بہن بھائی کو بیٹی بیٹا کا حکم ہے سگے نہ ہوں تو یہی حکم سوتیلوں کا۔ نری ایک بہن کو آدھا اور دو کو دو تہائی اور ملے ہوں بھائی بہن۔ تو مرد کو حصہ دوہرا عورت کو اکہرا اور جو نرے بھائی ہوں تو ان کو فرمایا کہ وہ بہن کے وارث ہیں یعنی حصہ میں معین نہیں وہ عصبہ ہیں فائدہ اگر بیٹی ہو اور بہن ہو تو حصہ بیٹی کو اور بہن عصبہ ہے یعنی حصہ داروں سے بچے سو وہ لے۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید یعنی اعیانی واگر نباشند علاتی قائم مقام اعیانی بود ۱۲۔

سورۂ نساء میں آیاتِ توحید

مع مختصر خلاصجات

۱۔ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا (ع ۶) نفی شرک فی الدعاء

۲۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ج وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا (ع ۷) نفی شرک ہمہ اقسام

۳۔ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط (ع ۱۱) نفی شرک ہمہ اقسام

۴۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ط وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا (ع ۱۸) نفی شرک ہمہ اقسام۔

۵۔ اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا ج وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ۝ لَّعَنَهُ اللّٰهُ م (ایضًا) نفی شرک اعتقادی۔

۶۔ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا۔ تا۔ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا (ایضًا) نفی شرک فعلی۔

۷۔ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ط اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ج اَلْقٰهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ز فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ قف ج وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ط اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ط اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ط سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ م لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ط وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا (ع ۲۳) نفی شرک اعتقادی وفعلی

۸۔ لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ط وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا (ع ۲۴) نفی شرک اعتقادی وفعلی۔

آج بروز ہفتہ بتاریخ ۲۲ محرم الحرام ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۵؍ جون ۱۹۶۳ء سورۂ نساء کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ اوّلاً وّاٰخرًا والصّلوٰۃ والسّلام علٰی رسولہٖ دائمًا ابدًا وّعلٰی سائر عبادہ الصّالحین لیلًا وّنہارًا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرۂ مائدہ

نام اس سورت کا نام مائدہ ہے جو اسی سورت کے رکوع ۱۵ کی آیت (۴) اور (۶) سے ماخوذ ہے یعنی هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ اور اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ

ربط سورۂ مائدہ کو ماقبل سے تین طرح کا ربط ہے۔ اول ربط ابھی جیسا کہ سورۂ فاتحہ وغیرہ میں گذر چکا ہے۔ دوم سورہ بقرہ میں وہ تمام مضامین ذکر کیے گئے ہیں جو سارے قرآن میں تفصیل سے ذکر کیے گئے ہیں توحید، رسالت، جہاد فی سبیل اللہ، انفاق فی سبیل اللہ، امور انتظامیہ وغیرہ۔ سورۂ بقرہ میں نفی شرک اعتقادی یا نفی شرک فی التصرف، نفی شرک فعلی اور نفی شفاعت قہری کو نقلی اور عقلی دلائل کے ساتھ مبرہن کر کے ذکر کیا گیا۔ پھر سورۂ آل عمران میں صرف شرک اعتقادی اور شرک فی الدعاء کی نفی کی گئی اور توحید و رسالت پر علماء اہل کتاب کے شبہات کا رد کیا گیا اس کے بعد سورۂ نساء میں امور انتظامیہ متعلقہ رعیت وحکام (احکام رعیت اور احکام سلطانیہ) کو تفصیل سے بیان کیا گیا۔ اور درمیان میں نفی شرک فعلی اور نفی شرک اعتقادی کا بھی قدرے ذکر کیا گیا۔ اب سورۂ مائدہ میں اور اس کے بعد انعام میں نفی شرک فعلی کو تفصیل سے ذکر کیا گیا اور اس کے پہلو بہ پہلو شرک فی التصرف کی نفی بھی مذکور ہے۔ سوم، سورۂ نساء کے آخر میں فرمایا وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا یعنی اللہ تعالےٰ اپنے احکام کھول کھول کر اس لئے بیان فرماتا ہے تاکہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ۔ اس لئے شرک و کفر کی گمراہی سے بچانے کے لئے سورۂ مائدہ میں شرک فعلی و شرک اعتقادی کا تفصیل سے رد فرمایا۔

خلاصہ سورۂ مائدہ کے دو حصے ہیں۔ حصہ اول ابتدائے سورت سے لیکر رکوع نمبر ۶ میں وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ تک ہے۔ اس حصے میں شرک کی مذکورہ بالا دونوں قسموں کا رد کیا گیا ہے۔ شروع سے لیکر رکوع ۳ میں وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ تک شرک فعلی کی نفی کا بیان ہے۔ اور اس کے متصل بعد يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ الخ سے لے کر حصہ اول کے آخر تک میں شرک اعتقادی کی نفی کا ذکر ہے۔ شرک فعلی کے رد کے دوران يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ سے ایک امر مصلح یعنی نماز کا ذکر کیا گیا ہے۔ حصہ اول کے بعد يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الخ سے لے کر رکوع ۹ کے آخر وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ تک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین اور منافقین یہود کے معاندانہ رویہ پر غم کرنے سے منع فرمایا اور آپ کو تسلی دی اور اس کے بعد یہود و نصاریٰ کے مولویوں اور پیروں پر زجریں فرمائیں جو اللہ کی کتاب میں ردوبدل کرتے اور خود بھی دونوں قسم کا شرک کرتے تھے۔ وہ غیر اللہ کو پکارتے تھے اور غیر اللہ کی نیازوں کو حلال سمجھ کر کھاتے بھی تھے۔ اور لوگوں کو بھی شرک سکھاتے اور ان کو بدراہ کرتے تھے۔ اس کے بعد يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ سے مسلمانوں کو حکم دیا کہ جب ان کو معلوم ہو چکا ہے کہ یہود و نصاریٰ اپنی خواہشات کی وجہ سے توحید کو نہیں مانتے اور شرک سے اور شرک کی اشاعت سے باز نہیں آتے تو انہیں ان سے بائیکاٹ کرنا چاہیئے۔ جو ان سے بائیکاٹ نہ کرے گا اور بدستور ان سے دوستی رکھے گا اسے انہی میں شمار کیا جائیگا اس کے بعد يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ الخ (رکوع ۱۰) سے سورت کا دوسرا حصہ شروع ہوتا ہے جو سورت کے آخر تک چلا گیا ہے۔ اس حصے میں بھی انہی دونوں مضمونوں کا لف ونشر غیر مرتب کے طور پر اعادہ کیا گیا ہے۔ حصہ دوم کی ابتداء سے لیکر رکوع ۱۱ کے اختتام یعنی اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ تک شرک اعتقادی کی نفی مذکور ہے اور رکوع ۱۲ کی ابتداء یعنی يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ الخ سے لیکر سورت کے آخر تک شرک فعلی کی نفی مذکور ہے۔ اس حصے میں اللہ تعالےٰ نے تفصیل سے بیان فرمایا کہ اللہ کی تحریمات کو باقی رکھو اور غیر اللہ کی تحریمات کو ختم کر دو۔ نیز اللہ کی نذر و نیاز کو حلال سمجھو اور کھاؤ لیکن غیر اللہ کی نیازوں کو حرام جانو اور ان کو مت کھاؤ۔ آخر میں لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ سے پوری سورت کا مختصر خلاصہ بیان فرمادیا ہے۔ یعنی زمین و آسمان کی حکومت اللہ تعالےٰ کے قبضے میں ہے نہ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے قبضے میں جیسا کہ نصاریٰ کا گمان ہے کہ حضرت مسیح بھی متصرف و مختار ہیں اس سے بالذات شرک فی التصرف کی نفی ہے اور بالتبع شرک فعلی کی۔ جب زمین و آسمان کی حکومت اللہ کے ہاتھ میں ہے تو اس کے سوا کوئی متصرف و مختار اور کوئی عبادت اور پکار کا مستحق بھی نہیں۔

حصہ اول

۱۔ شرک فعلی کی نفی۔ ۲۔ شرک اعتقادی (شرک فی التصرف) کی نفی

سے سورت کی ابتداء سے سورت کے پہلے حصے کی ابتداء ہوتی ہے یہ حصہ رکوع ۶ میں وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ پر ختم ہوتا ہے اس حصے میں شرک کی دو قسموں یعنی شرک فعلی اور شرک اعتقادی کا رد ہے۔ شروع سے لیکر رکوع ۳ میں وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ تک میں نفی شرک فعلی کا مضمون مذکور ہے اور اس کے متصل بعد يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا الخ سے لیکر حصہ اول کے آخر تک شرک فی التصرف کی نفی کا بیان ہے۔

سُوْرَةُ الْمَآئِدَةِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّسِتَّةَ عَشَرَ رُكُوْعًا

سورۂ مائدہ مدینہ میں نازل ہوئی اور اس میں ایک سو بیس آیتیں اور سولہ رکوع ہیں لہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ؕ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ

لہ اے ایمان والو سے پورا کرو عہدوں کو ف۱ حلال ہوئے تمہارے لئے چوپائے کہ

الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ

مویشی سوائے ان کے جو تم کو آگے سنائے جائیں گے ھ مگر نہ حلال جانو شکار کو ف۲ احرام کی

حُرُمٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ① يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

حالت میں کہ اللہ حکم کرتا ہے جو چاہے ف اے ایمان والو ۹ہ

لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ

بے حرمتی نہ کرو اللہ کی نشانیوں کی اور نہ ادب والے مہینہ کی اور نہ اس جانور کی جو نیاز کعبہ کی ہو

وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَآ اٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ

اور نہ جن کے گلے میں پٹا ڈال کر لیجاویں کعبہ کو اور نہ آنے والوں کی حرمت والے گھر کی طرف جو ڈھونڈتے ہیں

فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ؕ وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؕ

فضل اپنے رب کا اور اس کی خوشی ف۳ اور جب احرام سے نکلو تو شکار کرلو ۹ہ

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ

اور باعث نہ ہو تم کو لله اس قوم کی دشمنی جو کہ تم کو روکتی تھی حرمت والی

الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۪

مسجد سے ھکہ اس پر کہ زیادتی کرنے لگو اور آپس میں مدد کرو نیک کام پر اور پرہیزگاری پر

وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ

اور مدد نہ کرو گناہ پر اور ظلم پر اور ڈرتے رہو اللہ سے

سلہ یعنی تمہارا چپ کرکے بیٹھا رہنا ہتک حرمت میں داخل ہوگا اس سے مراد مشرکین نہیں لہذا یہ آیت منسوخ نہیں سے جمہور مفسرین

نے ہدی والے جانوروں کو برا کہنا، مارنا ان کی قدر نہ کرنا سب ہتک حرمت ہے ۔ ذوات القلائد ۔ واجد یہ مسلمان جو صلح حدیبیہ کے وقت کافر تھے یعنی جب ان کو یہود و مشرکین وغیرہ

المنزل الثانی

وقف لازم

[illegible]

اور حدیبیہ مسلمان نہوں نے مشرکین سے مکرمہ حدیبیہ کے دن حضور علیہ السلام کو روکا تھا ای ان صدوکم یعنی ان کو یہودیوں کے جھگڑتے وقت تمہارا خاموش بیٹھنا ظلم ہوگا

سے العقود عقد کی جمع ہے جس کے معنی اصل لغت میں مضبوطی سے گرہ باندھنے کے ہیں لیکن بطور استعارہ یہ لفظ پختہ اور مضبوط عہد و پیمان باندھنے اور خرید و فروخت وغیرہ معاملات کے لئے عام استعمال ہوتا ہے۔ اس آیت میں عقود سے کیا مراد ہے اس بارے میں مفسرین کی آراء مختلف ہیں بعض نے اسلام سے پہلے کے عہد و پیمان اور قسمیں مراد لی ہیں بعض کہتے ہیں اس سے بیع و شراء اور نکاح وغیرہ کے عقود مراد ہیں۔ بعض نے اس کے ساتھ آپس میں کئے گئے وعدے بھی شامل کئے ہیں پھر بعض مفسرین نے اس آیت کو مومنین اہل کتاب کے ساتھ مختص کیا ہے اور عقود سے وہ میثاق مراد لیا ہے جو تورات اور انجیل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق اور آپ کی تائید کرنے کے بارے میں ان سے لیا گیا تھا۔ یہ تمام اقوال تفسیر ابن جریر ج ۶ ص ۲۸ و قرطبی ج ۶ ص ۳۲ اور روح المعانی ج ۶ ص ۴۸ وغیرہ میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ مگر ان تمام صورتوں میں اس جملے کا مابعد سے کوئی واضح تعلق اور ربط سمجھ میں نہیں آتا اور یہ جملہ مابعد سے بے جوڑ سا معلوم ہوتا ہے لیکن محققین کے نزدیک اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عام ہے اور اس سے تمام مومنین مراد ہیں خواہ وہ اہل کتاب سے ایمان لائے ہوں یا مشرکین عرب سے۔ قال ابن جریج هو خاص باهل الكتب وفيهم نزلت وقيل هي عامة وهو الصحيح (قرطبی) اسی طرح محقق مفسرین جن کے سرخیل حضرت عبد اللہ بن عباس ہیں کی رائے یہ ہے کہ عقود سے وہ تمام فرائض و واجبات حلال و حرام کی تمام حدود، اسلام کے باقی تمام احکام اور معاملات کے عقود مراد ہیں، جن کی پابندی اور جن کو پورا کرنے کا ہر شخص قبول اسلام یا حد بلوغ کو پہنچتے وقت اللہ تعالیٰ سے عہد کرتا ہے علامہ خازن ينقضون عهد الله من بعد ميثاقه (بقرہ ع ۳) کی تفسیر میں فرماتے ہیں ای عهدًا ابرمه الله تعالٰى واحكمه بما انزل الله فى كتابه من اياته الدالة على توحيده (خازن ج ۱ ص ۳۷) حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ اسی کو ترجیح دیتے تھے۔ کیونکہ قرآن مجید کی بعض دوسری آیتوں سے اسی مفہوم کی تائید ہوتی ہے۔ مثلاً اسی سورت میں رکوع ۲ میں ارشاد ہے۔ وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ ۙ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر مسلمانوں کو وہ عہد

موضح قرآن ف۱ یعنی جب آدمی مسلمان ہوا تو سب حکم اللہ کے قبول کرنے ٹھہرا چکا۔ اب آگے حکم فرمائے ان کو قبول کرو۔ ف۲ مواشی وہ جانور ہیں جن کو لوگ پالتے ہیں کھانے کو جیسے گائے بکری بھیڑ جنگل کے ہرن اور نیلہ گاؤ وغیرہ اسی میں داخل ہیں کہ جنس ایک ہے ان کو احرام کے وقت اور اسی طرح حرم کے مکان میں حرام فرمایا۔ اس کے ساتھ حرم کے آداب اور بھی فرمائے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی عہد یکہ با خدا بستہ اید در التزام احکام او تعالیٰ ۱۲ ف۲ مترجم گوید یعنی شتر و گاؤ و گوسفند و ایں سہ قسم را انعام گویند حلال ست مگر میتہ و موقوذہ و آنچہ بیاید واللہ اعلم ۱۲۔ ف۳ مترجم گوید یعنی تعرض حاجیاں و معتمران مسلمانان نباید کرد و لفظ ایشاں نباید گرفت۔ واللہ اعلم ۱۲ ف۴ مترجم گوید یعنی پیش از فتح مکہ و پیش از آنکہ مسلمان شوند۔ واللہ اعلم ۱۲

یاد دلایا جو انہوں نے سَمِعْنَا (ہم نے سن لیا) اور اَطَعْنَا (ہم نے قبول کیا) کہہ کر باندھا تھا۔ نیز یہ مفہوم اجلۂ صحابہؓ و تابعین سے منقول ہے۔ حضرت ابن عباس رضؓ اور مجاہد رحؒ فرماتے ہیں اوفوا بالعقود معناہ بما احل و بما حرم و بما فرض و بما حد فی جمیع الاشیاء (قرطبی) اوفوا بالعقود یعنی یآیہا الذین التزمتم بایمانکم انواع العقود والعہود فی اظہار طاعۃ اللہ اوفوا بتلک العقود (کبیر ج ۳ ص ۵۱۷، نیشاپوری ج ۶ ص ۴۲) المراد بہا ما یعم جمیع ما الزمہ اللہ تعالے عبادہ وعقد علیہم من التکالیف والاحکام الدینیۃ وما یعقدونہ فیما بینہم من عقود الامانات والمعاملات ونحوہما الخ (روح ج ۶ ص ۴۸) شاہ ولی اللہ صاحبؒ اس آیت کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں "اے مومنان وفا کنید بعہدہا یعنی عہد یکہ با خدا البستہ اید در التزام احکام او" اس مفہوم کی بنا پر اس کا تعلق اور ربط مابعد سے بالکل واضح ہے اور اس آیت کا یہ حصہ پوری سورت کے لئے بمنزلہ تمہید ہے۔ اس میں فرمایا اے ایمان والو تم نے جو فرائض و واجبات اور حلال و حرام وغیرہ کے احکام کی بجا آوری اور ان کے التزام کا اللہ تعالےٰ سے عہد کیا ہے اسے پورا کرو پھر اس کے بعد اُحِلَّتْ لَکُمْ بَہِیْمَۃُ الْاَنْعَامِ سے حلال و حرام کے احکام بیان کرنے شروع کر دئیے۔ اس سے مقصود شرک فعلی کی نفی ہے۔ **۵۴** ایفائے عقود اور التزام احکام کا عام حکم دینے کے بعد چوپایوں کی حلت و حرمت کا ذکر فرمایا جس سے اصل مقصد شرک فعلی کا رد ہے۔ یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب نے بعض حلال چیزوں کو اپنے معبودوں کی تعظیم اور خوشنودی کے لئے محض اپنے ظن اور تخمین سے حرام کر رکھا تھا۔ مشرکین نے اس نوع کے جو چوپائے حرام کر رکھے تھے وہ ان کے یہاں بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام سے مشہور و معروف تھے جن کا تفصیلی ذکر سورۂ مائدہ کے رکوع ۱۴ میں آرہا ہے۔ ان کے پاس ان کی حرمت پر کوئی دلیل نہیں تھی ان حلال چیزوں کی تحریم کو اللہ تعالےٰ نے اپنی ذات پر افترا قرار دیا ہے۔ وَحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ (انعام ع ۱۶) یہود نے اونٹ کا گوشت اپنے اوپر حرام کر رکھا تھا علی ہذا اسی قسم کی کئی تحریمات نصاریٰ نے تراش رکھی تھیں۔ ان تحریمات کا حکم یہ ہے کہ وہ باطل ہیں، انہیں اٹھانا چاہئیے اور ان سے کوئی حلال چیز حرام نہیں ہوتی۔ مذکورہ اشیاء جس طرح مشرکین کی تحریم سے پہلے حلال تھیں اسی طرح اب بھی حلال ہیں۔ چنانچہ اُحِلَّتْ لَکُمْ بَہِیْمَۃُ الْاَنْعَامِ میں انہی تحریمات مشرکین یا تحریمات لغیر اللہ کا حکم بیان فرمایا کہ یہ چوپائے تمہارے لئے حلال ہیں ان کو کھاؤ اور انہیں حرام مت سمجھو۔ کانت للعرب سنن فی الانعام من البحیرۃ والسائبۃ والوصیلۃ والحام یاتی بیانہا فنزلت ہذہ الآیۃ رافعۃ لتلک الاوہام الخیالیۃ والآراء الفاسدۃ الباطلۃ (قرطبی ج ۶ ص ۳۴) ومقتضٰی ہذین التاویلین انہ تعالےٰ اراد تحلیل ما حرم اہل الجاہلیۃ علی انفسہم من الانعام کالبحیرۃ والسائبۃ (مظہری ج ۳ ص ۷) شرک فعلی کے ساتھ شرک اعتقادی بھی ضرور ہوتا ہے کیونکہ جب کسی کے دل میں غیر اللہ کے متعلق یہ اعتقاد پیدا ہو جائے کہ وہ مختار و متصرف اور غیب دان ہے تو پھر اس کی خوشنودی کیلئے وہ حلال چوپایوں کو حرام کر دیتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا، وہ چوپائے حلال ہیں ان کو حلال سمجھو بھی اور ان کو کھاؤ بھی تاکہ شرک اعتقادی اور شرک فعلی دونوں کی جڑ کٹ جائے۔ یہ مضمون قرآن مجید کی متعدد آیتوں میں مذکور ہے مثلاً ۱۔ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا (بقرہ ع ۲۱) ۲۔ لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ (مائدہ ع ۱۲) ۳۔ مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ (مائدہ ع ۱۴) ۴۔ فَقَالُوْا هٰذِهٖۤ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ الخ (انعام ع ۱۶) ۵۔ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْۤ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ (اعراف ع ۴) بہیمۃ الانعام میں اضافت بیانی ہے۔ واضافتہا الی الانعام للبیان کثوب خز ای احل لکم اکل البہیمۃ من الانعام (روح ج ۶ ص ۴۹) یعنی تمہارے لئے انعام چوپائے حلال ہیں انہیں کھاؤ کسی کے حرام کرنے سے وہ حرام نہیں ہو سکتے اس سے مراد ابل، بقر اور غنم ہیں جیسا کہ سورۂ انعام کے رکوع ۱۷ میں تفصیل سے مذکور ہے۔ غیر اللہ کی تحریمات کے مقابلے میں اللہ کی تحریمات ہیں ان کا حکم آیت کے اگلے حصے میں مذکور ہے **۵۵** یہ ماقبل سے استثناء ہے اور اس میں اللہ کی تحریمات کے حکم کی طرف اشارہ ہے کہ ان کو حرام سمجھو۔ اور ان کو مت کھاؤ یعنی تمہارے لئے تمام انعام چوپائے حلال ہیں البتہ ان میں سے جن کا ذکر آگے آرہا ہے وہ حرام ہیں انہیں مت کھاؤ مَا یُتْلٰی سے آیت تحریم مراد ہے جو اسی رکوع میں آگے آرہی ہے آیۃ تحریمہ وھو قولہ حرمت علیکم المیتۃ۔ الآیہ (مدارک ج ۱ ص ۲۰۳) **۵۶** یہ دوسرا دعوےٰ ہے اس میں اللہ تعالےٰ کی تحریمات کا بیان ہے ان کا حکم یہ ہے ان کو قائم رکھو اور ان کو حلال مت جانو۔ عام مفسرین نے اس کو لکم کی ضمیر خطاب سے حال قرار دیا ہے اور مقصود احسان جتلانا بیان کیا ہے کہ حالتِ احرام میں صرف شکار حرام کیا ہے باقی چوپائے حرام نہیں کئے کما فی الکشاف ج ۱ ص ۱۱۳۔ اس طرح تحریمات اللہ کا مسئلہ محض ضمنی بنکر رہ جائیگا حالانکہ وہ مقصودی مسئلہ ہے اس لئے اسے کُمْ سے حال بنانے کی بجائے کان محذوف کی خبر قرار دیا جائے ای کونوا غیر محلی الصید اور کان کا مع اسم حذف کرنا اور خبر کو باقی رکھنا کلام عرب میں شائع ہے جیسا کہ امام ابن مالک الفیہ میں رقمطراز ہیں ویحذفونہا ویبقون الخبر۔ بعد لو و ان کثیرا ذا اشتہر۔ اس سے معلوم ہوا کہ لو اور ان کے بعد کان کا حذف بکثرت ہوتا ہے اور ان کے علاوہ بھی حذف جائز ہے۔ **۵۷** یہ محلی الصید میں ضمیر مستتر سے حال ہے۔ حُرُمٌ، حَرَامٌ کی جمع ہے جس کے معنی محرم یعنی احرام والے کے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ احرام کی حالت میں شکار کو حلال مت سمجھو اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ یہ پہلے دونوں دعووں کی اجمالی دلیل ہے یعنی اللہ تعالےٰ جو ہر چیز کا مالک ہے وہ جو چاہے حکم صادر فرمائے اس پر کوئی اعتراض نہیں **۵۸** یہ تیسرا دعوےٰ ہے۔ یہاں اللہ کی نذروں، نیازوں اور بیت اللہ کی منتوں کی حرمت و عزت قائم رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ شَعَآئِرَ اللّٰهِ سے اللہ کے دین کی یادگاریں مراد ہیں۔ قال الشیخ الانور۔ مثلاً صفا، مروہ، بیت اللہ اور بیت اللہ کی طرف جانے والی قربانیاں اور ہدایا عن مجاہد قول اللہ شعائر اللہ الصفا والمروۃ والہدی والبدن کل ہذا من شعائر اللہ (ابن جریر ج ۶ ص ۳۷) حضرت شیخ نے فرمایا شعائر اللہ ما کان معلما بقربان یتقرب بہ الی اللہ من صلوٰۃ او دعاء او ذبیحۃ او غیرہا۔ امام رازی فرماتے ہیں قال بعضہم الشعائر ہی الہدایا تطعن فی اسنامہا وتقلد لیعلم انہ ہدی (کبیر ج ۳ ص ۵۲۰) وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ الف لام جنس کا ہے اور اس سے مراد چار عزت والے مہینے ہیں جن میں جنگ و قتال ممنوع تھا یعنی رجب، ذلقعیدہ ذی الحج اور محرم الحرام۔ وَلَا الْهَدْيَ یہ ھَدْیَۃٌ کی جمع ہے اور اس سے وہ چوپائے مراد ہیں جو تقرب الی اللہ کی نیت سے بیت اللہ کی طرف ہدیہ اور نذر و منت کے طور پر لیجائے جاتے ہیں۔ وھو ما اہدی الی البیت وتقرب بہ الی اللہ تعالےٰ من النسائک وھو جمع ہدیۃ (مدارک ج ۱ ص ۲۰۳) الہدی ما اہدی الی بیت اللہ تعالےٰ من ناقۃ او بقرۃ او شاۃ الخ (قرطبی ج ۶ ص ۳۹) وَلَا الْقَلَآئِدَ یہ قَلَادَۃٌ کی جمع ہے اور قلادہ وہ نشانی ہے جسے ہدی کے جانوروں کے گلے میں لٹکا دیا جاتا تھا تاکہ دیکھنے والوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ بیت اللہ کی ہدی ہے اور اس سے کوئی تعرض نہ کرے۔ قلادوں کی بے حرمتی کرنے سے بطور مبالغہ منع فرمایا۔ مطلب یہ ہے کہ خود ہدایا تو کجا ان کے گلے کے قلادوں کی بے حرمتی بھی مت کرو۔ یا القلائد سے پہلے ذوات مضاف محذوف ہے ای ذوات القلائد یعنی قلادوں والے جانوروں کی بے حرمتی مت کرو۔ المراد منہ الہدی ذوات القلائد .... الثانی انہ نہی عن التعرض لقلائد الہدی مبالغۃ فی النہی عن التعرض للہدی (کبیر ج ۳ ص ۵۲۰) وَلَآ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الخ اس سے اطراف مکہ کے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے مشرکین سے ملکر حدیبیہ کے دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپؐ کے

ساتھیوں کو بیت اللہ کے طواف سے روکا تھا مگر بعد میں اسلام قبول کر لیا اور محض للہ کی رضا کے لئے ہدایا لیکر حج کو آتے تھے ان کو چھیڑنے اور ان کی بے حرمتی کرنے سے منع فرمایا۔ حاصل یہ کہ ایمان والوں کو اس سے منع فرمایا کہ وہ شعائر اللہ اور اللہ کے گھر کی نذروں، منتوں اور حجاج کرام کی بے حرمتی کریں یا ان سے کسی قسم کا ناجائز تعرض کریں۔ حضرت شاہ ولی اللہ رح اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں مترجم گوید یعنی تعرض حاجیاں و معتمران مسلماناں نباید کرد و لفظ ایشاں نباید گرفت۔ واللہ اعلم۔ حضرت شیخ کے نزدیک بھی راجح یہی ہے کہ اس سے مسلمان حجاج ہی مراد ہیں۔ بعض مفسرین نے آمین البیت سے وہ مشرکین مراد لئے ہیں جنہوں نے حدیبیہ کے دن آپ کو بیت اللہ سے روکا تھا اور مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ یعنی جب یہ لوگ حج کو آئیں تو ان سے تعرض مت کرو اور مشرکین کا اپنے زعم میں حج کرنے سے مقصود اللہ کی رضامندی تھا اگرچہ شرک کیوجہ سے وہ اللہ کی رضامندی حاصل نہیں کر پاتے تھے ان کے نزدیک یہ آیت فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ (توبہ) سے منسوخ ہے لیکن جو مفسرین اس آیت کو مسلمانوں کے حق میں مانتے ہیں ان کے نزدیک یہ آیت منسوخ نہیں وقال بعض المفسرین ان الاٰیۃ فی المسلمین فھی محکمۃ وحکمہا باق فلم تنسخ (المنار ج ۶ صـ۱۳۶) وکذا فی الکبیر ج ۳ صـ۳۲۵) لیکن حضرت شیخ کے نزدیک پہلا معنی راجح ہے **ف۹** یہ غَیْرَ مُحِلِّی الصَّیْدِ الخ سے متعلق ہے۔ وہاں بحالت احرام شکار کرنے سے منع فرمایا تھا یہاں فرمایا جب احرام سے باہر آجاؤ تو شکار کرنے کی اجازت ہے۔ یہ امر وجوب کے لئے نہیں، اباحت کے لئے ہے۔ فالامر للاباحۃ بعد الحظر (روح ج ۶ صـ۵۵)

اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ② حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ

بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے **ف۱** حرام ہوا تم پر مردہ جانور **ف۲**

وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَ

اور لہو اور گوشت سؤر کا اور جس جانور پر نام پکارا جائے اللہ کے سوا کسی دوسرے کا اور

الْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ

جو مر گیا گلا گھٹ کر **ف۳** یا چوٹ سے یا اونچے سے گر کر یا سینگ مارنے سے اور جس کو

اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۫ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ

کھایا ہو درندہ نے مگر جس کو تم نے ذبح کر لیا اور حرام ہے جو ذبح ہوا کسی تھان پر **ف۴ ف۵** اور یہ کہ

تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ؕ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ؕ اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ

تقسیم کرو جوئے کے تیروں سے **ف۶** یہ گناہ کا کام ہے **ف۷** آج ناامید ہو گئے **ف۸**

كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ؕ اَلْيَوْمَ

کافر تمہارے دین سے سو ان سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو آج

اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ

میں پورا کر چکا **ف۹** تمہارے لئے دین تمہارا اور پورا کیا تم پر میں نے احسان اپنا اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے

الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ

اسلام کو دین پھر جو کوئی لاچار ہو جائے **ف۱۰** بھوک میں لیکن گناہ پر مائل نہ ہو

لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ③ يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَآ

تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے **ف۳ ف۱** تجھ سے پوچھتے ہیں **ف۱۱** کہ کیا چیز

اُحِلَّ لَهُمْ ؕ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ

ان کے واسطے حلال ہے کہہ دے تم کو حلال ہیں ستھری چیزیں **ف۱۲ ف۴** اور جو سدھاؤ **ف۱۳**

الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ۫ فَكُلُوْا

شکاری جانور شکار پر دوڑانے کو کہ ان کو سکھاتے ہو اس میں سے جو اللہ نے تم کو سکھایا ہے، سو کھاؤ

ن۱۳ ای الکواسب ۱۵ـ ای مسلطین۔

[illegible]

موضح قرآن

ف۱ حلال نہ سمجھو یعنی ہاتھ نہ ڈالو اللہ کے نام کی چیزوں پر یعنی کافر بھی اگر نیاز کعبہ لاویں تو لوٹ مت لو اور ماہ حرام میں ان کو نہ مارو۔ اور گلگن والیاں بھی وہ قربانی کے جانور ہیں جو کعبے کو لیجاتے ہیں نشان کر کر۔ اور فرمایا کہ کافروں نے تم کو روکا تھا مسجد سے تم زیادتی نہ کرو یعنی آنے کو نہ روکو۔ باقی آگے سے منع کر دو کہ کافر نہ آوے تو یہ روا ہے اس سے معلوم ہوا کہ کافر جس کام میں اللہ کو تعظیم کرے اس کام کو فضیحت نہ کیجے مگر جو بت کی تعظیم کرے تو البتہ اہانت کرے۔ **ف۲** مواشی میں یہی یہ چیزیں حرام فرمائیں۔ سؤر اور ہر چیز کا لہو اور آپ سے مرا یا کسی طرح بغیر ذبح کے اور جو خدا کے سوا کسی کے نام پر ذبح کیا اور جو کسی مکان کی تعظیم پر ذبح کیا سوائے خانۂ خدا۔ مگر یہ چیزیں مضطر کو معاف ہیں اور بانٹا کرنا پانسوں سے۔ یہ کافروں کا ایک جوا تھا کہ شرط بد کر ایک جانور دس شخص نے برابر خریدا اور ذبح کیا اور دس پانسے تھے کسی پر لکھا آدھا کسی پر پاؤ کم زیادہ کوئی خالی پھر بانٹنے لگے تو ہر ایک کے نام پر جو پانسا آیا وہی حصہ اس کو ملا یا خالی نکل آیا۔ شرط بدنی تمام حرام ہے یہ بھی اسی میں داخل ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ غیر خدا کے نام پر جانور ذبح ہو یا غیر خدا کی تعظیم پر وہ مردار ہے۔ یہ جو فرمایا کہ آج پورا دین تمہارا دے چکا یہ آیت آخر کو اتری ہے کہ سب احکام اللہ کے نازل ہو چکے تھے۔ اس کے بعد تین مہینے حضرت زندہ رہے ہیں۔

فتح الرحمن

ف۱ مترجم گوید حکم تغلیظ تحریم قتال در اشہر حرم مخصوص است بمسلمین بدلیل آیہ سورۂ بقرہ و تحریم تعرض حاجیاں نیز بمسلمین مخصوص است بدلیل سورۂ برارت و این آیت آخر ما نزل است۔ منسوخ داشتن آنہا چنانکہ عامہ مفسرین میگویند راست نمی آید۔ واللہ اعلم ۱۲۔ **ف۲** مترجم گوید یعنی بر صورت وقبر واللہ اعلم ۱۲ **ف۳** مترجم گوید یعنی در مخمصہ خوردن مردار جائز است و نزدیک ابو حنیفہ فائدہ لفظ غیر مائل آں است کہ زیادہ از ضرورت نخورد و نزدیک مالک و شافعی رح آنست کہ قاطع طریق و سارق را رخصت نیست و این آیہ آخر آیات قرآن است بعد ازیں ہیچ آیت نازل نہ شدہ۔ واللہ اعلم ۱۲۔ **ف۴** یعنی آنچہ عرب پاکیزہ دانند۔ واللہ اعلم ۱۲۔

لا جَرْمُ کے معنی برانگیختہ کرنے اور اکسانے کے ہیں ای لا یحملنکم عن ابن عباس وقتادۃ (قرطبی ج ۶ ص۴۵) شَنَاٰنُ بغض وعداوت شَنَاٰنُ قومٍ ای بغضہم (مفردات ص۲۶۸) حضرت شیخ نے فرمایا قوم سے یہاں وہی جدید مسلمان مراد ہیں جن کا پہلے اٰمِّیْنَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ میں ذکر ہو چکا ہے۔ اَنْ صَدُّوْكُمْ۔ اَنْ سے پہلے لام تعلیل مقدر ہے ای لان صدوکم اور یہ ماقبل کی علت ہے۔ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ یہ صَدُّوْكُمْ سے متعلق ہے۔ اَنْ تَعْتَدُوْا، اَنْ مصدریہ ہے اور یہ لَا یَجْرِمَنَّكُمْ کا مفعول ثانی ہے من القرطبی والکشاف۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تنبیہ فرمائی کہ جن مشرکین نے حدیبیہ کے دن ان کو بیت اللہ کے طواف سے روکا تھا ان میں سے جو اسلام لا چکے تھے مذکورہ واقعہ کی بنا پر ان سے بغض نہ رکھا جائے اور ان پر کسی قسم کی زیادتی نہ کی جائے اور ان سے بدلہ نہ لیا جائے اور نہ ان کو حرم کی طرف ھدایا لیجانے اور بیت اللہ کا حج کرنے سے روکا جائے۔ ای لا یحملنکم بغض قومٍ لصدھم ایاکم عن المسجد الحرام علی اعتدائکم علیھم وانتقامکم منھم للتشفی (روح ج ۶ ص۵۶) عام مفسرین نے اٰمِّیْنَ الْبَیْتَ کی طرح یہاں بھی قوم سے مشرکین مراد لئے ہیں لیکن حضرت شیخ کے نزدیک پہلا معنی راجح ہے وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى الخ پہلے فرمایا تم خود ان پر زیادتی نہ کرو۔ یہاں فرمایا اگر کوئی اور ان پر ظلم و زیادتی کرے تو تم سب مل کر ظالم کا مقابلہ کرو۔ اور احسان و تقویٰ کے معاملات میں ایکدوسرے سے تعاون کرو لیکن ظلم اور گناہ کے کاموں میں کسی کا ہاتھ نہ بٹاؤ۔ شعائر اللہ کی نہ خود بے حرمتی کرو نہ ان کی بے حرمتی ہونے دو ان کو بے حرمت ہوتے ہوئے دیکھ کر خاموش رہنا اور اطراف مکہ کے جدید مسلمانوں پر یہودیوں کا ظلم وستم دیکھ کر بیٹھے رہنا اور ان کی مدد نہ کرنا یہ بھی بے حرمتی کرنے اور تعاون علی الاثم والعدوان میں داخل ہے **۱۱** یہ چوتھا دعویٰ ہے اس میں غیر اللہ کی نذر و نیاز اور دیگر محرمات کا ذکر ہے ان کا حکم یہ ہے کہ یہ حرام ہیں ان کی حرمت باقی رکھو اور انہیں مت کھاؤ اَلْمَیْتَةُ وہ حلال چوپایہ جو شرعی ذبح کے بغیر مر جائے۔ وَالدَّمُ بہتا ہوا خون جو ذبح کے وقت نکلتا ہے وَلَحْمُ الْخِنْزِیْرِ خنزیر کا گوشت۔ خنزیر نجس العین ہے اور اس کے تمام اجزاء نجس اور ناپاک ہیں اور ان سے انتفاع جائز نہیں۔ گوشت کی تخصیص صرف اس لئے کی گئی ہے کہ جانور کا مقصودی حصہ گوشت ہی ہوتا ہے جب گوشت حرام ہے تو باقی اجزاء بطریق اولیٰ حرام ہوں گے اِنَّمَا خص اللحم بالذکر مع کونه محرما بجمیع اجزائه بالنص والاجماع لانه معظم المقصود من الحیوان (مظہری ج ۳ ص۲۰) وَمَا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ۔ اُهِلَّ اِهْلَالٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ ہے۔ اہلال کے معنی آواز بلند کرنے کے ہیں واصله رفع الصوتِ۔ چنانچہ محاورات میں کہا جاتا ہے اهل الرجل واستهل اذا رفع صوته یعنی اس نے آواز بلند کی اسی طرح کہا جاتا ہے اهل المعتمر اذا رفع صوته بالتلبیة یعنی عمرہ بجالانے والے نے بلند آواز سے تلبیہ پڑھا (لسان العرب ج ۱۱ ص۷۰) لِغَیْرِ اللّٰهِ بحذفِ مضاف ای لتعظیم غیر اللّٰہ اور بِهٖ میں ب بمعنی علیٰ ہے۔ مَا اُهِلَّ الخ سے کیا مراد ہے۔ اس میں تین احتمال ہیں (۱) مَا سے وہ چوپایہ مراد ہے جسے غیر اللہ (پیغمبر، ولی، فرشتہ یا جن وغیرہ) کو متصرف و کارساز، غیب دان اور مافوق الاسباب حاجت روا اور مشکل کشا سمجھ کر اس کی تعظیم کے پیش نظر اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کی غرض سے نذر و منت کے طور پر متعین اور نامزد کر دیا جائے یہ نذر غیر اللہ ہے اور حرام ہے اس طرح وہ جانور حرام ہو جاتا ہے اگر اسے اللہ کا نام لے کر ذبح کیا تب بھی وہ حرام ہی رہتا ہے اور حلال نہیں ہوتا اس کا حکم بالکل وہی ہے جو مردار کا ہے۔ نذر غیر اللہ کی حرمت کا مسئلہ قرآن مجید میں مختلف انداز بیان کے ساتھ کئی جگہ مذکور ہے مثلاً ۱۔ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْكُمُ الْمَیْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِیْرِ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ (بقرہ رکوع ۲۱) ۲۔ سورۂ مائدہ کی زیر بحث آیت میں۔ ۳۔ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ۔ (انعام ع ۱۸) ۴۔ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْكُمُ الْمَیْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِیْرِ وَمَا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ (نحل ع ۱۵) ۵۔ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِیْبًا مَّفْرُوْضًا (نساء ع ۱۷) ۶۔ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِیْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا (انعام ع ۱۶) ۷۔ قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ (انعام ع ۱۶) ۸۔ وَیَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا یَعْلَمُوْنَ نَصِیْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ (نحل ع ۷) اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لغیر اللّٰہ (مظہری ج ۳ ص۱۱) جو شخص غیر اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے اور اس کی تعظیم بجالانے کے لئے جانور ذبح کرے وہ ملعون ہے۔ مسند امام احمد میں ہے لعن اللّٰہ من ذبح لغیر اللّٰہ ای لتعظیم غیر اللّٰہ تفسیر کبیر ج ۳ ص۱۳، تفسیر نیشاپوری ج ۲ ص۱، اور فتاوی عزیزی ج ۱ ص۵۸ کی عبارتیں تفسیر جواہر القرآن ص۸۰ میں منقول ہو چکی ہیں۔ ان عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ جو جانور غیر اللہ کی تعظیم کے لئے نامزد کر دیا گیا ہو وہ حرام ہو جاتا ہے۔ حرمت اور نجاست اس میں اس طرح سرایت کر جاتی ہے کہ اللہ کا نام لیکر ذبح کرنے سے بھی وہ جانور حلال اور پاک نہیں ہوتا اور غیر اللہ کی تعظیم کی نیت سے ذبح کرنے والا شخص بھی مرتد ہو جاتا ہے۔ اب کچھ مزید حوالے ملاحظہ ہوں:۔ مخدوم علی بن احمد مہائمی المتوفی ۸۳۵ھ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ جو چوپایہ غیر اللہ کے تقرب کے لئے نامزد کر دیا گیا ہو وہ حرام ہے اگرچہ اسے اللہ کا نام لیکر ذبح کیا جائے۔ (وَمَآ اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ) فانه وان ذکر معه اسم اللّٰہ فقد عارض لمطهر فیه المنجس مع نجاسته بالموت وان لم یذک فقد زید فی تنجیسه (تبصیر الرحمٰن ج ۱ ص۱۷۱) نذر غیر اللہ کے حرام ہونے کے بارے میں فقہاء کرام کی عبارتیں مقدمہ میں مذکور ہو چکی ہیں انہیں دیکھ لیا جائے (مقدمہ ص۵) نذر غیر اللہ کے بارے میں عہد قریب کے اکابر علماء اور محققین کا بھی یہی مسلک ہے۔ بعض بزرگوں کے ارشادات ملاحظہ ہوں۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔

> "جو جانور غیر کے نام کا ہو اس کو اسی نیت سے ذبح کرنا بسم اللہ کہہ کر بھی حرام ہے اور وہ جانور حرام ہی رہتا ہے۔ ایسے جانور کو ذبح نہ کرے اور کسی کا بکرا کہنا بوجہ مالک ہونے کے درست ہے مگر کسی کی تعظیم اور قربت کا کہنا حرام ہے اگر نیت ہو کہ اس کا ثواب لوجہ اللہ کسی کو پہنچے اس میں کچھ حرج نہیں۔ تعظیم غیر پر ذبح سے حرام ہوتا ہے نہ مالک ہونے سے کسی بشر کے، دونوں میں فرق ہے۔ فقط" بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (فتاوی رشیدیہ مبوب ص۵۴۴)

مولانا عبدالحی فرنگی محلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔

> "ما اہل بہ لغیر اللہ سے مراد وہ جانور ہے جو بقصد تقرب الی غیر اللہ ذبح کیا جاوے اور مقصود اراقۃ الدم سے تعظیم غیر خدا ہو اور جان دینا خاص غیر کے لحاظ سے ہووے ایسا جانور حرام ہے اگرچہ وقت ذبح کے بسم اللہ اس پر کہی جاوے ذبح لقدوم الامیر ونحوه کواحد من العظماء یحرم لانه اهل به لغیر اللّٰہ ولو ذکر اسم اللّٰہ علیه ولو ذبح للضیف لا یحرم۔ انتہیٰ" (مجموعۂ فتاوی ج ۲ ص۵۹)

مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔

> "بزرگوں کی نذر و نیاز کا جانور اگر اس واسطے ذبح کیا جاوے کہ وہ بزرگ ہم سے خوش ہوں اور ہمارا کام کر دیں اور ان کو متصرف فی التکوین سمجھے اور ان سے تقرب

کے لئے ذبح کرے اور ذبح سے وہی مقصود ہوں چنانچہ اس زمانہ میں اکثر جہال کا یہی عقیدہ ہوتا ہے تو یہ عقیدہ رکھنے والا مشرک اور وہ ذبیحہ بالکل حرام ہے، اگرچہ بوقتِ ذبح اللہ کا نام لیا جاوے۔ وما اھل بہ لغیر اللہ اور اگر اللہ کے واسطے وہ جانور ذبح کیا اور اللہ کے واسطے دیکر اس کا ثواب کسی بزرگ کی روح کو بخشدیا تو یہ جائز ہے۔ فقط" ۵ ربیع الثانی ۱۳۳۱ھ (فتاوی امدادیہ ج ۴ ص ۴۵)

مَا کی تفسیر میں دوسرا احتمال یہ ہے جیسا کہ شاہ عبدالعزیز صاحب نے تفسیر عزیزی میں فرمایا ہے کہ مَا عام ہے اور اس کی مراد بھی عام ہے خواہ جانور ہو یا غلہ، مٹھائی ہو یا کوئی اور چیز جو غیر اللہ کے تقرب کے لئے دی جائے سب اس میں شامل ہیں۔ اگر مَا سے صرف ذبیحہ مراد لیا جائے تو پھر اس کے بعد وَمَا ذُبِحَ عَلَی النُّصُبِ کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ لہٰذا جن لوگوں نے مَا سے صرف ذبیحہ مراد لیا ہے انہوں نے مَآ اُهِلَّ کی صرف ایک صورت بیان کی ہے جو مشرکین میں اس وقت رائج تھی۔ ورنہ یہ بات وہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ مشرکینِ مکہ جانوروں کے علاوہ غلہ وغیرہ کی نذریں بھی غیر اللہ کے لئے مانتے تھے جیسا کہ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا الخ سے معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ وَمَا ذُبِحَ عَلَی النُّصُبِ سے صرف ذبیحہ مراد ہو اور وَمَآ اُهِلَّ سے مراد عام ہو۔ یعنی جانور اور غلہ وغیرہ۔ پہلی اور دوسری دونوں تفسیروں کی صورت میں بِہٖ میں ب کو معنی علی لینا پڑیگا۔

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب مَا عام ہے تو بعض مفسرین نے اس سے صرف ذبیحہ کیوں مراد لیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اہلِ عرب کے یہاں لفظ اہلال کا زیادہ تر استعمال مذبوحہ پر ہوتا تھا اس لئے اس کے پیشِ نظر انہوں نے مَا سے مذبوحہ مراد لیا اس سے ان کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مذبوحہ کے علاوہ باقی اشیاء سے غیر اللہ کی نیاز جائز ہے بلکہ ان مفسرین کے نزدیک جس طرح جانوروں سے غیر اللہ کی نیاز حرام ہے اسی طرح باقی اشیاء غلہ، کپڑا وغیرہ سے بھی حرام ہے۔

حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا کہ آیت کے مفہوم میں ایک تیسرا احتمال بھی ہے۔ وہ یہ کہ مَا سے مراد وہ کلام ہو جس سے غیر اللہ کے تقرب کے لئے جانور نامزد کیا گیا ہو مطلب یہ ہے کہ ایسا کلمہ بھی حرام اور مشرکانہ ہے جسے غیر اللہ کی نذر و منت مانتے وقت بلند کیا جائے۔ حاصل مطلب اس کا بھی وہی ہوگا جو حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رح نے لکھا ہے اس صورت میں بِہٖ کی ب اپنے اصل پر رہیگی اور اسے علی کے معنی میں لینے کی ضرورت نہیں ہوگی جیسا کہ کہا جاتا ہے اھللت بالتلبیة واھللت بالتسمیة علی الذبیحة مراح میں اھل المعتمر اذا رفع صوته بالتلبیة و التسمیة علی الذبیحة جیسا کہ پہلے لسان العرب سے منقول ہو چکا ہے فجرور الباء ھو لفظ یرفع به الصوت ای اسم اللہ مثلاً فالمراد من قوله تعالیٰ وَمَآ اُهِلَّ ای لفظ رفع به الصوت لتعظیم غیر اللہ والتقرب الیه۔ حاصل یہ کہ اس کلام سے تکلم اور اس قول کا تلفظ ہی حرام کر دیا جس سے غیر اللہ کا تقرب مقصود ہوا اور اسی وجہ سے ہر وہ چیز بھی حرام ہوگی جس سے غیر اللہ کا تقرب مطلوب ہو۔ اور بعینہ اِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ (انعام ع ۱۸) میں فِسْقًا سے بھی کلمۂ تقرب ہی مراد ہے جس کے ذریعے غیر اللہ کی نذر و منت مانی جائے۔

تنبیہ۔ بعض علماءِ اسلام نے لکھا ہے کہ اولیائے کرام کی نذریں حلال ہیں، حرام نہیں ہیں۔ اس کا مطلب سمجھنے میں بہت سے لوگوں کو دھوکہ ہوا ہے۔ جن علماء نے یہ لکھا ہے کہ اولیائے کرام کی نذریں حلال ہیں ان کی مراد یہ ہے کہ جو مسلمان اولیاء اللہ کی نذریں مانتے ہیں وہ ان کو نہ غیب داں سمجھتے ہیں، نہ مافوق الاسباب متصرف و مختار اور نہ ان کو حاجات میں غائبانہ پکارتے ہیں اور نہ ان نذروں سے اولیاء اللہ کا تقرب حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے بلکہ ان نذروں سے ان کا مقصد اللہ کی عبادت اور اس کی رضاجوئی ہوتا ہے اور اولیاء اللہ کی ارواح کو ایصالِ ثواب مقصود ہوتا ہے اس مسئلہ میں کوئی جھگڑا نہیں یہ بالاتفاق جائز ہے لیکن اس نیت کے باوجود اسے غیر اللہ کی نذر کہنا کراہیت سے خالی نہیں۔ اسی طرح تمام علماءِ اسلام کے نزدیک یہ مسئلہ بھی متفق علیہ ہے کہ جو نذر و نیاز غیر اللہ کے تقرب کیلئے دی جائے وہ حرام ہے۔ باقی رہا عوام کا فعل تو اس کے بارے میں جب تک کھلے دلائل اور واضح قرائن سے معلوم نہ ہو جائے کہ ان کی نیت تقرب الی غیر اللہ کی ہے اس وقت تک حرام ہونے کا حکم نہیں لگایا جا سکتا۔ **ف ۱۲** وہ چوپایہ جسے گلا گھونٹ کر مار دیا جائے جیسا کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ چوپائے کو گلا گھونٹ کر مار ڈالتے اور کھا لیتے تھے۔ قال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنهما کان اھل الجاھلیة یخنقون البھیمة ویاکلونھا فحرم ذلك علی المؤمنین (روح ج ۶ ص ۵۷) وَالْمَوْقُوْذَةُ جو جانور ضرب اور چوٹ سے مر جائے۔ وَالْمُتَرَدِّيَةُ جو چوپایہ اونچی جگہ سے گر کر مر جائے وَالنَّطِيْحَةُ جس چوپائے کو دوسرا چوپایہ سینگ مار کر ہلاک کر ڈالے۔ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اور جس چوپائے کو درندہ پھاڑ کھائے۔ یہ سب حرام ہیں۔ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ یہ ماقبل سے استثناء ہے بعض کے نزدیک یہ استثناء مَآ اَكَلَ السَّبُعُ سے مختص ہے لیکن اجلّہ صحابہ و تابعین اور جمہور مفسرین اسے وَالْمُنْخَنِقَةُ سے لیکر مَآ اَكَلَ السَّبُعُ تک سب سے استثناء قرار دیتے ہیں انه استثناء من جمیع ما تقدم من قوله وَالْمُنْخَنِقَةُ الی قوله وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ وھو قول علی وابن عباس والحسن وقتادة الخ (کبیر ج ۳ ص ۵۲۵) والاستثناء یرجع الی المنخنقة وما بعدھا (مدارك ج ۱ ص ۲۰۹) قال علی وابن عباس والحسن وقتادة وابراھیم وطاؤس وعبید ابن عمیر والضحاك وابن زید والجمھور ھو راجع الی المذکورات ای من قوله وَالْمُنْخَنِقَةُ الخ (بحر ج ۳ ص ۴۲۳) لہٰذا مَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ سے اس استثناء کا کوئی تعلق نہیں اور وہ اللہ کا نام لے کر ذبح کرنے سے بھی حلال نہیں ہوتا۔ ما اہل لغیر اللہ کی حرمت قرآن مجید میں اس کے علاوہ تین اور جگہوں میں بھی مذکور ہے مگر وہاں کسی جگہ بھی یہ استثناء موجود نہیں کیونکہ وہاں باقی اشیاء کا ذکر نہیں تو معلوم ہوا کہ استثناء کا تعلق پہلی چار چیزوں سے نہیں صرف بعد میں مذکور باقی اشیاء سے ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان مذکورہ جانوروں میں سے جس میں ابھی زندگی باقی ہو اگر بروقت اسے ذبح کر لیا جائے تو وہ حلال ہے۔ زندگی کی علامت یہ ہے کہ وہ ذبح کئے ہوئے جانور کی طرح پھڑک رہا ہو ای اِلَّا ما ادرکتموہ وفیه بقیة حیات یضطرب اضطراب المذبوح وذکیتموہ (روح) **ف ۱۳** النُّصُبُ نصاب کی جمع ہے اور اس سے وہ اصنام مراد ہیں جن کی تعظیم کے لئے مشرکین ان کے استھانوں پر جانور ذبح کیا کرتے تھے (روح ج ۶ ص ۵۸) یعنی وہ چوپائے جو غیر اللہ کے استھانوں، ان کی خانقاہوں اور قربان گاہوں پر ان کی تعظیم اور ان کا تقرب حاصل کرنے کی غرض سے ذبح کئے جائیں وہ بھی حرام ہیں۔ ذبح کے وقت خواہ غیر اللہ کا نام لیا جائے جیسا کہ مشرکین اپنے معبودوں کے نام سے ذبح کرتے تھے مثلاً باسم اللات والعزیٰ۔ یا ان کو اللہ کا نام لے کر ذبح کیا جائے جیسا کہ آجکل بعض جاہل مسلمان کرتے ہیں۔ فوت شدہ بزرگوں کی نذر و منت کے بکرے وغیرہ عرسوں اور میلوں کے ایام میں قبروں پر لیجاتے ہیں اور وہاں ذبح کرتے ہیں جیسا کہ شاہ کوٹ اور بھری شاہ رحمن اور دوسرے بزرگوں کے عرسوں اور میلوں کے ایام میں قبروں پر لیجاتے ہیں اور وہاں ذبح کرتے ہیں بعض لوگ جانور زندہ لیجا کر خود ذبح نہیں کرتے بلکہ مجاوروں اور گدی نشینوں کے حوالے کر دیتے ہیں دونوں کا ایک ہی حکم ہے اور دونوں حرام ہیں۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ مَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ اور مَا ذُبِحَ عَلَی النُّصُبِ دونوں ایک چیز نہیں ہیں بلکہ اول عام ہے اور ثانی اس کا ایک جزو ہے یعنی اول سے ہر وہ چیز مراد ہے جو غیر اللہ کے تقرب کے لئے نامزد کر دی گئی ہو خواہ وہ جانور ہو یا غلہ اور نقدی وغیرہ۔ اور

ثانی سے مراد صرف وہ جانور ہیں جو غیر اللہ کی تعظیم کیلئے استھانوں پر ذبح کئے جائیں چونکہ بزرگوں کے استھانوں اور ان کی خانقاہوں کی لوگوں کے دلوں میں بڑی قدر و منزلت تھی اور وہ ان کی عظمت و تقدس کی وجہ سے وہاں چرپایوں کو لے جاکر ذبح کرتے تھے اس لئے خصوصیت سے ایسے ذبیحوں کی حرمت کا ذکر فرمایا مفسر ابن عطیہ فرماتے ہیں ماذبح علی النصب جزء مما اھل بہ لغیر اللہ لکن خص بالذکر بعد جنسہ لشہرۃ الامر و شرف الموضع وتعظیم النفوس (بحر ج ۳ ص۴۲۴) ۱۳ اَنْ مصدریہ ہے اور اَزْلَام۔ زلم (بجمل اوصرد) کی جمع ہے اور زلم کے معنی تیر کے ہیں یعنی تیروں کے ذریعے حصہ اور مقدر معلوم کرنا بھی حرام ہے۔ جیسا کہ مشرکین کیا کرتے تھے انہوں نے تیروں پر کچھ الفاظ لکھ رکھے تھے۔ مثلاً کسی پر اِفْعَلْ (کر) کسی پر لَا تَفْعَلْ (نہ کر) کسی پر لک النصف (تمہارا آدھا ہے) کسی پر لک الربع (تمہارا چوتھا حصہ ہے) اور بعض تیروں پر کچھ نہیں تھا۔ تمام تیروں کو ایک خریطے میں ڈال کر باری باری اس سے تیر نکالتے اور اس پر لکھی ہوئی عبارت کے مطابق عمل کرتے تھے یہ تیر ان کے عبادت خانوں میں رکھے رہتے تھے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ ان کے معبود غیب دان اور متصرف ہیں۔ اور وہ اپنے تصرف سے ان تیروں کے ذریعے ان کی قسمت کا فیصلہ کرتے ہیں اس سے ان کا مقصد اپنے معبودوں سے صلاح و مشورہ اور ان کی منظوری حاصل کرنا ہوتا تھا۔ اس استقسام کی بنیاد چونکہ غیر اللہ کو متصرف اور غیب دان ماننے پر ہے اس لئے اسے حرام قرار دیا۔ انہ کان استشارۃ مع الاصنام و استعانۃ منھم کما یشیر الی ذلک ما روی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما من انھم اذا ارادوا ذلک اتوا بیت اصنامھم وفعلوا ما فعلوا فلھذا صار حراما (روح ج ۶ ص۵۹) استقسام چونکہ حرام ہے اس لئے جو مال اس موقع پر بتوں کی نذر کے طور پر ان کے خادموں اور مجاوروں کو دیا جاتا تھا وہ بھی حرام ہے۔ ۱۵ ذٰلِکُمْ سے مذکورہ تمام محرمات کو حلال جاننے کی طرف اشارہ ہے اور فسق سے فسق کا کامل درجہ یعنی کفر مراد ہے۔ مطلب یہ کہ مذکورہ محرمات کو حرام نہ سمجھنا اور ان کا تناول کرنا کفر ہے اور ان کو حرام سمجھنا اور ان کے کھانے سے بچنا عین ایمان و اطاعت اور وفاءِ عقود میں داخل ہے جس کا ابتدائے سورت میں حکم دیا گیا ہے وقال الزمخشری اشارۃ الی الاستقسام و الی تناول ماحرم علیھم لان المعنی حرم علیھم تناول المیتۃ وکذا وکذا (بحر ج ۳ ص۴۲۵) وقیل یرجع الی جمیع ماذکر من الاستحلال لجمیع ھذہ المحرمات و کل شیء منھا فسق وخروج من الحلال الی الحرام والانکفاف عن ھذہ المحرمات من الوفاء بالعقود اذ قال اوفوا بالعقود (قرطبی ج ۶ ص۵۸) ۱۶ اَلْیَوْمَ سے وہ دن مراد ہے جس دن مذکورہ تحریمات پر مشتمل یہ آیت نازل ہوئی۔ اور وہ جمعہ کا دن ذی الحجہ ۱۰ھ کی آٹھ تاریخ کا دن تھا وقیل یوم نزول الایۃ وروی عن ابن جریج ومجاھد وابن زید و کان کما رواہ الشیخان عن عمر رضی اللہ عنہ عصر یوم الجمعۃ عرفۃ حجۃ الوداع (روح ج ۶ ص۶۰ و بحر ج ۳ ص۴۲۵) مطلب یہ کہ ان محرمات کے بیان کے بعد مشرکین کو اب یہ امید باقی نہیں رہی کہ وہ تمہارے دین کو مٹا سکیں گے اور نہ ان کو تم سے یہ توقع باقی رہی ہے کہ تم دوبارہ ان کا دین قبول کر لوگے اور مذکورہ بالا خبائث و محرمات کو کھانے لگوگے انقطع رجاءھم من ابطال دینکم و رجوعکم عنہ بتحلیل ھذہ الخبائث وغیرھا (روح و کبیر ج ۳ ص۵۲۶) فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ اس لئے اب تم اس بات سے مت ڈرو کہ مشرکین تم پر اور تمہارے دین پر غالب آجائیں گے بلکہ مجھ سے ڈرو، میرے احکام کی پیروی کرو اور میری نافرمانی سے بچو تاکہ میری تائید و نصرت ہمیشہ تمہارے شامل حال رہے۔ ۱۷ تحریمات اللہ، تحریماتِ غیر اللہ اور اللہ کی نذروں اور غیر اللہ کی نذروں کے بیان سے دین اسلام کے تمام فرائض و حدود اور حلال و حرام کے احکام کی تکمیل ہوگئی اور آج کے دن سے ہم نے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی عن ابن عباس والسدی ان المعنی الیوم اکملت لکم حدودی وفرائضی وحلالی و حرامی بتنزیل ما انزلت (روح) اکملت لکم ما تحتاجون الیہ من تعلیم الحلال والحرام والتوقیف علی الشرائع وقوانین القیاس واصول الاجتہاد (بحر) اتمام نعمت سے اسلام کا غلبہ، کفر و شرک کی مغلوبیت، دین کی تکمیل، علم و حکمت کا اعطاء، امن اور وسعت مال وغیرہ مراد ہے (روح، بحر، قرطبی وغیرہ) وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا اور دنیا کے تمام ادیان میں سے دین اسلام کو تمہارے لئے پسند کیا کیونکہ یہی وہ دین ہے جو انسانی فطرت کے عین مطابق ہے اور جس پر تمام انبیاء علیہم السلام کاربند تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کا پسندیدہ دین صرف اسلام ہے اور نجات صرف اسلام کی پیروی سے حاصل ہوگی۔ جو شخص اسلام کو چھوڑ کر کسی اور دین کی پیروی کرتا ہے اس کی نجات نہیں ہوگی اور آخرت میں وہ خسارے میں رہیگا۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ (اٰل عمران ع ۹) اور اسلام سے نجات صرف اسی مسلمان کو نصیب ہوگی جو ضروریات دین کا معتقد ہوگا۔ صرف نام کا مسلمان ہونا کافی نہیں اگر کوئی شخص مسلمان کہلانے کے باوجود دین کے ضروری عقائد میں سے کسی ایک عقیدے کا انکار کردے تو وہ مسلمان نہیں رہتا اور اس کی نجات نہیں ہوگی۔ مثلاً ختم نبوت کا انکار، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے دین میں حجت ہونے کا انکار۔ اللہ کی صفات مختصہ میں غیر اللہ کو شریک ماننا وغیرہ۔ ۱۸ محرمات کا ذکر کرنے کے بعد اضطراری حالت کا حکم بیان فرمایا کہ مذکورہ بالا اشیاء ہیں تو قطعی حرام لیکن اگر کوئی شخص بھوک سے بے بس ہوجائے اور کوئی حلال چیز میسر نہ آسکے اور اس بات کا اندیشہ ہو کہ حلال چیز کے میسر ہونے تک وہ زندہ نہیں رہ سکے گا یا ایسے عوارض میں مبتلا ہوجائیگا جو موت پر منتج ہوں گے تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ مذکورہ محرمات میں سے بقدر سدِ رمق یعنی اس قدر کھالے جس سے اس کی جان بچ جائے۔ غَیْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ متجانف کے معنی ہیں مائل یعنی اس شرط پر اسے کھانے کی اجازت ہے کہ وہ گناہ کی طرف مائل ہونیوالا نہ ہو۔ مطلب یہ کہ سد رمق سے زیادہ حرام چیز کا تناول نہ کرے کیونکہ حرام چیز کھانے کی اجازت اضطرار سے مشروط ہے جب اس نے بقدر سدِ رمق کھالیا تو اضطراری حالت ختم ہوگئی اب اس سے زیادہ کھائیگا تو سخت گنہگار ہوگا۔ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ بحالت اضطرار حرام چیز حلال تو نہیں ہوجاتی لیکن اللہ تعالیٰ نے محض اپنی شانِ رحمت سے اس حالت میں ان محرمات کے تناول کی اجازت دیدی اور اس حالت میں حرام کھانے کا گناہ معاف فرمادیا ۱۹ اس میں تین اقوال ہیں (۱) امام زہری کہتے ہیں کہ صحابہ کرام اکثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کرتے تھے کہ ان کے لئے کونسی چیزیں حلال ہیں اور کونسی حرام تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی (۲) عدی بن حاتم اور زید ابن مہلہل نے آپ سے دریافت کیا کہ ہم کتوں اور بازوں سے شکار کرتے ہیں بعض جانوروں کو ہم زندہ پالیتے اور ذبح کر لیتے ہیں اور بعض ہمارے پہنچنے سے پہلے مرجاتے ہیں۔ ان میں سے ہمارے لئے کیا حلال ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی جو اصل سوال کے جواب سے زائد پر مشتمل ہے (۳) یہ آیت ابتدائے سورت یعنی اُحِلَّتْ لَکُمْ بَهِیْمَةُ الْاَنْعَامِ سے متعلق ہے اس میں اجمال تھا یہاں اس کی تفصیل ہے۔ یہ آخری قول سب سے زیادہ مناسب ہے۔ اُحِلَّ لَهُمْ میں ضمیر متکلم لَنَا کی جگہ ضمیر غائب استعمال ہوئی ہے۔ علامہ رضی نے لکھا ہے جہاں دونوں ضمیروں کا استعمال جائز ہو وہاں متکلم کی جگہ غائب کی ضمیر استعمال کی جاسکتی ہے۔

فائدہ:۔ شانِ نزول کا یہ مطلب نہیں ہے کہ پہلے فلاں واقعہ ہوچکا تھا اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔ کیونکہ کئی واقعات جن کا حکم اسی آیت میں مذکور ہوتا ہے اس آیت کے بعد

واقع ہوتے ہیں۔ آیت کو پہلے واقعہ سے مخصوص کرنے سے فہم قرآن میں بڑی الجھنیں پیدا ہوتی ہیں حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ صحابہ وتابعین کا یہ کہنا کہ یہ آیت فلاں واقعہ میں نازل ہوئی اور یہ آیت فلاں حادثہ میں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ آیت فلاں فلاں واقعہ اور حادثہ کو شامل ہے۔ وہ حادثہ اس آیت کے نزول سے پہلے پیش آیا ہو یا اس کے بعد (الفوز الکبیر ص۳۵) حضرت شیخ فرماتے ہیں، شان نزول کے ذکر میں جو یہ آتا ہے فنزلت اس میں فا ترتیب زمانی کے لئے نہیں ہوتی بلکہ تعقیب فی کری کے لئے ہوتی ہے

ن۲۰ طیبات سے وہ چیزیں مراد ہیں جن سے طبائع سلیمہ نفرت نہ کریں۔ یا وہ اشیاء جن کی حرمت کتاب و سنت اور اجماع و قیاس سے ثابت نہ ہو ای مالیس بخبیث منہا او ھو کل مالم یات تحریمہ فی کتاب اللہ او سنۃ او اجماع او قیاس (مدارک ج ۱ ص۲۱) ای مالم تستخبثہ الطباع السلیمۃ ولم تنفر عنہ (ابو السعود ج ۳ ص۵۲۴) طیبات حلال ہیں اور خبائث حرام جیسا کہ فرمایا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکُمْ اور ایک جگہ فرمایا وَیُحِلُّ لَہُمُ الطَّیِّبٰتِ وَ یُحَرِّمُ عَلَیْہِمُ الْخَبٰٓئِثَ (اعراف ع ۱۹) یہ اصل سوال سے زائد ہے مشرکین عرب نے کئی طیبات (پاکیزہ چیزوں) کو اپنے معبودوں کی تعظیم و تقرب کے لئے محض اپنے ظن و گمان سے حرام کر رکھا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہر پاکیزہ چیز تمہارے لئے حلال ہے لما کانت العرب تحرم اشیاء من الطیبات کالبحیرۃ والسائبۃ والوصیلۃ والحام بغیر اذن من اللہ تعالیٰ قرر ھنا ان الذی احل ھی الطیبات (بحر ج ۳ ص۴۲۸، کبیر ج ۳ ص۵۳۱)

ن۲۱ یہ دوسرے قول کے مطابق اصل سوال کا جواب ہے اور اس میں مضاف محذوف ہے ای صید ما علمتم یعنی ان شکاری جانوروں کا شکار تمہارے لئے حلال ہے جن کو تم تعلیم دے لو یعنی درندوں کو اگر سدھا لیا جائے تو ان کا شکار حلال ہے مثلاً کتا

مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَ
اس میں سے جو پکڑ رکھیں ۲۲ تمہارے واسطے ف۱ اور اللہ کا نام لو اس پر ۲۳ اور
اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ④ اَلْيَوْمَ اُحِلَّ
ڈرتے رہو اللہ سے بیشک اللہ جلد لینے والا ہے حساب ف آج ۲۴ حلال ہوئیں
لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ؕ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ
تم کو سب ستھری چیزیں اور اہل کتاب کا کھانا تم کو حلال ہے
وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ز وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ
اور تمہارا کھانا ان کو حلال ہے ۲۵ اور حلال ہیں تم کو پاکدامن عورتیں مسلمان اور
الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ
پاک دامن عورتیں ۲۶ ان میں سے جن کو دی گئی کتاب تم سے پہلے جب
اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا
دو ان کو مہر ان کے قید میں لانے کو نہ مستی نکالنے کو اور نہ
مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ
چھپی آشنائی کرنے کو اور جو منکر ہوا ۲۷ ایمان سے تو
حَبِطَ عَمَلُهٗ ز وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ⑤ يٰٓاَيُّهَا
ضائع ہوئی محنت اس کی اور آخرت میں وہ ٹوٹے والوں میں ہے ۲۸ ف ۱۰ اے
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ
ایمان والو ۲۹ جب تم اٹھو نماز کو تو دھو لو اپنے منہ
وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ
اور ہاتھ کہنیوں تک اور مل لو اپنے سر کو ۳۰ اور
اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ؕ
پاؤں ٹخنوں تک اور اگر تم کو جنابت ہو تو خوب طرح پاک ہو

ع ۵

منزل ۲

[illegible]

موضح قرآن **ف۱**۔ مواشی کا حکم تو فرما دیا۔ پھر لوگوں نے اور چیزوں کو پوچھا تو فرمایا کہ ستھری چیزیں تم کو حلال ہیں سو حضرت نے جو چیزیں منع فرمائیں معلوم ہوا کہ وہ ستھری نہیں۔ جیسے پھاڑنے والے جانور چوپائے یا پرندہ مثلاً شیر یا چیتا یا باز یا چیل۔ اور اسی میں داخل ہوئے مردار خور سارے کوا وغیرہ اور جیسے گدھا خچر اور جیسے کیڑے زمین کے مثلاً چوہا وغیرہ۔ اور پہلے حرام فرمایا جس کو پھاڑنے والے نے کھایا اب اس میں سے شکاری اور سدھلائے جانور کا مارا ہوا حلال کیا جب اس نے آدمی کی خو سیکھی تو گویا آدمی نے ذبح کیا لیکن سدھنا شرط ہے۔ سدھا وہ کہ پکڑ کر رکھ چھوڑے آپ نہ کھاوے اور اللہ کا نام لینا شرط ہے دوڑاتے وقت کہ اس بغیر ذبح درست نہیں مگر بھولے تو معاف ہے۔ **ف۲** فرمایا کہ آج تم کو سب ستھری چیزیں حلال ہوئیں یعنی حضرت ابراہیمؑ کے وقت یہ سب چیزیں حلال تھیں جب تورات نازل ہوئی تو یہود کی سزا میں اکثر چیزیں منع ہوئیں اور انجیل میں حلال، حرام بیان نہ ہوا۔ اب قرآن میں وہی دین ابراہیم کے موافق سب حلال ہوئیں اور فرمایا کہ کتاب والوں کا کھانا حلال ہے یعنی ان کا ذبح اوپر تو ذبح کی شرط فرمائی کہ اللہ کا نام ذکر ہو اور غیر کی تعظیم نہ ہو یہاں اور شرط فرما دی کہ ذبح کرنے والا مسلمان ہو یا اہل کتاب یعنی یہود یا نصاریٰ اور کسی دین مذہب والے کا ذبح نہیں حلال اگرچہ نام اللہ کا لے اس کا لینا معتبر نہیں اور فرمایا کہ اسی طرح مسلمان کو عورت نکاح کرنی ان کی حلال ہے اوروں کی نہیں۔ سو جن شرطوں سے آپس میں نکاح درست ہے اسی طرح ان کا نکاح درست ہے۔ پھر فرمایا کہ اہل کتاب کو اور کفار سے دو حکم میں مخصوص کیا یہ فقط دنیا میں ہے اور آخرت میں ہر کافر خراب ہے۔ اگر عمل نیک بھی کرے تو قبول نہیں۔

فتح الرحمن **ف۱** مترجم گوید یعنی نخوردہ درندہ باشد برائے خوردن خود۔ واللہ اعلم ۱۲ **ف۲** مترجم گوید یعنی نزدیک ساختن جانوران شکاری واللہ اعلم ۱۲ **ف۳** مترجم گوید یعنی آنچہ بر اہل کتاب حلال بود بر شما حلال است مثل گوسفند و گاؤ و آنچہ بر شما حلال کردہ شد بر کسی کہ از ایشان مسلمان شود حلال است مثل شتر و ذی ظفر و قبیلہ یہود و نصاریٰ دریں باب عتبار نیست واللہ اعلم ۱۲ **ف۴** مترجم گوید محصنات ذ

[illegible]

بجو، چیتا، باز، **عقاب وغیرہ**۔ ان کا شکار حلال ہونے کے لئے کچھ شرائط ہیں جن کا ذکر آگے آ رہا ہے **مِنَ الْجَوَارِحِ** یہ **جَارِحَة** کی جمع ہے یعنی زخم کرنے والے۔ جارحہ کے معنی کاسبہ (کمانے والے) کے بھی آتے ہیں۔ چونکہ شکاری جانور مالکوں کے لئے روزی مہیا کرتے ہیں اس لئے انہیں جوارح (کواسب) کہا گیا۔ **مُكَلِّبِيْنَ** ای مغرین یعنی تعلیمیافتہ کو شکار کے پیچھے چھوڑنے والے۔ یہ علمتم کی ضمیر سے حال ہے۔ **ف۲۲** جب تم سکھائے ہوئے شکاری جانور کو شکار کے پیچھے چھوڑ دو اور وہ شکار کو پکڑ کر روک رکھے اور اس میں سے خود کچھ نہ کھائے تو سمجھو کہ وہ تعلیمیافتہ ہے۔ اس کا مارا ہوا شکار کھالو۔ **وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ** جب شکاری جانور کو چھوڑو تو اس وقت بسم اللہ پڑھ لیا کرو۔ ان آیتوں سے حلت شکار کی حسب ذیل شرطیں مفہوم ہوئیں (۱) شکاری جانور تعلیمیافتہ ہو۔ یہ شرط علمتم اور تعلمونهن میں صراحۃً مذکور ہے۔ جانور کے تعلیمیافتہ ہونے کی تین علامتیں ہیں۔ اول یہ کہ وہ خود بخود شکار کے پیچھے نہ بھاگے جب تک مالک سے اشارہ نہ کرے۔ دوم یہ کہ شکار کے پیچھے چھوڑنے کے بعد اگر مالک اسے واپس بلائے تو واپس آجائے۔ یہ دونوں باتیں مکلبین سے مفہوم ہوتی ہیں۔ سوم یہ کہ وہ شکار کو پکڑ رکھے اور اسے کھائے نہیں یہ کلوا مما امسکن علیکم میں بصراحت مذکور ہے (۲) شکاری جانور کو شکار کے پیچھے چھوڑنا۔ یہ شرط مکلبین میں صراحت سے مذکور ہے اگر شکاری جانور مالک کے اشارے کے بغیر ہی شکار کے پیچھے دوڑ پڑا۔ اور مالک نے بسم اللہ اللہ اکبر کہہ لیا تو وہ شکار حلال نہیں ہوگا (۳) جانور کو چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھنا یہ شرط بھی واذکروا اسم اللہ علیہ میں صراحۃً مذکور ہے (۴) شکاری جانور شکار کو زخمی کرے یہ شرط الجوارح کی تعبیر سے مفہوم ہو رہی ہے۔ اگر شکاری کتے نے خرگوش کو گلے سے دبوچ لیا اور وہ دم گھٹنے سے مرگیا اور اسے کوئی زخم نہ آیا تو وہ حلال نہیں ہوگا ان مذکورہ شرائط کے ساتھ کیا ہوا شکار صرف اسی حالت میں حلال ہے جب کہ مالک کے اس تک پہنچنے تک وہ جان دے چکا ہو اگر مالک کے پہنچنے تک وہ زندہ ہو تو اسے شرعی طور پر ذبح کرنا لازم ہوگا اگر مالک نے شکار کو زندہ پایا اور اسے ذبح کرنے کی مہلت بھی ملی مگر ذبح نہ کیا تو وہ شکار حرام ہوگا۔ **ف۲۳** یہ اعادہ احسان جتلانے کے لئے کیا گیا ہے یا تاکید کے لئے جیسا کہ خازن نے لکھا ہے۔ نیز یہ اگلے حکم کیلئے تمہید ہے **وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ** الخ یہاں طعام سے ذبیحہ مراد ہے کیونکہ اہل کتاب کی باقی خوردنی اشیاء کی حلت میں کوئی کلام نہیں المراد به الذبائح لان غیرها لم یختلف فی حله وعلیہ اکثر المفسرین (روح ج ۶ ص ۶۵) اہل کتاب سے یہاں تمام یہود و نصاریٰ مراد ہیں لیکن ان کا ذبیحہ حلال اس شرط پر ہے کہ اللہ کا نام لیکر ذبح کریں اگر کسی یہودی نے حضرت عزیر کے نام پر یا کسی عیسائی نے حضرت مسیح علیہ السلام کے نام پر جانور ذبح کیا تو وہ حلال نہیں ہوگا۔ **وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ** اس میں خطاب مومنوں سے ہے اور مطلب یہ ہے کہ اے ایمان والو اگر تم اپنا ذبیحہ یا دیگر خوردنی اشیاء میں سے کچھ اہل کتاب کو کھلا دو تو اس میں تم پر کوئی حرج نہیں۔ لیکن حضرت شیخ فرماتے ہیں یہود پر پہلے ذی ظفر یعنی ناخن والے جانور حرام تھے جیسا کہ ارشاد ہے **وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ** (انعام ع ۱۸) اب قرآن میں ایسے جانوروں کو ان کے لئے حلال کر دیا گیا۔ (شاہ عبدالقادر رح) **ف۲۴** محصنات سے عفائف اور پاکدامن عورتیں مراد ہیں خواہ آزاد ہوں یا لونڈیاں۔ یہ قول ابراہیم نخعی، شعبی اور حسن بصری سے منقول ہے والمراد بهن عند الحسن والشعبی وابراهیم العفائف (روح) اور عفائف کی قید احترازی نہیں بلکہ محض پاکدامن عورتوں سے نکاح کرنے کی ترغیب کے لئے ہے تاکہ ان سے پیدا ہونیوالی اولاد پاکیزہ اخلاق سے متصف ہو اور اخلاق رذیلہ سے پاک ہو (روح و خازن ج ۲ ص ۱۳) **وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ** یہاں بھی محصنات سے عفائف اور پاکدامن عورتیں مراد ہیں خواہ آزاد ہوں یا لونڈیاں یعنی یہود و نصاریٰ کی عورتوں سے مسلمانوں کو نکاح کرنا حلال کر دیا گیا ہے۔ پاکدامن کی قید یہاں بھی مذکورہ بالا حکمت کیلئے ہے **اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ**۔ اجور سے مراد مہور (جمع مہر) ہیں۔ مہر دینے کو شرط سے تعبیر کرنے میں مہر ادا کرنے کی تاکید اور اس کے وجوب کی طرف اشارہ ہے **مُحْصِنِيْنَ** یہ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ کے فاعل سے حال ہے جس طرح عورتوں میں احسان اور پاکدامنی کی صفت کا ذکر کیا تھا اسی طرح مردوں میں بھی **عفیف** اور پاکدامن ہونے کی قید لگائی اور اس سے مردوں کو بھی پاکیزہ اور بے داغ زندگی گذارنے کی ترغیب دینا مقصود ہے فکما شرط الاحصان فی النساء وهی العفة عن الزنا کذلک شرطها فی الرجال الخ (ابن کثیر ج ۲ ص ۲۱) **غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ** یہ دونوں بھی حسب سابق حال ہیں ان دونوں لفظوں سے محصنین کے مفہوم ہی کی تاکید و توضیح فرمائی یعنی مردوں کو اس طرح **عفیف** اور پاکدامن رہنا چاہیئے کہ زنا اور بدکاری سے ہر حال میں بچیں۔ نہ تو ایسا کریں کہ جس عورت سے بھی موقع میسر آئے بدکاری کرلیں اور نہ مخصوص عورتوں سے پوشیدہ دوستی کرکے ایسا کریں۔ **ف۲۵** یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ سوال یہ تھا کہ جب اہل کتاب کا ذبیحہ بھی حلال ہے اور ان کی عورتوں سے نکاح بھی درست ہے تو شاید ان کا مذہب بھی حق ہوگا تو اس کا جواب فرمایا کہ ایمان کے لئے تمام احکام کا دل سے ماننا اور تمام شرائع پر عمل کرنا ضروری ہے اہل کتاب چونکہ اسلام کے تمام احکام و شرائع کو نہیں مانتے اس لئے ان کا مذہب **باطل** ہے اس شبہ کا اظہار خود اہل کتاب عورتوں نے بھی مسلمانوں سے کیا تھا کہ جب اللہ نے ہمارے ساتھ تمہیں نکاح کرنے کی اجازت دیدی ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ اسے ہمارا دین بھی پسند ہے لما قال اللہ تعالیٰ والمحصنات من الذین اوتوا الکتب قال نساء اهل الکتب لولا ان اللہ رضی دیننا لم یبح لکم نکاحنا (قرطبی ج ۶ ص ۷۹) جب اللہ نے مسلمانوں کو یہودی اور عیسائی عورتوں سے نکاح کرنے کی اجازت دیدی تو باہمی اختلاط اور رہن سہن سے اس بات کا اندیشہ ہوسکتا تھا کہ خاوند غیر مسلم بیوی کے بعض مذہبی خیالات سے متاثر ہو کر ان کو قبول کرلے اسلئے نکاح کی اجازت کے ساتھ تہدید فرمادی کہ خبردار اپنے ایمان پر قائم رہنا اور بیوی کے خیالات سے متاثر ہو کر ایمان سے غداری نہ کرنا۔ ورنہ تمام اعمال ضائع اور رائیگاں جائیں گے اور آخرت میں خسران کا سامنا کرنا پڑے گا۔ **ف۲۶** ایفائے عقود کے عام حکم کے بعد چاروں مسائل (تحریمات اللہ، تحریمات غیر اللہ، اللہ کی نذریں اور غیر اللہ کی نذریں) بیان فرمائے۔ اور آپس میں بغض و عداوت رکھنے سے منع فرمایا۔ اب یہاں ایک امر مصلح (نماز) کا ذکر فرمایا کیونکہ نماز سے ظاہر و باطن کی تطہیر ہوتی ہے۔ اس طرح نماز ایفائے **عقود، محرمات کو حرام سمجھنے**، حلال کو حلال **سمجھنے** اور باہمی بغض و عداوت کو دور کرنے میں ممد و معاون ہے۔ جیسا کہ **اللہ تعالیٰ** کا ارشاد ہے۔ **اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ** (عنکبوت ع ۵) اور صحیح حدیث میں ہے سووا صفوفکم او لیخالفن اللہ بین قلوبکم یعنی نماز میں صفیں سیدھی کیا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں بغض و عداوت پیدا کر دیگا۔ نماز کے ساتھ طہارت (وضو، تیمم، غسل) کے احکام بھی بیان فرمائے۔ کیونکہ طہارت نماز کی شرط ہے اس کے بغیر نماز سے اس کے متعلقہ فوائد حاصل نہیں ہوسکتے۔ مطلب یہ ہے کہ نماز کو اس کے تمام آداب اور شرائط و ارکان کے ساتھ ادا کرو تاکہ اس کے مطلوبہ فوائد سے بہرہ مند ہوسکو۔ **ف۲۷** **اَرْجُلَكُمْ** کا عطف **وُجُوْهَكُمْ** پر ہے اور وہ **فَاغْسِلُوْا** کے تحت داخل ہے اور منہ اور ہاتھوں کی طرح پاؤں کا دھونا بھی فرض ہے۔ ایک قرأت میں **وَاَرْجُلِكُمْ** لام کی زیر سے وارد ہے۔ اس سے شیعوں نے یہ مسئلہ نکالا کہ جر کی حالت میں اس کا عطف **رُءُوْسِكُمْ** پر ہے اس لئے سر کی طرح پاؤں کا بھی مسح ہی فرض ہے دھونا فرض نہیں۔ اس کے دو جواب ہیں (۱) ارجلکم قرأت جر کی صورت میں بھی اصل میں منصوب ہے۔ اور اس کا عطف

وجوھکم یہ ہے رؤسکم نہیں ہے اور ارجلکم کی جر، جر جوار ہے۔ یعنی رءوسکم کے ساتھ واقع ہونے کی وجہ سے مجرور ہے اور اس کا حکم وہی ہے جو وجوھکم کا ہے یعنی دھونا۔ (۲) محققین کا مسلک یہ ہے کہ ایک ہی آیت میں دو مختلف قرائتیں دو مستقل آیتوں کے حکم میں ہوتی ہیں اور ہر آیت ایک جداگانہ مستقل حکم کو ثابت کرتی ہے اس آیت میں بھی چونکہ دو قرائتیں ہیں لہٰذا یہ دو آیتوں کے حکم میں ہوگی اور اس سے پاؤں کے بارے میں دو مختلف حکم ثابت ہو رہے ہیں۔ ایک پاؤں کو دھونے کا، دوسرا پاؤں پر مسح کرنے کا۔ یہ دونوں حکم متضاد ہیں اور ان میں جمع ممکن نہیں اس لئے ان دونوں حکموں کو دو مختلف حالتوں پر محمول کیا جائے گا۔ پہلی قرأت جو پاؤں کے دھونے کا حکم دے رہی ہے وہ اس حالت پر محمول ہے جب پاؤں موزوں میں ملبوس نہ ہوں اور دوسری قرأت جو پاؤں کے دھونے کا حکم دے رہی ہے وہ موزے پہنے ہوئے ہونے کی حالت پر محمول ہے اس طرح دونوں قراءتوں پر عمل ہو سکتا ہے فَاطَّهَّرُوْا مجرد کی جگہ باب تفعل کا استعمال مبالغہ کے لئے ہے یعنی غسل جنابت میں مبالغہ کرو اور بدن کی ہر اس جگہ پر پانی پہنچاؤ جہاں پانی پہنچانے میں کوئی دقت نہ ہو ای فاغتسلوا علی اتم وجہ (روح ج ٦ ص ٨٠) اس طرح یہ آیت غسل جنابت میں مضمضہ (کلی کرنے) اور استنشاق (ناک میں پانی ڈالنے) کے وجوب پر نص ہے۔ کیونکہ کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے پر بلا دقت عمل ہو سکتا ہے۔ **۲۸** یہاں پر لفظ اَوْ بالکل اسی طرح ہے جس طرح سورۂ نساء میں آیت وضو میں وارد ہوا ہے اس کی پوری تحقیق سورۂ نساء میں ص ۲۲۳ پر گذر چکی ہے **۲۹** امر مصلح کے بعد سورت کے ابتدائی مضمون یعنی اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ کا اعادہ فرمایا پہلے بطور تمہید اپنی نعمت کی یاد دہانی کرائی۔ نعمت سے نعمت اسلام مراد ہے۔ وھی نعمۃ الاسلام (روح ج ٦ ص ٨٢ ابو السعود ج ٣ ص ٥٣) اسلام اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے کیونکہ تمام بنی آدم کی دینی اور دنیوی بہبود اور بہتری اسی سے وابستہ ہے وَمِيْثَاقَهُ الخ اس سے وہی عہد و میثاق مراد ہے جو ہر مسلمان اللہ کے حدود و احکام اس کے فرائض و واجبات اور اس کے حلال و حرام کو بجا لانے کے لئے اللہ سے باندھتا ہے۔ یہ آیت قرینہ ہے کہ اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ سے تمام احکام و حدود کی پابندی مراد ہے۔ **۳۰** یہ بھی پہلے مضمون کا اعادہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے عقود و حقوق کو اپنی امکانی طاقت کے مطابق بجا لانے کی کوشش کرو۔ عدل و انصاف کا دامن ہاتھ سے مت چھوڑو اور بغض و عداوت کی بنا پر حق و انصاف سے روگردانی مت کرو۔ اس میں وَلَآ اٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ کے مضمون کا اعادہ ہے۔ وَعَدَ اللّٰهُ الخ احکام و حدود بیان کرنے کے بعد ان لوگوں کو اخروی بشارت دی گئی جو ان کو بجا لائیں گے اور اللہ کی حدود کو قائم کریں گے وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا الخ یہ ان لوگوں کیلئے وعید اور تخویف اخروی ہے جو اللہ کے احکام کو پامال کریں۔ اور اس کی حدود کو توڑیں۔

وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ
اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ۲۸ یا کوئی تم میں آیا ہے
مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا
جائے ضرور سے یا پاس گئے ہو عورتوں کے ف۱ پھر نہ پاؤ تم
مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ
پانی تو قصد کرو مٹی پاک کا اور مل لو اپنے منہ
وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ
اور ہاتھ اس سے اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر
مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ
تنگی کرے لیکن چاہتا ہے کہ تم کو پاک کرے اور پورا کرے
نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ وَاذْكُرُوْا
اپنا احسان تم پر تاکہ تم احسان مانو اور یاد کرو
نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ ۙ
احسان اللہ کا ف۲ اپنے اوپر اور عہد اس کا جو تم سے ٹھہرایا تھا
اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ؗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ
جب تم نے کہا تھا کہ ہم نے سنا اور مانا ف۳ اور ڈرتے رہو اللہ سے اللہ خوب جانتا ہے
بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ⑦ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا
دلوں کی بات ف اے ایمان والو ۳۰ کھڑے
قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ؗ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ
ہو جایا کرو اللہ کے واسطے گواہی دینے کو انصاف کی اور کسی قوم کی
شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۟ هُوَ اَقْرَبُ
دشمنی کے باعث انصاف کو ہرگز نہ چھوڑو عدل کرو یہی بات زیادہ نزدیک ہے

[illegible]

موضح قرآن ف اللہ تعالیٰ اہل کتاب کو یاد دلا دیا کرتا ہے کہ میرے عہد پر قائم رہو اسی طرح ہم کو تقید فرمایا کہ عہد یاد رکھو وہ عہد یہ ہے کہ جب لوگ مسلمان ہوتے تو حضرت سے بیعت کرتے یعنی ہاتھ پکڑ کر قول دیتے بہت چیزوں کے کرنے کا جیسے پانچ نمازیں اور روزہ رمضان اور زکوٰۃ اور حج اور خیر خواہی ہر مسلمان کی اور بہت چیزیں چھوڑنے پر جیسے خون اور زنا اور چوری اور تہمت لگانی بے گناہ کو اور سردار سے مخالفت کرنی اسی عہد پر فرمایا کہ قائم رہو۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید یعنی جماع کردہ باشید و نزدیک شافعی ہر دست رسانیدن بزن ناقض وضو است واللہ اعلم ۱۲۔ ف۲ یعنی عہد کہ وقت بیعت بستید۔ واللہ اعلم ۱۲

لِلتَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا

تقویٰ سے اور ڈرتے رہو اللہ سے اللہ کو خوب خبر ہے جو تم

تَعْمَلُوْنَ ⑧ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

کرتے ہو ف۱ وعدہ کیا اللہ نے ایمان والوں سے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ

اور جو نیک عمل کرتے ہیں کہ ان کے واسطے بخشش اور بڑا

عَظِيْمٌ ⑨ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا

ثواب ہے اور جن لوگوں نے کفر کیا اور جھٹلائیں

بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ⑩ يٰۤاَيُّهَا

ہماری آیتیں وہ ہیں دوزخ والے اے ف۳۱

الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ

ایمان والو یاد رکھو احسان اللہ کا اپنے اوپر

اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْۤا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ

جب قصد کیا لوگوں نے کہ تم پر ہاتھ چلاویں ف۱

فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ

پھر روک دئے تم سے ان کے ہاتھ اور ڈرتے رہو اللہ سے

وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ⑪ وَ

اور اللہ ہی پر چاہیئے بھروسہ ایمان والوں کو ف۲ اور

لَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ۚ

لے چکا ہے اللہ عہد ف۳۲ بنی اسرائیل سے

وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ؕ وَقَالَ

اور مقرر کئے ہم نے ان میں بارہ سردار اور کہا

ع ۲

منزل ۲

ف۔ عہد و پیمان پورا کرنے والوں اور امر بن بالقسط کیلئے بشارت اخروی ۔ عہد توڑنے والوں کے لئے تخویف اخروی ۔ یعنی وعدے پورے کرو اور بے حرمتی کرنے والوں کو بے حرمتی نہ کرنے دو اور ان سے نہ ڈرو۔ اگر تمہیں ان سے ڈر ہو تو اللہ پر بھروسہ کرو جس طرح پہلے اس نے تمہیں اس سے بچالیا تھا وہ اب بھی تمہاری حفاظت کرے گا۔ نقض عہد کے دو نمونوں میں سے پہلا نمونہ یعنی جس طرح یہود نے نقض عہد اور ترک احکام کے سبب سے سزا پائی اگر تم نے بھی نقض عہد کیا تو تمہیں بھی اسی صورت سے دوچار ہونا پڑے گا۔

ف۳۱ حکم سابق کا دوبارہ اعادہ ہے اللہ کا انعام یاد رکھو اور آمر بالقسط بنو، عدل و انصاف کی راہ پر چلو۔ اللہ سے کئے ہوئے تمام عہد پورے کرو اور شعائر اللہ کی بے حرمتی کرنے والوں کو بیحرمتی مت کرنے دو اگر یہودیوں سے جو شعائر اللہ کی بے حرمتی کرتے ہیں تمہیں کچھ ڈر خطرہ ہو تو اس کی پرواہ نہ کرو اور اسے خاطر میں نہ لاؤ۔ اللہ سے ڈرو، اس کی نافرمانی سے بچو اور اس پر بھروسہ رکھو جس طرح اس نے ایک موقعہ پر کافروں کے حملے اور ان کی شرارت سے تمہیں محفوظ رکھا وہ اب بھی یہودیوں کی شرارت سے تمہاری حفاظت فرمائے گا۔ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ یہ ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے حضرت جابر رض فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام کے ساتھ مقامِ عسفان میں نمازِ ظہر ادا کی تو یہ دیکھ کر مشرکین کو افسوس ہوا کیوں نہ انہوں نے بحالت نماز ان پر حملہ کرکے انہیں ختم کر دیا اس کے بعد انہوں نے منصوبہ بنایا کہ جلو نمازِ عصر کی حالت میں ان پر حملہ کریں گے اللہ تعالےٰ نے نمازِ خوف کا حکم نازل فرما کر ان کے منصوبے کو خاک میں ملا دیا (روح ج ۶ ص۹۴ مظہری ج ۳ ص۶۲) ایمان والوں کو خدا پر بھروسہ رکھنا چاہیئے۔ یہود و نصارٰی کی طرف سے دل میں کوئی خطرہ یا ڈر نہ رکھنا چاہیئے۔ یہود پر ہم نے لعنت و ذلت مسلط کر دی ہے اور نصارٰی میں پھوٹ ڈال دی ہے اب وہ تم سے جنگ نہیں کر سکیں گے۔

ف۳۲ ابتدائے سورت میں ایفائے عقود اور اسلام کے حدود و احکام کی پابندی کا حکم دیا اس کے بعد تحلیل و تحریم کی کچھ حدود بیان فرمائیں اور آخر میں ماننے والوں اور مذکورہ عہود پورا کرنے والوں کو اخروی بشارت اور نہ ماننے والوں اور نقضِ عہد کرنے والوں کو اخروی عذاب، کی وعید سنائی۔ اب یہاں سے نقضِ عہد (عہد توڑنے) کی سزا کے دو نمونے بیان فرمائے تاکہ مسلمان ان سے عبرت حاصل کریں اور نقضِ عہد سے بچیں پہلے بنی اسرائیل (یہود) سے عہد لینے کا ذکر فرمایا۔ میثاق سے یہاں اللہ کی توحید کو قائم کرنے، شرک سے بچنے اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے اور اس کے احکام کی پیروی کرنے کا عہد مراد ہے اس کی طرف لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ الخ میں اشارہ ہے۔ ومعنی الآیۃ اِنّ اللہ اخذ میثاقھم ان یعبدوہ ولا یشرکوا بہ شیئا وان یعملوا بما فی التوراۃ من الاحکام والتکالیف (خازن ج ۲ ص۲۱) وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ الخ نقیب کے معنی قوم کے سردار اور قوم کی طرف سے ذمہ داری اٹھانے والے کے ہیں۔ النقیب کبیر القوم (قرطبی ج ۶ ص۱۱۲) قال ابن عباس النقیب الضمین (خازن) اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں میں سے ہر قبیلے کا ایک سردار منتخب کریں اور ہر سردار کے ذریعے اس کے قبیلے سے مذکورہ بالا عہد و پیمان کی پابندی کرائیں۔ امر جل شانہ موسٰی علیہ السلام ان یاخذ من کل سبط کفیلا علیھم بالوفاء فیما امروا بہ فاخذ علیھم المیثاق الخ (روح ج ۶ ص۸۵)

موضح قرآن ف۱ اکثر کافروں نے مسلمانوں سے بڑی دشمنی کی تھی پیچھے مسلمان ہوئے تو فرمایا کہ ان سے وہ دشمنی نہ نکالو اور ہر جگہ یہی حکم ہے حق بات میں دوست اور دشمن برابر ہے۔

فتح الرحمن ف۱ مترجم گوید این معجزہ چند نوبت متحقق شد از آنجملہ آنست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبقریبی بمحلہ یہود رفتہ بودند شخصی از ایشان خواست کہ سنگی بالائے آنحضرت افگند خدائے تعالےٰ دست آں شخص بند کرد۔ واز آں جملہ آنست کہ کفار قریش در حدیبیہ از جنگ باز ایستادند بعد از آنکہ داعیۂ جنگ داشتند و از آنجملہ آنست کہ یکے از یاران مسیلمہ کذاب دست درازی خواست خدائے تعالےٰ دست او را کرخت ساخت۔ ۱۲ ف۲ یعنی قتال کنند۔ واللہ اعلم ۱۲۔

اللّٰهُ اِنِّیْ مَعَکُمْ ؕ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ
اللہ نے میں تمہارے ساتھ ہوں ۳۳ اگر تم قائم رکھوگے نماز ۳۴
وَاٰتَیْتُمُ الزَّکٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ
اور دیتے رہوگے زکوٰۃ اور یقین لاؤگے میرے رسولوں پر
وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا
اور مدد کروگے ان کی اور قرض دوگے اللہ کو اچھی طرح
حَسَنًا لَّاُکَفِّرَنَّ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَ
کا قرض ف۵ تو البتہ دور کرونگا میں تم سے گناہ تمہارے اور
لَاُدْخِلَنَّکُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ
داخل کرونگا تم کو باغوں میں کہ جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں پھر جو کوئی
کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ مِنْکُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ
کافر ہوا تم میں سے اس کے بعد ۳۵ تو وہ بیشک گمراہ ہوا سیدھے
السَّبِیْلِ ⑫ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّیْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ
راستہ سے ف۱ سو ان کے عہد توڑنے پر ۳۶ ہمنے اُن پر لعنت کی
وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِیَةً ۚ یُحَرِّفُوْنَ
اور کر دیا ہم نے ان کے دلوں کو سخت پھیرتے ہیں
الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوْا حَظًّا
کلام کو اس کے ٹھکانے سے اور بھول گئے نفع اٹھانا
مِّمَّا ذُکِّرُوْا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ
اس نصیحت سے جو ان کو کی گئی تھی اور ہمیشہ تو
تَطَّلِعُ عَلٰی خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْهُمْ
مطلع ہوتا رہتا ہے ان کی کسی دغا پر مگر ۳۷ تھوڑے لوگ ان میں سے

۳۳ معیت سے یہاں مراد معیتِ معنوی ہے اسمیں خطاب نقباء سے ہے یا تمام بنی اسرائیل سے یعنی میں تمہارے ساتھ ہوں تمہارے افعال کو دیکھتا اور تمہارے اقوال کو سنتا ہوں اگر تم عہد پورا کروگے تو میری حمایت اور تائید و نصرت تمہارے ساتھ ہوگی اور اگر نقضِ عہد کروگے تو میں سزا دینے پر بھی قادر ہوں والمعنی انی معکم بالعلم والقدرۃ فاسمع کلامکم واری افعالکم واعلم ضمائرکم واقدر علی ایصال الجزاء الیکم (کبیر ج ۳ ص۲۶۴) **۳۴** یہ جملہ شرطیہ ہے جو میثاقِ مذکور سے متعلق پانچ امور پر مشتمل ہے (۱) اگر تم نماز قائم کروگے (۲) وَاٰتَیْتُمُ الزَّکٰوۃَ اور صدقاتِ واجبہ ادا کروگے (۳) وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ اور میرے تمام رسولوں پر ایمان لاؤگے (۴) وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ اور دشمنوں کے مقابلے میں ان کی مدد کروگے اور انکا ساتھ دوگے (۵) وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ اور نفلی صدقات سے قوم کے غرباء کی امداد کرتے رہوگے لَاُکَفِّرَنَّ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ یہ شرطِ مذکور کی جزاء ہے یعنی اگر تم مذکورہ احکام بجالاؤگے تو ہم اس کی جزاء دینگے کہ تمہارے گناہ معاف کرینگے اور تمہیں جنت میں داخل کرینگے۔

۳۵ جس نے اس مؤکد عہد اور پختہ میثاق کے بعد اسکی کسی ایک شق کو توڑ دیا تو وہ بلاشبہ سیدھی راہ سے بھٹک گیا اور کھلی گمراہی میں جا پڑا اور اسکی کوئی معذرت قبول نہ ہوگی **۳۶** اس سے پہلے دماج ہے ای فنقضوا عهد اللّٰه من بعد میثاقه یعنی یہود نے اللہ سے پختہ عہد کرنیکے بعد اسے توڑ دیا تو اللہ تعالیٰ نے محض نقضِ عہد کیوجہ سے انکو حسبِ ذیل سزائیں دیں لَعَنّٰهُمْ ہم نے ان کو اپنی رحمت سے دور کرکے ذلیل وخوار کردیا وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِیَةً اور ان کے دلوں کو سخت کردیا یہانتک کہ ان سے قبولِ حق کی استعداد سلب کرلی کہ وہ حق بات کے لئے نرم نہ ہوسکیں یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ یہ ماقبل کے لئے صفت کاشفہ ہے استئناف لبیان مرتبۃ قساوۃ قلوبهم فانه لا مرتبۃ اعظم مما ینشأ عنه الاجتراء علی تحریف کلام رب العلمین والافتراء علیه عزوجل (روح ج ۶ ص۹۰) ان کے دلوں کی سیاہی اور سختی اس حد تک پہنچ گئی کہ وہ ربُّ العلمین کے کلام میں تحریف کرنے لگے اور اس پر بہتان باندھنے لگے۔ وَنَسُوْا حَظًّا الخ نَسُوْا بمعنی ترکوا ہے یعنی تورات میں جن احکام کی ان کو نصیحت کیگئی تھی ان کے معتد بہ حصے پر انہوں نے عمل کرنا چھوڑ دیا یہ نقضِ عہدی کا وبال تھا کہ انکے عوام وخواص میں بدعملی پھیل گئی اور دین کی دولت بھی ہاتھ سے جاتی رہی وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰی خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ۔ خائنۃ بمعنی خیانت ہے یہ بھی نقضِ عہدی کا نتیجہ ہے کہ وہ ہروقت دین میں خیانت اور غدر پر کمربستہ نظر آتے ہیں۔ اور خیانت وبدعہدی ان کی عادتِ مستمرہ بن چکی ہے اور وہ اس کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ غدر اور خیانت میں وہ بالکل اپنے اسلاف کے نقشِ قدم پر چل رہے ہیں والمعنی ان الغدر والخیانۃ عادۃ مستمرۃ لهم ولاسلافهم کما یعلم من وصفهم بالتحریف وما معه الخ (روح ج ۶ ص۹۰) ای هذه عادتهم ودیدنهم معك وهم علی مکان اسلافهم من خیانۃ الرسل وقتلهم الانبیاء فهم لا یزالون یخونونك وینکثون عهودك ویظاهرون علیك اعدآئك ویهمون بالفتك بك (بحر ج ۳ ص۴۴۶) موجودہ زمانہ کے علماء سوء میں مذکورہ بالا چاروں باتیں بطورِ اتم موجود ہیں **۳۷** یہ ماقبل سے استثناء ہے اور اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو ان میں سے اسلام لے آئے اور اپنے سابقہ گناہوں تحریف اور خیانت وغدر وغیرہ سے تائب ہوگئے وهم عبد اللّٰه بن سلام واصحابه الذین اسلموا من اهل الکتب (خازن جلد ۲ ص۲۳) فَاعْفُ عَنْهُمْ الخ عنهم کی ضمیر سے وہی لوگ مراد ہیں جنہیں ماقبل سے مستثنیٰ کیا گیا ہے یعنی مومنین اہلِ کتاب فرمایا ان سے درگذر کرو اور ان کے گذشتہ گناہوں اور انکی سابقہ خیانت وبدعہدی سے ان پر مؤاخذہ نہ کرو فاعف عن مؤمنیهم ولا تؤاخذهم بما سلف منهم (مدارک ج ۱ ص۲۱۴، بحر) اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ یہ جملہ ماقبل کیلئے بمنزلہ تعلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ احسان کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے اس لئے آپ ان سے احسان اور حسنِ سلوک کا معاملہ فرمائیں۔ یہ نقضِ عہد کی سزا کا پہلا نمونہ تھا جس سے اہلِ اسلام کی تنبیہ مقصود ہے یعنی جس طرح یہود کو عہد توڑنے اور ہمارے احکام وحدود کو پامال کرنیکی وجہ سے ہم نے ذلیل کردیا یہانتک کہ ان کا دین بھی ان کے ہاتھ سے جاتا رہا اگر تم بھی نقضِ عہد کروگے تو تمہارے ساتھ بھی یہی سلوک کیا جائیگا۔

ف۲ یعنی نقض عہد کی بھی [illegible]

موضح قرآن ف یہ بیان فرمایا بنی اسرائیل سے عہد لینے کا حضرت موسیٰؑ کی آخر عمر میں یہ قرار لئے ہیں۔ یہ سورۃ حضرت کی آخر عمر میں نازل ہوئی شاید ہم کو سنایا اسی واسطے کہ ہمکو بھی یہی تقید ہے ایک عہد اس امت سے تھا کہ رسول جو پیچھے پیدا ہوا اسکی مدد کریو۔ اسکے بدل ہم سے یہ ہے کہ خلفاء کی اطاعت کرو یہ مذکور بارہ سرداروں کا یہاں فرمایا اسی اشارے کو کہ حضرت نے بتایا ہے میری امت میں بارہ خلیفے ہوں گے قوم قریش سے اور فرمایا ہے کہ جو خرابی ہوئی پہلی امت میں سو ہوگی تم میں۔ جیسے وہ خراب ہوئے پیغمبروں کی مخالفت سے یہ امت خراب ہوئی خلیفہ پر خروج کرکر۔

فتح الرحمٰن ف۵ یعنی در جہاد صرف کردید بتوقع ثوابِ آخرت۔ واللہ اعلم

فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ⑬

سو معاف کر اور درگذر کر ان سے اللہ دوست رکھتا ہے احسان کرنے والوں کو

وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ

اور وہ جو ٣٨ھ کہتے ہیں اپنے کو نصاریٰ ان سے بھی لیا تھا ہم نے عہد ان کا

فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۠ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ

پھر بھول گئے نفع اٹھانا اس نصیحت سے جو ان کو کی گئی تھی پھر ہم نے لگادی آپس میں ان کے

الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۭ وَسَوْفَ

دشمنی اور کینہ ٣٩ھ قیامت کے دن تک اور آخر

يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ⑭ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ

جتادے گا ان کو اللہ جو کچھ کرتے تھے ٤٠ھ اے کتاب والو ٤١ھ

قَدْ جَاۗءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ

آیا ہے تمہارے پاس رسول ہمارا ظاہر کرتا ہے تم پر بہت سی چیزیں جو تم

تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ڛ قَدْ جَاۗءَكُمْ

چھپاتے تھے کتاب میں سے اور درگذر کرتا ہے بہت چیزوں سے بیشک آئی ہے تمہارے

مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ⑮ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ

پاس اللہ کی طرف سے روشنی اور کتاب ظاہر کرنے والی ٤١ھ جس سے اللہ ہدایت کرتا ہے

مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ

اس کو جو تابع ہوا اس کی رضا کا سلامتی کی راہیں اور ان کو نکالتا ہے

الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ

اندھیروں سے روشنی میں اپنے حکم سے اور ان کو چلاتا سیدھی

مُّسْتَقِيْمٍ ⑯ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ

راہ بے شک کافر ہوئے ٤٢ھ جنہوں نے کہا کہ اللہ تو وہی

٣٨ھ وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى الخ یہ نقضِ عہد کی سزا کا دوسرا نمونہ ہے یعنی ہم نے نصاریٰ میں عہد توڑنے کی وجہ سے عداوت ڈال دی اور ان کے دلوں میں باہمی بغض پیدا کردیا۔ اگر تم بھی نقضِ عہد کروگے تو تمہیں بھی یہی سزا ملے گی۔ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ جس طرح بنی اسرائیل سے توحید و رسالت اور دیگر احکام کی بجا آوری کا عہد لیا تھا اسی طرح نصاریٰ سے بھی لیا مگر انہوں نے بھی یہودیوں کی طرح عہد توڑا اور اللہ کے احکام کو پامال کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی حالانکہ انجیل میں آپ پر ایمان لانے کا حکم تھا اور انہوں نے یہودیوں کی طرح انجیل میں تحریف بھی کی۔ ای فی التوحید والایمان بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم اذ ھو مکتوب فی الانجیل (فَنَسُوْا حَظًّا) وھو الایمان بمحمد علیہ الصلوٰۃ والسلام ای لم یعملوا بما امروا بہ وجعلوا ذٰلک الھوی والتحریف سببًا للکفر بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم (قرطبی ج ٦ ص ١١٧)

٣٩ھ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الخ بینھم کی ضمیر نصاریٰ کے لئے ہے اور اس سے ان کے مختلف گروہ مراد ہیں مثلاً یعقوبیہ نسطوریہ اور ملکانیہ وغیرہ یعنی نصاریٰ نے ہمارا عہد و میثاق توڑ دیا تو ہم نے دنیا میں ان کو یہ سزا دی کہ انہیں مختلف فرقوں میں بانٹ دیا اور ان کے درمیان بغضاء و عداوت کی آگ بھڑکادی جو قیامت تک باقی رہے گی۔ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝ نقضِ عہد کی سزا دنیا میں تو وہ تھی جو پہلے مذکور ہوئی یہاں اخروی عذاب کی وعید سنائی گئی۔ یعنی انہوں نے جو بدعہدیاں اور خیانتیں کی ہیں آخرت میں بھی ان کی سخت سزا پائیں گے۔ ای فی القیامۃ بالجزاء والعقاب (مدارک ج ١ ص ٢١٤) حضرت شیخ رحمہ نے فرمایا۔ یہود و نصاریٰ کی عہد شکنی پر ان کی سزا ذکر کرنے سے اہلِ اسلام کی تنبیہ مقصود ہے اگر انہوں نے نقضِ عہد کیا اللہ کے احکام سے سرتابی کی تو ان کو یہ تمام سزائیں دی جائیں گی جو یہود و نصاریٰ کو علیحدہ علیحدہ دی گئیں چنانچہ اب مسلمانوں کو نقضِ عہد کی سزا مل رہی ہے۔ وہ فرقوں میں بٹ چکے ہیں اور ان کے درمیان بغض و عداوت کی آگ شعلہ زن ہے۔ یہاں تک سورت کے پہلے حصے مضمون اول یعنی شرک فعلی کی نفی کا بیان ختم ہوا

حصہ اوّل مضمون ثانی

شرکِ اعتقادی یا شرکِ فی التصرف کی نفی

٤٠ھ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ الخ یہاں سے پہلے حصے کے دوسرے (شرک فی التصرف کی نفی) کا بیان شروع ہوتا ہے۔ پہلے بطورِ تمہید اہلِ کتاب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانے کی ترغیب دی۔ اہلِ کتاب سے یہاں یہود و نصاریٰ دونوں فریق مراد ہیں۔ اس آیت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوصاف بیان فرمائے۔ اول يُبَيِّنُ لَكُمْ الخ یعنی تورات و انجیل کی بہت سی باتیں جنہیں تم چھپاتے ہو وہ انہیں کھول کر بیان کرتا ہے۔ دوم وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ اور بہت سی باتوں سے درگذر کرتا ہے یعنی جن مسائل کو تم چھپاتے ہو ان میں سے بہت سے مسائل ایسے ہیں جنہیں وہ ظاہر نہیں کرتا کیونکہ ان کے اظہار میں دین کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ اس سے مقصود یہ ہے کہ اہلِ کتاب کو معلوم ہوجائے کہ ان کی چوریوں اور خیانتوں کا پیغمبر علیہ السلام کو علم ہے تاکہ وہ رسوائی سے بچنے کے لئے حق کو چھپانا اور تورات و انجیل میں خیانت کرنا چھوڑ دیں۔ ٤١ھ قَدْ جَاۗءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ۔ اس آیت میں نور سے مراد کتاب مبین یعنی قرآن مجید ہے اور عطف تفسیری ہے۔ والمراد بہ وبقولہ کتاب مبین القراٰن لما فیہ من کشف ظلمات الشرک والشک وابانۃ ما خفی علی الناس من الحق والاعجاز البین والعطف لتنزیل المغایرۃ بالعنوان منزلۃ المغایرۃ بالذات (ابوالسعود ج ٣ ص ٥٤٣) یعنی نور اور کتاب سے قرآن مراد ہے کیونکہ اس سے شرک و شبہات

نقضِ عہد کی سزا کا دوسرا نمونہ یعنی جس طرح نصاریٰ میں نقضِ عہد کی وجہ سے بغض و عداوت ڈال دی گئی ہے اسی طرح تمہارے اندر ڈال دی جائے گی ١٢ سے حصہ اول کا دوسرا مضمون یعنی نفی شرک اعتقادی یا نفی شرک فی التصرف ۳ سے نور سے قرآن مجید مراد ہے کتاب مبین کا عطف تفسیری ہے قرآن کے دو مختلف وصف بیان کرنا مقصود [illegible]

موضح قرآن : اس سے معلوم ہوا کہ جب اللہ کے کلام سے اثر پکڑنا اور حکم شرع پر محبت سے قائم رہنا چھوٹ جاوے اور رفقط مذہب کا جھگڑا اور حمیت رہ جاوے تو راہ سے بہکے ١٢

کے اندھیرے دور ہوتے ہیں اور لوگوں پر حق واضح ہوتا ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ معطوف علیہ اور معطوف میں تغایر ضروری ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ تغایر فی العنوان کافی ہے۔ اس کے بعد کتاب کی تین صفتیں بیان فرمائیں۔ اوّل یَهْدِیْ بِهِ اللّٰهُ الخ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ۔ یَهْدِیْ کا مفعول اول ہے۔ اور سُبُلَ السَّلٰمِ اس کا مفعول ثانی ہے۔ جو لوگ اللہ کی رضامندی کے متلاشی ہیں ان کو وہ اس کتاب کے ذریعہ سلامتی کی راہوں تک پہنچا دیتا ہے جن پر چل کر وہ اللہ کی رضا حاصل کر سکتے ہیں۔ دوئم وَیُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ اور اپنی توفیق اور تائید سے ان کو شرک و گمراہی کے اندھیروں سے نکال کر توحید و ہدایت کی روشنی کی طرف لے جاتا ہے۔ سوئم۔ وَیَهْدِیْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ اور ان کو صراط مستقیم (سیدھی راہ) دکھاتا ہے جس پر تمام انبیاء علیہم السلام خود گامزن رہے اور جس کی طرف اپنی امتوں کو دعوت دیتے رہے۔

لفظ نور کی تحقیق

بعض لوگ جو علم و دیانت سے بے بہرہ ہیں اور قرآن مجید کو اپنی تحریفات کا نشانہ بنانا ہی جن کا سرمایۂ دین ہے کہتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نور فرمایا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ آپ بشر نہیں ہیں اور آپ کے جسد اطہر کا سایہ نہیں تھا کیونکہ بشریت اور نور میں تضاد ہے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔ اس کے دو جواب ہیں۔ پہلا جواب۔ اس آیت میں نور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی مراد نہیں بلکہ اس سے قرآن مجید مراد ہے۔ جیسا کہ سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اللہ کی طرف سے ہمارے پاس دو ہی چیزیں آئی ہیں۔ ایک حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوم قرآن مجید۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کا ذکر اس سے قبل یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا سے فرمایا اور دوسری چیز یعنی قرآن مجید کا ذکر قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِیْنٌ سے فرمایا۔ كِتٰبٌ مُّبِیْنٌ کا عطف نُوْرٌ پر عطف تفسیری ہے۔ متعدد مفسرین نے اس کی صراحت کی ہے۔ مفسر ابو السعود کا حوالہ پہلے گذر چکا ہے۔ امام نسفی حنفی فرماتے ہیں یرید القرآن لکشفه ظلمات الشرك والشك ولابانته ما كان خافيا على الناس من الحق (مدارك ج ۱ ص ۲۱۲) قاضی ثناء اللہ فرماتے ہیں وجاز ان یکون العطف تفسیریا وسمی محمد صلے اللہ علیہ وسلم والقرآن نورا لكونهما كاشفين لظلمات الكفر (مظهری ج ۳ ص ۶۲ كذا فی البحر ج ۳ ص ۴۴۸ وغیرہ) جیسا کہ سورہ حدید ع ۳ میں فرمایا وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِیْزَانَ یہاں بھی عطف تفسیری ہے اور المیزان سے الکتاب ہی مراد ہے۔ اور اگر واؤ عاطفہ ہی قرار دیا جائے تو اس صورت میں وہ ایک ہی چیز (قرآن) کے دو متغایر وصف (نور اور کتاب مبین) بیان کرنے کے لئے ہوگی۔ قرآن نور ہے کیونکہ اس سے کفر و شرک اور شکوک و شبہات کے اندھیرے چھٹ جاتے ہیں۔ نیز وہ کتاب مبین ہے یعنی حق و باطل کو اس طرح کھول کر بیان کرتی ہے کہ ہر شخص بخوبی ان میں امتیاز کر سکتا ہے۔ قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ نے کئی بار نور سے تعبیر فرمایا۔ مثلاً ارشاد ہے۔ وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا (نساء ع ۲۴) اسی طرح سورۂ تغابن ع ۱ میں فرمایا فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِیْۤ اَنْزَلْنَا۔ ان دونوں آیتوں میں نور سے لامحالہ قرآن مجید ہی مراد ہے۔

دوسرا جواب:۔ اگر سیاق و سباق کے خلاف اس آیت میں نور سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہی مراد لی جائے تو بھی ان کا مطلب حاصل نہیں ہو سکتا۔ نہ اس سے آپ کی بشریت کا انکار ثابت ہوتا ہے نہ آپ کے سایہ کی نفی ہوتی ہے کیونکہ لفظ نور کا آپ کی ذات اقدس پر اطلاق بطور تشبیہ و استعارہ ہے جس سے آپ کی شان رہنمائی اور وصف ہدایت کو نمایاں کرنا مقصود ہے جس طرح نور (روشنی) سے اندھیرا زائل ہو جاتا ہے اور ہر چیز صاف نظر آنے لگتی ہے۔ اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات سے کفر و شرک اور ضلالت و جہالت کے اندھیرے دور ہوتے ہیں اور صراط مستقیم صاف صاف دکھائی دینے لگتی ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نور اس لئے نہیں فرمایا کہ آپ کی ذات نور ہے بشر نہیں ہے بلکہ آپ کو نور اس لئے فرمایا کہ آپ کی صفت نور ہے۔ آپ کے ذریعے کفر و شرک کا اندھیرا دور ہوا اور راہ حق واضح ہوئی جیسا کہ مفسرین کرام نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ علامہ خازن لکھتے ہیں یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم انما سماہ نورا لانه یهتدی به كما یهتدی بالنور فی الظلام (خازن ج ۲ ص ۲۱) امام نسفی فرماتے ہیں او النور محمد علیه السلام لانه یهتدی به كما سمی سراجا (مدارک ج ۱ ص ۲۱۲) تفسیر مظہری کا حوالہ پہلے گذر چکا ہے۔ جن مفسرین نے نور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی مراد لی ہے ان میں سے کسی نے بھی اس سے آپ کی بشریت یا آپ کے سایہ کی نفی پر استدلال نہیں کیا بلکہ سب نے اس اطلاق کو استعارہ قرار دے کر اس سے نور ہدایت یعنی ہدایت کی روشنی مراد لی ہے۔ ۳۲؎ لَقَدْ كَفَرَ الخ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا الخ سے متعلق ہے۔ اے اہل کتاب ہمارا آخری رسول تمہارے پاس آ چکا ہے جو ان سچی باتوں کو کھول کھول کر بیان کرتا ہے جنہیں تم چھپاتے تھے۔ من جملہ ان کے ایک بات یہ تھی کہ جو لوگ غیر خدا مثلاً حضرت مسیح علیہ السلام کے بارے میں یہ عقیدہ رکھیں کہ وہ عین خدا ہے اور اللہ تعالیٰ حضرت مسیح میں حلول کئے ہوئے ہے یا اللہ تعالیٰ بشکل مسیح دنیا میں آیا ہے (شاہ عبد القادر) ایسے لوگ یقیناً بلاشبہ کافر ہیں۔ یہ ان عیسائیوں کے خیال کا رد ہے جو حضرت مسیح میں اللہ تعالیٰ کے حلول کے قائل ہیں یعنی یعقوبی فرقہ (روح جلد ۶ ص ۹۵) لیکن حضرت شیخ فرماتے ہیں اس سے اتحاد ذات مراد نہیں بلکہ اتحاد صفات مراد ہے یعنی عیسائیوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کو صفات کارسازی (صفات ربوبیت) میں خدا تعالیٰ کا شریک سمجھ رکھا تھا۔ وہ حضرت مسیح کو غیب دان، مافوق الاسباب متصرف و مختار مانتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت سے خدائی اختیارات دے رکھے ہیں اور وہ حاجت روائی اور مشکلکشائی کے لئے غائبانہ طور پر ان کو پکارتے تھے۔ یہ عقیدہ اور عمل صریح شرک تھا اس لئے ایسے لوگوں کے کافر ہونے کا تاکید سے اعلان فرمایا۔ اس آیت کا مابعد حضرت شیخ قدس سرہ کے بیان کردہ مفہوم کی تائید کرتا ہے۔ اس آیت کا ماقبل سے ربط یہ ہے کہ مسلمانوں سے فرمایا۔ یہود و نصاریٰ سے مت ڈرو جن کو ہم نے ذلیل کر دیا ہے اور جن کے درمیان ہم نے عداوت ڈال دی ہے بلکہ ان سے صاف کہہ دو کہ تم کافر و مشرک ہو۔ ۳۳؎ قُلْ فَمَنْ یَّمْلِكُ الخ یہ نصاریٰ کے مذکورہ بالا کفریہ عقیدے کے بطلان پر عقلی دلیل ہے یعنی الٰہ (معبود) تو صرف وہی ہو سکتا ہے جس کی قدرت کامل ہو اور جس کے اختیارات ہر چیز پر حاوی ہوں۔ حضرت مسیح اور حضرت مریم علیہا السلام جن کو عیسائی معبود مانتے ہیں وہ خدا کے سامنے بالکل عاجز اور بے بس ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ ان دونوں کو اور ان کے ساتھ ساری مخلوق کو ہلاک کرنا چاہے اور انہیں موت کی نیند سلا دینا چاہے تو وہ خود تو کیا دنیا کی کوئی طاقت انہیں موت سے نہیں بچا سکتی۔ جو خود اس قدر بے بس ہیں کہ اپنی ذات سے بھی کوئی تکلیف دور نہیں کر سکتے وہ دوسروں کی کیا کارسازی کریں گے۔ بعض مفسرین نے اس آیت سے حیات مسیح علیہ السلام پر استدلال کیا ہے کیونکہ اِنْ اَرَادَ میں اِنْ کا وقوع ہے جو مستقبل میں وقوع جزا پر دلالت کرتا ہے لیکن اس پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اس سے تو حضرت مریم کی حیات بھی ثابت ہو جائے گی تو اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے وَ اُمَّهٗ سے پہلے وَقْتَ اَهْلَكَ مقدر ہے لیکن تمام تکلفات بارد ہیں۔ حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری فرمایا کرتے تھے کہ اس آیت کا حیات و ممات حضرت مسیح سے کوئی تعلق نہیں۔ اس آیت کا موضوع مسیح اور ان کی والدہ

الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ
مسیح ہے مریم کا بیٹا ف۱ تو کہہ دے پھر کس کا بس چل سکتا ہے ۴۳
اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ
اللہ کے آگے اگر وہ چاہے کہ ہلاک کرے مسیح مریم کے بیٹے کو
وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيعًا ۗ وَلِلّٰهِ مُلْكُ
اور اس کی ماں کو اور جتنے لوگ ہیں زمین میں سب کو اور اللہ ہی کیواسطے ہے سلطنت
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ
آسمانوں ۴۴ اور زمین کی اور جو کچھ درمیان ان دونوں کے ہے پیدا کرتا ہے جو چاہے
وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٧﴾ وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَ
اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے ف۱ اور کہتے ہیں یہود اور
النَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبّٰٓؤُهٗ ۚ قُلْ فَلِمَ
نصاریٰ ۴۵ ہم بیٹے ہیں اللہ کے اور اس کے پیارے ف۲ تو کہہ پھر کیوں
يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوبِكُمْ ۚ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ۚ
عذاب کرتا ہے تم کو تمہارے گناہوں پر کوئی نہیں بلکہ تم بھی ایک آدمی ہو اس کی مخلوق میں ۴۶
يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَلِلّٰهِ
بخشے جس کو چاہے اور عذاب کرے جس کو چاہے اور اللہ ہی کیلئے ہے
مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۫ وَاِلَيْهِ
سلطنت آسمان اور زمین کی اور جو کچھ دونوں کے بیچ میں ہے اور اسی کی
الْمَصِيْرُ ﴿١٨﴾ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُولُنَا
طرف لوٹ کر جانا ہے اے کتاب والو آیا ہے ۴۷ تمہارے پاس رسول ہمارا
يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُولُوا
کھولتا ہے تم پر رسولوں کے انقطاع کے بعد ف۳ کبھی تم کہنے لگو کہ

ص رسولنا سابق کا اعادہ ہے بوجہ بعد عہد کے ۱۲ ف۹ انقطاع ۱۲ سنا ای لئلا تقولوا ۱۲

نصاریٰ ۱۲ سے ... وہ دونوں ہیں یہود ... ف۵ شکایت ہے مشرک علماء ... ای رہ عیسیٰ ... میں بھی تصریح ... [illegible]

کی الوہیت کی نفی ہے اور وَاُمَّهٗ میں واؤ عاطفہ نہیں بلکہ بمعنی مع ہے اور اُمَّهٗ مفعول معہ ہے عطف کی صورت میں فعل کا تعلق معطوف علیہ و معطوف دونوں سے مستقل طور پر ہوتا ہے مگر مفعول معہ کی صورت میں مفعول بہ اور مفعول معہ دونوں کے مجموعے سے فعل متعلق ہوتا ہے۔ رہی یہ بات کہ فعل دونوں سے فردًا فردًا بھی متعلق ہے یا نہیں تو اس ترکیب کو اس سے بحث نہیں ہوتی۔ یہ چیز خارجی قرائن اور دلائل سے ثابت ہوگی۔ اسی طرح یہاں اہلاک کا تعلق مسیح اور امہ اور مَنْ فِي الْاَرْضِ کے مجموعے سے ہے۔ رہی یہ بات کہ اہلاک تینوں سے فردًا فردًا خارج میں متعلق ہے یا نہیں تو اس کی یہاں بحث نہیں ہے۔ یہ حضرت شیخ الوریؒ کے خصوصی جواہر پاروں میں سے ہے۔ ۴۴ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ الخ مبتدا پر خبر کی تقدیم افادۂ حصر کے لئے ہے۔ یعنی آسمانوں اور زمین کے تمام اختیارات صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں وہی ہر چیز کا مالک ہے نہ کہ حضرت مسیح اور ان کی والدہ اور مشرکین کے دوسرے مزعومہ معبودین۔ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ حضرت مسیح اور ان کی والدہ میں یہ صفت موجود نہیں وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ ہر چیز پر قدرت بھی اللہ ہی کو ہے حضرت مسیح اور ان کی والدہ کو نہیں تو پھر وہ معبود کیسے بن سکتے ہیں۔ چونکہ ابتداء کلام میں حصر ہے اس لئے باقی دو حصوں میں بھی حصر ہوگا۔ تفصیل کے لئے مقدمہ تفسیر جواہر القرآن صلا ملاحظہ کیجئے۔ ۴۵ وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصٰرٰى الخ یہ یہود و نصاریٰ کے ان علماء اور درویشوں پر شکوہ ہے جو خود بھی مشرک تھے اور عوام کو بھی شرک سکھاتے تھے۔ ایک طرف تو وہ حضرت عزیر، حضرت مسیح اور حضرت مریم علیہم السلام کو خدا کے شریک ٹھہراتے ہیں دوسری طرف عوام اور جہلائے قوم کے دلوں پر اپنے تقدس کا سکہ بٹھانے کے لئے کہتے ہیں کہ وہ اللہ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں۔ وہ لوگ حضرت عزیر اور حضرت مسیح علیہما السلام کو الوہیت کا درجہ دیکر اپنے لئے بھی وہی مقام حاصل کرنا چاہتے تھے جیسا کہ آج کل کے گدی نشین اور پیر حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام، شیخ عبدالقادرؒ اور دیگر اولیاءؒ کو الوہیت کا درجہ دے کر خود بھی وہی مقام حاصل کرنے کے لئے یہود و نصاریٰ کے مشرک احبار و رہبان کی طرح بے سروپا دعاوی کرتے ہیں۔ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ الخ یہ شکوہ کا جواب ہے اور یہود و نصاریٰ کے دعویٰ کے غلط اور جھوٹا ہونے پر برہان قاطع ہے۔ فرمایا اگر واقعی تم اللہ کے پیارے اور محبوب ہو تو وہ تمہیں آخرت میں تمہارے گناہوں کی سزا کیوں دیگا۔ جیسا کہ تمہارا اپنا اقرار ہے۔ لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً۔ اگر تم اللہ کے محبوب ہوتے تو وہ تمہیں عذاب نہ دیتا۔ کیونکہ محب اپنے محبوب کو عذاب نہیں دیتا۔ ۴۶ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ الخ بلکہ تم بھی اللہ کی دوسری مخلوق کی طرح ہو جس طرح دوسرے انسانوں پر اللہ کا قانونِ جزا و سزا لاگو ہے اسی طرح تم پر بھی ہے۔ وہ جسے چاہے معاف کرے اور جسے چاہے سزا دے۔ اس کا قانون یہ ہے کہ وہ مومنوں کو معاف کریگا اور کفار و مشرکین کو سزا دیگا۔ یہ دونوں فریق خواہ کسی خاندان اور قبیلے سے تعلق رکھتے ہوں وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ الخ یہ یہود و نصاریٰ کے قول باطل کے رد کا اعادہ اور اس کا تتمہ ہے۔ یعنی زمین و آسمان کی ہر چیز اللہ کی ملک میں ہے اور تمام اختیارات بھی اسی کے ہیں نہ کہ حضرت مسیح اور ان کی والدہ اور احبار و رہبان کے۔ ۴۷ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ الخ یہ بُعدِ عہد کی وجہ سے يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ الخ گذشتہ کا اعادہ ہے اور اس سے یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ اہل کتاب کی اس قدر خیانتوں اور دینی خیانتوں اور غداریوں کے باوجود ان پر عذاب نازل کر کے ان کو ہلاک کیوں نہیں کر دیا گیا۔ فترۃ کے معنی انقطاع کے ہیں یعنی ہمارا رسول اس وقت آیا جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کے بعد رسولوں کی آمد کا سلسلہ کئی صدیوں کے لئے منقطع ہو چکا تھا۔ اَنْ تَقُولُوا یہاں اَنْ سے پہلے لام تعلیل اور اَنْ کے بعد لائے نفی مقدر ہے۔ اصل میں تھا لِئَلَّا تَقُولُوا (روح ج ۶ ص۱۰۱) جیسا کہ سورۂ نساء ال یہود واللہ اعلم ۱۲

موضح قرآن ف۱ اللہ صاحب کسی جگہ نبیوں کے حق میں ایسی بات فرماتے ہیں تا ان کی امت ان کو بندگی کی حد سے زیادہ نہ چڑھا دیں و آل نبی اس لائق کاہے کو ہیں ۱۲

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی حلول کردہ در وے واللہ اعلم ۱۲ ف۲ مترجم گوید یعنی خدا را پدر خود می گفتند واللہ اعلم ۱۲ ف۳ مترجم گوید یعنی بعد عیسیٰ بجز پیغمبر ما ہیچ پیغمبر مبعوث نشد مدت میان ایشان پانصد و شصت

مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ ۡ فَقَدْ جَآءَكُمْ
ہمارے پاس نہ آیا کوئی خوشی یا ڈر سنانے والا سو آچکا تمہارے پاس
بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ⑲
خوشی اور ڈر سنانے والا اور اللّٰہ ہر چیز پر قادر ہے ۴۸ ف۱
وَاِذْ قَالَ مُوْسٰي لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ
اور جب کہا ۴۹ موسیٰ نے اپنی قوم کو اے قوم یاد کرو احسان
اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَاۗءَ وَجَعَلَكُمْ
اللّٰہ کا اپنے اوپر جب پیدا کئے تم میں نبی اور کر دیا تم کو
مُّلُوْكًا ڰ وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ⑳
بادشاہ اور دیا تم کو جو نہیں دیا تھا کسی کو جہان میں ف۱
يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ
اے قوم داخل ہو ۵۰ زمین پاک میں جو مقرر کر دی ہے
اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓي اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا
اللّٰہ نے تمہارے واسطے اور نہ لوٹو اپنی پیٹھ کی طرف پھر جا پڑو گے
خٰسِرِيْنَ ㉑ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓي اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا
نقصان میں ف۲ بولے اے موسیٰ ۵۱ وہاں ایک قوم ہے
جَبَّارِيْنَ ڰ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰي يَخْرُجُوْا
زبردست اور ہم ہرگز وہاں نہ جاویں گے یہاں تک کہ وہ نکل جاویں
مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ㉒
اس میں سے پھر اگر وہ نکل جاویں گے اس میں سے تو ہم ضرور داخل ہوں گے
قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ
کہا دو مردوں نے ف۲ اللّٰہ سے ۵۲ ڈرنے والوں میں سے کہ خدا کی نوازش تھی

۳ ع ۸ ۷

۱۔ دلیل دعویٰ کا اعادہ اور ... ۱۲ ۲۔ مسئلہ بیان کرنے سے پہلے جہاد نہ کرنے سے ذلت اٹھانے کا پہلا نمونہ ۱۲

کے آخر میں فرمایا یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمْ اَنْ تَضِلُّوْا یہ اصل میں تھا لِئَلَّا تَضِلُّوْا ۔ یہ جَآءَکُمْ کی علت ہے۔ حاصل معنیٰ یہ کہ اے اہلِ کتاب ہمارا رسول تمہارے پاس آچکا ہے جو تمہارے سامنے حق کو کھول کر بیان کرتا ہے اور تمہارے تمام شکوک و شبہات کو دور کرتا ہے تاکہ جب تمہاری نافرمانیوں اور بداعمالیوں کی وجہ سے تم پر عذاب الٰہی آئے تو تم یہ عذر پیش نہ کر سکو کہ تمہارے پاس کوئی رسول نہیں آیا جو تمہارے سامنے دین حق کو واضح کرتا اور تمہیں دینِ حق قبول کرنے کی ترغیب دیتا ماننے والوں کو خوشخبری سناتا اور نہ ماننے والوں کو خدا کے عذاب سے ڈراتا۔ اب تمہارے پاس اللّٰہ کا رسول آچکا اور اس نے تبلیغ حق کا فرض ادا کر دیا اس لئے اب اگر تم نہیں مانو گے تو تمہارا کوئی عذر قابلِ قبول نہیں اور نہ تمہارا جرم و گناہ قابلِ معافی ہوگا۔ **۴۸** وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۔ یہ بھی سابق دلیل دعویٰ کا اعادہ ہے یعنی اللّٰہ تعالیٰ ہی ہر چیز پر قادر ہے نہ کہ حضرت مسیح اور ان کی والدہ علیہما السلام **۴۹** وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی الخ جہاد نہ کرنے کی صورت میں ذلت اٹھانے کا پہلا نمونہ یعنی جب تم نے اہل کتاب کو ان کے مشرکانہ عقائد کی بنا پر صاف صاف کافر کہہ دیا تو اب خاموشی سے نہیں بیٹھنا ہوگا بلکہ اب وہ تمہارے ساتھ جنگ کریں گے اور تمہیں بھی جواباً ان سے جہاد کرنا ہوگا۔ اگر تم نے اپنی جان کی حفاظت کیلئے ان سے جہاد نہ کیا اور خاموش بیٹھے رہے تو جس طرح بنی اسرائیل نے دشمن سے جہاد نہ کرنے کی وجہ سے ذلت اٹھائی تھی اسی طرح تم بھی ذلیل ہو جاؤ گے **۵۰** یٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَۃَ الخ حضرت ابن عباس ابن زید اور سدی کا قول ہے کہ ارض مقدسہ سے بیت المقدس مراد ہے اسے ارضِ مقدسہ (پاک زمین) اس لئے کہا گیا کہ وہ قدیم سے انبیاء کرام علیہم السلام کا مسکن چلا آرہا تھا اور شرک کی نجاست سے پاک تھا۔ ووصفت تلك الارض بذلك لانها مطهرة من الشرك حيث جعلت مسكن الانبياء عليهم الصلوٰة والسلام (روح ص۱۰۶ ج ۶) اَلَّتِیْ کَتَبَ اللّٰہُ لَکُمْ جس کے بارے میں اللّٰہ تعالیٰ فیصلہ فرما چکا ہے کہ وہ تمہارا مسکن ہوگا۔ کتب فی اللوح المحفوظ انها مسكن لكم (مدارك ج ۱ ص۲۱۶) لیکن پیچھے نہ ہٹنا ورنہ دین و دنیا کا خسارہ اٹھاؤ گے۔ ارض مقدسہ میں داخل ہونے کا حکم حقیقت میں جہاد کا حکم تھا۔ کیونکہ اس پر ایک بڑی طاقتور کافر قوم قابض تھی جب تک اس قابض قوم سے جہاد کر کے وہ علاقہ اس سے واگذار نہ کرا لیا جاتا اس وقت تک بنی اسرائیل اس میں آرام و چین سے نہیں رہ سکتے تھے۔ **۵۱** قَالُوْا یٰمُوْسٰی الخ بنی اسرائیل نے موسیٰ

موضح قرآن **ف۱** حضرت عیسیٰ کے بعد کوئی رسول نہ آیا تھا سو فرمایا کہ تم افسوس کرتے کہ ہم رسولوں کے وقت میں نہ ہوئے کہ تربیت ان کی پاتے۔ اب بعد مدت تم کو رسول کی صحبت میسر ہوئی غنیمت جانو اور اللّٰہ قادر ہے اگر تم نہ قبول کرو گے اور خلق کھڑی کر دے گا تم سے بہتر جیسے حضرت موسیٰ کے ساتھ جہاد کرنا قبول نہ کیا ان کی قوم نے اللّٰہ نے ان کو محروم کر دیا اوروں کے ہاتھ ملک شام فتح کر دیا ۱۲ **ف۲** حضرت ابراہیم اپنے باپ کا وطن چھوڑ نکلے اللّٰہ کی راہ میں اور ملک شام میں آکر ٹھہرے اور مدت تک ان کو اولاد نہ ہوئی تب اللّٰہ تعالیٰ نے ان کو بشارت فرمائی کہ تیری اولاد بہت پھیلاؤں گا اور زمین شام ان کو دوں گا اور نبوت و دین اور کتاب و سلطنت ان میں رکھوں گا پھر حضرت موسیٰ کے وقت وہ وعدہ پورا کیا بنی اسرائیل کو فرعون کی بیگار سے خلاص کیا اور اس کو غرق کیا اور ان کو فرمایا کہ تم جہاد کرو عمالقہ سے ملک شام چھین لو پھر ہمیشہ وہ ملک تمہارا ہے حضرت موسیٰ نے بارہ شخص کو بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے پر سردار کیا تھا ان کو بھیجا کہ اس ملک کی خبر لاویں وہ خبر لائے تو ملک شام کی بہت خوبیاں بیان کیں اور وہاں مسلط تھے عمالقہ ان کی قوت و زور بھی بیان کیا حضرت موسیٰ نے ان کو کہا کہ تم قوم کے پاس خوبی ملک بیان کرو اور قوت دشمن مت کہو ان میں دو شخص اس حکم پر رہے اور دس نہ رہے۔ قوم نے سنا تو نامردی کرنے لگے اور چاہا کہ پھر الٹے مصر جاویں اس تقصیر سے چالیس برس فتح شام کو دیر لگی اس قدر مدت جنگلوں میں پھرتے رہے جب اس قرن کے لوگ سب مر گئے مگر وہی دو شخص کہ وہی حضرت موسیٰ کے بعد خلیفہ ہوئے انکے ہاتھ فتح

فتح الرحمٰن **ف۱** یعنی معجزات عظیم از فلق بحر و رفع طور واللّٰہ اعلم ۱۲ **ف۲** یعنی یوشع و کالب ۱۲

عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ
ان دو پر گھس جاؤ ان پر حملہ کرکے دروازہ میں پھر جب تم اس میں گھس جاؤ گے

فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۥ ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ
تو تم ہی غالب ہوگے اور اللہ پر بھروسہ کرو اگر تم

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٢٣﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا
یقین رکھتے ہو بولے اے موسیٰ ۵۳ف ہم ہرگز نہ جاویں گے ساری عمر

مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا
جب تک وہ رہیں گے اس میں سو تو جا اور تیرا رب اور تم دونوں لڑو ہم

هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ﴿٢٤﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّىْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا
تو یہیں بیٹھے ہیں بولا اے رب میرے میرے اختیار میں نہیں ۵۴ف مگر

نَفْسِىْ وَاَخِىْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٢٥﴾
میری جان اور میرا بھائی سو جدائی کردے تو ہم میں اور اس نافرمان قوم میں ف۱

قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۚ يَتِيْهُوْنَ
فرمایا تحقیق وہ زمین حرام کی گئی ہے ان پر ف۱ چالیس برس سر مارتے پھریں گے

فِى الْاَرْضِ ۗ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٢٦﴾ ع وَ
ملک میں سو تو افسوس نہ کر نافرمان لوگوں پر ف۱ اور

اتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَىْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا
سنا ان کو حال واقعی آدم کے دو بیٹوں کا ۵۶ف جب نیاز کی دونوں نے کچھ نیاز

فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ۗ قَالَ
اور مقبول ہوئی ایک کی اور نہ مقبول ہوئی دوسرے کی ف۲ کہا

لَاَقْتُلَنَّكَ ۗ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿٢٧﴾
میں کو مار ڈالوں گا وہ بولا اللہ قبول کرتا ہے تو پرہیزگاروں سے ف۲

النصف

ع ٧ ٨

وقف لازم

النصف

علیہ السلام کو جواب دیا کہ ارض مقدسہ پر تو ایک بڑی طاقتور اور جابر قوم عمالقہ کا قبضہ ہے ہم تو اس میں قدم بھی نہیں رکھیں گے اور نہ ہم میں ان کے مقابلے کی تاب ہے۔ ہاں اگر وہ خود بخود ہی اس سرزمین کو خالی کر دیں اور نکل کر کہیں چلے جائیں تو ہم وہاں جانے کے لئے تیار ہیں۔ **۵۲** قَالَ رَجُلٰنِ الخ رجلان سے یوشع بن نون اور کالب بن یوقنا مراد ہیں یَخَافُوْنَ کا مفعول محذوف ہے یعنی اللہ جب بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مذکورہ بالا بزدلانہ جواب دیا تو ان میں جو لوگ خدا ترس تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حکم پر جہاد کے لئے تیار تھے ان میں سے دو شخص یوشع اور کالب جن کو اللہ تعالیٰ نے رسوخ فی الایمان اور ثبات و استقلال کی نعمت سے نوازا تھا اور وہ زبانِ موسوی سے امدادِ خداوندی اور فتح و نصرت کے وعدے پر پورا پورا اعتماد رکھتے تھے هٰذان رجلان هما یوشع بن نون وکالب بن یوقنا وکانا من الذین یخافون اللہ وانعم اللہ علیہما بالهدایة والثقة بعون اللہ والاعتماد علی نصرة اللہ (کبیر ج ۳ ص ۵۲۳) وہ بزدل و ناخدا ترس بنی اسرائیل کو نصیحت کرنے لگے کہ لوگو قوم عمالقہ کی طاقت و جبروت سے خوف مت کھاؤ اگر واقعی تم خدا پر ایمان رکھتے ہو تو اس پر بھروسہ کرو اور اس کا نام لیکر شہر کے دروازے سے اچانک دشمن پر حملہ کر دو یقیناً تم غالب آجاؤ گے اور فتح تمہاری ہوگی ان دونوں آدمیوں کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رسالت پر ایمان چونکہ نہایت مضبوط تھا اور انہیں یقین تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبانی فتح و نصرت کا جو وعدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ ضرور پورا ہوگا اس لئے انہوں نے پورے یقین اور اعتماد سے کہا کہ اگر تم جہاد کرو گے تو فتح یقیناً تمہاری ہوگی (کبیر) **۵۳** قَالُوْا یٰمُوْسٰی الخ ان دونوں کی باتوں کا بنی اسرائیل پر کوئی اثر نہ ہوا بلکہ انہوں نے ان کے وعظ و نصیحت کو کوئی اہمیت ہی نہ دی اور ان کو قابلِ خطاب بھی نہ سمجھا اور اپنی ضد پر اڑے رہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے وہی اپنا پہلا جواب دہرا دیا اور اس کے ساتھ مزید کہا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ الخ بعض مفسرین نے لفظ رب کو اس کے حقیقی مفہوم پر محمول کیا ہے یعنی تم اور تمہارا رب جائیں اور ان سے لڑیں ہم تو یہاں سے ہلیں گے بھی نہیں اس سے ان کا مطلب یہ تھا کہ تم جا کر ان سے لڑو اللہ تمہارا ساتھی ہوگا اور تمہارا ناصر و مددگار ہوگا۔ والوجه فیه ان یقال اذهب انت وربك یعینك علی قتالك (مدارک ص ۲۱۶ ج ۱) ہم میں تو ان کا مقابلہ کرنے کی جرأت نہیں یا انہوں نے یہ الفاظ اللہ اور اس کے رسول سے استہزاء اور استہانت کے طور پر کہے تھے وقالوا ذلك استهانة واستهزاءً به سبحانه وبرسوله علیه الصلوٰة والسلام وعدم المبالاة بهما (روح ج ۶ ص ۱۰۸ وابو السعود ج ۳ ص ۵۵۴) یا رب سے مجازاً سردار یعنی حضرت ہارون علیہ السلام مراد ہیں کیونکہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بڑے بھائی تھے او ربك [illegible] وسیدك وهو اخوك الاكبر هارون (مدارک) یعنی ہم تو جہاد کرنے سے رہے اور اگر تمہیں جہاد لازمی طور پر کرنا ہی ہے تو اپنے بھائی کے ساتھ ان سے جا کر لڑو۔ **۵۴** قَالَ رَبِّ الخ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کا گستاخانہ جواب سنا اور احکام ربانی سے ان کی بے اعتنائی اور بے رخی ملاحظہ فرمائی تو ان سے مایوس ہو کر اللہ تعالیٰ سے مناجات کرنے لگے کہ اے اللہ اس سرکش اور متمرد قوم پر میرا کوئی بس اور زور نہیں چلتا اور وہ تیرے احکام کو نہایت حقارت آمیز طریق سے ٹھکرا رہے ہیں۔ مجھے تو بس اپنی ذات اور اپنے بھائی ہارون پر اختیار ہے اس لئے ہم حاضر ہیں۔ دعاء میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھ صرف حضرت ہارون علیہ السلام

[illegible]

موضح قرآن ف۱ اہل کتاب کو یہ قصہ سنایا اس پر کہ اگر تم رفاقت نہ کرو گے پیغمبر کی تو یہ نعمت اوروں کے نصیب ہوگی آگے اسی پر قصہ سنایا ہابیل و قابیل کا کہ حسد مت کرو حسد والا مردود ہے ۱۲ **ف۲** حضرت آدم کی اولاد ہونے لگی ایک حمل میں دو شخص بیٹا اور بیٹی اس وقت میں بہن بھائی کا نکاح روا تھا ضرورت کو۔ حضرت آدم تو بھی احتیاط کرتے ایک حمل کے بھائی بہن نہ ملاتے۔ ایک بیٹی حضرت آدم ہابیل کو دینے لگے اسی کو قابیل لگا مانگنے۔ انہوں نے دونوں کی خاطر رکھی کہا تم دونوں اللہ کی نیاز کرو۔ ہابیل جو نبی کے حکم پر تھا اس کی نیاز غیب سے آتش آکر جلا گئی یعنی قبول ہوئی قابیل کی نیاز چھوڑ گئی قابیل نے حسد سے چاہا کہ ہابیل کو مار ڈالے۔ آخر مار ڈالا۔ اب تک جہاں خون ناحق ہوتا ہے اس پر بھی ایک وبال پڑتا ہے۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی محکم کردیم کہ بآں زمین منتفع نشوند چہل سال ۱۲ **ف۲** مترجم گوید یعنی ہابیل نیکوترین گوسفندے نیاز برد و از غیب آتشے ظاہر شد و بخورد و قابیل بدترین گندم پیش آورد آتش نیاز کش را قبول نہ کرد و ایں سبب حسد شد واللہ اعلم ۱۲

ہی کا ذکر کیا ہے حالانکہ یوشع اور کالب بھی مخلص اور فرمانبردار تھے ان کا ذکر نہیں کیا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا اخلاص چونکہ ان کی گفتگو سے ظاہر ہو چکا تھا اس لئے انہوں نے ان کے دوبارہ ذکر کی ضرورت نہیں سمجھی فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ یہ سرکش بنی اسرائیل پر بددعا ہے یعنی اے اللہ ہمارے اور ان کے درمیان جدائی ڈال دے اور ہمیں ان کی صحبت سے نجات عطا فرما یا مطلب یہ ہے کہ ہمارے اور ان کے حق میں وہ فیصلہ فرما دے جس کے ہم اور وہ مستحق ہیں یعنی فافصل بیننا وبینھم بان تحکم لنا بما نستحق وتحکم علیھم بما یستحقون وھو فی معنی الدعاء علیھم ویحتمل ان یکون المراد خلصنا من صحبتھم
۵۵ قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ الخ یہ حضرت موسیٰؑ کی مناجات کا جواب ہے فرمایا ان کے تمرد و سرکشی کی وجہ سے ہم نے ان کو یہ سزا دی ہے کہ وہ اب چالیس سال تک ارض مقدسہ میں داخل نہیں ہو سکیں گے اور زمین

لَئِنْ بَسَطْتَّ اِلَیَّ یَدَكَ لِتَقْتُلَنِیْ مَاۤ اَنَا بِبَاسِطٍ
اگر تو ہاتھ چلاوے گا مجھ پر مارنے کو میں نہ ہاتھ چلاؤں گا
یَّدِیَ اِلَیْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّیْۤ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ
تجھ پر مارنے کو میں ڈرتا ہوں اللہ سے جو پروردگار ہے
الْعٰلَمِیْنَ (٢٨) اِنِّیْۤ اُرِیْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِیْ وَ
سب جہان کا ف۱ میں چاہتا ہوں کہ تو حاصل کرے میرا گناہ اور
اِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا
اپنا گناہ پھر ہو جاوے تو دوزخ والوں میں اور یہی ہے سزا
الظّٰلِمِیْنَ (٢٩) ۚ فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِیْهِ
ظالموں کی ف۲ پھر اس کو راضی کیا اس کے نفس نے ۵۷ خون پر اپنے بھائی کے
فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ (٣٠) فَبَعَثَ اللّٰهُ
پھر اس کو مار ڈالا سو ہو گیا نقصان اٹھانے والوں میں ف۳ پھر بھیجا اللہ نے
غُرَابًا یَّبْحَثُ فِی الْاَرْضِ لِیُرِیَهٗ كَیْفَ یُوَارِیْ
ایک کوا جو کریدتا تھا زمین کو تاکہ اس کو دکھلاوے ۵۸ کس طرح چھپاتا
سَوْءَةَ اَخِیْهِ ؕ قَالَ یٰوَیْلَتٰۤی اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ
ہے لاش اپنے بھائی کی بولا اے افسوس مجھ سے اتنا نہ ہو سکا کہ ہوں
مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِیَ سَوْءَةَ اَخِیْ ۚ فَاَصْبَحَ
برابر اس کوے کے کہ میں چھپاؤں لاش اپنے بھائی کی پھر لگا
مِنَ النّٰدِمِیْنَ (٣١) ۚۛ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۛ كَتَبْنَا عَلٰی
پچھتانے ف۴ اسی سبب سے ۵۹ لکھا ہم نے
بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَیْرِ نَفْسٍ
بنی اسرائیل پر کہ جو کوئی قتل کرے ایک جان کو بلا عوض جان کے

منزل

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

خاموش بیٹھے [illegible] کتبنا کا [illegible] القتال مفعول بہ [illegible] قلت [illegible]

میں ذلت و رسوائی کے ساتھ در در کے دھکے کھاتے پھریں گے۔ حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا کہ یَتِیْهُوْنَ کے معنی ہیں وہ بے عزت اور خوار رہیں کے یہ معنی نہیں کہ وہ چالیس سال جنگل میں گھومتے رہیں گے اور انہیں راستہ نہیں ملیگا جیسا کہ عام تفسیروں میں لکھا ہے کیونکہ اس جنگل کا طول چالیس میل اور عرض پندرہ میل سے کچھ زائد بیان کیا گیا ہے۔ پھر اسی میدان تیہ میں جب بنی اسرائیل نے غلے اور ترکاری کا مطالبہ کیا تو ان کو حکم دیا گیا اِهْبِطُوْا مِصْرًا یعنی کسی شہر میں چلے جاؤ جب انہیں راستہ نہیں ملتا تھا تو پھر مصر جانے کا حکم کیوں دیا گیا۔ مفسر خازن وغیرہ نے لکھا ہے کہ بنی اسرائیل کی تعداد اس میدان میں چھ لاکھ تھی اور روزانہ ستر ہزار مرتے تھے یہ بھی کذب محض اور اسرائیلیات سے ہے۔ نواب صدیق حسن خان نے تفسیر خازن کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ تفسیر کے لحاظ سے اچھی ہے لیکن واقعات کے اعتبار سے نصفہ من الاکاذیب یعنی اس کا نصف جھوٹ ہے کیونکہ وہ یہود کی بہت سی محض جھوٹی باتیں نقل کرتا ہے۔ بنی اسرائیل کی ذلت و رسوائی کا یہ واقعہ بیان کر کے مسلمانوں کو تنبیہ فرمائی کہ اگر انہوں نے بھی دشمن کے مقابلے میں بزدلی دکھائی اور جہاد سے انکار کر دیا تو وہ بھی ذلیل و خوار ہونگے ۵۶ وَاتْلُ عَلَیْهِمْ الخ یہ دشمن کے مقابلے میں خاموش بیٹھ رہنے اور اس کے حملے کی مدافعت نہ کرنے کے نتیجے کا دوسرا نمونہ ہے۔ یہاں حضرت آدم علیہ السلام کے دو صلبی بیٹوں ہابیل اور قابیل کا واقعہ بیان فرمایا۔ قابیل نے ہابیل کو قتل کرنے کیلئے ہاتھ اٹھایا تو ہابیل نے اس کی مدافعت نہ کی نتیجہ یہ ہوا کہ وہ شہید کر دیا گیا اس سے مسلمانوں کو تنبیہ کرنا مقصود ہے کہ دشمن کے مقابلے میں خاموش مت بیٹھو دشمن کے مقابلے میں جہاد کرو۔ نہ خود مقتول بنو نہ دوسرے مسلمانوں کو قتل ہونے دو اگر تم نے دشمن سے جہاد نہ کیا اور خاموش بیٹھے رہے تو مارے جاؤ گے جس طرح ہابیل خاموشی کی وجہ سے قابیل کے ہاتھوں مارا گیا ۵۷ فَطَوَّعَتْ لَهٗ الخ یعنی نفس نے اس کو اپنے بھائی کے قتل پر رغبت سے آمادہ کر دیا اور اس کا قتل اس پر آسان اور سہل کر دیا ای فسھلتہ لہ ووسعتہ (روح ج ٦ ص ۱۱۴) قابیل نے ہابیل کو کیوں قتل کیا اصل وجہ عداوت کیا تھی اس کے بارے میں صحیح وہی ہے جو حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ ہابیل نے نہایت اعلیٰ درجہ کا مینڈھا اللہ کی نیاز میں دیا وہ قبول ہو گیا اور قابیل نے ردی قسم کا اناج اللہ کی نذر کیا وہ قبول نہ ہوا اس وجہ سے اس کے دل میں ہابیل کے خلاف حسد پیدا ہو گیا ۵۸ لِیُرِیَهٗ الخ اس میں لام تعلیلیہ نہیں بلکہ یہ لام عاقبت ہے یعنی ایک کوا اڑتا ہوا آیا اور قابیل کے سامنے زمین کریدنے لگا

موضح قرآن ف۱ اگر کوئی ناحق کسی کو مارنے لگے اس کو رخصت ہے کہ ظالم کو مارے اور اگر صبر کرے تو شہادت کا درجہ ہے ف۲ یعنی تیرے گناہ عمر کے تجھ پر ثابت رہیں اور میرے خون کا گناہ چڑھے اور میری عمر کے گناہ اتریں ف۳ اس سے پہلے کوئی انسان مرا نہ تھا کہ معلوم ہو مردے کا بدن کیا کرے قابیل ہابیل کو مار کر ڈرا کہ اس کا بدن پڑا رہیگا تو لوگ دیکھ کر مجھ کو پکڑیں گے اس کو پوٹ باندھ کر لئے پھرا کئی روز آخر اللہ نے ایک کوا بھیجا اس نے زمین کو کریدا اس کو دکھا کر اس سے یہ سمجھا کہ اس کے بدن کو دفن کرنا چاہئے اور نقل میں یوں آیا ہے کہ ایک کوے نے زمین کرید کر دوسرے کوے مردے کو دفن کیا اس نے دفن بھی دیکھا اور بھائی کی خیر خواہی دوسرے بھائی کے حق میں بھی دیکھی تب اپنے فعل سے پشیمان ہوا۔

فتح الرحمٰن ف مترجم گوید بعد کشتن ندانست تا چہ گونہ دفن کند جثہ اورا بر پشت نہادہ می گشت واللہ اعلم ۱۲

جس کا نتیجہ اور انجام یہ ہوا کہ اسے اپنے مقتول بھائی کی نعش چھپانے کی ترکیب سوجھ گئی ورنہ کوا غیب دان نہیں تھا کہ ہابیل کے قتل کا اسے علم تھا اور نہ قابیل کو دفن کرنے کا طریقہ سکھانے آیا تھا لام عاقبت کے لئے قرآن مجید میں عام مستعمل ہے جیسا کہ قصص ع ۱ میں ہے فَالْتَقَطَهٗٓ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا یہاں لِيَكُوْنَ میں لام عاقبت کے لئے ہے **۵۹** مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ضمیر علیہ سے یعنی خاموش بیٹھے رہنے کی وجہ سے كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۔ كَتَبْنَا کا مفعول محذوف ہے یعنی القتال یعنی خاموش بیٹھنے میں چونکہ ذلت ورسوائی ہے اس لئے ہم نے بنی اسرائیل کو دشمن سے قتال کا حکم دیا اور کہا کہ خاموش مت بیٹھو بلکہ مخلوق خدا کو ظالم کے ظلم سے بچاؤ تم نے اگر ایک جان کو بچا لیا تو گویا سب کو بچا لیا اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ یہ فعل محذوف کا مفعول ہے ای وقلنا۔ قالہ الشیخ روح اللہ رحمۃ اللہ علیہ لیکن دیگر مفسرین نے كَتَبْنَا کا مفعول القصاص مقدر کیا ہے اور ذالک سے مذکورہ واقعہ قتل مراد لیا ہے یعنی قتل وخون ریزی کو روکنے کے لئے ہم نے قاتل سے قصاص لینا فرض قرار دیا ہے **۶۰** اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ الخ الذین یحاربون اللہ ورسولہ یعنی وہ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں یہ تعبیر اس پر شاہد ہے کہ اس سے مسلمان قطاع الطریق (ڈاکو) مراد نہیں ہیں **بلکہ** یہ آیت یہود قطاع الطریق کے حق میں ہے یعنی کفار کا مقابلہ کرو اور **محاربین** (یہود قطاع الطریق) سے قتال کرو تاکہ ان کو اپنے کئے کی سزا مل جائے وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ میں یہود قطاع الطریق کا ذکر تھا اب یہاں ان کی سزا بیان فرمائی ان ھذہ الاٰیۃ فی ھؤلاء الذین حکی اللہ تعالٰی عنھم من بنی اسرائیل انھم بعد ان غلظ اللہ علیھم عقاب القتل العمد العدوان فھم مسرفون فی القتل مفسدون فی الارض فمن اتی منھم بالقتل والفساد فی الارض فجزاءھم کذا وکذا۔ (کبیر ج ۳ ص۴۸۹) **۶۱** اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا ۔ اگر وہ کسی کو قتل کریں تو انہیں قتل کیا جائے یا سولی پر لٹکایا جائے اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ اگر انہوں نے قتل نہ کیا صرف مال ہی لوٹا ہے تو یہ سزا ہوگی اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا یعنی اگر انہوں نے گرفتار ہونے سے پہلے شرک اور محاربہ اللہ ورسول سے توبہ کر لی۔ لکن الذین تابوا من شرکھم وحربھم للہ ورسولہ الخ (خازن ج ۲ ص۳۹) تو حقوق اللہ معاف ہو جائیں گے مگر حقوق العباد کی تلافی لازم ہوگی فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے حقوق تو معاف کر دیگا لیکن حقوق العباد میں گرفت فرمائے گا۔

اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ
یا بغیر فساد کرنے کے ملک میں ف۱ تو گویا قتل کر ڈالا اس نے سب لوگوں کو
وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَ
اور جس نے زندہ رکھا ایک جان کو تو گویا زندہ کر دیا سب لوگوں کو اور
لَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ز ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا
لا چکے ہیں ان کے پاس رسول ہمارے کھلے ہوئے حکم پھر بہت لوگ ان
مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ﴿۳۲﴾ اِنَّمَا
میں سے اس پر بھی ملک میں دست درازی کرتے ہیں ط یہی
جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَ
سزا ہے ۶۰ ان کی جو لڑائی کرتے ہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور
يَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ
دوڑتے ہیں ملک میں فساد کرنے کو ۶۱ کہ ان کو قتل کیا جائے یا
يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ
سولی چڑھائے جاویں یا کاٹے جاویں ان کے ہاتھ اور پاؤں
خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ
مخالف جانب سے ۶۲ یا دور کر دیئے جاویں اس جگہ سے یہ ان کی رسوائی ہے
فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۳۳﴾
دنیا میں اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب ہے ف۲
اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ ۚ
مگر جنہوں نے توبہ کی تمہارے قابو پانے سے پہلے
فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۴﴾ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
تو جان لو کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۳ ک اے

۵ ع ۸ ۹

ط یعنی خاموش نہ بیٹھو بلکہ محاربین کو یہ سزائیں دو ۱۲
ک یعنی اللہ تعالیٰ اپنے حقوق معاف کر دے گا اور حقوق العباد میں گرفت ہوگی ۱۲
ل یعنی نیک اعمال سے اللہ کا قرب حاصل کرو اور معاصی سے بچو اور جہاد کرو ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی روئے زمین پر پڑا گناہ یہی ہوا اس سے آگے رسم پڑی۔ اسی سبب سے توریت میں اس طرح فرمایا کہ ایک کو مارا جیسا سب کو مارا یعنی ایک کے کرنے سے اور دلیر ہوتے ہیں تو سب گناہ میں وہ اول بھی شریک ہے اور ایک کو جلایا تو جیسا سب کو جلایا یعنی ظالم کے ہاتھ سے بچا دیا۔ **ف۲** اول فرمایا کہ خون کرنا گناہ ہے مگر بدلے میں یا فساد کی سزا میں۔ اب اس کا بیان کیا کہ جو کوئی لڑائی کرے اللہ ورسول سے یعنی حاکم کے مخالف ہو کر ملک کو غارت کرے۔ وہ ہاتھ لگے تو سولی پر چڑھا کر ماریئے۔ یا قتل کریئے۔ یا داہنا ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹئے۔ یا قید میں ڈال رکھئے جیسی خطا ہو ویسی سزا **ف۳** اگر ایک شخص راہ لوٹتا تھا اب اس نے موقوف کیا اور اسباب اس کام کا دور کیا تو اس پر حد نہیں آتی۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی قطع طریق دارند ۱۲ ف۲ یعنی چوں از ہابیل رسم قتل پیدا شد سر قتلی کہ در جہاں واقع شود اور ابدان مواخذہ میکنند و ہمچنین در ہر زمانہ کسیکہ رسم کشتن نو میکند بحکم من سن سنۃ سیئۃ کان کہ کفل منہا در قتلی کہ بعد از دی آید شرکتی پیدا می نماید پس اینجا من اجل ذالک بجائی علی قیاس ذالک واقع شدہ است ۱۲ ف۳ یعنی قطع طریق میکنند ۱۲ ف۴ یعنی دست راست و پای چپ ۱۲ ف۵ یعنی حد ساقط است و حقوق آدمیاں ساقط نیست ۱۲۔

٦٢ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا الخ یعنی اللہ سے ڈرو اور نیک اعمال سے اس کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرو اور جہاد کرو اور اللہ کی حدود قائم رکھو یہ کام تقرب خداوندی کا بہت بڑا ذریعہ ہیں۔ اَلْوَسِیْلَۃَ یہ فَعِیْلَۃٌ کے وزن پر ہے اور اس سے مراد ہر وہ عبادت قربت ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل ہو سکے خواہ وہ نماز روزہ ہو یا زکوٰۃ وحج یا جہاد واقامت حدود۔ ابو وائل، حسن، مجاہد، قتادہ، عطاء، سدی، ابن زید اور عبداللہ بن کثیر فرماتے ہیں الوسیلۃ ھی القربۃ (قرطبی ج ٦ ص ١٥٩) یعنی وسیلہ کے معنی عبادت کے ہیں۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں ھی فعیلۃ بمعنی ما یتوسل بہ ویتقرب الی اللہ عزوجل من فعل الطاعات وترک المعاصی (روح ج ٦ ص ١٢٤) امام نسفی فرماتے ہیں ھی کل ما یتوسل بہ ... فاستعیرت لما یتوسل بہ الی اللہ تعالیٰ من فعل الطاعات وترک السیئات (مدارک ج ١ ص ٢١٩) حاصل یہ ہے کہ وسیلہ سے مراد نیک عمل ہے خواہ وہ عمل صالح کی بجا آوری ہو یا گناہ کا ترک ہو۔ وسیلہ کی پوری تحقیق سورۂ بنی اسرائیل کی تفسیر میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ تو یہاں فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور نیک اعمال بجا لاؤ جہاد کرو اور اللہ کی حدیں قائم کرو ڈاکوؤں اور چوروں پر مقررہ حدیں جاری کرو۔ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ اس میں بشارت اخروی کی طرف اشارہ ہے

٦٣ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا الخ یہ ان لوگوں کے لئے تخویف اخروی ہے جو اللہ تعالیٰ کے مذکورہ بالا احکام وحدود کی خلاف ورزی کریں قیامت کے دن اگر ان کو دنیا کی ساری دولت مل جائے اور وہ اسے فدیہ میں دے کر عذاب جہنم سے بچنا چاہیں تو نہیں بچ سکیں گے۔ **٦٤** یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّخْرُجُوْا الخ وہ جہنم سے نکلنے کی خواہش کریں گے مگر انہیں کبھی اس سے نکلنا نصیب نہیں ہوگا اور وہ جہنم کے دائمی عذاب میں مبتلا رہیں گے **٦٥** وَالسَّارِقُ الخ اس کا تعلق اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ سے ہے وہاں ان لوگوں کی سزا بیان فرمائی جو قتل وغارت گری کریں اور جبراً قہراً مال چھین لیں یہاں چور کی سزا بیان فرمائی یعنی جو چھپ کر مال چرا لے خواہ مرد ہو یا عورت اس کا ہاتھ کاٹ ڈالو۔ فَمَنْ تَابَ الخ چوری کرنے کے بعد جس نے سچی توبہ کر لی اور چوری کا مال مالک کو واپس لوٹا دیا یا اس سے معاف کرا لیا اور اگر مالک معلوم نہیں تو مال اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا تو ایسے لوگوں کی اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرمائیگا اور آخرت میں اس گناہ کی ان کو سزا نہیں دے گا۔ باقی رہی چوری کی حد یعنی ہاتھ کاٹنا تو یہ توبہ سے ساقط نہیں ہوگی

اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَ
ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور ڈھونڈو اس تک وسیلہ ٦٢ اور
جَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۵﴾ اِنَّ
جہاد کرو اس کی راہ میں تاکہ تمہارا بھلا ہو جو
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا
لوگ کافر ہیں ٦٣ اگر ان کے پاس ہو جو کچھ زمین میں ہے سارا
وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ
اور اس کے ساتھ اتنا ہی اور ہو تاکہ بدلہ میں دیں اپنے قیامت کے
يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ
عذاب سے تو ان سے قبول نہ ہوگا اور ان کے واسطے عذاب
اَلِيْمٌ ﴿۳٦﴾ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ
دردناک ہے چاہیں گے کہ نکل جاویں آگ سے ٦٤
وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا ۫ وَلَهُمْ عَذَابٌ
اور وہ اس سے نکلنے والے نہیں اور ان کے لئے عذاب
مُّقِيْمٌ ﴿۳۷﴾ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا
دائمی ہے اور چوری کرنیوالا مرد اور چوری کرنیوالی عورت ٦٥ کاٹ ڈالو
اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ۭ
ان کے ہاتھ سزا میں ان کی کمائی کی تنبیہ ہے اللہ کی طرف سے
وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۳۸﴾ فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ
اور اللہ غالب ہے حکمت والا پھر جس نے توبہ کی اپنے
ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ
ظلم کے پیچھے اور اصلاح کی تو اللہ قبول کرتا ہے اس کی توبہ بیشک

مراد وہ چور جو عادی
نہیں بلکہ جو [illegible]
ان [illegible] بھی
[illegible] عادی [illegible] ۱

موضح قرآن ف ۱ یعنی رسول کی اطاعت میں جو نیکی کرو وہ قبول ہے اور بغیر اس کے اپنی عقل سے کرو سو قبول نہیں۔

اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۳۹﴾ اَلَمۡ تَعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰہَ لَہٗ مُلۡکُ

اللہ بخشنے والا مہربان ہے تجھ کو معلوم نہیں کہ ٦٦ اللہ ہی کے واسطے ہے

السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ یُعَذِّبُ مَنۡ یَّشَآءُ وَ

سلطنت آسمان اور زمین کی عذاب کرے جس کو چاہے اور

یَغۡفِرُ لِمَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۴۰﴾

بخشے جس کو چاہے اور اللہ سب چیز پر قادر ہے ف١

یٰۤاَیُّہَا الرَّسُوۡلُ لَا یَحۡزُنۡکَ الَّذِیۡنَ یُسَارِعُوۡنَ

اے رسول ﷺ غم نہ کر ان کا جو دوڑ کر گرتے ہیں

فِی الۡکُفۡرِ مِنَ الَّذِیۡنَ قَالُوۡۤا اٰمَنَّا بِاَفۡوَاہِہِمۡ

کفر میں وہ لوگ جو کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں اپنے منہ سے

وَ لَمۡ تُؤۡمِنۡ قُلُوۡبُہُمۡ ۚۛ وَ مِنَ الَّذِیۡنَ ہَادُوۡا ۚۛ

اور ان کے دل مسلمان نہیں اور وہ جو یہودی ہیں

سَمّٰعُوۡنَ لِلۡکَذِبِ سَمّٰعُوۡنَ لِقَوۡمٍ اٰخَرِیۡنَ ۙ

جاسوسی کرتے ہیں جھوٹ بولنے کیلئے ٦٧ ف٢ وہ جاسوس ہیں دوسری جماعت کے جو

لَمۡ یَاۡتُوۡکَ ؕ یُحَرِّفُوۡنَ الۡکَلِمَ مِنۡ بَعۡدِ مَوَاضِعِہٖ ۚ

تجھ تک نہیں آئے ف٣ ف٣ بدل ڈالتے ہیں بات کو ٦٨ اس کا ٹھکانا چھوڑ کر

یَقُوۡلُوۡنَ اِنۡ اُوۡتِیۡتُمۡ ہٰذَا فَخُذُوۡہُ وَ اِنۡ لَّمۡ

کہتے ہیں ٦٩ اگر تم کو یہ حکم ملے تو قبول کر لینا اور اگر یہ حکم نہ

تُؤۡتَوۡہُ فَاحۡذَرُوۡا ؕ وَ مَنۡ یُّرِدِ اللّٰہُ فِتۡنَتَہٗ فَلَنۡ

ملے تو بچتے رہنا اور جس کو اللہ نے گمراہ کرنا چاہا ٧٠ سو تو

تَمۡلِکَ لَہٗ مِنَ اللّٰہِ شَیۡئًا ؕ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ لَمۡ یُرِدِ اللّٰہُ

اس کے لئے کچھ نہیں کر سکتا اللہ کے ہاں یہ وہی لوگ ہیں جن کو اللہ نے نہ چاہا

ع ٣

الوقف علی الاول اجوز ١٢

٦٦ اَلَمْ تَعْلَمْ الخ اس کا تعلق لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ سے ہے ابتدا میں مسئلہ توحید اور شرک فی التصرف کی نفی کا بیان تھا اور یہی اصل مقصد سورت ہے اس کے تحت ان عیسائیوں پر کفر کا فتوی لگایا جو حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا کا شریک فی التصرف بناتے تھے اس کے بعد فرمایا اگر وہ تم سے لڑیں تو تم بھی ان سے جہاد کرو اس لئے اب بُعدِ عہد کی وجہ سے اَلَمْ تَعْلَمْ کی تعبیر سے اصل مسئلہ توحید اور نفی شرک فی التصرف کی یاد دہانی کرائی گئی جیساکہ سورۂ بقرہ میں مختلف احکام بیان کرنے کے بعد رکوع ۳۲ میں اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا فرما کر ان لوگوں کے حال کی طرف متوجہ فرمایا جو موت کے ڈر سے گھر چھوڑ کر بھاگے تھے مگر پھر بھی موت سے بچ نہ سکے۔ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ خبر کی تقدیم افادۂ حصر کے لئے ہے یعنی آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اللہ ہی کے لئے ہے تمام تصرفات اور اختیارات بھی اسی کے قبضے میں ہیں نہ کہ حضرت مسیح اور ان کی والدہ کے قبضے میں وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ یہ بھی حصر پر محمول ہے یعنی ہر چیز پر قادر بھی صرف اللہ ہی ہے نہ کہ حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ علیہما الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی یہ صفات مختصہ اس دعوے پر واضح دلیل ہیں کہ ساری کائنات میں مافوق الاسباب متصرف و مختار صرف اللہ ہی ہے اور تصرف میں اس کا کوئی شریک نہیں

فائدہ: یہاں اگرچہ مقصود تو شرک فی التصرف کی نفی ہے لیکن اس کے ضمن میں شرک فعلی کی بھی نفی ہو رہی ہے کہ جب غیر اللہ مثلاً حضرت مسیح، ان کی والدہ اور دوسرے انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام ہر چیز میں متصرف اور ہر چیز پر قادر بھی نہیں تو پھر ان کے نام کی نیازیں بھی نہ دو اور ان کے لئے تحریمیں بھی نہ کرو۔ یہاں تک سورت کا پہلا حصہ ختم ہوا۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیہ اور منافقین اور یہود کے لئے زجریں مذکور ہیں یہود کے علماء اور گدی نشین خود شرک اعتقادی اور شرک فعلی کرتے تھے اور منافقین یعنی رؤساء کا گروہ بھی دل سے ان کا ہی طرفدار تھا اس طرح یہ دونوں فریق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف تھے جن پر زجریں کی گئیں۔ یہ سلسلہ یٰۤاَیُّہَا الرَّسُوْلُ الخ سے شروع ہو کر رکوع ۹ کے آخر سَآءَ مَا یَحْکُمُوْنَ تک چلا گیا ہے۔ **٦٧** یٰۤاَیُّہَا الرَّسُوْلُ الخ حصہ اول میں نفی شرک فعلی اور نفی شرک اعتقادی کے تفصیلی بیان کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی لَا یَحْزُنْکَ یعنی جو لوگ کفر و شرک کی طرف دوڑ دوڑ کر جا رہے ہیں ان کا رویہ آپ کو غم میں نہ ڈالے اور آپ کو پریشان نہ کرے اور یہ لوگ دو گروہ ہیں ایک منافقین دوم یہود مِنَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا الخ مِنْ بیانیہ ہے اور یہ اَلَّذِیْنَ یُسَارِعُوْنَ کے پہلے گروہ کا بیان ہے یعنی یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی زبانوں سے تو ایمان لانے کا اقرار اور شرک فعلی اور شرک اعتقادی سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں لیکن ان کے دلوں میں ایمان نہیں ہے ان کے دلوں میں وہی کفر و شرک کی پلیدی موجود ہے زبان سے ایمان کا اقرار محض ازراہ نفاق ہے وَ مِنَ الَّذِیْنَ ہَادُوْا یہ مِنَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا پر معطوف ہے اور یہ اَلَّذِیْنَ یُسَارِعُوْنَ کے دوسرے فریق کا بیان ہے جو دونوں قسم کا شرک علانیہ کرتے تھے حضرت عزیر علیہ السلام کو مختار و متصرف جان کر

موضح قرآن **ف** یہ اس پر فرمایا کہ کوئی تعجب نہ کرے کہ کچھ کو تھوڑی خطا پر بڑی سزا فرمائی **ف٢** بعضے منافق تھے کہ دل میں یہود سے ملے تھے اور بعضے یہود تھے کہ حضرت کے پاس آمد و رفت کرتے تھے اللہ نے فرمایا یہ لوگ جاسوسی کو آتے ہیں کہ تمہارے دین میں سے کچھ عیب چن کر لے جاویں اپنے سرداروں کے پاس جو یہاں نہیں آتے اور فی الحقیقت عیب کہاں ہے لیکن بات کو غلط تقریر کر کر ہنر کو عیب کرتے ہیں

فتح الرحمٰن **ف١** مترجم گوید در تورات رجم زانی نازل شدہ بود و یہود تحریف کردہ روئے زانی را سیاہ کردن و چند تازیانہ زدن قرار دادند در زمان آنحضرت در میان ایشان زنا واقع شد زانی را پیش آنحضرت بدست منافقان و ذمیان فرستادند بقرار آنکہ اگر جلد فرمایند بکنیم و اگر رجم فرمایند نکنیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حقیقت رجم اظہار فرمودند و رجم کردند درین آیات اشارہ است بآن قصہ واللہ اعلم ۱۲ **ف٢** یعنی معتقد آن شدہ اند ۱۲ **ف٣** یعنی جاسوس حربیان اند واللہ اعلم ۱۲

اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ۭ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ښ وَّ
کو دل پاک کرے ان کے ان کو ٦٧ دنیا میں ذلت ہے اور

لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ سَمّٰعُوْنَ
ان کو آخرت میں بڑا عذاب ہے ف۱ جاسوسی کرنے والے

لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ۭ فَاِنْ جَاۗءُوْكَ
جھوٹ بولنے کیلئے ٦٨ اور بڑے حرام کھانے والے سو اگر آویں وہ تیرے پاس

فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَاِنْ
تو فیصلہ کردے ان میں ٧٢ یا منہ پھیرلے ان سے اور اگر

تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَـيْـــًٔـا ۭ وَاِنْ
تو منہ پھیرلے گا ان سے تو وہ تیرا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے اور اگر

حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ
تو فیصلہ کرے تو فیصلہ کر ٧٣ ان میں انصاف سے بیشک اللہ

يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَ
دوست رکھتا ہے انصاف کرنیوالوں کو ف۲ اور وہ تجھ کو کس طرح منصف بنائیں گے ٧٤ اور

عِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ
ان کے پاس تو توریت ہے جس میں حکم ہے اللہ کا ٧٥ پھر اسکے پیچھے پھرے

مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۭ وَمَآ اُولٰۗىِٕكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝
جاتے ہیں اور وہ ہرگز ماننے والے نہیں ہیں ف۳

اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ ۚ
ہم نے نازل کی توریت ٧٦ کہ اس میں ہدایت اور روشنی ہے

يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ
اس پر حکم کرتے تھے پیغمبر جو کہ حکم بردار تھے اللہ کے

ع ٦ ٩ ١٠

ان کی خوشنودی کے لئے ان کے نام کی نذریں نیازیں دیتے تھے۔ **٦٨** سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ یہ هُمْ ضمیر محذوف کی خبر ہے۔ کذب (جھوٹ) سے وہ شرکیہ اعمال وعقائد مراد ہیں جو احبار و رہبان بیان کرتے تھے یعنی وہ ان جھوٹی باتوں کو سنتے ہیں اور دل سے ان کو قبول کرتے ہیں حضرت شاہ عبدالقادر فرماتے ہیں بڑے جاسوس جھوٹ کہنے کو سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ یہ مبتدائے مقدر کی خبر ثانی ہے اور قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ سے یہود کے علماء اور رہبان (صوفی) مراد ہیں۔ یہ لوگ عوام یہودیوں کو بغرض جاسوسی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں بھیجتے تھے تاکہ وہ آپ کی باتیں سن کر ان کو بتائیں والمراد انھم عیون علیه علیه الصلوٰۃ والسلام لاولئك القوم (روح ج ٦ ص ١٣٦)، لَمْ يَاْتُوْكَ یہ قوم کی صفت ہے یعنی وہ ان لوگوں (احبار و رہبان) کے لئے جاسوسی کرتے ہیں جو آپ کی مجلس میں نہیں آتے۔ **٦٩** يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ الخ یہ بھی قوم کی صفت ہے الکلم سے کلام اللہ یعنی تورات مراد ہے علماء یہود تورات میں لفظی اور معنوی تحریف کرتے تھے ان کی تحریف سے نہ تورات کی وہ آیتیں محفوظ تھیں جن میں عقائد مذکور تھے نہ وہ جن میں احکام مذکور تھے۔ وہ توحید کے بجائے عوام کو شرک کی تعلیم دیتے تھے اور تورات کے بعض احکام وحدود بھی بدل دئے تھے مثلاً تورات میں شادی شدہ زانی اور زانیہ کی سزا رجم یعنی سنگسار کرنا تھی مگر انھوں نے رجم کا حکم چھپا ڈالا اور اس کی جگہ دروں کی سزا رائج کردی۔ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ای وضعوا الجلد مکان الرجم (کبیر ج ٣ ص ٥٩٥) **٧٠** يَقُوْلُوْنَ الخ یہ بھی قوم کی صفت ہے یہود کے علماء اور سجادہ نشین اپنے پیرؤوں کو محرف اور تبدیل شدہ عقائد اور احکام کی تعلیم دے کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بھیجدیتے تھے اور انہیں تاکید کرتے تھے کہ اگر فلاں معاملہ کے بارے میں پیغمبر نے یہ جواب دیا جو ہم نے تمہیں بتایا ہے تو اسے قبول کرلینا لیکن اگر اس نے اس کے خلاف کوئی بات کہی تو اس سے بچنا اسے ہرگز قبول نہ کرنا ان المحرفین القائلین هم القوم الاٰخرون ای یقولون لاتباعهم السماعین لهم (روح ج ٦ ص ١٣٦) ان اوتیتم هذا المحرف المزال عن مواضعه (مدارک ج ١ ص ٢٢٢) **٧١** وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ الخ اس سے پہلے يَقُوْلُوْنَ اور اس کے بعد سَمّٰعُوْنَ یہ دونوں قوم کی صفتیں ہیں درمیان میں یہ ادخال الٰہی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایسے معاندین کو ہدایت نصیب نہیں ہوسکتی۔ فِتْنَتَهٗ اَیْ اِضْلَالَهٗ قَالَهُ الشَّيْخُ رحمه الله تعالیٰ یعنی جس شخص کو اللہ تعالیٰ گمراہ کرنا چاہے آپ اسے کچھ بھی نفع نہیں پہنچا سکتے نفع نقصان اور ہدایت وضلالت اللہ کے قبضہ میں ہیں اس کے سوا ان چیزوں پر کسی کا کوئی اختیار نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ

موضح قرآن ف۱ یہود میں کئی قصے ہوئے کہ اپنے قضیا حضرت پاس لائے فیصلے کو وہ سردار یہود آپ نہ آتے بیچ والوں کے ہاتھ بھیجتے اور کہہ دیتے کہ ہمارے معمول کے موافق حکم کریں تو قبول رکھو نہیں تو نہ رکھو غرض یہ تھی کہ حکم توریت کے خلاف معمول باندھے تھے ایک نبی اگر اس کے موافق حکم کردے تو ہم کو اللہ کے یہاں سند ہو جاوے اور جانتے تھے کہ ان کو توریت کی خبر نہیں جو ہمارا معمول سنیں گے سو حکم کرینگے اللہ تعالیٰ نے حضرت کو خبردار کیا موافق توریت ہی کے حکم فرمایا اور توریت میں سے ثابت کر کر ان کو قائل کیا۔ ایک قصہ رجم کا تھا کہ وہ منکر ہوئے تھے پھر توریت سے قائل کیا اور ایک قصاص کا تھا کہ وہ اشراف اور کم ذات کا فرق کرتے تھے اور توریت میں فرق نہیں رکھا **ف۲** حضرت کے دل میں تردد تھا کہ ان کے مقدمے میں نہ بولوں تو ناخوش ہوں اور اگر اپنے دین پر فیصل کروں تو نا قبول رکھیں اور اگر انکا معمول جاری کروں تو عنداللہ غلط ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اختیار ہے یا تغافل کرو ان کی ناخوشی کا خطرہ نہیں، یا حکم کرو تو اپنے دین کے موافق کرو۔ پھر حضرت نے وہی حکم فرمایا ان کو قائل کر کر۔

فتح الرحمٰن ف مترجم گوید یعنی اہل ذمہ اگر قضیۂ خویش با امام رفع کنند اگر خواہد حکم کند و اگر خواہد بر علمائے ایشان مفوض نماید واللہ اعلم ١٢ منہ یعنی اگر غرض ایشاں طلب رضائی خدائے تعالیٰ بودے بر تورات عمل میکردند ولیکن غرض فاسد داشتند ١٢ ۔

نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ (اعراف ع۲۳) ۲- قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّ لَا رَشَدًا (جن ع۲) ۳- لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا (رعد ع۲) ۴- لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا (الفرقان ع۱) **۷۲ ـہ** لَهُمْ فِی الدُّنْيَا خِزْیٌ یہ تخویف دنیوی ہے وَلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ یہ تخویف اخروی ہے **۷۳ ـہ** سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ الخ یہ پہلے سَمّٰعُوْنَ سے بدل ہے اور اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ کی زیادتی کے لئے اس کا اعادہ کیا گیا ہے السحت ای الحرام وہ رشوتیں جو علماء یہود محرف مسائل پر عوام سے لیا کرتے تھے اور وہ نذرانے جو احبار و رہبان عوام کے دلوں میں نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَ اَحِبَّآؤُهٗ کا سکہ بٹھا کر ان سے وصول کرتے تھے اور غیر اللہ کی نیازیں وغیرہ سب سحت میں داخل ہیں جیسا کہ علامہ شامی فرماتے ہیں ولم یثبت فی الشرع جواز الصرف للاغنیاء للاجماع علی حرمۃ النذر للمخلوق ولا ینعقد ولا تشتغل الذمۃ بہ ولانہ حرام بل سحت (رد المحتار حاشیۃ الدر المختار ج۲ ص۱۳۸ مطبوعہ مجتبائی قبیل باب الاعتکاف) اکالون للسحت وھو ما یاکلونہ بدینھم (روح ص۱۳۶ ج۶) **۷۴ ـہ** فَاِنْ جَآءُوْكَ الخ جآءُوا کی ضمیر سے وہی مذکورہ یہود مراد ہیں یعنی جھوٹ کو پسند کرنے والے۔ اللہ کے کلام میں تحریف کرنے والے، رشوتیں اور غیر اللہ کی نذریں نیازیں کھانے والے۔ یہاں تک ان کے یہ حالات بیان کئے۔ اس کے بعد فرمایا اگر یہ یہودی قصاص، رہزنی، چوری، زنا اور دیگر حدود کا جھگڑا فیصل کرانے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہو جائیں تو آپ کو اختیار ہے کہ چاہے ان کے درمیان فیصلہ فرما دیں یا ان سے اعراض کریں۔ حضرت شیخ نے فرمایا فاحکم بینھم ای بالقصاص وغیرہ اس کے بعد لف و نشر غیر مرتب کے طور پر مذکورہ دونوں شقوں کے متعلق مزید دو باتیں بیان فرمائیں دوسری شق اعراض کے بارے میں فرمایا وَ اِنْ تُعْرِضْ الخ اگر آپ ان سے اعراض کریں تو وہ آپ کو کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکیں گے۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں اگر اعراض سے مراد یہ ہو کہ آپ ان کے درمیان فیصلہ نہ فرما دیں تو اس پر ایک شبہہ وارد ہوتا ہے وہ یہ کہ یہود سے ضرر کا خطرہ تو اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ آپ ان کے معاملے میں فیصلہ کریں اور وہ ان کے خلاف جائے لیکن اگر آپ فیصلہ کریں ہی نہیں تو پھر خطرے کا سوال ہی کیا۔ اس لئے یہاں اعراض سے اعراض عن الحکم مراد نہیں بلکہ اعراض عن ابقاء العہد مراد ہے۔ ای وان لم یسلموا حکمك فاعرض عنھم وعن معاھدتھم وقل لھم نحن نقاتل معکم۔ یہود رہزنی اور قتل و غارت کرتے تھے پھر اپنے علماء کے پاس جا کر فدیہ اور نذرانہ وغیرہ دے کر اپنی جانیں بچا لیتے اور قانون کی گرفت سے محفوظ ہو جاتے تھے اب وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے بھی فدیہ وغیرہ دے کر اپنے کو بچانے کی کوشش کرنے لگے تو اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر وہ آپ کے پاس آئیں تو آپ عین شریعت کے مطابق فیصلہ فرمائیں پھر اگر وہ آپ کے فیصلے سے اعراض کریں اور اسے نہ مانیں تو آپ صاف فرما دیں کہ میرا تم سے کوئی معاہدہ نہیں بلکہ ہم تم سے جہاد کریں گے۔ تو اس صورت میں وہ آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہے **۷۵ ـہ** وَ اِنْ حَكَمْتَ الخ یہ مذکورہ دو باتوں میں سے پہلی بات سے متعلق ہے یعنی اگر آپ ان کے درمیان فیصلہ کریں تو ہمیشہ عدل و انصاف کریں، ان کی خواہشات کی پیروی ہرگز نہ کریں اور اس سے بھی ہوشیار رہیں کہیں وہ اپنی چکنی چپڑی باتوں اور فریب کارانہ چالوں سے آپ کو حق و انصاف سے ہٹا نہ دیں۔ جیسا کہ رکوع ۷ میں ان دونوں باتوں کی تفصیل فرمائی (۱) فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ اور (۲) وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ الخ **۷۶ ـہ** وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ الخ استفہام تعجب کے لئے ہے (روح) یہاں یہود کے رویے پر دوہرے تعجب کا اظہار فرمایا، تعجب ہے یہ لوگ اپنے معاملات کے مقدمے آپ کے پاس کیوں لاتے ہیں حالانکہ ان کے پاس اللہ کی کتاب تورات موجود ہے اس میں ان کے مقدمات کے فیصلے بھی موجود ہیں پھر اس پر تعجب کی بات یہ ہے کہ وہ اس کے باوجود جب آپ کے پاس اپنے مقدمات لے کر آتے ہیں پھر آپ کے فیصلوں سے اعراض کرتے ہیں وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ - ان کا تو تورات پر بھی ایمان نہیں جس پر ایمان لانے کے وہ بڑے مدعی ہیں اگر تورات پر ان کا ایمان ہوتا تو اس کے احکام پر عمل کرتے اور قرآن پر بھی ایمان لے آتے جو تورات کے احکام کی تصدیق کرتا ہے وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ بشیءٍ من کتاب اللّٰہ تعالیٰ لا بالتوراۃ والا لعملوا بھا وامنوا بما یصدقہ ویوافقہ ولا بکتابك (مظہری ج۳ ص۱۲۲) **۷۷ ـہ** فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ۔ حکم اللہ سے قتل اور قطع الطریق کا حکم یعنی قصاص وغیرہ مراد ہے جیسا کہ وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ الخ اس پر شاہد ہے۔

فائدہ اس سے پہلے یہود قطاع الطریق اور قتل و غارت گری سے زمین پر فساد برپا کرنے والوں کی سزاؤں کا ذکر تھا اس لئے اس مناسبت سے حکم اللہ سے یہاں تمام حدود مراد ہیں صرف زنا کی سزا ہی مراد نہیں اور ان آیتوں کے شان نزول کے طور پر یہودی مرد و زن کے زنا کا جو واقعہ بیان کیا جاتا ہے وہ بھی بلا شبہہ اس آیت کے تحت داخل ہے لیکن آیت کا حل اس واقعہ پر موقوف نہیں **۷۸ ـہ** اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ آپ قسط اور حق کے مطابق فیصلے کریں جس سے مراد یہ تھی کہ آپ اللہ کے نازل کردہ قرآن کے مطابق فیصلے فرمائیں یہاں فرمایا ہم نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات اتاری جو سراپا ہدایت اور روشنی تھی تاکہ وہ اور ان کے بعد آنیوالے اسرائیلی نبی اور احبار و رہبان اس پر عمل کریں اور اس کے مطابق اپنے جھگڑے چکائیں۔ چنانچہ تمام اسرائیلی نبی اور تمام سچے صوفی اور درویش اور تمام علماء صادقین جو بنی اسرائیل میں موسیٰ علیہ السلام کے بعد گذرے وہ تورات کے احکام پر عمل کرتے رہے کیونکہ اللہ کی کتاب تورات کی تعلیمات کی حفاظت اور ان کی ترویج کی ذمہ داری ان پر ڈالی گئی تھی اور وہ اس کے عالم تھے اور اس کی تعلیمات کے نگران تھے اَلَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا یہ النَّبِيُّوْنَ کی صفت مادحہ ہے یعنی اللہ کے فرمانبردار نبی الذین اسلموا ھھنا نعت فیہ معنی المدح مثل بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم (قرطبی ص۱۸۸ ج۶) الذین ھادوا یہ جار مجرور یحکم کے متعلق ہے ھادوا ای تابوا من الکفر (روح، مظہری، قرطبی) یعنی جو لوگ کفر سے تائب ہو چکے تھے مراد وہ لوگ ہیں جو تورات کی تعلیمات پر عمل کرتے تھے۔ اَلرَّبّٰنِيُّوْنَ - الربانی کی جمع ہے یعنی اللہ والے اور اس سے اس وقت کے صوفی اور تارک الدنیا درویش مراد ہیں۔ احبار۔ حبر کی جمع ہے یعنی بہت بڑا عالم الربانیون ای الصوفیۃ الزھاد ..... والاحبار جمع حبر ..... ھو العالم المحکم للشیء (مظہری ج۳ ص۱۲۳) بما میں ب سببیہ ہے۔ کتاب اللہ سے تورات مراد ہے شُهَدَآءَ شہید کی جمع ہے جس کے معنی یہاں نگران، خبردار اور بیان کرنے والے کے ہیں شھداء رقباء یعلمونہ ویبینونہ (مظہری ج۳ ص۱۲۴) رقباء یحمونہ من ان یحوم حول حماہ التغییر والتبدیل بوجہ من الوجوہ (روح ص۱۴۴ ج۶)

هَادُوْا وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا
یہود کو اور حکم کرتے تھے درویش اور عالم اس واسطے کہ وہ نگہبان ٹھہرائے گئے تھے

مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ۚ فَلَا
اللہ کی کتاب پر اور اس کی خبر گیری پر مقرر تھے ف۱ سو تم نہ

تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا
ڈرو لوگوں سے ۷۹ اور مجھ سے ڈرو اور مت خریدو

بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ
میری آیتوں پر مول تھوڑا ۸۰ اور جو کوئی حکم نہ کرے ۸۱ اس کے

اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿٤٤﴾ وَ
موافق جو کہ اللہ نے اتارا ہو وہی لوگ ہیں کافر اور

كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ وَ
لکھ دیا ہم نے ان پر اس کتاب میں ۸۲ کہ جی کے بدلے جی ف۲ اور

الْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ
آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے

بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ۭ
بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں کا بدلہ ان کے برابر

فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ۭ وَمَنْ
پھر جس نے معاف کر دیا تو وہ گناہ سے پاک ہو گیا اور جو کوئی

لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ
حکم نہ کرے اس کے موافق ۸۳ جو کہ اللہ نے اتارا سو وہی لوگ ہیں

الظّٰلِمُوْنَ ﴿٤٥﴾ وَقَفَّيْنَا عَلٰٓي اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى
ظالم اور پیچھے بھیجا ہم نے انہی کے قدموں پر عیسیٰ کو

۷۹ اس میں خطاب علماء اور رؤساء یہود سے ہے (روح م) جب انبیاء علیہم السلام، ربانیون اور احبار تورات پر عمل کرتے چلے آئے ہیں اور کوئی ان کا کچھ بگاڑ نہیں سکا تو اے علماء اور رؤساء یہود تم لوگوں سے کیوں ڈرتے ہو۔ تم کسی سے مت ڈرو اور صرف مجھ ہی سے ڈرو اور تورات میں مَیں نے جو احکام نازل کئے ہیں ان پر عمل کرو اور ان میں تحریف اور تغییر و تبدل مت کرو **۸۰** میری آیتوں کو چھپا کر اور ان میں تحریف کر کے ان کے عوض دنیا کی حقیر دولت مت حاصل کرو، حکومت کے دباؤ سے، اقتدار یا دولت کے لالچ میں میرے دین سے روگردانی مت کرو اور حق بیان کرنا اور صداقت کا اعلان کرنا مت ترک کرو۔ ایصال ثواب کے لئے تلاوت قرآن کی اجرت لینے کی ممانعت بھی اس آیت سے مفہوم ہوتی ہے **۸۱** یہ ان علماء اور رؤساء یہود کے لئے وعید شدید ہے جو تورات پر عمل نہ کریں اور معاملات کا فیصلہ اس کے احکام کے مطابق نہ کریں۔ ایسے لوگوں کو کافر قرار دیا حالانکہ عمل نہ کرنا ایک عملی کوتاہی ہے جس سے آدمی کافر نہیں ہو جاتا اس لئے عمل نہ کرنے اور اس کے مطابق فیصلے نہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ اس کے احکام کی صداقت اور حقانیت کا اعتقاد نہ رکھے اس طرح یہاں عمل نہ کرنے کا کامل درجہ مراد ہے الحکم وان کان شاملا لفعل القلب والجوارح لکن المراد بہ ھنا عمل القلب وَھُوَ التصدیق ولا نزاع فی کفر من لم یصدق بما اَنزل اللہ تعالیٰ (روح ص۱۴۵ ج ۶) اور مسند احمد میں ہے۔ من لم یحکم ای لم یعتقد یہ حکم اور اسی طرح آئندہ احکام یعنی جو لوگ اللہ کے نازل کردہ احکام پر اعتقاد نہ رکھیں اور ان پر عمل نہ کریں وہ کافر ہیں، ظالم ہیں اور فاسق ہیں یہ یہود و نصاریٰ ہی سے مخصوص نہیں ہیں اگر اہل اسلام قرآن مجید میں اور احادیث میں اللہ اور رسول کے بیان کردہ احکام پر اعتقاد نہ رکھیں اور ان پر عمل نہ کریں تو ان کا بھی یہی حال ہے **۸۲** یہ تورات میں قصاص کے حکم کا ذکر ہے۔ یعنی ہم نے تورات میں یہود پر قصاص نفس اور قصاص اطراف اور قصاص جروح کو فرض قرار دیا تھا اور حکم دیا تھا کہ مقتول کے بدلے قاتل کو قتل کیا جائے اور اگر کوئی شخص دوسرے شخص کا عضو کاٹ ڈالے تو اس کا بھی وہ عضو کاٹا جائے اور اگر کوئی کسی کو زخمی کر دے تو اسے بھی زخمی کیا جائے مگر انہوں نے ان حدود کو قائم نہ کیا اور امیر و غریب اور شریف و خسیس کا امتیاز قائم کر دیا وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ اصل میں ذَاتُ قِصَاصٍ تھا مضاف کو حذف کر کے مضاف الیہ کو اس کے قائم مقام کر دیا گیا فَمَنْ تَصَدَّقَ الخ جس نے اپنا قصاص معاف کر دیا وہ اس کے لئے گناہوں کا کفارہ ہو گا۔ **۸۳** یہاں ان لوگوں کو ظالم فرمایا جو تورات میں نازل شدہ اللہ کے احکام قصاص پر عمل نہ کریں جیسا کہ یہود کے علماء کیا کرتے تھے وہ شرفاء اور رؤساء کو ادنیٰ حیثیت کے لوگوں اور غریبوں کے قصاص میں قتل نہیں کرتے تھے اس طرح مظلومین کی حق تلفی ہوتی تھی۔ ایک تو وہ ظالم تھا جس نے کسی بیچارہ انسان پر ظلم کیا لیکن جب علماء یہود نے مظلوم کو ظالم سے اس کا حق نہ دلوایا تو وہ بھی ظالم ٹھہرے۔ **۸۴** پہلے یہود کو تورات دینے اور اس کے احکام پر سختی سے عمل کرنے کی تاکید کا ذکر تھا یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل نازل کرنے کا ذکر فرمایا اور ساتھ علماء نصاریٰ کو انجیل پر عمل کرنے کی تاکید فرمائی مُصَدِّقًا یہ عیسیٰ سے حال واقع ہے۔ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک طرف تورات کے تصدیق کنندہ تھے اور دوسری طرف خود بھی صاحب کتاب تھے ان کو ہم نے انجیل دی جس میں تورات کی طرح ہدایت کی روشنی تھی وَمُصَدِّقًا جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام تورات کے احکام کی تصدیق کرتے تھے اسی طرح انجیل بھی تورات کی مصدق تھی۔

فتح الرحمن **ف۱** یعنی بقطع معلوم کردہ بودند کہ حکم الٰہی است واللہ اعلم ۱۲ **ف۲** یعنی بعوض او باید گذشت ۱۲

ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ
مریم کے بیٹے کو تصدیق کرنے والا توریت کی جو آگے سے تھی
وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ ۙ وَ
اور اس کو دی ہم نے انجیل جس میں ہدایت اور روشنی تھی اور
مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى
تصدیق کرتی تھی اپنے سے اگلی کتاب توریت کی اور راہ بتلانیوالی
وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿٤٦﴾ وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ
اور نصیحت تھی ڈرنے والوں کو اور چاہیئے کہ حکم کریں ۸۵ انجیل والے
بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ؕ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ
موافق اس کے جو کہ اتارا اللہ نے اس میں اور جو کوئی حکم نہ کرے موافق اسکے جو کہ اتارا اللہ نے
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٤٧﴾ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ
سو وہی لوگ ہیں نافرمان اور تجھ پر اتاری ہم نے
الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ
کتاب ۸۶ سچی تصدیق کرنے والی سابقہ
الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ
کتابوں کی اور ان کے مضامین پر نگہبان ۸۷ سو تو حکم کر ان میں ۸۸ موافق اسکے
اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ؕ
جو اتارا اللہ نے اور ان کی خوشی پر مت چل چھوڑ کر سیدھا راستہ جو تیرے پاس آیا
لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ؕ وَلَوْ شَآءَ
ہر ایک کو دیا تم میں سے ہم نے ایک دستور اور راہ ۸۹ اور اللہ
اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ
چاہتا تو تم کو ایک دین پر کر دیتا ۹۰ لیکن تم کو آزمانا چاہتا ہے

۸۵ اہل انجیل سے علماء نصاریٰ مراد ہیں جو انجیل کے عالم تھے فرمایا علماء انجیل کو چاہئے کہ وہ ان تعلیمات پر عمل کریں جو اللہ تعالیٰ نے انجیل میں نازل فرمائی ہیں۔ جو لوگ انجیل میں اللہ کے نازل کردہ احکام پر عمل نہ کریں وہ فاسق اور اللہ کے نافرمان ہیں۔ یا اس سے درجہ کامل مراد ہے ای المتمردون الخارجون عن حکمہ او عن الایمان (روح ص ۱۵۱ ج ۶)

۸۶ خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے علماء یہود و نصاریٰ کو تورات و انجیل پر عمل کرنے کی تاکید کرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ آپ پر بھی میں نے ایک کتاب نازل کی ہے جو ہر لحاظ سے کامل اور حق و صداقت بیان کرتی ہے اور پہلی کتابوں میں مذکور عقائد اور اصولی احکام اور اخلاق کی تصدیق کرتی ہے۔ اَلْکِتٰبَ میں الف لام عہد کے لئے ہے اور اس سے قرآن عظیم مراد ہے ای الفرد الکامل الحقیق بان یسمی کتابا علی الاطلاق لتفوقہ علی سائر الکتب السماویۃ وھو القراٰن العظیم فاللام للعہد (روح) مِنَ الْکِتٰبِ۔ مِنْ بیانیہ ہے اور یہ مَا کا بیان ہے اور الف لام جنس کے لئے ہے اس سے مراد وہ تمام کتب سماویہ ہیں جو قرآن مجید سے پہلے نازل ہو چکی تھیں۔ من الکتاب ای کل کتاب نزل من السماء سوی القراٰن (کبیر ج ۳ ص ۶۰)

۸۷ علیہ کی ضمیر مَا کی طرف راجع ہے مُهَیْمِنًا ای رقیبا وحافظا۔ (روح، قرطبی، کبیر وغیرہ) چونکہ قرآن مجید خود ہر قسم کی تحریف و تغییر سے محفوظ اور نسخ و تبدل سے مامون ہے اس لئے وہ پہلی تمام آسمانی کتب کا محافظ اور ان کی تعلیمات کا نگران ہے۔ قرآن ایک آسمانی معیار ہے اس کے ذریعے پہلی کتابوں کی محرف اور غیر محرف تعلیمات و احکام کا یقینی فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ قرآن میں چونکہ اصول شرائع اور عقائد محفوظ ہو چکے ہیں اس لئے اس سے پہلی کتابوں کے منسوخ اور غیر منسوخ احکام کا بھی سراغ لگایا جا سکتا ہے قال الخلیل وابو عبیدۃ ای رقیبا علی سائر الکتب السماویۃ المحفوظۃ عن التغییر حیث یشھد لھا بالصحۃ والثبات ویقرر اصول شرائعھا وما یتابد من فروعھا ویعین احکامھا المنسوخۃ (روح ص ۱۵۳ ج ۶) **۸۸** یہ وَاِنْ حَکَمْتَ فَاحْکُمْ الخ کی تفصیل ہے یعنی جب ہم نے آپ کو ایسی خوبیوں والی کتاب دی ہے تو جب اہل کتاب اپنے جھگڑے آپ کے پاس لے کر آئیں تو آپ اس عظیم الشان کتاب کے مطابق ان کا فیصلہ فرمائیں اور ان کی نفسانی خواہشوں کی پیروی نہ کریں۔ اَھْوَآءَ سے مراد علماء اہل کتاب کے خود ساختہ احکام ہیں جو انہوں نے تورات و انجیل میں تحریف کر کے از خود گھڑ لئے تھے۔ ای اراءھم التی اصطلحوا علیھا وترکوا بسببھا ما انزل اللہ علی رسولہ (ابن کثیر ج ۲ ص ۶۶) عَمَّا۔ حرف جار بتضمین معنی اعراض وعدول لَا تَتَّبِعْ کے متعلق ہے ای لا تتبع اھواءھم عادلا او معرضا عما جاءک (روح و مدارک ج ۱ ص ۲۲۲) یعنی آپ کے پاس جو حق آ چکا ہے اس سے اعراض کرتے ہوئے آپ ان کی خواہشات کا اتباع نہ کریں **۸۹** شرعۃ ومنھاجا دونوں لفظ متحد المعنی ہیں دونوں کے معنی راستے کے ہیں اور دونوں سے مراد دین ہے اسے شرعۃ ظہور و وضوح کے اعتبار سے اور منہاج اس پر چلنے کے اعتبار سے کہا جاتا ہے بعض مفسرین نے دونوں میں یہ فرق بیان کیا ہے کہ شرعۃ سے احکام فرعیہ اور منہاج سے احکام اعتقادیہ مراد ہیں مگر علامہ آلوسی نے اس کو پسند نہیں کیا وقیل الشرعۃ الاحکام الفرعیۃ والمنھاج الاحکام الاعتقادیۃ فلیس بشیء (روح ص ۱۵۶ ج ۶)۔ یہاں اہل کتاب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی ترغیب دی فرمایا ہر امت کے لئے ہم نے دین مقرر کیا تاکہ وہ اس پر عمل کریں۔ جو لوگ ایک پیغمبر کے زمانے میں ہوتے ہیں وہ اس کی امت کہلاتے ہیں اور ان پر اس کے دین کی پیروی لازم ہوتی ہے اس کے بعد جب دوسرا پیغمبر آ جائے تو اس کی آمد سے امت بدل جائے گی اور اب اسکا دین واجب الاتباع ہوگا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت تک

یعنی توریت و انجیل کے بعد [illegible] کتاب آپ پر اس لیے اتاری [illegible] تاکہ آپ اللہ کے احکام صاف صاف بیان فرمائیں ۱۲ [illegible] رکوع ۶ میں مذکور بالقسط

[illegible] کی تفسیر ہے ۱۲ ای معرضا ۱۲ عما جاءک ۱۲ یعنی ایمان جبری مطلوب نہیں ورنہ [illegible] ثواب و عقاب [illegible] امتحان منظور ہے [illegible] ۱۲

فتح الرحمٰن ۱؎ یعنی تحریف را از غیر تحریف جدا می سازد ۱۲۔

لوگوں کے لئے تورات کو دین مقرر کیا گیا اس کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تک انجیل دین کا دستور العمل تھی پھر حضور علیہ السلام کی بعثت سے تورات وانجیل منسوخ ہوگئیں اور تمام بنی آدم کے لئے قرآن مجید شرعہ اور منہاج قرار پایا اور سب پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے قرآن اور دین کا ماننا لازم اور فرض ہوا یہود اور نصاریٰ پر تورات اور انجیل پر عمل کرنا اس وقت ضروری تھا جب وہ قرآن کی آمد سے پہلے منسوخ نہیں ہوئی تھیں استئناف جیء بہ لحمل اھل الکتاب من معاصریہ صلے اللہ علیہ وسلم علی الانقیاد لحکمہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بما انزل اللہ تعالیٰ الیہ من الحق (روح وابو السعود ج ۲ ص ۵۹)

فِىْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ
اپنے دیئے ہوئے حکموں میں سو تم دوڑ کر لو خوبیاں ف۹۰ اللہ کے پاس تم سب کو
جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۙ
پہنچنا ہے پھر جتا دے گا جس بات میں تم کو اختلاف تھا
وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ
اور یہ فرمایا کہ حکم کر ف۹۱ ان میں موافق اس کے جو کہ اتارا اللہ نے اور مت چل
اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ
ان کی خوشی پر اور بچتا رہ ان سے کہ تجھ کو بہکا نہ دیں کسی ایسے
بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ
حکم سے جو اللہ نے اتارا تجھ پر پھر اگر نہ مانیں تو جان لے کہ
اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ؕ
اللہ نے یہی چاہا ہے کہ پہنچا دے ان کو کچھ سزا ان کے گناہوں کی
وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ اَفَحُكْمَ
اور لوگوں میں بہت ہیں نافرمان اب کیا حکم
الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ؕ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ
چاہتے ہیں کفر کے وقت کا ف۹۲ اور اللہ سے بہتر کون ہے ف۹۳
حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۵۰﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
حکم کرنے والا یقین کرنے والوں کے واسطے ف۹۴ اے ایمان والو
لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ ؕ بَعْضُهُمْ
مت بناؤ ف۹۵ یہود و نصاریٰ کو دوست وہ آپس میں
اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ
دوست ہیں ایک دوسرے کے اور جو کوئی تم میں سے دوستی کرے ان سے تو وہ انہی میں ہے

ع ۷
۱۱

وقف لازم وقف النبی عند المتقدمین

منزل ۲

[illegible]

[illegible]

۹۰ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو جبراً تمام لوگوں کے دلوں میں ایمان داخل کر کے اور ان کو دین توحید پر قائم کر کے ایک ہی امت بنا دیتا اور ان میں کسی قسم کا کوئی اختلاف نہ ہوتا لیکن یہ چیز اس کی حکمت کے خلاف تھی کیونکہ اس طرح ان کی آزمائش نہیں ہو سکتی تھی اس لئے اس نے بندوں کو اختیار دے دیا تاکہ وہ خدا داد عقل و شعور سے سوچ سمجھ کر اپنی مرضی سے جو چاہیں راستہ اختیار کریں اس طرح ان کا امتحان ہو جائے گا کہ ان میں سے کون نیکی کی طرف دوڑتا ہے اور کون برائی اختیار کرتا ہے اس دور ابتلاء (دنیا) کے بعد آخرت میں سب اللہ کے سامنے حاضر کئے جائیں گے اور وہ ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزا و سزا دے گا۔ قرآن مجید میں اکثر جگہوں میں تمام لوگوں کو ایک دین پر جمع نہ کرنے کی حکمت بیان نہیں کی گئی اس مقام کے قرینے سے ان تمام جگہوں میں یہ حکمت ملحوظ و مقدر ہوگی۔ مثلاً وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً (ہود ع ۱۰) اور شوریٰ ع ۱ میں فرمایا وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً اور سورۂ رعد ع ۴ میں ہے وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا اسی طرح سورۂ سجدہ ع ۲ میں ارشاد ہے وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا ان تمام آیتوں میں وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ کی قید ملحوظ ہوگی۔ **۹۱** یہ اَمْرُكَ محذوف کا مفعول ہے یا یہ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ میں الْكِتٰبَ پر معطوف ہے یعنی جس طرح ہم نے آپ پر کتاب نازل کی اسی طرح یہ امر بھی نازل کیا وَاحْذَرْهُمْ الخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبردار کیا کہ آپ یہود کے مکر و فریب سے ہوشیار رہیں کہیں وہ آپ کو کسی معاملہ میں صحیح فیصلے سے بھٹکا نہ دیں۔ فَاِنْ تَوَلَّوْا الخ اگر وہ آپ کے فیصلے کو نہ مانیں تو آپ یقین رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو دنیا ہی میں ان کے گناہوں کی سزا دینا چاہتا ہے چنانچہ یہود کو اپنی سرکشی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی دنیا میں بھی سزا مل گئی کچھ قتل ہوئے، کچھ جلاوطن ہوئے۔ اور کچھ ذلت کے ساتھ جزیہ قبول کرنے پر مجبور ہوئے ای یعذبہم بالجلاء والجزیۃ والقتل وکذلک کان (قرطبی ج ۶ ص ۲۱۴) **فائدہ۔** پہلے رکوع ۶ میں فرمایا فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ پھر اسی آیت میں بِالْقِسْطِ کی قید بڑھا کر فرمایا فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ اس کے بعد رکوع ۷ میں بِالْقِسْطِ کی جگہ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فرما کر واضح کر دیا کہ قِسْط سے اللہ کے نازل کردہ احکام مراد ہیں اور ساتھ ہی وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ فرما کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہود کی خواہشات کی پیروی کرنے سے منع فرمایا پھر اس سے اگلی آیت میں وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ کا اضافہ فرما کر آپ کو خبردار کیا کہ آپ ان کے مکر و فریب سے بچے رہیں وہ آپ کو سرمایہ داروں اور اپنے مریدوں اور پیروکاروں کے ذریعے کسی فتنے اور چال میں الجھا کر حق کے خلاف فیصلہ کرانے کی کوشش کریں گے **۹۲** یہود قطاع الطریق قتل و رہزنی کرتے تھے اور قتل کے بدلے فدیہ دے کر قصاص سے جان بچا لیتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھی ان کی یہی کوشش تھی کہ

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی اتباع فرمان الٰہی در شریعت پیغامبر زمان ۱۲ **ف ۲** مترجم گوید حاصل این آیات الزام است بر اہل کتاب، باوجود التزام کتاب بر حسب آں عمل نمی کنند و در این آیات بیان آنست کہ ہر فرقہ را شریعتی دادہ اند و بعد نزول قرآن بجز متابعت آں جائز نیست واللہ اعلم ۱۲ ـ

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٥١﴾ فَتَرَى
اللہ ہدایت نہیں کرتا ظالم لوگوں کو اب تو دیکھے گا ۹۵

الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ
ان کو جن کے دل میں بیماری ہے دوڑ کر ملتے ہیں ان میں

يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ ؕ فَعَسَى
کہتے ہیں کہ ہم کو ڈر ہے کہ نہ آجاوے ہم پر گردش زمانہ کی۹۶ سو قریب

اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا
ہے کہ اللہ جلد ظاہر فرما دے فتح ف۱ یا کوئی حکم اپنے پاس سے تو لگیں

عَلٰى مَآ اَسَرُّوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ؕ ﴿٥٢﴾ وَيَقُوْلُ
اپنے جی کی چھپی بات پر پچھتانے وا اور کہتے ہیں

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ
مسلمان کیا یہ وہی لوگ ہیں جو۹۷ قسمیں کھاتے تھے اللہ کی تاکید

اَيْمَانِهِمْ ۙ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ؕ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ
سے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں برباد گئے ان کے عمل

فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿٥٣﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ
پھر رہ گئے نقصان میں اے ایمان والو ۹۸ جو کوئی

يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ
تم میں پھرے گا اپنے دین سے تو اللہ عنقریب لاوے گا ایسی قوم کو

يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ
کہ اللہ ان کو چاہتا ہے اور وہ اس کو چاہتے ہیں نرم دل ہیں مسلمانوں پر زبردست ہیں

عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ؗ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا
کافروں پر لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں اور

الثلثۃ

۹۵ شکوی بر منافقین ۱۲

۹۶ یعنی شرمندگی ان کے نفاق کے ظہور کی وجہ سے ۱۲

۹۸ یعنی جب سے یہود و نصاریٰ کے دوستی کی اور ان سے جہاد نہ کیا وہ مرتد ہو جاوینگے ۱۲

مال دے کر قتل سے بچ جائیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ تو بالکل وہی جاہلیت کا فیصلہ ہے کیا یہ لوگ آخر الزمان پیغمبر کے سامنے بھی وہی جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں۔

فائدۃ قال الشیخ قدس سرہ اگر غور سے دیکھا جائے تو ابتدائے سورت سے لے کر یہاں تک یہود و قطاع الطریق کے متعلق آیات تھیں۔ ابتدا میں کہا گیا اگر تم نے قدیم بغض کی بنا پر نئے مسلمانوں کی معاونت اور امداد نہ کی اور ان قطاع الطریق کو ان سے نہ روکا تو یہ معاونت علی الظلم شمار ہوگی اب ان آیتوں میں بھی ان قطاع الطریق ہی کا ذکر ہے **۹۳** لِقَوْمٍ میں لام بمعنی عِنْدَ ہے۔ جو فیصلہ یہود چاہتے ہیں وہ سراسر جاہلیت کا فیصلہ ہے اور جو فیصلہ خدا کا پیغمبر صادر کرتا ہے وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے اور جو لوگ اللہ پر، اللہ کے رسول پر، اللہ کی کتاب پر اور آخرت کے دن پر یقین رکھتے ہیں ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے فیصلے سے جو اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے صادر ہوتا ہے، بہتر کوئی فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ **۹۴** یہود و نصاریٰ کی خباثتیں اور ان کی بداعمالیاں ذکر کرنے کے بعد مسلمانوں کو ان سے ترک موالات کا حکم دیا کہ ان سے دوستی نہ کرو اور نہ باہمی تعاون اور امداد کا ان سے کوئی معاہدہ کرو بلکہ آپس میں دوستی اور محبت بڑھاؤ۔ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں یہود آپس میں اور نصاریٰ آپس میں لیکن تمہارے دشمن ہیں اس لئے ان سے خیر خواہی یا بھلائی کی توقع مت رکھو۔ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ الخ جو ان سے دوستی کرے گا وہ بھی انہی میں کا ہوگا یہ بطور زجر و توبیخ فرمایا۔ وَهُوَ مخرج مخرج التشديد والمبالغة في الزجر (روح ج ۶ ص ۱۵۵) بعض مفسرین نے کہا ہے کہ یہ آیت منافقین کے بارے میں ہے اور مطلب یہ ہے کہ وہ یہود و نصاریٰ سے موالات کی وجہ سے انہی جیسے کفار مجاہرین ہو جائیں گے **۹۵** مَرَضٌ یعنی نفاق کی بیماری۔ اس سے مراد منافقین ہیں اور یہ منافقین پر شکوی ہے۔ دَآئِرَةٌ یعنی کوئی حادثہ اور مصیبت منافقین دوڑ دوڑ کر یہود و نصاریٰ کی طرف جاتے ہیں اور انہوں نے در پردہ ان سے دوستی گانٹھ رکھی ہے اور عذر پیش کرتے ہیں کہ اگر وہ ان سے موالات نہ کریں تو وہ ان کو مالی مشکلات اور دیگر دنیوی مصائب سے دوچار ہونے کا خطرہ ہے کیونکہ یہود و نصاریٰ کی طرف سے ان کو مالی امداد ملتی تھی لِاَنَّهُمْ كانوا اهل ثروة وكانوا يعينونهم على مهماتهم ويقرضونهم۔ (کبیر ج ۳ ص ۶۱۱) **۹۶** عَسٰى کی نسبت جب اللہ کی طرف ہو تو وہ حتمی وعدے کے لئے ہوتا ہے یعنی ایسا ضرور ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو اس کے دشمنوں (یہود و نصاریٰ) پر فتح دے گا یا اپنے رسول کو منافقین کے نفاق اور ان کے پوشیدہ اسرار ظاہر کرنے کا حکم دیدے گا تو منافقین کافروں سے اپنی پوشیدہ دوستی پر سخت نادم اور پشیمان ہوں گے کیونکہ ایک تو کافروں کے مغلوب و مفتوح ہونے کی وجہ سے وہ ان کی امداد اور پشت پناہی سے محروم ہو جائیں گے دوم ظہور نفاق کی وجہ سے شرمسار ہوں گے۔ **۹۷** یہ مسلمانوں کی طرف سے منافقین کے حال بد اور ان کے عذر پر تعجب کا اظہار ہے ان منافقین نے پختہ قسمیں کھا کھا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین دلایا تھا کہ وہ آپ کے دین پر ہیں اور آپ کے ساتھی ہیں اور وقت آنے پر یہود کے مقابلے میں آپ کی مدد کریں گے لیکن وقت آنے پر انہوں نے مسلمانوں کے بجائے یہود کی امداد کی اور مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے اس پر مسلمانوں نے تعجب سے کہا کہ کیا یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے خدا کے نام کی قسمیں دیدے کر عہد کیا تھا کہ وہ مسلمانوں کا ساتھ دیں گے مگر ان کے کرتوتوں سے ان کا نفاق ظاہر ہو گیا۔ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ الخ ان کے تمام اعمال ضائع اور بے نتیجہ ہو گئے اور ان پر آخرت

موضح قرآن **ف۱** یعنی منافق کافروں سے دوستی لگائے جاتے ہیں کہ ہم پر گردش نہ آجاوے یعنی مسلمان مغلوب ہو جاویں تو ان کی دوستی ہمارے کام آوے سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اب قریب ہے کہ کافر ہلاک ہوں یعنی مسلمانوں کی ان پر فتح ہو یا کچھ اور حکم آوے یعنی کافر ملک سے ویران ہوں آخر یہود کو حکم فرمایا جلاوطن کرنے کا۔

فتح الرحمٰن **ف۱** یعنی احتمال دارد کہ ہزیمت بر اہل اسلام افتد پس موافقت با حربیان مصلحت است ۱۲۔

کاکوئی اجر مترتب نہیں ہوگا کیونکہ اعمال کے مفید اور موجب ثواب ہونے کے لئے ایمان خالص شرط ہے اور وہ اس سے محروم ہیں۔ **٩٨** یہ خطاب مسلمانوں سے ہے اور ان پر زجر ہے کہ وہ یہود و نصاری سے دوستی اور ان کی حمایت کر کے ارتداد کی راہ اختیار نہ کریں بین ان موالاتھم مستدعیة للارتداد عن الدین (روح ج ٦ ص١٦١) لیکن اگر انہوں نے منافقین کی طرح ان سے موالات کرلی تو اس سے اللہ کے دین کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی خدمت کے لئے ایسے لوگوں کو میدان میں لے آئے گا جو اس سے بجان و دل محبت کریں گے اور ظاہر و باطن میں اس کے مطیع و فرمانبردار ہوں گے اور ان کی ان خوبیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بھی ان کو محبوب رکھے گا اور دین و دنیا میں ان کی مدد کرے گا اور ان کو اپنے انعامات سے نوازے گا اَذِلَّةٍ اور اَعِزَّةٍ یہ دونوں قَوْمٍ کی صفتیں ہیں۔ اذلة۔ ذلیل بمعنی عاجز کی جمع ہے اور علیٰ بمعنی لام ہے۔ اَعِزَّةٍ عزیز بمعنی غالب اور سخت گیر کی جمع ہے۔ یعنی وہ اپنے مومن بھائیوں کے سامنے عاجز اور ان پر مہربان ہوں گے لیکن کافروں کے حق میں سخت ہوں گے اور ان کے سامنے کبھی نہیں جھکیں گے وہ اللہ کی راہ میں محض اللہ کی خوشنودی کے لئے اور اس کے دین کی سربلندی کی خاطر جہاد کریں گے اور کسی کی ملامت کی پروا نہیں کریں گے۔ **٩٩** یہود و نصاری کی دوستی سے منع کرنے کے بعد فرمایا تمہاری دوستی تو صرف اللہ اور اس کے رسول اور ایمان والوں سے ہونی چاہئے تم انہی سے دوستی اور موالات کرو یہی تمہارے دوست ہیں۔ یہود و نصاری تو آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں وہ تمہارے کبھی دوست نہیں بن سکتے۔ وجہ النظم انہ تعالیٰ لمّا نھی فی الاٰیات المتقدمة عن موالات الکفار امر فی ھٰذہ الاٰیة بموالاة من یجب موالاته (کبیر ج ٣ ص٦١) اللہ تعالیٰ کے ولی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ کارساز ہے مومنین اسی پر بھروسہ کریں اور اسی کو کارساز سمجھیں۔ اللہ کے رسول کی ولایت سے مراد یہ ہے کہ آپ کا اتباع کیا جائے اور آپ کے تمام حقوق محبت سے ادا کئے جائیں اور مومنین کی ولایت سے مراد یہ ہے کہ آپس میں محبت و اتفاق سے رہیں اور نیکی کے کاموں میں باہم دیگر تعاون کریں **١٠٠** یہ پہلے موصول اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے بدل ہے وَهُمْ رَاكِعُوْنَ یہ یُقِیْمُوْنَ اور یُؤْتُوْنَ کے فاعل سے حال ہے اور راکعون کے معنی ہیں۔ خاشعون متواضعون للہ تعالیٰ (روح ج ٦ ص١٦٧) علامہ خازن نے لکھا ہے کہ رکوع سے یہاں خضوع مراد ہے۔ المراد من الرکوع ھنا الخضوع والمعنی ان المؤمنین یصلون ویزکون وھم منقادون خاضعون لاوامر اللہ ونواھیه (خازن ج ٢ ص٥٥) یہ ان ایمان والوں کی صفتیں ہیں جن سے دوستی رکھنی چاہئے یعنی وہ نماز، زکوٰۃ اور دوسرے تمام اعمال پورے اخلاص اور خشوع و تواضع سے بجا لاتے ہوں اور ان کے اعمال شائبہ نفاق و ریا سے پاک ہوں۔ مومنین کی یہ صفات بیان کر کے منافقین سے احتراز کرنے کی تعلیم دینا مقصود ہے کیونکہ وہ بھی مومن ہونے کے مدعی تھے۔ المراد بذکر ھٰذہ الصفات تمییز المؤمنین عن المنافقین لان المنافقین کانوا یدعون انھم مؤمنون۔ (خازن و کبیر ج ٣ ص٦١٨) **١٠١** جو لوگ اللہ تعالیٰ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین سے دوستی اور محبت کا رشتہ قائم کرتے ہیں یعنی اللہ اور رسول کی پوری پوری اطاعت اور فرمانبرداری کرتے ہیں اور ایمان والوں کے خلاف بغض و عداوت نہیں رکھتے بلکہ ان سے اتحاد و اتفاق کے ساتھ رہتے ہیں تو یہ لوگ حزب اللہ یعنی

يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ
ڈرتے نہیں کسی کے الزام سے یہ فضل ہے اللہ کا دے گا
مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿٥٤﴾ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ
جس کو چاہے اور اللہ کشائش والا ہے خبردار ف٩٩ تمہارا رفیق تو
اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ
وہی اللہ ہے اور اس کا رسول ﷺ اور جو ایمان والے ہیں جو کہ قائم ہیں
الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿٥٥﴾ وَ
نماز پر ١٠٠ اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور وہ عاجزی کرنیوالے ہیں اور
مَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ
جو کوئی دوست رکھے اللہ کو اور اس کے رسول کو ١٠١ اور ایمان والوں کو تو
حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿٥٦﴾ ع يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
اللہ کی جماعت وہی سب پر غالب ہے اے ایمان والو ١٠٢
لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا
مت بناؤ ان لوگوں کو جو ٹھہراتے ہیں تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل
مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ
وہ لوگ جو کتاب دیئے گئے تم سے پہلے اور نہ کافروں کو
اَوْلِيَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٥٧﴾ وَاِذَا
اپنا دوست اور ڈرو اللہ سے اگر ہو تم ایمان والے اور جب
نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ؕ ذٰلِكَ
تم پکارتے ہو نماز کے لئے تو وہ ٹھہراتے ہیں اس کو ہنسی اور کھیل ف٢ یہ
بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿٥٨﴾ قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ
اس واسطے کہ وہ لوگ بے عقل ہیں ف٢ تو کہہ اے کتاب والو

ع ٨ ١٢

۱ یعنی جو تمہارے [illegible] والے دین کے ساتھ [illegible]

۱ استہزا کرتے ہیں ان سے دوستی مت کرو ۱۲

موضح قرآن **ف١** جب حضرت کی وفات پر عرب دین سے پھرے تو حضرت صدیق نے یمن سے مسلمان بلائے ان سے جہاد کروایا کہ تمام عرب پھر مسلمان ہوئے یہ ان کے حق میں بشارت ہے **ف٢** بعضے یہود اور بعضے مشرک اذان کی آواز پر ہنستے۔ یہ ان کی بے عقلی تھی۔ اللہ کی بڑائی ہر دین میں بہتر ہے۔

فتح الرحمن **ف١** مترجم گوید این وعدہ در زمان حضرت ابوبکر صدیق متحقق شد و مہاجران و انصار و تابعان ایشان با مرتدان جہاد کردند واللہ اعلم ١٢ **ف٢** مترجم گوید یعنی باذان استہزا کنند واللہ اعلم ١٢

هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ
کیا ضد ہے ۱۰۳ تم کو ہم سے مگر یہی کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو
اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ
نازل ہوا ہم پر اور جو نازل ہو چکا پہلے اور یہی کہ تم میں اکثر
فٰسِقُوْنَ (۵۹) قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ
نافرمان ہیں تو کہہ میں تم کو بتلاؤں ان میں کس کی ۱۰۴ بری
مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ۭ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ
جزا ہے اللہ کے ہاں وہی جس پر اللہ نے لعنت کی اور اس پر غضب نازل کیا
وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ۭ
اور ان میں سے بعضوں کو بندر بنا دیا اور بعضوں کو سؤر اور جنہوں نے بندگی کی شیطان کی
اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَاۗءِ السَّبِيْلِ (۶۰)
وہی لوگ بدتر ہیں ۱۰۵ درجہ میں اور بہت بہکے ہوئے ہیں سیدھی راہ سے
وَاِذَا جَاۗءُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَ
اور جب تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے ۱۰۶ اور حالت یہ ہے کہ کافر ہی آئے تھے اور
هُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا
کافر ہی چلے گئے اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ
يَكْتُمُوْنَ (۶۱) وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ
چھپائے ہوئے تھے اور تو دیکھیگا بہتوں کو ان میں سے کہ دوڑتے ہیں ۱۰۷
فِي الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۭ
گناہ پر اور ظلم اور حرام کھانے پر
لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۶۲) لَوْلَا يَنْهٰىهُمُ
بہت برے کام ہیں جو کر رہے ہیں کیوں نہیں منع کرتے ان کے

اللہ کی جماعت ہیں اور اللہ کی جماعت ہی انجام کار غالب اور کامران ہوتی ہے۔ یہ اللہ اور اس کے رسول اور ایمان والوں سے محبت و موالات کرنے کی ترغیب ہے **۱۰۲** پہلے یہود و نصاریٰ کی موالات سے منع فرمایا اب یہاں منافقین اہل کتاب اور مشرکین سے دوستی اور محبت کرنے سے منع فرمایا۔ الذین اتخذوا دینکم ھزوًا ولعبًا الخ سے منافقین اہل کتاب مراد ہیں۔ جنہوں نے دین اسلام کو ایک کھیل اور مذاق بنا رکھا تھا کیونکہ جب وہ مسلمانوں کے پاس آتے تو کہتے ہم مومن ہیں اور جب اپنے صنادید کے پاس جاتے تو کہتے ہم تمہارے دین پر ہی ہیں مسلمانوں کی نمازوں میں ہم محض بغرض استہزا شریک ہو جاتے ہیں۔ وَاِذَا نَادَیْتُمْ الخ یہ ان کے استہزا کا بیان ہے یعنی وہ نماز میں تمہارے ساتھ محض استہزا و تمسخر کے لئے شریک ہوتے ہیں اور اس سے ان کا مقصد تمہیں دھوکہ دینا ہے تاکہ تم ان کو مومن سمجھو لانھم عند اقامۃ الصلوۃ یقولون ھذہ الاعمال التی اتینا بھا استھزاء بالمسلمین وسخریۃ منھم فانھم یظنون انا علی دینھم مع انا لسنا کذالک (کبیر ج ۳ ص ۶۲۳)

۱۰۳ پہلے فرمایا کہ جن اہل کتاب نے تمہارے دین کو ایک کھیل بنا رکھا ہے ان سے موالات نہ کرو یہاں فرمایا ان سے پوچھو تو سہی کہ ہمارے دین کی کونسی بات تم کو ناپسند ہے جس کی وجہ سے تم نے اس کو استہزا و تمسخر کا نشانہ بنا رکھا ہے۔ کیا تمہیں یہ بات پسند اور گوارا نہیں کہ ہم اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کتاب ہم پر نازل ہوئی اور جو کتابیں ہم سے پہلے نازل ہوئی ہیں ہم ان سب کو سچی مانتے ہیں ہمارا دین تو یہی ہے کیا تمہیں یہ باتیں ناپسند ہیں، حالانکہ ان باتوں میں سے کوئی بات بھی بری اور ناپسندیدہ نہیں لیکن اصل بات یہ ہے کہ اَنَّ اَکْثَرَکُمْ فٰسِقُوْنَ۔ تمہاری اکثریت سرکش اور متمرد ہے اور تم بغض و عناد اور سرکشی کی وجہ سے ہمارے دین سے استہزا کرتے ہو حضرت نے فرمایا یہاں اِعْلَمُوْا محذوف ہے ای واعلموا ان اکثرکم فسقون۔ بعض مفسرین نے کہا ہے کہ واؤ زائدہ ہے اور جملہ ماقبل کی علت اور اصل میں لام تعلیل مقدر ہے۔ ای ھل تنقمون منا الا الایمان لان اکثرکم فسقون (روح ج ۶ ص ۱۷۷) **۱۰۴** یہود نے مسلمانوں سے کہا تھا کہ (واللہ) تمہارے دین سے بدتر دین ہم نے نہیں دیکھا تو اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ھذا جواب للیھود لما قالوا ما نعرف دینًا شرًا من دینکم۔ (خازن ج ۲ ص ۵۸) یعنی آپ یہود سے فرما دیں کہ ہمارے دین کو تم اپنے زعم میں سب سے برا سمجھتے ہو آؤ میں تمہیں بتاؤں کہ سب سے برا دین کس کا ہے اور خدا کے یہاں کس دین والے کو بدترین جزا ملے گی۔ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ اس سے پہلے مضاف محذوف ہے۔ ای دین من لعنہ اللہ (مدارک ج ۱ ص ۲۲۵) یعنی سب سے برا دین تو ان لوگوں کا ہے جو بارگاہ خداوندی سے ملعون و مطرود ہے اور جن پر خدا کا غضب ہوا اور جن کو اللہ تعالیٰ نے بطور سزا مسخ کرکے بندر اور خنزیر بنا دیا اور جنہوں نے شیطان کی عبادت کی الطّاغوت کے دو معنی ہیں (۱) شیطان اور (۲) ہر معبود غیر خدا یہاں دونوں معنی مراد ہو سکتے ہیں۔ والطاغوت ھو الشیطان وقیل ھو العجل وقیل ھو الکھان والاحبار وجملتہ ان کل من اطاع احدا فی معصیۃ اللہ فقد عبدہ وھو الطاغوت (خازن ج ۲ ص ۵۸) مذکورہ بالا تمام باتیں یہود میں پائی جاتی ہیں لہذا معلوم ہوا کہ ان کا دین ہی سب سے برا دین ہے۔ یعنی من الیھود من لعنہ اللہ وغضب علیہ ومنھم من جعلھم قردۃ وخنازیر۔ (خازن) **۱۰۵** اُولٰٓئِكَ سے اشارہ مذکورہ بالا ملعونین، مغضوبین، ممسوخین اور عباد شیطان کی طرف ہے وہ لوگ جن کے حالات یہ ہیں یعنی یہود ہی خدا کے یہاں سب سے برے ہیں اور سیدھی راہ سے بہت دور ہیں اور جہنم میں ان کا ٹھکانا بہت برا ہے۔ **۱۰۶** جَآءُوْكُمْ کا فاعل وہی منافقین یہود ہیں جو کافروں سے دوستی رکھتے اور دین اسلام کا مذاق اڑاتے ہیں یہاں ان کے نفاق اور خبث باطن کا بیان فرمایا، جب وہ آپ کے پاس آتے ہیں تو ایمان کا دعوی کرتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تو دل و جان سے ایمان لا چکے ہیں وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ جملہ قَالُوْٓا کی ضمیر سے حال ہے۔ جب وہ آپ کے پاس آتے ہیں تو ایمان کا دعوی کرتے ہیں حالانکہ وہ اپنے دلوں میں کفر لے کر آتے ہیں اس لئے ان کا دعوی ایمان سراسر جھوٹا ہے۔ وَھُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ

۱ یعنی الٹی اسی کی توجیہ کو وجہ سے تم ہمیں برا سمجھتے ہو

۲ ای واعلموا ۱۲

۳ یہ یہاں ایک کنایہ ہے ایک قول شنیع کا جواب یعنی انہوں نے مسلمانوں سے کہا تھا ونعلم دینا شرا من دینکم وانتم دینکم شر منہ ۱۲

۴ ای دین من لعنہ اللہ حذف المضاف ۱۲

۵ طاغوت کے دو معنی ہیں شیطان یا ہر معبود غیر اللہ۔ دونوں معنی مراد ہو سکتے ہیں

۶ یعنی وہ منافقین جو کفار سے دوستی رکھتے تھے۔ ۷ بدتر از اہل کتاب ۱۲

فتح الرحمن ف ۱ مترجم گوید یعنی بدتر از آن عیب دار کہ شما بیان کردید واللہ اعلم ۱۲۔

الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ
درویش ۱۰۸ اور علماء گناہوں کی بات کہنے سے
وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۶۳﴾
اور حرام کھانے سے بہت ہی برے کام ہیں جو کر رہے ہیں
وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ؕ غُلَّتْ
اور یہود کہتے ہیں ۱۰۹ اللہ کا ہاتھ بند ہو گیا ف۱ انہی کے ہاتھ
اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ
بند ہو جاویں اور لعنت ہے ان کو اس کہنے پر بلکہ اس کے تو دونوں ہاتھ
مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ وَلَيَزِيْدَنَّ
کھلے ہوئے ہیں ۱۱۰ خرچ کرتا ہے جس طرح چاہے اور ان میں بہتوں کو
كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ
بڑھے گی ۱۱۱ اس کلام سے جو تجھ پر اترا تیرے رب کی طرف سے
طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ؕ وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ
شرارت اور انکار اور ہم نے ڈال رکھی ہے ان میں دشمنی ۱۱۲
وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا
اور بیر قیامت کے دن تک جب کبھی آگ سلگاتے ہیں ۱۱۳
لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ
لڑائی کے لئے اللہ اس کو بجھا دیتا ہے ف۲ اور دوڑتے ہیں ملک میں ۱۱۴
فَسَادًا ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَوْ اَنَّ
فساد کرتے ہوئے اور اللہ پسند نہیں کرتا فساد کرنے والوں کو ف اور اگر
اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ
اہل کتاب ۱۱۵ ایمان لاتے اور ڈرتے تو ہم دور کر دیتے ان سے

وقف لازم

۱ یعنی غیر اللہ کی نیاز کھانا۔
۲ شکوی ۱۲
۳ جواب شکوی ۱۲
۴ کثیرا لیزیدن کا مفعول اول۔ ما انزل الیک فاعل اور طغیانا و کفرا مفعول ثانی ۱۲
۵ یعنی ہر ایک بغض و عداوت اب بھی موجود ہے مگر جب مسلمان ہو جائیں تو ان سے بغض اور عداوت جاتے رہیں ۱۲

یہ بھی قَالُوْا کے فاعل سے حال واقع ہے یعنی جب وہ آپ کی مجلس سے چلے جاتے ہیں تو اس وقت بھی ان کے دلوں میں وہ کفر جاگزیں ہوتا ہے اور آپ کے وعظ و تبلیغ اور قرآنی آیات کا ان کے دلوں پر کوئی اثر نہیں ہوتا بلکہ وہ اللہ کی آیات سن کر اور ان کا انکار کر کے کفر میں اور پختہ ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا۔ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى۔ (حم السجدۃ ع ۵) **۱۰۷** منافقین یہود کی خباثت بیان کرنے کے بعد ان کے عام غلط کار علماء اور بد عمل درویشوں پر شکوی فرمایا کہ وہ برائی کے ہر میدان میں پیش پیش نظر آتے ہیں۔ وہ لوگوں کو شرک سکھاتے ہیں اللہ تعالیٰ کے احکام حدود کو توڑتے ہیں، رشوتیں لیتے ہیں اور غیر اللہ کی نیازیں کھاتے ہیں۔ اَلْاِثْمَ سے مراد شرکیہ کلمات ہیں۔ وقیل کلمۃ الشرک وھو قولھم عزیر ابن اللہ (ابوالسعود ج۳ ص۶۱۲) یا اثم عام ہے اور اس سے ہر گناہ مراد ہے اَلْعُدْوَانَ اللہ کی حدود سے تجاوز کرنا۔ اَلسُّحْتُ یعنی رشوت اور غیر اللہ کی نذر و نیاز وہ جو کچھ کر رہے ہیں بہت برا ہے۔ **۱۰۸** عام علماء یہود پر شکوی کے بعد ان کے اکابر علماء اور پیشواؤں پہ شکوی فرمایا کہ ان لوگوں کو تو مذکورہ برائیوں اور ان کے انجام بد کا پورا پورا علم تھا انہوں نے ان کو ان کاموں سے کیوں نہ روکا ان کی یہ خاموشی اور حق پوشی بہت ہی بری بات ہے۔ المراد ھھنا تخصیص الذین یقتدی بھم افناءھم ویعلمون قباحۃ ما ھم فیہ الخ (ابوالسعود ج۶ ص۱۷۹) **۱۰۹** یہ بھی یہود پہ شکوی ہے۔ یہودیوں کی بد اعمالیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان پر قحط مسلط کر دیا اس اثنا میں انہوں نے اپنے مشرکانہ عقیدے کے تحت عم انس کی قبر پر بکری ذبح کی تاکہ بارش ہو جائے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضی سے تکوینی اسباب کے تحت بارش برسائی تو یہودی بول اٹھے کہ (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ بخیل ہے وہ ہمیں رزق نہیں دیتا بلکہ ہم جب فقیروں اور درویشوں کو پکارتے اور ان کی نیازیں دیتے ہیں تو وہ ہماری روزی کا انتظام کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے کفر و شرک کی وجہ سے بطور سزا ان پر روزی تنگ کر دی تھی۔ اگر وہ اللہ کی کتاب پر عمل کرتے اور اس کی تعلیمات سے منہ نہ موڑتے تو اللہ تعالیٰ ان پر رزق تنگ نہ فرماتا بلکہ فراخی سے دیتا جیسا کہ فرمایا وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ (مائدہ ع۹) یہود کی اس گستاخانہ گفتگو کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا۔ فرمایا ان کے اس قول شنیع کی وجہ سے ان کے دلوں میں بخل کی بیماری پیدا کر دی گئی اور انہیں اللہ کی رحمت سے دور کر دیا گیا یہ یہود پر بد دعا ہے اور اللہ کی بد دعا ان کے دلوں میں بخل کی بیماری پیدا کرنے سے عبارت ہے۔ دعاء علیھم بالبخل المذموم کما قال الزجاج ودعاءہ بذلک عبارۃ عن خلقہ الشح فی قلوبھم والقبض فی ایدیھم (روح ج۶ ص۱۸۰) چنانچہ یہود کے عوام و خواص کی یہی حالت تھی۔ خواص یعنی علماء اور درویش تو صرف عوام سے نذریں بٹورنے کے یار تھے اپنے ہاتھ سے کچھ دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور عوام کا یہ حال تھا کہ وہ توحید اور اللہ کے دین کی خاطر ایک پائی خرچ نہیں کرتے تھے وہ جو کچھ بھی خرچ کرتے تھے غیر اللہ کی نیازوں اور احبار و رہبان کے نذرانوں ہی میں خرچ کرتے تھے۔ **۱۱۰** یہ جواب شکوی ہے اور یہود کے قول شنیع کا رد ہے یعنی اللہ تعالیٰ تو ہرگز بخیل نہیں وہ تو بہت بڑا کریم اور فیاض ہے اور جس طرح چاہتا ہے اپنی حکمت بالغہ کے مطابق خرچ کرتا ہے جس طرح غل ید یعنی ہاتھ کا بندھا ہوا ہونا بخل اور نہ خرچ کرنے سے کنایہ ہے اسی طرح بسط ید یعنی ہاتھ کا پھیلانا سخاوت اور خرچ کرنے سے کنایہ ہے

موضح قرآن **ف** یہود میں بولنا رواج تھا کہ اللہ کا ہاتھ بند ہوا یعنی ہم پر روزی تنگ ہوئی یہ کفر کا لفظ ہے فرمایا کہ اللہ کا ہاتھ کبھی بند نہیں دونوں ہاتھ کھلے ہیں قہر کا اور مہر کا تم پر اب قہر کا ہاتھ کھلا مہر کا اوروں پر فرمایا کہ اللہ نے ان میں اتفاق نہیں رکھا جب آگ سلگاتے ہیں یعنی فتنہ انگیزی کرتے ہیں کہ آپس میں سب کو ملا کر مسلمانوں سے لڑیں وہ اللہ بجھا دیتا ہے آپس میں پھوٹ جاتے ہیں۔

فتح الرحمن **ف۱** یعنی بخل دارد ۱۲ **ف۲** مترجم گوید یعنی چوں می خواہند کہ با عدا خود کہ متدین بہ یہودیت نیستند جنگ کنند مقہور و مغلوب می شوند واللہ اعلم ۱۲۔

سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿٦٥﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ
ان کی برائیاں اور ان کو داخل کرتے نعمت کے باغوں میں اور اگر وہ ١١٦
اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ
قائم رکھتے توریت اور انجیل کو اور اس کو جو نازل ہوا ان پر
مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ
ان کے رب کی طرف سے ف١ تو کھاتے اپنے اوپر سے اور اپنے پاؤں
اَرْجُلِهِمْ ؕ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ؕ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ
کے نیچے سے کچھ لوگ ان میں ہیں سیدھی راہ پر ١١٧ اور بہت سے ان میں
سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ﴿٦٦﴾ يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ
برے کام کر رہے ہیں ف٢ ف٣ اے رسول ١١٨ پہنچا دے جو
اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا
تجھ پر اترا ١١٩ تیرے رب کی طرف سے اور اگر ایسا نہ کیا ف٣ تو تو نے
بَلَّغْتَ رِسٰلَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ
کچھ نہ پہنچایا اس کا پیغام اور اللہ تجھ کو بچا لے گا لوگوں سے ١٢٠
اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٦٧﴾ قُلْ يٰٓاَهْلَ
بیشک اللہ راستہ نہیں دکھاتا قوم کفار کو ف٢ کہہ دے اے
الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَ
کتاب والو ١٢١ تم کسی راہ پر نہیں جب تک نہ قائم کرو توریت اور
الْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَلَيَزِيْدَنَّ
انجیل کو اور جو تم پر اترا تمہارے رب کی طرف سے ف٤ اور ان میں
كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا
بہتوں کو بڑھے گی اس کلام سے جو تجھ پر اترا تیرے رب کی طرف سے شرارت

ع ٩ ١٣

منزل ٢

لے یعنی جیسے فی التصرف سے بچتے اور غیر اللہ کی نذر و نیاز نہ دیتے ۱۲

ع سورت کا دوسرا حصہ [illegible] علاوہ مضمون [illegible] فی التصرف علی الاطلاق [illegible]

[illegible] انبیاء ۱۲

سے یہ بلغ ما انزل الیک کے تحت داخل ہے اور اسی کا بیان ہے بلغ ای قل الخ یعنی صاف کہہ دیجئے کہ تم کافر ہو۔ تمہارا کوئی دین نہیں جب تک مسئلہ توحید کو نہ مانو۔ ۱۲

عن البسط وبسطها مجاز عن الجود وكناية عن ذلك (روح وكبير ج ٣ ص ٦٢٩) **١١١** كَثِيْرًا۔ لَيَزِيْدَنَّ کا مفعول اول اور طُغْيَانًا وَّكُفْرًا مفعول ثانی۔ اور وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ اس کا فاعل ہے۔ سرکشی اور کفر و انکار تو وہ پہلے سے ہی کر رہے ہیں لیکن جیسے جیسے قرآن مجید کی آیتیں نازل ہوتی ہیں ان کے انکار اور بغض و حسد کی وجہ سے ان کی سرکشی اور کفر میں اور اضافہ ہو جاتا ہے۔ **١١٢** یعنی بغض و عداوت تو ان میں پہلے سے بھی موجود ہے لیکن اگر تم اپنے ایمان و اسلام پر ثابت قدم رہو گے تو ہم ان کے باہمی بغض و عداوت میں اور اضافہ کر دیں گے۔ **١١٣** پہلے اشارہ فرمایا کہ اگر تم سچے مسلمان بن جاؤ گے تو یہود و نصاریٰ کے ہر شر سے محفوظ رہو گے کیونکہ وہ اپنے باہمی بغض و عناد کے سبب تمہارے مقابلے میں نہیں آئیں گے۔ یہاں اس بات کی صراحت فرما دی کہ جب بھی وہ اسلام کے خلاف اعلان جنگ کریں گے ہم انکے منصوبے کو ناکام بنا دیں گے اور وہ تمہارے ساتھ جنگ نہیں کر سکیں گے۔ آگ جلانے سے ارادۂ جنگ مراد ہے کیونکہ عرب میں دستور تھا کہ جب کوئی قوم کسی قوم کے خلاف اعلان جنگ کرتی تو کسی اونچے ٹیلے پر آگ جلاتی۔ اور آگ بجھانا ان کے شر سے محفوظ رکھنے سے کنایہ ہے **١١٤** یہ لوگ ہر وقت فتنہ فساد برپا کرنے اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مکر و فریب کرنے میں لگے رہتے اللہ تعالیٰ ایسے شر انگیز اور فتنہ خیز لوگوں کو پسند نہیں فرماتا اسی لئے سچے مسلمانوں کے خلاف ان کے تمام منصوبوں اور جنگی تدبیروں کو ناکام کر کے مسلمانوں کو انکے شر سے بچا لیتا ہے۔ **١١٥** اَلْكِتٰب جنس ہے اور تورات و انجیل دونوں کو شامل ہے اس لئے اہل کتاب سے یہاں یہود و نصاریٰ دونوں فریق مراد ہیں۔ یہاں اہل کتاب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی ترغیب دی گئی ہے اور ساتھ ہی ایمان لانے کی صورت میں انہیں بشارت اخروی بھی سنا دی گئی ہے۔ اگلی آیت میں بشارت دنیوی مذکور ہے۔ **١١٦** اقامتِ تورات و انجیل سے ان پر کما حقہٗ عمل کرنا مراد ہے یعنی تورات و انجیل کی تعلیمات پر عمل کریں۔ اللہ کی توحید پر ایمان لائیں۔ غیر اللہ کی نذر و نیاز اور شرک فی التصرف سے احتراز کریں۔ لَاَكَلُوْا الخ۔ یہ وسعت رزق سے کنایہ ہے یا مِنْ فَوْقِهِمْ سے بارش مراد ہے کیونکہ اسی کے ذریعے زمین انواع و اقسام رزق پیدا کرتی ہے اور مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ سے زمین کی پیداوار پھل، میوے اور غلے وغیرہ مراد ہیں۔ قَالَ ابْنُ عباسؓ وغیرہ یعنی المطر والنبات وقیل المعنی لوسعنا علیهم فی ارزاقهم واکلوا متواصلًا (قرطبی ج ٦ ص ٢٤١) **١١٧** اہل کتاب سب کے سب ہی سرکش اور معاند نہیں بلکہ کچھ لوگ انصاف دوست اور اعتدال پسند بھی ہیں اس سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے یہود و نصاریٰ سے اسلام قبول کر لیا تھا مثلاً عبداللہ بن سلام اور نجاشی وغیرہ۔ لیکن ان کی اکثریت معاند ہے۔ ضد و عناد سے حق کا انکار کرنا اور حق کو چھپانا ان کا کام ہے۔ ساء ما یعملون من العناد والمکابرة وتحریف الحق والاعراض عنه (روح ج ٦ ص ١٨٦) **فائدة**۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں جہاں یہود و نصاریٰ کے احبار و رہبان کے حالات مذکور ہیں وہاں آجکل کے علماء سوء اور پیران سیاہ کار بھی اس کے تحت داخل ہیں اور جہاں منافقین کا ذکر ہے اس میں آج کل کے سرمایہ دار اور برسر اقتدار طبقہ بھی داخل ہے۔

موضح قرآن **ف١** کھاویں اوپر نیچے سے یعنی آسمان میں سے ان کو رزق فراخ آوے **ف٢** یعنی یہ اگلی بات کہ صاف اہل کتاب کو گمراہ کہو جب تک یہ کلام اللہ کا قبول نہ کریں۔ اس میں اگرچہ وہ دشمن ہوں تم بے فکر پہنچاؤ اور خطرہ نہ کرو۔

فتح الرحمن **ف١** یعنی سائر کتب سابقہ ۱۲ **ف٢** حاصل آنست کہ اگر بر پا می داشتند حکم توریت و انجیل را پیش از نزول قرآن و پیش از ان کہ حضرت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث شود برکت فراوان نصیب ایشاں می شد لیکن مخالفت کردند پس بانواع بلا ابتلا گشتند ۱۲ **ف٣** یعنی یک آیت ہم نرساندی واللہ اعلم ۱۲ **ف٤** یعنی قرآن و سائر کتب سابقہ ۱۲

دوسرا حصہ

(۱) نفی شرک فی التصرف اور (۲) نفی شرک فعلی

وَّكُفْرًا ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٦٨﴾ اِنَّ
اور کفر سو تو افسوس نہ کر اس قوم کفار پر ف۱ بیشک
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِئُوْنَ وَ
جو ۱۲۲ھ مسلمان ہیں اور جو یہودی ہیں اور فرقہ صابی اور
النَّصٰرٰى مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ
نصاریٰ جو کوئی ایمان لاوے اللہ پر اور روز قیامت پر اور عمل کرے
صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦٩﴾
نیک نہ ان پر ڈر ہے اور نہ غمگین ہوں گے ف۲
لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَاَرْسَلْنَآ
ہم نے لیا تھا پختہ قول ۱۲۳ھ بنی اسرائیل سے اور بھیجے
اِلَيْهِمْ رُسُلًا ۭ كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى
ان کی طرف رسول ۱۲۴ھ جب لایا ان کے پاس کوئی رسول وہ حکم جو خوش نہ آیا ۱۲۵ھ
اَنْفُسُهُمْ ۙ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ ﴿٧٠﴾
ان کے جی کو تو بہتوں کو جھٹلایا اور بہتوں کو قتل کر ڈالتے تھے
وَحَسِبُوْٓا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَصَمُّوْا ثُمَّ تَابَ
اور خیال کیا کہ کچھ ۱۲۶ھ خرابی نہ ہوگی سو اندھے ہوگئے اور بہرے پھر
اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ
توبہ قبول کی اللہ نے ان کی ۱۲۷ھ ف۳ پھر اندھے اور بہرے ہوئے ان میں سے بہت ۱۲۸ھ اور اللہ
بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿٧١﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ
دیکھتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں بیشک کافر ہوئے جنہوں نے کہا ۱۲۹ھ اللہ
هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ
وہی مسیح ہے مریم کا بیٹا اور مسیح نے کہا ہے ۱۳۰ھ کہ اے بنی اسرائیل

[illegible]

۱۱۸ھ پہلا جزء۔ نفی شرک فی التصرف۔ پہلے حصے میں شرک فعلی کی نفی کا بیان تھا اور اس کے بعد شرک فی التصرف کی نفی مذکور تھی اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیہ اور اہل کتاب اور منافقین پر زجریں مذکور تھیں۔ اب یہاں سے سورت کا دوسرا حصہ شروع ہوتا ہے اس میں ان دونوں مضمونوں (نفی شرک فی التصرف اور نفی شرک فعلی) کا لف ونشر غیر مرتب کے طور پر اعادہ کیا گیا ہے۔ **۱۱۹ھ** مَا موصولہ ہے جو عموم کے لئے ہے اور اس سے وہ تمام احکام مراد ہیں جو وحی جلی یا وحی خفی کے ذریعے آپ پر نازل ہوئے۔ یہاں مَآ اُنْزِلَ سے چار چیزیں ذکر کی گئی ہیں جو آگے آ رہی ہیں۔ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ الخ اگر آپ نے ایک چیز کا بھی اخفا کیا اور اس کی تبلیغ نہ کی تو آپ نے حق تبلیغ ادا نہیں کیا۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین علماء وصوفیاء کا بھی فرض ہے کہ وہ قرآن وسنت کے تمام احکام کی تبلیغ واشاعت کریں اگر انہوں نے ایسا نہ کیا بلکہ بعض قرآنی احکام کو بعض دنیوی مصلحتوں اور ذاتی اغراض کی وجہ سے بیان نہ کیا مثلاً شرک وبدعت کا رد نہ کیا اور غیر اللہ کی نذر ونیاز کا مسئلہ بیان نہ کیا تو انہوں نے حق تبلیغ ادا نہیں کیا اور ان کی باقی احکام کی تبلیغ بھی اللہ کے یہاں مقبول نہیں ہوگی۔ **۱۲۰ھ** یعنی آپ اللہ کے تمام احکام کی تبلیغ کئے جائیں اور مشرکین کی مخالفت، طعن وتشنیع اور ملامت کی پرواہ نہ کریں اللہ آپ کو ان کے شر سے محفوظ رکھیگا۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الخ آپ تبلیغ کئے جائیں اگر کچھ لوگ آپ کی تبلیغ سے متاثر نہیں ہوتے اور ہدایت قبول نہیں کرتے تو آپ اس کا غم نہ کریں جو لوگ ایمان نہیں لاتے وہ معاندین ہیں اور معاندین کے دلوں پر ان کی ضد وعناد کی وجہ سے مہر جباریت لگ جاتی ہے اور ان کو اللہ کی طرف سے ہدایت کی توفیق نہیں ملتی۔ **۱۲۱ھ** اہل کتاب سے یہود ونصاریٰ مراد ہیں۔ یہ پہلا مسئلہ ہے جس کی تبلیغ کا یہاں حکم دیا گیا ہے یعنی آپ اہل کتاب سے صاف صاف کہہ دیں کہ جب تک تم تورات اور انجیل کے احکام کو قائم نہیں کروگے یعنی شرک وغیر اللہ کی نذر ونیاز چھوڑ کر توحید کو نہیں مانوگے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر اور قرآن پر ایمان نہیں لاؤگے اس وقت تک تمہارا کوئی دین نہیں اور تم کھلے بے دین ہو۔ آج مبلغ قرآن کو بھی اپنی تبلیغ کے دوران مسلمانوں پر یہ حقیقت واضح کر دینی چاہیئے کہ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا الْقُرْاٰنَ یعنی جب تک تم قرآن مجید کے تمام احکام کو قائم نہ کرو اس وقت تک تم دیندار نہیں ہو سکتے۔ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا الخ اس کی تفسیر کے لئے حاشیہ (۱۱۱) ملاحظہ فرمائیں۔ **۱۲۲ھ** اس آیت کی تفسیر سورہ بقرہ میں تفصیل سے گذر چکی ہے ملاحظہ ہو ص۳۴ حاشیہ نمبر ۱۳۰۔ **۱۲۳ھ** میثاق سے وہی عہد ومیثاق مراد ہے جو بنی اسرائیل سے تورات میں لیا گیا تھا کہ وہ توحید اور تمام احکام وشرائع کی پابندی کریں جیسا کہ سورہ بقرہ ع ۱۰ میں فرمایا وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا الاٰية قد تقدم فی البقرة معنى الميثاق وهو الا يعبدوا الا الله وما يتصل به (قرطبی ج ٦ ص ٢٤٧) ای باللہ لقد اخذنا میثاقهم بالتوحيد وسائر الشرائع والاحكام المكتوبة عليهم فی التوراة (ابو السعود ج ٣ ص ٦٢٣، روح ج ٦ ص ٢٠٣)

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید حاصل آنست کہ بموفق قول خود ملزم می شوند زیرا کہ التزام شریعتی می کنند وبرحسب آن نمی روند قطع نظر از انکار قرآن مجید واللہ اعلم ۱۲ ف۲ یعنی در اصل از ہر فرقہ کہ باشد چوں ایمان آمد از اہل نجات است خصوصیت فرق را اعتبار نیست ۱۲ ف۳ یعنی محمد را صلی اللہ علیہ وسلم فرستاد ۱۲

اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ
بندگی کرو اللہ کی رب ہے میرا اور تمہارا بیشک جس نے شریک ٹھہرایا
بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ۭ
اللہ کا سو حرام کی اللہ نے اس پر جنت اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے
وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۷۲﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ
اور کوئی نہیں گنہگاروں کی مدد کرنے والا ف۱ بیشک کافر ہوئے ۱۳۱ جنہوں نے
قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ
کہا اللہ ہے تین میں کا ایک ف۲ حالانکہ کوئی معبود نہیں بجز ایک
وَّاحِدٌ ۭ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ
معبود کے ۱۳۲ اور اگر نہ باز آویں گے اس بات سے کہ کہتے ہیں تو بیشک پہنچے گا
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ
ان میں سے کفر پر قائم رہنے والوں کو عذاب دردناک ف۱ ف۳ کیوں نہیں توبہ کرتے ۱۳۳
اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۷۴﴾
اللہ کے آگے اور گناہ بخشواتے اس سے اور اللہ ہے بخشنے والا مہربان
مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ
نہیں ہے مسیح مریم کا بیٹا ۱۳۴ مگر رسول گذر چکے اس سے
قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ۭ كَانَا يَاْكُلٰنِ
پہلے بہت رسول اور اس کی ماں ولی ہے دونوں کھاتے تھے
الطَّعَامَ ۭ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ
کھانا ۱۳۵ دیکھ ہم کیسے بتلاتے ہیں ان کو دلیلیں پھر
انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۷۵﴾ قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
دیکھ کہاں الٹے جا رہے ہیں ف۲ ف۴ تو کہہ دے تم ایسی چیز کی بندگی کرتے ہو اللہ کو چھوڑ کر ۱۳۶

وقف لازم

ے یا انزل کے تحت داخل ہے اس کا بیان ہے ۱۲۔ ملے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ دونوں مختار نہیں کیونکہ وہ محتاج ہیں جب محتاج ہیں تو بغیر وہ مختار نہیں ۱۲۔ ملے شبہات استبعاد ۱۲۔ ملے یعنی یا انزل میں ہیں داخل ہے ۱۲ مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مریم صدیقہ ہے بقرینہ ما قبل ۱۲۔

۱۲۴ عہد لینے کے بعد ہم ان کی طرف لگاتار پیغمبر بھیجتے رہے تاکہ وہ ان کو عہد کی یاد دہانی کراتے رہیں اور ان کو وعظ و نصیحت کے ذریعے عہد پورا کرنے کی تلقین کرتے رہیں۔ يعرفونهم ذلك ويبتهم وعظهم بالعظة والتذكير ويطلعونهم على ما يأتون ويذرون في دينهم (روح) بنی اسرائیل کے پاس بھی تورات موجود تھی اور ان کی طرف جتنے پیغمبر تشریف لائے وہ سب تورات سے مسئلہ توحید بیان کرتے تھے لیکن بنی اسرائیل کے علماء اور درویش اس مسئلہ کی وجہ سے ان کی مخالفت کرنے لگتے یہی حال آج کل کے علماء سوء کا ہے کہ ان کے پاس بھی قرآن مجید موجود ہے لیکن جب علماء ربانی قرآن مجید سے مسئلہ توحید بیان کرتے ہیں تو علماء سوء اور سجادہ نشینان مسئلہ توحید کی وجہ سے ان کے دشمن بن جاتے ہیں اور ان کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈا شروع کر دیتے ہیں۔ **۱۲۵** جو باتیں ان کی نفسانی خواہشات اور ان کی اپنی مخترعات کے خلاف تھیں، مثلاً مسئلہ توحید، غیر اللہ کی نذر و نیاز کی حرمت وغیرہ۔ **۱۲۶** فِتْنَةٌ کے معنی آزمائش اور ابتلاء کے ہیں فَعَمُوْا دین کی جو راہ رسولوں نے ان کو دکھائی تھی اس سے وہ محض سرکشی اور عناد کی وجہ سے دیدہ و دانستہ اندھے بن گئے وَصَمُّوْا اور حق بات سننے سے بہرے بن گئے۔ یعنی بنی اسرائیل نے سمجھا کہ اللہ کی طرف سے ان پر کوئی عذاب یا امتحان نہیں آئے گا کیونکہ وہ نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ (ہم اللہ کے چہیتے اور اس کے محبوب ہیں) کے فخر میں مغرور و سرمست تھے (قرطبی) اس لئے انہوں نے تورات کے احکام سے آنکھیں اور کان بند کر لئے اور اس پر عمل کرنے کی ضرورت ہی نہ سمجھی۔ **۱۲۷** پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں توبہ کی توفیق دینے اور ان کی توبہ قبول کرنے کا سامان اسطرح بہم پہنچایا کہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہم کو مبعوث فرمایا جنہوں نے بنی اسرائیل کو توبہ کی راہ دکھائی کہ اگر وہ اللہ کی توحید پر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان لے آئیں تو اللہ تعالیٰ ان کے تمام گناہ معاف فرما دے گا۔ (قرطبی) یا مطلب یہ ہے کہ بنی اسرائیل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لا کر توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ تاب الله عليهم حين تابوا وآمنوا بعيسى عليه السلام (مظہری ج ۳ ص ۱۵۸) **۱۲۸** لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور آپ نے اللہ کی توحید اور اپنی نبوت کی طرف دعوت دی تو ان میں اکثر پھر حق سے اندھے اور بہرے ہو گئے اور ضد و عناد اور بغض و حسد کی وجہ سے حق کا انکار کر دیا اور ان میں سے بہت کم لوگوں نے حق کو قبول کیا۔ **۱۲۹** یہ دوسرا مسئلہ ہے جو بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ میں داخل ہے یعنی آپ اس مسئلہ کی بھی تبلیغ اور اشاعت فرما دیں کہ جو لوگ حضرت مسیح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی صفات مختصہ سے موصوف کرتے ہیں مثلاً ان کو متصرف فی الامور اور مختار سمجھتے ہیں وہ بلا شبہ کافر ہیں شاہ عبدالقادر دہلوی فرماتے ہیں نصاریٰ میں دو قول ہیں بعضے کہتے ہیں اللہ ہی تھا جو صورت مسیح میں آیا اور بعضے کہتے ہیں تین حصہ ہو گیا، ایک اللہ رہا ایک روح القدس ایک مسیح یہ دونوں باتیں صریح کفر ہیں۔ **فائدہ** حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا یہاں اتحاد سے اتحاد صفات مراد ہے۔ یعنی نصاریٰ کا عقیدہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اختیارات دیدئیے تھے اور وہ متصرف فی الامور تھے۔ بہر حال لفظ اللہ سے وصف مشہور مراد ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے لكل فرعون موسى اى لكل مبطل مُحِقّ **۱۳۰** عیسائیوں کے پیر اور پادری کہتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے آباؤ اجداد کو یہی تعلیم دے گئے تھے کہ وہ ان کو متصرف و مختار سمجھ کر ان کو پکارا کریں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تکذیب فرمائی اور اپنے پیغمبر حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف سے صفائی پیش

موضح قرآن ف۱ نصاریٰ میں دو قول ہیں۔ بعضے کہتے ہیں اللہ ہی تھا جو صورت مسیح میں آیا اور بعضے کہتے ہیں تین حصہ ہو گیا ایک اللہ رہا ایک روح القدس ایک مسیح یہ دونوں باتیں صریح کفر ہیں کاملوں کے حق میں یہی کہئے جو آگے فرمایا ف۲ یعنی اس سے زیادہ کیا نشانی کہ جو شخص کھانا کھاوے اسے سب حاجت بشری لگے۔ اللہ کی ذات پاک اس لائق کب ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ اعتقاد حلول نوعی از شرک است ۱۲ ف۲ یعنی در مرتبہ الوہیت سہ کس ہستند یکی خدا دو دیگر عیسیٰ و سیم روح القدس ۱۲ ف۳ یعنی اہل اصرار را از ایشان ۱۲ ف۴ یعنی از معرفت حق ۱۲۔

کی کہ انہوں نے تو بنی اسرائیل کو یہی تعلیم دی تھی کہ وہ صرف اللہ ہی کو متصرف وکارساز سمجھیں، اسی کو پکاریں، اسی کی نذریں منتیں دیں اور ہر طرح کی عبادت اسی کے لئے بجا لائیں۔ اور شرک نہ کریں بلکہ شرک سے کوسوں دور بھاگیں۔ کیونکہ جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے اس پر جنت حرام ہے، اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔ قیامت کے دن اس کا کوئی یار ومددگار نہیں ہوگا جو اسے اللہ کے عذاب سے بچا سکے اور نہ اس کے حق میں کسی پیر وپیغمبر کی سفارش قبول ہوگی۔ ای ومالہ عند اللہ ناصر ولا معین ولا منقذ مما ہو فیہ (ابن کثیر ص[illegible] ج۲) ای ما لہم من احد ینصرہم بانقاذہم من النار وادخالہم الجنۃ اما بطریق المغالبۃ او بطریق الشفاعۃ (روح ج۶ ص[illegible]) ۱۳۱ یہ تیسرا حکم ہے جو بلغ ما انزل الیک میں داخل ہے۔ بعض نصاریٰ حضرت مسیح کے علاوہ ان کی والدہ کی الوہیت کے بھی قائل تھے۔ ان کے نزدیک آلہہ یعنی معبودوں کی تعداد تین ہوگئی، اللہ تعالیٰ، حضرت مسیح اور حضرت مریم صدیقہ علیہا السلام جیسا کہ سورۂ مائدہ کے آخری رکوع میں آرہا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حضرت مسیح علیہ السلام سے فرمائے گا: ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰہَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان عیسائیوں کو بھی کافر فرمایا جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تین معبودوں میں کا ایک ہے۔ ۱۳۲ حالانکہ معبود اور پکار کے لائق صرف ایک ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے۔ یہی تمام انبیاء علیہم السلام کی تعلیم تھی اور خود حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی بنی اسرائیل کو یہی تعلیم دی تھی۔ وَاِنْ لَّمْ یَنْتَھُوْا اگر یہ لوگ اپنے مشرکانہ اقوال وافعال سے باز نہ آئے بلکہ ان پر اصرار کیا تو انہیں دردناک عذاب دیا جائے گا۔ یہ مشرکین نصاریٰ کے لئے تخویف اخروی ہے۔ ۱۳۳ یہ مشرکین نصاریٰ کو مشرکانہ عقائد واعمال سے توبہ کرنے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگنے کی تہدید آمیز ترغیب ہے۔ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ یہ توبہ قبول کرنے اور معافی دینے کا وعدہ ہے۔ یعنی اگر وہ شرک وکفر سے سچی توبہ کرلیں اور اپنے کئے کی اللہ سے معافی مانگیں تو وہ اس کو معاف کرنے والا اور مہربان پائیں گے۔ ۱۳۴ یہاں چونکہ ان عیسائیوں کا رد مقصود ہے جو حضرت مسیح اور حضرت مریم علیہما السلام کو الٰہ (معبود) اور متصرف مانتے تھے اور ان کو حاجات ومشکلات میں غائبانہ پکارتے تھے۔ اس لئے ان دونوں کا خصوصیت سے ذکر فرمایا اور باقی رسولوں کا اجمالی ذکر کیا۔ مسیح علیہ السلام جس کو عیسائی خدا کا اوتار اور خدائی صفات کا حامل اور مختار ومتصرف مانتے ہیں۔ وہ نہ خدا تھا نہ خدا کا اوتار وہ تو مریم کا بیٹا تھا جو کسی کا بیٹا ہو وہ حادث اور اپنے وجود میں محتاج ہوتا ہے۔ وہ الٰہ نہیں بن سکتا۔ نیز وہ اللہ کا رسول تھا جس کا کام ہی یہ تھا کہ وہ لوگوں کو توحید سکھائے اور شرک سے ان کو روکے۔ اسی طرح ان سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر گذرے ان سب کا یہی کام تھا۔ لہٰذا جو لوگ خود دوسروں کو شرک سے منع کریں وہ کس طرح خدا کے شریک ہوسکتے ہیں وَاُمُّہٗ صِدِّیْقَۃٌ اور مسیح علیہ السلام کی والدہ صدیقہ تھیں، صدیقیت ولایت کا سب سے اونچا درجہ ہے جو اللہ کی خالص عبادت اور کامل اطاعت سے حاصل ہوتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ حضرت مریم تو خود اللہ کی عبادت گذار تھیں، اس لئے وہ معبود بننے کے لائق ہرگز نہیں ہوسکتیں۔ ۱۳۵ تثنیہ سے مراد حضرت مسیح اور حضرت مریم علیہما السلام ہیں۔ اس میں ان کے انتہائی احتیاج کا بیان ہے۔ اور ان کی الوہیت کی نفی پر ایک واضح برہان ہے۔ جب یہ ثابت ہوگیا کہ وہ کھانا کھایا کرتے تھے تو معلوم ہوگیا کہ وہ نہ صرف روٹی اور پانی کے محتاج تھے بلکہ ہر اس چیز کے بھی محتاج تھے جس کا روٹی اور پانی کے حاصل کرنے میں ذرا بھی دخل ہو۔ جن کی محتاجی کا یہ حال ہو وہ ہرگز معبود بننے کے لائق نہیں ہوسکتے۔ اور نہ متصرف وکارساز ہوسکتے ہیں کیونکہ متصرف وکارساز وہی ہوسکتا ہے جو ہر چیز سے مستغنی اور بے نیاز ہو۔ انہما کانا محتاجین لانہما کانا محتاجین الی الطعام اشد الحاجۃ والالٰہ ہو الذی یکون غنیا عن جمیع الاشیاء فکیف یعقل ان یکون الٰہا (کبیر ص[illegible] ج۳) ۱۳۶ یہ چوتھی بات ہے جو بلغ ما انزل الیک کے تحت داخل ہے۔ تعبدون میں خطاب نصاریٰ سے ہے اور من دون اللہ سے حضرت مسیح اور ان کی والدہ مراد ہے۔ والخطاب للنصاریٰ نہاہم عن عبادۃ عیسیٰ وغیرہ (بحر ج۳ ص۵۳۲) والمراد بما لا یملک عیسیٰ او ہو وامہ علیہما الصلوٰۃ والسلام (روح ج۶ ص[illegible]) یہ نصاریٰ کے عقیدۂ الوہیت مسیح ومریم کے بطلان پر ایک اور دلیل ہے۔ مطلب یہ کہ جن کی تم عبادت کرتے ہو اور جن کو غائبانہ پکارتے ہو وہ تو تمہارے کسی نفع نقصان کا اختیار نہیں رکھتے اور نہ وہ عالم الغیب ہیں کہ تمہارا حال جان لیں اور تمہاری پکار سن لیں۔ یہ صفتیں صرف اللہ ہی میں ہیں۔ وَاللّٰہُ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ اس میں واؤ تعلیلیہ ہے اور یہ ماقبل کی علت ہے یعنی ہر بات سننے والا اور ہر چیز کو جاننے والا تو اللہ ہے نہ کہ حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ۔ اس میں ھُوَ ضمیر فصل اور خبر کے معرف باللام سے حصر کا مفہوم پیدا ہوگیا ہے۔ ای واللہ ہو السمیع لکل شیء لا عیسیٰ وامہ العلیم بکل شیء ای لا عیسیٰ وامہ قالہ الشیخ قدس سرہ۔

فائدہ۔ عام مفسرین نے اگرچہ بلغ ما انزل الیک میں ما کو عموم پر محمول کیا ہے اور اس سے تمام احکام مراد لئے ہیں، لیکن مذکورہ چار امور کو انہوں نے مستقل احکام قرار دیا ہے اور ما انزل کے تحت داخل نہیں کیا۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ کے نزدیک ما عموم کے لئے ہے۔ جو تمام احکام کو شامل ہے اور مذکورہ چار باتیں ما اُنزل کے تحت داخل ہیں۔ یعنی یہ چاروں ان امور میں سے ہیں جن کی تبلیغ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے۔

شیعہ کہتے ہیں اس آیت میں ما اُنزل سے حضرت علی کی خلافت کا اعلان مراد ہے۔ چنانچہ اس پر وہ ایک روایت بھی پیش کرتے ہیں کہ غدیر خم کے مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اس میں آپ نے فرمایا: من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ یعنی جس کا میں مولیٰ ہوں علی بھی اس کا مولیٰ ہے۔ مولیٰ سے وہ والی اور خلیفہ مراد لیتے ہیں۔

یہ استدلال کئی وجوہ سے درست نہیں ہے (۱) یہ روایت درجۂ صحت کو نہیں پہنچتی۔ اس کے اکثر طرق ضعیف اور شاذ ہیں اور بعض طرق موضوع ومردود ہیں۔ جیسا کہ علامہ سید محمود آلوسی نے روح المعانی (ج۶ ص۱۹۴ تا ص۱۹۵) میں اس پر تفصیل سے کلام کیا ہے۔ (۲) لفظ مولیٰ لغت عرب میں والی اور حاکم کے معنوں میں استعمال نہیں ہوتا بلکہ مولیٰ کے معنی آقا، غلام، مددگار، دوست وغیرہ کے آتے ہیں۔ چنانچہ علامہ محمد طاہر فرماتے ہیں۔ واسم المولیٰ یقع علی الرب والمالک والسید والمنعم والمعتق والناصر والمحب والتابع والجار وابن العم والحلیف والعقید والصہر والعبد والمعتق والمنعم علیہ الخ (مجمع بحار الانوار [illegible]) ان معانی میں والی یا حاکم کا کوئی ذکر نہیں۔ اس لئے اس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت مراد لینا سراسر غلط اور تحکم ہے۔

مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ؕ وَاللّٰهُ هُوَ
جو مالک نہیں تمہارے بُرے کی اور نہ بھلے کی اور اللہ وہی ہے
السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٧٦﴾ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ
سننے والا جاننے والا تو کہہ اے اہل کتاب ۱۳۷
لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْٓا
مت مبالغہ کرو اپنے دین کی بات میں ناحق کا اور مت چلو
اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا
خیالات پر ان لوگوں کے جو گمراہ ہو چکے پہلے اور گمراہ کر گئے
كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿٧٧﴾
بہتوں کو اور بہک گئے سیدھی راہ سے ع
لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ
ملعون ہوئے ۱۳۸ کافر بنی اسرائیل میں کے
عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ؕ
داؤد کی زبان پر اور عیسیٰ بیٹے مریم کے
ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿٧٨﴾
یہ اس لئے کہ وہ نافرمان تھے اور حد سے گذر گئے تھے
كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ؕ
آپس میں منع نہ کرتے ۱۳۹ بُرے کام سے جو وہ کر رہے تھے
لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿٧٩﴾ تَرٰى
کیا ہی بُرا کام ہے جو کرتے تھے تو دیکھتا ہے
كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ
ان میں کے بہت لوگ ۱۴۰ دوستی کرتے ہیں کافروں سے

ع ۱۰ ۱۱ ۱۴

ما واو تعلیلیہ ہے اور
ھو السمیع العلیم
میں حصر ہے یعنی سمیع
لکل شیٔ اور علیم
بکل شیٔ اللہ ہی ہے
حضرت عیسیٰ اور مریم
علیہما السلام نہیں
لہٰذا وہ نفع و ضرر
کے مالک بھی نہیں ۱۲
یہ زبور اترے ۱۲ سے
سے مراد ہے ۱۲ سے
یعنی حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کو خدا بنانا
حاجات میں متصرف
سمجھو ۔ ۱۲ سے تحریف
دنیوی ۱۲ سے
ان کی بددعا سے
بندر ہوئے ۱۲
سے ان کی بددعا
سے خنزیر ہوئے ۱۲
سے مراد زجر ہوا ہے
منافقین ۱۲

۱۳۷ یہ اہل کتاب کے لئے زجر ہے ۔ دین میں غلو سے اللہ کی مقرر کردہ حدود سے تجاوز کرنا مراد ہے مثلاً حضرت مسیح اور ان کی والدہ کو اور حضرت عزیر علیہم السلام کو الوہیت کا درجہ دینا اور ان کو حاجات میں غائبانہ طور پر پکارنا وغیرہ ۔ غَيْرَ الْحَقِّ اخذ مُحۡ مقدر کا مفعول ہے جو لَا تَغْلُوْا کے فاعل سے حال ہے ۔ اَهْوَآءَ قَوْمٍ میں قوم سے یہود و نصاریٰ کے اسلاف اور ان کے آباء و اجداد مراد ہیں ۔ فرمایا تم اپنے ان گذشتہ عالموں اور پیروں اور اپنے باپ دادا کی پیروی میں حق کا انکار نہ کرو ۔ جو خود گمراہ تھے اور جنہوں نے ہزاروں لاکھوں بندگانِ خدا کو توحید اور صراطِ مستقیم سے گمراہ کیا ای اسلافکم وائمتکم الذین کانوا علی الضلال قبل مبعث النبی صلی اللہ علیہ (مدارک ج ۱ ص ۲۳۰) جو لوگ خود گمراہ اور بےدین ہوں ان کی پیروی کسی طرح جائز نہیں ان کی پیروی سے حرمان و خسران کے سوا کچھ حاصل نہیں **۱۳۸** یہ مشرکین اہل کتاب کے لئے تخویفِ دنیوی ہے حضرت داؤد علیہ السلام کی زبان پر جو لوگ ملعون ہوئے ان سے مراد اصحاب السبت ہیں ۔ انہیں ہفتے کے دن مچھلی کا شکار کرنے سے منع کیا گیا مگر وہ باز نہ آئے اور اللہ کے حکم کی پروا نہ کی تو حضرت داؤد علیہ السلام نے ان پر بددعا کی اَللّٰھُمَّ الْعَنْهُمْ وَاجْعَلْهُمْ اٰیَةً اے اللہ ان کو اپنی رحمت سے دور ہٹا دے اور انہیں آنے والی نسلوں کے لئے عبرت کی نشانی بنا دے ۔ تو ان کو اللہ تعالیٰ نے مسخ کر کے بندر بنا دیا ۔ اور جو لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے ملعون ہوئے ان سے اصحاب مائدہ مراد ہیں جنہوں نے آسمان سے دسترخوان اتارنے کا مطالبہ کیا تھا جب دسترخوان اترا اور انہوں نے اس سے کھایا بھی مگر ایمان نہ لائے تو حضرت مسیح علیہ السلام نے دعا کی اَللّٰھُمَّ الْعَنْهُمْ کَمَا لَعَنْتَ اَصْحٰبَ السَّبْتِ اے اللہ ان کو اسی طرح ملعون و مردود کر دے جس طرح تو نے اصحاب سبت کو کیا تھا ۔ ان کو اللہ نے مسخ کر کے خنزیر بنا دیا ۔ (کبیر ج ۳ ص ۶۴۵) یہ سزا ان کو خدا کی نافرمانی اور اس کی حدود کو توڑنے کی وجہ سے دی گئی ۔ **۱۳۹** یہ ان ملعونین کی نافرمانی اور تجاوز عن الحد کی تفصیل ہے ۔ یعنی جو برے افعال اور بداعمالیاں ان کی قوم میں رائج تھیں اور جن کا وہ ارتکاب کرتے تھے ان سے وہ ایک دوسرے کو منع نہیں کرتے تھے ۔ **۱۴۰** یہ منافقین اہل کتاب کے لئے زجر ہے ۔ یہ لوگ در پردہ کافروں سے دوستی رکھتے تھے اور ظاہر میں مسلمان ہونے کے مدعی تھے اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ الخ بِئْسَ کا مخصوص بالذم ہے یعنی انہوں نے کافروں سے دوستی کر کے بہت برا توشہ آگے بھیجا ہے کہ اللہ کا غضب خرید لیا اور عذاب جہنم میں خلود کے مستحق ہوئے یا اَنْ سے پہلے حرف جر لِ یا ب محذوف ہے ای لِاَنْ یا بِاَنْ اس طرح یہ جملہ ماقبل کا سبب ہوگا اور بِئْسَ کا مخصوص بالذم محذوف ہوگا اور مطلب یہ ہوگا کہ جو توشۂ اعمال آگے بھیجا ہے وہ بہت

فتح الرحمن ف۱ یعنی پیشوایان یہودیہ و نصرانیہ کہ برائے ایشان مذہب قرار دادہ اند ۱۲ ۔

لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ
کیا ہی بُرا سامان بھیجا انہوں نے اپنے واسطے وہ یہ کہ
سَخِطَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَفِی الْعَذَابِ هُمْ
اللہ کا غضب ہوا ان پر اور وہ ہمیشہ عذاب
خٰلِدُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَلَوْ كَانُوْا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ
میں رہنے والے ہیں اور اگر ۱۴۱ھ وہ یقین رکھتے اللہ پر اور
النَّبِیِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ
نبی پر اور جو نبی پر اترا تو کافروں کو
اَوْلِیَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِیْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸۱﴾
دوست نہ بناتے لیکن ان میں بہت سے لوگ نافرمان ہیں
لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِیْنَ
تو پاوے گا ۱۴۲ھ سب لوگوں سے زیادہ دشمن مسلمانوں
اٰمَنُوا الْیَهُوْدَ وَالَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَ
کا یہودیوں کو اور مشرکوں کو اور
لَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا
تو پاوے گا ۱۴۳ھ سب سے نزدیک محبت میں مسلمانوں کے (حبشہ کے)
الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰی ؕ ذٰلِكَ
ان لوگوں کو جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں یہ
بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّیْسِیْنَ وَرُهْبَانًا وَّ
اس واسطے کہ ۱۴۴ھ ان میں عالم ہیں اور درویش ہیں اور
اَنَّهُمْ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۸۲﴾
اس واسطے کہ وہ تکبر نہیں کرتے

۱ ای بیان ۲

۳ مراد نصاریٰ حبشہ ہیں جو ایمان لے آئے ۳

بری چیز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ان پر ناخوش ہوگیا۔ **۱۴۱ھ** یہ ان کے دعوائے ایمان کی تکذیب ہے۔ یعنی اگر گروہ واقعی دل وجان سے اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاچکے ہوتے تو کافروں سے دوستانہ تعلقات ہرگز نہ رکھتے۔ اس لئے ان کا دعوائے ایمان سراسر جھوٹا اور محض منافقانہ ہے۔

۱۴۲ھ نزول قرآن کے وقت تین جماعتیں اسلام کی مخالف تھیں یہود و نصاریٰ اور مشرکین، اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے خلاف شدتِ عداوت کے اعتبار سے ان کی درجہ بندی فرمادی۔ شدتِ عداوت میں یہودی سب سے پہلے درجہ پر ہیں اور وہ دنیا میں مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن ہیں دوسرے درجے پر مشرکین ہیں۔ دو جماعتوں کا صراحت سے ذکر فرمایا اور تیسری جماعت یعنی نصاریٰ کا حال خود بخود معلوم ہوگیا کہ تیسرے درجے پر نصاریٰ مسلمانوں کے دشمن ہیں۔

۱۴۳ھ هُمْ ضمیر اَلنَّاس کی طرف راجع ہے۔ مسلمانوں کے دشمنوں کی درجہ بندی کرنے کے بعد مسلمانوں سے محبت اور دوستی کرنیوالوں کا ذکر فرمایا۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جو لوگ موجود تھے ان میں سے مسلمانوں کی محبت سب سے زیادہ حبشہ کے ان عیسائیوں کے دلوں میں تھی جنہوں نے مہاجرین حبشہ سے قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سن کر اسلام قبول کرلیا تھا۔ ان کی نرم دلی کا یہ حال تھا کہ جب ان کے سامنے قرآن پڑھا گیا تو وہ اس سے اسقدر متاثر ہوئے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اس آیت میں نصاریٰ سے حبشہ کا بادشاہ نجاشی اور دوسرے وہ عیسائی مراد ہیں جنہوں نے اسلام قبول کرلیا تھا۔ اس سے تمام عیسائی مراد نہیں ہیں کیونکہ باقی عیسائی بھی مسلمانوں کے اسی طرح دشمن تھے جس طرح یہود اور مشرکین۔ لم يرد به جميع النصارى لانهم في عداوة المسلمين كاليهود في قتلهم المسلمين واسرهم وتخريب بلادهم وهدم مساجدهم واحراق مصاحفهم لا وكرامة لهم بل الآية فيمن اسلم منهم مثل النجاشي واصحابه (معالم ج ۲ ص ۶۶)

۱۴۴ھ یہ ماقبل کی علت ہے قسیسین، قسیس کی جمع ہے جس کے معنی عالم کے ہیں اور یہ لفظ نصاریٰ کے سب سے بڑے عالم پر بولا جاتا ہے في القاموس هو رئيس النصارى في العلم (مظہری ج ۳ ص ۱۶۲) اور رهبان، رَاهِبٌ کی جمع ہے یعنی تارک الدنیا اور عبادت گذار درویش۔ حبشہ کے عیسائیوں میں سے جو اسلام لاچکے ہیں ان میں چونکہ بڑے بڑے علماء اور درویش شامل ہیں اور ان کے دل میں تکبر وغرور نہیں ہے۔ اسی وجہ سے انہوں نے حق کو قبول کرلیا ہے اور یہی ایمان والوں سے ان کی محبت ومودت کی وجہ ہے۔

۱۴۵ یہ ان کی نرم دلی اور خدا خوفی کا بیان ہے کہ جب ان کے سامنے قرآن کی آیتیں پڑھی گئیں تو وہ خدا کے خوف سے رونے لگے اور انہوں نے حق کو پہچان کر فوراً قبول کرلیا کیونکہ وہ خود تورات وانجیل کے عالم تھے اور آخر الزمان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف سے واقف تھے۔ یَقُوْلُوْنَ الخ قرآن کی آیتیں سن کر روتے جارہے تھے۔ اے ہمارے پروردگار ہم تیری توحید پر اور تیرے آخری پیغمبر پر ایمان لے آئے اب ہمیں بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں لکھ لے اور اس میں شامل فرمالے۔ الشّٰھِدِیْنَ سے امت محمدیہ مراد ہے کیونکہ وہ قیامت کے دن انبیاء علیہم السلام کے حق میں حق تبلیغ ادا کرنے کی گواہی دیں گے معَ امة محمد علیه السلام الذین ھم شھداء علی سائر الامم یوم القیٰمة (مدارک ج ۱ ص ۲۳۳) ای مع امة محمد الذین یشھدون بالحق الخ (قرطبی ج ۶ ص ۲۵۹) ۱۴۶ یعنی جب ہماری خواہش یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں ہمیں نیک لوگوں کی معیت اور سنگت عطا فرمائے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ ہم اللہ پر ایمان نہ لائیں اور ان تمام سچی باتوں کو نہ مانیں جو اللہ کی طرف سے ہم کو پہنچی ہیں۔ فَاَثَابَھُمُ یہ ان کے لئے بشارت اخروی ہے۔ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا الخ یہ منکرین اور مکذبین کے لئے تخویف اخروی ہے یہاں تک نفی شرک فی التصرف کا بیان تھا

دوسرا حصہ

دوسرا جزء۔ نفی شرک فعلی

۱۴۷ یہاں سے سورت کے دوسرے حصے کا دوسرا جزء شروع ہوتا ہے۔ جس میں لف ونشر غیر مرتب کے طور پر مسئلہ نفی شرک فعلی کا اعادہ کیا گیا ہے۔ شرک فعلی کے سلسلے میں چار چیزیں بیان کی گئی ہیں (۱) اول تحریمات غیر اللہ یا تحریمات عباد یا تحریمات مشرکین (۲) غیر اللہ کی نذریں (۳) تحریمات اللہ اور (۴) اللہ کی نذریں۔ اور (۴) کا حکم یہ ہے کہ وہ حلال ہیں انہیں کھانا چاہئے اور (۲) اور (۳) کا حکم یہ ہے کہ وہ حرام ہیں انہیں نہیں کھانا چاہئے۔ اس آیت میں تحریمات غیر اللہ کا ابطال فرمایا مشرکین نے اپنے معبودوں کی رضاجوئی کے لئے محض اپنی طرف بعض حلال وپاک چیزوں کو اپنے اوپر حرام کر رکھا تھا۔ مثلاً بحیرہ سائبہ وغیرہ۔ جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ بحالت شرک جن حلال چیزوں کو تم نے حرام کر رکھا تھا ان کو حلال جانو اور ان کو کھاؤ اور تحریمات اٹھاؤ طَیِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ الخ میں اضافت بیانی ہے اور مطلب یہ ہے پاکیزہ چیزوں کو یعنی ان چیزوں کو جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کی ہیں حرام مت ٹھہراؤ۔ وَلَا تَعْتَدُوْا حد سے مت گذرو۔ یہاں مراد یہ ہے کہ اپنی طرف سے اللہ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام مت کرو۔ ای لا تحرموا ما احل

۱۔ بشارت ۱۲
۲۔ تخویف اخروی ۱۲
۳۔ اعادہ مضمون نفی شرک فعلی بطریق لف ونشر غیر مرتب ۱۲
۴۔ اضافت بیانیہ ۱۲
۵۔ اس کی تفصیل سورت انبیاء میں گذر چکی ہے ۱۲
۶۔ معبودان باطلہ کی وجہ سے تحریمیں
منت کرو
تحریمیں کی تھیں ان کو حلال سمجھ کر کھاؤ ۱۲

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰۤى اَعْيُنَهُمْ
اور جب ۱۴۵ سنتے ہیں اس کو جو اترا رسول پر تو دیکھے تو ان کی آنکھوں کو
تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ
کہ ابلتی ہیں آنسوؤں سے اس وجہ سے کہ انہوں نے پہچان لیا حق بات کو کہتے ہیں
رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَمَا لَنَا
اے رب ہمارے ہم ایمان لائے سو تو لکھ ہم کو ماننے والوں کے ساتھ ف۱ اور ہم کو کیا ہوا کہ
لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ وَنَطْمَعُ
یقین نہ لاویں اللہ پر ۱۴۶ اور اس چیز پر جو پہنچی ہم کو حق سے اور توقع رکھیں
اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ فَاَثَابَهُمُ
اس کی کہ داخل کرے ہم کو رب ہمارا ساتھ نیک بختوں کے ف۲ پھر ان کو بدلے میں دیئے
اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
اللہ نے اس کہنے پر ایسے باغ کہ جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَ
رہا کریں ان میں ہی اور یہ ہے بدلہ نیکی کرنے والوں کا اور
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۤئِكَ اَصْحٰبُ
جو لوگ منکر ہوئے اور جھٹلانے لگے ہماری آیتوں کو وہ ہیں دوزخ کے
الْجَحِيْمِ ﴿۸۶﴾ ع يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ
رہنے والے ف۳ اے ایمان والو ۱۴۷ مت حرام ٹھہراؤ وہ لذیذ چیزیں
مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ
جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کردیں اور حد سے نہ بڑھو بیشک اللہ پسند نہیں کرتا
الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ص
حد سے بڑھنے والوں کو اور کھاؤ اللہ کے دیئے ہوئے میں سے جو چیز حلال پاکیزہ ہو ۱۴۸

ع ۹ ۱۱ ۱

موضح قرآن ف۱ مکے میں کافروں نے جب مسلمانوں پر ظلم کیا تو حضرت نے اذن دیا کہ اور ملک میں نکل جاؤ۔ قریب اسی آدمی مسلمان بعضے تنہا بعضے گھر سمیت ملک حبشہ میں جا رہے وہاں کا بادشاہ خوب منصف تھا۔ پھر مکے کے کافروں نے اس کو بہکایا کہ اس قوم کو رہنے نہ دو کہ حضرت عیسیٰ کو غلام کہتے ہیں۔ تب بادشاہ نے مسلمانوں کو بلا کر پوچھا اور قرآن پڑھوا کر سنا وہ اور اس کے علماء بہت روئے اور کہا حضرت عیسیٰ نے فرمایا ہے میرے بعد پیش از قیامت ایک نبی اور آویگا وہ بیشک یہی نبی ہے۔ وہ بادشاہ خفیہ مسلمان ہوا اُن کے حق میں یہ آیتیں ہیں:۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی جماعہ کہ اکمل امت باشند ۱۲ ف۲ یعنی بہ بہشت ۱۲ ف۳ مترجم گوید در آیات مذکورہ اشارہ است بفضیلت قومی از نصاریٰ حبشہ کہ بہ او جعفر طیار بخدمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آمدہ مسلمان شدند واللہ اعلم ۱۲۔

اللہ وشرع (قرطبی ج ۶ ص۲۶۳) **۱۴۸** یہ ماقبل ہی کی تاکید وتفصیل ہے کہ جو حلال وطیب چیزیں اللہ نے تم کو دی ہیں ان سے پورا پورا فائدہ اٹھاؤ اور جس چیز پر تم ایمان لائے ہو اس سے ڈرتے رہو اور اس کے احکام کی مخالفت ہرگز نہ کرو۔ نہ حلال چیزوں کو حرام جانو اور نہ ان کو بے جا صرف کرو۔ **۱۴۹** یہاں یمین قسم کی دو قسموں یعنی یمین لغو اور یمین منعقدہ کا حکم بیان فرمایا ہے تحریمات عباد کے ابطال کے بعد قسم کے احکام بیان فرمائے۔ دونوں میں ربط اور مناسبت یہ ہے کہ جس طرح ایک شخص اپنی طرف سے تحریم کر کے ایک چیز کو اپنے اوپر حرام کر لیتا ہے اسی طرح یمین کے ذریعے بھی حلال کو حرام کر لیتا ہے۔ اس لئے تحریمات عباد کے ساتھ یمین کے احکام بیان فرما دیئے **۱۵۰** یمین لغو کی تفصیل سورۂ بقرہ کی تفسیر میں ص۱۰۸ پر حاشیہ (۴۴۵) میں گذر چکی ہے۔ یمین لغو کا حکم یہ ہے کہ اس پر کوئی مواخذہ نہیں نہ دنیا میں کفارہ نہ آخرت میں سزا وَ لٰكِنْ یُّؤَاخِذُكُمْ الخ لیکن یمین منعقدہ پر مواخذہ ہوگا یعنی اگر اسے توڑ دیا تو اس کا کفارہ دینا ہوگا۔ یمین منعقدہ یہ ہے کہ آئندہ زمانے میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر اللہ کے نام کی قسم کھائی اگر قسم پوری کر دی تو بہتر ورنہ اس کا کفارہ واجب ہوگا فَكَفَّارَتُهٗٓ الخ قسم توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو دو وقت ایسا کھانا کھلاوے جیسا کہ وہ عام طور پر اپنے گھر میں کھاتے ہیں۔ کھانا کھلانے کے بجائے اگر دس مسکینوں کو فی کس دو سیر گندم یا چار سیر جو دیدے تو بھی جائز ہے۔ یا دس مسکینوں کو متوسط درجے کے کپڑے دیدے۔ فی کس دو کپڑے، چادر اور قمیص یا تہبند اور قمیص یا پگڑی اور چادر علی ہذا القیاس یا غلام آزاد کر دے اگر ان مالی صورتوں میں سے کسی ایک کی طاقت نہ ہو تو پھر لگاتار تین روزے رکھے کیونکہ حضرت عبداللہ بن مسعود کی قرأت میں ہے فصیام ثلٰثۃ ایام متتابعات یہ قرأت مشہور ہے (مظہری ج ۳ ص۱۷۱) **۱۵۱** اس کے دو معنی ہیں اول یہ کہ قسم کھا کر اس پر پکے رہو اور اسے توڑو مت۔ دوسرے یہ کہ سرے سے قسم کھاؤ ہی مت۔ فبروا فیها ولا تحنثوا اذا لم یکن الحنث خیرا او لا تحلفوا اصلا (مدارک ج ۱ ص۲۳۳) حضرت شیخ قدس سرہٗ دوسرے مفہوم کو ترجیح دیتے کیونکہ وہ سیاق قرآن کے مطابق ہے **۱۵۲** یہ دوسرے مسئلے کا بیان ہے یعنی غیر اللہ کی نذر و نیاز حرام اور نجس ہے اَلْمَیْسِرُ یعنی جوا۔ اس سے جوئے کی کوئی بھی مخصوص صورت مراد نہیں بلکہ وہ تمام صورتیں اور شرطیں مراد ہیں جن پر جوئے کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ مثلاً لاٹری، ریس پر بازی لگانا وغیرہ۔ الانصاب۔ نُصُبٌ

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾ لَا یُؤَاخِذُكُمُ

اور ڈرتے رہو اللہ سے جس پر تم یقین رکھتے ہو ف۱ نہیں پکڑتا تم کو

اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِیْٓ اَیْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ یُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا

اللہ ف۱۵۰ تمہاری بیہودہ ۱۵۰ قسموں پر لیکن پکڑتا ہے اس پر جس

عَقَّدْتُّمُ الْاَیْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ

قسم کو تم نے مضبوط باندھا ف۲ سو اس کا کفارہ کھانا دینا ہے دس

مَسٰكِیْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِیْكُمْ

محتاجوں کو اوسط درجہ کا کھانا جو دیتے ہو اپنے گھر والوں کو

اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ ؕ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ

یا کپڑا پہنا دینا دس محتاجوں کو یا ایک گردن آزاد کرنی پھر جس کو میسر نہ ہو

فَصِیَامُ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ ؕ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَیْمَانِكُمْ اِذَا

تو روزے رکھنے ہیں تین دن کے یہ کفارہ ہے تمہاری قسموں کا جب

حَلَفْتُمْ ؕ وَاحْفَظُوْٓا اَیْمَانَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ

قسم کھا بیٹھو اور حفاظت رکھو ۱۵۱ اپنی قسموں کی ف۳ اسی طرح بیان کرتا ہے

اللّٰهُ لَكُمْ اٰیٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۸۹﴾ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ

اللہ تمہارے لئے اپنے حکم تاکہ تم احسان مانو ف۴ اے ایمان ۱۵۲

اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ

والو یہ جو ہے شراب اور جوا اور بت اور پانسے

رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ

سب گندے کام ہیں شیطان کے سو ان سے بچتے رہو تاکہ تم

تُفْلِحُوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ

نجات پاؤ شیطان تو یہی چاہتا ہے ۱۵۳ کہ ڈالے تم میں

ف۱ یعنی تحریم حلال یمین ہو جاتی ہے اس مناسبت سے مسئلہ یمین کو لایا گیا ۱۲ ف۲ مراد متتابعات ہیں کما فی الحدیث عن عبد اللہ بن مسعود ۱۲ ف۳ اس کے دو معنی ہیں (۱) قسم ہی نہ کھاؤ (۲) یا قسم اٹھا کر حانث ہونے سے بچو۔ پہلا معنی سیاق قرآن کے موافق ہے ۱۲ ف۴ دوسرے مسئلے کا بیان یعنی غیر اللہ کی نذر و نیاز کی حرمت ۱۲ ف۵ اس سے بچو ۱۲ ف۶ یہ صرف خمر اور میسر کی علت ہے انصاب اور ازلام کی علت شرک ہے اور ان کی علت بیان نہیں کیا گیا ۱۲

موضح قرآن ف۱ جو چیز شروع میں صاف حلال ہے اس سے پرہیز کرنا برا ہے۔ یہ دو طرح ہوتا ہے ایک یہ کہ زہد کے سبب سے اپنے اوپر تنگی پکڑے کہ یہ رہبانیت ہمارے دین میں پسند نہیں۔ بلکہ تقویٰ چاہیئے کہ جو منع ہوا اس کے نزدیک نہ جاوے دوسرے یہ کہ قسم کھا بیٹھا ایک کام پر یہ بھی بہتر نہیں، جو کام موافق شرع ہے اس سے قسم نہ کھاوے اور کھا بیٹھا تو توڑے اور کفارہ دے۔ یہ آگے فرمایا **ف۲** جس بات پر قصد کر کر قسم کھائی آئندہ کو پھر اس کے خلاف ہو تو تین بات میں سے ایک کرے جو چاہے یا دس محتاج کو کھلانا یعنی ہر ایک کو اناج دینا۔ دو سیر گیہوں یا چار سیر جو یا ان کو کپڑا دینا جس میں بدن کم کھلا رہے۔ ایک بردہ آزاد کرنا ان تین میں کسی کا مقدور نہ ہو تو تین روزے اور اپنی قسم کو چاہیئے تھامنا یعنی تا مقدور قسم نہ کھاوے اور زبان کی یہ عادت نہ کرے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی ترک نکاح یا ترک اکل لحم و امثال آن درست نیست ۱۲ **ف۲** مترجم گوید یعنی بہ لغو کفارت واجب نیست چنانکہ از دور شبحی بیند و ظن گوید واللہ زید است و زید نباشد و بہ یمین منعقدہ اگر حانث شود کفارت واجب است چنانکہ گوید واللہ این طعام نخورم یا در این خانہ نہ در آیم و علیٰ ہذا القیاس واللہ اعلم ۱۲ **ف۳** یعنی تا مقدور حانث نشوید ۱۲

کی جمع ہے۔ یعنی بڑے بڑے بت۔ مراد ان کے نام پر دی جانے والی نذریں ہیں والازلام اس سے تیروں کے ذریعے تقسیم مراد ہے۔ ان تمام چیزوں کو ناپاک اور شیطانی فعل قرار دیا اور فرمایا ان سے اجتناب کرو اور دور رہو اسی میں تمہاری کامیابی اور فلاح کا راز مضمر ہے۔ **۱۵۳** یہ شراب اور جوئے سے اجتناب کرنے کی علت بیان فرمائی انصاب اور ازلام سے احتراز کی علت یعنی شرک فی التصرف اور شرک فعلی چونکہ ظاہر اور واضح تھی اس لئے اسے بیان نہیں فرمایا۔ اَنْ یُّوْقِعَ الخ یعنی شراب نوشی اور جوئے بازی کے ذریعے شیطان تم میں بغض و عداوت پیدا کرنا اور تمہیں اللہ کی یاد سے خصوصاً نماز سے غافل کرنا چاہتا ہے۔ کیا پھر بھی تم ان برائیوں سے باز نہیں آؤ گے **۱۵۴** یہ حکم بالا کی تاکید ہے۔ اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اور ان کی نافرمانی سے بچو۔ اگر تم نے اللہ اور اس کے رسول کے احکام سے اعراض کیا تو اس سے تم نے ہمارے رسول کا کچھ نقصان نہیں کیا کیونکہ اس کا فرض ابلاغ تھا جسے اس نے احسن طریق سے ادا کر دیا۔ پیغمبر علیہ السلام کی نافرمانی سے تم اپنی ہی عاقبت برباد کر رہے ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی مخالفت کرنے والوں کے لئے وعید شدید ہے وھذا تھدید عظیم ووعید شدید فی حق من خالف فی ھٰذا التکلیف و اعرض فیہ عن حکم اللہ (کبیر ج ۳ ص ۶۵۲) **۱۵۵** یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ یعنی جو لوگ اب تک شراب پیتے رہے، جوا کھیلتے رہے اور غیر اللہ کی نذریں نیازیں کھاتے رہے اور نزول تحریم سے پہلے ہی فوت ہو گئے ان کا کیا ہوگا۔ تو اس کے جواب میں فرمایا کہ جو مومنین نزول تحریم سے پہلے مذکورہ بالا اشیاء کھاتے پیتے رہے ہیں ان پر کوئی گناہ نہیں اِذَا مَا اتَّقَوْا جب کہ وہ شرک سے بچے رہے اور صدق دل سے ایمان لائے اور نیک اعمال کئے ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا پھر اس اتقاء عن الشرک اور ایمان خالص پر قائم رہے۔ جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا (حجرات ع ۲) ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا پھر وہ اتقاء کامل یعنی درجہ احسان تک پہنچ گئے۔ اتقوا الشرک وامنوا باللہ ورسولہ (قرطبی ج ۶ ص ۲۹۶)، اذا ما اتقوا الشرک (مدارک ج ۱ ص ۲۳۳) قال محمد بن جریر الاتقاء الاول ھو الاتقاء بتلقی امر اللہ بالقبول والتصدیق والدینونۃ بہ والعمل والاتقاء الثانی بالثبات علی التصدیق والثالث الاتقاء بالاحسان والتقرب بالنوافل (قرطبی) یہ تیسرے مسئلے کا بیان ہے۔ یعنی اللہ کی تحریمات کو قائم رکھو اور ان کو حلال مت سمجھو۔ یہاں احرام کی حالت میں شکار کرنے سے منع فرمایا۔ شکار کرنا اگرچہ حلال ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے جو تحلیل و تحریم کا مختار ہے بحالت احرام شکار کو حرام کر دیا ہے لہٰذا اس کے حکم کی تعمیل لازم ہے۔ لَیَبْلُوَنَّکُمُ یہ بحالت احرام شکار کرنے کی ممانعت کی تفصیلی علت ہے یعنی اس ممانعت سے اللہ تعالیٰ یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ اس کو غیب دان جان کر کون اس سے ڈرتا ہے کہ اللہ ہر جگہ حاظر و ناظر ہے اور اس کی

۴ اجمالی بیان کی گئی ہے ۱۲ ۵ اس میں بھی تیسرے مسئلہ کا بیان ہے ۱۲

الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ

دشمنی اور بیر بذریعہ شراب اور جوئے کے اور روکے تم کو

عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ج فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿۹۱﴾

اللہ کی یاد سے اور نماز سے سو اب بھی تم باز آؤ گے ف۱

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا ج فَاِنْ

اور حکم مانو اللہ کا ۱۵۴ اور حکم مانو رسول کا اور بچتے رہو پھر اگر

تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۹۲﴾

تم پھر جاؤ گے تو جان لو کہ ہمارے رسول کا ذمہ صرف پہنچا دینا ہے کھول کر

لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ

جو لوگ ایمان لائے اور کام نیک کئے ان پر گناہ نہیں

فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اس میں جو کچھ پہلے کھا چکے جب کہ آئندہ کو ڈر گئے اور ایمان لائے اور عمل نیک کئے

ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ط وَاللّٰهُ

پھر ڈرتے رہے اور یقین کیا پھر ڈرتے رہے اور نیکی کی اور اللہ

يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ

دوست رکھتا ہے نیکی کرنے والوں کو ف۲ اے ایمان والو البتہ تم کو آزمائے گا

اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗٓ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ

اللہ ایک بات سے اس شکار میں کہ جس پر پہنچتے ہیں ہاتھ تمہارے اور نیزے تمہارے

لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ ج فَمَنِ اعْتَدٰى

تاکہ معلوم کرے اللہ کون اس سے ڈرتا ہے بن دیکھے پھر جس نے زیادتی کی

بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۹۴﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اس کے بعد تو اس کے لئے عذاب دردناک ہے اے ایمان والو ف۳

یعنی غیر اللہ کی نیازیں چھوڑ دو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو ۱۲ ۳ جواب سوال مقدر یعنی اب تک جو غیر اللہ کی نیازیں کھاتے رہے اس کے متعلق کیا حکم ہے ۱۲ ۴ اذا ما اتقوا من الشرک ۱۲ ۵ یعنی اتقاء عن الشرک [illegible]

[illegible] علت تفصیلی ہے یعنی [illegible] جان کر اس سے کون ڈرتا ہے کہ اللہ ہر

جگہ حاضر و ناظر ہے اس کی اطاعت سے ثواب اور مخالفت سے عذاب ملیگا اور انبیاء علیہم السلام چونکہ غیب دان نہیں لہذا ان کے لئے کہیں بھی نہ کرو ابتداء سورت میں ان اللہ یحکم ما یرید ہے علت ۱۲

موضح قرآن ف۱ شراب جس چیز کا پانی سڑ کر کہ نشہ لانے لگے وہ تھوڑا اور بہت حرام اور نجس ہے۔ باقی جو چیز نشہ لاوے اور سڑی نہ ہو وہ نجس نہیں لیکن حرام ہے۔ اور جوا شرط بدنا کسی چیز پر جس میں جیت اور ہار ہو وہ محض حرام ہے اور ایک طرف کی شرط حرام نہیں باقی جو کھیل کہ ان میں شرط بدنی رواج ہے اگر بغیر شرط کھیلے تو جوا نہ ہوا لیکن یہ کہ شیطان اس بہانے سے روکتا ہے۔ اللہ کی یاد اور نماز سے سو ہوا۔ **ف۲** یعنی کفر کی حالت میں اگرچہ حرام چیز کھائی تھی پھر مسلمان ہوا ڈر کر اور منع پہنچا تو اس کو مانا ڈر کر کہ چھوڑ دیا پھر آگے نیکی پر رہا ڈر کر ایمان کے اعمال پر قائم رہا تو ان تین سبب کے آگے وہ گناہ نہ رہا۔ **ف۳** نیزے کا نام لیا اس میں سب ہتھیار داخل ہوئے پھر یہ دو طرح ذکر کیا ہاتھ سے اور ہتھیار سے اس واسطے کہ احرام میں دونوں طرح شکار کو مارنا یکساں ہے۔ دور سے ہتھیار مارا یا ہاتھ سے صحیح و سلامت پکڑ لیا پھر ذبح کیا اور طریق ذبح میں ان دونوں کا فرق ہے۔ دور سے مارا تو جہاں زخم لگ کر مر گیا حلال ہوا اور سلامت پکڑ لیا تو مواشی کی طرح ذبح کرنا چاہئے ۔۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی قبل از تحریم ۱۲ **ف۲** یعنی آنچہ قبل از تحریم خوردند عفو است چون در تقوی رسوخ پیدا کردند و این سخن بدان ماند کہ کسی گوید با تو احسان کنم و باز تو احسان کنم بمعنی آنکہ پیوستہ احسان کنم ۱۲ ۔۔

لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ وَمَنْ قَتَلَهٗ

نہ مارو شکار جس وقت تم ہو احرام میں اور جو کوئی تم میں اس

مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ

کو مارے جان کر ۱۵۷ف تو اس پر بدلہ ہے اس مارے ہوئے کے برابر مویشی

النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًا ۢ بٰلِغَ

میں سے جو تجویز کریں دو آدمی معتبر تم میں سے اس طرح کہ وہ جانور بطور نیاز ۱۵۸ف پہنچایا جاوے

الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ

کعبہ تک یا اس پر کفارہ ہے چند محتاجوں کو کھلانا یا اس کے برابر

صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ؕ

روزے تا کہ چکھے ۱۵۹ف سزا اپنے کام کی اللہ نے معاف کیا جو کچھ ہو چکا

وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو

اور جو کوئی پھر کرے گا اس سے بدلہ لے گا اللہ اور اللہ زبردست ہے بدلہ

انْتِقَامٍ ﴿۹۵﴾ اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا

لینے والا حلال ہوا تمہارے لئے ۱۶۰ف دریا کا شکار اور دریا کا کھانا تمہارے فائدے

لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۚ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ

کے واسطے اور سب مسافروں کے اور حرام ہوا تم پر جنگل کا شکار

مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۹۶﴾

جب تک تم احرام میں رہو اور ڈرتے رہو اللہ سے جس کے پاس تم جمع ہو گے ف۲

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَ

اللہ نے کر دیا ۱۶۱ف کعبہ کو جو کہ گھر ہے بزرگی والا قیام کا باعث لوگوں کے لئے اور

الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ ؕ ذٰلِكَ

بزرگی والے مہینوں کو ۱۶۲ف اور قربانی کو جو نیاز کعبہ کی ہو اور جن کے گلے میں پٹہ ڈال کر لیجاویں کعبہ کو یہ ۱۶۳ف

اطاعت سے ثواب اور اس کی مخالفت سے عذاب ہوگا پہلے اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ میں اجمالی علت کا بیان تھا۔ **۱۵۷ف** مُتَعَمِّدًا۔ قتلہ کے فاعل سے حال ہے اور فَجَزَآءٌ کی خبر محذوف ہے۔ ای فعلیہ جزاء اور مِثْلُ مَا قَتَلَ۔ جزاء سے بدل ہے یا اس کی صفت ہے اور مِنَ النَّعَمِ۔ مَا کا بیان ہے یعنی جس نے احرام کی حالت میں عمداً قصداً شکار کر لیا تو اس کا مثل اس پر بطور جزا واجب ہوگا۔ اور مثل سے امام ابوحنیفہ کے نزدیک مثل معنوی مراد ہے۔ یعنی اس کی قیمت۔ جیسا کہ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ اس پر قرینہ ہے۔ کیونکہ مثل صوری کا فیصلہ تو ہر شخص کر سکتا ہے۔ اس کے لئے دو دیانتدار آدمیوں کے فیصلے کی ضرورت نہیں ہے۔ **۱۵۸ف** بہ کی ضمیر سے حال ہے اور بَالِغَ الْكَعْبَةِ۔ هَدْيًا کی صفت ہے۔ اگر شکار کی قیمت اس قدر ہو کہ اس سے کوئی ہدی کا جانور خریدا جا سکے تو اسے خرید کر حدود حرم میں ذبح کر دیا جائے اَوْ كَفَّارَةٌ الخ اس کا عطف فَجَزَآءٌ پر ہے اور طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اس سے بدل ہے یا اس کی قیمت کا غلہ خرید کر مساکین پر اس طرح تقسیم کرے کہ ہر مسکین کے حصے نصف صاع یعنی دو سیر گندم یا صاع یعنی چار سیر جو سے کم نہ آئے اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا یہ بھی فجزاء پر معطوف ہے اور اس میں کفارے کی تیسری صورت کا بیان ہے۔ یعنی یا ایسا کرے کہ گندم کے ہر دو سیر یا جو کے ہر چار سیر کے عوض ایک ایک روزہ رکھے **۱۵۹ف** یہ فعل مقدر اوجبنا ذلک الجزاء سے متعلق ہے۔ یعنی ہم نے یہ جزا اس لئے واجب کی تا کہ مجرم اپنے کئے کا مزہ چکھ لے۔ اور اس حکم تحریم سے پہلے جو تم بحالت احرام شکار کرتے رہے ہو وہ معاف ہے وَمَنْ عَادَ الخ لیکن جو شخص اس کے بعد اس حکم کی مخالفت کرے گا اور تحریم کے بعد اس فعل کا اعادہ کرے گا تو اس سے اللہ تعالیٰ انتقام لے گا۔ یعنی اس پر جزا واجب ہوگی۔ اگر اس نے جزا ادا نہ کی تو اسے آخرت میں عذاب دیا جائے گا۔ (مظہری و مدارک) **۱۶۰ف** شکار کی دو قسمیں تھیں۔ پانی کا شکار یعنی مچھلی اور خشکی کا شکار یعنی پرندے اور چوپائے۔ یہاں تفصیل کر دی گئی کہ پانی کا شکار احرام کی حالت میں بھی جائز ہے۔ لیکن جب تک تم احرام میں رہو گے۔ اس وقت تک خشکی کے جانوروں کا شکار کرنا حرام ہے۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ اللہ سے ڈرو اور اس کے حکم کی نافرمانی مت کرو آخرت میں اس کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے اس تخویف اخروی کی طرف اشارہ ہے۔ **۱۶۱ف** یہ چوتھا مسئلہ یعنی اللہ کی نذروں کا بیان ہے۔ اَلْبَيْتَ الْحَرَامَ۔ الکعبۃ سے بدل یا عطف بیان ہے۔ قِيٰمًا جَعَلَ کا مفعول ثانی ہے اور قیام بمعنی قوام ہے یعنی ان کے امور دین و دنیا کے قائم اور درست ہونے کا ذریعہ وھو ما یقوم بہ امر دینہم ودنیاھم (مظہری ج ۳ ص ۲۰۵)۔ بیت اللہ سے امور دین کا قوام اس طرح ہے کہ حج و عمرہ اور ہدایا کا تعلق اس سے اور امور دنیا کا اس طرح کہ اہل حرم قتل و غارت وغیرہ سے محفوظ رہتے ہیں۔ یا مطلب یہ ہے کہ بیت اللہ کی بدولت تمام دنیا کے لوگوں کی زندگی محفوظ ہے اور یہ اس وقت تک ہے جب تک دنیا کے مسلمان وہاں حاضر ہو کر حج و عمرہ بجا لاتے رہیں گے اگر لوگ حج کرنا چھوڑ دیں یہاں تک کہ

[illegible]

موضح قرآن ف مسئلہ یوں ہے کہ اگر احرام میں شکار پکڑے تو فرض ہے کہ چھوڑ دے۔ اور اگر مارے تو اس قدر قیمت کا ایک جانور ان مواشی میں سے بکری یا گائے یا اونٹ وہ کعبہ تک پہنچا کر ذبح کرے اور آپ نہ کھاوے یا اس قیمت کا اناج لیکر محتاجوں کو کھلاوے۔ ہر محتاج کو دو سیر گیہوں یا جتنے محتاجوں کو پہنچتا اس قدر روزے رکھے اور قیمت ٹھہراویں دو مسلمان معتبر **ف۲** احرام میں دریا کا شکار یعنی مچھلی حلال ہے اور دریا کا کھانا یعنی جو مچھلی پانی سے جدا ہو کر مر گئی اس نے نہیں پکڑی وہ بھی حلال ہے۔ فرمایا کہ تمہارے فائدے کو رخصت دی پھر کوئی نہ سمجھے کہ حج کے طفیل سے حلال ہے پھر فرمایا کہ اور سب مسافروں کے فائدے کو مچھلی اگرچہ تالاب میں ہو وہ بھی شکار دریا ہے۔ یہ حکم شکار کا معلوم ہوا احرام کے اندر اور احرام میں قصد ہے مکے کا اس شہر مکہ اور گرد و پیش میں ہمیشہ شکار مارنا حرام ہے۔ بلکہ شکار کو ڈرانا اور بھگانا بھی۔

فتح الرحمن ف جزاء صید یکی از سہ چیز تواند بود مماثل صید را در حرم ذبح کند و مماثلت نزدیک شافعی بخلقت و ہیئت است و نزدیک ابی حنیفہ بقیمت یا بقیمت چند صید طعام خرید نماید و بمسکینان دہد نزدیک شافعی ہر مسکینی مدی و نزدیک ابی حنیفہ ہر مسکینی را نیم صاع از گندم یا یک صاع از جو یا بشمار مسکینان علی اختلاف المذہبین روزہ دارد واللہ اعلم ۱۲۔

ایک متنفس بھی حج نہ کرے تو اللہ تعالیٰ فوراً دنیا کو تباہ کر دے قیل لو ترکوہ عاما لم ینظروا ولم یؤخروا (مدارک ص ۲۳۵ ج ۱) ۱۶۲ یہ الکعبۃ پر معطوف ہے اور الف لام جنس کا ہے۔ مراد رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم ہے ان عزت والے مہینوں میں بھی لوگ قتال سے محفوظ رہتے ہیں وَالْهَدْیَ وَالْقَلَآئِدَ یہ بھی الکعبۃ پر معطوف ہیں ھدی اور قلائد کی تفسیر حاشیہ ( ) میں گذر چکی ہے۔ دونوں سے مراد وہ چوپائے ہیں جو بیت اللہ کی نذروں اور محض اللہ کی رضا جوئی کی خاطر حدودِ حرم میں ذبح کے لئے لے جائے جائیں۔ بیت اللہ کی نذر و منت کے جانور بھی لوگوں کے لئے باعث امن و سلامتی ہیں کیونکہ ان کی وجہ سے راستے میں کوئی چور یا ڈاکو ان سے کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ نہیں کرتا۔ یا مطلب یہ ہے کہ جب تک لوگ اللہ کے نام کی نذریں نیازیں دیتے رہیں گے اس وقت تک اللہ تعالیٰ ان کو ہر بلا سے امن میں رکھے گا۔

لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ
اس لئے کہ تم جان لو کہ بیشک اللہ کو معلوم ہے جو کچھ کہ ہے آسمان اور زمین میں
وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۹۷﴾ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ
اور اللہ ہر چیز سے خوب واقف ہے ف۱ جان لو کہ بے شک اللہ کا عذاب
الْعِقَابِ وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۹۸﴾ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ
سخت ہے ۱۶۴ اور بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے رسول کے ذمہ نہیں
اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۹۹﴾
مگر پہنچا دینا اور اللہ کو معلوم ہے جو تم ظاہر میں کرتے ہو اور جو چھپا کر کرتے ہو
قُلْ لَّا یَسْتَوِی الْخَبِیْثُ وَالطَّیِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ
تو کہہ دے کہ برابر نہیں ناپاک ۱۶۵ اور پاک اگرچہ تجھ کو بھلی لگے ناپاک
الْخَبِیْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ یٰٓاُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۰﴾
کی کثرت سو ڈرتے رہو اللہ سے اے عقلمندو تاکہ تمہاری نجات ہو ف۲ ف۱
یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ
اے ایمان والو ۱۶۶ مت پوچھو ایسی باتیں کہ اگر تم پر کھولی جاویں
تَسُؤْكُمْ ۚ وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِیْنَ یُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ
تو تم کو بری لگیں اور اگر پوچھو گے یہ باتیں ایسے وقت میں کہ قرآن نازل ہو رہا ہے
تُبْدَ لَكُمْ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ ﴿۱۰۱﴾
تو تم پر ظاہر کر دی جاویں گی اللہ نے ان سے درگذر کی ہے اور اللہ بخشنے والا تحمل والا ہے ف۳ ف۲
قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِیْنَ ﴿۱۰۲﴾
ایسی باتیں پوچھ چکی ہے ایک جماعت تم سے پہلے پھر ہو گئے ان باتوں سے منکر ف
مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِیْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِیْلَةٍ
نہیں مقرر کیا اللہ نے ۱۶۷ بحیرہ اور نہ سائبہ اور نہ وصیلہ

۱۶۳ یہ ماقبل کی علت ہے یعنی چونکہ تمام مافی السموات والارض کا غیب اللہ ہی جانتا ہے۔ اس لئے نیازیں بھی اسی کے نام کی دو اس سے معلوم ہوا کہ جب اللہ کے سوا کوئی غیب دان نہیں تو اس کے سوا نذر و نیاز کے لائق بھی کوئی نہیں۔ صنعت احتباک۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ (ع ۱۲) میں تحریمات غیر اللہ کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ دلیل مذکور نہیں ہے۔ اس کے بعد یایہا الذین اٰمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام جس میں غیر اللہ کی نیازوں کا مسئلہ مذکور ہے۔ مگر اس کے ساتھ اس کی دلیل مذکور نہیں۔ پھر یایہا الذین اٰمنوا لیبلونکم اللہ (ع ۱۳) میں تحریمات اللہ کا بیان ہے اور اس کے ساتھ لیعلم اللہ من یخافہ بالغیب سے اس کی دلیل بھی بیان کی گئی ہے۔ اس کے بعد جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام الخ میں اللہ کی نیازوں کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے اور ساتھ ہی ذٰلک لتعلموا ان اللہ یعلم ما فی السمٰوٰت وما فی الارض الخ سے اس کی دلیل بھی مذکور ہے۔ یہاں صنعت احتباک ہے۔ یعنی جن مسائل کے ساتھ ان کی دلیل مذکور نہیں ان کی دلیل بھی وہی ہے جو دوسرے مسائل کے ساتھ ذکر کی گئی ہے۔ حاصل یہ ہے کہ جب آسمان و زمین کے تمام غیبوں کو جاننے والا اور ہر جگہ حاضر و ناظر صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس لئے نیازیں بھی اسی کے نام کی دو اور تحریمیں بھی اسی کی باقی رکھو۔ چونکہ اللہ کے سوا کوئی نبی یا ولی، کوئی فرشتہ یا جن غیب دان اور حاضر و ناظر نہیں۔ اس لئے اللہ کے سوا کسی کی نیازیں نہ دو اور نہ کسی کے لئے تحریمیں کرو۔ ۱۶۴ یہ ان لوگوں کے لئے تخویف اخروی ہے جو خود ساختہ تحریمات اور غیر اللہ کی نیازوں سے باز نہ آئیں وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ یہ ان لوگوں کے لئے بشارت اخروی ہے جو ان سے باز آ جائیں۔ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ الخ ہمارے پیغمبر علیہ السلام کے ذمے صرف ان مسائل کی تبلیغ ہے جسے اس نے احسن طریق سے سرانجام دیدیا۔ خواہ تم لوگ مانو یا نہ مانو۔ لیکن اللہ تعالیٰ تمہارے ظاہر و باطن کو جانتا ہے اور تمہارا کوئی عمل اس سے پوشیدہ نہیں۔ وہ تمہارے نیک و بد اعمال کی تم کو پوری پوری جزا دے گا۔ ۱۶۵ خبیث سے برے اعمال مثلاً شرک وغیرہ اور حرام مال مثلاً غیر اللہ کی نذریں وغیرہ

[illegible] نیازیں [illegible] اور نیازیں [illegible] ۱۲ [illegible] صرف [illegible] تبلیغ [illegible] تحریمات غیر اللہ ۱۲ [illegible]
نیازات اللہ ۱۲ اگرچہ نیازات غیر اللہ زیادہ ہوں تب بھی چھوڑ دو ۱۲ شرک خفی اور نفی شرک فی التصرف [illegible] بیان کرکے بعد فرمایا [illegible] مسائل دریافت [illegible]

ع ۱۳ ۳

موضح قرآن ف۱ عرب کا ملک بے حاکم تھا ہمیشہ اس میں جنگ و فتنہ رہتا مگر بزرگی کعبہ ان پر ثابت تھی تو ماہ حرام میں امن ہوتا اس میں ہر کوئی سفر کر اپنا مطلب حاصل کر لاتا اور قربانی کے ساتھ قافلہ گذر جاتا اس طرح گذران چلتی تھی ف۲ یعنی موافق حکم شرع کے جو ہاتھ لگے وہ پاک ہے تھوڑا بھی بہتر ہے اور خلاف شرع جو ہاتھ لگے وہ ناپاک ہے۔ اسکی بہتایت پر نظر نہ کرے بکری کا گوشت ایک سیر بہتر ہے خنزیر کے من بھر سے ف۳ یعنی آپ سے نہ پوچھو کہ یہ چیز روا ہے یا نہیں، یہ کام کریں یا نہ بلکہ جو فرمایا اس پر عمل کرو جو نہ فرمایا اسکو معاف جانو۔ اس میں دین آسان رہے۔ اور جو ہر بات کا جواب آوے تو دین تنگ ہو جائے۔ پھر عمل نہ کر سکو جیسے اگلے نہ کر سکے۔ پھر کفر کی رسمیں بنائیں کہ پوچھنے کی حاجت نہیں جو اللہ نے نہ فرمایا وہ بے اصل ہے اور اسی طرح بے فائدہ باتیں پوچھنی، کسی نے پوچھا میرا باپ کون تھا یا میری عورت گھر میں کس طرح ہے اگر خبر جواب دے تو شاید برا جواب آوے پھر پشیمان ہو

فتح الرحمن ف۱ یعنی مال حرام و مال حلال برابر نیست اگرچہ حرام بسیار جمع می شود واللہ اعلم ۱۲ ف۲ مترجم گوید بعض مردم از آنحضرت بغیر ضرورت سوال میکردند یکی گفت پدر من کیست و دیگر می گفت مرجع من بہشت است یا دوزخ در این باب نازل شد ۱۲

وَّلَا حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ
اور نہ حامی ولیکن کافر ۱۶۸ باندھتے ہیں اللہ پر
الْكَذِبَ ۭ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿١٠٣﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ
بہتان اور ان میں اکثروں کو عقل نہیں ف۱ اور جب کہا جاتا ہے ان کو
تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا
آؤ ۱۶۹ اس کی طرف جو کہ اللہ نے نازل کیا اور رسول کی طرف تو کہتے ہیں
حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ۭ اَوَلَوْ كَانَ
ہم کو کافی ہے وہ جس پر پایا ہم نے اپنے باپ دادوں کو بھلا اگر ان کے
اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿١٠٤﴾ يٰٓاَيُّهَا
باپ دادے نہ کچھ علم رکھتے ہوں اور نہ راہ جانتے ہوں تو بھی ایسا ہی کرینگے ف۲ اے
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ
ایمان والو تم پر لازم ہے فکر اپنی جان کا ۱۷۰ تمہارا کچھ نہیں بگاڑتا جو کوئی گمراہ ہوا
اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۭ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ
جب کہ تم ہوئے راہ پر اللہ کے پاس لوٹ کر جانا ہے تم سب کو پھر وہ جتلادے گا تم کو
بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿١٠٥﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ
جو کچھ تم کرتے تھے ف۳ ف۱ اے ایمان والو ۱۷۱ گواہ
بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ
درمیان تمہارے جبکہ پہنچے کسی کو تم میں موت وصیت کے وقت
اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ
دو شخص معتبر ہونے چاہئیں تم میں سے یا دو شاہد اور ہوں تمہارے سوا اگر
اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ
تم نے سفر کیا ہو ملک میں پھر پہنچے تم کو مصیبت

مراد ہیں اور طیب سے نیک اعمال اور حلال مال مراد ہے مثلاً اللہ کی نذریں اور منتیں۔ یعنی نیک اعمال اور برے اعمال اور اسی طرح حلال مال اور حرام مال خدا کے یہاں برابر نہیں ہیں اور دونوں کے احکام ونتائج یکساں نہیں ہیں۔ اگرچہ شرک وبدعت کے اعمال بہت زیادہ ہوں اور حرام کی کمائی نذر غیر اللہ وغیرہ ڈھیروں ہو لیکن اللہ کے یہاں ان کی کوئی قدر نہیں اور شرک وبدعت اور ریا کی آلائشوں سے پاک اعمال اگرچہ کم ہوں اور مال اگرچہ قلیل ہو خدا کے یہاں وہی پسندیدہ ہے۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ الخ اے عقل والو! اللہ سے ڈرو اور عمل طیب اور مال طیب کو اگرچہ کم ہو، عمل خبیث اور مال خبیث پر اگرچہ زیادہ ہو، ترجیح دو تاکہ تم دنیا و آخرت میں فلاح اور کامیابی حاصل کر سکو۔ **۱۶۶** نفی شرک فعلی اور نفی شرک فی التصرف کے بیان کے بعد ایمان والوں کو بیجا اور بے محل سوالات پوچھنے سے منع فرمایا۔ ماقبل سے اس کا ربط یہ ہے کہ جب مسئلہ توحید کے اصول ومبادی بیان ہو رہے ہوں اس وقت ایسے جزوی مسائل دریافت نہ کیا کرو جو لوگوں کے دلوں میں بیٹھ چکے ہو کیونکہ ایسے جزوی مسائل اگر قبل از وقت اور بے موقع بیان کر دیئے جائیں تو اس سے ماننے کے بجائے لوگ الٹا ان کا انکار کر دیں گے اور اس طرح اشاعت توحید میں رکاوٹ پیدا ہوگی۔ جیسا کہ پہلی امتوں میں ایسا ہو چکا ہے۔ مثال کے طور پر آج کل اگر توحید کے ابتدائی اصول بیان کئے جا رہے ہوں تو گیارویں وغیرہ کے مسائل دریافت نہ کئے جائیں کیونکہ ابتداء میں ایسا کرنے سے تبلیغ توحید میں رکاوٹ پیدا ہوگی۔ جب توحید کے مبادی واضح ہو چکیں اور لوگوں کی سمجھ میں آجائیں اس وقت اس قسم کے جزوی مسائل بیان کئے جائیں۔ بعض روایتوں میں آتا ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا لوگو! اللہ نے تم پر حج فرض کیا ہے لہٰذا تم حج کرو۔ ایک صحابی بول اٹھے کہ یا رسول اللہ کیا ہر سال حج کرنا فرض ہے۔ اس پر آپ خاموش ہو گئے یہاں تک کہ اس صحابی نے تین بار اپنا سوال دہرایا۔ اس پر آپ نے فرمایا جب تک میں خود بیان نہ کروں تم اپنی طرف سے کوئی بات نہ پوچھا کرو جو بے محل ہو۔ اسی طرح ایک شخص نے آپ سے سوال کر دیا کہ میرا باپ کون ہے وغیرہ اس قسم کے بے موقع سوالات سب اس نہی کے تحت داخل ہیں۔ ماقبل سے آیت کا ربط وہی ہے جو ہم نے پہلے بیان کیا، باقی رہا مذکورہ بالا واقعہ اور اس قسم کے دوسرے واقعات تو وہ بھی اگرچہ آیت کے عموم میں داخل ہیں لیکن آیت کا ربط ان پر موقوف نہیں۔ **۱۶۷** یہ مضمون تحریمات غیر اللہ کا اعادہ ہے۔ بحیرہ اس اونٹنی کو کہتے تھے جس کو طواغیت کی خاطر چھوڑ دیتے تھے اور اس کا دودھ استعمال نہیں کرتے تھے۔ سائبہ وہ جانور جس کو طواغیت کی خاطر باربرداری کے لئے استعمال نہیں کرتے تھے۔ وصیلہ اس نوعمر اونٹنی کو کہتے ہیں جو یکے بعد دیگرے دو مادہ بچے جنے اور ان کے درمیان نر بچہ پیدا نہ ہوا ہو۔ ایسی اونٹنی کو مشرکین اپنے معبودوں کی خوشنودی کے لئے آزاد چھوڑ دیتے تھے۔ حام اس اونٹنی کو کہتے ہیں جس کی پشت سے دس بچے پیدا ہو چکے ہوں۔ مشرکین اس کو طواغیت کے لئے چھوڑ دیتے۔

(۱) یعنی اگر تم امر بالمعروف (تحریمات اللہ اور نذور اللہ وغیرہ) اور نہی عن المنکر (تحریمات غیر اللہ اور نذور غیر اللہ وغیرہ) کا حق ادا کر دو گے اور یہ مسائل اپنے اہل دین تک پہنچا دو گے تو کفار تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ [illegible]

[illegible] کے دوران [illegible] واضح ہو چکی [illegible]

قال ابن المسیب نہا (البحیرۃ) التی منع لبنہا للطواغیت فلا تحلب .... (السآئبۃ) ھی لناقۃ تبطن عشرۃ البطن اناث فتہمل ولا ترکب ولا یجز وبرھا .... الوصیلۃ من الابل وھی الناقۃ تبکر

موضح قرآن ف۱ یعنی یہ کفر کی رسمیں تھیں کہ مواشی میں کوئی بچہ نیاز رکھتے بت کی تو اس کا کان پھاڑ دیتے نشان کو اور اس کو بحیرہ کہتے اور کوئی جانور بت کے نام پر آزاد کرتے اس کو اس کے اختیار پر چھوڑ دیتے وہ سائبہ تھا اور بعض شخص نے ٹھہرایا کہ جو بچہ نر ہو وہ بت کی نیاز ذبح کروں اور جو مادہ ہو میں رکھوں پھر اگر نر و مادہ ملے ہوئے تو نر بھی آپ رکھتا مادہ کے ساتھ یہ وصیلہ تھا اور جس اونٹ کی پشت سے دس بچے پورے ہوتے لائق سواری کے اور بوجھ کے اس باپ کو لادنا موقوف کرتے اور چارے پانی پر سے نہ ہانکتے وہ حامی تھا یہ سب غلط رسمیں ڈال کر اس کو حکم شرعی سمجھتے تھے ف۲ یعنی باپ کا احوال معلوم ہو کہ حق کا تابع تھا اور صاحب علم تھا تو اس کی راہ پکڑے نہیں تو عبث ہے ف۳ یعنی ان مسئلوں کو تم نے جانا تم ان پر عمل کرو اور جو کوئی اصل دین ہی نہیں مانتا اس کو مسئلے بتانے کیا حاصل اول دین سمجھائے اگر وہ مانے تب مسئلے بتائیے۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی اگر شما اصلاح کردید و شرط امر معروف بجا آوردید مخالفت مخالفان ضرر نمیکند ۱۲۔

غذلد ثنی ثم ثنی بولادة انثى اخرى ليس بينهما ذكر فيتركونها لآلهتهم . . . الحام الفحل يولد من ظهره عشرة البطن فيقولون حمى **ف۱۶۸** یعنی اللہ تعالیٰ نے تو مذکورہ بالا تحریمات کی ہرگز اجازت نہیں دی لیکن مشرکین یہ سب کچھ اپنی طرف سے کرتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھتے ہیں کہ اللہ نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کفر و شرک کا حکم نہیں دیتا اور یہ تحریمات غیر اللہ تو صریح شرک ہے

فائدہ مشرکین جس طرح غیر اللہ کی خوشنودی اور اپنے معبودان باطلہ کی رضا جوئی کے لئے نذریں مانتے تھے۔ اسی طرح وہ بعض جانوروں کو اپنے معبودوں کی خاطر آزاد چھوڑ دیتے تھے۔ نہ ان کا گوشت کھاتے نہ دودھ پیتے، نہ ان پر سواری کرتے، نہ بوجھ لادتے۔ یہ تحریمات وہ اپنے معبودوں کو راضی کرنے کیلئے کیا کرتے تھے۔ بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام جن کا ابھی ذکر ہوا ہے تحریمات غیر اللہ میں داخل ہیں۔ غیر اللہ کی نیازوں کو مشرکین حلال سمجھتے تھے اور جن چیزوں کی انہوں نے اپنی طرف سے تحریم کر دی تھی ان کو حرام سمجھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں کا حکم بیان فرمایا کہ غیر اللہ کی نذریں حرام ہیں انہیں مت کھاؤ۔ اور بحیرہ، سائبہ وغیرہ تحریمات غیر اللہ حلال ہیں ان کو کھاؤ اور اپنی خود ساختہ تحریمات کو اٹھاؤ کیونکہ جو چوپائے اللہ نے اپنے بندوں کے لئے حلال کئے ہیں وہ حلال ہی رہیں گے اور بندوں کے حرام کرنے سے حرام نہیں ہو جائیں گے۔ بعض مفسرین نے بحیرہ، سائبہ وغیرہ کو نذر غیر اللہ میں داخل کر کے حرام قرار دیا ہے مگر یہ درست نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک طرف تو یہ حکم دیا ہے "لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ" یعنی جو پاکیزہ چیزیں اللہ نے تمہارے لئے حلال کی ہیں انہیں حرام مت کرو۔ اور دوسری طرف فرمایا مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ الخ یعنی اللہ نے بحیرہ۔

الْمَوْتِ ؕ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ

موت کی تو کھڑا کر دو ان دونوں کو بعد نماز کے ف۱ وہ دونوں قسم کھاویں

بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ

اللہ کی اگر تمہیں شبہ پڑے کہیں کہ ہم نہیں لیتے قسم کے بدلے مال اگرچہ کسی کو

ذَا قُرْبٰى ۙ وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ

ہم سے قرابت بھی ہو اور ہم نہیں چھپاتے اللہ کی گواہی ف۲ نہیں تو ہم بے شک

الْاٰثِمِيْنَ (106) فَاِنْ عُثِرَ عَلٰٓى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّآ اِثْمًا

گنہگار ہیں ف۳ پھر اگر خبر ہو جاوے کہ وہ دونوں حق بات دبا گئے ف۴

فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ

تو دو گواہ اور کھڑے ہوں ان کی جگہ ان میں سے کہ جن کا حق دبا ہے

عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَآ اَحَقُّ

جو سب سے زیادہ قریب ہوں ف۵ میت کے پھر قسم کھاویں اللہ کی کہ ہماری گواہی تحقیقی

مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَآ ۖ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ

ہے پہلوں کی گواہی سے اور ہم نے زیادتی نہیں کی نہیں تو ہم بے شک

الظّٰلِمِيْنَ (107) ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى

ظالم ہیں ف۶ اس میں امید ہے ف۱ کہ ادا کریں شہادت کو ٹھیک

وَجْهِهَآ اَوْ يَخَافُوْٓا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ؕ

طرح پر اور ڈریں کہ الٹی پڑے گی قسم ہماری ان کی قسم کے بعد ف۲

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

اور ڈرتے رہو اللہ سے اور سن رکھو اور اللہ نہیں چلاتا سیدھی راہ پر

الْفٰسِقِيْنَ (108) ۧ يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ

نافرمانوں کو ف۱ جس دن اللہ جمع کرے گا سب پیغمبروں کو پھر کہے گا تم کو کیا ملا

ع ۱۴

[illegible]

موضح قرآن ف۱ یعنی مسلمان مرتے وقت کسی کو اپنے مال کا کام حوالے کرے تو بہتر ہے کہ دو مسلمان معتبر کو کرے پھر اگر وارثوں کو شبہ پڑے کہ ان شخصوں نے کچھ مال چھپایا اور وارث دعویٰ کریں اور شاہد نہیں تو دونوں شخص قسم کھا دیں کہ ہم نے نہیں چھپایا اگر سفر میں لگا مرنے وہاں مسلمان پیدا نہ ہوئے تو دو کافر بھی روا ہیں اور قسم دیں بعد نماز عصر کے کہ اس وقت کی دعا نیک و بد زیادہ قبول ہے۔ شاید ڈر کر جھوٹی قسم نہ کھاویں **ف۲** یعنی وارثوں کو شبہ پڑے تو قسم دینے کا حکم رکھا اس واسطے کہ قسم سے ڈر کر اول ہی جھوٹ نہ ظاہر کریں پھر اگر ان کی بات جھوٹ نکلے تو وارث قسم کھا دیں یہ بھی اسی واسطے کہ وہ قسم میں دغا نہ کریں۔ جانیں کہ آخر ہماری قسم الٹی پڑے گی۔ اس جگہ شہادت فرمایا ہے اظہار کو مدعی اظہار کرے یا مدعیٰ علیہ جیسے اقرار کو کہتے ہیں اپنی جان پر شہادت دی حضرت کے وقت ایک مسلمان تجارت کو گیا راہ میں مرنے لگا قافلہ میں سے دو نصرانیوں کو اپنا مال سپرد کیا کہ میرے وارثوں کو دیجیو۔ جب وہ لا کر دینے لگے وارثوں نے ایک کٹورا اس میں نہ دیکھا وہ سونے کا تھا مکلف۔ اس کا دعویٰ کیا وہ دونوں قسم کھا گئے کہ ہم کو یہی دیا تھا پھر وارثوں نے وہ کٹورا سنار پاس پایا پوچھا تو معلوم ہوا چاندی کا تھا سونے کا ملمع کہ ان نصرانیوں نے بیچا ان پر ثابت کیا تو کہنے لگے کہ میت نے زندگی میں ہمارے ہاتھ بیچا اور قیمت لے چکا تھا پھر وارثوں میں جو دو شخص اس میت کے زیادہ قریب تھے سب کی طرف سے قسم کھا گئے کہ ہم کو بیچنا معلوم نہیں اور میت کے ہاتھ کی فہرست بھی نکلی۔ اس مال میں سے کٹورا اس میں داخل تھا آخر نصرانیوں سے پھیر لیا۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی نماز عصر ۱۲ **ف۲** یعنی گواہی حق کہ خدا بآن فرمودہ ۱۲ **ف۳** یعنی دروغ گواہی دادند و دروغ قسم خوردند ۱۲ **ف۴** یعنی دو کس از ورثہ مظلومین بایستند بجائی ایشان ۱۲ **ف۵** مترجم گوید تاویل آیت بمذہب شافعی آنست کہ مراد از شہادت وصیت است و از منکم من اقاربکم و ذکر اثنین برائے احتیاط و قسم دادن بجہت جاحد بودن دریں دعوی کہ خیانت کردہ اند و تعیین صلوٰۃ عصر بجہت تغلیظ یمین و اختیار اثنین برائے احتیاط و اقامت اولیان بجہت مدعی علیہ بودن ایشان در دعوی کہ بجہت عذر خود تقریر میکنند چنانچہ در صورت مذکورہ دعوی اشترا کردہ بودند و ان ارتبتم و فان عثر اشارت است توجہ دعوی کسی و بمذہب ابی حنیفہ مانند آنست مگر آنکہ تعیین صلوٰۃ عصر بجہت آنست کہ قضاۃ در محکمہ بدین وقت می نشستند پس گویا کہ گفتہ شد در محکمہ قضا واللہ اعلم ۱۲ **ف۶** یعنی اگر کسی داند کہ بعد از سوگند من سوگند مدعی نخواہد بود سوگند دروغ خورد و اگر بداند کہ چوں کذب ظاہر شود مدعیان را سوگند دہند و حق بر سوگند ایشاں ثابت شود و از سوگند دروغ احتیاط کند ۱۲

[illegible]

سائبہ وغیرہ کی تحریم کا کوئی حکم نہیں دیا اور نہ اس کی اجازت دی ہے اس لئے یہ جانور حلال ہیں اور حلال ہی رہیں گے۔ بندوں کی تحریم سے حرام نہیں ہوسکتے **۱۶۹** جب مشرکین سے کہا جاتا ہے کہ اپنی طرف سے تحریمیں مت کرو اور اللہ اور اس کے رسول کا فیصلہ مان لو کہ یہ چیزیں حرام نہیں ہیں۔ ای ھلموا الی حکم اللّٰہ ورسولہ بان ھٰذہ الاشیاء غیر محرمۃ (مدارک ص۲۳۷ ج۱) تو وہ کہتے ہیں ہمیں اللہ و رسول کے حکم کی ضرورت نہیں ہمیں وہی کافی ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو دیکھا۔ ہمارے اسلاف و اکابر یہ تحریمات کرتے چلے آئے ہیں۔ لہٰذا ہم بھی کرتے رہیں گے۔ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ الخ باپ دادا کی تقلید و اقتدا تو صرف اسی وقت کرنی چاہئے جب کہ وہ عالم ہوں اور ہدایت پر ہوں اور ان کی ہر بات دلیل و حجت پر مبنی ہو۔ لیکن اگر وہ جاہل اور گمراہ ہوں تو پھر ان کی

اُجِبْتُمْ ؕ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ

جواب ملا تھا وہ کہیں گے ہم کو خبر نہیں تو ہی ہے چھپی باتوں کو جاننے والا ف۱

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ

جب کہے گا اللہ ف۲ ل۱ اے عیسیٰ مریم کے بیٹے یاد کر میرا احسان جو ہوا ہے تجھ پر

وَعَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۣ

اور تیری ماں پر۔ جب مدد کی میں نے تیری روح پاک سے ف۳ ف۲

تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ وَاِذْ عَلَّمْتُكَ

تو کلام کرتا تھا لوگوں سے گود میں اور بڑی عمر میں اور جب سکھائی میں نے تجھ کو

الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَاِذْ تَخْلُقُ

کتاب اور تہہ کی باتیں اور توریت اور انجیل اور جب تو بناتا تھا

مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا

گارے سے جانور کی صورت میرے حکم سے پھر پھونک مارتا تھا اس میں

فَتَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ

تو ہو جاتا تھا اڑنے والا میرے حکم سے اور اچھا کرتا تھا مادرزاد اندھے کو اور کوڑھی کو

بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ كَفَفْتُ

میرے حکم سے اور جب نکال کھڑا کرتا تھا مردوں کو میرے حکم سے ف۳ اور جب روکا میں نے

بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ

بنی اسرائیل کو تجھ سے جب تو لیکر آیا ان کے پاس نشانیاں تو کہنے لگے

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۱۰﴾

جو کافر تھے ان میں اور کچھ نہیں یہ تو جادو ہے صریح ف۴

وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ ۚ

اور جب میں نے دل میں ڈال دیا حواریوں کے کہ ایمان لاؤ مجھ پر اور میرے رسول پر

ل۱ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تخصیص اس لئے کی گئی کہ بعض نصاریٰ ان کے نام پر بچے بھی ذبح کرتے تھے ۱۲

اقتدا جائز نہیں مشرکین کے باپ دادا بے علم اور گمراہ تھے۔ کیا وہ پھر بھی انہی کی راہ پر چلیں گے۔ الاقتداء انما یجوز بالعالم المھتدی وانما یکون عالما مھتدیا اذا بنی قولہ علی الحجۃ والدلیل (کبیر ج۳) **۱۷۰** اس آیت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر آدمی کو اپنی جان کی فکر کرنی چاہئے اور دوسروں کو اپنے حال پر چھوڑ دینا چاہئے حالانکہ قرآن و سنت سے ثابت ہے کہ ہر شخص پر اپنی بساط اور اپنے علم کے مطابق تبلیغ فرض ہے۔ یہ الجھن اس وقت پیش آتی ہے جب انفسکم سے ہر آدمی کی اپنی جان مراد لی جائے۔ لیکن محقق مفسرین کی رائے یہ ہے۔ کہ یہاں انفسکم سے تمام اہل اسلام مراد ہیں اور مطلب یہ ہے کہ اے ایمان والو تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ذریعے تمام اہل اسلام کو ہلاکت اور اللہ کے عذاب سے بچاؤ۔ جب تم سب ہدایت یافتہ ہو جاؤ گے اور تمہارا ایمان و عمل درست ہو جائے گا تو کفار و مشرکین تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔ چنانچہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا قول اس پر دال ہے۔ امام ابن جریر فرماتے ہیں واصح التاویلات عندنا بتاویل ھٰذہ الآیۃ ما روی عن ابی بکر الصدیق فیھا وھو یا ایھا الذین اٰمنوا علیکم انفسکم الزموا العمل بطاعۃ اللّٰہ و بما امرکم بہ وانتھوا عما نھاکم اللّٰہ عنہ لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم یقول فانہ لا یضرکم ضلال من ضل اذا انتم دمتم العمل بطاعۃ اللّٰہ وادیتم فیمن ضل من الناس ما الزمکم اللّٰہ بہ فیہ من فرض الامر بالمعروف والنہی عن المنکر الذی ترکبہ او تحاول رکوبہ والاخذ علی یدیہ اذا رام ظلما (ابن جریر ص۶۸ ج۷) اور حضرت عبداللہ بن مبارک سے منقول ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بارے میں یہ آیت سب سے زیادہ تاکید کر رہی ہے قال عبد اللّٰہ بن المبارک ھٰذہ اوکد اٰیۃ فی وجوب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر فانہ قال علیکم انفسکم یعنی علیکم اھل دینکم ... یعنی بان یعظ بعضکم بعضا ویرغب بعضکم بعضا فی الخیرات وینفرہ عن القبائح والسیئات الخ (کبیر ج۳ ص۶۸) اب اس آیت کا ماقبل سے ربط یہ ہوا کہ تحریمات غیر اللہ کے مضمون کا اعادہ کرنیکے بعد تمام اہل ایمان کو تاکید فرمائی کہ وہ ایک دوسرے کو توحید پر قائم رہنے اور دیگر نیک اعمال بجا لانے کی تلقین کریں اور شرک اور دیگر برائیوں سے ان کو روکیں **۱۷۱** یہ مبتدا ہے اور اثنٰن اس کی خبر ہے۔ خبر سے پہلے شَهَادَةُ مضاف محذوف ہے اصل میں شَهَادَةُ اثْنَيْنِ تھا مضاف کو حذف کر کے مضاف الیہ کو اسی کا اعراب دیکر اس کے قائم مقام کر دیا گیا۔ مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ یہ قید اتفاقی ہے کیونکہ نمازیں مسلمان جمع ہوتے ہیں اس لئے شہادت کے سامنے ہو تو بہتر ہے۔ شرک فعلی کی نفی کے بعد شہادت (گواہی)

موضح قرآن ف۱ یہ اللہ صاحب پوچھے گا کافروں کے سنانے کو کہ میں نے تم کو جن کی طرف بھیجا تھا انہوں نے قبول کیا یا نہ کیا اور پیغمبر حوالے رکھیں گے اللہ کے علم پر کہ ہم کو دل کی خبر نہیں ظاہر کی ہے یہ انکو سنایا جو مغرور ہیں پیغمبروں کی شفاعت پر تا معلوم کریں کہ اللہ کے آگے کوئی کسی کے دل پر گواہی نہیں دیتا اور کوئی کسی کی شفاعت نہیں کرتا ف۲ بنی اسرائیل کو روکا تجھ سے یعنی قتل کرنے سے

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی نخست از سر خضوع و نیایش ایشان گویند در برابر نور نسبت دانش تو مارا ہیچ دانش نیست بعد ازاں گواہی دہند براءت خویش ۱۲ ف۲ یعنی برکات خطیرۃ القدس ۱۲ ف۳ یعنی از گور زندہ می بر آوردی ۱۲

کے مضمون کا ذکر بظاہر بے ربط سا معلوم ہوتا ہے لیکن ایسا نہیں ہے۔ اللہ کا کلام اس عیب سے پاک ہے۔ حضرت شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تحریمات اللہ، تحریمات غیر اللہ، نذور اللہ اور نذور غیر اللہ کے مذکورہ بالا بیان سے واضح ہو گیا کہ غیب دان اور کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اس کے سوا نہ کوئی غیب دان ہے نہ متصرف و کارساز۔ اس لئے قسم بھی اللہ کے نام ہی کی کھانی چاہئے۔ یہاں تک کہ غیر مسلموں سے بھی غیر اللہ کی قسم نہ لی جائے کیونکہ غیب دان اور کارساز صرف اللہ ہے اور کوئی نہیں اور جس کے نام کی قسم کھائی جائے اس کا غیب دان اور کارساز ہونا ضروری ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک واقعہ پیش آیا دو عیسائی اور ایک مسلمان اکٹھے تجارتی سفر پر روانہ ہوئے۔ مسلمان بیمار ہو گیا اس نے ایک کاغذ پر اپنے سامان کی فہرست تیار کی اور اسے سامان میں چھپا دیا اور ان کو وصیت کی کہ وہ اس کا سامان اس کے وارثوں کو دیدیں۔ وہ فوت ہو گیا اس کے ساتھیوں نے اس کے سامان سے ایک نہایت قیمتی جام نکال لیا اور باقی سامان اس کے وارثوں کو دیدیا جب وارثوں نے سامان میں رکھی ہوئی فہرست میں جام کا ذکر دیکھا لیکن سامان میں اسے نہ پایا تو ان دونوں سے اس کا مطالبہ کیا انہوں نے کہا ہمیں اس کا علم نہیں۔ چنانچہ میت کے وارثوں نے یہ مقدمہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے پیش کر دیا آپ نے وارثوں سے گواہ طلب کئے ان کے پاس گواہ نہیں تھے اس لئے آپ نے وارثوں سے کہا کہ وہ ان سے کسی ایسی چیز کی قسم لیں جو ان کے دین میں بڑی سمجھی جاتی ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ قسم خواہ غیر مسلم سے لی جائے وہ صرف اللہ کے نام کی ہونی چاہئے نہ کہ غیر اللہ کی۔ یہ روایت ترمذی کی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔ فسالہم البینۃ فلم یجدوا فامرہم ان یستحلفوہ بما یعظم علی اھل دینہ فحلف فانزل اللہ یایھا الذین امنوا شہادۃ بینکم الخ (خازن ج ۲ ص ۸۳) اس آیت میں فَیُقْسِمٰنِ بِاللّٰہِ مقصودی جملہ ہے یعنی اگر کوئی ایسی صورت پیش آجائے اور اس میں غیر مسلم سے قسم لینے کی ضرورت پڑ جائے تو اس سے بھی اللہ کے نام ہی کی قسم لینی چاہئے۔ جیسا کہ کتب فقہ میں لکھا ہے کہ یہودی سے اس طرح قسم لی جائے واللہ الذی انزل التوراۃ علی موسیٰ علیہ السلام اور عیسائی سے واللہ الذی انزل الانجیل علی عیسیٰ علیہ السلام اور آتش پرست سے واللہ الذی خلق النار (ہدایہ وغیرہ) **۱۰۷** اِسْتَحَقَّآ اِثْمًا یعنی وہ خیانت اور جھوٹی شہادت سے گناہ کے مستحق ہوئے۔ اَلَّذِیْنَ سے ورثائے میت مراد ہیں اور اَلْاَوْلَیٰنِ سے وہ دونوں شخص مراد ہیں جنہوں نے میت کے مال میں خیانت کی اور پھر جھوٹی گواہی دی اور میت کے وارثوں کو نقصان پہنچایا۔ المراد بالاولیان الوصیان اللذان ظہرت خیانتہما۔۔۔۔ فمعنی استحق علیہم الاولیان خان فی مالہم وجنی علیہم الوصیان اللذان عثر علی خیانتہما (روح ج ۷ ص ۵۸) حاصل یہ کہ جب بعد میں معلوم ہو جائے کہ سفر میں جن دو آدمیوں کو میت نے وصیت کی تھی وہ خیانت مجرمانہ کے مرتکب ہوئے ہیں اور انہوں نے غلط بیانی کی ہے تو پھر میت کے وارثوں میں سے دو آدمیوں سے قسم لی جائے وہ اللہ کے نام کی قسم کھا کر اپنا بیان دیں کہ ان دونوں نے جھوٹ بولا ہے اور ہمارا بیان صحیح اور قابل قبول ہے اور ہم نے اپنے بیان میں حق سے تجاوز نہیں کیا۔ **۱۰۸** یہ شہادت کے مذکورہ بالا طریقہ کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی پہلے تو ان سے گواہی لی جائے جن کو میت نے وصی بنایا ہے۔ اگر ان کی خیانت اور کذب بیانی ظاہر ہو جائے تو پھر میت کے وارثوں سے قسم لی جائے۔ یہ طریقہ اصل مقصد حاصل کرنے کے لئے قریب ترین ذریعہ ہے۔ اس سے یا تو گواہ عذاب آخرت سے ڈر کر صحیح گواہی دیدیں گے یا پھر دنیا میں رسوائی کے ڈر سے سچی گواہی دیں گے کیونکہ انہیں یہ اندیشہ ہو گا کہ ان کی قسمیں رد کر دی جائیں گی۔ اَنْ تُرَدَّ اَیْمَانٌ بَعْدَ اَیْمَانِہِمْ یعنی ان کی قسموں کے جھوٹی ثابت ہونے کے بعد قسم کھانے کا حق وارثوں کو دیا جائے گا۔ یہاں ایک شبہ پیدا ہو سکتا ہے کہ شرعی قانون کے مطابق قسم منکر دعویٰ کے ذمہ ہوتی ہے لیکن جب پہلے گواہوں کی خیانت ظاہر ہو جائے تو وارثوں پر قسم آتی ہے حالانکہ وہ مدعی ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایک حیثیت سے وارث بھی منکر ہیں کیونکہ وہ پہلے گواہوں کے اس دعوے کا انکار کر رہے ہیں کہ انہوں نے متوفی کا سارا مال بلا خیانت اس کے وارثوں کے حوالے کر دیا ہے۔ **۱۰۹** پہلے نفی شرک فعلی کے سلسلے میں یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ غیب دان صرف اللہ ہے۔ اس کے سوا کوئی غیب دان نہیں اب یہاں قیامت کے دن پیش آنیوالا ایک واقعہ ذکر کر کے یہ حقیقت بیان فرمائی کہ اور تو اور خود انبیاء علیہم السلام جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ساری مخلوق پر فوقیت اور برتری عطا فرمائی وہ بھی غیب دان نہیں تھے وہ نہ زندگی میں غیب جانتے تھے نہ موت کے بعد لوگ غیر اللہ کے نام کی نذریں اور نیازیں صرف اس لئے دیتے تھے کہ وہ ہماری حاجات کو جانتے اور ہمیں نفع نقصان پہنچانے کی قدرت رکھتے ہیں جیسا کہ آج کل کے مشرکین کا بھی اپنے پیروں کے متعلق عقیدہ ہے۔ تو آخر میں اللہ تعالیٰ نے یہ معاملہ صاف فرما دیا کہ انبیاء علیہم السلام تو غیب جانتے نہیں جو سب سے افضل ہیں۔ چنانچہ وہ قیامت کے دن صاف کہیں گے کہ ان کے پیچھے جو کچھ ہوتا رہا ہے اس کا انہیں کچھ علم نہیں پھر جو لوگ انبیاء علیہم السلام سے رتبہ میں کمتر ہیں وہ کس طرح غیب دان ہو سکتے ہیں۔ یَوْمَ ظرف کا عامل بعد میں مذکور ہے قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا۔ فیقول۔ یجمع پر معطوف ہے یعنی جس دن اللہ تمام رسولوں کو جمع کر کے ان سے یہ سوال کرے گا کہ تمہیں تبلیغ توحید کے بعد اپنی امتوں کی طرف سے کیا جواب ملا اس دن وہ سب کہیں گے کہ ہمیں تو اس کا کچھ علم نہیں۔ یہ تو غیب کی بات ہے اور تمام غیبوں کا جاننے والا صرف تو ہی ہے اور کوئی نہیں۔ یہ آیت حضرات انبیاء علیہم السلام سے علم غیب کی نفی پر برہان قاطع ہے۔ اس آیت میں مَاذَآ اُجِبْتُمْ کے دو معنی ہیں بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ سوال تبلیغ کے وقت سے متعلق ہو گا کہ جب تم تبلیغ کرتے تھے اس وقت لوگوں نے تمہاری بات کو قبول کیا یا نہ تو وہ جواب دیں گے۔ لا علم لنا بباطن ما اجابت امہمنا (قرطبی ج ۶ ص ۳۶۰) یعنی ان کے باطن کو ہم نہیں جانتے تھے ہمیں صرف ان کے ظاہر کا علم تھا لیکن اس میں عبارت مقدر کر کے مطلب نکالنا پڑتا ہے اس لئے بہتر یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ یہ سوال انبیاء علیہم السلام سے ان کی وفات سے بعد کے حالات سے متعلق ہو گا کہ تمہاری وفات کے بعد ان لوگوں کے کیا حالات تھے کیا یہ تمہیں پکارتے رہے ہیں اور کیا تمہیں اس کا علم ہے تو اس کے جواب میں انبیاء علیہم السلام کہیں گے کہ اے اللہ بعد کے حالات کا تو ہمیں کوئی علم نہیں جیسا کہ اگلی آیت سے اس کی تائید ہوتی ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سوال کے جواب میں یہی کہیں گے۔ کُنْتُ عَلَیْہِمْ شَہِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْہِمْ الخ اسی طرح سورۂ یونس ع ۳ میں ہے کہ جن انبیاء و اولیاء کو لوگ دنیا میں پکارتے رہے قیامت کے دن وہ صاف کہیں گے کہ ہمیں تو ان کی پکار وغیرہ کا کوئی علم نہیں۔ اِنْ کُنَّا عَنْ عِبَادَتِکُمْ لَغٰفِلِیْنَ بہت سے مفسرین نے اس سوال کو بعد الوفات کے حالات سے متعلق قرار دیا ہے۔ امام رازی لکھتے ہیں لا علم لنا الا ان علمنا جوابہم لنا وقت حیاتنا ولا نعلم ما کان منہم بعد وفاتنا (کبیر ج ۳ ص ۶۲۹) اہل بدعت کی طرف سے اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو معلوم تو سب کچھ ہو گا لیکن ہول قیامت کی وجہ سے وہ جواب نہیں دے سکیں گے اور علم کی نفی کر دیں گے۔ یہ جواب دو وجوہ غلط ہے (۱) اس لئے کہ انبیاء علیہم السلام قیامت کے ہول اور جزع فزع سے محفوظ ہوں گے اور ان پر کوئی گھبراہٹ طاری نہیں ہو گی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لَا یَحْزُنُہُمُ الْفَزَعُ الْاَکْبَرُ (انبیاء ع ۷) یعنی جن لوگوں کے لئے حسنیٰ (جنت) کا وعدہ ہو چکا ہے۔ وہ قیامت کی فزع اکبر (سب سے بڑی گھبراہٹ) سے خوفزدہ نہیں ہوں گے۔ (۲) اگر یہ مان لیا جائے کہ ان کو سب کچھ معلوم تھا تو اس صورت لا علم لنا واقعہ کے صریح خلاف اور جھوٹ ہو گا۔ **۱۱۰** تمام انبیاء علیہم السلام کے اجمالی ذکر کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خصوصیت سے ذکر فرمایا کیونکہ اس وقت انبیاء علیہم السلام میں سے ان کو غیب دان اور کارساز ماننے والے نصاریٰ تھے جو اس وقت علم و دانش میں اور عبادت و رہبانیت میں مشہور و معروف تھے۔ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نذریں نیازیں دیتے ان کی خاطر بکرے وغیرہ بلکہ بعض لوگ اپنے بیٹے بھی ذبح کر دیتے تھے۔ اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خاص طور پر ذکر کر کے ان سے علم غیب اور الوہیت کی نفی فرمائی پہلے اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسٰی سے لے کر اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ

تک اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام اور ان کی والدہ پر اپنے احسانات اور انعامات گنائے ہیں اور اصل سوال وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ (ع ۱۶) سے شروع ہوتا ہے۔ ۱۶۷ ظرف نِعْمَتِیْ سے متعلق ہے اور نعمۃ یہاں مصدر ہے۔ ای انعامی۔ ظرف لنعمتی ای اذکر انعامی علیکما وقت ایدتک اور روح القدس سے حضرت جبریل مراد ہیں اور ایدتک کا مطلب یہ ہے کہ حضرت جبریلؑ ہر وقت ان کے ساتھ رہتے تھے تکلم الناس یہ اَیَّدْتُّكَ کی ضمیر منصوب سے حال ہے مھد سے زمانہ شیر خوارگی مراد ہے جس میں حضرت مسیح علیہ السلام نے معجزانہ طور پر باتیں کر کے اپنی والدہ مطہرہ کی پاک دامنی بیان کی اور کہل اس کو کہتے ہیں جس کے بال سفید ہونے لگیں حضرت مسیح کو چونکہ اس عمر سے قبل ہی اٹھا لیا گیا اس طرح یہ آیت ان کے دوبارہ نزول کی دلیل ہے کیونکہ نزول کے بعد وہ کہولت کو پہنچیں گے اور باتیں کریں گے وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ یہ اذ ایدتک پر معطوف ہے الکتاب سے قرآن مجید اور الحکمۃ سے سنت نبوی مراد ہے یہ آیت بھی حضرت مسیح علیہ السلام کے دوبارہ نزول کی دلیل ہے کیونکہ جب وہ نازل ہوں گے اس وقت اللہ تعالیٰ ان کو قرآن و سنت کا علم عطا فرمائے گا اور وہ ان دونوں کے مطابق ہی فیصلے کریں گے۔ تورات اور انجیل کا علم الکو رفع الی السماء سے پہلے حاصل تھا۔ ۱۶۸ یہ اور اسی طرح وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى اور وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اور وَاِذْ اَوْحَیْتُ یہ سب بھی اِذْ اَیَّدْتُّكَ پر معطوف ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو معجزات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عطا فرمائے تھے یہاں ان کو بطور انعام ذکر فرمایا یعنی پرندے کا پتلا بنا کر اس میں جان ڈالنا، کوڑھی اور مادر زاد اندھے کو چنگا بھلا کر دینا اور مُردوں کو زندہ کرنا۔ ہر معجزے کے ساتھ بِاِذْنِیْ کی صراحت کر کے اس طرف اشارہ فرمادیا کہ یہ تمام باتیں حضرت مسیح علیہ السلام کے اختیار میں نہ تھیں یہ تمام امور میرے اختیار میں تھے اور میں نے اپنی قدرت سے ان کو مسیح کے ہاتھ پر ظاہر کیا اوحیت کے معنی القیت فی روعہم کے ہیں یعنی میں نے ان کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ وہ مجھ پر اور میرے رسول عیسیٰ پر ایمان لے آئیں۔ ۱۶۹ یہ اِذْ اَیَّدْتُّكَ سے بدل ہے یہاں سے لیکر رکوع ۱۵ کے آخر تک نزول مائدہ کا واقعہ بیان کیا گیا ہے اور یہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اللہ کا ایک انعام تھا کیونکہ جب ان سے ان کی قوم نے آسمان سے دستر خوان اتارنے کا مطالبہ کیا تو انہوں نے اللہ سے دعا کی تو اللہ نے ان کی دعا قبول فرما کر معجزانہ طور پر آسمان سے دستر خوان نازل فرمایا۔ جن حواریین نے مائدہ کا مطالبہ کیا تھا وہ مخلص مومن تھے

قَالُوْۤا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ اِذْ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ

تو کہنے لگے ہم ایمان لائے اور تو گواہ رہ کہ ہم فرمانبردار ہیں جب کہا حواریوں نے ۱۷۰

یٰعِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ هَلْ یَسْتَطِیْعُ رَبُّكَ اَنْ یُّنَزِّلَ

اے عیسیٰ مریم کے بیٹے کیا تیرا رب کر سکتا ہے کہ اتارے

عَلَیْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ؕ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ

ہم پر خوان بھرا ہوا آسمان سے بولا ڈرو اللہ سے اگر ہو تم

مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا نُرِیْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ

ایمان والے ۱۷۱ ف ۱ بولے کہ ہم چاہتے ہیں کہ کھاویں اس میں سے اور مطمئن ہو جاویں

قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَیْهَا مِنَ

ہمارے دل اور ہم جان لیویں کہ تو نے ہم سے سچ کہا اور رہیں ہم اس پر

الشّٰهِدِیْنَ ﴿۱۱۳﴾ قَالَ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَاۤ

گواہ ف ۲ کہا عیسیٰ بیٹے مریم نے ۱۷۲ اے اللہ رب ہمارے

اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِیْدًا

اتار ہم پر خوان بھرا ہوا آسمان سے کہ وہ دن عید رہے ہمارے

لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰیَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ

پہلوں اور پچھلوں کے واسطے اور نشانی تیری طرف سے اور روزی دے ہم کو اور تو ہی ہے سب سے بہتر

الرّٰزِقِیْنَ ﴿۱۱۴﴾ قَالَ اللّٰهُ اِنِّیْ مُنَزِّلُهَا عَلَیْكُمْ ۚ فَمَنْ یَّكْفُرْ

روزی دینے والا ف ۳ کہا اللہ نے میں بیشک اتاروں گا وہ خوان تم پر پھر جو کوئی تم میں ناشکری

بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّیْۤ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّاۤ اُعَذِّبُهٗۤ اَحَدًا مِّنَ

کریگا اس کے بعد تو میں اس کو وہ عذاب دوں گا جو کسی کو نہ دوں گا

الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۱۵﴾ ع وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ

جہان میں ف ۴ ۱۷۳ اور جب کہے گا اللہ اے عیسیٰ ۱۷۴ مریم کے بیٹے تو نے

ع ۱۵ ۵

۱۷۰ یہ بھی ہر کی دوسری پہلے اذ قال کا اعادہ ہے۔ اور ظرف قال موضع تفسیر کے متعلق ہے

موضح قرآن ف ۱ ہو سکے یہ معنی کہ ہمارے واسطے تمہاری دعا سے اس قدر خرق عادات کرے یا نہ کرے فرمایا ڈرو اللہ سے یعنی بندہ چاہیئے اللہ کو نہ آزماوے کہ میرا کہا مانتا ہے یا نہیں۔ اگرچہ خاوند بہتیری مہربانی کرے ف ۲ یعنی برکت کی امید پر مانگتے ہیں اور معجزہ ہمیشہ مشہور رہے آزمانے کو نہیں ف ۳ کہتے ہیں وہ خوان اترا یک شنبہ کو کہ وہ روز نصاریٰ کی عید ہے جیسے ہم کو روز جمعہ ف ۴ بعضے کہتے ہیں وہ خوان اترا چالیس روز تک پھر بعضوں نے ناشکری کی یعنی حکم ہوا تھا کہ فقیر اور مریض کھاویں محفوظ اور چنگے بھی لگے کھانے پھر قریب اسی آدمی سور اور بندر ہو گئے یہ عذاب پہلے یہود میں ہوا تھا پیچھے کسی کو نہیں ہوا اور بعضے کہتے ہیں کہ اترا نہیں یہ تہدید سن کر مانگنے والے ڈر گئے نہ مانگا لیکن پیغمبر کی دعا عبث نہیں اور اس کلام میں نقل کرنا بے حکمت نہیں شاید اس دعا کا اثر یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کی امت میں آسودگی مال سے ہمیشہ رہے اور جو کوئی ان میں ناشکری کرے یعنی دل کے چین سے عبادت میں نہ لگے بلکہ گناہ میں خرچ کرے تو شاید آخرت میں سب سے زیادہ عذاب پاوے اس میں مسلمان کو عبرت ہے کہ اپنا مدعا خرق عادت کی راہ سے نچاہے کہ پھر اس کی شکر گزاری بہت مشکل ہے۔ اسباب ظاہری پر قناعت کرے تو بہتر ہے۔ اس قصے میں بھی ثابت ہوا کہ حق تعالیٰ کے آگے حمایت پیش نہیں جاتی۔

فتح الرحمن ف ۱ حاصل اینست کہ الہام فرستاد بسوئے حواریان دران مدت کہ معجزہ طلب کردند و برحسب مراد دیدند ۱۲ ف ۲ بعد ازان خوانی نازل شد از آسمان بروی گوشت و نان پس خوردند و سیر شدند واللہ اعلم ۱۲۔

قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ

کہا لوگوں کو کہ ٹھہرا لو مجھ کو اور میری ماں کو دو معبود سوا اللہ کے کہا ۱۸۲

سُبْحٰنَكَ مَا یَكُوْنُ لِیْۤ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ ۗ بِحَقٍّ ؔ ؕ اِنْ كُنْتُ

تو پاک ہے مجھ کو لائق نہیں کہ کہوں ایسی بات جس کا مجھ کو حق نہیں اگر میں نے

قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَاۤ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِكَ ؕ

یہ کہا ہوتا تو تجھ کو ضرور معلوم ہوتا تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے جی میں ہے

اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ﴿۱۱۶﴾ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَاۤ اَمَرْتَنِیْ بِهٖۤ اَنِ

بیشک تو ہی ہے جاننے والا چھپی باتوں کا ف۱ میں نے کچھ نہیں کہا ان کو مگر جو تو نے حکم کیا کہ

اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَّا دُمْتُ

بندگی کرو اللہ کی جو رب ہے میرا اور تمہارا اور میں ان سے خبردار تھا ۱۸۳ جب تک

فِیْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ ؕ وَاَنْتَ

ان میں رہا پھر جب تو نے مجھ کو اٹھا لیا تو تو ہی تھا خبر رکھنے والا ان کی ف۲ اور تو

عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ﴿۱۱۷﴾ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ

ہر چیز سے خبردار ہے اگر تو ان کو عذاب دے تو وہ بندے ہیں تیرے ۱۸۴

وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۱۱۸﴾ قَالَ اللّٰهُ

اور اگر تو ان کو معاف کر دے تو تو ہی ہے زبردست حکمت والا فرمایا اللہ نے ۱۸۵

هٰذَا یَوْمُ یَنْفَعُ الصّٰدِقِیْنَ صِدْقُهُمْ ؕ لَهُمْ جَنّٰتٌ

یہ دن ہے کہ کام آوے گا سچوں کے ان کا سچ ان کے لئے ہیں باغ

تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ؕ رَضِیَ اللّٰهُ

جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں رہا کریں گے انہی میں ہمیشہ اللہ راضی ہوا

عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۱۱۹﴾ لِلّٰهِ مُلْكُ

ان سے اور وہ راضی ہوئے اس سے یہی ہے بڑی کامیابی اللہ ہی کے لئے ہے سلطنت ۱۸۶

اور ازدیاد یقین اور عینی مشاہدے کی خاطر اس معجزے کا مطالبہ کر رہے تھے۔ **۱۷۹** حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اگر واقعی تم مومن ہو تو اللہ سے ڈرو اور اس معجزے کا مطالبہ نہ کرو کیونکہ جب طلبیدہ اور منہ مانگے معجزے کا انکار کیا جائے تو اس پر اللہ کی گرفت بہت سخت ہوتی ہے۔ قَالُوْا نُرِیْدُ الخ اس کے جواب میں انہوں نے کہا ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے سامنے آسمان سے دستر خوان اترے اور ہم اس میں سے کھانا تناول کریں تاکہ ہمارا یقین اور پختہ ہو جائے اور آپ کی صداقت کا ہمیں مشاہدہ ہو جائے اور ہم اس واقعہ کی ان لوگوں کے سامنے گواہی دیں جو اس وقت موجود نہ ہوں۔ **۱۸۰** یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا ہے جس میں انہوں نے اللہ سے مائدہ اتارنے کی التجا کی۔ قَالَ اللّٰهُ اللہ نے فرمایا میں ایک بار چھوڑ بار بار مائدہ اتارنے کو تیار ہوں لیکن یاد رکھو مائدہ اترنے کے بعد جو شخص انکار کرے گا اسے ایسا سخت عذاب دوں گا کہ دنیا میں ایسا سخت عذاب کسی اور کو نہیں دوں گا۔ چنانچہ مائدہ اتار اگیا جن کو اللہ نے توفیق دی ان کا ایمان اور مضبوط ہو گیا اور جنہوں نے اس کے بعد کفر کیا اللہ نے ان کو دنیا میں خنزیر بنا دیا اور آخرت میں بھی ان کو سخت ترین عذاب دیا جائے گا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جب مائدہ اترنے کے بعد کفر کرنے پر سخت عذاب کی دھمکی نازل ہوئی تو انہوں نے کہا پھر ہمیں مائدہ کی ضرورت نہیں۔ اس لئے اللہ نے مائدہ نہیں اتارا لیکن جمہور کا مسلک یہ ہے کہ مائدہ اترا تھا اور یہی صحیح ہے۔ وَاخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِی الْمَائِدَةِ هَلْ نَزَلَتْ اَمْ لَا فَالَّذِیْ عَلَیْهِ الْجُمْهُوْرُ وَهُوَ الْحَقُّ نُزُوْلُهَا الخ (قرطبی ج ۶ ص ۳۶۹) وَالْجُمْهُوْرُ عَلَی الْاَوَّلِ وَعَلَیْهِ الْمُعَوَّلُ (روح ج ۷، ص ۶۳) **۱۸۱** یہ بُعد عہد کی وجہ سے پہلے وَاِذْ قَالَ کا اعادہ ہے اور ظرف کا متعلق قَالَ مؤخر ہے یعنی قَالَ سُبْحٰنَكَ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اپنے انعامات گنا کر ان سے اصل سوال پوچھے گا ءَاَنْتَ قُلْتَ الخ یعنی تیرے بعد تیری امت نے تجھ کو اور تیری والدہ کو معبود بنا لیا تھا وہ تم دونوں کو غیب دان اور کارساز سمجھ کر حاجات میں غائبانہ پکارتے اور تمہارے نام کی نذریں منتیں دیتے تھے کیا تو ہی نے ان انعامات کے ہوتے ہوئے ان کو یہ تعلیم دی تھی کہ تم مجھے اور میری ماں کو خدا کے سوا معبود اور کارساز بنا لینا اور حاجات میں پکارنا۔ **۱۸۲** یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے سوال مذکور کا جواب ہوگا۔ جواب پانچ شقوں پر مشتمل ہے پہلی شق سُبْحٰنَكَ اے میرے اللہ! تو اس سے پاک ہے کہ تیرا کوئی شریک ہو تیرے سوا کوئی غیب دان اور کارساز نہیں اور نہ کوئی تیرے سوا نذر و منت کا مستحق ہے۔ دوسری شق۔ مَا یَكُوْنُ لِیْۤ اَنْ اَقُوْلَ الخ میرے لئے یہ بات ہرگز جائز نہ تھی کہ میں ایسا دعویٰ کروں جس کا مجھے کوئی حق نہیں کیونکہ معبود وہی ہو سکتا ہے جو غیب دان اور متصرف و کارساز ہو اور مجھ میں یہ صفتیں موجود نہ تھیں۔ تیسری شق اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ اے میرے اللہ! تو تو تمام غیبوں کا جاننے والا ہے۔ تجھے میرے دل کی باتیں بھی معلوم ہیں اگر میں نے یہ بات کہی ہوتی کہ مجھے اور میری والدہ کو اللہ کے سوا کارساز بنا لو تو تجھے اس کا علم ہوتا۔ چوتھی شق مَا قُلْتُ لَهُمْ اے میرے اللہ! مجھے تو نے رسالت و نبوت سے سرفراز فرمایا اور مجھے توحید کا اعلان کرنے کا حکم دیا تو میں نے ان سے وہی کچھ کہا جس کا تو نے مجھے حکم فرمایا کہ صرف اللہ ہی کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے اور صرف اسی کو غیب دان اور کارساز سمجھو اور اسی کو پکارو۔ پانچویں شق وَكُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا الخ میرے اللہ! جب تک میں ان میں موجود رہا اس وقت تک تو ان کی نگرانی کرتا رہا اور ان کو خالص تیری توحید کی ٹھیک ٹھیک تعلیم دیتا رہا لیکن جب تو نے مجھے آسمان پر اٹھا لیا اس کے بعد کا مجھے علم نہیں وہ کیا کرتوت کرتے رہے۔ اس وقت تو ہی ان کا نگہبان تھا یہاں تَوَفّٰی کے معنی پورا پورا لے لینے

۱ اصل مقصود یہ سوال ہے یعنی ان انعامات کی موجودگی میں تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ تم مجھے اور میری ماں کو معبود بنا لینا۔ ۱۲

۲ پہلا اذ قال (رکوع ۱۵) اسی قال کے متعلق ہے اس لئے وہاں اذکر نکالنے کی ضرورت [illegible] ۱۲

۳ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جواب ہے جو پانچ شقوں پر مشتمل ہے

۴ پہلی شق ۱۲

۵ دوسری شق ۱۲

۶ تیسری شق ۱۲

۷ چوتھی شق ۱۲

۸ پانچویں شق ۱۲

۹ سورت کے پورے مضمون کا خلاصہ نفی شرک فی التصرف نفی شرک فی الذات اور نفی [illegible] ۱۲

فتح الرحمن ف۱ مترجم گوید خدائے تعالیٰ روز قیامت نعمتہائے خود عیسیٰ علیہ السلام یاد دہد بعد ازاں سوال کند کہ خود را الٰہ می گفتی یا نہ بجہت تاکید و برائے قطع شبہہ نصاریٰ بابلغ وجوہ واللہ اعلم ۱۲ ف۲ یعنی برآسمان بردی مرا ۱۲۔

کے ہیں کیونکہ تَوَفَّیْتَنِیْ یہاں کُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا کے مقابلے میں آیا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ توفی سے یہاں موت مراد نہیں۔ قرآن مجید میں موت کے مقابلے میں لفظ حیات آیا ہے اور توفی کے مقابلے میں لفظ حیات استعمال نہیں ہوا لفظ توفّی کی تحقیق سورۂ آل عمران کی تفسیر میں گذر چکی ہے ملاحظہ ہو ص۱۵۳ حاشیہ نمبر ۸۲ ۔ **۱۸۳** لفظ شَهِیْدٌ کی پوری تحقیق سورہ بقرہ کی تفسیر میں حاشیہ (۲۷۳) کے تحت ص۱۳۰ پر گذر چکی ہے **۱۸۴** اس کی جزا محذوف ہے اور فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ اس کی دلیل ہے ای لم یلحقک بتعذیبھم اعتراض لانک المالک المطلق لھم (روح ص ۱۰۸ ج ۷) اسی طرح اِنْ تَغْفِرْ کی جزا بھی محذوف ہے ای لم یلحقک عجز بذلک ولا استقباح فانک القوی القادر علی جمیع المقدورات (روح)۔ یعنی اگر تو ان کو عذاب دینا چاہے تو اس میں تجھ پر کوئی اعتراض نہیں کیونکہ وہ تیرے بندے ہیں اور تو ان کا مالک علی الاطلاق ہے اور اگر تو ان کو معاف فرما دے تو ایسا کر سکتا ہے تو اس سے عاجز نہیں اور نہ اس میں کوئی قباحت ہے کیونکہ تو قادر مطلق ہے اور تمام مقدورات تیری مشیت وقدرت کے تحت داخل ہیں۔ **۱۸۵** یہ ایمان والوں، توحید کو ماننے والوں اور نیک اعمال بجا لانے والوں کے لئے بشارت اخروی ہے۔

۱۸۶ لِلّٰهِ خبر مقدم ہے اور تقدیم خبر افادۂ حصر کے لئے ہے یعنی زمین وآسمان کی بادشاہی اور تمام اختیارات اللہ ہی کیلئے ہیں لا لعیسیٰ وامہ نہ کہ حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ علیہما السلام کے لئے اس میں سورت کے خلاصہ کی طرف اشارہ ہے۔ اس میں بالذات نفی شرک فی التصرف کا ذکر ہے اور ضمناً نفی شرک فعلی بھی اس میں آگئی یعنی جب زمین وآسمان کی بادشاہی اور تمام اختیارات وتصرفات اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ مختص ہیں اور کسی کے لئے نہیں تو نذر ونیاز کا مستحق بھی صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں نہ حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ علیہما السلام اور نہ ان کے سوا کوئی اور **۱۸۷** بقرینہ ماقبل یہاں بھی حصر ہے یعنی صرف وہی ہر چیز پر قادر ہے لا عیسیٰ وامہ نہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ حضرت مریم صدیقہ علیہا السلام۔

فائدہ ۔ رکوع ۳ میں نفی شرک فی التصرف پر یہ دلیل پیش کی گئی تھی۔ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ پھر سورت کے آخر میں ذرا اختصار سے اسی دلیل کا اعادہ کر کے اس طرف اشارہ کیا گیا کہ سورۂ مائدہ کا محور اور مرکزی نکتہ یہ ہے کہ جب سب کچھ اللہ کے قبضے اور تصرف میں ہے تو وہی کارساز ہے۔ حضرت عیسیٰ اور مریم علیہما السلام کے قبضہ اور اختیار میں کچھ نہیں۔ اس لئے وہ کارساز بھی نہیں اور نذر ونیاز کے مستحق بھی نہیں۔

خصوصیات سورۂ مائدہ

(۱) اس سورت میں دو مضمون بیان کئے گئے ہیں نفی شرک فعلی اور نفی شرک فی التصرف۔ نفی شرک فعلی کے سلسلے میں چار مسائل بیان ہوئے۔ تحریمات غیر اللہ تین عنوانوں سے اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِیْمَةُ الْاَنْعَامِ (ع ۱) لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ (ع ۱۲) اور مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِیْرَةٍ الخ (ع ۱۴) تحریمات اللہ۔ اس کے دو عنوان ہیں غَیْرَ مُحِلِّی الصَّیْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ (ع ۱) اور لَیَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَیْءٍ مِّنَ الصَّیْدِ الخ (ع ۱۳) غیر اللہ کی نذر ونیاز۔ اس کے بھی دو عنوان ہیں۔ مَآ اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ (ع ۱) اور مَا ذُبِحَ عَلَی النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ۔ اللہ کی نذریں۔ اس کے بھی دو عنوان ہیں۔ لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْیَ الخ (ع ۱) اور جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ قِیٰمًا لِّلنَّاسِ الخ۔

۲۔ شرک فی التصرف میں زیادہ زور حضرت مسیح اور حضرت مریم علیہما السلام سے غیب دان اور کارساز ہونے کی نفی پر دیا گیا ہے۔ اور دلائل کی بجائے زیادہ زور اس بات پر دیا گیا ہے کہ ان کے غیب دان اور کارساز سمجھنے والے کافر ہیں اور سرسری طور پر اختصار کے ساتھ

سورۂ مائدہ میں آیات توحید

(۱) قُلْ فَمَنْ یَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا اِنْ اَرَادَ اَنْ یُّهْلِكَ الْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ط وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا ط یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ط وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○ (ع ۳)

(۲) قَالَ الْمَسِیْحُ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبَّكُمْ ط اِنَّهٗ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ط وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ○ (ع ۱۰)

(۳) لَقَدْ كَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ م وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ط (ع ۱۰)

(۴) قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ط وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○ (ع ۱۰)

(۵) لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِیْهِنَّ ط وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○ (ع ۱۶)

سورۂ انعام

ربط باقی سورتوں کی طرح یہاں بھی سورۂ مائدہ اور سورۂ انعام کے درمیان دو قسم کا ربط ہے (۱) ربط معنوی اور (۲) ربط اسمی۔ ربط معنوی یہ ہے کہ سورۂ مائدہ میں جن دو مضمونوں کو بیان کیا گیا یعنی نفی شرک فعلی اور نفی شرک فی التصرف یا نفی شرک اعتقادی، سورۂ انعام میں انہی دونوں مضمونوں کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ سورۂ مائدہ میں پہلے نفی شرک فعلی اور اس کے بعد نفی شرک فی التصرف کا ذکر تھا لیکن سورۂ انعام میں ترتیب ذکر اس کے برعکس ہے۔ ابتدائے سورت سے لیکر رکوع ۱۴ میں وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ تک نفی شرک فی التصرف کا بیان ہے اور اس کے بعد فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ سے لے کر سورت کے آخر تک نفی شرک فعلی کا ذکر ہے۔ دونوں سورتوں میں ان مضامین کے بیان میں بوجوہ ذیل فرق ہے۔

نفی شرک فی التصرف:- (۱) سورۂ مائدہ میں شرک فی التصرف کرنے والوں پر صرف فتوے صادر کئے گئے ہیں کہ وہ کافر ہیں۔ جیسا کہ فرمایا لَقَدْ كَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ (ع ۳ و ۱۰) اور لَقَدْ كَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ (ع ۱۰) لیکن شرک فی التصرف کے بطلان پر دلائل قائم نہیں کئے گئے۔ البتہ صرف ایک دلیل ذکر کی گئی ہے۔ یعنی وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ الخ (ع ۳) اس کے برعکس سورۂ انعام میں اس کے بطلان پر دلائل عقل و نقل اور وحی قائم کئے گئے ہیں اور دلائل کے سلسلے میں ہر چند دلائل کے بعد ان کا ثمرہ اور نتیجہ بھی ذکر کیا گیا ہے (۲) سورۂ مائدہ میں شرک فی التصرف کے رد میں خطاب نصاریٰ سے ہے اور صرف حضرت عیسیٰ اور مریم علیہما السلام کے غیب دان، متصرف و مختار اور کارساز ہونے کی نفی کی گئی ہے لیکن سورۂ انعام میں تعمیم کی گئی ہے اور مذکورہ صفات کی ہر غیر اللہ سے نفی کی گئی ہے خواہ کوئی ہو۔ (۳) نفی شرک فی التصرف کے سلسلۂ دلائل کے ساتھ ساتھ مشرکین کے شبہات اور ان کے دلوں میں پیدا ہونے والے سوالات کا جواب بھی دیا گیا ہے۔ سوالات کی تعداد سات ہے جن میں سے بعض صراحۃً مذکور ہیں اور بعض جوابات کے ضمن میں۔ اور اس کے پہلو بہ پہلو تبلیغ اور اشاعت توحید کے طریق کار کی تعلیم بھی دی گئی ہے کہ لوگوں کے سامنے مسئلہ توحید کس طرح پیش کرنا چاہئے اور اس کی تبلیغ کا احسن طریق کیا ہے لیکن سورۂ مائدہ میں ان باتوں میں سے کوئی بات مذکور نہیں (۴) اختتام دلائل سے ذرا پہلے مشرکین کے انکار کی وجوہات کا بیان شروع ہو جاتا ہے۔ یعنی جب مسئلہ توحید بالکل واضح ہو گیا اور شرک فی التصرف کے بطلان پر ہر قسم کے دلائل بھی قائم کر دیئے گئے، مشرکین کے شکوک و شبہات کا بھی ازالہ کر دیا گیا اور مسئلہ توحید کی تبلیغ بھی نہایت عمدہ اور احسن طریق سے کی گئی ہے۔ تو ان تمام باتوں کے باوجود وہ مسئلہ توحید کو کیوں نہیں مانتے اور اس کے انکار پر کیوں اڑے ہوئے ہیں۔ یہ وجوہات بھی سات ہیں۔

نفی شرک فعلی:- دونوں سورتوں میں مسئلہ نفی شرک فعلی کے بیان میں بوجوہ ذیل سے فرق ہے (۱) سورۂ مائدہ میں تحریمات غیر اللہ کے بیان کے لئے تین تعبیریں اختیار کی گئی ہیں۔ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِیْمَةُ الْاَنْعَامِ، لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ اور مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِیْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ الخ اور سورۂ انعام میں ان کے علاوہ تحریمات غیر اللہ کی باقی شقیں بیان کی گئی ہیں۔ (۲) نفی شرک فعلی کے تحت غیر اللہ کی نذروں میں مَا ذُبِحَ سے جانوروں کا حکم صراحۃً بیان کیا گیا خواہ بوقت ذبح ان پر بسم اللہ پڑھی جائے یا نہ اور مَآ اُهِلَّ میں اناج وغیرہ کا حکم ضمناً مذکور تھا لیکن سورۂ انعام میں نذر غیر اللہ کی بہت سی صورتوں کا حکم صراحت سے بیان کیا گیا ہے۔ یعنی جس طرح چوپایوں سے غیر اللہ کی نذر و نیاز دینا حرام ہے۔ اسی طرح غلوں، پھلوں اور میووں سے بھی غیر اللہ کی نذر و منت ناجائز اور حرام ہے۔ (۳) مائدہ میں مشرکین کے دلائل ذکر نہیں کئے گئے لیکن انعام میں شرک پر مشرکین کی سب سے بڑی دلیل ذکر کی گئی تاکہ معلوم ہو جائے کہ مشرکین کی بڑی سے بڑی دلیل بھی کس قدر نامعقول اور کمزور ہے۔ مشرکین کی شرک اور تحریمات غیر اللہ کے جواز پر بڑی سے بڑی دلیل یہ ہے۔ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَیْءٍ (ع ۱۸) (۴) سورۂ مائدہ میں نفی شرک فعلی پر کوئی دلیل قائم نہیں کی گئی۔ لیکن سورۂ انعام میں دلیل نقل اور دلیل وحی کا ذکر کیا گیا۔ دلیل نقل یہ ہے ثُمَّ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَی الَّذِیْٓ اَحْسَنَ الخ اور دلیل وحی یہ ہے وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ (ع ۲۰) (۵) سورۂ مائدہ میں تحریمات غیر اللہ کے مقابلے میں تحریمات اللہ کا ذکر کیا گیا اور سورۂ انعام میں بطور تتمہ تحریمات اللہ کی باقی شقیں بیان کی گئی ہیں اور اس میں اللہ کی نذر و نیاز کا ذکر نہیں کیا گیا۔

ربط اسمی:- اللہ تعالیٰ تم پر اپنے انعامات کا مائدہ (دستر خوان) نازل فرمائے گا بشرطیکہ تم انعام و حرث (چوپایوں اور کھیتیوں) میں غیر اللہ کی نیازیں نہ دو اور غیر اللہ کی تحریمیں نہ کرو۔

خلاصہ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے اس سورت میں دو مضمون بیان کئے گئے ہیں اس لحاظ سے اس سورت کے دو حصے ہیں پہلا حصہ ابتدائے سورت سے لیکر رکوع ۱۴ میں اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ تک ہے اس میں نفی شرک فی التصرف کا مضمون بیان کیا گیا ہے۔ دوسرا حصہ اس کے متصل بعد فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَیْهِ سے لیکر رکوع ۱۹ میں لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ تک ہے جس میں نفی شرک فعلی کا مضمون ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے بعد ثُمَّ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْكِتٰبَ تَمَامًا سے دونوں مسئلوں پر دلیل نقلی اور وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ سے دونوں پر دلیل وحی ذکر کی گئی ہے یعنی پہلے تورات میں بھی بیان کیا جا چکا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی غیب دان اور کارساز نہیں اور اس کے سوا کوئی نذر و نیاز کے لائق نہیں۔ پھر تورات کے بعد قرآن میں بھی دونوں مسئلوں کی وضاحت کی گئی ہے اس لئے قرآن کی پیروی کرو۔ پھر سورت کے آخری رکوع میں قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ سے آخر سورت تک دونوں مضمونوں کا اجمالی طور پر اعادہ کیا گیا ہے دونوں مضمونوں کو ہر قسم کے دلائل سے مدلل و مبرہن کیا ہے۔

پہلا حصہ

پہلے حصے میں دلائل کے علاوہ مضامین کے تین اور سلسلے ضمناً بھی آ گئے (۱) سلسلۂ رد شبہات مشرکین (۲) سلسلۂ طریق تبلیغ اور (۳) سلسلہ بیان وجوہ انکار مشرکین۔ ہر سلسلہ سات شقوں پر مشتمل ہے۔

نفی شرک فی التصرف پر دلائل

پہلے حصے میں نفی شرک فی التصرف پر عقلی و نقلی اور وحی کے سولہ دلائل پیش کئے گئے ہیں۔ گیارہ دلائل عقلیہ، دو دلائل نقلیہ اور تین دلائل وحی سلسلۂ دلائل کے درمیان چند دلائل کے بعد تین بار ان کا ثمرہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ پہلی عقلی دلیل اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ تا یَکْسِبُوْنَ (ع ۱) اس دلیل کا مدعیٰ یہ ہے کہ اللہ کے سوا کارساز اور غیب دان کوئی نہیں۔ دوسری عقلی دلیل علیٰ سبیل الاعتراف من الخصم قُلْ لِّمَنْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قُلْ لِّلّٰہِ کَتَبَ عَلٰی نَفْسِہِ الرَّحْمَۃَ (ع ۲) یعنی جب تم زمین و آسمان کا مالک اللہ ہی کو مانتے ہو تو سمجھو کہ اس کے سوا کارساز بھی کوئی نہیں۔ اس کے بعد تخویف اخروی ہے۔ تیسری عقلی دلیل وَلَہٗ مَا سَکَنَ فِی الَّیْلِ وَالنَّھَارِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (ع ۲) چوتھی عقلی دلیل وَاِنْ یَّمْسَسْکَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَہٗ تا وَھُوَ الْحَکِیْمُ الْخَبِیْرُ (ع ۲) یعنی نفع و ضرر اللہ کے اختیار میں ہے لہٰذا اس کے سوا کوئی متصرف و کارساز نہیں۔ اس کے متصل بعد قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَھَادَۃً سے لے کر اِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِکُوْنَ تک مذکورہ چاروں عقلی دلائل کا نتیجہ بیان کیا گیا ہے۔ مذکورہ دلائل سے معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا کوئی غیب دان اور کارساز نہیں۔ اس کے بعد زجریں اور تخویفیں ہیں۔ پانچویں عقلی دلیل وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ تا یُحْشَرُوْنَ (ع ۴) ہر جاندار کا روزی رساں اور کارساز اللہ ہے اس کے سوا اور کوئی نہیں۔ اس کے بعد زجر ہے۔ چھٹی عقلی دلیل علیٰ سبیل الاعتراف من الخصم۔ قُلْ اَرَءَیْتَکُمْ اِنْ اَتٰکُمْ عَذَابُ اللّٰہِ تا تُشْرِکُوْنَ (ع ۴) اس کے بعد تخویف اخروی ہے۔ ساتویں عقلی دلیل قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰہُ سَمْعَکُمْ تا ثُمَّ ھُمْ یَصْدِفُوْنَ (ع ۵) دلیل نمبر ۶ سے معلوم ہوا کہ متصرف و مختار اور کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس کے بعد قُلْ اَرَءَیْتَکُمْ اِنْ اَتٰکُمْ عَذَابُ اللّٰہِ سے چھٹی دلیل کا اعادہ کیا گیا ہے۔ اس کے بعد زجر و تخویف اور بشارت وغیرہ کا ذکر ہے۔ آٹھویں عقلی دلیل وَعِنْدَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ تا لِیُقْضٰٓی اَجَلٌ مُّسَمًّی (ع ۷) اس سے ثابت ہوا کہ اصول، ان کے تحت کلیات اور کلیات کے جزئیات سب کا علم صرف اللہ ہی کو ہے۔ نویں عقلی دلیل علیٰ سبیل اعتراف من الخصم۔ قُلْ مَنْ یُّنَجِّیْکُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تا ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِکُوْنَ (ع ۸ و ۹) یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز نہیں اس کے بعد تخویفیں اور زجریں ہیں پھر قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَنْفَعُنَا وَلَا یَضُرُّنَا سے ثُمَّ وَھُوَ الَّذِیْٓ اِلَیْہِ تُحْشَرُوْنَ (ع ۹) تک مذکورہ پانچوں عقلی دلیلوں کا ثمرہ بیان کیا گیا ہے کہ زمین و آسمان کا کلی علم غیب صرف اللہ ہی کو ہے اور اس کے سوا کوئی غیب دان اور متصرف و کارساز نہیں۔ دسویں عقلی دلیل وَھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ تا وَھُوَ الْحَکِیْمُ الْخَبِیْرُ گیارہویں عقلی دلیل اِنَّ اللّٰہَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰی تا یُّؤْمِنُوْنَ (ع ۱۲) اس کے بعد ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ سے لے کر وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ تک مذکورہ دونوں دلیلوں کا ثمرہ بیان کیا گیا ہے۔ ان دونوں دلیلوں سے واضح ہوتا ہے کہ کارساز اور متصرف صرف اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے سوا کوئی متصرف و کارساز نہیں۔

دلائل نقلیہ نفی شرک فی التصرف پر دو نقلی دلیلیں ذکر کی گئی ہیں (۱) دلیل نقلی تفصیلی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے علاوہ سترہ انبیاء علیہم السلام سے اور اجمالی تمام انبیاء علیہم السلام سے وَاِذْ قَالَ اِبْرٰھِیْمُ لِاَبِیْہِ اٰزَرَ تا اِنْ ھُوَ اِلَّا ذِکْرٰی لِلْعٰلَمِیْنَ (ع ۹) اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے علاوہ سترہ انبیاء علیہم کے نام گنا کر اور باقیوں کا اجمالی ذکر کے سب کی طرف سے بیان فرمایا کہ وہ سب شرک سے بیزار اور توحید کے مبلغ تھے۔ وہ سب اللہ ہی کو غیب دان اور متصرف و کارساز مانتے تھے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتے تھے۔ دوسری نقلی دلیل امم سابقہ کے علماء سے بیان کی گئی ہے وَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ تا فَلَا تَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ (ع ۱۴) یعنی اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کے علماء بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ مسئلہ توحید آپ پر اللہ کی طرف سے اتارا گیا ہے اور وہ حق ہے۔

دلائل وحی نفی شرک فی التصرف پر تین دلائل وحی ذکر کئے گئے ہیں۔ پہلی دلیل وحی وَاُوْحِیَ اِلَیَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَکُمْ بِہٖ وَمَنْۢ بَلَغَ (ع ۲) یعنی سب سے بڑی شہادت تو اللہ تعالیٰ کی ہے اور اس نے قرآن میں مجھ پر یہ وحی کی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی متصرف و مختار اور نافع و ضار نہیں۔ دوسری دلیل وحی وَھٰذَا کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ مُبٰرَکٌ مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْہِ الخ (ع ۱۱) یعنی پہلے تمام انبیاء علیہم السلام کی تعلیم یہ تھی کہ اللہ کے سوا کوئی غیب دان اور کارساز نہیں اور سب کے آخر میں ہم نے اپنے آخری رسول پر یہ کتاب (قرآن) نازل کی جو پہلے تمام نبیوں کی تعلیم کی تصدیق کرتی ہے۔ تیسری دلیل وحی اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ الخ (ع ۱۳) مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ کی وحی کا اتباع کروں کہ اللہ کے سوا کوئی متصرف و مختار اور کارساز نہیں۔

ردّ شبہاتِ مشرکین

پہلے حصے میں مشرکین کے سات شبہات یا سوالات کا جواب دیا گیا ہے ان میں سے بعض یہاں مذکور ہیں اور بعض یہاں مذکور نہیں بلکہ قرآن مجید میں کسی دوسری جگہ مذکور ہیں۔ پہلا سوال یہ تھا کہ خدا کی طرف سے ان کے نام پر لکھی ہوئی کتاب آئے جسے وہ خود پڑھ لیں یہ سوال سورۂ بنی اسرائیل ع ۱۰ میں وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِیِّکَ حَتّٰی تُنَزِّلَ عَلَیْنَا کِتٰبًا نَّقْرَؤُہٗ سے مذکور ہے یہاں وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَیْکَ کِتٰبًا فِیْ قِرْطَاسٍ (ع ۱) سے اس کا جواب دیا کہ اگر ہم لکھی لکھائی کتاب نازل کرتے تو اس میں بھی یہی مسئلہ توحید ہی مذکور ہوتا اور وہ اسے بھی جھٹلا دیتے۔ دوسرا سوال یہ تھا کہ اس پیغمبر کے ساتھ فرشتہ کیوں نہیں بھیجا گیا جو اس کی صداقت کا اعلان کرتا یہ سوال یہاں وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْہِ مَلَکٌ (ع ۱) میں مذکور ہے اور سورۃ الفرقان میں اس پر یہ اضافہ ہے۔ فَیَکُوْنَ مَعَہٗ نَذِیْرًا (ع ۱) اور وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَکًا لَّقُضِیَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا یُنْظَرُوْنَ (ع ۱) سے اس کا جواب دیا گیا کہ اگر پیغمبر علیہ السلام کے ساتھ فرشتہ نازل کیا جاتا تو انکار کرنے کی صورت میں انہیں فوراً ہلاک کر دیا جاتا اور لمحہ بھر مہلت نہ دی جاتی۔ تیسرا سوال یہ تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ کو پیغمبر بھیجنا منظور تھا تو کسی فرشتے کو پیغمبر بنا کر کیوں نہ بھیج دیا یہ سوال بھی یہاں مذکور نہیں۔ سورۂ بنی اسرائیل کی آیت قُلْ لَّوْ کَانَ فِی الْاَرْضِ مَلٰٓئِکَۃٌ یَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّیْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَیْھِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَکًا رَّسُوْلًا (ع ۱) سے مفہوم ہوتا ہے۔ اس کا جواب وَلَوْ جَعَلْنٰہُ مَلَکًا لَّجَعَلْنٰہُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَیْھِمْ مَّا یَلْبِسُوْنَ (ع ۱) میں دیا گیا کہ اگر فرشتہ رسول بنا کر بھیجا جاتا تو لامحالہ انسانی شکل ہی میں آتا اور ان کا اعتراض اسی طرح بحال رہتا۔ چوتھا سوال یہ تھا کہ ان کا منہ مانگا معجزہ کیوں نہیں ان کو دیا جاتا تو اس کا جواب دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ معجزہ اتارنے پر تو قادر ہے لیکن اکثر لوگ پھر بھی ایمان نہیں لاتے حالانکہ اصل مقصد تو یہ ہے لوگ ایمان لائیں یہ سوال و جواب وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَیْہِ اٰیَۃٌ تا وَلٰکِنَّ اَکْثَرَھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ (ع ۴) میں مذکور ہے۔ پانچواں سوال یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی دولت مند آدمی کو رسول بنا کر کیوں نہ بھیجا یہ سوال سورۂ زخرف ع ۳ میں وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ ھٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْیَتَیْنِ عَظِیْمٍ سے ذکر کیا گیا ہے۔ چھٹا سوال یہ تھا کہ اگر یہ نبی ہوتا تو ہمیں غیب کی باتیں بتاتا اور ملک شام کی منڈیوں میں اشیاء کے نرخ بتا دیتا یہ سوال حدیث میں مذکور ہے۔ ساتواں سوال یہ تھا کہ یہ پیغمبر خوب ہے کہ ہماری طرح بازار سے سودا سلف خریدتا اور کھاتا پیتا ہے۔ اگر پیغمبر ہوتا تو ایسا نہ کرتا یہ سوال سورۃ الفرقان ع ۱ میں مذکور ہے۔ وَقَالُوْا مَالِ ھٰذَا الرَّسُوْلِ یَاْکُلُ

الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ان تینوں سوالوں کا جواب قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ (ع ۵) سے دیا گیا۔

طریقۂ تبلیغ کی تعلیم

نفی شرک فی التصرف کے بیان میں سات طریقہائے تعلیم مذکور ہیں۔ طریق تعلیم اوّل قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ (ع ۲) آپ اعلان کر دیجئے کہ جو اللہ آسمان اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اور جو خود بے نیاز اور سب کا کارساز ہے کیا اسے چھوڑ کر میں غیر اللہ کو کارساز بنا لوں؟ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ طریق تعلیم دوم قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ الخ مجھے تو یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلے اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کروں اور مجھے منع کیا گیا ہے کہ میں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بناؤں۔ طریق تعلیم سوم قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ تمہیں نہ تو اللہ کا خوف ہے نہ اس کے عذاب کا ڈر لیکن میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں کہ اگر اس کی نافرمانی کروں۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک بناؤں اور اس کے سوا کسی کو غیب دان اور کارساز سمجھوں تو وہ مجھے عذاب میں مبتلا کر دے۔ طریق تعلیم چہارم قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (ع ۷) آپ فرما دیجئے مجھے تو ان معبودانِ باطلہ کو پکارنے سے منع کر دیا گیا ہے جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو۔ طریق تعلیم پنجم قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ میں تمہاری باطل خواہشات کی پیروی نہیں کر سکتا اگر میں ایسا کروں تو گمراہی میں جا پڑوں اور ہدایت سے دور ہو جاؤں کیونکہ تمہاری خواہشات یہ ہیں کہ میں بھی غیر اللہ کو غیب دان اور کارساز سمجھوں حالانکہ یہ صریح گمراہی ہے۔ طریق تعلیم ششم قُلْ اِنِّيْ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ میرے پاس تو اللہ کی توحید کے واضح دلائل موجود ہیں ان کی موجودگی میں میں توحید کی راہ کو کس طرح چھوڑ سکتا ہوں۔ تم نے تو کور باطنی کی وجہ سے اس کی تکذیب کر دی۔ طریق تعلیم ہفتم قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِيَ الْاَمْرُ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ جس چیز یعنی عذاب کا تم مطالبہ کر رہے ہو اگر وہ چیز میرے اختیار میں ہوتی تو کب کا میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ ہو چکا ہوتا لیکن یہ سب کچھ اللہ کے اختیار و تصرف میں ہے میرے بس میں نہیں ہے۔ ساتواں طریق تعلیم نفی شرک فی التصرف پر دلیل بھی بن سکتا ہے کہ غائبانہ حکم اور تصرف صرف اللہ کے اختیار میں ہے۔

بیانِ وجوہِ انکارِ مشرکین

سورۂ انعام میں مشرکین کے انکار کی سات وجوہ بیان کی گئی ہیں۔ پانچ حصہ اول میں اور دو حصہ دوم میں۔ ہر وجہ لفظ كَذٰلِكَ سے بیان کی گئی ہے۔ ان جگہوں میں **کاف** تشبیہ کے لئے نہیں بلکہ بیان کمال کے لئے ہے۔ پہلی وجہ وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ الخ (ع ۷) یعنی وہ ماننے والوں کو حقیر سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ جس دین کو ایسی معمولی پوزیشن کے لوگوں نے مانا ہے بھلا وہ بھی سچا ہو سکتا ہے؟ دوسری وجہ یہ تھی کہ مسئلہ توحید جس قدر زیادہ کھول کر بیان کیا جاتا اور مشرکین کے کرتوت جس قدر واضح کئے جاتے اسی قدر ان کا بغض وعناد زیادہ ہو جاتا اور وہ انکار کرنے لگتے۔ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ (ع ۷) میں دوسری وجہ بیان کی گئی ہے۔ تیسری وجہ وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ (ع ۱۳) یعنی ہم آیتیں کھول کر بیان کرتے ہیں لیکن مشرکین پیغمبر علیہ السلام پر الزام لگاتے ہیں کہ وہ کسی سے سیکھ کر آیا ہے۔ چوتھی وجہ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ (ع ۷) مشرکین کو مشرکانہ اعمال خوبصورت اور بھلے معلوم ہوتے ہیں اس لئے وہ مسئلہ توحید کو نہیں مانتے۔ آگے چل کر كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ میں اس وجہ کا اعادہ کیا گیا ہے۔ پانچویں وجہ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ الخ (ع ۱۴) یہ ماقبل سے علی سبیل الترقی ہے۔ یعنی شیاطین انس اور شیاطین جن نبی کے دشمن ہوتے ہیں اور وہ لوگوں کے دلوں میں شبہات ڈالتے رہتے ہیں اور ان کو پیغمبر سے یہ کہہ کر بدظن کرتے رہتے ہیں کہ یہ تو نبیوں اور ولیوں کا بے ادب ہے۔ چھٹی وجہ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا الخ (ع ۱۵) ہر بستی کے بڑے لوگ عموماً مجرم ہوتے ہیں اور وہ لوگوں کو مکر و فریب سے گمراہ کرتے رہتے ہیں۔ ساتویں وجہ وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (ع ۱۵) شرک کی وجہ سے تمام مشرکین ایک دوسرے کے دوست بن جاتے ہیں اور متحدہ طور پر مسئلہ توحید کا انکار کرنے لگتے ہیں۔ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ آج کل کے مشرکین کے رد و انکار کی وجوہ بھی بعینہٖ یہی ہیں۔

دوسرا حصہ

دوسرے حصہ میں شرک فعلی کی صرف تین شقوں کا ذکر ہے۔ (۱) تحریمات غیر اللہ (۲) تحریمات اللہ اور (۳) نذور غیر اللہ۔ چوتھی شق یعنی اللہ کی نذر و نیاز کا ذکر اس سورت میں نہیں کیا گیا کیونکہ غیر اللہ کی نذر و نیاز کی نفی سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ نذریں منتیں صرف اللہ کے نام کی دینی چاہئیں۔

تحریمات غیر اللہ

سورۂ مائدہ میں تحریمات غیر اللہ کو تین عنوانوں سے ذکر کیا گیا جیسا کہ ابھی بیان ربط میں مذکور ہوا۔ سورۂ انعام میں اس مسئلہ کو چار مختلف عنوانات سے ذکر کیا گیا ہے۔ جو تحریمات غیر اللہ کی تمام صورتوں پر حاوی ہیں (۱) فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ۔ تا۔ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ (ع ۱۴) یعنی جن چوپایوں کو تم نے غیر اللہ کی خاطر نامزد کر رکھا ہے مثلاً سائبہ، بحیرہ وغیرہ جب ان کو خالص اللہ کا نام لیکر ذبح کیا جائے تو انہیں کھاؤ۔ جن چوپایوں کو اللہ کا نام لیکر ذبح کیا گیا ان کو تم کیوں نہیں کھاتے ہو۔ انہیں کھاؤ اور تحریمات کو اٹھاؤ۔ (۲) وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ۔ تا۔ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ (ع ۱۶) اس عنوان کے تحت تحریمات مشرکین کی چار صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ اوّل کچھ چوپایوں اور کھیتیوں کو وہ اپنے معبودانِ باطلہ کے لئے نامزد کر دیتے تھے اور کہتے تھے کہ ان کو کوئی نہیں کھا سکتا۔ دوم کچھ چوپایوں پر سواری کرنے اور بوجھ لادنے کو حرام کر دیتے تھے۔ سوم جن چوپایوں کو غیر اللہ کی خاطر حرام کر دیتے تھے ذبح کے وقت ان پر اللہ کا نام نہیں لیتے تھے چہارم بعض مادہ چوپایوں کے متعلق وہ فیصلہ کر دیتے تھے کہ ان کے پیٹ کا بچہ اگر زندہ پیدا ہو تو ان کے مردوں کے لئے حلال ہے اور ان کی عورتوں کے لئے حرام ہے اور اگر مردہ پیدا ہو تو دونوں جنسوں کے لئے جائز ہے۔ فرمایا یہ تمام صورتیں باطل اور ان کی خود ساختہ ہیں اس پر ان کو سخت سزا ملے گی تم ان تحریمات کو اٹھاؤ اور ان چیزوں کو کھاؤ۔ (۳) اس کے بعد وَحَرَّمُوْا

مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ سے تحریمات غیر اللہ کا اعادہ کیا گیا ہے (۴) وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا - تا - اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا (ع ۱۷) یہاں اللہ تعالیٰ نے چوپایوں کی آٹھ انواع بیان فرمائیں - ضَاْن - نر و مادہ (دنبہ اور دنبی) یہاں بھیڑ اور مینڈھا بھی اس میں داخل ہیں - مَعْز - نر و مادہ (بکری اور بکرا) اِبِل - نر و مادہ (اونٹ اور اونٹنی) بقر - نر و مادہ (گائے اور بیل) بھینس اور بھینسا بھی بقر میں داخل ہیں - اور پھر مشرکین سے ان اشیاء کی تحریم پر عقلی اور نقلی دلیل کا مطالبہ کیا - فرمایا کیا اللہ نے ان چوپایوں کے نروں کو حرام فرمایا ہے یا ان کی ماداؤں کو یا ان بچوں کو جو ماداؤں کے ارحام میں ہیں - کیا اس پر تمہارے پاس کوئی **عقلی دلیل** ہے ؟ اگر نہیں تو نَبِّـُٔوْنِيْ بِعِلْمٍ الخ تو کوئی نقلی دلیل ہی پیش کر دو - یہ مشرکین کو ایک قسم کا چیلنج ہے - لیکن مشرکین کے پاس چونکہ کوئی دلیل نہیں تھی نہ عقلی نہ نقلی اس لئے عاجز ہو کر کہنے لگے لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ (ع ۱۸) یعنی اللہ کو یہی منظور تھا کہ ہم شرک کریں اور اپنی طرف سے تحریمیں کریں -

تحریمات اللہ

سورۂ مائدہ میں تحریمات اللہ کی صرف ایک صورت بیان کی گئی یعنی غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ لیکن سورۂ انعام میں تحریمات اللہ کی باقی ماندہ بہت سی صورتیں ذکر کی گئی ہیں - سورۂ انعام میں تحریمات اللہ کا ایک دفعہ ذکر کیا گیا ہے - قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ - تا - ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (ع ۱۹) ان آیتوں میں حسب ذیل تحریمات الٰہیہ مذکور ہیں - شرک ہر قسم - عقوقِ والدین - اور ان کی حق تلفی - قتل اولاد - تمام فواحش و منکرات - قتل ناحق - اکل مالِ یتیم ناحق - ناپ تول میں کمی بیشی وغیرہ -

غیر اللہ کی نذر و نیاز

سورہ مائدہ میں نذر غیر اللہ کو مَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ اور وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ سے ذکر کیا گیا لیکن سورۂ انعام میں اس مسئلہ کو پانچ مختلف عنوانوں کے ساتھ چار دفعہ ذکر کیا گیا ہے جس میں نذر غیر اللہ کی تمام صورتیں آگئی ہیں - (۱) قَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ (ع ۱۴) یعنی جو چیزیں تم پر حرام ہیں ان کی تفصیل اللہ تعالیٰ تمہیں بتا رہا ہے - یہاں نذر غیر اللہ کا ذکر اجمالی ہے تفصیل آگے آرہی ہے - (۲) وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا - تا - فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ (ع ۱۶) یہاں انعام (جانوروں) کے ساتھ حرث (غلہ اور پھل وغیرہ) کا ذکر بھی صراحت سے کیا گیا ہے جس طرح جانوروں سے غیر اللہ کی نذر حرام ہے اسی طرح غلوں میووں اور پھلوں سے بھی حرام ہے - عَلٰى هٰذَا وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ - تا - فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ میں نذر غیر اللہ کی ایک اور صورت کا ذکر کیا بعض مشرکین اپنے معبودانِ باطلہ کی خاطر اپنے بچوں کو ان کی بھینٹ چڑھا دیتے - اس آیت میں اس مشرکانہ فعل کی مذمت فرمائی - (۳) قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ الخ سے نذر غیر اللہ تیسری بار ذکر کیا گیا (۴) وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ - تا - اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ (ع ۱۷) یہاں مختلف قسم کی پیداوار پھلوں میووں کی انواع و اقسام کا ذکر کر کے فرمایا کہ ان سے خالص اللہ کا حق ادا کرو اور ان میں سے غیر اللہ کے نام کی نذر و نیاز مت نکالو - (۵) قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا - تا - فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (ع ۱۸) یہاں نذر غیر اللہ کو فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ سے تعبیر کیا گیا -

سورت کے دونوں حصوں کے اختتام پر ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا الخ (ع ۱۹) سے دونوں مضمون (نفی شرک فی التصرف اور نفی شرک فعلی) پر دلیل نقلی، اور وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ الخ (ع ۲۰) سے دونوں مضمونوں پر دلیل وحی پیش کی گئی ہے - یعنی پہلے تورات میں نفی شرک فی التصرف اور نفی شرک فعلی کو تفصیل سے بیان کیا گیا - پھر قرآن نے بھی تورات کے **مطابق** اعلان کیا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی غیب دان اور کارساز نہیں - نیز اس نے تحریمات مشرکین کو حلال اور غیر اللہ کی نذر و نیاز کو حرام قرار دیا ہے - پھر خاتمہ سورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تین اعلان کرائے گئے ہیں - (۱) قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ - تا - وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ یعنی اللہ نے عقلی اور نقلی دلائل سے صراط مستقیم کی طرف میری رہنمائی فرمائی ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے جو شرک سے سخت بیزار تھے (۲) قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ - تا - وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ یعنی میں اللہ کے سوا کسی کو غیب دان اور کارساز نہیں سمجھتا ہوں اور میری تمام عبادتیں اور میرا مرنا جینا سب کچھ محض اللہ کے لئے ہے جو ہر قسم کے شرک سے پاک ہے (۳) قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ یعنی جو اللہ کائنات کے ذرے ذرے کا مالک اور رازق ہے کیا اسے چھوڑ کر میں کسی اور کو اپنا رب اور کارساز بنا لوں ؟ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا یہ تو عقل و نقل کے صریح خلاف ہے - سورت کے آخر میں اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ سے مسئلہ توحید کا انکار کرنے والوں کے لئے تخویف اخروی اور وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ سے مسئلہ توحید کو ماننے والوں کے لئے بشارت اخروی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے -

حصۂ اول

نفی شرک فی التصرف یا نفی شرک اعتقادی

سورۂ انعام سے قرآن مجید کا دوسرا حصہ شروع ہوتا ہے جو سورۂ بنی اسرائیل کے آخر تک ہے۔ اس حصے کا مرکزی مضمون ربوبیت ہے یعنی اس حصے میں زیادہ تر یہ بیان کیا گیا ہے کہ ہر چیز کو پیدا کرنے کے بعد اس کو حد کمال تک پہنچانے والا اور ہر چیز کی دیکھ بھال کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اس کے سوا اور کوئی نہیں۔ ــــہ

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ ؕ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۲۰﴾

آسمانوں کی اور زمین کی اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے

سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّخَمْسٌ اَوْ سِتٌّ وَّسِتُّوْنَ اٰيَةً وَّعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا

سورۃ انعام مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ایک سو پینسٹھ یا چھیاسٹھ آیتیں ہیں اور ۲۰ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ

سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے پیدا کئے آسمان اور زمین اور بنایا

الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ؕ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ

اندھیرا اور اجالا پھر بھی یہ کافر اپنے رب کے ساتھ

يَعْدِلُوْنَ ﴿۱﴾ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰۤى

اوروں کو برابر کئے دیتے ہیں وہ وہی ہے جس نے پیدا کیا تم کو مٹی سے پھر مقرر کر دیا

اَجَلًا ؕ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ﴿۲﴾ وَ

ایک وقت اور ایک مدت مقرر ہے اللہ کے نزدیک پھر بھی تم شک کرتے ہو اور

هُوَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَفِی الْاَرْضِ ؕ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَ

وہی ہے اللہ آسمانوں میں اور زمین میں جانتا ہے تمہارا چھپا اور

جَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ﴿۳﴾ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ

کھلا اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو اور نہیں آتی ان کے پاس کوئی نشانی

مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿۴﴾

ان کے رب کی نشانیوں میں سے مگر کرتے ہیں اس سے تغافل

فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ؕ فَسَوْفَ

سو بے شک جھٹلایا انہوں نے حق کو جب ان تک پہنچا سو اب

خلاصہ کے بیان میں مذکور ہو چکا ہے کہ سورۂ انعام کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ سورت کی ابتداء سے لیکر رکوع ۱۴ میں وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ تک ہے اس حصے میں نفی شرک فی التصرف کا ذکر کیا گیا ہے اور مسئلہ توحید پر عقلی و نقلی اور وحی سے گیارہ دلائل بیان کئے گئے ہیں۔ نو دلائل عقلیہ، دو نقلی دلیلیں اور تین دلائل وحی۔ حمد سے صفات الوہیت مراد ہیں جیسا کہ سورۂ فاتحہ کی تفسیر میں گذر چکا ہے ملاحظہ ہو ص ۲ حاشیہ ۲۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ایک دعویٰ ہے یعنی وہ تمام صفات کارسازی جنہیں تم اپنے معبودوں کے لئے ثابت کرتے ہو وہ سب اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں اور تمہارے معبودوں میں نہیں پائی جاتی ہیں۔ اَلَّذِیْ اسم موصول تعلیل کے لئے ہے اور اس کا صلہ مذکورہ دعویٰ پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ یعنی زمین و آسمان کو پیدا کرنے والا۔ اندھیرے اور اجالے کو بنانے والا اور تمام انسانوں کو پیدا کرنے والا اور ان کے تمام حالات کو جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے لہٰذا کارساز اور متصرف بھی وہی ہے اس لئے اسی کو پکارو۔ چونکہ مشرکین اس بات کو مانتے تھے کہ زمین و آسمان اور ساری کائنات کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے جیسا کہ ارشاد ہے وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ (لقمان ع ۳) اس لئے اس مسلمہ حقیقت کو بطور حجت ذکر فرمایا۔ ــــہ ظلمت سے گمراہی اور نور سے ہدایت مراد ہے۔ چونکہ گمراہی کے راستے بہت ہیں اور نجات و ہدایت کا راستہ ایک ہی ہے یعنی اسلام۔ اس لئے ظلمات کو جمع اور نور کو واحد استعمال کیا گیا۔ لان المراد بالظلمۃ الضلال۔ ھو متعدد و بالنور الھدی وھو واحد (روح ج ۷ ص ۸۵)۔ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا الخ میں ثُمَّ استبعاد کے لئے ہے یعنی جب تم کو معلوم ہو گیا کہ ہر شے کا خالق اور مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے تو یہ بات عقل سے بعید ہے کہ مخلوق میں سے کسی کو اللہ تعالیٰ کے برابر کردو اور اس کو اللہ کی طرح متصرف سمجھو ولہ للاستبعاد (جامع البیان ص ۱۱۲) وثم لاستبعاد ما وقع من الذین کفروا (روح ج ۷ ص ۸۵) ــــہ اس میں حصر ہے۔ یعنی اللہ ہی نے تم کو پیدا کیا ہے۔ اس طرح اس آیت کے باقی حصوں میں بھی حصر ہے وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ یعنی مقررہ اجل کی اسی ہی کو خبر ہے اور اس کا علم اسی کے پاس ہے۔ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ۔ ثُمَّ یہاں بھی استبعاد کے لئے ہے تمترون ـــ مِرْيَةٌ سے ہے یا مِرَآءٌ سے پہلی صورت میں اس کے معنی ہوں گے۔ پھر تم شک کرتے ہو اور دوسری صورت میں

موضح قرآن ف اندھیرا اجالا یعنی رات دن ہے اور اشارت میں راہِ غلط کو اندھیرا کہتے ہیں اور راہِ صحیح کو اجالا۔ سو راہ صحیح ایک ہے اس کے سوائے سب راہیں غلط ہیں وہ بہت ہیں۔ ف۲ وعدہ یعنی فنا کا وقت سو ایک اجل ہے ہر شخص کی وہ نہیں جانتا پر فرشتے جانتے ہیں اور ایک اجل ہے سب خلق کی سو کوئی نہیں جانتا اس اجل سے قیاس کر لیا اس اجل کو اور شک کرنے لگے

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی معبودانِ باطل را ۱۲ ف۲ یعنی برائے قیامِ قیامت ۱۲ ف۳ یعنی متصرف فرمانروا ۱۲

بَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ⑤ اَلَمْ

ئی جاتی ہے ان کے آگے حقیقت اس بات کی جس پر ہنستے تھے ف۱ ف۶ ف۷ کیا

يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ

دیکھتے نہیں کہ کتنی ہلاک کر دیں ہم نے ان سے پہلے ف۸ امتیں جن کو جما دیا تھا ہم نے

فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ

ملک میں اتنا کہ جتنا تم کو نہیں جمایا اور چھوڑ دیا ہم نے ان پر آسمان کو

عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا ۠ وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ

لگاتار برستا ہوا اور بنا دیں ہم نے نہریں بہتی ہوئی

تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ

ان کے نیچے ف۲ پھر ہلاک کیا ہم نے ان کو ان کے گناہوں پر اور پیدا کیا ہم نے ان

بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ⑥ وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ

کے بعد اور امتوں کو اور اگر اتاریں ہم تجھ پر

كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ

لکھا ہوا کاغذ میں ف۹ پھر چھو لیویں وہ اس کو اپنے ہاتھوں سے البتہ کہیں گے

الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ⑦ وَ

کافر یہ نہیں ہے مگر صریح جادو ف۱ ف۳ اور

قَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ۭ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا

کہتے ہیں کیوں نہیں اترا اس پر کوئی فرشتہ ف۱۰ اور اگر ہم اتاریں فرشتہ

لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ⑧ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ

تو طے ہو جاوے ف۱۱ قصہ پھر ان کو مہلت بھی نہ ملے ف۵ ف۲ اور اگر ہم رسول بنا کر بھیجتے

مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ⑨

کسی فرشتہ کو تو وہ بھی آدمی کی ہی صورت پر ہوتا ف۱۲ ف۶ اور ان کو اسی شبہ میں ڈالتے جس میں اب پڑ رہے ہیں

پھر تم جھگڑا کرتے ہو تشکون من المریۃ او تجادلون من المراء ومعنی ثم استبعاد (مدارک ج ۲ ص۳) **ف۵** لفظ اَللّٰه سے وصف مشہور مراد ہے یعنی فاعل اور متصرف اب حرف جار لفظ الله کے متعلق ہوگا اور ظرفیت کا معنی درست ہوگا۔ اس آیت کی ابتداء میں حصر ہے اس لئے اس کے باقی حصوں میں بھی حصر ہوگا یعنی زمین و آسمان میں وہی متصرف ہے اور وہی تمہارے ظاہر و باطن کو جانتا ہے اور وہی جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔ یہ صفتیں اللہ کے سوا کسی اور میں نہیں ہیں۔ لہٰذا اس کے سوا متصرف و کارساز بھی کوئی نہیں۔ **ف۶** وَمَا تَاْتِيْهِمْ سے يَسْتَهْزِءُوْنَ تک منکرین پر زجر و شکوہ ہے اور اٰیات سے دلائل توحید مراد ہیں جو قرآن میں مذکور ہیں بقرینہ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ ـــ تا ـ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ (انبیاء ع ۱، ۲) فقط۔ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ حق کے تین معنی ہیں۔ اول اظہار حق، دوم سچی بات، سوم ظاہر اور واضح بات۔ یہاں تیسرا معنی مراد ہے۔ جب انہوں نے ایک ایسی حقیقت کا انکار کر دیا جو بالکل واضح اور ظاہر ہے تو وہ عذاب کے مستحق ہیں جیسا کہ فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ کی فاء فصیحہ اس پر دال ہے۔ **ف۷** انباء سے دنیا اور آخرت کا عذاب مراد ہے۔ المراد ما یعم ذالک العقوبات العاجلۃ والعقوبات التی تحل بھم فی الاخرۃ من عذاب النار ونحوہ (روح ج ۷ ص۹۳) **ف۸** یہ تخویف دنیوی ہے۔ مَكَّنّٰهُمْ تمکین کے معنی قدرت و ہمت عطا کرنے کے ہیں۔ مِنْ تَحْتِهِمْ میں مضاف محذوف ہے ای تحت اشجارھم او تحت قصورھم یا یہ قبضہ اور تصرف سے کنایہ ہے یعنی وہ نہریں ان کے قبضہ و تصرف میں تھیں۔ بِذُنُوْبِهِمْ۔ با سببیہ ہے۔ یعنی ان کے گناہوں اور دعوٰی توحید نہ ماننے کے سبب سے ہم نے ان کو ہلاک کر دیا۔ **ف۹** یہ مشرکین کے سات شبہات میں سے پہلے شبہ کا جواب ہے۔ مشرکین کہتے تھے کہ جب تک آپ آسمانوں پر جا کر وہاں سے لکھی لکھائی کتاب نہ لے آئیں اس وقت تک ہم ایمان نہیں لائیں گے جیسا کہ سورہ بنی اسرائیل ع ۱۰ میں ہے وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ۔ تو اس کا جواب دیا کہ اگر ہم کاغذ پر لکھی ہوئی کتاب ان پر نازل کر دیں جسے یہ اپنے ہاتھوں سے چھو بھی لیں لیکن پھر بھی یہ مشرکین اور کفار وہی کچھ کہیں گے جو اب کہتے ہیں کہ یہ تو بس کھلا ہوا جادو ہے۔ **ف۱۰** یہ دوسرا شبہ ہے۔ مشرکین کہتے تھے کہ پیغمبر کے ساتھ ایک فرشتہ بھی آنا چاہیئے تھا جو انکی طرف لوگوں کو دعوت دیتا اور اس کے دعوے کی تصدیق کرتا جیسا کہ الفرقان رکوع ۱ میں لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا۔ تو اس کا جواب دیا وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ یعنی اگر پیغمبر علیہ السلام کے ساتھ فرشتہ آتا اور مشرکین اس کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لیتے اور اس کے بعد اگر وہ پیغمبر کا انکار کر دیتے تو انہیں فوراً ہلاک کر دیا جاتا اور کچھ سوچنے کی انہیں ہرگز مہلت نہ دی جاتی۔ **ف۱۱** یہ تیسرے شبہ کا جواب ہے۔ مشرکین کہتے تھے کہ اگر اللہ کو پیغمبر بھیجنا منظور تھا تو کسی فرشتے کو پیغمبر بنا کر بھیج دیتا بشر کو اس نے پیغمبر کیوں بنایا ہے تو اس کا جواب دیا کہ اگر فرشتے کو پیغمبر بنا کر بھیجتے تو لامحالہ انسانی اور بشری

[illegible]

موضح قرآن ف۱ یعنی جس کی قسمت میں ہدایت نہیں اس کا شبہ کبھی نہیں جاتا ف۲ کہتے تھے کہ ہمارے دیکھتے فرشتہ اترے سو جب آدمی فرشتوں کو دیکھیں تو عالم غیب ظاہر ہو چکے پھر عمل کی خرابی غیب سے ظاہر میں آنے لگے۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی باصدق آن خبر ۱۲ ف۲ زیر مساکن ایشاں ۱۲ ف۳ مترجم گوید یعنی تعصب ایشاں بمرتبہ است کہ اگر نزول کتاب را بحس ظاہر ببینند نیز انکار کنند واللہ اعلم ۱۲ ف۴ یعنی بوجہی کہ آنرا بحس ظاہر ببینند ۱۲ ف۵ یعنی ظہور ملائکہ بانوجہ مستلزم ہلاک ایشانست در حکمت الٰہی ۱۲ ف۶ یعنی شکل مردی۔ ۱۲

شکل ہیں ہی بھیجتے تو اس صورت میں بھی اس کے بارے میں ان کے دلوں میں وہ شبہات ہوتے جواب ہیں کہ یہ تو بشر ہے فرشتہ نہیں۔ **۱۲** یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ ابوجہل، امیہ بن خلف، ولید بن مغیرہ اور دیگر مشرکین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے استہزاء کرتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو تسلی دی کہ آپ سے پہلے انبیاء علیہم السلام سے بھی ان کی قوم کے سرکش اور معاند لوگ اسی طرح استہزاء اور تمسخر کیا کرتے تھے۔ آخر ان کو ان کی شرارتوں کی سزا مل گئی۔ تسلیۃ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عما یلقاہ من قومہ کالولید ابن المغیرۃ وامیۃ بن خلف وابی جہل واضرابھم (روح ج ۷ ص۱۰۱) حَاقَ بمعنی نَزَلَ یعنی نازل ہوا۔ اور منھم میں من بمعنی باء ہے اور ھُمْ ضمیر سے رسل اور مؤمنین مراد ہیں۔ **۱۳** یہ تخویف دنیوی ہے۔ یعنی آپ ان منکرین اور مستہزئین سے کہیں کہ زمین میں چل پھر کر ان لوگوں کا انجام دیکھو جنہوں نے مبلغین توحید حضرات انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کی۔ **۱۴** یہ مسئلہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے لیکن علی سبیل الاعتراف من الخصم یعنی دلیل میں ایک ایسی حقیقت ذکر کی گئی ہے جسے مشرکین بھی مانتے تھے کہ جو کچھ بھی زمین و آسمان میں ہے سب کا مالک اللہ ہی ہے۔ قُلْ لِّلّٰهِ یہاں ہمزۂ استفہام تقریری مقدر ہے اصل میں تھا قُلْ أَلِلّٰهِ مطلب یہ ہے کہ سب کچھ اللہ ہی کا ہے۔ کَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ یعنی اللہ نے اپنی مخلوق پر رحم کرنا اپنے ذمہ لے لیا ہے لَيَجْمَعَنَّكُمْ الخ اِلٰی بمعنی فِی ہے اور منکرین کیلئے تخویف اخروی ہے۔ **۱۵** یہ تیسری عقلی دلیل ہے یہ آیت از قبیل ؎ علفتھا تبنا وماءً باردًا ہے کیونکہ سکون تو صرف رات میں ہوتا ہے۔ دن میں لوگ اپنے کاروبار میں مصروف ہوتے ہیں اس لئے النھار سے پہلے اس سے مناسب فعل محذوف ہے اصل میں تھا وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَمَا انْتَشَرَ فِي النَّهَارِ جیسا کہ الفرقان ع ۵ میں ہے وَجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا۔ تقدیم ظرف مفید حصر ہے۔ یعنی رات دن میں جو بھی ساکن و متحرک ہے وہ سب اللہ ہی کا ہے اور کسی کا نہیں وَهُوَ السَّمِيْعُ اَیْ لِكُلِّ شَيْءٍ الْعَلِيْمُ ای بکل شیء یعنی ہر چیز کا سننے والا اور ہر چیز کا جاننے والا اللہ ہی ہے اور کوئی نہیں لہٰذا اس کے سوا متصرف و کارساز بھی کوئی نہیں۔ یہاں تعریف خبر مفید حصر ہے۔ **۱۶** یہ پہلا طریق تعلیم ہے۔ وَلِيًّا یعنی کارساز فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ یہ اللہ کی صفت ہے یعنی ہر چیز کو ابتداءً پیدا کرنے والا۔ آپ کو حکم دیا گیا ہے کہ آپ ان مشرکین سے کہدیں جو آپ کو اپنے عاجز معبودوں کی عبادت کی دعوت دیتے ہیں کہ کیا میں اس اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کو کارساز مان لوں جو ہر چیز کا پیدا کرنے والا اور سب کا روزی دینے والا ہے اور خود سب سے بے نیاز ہے۔ **۱۷** یہ دوسرا طریق تعلیم ہے۔ لَا تَكُوْنَنَّ سے پہلے قِیلَ لِی محذوف ہے یعنی مجھے تو یہ حکم ملا ہے کہ میں اللہ کے سامنے سب سے پہلا سر جھکانے والا ہوں۔ نیز مجھے حکم دیا گیا ہے کہ مشرکین کے نظریات و اعمال میں سے کچھ بھی قبول نہ کروں اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ کا مفہوم تفصیل سے انعام کے آخری رکوع میں قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الخ میں بیان کیا گیا ہے۔

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ
اور بلاشبہ ہنسی کرتے رہے ہیں رسولوں سے تجھ سے پہلے **۱۲** پھر گھیر لیا انہے
سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ⑩ قُلْ
ہنسی کرنے والوں کو اس چیز نے کہ جس چیز پر ہنسا کرتے تھے ع تو کہہ دے
سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ
کہ سیر کرو ملک میں **۱۳** پھر دیکھو کیا
عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ⑪ قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ
انجام ہوا جھٹلانے والوں کا پوچھ کہ کس کا ہے جو کچھ کہ ہے آسمانوں **۱۴**
وَالْاَرْضِ ۭ قُلْ لِّلّٰهِ ۭ كَتَبَ عَلٰي نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۭ
اور زمین میں کہہ دے اللہ کا ہے اس نے لکھی ہے اپنے ذمہ مہربانی
لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اَلَّذِيْنَ
بیشک تم کو اکٹھا کر دے گا قیامت کے دن تک کہ اس میں کچھ شک نہیں جو لوگ
خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ⑫ وَلَهٗ مَا
نقصان میں ڈال چکے اپنی جانوں کو وہی ایمان نہیں لاتے اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ
سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۭ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ⑬ قُلْ
کہ آرام پکڑتا ہے رات میں اور دن میں **۱۵** اور وہی ہے سب کچھ سننے والا جاننے والا کہہ دے **۱۶**
اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
کیا اور کسی کو بناؤں اپنا مددگار اللہ کے سوا جو بنانے والا آسمانوں کا اور زمین کا
وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ۭ قُلْ اِنِّىْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ
اور وہ سب کو کھلاتا ہے اور اس کو کوئی نہیں کھلاتا تو کہہ دے مجھ کو حکم ہوا ہے کہ سب سے
اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ⑭
پہلے حکم مانوں **۱۷** اور تو ہرگز نہ ہو شرک والا

ع

رکوع کی ... ۱۲ تخویف دنیوی
۱۳ تخویف دنیوی
۱۴ دلیل توحید عقلی
دو علی سبیل الاعتراف من الخصم ۱۲
یہاں ہمزہ استفہام تقریری محذوف ہے
یعنی اللہ ہی کا ہے
۱۵ تخویف اخروی
الی بمعنی فی
دلیل توحید عقلی
تقدیم ما حقہ التاخیر کی وجہ سے حصر
ای انتشر
از قبیل علفتھا تبنا وماء باردا
النھار نشورا
واو تحلیلیہ
یعنی [illegible]
کل شیء العلیم
۱۶ طریق تعلیم اول
[illegible]
[illegible]

مر فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا ۱۲ ۱۷ طریق تعلیم ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ ۱۲ ای وقیل [illegible] ۱۲

فتح الرحمن ف۱ یعنی جزاء کلمہ کہ بطریق سخریہ بایشاں می گفتند ۱۲

ف۱۸ یہ تیسرا طریق تعلیم ہے۔ یعنی تم لوگ تو اللہ کی معرفت اور اس کی پہچان سے بے بہرہ ہو اس لئے دن رات اس کی نافرمانیوں میں منہمک ہو اور اس کے ساتھ شرک کرتے ہو اور تمہارے دلوں میں اس کے عذاب کا کوئی ڈر خطرہ نہیں لیکن مجھے تو خطرہ ہے کہ اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں گا تو اس کے سخت عذاب کی لپیٹ میں آ جاؤں گا۔
ف۱۹ یہ مسئلہ توحید پر چوتھی عقلی دلیل ہے ضُرٌّ سے مراد ہر تکلیف ہے۔ مثلاً بیماری، تنگدستی، مصیبت وغیرہ اسی طرح خیر سے ہر وہ بھلائی مراد ہے جس سے انسان کو خوشی اور سرور حاصل ہو۔ مثلاً تندرستی، دولت، آرام و راحت وغیرہ۔ آیت میں خطاب اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے لیکن مراد ہر مخاطب ہے۔ یعنی اگر اللہ کی طرف سے کوئی مصیبت یا تکلیف آ جائے تو اللہ کے سوا کوئی اسے دور نہیں کر سکتا نہ کوئی پیغمبر نہ ولی اور نہ کوئی فرشتہ اور جن۔ اور اگر اللہ تعالیٰ آرام و راحت پہنچانا چاہے تو اسے بھی کوئی نہیں روک سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ تکلیف پہنچانے پر بھی اور خیر پہنچانے پر بھی۔ فَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ما قبل کی علت ہے اور وَاِنْ یَّمْسَسْكَ بِخَیْرٍ کی جزاء محذوف ہے۔ ای فلا رَادَّ لِفَضْلِهٖ بقرینة وَاِنْ یُّرِدْكَ بِخَیْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهٖ (یونس ع ۱۱) ف۲۰ یہ بھی دلیل ہی کا حصہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہی اپنی مخلوق پر غالب و قاہر ہے اور کسی کے سامنے عاجز و مغلوب نہیں ہو سکتا وَهُوَ الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ اور وہی حکمت والا اور وہی ہر چیز کی خبر رکھنے والا ہے۔ تینوں صفت کے صیغوں پر الف لام افادۂ حصر کیلئے ہے واللام ھھنا وفیما تقدم للقصر (روح ص۱۲۱ ج ۷) اس عقلی دلیل سے اللہ تعالیٰ کا کمال قدرت اور کمال علم ثابت ہو گیا۔ لہٰذا جب اس کے سوا کوئی قادر مطلق اور غیب دان نہیں تو اس کے سوا کارساز بھی کوئی نہیں۔ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ اشارة الی کمال القدرة وَهُوَ الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ اشارة الی کمال العلم (بحر ج ۴ ص۹۹) ف۲۱ یہ گذشتہ چاروں عقلی دلیلوں سے متعلق ہے۔ شَهَادَةً تمییز بمعنی قسم ہے۔ یعنی کونسی چیز بڑی ہے از روئے قسم کے یا شہادۃ بمعنی گواہی ہے۔ یعنی سب سے بڑی گواہی کس کی ہے۔ قُلِ اللّٰهُ الخ آپ فرما دیں سب سے بڑی گواہی تو اللہ تعالیٰ کی ہے جس نے گذشتہ عقلی دلائل سے اور آگے دلیل وحی سے بیان فرما دیا ہے کہ غیب دان اور متصرف و مختار وہی ہے اس کے سوا اور کوئی نہیں۔ ف۲۲ یہ نفی شرک فی التصرف پر دلیل وحی کی طرف اشارہ ہے۔ ف۲۳ یہ مذکورہ چاروں عقلی دلائل کا ثمرہ ہے۔ شَهَادَةً سے یہاں شہادت عقلی مراد ہے۔ یعنی اے مشرکین کیا ان مذکورہ عقلی دلائل کی موجودگی میں تمہاری عقلی اس بات کو مانتی ہے کہ اللہ کے ساتھ کچھ اور معبود بھی ہو سکتے ہیں جو صفات الوہیت میں اس کے شریک ہوں اور غیب دان اور کارساز ہوں۔ قُلْ لَّاۤ اَشْهَدُ آپ فرما دیں میری عقل تو اس بات کو نہیں مانتی۔ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ کلمۂ اِنَّمَا حصر کے لئے ہے۔ اور مجھے تمہارے شرک اور مشرکین کے شرک سے بیزاری اور براءت کا اعلان کرنے کا حکم فرمایا کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے اور میں تمہارے شرک اور تمہارے معبودوں کی عبادت سے بیزار ہوں۔

قُلْ اِنِّیْۤ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ
تو کہہ میں ڈرتا ہوں ف۱۸ اگر نافرمانی کروں اپنے رب کی ایک بڑے دن کے
عَظِیْمٍ ⑮ مَنْ یُّصْرَفْ عَنْهُ یَوْمَئِذٍ فَقَدْ
عذاب سے جس پر سے ٹل گیا وہ عذاب اس دن تو اس پر
رَحِمَهٗ ؕ وَ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِیْنُ ⑯ وَ اِنْ
رحم کر دیا اللہ نے اور یہی ہے بڑی کامیابی اور اگر
یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا
پہنچاوے تجھ کو اللہ کچھ سختی ف۱۹ تو کوئی اس کو دور کرنے والا نہیں سوا
هُوَ ؕ وَ اِنْ یَّمْسَسْكَ بِخَیْرٍ فَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ
اس کے اور اگر تجھ کو پہنچاوے بھلائی تو وہ ہر چیز پر
قَدِیْرٌ ⑰ وَ هُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ؕ وَ هُوَ
قادر ہے ف اور اسی کا زور ہے اپنے بندوں پر ف۲۰ اور وہی ہے
الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ ⑱ قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ؕ
بڑی حکمت والا سب کی خبر رکھنے والا تو پوچھ سب سے بڑا گواہ کون ہے ف۲۱
قُلِ اللّٰهُ ۙ شَهِیْدٌۢ بَیْنِیْ وَ بَیْنَكُمْ ۫ وَ اُوْحِیَ اِلَیَّ
کہہ دے اللہ گواہ ہے میرے اور تمہارے درمیان اور اترا ہے مجھ پر ف۲۲
هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَ مَنْۢ بَلَغَ ؕ
یہ قرآن تاکہ تم کو اس سے خبردار کر دوں اور جس کو یہ پہنچے
اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰی ؕ
کیا تم گواہی دیتے ہو ف۲۳ کہ اللہ کے ساتھ معبود اور بھی ہیں
قُلْ لَّاۤ اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّ اِنَّنِیْ
تو کہہ دے میں تو گواہی نہ دوں گا کہہ دے وہی ہے معبود ایک اور میں

[illegible] وھو العلیم الخبیر [illegible] مذکورہ چار دلائل [illegible] متعلق ہے [illegible] تمییز بمعنی قسم ہے [illegible] یعنی کونسی چیز بڑی ہے [illegible] وحی کی طرف اشارہ [illegible] مذکورہ چار دلائل کا ثمرہ یعنی دلائل عقلیہ

کے بعد کیا تمہاری عقل مانتی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی اور متصرف ہے میری عقل تو نہیں مانتی۔ بلکہ میرا اعلان براءت ہے میں تمہارے معبودوں سے بیزار ہوں ۔۱۲

موضح قرآن ف معلوم ہوا کہ بھلائی پہنچایا چاہتا ہے

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی اظہار حق کردن ۱۲

بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ⑲ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ
بیزار ہوں تمہارے شرک سے ۲۳ جن کو ہم نے دی ہے کتاب ۲۴
یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۘ اَلَّذِیْنَ
وہ پہچانتے ہیں اس (قول) کو جیسے پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو جو لوگ
خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ⑳ وَمَنْ
نقصان میں ڈال چکے اپنی جانوں کو وہی ایمان نہیں لاتے اور اس
اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ
۲۵ سے زیادہ ظالم کون جو بہتان باندھے اللہ پر یا جھٹلا دے اس کی
بِاٰیٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ㉑ وَیَوْمَ نَحْشُرُهُمْ
آیتوں کو بلاشک بھلائی نصیب نہیں ہوتی ظالموں کو اور جس دن ہم جمع کریں گے
جَمِیْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ اَشْرَكُوْٓا اَیْنَ
ان سب کو ۲۶ پھر کہیں گے ان لوگوں کو جنہوں نے شرک کیا تھا کہاں ہیں
شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِیْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ㉒ ثُمَّ لَمْ
شریک تمہارے جن کا تم کو دعویٰ تھا پھر نہ
تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا
رہے گا ان کے پاس کوئی فریب مگر یہی کہیں گے ۲۷ قسم ہے اللہ کی جو ہمارا رب ہے ہم نہ تھے
مُشْرِكِیْنَ ㉓ اُنْظُرْ كَیْفَ كَذَبُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ
شرک کرنے والے دیکھو تو کیسا جھوٹ بولے اپنے اوپر
وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ㉔ وَمِنْهُمْ
اور کھوئی گئیں ان سے وہ باتیں جو بنایا کرتے تھے اور بعضے ان میں
مَّنْ یَّسْتَمِعُ اِلَیْكَ ۚ وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ
کان لگائے رہتے ہیں تیری طرف ۲۸ اور ہم نے ان کے دلوں پر ڈال رکھے

۲۴ الکتاب سے تورات اور انجیل اور موصول سے یہود و نصاریٰ ہر دو فریق مراد ہیں اور یَعْرِفُوْنَهٗ میں ضمیر منصوب سے قول مذکور یعنی کلمۂ توحید کی حقانیت مراد ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ رح فرماتے ہیں "می شناسند حقیقت ایں قول یعنی کلمۂ توحید (فتح الرحمٰن) اس کی تائید اس آیت سے ہوتی ہے یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ اس معنی کے اعتبار سے اس آیت کا ربط ماقبل کے ساتھ بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ عام مفسرین نے ضمیر کا مرجع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو قرار دیا ہے لیکن اس صورت میں یہ آیت ماقبل سے الگ ہو جاتی ہے۔ اس مضمون میں ایک حدیث بھی وارد ہے لیکن اس آیت کی تفسیر اس پر موقوف نہیں جیسا کہ سیاق و سباق اس پر شاہد ہے اور آیت کا مطلب یہ ہے کہ علماء یہود و نصاریٰ کو کلمۂ توحید کے **مضمون** کی سچائی اور حقانیت کا اس طرح یقین ہے جس طرح انہیں اپنی اولاد کی پہچان کا یقین ہے۔ **۲۵** زجر ہے مشرکین کے لئے اور استفہام انکار کے لئے ہے یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ پر افترا کرتا ہے اور اللہ کے نیک بندوں کو خدا کے شریک بناتا ہے اور توحید کی آیتوں اور توحید کے دلائل کا انکار کرتا ہے وہ سب سے بڑا ظالم ہے اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ۔ اور ظالم لوگ جو توحید کو مٹانے پر تلے ہوئے ہیں اور جو دن رات شرک کرتے ہیں آخرت میں ان کی نجات نہیں ہوگی تو جو اظلم (یعنی سب سے بڑے ظالم) ہیں ان کی بدرجہ اولیٰ نہیں ہوگی۔ **۲۶** یہ مشرکین کے لئے تخویف اخروی ہے۔ شُرَكَآؤُكُمْ اس سے وہ نیک پیر اور بزرگ مراد ہیں جن کو مشرکین دنیا میں حاجت روا اور سفارشی سمجھ کر پکارا کرتے تھے۔ یعنی قیامت کے دن جب ہم سب کو میدانِ محشر میں جمع کریں گے تو مشرکین سے کہیں گے کہ آج تمہارے وہ کارساز اور سفارشی کہاں ہیں جن کے متعلق تمہارا خیال تھا کہ وہ ہر مشکل اور مصیبت میں تمہارے کام آئیں گے۔ آج تم پر بہت بڑی مصیبت آپڑی ہے آج وہ تمہاری مدد کے لئے کیوں نہیں آئے۔ **۲۷** فِتْنَتُهُمْ کے معنی گمراہی کے ہیں اور یہاں اس سے مشرکین کا جواب مراد ہے۔ چونکہ مشرکین کا جواب صریح جھوٹ ہوگا اس لئے اسے فِتْنَةٌ سے تعبیر فرمایا ثُمَّ لم یکن جوابھم الا ان قالوا انما سمی فتنۃ لانہ کذب (مدارک ج ۲ ص ۶ فی البحر ج ۴ ص ۹۵، والقرطبی ج ۶ ص ۴۰۱ یقرب منہ) حضرت **شیخ** قدس سرہ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ کا ترجمہ اس طرح فرماتے تھے پھر نہیں ہوگا گندا جواب ان کا۔ مشرکین جب اپنے کو بے بسی اور بیچارگی کے عالم میں پائیں گے تو خیال کریں گے کہ وہ دنیا میں شرک کرنے کا سرے سے انکار ہی کر دیں۔ شاید اس طرح **عذاب** سے بچ جائیں۔ اس خیال پر وہ یہ جھوٹ بولیں گے اور اللہ کے نام کی قسم کھا کر یہ جھوٹا جواب دیں گے کہ وہ سرے سے مشرک تھے ہی نہیں اور انہوں نے دنیا میں ہرگز شرک نہیں کیا جیسا کہ دوسری جگہ ان کا جواب اس طرح نقل کیا گیا ہے قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَیْئًا (مومن ع ۸) "بل" اضرابیہ ہے۔ پہلے تو کہیں گے کہ آج ہمارے سفارشی اور کارساز غائب ہو گئے ہیں پھر اس بات سے اعراض کر کے فوراً کہیں گے کہ ہم تو اللہ کے سوا کسی اور کو پکارتے ہی نہیں تھے۔ **۲۸** یہ زجر ہے۔ یعنی ان میں سے بہت سے ایسے ہیں جو آپ کی باتیں غور سے سنتے ہیں مگر اس کے باوجود ان کے دلوں پر اس کا کچھ اثر نہیں ہوتا کیونکہ ان کے دلوں پر ہم نے پردے ڈال دیئے ہیں اور ان سے سمجھنے کی قوت سلب کر لی گئی ہے۔ یعنی ان کے دلوں پر مہر جباریت لگا دی گئی ہے اور ان کے کانوں کو ہم نے بہرہ کر دیا ہے اور وہ حق بات نہیں سن سکتے وَاِنْ یَّرَوْا كُلَّ اٰیَةٍ الخ مہر جباریت کی وجہ سے ان کی آنکھیں بند ہو چکی ہیں۔ اس لئے اگر ان کو تمام **معجزات** دکھا دیئے جائیں تب بھی وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

[illegible]

موضح قرآن ۱ یہاں گواہی فرمایا قسم کو یعنی میں قسم کھاتا ہوں اللہ کی اس سے زیادہ کون قسم ہوگی ۱۲

فتح الرحمٰن ۱ یعنی کلمۂ توحید ۱۲

اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَاِنْ يَّرَوْا
میں پردے تاکہ اس کو نہ سمجھیں اور رکھ دیا ان کے کانوں میں بوجھ اور اگر دیکھ لیں
كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ
تمام نشانیاں تو بھی ایمان نہ لاویں ان پر یہاں تک کہ جب آتے ہیں ۲۹ تیرے پاس تجھ سے جھگڑنے
يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ (25)
کو تو کہتے ہیں وہ کافر نہیں ہے یہ مگر کہانیاں پہلے لوگوں کی
وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْـَٔوْنَ عَنْهُ ۚ وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ
اور یہ لوگ روکتے ہیں اس سے ۳۰ اور بھاگتے ہیں اس سے اور نہیں ہلاک کرتے
اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ (26) وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا
مگر اپنے آپ کو اور نہیں سمجھتے اور اگر تو دیکھے ۳۱ جس وقت کہ کھڑے
عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ
کیے جاویں گے وہ دوزخ پر پس کہیں گے اے کاش ہم پھر بھیج دیئے جاویں اور ہم نہ جھٹلاویں اپنے
رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (27) بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا
رب کی آیتوں کو اور ہو جاویں ہم ایمان والوں میں ف۱ کوئی نہیں بلکہ ظاہر ہو گیا جو
كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا
چھپاتے تھے پہلے ۳۲ اور اگر پھر بھیجے جاویں تو پھر بھی وہی کام کریں جن
نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ (28) وَقَالُوْٓا اِنْ هِيَ اِلَّا
سے منع کئے گئے تھے اور وہ بیشک جھوٹے ہیں اور کہتے ہیں ۳۳ ہمارے لئے زندگی نہیں مگر
حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ (29) وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ
یہی دنیا کی اور ہم کو پھر نہیں زندہ ہونا ف۲ اور کاش کہ تو دیکھے ۳۴ جس وقت
وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ؕ قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ؕ قَالُوْا بَلٰى
وہ کھڑے کئے جاویں گے اپنے رب کے سامنے فرماویگا کیا یہ سچ نہیں کہیں گے کیوں نہیں

منزل ۲

۲۹ حتّٰی انتہائے غایت کے لئے ہے یعنی ماننا تو درکنار وہ اس حد تک پہنچ چکے ہیں کہ جب وہ پیغمبر علیہ السلام کے پاس آتے ہیں تو ان کے ساتھ جھگڑنا شروع کر دیتے ہیں اور کہتے کیا ہیں اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ یعنی یہ پیغمبر جو کچھ بیان کرتا ہے یہ تو محض اگلے لوگوں کی جھوٹی کہانیاں ہیں یہ کافروں کی انتہائی بدبختی اور کورچشمی تھی کہ وہ سچے واقعات کو جھوٹا کہتے تھے۔ یہ گذشتہ قوموں کے سچے واقعات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے عبرت اور نصیحت کے لئے بیان کئے ہیں تاکہ لوگ ان میں غور و فکر کرکے عبرت حاصل کریں۔ تائیدًا فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ (الاعراف ع ۲۲) اس سے معلوم ہوا کہ جب مشرکین اپنے انکار پر پختہ ہو جاتے ہیں تو کسی دلیل کو نہیں مانتے تو پھر اہل توحید سے جھگڑا شروع کر دیتے ہیں۔ **۳۰** یہاں کافروں کی دو بری خصلتیں بیان کی گئی ہیں۔ اول یہ کہ وہ لوگوں کو قرآن سے روکتے ہیں اور انہیں اس کے سننے سے منع کرتے ہیں۔ دوم یہ کہ وہ خود بھی قرآن سے دور بھاگتے ہیں وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ الخ مگر اس طرح وہ پیغمبر علیہ السلام کا، قرآن کا اور مسلمانوں کا تو کچھ نہیں بگاڑ سکتے الٹا اپنے آپ ہی کو ہلاکت و تباہی کے گڑھے میں دھکیل رہے ہیں۔ **۳۱** یہ تخویف اخروی ہے۔ يٰلَيْتَنَا حرف ندا یہاں محض اظہار حسرت کے لئے ہے اس سے کسی کو خطاب مقصود نہیں۔ حرف ندا یَا جس طرح ندا اور استغاثہ کے لئے آتا ہے۔ اسی طرح ندبہ، تعجب، شوق، حسرت اور محبت کے اظہار کے لئے بھی آتا ہے جیسا کہ صحیح مسلم قبیل باب التفسیر میں ہے کہ جب حضور علیہ السلام مدینہ طیبہ تشریف لے گئے تو چھوٹی بچیاں گلی کوچوں میں یا محمداہ یا محمداہ کہتی پھر رہی تھیں۔ اس سے ان کا مقصد ندا اور پکار نہ تھا بلکہ وہ محض عقیدت اور محبت کے اظہار کے طور پر یہ کہہ رہی تھیں۔ **۳۲** بعض مفسرین کا خیال ہے کہ یہاں يُخْفُوْنَ سے مراد یہ ہے کہ ان کے وہ گندے عقیدے جنہیں وہ دنیا میں چھپاتے پھرتے تھے لیکن اس پر یہ شبہ وارد ہوتا ہے کہ وہ تو اپنے عقیدے کو اعلانیہ ظاہر کرتے تھے۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ یہاں باب افعال وجدان کے لئے ہے۔ اور یخفون کے معنی ہیں یجدونہ مخفیًا یعنی جس چیز کو دنیا میں وہ نہیں دیکھ سکتے تھے بلکہ اسے پوشیدہ پاتے تھے وہ چیز قیامت کے دن ظاہر ہوکر ان کے سامنے آجائے گی اور اس سے مراد جہنم کی آگ ہے۔ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ۔ قیامت کے دن مشرکین خواہش کریں گے کہ انہیں واپس دنیا میں لوٹا دیا جائے تو وہ سچے مومن بن جائیں گے اور شرک و کفر کے قریب بھی نہیں بھٹکیں گے۔ فرمایا یہ جھوٹ کہتے ہیں۔ اگر انہیں واپس دنیا میں بھیج دیا جائے تب بھی وہ نہیں مانیں گے۔ اور اس عذاب کو بھول جائیں گے۔ **۳۳** یہ شکوی ہے اور لَعَادُوْا پر معطوف ہے۔ یعنی اگر انہیں دنیا میں دوبارہ بھیج دیا جائے تو یہ حسب سابق توحید کے ساتھ بعث بعد الموت کا بھی انکار کریں گے اور کہیں کہ بس یہ دنیا کی

۲۹ [illegible] یعنی ان کی نوبت [illegible] غایت یعنی نہ ماننا تو [illegible] بلکہ بات یہ ہے کہ جب وہ رسول کے پاس آتے ہیں تو مجادلہ کرتے ہیں [illegible] واقعات میں عبرتیں ہوتی ہیں۔ ۱۲

۳۱ [illegible] تخویف اخروی [illegible]

موضح قرآن ف۱ یعنی دوزخ کے کنارے پر بھیج کر حکم ہوگا کہ ٹھہرو۔ تو کافروں کو توقع پڑے گی کہ شاید ہم کو پھر دنیا میں بھیجیں تو اب کی بار کفر نہ کریں۔ ایمان لاویں۔ سو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس واسطے انہیں نہیں ٹھہرایا بلکہ اس تدبیر سے ان کے منہ اقرار کروایا کہ ہم نے کفر کیا تھا حالانکہ پہلے منکر ہوئے تھے کہ ہم شریک نہ کرتے تھے اور پھر بھیجنا ان کو عبث ہے۔

فتح الرحمن ف۲ یعنی منکر حشر اند ۱۲

۳ ع ۹

وَرَبِّنَا ؕ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۰﴾

قسم ہے اپنے رب کی فرمائے گا تو چکھو عذاب بدلے میں اپنے کفر کے

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمُ

تباہ ہوئے وہ لوگ ۳۵ جنہوں نے جھوٹ جانا ملنا اللہ کا یہاں تک کہ جب آپہنچے گی ان پر

السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ

قیامت اچانک تو کہیں گے اے افسوس کیسی کوتاہی ہم نے اس میں کی

وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ ؕ اَلَا سَآءَ مَا

اور وہ اٹھائیں گے اپنے بوجھ ۳۱ اپنی پیٹھوں پر خبردار ہو جاؤ کہ برا بوجھ ہے

يَزِرُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ وَ

جس کو وہ اٹھائیں گے ۳۲ اور نہیں ہے زندگانی دنیا کی مگر کھیل اور جی بہلانا اور

لَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۳۲﴾ قَدْ

آخرت کا گھر بہتر ہے پرہیزگاروں کے لئے ۳۳ کیا تم نہیں سمجھتے ہم کو ۳۴

نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ

معلوم ہے کہ تجھ کو غم میں ڈالتی ہیں ان کی باتیں سو وہ تجھ کو نہیں جھٹلاتے

وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ

لیکن یہ ظالم تو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں اور جھٹلائے گئے ہیں ۳۵

رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰٓى

بہت سے رسول تجھ سے پہلے پس صبر کرتے رہے جھٹلانے پر اور ایذا پر یہاں تک کہ

اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَآءَكَ

آپہنچی ان کو مدد ہماری اور کوئی نہیں بدل سکتا اللہ کی باتیں اور تجھ کو پہنچ چکے ہیں

مِنْ نَّبَاِی الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۴﴾ وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ

کچھ حالات رسولوں کے اور اگر ۳۶ تجھ پر گراں ہے

النصف

منزل۲

ے مَا مصدریہ ۱۲

یعنی مشرکین دنیا پر مغرور ہو کر حق سے ... اس لئے ان کے لئے دنیا کی قلت اور حقارت بیان کی گئی۔ دوسری آیتوں میں اس کی تائید موجود ہے ۱۲ ... مع تخویف دیوبندی ۱۲

۳۳ زجر یعنی معجزہ تمہارا اختیار میں نہیں ہے معجزہ اللہ ہی کے قبضہ میں ہیں۔ تائید اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ۱۲

زندگی ہی اصل زندگی ہے اور اس کے بعد کوئی قیامت اور حشر و نشر وغیرہ نہیں۔ یا اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ پر عطف ہے یا استیناف ہے یعنی یہ لوگ دنیا میں ایسا کہا کرتے تھے عطف علی لعادوا یعنی لو ردوا قالوا او علی انهم لكاذبون یعنی وهم الذين قالوا ذلك فی الدنيا ... اواستيناف بذکر ما قالوه فی الدنیا (مظہری ص ۲۸۵ ج ۳) ۳۴ یہ جواب شکوہ ہے مع تخویف اخروی۔ قیامت کے دن جب مشرکین خدا کے سامنے کھڑے ہوں گے اس وقت فرشتے بطور تبکیت ان سے سوال کریں گے کہ کیا یہ قیامت اور عذاب برحق نہیں؟ قَالُوْا بَلٰی الخ وہ جواب دیں گے کیوں نہیں خدا کی قسم یہ سب کچھ برحق ہے۔ پھر انہیں عذاب میں مبتلا کر دیا جائیگا اور ان سے کہا جائیگا کہ اپنے کفر و شرک کی وجہ سے آج عذاب چکھو۔ ۳۵ یہ بھی تخویف اخروی ہے ان کے لئے جو اللہ کی لقاء یعنی قیامت کا انکار کرتے ہیں۔ یٰحَسْرَتَنَا الخ یہاں بھی حرف ندا اظہار تاسف کے لئے ہے مَا فَرَّطْنَا میں مَا مصدریہ ہے ای علی تفریطنا قیامت کے دن مشرکین کہیں گے کہ دنیا میں ایمان و عمل میں کوتاہی کرنے پر ہمیں سخت افسوس ہے۔ اَوْزَارَهُمْ یہ وِزْرٌ کی جمع ہے جسکے معنی بوجھ کے ہیں اور اس سے مراد مشرکانہ اعمال ہیں۔ ۳۶ مشرکین چونکہ دنیا کی دولت اور شان و شوکت پر مغرور ہو کر حق کا انکار کرتے تھے اس لئے ان کی اصلاح کے لئے دنیا کی بے ثباتی اور اس کے ساز و سامان کی حقارت اور قلت کا ذکر فرمایا کہ حب دنیا پر تم اس قدر مغرور ہو کر اس کی وجہ سے حق کا انکار کر رہے ہو وہ تو چند روزہ نمائش ہے اور آخرت کے مقابلے میں بالکل ہیچ ہے یہ مضمون قرآن مجید میں کئی جگہ بیان کیا گیا ہے۔ (۱) لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ (آل عمران ع ۲۰) (۲) فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ (مومن ع ۱) ان دونوں آیتوں میں تقلب مصدر قلت و حقارت کیلئے ہے (۳) وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ الاٰیة (کہف ع ۶) (۴) اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ (حدید ع ۳) تیسری آیت میں دنیا کی تمثیل اور چوتھی آیت میں لعب و لہو کے الفاظ بھی قلت و حقارت پر دلالت کرتے ہیں ۳۷ اس کا مفعول الشرک مقدر ہے ای یتقون الشرک (خازن ج ۲ ص ۲۰ و جلالین ص) جو لوگ شرک سے بچتے ہیں اور نیک اعمال بجا لاتے ہیں آخرت میں انہی کیلئے بہتری اور بھلائی ہے۔ ۳۸ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نہایت ہی محبت آمیز انداز میں تسلی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام لوگوں پر نہایت شفیق اور مہربان تھے۔ اور آپ کی آرزو تھی کہ سب لوگ ایمان لے آئیں اور جہنم کی آگ سے بچ جائیں مگر معاندین ماننے کے بجائے الٹے نہ صرف آپ کی تکذیب کرتے بلکہ آپ سے استہزاء کرتے اور تکلیفیں دینے کی کوششیں کرتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو تسلی دی اور فرمایا کہ ہمیں خوب معلوم ہے کہ مشرکین کی تکذیب اور ایذا کی باتیں آپ کو غم میں ڈال رہی ہیں لیکن آپ غم نہ کریں یہ ظالم آپ کو نہیں جھوٹا کہتے آپ کو تو اب بھی صادق و امین سمجھتے ہیں لیکن محض ضد و عناد کی وجہ سے اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔ ایک دفعہ اخنس بن شریق اور ابوجہل کہیں تنہائی میں ملے تو اخنس نے ابوجہل سے کہا کہ اس وقت ہم دونوں کے سوا یہاں اور کوئی نہیں، سچ بتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچا ہے یا جھوٹا۔؟ ابوجہل نے خدا کی قسم کھا کر کہا کہ محمد نے کبھی جھوٹ نہیں بولا وہ سچا ہے لیکن بات یہ ہے کہ جب تمام اعزازات تو اس کا خاندان لے گیا تو باقی قریش کے حصہ میں پھر کیا رہ گیا اس لئے ہم اس کی نبوت کو کس طرح

فتح الرحمٰن ۱ یعنی گناہان خویش را ۱۲ ۲ یعنی عمل بد بشکل چیزے در نہایت زشتی و ناخوشی شدہ بر پشت او بنشیند ۱۲۔

مان لیں نقال ابوجهل ویحك واللہ إن محمدا لصادق وما کذب محمد قط ولکن اذا ذهبت بنو قصی باللواء والسقاية والحجابة والنبوة فماذا یکون لسائر قریش (ابن کثیر ج ۲ صفحہ ۱۳۱) ۳۹ یہ بھی ما قبل ہی کا حصہ ہے۔ یعنی آپ سے پہلے جو پیغمبر گذرے ہیں ان کی بھی اسی طرح ان کی قوموں نے تکذیب کی اور انہیں تکلیفیں دیں تو انہوں نے صبر کیا اور اپنے فرض تبلیغ کی ادائیگی میں لگے رہے یہاں تک کہ ہماری مدد آ پہنچی اور ان کے دشمنوں کو ہلاک کر دیا گیا۔ اللہ کا وعدہ سچا ہے وہ اپنے انبیاء کی مدد کرتا ہے اور ان کے دشمنوں کو ہلاک کرتا ہے۔ ۴۰ یہ زجر ہے۔ مشرکین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کرتے تھے کہ اگر آپ ان کے مطلوبہ معجزات دکھا دیں تو وہ ایمان لے آئیں گے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل میں بھی یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر ان کے مطلوبہ معجزات ان کو دکھا دیئے جائیں تو شاید وہ ایمان لے آئیں اور اعراض نہ کریں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اگر مشرکین کا اعراض آپ سے اور قرآن سے محض معجزات نہ ملنے کی وجہ سے ہے اور ان کا اعراض آپ کو ناگوار ہے تو آپ ان کو معجزات دکھلا دیں اور اگر آپ میں طاقت ہے تو آپ زمین میں سوراخ کر کے یا آسمان پر سیڑھی لگا کر کوئی معجزہ لے آئیں اور ان کو دکھلا دیں مطلب یہ ہے کہ معجزہ آپ کے قبضے میں نہیں جیسا کہ فرمایا إِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ نیز فرمایا وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ (مومن ع ۸) ۴۱ ای ولکن لیبلوکم بقرینہ سورۂ مائدہ۔ یعنی آپ یہ خیال چھوڑ دیں کہ سب لوگ ایمان لے آئیں۔ اگر یہ بات اللہ کو منظور ہوتی تو وہ جبراً تمام لوگوں کو ہدایت پر جمع کر دیتا مگر اس نے ایسا اس لیے نہیں کیا تاکہ ہر شخص کی آزمائش ہو جائے اور ہر آدمی سوچ سمجھ کر راہ اختیار کرے۔ ۴۲ یسمعون کے معنی يُنِيْبُوْنَ کے ہیں یعنی صرف وہی لوگ حق کو قبول کرتے ہیں جن کے دلوں میں اللہ کی طرف رغبت ہو بقرینہ وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ (مومن ع ۲) اور الموتی (مردے) سے یہاں کفار و مشرکین مراد ہیں کیونکہ ان کے دل ایمان و توحید سے خالی ہونے کی وجہ سے مردہ اور بے جان ہیں۔ وَالموتی ای الکفار کما قال الحسن ورواہ عنہ غیر واحد . . . وفی اطلاق الموتی علی الکفار استعارۃ تبعیۃ مبنیۃ علی تشبیہ کفرهم وجهلهم بالموت (روح ج ۷ ص ۱۴۳) ۴۳ یہ شکوی اور سوال ہے۔ مشرکین کہتے تھے کہ ہمیں کوئی ایسی نشانی کیوں نہیں دکھائی جاتی جسے دیکھ کر ہم مان لیں۔ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ الخ سے اس کا جواب دیا گیا کہ معجزہ دکھانے پر تو اللہ تعالیٰ قادر ہے لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ اگر منہ مانگے معجزے کا انکار کیا جائے تو فوراً ہلاکت آجاتی ہے اور مہلت نہیں ملتی۔ اس لیے بندوں کی خیر خواہی اور بہتری اسی میں ہے کہ ان کا مطلوبہ معجزہ نہ دکھایا جائے۔ قال ابن عطیة لا یعلمون انها لو انزلت ولم یومنوا لعوجلوا بالعذاب (بحر ج ۴ ص ۱۱۱) ۴۴ یہ توحید پر پانچویں دلیل عقلی ہے۔ دابۃ کے بعد فی الارض اور طائر کے بعد یطیر بجناحیہ صفات کاشفہ ہیں یعنی تمہارے

اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي
ان کا منہ پھیرنا تو اگر تجھ سے ہو سکے کہ ڈھونڈ نکالے کوئی سرنگ
الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ ؕ وَلَوْ
زمین میں یا کوئی سیڑھی آسمان میں پھر لا دے ان کے پاس ایک معجزہ ف۱ اور اگر
شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ
اللہ چاہتا تو ۴۱ جمع کر دیتا سب کو سیدھی راہ پر سو تو مت ہو
الْجٰهِلِيْنَ ﴿۳۵﴾ اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ ؕ
نادانوں میں ف۱ مانتے وہی ہیں ۴۲ ف۲ جو سنتے ہیں
وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَقَالُوْا
اور مردوں کو زندہ کرے گا اللہ پھر اس کی طرف لائے جاویں گے ف۲ اور کہتے ہیں
لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ
کیوں نہیں اتری اس پر کوئی نشانی اس کے رب کی طرف سے ۴۳ ف۳ کہہ دے کہ اللہ کو قدرت
عَلٰٓى اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۷﴾
ہے اس بات پر کہ اتارے نشانی لیکن ان میں اکثر نہیں جانتے
وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ
اور نہیں ہے کوئی چلنے والا ۴۴ زمین میں اور نہ کوئی پرندہ کہ اڑتا ہے اپنے دو بازوؤں سے
اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ؕ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ
مگر ہر ایک امت ہے تمہاری طرح ہم نے نہیں چھوڑی لکھنے میں کوئی چیز
ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا
پھر سب اپنے رب کے سامنے جمع ہوں گے ۴۵ اور جو جھٹلاتے ہیں ہماری آیتوں کو ۴۶
صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِي الظُّلُمٰتِ ؕ مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ ؕ وَ
وہ بہرے اور گونگے ہیں اندھیروں میں جس کو چاہے اللہ گمراہ کرے اور

(النصف) وقف غفران ۔ وقف منزل عند البعض علی یسمعون

۴۵ یہ دلیل توحید عقلی کے ساتھ متعلق ہے اور الکتاب سے مراد لوح محفوظ یعنی اللہ کا علم ہے۔ ۴۶ اس سے مراد مشرکین ہیں۔ اگرچہ ما قبل سے وہم ہوتا ہے کہ جانور بھی مراد ہیں ۱۲

[illegible]

موضح قرآن ف۱ کافر مانگتے تھے کہ یہ نبی ہے تو اس کے ساتھ ہمیشہ ایک نشانی رہے کہ ہر کوئی دیکھے اور یقین لا دے سو شاید حضرت کا دل بھی چاہتا ہو اس واسطے تربیت فرمائی کہ اللہ کے تابع رہو اس کو منظور ہوتا تو بن نشانی سب کے دل پھیر لاتا۔ ف۲ یعنی سب سے توقع نہ رکھو کہ مانیں جن کے دل میں اللہ نے کان نہیں دیے وہ سنتے نہیں تو وہ کس طرح مانیں مگر یہ کافر مثال مردے کی ہیں قیامت میں دیکھ کر یقین کریں گے۔

فتح الرحمن ف۱ مترجم گوید یعنی انہا نجا اگر میتوانی معجزہ بیاری حاصل آنست کہ تفویض کن بر خدا واللہ اعلم ۱۲ ف۲ یعنی دعوت اسلام ۱۲ ف۳ یعنی از آن نشانہا کہ می طلبید ۱۲

علاوہ باقی تمام جاندار مخلوق بھی تمہاری طرح مختلف جماعتیں ہیں اور تمہاری طرح محتاج اور ضرورتمند ہیں ان سب کا رازق اور متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے دوسرا کوئی نہیں مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ۔ معتزلہ کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم لکھنے میں تفریط نہیں کر رہے اور کتاب سے مراد فرشتوں کے دفتر ہیں۔ اب یہ تخویف اخروی ہوگی اور اہل سنت کے نزدیک کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے۔ عن الحسن وقتادۃ ان المراد بالکتاب الکتاب الذی عند اللہ تعالیٰ وھو مشتمل علی ما کان وما یکن وھو اللوح المحفوظ (روح ج ۷ ص ۱۴۵) اسی طرح شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ نے لکھا ہے۔ ۴۵ یہ بھی تخویف اخروی ہے۔ پہلے جانوروں اور پرندوں کے ذکر سے وہم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن انسانوں کے ساتھ ان کا بھی حشر ہوگا لیکن ایسا نہیں۔ یہاں صرف انسانوں کا حشر مراد ہے۔ اور حضرت ابوہریرہ رضؓ کی روایت سے جو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یقتص للجماء من القرناء تو یہ حقیقت پر محمول نہیں بلکہ یہ اس سے کنایہ ہے کہ ظالم سے مظلوم کا بدلہ لیا جائیگا اور اگر بالفرض جانوروں کا حشر بھی مراد لیا جائے تو ان کے حشر سے مراد موت ہوگی نہ کہ جزاء و سزا جیسا کہ جامع البیان میں حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ سے منقول ہے حشر کل شیء الموت سوی الجن والانس (ص ۱۱۶) تحت قولہ و اذا الوحوش حشرت۔ ۴۶ یہ تکذیب کرنے والوں کے لئے زجر ہے۔ یعنی جو لوگ ضد و عناد کی وجہ سے آیات الٰہی کو جھٹلاتے ہیں ان کے دلوں پر مہر جباریت لگ جاتی ہے اور وہ کفر و شرک کے اندھیروں میں سرگرداں پھرتے ہیں نہ حق سن سکتے ہیں اور نہ حق بات کہہ سکتے ہیں۔ حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ جب منکرین ضد و عناد کی وجہ سے حق کا انکار کرتے ہیں تو حق تعالیٰ ان سے فہم کی استعداد سلب کر لیتا ہے اور ان کے دلوں پر مہر جباریت ثبت کر دیتا ہے لیکن جسے چاہتا ہے یعنی جو لوگ انابت کرتے ہیں تو ان کو قبول حق کی استعداد عطا فرما دیتا ہے۔ ۴۷ یہ توحید پر عقلی دلیل علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ امام فراء کہتے ہیں کہ اَرَءَيْتَ دو معنوں میں مستعمل ہے اول رؤیت عین دوم بمعنی اَخْبِرْنِي مثلاً کہا جاتا ہے اَرَاَيْتَكَ ای اخبرنی۔ اس صورت میں ضمیر ثانی خواہ واحد ہی کی ہو (كَ) یا تثنیہ (كُمَا) اور جمع (كُمْ) کی اعراب میں اس کا کوئی مقام نہیں ہوتا اور اس کی حیثیت محض ایک حرف کی ہوتی ہے جو مخاطب کی حالت افراد اور تثنیہ و جمع کا اظہار کرتا ہے) من الکبیر ج ۴ ص ۶۳۔ علامہ رضی لکھتے ہیں کہ یہاں رؤیت بصری ہے یا قلبی اور رَاَيْتَ بمعنی اَبْصَرْتَ ہے یا بمعنی عرفت اور صرف ایک مفعول کو چاہتا ہے (جو یہاں حالکم محذوف ہے) اور مجازاً اخبرنی (مجھے بتا) کے معنی میں مستعمل ہے اور ہمیشہ عجیبہ حالت سے استفسار کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ ذھب الرضی تبعا لغیرہ ان رای ھنا بصریۃ وقیل قلبیۃ بمعنے عرف وھی علی القولین

مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ ۭ وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ㊴ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ

جس کو چاہے ڈال دے سیدھی راہ پر ف۱ تو کہہ دیکھو تو ۴۷

اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ

اگر آوے تم پر عذاب اللہ کا یا آوے تم پر قیامت کیا اللہ کے سوا

تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ㊵ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ

کسی اور کو پکارو گے بتاؤ اگر تم سچے ہو بلکہ اسی کو پکارتے ہو ۴۸

فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَاۗءَ وَتَنْسَوْنَ

پھر دور کر دیتا ہے اس مصیبت کو جس کے لئے اس کو پکارتے ہو ۴۹ اگر چاہتا ہے اور تم بھول جاتے

مَا تُشْرِكُوْنَ ㊶ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰٓي اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ

ہو جن کو شریک کرتے تھے اور ہم نے رسول بھیجے تھے بہت سی امتوں پر تجھ سے پہلے ف۲

فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَاۗءِ وَالضَّرَّاۗءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ㊷

پھر ان کو پکڑا ہم نے ۵۰ سختی میں اور تکلیف میں تاکہ وہ گڑگڑاویں

فَلَوْلَآ اِذْ جَاۗءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ

پھر کیوں نہ گڑگڑائے جب آیا ان پر عذاب ہمارا ۵۱ لیکن سخت ہو گئے

قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ㊸

دل ان کے اور بھلے کر دکھلائے ان کو شیطان نے جو کام وہ کر رہے تھے

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ

پھر جب وہ بھول گئے اس نصیحت کو جو ان کو کی گئی تھی ۵۲ کھول دیئے ہم نے ان پر دروازے

كُلِّ شَيْءٍ ۭ حَتّٰٓي اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ

ہر چیز کے ۵۳ یہاں تک کہ جب وہ خوش ہوئے ان چیزوں پر جو ان کو دی گئیں پکڑ لیا ہم نے ان کو

بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ㊹ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ

اچانک پس اس وقت وہ رہ گئے نا امید ف۳ پھر کٹ گئی جڑ ان ۵۴

ع ۴ / ١٠

مسئلہ توحید پر عقلی دلیل علی سبیل الاعتراف من الخصم [illegible] مشرکین [illegible] عذاب [illegible]

۴۲ تا ۴۵ تخویف دنیوی [illegible] اعمال مشرکانہ [illegible] مسئلہ توحید [illegible] اسباب دنیا میں [illegible] یعنی اللہ تعالیٰ [illegible] ہلاک کر دیتا ہے جیسا کہ قوم نوح کا حال ہوا ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی اللہ کی قدرت کی نشانیاں سب جہان میں ہیں۔ ہر قسم کے جانوروں کا کارخانہ ایک قاعدے پر باندھا ہے۔ انسان کا بھی ایک قاعدہ رکھا ہے وہ پیغمبروں کی زبان سے انکو سکھاتا ہے اگر دھیان کریں۔ یہی نشانی بس ہے پیغمبروں کے قول پر لیکن بہرا اور گونگا اندھیرے میں پڑا کیا دیکھے اور کیا سمجھے اور یہ جو فرمایا چھوڑی نہیں ہم نے لکھنے میں کوئی چیز یعنی لوح محفوظ میں سب لکھا ہے ف۲ یعنی گنہگار کو حق تعالیٰ تھوڑا سا پکڑتا ہے۔ اگر وہ گڑگڑایا اور توبہ کی تو بچ گیا اور اگر اتنی پکڑ نہ مانی تو پھر اس کو بھلا دیا اور خوبی کے دروازے کھولے۔ جب خوب گناہ میں غرق ہوا تو بے خبر پکڑا گیا۔ یہ اشارہ ہے کہ آدمی کو گناہ پر تنبیہ پہنچے تو شتاب توبہ کرے یہ راہ نہ دیکھے کہ اس سے زیادہ پہنچے تو یقین کروں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی پیغامبران ف۲ یعنی باستدراج نعمتہائے فراواں دادیم ۱۲

متعد لواحد واصل للفظ الاستفهام عن العلم والعرفان او الابصار الا انه تجوز به عن معنى اخبرني ولا يستعمل الا في الاستخبار عن حالة عجيبة لشئ (روح ج ۷، ص۱۳۸) اس کے بعد استفہام کا ہونا ضروری ہے خواہ مذکور ہو خواہ مقدر یہاں مذکور ہے یعنی اَغَیْرَ اللّٰہِ مطلب یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ آپ مشرکین سے فرمائیں مجھے بتاؤ اگر تم پر اللہ کا عذاب آجائے یا قیامت آپہنچے تو کیا پھر بھی تم غیر اللہ ہی کو پکارو گے بَلْ اِیَّاہُ یہ اس کا جواب ہے یعنی اس وقت تم غیر اللہ کو نہیں پکارو گے بلکہ اللہ کے سوا تم جن معبودوں کو پکارتے ہو ان سب کو بھول جاؤ گے اور صرف

الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۭ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۴۵ قُلْ

ظالموں کی اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو پالنے والا ہے سارے جہان کا تو کہہ

اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ

دیکھو تو ۵۳ اگر چھین لے اللہ تمہارے کان اور آنکھیں اور مہر کر دے

عَلٰي قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ۭ اُنْظُرْ

تمہارے دلوں پر تو کون ایسا رب ہے اللہ کے سوا جو تم کو یہ چیزیں لا دیوے دیکھ

كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ۴۶ قُلْ

ہم کیونکر طرح طرح سے بیان کرتے ہیں باتیں پھر بھی وہ کنارہ کرتے ہیں ف۱ تو کہہ

اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً

دیکھو تو ۵۴ اگر آوے تم پر عذاب اللہ کا اچانک یا ظاہر ہو کر

هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ۴۷ وَمَا نُرْسِلُ

تو کون ہلاک ہوگا ف۲ ظالم لوگوں کے سوا ف۱ اور ہم رسول نہیں

الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ فَمَنْ اٰمَنَ

بھیجتے ۵۵ مگر خوشی اور ڈر سنانے کو پھر جو کوئی ایمان لایا ۵۶

وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۴۸

اور سنور گیا تو نہ ڈر ہے ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا

اور جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو ان کو پہنچیگا عذاب اس لئے کہ وہ

يَفْسُقُوْنَ ۴۹ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَاۗىِٕنُ اللّٰهِ

نافرمانی کرتے تھے تو کہہ ۵۶ میں نہیں کہتا ۵۷ تم سے کہ میرے پاس ہیں خزانے اللہ کے

وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّىْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ

اور نہ میں جانوں غیب کی بات اور نہ میں کہوں تم سے کہ میں فرشتہ ہوں ۵۸ میں تو اسی پر چلتا ہوں

وبشارت ۱۰ تخویف اخروی ۱۱ جواب سوال خامس سوال سورت زخرف میں ہے۔ لولا القی علیہ سورة من ذهب ۱۲ جواب سوال سادس یعنی اگر یہ رسول ہوتا تو ہمیں شام میں اشیاء کے نرخ بتا دیتا ۱۲ ۱۳ سالویں سوال

[illegible]

ایک اللہ ہی کو پکارو گے تو وہ اگر چاہے گا تو تم سے وہ مصیبت دور فرما دے گا جس کے لئے تم نے اسے پکارا ہے۔ اس مضمون کی مندرجہ ذیل آیتوں سے تائید ہوتی ہے۔ (۱) فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ (عنکبوت ع ۷) (۲) دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ لَئِنْ اَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ (یونس ع ۳) (۳) وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ (بنی اسرائیل ع ۷) مشرکین چونکہ آنحضرت ﷺ سے سنا کرتے تھے کہ اگر وہ ایمان نہیں لائیں گے اور شرک کو چھوڑ کر توحید کو نہیں مانیں گے تو ان پر اللہ کا عذاب آئے گا اس لئے مشرکین جب دریاؤں اور سمندروں میں اپنی کشتیوں اور جہازوں کو غضبناک لہروں میں گھرے ہوئے دیکھتے تو گمان کرتے کہ شاید یہ وہی خدا کا عذاب ہے اور فوراً خالص اللہ تعالیٰ کو پکارنا شروع کر دیتے **۴۸** اس سے معلوم ہوا کہ ہر شخص کی دعاء اور پکار کا قبول ہونا ضروری نہیں اس آیت کی روشنی میں قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (مومن ع ۶) کا مطلب بھی واضح ہو گیا کہ اس کا منشا یہ ہے کہ مصائب و بلیات میں مجھ ہی کو پکارو قبول کرنے کی طاقت اور قدرت صرف مجھ ہی میں ہے یہ مطلب نہیں کہ میں ہر شخص کی پکار کو قبول ضرور کر لوں گا۔ **۴۹** یہ تخویف دنیوی ہے یعنی جن امتوں نے آپ سے پہلے ہمارے رسولوں کو جھٹلایا ہم نے دنیا میں ان کو جسمانی بیماریوں اور مالی پریشانیوں میں مبتلا کر دیا تاکہ وہ ضد سے باز آجائیں اور عاجزی اختیار کریں اور کفر و انکار سے توبہ کر لیں۔ اَلْبَاْسَآءِ سے قحط اور تنگدستی مراد ہے اور الضَّرَّآءِ سے بیماری اور مال و جان کا نقصان الاول القحط والجوع والثاني المرض ونقصان الانفس والاموال (مدارك ج ۲ ص ۱) **۵۰** جب دنیا میں ان پر ہمارا عذاب آیا تو بجائے اس کے کہ وہ گڑگڑا کر ہم سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے اور توبہ و استغفار کرتے انہوں نے انتہائی سنگدلی سے کام لیا اور اپنے کفر و انکار پر اڑے رہے۔ کیونکہ شیطان کی تسویل اور وسوسہ اندازی سے وہ اپنے مشرکانہ اعمال و اقوال کو اعمال صالحہ سمجھنے لگے۔ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ میں مَا سے مشرکانہ اعمال مراد ہیں۔ **۵۱** مَا سے مسئلہ توحید مراد ہے اور نسیان سے ترک مراد ہے ای ترکوا ما دعاهم الرسل عليهم الصلوٰة والسلام اليه وردوه عَلَيْهِمْ (روح جلد ۷ ص ۱۵۱) جب مشرکین نے ضد و عناد سے مسئلہ توحید کا انکار کر دیا تو ہم نے ان کو دنیا میں بطور استدراج دولت مند کر دیا اور ان کی باگ ڈھیلی چھوڑ دی یہانتک کہ اچانک ہمارے عذاب نے ان کو آلیا معاندین اور ضد کرنے والوں کے ساتھ ہماری سنت مستمرہ یہی ہے۔ حتی اذا فرحوا ای بغير الحق

موضح قرآن ف۱ یعنی توبہ کو دیر نہ کرے جو کان اور آنکھ اور دل اس وقت ہے شاید پھر نہ ملے۔ ف۲ یعنی شاید اس دیر میں عذاب پہنچ جاوے تو اگر توبہ کر چکا ہو اس عذاب سے بچ رہے۔ فائدہ۔ فتح الرحمن میں یوں ترجمہ کیا ہے کیا ہلاک کئے جاویں۔ یعنی ہلاک نہ ہوویں مگر ظالم لوگ۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی ہلاک نشوند۔

یعنی مغرور ہو گئے۔ **۵۲** پھر اللہ تعالیٰ ان کو اس طرح پکڑتا ہے اور ان پر ایسا عذاب نازل کرتا ہے کہ ان کی بالکلیہ جڑ ہی کٹ جاتی ہے اور ان کی نسل ہی تباہ ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ قوم نوح کا حشر ہوا وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ اور تمام صفات کارسازی اللہ ہی کے ساتھ مخصوص ہیں۔ مشرکین جن معبودان باطلہ کو متصرف اور مشکل کشا سمجھتے تھے ان میں سے کوئی بھی ان کو اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکا۔ تو معلوم ہوا کہ اللہ ہی کارساز اور مافوق الاسباب متصرف ہے اور کوئی نہیں۔ تائید۔ فَلَوْلَا نَصَرَھُمُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ قُرْبَانًا اٰلِھَۃً (احقاف ع۴) اور فَمَآ اَغْنَتْ عَنْھُمْ اٰلِھَتُھُمُ الَّتِیْ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مِنْ شَیْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّکَ (ھود ع۹) **۵۳** یہ توحید پر ساتویں عقلی دلیل ہے اَرَاَیْتُمْ کی تحقیق حاشیہ (۴۶) میں گذر چکی ہے سمع اور بصر سے یا ظاہری حواس مراد ہیں یا باطنی لیکن بقرینہ وَخَتَمَ عَلٰی قُلُوْبِکُمْ راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان سے باطنی سمع و بصر مراد ہے کیونکہ ختم علی القلوب سے سمجھنے کی استعداد سلب کر لینا مراد ہے۔ سرکشی اور عناد کی وجہ سے فہم کی استعداد سلب کر لی جاتی ہے اور اسی حالت کو مہر لگا دینا کہا گیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ اور جو مان لیتے ہیں اور اس پر قائم ہو جاتے ہیں ان کے حق میں وَرَبَطْنَا عَلٰی قُلُوْبِھِمْ ارشاد ہوتا ہے ثُمَّ ھُمْ یَصْدِفُوْنَ میں ثُمَّ استبعادیہ ہے اور یَصْدِفُوْنَ ای یعرضون یعنی ہم آیتیں کھول کھول کر بیان کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود وہ پھر بھی اعراض کرتے ہیں۔ **۵۴** یہ علیحدہ دلیل نہیں بلکہ چھٹی عقلی دلیل کا اعادہ ہے۔ پہلے گذر چکا ہے کہ اَرَاَیْتَ کے بعد استفہام ضرور آتا ہے خواہ مذکور ہو خواہ مقدر۔ گذشتہ آیت کے قرینہ سے یہاں اَغَیْرَ اللّٰہِ تَدْعُوْنَ یا فمن یدفعہ مقدر ہے اور ھَلْ یُھْلَکُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ علیحدہ جملہ ہے ظالمون یعنی مشرکین کیونکہ انہوں نے شرک کی وجہ سے اپنی جانوں پر ظلم کیا یعنی المشرکین لانھم ظلموا انفسھم بالشرک (خازن ج۲ ص۱۱) **۵۵** یہ سوال مقدر کا جواب ہے سوال پہلے گذر چکا ہے کہ اگر یہ اللہ کا سچا رسول ہوتا تو ہمیں معجزات مقترحہ دکھاتا وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَیْہِ اٰیَۃٌ الخ **۵۶** ماننے والوں کے لئے بشارت اخروی ہے وَالَّذِیْنَ کَذَّبُوْا یہ نہ ماننے والوں کیلئے تخویف اخروی ہے۔ **۵۷** یہ پانچویں سوال کا جواب ہے۔ سوال یہ تھا کہ اگر یہ رسول ہوتا تو بڑا مالدار ہوتا جیسا کہ انہوں نے کہا تھا لَوْلَا نُزِّلَ ھٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْیَتَیْنِ عَظِیْمٍ (زخرف ع۳) اور فَلَوْلَا اُلْقِیَ عَلَیْہِ اَسْوِرَۃٌ مِّنْ ذَھَبٍ (زخرف ع۵) وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ یہ چھٹے سوال کا جواب ہے سوال یہ تھا کہ اگر یہ رسول ہوتا تو ہمیں ملک شام کے میوہ جات کے نرخ بتا دیتا تاکہ ہم فائدہ حاصل کر لیتے وَلَآ اَقُوْلُ لَکُمْ اِنِّیْ مَلَکٌ یہ ساتویں سوال کا جواب ہے سوال یہ تھا کہ اگر یہ رسول ہے تو کھاتا پیتا کیوں ہے جیسا کہ سورۂ فرقان میں ان کا قول نقل کیا گیا مَالِ ھٰذَا الرَّسُوْلِ یَاْکُلُ الطَّعَامَ وَیَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ (۱ ع ۲) **۵۸** اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صاف صاف اعلان کرا دیا کہ نہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں۔ لیکن اہل بدعت اس آیت میں عجیب یہودیانہ تحریف کرکے اس کا جواب دینے کی کوشش کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اللہ کے تمام خزانے موجود تو تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ آپ لوگوں سے یوں کہیں کہ میں زبان سے تو اس بات کا دعوی نہیں کرتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اگرچہ فی الواقعہ ہیں ضرور۔ اسی طرح وہ کہتے ہیں کہ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ کا عطف عِنْدِیْ پر ہے اور مطلب یہ ہے کہ میں تم سے یہ بھی نہیں کہتا کہ میں غیب نہیں جانتا بلکہ میں تو غیب جانتا ہوں۔ مَعَاذَ اللّٰہِ یہ صریح قرآن مجید کی تحریف ہے اور یہ مطلب خود قرآن کے سیاق و سباق کے خلاف ہے۔ کیونکہ پھر آیت کے اگلے حصے میں بھی یہ کہنا پڑے گا کہ میں تم سے یہ دعوی بھی نہیں کرتا کہ میں فرشتہ نہیں بلکہ میں تو فرشتہ ہوں اور یہ صریح غلط ہے۔ لہذا جس طرح وَلَآ اَقُوْلُ لَکُمْ اِنِّیْ مَلَکٌ کا عطف عِنْدِیْ پر نہیں ہو سکتا اس کا عطف لامحالہ لَآ اَقُوْلُ پر ہی ہے اسی طرح وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ کا عطف بھی لامحالہ لَآ اَقُوْلُ پر ہی ہے۔

اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ؕ

جو میرے پاس اللہ کا حکم آتا ہے تو کہہ دے کب برابر ہو سکتا ہے اندھا اور دیکھنے والا

اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ

سو کیا تم غور نہیں کرتے ف۱ اور خبردار کر دے اس قرآن سے ۵۹ ان لوگوں کو جنکو ڈر ہے

اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ

اس کا کہ وہ جمع ہوں گے اپنے رب کے سامنے اس طرح پر کہ اللہ کے سوا نہ کوئی ان کا

وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَلَا تَطْرُدِ

حمایتی ہوگا اور نہ سفارش کرنے والا تاکہ وہ بچتے رہیں ف۲ ۶۰ اور مت دور کر ۶۱

الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ

ان لوگوں کو جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح اور شام

يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ

چاہتے ہیں اسی کی رضا تجھ پر نہیں ہے ان کے حساب میں سے

مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ

کچھ اور نہ تیرے حساب میں سے ان پر ہے کچھ

فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۲﴾ وَكَذٰلِكَ

کہ تو ان کو دور کرنے لگے پس ہو جاوے گا تو بے انصافوں میں ف۳ اور اسی طرح

فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ

ہم نے آزمایا ہے بعضے لوگوں کو بعضوں سے ۶۱ تاکہ کہیں کیا یہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے

عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ﴿۵۳﴾

فضل کیا ہم سب میں کیا نہیں ہے اللہ خوب جاننے والا شکر کرنے والوں کو ف۴

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ

اور جب آویں تیرے پاس ۶۲ ہماری آیتوں کے ماننے والے تو کہہ دے تو سلام ہے

ع ۵ ۹ ۱۱

ا زجمہ ۱۲ ۲ تخویف اخروی ۳ یعنی احکام الٰہیہ میں سعی کرتے ہیں اور انابت کرتے ہیں ضد نہیں کرتے ۱۲ تا ثیر۔ اعرض عمن تولی عن ذکرنا۔ ۴ ترجمہ ۱۲ ۵ یعنی ایک دوسرے پر کسی کی مشقت نہیں اور علاقہ ... احکام الٰہیہ ... ۶ ... ۷ نہ ہمارے ... وجہ کفار ایمان ... الکمال ۸ لام عاقبت ۹ بشارت ۱۲

۵۹ یہ تخویف اخروی ہے۔ اَلَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ یعنی جو لوگ اللہ سے ڈرتے اور اس کے حکم کی تعمیل میں سعی کرتے ہیں، انابت کرتے ہیں، ضد نہیں کرتے۔ جیساکہ فرمایا فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰی عَنْ ذِكْرِنَا (النجم ۲) ۶۰ یہ زجر ہے یعنی جو لوگ خالصاً اللہ ہی کو پکارتے ہیں اور اسی کی خوشنودی ڈھونڈتے ہیں۔ آپ ان کو اپنی مجلس سے نہ ہٹائیں آپ پر ان کا کوئی بوجھ نہیں اور نہ ان پر آپ کا کوئی بوجھ ہے۔ سب کی روزی اللہ کے ذمہ ہے۔ ای جزاءھم و رزقھم علی اللّٰہ وجزاءک و رزقک علی اللّٰہ لا غیرہ (قرطبی ج ۶ ص ۴۳۱) آپ کے اور ان کے درمیان محض ایمان اور عمل صالح کا تعلق ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کہیں آپ ان لوگوں کو دھتکار کر ظالموں میں سے ہو جائیں۔ ۶۱ اب تک دعویٰ توحید پر ساتھ عقلی دلیلیں پیش ہو چکی ہیں۔ اب یہاں سے منکرین کے انکار کی وجوہ کا سلسلہ شروع ہو رہا ہے کہ ایسے واضح عقلی دلائل کے باوجود منکرین توحید کا کیوں انکار کرتے ہیں۔ یہ انکار کی پہلی وجہ ہے اور کاف اس میں تشبیہ کے لئے نہیں بلکہ بیان کمال کے لئے ہے

کاف بیان کمال کے لئے ہے۔ لِیَقُوْلُوْا میں لام عاقبت کیلئے ہے۔ اس وجہ کا حاصل یہ ہے کہ مشرکین جو دولت مند تھے وہ مسلمانوں کو حقیر سمجھتے تھے اور دولت مند اسلام کی طرف سبقت کرنے کی وجہ سے ان کا حسد کرتے تھے الکفار الاغنیاء کانوا یحسدون فقراء الصحابۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھم علی کونھم سابقین فی الاسلام متسارعین الی قبولہ (روح ج ۷ ص ۱۶۲) ۶۲ یہ ایمان والوں کے لئے بشارت ہے گَتَبَ عَلٰی نَفْسِهِ یعنی یہ مشرکین اگرچہ تم کو حقیر سمجھتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ازراہ فضل و احسان ایمان والوں کے لئے رحمت و شفقت اپنے ذمہ لے رکھی ہے۔ اس لئے جو مومن غلطی کے بعد سچی توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور معاف فرمائے گا

موضح قرآن ف۱ یعنی پیغمبر آدمی کے سوا کچھ اور نہیں ہو جاتے کہ ان سے محال باتیں طلب کرے۔ ایک اندھے اور دیکھتے کا فرق ہے۔ ۱۲ ف۲ یعنی یہ سن کر گناہ سے بچتے رہیں۔ ۱۲ ف۳ کافروں میں بعضے سرداروں نے حضرت سے کہا کہ تمہاری بات سننے کو ہمارا جی چاہتا ہے لیکن تمہارے پاس بیٹھتے ہیں رذلے ہم ان کے پاس برابر نہیں بیٹھ سکتے اس پر یہ آیت اتری یعنی خدا کے طالب اگرچہ غریب ہیں انہی کی خاطر مقدم ہے ۱۲ ف۴ یعنی دولت مندوں کو غریبوں سے آزمایا ہے کہ ان کو ذلیل دیکھتے ہیں اور تعجب کرتے ہیں کہ یہ کیا لائق ہیں اللہ کے فضل کے اور اللہ ان کے دل دیکھتا ہے کہ اللہ کا حق مانتے ہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ رؤسائے کفار با آنحضرت گفتند کہ ما را عار است کہ با فقرائے مسلمین صحبت داریم ایشان را از مجلس خود دیگر کن تا با تو بہ نشینیم خدائے تعالیٰ ایں آیت فرستاد ۱۲

عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ

تم پر لکھ لیا ہے تمہارے رب نے اپنے اوپر رحمت کو کہ جو کوئی

مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ

کرے تم میں سے برائی ناواقفیت سے پھر اس کے بعد توبہ کرلے

وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵۴﴾ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ

اور نیک ہو جاوے تو بات یہ ہے کہ وہ ہے بخشنے والا مہربان ف۱ اور اسیطرح ۶۳ ہم تفصیل

الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۵۵﴾ قُلْ

سے بیان کرتے ہیں آیتوں کو اور تاکہ کھل جاوے طریقہ گنہگاروں کا ف۱ تو کہہ دے

ع ۶ / ۵ / ۱۲

اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ

مجھ کو روکا ۶۴ گیا ہے اس سے کہ بندگی کروں انکی جنکو تم پکارتے ہو اللہ

اللّٰهِ ۭ قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَاۗءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَآ

کے سوا تو کہہ میں نہیں چلتا تمہاری خوشی پر بیشک اب تو میں بہک جاؤنگا اور نہ

اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۵۶﴾ قُلْ اِنِّيْ عَلٰي بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ

رہوں گا ہدایت پانے والوں میں تو کہدے کہ مجھ کو شہادت پہنچی میرے رب کی

وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ ۭ مَا عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ۭ اِنِ

اور تم نے اس کو جھٹلایا میرے پاس نہیں جس چیز کی تم جلدی کر رہے ہو حکم کسی

الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ ﴿۵۷﴾

کا نہیں سوا اللہ کے بیان کرتا ہے حق بات اور وہ سب سے اچھا فیصلہ کرنیوالا ہے

قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِيَ الْاَمْرُ

تو کہہ اگر ہوتی میرے پاس ۶۵ وہ چیز جس کی تم جلدی کر رہے ہو تو طے ہو چکا ہوتا

بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۸﴾

جھگڑا درمیان میرے اور درمیان تمہارے اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو

۶۳ یہ عدم تسلیم کی دوسری وجہ ہے یعنی جس قدر مشرکانہ عقائد کی برائی کھول کر بیان کی جاتی ہے اسی قدر ان کے بغض اور کفر میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ وَلِتَسْتَبِيْنَ میں واؤ کے بارے میں تین اقوال ہیں (۱) اس کا معطوف علیہ کوئی مناسب فعل محذوف ہے۔ مثلاً لِتُبَيِّنَ سَبِيْلَهُمْ (۲) یہ جملہ مذکورہ کے مضمون پر معطوف ہے (۳) زائدہ ہے۔ **۶۴** چوتھا طریق تعلیم یعنی مجھے اس بات سے منع کر دیا گیا ہے کہ میں ان باطل معبودوں کو پکاروں جن کو تم پکارتے ہو۔ قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ الخ یہ پانچواں طریق تعلیم ہے یعنی مجھے یہ حکم بھی ملا ہے کہ میں تمہاری خواہشات اور تمہارے خود ساختہ دین کی پیروی کروں اگر میں ایسا کروں گا تو ہدایت کی راہ سے بھٹک کر گمراہ ہو جاؤں۔ قُلْ اِنِّيْ عَلٰي بَيِّنَةٍ یہ چھٹا طریق تعلیم ہے۔ یعنی میرے پاس تو اللہ کی طرف سے دلائل موجود ہیں جو میں تمہارے سامنے پیش کر رہا ہوں۔ باقی رہا وہ عذاب جس کے جلدی آنے کا تم مطالبہ کر رہے ہو وہ میرے اختیار و تصرف میں نہیں وہ صرف اللہ کے اختیار میں ہے۔ لله وحده من غير ان يكون لغيره سبحانه دخل ما فيه بوجه من الوجوه (روح ج ۷، ص ۱۶۹) **۶۵** یہ ساتواں طریق تبلیغ ہے نیز سوال مقدر کا جواب ہے یعنی جب ہم مانتے نہیں تو ہم پر عذاب لے آؤ تو اس کا جواب دیا گیا کہ وہ میرے قبضے میں نہیں غائبانہ حکم اور تصرف صرف اللہ کے اختیار میں ہے۔

موضح قرآن ف۱ یعنی غریب مسلمانوں کا دل بڑھانا اور خوشی سنانا۔

فتح الرحمٰن ف۱ ظاہر انزدیک مترجم آنست کہ این واو زائدہ است مثل واو وفتحت ابوابہا ۱۲ ف۲ یعنی عقوبت در اختیار من نیست ۱۲۔

۳- نہ ماننے کی دوسری وجہ کافر لیبیان [illegible] اکمال [illegible] واو میں تین قول ۴- چوتھا [illegible] طریق تبلیغ ۱۲ ۵- پانچواں طریق تبلیغ ۱۲ ۶- چھٹا طریق تبلیغ ۱۲

۷- ساتواں طریق تبلیغ و جواب سوال مقدر یعنی جب ہم مانتے نہیں تو عذاب لاؤ، جواب دیا کہ عذاب لانا میرے قبضے میں نہیں ۱۲

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ وَ
اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی ٦٦ ف۱ کہ ان کو کوئی نہیں جانتا اس کے سوا اور
يَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ
وہ جانتا ہے جو کچھ جنگل اور دریا میں ہے اور نہیں جھڑتا کوئی پتا
وَّرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمٰتِ
مگر وہ جانتا ہے اس کو اور نہیں گرتا کوئی دانہ زمین کے
الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتٰبٍ
اندھیروں میں اور نہ کوئی ہری چیز اور نہ کوئی سوکھی چیز مگر وہ سب کتاب
مُّبِينٍ ﴿٥٩﴾ وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفّٰىكُمْ بِاللَّيْلِ وَيَعْلَمُ
مبین میں ہے ف۱ اور وہی ہے کہ قبضہ میں لے لیتا ہے تم کو رات میں ف۲ اور جانتا ہے
مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيهِ لِيُقْضٰى
جو کچھ تم کر چکے ٦٧ دن میں پھر تم کو اٹھا دیتا ہے اس میں تاکہ پورا ہو
أَجَلٌ مُّسَمًّى ثُمَّ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا
وہ وعدہ جو مقرر ہو چکا ہے پھر اسی کی طرف تم کو لوٹ جانا ہے پھر خبر دیگا تمکو اس کی
كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٦٠﴾ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ
جو کچھ تم کرتے ہو اور وہی غالب ہے ٦٨ اپنے بندوں پر
وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ۭ حَتّٰٓى إِذَا جَآءَ أَحَدَكُمُ
اور بھیجتا ہے تم پر نگہبان یہاں تک کہ جب آپہنچے تم میں سے کسی کو
الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُونَ ﴿٦١﴾ ثُمَّ
موت تو قبضہ میں لے لیتے ہیں اس کو ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے اور وہ کوتاہی نہیں کرتے ف۳
رُدُّوا إِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ۭ أَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ
پھر پہنچائے جاویں گے اللہ کی طرف جو مالک ہے ان کا سچا سن رکھو حکم اسی کا ہے اور وہ

ع ۵ ۱۳

٦٦ یہ توحید پر آٹھویں عقلی دلیل ہے۔ نیز سوال مقدر کا جواب ہے کہ اگر تم عذاب نہیں لاسکتے تو یہ تو بتاؤ کہ عذاب کب آئے گا۔ اس کا جواب دیا کہ اس کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔ یہ قاعدہ کلیہ ہے اور عندہ کا ظرف کی تقدیم افادہ حصر کے لیے فرشتہ مقرر نہیں ۱۲۔

ویعلم ما فی البر والبحر یہ قاعدہ کلیہ کی جزئیات ہیں اور یہاں بھی حصر ہے وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ الخ یعنی ان اشیاء اور جزئیات کے احوال متغیرہ کو بھی صرف اللہ ہی جانتا ہے اور کوئی نہیں جانتا۔ كِتٰبٍ مُّبِينٍ اس سے مراد اعمال نامے ہیں جو فرشتوں کے پاس ہوتے ہیں یا اس سے لوح محفوظ یعنی علم الٰہی مراد ہے اور یہی اولیٰ اور راجح ہے۔ إِلَّا فِي كِتٰبٍ مُّبِينٍ وهو علم الله او اللوح المحفوظ (مدارک ج ۲ ص ۱۳)

٦٧ جَرَحْتُمْ کے معنی كَسَبْتُمْ کے ہیں اور بالنہار میں با بمعنی فی ہے یعنی جو کچھ تم دن میں کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو وہ سب معلوم ہے۔ يَبْعَثُكُمْ فِيهِ۔ فیہ کی ضمیر سے نہار ثانی مراد ہے۔ ٦٨ یہ تخویف دنیوی ہے تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا اہل بدعت اعتراض کرتے ہیں کہ اگر ایک فرشتہ عزرائیل ایک وقت میں ہزاروں جگہ حاضر و ناظر ہو کر ہزاروں انسانوں کی جانیں قبض کر لیتا ہے تو کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں ہو سکتے۔ اس آیت سے ان کا اعتراض باطل ہو گیا کیونکہ یہاں رُسُلُنَا جمع کے صیغہ سے معلوم ہوا کہ قبض ارواح پر صرف ایک فرشتہ ہی مقرر نہیں بلکہ اس کے ماتحت ہزاروں لاکھوں فرشتے ہیں جو اس کام پر مقرر ہیں ان کو ملائکۃ الموت یا ملک الموت (بارادہ اسم جنس) کہتے ہیں اس لئے صرف ایک فرشتہ ہی تمام انسانوں کی جانیں نہیں قبض کرتا بلکہ وہ تو صرف حکم خداوندی کے ماتحت اپنے ماتحتوں کو حکم دیتا ہے لہٰذا اہل بدعت کا مدعیٰ باطل ہے۔ اس کی تائید اور کئی آیتوں سے ہوتی ہے۔ مثلاً سورۂ اعراف ع ۴ میں فرمایا حَتّٰٓى إِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ اہل بدعت سورۂ سجدہ کی ایک آیت سے استدلال کرتے ہیں قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ (ع ۱) وہ کہتے ہیں یہاں ملک الموت واحد کا صیغہ ہے جس سے ایک فرشتہ مراد ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ واحد کا صیغہ نہیں بلکہ اسم جنس ہے جو قلیل اور کثیر دونوں کے استعمال ہوتا ہے۔

۲) آٹھویں عقلی دلیل یعنی ہر ذرہ ذرہ کو جاننے والا حاضر و ناظر اللہ ہی ہے اور جواب سوال مقدر ہے اگر تم عذاب نہیں لاسکتے تو بتاؤ عذاب کب آئے گا۔ جواب یہ مجھے اس کا بھی علم نہیں ۱۲۔ فائدہ [illegible]

[illegible]

موضح قرآن ف۱ یعنی لوح محفوظ میں ف۲ یعنی سوا حکم کے کسی کی خاطر نہیں کرتے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی انواع علم غیب ۱۲ ف۲ یعنی وقت نوم ۱۲۔

أَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ﴿٦٢﴾ قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ
بہت جلد حساب لینے والا ہے ف۱ تو کہہ کون تم کو بچا لاتا ہے ۶۹ جنگل کے اندھیروں
الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ لَئِنْ
سے اور دریا کے اندھیروں سے ف۲ اس وقت میں کہ پکارتے ہو تم اس کو گڑگڑا کر اور چپکے سے کہ اگر
أَنْجٰنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿٦٣﴾ قُلِ
ہم کو بچا لیوے اس بلا سے تو ہم ضرور احسان مانیں گے تو کہہ دے
اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ أَنْتُمْ
اللہ تم کو بچاتا ہے اس سے اور ہر سختی سے پھر بھی تم
تُشْرِكُوْنَ ﴿٦٤﴾ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى أَنْ يَّبْعَثَ
شرک کرتے ہو تو کہہ اسی کو قدرت ہے ۷۰ اس پر کہ بھیجے
عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ
تم پر عذاب اوپر سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے
أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ ؕ
یا بھڑا دے تم کو مختلف فرقے کر کے اور چکھا دے ایک کو لڑائی ایک کی ف۳
أُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ﴿٦٥﴾ وَ
دیکھ کس کس طرح سے ہم بیان کرتے ہیں آیتوں کو تاکہ وہ سمجھ جاویں ف۴ اور
كَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ؕ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ
اس کو جھوٹ بتلایا تیری قوم نے ۷۱ حالانکہ وہ حق ہے تو کہہ دے کہ میں نہیں تم پر
بِوَكِيْلٍ ﴿٦٦﴾ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿٦٧﴾
داروغہ ہر ایک خبر کا ایک وقت مقرر ہے اور قریب ہے کہ اس کو جان لو گے
وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَأَعْرِضْ
اور جب تو دیکھے ۷۲ ان لوگوں کو کہ جھگڑتے ہیں ہماری آیتوں میں تو ان سے کنارہ کر

۶۹ یہ توحید پر نویں عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ سے وہ شدائد ومشکلات مراد ہیں جو خشکی یا سمندروں میں انسانوں کو گھیر لیں عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما شدائدھما واھوالھما التی تبطل الحواس وتدھش العقول (روح ج ۷، ص ۱۷۹) یعنی جب مشرکین شدائد ومشکلات میں گھر جاتے ہیں تو سب کچھ بھول کر صرف اللہ ہی کو پکارتے ہیں تو جب اللہ ہی متصرف وکارساز ہے تو مصیبت دور ہو جانے کے بعد اپنے معبودوں کو کیوں پکارتے ہو اور پھر شرک کرنا شروع کر دیتے ہو۔ **۷۰** یہ تخویف دنیوی ہے یعنی اگر تم انکار ہی کرتے چلے جاؤ گے تو اللہ تعالیٰ اس پر بھی قادر ہے کہ دنیا میں ہر طرف سے تم پر عذاب نازل کر دے اور تم میں بغض وعداوت ڈال کر تم کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے اور تم آپس میں لڑنے لگو۔ **۷۱** یہ زجر ہے۔ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ۔ نبأ کے معنی خبر یا امر (معاملہ) مستقر یعنی وقت استقرار اور وقوع مطلب یہ کہ ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے جب اس کا وقت آجاتا ہے تو اس کے وقوع میں ہرگز تاخیر نہیں ہوتی مثلاً جب معاندین کا انکار اور ضد انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو اللہ کا عذاب آجاتا ہے وَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ تخویف اخروی کی طرف اشارہ ہے۔ **۷۲** یہ زجر ہے يَخُوْضُوْنَ یعنی بحث وتمحیص کرتے اور آیتوں کا مذاق اڑاتے ہیں۔ جب مشرکین آیتوں سے تمسخر کرنے لگیں تو آپ ان کے پاس مت بیٹھیں ہاں اگر وہ کوئی اور موضوع چھیڑ دیں تو پھر آپ تبلیغ کے لئے ان کی مجلس میں بیٹھ سکتے ہیں بَعْدَ الذِّكْرٰى یعنی نصیحت کرنے کے بعد یا امر خداوندی یاد آجانے کے بعد۔ مطلب یہ کہ اگر آپ کو ان سے اعراض کرنے کا حکم یاد نہ رہے اور آپ ان کے پاس بیٹھے رہیں تو جب آپ کو یاد آجائے اسی وقت وہاں سے اٹھ کھڑے ہوں اور اس کے بعد وہاں نہ بیٹھیں یا مطلب یہ ہے کہ ان کو نصیحت کرنے کے بعد وہاں نہ بیٹھیں۔

۶۹ توحید پر نویں دلیل عقلی علی سبیل الاعتراف من الخصم ۱۲

۷۰ تخویف دنیوی ۱۲

۷۱ زجر ۱۲

۷۲ نبأ ای امر مستقر ای جائے قرار مراد ہے یا ہم مراد ہے جب انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو عذاب آجاتا ہے ۱۲

۷۳ تخویف اخروی ۱۲

۷۴ زجر ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی ایک لحظے میں آدمی کی عمر کی بھلائی برائی واضح کر دے ف۲ قرآن شریف میں اکثر کافروں کو عذاب کا وعدہ دیا ہے یہاں کھول دیا کہ عذاب وہ بھی ہے جو اگلی امتوں پر آسمان سے یا زمین سے اور یہ بھی ہے کہ آدمیوں کو آپس میں لڑاوے اور ایکوں کو قتل یا قید یا ذلیل کرے۔ حضرت نے سمجھ لیا کہ اس امت پر یہی ہوگا۔ اکثر عذاب الیم اور عذاب مہین اور عذاب شدید اور عذاب عظیم انہی باتوں کو فرمایا ہے اور آخرت کا عذاب بھی ہے ان پر جو کافر ہی مرے ۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی از مصیبتہائے بیابان و دریا ۱۲ ف۲ یعنی افواج متعددہ پیدا شوند وبا یکدیگر جنگ کنند ۱۲ ۔

عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ۭ وَاِمَّا
یہاں تک کہ مشغول ہو جاویں کسی اور بات میں اور اگر
يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰي
بھلا دے تجھ کو شیطان تو مت بیٹھ یاد آ جانے کے بعد
مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝68 وَمَا عَلَي الَّذِيْنَ
ظالموں کے ساتھ ف۱ اور پرہیزگاروں پر
يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّلٰكِنْ
نہیں ہے جھگڑنے والوں کے حساب میں سے کوئی چیز لیکن
ذِكْرٰي لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝69 وَذَرِ الَّذِيْنَ
ان کے ذمہ نصیحت کرنی ہے تاکہ وہ ڈریں ف۲ اور چھوڑ دے ان کو ۳ے
اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ
جنہوں نے بنا رکھا ہے اپنے دین کو کھیل اور تماشا اور دھوکا دیا ان کو دنیا کی زندگی
الدُّنْيَا وَذَكِّرْ بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ڰ
نے اور نصیحت کر ان کو قرآن سے ۴ے تاکہ گرفتار نہ ہو جاوے کوئی اپنے کئے میں
لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ ۚ وَاِنْ
کہ نہ ہو اس کے لئے اللہ کے سوا کوئی حمایتی اور نہ سفارش کرنے والا اور اگر
تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ
بدلے میں دے ۵ے سارے بدلے تو قبول نہ ہوں اس سے وہی
الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ
لوگ ہیں جو گرفتار ہوئے اپنے کئے میں ان کو پینا ہے
حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝70
گرم پانی اور عذاب ہے دردناک بدلے میں کفر کے ف۳

ع ۱۴

سلہ یعنی نصیحت کرنے کے بعد یا بعد معلوم ہو جانے کے ۱۲

سلہ زجر ہے ۱۲
سلہ یعنی اپنی خواہشات

ملہ غیروں کو پکارنا یا سارنگی وغیرہ بجوا کر معرفت الٰہی حاصل کرنا ۱۲

ملہ تخویف اخروی ۱۲

ملہ ان معنی لو کیونکہ واقعہ میں یہ نہ ہو سکے گا ۱۲

۳ے یہ زجر ہے یعنی ان لوگوں کو چھوڑ دیجئے جنہوں نے لہو و لعب کو اپنا دین بنا رکھا ہے۔ مثلاً غیر اللہ کو پکارتے ہیں اور غیر اللہ کے لئے نحر بھی کرتے ہیں ایسے لوگوں سے آپ تعلقات منقطع کر لیں۔ البتہ تذکیر و تبلیغ کرتے رہیں۔ (الثانی) اِتَّخَذُوْا ما هو لعب ولهو من عبادة الاصنام وغيرها دينًا لهم (الثالث) ان الكفار كانوا يحكمون في دين الله بمجرد التشهي والتمني مثل تحريم السوائب والبحائر... فعيرالله تعالىٰ عنهم بانهم اتخذوا دينهم لعبا ولهوا (كبير ص ۹ ج ۴) جیسا کہ آج کل مشرک پیر سارنگی، ڈھولک اور دوسرے ساز بجوا کر معرفت الٰہی حاصل کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ۴ے یہ تخویف اخروی ہے اَنْ تُبْسَلَ یہ ابسال سے مضارع مجہول ہے۔ ابسال کے معنی روکنے یا محروم کرنے کے ہیں۔ ان تبسل ای تحبس (روح) او تحرم الثواب (راغب) اَنْ سے پہلے لام اور اَنْ کے بعد لا مقدر ہے ای لئلا تبسل یا ان تبسل سے پہلے مضاف محذوف ہے ای مخافة ان تبسل او كراهة ان تبسل (روح) یعنی آپ ایسے لوگوں سے تعلقات معاشرت قطع کر لیں لیکن ان کو اللہ کے عذاب سے ڈراتے رہیں شاید یہ لوگ ایمان لے آئیں اور اپنے کرتوتوں کی وجہ سے ثواب سے محروم ہو کر ہلاک نہ ہو جائیں کیونکہ جس نے دنیا میں حق کو قبول نہ کیا آخرت میں اس کے لئے جہنم کے سوا کچھ نہیں وہاں کوئی مددگار اور سفارشی نہیں ہو گا۔ ۵ے عَدْلٌ کے معنی فِدْیَۃٌ کے ہیں۔ اگر بالفرض (کیونکہ واقعہ میں تو ایسا نہیں ہو سکے گا) کوئی مجرم شخص قیامت کے دن فدیہ دیکر عذاب سے بچنا چاہے گا تو اس سے فدیہ قبول نہیں کیا جائے گا۔ یہ وہی لوگ ہوں گے جو اپنی بدعملی اور کفر و شرک کی وجہ سے ثواب اور اجر سے محروم ہوں گے اس لئے انہیں کفر و انکار کی وجہ سے آخرت میں شدید ترین عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔

موضح قرآن ف۱ یعنی جب جاہل دین پر عیب پکڑیں اس مجلس سے سرک جائے اور اگر خطرہ ہو کہ باتوں میں مشغول ہو کر سرکنا بھول جاوے تو سوا نصیحت کے وقت ان میں بیٹھنا ہی موقوف کرے ف۲ یعنی کوئی چاہے کہ ایسے جاہلوں پاس نصیحت کو بھی نہ بیٹھے فرمایا کہ اگر نہ بیٹھے تو اپنے اوپر گناہ نہیں ان کے گمراہ رہنے کا لیکن نصیحت بہتر ہے کہ شاید ان کو ڈر ہو تو نصیحت والا ثواب پاوے ف۳ چھوڑ دے یعنی صحبت نہ رکھ ان سے مگر نصیحت کر دے کہ کوئی بے خبر نہ پکڑا جائے ۔

قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا
تو کہہ دے کیا ہم پکاریں اللہ کے سوا ۷۶ ان کو جو نہ نفع پہنچا سکیں ہم کو اور نہ
يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ
نقصان اور کیا پھر جاویں ہم الٹے پاؤں اس کے بعد کہ اللہ سیدھی راہ دکھا چکا
كَالَّذِى اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِى الْاَرْضِ حَيْرَانَ
ہم کو مثل اس شخص کے کہ رستہ بھلا دیا ہو اس کو جنوں نے جنگل میں جبکہ وہ حیران ہے
لَهٗٓ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ؕ قُلْ
اس کے رفیق بلاتے ہیں اس کو رستہ کی طرف کہ چلا آ ہمارے پاس تو کہہ دے
اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ
کہ اللہ نے جو راہ بتلائی وہی سیدھی راہ ہے ۷۷ اور ہم کو حکم ہوا ہے کہ تابع رہیں
لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۱﴾ وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ
پروردگار عالم کے اور یہ کہ قائم رکھو نماز کو اور
اتَّقُوْهُ ؕ وَهُوَ الَّذِىْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَ
ڈرتے رہو اللہ سے اور وہی ہے جس کے سامنے تم سب اکٹھے ہو گے اور
هُوَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ
وہی ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو ۷۸ ٹھیک طور پر
وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ ؕ قَوْلُهُ الْحَقُّ ؕ وَ
اور جس دن کہے گا کہ ہو جا تو وہ ہو جاوے گا ف۱ اسی کی بات سچی ہے اور
لَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِى الصُّوْرِ ؕ عٰلِمُ الْغَيْبِ
اسی کی سلطنت ہے جس دن پھونکا جاوے گا صور جاننے والا چھپی
وَالشَّهَادَةِ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿۷۳﴾ وَاِذْ
اور کھلی باتوں کا اور وہی ہے حکمت والا جاننے والا ف۲ اور یاد کر جب

۷۶ اور توحید سابقہ کے بعد دوسرا ثمرہ

۷۷ قیل لنا هٰذا ای لنا مفعول به بقرینه ما قبل ما قبل متکلم اسمیه ۱۲ ج

۷۸ توحید پر دسویں عقلی دلیل هو الحکیم الخبیر

۷۸ ای لاظهار الحق

۷۹ دلیل نقلی تفصیلی از ابراہیم علیہ السلام اور اٹھارہ انبیاء علیہم السلام سے اجمالاً بطور دستخط ۱۲

۷۶ یہ گزشتہ پانچ عقلی دلیلوں کا ثمرہ اور نتیجہ ہے۔ یعنی یہ ثابت ہو گیا کہ (۱) ہر جاندار کا روزی رساں اللہ تعالیٰ ہے (۲) تمام مصائب و مشکلات وہی آسان کرتا ہے (۳) انسانی حواس اور طاقتیں اسی کے قبضے میں ہیں (۴) زمین و آسمان اور بحر و بر کا کلی اور تفصیلی غیب بھی صرف وہی جانتا ہے اور (۵) بحر و بر کے شدائد اور ہر کرب و ضرر سے وہی نجات دیتا ہے تو معلوم ہوا کہ مالک و مختار متصرف و کارساز اور عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے دوسرا کوئی نہیں تو کیا اس کے باوجود ہم اللہ کے سوا ایسوں کو پکاریں جنہیں ہمارے نفع و نقصان کا ذرہ برابر اختیار نہیں جو نہ متصرف و مختار ہیں نہ غیب دان اگر ہم ایسا کریں تو ہم ہدایت کے بعد الٹے پھر گمراہ ہو جائیں گے کیونکہ شرک سب سے بڑی گمراہی ہے کَالَّذِی اسْتَهْوَتْهُ الخ یعنی اس صورت میں ہماری حالت اس شخص کی مانند ہو گی جسے شیاطین نے صراط مستقیم سے بھٹکا دیا ہو اور وہ حیران و سرگرداں پھر رہا ہو اور اس کے دوسرے ساتھی اسے سیدھی راہ کی طرف بلا رہے ہوں لیکن بدقسمتی سے وہ سننے والوں کی آواز تو سن سکتا ہے مگر سیدھی راہ نہیں دیکھ سکتا۔ ۷۷ ان مذکورہ دلائل کے ہوتے ہوئے ہم غیر خدا کو تو پکارنے سے رہے یہ تو سراسر گمراہی ہے اور ہدایت کا راستہ وہی ہے جو اللہ نے ہمیں بتلایا ہے یعنی توحید کا راستہ اور ہمیں تو یہ حکم دیا گیا ہے کہ اس اللہ کے سامنے ہی جھکیں جو تمام دنیا جہان والوں کا پروردگار اور مربی ہے وَاَنْ اَقِيْمُوْا اس سے پہلے قِیْلَ لَنَا مقدر ہے بقرینہ ماقبل۔ ۷۸ یہ توحید پر دسویں عقلی دلیل ہے بالحق میں با بمعنی لام ہے اور الحقّ سے پہلے مضاف محذوف ہے ای لاظهار الحقّ یعنی یہ زمین و آسمان اور یہ سارا جہان حق اور توحید کو ظاہر کرنے کے لئے اللہ ہی نے پیدا کیا ہے اور اس کی قدرت کا ٹھکانا کیا جب وہ کسی چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ چیز فوراً وجود میں آ جاتی ہے قولہ الحق اسی کی بات سچی اور مبنی بر حقیقت ہے لہ الملک الخ قیامت کے دن اسی کی حکومت ہو گی اور اس کے سوا مجازی طور پر بھی کسی کو کوئی اختیار حاصل نہیں ہو گا عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ غیب و شہادت کا کلی علم بھی اسی ہی کو ہے اور کسی کو نہیں ماقبل اور مابعد کے قرینے سے یہاں بھی حصر مراد ہے۔ اس عقلی دلیل سے ثابت ہو گیا کہ کارساز و متصرف اور غیب دان صرف اللہ ہی ہے اور کوئی نہیں۔

موضح قرآن ف۱ یعنی حشر ف۲ اوپر جو فرمایا کہ مسلمان چاہئے کافروں سے کہیں کہ ہم دیوانے کی طرح بہکتے نہیں اس پر آگے قصہ فرمایا حضرت ابراہیم کا کہ جب اپنے نزدیک معبود برحق پالیا پھر قوم کے بہکانے سے نہ بہکے۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی چیزے را ۱۲۔

ف۷۹ یہ توحید پر پہلی نقلی دلیل ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تفصیلاً اور باقی تمام انبیاء علیہم السلام سے اجمالاً تصدیق و تائید اور دستخط کے طور پر۔ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا لقب ہے اور ان کا نام بقول زجاج باتفاق مؤرخین تارح (بتاء مثناۃ فوقانیہ والف و راء مہملہ مفتوحہ وحاء مہملہ اور بعض نے خاء معجمہ کہا ہے) تھا امام ابن جریج سے بھی تارح منقول ہے۔ حضرت ابن عباس، امام مجاہد، سدی، سعید بن مسیب اور سلمان تیمی کہتے ہیں کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا لقب ہے۔ اول الذکر تینوں بزرگ کہتے ہیں کہ آزر ایک بت کا نام تھا اس صورت میں اس سے قبل مضاف محذوف ہوگا یعنی عَابِدَ اٰزَرَ بعض نے کہا ہے آزر ان کی زبان میں بمعنی مخطی (خطاکار اور غلط راہ پر چلنے والے) کے ہیں۔ سلمان تیمی کہتے ہیں آزر بمعنی اعوج (ٹیڑھا) ہے۔ آزر مشرک ہونے کی وجہ سے خطاکار اور ٹیڑھے راستے پر گامزن تھا اس لئے اس لقب سے ملقب کیا گیا۔ (کذا من الروح ج ۷ ص ۱۹۴ والکبیر ج ۴ ص ۱۰۲) ف۸۰ آزر وزن فعل اور علمیت یا وصفیت کی وجہ سے غیر منصرف، اور رو اَبِيْهِ کا عطف بیان ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ نہیں تھا بلکہ ان کا چچا تھا اور چچا کو باپ کہنا عربی زبان کے محاورات میں عام ہے۔ علامہ سیوطی نے اس پر قرآن مجید کی آیت وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ (شعراء ۲۱۹) سے استدلال کیا ہے اور کہا ہے کہ اس آیت میں ساجدین (سجدہ کرنے والوں) سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء و اجداد مراد ہیں اور تَقَلُّب سے پشت بہ پشت منتقل ہونا مراد ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آباء و اجداد موحد تھے ان میں کوئی مشرک نہیں تھا اس لئے آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ نہیں تھا بلکہ چچا تھا۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ تھا جیسا کہ قرآن مجید کی نص سے ظاہر ہے اس میں تاویل کی گنجائش نہیں اور قرآن میں ساجدین سے صحابۂ کرام مراد ہیں جیسا کہ آیت کے سیاق و سباق سے ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ شاہ عبد القادر دہلوی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ "یعنی جب تو تہجد کو اٹھتا ہے اور یاروں کی خبر لیتا ہے کہ یاد میں ہیں یا غافل"۔ حق تو یہی ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء کرام کے ایمان و کفر کی بحث میں ہرگز نہیں پڑنا چاہئے۔ مسئلہ کی زیادہ تحقیق سورۂ شعراء کے آخر رکوع میں آئیگی انشاء اللہ تعالیٰ ف۸۱ اس میں کاف بیان کمال کے لئے ہے۔ یعنی یوں زمین و آسمان کے عجائب ابراہیم علیہ السلام کو دکھانا یہ ہمارا ہی کمال ہے، اور نُرِيْٓ فعل مضارع، ماضی کی جگہ استعمال کیا گیا ہے ای عرّفناہ وبصّرناہ (روح) مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے زمین و آسمان کے عجائبات اور قدرت خداوندی کی آیات مراد ہیں۔ وَلِيَكُوْنَ اس کا معطوف علیہ محذوف ہے ای لیستدل بہ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ف۸۲ هٰذَا سے پہلے بقرینۂ عرف ہمزۂ استفہام محذوف ہے گویا یہ کلام بطریق ارخاء العنان ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم ستارہ پرست تھی اور وہ ان کو ستاروں کا تغیر احوال مشاہدہ کرا کے اس سے اللہ کی توحید اور ستاروں کی عاجزی و بیچارگی پر استدلال کرنا چاہتے تھے چنانچہ جب انہیں غروب آفتاب کے بعد سیارہ مشتری نظر آیا تو انہوں نے قوم کو مخاطب کرکے فرمایا کیا یہ میرا رب ہے؟ اور تمہاری طرح میں بھی اس کو رب مان لوں اچھا ذرا ٹھہر جاؤ دیکھو اس

قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا
کہا ابراہیم نے ف۷۹ اپنے باپ آزر کو ف۸۰ کہ تو مانتا ہے بتوں کو
اٰلِهَةً ۚ اِنِّيْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۴﴾ وَكَذٰلِكَ
خدا میں دیکھتا ہوں کہ تو اور تیری قوم صریح گمراہ ہیں ف۱ اور اسی طرح ف۸۱
نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
ہم دکھانے لگے ابراہیم کو عجائبات آسمانوں اور زمینوں کے
وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ
اور تاکہ اس کو یقین آجاوے ف۱ ف۲ پھر جب اندھیرا کر لیا اس پر رات نے
رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ
دیکھا اس نے ایک ستارا ف۸۲ بولا یہ ہے رب میرا پھر جب وہ غائب ہو گیا تو بولا
اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ﴿۷۶﴾ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا
میں پسند نہیں کرتا غائب ہو جانے والوں کو پھر جب ف۸۳ دیکھا چاند چمکتا ہوا بولا یہ ہے
رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَىِٕنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ
رب میرا پھر جب وہ غائب ہو گیا بولا اگر نہ ہدایت کرے گا مجھ کو رب میرا
لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ ﴿۷۷﴾ فَلَمَّا رَاَ
تو بیشک میں رہوں گا گمراہ لوگوں میں پھر جب دیکھا
الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ
سورج جھلکتا ہوا ف۸۴ بولا یہ ہے رب میرا یہ سب سے بڑا ہے
فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا
پھر جب وہ غائب ہو گیا بولا اے میری قوم میں بیزار ہوں ان سے جن کو
تُشْرِكُوْنَ ﴿۷۸﴾ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ
تم شریک کرتے ہو میں نے متوجہ کر لیا اپنے منہ کو اسی کی طرف جس نے

ملا الکاف لبیان الکمال ۱۲

ملا ماضی استمراری کی جگہ مضارع لایا گیا ۱۲

ملا ای لیستدل ولیکون ۱۲

ملا ای اھذا ربی ۹ ہمزہ استفہام [illegible]

[illegible]

موضح قرآن ف۱ حق تعالیٰ کے کلام میں تاکے ساتھ اور آتا ہے۔ یعنی اللہ کو ہر کام خود بھی مقصود ہے اور واسطے دوسرے کے بھی مقصود ہے یہ نہیں کہ واسطے بغیر کام نہ کر سکے۔ مثلاً بندہ تخم ڈالے واسطے درخت کے اس بغیر درخت نہیں ہو سکتا۔ اللہ کو اس بغیر بھی ہو سکتا ہے لیکن درخت بھی مقصود ہے اور اسطرح اگانا بھی مقصود ہے یہی معنی ہیں کہ اللہ کے فعل میں غرض نہیں۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی چنانکہ برو ی ظاہر کردیم کہ بتان لائق عبادت نیستند نیز ظاہر ساختیم کہ ستارہ وہرچہ در آسمان ہا است وزمین لائق عبادت نیست وواؤ در ولیکون زائدہ است واللہ اعلم ۱۲۔

کا حشر کیا ہوتا ہے۔ فَلَمَّآ اَفَلَ جب وہ تارہ غروب ہو گیا تو قوم کو سنا کر فرمایا لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ میں ایسے خداؤں کو پسند نہیں کرتا جو ایک حال پر نہ رہیں اور نہ میں ایسے متغیر الحال معبودوں کی ربوبیت کا معتقد ہوں۔ **۸۳** پھر جب چمکتا ہوا چاند دیکھا تو کہا کیا یہ میرا رب ہے؟ کیا میں بھی اس کو اپنا رب اور کارساز بنا لوں؟ فَلَمَّآ اَفَلَ الخ لیکن جب چاند بھی غروب ہو گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اگر اللہ نے مجھے ہدایت نہ دی ہوتی اور مجھے سیدھی راہ نہ دکھائی ہوتی تو آج میں بھی ان ستارہ پرست مشرکین کی طرح گمراہ ہوتا۔ **۸۴** جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا کہ سورج نکل آیا ہے تو فرمایا یہ ان سب سے بڑا ہے کیا میرا رب ہے لیکن جب وہ بھی غروب ہو گیا تو فرمایا اب میری حجت تم پر قائم ہو چکی اور تم نے دیکھ لیا کہ تمہارے معبود کس قدر ناپائیدار ہیں اس لئے میں اعلان کرتا ہوں کہ میں ان تمام معبودان باطلہ سے بیزار ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو۔ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ الخ میں تو اس سے پہلے ہی باطل معبودوں سے منہ موڑ کر اپنا چہرہ اس منزہ صفات کی طرف پھیر چکا تھا جس نے زمین و آسمان کو پیدا فرمایا اور میں نے کبھی مشرکین کا عقیدہ قبول نہیں کیا۔

فائدہ مرزا غلام احمد قادیانی کذاب نے ابتدا میں اپنی بعض کتابوں میں لکھا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں جو شخص وفات مسیح کا قائل ہو وہ مشرک ہے لیکن بعد میں جب اس نے نبوت کا دعویٰ کر دیا تو وہ خود وفات مسیح کا قائل ہو گیا تو اس پر اعتراض کیا گیا کہ پہلے تو مشرکانہ عقیدے پر تھا اور نبی نبوت سے پہلے بھی شرک سے پاک ہوتے ہیں تو اس کا جواب دیتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مذکورہ واقعہ سے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ نبیوں سے قبل نبوت شرک جیسا گناہ بھی سرزد ہو سکتا ہے (العیاذ باللہ) حالانکہ یہ صریح کفر ہے۔ قادیانی نے ان آیتوں میں دیدہ دانستہ تحریف کی ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس واقعہ کے بعد اللہ کی توحید کا علم ہوا جو سراسر غلط ہے۔ وہ اس واقعہ سے قبل بھی موحد ہی تھے شرک تو اکبر الکبائر ہے اور اللہ کے نبی قبل نبوت صغیرہ گناہوں سے بھی پاک ہوتے ہیں لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ صیغہ ماضی منفی اور اسی طرح اِنِّيْ وَجَّهْتُ ماضی کا صیغہ اور پھر آگے چل کر فرمایا وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّيْ فِي اللّٰهِ یہاں بھی وَقَدْ هَدٰىنِ ماضی کا صیغہ ہے پھر اس کے بعد ارشاد فرمایا وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ یہ تمام قرائن اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس واقعہ سے قبل بھی توحید پر ہی تھے اور یہ طرز استدلال انہیں اللہ کی طرف سے ان کی قوم پر بطور حجت عطا ہوا۔ بعض لوگ کہتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام بارہ سال تک غار میں رہے اس کے بعد انہیں غار سے نکالا گیا یہ بے بنیاد ہے

۸۵ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کی طرف سے مامور ہو کر شرک کی مذمت کی تو ان کی مشرک قوم ان سے جدال و مخاصمت پر اتر آئی تو انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ تم اللہ کی توحید کے بارے میں مجھ سے جھگڑا کرتے ہو حالانکہ مجھے تو اللہ تعالیٰ نے دلائل ثلثہ یعنی عقلی، نقلی توحید کی سیدھی راہ دکھائی ہے فِي اللّٰهِ یہاں مضاف محذوف ہے۔ ای فی توحیدہٖ... وقد ھدانی الی التوحید (مدارک ج ۲ ص ۱۶) ای بالدلائل الثلاثۃ۔ **۸۶** یہ سوال مقدر کا جواب ہے مشرکین نے دوران مخاصمت یہ بھی کہا تھا کہ ہمارے معبودوں کی مخالفت چھوڑ دو ورنہ وہ تمہیں نقصان پہنچائیں گے تو اس کا جواب دیا کہ جن کو تم کارساز اور متصرف سمجھ کر اللہ کی عبادت اور پکار میں شریک کرتے ہو وہ بالکل بے بس ہیں میں ان سے ہرگز نہیں ڈرتا۔ ہاں اگر مجھے کوئی نقصان پہنچ

فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا
بنائے آسمان اور زمین سب سے یکسو ہو کر اور میں نہیں
مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (79) وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ؕ قَالَ
ہوں شرک کرنے والا ف اور اس سے جھگڑا کیا ف اس کی قوم نے بولا
اَتُحَآجُّوْٓنِّيْ فِي اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ؕ وَلَآ اَخَافُ
کیا تم مجھ سے جھگڑا کرتے ہو اللہ کے ایک ہونے میں اور وہ مجھ کو سمجھا چکا اور میں ڈرتا نہیں ف
مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ رَبِّيْ
ہوں ان سے جن کو تم شریک کرتے ہو اس کا مگر یہ کہ میرا رب ہی کوئی تکلیف پہنچانی
شَيْـًٔا ؕ وَسِعَ رَبِّيْ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ؕ اَفَلَا
چاہے ف احاطہ کر لیا ہے میرے رب کے علم نے سب چیزوں کا کیا تم
تَتَذَكَّرُوْنَ (80) وَكَيْفَ اَخَافُ مَآ
نہیں سوچتے اور میں کیونکر ڈروں ف تمہارے
اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ
شریکوں سے اور تم نہیں ڈرتے اس بات سے کہ شریک کرتے ہو
بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا ؕ
اللہ کا ان کو جس کی نہیں اتاری اس نے تم پر کوئی دلیل
فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ اِنْ كُنْتُمْ
اب دونوں فرقوں میں کون مستحق ہے دلجمعی کا بولو اگر تم
تَعْلَمُوْنَ (81) اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا
سمجھ رکھتے ہو جو لوگ یقین لے آئے ف اور نہیں ملا دیا انہوں
اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ
نے اپنے یقین میں کوئی نقصان انہی کے واسطے ہے دلجمعی اور وہی ہیں

وقف لازم

۱؎ چوتھی دلیل ۱۲

۲؎ پانچویں دلیل ۱۲

۳؎ معبودان باطلہ ۱۲

۴؎ مستثنیٰ منقطع ہے یعنی [illegible] کی طرف سے ہو سکتا ہے

۵؎ معبودان باطلہ ۱۲

۶؎ ای بمعبودیتہ ۱۲

۷؎ یہ بھی ابراہیم علیہ السلام کا کلام ہے یا ادخال الٰہی ہے ۱۲

موضح قرآن ف۱ حضرت ابراہیم لڑکے تھے قوم کو دیکھا کہ خالق آسمان و زمین کا اللہ کو کہتے ہیں اور اپنی حاجت اور مراد کے واسطے کوئی مورتیں پوجتا ہے کوئی تارہ چاند سورج چاہا کہ میں بھی ایک کو اپنا رب ٹھہرا رکھوں مورتوں سے اول ہی ناخوش ہوئے پھر کوئی تارہ ٹھہرایا پھر وہ غائب ہوا تو جانا کہ یہ ایک حال پر نہیں کوئی اور ہے اس پر حاکم آپ مستقل ہوتا تو اعلیٰ حال سے ادنیٰ میں نہ آتا۔ پھر چاند سورج میں بھی عیب پایا سب کو چھوڑ کر اسی ایک کو پکڑا جس کو سب مانتے ہیں کہ سب سے بڑا ہے اور عقل صحیح چاہئے کہ جب ایک کو مانا اس سے کون کام نہیں ہو سکتا کہ دوسرا درکار ہو۔

منح الرحمن ف۱ یعنی ز انواع محنت ۱۲۔

ع ۹ ۱۵

مُهْتَدُوْنَ ﴿۸۲﴾ وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ

سیدھی راہ پر ہیں اور یہ ﴿۸۹﴾ ہماری دلیل ہے کہ ہم نے دی تھی ابراہیم کو

عَلٰى قَوْمِهٖ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ

اس کی قوم کے مقابلے میں درجے بلند کرتے ہیں ہم جس کے چاہیں تیرا رب

حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۸۳﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ

حکمت والا ہے جاننے والا اور بخشا ہم نے ابراہیم کو ﴿۹۰﴾ اسحٰق اور یعقوب

كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ

سب کو ہم نے ہدایت دی اور نوح کو ہدایت کی ہم نے ان سب سے پہلے اور اس کی

ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ

اولاد میں سے داؤد اور سلیمان کو اور ایوب اور یوسف کو

وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۴﴾

اور موسیٰ اور ہارون کو اور ہم اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں نیک کام والوں کو

وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ؕ كُلٌّ مِّنَ

اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو سب ہیں

الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ

نیک بختوں میں اور اسمٰعیل اور الیسع کو اور یونس کو

وَلُوْطًا ؕ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَمِنْ

اور لوط کو اور سب کو ہم نے بزرگی دی سارے جہان والوں پر اور ہدایت کی

اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ ۚ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ

ہم نے بعضوں کو ﴿۹۱﴾ ان کے باپ دادوں میں سے اور ان کی اولاد میں سے اور بھائیوں میں سے اور ان کو ہم نے پسند کیا

وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۸۷﴾ ذٰلِكَ

اور سیدھی راہ چلایا یہ

۱ یعنی دلیل ۱۲

۲ یہ چاروں انبیاء اصول انبیاء ہیں۔

۳ ضمیر مجرور راجع بنوح علیہ السلام ہے کیونکہ یونس علیہ السلام کسی صورت میں ابراہیم علیہ السلام کی ذریت میں سے نہیں ہو سکتے

۴ یہ دونوں بہت بڑے بادشاہ تھے ۱۲

۵ ان دونوں نے بڑی مصیبتیں جھیلیں ۱۲

۶ ان دونوں کو بڑے بڑے معجزے ملے ۱۲

۷ یہ چاروں بڑے عابد تھے ۱۲

۸ ان چاروں کے دین کی شہرت نہیں ہوئی ۱۲

۹ یعنی ان میں سے جن کے باپ تھے

۱۰ تغیر ضمیر ذریاتھم و اخوانھم بعضا نیمر ۱۲

بھی گیا تو میں سمجھوں گا کہ وہ اللہ کی طرف سے ہے۔ میرے رب کا علم ہر چیز پر حاوی اور ہر شئی کو محیط ہے۔ ﴿۸۷﴾ مَآ اَشْرَكْتُمْ میں مَا سے معبودان باطلہ مراد ہیں۔ اور صلہ میں عائد محذوف ہے ای مااشرکتموہ اسی طرح مَا لَمْ يُنَزِّلْ میں بھی مَا سے معبودان باطلہ مراد ہیں اور بِهٖ میں مضاف محذوف ہے ای بمعبودیتہ یعنی ڈرنا تو تمہیں چاہیے جو علیم وقدیر اور متصرف وکارساز ہستی کے ساتھ اس کے لاچار بندوں کو شریک بناتے ہو جن کے معبود ہونے پر کوئی دلیل موجود نہیں۔ میں تمہارے ان معبودان باطلہ سے کیوں ڈروں جو بے بس اور بے اختیار ہیں فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ اب تم ہی بتاؤ کہ عذاب سے امن وسلامتی کا مستحق کون ہے تم شرک کرنے والے یا میں شرک سے دور رہنے والا اور صرف ایک اللہ کی عبادت کرنے والا۔ اگلی آیت میں اس سوال کا جواب ہے ﴿۸۸﴾ یہ پہلے سوال کا جواب ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کلام ہے یا ادخال الٰہی ہے۔ ظُلْمٍ سے مراد شرک ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۶۶ میں ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام نے گھبرا کر حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں سے کون ہے جس نے ظلم وزیادتی نہ کی ہو اس پر سورۂ لقمان کی آیت اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ نازل ہوئی۔ یعنی امن وسلامتی صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو ایمان لائے اور جنہوں نے اللہ کی توحید کو مانا اور پھر اس میں ذرہ برابر شرک کی ملاوٹ نہ کی ﴿۸۹﴾ تِلْكَ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گذشتہ استدلال کی طرف اشارہ ہے اشارة الی جمیع احتج به ابراهیم علیه السلام علی قومه (مدارک ص ۲۵ ج ۱) ﴿۹۰﴾ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تفصیل سے ذکر کرنے کے بعد اجمالی طور پر تمام انبیاء علیہم السلام کا ذکر فرمایا سترہ پیغمبروں کا ذکر نام لیکر اور باقیوں کا اشارے سے۔ انبیاء علیہم السلام کے ذکر میں بھی نہایت ہی عمدہ ترتیب ملحوظ رکھی گئی۔ پہلے چاروں یعنی حضرت ابراہیم، اسحاق یعقوب اور نوح علیہم السلام اصول انبیاء ہیں پھر داؤد اور سلیمان علیہما السلام بہت بڑے بادشاہ تھے، حضرت ایوب اور یوسف علیہما السلام کو زندگی میں بڑی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا، موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو بڑے بڑے معجزے عطا کئے گئے۔ زکریا، یحییٰ، عیسیٰ اور الیاس علیہم السلام بہت بڑے عابد وزاہد تھے اور اسمٰعیل، الیسع، یونس اور لوط علیہم السلام کے ادیان کی زیادہ شہرت نہیں ہوئی اور نہ ان کے اتباع تھے (من البحر ج ۴ ص ۱۷۲) وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ کی ضمیر کو اگر ابراہیم علیہ السلام کی طرف راجع کیا جائے تو لوط علیہ السلام تو برادر زادہ ہونے کی وجہ سے ان کی ذریت میں شامل ہو جائیں گے لیکن یونس علیہ السلام اس میں شامل نہیں ہو سکتے اس لئے ضمیر کا مرجع نوح علیہ السلام کو بنانا ہی صحیح ہے۔ ﴿۹۱﴾ سترہ نبیوں کا نام بنام ذکر کرنے کے بعد اب یہاں باقی انبیاء علیہم السلام کا اجمالاً ذکر فرمایا یعنی مذکورہ نبیوں کے آباء واجداد میں سے، ان کی اولاد میں سے اور ان کی برادری میں سے جتنے بھی نبی گذرے ہیں ان سب کو ہم نے باقی مخلوق پر برتری عطا کی اور ان سب کو صراط مستقیم (سیدھی راہ) یعنی راہ توحید کی طرف راہنمائی کی وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ (مذکورہ بالا نبیوں کے باپوں میں سے) اس سے مراد یہ ہے کہ جن انبیاء کے باپ تھے اسی طرح وَمِنْ ذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ کا مطلب بھی یہ ہے کہ ان میں سے جن کے اولاد اور بھائی تھے یہ مطلب نہیں کہ ان میں سے ہر ایک کا باپ بھی تھا اور ہر ایک کی -

اولاد بھی تھی جیسا کہ قادیانی کہتے ہیں اور اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے باپ کے وجود پر استدلال کرتے ہیں۔ **۹۲** ذٰلِكَ سے هَدَيْنٰهُمْ سے مفہوم مصدر کی طرف اشارہ ہے ای الھدی الی الطریق المستقیم ھو ھدی اللہ (بحر ج ۴ ص ۱۷۵، روح ج ۷ ص ۲۱۵) وَلَوْ اَشْرَكُوْا الخ اس کی ضمیر سے تمام انبیاء علیہم السلام مراد ہیں جن کا پہلے صراحۃً یا کنایۃً ذکر ہو چکا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کا شرک کرنا اگرچہ محال ہے لیکن اگر بالفرض وہ بھی شرک کر گذرتے تو ان کے بھی تمام اعمال ضائع ہو جاتے اس تعبیر سے شرک کی انتہائی شناعت وقباحت کا ذکر کرنا مقصود ہے۔ **۹۳** ان کو ہم نے کتاب، حکمت اور نبوت عطا فرمائی یعنی رسولوں پر کتابیں اور صحیفے نازل کئے اور ہر صاحب کتاب کے بعد آنے والے نبی پر پہلی کتاب کا اتباع لازم قرار دیا یہاں تک کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلۂ نبوت منقطع ہو گیا۔ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا

هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ
اللہ کی ہدایت ہے ۹۲ اس پر چلاتا ہے جس کو چاہے اپنے بندوں میں سے
وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۸﴾
اور اگر یہ لوگ شرک کرتے تو البتہ ضائع ہو جاتا جو کچھ انہوں نے کیا تھا
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ
یہی لوگ تھے ۹۳ جن کو دی ہم نے کتاب اور شریعت
وَالنُّبُوَّةَ ۚ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ
اور نبوت پھر اگر ان باتوں کو نہ مانیں مکہ والے تو ہم نے
وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾ اُولٰٓئِكَ
ان باتوں کے لئے مقرر کر دیئے ہیں ایسے لوگ جو ان سے منکر نہیں ف۱ یہ وہ لوگ
الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ؕ
تھے جن کو ہدایت کی اللہ نے ۹۴ سو تو چل ان کے طریقہ پر
قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ هُوَ
تو کہہ دے کہ میں نہیں مانگتا تم سے اس پر کچھ مزدوری یہ تو محض
اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۰﴾ ع وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ
نصیحت ہے جہان کے لوگوں کو ف۲ اور نہیں پہچانا انہوں نے ۹۵ اللہ کو پورا
قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ
پہچاننا جب کہنے لگے کہ نہیں اتاری اللہ نے کسی انسان پر کوئی
شَيْءٍ ؕ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَآءَ بِهٖ
چیز پوچھ تو کس نے اتاری ۹۶ وہ کتاب جو موسیٰ لے کر
مُوْسٰى نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ
آیا تھا روشن تھی اور ہدایت تھی لوگوں کے واسطے جس کو تم نے

۱۰ ع ۱۶

الخ کی ضمیر سے آیات یا نبوت مراد ہے اور هٰٓؤُلَآءِ اسم اشارہ سے اہل مکہ اور قَوْمًا سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مراد ہیں یعنی اگر مشرکین مکہ آیات توحید کو یا نبوت کو نہیں مانتے تو نہ مانیں ہم ایک قوم کو آیات توحید اور نبوت انبیاء پر ایمان لانے کے لئے مقرر کر چکے ہیں اور وہ ایسے راسخ الایمان اور دائم الیقین ہیں کہ کسی بھی وقت ان کے ایمان میں ذرا بھر بھی فرق نہیں آ سکتا لیسوا بھا بکٰفرین ای فی وقت من الاوقات بل مستمرون علی الایمان بھا ... قال ابن عباس و مجاھد ؓ ھم الانصار واھل المدینۃ وقیل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم مطلقا (روح ج ۷ ص ۲۱۶، ابو السعود ج ۴ ص ۳۶) **۹۴** هُدٰى کے بعد هُمْ عائد محذوف ہے اور اُولٰٓئِكَ سے مذکور الصدر تمام انبیاء علیہم السلام مراد ہیں یعنی یہ تمام انبیاء علیہم السلام صرف ایک اللہ ہی کو متصرف وکارساز مانتے تھے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے تھے اس لئے آپ بھی مسئلہ توحید میں ان کے نقش قدم پر چلیں۔ اس سے مراد صرف ایمان و توحید اور اصول دین ہیں تمام احکام و شرائع مراد نہیں کیونکہ شرائع تمام انبیاء علیہم السلام کی مختلف رہی ہیں والمراد بھداھم طریقتھم فی الایمان باللہ وتوحیدہ واصول الدین دون الشرائع فھی مختلفۃ (مدارک ج ۲ ص ۱۷) **۹۵** یہ یہود پر شکوی ہے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں ما عظموا اللہ حق تعظیمہ اور ابو العالیہ فرماتے ہیں ما وصفوہ حق صفتہ اور قدروا کی ضمیر سے جمہور کے نزدیک یہود مراد ہیں اور اذ ظرف۔ قدروا کے متعلق ہے (روح) مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ الخ یعنی آج تک اللہ نے کسی بشر پر اپنا کوئی کلام نازل نہیں کیا اس سے ان کا مقصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر طعن کرنا تھا کہ جب آپ بھی بشر ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ آپ پر بھی اللہ کی طرف سے کوئی وحی نازل نہیں ہوئی۔ **۹۶** یہ جواب شکوی ہے اور یہود کے قول نامعقول کا رد ہے کہ اگر تمہارے قول کے مطابق اللہ نے کسی بشر پر کچھ نازل نہیں فرمایا تو بتاؤ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جن کو تم بشر مانتے ہو یہ تورات کس نے نازل کی جو سراپا نور ہدایت تھی جسے تم بھی اللہ کی کتاب مانتے ہو اور یہ بھی مانتے ہو کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ہی نازل ہوئی تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ الخ یہ جملہ استینافیہ ہے اور اس میں علماء یہود کی ایک شرارت کا ذکر کیا گیا ہے یعنی یہ تورات وہی کتاب ہے جس کے بہت حصوں کو تم اپنی خواہشات نفسانیہ کے مطابق محرف و مبدل کر کے مختلف کاغذوں پر لکھ لیتے ہو اور اپنے ماننے والوں اور عقیدتمندوں کو دکھا کر ان پر ظاہر یہ کرتے ہو کہ یہ اللہ کی کتاب تورات کی آیتیں ہیں جسے اللہ نے موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا۔ اس طرح تورات کے جو مسائل تمہاری خواہشات کے خلاف اور مذہبی پاپائیت کی بنیادیں ہلا دینے والے ہیں ان کو چھپاتے ہو اور جو تمہاری خواہشات کے مطابق ہیں ان کو بیان کرتے ہو۔ آجکل کے علماء سوء کا بھی بالکل یہی وطیرہ ہے وہ قرآن میں تحریف لفظی تو کر نہیں سکتے اس لئے اپنے من گھڑت مسائل کے مطابق آیتوں کا مطلب اپنی طرف سے گھڑ کر عوام کو سنا دیتے ہیں۔ **۹۷** یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نزول وحی کی دوسری دلیل ہے یعنی تورات کے ہی ذریعے تمہیں ان امور غیبیہ کا علم حاصل ہوا جنہیں نہ تم جانتے تھے نہ تمہارے آباؤ اجداد۔ قُلِ اللّٰهُ بقرینہ سوال یہاں فعل محذوف ہے ای انزلہ اللہ یہ گذشتہ سوال

ل یعنی پہلی کتاب پر [illegible] ایمان رکھنا [illegible] کتاب دینا [illegible] ۱۲
بھا ای بالآیات ۱۲
ہؤلاء ای مشرکوا مکۃ ۱۲
قوما ای الصحابۃ ۱۲
ے یعنی تمام انبیاء علیہم السلام اللہ ہی کو متصرف [illegible] ۱۲
[illegible] شکوی ۱۲
ے جواب شکوی و دلیل اول برائے صداقت حضرت موسیٰ علیہ السلام ۱۲

فتح الرحمن ف۱ یعنی مہاجران وانصار و سائر اخیار ۱۲ ف۲ یعنی چنانکہ انبیاء صبر کردند بر ایذاء کفار تو نیز صبر کن ۱۲

قَرَاطِيۡسَ تُبۡدُوۡنَهَا وَتُخۡفُوۡنَ كَثِيۡرًا ۚ

ورق ورق کر کے لوگوں کو دکھایا اور بہت سی باتوں کو تم نے چھپا رکھا ہے

وَعُلِّمۡتُمۡ مَّا لَمۡ تَعۡلَمُوۡۤا اَنۡتُمۡ وَلَاۤ اٰبَآؤُكُمۡ ؕ

اور تم کو سکھلا دیں ۹۷ جن کو نہ جانتے تھے تم اور تمہارے باپ دادے ف۱

قُلِ اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرۡهُمۡ فِىۡ خَوۡضِهِمۡ يَلۡعَبُوۡنَ ﴿۹۱﴾

تو کہہ دے کہ اللہ نے اتاری پھر چھوڑ دے ان کو اپنی خرافات میں کھیلتے رہیں ف۲

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنۡزَلۡنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِىۡ

یہ قرآن کتاب ہے جو کہ ہم نے اتاری برکت والی تصدیق کرنیوالی ان کی جو

بَيۡنَ يَدَيۡهِ وَلِتُنۡذِرَ اُمَّ الۡقُرٰى وَمَنۡ

اس سے پہلی ہیں اور تاکہ تو ڈراوے مکہ والوں کو اور اس کے

حَوۡلَهَا ؕ وَالَّذِيۡنَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَةِ

آس پاس والوں کو اور جن کو یقین ہے آخرت کا

يُؤۡمِنُوۡنَ بِهٖ وَهُمۡ عَلٰى صَلَاتِهِمۡ يُحَافِظُوۡنَ ﴿۹۲﴾

وہ اس پر ایمان لاتے ہیں اور وہ ہیں اپنی نماز سے خبردار ف۳

وَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنِ افۡتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا

اور اس سے زیادہ ظالم ۹۸ کون جو باندھے اللہ پر ف۴ بہتان

اَوۡ قَالَ اُوۡحِىَ اِلَىَّ وَلَمۡ يُوۡحَ اِلَيۡهِ شَىۡءٌ وَّ

یا کہے مجھ پر وحی اتری اور اس پر وحی نہیں اتری کچھ بھی اور

مَنۡ قَالَ سَاُنۡزِلُ مِثۡلَ مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ ؕ وَ

جو کہے کہ میں بھی اتارتا ہوں مثل اس کے جو اللہ نے اتارا ف۵ اور

لَوۡ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوۡنَ فِىۡ غَمَرٰتِ الۡمَوۡتِ وَ

اگر تو دیکھے جس وقت ۹۹ کہ ظالم ہوں موت کی سختیوں میں اور

۹۷ دلیل ثانی نمبر ۱ صداقت موسیٰ علیہ السلام یعنی ان کی نبوت کے ذریعہ تم کو امور غیبیہ پر مطلع کیا گیا ۔ ۱۲
۹۸ دلیل وحی نمبر ۱ نفی شرک فی التصرف و ترغیب ۔ یعنی دو یہی دو دلیلیں اسی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر [illegible]
[illegible] ای لتبیین و لتنذر ۔ ۱۲
[illegible] زجر ۱۲ ۔ ۹۸
[illegible] شکوی ۱۲
تخویف اخروی ۱۲ ای شدائد الموت ۱۲

قُلۡ مَنۡ اَنۡزَلَ الۡكِتٰبَ الخ کا جواب ہے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دینے کا حکم دیکر اس طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ یہود ضد و عناد کی وجہ سے حق کا انکار کریں گے اس لئے آپ یہ جواب دے دیں وَهٰذَا كِتٰبٌ یعنی شرک فی التصرف پر دلیل وحی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نزول کتاب کا ذکر کر کے فرمایا یہ قرآن بھی ہم ہی نے اتارا ہے اور وہ مسئلہ توحید اور اصول دین میں تورات کی تصدیق کرتا ہے تو پھر اس کو تم کیوں نہیں مانتے ۔ **۹۸** یہ مشرکین کے لئے زجر ہے كَذِبًا سے شرک مراد ہے یعنی غیر اللہ کے لئے تحریمات کرنا اور غیر اللہ کی نذر و نیاز وغیرہ مثل عمرو بن لحی واتباعہ القائلین بان اللّٰہ حرم السوائب والحوامی الخ (مظہری صفحہ ۲۷۵ ج ۳) اَوۡ قَالَ اُوۡحِىَ اِلَىَّ یہ شکوی ہے جیسا کہ مسیلمہ کذاب نے نبوت اور نزول وحی کا دعوی کیا تھا وَمَنۡ قَالَ سَاُنۡزِلُ الخ جیسا کہ مشرکین نے کہا تھا لَوۡ نَشَآءُ لَقُلۡنَا مِثۡلَ هٰذَا **۹۹** یہ تخویف اخروی ہے غَمَرٰتِ الۡمَوۡتِ یعنی موت کی شدائد اور سختیاں بَاسِطُوۡۤا اَيۡدِيۡهِمۡ ہاتھ پھیلانے والے روح قبض کرنے کے لئے یا مارنے کے لئے ای بالعذاب عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انہم یضربون وجوھھم وادبارھم ...... وذھب بعضھم ان ھذا تمثیل لفعل الملئکۃ فی قبض ارواح الظلمۃ بفعل الغریم الملح یبسط یدہ الی من علیہ الحق ویعنف علیہ فی المطالبۃ ولا یمھلہ الخ (روح ج ۷ ص ۲۲۳) بِمَا كُنۡتُمۡ میں با سببیہ ہے یعنی یہ عذاب تمہیں اللہ پر افتراء کرنے اور اس کی آیتوں سے انکار و استکبار کی وجہ سے دیا جائے گا ۔ **۱۰۰** فرادی ۔ فَرۡدٌ یا فَرِيۡدٌ کی جمع ہے اور یہ ضمیر خطاب سے حال ہے مَا خَوَّلۡنٰكُمۡ ای ما اعطیناکم یعنی ہم نے جو تمہیں مال و دولت دی تھی شُفَعَآءَكُمۡ وہ نیک پیر اور اولیاء اللہ جن کو مشرکین خدا کے یہاں سفارشی سمجھ کر ان کی عبادت کرتے اور ان کی نذریں نیازیں دیتے تھے ۔ یہ مشرکین سے کہا جائے گا کہ آج تم سب تنہا اور اکیلے میدان حشر میں آئے ہو آج تمہارے ساتھ نہ وہ مال و دولت ہے ۔ نہ انصار و اعوان جن پر تم مغرور تھے اور نہ آج تمہارے وہ سفارشی ہی تمہارے ساتھ ہیں جن کو تم اللہ کی عبادت، ربوبیت اور پکار میں شریک کیا کرتے تھے ۔ اور جن کے بارے میں تمہیں یقین تھا کہ وہ ہر آڑے وقت میں تمہارے کام آئیں گے ۔ آج وہ کہاں ہیں ۔ لَقَدۡ تَّقَطَّعَ ای الوصل بینکم آج تمہارے اور ان کے درمیان تمام تعلقات منقطع ہو چکے ہیں اور تمہاری تمام خواہشیں اور آرزوئیں خاک میں مل چکی ہیں ۔

موضح قرآن ف۱ ام القری نام ہے مکے کا اس کے معنے بستیوں کی جڑ یا اس واسطے کہ تمام عرب کا مرجع تھا یا کہتے ہیں کہ پانی میں سے زمین اوّل یہی کھلی ہے اور آس پاس سے مراد عرب ہے جب تک انہی پر حکم تھا یا سارا جہاں ہے

فتح الرحمن ف۱ یعنی کتمان آیات توریت را قرآن اظہار کرد والاسابق بہ یقین نمیدانستند ۱۲ ف۲ حاصل آنست کہ اگر یہود گویند حق تعالیٰ ہیچ بشر وحی نمی فرستد نقض کردہ شود بہ توریت و اگر گویند نمی فرستد استبعاد فرستادن قرآن مجرد تعصب است پس اذ قالوا بجائی ان قالوا گفتہ شد ۱۲ ف۳ انذار اولاعرب را کردہ شد کہ زبان عربی می فہمند و ثانیاً جمیع اہل ارض را بواسطہ ترجمہ پس اینجا انذار اول مراد است مانند آیت هُوَ الَّذِىۡ بَعَثَ فِى الۡاُمِّيّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِهٖ الآیۃ و در آیت وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ اعم از اولی و ثانوی ۱۲ ف۴ یعنی اعتقاد کرد مثلاً بحائر و سوائب از امر الٰہی است و اتفاق سلف دلیل بر آنست واللہ اعلم ۱۲ ف۵ یعنی انشاء کتابی مثل قرآن خواہم کرد و انشاء را بطریق مشاکلت انزال گفتہ شد ۱۲

الْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْٓا

فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہیں ۱؎ کہ نکالو

اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ

اپنی جانیں آج تم کو بدلے میں ملے گا ذلت کا عذاب

بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ

اس سبب سے کہ تم کہتے تھے اللہ پر جھوٹی باتیں

وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۹۳﴾ وَلَقَدْ

اور اس کی آیتوں سے تکبر کرتے تھے اور البتہ

جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ

تم ہمارے پاس آ گئے تنہا ایک ایک ہو کر جیسے ہم نے پیدا کیا تھا تم کو پہلی بار

وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَ

اور چھوڑ آئے تم جو کچھ اسباب ہم نے تم کو دیا تھا اپنی پیٹھ کے پیچھے اور

مَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ

ہم نہیں دیکھتے تمہارے ساتھ سفارش والوں کو جن کو تم بتلایا کرتے تھے

اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ؕ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ

کہ ان کا تم میں ساجھا ہے البتہ منقطع ہو گیا تمہارا علاقہ

وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۹۴﴾ اِنَّ اللّٰهَ

اور جاتے رہے کہ جو دعوے کہ تم کیا کرتے تھے اللہ ہے کہ

فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى ؕ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ

پھوڑ نکالتا ہے ۴؎ دانہ اور گٹھلی نکالتا ہے مردہ سے زندہ

وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى

اور نکالنے والا ہے زندہ سے مردہ یہ ہے اللہ پھر تم کدھر

ع ۱۱ ۱۷

۱؎ یعنی مارنے کے
قبض ارواح
کے لئے ۱۲

۲؎ یعنی نیک چیزیں
قطع ہو گئیں
۳؎ ای وصلکم ۱۲

۴؎ دلیل توحید عقلی
نمبر گیارہ یعنی ہر چیز
میں اللہ ہی متصرف
ہے اور کوئی
نہیں ۱۲

۱۰۱؎ یہ توحید پر گیارہویں عقلی دلیل ہے یعنی ہر چیز میں متصرف صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ یہ دلیل یہاں سے لیکر اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ تک ممتد ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کے بہت سے نشانات عالم علوی اور عالم سفلی سے متعلق بیان فرمائے ہیں الحبّ حبۃ کی جمع ہے حبۃ کے معنی دانے کے ہیں۔ النوی۔ نواۃ (گٹھلی) کی جمع ہے۔ جب دانہ یا گٹھلی کو زمین میں بو دیا جاتا ہے تو دست قدرت ان میں شگاف ڈال دیتا ہے جس میں سے پودا پھوٹ نکلتا ہے۔ وہ حیّ (جاندار۔ مومن یا پرندے) سے میّت (بے جان۔ کافر یا انڈے) کو نکالتا ہے اور میت سے حی کو یعنی کافر سے مومن کو پیدا کرتا ہے اور بے جان انڈے سے جاندار بچہ پیدا کرتا ہے۔ یہ تینوں باتیں عالم سفلی سے تعلق رکھتی ہیں۔ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ الخ یعنی جو ہستی ان مذکورہ بالا صفات کی مالک ہے۔ حقیقت میں وہی اِلٰہ ہے اور وہی متصرف و کارساز ہے اس کے سوا اور کوئی نہیں۔ **۱۰۲؎** صبح کو چیرنے والا۔ صبح دن کے لئے بمنزلہ تخم (بیج) ہے جس طرح بیج کو چیر کر اس سے پودا نکالتا ہے اسی طرح صبح سے دن کی روشنی کو نمودار کرتا ہے۔ سَكَنًا۔ مَا یسکن الیہ جس چیز سے سکون واطمینان حاصل کیا جائے رات کو سَكَنًا فرمایا کیونکہ دن بھر کی تھکاوٹ رات میں آرام و راحت سے تبدیل ہو جاتی ہے۔ حُسْبَانًا مصدر ہے یعنی سورج اور چاند کو حساب کا ذریعہ بنا دیا ان کی گردش سے موسموں کے اختلاف کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔ نیز ان کی حرکت سے وقت کی پیمائش کی جاتی ہے۔

فتح الرحمٰن ۱؎ یعنی میز نند ۱۲۔

تُؤْفَكُوْنَ ﴿۹۵﴾ فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ وَجَعَلَ الَّيْلَ

بہکے جاتے ہو پھوڑ نکالنے والا صبح کی ۱۰۱ روشنی کا اور اس نے رات

سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ؕ ذٰلِكَ

بنائی آرام کو اور سورج اور چاند حساب کے لئے یہ

تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۹۶﴾ وَهُوَ الَّذِيْ

اندازہ رکھا ہوا ہے زور آور خبردار کا اور اسی نے

جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ

بنا دیئے تمہارے واسطے ستارے کہ ان کے ۱۰۳ وسیلہ سے راستہ معلوم کرو

ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ

اندھیروں میں جنگل اور دریا کے البتہ ہم نے کھول کر بیان کر دیئے پتے

لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۹۷﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ

ان لوگوں کے لئے جو جانتے ہیں اور وہی ہے جس نے تم سب کو پیدا کیا ۱۰۴

مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ ؕ

ایک شخص سے پھر ایک تو تمہارا ٹھکانا ہے اور ایک امانت رکھے جانے کی جگہ

قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ ﴿۹۸﴾ وَ

البتہ ہم نے کھول کر سنا دیئے پتے اس قوم کو جو سوچتے ہیں اور

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا

اسی نے اتارا ۱۰۵ آسمان سے پانی پھر نکالی ہم نے

بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا

اس سے اگنے والی ہر چیز پھر نکالی اس میں سے سبز کھیتی

نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ النَّخْلِ

جس سے ہم نکالتے ہیں دانے ایک پر ایک چڑھا ہوا اور کھجور کے

ل صبح دن کے لئے بمنزلہ نیند کے ہے ۱۲

ل مستقر ای فی الدنیا ومستودع ای فی الآخرۃ ۱۲

۱۰۳ رات کے اندھیروں میں، جنگلوں اور سمندروں میں سفر کرنے والے مسافر اگر راہ سے بھٹک جائیں تو مختلف ستاروں کے ذریعے وہ اپنی منزل مقصود کی صحیح سمت معلوم کر کے صحیح و سالم اپنی منزل پر پہنچ جاتے ہیں یہ بھی اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے یہ امور عالم علوی یا نظام شمسی سے تعلق رکھتے ہیں۔ ۱۰۴ یہ اللہ تعالیٰ کا ایک اور احسان ہے کہ اس نے زندگی جیسی نعمت عطا فرمائی اور تمام انسانوں کو ایک جان (آدم علیہ السلام) سے پیدا فرمایا اور ہر ایک کے لئے ایک مستقر اور ایک مستودع بنایا۔ مستقر اور مستودع کی تفسیر میں اقوال مختلف ہیں۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں مستقر (رہنے کی جگہ) سے دنیا مراد ہے اور مستودع سے آخرت ۔ فمستقر فی الدنیا ومستودع فی الآخرۃ ۱۲ ۱۰۵ آسمان سے بارش بھی وہی برساتا ہے۔ بارش سے تمام کھیت سرسبز و شاداب ہو جاتے ہیں اناج کثرت سے پیدا ہوتا ہے، کھجور کے درخت پھل سے لد جاتے ہیں، انگور، زیتون اور انار کے باغات بھی لہلہانے لگتے ہیں۔ جن کا پھل شکل و صورت میں ایک جیسا ہونے کے باوجود ان کا رنگ، ذائقہ اور حجم مختلف ہوتا ہے اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ الخ ان مذکورہ امور میں ایمان والوں کو اللہ کی توحید پر بڑے بڑے دلائل نظر آتے ہیں یہ تمام امور اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اللہ کی قدرت اور اس کا علم ہر چیز پر محیط ہے لہٰذا وہی متصرف و کارساز ہے اور کوئی نہیں۔ ۱۰۶ یہ زجر اور شکوی ہے شُرَکَاءَ مبدل منہ ہے اور الجِنَّ اس سے بدل ہے برائے اظہار حقارت۔ یعنی ان جنوں کو انہوں نے اللہ کے شریک بنا رکھا ہے وَخَرَقُوْا لَہٗ بَنِیْنَ وَبَنٰتٍ اور انہوں نے اللہ کے لئے بیٹے اور بیٹیاں گھڑ لی ہیں وہ انبیاء اور اولیاء کو اللہ کے بیٹے اور فرشتوں کو اس کی بیٹیاں قرار دیتے ہیں ان کا خیال تھا کہ جس طرح اولاد باپ کو بہت محبوب ہوتی ہے اور وہ ان کی ہر بات مان لیتا ہے اسی طرح انبیاء علیہم السلام، اولیاء کرام اور ملائکہ اللہ تعالیٰ کو بہت پیارے ہیں اس لئے اسے ان کی ہر بات ماننی پڑتی ہے یہود و نصاریٰ نے اللہ کے لئے بیٹے تجویز کئے تھے اور مشرکین مکہ نے بیٹیاں اما

الذین اثبتوا البنین فهم النصاری وقوم من الیهود واما الذین اثبتوا البنات فهم العرب الذین یقولون الملائکة بنات الله (کبیر ج ۴ ص ۱۶۲)

موضح قرآن ف اول سپرد ہوتا ہے ماں کے پیٹ میں کہ آہستہ آہستہ دنیا کے اثر پیدا کرے پھر آ کر ٹھہرتا ہے دنیا میں پھر سپرد ہوگا قبر میں کہ آہستہ آہستہ اثر آخرت کے پیدا کرے پھر جا ٹھہرے گا جنت میں یا دوزخ میں ۱۲

۱۰۷ھ یہ جواب شکوی ہے اللہ تعالیٰ مشرکین کے ان بہتانوں سے بالکل پاک اور منزہ ہے، اس نے کسی کو بیٹا یا بیٹی نہیں بنایا وہ بے نیاز ہے اسے ان چیزوں کی ضرورت نہیں وہ خود مختار متصرف و کارساز ہے۔ اس کا ارادہ کسی کے ماتحت نہیں۔ **۱۰۸ھ** یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات سے نفی ولد پر چار دلیلیں ذکر فرمائی ہیں یہ پہلی دلیل ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے عالم علوی اور عالم سفلی کو عجیب وغریب نظام کے ساتھ پیدا فرمایا ہے۔ وہ فاعل علی الاطلاق ہے۔ اسے کسی ولد یا نائب کی ضرورت نہیں۔ دوسری دلیل اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ الخ یعنی اللہ تعالیٰ کے بیٹا کس طرح ہوسکتا ہے حالانکہ اس کے بیوی ہی نہیں۔ مطلب یہ کہ تم اللہ کی طرف صاحبہ کی نسبت تو نہیں کرتے ہو لیکن ولد کی نسبت کیوں کرتے ہو حالانکہ ولد صاحبہ (بیوی) کے بغیر نہیں ہوسکتا یعنی اگرچہ تم حقیقی ولد کی نسبت نہیں کرتے ہو لیکن ولد کی طرح نائب تو کہتے ہو جو سراسر غلط ہے۔ تیسری دلیل وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ اس نے تو ہر چیز کو پیدا فرمایا ہے۔ ہر چیز اس کی مخلوق ہے۔ جسے تم اللہ کا ولد کہتے ہو وہ بھی اللہ کی مخلوق ہے تو کس طرح ہوسکتا ہے کہ مخلوق اپنے خالق کی ولد ہو۔ چوتھی دلیل وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ اللہ تعالیٰ کو ساری کائنات کے ذرے ذرے کا علم ہے اور وہ ماضی، حال اور مستقبل کی تمام چیزوں کو جانتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے علم میں کوئی ایسی چیز موجود نہیں جو اس کا ولد ہو۔ پہلی، تیسری اور چوتھی دلیل سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی ولد یعنی نائب نہیں اور دوسری دلیل سے ولد حقیقی کی نفی کی گئی ہے۔ **۱۰۹ھ** دلیل اور جواب شکوی کے بعد ثمرہ ذکر فرمایا یعنی جب کارساز اور غیب دان صرف اللہ ہی ہے اور کوئی نہیں تو صرف اسی کو پکارو۔ پہلے چار دلائل عقلیہ کے بعد ان کا ثمرہ ذکر کیا گیا۔ پھر نویں دلیل عقلی کے بعد دوسرا ثمرہ بیان کیا گیا۔ اب یہاں گیارہویں عقلی دلیل کے بعد تیسری بار دلائل کا ثمرہ بیان کیا گیا ہے۔ دلائل کو اس انداز سے بیان کیا گیا ہے کہ ان کے بعد ذہن خود بخود ان نتائج کی طرف منتقل ہوجاتا ہے۔

ك قرآن مجید میں ۱۲ علوم (علم) معانی، بیان اور بدیع آ رہے ہیں۔ نمونۂ کلام کو مقتضی حال کے مطابق لانا یعنی بیان جانتا ہے توحید اور بر خلاف پیرائیوں سے ادا کیا جانا ہے اور فن بیان کا ہی مقصد ہے اور [illegible] نفیر کا بھی خیال رکھا جا رہا ہے یہ فن بدیع ہے ۱۲ [illegible] صاحبہ (بیوی) کی نسبت تو تم بھی نہیں کرتے تو ولد (بیٹے) کی نسبت کیسے کرتے ہو

ھ کیونکہ ولد بغیر صاحبہ نہیں ہوتا اور اگر ولد جیسا کہ کہتے ہو محبت کی وجہ سے تو یہ بھی غلط ہے ٹ دلائل کے بعد ثمرہ ہے۔ ۱۲ ش یعنی کارساز اور غیب داں صرف اللہ ہی ہے تو اسی کو پکارو ۱۲

مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ
گابھے میں سے پھل کے گچھے جھکے ہوئے اور باغ
اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا
انگور کے اور زیتون کے اور انار کے آپس میں ملتے جلتے
وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ اُنْظُرُوْۤا اِلٰى ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثْمَرَ
اور جدا جدا بھی ھلے دیکھو ہر ایک درخت کے پھل کو جب
وَيَنْعِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ
وہ پھل لاتا ہے اور اس کے پکنے کو ان چیزوں میں نشانیاں ہیں واسطے
يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۹۹﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ
ایمان والوں کے اور ٹھہراتے ہیں ۱۰۶ اللہ کے شریک جنوں کو
وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۢ
حالانکہ اس نے ان کو پیدا کیا ہے اور تراشتے ہیں اس کے واسطے بیٹے اور بیٹیاں
بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا
جہالت سے وہ پاک ہے ۱۰۷ اور بہت دور ہے ان باتوں سے جو
يَصِفُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
یہ لوگ بیان کرتے ہیں نئی طرح پر بنانے والا ۱۰۸ آسمان اور زمین کا
اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ
کیونکر ہوسکتا ہے اس کے بیٹا حالانکہ اس کے کوئی
صَاحِبَةٌ ؕ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ
عورت نہیں اور اس نے بنائی ہر چیز اور وہ ہر
شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَاۤ اِلٰهَ
چیز سے واقف ہے یہی اللہ ۱۰۹ تمہارا رب ہے نہیں ہے کوئی معبود

۱۲ ع ۹ ۱۸

فتح الرحمٰن ۱ھ یعنی درصورت درخت و ثمر مانند یکدیگر است و در طعم مخالف یکپارہ شیریں و یکپارہ ترش یا تلخ ۱۲۔

۱۱۰ یعنی دنیا میں انسانی آنکھیں اللہ تعالیٰ کی ذات کا ادراک نہیں کر سکتیں دنیا میں اس کی ذات محض اپنی صفات سے معلوم ہوتی ہے جو دلائل کے ضمن میں بیان ہو چکی ہیں وَهُوَ اللَّطِيْفُ یہ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ سے متعلق ہے اَلْخَبِيْرُ یہ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ سے متعلق ہے بطریق لف ونشر مرتب (وَهُوَ اللَّطِيْفُ) ای العالم بدقائق الامور و مشکلاتها الخبير العليم بظواهر الاشياء وخفياتها وهو من قبيل اللف والنشر (مدارک ج ۲ ص ۲۱) ۱۱۱ بصائر سے دلائل توحید مراد ہیں فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ۔ جس نے مسئلہ توحید قبول کر لیا اس نے اپنے ہی بھلے کا کام کیا وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا اور جو شرک پر قائم رہا اس نے اپنا نقصان کیا وَمَاۤ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ میں تم پر نگران نہیں ہوں میں تو صرف اللہ کی طرف سے منذر و مبشر ہوں وانما انا منذر والله تعالیٰ هو الذی يحفظ اعمالكم ويجازيكم عليها (روح ج ۷ ص ۲۴۸) اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کارساز اور غیب دان نہیں تھے۔ ۱۱۲ یہ نہ ماننے کی تیسری وجہ ہے یعنی ہم آیات کو کھول کر بیان کرتے ہیں اور یہ مشرکین ان سے اعراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ پیغمبر کسی سے سیکھ کر آیا ہے وَلِيَقُوْلُوْا سے پہلے معطوف علیہ محذوف ہے ای ليسعد بها قوم و يشقى بها آخرون وليقولوا الخ ومعنى (درست) قرأت وتعلمت (روح) ۱۱۳ یہ دوسری دلیل وحی ہے یعنی آپ کی طرف اللہ کی جانب سے یہ وحی آ چکی ہے کہ اللہ کے سوا کارساز اور غیب دان کوئی نہیں۔ لہذا اسی کو پکارو۔ اس لئے آپ وحی ربانی کے پابند رہیں اور مشرکین کے عقائد باطلہ اور اقوال فاسدہ سے اعراض کریں اور ان کی پروا نہ کریں۔ ۱۱۴ اس کے بعد وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ مقدر ہے بقرینہ وَلَوْ شَاۤءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَاۤ اٰتٰىكُمْ (مائدہ ع ۷) یعنی اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب کو جبراً ایمان کی توفیق دے دیتا اور کوئی آدمی شرک نہ کرتا مگر یہ ایمان اختیاری نہ ہوتا اور اس طرح ابتلاء و امتحان کی حکمت مفقود ہو جاتی۔ حفیظاً ذمہ دار، وکیل داروغہ، آپ کے ذمہ صرف تبلیغ ہے اگر وہ نہ مانیں تو اس کی ذمہ داری آپ پر نہیں اور نہ آپ کو اس لئے بھیجا گیا ہے کہ آپ ان کو ماننے پر مجبور کریں۔

اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰى

سوا اس کے پیدا کرنے والا ہر چیز کا سو تم اسی کی عبادت کرو اور وہ ہر

كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝۱۰۲ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۡ وَ

چیز پر کارساز ہے نہیں پا سکتیں اس ۱۱۰ کو آنکھیں اور

هُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ۝۱۰۳

وہ پا سکتا ہے آنکھوں کو اور وہ نہایت لطیف خبردار ہے ف۱

قَدْ جَاۤءَكُمْ بَصَاۤئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ

تمہارے پاس آ چکیں ۱۱۱ نشانیاں تمہارے رب کی طرف سے پھر جس نے دیکھ لیا

فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ۗ وَمَاۤ اَنَا عَلَيْكُمْ

سو اپنے واسطے اور جو اندھا رہا سو اپنے نقصان کو اور میں نہیں تم پر

بِحَفِيْظٍ ۝۱۰۴ وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا

نگہبان اور یوں طرح طرح ۱۱۲ سے سمجھاتے ہیں آیتیں اور تاکہ وہ کہیں

دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝۱۰۵ اِتَّبِعْ

کہ تو نے کسی سے پڑھا ہے اور تاکہ واضح کر دیں ہم اس کو واسطے سمجھ والوں کے ف۲ تو چل ۱۱۳

مَاۤ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا

اس پر جو حکم تجھ کو آوے تیرے رب کا کوئی معبود نہیں سوا

هُوَ ۚ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ۝۱۰۶ وَلَوْ

اس کے اور منہ پھیر لے مشرکوں سے اور اگر

شَاۤءَ اللّٰهُ مَاۤ اَشْرَكُوْا ۗ وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ

اللہ چاہتا ۱۱۴ تو وہ لوگ شرک نہ کرتے اور ہم نے نہیں کیا تجھ کو ان پر

حَفِيْظًا ۚ وَمَاۤ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝۱۰۷

نگہبان اور نہیں ہے تو ان پر داروغہ

[illegible] یعنی جس نے توحید مان لی ۱۲ [illegible] یعنی آیات کو [illegible] بیان کرتے ہیں اور یہ اعراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ کسی سے سیکھ آیا ہے ۱۲ ای لیسعد بہا قوم ویشقی بہا آخرون معطوف علیہ محذوف ہے ۱۲ دلائل عقلیہ م

۱۴ نقلیہ کے بعد دلیل وحی - ۸ یہ مسئلہ ہے جو وحی کیا گیا - ۹ اوحی بالجبر - ۱۰ ما اشرکوا کے بعد ولکن لیبلوکم مقدر ہے بقرینہ سورۂ مائدہ ۱۲-

---

موضح قرآن ف۱ یعنی آنکھ میں یہ قوت نہیں کہ اس کو دیکھ لے مگر جو وہ آپ کو دکھا دے اس واسطے کہ لطیف ہے۔

فتح الرحمن ف۱ احتمال بود کہ کفار گویند کتابہائے سابقہ را خواندہ و آنچہ میگوئی ماخوذ از کتب سابقہ است نہ وحی الٰہی پس خدائے تعالیٰ قرآن را بوجہی نازل ساخت و بوجہی گوناگون بیان کرد کہ مجال ایں شبہہ نماند زیرا کہ ایں قسم بیان از خواندن کتب سابقہ نمی آید بدون وحی الٰہی واللہ اعلم ۱۲-

۱۱۵ یَدْعُوْنَ کے بعد عائد محذوف ہے ای یدعونھم۔ یعنی ان کے معبودان باطلہ کو بھی گالیاں نہ دو اگرچہ وہ حقیقت میں بھی برے ہوں ایسا نہ ہو کہ مشرکین عناد اور جہالت کی وجہ سے اللہ کو گالیاں دینے لگیں لیکن اس پر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ مشرکین اللہ تعالیٰ کو مانتے تھے اس لئے اللہ کو گالیاں دینا ان سے کس طرح متصور ہو سکتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ بعض اوقات غیظ وغضب کی وجہ سے انسان آپے سے باہر ہو جاتا ہے اور اس سے اس قسم کی غلطی صادر ہو جاتی ہے ولا اشکال بناء علی ان الغضب الغیظ قد یحملھم علی ذلك الا ترى ان المسلم قد تحملہ شدۃ غیظہ علی التکلم بالکفر (روح ج، ص ۲۵۱) یا بحذف مضاف اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینا مراد ہے وقیل المراد بسب اللہ تعالیٰ سب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم (روح) یا مراد تمام مومنین ہیں کیونکہ مشرکین ان کو محض توحید کی وجہ سے گالیاں دیتے ہیں تو ان کو گالیاں دینا گویا کہ اللہ تعالیٰ کو گالیاں دینا ہے۔ **۱۱۶** یہ نہ ماننے کی چوتھی وجہ ہے یعنی مشرکین کو ان کے مشرکانہ اعمال اچھے اور خوبصورت نظر آتے ہیں اس لئے وہ ان کو چھوڑ کر توحید کی طرف نہیں آتے۔ **۱۱۷** زجر بطور شکوی وہ بڑی پکی قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر ان کو معجزہ دکھایا جائے تو وہ مان لیں گے۔ قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰہِ الخ جواب شکوہ آپ فرمادیں معجزات تو اللہ کے اختیار میں ہیں میرے اختیار میں نہیں ہیں۔ انما الاٰیٰت عند اللہ لا عندی فکیف اجیئکم بھا او اٰتیکم بھا والمعنی ھو القادر علیھا لا انا حتی اٰتیکم بھا (روح ج، ص ۲۵۳) **۱۱۸** چونکہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بھی آرزو تھی کہ مشرکین کا مطلوبہ معجزہ آجائے تاکہ وہ ایمان لے آئیں اس لئے یہاں کُمْ ضمیر جمع سے خطاب میں ان کو بھی شامل فرمالیا اور فرمایا کہ تمہیں یہ بات معلوم نہیں لیکن میں جانتا ہوں کہ اگر ان کو مطلوبہ معجزہ دے بھی دیا جائے تب بھی وہ ایمان نہیں لائیں گے اس لئے معجزہ دکھانا حکمت کے خلاف ہے۔ نیز ان کی بہتری اسی میں ہے کہ ان کو معجزہ نہ دکھایا جائے کیونکہ مطلوبہ معجزہ کے انکار کے بعد فوری عذاب آجاتا ہے اور مہلت نہیں ملتی۔ قیل للمؤمنین تتمنون ذلك وما یدریکم انھم یؤمنون۔ حاصل الکلام ان القوم طلبوا من الرسول معجزات قویۃ وحلفوا انھا لو ظھرت لاٰمنوا فبین اللہ تعالیٰ انھم وان حلفوا علی ذلك الا انہ تعالیٰ عالم بانھا لو ظھرت لم یؤمنوا (کبیر ج ۴ ص ۱۸۵) **۱۱۹** واؤ تعلیلیہ ہے اور یہ لَا یُؤْمِنُوْنَ کی علت ہے اور کما لم یؤمنوا۔ نقلب افئدتھم کی تعلیل ہے یعنی جب پہلی بار ان کے پاس آیتیں آئیں تو انہوں نے ضد و عناد کی وجہ سے ان کا انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر جباریت ثبت کر دی اس لئے اب اگر وہ منہ مانگا معجزہ دیکھیں گے تو ہم ان کے دلوں اور ان کی آنکھوں کو پھیر دیں گے اور وہ ایمان نہیں لائیں گے اور ہم ان کو سرکشی میں سرگرداں چھوڑ دیں گے اور یہ پھیر دنیا تکوینی اسباب کے تحت ہوگا۔ ضد و عناد کی وجہ سے چونکہ ان کے دلوں پر مہر لگ چکی ہے اس لئے ان کی باطنی اور قلبی بصیرت دونوں ماؤف ہو چکی ہیں۔

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ

اور تم لوگ بُرا نہ کہو ان ۱۱۵ کو جن کی یہ پرستش کرتے ہیں اللہ کے سوا

فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ كَذَٰلِكَ

پس وہ بُرا کہنے لگیں گے اللہ کو بے ادبی سے بے سمجھے اسی طرح

زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ۠ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِمْ

ہم نے مزین ۱۱۶ نظر میں ان کے اعمال کو پھر ان سب کا اپنے رب کے پاس

مَرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٠٨﴾

پہنچنا ہے تب وہ جتلا دے گا ان کو جو کچھ وہ کرتے تھے

وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ

اور وہ قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی ۱۱۷ تاکید سے کہ اگر

جَاءَتْهُمْ آيَةٌ لَيُؤْمِنُنَّ بِهَا ۚ قُلْ

آوے ان کے پاس کوئی نشانی تو ضرور اس پر ایمان لاوینگے تو کہہ دے

إِنَّمَا الْآيَاتُ عِنْدَ اللَّهِ ۖ وَمَا يُشْعِرُكُمْ

کہ نشانیاں تو اللہ کے پاس ہیں اور تم کو اے مسلمانوں کیا خبر ہے ۱۱۸

أَنَّهَا إِذَا جَاءَتْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٠٩﴾ وَ

کہ وہ نشانیاں آویں گی تو یہ لوگ ایمان لے ہی آویں گے اور

نُقَلِّبُ أَفْئِدَتَهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ كَمَا

ہم الٹ دیں گے ۱۱۹ ان کے دل اور ان کی آنکھیں جیسے کہ

لَمْ يُؤْمِنُوا بِهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَنَذَرُهُمْ

ایمان نہیں لائے نشانیوں پر پہلی بار اور ہم چھوڑے رکھینگے

فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿١١٠﴾ ع

ان کو ان کی سرکشی میں بھٹکتے ہوئے ف

ع ١٠ ١٢ ١٩

۱۱ الذین یعنی معبودان باطلہ یعنی من دون اللہ ۱۲ اس کا بیان ہے ۱۲ کیونکہ [illegible] کی وجہ سے گالیاں دیگا وہ اللہ کو گالیاں دینگے ۱۲ نہ ماننے کی چوتھی وجہ یعنی مشرکین کو اپنے اعمال مشرکانہ خوبصورت معلوم ہوتے ہیں ۱۲ نہیں مانتے ۱۲ زجر مع شکوی ۱۲ جواب شکوی ۱۲ [illegible] واؤ تعلیلیہ ہے ۱۲ یؤمنون کی علت ہے [illegible] نقلب کی تعلیل [illegible] ۱۲

موضح قرآن ف ۱ یعنی جن کو اللہ ہدایت دیتا ہے اول ہی حق سن کر انصاف سے قبول کرتے ہیں اور جس نے پہلے ہی ضد کی، اگر نشانی بھی دیکھے تو کچھ حیلہ بنالے فرعون اُن نشانیوں پر ایمان نہ لایا۔

۱۲۰ل یہ ماقبل ہی کی تفصیل ہے۔ یعنی اگر ہم ان کے مطلوبہ معجزات ان کو دکھا دیں مثلاً ان پر فرشتے اتار دیں (لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ الخ) اور مردے زندہ ہو کر ان سے باتیں کرنے لگیں (فَاْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ (دخان ع ۲) اور ہر چیز جو وہ چاہیں اٹھا کر ان کے سامنے کردیں تو بھی وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا بیان ہے۔ گمراہی کے تین درجات (۱) سلب انابت الی اللہ (۲) ضلال اور (۳) مہر جباریت میں سے تینوں ان میں موجود تھے ۱۲۱ل زخرف القول۔ یعنی غلط اور باطل بات جسے خوبصورت بنا کر پیش کیا جائے یہ نہ ماننے کی پانچویں وجہ ہے علی سبیل الترقی۔ جس طرح شیاطین جن و انس ہر پیغمبر کے دشمن ہوتے ہیں اور لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے پیغمبر کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈا کرتے ہیں۔ اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دشمن (شیاطین انس وجن) یہ کام سرانجام دے رہے ہیں اور مسئلہ توحید کے خلاف لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے پھر رہے ہیں۔ مثلاً یہ شخص بے ادب ہے اور بزرگوں کی بے ادبی کرتا ہے اس سے بچو۔ تائید۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ (حج ع ۷) یعنی جب اللہ کا پیغمبر اللہ کی آیتیں لوگوں کو پڑھ کر سناتا اسوقت شیطان لوگوں کے دلوں میں اس کے بارے میں وسوسے ڈالنا شروع کردیتا۔ ۱۲۲ل یعنی مائل ہوجائیں اِلَيْهِ کی ضمیر زخرف القول کی طرف راجع ہے وَلِتَصْغٰٓى۔ غُرُوْرًا پر معطوف ہے کیونکہ وہ مفعول لہٗ ہے بمعنی لیغروھم یا واؤ زائدہ ہے اور لتصغی جعلنا کے متعلق ہے ولیرضوہ ولیقترفوا۔ لتصغی پر معطوف ہیں۔ یعنی تاکہ وہ اسی زخرف القول، جھوٹی بات کو پسند کریں اور بداعمالیوں میں منہمک رہیں۔ ۱۲۳ل یعنی اللہ تعالیٰ کا فیصلہ بیان ہوگیا اور اس نے اپنی کتاب بھی اتار دی جس میں صاف صاف فرمادیا کہ سب کچھ جاننے والا اور سب کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس لئے صرف اسی کو پکارو اور اس کے سوا کسی اور کو مت پکارو۔ اب میں اللہ کے سوا کسی دوسرے کا فیصلہ قبول نہیں کرسکتا۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ مشرکین قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ اپنے اور ہمارے درمیان یہود یا نصاریٰ کے کسی بہت بڑے عالم کو حَکَم (جج) مقرر کرلیں تاکہ وہ آپ کے بارے میں اور آپ کے دین کے بارے میں اپنی کتاب کا فیصلہ سنادے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور آپ کو یہ اعلان کرنے کا حکم ہوا کہ میں اللہ کے سوا کسی اور کو حَکَم نہیں مان سکتا۔ (روح)

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ
اور اگر ہم ۱۲۰ل اتار دیں ان پر فرشتے اور باتیں کریں
الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا
ان سے مردے اور زندہ کردیں ہم ہر چیز کو ان کے سامنے
مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَ
تو بھی یہ لوگ ہرگز ایمان لانے والے نہیں مگر یہ کہ چاہے اللہ
لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ (۱۱۱) وَكَذٰلِكَ
لیکن ان میں اکثر جاہل ہیں اور اسی طرح ۱۲۱ل
جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ
کردیا ہم نے ہر نبی کے لئے دشمن شریر آدمیوں کو
وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ
اور جنوں کو جو کہ سکھاتے ہیں ایک دوسرے کو ملمع کی ہوئی
الْقَوْلِ غُرُوْرًا ۭ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ
باتیں فریب دینے کے لئے اور اگر تیرا رب چاہتا تو وہ لوگ یہ کام نہ کرتے
فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ (۱۱۲) وَلِتَصْغٰٓى اِلَيْهِ
سو تو چھوڑ دے وہ جانیں اور ان کا جھوٹ اور اس لئے کہ مائل ہوں ان ۱۲۲ل
اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَ
ملمع کی باتوں کی طرف ان کے دل جن کو یقین نہیں آخرت کا اور
لِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ (۱۱۳)
وہ اسی کو پسند بھی کرلیں اور کئے جاویں جو کچھ برے کام کر رہے ہیں ف۱
اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْٓ
سو کیا اب اللہ کے ۱۲۳ل سوا کسی اور کو منصف بناؤں حالانکہ اسی نے ف۲

الجزء الثامن ۸ [illegible]

[illegible]

موضح قرآن ف۱ یہ کئی آیتیں اس پر اتریں ہیں کہ کافر کہنے لگے مسلمان اپنا مارا کھاتے ہیں اور اللہ کا مارا نہیں کھاتے فرمایا کہ ایسے فریب کی باتیں ملمع شیطان سکھاتے ہیں انسانوں کو شبہ ڈالنے کو عقل کا حکم نہیں۔ حکم اللہ کا ہے۔ آگے کھول کر سمجھا دیا کہ مارنے والا سب کا اللہ ہے لیکن اس کے نام کو برکت ہے جو اس کے نام پر ذبح ہوا سو حلال ہے جو بغیر اس کے مرگیا سو مردار۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی آنچہ لائق ایشاں است ۱۲ ف۲ در سورتہائے مکیہ مذکور شدہ است کہ یہود تصدیق میکنند قرآن را و در سورتہائے مدنیہ مذکور شدہ است کہ یہود تکذیب میکنند آنرا و وجہ تطبیق آنست کہ چوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در مکہ بود ہنوز دعوت یہود نکردہ بود ہمہ بصدق قرآن معترف بودند کہ حکم آن بر عرب لازم است و بعکس از ایشان انکار نکردند چون ہجرت فرمود ایشانرا دعوت کرد بعناد در آمدند در سیرت ابن اسحاق چند قصہ باین مضمون مذکور است واللہ اعلم ۱۲ ایا میدانند کہ نزول وحی میشود و آدمی را خدائے تعالیٰ پیغامبر میسازد در حضرت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم و در قرآن دلائل صدق موجود است ۱۲ ع از اینجا تا آخر در بعض نسخ مطبوعہ یافتہ نشد ۱۲ سجاد بخاری۔

١٢٤ الکتاب سے تورات وانجیل مراد ہے اور موصول سے علماء یہود و نصاریٰ مراد ہیں۔ والمراد بالکتاب التوراۃ والانجیل ..... والمراد بالموصول اما علماء الیہود والنصاریٰ الخ (روح ج ٨ ص ٩) یہ علماء یہود و نصاریٰ سے دلیل نقلی ہے یعنی وہ تورات وانجیل کی روشنی میں اچھی طرح جانتے ہیں کہ قرآن میں مسئلہ توحید اور اس کے علاوہ جو کچھ نازل ہو رہا ہے وہ سب حق ہے اور اللہ کی طرف سے ہے فلا تکونن میں خطاب ہر سامع کو ہے ١٢٥ کلمۃ سے یا اللہ کا دین مراد ہے یا دعوائے توحید۔ وتمت ای بالدلائل العقلیۃ والنقلیۃ و دلائل الوحی یعنی دعوائے توحید عقل و نقل اور وحی کے دلائل سے کامل اور واضح ہو چکا ہے لا مبدل لکلمتہ اس دعوائے توحید کو بدلنے والا کوئی نہیں وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ واؤ تعلیلیہ ہے

اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ؕ وَالَّذِيْنَ
اتاری تم پر کتاب واضح اور جن لوگوں کو
اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ
ہم نے کتاب دی ہے ١٢٤ وہ جانتے ہیں کہ یہ نازل ہوئی ہے
مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ
تیرے رب کی طرف سے ٹھیک سو تو مت ہو
الْمُمْتَرِيْنَ ﴿١١٤﴾ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ
شک کرنے والوں میں سے ١٢٥ اور تیرے رب کی بات پوری
صِدْقًا وَّعَدْلًا ؕ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ
سچی ہے اور انصاف کی کوئی بدلنے والا نہیں اس کی بات کو
وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿١١٥﴾ وَاِنْ تُطِعْ
اور وہی ہے سننے والا جاننے والا اور اگر تو کہنا مانے گا ١٢٦
اَكْثَرَ مَنْ فِى الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ
اکثر ان لوگوں کا جو دنیا میں ہیں تو تجھ کو بہکا دیں گے
سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ
اللہ کی راہ سے وہ سب تو چلتے ہیں اپنے خیال پر اور
اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿١١٦﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ
سب اٹکل ہی دوڑاتے ہیں ولے تیرا رب خوب ١٢٧
اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ
جاننے والا ہے اس کو جو بہکتا ہے اس کی راہ سے اور وہی خوب جاننے والا ہے
بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿١١٧﴾ فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ
ہے جو اس کی راہ پر ہیں سو تم کھاؤ اس جانور ١٢٨ میں سے جس پر نام لیا گیا ہے

دلیل نقلی ازاں مرتجع ... جو علماء یہود ... یعنی ان دلائل کی ... ہر سامع کو ١٢ ... یعنی بالدلائل العقلیہ والنقلیہ والوحی ١٢ ... یعنی دعوائے توحید ١٢ ... یعنی اس دعویٰ کو تبدیل کرنے والا ... [illegible]

١٢ المفاصلة ١٢ ـ ١١ تحریمات غیر اللہ کا بیان ١٢ ـ ١٠ حصہ ثانی سورت انعام میں بیان نفی شرک فعلی ہوگا ١٢ ـ ٩ یعنی دعوائے توحید ١٢ ـ ... نہیں ہوسکتا۔ ٣ ای بعد الدلائل المذکورہ ١٢ ۔ ٥ یعنی مشرک لوگ

اور یہ ما قبل کی علت ہے اور مبتدا اور خبر معرفہ ہونے کی وجہ سے یہ ترکیب مفید حصر ہے۔ یعنی ہر چیز کو سننے والا اور ہر چیز کو جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں اگر اس کے سوا کوئی اور بھی ہر چیز کو جاننے اور سننے والا ہوتا تو اسے بدلنے کا اختیار بھی ہوتا اذ لیس فلیس سورۂ کہف ع ٤ میں فرمایا۔ واتل ما اوحی الیک من کتاب ربک لا مبدل لکلمتہ اور اس کی دلیل ولن تجد من دونہ ملتحدا سے بیان فرمائی مطلب یہ کہ جب ہر چیز کو سننے اور جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں اور اس کے سوا کوئی جائے پناہ بھی نہیں تو اس کے کلمات کو بدلنے والا بھی کوئی نہیں۔ ١٢٦ یہ زجر ہے اکثر من فی الارض سے مراد مشرکین ہیں والمراد باکثرھم الکفار (روح) سبیل اللہ سے مراد توحید باری تعالیٰ یعنی اگر آپ کفار و مشرکین کی بات مان لیں گے تو وہ تو آپ کو توحید کی راہ سے ہٹانے ہی کی کوشش کریں گے اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ الخ آپ کے پاس تو اللہ کی طرف سے وحی آئی ہے اور آپ کا علم علم الیقین ہے مگر مشرکین کے پاس ظن و تخمین کے سوا کچھ نہیں وہ محض ظن کی بنا پر شرک کر رہے ہیں يَخْرُصُوْنَ وہ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں اور اللہ کی طرف ولد (نائب) اور شرکاء کی نسبت کرتے ہیں والمراد انھم یکذبون علی اللہ تعالیٰ فیما ینسبون الیہ جل شانہ کاتخاذ الولد وجعل عبادۃ الاوثان ذریعۃ الیہ سبحانہ (روح ج ٨ ص ١٢)

١٢٧ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو اس کی راہ (راہ توحید) سے گمراہ ہو چکے ہیں اور ان کو بھی خوب جانتا ہے جو ہدایت پر ہیں۔ یہ مشرکین گمراہ ہیں اور آپ کو بھی اپنی راہ پر ڈالنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں آپ ان سے خبردار رہیں۔

حصہ دوم نفی شرک فعلی

١۔ تحریمات غیر اللہ ٢۔ تحریمات اللہ ٣۔ نذور غیر اللہ

سورۂ انعام کے حصہ اول میں نفی شرک اعتقادی کا بیان تھا۔ اب دوسرے حصے میں نفی شرک فعلی کا بیان ہے۔ یہ حصہ فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ (ع ١٤) سے لے کر ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ

فتح الرحمن ص١ یعنی آنچہ کافران در باب تحریم وتحلیل اشیاء شبہات میکردند باطل است ١٢

اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ وَمَا لَكُمْ

اگر تم کو اس کے حکموں پر ایمان ہے اور کیا سبب کہ تم

اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَ

نہیں کھاتے اس جانور میں سے کہ جس پر نام لیا گیا ہے اللہ کا اور وہ

قَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا

واضح کر چکا ہے ۱۲۹ے جو کچھ کہ اس نے تم پر حرام کیا ہے مگر جب کہ

اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ

مجبور ہو جاؤ اس کے کھانے ۱۳۰ے پر ف۱ اور بہت لوگ بہکاتے پھرتے ہیں

بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ

اپنے خیالات پر بلا تحقیق تیرا رب ہی خوب جانتا ہے

بِالْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَ

حد سے بڑھنے والوں کو اور چھوڑ دو کھلا ہوا گناہ ۱۳۱ے اور

بَاطِنَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ

چھپا ہوا جو لوگ ۱۳۲ے گناہ کرتے ہیں

سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَلَا

عنقریب سزا پاویں گے اپنے کئے کی ف۱ اور اس میں سے نہ

تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَ

کھاؤ جس پر ۱۳۳ے نام نہیں لیا گیا اللہ کا اور

اِنَّهٗ لَفِسْقٌ ؕ وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى

یہ کھانا گناہ ہے اور شیطان دل میں ڈالتے ہیں

اَوْلِيٰٓئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ

اپنے رفیقوں کے تاکہ وہ تم سے جھگڑا کریں اور اگر تم نے ان کا کہا مانا

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (ع ۱۹) تک ہے اس حصے میں شرک فعلی کی تین شقیں مذکور ہیں۔ تحریمات غیر اللہ چار عنوانوں سے۔ تحریمات اللہ ایک دفعہ اور نذر غیر اللہ کو بھی چار عنوانوں سے ذکر کیا گیا ہے جیسا کہ خلاصہ میں تفصیل سے مذکور ہو چکا ہے اور آگے آرہا ہے۔ **۱۲۸ے** تحریمات غیر اللہ کا ذکر پہلی بار مَا سے مراد وہ جانور ہیں جن کو مشرکین نے اپنے معبودوں کی تعظیم اور خوشنودی کے لئے اپنی طرف سے حرام کر رکھا تھا یعنی بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام وغیرہ فرمایا جن جانوروں کو خالصۃً اللہ کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو ان کو کھاؤ یعنی جن چیزوں کو اللہ نے حلال کیا ہے ان کو حلال سمجھو اور اپنی طرف سے ان کو حرام نہ کرو اور اپنی طرف سے تم نے جو تحریمات کر رکھی ہیں ان کو اٹھاؤ۔ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا الخ مذکورہ (بحیرہ سائبہ وغیرہ) جانوروں میں سے جن کو خالصۃً اللہ کا نام لیکر ذبح کیا گیا ہو تم کھاؤ۔ مطلب یہ ہے کہ ان کو حلال سمجھو۔

۱۲۹ے غیر اللہ کی نذر و نیاز کی حرمت کا پہلی بار ذکر۔ یہاں اجمال ہے تفصیل آگے آرہی ہے۔ قَدْ فَصَّلَ ماضی کا صیغہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ محرمات کی تفصیل پہلے ہو چکی ہے۔ تفصیل کہاں ہوئی ہے؟ اس سوال کے جواب میں اگر سورۂ مائدہ کا نام لیا جائے تو یہ صحیح نہیں کیونکہ سورۂ انعام مکی ہے اور سورۂ مائدہ مدنی ہے اور انعام کے بعد نازل ہوئی اس لئے وہ مراد نہیں ہو سکتی۔ اس لئے مولانا اشرف علی تھانوی رح نے سورۂ نحل مراد لی ہے کیونکہ وہ نزول میں انعام پر مقدم ہے لیکن اس میں اشکال یہ ہے کہ نحل میں تفصیل نہیں اس میں صرف چار محرمات کا ذکر ہے۔ میتہ، دم، خنزیر اور مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ہی زیادہ تفصیل تو خود انعام میں موجود ہے اس لئے حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ اس سے محرمات کی وہی تفصیل مراد ہے جو انعام میں مذکور ہے اور قَدْ فَصَّلَ کا مطلب یہ نہیں کہ وہ اس سے قبل تفصیل کر چکا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ ان چیزوں کو تفصیل سے ذکر کر رہا ہے جو تم پر حرام ہیں جیسا کہ اس کے بعد رکوع ۱۹ کی ابتدا میں قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ الخ سے محرمات کو تفصیل سے ذکر فرمایا جیسا کہ سورۂ نور کی ابتدا میں فرمایا سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا امام رازی نے بھی اسی کے قریب قریب ہی اپنی رائے ظاہر کی ہے۔ فرماتے ہیں الاولی ان یقال المراد قوله بعد هٰذه الاٰیة قُلْ لَّاۤ اَجِدُ فِیْمَاۤ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗ وَهٰذِهِ الْاٰیَةُ وان کانت مذکورة بعد هٰذه الاٰیة بقلیل الا ان هٰذا القدر من التاخیر لا یمنع ان یکون هو المراد واللّٰه اعلم (کبیر ج ۴ ص ۲۰۰)

۱۳۰ے یہ مَا حَرَّمَ سے استثناء ہے اور اس میں حالت اضطرار کا حکم بیان کیا گیا کہ حالت اضطرار میں یعنی جب بھوک کی وجہ سے زندگی تلف ہو جانے کا اندیشہ ہو تو بقدر سد رمق محرمات میں سے کھا لینا جائز ہے وَاِنَّ كَثِيْرًا الخ بہت سے لوگ دوسروں کو اپنے من گھڑت دین کی باتیں سنا سنا کر اللہ کے اصل دین توحید سے بہکاتے ہیں اس سے مشرک و گمراہ مولوی اور پیر مراد ہیں۔ مثلاً احبار و رہبان اور قسیسین جو لوگوں کو گمراہ کرتے تھے اَلْمُعْتَدِيْنَ اللہ کی مقررہ حدود سے تجاوز کرنے والے، غیر اللہ کے لئے تحریمیں کرنے والے اور غیر اللہ کے لئے نذریں نیازیں دینے والے بھی اس میں داخل ہیں۔ **۱۳۱ے** ظَاهِرَ الْاِثْمِ جو گناہ ظاہری اعضاء سے کئے جائیں مثلاً شرک فعلی وغیرہ بَاطِنَهٗ جو گناہ دل سے کئے جائیں مثلاً شرک اعتقادی وغیرہ الشرك الجلی والخفی (مدارک ج ۲ ص ۲۲) المراد بظاهر الاثم افعال الجوارح وباطنه افعال القلوب الخ (خازن ج ۲ ص ۱۴۶) **۱۳۲ے** یہاں الاثم سے مذکورہ ظاہری اور باطنی اثم ہی مراد ہے یہ تخویف اخروی ہے شرک فعلی اور شرک اعتقادی کرنے والوں کے لئے۔ **۱۳۳ے** جن جانوروں پر خالص اللہ کا نام نہیں لیا گیا انہیں مت کھاؤ یعنی ان کو حلال

موضح قرآن ف ۱ یعنی کافروں کے بہکانے پر نہ ظاہر میں عمل کرو نہ دل میں شبہ رکھو۔

فتح الرحمٰن ف ۱ مترجم گوید یعنی میتہ حرام است الا وقت ضرورت تناول آن رخصت است واللہ اعلم ۱۲۔

نہ سمجھو وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ۔ جن جانوروں پر خالص اللہ کا نام نہ لیا جائے بلکہ غیر اللہ کا نام لیا جائے ان کو حلال جاننا فسق اور کفر ہے۔ فسق سے اس کا کامل درجہ یعنی کفر مراد ہے وَاِنَّ الشَّیٰطِیْنَ ای من الجن والانس۔ یعنی شیاطین جن وانس اپنے ماننے والوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے اور ان کو مشرکانہ افعال کی ترغیب دیتے ہیں وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اگر تم نے اے جماعت مؤمنین ان کی بات مان لی اور تحریمات لغیر اللہ کو حرام اور نذور غیر اللہ کو حلال جاننے لگے جیسا کہ وہ کہتے ہیں تو یاد رکھو پھر تم بھی ان جیسے مشرک ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے محرمات کو حلال جاننا اور اس کے حلال کو حرام جاننا بھی شرک ہے قال الزجاج فیه دلیل علی ان کل من احل شیئًا مما حرم اللہ او حرم شیئًا مما احل اللہ تعالٰی فهو مشرک الخ (کبیر ج ۴ ص ۲۰۳) **۱۳۴** بشارت مع تخویف۔ یہ مومن وکافر اور موحد ومشرک کی تمثیل ہے۔ کفر وشرک کو موت اور ظلمت سے اور ایمان وتوحید کو حیات اور نور سے تشبیہ دی یعنی جو شخص پہلے کافر ومشرک تھا اللہ نے اس کے مردہ دل کو زندگی عطا فرمائی اور اسے ایمان کی توفیق دے کر ہدایت کی روشنی عطا کی وہ اس شخص کی مانند نہیں ہو سکتا جو کفر وشرک کے اندھیروں میں گھرا ہوا ہے اور ایمان کی توفیق اور ہدایت کی روشنی سے محروم ہے كَذٰلِكَ زُيِّنَ الخ یہ انکار کی چوتھی وجہ کا اعادہ ہے **۱۳۵** یہ نہ ماننے کی چھٹی وجہ ہے۔ اَکٰبِرَ۔ جَعَلْنَا کا مفعول اول اور مُجْرِمِیْهَا مفعول ثانی یا برعکس لِیَمْکُرُوْا لام عاقبت یعنی ہر بستی کے بڑے بڑے لوگ مجرم ہوتے ہیں اور دین حق کے خلاف مکر وفریب کی چالیں سوچتے اور لوگوں کو قبول حق سے روکتے رہتے ہیں وَمَا يَمْكُرُوْنَ الخ مکر وفریب کا وبال خود ان کی اپنی جانوں پر پڑے گا۔ اس سے وہ دین کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے یعنی ما یحیق هذا المکر الا بهم لان وبال مکرهم یعود علیهم (خازن ج ۲ ص ۴۵) **۱۳۶** یہ شکوی ہے جب انکو کوئی معجزہ دکھایا جاتا ہے تو کہتے ہیں ہم اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک ہمیں وہ معجزات نہ دکھائے جائیں جو پہلے رسولوں نے دکھائے تھے اَللّٰهُ اَعْلَمُ الخ جواب شکوی۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کو یہ بات معلوم ہے کہ مرتبۂ رسالت کی اہلیت کس شخص میں ہے اسی طرح اس کو یہ بھی معلوم ہے کہ کون اور کس قسم کا معجزہ کس موقع کے مناسب ہے اور وہ اپنی حکمت بالغہ کے مطابق معجزات کا اظہار فرماتا ہے۔ تمہاری خواہشات کا پابند نہیں۔ حصن حصین میں ہے کہ یہ مقام قبولیت دعا کا ہے جب تلاوت کنندہ اس آیت پر پہنچے تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے اپنی کسی حاجت کے لئے دعا مانگے **۱۳۷** یہ تخویف اخروی ہے صَغَارٌ ذلت ورسوائی بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ باء سببیہ ہے یعنی یہ سزا ان کو دین اسلام کے خلاف مکر وفریب کے جال بچھا کر لوگوں کو گمراہ کرنے کی وجہ سے ملے گی۔

۱۳۴ بشارت مع تخویف

۱۳۵ نہ ماننے کی چوتھی وجہ کا اعادہ ۔ نہ ماننے کی چھٹی وجہ ۔ مع تخویف

اور مضاف الیہ ہیں اکابر مفعول جعلنا کا مفعول اول اور مجرمیہا

اس کا مفعول ثانی یا برعکس ۱۳۶ شکوی ۱۲ جواب شکوی یہ مقام قبولیت دعا ہے ۱۲ ۱۳۷ تخویف اخروی ۱۲

ع ۱۴ ۱۱ ۱

اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ

تو تم بھی مشرک ہوئے ف۱ ف۱ بھلا ایک شخص جو کہ ۱۳۴ مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ

وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ

کر دیا اور ہم نے اس کو دی روشنی کہ لئے پھرتا ہے اس کو لوگوں میں

كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ؕ

برابر ہو سکتا ہے اس کے کہ جس کا حال یہ ہو کہ پڑا ہے اندھیروں میں وہاں سے نکل نہیں سکتا

كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۲﴾

اسی طرح مزین کر دیئے کافروں کی نگاہ ۱۳۵ میں ان کے کام ف۲ ف۲

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا

اور اسی طرح کئے ہیں ہم نے ہر بستی میں گنہگاروں کے سردار

لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ؕ وَمَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ

کہ حیلے کیا کریں وہاں اور جو حیلہ کرتے ہیں سو اپنی ہی جان پر

وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ

اور نہیں سوچتے ف۳ ف۳ اور جب آتی ہے ان کے پاس ۱۳۶ کوئی آیت

قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ

تو کہتے ہیں کہ ہم ہرگز نہ مانیں گے جب تک کہ نہ دیا جاوے ہم کو جیسا کچھ دیا گیا ہے

رُسُلُ اللّٰهِ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ

اللہ کے رسولوں کو ف۴ اللہ خوب جانتا ہے اس موقع کو کہ جہاں بھیجے

رِسَالَتَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ

اپنے پیغام عنقریب پہنچے گی گنہگاروں کو ۱۳۷ ذلت

عِنْدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾

اللہ کے ہاں اور عذاب سخت اس وجہ سے کہ وہ مکر کرتے تھے

وقف منزل وقف لازم

موضح قرآن ف۱ یعنی شرک فقط یہی نہیں کہ کسی کو سوائے خدا کے پوجے بلکہ شرک حکم میں بھی ہے کہ اور کا مطیع ہو جاوے۔ ف۲ اوپر ذکر تھا مردے کا یہاں کافر پر وہی مثال فرمائی یعنی اول جہان میں سب مردے تھے پھر جس کو ایمان ملا وہ زندہ ہوا اور روشنی پائی کہ اس کے منہ پر سب لوگ دیکھتے ہیں روشنی ایمان کی اور جس کو ایمان نہ ملا وہ اندھیروں میں پڑا رہا۔ ف۳ یعنی ہمیشہ کافروں کے سردار حیلے نکالتے رہے ہیں تا عوام الناس پیغمبر کے مطیع نہ ہو جاویں جیسے فرعون نے معجزہ دیکھا تو حیلہ نکالا کہ سحر کے زور سے سلطنت لیا چاہتا ہے۔

فتح الرحمن ف۱ مراد ازیں وسوسہ آنست کہ اہل جاہلیت میگفتند حرا کشتۂ خود را بخوریم وکشتۂ خدا را نخوریم ۱۲ ف۲ یعنی کافر بود ہدایت کردیمش ۱۲ ف۳ چنانکہ رؤسائے کفار مکہ در نصرت کفر سعی میکردند ۱۲ ف۴ یعنی بر ہر کسی از ما جبرائیل فرود آید و وحی نازل شود ۱۲

۱۳۸ ہدایت اور گمراہی اللہ کے اختیار میں ہے جسے وہ ہدایت دینا چاہے اس کے سینے میں وسعت پیدا کر دیتا ہے اور اسے قبول حق کی توفیق عطا کر دیتا ہے اور جسے گمراہ کرنا چاہے اس کا سینہ تنگ کر دیتا ہے اور اس سے قبول حق کی توفیق سلب کر لیتا ہے۔ مگر یہ سب کچھ اس کے قانون تکوینی کے مطابق ہوتا ہے۔ وہ منیبین کو ہدایت دیتا ہے اور معاندین کو گمراہ کرتا ہے۔ ضد و عناد کی وجہ سے ان کے دلوں میں قبول حق کی صلاحیت باقی نہیں رہتی۔ **۱۳۹** یہ مذکورہ بیان کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی تحریمات غیر اللہ کو اٹھانا اور غیر اللہ کی نذور کو حرام جاننا شرک اعتقادی و شرک فعلی سے اجتناب کرنا یہ تمام چیزیں ہی صراط مستقیم اور یہی اللہ کا دین ہے جو اس نے مقرر فرمایا ہے۔ ای ھذا الدین الذی شرعناہ لک یا محمد بما اوحینا الیک ھذا القرآن ھو صراط اللہ المستقیم الخ (ابن کثیر ص ۱۷۵ ج ۲) **۱۴۰** بشارت اخروی ہے ضمیر مجرور قوم یذکرون کی طرف راجع ہے۔ یعنی جو لوگ اللہ کی آیتوں سے نصیحت حاصل کرتے اور ان کے مطابق عمل کرتے ہیں آخرت میں ان کے لئے سلامتی اور امن ہے اور یہ ان کے اعمال صالحہ کی جزاء ہوگی۔ **۱۴۱** یہ تخویف اخروی ہے یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ اس سے پہلے یَقُوْلُ مقدر ہے اِسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ تم نے بہت سے انسانوں کو اپنے تابع کر لیا اور بہت سوں کو گمراہ کیا اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ضمیر مجرور الجن کی طرف راجع ہے اور اولیاء سے مراد متبعین ہیں وقال اولیاء الجن ای الکفار من الانس (بحر ج ۴ ص ۲۲۳) ای الذین اطاعوھم واتبعوھم (روح ص ۲۵ ج ۸) جن لوگوں نے دنیا میں شیاطین کی پیروی کی وہ اظہار ندامت اور اعتراف جرم کے طور پر کہیں گے اے اللہ بیشک ہم ایک دوسرے سے (یعنی جن انسانوں سے اور انسان جنوں سے) فائدہ اٹھاتے رہے ہیں اور آج اس میعاد پر آپہنچے ہیں جو تو نے مقرر کر رکھی تھی یعنی قیامت۔ ایک دوسرے سے فائدہ اٹھانے کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں بعض مشرک جنوں کی پناہ ڈھونڈتے ہیں اور ان کا عقیدہ ہے کہ وہ جنوں کی پناہ میں محفوظ ہو جاتے ہیں۔ اور دوسری طرف جنوں کو یہ فائدہ پہنچتا ہے کہ انسانوں کی نظروں میں معظم و مقدس ہو جاتے ہیں۔ عن الحسن وابن جریج والزجاج وغیرھم ان استمتاع الانس بھم انھم کانوا اذا سافر احدھم وخاف الجن قالوا اعوذ بسید ھذا الوادی واستمتاعھم بالانس اعترافھم بانھم قادرون علی اعاذتھم واجارتھم (روح)، قال ابن عباس ایضا ومقاتل استمتاع الانس بالجن قال بعضھم اعوذ بعظیم ھذا الوادی من شر اھلہ اذا بات بالوادی فی سفرہ واستمتاع الجن بالانس افتخارھم علی قومھم وقولھم قد سدنا الانس حتی صاروا یعوذون بنا (بحر)

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ
سو جس کو اللہ چاہتا ۱۳۸ ہے کہ ہدایت کرے تو کھول دیتا ہے اس کے سینہ کو
لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ
واسطے قبول کرنے اسلام کے ف۱ اور جس کو چاہتا ہے کہ گمراہ کرے کر دیتا ہے
صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي
اس کے سینہ کو تنگ بے نہایت تنگ گویا وہ زور سے چڑھتا ہے
السَّمَآءِ ۭ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ
آسمان پر اسی طرح ڈالے گا اللہ عذاب کو
عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ (125) وَهٰذَا صِرَاطُ
ایمان نہ لانے والوں پر ف۲ اور یہ ہے ۱۳۹ راستہ
رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا ۭ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ
تیرے رب کا سیدھا ہم نے واضح کر دیا نشانیوں کو غور کرنے
يَّذَّكَّرُوْنَ (126) لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ
والوں کے واسطے ف۳ انہی کے لئے ہے ۱۴۰ سلامتی کا گھر اپنے رب کے ہاں اور
هُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (127) وَيَوْمَ
وہ ان کا مددگار ہے بسبب ان کے اعمال کے اور جس دن ۱۴۱
يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ۚ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ
جمع کرے گا ان سب کو فرمائے گا اے جماعت جنات کی ف۴ تم نے
اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ۚ وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ
بہت کچھ تابع کر لئے اپنے آدمیوں میں سے اور کہیں گے ان کے دوستدار
مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ
آدمیوں میں سے ف۵ اے رب ہمارے کام نکالا ہم نے ایک نے دوسرے سے ف۶

منزل ۲

ف۱ بشارت ۱۲
ف۲ زجر ۱۲
ف۳ ای المذکور من قبل یعنی شرک اعتقادی او فعلی سے اجتناب کرنا ۱۲
ف۴ بشارت ۱۲
ف۵ تخویف اخروی ۱۲
ف۶ اس سے پہلے یقول مقدر ہے
ف۷ یعنی جنوں نے جنات کی تابعداری کی ۱۲

موضح قرآن ف۱ اول فرمایا تھا کہ کافر قسمیں کھاتے ہیں کہ ایک آیت دیکھیں تو البتہ یقین لاویں اور اب فرمایا کہ ہم نہ دیں گے ایمان تو کیونکر لاوینگے بیچ میں مردہ حلال کرنیکے حیلے نقل کیے اب اس بات کا جواب فرمایا کہ جسکی عقل اس طرف چلے کہ اپنی بات نہ چھوڑے جو دلیل دیکھے کچھ حیلہ بنا لے وہ نشان ہے گمراہی کا اور جسکی عقل چلے انصاف پر اور ٹھہراؤ پر وہ نشان ہدایت ہے ف۲ انکو گروں میں نشان ہیں گمراہی کے انکو کوئی آیت اثر نہ کریگی ف۳ یعنی ٹھہراؤ کرنی دل اور عقل کو ڈھیل نہ دینا سیدھی راہ ہے۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی بفہماندش حقیقت اسلام و محاسن آن ۱۲ ف۲ یعنی ہرچند میخواہند حقیقت اسلام و محاسن آن بفہمند نمی توانند ۱۲ ف۳ یعنی ای شیاطین ۱۲ ف۴ یعنی تابعان ایشان از کفار ۱۲ ف۵ یعنی متبوعان خوش وقت شدند بتابعان و تابعان محظوظ شدند از متبوعان ۱۲

١٤٢ یہ ماقبل سے استثناء ہے اور اس سے معلوم ہوا ہے کہ مشرکین کو کبھی کبھی دوزخ سے باہر نکالا جائے گا اور اس سے مراد وہ وقفہ ہے جب ان کو مار جحیم (گرم پانی) پلانے کے لئے باہر لایا جائے گا۔ یا جب ان کو طبقہ زمہریر یہ میں داخل کیا جائے گا۔ (روح) یا کوئی اور عذاب دیا جائے گا۔ جیسا کہ فرمایا سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا (روح) کذا قال الشیخ قدس سرہ ١٤٣ نہ ماننے کی ساتویں وجہ۔ یعنی بوجہ شرک تمام مشرکین ایک دوسرے کے دوست بن جاتے ہیں اور دعوائ توحید کو قبول نہیں کرتے۔ جیسا کہ سورۂ عنکبوت ع ٣ ٢ میں ہے اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا جس طرح مشرک پیر کے مرید باہم پیر بھائی ہوتے ہیں اور اہل توحید کی بات نہیں مانتے ١٤٤ تخویف اخروی ہے اور اس سے قبل يُقَالُ لَهُمْ مقدر ہے یعنی قیامت کے دن ان سے یہ کہا جائے گا قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى اَنْفُسِنَا یہ کفار جن وانس کی طرف سے اعتراف ہوگا کہ بلا شبہ ان کے پاس اللہ کے رسول آئے مگر وہ دنیوی عیش میں منہمک اور ظاہری شان وشوکت پر مغرور ہوگئے اور اللہ کے رسولوں کا انکار کر دیا۔ ١٤٥ اشارہ مضمون مذکور کی جانب ہے یعنی ہم اپنی آیتیں بیان کرنے والے، ڈر سنانے والے اور خوشخبری دینے والے رسولوں کو اس لئے بھیجتے ہیں تاکہ لوگوں پر ہماری حجت قائم ہو جائے اور یہ بات ہمارے دستور کے خلاف ہے کہ لوگ ہمارے احکام سے بےخبر ہوں اور ان کے پاس کوئی رسول نہ بھیجا ہو۔ اور پھر ان کو ہلاک کر دیا جائے ای لا یھلکھم حتی یبعث الیھم رسولا (بحر ج ٤ ص ٢٢٢) ١٤٦ لِكُلٍّ کی تنوین مضاف الیہ محذوف سے عوض ہے اصل میں تھا لکل عامل بطاعة اللہ او بمعصیتہ درجٰت ای منازل یبلغھا بعملہ ان کان خیرا فخیر وان کان شرا فشر (خازن ج ٢ ص ١٥١) یعنی ہر مومن وکافر کو اس کے اعمال کے مطابق درجہ ملے گا۔ جس طرح مومن و کافر کے درجات میں تفاوت ہے اسی طرح مومنوں اور کافروں کے درجات میں بھی کثرت وقلت حسنات وسیئات کے اعتبار سے تفاوت ہوگا۔

یعنی دوزخ میں ہمیشہ رہنے کے ساتھ یا عذاب بھی دیگا اور عذاب [illegible] جیسا کہ سارھقہ صعوداً ۱۲ [illegible] نہ ماننے کی [illegible] وجہ یعنی بوجہ شرک مریدین پیر بھائی ہوتے ہیں [illegible] وجہ سے ایک دوسرے [illegible] کے دوست ہیں [illegible] تخویف اخروی [illegible] پہلے مقدر ہے [illegible] قبل [illegible] مضاف الیہ محذوف [illegible] لکل عامل ۱۲

وَبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا ۭ قَالَ النَّارُ

اور ہم پہنچے اپنے اس وعدہ کو جو تو نے ہمارے لئے مقرر کیا تھا ف فرمایگا آگ

مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَاۗءَ اللّٰهُ ۭ

ہے گھر تمہارا رہا کرو گے اسی میں مگر جب چاہے اللہ ف٢ ١٤٢

اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿١٢٨﴾ وَكَذٰلِكَ

البتہ تیرا رب حکمت والا خبردار ہے ف٣ اور اسی طرح

نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًۢا بِمَا كَانُوْا

ہم ساتھ ملا دینگے ١٤٣ گنہگاروں کو ایک کو دوسرے سے ان کے

يَكْسِبُوْنَ ﴿١٢٩﴾ ع يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ

ع ١٥ ٢

اعمال کے سبب اے جماعت جنوں ١٤٤ کی اور انسانوں کی کیا نہیں

يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ

پہنچے تھے تمہارے پاس رسول تمہی میں کے کہ سناتے تھے تم کو

اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَاۗءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۭ

میرے حکم اور ڈراتے تھے تم کو اس دن کے پیش آنے سے

قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓي اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ

کہیں گے کہ ہم نے اقرار کر لیا اپنے گناہ کا اور ان کو دھوکا دیا دنیا کی

الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا

زندگی نے اور قائل ہوگئے اپنے اوپر اس بات کے کہ وہ

كٰفِرِيْنَ ﴿١٣٠﴾ ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ

کافر تھے ف٤ ف١ یہ اس واسطے کہ تیرا ١٤٥ رب ہلاک کرنے والا نہیں

الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ﴿١٣١﴾ وَلِكُلٍّ

بستیوں کو ان کے ظلم پر اور وہاں کے لوگ بے خبر ہوں ف٢ اور ہر ایک کے ١٤٦ لئے

موضح قرآن ف١ دنیا میں جو انسان بت پوجتے ہیں وہ فی الحقیقت جن ہیں اس خیال پر کہ وہ ہماری حاجت پوری کر دینگے انکو نیازیں چڑھاتے ہیں جب آخرت میں وہ جن اور انسان برابر پکڑے جاویں گے تب یوں عذر کرینگے کہ ہم نے پوجا نہیں لیکن آپس کی کارروائی کر لی تھی اور یہ جو فرمایا کہ آگ میں رہا کریں مگر جو چاہے اللہ اس واسطے کہ اگر عذاب دوزخ دائم ہے تو اسی کے چاہنے سے ہے وہ چاہے تو موقوف کرے لیکن ایک چیز چاہ چکا ف٢ اس سورہ میں اوپر مذکور ہوا کہ اول کافر اپنے کفر کا انکار کریں گے پھر حق تعالیٰ تدبیر سے ان کو قائل کرے گا۔

فتح الرحمن ف١ یعنی برائے حساب ما پس در حق ما چہ حکم است ١٢ ف٢ یعنی در حق اہل نجات ١٢ ف٣ مراد آنست کہ آیا نیامدہ اند یعنی از مجموع جن وانس وآن صادق است بہ بودن رسل از انس مبعوث بانس وجن ١٢ ف٤ یعنی قبل از بعث رسل عقوبت نمی آید ١٢۔

دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ
درجے ہیں ان کے عمل کے اور تیرا رب بے خبر نہیں

عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ؕ
ان کے کام سے اور تیرا رب بے پروا ۱۴۷ ہے رحمت والا

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ
اگر چاہے تو تم کو لے جاوے اور تمہارے پیچھے قائم کردے

مَّا يَشَآءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ
جس کو چاہے۔ جیسا تم کو پیدا کیا اوروں کی اولاد

اٰخَرِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ ؕ اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ ۙ وَّمَآ اَنْتُمْ
سے جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ ضرور آنے والی ہے اور تم

بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ
عاجز نہیں کرسکتے تو کہہ دے اے لوگو ۱۴۸ تم کام کرتے رہو اپنی جگہ پر

اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ
میں بھی کام کرتا ہوں سو عنقریب جان لوگے تم کہ کس کو ملتا ہے

عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾
عاقبت کا گھر بالیقین بھلا نہ ہوگا ظالموں کا

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ
اور ٹھہراتے ہیں اللہ ۱۴۹ کا اس کی پیدا کی ہوئی کھیتی اور مواشی میں

نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا
ایک حصہ پھر کہتے ہیں یہ حصہ اللہ کا ہے اپنے خیال پر اور یہ

لِشُرَكَآئِنَا ۚ فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى
ہمارے شریکوں کا ہے سو جو حصہ ۱۵۰ ان کے شریکوں کا ہے وہ تو نہیں پہنچتا

۱۴۷ تخویف دنیوی
یعنی بیشک اللہ
تعالیٰ مہربان تو ہے
لیکن عذاب دینے کے
طریقے بھی اس کو معلوم
ہیں۔ اور وہ دے
بھی سکتا ہے ۱۳۰
۱۴۸ تخویف اخروی

۱۴۹ نیازات غیر اللہ
کا بیان دوسری بار
تفصیلاً اس میں
دو صورتیں بیان
کی گئی ہیں۔ ۱۲

۱۴۷ یہ تخویف دنیوی ہے۔ یہاں اگر کسی کے دل میں یہ اشکال پیدا ہو کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی صفت رحمت اور صفت عذاب دونوں کو کیوں جمع کردیا گیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ کی دونوں صفتوں کو بیان کرنا مقصود ہے کہ بیشک اللہ رحیم اور مہربان ہے۔ لیکن نافرمانوں کو عذاب دینے پر بھی قادر ہے۔ تائید وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ تم نہیں مانوگے تو وہ تمہیں ہلاک کردے گا اور تمہاری جگہ دوسرے لوگوں کو آباد کردے گا جس طرح تم سے پہلے لوگوں کی جگہ تم کو دی۔ اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ الخ تمہیں جس چیز (عذاب یا قیامت) کا وعدہ دیا جارہا ہے وہ آکر رہے گی۔ اللہ کے وعدے میں ہرگز تخلف نہیں ہوگا۔ اور نہ تم ہی اس کو روکنے کی قدرت اور طاقت رکھتے ہو۔ **۱۴۸** یہاں اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ تک تخویف اخروی ہے **۱۴۹** یہ غیر اللہ کی نذر و نیاز کا دوسری بار ذکر ہے پہلے قَدْ فَصَّلَ الخ میں اجمالاً ذکر کیا یہاں قدرے تفصیل سے ذکر فرمایا یعنی مشرکین نہ صرف چوپایوں ہی سے غیر اللہ کا حصہ نکالتے ہیں بلکہ وہ غلوں اور پھلوں سے بھی غیر اللہ کی نذر و نیاز مقرر کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ صرف وہی جانور حرام نہیں جسے غیر اللہ کی تعظیم کیلئے ذبح کیا جائے بلکہ وہ بھی حرام ہے جو زندہ غیر اللہ کی نذر و نیاز کے طور پر دیدیا جائے۔ مشرکین زمین کی پیداوار سے اور جانوروں سے اپنے معبودوں کی نیاز کے حصے معین کردیتے تھے اور ساتھ اللہ کا حصہ بھی متعین کرتے تھے **۱۵۰** اپنے معبودانِ باطلہ کی نذر و نیاز کے حصوں کو اللہ کی نذر کے مصارف میں خرچ نہیں کرتے تھے لیکن اللہ کی نذروں کو اپنے معبودوں کی نذروں کے مصارف میں خرچ کردیتے تھے۔ ای فما عینوہ لشرکائهم لا یصرف الی الوجوہ التی یصرف الیها ما عینوہ لله تعالیٰ وما عینوہ لله تعالیٰ یصرف الی الوجوہ التی

فتح الرحمن ف ۱ اہل جاہلیت احکامی چند اختراع کردہ بودند از انجملہ آنست کہ از زراعت و مواشی پارہ برائی خدا مقرر میکردند و پارہ برائے بتاں و حصۂ خدا بر مساکین و ضعیفان صرف میکردند و حصۂ بتان بآستانۂ بتان میرسانیدند پس اگر چیزی از حصۂ خدا در حصۂ بتان مخلوط میشد ترک میکردند کہ خدا حاجت ندارد و اگر حصۂ بتان در حصۂ خدا مخلوط میشد آنرا جدا میکردند کہ بتان محتاج اند و از انجملہ آنست کہ قتل دختران تجویز میکردند و پیشوایان ایشان بدین معنی فتوی دادہ بودند و از انجملہ آنست کہ بعض زراعت و مواشی را حجر میساختند کہ غیر سدنۂ بتان کسی دیگر نخورد و آنچہ برائی بتان ذبح میکردند نام خدا بران نمیگرفتند و از انجملہ آنست کہ چون بحائر و سوائب بچہ میزادند اگر زندہ بودی مردان را حلال میدانستند نہ زنان را و اگر مردہ بودی ہمہ را حلال میدانستند خدائتعالی رد این مذاہب باطلہ فرمود و آنچہ حکم حق است بیان فرمود و محرماتی کہ از اہل ملل بران متفق اند ذکر کرد واللہ اعلم ۱۲۔

۱۵۱ یہ غیر اللہ کی نذر و نیاز کی ایک تیسری شق کا بیان ہے۔ جس طرح مشرکین پھلوں، غلوں اور چوپایوں سے غیر اللہ کا حصہ نکالتے تھے اسی طرح وہ اپنی اولاد میں سے بھی بعض کو اپنے معبودوں کی نذر کے طور پر ذبح کرتے تھے وقیل انہم کانوا ینذرون احدھم اذا بلغ بنوہ عشرۃ نحر واحدًا منہم (روح ج۸ ص۳۱) شُرَكَآؤُهُمْ۔ زَيَّنَ کا فاعل اور قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ اس کا مفعول ہے۔ چونکہ معبودوں سے محبت و عقیدت ان سے یہ کام کراتی تھی اور اسی وجہ سے وہ اس کام کو عبادت سمجھتے تھے اس لئے مجازاً فعل تزیین کو شرکاء کی طرف منسوب کیا گیا **۱۵۲** یہ تحریمات غیر اللہ کا دوسری بار ذکر ہے۔ یہاں باقی ماندہ صورتوں میں سے چار کا ذکر ہے (۱) هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ کچھ چوپایوں اور کھیتوں کو وہ اپنے معبودوں کے لئے مقرر کر دیتے تھے اور کہتے تھے انہیں کوئی نہیں کھا سکتا (۲) وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا بعض نامزد چوپایوں پر سواری کرنے اور بوجھ لادنے کو حرام سمجھتے تھے (۳) وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا جن چوپایوں کو وہ غیر اللہ کے لئے نامزد کرتے تھے ذبح کے وقت ان پر اللہ کا نام نہیں لیتے تھے (۴) وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا الخ بحائر وسوائب کے بارے میں وہ یہ فیصلہ کر دیتے تھے کہ ان کے پیٹ کا بچہ اگر زندہ پیدا ہو تو مردوں کے لئے حلال اور عورتوں کے لئے حرام ہوگا اور اگر مردہ پیدا ہو تو دونوں جنسوں کے لئے حلال ہوگا۔ مشرکین کا عقیدہ تھا کہ ان معبودوں کے لئے تحریمیں کرنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے کہ ہم نے اس کے برگزیدہ بندوں کی تعظیم کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے اس فعل کو اپنی ذات مقدسہ پر افترا قرار دیا۔ اور اس افترا پر ان کو تخویف اخروی سنائی۔

اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ۗ

اللہ کی طرف اور جو اللہ کا ہے وہ پہنچ جاتا ہے ان کے شریکوں کی طرف

سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ

کیا ہی بُرا انصاف کرتے ہیں ف۱ اور اسی طرح مزین ۱۵۱ کر دیا بہت سے

مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ

مشرکوں کی نگاہ میں ان کی اولاد کے قتل کو ان کے شریکوں نے ف۲

لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ ۗ وَلَوْ

تاکہ ان کو ہلاک کریں اور رلا ملا دیں ان پر ان کے دین کو ف۳ اور

شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۷﴾

اللہ چاہتا تو وہ یہ کام نہ کرتے سو چھوڑ دے وہ جانیں اور ان کا جھوٹ ف۴

وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ ۖ لَّا يَطْعَمُهَآ

اور کہتے ہیں کہ یہ مواشی ۱۵۲ اور کھیتی ممنوع ہے اس کو کوئی نہ کھاوے ف۵ ف۶

اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ

مگر جس کو ہم چاہیں ان کے خیال کے موافق اور بعضے ف۷ پیٹھ پر چڑھنا حرام کیا

ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ

مواشی کی ف۸ اور بعض مواشی کے ذبح کے وقت نام نہیں لیتے اللہ

اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ ۗ سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا

کا ف۹ اللہ پر بہتان باندھ کر عنقریب وہ سزا دیگا ان کو اس

كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ

جھوٹ کی اور کہتے ہیں جو کچھ ان مواشی

هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ

کے پیٹ میں ہے ۱۵۳ اس کو تو خاص ہمارے مرد ہی کھاویں اور وہ حرام ہو

ف۱ نذر غیر اللہ کی تیسری صورت کا ذکر ہے ۱۲

ف۲ یعنی ان کے ساتھ مشرکانہ محبت ہی سے وہ قتل اولاد کو بھی پسندیدہ سمجھنے لگے

ف۳ اس میں لام، لام عاقبت کا ہے ۱۲

ف۴ واو بمعنی مع اور مایفترون سے اوثان مراد ہیں ۱۲

ف۵ تحریمات مشرکین کا دوسری بار ذکر ہے اس میں چار صورتیں بیان کی گئی ہیں ۱۲

ف۶ پہلی صورت ۱۲

ف۷ دوسری صورت ۱۲

ف۸ تیسری صورت ۱۲

ف۹ چوتھی صورت ۱۲

موضح قرآن ف۱ کافر اپنی کھیتی میں سے اور مواشی کے بچوں میں سے اللہ کی نیاز نکالتے اور بتوں کی بھی نیاز نکالتے۔ پھر بعض جانور اللہ کے نام کا بہتر دیکھا تو بتوں کی طرف بدل دیا اور بتوں کی طرف کا اللہ کی طرف نہ کرتے ان سے زیادہ ڈرتے اب جاننا چاہئے کہ اللہ کی نیاز دینی یہ کہ اس کی راہ میں جن کو دلوا دیا ہے انکو دینا اس کا فائدہ اس کو نہیں پہنچتا اسی حکم برداری کا اور چیز سے فائدہ فقیر کو اور ثواب سے فائدہ دینے والے کو پھر جو کسی بزرگ کے واسطے کچھ دے اگر اسی وضع پر دے تو شرک ہے جس پر اللہ نے الزام دیا مگر اس بزرگ کو اپنی جگہ ٹھہرا دے کہ اس کی طرف سے اللہ کی راہ میں جن کو کہا ان کو دے تو حکم برداری ہے۔ اللہ کی اور چیز فقیر کو اور ثواب اس شخص کے بدلے اس بزرگ کو یا اس کو فقیر کی جگہ ٹھہرا دے کہ چیز اس کی کر دے پھر اس کی چیز لوگوں کے کام آئی تو اس کو ثواب ہوا یہ صورت مشکوک ہے پہلی صورت بے شک ہے۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی شیاطین کہ وسوسہ کردہ اند یا پیشوایان کہ مذہب قرار دادہ اند ۱۲ ف۲ یعنی در حکم بحائر و سوائب باشد ۱۲

۱۵۳ف اس آیت میں بالاختصار دونوں مضمونوں کا اعادہ کیا گیا ہے قَتَلُوْۤا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَیْرِ عِلْمٍ میں نذر غیراللہ کا اور وَحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ میں تحریمات غیراللہ کا اِفْتِرَآءً مصدر بمعنی اسم فاعل حَرَّمُوْا کے فاعل سے حال واقع ہے۔ اس آیت میں نذر غیراللہ کا اور تحریمات غیراللہ کا تیسری بار ذکر ہے۔ **۱۵۴ف** یہ نذر غیراللہ کا چوتھی بار ذکر ہے یہاں سے اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ تک غلوں، پھلوں اور میووں کی مختلف انواع واقسام کا ذکر کر کے فرمایا ان سے خالص اللہ کا حق ادا کرو اور ان میں غیراللہ کی نذر و نیاز مت دو مَعْرُوْشٰتٍ وَّغَیْرَ مَعْرُوْشٰتٍ بعض مفسرین نے ان دونوں صفتوں کو انگور سے متعلق کیا ہے یعنی بعض انگور ایسے ہیں جن کے لئے لکڑی کے عرشیں (چھپر) بنا کر ان پر ان کو چڑھایا جاتا ہے اور بعض ویسے ہی زمین پر پھیل جاتے ہیں۔ بعض کے نزدیک معروشات سے انگور اور دوسری اسی قسم کی بیلیں مراد ہیں جو عرشیں پر چڑھائی جاتی ہیں اور غیر معروشات سے تناور درخت مراد ہیں۔ مُتَشَابِهًا وَّغَیْرَ مُتَشَابِهٍ یعنی یہ پھل اور میوے شکل وصورت اور رنگ میں تو ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں۔ لیکن ذائقہ میں مختلف ہیں۔ کوئی میٹھا کوئی ترش اور کوئی تلخ۔ متشابها فی اللون غیر متشابه فی الطعم (مدارک ج ۲ ص ۲۲) **۱۵۵ف** یعنی مذکورہ بالا اشیاء میں سے اللہ کا حق ادا کرو جو اس نے تم پر فرض کیا ہے واتوا حقه الذی اوجبه اللہ تعالٰی (روح) مشرکین زمین کے حاصلات سے اللہ کا حصہ تو پہلے بھی نکالتے تھے جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِیْبًا الخ (۶۶) اس لئے یہاں مراد یہ ہے اٰتُوْا حَقَّهٗ خَاصَّةً یعنی زمین کی پیداوار سے صرف اللہ ہی کا حق ادا کرو اور اس میں سے نذر ونیاز صرف اللہ ہی کے نام کی دو وَلَا تُسْرِفُوْا امام مجاہد اور امام زہری کہتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ خدا کی نافرمانی میں خرچ نہ کرو المعنی لا تنفقوا فی معصیة اللہ تعالٰی (روح ج ۸ ص ۳۸) امام مقاتل فرماتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ معبودانِ باطلہ کو چوپایوں اور زمین کی پیداوار میں شریک نہ کرو یعنی ان سے ان کے نام کی نذریں نیازیں مت دو وقال مقاتل المراد لا تشرکوا الاصنام فی الحرث و الانعام (روح۔ خازن ج ۲ ص ۱۵۵)

عَلٰۤی اَزْوَاجِنَا ۚ وَاِنْ یَّكُنْ مَّیْتَةً فَهُمْ فِیْهِ

ہماری عورتوں پر اور جو بچہ مردہ ہو تو اس کے کھانے میں سب

شُرَكَآءُ ؕ سَیَجْزِیْهِمْ وَصْفَهُمْ ؕ اِنَّهٗ حَكِیْمٌ

برابر ہیں وہ سزا دے گا ان کو ان تقریروں کی وہ حکمت والا

عَلِیْمٌ ﴿۱۳۹﴾ قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ قَتَلُوْۤا اَوْلَادَهُمْ

جاننے والا ہے ف بیشک خراب ہوئے ۱۵۳ف جنہوں نے قتل کیا اپنی اولاد کو

سَفَهًۢا بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ

نادانی سے بغیر سمجھے اور حرام ٹھہرا لیا اس رزق کو جو اللہ نے

افْتِرَآءً عَلَی اللّٰهِ ؕ قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا

ان کو دیا بہتان باندھ کر اللہ پر بیشک وہ گمراہ ہوئے اور نہ آئے

مُهْتَدِیْنَ ﴿۱۴۰﴾ ۧ وَهُوَ الَّذِیْۤ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ

سیدھی راہ پر ف اور اسی نے پیدا کئے ۱۵۴ف باغ

مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَیْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ

جو ٹٹیوں پر چڑھائے جاتے ہیں ف۱ اور جو ٹٹیوں پر نہیں چڑھائے جاتے ف۲ اور کھجور کے

وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّیْتُوْنَ وَ

درخت اور کھیتی کہ مختلف ہیں ان کے پھل اور پیدا کیا زیتون کو اور

الرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَیْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ كُلُوْا

انار کو ایک دوسرے کے مشابہ اور جدا جدا بھی ف۳ کھاؤ

مِنْ ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ

ان کے پھل میں سے جس وقت پھل لاویں اور ادا کرو ۱۵۵ف اس کا حق جس دن

حَصَادِهٖ ۖ وَلَا تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ

ان کو کاٹو اور بے جا خرچ نہ کرو اس کو خوش نہیں آتے

ع ۱۶ ۳

سر ۱۔ اس میں ان دونوں مضمونوں کا اعادہ ہے ۱۴۰ سے ۳ نیازات غیراللہ کا اعادہ ۱۴۰ سے ۳ تحریمات مشرکین کا اعادہ ۱۴۰ سے یعنی ایسی تحریمات اور نیازات کو اللہ کی رضا کا موجب سمجھنا یعنی افتراء علی اللہ ۱۴۱ سے نیازات مشرکین کا تیسری بار ذکر یہاں سے [illegible] اور کھیتوں کی مختلف انواع و اقسام کا ذکر ہے [illegible] اس کا خالصۃ اللہ [illegible] یعنی [illegible] پیداوار [illegible] غیراللہ [illegible] ۱۲

موضح قرآن ف ایک یہ مسئلہ بھی بنایا تھا کہ جانور ذبح کیا اس کے پیٹ میں سے بچہ نکلا اگر زندہ نکلے تو مرد کھاویں اور عورتیں نہ کھاویں اور مردہ نکلے تو سب کھاویں بے سند مسئلہ بنانا گناہ سخت ہے اس پر ان کو الزام دیا ہمارے دین میں مرد عورت کا کچھ فرق نہیں اگر زندہ نکلے تو ذبح کر کے حلال ہے بغیر ذبح مردار اور اگر مردہ نکلے اور معلوم ہو کہ جان پڑی تھی تو امام اعظم کے نزدیک حلال نہیں **ف۲** بیٹیوں کا مارنا روا رکھتے تھے اور یہ سخت وبال ہے۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی درختانِ انگور و مانند آن ۱۲ **ف۲** یعنی درختان برساق ایستادہ ۱۲ **ف۳** یعنی افراد ہر نوعی باعتبار صورت مانند یکدیگر اند و بہ اعتبار مزہ نہ ۱۲۔

۱۵۶ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا دونوں جَنّٰتٍ پر معطوف ہیں۔ یہ تحریمات غیر اللہ کا چوتھی بار تفصیل سے ذکر ہے حَمُوْلَةً سے وہ چوپائے مراد ہیں جو بوجھ اٹھاتے ہیں اور فرش سے وہ مراد ہیں جنہیں ذبح کے لئے زمین پر گرایا جاتا ہے یا جن کے بالوں سے بنے ہوئے فرش زمین پر بچھائے جاتے ہیں کُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ یعنی ان میں سے جو حلال ہیں انہیں کھاؤ اور زمانۂ جاہلیت کی تحریمات کو اٹھاؤ اور اللہ کا شکر بجا لاؤ اور شیطان کی پیروی میں اللہ کی حلال چیزوں کو حرام نہ کرو۔ ای مما احله الله لكم ولا تحرموا كفعل الجاهلية وهذا نص فی الاباحة وازالة ما سنه الكفار من البحيرة والسائبة (بحر ج۴ ص۲۳۹) **۱۵۷** یہ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا سے بدل ہے یہاں حلال چوپایوں کی آٹھ جوڑوں میں تقسیم فرمائی اثْنَيْنِ (دو) سے ہر جگہ نر و مادہ مراد ہے

الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّ
بیجا خرچ کرنے والے ف اور پیدا کئے مواشی میں بوجھ اٹھانے والے ۱۵۶ اور

فَرْشًا ۭ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا
زمین سے لگے ہوئے کھاؤ اللہ کے رزق میں سے اور مت چلو

خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۴۲﴾
شیطان کے قدموں پر وہ تمہارا دشمن ہے صریح ف۲

ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ
پیدا کئے آٹھ نر اور مادہ ۱۵۷ بھیڑ میں سے دو اور

الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ۭ قُلْ ءٰۗالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ
بکری میں سے دو پوچھ تو کہ دونوں نر اللہ نے حرام کئے ہیں یا

الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ
دونوں مادہ یا وہ بچہ کہ اس پر مشتمل ہیں بچہ دان

الْاُنْثَيَيْنِ ۭ نَبِّـــُٔوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۴۳﴾
دونوں مادہ کے بتلاؤ مجھ کو سند سے ۱۵۸ اگر تم سچے ہو

وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ۭ
اور پیدا کئے اونٹ میں سے دو ۱۵۹ اور گائے میں سے دو

قُلْ ءٰۗالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا
پوچھ تو دونوں نر حرام کئے ہیں یا دونوں مادہ یا وہ بچہ

اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ۭ اَمْ كُنْتُمْ
کہ اس پر مشتمل ہیں بچہ دان دونوں مادہ کے کیا تم

شُهَدَاۗءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِھٰذَا ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ
حاضر تھے ۱۶۰ جس وقت تم کو اللہ نے یہ حکم دیا تھا پھر اس سے زیادہ ظالم کون ۱۶۱

ضَاْنٌ سے اس نے نر و مادہ پیدا کیا یعنی دنبہ اور دنبی۔ مینڈھا اور بھیڑ بھی یہاں اسی میں داخل ہے۔ اور ایک جوڑا معز کا پیدا فرمایا یعنی بکرا اور بکری قُلْ ءٰۗالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ الخ استفہام انکار و توبیخ کے لئے ہے (بحر) اور اس میں مشرکین سے اس خود ساختہ تحریم پر دلیل عقلی کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ یعنی اللہ نے یہ دونوں جوڑے تمہارے انتفاع کے لئے پیدا فرمائے ہیں اب تم بتاؤ کہ تم نے ان کے نر و مادہ اور مادہ کے پیٹ کے بچے کے بارے میں اپنی طرف سے حلت و حرمت کے جو احکام وضع کر رکھے ہیں یہ تم نے کہاں سے اخذ کئے ہیں۔ ان کی تمہارے پاس کیا دلیل ہے کیا اللہ نے ان جوڑوں کے نروں کو حرام کیا ہے؟ یا ماداؤں کو یا ان بچوں کو جو ابھی مادہ جانوروں کے رحموں ہی میں ہیں۔ اگر کسی جانور کا نر ہونا اسکی حرمت کی علت ہے تو ہر نر جانور حرام ہونا چاہئے اور اگر اس کا مادہ ہونا حرمت کی علت ہے تو اس صورت میں تمام مادہ جانور حرام ہونے چاہئیں اور اگر بچے کا مادہ کے رحم میں ہونا اسکی حرمت کا سبب ہے تو ہر چوپایہ (نر و مادہ) حرام ہونا چاہئے تو اس سے معلوم ہوا کہ ان کی بلا وجہ تحریم محض تسویل شیطان اور تلبیس ابلیس ہے فلو علل بالذكورة وجب ان يحرم الذكر او بالانوثة فكذلك او باشتمال الرحم وجب ان يحرما لاشتمالها عليهما (بحر)

۱۵۸ عِلْمٍ سے یہاں نقلی دلیل مراد ہے۔ یعنی اگر تمہارے پاس ان مزعومہ تحریمات پر کوئی عقلی دلیل موجود نہیں تو کوئی نقلی دلیل ہی پیش کرو۔ سابقہ انبیاء علیہم السلام میں سے کسی کا قول یا گذشتہ کتب سماویہ میں سے کسی کا کوئی حوالہ۔ **۱۵۹** اسی طرح ابل کا اس نے جوڑا پیدا کیا یعنی اونٹ اور اونٹنی اور بقر سے ایک جوڑا۔ بیل اور گائے۔ بھینس اور بھینسا بھی اسی میں داخل ہیں قُلْ ءٰۗالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ الخ اس کی تقریر وہی ہے جو حاشیہ (۱۵۷) میں گذر چکی ہے۔ **۱۶۰** اس سے دلیل وحی کی نفی مقصود ہے اور استفہام انکاری ہے یعنی کیا تم بقائمی ہوش و حواس سن رہے تھے جب اللہ نے تم کو اس تحریم کا حکم دیا تھا؟ مطلب یہ ہے کہ ایسا ہرگز نہیں ہوا حاصل یہ کہ ان تحریمات باطلہ کے لئے تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں نہ عقلی و نقلی اور نہ دلیل وحی۔ **۱۶۱** یہ زجر ہے اور فاء تفریعیہ ہے یعنی جب تمہارے پاس کسی قسم کی کوئی دلیل نہیں تو تم اپنی طرف تحریمیں کرنے کی وجہ سے اللہ پر افترا کر رہے ہو اور تم سب سے بڑے ظالم ہو۔ کیونکہ جو شخص لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے اپنی طرف سے احکام وضع کر کے خداوند تعالیٰ پر افترا کرتا ہے وہ سب سے بڑا ظالم اور گنہگار ہے اس سے بڑھ کر کوئی بدکردار نہیں ہو سکتا۔

ل چوتھی بار تحریمات مشرکین بتفصیل ۱۲
ک مشرکین کی ان تحریمات پر دلیل عقلی کا مطالبہ ۱۲
ل دلیل نقلی کا مطالبہ یعنی ۱۲
ع دلیل وحی کی نفی یعنی تمہارے پاس نہیں ہے ۱۲
خ یہ زجر اور تہدید ہے ان تینوں دلیلوں کے نہ ہونے کی وجہ سے کہ تم اللہ پر افترا کرتے ہو ۱۲

موضح قرآن ف۱ اس کا حق دو جس دن کٹے یعنی زکات اور مال کی زکات ہے برس کے بعد اور اس کی زکات اسی دن ہے جس دن ہاتھ لگے جو زمین اپنے ملک میں ہو اور اس میں خراج نہ آتا ہو اس کے محصول میں حق اللہ ہے۔ اگر پانی دیئے سے ہو تو بیسواں حصہ اور اگر بن پانی دیئے ہو تو دسواں حصہ **ف۲** لدنے والے اونٹ اور بیل اور دنبے بکری اور بھیڑ۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی نقلی صحیح بیارید از ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام و از کتب الٰہیہ ۱۲۔

۱۶۲ یہ نذر غیر اللہ کا پانچویں بار ذکر ہے۔ اس آیت میں نذر غیر اللہ فِسۡقًا اُهِلَّ لِغَیۡرِ اللّٰهِ بِهٖ سے تعبیر کیا گیا ہے فِسۡقًا کا مضاف محذوف ہے۔ جسے حذف کرکے اس کو اس کے قائم مقام کیا گیا ہے ای ذات فسق اور یہ موصوف مقدر کی صفت ہے ای کلمۃ ذات فسق یعنی فسق و معصیت کا وہ کلمہ بھی حرام ہے۔ جس کے ذریعے غیر اللہ کی نذر مانی جائے۔ لہٰذا نذر غیر اللہ بطریق اولیٰ حرام ہے۔ یہ تفسیر حضرت شیخ قدس سرہٗ کے قول کے مطابق ہے۔ دیگر مفسرین کے نزدیک اصل میں شَیۡئًا فِسۡقًا ہے اور اس کو عین فسق اس لئے قرار دیا کہ یہ فعل انتہائی فسق اور اللہ کی نافرمانی سے ناشی ہے۔ **۱۶۳** یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ سوال یہ تھا کہ اگر ان چیزوں کے علاوہ باقی تمام چیزیں حلال ہیں تو ہر ذی ظفر (کھر والا) جانور جس کی انگلیاں پھٹی ہوئی نہ ہوں اور گائے اور بکری کے بعض حصے یہود پر کیوں حرام کیے گئے تو اس کا جواب دیا گیا کہ ان چیزوں کی حرمت نہ سب کے لئے تھی نہ ابدی تھی۔ بلکہ یہ چیزیں تو صرف یہود پر بطور سزا حرام کی گئیں جیسا کہ فرمایا۔ ذٰلِکَ جَزَیۡنٰهُمۡ بِبَغۡیِهِمۡ وَاِنَّا لَصٰدِقُوۡنَ یعنی یہ چیزیں ہم نے ان پر ان کی سرکشی اور ان کے کفر و عناد کی سزا کے طور پر حرام کی تھیں۔

مِمَّنِ افۡتَرٰی عَلَی اللّٰهِ کَذِبًا لِّیُضِلَّ النَّاسَ
جو بہتان باندھے اللہ پر جھوٹا تاکہ لوگوں کو گمراہ کرے
بِغَیۡرِ عِلۡمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهۡدِی الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۱۴۴﴾ ع
بلا تحقیق بیشک اللہ ہدایت نہیں کرتا ظالم لوگوں کو
قُلۡ لَّاۤ اَجِدُ فِیۡ مَاۤ اُوۡحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ
تو کہہ دے کہ میں نہیں ۱۶۳ پاتا اس وحی میں کہ مجھ کو پہنچی ہے کسی چیز کو حرام کھانے والے پر
یَّطۡعَمُهٗۤ اِلَّاۤ اَنۡ یَّکُوۡنَ مَیۡتَةً اَوۡ دَمًا مَّسۡفُوۡحًا
جو اس کو کھاوے مگر یہ کہ وہ چیز مردار ہو یا بہتا ہوا خون
اَوۡ لَحۡمَ خِنۡزِیۡرٍ فَاِنَّهٗ رِجۡسٌ اَوۡ فِسۡقًا اُهِلَّ
یا گوشت سور کا کہ وہ ناپاک ہے یا ناجائز ذبیحہ جس پر نام پکارا جاوے
لِغَیۡرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضۡطُرَّ غَیۡرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ
اللہ کے سوا کسی اور کا پھر جو کوئی بھوک سے بے اختیار ہو جاوے نہ نافرمانی کرے اور نہ زیادتی
فَاِنَّ رَبَّکَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۱۴۵﴾ وَعَلَی الَّذِیۡنَ هَادُوۡا
تو تیرا رب بڑا معاف کرنے والا ہے نہایت مہربان ف۱ ف۱ اور یہود پر ۱۶۳
حَرَّمۡنَا کُلَّ ذِیۡ ظُفُرٍ ۚ وَمِنَ الۡبَقَرِ وَالۡغَنَمِ
ہم نے حرام کیا تھا ہر ایک ناخن والا جانور اور گائے اور بکری میں سے
حَرَّمۡنَا عَلَیۡهِمۡ شُحُوۡمَهُمَاۤ اِلَّا مَا حَمَلَتۡ
حرام کی تھی ان کی چربی مگر جو لگی ہو
ظُهُوۡرُهُمَاۤ اَوِ الۡحَوَایَاۤ اَوۡ مَا اخۡتَلَطَ بِعَظۡمٍ ؕ
پشت پر یا انتڑیوں پر یا جو چربی کہ ملی ہو ہڈی کے ساتھ
ذٰلِکَ جَزَیۡنٰهُمۡ بِبَغۡیِهِمۡ ۫ۖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوۡنَ ﴿۱۴۶﴾
یہ ہم نے ان کو سزا دی تھی ان کی شرارت پر اور ہم سچ کہتے ہیں ف۲

ع ۱۷ / ۴

۱۶۲ نذرات مشرکین کا پانچویں بار ذکر ۱۲

۱۶۳ جواب سوال مقدر ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی جو جانور کھانے دستور ہیں ان میں سے یہی حرام ہے **ف۲** مواشی میں سے ناخن دار یعنی اونٹ ان پر حرام تھا سو ان کی بے حکمیوں سے ان پر سخت پکڑا تھا اصل یہ چیزیں حرام نہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید مراد حصر اضافی است بہ نسبت بہیمۃ الانعام و آن اصناف ثمانیہ مذکور است سگ و شیر و باز و غیر آن اگرچہ حرام است از بہیمۃ الانعام نیست و دران بحث ندا شتند ۱۲۔

فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ
پھر اگر تجھ کو جھٹلاویں ۱۶۴ تو کہہ دے کہ تمہارے رب کی رحمت میں بڑی
وَّاسِعَةٍ ۚ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُهٗ عَنِ الْقَوْمِ
وسعت ہے اور نہیں ٹلے کا اس کا عذاب گنہگار
الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ
لوگوں سے ف۱ اب کہیں گے ۱۶۵ مشرک اگر
شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا
اللہ چاہتا تو شرک نہ کرتے ہم اور نہ ہمارے باپ دادے اور نہ ہم حرام کر
مِنْ شَيْءٍ ۭ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ
لیتے کوئی چیز اسی طرح جھٹلایا کئے ۱۶۶ ان سے اگلے
حَتّٰى ذَاقُوْا بَاْسَنَا ۭ قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ
یہاں تک کہ انہوں نے چکھا ہمارا عذاب تو کہہ کچھ علم بھی ہے تمہارے
مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا ۭ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا
پاس ف۲ کہ اس کو ہمارے آگے ظاہر کرو تم تو نری اٹکل پر
الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ ﴿۱۴۸﴾ قُلْ
چلتے ہو اور صرف تخمینے ہی کرتے ہو ف۳ تو کہہ دے
فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۚ فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ
بس اللہ کا الزام پورا ہے ۱۶۷ سو اگر وہ چاہتا تو ہدایت کر دیتا تم
اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ الَّذِيْنَ
سب کو ف۴ تو کہہ کہ لاؤ ۱۶۸ اپنے گواہ جو
يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا
گواہی دیں اس بات کی کہ اللہ نے حرام کیا ہے ان چیزوں کو پھر اگر وہ ایسی گواہی دے بھی

اگرچہ اس کی رحمت وسیع ہے لیکن وہ [illegible] عذاب بھی [illegible]

۱۶۴ یہ لوگ اللہ کے حکم پر مغرور رہیں اور تکذیب پر ڈٹے ہوئے ہیں۔ آپ فرما دیں بیشک اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے۔ لیکن اس کا عذاب بھی بڑا سخت اور اٹل ہوتا ہے جو کسی مجرم سرکش و معاند سے ٹل نہیں سکتا۔ **۱۶۵** یہ شکوی ہے اور شرک پر مشرکین کی سب سے بڑی دلیل کا تذکرہ ہے۔ یعنی مشرکین عنقریب اپنے مشرکانہ افعال کے جواز میں یہ دلیل پیش کریں گے کہ اگر اللہ کو منظور ہوتا کہ ہم شرک نہ کریں تو ہم اور ہمارے باپ دادا کبھی شرک فی التصرف نہ کرتے اور نہ غیر اللہ کے لئے تحریمیں کرتے تو اس سے معلوم ہوا کہ ہم جو کچھ کرتے رہے ہیں اللہ اس پر راضی ہے۔ سبحان اللہ ہذا بہتان عظیم۔ **۱۶۶** جواب شکوی ہے۔ یعنی ان سے پہلے لوگوں نے بھی حق کی تکذیب کی اور اسی طرح کی بے سر و پا دلیلیں پیش کیں۔ یہاں تک کہ ہمارے عذاب نے انہیں آگھیرا۔ قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ یعنی پہلی دلیل تو بالکل واہی اور لغو ہے آپ ان سے فرمائیں اگر تمہارے پاس گذشتہ انبیاء علیہم السلام سے کوئی نقلی دلیل ہے تو وہ پیش کرو۔ دلیل تمہارے پاس کیا ہوگی تم تو ہر بات ظن و تخمین سے کہتے اور دین کے معاملے میں بھی محض ظن فاسد کی پیروی کرتے ہو۔ **۱۶۷** الحجۃ البالغۃ وہ واضح دلیل جو قوت و متانت میں انتہا کو پہنچی ہوئی اور ہر لحاظ سے کامل ہو۔ یعنی مشرکین کے پاس تو کوئی معمولی سی دلیل بھی نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے پاس مضبوط اور محکم دلائل ہیں جن سے اس نے توحید کے ہر پہلو کا اثبات اور شرک کے ہر پہلو کا رد فرمایا ہے۔ فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ اس کے بعد وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ مقدر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو ایمان لانے پر مجبور نہیں کیا اگرچہ وہ ایسا کر سکتا تھا، کیونکہ اس طرح امتحان و ابتلاء کی حکمت فوت ہو جاتی۔ **۱۶۸** هَلُمَّ اسم فعل بمعنی امر ہے ای احضروهم اور شُهَدَآءَ سے مشرکین کے اکابر اور رؤسا اور ان کے مقتدا و پیشوا مراد ہیں جنہوں نے ان کو گمراہ کر رکھا تھا۔ فرمایا مشرکین سے کہو کہ وہ اپنے پیشواؤں کو بلائیں تاکہ وہ اس بات کا اقرار کریں کہ اللہ نے ان اشیاء کو حرام کیا ہے اور اس پر دلائل بھی پیش کریں۔ اس سے مقصود علی رؤس الاشہاد ان کی تذلیل و تفضیح ہے۔ کیونکہ ان تابعین کی طرح ان کے متبوعین بھی دلائل سے تہی دست ہیں۔ وهم كبراؤهم الذين اسسوا ضلالهم والمقصود من احضارهم تفضيحهم والزامهم وان لا متمسك لهم كمقلديهم (روح ج ۸ ص ۴۵)۔ **۱۶۹** اگر مشرکین کے پیشوا آپ کے سامنے یہ جھوٹی بات کہہ دیں کہ واقعی اللہ نے ان اشیاء کو حرام کیا ہے تو فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ آپ ان کی بات کی ہرگز تصدیق نہ کریں کیونکہ یہ صریح جھوٹ اور سراسر باطل ہے یا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ اس بات کی شہادت دیدیں تو آپ بھی ان کی موافقت نہ کریں ای فلا تصدقهم فانه كذب بحت (روح) ای لا توافقهم لانهم كذبة فی شهادتهم كما ان الشهود كذبة فی دعواهم (بحر ج ۴ ص ۲۴۵)۔ **۱۷۰** ان کے پاس دلائل تو ہیں نہیں وہ جو کچھ کہیں گے خواہشات نفسانیہ کے تحت کہیں گے۔ اس لئے آپ ان کی پیروی نہ کریں وہ تو اللہ تعالیٰ کی واضح آیات کی تکذیب کر رہے ہیں، آخرت پر ان کا ایمان نہیں ہے اور وہ اللہ کے ساتھ شریک بنا رہے ہیں۔ **۱۷۱** یہ تحریمات الہیہ کا ذکر ہے۔ سورۂ مائدہ میں تحریمات الہیہ کی صرف ایک صورت مذکور تھی یعنی غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ اور باقی ماندہ صورتیں سورۂ انعام کی اس آیت میں ذکر کی گئی ہیں اس سورت میں مسئلہ نذر غیر اللہ

موضح قرآن ف۱ یعنی رحمت کی سمائی سے اب تک تم بچے ہو لیکن نہ جانو کہ عذاب پھر گیا ف۲ کافروں کا شبہ ہے کہ اگر ہمارے کام اللہ کو پسند نہ ہوتے تو ہم کو کرنے نہ دیتا اس کا جواب فرمایا کہ اگلوں کو گناہ پر کیوں پکڑا معلوم ہوا کہ وہ بھی ایک مدت کام ناپسند کرتے تھے اور اللہ نہ پکڑتا تھا آخر پکڑا ف۳ یعنی تمہاری غلطی ثابت ہو چکی کہ دلیل نہیں رکھتے تو بھی نہ مانو تو علامت ہے کہ تمہاری قسمت میں ہدایت نہیں رکھی۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی نقلی از کتب الٰہی ۱۲۔

کا ذکر نہیں کیا گیا أَلَّا تُشْرِكُوا إلی آخرہ محرمات الٰہیہ میں سب سے پہلے شرک کو ذکر کیا گیا اور پھر قتل سے روکا گیا اور درمیان میں والدین سے حسن سلوک کا حکم دیا گیا۔ اس سے مقصود یہ ہے کہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے۔ اگر ماں باپ بھی شرک کرنے پر مجبور کریں تو اس معاملہ میں ان کی اطاعت بھی جائز نہیں جیسا کہ سورۂ عنکبوت ع ۱ میں فرمایا وَإِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا **۱۷۲له** مذکورہ محرمات کے علاوہ حسب ذیل امور کو بھی اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے۔ فواحش ظاہرہ و باطنہ یعنی بے حیائی کی تمام صورتیں خواہ وہ علانیہ ہوں یا پوشیدہ۔ قتل نفس ناحق۔ مال یتیم کا ناجائز طریقے سے کھانا۔ ناپ تول میں کمی بیشی کر کے کسی کی حق تلفی کرنا۔ جھوٹی شہادت دینا اور فیصلے میں بے انصافی کرنا وغیرہ یہ تمام محرمات الٰہیہ ہیں یعنی ان امور کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے لہذا ان کی تحریم کو باقی رکھو اور ان کو حلال مت سمجھو۔ **۱۷۳له** یہاں قول سے عام مراد ہے شہادت، فیصلہ اور دیگر امور یعنی جب تم گواہی دو یا کوئی جھگڑا چکاؤ تو اس میں کسی کی جانبداری مت کرو بالکل سراسر عدل و انصاف سے کام لو اگرچہ تمہاری شہادت اور تمہارے فیصلے کی زد تمہارے کسی رشتہ دار پر پڑتی ہو۔ (وَإِذَا قُلْتُمْ) قولاً فی حکومة او شهادة او نحوهما (فَاعْدِلُوا) فیه وقولوا الحق (روح ج ۸ ص ۵۶)

۱۷۴له یہ سابقہ دونوں آیتوں میں مذکورہ احکام کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی ان آیتوں میں جو احکام مذکور ہوئے ہیں یہی میری سیدھی راہ ہے اور یہی میرا وہ دین ہے جو میں نے اپنے بندوں کے لئے پسند کیا ہے۔ لہذا تم اسی کی پیروی کرو اور باقی تمام راستوں کو چھوڑ دو۔ وان هذا الذی وصیتکم به وامرتکم به فی هاتین الآیتین هو صراطی یعنی طریقی ودینی الذی ارتضیته لعبادی (خازن ج ۲ ص ۱۶۵) **۱۷۵له** سورت کے دونوں مضمونوں یعنی نفی شرک اعتقادی اور نفی شرک فعلی کو ذکر کرنے کے بعد آخر میں دونوں مضمونوں پر ایک دلیل نقلی اور ایک دلیل وحی ذکر کی گئی۔ اس آیت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دلیل نقلی پیش کی گئی ہے ثُمَّ یہاں تعقیب ذکری کے لئے ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مذکور بیان کے بعد یہ بھی سن لو یہ مطلب نہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کو کتاب اس کے بعد دی گئی تَمَامًا بمعنی اتمامًا۔ اٰتَیْنَا کا مفعول لہ ہے یعنی نعمت دین کے اتمام کے لئے ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی یا تَمَامًا بمعنی تامًا الکتاب سے حال ہے۔ یعنی وہ کتاب (تورات) کامل و مکمل تھی اور اس میں یہ دونوں مضمون مذکور تھے۔ نفی شرک فی التصرف اور نفی شرک فعلی (تحریمات غیر اللہ ناجائز اور نذور غیر اللہ حرام ہیں) عَلَى الَّذِي أَحْسَنَ یعنی اس شخص کے لئے جو نیک روی اختیار کرے۔ تَفْصِيلًا لِكُلِّ شَيْءٍ اور اس (تورات) میں وہ تمام ضروری احکام و مسائل مذکور تھے جن کی دین میں ضرورت تھی۔

فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَآءَ

تو تو نہ اعتبار کر ان کا ۱۶۹له اور نہ چل ان کی خوشی پر ۱۷۰له

الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ

جنہوں نے جھٹلایا ہمارے حکموں کو اور جو یقین نہیں کرتے

بِالْآخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ ﴿١٥٠﴾ قُلْ

آخرت کا اور وہ اپنے رب کے برابر کرتے ہیں اوروں کو ۱۷۱ تو کہہ

تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ ۖ أَلَّا

کہ تم آؤ میں ۱۷۲له سنادوں جو حرام کیا ہے تم پر تمہارے رب نے کہ

تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ۖ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۚ

شریک نہ کرو اس کے ساتھ کسی چیز کو اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو

وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ مِنْ إِمْلَاقٍ ۖ نَحْنُ

اور مار نہ ڈالو اپنی اولاد کو مفلسی سے ہم

نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ ۖ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ

رزق دیتے ہیں تم کو اور ان کو اور پاس نہ جاؤ بےحیائی کے کام کے ف۲ ۱۷۳له

مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۖ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ

جو ظاہر ہو اس میں سے اور جو پوشیدہ ہو اور نہ مار ڈالو اس جان کو

الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُمْ

جس کو حرام کیا ہے اللہ نے مگر حق پر ف۳ تم کو یہ حکم کیا

بِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿١٥١﴾ وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ

ہے تاکہ تم سمجھو اور پاس نہ جاؤ یتیم کے

الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ

مال کے مگر اس طرح سے کہ بہتر ہو یہاں تک کہ پہنچ جاوے

ع ۱۸ ۶ ۵

محرمات الٰہیہ کا بیان سورۂ مائدہ میں غیر فعلی الصیانہ سے صرف ایک صورت بیان کی گئی تھی یہاں باقی صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ اس سورت میں نذر اللہ کا بیان نہیں

۱/۱۳، ۳/۱ ی
۲ امرشرص ۱۲/
۳ احکام حسنوا/۱۲

فائدہ ۱۱ ایک حدیث میں آتا ہے فتجلی لی کل شیء یعنی میرے لئے ہر چیز روشن ہوگئی۔ اہل بدعت اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کلی پر استدلال کرتے ہیں۔ ان کے استدلال کی بنیاد اس پر ہے کہ یہاں لفظ کُلّ استغراق حقیقی کے لئے ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو یہ حدیث سند کے اعتبار سے ضعیف اور ساقط الاعتبار ہے۔ دوم اگر بالفرض اسے مان لیا جائے تو یہ دعوی غلط ہے کہ یہاں کُلّ استغراق حقیقی کے لئے ہے بلکہ یہاں استغراق اضافی مراد ہے۔ اگر اس کو استغراق حقیقی پر محمول کیا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ تمام ما کان و ما یکون اور تمام شرائع اور احکام کا علم آپ پر منکشف ہوگیا تو اس سے لازم آتا ہے کہ قرآن مجید کا نازل کرنا عبث اور بے فائدہ ہے۔ عیاذًا باللہ العظیم قرآن مجید میں اس کی بہت

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی معبودان باطل را ۱۲ **ف۲** یعنی بزنا و لواطت ۱۲ **ف۳** یعنی بقصاص و مثل آں ۱۲ ۔

اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ
اپنی جوانی کو اور پورا کرو ماپ اور تول کو انصاف سے
لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَاِذَا قُلْتُمْ
ہم کسی کے ذمہ وہی چیز لازم کرتے ہیں جس کی اس کو طاقت ہو اور جب بات کہو
فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ
تو حق کی کہو ۱۷۳ اگرچہ وہ اپنا قریب ہی ہو اور اللہ کا عہد
اَوْفُوْا ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۲﴾
پورا کرو ف۲ تم کو یہ حکم کر دیا ہے تاکہ تم نصیحت پکڑو
وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَ
اور حکم کیا کہ یہ ۱۷۴ راہ ہے میری سیدھی سو اس پر چلو اور
لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ
مت چلو اور رستوں پر کہ وہ تم کو جدا کر دیں گے
سَبِيْلِهٖ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ
اللہ کے راستہ سے یہ حکم کر دیا ہے تم کو تاکہ تم
تَتَّقُوْنَ ﴿۱۵۳﴾ ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا
بچتے رہو پھر دی ہم نے ۱۷۵ موسیٰ کو کتاب واسطے پورا کرنے
عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ وَتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ
نعمت کے نیک کام والوں پر اور واسطے تفصیل ہر شے کے
وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَاۗءِ رَبِّهِمْ
اور ہدایت اور رحمت کے لئے تاکہ وہ لوگ اپنے رب کے ملنے کا
يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ
یقین کریں ف۱ ف۳ اور ایک یہ کتاب ہے کہ ۱۷۶ ہم نے اتاری برکت والی

ع

منزل ۲

سی مثالیں موجود ہیں۔ چنانچہ زیر تفسیر آیت میں بھی لفظ کل استغراق اضافی کے لئے ہے اور اس سے مراد وہ احکام ہیں جن کی دین میں ضرورت تھی علامہ آلوسی لکھتے ہیں ای بیانا مفصلا لکل ما یحتاج الیہ فی الدین (روح ج ۸ ص ۶۸) امام نسفی فرماتے ہیں بیانا مفصلا لکل ما یحتاجون الیہ فی دینھم (مدارک ج ۲ ص ۳۷) امام بغوی اور خازن رقمطراز ہیں یعنی وفیہ بیان لکل شیء یحتاج الیہ من شرائع الدین واحکامہ (معالم وخازن واللفظ لہ ج ۲ ص ۱۶۶) **۱۷۶** یہ سورت کے دونوں مضمونوں پر دلیل وحی ہے یعنی یہ کتاب بھی تورات کے موافق تحریمات لغیر اللہ کو حلال اور نذور غیر اللہ کو حرام بتا رہی ہے۔ اس کی پیروی کرو اور اس کی مخالفت سے بچو۔ **۱۷۷** یہ اصل میں تھا کراھیۃ ان تقولوا یا لئلا تقولوا۔ طائفتین سے یہود ونصاریٰ مراد ہیں۔ یعنی ہم نے یہ کتاب (قرآن مجید) تم پر اتمام حجت کے لئے نازل کی تاکہ تم یہ نہ کہو کہ ہم سے پہلے یہود ونصاریٰ پر تورات وانجیل نازل ہوئی اور ہم ان کی تعلیم سے بے خبر تھے یا یہ عذر پیش نہ کر سکو کہ یہود ونصاریٰ کی طرح اگر ہم پر بھی کوئی کتاب نازل ہوتی تو ہم ان سے بڑھ کر آسمانی کتاب کی پیروی کرتے اور ان سے بڑھ چڑھ کر راہ ہدایت پر گامزن ہوتے فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ الخ لہذا اتمام حجت کے طور پر اللہ کی طرف سے تمہارے پاس کتاب آچکی ہے۔ جو کھلے دلائل سے بھرپور ہے۔ اور سیدھی راہ دکھاتی ہے اور جس کی پیروی باعث رحمت ہے **۱۷۸** یہ زجر ہے۔ فاء تفریعیہ ہے۔ لہذا اب سب سے بڑا ظالم وہ ہوگا جو اللہ کی آیتوں کی تکذیب کرے اور ان سے منہ موڑے۔ سَيَجْزِي الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ الخ یہ تخویف اخروی ہے **۱۷۹** یہ تخویف دنیوی ہے۔ عذاب دنیوی کی یہاں تین صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ یعنی مذکورہ دلائل وبراہین کے باوجود وہ ایمان نہیں لائے ہیں۔ کیا وہ اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ موت کے فرشتے آپہنچیں اور ان کی جانیں قبض کر لیں تو موت کے بعد ان کی آنکھیں کھل جائیں گی یا یہ کہ ان پر اللہ کا عذاب آجائے یا قیامت کی نشانیوں میں سے کوئی ایسی نشانی دیکھ لیں جو ان کو ایمان لانے پر مجبور کر دے۔ مگر ان تینوں صورتوں میں ایمان لانا بے سود ہوگا فرشتوں کے آنے سے قبض ارواح کے لئے یا اللہ کا عذاب لے کر آنا مراد ہے۔ يَاْتِيَ رَبُّكَ ای یاتی امر ربك بالعذاب (روح ج ۸ ص ۶۲) **۱۸۰** بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ جس نشان کا یہاں ذکر ہے۔ اس سے سورج کا مغرب سے طلوع ہونا مراد ہے۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں اس سے ہر وہ نشان مراد ہے جسے دیکھ کر لوگ ایمان لانے پر مجبور ومضطر ہو جائیں اور طلوع الشمس من المغرب بھی اس میں داخل ہے۔ جیسا کہ علامہ ابن صفی نے طلوع الشمس من المغرب کو بطور مثال پیش کیا ہے اور جن نشانات کے ظاہر ہونے پر ایمان فائدہ مند نہیں ہوگا ان کو اس میں منحصر نہیں کیا۔ آیت مع تفسیر ملاحظہ ہو (اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ) کطلوع الشمس من المغرب (يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ) التی تضطرھم الی الایمان۔ (جامع البیان ص ۱۳۰) فرعون بوقت غرق ایمان لے آیا تھا مگر اس کا ایمان قبول نہ ہوا۔ کیونکہ وہ ایمان اضطراری تھا اور ایمان لانے پر عذاب غرق نے اس کو مضطر کیا تھا۔ صحیح بخاری باب التفسیر میں ہے حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا۔ لا تقوم الساعۃ حتی تطلع الشمس من المغرب فاذا طلعت وراٰھا الناس اٰمنوا اجمعون وذلك لا ينفع نفسا ایمانها ثم قرأ هَلْ يَنْظُرُوْنَ الخ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے یہ آیت بطور استشہاد تلاوت فرمائی نہ کہ بطور تفسیر جن روایتوں سے تفسیر ہونے کا احتمال ہوتا ہے وہ روایت بالمعنی ہے۔ لہذا اس آیت سے مطلق نشانات مراد ہیں۔ جنہیں دیکھ کر انسان ایمان لانے پر مجبور ومضطر ہو جائے اس کی تائید سورۂ مومن ۹۶ کی اس آیت

ای اسی کا فعل تماماً
۲ [illegible] تفصیلاً
یعنی دونوں دعووں کی دلیل عقلی و نقلی
یعنی نفی شرک فعلی ۱۲
یعنی ہر شخص
۳ یعنی جو بعض روگردانی کرنے والا
ہو اس کے لئے پورا
بیان ہے ۱۲

۳ یعنی دلیل وحی یعنی یہ کتاب بھی تورات کے موافق تحریمات غیر اللہ کو حلال اور نذر غیر اللہ کو حرام کہہ رہی ہے ۱۲

موضح قرآن ف۱ اس سے معلوم ہوا کہ پہلے حکم ہمیشہ سے جاری تھے پیچھے توریت اتری تو شرع اور مفصل ہوئی۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی گواہی دہید یا حکم کنید ۱۲ ف۲ یعنی بہ نذر اد ۱۲ ف۳ ظاہر نزدیک این بندہ آنست کہ حرام گردانیدیم اشیاء مذکورہ را در ازل و بر قوم نوح و ہلم جرا باز دادیم موسیٰ را کتاب ۱۲۔

فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۙ﴿۱۵۵﴾
سو اس پر چلو اور ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحمت ہو
اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى
اس واسطے کہ کبھی ۱۷۷ تم کہنے لگو کہ کتاب جو اتری تھی سو انہی
طَآىِٕفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۠ وَاِنْ كُنَّا عَنْ
دو فرقوں پر جو ہم سے پہلے تھے اور ہم کو ان کے
دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ۙ﴿۱۵۶﴾ اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ
پڑھنے پڑھانے کی خبر ہی نہ تھی ف۱ یا کہنے لگو کہ اگر ہم
اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ
پر اترتی کتاب تو ہم تو راہ پر چلتے ان سے بہتر
فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى
سو آ چکی تمہارے پاس حجت تمہارے رب کی طرف سے اور ہدایت
وَّرَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ
اور رحمت اب اس سے زیادہ ظالم کون ۱۷۸ جو جھٹلا دے
بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ۭ سَنَجْزِي الَّذِيْنَ
اللہ کی آیتوں کو اور ان سے کترا وے ہم سزا دیں گے ان کو جو
يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْۗءَ الْعَذَابِ بِمَا
ہماری آیتوں سے کتراتے ہیں برا عذاب بدلے میں
كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ
اس کترانے کے ف۲ کاہے کی راہ دیکھتے ہیں ۱۷۹ لوگ مگر یہی کہ
تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ
ان پر آئیں فرشتے یا آئے تیرا رب ف۱ یا آئے کوئی ۱۸۰

ای کراہیۃ ان تقولوا ۱۲

[illegible]

۳ [illegible]

سے ہوتی ہے۔ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا **۱۸۱** اس آیت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں ایمان کے غیر نافع ہونے کی دو صورتیں بیان کی گئی ہیں ایک یہ کہ اضطراری حالات کے رونما ہونے کے بعد ایمان لایا جائے۔ دوم یہ کہ بحالت ایمان اعمال صالحہ بجا نہ لائے جائیں۔ دوسری شق کا مقتضا یہ ہے کہ جس مومن نے کوئی نیک عمل نہ کیا اس کا ایمان بے کار ہے اور اس کی نجات نہیں ہوگی۔ حالانکہ یہ بات کتاب وسنت کی صریح نصوص اور اہل سنت وجماعت کے متفق علیہ مسلک کے سراسر خلاف ہے۔ چنانچہ معتزلہ اسی کے قائل ہیں۔ مفسرین نے اس کے مختلف جواب دیئے ہیں جو متداول تفسیروں میں مذکور ہیں۔ حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں یہ آیت علفتها تبنا وماء باردا کے قبیل سے ہے۔ اصل میں تھا لا ینفع نفسا عملها لم تکن کسبت فی ایمانها خیرا یعنی دوسری شق میں اس سابق ایمان کے نافع ہونے کی نفی نہیں کی گئی جس میں عمل صالح نہ ہو۔ بلکہ اس شق سے اس عمل صالح کے نافع ہونے کی نفی مقصود ہے جو اضطراری حالات کے بعد واقع ہو۔ علامہ آلوسی نے بھی بعض علماء سے اسی قسم کا ایک جواب نقل کیا کانہ قیل لا ینفع نفسا ایمانها ولا کسبها فی ایمانها خیرا لم تکن امنت من قبل او لم تکن کسبت خیرا (روح ج ۸ ص ۶۴)

۱۸۲ تخویف اخروی ہے اور اس سے مراد مشرکین کی جماعتیں ہیں جنہوں نے توحید کو چھوڑ کر مشرکانہ عقائد کی بنیادوں پر مختلف فرقے بنا لئے۔ جو شخص اس سے فقہاء اسلام اور ائمہ دین کا باہمی فروعی اختلاف مراد لیتا ہے وہ قرآن میں صریح تحریف کا مرتکب ہے۔ **۱۸۳** یہ ایمان لانے والوں اور اعمال صالحہ بجالانے والوں کے لئے بشارت ہے **۱۸۴** سورت کے اختتام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے تین اعلان کرائے گئے۔ پہلا اعلان۔ قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ الخ ای بالدلائل العقلیۃ والنقلیۃ یعنی اللہ تعالیٰ نے صراط مستقیم کی طرف میری رہنمائی فرمائی ہے اور اسکی سچائی پر عقلی اور نقلی دلائل بھی قائم فرمائے ہیں۔ دِيْنًا قِيَمًا یہ موصوف صفت صِرَاطٍ کے محل سے بدل ہے کیونکہ اصل معنی یوں ہیں هدانی ربی صراطا مستقیما (روح ج ۸ ص ۷۰) ملة ابراهيم یہ بتقدیر اعنی منصوب ہے (روح) وما کان من المشرکین وہ ہر قسم کے شرک سے بیزار تھا شرک فعلی سے بھی اور شرک اعتقادی سے بھی **۱۸۵** یہ دوسرا اعلان ہے۔ اس کا حاصل بھی خالص توحید کا اعلان اور تمام اقسام شرک سے برأت کا اظہار ہے ان صلاتی نفی شرک اعتقادی کی طرف اشارہ ہے اور نسکی الخ نفی شرک فعلی کی طرف مالک ومختار متصرف وکارساز اور عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور نذر ومنت کا مستحق بھی وہی ہے۔ لا شریک لہ ان تمام امور میں کوئی اس کا شریک نہیں **۱۸۶** یہ تیسرا اعلان ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ جو ساری کائنات کا خالق ومالک ہے کیا اسے چھوڑ کر میں کسی اور کو اپنا رب اور کارساز بنا لوں۔ جب ہر چیز کا خالق ومالک اللہ تعالیٰ ہی ہے تو یہ بات ناممکن ہے کہ کوئی ہستی اسکی شریک ہو۔

موضح قرآن ف۱ یعنی یہ کتاب اتاری کہ تم کو عذر کی جگہ باقی نہ رہے ف۲ یعنی پہلی امتوں کا حال سن کر شاید تم کو ہوش آتی سو تم کو بھی ملی ویسی کتاب۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی باہلاک قوم ۱۲۔

۱۸۷ے مشرکین ایمان والوں سے کہا کرتے تھے کہ اِتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ تم ہماری راہ پر آجاؤ ہم تمہارے گناہوں کا ذمہ اٹھا لیتے ہیں۔ فرمایا جرم کی سزا صرف مجرم ہی کو ملے گی۔ یہ نہیں ہوسکے گا کہ ایک مجرم کے گناہ کی سزا کسی اور کو دی جائے وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى یہ تخویف اخروی ہے اور ماقبل کی تاکید ہے۔ **۱۸۸ے** یہ ترغیب ہے۔ اللہ ہی نے تم کو تمہارے آباؤ اجداد کا جانشین بنایا ہے اور مختلف خوبیوں اور نعمتوں میں بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ تاکہ تمہاری آزمائش کرے کہ کون تم میں سے اس کے احکام کی پیروی کرتا ہے اور کون نافرمانی اور سرکشی کرتا ہے اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ یہ نہ ماننے والوں کے لئے تخویف اخروی اور وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ یہ ماننے والوں کے لئے بشارت اخروی کی طرف اشارہ ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٥

اٰيٰتِ رَبِّكَ ؕ يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ

نشانی تیرے رب کی ف۱ جس دن آئے گی ایک نشانی

رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ

تیرے رب کی یہ کام۔ نہ آئے گا کسی کے اس کا ایمان لانا

تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ

جو کہ پہلے سے ایمان نہ ۱۸۱ے لایا تھا یا اپنے ایمان میں کچھ

اِيْمَانِهَا خَيْرًا ؕ قُلِ انْتَظِرُوْٓا اِنَّا

نیکی نہ کی تھی ف۲ تو کہہ دے تم راہ دیکھو ہم بھی

مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ

راہ دیکھتے ہیں ف۱ جنہوں نے راہیں ۱۸۲ے نکالیں اپنے دین میں

وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ؕ اِنَّمَآ

اور ہو گئے بہت سے فرقے تجھ کو ان سے کچھ سروکار نہیں ف۳ ان کا

اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا

کام اللہ ہی کے حوالے ہے پھر وہی جتلا دے گا ان کو جو کچھ وہ

يَفْعَلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ

کرتے تھے ف۲ جو کوئی لاتا ہے ایک نیکی ۱۸۳ے تو اس کیلئے اس کا دس

اَمْثَالِهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى

گنا ہے اور جو کوئی لاتا ہے ایک برائی سو سزا پائے گا

اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ قُلْ اِنَّنِيْ

اسی کے برابر اور ان پر ظلم نہ ہوگا تو کہہ دے مجھ کو ۱۸۴ے

هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۚ دِيْنًا

سجھائی میرے رب نے راہ سیدھی دین

موضح قرآن ف۱ یعنی اللہ کی طرف سے جو حد تھی ہدایت کی سو آچکی..... نبی اور شرع اور کتاب جو یہ نہیں مانتے تو اب منتظر ہیں کہ اللہ آپ آوے یا قیامت کی نشانیاں دیکھیں تب یقین کریں سو جب قیامت کا نشان آوے گا یعنی آفتاب مغرب سے نکلے گا تب کافر کا ایمان اور عاصی کی توبہ قبول نہ ہوگی **ف۲** یعنی توریت والوں نے کئی راہیں نکالیں توان میں تحقیقات نہ کرکہ صحیح کون اور غلط کون اپنی راہ صحیح پر قائم رہ دین میں جو باتیں یقیں لانے کی ہیں ان میں فرق نہ چاہئے کہ اور جو کرتے ہیں اس کے طریقے کئی ہوں تو برا نہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی طلوع شمس از مغرب یا دابۃ الارض ۱۲ **ف۲** یعنی آں روز توبہ گناہ گار و ایمان کافر قبول نشود ۱۲۔ **ف۳** یعنی از تو مؤاخذہ نخواہند کرد ۱۲۔

سورۂ انعام میں آیات توحید

۱- اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ؕ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ٥ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰٓى اَجَلًا ؕ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ٥ وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ ؕ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ٥ (۱ع)۔ نفی شرک اعتقادی صراحۃً و فعلی ضمناً۔

۲- وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ؕ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (۲ع) نفی شرک اعتقادی صراحۃً و فعلی ضمناً۔

۱؎ عملها خوفی ۲؎ جو ایمان تھا معطوف علیہ ... از قبیل عطف ... تنہا وعطا ... ہے ... ۳؎ تخویف ... ۴؎ جماعتیں مراد ہیں ... مذہبی اختلاف ... والی جماعتوں ... [illegible] ... غلطی ہے ۱۲ ... بشارت اخروی ۱۲ ... تخویف اخروی ۱۲ ... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ... اعلان ... ای بالدلائل العقلیۃ والنقلیۃ ۱۲

۳- قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ (۲ع) نفی شرک فعلی۔

۴- وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ؕ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ٥ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ٥ (۲ع) نفی شرک اعتقادی۔

۵- اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى ؕ قُلْ لَّآ اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ٥ (۲ع) نفی شرک اعتقادی صراحۃً اور فعلی ضمناً۔

۶- وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ (۴ع) نفی شرک اعتقادی۔

۷ قُلْ اَرَاَیْتَکُمْ اِنْ اَتٰکُمْ عَذَابُ اللّٰہِ اَوْ اَتَتْکُمُ السَّاعَۃُ اَغَیْرَ اللّٰہِ تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ بَلْ اِیَّاہُ تَدْعُوْنَ فَیَکْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَیْہِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِکُوْنَ ۝ (ع ۴) نفی شرک فی التصرف۔

۸۔ قُلْ اَرَاَیْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰہُ سَمْعَکُمْ وَاَبْصَارَکُمْ وَخَتَمَ عَلٰی قُلُوْبِکُمْ مَّنْ اِلٰہٌ غَیْرُ اللّٰہِ یَاْتِیْکُمْ بِہٖ (ع ۵) نفی شرک فی التصرف۔

۹۔ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَکُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰہِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَکُمْ اِنِّیْ مَلَکٌ ۝ (ع ۵) نفی شرک اعتقادی۔

قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ⑯①

صحیح ملت ابراہیم کی جو ایک ہی طرف کا تھا اور نہ تھا شرک والوں میں

قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ

تو کہہ کہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور مرنا اللہ ہی کے لئے ہے

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ⑯② لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ

جو پالنے والا سارے جہان کا ہے کوئی نہیں اس کا شریک اور یہی مجھ کو حکم ہوا

وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ⑯③ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا وَّ

اور میں سب سے پہلے فرمانبردار ہوں تو کہہ کیا اب میں اللہ کے سوا تلاش کروں کوئی رب اور

هُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ۚ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا ۚ

وہی ہے رب ہر چیز کا اور جو کوئی گناہ کرتا ہے سو وہ اس کے ذمہ پر ہے

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ

اور بوجھ نہ اٹھائے گا ایک شخص دوسرے کا پھر تمہارے رب کے پاس ہی سب کو لوٹ کر جانا ہے

فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ⑯④ وَهُوَ

سو وہ جتلائے گا جس بات میں تم جھگڑتے ہو اور اسی

الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ

نے تم کو نائب کیا ہے زمین میں اور بلند کردیئے تم میں

فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ ۗ اِنَّ

درجے ایک کے ایک پر تاکہ آزمائے تم کو اپنے دیئے ہوئے حکموں میں بیشک

رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ ۖ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ

تیرا رب جلد عذاب کرنے والا ہے اور وہی بخشنے والا

النصف

رَّحِيْمٌ ⑯⑤

مہربان ہے

ع ۲۰ / ۱۱ / ۷

۱ شرک اعتقادی والا
۲ دوسرا شرک فعلی والا ۱۲
۳ دوسرا اعلان صلاۃ اشارہ برائے نفی شرک اعتقادی و فعلی
اشارہ برائے نفی شرک فعلی ۱۲
۴ تیسرا اعلان ۱۲
۵ تخویف اخروی ۱۲
۶ ترغیب ۱۲
۷ ماننے والوں ۱۲
۸ نہ ماننے والوں ۱۲

۱۰۔ قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ (ع ۷) نفی شرک اعتقادی۔

۱۱۔ وَعِنْدَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ؕ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَۃٍ اِلَّا یَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّۃٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ۝ وَهُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰىکُمْ بِالَّیْلِ وَیَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ یَبْعَثُکُمْ فِیْہِ لِیُقْضٰٓی اَجَلٌ مُّسَمًّی ۚ ثُمَّ اِلَیْہِ مَرْجِعُکُمْ ثُمَّ یُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِہٖ وَیُرْسِلُ عَلَیْکُمْ حَفَظَۃً ؕ (ع ۸) نفی شرک اعتقادی۔

۱۲۔ قُلْ مَنْ یُّنَجِّیْکُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَہٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً ۚ لَئِنْ اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِہٖ لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الشّٰکِرِیْنَ ۝ قُلِ اللّٰہُ یُنَجِّیْکُمْ مِّنْهَا وَمِنْ کُلِّ کَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِکُوْنَ ۝ (ع ۸) نفی شرک فی التصرف۔

۱۳۔ قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَنْفَعُنَا وَلَا یَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓی اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰہُ (ع ۹) نفی شرک اعتقادی۔

۱۴۔ وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ وَیَوْمَ یَقُوْلُ کُنْ فَیَکُوْنُ ۚ قَوْلُہُ الْحَقُّ ؕ وَلَہُ الْمُلْکُ یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ ؕ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَۃِ ؕ وَهُوَ الْحَکِیْمُ الْخَبِیْرُ ۝ (ع ۹) نفی شرک فی التصرف۔

۱۵۔ وَمَا نَرٰی مَعَکُمْ شُفَعَآءَکُمُ الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِیْکُمْ شُرَکٰٓؤُا ؕ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَیْنَکُمْ وَضَلَّ عَنْکُمْ مَّا کُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۝ (ع ۱۱) نفی شرک اعتقادی۔

۱۶۔ اِنَّ اللّٰہَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰی ؕ یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَیِّتِ مِنَ الْحَیِّ ؕ ذٰلِکُمُ اللّٰہُ فَاَنّٰی تُؤْفَکُوْنَ (۱۳۶) ـــ تا ـــ ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ ۚ لَآ اِلٰہَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ فَاعْبُدُوْہُ ۚ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ وَّکِیْلٌ ۝ (ع ۱۳) نفی شرک اعتقادی صراحۃً وفعلی ضمنًا۔

۱۷۔ وَکُلُوْا مِمَّا ذُکِرَ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ اِنْ کُنْتُمْ بِاٰیٰتِہٖ مُؤْمِنِیْنَ ۝ وَمَا لَکُمْ اَلَّا تَاْکُلُوْا مِمَّا ذُکِرَ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ (ع ۱۴) نفی شرک فعلی۔ تحریمات غیر اللہ۔

۱۸۔ وَقَدْ فَصَّلَ لَکُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَیْکُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَیْہِ (ع ۱۴) نفی شرک فعلی۔ نیازات غیر اللہ۔

۱۹۔ وَجَعَلُوْا لِلّٰہِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِیْبًا ـــ تا ـــ وَلَوْ شَآءَ اللّٰہُ مَا فَعَلُوْہُ فَذَرْهُمْ وَمَا یَفْتَرُوْنَ ۝ (ع ۱۶) نفی شرک فعلی۔ نیازات غیر اللہ۔

۲۰۔ وَقَالُوْا هٰذِہٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ ۖ لَّا یَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ ـــ تا ـــ وَاِنْ یَّکُنْ مَّیْتَۃً فَهُمْ فِیْہِ شُرَکَآءُ ؕ سَیَجْزِیْهِمْ وَصْفَهُمْ ؕ اِنَّہٗ حَکِیْمٌ عَلِیْمٌ ۝ (ع ۱۶) نفی شرک فعلی۔ تحریمات غیر اللہ۔

۲۱۔ قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰہُ (ع ۱۶) نفی نیازات غیر اللہ و تحریمات غیر اللہ۔

۲۲۔ وَهُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ ـــ تا ـــ اَمْ کُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىکُمُ اللّٰہُ بِهٰذَا (ع ۱۷) نفی شرک فعلی۔ تحریمات غیر اللہ

۲۳۔ قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُہٗٓ اِلَّآ اَنْ یَّکُوْنَ مَیْتَۃً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّہٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (ع ۱۸) نفی شرک فعلی۔ نیازات غیر

محض اللہ کی توفیق اور اس کی مہربانی سے آج مورخہ یکم شعبان ۱۳۸۲ھ مطابق ۵ دسمبر ۱۹۶۲ء بعد نماز مغرب شب یکشنبہ ۶ بجکر ۲۰ منٹ پر سورۃ انعام کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ اولًا و اٰخرًا والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ دائمًا ابدًا و علی سائر عبادہ الصالحین لیلًا و نهارًا

سورۂ اعراف

ربط سورۂ اعراف کو اپنے ماقبل یعنی سورۂ انعام کے ساتھ چھ طرح کا ربط ہے۔ اوّل ربط اسمی۔ اگر تم نے انعام (چوپایوں) اور حرث (زمین کی پیداوار) میں غیر اللہ کو شریک نہ کیا اور ان سے غیر اللہ کی نذریں نہ دیں تو اللہ تعالیٰ تم کو نہ صرف دوزخ سے بلکہ اعراف سے بھی بچا کر جنت میں داخل کریگا۔ دوسرا ربط۔ سورۂ مائدہ اور سورۂ انعام میں مسئلہ کے دونوں پہلو (نفی شرک اعتقادی اور نفی شرک فعلی) تفصیل سے ذکر کئے گئے۔ اور ان کو دلائل عقل ونقل اور وحی سے مبرہن کیا گیا۔ اب سورۂ اعراف میں فرمایا جب مسئلہ واضح اور مدلل ہو چکا ہے تو اب جرأت و بہادری سے اس کی تبلیغ کرو اور بلا خوف وخطر اسے ہر ایک تک پہنچاؤ اور تمہارے دلوں میں تنگی اور پریشانی کا گذر ہرگز نہ ہونے پائے۔ تیسرا ربط سورۂ انعام میں نفی شرک فی التصرف پر دلائل عقلیہ تفصیل سے ذکر کئے گئے اور دلیل نقلی صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تفصیلاً مذکور ہوئی اور باقی انبیاء علیہم السلام سے اجمالاً۔ اب سورۂ اعراف میں ان انبیاء علیہم السلام میں سے بعض سے دلائل نقلیہ تفصیل سے ذکر کئے جائیں گے۔ چوتھا ربط انعام میں نفی شرک فعلی (نذر غیر اللہ اور تحریمات لغیر اللہ) کو تفصیل سے ذکر کیا گیا۔ اب اعراف میں تحریمات لغیر اللہ کی صرف ایک نہایت اہم صورت کا ذکر کیا گیا یعنی ننگے ہو کر بیت اللہ کا طواف کرنا اور اسے قرب خداوندی کا موجب سمجھنا۔ اور بوقت طواف کپڑے پہننے کو حرام اور گناہ عظیم جاننا۔ پانچواں ربط سورۂ انعام میں پہلے نفی شرک فی التصرف اور اس کے بعد نفی شرک فعلی کا ذکر تھا لیکن سورۂ اعراف میں ترتیب اس کے برعکس اور سورۂ مائدہ کے موافق ہے یعنی پہلے نفی شرک فعلی کا ذکر ہے اور اس کے بعد نفی شرک فی التصرف کا۔ چھٹا ربط سورۂ مائدہ اور سورۂ انعام میں نفی شرک فعلی اور نفی شرک فی التصرف کو دلائل کے ساتھ بیان کر دیا گیا۔ اب سورۂ اعراف میں فرمایا۔ اس مسئلہ کی خوب تبلیغ کرو اور یاد رکھو اس کی تبلیغ و اشاعت کے سلسلے میں تمہیں مصائب و تکالیف کا سامنا کرنا پڑے گا ان کو برداشت کرنا۔

خلاصہ اس سورت میں تین دعوے مذکور ہیں۔ پہلا دعویٰ۔ مسئلہ توحید (نفی شرک فعلی اور نفی شرک فی التصرف) کو جرأت واستقلال سے تبلیغ کرنا اور اس راہ میں جو تکلیفیں آئیں ان کی وجہ سے آزردہ خاطر نہ ہونا۔ یہ دعویٰ سورت کی پہلی آیت میں مذکور ہے۔ دوسرا دعویٰ جو احکام اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائے ان کی پیروی کرو اور شیاطین کی پیروی میں اپنی طرف سے تحریمات اختراع نہ کرو۔ یہ دعویٰ اتبعوا ما انزل (ع ۱) سے لیکر ضل عنھم ما کانوا یفترون (ع ۶) تک میں مذکور ہے۔ پہلی آیت یعنی اتبعوا ما انزل الیکم الخ میں دوسرا دعویٰ اجمالاً مذکور ہے۔ اس کے بعد قلیلا ما تشکرون (ع ۱) تک تخویف و تبشیر اور ترغیب و زجر ہے۔ پھر ولقد خلقنکم (ع ۲) سے لیکر رکوع ۲ کے آخر (ومنھا تخرجون) تک اصل دعویٰ کی تمہید ہے۔ اس کے بعد رکوع ۳ کی ابتداء یٰبنی اٰدم قد انزلنا علیکم لباسًا سے لیکر ولا ھم یحزنون (ع ۴) تک اصل مقصود یعنی دوسرے دعوے کا ذکر ہے۔ ان آیتوں میں چار دفعہ یٰبنی اٰدم کے خطاب سے اصل مقصود کا ذکر فرمایا۔ اے بنی آدم! الباس تمہاری شرمگاہوں کو ڈھانپنے اور تمہاری زینت کیلئے بنایا ہے۔ اے بنی آدم! شیطان کے اغواء اور وسوسے میں آکر اپنا لباس مت اتار پھینکو جس طرح اس نے تمہارے ماں باپ یعنی آدم وحوا علیہما السلام کا لباس اتروا دیا تھا۔ شیطان تمہارے دلوں میں وسوسے ڈال کر تم سے نئی نئی تحریمات کی اختراع کراتا ہے اور یہ بات شیطان ہی نے تمہارے دل میں بٹھائی ہے کہ ننگے ہو کر طواف کرنا عبادت اور رضائے الٰہی کا موجب ہے۔ اے بنی آدم ہر عبادت کے وقت لباس زیب تن رکھا کرو اور اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو کھاؤ اور ان میں غیر اللہ کو شریک مت کرو۔ لباس اللہ نے تمہاری زینت کیلئے پیدا کیا ہے اسے پہنو اور اپنی طرف سے اس کے استعمال پر ناجائز پابندیاں مت لگاؤ اور بحالت عبادت (طواف، نماز وغیرہ) اس کے پہننے کو حرام مت سمجھو۔ اے بنی آدم! تمہارے پاس میرے رسول آئیں گے جو تم کو میرے احکام پہنچائیں گے اور تمہیں میری توحید سنائیں گے لہٰذا تم ان کی پیروی کرنا اور شرک سے بچے رہنا اس کے بعد پھر رکوع ۶ کے اختتام تک بشارتیں، تخویفیں اور زجریں مذکور ہیں۔ تیسرا دعویٰ عیب دان، کارساز اور متصرف صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اس نے کوئی اختیار کسی کے حوالے نہیں کر رکھا ہے۔ یہ دعویٰ ان ربکم اللہ الذی خلق السمٰوٰت سے لیکر رکوع ۷ کے آخر لقوم یشکرون تک میں مذکور ہے۔ اصل دعوے ذکر کرنے کے بعد وھو الذی یرسل الریٰح سے آخر رکوع تک مومن کے دل کیلئے زرخیز زمین اور کافر کیلئے بنجر زمین کی مثال بیان فرمائی جس طرح عمدہ زمین میں بارش کی وجہ سے سرسبز و شاداب کھیت اور باغات لہلہانے لگتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کی آیتیں سنکر مومنین کے ایمان میں تازگی اور پختگی پیدا ہو جاتی ہے اور جس طرح ناقص اور بنجر زمین میں باوجود بارش کے کام کی کوئی چیز پیدا نہیں ہوتی اسی طرح معاندین کے دلوں کی سیم و تھور زدہ زمین پر آیات الٰہی کی بارش کا کوئی اثر نہیں ہوتا اور ان سے کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلتا بلکہ ان کے دلوں میں بغض وعناد اور ضد کی بیماری بدستور باقی رہتی ہے۔

تینوں دعوے ذکر کرنے کے بعد رکوع ۸ کی ابتداء لقد ارسلنا نوحًا الی قومہ سے لیکر رکوع ۲۰ کے اختتام بما کانوا یظلمون تک میں چھ انبیاء علیہم السلام کے قصص بیان کئے گئے ہیں جو لف ونشر غیر مرتب کے طور پر مذکورہ تینوں دعووں ہی سے متعلق ہیں۔ پہلا قصہ حضرت نوح علیہ السلام کا ہے جو لقد ارسلنا نوحًا الی قومہ سے لیکر انھم کانوا قومًا عمین تک ہے۔ یعنی پورا رکوع ۸۔ دوسرا قصہ حضرت ہود علیہ السلام کا ہے جو والی عاد اخاھم ھودا سے لیکر وما کانوا مؤمنین (پورا رکوع ۹) میں مذکور ہے۔ اور تیسرا قصہ والی ثمود اخاھم صٰلحًا سے لے کر رکوع ۱۰ میں ولکن لا تحبون النٰصحین تک میں ذکر کیا گیا ہے۔ یہ تینوں قصے تیسرے دعوے یعنی غیب دان اور کارساز صرف اللہ ہی ہے اور کوئی نہیں اور اس نے اپنا کوئی اختیار کسی کے حوالے نہیں کر رکھا سے متعلق ہیں۔ ان تینوں قصوں سے معلوم ہوا کہ ان تینوں پیغمبروں نے اپنی تبلیغ کا آغاز اسی دعوے سے کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تینوں جگہوں میں ان کا حسب ذیل کلام نقل فرمایا یٰقوم اعبدوا اللہ ما لکم من الٰہ غیرہ (ع ۸، ۹، ۱۰) ہر ایک نے اپنی قوم سے یہی کہا، اے میری قوم صرف ایک اللہ کی عبادت کرو، حاجات ومشکلات میں غائبانہ صرف اسی کو پکارو اس کے سوا کوئی تمہارا کارساز اور حاجت روا نہیں، نہ اس کے سوا کوئی عالم الغیب اور متصرف ومختار ہے۔ چوتھا قصہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کا ہے ولوطًا اذ قال لقومہ سے لے کر فانظر کیف کان عاقبۃ المجرمین آخر رکوع ۱۰ تک میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ قصہ دوسرے دعوے سے متعلق ہے۔ دوسرا دعویٰ یہ تھا کہ اللہ کے نازل کردہ احکام کی پیروی کرو۔ اس کے حلال کو حلال اور اس کے حرام کو حرام جانو اور اپنی طرف سے تحریمات اختراع نہ کرو۔ قوم لوط علیہ السلام فسق وفجور میں اس حد تک منہمک ہو چکی تھی کہ ان کے دلوں سے گناہ اور بدکاری کی برائی اور حرام کی حرمت کا احساس ہی ختم ہو چکا تھا اور وہ محرمات الٰہیہ کے ساتھ حرام کا سا معاملہ نہیں کرتے تھے۔

پانچواں قصہ حضرت شعیب علیہ السلام کا ہے جو والی مدین اخاھم شعیبا ۔ تا ۔ فکیف اسیٰ علی قوم کفرین (پورا رکوع ۱۱) میں مذکور ہے ۔ یہ قصہ دوسرے اور تیسرے دونوں دعووں سے متعلق ہے ۔ حضرت شعیب علیہ السلام کا اعلان یٰقوم اعبدوا اللہ ما لکم من الٰہ غیرہ یہ تیسرے دعوے سے متعلق ہے اور فاوفوا الکیل والمیزان ولا تبخسوا الناس اشیاءھم الخ یہ دوسرے دعوے سے متعلق ہے کیونکہ قوم شعیب علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ان محرمات (ناپ تول میں کمی بیشی کر کے کسی کا حق مار لینا اور زمین میں شر و فساد بپا کرنا وغیرہ) کو حرام نہیں جانتی تھی پانچوں قصوں کے بعد بطور تخویف دنیوی روئے سخن اہل مکہ کی طرف ہو گیا ہے یعنی رکوع ۱۲ کی ابتداء وما ارسلنا فی قریۃ من نبی سے رکوع ۱۲ میں ونطبع علیٰ قلوبہم فہم لا یسمعون تک ۔ چھٹا قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہے جو ثم بعثنا من بعدھم موسیٰ بآیٰتنا (ع ۱۳) تا ۔ فارسلنا علیہم رجزا من السماء بما کانوا یظلمون (ع ۲۰) میں مذکور ہے ۔ یہ قصہ پہلے دعوے سے متعلق ہے ۔ یعنی مسئلہ توحید کی تبلیغ میں مصائب و مشکلات کا سامنا ہو گا ان کا دلیری سے مقابلہ کرنا جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو راہِ حق اور اشاعت توحید میں فرعون اور اس کی قوم کی طرف سے مصائب آلام کا سامنا کرنا پڑا اور انہوں نے پوری ہمت و جرأت سے ان کا مقابلہ کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ گو مسلسل واقعات کا ایک سلسلہ ہے جو انہیں اپنی زندگی میں پیش آئے جن میں سے ہر ایک ایک کٹھن اور مشکل منزل کی شان رکھتا ہے ۔

پہلا واقعہ ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کے سامنے بھرے دربار میں اعلان توحید اور تبلیغ حق ، فرعون کے مطالبہ پر اژدھا اور ید بیضاء کے معجزے دکھانا اور پھر فرعون کے لائے ہوئے جادوگروں (جن کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ تھی) سے مقابلہ کرنا ۔ یہ واقعہ ثم بعثنا من بعدھم بآیٰتنا (ع ۱۳) تا و توفنا مسلمین (ع ۱۴) میں مذکور ہے ۔ دوسرا واقعہ فرعون کا موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر ظلم و ستم فرعون کی طرف سے قوم موسیٰ علیہ السلام میں پیدا ہونے والے لڑکوں کے قتل کرنے اور لڑکیوں کو غلامی کے لئے زندہ رکھنے کا حکم ۔ اور اس ظلم و ایذا کو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کا صبر و تحمل سے برداشت کرنا ۔ یہ واقعہ وقال الملاء من قوم فرعون اتذر موسیٰ ۔ تا ۔ فینظر کیف تعملون ۔ (پورا رکوع ۱۵) میں مذکور ہے ۔ تیسرا واقعہ فرعون اور اس کی قوم پر مختلف صورتوں میں اللہ کے عذاب کا نازل ہونا ۔ بحالت عذاب ان کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے رفع عذاب کی دعا کے لئے درخواست کرنا اور یہ عہد کرنا کہ عذاب اٹھ جانے کے بعد وہ ایمان لے آئیں گے اور پھر رفع عذاب کے بعد عہد شکنی کرنا اور آخر کار فرعون کا لاؤ لشکر سمیت دریائے نیل میں غرق ہونا یہ واقعہ ولقد اخذنا آل فرعون بالسنین ۔ تا ۔ وما کانوا یعرشون (رکوع ۱۶) میں مذکور ہے ۔ چوتھا واقعہ بنی اسرائیل کا دریا کے بارہ راستوں میں سے صحیح و سالم گذر جانا اور پار جا کر سرکشی پر اتر آنا اور مشرکوں کو دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بت پرستی کی اجازت چاہنا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اللہ کے احسانات یاد دلا کر ان کو سمجھانے کی کوشش کرنا یہ واقعہ وجاوزنا ببنی اسرآءیل البحر ۔ تا ۔ وفی ذلکم بلاء من ربکم عظیم ۝ (رکوع ۱۶ کا آخر) میں بیان کیا گیا ہے ۔

پانچواں واقعہ ۔ تورات دینے کے لئے اللہ تعالیٰ کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر بلانا ، موسیٰ علیہ السلام کا ہارون علیہ السلام کو اپنا جانشین بنانا ۔ کوہ طور پر رؤیت باری تعالیٰ کی آرزو کرنا ، تجلی الٰہی کی تاب نہ لا کر بیہوش ہو جانا ، ان کی عدم موجودگی میں قوم کا بگڑ جانا ، حضرت ہارون علیہ السلام کی تبلیغ توحید اور شرک سے روکنے کے باوجود گوسالہ سامری کی پرستش میں لگ جانا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تورات لے کر قوم میں واپس آنا ۔ یہ واقعہ وٰوعدنا موسیٰ ثلٰثین لیلۃ (ابتدا رکوع ۱۷) ۔ تا ۔ لنکونن من الخٰسرین (ع ۱۸) میں مذکور ہے ۔ چھٹا واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قوم کی بگڑی ہوئی حالت دیکھ کر غضبناک ہونا ، حضرت ہارون علیہ السلام کو ادائے فرائض میں کوتاہی کرنے کا الزام دینا ، پھر ان کا معقول عذر سن کر اپنی لغزش پر اللہ سے دعا کرنا اس کے بعد گوسالہ پرستوں کے لئے تخویف دنیوی کا ذکر ہے یہ واقعہ ولما رجع موسیٰ الیٰ قومہ (ع ۱۸) ۔ تا ۔ ھم لربہم یرھبون (ع ۱۹) میں بیان کیا گیا ہے ۔ ساتواں واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قوم کے ستر آدمیوں کو کلام الٰہی سننے کے لئے کوہ طور پر لے جانا ، ان لوگوں کا اللہ تعالیٰ کو علانیہ دیکھنے کا مطالبہ کرنا ، اس محال اور گستاخانہ مطالبہ پر ان کا ہلاک ہو جانا اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ان کا دوبارہ جی اٹھنا یہ واقعہ واختار موسیٰ قومہ (ع ۱۹) ۔ تا ۔ یھدون بالحق وبہ یعدلون (ع ۲۰) میں مذکور ہے ۔ اس حصے میں ماننے والوں کے لئے بشارت کے سلسلے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آگیا تھا اس لئے اس کے بعد بطور جملہ معترضہ قل یٰایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا الخ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی عالمگیر رسالت اور اللہ تعالیٰ کی توحید کا اعلان کرنے کا حکم دیا گیا ہے ۔ آٹھواں واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزے سے بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں کیلئے پتھر سے بارہ پانی کے چشموں کا ظاہر ہونا ۔ بنی اسرائیل پر بادلوں کا سایہ کرنا ، ان پر من و سلویٰ کا اترنا اور ان کو سرزمین بیت المقدس میں اترنے کا حکم دیا جانا اور ان کا سرکشی سے حکم خداوندی کی مخالفت کرنا ۔ یہ واقعہ وقطعنٰہم اثنتی عشرۃ اسباطا ۔ تا ۔ بما کانوا یظلمون (تمام رکوع ۲۰) میں مذکور ہے ۔

قصص کے اختتام پر وسئلہم عن القریۃ التی کانت حاضرۃ البحر (ع ۲۱) ۔ تا ۔ لعلہم یرجعون (ع ۲۱) میں تخویفات کا ذکر ہے ۔ اس کے بعد فخلف من بعدھم خلف سے ان برے لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے جو نیک لوگوں کے جانشین ہوتے اور ان کا مسلک توحید چھوڑ کر شرک کرنے اور شرک پھیلانے میں مصروف ہو جاتے ہیں اور دین کو دنیا کے دنی کمانے کا ذریعہ بنا لیتے ہیں اور پھر کہتے کیا ہیں سیغفر لنا قیامت تو آنے دو ہماری ضرور بخشش ہو جائیگی ۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے جھوٹے گدی نشینوں کے اس باطل دعوے کو چار وجوہ سے رد فرمایا ہے ۔ وجہ اول الم یؤخذ علیہم میثاق الکتٰب ۔ تا ۔ لا نضیع اجر المصلحین (ع ۲۱) یعنی اگر بدعملی کے باوجود بخشش ہو سکتی ہوتی تو ہمیں کتاب کی پیروی کرنے کا عہد و پیمان لینے کی کیا ضرورت تھی ۔ وجہ دوم واذ نتقنا الجبل ۔ تا ۔ لعلکم تتقون اگر ایسے ہی بخشش ممکن ہوتی تو اللہ کی کتاب پر عمل کرنے کا عہد لینے کے لئے پہاڑ اٹھا کر ان کے سروں پر معلق نہ کیا جاتا ۔ وجہ سوم واذ اخذ ربک من بنی آدم ۔ تا ۔ ولعلہم یرجعون (ع ۲۲) اگر اعتقادات حقہ اور اعمال صالحہ کے بغیر نجات ممکن ہوتی تو ہر فرد بشر سے توحید باری تعالیٰ کا عہد نہ لیا جاتا ۔ وجہ چہارم واتل علیہم نبا الذی اٰتینٰہ ۔ تا ۔ وانفسہم کانوا یظلمون (ع ۲۲) بلعم باعور کو ہم نے ہدایت عطا کی مگر اس کے بعد نافرمانی کی وجہ سے ہم نے اسے ذلیل و خوار کر دیا ۔ اگر بدعملی کے باوجود بخشش ہو سکتی ہوتی تو اسے ذلیل کرنے کی کیا ضرورت تھی اس کے بعد من یھد اللہ فہو المھتدی (ع ۲۲) ۔ تا ۔ وھم لا یبصرون (ع ۲۴) تمام آیتیں مذکورہ تینوں دعووں سے متعلق ہیں من یھد اللہ فہو المھتدی الخ یہ پہلے دعوے سے متعلق ہے یعنی آپ جرأت و دلیری سے مسئلہ پہنچا دیں ہدایت دینا یا نہ دینا اللہ کے اختیار میں ہے ولقد ذرأنا لجہنم کثیرا ۔ تا ۔ اولئک ھم الغٰفلون (ع ۲۴) یہ دوسرے سے متعلق ہے یعنی مشرکین جانوروں کی طرح ننگا ہونے میں کوئی شرم اور عار محسوس نہیں کرتے ۔ وللہ الاسماء الحسنیٰ ۔ تا ۔ وبہ یعدلون (آخر رکوع ۲۲) یہ تیسرے دعوے سے متعلق ہے تمام اعلیٰ صفتوں کا مالک اللہ تعالیٰ ہے وہی غیب دان اور کارساز ہے ۔ اس لئے صرف اسی کو پکارو اور اس کے سوا کسی کو مت پکارو ۔ والذین کذبوا بآیٰتنا (ع ۲۳) ۔ تا ۔ وبشیر لقوم یؤمنون (ع ۲۳) یہ پہلے دعوے سے متعلق ہے ۔ یعنی آپ بے دھڑک مسئلہ توحید بیان کریں جو نہ مانیں اور تکذیب کریں ایسے لوگوں کو ہم ڈھیل دیدیں گے اور جب پکڑیں گے سخت پکڑیں گے ۔ ھو الذی خلقکم من نفس واحدۃ

سُوْرَةُ الْاَعْرَافِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَتَانِ وَّسِتُّ اٰيٰتٍ وَّاَرْبَعٌ وَّعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا

ف۱ سورۂ اعراف مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی دو سو چھ آیتیں اور چوبیس رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓصٓ ① كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ

ف۲ جو کتاب ف۳ اتری ہے تجھ پر سو چاہیے کہ تیرا جی

حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ②

تنگ نہ ہو اس کے پہنچانے سے تاکہ تو ڈرائے اس سے اور نصیحت ہو ایمان والوں کو

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا

چلو اسی پر کہ جو اترا تم پر تمہارے رب کی طرف سے اور نہ چلو

مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ③ وَ

اس کے سوا اور رفیقوں کے پیچھے ف۱ تم بہت کم دھیان کرتے ہو اور

كَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا

کتنی بستیاں ف۵ ہم نے ہلاک کردیں کہ پہنچا ان پر ہمارا عذاب راتوں رات

اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ ④ فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ

یا دوپہر کو سوتے ہوئے پھر یہی تھی ان کی پکار جس وقت

جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا

کہ پہنچا ان پر ہمارا عذاب ف۶ کہ کہنے لگے بے شک ہم تھے

ظٰلِمِيْنَ ⑤ فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ

گنہگار سو ہم کو ضرور پوچھنا ہے ف۷ ان سے جن کے پاس رسول بھیجے گئے تھے

وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ⑥ فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ

اور ہم کو ضرور پوچھنا ہے رسولوں سے پھر ہم ان کو احوال سنائیں گے ف۲

(ع ۲۴) - تا - اما انتم صامتون ○ دوسرے دعوے سے متعلق ہے۔ یعنی وہ اولاد حاصل کرنے کے لئے غیر اللہ کی نذریں نیازیں دیتے ہیں اِنَّ الذین تدعون من دون اللہ - تا - وھم لا یبصرون تیسرے دعوے سے متعلق ہے مشرکین اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں وہ بالکل عاجز اور بے بس ہیں وہ نہ غیب دان ہیں نہ حاجت روائی کی قدرت رکھتے ہیں۔ اس کے بعد خذ العفو وامر بالعرف الخ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ واخوانھم یمدونھم فی الغی ثم لا یقصرون ○ زجر ہے اور واذا لم تاتھم بآیۃ الخ شکوی اور قل انما اتبع ما یوحی الیّ جواب شکوی ہے۔ ھٰذا بصائر من ربکم - تا - لعلکم ترحمون ترغیب الی القرآن۔ واذکر ربک فی نفسک الخ یعنی ہر حال میں صرف اللہ ہی کو پکارو اور اس کی پکار میں کسی کو شریک نہ بناؤ۔

ف۲ المص یہ حروف مقطعات میں سے ہیں ان کی مراد اللہ ہی جانتا ہے، حروف مقطعات کی تفصیلی بحث سورۂ بقرہ کی تفسیر میں گذر چکی ہے۔ (ص۵، حاشیہ ۲) جیسا کہ خلاصہ میں گذر چکا ہے سورۂ اعراف میں تین دعوے ذکر کیے گئے ہیں (۱) مسئلہ توحید کی جرأت و استقلال سے تبلیغ کرو اور اس سلسلہ میں جو تکلیفیں آئیں انہیں برداشت کرو اور دل میں تنگی نہ لاؤ (۲) نفی شرک فعلی یعنی اللہ کے نازل کردہ احکام کی پیروی کرو اور شیاطین کی اتباع میں اپنی طرف سے تحریمات اختراع نہ کرو (۳) نفی شرک اعتقادی یعنی غیب دان اور متصرف صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ اس نے کوئی اختیار کسی کے حوالے نہیں کیا لہٰذا غائبانہ حاجات میں اسی کو پکارو۔

پہلا دعوی

ف۳ یہ دعوئ اولیٰ ہے۔ یعنی بہادر بن کر مسئلہ توحید پہنچاؤ اور دل میں کسی قسم کی تنگی نہ لاؤ اور مشرکین کی تکذیب کی پرواہ مت کرو حرج منه بتبليغ لانه كان يخاف قومه وتكذيبهم له واعراضهم عنه (مدارک ج۲ ص۳۳) کتاب خبر اور ھذا اس کا مبتدا محذوف ہے لتنذر به الخ یہ انزل کے متعلق اور فلا یکن فی صدرک حرج اسی پر متفرع ہے۔

دوسرا دعوی

ف۴ یہاں سے دوسرے دعوے کی ابتداء ہوتی ہے اس آیت میں دوسرا دعوی بالاجمال مذکور ہے۔ یعنی اللہ کے نازل کردہ احکام کی پیروی کرو اور شیاطین کی پیروی نہ کرو۔ رکوع ۳ اور ۴ میں یعنی از یٰبنی اٰدم قد انزلنا علیکم لباسا — تا — فذوقوا العذاب بما کنتم تکسبون یہ دعوی تفصیل سے مذکور ہے اس سے پہلے رکوع ۲ یعنی ولقد خلقنکم ثم صورنکم - تا - ومنها تخرجون میں اس کی تمہید کا ذکر ہے۔ ولا تتبعوا من دونه اولیاء۔ اولیاء سے یہاں شیاطین الانس والجن مراد ہیں جو لوگوں کو گمراہ کرتے، ان سے شرک کراتے اور ان کو خود ساختہ تحریمات پر آمادہ کرتے ہیں۔ اراد بالاولیاء الشیاطین شیاطین الانس والجن وانهم الذين يحملون على عبادة الاوثان والاهواء والبدع ويضلون عن دين الله تعالى (البحر ج۴ ص۲۶۹ وکذا فی الکبیر ج۴ ص۲۶۳) جیسا کہ اسی سورت کے تیسرے رکوع میں ارشاد ہے انا جعلنا الشیٰطین اولیاء للذین لا یؤمنون **ف۵** یہ تخویف دنیوی ہے اَھْلَکْنٰھَا ای اَھْلَکْنَا اَھْلَھَا۔ یعنی بہت سی بستیوں کے باسیوں کو ہم ہلاک کر چکے ہیں بیاتًا مصدر بمعنی اسم فاعل اھلکنا کے مفعول سے حال واقع ہے مصدر واقع موقع الحال بمعنی بائتین۔ (مدارک ج۲ ص۳۴) قائلون - قیلولہ سے ہے جس کے معنی دوپہر کے وقت نیند کرنے کے ہیں فما کان دعوٰھم الخ عذاب آنے سے پہلے تو وہ ضد و عناد کی وجہ سے مانتے نہ تھے لیکن جب ان کی بد اعمالیوں اور مسلسل جحود و انکار کے سبب اللہ کا

یعنی [illegible] مراد یہ سورت [illegible] شروع دعوی اولیٰ سورت یعنی مسئلہ توحید کو بہادر ہو کر پہنچاؤ اور دل میں تنگی نہ لاؤ۔ یہ کتاب نازل کے متعلق ہے اور فلا یکن [illegible] اس پر متفرع ہے فی صدرک [illegible] یہ دعوی ثانیہ سورت یعنی ما انزل الیکم کے اتباع کا حکم اور شیاطین کے اتباع سے [illegible] یہاں لفظ اولیاء سے شیاطین مراد ہیں۔ ۵ یہ تخویف دنیوی ہے۔ یہ حال ہے ای بائتین۔ یہ قیلولہ سے ماخوذ ہے۔ تخویف اخروی

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی معبودان باطل کہ دوست میگرفتند ۱۲ ف۲ یعنی ہمہ اعمال ایشان را ۱۲

عذاب آجاتا تو اپنے قصور کا اعتراف کر لیتے مگر اس وقت پچھتانے سے کچھ فائدہ نہ ہوتا۔ ف۶ یہ تخویف اخروی ہے۔ ف۷ علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ قیامت کے دن جو میزان (ترازو) نصب کیا جائے گا۔ اس میں کیا تولا جائے گا۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ وہ اعمالنامے تولے جائیں گے جن میں حسنات و سیئات لکھے جاتے ہیں اور بعض کا قول ہے کہ قیامت کے دن اعمال حسنہ کو اچھی صورت میں اور اعمال سیئہ کو قبیح صورت میں مصور و مجسم کیا جائے گا اور پھر ان کو ترازو کے پلڑوں میں ڈال کر تولا جائے گا۔ قال بعضهم توزن صحائف الاعمال المكتوبة فيها الحسنات والسيئات ..... وقال ابن عباس يؤتى بالاعمال الحسنة على صورة حسنة و بالاعمال السيئة على صورة قبيحة فتوضع في الميزان (خازن ج ۲ ص۱۷۴) ف۸ یہ بشارت اخروی ہے و من خفت موازینہ الخ یہ تخویف اخروی ہے ف۹ یہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت قبول کرنے کی ترغیب ہے۔ مَعَايِشَ معيشة کی جمع ہے مراد ذریعہ معاش ہے یعنی ہم نے زمین میں تم کو تمکین دی اور اس میں تمہاری روزی کے لئے کئی اسباب و ذرائع مہیا کئے اللہ کی ان انعامات کے شکرانے میں تمہیں اس کے احکام کا اتباع کرنا چاہئے اور اس کے رسول کی دعوت کو دل و جان سے قبول کرنا چاہئے ف۱۰ یہ دوسرے دعوے کی تمہید ہے جو اس پورے رکوع میں ذکر کی گئی ہے۔ اس میں حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم، ابلیس کی نافرمانی، اس کے ملعون و مطرود ہونے اور آدم و حوا علیہما السلام سے اس کی عداوت اور اس کی وجہ سے جنت میں ان کے برہنہ ہو جانے کا ذکر کیا گیا ہے ثم قلنا الخ ثم یہاں تعقیب ذکری کے لئے ہے ورنہ ماقبل سے مرتبط نہیں ہو سکے گا۔ کیونکہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم اولاد آدم کی پیدائش سے پہلے ہوا تھا۔ مطلب یہ ہے کہ یہ واقعہ بھی اس کے بعد بیان کرو۔ لہذا اس سے یہ مطلب نکالنا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے بھی دنیا میں انسان موجود تھے سراسر باطل ہے اور کج فہمی پر مبنی ہے بعض مفسرین نے خلقنکم اور صورنکم میں مضاف مقدر مانا ہے خلقنا اباکم آدم علیہ السلام طینا غیر مصور ثم صورناه الخ (روح ج ۸ ص۸۶) لیکن ثم کو تعقیب ذکری پر محمول کرنے کی صورت میں اس تقدیر کی ضرورت نہیں رہتی۔

بِعِلْمٍ وَّمَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ ⑦ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ
اپنے علم سے اور ہم کہیں غائب نہ تھے اور تول ف۷ اس دن
الْحَقُّ ج فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ
ٹھیک ہوگی پھر جس کی تولیں بھاری ہوئیں ف۸ سو وہی ہیں
الْمُفْلِحُوْنَ ⑧ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ
نجات پانے والے اور جس کی تولیں ہلکی ہوئیں سو وہی ہیں
الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا
جنہوں نے اپنا نقصان کیا اس واسطے کہ ہماری آیتوں
يَظْلِمُوْنَ ⑨ وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا
کا انکار کرتے تھے ف۹ اور ہم نے تم کو جگہ دی زمین میں ف۱۰ اور مقرر کر دیں
لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ط قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ⑩ وَلَقَدْ
اس میں تمہارے لئے روزیاں تم بہت کم شکر کرتے ہو اور ہم
خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ
نے تم کو پیدا کیا ف۱۰ پھر صورتیں بنائیں تمہاری پھر حکم کیا فرشتوں کو کہ
اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ صلے فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ط لَمْ يَكُنْ
سجدہ کرو آدم کو پس سجدہ کیا سب نے مگر ابلیس ف۱۱ نہ تھا
مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ⑪ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ
سجدہ والوں میں کہا تجھ کو کیا مانع تھا کہ تو نے سجدہ نہ کیا جب
اَمَرْتُكَ ط قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ج خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّ
میں نے حکم دیا تجھ کو بولا میں اس سے بہتر ہوں مجھ کو تو نے بنایا آگ سے اور
خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ⑫ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ
اس کو بنایا مٹی سے کہا تو اتر یہاں سے تو اس لائق

ع ۱ ۸

ف۱ معنی ان کا وزن یا اعمال کو مجسم کرکے ان کا وزن کرنا مراد ہے یعنی وزن [illegible] ف۲ بشارت اخروی۔ ف۳ تخویف اخروی۔ ف۴ ترغیب ف۵ تمہید مقصود اس کے بعد یعنی آدم کے [illegible] تعقیب ذکری [illegible] منقطع ہے یعنی ابلیس کو بھی حکم ہوا لیکن اس نے نہ مانا ایسے مقامات پر کلام میں حذف [illegible] ہے۔

ف۱۱ ابلیس فرشتوں میں سے نہیں تھا لیکن سجدہ کرنے کا حکم اسے بھی ہوا تھا مطلب یہ ہوگا کہ فرشتوں کو حکم دیا تو وہ مان گئے اور ابلیس کو بھی حکم ہوا مگر وہ نہیں مانا۔ عرف عام میں ایسے موقعوں پر حذف سے کام لیا جاتا ہے مثلاً کہا جاتا ہے فلاں شہر والوں کو وعظ کیا وہ مان گئے لیکن فلاں شہر والوں نے نہیں مانا یعنی انکو بھی وعظ کیا تھا لیکن وہ نہیں مانے۔

موضح قرآن ف۱ ہر شخص کے عمل لکھے جاتے ہیں موافق وزن کے وہی کام ہے کہ صدق سے اور محبت سے موافق حکم کیا اور بر محل کیا تو اسکا وزن بڑھ گیا اور دکھاوے کو یا رسم کو کیا یا موافق حکم نہ کیا یا ٹھکانے پر نہ کیا تو وزن گھٹ گیا آخرت میں وہ کاغذ تولیں گے جسکے نیک کام بھاری ہوئے تو بُرے کام بخشے گئے اور ہلکے ہوئے تو پکڑا گیا۔

۱۲
لَكَ أَنْ تَتَكَبَّرَ فِيهَا فَاخْرُجْ إِنَّكَ مِنَ الصَّٰغِرِينَ
نہیں کہ تکبر کرے یہاں پس باہر نکل تو ذلیل ہے
قَالَ أَنْظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿١٤﴾ قَالَ إِنَّكَ مِنَ
بولا کہ مجھے مہلت دے اس دن تک کہ لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں فرمایا تجھ کو
الْمُنْظَرِينَ ﴿١٥﴾ قَالَ فَبِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ
مہلت دی گئی بولا تو جیسا ۱۲ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے میں بھی ضرور بیٹھوں گا ان کی
صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ ﴿١٦﴾ ثُمَّ لَآتِيَنَّهُمْ مِنْ بَيْنِ
تاک میں تیری سیدھی راہ پر ف۱ پھر ان پر آؤں گا ان کے
أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ
آگے سے اور پیچھے سے ۱۳ اور دائیں سے اور
شَمَائِلِهِمْ ۖ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ ﴿١٧﴾ قَالَ
بائیں سے اور نہ پائے گا تو اکثروں کو ان میں شکرگذار ۱۴ کہا
اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُومًا مَدْحُورًا ۖ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ
نکل یہاں سے ۱۵ برے حال سے مردود ہو کر جو کوئی ان میں سے تیری راہ پر چلیگا
لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿١٨﴾ وَيَا آدَمُ اسْكُنْ
تو میں ضرور بھر دونگا دوزخ کو تم سب سے اور اے آدم رہ تو
أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا
اور تیری عورت جنت میں پھر کھاؤ جہاں سے چاہو اور
تَقْرَبَا هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ﴿١٩﴾
پاس نہ جاؤ اس درخت کے پھر تم ہو جاؤ گے گنہگار
فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ
پھر بہکایا ان کو شیطان نے تاکہ کھول دے ۱۶ ان پر وہ چیز کہ ان کی نظر سے پوشیدہ

۱۲ با سببیہ اور ما مصدریہ ہے ۔ ۱۳ یعنی آگے سے روکنا مراد ہے ۔ پیچھے دنیا کی طرف مشغول کرنا دائیں سے نیکیوں سے روکنا بائیں سے برائیوں کی طرف متوجہ کرنا ۔ یا یہ چاروں طرف کنایہ ہیں ہر طرح سے گمراہ کرنے کا یہی معنی سیاق قرآن کے موافق ہے ۔ ۱۴ ای موحدین کذا عن ابن عباس

لام قسمیہ ہے ۔ ای فقلنا یا آدم ۔ ۱۹ لام عاقبت کا ہے کیونکہ شیطان کا مقصد ظاہر کرنا نہیں تھا اور نہ اس کو علم تھا کہ ایسا ہوگا صرف ان سے اللہ کے حکم کی مخالفت کرانا مقصود تھی ۔

۱۲ ما مصدریہ اور با سببیہ ہے اغویتنی ای بما اضللتنی وھو المروی عن ابن عباس رضی اللہ تعالے عنھما (روح ج ۸ ص ۹۴) یعنی مجھ کو تیرے گمراہ اور بدراہ کر دینے کی وجہ سے میں آدم اور اولاد آدم کو گمراہ کرنے کے لئے تیری سیدھی راہ پر بیٹھوں گا اور مختلف حیلوں سے ان کو صراط مستقیم سے بھٹکانے کی کوشش کروں گا ۱۳ من بین ایدیھم سے آخرت پر ایمان لانے سے روکنا مراد ہے ومن خلفھم دنیا میں مشغول و منہمک کر دینا وعن ایمانھم نیکیوں سے روکنا وعن شمائلھم سے برائیوں کی ترغیب دینا مراد ہے ۔ یا یہ چاروں ہر طریقہ سے گمراہ کرنے سے کنایہ ہے اور یہی معنی سیاق قرآن کے مطابق ہے الظاھر ان اتیانہ من ھذہ الجھات الاربع کنایۃ عن وسوستہ واغوائہ لہ والجد فی اضلالہ من کل وجہ یمکن (بحر ج ۴ ص ۲۷۶) ۱۴ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں یہاں شاکر بمعنی موحد ہے قال ابن عباس معناہ ولا تجد اکثرھم موحدین (خازن ج ۲ ص ۱۷۸) ۱۵ منہا کی ضمیر سے جنت یا زمرۂ ملائکہ یا آسمان مراد ہے مذءوما ای مذموما (بحر) مدحورا ای مطرودا (راندہ درگاہ خدا) لمن تبعک الخ اس میں لام قسمیہ ہے اور لاملئن جھنم الخ جواب قسم ہے ۔ ۱۶ لیبدی لام وسوس کے متعلق ہے اور عاقبت کے لئے ہے کیونکہ ابلیس کا مقصد خاص یہ ذلت پہنچانا نہیں تھا بلکہ اس کا مقصد تو ان سے خدا کی نافرمانی صادر کرانا تھا لیکن آخر الامر یہ بات بھی ہو گئی واللام فی قولہ لیبدی لھما لام العاقبۃ وذلک لان ابلیس لم یقصد بالوسوسۃ ظھور عوراتھما وانما کان حملھما علی المعصیۃ فقط فکان عاقبۃ امرھما ان بدت عوراتھما (خازن ج ۲ ص ۱۷۹) من سوآتھما یہ ما ووری کا بیان ہے ۔

موضح قرآن ف۱ یعنی میں تو گمراہ ہوا اب ان کی بھی راہ ماروں گا ۔

عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا

تھی ان کی شرمگاہوں سے اور وہ بولا کہ تم کو نہیں روکا تمہارے رب نے

عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ

اس درخت سے مگر اسی لئے کہ کبھی تم ہو جاؤ فرشتے یا

تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ⑳ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا

ہو جاؤ ہمیشہ رہنے والے ف اور ان کے آگے قسم کھائی کہ میں البتہ

لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ㉑ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا

تمہارا دوست ہوں ۱۷ پھر مائل کر لیا ان کو فریب سے ۱۸ پھر جب چکھا ان دونوں

الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ

نے درخت کو تو کھل گئیں ان پر شرمگاہیں ان کی اور لگے جوڑنے اپنے

عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۭ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ

اوپر بہشت کے پتے اور پکارا ان کو ان کے رب نے

اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ

کیا میں نے منع نہ کیا تھا تم کو اس درخت سے ۱۹ اور نہ کہہ دیا تھا تم کو کہ

الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ㉒ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ

شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے بولے وہ دونوں کہ اے رب ہمارے ظلم کیا

اَنْفُسَنَا سکتہ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ

ہم نے اپنی جان پر ۲۰ اور اگر تو ہم کو نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور

مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ㉓ قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ

ہو جائیں گے تباہ فرمایا تم اترو ۲۱ تم ایک دوسرے کے

عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى

دشمن ہوگے اور تمہارے واسطے زمین میں ٹھکانا اور نفع اٹھانا ہے ایک

ل باب مفاعلہ اس لئے ہے کہ قسم شیطان نے کھائی اور آدم و حوا علیہما السلام نے تصدیق کی از مدارک۔

۲ ہے اسم اشارہ برائے بعید

۱۷ ابلیس نے ان کو قسم دی کہ وہ ان کی خیرخواہی کر رہا ہے یہاں لمزید بمعنی مجرد ہے کیونکہ قسم صرف ابلیس نے کھائی تھی لیکن آدم و حوا علیہما السلام نے چونکہ اس کی قسم کو مان لیا تھا تو گویا ان کی طرف سے بھی قسم ہو گئی اس لئے باب مفاعلہ استعمال کیا گیا و اخرج قسم ابلیس علی زنۃ المفاعلۃ لان لما کان منہ القسم و منھما التصدیق فکانھما من اثنین (مدارک ج ۲ ص ۳۰) **۱۸** آخر ابلیس نے دھوکہ اور فریب سے ان کو شجرۂ ممنوعہ کھانے پر آمادہ کر لیا اور ان کو ان کے رتبۂ اطاعت سے نیچے گرا دیا ای حطھما عن درجتھما و انزلھما عن رتبۃ الطاعۃ الی رتبۃ المعصیۃ (روح ج ۸ ص ۱۰۱) **۱۹** یہ اصل میں تی تھا اسم اشارہ برائے تانیث واحد اس کے بعد لام بُعد لگایا گیا التقاء ساکنین کی وجہ سے یا گر گئی اور ک، کما، کم وغیرہ ضمائر خطاب تنبیہ کے لئے آتی ہیں اور مخاطب کی مناسبت سے استعمال ہوتی ہیں۔ یہاں مخاطب چونکہ دو تھے یعنی آدم و حوا علیہما السلام اس لئے ضمیر کما استعمال کی گئی۔ **۲۰** شجرۂ ممنوعہ کھا لینے کی لغزش پر نادم ہو کر حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے معافی کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے یہی دعائیہ کلمات ان کے دل میں ڈال دیئے چنانچہ دونوں نے انہی کلمات سے گڑگڑا کر اللہ سے معافی مانگی تو اللہ تعالیٰ نے لغزش معاف فرما دی جیسا کہ سورۂ بقرہ ع ۴ میں ارشاد ہے فتلقی اٰدم من ربہ کلمات فتاب علیہ تمام محققین اہل تفسیر کی رائے یہی ہے کہ اس آیت میں کلمات سے یہی دعا مراد ہے ای استقبلھما بالاخذ والقبول والعمل بھا.... وھن قولہ تعالیٰ ربنا ظلمنا انفسنا الخ (مدارک ج ۱ ص ۳۵) **۲۱** اھبطوا بصیغہ جمع میں خطاب حضرت آدم و حوا علیہما السلام اور ابلیس سے ہے۔ امام فراء کہتے ہیں خطاب حضرت آدم اور حوا سے ہے جیسا کہ دوسری جگہ وارد ہے قال اھبطا منھا جمیعا (طٰہٰ ع ۷) چونکہ وہ دونوں نوع بشری کی اصل ہیں اس لحاظ سے گویا کہ وہی جمیع بشر ہیں وضمیر الجمع لکونھما اصل البشر فکانھما ھم (روح ج ۸ ص ۱۰۳)۔

موضح قرآن ف۱ عیب ڈھکے تھے یعنی حاجت استنجا اور حاجت شہوت جنت میں نہ تھی اور ان کے بدن پر کپڑے تھے وہ کبھی اتارتے نہ تھے کہ اتارنے کی حاجت نہ ہوتی تھی یہ اپنے اعضا سے واقف نہ تھے، جب یہ گناہ ہوا تو لوازم بشری پیدا ہوئے اپنی حاجت سے خبردار ہوئے اور اپنے اعضا دیکھے۔

۲۲ حیات سے حیات متعارفہ مراد ہے اس لئے یہ اعتراض وارد نہیں ہوگا کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہونے تو وہ بھی زمین پر ہی زندگی بسر کرتے۔ زمین حیات متعارفہ کا مرکز ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آسمان میں زندگی یہاں کی متعارف زندگی نہیں۔ یعنی وہ زندگی جس کے ساتھ خورد نوش اور دیگر لوازم وابستہ ہوں۔ یہاں تک تمہید ختم ہوئی۔ **۲۳** تمہید کے بعد یہاں سے اصل مقصد یعنی دوسرا دعویٰ شروع ہوتا ہے جسے رکوع ۳ و ۴ میں چار دفعہ یٰبنی آدم کے عام خطاب سے بیان کیا گیا ہے قد انزلنا علیکم لباسًا یعنی ہم نے لباس اس لئے بنایا ہے تاکہ تم اپنے قابل ستر اعضاء کو ڈھانپ سکو اور لباس سے زینت و آرائش کا کام بھی لو۔ ریشًا ای زینۃ **۲۴** لباس التقویٰ سے ایمان، عمل صالح اور دلی حیاء مراد ہے مطلب یہ کہ ظاہری لباس کے ساتھ یہ تقویٰ کا لباس بھی پہننا چاہئے جو پہلے سے کہیں زیادہ ضروری اور اہم ہے **۲۵** یہاں اولاد آدم کو شیطان کے فریب سے خبردار کیا گیا کہ یہ وہی تمہارا پرانا دشمن ہے جس نے تمہارے ماں باپ (حواء و آدم) کو فریب دیکر جنت سے نکالا تھا تم اس کے فریب میں نہ آجانا۔ خطاب بلا واسطہ مشرکین عرب سے ہے جو برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا کرتے تھے اور اس فعل شنیع کو عبادت سمجھتے تھے یہ سب شیطان کے اغوار سے تھا۔ حاصل یہ کہ یہ بے حیائی تم سے شیطان کرا رہا ہے۔ شیطان کے اغوار سے تم نے بحالت طواف لباس پہننا حرام کر دیا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایسا کوئی حکم نہیں دیا جیسا کہ سورۂ کہف ع ۷ میں ہے افتتخذونہ وذریتہ اولیاء من دونی وھم لکم عدو۔ مشرکین کی عورتیں بھی برہنہ ہو کر طواف کرتیں اور یہ شعر گاتیں ؎

الیوم یبدو بعضہ اوکلہ
فمابدا منہ فلا احلہ

احلال کے معنی ہیں لائق عذاب دانستن (صراح) یعنی آج شرمگاہ کا ننگا ہو جانا موجب عذاب نہیں۔ مولانا عارف رومی نے ایسے ہی لوگوں کے بارے میں فرمایا جو خلاف شریعت افعال کو عبادت اور قرب الٰہی کا ذریعہ جانتے ہیں ؎

یاں نگیری ابلہاں را تو ولی
سر منہ گوسالہ را چوں سامری

لیریھما میں لام عاقبت کا ہے۔ **۲۶** وقبیلہ ای ذریتہ اوجنودہ من الشیاطین (مدارک ج ۲ ص ۳۹) یعنی ابلیس اور اس کی ذریت انسان کو دیکھ سکتی ہے مگر انسان ان کو نہیں دیکھ سکتا اس لئے وہ محفوظ گھات سے انسان کو گمراہ کرنے کیلئے حملہ کرتا ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ گمراہ کرنے والا صرف ایک ابلیس ہی نہیں بلکہ اسکی بے شمار ذریت اس کام میں مصروف ہے۔ انا جعلنا الشیٰطین اولیاء للذین لا یؤمنون یہ اس بات پر قرینہ ہے کہ سورۂ اعراف کے شروع میں ولا تتبعوا من دونہ اولیاء میں اولیاء سے شیاطین مراد ہیں جو لوگوں کو گمراہ کرتے رہتے ہیں۔ اس سے اہل بدعت کا یہ استدلال باطل ہوگیا کہ اگر ایک شیطان (ابلیس) ہر جگہ حاضر و حاضر ہو کر لوگوں کو گمراہ کر سکتا ہے تو کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں ہو سکتے۔ (معاذ اللہ من ہذا التشبیہ) قال الزجاج سلطنا ھم علیھم یزیدون فی غیھم فینا بعونھم علی ذلک فصاروا اولیاءھم (بحر ج ۴ ص ۲۸۵) **۲۷** یہ شکویٰ ہے اور فاحشۃ سے یہاں برہنہ طواف اور دیگر مشرکانہ افعال مراد ہیں جیسا کہ حضرت ابن عباس زہری۔ مجاہد۔ زید بن اسلم۔ ابن عطیہ اور سدی سے منقول ہے وھو طوافھم بالبیت عراۃ وشرکھم (مدارک) قال ابن عطیۃ والفاحشۃ وان کان عامًا ھی کشف

ع ۲ ۱۵ ۹

حِيْنٍ ﴿٢٤﴾ قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا
وقت تک فرمایا اسی میں تم زندہ رہو گے ۲۲ اور اسی میں تم مرو گے اور اسی سے
تُخْرَجُوْنَ ﴿٢٥﴾ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا
تم نکالے جاؤ گے اے اولاد آدم کی ۲۳ ہم نے اتاری تم پر پوشاک
يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ؕ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ
جو ڈھکے تمہاری شرمگاہیں اور آرائش کے کپڑے اور لباس پرہیزگاری کا ۲۴
ذٰلِكَ خَيْرٌ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿٢٦﴾
وہ سب سے بہتر ہے یہ نشانیاں ہیں اللہ کی قدرت کی تاکہ وہ لوگ غور کریں ف
يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ
اے اولاد آدم کی نہ بہکائے تم کو ۲۵ شیطان جیسا کہ اس نے نکال دیا
اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا
تمہارے ماں باپ کو بہشت سے اتروائے ان سے ان کے کپڑے
لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ؕ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ
تاکہ دکھلائے ان کو شرمگاہیں ان کی وہ دیکھتا ہے تم کو ۲۶ وہ اور اس کی قوم
مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ
جہاں سے تم ان کو نہیں دیکھتے ہم نے کر دیا شیطانوں کو
اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٢٧﴾ وَاِذَا فَعَلُوْا
رفیق ان لوگوں کا جو ایمان نہیں لاتے اور جب کرتے ہیں
فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ
کوئی برا کام ۲۷ تو کہتے ہیں کہ ہم نے دیکھا اسی طرح کرتے اپنے باپ دادوں کو اور اللہ
اَمَرَنَا بِهَا ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ؕ
نے بھی ہم کو یہ حکم کیا ہے تو کہہ دے کہ اللہ ۲۸ حکم نہیں کرتا برے کام کا

ا۔ حیات متعارفہ مراد ہے۔ لہذا حیات عیسیٰ علیہ السلام پر کوئی اعتراض نہیں آسکتا۔ ۲۔ تمہید کے بعد یہاں سے مقصود کا بیان شروع ہو رہا ہے۔ یہ چار کلام میں سے پہلا اول حصہ ۳۔ یعنی لباس بھی لباس ہے اور تقویٰ بھی ۴۔ یعنی شیطان نے ننگا طواف [illegible] اسی طرح [illegible] نے تمہارا [illegible] بنایا۔ بات اللہ تعالیٰ نے ایسا کوئی حکم نہیں دیا۔ افتتخذونہ وذریتہ اولیاء من دونی [illegible] الیوم یبدو بعضہ او کلہ وما بدا منہ فلا احلہ مولانا روم نے فرمایا یاں نگیری ابلہاں را تو ولی سر منہ گوسالہ را چوں سامری۔ لیریھما میں لام عاقبت کا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ابتداء سورت میں [illegible]

و لا تتبعوا من دونہ اولیاء سے شیاطین مراد ہیں۔

موضح قرآن ف یعنی دشمن نے جنت کے کپڑے تم سے اتروائے پھر ہم نے تم کو دنیا میں تدبیر لباس کی سکھا دی اب وہی لباس پہنو جس میں پرہیزگاری ہو یعنی مرد لباس ریشمی نہ پہنے اور دامن دراز نہ رکھے اور جو منع ہوا ہے سو نہ کرے اور عورت بہت باریک نہ پہنے کہ لوگوں کو بدن نظر آوے اور اپنی زینت نہ دکھاوے۔

العودة فی الطواف فقد روی عن الزهری انه قال فی ذلک نزلت هذه الأیات وقاله ابن عباس ومجاهد انتهیٰ ۳ بقال زید بن مسلم السدی مشرکین کو جب اپنے افعال قبیحہ سے روکا جاتا تو کہتے کہ ہمارے باپ دادا یہ کام کرتے چلے آئے ہیں اور اللہ نے ہمیں ان کاموں کا حکم دیا ہے۔ **۲۸** یہ جواب شکوی ہے۔ یعنی یہ اللہ تعالیٰ پر سراسر افترا ہے کہ اس نے ان کو ان کاموں کا حکم دیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی شان اس سے بہت بلند اور ارفع ہے کہ وہ ایسے فواحش کا حکم دے **۲۹** القسط سے اللہ تعالیٰ کی توحید مراد ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں قال ابن عباس رضی اللہ عنہما بلا الہ الا اللہ (خازن ج۲ ص۱۸۳) واقیموا وجوهکم ای قال واقیموا، اقیموا سے پہلے قال مقدر ہے تاکہ امر کا خبر پر عطف لازم نہ آئے کیونکہ وہ جائز نہیں۔ یعنی اپنی توجہات صرف اللہ کی جانب رکھو اور اس کے ساتھ شریک نہ کرو اور خالصۃً صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو **۳۰** شیطان کے اغواء اور وسوسہ میں آکر شرک اور فواحش میں مبتلا ہوگئے اور اللہ کے احکام کو چھوڑ کر شیطان کی پیروی شروع کر دی اور بدقسمتی سے اسی کو راہ ہدایت سمجھ بیٹھے **۳۱** زینۃ سے لباس مراد ہے مسجد سے مراد وقت سجدہ ہے یعنی ہر نماز کے وقت لباس ساتر عورت پہنو یا مسجد سے جائے سجدہ مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ ہر مسجد میں ہر قسم کی عبادت طواف، نماز وغیرہ کے وقت لباس زیب تن کرو اور اپنی طرف سے تحریمیں نہ کرو کیونکہ یہ شرک ہے ایسی خود ساختہ تحریمات کو ختم کرو ولا تسرفوا ای لا تشرکوا **۳۲** یہ تحریمات غیر اللہ کا بیان ہے یعنی زینت و آرائش کا جو سامان اللہ نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کیا ہے اور رزق کے لئے اس نے جو پاکیزہ چیزیں پیدا فرمائی ہیں یہ کس نے حرام کی ہیں۔ ظاہر ہے اللہ نے تو ان کو حرام نہیں ٹھہرایا کیونکہ اس نے یہ چیزیں بندوں کے استعمال کے لئے پیدا کی ہیں لہذا اپنی طرف سے ان حلال چیزوں کو حرام نہ ٹھہراؤ۔ **۳۳** یعنی یہ سامان آرائش و زینت اور طیبات رزق دنیا میں بھی مؤمنین کے فائدہ اٹھانے کیلئے ہیں مگر یہاں ان اشیاء سے نفع اٹھانے میں کفار و مشرکین بھی ان کے ساتھ شریک ہیں خالصۃ یوم القیمۃ لیکن قیامت کے دن یہ اشیاء مؤمنین کے ساتھ مختص ہونگی اور کفار ان سے محروم ہونگے کذلک نفصل الأیت ای نمیز الحلال من الحرام لقوم یعلمون انہ لا شریک لہ (مدارک ج۲ ص۳۹)

اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾ قُلْ اَمَرَ
کیا لگاتے ہو اللہ کے ذمے وہ باتیں جو تم کو معلوم نہیں ف۱ تو کہہ دے کہ میرے
رَبِّیْ بِالْقِسْطِ قف وَاَقِیْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ
رب نے حکم کر دیا ہے انصاف کا ۲۹ اور سیدھے کرو اپنے منہ ہر نماز
مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۵ كَمَا
کے وقت اور پکارو اس کو خالص اس کے فرمانبردار ہو کر جیسا
بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ﴿۲۹﴾ ط فَرِیْقًا هَدٰى وَفَرِیْقًا
تم کو پہلے پیدا کیا دوسری بار بھی پیدا ہوگے ف۱ ایک فرقہ کو ہدایت کی اور ایک فرقہ پر
حَقَّ عَلَیْهِمُ الضَّلٰلَةُ ط اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّیٰطِیْنَ
مقرر ہو چکی گمراہی انہوں نے بنایا شیطانوں کو ۳۰
اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَیَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ
رفیق اللہ کو چھوڑ کر اور سمجھتے ہیں کہ وہ
مُّهْتَدُوْنَ ﴿۳۰﴾ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَكُمْ عِنْدَ
ہدایت پر ہیں اے اولاد آدم کی لے لو ۳۱ اپنی آرائش ف۲ ہر
كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ج اِنَّهٗ
نماز کے وقت اور کھاؤ اور پیو اور بے جا خرچ نہ کرو اس کو
لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ﴿۳۱﴾ ع قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَةَ
خوش نہیں آتے بے جا خرچ کرنے والے ف۳ تو کہہ دے کس نے حرام کیا ۳۲ اللہ کی
اللّٰهِ الَّتِیْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّیِّبٰتِ مِنَ
زینت کو جو اس نے پیدا کی اپنے بندوں کے واسطے اور ستھری چیزیں
الرِّزْقِ ط قُلْ هِیَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوةِ
کھانے کی تو کہہ یہ نعمتیں اصل میں ۳۳ ایمان والوں کے واسطے ہیں دنیا

۳ ع ۱۰

(ا) ای لا الہ الا اللہ ازابن عباس ۲ ای وقال اقیموا وجوهکم عطف امر [illegible] لازم نہ آئے مراد [illegible] [illegible] سے معلوم ہوا کہ ایک شیطان [illegible] بھی اس پر شاہد ہیں [illegible] شیطان گروہ [illegible]

[illegible] بیان ہے

موضح قرآن ف۱ یعنی سن چکے کہ پہلے باپ نے شیطان کا فریب کھایا پھر باپ کی کیوں سند لاتے ہو ف۲ اپنی رونق یعنی لباس نماز میں فرض ہے مرد کو کمر سے تا زانو ڈھانکنا اور عورت کو سارا بدن۔ مگر لونڈی کو زانو سے نیچے اور بغل سے اوپر کھلنا معاف ہے اور باریک جس میں بدن یا بال نظر آوے معتبر نہیں اور فرمایا کہ مت اڑاؤ یعنی جو کام منع ہے اس میں خرچ نہ کرو۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی سرو پا برہنہ خلقنہ ناکردہ محشور شوید ۱۲ ف۲ یعنی لباس خود را ۱۲۔

الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ
کی زندگی ف۱ میں خالص انہی کے واسطے ہیں قیامت کے دن اسی طرح مفصل بیان کرتے

الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۳۲﴾ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ
ہیں ہم آیتیں ان کے لئے جو سمجھتے ہیں ف۲ ف۳ تو کہہ دے کہ ف۳۴ میرے رب نے حرام کیا ہے

الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَ
صرف بے حیائی کی باتوں کو جو ان میں کھلی ہوئی ہیں اور چھپی ہوئی ہیں اور گناہ کو اور

الْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ
ناحق کی زیادتی کو اور اس بات کو کہ شریک کرو اللہ کا ایسی چیز کو کہ

يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا
جس کی اس نے سند نہیں اتاری اور اس بات کو کہ لگاؤ اللہ کے ذمہ وہ باتیں جو

تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ
تم کو معلوم نہیں اور ہر فرقے کے واسطے ایک وعدہ ہے ف۳۵ ف۴ پھر جب آپہنچے گا

اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۴﴾
ان کا وعدہ ف۴ نہ پیچھے سرک سکیں گے ایک گھڑی اور نہ آگے سرک سکیں گے

يٰبَنِيْۤ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ
اے اولاد آدم کی اگر آئیں تمہارے پاس رسول ف۳۶ ف۵ تم میں کے ف۳۷ کہ سنائیں تم کو

عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ
آیتیں میری تو جو کوئی ڈرے اور نیکی پکڑے تو نہ خوف ہوگا

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا
ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے اور جنہوں نے جھٹلایا

بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ
ہماری آیتوں کو اور تکبر کیا ان سے وہی ہیں دوزخ میں رہنے والے

منزل ۲

۳۴ یہ تحریمات الٰہیہ کا بیان ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو حرام نہیں کیا جو تم نے از خود حرام کر لی ہیں اور جو چیزیں اللہ نے حرام کی ہیں ان کو تم حرام نہیں سمجھتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تمام فواحش ظاہرہ اور خفیہ کو حرام کیا ہے، ہر قسم کے گناہ، ظلم ناحق، تمام انواع شرک اور اپنی ذات پر افترا کو حرام ٹھہرایا ہے مگر ان محرمات سے تم باز نہیں آتے ہو۔ مَا لَمْ يُنَزِّلْ میں مَا سے معبودان باطلہ مراد ہیں اور بہ ای بمعبودیتہ یعنی ان معبودان باطلہ کو خدا کا شریک بنانا بھی حرام ہے جن کے معبود ہونے پر اللہ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی۔ **۳۵** تمام ہلاک شدہ امتوں کی ہلاکت کا وقت مقرر تھا ولکل امۃ من الامم المھلکۃ اجل ای وقت معین مضروب لاستئصالھم کما قال الحسن الخ (روح ج ۸ ص ۱۱۲) جب ان کی ہلاکت کا وقت آ پہنچا انہیں فوراً مبتلائے عذاب کر دیا گیا اور ان کی ہلاکت میں مقررہ اجل سے ایک ساعت کی بھی تقدیم و تاخیر نہیں ہوئی فاذا جاء اجلھم کے بعد اذا کی جزاء محذوف ہے۔ ای عذبوا لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون ماقبل کی توضیح اور تاکید ہے۔ یا ولا یستقدمون کا عطف فاذا جاء پر ہے اور ولا یستقدمون۔ فاذا کی جزا نہیں بلکہ جاء اجلھم کے مقابل دوسری شق ہے۔ **۳۶** اس سے قبل قلنا محذوف ہے یہ قاعدہ ہے کہ جب بھی کسی گذشتہ واقعہ کو لفظ مضارع سے تعبیر کیا جائے تو وہاں قلنا محذوف ہوتا ہے تاکہ خلاف مراد کا وہم نہ ہو اس طرح یہ آیت قال اھبطوا بعضکم لبعض کے ساتھ متعلق ہوگی اور مطلب یہ ہوگا کہ قصۂ آدم کے بعد ہم نے اسی وقت اولاد آدم کو مخاطب کر کے کہا تھا کہ تمہارے پاس میرے رسول آئیں گے چنانچہ اللہ کے رسول آئے یہاں تک کہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ اس لئے اس خطاب کو موجودہ بنی آدم پر چسپاں کر کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد سلسلہ رسالت کے جریان پر استدلال کرنا قطعاً غلط اور قرآن کی تحریف کے مرادف ہے سورۂ بقرہ ع ۴ کی آیت اس پر شاہد عدل ہے جس میں ہبوط کے حکم کے متصل بعد فرمایا کہ تمہارے پاس میری ہدایت کا پیغام لے کر میرے انبیاء آئیں گے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ قُلْنَا اھبطوا منھا جمیعا ج فاما یاتینکم منی ھدی الخ **۳۷** رسل منکم ای من جنسکم ومثلکم من بنی آدم (خازن ج ۲ ص ۱۹۶) یعنی رسول تمہاری جنس (بنی آدم) ہی سے آئیں گے کسی دوسری جنس سے نہیں آئیں گے فمن اتقی جس نے شرک اور میرے پیغمبروں کی مخالفت سے اجتناب کیا یعنی فمن اتقی الشرک ومخالفۃ رسلی (خازن) یہ بشارت اخروی ہے۔ والذین کذبوا الخ یہ تخویف اخروی ہے۔

ای تمییز الحلال من الحرام [illegible] لا شریک لہ [illegible] معبودان باطلہ [illegible] محذوف ہے [illegible] لا یستقدمون [illegible] ای قلنا [illegible] انبیاء علیہم السلام [illegible] ای من جنسکم ومثلکم [illegible] الشرک ومخالفۃ رسلی [illegible] تخویف اخروی

موضح قرآن ف۱ یعنی منع کام میں خرچ نہ کرے۔ باقی کھانا پینا سب روا ہے جو نعمت ہے سو مسلمانوں کے واسطے پیدا ہوئی ہے۔ دنیا میں کافر بھی شریک ہو گئے، آخرت میں فقط انہیں کی ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی لائق ایشان است اگرچہ دیگران نیز استعمال کنند ۱۲ ف۲ درین آیت اشارت است بر مذہب رہبان یہود و نصاریٰ و متقشفین عرب کہ توسع در ماکل و ملابس مکروہ میداشتند ف۳ یعنی وقت معین است برائے ہلاک ایشان ۱۲ ف۴ یعنی نزدیک شود ۱۲ ف۵ یعنی بر زبان حضرت آدم چنانکہ در سورۂ بقرہ اشارت رفت ۱۲۔

هُمْ فِيهَا خٰلِدُوْنَ ۝ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ
وہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے پھر اس سے زیادہ ظالم کون ہے ۳۸ جو
افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ
بہتان باندھے اللہ پر جھوٹا یا جھٹلائے اس کے حکموں کو وہ لوگ ہیں
يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ
کہ ملیگا ان کو جو ان کا حصہ لکھا ہوا ہے کتاب میں ف۱ یہانتک کہ جب پہنچیں انکے پاس ۳۹
رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ
ہمارے بھیجے ہوئے ان کی جان لینے کو تو کہیں کیا ہوئے وہ جن کو تم
تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَ
پکارا کرتے تھے سوا اللہ کے بولیں گے وہ ہم سے کھوئے گئے اور
شَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ
اقرار کر لیں گے اپنے اوپر کہ بے شک وہ کافر تھے
قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ
فرمائے گا داخل ہو جاؤ ۴۰ ہمراہ اور امتوں کے جو تم سے پہلے ہو چکی ہیں
مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ ؕ كُلَّمَا دَخَلَتْ
جن اور آدمیوں میں سے دوزخ کے اندر جب داخل ہوگی
اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ؕ حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا
ایک امت تو لعنت کرے گی دوسری امت کو ۴۱ یہانتک کہ گر چکیں گے اس میں
جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ
سارے تو کہیں گے ان کے پچھلے ۴۲ پہلوں کو اے رب ہمارے ہم کو
اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ۬ؕ
انہی نے گمراہ کیا سو تو ان کو دے دونا عذاب آگ کا

۳۸ یہ زجر ہے افتری علی اللہ کذبا اللہ پر جھوٹ باندھنے سے مراد یہ ہے کہ اللہ کی مخلوق میں سے اس کا شریک بنانا اور کسی کو اس کا ولد یا نائب ٹھہرانا یعنی فمن اعظم ظلما ممن یقول علی اللہ مالم یقلہ اویجعل لہ شریکا من خلقہ وھو منزہ عن الشریک والولد (خازن) ینالھم نصیبھم من الکتب یعنی لوح محفوظ اور علم الٰہی میں ان کے لئے جو سزا مقدر ہے وہ ضرور ان کو مل کر رہے گی۔ **۳۹** یہ تخویف اخروی ہے۔ رسلنا یتوفونھم اس سے معلوم ہوا کہ جان قبض کرنے والا فرشتہ ایک نہیں بلکہ زیادہ ہیں جن کی تعداد کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔ لہٰذا اس سے بھی اہل بدعت کا استدلال باطل ہوگیا کہ اگر ایک فرشتہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہو کر مختلف علاقوں میں ایک ہی وقت میں کئی انسانوں کی جان قبض کر سکتا ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیوں حاضر و ناظر نہیں ہو سکتے۔ یہاں ایک شبہ ہو سکتا ہے وہ یہ کہ سورہ سجدہ ع ۱ میں ہے قل یتوفکم ملک الموت الذی وکل بکم اس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ جان قبض کرنے والا فرشتہ ایک ہی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت میں ملک الموت اسم جنس ہے اور اس سے جان قبض کرنے والے فرشتوں کی جنس مراد ہے۔ یا اس سے اس جنس کا رئیس مراد ہے جس کے حکم سے ماتحت فرشتے جان قبض کرتے ہیں اور ماتحتوں کا فعل عام طور پر سردار کی طرف منسوب کیا جاتا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے۔ بادشاہ نے قلعہ فتح کر لیا حالانکہ قلعہ اس کی فوج نے فتح کیا ہوتا ہے۔ این ما کنتم تدعون۔ ما سے وہ معبود مراد ہیں جن کو مشرکین دنیا میں مصائب و مشکلات کے وقت پکارتے اور ان سے مدد مانگتے تھے۔ ای این الالھۃ التی کنتم تعبدونہا فی الدنیا و تستعینون بہا فی المہمات (روح ج ۸، ص ۱۱۵) ضلوا عنا مشرکین جواب میں کہیں گے وہ تو آج غائب ہو گئے ہیں اور آج جبکہ ہمیں ان کی سخت ضرورت تھی انہوں نے ہمیں کوئی نفع نہیں پہنچایا غابوا فلا نراھم ولا ننتفع بہم (جامع البیان ص ۱۳۲) **۴۰** فی امم۔ فی بمعنی مع ہے ای مع امم فی النار یہ ادخلو سے متعلق ہے (مدارک، روح)۔ **۴۱** اخت سے ہم مسلک جماعت مراد ہے۔ جب مشرکین کی وہ جماعت جہنم میں داخل ہوگی جو دوسروں کی پیروی کرتی تھی تو وہ اپنے پیشواؤں پر لعنت بھیجے گی جنہوں نے ان کو گمراہ کیا اور جب پیشوایان مشرکین دوزخ میں داخل ہوں گے تو وہ اپنے متبعین کو کوسیں گے جنہوں نے ان کا اتباع کر کے ان کی ہمت افزائی کی اور ان کی گمراہی میں اضافہ کیا۔ ای دعت علی نظیرھا فی الدین فتلعن التابعۃ المتبوعۃ التی اضلتھا وتلعن المتبوعۃ التابعۃ التی زادت فی ضلالھا (روح ج ۸، ص ۱۲۶) **۴۲** اخرٰھم مشرک مریدوں کی جماعت اولٰھم مشرک پیروں اور راہنماؤں کی جماعت۔ جب سب کو جہنم میں داخل ہونے کا حکم ہوگا تب مریدین اور تابعین اپنے مشرک پیروں اور پیشواؤں کے بارے میں عرض کریں گے اے ہمارے پروردگار ان لوگوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا اس لئے ان کو دوگنا عذاب دے قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ ارشاد ہوگا سب کو دوگنا عذاب ہوگا تابعین کو بھی اور متبوعین کو بھی متبوعین کو اس لئے کہ وہ خود گمراہ تھے اور دوسروں کو گمراہ کرتے تھے اور تم تابعین کو اس لئے کہ تم خود بھی گمراہ تھے اور اپنے مشرک پیشواؤں کی ہر بات پر آمنا کہہ کر ان کی گمراہی اور سرکشی میں اضافہ کا باعث بنتے تھے

مر ۱/ زجر مر ۲/ ای
یجعل لہ شریکا
من خلقہ مر ۳/
تخویف اخروی۔ مر ۴/
یہاں سے معلوم ہوا کہ
جان قبض کرنے پر کئی
فرشتے مقرر ہیں ایک نہیں
مر ۵/ یہاں سے معلوم ہوا
کہ صرف مشرکین سے
موت کے وقت یہ سوال
کیا جاتا ہے۔ مر ۶/ معلوم ہوا
معبودان باطلہ کو کسی
کے مرنے کا کوئی پتہ نہیں

مر ۷/ متعلق ہے
ادخلوا کے ساتھ
مر ۸/ یہ مشرک پیروں
اور مریدوں کے حق میں
مر ۹/ مشرک مرید
مر ۱۰/ مشرک پیر

فتح الرحمن ف۱ یعنی نعمت و نقمت کہ مقدر شدہ در دنیا بایشان برسد ۱۲۔

۴۳ اللہ تعالیٰ کا مذکورہ ارشاد سن کر متبوعین، تابعین سے کہیں گے کہ سزاوار عذاب ہونے میں ہم اور تم برابر ہیں اور تخفیف عذاب کا تمہیں کوئی استحقاق نہیں لہٰذا اب اپنے کیے کی سزا بھگتو۔ **۴۴** یہ تخویف اخروی ہے۔ آیات سے توحید و رسالت اور معاد اور اصول دین کے دلائل مراد ہیں۔ الدالۃ علی اصول الدین واحکام الشرع کالادلۃ الدالۃ علی وجود الصانع ووحدتہ والدالۃ علی النبوۃ والمعاد ونحو ذلک (روح ج ۸ ص ۱۱۱) یعنی کذبوا بدلائل التوحید فلم یصدقوا بہا ولم یتبعوا رسلنا (خازن ج ۲ ص ۱۸۸)

۴۵ حدیث میں وارد ہے کہ جب مومن کی وفات ہوتی ہے فرشتے اس کی روح کو لیکر آسمان کی طرف جاتے ہیں اور اس کی خاطر آسمانوں کے دروازے کھول دئیے جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ ساتویں آسمان پر پہنچ جاتی ہے۔ اسی طرح مومن کے اعمال صالحہ کے لئے بھی آسمانوں کے دروازے کھلے رہتے ہیں لیکن کفار و مشرکین کی ارواح اور ان کے اعمال کے لئے ایسا نہیں ہوتا اس آیت میں اسی کا بیان ہے۔ **۴۶** اَلْجَمَل جوان اونٹ سَمِّ الْخِیَاط سوئی کا ناکا یعنی وہ سوراخ جس میں تاگا ڈالا جاتا ہے۔ یہ ایک محاورہ ہے جسے کسی کام کے ناممکن اور محال ہونے کو ظاہر کرنے کے موقع پر استعمال کیا جاتا ہے۔ یہاں مقصد یہ ہے کہ دلائل توحید و رسالت کو جھٹلانے والے جنت میں کبھی داخل نہیں ہوں گے۔ ان کا جنت میں داخل ہونا اسی طرح ناممکن ہے جس طرح اونٹ کا سوئی کے ناکے سے گذرنا محال ہے مِهَاد بچھونا غَوَاش سائبان مطلب یہ ہے کہ جہنم کی آگ انہیں ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہوگی اور آگ ہی ان کا اوڑھنا بچھونا ہوگی۔ الظّٰلمین المشرکین الّذین وضعوا العبادۃ فی غیر موضعہا (خازن ج ۲ ص ۱۸۹)

۴۷ یہ بشارت اخروی ہے لا نکلف نفسًا الّا وسعہا۔ جملہ معترضہ ہے وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ الخ ایمان والوں کے دلوں میں دنیا میں ایک دوسرے کے بارے میں جو رنجشیں ہوں گی جنت میں ان کو دلوں سے محو کر دیا جائے گا اور وہاں انہیں ہر قسم کا دلی سکون حاصل ہوگا۔

قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَقَالَتْ
فرمائے گا کہ دونوں کو دوگنا ہے لیکن تم نہیں جانتے ف۱ ف۱ اور کہیں گے
اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ
ان کے پہلے ۴۳ پچھلوں کو پس کچھ نہ ہوئی تم کو ہم پر
فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۳۹﴾
بڑائی اب چکھو عذاب بسبب اپنی کمائی کے
اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا
بے شک جنہوں نے جھٹلایا ۴۴ ہماری آیتوں کو اور ان کے مقابلے میں تکبر کیا نہ
تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ
کھولے جائیں گے ۴۵ ان کے لئے دروازے آسمان کے اور نہ داخل ہوں گے جنت میں ۴۶
حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِی
یہاں تک کہ گھس جائے اونٹ سوئی کے ناکے میں ف۲ اور ہم یوں بدلا دیتے ہیں
الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ
گنہگاروں کو ان کے لئے دوزخ کا بچھونا ہے اور
فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۱﴾
اوپر سے اوڑھنا اور ہم یوں بدلا دیتے ہیں ظالموں کو
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ
اور جو ایمان لائے ۴۷ اور کیں نیکیاں ہم بوجھ نہیں رکھتے
نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَاۤ ز اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ج هُمْ
کسی پر مگر اس کی طاقت کے موافق وہی ہیں جنت میں رہنے والے وہ
فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ
اسی میں ہمیشہ رہینگے اور نکال لینگے ہم جو کچھ ان کے دلوں میں

ع ۴ ۸ ۱۱

ف۱ ای بدلائل التوحید فلم یصدقوا بہا ولم یتبعوا الرسل
ف۲ ای ابواب الرحمۃ
ف۳ یعنی محال ۱۲
ف۴ تخویف اخروی
ف۵ سائبان ف۶ ای المشرکین الذین وضعوا العبادۃ فی غیر موضعہا ف۷ بشارت ف۸ درمیان میں جملہ معترضہ۔

موضح قرآن ف۱ یعنی ایک حساب سے پہلی امت کا گناہ بڑا کہ پچھلوں کو راہ ڈالی اور ایک طرح پچھلوں کا بڑا کہ پہلوں کا حال دیکھ سن کر عبرت نہ پکڑی۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی تابعین را عذاب کفر و تقلید و متبوعین را عذاب ضلال و اضلال ۱۲ ف۲ یعنی محال است ۱۲۔

۴۸ جنت میں داخل ہونے کے بعد اہل جنت اللہ تعالیٰ کا شکر اور اس کی حمد و ثنا کریں گے۔ ۴۹ اس سوال سے جہنمیوں کو مزید حزن و ملال میں مبتلا کرنا اور اس حقیقت کا اظہار مقصود ہوگا کہ اہل ایمان ابدی سعادت پا چکے ہیں والغرض من ھذا السؤال اظہار انہ وصل الی السعادات الکاملۃ و ایقاع الحزن فی قلب العدو (کبیر ج ۴ ص ۳) فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اعلان کرنے والے کے بارے میں اختلاف ہے۔ وہ اسرافیل صاحب الصور یا جبریل علیہما السلام ہوں گے یا کوئی اور غیر معین فرشتہ (بحر، روح وغیرہ) ۵۰ یہ لازم اور متعدی دونوں طرح مستعمل ہے۔ پہلی صورت میں مطلب یہ ہوگا یصدون بانفسہم عن دینہ سبحانہ یعنی وہ خود دین سے کنارہ کش رہتے تھے اور دوسری صورت میں یمنعون الناس عن دین اللہ تعالیٰ یعنی وہ لوگوں کو اللہ کے دین سے روکتے تھے یبغونہا عوجًا اللہ کے دین اور توحید کے دلائل میں شبہات پیدا کر کے لوگوں کو بدظن کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ یمنعون الناس عن دین اللہ تعالیٰ بالنہی عنہ و ادخال الشبہ فی دلائلہ (روح ج ۸ ص ۱۲۳) ۵۱ اہل جنت اور اہل نار کے درمیان ایک بہت بڑا پردہ حائل ہوگا جو جنت اور دوزخ کا اثر ایک دوسری طرف پہنچنے سے مانع ہوگا وعلی الاعراف اعراف جنت اور دوزخ کے درمیان حجاب حاجز کے اوپر کا بلند حصہ ہے الذی علیہ الاکثر ان المراد من الاعراف اعالی ذلک السور المضروب بین الجنۃ والنار وھذا قول ابن عباس (کبیر ج ۴ ص ۳۱۱) اس میں وہ لوگ ہوں گے جن کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں گی جیسا کہ مرفوع حدیث میں ہے۔ قیل یا رسول اللہ فمن استوت حسناتہ و سیئاتہ قال اولئک اصحب الاعراف لم یدخلوھا وھم یطمعون وقالہ ابن مسعود و ابن عباس و حذیفۃ و ابو ھریرۃ (بحر ج ۴ ص ۳۰۰) اصحاب اعراف کے بارے میں محقق قول یہی ہے کہ وہ آخرکار جنت میں داخل ہوں گے۔ اگلی گفتگو ان کے جنت میں داخل ہونے سے پہلے ہوگی۔

غِلٍّ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ وَقَالُوا الْحَمْدُ

خفگی تھی ف۱ بہتی ہوں گی ان کے نیچے نہریں اور وہ کہیں گے شکر

لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۟ قف وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ

اللہ کا ہے جس نے ہم کو یہاں تک پہنچا دیا اور ہم نہ تھے راہ پانے والے

لَوْلَاۤ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا

اگر نہ ہدایت کرتا ہم کو اللہ بے شک لائے تھے رسول ہمارے رب کے

بِالْحَقِّ ؕ وَنُوْدُوْۤا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا

سچی بات اور آواز آئے گی کہ یہ جنت ہے وارث ہوئے تم اس کے

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ

بدلے میں اپنے اعمال کے ف اور پکاریں گے جنت والے ۴۹

اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا

دوزخ والوں کو کہ ہم نے پایا جو ہم سے وعدہ کیا تھا ہمارے رب نے

حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ؕ قَالُوْا

سچا سو تم نے بھی پایا اپنے رب کے وعدہ کو سچا وہ کہیں گے

نَعَمْ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَیْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى

کہ ہاں پھر پکارے گا ایک پکارنے والا ان کے بیچ میں کہ لعنت ہے اللہ کی ان

الظّٰلِمِیْنَ ﴿۴۴﴾ الَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ

ظالموں پر جو روکتے تھے ۵۰ اللہ کی

اللّٰهِ وَیَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ﴿۴۵﴾

راہ سے اور ڈھونڈھتے تھے اس میں کجی ف۲ اور وہ آخرت سے منکر تھے ف۲

وَبَیْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ یَّعْرِفُوْنَ

اور دونوں کے بیچ میں ہوگی ایک دیوار ف۳ ۵۱ اور اعراف کے اوپر مرد ہوں گے کہ پہچان لیں گے

النصف

وقف غفران

ل یعنی شبہات نکال کر دوسرے مسئلہ توحید کو مشتبہ کرنا چاہتے ہیں۔

۳ جنت اور دوزخ کے درمیان دیوار ہے۔

موضح قرآن ف۱ معلوم ہوا کہ نیکوں کے دل میں بھی آپس میں خفگی ہوگی جنت کے قریب پہنچ کر آپس میں دل صاف ہوں گے تب جنت میں جاویں گے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ میں اور عثمان اور طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم ان لوگوں میں ہیں اور جنت کے وارث فرمایا یعنی آدم کی میراث پائی ف۲ حق تعالیٰ نے قرآن شریف میں بے انصاف فرمایا ہے اکثر گناہوں پر لیکن لعنت نہیں مگر ایسوں پر۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی آن کینہ ہا کہ در دل بہشتیان باشد دور کنیم مثل آنچہ میان عثمان و علی و طلحہ و زبیر و عائشہ رضی اللہ عنہم واقع شد ۱۲ ف۲ یعنی میخواستند کہ شبہات این را باطل سازند ۱۲ ف۳ و آن مسمی باعراف است ۱۲۔

كُلًّا بِسِيْمٰهُمْ ۚ وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ
ہر ایک کو اس کی نشانی سے اور وہ پکاریں گے جنت والوں کو کہ سلامتی ہے

عَلَيْكُمْ قف لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَاِذَا
تم پر وہ ابھی جنت میں داخل نہیں ہوئے اور وہ امیدوار ہیں ف۱ ۵۲ اور جب

صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ ۙ قَالُوْا
پھرے گی ۵۳ ان کی نگاہ دوزخ والوں کی طرف تو کہیں گے

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ع ﴿۴۷﴾ وَنَادٰٓى
اے رب ہمارے مت کر ہم کو گنہگار لوگوں کے ساتھ اور پکاریں گے

اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ
اعراف والے ۵۴ ان لوگوں کو کہ ان کو پہچانتے ہیں ان کی نشانی سے

قَالُوْا مَآ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۸﴾
کہیں گے نہ کام آئی تمہارے جماعت تمہاری اور جو تم تکبر کیا کرتے تھے

اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ط
اب یہ وہی ہیں ۵۵ کہ تم قسم کھایا کرتے تھے کہ نہ پہنچے گی ان کو اللہ کی رحمت ف۱

اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿۴۹﴾
چلے جاؤ جنت میں نہ ڈر ہے تم پر اور نہ تم غمگین ہوگے

وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا
اور پکاریں گے دوزخ والے ۵۶ جنت والوں کو کہ بہاؤ

عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ط قَالُوْٓا اِنَّ
ہم پر تھوڑا سا پانی یا کچھ اس میں سے جو روزی تم کو دی اللہ نے کہیں گے

اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۰﴾ لا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا
اللہ نے ان دونوں کو روک دیا ہے کافروں سے جنہوں نے ٹھہرایا ۵۷

۱؎ صفت رجال برائے بیان حال اصحاب اعراف
۲؎ ای الذین ظلموا انفسہم بالشرک (خازن)
۳؎ ای قیل لھم
۴؎ ای القوا علینا
۵؎ از قبیل علفتہا تبناً و ماءً بارداً۔

۵ ع ۸ ۱۲

۵۲ یہ جملہ معترضہ ہے جس میں اصحاب اعراف کا حال بیان کیا گیا ہے۔ اصحاب اعراف اپنی جگہ ہی سے اہل جنت اور اہل نار کو ان کی مخصوص علامتوں سے پہچان لیں گے۔ مثلاً اہل جنت کے چہرے روشن اور سفید ہوں گے اور اہل نار کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ اصحاب اعراف جنت والوں کو آواز دے کر سلام کہیں گے۔ **۵۳** لیکن جب ان کی نگاہ دوزخیوں پر پڑے گی تو وہ ان سے اللہ کی پناہ مانگیں گے القوم الظلمین یعنی مشرک لوگ یعنی الذین ظلموا انفسھم بالشرک (خازن ج۲ ص۱۹۳) **۵۴** اصحاب اعراف دوزخیوں میں سے کچھ لوگوں کو ان کی مخصوص نشانیوں سے پہچان لیں گے۔ اور بطور توبیخ ان سے کہیں گے آج وہ تمہاری جمعیتیں کہاں ہوئیں جن کے بل بوتے پر تم دنیا میں فخر و ناز کیا کرتے تھے اور جن پر مغرور ہو کر قبول حق سے روگردانی کیا کرتے تھے۔ سید محمود آلوسی فرماتے ہیں وما کنتم تستکبرون میں ما سے مراد معبودان باطلہ ہیں اور استکبار سے ان کی عظمت و کبریائی کا اعتقاد مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ دنیا میں تم جن معبودوں کی عظمت و کبریائی کے معتقد تھے آج انہوں نے بھی تمہیں کوئی نفع نہ پہنچایا والمراد بہا حینئذٍ الاصنام و معنی استکبارھم ایاھا اعتقادھم عظمہا و کبرھا ای ما اغنی عنکم جمعکم و اصنامکم التی کنتم تعتقدون کبرھا و عظمہا (روح ج۸ ص۱۲۵، ۱۲۶) **۵۵** یہ اصحاب اعراف کے قول ہی کا تتمہ ہے وہ ضعفاء مومنین کی طرف اشارہ کر کے دوزخ میں جلتے ہوئے کافروں سے کہیں گے کیا یہ وہی لوگ ہیں جن کو تم نہایت حقیر و ذلیل سمجھتے تھے اور جن کے بارے میں قسمیں کھا کھا کر کہا کرتے تھے کہ یہ خدا کی رحمت کے ہرگز مستحق نہیں اور اللہ انہیں جنت میں ہرگز داخل نہیں کرے گا ادخلوا الجنۃ ای قیل لھم اب دیکھ لو انہیں اللہ تعالیٰ کا یہ حکم مل چکا ہے کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ جہاں تمہیں کوئی ڈر اور غم نہیں ہوگا اور وہ جنت میں داخل ہو بھی چکے ہیں۔ **۵۶** یہ مکالمہ جنتیوں اور دوزخیوں کے درمیان ہوگا۔ او مما رزقکم اللہ ای القوا علینا مما رزقکم اللہ یعنی یہاں القوا فعل محذوف ہے۔ اور یہ علفتہا تبناً و ماءً بارداً کے قبیل سے ہے یعنی ہم پر تھوڑا سا پانی ہی گرا دو یا اور جو نعمتیں اللہ نے تم کو دی ہیں ان میں سے کچھ ہماری طرف پھینک دو۔ **۵۷** جنہوں نے دین کو ایک کھیل سمجھ رکھا ہے جس چیز کو چاہا حلال کر لیا اور جس کو چاہا حرام کر لیا فحرموا واحلوا ما شاءوا (مدارک ج۲ ص۴۴) فحرموا ما شآءوا واستحلوا ما شآءوا (روح المعانی) یا اس سے وہ بے اصل اور لایعنی امور مراد ہیں جن کو انہوں نے دین سمجھ رکھا تھا مثلاً بیت اللہ کے پاس تالیاں اور سیٹیاں بجانا۔ ھو ما زین لھم الشیطان من تحریم البحائر والسوائب والمکاء والتصدیۃ حول البیت وسائر الخصال الذمیمۃ التی کانوا یفعلونہا فی زمان الجاھلیۃ (خازن ج۲ ص۱۹۴) آج کل قوالی کے نام سے سارنگی ڈھولک اور دیگر مزامیر کا استعمال بھی لہو و لعب میں داخل ہے جسے آجکل کے دین و شریعت سے بے بہرہ اور روحانیت سے کورے صوفی عین عبادت سمجھتے ہیں۔

موضح قرآن ف۱ جنت دوزخ کے بیچ میں دیوار ہوگی اس کے سرے پر مرد ہیں نجات والے جو حشر اور حساب سے فارغ ہیں بہشتی اور دوزخی کو نشان سے پہچان کر جنت والوں کو خوشخبری کہیں گے سلامتی کی یہ ابھی امیدوار ہیں خوشخبری سن کر خوش ہوں گے۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی فقرا مسلمین کہ کافران از ایشان حسابی نمیگرفتند ۱۲۔

۵۸ نسیان چونکہ باری تعالیٰ کے لئے محال ہے اس لئے یہاں مجازاً نسیان ترک اور تاخیر کے معنوں میں ہے اور کما نسوا میں کاف تعلیل کے لئے ہے (روح) یعنی چونکہ انہوں نے یوم آخرت کی تیاری کے لئے اعمال صالحہ ترک کر دئیے تھے اس لئے آج ہم ان کو عذاب میں مبتلا چھوڑ دیں گے ای نترکھم فی عذابھا کما ترکوا العمل للقاء یومھم ھذا وھذا قول الحسن ومجاھد والسدی والاکثرین (کبیر ج ۴ ص ۲۱۷، خازن ج ۲ ص ۱۹۴) **۵۹** یہ ما نسوا پر معطوف ہے اور آیات سے دلائل توحید مراد ہیں کانوا بدلائل وحدانیتنا یکذبون (خازن) یہ ان کو عذاب جہنم میں چھوڑنے کی دوسری علت ہے۔ یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی توحید کے دلائل کی تکذیب کیا کرتے تھے۔ **۶۰** کتاب سے جنس کتاب مراد ہے جو تمام آسمانی کتابوں اور صحیفوں کو شامل ہے۔ یعنی ہم نے دنیا میں کتابیں نازل کیں جن میں کامل علم اور حکمت کے ساتھ احکام شرائع کو تفصیل سے بیان کیا اور جو ایمان والوں کے لئے سراپا ہدایت و رحمت تھیں **۶۱** اب کفار و مشرکین اللہ کی کتاب پر ایمان کیوں نہیں لاتے کیا وہ اس کتاب میں مذکور وعد و وعید کے پورا ہونے کا انتظار کر رہے ہیں؟ لیکن یہ چیز ان کے لئے مفید نہیں ہوگی جس دن (یعنی قیامت کے دن) مومنین سے کئے گئے انعام و اکرام کے وعدے اور مشرکین اور کفار کو سنائی گئی عذاب جہنم کی وعیدیں پوری ہو جائیں گی وہ دن منکرین کے لئے انتہائی حسرت و یاس اور تاسف کا دن ہوگا۔ اس دن وہ نہایت افسوس سے کہیں گے کہ اللہ کے پیغمبر تو بلاشبہ پیغام حق لے کر ہمارے پاس آئے مگر وائے بدقسمتی ہم نے ان کی ایک نہ سنی۔ کیا آج کوئی ایسی ہستی ہے جو ہماری سفارش کرکے آج ہمیں عذاب سے چھڑالے یا کوئی ایسی صورت ممکن ہے کہ ہمیں واپس دنیا میں بھیج دیا جائے تاکہ ہم نیک اعمال بجا لائیں شفعاء سے یہاں وہ اللہ کے نیک بندے مراد ہیں جن کو مشرکین متصرف و کارساز اور خدا کے یہاں سفارشی سمجھتے تھے **۶۲** وہ اپنی عمریں شرک و معاصی میں صرف کرکے خسارے میں رہے اور جن معبودوں کو انہوں نے سفارشی اور کارساز سمجھ رکھا تھا ان میں سے کوئی بھی ان کے کام نہ آیا ما موصولہ سے معبودان باطلہ مراد ہیں۔ (قد خسروا انفسھم) بصرف اعمارھم التی ھی راس مالھم الی الشرک والمعاصی (وضل عنھم) غاب وفقد (ما کانوا یفترون) ای الذی کانوا یفترونہ من الاصنام شرکاء للہ سبحانہ وشفعاءھم یوم القیمۃ والمراد انہ ظھر بطلانہ ولم یفدھم شیئا (روح ج ۸ ص ۱۲۵)

دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ج

اپنا دین تماشا اور کھیل اور دھوکے میں ڈالا ان کو دنیا کی زندگی نے

فَالْيَوْمَ نَنْسٰهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا لا

سو آج ہم ان کو بھلا دینگے ۵۸ جیسا انہوں نے بھلا دیا اس دن کے ملنے کو

وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ (51) وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ

اور جیسا کہ وہ ۵۹ ہماری آیتوں سے منکر تھے ف ۱ اور ہم نے ان لوگوں کے پاس پہنچا دی ہے

بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ

کتاب جس کو مفصل بیان کیا ہے ہم نے خبرداری سے راہ دکھانے والی اور رحمت ہے ایمان والوں

يُّؤْمِنُوْنَ (52) هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ط يَوْمَ

کے لئے کیا اب اسی کے منتظر ہیں ۶۱ کہ اس کا مضمون ظاہر ہو جائے۔ جسدن

يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ

ظاہر ہو جائیگا اس کا مضمون کہنے لگیں گے وہ لوگ جو اس کو بھول رہے تھے پہلے سے

قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ج فَهَلْ لَّنَا

بے شک لائے تھے ہمارے رب کے رسول سچی بات سو اب کوئی

مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ

ہماری سفارش والے ہیں تو ہماری سفارش کریں یا ہم لوٹا دیئے جائیں تو ہم عمل کریں

غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ط قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

خلاف اس کے جو ہم کر رہے تھے ف ۲ بیشک تباہ کیا انہوں نے اپنے آپ کو ۶۲

وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ (53) ع اِنَّ رَبَّكُمُ

اور گم ہو جائے گا ان سے جو وہ افترا کیا کرتے تھے ف ۱ بے شک تمہارا رب ۶۳

اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ

اللہ ہے جس نے پیدا کئے آسمان اور زمین چھ

ع ۶ ۱۳

ر ۱ یعنی مزامیر وغیرہ ر ۲ ای نترکھم فی العذاب خازن ر ۳ ای بدلائل التوحید خازن ر ۴ یعنی علم کے بموجب تاویل اوّل سے بہت ر ۵ یعنی نیک بندے مراد ہیں

ر ۶ معبودان باطلہ ر ۷ سورت کا تیسرا دعویٰ یعنی کارساز اور برکات دہندہ اور نظام عالم ہیں صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اس نے اپنا نظام کسی کے حوالے نہیں کیا لہذا غائبانہ حاجات میں اسی کو پکارو ر ۸ اس کی پوری بحث سورہ یونس کی تفسیر میں دیکھئے۔

تیسرا دعویٰ

۶۳ یہ تیسرا دعویٰ ہے یعنی کارساز اور غیب دان صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں اور اس نے اپنا کوئی اختیار کسی کے حوالے نہیں کیا لہذا غائبانہ حاجات میں اسی ہی کو پکارو ثم استوی علی العرش یہ اس بات سے کنایہ ہے کہ اس نے کسی کے حوالے کچھ نہیں کیا۔ صفت خالقیت بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ ساری کائنات کا مالک اور اس میں متصرف بھی وہی ہے اور اس نے اپنے اختیارات و تصرفات میں کسی کو شریک نہیں کیا۔ قرآن مجید میں استواء علی العرش کا جہاں بھی ذکر آیا ہے اس کے ساتھ زمین و آسمان اور نظام شمسی کی تخلیق کا ذکر بھی ضرور کیا گیا ہے اور یہ کہ سارا نظام عالم اور نظام عالم کی تدبیر کار اللہ کے اپنے اختیار میں ہے۔ مثلاً (۱) سورۂ یونس ع ۱ میں ہے۔ ان ربکم اللہ الذی خلق السموٰت والارض فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش یدبر الامر ما من شفیع الا من بعد اذنہ ذلکم اللہ ربکم فاعبدوہ افلا تذکرون ○ (۲) سورۂ طٰہٰ ع ۱ میں ہے تنزیلا ممن خلق الارض والسموٰت العلیٰ ○ الرحمٰن علی العرش استوٰی ○

موضح قرآن **ف ۱** یعنی کافر راہ دیکھتے کہ اس کتاب میں خبر ہے عذاب کی ہم دیکھ لیں ٹھیک پڑے تب قبول کریں سو جب ٹھیک پڑے گی تب خلاصی کہاں ملیگی خبر اسی واسطے ہے کہ آگے سے بچاؤ پکڑیں۔

فتح الرحمٰن **ف ۱** فراموش کردن خدا ترک ایشان است در دوزخ ۱۲ **ف ۲** یعنی مسلمان شویم و بت را نہ پرستیم ۱۲۔

له ما فی السموٰت وما فی الارض وما بینهما وما تحت الثریٰ (۳) سورہ سجدہ رکوع ۱ میں ہے۔ الله الذی خلق السموٰت والارض وما بینهما فی ستة ایام ثم استویٰ علی العرش ما لکم من دونه من ولی ولا شفیع افلا تتذکرون ○ یدبر الامر من السماء الی الارض ثم یعرج الیه فی یوم کان مقداره الف سنة مما تعدون ○ ذلك علم الغیب والشهادة العزیز الرحیم ○ ان تمام مقامات سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ استوا علی العرش سے مراد یہی ہے کہ تخت شاہی پر وہی متمکن ہے سارا نظام عالم اسی کی تدبیر سے چل رہا ہے وہی مختار و متصرف ہے اور اس نے اپنا کوئی اختیار کسی کے حوالے نہیں کر رکھا ہے۔ محاورات عرب میں لفظ عرش سلطنت، عظمت اور غلبہ کے مفہوم میں مستعمل ہے ویکنی به عن العز والسلطان والملك فیقال ثل عرشه ای ذهب عزه وملکه (روح ج ۸ ص ۱۳۴ قرطبی ج ۷ ص ۲۲۰) اسی طرح علامہ قرطبی لکھتے ہیں۔ وقد یؤول العرش فی الآیة بمعنی الملك ای ما استویٰ الملك الا له عز وجل (قرطبی ج ۷ ص ۲۲۱)

۶۴ یہ تینوں السموٰت پر معطوف ہیں اور مسخرٰت ان سے حال ہے الا له الخلق والامر یہ ماقبل کی تکمیل و تذییل ہے یعنی سارے عالم کا خالق بھی وہی ہے اور مدبر و متصرف بھی وہی ہے کالتذییل للکلام السابق ای انه تعالیٰ هو الذی خلق الاشیاء..... وهو الذی دبرها وصرفها علی حسب ارادته الخ (روح ج ۸ ص ۱۳۹)

۶۵ چونکہ اللہ تعالیٰ ہی ساری کائنات کا خالق و مالک ہے اور وہی متصرف و مختار ہے لہذا غائبانہ حاجات میں اسی کو پکارو المعتدین غیر اللہ کو پکارنے والے ولا تفسدوا فی الارض ای بالشرک بعد التوحید (مدارک ج ۲ ص ۴۳)

۶۶ اللہ کے عذاب کا ڈر اور اس کی رحمت کی امید دل میں رکھو صرف اسی ہی کو پکارو اور اس کی پکار میں کسی کو شریک نہ کرو۔ **۶۷** یہ الذی خلق السموٰت پر معطوف ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی صفات مختصہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ باران رحمت سے پہلے ہوا بھیجتا ہے جو پر آب بادلوں کو بنجر زمین کی طرف اٹھا لے جاتے ہیں۔ بارش سے مردہ زمین میں اللہ تعالیٰ جان ڈال دیتا ہے اور وہ ہر قسم کے پھل اور میوے پیدا کرتی ہے **۶۸** یہ جملہ معترضہ ہے۔ یعنی جس طرح ہم بنجر زمین کو بارش سے زندہ کر کے قابل روئیدگی بنا دیتے ہیں اسی طرح ہم مردوں کو قبروں سے زندہ کر کے نکال لیں گے۔

أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ قف يُغْشِى الَّيْلَ
دن میں پھر قرار پکڑا عرش پر اڑھاتا ہے رات پر
النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا لا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ
دن ف۱ کہ وہ اس کے پیچھے لگا آتا ہے ف۲ دوڑتا ہوا اور پیدا کئے سورج اور چاند ۶۴ اور تارے
مُسَخَّرٰتٍۢ بِاَمْرِهٖ ط اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ط تَبٰرَكَ
تابعدار اپنے حکم کے سن لو اسی کا کام ہے پیدا کرنا اور حکم فرمانا بڑی برکت والا
اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۵۴﴾ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ
ہے اللہ جو رب ہے سارے جہان کا پکارو اپنے رب کو ۶۵ گڑگڑا کر اور
خُفْيَةً ط اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۵۵﴾ ج وَلَا تُفْسِدُوْا
چپکے چپکے اس کو خوش نہیں آتے حد سے بڑھنے والے ف۱ اور مت خرابی ڈالو
فِى الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّ
زمین میں اس کی اصلاح کے بعد ف۳ اور پکارو اس کو ڈر اور
طَمَعًا ط اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۶﴾
توقع سے ۶۶ بے شک اللہ کی رحمت نزدیک ہے نیک کام کرنیوالوں سے ف۲
وَهُوَ الَّذِىْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَىْ
اور وہی ہے کہ چلاتا ہے ہوائیں ۶۷ خوشخبری لانیوالی مینہ
رَحْمَتِهٖ ط حَتّٰٓى اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ
سے پہلے ف۴ یہاں تک کہ جب وہ ہوائیں اٹھا لاتی ہیں بھاری بادلوں کو تو ہانک دیتے ہیں ہم
لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ
اس بادل کو ایک شہر مردہ کیطرف پھر ہم اتارتے ہیں اس بادل سے پانی پھر اس سے نکالتے ہیں
مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ط كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى
سب طرح کے پھل اسی طرح ہم نکالیں گے مُردوں کو ۶۸ ف۵

سے یہ بتانا ہے کہ اس
سارے کائنات کے نظام
عالم میں سے کچھ بھی کسی کے
حوالے نہیں کیا ہے
غیر اللہ کو پکارنے
والے ہیں ای لا
تفسدوا بالشرک
بعد التوحید

شرح مختصر

موضح قرآن ف۱ دعا میں بہتر ہے کہ چپکے مانگے تا اپنی نمود نہ ہو اور دل سے گڑگڑا کر نکلے اور حد سے نہ بڑھے یعنی اپنے منہ سے بڑی بات نہ مانگے ف۲ سنوارے پیچھے زمین میں خرابی نہ مچاؤ یعنی اسلام میں کفر کی رسمیں نہ داخل کرو اور پکارو ڈر اور توقع سے یعنی اللہ پر دلیر بھی مت ہو اور ناامید بھی مت ہو۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی گاہی اجزاء شب را بلباس نہار پوشانیدہ در حساب نہار میگرداند ۱۲ ف۲ یعنی از پی در آمدن شب بعد روز مشابہ آنست کہ کسی کسی را دوان وشتابان میطلبد ف۳ یعنی بسبب بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ف۴ پیش از باران ۱۲ ف۵ یعنی از قبور بیرون کردیم ۱۲

ف۶۹ البلد الطیّب اچھی زمین الذی خبث ناقص اور شور زمین نکدًا بیکار۔ یہ مؤمن وکافر کی صلاحیتوں اور ان کے اعمال کی تمثیل ہے۔ بلد طیب یعنی اچھی زمین مومن کے دل سے عبادت ہے جس میں آیات الٰہی سے زندگی پیدا ہوجاتی ہے جس کا نتیجہ اعمال صالحہ کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور الذی خبث یعنی ناقص زمین کافر معاند کا دل ہے جس پر آیات الٰہی کی بارش کا کوئی اثر نہیں ہوتا اور اس کے جوارح سے کفر وشرک اور طغیان وعصیان ہی ظاہر ہوتا ہے۔ قال ابن عباس رضی اللہ عنہما ھذا مثل ضربہ اللہ تعالٰی للمؤمن یقول ھو طیب و عملہ طیب کما ان البلد الطیب ثمرہ طیب ثم ضرب مثل الکافر کالبلدۃ السبخۃ المالحۃ التی خرجت منہا البرکۃ فالکافر خبیث و عملہ خبیث (خازن ج ۲ ص۲۰۱)

لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ

تاکہ تم غور کرو اور جو شہر پاکیزہ ہے ف۶۹ اس کا

نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَالَّذِيْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ

سبزہ نکلتا ہے اس کے رب کے حکم سے اور جو خراب ہے اس میں

اِلَّا نَكِدًا ؕ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ

نہیں نکلتا مگر ناقص یوں پھیر پھیر کر بتلاتے ہیں ہم آیتیں حق ماننے والے

يَّشْكُرُوْنَ ﴿۵۸﴾ ع لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ

لوگوں کو ف۱ ف بیشک بھیجا ہم نے نوح کو ف۷۰ اس کی قوم کیطرف

فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ

پس اس نے کہا اے میری قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا معبود اس کے سوا

اِنِّيْ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۵۹﴾ قَالَ

میں خوف کرتا ہوں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے ف۲ بولے

الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۶۰﴾

سردار اس کی قوم کے ف۷۱ ہم دیکھتے ہیں تجھ کو صریح بہکا ہوا

قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ

بولا اے میری قوم میں ہرگز بہکا نہیں ف۷۲ ولیکن میں بھیجا ہوا ہوں

رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۱﴾ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنْصَحُ

جہان کے پروردگار کا ف۷۲ پہنچاتا ہوں تم کو پیغام اپنے رب کے اور نصیحت کرتا ہوں

لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۲﴾ اَوَعَجِبْتُمْ

تم کو اور جانتا ہوں اللہ کی طرف سے وہ باتیں جو تم نہیں جانتے کیا تم کو تعجب ہوا ف۷۳

اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ

کہ آئی تمہارے پاس نصیحت تمہارے رب کی طرف سے ایک مرد کی زبانی جو تم ہی میں سے ہے

ع ۵ ۱۴

منزل ۲

۱ اچھی زمین۔ ۲ ناقص زمین۔

۳ تین قصوں میں سے پہلا قصہ تیسرے دعوے سے متعلق ہے بطور لف ونشر غیر مرتب

۴ اس سے معلوم ہوا کہ مشرک توحید کو گمراہی سمجھتا ہے [illegible]

یہاں تک تینوں دعوے مذکور ہوئے اب اس کے بعد گذشتہ انبیاء علیہم السلام کے چھ قصے مذکور ہوں گے جو ان تینوں دعووں سے متعلق ہوں گے۔ پہلے تین قصے تیسرے دعوے سے، چوتھا قصہ دوسرے سے، پانچواں قصہ دوسرے اور تیسرے سے اور چھٹا قصہ پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ ف۷۰ یہ پہلا قصہ، حضرت نوح علیہ السلام کا ہے جو تیسرے دعوے سے متعلق ہے۔ کیونکہ حضرت نوح علیہ السلام کا سب سے پہلا اعلان ہی یہی ہے اعبدوا اللہ مالکم من الٰہ غیرہ صرف اللہ کی عبادت کرو اور حاجات میں صرف اسی کو پکارو اس کے سوا کوئی تمہارا کارساز نہیں۔ ف۷۱ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے بڑے بڑوں نے جب یہ بات سنی تو کہنے لگے اے نوح ہم تجھے کھلی گمراہی میں سمجھتے ہیں کیونکہ تو ہم کو صرف ایک خدا کو ماننے کی دعوت دے رہا ہے جو ہمارے باپ دادا کے دین کے صریح خلاف ہے۔ ای انا لنراک فی دعائنا الی الٰہ واحد فی ضلال مبین (قرطبی ج ۷ ص۲۳۴) ف۷۲ قوم نے چونکہ حضرت نوح علیہ السلام کی طرف گمراہی کی نسبت کرنے میں مبالغہ کیا تھا اس لئے انہوں نے بھی نہایت بلیغ انداز میں اپنی ذات سے گمراہی کی نفی کی لیس بی ضللۃ۔ ضللۃ کی تنوین تنکیر کے لئے ہے اور پھر نفی کے تحت داخل ہے۔ یعنی کھلی گمراہی میں ہونا تو درکنار مجھ میں تو گمراہی کا ادنیٰ شائبہ تک نہیں اور ہو بھی کیسے سکتا ہے میں تو خداوند عالم کا رسول ہوں اور میرا فریضہ یہ ہے کہ اللہ کے پیغامات تم کو پہنچاؤں اور ہر طرح تمہاری خیرخواہی کروں اور یہ بھی یاد رکھو اللہ کی طرف سے جو علوم ومعارف میں جانتا ہوں تم کو ان کا علم نہیں اس لئے میری طرف گمراہی کی نسبت کرنا عقل ونقل کے خلاف ہے۔ ف۷۳ یہ مشرکین کی غلطی کے اصل منشا کا رد ہے یعنی تم صرف اس بات پر حیران ومتعجب ہو کہ تمہاری ہدایت کے لئے تمہاری جنس ہی کے ایک بشر پر اللہ کی طرف سے وحی آگئی فکذبوہ الماضی استمرار کیلئے ہے یعنی وہ ہمیشہ انکی تکذیب کرتے رہے اور مسلسل شرک پر اڑے رہے۔ ای استمروا علی تکذیبہ واصروا بعد ان قال لھم ما قال ودعاھم الی اللہ تعالٰی لیلا ونہارا (روح ج ۸ ص۱۵۳)

موضح قرآن ف۱ یہ قدرت اپنی بیان فرمائی باد میں چلنی اور مینہ برسنا اور سبزہ نکلنا اس طرح سمجھایا مردوں کا نکلنا ایک تو مردوں کا نکلنا قیامت میں ہے اور ایک دنیا میں یعنی جاہل ادنیٰ لوگوں میں نبی بھیجا اور علم دیا اور سردار کیا پھر ستھری استعداد والے کمال کو پہنچے اور جن کی استعداد خراب تھی ان کو بھی فائدہ پہنچ رہا ناقص سا۔

ف۱ این مثل است برائے تاثیر پند در قلب سلیم وعدم تاثیر آن در غیر سلیم ۱۲ ف۲ یعنی روز قیامت ۱۲۔

لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۶۳﴾
تاکہ وہ تم کو ڈرائے اور تاکہ تم بچو اور تاکہ تم پر رحم ہو

فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ
پھر انہوں نے اسکو جھٹلایا پھر ہم نے بچا لیا اس کو اور ان کو جو اس کے ساتھ تھے کشتی میں

وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ
اور غرق کر دیا ان کو جو جھٹلاتے تھے ہماری آیتوں کو بیشک وہ

كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ﴿۶۴﴾ ع وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ
لوگ تھے اندھے اور قوم عاد کی طرف بھیجا ان کے بھائی

ع ۸
۱۵

هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ
ہود کو ۷۴ بولا اے میری قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا

مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۶۵﴾ قَالَ الْمَلَاُ
معبود اس کے سوا سو کیا تم ڈرتے نہیں بولے سردار

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ
جو کافر تھے اس کی قوم میں ہم تو دیکھتے ہیں تجھ کو

سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۶﴾
عقل نہیں ۷۵ اور ہم تو تجھ کو جھوٹا گمان کرتے ہیں

قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ
بولا اے میری قوم میں کچھ بے عقل نہیں ۷۶ لیکن میں بھیجا ہوا ہوں

مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۷﴾ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ
پروردگار عالم کا پہنچاتا ہوں تم کو پیغام اپنے رب کے

وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ﴿۶۸﴾ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ
اور میں تمہارا خیر خواہ ہوں اطمینان کے لائق کیا تم کو تعجب ہوا کہ

لے یہاں بھی شرارتی [illegible] یعنی وہ ہمیشہ [illegible] کرتے تکذیب

۲ یہ دوسرا قصہ متعلق بدعوی [illegible] ۱۲

۳ [illegible] پہلے علیحدہ علیحدہ طعن ہوا، تاکہ معلوم ہو جائے کہ کئی قسم کے طعن ہوئے ۱۲

۷۴ یہ دوسرا قصہ ہے اور تیسرے دعوی ہی سے متعلق ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کی طرح حضرت ہود علیہ السلام نے بھی اعلان کیا تھا یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ الخ اے میری قوم صرف اللہ کی عبادت کرو اور صرف اسی کو پکارو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود اور کارساز نہیں ۷۵ حضرت ہود علیہ السلام کو قوم نے کم عقلی کا طعنہ دیا اس لئے کہ انہوں نے باپ دادا کا دین چھوڑ دیا ای متمکنا فی خفۃ عقل وراسخا فیہا حیث فارقت دین اٰبائك (روح ج ۸ ص ۱۵۵) ۷۶ سفاهة کی تنوین اور اس کا نفی کے تحت واقع ہونا مفید مبالغہ ہے۔ یہاں سے اَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ تک میں حضرت ہود علیہ السلام نے قوم کے الزام کی نہایت بلیغ اسلوب سے تردید فرمائی یعنی اے میری قوم میں تو ادنیٰ ترین سفاہت اور کم عقلی سے بھی بالاتر ہوں کیونکہ میں خداوند جہاں کا رسول ہوں اور تمہیں اس کے پیغامات پہنچا رہا ہوں اور پہلے سے تمہارے درمیان خیر خواہ اور امین مشہور ہوں یا مطلب یہ ہے کہ میں تم کو اللہ کی توحید بتا کر اور شرک سے تم کو روک کر تمہاری خیر خواہی کر رہا ہوں اور اللہ کی وحی اور اس کی تبلیغ پر امین ہوں۔ والمعنی انی عرفت فیکم بالنصح فلا یحق لکم ان تتہمونی وبالامانۃ فیما اقول فلا ینبغی ان اکذب (بحر ج ۴ ص ۳۲۴) (ناصح) فیما امرکم بہ من عبادۃ اللہ عزوجل وترك عبادۃ ما سواہ (امین) یعنی علی تبلیغ الرسالۃ واداء النصح (خازن ج ۲ ص ۲۰۴)

جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ
آئی تمہارے پاس نصیحت تمہارے رب کی طرف سے ایک مرد کی زبانی جو تم ہی میں سے ہے
لِيُنْذِرَكُمْ ؕ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ
تاکہ تم کو ڈرائے اور یاد کرو جبکہ تم کو
خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِى
سردار کر دیا پیچھے ف۷۷ قوم نوح کے اور زیادہ کر دیا تمہارے
الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ
بدن کا پھیلاؤ سو یاد کرو اللہ کے احسان تاکہ تمہارا
تُفْلِحُوْنَ ﴿۶۹﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ
بھلا ہو بولے کیا تو اس واسطے ہمارے پاس آیا کہ ہم بندگی کریں اللہ اکیلے
وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ
کی اور چھوڑ دیں جن کو پوجتے رہے ہمارے باپ دادے پس تو لے آ ہمارے پاس جس چیز
اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۷۰﴾ قَالَ قَدْ وَقَعَ
سے تو ہمکو ڈراتا ہے اگر تو ہے سچا کہا تم پر واقع ہو چکا ہے ف۷۹
عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ؕ اَتُجَادِلُوْنَنِىْ
تمہارے رب کی طرف سے عذاب اور غصہ کیوں جھگڑتے ہو مجھ سے
فِىْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّا
ان ناموں پر کہ رکھ لئے ہیں تم نے ف۲ اور تمہارے باپ دادوں نے نہیں
نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّىْ
اتاری اللہ نے ان کی کوئی سند سو منتظر رہو میں بھی
مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۷۱﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَ
تمہارے ساتھ منتظر ہوں پھر ہم نے بچا لیا اس کو ف۸۰ اور

۳ یعنی قوۃ ۱۲

ف۷۷ اس میں حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کے انعامات یاد دلائے۔

قوت یا پھیلاؤ ف۷۸ قوم نے جواب میں کہا کہ تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہم صرف ایک اللہ کی عبادت کریں اور صرف اسی کو پکاریں اور جن معبودوں کو ہمارے باپ دادا پکارتے چلے آئے ہیں ان کو ہم چھوڑ دیں تو سن لو کہ ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ باقی جس عذاب سے تم ہمیں ڈراتے ہو اگر تمہارے بیان میں کچھ سچائی ہے تو وہ عذاب لے آؤ۔ ف۷۹ حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ کا غضب اور اس کا عذاب تم پر مقدر ہو چکا ہے وہ اپنے وقت پر آکر رہیگا مگر تمہاری کم عقلی کی انتہا ہے کہ تم میرے ساتھ ایسے جھوٹے معبودوں کے بارے میں جھگڑتے ہو جن کے معبود ہونے پر اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی۔ ۱۲ ف۸۰ آخر مقررہ اجل پر اللہ کا عذاب آگیا اور پوری قوم کا نام و نشان ہی مٹا دیا گیا۔

حضرت ہود علیہ السلام اور ان پر ایمان لانیوالوں کے سوا کوئی عذاب سے نہ بچ سکا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بیارد عقوبت را ۱۲ ف۲ یعنی بے اصل است ۱۲

الَّذِیْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ

جو اس کے ساتھ تھے اپنی رحمت سے اور جڑ کاٹی ان کی

الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِیْنَ ﴿۷۲﴾ ع

جو جھٹلاتے تھے ہماری آیتوں کو اور نہیں مانتے تھے

وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا م قَالَ یٰقَوْمِ

اور ثمود کی طرف بھیجا ان کے بھائی صالح کو بولا اے میری قوم

اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ط قَدْ

بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا معبود اس کے سوا تم کو

جَآءَتْكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ط هٰذِهٖ نَاقَةُ

پہنچ چکی ہے دلیل تمہارے رب کی طرف سے یہ اونٹنی

اللّٰهِ لَكُمْ اٰیَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِیْۤ اَرْضِ اللّٰهِ

اللہ کی ہے تمہارے لئے نشانی سو اس کو چھوڑ دو کہ کھائے اللہ کی زمین میں

وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ

اور اس کو ہاتھ نہ لگاؤ بری طرح پھر تم کو پکڑے گا عذاب

اَلِیْمٌ وَاذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ

دردناک اور یاد کرو جب کہ تم کو سردار کر دیا

مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِی الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ

عاد کے پیچھے اور ٹھکانا دیا تم کو زمین میں کہ بناتے ہو

مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ

نرم زمین میں محل اور تراشتے ہو پہاڑوں کے

بُیُوْتًا ج فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا

گھر سو یاد کرو احسان اللہ کے اور مت مچاتے پھرو

ع ۹ ۱۶ ۸

وقف لازم

۵۸ تیسرا قصہ
متعلق بہ دعوی
بالاشتراک ۱۲، ۲۰

۵۹ نرم زمین ۱۲

۵۸ یہ تیسرا قصہ ہے۔ اور یہ بھی تیسرے دعوی سے متعلق ہے جیسا کہ حضرت صالح علیہ السلام کے اس اعلان سے ظاہر ہے۔ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ۔ اے میری قوم صرف اللہ ہی کی عبادت کرو۔ اور صرف اسی کو پکارو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود اور کارساز نہیں اس کے بعد معجزۂ ناقہ کا ذکر فرمایا کہ یہ اونٹنی اللہ کی طرف سے ایک معجزہ ہے اس کو تکلیف مت پہنچانا ورنہ اللہ کا عذاب آ جائے گا۔ پھر ان کو اللہ کے انعامات یاد دلائے

سُهُوْلِهَا۔ سہول سہل کی جمع ہے یعنی ہموار زمین۔

فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ﴿۷۴﴾ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ
زمین میں فساد کہنے لگے سردار جو ۵۸۲
اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا
متکبر تھے اس کی قوم میں غریب لوگوں کو
لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا
کہ جو ان میں ایمان لا چکے تھے کیا تم کو یقین ہے کہ صالح کو
مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قَالُوْۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلَ بِهٖ
بھیجا ہے اس کے رب نے بولے ہم کو تو جو وہ لے کر آیا اس
مُؤْمِنُوْنَ ﴿۷۵﴾ قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْۤا اِنَّا
پر یقین ہے کہنے لگے وہ لوگ جو متکبر تھے ۵۸۳ جس
بِالَّذِیْۤ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۷۶﴾ فَعَقَرُوا
پر تم کو یقین ہے ہم اس کو نہیں مانتے پھر انہوں نے کاٹ ڈالا
النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا
اونٹنی کو اور پھر گئے اپنے رب کے حکم سے اور بولے
یٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ
اے صالح لے آ ہم پر جس سے تو ہم کو ڈراتا تھا اگر تو
الْمُرْسَلِیْنَ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ
رسول ہے پس آ پکڑا ان کو زلزلے نے ۵۸۴
فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ﴿۷۸﴾ فَتَوَلّٰى
پھر صبح کو رہ گئے اپنے گھر میں اوندھے پڑے پھر الٹا پھرا
عَنْهُمْ وَقَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ
ان سے ۵۸۵ اور بولا اے میری قوم میں پہنچا چکا تم کو پیغام

۱ مبدل منہ ۱۲

۲ بدل ۱۲

یہ یہاں سے متعلق ہے جو اکہ حرف ندا اور ضمیر خطاب ہمیشہ کسی حاضر موجود کو بلانے اور اسے بات سنانے کے لئے نہیں ہوتی ۱۲

۵۸۲ لِمَنْ اٰمَنَ بِهٖ لِلَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا سے باعادۂ جار بدل ہے۔ قوم صالح علیہ السلام کے بڑے اور مغرور لوگوں نے ایمان والوں سے جو بظاہر قوت اور دولت کے اعتبار سے کمزور تھے بطور استہزاء و تمسخر کہا کیا تم صالح کو اللہ کا نبی مانتے ہو؟ اس کے جواب میں انہوں نے پوری جرأت سے کہا "یقیناً ہم حضرت صالح علیہ السلام کو اللہ کا نبی مانتے ہیں۔ اور جو مسئلۂ توحید لیکر وہ آیا ہے ہمارا اس پر بھی ایمان ہے۔ بِمَاۤ اُرْسِلَ میں مَا سے مسئلہ توحید مراد ہے۔ **۵۸۳** قوم کے وہی سرکش سردار بولے "ہم تو اسے اور اس کی تعلیم کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں"۔ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ چنانچہ انہوں نے اللہ کے حکم سے سرکشی کرتے ہوئے اونٹنی کو قتل کر دیا اور ازراہِ تعنت و عناد حضرت صالح علیہ السلام سے کہنے لگے اگر واقعی تو اللہ کا نبی ہے تو جس عذاب سے ہمیں ڈراتا تھا اب لے آ۔ ۱۲ **۵۸۴** الرَّجْفَةُ یعنی شدید زلزلہ ایسا زلزلہ آیا کہ ان کو اپنے گھروں سے نکلنے کی فرصت بھی نہ ملی اور وہ جہاں کہیں تھے وہیں ڈھیر ہو گئے ۱۲ **۵۸۵** جب قوم ہلاک ہو گئی تو حضرت صالح علیہ السلام نہایت حسرت و یاس کے ساتھ اپنی قوم سے یوں فرماتے ہوئے وہاں سے روانہ ہوئے اے میری قوم! میں نے اپنے پروردگار کا پیغام تم کو پہنچا دیا اور تمہاری خیر خواہی کا حق ادا کر دیا مگر افسوس کہ تم خیر خواہی کو پسند نہیں کرتے تھے۔ یہاں حرفِ نداء اور ضمائرِ خطاب سے تباہ و برباد شدہ قوم سے خطاب کرنا اور ان کو سنانا مقصود نہیں بلکہ یہ نداء و خطاب محض قوم کی بد قسمتی پر اظہارِ افسوس اور تحسر کے لئے ہے۔ فتولی عنھم بعد ان جری علیھم ما جری علی ما ھو الظاھر مغتما متحسرا علی ما فاتھم من الایمان متحزنا علیھم (روح ج ۸ ص ۱۶۵) اس سے معلوم ہوا کہ حروفِ نداء اور ضمائرِ خطاب سے ہمیشہ کسی کو مخاطب کرنا اور اسے کچھ سنانا مقصود نہیں ہوتا۔ اس لئے التحیات میں السلام علیک ایہا النبی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حاظر و ناظر ہونے پر استدلال صحیح نہیں کیونکہ وہ محض دعا ہے اس سے خطاب کرنا اور سنانا مقصود ہی نہیں۔ ۱۲

رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۷۹﴾

اپنے رب کا اور خیر خواہی کی تمہاری لیکن تم کو محبت نہیں خیر خواہوں سے

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ

اور بھیجا لوط کو جب کہا اس نے اپنی قوم کو کیا تم کرتے ہو ایسی بے حیائی ۵۸۶

مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۰﴾

کہ تم سے پہلے نہیں کیا اس کو کسی نے جہان میں

اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ

تم تو دوڑتے ہو ۵۸۷ مردوں پر شہوت کے مارے

النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿۸۱﴾

عورتوں کو چھوڑ کر بلکہ تم لوگ ہو حد سے گذرنے والے

وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا

اور کچھ جواب نہ دیا اس کی قوم نے مگر یہی کہا کہ

اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ

نکالو ان کو اپنے شہر سے یہ لوگ بہت ہی

يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا

پاک رہنا چاہتے ہیں پھر بچا دیا ہم نے اس کو اور اس کے ۵۸۸ گھر والوں کو مگر

امْرَاَتَهٗ ۖ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَاَمْطَرْنَا

اس کی عورت کہ رہ گئی وہاں کے رہنے والوں میں اور برسایا ہم نے

عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ؕ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

ان کے اوپر مینہ یعنی پتھروں کا پھر دیکھ کیا ہوا انجام

الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۸۴﴾ ع وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ

گنہگاروں کا اور مدین کی طرف بھیجا ان کے بھائی شعیب کو ۵۸۹

۱۰ ع ۱۲ ۱۷

۵۸۶ یہ چوتھا قصہ ہے اور دوسرے دعوے سے متعلق ہے کیونکہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم اللہ کے محرمات سے حرام کا سا معاملہ نہیں کرتی تھی۔ اَلْفَاحِشَةَ سے لڑکوں کیساتھ خلاف فطرت فعل کرنا مراد ہے۔ اس فعل کی ابتداء قوم لوط میں ہوئی اس سے قبل کسی قوم نے یہ فعل نہیں کیا تھا۔ **۵۸۷** یہ اَلْفَاحِشَةَ کی تفسیر ہے بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ــــ بل ترقی کے لئے ہے۔ یعنی برسر عام مجالس میں بھی تم اس فعل شنیع کا ارتکاب کرتے ہوئے نہیں شرماتے ہو جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا وَتَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ (عنکبوت ع ۳) وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖ الخ حضرت لوط علیہ السلام کی پند و نصیحت کے جواب میں قوم نے فیصلہ کیا کہ ان کو گاؤں سے نکال دیا جائے۔ یہ بڑے پاکباز بنتے ہیں۔ ۱۲۔ **۵۸۸** اللہ نے اس بدکردار قوم پر آسمان سے پتھر برسا کر اسے تباہ کر دیا۔ حضرت لوط علیہ السلام اور جو ان پر ایمان لا چکے تھے صرف وہی بچ سکے۔ حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی چونکہ در پردہ مشرکہ تھی اس لئے وہ بھی عذاب میں ہلاک ہو گئی۔ فَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا۔ بارش سے پتھروں کی بارش مراد ہے۔ پہلے ان کی بستیوں کو الٹ دیا گیا۔ پھر اوپر سے پتھر برسائے گئے جیسا کہ سورہ ہود ع ۷ میں فرمایا فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ مَّنْضُوْدٍ ۱۲ **۵۸۹** یہ پانچواں قصہ ہے اور دوسرے اور تیسرے دونوں دعووں سے متعلق ہے۔ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ میں تیسرا دعویٰ مذکور ہے یعنی اے میری قوم تم صرف اللہ ہی کی عبادت کرو اور صرف اسی کو پکارو۔ اللہ کے سوا کوئی تمہارا کارساز نہیں۔ اور فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ الخ میں دوسرا دعویٰ مذکور ہے۔ قوم شعیب علیہ السلام ان محرمات الٰہیہ کے ساتھ حرام کا برتاؤ نہیں نہیں کرتی تھی بلکہ ناپ تول کے ذریعے دوسرے کا حق مار لینے کو جائز سمجھتی تھی۔ اس لئے ان کو حکم دیا گیا کہ وہ ان محرمات کو حرام سمجھیں اور ان ناجائز طریقوں سے لوگوں کے حقوق تلف نہ کریں اور زمین میں شر و فساد نہ پھیلائیں۔ ۱۲

۵۸۶ یہ چوتھا قصہ متعلق بہ دعویٰ ثانی یعنی اللہ کے محرمات سے ساتھ حرام کا سا معاملہ نہیں کرتے تھے ۱۲ ۵۸۷ بل ترقی کیلئے یعنی مجالس میں بھی علانیہ کرتے تھے ... تاتون فی نادیکم المنکر ۵۸۹ یہ پانچواں قصہ متعلق بہ دعویٰ ثانی و ثالث ۱۲

قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ

بولا اے میری قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا معبود اس کے سوا

قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ

تمہارے پاس پہنچ چکی ہے دلیل تمہارے رب کی طرف سے سو پوری کرو ماپ

وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ

اور تول اور مت گھٹا کر دو لوگوں کو ان کی چیزیں

وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ؕ

اور مت خرابی ڈالو زمین میں اس کی اصلاح کے بعد

ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَلَا

یہ بہتر ہے تمہارے لئے اگر تم ایمان والے ہو ۹۰ؔ اور مت

تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ

بیٹھو ۹۱ؔ راستوں پر کہ ڈراؤ اور روکو

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ

اللہ کے راستے سے جو کہ ایمان لائے اس پر اور ڈھونڈو اس میں عیب

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ ۖ وَانْظُرُوْا

اور یاد کرو جبکہ تھے تم ۹۲ؔ بہت تھوڑے پھر تم کو بڑھا دیا اور دیکھو

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَاِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ

کیا ہوا انجام فساد کرنیوالوں کا اور اگر تم میں سے ایک فرقہ ۹۳ؔ

مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِيْٓ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَطَآئِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا

ایمان لایا اس پر جو میرے ہاتھ بھیجا گیا اور ایک فرقہ ایمان نہیں لایا

فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ

سو صبر کرو جب تک اللہ فیصلہ کرے درمیان ہمارے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنیوالا ہے

۹۰ؔ یعنی امورِ مذکورہ دنیا و آخرت میں تمہارے لئے بہتر ہیں بشرطیکہ تم ایمان لے آؤ اور دعوت توحید کو مان لو المراد بالخیریة ما یشمل مراد الدنیا والاخرة ای ذلکم خیر لکم فی الدارین بشرط ان تؤمنوا (روح ج ۸ ص ۱۷۱) **۹۱ؔ** حضرت ابن عباس، قتادہ، مجاہد اور سُدّی سے منقول ہے کہ قوم شعیب علیہ السلام کے مشرکین شہر میں آنیوالے تمام راستوں پر بیٹھ جاتے اور جو لوگ حضرت شعیب علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے کیلئے آتے ان کو روک لیتے۔ حضرت شعیب علیہ السلام کو عیاذاً باللہ کذاب (بڑا جھوٹا) کہہ کر ان کو بدظن کرنے کی کوشش کرتے اور ساتھ ہی ان کو قتل کرنے کی دھمکی بھی دیتے۔ کانوا یقعدون علی الطرقات المفضیة الی شعیب فیتوعدون من اراد المجیء الیه ویصدونه ویقولون انه کذاب فلا تذهب الیه، کما کانت قریش مکة تفعله مع النبی صلی اللہ علیه وسلم وھذا ظاهر (قرطبی ج ۷ ص ۲۴۹) جیسا کہ قریش مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہونیوالوں سے کیا کرتے تھے۔ ۱۲ **۹۲ؔ** یہ اللہ تعالیٰ کا ان پر انعام ذکر فرمایا۔ قلت وکثرت سے تعداد کی کمی بیشی مراد ہے یا دولت کی مفسرین نے دونوں قول لکھے ہیں وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ الخ اللہ تعالیٰ کے اس احسان کا شکر ادا کرو اور اس کی دعوت کو مان لو ورنہ جن لوگوں نے اللہ کی دعوت کو جھٹلایا اور شرک اور دوسرے اعمالِ بد سے زمین میں فساد پھیلایا ان کا حشر تم دیکھ چکے ہو کہ ان کو اللہ نے کس طرح تباہ کیا تمہارا بھی یہی انجام ہوگا۔ ۱۲ **۹۳ؔ** یہ منکرین کے لئے تخویف دنیوی ہے یعنی تم میں سے کچھ لوگ میری دعوت قبول کر چکے ہیں اور کچھ لوگوں نے اس کو رد کر دیا ہے۔ اب تم اللہ کے فیصلے کا انتظار کرو کہ وہ کس طرح ایمان والوں کو بچاتا ہے اور نہ ماننے والوں کو ہلاک کرتا ہے۔ فیه وعید وتهدید یعنی حتی یقضی اللہ ویفصل بیننا ویعز المؤمنین المصدقین وینصرهم ویهلك المکذبین الجاحدین ویعذبهم (خازن ج ۲ ص ۲۱۵)

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی واجب آں بود کہ ہمہ متفق می شدند برایمان و چوں متفق نشدند منتظر فیصل کردن باشند ۱۲

الجزء التاسع ۹

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ
بولے سردار ۹۴ جو متکبر تھے اس کی قوم میں
لَنُخْرِجَنَّكَ یٰشُعَیْبُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
ہم ضرور نکال دیں گے اے شعیب تجھ کو اور ان کو جو کہ ایمان لائے
مَعَكَ مِنْ قَرْیَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ
تیرے ساتھ اپنے شہر سے یا یہ کہ تم لوٹ آؤ ہمارے
مِلَّتِنَا ؕ قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِیْنَ ﴿۸۸﴾ قف قَدِ
دین میں بولا کیا ہم بیزار ہوں تو بھی بیشک
افْتَرَیْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِیْ
ہم نے بہتان باندھا اللہ پر جھوٹا اگر لوٹ آئیں تمہارے
مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ؕ وَمَا
دین میں بعد اس کے کہ نجات دے چکا ہم کو اللہ اس سے اور ہمارا
یَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ فِیْهَآ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ
کام نہیں کہ لوٹ آئیں اس میں مگر یہ کہ چاہے
اللّٰهُ رَبُّنَا ؕ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا ؕ
اللہ رب ہمارا گھیرے ہوئے ہے ہمارا پروردگار سب چیزوں کو اپنے علم میں
عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ؕ رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ
اللہ ہی پر ہم نے بھروسا کیا اے ہمارے رب فیصلہ کر ہم میں ۹۵ اور ہماری
قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَیْرُ الْفٰتِحِیْنَ ﴿۸۹﴾ وَ
قوم میں انصاف کے ساتھ اور تو سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے اور
قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ
بولے سردار جو کافر تھے ۹۶ اس کی قوم میں اگر پیروی کرو گے تم

الا مستثنیٰ منقطعہ
ہے یعنی جو اللہ
چاہے
ہے۔ نہیں ہوتا
۲۰۰

۹۴ اس کے جواب میں قوم کے متکبر اور مشرک سرداروں نے حضرت شعیب علیہ السلام کو دھمکی دی کہ یا تو تم اپنا دینِ توحید چھوڑ کر واپس ہمارے دین میں آجاؤ ورنہ ہم تم کو اور جو تم پر ایمان لے آئے ہیں سب کو اپنے گاؤں سے نکال دیں گے۔ قَدِ افْتَرَیْنَا الخ جب اللہ تعالیٰ نے ہم کو تمہارے دینِ شرک سے محفوظ فرما لیا اور ہمیں یقین ہو گیا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود اور کارساز نہیں لہٰذا اس کے سوا پکار کے لائق بھی کوئی نہیں۔ اس کے باوجود اگر ہم تمہارے دین پر آجائیں اور تمہاری طرح شرک کرنے لگیں تو یہ اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا بہتان اور افترا ہوگا ہم سے تو یہ ہرگز نہیں ہو سکے گا کہ ہم تمہارے دین پر آجائیں۔ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ یہ استثنا منقطع ہے یعنی جو اللہ چاہے وہی ہوتا ہے۔ **۹۵** جب حضرت شعیب علیہ السلام اپنی قوم کے تمرد و عناد کو دیکھ کر ان کے ایمان سے مایوس ہو گئے اور قوم کی ایذا رسانی انتہا کو پہنچ گئی تو آپ اللہ تعالیٰ سے آخری فیصلے کی دعا مانگی۔ قال ابن عباس وکان شعیب کثیر الصلاۃ فلما تمادی قومہ فی کفرھم وغیظھم ویئس من صلاحھم دعا علیھم فقال ربنا افتح الخ فاستجاب اللہ دعاءہ فاھلکھم بالرجفۃ (قرطبی ج ۷ ص ۲۵۱) **۹۶** قوم شعیب علیہ السلام کے مشرک سردار اپنے ہم مسلک لوگوں کو دینِ حق قبول کرنے سے روکنے کیلئے ان سے کہتے تھے اگر تم نے شعیب کی بات مان لی تو تم خسارے میں رہو گے۔ کیونکہ اس کا دین قبول کر لینے کے بعد تم ناپ تول میں کمی بیشی سے جو کچھ کماتے تھے، وہ نہیں کما سکو گے۔ نیز ہدایت کے عوض گمراہی خرید و گے جو سراسر خسارہ ہے مشرکین شرک کو ہدایت اور توحید کو گمراہی سمجھتے تھے ای مغبونون لاستبدالکم الضلالۃ بالھدی و لفوات ما یحصل لکم بالبخس والتطفیف (روح ج ۹ ص ۶)

شُعَيْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝٩٠ فَاَخَذَتْهُمُ

شعیب کی تو تم بیشک خراب ہو گے پھر آ پکڑا ان کو

الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝٩١

زلزلہ نے پھر صبح کو رہ گئے اپنے گھروں کے اندر اوندھے پڑے

الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ج

جنہوں نے جھٹلایا شعیب کو گویا کبھی بسے ہی نہ تھے وہاں

الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِيْنَ ۝٩٢

جنہوں نے جھٹلایا شعیب کو وہی ہوئے خراب

فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ

پھر الٹا پھرا ان لوگوں سے اور بولا اے میری قوم میں پہنچا چکا تم کو

رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ ج فَكَيْفَ اٰسٰى

پیغام اپنے رب کے اور خیر خواہی کر چکا تمہاری اب کیا افسوس کروں

عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ۝٩٣ ع وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ

کافروں پر اور نہیں بھیجا ہم نے ۹۹ کسی بستی میں

مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَ

کوئی نبی کہ نہ پکڑا ہو ہم نے وہاں کے لوگوں کو سختی اور

الضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُوْنَ ۝٩٤ ثُمَّ بَدَّلْنَا

تکلیف میں تاکہ وہ گڑگڑائیں پھر بدل دی ہم نے

مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوْا وَّقَالُوْا

برائی کی جگہ بھلائی یہاں تک کہ ۱۰۰ بڑھ گئے اور کہنے لگے

قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ

کہ پہنچتی رہی ہے ۱۰۱ ہمارے باپ دادوں کو بھی تکلیف اور خوشی ۱۰۲ پھر پکڑا ہم نے ان کو

مع ع ۹ / ۱

ندا، ضمیر خطاب کا ~~حرف~~ استعمال، اس کی تحقیق تفسیر میں موجود ہے ۱۲

۲، التفات لبعد ے [illegible] یعنی تکلیف اور آسودگی حالات کے متغیر ہونے سے آتی رہتی ہے نہ بوجہ انکار نبی اور قرآن کے ۱۲

۹۷ الرجفۃ زلزلہ (قرطبی) ایک شدید زلزلہ آیا جس سے وہ تمام ہلاک ہوگئے اور ایسے ہلاک ہوئے گویا کہ وہ اپنے گھروں میں کبھی آباد ہی نہ تھے۔ **۹۸** جب قوم ہلاک ہوگئی تو وہاں سے چلے اور تحسر اور تاسف کے طور پر قوم کو خطاب کر کے فرمایا۔ اے میری قوم میں نے تو تمہیں اللہ کے تمام پیغام پہنچا دیے اور تمہاری خیر خواہی کا حق ادا کر دیا۔ اس سے ان کا مقصد ہلاک شدہ مشرکین کو کچھ سنانا نہ تھا بلکہ محض اظہار افسوس مقصود تھا۔ **۹۹** التفات لبعد ے اہل مکہ یعنی ہماری سنت جاریہ یہی رہی ہے کہ ہم نے جس بستی میں کوئی نبی بھیجا وہاں کے باشندوں کو مختلف طریقوں سے آزمایا۔ ان کو مالی وجانی تکلیفوں میں مبتلا کیا تاکہ وہ عاجزی کریں اور اپنے گناہوں سے تائب ہو کر اللہ کی توحید کو مان لیں اور نیک اعمال بجا لائیں۔ ثُمَّ بَدَّلْنَا الخ جب اس طرح ان کی حالت میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی تو ہم نے ان کی تکلیف اور تنگدستی کو راحت وفراخی سے بدل دیا تاکہ اس طرح ان کے دلوں میں شکر واطاعت کا جذبہ پیدا ہو۔ لان ورود النعمۃ فی البدن والمال بعد الشدۃ والضیق یستدعی الانقیاد للطاعۃ والاشتغال بالشکر (خازن ج ۲ ص ۲۲۸) **۱۰۰** عَفَوْا ای کثروا یعنی جب ان کے مال و اولاد میں کثرت ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے تکلیف و راحت اور تنگدستی وفراخی دونوں طریقوں سے ان کا امتحان فرمایا مگر وہ کسی طرح کفر وشرک سے باز نہ آئے۔ اعلم اللہ تعالیٰ انہ اخذھم بالشدۃ والرخاء فلم یزدجروا ولم یشکروا (قرطبی ج ۲ ص ۲۵۲) **۱۰۱** اس اختلاف احوال سے انہوں نے کچھ عبرت حاصل نہ کی اور نہ اسے اللہ کی طرف سے ابتلا سمجھا اور یوں کہنے لگے کہ ہمارے باپ دادا پر بھی حالات آتے رہے ہیں کبھی تکلیف اور تنگدستی اور کبھی راحت اور فراخی ہم پر بھی اسی طرح آ رہے ہیں۔ یہ تکلیف اور آسودگی تغیرات زمانہ میں سے ہے کسی پیغمبر کے انکار یا اسکو ماننے کی وجہ سے نہیں ہے فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً یہاں تک کہ ان پر اچانک ہمارا عذاب آ پہنچا اس حال میں کہ انہیں اس کا وہم وگمان بھی نہ تھا۔

فتح الرحمن **ف۱** یعنی عادت زمانہ است گاہے سختی وگاہی راحت می باشد از باب مؤاخذہ بر اعمال نبود ۱۲

بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۹۵﴾ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ

ناگہاں اور ان کو خبر نہ تھی ف اور اگر بستیوں

الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ

والے ۱۰۲ ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے تو ہم کھول دیتے ان پر

بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ

نعمتیں آسمان اور زمین سے لیکن

كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۹۶﴾

جھٹلایا انہوں نے پس پکڑا ہم نے ان کو ان کے اعمال کے بدلے

اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا

اب کیا بے ڈر ہیں بستیوں والے ۱۰۳ اس سے کہ آپہنچے ان پر آفت ہماری

بَيَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿۹۷﴾ اَوَ اَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى

راتوں رات جب سوتے ہیں یا بے ڈر ہیں بستیوں والے

اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ ﴿۹۸﴾

اس سے کہ آپہنچے ان پر عذاب ہمارا دن چڑھے جب کھیلتے ہوں

اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ۚ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ

کیا بے ڈر ہوگئے اللہ کے داؤ سے ما سو بے ڈر نہیں ہوتے اللہ کے داؤ سے

اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۹۹﴾ ع اَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ

مگر خرابی میں پڑنے والے کیا نہیں ظاہر ۱۰۴ ہوا ان لوگوں پر

يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِ اَهْلِهَآ اَنْ لَّوْ

جو وارث ہوئے زمین کے وہاں کے لوگوں کے ہلاک ہونے کے بعد کہ اگر

نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ ۚ وَنَطْبَعُ عَلٰى

ہم چاہیں تو ان کو پکڑ لیں ان کے گناہوں پر اور ہم نے مہر کر دی ہے ان کے

ع ۱۲ ۲

سلہ یا ہدایت کا معنی مراد ہے یا ظہور کا یعنی کیا پہلی امتوں کی ہلاکت ظاہر نہیں کرتی کہ ہم ان کو بھی ہلاک کر ڈالیں گے ۔ ۱۲

۱۰۲ ایمان لانے کی ترغیب ہے ۔ جن بستیوں میں اللہ کے پیغمبر آئے اگر ان بستیوں والے اللہ پر ایمان لے آتے اور اللہ کی ہدایت کے مطابق عمل کرتے تو اللہ تعالیٰ ان پر زمین و آسمان سے برکتوں کے دروازے کھول دیتا مگر انہوں نے تکذیب کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی بداعمالیوں کے سبب ان کو پکڑ لیا ۔ **۱۰۳** ہمزہ استفہام انکار کے لئے ہے ۔ اور اَھْلُ الْقُرٰی سے مکہ اور گرد و نواح کی بستیوں کے لوگ مراد ہیں ۔ جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی بعض کے نزدیک یہ عام ہے ۔ والمراد بالقرٰی مکۃ وما حولہا لانھم کذبوا محمدا صلے اللہ علیہ وسلم وقیل ھو عام فی جمیع القرٰی ۔ (قرطبی ج ۷ ص ۲۵۳) مشرکین عرب گذشتہ سرکش قوموں کے انجام بد سے اچھی طرح واقف ہیں مگر اس کے باوجود عناد اور سرکشی پر اڑے ہوئے ہیں کیا انہیں اس بات کا خطرہ اور اندیشہ نہیں کہ کہیں رات کو سوتے وقت یا دن کو جب وہ کھیل میں مصروف ہوں اچانک ہی اللہ کا عذاب آپہنچے اور ان کو ہلاک کر دے ۔ کیا وہ اللہ کے عذاب سے بالکل ہی بے فکر ہیں ۔ جو لوگ اس طرح اللہ کے عذاب سے نڈر ہو کر ایمان و عمل سے غافل ہو جائیں وہ دنیا و آخرت میں خسارہ اٹھائیں گے ۔ **۱۰۴** ھدایت سے اس کا متعارف معنی مراد ہے یا بمعنی ظہور ہے ۔ یعنی کیا پہلی امتوں کی ہلاکت اور ان کی تباہی ان کی ہدایت کا موجب نہ بنی یا اس سے ان پر یہ حقیقت واضح نہیں ہوئی کہ کفر و عناد کی وجہ سے ان کو بھی عذاب سے ہلاک کیا جا سکتا ہے ۔

موضح قرآن

ف بندے کو دنیا میں گناہ کی سزا پہنچتی رہے تو امید ہے کہ توبہ کر لے اور جب گناہ راست آگیا تو یہ اللہ کا بھلاوا ہے پھر ڈر ہے ہلاک کا جیسے زہر کھایا اگل دے

فتح الرحمٰن

ف یعنی از تدبیر ہلاک ۱۲ ۔

۱۰۵ اَلْقُرٰی سے تمام مذکورہ بستیوں کی طرف اشارہ ہے۔ جن کے انبیاء علیہم السلام اور جن کی قوموں کے واقعات پہلے مذکور ہو چکے ہیں۔ اس سے یہ بات بھی معلوم ہو گئی کہ اسم اشارہ کا محسوس مبصر ہی کے لئے استعمال ہونا ضروری نہیں بلکہ معہود فی الذہن کی طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے۔ لہٰذا ما تقول فی ھٰذا الرجل سے مبتدعین کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر میں حاضر ہونے پر استدلال غلط ہے۔ بِمَا كَذَّبُوْا میں با سببیہ ہے اور كَذٰلِكَ میں کاف بمعنی لام ہے۔ یعنی جب ان کے پاس اللہ کے پیغمبر آئے تو انہوں نے ان کی تکذیب کر ڈالی اس لئے جب انہوں نے معجزات پیش کئے تو بھی وہ ایمان نہ لائے اور کفر پر اڑے رہے اس لئے ان کے عناد و انکار کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر جباریت ثبت کر دی گئی اور ان سے توفیق ایمان سلب کر لی گئی۔ **۱۰۶** حضرت حسن فرماتے ہیں عہد سے عہد توحید مراد ہے جو امم سابقہ سے انبیاء علیہم السلام کے ذریعے لیا گیا۔ العھد الذی عھد الیھم مع الانبیاء علیھم السلام ان یعبدوہ ولا یشرکوا بہ شیئًا (قرطبی ج ۷ ص ۲۵۵) یعنی ان میں اکثر بد عہد ثابت ہوئے اور انہوں نے توحید کو چھوڑ کر شرک اختیار کر لیا۔ **۱۰۷** یہ چھٹا واقعہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے اور یہاں سے شروع ہو کر رکوع ۲۰ کے آخر میں فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ پر ختم ہوتا ہے۔ اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے مختلف آٹھ واقعات ذکر کئے گئے ہیں جن میں سے ہر واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عزیمت اور ان کے استقلال کی زندہ تصویر ہے۔ ان کے ذکر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشجیع مقصود ہے۔ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح آپ بھی جرأت اور بہادری سے مسئلہ توحید کی تبلیغ کریں اور اس کی وجہ سے آنے والے مصائب و مشکلات کا استقلال سے سامنا فرمائیں۔ پہلا واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کے پاس جا کر اسکو توحید کی دعوت دینا۔ بنی اسرائیل پر ظلم کرنے سے منع کرنا، اسے معجزے دکھانا اور پھر فرعون کا ان کے مقابلے کے لئے جادوگروں کو جمع کرنا وغیرہ۔ **۱۰۸** یعنی انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تمام معجزات کا انکار کیا حَقِيْقٌ الخ ای واجبٌ (کبیر، خازن وغیرہ) یعنی مجھ پر فرض اور لازم ہے کہ میں اللہ کی طرف کوئی غلط بات منسوب نہ کروں یا حَقِيْقٌ بمعنی جَدِيْرٌ ہے (بحر، روح وغیرہ) یعنی میں اللہ کا رسول ہوں اسلئے میری شان یہی ہے اور میرے لئے یہی لائق اور زیبا ہے کہ میں اللہ کی طرف صرف سچی بات ہی کی نسبت کروں اس لئے سن لو میں اللہ کا سچا رسول ہوں اور اللہ کی طرف سے معجزات لے کر آیا ہوں، لہٰذا میری دعوت کو قبول کر لو اور بنی اسرائیل کو ظلم وستم سے رہا کر دو۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں حَقِيْقٌ ای ثابتٌ یعنی میں اس بات پر ثابت اور قائم ہوں کہ اللہ کی طرف صرف سچی بات کی ہی نسبت کروں۔

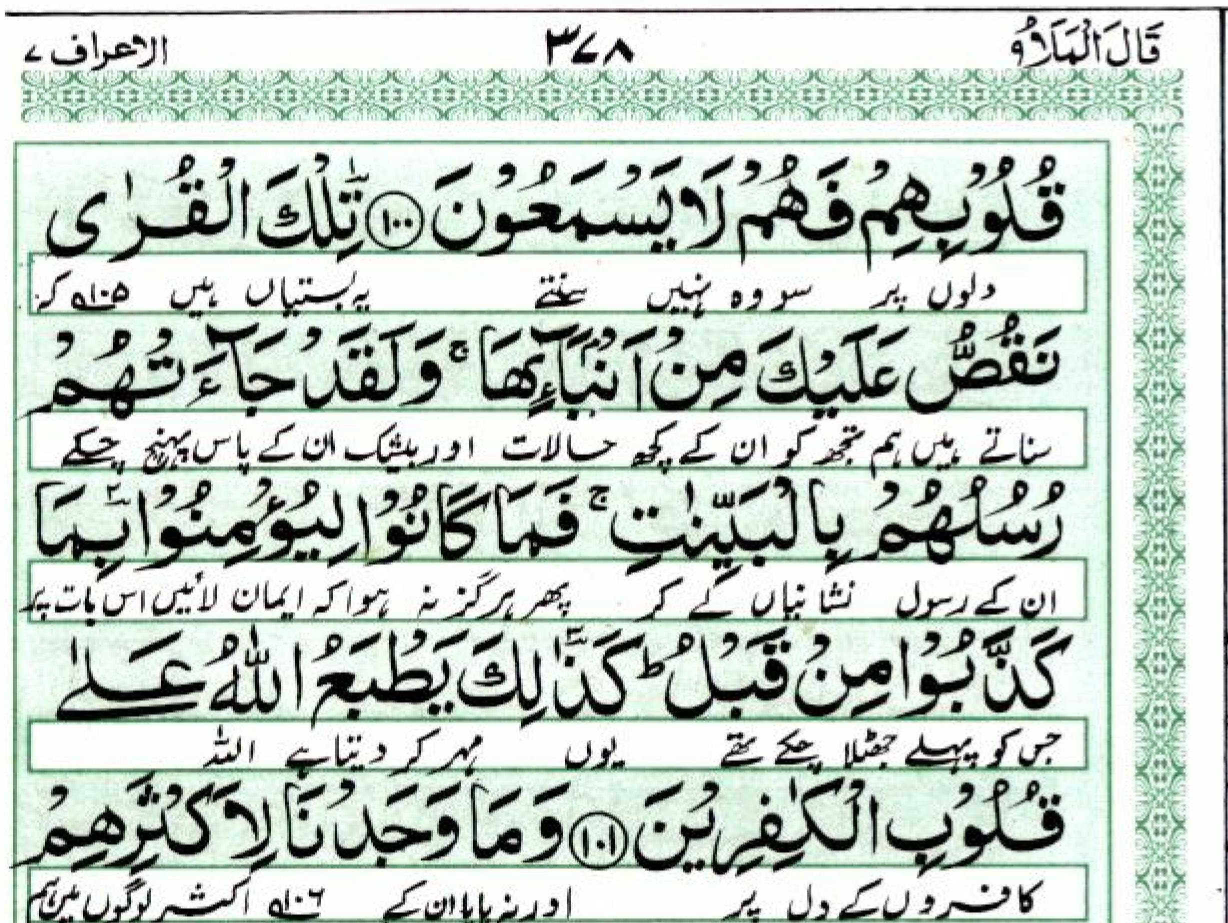

قَالَ الْمَلَاُ ۹ ۳۷۸ الاعراف ۷

قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ تِلْكَ الْقُرٰى
دلوں پر سو وہ نہیں سنتے یہ بستیاں ہیں ۱۰۵ کہ
نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآئِهَا ۚ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ
سناتے ہیں ہم تجھ کو ان کے کچھ حالات اور بیشک ان کے پاس پہنچ چکے
رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا
ان کے رسول نشانیاں لے کر پھر ہرگز نہ ہوا کہ ایمان لائیں اس بات پر
كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى
جس کو پہلے جھٹلا چکے تھے یوں مہر کر دیتا ہے اللہ
قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۱﴾ وَمَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ
کافروں کے دل پر اور نہ پایا ان کے ۱۰۶ اکثر لوگوں میں ہم
مِّنْ عَهْدٍ ۚ وَاِنْ وَّجَدْنَآ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ
نے عہد کا نباہ اور اکثر ان میں پائے نافرمان
ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى
پھر بھیجا ہم نے ان کے پیچھے ۱۰۷ موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر
فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَظَلَمُوْا بِهَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ
فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس پس کفر کیا انہوں ۱۰۸ نے انکے مقابلہ میں سو دیکھ کیا
كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ وَقَالَ مُوْسٰى
انجام ہوا مفسدوں کا اور کہا موسیٰ نے
يٰفِرْعَوْنُ اِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۲﴾
اے فرعون میں رسول ہوں پروردگار عالم کا
حَقِيْقٌ عَلٰٓى اَنْ لَّآ اَقُوْلَ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ
قائم ہوں اس بات پر کہ نہ کہوں اللہ کی طرف سے مگر جو سچ ہے

منزل ۲

۱ یہ تمام قصوں کے متعلق ہے۔ نیز یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اسم اشارہ کے لئے محسوس مبصر کا ہونا ضروری نہیں۔ ۱۲
۲ با سببیہ ہے ۱۲
۳ کاف تعلیلیہ ہے ۱۲
۴ چھٹا قصہ پہلے دعوے سے متعلق ہے ۱۲
۵ آٹھ واقعات ہیں ۱۲
۶ پہلا واقعہ ۱۲
۷ یعنی میں ایسا پختہ ہوں اس بات پہ ۱۲

قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَرْسِلْ مَعِيَ

لایا ہوں تمہارے پاس نشانی تمہارے رب کی سو بھیج دے میرے ساتھ

بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ ﴿۱۰۵﴾ قَالَ اِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِاٰیَةٍ

بنی اسرائیل کو بولا اگر تو آیا ۱۰۹ ہے کوئی نشانی لے کر

فَاْتِ بِهَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۱۰۶﴾ فَاَلْقٰى

تو لا اس کو اگر تو سچا ہے تب ڈال دیا اس نے

عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۰۷﴾ وَّنَزَعَ یَدَهٗ

اپنا عصا تو اسی وقت ہو گیا اژدہا صریح اور نکالا اپنا ہاتھ

فَاِذَا هِیَ بَیْضَآءُ لِلنّٰظِرِیْنَ ﴿۱۰۸﴾ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ

تو اسی وقت وہ سفید نظر آنے لگا دیکھنے والوں کو بولے سردار ۱۱۰

قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِیْمٌ ﴿ ﴾ یُّرِیْدُ

فرعون کی قوم کے یہ تو کوئی بڑا واقف جادو گر ہے نکالنا چاہتا

اَنْ یُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿۱۱۰﴾

ہے تم کو تمہارے ملک سے اب تمہاری کیا صلاح ہے

قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَاَرْسِلْ فِی الْمَدَآئِنِ

بولے ڈھیل دے اس کو اور اس کے بھائی کو اور بھیج پرگنوں میں

حٰشِرِیْنَ ﴿۱۱۱﴾ یَاْتُوْكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِیْمٍ ﴿۱۱۲﴾ وَ

جمع کرنے والوں کو کہ جمع کر لائیں تیرے پاس جو ہو کامل جادو گر اور

جَآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا

آئے جادو گر ۱۱۱ فرعون کے پاس بولے ہمارے لئے کچھ مزدوری ہے

اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِیْنَ ﴿۱۱۳﴾ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ

اگر ہم غالب ہوئے بولا ہاں اور بیشک تم

۱۳ ع ۳

۱۔ نبوت کے لئے
گواہ ۱۰۶
۲۔ یعنی پہلا گواہ
سانپ والی آفت ہے
یہ بھی دیکھو دوسرا نور
باطنی ہے وہ بھی دیکھو
۱۲

۱۰۹ فرعون نے کہا اگر واقعی تم اپنے دعوے میں سچے ہو اور اپنی نبوت پر واقعی کوئی دلیل اور معجزہ لائے ہو تو پیش کرو۔ فَاَلْقٰى عَصَاهُ الخ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی زمین پر پھینک دی جو گرتے ہی سانپ بن گئی اور پھر گریبان میں ہاتھ ڈال کر باہر نکالا تو وہ روشن اور درخشاں تھا یعنی میری نبوت کا پہلا گواہ تو یہ سانپ والا معجزہ ہے یہ بھی دیکھ لو اور دوسرا یہ نور ہے اسے بھی دیکھ لو۔ **۱۱۰** یہ دیکھ کر قوم فرعون کے درباری امراء اور اہل حل وعقد بول اٹھے کہ یہ تو کوئی بہت بڑا ماہر جادوگر ہے اور تمہیں ملک مصر سے نکال کر اس پر خود قابض ہونا چاہتا ہے۔ اس پر فرعون نے کہا فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ تو پھر اس کے معاملے میں تمہارا کیا مشورہ ہے۔ قَالُوْٓا اَرْجِهْ انہوں نے کہا اس کے معاملے میں آپ جلدی نہ کریں بلکہ اس کو اور اس کے بھائی کو مہلت دے دیں اور اپنے ملک کے تمام شہروں میں اپنے آدمی بھیج دیں وہ ملک کے تمام ماہر جادوگروں کو آپ کے دربار میں لا حاضر کریں تاکہ ان دونوں کا مقابلہ کیا جا سکے۔ **۱۱۱** ملک کے مشہور اور ماہر جادوگر فرعون کے دربار میں حاضر ہوئے تو عرض کی اگر ہم مقابلے میں غالب آگئے تو ہمیں انعام تو ضرور ملے گا۔ قَالَ نَعَمْ الخ فرعون نے کہا صرف انعام ہی نہیں ملے گا بلکہ اس کے علاوہ تمہیں میرے دربار کا تقرب بھی حاصل ہوگا اور میرے یہاں تمہاری بہت زیادہ قدر و منزلت اور عزت افزائی ہوگی۔

۱۱۲ جب مقررہ تاریخ پر متعینہ جگہ میں حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام اور فرعون مع امراء و مقربین اور تمام جادوگر پہنچ گئے اور مقابلہ شروع ہونے لگا تو جادوگروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا پہلے آپ لاٹھی پھینکیں گے یا ہم پہلے اپنا کمال پیش کریں۔ قَالَ اَلْقُوْا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا پہلے تم پھینکو جو کچھ تمہارے پاس ہے۔ چونکہ وہ جادوگروں کے مکر و فریب کا ابطال چاہتے تھے اور وہ اسی صورت میں زیادہ مؤثر تھا کہ وہ اپنی رسیاں اور لاٹھیاں پہلے ڈالتے۔ اس لئے فرمایا پہلے تم اپنا جوہر دکھاؤ۔ انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کان یرید ابطال ما اتوا بہ من السحر و ابطالہ ما کان یمکن الا باقدامھم علی اظھارہ فاذن لھم فی الاتیان بذلک۔ (کبیر ج ۴ ص ۳۴۰) **۱۱۳** جب جادوگروں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں میدان میں ڈالیں تو لوگوں کی آنکھوں میں جادو چل گیا اور حاضرین کو یوں معلوم ہونے لگا کہ پوری وادی خطرناک سانپوں سے بھر گئی ہے۔ جادوگروں کے اس عظیم فریب کو دیکھ کر لوگ دہشت زدہ ہوگئے۔ سَحَرُوْۤا اَعْيُنَ النَّاسِ اور يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى (طٰہٰ ع ۳) یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یوں محسوس ہونے لگا گویا کہ ان کی رسیاں اور لاٹھیاں دوڑ رہی ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جادوگروں کی لاٹھیوں اور رسیوں کی حقیقت میں کوئی انقلاب نہیں آیا تھا اور وہ حقیقت میں سانپ نہیں بنی تھیں بلکہ یہ محض ایک فریب نظر تھا۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ جادوگروں نے رسیوں اور لاٹھیوں کے اوپر کے حصے پر مختلف رنگوں کے سانپوں جیسے نقش و نگار بنا رکھے تھے۔ رسیوں کے اوپر پارہ لگا تھا اور لاٹھیاں اندر سے خالی تھیں اور ان کے خلا میں پارہ بھرا ہوا تھا جب ان کو میدان میں پھینکا گیا تو سورج کی گرمی کی وجہ سے ان میں حرکت پیدا ہوگئی اور وہ ایک دوسری پر لوٹ پوٹ ہونے لگیں اور دیکھنے والوں کو یوں محسوس ہونے لگا کہ پوری وادی سانپوں سے بھر گئی ہے ویقال انھم طلوا تلک الحبال بالزئبق ولونوھا وجعلوا داخل العصی زئبقا ایضا والقوھا علی الارض فلما اثر حر الشمس فیھا تحرکت والتوی بعضھا علی بعض حتی تخیل للناس انھا حیات (روح ج ۹ ص ۲۵) **۱۱۴** جادوگروں کا دعویٰ تھا کہ وہ ایسا لاجواب جادو تیار کر کے لائے ہیں کہ دنیا کے تمام جادوگر مل کر بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔ ہاں اگر کوئی خدائی امر ہو تو ہمیں اس کے مقابلے کی طاقت نہیں۔ روی ان السحرۃ قالوا قد علمنا سحرا لا یطیقہ سحرۃ اھل الارض الا ان یکون امرا من السماء فانہ لا طاقۃ لنا بہ (کبیر ج ۴ ص ۳۴۰) جب جادوگر اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈال چکے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حکم خداوندی سے اپنی لاٹھی میدان میں پھینک دی اور گرتے ہی وہ ایک عظیم اژدہا کی شکل میں منقلب ہوگئی اور دیکھتے ہی دیکھتے جادوگروں کی تمام رسیوں اور لاٹھیوں کو نگل گئی مَا يَاْفِكُوْنَ یعنی جو کچھ انہوں نے فریب اور جھوٹ بنایا تھا۔ **۱۱۵** وَقَعَ ای ظھر یعنی حق ظاہر ہوگیا اور جادوگروں کا عمل باطل ہوگیا فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ فرعون اور اس کی قوم بھرے مجمع میں مغلوب ہوگئے اور ذلیل ہو کر وہاں سے واپس لوٹے وَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ یعنی زور سے سجدے میں ڈال دیئے گئے کیونکہ انہوں نے پہلے اِمَّاۤ اَنْ تُلْقِيَ کہہ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ادب کیا تھا مَنْ اَتٰى يَمْشِىْ اَتَيْتُهٗ هَرْوَلَةً جب جادوگروں نے دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام کا عصا اژدہا بن کر ان کی تمام رسیوں اور لاٹھیوں کو نگل گیا اور پھر دوبارہ اپنی اصلی حالت پر آگیا مگر اس کے باوجود اس کے حجم میں کوئی اضافہ نہیں ہوا تو ان پر حق واضح ہوگیا اور وہ سمجھ گئے کہ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام جادوگر نہیں ہیں بلکہ اللہ کے سچے پیغمبر ہیں۔ معجزۂ عصا دیکھ کر ان کو شرح صدر ہوگیا اور وہ حق کے سامنے اس قدر مغلوب ہوگئے کہ بے اختیار سجدے میں گر پڑے گویا کسی نے ان کو پکڑ کر سجدے میں گرا دیا ہے

لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰۤى اِمَّاۤ اَنْ تُلْقِيَ

مقرب ہو جاؤ گے ۔ بولے اے موسیٰ ۱۱۲ یا تو تو ڈال

وَاِمَّاۤ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ قَالَ اَلْقُوْا ۚ

اور یا ہم ڈالتے ہیں کہا ڈالو

فَلَمَّاۤ اَلْقَوْا سَحَرُوْۤا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ

پھر جب انہوں نے ڈالا ۱۱۳ باندھ دیا لوگوں کی آنکھوں کو اور ان کو ڈرایا

وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۱۶﴾ وَاَوْحَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰۤى

اور لائے بڑا جادو اور ہم نے حکم بھیجا موسیٰ کو ۱۱۴

اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿۱۱۷﴾

کہ ڈال دے اپنا عصا سو وہ جبھی لگا نگلنے جو سانگ انہوں نے بنایا تھا

فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾

پس ظاہر ہوگیا حق ۱۱۵ اور غلط ہوگیا جو کچھ انہوں نے کیا تھا

فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَ

پس ہار گئے اس جگہ اور لوٹ گئے ذلیل ہو کر اور

اُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ

گر پڑے جادوگر سجدہ میں بولے ہم ایمان لائے ۱۱۶ پروردگار

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۱﴾ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ قَالَ

عالم پر جو رب ہے موسیٰ اور ہارون کا بولا

فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ

فرعون کیا تم ایمان لے آئے اس پر میری اجازت سے پہلے

اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِى الْمَدِيْنَةِ

یہ تو مکر ہے جو بنایا تم سب نے اس شہر میں

یعنی زور سے سجدے میں ڈالے گئے کیونکہ انہوں نے پہلے اِمَّاۤ اَنْ تُلْقِيَ کہہ کر موسیٰ علیہ السلام کا ادب کیا تھا۔ مَنْ اَتٰى يَمْشِىْ اَتَيْتُهٗ هَرْوَلَةً ۱۲

لِيُخْرِجُوْا مِنْهَآ اَهْلَهَا ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۲۳﴾
تاکہ نکال دو اس شہر سے اس کے رہنے والوں کو سو اب تم کو معلوم ہو جائے گا ف۱
لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ
میں ضرور کاٹوں گا تمہارے ہاتھ ۱۱۷ اور دوسری طرف سے تمہارے پاؤں ف۱
ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ اِلٰى
پھر سولی پر چڑھاؤں گا تم سب کو وہ بولے ہم کو تو
رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَمَا تَنْقِمُ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ
اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور تجھ کو ہم سے یہی دشمنی ہے ۱۱۸ کہ
اٰمَنَّا بِاٰيٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتْنَا ؕ رَبَّنَآ اَفْرِغْ
مان لیا ہم نے اپنے رب کی نشانیوں کو جب وہ ہم تک پہنچیں ہمارے رب دہانے کھول دے
عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ وَقَالَ
ہم پر صبر کے اور ہم کو مار مسلمان اور بولے
الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ
سردار قوم فرعون کے ۱۱۹ کیا چھوڑتا ہے تو موسیٰ کو اور اس کی قوم کو
لِيُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ ؕ
کہ دھوم مچائیں ملک میں اور موقوف کردے تجھ کو اور تیرے بتوں کو
قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ وَنَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ۚ
بولا اب ہم مار ۱۲۰ ڈالیں گے ان کے بیٹوں کو اور زندہ رکھیں گے ان کی عورتوں کو
وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ
اور ہم ان پر زور آور ہیں ف۲ موسیٰ نے کہا ۱۲۱ اپنی قوم سے
اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ۙ
مدد مانگو اللہ سے اور صبر کرو بیشک زمین ہے اللہ کی

ع ۱۴ ۱۸ ۱۴

وعبر بذلك تنبيها على ان الحق بهرهم واضطرهم الى السجود بحيث لم يبق لهم تمالك فكان احدا دفعهم والقاهم الخ (روح ج ۹ ص ۲۶)

۱۱۶ جادوگروں نے فوراً اسی جگہ اعلان کر دیا کہ ہم فرعون کی ربوبیت سے بیزار ہوئے اور اس رب العالمین پر ایمان لائے جسکو موسیٰ و ہارون علیہما السلام اپنا رب مانتے ہیں۔ قَالَ فِرْعَوْنُ الخ فرعون نے غضبناک ہو کر جادوگروں سے کہا کہ تم نے میرے نوکر اور ملازم ہو کر میری اجازت کے بغیر ہی موسیٰ کے رب کو مان لیا ہے۔ مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم نے یہ سارا معاملہ سوچی سمجھی اسکیم کے مطابق کیا ہے اور تم موسیٰ و ہارون سے مل کر لوگوں کو مرعوب و مغلوب کرکے یہاں سے نکالنا چاہتے ہو۔ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ تمہیں ابھی معلوم ہو جاتا ہے کہ تمہارے ساتھ کیا ہوگا۔ یہ فرعون کی طرف سے جادوگروں کو سزا کی دھمکی ہے جس کا ذکر اگلی آیت میں ہے۔ **۱۱۷** یعنی میں تمہارے ہاتھ پاؤں کٹوا کر تم کو سولی پر لٹکا دوں گا مِنْ خِلَافٍ یعنی ہر ایک کی ایک جانب کا ہاتھ اور دوسری جانب کا پاؤں۔ قَالُوْا الخ جادوگروں نے کہا اگر تو ایسا کرے گا تو یہ ہمارا عین مقصود ہے کیونکہ اس طرح ہم اپنے رب کی آغوش رحمت میں پہنچ جائیں گے۔ **۱۱۸** اور ہمارا قصور صرف یہ ہے کہ ہم اپنے رب کی آیات اور اس کے بھیجے ہوئے معجزات پر ایمان لے آئے ہیں۔ تم اس بات کو جرم سمجھتے ہو حالانکہ ہمارے لئے یہ چیز نہایت قابل فخر ہے۔ اس لئے ہم اس سزا سے ڈرنے والے نہیں ہیں رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا الخ یہ جادوگروں کی دعا ہے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ فرعون مذکورہ بالا سزا دینے پر تلا ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اے ہمارے آقا و مولیٰ! اے ہمارے پروردگار ہمیں صبر و استقامت عطا فرما تاکہ ہم اس آزمائش میں ثابت قدم رہیں اور ہمارا خاتمہ ایمان و اسلام پر ہو۔ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ فرعون نے دھمکی کے مطابق جادوگروں کو سزا دے دی تھی فقيل ان فرعون اخذ السحرة وقطعهم على شاطئ النهر وانه آمن بموسى عند ايمان السحرة ستمائة الف (قرطبی ج ۷ ص ۲۶۱) جادوگروں کے ایمان لانے کے ساتھ دوسرے لوگوں میں سے چھ لاکھ نفوس نے اسلام قبول کیا۔ **۱۱۹** وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ الخ جب فرعون کے درباری امراء نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا غلبہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تو فرعون سے کہنے لگے کیا آپ موسیٰ اور اس کی قوم کو آزاد چھوڑے رکھیں گے کہ وہ زمین میں فساد کرتے پھریں حالانکہ وہ آپ کو اور آپکی مورتیوں کو بھی نہیں پوجتے۔ فرعون نے اپنے بت بنوا کر اپنی رعیت کو دے دئے تھے تاکہ وہ ان کی پوجا کیا کریں یہاں اٰلِهَتَكَ سے یہی بت مراد ہیں (شاہ عبدالقادر رح) **۱۲۰** فرعون نے جواب دیا کہ اب میں اپنے پرانے دستور کے مطابق بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کرنا اور لڑکیوں کو زندہ چھوڑنا از سر نو شروع کر دوں گا تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ ہمارا تشدد و غلبہ ان پر اب بھی باقی ہے۔ **۱۲۱** حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو تسلی دی اور فرمایا فرعونیوں کی جانب سے اس وقت جو کچھ تمہارے ساتھ ظلم و ستم ہو رہا ہے اس پر صبر کرو اور اس سے نجات حاصل کرنے کے لئے اللہ سے مدد مانگو اور یاد رکھو زمین اللہ کی ہے وہ جسے چاہتا اس کا مالک اور حکمران بنا دیتا ہے اور آخر کار غلبہ انہی لوگوں کو حاصل ہوتا ہے جو صبر کریں اور اللہ سے مدد چاہیں۔ یہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے لطیف انداز میں اپنی قوم کو

۱ یعنی دوسرا واقعہ ۱۲
۲ یعنی صبر [illegible]
۳ یعنی بخشش کے لئے دیتا تھا۔ شاہ عبدالقادر رح ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی تم مل کر اس فریب سے شہر کی ریاست لیا چاہتے ہو فرعون نے اس تقریر سے لوگوں کو دشمن کیا ف۲ فرعون کے بت یہ تھے کہ اپنی صورت بنا دیتا تھا لوگوں کو کہ اسکو پوجا کریں اور بیٹے مارنے اور بیٹیاں چھوڑنی یہ کام پہلے بھی کرتا تھا درمیان میں چھوڑ دیا تھا اب اس نے پھر قصد کیا۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی دست راست و پای چپ ۱۲۔

فرعون سے نجات پانے اور بالآخر حکومت مصر مل جانے کی خوشخبری سنادی تصریح بما رمز الیہ من البشارۃ قبل وکشف عنہ وھو اھلاک فرعون واستخلافھم بعدہ فی ارض مصر (مدارک ج ۲ ص۵۴) **۱۲۲ے** قوم نے مایوسانہ انداز میں کہا اے موسیٰ! تیری آمد سے پہلے بھی ہم تکلیفوں میں مبتلا کئے جاتے تھے اور تیرے آنے کے بعد بھی ہمارا وہی حال ہے۔ یعنی تیرے آنے سے ہماری تکلیفوں کا کچھ مداوا نہیں ہوا۔ قَالَ عَسٰى الخ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جلدی نہ کرو، صبر سے کام لو، ایک وقت آئے گا جب اللہ تمہارے دشمنوں کو تباہ و برباد کرکے ان کی بستیوں پر تمہیں قابض بنادے گا۔ پھر پتہ چل جائے گا کہ تم کیسے کام کرتے ہو آیا اللہ کے انعامات بے پایاں کا شکر ادا کرتے ہو اور اس کے احکام بجالاتے ہو یا اسکی ناشکری اور نافرمانی کرتے ہو۔ **۱۲۳ے** یہ تیسرا واقعہ ہے۔ پہلے فرعون اور اسکی قوم کو ہلاک کرنے کا وعدہ کیا گیا۔ اب یہاں سے ان کی ہلاکت کے مبادی کا ذکر شروع ہوا۔ السنین سنۃ کی جمع ہے اور مراد قحط کے سال ہیں۔ والسنین جمع سنۃ والمراد بھا عام القحط (روح ج ۹ ص۳۱) **۱۲۴ے** قوم فرعون پر جب کبھی فراخی اور راحت آجاتی تو کہتے ہم اپنی ذاتی خوبیوں کی وجہ سے اسی کے مستحق ہیں لیکن اگر کوئی مالی یا جانی تکلیف پہنچ جاتی تو اسے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والوں کی طرف منسوب کرتے اور کہتے یہ سب انہی کی نحوست ہے۔ عیاذاً باللہ۔ اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ ان پر جو تکلیف و مصیبت آرہی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور اس کی قضاء و قدر سے ہے۔ اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور مؤمنوں کی نحوست کو کوئی دخل نہیں۔ قال ابن عباس طائرھم ما یصیبھم ای ما طار لھم فی القدر مما ھم لاقوہ (بحر ج ۴ ص۳۷۲) **۱۲۵ے** یہ قوم فرعون کا مقولہ ہے۔ یعنی ہمیں مرعوب و مسحور کرنے کے لئے یہ جو تو جادو کے کھیل اور بزعم خویش معجزات دکھا رہا ہے ہم ان سے ہرگز متأثر ہونے والے نہیں اور نہ تیری نبوت پر ایمان لانے کو تیار ہیں۔

يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَالْعَاقِبَةُ

اس کا وارث کردے جس کو وہ چاہے اپنے بندوں میں سے اور آخر میں بھلائی ہے

لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۸﴾ قَالُوْٓا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ

ڈرنے والوں کیلئے ؐ ف۱ وہ بولے ہم پر تکلیفیں رہیں ۱۲۲ے تیرے آنے

تَاْتِيَنَا وَمِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ؕ قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ

سے پہلے اور تیرے آنے کے بعد کہا نزدیک ہے کہ رب تمہارا

اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِى الْاَرْضِ

ہلاک کردے تمہارے دشمن کو اور خلیفہ کردے تم کو ملک میں

فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ ع وَلَقَدْ اَخَذْنَآ

پھر دیکھے تم کیسے کام کرتے ہو ف۲ اور ہم نے پکڑ لیا ۱۲۳ے

اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ

فرعون والوں کو قحطوں میں اور میووں کے نقصان میں

لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳۰﴾ فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ

تاکہ وہ نصیحت مانیں پھر جب پہنچی ان کو ۱۲۴ے بھلائی

قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا

کہنے لگے یہ ہے ہمارے لائق اور اگر پہنچی برائی تو نحوست بتاتے

بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ ؕ اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ

موسیٰ کی اور اس کے ساتھ والوں کی سن لو ان کی شومی تو اللہ کے پاس ہے

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَقَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا

پر اکثر لوگ نہیں جانتے ف۳ ف۴ اور کہنے لگے جو کچھ ۱۲۵ے تو لائیگا ہمارے

بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا ۙ فَمَا نَحْنُ لَكَ

پاس نشانی کہ ہم پر اس کی وجہ سے جادو کرے سو ہم ہرگز تجھ پر

۱۵ ع۳ ۵

تیسرا واقعہ ۱۲

موضح قرآن ف۱ زمین کا وارث کرے یعنی ملک کا حاکم کرے جو حق ہے حضرت آدم کا ۱۲ **ف۲** یہ کلام نقل فرمایا مسلمانوں کے سنانے کو یہ سورت مکی ہے۔ اس وقت مسلمان بھی ایسے ہی مظلوم تھے پھر بشارت پہنچی پردے میں ۱۲ **ف۳** یعنی شومی قسمت بد ہے سو اللہ کی تقدیر سے ہے۔ بھلائی اور برائی کا اثر ہوگا آخرت میں اس کا جواب یہ نہ فرمایا کہ شومی ان کے کفر سے تھی کیونکہ کافر بھی دنیا میں عیش کرتے ہیں اصل حقیقت تھی سو فرمائی کہ دنیا کے احوال تقدیر پر موقوف ہیں۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی مؤاخذہ بر اعمال ایشان است ۱۲۔

بِمُؤْمِنِيْنَ (۱۳۲) فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ

ایمان نہ لائیں گے   پھر ہم نے بھیجا ان ۱۲۶ف پر   طوفان   اور ٹڈی

وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ قف

اور چچڑی   اور مینڈک   اور خون بہت سی نشانیاں جدی جدی

فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ (۱۳۳) وَ

پھر بھی تکبر کرتے رہے اور تھے وہ لوگ گنہگار ط   اور

لَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا

جب پڑتا ان پر کوئی عذاب ۱۲۷ف تو کہتے اے موسیٰ دعا کر ہمارے واسطے

رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ج لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا

اپنے رب سے جیسا کہ اس نے بتلا رکھا ہے تجھ کو اگر تو نے دور کر دیا ہم سے

الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ

یہ عذاب تو بیشک ہم ایمان لے آئیں گے تجھ پر اور جانے دیں گے تیرے ساتھ

بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ج (۱۳۴) فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ

بنی اسرائیل کو   پھر جب ہم نے اٹھا لیا   ان سے   عذاب

اِلٰٓى اَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ (۱۳۵)

ایک مدت تک کہ ان کو اس مدت تک پہنچنا تھا اسی وقت عہد توڑ ڈالتے

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ

پھر ہم نے بدلہ لیا ان سے ۱۲۸ف سو ڈبو دیا ہم نے ان کو دریا میں اس وجہ سے کہ

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ (۱۳۶) وَاَوْرَثْنَا

انہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور ان سے تغافل کرتے تھے ط اور وارث کر دیا ہم نے

الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ

ان لوگوں کو جو   کمزور سمجھے جاتے تھے ۱۲۹ف   اس   زمین   کے

۱۲۶ف جب معجزات عصا ید بیضاء، قحط سالی وغیرہ سے ان کے دلوں میں عاجزی اور انابت کے کوئی آثار ظاہر نہ ہوئے اور وہ انکار و جحود اور ضد و عناد پر قائم رہے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ فرعون اور اس کی قوم سرکشی اور عناد کی انتہا کو پہنچ چکی ہے اس لئے ان پر ایسا عذاب نازل فرما جس سے بعد والوں کو بھی عبرت حاصل ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بالکلیہ تباہ و برباد کرنے سے پہلے کئی صورتوں میں ان پر عذاب نازل فرمایا تاکہ وہ راہِ راست پر آجائیں۔ اَلطُّوْفَانَ آٹھ دن تک متواتر دن رات ان پر اندھیرا چھایا رہا اور مسلسل بارش ہوتی رہی یہاں تک کہ ان کے گھروں میں اس قدر پانی جمع ہو گیا کہ ان کے کندھوں سے اوپر چڑھ گیا، پورے سات دن وہ اسی حالت میں مبتلا رہے۔ نہ بیٹھ سکتے تھے، نہ کھانے کے لئے کوئی چیز مہیا ہو سکتی تھی۔ مگر اسرائیلیوں کے گھروں میں پانی داخل نہ ہوا اور اس کی وجہ سے انہیں کوئی تکلیف نہ ہوئی آخر لاچار ہو کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے التجا کی کہ وہ اللہ سے دعا کر کے انہیں اس مصیبت سے نجات دلا دیں تو وہ ایمان لے آئیں گے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے پانی ہٹا لیا اور زمین ظاہر ہو گئی تو اس میں پہلے سے زیادہ گھاس وغیرہ پیدا ہوئی تو فرعونیوں نے اپنا عہد توڑ دیا اور کہنے لگے یہ کوئی عذاب تھوڑا ہی تھا یہ تو ہمارے لئے ایک نعمت تھی۔ وَالْجَرَادَ اس کے بعد اللہ نے ٹڈی دل بھیج دیا جس نے ان کے تمام باغوں اور کھیتوں کا صفایا کر دیا ان کا کوئی درخت نہ چھوڑا، یہاں تک کہ ان کے مکانوں کے دروازہ، چھتوں کے شہتیروں اور کڑیوں کو، ان کے کپڑوں اور گھر کے ساز و سامان تک کو نیست و نابود کر دیا۔ بنی اسرائیل کی ہر چیز اس عذاب سے بھی محفوظ رہی۔ آخر فرعونیوں کی التجا پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے اللہ نے ہوا بھیجی جس نے تمام ٹڈی دل کو اٹھا کر سمندر میں پھینک دیا، مگر وہ پھر اپنے قول سے منحرف ہو گئے اور ایمان نہ لائے۔ وَالْقُمَّلَ اس کے بعد اللہ نے جوؤں کو مسلط کر دیا اور انہوں نے ان کے بدن کے چمڑے اور گوشت کو کھانا شروع کر دیا جب قوم فرعون کا کوئی آدمی روٹی کھانے لگتا تو اس کا منہ جوؤں سے بھر جاتا۔ جب اس مصیبت سے نجات ملی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے کہ اب تو ہمیں پورا یقین ہو گیا ہے کہ تو بہت بڑا جادوگر ہے۔ بعض نے قُمَّلَ سے چچڑیاں یا گیہوں کا کیڑا مراد لیا ہے۔ قُمَّلَ سے مراد چچڑیاں ہیں جیسا کہ مترجم رحمہ اللہ نے اختیار کیا یا جوئیں یا گیہوں وغیرہ غلہ میں جو کیڑا لگ جاتا ہے جس سے غلہ خراب ہو جاتا ہے۔ یعنی بدن اور کپڑوں میں چچڑیاں اور جوئیں پڑ گئیں۔ غلہ میں گھن لگ گیا۔ (تفسیر عثمانی) وَالضَّفَادِعَ پھر اللہ نے ان پر مینڈکوں کو مسلط کر دیا۔ ان کے گھروں کے صحن، ان کے کمرے۔ اور تمام برتن مینڈکوں سے بھر گئے۔ اگر وہ بات کے لئے منہ کھولتے تو پھدک کر مینڈک ان کے مونہوں میں پہنچ جاتے، ان کے کھانوں میں داخل ہو کر ان کو خراب کر دیتے۔ اس سے تنگ آکر انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے زاری

موضح قرآن ف۱ حضرت موسیٰ کو فرعون سے چالیس برس مقابلہ رہا اس پر کہ بنی اسرائیل کو اپنے وطن جانے دے اس نے نہ مانا انکی بددعا سے یہ بلائیں پڑیں، دریائے نیل چڑھ گیا کھیت اور باغ اور گھر بہت تلف ہوئے اور ٹڈی سبزی کھا گئی اور آدمیوں کے بدن میں اور کپڑوں میں چچڑیاں پڑ گئیں اسی طرح ہر چیز میں مینڈک پھیل گئے اور پانی لہو بن گیا آخر ہرگز نہ مانا **ف۲** یہ سب بلائیں ان پر آئیں ایک ایک ہفتہ کے فرق سے اول حضرت موسیٰ فرعون کو کہہ آتے کہ اللہ تم پر یہ بلا بھیجے گا وہی بلا آتی پھر مضطر ہوتے حضرت موسیٰ کی خوشامد کرتے ان کی دعا سے دفع ہوتی پھر منکر ہو جاتے آخر کو وبا پڑی نصف شب کو سارے شہر میں ہر شخص کا پہلا بیٹا مر گیا وہ لگے مردوں کے غم میں حضرت موسیٰ اپنی قوم کو لے کر شہر سے نکل گئے۔ پھر کئی روز کے بعد فرعون پیچھے لگا دریائے قلزم پر جا پکڑا وہاں یہ قوم سلامت گذر گئی اور فرعون ساری فوج سمیت غرق ہوا۔

وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۭ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ
اور مغرب کا کہ جس میں برکت رکھی ہے ہم نے ف۱ اور پورا ہو گیا نیکی کا
رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰي بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ڏ بِمَا صَبَرُوْا ۭ
وعدہ تیرے رب کا بنی اسرائیل پر بسبب ان کے صبر کرنیکے
وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ
اور خراب کر دیا ہم نے جو کچھ بنایا تھا فرعون اور اس کی قوم نے
وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ
اور جو اونچا کر کے چھایا تھا ف۲ اور پار اتار دیا ہم نے بنی اسرائیل کو ۱۳۰
الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰي قَوْمٍ يَّعْكُفُوْنَ عَلٰٓي اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ
دریا سے تو پہنچے ایک قوم پر جو پوجنے میں لگ رہے تھے اپنے بتوں کے
قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ۭ
کہنے لگے اے موسیٰ بنا دے ہماری عبادت کے لئے بھی ایک بت جیسے ان کے بت ہیں
قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَاۗءِ مُتَبَّرٌ
کہا تم لوگ تو جہل کرتے ہو ف۳ یہ لوگ ۱۳۱ تباہ ہونیوالی ہے
مَّا هُمْ فِيْهِ وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۹﴾ قَالَ
وہ چیز جس میں وہ لگے ہوئے ہیں اور غلط ہے جو وہ کر رہے ہیں کہا
اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَي
کیا اللہ کے سوا ۱۳۲ ڈھونڈوں تمہارے واسطے کوئی اور معبود حالانکہ اس نے تم کو بڑائی دی
الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۴۰﴾ وَاِذْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ
تمام جہان پر اور وہ وقت یاد کرو جب نجات دی ہم نے تم کو فرعون والوں سے کہ
يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْۗءَ الْعَذَابِ ۚ يُقَتِّلُوْنَ اَبْنَاۗءَكُمْ
دیتے تھے تم کو برا عذاب کہ مار ڈالتے تھے تمہارے بیٹوں کو

ربع

چوتھا واقعہ ۱۳

کی اور ایمان لانے کا عہد کیا مگر اس دفعہ بھی عہد توڑ دیا وَالدَّمَ آخر اللہ تعالیٰ نے ان پر خون کا عذاب نازل فرمایا، دریائے نیل خون کا بہنے لگا۔ قبطیوں کے برتنوں کا پانی تمام خون ہو گیا مگر اسرائیلیوں کے پانی میں کوئی فرق نہ آیا۔ قبطی اسرائیلیوں کے برتنوں سے اپنے برتنوں میں پانی ڈالتے تو وہ خون ہو جاتا یہاں تک کہ اگر کوئی اسرائیل اپنے منہ میں پانی لے کر کسی فرعونی کے منہ میں ڈالتا تو وہ اس کے منہ میں پہنچ کر فوراً خون ہو جاتا۔ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ یہ واضح نشانیاں تھیں مگر انہوں نے ہر بار عناد و استکبار سے کام لیا۔ کل ذلک من الروح والقرطبی الخازن غیرھا **۱۲۷** تفصیل مذکور کے مطابق جب ان پر عذاب آتا وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آکر گڑگڑانے لگتے کہ اللہ کو دعا مانگو اگر ہم سے عذاب اٹھ گیا تو ہم تجھ پر ایمان بھی لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو بھی تمہارے ساتھ بھیج دیں گے لیکن جب اللہ ان پر سے عذاب اٹھا لیتا تو وہ ہر بار عہد شکنی کرتے اور ایمان نہ لاتے **۱۲۸** آخر ان کے مسلسل عناد و استکبار کی وجہ سے ہم نے ان سے بدلہ لیا اور فرعون اور اس کی قوم کو دریائے نیل میں غرق کر دیا۔ بِاَنَّهُمْ میں باء سببیہ ہے **۱۲۹** اَلْقَوْمَ سے بنی اسرائیل مراد ہیں اَلْاَرْضِ سے ملک مصر مراد ہے یا ملک شام یا دونوں مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا یہ کنایہ ہے اسکی تمام اطراف و جوانب سے مطلب یہ ہے کہ وہ پورے کا پورا ملک بلا شرکت غیرے بنی اسرائیل کو دیدیا۔ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ۔ کلمۃ سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ مراد ہے جو اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعے بنی اسرائیل سے فرمایا تھا کہ وہ ان کی مدد کرے گا اور ملک مصر ان کو دے گا۔ والمراد من الکلمۃ وعدہ تعالیٰ لھم بالنصر والتمکین علی لسان نبیھم علیہ السلام (روح ج ۹ ص۳۸) بِمَا صَبَرُوْا میں باء سببیہ ہے یعنی بنی اسرائیل کے فرعونیوں کے ظلم و ستم اور شدائد و تکالیف پر صبر کرنے کی وجہ سے اللہ نے ان سے کیا ہوا اپنا وعدہ پورا فرمایا اور فرعونیوں نے جو عالیشان عمارتیں اور محلات تعمیر کئے تھے اور جو باغات لگائے تھے وہ سب ہم نے تباہ و برباد کر دیئے وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ۔ مراد انگوروں کے باغات ہیں جن کی بیلوں کے لئے وہ عرش بناتے تھے۔ **۱۳۰** یہ چوتھا واقعہ ہے۔ جب فرعون اور اس کی قوم دریائے نیل میں غرق ہو گئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام مع بنی اسرائیل اسکے معجزانہ راستوں سے گذر کر پار ہو گئے تو اب بنی اسرائیل نے سرکشی شروع کر دی چنانچہ راستہ میں جب ان کا گذر ایک قوم پر ہوا جو بت پرست تھے اور گائے کی پوجا کرتے تھے انہوں نے اپنے عبادت خانے میں گائے کے بت بنا کر رکھے ہوئے تھے ؎ قال ابن جریج کانت تلک الاصنام تماثیل بقر (خازن ج ۲ ص۲۲۳) جب اسرائیلیوں نے اس بت پرست قوم کو دیکھا تو ان کا جی بھی للچا اٹھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے ان کے ٹھاکروں جیسا ایک ہمیں بھی ٹھاکر بنا دو تاکہ ہم بھی اسکی پوجا پاٹ کریں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تم بڑے نادان اور جاہل ہو۔ شرک اور بت پرستی سے اللہ نے تم کو نجات دی مگر اب تم پھر اسی گڑھے میں گرنا چاہتے ہو۔ **۱۳۱** یہ بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کلام ہے۔ یعنی یہ گائے کے پجاری جس دین پر ہیں یہ عنقریب میرے ہاتھوں برباد ہونے والا ہے اور جو کچھ یہ کر رہے ہیں وہ محض باطل اور لاحاصل ہے اس سے انہیں دنیا میں کچھ نفع ملیگا نہ آخرت میں یعنی یدمر اللہ تعالیٰ دینھم الذی ھم علیہ علی یدی ... وان ذلک لا ینفعھم اصلا (روح ج ۹ ص۴۲)

موضح قرآن ف۱ جس میں برکت رکھی یعنی زمین شام اس میں ظاہر و باطن کی برکت بہت ہے ۱۲ ف۲ جاہل آدمی نرے بے صورت کو عبادت کر کر تسکین نہیں پاتا جب تک سامنے ایک صورت نہ ہو اس قوم نے دیکھا کہ گائے کی صورت پوجتے تھے ان کو بھی یہ ہوس آئی آخر سونے کا بچھڑا بنایا اور پوجا۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی زمین شام بایشان دادیم چہ بقعہای شرقیہ وچہ بقعہای غربیہ ۱۲

۱۳۲ یہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ کے انعامات یاد دلائے کہ کیسے ناشکرگذار ہو گیا ہیں اس اللہ کے سوا تمہیں کوئی اور معبود بنا دوں جس اللہ نے تمام دنیا جہان کے لوگوں پر تم کو فضیلت دی، مراد یہ ہے کہ اس وقت دنیا میں جو لوگ موجود ہیں ان میں تم سب سے افضل ہو اس لئے اس سے امت محمدیہ پر ان کی فضیلت ثابت نہیں ہوتی۔ نیز وہ وقت یاد کرو جب فرعون نے تمہیں انتہائی ذلت کے عذاب میں بتلا کر رکھا تھا، وہ تمہارے لڑکوں کو قتل کر دیتا تھا اور تمہاری لڑکیوں کو زندہ رکھتا تھا اس شدید بلاء و مصیبت سے اللہ نے تمہیں نجات عطا فرمائی۔ اس لئے اب تمہیں اس کے ان انعامات کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ **۱۳۳** یہ پانچواں واقعہ ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مصر میں بنی اسرائیل سے وعدہ کیا تھا کہ اگر اللہ نے تمہارے دشمن فرعون کو ہلاک کر دیا تو میں اللہ کی طرف سے ایک کتاب لاؤنگا جس میں شریعت کے تمام احکام مذکور ہوں گے۔ غرق فرعون کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے کتاب کے لئے التجا کی تو حکم ہوا کہ تیس دن کے روزے رکھو، تیس روزوں کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے منہ کی بو ناگوار سی محسوس ہوئی تو انہوں نے مسواک سے اس کا ازالہ کر دیا اس پر اللہ نے حکم فرمایا تمہارے منہ کی بو مجھے کستوری سے بھی زیادہ پسند تھی مگر تم نے مسواک کرکے اسکو زائل کر دیا اس لئے اب دس روزے اور رکھو اس طرح پورے چالیس دن ہو گئے۔ **۱۳۴** جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مقررہ وقت پر کوہ طور پر پہنچے اور اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوئے تو اسکی عنایات بے غایات اور اسکی رحمت و رأفت دیکھ کر خیال آیا کہ اگر دیدار خداوندی کی التجا کروں تو شاید یہ آرزو بھی پوری ہو جائے۔ چنانچہ عرض کیا۔ رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْكَ اے اللہ میرے سامنے اپنی ذات کو ظاہر فرما تاکہ میں اسے دیکھ سکوں، ارشاد ہوا تم میں مجھے دیکھنے کی تاب نہیں اور مجھے دیکھ سکنا محال ہے۔ اس حقیقت کو واضح کرنے کے لئے فرمایا تم اس پہاڑ کو دیکھو اس پر میں اپنی تجلی ڈالتا ہوں اگر وہ اپنی جگہ قائم رہا تو سمجھ لینا کہ تم بھی مجھے دیکھ سکو گے ورنہ نہیں۔ فَلَمَّا تَجَلّٰی الخ جب اللہ نے طور پہاڑ پر تجلی ڈالی اور اس پر اپنے نور کی چمک کا اظہار فرمایا تو پہاڑ کے ٹکڑے اڑ گئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے دَكًّا مصدر ہے بمعنی مفعول ای مدکوکًا متفتتًا اور صعقًا کے معنی ہیں بیہوش ای مغشیًا علیه (روح) **۱۳۵** جب ہوش میں آئے تو اللہ کی تسبیح و تقدیس بیان کرنے لگے کہ اے اللہ تو اس سے پاک اور منزہ ہے کہ کوئی تیرا مثل ہو اور تو دیگر اشیاء کی طرح نظر آسکے۔ میں اپنے سوال کی معافی چاہتا ہوں اور سب سے پہلے اس بات پر ایمان لاتا ہوں کہ یہاں تجھے کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ ای تنزیهًا لك من مشابهة خلقك فی شیٔ .... وانا اول المؤمنین بعظمتك وجلالك او بانه لا یراك احد فی هذه النشأة (روح ج ۹ ص ۴۶، خازن وغیرہ)

۵ پانچواں واقعہ

ع ۱۶ ۶

وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ
اور جیتا رکھتے تھے تمہاری عورتوں کو اور اس میں احسان ہے
رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿۱۴۱﴾ ع وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً
تمہارے رب کا بڑا اور وعدہ کیا ہم **۱۳۳** نے موسیٰ سے تیس رات کا
وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖٓ اَرْبَعِيْنَ
اور پورا کیا ان کو اور دس سے پس پوری ہو گئی مدت تیرے رب کی چالیس
لَيْلَةً ۚ وَقَالَ مُوْسٰى لِاَخِيْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِيْ
راتیں اور کہا موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہ میرا خلیفہ رہ
فِيْ قَوْمِيْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۴۲﴾
میری قوم میں اور اصلاح کرتے رہنا اور مت چلنا مفسدوں کی راہ ف۱
وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ
اور جب پہنچا **۱۳۴** موسیٰ ہمارے وعدے پر اور کلام کیا اس سے اس کے رب نے بولا
رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ؕ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ
اے میرے رب تو مجھ کو دکھا کہ میں تجھ کو دیکھوں فرمایا تو مجھ کو ہرگز نہ دیکھے گا لیکن
انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ
تو دیکھتا رہ پہاڑ کی طرف اگر وہ اپنی جگہ ٹھہرا رہا تو تو
تَرٰىنِيْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّ
مجھ کو دیکھ لے گا پھر جب تجلی کی اس کے رب نے پہاڑ کی طرف کر دیا اس کو ڈھا کر برابر اور
خَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ
گر پڑا موسیٰ بے ہوش ہو کر پھر جب ہوش میں آیا **۱۳۵** بولا تیری ذات پاک ہے
تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۴۳﴾ قَالَ
میں نے توبہ کی تیری طرف اور میں سب سے پہلے یقین لایا ف۲ فرمایا

موضح قرآن ف۱ حق تعالیٰ نے وعدہ دیا حضرت موسیٰ کو کہ پہاڑ پر تیس رات خلوت کرو کہ تمہاری قوم کو تورات دوں اس مدت میں انہوں نے ایک دن مسواک کی فرشتوں کو ان کے منہ کی بو سے خوشی تھی وہ جاتی رہی اسکے بدل دس رات اور بڑھا کر مدت پوری کی **ف۲** حضرت موسیٰ کو اللہ تعالیٰ نے بزرگی دی کہ فرشتے بغیر خود کلام کیا ان کو شوق ہوا کہ دیدار بھی دیکھوں اس کی برداشت نہ ہوئی اس سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کو دیکھنا ہو سکتا ہے کیونکہ نمود ہوا تھا پہاڑ کی طرف لیکن دنیا کے وجود کو برداشت نہ ہوئی۔ پہاڑ ٹوٹ گیا اور حضرت موسیٰ بیہوش گرے تو آخرت کے وجود کو برداشت ہوگی وہاں دیکھنا تحقیق ہے۔

ف۱۳۶ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آرزو چونکہ پوری نہ ہو سکی اس لئے ان کی دلجوئی اور تسلی کے لئے فرمایا اے موسیٰ تجھ پر میرے دوسرے انعامات کیا کم ہیں۔ میں نے تجھکو اپنی نبوت ورسالت اور کلام و پیام کے لئے منتخب کر کے تیرے زمانے کے تمام لوگوں پر تجھ کو فضیلت دی جو انعام و اکرام میں تجھے دے چکا ہوں اسی پر قناعت کر۔ ای اقنع بما اعطیتک (قرطبی ج۷ ص۲۸۰) اور ان پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر۔ **ف۱۳۷** اَلْاَلْوَاح سے مراد تورات ہے اور شَیْءٍ سے ہر وہ چیز مراد ہے جن کی شریعت میں ان کو ضرورت تھی یعنی حلال و حرام کے احکام۔ من کل شیء یحتاجون الیہ من الحلال والحرام والمحاسن والقبائح (روح ج۹ ص۵۶) موعظۃ وتفصیلا مفعول لہ ہیں یا من کل شیء سے بدل ہیں۔ **ف۱۳۸** یہاں بنی اسرائیل کو عناد و استکبار کے انجام بد سے ڈرایا۔ یعنی جو لوگ تکبر و غرور کرتے ہیں اور میری آیتوں کا ضد و عناد کی وجہ سے انکار کرتے ہیں میں ان کے دلوں کو پھیر دوں گا اور ان کے دلوں پر مہر جباریت لگا دوں گا۔ ان کے دل حق سے بیزار اور باطل کی طرف مائل ہو جائیں گے۔ یہاں تک کہ اگر وہ تمام معجزے بھی دیکھ لیں تو بھی ایمان نہیں لائیں گے۔ ہدایت کی راہ سے دور بھاگیں گے اور گمراہی کی طرف دوڑ کر جائیں گے۔ **ف۱۳۹** بِاَنَّهُمْ میں باء سببیہ ہے۔ یعنی ان کے ساتھ یہ معاملہ اس لئے کیا گیا کہ انہوں نے اللہ کی توحید کے دلائل کو محض ضد و عناد کی وجہ سے جھٹلایا۔ بسبب انہم کذبوا بآیات اللہ الدالۃ علی التوحید (خازن ج۲ ص۲۳۵) وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا الخ یہ تخویف اخروی ہے

يٰمُوْسٰٓى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِىْ
اے موسیٰ ف۱۳۶ میں نے تجھ کو امتیاز دیا لوگوں سے اپنے پیغام بھیجنے کا
وَبِكَلَامِىْ ۖ فَخُذْ مَآ اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ
اور اپنے کلام کرنے کا سو لے جو میں نے تجھ کو دیا اور
الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَكَتَبْنَا لَهٗ فِى الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ
شاکر رہ اور لکھ دی ہم نے اس کو ف۱۳۷ تختیوں پر ہر
شَىْءٍ مَّوْعِظَةً وَّتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَىْءٍ ۚ فَخُذْهَا
قسم کی نصیحت اور تفصیل ہر چیز کی سو پکڑ لے ان کو
بِقُوَّةٍ وَّاْمُرْ قَوْمَكَ يَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا ۗ
زور سے اور حکم کر کہ پکڑے کو کہ پکڑے رہیں اس کی بہتر باتیں ف۱
سَاُورِيْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ سَاَصْرِفُ
عنقریب میں تم کو دکھلاؤں گا گھر نافرمانوں کا ف۲ میں پھیر دوں گا ف۱۳۸
عَنْ اٰيٰتِىَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ
اپنی آیتوں سے ان کو جو تکبر کرتے ہیں زمین میں
الْحَقِّ ۗ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۚ وَاِنْ
ناحق اور اگر دیکھیں ساری نشانیاں ایمان نہ لائیں ان پر اور اگر
يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۚ وَاِنْ
دیکھیں رستہ ہدایت کا تو نہ ٹھہرائیں اس کو راہ اور اگر
يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَىِّ يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۗ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ
دیکھیں رستہ گمراہی کا اس کو ٹھہرا لیں راہ یہ اس لئے کہ انہوں نے ف۱۳۹
كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۴۶﴾ وَ
جھوٹ جانا ہماری آیتوں کو اور رہے ان سے بے خبر ف۳ اور

مایہ مفعول لہ ہے یا بدل ہے من کل شیء سے ۱۲

[illegible]

موضح قرآن ف۱ اسکی بہتر باتیں یعنی جنکے کرنے کا حکم ہے اور بری باتیں جنکے نہ کرنے کا حکم ہے اور دکھاؤں گا گھر بے حکموں کا یعنی اگر تم حکموں پر نہ چلوگے تو تم کو اسی طرح ذلیل کریں گے جس طرح شام کا ملک ان سے چھین کر تم کو دیا **ف۲** الواح دے کر یہ بھی فرمادیا کہ قوم کو تقید کرو کہ عمل کریں اور یہ بھی فرمادیا کہ جو بے انصاف ہیں اور حق پرست نہیں ان کے دل میں پھیر دوں گا۔ اس پر عمل نہ کریں گے یعنی ہدایت اور ضلالت دونوں اسی کی طرف سے ہیں اسی طرح بہشت اور دوزخ۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بعزیمت دادن رخصت ۱۲ **ف۲** یعنی منازل فرعونیاں خراب شدہ خواہید دید ۱۲۔

الَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآءِ الۡاٰخِرَةِ حَبِطَتۡ
جنہوں نے جھوٹ جانا ہماری آیتوں کو اور آخرت کی ملاقات کو برباد ہوئیں
اَعۡمَالُهُمۡ ؕ هَلۡ يُجۡزَوۡنَ اِلَّا مَا كَانُوۡا
ان کی محنتیں وہی بدلہ پائیں گے جو کچھ
يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۴۷﴾ ع وَاتَّخَذَ قَوۡمُ مُوۡسٰى مِنۡۢ بَعۡدِهٖ
عمل کرتے تھے اور بنا لیا موسیٰ کی ۱۴۰ قوم نے اس کے پیچھے
مِنۡ حُلِيِّهِمۡ عِجۡلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ ؕ اَلَمۡ يَرَوۡا
اپنے زیور سے بچھڑا ایک بدن کہ اس میں گائے کی آواز تھی کیا انہوں نے نہیں
اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمۡ وَلَا يَهۡدِيۡهِمۡ سَبِيۡلًا ۘ اِتَّخَذُوۡهُ
دیکھا کہ وہ ان سے بات بھی نہیں کرتا اور نہیں بتلاتا رستہ معبود بنا لیا اس کو
وَكَانُوۡا ظٰلِمِيۡنَ ﴿۱۴۸﴾ وَلَمَّا سُقِطَ فِىۡۤ اَيۡدِيۡهِمۡ
اور وہ تھے ظالم اور جب ۱۴۱ پچھتائے
وَرَاَوۡا اَنَّهُمۡ قَدۡ ضَلُّوۡا ۙ قَالُوۡا لَـئِنۡ لَّمۡ
اور سمجھے کہ ہم بے شک گمراہ ہو گئے تو کہنے لگے اگر نہ
يَرۡحَمۡنَا رَبُّنَا وَيَغۡفِرۡ لَنَا لَنَكُوۡنَنَّ مِنَ
رحم کرے ہم پر ہمارا رب اور نہ بخشے ہم کو تو بے شک ہم
الۡخٰسِرِيۡنَ ﴿۱۴۹﴾ وَلَمَّا رَجَعَ مُوۡسٰٓى اِلٰى قَوۡمِهٖ
تباہ ہوں گے اور جب لوٹ آیا موسیٰ ۱۴۲ اپنی قوم میں
غَضۡبَانَ اَسِفًا ۙ قَالَ بِئۡسَمَا خَلَفۡتُمُوۡنِىۡ مِنۡۢ
غصہ میں بھرا ہوا افسوسناک بولا کیا بری نیابت کی تم نے میری
بَعۡدِىۡ ۚ اَعَجِلۡتُمۡ اَمۡرَ رَبِّكُمۡ ۚ وَاَلۡقَى الۡاَلۡوَاحَ
میرے بعد کیوں جلدی کی تم نے اپنے رب کے حکم سے اور ڈال دیں تختیاں ۱۴۳

ع ۱۷ ۷

وقف لازم

۱۴۱ واؤ مطلق جمع کے لئے ہے [illegible]

سب سے آخر میں ہوا پوری ترتیب سورۃ طٰہٰ کی آیات میں ہے ۱۴۲ چھٹا واقعہ

۱۴۰ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر تورات لینے کے لئے گئے تو ان کی عدم موجودگی میں سامری نے قوم کو گمراہ کر دیا۔ اسرائیلی پہلے ایک قوم کو گائے کی پوجا کرتے دیکھ چکے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اسکی مورتی کا مطالبہ بھی کر چکے تھے۔ اب سامری نے موقعہ سے فائدہ اٹھا کر بنی اسرائیل سے زیورات حاصل کئے اور ان کو ڈھال کر ایک گوسالے کا بت تیار کیا جو گوسالے کی طرح آواز کرتا تھا۔ اس کی مزید تحقیق سورۂ بقرہ کی تفسیر میں گذر چکی ہے۔ دیکھو ص۳۶ حاشیہ (۱۱۲)۔ **۱۴۱** یہ انتہائی ندامت اور پشیمانی سے کنایہ ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام واپس آئے تو انہوں نے اس احمقانہ اور مشرکانہ فعل پر قوم کی ملامت کی اور ان کو سمجھایا تو وہ بہت نادم ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کیا اور اپنے فعل سے تائب ہو گئے۔ ای بعد عود موسٰی من المیقات یقال للنادم المتحیر قد سقط فی یدہ (قرطبی ج ۷ ص ۲۸۵) قوم کے نادم ہونے کا واقعہ اصل میں اسوقت پیش آیا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے گوسالہ کو جلا کر اسکی راکھ اڑا دی اس واقعے کی اصل ترتیب سورۂ طٰہٰ میں اس طرح مذکور ہے۔ میقات سے واپسی پر سب سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم سے خطاب کر کے ان کو ملامت کی فَرَجَعَ مُوۡسٰٓى اِلٰى قَوۡمِهٖ غَضۡبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوۡمِ اَلَمۡ يَعِدۡكُمۡ رَبُّكُمۡ الخ (طٰہٰ ع ۴) قوم کا جواب سننے کے بعد آپ ہارون علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے قَالَ يٰهٰرُوۡنُ مَا مَنَعَكَ الخ (طٰہٰ ع ۵) حضرت ہارون علیہ السلام سے حقیقت حال معلوم کرنے کے بعد سامری سے خطاب کر کے فرمایا۔ مَا خَطۡبُكَ يٰسَامِرِىُّ الخ (طٰہٰ ع ۵) اس کے بعد قوم کے سامنے گوسالے کو جلا دیا تو ان پر اپنی غلطی کھلی کہ انہوں نے شرک کر کے بڑا ظلم کیا اور نادم ہوئے۔ لہٰذا یہاں وَلَمَّا سُقِطَ میں واؤ مطلق جمع کے لئے ہے۔ **۱۴۲** یہ چھٹا واقعہ ہے غَضۡبَانَ اَسِفًا دونوں رَجَعَ کی ضمیر سے مترادف یا متداخل حال ہیں۔ غَضۡبَانَ ناراض، غضبناک۔ اَسِفًا شَدِيۡدَ الۡغَضَبِ یعنی بہت غضبناک جب حضرت موسیٰ علیہ السلام میقات سے واپس آئے تو قوم کو گوسالہ پرستی میں دیکھ کر سخت غضبناک ہو گئے اور فرمایا میرے بعد تم نے یہ جو حرکت کی ہے وہ بہت بری ہے۔ جب کہ میں تمہیں توحید کی تعلیم دے چکا تھا اور شرک کا رد کر چکا تھا۔ ای بئسما فعلتم بعد غیبتی حیث عبدتم العجل بعد ما رأیتم منی من توحید اللہ تعالیٰ ونفی الشرکاء عنہ سبحانہ واخلاص العبادۃ لہ جل جلالہ (روح ج ۹ ص ۶۶) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اس قدر غضبناک ہونا غیرت دینی کی وجہ سے تھا۔ چونکہ آپ کے دل میں غیرت دینی انتہا کو پہنچی ہوئی تھی اس لئے جوش غضب بھی شدید تھا۔ **۱۴۳** حضرت موسیٰ علیہ السلام ایسے جلیل القدر پیغمبر سے یہ تو متصور ہی نہیں ہو سکتا کہ وہ اللہ کی کتاب کو اس طرح زمین پر پھینک دے۔ اس لئے یہاں القاء محض صورۃً ہے۔ اصل بات یہ تھی کہ دینی حمیت وغیرت کی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اس قدر شدتِ غضب میں آ کر بے بس ہوئے۔ یہاں تک کہ ان کے ہاتھوں کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی اور الواح تورات زمین پر گر پڑیں۔ والصواب ان یقال انہ علیہ السلام لفرط حمیتہ الدینیہ وشدید غضبہ للہ تعالیٰ لم یتمالك ان وقعت الالواح من یدہ بلا اختیار (روح ج ۹ ص ۶۷)

موضح قرآن ف یعنی ان حکموں کی توفیق نہ ہوگی اور جو اپنی عقل سے کریں گے وہ قبول نہ ہوگا۔

۱۴۴ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سمجھا شاید ہارون علیہ السلام نے قوم کو شرک سے روکنے میں کوتاہی کی ہے۔ اس لئے انہیں سر کے بالوں سے پکڑ کر کھینچا۔ یہ فعل بھی ان سے بے اختیار شدت غضب اور حمیت دینی کی وجہ سے سرزد ہوا۔ حضرت ہارون علیہ السلام نے فرمایا میری ماں کے بیٹے! میں نے روکنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی میں نے تو اپنا فرض ادا کر دیا مگر قوم مجھ پر غالب آگئی اور مجھے بے بس کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ تو مجھے قتل ہی کرنے لگے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ہارون علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو گوسالہ پرستی سے منع کرنے میں پوری پوری کوشش کی اور ان کو روکنے میں انتہائی مبالغہ کیا تھا حتیٰ کہ قوم قتل کرنے پر اتر آئی۔ ودل هذا علی انه بالغ فی الانکار علیهم حتی هموا بقتله

وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ يَجُرُّهٗۤ اِلَيْهِ ؕ قَالَ ابْنَ اُمَّ

اور پکڑا سر اپنے بھائی ۱۴۴ کا لگا کھینچنے اس کو اپنی طرف وہ بولا کہ اے میری ماں کے جنے

اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ وَكَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ ۖؗ

لوگوں نے مجھ کو کمزور سمجھا اور قریب تھے کہ مجھ کو مار ڈالیں

فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْاَعْدَآءَ وَلَا تَجْعَلْنِيْ مَعَ الْقَوْمِ

سو مت ہنسا مجھ پر دشمنوں کو اور نہ ملا مجھ کو گنہگار

الظّٰلِمِيْنَ ⑮⓪ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا

لوگوں میں ف بولا اے میرے رب معاف کر ۱۴۵ مجھ کو اور میرے بھائی کو اور داخل کر

فِيْ رَحْمَتِكَ ۫ۖ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ⑮① اِنَّ

ہم کو اپنی رحمت میں اور تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے البتہ

الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ

جنہوں نے بچھڑے کو معبود ۱۴۶ بنا لیا ان کو پہنچے گا غضب

رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي

ان کے رب کا اور ذلت دنیا کی زندگی میں اور یہی سزا دیتے ہیں ہم

الْمُفْتَرِيْنَ ⑮② وَالَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا

بہتان باندھنے والوں کو اور جنہوں نے کئے برے کام پھر توبہ کی

مِنْۢ بَعْدِهَا وَاٰمَنُوْۤا ۡ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا

اس کے بعد اور ایمان لائے تو بے شک تیرا رب توبہ کے پیچھے

لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑮③ وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُّوْسَى

البتہ بخشنے والا مہربان ہے اور جب تھم گیا ۱۴۷ موسیٰ کا

الْغَضَبُ اَخَذَ الْاَلْوَاحَ ۖۚ وَفِيْ نُسْخَتِهَا هُدًى

غصہ تو اس نے اٹھا لیا تختیوں کو اور جو ان میں لکھا ہوا تھا اس میں ہدایت

ع ۱۸ ۸

مراد ای قلنا۔ گذرنا بچھڑے دا قدم کو صیغہ استقبال سے بیان کیا [illegible]

(بحر ج ۴ ص ۳۹۶) اللہ کے ایک پیغمبر کی یہی شان ہوتی ہے کہ وہ تبلیغ احکام اور اشاعت توحید میں سرجانی اور مالی خطرے سے بے نیاز ہو کر اپنا فریضہ سرانجام دے اور مداہنت یا تقیہ کی آڑ میں احکام شریعت کو معطل نہ کر ڈالے شیعہ اماموں کو پیغمبروں کی طرح معصوم، مامور من اللہ اور واجب الاطاعت مانتے ہیں مگر اسکے باوجود ان بزرگوں پر تقیہ کی آڑ میں اسلام کے نہایت اہم احکام کو چھپانے کا الزام بھی دھرتے ہیں۔ **۱۴۵** جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حقیقت حال کا پتہ چلا اور معلوم ہوگیا کہ حضرت ہارون علیہ السلام بے قصور ہیں تو شدت غضب میں اپنے فعل مذکور پر اللہ تعالیٰ سے استغفار کیا۔ **۱۴۶** اس سے پہلے قُلْنَا محذوف ہے۔ کیونکہ یہ واقعہ گذر چکا ہے اور اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو گوسالہ پرستی پر قائم رہے اور توبہ نہ کی وَالَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ الخ اور جو لوگ گناہ کرتے رہے مگر بعد میں توبہ کر لی اور ایمان کے تقاضوں کو پورا کیا ایسے لوگوں کے اللہ تعالیٰ تمام گذشتہ گناہ معاف فرما دے گا۔ یہ قرینہ ہے کہ پہلی وعید ان لوگوں کے لئے ہے جنہوں نے گوسالہ پرستی سے توبہ نہیں کی تھی۔ **۱۴۷** جب ہارون علیہ السلام نے معذرت کر دی اور قوم نے بھی نادم ہو کر توبہ کر لی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جوش غضب ٹھنڈا ہو گیا تو الواح کو اٹھا لیا۔ اس میں خدا سے ڈرنے والوں اور انابت کرنے والوں کے لئے ہدایت اور رحمت تھی۔

موضح قرآن ف حضرت ہارون اور انکی اولاد حضرت موسیٰ کی امت میں امام تھے لیکن جب انکی جائے خلیفہ ہوئے تو امت حکم میں نہ رہی خلافت اور کی قسمت میں تھی خلیفہ وہ کہ امت کو دین اور دنیا کے بندوبست میں رکھے جس طرح پیغمبر سنوار گیا تا نصرت حق ان کے ساتھ رہے اور امام وہ کہ پیغمبر کا یادگار ہو جو خدمت اور نیاز پیغمبر سے منظور ہو سو امت ان کی کرے تا برکت اور قبولیت کا درجہ ملے۔ تورات میں امام کے لوازم دیکھئے تو معلوم ہو۔

وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ وَ
اور رحمت تھی ان کے واسطے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور
اخْتَارَ مُوْسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ رَجُلًا لِّمِيْقَاتِنَا ۚ
چن لئے موسیٰ نے ف۱۴۸ اپنی قوم میں سے ستر مرد ہمارے وعدہ کے وقت پر لانے کو ف۱
فَلَمَّآ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ
پھر جب ان کو زلزلہ نے پکڑا ف۱۴۹ تو بولا اے رب میرے اگر تو چاہتا تو
اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِيَّايَ ؕ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ
پہلے ہی ہلاک کر دیتا ان کو اور مجھ کو ف۲ کیا ہم کو ہلاک کرتا ہے اس کام پر جو
السُّفَهَآءُ مِنَّا ۚ اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ ؕ تُضِلُّ
ہماری قوم کے احمقوں نے کیا یہ سب تیری آزمائش ہے بچلا دے
بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَتَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ ؕ اَنْتَ وَلِيُّنَا
اس میں جس کو تو چاہے اور سیدھا رکھے جس کو چاہے تو ہی ہے ہمارا تھامنے والا
فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾
سو بخش دے ہم کو اور رحمت کر ہم پر اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے ف۱
وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ
اور لکھ دے ہمارے لئے اس دنیا میں بھلائی اور آخرت میں
اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ ؕ قَالَ عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ
ہم نے رجوع کیا تیری طرف فرمایا میرا عذاب ف۱۵۰ ڈالتا ہوں میں اس کو جس پر
اَشَآءُ ۚ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ؕ فَسَاَكْتُبُهَا
چاہوں اور میری رحمت شامل ہے ہر چیز کو سو اس کو لکھ دوں گا ف۱۵۱
لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ
ان کے لئے جو ڈر رکھتے ہیں ف۳ اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور جو

ف۱ ساتواں قصہ ۱۲ ف۲ یعنی جس کو میں چاہوں عذاب دے سکتا ہوں کوئی روکنے والا نہیں ۱۲ ف۳ یعنی میری رحمت سب سے بڑی ہے مقصد نہیں کہ ہر شئی کو شامل متقی ۔ ۱۲

۱۴۸ یہ ساتواں واقعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ بنی اسرائیل کے ستر منتخب نمائندے چن کر مقررہ وقت پر ان کو طور پہاڑ پہ لے آئیں تاکہ وہ ساری قوم کی طرف سے گوسالہ پرستی کے گناہ سے اللہ کے سامنے معذرت کریں۔ جب کوہ طور پر پہنچے تو اللہ نے پہاڑ پر سفید کہر ڈال دی جس سے وہ تمام ڈھک گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام اس میں داخل ہوئے اور ساتھ والوں سے فرمایا تم بھی اس بادل میں داخل ہو جاؤ جب وہ اس میں داخل ہوئے تو سجدے میں گر گئے اور اسی حالت میں انہوں نے اللہ کا کلام بھی سنا، جب بادل ہٹ گیا تو ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کا مطالبہ کر دیا اور کہنے لگے۔ لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً یعنی جب تک اللہ کو علانیہ نہیں دیکھیں گے اس وقت تک تیری بات نہیں مانیں گے۔ (من الکبیر والروح وغیرہ) **۱۴۹** جب ان کے اس معاندانہ اور گستاخانہ مطالبہ پر اللہ تعالیٰ نے ایک شدید زلزلے سے ان کو ہلاک کر دیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے معافی کی درخواست کرنے لگے کہ اے اللہ! اگر تو چاہتا تو ان کو اور ان کے ساتھ مجھ کو بھی اس سے پہلے ہی فرعون کے ہاتھوں یا دریائے قلزم میں غرق کر کے ہلاک کر سکتا تھا۔ جب پہلے تو نے مہربانی فرمائی اور ہم سب کو ہلاکت و تباہی سے محفوظ رکھا تو اب ان نادانوں کی اس احمقانہ حرکت کی وجہ سے ہم کو ہلاک نہ فرما یعنی انک قدرت علیٰ اھلاکھم قبل ذلك بحمل فرعون علیٰ اھلاکھم وباغراقھم فی البحر وغیرھما فترحمت علیھم ولم تھلکھم فارحمھم الاٰن کما رحمتھم من قبل جریا علیٰ مقتضی کرمك (روح ج ۹ ص ۷۴) **۱۵۰** یعنی جس کو چاہوں عذاب دے سکتا ہوں مجھے روکنے والا کوئی نہیں وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ الخ مطلب یہ ہے کہ میری رحمت سب سے بڑی اور زیادہ ہے اور اس کی کوئی انتہا نہیں اور وہ ہر مستحق پر حاوی ہے عموم ای لانہایۃ لھا ای من دخل فیھا لم تعجز منہ۔ (قرطبی ج ۷ ص ۲۹۶) یہ مطلب نہیں کہ ہر شئی کو شامل ہے۔ **۱۵۱** اب یہاں ان لوگوں کا ذکر فرمایا جو اللہ کی رحمت کے مستحق ہیں۔ یعنی وہ تمام گناہوں سے بچتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ زکوٰۃ کی تخصیص اس لئے فرمائی کہ وہ یہود پر نہایت شاق تھی یہودی علماء اور پیر مختلف طریقوں سے لوگوں کا مال کھانے کے تو عادی تھے۔ مگر اپنے پاس سے دینا ان کے لئے نہایت مشکل تھا۔

موضح قرآن ف۱ حضرت موسیٰ لے گئے اپنے ساتھ ستر آدمی سردار قوم کے جب حق تعالیٰ نے کلام کیا سنکر کہنے لگے ہم جب تک دیکھیں ہم کو یقین نہیں اس سے ان پر بجلی گری اور کانپ کر مر گئے حضرت موسیٰ نے اس طرح دعا کی آپ کو شامل کر کر تب بخشے گئے پھر زندہ ہوئے یہ شاید بچھڑا پوجنے سے پہلے تھا یا شاید پیچھے تھا۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی تا عذر گویند از عبادت گوسالہ و این جماعت اگرچہ عبادت نہ کردہ بودند بر عبادت کنندگان انکار ہم نکردند پس خدائے تعالیٰ ہلاک ساخت ۱۲ ف۲ یعنی اگر بنی اسرائیل ہلاک می شدند تہمت قتل بر موسیٰ نہاده ندی ۱۲ ف۳ یعنی در آخرت ۱۲

١٥٢ـه یہ بھی انلوگوں کی صفت ہے جو رحمت خداوندی کے مستحق ہیں۔ پہلے اوصاف بیان کرنے کے بعد یہود و نصاریٰ کے لئے گنجائش باقی تھی کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرنے کے باوجود دعویٰ کرلیں کہ ان میں یہ اوصاف پائے جاتے ہیں۔ لہٰذا وہی اللہ کی رحمت کے مستحق ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے استحقاق رحمت کے لئے حضرت نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کو شرط قرار دیدیا جن کے تمام اوصاف تورات وانجیل میں صاف صاف مذکور ہیں۔ الامی یہ اُمٌّ (ماں) کی طرف منسوب ہے۔ یعنی جو شخص اسی حالت میں باقی ہو جس حالت میں اس کو ماں نے جنا ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لکھ پڑھ نہیں سکتے تھے۔ او الی امه کانه علی الحالة التی ولدته امه علیها (روح ج ٩ ص٧٩) اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ تھا۔ یا یہ ام القریٰ کی طرف منسوب ہے جو مکہ مکرمہ کا نام ہے۔ (ایضا)

١٥٣ـه وہ نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو نیک کاموں کا حکم دیتا ہے اور برے کاموں سے منع کرتا ہے اور اللہ کے حکم سے پاکیزہ چیزوں کی حلت اور ناپاک اور خبیث چیزوں کی حرمت کا اعلان کر رہا ہے۔ اس آیت میں تحلیل وتحریم کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مجازی ہے۔ اصل میں تحلیل وتحریم کا اختیار تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ لیکن اللہ کا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ اشیاء کی حلت و حرمت کا مظہر و مبیّن ہے اس لئے مجازاً تحلیل وتحریم کی نسبت آپ کی طرف کی گئی۔ طَيِّبٰت سے اونٹ کا گوشت اور گائے بکری کی چربی مراد ہے جو تورات کے حکم سے یہود پر حرام تھی۔ یا اس سے محرمات مشرکین یعنی بحائر و سوائب وغیرہ مراد ہیں۔ یعنی **بذلك ما کان محرما علیهم فی التورٰة من الطیبات وهو لحوم الابل وشحم الغنم والمعز والبقر وقیل هو ما کانوا یحرمونه علی انفسهم فی الجاهلیة من البحائر والسوائب والوصائل والحوامی** (خازن ج٢ ص٢٤٥ معالم) اور خبائث سے میتہ، خون، خنزیر اور نذر غیر اللہ وغیرہ مراد ہیں۔ **ما یستخبث کالدم والمیتة ولحم الخنزیر وما اهل لغیر الله به** (مدارک ج٢ ص٦١)

١٥٤ـه اگر آیت کے اس حصے کو بھی بنی اسرائیل کے ساتھ مختص مانیں تو قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ سے لے کر لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ تک جملہ معترضہ ہوگا جس میں تمام بنی آدم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے اور اگر یہ حصہ عام اور بنی اسرائیل کے ساتھ مختص نہ ہو تو اس سورت میں یہاں سے لے کر وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ تک جملہ معترضہ ہوگا۔

١٥٥ـه النُّوْرُ سے یہاں قرآن مراد ہے اور قرآن کو بطور استعارہ نور کہا گیا ہے جس طرح نور یعنی روشنی خود ظاہر ہوتی ہے اور دوسروں کے لئے اشیاء کو ظاہر اور روشن کرتی ہے۔ اسی طرح قرآن خود واضح ہے اور دوسروں کے لئے ہدایت کی راہ روشن اور احکام شریعت کو ظاہر کرتا ہے۔ **وهو القرآن عبر عنه بالنور المنبئ عن کونه ظاهرا بنفسه ومظهرا لغیره**

هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٥٦﴾ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ

ہماری باتوں پر یقین رکھتے ہیں ف ١ ١٥٢ـه وہ لوگ جو پیروی کرتے ہیں ١٥٣ـه

الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ

اس رسول کی جو نبی امی ہے کہ جس کو پاتے ہیں

مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ

لکھا ہوا اپنے پاس توریت اور انجیل میں

يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ

وہ حکم کرتا ہے ان کو ١٥٣ـه نیک کام کا اور منع کرتا ہے برے کام سے

وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ

اور حلال کرتا ہے ان کے لئے سب پاک چیزیں اور حرام کرتا ہے ان پر ناپاک چیزیں

وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ

اور اتارتا ہے ان پر سے ان کے بوجھ اور وہ قیدیں جو

عَلَيْهِمْ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَ

ان پر تھیں سو جو لوگ اس پر ایمان ١٥٤ـه لائے اور اس کی رفاقت کی اور اس کی مدد کی اور

اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ

تابع ہوئے اس نور کے ١٥٥ـه جو اس کے ساتھ اترا ہے وہی لوگ پہنچے اپنی

الْمُفْلِحُوْنَ ﴿١٥٧﴾ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ

مراد کو ف ٢ تو کہہ اے لوگو ١٥٦ـه میں رسول ہوں اللہ کا

اِلَيْكُمْ جَمِيْعَۨا الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ

تم سب کی طرف جس کی حکومت ہے آسمانوں اور زمین میں

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُـحْيٖ وَيُمِيْتُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ

کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے سو ایمان لاؤ اللہ پر اور

ع ١٩ ٩

[illegible] بنی اسرائیل [illegible] قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ سے لَعَلَّكُمْ [illegible]

[illegible]

موضح قرآن ف ١ شاید حضرت موسیٰ نے اپنی امت کے حق میں دنیا اور آخرت کی نیکی جو مانگی مراد یہ تھی کہ سب امتوں پر مقدم رہیں دنیا اور آخرت میں فرمایا کہ میرا عذاب اور رحمت کسی فرقے پر مخصوص نہیں سو عذاب تو اسی پر ہے جس کو اللہ چاہے اور رحمت سب کو شامل ہے لیکن وہ رحمت خاص لکھی ہے ان کے نصیب میں جو اللہ کی ساری باتیں یقین کریں گے یعنی آخری امت کہ سب کتابوں پر ایمان لائیں سو حضرت موسیٰ کی امت میں سے جو لوگ آخری کتاب پر یقین لائے وہ پہنچے اس نعمت کو اور حضرت موسیٰ کی دعا ان کو لگی۔ **ف ٢** حضرت کو پہلی کتابوں میں نبی امی بتایا تھا۔ دو معنوں سے ایک تو بن پڑھے تھے اور دوسرے ام القریٰ سے پیدا ہوئے یعنی مکہ سے اور یہود پر سخت احکام تھے اور کھانے کی چیزوں میں تنگی تھی اس دین میں وہ سب آسان ہوئی اسی کو بوجھ اور پھانسی فرمایا اور نور سے مراد قرآن اور شریعت ہے۔

فتح الرحمٰن ف ١ مترجم گوید معنی سا کتبها آنست کہ در آخر زمان رحمت خاص باشد بتابعان نبی امی واللہ اعلم ١٢ **ف ٢** مترجم گوید بشارت دادن خدا تعالیٰ موسیٰ را بہ امت مرحومہ اول دلیل است بر نبوت آنحضرت ولہذا می فرماید واللہ اعلم ١٢

(ابوالسعود ج۴ ص۲۷۴) وھو القرآن وعبر عنه بالنور لظهوره فی نفسه باعجازه واظهاره لغيره من الاحكام الخ۔ (روح ج۹ ص۸۲) جس طرح یہاں قرآن کے لئے لفظ نور بطور استعارہ استعمال ہوا ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی لفظ نور بطور استعارہ استعمال ہوا ہے اور لفظ نور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت ہدایت کی تعبیر مقصود ہے۔ اس لئے لفظ نور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سائے کی نفی پر استدلال کرنا سراسر غلط اور تحریف قرآن کے مرادف ہے۔ **۱۵۶** پہلے ذکر فرمایا کہ تورات وانجیل میں حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام نے اس جلیل القدر پیغمبر کی بشارت دی اس کے بعد حضور علیہ السلام کو خود اپنی رسالت کا اعلان کرنے کا حکم فرمایا۔ **ذکر ان موسیٰ بشر به وان عیسیٰ بشر به ثم امره ان يقول بنفسه اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا** (قرطبی ج۷ ص۳۰۲)

۱۵۷ اس سے مراد وہ یہودی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے تھے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن سلام وغیرہ رضی اللہ عنہم

۱۵۸ یہ آٹھواں واقعہ ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے۔ ان بارہ بھائیوں کی اولاد بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے تھے۔ یہاں سے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو اپنے احسانات یاد دلائے ہیں۔ قوم کا بارہ قبیلوں پر مشتمل ہونا یہ بھی اللہ کا ایک احسان ہے وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى الخ یہ دوسرا احسان ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے حکم دیا کہ اپنی لاٹھی پتھر پر مارو اس سے پانی کے بارہ چشمے پھوٹ نکلے اور ہر قبیلے کے لوگوں نے آسانی کے ساتھ علیحدہ چشمہ سے پانی پیا۔ اور دھوپ سے بچانے کے لئے ان پر بادلوں کا سایہ کر دیا اور کھانے کے لئے ترنجبین اور بٹیریں بھیجدیں۔ جب وہ صبح اٹھتے تو ایک قسم کے پودے پر ترنجبین وافر مقدار میں ملتی اور بٹیریں چل کر ان کے قریب آجاتی اور وہ ہاتھ سے ان کو پکڑ لیتے۔ یہ انعامات میدان تیہ میں عطا ہوئے **۱۵۹** انعامات کے بعد بنی اسرائیل کی سرکشی اور کج روی کا ذکر فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت یوشع علیہ السلام آپ کے جانشین ہوئے۔ ان کی قیادت میں بنی اسرائیل نے ملک شام فتح کر لیا تو اللہ نے حکم دیا کہ بیت المقدس کے شہر میں جاؤ اور وہاں جا کر میری عبادت بجالاؤ اُدْخُلُوا الْبَابَ سے یہاں بیت المقدس کے شہر کا دروازہ مراد نہیں بلکہ اس سے بیت المقدس کی مسجد کا دروازہ مراد ہے۔ اس آیت کی تفسیر سورۂ بقرہ میں گذر چکی ہے ملاحظہ ہو۔ ص۳۷ و ص۳۸ حاشیہ (۱۱۷ تا ۱۱۹)۔

آٹھواں واقعہ ۸

رَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ
اس بھیجے ہوئے نبی امی پر جو کہ یقین رکھتا ہے اللہ پر اور
كَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ وَمِنْ
اس کے سب کلاموں پر اور اس کی پیروی کرو تاکہ تم راہ پاؤ اور (۵۹)
قَوْمِ مُوْسٰٓى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ
موسیٰ کی قوم میں ۱۵۷ ایک گروہ ہے جو راہ بتلاتے ہیں حق کی اور اسی کے موافق انصاف کرتے ہیں
وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا ؕ وَ
اور جدا جدا کر دیئے ہم نے ۱۵۸ ان کو بارہ دادوں کی اولاد بڑی بڑی جماعتیں اور
اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اِذِ اسْتَسْقٰىهُ قَوْمُهٗٓ اَنِ
حکم بھیجا ہم نے موسیٰ کو جب پانی مانگا اس سے اس کی قوم نے کہ
اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۚ فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ
مار اپنی لاٹھی اس پتھر پر تو پھوٹ نکلے اس سے
اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ
بارہ چشمے پہچان لیا ہر ایک لوگوں نے اپنا گھاٹ
وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ
اور سایہ کیا ہم نے ان پر ابر کا اور اتارا ہم نے ان پر من
وَالسَّلْوٰى ؕ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَمَا
اور سلویٰ کھاؤ ستھری چیزیں جو ہم نے روزی دی تم کو اور
ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ وَاِذْ
انہوں نے ہمارا کچھ نہ بگاڑا لیکن اپنا ہی نقصان کرتے رہے اور جب
قِيْلَ لَهُمُ اسْكُنُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ وَكُلُوْا مِنْهَا
حکم ہوا ان کو ۱۵۹ کہ بسو اس شہر میں اور کھاؤ اس میں سے

موضح قرآن ف۱ وہی لوگ تھے کہ جب حضرت تک پہنچے تو ایمان لائے جیسے عبداللہ بن سلام۔

حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ وَّادْخُلُوا الْبَابَ
جہاں سے چاہو اور کہو ہم کو بخشدے اور داخل ہو دروازے میں

سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِيْٓئٰتِكُمْ ؕ سَنَزِيْدُ
سجدہ کرتے ہوئے تو بخشدینگے ہم تمہاری خطائیں البتہ زیادہ دیں گے ہم

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۶۱﴾ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ
نیکی کرنے والوں کو ف۱ سو بدل ڈالا ۱۶۰؎ ظالموں نے ان میں سے

قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ
دوسرا لفظ اس کے سوا جو ان سے کہہ دیا گیا تھا پھر بھیجا ہم نے ان پر

رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۲﴾ وَسْئَلْهُمْ
عذاب آسمان سے بسبب ان کی شرارت کے اور پوچھ ان سے ۱۶۱؎

عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ اِذْ يَعْدُوْنَ
حال اس بستی کا جو تھی دریا کے کنارے جب حد سے بڑھنے لگے

فِي السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ
ہفتہ کے حکم میں جب آنے لگیں ان کے پاس مچھلیاں ہفتہ کے دن

شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ ۙ لَا تَاْتِيْهِمْ ۛۚ كَذٰلِكَ ۛۚ
پانی کے اوپر اور جس دن ہفتہ نہ ہو تو نہ آتی تھیں اسی طرح

نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۳﴾ وَاِذْ قَالَتْ
ہم نے ان کو آزمایا اس لئے کہ وہ نافرمان تھے ف۱ ف۲ اور جب بولا ف۲ ۱۶۲؎

اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمًا ۙ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ
ان میں سے ایک فرقہ کیوں نصیحت کرتے ہو ان لوگوں کو جن کو اللہ چاہتا ہے کہ ہلاک کرے یا

مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ قَالُوْا مَعْذِرَةً
ان کو عذاب دے سخت وہ بولے الزام اتارنے کی غرض سے

۲۰ ع ۵ آ ۱۰ وقف لازم

مع ۶ عند المتاخرین ۱۲ النصف

۱؎ قصص کا اختتام بہ تخویف دنیوی جو اللہ کے حرام کو حیلوں سے حلال کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

۲؎ کاف لبیان الحال

۱۶۰؎ اس کی تفسیر سورۂ بقرہ میں گذر چکی ہے۔ ملاحظہ ہو ص۳۸ حاشیہ (۱۲۰ و ۱۲۱)۔ ۱۶۱؎ قِصَصٌ کے اختتام پر اصحاب سبت کا واقعہ ذکر فرمایا اور اس سے مقصود تخویف دنیوی ہے اَلْقَرْيَةَ سے اَيْلَة مراد ہے جو مدین اور طور کے درمیان سمندر کے کنارے پر واقع تھا۔ ہفتہ کا دن دین موسوی میں قابل تعظیم تھا اور اس دن میں مچھلی کا شکار ان کے لئے جائز نہیں تھا۔ لیکن ان کے ابتلاء وامتحان کے لئے اللہ کے حکم سے ہفتہ کے دن مچھلیاں پانی کے اوپر کنارے سے بالکل قریب کثرت سے آجاتیں اور باقی ایام میں غائب رہتیں۔ اس صورت حال کو دیکھ کر انہوں نے یوم سبت کی تعظیم کو بالائے طاق رکھ کر مچھلی کا شکار کرنا شروع کر دیا۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ ابلیس نے ان کو یہ حیلہ بتایا کہ وہ سمندر کے کنارے حوض بنالیں اور جمعہ کے دن مچھلیوں کو ہانک کر حوض میں ڈال دیا کریں اور اتوار کے دن پکڑ لیا کریں۔ چنانچہ انہوں نے اس حیلے سے اللہ کے حکم کو توڑا تو اللہ نے ان پر عذاب نازل فرمایا اور وہ سب بندر بن گئے۔ ۱۶۲؎ ان لوگوں میں تین جماعتیں تھیں پہلی جماعت ہفتہ کے دن شکار کرتی تھی۔ دوسری جماعت ان کو اس سے منع کرتی تھی اور تیسری جماعت نہ شکار کرتی تھی اور نہ شکار کرنے والوں کو منع کرتی تھی بلکہ منع کرنے والوں سے بھی کہتی تھی کہ تم خوب جانتے ہو کہ اللہ ان کو ہلاک کرنے والا یا شدید عذاب میں مبتلا کرنے والا ہے۔ اس لئے ان کو وعظ و نصیحت کر کے کیوں دماغ سوزی کرتے ہو۔ قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم تو اللہ کے سامنے بطور معذرت ان کو اس فعل قبیح سے روکتے ہیں تاکہ نہی عن المنکر کا جو فریضہ ہمارے ذمہ ہے اس میں کوتاہی نہ ہونے پائے۔ نیز ممکن ہے کہ وہ اس فعل سے باز آجائیں۔ مَعْذِرَةً فعل مقدر یعنی نَعْتَذِرُ کا مفعول مطلق ہے۔ قَالَ جمهور المفسرين ان بني اسرائيل افترقت ثلث فرق .... فرقة عصت وصادت ..... وفرقة نهت واعتزلت ..... وفرقة اعتزلت ولم تنه وتعص وان هٰذه الطائفة قالت للناهية لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمًا ۨ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا (قرطبی ج ۷ ص ۳۰۷)

موضح قرآن ف۱ یعنی ابھی ایک شہر فتح ہوا ہے۔ آگے سارا ملک ملے گا۔ ف۲ حضرت داؤد کے عہد میں قصہ ہوا ہے۔ یہود پر ہفتہ کے دن شکار کرنا منع تھا۔ اللہ نے اس شہر والوں کو بے حکم دیکھا۔ لگا آزمانے ہفتے کے دن مچھلیاں اوپر پھریں اور دنوں غائب رہیں۔ ان کا جی نہ رہ سکا۔ آخر ہفتہ کو شکار کیا۔ اپنی دانست میں حیلہ کیا کہ کنارے دریا کے پانی کاٹ لائے کہ مچھلیاں وہاں بند ہو رہیں۔ تو بھی مچھلیاں نہ ہاتھ آئیں۔ ہفتہ کی شام کو نکل جائیں آخر ہفتے کے دن راہ بھاگنے کی بند کی اتوار کو پکڑ لیا۔ پھر وہ لوگ بندر ہو گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس شخص کو حلال روزی نہ ملے اور حرام چاہے تو ملے تو اس کو آزمائش ہے۔ آخر وہ روزی وبال ہوگی اور معلوم ہوا کہ حیلہ اللہ پاس کام نہیں آتا۔

فتح الرحمٰن ف۱ اہل دیہ سہ قسم بودند قسمی شکار میکردند وقسمی ازان نہی میکردند وقسمی نہ شکار کردند ونہ ازان منع کردند ف۲ یعنی قسم ثالث نہی کنندگان را ۱۲

إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ (۱۶۴) فَلَمَّا نَسُوا مَا
تمہارے رب کے آگے اور اس لئے کہ شاید وہ ڈریں ف۱ پھر جب وہ بھول ۱۶۳ گئے اسکو جو
ذُكِّرُوا بِهِ أَنجَيْنَا الَّذِينَ يَنْهَوْنَ عَنِ
ان کو سمجھایا تھا تو نجات دی ہم نے ان کو جو منع کرتے تھے
السُّوءِ وَأَخَذْنَا الَّذِينَ ظَلَمُوا بِعَذَابٍ بَئِيسٍ
برے کام سے اور پکڑا گنہگاروں کو برے عذاب میں
بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ (۱۶۵) فَلَمَّا عَتَوْا عَن مَّا نُهُوا
بسبب ان کی نافرمانی کے پھر جب بڑھنے لگے اس کام میں جس سے وہ روکے
عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ (۱۶۶) وَإِذْ
گئے تھے تو ہم نے حکم کیا کہ ہو جاؤ بندر ذلیل ف۲ اور اس وقت کو یاد
تَأَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ
کرو جب خبر کر ۱۶۴ دی تھی تیرے رب نے کہ ضرور بھیجتا رہے گا یہود پر قیامت کے دن تک ف۳
مَن يَسُومُهُمْ سُوءَ الْعَذَابِ ۗ إِنَّ رَبَّكَ
ایسے شخص کو کہ دیا کرے ان کو عذاب بے شک تیرا رب
لَسَرِيعُ الْعِقَابِ ۖ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ (۱۶۷)
جلد عذاب کرنے والا ہے اور وہ بخشنے والا مہربان ہے ف۴
وَقَطَّعْنَاهُمْ فِي الْأَرْضِ أُمَمًا ۖ مِّنْهُمُ الصَّالِحُونَ
اور متفرق کر دیا ہم نے ۱۶۵ ان کو ملک میں فرقے فرقے بعضے ان میں نیک
وَمِنْهُمْ دُونَ ذَٰلِكَ ۖ وَبَلَوْنَاهُم بِالْحَسَنَاتِ وَ
اور بعضے اور طرح کے اور ہم نے ان کی آزمائش کی خوبیوں میں اور
السَّيِّئَاتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ (۱۶۸) فَخَلَفَ مِن
برائیوں میں تاکہ وہ پھر آئیں ف۵ پھر ان کے پیچھے ۱۶۶

۱۶۳ یہاں نَسُوْا بمعنی تَرَکُوْا ہے یعنی جب انہوں نے اپنی قوم کے صلحاء اور ناصحین کی پند ونصیحت کو چھوڑ دیا اور اس سے بالکلیہ اعراض کر لیا تو برائی سے روکنے والوں کو تو ہم نے بچا لیا مگر ان ظالموں کو جو سرکشی اور نافرمانی کرتے تھے دردناک عذاب سے پکڑ لیا۔ فَلَمَّا عَتَوْا جب وہ اللہ کی نافرمانی میں حد سے بڑھ گئے اور ان کا انکار ضد و عناد کی حد کو پہنچ گیا تو ہم نے ان کی شکلیں مسخ کر دیں اور ان کو بندر بنا دیا۔ **۱۶۴** یہ تخویف دنیوی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے اسلاف کو آگاہ کر دیا تھا کہ اگر وہ آخر الزمان پیغمبر نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائے تو قیامت تک ذلیل وخوار رہیں گے اور ان پر ہمیشہ ایسے لوگ مسلط رہیں گے جن کے ہاتھوں وہ سخت تکلیفیں اٹھائیں گے **۱۶۵** اور ہم نے ان کی جمعیت کو متفرق کر دیا اور زمین کے مختلف حصوں میں ان کو منتشر کر کے ان کی قوت وشوکت کو ختم کر دیا ہر زمانے میں ان میں کچھ اچھے لوگ بھی رہے ہیں جو اپنے اصلی دین پر قائم رہے یا جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا اور آپ پر ایمان لائے لیکن اکثریت فاسق اور کافر ہی رہی۔ وَبَلَوْنٰهُمْ الخ اور ہم خوشحالی اور قحط سالی اور دیگر طریقوں سے آرام وراحت اور تکلیف وشدت سے ان کی آزمائش بھی کرتے رہے تاکہ وہ اپنے گناہوں سے توبہ کر لیں اور اللہ کے دین کی سچے دل سے پیروی کرنے لگ جائیں۔ **۱۶۶** قوم کے صالحین اور نیک لوگوں کے بعد نااہل اور برے لوگ پیدا ہوئے جو تورات کی علمی وراثت پر قابض ہوئے جنہوں نے تورات کو دنیوی اغراض کے لئے استعمال کرنا شروع کر دیا یَاْخُذُوْنَ عَرَضَ ھٰذَا الْاَدْنٰی وہ غلط فتویٰ اور خلاف حق فیصلہ دیکر لوگوں سے رشوتیں لیتے اور کتاب اللہ کی تحریف کر کے غیر اللہ کی نذریں اور نیازیں حلال ہونے کے فتوے دے کر اور عوام کو جھوٹی باتیں بتا کر دولت جمع کرنے میں لگ گئے۔ والمراد بھٰذا العرض ما یاخذونہ من الرشا فی الحکومات وعلی تحریف الکلام (روح ج ۹ ص ۹۶)

۲ تخویف دنیوی ۱۲
۳ یعنی [illegible]
۴ بعد ازاں [illegible]
کی جگہ پر آگئے [illegible] مال حرام [illegible] کھاتے اور کہتے ہم بخشے جائیں گے ۱۲

موضح قرآن ف۱ ان میں تین فرقے ہوئے۔ ایک شکار کرنے ایک منع کرتے جاتے اور ایک تھک کر منع کرنا چھوڑ بیٹھے۔ لیکن وہ بہتر تھے جو منع کرتے تھے۔ ف۲ منع کرنے والوں نے شکار کرنے والوں سے ملنا چھوڑ دیا اور بیچ میں دیوار اٹھالی ایک دن صبح کو اٹھے دوسروں کی آواز نہ سنی دیوار پر سے دیکھا ہر گھر میں بندر وہ آدمیوں کو پہچان اپنے قرابت والوں کے پاؤں پر سر رکھنے لگے اور رونے لگے برے حال سے تین دن میں مر گئے۔ ف۳ تورات میں فرمایا تھا کہ جب حکم توریت چھوڑ دو گے تو تم پر اور بندے مسلط ہونگے پھر قیامت تک تم ذلیل رہو گے اب یہود کو کہیں کی حکومت نہیں غیر کی رعیت ہیں۔ ف۴ یہود کی دولت برہم ہوئی تو آپس کی مخالفت سے ہر طرف نکل گئے اور مذہب مختلف پیدا ہوئے یہ احوال اس امت کو سنایا ہے کہ یہ سب کچھ ان پر بھی ہوگا۔ حدیث میں فرمایا ہے کہ اس امت میں بھی بعضے بندر اور سور ہو جاوینگے۔ اللہ گمراہی سے پناہ دے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بنی اسرائیل را ۱۲ ف۲ بعد ازیں ہیچ پادشاہی در بنی اسرائیل پیدا نہ شد و ہمیشہ لگد کوب پادشاہان اسلام و نصاریٰ و مجوس می بودند ۱۲

ف۱۶۷ اللہ کی کتاب کو خبیث دنیا کے عوض فروخت کر رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی یہ دعویٰ بھی ہے کہ ہمیں اس گناہ پر گرفت نہیں ہوگی۔ اس لئے کہ ان کا دعویٰ تھا کہ "نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ" - وَاِنْ يَّاْتِهِمْ الخ یہ يَقُوْلُوْنَ کی ضمیر سے حال ہے یعنی ایک طرف تو وہ اس گناہ کی مغفرت کے امیدوار ہیں اور دوسری طرف ان کا حال یہ ہے کہ اس گناہ پر اصرار بھی کر رہے ہیں اور متاع دنیا کے عوض اللہ کی کتاب کو بیچنے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ اگلی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے ان کے اس قول شنیع کا چار طریقوں سے رد فرمایا ہے۔

بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ
آئے ناخلف جو وارث بنے کتاب کے ف۱ لے لیتے ہیں اسباب
هٰذَا الْاَدْنٰى وَيَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا ۚ وَاِنْ
اس ادنیٰ زندگانی کا اور کہتے ہیں کہ ف۱۶۷ ہم کو معاف ہو جائے گا اور اگر
يَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ يَاْخُذُوْهُ ؕ اَلَمْ يُؤْخَذْ
ایسا ہی اسباب ان کے سامنے پھر آئے تو اس کو لے لیویں ف۲ کیا ان سے کتاب ف۱۶۸
عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ
میں عہد نہیں لیا گیا کہ نہ بولیں اللہ پر
اِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوْا مَا فِيْهِ ؕ وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ
سوا سچ کے اور انہوں نے پڑھا ہے جو کچھ اس میں لکھا ہے اور آخرت کا گھر
خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ وَ
بہتر ہے ڈرنے والوں کے لئے کیا تم سمجھتے نہیں ف۳ اور
الَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ
جو لوگ خوب پکڑ رہے ہیں ف۱۶۹ کتاب کو اور قائم رکھتے ہیں نماز کو
اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴿۱۷۰﴾ وَاِذْ نَتَقْنَا
بیشک ہم ضائع نہ کریں گے ثواب نیکی والوں کا اور جس وقت اٹھایا ہم نے ف۱۷۰
الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ
پہاڑ ان کے اوپر مثل سائبان کے اور ڈرے کہ وہ ان
بِهِمْ ۚ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ
پر گرے گا ہم نے کہا پکڑو جو ہم نے تم کو دیا ہے زور سے اور یاد رکھو جو اس میں ہے
لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۠ وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ ع ۲۱ ۹ ۱
تاکہ تم بچتے رہو اور جب تیرے رب ف۱۷۱ نے بنی آدم کی

سے یہ ان کا مقولہ ۱۲

سے ان کے مقولہ کی تردید بوجہ اول ۱۲
سے بشارت ۱۲
سے تردید بوجہ ثانی ۱۲
ھ تردید بوجہ ثالث ۱۲

ف۱۶۸ یہ یہود کے قول مذکور کے بطلان کی پہلی دلیل ہے یعنی اگر وہ بخشے ہوئے تھے تو ان سے تورات پر عمل کرنے کا عہد لینے کی کیا ضرورت تھی۔ مِيْثَاقُ الْكِتٰبِ یعنی وہ عہد جو تورات میں ان سے لیا گیا تھا اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا یہ مِيْثَاقُ کا عطف بیان یا اس سے بدل ہے یعنی میثاق (عہد) یہ تھا کہ وہ اللہ کی طرف صرف حق بات ہی کو منسوب کریں۔ اور اپنی طرف سے غلط باتیں بنا کر اللہ کے ذمہ نہ لگائیں اور وہ تورات پڑھ چکے ہیں اور یہ عہد ان کو خوب یاد ہے۔ اس لئے ان کا فرض تھا کہ وہ اس عہد کو پورا کرتے مگر انہوں نے حقیر دنیا کی خاطر اللہ کا عہد توڑ دیا حالانکہ دار آخرت ان کے لئے بہتر تھا۔ اگر وہ اللہ سے ڈرتے اور عہد پر قائم رہتے۔

ف۱۶۹ یہ میثاق پر قائم رہنے والوں کیلئے بشارت ہے اور اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو تورات کے عہد پر قائم رہے اور اس کے احکام پر عمل کیا اور اس میں کسی قسم کی تحریف نہ کی مثلاً حضرت عبداللہ بن سلام اور دوسرے اسلام قبول کرنے والے یہودی قال مجاهد هم الذين امنوا من اهل الكتاب كعبد الله بن سلام و اصحابه تمسكوا بالكتاب الذى جاء به موسٰى عليه السلام فلم يحرفوه ولم يكتموه ولم يتخذوه مأكلة (ابو السعود ج ۴ ص۵۶)

ف۱۷۰ یہ یہود کے قول کی شناعت پر دوسری دلیل ہے یعنی اگر وہ بخشے ہوئے ہوتے تو کوہ طور ان پر معلق کر کے ان سے تورات کو قائم کرنے کا عہد کیوں لیا جاتا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے سامنے تورات پیش کی اور اس کے احکام پر عمل کرنے کا حکم دیا تو وہ بگڑ گئے اور کہنے لگے اس کے احکام تو سخت ہیں ہم سے ان پر عمل نہیں ہو سکتا۔ ان کا یہ انکار چونکہ سراسر عناداً تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم دیا۔ انہوں نے کوہ طور کو اٹھا کر ان کے سروں پر معلق کر دیا۔ بنی اسرائیل کو یقین ہو گیا کہ وہ ضرور ان پر گر پڑے گا تو انہوں نے عہد کیا کہ وہ تورات کے احکام پر ضرور عمل کریں گے۔ **ف۱۷۱** یہ ان کے قول باطل کے رد کی تیسری وجہ ہے یعنی اگر بخشے ہوئے ہوتے تو تمام بنی آدم

موضح قرآن ف۱ پچھلے لوگ رشوت لیکر مسئلے غلط کہنے لگے اور امید رکھی کہ ہم بخشے جاویں گے حالانکہ پھر اسی کام کو حاضر ہیں۔ امید بخشنے کی ہے جب باز آویں۔ یہ اسباب زندگی مال دنیا کو فرمایا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی احبار بنی اسرائیل ۱۲ ف۲ یعنی مُصر اند بر اخذ آں و عزم دارند ازاں و توبہ مُصر غیر نادم صحیح نیست ۱۲

کے ساتھ ان سے ہم اپنی ربوبیت کا عہد کیوں لیتے مِنْ ظُهُوْرِهِمْ مِنْ بَنِیْٓ اٰدَمَ سے بدل ہے اور ذُرِّيَّتَهُمْ، اَخَذَ کا مفعول ہے۔ یعنی اولاد آدم سے ان کی اولاد کو پیدا کیا اور سب سے عہد لیا اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کیا میں تمہارا پروردگار اور مالک نہیں ہوں قَالُوْا بَلٰى تو سب نے کہا کیوں نہیں؟ بیشک تو ہمارا رب ہے۔ ہم سب اس کا اقرار کرتے ہیں کہ تو ہمارا رب اور معبود ہے۔ والمعنی شھدنا انک ربنا والٰھنا (قرطبی ج ۷، ص۳۱۵) یہ عہد کب لیا گیا؟ عام طور پر مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ عہد عالم ارواح میں لیا گیا۔ اس طرح کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے ان کی تمام اولاد کی روحوں کو نکال کر ان سے اقرار لیا گیا۔ حضرت شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا یہ عہد ہر شخص سے اس کی پیدائش کے وقت لیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر شخص اپنی فطرت کے لحاظ سے موحد ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ (روم ع ۹) اسی طرح ایک جگہ فرمایا۔ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ (زخرف ع ۷) یہ اللہ کے خالق و مالک ہونے کا سبق ان کو پیدائش کے وقت ہی سے ملا تھا۔ **۱۷۲ھ** یہ اصل میں کراھۃ ان تقولوا یا لئلا تقولوا تھا۔ یعنی یہ عہد ربوبیت اس لئے لیا تاکہ قیامت کے دن تم یہ نہ کہہ سکو کہ ہم تو توحید سے بالکل بے خبر تھے اور ہم کو اس کا بالکل علم ہی نہ تھا اَوْ تَقُوْلُوْٓا یہ پہلے تَقُوْلُوْا پر معطوف ہے اور نہ یہ عذر پیش کر سکو گے کہ شرک کے اصل بانی تو ہمارے باپ دادا تھے ہم ان کے بعد پیدا ہوئے اور ہم نے محض ان کی دیکھا دیکھی شرک کیا اس لئے ان کے فعل کی وجہ سے ہمیں کیوں ہلاک کرتا ہے۔ اس عذر کو ختم کرنے کے لئے ہم نے ہر ایک سے عہد لیا۔ **۱۷۳ھ** یہ ان کے قول کے رد کی چوتھی وجہ ہے یعنی اگر وہ بخشے ہوئے ہوتے اور ان کو کسی عمل خیر کی حاجت اور گناہوں سے بچنے کی ضرورت نہ ہوتی تو ان ہی میں کے ایک نیک اور پارسا آدمی کو اس کے گناہِ عظیم کی وجہ سے ہم ذلت کے گڑھے میں کیوں ڈال دیتے۔ ان آیتوں میں بلعم بن باعوراء کے قصے کی طرف اشارہ ہے۔ بلعم بن باعوراء بنی اسرائیل میں سے تھا اور اس کے پاس آسمانی کتاب کا علم تھا۔ وہ بہت نیک اور صالح تھا کہتے ہیں وہ اسم اعظم جانتا تھا اس لئے بہت مستجاب الدعوات تھا۔ بعد میں دولت کے لالچ اور اپنی بیوی کے بہکانے سے آیاتِ ہدایات کو چھوڑ کر گمراہ ہو گیا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جبارین سے جہاد کا ارادہ کیا تو وہ بلعم کے پاس آئے اور اس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بددعا کرنے کی درخواست کی پہلے تو اس نے انکار کیا اور کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کا پیغمبر ہے اور اس کے ساتھ فرشتے اور مومنین ہیں اس لئے میں اس پر کس طرح بددعا کر سکتا ہوں۔ آخر ان کے اصرار اور کچھ تحفے تحائف پیش کرنے پر اور بیوی کے بہکانے پر وہ مان گیا جونہی اس نے اللہ کے نبی کے خلاف زبان کھولی۔ اللہ نے اسکی ساری روحانیت سلب کر لی۔ تمام کمالات زائل ہو گئے۔ ایمان سے محروم کر دیا گیا اور اسکی زبان منہ سے نکل کر نیچے لٹک گئی جس طرح شدت گرما کی وجہ سے کتے کی زبان باہر نکل آتی ہے اور وہ ہانپنے لگتا ہے۔ اسمیں اسکی ذلت کا اظہار ہے **۱۷۴ھ** یعنی وہ

مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى
پیٹھوں سے ان کی اولاد کو ف۱ اور اقرار کرایا ان سے
اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰى ۚ شَهِدْنَا ۚ
ان کی جانوں پر کیا میں نہیں ہوں تمہارا رب بولے ہاں ہے ہم اقرار کرتے ہیں
اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷۲﴾
کبھی کہنے لگو قیامت ۱۷۲ھ کے دن ہم کو تو اس کی خبر نہ تھی
اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا
یا کہنے لگو کہ شرک تو نکالا تھا ہمارے باپ دادوں نے ہم سے پہلے اور ہم ہوئے
ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ
ان کی اولاد ان کے پیچھے ف۲ تو کیا تو ہم کو ہلاک کرتا ہے اس کام پر جو کیا
الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۱۷۳﴾ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلَعَلَّهُمْ
گمراہوں نے ف اور یوں ہم کھول کر بیان کرتے ہیں آیتیں تاکہ وہ
يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۷۴﴾ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِیْٓ اٰتَيْنٰهُ
پھر آئیں ف اور سنا دے ان کو ۱۷۳ھ حال اس شخص کا جس کو ہم نے دی تھیں
اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ
اپنی آیتیں پھر وہ ان کو چھوڑ نکلا ف۳ پھر اس کے پیچھے لگا شیطان تو وہ ہو گیا
مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۱۷۵﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا
گمراہوں میں ف۴ اور ہم چاہتے تو بلند کرتے اس کا رتبہ ف۵ ان آیتوں کی بدولت
وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ
لیکن وہ تو ہو رہا زمین کا ۱۷۴ھ اور پیچھے ہو لیا اپنی خواہش کے تو اسکا حال
كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ
ایسا جیسے کتا اس پر تو بوجھ لادے ف۶ تو ہانپے اور چھوڑ دے

ع عند المتاخرین ۱۲

لے یہ من بنی آدم سے بدل ہے اور یہ حال ہے [illegible] انسان کی پیدائش کے وقت عہد لیا [illegible] فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ اور حدیث ہے کل مولود یولد علی الفطرۃ ۱۲ الرحمٰن ۱۲

۳ ان تقولوا من اجلہ محذوف ہے ۱۲ [illegible] وہ توحید اور نیک عمل کے بعد مشرک اور بدعمل ہو گیا۔ اس کی زبان منہ سے باہر نکل آئی [illegible] کی مانند یہ اس کی ذلت کا بیان ہے [illegible] کا یہی حال ہے ۱۲

موضح قرآن ف اللہ تعالیٰ حضرت آدم کی پشت سے انکی اولاد اور ان سے انکی اولاد نکالی سب سے اقرار کروایا اپنی خدائی کا پھر پشت میں داخل کیا اس سے مدعا یہ کہ خدا کے ماننے میں ہر کوئی آپ کفایت ہے باپ کی تقلید نہ چاہیئے اگر باپ شرک کرے تو بیٹے کو چاہیئے کہ ایمان لاوے اگر کسی کو شبہ ہو کہ وہ عہد تو یاد نہیں رہا پھر کیا حاصل تو یوں سمجھے کہ اسکا نشان ہر کسی کے دل میں ہے اور ہر زبان پر مشہور ہو رہا ہے کہ سب کا خالق اللہ ہے سارا جہان قائل ہے اور جو کوئی منکر ہے اور شرک کرتا ہے سو اپنی عقل ناقص کے دخل سے پھر آپ ہی جھوٹا ہوتا ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی روز میثاق از آدم اولاد او را پیدا کرد و از ایشان اولاد ایشان بترتیبی کہ در خارج متحقق شد واللہ اعلم ۱۲ ف۲ یعنی پس تقلید ایشان کردیم ۱۲ ف۳ یعنی تابع شہوات نفس شد تابع شہواتِ نفس را عالم نتوان گفت ۱۲ ف۴ یعنی بلعم باعور کہ کتب الٰہی خواندہ بود و بعد ازاں باغوای زن خود ایذاء حضرت موسیٰ علیہ السلام قصد کرد و ملعون شد ۱۲ ف۵ یعنی منزلے او را

دنیا کی طرف مائل ہوگیا۔ اِیْ رَکَنَ اِلَی الدُّنْیَا وَمَالَ اِلَیْھَا (روح ج ۹ صـ۱۱) ذلت ودناءت طبع میں اسکی مثال بالکل کتے کی سی ہے کہ اگر تم اسپر حملہ کرو اور بھگاؤ تو بھی وہ ہانپتا ہے اور اگر اسے آزاد چھوڑ دو تو بھی وہ ہانپتا ہے۔ یعنی زبان باہر لٹکا کر ہانپنا اسکی طبعی عادت ہے۔ اسی طرح بلعم بن باعوراء کی زبان لٹک گئی تھی **ف۱۷۵** اَلَّذِیْنَ کَذَّبُوْا سے مشرکین مکہ مراد ہیں جیسا کہ حضرت ابن عباس سے منقول ہے وہ پہلے تمنا کیا کرتے تھے کہ ان کے پاس اللہ کی طرف سے کوئی ہادی اور رہنما آئے جب للہ کا پیغمبر ہادی بنکر آگیا تو اللہ کی آیتوں کی تکذیب کرنے لگے اور ہدایت کی راہ سے ہٹ گئے (روح) ان لوگوں کی مثال بعینہ بلعم بن باعوراء کی سی ہے جسے اللہ نے ہدایت دی مگر وہ ہدایت سے نکلکر شیطان کے تابع ہوگیا۔ سَآءَ مَثَلًا الخ اللہ کی آیتوں کو جھٹلا کر اپنی جانوں پر ظلم کرنیوالوں کی مثال بہت ہی بُری ہے کوئی غیرت مند انسان اس کو اپنے پر چسپاں کرنے کے لئے تیار نہیں۔ **ف۱۷۶** یہ پہلے دعوے سے متعلق ہے یعنی آپ کی جرأت و استقلال سے توحید کی تبلیغ کرتے رہیں۔ ہدایت اور گمراہی اللہ کے اختیار میں ہے **ف۱۷۷** یہ دوسرے دعویٰ سے متعلق ہے۔ جو لوگ کفر وشرک پر مصر ہیں اور ضد وعناد کی وجہ سے حق بات کا انکار کرتے ہیں انکو ہم نے جہنم کے لئے پیدا کیا ہے۔ ان کو ہم نے دل دئیے، آنکھیں اور کان دئیے مگر وہ ہیں کہ ان چیزوں سے فائدہ نہیں اٹھاتے بلکہ وہ بالکل چوپایوں کی مانند ہیں جن کو بالکل حق وباطل کا کوئی امتیاز نہیں بالکل یہی حال ان لوگوں کا ہے یہانتک کہ وہ جانوروں کی طرح ننگے ہونے سے بھی نہیں شرماتے جیسا کہ مشرکین طواف کعبہ کے وقت کیا کرتے تھے **ف۱۷۸** یہ تیسرے دعوی سے متعلق ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے بیشمار صفاتی نام ہیں تم اس کی صفتوں کے ساتھ صرف اسی کو پکارو اور اسی سے حاجتیں مانگو اسکے سوا کوئی عالم الغیب اور کارساز نہیں۔ وَذَرُوا الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ الخ اور جو لوگ اللہ کی صفات میں الحاد اور کجروی اختیار کرتے ہیں آپ ان سے اجتناب کریں ان کو اپنے کئے کی جزاؤ سزا ملے گی۔ اللہ کی صفات میں الحاد سے مراد یہ ہے کہ اس کی صفات میں غیر اللہ کو شریک کیا جائے یا کسی کو اللہ کا ولد اور نائب قرار دیکر اللہ کی الوہیت کو اس کی طرف منسوب کیا جائے جیسا کہ عیسائی اور مشرکین مکہ کیا کرتے تھے۔

حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں "یعنی ابوالمسیح ابوالملائکہ میگفتند" (فتح الرحمن)

يَلْهَثْ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ

تو ہانپے یہ مثال ہے ان ف۱۷۵ لوگوں کی جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو

فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۷۶﴾ سَآءَ

سو بیان کر یہ احوال تاکہ وہ دھیان کریں ف بُری

مَثَلًا ۨالْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ

مثال ہے ان لوگوں کی کہ جھٹلایا انہوں نے ہماری آیتوں کو اور وہ اپنا ہی

كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ۚ

نقصان کرتے رہے جس کو اللہ رستہ دے ف۱۷۶ وہی رستہ پاوے

وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۷۸﴾ وَلَقَدْ

اور جس کو وہ بچلادے سو وہی ہیں ٹوٹے میں اور ف۱۷۷

ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ

ہم نے پیدا کئے ہیں دوزخ کے واسطے بہت سے جن اور آدمی ان کے

قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۫ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ

دل ہیں ان سے سمجھتے نہیں اور آنکھیں ہیں کہ ان سے دیکھتے نہیں

بِهَا ۫ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ

اور کان ہیں کہ ان سے سنتے نہیں وہ ایسے ہیں

كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ

جیسے چوپائے بلکہ ان سے بھی زیادہ بے راہ وہی لوگ ہیں غافل ف۲

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۠ وَذَرُوا

اور اللہ کے لئے ہیں سب نام اچھے ف۱۷۸ سو اس کو پکارو وہی نام کہہ کر اور چھوڑ دو

الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ ؕ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا

ان کو جو کج راہ چلتے ہیں اس کے ناموں میں ف۳ وہ بدلہ پا رہیں گے

ل یہاں سے آیات تینوں دعووں کے متعلق آئیں گی ۔ سے
مہ۲ یہ آیت پہلے دعوے سے متعلق ہے ۔
مہ۳ یہ آیت دوسرے دعوے سے متعلق ہے ۔ یعنی جانوروں کی طرح ننگا ہونا پسند کرتے ہیں ۱۲
مہ۴ یہ آیت تیسرے دعوے سے متعلق ۱۲

موضح قرآن **ف۱** حضرت موسیٰ کا لشکر چلا ایک بادشاہ پر اس کے ملک میں ایک درویش تھا صاحب تصرف بادشاہ نے اس سے مدد چاہی اس کو باطن سے منع ہوا پھر بادشاہ نے اس کی عورت کو مال کی طمع دی اس نے اس کو راضی کر کر بھیجا وہاں اپنے عمل چلتے نہ دیکھے بادشاہ کو حیلہ سکھایا کہ اس لشکر میں فاحشہ عورتیں بھیجے اور لوگ بدکاری کریں تو ان پر ذلت پڑے حق تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی برکت سے حیلہ پیش نہ چلایا لیکن سکھانے والا مردود ہوا شاید دنیا میں یا آخرت میں اس کو یہ عذاب ہوا کہ کتے کی طرح زبان لٹک پڑی حق تعالیٰ نے یہ قصہ یہود کو سنایا کہ اگرچہ علم کامل اپنے پاس ہو کام تب آوے کہ آپ اس کے تابع ہو اور اگر آپ تابع ہو حرص کا اور چاہے کہ علم میرے کام آوے تو کچھ نہیں ہوتا اور شاید ہانپنے کتے کی مثال اس میں یہ ہو کہ جبتک وہ حرص سے خالی تھا اس کو باطن سے صحیح معلوم ہوا جب دل میں حرص بیٹھی تو باطن سے معلوم نہ ہوا یا اگر مجمل معلوم ہوا اس کو اپنی طبیعت کے موافق سمجھ لیا نقل میں ہے کہ جب وہ چلنے لگا تو چاہا کہ پھر غیب سے کچھ معلوم ہو تب معلوم ہوا کہ جا جب راہ میں پہنچا تو ایک فرشتہ راہ میں ملا شمشیر ننگی ہاتھ میں اس نے التجا کی کہ اگر حکم ہو تو میں جاؤں کہا جا لیکن کچھ پڑھنا نہ کر تو پھر بادشاہ پاس پہنچکر لگا بددعا کرنے منہ سے خود بخود دعائے نیک نکلنے لگی حضرت موسیٰ کے لشکر کو تب ناچار وہ حیلہ سکھایا۔ **ف۲** یعنی خدا اور رسول کو پہچاننا اور انکے حکم سیکھنے ہر کسی پر فرض ہیں نہ کرے تو دوزخ میں جاوے۔

فتح الرحمن **ف۱** یعنی ابوالمسیح وابوالملائکہ میگفتند ۱۲

ف۱۷۹ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو مذکورہ بالا اوصاف رکھنے والوں کے علاوہ ہیں۔ ف۱۸۰ یہ پہلے دعوے سے متعلق ہے آپ تبلیغ توحید کا فریضہ انجام دیتے ہیں جو لوگ عناد سے تکذیب کرتے ہیں ان کو ہم اس طرح آہستہ آہستہ ہلاکت کی طرف لے جا رہے ہیں۔ ہم نے ان کو مہلت اس لئے دے رکھی ہے تا کہ وہ دل کھول کر گناہوں کا ارتکاب کرلیں اور شدید ترین عذاب آخرت کے مستحق ہو جائیں مگر وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ اللہ ان پر خوش ہے۔ لیبین المطلوب لا تدرجھم فی مدارج المعاصی الی ان یحق علیھم کلمة العذاب الاخروی اوالدنیوی علی ما قیل علی افظع حال واشنعھا وادرار النعم وسیلة الی ذلك (روح ج ۹ ص۱۳۷) ف۱۸۱ یہ منکرین کے لئے زجر ہے اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا الخ یہ زمین و آسمان کی کتاب عبرت کے صفحات ان کے سامنے کھلے ہیں کیا وہ ان میں غور نہیں کرتے۔ یہ تکوینی دلائل اس قدر واضح ہیں کہ ان کو دیکھ کر لامحالہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا یقین ہو جاتا ہے اور کیا انہوں نے کبھی اس میں غور نہیں کیا کہ کہیں ان کی اجل موت یا اجل عذاب قریب آ چکی ہو۔ اگر اب وہ قرآن پر ایمان نہیں لائیں گے تو اس کے بعد کس چیز پر ایمان لائیں گے۔ جو لوگ قرآن جیسی سچی اور صدق محض کتاب پر ایمان نہیں لاتے جو ان کی نجات وفلاح کی ضامن ہے۔ اصل میں ان کی فطرتیں مسخ اور ان کے سوچنے سمجھنے کی قوتیں باطل ہو چکی ہیں۔ اذا لم یؤمنوا بھذا الحدیث ھو الصدق المحض وفیه نجاتھم وخلاصھم فکیف یصدقون بحدیث غیرہ والمعنیٰ انه لیس من طباعھم التصدیق بما فیه خلاصھم (بحر ج ۴ ص۴۳۳) ف۱۸۲ زجر ہے جب آپ قیامت سے ڈراتے ہیں تو ماننے کے بجائے الٹے ضد و عناد کی وجہ سے سوال کرنے لگتے ہیں کہ وہ قیامت آئے گی کب۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے علم قیامت کی نفی سات طریقوں سے کی گئی۔ پہلا طریقہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ اس کے جواب میں صاف کہہ دیں۔ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ کہ اس کا علم صرف اللہ ہی کو ہے کہ قیامت کب آئے گی۔ دوسرا طریقہ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ۔ جب اس کا وقت آپہنچے گا تو وہ خود ہی اس کو ظاہر فرمائیگا۔ تیسرا طریقہ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ الخ زمین و آسمان میں قیامت کے علم کا معاملہ بہت اہم ہے۔ زمین و آسمان کی ساری مخلوق سے قیامت کا علم پوشیدہ ہے اور ہر ایک کی تمنا ہے کہ اس کا علم اس پر منکشف ہو جائے۔ ای کل من اھلھا من الملائکة والثقلین اھمه شان الساعة ویتمنی ان یتجلی له علمها ویشق علیه خفاءھا (مدارك ج ۲ ص۶۷) والمراد کبرت وعظمت علی اھلھا حیث لم یعلموا وقت وقوعھا (روح ج ۹ ص۱۳۱) چوتھا طریقہ يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا مشرکین قیامت کے بارے میں آپ سے اس طرح سوال کرتے ہیں کہ گویا آپ اس کی تلاش اور جستجو میں ہیں اور اس کا علم حاصل کر چکے ہیں ای عالم بھا کثیر السوال عنھا (قرطبی ج ۷ ص۳۳۵) پانچواں طریقہ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ دوبارہ تاکیداً حکم دیا کہ آپ اعلان کر دیں کہ قیامت کا علم صرف اللہ ہی کے پاس ہے اللہ تعالیٰ نے قیامت کا علم تمام مخلوق سے پوشیدہ کر رکھا ہے کیونکہ حکمت تشریعیہ کا اقتضاء یہی ہے اسی طرح انسان کی موت کے وقت کا علم مخفی ہے کیونکہ یہ چیز احکام خداوندی کی بجا آوری اور گناہوں سے اجتناب میں زیادہ معاون و مؤثر ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس علم کو کسی نبی مرسل اور ملک مقرب پر بھی ظاہر نہیں فرمایا۔ وانما اخفی سبحانه امر الساعة لاقتضاء الحکمة التشریعیة ذلك فانه ادعی الی الطاعة وازجر عن المعصیة کما ان اخفاء الاجل الخاص للانسان

يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ

اپنے کئے کا ف۱ اور ان لوگوں میں کہ جن کو ف۱۷۹ ہم نے پیدا کیا ہے ایک جماعت ہے کہ راہ بتلاتے ہیں سچی

وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۸۱﴾ ع وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا

اور اسی کے موافق انصاف کرتے ہیں ف۲ اور جنہوں نے جھٹلایا ف۱۸۰ ہماری آیتوں کو

سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۲﴾ صلے

ہم ان کو آہستہ آہستہ پکڑیں گے ایسی جگہ سے جہاں سے ان کو خبر بھی نہ ہوگی

وَاُمْلِيْ لَهُمْ ؕ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ﴿۱۸۳﴾ اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا

اور میں ان کو ڈھیل دوں گا بے شک میرا داؤ پکا ہے کیا انہوں نے دھیان نہیں کیا ف۱۸۱

مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ

کہ ان کے رفیق کو کچھ بھی جنون نہیں وہ تو ڈرانے والا ہے

مُّبِيْنٌ ﴿۱۸۴﴾ اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ

صاف ف۳ کیا انہوں نے نظر نہیں کی سلطنت میں آسمان

وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۙ وَّاَنْ

اور زمین کی اور جو کچھ پیدا کیا ہے اللہ نے ہر چیز سے اور اس میں کہ

عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ ۚ فَبِاَيِّ

شاید قریب آگیا ہو ان کا وعدہ سو اس

حَدِيْثٍ ۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۵﴾ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ

کے پیچھے کس بات پر ایمان لائیں گے جس کو اللہ بچلائے

فَلَا هَادِيَ لَهٗ ؕ وَيَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۸۶﴾

اس کو کوئی نہیں راہ دکھانے والا اور ان کو چھوڑ رکھا ہے ان کی شرارت میں سرگرداں

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ؕ قُلْ

تجھ سے پوچھتے ہیں ف۱۸۳ قیامت کو کہ کب ہے اس کے قائم ہونے کا وقت تو کہہ

۲۲
ع
۱۲

۱۸۱ یہ آیت پہلے دعوے سے متعلق ہے ۱۲
۱۸۲ زجر ہے
۱۸۳ زجر بطور تبکیتی
قیامت کو ماننے کی بجائے الٹا سوال کرنے لگتے ہیں
۱۸۴ جواب سات طریقوں سے
پہ جواب اول ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی اللہ نے اپنے وصف بتائے ہیں کہ مناجات میں وہ کہہ کر پکارو کہ تم پر متوجہ ہو اور کج راہ نہ چلو کج راہ یہ کہ جو وصف نہیں بتائے وہ کہے جیسے اللہ کو بڑا کہا لنبا نہیں کہا۔ یا قدیم کہا پرانا نہ کہا۔ اور ایک کج راہ یہ کہ ان کو سحر میں چلاوے وہ اپنے کئے کا بدلہ پائیں گے یعنی قرب خدا نہ ملے گا۔ وہ مطلب ملیگا بھلا یا برا۔ ف۲ یعنی شرع پر۔ ف۳ رفیق فرمایا پیغمبر کو کہ ہمیشہ ان کے پاس ہے اور وہ اس کے حال سے واقف ہیں۔

کذلک.... وظاهر الاٰیۃ انه علیه الصلوٰۃ والسلام لم یعلم وقت قیامها نعم علم علیه الصلوٰۃ والسلام قربها علی الاجمال (روح ج ۹ ص۱۳۵) **۱۸۳** چھٹا طریقہ۔ قیامت کا علم تو درکنار وہ تو بہت بڑی بات ہے میں تو اپنے نفع ونقصان کا مالک بھی نہیں ہوں اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ یہ استثناء منقطع ہے یعنی جو کچھ اللہ چاہے وہی ہوتا ہے۔ اس میں انتہائی عجز کا اظہار ہے اور اس سے حضور علیہ السلام کا علم قیامت سے عجز کامل طور پر ثابت ہوتا ہے ولکن ما شاء اللہ من ذلک کائن فالاستثناء منقطع وھذا ابلغ فی اظہار العجز (ابو السعود ج ۴ ص۲۸۵) والکلام مسوق لاثبات عجزہ عن العلم بالساعۃ علی اتم وجہ (روح ج ۹ ص۱۳۶) **۱۸۴** ساتواں طریقہ۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے علم غیب کی نفی پر ایک واضح دلیل ہے یعنی اگر میں غیب جانتا ہوتا تو دنیا کے تمام منافع حاصل کر لیتا اور تمام مضار سے بچ جاتا۔ اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی۔ اہل بدعت کہتے ہیں کہ یہاں کُنْتُ ماضی کا صیغہ ہے اور یہ پہلے کی بات ہے۔ بعد میں آپ کو کلی علم غیب حاصل ہو گیا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جب کلمہ لَوْ ماضی پر داخل ہو جائے تو وہ مفید استمرار ہوتا ہے جیسا کہ شرح عقائد اور حاشیہ خیالی میں مذکور ہے خیر سے دنیوی منافع اور سوء سے دنیوی تکلیفیں مراد ہیں۔ اور اس میں شک نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئی دنیوی منافع فوت ہو گئے اور کئی دنیوی تکلیفیں آپ کو پہنچیں۔ باقی رہی آخرت کی خیر تو وہ آپ کو تمام وکمال حاصل تھی اور آخرت کے مضار سے بھی محفوظ تھے۔ لہٰذا اب مبتدعین کا یہ اعتراض باطل ہو گیا کہ تمہارے مطلب سے نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھلائی سے محروم ہونا لازم آتا ہے۔ **۱۸۵** یہ دوسرے دعوی سے متعلق ہے یعنی اولاد کے لیے غیر اللہ کی نذریں نیازیں دیتے ہیں۔ مفسرین کے نزدیک نَفْسٍ وَّاحِدَةٍ سے حضرت آدم علیہ السلام مراد ہیں۔ ان آیتوں میں جو واقعہ بیان کیا گیا ہے بعض لوگ اس کو حضرت آدم وحوا علیہما السلام کی طرف منسوب کرتے ہیں اور ایک روایت سے تمسک کرتے ہیں محققین نے اس روایت کو غیر معتبر اور اسرائیلیات سے قرار دیا ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا سے روئے سخن بنی آدم کی طرف ہو گیا ہے اور تثنیہ کے صیغوں سے اولاد آدم میں سے مشرک خاوند بیوی مراد ہیں کہ وہ پہلے تو اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگتے ہیں کہ ان کے گھر میں صحیح اور تندرست بیٹا پیدا ہو اور وہ اس کا شکر ادا کریں گے لیکن جب اللہ ان کو فرزند نرینہ عطا کر دیتا ہے تو وہ اللہ کے ساتھ شرک کرنے لگتے ہیں کہ یہ بیٹا تو ان کو فلاں بزرگ کی برکت سے ملا ہے۔ پھر اسی بزرگ کی نذر ونیاز دیتے ہیں اور بعض اس کا نام بھی مشرکانہ ہی تجویز کرتے ہیں مثلاً عبد ود، عبد یغوث، عبد العزیٰ پیراں دتہ، نبی بخش، علی بخش، حسین بخش وغیرہ۔ وقال قوم ان ھذا راجع الی جنس الاٰدمیین والتبیین عن حال المشرکین من ذریۃ اٰدم علیہ السلام وھو الذی یعول علیہ۔ فقولہ جعلا لہ یعنی الذکر والانثیٰ الکافرین الخ (قرطبی ج ۷ ص۳۳۹) لیکن حضرت شیخ رح کہ یہاں نفس واحدۃ سے مرد مراد ہے اور منہا سے مِنْ جِنْسِهَا مراد ہے یعنی تم سب کو اپنے اپنے باپ سے پیدا کیا اور اس کا جوڑا بھی اسی کی جنس سے پیدا کیا۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں ای من جنسہا کما فی قولہ سبحانہ جعل لکم من انفسکم ازواجا فمن ابتدائیۃ (روح) اس کے علاوہ بھی بہت سی آیتوں سے اس کی تائید ہوتی ہے مثلاً وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا (نحل ع ۱۰) اور وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا (روم ع ۳) اس طرح آیت میں آدم وحوا علیہما السلام کا ذکر نہیں ہے بلکہ شروع ہی سے مطلق خاوند بیوی کا ذکر ہے **۱۸۶** مشرکین کی انتہائی کم عقلی اور ہٹ دھرمی کا ذکر فرمایا کہ وہ کیسی عاجز مخلوق کو خدا کے ساتھ شریک بناتے ہیں وہ اس قدر عاجز ولاچار ہیں کہ اپنی مدد نہیں کر سکتے تو ان کی کیا مدد کریں گے۔ دران

اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ ۚ لَا یُجَلِّیْهَا لِوَقْتِهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ

اس کی خبر تو میرے رب ہی کے پاس ہے وہی کھول دکھائے گا اس کو اس کے وقت پر

ثَقُلَتْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ لَا تَاْتِیْكُمْ اِلَّا

وہ بھاری بات ہے ف۱ آسمانوں اور زمین میں جب تم پر آئے گی تو

بَغْتَةً ؕ یَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِیٌّ عَنْهَا ؕ قُلْ

بے خبر آئے گی تجھ سے پوچھنے لگتے ہیں کہ گویا تو اس کی تلاش میں لگا ہوا ہے ف۲ تو کہہ دے

اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا

اس کی خبر ہے خاص اللہ کے پاس لیکن اکثر لوگ نہیں

یَعْلَمُوْنَ (۱۸۷) قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا

سمجھتے تو کہہ دے کہ میں ۱۸۳ مالک نہیں اپنی جان کے بھلے کا اور نہ برے کا

اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَ لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ

مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں ۱۸۴ جان لیا کرتا غیب کی بات

لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ ۛۚ وَ مَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ ۛۚ

تو بہت کچھ بھلائیاں حاصل کر لیتا اور مجھ کو برائی کبھی نہ پہنچتی

اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّ بَشِیْرٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ (۱۸۸) ع

میں تو بس ڈر اور خوشخبری سنانے والا ہوں ایماندار لوگوں کو

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ جَعَلَ

وہی ہے جس نے تم کو پیدا ۱۸۵ کیا ایک جان سے اور اسی

مِنْهَا زَوْجَهَا لِیَسْكُنَ اِلَیْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا

سے بنایا اس کا جوڑا تاکہ اس کے پاس آرام پکڑے پھر جب مرد نے عورت کو ڈھانکا

حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِیْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّاۤ اَثْقَلَتْ

حمل رہا ہلکا سا حمل تو چلتی پھرتی رہی اس کے ساتھ پھر جب بوجھل ہو گئی

معانقہ وقف غفران وقف منزل

عند المتاخرین ۱۲

ع ۲۴ ۱۳ ۳

م۱ جواب بوجہ ثانی ۱۲

م۲ جواب بوجہ ثالث ۱۲

م۳ جواب بوجہ رابع ۱۲

م۴ جواب بوجہ خامس ۱۲

م۵ جواب بوجہ سادس ۱۲

م۶ جواب بوجہ سابع ۱۲

ک دوسرے دعوی یعنی اولاد کے لیے غیر اللہ کی نذریں نیازیں دینے سے متعلق ہے

ان آیات میں خاوند اور بیوی کا ذکر ہے حضرت آدم وحوا کا ذکر نہیں ۱۲

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی مشکل شدہ است دانستن قیامت ۱۲ ف۲ یعنی عالمی بآں ۱۲

تدعوھم الی الھدی الخ خطاب مشرکین سے ہے اور اس میں ان کے معبودوں کی انتہائی بے بسی کا بیان ہے یعنی تمہاری مدد کرنا تو درکنار وہ تو تمہاری بات کا جواب بھی نہیں دے سکتے۔ ان میں اتنی قدرت ہی نہیں والمعنی ان ھذا المعبود الذی یعبدہ المشرکون معلوم من حالہ انہ کما لا ینفع ولا یضر فکذا لا یھدی فیہ اذا دعی الی الخیر لا یتبع (کبیر ج ۴ ص ۴۹۲) یا خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے ہے اور الھدی سے دین اسلام مراد ہے۔ یعنی اگر آپ ان مشرکین کو توحید اور دین اسلام کی دعوت دیں تو ان پر کوئی اثر نہیں ہوگا اور وہ آپ کی بات نہیں مانیں گے۔ علامہ آلوسی نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے **۱۸۷** یہ تیسرے دعوے سے متعلق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کارساز پکارے جانے کے لائق نہیں معبودانِ باطلہ کے عجز اور ان کی عبادت کرنے والوں کی سفاہت کا مزید بیان ہے یعنی جن کو تم اللہ کے سوا حاجات میں غائبانہ پکارتے ہو وہ بھی تمہاری مانند اللہ کے عاجز بندے ہیں اور کسی کے نفع ونقصان کے مالک نہیں ہیں ان کو پکار کر دیکھ لو اگر تم اس دعوے میں سچے ہو کہ وہ نفع ونقصان کے مالک ہیں تو پھر انہیں تمہاری پکار قبول کرکے تمہاری حاجت برآری کرنی چاہیے حالانکہ وہ نہیں کر سکتے۔ ای فادعوھم فی دفع ضر او جلب نفع (اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ) فی زعمکم انھم قادرون علی ما انتم عاجزون عنہ (روح ج ۹ ص ۱۴۲) **۱۸۸** اس سے معبودانِ باطلہ مراد ہیں اور یہاں ہر لحاظ سے ان کا عجز بیان کرنا مقصود ہے کہ وہ حاجات ومشکلات میں مدد کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ بعد ما بین ان شرکاءھم لا یقدرون علی شیء ما اصلا امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بان یناصبھم للمحاجۃ (ابو السعود ج ۴ ص ۴۹۵) یا اس سے کفار مراد ہیں۔ جیسا کہ اسی سورت کے ع ۲۲ میں گذر چکا ہے لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا الخ **۱۸۹** جن کو تم اللہ کے سوا حاجات ومشکلات میں مدد کے لیے پکارتے ہو وہ تو اپنی مدد نہیں کر سکتے تمہاری کیا خاک مدد کریں گے۔ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ الخ اس میں بھی دو قول ہیں۔ اول خطاب مشرکین سے ہے، اور ضمیر منصوب سے معبودانِ باطلہ مراد ہیں یعنی اگر تم ان کو اپنے مقاصد میں راہنمائی کے لیے پکارو تو وہ تمہاری پکار سن ہی نہیں سکتے تو مدد کیا کریں گے۔ ای الی ان یھدوکم الی ما تحصلون بہ مقاصدکم (لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ) فضلا عن المساعدۃ والامداد (روح ج ۹ ص ۱۴۲) دوم خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور ضمیر منصوب سے مشرکین مراد ہیں۔

۱- خطاب مشرکین سے [illegible] ضمیر منصوب سے [illegible] معبود [illegible] مخاطب نبی [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ [illegible] ضمیر منصوب سے مشرکین مراد ہیں [illegible] متعلق [illegible] معبودان باطلہ [illegible] مشرکین

دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ
تو دونوں نے پکارا اللہ اپنے رب کو کہ اگر تو ہم کو بخشے چنگا بھلا تو ہم تیرا
مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۸۹﴾ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ
شکر کریں ف۱ پھر جب ان کو دیا چنگا بھلا تو بنانے لگے اس کیلئے
شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰىهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹۰﴾
شریک اس کی بخشی ہوئی چیز میں سو اللہ برتر ہے ان کے شریک بنانے سے ف۲ ف۳
اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿۱۹۱﴾
کیا شریک بناتے ہیں ایسوں کو جو پیدا نہ کریں ایک چیز بھی اور وہ پیدا ہوئے ہیں
وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ
اور نہیں کر سکتے ان کی مدد اور نہ اپنی
يَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۲﴾ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى
مدد کریں اور اگر تم ان کو پکارو رستہ کی طرف
لَا يَتَّبِعُوْكُمْ ۭ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ
تو نہ چلیں تمہاری پکار پر ف۱ برابر ہے تم پر کہ ان کو پکارو یا
اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ﴿۱۹۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ
چپکے رہو جن کو تم پکارتے ہو
دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا
اللہ کے سوا وہ بندے ہیں تم جیسے بھلا پکارو تو ان کو پس چاہیے کہ وہ قبول
لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ
کریں تمہارے پکارنے کو اگر تم سچے ہو کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے چلتے
بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ
ہیں یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے پکڑتے ہیں یا ان کی آنکھیں ہیں

موضح قرآن ف۱ بعضے کہتے ہیں حضرت آدم وحوا پر یہ گذرا اول جو حمل ہوا ابلیس وہاں ایک نیک مرد کی صورت بنکر آیا اور ڈرایا کہ تیرے پیٹ میں شاید کچھ بلا ہے جب دونوں دعا کرنے لگے تب کہا کہ تیری دعا سے یہ بلا بدل کر بیٹا پیدا ہوگا اس کا نام رکھیو عبد الحارث حارث شیطان کا نام تھا۔ وہی کیا اس قصہ میں پیغمبروں سے شرک ثابت ہوتا ہے یا یہ قصہ غلط ہے اس آیت میں مرد عورت کو فرمایا ہے آدم وحوا کو نہیں گو اول ذکر ان کا ہو چکا یا یوں کہیے کہ جو کچھ انسانوں میں ہونا مقدر تھا وہ حضرت آدم میں اول ظہور پکڑ گیا اس میں وہ نمونہ تقدیر کے تھے اولاد کے گناہ ان میں نظر آئے جیسے آئینے میں صورت چنانچہ نفس کی خواہش اور اللہ کی بے حکمی اور کہہ کر بھول جانا اور دیکر منکر ہونا یہ سب خوئیں الا من [illegible]

فتح الرحمن ف۱ مترجم گوید منطبق برحال حوا چنانکہ در حدیث صحیح آمدہ کہ چون حوا حاملہ شد شیطان بدلش وسواس انداخت وچون فرزند تولد شد نام او عبد الحارث مقرر کرد وچون وجود جمیع قیود از امثال ایں مواضع ضرور نیست آدم از لوث شرک مبرا باشد وایں آیہ عصمت او را مصادمت نکند کذا فہمت فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا کلام علیحدہ است یعنی خدا تعالی آدم وحوا پیدا کرد از ایشان نسل بسیار پیدا آورد وبعد از ان تفصیل انتشار نسل میفرماید واللہ اعلم ۱۲ ف۲ ایں تصویر است حال آدمی را کہ نزدیک ثقل حمل نیت اخلاص درست کنند وچون فرزند لبوجود آید آنرا فراموش سازند ودر تسمیہ اشراک کنند وازینجا دانستہ کہ شرک در تسمیہ نوعیست از شرک چنانکہ اہل زمان ما غلام فلاں وعبد فلاں نام می نہند ۱۲ ف۳ یعنی اگر گوسپند بخور بیابا آشنا میدہیچ کار نکنند ۱۲

اور مطلب یہ ہے کہ مشرکین کی جہالت وحماقت اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ آپ توحید پر خواہ کیسے دلائل پیش کریں مگر وہ ایک نہیں سنیں گے وہ اپنی ظاہری آنکھوں سے تو آپ کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے ہیں مگر ان کے دل کی آنکھیں بے نور ہیں ۔ انھم قد بلغوا فی الجھل والحماقۃ الی انك لو دعوتھم واظھرت اعظم انواع الحجۃ والبرھان لم یسمعوا العقول لھم ذلك البتۃ

يُبْصِرُوْنَ بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۭ قُلِ ادْعُوْا
جن سے دیکھتے ہیں یا ان کے کان ہیں جن سے سنتے ہیں تو کہدے کہ پکارو
شُرَكَاۗءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ (۱۹۵) اِنَّ وَلِيِّۦَ اللّٰهُ
اپنے شریکوں کو پھر برائی کرو میرے حق میں اور مجھ کو ڈھیل نہ دو میرا حمایتی تو اللہ ہے
الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ ڮ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ (۱۹۶) وَ
جس نے اتاری کتاب اور وہ حمایت کرتا ہے نیک بندوں کی اور
الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ
جن کو تم پکارتے ہو اس کے سوا ۱۸۹ وہ نہیں کر سکتے تمہاری مدد
وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ (۱۹۷) وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى
اور نہ اپنی جان بچا سکیں اور اگر تم ان کو پکارو رستہ کی طرف
لَا يَسْمَعُوْا ۭ وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا
تو کچھ نہ سنیں اور تو دیکھتا ہے ان کو کہ تک رہے ہیں تیری طرف اور وہ کچھ نہیں
يُبْصِرُوْنَ (۱۹۸) خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ
دیکھتے عادت کر معاف کرنا ۱۹۰ اور کہہ نیک کام کو اور کنارہ کر
عَنِ الْجٰهِلِيْنَ (۱۹۹) وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ
جاہلوں سے اور کبھی ابھار دے تجھ کو شیطان کی
نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (۲۰۰)
چھیڑ تو پناہ مانگ اللہ سے وہی ہے سننے والا جاننے والا ۱
اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰۗىِٕفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ
جن کے دل میں ۱۹۱ ڈر ہے جہاں پڑ گیا ان پر شیطان کا گذر
تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ (۲۰۱) وَاِخْوَانُهُمْ
چونک گئے پھر اسی وقت ان کو سوجھ آ جاتی ہے اور جو شیطانوں کے ۱۹۲ بھائی ہیں

۱ مخاطبین مشرکین ہیں اور ھم سے مراد معبودان باطلہ یا مخاطب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ھم سے مراد مشرکین ہیں ۱۲
۲ یہ نبی کو ہے ۱۲
۳ مراد تعلیم ہے ۱۲
۴ بشارت ۱۲
۵ زجر ہے ۱۲

الکبر ج ۹ ص ۹۵ ۔ ۱۹۰ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تسلی ہے وَاِمَّا یَنْزَغَنَّكَ الخ نَزْغ سے شیطان کا وسوسہ ڈالنا مراد ہے ۔ یعنی میں نے جو احکام صادر کئے ہیں ۔ اگر شیطان انکی مخالفت کا وسوسہ ڈالنے کی کوشش کرے تو آپ اللہ سے پناہ مانگیں ۔ اس میں خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے مگر مراد آپ کی وساطت سے ہر مخاطب ہے ۔ اِنَّهٗ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ یہ ماقبل کی علت ہے ای ینخسنك بان یحملك بوسوسۃ علی ما لا یلیق فاطلب العیاذۃ باللہ منہ (بحر ج ۴ ص ۴۴۹) حٰمٓ السجدۃ (ع ۵) میں ہے اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ یہاں ضمیر فصل اور خبر پر لام تعریف مفید حصر ہے یعنی چونکہ اللہ ہی سننے والا اور جاننے والا ہے اس لئے اسی سے پناہ مانگو ۔ **۱۹۱** طائف سے وسوسہ مراد ہے ۔ اللہ سے پناہ مانگنا متقی اور نیک لوگوں کا دستور ہے ۔ جب ان کے دل میں کوئی شیطانی وسوسہ آتا ہے تو فوراً ہوشیار ہو جاتے ہیں اور غلط اور صحیح کو فوراً پہچان لیتے ہیں ۔ **۱۹۲** یہ زجر ہے ۔ اِخْوَانُهُمْ کی ضمیر مجرور شیاطین کی طرف راجع ہے ۔ یَمُدُّوْنَهُمْ میں ضمیر مرفوع سے شیاطین اور منصوب سے اِخْوَانُ الشیاطین مراد ہیں ۔ پرہیزگار لوگوں کے ذکر کے بعد برادرانِ شیاطین کا ذکر فرمایا کہ شیاطین ان کو گمراہ کرنے میں لگے رہتے ہیں اور اس میں کبھی کوتاہی نہیں کرتے ۔ **۱۹۳** یہ شکوی ہے ۔ اگر وحی میں ذرا تراخی ہو جائے تو مشرکین کہتے ہیں آپ اپنے پاس سے آیت بنا کر کیوں نہیں سنا دیتے قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ الخ یہ جواب شکوی ہے یعنی آپ فرما دیں میں تو اللہ تعالی کی وحی کا تابع ہوں میرے پاس اللہ کی طرف سے جو کچھ وحی آتی ہے وہی سناتا ہوں اپنے پاس سے بنانے کا مجھے اختیار نہیں ۔ واذا لم تاتھم بآیۃ من القرآن عند تراخی الوحی لما روی عن مجاھد وقتادۃ (ابن جریر ج ۹ ص ۱۶۱) ھکذا دیکھو پہلے مذکور ہوا ۔ **۱۹۴** یہاں قرآن مجید پڑھنے، اسے غور سے سننے اور اس پر عمل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اور اسی کو فوز و فلاح کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے کیونکہ قرآن میں اللہ نے توحید اور شرک کے تمام اقسام مثلاً شرک فعلی اور شرک اعتقادی کو کھول کر بیان کر دیا اور شریعت کے تمام اصول واضح فرما دیئے ۔ حنفیہ اسی آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ امام کے پیچھے سری اور

موضح قرآن ف یعنی نیک کام کو کہئیے اور جاہلوں سے بچے رہئے لڑنے نہ لگئیے نہیں تو آپ بھی جاہل بنا اور کار رحمن میں کار شیطان آیا ۔ اور اگر ایک وقت شیطان جھڑپ کر دے تو جب یاد آوے شتاب پناہ پکڑے اللہ کی اور سنبھل جاوے اپنے جہل میں چلے نہ جاوے ۔ ۱۲ ——— **فتح الرحمن** ف یعنی قربانِ ایشان از شیاطین ۔ ۱۲

جہری نمازوں میں مقتدی کو قراءت کرنی جائز نہیں نہ سورہ فاتحہ کی اور نہ کسی اور سورت کی۔ کیونکہ اس آیت میں قراءت قرآن کے وقت دو حکم دیئے گئے ہیں۔ اول فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ یعنی اس کو غور سے سنو یعنی جب امام جہر سے قراءت کر رہا ہو۔ دوم وَ اَنْصِتُوْا یعنی خاموش رہو۔ یہ اس وقت ہے جب امام آہستہ قراءت کر رہا ہو۔ تفصیل کتب فقہ میں ہے۔ **۱۹۵** یعنی صرف اللہ ہی کو پکار اور اس کی پکار میں کسی کو شریک نہ کر جیسا کہ زمر (ع ۵) میں ہے وَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ۔ یہ مطلب نہیں کہ اللہ کا ذکر بہت کرو کیونکہ یہ تو ایک امر مستحب ہے اور امر مستحب کا ترک موجب وعید نہیں ہوتا اور یہاں فرمایا وَ لَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِیْنَ یہ ایک قسم کی وعید ہے کیونکہ غافلین سے مراد مشرکین ہیں

قال العطار ۔ ع

”ذکر حق ہمچوں نماز فرض داں“

۱۹۶ اسم موصول سے باجماع مفسرین فرشتے مراد ہیں۔ اور اللہ کے قریب ہونے سے منزلت اور مرتبہ میں قرب مراد ہے۔ هٰذا علٰی جهة التشريف لهم و انهم بالمكان المكرم فهو عبارة عن قربهم فى الكرامة لا فى المسافة (قرطبى ج ۷ ص ۳۵۶) فالمراد من العندية القرب من الله تعالٰى بالزلفٰى والرضاء الخ (روح ج ۹ ص ۱۵۵) یعنی ملاء اعلیٰ جو ہر وقت اللہ کے قرب و رضا میں رہتے ہیں۔ وہ بھی اللہ کی عبادت اور اس کی پکار سے استکبار نہیں کرتے اور ہر وقت اللہ کی تسبیح و تقدیس میں لگے رہتے ہیں اور اللہ ہی کے سامنے سجدہ کر کے غایت خضوع و تذلل کا اظہار کرتے ہیں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے۔ اخبر الله عن حال الملائكة انهم خاضعون لعظمته لا يستكبرون عن عبادته (خازن ج ۲ ص ۲۷۴) اى ويخصونه بغاية العبودية و التذلل لا يشركون به غيره جل شانه (روح) سورہ اعراف کے اختتام پر سب سے پہلا سجدۂ تلاوت ہے۔ یہ سجدہ عزائم میں سے ہے۔

يَمُدُّوْنَهُمْ فِى الْغَىِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ ﴿۲۰۲﴾

وہ ان کو کھینچے چلے جاتے ہیں گمراہی میں پھر وہ کمی نہیں کرتے

وَ اِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ قَالُوْا لَوْ لَا اجْتَبَيْتَهَا ؕ قُلْ اِنَّمَاۤ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰۤى اِلَىَّ مِنْ رَّبِّىْ ۚ هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰۳﴾

اور جب تو لے کر نہ جائے ان کے **۱۹۳** پاس کوئی نشانی تو کہتے ہیں کیوں نہ چھانٹ لایا تو کچھ اپنی طرف سے تو کہہ دے میں تو چلتا ہوں اس پر جو حکم آئے میری طرف میرے رب سے یہ سوجھ کی باتیں ہیں تمہارے رب کی طرف سے اور ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کو جو مومن ہیں

وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۲۰۴﴾

اور جب قرآن پڑھا جائے تو **۱۹۴** ف۱ اس کی طرف کان لگائے رکھو اور چپ رہو تاکہ تم پر رحم ہو

وَ اذْكُرْ رَّبَّكَ فِىْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّ خِيْفَةً وَّ دُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ وَ لَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴿۲۰۵﴾

اور یاد کرتا رہ اپنے رب کو اپنے دل میں **۱۹۵** گڑگڑاتا ہوا اور ڈرتا ہوا اور ایسی آواز سے جو پکار کر بولنے سے کم ہو صبح کے وقت اور شام کے وقت اور مت رہ بے خبر

اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَ يُسَبِّحُوْنَهٗ وَ لَهٗ يَسْجُدُوْنَ ﴿۲۰۶﴾ ع

بیشک جو ف۲ **۱۹۶** تیرے رب کے نزدیک ہیں وہ تکبر نہیں کرتے اس کی بندگی سے اور یاد کرتے ہیں اس کی پاک ذات کو اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں ف۳

۱۔ شکوی ۱۲

۲۔ جواب شکوی ۱۲

۳۔ ای مما کہ وبما قبل ۱۲

۴۔ ترغیب نفس اور ترک اعتقادی کی

پڑھنے کیلئے ترغیب الی القرآن ۱۲

۵۔ یعنی اللہ ہی کو غائبانہ حاجات میں پکارو تائید۔ اذا ذکر اللہ وحدہ الخ (زمر) و اذا دعی اللہ وحدہ الخ (مومن) ۱۲

۶۔ یعنی [illegible] کے پکارنے [illegible] ۱۲

السجدة ع ۲۴ ۱۸

موضح قرآن ف۱ یعنی جب کوئی قرآن پڑھے اوروں پر ادب واجب ہے کہ باتیں نہ کریں دھیان سے سنیں شاید دل میں ہدایت پڑے اور اگر پڑھنے والا باتوں کی مجلس میں پکار کر پڑھنے لگے تو اس کی خطا ہے۔ ف۲ یعنی مقرب فرشتے بھی اس کی یاد سے غافل نہیں تو انسان کو اور بھی ضرور ہے اور اس کے سوا کسی کو سجدہ نہ کرے۔ اس جا پر سجدہ آتا ہے سب قرآن میں پندرہ جا سجدہ ضرور ہے۔ سب کا ایک حکم ہے۔ حنفی مذہب میں واجب اور شافعی میں سنت ۱۲ منہ رحمہ

فتح الرحمٰن ف۳ یعنی ملاء اعلیٰ ۱۲

سورۂ اعراف کی خصوصیات اور اس میں آیات توحید

۱۔ كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ الخ (ع ۱) مسئلہ توحید کھول کر پہنچائیں اور اس سے دل میں تنگی نہ آنی چاہیے۔

۲۔ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ (ع ۳) گمراہ کرنیوالے شیاطین ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں ہیں۔ صرف ایک ابلیس ہی ہر جگہ حاضر و ناظر ہو کر سب کو گمراہ نہیں کر رہا۔

۳۔ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ (ع ۴) روحیں قبض کرنے پر ہزاروں لاکھوں فرشتے مقرر ہیں۔ صرف ایک ملک الموت ہی ہر جگہ حاضر و ناظر ہو کر سب کی جانیں قبض نہیں کرتا۔

۴۔ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ــــ تا ــــ وَلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ۝ (ع ۴) مشرک پیروں اور مریدوں کے بارے میں۔

۵۔ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ــــ تا ــــ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ (ع ۷) زمین و آسمان کو اسی نے پیدا کیا اور سارا نظام عالم اسی کے قبضے میں ہے اور اس نے کوئی اختیار کسی کے حوالے نہیں کیا۔

۶۔ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ (ع ۸)

۷۔ وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ (ع ۹)

۸۔ وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ (ع ۱۰)

۹۔ وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ (ع ۱۱) حضرت نوح، ہود، صالح اور شعیب علیہم السلام نے اعلان کیا کہ اللہ کے سوا کوئی متصرف و کارساز نہیں اس لئے حاجات و مشکلات میں اسی کو پکارو۔

۱۰۔ قَالُوْٓا اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا ــــ تا ــــ رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ۝ (ع ۱۴) ہمارا قصور صرف یہ ہے کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس کی توحید کے واضح دلائل کو مان لیا۔

۱۱۔ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا ۘ (ع ۱۸) جو ایسا عاجز اور بے بس ہو وہ کسی طرح کارساز اور متصرف و مختار نہیں ہو سکتا۔

۱۲۔ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا الخ (ع ۲۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان توحید۔ میں اس اللہ کا رسول ہوں جو زمین و آسمان کا بادشاہ اور سارے عالم میں واحد متصرف و مختار ہے اور اس کے سوا کوئی کارساز نہیں۔

۱۳۔ وَسْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ ــــ تا ــــ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝ (ع ۲۱) ناجائز حیلوں اور بہانوں سے خدا کے احکام کی بے حرمتی کا نتیجہ ہلاکت ہے۔

۱۴۔ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى وَيَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا ۚ (ع ۲۱) اچھے لوگوں کے بعد برے لوگ اور علماء سوء ان کے جانشین ہوئے جنہوں نے دنیا کی حقیر دولت کے عوض اللہ کی کتاب میں تحریف کرنا شروع کر دی اور کہنے لگے ہمارے آباء و اجداد ہمیں بخشوا لیں گے۔

۱۵۔ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا الخ جو عالم دین مسئلہ حق سمجھنے کے بعد محض لالچ اور طمع دنیا کی وجہ سے حق چھوڑتا ہے اس کے لئے دنیا و آخرت میں ذلت ہے۔

۱۶۔ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ (ع ۲۳) قیامت قائم ہونے کا مخصوص دن صرف اللہ ہی کو معلوم ہے اس کے سوا کسی اور کو اس کا علم نہیں۔

۱۷۔ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا ــــ تا ــــ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ۝ (ع ۲۴) سب کو اللہ ہی نے پیدا کیا اور نر کی تسکین کے لئے اس کی مادہ کو پیدا کیا اور وہی اولاد عطاء کرتا ہے لیکن مشرک لوگ اللہ کی عاجز مخلوق کو اس کا شریک بناتے اور عطیۂ اولاد کو غیر اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

۱۸۔ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ (ع ۲۴) جن بزرگوں کو تم متصرف و کارساز سمجھ کر پکارتے ہو وہ بھی تمہاری طرح عاجز اور اللہ کے محتاج ہیں اور تم ان کو پکار کر دیکھ لو وہ تمہارا کچھ نہیں سنوار سکیں گے۔

۱۹۔ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ۝ (ع ۲۴) جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تو اپنا بھی کچھ نہیں سنوار سکتے تمہاری کیا مدد کریں گے۔

۲۰۔ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ (ع ۲۴) جب شیطان دل میں کوئی وسوسہ ڈالدے تو فوراً اس سے اللہ کی پناہ مانگیں کیونکہ سب کچھ سننے اور جاننے والا وہی ہے اور کوئی نہیں۔

آج بعد نماز مغرب شب چہارشنبہ بوقت ساڑھے چھ بجے ۲ رمضان المبارک ۱۳۸۴ھ مطابق ۵ جنوری ۱۹۶۵ء سورۂ اعراف کی تفسیر ختم ہوئی فالحمد للہ اولاً و آخراً و الصلوٰۃ والسلام علی رسولہ دائماً ابداً و علی سائر عبادہ لیلاً و نہاراً۔

سورۂ انفال

ربط باقی سورتوں کی طرح سورۂ انفال کو بھی ماقبل کے ساتھ دو طرح کا ربط ہے اول ربط معنوی دوم ربط اسمی۔ ربط معنوی یہ ہے کہ سورۂ مائدہ، انعام اور اعراف میں نفی شرک فعلی اور نفی شرک فی التصرف کو پوری تفصیل سے عقلی اور نقلی دلائل کے ساتھ بیان کر دیا گیا اور سورۂ اعراف میں بتایا گیا کہ اس مسئلہ کی وجہ سے تم پر مصائب آئیں گے تنگ نہ ہونا اور ان پر صبر کرنا اور جہاں مشرکین کا زور ہوگا وہاں وہ مومنوں کو تنگ کریں گے۔ جس طرح پیغمبروں کو تنگ کیا گیا اسلئے سورۂ انفال اور توبہ میں وَقَاتِلُوْھُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَةٌ (ع۵) سے جہاد کا حکم نازل فرمایا کہ اللہ کا دین بلند کرنے اور مشرکوں کا زور توڑنے کے لئے ان سے جہاد کرو۔ سورۂ انفال کا ماقبل سے ربط اسمی یہ ہے کہ مسئلہ توحید کو واضح کرنے کی وجہ سے مشرکین تمہارے ساتھ جنگ کریں گے اور فتح کی صورت میں تمہیں انفال (اموال غنیمت) حاصل ہوں گے اسلئے تم انفال کی تقسیم اللہ کے حکم کے مطابق کرنا اور مرضی کو تقسیم غنائم میں دخیل نہ بنانا۔

خلاصہ سورۂ انفال کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ سورت کی ابتداء سے لیکر رکوع ۵ میں نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ تک ہے اور دوسرا حصہ اس کے متصل بعد وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ سے لیکر سورت کے آخر تک ہے۔ دونوں حصوں میں دو مضمون بیان کئے گئے ہیں، مضمون اول مال غنیمت کی تقسیم اللہ کے حکم کے مطابق کرو مضمون ثانی قوانین جہاد۔

حصہ اول قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ میں حصہ اول کا مضمون اول جو دعویٰ اولیٰ ہے بالاجمال ذکر کیا گیا ہے۔ یعنی مال غنیمت اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور اسکی تقسیم کا اختیار بھی اسی کو ہے وہ جس طرح چاہے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکی تقسیم کا حکم دے اس کے بعد اس دعوے کی سات علل یا وجوہ بیان کی گئی ہیں۔ علت اولیٰ کَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ الخ یہاں کاف تعلیلیہ ہے۔ یعنی جنگ بدر میں آخر تک اللہ کی تائید و حمایت تمہارے ساتھ رہی اور اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کو مدینہ سے نکال کر میدان بدر میں لے آیا جبکہ مسلمانوں کی ایک جماعت مشرکین سے روبرو مقابلہ کرنے پر راضی نہ تھی۔ علت ثانیہ وَاِذْ یَعِدُكُمُ اللّٰهُ تمہارا تو خیال تھا کہ تجارتی قافلہ پر حملہ کریں اور بغیر تکلیف اور نقصان کے بہت سا مال ہاتھ آجائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی مرضی یہ تھی کہ وہ تمہاری چھوٹی سی بے سروسامان جماعت کے ہاتھوں مشرکین کی بھاری اور ہر قسم کے جنگی ہتھیاروں سے لیس فوج کو شکست دے کر کفر و شرک کی جڑ کاٹ ڈالے تو یہ سارا مال غنیمت تمہیں محض اللہ کی تائید اور نصرت سے حاصل ہوا ہے لہذا اس کی تقسیم بھی اسکی مرضی کے مطابق ہی ہوگی۔ علت ثالثہ اِذْ تَسْتَغِیْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ الخ میدان بدر میں تم اللہ تعالیٰ سے مدد مانگ رہے تھے تو اللہ نے تمہاری دعا قبول فرمائی اور تمہاری تائید کے لئے فرشتوں کی کمک بھیج دی اور اس طرح تمہاری فتح کا سامان کر دیا۔ علت رابعہ اِذْ یُغَشِّیْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ (ع۲) مشرکین نے میدان بدر میں پانی والی جگہ پر پہلے ہی قبضہ کر لیا۔ جہاں مسلمان تھے وہاں ریت ہی ریت تھی جس پر چلنا بھی دشوار تھا اور پھر پانی نہ ہونے کی وجہ سے وہ شدید پیاس کی تکلیف بھی اٹھا رہے تھے، مشرکین کی کثرت اور ان کے ساز و سامان سے بھی قدرے ہراساں تھے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر نیند طاری کر دی جب کچھ دیر بعد انکی آنکھیں کھلیں تو ان کا سارا خوف و ہراس کافور ہو گیا اور ساتھ ہی اللہ نے بارش برسا دی جس سے مسلمانوں کو پانی میسر آگیا اور ریت بھی بیٹھ گئی اور جس جگہ مشرکین قابض تھے وہاں کیچڑ ہو گیا۔ علت خامسہ۔ اِذْ یُوْحِیْ رَبُّكَ اِلَی الْمَلٰٓئِكَةِ الخ اللہ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ مومنوں سے کہہ دیں کہ میں ان کے ساتھ ہوں اور میں کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دوں گا جس سے وہ ہمت ہار کر شکست کھا جائیں گے۔ فَلَمْ تَقْتُلُوْھُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَھُمْ الخ یہ مذکورہ پانچوں علتوں پر متفرع ہے۔ یعنی جب تمہیں معلوم ہو گیا کہ جنگ بدر میں اول سے آخر تک اللہ کی تائید و حمایت تمہارے شامل حال رہی اور تم نے اللہ کے حکم سے مشرکین کو شکست دی، ان کے ستر جوان تم نے قتل کئے اور ستر کو قید کر لیا تو اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ ان مشرکین کو تم نے قتل نہیں کیا بلکہ ان کو اللہ نے قتل کیا جس کی تائید و نصرت سے تم کو فتح حاصل ہوئی۔ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰی۔ خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ یعنی آپ نے شدت جنگ کے موقع پر مٹھی بھر کنکریاں مشرکین کے لشکر پر پھینکیں تو ہم ہی نے اپنی قدرت کاملہ سے کنکریوں کے ریزے ہر کافر کی آنکھوں میں پہنچائے جسکی وجہ سے وہ آنکھیں ملنے لگے اور تم نے ان پر دھاوا بول دیا اور ان کے پاؤں اکھڑ گئے۔ علت سادسہ وَاِذْ یَمْكُرُ بِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا الخ (ع۴) مشرکین آپ کے بارے میں مختلف تدبیریں سوچ رہے تھے کہ آپ کو قید کر ڈالیں قتل کر یں یا جلا وطن کر دیں لیکن اللہ نے ان کے تمام منصوبے خاک میں ملا دئے اور آپ کو بچا لیا۔ علت سابعہ وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ الخ جب مشرکین جنگ کیلئے ے تھے اس وقت انہوں نے اللہ سے دعا کی تھی کہ اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین سچا ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا کر یا کوئی اور عذاب دے کر ہم کو تباہ کر دے اور آخری فیصلہ فرما دے چنانچہ ہم نے جنگ بدر میں حق و باطل کا فیصلہ کر دیا۔ حق غالب ہوا اور باطل مغلوب و مقہور۔

مضمون ثانی (قوانین جنگ)

پہلے حصے میں مسلمانوں کے لئے پانچ قوانین جنگ ذکر کئے گئے ہیں۔ قانون اول۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِیْتُمُ الخ (ع۲) یعنی جب میدان جنگ میں کافروں سے مڈبھیڑ ہو جائے تو ڈٹ کر اور ثابت قدمی سے ان کا مقابلہ کرو اور پیٹھ پھیر کر مت بھاگو۔ قانون جنگ دوم یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ الخ (ع۳) اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں کوتاہی نہ کرو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے تمہارے ایمانوں میں پختگی اور اعمال میں راستی پیدا ہوگی اور تمہارا عزم و استقلال ناقابل تسخیر ہو جائے گا۔ قانون جنگ سوم یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ الخ (ع۳) اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی تعمیل میں پس و پیش مت کرو اور اپنے امیر جہاد کی اطاعت کو لازم سمجھو۔ یہی فتح و کامرانی کی کنجی ہے۔ قانون جنگ چہارم یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ الخ (ع۳) اللہ اور اس کے رسول کی چوری نہ کرو مراد یہ ہے کہ اپنے مال و

اولاد کی خاطر دشمن سے خفیہ ساز باز نہ کرو یا یہ کہ مال غنیمت میں سے کچھ مت چھپاؤ۔ قانون جنگ پنجم یَاۤ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا الخ (ع ۴) یعنی اگر تم خدا سے ڈرو گے اور ظاہر و باطن میں تقویٰ اختیار کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے اور تمہارے دشمنوں کے درمیان فیصلہ فرما دے گا تمہیں عزت و سربلندی عطا فرمائے گا اور تمہارے دشمنوں کو ذلیل و خوار اور نگوں سار کرے گا۔ حصۂ اول میں علل اور قوانین جنگ کے بیان کے دوران میں تخویفیں، بشارتیں، زجریں اور شکوے مذکور ہیں۔

حصۂ دوم

حصۂ دوم دسویں پارے کی ابتدا، وَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ الخ سے لے کر سورت کے آخر تک ہے۔ اس میں بھی وہی دونوں مضمون لف و نشر مرتب کے طور پر مذکور ہیں جو پہلے حصے میں مذکور ہوئے یعنی مال غنیمت کی تقسیم اللہ کے حکم کے مطابق کرو اور اپنی رائے کو بیچ میں نہ لاؤ اور قوانین جنگ۔ اس میں مذکورہ علل اور قوانین کی تعداد حصہ اول کی تعداد کے برعکس ہے یعنی علل پانچ اور قوانین جنگ سات۔

مضمون اوّل۔ (تقسیم مال غنیمت مع علل خمسہ)

وَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ الخ اس میں قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ الخ کے مضمون کا اعادہ اور اسکی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ آگے اسکی علل مذکور ہیں۔ علت اولیٰ اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْیَا الخ (ع ۵) یعنی تم میدان جنگ کے اس کنارے پر تھے جو مدینہ سے قریب تھا اور دشمن کا تجارتی قافلہ دوسری جانب تھا اور دونوں کے درمیان قریش کی فوج حائل تھی۔ اتفاقاً مڈبھیڑ ہو گئی اگر لڑائی کا وقت مقرر ہوتا تو ممکن تھا کہ وعدہ کے وقت پہنچنے میں اختلاف ہو جاتا مگر اللہ کو منظور یہ تھا کہ اس میدان میں حق و باطل کا فیصلہ ہو جائے۔ علت ثانیہ اِذْ یُرِیْكَهُمُ اللّٰهُ فِیْ مَنَامِكَ قَلِیْلًا الخ (ع ۵) دشمن کی فوج اگرچہ تعداد میں آپ کی فوج سے کہیں زیادہ تھی مگر ہم نے خواب میں آپ کو ان کی تعداد بہت کم دکھائی تاکہ دشمن کی کثرت کا رعب آپ کے دل میں نہ رہے۔ علم الٰہی میں چونکہ مشرکین میں سے اکثر کا ایمان مقدر تھا اس لئے خواب میں آپ کو کفار کی تعداد کم دکھائی گئی۔ علت ثالثہ وَاِذْ یُرِیْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَیْتُمْ فِیْۤ اَعْیُنِكُمْ قَلِیْلًا الخ (ع ۵) جب دونوں فوجوں کا آمنا سامنا ہوا تو ہم نے ایسا کیا کہ دشمن کی فوج مسلمانوں کو بہت کم نظر آنے لگی اور مسلمانوں کی فوج کافروں کی نظروں میں کم دکھائی دینے لگی جس کا نتیجہ یہ ہوا دونوں فوجوں نے اپنے دشمن کو قلیل سمجھ کر پامردی سے ایک دوسری کا مقابلہ کیا اور مسلمانوں کے ہاتھوں کافروں کو نہایت ہی ذلت آمیز شکست دلوا کر اسلام اور کفر کے درمیان آخری فیصلہ فرما دیا۔ علت رابعہ وَاِذْ زَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ الخ (ع ۶) جنگ بدر کی اہمیت کو ابلیس نے بھی محسوس کر لیا اور وہ عرب کے ایک نہایت دانشمند اور تجربہ کار مشرک شیخ نجدی کی شکل میں آ پہنچا اور مشرکین کو تسلی دی کہ فکر مت کرو۔ پوری جرأت اور بہادری سے لڑو آج تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا میں بھی صرف تمہاری امداد اور اعانت کے لئے آیا ہوں۔ ایسے وقت میں جبکہ اس نے دشمن کی فوج میں جوش کی ایک نئی لہر دوڑا دی ہم نے فرشتوں کا لشکر اتار دیا جسے دیکھ کر شیطان بشکل شیخ نجدی میدان چھوڑ کر بھاگ گیا اور دشمن کی ہمتیں پست ہو گئیں۔ علت خامسہ اِذْ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ (ع ۶) یہ بھی یاد کرو جب تم جہاد کے لئے نکلے تھے میدان جنگ میں تو شیطان نے شیخ نجدی کی شکل میں مشرکین کی ہمت افزائی کی اور پیچھے منافقین چہ میگوئیاں کر رہے تھے کہ ان مسلمانوں کو ان کے دین نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔ دیکھو یہ مٹھی بھر آدمی جان بوجھ کر اتنے بڑے لشکر کے مقابلہ میں موت کو دعوت دینے جا رہے ہیں لیکن اللہ نے مسلمانوں کے دلوں کو ایمان، ثبات اور توکل علی اللہ کی دولت سے معمور کر دیا اور منافقین کی باتوں کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔

مضمون ثانی (قوانین جنگ)

اس حصے میں سات قوانین جنگ مذکور ہیں۔ دو تمام مومنین کے لئے اور پانچ خاص حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے۔ قانون جنگ اول برائے مومنین یَاۤ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا الخ (ع ۶) یعنی جب میدان جنگ میں دشمن سے مقابلہ ہو جائے تو ثابت قدم رہو اور اللہ سے مدد مانگو۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت اور آپس میں متحد رہو تاکہ تمہاری طاقت میں کمزوری نہ آجائے۔ قانون جنگ دوم برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِی الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ الخ (ع ۷) جن مشرکین نے آپ سے عہد کیا کہ وہ آپ کے خلاف دشمن کی مدد نہیں کریں گے اگر وہ عہد شکنی کر ڈالیں اور آپ ان کو دشمن کی فوج میں لڑتے ہوئے دیکھ لیں تو ان کو ایسی سخت سزا دیں کہ ان کے پچھلے بھی اس سے عبرت حاصل کریں۔ قانون جنگ سوم برائے مومنین وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ الخ (ع ۸) دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے پوری تیاری کرو اور جس قسم کا حالات زمانہ کے مطابق جنگی سامان تم تیار کر سکتے ہو تیار رکھو اللہ کی راہ میں جو کچھ خرچ کرو گے ضائع نہیں جائے گا۔ قانون چہارم برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا (ع ۸) اگر مشرکین مسلمانوں کی قوت و شوکت اور ان کی مجاہدانہ سرفروشی کو دیکھ کر مرعوب ہو جائیں اور صلح کی پیشکش کر دیں تو آپ بھی صلح کا ہاتھ بڑھا دیں کیونکہ مقصود تو اعلاء کلمۃ اللہ ہے۔ نہ کہ خونریزی اور قتل و غارت۔ قانون پنجم برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یَاۤ اَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ○ یَاۤ اَیُّهَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ الخ (ع ۸، ۹) اے پیغمبر آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو اللہ کافی ہے آپ اس پر بھروسہ کریں اور مومنوں کو جہاد کی ترغیب دیں۔ میں تمہاری قلت کے باوجود تم کو مشرکین پر غلبہ عطا کروں گا۔ قانون ششم برائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مَا كَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰی الخ (ع ۹) چونکہ پہلے فدیہ لینے کی ممانعت کا حکم نازل نہیں ہوا تھا اس لئے آپ نے فدیہ لے کر جنگ بدر کے قیدی رہا کر دئے تھے اس پر فرمایا کہ پیغمبر کے لئے یہ مناسب نہیں کہ اس کے ہاتھ میں ایسے دشمن قیدی ہوں اور وہ ان کو قتل کرنے کے بجائے ان سے فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دے۔ قانون ہفتم برائے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم یَاۤ اَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّمَنْ فِیْۤ اَیْدِیْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰی الخ (ع ۱۰) فدیہ وصول کرتے وقت جن قیدیوں نے اسلام کا اظہار کیا ہے آپ ان سے کہہ دیں کہ اگر واقعی تم نے دل سے اسلام قبول کر لیا ہے تو جو کچھ تم سے لیا گیا ہے اللہ تعالیٰ تم کو اس سے بہتر مال عطا کرے گا اور تمہارے سابقہ گناہ بھی معاف کر دیگا۔ اسکے بعد اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا سے جہاد اور ہجرت کی ترغیب دی گئی اور آگے چل کر وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا الخ سے مجاہدین اور مہاجرین کو بشارت اخروی سنائی گئی۔ آخری رکوع میں مومنین کی دو

قسمیں بیان کی گئیں اول مؤمنین مہاجرین دوم مؤمنین غیر مہاجرین اور مہاجرین کی بھی دو قسمیں ہوئیں اولوا الارحام اور غیر اولی الارحام۔

حصۂ اول

پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ سورۂ انفال مضمون کے اعتبار سے دو حصوں میں منقسم ہے۔ پہلا حصہ ابتدائے سورت سے لے کر رکوع ۵ میں نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ تک ہے۔ اس حصے میں دو مضمون مذکور ہیں۔ اول مال غنیمت کی تقسیم کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ مع علل سبعہ دوم قوانین جنگ جنکی تعداد پانچ ہے۔

سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّعَشْرُ رُكُوْعَاتٍ
ف۱ سورۂ انفال مدینہ میں نازل ہوئی اور اس کی پچھتر آیتیں اور دس رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ
تجھ سے پوچھتے ہیں حکم غنیمت کا ف۲ تو کہہ دے کہ مال غنیمت اللہ کا ہے

وَالرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ
اور رسول کا ف۳ سو ڈرو اللہ سے ف۴ اور صلح کرو

بَيْنِكُمْ ۠ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ
آپس میں اور حکم مانو اللہ کا اور اس کے رسول کا اگر

مُّؤْمِنِيْنَ ① اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا
ایمان رکھتے ہو ایمان والے وہی ہیں ف۵ کہ جب

ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ
نام آئے اللہ کا تو ڈر جائیں ان کے دل اور جب پڑھا جائے ان پر

اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ
اس کا کلام تو زیادہ ہو جاتا ہے ان کا ایمان اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں

الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ
وہ لوگ جو کہ قائم رکھتے ہیں نماز کو اور ہم نے جو ان کو روزی دی ہے اس میں سے

يُنْفِقُوْنَ ؕ ② اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ
خرچ کرتے ہیں وہی ہیں سچے ایمان والے

لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ
ان کے لئے درجے ہیں اپنے رب کے پاس اور معافی اور روزی

مضمون اول یا دعویٰ اولیٰ

(تقسیم انفال کا حق اللہ کو ہے مع علل)

ف۲ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ الخ میں پہلا دعویٰ بالاجمال مذکور ہے اور دوسرے حصے کے شروع میں فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی الخ سے اسکی تفصیل کی گئی ہے۔ انفال نفل کی جمع ہے مراد مال غنیمت ہے۔ حضرت عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ غنائم بدر کی تقسیم کے بارے میں مسلمانوں کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا تو انہوں نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ انہیں کس طرح تقسیم کیا جائے اور تقسیم کا حق کس کو حاصل ہے۔ مہاجرین کو یا انصار کو اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ مال غنیمت کو تقسیم کرنے کا حق نہ مہاجرین کو اور نہ انصار کو بلکہ انکی تقسیم کا حق اللہ تعالیٰ سے مختص ہے۔ اللہ کا پیغمبر اللہ کے حکم کے مطابق انکو تقسیم کریگا اور کسی کی رائے کو اس میں دخل نہیں ہوگا۔ المراد به اختصاص امرها وحكمها بالله تعالٰی ورسوله صلے الله عليه وسلم فيقسمها النبی صلی الله عليه وسلم كما يامره الله تعالٰی من غير ان يدخل فيه رأی احد (روح ج ۹ ص ۱۶۱) اسکے بعد اس دعوے کی سات علتیں ذکر کی گئی ہیں۔ جنکی ابتداء كَمَاۤ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ سے ہوئی ہے

ف۳ ذَاتَ الْبَيْنِ سے آپس کے احوال و معاملات مراد ہیں یعنی اللہ سے ڈرو اور آپس کے معاملات درست رکھو۔ آپس میں اختلاف نہ کرو، متحد رہو اور مال غنیمت کی تقسیم اور دیگر تمام معاملات میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو یہی اصل ایمان کی علامتیں ہیں۔ **ف۴** یہاں سے لیکر مَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ تک ان مؤمنیں کاملین کے لئے بشارت اخروی ہے۔ جن میں صفات ذیل موجود ہوں۔ جو ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہیں۔ اللہ کی آیتیں سن کر ان کے ایمان میں پختگی پیدا ہو، وہ ہر کام میں اللہ پر بھروسہ رکھتے ہوں نماز قائم کرتے اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتے ہوں۔

۱ سورۂ انفال کے دعویٰ اول بالاجمال
یعنی مال غنیمت کی
تقسیم [illegible] اللہ و رسول
[illegible]
[illegible]
۲ یعنی اس کی تفصیل ہے آیت ۳۰ [illegible]
۳ آپس کے احوال و معاملات مراد ہیں۔ ۱۲
۴ بشارت برائے مومنین کاملین ۱۲

موضح قرآن ف۱ جنگ میں بعضے آگے بڑھے اور بعضے پشت پر رہے جب غنیمت جمع ہوئی بڑھنے والوں نے کہا یہ حق ہمارا ہے کہ فتح ہم نے کی اور پشتی والوں نے کہا تم ہماری قوت سے لڑے حق تعالیٰ نے دونوں کو خاموش کیا کہ فتح اللہ کی مدد سے ہے زور کسی کا پیش نہیں جاتا سو مالک مال کا اللہ ہے اور نائب اسکا رسول ہے۔ پھر آگے بہت دور تک یہی بیان فرمایا کہ فتح اللہ کی مدد سے ہے اپنی قوت سے نہ سمجھو۔

فتح الرحمن ف۱ مترجم گوید سورۂ انفال در قصہ بدر فرود آمدہ است در آیات این سورہ اشارت بوقائع این غزوہ واقع شدہ از انجملہ آنست کہ مسلمانان در غنیمت مباحثہ می کردند آنانکہ غارت کردہ بودند خواستند کہ تنہا ایشان متصرف شوند و دیگران خواستند کہ علی السویہ قسمت شود خدای تعالیٰ نازل ساخت کہ متصرف و مختار در غنائم خدا و رسول اوست و دیگران را درین باب دخل نیست و آنچہ اہل جاہلیت میکردند از استیثار غارت کنندہ بغنیمت باطل است بعد ازاں حکم فرمود کہ غنیمت را پنج قسم باید کرد چہار قسم درمیان غانمان قسمت کنند و یکی در بیت المال نگہداشتہ بصرف آں رسانند و این تصرف حق است و عطای اوست بغیر دخل غارت کنندگان پس آیہ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ محکم است غیر منسوخ ۱۲ **ف۲** یعنی متصرف در غنائم ایشانند کسی دیگر را

[illegible]

ف۵ یہ دعوی اولی یعنی الانفال للہ والرسول الخ کی پہلی علت ہے. حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ کما میں کاف تعلیلیہ ہے جیسا کہ علامہ ابوحیان اندلسی نے لکھا ہے۔ ویظہر ان الکاف فی ہٰذا التخریج المتامی لیست لمحض التشبیہ بل فیہا معنی التعلیل الخ (بحر ج ۴ ص۴۶۲) اور الحق سے حکمت اور صواب مراد ہے اخراجًا متلبسًا بالحکمۃ والصواب (مدارک ج ۲ ص۷۲، جامع البیان ص۱۵۲) سنہ ۲ھ کا واقعہ ہے کہ ابوسفیان کی سرکردگی میں مشرکین، کا ایک تجارتی قافلہ شام سے واپس آرہا تھا جو قریش کے ساٹھ آدمیوں اور دیگر ملازمین پر مشتمل ہے حضور علیہ السلام کو اسکی اطلاع ہوئی تو آپ نے صحابہ کو جمع کرکے ان سے مشورہ کیا کہ آیا قافلہ کا تعاقب کیا جائے یا نہ کچھ صحابہ نے یہ خیال ظاہر کیا کہ چونکہ یہ ایک معمولی سی بات ہے کوئی باقاعدہ جنگ کی صورت تو ہے نہیں اس پر حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت سعد بن عبادہ نے پر جوش تقریریں کیں اور مسلمانوں کو تعاقب کرنے پر ابھارا چنانچہ حضور علیہ السلام تین سو تیرہ آدمیوں اور معمولی ساز و سامان کے ساتھ مدینے سے روانہ ہوئے چونکہ جنگ ہو جانے کی کوئی توقع نہ تھی اس لئے فوری طور پر جتنے آدمی جمع ہو گئے اور جس قدر سرسری سامان فی الوقت ہاتھ لگا وہی لے کر چل دئے۔ ادھر ابوسفیان کو بھی اپنے مخبر کے ذریعے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پروگرام کا علم ہو گیا اس نے ابوجہل کی اطلاع کے لئے فوراً ایک آدمی مکہ روانہ کر دیا۔ ابوجہل اطلاع پاتے ہی ایک ہزار جنگجو نوجوانوں کی معیت میں جو ہر قسم کے جنگی ہتھیاروں سے مسلح تھے مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے نکل کھڑا ہوا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہوا تو آپ نے دوبارہ صحابہ سے مشورہ کیا کہ اب ہمارے سامنے دو جماعتیں ہیں ایک تجارتی قافلہ اور ایک مشرکین کا لشکر جرار ان دونوں میں سے کس سے نبرد آزمائی کرنا چاہئے بعض مسلمانوں نے کہا کہ ہم چونکہ جنگ کے لئے تیار ہو کر نہیں آئے اور مشرکین کی فوج تعداد میں ہم سے زیادہ اور سامان جنگ میں ہم سے مضبوط ہے۔ اس کا مقابلہ کرنا دشوار ہو گا اس لئے قافلہ ہی سے مقابلہ کرنا چاہئے حضور علیہ السلام کو یہ بات پسند نہ تھی آپ نے فرمایا کہ اللہ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ ان دونوں جماعتوں میں سے ایک کو ہمارے ہاتھوں مغلوب کرے گا۔ اس لئے ہمیں لشکر ہی سے مقابلہ کرنا چاہئے۔ تاکہ فیصلہ کن جنگ کے ذریعے مشرکین کی طاقت کا خاتمہ ہو جائے حضرت ابوبکر، حضرت سعد اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہم نے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رائے کے حق میں زوردار تقریریں کیں آخر میدان بدر میں مشرکین کا لشکر جرار اور مسلمانوں کی مٹھی بھر فوج آپس میں بھڑ گئیں اور حق و باطل کے درمیان فیصلہ کن مقابلہ ہوا مشرکین کے ستر سردار جن میں ابوجہل بھی تھا مارے گئے اور ستر قید ہوئے۔ اس طرح جزیرہ عرب میں کفر کی کمر ٹوٹ گئی۔ اس فتح میں بہت سا مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا

كَرِيْمٌ ④ كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ
عزت کی جیسے نکالا تجھ کو ف۵ تیرے رب نے تیرے گھر سے

بِالْحَقِّ ۠ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ⑤
حق کام کے واسطے اور ایک جماعت تھی اہل ایمان کی راضی نہ تھی ف۱

يُجَادِلُوْنَكَ فِى الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا
وہ تجھ سے جھگڑتے تھے حق بات میں اس کے ظاہر ہو چکنے کے بعد گویا وہ

يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ۭ ⑥ وَاِذْ
ہانکے جاتے ہیں موت کی طرف آنکھوں دیکھتے اور جس وقت

يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّاۗىِٕفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ
تم سے وعدہ کرتا تھا اللہ دو جماعتوں میں سے ایک کا کہ وہ تمہارے ہاتھ لگے گی

وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ
اور تم چاہتے تھے کہ جس میں کانٹا نہ لگے وہ تم کو ملے

وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ
اور اللہ چاہتا تھا کہ سچا کر دے سچ کو اپنے کلاموں سے اور کاٹ ڈالے

دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ⑦ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ
جڑ کافروں کی ف۲ تاکہ سچا کرے سچ کو اور جھوٹا کر دے جھوٹ کو

وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ⑧ ۚ اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ
اور اگرچہ ناراض ہوں گنہگار ف۲ جب تم لگے فریاد کرنے ف۸ اپنے رب سے

فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّىْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰۗىِٕكَةِ
تو وہ پہنچا تمہاری فریاد کو ف۹ کہ میں مدد کو بھیجوں گا تمہاری ہزار فرشتے

مُرْدِفِيْنَ ⑨ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَ
لگاتار آنے والے ف۳ اور یہ تو دی اللہ نے فقط خوشخبری اور

موضح قرآن ف۱ یعنی غنیمت کا جھگڑا ابھی ویسا ہی ہے جیسا نکلتے وقت عقل کی تدبیریں کرنے لگے اور آخر صلاح وہی ٹھہری جو رسول نے فرمایا تو ہر کام میں یہی اختیار کرو کہ حکم برداری میں اپنی عقل کو دخل نہ دو۔ ف۲ حضرت نے فرمایا تھا کہ قافلہ یا مدد ہمارے ہاتھ لگے گی۔ لوگ چاہنے لگے کہ قافلہ ہاتھ لگے۔ اور بہتر یہی ہوا کہ کفر کا زور ٹوٹے ۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی کار در قسمت غنائم بر وفق حکم خدا است نہ موافق آرزوی نفوس چنانکہ بیرون آوردن تو بتدبیر درست بود از نزدیک خدا برخلاف ارادۂ قوم واللہ اعلم ۱۲ ف۲ مترجم گوید درین آیات تعریض است بآن قصہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در غزوۂ بدر برائے غارت کاروان قریش متوجہ شد و این کاروان رسید راہ ساحل اختیار نمودند و خلاص شدند ابوجہل بمدد ایشان با لشکر گران از مکہ بیامدہ بود مقابل آنحضرت شد بعض اصحاب میل بغارت کردن کاروان کردند و جمعی قصد کارزار لشکر نمودند و مرضی آنحضرت جنگ لشکر بود ۱۲ (این حاشیہ در بعض نسخ مطبوعہ یافتہ نشد سید سجاد بخاری) ف۳ یعنی یکہزار بودند بعد ازاں سہ ہزار گشتند و بعد ازاں پنجہزار شدند ۱۲ ۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا مال غنیمت کی تقسیم کے بارے میں اختلاف مت کرو اور اپنی رائے کو اس میں دخیل مت بناؤ۔ اسکی تقسیم اللہ کے حکم سے اللہ کا پیغمبر فرمائے گا کیونکہ یہ فتح اور یہ اموال غنیمت تمہارے تو خواب وخیال میں بھی نہ تھے اور تم تو اس لشکر کے سامنے آنے ہی سے جی چرانے تھے یہ سب اللہ کی مہربانی اور اسکی توفیق سے ہوا کہ اس نے قافلے کے تعاقب کے بہانے تم کو مدینہ سے نکالا اور ایک بڑے لشکر سے بھڑا دیا اور اس میں بھی اسکی حکمت مضمر تھی کہ اس نے بے سرو سامان مٹھی بھر مسلمانوں کو اچانک ہی ایک مضبوط فوج سے بھڑا کر حق و باطل کا فیصلہ کردیا۔ اور ڈھیروں مال غنیمت ان کے قبضے میں دیدیا۔ **ف۶** یعنی مدینہ سے قافلے کے تعاقب میں نکلتے وقت بعض مسلمانوں نے ناپسندیدگی کا اظہار کیا تھا۔ یُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ الحق یعنی بالکل ظاہر اور واضح بات كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ یہ کراہیت کی تمثیل ہے یعنی مدینے سے نکلنے کو اس طرح ناپسند کر رہے تھے گویا کہ انہیں موت نظر آ رہی تھی۔ بتقاضائے بشریت بعض مسلمانوں سے اس کا ظہور ہوا لیکن اسکے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان کو مومن ہی فرمایا ہے اور ان کی ناگواری بھی ابتدا ہی میں تھی جو بعد میں خوشی اور رضامندی میں تبدیل ہو گئی۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ یہاں کراہیت بوقت خروج مراد نہیں بلکہ قافلہ چھوڑ کر لشکر سے مقابلہ کرنے پر کراہیت مراد ہے۔ ضمیر الرفع فی یجادلونك عائد علی فریق المؤمنین الکارهین وجدالهم قولهم ما كان خروجنا الا للعير ولو عرفنا لاستعددنا للقتال (بحر ج ۴ ص ۴۶۳) لیکن سیاق سے پہلا مفہوم راجح معلوم ہوتا ہے۔ **ف۷** یہ دوسری علت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ دونوں لشکر اور تجارتی قافلہ میں سے ایک پر تم کو ضرور فتح دونگا۔ تم نے بے سرو سامان قافلہ پر حملہ کرنا پسند کیا مگر اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ تمہیں اس قلت عدد اور بے سروسامانی کے ساتھ مشرکین کے مضبوط لشکر سے لڑا کر دین حق کو بلند اور باطل کو سرنگوں کرے اور مشرکین کی جڑ ہی کاٹ ڈالے۔ **ف۸** یہ تیسری علت ہے جب مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ اب مشرک فوج سے مقابلہ ناگزیر ہو گیا ہے تو اب اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر امداد و نصرت کے لئے دعائیں کرنے لگے خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انتہائی تضرع اور زاری سے دعا کی۔ آپ قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے اور ہاتھ اٹھا کر عرض کی، بارے خدایا اپنا وعدۂ فتح و نصرت پورا فرما۔ اللہ! اگر آج یہ مٹھی بھر جماعت ہلاک ہو گئی تو زمین پر تیری خالص عبادت کرنے والا کوئی نہیں ہوگا آپ نے اس قدر طویل دعا مانگی کہ آپ کی چادر کندھوں سے گر پڑی حضرت ابوبکر چادر آپ کے کندھوں پر ڈالتے اور کہتے یا رسول اللہ دعا کافی ہو گئی۔ اللہ اپنا وعدہ ضرور پورا کرے گا۔ (قرطبی وغیرہ) **ف۹** یعنی اللہ نے تمہاری دعا قبول کرلی اور اسباب کے طور پر تمہاری مدد کے لئے فرشتوں کی فوج نازل کردی۔ اِنِّیْ سے پہلے حرف جار مقدر ہے ای بانی (روح) یا اس سے پہلے اخبرکم فعل محذوف ہے۔ یہاں ایک ہزار فرشتوں کے نزول کا ذکر ہے۔ چونکہ مشرکین کی تعداد ایک ہزار تھی اس لئے ایک ہزار فرشتوں کا آنا بھی حتمی طور پر بیان کیا گیا۔ اس کی مزید تحقیق سورۂ آل عمران کی تفسیر میں ص۱۷۸ پر حاشیہ (۱۹۱ و ۱۹۲) میں ملاحظہ فرمائیں

لِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ

تا کہ مطمئن ہو جائیں اس سے تمہارے دل اور مدد نہیں مگر اللہ کی طرف سے

اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ⑩ ع اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ

بیشک اللہ زور آور اور حکمت والا ہے جس وقت کہ ڈالدی اس اللہ نے تم پر اونگھ

ع ۱ ۱۵

اَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً

اپنی طرف سے تسکین کے واسطے اور اتارا تم پر آسمان سے پانی

لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ

کہ اس سے تم کو پاک کردے اور دور کردے تم سے شیطان کی نجاست

وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ⑪

اور مضبوط کردے تمہارے دلوں کو اور جمادے اس سے تمہارے قدم ف۱

اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ

جب حکم بھیجا تیرے ف۲ رب نے فرشتوں کو کہ میں ساتھ ہوں تمہارے

فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ

سو تم دل ثابت رکھو مسلمانوں کے میں ڈال دوں گا دل میں

كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا

کافروں کے دہشت سو مارو گردنوں پر اور کاٹو

مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ⑫ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَ

ان کی پور پور ف۳ یہ اس واسطے ہے کہ وہ ف۴ مخالف ہوئے اللہ کے اور

رَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ

اس کے رسول کے اور جو کوئی مخالف ہوا اللہ کا اور اس کے رسول کا تو بیشک اللہ کا

شَدِيْدُ الْعِقَابِ ⑬ ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ وَاَنَّ لِلْكٰفِرِيْنَ

عذاب سخت ہے یہ تو تم چکھ لو اور جان رکھو کہ کافروں کیلئے ہے

موضح قرآن ف۱ جب دو لشکر مقابل ہوئے رات کو مسلمانوں کو حاجت غسل ہو گئی اور پانی پینے کا بھی نہ تھا اور زمین ریت تھی جہاں پاؤں نہ ٹھہریں صبح کو لڑائی درپیش تھی۔ یہ چیزیں دیکھ کر مسلمان ڈرے کہ آثار شکست کے ہیں۔ اسوقت باران کامل برسا کہ پانی غسل اور پیاس کو کافی ہوا اور زمین جم گئی اور ایک اونگھ آپڑی اس سے چونکے تو دل کا خوف جاتا رہا **ف۲** کافروں کے دل قابل نہیں فرشتوں کے الہام کے سو رعب ڈالنا اپنی طرف لیا اور مسلمانوں کے دل ثابت کرنیکو حکم فرمایا اور اس جنگ میں فرشتے ہاتھوں سے بھی لڑے ہیں ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمٰن ف۱ درین آیت تعریض است بآن قصہ کہ روز بدر مسلمانان تشنہ بودند و محدث و آب نداشتند و ازین جہت وسوسہ شیطان بخاطر ایشان راہ میساخت خدا تعالیٰ باران فرستاد و بیکی را بر چشم مسلط کرد تا اضطراب دل ایشان برطرف شد ۱۲۔

مُرْدِفِيْنَ یعنی فرشتے جن کے پیچھے ایک دوسری جماعت آرہی ہو۔ فرشتگان کہ از پس خود جماعت دیگر آورند (فتح الرحمن) **۱۰** فرشتوں کا اتارنا محض فتح وظفر کی خوشخبری اور ظاہری سبب سازی کے طور پر تھا تاکہ مسلمانوں کے دل مطمئن رہیں اور دشمن کی کثرت اور اس کے سامان جنگ کی وجہ سے ان کے پائے استقلال میں لغزش نہ آنے پائے۔ باقی رہی فتح ونصرت تو وہ اللہ کے ہاتھ میں اور اسی کی طرف سے ہے۔ فرشتوں اور دیگر اسباب پر منحصر نہیں کامیاب وہی ہوتا ہے جس کی اللہ مدد کرے خواہ وہ ظاہری اسباب میں پست ہی کیوں نہ ہو۔ المعنی لا تحسبوا النصر من الملائکۃ علیہم السلام فان الناصر ھو اللہ تعالیٰ لکم وللملائکۃ وعلیہ فلا دخل للملائکۃ فی النصر اصلاً (روح ج ۹ ص ۱۷۴)

عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۴﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمُ

عذاب دوزخ کا اے ایمان والو ۱۵ جب بھڑو تم

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ﴿۱۵﴾

کافروں سے میدان جنگ میں تو مت پھیرو ان سے پیٹھ ف

وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗۤ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ

اور جو کوئی ان ۱۶ سے پھیرے پیٹھ اس دن مگر یہ کہ ہنر کرتا ہو لڑائی کا

اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ

یا جا ملتا ہو فوج میں سو وہ پھرا اللہ کا غضب لے کر

وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶﴾ فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ

اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ کیا برا ٹھکانا ہے سو تم نے ان کو نہیں مارا ۱۷

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۪ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَ

لیکن اللہ نے ان کو مارا اور تو نے نہیں پھینکی مٹھی خاک ۱۸ ف۱ کی جس وقت کہ پھینکی تھی

لٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً

لیکن اللہ نے پھینکی اور تاکہ کرے ایمان والوں پر ۱۹ اپنی طرف سے خوب

حَسَنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۷﴾ ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ

احسان بیشک اللہ ہے سننے والا جاننے والا ف۲ ۲۰ یہ تو ہو چکا ۲۱ اور جان رکھو کہ اللہ

مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۸﴾ اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ

سست کر دے گا تدبیر کافروں کی اگر تم چاہتے ہو فیصلہ ۲۲ تو

جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ

پہنچ چکا تمہارے پاس فیصلہ اور اگر باز آؤ تو تمہارے لئے بہتر ہے

وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ

اور اگر پھر یہی کرو گے تو ہم بھی پھر یہی کریں گے ف۳ اور کچھ کام نہ آئے گا تمہارے تمہارا جتھا

۱۱ یہ چوتھی علت ہے۔ امنۃً مفعول لہ ہے اور منہ کی ضمیر مجرور اللہ کی طرف راجع ہے میدان بدر میں کئی ایک ظاہری اسباب کی وجہ سے مسلمان کچھ پریشان سے تھے مشرکین تعداد میں زیادہ تھے اور ہر قسم کے ضروری سامان جنگ سے لیس تھے اور میدان میں صرف ایک ہی جگہ پانی تھا اس پر بھی دشمن ہی کا قبضہ تھا۔ جس جگہ دشمن نے پڑاؤ ڈالا تھا وہاں ریت نہیں تھی بلکہ مٹی تھی لیکن جہاں مسلمانوں کا لشکر ٹھہرا وہاں پانی کا نام ونشان نہ تھا اور ہر طرف ریت ہی ریت تھی جس کی وجہ سے ان کے لئے چلنا پھرنا دشوار تھا۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنی مہربانی سے بارش برسا دی جس کی وجہ سے مشرکین کے پڑاؤ کی جگہ میں ہر طرف کیچڑ ہی کیچڑ ہو گیا۔ اور پھسلن کی وجہ سے ان کا چلنا پھرنا دشوار ہو گیا اور وہ ایک نئی مصیبت میں مبتلا ہو گئے۔ دوسری طرف مسلمانوں کے پڑاؤ میں ریت بیٹھ گئی گرد وغبار سے نجات ملی اور پینے اور وضو کے لئے پانی گڑھوں میں جمع ہو گیا اسی دوران میں اللہ نے مسلمانوں پر نیند کی سی حالت طاری فرما دی جب آنکھ کھلی تو سارا خوف و ہراس جاتا رہا اور دلوں میں اطمینان کی لہر دوڑ گئی۔ **۱۲** یہ پانچویں علت ہے۔ انی سے پہلے قولوا محذوف ہے معکم میں کم ضمیر سے مؤمنین مراد ہیں نہ کہ فرشتے تاکہ یہ اعتراض لازم نہ آئے کہ کیا فرشتے بھی ڈرتے تھے۔ ابلیس انسانی شکل میں نمودار ہو کر مشرکین کی حوصلہ افزائی اور مسلمانوں کی حوصلہ شکنی کر رہا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو انسانی شکلوں میں مسلمانوں کی تائید وحمایت کے لئے بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ جاؤ مسلمانوں کی تائید کرو اور ان سے کہو کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اور تمہارا حامی وناصر ہوں میں کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دوں گا اور وہ خوف ورعب سے ہراساں ہو کر راہ فرار اختیار کریں گے یا معکم کی ضمیر سے فرشتے مراد ہیں اور مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کی تائید میں میں تمہارا مددگار اور ناصر ہوں اور یہ مطلب نہیں کہ میں تمہارا خوف دور کروں گا کیونکہ فرشتے کافروں سے ہرگز نہیں ڈرتے۔ ای معینکم علی تثبیت المؤمنین ولا یمکن حملہ علی ازالۃ الخوف ... لان الملائکۃ لا یخافون من الکفرۃ اصلاً (روح ج ۹ ص ۱۷۵) **۱۳** محل بنان - بنان، بنانۃ کی جمع ہے۔ یعنی ہاتھوں کی انگلیاں، انگلیوں کی تخصیص

۱۷ یہ پانچوں علتوں پر متفرع ہے یعنی ان علتوں سے ثابت ہو گیا کہ مشرکین کو تم نے نہیں مارا بلکہ اللہ نے قتل کیا ہے۔ ۱۸ اس سے معلوم ہوا کہ معجزہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ میں نہیں دیا گیا تھا - تائید۔ فاوجس فی نفسہ خیفۃ موسیٰ قلنا لا تخف انک انت الاعلیٰ ۱۲

۱۹ یہ معطوف ہے اور معطوف علیہ محذوف ہے یعنی لیعطی ... لیبلی ۲۰ ۲۱ ای الامر ذلکم فذوقوا واعلموا ان اللہ ... ۱۲

موضح قرآن **ف** یعنی جب میدان میں مقابلہ ہو تو بھاگنا اشد گناہ ہے اور جو دوڑ ہو یا غارت تو بھاگنا ہنر ہے ۱۲ منہ رح **ف۲** جب لڑائی کی سختی ہوئی تب حضرت نے ایک مٹھی کنکریاں اس لشکر کی طرف پھینکیں اللہ کی قدرت سے ہر کسی کی آنکھ میں خاک پہنچی اسکے بعد شکست کھائی یہ فرمایا کہ مسلمان سمجھیں کہ فتح ہماری قوت سے نہیں سب اللہ کی مدد سے ہے تو کسی بات میں اپنا دخل نہ کریں ۱۲ منہ رحمۃ اللہ تعالیٰ

فتح الرحمن **ف۱** یعنی مشت خاک را ۱۲ **ف۲** تعریض است بآن قصہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روز بدر یکمشت سنگریزہ بسوئے کفار انداخت پس ہیچ کس ازیشان نبود کہ چیزی ازان بچشمش داخل نشد و استقلال تازہ بخاطر مسلمانان ظاہر شد و این تائید غیبی بود ۱۲ **ف۳** یعنی بجزا دادن ۱۲

اس لئے کی گئی کہ ہتھیار انگلیوں ہی سے تھامے جاتے ہیں یا یہ تمام بدن سے کنایہ ہے۔ لاجل انھم بھا یقاتِلُوْن و یدافعون والظاھر انھا حقیقۃ فی ذٰلک وبعضھم یقول انھا مجاز فیہ من تسمیۃ الکل باسم الجزء (روح ص[illegible] ج۹) **۱۴** مذکورہ امور کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی مشرکین کو مارنے اور ان کو قتل کرنے کا حکم اس لئے دیا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت پر کمربستہ ہو چکے تھے ذٰلِکُمْ فَذُوْقُوْہُ اس سے پہلے قُوْلُوْا محذوف ہے اور اَنَّ لِلْکٰفِرِیْنَ سے پہلے وَاعْلَمُوْا مقدر ہے۔ یعنی ہم نے کہا تھا کہ اب یہ عذاب چکھو اور یہ بھی جان لو کہ آخرت میں تم جیسے کافروں کے لئے دوزخ کا عذاب بھی تیار ہے۔

ع ۲ ۹ ۱۶

شَیْـًٔا وَّلَوْ كَثُرَتْ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ ⑲

اگرچہ بہت ہوں اور جان لو کہ اللہ ایمان والوں کے ساتھ ہے ف۱ ف۱

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا

اے ایمان والو ۲۲ حکم مانو اللہ کا اور اس کے رسول کا اور

تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ⑳ وَلَا تَكُوْنُوْا

اس سے مت پھرو سن کر اور ان جیسے مت ہو

كَالَّذِیْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ ㉑

جنہوں نے کہا ہم نے سن لیا اور وہ سنتے نہیں ف۲ ف۲

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ

بیشک سب جانداروں ۲۳ میں بدتر اللہ کے نزدیک وہی بہرے گونگے ہیں

الَّذِیْنَ لَا یَعْقِلُوْنَ ㉒ وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِیْهِمْ خَیْرًا

جو نہیں سمجھتے ف۳ اور اگر اللہ جانتا ۲۴ ان میں کچھ بھلائی

لَّاَسْمَعَهُمْ وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَّهُمْ

تو ان کو سنا دیتا ف۳ اور اگر ان کو اب سنا دے تو ضرور بھاگیں منہ

مُّعْرِضُوْنَ ㉓ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا

پھیر کر ف۴ اے ایمان والو ۲۵ حکم مانو

لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ وَاعْلَمُوْۤا

اللہ کا اور رسول کا جس وقت بلائے تم کو اس کام کی طرف جس میں تمہاری زندگی ہے اور

اَنَّ اللّٰهَ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗۤ اِلَیْهِ

جان لو کہ اللہ روک لیتا ہے آدمی سے اس کے دل کو ف۴ اور یہ کہ اسی کے پاس

تُحْشَرُوْنَ ㉔ وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِیْبَنَّ الَّذِیْنَ

تم جمع ہو گے ف۵ اور بچتے رہو اس فساد سے ۲۶ کہ نہیں پڑے گا تم میں سے

ای واعلموا ۱۲
قانون ثانی ہے ۱۲
مومنین ۱۲ یعنی ضد
زجر ہے ۱۲ [illegible]
[illegible] ۱۲
ہے ترغیب [illegible]
ع زنا [illegible]
بوجہ [illegible]
جیسا [illegible]
قانون ثالث
مومنین ۱۲
[illegible]
یا لام بمعنی الی ۱۲
ای واعلموا ۱۲
سو زجر
مع تخویف اخروی ۱۲

مضمون ثانی

(قوانین جہاد)

۱۵ یہاں سے قوانین جہاد کا بیان شروع ہوا۔ یہ پہلا قانون جہاد ہے زَحْفًا بمعنی اسم فاعل کَفَرُوْا کی ضمیر سے حال واقع ہے۔ یعنی جب میدان جنگ میں کافروں کے لشکر سے مڈبھیڑ ہو جائے اور وہ متحد ہو کر انبوہ در انبوہ مقابلہ میں آیا ہو تو پیٹھ پھیر کر مت بھاگو بلکہ جوانمردی اور ثابت قدمی سے اس کا مقابلہ کرو۔ **۱۶** یہ میدان جنگ چھوڑ کر بھاگنے والوں کے لئے تخویف اخروی ہے۔ جو شخص جنگ کے دن پیٹھ پھیر کر بھاگا اس نے اللہ کا غضب مول لیا اور اس کا ٹھکانا جہنم میں ہوگا۔ پسپائی کی کئی صورتیں مستثنیٰ فرما دیں یعنی اگر میدان جنگ سے پسپائی کسی جنگی مصلحت کی بنا پر ہو تو یہ جرم نہیں مثلاً پیچھے ہٹ کر کسی دوسری جانب سے دشمن پر حملہ کرنا زیادہ مفید ہو یا پیچھے ہٹ کر مجاہدین کی ایک دوسری جماعت سے مل کر دشمن پر حملہ بولنے کا ارادہ ہو تو یہ اور اسی قسم کی دوسری صورتیں جن میں پسپائی جنگ سے جان بچا کر بھاگنے کی نیت سے نہیں بلکہ کسی جنگی تدبیر کے تحت ہو تو وہ اس وعید سے خارج ہیں۔ **۱۷** یہ ثمرہ ہے جو گذشتہ پانچ علتوں پر متفرع ہے۔ یعنی دعوے کی مذکورہ پانچ علتوں سے معلوم ہوا کہ جنگ بدر میں مشرکین کے قتل اور ان کی ذلت آمیز شکست کا سامان اللہ تعالیٰ ہی نے غیب سے فرما دیا تھا۔ اس لئے کہ تم لوگ یہ نہ سمجھ بیٹھو کہ یہ تمہارا کمال ہے اور تم نے ان کو مارا ہے نہیں! نہیں!! بلکہ اللہ نے ان کو مارا اور برباد کیا ہے۔ مقصود یہ ہے کہ مشرکین کا قتل اگرچہ بظاہر مسلمانوں کے ہاتھوں واقع ہوا لیکن اس کے اسباب اللہ تعالیٰ نے مہیا فرمائے اس نے مسلمانوں کو

موضح قرآن ف۱ مکے کی سورتوں میں ہر جگہ کافروں کا کلام نقل فرمایا کہ ہر گھڑی کہتے ہیں متی ہذا الفتح یعنی کب ہوگا یہ فیصلہ سو اب جواب فرمایا کہ یہ فیصلہ آ پہنچا اور اگر باز آؤ یعنی کفر سے اور اگر پھر کرو گے یعنی لڑائی تو ہم پھر کریں گے یعنی مدد ۱۲ منہ رح **ف۲** یعنی جیسے یہود نے حکم توریت زور آوری سے قبول کیا اور دل سے ناقبول رکھا۔ ویسے منافق زبان سے حکمبردار ہیں اور دل سے نہیں ۱۲ منہ رح **ف۳** یعنی جانوروں سے بھی بدتر ہیں وہ آدمی کہ دین حق کو نہ سمجھیں ۱۲ منہ رح **ف۴** یعنی اللہ نے ان کے دل میں ہدایت کی لیاقت نہیں رکھی جس میں لیاقت رکھی ہے انہیں کو ہدایت دیتا ہے اور غیر لیاقت والے جو سنتے ہیں تو انکار کرتے ہیں ۱۲ منہ رح **ف۵** یعنی حکم بجالانے میں دیر نہ کرو شاید اس وقت دل ایسا نہ رہے۔ دل اللہ کے ہاتھ میں ہے اور اللہ اول کسی کے دل کو روکتا نہیں اور مہر نہیں کرتا جب بندہ کاہلی کرے تو اسکی جزا میں روک دیتا ہے یا ضد کرے حق پرستی نہ کرے تو مہر کر دیتا ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

فتح الرحمن **ف۱** تعریض است بآن قصہ کہ ابوجہل روز غزوہ بدر دعا کرد کہ بار خدایا ہر کہ از میان این ہر دو گروہ قاطع رحم است و دین باطل پیش گرفتہ است او را ہلاک کن و بحقیقت متصف باین صفات ابوجہل و قوم او بودند ۱۲ **ف۲** یعنی مانند اہل کتاب کہ توریت خواندند و بزبان معترف شدند و بر آن عمل نکردند ۱۲ **ف۳** یعنی لیکن ندانست ۱۲ **ف۴** یعنی عزیمت او فسخ میکند ۱۲

ان پر مسلط کیا اوران کے دلوں کو مسلمانوں کی ہیبت وشجاعت سے مرعوب کر دیا، امام مجاہد فرماتے ہیں بدر کے دن فتح کے بعد مجاہدین میں سے کسی نے کہا فلاں کو میں نے قتل کیا اور کسی دوسرے نے کہا فلاں کافر کو میں نے مارا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہاری کیا ہستی تھی یہ فتح عظیم تو محض میری توفیق اور اعانت سے حاصل ہوئی ہے۔ یعنی ان ھذہ الکسرۃ الکبیرۃ لم تحصل منکم وانما حصلت بمعونۃ اللہ . . . . ان قتل الکفار انما تیسر بمعونۃ اللہ ونصرہ وتائیدہ (کبیر ج ۴ ص ۵۲۷) **۱۸ے** میدان بدر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم الٰہی سے مٹھی بھر کنکریاں مشرکین کے لشکر کی طرف پھینکیں اللہ تعالیٰ نے کمال قدرت سے ہر مشرک کی آنکھوں میں مٹی کے ذرات پہنچا دئے۔ اس سے مشرک فوج میں کھلبلی مچ گئی اور وہ شکست کھا کر بھاگ نکلی یہ ایک معجزہ تھا جو اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے ہاتھ پر ظاہر فرمایا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ معجزہ پیغمبر کے قبضہ اور اختیار میں نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہوتا ہے جسے وہ اپنے پیغمبروں کے ہاتھوں پر ظاہر فرماتا ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں فرمایا۔ فَاَوْجَسَ فِیْ نَفْسِهٖ خِیْفَةً مُّوْسٰی قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰی (طٰہٰ ع ۳) اگر معجزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قبضہ واختیار میں ہوتا تو انہیں ڈرنے کی کیا ضرورت تھی۔ **۱۹ے** واؤ عاطفہ ہے اور معطوف علیہ محذوف ہے۔ ای لیمحق الکفرین ولیبلی المؤمنین الخ ابلاء یہاں بمعنی اعطاء ہے بَلَآءً حَسَنًا یعنی عطاء جمیل جو بلا مشقت حاصل ہو جائے۔ ای لیعطیھم سبحانہ من عندہ اعطاءً جمیلا غیر مشوب بالشدائد والمکارہ (روح ج ۹ ص ۱۸۷ ابو السعود ج ۴ ص ۵۲۶) یا بلاءً حسنا سے انعامات جلیلہ واحسانات عظیمہ مراد ہیں۔ مثلاً مال غنیمت فتح ونصرت اور اجر وثواب ای ینعم علیھم نعمۃ عظیمۃ بالنصرۃ والغنیمۃ والاجر والثواب (کبیر ج ۴ ص ۵۲۸، خازن ج ۳ ص ۱۵۱)۔ **۲۰ے** ذٰلِكُمْ سے پہلے قُلْنَا اور اسکے بعد فَذُوْقُوْهُ مقدر ہے اور اَنَّ سے پہلے اعلموا بقرینۃ ذٰلکم فذوقوہ وان للکفرین الخ یعنی ہم نے کہا اب یہ عذاب چکھو اور یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ کافروں کے مکر وفریب کو بیکار کرنے والا ہے۔ **۲۱ے** خطاب مشرکین سے ہے اور استفتاح کے معنی طلب فیصلہ کے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ (اعراف ع ۱۱) مشرکین مکہ ہجرت سے پہلے حضور علیہ السلام سے کہا کرتے تھے مَتٰی هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ (سجدہ ع ۳) یعنی ہمارے اور تمہارے درمیان صادق وکاذب اور محق ومبطل کا فیصلہ کب ہوگا۔ فرمایا لو ہم نے فیصلہ کر دیا جسے تم نے آنکھوں سے دیکھ لیا کہ ہم نے بے سروسامان اور مٹھی بھر مسلمانوں کے ہاتھوں تمہارے

ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ

خاص ظالموں ہی پر ف۱ اور جان لو کہ اللہ کا

شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۵﴾ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِیْلٌ

عذاب سخت ہے ف۱ ف۲ اور یاد کرو جس وقت ۲۸ تم تھوڑے تھے

مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِی الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ یَّتَخَطَّفَكُمُ

مغلوب پڑے ہوئے ملک میں ڈرتے تھے کہ اچک لیں تم کو

النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَیَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ

لوگ پھر اس نے تم کو ٹھکانا دیا اور قوت دی تم کو اپنی مدد سے اور روزی دی تم کو

مِّنَ الطَّیِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۶﴾ یٰٓاَیُّهَا

ستھری چیزیں تاکہ تم شکر کرو ف۲ اے

الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا

ایمان والو ۲۶ خیانت نہ کرو اللہ سے اور رسول سے اور خیانت نہ کرو

اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ

آپس کی امانتوں میں جان کر اور جان لو کہ بیشک ۲۸ تمہارے مال

وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ﴿۲۸﴾

اور اولاد خرابی میں ڈالنے والے ہیں اور یہ کہ اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے ف۳

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّكُمْ

اے ایمان والو ۳۱ اگر تم ڈرتے رہو گے اللہ سے تو کر دے گا تم میں

فُرْقَانًا وَّیُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ

فیصلہ اور دور کر دے گا تم سے تمہارے گناہ اور تم کو بخش دے گا اور اللہ کا

ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ﴿۲۹﴾ وَاِذْ یَمْكُرُ بِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا

فضل بڑا ہے ف۴ اور جب فریب کرتے تھے ۳۲ کافر کہ تجھ کو

ع ۳
۱۷

۲۵ بشارت
۲۶ قانون رابع برائے مومنین ۱۲
۲۷ لا تخونوا پر معطوف ۱۲
۲۸ ... میں تم تنازع کرتے ہو وہ تمہارے لئے فتنہ ہیں ۱۲
اموال کے ... معطوف
قانون خامس برائے مومنین ۱۲
علت سادسہ برائے انفال ۱۲

موضح قرآن **ف۱** یعنی حکم میں کاہلی کرنے سے ایک تو دل ہٹتا ہے دم بدم اور وہ کام زیادہ مشکل پڑتا ہے۔ دوسرے نیکوں کی کاہلی سے گنہگار بالکل چھوڑ دیں گے تو رسم بد پھیلے گی۔ اس کا وبال سب پر پڑے گا۔ جیسے جنگ میں دلیر سستی کریں تو نامرد بھاگ ہی جاویں۔ پھر شکست پڑے تو دلیر بھی نہ تھام سکیں ۱۲ منہ رح **ف۲** ستھری چیزیں یعنی مال غنیمت ۱۲ منہ رح **ف۳** چوری اللہ رسول کی یہ بھی ہے کہ چھپ کر کافروں سے ملیں اپنے مال اور اولاد کے بچاؤ کو جیسے مہاجرین کہ ان میں اکثروں کے گھر مکہ میں تھے اور یہ بھی ہے کہ مال غنیمت چھپا رکھیں سردار پاس ظاہر نہ کریں۔ **ف۴** شاید فتح بدر میں مسلمانوں کے دل میں آیا ہو کہ یہ فتح اتفاقی ہے حضرت سے مخفی کافروں پر احسان کرے کہ ہمارے گھر بار کو نہ ستاویں سو پہلی آیت میں چوری کو منع فرمایا اور دوسری آیت میں تسلی دی کہ آگے فیصلہ ہو جاوے گا، تمہارا گھر بار کافروں میں گرفتار نہ رہے گا۔

فتح الرحمٰن **ف۱** یعنی بلکہ عام بود شامت او واللہ اعلم ۱۲ **ف۲** مترجم گوید آں فتنہ ظہور بدعت است یا ترک نہی منکر واللہ اعلم ۱۲۔

سامان جنگ سے لیس عظیم لشکر کو کس طرح پٹوا دیا، ان کے ہاتھوں تمہیں ذلت آمیز شکست دی اور عرب سے تمہاری طاقت و قوت کا خاتمہ کر دیا۔ اب اگر تم پیغمبر علیہ السلام کی مخالفت اور کفر و شرک سے باز آ جاؤ تو اسی میں تمہاری دنیوی اور اخروی بہتری ہے۔ لیکن اگر تم باز نہ آئے اور پیغمبر علیہ السلام سے برسر پیکار ہو گئے تو ہم پھر تمہارا یہی حشر کریں گے اور تمہارا جتھا اور تمہاری فوج کثرت عدد اور سامان حرب کے باوجود تمہارے کچھ کام نہ آ سکے گی وَ اَنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ واؤ کے بعد اِعْلَمُوْا مقدر ہے اور یہ یقین رکھو کہ اللہ کی مدد اور نصرت تو ایمان والوں ہی کے ساتھ ہو گی۔ کیونکہ اللہ کی سنتِ جاریہ یہی ہے۔ وَاِن سنۃ اللہ تعالیٰ جاریۃ فی نصر المؤمنین وخذلان الکافرین (روح ج ۹ ص۱۸۵) **۲۲؎** دوسرا قانون جنگ برائے مؤمنین۔ اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور ان کے حکم سے سرتابی نہ کرو وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ الخ یہ زجر ہے۔ یعنی ان کفار اور منافقین کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے کہا ہم نے سن لیا مگر سننے پر عمل نہ کیا اور اس طرح اللہ کے قہر و غضب کے مستحق ہو گئے۔ تم ان کا وطیرہ اختیار کر کے میرے قہر و غضب کے مستحق نہ بنو **۲۳؎** مذکورہ بالا معاندین کے دلوں، کانوں اور زبانوں پر مہر جباریت کی تمثیل ہے۔ یعنی زمین پر چلنے والی مخلوق میں اللہ کے نزدیک سب سے بدتر وہ لوگ ہیں جو حق بات نہیں سنتے اور منہ سے حق بات نہیں نکالتے اور دل سے حق سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ ایسے لوگ اللہ کی ساری مخلوق سے بدتر ہیں۔ **۲۴؎** کچھ بھلائی اور اللہ کی طرف قدرے انابت لَاَسْمَعَهُمْ ان کو حق بات سنا دیتا اور انہیں قبول کرنے کی توفیق دے دیتا۔ یعنی اگر ان کے دلوں میں انابت اور طلب حق کا جذبہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ ان کو قبول حق کی توفیق دے دیتا۔ لیکن وہ انابت اور قبول حق کی صلاحیت سے محروم ہیں۔ اس لئے اگر وہ حق بات سن کر اس کو سمجھ بھی لیں تب بھی وہ اس سے اعراض کر کے چلتے بنیں گے۔ کیونکہ ان کی قوائے مدرکہ پر مہر جباریت ثبت ہو چکی ہے۔ لعنادھم وجحودھم الحق بعد ظھورہ (معالم و خازن ج ۳ ص۲ و ص۱۸) **۲۵؎** تیسرا قانون جنگ لِمَا میں لام بمعنی اِلٰی ہے اور یہ دعاکم کے متعلق ہے۔ مَا یُحْیِیْکُمْ سے جہاد مراد ہے کیونکہ جہاد دنیا اور آخرت کی پاکیزہ اور پرسکون زندگی کا باعث ہے دنیا میں ترک جہاد سے مسلمان کافروں سے مغلوب ہو کر مقتول ہو جائیں گے۔ لیکن جہاد کی صورت میں اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو غلبہ عطا کرے گا اور دنیا میں اپنی تہذیب و ثقافت اور شان و شوکت کے ساتھ زندہ رہیں گے۔ (لانہم لو رفضوھا (مجاھدۃ الکفار) لغلبوھم وقتلوھم کما فی قولہ تعالیٰ وَلَکُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیٰوۃٌ (ابو السعود ج ۴ ص۵۳) یا لام اپنے اصل پر ہے اور استجیبوا کے متعلق ہے اور مَا یُحْیِیْکُمْ سے قرآن مجید کے تمام اوامر و نواہی مراد ہیں۔ کیونکہ ان پر عمل کرنا حیاتِ ابدیہ اور انعاماتِ سرمدیہ کا موجب ہے، وقال مجاھد والجمھور المعنی استجیبوا للطاعۃ وما تضمنہ القرآن من اوامر ونواھی ففیہ الحیٰوۃ الابدیۃ والنعمۃ السرمدیۃ (قرطبی ج ۷ ص۳۸۹) یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو اور ان کے احکام بجا لاؤ۔ کیونکہ اس سے حیات ابدی و دائمی حاصل ہو گی۔ **۲۶؎** اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کو اپنی زندگی کا شعار بنا لو گے تو اللہ تعالیٰ اپنی توفیق و تائید سے تمہارے ایمان کی حفاظت فرمائے گا اور تمہیں اس پر استقامت عطا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کے بندہ اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جانے سے یہی مراد ہے وَ اَنَّہٗ یہ اَنَّ اللّٰہَ یَحُوْلُ پر معطوف ہے اور اِعْلَمُوْا کے تحت داخل ہے۔ **۲۷؎** زجر مع تخویف اور ایسے گناہ اور فتنہ سے بچو جس کے برے اثرات نہ صرف اس کے بلاواسطہ مرتکب تک محدود رہیں بلکہ قوم کے دوسرے افراد بھی ان کی لپیٹ میں آ جائیں مثلاً جہاد میں سستی اور کمزوری دکھانا اس کا خمیازہ نہ صرف مجاہدین کو بلکہ پوری قوم کو بھگتنا پڑتا ہے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں مداہنت جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ بدعات و منکرات عام ہو جائیں اور پورا معاشرہ تباہ ہو کر رہ جائے گا۔

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد   بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

۲۸؎ یہ تذکیر نعمت ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خطاب کر کے اپنے انعامات یاد دلائے ہیں۔ پہلے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا اور ان کی نافرمانی سے اجتناب کا حکم دیا گیا۔ اب یہاں انعامات یاد دلا کر اسی حکم کی تاکید کی گئی۔ اعلم انہ تعالیٰ لما امرھم بطاعۃ اللہ وطاعۃ الرسول ثم امرھم باتقاء المعصیۃ اکد ذلک التکلیف بھذہ الاٰیۃ الخ (کبیر ج ۴ ص۵۳۵) وہ وقت یاد کرو جب تم معدودے چند تھے اور ارض مکہ میں کافروں کے ہاتھوں بے بس، کمزور اور ناتواں تھے تمہیں ہر وقت یہ اندیشہ رہتا تھا کہ کہیں مشرکین تمہاری تکہ بوٹی نہ کر ڈالیں تو ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے مدینہ طیبہ میں تمہیں پناہ دی اور مشرکین کے مقابلے میں تمہاری مدد کر کے ان کو تمہارے ہاتھوں مغلوب و مقہور کیا اور ڈھیروں مال غنیمت کے ذریعے تمہاری مالی ساکھ مضبوط کی تاکہ تم اس کے انعامات کا شکر ادا کرو۔ **۲۹؎** چوتھا قانون جنگ۔ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِکُمْ۔ تخونوا اللہ پر معطوف ہے ای ولا تخونوا اماناتکم اللہ اور اس کے رسول کی خیانت نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو۔ اللہ کی خیانت یہ ہے کہ اس کے فرائض و احکام کو معطل کر دیا جائے اور ان کی تعمیل نہ کی جائے اور رسول کی خیانت یہ ہے کہ آپ کی سنت اور آپ کے طریق کا اتباع نہ کیا جائے (لا تخونوا اللہ) بان تعطلوا فرائضہ (والرسول) بان لا تستنوا بہ (وتخونوا اماناتکم) فیما بینکم بان لا تحفظوھا (مدارک ج ۲ ص۷۰) وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اور تم خوب جانتے ہو کہ خیانت بہت بڑا گناہ ہے اور حفظ امانت بہت بڑا کار خیر ہے۔ **۳۰؎** یعنی یہ انفال و غنائم جن میں تم نزاع و اختلاف کر رہے ہو وہ تمہارے لئے فتنہ اور آزمائش ہیں وَ اَنَّ اللّٰہَ الخ یہ اَنَّمَآ اَمْوَالُکُمْ پر معطوف ہے۔ **۳۱؎** پانچواں قانون جہاد فُرْقَانًا سے فتح و نصرت مراد ہے۔ یعنی اگر تم اللہ سے ڈرو گے اور اس کے احکام کی اطاعت کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں فتح و نصرت عطا کرے گا۔ تمہیں عزت دے کر اور مشرکین کو ذلیل و رسوا کر کے حق و باطل کے درمیان فیصلہ کر دے گا۔ اور تمہارے تمام گناہ معاف کر کے تمہیں اپنی بخشش و رحمت اور فضل سے نوازے گا۔ نصرًا یفرق بین الحق والمبطل باعزاز المؤمنین واذلال الکفرین کما قال الفراء (روح ج ۹ ص۱۹۶)

۳۲؎ یہ اَلۡاَنۡفَالُ لِلّٰہِ الخ کی چھٹی علت ہے۔ مشرکین مکہ کے منتخب سرداروں نے ایک دفعہ حضور علیہ السلام کے بارے میں مل کر میٹنگ کی جس کا مقصد یہ تھا کہ آپ کے اثر اور آپ کے دین کو کس طرح ختم کیا جائے۔ چنانچہ اس مجلس میں کئی رائیں پیش ہوئیں کسی نے کہا آپ کو قید کر دیا جائے۔ کسی نے مشورہ دیا کہ آپ کو جلاوطن کر دیا جائے آخر میں ابوجہل نے آپ کو شہید کر دینے کا مشورہ دیا۔ ابلیس جو عرب کے ایک تجربہ کار اور دانا شیخ نجدی کے روپ میں اس مجلس میں موجود تھا اس نے اس رائے کی بہت تعریف کی اور آخر کار بحث و تمحیص اور سوچ بچار کے بعد سب نے ابوجہل کے مشورے کی توثیق کر دی۔ اس آیت میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی مشرکین تو آپ کے بارے میں یہ منصوبے بنا رہے تھے مگر اللہ تعالیٰ آپ کو ان کے مکر و فریب سے بچانے کی تدبیریں کر رہا تھا۔ چنانچہ جو رات انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قتل کرنے کے لئے مقرر کی تھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے پہلے ہی اس کی اطلاع دے دی۔ جب مشرکین نے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر آپ کے گھر کا محاصرہ کر لیا اس وقت آپ نے اپنی جگہ حضرت علی کو سو جانے کا حکم دیا اور فرمایا بے فکر رہنا تمہیں کوئی گزند نہیں پہنچے گی اور خود باہر تشریف لائے اور اللہ کے حکم کے مطابق مشرکین پر مٹھی بھر مٹی پھینک دی اللہ تعالیٰ نے مشرکین کی آنکھیں بند کر دیں اور آپ سب کے درمیان میں سے گذر گئے اور کسی نے بھی آپ کو نہ دیکھا۔ آپ وہاں سے نکلے اور حضرت ابوبکر صدیق کو ساتھ لے کر مدینہ روانہ ہو گئے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے مشرکین کا منصوبہ ناکام کر دیا۔ لِیُثۡبِتُوۡكَ ای لیحبسوک و یربطوك بالوثوق۔ یعنی آپ کو زنجیر ڈال کر باندھ دیں۔

۳۳؎ یہ شکوی ہے اور اس میں ان معاندین کے مستحق عذاب ہونے کا سبب بیان کیا گیا ہے۔ جب ان کو اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتیں تو ان میں سے بعض مثلاً نضر بن حارث جیسے لوگ بول اٹھتے جی سن لی ہیں ہم نے یہ آیتیں۔ ان میں پہلے لوگوں کے قصے ہی تو مذکور ہیں اور ایسے قصے تو ہم بھی بیان کر سکتے ہیں۔ نضر بن حارث کی فارس اور حیرہ میں آمد و رفت تھی اور وہ وہاں کے لوگوں سے عجمیوں کے قصے کہانیاں سنتا رہتا تھا۔ قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام اور دیگر گذشتہ اقوام کے قصے عبرت اور موعظت کی غرض سے ذکر کئے گئے ہیں اس ظالم اور کم فہم نے قرآن مجید کو محض قصوں اور کہانیوں ہی کی کتاب سمجھ لیا۔

۳۴؎ یہ ساتویں علت ہے۔ نضر بن حارث، ابوجہل اور دیگر صنادید قریش نے اللہ سے دعا کی تھی کہ اے اللہ اگر یہ اسلام اور قرآن جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لے کر آئے سچا ہے اور تیری طرف سے ہے۔ تو ہمیں آسمان سے پتھر برسا کر یا کسی دوسرے المناک عذاب سے ہلاک کر دے۔ چنانچہ مشرکین خود اپنے منہ سے عذاب کا مطالبہ کر کے مکہ سے نکلے تھے۔ اس لئے اللہ نے بدر میں ان پر منہ مانگا عذاب نازل کر کے ان کو مغلوب اور تم کو غالب کیا۔ اس لئے اب انفال کی تقسیم اللہ ہی کے حکم کے مطابق کرو۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ الخ یہ مشرکین پر عذاب نازل نہ کرنے کی وجہ ہے۔ یعنی اللہ کی سنت مستمرہ یہ ہے کہ جب تک پیغمبر اور مؤمنین شہر میں موجود ہوں اس وقت تک ان پر عذاب نازل نہیں فرماتا۔ اس لئے فرمایا یہ تو ہو نہیں سکتا تھا کہ آپ ان میں موجود ہوں اور ان پر عذاب آجائے۔ کیونکہ اگر آپ کے ان میں موجود ہوتے ہوئے ان پر عذاب آجاتا تو وہ ظالم یہ نہ سمجھتے کہ عذاب ان کے شرک کی وجہ سے آیا ہے۔ بلکہ آپ کی ذات کو اس کا سبب قرار دے کر کہتے کہ یہ عذاب تیری وجہ سے آیا ہے۔ جیسا کہ قوم موسیٰ ؑ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والوں کے بارے میں کہا تھا۔ اِطَّيَّرۡنَا بِكَ وَبِمَنۡ مَّعَكَ۔ قال ابن عباس لم یعذب اهل قریة حتی یخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم منها والمؤمنون ویلحقوا بحیث امروا۔ (قرطبی ج ۷ ص ۳۹۹)

۳۵؎ یہ عذاب نہ آنے کی دوسری وجہ ہے۔ اور اس سے یا تو مشرکین کا استغفار مراد ہے۔ کیونکہ وہ طواف کرتے وقت اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے استغفار سے بھی عذاب الٰہی ٹل سکتا ہے (روح ج ۹ ص ۲۰۰)۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ اس سے ان مؤمنین کا استغفار مراد ہے جو مکہ مکرمہ میں تھے۔ اس کی تائید سورۂ فتح کی اس آیت سے ہوتی ہے۔ لَوۡ تَزَيَّلُوۡا لَعَذَّبۡنَا الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا امام رازی لکھتے ہیں وما کان اللہ معذب هؤلاء الکفار وفیهم مؤمنون یستغفرون (کبیر ج ۴ ص ۵۴۱)

۳۶؎ مکہ معظمہ میں مشرکین پر عذاب نہ بھیجنے کی وجوہ بیان کرنے کے بعد فرمایا مگر یہ لوگ اپنے انکار و جحود اور ضد و عناد کی وجہ سے عذاب کے مستحق ضرور ہیں۔ کیونکہ ان کے تمام اعمال و افعال خدا اور رسول کے احکام کے خلاف ہیں اور حد یہ ہے کہ وہ ایمان والوں، اللہ اور اس کے رسول کے فرمانبرداروں کو مسجد حرام (بیت اللہ) سے روک رہے ہیں (جیسا کہ عام الحدیبیہ میں انہوں نے ایسا کیا) حالانکہ وہ بیت اللہ کے متولی نہیں تھے اور نہ وہ بیت اللہ کی تولیت کے لائق اور اس کے حقدار ہی ہیں۔ کیونکہ وہ مشرک ہیں۔ بیت اللہ کی تولیت کا حق صرف انہی لوگوں کو پہنچتا ہے جو اللہ کے اس گھر کو شرک کی نجاست سے پاک رکھیں اور وہ مسلمان ہی ہو سکتے ہیں۔ ای وما کانوا مستحقین ولایة المسجد الحرام مع شرکهم۔ ۔ ۔ ۔ (اِنۡ اَوۡلِيَآؤُهٗۤ اِلَّا الۡمُتَّقُوۡنَ) من الشرك الذین لا یعبدون فیه غیر اللہ تعالیٰ والمراد بهم المسلمون (روح ج ۹ ص ۲۰۲)

لِيُثْبِتُوكَ اَوْ يَقْتُلُوكَ اَوْ يُخْرِجُوكَ ؕ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ
کہ تجھ کو قید کر دیں یا مار ڈالیں یا نکال دیں اور وہ بھی داؤ کرتے تھے اور اللہ بھی داؤ کرتا تھا
وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ (۳۰) وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا قَالُوْا قَدْ
اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے ف۱ ف۱ اور جب کوئی پڑھے ۳۲ ان پر ہماری آیتیں تو کہیں
سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ
ہم سن چکے اگر ہم چاہیں تو ہم بھی کہہ لیں ایسا یہ تو کچھ بھی نہیں مگر احوال ہیں
الْاَوَّلِيْنَ (۳۱) وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ
اگلوں کے ف۲ اور جب وہ کہنے لگے کہ ۳۳ یا اللہ اگر یہی دین حق ہے
مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ
تیری طرف سے تو ہم پر برسا دے پتھر آسمان سے یا
ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ (۳۲) وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ
لا ہم پر کوئی عذاب دردناک ف۳ اور اللہ ہرگز عذاب ۳۴ نہ کرتا ان پر جب تک تو
فِيْهِمْ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (۳۳)
رہتا ان میں اور اللہ ہرگز نہ عذاب کریگا ان پر جب تک وہ معافی مانگتے رہیں گے ف۴ ۳۵
وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ
اور ان میں کیا بات ۳۶ ہے ف۳ کہ عذاب نہ کرے ان پر اللہ اور وہ روکتے ہیں مسجد
الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ ؕ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ
حرام سے اور وہ اس کے اختیار والے نہیں اس کے اختیار والے تو وہی ہیں جو پرہیزگار ہیں
وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (۳۴) وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ
لیکن ان میں اکثروں کو اس کی خبر نہیں ف۵ ف۴ اور ان کی نماز نہیں ۳۷ خانہ کعبہ
الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً ؕ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ
کے پاس مگر سیٹیاں بجانی اور تالیاں سو چکھو عذاب بدلہ اپنے

۳۷ یہ کفارِ مکہ کو عذاب دینے کی دوسری وجہ ہے۔ مُكَآءً سیٹی بجانا تَصْدِيَةً تالی بجانا۔ یعنی جو اصلی اور صحیح معنوں میں نمازی ہیں ان کو تو خدا کے گھر سے روکتے ہیں اور اپنا حال یہ ہے کہ ننگے ہو کر بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں اور اللہ کے ذکر کی جگہ سیٹیاں اور تالیاں بجاتے ہیں۔ چونکہ وہ عذاب کے مستحق ہو چکے تھے اور مکہ معظمہ میں ان پر عذاب نازل کرنے میں موانع تھے۔ اس لئے ہم نے ان کو مکہ سے نکالا اور میدان بدر میں ان کو المناک اور ذلت آمیز عذاب (قتل اور قید و بند) میں مبتلا کر دیا اور فرمایا یہ تمہارے کفر و تمرد اور عناد کی سزا ہے۔ اب اسے چکھو ای عذاب القتل والاسر یوم بدر (روح)

۳۸ تخویف اخروی ہے۔ يُنْفِقُوْنَ اِنَّ کی خبر ہے۔ کافر اپنا مال و دولت مسلمانوں کے خلاف جنگ و قتال میں خرچ کر رہے ہیں تاکہ ان کو اللہ کے دین سے روک سکیں۔ وہ اب خرچ کر رہے ہیں جیسا کہ جنگ بدر میں خرچ کیا اور آئندہ بھی خرچ کریں گے۔ مثلاً جنگ احد وغیرہ میں۔ مگر ہر بار انہیں اپنی دولت خرچ کرنے کے بعد حسرت اور افسوس ہی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔ کیونکہ ہر میدان میں وہ اپنی تمام کوششوں کے باوجود مسلمانوں کے ہاتھوں مغلوب و مقہور ہوں گے۔ والمعنی ان الکفار یقصدون بنفقتهم الصد عن سبیل اللہ وغلبة المؤمنین فلا یقع الا عکس ما قصدوا وهو تندمهم وتحسرهم علی ذهاب اموالهم ثم غلبتهم والتمکن منهم اسرًا وقتلًا وغنمًا (بحر ج ۴ ص ۴۹۳)

ملہ اشکوی ۱۲ ملہ علت سابقہ اور اشکو کی وجہ اس میں ان سے مستحق عذاب ہونے کی وجہ بیان کی گئی ہے ۔ ۱۲ ملہ عذاب نہ دینے کی وجہ اول ۔ ۱۲ ملہ عذاب نہ دینے کی وجہ ثانی ۔ وھم یستغفرون اس سے یا مستغفرین مکہ مراد ہیں یا وہ مومنین جنہوں نے ابھی تک ہجرت نہیں کی تھی ملہ کو تقدیر کا عطف ہے ۔ الذین کفروا سے ان کے مستحق عذاب ہونے کی وجہ اول ۱۲ ملہ ان کے مستحق عذاب ہونے کی وجہ ثانی ۱۲ ملہ مُكَآءً سیٹی بجانا ۔ تَصْدِيَةً تالی بجانا ۔ ۱۲

موضح قرآن ف۱ بٹھا دیں یعنی قید کر رکھیں یہ فرمایا کہ جیسے اللہ نے پیغمبر کو بچا لیا یہ تو تمہارے گھر بار کو بچا رکھے ۱۲ منہ رح ف۲ یعنی ہمیشہ یہ کہتے تھے اب تو دیکھ لیا کہ یہ قصے نہ تھے وعدہ عذاب تم پر بھی آیا جیسے پہلوں پر آیا تھا ۱۲ منہ رح ف۳ ابوجہل جب مکے سے نکلنے لگا تو یہی دعا کی کہ کعبہ کے سامنے وہی پیش آئی ۱۲ منہ رح ف۴ یعنی مکے میں حضرت کے قدم سے عذاب اٹک رہا تھا اب ان پر عذاب آیا اسی طرح جب تک گنہگار نادم رہے اور توبہ کرتے رہے تو پکڑا نہیں جاتا۔ اگرچہ بڑے سے بڑا گناہ ہو حضرت نے فرمایا کہ گناہگاروں کو دو چیز پناہ ہیں ایک میرا وجود اور دوسرے استغفار ۱۲ منہ رح ف۵ قریش آپکو اولاد ابراہیم سمجھ کر کعبہ کے مختار ٹھہراتے تھے اور مسلمانوں کو آنے نہ دیتے سو فرمایا کہ اولاد ابراہیم میں جو پرہیزگار ہو اسی کا حق ہے اور بے انصافوں کا حق نہیں کہ جس سے آپ ناخوش ہوئے نہ آنے دیا۔

فتح الرحمن ف۱ تعریض است بآن قصہ کہ کفار در مکہ جمع شدہ این رائے میزدند ۱۲ ف۲ یعنی سنت اللہ آنست کہ تا پیغامبر درمیان قوم باشد عذاب عام نمیکنند وہمچنین تا آنکہ ایشان استغفار میکنند عذاب نمی آید ۱۲ ف۳ یعنی بعد ہجرت حضرت سید البشر از میان ایشان ۱۲ ف۴ یعنی اصل استحقاق عذاب دارند لیکن بودن پیغامبر درمیان ایشان مانع بود و الحال مانع برخاست ۱۲

تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا

کفر کا ۔ بے شک جو لوگ ۳۹ کافر ہیں وہ خرچ کرتے ہیں اپنے مال تاکہ روکیں

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ

اللہ کی راہ سے سو ابھی اور خرچ کریں گے پھر آخر ہوگا وہ ان پر افسوس اور آخر

يُغْلَبُوْنَ ۬ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ ﴿۳۶﴾

مغلوب ہوں گے اور جو کافر ہیں ۱ وہ دوزخ کی طرف ہانکے جائیں گے

لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيْثَ

تاکہ جدا کر دے اللہ ناپاک کو پاک سے اور رکھے ناپاک کو

بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَيَرْكُمَهٗ جَمِيْعًا فَيَجْعَلَهٗ فِيْ

ایک کو ایک پر پھر اس کو ڈھیر کر دے اکٹھا پھر ڈال دے اس کو

جَهَنَّمَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ ع قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا

دوزخ میں وہی لوگ ہیں نقصان میں ف۱ ۲ تو کہہ دے ۴۰ کافروں کو

ع ۹ ۴ ۱۸

اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ۚ وَاِنْ يَّعُوْدُوْا

کہ اگر وہ باز آجائیں تو معاف ہو ان کو جو کچھ ہو چکا ۔ اور اگر پھر بھی وہی کریں گے

فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى

تو پڑ چکی ہے راہ اگلوں کی ۔ اور لڑتے رہو ۴۱ ان سے یہاں تک

لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا

کہ نہ رہے فساد اور ہو جائے حکم سب اللہ کا پھر اگر وہ باز آجائیں

فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۳۹﴾ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْٓا

تو اللہ ان کے کام کو دیکھتا ہے اور اگر وہ نہ مانیں ف۲ تو جان لو

اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ؕ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ

کہ اللہ تمہارا حمایتی ہے کیا خوب حمایتی ہے اور کیا خوب مددگار ف

منزل ۲

۱ تخویف اخروی ۱۲

۲ اگر یحشرون سے متعلق ہے تو خبیث سے کفار مراد ہیں۔ اور اگر یغلبون سے متعلق ہے تو خبیث سے منافقین مراد ہیں ۱۲

۳ دعوی سورت علی سبیل الاجمال ۱۲

۳۹ دنیا میں مال و دولت بھی برباد ہوا اور مسلمانوں کے ہاتھوں ذلت و رسوائی بھی اٹھائی اور آخرت میں ان کو جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔ لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الخ یہ یا تو یُحْشَرُوْنَ کے متعلق ہے اور خبیث سے مراد کفار ہیں اور طیب سے مؤمنین یعنی قیامت کے دن کفار دوزخ میں گرتے جائیں گے یا یہ یُغْلَبُوْنَ سے متعلق ہے۔ اس صورت میں خبیث سے منافقین مراد ہوں گے۔ یعنی جہاد میں کفار مغلوب ہوں گے اور مؤمن اور منافق کے درمیان بھی امتیاز ہو جائے گا۔ لیکن وَيَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ پہلے معنی کا مؤید ہے۔ یعنی خبیثوں کو ملا کر سب کو جہنم میں ڈال دے۔

۴۰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم دیا گیا کہ آپ ابو سفیان اور اس کے ہمنواؤں سے فرمادیں کہ اگر وہ شرک چھوڑ دیں، اسلام قبول کرلیں اور عداوت پیغمبر سے باز آجائیں تو ان کے تمام گذشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اور اگر وہ باز نہ آئیں بلکہ دوبارہ پیغمبر علیہ السلام سے برسر پیکار ہو جائیں تو یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی سنت جاریہ اور اس کا دستور قدیم یہ ہے کہ وہ آخر کار ہمیشہ اپنے پیغمبروں اور ان کے متبعین کی مدد کرتا اور انکے دشمنوں کو مقہور و مخذول کرتا ہے ای عادة الله تعالى الجارية فى الذين تحزبوا على الانبياء عليهم السلام من نصر المؤمنين عليهم وخذلانهم وتدميرهم (روح ج ۹ ص [illegible])

۴۱ یہاں سورت کا دعوی اجمالاً ذکر کیا گیا ہے اسکی تفصیل سورۂ توبہ ع ۴ میں آئیگی۔ فرمایا اگر وہ باز نہیں آتے تو آپ ان سے جہاد کریں یہانتک کہ انکا زور ختم ہو جائے اور مسلمان ان کے فتنے سے بچ جائیں۔ فَاِنِ انْتَهَوْا الخ اگر وہ کفر و شرک اور جنگ و قتال سے باز آجائیں اور اسلام قبول کرلیں تو اللہ تعالیٰ جو انکے تمام ظاہری اور باطنی اعمال کو دیکھ رہا ہے انکو اسلام پر ثبات و استقلال کی توفیق عطا فرمائیگا وَيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ یعنی مشرکین عرب سے یہاں تک جہاد کرو کہ عرب سے شرک مٹ جائے اور صرف اللہ ہی کی عبادت اور پکار باقی رہ جائے اور مشرکین عجم سے یہانتک جہاد کرو کہ اللہ کے دین کو غلبہ اور برتری حاصل ہو جائے مشرکین مارے جائیں یا جزیہ قبول کرلیں وَاِنْ تَوَلَّوْا لیکن اگر وہ ایمان لانے سے اعراض کریں اور جنگ و جدال سے باز نہ آئیں تو انکی پرواہ نہ کریں۔ تم اللہ پر بھروسہ رکھو اور مطمئن رہو کہ اللہ تمہارا ناصر و مددگار اور کارساز ہے (اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ) ناصركم ومعينكم فثقوا بولايته ونصرته (مدارک ج ۲ ص ۹۷) یہانتک سورت کا پہلا حصہ ختم ہوا۔

موضح قرآن ف۱ یعنی آہستہ آہستہ اللہ اسلام کو غالب کریگا۔ اس بیچ میں کافر اپنا زور اور جان مال کا خرچ کرینگے تا نیک اور بد جدا ہو جاوے یعنی جنکی قسمت میں اسلام لکھا ہے وہ سب مسلمان ہو چکیں اور جنکو کفر پر مرنا ہے وہ اکٹھے دوزخ میں جاویں ۱۲ منہ رح ف۲ لڑو جب تک فساد نہ رہے یعنی کافروں کو زور نہ رہے کہ ایمان سے روک سکیں ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمن ف۱ دراین تصویر است حال کسی راکہ می خواہد جزو کل چیزیرا باطل سازد و دفع کند ۱۲ ف۲ یعنی از اسلام ۱۲۔

حصۂ دوم

دوسرا حصہ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ الخ سے آخر سورت تک ہے۔ اس حصے میں بھی وہ دونوں مضمون مذکور ہیں جو حصۂ اول میں مذکور ہوئے۔ فرق صرف یہ ہے کہ اس حصہ میں اَلْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ کی تفصیل کی گئی ہے اور اسکی جو علل بیان کی گئی ہیں انکی تعداد پانچ ہے اور قوانین جہاد سات ہیں دو تمام مؤمنین کے لئے اور پانچ خاص حضور علیہ السلام کے لئے۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ

اور جان رکھو کہ جو کچھ ۲ تم کو غنیمت ملے کسی چیز سے سو اللہ کے واسطے ہے اس میں سے پانچواں حصہ

وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ

اور رسول کے واسطے اور اس کے قرابت والوں کے واسطے اور یتیموں ف۱ اور محتاجوں

وَابْنِ السَّبِیْلِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا

اور مسافروں کے واسطے اگر تم کو یقین ہے اللہ پر اور اس چیز پر جو ہم نے اتاری

عَلٰی عَبْدِنَا یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ

اپنے بندے پر فیصلہ کے دن ۳ جس دن بھڑ گئیں دونوں فوجیں ف۲

وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ㊶ اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ

اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے ف۱ ف۳ جس وقت تم تھے ۴ ورلے

الدُّنْیَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰی وَالرَّكْبُ

کنارہ پر اور وہ پرلے کنارہ پر اور قافلہ

اَسْفَلَ مِنْكُمْ ؕ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِی

نیچے اتر گیا تھا تم سے اور اگر تم آپس میں وعدہ ۵ کرتے تو نہ پہنچتے

الْمِیْعٰدِ ۙ وَلٰكِنْ لِّیَقْضِیَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ۙ۬

وعدہ پر ایک ساتھ لیکن اللہ کو کر ڈالنا تھا ایک کام کو جو مقرر ہو چکا تھا

لِّیَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَیِّنَةٍ وَّیَحْیٰی مَنْ حَیَّ عَنْۢ

تاکہ مرے جس کو مرنا ہے ۶ قیام حجت کے بعد اور جیوے جس کو جینا ہے قیام

بَیِّنَةٍ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ㊷ اِذْ یُرِیْكَهُمُ

حجت کے بعد اور بے شک اللہ سننے والا جاننے والا ہے ف۲ ف۴ جب اللہ نے وہ کافر ۷ تجھ کو

اللّٰهُ فِیْ مَنَامِكَ قَلِیْلًا ؕ وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِیْرًا

دکھلائے تجھ کو تیری خواب میں تھوڑے اور اگر تجھ کو بہت دکھلا دیتا

مضمون اول

(تفصیل مصارف انفال مع علل)

۴۲ یہاں الانفال للہ والرسول کا مضمون تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے چنانچہ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ الخ میں مال غنیمت کے خمس یعنی پانچویں حصے کے مصارف کا ذکر ہے یہاں خمس کے پانچ مصارف مذکور ہیں۔ (۱) لِلرَّسُوْلِ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے آپ کا حصہ ساقط ہو چکا ہے۔ (۲) وَلِذِی الْقُرْبٰی اہل قرابت اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل قرابت یعنی بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب میں سے جو اسلام لا چکے تھے وہ مراد ہیں۔ کیونکہ انہوں نے شروع ہی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا تھا اسلام کی وجہ سے یا قرابت کی وجہ سے۔ یہ حصہ ذوی القربی کو دیا جاتا تھا خواہ اغنیاء ہوں یا فقراء لیکن اب یہ حصہ بھی ساقط ہو چکا ہے البتہ بنو ہاشم اور بنو المطلب میں جو فقراء ہیں انکو فقراء (مساکین) کے حصے میں سے دیا جائے گا اور دوسرے فقراء پر انکو مقدم کیا جائے گا (۳) وَالْیَتٰمٰی۔ یتیم کی جمع ہے۔ یتیم اسے کہتے ہیں جو نابالغ ہو اور اس کا باپ فوت ہو چکا ہو۔ الیتیم انقطاع الصبی عن ابیہ قبل بلوغہ (مفردات ص۵۵۰) یتیم اگر محتاج ہو تو اسکو حصہ ملیگا اگر محتاج نہیں غنی ہے تو اسکو نہیں ملیگا (۴) وَالْمَسٰكِیْنِ فقراء اور اہل حاجت مسلمان اور (۵) وَابْنِ السَّبِیْلِ جو مسافر اپنے گھر سے دور ہو اور صاحب حاجت ہو سفر میں اس کا خرچ ختم ہو چکا ہو۔ خمس کے بعد باقی چار حصے مجاہدین اور غانمین کے درمیان تقسیم کئے جائیں گے

ا سورت کا دوسرا حصہ اور مضمون اول یعنی الانفال للہ و الرسول کا بیان علی سبیل التفصیل ۱۲ ۲ لفظ اللہ بطور افتتاح ہے ۱۲ ۳ مبدل منہ ۴ بدل ۱۲ ۵ ای فی علم اللہ یا جو کرنے کے لائق تھا ۱۲ ۶ علت ثانیہ برائے فان للہ خمسہ الخ

۷ کیونکہ ان میں سے اکثر کا مسلمان ہونا اللہ کے علم میں تھا اگرچہ واقع میں بہت زیادہ تھے ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی اللہ نے اپنے رسول پر فتح و نصرت اتاری جس سے تم غالب ہوئے اور اللہ قادر ہے کہ آگے اور فتحیں دیوے جو مال کافروں سے لڑ کر لیویں وہ غنیمت ہے اسمیں پانچواں حصہ نیاز اللہ کی ہے واسطے خرچ رسول کے کہ رسول کو خرچ ہے اپنی ذات کا اور قرابت والوں کا اور حاجت مند مسلمانوں کا اور بعد حضرت کے بھی خرچ ہوتے ہیں سردار کو اور جو مال صلح سے لیا وہ سارا خرچ مسلمانوں کا پھر غنیمت میں چار حصہ رہے سو لشکر کو تقسیم کرنا سوار کو دو حصے پیادہ کو ایک ۱۲ منہ رح ف۲ یعنی قریش اپنے قافلہ کی مدد کو آئے تھے اور تم قافلہ کے غارت کو قافلہ بچ گیا اور دونوں فوجیں ایک میدان کے دو کناروں پر آپڑیں ایک کو دوسرے کی خبر نہیں یہ تدبیر اللہ کی تھی اگر تم قصداً جاتے تو ایسا بروقت نہ پہنچتے اور اس فتح کے بعد کافروں پر صدق پیغمبر کا کھل گیا جو مرا وہ بھی یقین جان کر مرا اور جیتا رہا وہ بھی حق پہچان کر تا اللہ کا الزام پورا ہو ۱۲ منہ رحمۃ اللہ تعالیٰ

فتح الرحمن ف۱ یعنی خویشاوندان پیغامبر را کہ بنی ہاشم و بنی مطلب اند ۱۲ ف۲ یعنی ایمان آورید بآنکہ بروز بدر نصرت نازل فرمود ۱۲ ف۳ چہار خمس غانمان را باید داد و یک خمس در بیت المال نہادہ بر پنج حصہ قسمت باید کرد علی اختلاف المذاہب ۱۲ ف۴ مراد از ہلاک اصرار بر کفر است و از حیات مسلمان شدن ۱۲۔

سوار کو دو حصے اور پیدل کو ایک حصہ۔ **۴۳** یَوۡمَ الۡفُرۡقَانِ (فیصلے کا دن) سے یوم بدر مراد ہے کیونکہ اس دن کی جنگ حق و باطل کے درمیان فیصلہ کن تھی اور یَوۡمَ الۡتَقَی الۡجَمۡعٰنِ یہ یَوۡمَ الۡفُرۡقَانِ سے بدل ہے اور الۡجَمۡعٰنِ (دو فریق) سے مسلمانوں اور کافروں کی فوجیں مراد ہیں اور مَآ اَنۡزَلۡنَا سے جنگ بدر میں مسلمانوں کو فتح و نصرت عطا کرنا اور فرشتوں کا اتارنا مراد ہے۔ یعنی اگر تمہارا اللہ تعالیٰ پر پختہ ایمان ہے اور اس بات پر ایمان ہے کہ جنگ بدر میں فتح و نصرت کا سامان اللہ ہی نے بہم پہنچایا اور اسی کی مہربانی سے اور اسی کی امداد و اعانت سے مسلمانوں کو غلبہ نصیب ہوا اور مشرکین ذلیل اور مقہور ہوئے۔ تو اس جنگ میں جو مال غنیمت حاصل ہوا اس کی تقسیم اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کرو اور اپنی رائے کا اس میں دخل نہ دو۔ ان الملائکۃ والنصر لما کانا منہ تعالٰی وجب ان یکون ما حصل بسببہما من الغنیمۃ مصروفا الی الجہات التی عینہا اللہ سبحانہ (روح ج ۱۰ ص ۶) **۴۴** یہ حکم سابق کی پہلی علت ہے۔ یہاں تینوں جماعتوں کے مراکز قیام کا ذکر کیا گیا۔ الۡعُدۡوَۃِ الدُّنۡیَا یعنی وادی کا وہ کنارہ جو مدینہ سے قریب تھا یہاں مسلمانوں کا پڑاؤ تھا الۡعُدۡوَۃِ الۡقُصۡوٰی وادی کا دوسرا کنارہ جو مدینہ سے دور تھا اس پر مشرکین کی فوجیں خیمہ زن تھیں وَالرَّکۡبُ یہ راکب کی اسم جمع ہے۔ مراد مشرکین کا تجارتی قافلہ ہے یعنی قافلہ دونوں لشکروں سے نچلی جانب ساحل سمندر پر تھا۔ حاصل یہ کہ مشرکین کا تجارتی قافلہ مشرک فوج کی پشت پر تھا اس طرح مسلمانوں کے مقابلے میں مشرکین کی قوت و شوکت کئی گنا تھی مگر اس کے باوجود اللہ نے انکو مسلمانوں کے ہاتھوں مغلوب کیا۔ **۴۵** میدان بدر میں اچانک دونوں فوجوں کے درمیان مڈبھیڑ ہوگئی۔ اگر دونوں فریق پہلے سے لڑائی کا وقت مقرر کر لیتے تو ممکن تھا کہ ان میں سے کوئی وعدے کے مطابق نہ پہنچ پاتا یا پہنچنے میں پس و پیش کرتا لیکن اللہ تعالیٰ ایک ایسے کام کا فیصلہ کرنا چاہتا تھا جو کرنے کے لائق تھا یا اسکے علم قدیم میں مقدر تھا۔ کان ینبغی ان یفعل .... ای لیحکم ما قد علم انہ یکون کائنا (مدارک ج ۲ ص ۸۰) اور اس سے اعزاز دین اعلاء کلمۃ اللہ، امداد مؤمنین اور قہر اعداء مراد ہے۔ (مدارک) مسلمان قافلہ پر حملہ کرنے کو نکلے تھے اور مشرکین کی فوج قافلہ کی حفاظت کو آئی تھی دونوں کو ایک دوسرے کا علم نہیں تھا قافلہ بچ گیا اور یہ دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوگئیں۔ اس طرح اللہ نے تدبیر سے دونوں فوجوں کو بھڑا دیا۔ **۴۶** جنگ بدر کی عظیم الشان فتح کے معجزے سے کافروں پر اسلام اور پیغمبر اسلام علیہ السلام کی صداقت واضح ہوگئی اور انہیں آپکی سچائی کا یقین ہوگیا اسلئے جو مشرکین جنگ بدر میں مرے وہ بھی اس یقین کے ساتھ مرے اور جو زندہ رہے وہ بھی حق پہچان کر زندہ رہے اس طرح اللہ کی حجت قائم ہوگئی۔ اس صورت میں مَنۡ ہَلَکَ اور مَنۡ حَیَّ سے مشرکین ہی مراد ہوں گے یا مَنۡ ہَلَکَ سے مشرکین اور مَنۡ حَیَّ سے مسلمان مراد ہیں۔ ان الذین ہلکوا انما ہلکوا بعد مشاہدۃ ہٰذہ المعجزۃ و المؤمنون الذین بقوا فی الحیٰوۃ شاہدوا ہذہ المعجزۃ القاہرۃ۔ (کبیر ج ۴ ص ۵۴۷) **۴۷** یہ دوسری علت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں

لَفَشِلۡتُمۡ وَلَتَنَازَعۡتُمۡ فِی الۡاَمۡرِ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ سَلَّمَ ؕ
تو تم لوگ نامردی کرتے اور جھگڑا ڈالتے کام میں لیکن اللہ نے بچا لیا
اِنَّہٗ عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ (۴۳) وَاِذۡ یُرِیۡکُمُوۡہُمۡ
اس کو خوب معلوم ہے جو بات ہے دلوں میں اور جب تم کو دکھلائی وہ فوج ف۱
اِذِ الۡتَقَیۡتُمۡ فِیۡۤ اَعۡیُنِکُمۡ قَلِیۡلًا وَّیُقَلِّلُکُمۡ فِیۡۤ
مقابلہ کے وقت تمہاری آنکھوں میں تھوڑی اور تم کو تھوڑا دکھلایا انکی
اَعۡیُنِہِمۡ لِیَقۡضِیَ اللّٰہُ اَمۡرًا کَانَ مَفۡعُوۡلًا ؕ وَ
آنکھوں میں تا کر ڈالے اللہ ایک کام جو مقرر ہو چکا تھا اور
اِلَی اللّٰہِ تُرۡجَعُ الۡاُمُوۡرُ (۴۴) یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا
اللہ تک پہنچتا ہے ہر کام اے ایمان والو
اِذَا لَقِیۡتُمۡ فِئَۃً فَاثۡبُتُوۡا وَاذۡکُرُوا اللّٰہَ
جب بھڑو کسی فوج سے تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو بہت
کَثِیۡرًا لَّعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ (۴۵) وَاَطِیۡعُوا اللّٰہَ
یاد کرو تا کہ تم مراد پاؤ ف۲ اور حکم مانو اللہ کا
وَرَسُوۡلَہٗ وَلَا تَنَازَعُوۡا فَتَفۡشَلُوۡا وَتَذۡہَبَ
اور اس کے رسول کا اور آپس میں نہ جھگڑو پس نامرد ہو جاؤ گے اور جاتی رہے گی
رِیۡحُکُمۡ وَاصۡبِرُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیۡنَ (۴۶)
تمہاری ہوا ف۳ اور صبر کرو بیشک اللہ ساتھ ہے صبر والوں کے
وَلَا تَکُوۡنُوۡا کَالَّذِیۡنَ خَرَجُوۡا مِنۡ دِیَارِہِمۡ بَطَرًا
اور نہ ہو جاؤ اُن جیسے جو کہ نکلے اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے
وَّرِئَآءَ النَّاسِ وَیَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ؕ
اور لوگوں کے دکھانے کو اور روکتے تھے اللہ کی راہ سے

ع ۵ ۱

۱۔ علت ثالثہ ۱۲ ۲۔ قانون اول

[illegible] مومنین ۱۲ زجر یعنی مشرکین کی طرح [illegible] فی سبیل اللہ قتال [illegible]

موضح قرآن ف۱ پیغمبر کو خواب میں کافر تھوڑے نظر آئے اور مسلمانوں کو مقابلہ کے وقت تا جرأت سے لڑیں پیغمبر کا خواب غلط نہیں ان میں کافر رہنے والے تھوڑے تھے اکثر وہ تھے جو پیچھے مسلمان ہوئے ۱۲ منہ رح ف۲ یعنی مدد اللہ کی چاہو تو اسباب ظاہر سے نہیں دل کی استقامت اور یاد اللہ کی اور حکم برداری سردار کی اور ایک مصلحت رہنا چاہیئے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۳ باؤ جاتی رہے گی یعنی اقبال سے ادبار آوے گا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

مشرکین کی تعداد کم دکھائی آپ نے بیدار ہو کر صحابہ سے اس کا ذکر فرمایا جس سے ان کے دلوں میں ہمت و جرأت کے جذبات ابل پڑے ۔ فرمایا اگر مشرکین کی تعداد زیادہ دکھائی جاتی تو تم سست پڑ جاتے اور جنگ کے معاملے میں تمہارے درمیان اختلاف ہو جاتا لیکن اللہ تعالیٰ نے تم کو بزدلی اور اختلاف سے بچا لیا کیونکہ وہ دلوں کے چھپے بھید جانتا ہے ۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ ان مشرکین میں سے اکثر کا علمِ الٰہی میں ایمان لانا مقدر تھا اس لئے حضور علیہ السلام کو خواب میں ان کی تعداد کم دکھائی ۔ ۴۸ یہ تیسری علت ہے ۔ جب دونوں فوجیں بالمقابل ہوئیں اس وقت بھی اللہ تعالیٰ کے تصرف سے مسلمانوں کو مشرکین بہت کم نظر آئے تا کہ وہ جرأت سے لڑیں نیز تا کہ پیغمبر علیہ السلام کے خواب کی تصدیق ہو جائے اور کافروں کو مسلمان کم نظر آ رہے تھے اور وہ واقعہ میں بھی کم ہی تھے ۔ یہ تو مسلمانوں کی فتح اور کامیابی کے ظاہری اسباب تھے ۔ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ اور حقیقت میں تمام معاملات اللہ تعالیٰ کے قبضہ و تصرف میں ہیں اور وہی متصرف و مختار ہے ۔ اور فتح و شکست اسکے ہاتھ میں ہے

وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۴۷﴾ وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ
اور اللہ کے قابو میں ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں ف۱ ف۱ اور جس وقت خوشنما کر دیا ۵۱
الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ
شیطان نے ان کی نظروں میں ان کے عملوں کو اور بولا کہ کوئی بھی غالب نہ ہوگا تم پر آج
مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ
کے دن لوگوں میں سے اور میں تمہارا حمایتی ہوں پھر جب سامنے ہوئیں دونوں فوجیں
نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ
تو وہ الٹا پھرا اپنی ایڑیوں پر اور بولا میں تمہارے ساتھ نہیں ہوں
اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ ۭ وَاللّٰهُ
میں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے میں ڈرتا ہوں اللہ سے اور اللہ
شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۴۸﴾ اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ
کا عذاب سخت ہے ف۲ جب کہنے لگے منافق ۵۲ اور
الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰٓؤُلَاۗءِ دِيْنُهُمْ ۭ
جن کے دلوں میں بیماری ہے یہ لوگ مغرور ہیں اپنے دین پر
وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۴۹﴾
اور جو کوئی بھروسہ کرے اللہ پر تو اللہ زبردست ہے حکمت والا ف۳
وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمَلٰۗىِٕكَةُ
اور اگر تو دیکھے ۵۳ جس وقت جان قبض کرتے ہیں کافروں کی فرشتے
يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوْقُوْا عَذَابَ
مارتے ہیں ان کے منہ پر اور ان کے پیچھے اور کہتے ہیں چکھو عذاب
الْحَرِيْقِ ﴿۵۰﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ
جلنے کا یہ بدلا ہے اسی کا جو تم نے آگے بھیجا اپنے ہاتھوں اور سوا اسکے کہ اللہ

۶ ع ۲

۵۱ علت رابعہ ۱۲

۵۲ علت خامسہ ۱۲

۵۲ یہ منافقین نے یہ بات اپنے گھروں میں کہی تھی کیونکہ وہ بدر میں نہیں گئے ۱۲

۵۳ تخویف اخروی ۱۲

مضمونِ ثانی (قوانین جہاد)

۴۹ پہلا قانونِ جہاد برائے مومنین ۔ اے ایمان والو! جب کسی کافر فوج سے مقابلہ ہو جائے ۔ تو مقابلے میں ثابت قدم رہو اور فتح و نصرت کے لئے اللہ کو یاد کرو اور اسی کو پکارو ۔ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ الخ اور اللہ و رسول کے احکام کی پیروی کرو اور آپس میں نزاع و جدال سے پرہیز کرو ۔ ورنہ تم کمزور و بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری قوت اور شان و شوکت جاتی رہے گی ۔ ۵۰ یہ زجر ہے ۔ بَطَرًا ۔ فخر اور غرور ۔ موصول سے ابوجہل اور اس کا لشکر مراد ہے جو کہ قافلہ کی حمایت کے لئے اپنی تعداد اور بہادری اور سامانِ جنگ پر فخر و ناز کرتے ہوئے اور لوگوں سے دادِ شجاعت وصول کرنے کی غرض سے مکہ مکرمہ سے نکلے تھے ۔ والمراد بھم اھل مکۃ ابوجھل واصحابہ حین خرجوا لحمایۃ العیر (روح ج ۱۰ ص ۱۲) وَيَصُدُّوْنَ یہ بَطَرًا پر معطوف ہے اور بتاویل اسم فاعل خَرَجُوْا کے فاعل سے حال ہے سَبِيْلِ اللّٰهِ سے اللہ کا دین مراد ہے ۔ ۵۱ یہ چوتھی علت ہے ۔ جنگ بدر کی اہمیت کو ابلیس نے بھی محسوس کر لیا تھا ۔ اسے یقین تھا کہ اگر فتح مسلمانوں کی ہوئی تو عرب سے کفر و شرک کا خاتمہ ہو جائے گا ۔ اس لئے مشرکین کی تائید و حمایت کے لئے وہ بھی ایک عرب سردار سراقہ بن مالک کنانی کی صورت میں شیاطین کی فوج لیکر میدان جنگ میں آ نمودار ہوا ۔ اور آتے ہی کہا اب میں کمک لیکر تمہاری پشت پناہی کیلئے آ گیا ہوں ۔ آج کوئی تم پر غالب نہیں آ سکتا ۔ مشرکین یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے لیکن جب اس نے فرشتوں کے جتھے دیکھے اور حضرت جبریل علیہ السلام کو اپنی طرف بڑھتے دیکھا تو مع شیاطین میدان سے بھاگ نکلا ۔ اس وقت وہ حارث بن ہشام کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا ۔ جب بھاگا تو حارث نے کہا کیا اس حالت میں ہمیں چھوڑے جا رہا ہے تو اس نے جواب دیا میں تمہاری امداد سے دستبردار ہوتا ہوں کیونکہ مجھے وہ کچھ نظر آ رہا ہے جسے تم نہیں دیکھ سکتے ۔ اللہ کا عذاب جو تم پر فرشتوں کے ہاتھوں نازل ہونے والا ہے جس سے تم بے خبر ہو میں اس سے ڈر رہا ہوں ۔ ابلیس کے بشکل سراقہ میدان چھوڑنے سے مشرکین کی ہمتیں پست ہو گئیں اور وہ مات کھا گئے (روح، خازن وغیرہ) ۵۲ یہ پانچویں علت ہے ۔ یہ بات منافقین نے مدینہ میں کہی تھی کیونکہ جنگ بدر میں کوئی منافق شریک نہیں ہوا ۔ منافقین نے مدینہ میں مسلمانوں کے بارے میں کہا تھا کہ یہ لوگ تو اپنے مذہب کے پیچھے دیوانے ہو گئے ہیں ۔ یہ اتنی قلیل تعداد (تین سو تیرہ) سے مشرکین کی اتنی بڑی فوج کا کس طرح مقابلہ کر سکیں گے ۔ اغتروا بدینھم فخرجوا وھم ثلثمائۃ وبضعۃ عشر الی زھاء الف (مدارک ج ۲ ص ۸۵) اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ الخ جو لوگ قلت عدد اور ضعفِ اسباب کے باوجود اپنے معاملات اللہ کے سپرد کر دیتے ہیں وہ اپنی حکمت اور تدبیر سے ان کو غلبہ عطا کر دیتا ہے ۔ ۵۳ یہ تخویف اخروی ہے ۔ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سے وہ کفار مراد ہیں جو بدر میں قتل ہوئے ۔

موضح قرآن ف۱ جہاد عبادت ہے پر اتراوے یا دکھاوے کو کرے تو قبول نہیں ۱۲ ف۲ جب کافر جمع ہو کر نکلے لڑائی پر راہ میں ایک شخص ملا بوڑھا ۔ کہا میں بھی مسلمانوں کا دشمن ہوں تمہاری رفاقت کو آیا ہوں اور جنگ کا بڑا ماہر ہوں ۔ پھر جب لڑائی ہونے لگی ابوجہل سے ہاتھ چھوڑ کر بھاگا ۔ اس شخص کو نہ پہلے کسی نے دیکھا تھا نہ پیچھے دیکھا وہ شیطان تھا جب اس نے جبرئیل اور میکائیل کو دیکھا مسلمانوں کی طرف تب بھاگا ۔ ۱۲ ف۳ مسلمانوں کی دلیری دیکھ کر منافق اس طرح طعن کرنے لگے تھے ۔ سو اللہ نے فرمایا کہ یہ غرور نہیں توکل ہے ۔ ۱۲

فتح الرحمٰن ف۱ وایں حال ابوجہل و تابعانِ او است ۱۲

لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ (۵۱) کَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِیْنَ
ظلم نہیں کرتا بندوں پر جیسے دستور فرعون والوں ۵۴ کا اور جو

مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ
ان سے پہلے تھے کہ منکر ہوئے اللہ کی باتوں سے سو پکڑا ان کو اللہ نے

بِذُنُوْبِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ شَدِیْدُ الْعِقَابِ (۵۲)
ان کے گناہوں پر. بیشک اللہ زور آور ہے سخت عذاب کرنے والا

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ یَكُ مُغَیِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰی
اس کا سبب یہ ہے ۵۵ کہ اللہ ہرگز بدلنے والا نہیں اس نعمت کو جو دی تھی اس نے

قَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ
کسی قوم کو جب تک وہی نہ بدل ڈالیں اپنے جیوں کی بات ف۱ اور یہ کہ اللہ سننے والا

عَلِیْمٌ (۵۳) كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ
جاننے والا ہے ف۱. جیسے دستور فرعون والوں کا ۵۶ اور جو ان سے پہلے تھے

كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَغْرَقْنَاۤ
کہ انہوں نے جھٹلائیں باتیں اپنے رب کی پھر ہلاک کر دیا ہم نے ان کو انکے گناہوں پر اور ڈبو دیا ہم نے

اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِیْنَ (۵۴) اِنَّ شَرَّ
فرعون والوں کو اور سارے ظالم تھے بد تر سب ۵۷

الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ (۵۵) ۖۚ
جانداروں میں اللہ کے ہاں وہ ہیں جو منکر ہوئے پھر وہ نہیں ایمان لائے

اَلَّذِیْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ
جن سے تو نے معاہدہ کیا ہے ان میں سے پھر وہ توڑتے ہیں اپنا عہد

فِیْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا یَتَّقُوْنَ (۵۶) فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ
ہر بار اور وہ ڈر نہیں رکھتے ف۲ سو اگر کبھی تو پائے ان کو ۵۸

۵۴ تخویف دنیوی ہے اور یہ مبتدا محذوف کی خبر ہے ای دأبهم کدأب آل فرعون یعنی ان مقتولین بدر کا حال قوم فرعون اور اس سے پہلے کی سرکش قوموں مثلاً قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود وغیرہ کی طرح ہے۔ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ الخ یہ ان کے حال کی تفسیر ہے۔ انہوں نے اللہ کی آیتوں کا انکار کیا تو اللہ نے ان کو پکڑ لیا۔ اسی طرح مشرکین قریش کو بھی جنگ بدر میں ان کے کفر و عناد ہی کی سزا دی گئی۔ عادة هؤلاء الکفار فی کفرهم کعادة کفار آل فرعون فی کفرهم فجوزی هؤلاء بالقتل والاسر یوم بدر کما جوزی آل فرعون بالاغراق (خازن ج ۳ ص ۳۵) ۵۵ یہ بیان مذکور کی طرف اشارہ ہے اور بان کا متعلق محذوف ہے ای لِتَسْتَیْقِنُوْا یعنی یہ مذکورہ امور اس لئے بیان کئے گئے تاکہ تمہیں یقین ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم کو اپنی کسی نعمت سے اس وقت تک محروم نہیں فرماتا جب تک لوگ خود ہی اپنے ان اعمال و احوال کو نہ بدل ڈالیں جن سے وہ اللہ کی نعمتیں ملتے وقت متصف تھے۔ یعنی جب وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اس کی دی ہوئی فطری صلاحیتوں اور خوبیوں کو غلط استعمال کرنے لگتے ہیں اور ان سے ٹھیک اور برمحل کام نہیں لیتے اور ان کو اللہ تعالیٰ ہی کے احکام کی مخالفت میں بروئے کار لانے میں مصروف ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے اپنی نعمتیں چھین کر ان کو سخت عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے۔ ۵۶ تخویف دنیوی ہے۔ یہ مضمون ماقبل کی تمثیل ہے۔ قوم فرعون اور ان سے پہلے کی سرکش اقوام کا حال دیکھو، ہم نے ان کو تمام دنیوی نعمتیں اور آسائشیں دیکر سرفراز کیا مگر جب ہمارے پیغمبر ہماری آیتیں لیکر ان کے پاس گئے تو انہوں نے ان کی تکذیب کی اور گناہوں میں منہمک ہو گئے اور ہماری نعمتوں کی ناشکری کی تو ہم نے ان سب کو ہلاک کر دیا۔ وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِیْنَ۔ یہ تمام اقوام ظالم تھیں۔ انہوں نے ہماری دی ہوئی نعمتوں کا غلط اور بے موقع استعمال کیا۔ میری نافرمانی کی۔ میرے پیغمبروں اور میری کتابوں کو جھٹلایا اور اسی کی پاداش میں مبتلائے عذاب کئے گئے۔ بالکل یہی حال ان مشرکین مکہ کا تھا۔ ان کو ہم نے عقل و فہم کی دولت سے نوازا، مال و زر سے ان کے خزانے بھر دیئے۔ پورے عرب میں ان کی سرداری اور برتری قائم کر دی۔ لیکن جب ہمارا آخری پیغمبر ہمارا آخری پیغام لے کر ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے ہماری دی ہوئی تمام نعمتوں اور صلاحیتوں کو اس کی عداوت اور مخالفت میں صرف کر ڈالا۔ جنگ بدر میں قتل اور قید و بند سے اسی جرم کی ان کو سزا دی گئی۔ ۵۷ یہ زجر ہے جو کفار معاندین کفر میں راسخ اور عناد پر مصر ہیں وہ خدا کے نزدیک اس کی ساری مخلوق سے بدتر ہیں وہ ایمان کبھی نہیں لائیں گے۔ ان کی شرارت اور خبث باطن کا یہ حال ہے کہ جب بھی آپ ان سے کوئی عہد لیتے ہیں وہ ہر بار عہد شکنی کرتے ہیں اور عہد توڑنے میں ذرا نہیں ہچکچاتے۔ اس سے بنی قریظہ کے یہود مراد ہیں جنہوں نے حضور علیہ السلام سے عہد کیا تھا کہ وہ مسلمانوں کے خلاف مشرکین کی نہ امداد کریں گے اور نہ ان کو مسلمانوں کے خلاف اکسائیں گے۔ مگر وہ اپنے عہد پر قائم نہ رہے اور انہوں نے جنگ بدر میں اسلحہ سے مشرکین کی امداد کی۔ جب مشرکین شکست کھا گئے تو یہود حضور علیہ السلام سے معذرت کرنے لگے کہ ہم سے غلطی ہو گئی ہے۔ چنانچہ آپ نے دوبارہ ان سے عہد لیا۔ مگر اسکے بعد غزوۂ خندق میں انہوں نے پھر عہد توڑ دیا اور مشرکین کا ساتھ دیا۔ قال ابن عباس

۵۴ ای دأبهم کدأب آل فرعون۔ تخویف دنیوی ہے ۱۲ ای ذلک البیان لتستیقنوا ۱۲ ۵۶ تخویف دنیوی ۱۲ ۵۸ قالون زجر ۱۲ بعد ان جاءهم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

موضح قرآن ف۱ اپنے جی کی بات بدلنی یعنی اعتقاد اور نیت جب تک نہ بدلئے تو اللہ کی بخشی نعمت چھینی نہیں جاتی ۱۲

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی شکر را بکفران، نعمت و طاعت را بمعصیت ۱۲ ف۲ یعنی تعریض است بقبائل یہود کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم با ایشاں صلح کردہ بودند و ایشاں وقت بعد وقت غدر می نمودند

هم قريظة فانهم نقضوا عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم واعانوا عليه المشركين بالسلاح يوم بدر ثم قالوا اخطأنا فعاهدهم مرة اخرى فنقضوه ايضاً يوم الخندق (کبیر ج ۴ ص۵۵۵) **ف۵۸** یہ دوسرا قانون جنگ ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مخصوص ہے۔ یعنی جو لوگ آپ کے ساتھ اس طرح بار بار عہد شکنی کر رہے ہیں اگر کبھی جنگ میں آپ کے بالمقابل آجائیں تو آپ انہیں ایسی سزائے سخت دیں کہ جو پیچھے رہ گئے ہیں وہ بھی خوفزدہ ہو جائیں یا ان کی آنے والی نسلیں بھی اس سے عبرت حاصل کریں اور آئندہ کبھی نقض عہد (عہد توڑنے) کی جرأت نہ کر سکیں۔ **ف۵۹** لیکن اگر کسی قوم نے ابھی تک صریح عہد شکنی نہیں کی لیکن آثار و قرائن سے آپ کو اندازہ ہو جائے کہ وہ عہد توڑنے والے ہیں تو آپ کو اجازت ہے کہ اگر مناسب سمجھیں تو ان کا عہد واپس کر دیں اور معاہدہ سے دست برداری کی ان کو اطلاع دے کر مناسب کارروائی کریں تاکہ معاہدہ کے بارے میں دونوں فریق علم و آگاہی میں برابر ہو جائیں اور کوئی فریق اندھیرے میں نہ رہے۔ **ف۶۰** تیسرا قانون جنگ برائے مؤمنین۔ یہاں مسلمانوں کو جنگی سامان کی تیاری کا حکم دیا گیا۔ یعنی مسلمان ہر زمانہ کے مطابق دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے سامانِ جنگ تیار رکھیں جب تیر و تفنگ اور نیزہ و تلوار کا زمانہ تھا اس وقت ان ہتھیاروں کی تیاری اور ان کی استعمال کی ٹریننگ ضروری تھی۔ اب جبکہ مشین گن، توپ، ٹینک اور بمبار طیاروں کا زمانہ ہے اس وقت ان ہتھیاروں کا استحصال اور ان کے استعمال کی تربیت لازمی ہے۔ تاکہ اللہ کے دین اور مسلمانوں کے دشمن مرعوب رہیں یعنی سامان جنگ کی اس لئے ضرورت ہے کہ ظاہری اسباب کے لحاظ سے کافروں پر تمہاری طاقت کا رعب بیٹھ جائے باقی فتح و شکست کا مدار سامان کی کثرت و قلت پر نہیں وہ اللہ کے اختیار میں ہے۔ مِنْ قُوَّةٍ۔ قوت سے ہر وہ ہتھیار اور جنگی تدبیر مراد ہے جو جنگ میں ممد و معاون ہو سکے۔ ای من کل ما یتقوی به فی الحرب کائنا ما کان (روح ج ۱۰ ص۳۴) **ف۶۲** مشرکین عرب تو مسلمانوں سے علانیہ برسرپیکار تھے اور ان کی دشمنی کوئی چھپی ہوئی چیز نہ تھی ان کے علاوہ منافقین اور یہود بنی قریظہ تھے جو در پردہ مسلمانوں کے دشمن تھے یا اس سے اہل فارس اور دیگر اقوام مراد ہیں جن سے بعد میں مسلمانوں کا مقابلہ ہونے والا تھا۔ د هم الیهود او المنافقون او اهل فارس (مدارک ج ۲ ص ۹۴)

فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ
لڑائی میں تو ان کو ایسی سزا دے کہ دیکھ کر بھاگ جائیں ان کے پیچھے تاکہ ان
يَذَّكَّرُوْنَ ۝٥٧ وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً
کو عبرت ہو اور اگر تجھ کو ڈر ف۵۹ ہو کسی قوم سے دغا کا
فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ
تو پھینک دے ان کا عہد ان کی طرف ایسی طرح پر کہ ہو جاؤ تم ف۱ اور وہ برابر بیشک اللہ کو خوش نہیں آتے
الْخَآئِنِيْنَ ۝٥٨ ع وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
دغا باز ف۲ اور یہ نہ سمجھیں ف۶۰ کافر لوگ
سَبَقُوْا ؕ اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ ۝٥٩ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ
کہ وہ بھاگ نکلے وہ ہرگز تھکا نہ سکیں گے ہم کو اور تیار کرو ان کی لڑائی کیواسطے ف۶۱
مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ
جو کچھ جمع کر سکو ف۲ قوت سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے
تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ
کہ اس سے دھاک پڑے اللہ کے دشمنوں پر اور تمہارے دشمنوں پر اور دوسروں پر
دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا
ان کے سوا ف۶۲ جن کو تم نہیں جانتے اللہ ان کو جانتا ہے ف۳ اور جو کچھ تم خرچ
مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ
کرو گے اللہ کی راہ میں ف۶۳ وہ پورا ملے گا تم کو ف۴ اور تمہارا حق
لَا تُظْلَمُوْنَ ۝٦٠ وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَ
نہ رہ جائے گا ف۵ اور اگر وہ جھکیں ف۶۴ صلح کی طرف تو تو بھی جھک اسی طرف ف۶ اور
تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝٦١ وَ
بھروسہ کر اللہ پر بیشک وہی ہے سننے والا جاننے والا ف۷ اور

۷ ع ۳

۱ ای انتم وهم سواء فی العلم ۱۲
۲ زجر ۱۲
۳ قانون ثالث جہاد برائے مؤمنین ۱۲
۴ قانون رابع جہاد برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲
۵ [illegible] ۱۲

موضح قرآن ف۱ اگر ایک قوم نے کافروں سے صلح کی ہو پھر ان کی طرف سے دغا ہو چکی اب ان کو بے خبر مارئیے اور جو دغا نہیں ہوئی لیکن اندیشہ ہے تو خبردار کر کر جواب دیجیے برابر کے برابر یعنی سرانجام لڑائی کا صلح سے پہلے کر سکتے سو اب بھی کر سکتے ہو اس میں کچھ بزدلی نہیں۔ ۱۲ ف۲ حکم فرمایا کہ جہاد کا سرانجام جو ہو سکے ضرور فرمایا تیر اندازی کو اور ہتھیار کا کسب سبھی میں داخل ہے اور گھوڑے پالنے میں جو خرچ ہو اس کی خوراک میں بلکہ اس کا فضلہ سب ترازو میں چڑھے گا قیامت کو فرمایا کہ یہ واسطے رعب کے ہے تاکہ نہ جانیں کہ فتح ہو گی اسباب سے فتح تو اللہ کی مدد سے اور وہ لوگ جن کو تم نہیں جانتے وہ منافق ہیں کہ ہر مسلمان کے پردے میں ہیں۔ ۱۲ ف۳ یعنی اگر دل میں دغا رکھیں گے اللہ کو معلوم ہے اس کی سزا دے گا۔ ۱۲

فتح الرحمن ف۱ یعنی ملامت نقض عہد بر شما لازم نیاید ۱۲ ف۲ یعنی استعمالِ آلاتِ جنگ مثل تیر انداختن ۱۲ ف۳ یعنی اہل نفاق ۱۲ ف۴ یعنی ثوابِ او ۱۲ ف۵ این امر برائے اباحت است ۱۲

اِنْ یُّرِیْدُوْٓا اَنْ یَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ؕ
اگر وہ چاہیں کہ تجھ کو دغا دیں تو تجھ کو کافی ہے اللہ
هُوَ الَّذِیْٓ اَیَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِیْنَ ﴿٦٢﴾
اسی نے تجھ کو زور دیا اپنی مدد کا اور مسلمانوں کا
وَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ ؕ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا
اور الفت ڈالی ان کے دلوں میں اگر تو خرچ کر دیتا جو کچھ
فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ
زمین میں ہے سارا نہ الفت ڈال سکتا ان کے دلوں میں
وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَیْنَهُمْ ؕ اِنَّهٗ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿٦٣﴾
لیکن اللہ نے الفت ڈالی ان میں بیشک وہ زور آور ہے حکمت والا ف۱
یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ
اے نبی کافی ہے تجھ کو اللہ ۶۵ اور جتنے تیرے ساتھ ہیں
مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿٦٤﴾ ع یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ حَرِّضِ
مسلمان ف۲ اے نبی شوق دلا
الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَى الْقِتَالِ ؕ اِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ
مسلمانوں کو ۶۶ لڑائی کا اگر ہوں تم میں
عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ یَغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ ۚ وَاِنْ
بیس شخص ثابت قدم رہنے والے تو غالب ہوں دو سو پر اور اگر
یَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ یَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا مِّنَ الَّذِیْنَ
ہوں تم میں سو شخص تو غالب ہوں ہزار کافروں
كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ ﴿٦٥﴾ اَلْئٰنَ
کے اوپر اس واسطے کہ وہ لوگ سمجھ نہیں رکھتے ف۳ اب

منزل ۲

۶۳ یہ جہاد میں مال خرچ کرنے کی ترغیب ہے ۱۲ **۶۴** یہ چوتھا قانونِ جہاد مخصوص با آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ اگر مشرکین آپ کے ساتھ صلح کرنے کا ارادہ ظاہر کریں تو آپ بھی اگر اس میں مصلحت سمجھیں تو صلح کا ہاتھ آگے بڑھا دیں۔ اور اللہ پر بھروسہ رکھیں وہ آپ کا حامی و ناصر ہے۔ جَنَحُوْا ای مالوا اور سلم کے معنی صلح کے ہیں۔ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ جملہ ماقبل کے لئے علت ہے۔ وَاِنْ یُّرِیْدُوْا الخ صلح کی صورت میں مشرکین کی طرف سے دھوکے اور فریب کا اندیشہ ہو سکتا تھا کہ بظاہر وہ صلح کا ارادہ ظاہر کریں اور اس سے ان کا مقصد آپ کو جنگی تدبیروں سے غافل اور ان کے خطرے سے مطمئن کرنا ہو تو اس کا جواب بھی ارشاد فرمایا کہ آپ اس کی فکر نہ کریں آپ کو اللہ کافی ہے۔ اگر ان کا ارادہ فریب دینے کا ہوگا تو اللہ آپ کو ان کے فریب سے محفوظ رکھے گا۔ جس اللہ نے اپنی مدد اور مہاجرین و انصار کے ذریعے آپ کی تائید فرمائی جب کہ سارا عرب آپ کا دشمن تھا وہ اب بھی آپ کی مدد کرے گا۔ وَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ الخ عرب قوم کی عصبیت اور خاندانی رقابت ضرب المثل ہے لیکن اللہ نے اسلام کی برکت سے ان کے دلوں کو عصبیت و عداوت سے پاک و صاف کر کے ان کے دلوں میں باہمی محبت و الفت ڈال دی۔ اگر آپ ساری دنیا کی دولت خرچ کر ڈالتے تو بھی آپ ان کے دلوں میں یہ انقلاب بپا نہ کر سکتے لیکن اللہ نے ان کے دل بدل دیئے اور ان کی عداوت محبت میں تبدیل کر دی۔ جو اللہ ایسا قادر و حکیم ہے وہ اس موقع پر بھی کوئی ایسی تدبیر کرے گا کہ آپ دشمن کے مکر و فریب سے محفوظ رہیں گے **۶۵** یہ پانچواں قانونِ جہاد ہے برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ حاصل یہ ہے کہ آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو اللہ کافی ہے۔ اللہ آپ کا حامی و ناصر اور کارساز ہے آپ ایمان والوں کو جہاد کی ترغیب دیں اور اللہ پر بھروسہ رکھیں۔ اگر تم تعداد میں کم ہو گے تو بھی تمہیں دشمن پر فتح اور غلبہ عطا کروں گا۔ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ یہ حَسْبُكَ میں کاف ضمیر پر معطوف ہے یا بقول امام زجاج یہ مفعول معہ ہے یا یہ مبتدا ہے اور اس کی خبر محذوف ہے ای من اتبعك من المؤمنین كذلك ای حسبهم الله تعالیٰ۔ حاصل یہ ہے کہ آپ کو اور ایمان والوں کو تمام مہمات میں اللہ کافی ہے (روح، بحر، کبیر، مدارک) لفظ اللہ پر اس کو معطوف ماننا غلط ہے۔ کیونکہ کفایت کرنے والا تو صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اور کوئی نہیں۔ علامہ ابن القیم نے زاد المعاد جلد اول میں اس پر تفصیلی گفتگو کی ہے اور اس کا عطف لفظ اللہ پر بالکل غلط ثابت کیا ہے۔ **۶۶** عام مفسرین کا خیال ہے کہ یہ آیت اس سے بعد کی آیت یعنی اَلْئٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ الخ سے منسوخ ہو چکی ہے۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ اگر حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَى الْقِتَالِ کو منسوخ مانا جائے تو یہ غلط ہے کیونکہ اس میں ترغیب الی الجہاد ہے جو بالاتفاق منسوخ نہیں اور اگر اِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ

۶۵ یہ قانون خامس جہاد برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ سے حسبک کے کاف پر معطوف ہے۔ لفظ حسب اور کافی اللہ پر ہی بولا جاتا ہے اور تائید کی نسبت مومنین کی طرف بھی جائز ہے ۱۲ ۶۶ یہ منسوخ نہیں کیونکہ ترغیب الی القتال کا حکم اب بھی باقی ہے۔ اور ان یکن منکم عشرون الخ خبر ہے اور خبر منسوخ نہیں ہوتا ۱۲

موضح قرآن ف۱ عرب کی قوم میں آگے ہمیشہ بیر رکھتے تھے اور ایک دوسرے کے خون کا پیاسا تھا حضرت کے سبب سب متفق اور دوست بن گئے۔ ف۲ حضرت نے مدینہ میں آکر مسلمان شمار کروائے مرد قابلِ جنگ چھ سو ہوئے سب خوش ہوئے کہ اب ہم کو کس کافر کا ڈر ہے بعد اس کے یہ آیت اتری۔ ف۳ یعنی یقین نہیں رکھتے اللہ پر اور ثواب پر اور جس کو یقین ہے وہ موت پر دلیر ہے۔

فتح الرحمن ف۱ چوں ایں آیت نازل شد واجب گشت ثبات با دہ چنداں از کفار بعد ازاں منسوخ شد بوجوب ثبات در مقابلہ دو چنداں ۱۲

عِشْرُوْنَ الخ کو منسوخ مانا جائے تو یہ بھی صحیح نہیں کیونکہ یہ خبر ہے اور خبر میں نسخ نہیں ہوتا بلکہ احکام میں ہوتا ہے البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ پہلے بیس مسلمانوں پر دو سو کافروں سے جنگ کرنا فرض تھا اب اس آیت سے فرضیت منسوخ ہوگئی جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں ۔ شق ذلک علی المسلمین اذ فرض علیھم ان لا یفر واحد من عشرۃ فجاء التخفیف (روح ج ۱۰ ص ۳۲) **ف۶۷** چھٹا قانون جنگ برائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ۔ جنگ بدر میں مشرکین کے ستر آدمی مسلمانوں نے قید کر لئے تھے ۔ ان قیدیوں کے بارے میں چونکہ اللہ کی طرف سے کوئی فیصلہ نازل نہیں ہوا تھا اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے متعلق صحابہ سے مشورہ لیا ۔ حضرت ابوبکر صدیق رض نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ آپ کی اپنی قوم کے آدمی اور آپ کے رشتہ دار ہیں آپ ان کی جان بخشی فرما دیں ۔ ممکن ہے یہی اسلام قبول کر کے اسلام کے مددگار بن جائیں اور ان سے فدیہ کی جو رقم وصول کی جائے وہ آئندہ جہاد میں کام آئے گی ۔ لیکن حضرت عمر فاروق رض کا مشورہ تھا یا رسول اللہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے آپ کی تکذیب کی، آپ کو وطن سے نکالا اور آپ سے برسرپیکار رہے ۔ آپ ان کی گردنیں اڑا دیں ۔ اکثر صحابہ حضرت ابوبکر صدیق رض کی رائے سے متفق تھے ۔ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رجحان طبع بھی اسی طرف تھا ۔ چنانچہ فدیہ لیکر تمام قیدیوں کو رہا کر دیا گیا ۔ اس پر اللہ کی طرف سے یہ عتاب نازل ہوا کہ کسی پیغمبر کو یہ نہیں چاہیئے کہ اس کے قبضہ میں مشرک محارب قیدی ہوں اور وہ انہیں قتل نہ کرے اور فدیہ لیکر چھوڑ دے ۔ **ف۶۸** خطاب صحابہ کرام سے ہے ۔ یہ ان لوگوں کے لئے عتاب ہے جنہوں نے زیادہ تر مالی مفاد کے پیش نظر فدیہ لینے کا مشورہ دیا تھا ۔ **ف۶۹** چونکہ پہلے فدیہ لینے کی ممانعت کا اللہ کی طرف سے کوئی حکم نازل نہیں ہوا تھا اس لئے فرمایا کہ اگر لوح محفوظ میں یہ فیصلہ مکتوب نہ ہوتا کہ کسی معاملے کا حکم بیان کرنے سے پہلے اس میں مؤاخذہ نہیں ہوگا تو ان قیدیوں سے فدیہ لینے پر تمہیں سخت سزا دی جاتی ای ما کتب فی اللوح المحفوظ ان لا یؤاخذ قبل البیان والاعذار (مدارک ج ۲ ص ۸۵)

۳۳ قانون سادس
برائے نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم ۱۲ - ۳
پہلے فدیہ لینے کا [illegible]
نصیب ہوگیا تھا

لہٰذا عذاب بھی نہیں
دیا گیا [illegible] بیان
حکم سے پہلے جو افعال
نہیں ہوگا ۔ ۱۲
۳۳ قانون سابع
برائے نبی کریم صلی
اللہ علیہ وسلم ۱۲

خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ۭ
بوجھ ہلکا کر دیا اللہ نے تم پر سے اور جانا کہ تم میں سستی ہے
فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا
سو اگر ہوں تم میں سو شخص ثابت قدم رہنے والے تو غالب ہوں
مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا
دو سو پر اور اگر ہوں تم میں ہزار تو غالب ہوں
اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ⑯
دو ہزار پر اللہ کے حکم سے اور اللہ ساتھ ہے ثابت قدم رہنے والوں کے ف١
مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى
نبی کو نہیں چاہیئے کہ ف٢ کہ اپنے ہاں رکھے قیدیوں کو جب تک
يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ ۭ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ
خوب خونریزی نہ کرلے ملک میں تم چاہتے ہو ف٦٨ اسباب
الدُّنْيَا ڰ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ
دنیا کا اور اللہ کے ہاں چاہیئے آخرت اور اللہ زور آور ہے
حَكِيْمٌ ⑰ لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ
حکمت والا ف٢ اگر نہ ہوتی ایک بات جو لکھ چکا اللہ پہلے سے ف٦٩ ف٣ تو تم کو پہنچتا
فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ⑱ فَكُلُوْا مِمَّا
اس لینے میں بڑا عذاب ف٣ سو کھاؤ جو تم کو
غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ڮ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ
غنیمت میں ملا حلال ستھرا ف٤ اور ڈرتے رہو اللہ سے بیشک اللہ ہے
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑲ ۧ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ
بخشنے والا مہربان ف٣ ف٥ اے نبی ف٦ کہہ دے ان سے جو

ع ۹ ۵

موضح قرآن ف١ اول کے مسلمان یقین کامل تھے ان پر حکم ہوا تھا کہ آپ سے دس برابر کافروں پر جہاد کریں ۔ پچھلے مسلمان ایک قدم کم تھے تب یہی حکم ہوا کہ دو برابر پر جہاد کریں ۔ یہی حکم اب باقی ہے لیکن اگر دو سے زیادہ پر حملہ کریں تو بڑا اجر ہے ۔ حضرت کے وقت میں ہزار مسلمان اسی ہزار سے لڑے ہیں ۔ ف٢ بدر کی لڑائی ستر کافر پکڑے آئے حضرت نے مشورت پوچھا کہ ان کو کیا کریں ۔ اکثر مسلمانوں کی مرضی ہوئی کہ مال لیکر چھوڑ دیں اور بعضوں کی مرضی ہوئی کہ سب کو قتل کریں چنانچہ حضرت عمر اور سعد بن معاذ کی یہی مشورت ہوئی مال لیکر چھوڑ دیا تب یہ آیت عتاب کی اتری یعنی نبیوں کو جہاد سے مال سمیٹنا منظور نہیں بلکہ کافروں کی ضد توڑنی ۔ وہ بات اسی میں ہے کہ قتل کرے تاکہ اس کے خوف سے کفر کی ضد چھوڑیں ۔ ف٣ وہ بات یہ لکھ چکا کہ ان قیدی لوگوں میں بہتوں کی قسمت میں مسلمان ہونا تھا ۔ ف٤ یعنی ڈرتے رہو گے اور کچھ خطا بھی ہو جاوے گی تو بخشے گا اللہ ۔ قیدیوں کا حکم سن کر مسلمان ڈرے غنیمت سے بھی ۔ یہ ان کو تسلی فرمائی کہ وہ اللہ کی عطا ہے خوشی سے کھاؤ لیکن غنیمت کے واسطے جہاد نہ کرو ۔ مسئلہ حنفی کے نزدیک یہ ہے کہ اگر کافر پکڑے آویں تو ان کو مال لیکر چھوڑنا روا نہیں نہ مفت چھوڑنا کہ پھر کافروں میں جا ملیں ۔ مگر روا ہے غلام کر رکھنا یا چھوڑ دینا کہ رعیت ہو کر ملک اسلام میں رہیں ۔ اور شافعی کے پاس وہ بھی روا ہے سورہ محمد میں فرمایا ہے فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاۗءً

فتح الرحمٰن ف١ مترجم گوید صحابہ از اسیران بدر فدا گرفتند باجتہاد خویش و مرضی نزدیک خدا تعالیٰ قتل ایں جماعۃ بود لیکن چوں بنص صریح ممنوع نشدہ بودند عفو فرمود ایں آیت نازل شد واللہ اعلم ۱۲ ف٢ یعنی بعفو غیر منصوص ۱۲ ف٣ تعریض است بعباس بن عبدالمطلب ۱۲

ك جب یہ عتاب کی آیتیں نازل ہوئیں تو مسلمان ڈر گئے کہ مال غنیمت کہ جس میں قیدیوں کا فدیہ بھی شامل ہے ہاتھ نہ لگائیں اور اپنے استعمال میں نہ لائیں اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان کو تسلی دی کہ مال غنیمت اور جو فدیہ تم لے چکے ہو تمہارے لئے حلال و طیب ہے اسے استعمال کرو اور آئندہ کے لئے احتیاط رکھو جو ہو گیا وہ اللہ نے معاف کیا۔ **ك** ساتواں قانونِ جہاد برائے پیغمبر علیہ السلام۔ بعض قیدیوں نے اسلام کا اظہار کیا تھا۔ ان کے بارے میں حضور علیہ السلام کو حکم دیا کہ آپ ان سے فرما دیں کہ اگر واقعی تم نے خلوصِ دل سے ایمان قبول کیا ہے تو غم نہ کرو جو فدیہ تم سے لے لیا گیا ہے اللہ تعالیٰ تم کو اس سے بہتر دولت عطا فرمائے گا۔ دنیا میں اس کے عوض کئی گنا مال دے گا یا آخرت میں اس کا اجر دے گا۔

فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓى ۙ اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ
تمہارے ہاتھ میں ہیں قیدی اگر جانے گا اللہ
فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ
تمہارے دلوں میں کچھ نیکی تو دے گا تم کو بہتر اس سے جو تم سے چھین
مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (70) وَ
گیا اور تم کو بخشے گا اور اللہ ہے بخشنے والا مہربان اور
اِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ
اگر چاہیں گے تجھ سے دغا کرنی سو وہ دغا کر چکے ہیں اللہ سے اس سے
قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (71)
پہلے پھر اس نے ان کو پکڑوا دیا اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے ف
اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا
جو لوگ ایمان لائے **ك** اور گھر چھوڑا اور لڑے
بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ
اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں اور
الَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰۗىِٕكَ بَعْضُهُمْ
جن لوگوں نے جگہ دی اور مدد کی وہ ایک دوسرے کے
اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا
رفیق ہیں ف۱ اور جو ایمان لائے اور گھر نہیں چھوڑے
مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰي
تو تم کو ان کی رفاقت سے کچھ کام نہیں جب تک
يُهَاجِرُوْا ۚ وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ
وہ گھر نہ چھوڑ آویں اور اگر وہ تم سے مدد چاہیں دین میں

خَيْرًا اول سے ایمان و تصدیق یا انابت الی اللہ مراد ہے اور خَيْرًا ثانی مَالًا مقدر کی صفت ہے۔ اور اگر وہ خیانت کا ارادہ رکھتے ہوں یعنی فدیہ دیتے وقت انہوں نے آپ سے جو عہد کیا ہے کہ آئندہ آپ کے ساتھ جنگ نہیں کریں گے۔ اگر وہ اس عہد کی خلاف ورزی کرنا چاہتے ہیں تو آپ متفکر نہ ہوں وہ اس سے پہلے بھی اللہ سے بدعہدی کر چکے ہیں تو اللہ نے آپ کو ان پر مسلط کر دیا اور آپ کے ہاتھوں ان کو پکڑوا دیا۔ اب اگر وہ دوبارہ خیانت اور بدعہدی کریں تو اللہ تعالیٰ پھر ان کو آپ کے قبضے میں دیدے گا وہ بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتے۔ **ك** یہ ہجرت اور جہاد کی ترغیب ہے۔ یہاں مومنین کے تین فریقوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ فریق اول مہاجرین یعنی جنہوں نے اللہ کے دین کی خاطر اپنا وطن مکہ چھوڑا اور جہاد کیا۔ فریق ثانی انصار یعنی مدینہ کے اہل باشعور جو ہجرت سے قبل ایمان لا چکے تھے اور جنہوں نے مہاجرین کو رہائش کے لئے جگہ مہیا کی اور دامے درمے ان کی مدد کی۔ ان دونوں فریقوں یعنی مہاجرین و انصار کے درمیان حضور علیہ السلام نے بھائی چارہ قائم فرما دیا۔ ان دونوں کے بارے میں فرمایا اُولٰۗىِٕكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ یعنی مسلمانوں کی یہ دونوں جماعتیں جو حضورِ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہیں یہ آپس میں ایک دوسرے کے رفیق اور معاون و مددگار ہیں ان میں سے ایک کی صلح سب کی صلح اور ایک سے جنگ سب سے جنگ تصور ہوگی۔ ولایت سے ولایت نصرۃ و تعاون مراد ہے اس صورت میں یہ آیت محکم ہے منسوخ نہیں یا ولایت سے مراد عام ہے جو نصرت و وراثت دونوں کو شامل ہے۔ اس صورت میں یہ آیت اس سورت کی آخری آیت وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ سے منسوخ ہوگی۔ یعنی اب توارث کا مدار نسب پر ہوگا نہ کہ ہجرت پر۔ حضرت شیخ رح کے نزدیک پہلا معنیٰ راجح ہے۔ فریق ثالث مستضعفین یعنی وہ مسلمان جو بعض مجبوریوں کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت نہ کر سکے اور مکہ ہی میں رہ گئے اور با دل ناخواستہ مشرکین کے ساتھ بدر میں آئے۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا الخ سے ایسے مسلمانوں کا حکم بیان کیا گیا یعنی جو مسلمان اپنے وطن دار الحرب ہی میں رہے اور دار الاسلام کی طرف ہجرت نہیں کی اگر انہوں نے کافروں کے ساتھ صلح و جنگ کا معاہدہ کر لیا تو دار الاسلام کے مسلمان یعنی مہاجرین و انصار اس کے پابند نہیں ہوں گے۔ البتہ اگر دار الحرب کے مسلمان دینی کاموں میں کافروں کے مقابلہ میں دار الاسلام کے مسلمانوں سے مدد طلب کریں تو ان پر ان کی امداد کرنا لازم ہے بشرطیکہ جن کافروں کے مقابلے میں مدد طلب کی گئی

م ۱ ای انابة ۱۲
۲ ای فامکنکم
علیہم یعنی اللہ
تعالیٰ نے تم کو ان
پر قدرت دی ۱۲
۳ ترغیب الی
الھجرۃ والجھاد
۱۲ ۴ انصار مراد
ہیں ۱۲

موضح قرآن ف پہلے دغا کر چکے ہیں اللہ سے یعنی کفر و انکار اس کے حکم کا یا فرمایا ہو بعضے ہاشمیوں کو کہ ابوطالب کی زندگی میں سب عہد کر کر متفق ہوئے تھے حضرت کی مدد پر اور اب کافروں کی طرف ہو کر آئے اور یہ وعدہ تحقیق ہوا ان میں جو مسلمان ہوئے حق تعالیٰ نے ان کو بیشمار دولت بخشی اور جو نہ ہوئے وہ خراب ہو کر تباہ ہوئے ۱۲۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی مہاجران و انصار بایکدیگر باید کہ نصرت دہند و مواخات کنند ۱۲

ان کے اور دار الاسلام کے آزاد مسلمانوں کے درمیان کوئی معاہدہ نہ ہو۔ ف۷۳ جس طرح مہاجرین و انصار باہم ایک دوسرے کے رفیق اور معاون ہیں۔ اسی طرح کفار بھی باہم ایک دوسرے کے رفیق و معاون اور باہم دیگر وارث ہیں۔ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ ضمیر منصوب سے امور مذکورہ مراد ہیں۔ یعنی کافر، کافر کا رفیق ہوگا۔ مسلمان کا رفیق نہیں بن سکتا۔ مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ اس لئے دار الحرب کے مسلمانوں کو ہجرت کر کے دار الاسلام کے مسلمانوں سے جا ملنا چاہئیے۔ اگر انہوں نے ایسا نہ کیا تو اس کا نتیجہ شرک کی ترقی اور فساد عظیم کی شکل میں رونما ہوگا۔ کیونکہ دار الحرب میں رہ کر کمزور مسلمان اپنا ایمان محفوظ نہیں رکھ سکیں گے اور نہ ان کا مال و جان خطرے سے بالا ہوگا نہ ان کی عزت و آبرو۔ نیز جب تک مسلمانوں کی طاقت ایک مرکز پر مجتمع نہیں ہوگی اس وقت تک کفر و شرک کا زور نہیں ٹوٹے گا۔ ای ان لا تفعلوا ما امرتکم به من تواصل المسلمین وتولی بعضهم بعضا . . . . . . تحصل فتنة فی الارض ومفسدة عظیمة لان المسلمین ما لم یصیروا یدا واحدة علی الشرك كان الشرك ظاهرا والفساد زائدا (مدارك ج ۲ ص ۸۶) ف۷۴ یہ مہاجرین اور انصار کے لئے بشارت اخروی ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مہاجرین اور انصار کی بہت فضیلت بیان فرمائی ہے اور ان کی کئی خوبیاں گنائی ہیں مہاجرین کی ہجرت اور ان کے جنگ و قتال کو فی سبیل اللہ اور محض رضائے الٰہی کے لئے ہونے کا سرٹیفکیٹ عطا فرمایا اور دونوں فریق کے بارے میں اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا نازل کر کے اعلان فرما دیا کہ مہاجرین و انصار نہایت سچے اور مخلص مومن تھے۔ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ سے ان کے مغفور الذنب اور جنتی ہونے کی تصدیق فرما دی

فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَ

تو تم کو لازم ہے ان کی مدد کرنی مگر مقابلہ میں ان لوگوں کے کہ ان میں اور

بَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۷۲﴾

تم میں عہد ہو اور اللہ جو تم کرتے ہو اس کو دیکھتا ہے ف۱

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ

اور جو لوگ کافر ف۲ ہیں وہ ایک دوسرے کے رفیق ہیں

اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِى الْاَرْضِ وَفَسَادٌ

اگر تم یوں نہ کرو گے تو فتنہ پھیلے ف۷۳ گا ملک میں اور بڑی خرابی

كَبِيْرٌ ؕ﴿۷۳﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَ

ہوگی اور جو لوگ ایمان ف۷۴ لائے اور اپنے گھر چھوڑے اور

جٰهَدُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّ

لڑے اللہ کی راہ میں اور جن لوگوں نے ان کو جگہ دی اور

نَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ

ان کی مدد کی وہی ہیں سچے مسلمان ان کے لئے

مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۷۴﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

بخشش ہے اور روزی عزت کی ف۳ اور جو ایمان لائے

مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ

اس کے بعد ف۷۵ اور گھر چھوڑ آئے اور لڑے تمہارے ساتھ ہو کر سو وہ لوگ بھی

مِنْكُمْ ؕ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ

تمہی میں ہیں اور رشتہ دار ف۷۶ آپس میں حقدار زیادہ ہیں ایک دوسرے کے

فِىْ كِتٰبِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۵﴾

اللہ کے حکم میں ف۴ تحقیق اللہ ہر چیز سے خبردار ہے ف۷۷ ف

ع ۱۰/۲

۱۔ مومنین کے مقابلہ میں کفار کی مدد نہ کرو ۱۲ ۲۔ اگر ایمان لے آئے ہوں اور ہجرت نہ کی ہو ۱۲ ۳۔ بشارت ۱۲ ۴۔ یعنی جو مسلمان ہجرت کر کے آئے ہیں [illegible] اور مہاجرین اور اولوا الارحام [illegible] مومنین کی دو قسمیں ہیں مہاجرین اور غیر مہاجرین۔ مہاجرین کی پھر دو قسمیں ہیں اولوا الارحام اور غیر اولوا الارحام۔ غیر مہاجرین کی بھی دو قسمیں۔ ایک وہ جو ایسے کافروں میں رہتے ہیں جن سے مہاجرین کا میثاق ہے دوم وہ جو غیر معاہد کفار میں رہتے ہیں ۱۲

موضح قرآن ف۱ حضرت کے اصحاب دو فرقے تھے مہاجر و انصار، مہاجر گھر چھوڑنے والے اور انصار جگہ دینے والے اور مدد کرنے والے یعنی جتنے مسلمان حضرت کے ساتھ حاضر ہیں ان سب کی صلح و جنگ ایک ہے ایک کا موافق سب کا موافق ایک کا مخالف سب کا مخالف اور جو مسلمان اپنے ملک میں ہیں جہاں کافر کا زور ہے ان کی صلح و جنگ میں یہاں والے شریک نہیں۔ اگر ان کے صلحی ان سے لڑے تو یہ مدد نہ کریں اگر ان کے صلحی پر قابو پاویں تو درگزر نہ کریں اور اگر اجنبی ان پر ظلم کرے اور مدد چاہیں تو مدد کرے ۱۲ ف۲ یعنی کافر آپس میں ایک ہیں تمہاری دشمنی سے جہاں پاویں گے ضعیف مسلمانوں کو ستا دیں گے سو تم مسلمانوں کو سنا دو کہ جو ہمارے پاس ہو اس کا ذمہ ہمارا ہے اور جو اپنے گھر رہے وہ جس طرح جانے سمجھ لے ۱۲ ف۳ یعنی دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی سردار کے ساتھ والے مسلمان اعلیٰ ہیں گھر بیٹھنے والوں سے آخرت میں ان کو بخشش ہے زیادہ اور دنیا میں روزی باعزت یعنی غنیمت اور رفتے حق ان کا ہے ۱۲ ف۴ یعنی مہاجرین میں جتنے ملتے جاویں گے سب شریک ہیں اور ناتے والا اگرچہ پیچھے مسلمان ہوا یا ہجرت کر کے آیا پہلے ناتے والے مسلمان مہاجر کا حق دار ہے یعنی میراث وہی لے گا اگرچہ رفاقت قدیم اوروں سے ہے ۱۲

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی کارسازی را با یکدیگر ۱۲ ف۲ یعنی صلہ و توارث میان اہل قرابت کہ اصحاب فروض و عصبات اند لازم است واللہ اعلم ۱۲

۷۵ اور جو لوگ ہجرت اولیٰ کے بعد مسلمان ہوئے اور پھر ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں مہاجرین اولین اور انصار سے جا ملے وہ بھی صلح و جنگ کے احکام میں ان کے ساتھ شریک ہوں گے۔ ان کے تأخر سے ان احکام میں کوئی فرق نہیں پڑے گا اگرچہ شرف و فضیلت میں مہاجرین اولین اور انصار سابقین ان سے ممتاز ہیں۔ والمراد ان المراد بھم الذین ھاجروا بعد الھجرۃ الاولیٰ (روح ج ۱۰ ص ۳۹)

۷۶ جو مسلمان دار الحرب میں رہ گئے اور پہلے ہجرت نہ کر سکے ان کے اور ان کے رشتہ دار مہاجرین کے درمیان اختلاف دارین کی وجہ سے وراثت کا سلسلہ منقطع تھا لیکن جب وہ ہجرت کر کے ان سے جا ملے تو وہ صلح و جنگ کے احکام کے علاوہ وراثت میں بھی ان کے ساتھ شریک ہو جائیں گے اور ان کے اور ان کے رشتہ دار مہاجرین میں توارث جاری ہو جائیگا

۷۷ بے شک اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے وہ اپنے بندوں پر جس طرح چاہتا ہے احکام نافذ کرتا ہے۔ آخری رکوع میں لوگوں کی چار قسموں کا ذکر کیا گیا ہے۔ تین قسمیں مومنوں کی یعنی (۱) مہاجرین (۲) انصار (۳) جو مومنین مجبوراً ہجرت نہ کر سکے اور (۴) کفار۔ قسم الناس اربعۃ اقسام قسم اٰمنوا وھاجروا وقسم اٰمنوا ونصروا وقسم اٰمنوا ولم یھاجروا وقسم کفروا ولم یؤمنوا (مدارک ج ۲ ص ۸۵)

سُورۃ انفال کی خصوصیات

اور

اس میں آیات توحید

(۱) كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ۝ (ع ۱) نفی علم غیب از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۲) وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ ـــــ تا ـــــ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ نفی علم غیب از غیر اللہ۔

(۳) اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ (ع ۱) اللہ ہی ناصر و مددگار اور کارساز ہے اور کوئی نہیں۔

(۴) فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۠ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (ع ۲) ولی کی کرامت اور نبی کا معجزہ درحقیقت اللہ کا فعل ہے جو ولی یا نبی کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے۔ کرامت اور معجزہ ولی اور نبی کے اختیار میں نہیں ہوتا۔

(۵) وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً ؕ (ع ۴) اس میں سے مزامیر کی ممانعت نکلتی ہے۔

(۶) وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعٰدِ (ع ۵) نفی علم غیب از صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم

(۷) وَاِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ (ع ۸) نفی علم غیب از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۸) هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ـــــ تا ـــــ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ (ع ۸) متصرف و کارساز اور مسبب الاسباب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔

(۹) يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (ع ۸) ہر معاملہ اور ہر مہم میں اللہ تعالیٰ ہی کفایت کرنیوالا ہے اور کوئی نہیں۔ وہی سب کا کارساز ہے۔

سُورۂ توبہ لہ

ربط سورۂ انفال میں مشرکین سے جہاد کرنے کا اجمالاً حکم دیا گیا اور قوانین جہاد کی تعلیم دی گئی۔ نیز حکم صادر کیا گیا کہ اگر جہاد میں مسلمانوں کی فتح ہو جائے تو جو مال غنیمت ہاتھ آئے اس کی تقسیم اللہ کے حکم کے مطابق کریں۔ اور اس میں نزاع و اختلاف نہ کریں۔ مالِ غنیمت کے مصارف کی بھی تفصیل کی گئی۔ سورۂ توبہ میں اعلانِ جہاد کا اعادہ کیا گیا۔ اور تفصیل سے بتایا کہ کن کن لوگوں سے جہاد کرنا ہے۔ یعنی جو لوگ غیر اللہ کی نذریں دیتے اور غیر اللہ کے لئے تحریمیں کرتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام، بزرگانِ دین کو متصرف و کارساز سمجھتے ہیں۔ اور اللہ کی تحریمات کو باقی نہیں رکھتے۔ ان کے ساتھ اعلانِ جنگ کر دو۔ سورۂ انفال میں بھی اگرچہ قتال کا حکم بالاجمال موجود ہے مگر وہاں مقصود قوانین جنگ اور مصارف غنیمت کا بیان ہے۔ اور سورۂ توبہ میں مقصود اعلانِ جنگ کا حکم ہے۔ اس لئے اس مضمون یعنی قتال فی سبیل اللہ کو اس میں تفصیل سے ذکر کیا گیا۔ یہ تو سورۂ توبہ کا ماقبل سے معنوی ربط ہے۔ اسمی ربط یہ ہے کہ مشرکین سے اعلانِ جنگ کر دو اور فتح کے بعد حاصل ہونے والے انفال کو اللہ کے حکم کے مطابق تقسیم کر و لیکن فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ (ع ۲) اگر وہ شرک سے توبہ کر لیں اسلام لے آئیں اور اسلام کے احکام پر عمل کرنے لگیں تو وہ تمہارے بھائی ہیں۔ پھر ان سے جہاد مت کرو۔

خلاصہ:۔ سورۂ توبہ کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ ابتداء سے لے کر رکوع ۵ کے آخر تک لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْکٰفِرِیْنَ تک ہے اور دوسرا حصہ رکوع ۶ کی ابتداء یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَا لَکُمْ اِذَا قِیْلَ لَکُمُ انْفِرُوْا الخ سے لے کر لَعَلَّھُمْ یَحْذَرُوْنَ (ع ۱۵) تک ہے اور یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِیْنَ یَلُوْنَکُمْ سے آخر سورت تک مضامین سورت کا اعادہ ہے۔ پہلے حصے میں بدعہدی کرنے والے مشرکین سے اعلانِ براءت، مشرکین کے ساتھ اعلانِ جنگ، مشرکین سے جنگ کرنے کے بارے میں شبہات کا جواب جو ان کے ساتھ قتال کرنے کے موانع تھے اور مشرکین سے قتال کرنے کے اسباب و وجوہ مذکور ہیں۔ اور دوسرے حصے میں منافقین پر زجریں اور مومنین کے لئے ترغیب الی القتال ہے۔ دوسرے حصے کے آخر میں مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ سے فرمایا مشرکین سے جہاد جاری رکھو۔ اور تمہارے جو متعلقین حالت کفر میں مر چکے ہیں یا جن کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے ان کے لئے دعائے مغفرت بھی مت کرو اگرچہ وہ نہایت قریبی رشتہ دار ہوں۔

پہلا حصہ

پہلے حصے کی ابتداء میں بَرَآءَۃٌ مِّنَ اللہِ وَرَسُوْلِہٖ الخ میں بدعہدی کرنے والے مشرکین سے اعلانِ براءت ہے۔ یعنی جن مشرکین سے تمہارا معاہدہ تھا مگر انہوں نے معاہدہ توڑ دیا تم بھی معاہدے سے اعلانِ براءت کر دو اور سارے ملک میں اس اعلان کی چار ماہ تک خوب اشاعت کرو اور پھر حج کے موقع پر بھی اس اعلان کو دہراؤ۔ اِلَّا الَّذِیْنَ عٰھَدْتُّمْ الخ سے ان مشرکین کو مستثنیٰ کر دیا گیا جنہوں نے اپنا عہد نہیں توڑا اور تمہارے خلاف دشمن کی مدد نہیں کی ان سے اپنا عہد قائم رکھو اور میعاد معاہدہ کے اختتام تک ان سے تعرض مت کرو۔ جب اشہر حرم گذر جائیں تو عہد توڑنے والے مشرکین جہاں کہیں بھی مل جائیں انہیں قتل کر ڈالو وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ اسْتَجَارَکَ سے پناہ مانگنے والے مشرکین کا حکم بیان کیا گیا ہے۔ کَیْفَ یَکُوْنُ لِلْمُشْرِکِیْنَ عَھْدٌ الخ (ع ۲) یہ مانع اول کا جواب ہے۔ مانع یہ تھا کہ ان مشرکین سے تو معاہدہ کیا گیا ہے ان سے جہاد کیونکر جائز ہے۔ جواب دیا گیا کہ جب انہوں نے عہد توڑ دیا تو اب مانع باقی نہ رہا۔ اب ان سے جہاد کرو۔ مَا کَانَ لِلْمُشْرِکِیْنَ اَنْ یَّعْمُرُوْا الخ (ع ۳) یہ مانع دوم کا جواب ہے۔ مانع دوم یہ تھا کہ مشرکین تو بڑے نیک کام کر رہے ہیں۔ بیت اللہ کی تعمیر میں حصہ لے رہے ہیں اور حاجیوں کی خدمت کرتے ہیں۔ فرمایا کفر و شرک کی حالت میں اعمال صالحہ کا کوئی اعتبار نہیں۔ یہ اعمال رائیگاں ہیں۔ اعمال کی قبولیت کا مدار ایمان پر ہے اور وہ ایمان سے خالی ہیں۔ اس کے بعد اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا الخ میں مہاجرین اور مجاہدین کے لئے بشارت اخروی ہے۔ یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا الخ (ع ۳) یہ تیسرے مانع کا جواب ہے یعنی مشرکین سے تو قریبی رشتہ داریاں ہیں ان سے جنگ کرنے سے قطع رحمی ہوگی۔ فرمایا اگر اللہ اور اس کے رسول اور جہاد فی سبیل اللہ کے مقابلے میں تمہیں رشتہ داریاں اور مالی منافع زیادہ عزیز ہیں تو پھر تم بھی اللہ کے عذاب کا انتظار کرو۔ اس کے بعد لَقَدْ نَصَرَکُمُ اللہُ الخ (ع ۴) بشارت دنیوی ہے۔ وَاِنْ خِفْتُمْ عَیْلَۃً الخ یہ چوتھے مانع کا جواب ہے۔ یعنی اگر مشرکین سے جہاد کی صورت میں کاروبار تباہ ہونے اور مالی پریشانیوں کا اندیشہ ہو تو اس کی پرواہ نہ کرو۔ اللہ تمہیں فراخی سے دولت عطا فرمائے گا۔ قَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ الخ یہاں سورۂ انفال کے دعوے کو تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ کن لوگوں کے ساتھ قتال کرنا ہے اور ان لوگوں سے قتال کے اسباب و وجوہ کیا ہیں یعنی جو لوگ اللہ کی توحید اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان نہیں لاتے اور غیر اللہ کو متصرف و کارساز سمجھ کر ان کے لئے تحریمیں کرتے اور نذریں دیتے ہیں اور اللہ کی تحریمات کو باقی نہیں رکھتے ان سے جہاد کرو وہ خواہ مشرکین عرب ہوں یا یہود اور نصاریٰ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللہِ وَلَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یہ قتال کی پہلی وجہ ہے۔ یعنی اللہ پر، اللہ کے رسول پر اور قیامت پر ان کا ایمان نہیں۔

دوسری وجہ وَلَا یُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللہُ وَرَسُوْلُہٗ وہ محرمات الٰہیہ مثلاً غیر اللہ کی نذر و نیاز کو حرام نہیں سمجھتے۔ تیسری وجہ وَقَالَتِ الْیَھُوْدُ عُزَیْرُ ابْنُ اللہِ وَقَالَتِ النَّصٰرَی الْمَسِیْحُ ابْنُ اللہِ (ع ۵) یہود حضرت عزیر کو اور عیسائی حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا کا بیٹا اور نائب متصرف سمجھتے ہیں۔ چوتھی وجہ اِتَّخَذُوْآ اَحْبَارَھُمْ وَرُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا الخ انہوں نے اپنے مولویوں، پیروں، گدی نشینوں اور حضرت مسیح ابن مریم کو اللہ کے سوا کارساز بنا رکھا ہے۔ پانچویں وجہ قتال یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْآ اِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّھْبَانِ الخ یہود و نصاریٰ کے بہت سے علماء اور پیر و فقیر لوگوں کو اللہ کی راہ (راہِ توحید) سے روکتے اور ناجائز

ہتھکنڈوں سے لوگوں کا مال بٹورتے ہیں۔ چھٹی وجہ قتال اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا الخ اللہ تعالیٰ نے روز اول سے مہینوں کی تعداد بارہ مقرر کی اور ان میں سے چار مہینوں کو قابل احترام ٹھہرایا مگر ان مشرکین نے ان میں اپنی طرف سے رد و بدل کر دیا وہ عزت والے مہینوں میں جنگ و قتال کر کے ان کی جگہ دوسرے مہینوں کو عزت والے قرار دے کر ان میں جنگ نہ کرتے۔ جن مشرکین نے اشہر حرم کا احترام باقی نہیں رکھا ان سے بھی قتال کرو۔

دوسرا حصّہ

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ الخ (ع ۶) بیان دعویٰ کے بعد مومنوں کے لئے ترغیب الی القتال، منافقین اور ان مومنوں کے لئے جو جہاد میں شریک نہیں ہوئے زجر و توبیخ کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہاں سے ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ تک ترغیب الی القتال ہے۔ دوسرے حصے میں صحابہ کرام کی تین اور منافقین کی چار جماعتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ صحابہ کی تین جماعتیں (۱) وہ مہاجرین و انصار جو جان و دل سے جنگ تبوک میں شریک ہوئے اور جہاد کیا۔ آیات ذیل میں ان کے فضائل اور ان کے لئے بشارتیں مذکور ہیں۔ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۤءُ بَعْضٍ ــــ تا ــــ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (ع ۹)، لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ــــ تا ــــ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (ع ۱۱) وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ (ع ۱۲) ــــ تا ــــ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (ع ۱۳) اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ ــــ تا ــــ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ (ع ۱۴) لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ ــــ تا ــــ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔

(۲) وہ پانچ صحابہ کرام جو مخلص مومن تھے مگر جہاد میں شریک نہ ہوئے۔ انہوں نے اپنے کو ستونوں سے باندھ لیا اور گڑگڑا کر توبہ کی۔ اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ ــــ تا ــــ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ (ع ۱۳) میں ان کا ذکر ہے۔

(۳) وہ تین صحابہ جو قدیم الایمان اور نہایت مخلص تھے اور سستی کی وجہ سے جہاد میں شریک نہ ہوئے اور حضور علیہ السلام کی واپسی پر کوئی عذر نہیں تراشا۔ بلکہ اپنا قصور صاف صاف بیان کر دیا ان کو بطور تادیب پچاس دن کی ڈھیل دی اور اس کے بعد ان کی توبہ قبول فرمائی۔ ان کا ذکر ان دو آیتوں میں ہے۔ وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (ع ۱۳) اور وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ــــ تا ــــ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ (ع ۱۴)

منافقین کی حسب ذیل چار جماعتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ (۱) وہ منافقین جو جہاد میں شریک نہ ہوئے اور حضور علیہ السلام کی جہاد سے واپسی پر جھوٹے بہانے تراشنا شروع کئے۔ حسب ذیل مقامات میں ان کے احوال و قبائح مذکور ہیں۔ لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا (ع ۶) ــــ تا ــــ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ (ع ۸) فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ (ع ۱۱) ــــ تا ــــ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ (ع ۱۱)، وَجَاۤءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ (ع ۱۲) ــــ تا ــــ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (ع ۱۲)

(۲) وہ منافقین جو جہاد میں شریک نہ ہوئے اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرنے کے لئے "مسجد ضرار" تعمیر کی۔ ان کا ذکر وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا (ع ۱۳) ــــ تا ــــ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (ع ۱۳) میں ہے۔

(۳) وہ منافقین جو از راہ نفاق جہاد میں شریک ہوئے مگر راستہ میں مسلمانوں کے خلاف غلط پروپیگنڈہ کرتے رہے۔ ان کا ذکر وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ ــــ تا ــــ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ (ع ۸) میں ہے۔

(۴) وہ منافقین جنہوں نے حضور علیہ السلام کی جنگ تبوک سے واپسی پر آپ کو ہلاک کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی آپ کو ان کی ناپاک سازش کی اطلاع دے دی۔ ان کا ذکر يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ط ــــ تا ــــ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ (ع ۱۰) میں کیا گیا ہے۔ اس حصے میں ثعلبہ منافق کا واقعہ بھی مذکور ہے جس نے حضور علیہ السلام سے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا عہد کیا تھا مگر عہد پر قائم نہ رہا۔ اس کا واقعہ وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ الخ (ع ۱۰) میں مذکور ہے۔

سورت کے آخری رکوع میں سورت کے تمام مضامین کا بالاجمال اعادہ کیا گیا ہے۔ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ الخ میں حکم قتال کا اعادہ ہے۔ لَقَدْ جَاۤءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ الخ میں ترغیب اتباع رسول کا اعادہ ہے اور لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ میں مسئلہ توحید کا بیان ہے جس کی خاطر جہاد کا حکم دیا گیا۔

حصّہ اوّل سورۂ برات کا پہلا حصہ جو ابتدا سے لیکر رکوع ۵ کے آخر یعنی وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ تک ہے۔ اس میں تین امور مذکور ہیں (۱) اعلان برات از مشرکین (۲) جہاد کے چار موانع کا جواب اور (۳) مشرکین سے جہاد کرنے کے وجوہ۔

۲؎ سورۂ براءت سے پہلے بسم اللہ نہیں لکھی گئی اسکی مختلف وجوہ ذکر کی گئی ہیں، اقرب الی الصواب یہ ہے کہ اس سورت سے پہلے بسم اللہ نازل ہی نہیں ہوئی تھی کیونکہ بسم اللہ امان ہے اور سورۂ توبہ قتال کا حکم لیکر نازل ہوئی جیسا کہ حضرت علی رض محمد بن حنفیہ اور سفیان بن عیینہ سے منقول ہے۔ عن علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ من ان البسملۃ امان وبراءۃ نزلت بالسیف ومثلہ عن محمد بن الحنفیۃ وسفیان بن عیینۃ ومرجع ذلک الی انہا لم تنزل فی ھٰذہ السورۃ کاخواتہا لما ذکر (روح ص ۴۱ ج ۱۰)

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّتِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً ۱۲۹ وَّسِتَّةَ عَشَرَ رُكُوْعًا ۱۶

سورۂ توبہ ۳؎ مدینہ میں اتری اور اس کی ایک سو آیتیں اور سولہ رکوع ہیں ط

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ

صاف جواب ۱؎ ہے اللہ کی طرف سے اور اس کے رسول کی ان مشرکوں کو جن سے تمہارا

مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۭ ① فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ

عہد ہوا تھا سو پھر لو اس ملک میں چار

اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ

مہینے اور جان لو کہ تم نہ تھکا سکو گے اللہ کو اور یہ کہ

اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ ② وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ

اللہ رسوا کرنے والا ہے کافروں کو اور سنا دینا ہے اللہ ۳؎ کی طرف سے اور اس کے رسول

اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْۗءٌ مِّنَ

کی طرف سے لوگوں کو دن بڑے حج کے کہ اللہ الگ ہے

الْمُشْرِكِيْنَ ڏ وَرَسُوْلُهٗ ۭ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ

مشرکوں سے اور اس کا رسول سو اگر تم توبہ کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے

وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۭ

اور اگر نہ مانو تو جان لو کہ تم ہرگز نہ تھکا سکو گے اللہ کو

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ③ اِلَّا الَّذِيْنَ

اور خوشخبری سنا دے کافروں کو عذاب دردناک کی ۴؎ مگر جن ۵؎

عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْـًٔا

مشرکوں سے تم نے عہد کیا تھا پھر انہوں نے کچھ قصور نہ کیا تمہارے ساتھ

وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ

اور مدد نہ کی تمہارے مقابلہ میں کسی کی سو ان سے پورا کردو ان کا عہد

مسلمانوں کا مشرکین سے معاہدہ تھا مگر مشرکین اپنے عہد پر قائم نہ رہے اور انہوں نے عہد توڑ ڈالا البتہ بنی ضمرہ اور بنی کنانہ اپنے عہد پر قائم رہے۔ قریش اور ان کے حلیف قبیلہ بنی بکر نے مسلمانوں کے حلیف بنی خزاعہ پر ظالمانہ حملہ کر کے ان کو نقصان پہنچایا تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ عہد شکن مشرکین سے معاہدہ ختم کرنے کا اعلان کر دیں اور ان کو چار ماہ کی مہلت دیدیں تاکہ اس دوران میں وہ یا تو وطن سے نکل جائیں یا اسلام قبول کر لیں یا پھر جنگ کیلئے تیار ہو جائیں۔ یہ حکم شوال ۹ھ میں نازل ہوا تھا۔ اور چار مہینوں سے شوال، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم مراد ہیں۔ اعلان براءت کے بارے میں فرمایا کہ سارے ملک میں براءت کا عام اعلان کر دو اور براءت نامے لکھ کر ملک میں پھیلا دو تاکہ سب کو براءت کا علم ہو جائے وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ اَنَّكُمْ کی ضمیر منصوب پر معطوف ہے۔ ۳؎ یعنی حج کے دن بھی براءت کا اعلان کرو کیونکہ حج کے موقع پر دور دراز کے لوگ آتے ہیں تاکہ جسے پہلے علم نہیں ہو سکا اسے بھی علم ہو جائے مگر موسم حج میں اعلان براءت کے ساتھ چار ماہ کا ذکر نہیں کیا کیونکہ چار ماہ کا شمار تو ابتدائے نزول آیت سے ہوگا اور موسم حج تک دو ماہ گذر چکے ہوں گے۔ ۴؎ اس سے وہ مشرکین مراد ہیں جو اپنے عہد پر قائم رہے اور مسلمانوں کے خلاف دشمن کی مدد نہیں کی یعنی بنی ضمرہ اور بنی کنانہ (روح) فرمایا ان کو مدت عہد گذرنے تک کچھ نہ کہو۔

یعنی انفال میں [illegible] کرو اور جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ جن مشرکین نے عہد توڑ ڈالا ہے ان کے ساتھ بھی عہد و پیمان توڑ دو یعنی نبذ عہد اور براءت نامہ علاقوں میں روانہ کرو اور موسم حج میں بھی اعلان کرو تاکہ تمام لوگوں کو اس براءت کا علم ہو جائے لیکن [illegible] مراد مشرکین اطراف مکہ ہیں کیونکہ [illegible] چلا گیا تھا ۱۲ [illegible]

۲؎ اکتبوا وقولوا۔ کیونکہ اطلاع کبھی کتابت سے اور کبھی قول سے دی جاتی ہے ۱۲ ۳؎ یہ انکم پر معطوف ہے یعنی حج اکبر کے دن براءت کا اعلان کرنا ہے چار ماہ کا ذکر نہیں کرنا ۱۲ ۵؎ یعنی بنی ضمرہ و بنی کنانہ جو اپنے عہد پر ثابت قدم رہے ان کو عہد گزرنے تک کچھ نہ کہیں۔ ۶؎ مراد ذی قعدہ، ذی الحجہ اور محرم ہے۔ رجب نہیں۔

موضح قرآن ف۱ یہ سورت براءت ہے حضرت نے بیان نہیں فرمایا کہ یہ جدا سورت ہے اور سورت میں کی آیتیں ہیں سورۃ کا نشان تھا بسم اللہ نازل ہوئی اس واسطے اس پر بسم اللہ نہیں اور کسی سورۃ میں داخل بھی نہیں۔ ف۲ چھٹے برس حضرت کو مکہ کے لوگوں سے صلح ہوئی تھی اور بھی کئی فرقوں سے جو اِنَّا فَتَحْنَا میں بیان ہے اور عرب کی بہت قوموں سے صلح تھی جب کہ مکہ فتح ہوا اس سے بعد ایک برس حکم نازل ہوا کہ کسی مشرک سے صلح نہ رکھو اور یہ باب حج کے دن یعنی عید قربان کو سب حج کے قافلوں میں پکار دو کہ سب کو خبر پہنچے اور صلح کا جواب دیکر چار مہینے فرصت دو کہ اس میں خواہ لڑائی کا سرانجام کریں یا وطن چھوڑ جاویں یا مسلمان ہوں۔ ۱۲

فتح الرحمٰن ف۱ سال نہم حضرت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم علی مرتضیٰ را در موسم حج فرستاد تا عہود مشرکان را برانداز د الا چہار ماہ فرصت داد تا در امر خود تأمل کنند مگر دو فرقہ بنو ضمرہ و بنو کنانہ کہ خیانت در عہد نکردہ بودند پس خدائے تعالیٰ عہد ایشاں را تا میعاد آں مقرر داشت و ندا کنند کہ بعد ازیں ہیچ مشرک حج نیاید و ہیچ برہنہ طواف کعبہ نکند و اوائل سورت براءت برایشاں خواندہ ۱۲

۵ یعنی ذی قعدہ، ذی الحجہ اور محرم گذر جائیں تو مشرکین جہاں کہیں ملیں ان کو قتل کر ڈالو یا انہیں پکڑ کر محصور کر لو اور انہیں پکڑنے کے لئے ہر مناسب کمین گاہ میں چھپ کر بیٹھ جاؤ ۔ فَاِنْ تَابُوْا الخ مشرکین اگر گرفتار یا محصور ہونے کے بعد کفر و شرک سے توبہ کر لیں اور ایمان لا کر احکام اسلام کی بجا آوری کا عہد کر لیں تو انہیں رہا کر دو ۔ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ جو شخص شرک و کفر سے توبہ کر کے سچے دل سے اسلام قبول کر لے اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے اور اس کے گذشتہ گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ یعنی لمن تاب ورجع من الشرک الی الایمان ومن المعصیۃ الی الطاعۃ (خازن ج ۳ ص ۵۱) یغفر لہم ما قد سلف ویثیبہم بایمانہم وطاعتہم (روح ج ۱۰ ص ۵۲) ۶ اشہر حرم یا مدت عہد گذر جانے کے بعد اگر کوئی مشرک آپ سے امن کا طالب ہو اور آپ کے قرب و جوار میں رہنے کا متمنی ہو تو آپ اسے امان دے دیں اور اپنے پاس رہنے دیں تاکہ اسے براہ راست آپ کی زبان سے اللہ کا کلام سننے کا موقع مل جائے اور وہ آپ کی دعوت کو سمجھ سکے۔ اس کے بعد اسے اس کے گھر یا کسی ایسی جگہ پہنچا دیں جہاں اسے کسی قسم کا ڈر اور خطرہ نہ ہو۔ ۱۲ ۷ یہاں سے موانع قتال کے جواب کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ یعنی ایسے چار شبہات کا ازالہ کیا گیا ہے جو مشرکین سے جہاد کرنے کی راہ میں حائل ہو سکتے تھے۔ یہ پہلے مانع کا جواب ہے۔ مانع یہ تھا کہ مشرکین سے تو مسلمانوں نے معاہدہ کر رکھا ہے پھر ان سے قتال کیونکر جائز ہو سکتا ہے تو فرمایا کہ جن مشرکین نے اپنا عہد توڑ دیا اور مسلمانوں کے خلاف دشمن کو مدد دی اللہ اور رسول کے نزدیک ان کا عہد کیونکر باقی رہ سکتا ہے ان کے نقض عہد کی وجہ سے معاہدہ ختم ہو گیا اس لئے نبذ عہد کا اعلان کر کے اور چار ماہ کی مہلت دے کر ان سے ڈٹ کر قتال کرو۔ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ الخ البتہ وہ مشرکین جو اپنے عہد پر قائم ہیں جب تک وہ عہد پر قائم رہیں ان سے اپنا عہد باقی رکھو اور ان سے کسی قسم کا تعرض مت کرو۔ اس سے مراد وہی بنی کنانہ اور بنی ضمرہ ہیں۔

اِلٰى مُدَّتِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ④ فَاِذَا
ان کے وعدہ تک بے شک اللہ کو پسند ہیں احتیاط والے پھر جب
انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ
گذر جائیں ۵ مہینے پناہ کے ف۱ تو مارو مشرکوں کو
حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ
جہاں پاؤ اور پکڑو اور گھیرو
وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا
اور بیٹھو ہر جگہ تاک میں پھر اگر وہ توبہ کریں اور قائم رکھیں
الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ؕ
نماز اور دیا کریں زکوٰۃ تو چھوڑ دو ان کا رستہ
اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑤ وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ
بے شک اللہ ہے بخشنے والا مہربان ف۲ اور اگر کوئی ۶
الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ
مشرک تجھ سے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دیدے یہاں تک کہ وہ سن لے
كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ
کلام اللہ کا پھر پہنچا دے اس کو اس کی امن کی جگہ یہ اس واسطے کہ وہ لوگ
لَّا يَعْلَمُوْنَ ⑥ كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ
علم نہیں رکھتے ف۳ ف۴ کیونکر ہووے مشرکوں کے ۷ لئے عہد
عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ
اللہ کے نزدیک اور اس کے رسول کے نزدیک مگر جن لوگوں سے تم نے عہد کیا تھا
عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ
مسجد حرام کے پاس ف۵ سو جب تک وہ تم سے سیدھے رہیں

ع ۱ ۷

ما مراد ذیقعدہ، ذی الحجۃ اور محرم ہے۔ رجب نہیں ۱۲

ے یہ چار موانع میں سے مانع اول کا جواب ۱۲

سے مراد بنی ضمرہ اور بنی کنانہ ہیں ۱۲

موضح قرآن ف۱ جن سے وعدہ ٹھہر گیا تھا اور ان سے دغا نہ دیکھی ان کی صلح قائم رہی اور جن سے وعدہ کچھ نہ تھا ان کو فرصت ملی چار مہینے کی اور حضرت نے فرمایا دل کی خبر اللہ کو ہے ظاہر میں جو مسلمان ہو وہ سب کے برابر امان میں ہے اور ظاہر مسلمانی کی حد ٹھہرائی ایمان اور کفر سے توبہ کرنا اور نماز اور زکوٰۃ اسی واسطے جب کوئی شخص نماز چھوڑ دے یا زکوٰۃ موقوف کرے تو اس سے امان اٹھ گئی۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ کے منکروں کو برابر کافروں کے قتل فرمایا۔ ف۲ یعنی اتنی امان کا مضائقہ نہیں کہ کچھ پوچھنا سنا چاہے سو سن لے پھر بھی جہاں وہ نڈر ہو وہاں تک پہنچا دینا بعد اس کے سب کافروں کے برابر ہے

فتح الرحمن ف۱ یعنی آں چہار ماہ کہ ایشاں را فرصت دادہ بودند۔ ۱۲ ف۲ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم با کفار قریش صلح کردہ بودند و ایشاں در مقام عذر آمدہ برگشتن خلفائے آنحضرت اعانت نمودند و ایں صورت سبب فتح مکہ شد خدائے تعالیٰ برائے تبلیغ بر غزوہ فتح آیات فرستاد ۱۲ ف۳ یعنی قریش کہ در حدیبیہ با ایشاں صلح واقع شدہ بود۔ ۱۲

ف۸ كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ کی علت ہے یہاں مشرکین کے خبث باطن اور فساد نیت کو ظاہر فرمایا کہ ان سے وفاء عہد کیونکر ہو سکتا ہے اگر انہیں کبھی تم پر غلبہ حاصل ہو جائے تو وہ نہ تمہاری رشتہ داری کا پاس و لحاظ کریں گے اور نہ اپنے عہد و پیمان کا ان کی چکنی چپڑی باتوں پر مت اعتماد کرو۔ ان کا باطن خبیث اور ناپاک ہے۔ ف۹ ثَمَنًا قَلِيْلًا سے شہوات واہواء نفسانیہ مراد ہیں اور اشتراء، استبدال سے کنایہ ہے۔ یعنی وہ اللہ کی آیتوں کو ماننے اور ان پر عمل کرنے کی بجائے خواہشات نفسانیہ اور شہوات حیوانیہ کے مطیع و فرمانبردار ہیں۔ یعنی انھم اعتاضوا عن اتباع آیات اللہ بما التھوا بہ من امور الدنیا الخسیسۃ۔ (ابن کثیر ج ۲ ص ۳۳۹) وھو اھواءھم وشھواتھم التی اتبعوھا (روح ج ۱۰ ص ۵۶)

ف۱۰ خواہشات و شہوات کے اتباع میں ایسے اندھے ہیں کہ کسی مومن سے تعلق قرابت اور عہد کا پاس نہیں کرتے فَاِنْ تَابُوْا الخ ہاں اگر وہ صدق دل سے اسلام قبول کرلیں اور اسلامی احکام کے پابند ہو جائیں تو پھر وہ تمہارے بھائی بند ہیں اور ان کے حقوق تمہارے برابر ہیں۔ اب ان کا مال و جان محفوظ ہے۔ ان سے کسی قسم کا تعرض مت کرو

ف۱۱ نَكَثُوْا کی ضمیر سے اگر بنو کنانہ اور بنو ضمرہ مراد ہوں جو عہد پر قائم تھے تو اِنْ اپنے معنی موضوع لہٗ پر ہوگا اور اگر اس سے عہد توڑنے والے مشرکین مراد ہوں تو اِنْ بمعنی اِذَا ہوگا کیونکہ اس صورت میں نقض عہد مشکوک نہیں تھا بلکہ یقیناً واقع ہو چکا تھا اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا الخ دوسری توجیہ کا مؤید ہے۔

وفاء عہد کی توقع بے سود ہے۔

فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ⑦

تم ان سے سیدھے رہو بے شک اللہ کو پسند ہیں احتیاط والے ف۷

كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ

کیونکر رہے صلح اور اگر وہ تم پر قابو پائیں تو نہ لحاظ کریں تمہاری

اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى

قرابت کا اور نہ عہد کا تم کو راضی کر دیتے ہیں اپنے منہ کی بات سے اور ان کے

قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ⑧ اِشْتَرَوْا

دل نہیں مانتے اور اکثر ان میں بد عہد ہیں بیچ ڈالے انھوں نے ف۹

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ

اللہ کے حکم تھوڑی قیمت پر پھر روکا اس کے رستہ سے

اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ⑨ لَا يَرْقُبُوْنَ

برے کام ہیں جو وہ لوگ کر رہے ہیں نہیں لحاظ کرتے ف۱۰

فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ

کسی مسلمان کے حق میں قرابت کا نہ عہد کا اور وہی ہیں

الْمُعْتَدُوْنَ ⑩ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ

زیادتی پر سو اگر توبہ کریں اور قائم رکھیں نماز

وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ؕ وَنُفَصِّلُ

اور دیتے رہیں زکوٰۃ تو تمہارے بھائی ہیں حکم شریعت میں ف۱ اور ہم کھول کر بیان

الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ⑪ وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ

کرتے ہیں حکموں کو جاننے والے لوگوں کے واسطے اور اگر وہ توڑ دیں ف۱۱ اپنی قسمیں

مِّنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا

عہد کرنے کے بعد اور عیب لگائیں تمہارے دین میں تو لڑو

۱۲ اگر ان سے مراد بنی ضمرہ وغیرہ ہیں تو ان شرطیہ ہے یعنی یہ ہوگا اور اگر مراد بنی بکر وغیرہ ہیں جنہوں نے عہد توڑ دیا تو [illegible] یعنی اذا [illegible] کی آیت [illegible] ۱۲

له دوسرا معنی راجح معلوم ہوتا ہے ۱۲ مراد رؤسا و پیشوایان مشرکین ہیں جو مکہ [illegible] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نکالنے میں اہل مکہ کی امداد دی تھی۔ ان سے یہود مدینہ مراد لینا صحیح نہیں ۱۲۔

اَئِمَّةَ الْكُفْرِ اس سے مراد رؤسائے کفر اور پیشوایان شرک ہیں جو اطراف مکہ کے باشندے تھے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکالنے میں مشرکین مکہ کو مدد دی تھی یعنی قبل از فتح مکہ اس سے مدینہ کے یہود مراد لینا صحیح نہیں۔ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ اي لا عهد لهم یعنی ان کے عہد و پیمان کا کوئی اعتبار نہیں ان سے

موضح قرآن ف۱ صلح والے تین قسم فرمائے ایک جن سے مدت نہیں ٹھہری ان کو جواب دیا مگر جو مکے کی صلح میں شامل تھے جب تک وے دغا نہ کریں۔ یہ ادب ہے مکے کا اور تیسرے جن سے مدت ٹھہری اور صلح قائم رہی لیکن آخر سب مشرک عرب ایمان لے آئے ۱۲ ف۲ یعنی یہ جو فرمایا کہ بھائی ہیں حکم شرع میں اسی سے سمجھ لیں کہ جو شخص قرآن سے معلوم ہو کہ ظاہری مسلمان ہے دل سے یقین نہیں رکھتا اس کو حکم ظاہری میں مسلمان گنیں مگر معتمد اور دوست نہ پکڑیں۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی تابع شہوات نفس شدند و ایمان را ترک کردند ۱۲

أَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ إِنَّهُمْ لَا أَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ
کفر کے سرداروں سے بے شک ان کی قسمیں کچھ نہیں تاکہ وہ
يَنْتَهُونَ ⑫ أَلَا تُقَاتِلُونَ قَوْمًا نَكَثُوا أَيْمَانَهُمْ
باز آئیں ف۱ کیا نہیں لڑتے ایسے ۱۲ھ لوگوں سے جو توڑیں اپنی قسمیں
وَهَمُّوا بِإِخْرَاجِ الرَّسُولِ وَهُمْ بَدَءُوكُمْ
اور فکر میں رہیں کہ رسول کو نکال دیں اور انہوں نے پہلے چھیڑ
أَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ أَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ
کی تم سے کیا ان سے ڈرتے ہو سو اللہ کا ڈر چاہیے
تَخْشَوْهُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ⑬ قَاتِلُوهُمْ
تم کو زیادہ اگر تم ایمان رکھتے ہو لڑو ان سے ۱۳ھ
يُعَذِّبْهُمُ اللَّهُ بِأَيْدِيكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ
تا عذاب دے اللہ ان کو تمہارے ہاتھوں اور رسوا کرے اور تم کو ان پر
عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ ⑭ وَ
غالب کرے اور ٹھنڈے کرے دل مسلمان لوگوں کے اور
يُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوبِهِمْ ۗ وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَىٰ مَنْ
نکالے ان کے دل کی جلن اور اللہ توبہ نصیب کرے گا جس
يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ⑮ أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ
کو چاہے گا اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے کیا تم یہ گمان کرتے ہو ۱۴ھ ف۲ کہ
تُتْرَكُوا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ
چھوٹ جاؤ گے حالانکہ ابھی معلوم نہیں کیا اللہ نے تم میں سے ان لوگوں کو جنہوں نے جہاد
وَلَمْ يَتَّخِذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَا رَسُولِهِ وَ
کیا ہے اور نہیں پکڑا انہوں نے سوا اللہ کے اور اس کے رسول کے اور

رازجبر ۱۲

۱۲ھ یہ ترغیب الی القتال ہے اور استفہام انکاری ہے۔ اور ساتھ تین وجوہ کا ذکر کر دیا گیا جو ان سے قتال کی موجب ہیں۔ اول نَكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ کہ انہوں نے عہد شکنی کی ہے۔ دوم هَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ سے نکالنے کی کوشش کی سوم وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اور انہوں نے تمہارے ساتھ جنگ کی ابتداء کی لہٰذا ان سے ضرور قتال کرو کیا تمہیں یہ ڈر ہے کہ جنگ کی صورت میں تمہیں مشرکین کے ہاتھوں نقصان پہنچے گا۔؟ اس کی پرواہ مت کرو بلکہ اللہ سے ڈرو اور اس کے حکم کی خلاف ورزی مت کرو۔ خالص اور پختہ ایمان کا یہی تقاضا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو نافع و ضار نہ سمجھو فان مقتضی ایمان المؤمن الذی یتحقق انه لا ضار ولا نافع الا اللہ تعالٰی ولا یقدر احد علی مضرة ولا نفع الا بمشیته ان لا یخاف الا من اللہ تعالٰی (روح ج ۱۰ ص ۶۱)۔ **۱۳ھ** مذکورہ بالا تین وجوہ قتال میں سے ایک بھی ان سے قتال کا باعث بننے کے لیے کافی ہے چہ جائیکہ تینوں وجوہ موجود ہوں لہٰذا ان مشرکین سے قتال کرو اللہ تعالٰی تمہارے ہاتھوں سے ان کو رسوا کرے گا اور ان کے مقابلے میں تمہاری مدد فرمائے گا۔ اس طرح جن مومنوں کو ان کے ہاتھوں تکلیفیں پہنچی تھیں وہ خوش ہوں گے اور ان کے دلوں کی جلن دور ہو جائے گی۔ **۱۴ھ** یہ زجر ہے۔ خطاب مومنین سے ہے یا منافقوں سے جنہیں قتال کا حکم ناگوار محسوس ہوا۔ وَلِيْجَةً رازدار دوست۔

موضح قرآن ف۱ اگر ثابت ہو ایک کا فریب دیتا ہے ہمارے دین کو وہ ذمی نہ رہا۔ ۱۲

فتح الرحمٰن یعنی تکلیف جہاد نشود۔ ۱۲

لَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ⑯

مسلمانوں کے کسی کو بھیدی اور اللہ کو خبر ہے جو تم کر رہے ہو

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ

مشرکین کا کام نہیں **۱۵** کہ آباد کریں اللہ کی مسجدیں

شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ

اور تسلیم کر رہے ہوں اپنے اوپر کفر کو وہ لوگ

حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚۖ وَفِى النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ⑰

خراب گئے ان کے عمل اور آگ میں رہیں گے وہ ہمیشہ **ف۱**

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

وہی آباد کرتا ہے مسجدیں اللہ کی جو یقین لایا اللہ پر اور آخرت

الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا

کے دن پر اور قائم کیا نماز کو اور دیتا رہا زکوٰۃ اور نہ ڈرا سوائے

اللّٰهَ قف فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ⑱

اللہ کے کسی سے سو امیدوار ہیں وہ لوگ کہ ہوویں ہدایت والوں میں

اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

کیا تم نے کر **۱۶** دیا حاجیوں کا پانی پلانا اور مسجد حرام کا بسانا

كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِىْ

برابر اس کے جو یقین لایا اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور لڑا

سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى

اللہ کی راہ میں یہ برابر نہیں ہیں اللہ کے نزدیک اور اللہ رستہ نہیں دیتا

الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ⑲ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَ

ظالم لوگوں کو جو ایمان لائے **۱۷** اور گھر چھوڑ آئے اور

ع ۲ ۱۰ ۸

وقف لازم

۱ مانع ثانی کا جواب یعنی ان سے قتال کیا کریں یہ نیک عمل کرتے ہیں ۱۲

۲ خطاب مشرکین کو ہے ۱۲

۳ بشارت ۱۲

۱۵ یہ قتال کے مانع ثانی کا جواب ہے۔ مانع یہ تھا کہ مشرکین بیت اللہ کی تعمیر اور اس قسم کے دوسرے نیک اعمال بجالاتے ہیں لہٰذا ان سے قتال کیونکر روا ہے۔ فرمایا مشرکین کا کوئی عمل قبول نہیں۔ کفر و شرک کی حالت میں ان کے تمام نیک اعمال ضائع اور رائیگاں ہیں۔ لہٰذا ان کے دوسرے شر انگیز اعمال کی وجہ سے ان سے جہاد لازم ہے۔ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ الخ بیت اللہ کی تعمیر اور دوسرے اعمال صالحہ صرف انہی لوگوں سے قبول کئے جاتے ہیں جو شرک سے توبہ کریں۔ خدائے واحد پر اور آخرت پر ایمان لائیں اور تمام اعمال شریعت کے مطابق بجالائیں وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ اور صرف اللہ سے ڈرے اور معبودانِ باطلہ سے نہ ڈرے جس طرح مشرکین ڈرتے ہیں۔ کانوا یخشون الاصنام و یرجونها فارید نفی تلك الخشیة عنهم (مدارک ج ۲ ص ۹۲) **۱۶** خطاب مشرکین سے ہے یعنی ایک وہ شخص ہے جو دل و جان سے ایمان لایا اور اس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور ایک وہ ہے جو بحالت شرک حاجیوں کو پانی پلاتا اور بیت اللہ کی تعمیر کرتا ہے یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ مومن کے تمام اعمال عند اللہ مقبول ہیں اور مشرک کے تمام اعمال مردود اور رائیگاں ہیں۔ **۱۷** یہ ان صحابۂ کرام کے لئے بشارت اخروی ہے جنہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں تن من دھن سے جہاد کیا ان کے حسب ذیل فضائل بیان کئے گئے۔ (۱) وہ غیر مہاجرین اور غیر مجاہدین مومنون سے افضل ہیں۔ (۲) وہ آخرت میں کامیاب اور بامراد ہیں گے۔ (۳) اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے۔ (۴) اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے جنات نعیم کا فیصلہ فرما دیا ہے جن کی ہر نعمت دائمی اور لازوال ہوگی اور وہ بھی ابدالآباد ان میں رہیں گے۔ **۱۸** یہ مانع ثالث کا جواب ہے یعنی مشرکین سے جہاد کرنے میں یہ خیال ہرگز حائل نہ ہونا چاہیئے کہ ان میں تمہارے قریبی اور عزیز ترین رشتہ دار موجود ہیں۔ یاد رکھو اگر تمہارے ماں باپ اور تمہارے بھائی اور دیگر اعزہ ایمان کے مقابلے میں کفر و شرک کو ترجیح دیتے اور پسند کرتے ہیں تو تم ان

فتح الرحمن **ف۱** تعریض است بجواب مفاخرت قریش بعمارت مسجد حرام ۱۲

جَاهَدُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ بِاَمۡوَالِهِمۡ وَ اَنۡفُسِهِمۡ ۙ
لڑے اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے

اَعۡظَمُ دَرَجَةً عِنۡدَ اللّٰهِ ؕ وَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡفَآئِزُوۡنَ ﴿۲۰﴾
ان کے لئے بڑا درجہ ہے اللہ کے ہاں اور وہی مراد کو پہنچنے والے ہیں

يُبَشِّرُهُمۡ رَبُّهُمۡ بِرَحۡمَةٍ مِّنۡهُ وَرِضۡوَانٍ وَّجَنّٰتٍ
خوشخبری دیتا ہے ان کو پروردگار ان کا اپنی طرف سے مہربانی کی اور رضامندی کی اور باغوں کی

لَّهُمۡ فِيۡهَا نَعِيۡمٌ مُّقِيۡمٌ ﴿۲۱﴾ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَاۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ
کہ جن میں ان کو آرام ہے ہمیشہ کا رہا کریں ان میں مدام بے شک

اللّٰهَ عِنۡدَهٗۤ اَجۡرٌ عَظِيۡمٌ ﴿۲۲﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا
اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے ف ۱ ۲ اے ایمان والو ۳

لَا تَتَّخِذُوۡۤا اٰبَآءَكُمۡ وَاِخۡوَانَكُمۡ اَوۡلِيَآءَ اِنِ
مت پکڑو اپنے باپوں کو اور بھائیوں کو رفیق اگر

اسۡتَحَبُّوا الۡكُفۡرَ عَلَى الۡاِيۡمَانِ ؕ وَمَنۡ يَّتَوَلَّهُمۡ
وہ عزیز رکھیں کفر کو ایمان سے اور جو تم میں ان کی رفاقت

مِّنۡكُمۡ فَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ﴿۲۳﴾ قُلۡ اِنۡ كَانَ
کرے سو وہی لوگ ہیں گنہگار ف ۲ تو کہدے اگر ف ۱۹

اٰبَآؤُكُمۡ وَاَبۡنَآؤُكُمۡ وَاِخۡوَانُكُمۡ وَاَزۡوَاجُكُمۡ وَ
تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور بھائی اور عورتیں اور

عَشِيۡرَتُكُمۡ وَاَمۡوَالُ ۨ اقۡتَرَفۡتُمُوۡهَا وَتِجَارَةٌ تَخۡشَوۡنَ
برادری اور مال جو تم نے کمائے ہیں اور سوداگری جس کے بند ہونے

كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرۡضَوۡنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَيۡكُمۡ مِّنَ اللّٰهِ
سے تم ڈرتے ہو اور حویلیاں جن کو پسند کرتے ہو تم کو زیادہ پیاری ہیں اللہ سے

مالا زغ ثالث کالخذ ۱۲

لا ای الثانیۃ ۱۲ [illegible]

سے ہرگز دوستی نہ رکھو۔ ان سے محبت وشفقت کا رشتہ توڑ لو اور اللہ کے دین کو سربلند کرنے کیلئے ان سے جہاد کرو۔ ف ۱۹ یہ زجر ہے یعنی اگر ماں باپ، بیٹے، بھائی، بیویاں اور دیگر رشتہ دار، مال و دولت، کاروبار اور مکانات تمہیں اللہ اور اس کے رسول سے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو پھر اللہ کے عذاب کیلئے تیار ہو جاؤ۔ یہ پہلے حکم لَا تَتَّخِذُوۡۤا اٰبَآءَكُمۡ وَاِخۡوَانَكُمۡ اَوۡلِيَآءَ اِنِ اسۡتَحَبُّوا الۡكُفۡرَ عَلَى الۡاِيۡمَانِ کی خلاف ورزی کرنے والوں کے لئے تہدید و تخویف ہے فَتَرَبَّصُوۡا۔ وھٰذا امر تہدید و تخویف (خازن ج ۳ ص ۵۵)، (حَتّٰى يَاۡتِىَ اللّٰهُ بِاَمۡرِهٖ) الحسن بعقوبۃ اٰجلۃ او عاجلۃ (قرطبی ج ۸ ص ۹۶)

موضح قرآن

ف ۱ اوپر سے نیچے تک پانچ آیتیں نازل ہوئیں اس پر کہ گفتگو ہوئی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ میں۔ حضرت عباس نے آخر کو ہجرت کی ہے کہا حضرت علی نے اگر تم اوّل ہجرت کرتے تو جہاد میں حاضر ہوتے اور مرتبہ بلند پاتے جیسے ہم نے پائے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم بھی خدا کے کام میں تھے یعنی خدمت حاجیوں کی اور آبادی مسجد الحرام کی سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ کام ان کے برابر نہیں اور مشرکوں کی خدمت قبول نہیں کوئی مسلمان خدمت کرے تو قبول ہے۔

فائدہ ان آیتوں سے سمجھ کر حضرت نے مکہ سے کافروں کو نکال دیا ہمیشہ کو حکم ہوا کہ مکہ میں کافر نہ جاویں اور علماء نے لکھا ہے کہ کافر چاہے مسجد بناوے اس کو منع کریئے اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ پیغمبر کی قرابت سے عمل کا درجہ بڑا ہے کہ حضرت عباس قرابت میں قریب تھے اور حضرت علی عمل میں زیادہ۔ ف ۲ یعنی بعضے شخص دل سے مسلمان ہیں لیکن برادری سے توڑ نہیں سکتے کہ ظاہر مسلمان ہو جاویں ان کا حال یہاں سے سمجھو۔ ۱۲

فتح الرحمٰن ف ۱ بعد غزوہ فتح در ترغیب بر جہاد مشرکین و اہلِ کتاب نازل شدہ ۱۲

وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ
اور اس کے رسول سے اور لڑنے سے اس کی راہ میں تو انتظار کرو یہاں تک کہ بھیجے
اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ
اللہ اپنا حکم اور اللہ رستہ نہیں دیتا نافرمان لوگوں کو ف۱
لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ
مدد کر چکا ہے اللہ تمہاری ف۲ بہت میدانوں میں اور حنین کے دن
اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّ
جب خوش ہوئے تم اپنی کثرت پر پھر وہ کچھ کام نہ آئی تمہارے اور
ضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ
اور تنگ ہو گئی تم پر زمین باوجود اپنی فراخی کے پھر ہٹ گئے تم
مُّدْبِرِيْنَ ۚ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ
پیٹھ دیکر پھر اتاری اللہ نے اپنی طرف سے تسکین اپنے رسول پر
وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَ
اور ایمان والوں پر اور اتاریں فوجیں کہ جن کو تم نے نہیں دیکھا اور
عَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۶﴾
عذاب دیا کافروں کو اور یہی سزا ہے منکروں کی
ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ
پھر توبہ نصیب کریگا ف۳ اللہ اس کے بعد جس کو چاہے ف۴
وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۷﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا
اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۵ اے ایمان والو
اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ
مشرک ف۶ جو ہیں سو پلید ہیں سو نزدیک نہ آنے پائیں مسجد الحرام کے

ع ۳
۸
۹

بشارت ہے ۱۲

اس سے تمام حرم مراد ہے یعنی مسجد حرم وما یتعلق بہا کیونکہ مطلب یہ ہے کہ ان کو حج نہ کرنے دو تائید ہے سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد ۱۲

۲۵ خطاب ایمان والوں سے ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے مؤمنین پر اپنے انعام نصرت کا اظہار فرمایا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے بہت سے مواقع پر دشمن کے مقابلے میں تمہاری مدد کی اور تمہیں فتح عطا فرمائی اس لئے تم کسی وقت بھی مشرکین سے قتال کرنے سے ہمت مت ہارو اللہ تمہارا حامی و مددگار ہے خطاب للمؤمنین خاصة وامتنان علیهم بالنصر على الاعداء التي يترك لها الغيور احب الاشياء اليه (روح ج ۱۰ ص ۷۲) حنین مکہ اور طائف کے درمیان مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر واقع ایک وادی کا نام ہے۔ یہاں فتح مکہ کے بعد ہوازن، ثقیف وغیرہ قبائل مشرکین سے مسلمانوں کی جنگ ہوئی تھی مشرکین چار ہزار تھے اور مسلمان بارہ ہزار بعض مسلمانوں نے اپنی کثرت تعداد سے خوش ہو کر کہہ دیا کہ آج ہم قلت عدد کی وجہ سے تو مغلوب نہیں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہیں تھی کہ ایک مسلمان کثرت عدد پر ناز کرے اور ایک لمحے کے لئے بھی اللہ پر اعتماد و توکل کی گرفت اس کے دل و دماغ پر سے ڈھیلی ہو جائے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے محض تنبیہ کے طور پر مسلمانوں کی فتح کو شکست سے بدل دیا۔ حضرت براء بن عازب بیان کرتے ہیں کہ پہلے کفار کو شکست ہوئی اور بہت سا مال اور ساز و سامان چھوڑ کر پسپا ہو گئے۔ یہ دیکھکر مسلمان سپاہی اموال غنیمت جمع کرنے لگ گئے۔ اس موقع پر ہوازن کا تیزانداز دستہ جو پہاڑیوں میں گھات لگائے بیٹھا تھا یکایک وہاں سے نکلا اور مسلمانوں پر دھاوا بول دیا اور چاروں طرف سے اس قدر تیر برسائے کہ مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مع چند رفقاء دشمن کے مقابلہ میں باقی رہ گئے۔ حضرت ابوبکر، عمر، علی، عباس، ابوسفیان بن حارث عبداللہ بن مسعود، جعفر بن ابی سفیان، ربیعہ بن حارث فضل ابن عباس، اسامہ بن زید، ایمن بن عبید رضی اللہ عنہم تقریباً سو یا اسی نفر ثابت قدم رہے جو پہاڑوں سے زیادہ مضبوط اور مستحکم نظر آتے تھے۔ مولانا عثمانی فرماتے ہیں "یہ خاص موقع تھا جبکہ دنیا نے پیغمبرانہ صداقت و توکل اور معجزانہ شجاعت کا ایک محیر العقول نظارہ ان ظاہری آنکھوں سے دیکھا۔ آپ سفید خچر پر سوار تھے۔ حضرت عباس ایک رکاب اور ابوسفیان ابن الحارث دوسری رکاب تھامے ہوئے ہیں۔ چار ہزار کا مسلح لشکر پورے جوشِ انتقام میں ٹوٹا پڑتا ہے۔ ہر چہار طرف سے تیروں کا مینہ برس رہا ہے۔ ساتھی منتشر ہو چکے ہیں مگر رفیق اعلیٰ آپ کے ساتھ ہے۔ ربانی تائید اور آسمانی سکینہ کی غیر مرئی بارش آپ پر اور آپ کے گنے چنے رفیقوں پر ہو رہی ہے جس کا اثر آخر کار بھاگنے والوں تک پہنچتا ہے۔ جدھر سے ہوازن اور ثقیف کا سیلاب بڑھ رہا ہے آپ کی سواری کا منہ اس وقت بھی اسی طرف ہے اور ادھر ہی آگے بڑھنے کے لئے خچر کو مہمیز کر رہے ہیں۔ دل سے خدا کی طرف لو لگی ہے اور زبان پر نہایت استغناء و اطمینان کے ساتھ انا النبی لا کذب * انا ابن عبد المطلب جاری ہے یعنی بیشک میں سچا نبی ہوں اور عبد المطلب کی اولاد ہوں۔ اسی حالت میں آپ نے صحابہ کو

موضح قرآن ف۱ آخر حکم بھیجا کہ اس ملک سے کافر باہر ہوں تب اکثر کافر مسلمان ہوئے ۱۲ ف۲ فتح مکہ کے بعد حضرت نے سنا کہ مکہ اور طائف کے بیچ کافر جمع ہیں لڑائی کو حضرت ان پر چلے دس ہزار مسلمان ساتھ تھے اول سے اور دو ہزار مل گئے مکہ سے پہاڑوں کے بیچ گذار فوج کا تنگی سے تھا کم کم گذرنے لگے قوم ہوازن گرد میں چھپے تھے جب مکہ والے گذرنے لگے وے ان پر آ گرے یہ الٹے بھاگے۔ حضرت کے ساتھ والے بھی بکھر گئے۔ حضرت پیادے ہو کر جنگ کو مستعد ہوئے۔ حضرت عباس نے بلند آواز سے پکارا انصار کو اس آواز پر مہاجر و انصار پہنچے تب لڑائی ہوئی اور اللہ نے فتح دی۔ اول کسی مسلمان نے کہا تھا کہ ہم تھوڑوں کو بہت جگہ فتح ملی ہے اب تو ہم ہیں دس ہزار حق تعالیٰ نے ادب دیا تا اسباب پر نظر نہ رکھیں پھر ان کا فوج [illegible]

فتح الرحمٰن ف۱ درغزوه حنین شکست گونہ بمسلمین روداده بود و بعدازاں خدا تعالیٰ نصرت داد بجہت تذکیر نعمت ایں آیات فرستاد ۱۲ ف۲ یعنی توفیق اسلام دہد ہر کرا خواہد از کافران ۱۲

آواز دی الیٰ عباد اللہ الیٰ انا رسول اللہ خدا کے بندو! ادھر آؤ۔ یہاں آؤ کہ میں خدا کا رسول ہوں (تفسیر عثمانی) اس کے بعد حضور علیہ السلام کی ہدایت پر حضرت عباسؓ نے صحابہ کو آواز دی جسے اللہ نے ہر ایک کے کان تک پہنچادیا پھر کیا تھا تمام صحابہ فوراً میدان کی طرف واپس لوٹ پڑے اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی کمک نازل فرمادی اور مسلمانوں کے دلوں سے خوف و ہراس کو محو کرکے انہیں سکون و اطمینان عطا فرمایا ان کی تقویت اور ہمت افزائی فرمائی اور مسلمانوں نے پلٹ کر مشرکین کے لشکر پر ایسا بھرپور حملہ کیا کہ آنِ واحد میں وہ مغلوب و مقہور ہوگئے۔ کچھ مقتول ہوئے کچھ اسیر ہوئے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی امداد فرمائی۔ ۲۱ چنانچہ مشرکین کی فوج کے جو سپاہی قید ہوئے یا قتل سے بچ گئے تھے ان میں سے اکثریت کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی توفیق عطا فرمائی اور وہ مسلمان ہوکر دین اسلام کے سچے اور مخلص خادم بن گئے۔ یعنی فیھدیہ الی الاسلام کما فعل بمن بقی من ھوازن حیث اسلموا وقدموا علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تائبین فمن علیھم واطلق سبیھم (خازن ج ۳ ص ۶۳) ۲۲ جب کفر کی قوت ٹوٹ گئی اور سارا عرب اسلام کے زیر نگیں آگیا تو مکہ مکرمہ کو اسلامی حکومت کا مرکز قرار دیدیا گیا اور اعلان کر دیا گیا کہ آئندہ سال سے کوئی مشرک حدود حرم میں داخل نہ ہونے پائے اور انہیں حج کرنے کا بھی موقع نہ دیا جائے اَلْمَسْجِدَ الْحَرَامَ سے مسجد حرام اور ما یتعلق بہ یعنی حدود حرم مراد ہیں۔ جیسا کہ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ میں ہے کیونکہ معراج حضرت ام ہانی کے گھر سے ہوا تھا فلا یحجوا ولا یعتمروا کما کانوا یفعلون فی الجاھلیۃ (مدارک ج ۲ ص ۹۳) وقال عطاء المراد بالمسجد الحرام الحرم وان علی المسلمین ان لا یمکنوھم من دخولہ (بحر ج ۵ ص ۲۸) اصل مقصد مشرکین کو حج و عمرہ کرنے سے روکنا ہے اور حج کے بہت سے احکام مسجد حرام سے باہر ادا ہوتے ہیں مثلاً سعی بین الصفا والمروہ اور وقوف عرفات وغیرہ۔ اس لئے مسجد حرام سے حدود حرم مراد ہیں۔ ۲۳ یہ مانع رابع کا جواب ہے۔ نبذ عہد اور امر قتال کے بعد یہ حکم بھی آگیا کہ آئندہ کے لئے کوئی مشرک حدود حرم میں داخل نہیں ہوسکیگا۔ موسم حج میں مشرکین اموال تجارت لاتے تھے جس سے مسلمانوں کو بھی نفع پہنچتا تھا۔ علم اور دیگر

بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ

اس برس کے بعد ف۱ اور اگر تم ڈرتے ۲۳ ہو فقر سے ف۲ تو آئندہ

يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَآءَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ

غنی کردے گا تم کو اللہ اپنے فضل سے اگر چاہے بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا

حَكِيْمٌ ﴿۲۸﴾ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا

حکمت والا ہے ف۲ ۲۴ لڑو ان لوگوں سے جو ۲۵ ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور نہ

بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ

آخرت کے دن پر اور نہ حرام جانتے ہیں اس کو جس کو حرام کیا اللہ نے اور اس کے رسول نے

وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

اور نہ قبول کرتے ہیں دین سچا ان لوگوں میں سے جو کہ اہل کتاب ہیں

حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿۲۹﴾ وَ

یہاں تک کہ وہ جزیہ دیں اپنے ہاتھ سے ذلیل ہو کر ف۳ اور

قَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ

یہود نے کہا کہ ۲۵ عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصاریٰ نے کہا کہ مسیح

ابْنُ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ

اللہ کا بیٹا ہے یہ باتیں کہتے ہیں اپنے منہ سے ف۳ ریس کرنے لگے اگلے

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۰﴾

کافروں کی بات کی ف۴ ہلاک کرے ان کو اللہ کہاں سے پھیرے جاتے ہیں ف۵

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

ٹھہرا لیا اپنے ۲۶ عالموں اور درویشوں کو خدا اللہ کو چھوڑ کر

وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا

اور مسیح مریم کے بیٹے کو بھی اور ان کو حکم ۲۷ یہی ہوا تھا کہ بندگی کریں

ع ۵ / ۱۰

النصف

۲۳ مانع رابع کا جواب
۲۴ موانع اربعہ کے
دفع کے بعد عود الی
سورۃ الانفال وقیم
علی سبیل التفصیل
اور قتال کرنے کی
وجوہ ۲۰ ۱۲ سے
۲۵ قتال کی وجہ اول یعنی
اللہ کے سوا غیروں کو
متصرف فی الامور
سمجھنا بلکہ یعنی شرک
اعتقادی کیونکہ یہی
۲۶ قتال کی وجہ ثانی
یعنی غیر اللہ کی نیازیں
دینے اور کھانے سے بچنا
وغیرہ
۲۷ دین حق قبول
نہیں کرتے ۱۲
قتال کی تیسری وجہ
یعنی حضرت عزیر اور
حضرت عیسیٰ علیہ السلام
فی الامور جانتے ہیں
قتال کی چوتھی وجہ
زہباد علیہم السلام اور
علاوہ مولویوں اور
پیروں کو
شرعی کا نوں
بنانے والا

موضح قرآن ف۱ مسجد الحرام میں مشرک کو جانا منع ہے بلکہ سارے حرم میں اور مسجد میں معاف ہے۔ اور پلیدی ان کے دل میں ہے بدن پر نہیں اور فقر سے ڈرتے ہو یعنی آمد و رفت موقوف ہوگی مشرکوں کی تو معاملات سوداگری بند ہوں گے سو اللہ تعالیٰ نے سارا ملک مسلمان کردیا سب کاروبار جاری ہوا۔ ف۲ پہلے حکم ہوا مشرکوں سے لڑو ملک سے نکالو اب حکم ہوا اہل کتاب سے لڑائی کا کہ یہ بھی دین حق سے منکر ہیں اور اللہ کو اور آخرت کو جیسا چاہئے نہیں مانتے لیکن ان سے جزیہ قبول رکھا بشرطیکہ ادنیٰ اعلیٰ سب ذلیل ہوکر جزیہ دیا کریں باقی عرب کے مشرکوں سے جزیہ ہرگز قبول نہیں اور جہاں کے مشرک سے حنفی پاس قبول ہے۔ جزیہ ہر مہینے پانچ آنے یا دس یا سوا روپیہ موافق حال اور ذلیل رہنا یہ کہ سواری میں لباس میں راہ چلنے میں ہتھیار باندھنے میں مسلمانوں کی برابری نہ کریں۔ ف۳ یعنی اہل کتاب ہوکر مشرکوں کی ریس کرنے لگے۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی بسبب انقطاع سوداگران ۱۲ ف۲ خدائے تعالیٰ در باب جہاد اہل کتاب و گرفتن جزیہ از ایشاں می فرماید ۱۲ ف۳ یعنی اصلی ندارد ۱۲ ف۴ یعنی مشرکان کہ ملائکہ را بنات اللہ میگویند ۱۲ ف۵ یعنی از راہ صواب ۱۲

سامان ضرورت ان کو اسی ذریعہ سے حاصل ہوتا تھا۔ ان تمام امور کی وجہ سے مسلمانوں کو تشویش ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس بات کی پرواہ نہ کرو تمہاری یہ ساری ضرورتیں میں دیگر ذرائع سے مہیا کر دوں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے کئی طرح سے اپنا وعدہ پورا فرمایا۔ بارش برسا کر مدینہ منورہ کی زمینوں کو پہلے سے زیادہ زرخیز بنا دیا۔ اہل نجد، تبالہ اور جرش کو اسلام کی توفیق دی۔ اور وہ غلہ اور دیگر ضرورت کی اشیا، مختلف علاقوں اور ملکوں سے درآمد کرنے لگے۔ اور فتوحات سے اموالِ غنیمت کی صورت میں دولت و ثروت کے دروازے ان پر کھول دیئے۔ وقد انجز اللہ تعالیٰ وعدہ بان ارسل السماء علیهم مدرارا ووفق اهل نجد وتبالة وجرش فاسلموا وحملوا الیهم الطعام وما یحتاجون الیه فی معاشهم ثم فتح علیهم البلاد والغنائم وتوجه الیهم الناس من کل فج عمیق (روح ج ۱۰ ص ۷۷) **۲۴** سورۂ انفال و توبہ کا دعوٰی علیٰ سبیل التفصیل یہاں قتال کرنے کا حکم فرمایا اور تفصیل سے یہ بھی بتا دیا کہ کن لوگوں سے جہاد کرنا ہے اور ان سے جہاد و قتال کی وجوہ کیا ہیں۔

وجوہ قتال

وجہ اول لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وہ اللہ کی توحید پر ایمان نہیں لاتے اور غیر اللہ کو متصرف و کارساز سمجھتے ہیں۔ ان کی خاطر خود ساختہ تحریمیں کرتے اور ان کی خوشنودی کے لیے نذریں نیازیں دیتے ہیں۔ وجہ ثانی وَلَا یُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُهٗ اللہ تعالیٰ کے محرمات کو حرام نہیں سمجھتے اور اس کی تحریمات کو قائم نہیں رکھتے۔ مثلاً غیر اللہ کی نذریں نیازیں کھاتے ہیں۔ **۲۵** قتال کی وجہ ثالث۔ ابن اللہ سے یہاں نسبی اور جسمانی بیٹا مراد نہیں بلکہ مراد نائب متصرف ہے۔ قال ابن عطیة ویقال ان بعضهم یعتقدها بنوة حنو ورحمة (قرطبی ج ۸ ص ۱۱۷) یعنی وہ اللہ کو اس قدر پیارے ہیں کہ اس نے ان کو اختیارات دے رکھے ہیں۔ یہودی حضرت عزیر علیہ السلام کو اور نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا نائب متصرف اور کارساز سمجھتے ہیں۔ یُضَاهِئُوْنَ ای یشابهون۔ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ سے ان کے آباء و اجداد مراد ہیں جن سے ان کو یہ کفریہ عقیدہ اور قول ورثہ میں ملا۔ **۲۶** قتال کی وجہ رابع۔ احبار، علماء اہل کتاب۔ رُهْبَان تارک الدنیا، صوفی مراد روحانی پیشوا اور سجادہ نشین۔ یہود و نصاریٰ اپنے علماء اور پیروں فقیروں کو متصرف و کارساز سمجھ کر ان کو پکارتے اور ان کے آگے سجدے کرتے تھے۔ اور ان کو تحلیل و تحریم کے مختار مانتے تھے۔ کانوا یسجدون لهم کما یسجدون للہ والسجود لا یکون الا للہ فاطلق علیهم ذلك مجازا (بحر ج ۵ ص ۳۲) حیث اطاعوهم فی تحلیل ما حرم اللہ وتحریم ما احل اللہ کما یطاع الارباب فی اوامرهم ونواهیهم (مدارک ج ۲ ص ۹۱) **۲۷** اُمِرُوْٓا کی ضمیر سے وہی یہود و نصاریٰ مراد ہیں جو اِتَّخَذُوْٓا کے فاعل ہیں یعنی انہوں نے اپنے عالموں اور پیروں کو رب بنا

تمثیل ہے [illegible] نور اللہ کی توحید

۲ قتال کی پانچویں وجہ

۳ یعنی غیر اللہ کی نذریں نیازیں کھاتے اور اللہ کی توحید سے روکتے ہیں [illegible] اور جو اکٹھا کر کے [illegible] سونا چاندی اس

[illegible] ۱۲

[illegible] عالم فاعل [illegible] مقام [illegible]

اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿۳۱﴾

ایک معبود کی کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا وہ پاک ہے ان کے شریک بتلانے سے

یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ

چاہتے ہیں ۲۸ کہ بجھا دیں روشنی اللہ کی اپنے منہ سے ف۱ اور

یَاْبَى اللّٰهُ اِلَّاۤ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۳۲﴾

اللہ نہ رہے گا بدوں پورا کیے اپنی روشنی کے اور پڑے برا مانیں کافر ف۲

هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ

اسی نے بھیجا اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر تاکہ اس کو غلبہ دے

عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ یٰۤاَیُّهَا

ہر دین پر اور پڑے برا مانیں مشرک ف۳ اے ۲۹

الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ

ایمان والو بہت سے عالم اور درویش اہل

لَیَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَیَصُدُّوْنَ

کتاب کے کھاتے ہیں مال لوگوں کے ناحق اور روکتے ہیں

عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیْنَ یَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ

اللہ کی راہ سے اور جو لوگ گاڑھ کر رکھتے ہیں سونا اور

الْفِضَّةَ وَلَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ

چاندی اور اس کو خرچ نہیں کرتے اللہ کی راہ میں ف۴ سو ان کو خوشخبری سنا دے

بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۳۴﴾ یَّوْمَ یُحْمٰى عَلَیْهَا فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ

عذاب دردناک کی ف۵ جس دن کہ آگ دہکائیں گے ۳۰ اس مال پر دوزخ کی

فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ؕ

پھر داغیں گے اس سے ان کے ماتھے اور کروٹیں اور پیٹھیں

مُوضحِ قرآن ف۱ ان کے عالم یا درویش جو اپنی عقل سے ٹھہرا دیتے وہ جانتے تھے کہ یہاں ہم کو چھٹکارا ہوگیا اور وہ ٹھہراتے خاطر کو یا طمع کو سو عالم کا قول عوام کو سند ہے جب تک وہ شرع سے سمجھ کر کہے جب معلوم کہ طمع سے کہا پھر وہ سند نہیں ۱۲ ف۲ یعنی جیسا کوئی پھونک سے چراغ بجھا دے وہ چاہتے ہیں کہ اپنی جھوٹی باتوں سے دین اسلام کو نہ پھیلنے دیں ف۳ یہ دین سب سے اوپر ہے عقل کے نزدیک اور خدا کے نزدیک یعنی جو اس سے قرب ملے سو اور سے نہیں ۱۲ ف۴ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا یہ کہ زکوٰۃ اور قرض اور حقدار کا حق دیتا ہے ۱۲

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی شبہات تقریر می کنند در ابطال دین ۱۲ ف۲ یعنی زکوٰۃ نمی دہند ۱۲ ف۳ یعنی دمیدہ شود ۱۲

لیا اور اللہ کے سوا ان کی عبادت کرنے لگے حالانکہ تورات اور انجیل میں ان کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ صرف ایک الٰہ کی عبادت کریں اور اللہ کے سوا کوئی متصرف و کارساز نہیں اور اس کے سوا کوئی اور پکار کے لائق نہیں۔ **۲۸** یہ ایک تمثیل ہے۔ نُوْرُ اللّٰهِ سے اللہ کی توحید یا اللہ کا دین مراد ہے۔ ای دلائلہ و حججہ علی توحیدہ (قرطبی ص۱۲۱ ج ۸) وہ شرک و کفر کے دبیز پردوں سے نورِ توحید کو چھپانا اور اس کے دلائل کی تکذیب و انکار سے شمع توحید کو بجھانے کی کوشش کر رہے تھے مگر ان کی کوششیں کامیاب نہیں ہوں گی۔ اللہ کا دین توحید اپنی پوری شان کے ساتھ درجۂ کمال و تمام کو پہنچ کر رہے گا۔ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ الخ اللہ تعالیٰ نے اپنا آخری رسول بھیجا ہی اس لئے ہے تاکہ تمام ادیان باطلہ پر دینِ حق کو غالب کرے اور دلائل و براہین سے سب پر اس کی برتری اور فوقیت ثابت کر دے۔ **۲۹** یہ قتال کی پانچویں وجہ ہے۔ یعنی یہود و نصاریٰ کے علماء اور پیر فقیر غلط اور ناجائز طریقوں سے لوگوں کا مال کھاتے ہیں۔ مثلاً کتمان حق پر رشوتیں لینا اور عوام سے غیر اللہ کے نام کی نذریں نیازیں وصول کرنا وغیرہ اور عوام کو حق بات نہیں بتاتے اور مسئلہ توحید نہیں بیان کرتے بلکہ اس کے برعکس لوگوں کو شرک و بدعت کی تعلیم دے کر ان کو اللہ کی راہ اور اس کے سچے دین توحید سے روکتے ہیں۔ علیھا جار مجرور مل کر یُحْمٰی کا مفعول مالم یسم فاعلہ ہے۔ یہ جھوٹے عالموں اور مشرک پیروں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنے والے دولت مندوں کے لئے تخویف اخروی ہے۔ **۳۰** یہ قتال کی چھٹی وجہ ہے۔ یعنی یہ مشرکین اللہ کی تحریمات کو قائم نہیں رکھتے۔ محرم کی حرمت کو صفر پر ڈال دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ابتدائے آفرینش سے آسمانوں کی حرکت اور شمس و قمر کے دورے اس انداز سے مقرر فرمائے ہیں کہ ایک سال کے بارہ مہینے بنتے ہیں۔ ان میں سے چار ماہ عزت و حرمت والے ہیں جن میں جنگ و قتال کرنا ممنوع ہے یعنی رجب، ذی القعدہ، ذی الحجہ اور محرم۔ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ یعنی ان چاروں مہینوں کی حرمت کو قائم رکھنا یہ دین قیم ہے۔ حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل ؑ کا دین ہے (روح)، مگر مشرکین سال میں اشہر حرم کی تعداد تو پوری کرتے تھے مگر ان کی تعیین کو برقرار نہیں رکھتے تھے۔ جب دشمن کی لڑائی زور پر ہوا اور ادھر اشہر حرم آ گئے تو اعلان کر دیتے کہ اس مہینے میں جنگ کر لو اور اس کی جگہ کسی دوسرے مہینے کی تعظیم کر لینا۔ چنانچہ حج کے

هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ

کہا جائے گا یہ ہے جو تم نے گاڑھ کر رکھا تھا اپنے واسطے اب چکھو مزا اپنے

تَكْنِزُوْنَ ﴿۳۵﴾ اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ

گاڑھنے کا ف۱ مہینوں کی گنتی ۳۱ اللہ کے نزدیک بارہ

شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

مہینے ہیں اللہ کے حکم میں جس دن اس نے پیدا کئے تھے آسمان اور زمین

مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ فَلَا

ان میں چار مہینے ہیں ادب کے یہی ہے سیدھا دین سو ان

تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً

میں ظلم مت کرو اپنے اوپر اور لڑو سب مشرکوں سے ہر حال میں

كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۶﴾

جیسے وہ لڑتے ہیں تم سب سے ہر حال میں اور جان لو کہ اللہ ساتھ ہے ڈرنے والوں کے ف۱

اِنَّمَا النَّسِيْٓءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

یہ جو مہینہ ہٹا دینا ہے ۳۲ سو بڑھائی بات ہے کفر کے عہد میں گمراہی میں پڑتے ہیں اس سے کافر

يُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّيُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا لِّيُوَاطِـُٔوْا عِدَّةَ مَا

حلال کر لیتے ہیں اس مہینہ کو ایک برس اور حرام رکھتے ہیں دوسرے برس تاکہ پوری کر لیں گنتی ان

حَرَّمَ اللّٰهُ فَيُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ ؕ زُيِّنَ لَهُمْ سُوْٓءُ

مہینوں کی جو اللہ تعالیٰ نے ادب کے لئے رکھے ہیں پھر حلال کر لیتے ہیں جو مہینہ کہ اللہ نے حرام کیا بھلے کر دیئے گئے ان

اَعْمَالِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۷﴾ يٰٓاَيُّهَا

کی نظر میں ان کے برے کام اور اللہ راستہ نہیں دیتا کافر لوگوں کو ف۲ ۳۲ اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا

ایمان والو ۳۳ تم کو کیا ہوا جب تم سے کہا جاتا ہے کہ کوچ کرو

ع ۵ ۱۱

۲۰ قتال کی چھٹی وجہ
یعنی محرم کی حرمت کو
صفر پر ڈالدیتے ہیں
اللہ کی تحریم کو باقی
نہیں رکھتے یہ زیادۃ
فی الکفر ہے یہ صرف
محرم اور صفر میں کرتے
ہیں۔ ۱۲

۳۰ سورت کا دوسرا
حصہ۔ دعوی کی
مخالفت کرنے والوں
یعنی منافقین پر زجریں
اور مومنین کے لئے
بشارت اور ترغیب
الی القتال ۱۲

موضح قرآن ف۱ ہمیشہ حکم شرع میں برس ہے بارہ مہینے کا نہ کم نہ زیادہ اور دین ابراہیم میں چار مہینے حرام تھے ذی قعدہ، ذی الحجہ، محرم، رجب کہ ان میں لڑنا حرام تھا۔ ملک عرب میں امن تھا تا لوگ دور و نزدیک کے حج و عمرہ کر سکیں۔ اب اکثر علماء پاس یہ حکم نہیں اس آیت سے بھی نکلتا ہے کہ کافروں سے لڑنا ہمیشہ روا ہے اور آپس میں ظلم کرنا ہمیشہ گناہ ہے ان مہینوں میں زیادہ۔ لیکن بہتر ہے کہ اگر کوئی کافر ان مہینوں کا ادب مانے تو ہم بھی اس سے ابتدا، نہ کریں لڑائی کی۔ ف۲ کافروں نے ایک گمراہی نکالی تھی کہ آپس میں لڑتے اس میں آ جاتا ماہ محرم اس کو ہٹا دیتے کہتے اب کے برس صفر پہلے آیا محرم پیچھے آوے گا تو ماہ حرام میں لڑتے اس حیلہ سے یہ اس پر حق تعالیٰ نے فرمایا۔

فتح الرحمٰن ف۱ در دین حضرت ابراہیم مقرر بود کہ در محرم و رجب و ذیقعد و ذی الحجہ بایکدیگر جنگ نکنند و اہل جاہلیت این حکم را تحریف کردہ گاہے صفر را محرم می ساختند و محرم را صفر و علیٰ ہذا القیاس و این را نسی میگفتند خدائے تعالیٰ اصل حکم را باقی داشت باین وجہ کہ جنگ ناحق ہیچگاہ درست نیست و درین ماہ ہا حرمت آن مغلظ میشود و جنگ با کافران ہمہ وقت درست است و نفی تحریف ایشاں فرمود ف۲ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در وقت عسرت و گرمی ہوا متوجہ غزوہ تبوک شدند و بسیارے از صحابہ موافقت کردند و از مسلمین سہ کس بے عذر تخلف کردند توبۂ ایشان بعد پنجاہ روز قبول افتاد و از منافقان کلمات نفاق سرزد خدا تعالیٰ در مدح ایشاں و ذم آناں و عفو ازاں سہ کس آیات فرستاد ۱۲

موقع پر مشرکین کا سردار نعیم بن ثعلبہ اور بقولے جنادہ بن عوف اونٹ پر کھڑا ہو کر اعلان کرتا کہ لوگو! امسال محرم میں لڑائی ہوگی اور اس کی جگہ صفر حرام ہوگا یعنی وہ محرم کی حرمت کو صفر پر ڈال دیتے تھے۔ اور دوسرے سال اعلان ہوتا کہ امسال محرم کی حرمت قائم ہے۔ **۳۱** النسیء مصدر ہے بمعنی تاخیر یعنی ایک ماہ کو اس کی مقررہ جگہ سے پیچھے شمار کرنا اور اللہ کی تحریم کو باطل کر دینا کفر و ضلالت میں اضافہ ہے اور اس طرح ان کا کفر دوہرا ہو جاتا ہے۔ ایک توحید و رسالت کے انکار کا کفر اور دوسرا اللہ کی تحریمات کو باطل کرنے کا کفر لیواطئوا الخ ایک سال محرم کو حلال کرتے ہیں اور ایک سال حرام تاکہ سال میں اشہر حرم کی تعداد چار ہو جائے لیکن مہینوں کی خصوصیت کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ ان العرب کانوا اذا جاء شهر حرام وهم محاربون احلوه وحرموا مكانه شهرا آخر فيستحلون المحرم ويحرمون صفرا الخ (روح ج۱۰ ص۹۳)

۳۲ یعنی اشہر حرم کی تعداد پوری کرنے کے لئے کسی حلال مہینے کو حرام قرار دے لیتے اور حرام مہینے کو حلال کر لیتے۔ خصوصیت ماہ کی پرواہ نہ کرتے۔ والحاصل انه كان الواجب عليهم العدد والتخصيص فحيث تركوا التخصيص فقد استحلوا ما حرم الله تعالى۔ (روح) یہاں سورت کا پہلا حصہ ختم ہوا۔

حصۂ دوم

۳۳ یہاں سے سورت کا دوسرا حصہ شروع ہوتا ہے۔ بیان دعویٰ کے بعد اب یہاں سے منافقین پر زجر اور مومنوں کیلئے ترغیب الی القتال کا ذکر ہے۔ اثّاقلتم الی الارض یعنی جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے نکلو تو تم زمین پر گرے پڑتے ہو۔ کیا تم آخرت کی زندگی کے مقابلے میں دنیا کی زندگی کو پسند کرتے ہو لیکن یاد رکھو دنیا کا سارا مال و متاع آخرت کے انعامات کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں فی الاٰخرة ای بدل الاخرة۔ **۳۴** اگر تم جہاد کے لئے نہیں نکلو گے تو اللہ تمہیں ہلاک کر کے تمہاری جگہ کوئی دوسری قوم اپنے دین کی نصرت و تائید کے لئے کھڑی کر دے گا۔ اور تم اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکو گے۔ **۳۵** اس کی جزاء محذوف ہے۔ ای فسينصره الله اور فقد نصره الله اس کی علت ہے جو اس کے قائم مقام ہے۔ یعنی اگر تم اس کی یعنی پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی جہاد سے نہیں کرو گے تو اللہ اس کی مدد کرے گا۔ کیونکہ اس سے پہلے جب مشرکین نے آپ کو مکہ مکرمہ سے نکلنے پر مجبور کیا گیا تھا اور سارا عرب آپ کا دشمن تھا۔ اس وقت بھی اللہ ہی نے آپ کی مدد کی تھی۔ الجواب محذوف اقيم سببه مقامه وهو مستقبل اى ان لم تنصروه فسينصره الله تعالى الذى قد نصره فى وقت ضرورة اشد من هذه المرة (روح ج۱۰ ص۹۶) **۳۶** ثانی ضمیر منصوب سے حال ہے۔ اذ هما۔ اذ اخرجه

فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ۭ اَرَضِيْتُمْ

اللہ کی راہ میں تو گرے جاتے ہو زمین پر کیا خوش ہو گئے

بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ

دنیا کی زندگی پر آخرت کو چھوڑ کر سو کچھ نہیں نفع اٹھانا دنیا کی

الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿٣٨﴾ اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ

زندگی کا آخرت کے مقابلہ میں مگر بہت تھوڑا اگر تم نہ نکلو گے ۳۴ تو دیگا تم کو

عَذَابًا اَلِيْمًا ڏ وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا

عذاب دردناک اور بدلے میں لائیگا اور لوگ تمہارے سوا اور کچھ نہ

تَضُرُّوْهُ شَيْـًٔا ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٣٩﴾ اِلَّا

بگاڑ سکوگے تم اس کا اور اللہ سب چیز پر قادر ہے اگر تم نہ

تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

مدد کروگے ۳۵ رسول کی تو اس کی مدد کی ہے اللہ نے جس وقت اس کو نکالا تھا کافروں نے

ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ

کہ وہ دوسرا تھا دو ۳۶ میں کا جب وہ دونوں تھے غار میں جب وہ کہہ رہا تھا اپنے رفیق سے

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ

تو غم نہ کھا ۳۷ بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے پھر اللہ نے اتاری اپنی طرف سے اس پر تسکین ۳۸

عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ

اور اس کی مدد کو وہ فوجیں بھیجیں کہ تم نے نہیں دیکھیں ۳۹ اور نیچے ڈالی بات

الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ۭ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ۭ

کافروں کی اور اللہ کی بات ہمیشہ اوپر ہے

وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٤٠﴾ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّ

اور اللہ زبردست حکمت والا ہے ف۱ نکلو ہلکے ف۲ اور بوجھل اور

منزل ۲

ف۱ ای بدل الاخرة ۱۲

ف۲ یہ جزاء محذوف یعنی فینصره الله کی علت ہے ۱۲

ف۳ مراد کفار ہیں۔ ضمیر غائب کی جگہ ضمیر خطاب استعمال کی

ف۴ تھوڑے ہتھیاروں کے ساتھ

ف۵ یا زیادہ ہتھیاروں کے ساتھ یعنی نہیں کہ مریض ہو یا تندرست ہو ضرور نکلو کیونکہ آیت آرہی ہے ۱۲

موضح قرآن ف۱ یہاں سے مذکور ہے جنگ تبوک کا جب اسلام غالب ہوا اور عرب میں پھیلا شام کے رئیس تھے قوم غسان تابع شاہ روم کے اس فکر میں لگے کہ شاہ روم کو اس طرف لاویں اور جنگ مچاویں حضرت کو یہ خبر ہوئی آپ ہی ان پر قصد کیا اور خط لکھا روم کے شاہ کو دین اسلام کی دعوت دی۔ اس پر ثابت ہوئی حضرت کی نبوت لیکن قوم نے رفاقت نہ کی وہ بھی اسلام سے محروم رہا۔ جب شام والوں نے خبر پائی حضرت کے ارادے کی شاہ روم سے ظاہر کیا۔ اس نے مدد کا ذمہ نہ لیا ان لوگوں نے اطاعت کی لیکن مسلمان نہ ہوئے۔ پھر عنقریب جب حضرت کی وفات ہوئی بعد اس کے حضرت عمر کی خلافت میں تمام ملک شام فتح ہوا اس جنگ میں دشمن قوی نظر آیا اور سفر دراز دیکھا اور اسباب کم منافق لگے بہانے لانے حضرت نے سب کو رخصت دی۔ جب اللہ کے فضل سے غالب و منصور پھر آئے تب منافق فضیحت ہوئے۔ اس سورت میں اکثر منافقوں کی باتیں بیان ہوئی ہیں۔ ف۲ رفیق غار ابوبکر صدیق رضؓ ہیں ہجرت میں فقط یہی تھے حضرت کے ساتھ اور اصحاب بعضے پہلے نکل

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی ابوبکر صدیق رضؓ ۱۲ ف۲ یعنی درحالیکہ اسباب و حشم بسیار دادید یا بجز قدر ضروری بدست شما نباشد و بایں توجیہ آیت محکم باشد غیر منسوخ ۱۲

سے بدل البعض ہے اور غار سے غار ثور مراد ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضہ نے ہجرت کے وقت تعاقب کرنے والے مشرکین سے چھپ کر تین دن بسر کئے تھے۔ اِذْ يَقُوْلُ پہر اِذْ اَخْرَجَهٗ سے بدل ثانی ہے۔ لِصَاحِبِهٖ صاحب سے یہاں ابوبکر صدیق رضہ مراد ہیں۔ اس پر امت کا اجماع ہے اسی لئے علماء نے لکھا ہے کہ جو شخص حضرت ابوبکرؓ کی صحابیت سے منکر ہے وہ کافر ہے۔ من انكر ان يكون ابوبكر رضی الله عنه صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم فهو كافر لانه انكر نص القرآن (قرطبی ج ۸ ص ۱۴۶)

۳۷ھ حضرت انس رضہ کا بیان ہے کہ مجھ سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ذکر فرمایا کہ جب میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار ثور میں تھا اور

جَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ
لڑو اپنے مال سے اور جان سے اللہ کی راہ میں یہ
خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ لَوْ كَانَ عَرَضًا
بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم کو سمجھ ہے اگر مال ۴۱ھ ہوتا
قَرِيْبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْكَ وَلٰكِنْ بَعُدَتْ
نزدیک اور سفر ہلکا تو وہ لوگ ضرور تیرے ساتھ ہو لیتے لیکن لمبی نظر آئی
عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ؕ وَسَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا
ان کو مسافت اور اب قسمیں کھائیں گے اللہ کی کہ اگر ہم سے ہو سکتا تو ہم ضرور
مَعَكُمْ ۚ يُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ
چلتے تمہارے ساتھ وبال میں ڈالتے ہیں اپنی جانوں کو ما اور اللہ جانتا ہے کہ وہ
لَكٰذِبُوْنَ ﴿۴۲﴾ عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى
جھوٹے ہیں اللہ بخشے تجھ کو ۴۲ھ کیوں رخصت دیدی تو نے ان کو یہاں تک کہ
يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۴۳﴾
ظاہر ہو جاتے تجھ پر سچ کہنے والے اور جان لیتا تو جھوٹوں کو
لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ
نہیں رخصت مانگتے تجھ ۴۳ھ سے وہ لوگ جو ایمان لائے اللہ پر اور آخرت کے دن پر
اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ
اس سے کہ لڑیں اپنے مال اور جان سے اور اللہ خوب جانتا ہے
بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۴﴾ اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ
ڈر والوں کو رخصت وہی مانگتے ہیں ۴۴ھ تجھ سے جو نہیں ایمان لائے
بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ
اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور شک میں پڑے ہیں دل ان کے سو وہ اپنے شک ہی میں

۶ ع ۵ ۱۲

یہ ایک خاص واقعہ ہے عام حکم نہیں [illegible] تنبیہ ہے
فاذن لمن شئت (نور) یعنی
اس خاص واقعہ [illegible]
اسی فیصلہ [illegible] الواقعہ

مشرکین ادھر ادھر سے ہمیں تلاش کر رہے تھے تو ان کے پاؤں مجھے نظر آرہے تھے۔ میں نے حضورؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر ان میں سے کوئی نیچے نگاہ کرے گا تو ہمیں دیکھ لے گا۔ تو اس پر آپؐ نے فرمایا اے ابوبکر غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ اے ابوبکر! ان دو آدمیوں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جن کا نگہبان، حامی اور ناصر اللہ ہو۔ یا ابا بکر ما ظنك باثنين الله تعالیٰ ثالثهما (روح ج ۱۰ ص ۹۷) جب دونوں حضرات غار کے اندر داخل ہو گئے تو حکم خداوندی سے مکڑی نے غار کے منہ پر جالا تن دیا اور کبوتری نے وہاں انڈے دیدیئے۔ جب مشرکین آپ کے تعاقب میں وہاں پہنچے تو جالا اور انڈے دیکھ کر واپس ہو گئے اور غار کے اندر جھانک کر بھی نہ دیکھا۔

۳۸ھ سَكِيْنَتَهٗ میں ضمیر مجرور صاحب کی طرف راجع ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو پہلے ہی مطمئن تھے لیکن حضرت ابوبکر کو ڈر محسوس ہوا کہ کہیں مشرکین کے ہاتھوں حضور علیہ السلام کو کوئی تکلیف نہ پہنچے تو حضور علیہ السلام کے خطاب لَا تَحْزَنْ الخ سے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر کے دل پر سکون و طمانیت نازل فرمادی علی ابی بکر۔ ابن العربی۔ قال علماؤنا وهو الاقوی، لانه خاف علی النبی صلی الله علیه وسلم من القوم فانزل الله سکینته علیه بتأمین النبی صلی الله علیه وسلم فسكن جأشه وذهب روعه وحصل الامن (قرطبی ج ۸ ص ۱۴۸) **۳۹ھ** جنود سے فرشتوں کے لشکر مراد ہیں جنہوں نے مشرکین کی تعاقب کرنے والی پارٹیوں کے رخ اور ان کی نظریں پھیر دیں تاکہ وہ حضور علیہ السلام اور ابوبکر رضہ کو دیکھ نہ سکیں۔ یا اس سے جنگ بدر، احزاب اور حنین میں فرشتوں کا نازل کرنا مراد ہے۔ هم الملائكة صرفوا وجوه الكفار وابصارهم عن ان يروه او ايده بالملائكة يوم بدر والاحزاب وحنين (مدارک ج ۲ ص ۹۷) **۴۰ھ** خِفَافًا کم ہتھیاروں کے ساتھ وَثِقَالًا زیادہ ہتھیاروں کے ساتھ مطلب یہ ہے کہ ہتھیاروں اور سامان کی قلت و کثرت کو مت دیکھو۔ ہتھیار کم ہوں یا زیادہ ہر حال میں جہاد کے لئے ضرور نکلو یہ مطلب نہیں کہ مریض ہو یا نہ ہو ضرور نکلو۔ کیونکہ لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى سے ضعفاء اور مرضیٰ مستثنیٰ ہیں۔ **۴۱ھ** اس میں ان منافقین کا ذکر ہے جو جہاد میں شریک نہیں ہوئے۔ عَرَضًا قَرِيْبًا یعنی مال غنیمت آسانی سے ہاتھ آسکتا اور سفر متوسط ہوتا تو وہ ضرور آپ کے ساتھ جاتے لیکن مسافت زیادہ اور باعث مشقت تھی اس لئے وہ ساتھ نہ گئے۔ وَسَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ الخ جہاد سے آپ کی واپسی پر وہ آپ کے سامنے جھوٹی قسمیں کھائیں گے کہ ان میں جہاد کی استطاعت نہ تھی اگر استطاعت ہوتی تو ضرور جہاد میں شریک ہوتے۔ یہ واقعہ جنگ تبوک کا ہے۔ **۴۲ھ** جہاد کیلئے جانے سے پہلے

فتح الرحمن ما یعنی بسوگند دروغ۔

يَتَرَدَّدُوْنَ ﴿٤٥﴾ وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ
بھٹک رہے ہیں اور اگر وہ چاہتے ۴۵ نکلنا تو ضرور تیار کرتے کچھ
عُدَّةً وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَ
سامان اس کا لیکن پسند نہ کیا اللہ نے ان کا اٹھنا سو روک دیا ان کو اور
قِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿٤٦﴾ لَوْ خَرَجُوْا
حکم ہوا کہ بیٹھے رہو ساتھ بیٹھنے والوں کے ف۱ اگر نکلتے ۴۶
فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّلَا۟اَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ
تم میں تو کچھ نہ بڑھاتے تمہارے لئے مگر خرابی اور گھوڑے دوڑاتے تمہارے اندر
يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ ۚ وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ؕ
بگاڑ کروانے کی تلاش میں ف۲ اور تم میں بعضے جاسوس ہیں ان کے ف۳
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿٤٧﴾ لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ
اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو وہ تلاش کرتے رہے ہیں ۴۷ بگاڑ کی
مِنْ قَبْلُ وَقَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ
پہلے سے اور الٹتے رہے ہیں تیرے کام یہاں تک کہ آ پہنچا سچا وعدہ
وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كٰرِهُوْنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ
اور غالب ہوا حکم اللہ کا اور وہ ناخوش ہی رہے اور بعضے ان میں ۴۸
يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ؕ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ
کہتے ہیں مجھ کو رخصت دے اور گمراہی میں نہ ڈال ف۴ سنتا ہے وہ تو گمراہی میں
سَقَطُوْا ؕ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿٤٩﴾
پڑ چکے ہیں اور بے شک دوزخ گھیر رہی ہے کافروں کو ف۵
اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ وَاِنْ تُصِبْكَ
اگر تجھ کو پہنچے ۴۹ کوئی خوبی تو وہ بری لگتی ہے ان کو اور اگر پہنچے

یعنی اپنی پہلی بات کی طرف واپس ہوتے ہیں [illegible] یعنی لغت میں [illegible] نہیں [illegible] تفعیل [illegible] سے [illegible] ۱۲ [illegible] ۱۲ لام ابتدائیہ [illegible] نافیہ نہیں ۱۲ سے اوضعوا سے حال ہے فاعل سے حال ہے ۱۲ ای فضا الفتنۃ ۱۲

الرھصول ۱۳۰ یعنی رومیوں کی عورتوں کا حسن دیکھ کر مجھ سے زنا نہ ہو جائے ۱۲

بعض منافقین نے جھوٹے بہانوں سے جہاد میں شریک نہ ہونے کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اجازت مانگی آپ نے ان کے بہانے صحیح مان لئے اور ان کو اجازت دیدی حالانکہ ان کے تمام بہانے جھوٹے تھے اور انہوں نے طے کر لیا تھا کہ جہاد میں نہ جانے کی اجازت مانگو اگر اجازت دے دیں تو بہتر اور اگر اجازت نہ دیں تب بھی جہاد میں شرکت مت کرو۔ حضور علیہ السلام کے اجازت دے دینے سے ان بدنیتی اور منافقت پر پردہ پڑ گیا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے نہایت لطیف عتاب فرمایا کہ ہم نے آپ کی یہ لغزش معاف تو کر دی مگر آپ نے ان کو تخلف کی اجازت کیوں دی؟ آپ ان کو اجازت نہ دیتے تو روانگی کے وقت ان کے جھوٹ کا پول کھل جاتا اور آپ کو معلوم ہو جاتا کہ ان میں مخلص کون ہے اور منافق کون۔ قال مجاهد هؤلاء قوم قالوا نستأذن في الجلوس فان اذن لنا جلسنا وان لم يؤذن لنا جلسنا (قرطبی ج ۸ ص ۱۵۵) یہ تنبیہ خاص واقعہ تبوک کے بارے میں نازل ہوئی عام نہیں ہے بقرینہ فَأْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ (نور) **۴۳** اس میں مخلصین صحابہ کا ذکر ہے اور مراد خاص واقعہ ہے یعنی اس خاص موقع پر مخلص مؤمنین اپنے مال و جان سے جہاد میں شریک ہونے سے چھٹی نہیں مانگتے۔ البتہ اگر وہ کسی دوسرے موقع پر اپنے کسی ذاتی کام کے لئے اجازت چاہیں تو آپ جسے مناسب سمجھیں اجازت دیدیں جیسا کہ سورۂ نور میں فرمایا۔ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ الخ **۴۴** یہ بھی مذکورہ واقعہ سے مخصوص ہے اس میں جھوٹے بہانے کر کے اجازت لینے والے منافقین کا ذکر ہے۔ یعنی اس موقع پر مؤمنین مخلصین تخلف عن الجهاد کی اجازت نہیں مانگتے۔ صرف وہی لوگ اجازت مانگتے ہیں جن کا اللہ پر اور یوم آخر پر ایمان نہیں اور اپنے ایمان پر مضطرب اور شک و تردد میں مبتلا ہیں یعنی منافقین تو گویا اس موقع پر اجازت مانگنا ہی نفاق کی علامت تھی۔ يَتَرَدَّدُوْنَ فيقال في العرف ردده فتردد یعنی پہلی بات کی طرف واپس لوٹنا (صراح) تحیر یعنی حیران ہونا اس کا لغوی معنی نہیں۔ لغوی معنی تو پہلا ہی ہے۔ البتہ معنی ثانی اس کو لازم ہے۔ يتحيرون لان التردد ديدن المتحير كما ان الثبات ديدن المستبصر (مدارک ج ۲ ص ۹۸) **۴۵** یہ بھی ان کی منافقت کی دلیل ہے کہ انہوں نے وسعت کے باوجود جہاد کے لئے کوئی سامان تیار نہیں کیا تھا۔ اگر نیک نیتی سے ان کا ارادہ جہاد میں شریک ہونے کا ہوتا تو وہ جہاد کے لئے کچھ سامان تو تیار کرتے لیکن اللہ تعالیٰ کو پسند اور منظور ہی نہ تھا کہ وہ جہاد میں شریک ہوں اس لئے اس نے ان کے دلوں سستی ضعف اور بزدلی ڈال دی تاکہ وہ جہاد میں شریک ہی نہ ہوں۔ انبعاث جہاد کے لئے اٹھنا فثبط۔ ان کو ہٹا دیا اور بوجہ مہر جباریت ان کے دلوں سے جہاد کا شوق چھین لیا۔ **۴۶** خبالًا یعنی فساد اور خرابی وَلَا۟اَوْضَعُوْا۔ لا نافیہ نہیں بلکہ لام ابتدائیہ برائے تاکید ہے۔ یبغون۔ اوضعوا کی ضمیر سے حال ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر یہ منافقین تمہارے ساتھ جہاد میں شریک ہوتے تو تمہیں فائدہ پہنچانے کی بجائے اپنی شرارتوں سے فساد اور خرابی ہی بپا کرتے اور چغلی کے ذریعے تمہارے درمیان پھوٹ ڈالنے کی کوشش کرتے یعنی ولاسرعوا فيكم وساروا بينكم

موضح قرآن ف۱ گھوڑے دوڑاتے تمہارے اندر یعنی فتنہ اٹھانے کی کوشش کرتے۔ ف۲ ایک منافق جد بن قیس بہانہ لایا کہ روم کی عورتیں خوبصورت ہیں اس ملک میں جا کر بدی میں گرفتار ہوں گا۔ رخصت دو کہ سفر میں نہ جاؤں لیکن مدد خرچ کروں گا مال سے۔

فتح الرحمٰن ف۱ و این تصویر است القاء عزم تخلف را در خاطر ایشاں ۱۲ ف۲ یعنی سعی در فتنہ می کردند ۱۲ ف۳ یعنی سخن ایشاں قبول می کنند ۱۲ ف۴ یعنی مراد در بلاد روم می رید که جمال رومیان دیده مفتون خواهم شد۔

مُصِيبَةٌ يَّقُولُوا قَدْ اَخَذْنَآ اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا

کوئی سختی تو کہتے ہیں ہم نے تو سنبھال لیا تھا اپنا کام پہلے ہی و۱ اور پھر کر جائیں

وَّهُمْ فَرِحُوْنَ ﴿۵۰﴾ قُلْ لَّنْ يُّصِيبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ

خوشیاں کرتے تو کہہ دے ہم کو ہرگز نہ ۵۰ پہنچیگا مگر وہی جو کچھ لکھ دیا اللہ نے

لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾

ہمارے لئے وہی ہے کارساز ہمارا اور اللہ ہی پر چاہیئے کہ بھروسہ کریں مسلمان

قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ۭ وَ

تو کہہ دے تم کیا امید کرو گے ہمارے ۵۱ حق میں مگر دو خوبیوں میں سے ایک کی و۲ اور

نَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُّصِيبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ

ہم امیدوار ہیں تمہارے حق میں کہ ڈالے تم پر اللہ کوئی عذاب

مِّنْ عِنْدِهٖٓ اَوْ بِاَيْدِيْنَا ۖ فَتَرَبَّصُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ

اپنے پاس سے یا ہمارے ہاتھوں سو منتظر رہو ہم بھی تمہارے ساتھ

مُّتَرَبِّصُوْنَ ﴿۵۲﴾ قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ

منتظر ہیں کہہ دے کہ مال خرچ کرو ۵۲ خوشی سے یا ناخوشی سے ہرگز

يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ۭ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَ

قبول نہ ہوگا تم سے بے شک تم نافرمان لوگ ہو ف اور

مَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّآ اَنَّهُمْ

موقوف نہیں ہوا ۵۳ قبول ہونا ان کے خرچ کا مگر اسی بات پر کہ وہ

كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ

منکر ہوئے اللہ سے اور اس کے رسول سے اور نہیں آتے نماز کو مگر

كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۵۴﴾

ہارے جی سے اور خرچ نہیں کرتے مگر برے دل سے

مرا یعنی جب اپنی مجلس سے واپس لوٹتے ہیں۔ جنگ سے واپس ہونا مراد نہیں کیونکہ وہ جنگ میں گئے ہی نہیں۔ ۱۲ مر

یعنی جب آپ جنگ سے واپس آئیں۔ ۱۲ مر

آپ کی طرف سے زور دینے سے یا اس کے بغیر

اس سے اللہ کی رضا مراد نہیں کیونکہ منافق اللہ کی رضا کیلئے خرچ نہیں کرتے ۱۲ مر

بالقاء النمیمۃ (خازن ج ۳ ص۱۰۱) وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ یعنی کچھ منافقین تم میں رہ کر اپنے اکابر اور سرداروں کے لئے جاسوسی کا کام کرتے ہیں اور تمہارے پوشیدہ راز ان تک پہنچاتے ہیں۔ **۴۷** یعنی اس سے پہلے وہ ہر طرح سے آپ کی مخالفت کر چکے ہیں اور وہ کونسا حیلہ ہے جو انہوں نے آپ کی مخالفت میں استعمال نہیں کیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کی ہر کوشش کو ناکام اور ان کے ہر حیلہ کو باطل کر دیا اور دین حق کو ان کے باطل پر غلبہ عطا فرما دیا۔ **۴۸** جد بن قیس منافق نے ازراہ شرارت حضور علیہ السلام سے کہا کہ میں ایک عاشق مزاج آدمی ہوں اس لئے آپ مجھے جہاد سے چھٹی دیدیں کیونکہ میں رومیوں کی عورتوں کو دیکھ کر صبر نہیں کر سکوں گا اور فتنے میں پڑ جاؤں گا۔ یہ غزوۂ تبوک کا واقعہ ہے جس میں رومیوں سے جنگ تھی۔ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا اللہ تعالیٰ نے جواب فرمایا کہ وہ اس فتنے سے تو ڈرتا ہے مگر وہ یہ خیال نہیں کرتا کہ منافقت اور مخالفت رسول کی وجہ سے وہ اس سے کہیں بڑے فتنے میں گر چکے ہیں جس کا انجام کہ انہیں جہنم میں ڈالا جائیگا جس کی آگ ان کو چاروں طرف سے اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔ قال الجد قد عرف قومی انی مغرم بالنساء وانی اخشی ان رایت بنات بنی الاصفر الا اصبر عنهن فلا تفتنی وائذن لی فی القعود الخ (قرطبی ج ۸ ص۱۵۸) **۴۹** حسنة سے فتح ونصرت اور غنیمت مراد ہے اور مصیبة سے شدت اور وقتی شکست مراد ہے یعنی اگر آپ کو دشمن پر فتح حاصل ہو اور مال غنیمت ہاتھ آجائے تو وہ دل ہی دل میں کڑھتے اور بہت ناخوش ہوتے ہیں اور اگر آپ کو کوئی تکلیف پہنچ جائے تو کہتے ہیں ہم اچھے رہے کہ حزم اور احتیاط سے کام لیا اور ایسے موقع پر شامل ہی نہیں ہوئے اور گپیں ہانکنے کے بعد خوش خوش اپنے گھروں کو واپس لوٹتے ہیں اس سے بھی وہی منافقین مراد ہیں جو جنگ میں شریک نہیں ہوئے تھے۔ **۵۰** آپ فرما دیں خیر و شر اللہ کی طرف سے مقدر ہے اور وہی ہمارا کارساز اور ہمارا مالک و مختار ہے اور جو اس نے ہماری قسمت میں لکھا ہے وہ ضرور ہو کر رہے گا اور ہمارا بھروسہ اللہ پر ہے اور مؤمن کی شان ہے کہ وہ اللہ پر ہی بھروسہ رکھیں وحق المؤمنین ان لا یتوکلوا علی غیر اللہ (مدارک ج ۲ ص۹۹) **۵۱** یعنی جب آپ جہاد سے واپس آئیں تو ان منافقین سے فرمائیں کہ ہمارے بارے میں تمہیں دو باتوں میں سے ایک ہی بات کی توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں کسی آسمانی عذاب سے ہلاک کر دے یا تم ہمارے ہاتھوں قتل ہو جاؤ اس لئے تم ہمارے انجام کا انتظار کرو اور ہم تمہارے انجام کا انتظار کرتے ہیں۔ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ یعنی فتح یا شہادت **۵۲** طَوْعًا یعنی بلا الزام اور کَرْهًا بالالزام کیونکہ منافقین رضائے الٰہی کے لئے خرچ نہیں کرتے۔ منافقین میں چونکہ قبول اعمال کی شرط یعنی ایمان خالص مفقود ہے اس لئے ان کا کوئی عمل از قسم نفاق وغیرہ خدا کے یہاں قبول نہیں ہوگا۔ **۵۳** یہ ان منافقین کے صدقات قبول نہ ہونے کی وجہ ہے یعنی اگرچہ وہ بظاہر نمازیں بھی پڑھتے ہیں اور خرچ بھی کرتے مگر ان کے دلوں میں ایمان نہیں ہے۔ ان کے دل کفر و نفاق سے ملوث ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ نماز خشوع وخضوع اور مستعدی سے نہیں پڑھتے اور خرچ بھی کرتے ہیں تو بے دلی کے ساتھ اور مجبوراً کرتے ہیں۔ اور اس سے ان کا مقصد اللہ

موضح قرآن ف وہ جو مدد خرچ دینے لگا تھا سو جواب ملا کہ بے اعتقاد کا مال قبول نہیں۔ ۱۲

فتح الرحمن و۱ یعنی پنہاں با اعداء موافقت کردہ ایم یا از سفر تخلف نمودہ ایم ما را ہیچ باک نیست ۱۲ و۲ یعنی فتح یا شہادت ۱۲

فَلَا تُعۡجِبۡكَ اَمۡوَالُهُمۡ وَلَآ اَوۡلَادُهُمۡ ؕ اِنَّمَا

سو تو تعجب نہ کر ۵۴ ان کے مال اور اولاد سے یہی

يُرِيۡدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمۡ بِهَا فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا

چاہتا ہے اللہ کہ ان کو عذاب میں رکھے ان چیزوں کی وجہ سے دنیا کی زندگی میں ف

وَتَزۡهَقَ اَنۡفُسُهُمۡ وَهُمۡ كٰفِرُوۡنَ ﴿۵۵﴾ وَيَحۡلِفُوۡنَ

اور نکلے ان کی جان اور وہ اس وقت کافر ہی رہیں ف اور قسمیں کھاتے ہیں ۵۵

بِاللّٰهِ اِنَّهُمۡ لَمِنۡكُمۡ ؕ وَمَا هُمۡ مِّنۡكُمۡ وَلٰكِنَّهُمۡ قَوۡمٌ

اللہ کی کہ وہ بے شک تم میں ہیں اور وہ تم میں نہیں ولیکن وہ لوگ

يَّفۡرَقُوۡنَ ﴿۵۶﴾ لَوۡ يَجِدُوۡنَ مَلۡجَاً اَوۡ مَغٰرٰتٍ اَوۡ

ڈرتے ہیں تم سے اگر وہ پائیں کوئی پناہ کی جگہ یا غار یا

مُدَّخَلًا لَّوَلَّوۡا اِلَيۡهِ وَهُمۡ يَجۡمَحُوۡنَ ﴿۵۷﴾ وَمِنۡهُمۡ

سر گھسانے کو جگہ تو الٹے بھاگیں اسی طرف رسیاں تڑاتے اور بعضے ان میں ۵۶

مَّنۡ يَّلۡمِزُكَ فِى الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنۡ اُعۡطُوۡا مِنۡهَا

وہ ہیں کہ تجھ کو طعن دیتے ہیں خیرات بانٹنے میں سو اگر ان کو ملے اس میں سے

رَضُوۡا وَاِنۡ لَّمۡ يُعۡطَوۡا مِنۡهَاۤ اِذَا هُمۡ يَسۡخَطُوۡنَ ﴿۵۸﴾

تو راضی ہوں اور اگر نہ ملے تو جبھی وہ ناخوش ہو جاویں

وَلَوۡ اَنَّهُمۡ رَضُوۡا مَاۤ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوۡلُهٗ ۙ

اور کیا اچھا ہوتا اگر ۵۷ وہ راضی ہو جاتے اسی پر جو دیا ان کو اللہ نے اور اس کے رسول نے

وَقَالُوۡا حَسۡبُنَا اللّٰهُ سَيُؤۡتِيۡنَا اللّٰهُ مِنۡ

اور کہتے کافی ہے ہم کو اللہ وہ دے گا ہم کو اپنے

فَضۡلِهٖ وَرَسُوۡلُهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوۡنَ ع

فضل سے اور اس کا رسول ہم کو تو اللہ ہی چاہیئے

ع ۱۷/۱۳

ل اذا رجعت الیهم ۱۲

ای من الغنائم ۱۲

ے یہ لفظ اللہ کے ساتھ مختص ہے غیر اللہ پر اس کا اطلاق نہیں ہو سکتا ۱۲

ی ای من الغنائم ۱۲

ن ای یعطی کا اطلاق اللہ پر بمعنی فوق الاسباب اور غیر اللہ پر بمعنی تحت الاسباب مجازاً ۱۲

کی رضا حاصل کرنا نہیں ہوتا۔ ۵۴ ان کے مال و اولاد کی کثرت ان کے حق میں بہتر نہیں۔ یہ ان کو اس لئے دیئے گئے ہیں تاکہ ان کے ذریعے دنیا ہی میں اللہ ان کو مبتلائے عذاب کر دے۔ ان کے دلوں میں مال اور اولاد کی محبت کوٹ کوٹ کر بھر دی گئی ہے اس لئے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم اور جہاد وغیرہ میں ان کی اولاد کا قید ہو جانا ان کے لئے ایک دنیوی عذاب ہے۔ ۵۵ یعنی جب آپ جنگ سے فارغ ہو کر واپس مدینہ پہنچیں گے تو یہ منافقین جھوٹی قسمیں کھا کھا کر آپ کو یقین دلانے کی کوشش کریں گے کہ وہ مخلص مومن اور آپ کے سچے تابعدار ہیں مگر یاد رکھئے ان لوگوں کا آپ کی جماعت سے کوئی تعلق نہیں یہ محض ڈر اور خوف کی وجہ سے آپ کی خوشامد کرتے اور اسلام کا اظہار کرتے ہیں۔ لَوْ یَجِدُوْنَ الخ اگر قتل و قید سے بچنے کے لئے انہیں کوئی جائے پناہ مل جائے یا وہ پہاڑوں کی غاروں میں اور زمین کی سرنگوں میں چھپ کر جان بچا سکیں تو وہ دوڑ کر ان کمین گاہوں میں جا چھپیں اور آپ کی خوشامد کرنے اور اسلام ظاہر کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہ کریں۔ ومعنی الآیۃ انهم کارهون من مصاحبتکم اشد الکراهۃ لو یجدون مخلصا منکم لفارقوکم (مظہری ج ۴ ص ۲۲۹) ۵۶ اس میں ان منافقین کا ذکر ہے جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تقسیم صدقات میں انصاف نہ کرنے کا طعن دھرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ ہوازن سے حاصل شدہ اموالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے تو ایک منافق معتب بن قشیر نامی بول اٹھا کہ یہ تقسیم انصاف پر مبنی نہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا "اگر اللہ اور اس کا رسول انصاف نہیں کریں گے تو پھر کون انصاف کرے گا"۔ یہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی۔ اصل بات یہ تھی کہ یہ لوگ محض جان و مال کے ڈر اور مال غنیمت کے لالچ کی وجہ سے اسلام کا اظہار کرتے تھے۔ اگر ان کو وافر مال مل جاتا تو خوش رہتے اور اگر نہ ملتا یا کم ملتا تو ناراض ہو کر اس قسم کی باتیں بنانے لگتے ۵۷ یہ پوری آیت حیز شرط میں ہے اور جواب شرط محذوف ہے ای لکان خیرا لهم یعنی جو کچھ اللہ کے رسول نے مال غنیمت سے ان کو دیا تھا اگر وہ اس پر قانع ہو جاتے اور کہتے ہمیں مال کی ضرورت نہیں۔ ہمیں اللہ کافی ہے۔ اللہ ہمیں اپنے فضل و کرم سے مالدار کر دے گا۔ اور اللہ کا رسول آئندہ کسی موقع پر ہمیں صدقات سے یا غنائم سے دیکر ہماری یہ کمی پوری کر دیگا اور ہمیں مال و دولت کی پرواہ نہیں ہمیں تو اللہ کی رضا چاہیئے اور بس تو یہ چیز ان کے حق میں دنیا اور آخرت میں بہتر ہوتی۔ مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ میں رسول کے دینے سے مال غنیمت میں سے دینا مراد ہے (کما فی المظہری ج ۴ ص ۲۳۱ والمدارک ج ۲ ص ۱۰۴ والخازن ج ۳ ص ۱۴۳ وابن جریر وابن کثیر وغیرھا) اس سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غائبانہ حاجات میں دینا مراد نہیں جیسا کہ اہل بدعت کا خیال ہے حدیث میں جو انما انا قاسم وارد ہے اس سے قاسم للعلم او الغنائم مراد ہے

موضح قرآن ف۱ یعنی یہ تعجب نہ کر کہ بے دین کو اللہ نے نعمت کیوں دی بے دین کے حق میں اولاد اور مال وبال ہے کہ ان کے پیچھے دل پریشان ہے اور ان کی فکر سے چھوٹنے نہ پاویں مرتے دم تک تا توبہ کرے یا نیکی پکڑے ۱۲

فتح الرحمن ف۱ یعنی جمع مال و حفظ اولاد و تأسف بر آنچہ فوت شود ۱۲

۵۸ انما الصدقات الخ یہاں صدقات کے مصارف اور مستحقین کا ذکر فرمایا۔ مقصد یہ ہے کہ خدا کا پیغمبر صدقات (زکوٰۃ اور غنیمت کا خمس وغیرہ) کو ان کے مستحقین پر ہی تقسیم کرتا ہے اور آپ پر بے انصافی کا الزام غلط ہے۔ نیز جو لوگ صدقات کے مستحق نہیں ہیں ان کا طمع ختم ہو جائے۔ صدقات کے مستحقین کی آٹھ قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ الفقرآء فقیر وہ ہے جس کے پاس بقدر کفایت کچھ مال ہو اور مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو۔ والعملین علیہا۔ صدقات وصول کرنے والے۔ ان کو صدقات ہی سے حق الخدمت ادا کیا جائے۔ والمؤلفۃ قلوبھم۔ ابتداء اسلام میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بعض بااثر اور باثروت نومسلموں کو صدقات سے دیا کرتے تھے تاکہ ان کے دلوں میں اسلام سے لگاؤ اور الفت جاگزیں ہو جائے۔ اب مؤلفۃ القلوب کا حصہ ساقط ہو چکا ہے بشرطیکہ وہ اغنیاء ہوں۔ اگر نومسلم فقراء ہوں تو تالیف قلب کیلئے صدقات میں سے ان کو دینا جائز ہے۔ وفی الرقاب مکاتب غلام کی اعانت کرنا مراد ہے۔ والغارمین جن پر قرض ہو۔ وفی سبیل اللہ۔ فقراء، مجاہدین، وہ حجاج جن کا زاد سفر ختم ہو چکا ہو اور طالبان علوم دین مراد ہیں۔ وابن السبیل وہ مسافر جس کے پاس دوران سفر میں زاد راہ ختم ہو جائے۔ **۵۹** ومنھم الذین الخ یہ منافقین کی ایک شرارت کا ذکر ہے کہ وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بد زبانی اور طعن و تشنیع سے ایذا دیتے تھے ھو اذن یہ منافقوں کا قول ہے یعنی یہ نبی تو کان ہے جس طرح کان ہر بات سنتا ہے اسی طرح یہ ہر سنی سنائی بات کو مان لیتا ہے۔ قل اذن خیر لکم اللہ نے آپ کو حکم دیا کہ آپ اس کے جواب میں فرما دیں کہ اللہ کا پیغمبر تو صرف سچی باتوں کو مانتا ہے۔ یعنی صرف اللہ اور مومنوں کی باتوں کو۔ اور پیغمبر ایمان والوں کے لئے رحمت ہے جو شخص ایمان کا اظہار کرتا ہے وہ اس کا ایمان قبول کر لیتا ہے۔ اور رحمت و شفقت کی وجہ سے اس کے پوشیدہ راز نہیں کھولتا۔ یا مخلص مؤمنین مراد ہیں اور ان کے لئے آپ کے رحمت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے ذریعے ان کو کفر سے نجات ملی۔ اور ہدایت کی راہ ہاتھ لگی جس سے ان کو دین و دنیا کی سعادتیں نصیب ہوئیں۔ ای وھو رحمۃ للذین اٰمنوا منکم ای اظھروا الایمان ایھا المنافقون حیث یقبل ایمانکم

إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِينِ وَالْعٰمِلِينَ
زکوٰۃ جو ہے ۵۸ سو وہ حق ہے مفلسوں کا اور محتاجوں کا اور زکوٰۃ کے کام پر

عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِى الرِّقَابِ وَ
جانیوالوں کا اور جن کا دل پرچانا منظور ہے ف۱ اور گردنوں کے چھڑانے میں اور

الْغٰرِمِينَ وَفِى سَبِيلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۖ فَرِيضَةً
جو تاوان بھریں اور اللہ کے رستہ میں ف۲ اور راہ کے مسافر کو ٹھہرایا ہوا ہے

مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٦٠﴾ وَمِنْهُمُ الَّذِينَ
اللہ کا اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے ف۱ اور بعضے ان میں

يُؤْذُونَ النَّبِىَّ وَيَقُولُونَ هُوَ أُذُنٌ ۚ قُلْ أُذُنُ
بدگوئی کرتے ہیں نبی کی ۵۹ اور کہتے ہیں کہ یہ شخص تو کان ہے ف۳ تو کہہ کان ہے

خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ وَ
تمہارے بھلے کے واسطے یقین رکھتا ہے اللہ پر اور یقین کرتا ہے مسلمانوں کی بات کا اور

رَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ اٰمَنُوا مِنكُمْ ۚ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ
رحمت ہے ایمان والوں کے حق میں تم میں سے اور جو لوگ بدگوئی کرتے ہیں

رَسُولَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٦١﴾ يَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ
اللہ کے رسول کی ان کے لئے عذاب ہے دردناک ف۲ قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی

لَكُمْ لِيُرْضُوكُمْ ۚ وَاللّٰهُ وَرَسُولُهٗٓ أَحَقُّ أَن يُرْضُوهُ
تمہارے آگے تاکہ تم کو راضی کریں ۶۰ اور اللہ کو اور اس کے رسول کو بہت ضرور ہے راضی کرنا

إِن كَانُوا مُؤْمِنِينَ ﴿٦٢﴾ أَلَمْ يَعْلَمُوٓا أَنَّهٗ مَن
اگر وہ ایمان رکھتے ہیں ف۳ کیا وہ جان نہیں چکے کہ جو کوئی

يُحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ فَأَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ
مقابلہ کرے اللہ سے اور اس کے رسول سے تو اس کے واسطے ہے دوزخ کی آگ

الثلثۃ

۱۔ یعنی جو کچھ کوئی کہے
اس کو مان لیتا ہے۔
۲۔ یعنی صرف سچی باتیں
مانتا ہے اور صرف اللہ
اور مومنوں کی باتیں
مانتا ہے۔ ۳۔ تخویف
آخرت دی

موضح قرآن ف۱ جس پاس مال نہ ہو وہ مفلس ہے گو کہ حاجت چلی جائے جیسے ہر روز کے محنتی اور محتاج جس کی حاجت بند نہ ہو۔ اور زکوٰۃ کے عامل تہینہ پاویں موافق خرچ کے اور دل جن کا پرچانا ہے وہ لوگ تھے کہ طمع پر مسلمان ہوئے لیکن سردار قوم تھے ان کے طفیل سچے مسلمان بھی ہوئے اب علماء ان کو نہیں گنتے اور گردن چھڑانی غلام کی آزادی کی پابندی کی۔ اور تاوان دار جو قرض کے برابر نہ رکھتا ہو اور اللہ کی راہ یعنی جہاد کا خرچ اور مسافر جو بے خرچ ہو اگرچہ گھر میں سب کچھ موجود رکھتا ہو۔ ۱۲ منہ رح **ف۲** منافق حضرت کو طعن کرتے تھے کہ یہ شخص کان ہی رکھتا ہے حضرت اپنے وقار سے جھوٹے کا جھوٹ پہچانتے تو بھی نہ پکڑتے تغافل کرتے وہ بیوقوف جانتے کہ انہوں نے سمجھا نہیں سو اللہ نے فرمایا کہ یہ خوبی کی تمہارے حق میں بہتر ہے نہیں تو اول تم پکڑے جاؤ۔ ۱۲ منہ رح **ف۳** کسی وقت حضرت ان کی دغابازی پکڑتے تو مسلمانوں کے روبرو قسمیں کھاتے کہ ہمارے دل میں بری نیت نہ تھی تاکہ ان کو راضی کر کے اپنی طرف کریں۔ نہ جانا کہ یہ فریب بازی خدا اور رسول کے ساتھ کام نہیں آتی۔ ۱۲ منہ رح

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی ضعیف الاسلام ۱۲۔ ف۲ یعنی جہاد ۱۲ ف۳ یعنی ہر چہ کسی گوید قبول میکند۔ ۱۲

خَالِدًا فِیْهَا ۭ ذٰلِكَ الْخِزْیُ الْعَظِیْمُ ﴿۶۳﴾ یَحْذَرُ

سدا رہے اس میں یہی ہے بڑی رسوائی ڈرا کرتے ہیں

الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَیْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ

منافق اس بات سے کہ نازل ہو مسلمانوں پر ۶۱ ایسی سورت کہ جتا دے ان کو

بِمَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ ۭ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ

جو ان کے دل میں ہے تو کہہ دے ٹھٹھے کرتے رہو اللہ کھول کر رہے گا

مَّا تَحْذَرُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ لَیَقُوْلُنَّ اِنَّمَا

اس چیز کو جس کا تم کو ڈر ہے اور اگر تو ان سے پوچھے ۶۲ تو وہ کہیں گے ہم تو

كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ۭ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰیٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ

بات چیت کرتے تھے اور دل لگی تو کہہ کیا اللہ سے اور اسکے حکموں سے اور اسکے رسول سے

كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۶۵﴾ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ

تم ٹھٹھے کرتے تھے بہانے مت بناؤ ۶۳ تم تو کافر ہو گئے

بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ ۭ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَاۗىِٕفَةٍ مِّنْكُمْ

اظہار ایمان کے پیچھے ف۱ اگر ہم معاف کردینگے تم میں سے بعضوں کو

نُعَذِّبْ طَاۗىِٕفَةًۢ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِیْنَ ﴿۶۶﴾ ع

تو البتہ عذاب بھی دینگے بعضوں کو اس سبب سے کہ وہ گنہگار تھے ف۱

اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۘ

منافق مرد اور منافق عورتیں ۶۴ سب کی ایک چال ہے

یَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَیَقْبِضُوْنَ

سکھائیں بات بری اور چھڑائیں بات بھلی اور بند رکھیں

اَیْدِیَهُمْ ۭ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِیَهُمْ ۭ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ هُمُ

اپنی مٹھی کو بھول گئے اللہ کو سو وہ بھول گیا انکو تحقیق منافق وہی ہیں

ع وقف لازم

۱ ان منافقین پر جو بطور نفاق جہاد کے لئے نکلے اور راستے میں مخالفت کی باتیں کرتے تھے ۲ یعنی انکو ایمان لانے کی توفیق دیدیں۔ ۳ منافقین کے حالات کا بیان مع تخویف اخروی۔

الظاھر ولا یکشف اسرارکم ولا یفعل بکم ما یفعل بالمشرکین او ھو رحمۃ للمؤمنین حیث استنقذھم من الکفر الی الایمان ویشفع لھم فی الاٰخرۃ بایمانھم فی الدنیا (مدارک ج ۲ ص ۱۰۲) ۶۰ یحلفون باللہ الخ لکم اور لیرضوکم میں ضمیر خطاب مؤمنین سے کنایہ ہے۔ منافقین مؤمنین کے سامنے قسمیں کھا کھا کر اپنی برأت کرتے اور ان کو خوش کرنے کی کوشش کرتے اللہ نے فرمایا اگر واقعی وہ مومن ہوتے تو ان کا فرض تھا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کو خوش کرنے کی کوشش کرتے ایسا انہوں نے کیا نہیں تو صرف مسلمانوں کو خوش کرنے سے کیا حاصل۔ الم یعلموا الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ ۶۱ یحذر المنٰفقون الخ ان منافقوں کو یہ خطرہ بھی رہتا ہے کہ مبادا ان کے بارے میں آیتیں نازل ہو جائیں اور ان کے دلی نفاق اور کفر و عناد کو ظاہر کر کے ان کو ذلیل و رسوا کر دیں قل استھزءوا یہ امر تہدیدی ہے مخرج ای مظھر، ما تحذرون سے ان کا نفاق مراد ہے جس کے ظاہر ہو جانے کا انکو ڈر تھا۔ یعنی اسلام اور پیغمبر اسلام کا تمسخر اڑالو کہاں تک اڑاؤ گے آخر اللہ تعالیٰ تمہارے دلی کفر و نفاق اور عناد کو ظاہر کر ہی دے گا۔ ۶۲ ولئن سألتھم الخ اس میں ان منافقین کا ذکر ہے جو ازروئے نفاق غزوۂ تبوک میں شریک ہوئے مگر دوران سفر میں بھی شرارت کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیا راستے میں کچھ منافقین حضور علیہ السلام کے آگے آگے جا رہے تھے آپس میں کہہ رہے تھے کہ یہ شخص (حضور علیہ السلام کی طرف اشارہ تھا) ملک شام کے محلات اور روم کے قلعے فتح کرنے کے خواب دیکھ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی سے اس گفتگو کی آپ کو اطلاع دیدی آپ نے ان کو روک کر فرمایا تم یہ باتیں کر رہے تھے تو صاف مکر گئے اور کہنے لگے نہیں یا نبی اللہ ہم تو محض دل لگی کی خاطر ادھر ادھر کی باتیں کر رہے تھے تاکہ سفر آسانی سے کٹ جائے۔ ان کا یہ جواب صریح جھوٹ تھا اس لئے اس کو کوئی وقعت نہ دے کر اللہ نے فرمایا۔ ان سے کہو، ظالمو! تم اللہ، اس کی آیتوں اور اس کے رسول کے ساتھ دل لگی اور استہزا کرتے ہو ۶۳ لا تعتذروا الخ یہ تہدید و توبیخ ہے۔ یعنی اے منافقین غلط عذر اور جھوٹے بہانے مت کرو۔ تم نے اظہار ایمان کے بعد استہزاء اور تمسخر سے اپنا کفر ظاہر کر دیا ہے اگر ہم ایک جماعت کو توبہ کی وجہ سے معاف کر دینگے تو دوسری جماعت کو ضرور عذاب دینگے کیونکہ وہ مجرم ہیں اور انہوں نے اپنے جرم سے توبہ نہیں کی۔ ان تمسخر کرنے والے منافقوں میں سے جنہوں نے توبہ کر لی اور مخلصانہ ایمان لے آئے ان کو معاف کر دیا گیا جیسا کہ مخشی بن حمیر نے صدق دل سے ایمان قبول کر لیا اور نفاق سے تائب ہو گیا۔ اللہ نے اس کو جنگ یمامہ میں شرکت کی توفیق دی اور شہادت نصیب فرمائی اور جنہوں نے توبہ نہیں کی وہ مبتلائے عذاب ہوں گے۔ ۶۴ المنٰفقون والمنٰفقٰت الخ یعنی یہ منافقین آپس میں ایک دوسرے سے متحد ہیں ان سب کا مقصد ایک ہے اور ان کے عزائم باہم متفق ہیں ان کے احوال ایمان والوں کے احوال سے سراسر مختلف ہیں۔ وہ برے کاموں (کفر و عصیان) کی لوگوں کو ترغیب دیتے اور نیک کاموں (ایمان و اطاعت) سے لوگوں کو روکتے ہیں۔ اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے بخل کرتے ہیں۔ نسوا اللہ فنسیھم۔ نسیان سے ترک مراد ہے۔ یعنی منافقین نے اللہ کے احکام کی پیروی ترک کر دی تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو اپنی

موضح قرآن ف۱ جو کوئی دین کی باتوں میں ٹھٹھا کرے اگرچہ دل سے منکر نہ ہو وہ کافر ہوا نہیں تو منافق البتہ ہوا دین کی بات میں ظاہر و باطن با ادب رہنا ضرور ہے۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی ایمان زبانی خود۔ ۱۲

الْفٰسِقُوْنَ ﴿٦٧﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَ

نافرمان ف۱ وعدہ دیا ہے اللہ نے منافق مرد اور منافق عورتوں کو اور

الْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ

منافق کو دوزخ کی آگ کا پڑے رہیں گے اس میں ف۶۵ وہی بس ہے ان کو

وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿٦٨﴾ كَالَّذِيْنَ

اور اللہ نے انکو پھٹکار دیا اور ان کے لئے عذاب ہے برقرار رہنے والا جس طرح تم سے

مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا

اگلے لوگ زیادہ تھے تم سے زور سے اور زیادہ رکھتے تھے مال

وَّاَوْلَادًا ؕ فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ

اور اولاد پھر فائدہ اٹھا گئے اپنے حصہ سے پھر فائدہ اٹھایا تم نے

بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ

اپنے حصہ سے جیسے فائدہ اٹھا گئے تم سے اگلے

بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا ؕ اُولٰٓئِكَ

اپنے حصہ سے اور تم بھی چلتے ہو انہیں کی سی چال وہ لوگ

حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ

مٹ گئے ان کے عمل دنیا میں اور آخرت میں اور وہی لوگ

هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٦٩﴾ اَلَمْ يَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِيْنَ مِنْ

پڑے نقصان میں کیا پہنچی نہیں ان کو خبر ان لوگوں کی جو ف۶۶

قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۬ۙ وَقَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ وَ

ان سے پہلے تھے قوم نوح کی اور عاد کی اور ثمود کی اور قوم ابراہیم کی اور

اَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ ؕ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ

مدین والوں کی اور ان بستیوں کی خبر جو الٹ دی گئیں تھیں پہنچے انکے پاس ان کے رسول

[illegible] تتمہ از معروف
یعنی انتھم سے [illegible]
اوروں کی طرح شبہات
میں داخل ہوئے
۲ تخویف دنیاوی

والتفات از خطاب
بسوئے غیبت مراد
کفار ومنافقین ہیں

توفیق اور رحمت سے محروم کر دیا غفلوا عن ذکرہ و ترکوا طاعتہ (فنسیھم) فترکھم اللہ من توفیقہ وھدایتہ فی الدنیا ورحمتہ فی الاٰخرۃ وترکھم فی عذابہ (مظہری ج ۴ ص ۲۶۲)

ف۶۵ وعد اللہ الخ یہ منافقین اور کفار کے لئے تخویف اخروی ہے کالذین من قبلکم ای انتم ایھا الکفّار کالذین من قبلکم فاستمتعوا بخلاقھم جو دنیوی عیش وتلذذ ان کے لئے مقدر تھا اس سے انہوں نے فائدہ اٹھایا اور جو تمہارے لئے مقدر تھا اس سے تم نے فائدہ اٹھایا۔ وخضتم کالذی خاضوا اور جس طرح وہ باطل شبہات اور لہو ولعب میں منہمک ہوگئے اسی طرح تم منہمک ہوئے۔ اولٰئک حبطت اعمالھم الخ دنیا اور آخرت میں انکے اعمال اکارت گئے اور ان پر وہ کسی اجر وثواب کے مستحق نہ ٹھہرے اور دنیا اور آخرت کا خسارہ اٹھایا۔ اے کفار! بالکل اسی طرح تمہارے اعمال بھی بے نتیجہ اور ضائع ہوں گے اور آخرت میں خائب وخاسر ہوگے۔ ف۶۶ الم یاتھم الخ یہ تخویف دنیوی ہے اس میں خطاب سے غیبت کی طرف التفات ہے اور ضمیر غائب سے کفار ومنافقین مراد ہیں یعنی کفار ومنافقین کو اقوامِ سابقہ کے حالات سے عبرت حاصل کرنا چاہیئے کہ کس طرح ان کو ان کی نافرمانیوں کی وجہ سے ہلاک کیا گیا۔ فما کان اللہ لیظلمھم الخ یعنی اللہ نے ان کو ہلاک کر کے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود ظالم تھے اور ضد وانکار کی وجہ سے انہوں نے خود اپنی جانوں پر ظلم کیا۔

موضح قرآن ف۱ یعنی بے اعتقاد کی صلاحیت کیا معتبر ہے اس کو فاسق ہی گنئے۔ ۱۲ منہ

بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا

صاف حکم لے کر سو اللہ تو ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا لیکن وہ اپنے اوپر

اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ

آپ ظلم کرتے تھے اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں

بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ

ایک دوسرے کی مددگار ہیں ۶۷ سکھلاتے ہیں نیک بات اور

يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ

منع کرتے ہیں بری بات سے اور قائم رکھتے ہیں نماز اور دیتے ہیں

الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اُولٰٓىِٕكَ سَيَرْحَمُهُمُ

زکوٰۃ اور حکم پر چلتے ہیں اللہ کے اور اس کے رسول کے وہی لوگ ہیں جن پر رحم کریگا

اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۷۱﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ

اللہ بیشک اللہ زبردست ہے حکمت والا وعدہ دیا ہے اللہ نے ایمان والے مردوں

وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

اور ایمان والی عورتوں کو باغوں کا کہ بہتی ہیں نیچے ان کے نہریں رہا کریں

فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ وَرِضْوَانٌ

انہی میں اور ستھرے مکانوں کا رہنے کے باغوں میں اور رضامندی

مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۷۲﴾ يٰٓاَيُّهَا

اللہ کی ان سب سے بڑی ہے یہی ہے بڑی کامیابی اے

النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ

نبی لڑائی کر کافروں سے ۶۸ اور منافقوں سے اور تندخوئی کر ان پر

وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۷۳﴾ يَحْلِفُوْنَ

اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ برا ٹھکانا ہے ۶۸ قسمیں کھاتے ہیں

وقف لازم

ع ۹ ۱۵

ر: منافقین کے مقابلہ میں مومنین کے حالات مع بشارت اخروی

سے: منافقین بیرون مدینہ مراد ہیں یعنی [illegible]

[illegible] منافقین مدینہ [illegible] زبانی جہاد [illegible] پیغمبر مسلمانوں [illegible]

۶۷ والمؤمنون والمؤمنات الخ منافقین کے مقابلہ میں مومنین کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں یعنی وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست اور ہمدرد ہیں۔ نیک کاموں کی ترغیب دیتے اور برے کاموں سے منع کرتے ہیں۔ نماز قائم کرتے، زکوٰۃ دیتے، اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں اولٰئک سیرحمھم اللہ — تا — ذٰلک ھو الفوز العظیم مومنین کے لئے بشارتِ اخروی ہے۔

۶۸ یاایھا النبی جاھد الخ اس آیت میں کفار اور منافقین سے جہاد کرنے کا حکم دیا گیا۔ کافروں سے جہاد بالسیف اور منافقوں سے جہاد بالحجۃ والدلیل مراد ہے یعنی دلائل و براہین سے ان کے شبہات، اعتراضات اور مطاعن کا جواب دو حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا۔ منافقین اطرافِ مدینہ کے ساتھ جہاد بالسیف کرو اور جو منافقین مدینہ منورہ میں ہیں ان سے جہاد باللسان یعنی دلائل سے جہاد کرو تاکہ لوگ یہ الزام نہ لگائیں کہ پیغمبر مسلمانوں کو مروا رہا ہے۔ قال ابن عباس امر بالجھاد مع الکفار بالسیف ومع المنافقین باللسان وشدۃ الزجر والتغلیظ (قرطبی ج ۸ ص ۲۰۴)

فتح الرحمٰن ۶۸ یعنی بسیف۔ ۱۲۔

۶۹ یحلفون باللہ الخ اس آیت میں دو قصوں کی طرف اشارہ ہے۔ غزوۂ تبوک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اس میں آپ نے ان منافقین کا ذکر کیا جو جہاد میں شریک نہیں ہوئے تھے آپ نے ان کو رجس اور ناپاک فرمایا۔ یہ سنکر ایک منافق جلاس بن سوید کہنے لگا اگر محمد سچ کہتا ہے تو ہم تو گدھوں سے بھی بدتر ہیں۔ یہ بات ایک مخلص مومن عامر بن قیس نے سن لی۔ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کر دیا آپ نے جلاس کو بلا کر پوچھا تو اس نے قسم کھا کر انکار کر دیا کہ اس نے ایسی کوئی بات نہیں کہی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا **ولقد قالوا کلمۃ الکفر** بعض نے لکھا ہے کہ اس سے مراد عبداللہ بن ابی کا قول ہے جو سورۂ منافقین میں مذکور ہے۔ یعنی **لئن رجعنا الی المدینۃ لیخرجن الاعز منہا الاذل**۔ دوسرا قصہ **وھموا بما لم ینالوا** میں مذکور ہے۔ غزوۂ تبوک میں منافقین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہلاک کرنے کا منصوبہ بنایا۔ راستہ میں ایک گھاٹی پر بارہ آدمی مقرر کر دئے تاکہ جب آپ وہاں سے گذریں تو اچانک حملہ کر کے آپ کو قتل کر دیں لیکن اللہ تعالےٰ نے بذریعہ جبرئیل علیہ السلام آپ کو اس پروگرام کی اطلاع دیدی۔ **۷۰ وما نقموا** الخ آخر ان منافقین کو اسلام اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت اور عناد کیوں ہے اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کو کیا ناراضگی ہے کیا ان کو یہ بات ناپسند ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اور اس کے رسول نے ان کو مالدار بنا دیا ہے۔ حاصل یہ کہ اللہ اور رسول کے تو ان پر احسانات اور انعامات ہی ہیں جن کی موجودگی میں ان کو سر اطاعت و تسلیم خم کر دینا چاہیئے تھا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے اس وقت یہ منافقین نہایت تنگدستی کی زندگی بسر کر رہے تھے آپ کی تشریف آوری اور اموالِ غنیمت کی کثرت سے ان کی زندگی خوشحال ہو گئی۔ جلاس بن سوید مذکور کا ایک قریبی رشتہ دار قتل ہو گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہ ہزار روپیہ خونبہا کے طور پر دلایا جس سے وہ مالدار ہو گیا۔ انھم کانوا حین قدم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم المدینۃ فی ضنک من العیش لا یرکبون الخیل ولا یحوزون الغنیمۃ فاستغنوا بالغنائم وقتل للجلاس مولیً فامر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بدیتہ اثنی عشر الفاً فاستغنی (مدارک ج ۲ ص ۱۰۴۔ قرطبی ج ۸ ص ۲۰۷) حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے منافقین کو غنی کر دینے سے یہی مراد ہے یعنی مالِ غنیمت سے ان کو غنی کر دیا اس سے مافوق الاسباب غائبانہ طور پر غنی کرنا مراد نہیں۔ کذا فی المدارک وابن جریر وابن کثیر۔ **۷۱ فان یتوبوا** الخ جب یہ آیت نازل ہوئی تو جلاس نے کہا۔ یا رسول اللہ اللہ تعالےٰ نے مجھے توبہ کی گنجائش دی ہے بیشک

بِاللّٰہِ مَا قَالُوْا ؕ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا

اللہ کی کہ ہم نے نہیں کہا ۶۹ اور بیشک کہا ہے انہوں نے لفظ کفر کا اور منکر ہو گئے

بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ وَمَا نَقَمُوْٓا

مسلمان ہو کر اور قصد کیا تھا اس چیز کا جو ان کو نہ ملی اور یہ سب کچھ اسی

اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ

کا بدلہ تھا کہ دولت مند کر دیا ان کو اللہ نے اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے ۷۱ سو اگر

يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ

توبہ کر لیں تو بھلا ہے ان کے حق میں ۷۲ اور اگر نہ مانیں گے تو عذاب دے گا انکو

اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ

اللہ عذاب دردناک دنیا اور آخرت میں اور نہیں ان کا

فِى الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۷۴﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ

روئے زمین پر کوئی حمایتی اور نہ مددگار ف۱ اور بعضے ان میں وہ ہیں

عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَ

کہ عہد کیا تھا اللہ سے اگر دیوے ہم کو اپنے فضل سے تو ہم ضرور خیرات کریں اور

لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ مِّنْ

ہو رہیں ہم نیکی والوں میں ۷۳ پھر جب دیا ان کو

فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۷۶﴾

اپنے فضل سے تو اس میں بخل کیا اور پھر گئے ٹلا کر

فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِىْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ

پھر اس کا اثر رکھ دیا نفاق ان کے دلوں میں جس دن تک کہ وہ اس سے ملیں گے اس وجہ سے

اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ﴿۷۷﴾ اَلَمْ

کہ انہوں نے خلاف کیا اللہ کا جو وعدہ اس سے کیا تھا اور اس وجہ سے کہ بولتے تھے جھوٹ کیا وہ

[illegible]

موضح قرآن ف۱ اکثر منافق پیچھے بیٹھ کر اہانت کرتے پیغمبر کی اور دین کی۔ پھر پکڑے جاتے تو قسمیں کھاتے کہ ہم نے کچھ نہیں کیا۔ سورۂ منافقون میں بھی یہ ذکر آوے گا اور یہ جو فرمایا کہ فکر کیا تھا جو نہ ملا یا یہ مراد ہے کہ لشکر میں خانہ جنگی ہوئی تھی۔ اس میں لگے اغوا کرنے کہ مہاجر و انصار میں پھوٹ ڈالیں۔ حضرت نے اصلاح کر دی۔ سورۂ منافقوں میں آوے گا یا یہ مراد ہے کہ بارہ شخص نے سفر میں آدھی رات کو جمع ہو کر چاہا کہ حضرت پر ہاتھ چلاویں۔ ایک صحابی ساتھ تھے۔ حذیفہ نے ان کو فرمایا ان کو مارو تب آگے سے بھاگے۔ حذیفہ سب کو پہچانتے تھے پر ظاہر کرنا حکم نہ تھا۔ ۱۲۔

ف۱ مترجم گوید و این نوعی از تحکم است۔ واللہ اعلم ۱۲

میں نے مذکورہ بالا الفاظ کہے تھے اور جھوٹی قسم کھائی تھی اس لئے اب میں اس گناہ اور نفاق سے توبہ واستغفار کرتا ہوں اور صدق دل سے ایمان لاتا ہوں چنانچہ آپ نے اسکی توبہ منظور فرمائی اور اس نے بھی آخری دم اخلاص کا ثبوت دیا۔ وان یتولوا الخ یہ نفاق پر قائم رہنے والوں کے لئے دنیوی اور اخروی تخویف ہے ف٢ ومنہم من الخ اس آیت میں ثعلبہ بن حاطب نامی منافق کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے اس نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بہت سی دولت عطا فرمائے آپ نے فرمایا۔ اے ثعلبہ وہ تھوڑا سا مال جس کے تم حقوق ادا کرسکو اس کثیر مال سے بہتر ہے جس کے حقوق ادا کرنے سے تم قاصر رہو۔ ثعلبہ نے اصرار کیا اور کہا مجھے اس اللہ کی قسم جس نے آپ کو سچا نبی بنا کر بھیجا اگر اس نے مجھے دولت دی تو میں اس میں سے تمام حقوق واجبہ ادا کروں گا۔ حضور علیہ السلام نے اس کے حق میں دعا فرمائی۔ ثعلبہ نے چند بکریاں خریدیں اللہ نے ان میں اس قدر برکت ڈالی اور وہ اس قدر بڑھیں کہ اسے مدینہ سے باہر جنگل میں بسیرا کرنا پڑا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ نہ صرف مسجد نبوی میں پنجوقتہ نمازیں ادا کرنے سے محروم ہو گیا بلکہ نماز جمعہ سے بھی غیر حاضر رہنے لگا۔ جب حضور علیہ السلام کو اس کا علم ہوا تو آپ نے زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے اس کے پاس دو محصل بھیجے جنہیں اس نے یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ یہ زکوٰۃ تو جزیہ ہے۔ ابھی جاؤ میں سوچوں گا اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ جب ثعلبہ کو آیتوں کا پتہ چلا تو مال صدقہ لیکر حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اس کا صدقہ قبول نہ کیا اور فرمایا اللہ نے مجھے تیرا صدقہ قبول کرنے سے منع فرمایا ہے۔ حضور علیہ السلام کے بعد حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ نے بھی اس کا صدقہ قبول نہ کیا۔ فاعقبہم نفاقا اعقب کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے۔ یا بخل جو بخلوا میں ضمناً مذکور ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں نفاق کو جاگزیں کر دیا۔ یا بخل کی وجہ سے اس کے دل میں نفاق ڈالدیا۔ کیونکہ اس نے اللہ سے جو وعدہ کیا وہ پورا نہ کیا ای اعقبہم اللہ نفاقا فی قلوبہم وقیل ای اعقبہم البخل نفاقا (قرطبی ج ٨ ص ٢١٣) بما میں با، سببیہ ہے ای بسبب اخلافہم ما وعدوا اللہ من التصدق والصلاح وکونہم کاذبین (مدارک ج ٢ ص ١١٠) ف٣ الم یعلموا الخ تخویف اخروی ہے۔ ف٤ الذین یلمزون الخ اس میں

يَعْلَمُوٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ

جان نہیں چکے کہ اللہ جانتا ہے ان کا بھید ف٣ اور ان کا مشورہ اور یہ کہ اللہ

عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿٧٨﴾ اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ

خوب جانتا ہے سب چھپی باتوں کو ف وہ لوگ جو طعن کرتے ہیں ان مسلمانوں پر جو

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ

دل کھول کر ف٤ خیرات کرتے ہیں اور ان پر جو نہیں رکھتے

اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ؕ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ ز

مگر اپنی محنت کا ف١ پھر ان پر ٹھٹھے کرتے ہیں اللہ نے ان سے ٹھٹھا کیا ہے

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٧٩﴾ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ

اور ان کے لئے عذاب دردناک ہے ف٣ تو ان کے لئے بخشش مانگ یا نہ مانگ ف٥

لَهُمْ ؕ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ

ف٢ اگر ان کے لئے ستر بار بخشش مانگے تو بھی ہرگز نہ بخشے گا

اللّٰهُ لَهُمْ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ وَ

ان کو اللہ یہ اس واسطے کہ وہ منکر ہوئے اللہ سے اور اس کے رسول سے اور

اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٨٠﴾ فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ

اللہ رستہ نہیں دیتا نافرمان لوگوں کو ف٣ خوش ہو گئے پیچھے رہنے والے

١٠ ع ١٦

بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ

اپنے بیٹھ رہنے سے جدا ہو کر رسول اللہ سے ف٦ اور گھبرائے اس سے

يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ

کہ لڑیں اپنے مال سے اور جان سے اللہ کی

اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ؕ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ

راہ میں اور بولے کہ مت کوچ کرو گرمی میں تو کہہ دوزخ کی آگ

[illegible]

موضح قرآن ف١ ایک منافق تھا ثعلبہ حضرت سے دعا چاہی کہ مجھ کو کشائش ہو فرمایا کہ تھوڑا جس کا شکر ہو سکے بہتر ہے بہت سے کہ غفلت لاوے پھر آیا لگا عہد کرنے کہ اگر مجھ کو مال ہو بہت خیرات کروں اور غفلت میں نہ پڑوں حضرت نے دعا کی اسکو بکریوں میں برکت ملی یہاں تک کہ مدینے کے جنگل سے کفایت نہ ہوتی نکل کر گاؤں میں جا رہا جمعہ وجماعت سے محروم ہوا حضرت نے پوچھا کہ ثعلبہ کیا ہوا لوگوں نے حال بیان کیا۔ فرمایا ثعلبہ خراب ہوا۔ پھر زکوٰۃ دینے کا وقت ہوا سب دینے لگے اس نے کہا یہ جو مال بھرنا گویا جزیہ دینا۔ بہانہ کر ٹالدیا پھر حضرت پاس مال لایا زکوٰۃ میں حضرت نے قبول نہ کیا۔ بعد حضرت کے ابوبکرؓ وعمرؓ بھی اپنی خلافت میں اس کی زکوٰۃ نہ لیتے خلافت حضرت عثمانؓ میں مر گیا۔ ١٢ منہ ف٢ ایکبار حضرت نے تقید کی خیرات پر عبدالرحمن بن عوف چار ہزار درہم لائے اور لوگ لانے لگے۔ عاصم چار سیر جو لائے عبدالرحمن نے کہا آٹھ ہزار میں رکھتا تھا نصف اپنے رب کو قرض دیتا ہوں اور نصف حق عیال کا عاصم نے کہا مزدوری کر کر آٹھ سیر جو لایا ہوں نصف خیرات کرتا ہوں اور نصف حق عیال کا۔ منافق آپس میں کہنے لگے۔ عبدالرحمن کو منظور ہے نمود اپنی اور عاصم اپنے تئیں زور آوری سے ملاتا ہے خیرات والوں میں ١٢ منہ ف٣ یہاں سے فرق نکلتا ہے بے اعتقاد کا اور گنہگار کا۔ گناہ ایسا کونسا ہے کہ پیغمبر کے بخشائے سے نہ بخشا جاوے اور بے اعتقاد کو پیغمبر کی ستر استغفار فائدہ نہ کرے اب جو بے اعتقاد لوگ بھروسا نہ کریں پیغمبر کی شفاعت نہ کریں دلیل ہے مثلاً آدمی سے بدکام ہو یا نماز روزہ نہ ہو اور وہ شرمندہ ہے اور نادم ہے تو وہ گنہگار ہے اور جو کوئی بدکام کو عیب نہ جانے اور فرض خدا کو کرنا نہ کرنا برابر سمجھے اور کرنیوالوں کو طعن کرے وہ بے اعتقاد ہے۔

فتح الرحمن ف١ یعنی بمزدوری چیزی پیدا می کنند و صدقہ می دہند۔ ١٢ ف٢ یعنی ہر دو صورت یکسان است ١٢۔

ان منافقین کا ذکر ہے جو خوشی خوشی صدقہ وخیرات کرنے والے مسلمانوں کو طعنے دیتے تھے الذین موصول مع صلہ مبتدا ہے۔ اور سخر اللہ منہم خبر ہے جو مسلمان بہت سا مال صدقہ کرتے منافقین ان پر ریاکاری کا الزام لگاتے اور جو غریب تھے اور دن بھر محنت ومشقت سے تھوڑا بہت کما کر صدقات میں حصہ لیتے ان کا مذاق اڑاتے اور کہتے کہ بھلا اللہ کو اس کی کیا ضرورت ہے سخر اللہ منہم تخویف اخروی ہے یعنی اللہ ان کو تمسخر اور استہزاء کی سزا دیگا یعنی انہ سبحانہ وتعالیٰ جازاہم علی سخریتہم ثم وصف ذلک وھو قولہ سبحانہ وتعالیٰ (ولہم عذاب الیم) یعنی فی الآخرۃ (خازن ج ۳ ص ۱۳۵) **۷۵** استغفر لہم الخ یہ تمام منافقین کا انجام ہے کہ ان کی ہرگز بخشش نہیں ہوگی اگرچہ اللہ کا رسول ستر بار بھی اللہ سے ان کے لئے معافی مانگے کیونکہ ان کے دلوں میں کفر ونفاق ہے اگرچہ بظاہر وہ ایمان کے دعویدار ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ منوالینا پیغمبر علیہ السلام کے اختیار میں نہیں استغفر امر بمعنی خبر ہے۔ عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین جب مرض الموت میں مبتلا ہوا تو اس کا بیٹا جو مخلص مؤمن تھا حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے باپ کے لئے استغفار کی درخواست کی اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں آپ کو ان کے لئے استغفار سے منع کر دیا گیا۔ صحیح مسلم میں ہے جب ابن ابی مر گیا تو حضور علیہ السلام اس کا جنازہ پڑھنے لگے تو حضرت عمر نے آپ کا دامن تھام کر عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ نے تو آپ کو اس کا جنازہ پڑھنے سے منع فرما دیا ہے* اور میں اس کیلئے ستر سے بھی زیادہ بار استغفار کروں گا شاید اللہ اسے معاف کر دے (مدارک، قرطبی، بحر) **امام رازی**

* آپ نے کہا اللہ نے فرمایا اگر تم ستر بار ان کے لئے بخشش مانگو تو بھی نہیں معاف کروں گا۔

أَشَدُّ حَرًّا ۚ لَوْ كَانُوا يَفْقَهُونَ (٨١) فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا

سخت گرم ہے ۷۸ اگر ان کو سمجھ ہوتی سو وہ ہنس لیویں تھوڑا

وَلْيَبْكُوا كَثِيرًا ۚ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ (٨٢) فَإِن

اور روویں بہت سا ۷۹ بدلہ اس کا جو وہ کماتے تھے سو اگر

رَّجَعَكَ اللَّهُ إِلَىٰ طَائِفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَأْذَنُوكَ

پھر لے جائے تجھ کو اللہ ۸۰ کسی فرقہ کی طرف ان میں سے پھر اجازت چاہیں تجھ سے

لِلْخُرُوجِ فَقُل لَّن تَخْرُجُوا مَعِيَ أَبَدًا وَلَن

نکلنے کی ف۲ تو تو کہہ دینا کہ تم ہرگز نہ نکلو گے میرے ساتھ کبھی اور نہ

تُقَاتِلُوا مَعِيَ عَدُوًّا ۖ إِنَّكُمْ رَضِيتُم بِالْقُعُودِ أَوَّلَ

لڑو گے میرے ساتھ ہو کر کسی دشمن سے تم کو پسند آیا بیٹھ رہنا پہلی

مَرَّةٍ فَاقْعُدُوا مَعَ الْخَالِفِينَ (٨٣) وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ

بار سو بیٹھے رہو پیچھے رہنے والوں کے ساتھ ف۱ اور نماز نہ پڑھ ۸۱

أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ ۖ إِنَّهُمْ

ان میں سے کسی پر جو مر جائے کبھی اور نہ کھڑا ہو اس کی قبر پر وہ

كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَاتُوا وَهُمْ فَاسِقُونَ (٨٤)

منکر ہوئے اللہ سے اور اس کے رسول سے اور وہ مر گئے نافرمان

وَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَأَوْلَادُهُمْ ۚ إِنَّمَا يُرِيدُ

اور تعجب نہ کر ۸۲ ان کے مال اور اولاد سے اللہ تو یہی

اللَّهُ أَن يُعَذِّبَهُم بِهَا فِي الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ أَنفُسُهُمْ

چاہتا ہے کہ عذاب میں رکھے ان کو ان چیزوں کے باعث دنیا میں اور نکلے ان کی جان

وَهُمْ كَافِرُونَ (٨٥) وَإِذَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ أَنْ آمِنُوا

اور اس وقت تک کافر ہی رہیں اور جب نازل ہوتی ہے ۸۳ کوئی سورت کہ ایمان لاؤ

علامہ خازن ابن عباس سے ناقل ہیں کہ جب منافقین کے بارے میں مذکورہ بالا آیتیں نازل ہوئیں اور مسلمانوں پر ان کا نفاق ظاہر ہو گیا اس وقت منافقین نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا آپ ان کے لئے اللہ سے استغفار کریں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی قال ابن عباس رضی اللہ عنہما ان عند نزول الآیۃ الاولی فی المنافقین قالوا یا رسول استغفر لنا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساستغفر لکم واشتغل بالاستغفار لہم فنزلت ہذہ الآیۃ فترک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الاستغفار (کبیر ج ۴ ص ۵۰۷)

۷۶ فرح المخلفون الخ المخلفون باب تفعیل ہے۔ یعنی ان کو اللہ نے پیچھے چھوڑ دیا اور جہاد میں شریک ہونے کی ان کو توفیق نہ دی۔ ای خلفہم اللہ وثبطہم (قرطبی ج ۸ ص ۲۱۶) حضرت شیخ نے فرمایا ای المخلفون بقہر اللہ اس سے وہ منافقین مراد ہیں جو جنگ تبوک میں عمداً شریک نہ ہوئے مقعد مصدر میمی ہے جو منافقین غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہوئے وہ بہت خوش تھے کہ شدت گرما میں وہ سفر کی تکلیفوں اور صعوبتوں سے بچ گئے اور انہوں نے اللہ کی راہ میں مال وجان سے جہاد کرنے کو ناپسند کیا۔ وقالوا لا تنفروا فی الحر منافقوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا یا انہوں نے مؤمنوں کو بددل کرنے کی غرض سے ان سے کہا کہ گرمی میں مت جاؤ اور اپنے گھروں میں آرام کرو قال بعضہم لبعض او قالوا للمؤمنین تثبیطاً (مدارک ج ۲ ص ۱۰۶) **۷۷** قل نار جہنم الخ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو حکم دیا کہ آپ ان آرام وراحت کے دلدادگان سے فرما دیں جہنم کی آگ جو آخرت میں ان کا ٹھکانا ہوگی دنیا

موضح قرآن ف۱ یہ جو فرمایا کہ اگر پھر لے جاوے اللہ کسی فرقے کیطرف اس واسطے کہ آیت نازل ہوئی سفر میں وہ منافق تھے مدینہ میں اور فرقہ فرمایا اس واسطے کہ بعضے منافق پیچھے مر گئے اور سب بیٹھنے والے منافق نہ تھے۔ بعضے مسلمان بھی تھے کہ ان کی تقصیر معاف ہوئی۔ ۱۲ منہ

فتح الرحمن ف۱ مراد خبر است بآنکہ در دنیا خواہند خندید و در آخرت خواہند گریست ۱۲۔ ف۲ یعنی برائے احراز غنائم ۱۲

بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا
اللہ پر اور لڑائی کرو اس کے رسول کے ساتھ ہو کر جو تجھ سے رخصت مانگتے ہیں مقدور
الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿٨٦﴾
والے ان کے اور کہتے ہیں ہم کو چھوڑ دے کہ رہ جائیں ساتھ بیٹھنے والوں کے
رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰى
خوش ہوئے کہ رہ جائیں پیچھے رہنے والی عورتوں کے ساتھ اور مہر کر دی گئی ان کے
قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿٨٧﴾ لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَ
دل پر سو وہ نہیں سمجھتے لیکن رسول ٨٣ف اور
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ط
جو لوگ ایمان لائے ہیں ساتھ اس کے وہ لڑے ہیں اپنے مال اور جان سے
وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ز وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿٨٨﴾
اور انہی کے لئے ہیں خوبیاں اور وہی ہیں مراد کو پہنچنے والے
اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
تیار کر رکھے ہیں اللہ نے ان کے واسطے باغ کہ بہتی ہیں ان کے نیچے
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ط ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٨٩﴾ ع وَجَآءَ
رہا کریں ان میں یہی ہے بڑی کامیابی اور آئے
الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَ
بہانے کرنے والے ٨۴ف گنوار تاکہ ان کو رخصت مل جائے اور
قَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ط سَيُصِيْبُ
بیٹھ رہے جنہوں نے جھوٹ بولا تھا اللہ سے اور اس کے رسول سے اب پہنچے گا
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٩٠﴾ لَيْسَ عَلَى
ان کو جو کافر ہیں ان میں عذاب دردناک نہیں ہے ٨٥ف

ع ١١ ٩ ١٧

منجہاد سے بیٹھ رہنے والوں کو عورتوں کی مانند فرمایا منافقین کے مقابلہ میں مومنین کے حالات کا بیان

مع بشارت اخروی [illegible]

کی اس گرمی سے کہیں زیادہ سخت اور شدید ہوگی ٧٨ف فلیضحکوا الخ امر بمعنی خبر ہے۔ منافقین جہاد میں شریک نہ ہو کر بہت خوش ہیں اور ہنس رہے ہیں لیکن دنیا کی یہ خوشی اور ہنسی اس افسوس اور رونے کے مقابلے میں بہت کم ہے جو آخرت میں ان کے حصے میں آئیں گے۔ اخبار عن عاجل امرھم واٰجلہ من الضحك القلیل فی الدنیا والبکاء الکثیر فی الاخری (روح ج ١٠ ص١٥١) ٧٩ف فان رجعك الخ اس میں بھی ان منافقین کا ذکر ہے جو غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہوئے۔ منافقین کی شرارتوں اور ان کی عداوت اور دشمنی کو واشگاف کرنے کے بعد حضور علیہ السلام سے فرمایا کہ یہ لوگ اس لائق ہی نہیں ہیں کہ آپ کی صحبت میں رہیں لہذا جب آپ بخیر وعافیت مدینہ واپس پہنچ جائیں اور اس کے بعد کوئی جنگ درپیش ہو اور یہ منافقین اس میں شریک ہونے کے لئے آپ سے اجازت مانگیں تو آپ ان کو غزوہ میں شریک ہونے کی ہرگز اجازت نہ دیں اور صاف فرما دیں کہ اب کبھی بھی تم ہمارے ساتھ جہاد میں شریک نہیں ہو سکتے۔ بس اب گھروں ہی میں بیٹھے رہو ٨٠ف ولا تصل علیٰ احد الخ اگر ان منافقین میں سے کوئی مر جائے تو آپ اس کی نماز جنازہ نہ پڑھیں اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہو کر اس کیلئے دعائے مغفرت کریں کیونکہ وہ اگرچہ بظاہر مسلمان ہیں لیکن دل سے پکے کافر ہیں نہ خدا پر ان کا ایمان ہے نہ رسول پر اور وہ اسی کفر پر مر رہے ہیں ٨١ف ولا تعجبك الخ اس کی تفسیر پہلے گذر چکی ہے۔ ملاحظہ ہو حاشیہ (٥۴) ص۴۴١ ٨٢ف واذا انزلت الخ یہ منافقین کی منافقت کی واضح علامت ہے کہ جب جہاد کا حکم نازل ہوتا ہے تو وہ مالی طاقت اور جسمانی قدرت کے باوجود جہاد سے جی چراتے اور آپ کے پاس آکر اجازت مانگتے ہیں کہ انہیں جہاد کی شمولیت سے مستثنیٰ کر دیا جائے اور گھروں میں رہنے دیا جائے وہ جہاد میں شریک ہو کر جرات وشجاعت کے جوہر دکھانے کے بجائے بزدلوں کی طرح مدینہ میں عورتوں کے ساتھ رہنا پسند کرتے ہیں اور یہ اس بات کی بین دلیل ہے کہ ان کے دل ایمان سے خالی اور اللہ اور رسول کی محبت سے تہی ہیں۔ ان کے دلوں پر انکی بداعمالیوں کی وجہ سے مہر جباریت لگ چکی ہے اور وہ جہاد کے دینی اور دنیوی منافع سمجھنے سے قاصر ہیں۔ ٨٣ف لکن الرسول الخ یہاں سے لیکر ذلك الفوز العظیم تک حضور علیہ السلام کے ساتھ مال وجان سے جہاد کرنے والے صحابۂ کرام اور مخلص مومنین کی فضیلت اور ان کے لئے اخروی بشارت مذکور ہے ٨۴ف وجاء المعذرون الخ یہاں ان لوگوں کا ذکر کیا گیا جو واقعی معذور تھے اور اپنا عذر بیان کر کے حضور علیہ السلام سے تخلف عن الجہاد کی اجازت لیتے تھے اور اس سے بنی غفار کے لوگ مراد ہیں ثم بین تعالیٰ حال ذوی الاعذار فی ترك الجہاد الذین جاءوا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یعتذرون الیہ ویبینون لہ ماھم فیہ من العنف وعدم القدرۃ علے الخروج الخ (ابن کثیر ج ٢ ص٣٨١) وقعد الذین کذبوا الخ لیکن منافقین نے پوری دیدہ دلیری سے کام لیا اور کسی قسم کا کوئی عذر و بہانہ پیش کئے بغیر ہی جہاد میں شریک نہ ہوئے اور گھروں میں بیٹھ رہے سیصیب الذین کفروا الخ یہ ان کے لئے تخویف اخروی ہے ٨٥ف لیس علی الضعفاء الخ یہاں ان عذروں کا بیان ہے جن کی وجہ سے جہاد میں شریک نہ ہونے والے واقعی معذور ہیں الضعفاء یعنی بوڑھے، بچے اور عورتیں نیز لنگڑے اور اندھے بھی اس میں شامل ہیں ولا علے الذین لا یجدون ما ینفقون پہلے ان لوگوں کا ذکر تھا جو جسمانی طاقت کے فقدان کی وجہ سے معذور تھے یہاں مالی استطاعت نہ ہونے کا عذر بیان کیا گیا یعنی جن لوگوں کے پاس سامان جنگ اور سفر خرچ کے لئے روپیہ نہیں وہ بھی معذور ہیں یعنی الفقراء العاجزین عن اھبۃ الغزو والجہاد فلا یجدون الزاد والراحلۃ والسلاح ومئونۃ السفر (خازن ج ٣ ص١١١) اذا نصحوا للہ الخ یعنی بشرطیکہ وہ شہر میں رہ کر فتنہ وفساد بپا نہ کریں اور مجاہدین کے بارے میں جھوٹی خبریں نہ اڑائیں۔

الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى

ضعیفوں پر اور نہ مریضوں پر اور نہ

الَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ مَا یُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا

ان لوگوں پر جن کے پاس نہیں ہے خرچ کرنے کو کچھ گناہ جب کہ

نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ مَا عَلَى الْمُحْسِنِیْنَ مِنْ

دل سے صاف ہوں اللہ اور اسکے رسول کے ساتھ نہیں ہے نیکی والوں پر الزام کی

سَبِیْلٍ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۹۱﴾ وَّلَا عَلَى الَّذِیْنَ

کوئی راہ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور نہ ان لوگوں پر کہ ۵۸۶

اِذَا مَاۤ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَاۤ اَجِدُ مَاۤ

جب تیرے پاس آئے تاکہ تو ان کو سواری دے تو نے کہا میرے پاس کوئی چیز نہیں

اَحْمِلُكُمْ عَلَیْهِ ۪ تَوَلَّوْا وَّ اَعْیُنُهُمْ تَفِیْضُ مِنَ

کہ تم کو اس پر سوار کردوں تو الٹے پھرے اور ان کی آنکھوں سے بہتے تھے

الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا یَجِدُوْا مَا یُنْفِقُوْنَ ﴿۹۲﴾ اِنَّمَا

آنسو اس غم میں کہ نہیں پاتے وہ چیز جو خرچ کریں راہ

السَّبِیْلُ عَلَى الَّذِیْنَ یَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَهُمْ

الزام کی تو ان پر ہے ۵۸۷ جو رخصت مانگتے ہیں تجھ سے اور وہ

اَغْنِیَآءُ ۚ رَضُوْا بِاَنْ یَّكُوْنُوْا مَعَ

مالدار ہیں خوش ہوئے اس بات سے کہ رہ جائیں ساتھ

الْخَوَالِفِ ۙ وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ

پیچھے رہنے والیوں کے اور مہر کردی اللہ نے انکے دلوں پر

فَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۹۳﴾

سو وہ نہیں جانتے۔

یعنی اللہ کی توحید بیان کرے اور نبی کی اطاعت کرے

یعنی گرفت کا راستہ

۵۸۶ ولا علی الذین الخ اسی طرح ان لوگوں پر بھی تخلف عن الجہاد کی وجہ سے گناہ نہیں جو آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ آپ ان کے لئے سواری کا انتظام فرمائیں لیکن سواری نہ ہونے کی وجہ سے وہ مایوس ہوکر زار و قطار رونے لگے اس لئے کہ وہ جہاد میں شریک نہیں ہوسکیں گے اور اس کے اجر سے محروم ہوجائیں گے۔ **۵۸۷** انما السبیل الخ گرفت اور الزام کا راستہ ان منافقین پر ہے جو طاقتور اور دولتمند ہونے کے باوجود محض آرام طلبی کی خاطر جہاد میں شریک نہیں ہونا چاہتے۔ وہ اسقدر بزدل اور پست ہمت ہیں کہ عورتوں اور بچوں کے ساتھ پیچھے رہنا پسند کرتے ہیں۔ اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر جھوٹے بہانے بناکر اجازت مانگتے ہیں۔ وطبع اللہ الخ اللہ نے ان کے کرتوتوں کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر جباریت ثبت کردی ہے کہ وہ جہاد کے دنیوی اور اخروی فوائد کو نہیں سمجھ سکتے۔ (فھم لا یعلمون) ما فی الجہاد من الخیر فی الدنیا والاٰخرۃ (خازن ج ۳ ص ۱۱۱)

۵۸۸ یعتذرون الیکم الخ خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام سے ہے یعنی جب آپ لوگ غزوۂ تبوک سے واپس مدینہ پہنچیں گے تو منافقین تمہارے پاس آکر جہاد میں شریک نہ ہونے کے بارے میں بہانے پیش کریں گے قل لا تعتذروا یعنی واپسی پر جب وہ عذر پیش کریں تو آپ فرمادیں کہ بہانے مت بناؤ ہم تمہاری باتوں پر یقین نہیں کریں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اصل حقیقت سے آگاہ فرمادیا ہے اور تمہارے دل کے پوشیدہ رازوں پر مطلع کردیا ہے لان اللہ تعالیٰ قد انبانا بالوحی بما فی ضمائرکم من الشرّ و الفساد (روح ج ۱۱ ص۲) **۵۸۹** وسیری اللہ عملکم الخ یہاں اعمال سے مراد وہ اعمال ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں منافقین کیا کرتے تھے مطلب یہ ہے کہ تمہارے گذشتہ اعمال تو ظاہر ہوچکے ہیں اور عنقریب تمہارے آئندہ اعمال کو بھی اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر پر اور تمام مؤمنین پر ظاہر فرمادیگا اور سب کو معلوم ہوجائیگا کہ تم نے اپنا رویّہ تبدیل کرلیا ہے یا نہیں۔ ای اتتیبون عمّا انتم علیہ ام تثبتون علیہ (روح) **فائدہ**۔ بعض لوگ اس آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر صبح و شام امت کے اعمال پیش ہوتے ہیں اس طرح آپ ہر امتی کے تمام احوال سے باخبر رہتے ہیں۔ اور اس کی تائید میں وہ مسند بزار کی ایک روایت پیش کرتے ہیں جس میں آیا ہے۔ تعرض علی اعمالکم حسنہا وسیئہا الخ لیکن یہ استدلال سراسر باطل اور غلط ہے۔ اوّل اس لئے کہ اس سے تمام مفسرین نے حضور علیہ السلام کے زمانے میں منافقین کے اعمال مراد لئے ہیں اور کسی نے بھی اس سے عرضِ اعمال کو ثابت نہیں کیا۔ روح المعانی کا حوالہ پہلے گذر چکا ہے۔ امام بغوی اور علامہ خازن ج ۳ ص۱۱۲ میں لکھتے ہیں یعنی فی المستانف اتتوبون من نفاقکم ام تقیمون علیہ۔ حافظ ابن کثیر رقمطراز ہیں ای سیظہر اعمالکم فی الدنیا (ج ۲ ص۳۸۲) تو معلوم ہوا کہ اس آیت میں خطاب صرف زمانۂ نبوی کے منافقین سے ہے ساری امت مراد نہیں۔ نیز منافقین کے صرف وہی اعمال مراد ہیں جو وہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کی موجودگی میں کرتے تھے ان کے تمام اعمال مراد نہیں اور جو حدیث پیش کی جاتی ہے حقیقت میں وہ روایت بالمعنی ہے۔ اصل حدیث وہی ہے جو صحیح مسلم ج ۱ ص۲۰۷ میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ابوذر رضؓ سے مروی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں عرضت علی اعمال امتی حسنہا وسیئہا فوجدت فی محاسن اعمالہا الاذی یماط عن الطریق ووجدت فی مساوی اعمالہا النخاعۃ تکون فی المسجد ولا تدفن یعنی میرے سامنے میری امت کے اعمال پیش کئے گئے اور اس سے بالاتفاق عرض اجمالی مراد ہے یعنی آپ کے سامنے نیک اور برے اعمال کی فہرستیں پیش کی گئیں کہ نیکی کے اعمال کونسے ہیں اور گناہ کے کام کونسے بعض لوگ عرضت علی اجود امتی الخ سے عرضِ اعمال پر استدلال کرتے ہیں۔ یہ حدیث ابوداؤد ص۶۶ اور ترمذی ج ۲ ص۱۱۵ میں حضرت انس رضؓ کی روایت سے منقول ہے لیکن یہ استدلال بھی درست نہیں۔ اول اسلئے کہ اس سے بھی عرض اجمالی مراد ہے۔ دوم یہ روایت منقطع ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں مطلب راوی جو حضرت انس رضؓ سے روایت کرتا ہے انسے اسکا سماع ثابت نہیں۔ قال محمد (بن اسمٰعیل البخاری) ولا اعرف للمطلب بن عبداللہ بن حنطب سماعًا من احد من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ علاوہ ازیں اگر مضارع مجہول کا صیغہ ہی صحیح مان لیا جائے تو بھی اس سے انکا مدعا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ عرض مستلزم علم نہیں جیسا کہ حضرت علامہ انور شاہ صاحبؒ نے فرمایا۔ الا تری الی قولہ تعالیٰ (ثم عرضہم علی الملٰئکۃ) فکان عرضًا وقال تعالیٰ (وعلّم اٰدم الاسمآء کلّہا) فکان ھٰذا تعلیمًا فالعرض اٰخر والتعلم اٰخر (فیض الباری ج ۴ ص۸) لیکن اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ عرض مستلزمِ علم ہے تو اس سے بہت سی آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ صحیحہ کو رد کرنا پڑیگا۔ مثلاً قیامت کے دن انبیاءؑ و اولیاءؒ اس بات سے لاعلمی ظاہر کرینگے کہ مشرکین انکی وفات کے بعد انکی عبادت کیا کرتے تھے فکفٰی باللہ شہیدًا بیننا و بینکم ان کنا عن عبادتکم لغٰفلین (پ۱۱، سورۂ یونس ع ۳) اسی طرح صحیح بخاری ج ۲ ص۶۶۵ میں ہے حضورؐ نے فرمایا۔ کہ قیامت کے دن کچھ لوگوں کو

یَعْتَذِرُوْنَ اِلَیْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَیْهِمْ ؕ قُلْ
بہانے لائیں گے ۵۸۸ تمہارے پاس جب تم پھر کر جاؤ گے ان کی طرف تو کہہ

لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ
بہانے مت بناؤ ہم ہرگز نہ مانیں گے تمہاری بات ہم کو بتا چکا ہے اللہ

اَخْبَارِكُمْ ؕ وَ سَیَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَ رَسُوْلُهٗ ثُمَّ
تمہارے احوال اور ابھی دیکھے گا اللہ تمہارے کام ۵۸۹ اور اس کا رسول پھر

تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ فَیُنَبِّئُكُمْ
تم لوٹائے جاؤ گے طرف اس جاننے والے چھپے اور کھلے کی سو وہ بتائے گا تم کو

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (94) سَیَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا
جو تم کر رہے تھے اب قسمیں کھائیں گے ۵۹۰ اللہ کی تمہارے سامنے جب

انْقَلَبْتُمْ اِلَیْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ
تم پھر کر جاؤ گے ان کی طرف تاکہ تم ان سے درگذر کرو سو تم درگذر کرو ان سے

اِنَّهُمْ رِجْسٌ٘ وَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا
بیشک وہ لوگ پلید ہیں اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے بدلہ ان کے

یَكْسِبُوْنَ (95) یَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَاِنْ
کاموں کا وہ لوگ قسمیں کھائیں گے تمہارے سامنے ۵۹۱ تاکہ تم ان سے راضی ہو جاؤ سو اگر

تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ
تم راضی ہو گئے ان سے تو اللہ راضی نہیں ہوتا نافرمان

الْفٰسِقِیْنَ (96) اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّ نِفَاقًا وَّ
لوگوں سے ف ۵ گنوار بہت سخت ہیں کفر میں ۵۹۲ اور نفاق میں اور

اَجْدَرُ اَلَّا یَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى
اسی لائق ہیں کہ نہ سیکھیں وہ قاعدے جو نازل کئے اللہ نے

منزل ۲

...میں یہ فرمایا [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں موجود منافقین کے اعمال مراد ہیں نہ تمام امت کے

[illegible]

موضح قرآن ف یعنی جس شخص کا احوال معلوم ہو کہ منافق ہے اس کی طرف سے تغافل روا ہے لیکن دوستی اور یگانگی روا نہیں۔ ۱۲ منہ رح **فتح الرحمٰن** ف ۵ یعنی بہ نسبت اہل شہرہا ۱۲۔

رَسُوْلِهٖ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٩٧﴾ وَمِنَ الْاَعْرَابِ

اپنے رسول پر اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے ف۱ اور بعضے ۹۳ گنوار ایسے ہیں

مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَّيَتَرَبَّصُ بِكُمُ

کہ شمار کرتے ہیں اپنے خرچ کرنے کو تاوان اور انتظار کرتے ہیں تم پر

الدَّوَآئِرَ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ط وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ

زمانہ کی گردشوں کا ۹۴ ان ہی پر آئے گردش بری اور اللہ سننے والا

عَلِيْمٌ ﴿٩٨﴾ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ

جاننے والا ہے اور بعضے گنوار وہ ہیں ۹۵ کہ ایمان لاتے ہیں اللہ پر اور

الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ

قیامت کے دن پر اور شمار کرتے ہیں اپنے خرچ کرنے کو نزدیک ہونا اللہ سے

وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ط اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ط سَيُدْخِلُهُمُ

اور دعا لینی رسول کی سنتا ہے وہ ان کے حق میں نزدیکی ہے داخل کریگا انکو

اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ط اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٩٩﴾ ع وَالسّٰبِقُوْنَ

اللہ اپنی رحمت میں بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور جو لوگ قدیم ہیں

الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ

۹۶ سب سے پہلے ہجرت کرنے والے اور مدد کرنیوالے اور جو

اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ لا رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا

ان کے پیرو ہوئے نیکی کے ساتھ اللہ راضی ہوا ان سے اور وہ راضی ہوئے

عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ

اس سے اور تیار کر رکھے ہیں واسطے انکے باغ کہ بہتی ہیں نیچے ان کے نہریں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ط ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١٠٠﴾ وَمِمَّنْ

رہا کریں انہی میں ہمیشہ یہی ہے بڑی کامیابی ف۲ اور بعضے

۹۷ تا ۹۹ میں مومنین اعراب کا ذکر اور بشارات اخروی ۱۰۰ میں مہاجرین وانصار اور ان کے پیروکاروں کو بشارت ۱۰۱ تا ۱۰۲ میں منافقین کے شدت نفاق کا بیان۔

ع ۱۲ ۱

اور جو مدعا پر نص صریح بھی نہیں ہے اگر اس سے عرضِ اعمال کا فرضی عقیدہ ثابت کیا جائے اور اس کے مقابلہ میں آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ صحیحہ وصریحہ کو ترک کر دیا جائے، تو یہ کہاں کا انصاف ہے ۹۰ سیحلفون باللہ الخ اس میں بھی ان منافقین کا ذکر ہے جو بغیر کسی عذر کے جہاد میں شریک نہیں ہوئے تھے۔ یعنی جب آپ واپس لوٹ کر ان کے پاس پہنچیں گے تو وہ قسمیں کھا کھا کر اپنی سچائی اور معذوری بیان کریں گے تاکہ آپ ان سے درگذر کریں فاعرضوا عنہم تم ان سے منہ موڑ لینا کیونکہ وہ نہایت ناپاک لوگ ہیں اور تمہاری صحبت ومجلس کے لائق نہیں ہیں ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور یہ ان کے اپنے ہی اعمال کی سزا ہوگی۔ ۹۱ یحلفون لکم الخ وہ قسمیں اس لئے کھائیں گے تاکہ تم لوگ ان سے راضی ہو جاؤ۔ لیکن یاد رکھو یہ لوگ خدا کے سخت نافرمان اور باغی ہیں۔ اگر تم ان سے راضی ہو بھی گئے تو اللہ ان سے کبھی راضی نہیں ہوگا۔ اور صرف تمہاری رضامندی سے انہیں کچھ فائدہ نہیں پہنچ سکتا ای رضاکم لا ینتج لھم نفعا لان اللہ تعالٰی ساخط علیھم ولا اثر لرضا احد مع سخطہ تعالٰی (روح ج ۱۱ ص۴) ۹۲ الاعراب اشد الخ یہاں جنگل اور دیہات میں رہنے والوں کے احوال کا ذکر کیا گیا ہے ان میں جو کافر اور منافق ہیں وہ کفر و نفاق میں شہریوں کی نسبت زیادہ سخت ہیں اور خدا کے احکام و حدود سے بالکل ناواقف اور جاہل ہیں۔ ۹۳ ومن الاعراب الخ منافقین اعراب میں سے کچھ ایسے ہیں جو جہاد یا صدقات وخیرات میں خرچ کی ہوئی رقم کو محض تاوان سمجھتے ہیں کیونکہ وہ جو کچھ خرچ کرتے ہیں ثواب کی نیت سے اور رضائے الٰہی کے لئے خرچ نہیں کرتے بلکہ مسلمانوں کے خوف یا ریاکاری کے لئے خرچ کرتے ہیں والمعنی ان من الاعراب من یعتقد ان الذی ینفقہ فی سبیل اللہ غرامۃ لانہ لاینفق ذلک الا خوفا من المسلمین اومراءۃ لھم ولم یرد بذلک الانفاق وجہ اللہ وثوابہ (خازن ج ۳ ص۱۱۳) ۹۴ و یتربص بکم الخ اور وہ منافقین اعراب اس انتظار میں رہتے ہیں کہ تم حوادث زمان اور مصائب دوران میں مبتلا رہو۔ لیکن مصیبت اور رنج میں وہ خود مبتلا ہیں۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام پر جو بھی آرام وراحت اور فتح وظفر کا موقع آتا ہے وہ ان بدخواہوں کے لئے مصیبت سے کم نہیں ہوتا۔ ۹۵ ومن الاعراب من یؤمن الخ یہاں ان دیہات والوں کی تعریف فرمائی جو مخلص مومن تھے۔ ان کا حال یہ تھا کہ وہ جو کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اسے اللہ تعالٰی کے تقرب اس کی رضا اور اللہ کے رسول کی دعا کا ذریعہ سمجھتے ہیں الا انھا قربۃ لھم بے شک وہ ان کے لئے قرب خداوندی کا ذریعہ ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے ان کے اعتقاد کی تصدیق ہے۔ سیدخلھم اللہ الخ یہ بشارت اخروی ہے۔ ۹۶ والسبقون الاولون الخ یہ مہاجرین وانصار اور انکے نقش پر چلنے والوں کے لئے بشارتِ اُخروی ہے۔

موضح قرآن ف۱ یعنی ان کی طبع میں بے حکمی اور غرض ڈھونڈنی اور جاہلی پیدا ہے سو اللہ حکمت والا ہے ان سے وہ کام مشکل بھی نہیں چاہتا اور وہ درجے بلند بھی نہیں دیتا ۱۲ منہ

ف۲ جنگ بدر تک جو مسلمان ہوئے ہیں وہ قدیم ہیں اور باقی ان کے تابع۔ ۱۲ منہ رح

حَوۡلَكُمۡ مِّنَ الۡاَعۡرَابِ مُنٰفِقُوۡنَ ؕ وَمِنۡ اَهۡلِ

تمہارے گرد کے **٩٧** گنوار منافق ہیں اور بعضے لوگ

الۡمَدِيۡنَةِ ۛ مَرَدُوۡا عَلَى النِّفَاقِ قف لَا تَعۡلَمُهُمۡ ؕ

مدینہ والے اڑ رہے ہیں نفاق پر تو ان کو نہیں جانتا

نَحۡنُ نَعۡلَمُهُمۡ ؕ سَنُعَذِّبُهُمۡ مَّرَّتَيۡنِ ثُمَّ يُرَدُّوۡنَ

ہم کو وہ معلوم ہیں ان کو ہم عذاب دینگے دوبارہ **٩٨** پھر وہ لوٹائے جائینگے

اِلٰى عَذَابٍ عَظِيۡمٍ (101) وَاٰخَرُوۡنَ اعۡتَرَفُوۡا بِذُنُوۡبِهِمۡ

بڑے عذاب کی طرف ف اور بعضے لوگ ہیں کہ اقرار کیا انہوں نے اپنے گناہوں کا **٩٩**

خَلَطُوۡا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنۡ

ملایا انہوں نے ایک کام نیک اور دوسرا بد قریب ہے کہ اللہ

يَّتُوۡبَ عَلَيۡهِمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ (102) خُذۡ مِنۡ

معاف کرے ان کو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے لے

اَمۡوَالِهِمۡ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمۡ وَتُزَكِّيۡهِمۡ بِهَا وَصَلِّ

ان کے مال میں سے زکوٰۃ کہ پاک کرے تو ان کو اور بابرکت کرے تو ان کو اس کی وجہ سے اور دعا دے

عَلَيۡهِمۡ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمۡ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ (103)

ان کو بے شک تیری دعا ان کے لئے تسکین ہے اور اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے ف٢

اَلَمۡ يَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقۡبَلُ التَّوۡبَةَ عَنۡ عِبَادِهٖ

کیا وہ جان نہیں چکے کہ اللہ آپ قبول کرتا ہے توبہ اپنے بندوں سے

وَيَاۡخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيۡمُ (104)

اور لیتا ہے زکوٰتیں اور یہ کہ اللہ ہی توبہ قبول کرنیوالا مہربان ہے ف٣

وَقُلِ اعۡمَلُوۡا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمۡ وَرَسُوۡلُهٗ وَ

اور کہہ کہ عمل کئے جاؤ **١٠٠** پھر آگے دیکھے گا اللہ تمہارے کام کو اور اس کا رسول اور

مع عن المتقدمین ١٢ وقف منزل

سے معلوم ہوا کہ پیغمبر غیب دان نہیں اور پیغمبر کے اختیار میں بھی نہیں کہ جب چاہے جان لے سو ان مسلمانوں کا ذکر ہے جو اعلان عام سے باوجود جنگ تبوک میں نہیں گئے [illegible] عذر [illegible] اور اپنے [illegible] ان کی توبہ [illegible] قبول [illegible]

٩٧ ومن حولکم الخ یہ مدینہ منورہ اور اس کے گرد نواح کے منافقین کا ذکر ہے۔ لا تعلمہم نحن نعلمہم اس میں خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ وہ نفاق اور اخفار حال میں اس قدر ماہر اور چابکدست ہیں کہ آپ کو ان کے نفاق کا علم تک نہیں لیکن اللہ ان کو خوب جانتا ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کو کلی غیب کا علم نہیں تھا یعنی انہم بلغوا من المھارۃ فی النفاق والتنوق فی مراعاۃ التقیۃ والتحامی عن مواقع التھمۃ الی حیث یخفی علیک مع کمال فطنتک وصدق فراستک حالھم (روح ج ١١ ص ١٢) **٩٨** سنعذبہم الخ یہ منافقین کے لئے تخویف دنیوی واخروی ہے۔ دو دفعہ کے عذاب سے دنیا میں قتل یا قید وبند یا ظہور نفاق سے ذلت ورسوائی کا اور مرنے کے بعد قبر کا عذاب مراد ہے اور عذاب عظیم آخرت کا عذاب ہے (خازن معالم وغیرہ) **٩٩** وآخرون اعترفوا الخ یہ ان پانچ صحابہ کے بارے میں نازل ہوئی جو مخلص مومن تھے مگر غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہوئے۔ بعد میں سخت نادم ہوئے اور اپنے کو ستونوں سے باندھ لیا اور گڑگڑا کر توبہ کی تو اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمالی۔ خذ من اموالہم الخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے صدقات قبول کرنے سے منع کر دیا گیا تھا۔ اب ان کی توبہ قبول ہو جانے کے بعد آپ کو حکم ملا کہ آپ ان کے صدقات قبول کریں اور ان کے حق میں دعا فرمائیں۔ کیونکہ آپ کی دعا ان کے لئے باعث آرام وسکون ہے۔ بعض مفسرین نے ان کی تعداد دس، آٹھ اور چھ ذکر کی ہے (قرطبی) **١٠٠** وقل اعملوا الخ اس سے مراد وہی اعمال ہیں جو وہ حضور علیہ السلام کی زندگی میں کرتے تھے۔ یعنی تم کام کئے جاؤ اللہ کا رسول اور مومنین تمہارے اعمال واقوال کو دیکھ کر فیصلہ کریں گے کہ تم نے سچی توبہ کی ہے یا جھوٹی۔

موضح قرآن ف١ یعنی دنیا میں بھی تکلیف پر تکلیف پاویں گے پھر آخرت میں پکڑے جاویں گے۔ وہ منافق کوئی اندھا ہوا کوئی کوڑھی۔ کسی کے بدن میں پیپ پڑی۔ ١٢ منہ رح ف٢ یعنی جیسے بعضوں پر عتاب ہوا کہ ہمیشہ ان کی زکات لینی موقوف ہوئی ان پر عتاب نہیں۔ ١٢ منہ رح ف٣ یعنی رسول بے اختیار ہے جس کے حق میں اللہ نے جو فرمایا وہ ادا کرتا ہے۔ ١٢ منہ رح

فتح الرحمٰن ف١ یعنی درمیان مسلمانان ذلیل شوند ودر اموال واولاد آفات بینند۔ ١٢۔

۱۰۱ه واخرون مرجون الخ اس میں ان تین مخلص صحابہ کا ذکر ہے جو قدرت کے باوجود محض سستی کی وجہ سے جنگ تبوک میں شریک نہ ہوئے اور حضور علیہ السلام کی واپسی پر کوئی معذرت نہ کی بلکہ ذرا تاخیر سے اپنے قصور کی معافی مانگی اور سچی توبہ کی۔ ان کی توبہ کچھ دن تاخیر سے قبول ہوئی۔ مذکور الصدر پانچ صحابہ نے بلا تاخیر توبہ کی مگر یہ تینوں توبہ میں پیچھے رہے اس لئے قبولیت میں بھی تاخیر ہوئی۔ والفرق بین القسم الثانی وبین هٰذا الثالث ان اولٰئك سارعوا الی التوبة وهٰؤلاء لم یسارعوا الیها قال ابن عباس رضی الله عنهما انزلت هذه الآیة فی کعب بن مالك ومرارة بن الربیع وهلال بن امیة (کبیر ج ۴ ص ۴۳۵) ۱۰۲ه والذین اتخذوا الخ یہاں ان منافقین کا ذکر ہے جنہوں نے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے، کفر کو تقویت دینے، مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے اور دشمنانِ اسلام کو پناہ دینے کی خاطر مسجد کے نام سے ایک عمارت بنائی۔ ضرارًا، کفرًا، تفریقًا اور ارصادًا چاروں اتخذوا الخ کے مفعول لہ ہیں۔ ۱۰۳ه لمن حارب اللہ الخ جنگِ حنین میں مشرکین کو شکست ہوئی تو ان کا ایک سرغنہ ابو عامر شام کی طرف بھاگ گیا اور منافقینِ مدینہ کو لکھا کہ وہ مسلمانوں کے خلاف قیصرِ روم سے فوجی امداد حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے اس لئے تم مسجد کے نام پر ایک عمارت بنا لو تاکہ اس میں بیٹھ کر اطمینان سے اسلام کے خلاف جنگی منصوبہ بندی کر سکو۔ نیز اس کی طرف سے جو قاصد آیا کرے وہ اسی عمارت میں ٹھہر سکے۔ چنانچہ انہوں نے ابو عامر کے ایماء پر مسجد بنا لی اور حضور علیہ السلام سے اس میں نماز پڑھنے کی درخواست کی تاکہ آپ کی تشریف آوری سے ان کے نفاق پر پردہ پڑ سکے اس وقت آپ غزوۂ تبوک کیلئے جا رہے تھے اس لئے آپ نے واپسی پر ان کی مسجد میں نماز پڑھنے کا وعدہ فرما لیا۔ واپسی پر آپ کو وعدہ یاد آیا تو اللہ نے بذریعہ وحی آپ کو اصل حقیقتِ حال سے مطلع کر کے اس مسجد میں جانے سے روک دیا۔ (روح وغیرہ)

۱۰۴ه لا تقم فیہ الخ یعنی یہ مسجد خانۂ خدا نہیں اس میں آپ نماز نہ پڑھیں بلکہ اسے مسمار کرا دیں کیونکہ اس کی بنیاد خدا و رسول اور اسلام کی مخالفت پر رکھی گئی ہے۔ لمسجد اسس الخ بلکہ وہ مسجد جس کی بنیاد خوفِ خدا پر رکھی گئی وہ اس بات کی زیادہ مستحق ہے کہ آپ اس میں نماز پڑھیں اس سے مسجدِ قبا مراد ہے

الْمُؤْمِنُوْنَ ۭ وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ
مسلمان اور تم جلد لوٹائے جاؤ گے اس کے پاس جو تمام چھپی اور کھلی چیزوں سے واقف ہے
فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ
پھر وہ جتا دیگا تم کو جو کچھ تم کرتے تھے ف۱ اور بعضے اور لوگ ہیں کہ ان کا کام ڈھیل میں ہے
لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۭ وَاللّٰهُ
حکم پر اللہ کے ۱۰۱ه یا وہ ان کو عذاب دے اور یا ان کو معاف کرے اور اللہ
عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۰۶﴾ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا
سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے ف۲ اور جنہوں نے بنائی ہے ۱۰۲ه ایک مسجد ضد پر
وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًۢا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ
اور کفر پر اور پھوٹ ڈالنے کو مسلمانوں میں اور گھات لگانے کو اس شخص
حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ۭ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ
کی جو لڑ رہا ہے اللہ سے اور اس کے رسول سے پہلے سے ۱۰۳ه اور وہ قسمیں کھائیں گے کہ
اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۷﴾
ہم نے تو بھلائی ہی چاہی تھی اور اللہ گواہ ہے کہ وہ جھوٹے ہیں
لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ۭ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى
تو نہ کھڑا ہو اس میں کبھی ۱۰۴ه البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد دھری گئی پرہیزگاری پر
مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ۭ فِيْهِ رِجَالٌ
اول دن سے وہ لائق ہے کہ تو کھڑا ہو اس میں اس میں ایسے لوگ ہیں جو
يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾
دوست رکھتے ہیں پاک رہنے کو اور اللہ دوست رکھتا ہے پاک رہنے والوں کو ف۳
اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ
بھلا جس نے بنیاد رکھی اپنی عمارت کی ۱۰۵ه اللہ سے ڈر پر اور اس کی رضامندی پر

منزل ۲

ے اس سے صحابہ مراد ہیں
یعنی جو اعمال منافقین
نیز پیغمبر اور صحابہ [illegible]
سے اس سے ساری کائنات
سے اعمال مراد نہیں اللہ
ا المؤمنون سے بارہ [illegible]
[illegible]

موضح قرآن ف۱ یعنی جس جہاد میں قصور ہوا تو آگے اور جہاد ہو رسول کے روبرو اور خلیفوں کے تب کام کر یو ۱۲ منہ ف۲ وہ کئی فرقے مذکور ہوئے ایک منافق جھوٹے بہانے کرنے ایک گنوار غرض کا وقت تاکتے ایک گنوار صاف دل سے رفیق اور ایک جنہوں نے اپنا گناہ مان لیا ان کو معاف فرمایا مگر جو قدیم یاروں میں تین شخصوں نے اپنا گناہ مانا تھا ان کو ادب دینے کو پچاس دن ڈھیل میں رکھا۔ اس بیچ میں حضرت اور سب مسلمان ان سے کلام نہ کرتے اور ان کی عورتیں جدا ہو گئیں جب ان کے دل خوب پشیمان ہوئے تب معافی نازل ہوئی وہ آیت آگے ہے یہ ذکر ان کا فرمایا۔ ۱۲ منہ رح ف۳ حضرت مکہ سے ہجرت کر آئے تو مدینہ سے باہر اترے ایک محلہ تھا بنی عمرو بن عوف کا بعد چند روز کے شہر میں جگہ پکڑی اور مسجد نبوی تعمیر کی اس محلہ میں جہاں نماز پڑھتے تھے وہاں کے لوگوں نے مسجد بنا رکھی اور جماعت قائم رہی۔ مسجد قبا کر کے مشہور ہے حضرت اکثر ہفتہ کے دن وہاں جاتے اور نماز پڑھتے۔ اس محلہ میں بعضے منافقوں نے چاہا کہ اور مسجد بناویں پہلوں کی ضد پر اور اپنی جماعت جدا ٹھہراویں اور ایک راہب ابو عامر کہ اسلام کی ضد سے نکل گیا تھا اس کو نفاق سے بلا کر وہاں سردار اور امام کریں حضرت سے چاہا کہ ایک بار اول آپ وہاں نماز پڑھیں تو ہم جماعت قائم کریں حضرت کو ان کی دغا معلوم نہ تھی وعدہ کیا کہ جنگ تبوک سے ہم پھریںگے تو اول وہاں نماز پڑھ کر شہر میں داخل ہوں گے حق تعالٰی نے پہلے خبردار کر دیا اور مسجد قبا کے لوگوں کی تعریف کی۔ آدمی خبردار رہے کہ ظاہر بعضی عبادت ہے اور نیت اس میں نفسانیت ہے اس کا یہ حال ہے۔

فتح الرحمٰن ۔ ف۱ جماعت از منافقان مسجدی ساختہ بودند بہ نیت فاسد تا تفریق مسلمین باشد و کمینگاہ کافراں، خدا تعالٰی بانہدام آں امر فرمود ۱۲

خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ
وہ بہتر ہے یا جس نے بنیاد رکھی اپنی عمارت کی کنارہ پر ایک کھائی کے

فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ⑩⑨
پھر اس کو لیکر ڈھے پڑا دوزخ کی آگ میں اور اللہ راہ نہیں دیتا ظالم لوگوں کو ف۱ ف

لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِيْ بَنَوْا رِيْبَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلَّآ
ہمیشہ رہے گا اس عمارت سے جو انہوں نے بنائی تھی ۱۰۶؎ ف۲ شبہ ان کے دلوں میں مگر

اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ⑪⓪ اِنَّ اللّٰهَ
جب ٹکڑے ہو جائیں ان کے دل کے اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے ف۲ اللہ نے

اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ
خرید لی ۱۰۷؎ مسلمانوں سے ان کی جان اور اور ان کا مال اس قیمت پر

لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَ
کہ ان کے لئے جنت ہے لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں پھر مارتے ہیں اور

يُقْتَلُوْنَ قف وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ
مرتے ہیں وعدہ ہو چکا ہے اس کے ذمہ پر سچا توریت اور انجیل

وَالْقُرْاٰنِ ؕ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا
اور قرآن میں اور کون ہے قول کا پورا اللہ سے زیادہ سو خوشیاں کرو

بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ⑪①
اس معاملہ پر جو تم نے کیا ہے اس سے اور یہی ہے بڑی کامیابی

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ
وہ توبہ کرنیوالے ہیں بندگی کرنے والے شکر کرنیوالے بے تعلق رہنے والے

الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ
رکوع کرنے والے سجدہ کرنے والے حکم کرنے والے نیک بات کا اور

ع ۱۳ ۲

۱؎ ای بناء من۔ مضاف محذوف ہے یعنی کیا وہ مقصود بیان بناء مسجد [illegible]

۳؎ منافقین کے مقابلہ میں صحابہ کے اوصاف کا بیان ہے سبب نفاق۔

۱۰۵؎ افمن اسس الخ اس میں مسجد قبا کے بانیوں کی تعریف اوران کے لئے بشارت ہے اور مسجد ضرار کے بانیوں کی مذمت اوران کے لئے تخویف ہے فانہار بہ میں با تعدیہ کے لئے ہے۔ مسجد قبا والوں نے چونکہ اس کی بنیاد خوفِ خدا اور اللہ کی رضاجوئی پر رکھی تھی۔ اس لئے وہ ان کے لئے دخولِ جنت کا باعث بنی۔ اس کے برعکس مسجد ضرار والوں نے اس کی بنیاد جہنم کے کنارہ پر یعنی کفر ونفاق اور شر وفساد پر رکھی اس لئے وہ ان کو جہنم میں لے گری۔ ای من اسس بنیانہ علی الاسلام خیر ام من اسس بنیانہ علی الشرک والنفاق (قرطبی ج ۸ ص ۲۸۵)

۱۰۶؎ لایزال بنیانہم الخ ریبۃ سے شک ونفاق مراد ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضؓ سے منقول ہے (روح قرطبی) مسجد ضرار بنا کر منافقین بہت خوش ہوئے لیکن جب حضور علیہ السلام نے اسے گرا دینے کا حکم صادر فرمایا تو اس سے ان کا کفر ونفاق اور زیادہ ہوگیا اس طرح مسجد ضرار دینی فائدے کا باعث ہونے کے بجائے ان کے دلوں میں زیادتی نفاق کا سبب بنی اور اب ان کے دلوں کو نفاق کی بیماری سے کبھی نجات نہیں مل سکے گی الّا یہ کہ ان کے دلوں کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے بے حس اور بے شعور کر دیا جائے لایزال ھدمہ سبب شک ونفاق زائد اعلٰی شکہم ونفاقہم لما غاظہم من ذلک وعظم علیہم (مدارک ج ۲ ص ۱۱۲) **۱۰۷؎** ان اللہ اشترٰی الخ یہاں سے لیکر وبشر المؤمنین تک اللہ کی راہ میں مال و جان سے جہاد کرنیوالوں، اللہ کے احکام وحدود کی پابندی کرنے والوں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ بجالانیوالوں کے لئے بشارتِ اخروی ہے۔

موضح قرآن ف۱ یعنی بے انصافی کی شامت سے عمل نیک بھی چاہیں تو بن نہیں آتا۔ ف۲ یعنی اس عمل بد کا اثر یہ ہوا کہ ہمیشہ ان کے دل میں نفاق رہے گا۔ نفاق کو فرمایا شبہ۔

فتح الرحمٰن ف۱ عمارت ساختن بر اساس تقوی کنایت است از اخلاص در اعمال و عمارت ساختن بر کنارہ رود خوردہ کنایہ است از ریا و عجب در اعمال۔ ۱۲۔ ف۲ یعنی مسجد ضرار ۱۲

۱۰۸ ماکان للنبی الخ یعنی اگر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں کے بعض رشتہ دار بھی بحالت شرک مر چکے ہوں یا زندہ ہوں لیکن ان کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہو تو ان کے لئے دعاء استغفار کرنا بھی ممنوع ہے اور مہر جباریت لگ جانے سے پہلے ان کے لئے ہدایت کی دعا کرنے کی اجازت ہے۔ مہر جباریت کا علم انبیاء علیہم السلام کو وحی کے ذریعہ ہو جاتا تھا لیکن انقطاعِ وحی کے بعد یہ حکم ہے کہ مشرک جب تک زندہ رہے اس کے لئے ہدایت کی دعا کرنا چاہیئے۔ اور اگر بحالت شرک مر جائے تو اس کے لئے دعائے مغفرت جائز نہیں۔ **۱۰۹** وما کان استغفار ابراھیم الخ یہ سوالِ مقدر کا جواب ہے جو ماقبل سے ناشی ہے۔ سوال یہ ہے کہ جب پیغمبر کے لئے اور مومنوں کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ مشرکین کے حق میں استغفار کریں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ آزر کیلئے کیوں استغفار کیا تھا جیسا کہ قرآن میں ہے واغفر لابی انہ کان من الضآلین (شعراء ع ۵) تو اس کا جواب فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام کا استغفار اس وعدے کی بنا پر تھا جو انہوں نے بوقت رخصت باپ سے کیا تھا۔ جیسا کہ سورہ مریم رکوع ۳ میں ہے قَالَ سَلٰمٌ عَلَیْكَ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّیْ اِنَّهٗ كَانَ بِیْ حَفِیًّا۔ لیکن جب ان پر یہ بات واضح ہو گئی کہ ان کا باپ اللہ کا دشمن ہے اور اس کے دل پر مہر جباریت ثبت ہو چکی ہے اور اب وہ کبھی ایمان نہیں لائے گا تو اس کے لئے استغفار ترک کر دیا اور اس سے براءت و بیزاری کا اعلان فرما دیا۔ یعنی ابراہیم علیہ السلام کی دعا قبل العلم تھی جب ان کو اصل حقیقت معلوم ہو گئی تو پھر اس کے لئے دعا نہیں مانگی۔ یا مطلب یہ ہے کہ جب وہ زندہ تھا تو اس کی ہدایت کی دعا کرتے تھے اور جب وہ شرک پر مر گیا تو ان پر واضح ہو گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے اس لئے پھر اس کے لئے مغفرت کی دعا نہیں کی ای مستمر علی عداوته تعالٰی وعدم الایمان به وذلك بان اوحی الیه علیه السلام انه مصر علی الکفر واخرج ابن جریر وابن المنذر وجماعة عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنهما ان ذلك التبین کان بموته کافرا والیه ذهب قتادة وقیل والانسب بوصف العداوة هو الاول (روح ج ۱۱ ص ۳۵) **۱۱۰** وما کان اللہ الخ اللہ تعالٰی منکرین کے دلوں پر صرف اسی صورت میں مہر جباریت لگاتا اور ان کو عذاب میں صرف اسی وقت مبتلا کرتا ہے جب کہ ہدایت کی راہ خوب واضح کر دے اور نیکی اور بدی کو کھول کر بیان کر دے۔ اور منکرین جان بوجھ کر محض ضد و عناد کی وجہ سے انکار کریں۔ وما کان اللہ لیوقع الضلالة فی قلوبهم بعد الهدی حتی یکون منهم الامر الذی به یستحق العذاب (کبیر ج ۴ ص ۵۵۷) ان اللہ له ملك السموٰت الخ زمین و آسمان کا مالک اور ان میں مختار و متصرف صرف اللہ ہی ہے اور کوئی نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی کسی کا ناصر و مددگار ہے۔

اشتہ پہلے مہر جباریت لگ [illegible] اور اگر [illegible] مہر جباریت [illegible] استغفار [illegible] لیکن مہر جباریت [illegible]

مرد: پیغمبر کو جو سکتا کہ بزرگی حق اور کبھی نہیں ہو سکتا ہے جواب سوال مقدر ہے تمام صحابہ کی شان کا بیان۔

اَلنّٰهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَ
منع کرنے والے بری بات سے اور حفاظت کرنیوالے ان حدود کے جو باندھیں اللہ نے اور
بَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۱۲﴾ مَا كَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا
خوشخبری سنا دے ایمان والوں کو ف۱ لائق نہیں نبی کو اور ان ایمان والوں کو
اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِیْنَ وَلَوْ كَانُوْۤا اُولِیْ قُرْبٰی
کہ بخشش چاہیں مشرکوں کی اگرچہ وہ ہوں قرابت والے
مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ ﴿۱۱۳﴾
جب کہ کھل چکا ان پر کہ وہ ہیں دوزخ والے
وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِیْمَ لِاَبِیْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ
اور بخشش مانگنا ف۲ ابراہیم کا اپنے باپ کے واسطے سو نہ تھا مگر وعدہ کے سبب کہ
وَّعَدَهَاۤ اِیَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَهٗۤ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ
وعدہ کر چکا تھا اس سے پھر جب کھل گیا ابراہیم پر کہ وہ دشمن ہے اللہ کا تو اس سے
مِنْهُ ؕ اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِیْمٌ ﴿۱۱۴﴾ وَمَا كَانَ اللّٰهُ
بیزار ہو گیا بے شک ابراہیم بڑا نرم دل تھا تحمل کرنیوالا ف۲ اور اللہ ایسا نہیں
لِیُضِلَّ قَوْمًۢا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰی یُبَیِّنَ لَهُمْ مَّا
کہ گمراہ کرے کسی قوم کو ف۱ جب کہ ان کو راہ پر لا چکا جب تک کھول نہ دے ان پر جس سے ان کو
یَتَّقُوْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ
بچنا چاہیئے ف۲ بے شک اللہ ہر چیز سے واقف ہے ف۳ اللہ ہی کی
مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ ؕ وَمَا لَكُمْ
سلطنت ہے آسمانوں اور زمین میں جلاتا ہے اور مارتا ہے اور تمہارا کوئی نہیں
مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ ﴿۱۱۶﴾ لَقَدْ تَّابَ
اللہ کے سوا حمایتی اور نہ مددگار اللہ مہربان

موضح قرآن ف۱ بے تعلق رہنا روزہ ہے یا ہجرت۔ یا دل نہ لگانا دنیا کے مزوں میں اور حدیں تھامنی یہ کہ بغیر حکم شرع کوئی کام نہ کریں۔ ۱۲ منہ ف۲ قرآن میں جو ذکر ہوا کہ ابراہیمؑ نے اپنے باپ کی بخشش مانگی شاید حضرت کے دل میں بھی آیا تھا اور مسلمانوں نے چاہا کہ اپنے قرابت والوں کے حق میں دعا کریں یہ منع آیا معلوم ہوا کہ مشرک بخشا نہیں جاتا۔ ۱۲ منہ ف۳ یعنی اسی واسطے تم

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی در حساب گمراہاں نمی شمارد قومی را۔ ۱۲ ف۲ یعنی تا پیغامبر نیاید و تبلیغ نکند معذور دارند۔ ۱۲

اللّٰہُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ

ہوا اللہ نبی پر اور مہاجرین اور انصار پر جو

اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ

ساتھ رہے نبی کے مشکل کی گھڑی میں بعد اس کے کہ قریب تھا کہ ۱۱۲

قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّهٗ بِهِمْ

دل پھر جائیں بعضوں کے ان میں سے پھر مہربان ہوا ان پر بیشک وہ ان پر

رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ۭ

مہربان ہے رحم کرنے والا ف۱ اور ان تین شخصوں پر ۱۱۳ جن کو پیچھے رکھا تھا

حَتّٰٓى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَ

یہاں تک کہ جب تنگ ہوگئی ان پر زمین باوجود کشادہ ہونے کے اور

ضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ

تنگ ہوگئیں ان پر ان کی جانیں اور سمجھ گئے کہ کہیں پناہ نہیں

اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ۭ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ

اللہ سے مگر اسی کی طرف پھر مہربان ہوا ان پر تاکہ وہ پھر آئیں ف۱ بیشک اللہ ہی ہے

التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۱۸﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا

مہربان رحم والا ف۲ اے ایمان والو ڈرتے رہو

اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ مَا كَانَ لِاَهْلِ

اللہ سے اور رہو ساتھ سچوں کے ف۳ نہ چاہیے مدینہ

الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا

والوں کو ۱۱۴ اور ان کے گرد کے گنواروں کو کہ پیچھے رہ جائیں

عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ۭ

رسول اللہ کے ساتھ سے اور نہ یہ کہ اپنی جان کو چاہیں زیادہ رسول کی جان سے

ع ۱۳

۱۱۱ لقد تاب اللہ الخ توبہ سے یہاں اللہ کی خصوصی مہربانی اور اس کی خاص عنایت وتوفیق مراد ہے جس کی بدولت حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سفر جہاد کی صعوبتیں اور مشقتیں اٹھا کر کامل درجۂ طاعت سے اکمل درجہ پر پہنچ گئے۔ وقد یکون (التوبۃ من اللہ علی عبدہ) رجوعًا من حالۃ طاعۃ الی اکمل منہا وھذہ توبتہ فی ھذہ الآیۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لانہ رجع بہ من حالۃ قبل تحصیل الغزوۃ وتحمل مشاقہا الی حالۃ بعد ذلک اکمل منہا الخ (بحر ج ۵ ص۱۰۸) اور مہاجرین وانصار پر اللہ کی توبہ سے یہ مراد ہے کہ شدت گرما اور مشاق سفر کے پیش نظر بعض مسلمانوں کے دلوں میں غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہونے کا وسوسہ آنے کا اندیشہ تھا لیکن اللہ نے دستگیری فرما کر ان کے دلوں کو سکون واطمینان اور صبر واستقلال کی دولت سے مالامال کردیا اور وہ خوشی خوشی جہاد میں شریک ہوئے۔ ساعۃ العسرۃ سے غزوۂ تبوک مراد ہے۔ کیونکہ اس میں مسلمانوں کو شدت گرما، قلت زاد وراحلہ اور دیگر تکلیفوں کی وجہ سے مشقتوں اور صعوبتوں کا سامنا کرنا پڑا کانوا فی شدۃ من الظھر وفی شدۃ من الزاد وفی شدۃ من الماء وفی شدۃ زمان من حمارۃ القیظ ومن الجدب والقحط ومن ھنا قیل لتلک الغزوۃ غزوۃ العسرۃ ولجیشہا جیش العسرۃ (روح باختصار ج ۱۱ ص۴۱) **۱۱۲** کاد یزیغ الخ یعنی قریب تھا کہ ایک فریق کے دلوں میں وسوسہ پیدا ہوجاتا اس تعبیر سے معلوم ہوتا ہے کہ وسوسہ پیدا نہیں ہوا تھا بلکہ وسوسہ سے پہلے ہی اللہ نے دستگیری کی اور ان کو استقامت عطا فرما دی توبتہ علیہم ان تدارک قلوبہم حتی لم تزغ (قرطبی ج ۸ ص۲۸۰) **۱۱۳** وعلی الثلثۃ الخ اس سے وہی تینوں صحابی مراد ہیں جن کا و اٰخرون مرجون لامر اللہ الخ (ع ۱۳۶) میں پہلے ذکر ہوچکا ہے انہوں نے فوری طور پر معذرت نہیں کی تھی اس لیے قبول توبہ میں تاخیر ہوئی۔ تاخیر توبہ کی وجہ سے وہ اس قدر بے چین اور مضطرب تھے کہ زمین باوجود وسعت وپہنائی ان پر تنگ ہوگئی لیکن ان کا ایمان تھا کہ اللہ کے سوا ان کا کوئی چارہ ساز اور پناہ دہندہ نہیں اس لیے اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ **۱۱۴** ما کان لاھل المدینۃ الخ یہ زجر وتنبیہ ہے یعنی مسلمانوں کو یہ روا نہیں کہ وہ جہاد میں حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ جائیں اور اپنے مال وجان اور اولاد کو آپ پر مقدم سمجھیں۔ کیونکہ توحید کی دولت انہیں حضور علیہ السلام ہی کی بدولت حاصل ہوئی ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہیے کہ وہ خود تو آرام وراحت میں رہیں اور پیغمبر علیہ السلام تکلیف ومشقت میں ہوں۔ ای لا یرضوا لانفسہم بالخفض والدعۃ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المشقۃ (قرطبی ج ۸ ص۲۹۰)

یعنی دل میں وسوسہ آنے لگا ۱۲ مرتبہ دی تین شخص ہیں جن کی توبہ پچاس دن کے بعد قبول ہوئی ۱۲ شان صحابہ

مع بشارت و ترغیب رسول جہاں کے اتباع رسول نہ جائیں مال و جان اور اولاد کو پیغمبر سے مقدم سمجھیں یعنی پیغمبر سے زیادہ توجہ اور دین بلاغ

موضح قرآن ف۱ مہاجر اور انصار کو معاف کیا دل کے خطروں سے اور دوبار فرمایا مہربان ہوا پھر مہربان ہوا ۱۲ منہ رح ف۲ مہاجرین وانصار کے ساتھ وہ تین شخص بھی داخل ہوئے پچاس دن میں ان پر سخت حالت گذری کہ موت سے بدتر۔ ۱۲ منہ رح ف۳ یہ تین شخص سچ کہنے سے بخشے گئے نہیں تو منافقوں میں ملتے۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بمقام قرب۔ ۱۲

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ
یہ اس واسطے کہ ۱۱۵ جہاد کرنیوالے نہیں پہنچتی ان کو پیاس اور نہ محنت اور نہ بھوک
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَئُوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَلَا
اللہ کی راہ میں اور نہیں قدم رکھتے کہیں جس سے کہ خفا ہوں کافر اور نہ
يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ؕ
چھینتے ہیں دشمن سے کوئی چیز مگر لکھا جاتا ہے ان کے واسطے اسکے بدلے نیک عمل
اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَلَا يُنْفِقُوْنَ
بیشک اللہ نہیں ضائع کرتا حق نیکی کرنیوالوں کا اور نہ خرچ کرتے ہیں
نَفَقَةً صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً وَّلَا يَقْطَعُوْنَ وَادِيًا اِلَّا
کوئی خرچ چھوٹا اور نہ بڑا اور نہ طے کرتے ہیں کوئی میدان مگر
كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾
لکھ لیا جاتا ہے انکے واسطے تاکہ بدلہ دے ان کو اللہ بہتر اس کام کا جو کرتے تھے۔
وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ؕ فَلَوْلَا نَفَرَ
اور ایسے تو نہیں مسلمان ۱۱۶ کہ کوچ کریں سارے ف۱ سو کیوں نہ نکلا
مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَ
ہر فرقہ میں سے ان کا ایک حصہ تاکہ سمجھ پیدا کریں دین میں اور
لِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ ع
تاکہ خبر پہنچائیں اپنی قوم کو جب کہ لوٹ کر آئیں انکی طرف تاکہ وہ بچتے رہیں ف۱
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَ
اے ایمان والو ۱۱۷ لڑتے جاؤ اپنے نزدیک کے کافروں سے اور
لْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَ
چاہیے کہ ان پر معلوم ہو تمہارے اندر سختی اور جانو کہ اللہ ساتھ ہے ڈر والوں کے ف۲ اور

ع ۴ ۱۵

الربع

مسئلہ جہاد بمعرفت بعلت ترغیب تعلیم توحید و مسئلہ جہاد مسئلہ مضامین

سورت کا اعادہ علی سبیل الاجمال ۲ اعادہ دعوی سورت

۱۱۵ ذلک بانّھم الخ تا۔ احسن ما کانوا یعملون۔ یہ ماقبل کی علت ہے اور اس میں نہایت بلیغ انداز میں جہاد فی سبیل اللہ کی ترغیب ہے۔ ظَمَاٌ پیاس نَصَبٌ تکلیف و مشقت مَخْمَصَةٌ بھوک ولا ینالون من عدوٍّ نیلاً دشمن سے قتل و ہزیمت اٹھاتے ہیں یعنی اللہ کی راہ میں جہاد کے سفر میں اور عین معرکہ کارزار میں انہیں جو بھی چھوٹی بڑی تکلیف ہوتی ہے، جہاد میں جو چھوٹی بڑی رقم وہ خرچ کرتے ہیں اور جتنا فاصلہ وہ طے کرتے ہیں وہ سب ان کے اعمالنامہ میں اعمال صالحہ کے عنوان سے درج کئے جاتے ہیں اور ان پر اللہ تعالےٰ ان کو بہت اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔ **۱۱۶** وما کان المؤمنون الخ جملہ معترضہ ہے اور اس سے مسئلہ توحید اور مسئلہ جہاد کی تعلیم کی ترغیب دینا مقصود ہے یعنی مسلمانوں میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیئے جو حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر مسئلہ توحید و مسئلہ جہاد کی تعلیم حاصل کرے اور پھر اپنی قوم میں واپس جا کر ان کو ان مسائل کی تعلیم دے اس آیت سے معلوم ہوا کہ اس حد تک علم دین حاصل کرنا کہ قوم کا معلم اور پیشوا بن سکے ہر مسلمان پر فرض عین نہیں بلکہ فرض کفایہ ہے۔ البتہ جن احکام کا بجالانا ہر فرد پر فرض ہے ان کا علم سیکھنا بھی ہر فرد پر فرض عین ہے **۱۱۷** یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ یہ دعوائے سورت یعنی حکم قتال کا اعادہ ہے۔ الذین یلونکم جو تمہارے قرب و جوار میں بستے ہیں۔ غلظۃً شدت و درشتی۔ یعنی مشرکین کے ساتھ جرأت و شجاعت اور صبر و استقلال کا ایسا مظاہرہ کرو کہ تمہارا رعب و جلال ان کے دلوں پر چھا جائے مقصد یہ ہے کہ مسلمان یہ اوصاف اپنے اندر پیدا کریں۔

موضح قرآن ف۱ یعنی ہر قوم میں سے چاہیئے کہ بعضے لوگ پیغمبر کی صحبت میں رہیں تا علم دین سیکھیں اور پچھلوں کو سکھا دیں۔ اب پیغمبر موجود نہیں لیکن علم دین موجود ہے۔ طلب علم فرض کفایہ ہے اور جہاد فرض کفایہ ہے۔ ۱۲ منہ رح ف۲ سختی معلوم کریں یعنی قوت جنگ یا سختی یعنی معاملت میں بے رخی پس کافر سے الفت و ملائمت نہ کرے مگر جب دیکھے کہ دین کا راغب ہے۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بطلب علم ۱۲ ف۲ یعنی طلب علم دین فرض کفایہ است۔ ۱۲

اِذَا مَآ اُنۡزِلَتۡ سُوۡرَةٌ فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّقُوۡلُ اَيُّكُمۡ زَادَتۡهُ هٰذِهٖۤ اِيۡمَانًا ۚ

جب نازل ہوتی ہے ۱۱۸ کوئی سورت تو بعضے ان میں کہتے ہیں کس کا تم میں سے زیادہ کر دیا اس سورت نے ایمان

فَاَمَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا فَزَادَتۡهُمۡ اِيۡمَانًا وَّهُمۡ يَسۡتَبۡشِرُوۡنَ ﴿۱۲۴﴾ وَ

سو جو لوگ ایمان رکھتے ہیں ان کا زیادہ کر دیا اس سورت نے ایمان اور وہ خوش وقت ہوتے ہیں اور

اَمَّا الَّذِيۡنَ فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ مَّرَضٌ فَزَادَتۡهُمۡ رِجۡسًا اِلٰى رِجۡسِهِمۡ وَ

جن کے دل میں مرض ہے سو ان کے لئے بڑھا دی گندگی پر گندگی اور

مَاتُوۡا وَهُمۡ كٰفِرُوۡنَ ﴿۱۲۵﴾ اَوَلَا يَرَوۡنَ اَنَّهُمۡ يُفۡتَنُوۡنَ فِىۡ كُلِّ عَامٍ

وہ مرنے تک کافر ہی رہے ف۱ کیا نہیں دیکھتے ۱۱۹ کہ وہ آزمائے جاتے ہیں ہر برس میں

مَّرَّةً اَوۡ مَرَّتَيۡنِ ثُمَّ لَا يَتُوۡبُوۡنَ وَلَا هُمۡ يَذَّكَّرُوۡنَ ﴿۱۲۶﴾ وَ

ایک بار یا دو بار ف۱ پھر بھی توبہ نہیں کرتے اور نہ وہ نصیحت پکڑتے ہیں ف۲ اور

اِذَا مَآ اُنۡزِلَتۡ سُوۡرَةٌ نَّظَرَ بَعۡضُهُمۡ اِلٰى بَعۡضٍ هَلۡ يَرٰٮكُمۡ

جب نازل ہوتی ہے ۱۲۰ کوئی سورت ف۲ تو دیکھنے لگتا ہے ان میں ایک دوسرے کی طرف کہ کیا دیکھتا ہے تم کو

مِّنۡ اَحَدٍ ثُمَّ انۡصَرَفُوۡا ؕ صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوۡبَهُمۡ بِاَنَّهُمۡ قَوۡمٌ لَّا

کوئی مسلمان پھر چل دیتے ہیں پھیر دیئے ہیں اللہ نے دل ان کے اس واسطے کہ وہ لوگ ہیں

يَفۡقَهُوۡنَ ﴿۱۲۷﴾ لَقَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ

کہ سمجھ نہیں رکھتے ف۳ آیا ہے تمہارے پاس ۱۲۱ رسول تم میں کا

عَزِيۡزٌ عَلَيۡهِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِيۡصٌ عَلَيۡكُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ

بھاری ہے اس پر جو تم کو تکلیف پہنچے حریص ہے تمہاری بھلائی پر ایمان والوں پر

رَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۱۲۸﴾ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُلۡ حَسۡبِىَ اللّٰهُ ۖ لَاۤ

نہایت شفیق مہربان ہے ف۴ پھر بھی اگر منہ پھیریں ۱۲۲ تو کہہ دے کہ کافی ہے مجھ کو اللہ کسی

اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيۡهِ تَوَكَّلۡتُ وَهُوَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِيۡمِ ﴿۱۲۹﴾

کی بندگی نہیں سوائے اس کے اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی مالک ہے عرش عظیم کا ف۵ ف۳

ع ۱۶ ۷ ۵

۱۱۸ واذا ما انزلت الخ منافقین بطور استہزاء آپس میں یہ گفتگو کرتے تھے فاما الذین اٰمنوا الخ بشارت برائے مومنین واما الذین فی قلوبهم مرض الخ زجر برائے منافقین مرض سے ضد و عناد مراد ہے یعنی ان کے دلوں میں انابت الی اللہ (اللہ کی طرف رجوع) نہیں۔ رِجۡسٌ گندگی مراد نفاق ہے قرآن کی آیتوں کے نزول کے ساتھ ساتھ ان کے کفر و نفاق میں اضافہ ہوتا جاتا ہے کیونکہ وہ ہر نازل ہونیوالی آیت کو جھٹلاتے ہیں ۱۱۹ اولا یرون انهم یفتنون الخ یہ زجر ہے۔ یہ زجر اس سے بھی عبرت حاصل نہیں کرتے کہ ہر سال نہیں ایک یا دو بار ضرور مبتلائے بلیات کیا جاتا ہے تاکہ وہ اپنے گناہوں کی معافی مانگیں اور آئندہ کے لئے شر و فساد سے باز آجائیں مگر وہ عبرت حاصل نہیں کرتے۔ ہر سال جہاد کے موقع پر ایک دو بار ضرور ان کو ابتلاء پیش آتا ہے۔ جس میں ان کی شرارتیں کھل کر سامنے آجاتی ہیں اور قرآن میں ان کو وضاحت سے ذکر کیا جاتا ہے۔ جس سے انہیں انتہائی ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے والمعنی اولا یرون انهم یختبرون بالجهاد مع رسول الله صلے الله تعالے علیه وسلم فیعاینون ما ینزل علیه من الآیات لاسیما الآیات الناعیة علیهم قبائحهم (روح ج ۱۱ ص۵۱) ۱۲۰ واذا ما انزلت الخ تبلیغ وحی کے وقت منافقین کے حال کا بیان ہے۔ جب ان کو قرآن کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ ایک دوسرے کی طرف معنی خیز نگاہوں سے دیکھتے ہیں جن سے ان کی غرض یہ ہوتی ہے کہ موقع پا کر یہاں سے بھاگ نکلیں چنانچہ موقع ملتے ہی چل دیتے ہیں۔ یعنی ان کا مقصد ہر نازل ہونے والی آیت کی ہنسی اور اس کا مذاق اڑانا ہے اس لئے وہ اس مجلس سے جلد از جلد بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ۱۲۱ لقد جاءکم الخ یہ اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ترغیب ہے ما عنتم میں ما مصدریہ ہے یعنی تمہارا مشقت میں پڑنا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو ناگوار گذرتا ہے بالمؤمنین ـــ رؤف رحیم مؤخر سے متعلق ہے۔ ۱۲۲ فان تولوا الخ آخر میں مسئلہ توحید کا اعادہ ہے جس کی خاطر جہاد کا حکم دیا گیا۔

۱۲۳ اعادہ بشارت برائے صحابہ ۱۲۴ اعادہ زجر برائے منافقین سے یعنی ضمنی انابت نہیں ۱۲۵ اعادہ زجر ۱۲۷ ترغیب اتباع رسول و [illegible]

موضح قرآن ف۱ کلام اللہ جس مسلمان کے دل کے خطرہ سے موافق پڑتا وہ کہتا کہ مجھ کو اس نے ایمان زیادہ کیا۔ یہی لفظ بولتے منافق جب ان کو بیان کرتا لیکن مسلمان کہتے خوش دلی سے اور منافق کہتے شرمندگی سے پھر تو بھی صدق نہ لاتے چاہتے آگے سے اور زیادہ اپنا عیب چھپاویں۔ یہی ہے گندگی پر گندگی۔ عیب دار کو لازم ہے کہ نصیحت سنکر چھوڑ دیئے نہ یہ کہ اس ناصح سے چھپانے لگے۔ ۱۲ منہ رح ف۲ اکثر جنگ و جہاد کے وقت منافق معلوم ہو جاتے تھے۔ ۱۲ منہ رح ف۳ یعنی کلام اللہ میں جہاں عیب آئے منافقوں کے وہ آپس میں دیکھتے ہیں کہ مجلس میں کسی نے ہم کو پرکھا نہ ہو۔ پھر شتاب اٹھ جاتے ہیں ۱۲ منہ رح ف۴ تلاش رکھتا ہے تمہاری یعنی چاہتا ہے کہ امت میری زیادہ ہوتی رہے۔ ۱۲ منہ رح

فتح الرحمن ف۱ یعنی با مرض و مصائب ۱۲ ف۲ یعنی سورتیکہ در وے بیان نفاق ایشاں باشد ۱۲ ف۳ یعنی چنانچہ قادر است عرش را نگاہ میدارد مرا نیز نگاہ میدارد از شر کافراں و منافقاں ۱۲

سورۂ توبہ میں آیاتِ توحید اور اسکی خصوصیات

برآءۃ من اللہ ورسولہ الی الذین عاھدتم من المشرکین ○ (ع ۱) مشرکین سے بیزاری کا اعلان

ما کان للمشرکین ان یعمروا مسٰجد اللہ ــــ تا ــــ فعسی اُولٰٓئک ان یکونوا من المھتدین ○ (ع ۳) تعمیر مسجد اور اس کے علاوہ کوئی نیک عمل مشرکین سے قبول نہیں۔

اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام ــــ تا ــــ واللہ لا یھدی القوم الظٰلمین ○ (ع ۳) مشرکین کے نیک اعمال مومنوں کے نیک اعمال کے مقابلہ میں بالکل بے وقعت ہیں۔

اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئاً وّضاقت علیکم الارض بما رحبت ثم ولیتم مدبرین ○ (ع ۴) مومنوں کو ہر وقت اللہ پر بھروسہ رکھنا چاہیئے اور کثرتِ عدد پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیئے۔

ولا یحرمون ما حرّم اللہ ورسولہ ولا یدینون دین الحق۔ یعنی غیر اللہ کی نیازوں کو حرام نہیں سمجھتے۔

وقالت الیھود عزیر ابن اللہ وقالت النصٰری المسیح ابن اللہ ــــ تا ــــ قٰتلھم اللہ انّٰی یؤفکون ○ (ع ۵) یہود و نصاریٰ پیغمبروں کو اللہ کے جزو سمجھتے اور ان کو حاضر و ناظر سمجھ کر حاجات میں پکارتے تھے۔

اتخذوا احبارھم ورھبانھم ارباباً من دون اللہ ــــ تا ــــ سبحٰنہ عمّا یشرکون ○ (ع ۵) وہ پیغمبروں کے علاوہ اپنے مولویوں اور پیروں کو بھی اللہ کے سوا حاجت روا سمجھتے تھے۔

یٰایّھا الذین اٰمنوا ان کثیراً من الاحبار والرھبان لیاکلون اموال الناس بالباطل ویصدون عن سبیل اللہ ط اکثر مولوی اور پیر غیر اللہ کی نیازیں کھاتے اور اللہ کی توحید سے روکتے ہیں۔

انّما النسیٓء زیادۃ فی الکفر ــــ تا ــــ واللہ لا یھدی القوم الکٰفرین ○ (ع ۵) اپنی طرف سے کئی قسم کی تحریمات مقرر کر رکھی تھیں۔

ولو انھم رضوا مآ اٰتٰھم اللہ ورسولہ ــــ تا ــــ انا الی اللہ راغبون ○ (ع ۷) یعنی جو ان کو اللہ کی عنایت اور پیغمبر علیہ السلام کے مالِ غنیمت وغیرہ کو تقسیم کرنے سے ملا اس پر وہ راضی ہو جاتے تو ان کے لئے بہتر تھا۔

وما نقموآ الآ ان اغنٰھم اللہ ورسولہ من فضلہ (ع ۱۰) یعنی اللہ نے اپنی عنایت سے اور پیغمبر نے مالِ غنیمت وغیرہ سے۔

وسیری اللہ عملکم ورسولہ ــــ تا ــــ فینبّئکم بما کنتم تعملون ○ (ع ۱۲) منافقین جو اعمال پیغمبر علیہ السلام کے سامنے کرتے تھے، آپ ان کو دیکھتے تھے۔

ومن اھل المدینۃ مردوا علی النفاق قف لا تعلمھم نحن نعلمھم ط (ع ۱۳) معلوم ہوا کہ پیغمبر علیہ السلام غیب دان نہ تھے۔

وقل اعملوا فسیری اللہ عملکم ورسولہ والمؤمنون ط وہی اعمال مراد ہیں جو پیغمبر علیہ السلام اور مؤمنوں کے سامنے منافقین کرتے تھے۔

ما کان للنّبیّ والذین اٰمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربٰی من بعد ما تبین لھم انھم اصحٰب الجحیم ○ (ع ۱۴) شرک پر مر جانے کے بعد ان کے لئے استغفار جائز نہیں، ممنوع ہے۔

فان تولّوا فقل حسبی اللہ ــــ تا ــــ وھو ربّ العرش العظیم ○ (ع ۱۶) یہ وہ مسئلہ توحید ہے جس کی خاطر جہاد کا حکم دیا گیا اور صحابہ کو فضیلت و شان ملی اور منافقین پر زجریں نازل ہوئیں۔

* * *

(آج مورخہ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۲ جولائی ۱۹۶۵ء بروز دوشنبہ ساڑھے دس بجے دن سورۂ توبہ کی تفسیر ختم ہوئی)

(فالحمد للہ اوّلاً و آخراً وّالصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ دائماً ابداً وعلیٰ جمیع عبادہ الصّالحین لیلاً وّ نہاراً۔)

لہ سُورۂ یونس علیہ السّلام

ربط باقی سورتوں کی طرح سورۂ یونس کو ما قبل کے ساتھ دو طرح کا ربط ہے۔ اوّل ربط اسمی۔ سورۂ توبہ میں فرمایا فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِیْلَهُمْ (توبہ ع ۱) اور سورۂ یونس میں فرمایا فَلَوْلَا کَانَتْ قَرْیَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِیْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ یُوْنُسَ۔ ع ۱۰) یعنی اب توبہ کرنے، ایمان لانے اور اعمال صالحہ بجالانے کا وقت ہے۔ اس لئے ایمان لے آؤ۔ ورنہ جب ہمارا عذاب آگیا تو پھر ایمان لانے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا یہ صرف قوم یونس علیہ السلام تھی جس نے عذاب خداوندی دیکھ کر ایمان قبول کرلیا اور اس وقت کے ایمان لانے سے ان کو فائدہ پہنچ گیا۔ دوم ربط معنوی۔ اس کی دو تقریریں ہیں (۱) قرآن مجید میں نفی شرک کے سلسلہ میں دو باتوں پر زور دیا گیا ہے۔ اول یہ کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز اور متصرف نہیں۔ دوم یہ کہ اللہ کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں۔ اس سے پہلی سورتوں میں مسئلہ توحید کے ہر پہلو کو تفصیل سے بیان کردیا گیا۔ اور دلائل عقلی ونقلی اور وحی سے ثابت کردیا گیا کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز، متصرف و مختار اور مستحق نذر و نیاز نہیں۔ اب سورۂ یونس میں مشرکین کے اس خیالِ باطل کا رد فرمایا کہ اللہ کے سامنے کوئی شفیع غالب ہو جو اس کی مرضی کے خلاف اپنی بات منوا سکے۔

(۲) سورۂ بقرہ میں حسبِ ذیل مضامین خصوصیت سے مذکور ہوئے۔ (۱) توحید (۲) رسالت (۳) جہاد (۴) انفاق اور (۵) امورِ انتظامیہ و امورِ مصلحہ اس کے بعد سورۂ آلِ عمران میں ان مضامین میں سے توحید کے ایک پہلو یعنی نفی شرکِ اعتقادی رسالت، جہاد فی سبیل اللہ اور انفاق فی سبیل اللہ کا ذکر کیا گیا۔ پھر سورۂ نساء میں سورۂ بقرہ کے ایک مضمون (امورِ انتظامیہ مع امورِ مصلحہ) کو تفصیل سے بیان کیا گیا۔ چودہ احکام رعیت اور نو احکامِ سلطانیہ۔ اس کے بعد سورۂ مائدہ اور انعام میں مسئلہ توحید کے دونوں پہلوؤں یعنی (نفی شرکِ اعتقادی کے ساتھ نفی شرک فعلی کو بھی واضح طور پر بیان کیا گیا۔ سورۂ مائدہ میں دعویٰ کی وضاحت پر اور سورۂ انعام میں دلائل عقلیہ پر زیادہ زور دیا گیا اور اس کے بعد سورۂ اعراف میں نفی شرکِ فعلی اور نفی شرکِ اعتقادی پر زیادہ تر دلائل نقلیہ ذکر کئے گئے۔ اس کے بعد انفال اور توبہ میں قَاتِلُوْهُمْ سے مشرکین کے ساتھ جہاد کا حکم دیا گیا اور جہاد فی سبیل اللہ کے تفصیلی احکام بیان کئے گئے۔ یہاں تک سورۂ بقرہ کے تمام مضامین تفصیل اور دلائل کے ساتھ مذکور ہو چکے۔ البتہ مسئلہ توحید کا صرف ایک پہلو باقی رہ گیا۔ یعنی نفی شفاعتِ قہری۔ اب سورۂ یونس میں شفاعت قہری کی نفی پر عقلی دلیلیں پیش کی گئی ہیں اور ثابت کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ مالک الملک اور مختارِ مطلق ہے۔ اور اس کے سامنے کوئی شفیع غالب نہیں اور اس کے فیصلے کے سامنے کوئی ملک مقرب اور کوئی نبی مرسل اور کوئی ولی مکرم دم نہیں مار سکتا نفی شفاعت قہری کا مضمون سورۂ یونس سے لیکر سورۂ کہف تک چلا گیا ہے۔

خلاصہ سورۂ یونس میں تین جگہ دعوائے سورت مذکور ہے۔ اوّل اجمالاً مَا مِنْ شَفِیْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ الخ (ع ۱) یعنی اللہ کے سامنے کوئی شفیع غالب نہیں۔ اور آخرت میں جن انبیاء، وصلحاء، علیہم السّلام کو شفاعت کی اجازت ملے گی صرف وہی شفاعت کرسکیں گے۔ اللہ کے اذن کے بغیر کسی کو لب کشائی کی اجازت و جرأت نہ ہوگی۔ دوم ضمنًا وَیَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ (ع ۲) سوم تفصیلاً قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنْ کُنْتُمْ فِیْ شَکٍّ مِّنْ دِیْنِیْ فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ___ تا ___ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (ع ۱۱) اس دعویٰ پر گیارہ دلائل پیش کئے گئے ہیں۔ دس دلائل عقلیہ اور ایک دلیل وحی۔ دلائل عقلیہ میں سے ایک نفی شرک فی العلم پر۔ ایک نفی شرک فعلی پر اور آٹھ نفی شرک فی التصرف پر دال ہیں اور ان میں ایک دلیل علی سبیل الاعتراف من الخصم ہے۔ دلائل کے درمیان تین جگہ دلائل کا ثمرہ مذکور ہوا ہے اور ساتھ ساتھ حسب مواقع زجریں، بشارتیں، تخویفیں اور شکوے مذکور ہیں۔

دلائل عقلیہ

پہلی عقلی دلیل اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ ___ تا ___ اَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ (ع ۱) ساری کائنات کا خالق و مالک اور مدبر و مختار صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس لئے اس پر کسی کا زور اور دباؤ نہیں چل سکتا۔ اس دلیل کے ضمن میں دعوائے سورت بھی اجمالاً مذکور ہے۔ اور آخر میں ذٰلِکُمُ اللّٰهُ رَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْهُ دلیل کا ثمرہ ہے۔ یعنی وہ اللہ جو صفات مذکورہ سے متصف ہے وہ تمہارا معبود اور کارساز ہے اس لئے صرف اسی کو پکارو لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ بشارت اخروی اور وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِیْمٍ الخ تخویف اخروی ہے۔

دوسری عقلی دلیل هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا ___ تا ___ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَّقُوْنَ۔ سارے جہان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ سارا نظام شمسی اسی کے اختیار و تصرف میں ہے اور وہی نظام عالم میں مدبر و متصرف ہے لہٰذا صرف اسی کو پکارو۔ اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا الخ تخویفِ اخروی ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ الخ بشارت اخروی ہے۔ وَلَوْ یُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَیْرِ الخ (ع ۲) زجر ہے۔ وَلَقَدْ اَهْلَکْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ الخ تخویف دنیوی۔ جس طرح پہلی قوموں نے ہمارے انبیاء علیہم السّلام کی تکذیب کی اور اس کی پاداش میں مبتلائے عذاب ہوئے اسی طرح اگر تم میرے آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلاؤ گے اور دعوائے توحید کا انکار کرو گے تو تمہارا بھی وہی حشر ہوگا۔ وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا الخ شکوہ ہے۔ مشرکین نے کہا یہ قرآن تو ہم ماننے سے رہے کیونکہ اس میں ہمارے معبودوں کی توہین ہے البتہ تم کوئی اور قرآن لے آؤ یا اسی میں ترمیم کرلو تو ہم مان لیں گے۔ قُلْ مَا یَکُوْنُ لِیْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِیْ۔ جواب شکویٰ ہے۔ قرآن میں رد و بدل کرنا میرے اختیار میں نہیں۔ میں وہی کچھ کہہ سکتا ہوں جو اللہ کی طرف سے وحی ہو

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا۔ زجر ہے۔

تیسری عقلی دلیل وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَضُرُّھُمْ وَلَا یَنْفَعُھُمْ ـــ تا ـــ سُبْحٰنَہٗ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ۔ اصل میں یہ زجر ہے بصورت شکوٰی۔ لیکن دعوائے سورت پر عقلی دلیل بھی ہے اور اس کے ضمن میں دعوائے سورت بھی مذکور ہے۔ مشرکین ایسے عقل کے اندھے ہیں کہ وہ اللہ کے سوا ایسے معبودوں کو پکارتے ہیں جن کے اختیار میں نہ نقصان پہنچانا ہے نہ نفع دینا اور پھر ساتھ ہی کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے یہاں ان کے سفارشی ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو سفارش کرنے یا نفع ونقصان پہنچانے کا کوئی اختیار نہیں سونپا۔ وَیَقُوْلُوْنَ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْہِ اٰیَۃٌ مِّنْ رَّبِّہٖ شکوٰی ہے فَقُلْ اِنَّمَا الْغَیْبُ لِلّٰہِ الخ جواب شکوٰی ہے۔

چوتھی عقلی دلیل ھُوَ الَّذِیْ یُسَیِّرُکُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ـــ تا ـــ لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الشّٰکِرِیْنَ (ع ۳) جب بحر و بر میں وہی کارساز ہے اور دریاؤں اور سمندروں میں جب ان کی کشتیاں ہولناک موجوں میں گھر جاتی ہیں تو وہ اپنے تمام خیالی کارسازوں اور سفارشیوں کو بھول کر صرف خدائے واحد کو پکارتے ہیں۔ جب دریاؤں اور سمندروں میں اللہ تعالیٰ بلا شرکت غیرے ان کی مدد کرتا ہے تو دوسرے موقعوں پر وہ ان کی مدد کیوں نہیں کر سکتا؟ وَاللّٰہُ یَدْعُوْٓا اِلٰی دَارِ السَّلٰمِ الخ بشارت اخروی ہے۔ وَالَّذِیْنَ کَسَبُوا السَّیِّاٰتِ الخ تخویف اُخروی۔ وَیَوْمَ نَحْشُرُھُمْ جَمِیْعًا الخ یہ تخویف اخروی ہے اور دلائل ماقبل کا ثمرہ بھی یعنی دنیا میں تم جن کو خدا کے یہاں سفارشی سمجھ کر پکارتے ہو قیامت کے دن وہ خود کہیں گے مَا کُنْتُمْ اِیَّانَا تَعْبُدُوْنَ اور اِنْ کُنَّا عَنْ عِبَادَتِکُمْ لَغٰفِلِیْنَ یعنی ہم تو تمہاری دعا اور پکار سے بالکل بے خبر تھے۔ سفارش تو درکنار، ہمیں تو تمہاری پکار کا ہی علم نہیں تھا

پانچویں عقلی دلیل علی سبیل الاعتراف من الخصم قُلْ مَنْ یَّرْزُقُکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ـــ تا ـــ فَسَیَقُوْلُوْنَ اللّٰہُ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ (ع ۴) جب تم خود تسلیم کرتے ہو کہ خالق و رازق، ساری کائنات کا مالک و مختار اور مدبر عالم اللہ تعالیٰ ہی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ سے کیوں نہیں ڈرتے اور شرک کیوں نہیں چھوڑتے ہو۔ فَذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمُ الْحَقُّ۔ یہ ثمرۂ دلیل ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ جو ان مذکورہ صفات سے متصف ہے وہی تمہارا معبود برحق اور کارساز حقیقی ہے لہٰذا حاجات و مشکلات میں صرف اسی کو پکارو۔ اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىہُ شکوٰی ہے قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَۃٍ مِّثْلِہٖ جواب شکوٰی ہے۔ مشرکین کہتے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے پاس سے قرآن بنا کر اللہ کے ذمہ لگا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ جواب دینے کا حکم دیا: اگر میں ایسا قرآن اپنے پاس سے بنا سکتا ہوں تو تم بھی کم از کم ایسی ایک ہی سورت بنا کر لے آؤ کیونکہ تم بھی اہل زبان ہو اور اپنی امداد کے لئے اپنے تمام حامیوں کو بھی بلا لو۔ وَمِنْھُمْ مَّنْ یَّسْتَمِعُوْنَ اِلَیْکَ (ع ۵) زجر ہے وَیَوْمَ یَحْشُرُھُمْ کَاَنْ لَّمْ یَلْبَثُوْٓا تخویف اخروی ہے۔ وَاِمَّا نُرِیَنَّکَ بَعْضَ الَّذِیْ نَعِدُھُمْ تخویف دنیوی وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی ھٰذَا الْوَعْدُ شکوٰی ہے۔ قُلْ لَّآ اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا جواب شکوٰی ہے۔ تم مجھ سے پوچھتے ہو کہ عذاب کب آئے گا حالانکہ مجھے تو اپنے نفع ونقصان کا بھی علم نہیں البتہ یہ بات ضرور ہے کہ علم الٰہی میں عذاب کا ایک وقت مقرر ہے اور وہ اپنے مقررہ وقت پر ضرور آئیگا۔ قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ اَتٰىکُمْ عَذَابُ اللّٰہِ۔ زجر مع تخویف دنیوی۔ وَیَسْتَنْبِئُوْنَکَ اَحَقٌّ ھُوَ شکوٰی قُلْ اِیْ وَرَبِّیْٓ اِنَّہٗ لَحَقٌّ جواب شکوٰی وَلَوْ اَنَّ لِکُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ الخ (ع ۶) تخویف دنیوی ہے۔

چھٹی عقلی دلیل اَلَآ اِنَّ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ـــ تا ـــ ھُوَ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ (ع ۶) زمین و آسمان اور ساری کائنات کا مالک و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے اور موت وحیات بھی اسی کے اختیار میں ہے پھر اس کے ساتھ اوروں کو کیوں پکارتے ہو۔ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْکُمْ مَّوْعِظَۃٌ الخ یہ ترغیب الی القرآن ہے

ساتویں عقلی دلیل قُلْ اَرَءَیْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰہُ لَکُمْ ـــ تا ـــ اَمْ عَلَی اللّٰہِ تَفْتَرُوْنَ۔ اس دلیل سے شرک فعلی کی نفی مقصود ہے۔ جب ہر چیز کا مالک و خالق اللہ تعالیٰ ہے اور وہی زمین و آسمان سے تمہاری روزی کا انتظام کرتا ہے۔ یہ غلے میوے، پھل اور چوپائے تمہارے لئے اسی نے پیدا کئے۔ پھر تم نے اپنی مرضی سے ان کو حلال و حرام کرنا شروع کر دیا حالانکہ اللہ نے تمہیں اس کی کوئی اجازت نہیں دی۔

آٹھویں عقلی دلیل وَمَا تَکُوْنُ فِیْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْہُ ـــ تا ـــ فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ (ع ۷) یہ دلیل نفی شرک فی العلم پر قائم کی گئی ہے۔ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ الخ بشارت اخروی۔ وَلَا یَحْزُنْکَ قَوْلُھُمْ تسلیہ برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

نویں عقلی دلیل اَلَآ اِنَّ لِلّٰہِ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ۔ تمام انبیاء و اولیاء اور ملائکہ کرام علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے مِلک اور تصرف میں ہیں اور سب اس کے محتاج اور نیازمند ہیں۔ پھر تم ان کو کیوں پکارتے ہو۔ وَمَا یَتَّبِعُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ الخ زجر برائے مشرکین۔

دسویں عقلی دلیل ھُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الَّیْلَ لِتَسْکُنُوْا فِیْہِ وَالنَّھَارَ مُبْصِرًا الخ (ع ۷) اس کا ماحصل گذشتہ دلائل کے ضمن میں گذر چکا ہے۔ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا۔ شکوٰی۔ مشرکین کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کو دنیا میں اپنا نائب بنا رکھا ہے اور انہیں کچھ اختیارات سونپ رکھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے اس قول کا یہاں رد فرمایا۔ قرآن شریف میں جہاں کہیں شفاعت قہری کی نفی کی گئی ہے وہاں مشرکین کے اس قول کا رد بھی فرمایا گیا ہے جیسا کہ سورۂ بقرہ میں فرمایا۔ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا سُبْحٰنَہٗ بَلْ لَّہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کُلٌّ لَّہٗ قٰنِتُوْنَ (ع ۱۴) سُبْحٰنَہٗ ھُوَ الْغَنِیُّ الخ پانچ وجوہ سے شکوے کا جواب ہے۔ قُلْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ الخ زجر مع تخویف اخروی۔ وَاتْلُ عَلَیْھِمْ نَبَاَ نُوْحٍ الخ (ع ۸) تخویف دنیوی کا ایک تفصیلی نمونہ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِہٖ رُسُلًا الخ تخویف دنیوی کا ایک اجمالی نمونہ۔ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِھِمْ مُّوْسٰی وَھٰرُوْنَ ـــ تا ـــ وَاِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰیٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ (ع ۹) تخویف دنیوی کا دوسرا تفصیلی نمونہ۔ فَاِنْ کُنْتَ فِیْ شَکٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الخ زجر ہے۔ قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمُ الْحَقُّ الخ (ع ۱۱) مسئلہ توحید کو ماننے اور حق کو قبول کرنے کی ترغیب۔

دلیل وحی

وَ اتَّبِعْ مَا یُوْحٰی اِلَیْكَ الخ سورت کے اختتام پر دلیل وحی لائی گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اعلان کرنے کا حکم دیا گیا کہ دعوائے توحید اور اسکے دلائل جو بذریعہ وحی اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نازل فرمائے ہیں میں صرف انہی کا اتباع کروں گا اور اللہ تعالیٰ نے شرک کے حق میں کوئی دلیل نازل نہیں کی اس لئے شرک کی تمام انواع واقسام باطل ہیں وَ اصْبِرْ حَتّٰی یَحْكُمَ اللّٰہُ وَ ھُوَ خَیْرُ الْحٰكِمِیْنَ ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ یعنی آپ پر جو وحی نازل کی گئی ہے آپ اس کی پیروی کریں اور مسئلہ توحید کی واشگاف تبلیغ فرمائیں اور مشرکین کی طرف سے آنے والی تمام تکلیفوں اور مصیبتوں پر صبر واستقلال کا دامن تھامے رہیں اور آپ کے عزم وثبات میں تزلزل اور پائے استقلال میں جنبش نہ آنے پائے۔ آخر کار فیصلہ آپ ہی کے حق میں ہوگا مشرکین ذلیل وخوار اور مغضوب ومقہور ہوں گے۔ اور آپ اور آپ کی جماعت اپنے موقف میں کامیاب اور دنیا وآخرت میں کامران وسرخرو ہوں گے۔

مختصر خلاصہ

دعوائے سورت:۔ نفی شفاعت قہری۔ یہ دعویٰ سورت میں تین جگہ مذکور ہے۔ پہلے اجمالاً (مَا مِنْ شَفِیْعٍ اِلَّا مِنْ بَعْدِ اِذْنِہٖ) پھر دلیل کے ضمن میں (وَیَقُوْلُوْنَ ھٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰہِ) اور تیسری بار تفصیلاً (قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْ دِیْنِیْ الاٰیۃ) اس دعوے کے ثبوت میں گیارہ دلائل پیش کئے گئے ہیں۔ دس دلائل عقلیہ اور ایک دلیل وحی۔ دس دلائل عقلیہ میں سے ساتویں دلیل نفی شرک فعلی اور آٹھویں نفی شرک فی العلم کے لئے ہے اور باقی نفی شرک فی التصرف کے لئے ہیں۔ ان میں پانچویں دلیل علی سبیل الاعتراف من الخصم ہے۔ تینوں جگہوں میں دلائل کا ثمرہ بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ سورت میں موقع بموقع خصوصی زجریں، شکوے، تخویفیں اور بشارتیں بھی مذکور ہیں۔

لہ الٓمٓ۔ یہ حروف مقطعات میں سے ہے اس کی صحیح مراد صرف اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔ سہ تلك الخ یہ تمہید مع ترغیب ہے اس سورت میں مسئلہ توحید پر زیادہ تر دلائل عقلیہ ذکر کئے گئے ہیں۔ اس لئے ابتداء سورت میں بطور تمہید تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ سے اس طرف اشارہ فرمایا۔ قرآن مجید کی جن سورتوں کی ابتداء میں کتاب کی صفت حکیم آئی ہے ان سورتوں میں زیادہ زور دلائل عقلیہ کے بیان پر دیا گیا ہے اور جن کی ابتداء کتاب کی صفت مبین وارد ہوئی ہے۔ ان سورتوں میں زیادہ تر دلائل نقلیہ مذکور ہیں۔ سورۂ لقمان کے شروع میں فرمایا۔ الٓمّٓ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ۔ سورۂ لقمان میں اگرچہ ایک دلیل نقلی بھی مذکور ہے مگر زیادہ زور دلائل عقلیہ پر دیا گیا ہے۔ اسی لئے کتاب کی صفت حکیم لائی گئی ہے۔ سورۂ زخرف کی ابتداء میں فرمایا حٰمٓ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ یعنی کتاب کی صفت مبین فرمائی کیونکہ اس سورت میں زیادہ تر نقلی دلائل مذکور ہیں سورۂ شعراء کے شروع میں بھی اَلْكِتَاب کی صفت مُبِيْن وارد ہوئی ہے کیونکہ اس میں دلائل نقلیہ ہی مذکور ہیں صرف رکوع ۱ میں دلیل عقلی کی طرف اشارہ ہے۔ اس میں ترغیب کا پہلو یہ ہے کہ یہ آیتیں ایسی کتاب کی ہیں جو ہر چیز کی حقیقت ٹھیک ٹھیک بیان کرتی ہے اور جس کی تمام باتیں حکمت پر مبنی ہیں اس لئے انہیں توجہ سے سنو اور ان پر عمل کرو۔ سمہ اَكَانَ لِلنَّاسِ الخ یہ زجر ہے اور ہمزہ استفہام انکاری کے لئے ہے۔ حضرت ابن عباس رضؓ کا قول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو رسالت و نبوت سے سرفراز فرمایا تو مشرکین عرب نے اس پر تعجب کیا کہ اللہ تعالیٰ تو بڑی بلند و بالا شان کا مالک ہے اس لئے اس کا رسول بشر کیونکر ہو سکتا ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ قالوا اللّٰہ اعظم من ان یکون رسولہ بشرًا فانزل اللّٰہ تعالیٰ (اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا) استفہام انکار للتعجب (خازن و معالم ج ۳ ص ۱۷۱ و مظہری ج ۵ ص ۴) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کے اس تعجب پر انکار فرمایا کیونکہ تمام انبیاء سابقین بھی بشر ہی تھے اس لئے آخری رسول کا بشر ہونا بھی کوئی انوکھی اور تعجب کی بات نہیں۔ و کل واحد من ھٰذہ الامور لیس بعجب لان الرسل المبعوثین الی الامم لم یکونوا الا بشرًا امثلھم (مدارك ج ۲ ص ۱۱۱) ۵ه اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ یہ تخویف اخروی ہے اور وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا الخ بشارت اخروی ہے۔ اَنَّ لَهُمْ ای بان لھم۔ حرفِ جار مقدر ہے قَدَمَ صِدْقٍ وہ اعمال صالحہ جو وہ پہلے بھیج چکے ہیں، یا اس سے مراد بہت اونچا مقام اور بلند رتبہ ہے جس پر وہ فائز ہوں گے۔ قال مجاھد الاعمال الصالحۃ التی قدموھا (ابن کثیر ج ۲ ص ۴۰۶ و خازن ج ۳ ص ۱۷۱) وقال عطاء ای مقام صدق لا زوال لہ ولا بؤس فیہ یعنی منزلۃ رفیعۃ یسبقون الیھا ویقیمون فیھا (مظہری ج ۵ ص ۴) سلہ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ یہ شکوی ہے۔ ھٰذَا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ ہے مشرکین مکہ نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی خارقِ عادت امور دیکھے اور آپ کی زبانِ مبارک سے کلام مجید سُنا تو آپ کو جادوگر کہنا شروع کر دیا حالانکہ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز جادوگر نہیں ہیں مگر اس کے باوجود وہ آپ پر یہ جھوٹا الزام لگاتے تھے۔ یہ ان کے عجز کی واضح دلیل ہے۔ جب ایک شخص اپنے مدِمقابل کی باتوں کا کوئی معقول جواب دینے سے عاجز ہو جاتا ہے تو اپنی خفت مٹانے اور رسوائی چھپانے کے لئے اوچھے ہتھیاروں پر اتر آتا ہے۔ یہی حال مشرکین مکہ کا تھا کہ وہ قرآن کا مثل پیش کرنے سے عاجز ہو گئے مگر حضور علیہ السلام کو (عیاذاً باللہ) جادوگر کہنے لگے۔ وھو دلیل عجزھم واعترافھم بہ وان کانوا کاذبین فی تسمیتہ سحرًا (مدارك ج ۲ ص ۱۱۱) یعنی یہ کلام تو جادو ہے اس لئے ہم اس کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہیں۔

سُوْرَةُ يُوْنُسَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّتِسْعُ اٰيٰتٍ وَّاَحَدَ عَشَرَ رُكُوْعًا

لہ سورہ یونس مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ایک سو نو آیتیں ہیں اور گیارہ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓرٰ قف تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ① اَكَانَ لِلنَّاسِ

لہ سہ یہ آیتیں ہیں پکی کتاب کی کیا لوگوں کو سمہ

عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ

تعجب ہوا کہ وحی بھیجی ہم نے ایک مرد پر ان میں سے یہ کہ ڈر سنا دے ھ لوگوں کو

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ

اور خوشخبری سنا دے ایمان لانے والوں کو کہ ان کے لئے پایہ سچا ہے اپنے

رَبِّهِمْ ؕ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ②

رب کے یہاں کہنے لگے منکر سلہ بیشک یہ تو جادوگر ہے صریح

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

تحقیق تمہارا رب اللہ ہے ے جس نے بنائے آسمان اور زمین

فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ

چھ دن میں ۵ پھر قائم ہوا ۹ عرش پر۔ تدبیر کرتا

الْاَمْرَ ؕ مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ؕ ذٰلِكُمُ

ہے کام۔ کوئی سفارش نہیں کر سکتا نلہ مگر اس کی اجازت کے بعد وہ

اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ③ اِلَيْهِ

اللہ ہے رب تمہارا للہ سو اس کی بندگی کرو کیا تم دھیان نہیں کرتے ف اسی کی طرف

مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ

لوٹ کر جانا ہے تم سب کو سلہ وعدہ ہے اللہ کا سچا وہی پیدا کرتا ہے اول بار

المنزل ۳

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

لہ تمہید مع ترغیب الی القرآن ۱۲ سہ زجر استفہام انکاری ہے ۱۲ ۵ه تخویف اخروی ۱۲ ۵ه بشارت اخروی ۱۲ سلہ شکوی ۱۲ ے توحید پر پہلی عقلی دلیل ۱۲ ۵ دعوی سوم یعنی نفی شفاعت قہری بھی بالاجمال ذکر ہے ۱۲ نلہ ثمرہ دلیل مذکور ہے ۱۲ للہ ما بعد کے لئے تمہید ہے ۱۲

موضح قرآن ف جتنی دیر لگے چھ دن کو اتنی میں بنائے آسمان و زمین اور اس ملک کا دربار ٹھہرا یا عرش پر سب کام کی تدبیر وہاں سے ہو۔ ۱۲

ثُمَّ يُعِيدُهٗ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
پھر دوبارہ کرے گا اس کو تاکہ بدلہ دے ان کو جو ایمان لائے تھے اور کئے تھے
الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ
کام نیک انصاف کے ساتھ اور جو کافر ہوئے ان کو
شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا
پینا ہے کھولتا پانی اور عذاب دردناک اس لئے کہ
يَكْفُرُوْنَ ④ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّ
کفر کرتے تھے وہی ہے جس نے بنایا ۱۳ سورج کو چمکتا اور
الْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ
چاند کو چاندنا اور مقرر کیں اس کے لئے منزلیں تاکہ پہچانو گنتی برسوں کی
وَالْحِسَابَ ۭ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ
اور حساب یوں ہی نہیں بنایا اللہ نے یہ سب کچھ مگر تدبیر سے ۱۴ ظاہر کرتا ہے
الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ⑤ اِنَّ فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ
نشانیاں ان لوگوں کے لئے جن کو سمجھ ہے البتہ بدلنے میں ۱۵ رات
وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
اور دن اور جو کچھ پیدا کیا ہے اللہ نے آسمانوں اور زمین میں
لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ ⑥ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ
نشانیاں ہیں ان لوگوں کو جو ڈرتے ہیں البتہ جو لوگ ۱۶ امید نہیں رکھتے
لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَ
ہمارے ملنے کی اور خوش ہوئے دنیا کی زندگی پر اور اسی پر مطمئن ہو گئے اور
الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ⑦ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ
جو لوگ ہماری نشانیوں سے بے خبر ہیں ایسوں کا ٹھکانا ہے

۷ اِنَّ رَبَّكُمُ الخ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بشر رسول ہونے پر وہ اس قدر حیران اور متعجب ہیں آخر وہ کہتا کیا ہے اور اللہ کے پاس سے پیغام کیا لایا ہے اس کی بات تو غور سے سنو وہ جو کچھ کہتا ہے عقل و فطرت کے عین مطابق اور حکمت و دانائی پر مبنی ہے۔ یہ توحید (نفی شرک فی التصرف) پر پہلی دلیل عقلی ہے یعنی تمہارا کارساز تو وہ اللہ تعالیٰ ہے جس نے چھ دن میں زمین و آسمان کو پیدا کیا اور پھر سارے عالم کا نظام کار اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ زمین و آسمان کی حکومت تنہا اسی کے قبضہ میں ہے اور وہی سارے عالم میں متصرف و مختار ہے۔ اس نے نظامِ عالم کا کوئی شعبہ کسی کے اختیار و تصرف میں نہیں دے رکھا۔ ۸ فی ستۃ ایامٍ زمین و آسمان کو چھ دن میں پیدا کرنے کی تفصیل سورۂ حم سجدہ ع ۲ میں مذکور ہے۔ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ دو دن میں زمین پیدا کی وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَآ اَقْوَاتَهَا فِيْٓ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ اور دو دن میں پہاڑ پیدا کئے اور زمین میں مختلف خاصیتیں اور قوتیں ودیعت فرمائیں۔ اس طرح زمین کی پیدائش ہر لحاظ سے چار دن میں پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ فَقَضٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ ساتوں آسمانوں اور پورے نظامِ شمسی کی تخلیق دو دن میں مکمل ہوئی اس طرح زمین و آسمان کو چھ دن میں پیدا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سارے عالم کو آنِ واحد میں بھی پیدا کر سکتا تھا مگر اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ بالتدریج پیدا کیا تاکہ ہر ہر چیز کی تخلیق میں اس کی قدرت کاملہ اور صنعت بے مثال کا اظہار ہو۔ ۹ ثُمَّ اسْتَوٰی الخ حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ استواء علی العرش حکومت و سلطنت سے کنایہ ہے یعنی زمین و آسمان کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور اس کی حکومت و سلطنت اور سارا نظامِ عالم اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اس نے نظامِ عالم کا کوئی اختیار کسی کے حوالے نہیں کیا۔ تفصیل سورۂ اعراف کی تفسیر میں گذر چکی ہے۔ ملاحظہ ہو حاشیہ (۶۳) ص ۳۶۶ ۱۰ مَا مِنْ شَفِيْعٍ الخ یہ دعوائے سورت یعنی نفی شفاعت قہری کی بالاجمال صراحت ہے۔ جب زمین و آسمان کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہے اور سب کچھ اسی کے اختیار و تصرف میں ہے تو پھر کون ہے جو اس کے سامنے دم مار سکے اور اس سے اپنی بات منوا سکے۔ یہاں دنیا اور آخرت میں شفاعت قہری کی نفی ہے اور آخرت میں شفاعت بالاذن کا اثبات ہے۔ مشرکین کا خیال تھا کہ وہ جن بزرگانِ خدا کو پکارتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے ان کے تمام کام کرا دیں گے تو اللہ تعالیٰ نے یہاں اس شفاعت کی نفی فرما دی البتہ آخرت میں اللہ کے اذن سے شفاعت ہو گی اور وہ صرف ان گناہ گاروں کے لئے ہو گی جو دنیا سے ایمان لیکر رخصت ہوئے۔ مشرکوں کے حق میں کوئی شفاعت نہیں ہو گی۔ مسئلہ شفاعت کی مزید تحقیق سورۂ بقرہ کی تفسیر میں گذر چکی ہے حاشیہ (۵۰۱) ص ۱۲۵ ۱۱ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ الخ یہ دلیل مذکور کا ثمرہ اور نتیجہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ جو مذکورہ بالا صفات سے متصف ہے وہی تمہارا کارساز ہے اس لئے صرف اسی کی عبادت کرو اور صرف اسی کو پکارو۔ اس کی پکار اور عبادت میں کسی کو شریک نہ کرو۔ ذلکم العظیم الموصوف بما وصف به . . . (فاعبدوه) وحدوه ولا تشرکوا به بعض خلقه من انسان او ملك فضلاً عن جماد لا يضر ولا ينفع (مدارک ج ۲ ص ۱۱۷) ۱۲ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ الخ یہ مابعد کے لئے تمہید ہے۔ مشرکین اگر مسئلہ توحید مان لیں تو ان کا فائدہ ہے کیونکہ ماننے والے اور نہ ماننے والے سب آخرت میں اللہ تعالیٰ کی عدالت میں حاضر ہوں گے۔ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ لام برائے عاقبت ماننے والوں کے لئے بشارت اخروی ہے۔ بِالْقِسْطِ یعنی انصاف کے ساتھ۔ حرفِ جار لِيَجْزِيَ سے متعلق ہے۔ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا الخ نہ ماننے والوں کے لئے تخویف اخروی ہے۔ ۱۳ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الخ یہ نفی شرک فی التصرف پر دوسری عقلی دلیل ہے، خبر معرفہ ہونے کی وجہ سے مفید حصر ہے یعنی صلہ میں جن کاموں کا ذکر کیا گیا ہے ان سب کا فاعل صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اور کوئی نہیں۔ نظامِ شمسی نظامِ عالم کا سب سے اہم حصہ ہے۔ اس لئے یہاں خصوصیت

توحید پر دوسری عقلی دلیل ۱۲

دلیل ثانی کا تتمہ ۱۲

تخویف اخروی ۱۲

النَّارُ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ⑧ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَ
آگ بدلہ اس کا جو کماتے تھے البتہ جو لوگ ایمان لائے اور
عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيهِمْ رَبُّهُمْ بِإِيمَانِهِمْ ج تَجْرِي
کام کئے اچھے ۱۷ہدایت کرے گا ان کو رب ان کا ان کے ایمان سے بہتی ہیں
مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهٰرُ فِي جَنّٰتِ النَّعِيمِ ⑨ دَعْوٰىهُمْ
ان کے نیچے نہریں باغوں میں آرام کے ان کی دعا
فِيهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلٰمٌ ج وَ
اس جگہ یہ کہ ۱۸پاک ذات ہے تیری یا اللہ اور ملاقات ان کی سلام اور
آخِرُ دَعْوٰىهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ ⑩ وَ
خاتمہ ان کی دعا، کا اس پر کہ سب خوبی اللہ کو جو پروردگار سارے جہان کا ۱۹ اور
لَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ
اگر جلدی پہنچا دے اللہ لوگوں کو ۲۰ برائی جیسے کہ جلدی مانگتے ہیں وہ بھلائی ۲۱
لَقُضِيَ إِلَيْهِمْ أَجَلُهُمْ ط فَنَذَرُ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ
تو ختم کردی جائے ان کی عمر سو ہم چھوڑے رکھتے ہیں ان کو جن کو امید نہیں
لِقَاءَنَا فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ⑪ وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ
ہماری ملاقات کی ان کی شرارت میں سرگرداں ۲۲ اور جب ۲۳ پہنچے انسان کو
الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْبِهِ أَوْ قَاعِدًا أَوْ قَائِمًا ج فَلَمَّا كَشَفْنَا
تکلیف پکارے ہم کو پڑا ہوا یا بیٹھا یا کھڑا پھر جب ہم کھول دیں ۲۴
عَنْهُ ضُرَّهُ مَرَّ كَأَنْ لَمْ يَدْعُنَا إِلٰى ضُرٍّ مَسَّهُ ط كَذٰلِكَ
اس سے وہ تکلیف چلا جائے گویا کبھی نہ پکارا تھا ہم کو کسی تکلیف پہنچنے پر اسی طرح ۲۵
زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ⑫ وَلَقَدْ
پسند آیا ہے بے باک لوگوں کو جو کچھ کر رہے ہیں اور البتہ ۲۶

ع ۱ / ۶

سے اس کا ذکر کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے سورج اور چاند کو پیدا کیا اور ان کو روشنی عطا فرمائی اور چاند کے دورے کے لئے منزلیں مقرر کیں تاکہ اس کے دورے سے مہینوں اور سالوں کی تعداد معلوم ہو سکے۔ ماہِ رمضان، ذی الحجہ اور دیگر مہینوں اور دِنوں کی تعیین ہو سکے جن سے اسلامی احکام متعلق ہیں نیز دنیوی کاروبار اور معاملات کے اوقات کا اندازہ ہو سکے۔ سورج کو ضیاء اور چاند کو نور فرمایا کیونکہ لفظ نور عام ہے اور ضیاء خاص ہے یعنی نور کا سب سے قوی فرد بالفاظ دیگر روشنی کی کامل اور تام کیفیت کا نام ضوء ہے بعض نے کہا ہے ذاتی روشنی کو ضوء اور مستعار روشنی کو نور کہا گیا۔ والنور اعم من الضوء فانہ اقوی افراد النور وقیل ما بالذات ضوء وما بالعرض نور (مظہری ج ۵ ص ۹) فالنور اسم لاصل ھٰذہ الکیفیۃ والضوء اسم لھٰذہ الکیفیۃ اذا کانت کاملۃ تامۃ قویۃ فلھٰذا اخص الشمس بالضیاء لانھا اقوی واکمل من النور وخص القمر بالنور لانہ اضعف من الضیاء الخ (خازن ج ۳ ص ۱۷۱) **۱۴ لفظ الحق مختلف معنوں کیلئے** آتا ہے (۱) بمعنی سچائی اور صداقت، باطل کے مقابلہ میں جیسا کہ فرمایا بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ (انبیاء ع ۲) (۲) کبھی لہو اور عبث کے مقابلے میں آتا ہے وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِينَ ۝ مَا خَلَقْنٰهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ الآیۃ (دخان ع ۲) یہاں دونوں معنوں کا احتمال ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان، شمس و قمر اور سارا نظام کائنات سب سے بڑی سچائی (توحید) کے ساتھ پیدا کیا ہے اور یہ ساری کائنات اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر شاہد عدل ہے۔ اگر با بمعنی لام ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ یہ سب کچھ حق و صداقت کے اظہار اور بیان کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ ای لبیان الحق و الباطل (ابن عباس ص ۱۳۱) دوسرے احتمال پر مطلب یہ ہوگا کہ یہ ساری کائنات محض عبث اور بے فائدہ پیدا نہیں کی گئی بلکہ اس کے پیدا کرنے میں بہت حکمتیں اور فائدے ہیں سب سے اہم و اعظم فائدہ اور حکمت یہ ہے کہ بندگانِ خدا اس کارخانۂ عالم کی ہر چیز میں غور و فکر کریں اور اس سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، اس کی قدرت کاملہ اور حکمتِ تامہ پر استدلال کریں۔ یعنی للحق واظھار قدرتہ ودلائل وحدانیتہ ولم یخلق ذلک باطلاً ولا عبثاً (خازن ج ۳ ص ۱۷۱) **۱۵** یہ دلیل ثانی کا تتمہ ہے یعنی رات دن کی آمد و رفت اور زمین و آسمان کی ساری مخلوقات میں اللہ تعالیٰ کی توحید پر بہت بڑی دلیل ہے مگر ان لوگوں کے لئے جو بنظر انصاف ان میں سوچ بچار کریں، ان کے دلوں میں انابت و اطاعت کا جذبہ ہو اور ضد و عناد سے دور ہوں (لَاٰيٰتٍ) **لعلامات لوحدانیۃ** الرب (لِقَوْمٍ يَتَّقُونَ) یطیعون (ابن عباس ص ۱۳۱)

۱۶ تخویف اخروی برائے منکرین قیامت و مسئلہ توحید۔ مسئلہ توحید اور قیامت کو دلائل واضحہ سے ثابت کرنے کے بعد نہ ماننے والوں کو عذابِ آخرت کی تخویف فرمائی۔ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا الخ بشارتِ اخروی برائے مؤمنین۔ **۱۷** اس پر بظاہر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ جب وہ ایمان بھی لے آئے اور نیک کام بھی کرنے لگے تو ہدایت یافتہ تو وہ ہوئے پھر يَهْدِيهِمْ کا

ملا بشارت اخروی ۱۲

ملا یعنی من صفات ربوبیت ۱۲ ملا زجر ہے ۱۲

ملا یعنی شکوہ ہے ۱۲

ملا یعنی المشرکین ۱۲ ملا تخویف دنیوی ۱۲

موضح قرآن ف ۱ اول عجائب نعمتیں دیکھ کر کہیں گے پاک ذات یعنی سبحان اللہ پھر اس کی لذت پاکر کہیں گے الحمد للہ اور جنت میں طور ملاقات یہی ہے السلام علیک جو دنیا میں مسلمان کرتے ہیں ۱۲ **ف ۲** یعنی آدمی چاہتا ہے کہ نیکی کا بدلہ شتاب ملے یا نیک دعا، شتاب بر آوے۔ سو اگر حق تعالیٰ شتاب کرے تو اپنی بدی کے وبال سے فرصت نہ پاویں مگر دونوں میں تحمل ہے، تا نیک لوگ تربیت پاویں اور بدلوگ غفلت میں پڑے رہیں۔

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی و نعمت مبید ۱۲

اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا ۙ وَجَآءَتْهُمْ

ہم ہلاک کر چکے ہیں جماعتوں کو تم سے پہلے جب ظالم ہو گئے حالانکہ آئے تھے انکے پاس

رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي

رسول ان کے کھلی نشانیاں اور ہرگز نہ تھے ایمان لانے والے یوں ہی سزا دیتے ہیں ہم

الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ (۱۳) ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ

قوم گنہگاروں کو پھر تم کو ہم نے نائب کیا زمین میں

مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ (۱۴) وَاِذَا تُتْلٰى

ان کے بعد تاکہ دیکھیں تم کیا کرتے ہو اور جب پڑھی جاتی ہیں

عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا

ان کے سامنے آیتیں ہماری واضح کہتے ہیں وہ لوگ جن کو امید نہیں ہم سے ملاقات کی

ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ؕ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ

لے آ کوئی قرآن اس کے سوا یا اس کو بدل ڈالو تو کہہ دے میرا کام نہیں کہ

اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى

اس کو بدل ڈالوں اپنی طرف سے میں تابعداری کرتا ہوں اسی کی جو حکم آئے

اِلَيَّ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ (۱۵)

میری طرف میں ڈرتا ہوں اگر نافرمانی کروں اپنے رب کی بڑے دن کے عذاب سے

قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۖ

کہہ دے اگر اللہ چاہتا تو میں نہ پڑھتا اس کو تمہارے سامنے اور نہ وہ تم کو خبر کرتا اس کی

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (۱۶)

کیوں کہ میں رہ چکا ہوں تم میں ایک عمر اس سے پہلے کیا پھر تم نہیں سوچتے

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ

پھر اس سے بڑا ظالم کون جو باندھے اللہ پر بہتان یا جھٹلائے اس کی آیتوں کو

۱ شکوی ہے ۱۲

۲ جواب شکوی ہے ۱۲

۳ یہ ماقبل کی دلیل ہے ۱۲ ۴ زجر ہے فاء تفریعیہ ہے ۱۲

کیا مطلب؟ اس لئے یَهْدِيْهِمْ سے ایمان و عمل صالح پر ثابت قدم رکھنا اور استقامت عطا کرنا مراد ہے یعنی اللہ تعالیٰ ان کے مخلصانہ ایمان کی بدولت ان کو صراط مستقیم اور ایمان پر ثابت قدم رکھیگا ای یسددهم بسبب ایمانهم للاستقامة علی سلوک الطریق السدید المؤدی الی الثواب (مدارک ج ۲ ص۱۱۱) یا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان کی بدولت آخرت میں ان کو جنت کی راہ دکھائے گا اور وہ سیدھے جنت میں داخل ہوں گے۔ قال مجاهد یهدیهم علی الصراط الی الجنة یجعل لهم نورًا یمشون به (خازن ج ۳ ص۱۷۶ و مظهری ج ۵ ص۱۵) **۱۸** دعوٰی کے معنی قول اور کلام کے ہیں یعنی جنت میں اہل جنت کا کلام اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس ہی ہوگا ای قولهم وکلامهم (خازن ج ۳ ص۱۷۶) یا دعوٰی بمعنی دعاء ہے سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ یعنی اے اللہ تو پاک ہے اس سے کہ تیرے سامنے کوئی شفیع غالب ہو وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ جنت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور فرشتوں کی طرف سے سلام کا تحفہ ملیگا مسئلۂ توحید ماننے کی وجہ سے آج آخرت کے عذاب سے امن و سلامتی کی تمہیں خوشخبری دی جاتی ہے یا مطلب یہ ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کو امن و سلامتی کا تحیہ پیش کریں گے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ یعنی صفات کارسازی اور صفاتِ الوہیت اللہ تعالیٰ ہی سے مختص ہیں اور عبادت اور پکار کے لائق وہی ہے۔ اہل جنت جب جنت میں داخل ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی عظمتِ شان ملاحظہ کریں گے اور جنت کی گوناگون نعمتیں دیکھیں گے تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس اور تعظیم و تمجید بجا لائیں گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی طرف سے سلام کا تحفہ ملیگا۔ اس پر وہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کریں گے۔ (مظہری ملخصًا) اول کلامهم التسبیح واٰخره التمجید فیبتدؤن بتعظیم الله وتنزیهه ویختمون بالشکر والثناء علیه الخ (مدارک ج ۲ ص۱۱۱) **۱۹** یہ زجر ہے اِسْتِعْجَالَهُمْ منصوب بنزعِ خافض ہے اس سے پہلے کاف تشبیہ مقدر ہے ای کاستعجالهم بعض دفعہ مشرکین اللہ تعالیٰ سے عذاب کی دعائیں کرنے لگتے کہ اے اللہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کا دین سچے ہیں تو ہمیں آسمان سے پتھر برسا کر یا کسی دوسرے عذاب سے ہلاک کر دے اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ (انفال ع۴) تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس طرح لوگ خیر اور بھلائی مانگنے میں عجلت کرتے ہیں اور انہیں بھلائی دی جاتی ہے اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ ان کے شر اور عذاب کے مطالبے کو بھی پورا کر دیتا تو کبھی کا فیصلہ ہو چکا ہوتا اور وہ ناگہانی عذاب سے تباہ و برباد کئے جا چکے ہوتے مگر اللہ تعالیٰ بطور استدراج ان کو مہلت دیتا ہے تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ اللہ کی نافرمانی اور اس کے احکام سے سرکشی کر لیں اور آخر ان کو شدید ترین عذاب میں مبتلا کیا جائیگا۔ یَعْمَهُوْنَ ای یلعبون او یتحیرون۔ یہ ان لوگوں کا حال ہے جن کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے اور ان کے راہِ راست پر آنے کا کوئی امکان نہیں۔ **۲۰** یہ شکوی ہے۔ انسان کیا احسان فراموش ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت کے واضح نشان دیکھ کر اور اس کی بے حساب نعمتیں ملاحظہ کر کے پھر بھی عقل و فکر سے کام نہیں لیتا اور اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے۔ حالانکہ جب کبھی اس پر کوئی بہت بڑی مصیبت آجاتی ہے تو اپنے تمام خودساختہ معبودوں کو بھول کر ہر حالت میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتا ہے۔ مشرکین عرب اپنی معمولی حاجات و مشکلات کے لئے تو اپنے معبودانِ باطلہ کو

موضح قرآن ف۱ اس قرآن کا پند و نصیحت تو پسند کرتے اور بتوں کا باطل ہونا نہ مانتے تو کہتے اتنا بدل ڈال تو یہ کلام ہم سب قبول کر لیں۔ ۱۲ ف۲ یعنی اپنی طرف سے میں بناتا تو چالیس برس کی عمر میں بناتا یا اس قسم کا خیال رکھتا۔ ۱۲

پکارتے تھے مگر جب کسی شدید ترین مصیبت میں مبتلا ہو جاتے تو سب کو چھوڑ چھاڑ کر صرف رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم جل جلالہ کو پکارتے اور اس کی دہائی دیتے حضرت شیخ رح فرماتے ہیں وہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتے رہتے تھے کہ اگر مسئلہ توحید نہیں مانو گے تو اللہ تمہیں المناک عذاب سے ہلاک کر دے گا اس لئے جب وہ دریاؤں اور سمندروں میں کشتیوں میں سفر کرتے اور تند و تیز ہواؤں سے خوف ناک موجیں کشتیوں کو ڈانواں ڈول کر دیتیں تو فوراً پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بات یاد آجاتی اور وہ سمجھنے لگتے کہ شاید جس عذاب سے پیغمبر ؑ ڈراتا تھا، وہ اب آپہنچا ہے اس لئے خالصۃً اللہ تعالیٰ کو پکارنے لگتے۔ جیسا کہ سورۂ یونس ہی میں ہے جَآءَتْهَا رِيحٌ عَاصِفٌ وَّجَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوٓا أَنَّهُمْ أُحِيطَ بِهِمْ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ الخ (ع ۳) اور سورۂ انعام رکوع ۴ میں ارشاد ہے قُلْ أَرَأَيْتَكُمْ إِنْ أَتٰكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ أَوْ أَتَتْكُمُ السَّاعَةُ أَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُونَ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِينَ ۝ بَلْ إِيَّاهُ تَدْعُونَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُونَ إِلَيْهِ إِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُونَ۔ اور سورہ انعام ہی میں ہے قُلْ مَنْ يُّنَجِّيكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُونَهُ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ لَئِنْ أَنْجٰنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشّٰكِرِينَ (ع ۸) مشرکین کا عقیدہ تھا کہ سارے عالم کا نظام تدبیر امور عظام اور حوادث شدیدہ اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ رح فرماتے ہیں و عقیدہ اثبات خدائی تعالیٰ و آنکہ خدا خالق آسمان و زمین است و مدبر حوادث عظام و قادر بر ارسال رسل و مجازاۃ عباد بر اعمال ایشاں و مقدر حوادث عظام است و قادر قبل از وقوع آن . . . . در میان ایشاں (مشرکین) ثابت بود (الفوز الکبیر باب اول فصل اول)

۲۱ لیکن جب ہم نے اس سے مصیبت دور کر دی تو وہ پھر سے اپنی پہلی راہِ شرک پر گامزن ہو گیا اور اپنی تکلیف و مصیبت کو اس طرح بھول گیا کہ گویا اسے کوئی تکلیف آئی ہی نہ تھی جس کے دفع کے لئے اس نے خدا کو پکارا تھا۔ ای مضی واستمر علی ما کان علیہ قبل ونسی حالۃ الجھد والبلاء (روح ج ۱۱ ص ۹۰) والمعنی انہ استمر علی حالتہ الاولیٰ قبل ان یمسہ الضر ونسی ما کان فیہ من الجھد والبلاء والضیق والفقر (خازن ج ۳ ص ۱۴۵)

۲۲ المسرفین یعنی مشرکین وہ جو مشرکانہ اعمال و افعال بجا لاتے ہیں شیطان ان کے دلوں میں ان کی اچھائی کا تصور بٹھا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت اور پکار سے اعراض کرنے مصیبت دور ہو جانے کے بعد پھر سے اپنے معبودانِ باطلہ کی پکار کو وہ بہت اچھا کام خیال کرتے ہیں۔ (مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ) من الاعراض عن الذکر والدعاء والانھماک فی الشھوات (روح)

۲۳ تخویف دنیوی تخوف بذلک کفار مکہ (خازن) جو لوگ ایمان نہیں لاتے۔ توحید کا انکار کرتے اور رسالت و قیامت کی تکذیب کرتے ہیں وہ دنیا کی زندگی اور یہاں کی عیش و طرب پر مطمئن نہ ہوں اور یہ خیال نہ کریں کہ ان کا کچھ بگڑ نہیں سکتا۔ ان سے پہلے قوم نوح اور عاد و ثمود وغیرہ کا حشر ان کو اچھی طرح معلوم ہے ان کے پاس اللہ کے پیغمبر توحید کا پیغام لیکر آئے اور واضح اور روشن دلائل سے مسئلہ توحید کو بیان کیا مگر انہوں نے اس کا انکار کیا اور ماننے پر تیار نہ ہوئے تو ہم نے ان کو شدید ترین عذابوں سے نیست و نابود کر دیا۔ لَمَّا ظَلَمُوْا یعنی جب انہوں نے اللہ کی توحید کا انکار کر کے اور اس کے پیغمبروں کو جھٹلا کر شرک کرنا شروع کر دیا۔ لَمَّا ظَلَمُوْا یعنی لما اشرکوا (خازن و مدارک ج ۳ ص ۱۱۹) ای کفروا واشرکوا (قرطبی ج ۸ ص ۳۱۷) كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ مجرموں سے ایسا سلوک کرنا ہماری سنت جاریہ ہے لہٰذا اگر مشرکین مکہ نے بھی عاد و ثمود کی طرح تکذیب کی اور شرک و کفر پر اڑے رہے تو ان کا بھی وہی حشر ہو گا یعنی کما اھلکنا الامم الخالیۃ لما کذبوا رسلھم کذلک نھلککم ایھا المشرکون بتکذیبکم محمدا صلے اللہ علیہ وسلم (خازن ج ۳ ص ۱۴۶)

۲۴ اقوام گذشتہ کے بعد اب تمہاری باری ہے اللہ تعالیٰ نے تمہارے پاس اپنا آخری پیغمبر پیغام توحید دے کر بھیجا ہے تاکہ تمہاری بھی آزمائش ہو جائے کہ تم کیسے کام کرتے ہو۔ تمہارے ساتھ بھی حسب سابق معاملہ ہو گا۔ ماننے والے جزائے خیر کے مستحق ہوں گے اور منکرین عذاب شدید کے سزاوار۔

۲۵ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ۔ یہ شکویٰ ہے یعنی جب مشرکین کو ہمارا پیغمبر ہماری آیات بینات پڑھ کر سناتا ہے جن میں دلائل توحید اور ردّ شرک کا بیان ہوتا ہے اور جن میں ان کے معبودانِ باطلہ کی بےبسی اور بیچارگی کا ذکر ہوتا ہے تو وہ بول اٹھتے ہیں یہ قرآن تو ہم ماننے سے رہے البتہ اگر اس قرآن کی جگہ کوئی دوسرا قرآن لے آؤ یا اسی میں ترمیم کر دو الغرض قرآن میں ہمارے معبودوں کی توہین و تحقیر کا مضمون نہ ہو اور نہ اس میں حشر و نشر کا ذکر ہو تو ہم اسے بسر و چشم قبول کرنے کو تیار ہیں (وَإِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا) الدالۃ علے حقیۃ التوحید وبطلان الشرک . . . . ای ائت بکتاب اٰخر نقرءہ لیس فیہ ما نستبعدہ من البعث والحساب والجزاء وما نکرھہ من ذم اٰلھتنا ومعایبھا والوعید علی عبادتھا (ابو السعود ج ۴ ص ۸۰) أَوْ بَدِّلْهُ بان تجعل مکان اٰیۃ عذاب اٰیۃ رحمۃ وتسقط ذکر الاٰلھۃ وذم عبادتھا (مدارک ج ۲ ص ۱۲)

۲۶ ضمیر کی جگہ موصول کو رکھ کر ان کے قول کی علت بیان کرنا مقصود ہے۔ نیز اس طرف اشارہ ہے کہ انہوں نے اتنی بڑی بات اس لئے کہی کہ ان کے دلوں میں قیامت کے عذاب کا کوئی کھٹکا نہیں۔ وضع الموصول موضع الضمیر اشعارًا بعالیۃ ما فی حیز الصلۃ للعظیمۃ المحکیۃ عنھم وانھم انما اجترءوا علیھا لعدم خوفھم من عقابہ تعالیٰ یوم اللقاء (ابو السعود ج ۴ ص ۷۹)

۲۷ یہ جواب شکویٰ ہے کوئی دوسرا قرآن لانے یا اسی قرآن میں ترمیم کرنے کا مجھ سے مطالبہ تو اس طرح کرتے ہیں کہ قرآن نازل کرنا میرے اختیار میں ہے یا میں اپنی مرضی سے قرآن لا سکتا ہوں حالانکہ مجھے ان باتوں کا اختیار نہیں میں تو صرف انہی احکام کی پیروی کرتا ہوں جو ذریعہ وحی میرے پاس اللہ کی طرف سے آتے ہیں اس معاملہ میں اللہ کے حکم کی مخالفت نہیں کر سکتا۔ اگر میں اس کے احکام کی خلاف ورزی کروں اور اس کی کتاب کے احکام میں رد و بدل کروں تو مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے عذاب میں مبتلا کر دے۔ انی اخشی من اللہ ان خالفت امرہ او غیرت احکام کتابہ او بدلتہ فعصیتہ بذلک ان یعذبنی بعذاب عظیم فی یوم تذھل کل مرضعۃ عما ارضعت (خازن ج ۳ ص ۱۴۹)

۲۸ یعنی سب کچھ اللہ کے اختیار و مرضی سے ہے میں اپنی مرضی سے کچھ نہیں کر سکتا۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو مجھے نہ بھیجتا اور میں تم کو قرآن کی آیتیں پڑھ کر نہ سناتا اور میری وساطت سے اللہ تعالیٰ تمہیں قرآن کی خبر نہ دیتا۔ والمعنی ان الامر کلہ منوط بمشیتہ تعالیٰ ولیس لی منہ شیء قط (ابو السعود ج ۴ ص ۸۰) یعنی لو شاء اللہ لم ینزل علی ھٰذا القراٰن ولم یأمرنی بقراءتہ علیکم (خازن)

۲۹ یہ ماقبل کی دلیل ہے۔ نزول قرآن سے پہلے میں تم میں ایک طویل عرصہ یعنی چالیس برس رہ چکا ہوں میری امانت و دیانت تم بخوبی جانتے ہو اور تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ میں نے کسی سے لکھنا پڑھنا بھی نہیں سیکھا تو معلوم ہوا کہ اب میں جو قرآن تمہارے سامنے پیش کر رہا ہوں یہ میرا خود ساختہ نہیں بلکہ اللہ کا کلام ہے اور اللہ کے حکم سے پیش کرتا ہوں ای من قبل القراٰن تعرفوننی بالصدق والامانۃ لا اقرأ ولا اکتب ثم جئتکم بالمعجزات (قرطبی ج ۸ ص ۳۲۲) أَفَلَا تَعْقِلُوْنَ تو کیا اب بھی تم نہیں سوچتے اور نہیں سمجھتے کہ یہ قرآن اور اس میں مذکور مسئلہ توحید میری اختراع نہیں بلکہ یہ سب کچھ من جانب اللہ ہے۔

۳۰ یہ زجر ہے۔ فا تفریعیہ ہے یعنی جب دلائل عقلیہ قاہرہ سے شرک کی نفی اور ممانعت

إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ⑰ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ
بیشک بھلا نہیں ہوتا گنہگاروں کا ف۱ اور پرستش کرتے ہیں اللہ کے سوا ۳۱ف

اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ
اس چیز کی جو نہ نقصان پہنچا سکے ان کو نہ نفع اور کہتے ہیں ۳۲ف یہ تو

شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ۭ قُلْ اَتُنَبِّـُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا
ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس تو کہہ کیا اللہ کو بتلاتے ہو ۳۳ف جو اس کو

يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى
معلوم نہیں آسمانوں میں اور نہ زمین میں وہ پاک ہے اور برتر ہے

عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ⑱ وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً
اس سے جس کو شریک کرتے ہیں ف۲ اور لوگ جو ہیں ۳۴ف سو ایک ہی امت

وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ
ہیں پیچھے جدا جدا ہو گئے اور اگر نہ ایک بات پہلے ہو چکتی تیرے رب کی

لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ⑲ وَيَقُوْلُوْنَ
تو فیصلہ ہو جاتا ان میں جس بات میں کہ اختلاف کر رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں ۳۵ف

لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ فَقُلْ اِنَّمَا
کیوں نہ اتری اس پر ایک نشانی اس کے رب سے سو کہہ دے کہ ۳۶ف

الْغَيْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا ۚ اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ
غیب کی بات اللہ ہی جانے سو منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ

الْمُنْتَظِرِيْنَ ⑳ وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْ
انتظار کرتا ہوں ف۳ اور جب چکھائیں ہم لوگوں کو مزا اپنی رحمت کا ۳۷ف

بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ اِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِيْٓ اٰيَاتِنَا ۭ
بعد ایک تکلیف کے جو ان کو پہنچی تھی اسی وقت بنانے لگیں حیلے ہماری قدرتوں میں ف۱

ثابت ہو گئی تو اس کے بعد بھی جو شخص شرک نہ چھوڑے اس سے بڑا ظالم کون ہو سکتا ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ پر افترا کرتا ہے یعنی ایک طرف تو شرک کرتا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہے کہ اللہ اس کے فعل سے خوش ہے اور اللہ نے اپنے برگزیدہ بندوں کو پکارنے کی اجازت دی ہے ایسا شخص یا وہ جو قرآن کے من جانب اللہ ہونے اور دلائل توحید کو جھٹلاتا ہے ان سے بڑھ کر دنیا میں کون ظالم ہو سکتا ہے۔ یعنی فزعم ان لہ شریکا وولدا . . . کذب بآیاتہ یعنی جحد بکون القرآن من عند اللہ وانکر دلائل التوحید (معالم وخازن ج ۳ ص ۱۸۰) استفہام انکاری ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان سے بڑا ظالم کوئی نہیں استفہام بمعنی الجحد ای لا احد اظلم ممن افتری الخ (قرطبی) **۳۱ف** یہ زجر ہے بطور شکوی اور توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے عقل سلیم کا تقاضا یہ ہے کہ عبادت اور پکار صرف ایسی ذات کے لئے جائز ہے جس کے اختیار و تصرف میں مخلوق کا نفع و نقصان ہو اور ایسی ذات سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں مشرکین جن کو نافع و ضار سمجھ کر پکارتے ہیں وہ بالکل عاجز و بے بس ہیں۔ نفع و ضرر ان کے اختیار میں نہیں۔ لہٰذا ان کی عبادت و پکار بھی جائز نہیں۔ یہاں دعوائے سورت بھی ضمناً مذکور ہے یعنی مشرکین اپنے معبودانِ باطلہ کو عند اللہ شفیعِ غالب سمجھتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ اختیار نہیں دیا۔ **۳۲ف** یہ مشرکین کی طرف سے اپنے فعل شرک کے ارتکاب کے لئے معذرت ہے۔ یعنی ہم اللہ کے جن نیک اور برگزیدہ بندوں کو پکارتے ہیں انہیں مستقل بالذات نافع و ضار یا متصرف و مختار نہیں سمجھتے بلکہ ان کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ چونکہ وہ اللہ کے محبوب اور پیارے ہیں اور اللہ سے ہمارے کام کرا دیتے ہیں اس لئے ہم ان کو پکارتے ہیں۔ ای تشفع لنا عند اللہ فی اصلاح معاشنا فی الدنیا (قرطبی ج ۸ ص ۳۲۲) یعنی دنیا میں خوشحالی اور معاشی فارغ البالی ہمیں انہی معبودوں کی سفارش کے صدقے حاصل ہوتی ہے۔ سفارش سے دنیوی سفارش مراد ہے کیونکہ مشرکین آخرت کے قائل ہی نہ تھے۔ بعض کے نزدیک آخرت میں شفاعت مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ اگر بفرضِ محال قیامت آگئی تو ہمارے معبود ہمیں اللہ کے عذاب سے چھڑا لیں گے جیسا کہ نضر بن حارث نے کہا تھا قیامت کے دن میرا معبود لات میری سفارش کرے گا۔ عن النضر بن الحارث اذا کان یوم القیامۃ یشفع لی اللات (ابو السعود ج ۴ ص ۸۰۶) مشرکین عرب اللہ کے جن برگزیدہ اور نیک بندوں کو پوجتے اور پکارتے تھے ان میں کچھ تو اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبر تھے اور کچھ اولیاء کرام۔ انہوں نے ان بزرگوں کے بت بنا کر عبادت خانوں میں نصب کر رکھے تھے اور بظاہر عبادت کا برتاؤ انہی بتوں سے کرتے تھے۔ انہی کے آگے سجدے کرتے۔ انہی کے سامنے نذریں نیازیں رکھتے۔

۳۱ زجر بطور شکوی اور توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے ۱۲

۳۲ عذر مشرکین برائے ارتکاب شرک ۱۲

۳۳ جواب عذر مشرکین ۱۲

۳۴ شکوی ہے ۱۲

۳۵ جواب شکوی سے پہلے یہ زجر ہے ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی اگر میں بناتا ہوں تو مجھ سا ظالم نہیں اور میں جو سچا ہوں تو جھٹلانے والوں پر یہی بات ہے ۱۲ ف۲ جو مشرک ہے سو یہی کہتا ہے کہ اللہ ایک ہے اور یہ شریک اس کی طرف سے ہم پر مختار ہیں سو فرمایا کہ اگر اس نے مختار کئے ہوتے تو آپ ان سے منع کیوں کرتا اور جو کہیں کہ ہمارے دین میں منع نہیں کیا تم کو منع کیا ہوگا تو اگلی آیت میں اس کا جواب ہے کہ دین اللہ کا ایک ہے جب لوگ نکل گئے ہیں پھر ان کو بتا دیا ہے اعتقاد میں کچھ فرق نہیں۔ اور جو کہیں کہ اگر تم سچے ہوتے تو ہم پر دنیا میں عذاب آتا اس کا جواب بھی آگے ہے کہ فیصلے کا دن آتا ہے ۱۲ ف۳ یعنی اگر کہیں کہ ہم کیونکر جانیں کہ تمہاری بات سچ ہے فرمایا کہ آگے دیکھو حق تعالیٰ اس دین کو روشن کرے گا۔ اور مخالف ذلیل ہوں گے سو ویسا ہی ہوا۔ سچ کی نشانی ایک بار کافی ہے اور ہر بار مخالف ذلیل ہوں تو فیصلہ ہو جاوے فیصلہ کا دن دنیا میں نہیں۔ ۱۲

فتح الرحمن ف۱ یعنی بکفرانِ نعمت ۱۲

اور انہی کے روبرو کھڑے ہو کر اور گڑ گڑا کر حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لئے دعائیں کرتے تھے مگر اس سے ان کا مقصد ان بے بس بتوں اور بے جان مجسموں کو معبود اور کارساز سمجھنا ہرگز نہ تھا بلکہ یہ بت تو محض توجہ کی یکسوئی کے لئے بطور قبلہ تھے ان کا مقصد یہ تھا جب وہ ان انبیاء و اولیاء علیہم السلام کے بتوں کی عبادت و تعظیم بجا لائیں گے تو وہ اکابر ان سے خوش ہو کر خدا کے یہاں ان کی سفارش کرینگے انھم وضعوا ھٰذہ الاصنام علی صور انبیاءھم و اکابرھم و زعموا انھم متی اشتغلوا بعبادۃ ھٰذہ التماثیل فان اولٰئك الاکابر یشفعون لھم عند اللّٰہ تعالٰی (ابو السعود ج ۳ ص ۳۰۸) مشرکین کا بتوں سے برتاؤ بعینہ ایسا ہی تھا جیسا کہ آجکل کے قبر پرستوں کا قبروں سے ہے۔

قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا ؕ اِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا

کہہ دے کہ اللہ سب سے جلد بنا سکتا ہے حیلے تحقیق ہمارے فرشتے لکھتے ہیں حیلہ بازی

تَمْكُرُوْنَ ﴿۲۱﴾ هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ

تمہاری ف۱ وہی تم کو پھراتا ہے ف۳۵ جنگل اور دریا میں

حَتّٰۤى اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ ۚ وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ طَيِّبَةٍ

یہاں تک کہ جب تم بیٹھے کشتیوں میں اور لیکر چلیں وہ لوگوں کو اچھی ہوا سے

وَّفَرِحُوْا بِهَا جَآءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ وَّجَآءَهُمُ الْمَوْجُ

اور خوش ہوئے اس سے آئی کشتیوں پر ہوا تند اور آئی ان پر موج

مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا

ہر جگہ سے اور جان لیا انہوں نے کہ وہ گھر گئے پکارنے لگے

اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ لَئِنْ اَنْجَيْتَنَا مِنْ

اللہ کو خالص ہو کر اس کی بندگی میں اگر تو نے بچا لیا ہم کو

هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۲۲﴾ فَلَمَّاۤ اَنْجٰىهُمْ اِذَا

اس سے تو بیشک ہم رہیں گے شکر گزار پھر جب بچا لیا ان کو اللہ نے لگے

هُمْ يَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ

شرارت کرنے اسی وقت زمین میں لا ناحق سنو لوگو ف۳۶

اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ ۙ مَّتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ز

تمہاری شرارت ہے تمہی پر نفع اٹھالو دنیا کی زندگانی کا

ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۳﴾

پھر ہمارے پاس ہے تم کو لوٹ کر آنا پھر ہم بتا دیں گے جو کچھ کہ تم کرتے تھے ف۳۷

اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ

دنیا کی زندگانی کی وہی مثل ہے۔ جیسے ہم نے پانی اتارا آسمان سے

آجکل بہت سے لوگ قبروں کی عبادت و تعظیم بجا لاتے ہیں قبروں کو سجدے کرتے اور ان پر نذریں منتیں چڑھاتے ہیں اس سے انکا مقصود قبروں کی عبادت و تعظیم نہیں ہوتا بلکہ مقصود یہ ہوتا ہے کہ اس طرح قبروں والے ہم سے خوش ہو کر اللہ کے یہاں ہماری سفارش کرینگے۔ امام رازی رحنے مشرکین عرب اور اپنے زمانے (ساتویں صدی) کے مشرکین کے فعل کا موازنہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔ انھم وضعوا ھٰذہ الاصنام والاوثان علی صور انبیآئھم و اکابرھم و زعموا انھم متی اشتغلوا بعبادۃ ھٰذہ التماثیل فان اولٰئك الاکابر تکون شفعاء لھم و نظیرہ فی ھٰذا الزمان اشتغال کثیر من الخلق بتعظیم قبور الاکابر علی اعتقاد انھم اذا عظموا قبورھم فانھم یکونون شفعاء لھم عند اللّٰہ (کبیر ج ۴ ص ۵۱۹) امام ابو السعودؒ حنفی اور امام رازیؒ شافعی کے اقوال سے معلوم ہوا کہ یہ آیت پتھر کے بے جان ٹھاکروں کے بارے میں نہیں بلکہ انبیاء، اولیاء اور ملائکہ علیہم السلام کے بارے میں ہے۔ ۳۳ یہ مشرکین کے مذکورہ دعوٰی کا جواب ہے یعنی زمین و آسمان میں اللہ کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں۔ اگر ہوتا تو اللہ تعالیٰ کے علم میں ہوتا اور کتب سابقہ میں اس کا ذکر ہوتا مگر تم (اے مشرکین عرب) اللہ تعالیٰ کو ایک ایسی بات بتانا چاہتے ہو جس کو وہ نہیں جانتا کیونکہ سرے سے اس کا وجود ہی نہیں۔ اتخبرون اللّٰہ ان لہ شریکا فی ملکہ او شفیعا بغیر اذنہ واللّٰہ لا یعلم لنفسہ شفیعًا فی السمٰوات و لا فی الارض لانہ لا شریك لہ فلذلك لا یعلمہ (قرطبی ج ۸ ص ۳۲۲) سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔ ان شرکاء اور شفعاء سے پاک ہے جن کو وہ اللہ کے شریک اور اس کے یہاں سفارشی ٹھہراتے ہیں۔ ۳۴ فَاخْتَلَفُوْا کے بعد کا مضمون مقدر ہے ای بعث اللّٰہ النبیین الخ بقرینہ سورۂ بقرہ كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ الخ اور سورۂ بقرہ میں فَبَعَثَ سے پہلے فَاخْتَلَفُوْا مقدر ہے بقرینہ آیت زیر تفسیر جیسا کہ سورۂ بقرہ کی تفسیر میں گذر چکا ہے (صلا، حاشیہ نمبر ۴۰۵) لوگوں کے امت واحدہ ہونے اور پھر مختلف گروہوں میں بٹ جانے کا مضمون قرآن مجید میں کئی جگہوں میں مذکور ہے۔ دنیا میں سب سے پہلے توحید تھی اور تمام لوگ توحید پر متفق تھے کیونکہ توحید دین فطرت ہے۔ اسکے بعد بدعمل اور بے دین لوگوں نے توحید میں اختلاف کیا اور محض ضد کی وجہ سے مسئلہ توحید کی حقانیت کو جانتے ہوئے اس کا انکار کیا۔ اس اختلاف کو مٹانے اور مسئلہ توحید کو واضح کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو بھیجا۔ قرآن مجید کی اس موضوع پر متعدد آیتوں کو یکجا کرنے سے حسب ذیل امور واضح طور سے معلوم ہوتے ہیں (۱)

۳۲ توحید پر تیسری عقلی دلیل ۱۲

۳۵ دنیا کی حقارت اور ناپائیداری کا بیان ۱۲

۳۶ حقارت دنیا کی تمثال ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی سختی کے وقت آدمی کی نظر اسباب سے اٹھ کر اللہ پر رہتی ہے۔ جب کام بن گیا لگا اسباب پر رکھنے سو ڈرتا نہیں کہ پھر اللہ ایک اسباب کھڑا کر دے اسی تکلیف کا اس کے ہاتھ میں سب اسباب تیار ہیں ایک اسی کی صورت آگے بیان فرمائی۔

فتح الرحمن ف۱ بعد ازاں خدائے تعالیٰ بیان می فرماید کیفیت مکر و کفران نعمت ۱۲

(۱) اختلاف کن لوگوں نے کیا؟ غلط کار اور باغی عالموں نے (۲) اختلاف کب کیا گیا؟ جب آیات بینات سے توحید کو واضح کر دیا گیا اور اختلاف کرنیوالوں کو مسئلہ توحید کی سچائی کا پورا پورا علم ہوگیا یعنی علماء سوء نے جان بوجھ کر عمدًا اور قصدًا توحید میں اختلاف ڈالا۔ (۳) اختلاف کیوں پیدا کیا گیا؟ علماء سوء نے محض ضد و عناد اور دنیوی ریاست کی وجہ سے مسئلہ توحید کے مقابلے میں شرک کا محاذ کھولا اور توحید سے اختلاف کیا۔ پہلی بات سورۂ بقرہ میں مذکور ہے وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ إِلَّا الَّذِينَ أُوتُوهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ (بقرہ ع ۲۶) یہاں اختلاف کو اہل علم کی جماعت میں منحصر کیا گیا۔ دوسری بات کو سورۂ آل عمران اور شوریٰ میں ذکر کیا گیا۔ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ (آل عمران ع ۲) وَمَا تَفَرَّقُوا إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ (شوریٰ ع ۲) ان دونوں آیتوں میں اہل کتاب کے اختلاف و تفرق کو مسئلہ توحید کا علم ہو جانے کے بعد کی حالت میں منحصر کر کے واضح کیا گیا ہے کہ اختلاف جہالت و نادانی کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ دیدہ و دانستہ محض ضد و عناد اور راہ حق سے بغاوت کی بناء پر تھا۔ تیسری بات ان تینوں آیتوں میں لفظ بَغْيًا، اخْتَلَفَ اور تَفَرَّقُوا کا مفعول لہٗ ہے جو ان کے اختلاف و تفرق کی علت بیان کر رہا ہے۔ مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو تفسیر سورۂ آل عمران ص۱۴۲ حاشیہ ۲۸۔ **۳۵** یہ شکویٰ ہے آیَۃٌ یعنی ان کا منہ مانگا معجزہ۔ مشرکین اگرچہ بڑے بڑے معجزے دیکھ چکے اور توحید کے واضح دلائل و براہین سن چکے تھے مگر ضد و عناد اور انتہائی سرکشی کی بناء پر ان میں غور و فکر نہ کیا اور مزید معجزہ لانے کا مطالبہ کر دیا۔ ارادوا آیۃ من الاٰیات التی اقترحوھا کانھم لفرط العتو والفساد ونهاية التمادی فی المکابرة والعناد لم یعدوا البینات النازلة علیه علیه السلام من جنس الاٰیٰت واقترحوا غیرها مع انه قد نزل علیه من الاٰیات الباهرة والمعجزات المتکاثرة الخ (ابو السعود ج ۴ ص [illegible]) مشرکین کہتے مکہ کے پہاڑوں کو ہمارے لئے سونا بنا دو یا کم از کم تمہارا گھر ہی سونے کا ہو یا ہمارے فلاں فلاں باپ دادا کو زندہ کرو وغیرہ وغیرہ ای معجزة غیر ھٰذہ المعجزة فیجعل لنا الجبال ذھبًا ویکون له بیت من زخرف ویحیی لنا من مات من اٰبائنا (قرطبی ج ۸ ص ۳۲۳) **۳۶** یہ جواب شکویٰ ہے یعنی معجزہ لانا تو درکنار مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کو کوئی اور معجزہ میرے ہاتھوں پر ظاہر کرنا منظور ہے تو وہ کب ظاہر ہوگا۔ یہ تو غیب کی بات ہے اور علم غیب ذاتِ باری تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے۔ مجھے اس کا کوئی علم نہیں اور نہ وہ میرے بس کی بات ہے اور نہ معجزہ اپنے اختیار سے ظاہر کرنا جیسا کہ تم چاہتے ہو نبوت و رسالت کے لوازم میں سے ہے۔ والمعنٰی ان ما اقترحتموہ وزعمتم انه من لوازم النبوة وعلقتم ایمانکم بنزوله من الغیوب المختصة بالله تعالیٰ لا وقوف لی علیه (ابو السعود ج ۴ ص [illegible]) لہٰذا تم اپنے مطلوبہ معجزے کا انتظار کرتے رہو اور میں بھی منتظر ہوں کہ آیات بینات کے انکار و جحود اور بے جا مطالبے کی اللہ تعالیٰ تمہیں کیا سزا دیتا ہے۔ **۳۷** یہ زجر ہے انسان کی ناشکری اور احسان فراموشی کا یہ عالم ہے کہ اللہ تعالیٰ تکلیف و مصیبت دور کر کے اسے راحت و خوشحالی سے ہمکنار کر دیتا ہے تو وہ شکر بجا لانے کے بجائے اللہ کی آیتوں میں حیل و حجت کرنے لگتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ تو اللہ کا کلام ہی نہیں ای مکروا باٰیاتنا بدفعها وانکارها (مدارک ج ۲ ص۱۲) قُلِ اللّٰهُ أَسْرَعُ مَكْرًا یعنی اللہ تعالیٰ ان کے جحود و انکار پر ان کو بہت جلد عذاب دے سکتا ہے۔ مشرکین نے اللہ کی نعمتوں کے مقابلے میں اس کی آیات کے انکار کی تدبیر سوچی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس کی سزا دینے کی ایک نہایت ہی لطیف تدبیر نکالی کہ کراماً کاتبین کو ان کے تمام برے بھلے اعمال کی ڈائری لکھنے پر مامور فرما دیا اور اس کے مطابق انہیں پوری پوری سزا دی جائے گی۔ اور اس طرح وہ سر محشر ذلیل و رسوا ہوں گے۔ ان رسل الله یکتبون مکرھم ویحفظونه وتعرض علیهم ما فی بواطنهم الخبیثة یوم القیٰمة ویکون ذلك سببًا للفضیحة التامة والخزی والنکال نعوذ بالله تعالیٰ منه (کبیر ج ۴ ص [illegible]) **۳۸** یہ توحید پر چوتھی عقلی دلیل ہے جَرَيْنَ بِهِمْ یہاں خطاب سے غیبت کی طرف التفات ہے یعنی پہلے مشرکین کو ضمیر خطاب سے مخاطب فرمایا اس کے بعد ضمیر خطاب کی جگہ ضمیر غائب استعمال فرمائی۔ جب مشرکین سمندروں اور دریاؤں میں سفر کرتے اور ہوا کا رخ موافق ہوتا تو بہت خوش ہوتے لیکن اگر ان کی کشتیاں طوفانِ باد و باراں میں گھر جاتیں تو نہایت خلوص سے اللہ تعالیٰ کو پکارنا شروع کر دیتے اور معبودانِ باطلہ کو بھول جاتے اور ساتھ ہی یہ بھی عہد کرتے کہ اے اللہ! اگر تو نے ہمیں اس مصیبت سے نجات دیدی تو ہم تیرا شکر ادا کریں گے اور صرف تیری ہی عبادت کریں گے۔ اور ہر کام میں تجھے ہی پکارا کریں گے۔ مگر جب اللہ تعالیٰ ان کی کشتیاں صحیح سلامت کنارے لگا دیتا تو وہ پھر شرک کرنے لگتے۔ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ ای دعوه وحده وترکوا ما کانوا یعبدون (قرطبی ج ۸ ص ۳۲۵) مشرکین حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتے تھے کہ اگر مسئلہ توحید نہ مانو گے تو اللہ کا عذاب آئیگا جو تمہیں نیست و نابود کر دے گا۔ جب وہ دریاؤں کی غضبناک موجوں میں گھر جاتے تو انہیں خیال آتا شاید جس عذاب سے پیغمبر ڈراتا تھا وہ عذاب آگیا اس لئے خالِصَةً اللہ تعالیٰ کو پکارنے لگتے۔ **۳۹** یہ تنبیہ ہے اور اس سے دنیا کی تحقیر اور بے وقعتی کا بیان مقصود ہے مَتَاعَ الْحَيٰوةِ منصوب بنزع خافض ہے ای فی متاع الحیٰوة الخ جس دنیا پر تم مغرور ہو کر حق کو نہیں مانتے ہو وہ بہت حقیر اور بالکل ناپائیدار ہے۔ اس چند روزہ دنیا میں تم اللہ کی نافرمانی کر کے اپنی جانوں پر ظلم و زیادتی کر لو آخر قیامت کے دن میرے سامنے آؤ گے جہاں اپنے کئے کی سزا پاؤ گے۔ **۴۰** یہ دنیا کی حقارت اور اس کی ناپائیداری کی تمثیل ہے۔ اِخْتَلَطَ زیادہ اور گنجان ہو گئی زُخْرُفَهَا زیور یعنی سرسبز و شاداب کھیتوں اور بوقلموں پھولوں کی وجہ سے زمین مانند عروس خوبصورت ہو گئی۔ وَازَّيَّنَتْ۔ یہ ماقبل کی تفسیر ہے كَأَنْ لَمْ تَغْنَ بِالْأَمْسِ گویا کہ کل گذشتہ اس کا نام و نشان تک نہ تھا جس طرح بارش برسنے کے بعد زمین سرسبز و شاداب اور رنگارنگ پھولوں سے مزین اور بارونق ہو جاتی ہے لیکن جونہی کوئی بیماری آفت آئی بس لہلہاتے کھیتوں اور باغوں کا ستیاناس ہو گیا اور ایسے تباہ ہوئے کہ ان کا نام و نشان تک نہ رہا گویا کہ یہاں کچھ تھا ہی نہیں بالکل یہی حال اس کارگاہ عالم کا ہے اس کی چہل پہل، زینت و آرائش اور رونق و زیبائش بالکل ناپائیدار اور چند روزہ ہے۔ اس لئے دنیا کی عیش و عشرت میں منہمک ہو کر اللہ کی توحید اور آخرت سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔

۴۱ه بشارت اخروی ہے دَارُالسَّلَامِ سے مراد جنت ہے لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا خبر مقدم اَلْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ معطوف علیہ مع معطوف مبتدا مؤخر زِيَادَةٌ سے دیدار الٰہی مراد ہے قَتَرٌ سیاہی اور بے رونقی یعنی جن لوگوں نے چند روزہ دنیا پر دین کو ترجیح دی اور پورے اخلاص کے ساتھ توحید و رسالت کو مانا اور شعائر اسلام کی پیروی کی ان کیلئے آخرت میں جنت کا حتمی وعدہ ہے، ان کو ان کے تمام اعمال کی جزا ملیگی او سب سے بڑا انعام جو انہیں وہاں ملے گا وہ اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔ جیساکہ بہت سے صحابہ کرامؓ سے منقول ہے۔ (وزیادۃ) رؤیۃ الربّ عزوجل کذا عن ابی بکر وحذیفۃ وابن عباس وابی موسیٰ الاشعری وعبادۃ ابن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنھم (مدارک ج ۲ ص ۱۲۳) قیامت کے دن بدکاروں کی طرح ان کے چہرے سیاہ اور بے رونق نہیں ہوں گے اور نہ ذلت و رسوائی ہی کا انہیں سامنا ہوگا۔ بلکہ وہ جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے شاہانہ ٹھاٹھ اور خسروانہ آن بان سے **۴۲ه** تخویف اخروی برائے مشرکین۔ جن لوگوں نے لذاتِ دنیا میں منہمک ہوکر حق کو ٹھکرادیا، بداعمالیوں اور مشرکانہ افعال میں زندگیاں بسر کردیں آخرت میں ان کا بہت بُرا حال ہوگا۔ میدان حشر میں ذلیل و رسوا ہونگے اور ان کے چہرے اس قدر سیاہ ہوں گے گویاکہ ان کے چہروں پر اندھیری رات کی تاریکی کی تہیں جمی ہوئی ہیں وہ جہنم کا ایندھن ہوں گے اور ہمیشہ جہنم کے عذاب میں مبتلا رہیں گے۔ كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ الخ یعنی کانما البست وجوھھم سوادا من اللیل المظلم (خازن ج ۳ ص ۱۸۷)

فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَ
پھر رلا ملا نکلا اس سے سبزہ زمین کا جو کہ کھائیں آدمی اور

الْاَنْعَامُ ط حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا
جانور یہاں تک کہ جب پکڑی زمین نے رونق

وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَآ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ لا
اور مزیّن ہوگئی اور خیال کیا زمین والوں نے کہ یہ ہمارے ہاتھ لگے گی ناگاہ

اَتٰىهَآ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا
پہنچا اس پر ہمارا حکم رات کو یا دن کو پھر کر ڈالا اسکو کاٹ کر ڈھیر

كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ط كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ
گویا کل یہاں نہ تھی آبادی اسی طرح ہم کھول کر بیان کرتے ہیں نشانیوں کو

لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿٢٤﴾ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ط
ان لوگوں کے لئے جو غور کرتے ہیں ف۱ اور اللہ بلاتا ہے سلامتی کے گھر کی طرف ۴۱ه

وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٢٥﴾ لِلَّذِيْنَ
اور دکھاتا ہے جسے چاہے راستہ سیدھا جنہوں نے

اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ط وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ
کی بھلائی ان کے لئے ہے بھلائی اور زیادتی ف۲ اور نہ چڑھے گی ان کے منہ پر

قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ط اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ج هُمْ فِيْهَا
سیاہی اور نہ رسوائی وہ ہیں جنت والے وہ اسی میں

خٰلِدُوْنَ ﴿٢٦﴾ وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍۢ
رہا کریں گے اور جنہوں نے کمائیں برائیاں ۴۲ه بدلا ملے برائی کا

بِمِثْلِهَا لا وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ط مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ
اس کے برابر اور ڈھانک لے گی ان کو رسوائی کوئی نہیں ان کو اللہ سے

۴۱ بشارت اخروی ۱۲
۴۱ یعنی جنت

۴۲ تخویف اخروی ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی روح آسمان سے بدن میں آئی بدن میں مل کر زوت پکڑی پھر کام کئے انسانی اور حیوانی جب ہر سبزیں پورا ہوا اور اس کے متعلقوں کو اس پر بھروسہ ہوا ناگہاں موت آپہنچی... ہمارا حکم پہنچا یعنی پک کر زرد ہوگئی پھر کٹی یا کوئی فوج آپڑی کہ کچی کاٹ ڈالی یعنی موت ناگہاں آتی ہے۔

فتح الرحمن ف۲ یعنی رؤیت خدا تعالیٰ ۱۲

عَاصِمٍ ۚ كَأَنَّمَآ أُغْشِيَتْ وُجُوهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ
بچانے والا گویا کہ ڈھانک دیئے گئے ہیں ان کے چہرے اندھیری رات
الَّيْلِ مُظْلِمًا ۗ أُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيهَا
کے ٹکڑوں سے وہ ہیں دوزخ والے وہ اسی میں
خٰلِدُونَ ﴿٢٧﴾ وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ
رہا کریں گے اور جس دن جمع کریں گے ہم ان سب کو ۴۳ پھر
نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا مَكَانَكُمْ أَنتُمْ وَ
کہیں گے شرک کرنے والوں کو کھڑے ہو اپنی اپنی جگہ تم اور
شُرَكَآؤُكُمْ ۚ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ ۖ وَقَالَ شُرَكَآؤُهُم
تمہارے شریک پھر تڑا دیں گے ہم آپس میں ان کو اور کہیں گے ان کے شریک ۴۴
مَّا كُنتُمْ إِيَّانَا تَعْبُدُونَ ﴿٢٨﴾ فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيدًا
تم ہماری تو بندگی نہ کرتے تھے سو اللہ کافی ہے شاہد
بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ إِن كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِينَ ﴿٢٩﴾
ہمارے اور تمہارے بیچ میں ہم کو تمہاری بندگی کی خبر نہ تھی ف
هُنَالِكَ تَبْلُوا كُلُّ نَفْسٍ مَّآ أَسْلَفَتْ وَرُدُّوٓا إِلَى
وہاں جانچ لے گا ۴۵ ہر کوئی جو اس نے پہلے کیا تھا اور رجوع کرینگے
اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا
اللہ کی طرف جو سچا مالک ہے ان کا اور جاتا رہے گا ان کے پاس سے جو
يَفْتَرُونَ ﴿٣٠﴾ قُلْ مَن يَرْزُقُكُم مِّنَ السَّمَآءِ وَ
جھوٹ باندھا کرتے تھے تو پوچھ کون روزی دیتا ہے تم کو ۴۶ آسمان سے اور
الْأَرْضِ أَمَّن يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصٰرَ وَمَن
زمین سے یا کون مالک ہے کان کا ۴۷ اور آنکھوں کا ف۱ اور کون

النصف

۴۳ تخویف اخروی مع بیان ثمرہ دلیل سابق ۱۲

ع ۱۰ ۳ النصف

۴۶ توحید پر پانچویں عقلی دلیل ۱۲

۴۳ تخویف اخروی مع بیان ثمرہ دلیل مَكَانَكُمْ سے پہلے فعل ناصب محذوف ہے أي الزموا مذکورہ بالا دلائل سے روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ مشرکین جن معبودانِ باطلہ کی عبادت کرتے اور جن کو عند اللہ شفیع غالب خیال کرتے ہیں وہ محض عاجز و درماندہ ہیں اور ان کے اختیار میں کسی کا نفع و ضرر نہیں یہاں بطور نتیجہ اور ثمرہ آخرت کا منظر پیش کیا گیا کہ دیکھو جن کو تم متصرف و کارساز اور سفارشی سمجھتے ہو قیامت کے دن وہ تمہارے کام تو کیا آئیں گے یا تمہاری سفارش تو کیا کریں گے بلکہ وہ تو سرے سے تمہاری عبادت اور پکار ہی کا انکار کر دیں گے اور میدانِ حشر میں علیٰ رؤسِ الاشہاد خدا کی قسم کھا کر اعلان کریں گے کہ وہ تمہاری عبادت اور پکار سے بالکل بے خبر تھے اور انہیں اس بات کا قطعاً کوئی علم نہیں کہ کون ان کی قبر پر آیا، کس نے ان کی قبروں پر سجدے کئے، کون ان کے نام کی نذریں منتیں دیتا رہا اور کون انہیں حاجت روائی کے لئے پکارتا رہا۔ اس سے سماعِ موتی کی نفی مفہوم ہے کما لا یخفی علی من له ادنی فهم وتدبر **۴۴** شرکاء سے یہاں فرشتے، پیغمبر اور اولیاء اللہ مراد ہیں جن کے مجسمے بنا کر مشرکین انکی عبادت کرتے ہیں یا جن مردانِ حق کی قبروں پہ جا کر انکو پکارتے ہیں قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب طلبی ہوگی کہ کیا یہ لوگ دنیا میں تمہیں پکارتے تھے اور کیا تم نے انہیں اس بات کی تعلیم دی تھی یا ان مشرکانہ افعال کا ان کو حکم دیا تھا تو وہ صاف انکار کریں گے "بارے خدایا! ہم نے انکو شرک کی تعلیم ہرگز نہیں دی، نہ اس پر راضی تھے بلکہ ہمیں تو ان کے مشرکانہ افعال کا علم بھی نہیں" قیل المراد بالشرکاء الملئكة والمسیح فانهم ما امروا بها ولا رضوا بها (مظهری ج ۵ ص ۲۴) والمراد بالشرکاء قیل الملئكة وعزیر والمسیح وغیرهم ممن عبدوه من اولی العلم الخ (ابو السعود ج ۴ ص ۸۲۲) یہ مضمون قرآن مجید میں اور کئی جگہوں میں اس سے زیادہ وضاحت کے ساتھ موجود ہے۔ سورۃ الفرقان ع ۲ میں ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان نیک لوگوں سے فرمائے گا جن کی دنیا میں عبادت کی گئی ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِیْ هٰٓؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِیْلَ کیا میرے ان بندوں کو تم نے گمراہ کیا تھا اور انہیں شرک کی تعلیم دی تھی یا وہ خود ہی گمراہ ہوئے تو نیک لوگ جواب دیں گے سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِیْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِیَآءَ اے اللہ تو ہر شرک سے پاک ہے ہم نے دنیا میں اپنی ذات کیلئے تیرے سوا کسی کو کارساز نہیں بنایا تو اوروں کو ہم کیونکر شرک کی راہ پر ڈال سکتے تھے اسیطرح ایک جگہ فرشتوں کے بارے میں ارشاد ہے وَیَوْمَ یَحْشُرُهُمْ جَمِیْعًا ثُمَّ یَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِیَّاكُمْ كَانُوْا یَعْبُدُوْنَ ۝ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِیُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ بَلْ كَانُوْا یَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ (سبا ع ۵) **۴۵** یہ ظرف زمان ہے یا ظرف مکان تَبْلُوْا آزمالیگا، جان لے گا یا چکھ لے گا مَا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ جن معبودانِ باطلہ کو انہوں نے کارساز اور سفارشی سمجھ رکھا تھا وہ سب غائب ہوں گے اور کوئی بھی ان کے کام نہ آسکے گا۔ (مَا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ) من ان الهتهم تشفع لهم اوما كانوا يدعون انها الهة (ابو السعود ج ۴ ص ۲۲) انهم كانوا يدعون فيما يعبدونه انهم شفعاء وان عبادتهم مقربة الى الله تعالى فنبه تعالى على ان ذلك يزول في الآخرة ويعلمون ان كل ذلك باطل وافتراء واختلاق (کبیر ج ۴ ص ۸۳۵) **۴۶** یہ توحید پر پانچویں عقلی دلیل ہے لیکن علی سبیل الاعتراف من الخصم یعنی ایسے عقلی امور کو بطور دلیل پیش کیا گیا ہے جو فریق مخالف یعنی مشرکین کے نزدیک مسلم ہیں اور فریق مخالف انکو مانتا ہے۔ یہ دلیل ایسے چھ امور پر مشتمل ہے جن کو مشرکین تسلیم کرتے تھے یہ دلیل سابقہ دلیلوں سے بطور ترقی ہے یعنی یہ ایسے امور ہیں کہ مخالف بھی ان کا اقرار کرتے ہیں۔ کما قیل اصح الشهادات

موضح قرآن ف جتنے مشرک ہیں اپنے خیال کو پوجتے ہیں یا شیطان کو اور نام کرتے ہیں نیکوں کا وہ اس کام سے بیزار ہیں آخرت میں معلوم ہوگا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی خالق گوش وچشم باشد ۱۲

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ
نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور نکالتا ہے مردہ کو
الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ
زندہ سے ف۱ اور کون تدبیر کرتا ہے کاموں کی سو بول اٹھیں گے کہ اللہ
فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿٣١﴾ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ
تو تو کہہ پھر ڈرتے نہیں ہو سو یہ اللہ ہے رب تمہارا
الْحَقُّ ۚ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ۚۖ فَاَنّٰى
سچا پھر کیا رہ گیا سچ کے پیچھے مگر بھٹکنا سو کہاں سے
تُصْرَفُوْنَ ﴿٣٢﴾ كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى
لوٹے جاتے ہو اسی طرح ٹھیک آئی بات تیرے رب کی ان
الَّذِيْنَ فَسَقُوْۤا اَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٣٣﴾ قُلْ هَلْ
نافرمانوں پر کہ یہ ایمان نہ لائیں گے ف پوچھ کوئی ہے
مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ
تمہارے شریکوں میں وہ جو پیدا کرے خلق کو پھر دوبارہ زندہ کرے
قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى
تو کہہ اللہ پہلے پیدا کرتا ہے پھر اس کو دہرائے گا سو کہاں سے
تُؤْفَكُوْنَ ﴿٣٤﴾ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ
پلٹے جاتے ہو پوچھ کوئی ہے تمہارے شریکوں میں جو
يَّهْدِيْۤ اِلَى الْحَقِّ ؕ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ ؕ اَفَمَنْ
راہ بتلائے صحیح تو کہہ اللہ راہ بتلاتا ہے صحیح تو اب جو
يَّهْدِيْۤ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْۤ
راہ بتائے ف صحیح اس کی بات ماننی چاہیئے یا اس کی جو آپ نہ پائے راہ

۴۸ ثمرۂ دلیل مذکور ۱۲

۴۹ زجر ۱۲

ما یشهد به الاعداء جب کافر ان باتوں کو مانتے اور اللہ تعالیٰ کی مذکورہ صفات کا اقرار کرتے ہیں تو پھر انہیں اللہ تعالیٰ کی دیگر صفات کارسازی کو بھی مان لینا چاہیئے کہ وہی مالک ومختار اور متصرف وکارساز ہے۔ اول زمین وآسمان سے تمام بنی آدم بلکہ تمام جاندار مخلوق کی روزی کا انتظام اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے۔ دوم سننے کی قوت بھی اللہ ہی نے سب کو عطا کی ہے۔ سوم اسی طرح دیکھنے کی طاقت بھی اللہ تعالیٰ ہی کا عطیہ ہے اور وہ ان دونوں قوتوں کو سلب کر لینے کی بھی قدرت رکھتا ہے۔ چہارم بے جان انڈے اور نطفہ سے جاندار بچہ پیدا کرنا اور پنجم جاندار یعنی انسان اور پرندے سے بے جان نطفہ اور انڈا پیدا کرنا اسی کا کام ہے۔ یا میت سے مراد کافر ہے کیونکہ وہ ایمان سے محروم ہونے کی وجہ سے مردہ ہے اور حیّ سے مراد مومن جو دولت ایمان کی برکت سے زندۂ جاوید ہے یا حی سے مراد کھیتی اور میت سے مراد زمین ہے ای النبات من الارض والانسان من النطفۃ والسنبلۃ من الحبۃ والطیر من البیضۃ والمؤمن من الکافر (قرطبی ج ۸ ص ۲۳۵) حق بات یہ ہے کہ یہ جملہ اپنی جامعیت کے اعتبار سے ان تمام اشیاء کو شامل ہے۔ ششم زمین وآسمان کا سارا کاروبار اور نظام عالم اسی کی تدبیر سے چل رہا ہے تدبیر عالم میں وہ یکتا و یگانہ ہے اور اس میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ۔ یعنی جب تم یہ ساری باتیں جانتے اور مانتے ہو اور اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اعتراف کرتے ہو تو پھر شرک سے کیوں نہیں بچتے اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کو کارساز اور متصرف علی الاطلاق کیوں نہیں مانتے ہو افلا تتقون الشرک فی العبودیۃ اذا اعترفتم بالربوبیۃ (مدارک ج ۲ ص ۱۲۴) مشرکین مکہ کا عقیدہ تو یہ تھا کہ مذکورہ بالا امور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت میں ہیں اور ان کے مزعومہ معبودوں میں ان کاموں کی طاقت نہیں یعنی انہم یعترفون ان فاعل ھذہ الاشیاء ھو اللہ تعالیٰ (خازن ج ۳ ص ۱۹۹) یعنی لا یقدرون علی اسناد ھذہ الامور الی ما یدعونہ اٰلھۃ لظھور بطلانہ (مظہری ج ۵ ص ۲۵) مگر آجکل کے مشرک ان سے بھی بازی لے گئے۔ مشرکین مکہ نے اعتراف کیا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی مدبر عالم نہیں مگر چودہویں صدی کے ایک مدعی اسلام نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو برملا مدبر عالم کا خطاب دیا ہے ؎

ذی تصرف بھی ہے ماذون بھی ہے مختار بھی ہے
کار عالم کا مدبر بھی ہے عبدالقادر
(حدائق بخشش حصہ اول)

۴۷ بھلا بتلاؤ تو سہی کہ رازق کون ہے اور مالک سمع وبصر کون ہے۔ وہ جواب دیں گے کہ اللہ تو پھر اسی کو پکارو اوروں کو کیوں پکارتے ہو۔ اَمَّنْ میں ام منقطعہ ہے (رضی) اور اس کا مطلب یہ نہیں کہ پہلی بات غلط ہے اور اس سے اعراض کیا گیا ہے بلکہ ایک امر سے دوسرے امر کی طرف انتقال مراد ہے یعنی بتاؤ تمہیں روزی کون دیتا ہے اچھا اسے رہنے دو ایک اور بات بتاؤ کہ مالک سمع وبصر کون ہے۔ ۴۸ یہ دلیل مذکور کا ثمرہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ جو صفات بالا سے متصف ہے وہی تمہارا کارساز ہے نہ وہ جنہیں تم نے بنا رکھا ہے ای ھذا الذی یفعل ھذہ الاشیاء ھو ربکم الحق لا ما اشرکتم معہ (قرطبی ج ۸ ص ۳۳۵) فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ یعنی مسئلہ واضح ہو جانے کے بعد پھر کس وجہ سے حق سے پھرے جا رہے ہو۔ اَلَّذِيْنَ فَسَقُوْا فسق سے درجہ کاملہ یعنی کفر مراد ہے اور جملہ لَا يُؤْمِنُوْنَ۔ حَقَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ کا بیان ہے جو لوگ مسئلہ توحید کی اس قدر وضاحت کے بعد بھی نہ مانیں اور ضد وعناد سے کفر پر اڑے رہیں ایسے لوگوں کے بارے میں خداوند تعالیٰ کا فیصلہ یہ ہے کہ مہر جباریت کی وجہ سے انہیں ایمان کی توفیق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ ۴۹ اس سورت میں زجروں کے بیان پر خاص

موضح قرآن ف یعنی اللہ نے ازل سے ان کی قسمت میں یقین نہیں لکھا اور سبب اس کا بے حکمی ان کی۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی حیوان را از نطفہ و نطفہ را از حیوان ۱۲

اِلَّآ اَنۡ يُّهۡدٰى ۚ فَمَا لَكُمۡ ۣ كَيۡفَ تَحۡكُمُوۡنَ (۳۵) وَمَا

مگر جب کوئی اس کو راہ بتلائے سو کیا ہو گیا تم کو کیسا انصاف کرتے ہو اور وہ

يَتَّبِعُ اَكۡثَرُهُمۡ اِلَّا ظَنًّا ؕ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغۡنِىۡ مِنَ

اکثر چلتے ہیں محض اٹکل پر ۵۱ سو اٹکل کام نہیں دیتی

الۡحَقِّ شَيۡـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيۡمٌۢ بِمَا يَفۡعَلُوۡنَ (۳۶) وَمَا

حق بات میں کچھ بھی اللہ کو خوب معلوم ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں اور وہ

كَانَ هٰذَا الۡقُرۡاٰنُ اَنۡ يُّفۡتَرٰى مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَلٰكِنۡ

نہیں ۵۲ یہ قرآن کہ کوئی بنالے اللہ کے سوا اور لیکن

تَصۡدِيۡقَ الَّذِىۡ بَيۡنَ يَدَيۡهِ وَتَفۡصِيۡلَ الۡكِتٰبِ

تصدیق کرتا ہے اگلے کلام کی اور بیان کرتا ہے ان چیزوں کو جو تم پر لکھی گئیں

لَا رَيۡبَ فِيۡهِ مِنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ (۳۷) اَمۡ يَقُوۡلُوۡنَ

جس میں کوئی شبہ نہیں پروردگار عالم کی طرف سے کیا لوگ کہتے ہیں کہ

افۡتَرٰٮهُ ؕ قُلۡ فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَةٍ مِّثۡلِهٖ وَادۡعُوۡا مَنِ

یہ بنا لایا ہے ۵۳ تو کہہ دے تم لے آؤ ۵۴ ایک ہی سورت ایسی اور بلا لو جس کو

اسۡتَطَعۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ (۳۸)

بلا سکو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو

بَلۡ كَذَّبُوۡا بِمَا لَمۡ يُحِيۡطُوۡا بِعِلۡمِهٖ وَلَمَّا يَاۡتِهِمۡ

بات یہ ہے کہ ۵۵ جھٹلانے لگے جس کے سمجھنے پر انہوں نے قابو نہ پایا اور ابھی آئی نہیں

تَاۡوِيۡلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ فَانۡظُرۡ

اس کی حقیقت ۵۶ اسی طرح جھٹلاتے رہے ان سے اگلے سو دیکھ لے

كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيۡنَ (۳۹) وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يُّؤۡمِنُ

کیسا ہوا انجام گنہگاروں ف اور بعضے ان میں یقین کریں گے

طور سے زور دیا گیا ہے یہاں سے خصوصی زجروں کا آغاز ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بارے میں تو مشرکین نے صفات مذکورہ کا اعتراف کر لیا اب فرمایا ان سے پوچھو بھلا تمہارے مزعومہ معبودوں میں کوئی ایسا ہے جو مخلوق کو پیدا کر سکے اور پھر موت کے بعد انہیں دوبارہ زندہ کر سکے قُلۡ هَلۡ مِنۡ شُرَكَآئِكُمۡ مَّنۡ يَّهۡدِىۡۤ اِلَى الۡحَقِّ الخ یا کوئی ایسا ہے کہ ہدایت الی الحق اس کے اختیار میں ہو هل من شركائكم الذين جعلتم انداداً لله احد يهدي الى الحق مثل هداية الله تعالى (مدارک ج ۲ ص ۱۲۵) فرمایا ضد وعناد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے اگر وہ جواب نہ دیں تو آپ خود ہی اعلان کر دیں کہ اللہ تعالیٰ ہی نے سب کو پیدا کیا اور وہی دوبارہ زندہ کرے گا اور ہدایت صرف اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ واختیار میں ہے۔ **۵۰** اب تم ہی بتاؤ جو اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے اور ہدایت وضلالت جس کے اختیار میں ہے اس کی پیروی اور عبادت بہتر ہے یا ان کی جو کسی کو ہدایت دینا تو درکنار خود بھی ہدایت نہیں پا سکتے۔ فَمَا لَكُمۡ كَيۡفَ تَحۡكُمُوۡنَ ان عاجز معبودوں کی عبادت و پکار سے تمہیں کیا ملتا ہے اور تم اپنے لئے کیسا باطل فیصلہ کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کر رہے ہو۔ **۵۱** مشرکین میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو محض ظن وتخمین کی پیروی کرتے اور بطور رسم ورواج دوسروں کی دیکھا دیکھی غلط راستے پر چلتے ہیں۔ **۵۲** یہ شکوے کیلئے تمہید ہے۔ یہ قرآن اللہ کا کلام ہے کسی غیر کا افترا نہیں۔ تَصۡدِيۡقَ الَّذِىۡ بَيۡنَ يَدَيۡهِ یہ قرآن کے افترا نہ ہونے کی پہلی وجہ ہے یعنی یہ قرآن تو کتب سابقہ کے مضامین کی تصدیق کرتا ہے وَتَفۡصِيۡلَ الۡكِتٰبِ یہ دوسری وجہ ہے۔ یہ قرآن شرائع اسلام اور فرائض واحکام کی تفصیل کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے مقرر فرمائے ہیں۔ تبيين ما كتب وفرض من الاحكام والشرائع من قوله كتاب الله عليكم (مدارک ج ۲ ص ۱۲۵) **۵۳** یہ شکوی ہے مشرکین نے کہا تھا کہ یہ قرآن محمد خود بناتا ہے اور خدا کے ذمہ لگا دیتا ہے۔ يقول هؤلاء المشركون افترى محمد هذا القراٰن واختلقه من قبل نفسه (خازن ج ۳ ص ۱۹۰) **۵۴** یہ جواب شکوی ہے۔ اگر یہ قرآن محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کلام ہے تو تم بھی اہل لسان ہو اپنے سب ہم مسلک فصحاء وبلغاء کو اکٹھا کر لو اور اپنے مزعومہ معبودوں سے بھی امداد حاصل کر لو اور قرآن جیسی فصیح وبلیغ صرف ایک ہی سورت بنا کر لے آؤ۔ اکثر مفسرین نے آیت کی تفسیر میں یہی تقریر کی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ تم ایسی فصاحت وبلاغت پر مشتمل کلام بنا کر لے آؤ۔ اس طرح ایسا بلیغ کلام لانے سے ان کے عجز کا اظہار مقصود ہے لیکن اس پر شبہ ہوتا ہے کہ مقابلہ ہمیشہ فصحاء اور بلغاء سے نہیں ہوتا اس لئے مناسب یہ ہے کہ آیت کا مطلب یہ ہو کہ تم ایسی ایک سورت بنا کر لے آؤ جو قرآن کی طرح عقلی، نقلی اور وحی کے دلائل پر مشتمل ہو۔ اس لئے اعجاز قرآن کو صرف ایک پہلو میں منحصر نہ کرنا چاہیئے بلکہ قرآن مجید ہر پہلو سے معجز ہے جیسا کہ علامہ تفتازانی نے تلویح شرح توضیح میں مختلف اقوال نقل فرمائے ہیں اختلفوا في جهة اعجاز القراٰن مع الاتفاق على كونه معجزا فقيل انه ببلاغته وقيل باخباره عن المغيبات وقيل باسلوبه وقيل بصرف الله تعالى العقول عن المعارضة الخ (تلویح ص ۱۸۱) **۵۵** انہوں نے قرآن کے مضامین میں غور و فکر نہیں کیا نہ ان کی تہ تک پہنچنے کی کوشش کی ہے اس لئے یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ان کی تکذیب کسی معقول سبب پر مبنی ہو اور انہوں نے قرآنی مضامین میں کوئی شبہہ پایا ہو بلکہ وہ محض ضد وعناد کی بنا پر تکذیب کر رہے ہیں۔ يعني ان كلامهم وانكارهم للقراٰن ليس مبنيا على التحقيق والتفكر (مظہری ج ۵ ص ۲۸) **۵۶** یہ جملہ حالیہ ہے یعنی ابھی تک ان کو وعید کا مصداق (عذاب) نہیں آیا۔ حاصل یہ کہ قرآن کے مقابلہ میں سورت بنا کر لانا تو درکنار ان میں اتنا عقل وفہم کہاں وہ تو ایک ایسی بات کی تکذیب کر رہے ہیں جس کے بطلان کی ان کے پاس کوئی دلیل نہیں اور ابھی ان کو اس تکذیب کی سزا نہیں ملی وہ پہلے لوگوں کا

۱۔ تمہید برائے شکوی ۱۲

۱۔ شکوی

۳۔ جواب شکوی ۱۲

موضح قرآن ف اس کی حقیقت نہیں آئی یعنی جو وعدہ ہے اس قرآن میں وہ ابھی ظاہر نہیں ہوا۔

حال نہیں دیکھتے کہ تکذیب کی ان کو کیا سزا ملی كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ الخ مشرکین امم سابقہ نے بھی یہی کیا تھا۔ تفکر و تدبر کے بغیر ہی محض عناداً پیغام خداوندی کی تکذیب کر دی كذبوا رسلهم قبل النظر فى معجزاتهم وقبل تدبرها عناداً وتقليداً للآباء (مدارک ج ۲ ص ۱۲۶) پھر ان کا جو انجام ہوا وہ تمہیں اچھی طرح معلوم ہے۔ **۵۷** ان میں کچھ لوگ تو ایسے ہیں جو دل سے قرآن یا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہیں مگر از راہ عناد اس کا اقرار و اظہار نہیں کرتے اور کچھ ایسے ہیں جو دل سے بھی نہیں مانتے ای یصدق به فى نفسه ويعلم انه حق ولكن يعاند بالتكذيب (وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ) لا يصدق به ويشك فيه (مدارک) **۵۸** یہ زجر ہے۔ یعنی اگر حجت قائم کر دینے کے باوجود مشرکین آپ کی تکذیب پر اصرار کریں اور نہ ماننے پر اڑ جائیں یہاں تک کہ آپ ان کے ایمان سے مایوس ہو جائیں تو آپ ان سے صاف فرما دیں میں تمہیں ماننے پر مجبور نہیں کرتا تم اپنی راہ پہ چلو، میں اپنی راہ پر گامزن ہوں، تم اپنے عمل تکذیب و اشراک کی سزا پاؤ گے، میں اپنے عمل تبلیغ و انذار اور طاعت و عبادت کی جزا پاؤں گا۔ ہر ایک کے ساتھ اس کے اعمال کے مطابق برتاؤ کیا جائے گا۔ لى ثواب عملى فى التبليغ والانذار والطاعة لله تعالى (وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ) اى جزاءه من الشرك (قرطبی ج ۸ ص ۳۴۶) **۵۹** یہ بھی زجر ہے۔ منکرین میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو ظاہری کانوں سے تو آپ کی باتیں اور آپکی تلاوت سنتے ہیں مگر ان کے دلوں میں انابت نہیں اور یہ باتیں ان کے دلوں میں نہیں اترتیں۔ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ الخ یہ استفہام انکاری ہے اور الصُّمَّ (بہروں) سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے دلوں سے مہر جباریت کی بنا پر ماننے کی استعداد سلب کر لی گئی ہو اور اس کے ساتھ وہ عقل و فکر سے بھی محروم ہوں یعنی جن لوگوں کے دلوں پر مہر لگ چکی ہے ان کو راہ راست پر لانا آپ کے اختیار میں نہیں۔ وجعلهم كالصم للختم على قلوبهم والطبع عليها اى لا تقدر على هداية من اصمه الله عن سماع الهدى (قرطبی ج ص) **۶۰** اور کچھ ان میں سے ایسے ہیں جو ظاہری آنکھوں سے آپکی طرف دیکھتے اور آپکی صداقت اور نبوت کے دلائل واضحہ کا مشاہدہ کرتے ہیں مگر دل سے آپکی تصدیق نہیں کرتے کیونکہ مہر جباریت کی وجہ سے ان کی بصیرت معطل ہو چکی ہے اور ان کی مثال ان اندھوں کی سی ہے جو ظاہری آنکھوں کے ساتھ ساتھ اندرونی بصیرت یعنی عقل و فراست سے بھی محروم ہوں اس لئے ان کے راہ راست پر آنے کی اب کوئی امید نہیں یعنی انهم فى الياس من ان يقبلوا ويصدقوا كالصم والعمى الذين لا عقول لهم ولا بصائر (مدارک ج ۲ ص ۱۲۶) **۶۱** جملہ ماقبل کی علت ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے انہیں عقل و بصیرت اور ہدایت سے محروم کر کے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے خود اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے کیونکہ جب دلائل و براہین سے حق ان پر واضح ہو گیا تو انہوں نے اسے تسلیم نہ کیا، اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی عقل و خرد سے کام نہ لیا اور جان بوجھ کر عمداً قصداً محض ضد و عناد کی وجہ سے اس کا انکار کیا اس لئے یہ ان کے اپنے ہی اعمال کا نتیجہ ہے کہ انہیں قبول ہدایت کی توفیق سے محروم کر دیا گیا۔ اى لعدم استعمال مشاعرهم فيما خلقت له واعراضهم عن قبول الحق وتكذيبهم للرسل وترك النظر فى الادلة (روح ج ۱۱ ص ۱۲۶) **۶۲** یہ تخویف اخروی ہے جو لوگ حق بات کو سننے اور سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے انہیں آخرت کے عذاب سے خبردار رہنا چاہیئے۔ یوم کا عامل

۱؎ زجر ۱۲
۲؎ زجر ۱۲
۳؎ علت برائے ماقبل ۱۲
۴؎ تخویف اخروی ۱۲
۵؎ تخویف دنیوی ۱۲

بِهٖ ۭ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ ۭ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ
قرآن کا اور بعضے یقین نہ کریں گے ۵۸ اور تیرا رب خوب جانتا ہے
بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَ
شرارت والوں کو اور اگر تجھ کو جھٹلائیں ف۱ تو کہہ میرے لئے میرا کام اور
لَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ اَنْتُمْ بَرِيْٓــُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا
تمہارے لئے تمہارا کام تم پر ذمہ نہیں میرے کام کا اور مجھ پر
بَرِيْۗءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ
ذمہ نہیں جو تم کرتے ہو ف اور بعضے ان میں ۵۹ کان رکھتے ہیں
اِلَيْكَ ۭ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوْا لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۴۲﴾
تیری طرف کیا تو سنائے گا بہروں کو اگرچہ ان کو سمجھ نہ ہو
وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْظُرُ اِلَيْكَ ۭ اَفَاَنْتَ تَهْدِي الْعُمْيَ وَلَوْ
اور بعضے ان میں ۶۰ نگاہ کرتے ہیں تیری طرف کیا تو راہ دکھائے گا اندھوں کو اگرچہ
كَانُوْا لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَـيْــــًٔا
وہ سوجھ نہ رکھتے ہوں ف۲ اللہ ۶۱ ظلم نہیں کرتا لوگوں پر کچھ بھی
وَّلٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَھُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُھُمْ
لیکن لوگ اپنے اوپر آپ ظلم کرتے ہیں ف۳ اور جس دن ان کو جمع کریگا
كَاَنْ لَّمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُوْنَ
گویا نہ رہے تھے مگر ایک گھڑی دن ۶۲ ایک دوسرے کو
بَيْنَھُمْ ۭ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَاۗءِ اللّٰهِ وَمَا كَانُوْا
پہچانیں گے بیشک خسارے میں پڑے جنہوں نے جھٹلایا اللہ سے ملنے کو اور نہ آئے وہ
مُهْتَدِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُھُمْ
راہ پر ف۴ اور اگر ہم دکھائینگے ۶۳ تجھ کو کوئی چیز ان وعدوں میں سے جو کئے ہم نے ان سے

ع ۴ ۹

موضح قرآن

ف۱ یعنی اگر جھوٹ پہنچاؤں حکم اللہ کا تو میں گنہگار ہوں تم نہیں اور اگر میں سچ لاؤں پھر نہ کرو تو گناہ تم پر ہے تو ماننے میں تمہارا نقصان نہیں کسی طرح۔ ف۲ یعنی کان رکھتے ہیں یا نگاہ کرتے ہیں اس توقع پر کہ ہمارے دل میں تصرف کر دیں جیسا بعضوں پر ہو گیا سو یہ بات اللہ کے ہاتھ ہے۔ ف۳ یعنی بعضوں کے دل میں اثر نہیں دینا سو ان کی تقصیر ہے کہ دل صاف کر کے نہیں سنتے ف۴ یعنی قبر میں رہنا اس دن ایک گھڑی بھر معلوم ہوگا۔

اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى
یا وفات دیں تجھ کو سو ہماری ہی طرف ہے ان کو لوٹنا پھر اللہ شاہد ہے اُن
مَا يَفْعَلُوْنَ ﴿٤٦﴾ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ
کاموں پر جو وہ کرتے ہیں ف۱ اور ہر فرقہ کا ایک رسول ہے ٦٤ پھر جب پہنچا ان
رَسُوْلُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿٤٧﴾
کے پاس رسول ان کا فیصلہ ہوا ان میں انصاف سے اور ان پر ظلم نہیں ہوتا ف۲ ف۱
وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٤٨﴾
اور کہتے ہیں ٦٥ کب ہے یہ وعدہ اگر تم سچے ہو
قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ
تو کہہ ٦٦ میں مالک نہیں اپنے واسطے برے کا نہ بھلے کا مگر جو چاہے
اللّٰهُ ؕ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ؕ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا
اللہ ہر فرقہ کا ایک وعدہ ہے ٦٧ جب آ پہنچے گا ان کا وعدہ پھر نہ
يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿٤٩﴾ قُلْ
پیچھے سرک سکیں گے ایک گھڑی اور نہ آگے سرک سکیں گے تو کہہ
اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُهٗ بَيَاتًا اَوْ نَهَارًا مَّاذَا
بھلا دیکھو تو ٦٨ اگر آ پہنچے تم پر عذاب اس کا راتوں رات یا دن کو تو کیا کریں گے
يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٥٠﴾ اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ
اس سے پہلے گنہگار ف۳ کیا پھر جب ٦٩ عذاب واقع ہو چکا
اٰمَنْتُمْ بِهٖ ؕ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿٥١﴾
تب اس پر یقین کرو گے اب قائل ہوئے اور تم اسی کا تقاضا کرتے تھے ف۴ ف۲
ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ ۚ
پھر کہیں گے گنہگاروں کو چکھتے رہو عذاب ہمیشگی کا

٦٣ تخویف دنیوی
٦٤ تخویف دنیوی
٦٥ شکوی ١٢
٦٦ جواب شکوی ١٢

یتعارفون ہے (قولہ (یتعارفون) یجوز ان یکون متعلقا بیوم نحشرهم کبیر ج ١٧ ص ١٠٣ طبع جدید) كَاَنْ لَّمْ يَلْبَثُوْٓا سے پہلے يَقُوْلُوْنَ محذوف ہے یعنی جب ہم ان کو قبروں سے اٹھائیں گے تو وہ کہیں گے گویا کہ عالم برزخ میں ہم صرف ایک گھڑی ٹھہرے ہیں اور میدان حشر میں وہ ان لوگوں کو پہچانیں گے جنہیں دنیا میں پہچانتے تھے۔ کفار و مشرکین جب آخرت کے شدید ترین اور دردناک عذاب کا مشاہدہ کریں گے تو عالم برزخ کا عذاب اس کے مقابلے میں انہیں آرام و راحت معلوم ہوگا اور وہ برزخی قیام کے زمانے کو ساعاتِ راحت کی طرح بہت قلیل سمجھیں گے۔ بعض مفسرین نے دنیا میں قیام کی قلت مراد لی ہے قال ابن عباس فی قبورهم وقال الضحاك فی الدنیا . . . . یستقصرون مدة لبثهم فی الدنیا والقبور لهول مایرون الخ (مظہری ج ٥ ص ٣١) **٦٣** تخویف دنیوی ہے۔ منکرین اور معاندین کو ذلیل و رسوا کرنے کا ہم نے آپ سے جو وعدہ کر رکھا ہے اسکی بعض صورتیں اگر ہم دنیا ہی میں ظاہر کر دیں اور آپ کو دکھا دیں تو ہم اس پر بھی قادر ہیں اور اگر دنیا میں ان کی سزا اور رسوائی کی تمام صورتوں کے ظہور سے قبل ہی ہم آپ کو وفات دیدیں تو انکی مزید ذلت و رسوائی آپ میدان حشر میں مشاہدہ فرمالیں گے۔ ای واما نرینك بعض الذی نعدهم فی الدنیا فذلك او نتوفینك قبل ان نریكه فنحن نریكه فی الاٰخرة (مدارك ج ٢ ص ١٢٤) ثم الله الخ میں ثم تراخی کیلئے نہیں بلکہ محض تعقیب ذکری کیلئے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر زمانہ میں حاضر و ناظر ہے قیامت کی کیا خصوصیت ہے یا ثم بمعنی واؤ ہے یا شہادت سے مراد اس کا لازم ہے یعنی جزاء و سزا دینا اس صورت میں ثم تعقیب زمانی کیلئے ہوگا هی علی الاول للتراخی الرتبی وعلی الثانی علی الظاهر (روح ج ١١ ص ١٢٩) **٦٤** تخویف دنیوی ہے۔ تمام امم سابقہ کا بالاجمال ذکر کر دیا کہ ہم نے ہر قوم میں اپنا رسول بھیجا جس نے ان کو پیغام حق سنایا اور دعوت توحید دی لیکن جب انہوں نے انکار کیا تو عین عدل و انصاف کے مطابق ان کو تہس نہس کر دیا گیا۔ اے مشرکین مکہ تم بھی سن لو نہ مانو گے تو اقوام سابقہ کا سا حشر ہوگا۔ **٦٥** یہ شکوی ہے۔ مشرکین مکہ فرط انکار اور ضد و عناد کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کرتے کہ جس عذاب یا قیامت سے تو ہمیں ڈراتا ہے وہ کہاں ہے اور کب آئے گا اسے جلدی لاؤ۔ یرید کفار مكة لفرط انکارهم واستعجالهم العذاب ای متی العقاب او متی الساعة التی یعدنا محمد (قرطبی ج ٨ ص ٣٤٩) **٦٦** یہ جواب شکوی بر سبیل ترقی ہے یعنی تم مجھ سے عذاب یا قیامت لانے کا مطالبہ کرتے ہو یہ تو بہت بڑی بات ہے میں تو اپنے نفع اور نقصان کا بھی اختیار نہیں رکھتا۔ ہر چیز کا مالک و مختار صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اس لئے عذاب لانا میرے بس کی بات نہیں لما استعجلوا النبی صلی الله علیه وسلم بالعذاب قال الله له قل لهم یا محمد لا املك لنفسی ضرا ولا نفعا ای لیس ذلك لی ولا لغیری (قرطبی) ای لا اقدر علی شیء منهما بوجه من الوجوه (روح ج ١١ ص ١٣٠)۔ اور اِلَّا مَا شَآءَ استثناء منقطع ہے یعنی میں تو اپنے نفع اور نقصان کا بھی مختار نہیں البتہ جو اللہ چاہے وہی ہوتا ہے ای ولکن ما شاء الله من ذلك کائن فکیف املك لکم الضر وجلب العذاب (مدارك ج ٢ ص ١٢٤) **٦٧** البتہ یہ ضرور کہوں گا کہ جس عذاب اور قیامت کا تم سے وعدہ کیا جا چکا ہے اس کا ایک وقت مقرر ہے اور وہ مقررہ وقت پر لامحالہ آکر رہے گا اس میں تخلف محال ہے اور نہ اس میں تقدم و تاخر ممکن ہے جب عذاب اپنے وقت سے نہ پہلے آ سکتا ہے

موضح قرآن ف۱ یعنی غلبۂ اسلام کچھ حضرت کے روبرو ہوا اور باقی ان کے خلیفوں سے۔ ف۲ عمل بد آگے سے ہوتے ہیں لیکن رسول کے پہنچنے پر سزا ملتی ہے ف۳ یعنی بچاؤ کر نہ سکو گے پھر پوچھنے کا کیا فائدہ۔ ف۴ یعنی عذاب آئے پر ایمان لانا کب قبول ہوگا۔ اس واسطے پوچھو تو بھی عبث ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی رسل واتباع ایشان نجات یابند و کافران ہلاک شوند ١٢ ف۲ یعنی باستہزا و تکذیب ١٢۔

نہ پیچھے ہٹ سکتا ہے تو پھر تمہارے مطالبے پر وقت سے پہلے میں کیسے لا سکتا ہوں؟ لَا یَسْتَقْدِمُوْنَ جملہ ستینافیہ ہے یا اِذَا جَآءَ پر معطوف ہے لیکن لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ پر معطوف نہیں کیونکہ جب معین وقت آجائے تو پھر اس پر تقدم ممکن نہیں اس لئے نفی تقدم کا کوئی فائدہ باقی نہیں رہتا (روح) حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ اذا کی جزا محذوف ہے فَاِذَا جاء اجلهم یعذبون جب ان کے عذاب کی اجل آپہنچے گی اس وقت وہ مبتلائے عذاب ہو جائیں گے اور اس میں تقدم و تاخر نہیں ہوگا یعنی عذاب اپنے وقت معین سے نہ پہلے آئے گا نہ اس سے پیچھے۔ ۶۸ زجر مع تخویف دنیوی بَیَاتًا اَوْ نَهَارًا منصوب علی الظرفیۃ ہیں ای فی وقت بیات او فی نہار۔ مَاذَا یَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ۔ مَاذَا بمعنی ای شیء ہے مشرکین بہت عجلت کرتے اور عذاب کے

هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَيَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ
وہی بدلا ملتا ہے جو کچھ کماتے تھے اور تجھ سے خبر پوچھتے
اَحَقٌّ هُوَ ؕ قُلْ اِیْ وَرَبِّیْۤ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ؕ وَمَاۤ اَنْتُمْ
ہیں کیا سچ ہے یہ بات ۷۱ تو کہہ البتہ قسم میرے رب کی یہ سچ ہے اور تم
بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَلَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِی
تھکا نہ سکو گے ف اور اگر ہو ہر شخص گنہگار کے پاس ۷۲ جتنا کچھ ہے
الْاَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهٖ ؕ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا
زمین میں البتہ دے ڈالے اپنے بدلے میں اور چھپے چھپے پچتائیں گے جب
رَاَوُا الْعَذَابَ ۚ وَقُضِیَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ
دیکھیں گے عذاب اور ان میں فیصلہ ہوگا انصاف سے اور ان پر
لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۵۴﴾ اَلَاۤ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ
ظلم نہ ہوگا سن رکھو اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمان اور
الْاَرْضِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ
زمین میں ۷۳ سن رکھو وعدہ اللہ کا سچ ہے پر بہت لوگ
لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾ هُوَ يُحْیٖ وَيُمِيْتُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۶﴾
نہیں جانتے وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے
يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ
اے لوگو ۷۴ تمہارے پاس آئی ہے نصیحت تمہارے رب سے اور
شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ
شفاء دلوں کے روگ کی اور ہدایت اور رحمت
لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۷﴾ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ
مسلمانوں کے واسطے کہہ اللہ کے فضل سے اور اس کی مہربانی سے ۷۵ سو اسی پر

۷۱ شکوی ۱۲

وقف النبی ع ۵ ۱۰ علیہ السلام
وقف النبی علیہ السلام

۷۳ توحید پر چھٹی عقلی دلیل ۱۲

۷۴ ترغیب الی القرآن ۱۲

جلدی آنے کا مطالبہ کرتے ہیں اگر راتوں رات یا دن میں جبکہ وہ اپنے کاروبار میں مصروف ہوں اچانک ہی اللہ کا عذاب آجائے تو یہ مجرم اور بدکردار لوگ جلدی کرکے اس سے بچاؤ کیلئے کیا حیلہ یا تدبیر عمل میں لائیں گے؟ استفہام انکاری ہے یعنی اس سے بچنے کا کوئی حیلہ نہیں کرسکیں گے تو پھر اس کا وقت پوچھنے سے کیا فائدہ۔ یا مطلب یہ ہے کہ عذاب کونسی خوشی کی چیز ہے جسکے جلدی آنے کا مجرمین مطالبہ کرتے ہیں اس صورت میں استفہام تعجب کے لئے ہوگا کہ ان مجرمین پر تعجب ہے کہ وہ کیسی خوفناک اور ہلاکت خیز چیز کو جلدی طلب کررہے ہیں (روح و موضح قرآن) ۶۹ یہاں تقدیم و تاخیر ہے اصل میں یوں تھا ءَاِذَا مَا وَقَعَ ثُمَّ اٰمَنْتُمْ بِهٖ اور ثم استبعاد کے لئے ہے یعنی تم عذاب کو اس طرح جلدی مانگتے ہو گویا جب عذاب آجائے گا تو پھر تم ایمان لے آؤ گے یہ بات تو پہلے سے بھی زیادہ تعجب انگیز اور بعید از عقل ہے۔ ءَاِذَا مَا وقع العذاب وحل بکم حقیقۃ اٰمنتم بہ ... وجئ بثم دلالۃ علی زیادۃ الاستبعاد (روح ج ۱۱ ص ۱۳۳) ۷۰ اس سے پہلے یقال مقدر ہے اور اس کے بعد اٰمنتم یعنی جب عذاب آگیا اور منکرین عذاب دیکھ کر ایمان لے آئے تو ان سے کہا جائے گا کہ اب عذاب دیکھ کر ایمان لاتے ہو اور ایسے ایمان سے نفع کی امید رکھتے ہو حالانکہ تم اس عذاب کو بطور استہزاء و تمسخر جلدی مانگتے تھے یہ توبیخ و تہدید کے طور پر کہا جائے گا۔ آٰلْئٰنَ تؤمنون ترجون الانتفاع بالایمان مع انکم کنتم قبل ذلك بہ تستعجلون علی سبیل السخریۃ والاستہزاء (کبیر ج ۷ ص ۵۰۱) ۷۱ یہ شکوی ہے۔ منکرین آپ سے پوچھتے ہیں کہ واقعی عذاب یا قیامت کا آنا حق ہے۔ قُلْ اِیْ وَرَبِّیْٓ الخ یہ جواب شکوی ہے میرے پیغمبر آپ ان کے جواب میں فرمادیں کیوں نہیں مجھے اپنے رب کی قسم وہ حق ہے اور اس کا وقوع ناگزیر ہے اور تم اس کے لانے والے کو عاجز نہیں پاؤ گے اور نہ خود کو اس سے بچا سکو گے۔ ۷۲ تخویف اخروی ہے قیامت کے دن مشرکین عذاب الٰہی سے بچنے کی آرزو کریں گے یہاں تک کہ اس دن اگر دنیا کی ساری دولت اور زر و جواہر کے خزانے ان کے قبضہ میں ہوں تو عذاب سے بچنے کیلئے وہ سب کچھ فدیہ میں دینے کو تیار ہوں گے۔ وَاَسَرُّوا اور قیامت کے دن وہ عذاب کو دیکھ کر دنیا کی بداعمالیوں پر پچھتائیں گے اور سخت پشیمان اور آزردہ ہوں گے اور اپنی پشیمانی کو چھپانے کی کوشش کریں گے مگر وہ چھپی نہ رہیگی۔ یا اَسَرُّوْا بمعنی اَظْهَرُوْا ہے کیونکہ یہ لفظ اضداد میں سے ہے وفی القاموس اَيْضًا اسره کتمه واظهره (روح ج ۱۱ ص ۱۳۴) یعنی قیامت کے دن عذاب کو دیکھ کر وہ سخت پچھتائیں گے اور اپنی بداعمالیوں پر ندامت اور پشیمانی کا اظہار کریں گے ۷۳ یہ توحید پر چھٹی عقلی دلیل ہے اور یہ نفی شرک فعلی کے لئے تمہید ہے جو اگلی دلیل میں مذکور ہے زمین و آسمان کی ہر چیز اللہ کی ہے، ہر چیز اس کے تصرف و ملک اور اس کی قدرت کے تحت ہے۔ هُوَ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ الخ وہ ایسا قادر و متصرف ہے کہ موت و حیات بھی اسی کے ہاتھ میں ہے۔ جب وہی مالک و مختار اور متصرف ہے تو پھر اسکی پیدا کی ہوئی اور اسکی مملوکہ اشیاء میں سے غیروں کے حصے کیوں مقرر کرتے ہو؟ اور

موضح قرآن ف یعنی بھاگ کر عاجز نہ کرسکو گے۔

امیروں کے لئے تحریمات کیوں کرتے ہو؟ لہٰذا تمہاری خودساختہ تحلیل وتحریم بے جا ہے۔ اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ الخ جب وہی مالک ومختار ہے تو وہ اپنا وعدہ پورا کرنے پر بھی قادر ہے اس لئے جو وعدہ بھی اس نے کیا ہے خواہ منکرین کے لئے عذاب کا یا مؤمنین کیلئے ثواب کا وہ لامحالہ پورا ہو کر رہے گا۔ **۷۴** یہ ترغیب الی القرآن ہے۔ اللہ کی طرف سے تمہارے پاس ایک ایسی کتاب آچکی ہے جو سراپا ہدایت ورحمت ہے، نصیحت وحکمت سے لبریز اور تمام روحانی بیماریوں کے لئے پیغام شفا ہے وہ توحید، دیگر عقائد حقہ اور احکام شرعیہ بیان کرتی اور شرک وبدعت اور اعمال جاہلیہ سے روکتی ہے۔ اس لئے اس سے فائدہ اٹھاؤ اور اسکی ہدایات پر عمل کرو۔ تاکہ شرک وبدعت اور اخلاق رذیلہ سے پاک ہو جاؤ۔ **۷۵** **فَضْل** سے مراد قرآن اور رحمت سے توفیق ایمان واسلام مراد ہے

فَلْيَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿٥٨﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ
ان کو خوش ہونا چاہیئے یہ بہتر ہے ان چیزوں سے جو جمع کرتے ہیں تو کہہ بھلا دیکھو تو ۷۶
مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ
اللہ نے جو اتاری تمہارے واسطے روزی پھر تم نے ٹھہرائی اس میں سے
حَرَامًا وَّحَلٰلًا ؕ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ
کوئی حرام اور کوئی حلال کہہ کیا اللہ نے حکم دیا تم کو یا اللہ پر
تَفْتَرُوْنَ ﴿٥٩﴾ وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى
افترا کرتے ہو اور کیا خیال ہے ۷۷ جھوٹ باندھنے والوں کا
اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ
اللہ پر قیامت کے دن اللہ تو فضل کرتا ہے
عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٦٠﴾ وَمَا
لوگوں پر اور لیکن بہت لوگ حق نہیں مانتے اور نہیں
تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا
ہوتا تو کسی حال میں ۷۸ اور نہ پڑھتا ہے اس میں سے کچھ قرآن اور نہیں
تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ
کرتے ہو تم لوگ کچھ کام کہ ہم نہیں ہوتے حاضر تمہارے پاس جب
تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ
تم مصروف ہوتے ہو اس میں اور غائب نہیں رہتا تیرے رب سے ایک ذرہ
ذَرَّةٍ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ
بھر زمین میں اور نہ آسمان میں اور نہ چھوٹا
ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿٦١﴾ اَلَآ اِنَّ
اس سے اور نہ بڑا جو نہیں ہے کھلی ہوئی کتاب میں یاد رکھو جو

ع ۶ ۱۱

۲ توحید پر ساتویں عقلی دلیل ۳

۳ تخویف دنیوی ۳

۴ توحید پر آٹھویں عقلی دلیل ۳

۵ بشارت اخروی ۳

یا دونوں سے مراد قرآن ہی ہے اس آیت میں نہایت تاکید اور اہتمام سے قرآن کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ کا فضل ورحمت ہے خوش ہونے کا حکم دیا گیا ہے اس آیت کی فصاحت وبلاغت کا کمال یہ ہے کہ لفظی تکرار کے بغیر اس میں معنوی تکرار اور تاکید موجود ہے چنانچہ یہاں تین بار اس کی تاکید ہے (۱) بِفَضْلِ اللّٰهِ کا متعلق محذوف ہے اصل میں تھا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَلْيَفْرَحُوْا (۲) فَبِذٰلِكَ فا اس پر دلالت کر رہی ہے کہ بِذٰلِكَ کا متعلق محذوف ہے جو بقرینہ مابعد لیفرحو ہے (۳) فَلْيَفْرَحُوْا جملہ ہے جس کا متعلق بِذٰلِكَ مقدر ہے اس طرح فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا دو مستقل جملے ہوں گے اور اصل کلام یوں ہوگا فَبِذٰلِكَ لِيَفْرَحُوْا فَبِذٰلِكَ لِيَفْرَحُوْا پہلے جملے سے فَلْيَفْرَحُوْا اور دوسرے جملے سے بِذٰلِكَ محذوف ہوگا فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا میں ظرف کی فعل پر تقدیم مفید حصر ہے اسی ہی کے ساتھ انہیں خوش ہونا چاہیئے نہ کسی دوسری کتاب یا دنیوی مال ومنال سے۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ دیگر مفسرین نے صرف دو جملے بنائے ہیں ایک بفضل اللہ وبرحمته فليفرحوا دوم فَبِذٰلِكَ فليفرحوا امام رازی فرماتے ہیں وتقديره بفضل الله وبرحمته فليفرحوا ثم يقول مرة اُخرٰى (فبذلك فليفرحوا) والتكرار للتاكيد (کبیر ج ۱۷ ص ۱۲۱) کذا فی الروح والمدارک۔ **۷۶** یہ توحید پر ساتویں عقلی دلیل ہے اور اس سے بھی شرک فعلی ہی کی نفی مقصود ہے اور یہ چھٹی دلیل سے متعلق ہے جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ زمین وآسمان کی ہر چیز کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اور ان میں وہی متصرف ومختار ہے تو اب تم بتاؤ اللہ نے رزق کی جو انواع واقسام تم کو عطا فرمائی ہیں ان میں تم نے اپنی مرضی سے تحلیل وتحریم کیوں کی ہے؟ کیا اللہ نے تم کو اسکی اجازت دی ہے یا تم اپنے فعل کو اللہ کی طرف منسوب کر کے اس پر بہتان تراشی کرتے ہو۔ مشرکین بعض اوقات اپنے مشرکانہ افعال کو اللہ کی طرف منسوب کر کے کہہ دیتے تھے کہ اللہ نے ہمیں ان کا حکم دیا ہے اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنَا بِهَا حالانکہ یہ اللہ تعالیٰ پر سراسر افترا ہے۔ مشرکین اپنے معبودوں کی خوشنودی کے لئے کئی قسم کے چوپائے نامزد کر کے چھوڑ دیتے اور کھیتوں اور غلوں سے بھی اپنے معبودوں کا حصہ مقرر کر دیتے ان چوپایوں (سائبہ بحیرہ وغیرہ) اور غلہ کے حصوں کا استعمال حرام قرار دیدیتے بعض مادہ جانوروں کے بارے میں وہ اعلان کر دیتے کہ ان سے زندہ بچہ پیدا ہو تو وہ مردوں کے لئے حلال اور عورتوں کیلئے حرام ہے اور اگر مردہ پیدا ہو تو سب کے لئے حلال جیسا کہ اسکی تفصیل سورۂ مائدہ (پ ۷) میں گذر چکی ہے۔ یہاں مشرکین کو اسی خودساختہ تحلیل وتحریم پر سرزنش فرمائی۔ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا وحراما (وقال مجاهد هو ما حكموا به من تحريم البحيرة والسائبة والوصيلة والحام وقال الضحاك هو قول الله تعالى وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا (قرطبی ج ۸ ص ۳۵۵، معالم ج ۳ ص ۱۹۵) ای فبعضتموه وقسمتموه الی حرام وحلال وقلتم (هٰذِهٖۤ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ) (وَمَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰۤى اَزْوَاجِنَا) الی غير ذلك (روح ج ۱۱ ص ۱۴۲) **۷۷** یہ تخویف وتہدید ہے يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مفعول فیہ ہے ظَنُّ کا یعنی یوم قیامت کے بارے میں ان افترا کرنے والے مشرکین کا کیا گمان ہے کہ میں انکے ساتھ کیا کرنے والا ہوں۔

توضیح قرآن ف۱ سورۂ مائدہ وانعام میں اس کا ذکر ہو چکا۔

اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦٢﴾

لوگ اللہ کے دوست ہیں نہ ڈر ہے ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے ۷۹

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿٦٣﴾ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى

جو لوگ کہ ایمان لائے اور ڈرتے رہے ۸۰ ان کے لئے ہے خوشخبری ۸۱

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ؕ

دنیا کی زندگانی میں ف۱ اور آخرت میں بدلتی نہیں اللہ کی باتیں ۸۲

ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٦٤﴾ وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ

یہی ہے بڑی کامیابی اور رنج مت کر ان کی بات سے ۸۳

وقف لازم

اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ؕ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٦٥﴾ اَلَآ اِنَّ

اصل میں سب زور اللہ کے لئے ہے وہی ہے سننے والا جاننے والا یاد رکھو

لِلّٰهِ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ ؕ وَمَا يَتَّبِعُ

اللہ کا ہے جو کوئی ہے آسمانوں میں اور جو کوئی ہے زمین میں ۸۴ اور یہ جو پیچھے پڑے

الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ اِنْ

ہیں ۸۵ اللہ کے سوا شریکوں کو پکارنے والے سو یہ

يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿٦٦﴾ هُوَ

کچھ نہیں مگر پیچھے پڑے ہیں اپنے خیال کے ۸۶ اور کچھ نہیں مگر اٹکلیں دوڑاتے ہیں وہی ہے

الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ

جس نے بنایا تمہارے واسطے رات کو کہ چین حاصل کرو اس میں اور دن دیا

مُبْصِرًا ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿٦٧﴾ قَالُوا

دکھلانے والا ۸۷ بیشک اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو سنتے ہیں کہتے ہیں

اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ الْغَنِىُّ ؕ لَهٗ مَا فِى

ٹھہرا لیا ہے اللہ نے بیٹا ۸۸ وہ پاک ہے ۸۹ وہ بے نیاز ہے اسی کا ہے جو کچھ ہے

تسلیہ برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

توحید پر نویں عقلی دلیل ۱۲

زجر ۱۲

توحید پر دسویں عقلی دلیل ۱۲

شکویٰ ۱۲

جواب شکویٰ پانچ عنوانوں سے پہلا عنوان ۱۲

دوسرا عنوان ۱۲

تیسرا عنوان ۱۲

کیا میں ان کو چھوڑ دوں گا اور ان سے مؤاخذہ نہیں کروں گا؟ ایحسبون انه لا یؤاخذهم ولا یجازیهم علی اعمالهم فهو استفهام بمعنی التوبیخ والتقریع والوعید العظیم لمن یفتری علی الله الکذب (خازن ج ۳ ص ۱۹۵) استفہام برائے توبیخ وتہدید ہے۔

۷۸ یہ توحید پر آٹھویں عقلی دلیل ہے اور اس سے شرک فی العلم کی نفی مقصود ہے۔ مِنْ قُرْاٰنٍ میں مِنْ بیانیہ ہے قرآن، منه کی ضمیر مجرور کا بیان ہے۔ وَلَا تَعْمَلُوْنَ الخ یہ خاص سے عام کی طرف ترقی ہے اعلم انه تعالی خصص الرسول فی اول هذه الاٰیة بالخطاب فی امرین ثم اتبع ذلك بتعميم الخطاب مع كل المكلفين الخ (کبیر ج ۷ ص ۱۲۱) اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ یعنی جب تم اپنے کاموں میں منہمک ہوتے ہو۔ حاصل یہ کہ اے پیغمبر آپ کوئی بھی کام کریں مثلاً قوم کو اللہ کا قرآن پڑھ کر سنا رہے ہوں، آپ کی اور آپکی تلاوت کی کیا خصوصیت ہے تم سب لوگ جو کام بھی کرتے ہو جب تم اس میں ہمہ تن مصروف ہوتے ہو ہم تمہارے ہر فعل سے ہر وقت اور ہر جگہ باخبر رہتے اور علم وقدرت کے اعتبار سے ہر جگہ حاضر وناظر رہتے ہیں۔ وَمَا يَعْزُبُ یہ تخصیص کے بعد اور تعمیم ہے یعنی صرف بندوں کے اعمال وافعال پر ہی منحصر نہیں بلکہ زمین وآسمان کا ایک ذرہ بلکہ اس سے بھی اگر کوئی قلیل اور حقیر مقدار ہو تو وہ بھی اللہ تعالیٰ پر پوشیدہ نہیں ساری کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے علم محیط میں موجود ہے۔ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ سے لوح محفوظ یعنی علم الٰہی مراد ہے یعنی اللوح المحفوظ مع علم الله تعالیٰ به (قرطبی ج ۸ ص ۳۵۶) جب علم محیط اور کل اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہو گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر تمام غیر اللہ سے علم غیب کی نفی متحقق ہو گئی لہٰذا اللہ تعالیٰ کے سوا کارساز اور متصرف بھی کوئی نہیں۔ کیونکہ کارساز اور متصرف وہی ہو سکتا ہے جو عالم الغیب ہو۔

۷۹ یہ بشارت اخروی ہے اولیاء اللہ یعنی اللہ کے دوستوں کی آخرت میں یہ شان ہوگی کہ میدان حشر میں اہوال قیامت سے جب اور لوگ گھبرا جائیں گے خوف وہراس سے محفوظ رہیں گے اور جب اور لوگ دنیا میں عملی کوتاہی پر حسرت وافسوس کریں گے اس وقت کوئی غم اور افسوس ان کے دامنگیر نہیں ہوگا کیونکہ انہوں نے اپنی زندگی کو عبث اور لایعنی امور میں صرف نہیں کیا بلکہ ایام زندگی کو اللہ تعالیٰ کی عبادت وطاعت اور اسکی رضا جوئی میں صرف کیا۔ لا خوف علیهم فی الاخرة من عقاب الله لان الله تعالی رضی عنهم فامنهم من عقابه وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ علی ما فاتهم من الدنیا (ابن جریر ج ۱۱ ص ۱۳۱)

۸۰ یہ اولیاء اللہ کی نشانیاں ہیں جن سے انہیں بآسانی پہچانا جا سکتا ہے یہاں اللہ تعالےٰ نے اولیاء اللہ کی دو صفتیں بیان فرمائی ہیں جو تمام صفات ولایت کی جامع ہیں (۱) اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اس سے اعتقاد صحیح کی طرف اشارہ ہے یعنی ان کے تمام عقائد کتاب وسنت کے مطابق ہوں اور ان میں شریعت سے سر مو انحراف نہ ہو (۲) وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ اور وہ متقی ہوں یعنی ان کے تمام اعمال واخلاق شریعت اسلامیہ کے عین مطابق ہوں۔ کتب عقائد میں اس کی تفصیل موجود ہے جس کا خلاصہ یہ ہے ولی الله من یکون اٰتیا بالاعتقاد الصحیح المبنی علی الدلیل ویکون اٰتیا بالاعمال الصالحة علی وفق ما وردت به الشریعة (کبیر ج ۷ ص ۱۲۶)

۸۱ اولیاء اللہ کے لئے دنیا اور آخرت میں جنت کی خوشخبری ہے اور اللہ کی طرف سے پختہ وعدہ ہے دنیا میں خوشخبری سے مراد وہ بشارتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نازل فرمائی ہیں مثلاً يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ (توبہ ع ۳) اور وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ الخ (بقرة ع ۳) قال الحسن هی ما بشرهم الله تعالی فی کتابه من جنته وکریم ثوابه بقوله يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ الخ (قرطبی ج ۸ ص ۳۵۸) یا دنیا میں خوشخبری سے مراد رؤیائے صالحہ ہے جیسا کہ حدیث مرفوع میں واقع ہے هی الرؤیا الصالحة یراها المسلم او یری له (مدارک ج ۲ ص ۱۲۹) اور آخرت میں خوشخبری سے مراد یہ ہے کہ موت کے بعد یا قبروں سے نکلنے کے بعد فرشتے انکو جنت

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی بردبار صالحہ ۱۲

کی بشارت دیں گے۔ **۸۲ھ** اللہ تعالیٰ کے ارشادات میں رد و بدل نہیں ہوسکتا کلمات سے اقوال مراد ہیں خواہ احکام و اخبار ہوں یا مواعید یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام اٹل ہیں ان میں ترمیم و تبدیل نہیں ہوسکتی مثلاً توحید ہے جو ناقابل تبدیل ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے وعدوں میں تخلف ناممکن ہے۔ ای لاتغییر لاقوالہ التی من جملتہا مواعیدہ الخ (روح ج ۱۱ ص ۱۵۲) **۸۳ھ** یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے، اِنَّ الْعِزَّةَ الخ یہ ماقبل کے لئے علت ہے یعنی اے میرے پیغمبر آپ مشرکین کی ایذارسانی اور ان کے توہین آمیز سلوک سے دل برداشتہ اور غمگین نہ ہوں اس سے وہ آپ کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکیں گے کیونکہ عزت و ذلت تو اللہ کے اختیار میں ہے اور اللہ تعالیٰ آپ کو دنیا و آخرت میں عزت و آبرو دینے کا فیصلہ کرچکا ہے۔ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وہی ہربات کو سننے اور جاننے والا ہے اور کوئی نہیں۔ اس سے مقصود شرک فی العلم کی نفی ہے گویا یہ دلیل نہم کا مقدمہ ہے جس سے نفی شرک فی التصرف مقصود ہے۔ **۸۴ھ** یہ توحید پر نویں عقلی دلیل ہے جس سے شرک فی التصرف کی نفی مقصود ہے دلیل ششم میں فرمایا تھا ہر چیز کا مالک اللہ تعالیٰ ہے لہٰذا تم اپنی طرف سے تحریم و تحلیل نہ کرو یہاں فرمایا زمین و آسمان کی تمام ذوی العقول مخلوق جن و بشر اور فرشتے سب اللہ تعالیٰ کے مملوک و محکوم اور اس کے عاجز بندے ہیں اور ان میں سے کوئی بھی ہربات کو سننے اور جاننے والا نہیں اس لئے ان میں سے کوئی بھی دعاء اور پکار کے لائق نہیں۔ جو لوگ اللہ کے نیک بندوں کو حاجات و مشکلات میں پکارتے ہیں ان کے بارے میں ان کا اعتقاد یہ ہوتا ہے کہ وہ عالم الغیب ہیں اور ان کی تمام باتوں کو سنتے اور جانتے ہیں اس لئے پہلے اعلان کردیا گیا کہ ہربات کو سننے والا اور ہر چیز کو جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ **۸۵ھ** یہ زجر ہے اَلَّذِيْنَ مع صلہ يَتَّبِعُ کا فاعل ہے اور يَدْعُوْنَ کا مفعول محذوف ہے ای شرکاء اور شرکاء جو مذکور ہے وہ يَتَّبِعُ کا مفعول ہے یعنی جو لوگ اللہ سے ورے اور شرکاء کو پکارتے ہیں حقیقت میں وہ اللہ کے شرکاء کو نہیں پکارتے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے شریک فی الربوبیت کا تو وجود ہی محال ہے۔ وما یتبعون حقیقۃ الشرکاء وان کانوا یسمونہا شرکاء لان شرکۃ اللہ فی الربوبیۃ محال (مدارک ج ۲ ص ۱۳۰) **۸۶ھ** اصل بات یہ ہے کہ مشرکین اپنے ظن و تخمین سے بندگان خدا کو خدا کے شریک سمجھتے ہیں اور پھر اپنے ظن فاسد اور خیال باطل کی پیروی کرتے ہوئے حاجات میں ان کو پکارتے ہیں حالانکہ فی الواقع اللہ تعالیٰ کا شریک نہ موجود ہے نہ اس کا وجود ممکن ہے۔ **۸۷ھ** توحید پر دسویں عقلی دلیل۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ ہی کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے کہ اس نے رات کو تمہارے آرام کے لئے اور دن کو تمہارے کاروبار کے لئے بنایا تو کیا پھر اس کے سوا کوئی اور کارساز یا متصرف و مختار ہوسکتا ہے؟ معطوف علیہ میں جَعَلَ کا مفعول ثانی محذوف ہے اصل میں تھا جعل لکم اللیل مظلمًا لتسکنوا فیہ یعنی اس نے رات کو تاریک بنایا تاکہ تم اس میں آرام و سکون حاصل کرو۔ اور معطوف میں مفعول ثانی کا متعلق محذوف ہے۔ ای والنہار مبصرًا لتبصروا فیہ اور دن کو روشن بنایا تاکہ تم دیکھ سکو اور معاش وغیرہ کا انتظام کرسکو۔ (مدارک و روح) معطوف علیہ میں متعلق کا ذکر معطوف میں اس کے حذف کا قرینہ ہے علی ہذا معطوف میں مفعول ثانی کا ذکر معطوف علیہ میں اس کے مقدر ہونے پر قرینہ ہے یہ ایجاز اور بلاغت بھی قرآن کا اعجاز ہے۔ **۸۸ھ** یہ شکوی ہے۔ وَلَدًا سے مراد حقیقی بیٹا نہیں بلکہ اس سے مراد نائب و متصرف ہے جیسا کہ اِتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا کی تعبیر سے ظاہر ہے یعنی اللہ نے بیٹا بنالیا والاتخاذ صریح فی التبنی (روح ج ۱۱ ص ۱۵۵) یہود و نصاریٰ حضرت مسیح و عزیر علیہما السلام کو خدا کے بیٹے اور مشرکین فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں بایں معنی نہیں کہتے تھے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صلبی اولاد ہیں بلکہ ان کا مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کو اس طرح محبوب ہیں جس طرح بیٹے باپ کو محبوب ہوتے ہیں، جس طرح باپ اپنے پیارے بیٹوں اور اپنی چہیتی بیٹیوں کی ہربات مانتا

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍۢ
آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں نہیں تمہارے پاس کوئی سند
بِهٰذَا ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٦٨﴾ قُلْ
اس کی کیوں جھوٹ کہتے ہو اللہ پر جس بات کی تم کو خبر نہیں کہہ
اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿٦٩﴾ ؕ
جو لوگ باندھتے ہیں ۸۸ اللہ پر جھوٹ بھلائی نہیں پاتے
مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيْقُهُمُ
تھوڑا سا نفع اٹھا لینا دنیا میں پھر ہماری طرف ہے ان کو لوٹنا پھر چکھائیں گے ہم ان کو
الْعَذَابَ الشَّدِيْدَ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿٧٠﴾ ع وَاتْلُ
سخت عذاب بدلا ان کے کفر کا اور سنا
عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ ۘ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ
ان کو حال نوح کا ۸۹ جب کہا ۹۰ اپنی قوم کو اے قوم اگر بھاری ہوا ہے
عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ وَتَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ
تم پر میرا کھڑا ہونا اور نصیحت کرنا اللہ کی آیتوں سے تو میں نے اللہ پر
تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ
بھروسہ کیا اب تم سب مل کر مقرر کرو اپنا کام اور جمع کرو اپنے شریکوں کو پھر نہ رہے تم
اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿٧١﴾
کو اپنے کام میں شبہ پھر کر گذرو میرے ساتھ اور مجھ کو مہلت نہ دو ف
فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا
پھر اگر منہ پھیرو گے تو میں نے نہیں چاہی تم سے مزدوری ۹۱ میری مزدوری ہے
عَلَى اللّٰهِ ۙ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿٧٢﴾ فَكَذَّبُوْهُ
اللہ پر اور مجھ کو حکم ہے کہ رہوں فرماں بردار پھر اس کو جھٹلایا

۱؎ چوتھا عنوان ۱۲
۲؎ پانچواں عنوان ۱۲
۳؎ زجر مع تخویف اخروی ۱۲
۴؎ تخویف دنیوی ۱۲
۵؎ پہلا تفصیلی نمونہ ۱۲

ع ۷ ۱۰ ۱۲ وقف لازم

موضح قرآن ف۱ یعنی سمجھانے سے برا مانتے ہو تو جو کرسکو میرا کر ڈالو

فَنَجَّيۡنٰهُ وَمَنۡ مَّعَهٗ فِی الۡفُلۡكِ وَجَعَلۡنٰهُمۡ خَلٰٓئِفَ
سو ہم نے بچا لیا اسکو اور جو اس کے ساتھ تھے کشتی میں اور ان کو قائم کر دیا جگہ پر
وَاَغۡرَقۡنَا الَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَانۡظُرۡ كَيۡفَ كَانَ
اور ڈبا دیا ان کو جو جھٹلاتے تھے ہماری باتوں کو سو دیکھ لے کیسا ہوا
عَاقِبَةُ الۡمُنۡذَرِيۡنَ ﴿۷۳﴾ ثُمَّ بَعَثۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِهٖ رُسُلًا
انجام ان کا جن کو ڈرایا تھا پھر بھیجے ہم نے نوح کے بعد ۹۴ کتنے پیغمبر
اِلٰی قَوۡمِهِمۡ فَجَآءُوۡهُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوۡا لِيُؤۡمِنُوۡا
ان کی قوم کی طرف پھر لائے ان کے پاس کھلی دلیلیں سو ان سے یہ نہ ہوا کہ ایمان لے آئیں
بِمَا كَذَّبُوۡا بِهٖ مِنۡ قَبۡلُ ؕ كَذٰلِكَ نَطۡبَعُ عَلٰی قُلُوۡبِ
اس بات پر جس کو جھٹلا چکے تھے پہلے سے اسی طرح ہم مہر لگا دیتے ہیں دلوں پر
الۡمُعۡتَدِيۡنَ ﴿۷۴﴾ ثُمَّ بَعَثۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ مُّوۡسٰی وَ
زیادتی والوں کے پھر بھیجا ہم نے ان کے پیچھے ۹۵ موسیٰ اور
هٰرُوۡنَ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ وَمَلَا۟ئِهٖ بِاٰيٰتِنَا فَاسۡتَكۡبَرُوۡا
ہارون کو فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس اپنی نشانیاں دے کر پھر تکبر کرنے لگے
وَكَانُوۡا قَوۡمًا مُّجۡرِمِيۡنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الۡحَقُّ
اور وہ تھے لوگ گنہگار پھر جب پہنچی ان کو ۹۶ سچی بات
مِنۡ عِنۡدِنَا قَالُوۡۤا اِنَّ هٰذَا لَسِحۡرٌ مُّبِيۡنٌ ﴿۷۶﴾ قَالَ
ہمارے پاس سے کہنے لگے یہ تو جادو ہے کھلا کہا
مُوۡسٰۤی اَتَقُوۡلُوۡنَ لِلۡحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمۡ ؕ اَسِحۡرٌ هٰذَا ؕ
موسیٰ نے کیا تم یہ کہتے ہو حق بات کو جب وہ پہنچے تمہارے پاس کیا یہ جادو ہے
وَلَا يُفۡلِحُ السّٰحِرُوۡنَ ﴿۷۷﴾ قَالُوۡۤا اَجِئۡتَنَا لِتَلۡفِتَنَا عَمَّا
اور نجات نہیں پاتے جادو کرنے والے بولے ۹۷ کیا تو آیا ہے کہ تو ہم کو پھیر دے اس سے

ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی اپنے محبوب اور برگزیدہ بندوں کی کوئی بات رد نہیں فرماتا نیز اللہ کے نیک بندے اللہ تعالیٰ کے نائب ہیں اللہ تعالیٰ نے بعض مافوق الاسباب امور میں ان کو اختیارات عطا فرما دئیے ہیں۔ **۸۹** جواب شکوی ہے مشرکین کے مذکورہ بالا قول باطل کو پانچ عنوانوں سے رد کیا گیا ہے (۱) سُبۡحٰنَهٗ یعنی اللہ تعالیٰ پاک ہے اور اس عیب سے مبرا ہے کہ اسے بیٹے کی ضرورت ہو۔ (۲) هُوَ الۡغَنِیُّ وہ بے نیاز ہے اور بیٹے کی ضرورت احتیاج کی دلیل ہے (۳) لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ وہ ساری کائنات کا مالک ومختار ہے اس لئے اسے بیٹے اور نائب کی حاجت نہیں (۴) اس قول باطل پر تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں اس لئے یہ دعوی بلا دلیل باطل اور ناقابل تسلیم ہے (۵) اَتَقُوۡلُوۡنَ عَلَی اللّٰهِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ تم اللہ تعالیٰ کی طرف ایک ایسی بے دلیل بات منسوب کرتے ہو جو سراسر تمہاری جہالت اور نادانی پر مبنی ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو اپنا نائب متصرف نہیں بنا رکھا۔ **۹۰** زجر مع تخویف اخروی۔ ایسے لوگ جو اللہ کی طرف ایسی من گھڑت باتیں منسوب کرتے ہیں وہ کبھی فلاح نہیں پائیں گے نہ اللہ کے عذاب سے بچ سکیں گے۔ ای لا یفوزون ولا یأمنون (قرطبی ج ۸ ص ۳۶۱) مَتَاعٌ فِی الدُّنۡيَا الخ یہ بھی تخویف اخروی ہے۔ **۹۱** یہ تخویف دنیوی کا پہلا تفصیلی نمونہ ہے۔ قوم نوح علیہ السلام کا حال دیکھ لو انہوں نے ہمارے پیغمبر کے حکم کی تعمیل نہ کی اور اس کی طرف سے دی گئی دعوت توحید کو قبول نہ کیا تو ہم نے ان کو نیست و نابود کر دیا اگر تم نے بھی نہ مانا تو تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی ہوگا امرہ علیہ السلام ان یذکرهم اقاصیص المتقدمین ویخوفهم العذاب الالیم علی کفرهم (قرطبی) **۹۲** فَاَجۡمِعُوۡۤا جملہ انشائیہ اِنۡ شرطیہ کی جزا ہے اور شُرَكَآءَكُمۡ کا ناصب محذوف ہے ای ادعوا شرکاءکم کیونکہ شرکاءکم اجمعوا کے تحت داخل نہیں ہو سکتا اسلئے لفظ اجماع بروزن افعال آراء جمع کرنے اور باہمی اتفاق رائے کرنے کے لئے مستعمل ہے لیکن افراد کو جمع کرنے کیلئے مستعمل نہیں۔ غُمَّةً پوشیدہ۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے خطاب کر کے فرمایا اگر تم میں میرا ٹھہرنا اور اللہ کی توحید بیان کرنا تمہیں ناگوار ہے تو مجھے اس کی ذرہ بھر پروا نہیں میرا اعتماد اور بھروسہ اللہ پر ہے اگر تم مجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہتے تو سب باہم مل کر مشورہ کر لو اور اپنے خود ساختہ معبودوں کو بھی بلا لو اور پھر ایک واضح فیصلہ کر لو اور پھر ایک لمحہ کی مہلت دیئے بغیر میرے ساتھ جو کرنا چاہتے ہو کر لو اللہ کی مہربانی سے تم میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکو گے۔ **۹۳** اگر تم نہیں مانتے ہو تو میرا اس میں کیا نقصان ہے میں تبلیغ توحید پر تم سے کوئی اجرت تو نہیں مانگتا کہ تمہارے نہ ماننے سے مجھے مالی نقصان کا اندیشہ ہو میں تو محض اللہ کے حکم کی تعمیل اور اس کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے تمہیں تبلیغ کرتا ہوں۔ فَكَذَّبُوۡهُ لیکن وہ لوگ تکذیب پر اڑے رہے آخر ہم نے ان کو غرق کر دیا اور حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے متبعین کو طوفان سے بچا لیا۔ اب دیکھ لو نہ ماننے والوں کا انجام کیسا ہوتا ہے۔ **۹۴** یہ تخویف دنیوی کا اجمالی نمونہ ہے، حضرت نوح علیہ السلام کے بعد ہم نے اور بہت سے رسول بھیجے جو توحید کے واضح دلائل لے کر اپنی قوموں کے پاس آئے مگر انہوں نے ضد و عناد سے کام لیا اور انکار و جحود پر اڑ گئے۔ كَذَّبُوۡا بِهٖ میں ضمیر مجرور کا مرجع مَا ہے اور مَا سے شریعت کے وہ تمام عقائد و اعمال اور اصول و فروع مراد ہیں جو ہر پیغمبر لے کر اپنی امت کے پاس آیا وما موصولة والمراد بها جمیع الشرائع التی جاء بها کل رسول اصولها وفروعها (روح ج ۱۱ ص ۱۶۲) یعنی ان کے پاس اللہ کے پیغمبر آئے اور انہوں نے پہلی بار پیغام توحید اور دیگر شرائع کا انکار کر دیا تو پھر انکار پر ہی ڈٹے رہے پیغمبروں کے بار بار سمجھانے اور واضح دلائل پیش کرنے کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا یا كَذَّبُوۡا کی ضمیر سے قوم نوح مراد ہے مطلب یہ ہے کہ جس پیغام توحید کو قوم نوح نے ان سے پہلے جھٹلا دیا تھا اب یہ اس کو ماننے کے لئے تیار نہ تھے التقدیر بما كذب به قوم نوح من قبل (قرطبی ج ۸ ص ۳۶۶) كَذٰلِكَ ای لذلك۔ یعنی جو لوگ کفر و انکار اور تکذیب و تردید میں حد سے گذر جائیں اور ضد و عناد پر اتر آئیں ان کے دلوں پر ہم ان کی ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے مہر جباریت لگا دیتے اور ان سے توفیق ایمان

۱ تخویف دنیوی کا اجمالی نمونہ ۱

۲ تخویف دنیوی کا دوسرا تفصیلی نمونہ ۲

وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِي
جس پر پایا ہم نے اپنے باپ دادوں کو اور تم دونوں کو سرداری مل جائے
الْاَرْضِ ؕ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۸﴾ وَقَالَ
اس ملک میں اور ہم نہیں ہیں تم کو ماننے والے اور بولا
فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِيْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿۷۹﴾ فَلَمَّا جَآءَ
فرعون ۹۸ لاؤ میرے پاس جو جادوگر ہو پڑھا ہوا پھر جب آئے
السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۸۰﴾
جادوگر کہا اس کو موسیٰ نے ڈالو جو تم ڈالتے ہو
فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ؕ اِنَّ
پھر جب انہوں نے ڈالا موسیٰ بولا کہ جو تم لائے ہو سو جادو ہے اب
اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۱﴾
اللہ اس کو بگاڑتا ہے بے شک اللہ نہیں سنوارتا شریروں کے کام کو
وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۸۲﴾ ع
اور اللہ سچا کرتا ہے حق بات کو اپنے حکم سے اور پڑے برا مانیں گنہگار
فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى
پھر کوئی ایمان نہ لایا موسیٰ پر ۹۹ مگر کچھ لڑکے اس کی قوم کے
خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ ؕ وَاِنَّ
ڈرتے ہوئے فرعون سے اور اس کے سرداروں سے کہ کہیں ان کو بچلا نہ دے اور
فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْاَرْضِ ۚ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۸۳﴾
فرعون چڑھ رہا ہے ملک میں اور اس نے ہاتھ چھوڑ رکھا ہے
وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ
اور کہا موسیٰ نے ۱۰۰ اے میری قوم اگر تم ایمان لائے ہو اللہ پر تو اسی پر

ع ۸ ۱۲ ۱۳

سلب کر لیتے ہیں۔ ۹۵ یہ تخویف دنیوی کا دوسرا تفصیلی نمونہ ہے، حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو فرعون اور اسکی قوم کے پاس آیات بینات اور دلائل و معجزات دیکر بھیجا گیا مگر فرعون اور اس کی قوم جو حکومت و دولت کے نشہ میں بدمست تھے پیغام حق اور دعوت توحید کو ٹھکرا دیا اور اللہ کے پیغمبر کے ساتھ مجادلہ و مکابرہ پر اتر آئے آخر جب اللہ نے ان کے مطالبہ کے مطابق ان پر اپنی حجت قائم کر دی تو بھی وہ ایمان نہ لائے اور تکذیب و انکار پر مُصر رہے جس کا انجام انہوں نے اپنی عبرتناک تباہی کی صورت میں اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ ۹۶ جب قوم فرعون کے پاس ہمارے پیغمبر معجزات لے کر پہنچے تو انہوں نے معجزات کو جادو قرار دیا اور ان کے من جانب اللہ ہونے سے انکار کیا وَقَالَ مُوْسٰى الخ ان کے اس قول باطل کے جواب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تم اللہ کے دئیے ہوئے معجزات کو جو سراپا حق ہیں جادو کہہ رہے ہو کیا یہ معجزے جادو ہیں جو پوری تحدی اور چیلنج کے ساتھ تمہارے سامنے پیش کئے جا رہے ہیں حالانکہ جادوگروں میں ایسی جرأت و جسارت کہاں کہ وہ اس طرح تحدی کریں اور پھر کامیاب بھی ہو جائیں کیونکہ جادو ایک فریب ہے جو چل نہیں سکتا۔ یعنی حاصل السحر تمویہ وتخییل وصاحب ذلك لایفلح (خازن ج ۳ ص ۲۲۲) ۹۷ برسر اقتدار لوگوں کو ہمیشہ اپنا وقار و اقتدار بحال رکھنے کی فکر دامن گیر رہتی ہے اور وہ اپنے ملک میں اٹھنے والی ہر تنظیم کا اسی نقطۂ نگاہ سے جائزہ لیتے ہیں کہ یہ تنظیم ان کے اقتدار کے لئے کس قدر مفید یا نقصان رساں ہے فرعون نے بھی محسوس کر لیا کہ اگر موسیٰ علیہ السلام کی دعوت توحید قبول کر لی گئی تو اسکی خدائی اور ربوبیت ختم ہو جائیگی۔ بات تحفظ اقتدار کی تھی مگر فرعون اور قوم فرعون نے مذہب کی آڑ میں دعوت توحید کی مخالفت کی اور کہا گیا تو ہمیں ہمارے آباء و اجداد کے دین سے منحرف کرنے آیا ہے اور ہمارے ملک پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ عَمَّا، مَا موصولہ سے مراد دین ہے۔ اَلْكِبْرِيَآءُ بڑائی، سرداری اور حکومت۔ ۹۸ آخر فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے مقابلے کی ٹھان لی اور ملک کے تمام ماہر جادوگروں کو بلانے کے احکام جاری کر دیئے فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ الخ ملک کے نامی گرامی جادوگر جمع ہو گئے جب مقابلے کیلئے آمنے سامنے ہوئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جو مکر و فریب لائے ہو پیش کرو فَلَمَّآ اَلْقَوْا الخ جب انہوں نے اپنے جادو کی لاٹھیاں اور رسیاں زمین پر ڈال دیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یہ تو محض جادو اور مکر و فریب ہے جو ابھی باطل ہوا چاہتا ہے، تم لوگ میرا مقابلہ کر کے دعوت توحید کو روکنا اور شرک کو پھیلنے کا موقع دینا چاہتے ہو جو سراسر فساد فی الارض ہے اور اللہ تعالیٰ فسادیوں کے منصوبوں کو ناکام بناتا ہے وَيُحِقُّ الْحَقَّ اور واضح دلائل و براہین سے توحید کو غالب اور برتر فرماتا ہے۔ اس کے بعد اندماج ہے یعنی پھر موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی پھینکی جو ان کی تمام لاٹھیوں اور رسیوں کو نگل گئی یہ دیکھ کر تمام جادوگر سجدہ ریز ہو گئے الخ

۹۹ مِنْ قَوْمِهٖ کی ضمیر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے۔ فرعون اور اس کی قوم اسرائیلیوں کو ایذائیں دیتے تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت بنی اسرائیل کے لئے فرعون کی غلامی سے نجات کا پیغام بھی اپنے اندر رکھتی تھی اس لئے وہ دل سے ان کے حامی تھے مگر فرعون اور اس کی قوم کے ڈر سے وہ علانیہ ان کی حمایت نہیں کر سکتے تھے مگر اس کے باوجود کچھ نوجوانوں نے ہمت کر کے ایمان کا اظہار کر دیا اور علانیہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دین پر آ گئے۔ ۱۰۰ جب بنی اسرائیل فرعون اور فرعونیوں کے مظالم و شدائد سے تنگ آ گئے اور ان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے شکوی کیا کہ آپ کی آمد سے پہلے اور اس کے بعد ہم یکساں طور پر فرعون کی طرف سے مصائب و آلام میں مبتلا ہیں کیا ہم ہمیشہ اسی حال میں رہیں گے اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَمِنْ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا (اعراف ع ۱۵) اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو تسلی دی کہ جب تم اللہ پر ایمان لا چکے ہو تو اللہ پر بھروسہ کرو اور تسلیم و رضا سے کام لو اللہ تمہاری مدد کرے گا، تمہارے دشمن کو ہلاک کر کے اس کے تمام مقبوضات کو تمہارے قبضہ میں دیدے گا، پھر تمہارا ابھی پتہ چل جائے گا کہ تم کس ڈگر پر چلتے ہو۔

ف۱۰۱ قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تلقین پر صبر و استقامت اور توکل علی اللہ کا عہد کرلیا اور اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ ہمیں اس مشرک اور فاسق و فاجر قوم سے نجات عطا فرما اور ہمیں ان کے ہاتھوں ذلت و رسوائی سے بچا۔ ف۱۰۲ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعثت سے قبل بنی اسرائیل اپنی مسجدوں میں عبادت کرتے تھے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مبعوث ہو کر توحید کی دعوت دی تو فرعون اسرائیلیوں پر برہم ہو گیا اور ان کے تمام عبادت خانے گرا دئیے اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو وحی بھیجی کہ اپنی قوم کو حکم دے دو وہ شہر میں اپنے کچھ گھروں کو عبادت کیلئے مخصوص کرلیں اور انہی میں عبادت بجا لائیں اور نماز قائم کریں اور ساتھ ہی ان کو فرعون سے نجات کی خوشخبری بھی سنا دیں (قرطبی و مظہری) ف۱۰۳ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے معجزات ظاہرہ اور دلائل قاہرہ سے دعوت توحید کو واضح اور علم نشرح کر دیا مگر قوم جحود و انکار اور ضد و عناد پر مُصر رہی اور وہ ان کے ایمان سے مایوس ہو گئے تو اب ان کے لئے بددعا کی اور بددعا کرنے کی وجوہات بھی بیان کر دیں کہ اے اللہ تو نے ان کو دنیوی مال و متاع اور شان و شوکت عطا کی ہے اور وہ حُبِ مال و جاہ کی وجہ سے تیری توحید کو نہیں مانتے۔ اے اللہ جن اموال کی وجہ سے وہ مغرور ہیں ان کو تباہ و برباد کر دے اور ان کے دلوں پر مہر لگا دے کہ وہ ایمان کی طرف راغب نہ ہو سکیں کیونکہ اب تیری سنت جاریہ کے مطابق وہ اس حد تک پہنچ چکے ہیں کہ ان کے دلوں پر مہر جباریت لگا دی جائے اور ان سے توفیق ایمان سلب کر لی جائے۔ ای اجعلها قاسیة واطبع علیها حتی لاتنشرح للایمان کما هو قضیة شأنهم (روح ج ۱۱ ص ۱۷۳) رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا میں رَبَّنَا کا اعادہ بُعدِ عہد کی وجہ سے ہے۔ ف۱۰۴ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبول دعا کی خوشخبری سنائی گئی کہ تمہاری دعا قبول ہو چکی ہے لیکن ابھی چند دن صبر و استقامت سے کام لینا ہو گا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ الخ اللہ پر بھروسہ رکھو وہ اپنا وعدہ ضرور پورا کرے گا جو لوگ اللہ تعالیٰ کے امور و احکام کی حکمتوں اور مصلحتوں سے بے خبر ہوتے ہیں وہ اللہ کے وعدوں کے بارے میں طرح طرح کی قیاس آرائیاں کرتے رہتے ہیں اور صبر و استقامت کے بجائے عجلت اور بے صبری کا اظہار کرتے ہیں اے موسیٰ و ہارون ایسے بے خبر لوگوں کی سی کوئی حرکت تم سے ہرگز سرزد نہ ہونے پائے۔ وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ (۸۴) فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ

بھروسہ کرو اگر ہو تم فرمانبردار تب وہ بولے ہم نے اللہ پر

تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (۸۵) وَ

بھروسہ کیا اے رب ہمارے نہ آزما ہم پر زور اس ظالم قوم کا اور

نَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (۸۶) وَاَوْحَيْنَآ

چھڑا دے ہم کو مہربانی فرما کر ان کافر لوگوں سے اور حکم بھیجا ہم نے

اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّ

موسیٰ کو اور اس کے بھائی کو کہ مقرر کرو اپنی قوم کے واسطے مصر میں سے گھر اور

اجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۭ وَبَشِّرِ

بناؤ اپنے گھر قبلہ رو اور قائم کرو نماز اور خوشخبری دے

الْمُؤْمِنِيْنَ (۸۷) وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ

ایمان والوں کو ف۱ اور کہا موسیٰ نے اے رب ہمارے تو نے دی ہے

فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

فرعون کو اور اس کے سرداروں کو رونق اور مال دنیا کی زندگی میں

رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ

اے رب اس واسطے کہ بہکا دیں تیری راہ سے اے رب مٹا دے ان کے مال

وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ

اور سخت کر دے ان کے دل کہ نہ ایمان لائیں جب تک دیکھ لیں عذاب

الْاَلِيْمَ (۸۸) قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا وَ

دردناک ف۲ فرمایا قبول ہو چکی دعا تمہاری سو تم دونوں ثابت رہو اور

لَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (۸۹) وَجٰوَزْنَا

مت چلو راہ ان کی جو ناواقف ہیں ف۳ اور پار کر دیا ہم نے

موضح قرآن ف۱ جب فرعون کا ہلاک ہونا نزدیک پہنچا تب حکم ہوا کہ اپنی قوم ان میں شامل نہ رکھو اپنا محلہ جدا بساؤ کہ آگے ان پر آفتیں پڑنی ہیں یہ قوم آفت میں شریک نہ ہوں ف۲ سچے ایمان کی ان سے امید نہ تھی مگر جب کچھ آفت پڑتی تو جھوٹی زبان سے کہتے کہ اب ہم مانیں گے اس میں عذاب تھم جاتا کام فیصل نہ ہوتا دعا اس واسطے مانگی کہ یہ جھوٹا ایمان نہ لاویں دل ان کے سخت رہیں تا عذاب پڑ چکے اور کام فیصل ہو۔ ف۳ یعنی شتابی نہ کرو حکم کی راہ دیکھو۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی مساجد البیت بنا کنند ۱۲

بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَ
بنی اسرائیل کو دریا سے پھر پیچھا کیا انکا فرعون نے اور
جُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا ؕ حَتّٰٓى اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ
اس کے لشکر نے شرارت سے اور تعدی سے یہاں تک کہ جب ڈوبنے لگا
قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ
بولا یقین کر لیا میں نے کہ کوئی معبود نہیں مگر جس پر کہ ایمان لائے
بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (90) آٰلْـٰٔنَ
بنی اسرائیل اور میں ہوں فرمانبرداروں میں اب یہ کہتا ہے
وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ (91)
اور تو نافرمانی کرتا رہا اس سے پہلے اور رہا گمراہوں میں ف۱
فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ
سو آج بچائے دیتے ہیں ف۱ ہم تیرے بدن کو ف۲ تاکہ ہووے تو اپنے پچھلوں کے واسطے
اٰيَةً ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ (92)
نشانی اور بے شک بہت لوگ ہماری قدرتوں پر توجہ نہیں کرتے ف۲
وَلَقَدْ بَوَّاْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مُبَوَّاَ صِدْقٍ وَّ
اور جگہ دی ہم نے بنی اسرائیل کو ٹھکانہ پسندیدہ جگہ اور
رَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْا حَتّٰى
کھانے کو دیں ستھری چیزیں سو ان میں پھوٹ نہیں پڑی یہاں تک
جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ
کہ پہنچی ان کو خبر بے شک تیرا رب ان میں فیصلہ کرے گا قیامت
الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ (93) فَاِنْ
کے دن جس بات میں کہ ان میں پھوٹ پڑی ف۳ سو اگر

ع ۹ ۱۰ ۱۴

مراد جسم ہے ۱۲

ا لبحر جب اللہ کے وعدے کے مطابق بنی اسرائیل کی نجات اور فرعون اور اس کی قوم کی ہلاکت کا وقت آگیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے حکم سے بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر راتوں رات شہر سے روانہ ہو گئے جب فرعون کو پتہ چلا تو وہ بھی اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ ان کے تعاقب میں نکل کھڑا ہوا۔ بنی اسرائیل جب دریا کے کنارے پہنچے تو اللہ تعالےٰ کے حکم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریا میں اپنا عصا ڈالا تو اس میں بارہ راستے بن گئے اسرائیلی بخیریت پار ہو گئے ان کے پیچھے فرعون بھی مع لاؤ لشکر دریا میں گھس گیا اللہ نے پانی کو روانی کا حکم دیدیا اور فرعون مع قوم غرق ہو کر ہلاک ہو گیا۔ قَالَ اٰمَنْتُ الخ جب فرعون ڈوب رہا تھا تو اس نے اپنے ایمان کا اعلان کیا کہ میں اس اللہ پر ایمان لے آیا جس کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں جس پر بنی اسرائیل ایمان لا چکے ہیں۔ فرعون کا ایمان عذاب میں مبتلا ہونے کے بعد تھا اس لئے قبول نہ ہوا۔ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ الخ جب ایمان لانے اور اللہ کی عبادت وطاعت کا وقت تھا اس وقت تو نے انکار کیا اور اللہ کی نافرمانیاں کیں اور شرک پھیلا کر دنیا کو شر و فساد سے بھر دیا اس لئے اب ایمان لانے سے کیا فائدہ۔ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ یہ نجوة (اونچی جگہ) سے ماخوذ ہے یعنی آج ہم تیری لاش کو اونچی جگہ ڈالیں گے تاکہ تو باقیماندہ لوگوں کے لئے عبرت و نصیحت کا نشان بن جائے نلقیك بنجوة من الارض (مدارك ج ۲ ص ۱۳۱) یہ مطلب نہیں کہ تیری لاش کو قیامت تک محفوظ رکھوں گا **۱۰۵** بنی اسرائیل پر اللہ تعالےٰ نے ان کے صبر و استقامت کی بدولت بہت بڑے بڑے انعامات فرمائے ان کو فرعون کی غلامی سے نجات دی اور ملک شام اور مصر ان کے قبضہ میں دیدیئے اور ہر قسم کی فراخی عیش سے ان کو متمتع کیا مگر انہوں نے انعامات الٰہی کی قدر نہ کی، ان کا شکر ادا نہ کیا اور جس دین توحید کی خاطر انہیں یہ سب کچھ ملا تھا اسکی حفاظت نہ کی بلکہ اسے بدل ڈالا۔ فَمَا اخْتَلَفُوْا الخ اس کے ساتھ بَغْيًا کی قید ملحوظ ہوگی بقرینہ وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ (شوری ع ۲) یعنی انہوں نے دلائل و براہین سے مسئلہ توحید واضح ہو جانے کے بعد محض ضد و عناد اور بغاوت و کجروی سے اس میں اختلاف کیا۔ مزید تفصیل پہلے گذر چکی ہے ملاحظہ تفسیر سورۂ بقرہ ص ۱۰۲ حاشیہ نمبر ۴۱۰

موضح قرآن ف۱ یہ اللہ فرماتا ہے یعنی ساری عمر مخالف رہا اب عذاب دیکھ کر یقین لایا اس وقت کا یقین لانا کیا معتبر۔ ف۲ وہ جیسا بے وقت ایمان لایا بے فائدہ ایسا ہی اللہ نے مرگئے پیچھے اس کا بدن دریا میں سے نکال کر ٹیلے پر ڈال دیا کہ بنی اسرائیل دیکھ کر شکر کریں اور عبرت پکڑیں۔ اسکو بدن بچنے سے کیا فائدہ؟ ف۳ یعنی ملک شام دیا کہ کوئی مخالف اُن کا نہ رہا۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی بر روی آب آریم ۱۲ ف۲ یعنی بغیر تغیر ۱۲۔

كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ فَسْئَلِ الَّذِيْنَ
تو ہے شک میں اس چیز سے کہ اتاری ہم نے تیری طرف تو پوچھ ان سے جو
يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ
پڑھتے ہیں کتاب تجھ سے پہلے ف۱ بے شک آئی ہے تیرے پاس حق بات
مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ (۹۴) وَلَا تَكُوْنَنَّ
تیرے رب سے سو تو ہرگز مت ہو شک کرنے والا اور مت ہو
مِنَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَتَكُوْنَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (۹۵)
ان میں جنہوں نے جھٹلایا اللہ کی باتوں کو پھر تو بھی ہو جائے خرابی میں پڑنے والا
اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ (۹۶)
جن پر ثابت ہو چکی بات تیرے رب کی وہ ایمان نہ لائیں گے ف۱۰۶
وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ (۹۷)
اگرچہ پہنچیں ان کو ساری نشانیاں جب تک نہ دیکھ لیں عذاب دردناک ف۱
فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ
سو کیوں نہ ہوئی کوئی بستی ف۱۰۷ کہ ایمان لائی ف۲ پھر کام آتا ان کو ایمان لانا مگر
يُوْنُسَ ۚ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي
یونس کی قوم جب وہ ایمان لائی اٹھا لیا ہم نے ان پر سے ذلت کا عذاب
الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ (۹۸) وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ
دنیا کی زندگی میں اور فائدہ پہنچایا ہم نے ان کو ایک وقت تک ف۲ اور اگر تیرا رب چاہتا ف۱۰۸
لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ؕ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ
بے شک ایمان لے آتے جتنے لوگ کہ زمین میں ہیں سارے تمام اب کیا تو زبردستی کریگا
النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (۹۹) وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ
لوگوں پر کہ ہو جائیں با ایمان اور کسی سے نہیں ہو سکتا ف۱۰۹ کہ

فَاِنْ کُنْتَ میں زجر ہے۔ خطاب بظاہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے لیکن مراد غیر رسولؐ ہے کیونکہ آپکو تو شک تھا ہی نہیں امام ثعلب اور امام مبرد فرماتے ہیں فَاِنْ کُنْتَ فِیْ شَكٍّ کا مطلب یہ ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہر کافر سے فرمادیں اگر تجھے کوئی شک ہے الخ الخطاب للنبی صلے اللہ علیہ وسلم والمراد غیرہ ای لست فی شك ولكن غیرك شَكَّ قال ابو عمر محمد بن عبد الواحد الزاهد سمعت الامامین ثعلبا والمبرد یقولان معنی (فَاِنْ کُنْتَ فِیْ شَكٍّ) ای قل یا محمد للکافر فَاِنْ کُنْتَ فِیْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ (قرطبی ج ۸ ص۳۸۲) قرآن مجید میں مسئلہ توحید وایسے دلائل و بینات سے بیان کیا گیا ہے کہ اب اس میں شک کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی لیکن جو شخص قرآن کے ان دلائل و براہین کے بعد اور اہل کتاب کے علماء ربانیین کے ایمان لے آنے کے بعد بھی اس میں شک کرے اور اسے نہ مانے تو اس کا انکار انصاف اور عقل پر مبنی نہیں ہوگا بلکہ محض ضد و عناد کی وجہ سے ہو گا۔ **ف۱۰۶** جن لوگوں کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے وہ کبھی ایمان نہیں لائیں گے اگرچہ تمام دلائل ان کے سامنے پیش کر دیئے جائیں اور معجزات کا ان کو مشاہدہ کرا دیا جائے۔ حَتّٰى يَرَوُا الخ ان لوگوں کے ایمان لانے کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ وہ دردناک عذاب کی لپیٹ میں آجائیں مگر اس وقت کا ایمان بے سود ہوگا۔ ای عند الیاس فیؤمنون ولا ینفعهم او عند القیامة ولا یقبل منهم (مدارک ج ۲ ص۱۳۵) **ف۱۰۷** بہت سی بستیاں تکذیب انبیاء و رسل علیہم السلام کی وجہ سے سزاوار عذاب ٹھہریں اور اجل معین پر عذاب سے ان کو ہلاک کر دیا گیا اگر وہ آثار عذاب کو دیکھ کر ایمان لے آتے تو ان کی نجات ہو جاتی اور ایمان سے ان کو فائدہ مل جاتا مگر کسی قوم کو یہ بات میسر نہ ہوئی البتہ قوم یونس علیہ السلام نے خوش قسمتی سے ایسا کیا جب انہوں نے آثار عذاب دیکھے تو ڈر گئے اور ایمان لے آئے تو ہم نے عذاب اٹھا کر ان کو دنیا کی ذلت و رسوائی سے بچا لیا۔ والمعنی هلا كانت قرية واحدة من القرى التي اهلكناها تابت عن الكفر واخلصت في الايمان قبل معاينة العذاب الا قوم يونس... ولكن قوم يونس لما آمنوا فعلنا بهم كذا وكذا (کبیر ج ۷ ص۱۶۵) **ف۱۰۸** یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تسلی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش تھی کہ سب لوگ ایمان لے آئیں اور مشرکین کے مسلسل انکار پر آپ آزردہ خاطر ہوتے اللہ نے فرمایا آپ کی خوشی کیلئے اگر میں تمام لوگوں کو ایمان لانے پر مجبور کرتا تو کر سکتا تھا مگر یہ میری حکمت بالغہ کے خلاف ہے اس طرح ابتلاء و امتحان کی حکمت فوت ہو جاتی یہاں جَمِيْعًا کے بعد وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ مقدر ہے بقرینہ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ (مائدہ ع ۷)۔ **ف۱۰۹** اللہ تعالیٰ کے حکم تکوینی اور اس کی مشیت و توفیق کے بغیر کوئی شخص ایمان نہیں لا سکتا اور توفیق صرف انہی لوگوں کو ملتی ہے جو اللہ کی آیتوں میں عقل و فکر سے کام لیں اور ان کے دلوں میں ضد نہ ہو بلکہ انابت اور تلاش حق کا جذبہ ہو۔ الرِّجْسُ شرک کی پلیدی۔ جو لوگ عقل خداداد سے کام نہیں لیتے وہ ہمیشہ شرک

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم

موضح قرآن ف۱ ٹھیک آئی بات یعنی ابلیس کو جو فرمایا تھا کہ تجھ کو اور تیرے ساتھیوں کو دوزخ میں بھروں گا۔ ف۲ یعنی دنیا میں عذاب دیکھ کر یقین لانا کسی کو کام نہیں آیا مگر قوم یونس کو اس واسطے کہ ان پر حکم عذاب نہ پہنچا تھا حضرت یونس کی شتابی سے صورت عذاب کی نمودار ہوئی تھی وہ ایمان لائے پھر بچ گئے۔ اسی طرح مکے کے لوگ فتح مکہ میں ان پر فوج اسلام پہنچی قتل و غارت کو۔ لیکن ان کا ایمان قبول ہو گیا اور امان دی۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی تا ظاہر شود کہ بر انبیاء سابق نیز وحی نازل میشد ۱۲ ف۲ یعنی نزدیک نزول عذاب ۱۲۔

تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ يَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ

ایمان لائے مگر اللہ کے حکم سے اور وہ ڈالتا ہے گندگی ان پر جو

لَا يَعْقِلُوْنَ ⑩⓪ قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ

نہیں سوچتے تو کہہ دیکھو تو کیا کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں ۱۱۰

وَ مَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَ النُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ (101)

اور کچھ کام نہیں آتیں نشانیاں اور ڈرانے والے ان لوگوں کو جو نہیں مانتے

فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا

سو اب کچھ نہیں جس کا انتظار کریں مگر ان ہی کے سے دن جو گذر چکے ہیں

مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ قُلْ فَانْتَظِرُوْا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ

ان سے پہلے ۱۱۱ تو کہہ اب راہ دیکھو میں بھی تمہارے ساتھ

الْمُنْتَظِرِيْنَ (102) ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

راہ دیکھتا ہوں پھر ہم بچا لیتے ہیں اپنے رسولوں کو اور ان کو جو ایمان لائے

كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ (103) ع قُلْ يٰۤاَيُّهَا

اسی طرح ۱۱۲ ذمہ ہے ہمارا بچا دیں گے ایمان والوں کو کہہ دے اے

ع ۱۱ ۱۰ ۱۵

النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ فَلَاۤ اَعْبُدُ

لوگو ۱۱۳ اگر تم شک میں ہو میرے دین سے تو میں عبادت نہیں کرتا

الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ لٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ

جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا اور لیکن میں عبادت کرتا ہوں اللہ کی

الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ ۖۚ وَ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (104)

جو کھینچ لیتا ہے تم کو اور مجھ کو حکم ہے کہ رہوں ایمان والوں میں ف۱

وَ اَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ وَ لَا تَكُوْنَنَّ مِنَ

اور یہ کہ سیدھا کر منہ اپنا دین پر حنیف ہو کر ۱۱۴ اور مت ہو

۱۱۱ یہ تخویف دنیوی ہے ۱۲

۱۱۳ دعوائی سورت کا تفصیلی ذکر ۱۲

کی نجاست سے ملوث رہتے ہیں۔ ۱۱۰ آپ ان کو زمین و آسمان کی عجائب المخلوقات میں غور و فکر کرنے کی دعوت دیں مگر یہ تکوینی دلائل اور انبیاء و رسل علیہم السلام کی آسمانی تعلیم ایسے لوگوں کو کوئی فائدہ نہیں دیتی جن سے مہر جباریت کی وجہ سے توفیق ایمان سلب کر لی گئی ہو۔ ۱۱۱ یہ تخویف دنیوی ہے۔ ضدی اور معاند لوگوں پر دلائل و آیات کا کوئی اثر نہیں ہوتا بس ان کے لئے بھی ایک راہ باقی ہے کہ گذشتہ معاند قوموں کا جو حشر ہوا یہ بھی اپنے لئے اسی انجام کا انتظار کریں لہٰذا تم بھی اس وقت کا انتظار کرو اور میں بھی اس کا انتظار کرتا ہوں تاکہ حق و باطل اور صادق و کاذب کا فیصلہ ہو جائے۔ ۱۱۲ تراخی کے لئے نہیں بلکہ تعقیب ذکری کیلئے ہے اور یہ ماننے والوں کے لئے بشارت اخروی ہے۔ ۱۱۳ یہ دعوائے سورت کا علی سبیل التفصیلی بیان ہے، جب سب کچھ کرنے والا، اور ساری کائنات کا مالک و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے اور وہی ہر بات سنتا اور ہر چیز کو جانتا ہے اور اس کے سامنے کوئی شفیع غالب نہیں تو پھر حاجات و مشکلات میں مافوق الاسباب غائبانہ صرف اسی کو پکارو اور کسی کو نہ پکارو۔ فَلَاۤ اَعْبُدُ الخ معبودان باطلہ کے استحقاق عبادت اور ان کی الوہیت کی نفی ہے یعنی کلمہ توحید کے جزو اول لَاۤ اِلٰهَ کا مضمون اس میں بیان کیا گیا ہے وَ لٰكِنْ اَعْبُدُ الخ یہ اِلَّا اللّٰهُ کا مضمون ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا اثبات۔ جب تک تمام معبودان باطلہ کی نفی اور ایک اللہ کی الوہیت کا اثبات نہ کیا جائے اس وقت تک توحید کامل نہیں ہو سکتی۔ ۱۱۴ یہ اَنْ اَكُوْنَ پر معطوف ہے۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ خالصۃً دین حنیف یعنی وہ دین جو ہر قسم کے شرک سے پاک ہے اس کی طرف اپنا رخ سیدھا رکھوں اور شرک کی جانب ادنیٰ میلان بھی نہ کروں۔ وَ لَا تَدْعُ الخ پہلے فَلَاۤ اَعْبُدُ میں عبادت غیر اللہ کی نفی کی گئی عبادت کا جزو اعظم چونکہ دعاء اور پکار ہے اس لئے یہاں بالاستقلال غیر اللہ کی پکار سے ممانعت فرمائی۔ یعنی تیرا نفع اور نقصان جن کے قبضہ و اختیار میں نہیں انہیں حاجات میں ہرگز نہ پکار، پکار کے لائق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے ہر چیز جس کے اختیار و تصرف میں ہے۔ فلا حکم الا اللہ ولا رجوع فی الدارین الا الی اللہ (کبیر ج ۵، ص ۳۰۳) یہ خطاب بھی ہر انسان سے ہے اگرچہ بظاہر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی مخاطب ہیں کیونکہ آپ کی ذات سے تو غیر اللہ کو پکارنے کا ادنیٰ امکان بھی نہیں والمعنی ولا تدع ایھا الانسان من دون اللہ ما لا ينفعك الخ (خازن ج ۳ ص ۲۱۵)

موضح قرآن ف۱ کھینچ لینا ہے یعنی موت دیتا ہے یہ صفت سب لوگ اللہ کی سمجھتے ہیں اس واسطے یہ بتا دیا۔

۱۱۵ یہ ماقبل کے لئے بمنزلہ دلیل ہے یعنی نفع اور نقصان تو اللہ تعالے کے اختیار میں ہے اگر تو کسی مصیبت اور تکلیف میں گرفتار ہو تو اس کو اللہ کے سوا دور کرنے والا کوئی نہیں اور اگر اللہ تعالے تجھے بہتری اور بھلائی عطا کرنے کا ارادہ فرمائے تو اسے روکنے کی کسی کو مجال نہیں وہ جسے چاہے تکلیف دے اور جس کو چاہے آرام وراحت عطا فرمائے جب نفع وضرر اس کے اختیار وتصرف میں ہے تو پھر اس کے سوا کسی اور کو مت پکارو (وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ) تقریر لما اورد فی حیز الصلة من سلب النفع من المعبودات الباطلة وتصویر لاختصاص به سبحانه الخ (روح ج ۱۱ ص ۱۹۹)

الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۵﴾ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا
شرک والوں میں ف اور مت پکار اللہ کے سوا ایسے کو کہ نہ
يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ
بھلا کرے تیرا اور نہ بُرا پھر اگر تو ایسا کرے تو تو بھی ہو اس وقت
الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا
ظالموں میں اور اگر پہنچا دیوے تجھ کو اللہ ۱۱۵ کچھ تکلیف تو کوئی نہیں
كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ
اس کو ہٹانے والا اس کے سوا اور اگر پہنچانا چاہے تجھ کو کچھ بھلائی تو کوئی پھیرنے والا
لِفَضْلِهٖ ۭ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَهُوَ
نہیں اس کے فضل کو پہنچائے اپنا فضل جس پر چاہے اپنے بندوں میں اور وہی ہے
الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۷﴾ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ
بخشنے والا مہربان کہہ دے اے لوگو ۱۱۶
جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى
پہنچ چکا حق تم کو تمہارے رب سے اب جو کوئی راہ پر آئے
فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا
سو وہ راہ پاتا ہے اپنے بھلے کو اور جو کوئی بہکا پھرے سو
يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۱۰۸﴾ وَاتَّبِعْ
بہکا پھرے گا اپنے بُرے کو اور میں تم پر نہیں ہوں مختار اور تو چل
مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ ۚ
اس پر جو حکم پہنچے تیری طرف ۱۱۷ اور صبر کر جب تک فیصلہ کرے اللہ
وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ ع
اور وہ ہے سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا

۱۱ ع ۱۲

۱۱۵ ماقبل کے لئے بمنزلہ دلیل ہے ۱۲

۱۱۶ مسئلہ توحید مان لینے کی ترغیب ۱۲

۱۱۷ توحید پر دلیل وحی ہے ۲۰
تسلیہ برائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ۱۲

۱۱۶ یہ مسئلہ توحید مان لینے کی ترغیب ہے۔ لوگو! اللہ کی طرف سے حق تمہارے پاس آچکا ہے اور دلائل سے واضح ہو چکا ہے اس لئے اسے قبول کرلو اس میں تمہارا ہی فائدہ ہے جو شخص توحید اور دین حق کو قبول کرتا ہے وہ اپنے ہی بھلے کا کام کرتا ہے اور جو اس کا انکار کرتا ہے وہ انکار وجحود کا نتیجہ اور اس کا ضرر بھی خود ہی پائے گا۔ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ میرا کام تبلیغ حق ہے میں نے اپنا فریضۂ تبلیغ ادا کردیا باقی رہا تم سے منوانا تو وہ میرا کام نہیں۔

۱۱۷ یہ توحید پر دلیل وحی ہے۔ یعنی مجھے اللہ تعالے کی طرف سے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں اس چیز کی پیروی کروں جو میری طرف وحی کی گئی ہے اور مسئلہ توحید جس طرح دلائل کے ساتھ میں نے بیان کیا ہے بالکل بعینہ اسی طرح ذریعۂ وحی مجھ پر نازل ہوا ہے۔ وَاصْبِرْ الخ یہ آپ کے لئے تسلی ہے یعنی اتباع وحی کی وجہ سے اگر آپ کو کوئی تکلیف یا گزند پہنچے تو آپ صبر وثبات کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں یہاں تک کہ اللہ تعالے آپ کے اور آپ کے دشمنوں کے درمیان آپ کو کامیاب وکامران اور ان کو ناکام اور ذلیل وخوار کرکے اپنا آخری فیصلہ فرمادے۔ والمعنى انه تعالى امره باتباع الوحي والتنزيل فان وصل اليه بسبب ذلك الاتباع مكروه فليصبر عليه الى ان يحكم الله فيه وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ (کبیر ج ۷ ص ۱۷۶) ولا يخفى ما فى هذه الآيات من الموعظة الحسنة وتسلية النبى صلى الله عليه وسلم ووعد للمؤمنين والوعيد للكافرين (روح ج ۱۱ ص ۲۰۲)

موضح قرآن ف حنیف نام ہے ابراہیم کے دین والوں کا اور عرب شرک کرتے اور آپ کو حنیف کہے جاتے۔

سورۂ یونس کی خصوصیات اور اُس میں آیاتِ توحید

۱۔ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ ـــ تا ـــ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ (ع ۱) نفی شرک اعتقادی و نفی
شفاعت قہری۔ مَا مِنْ شَفِیْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ۔ یہ اس سورت کی خصوصیت ہے۔
۲۔ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً ـــ تا ـــ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَّقُوْنَ ○ (ع ۱) نفی شرک فی التصرف۔
۳۔ وَ یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ـــ تا ـــ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ○ (ع ۲) نفی شرک فی التصرف و نفی شفاعتِ قہری جو اس
سورت کی خصوصیت ہے۔
۴۔ وَ یَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِیْعًا ـــ تا ـــ مَا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ○ (ع ۳) دنیا میں جن کو کارساز سمجھ رکھا ہے آخرت میں وہ اپنے پجاریوں کی دعاء
اور پکار سے لاعلمی کا اظہار کریں گے۔
۵۔ هُوَ الَّذِیْ یُسَیِّرُكُمْ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ ـــ تا ـــ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ (ع ۳) نفی شرک فی التصرف۔ مشرکین مشکل ترین
کاموں میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے تھے۔ یہ بھی اس سورت کی خصوصیت ہے۔
۶۔ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ ـــ تا ـــ فَمَا لَكُمْ كَیْفَ تَحْكُمُوْنَ ○ (ع ۴) جن کو تم نے خدا کے شریک بنا رکھا ہے وہ بالکل عاجز اور بے بس
ہیں اس لئے الوہیت کے لائق نہیں ہیں۔
۷۔ اَلَاۤ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ ـــ تا ـــ وَ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ○ (ع ۶) نفی شرک فی التصرف۔
۸۔ قُلْ اَرَءَیْتُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ ـــ تا ـــ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ○ (ع ۶) نفی شرک فعلی، تحریمات غیر اللہ اور نذر لغیر اللہ۔ یہ
سورت کی خصوصیت ہے۔
۹۔ وَ مَا تَكُوْنُ فِیْ شَاْنٍ وَّ مَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ ـــ تا ـــ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ○ (ع ۷) نفی شرک فی العلم۔
۱۰۔ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ ـــ تا ـــ لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ (ع ۷) نفی شرک فی التصرف۔
۱۱۔ قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ ـــ تا ـــ وَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ○ (ع ۱۱) نفی شرک فی التصرف

آج بتاریخ یکم ذی الحجہ ۱۳۸۵ھ مطابق ۲۴ مارچ ۱۹۶۶ء بروز پنجشنبہ بوقت ۳ بجے بعد دوپہر سورۂ یونس کی تفسیر ختم ہوئی فالحمد للہ الذی بنعمتہ
تتم الصالحات والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔

سورۂ ہود علیہ السلام

ربط سورۂ ہود کو سورۂ یونس سے دو طرح کا ربط ہے اول ربط نامی۔ سورۂ یونس میں جس طرح مسئلہ توحید کو بیان کیا گیا ہے اور شرک اعتقادی شرک فی التصرف، شرک فی العلم، اور شرک فعلی کا جس انداز سے رد کیا گیا ہے جب تم اسکو اسی انداز سے بیان کرو گے تو تم مشرکین کی طرف سے طعن و ملامت کا نشانہ بنو گے جس طرح حضرت ہود علیہ السلام کو ان کی قوم نے مسئلہ توحید بیان کرنے پر طرح طرح کے طعنے دیئے جیسا کہ اسی سورت کے چوتھے رکوع میں ہے۔ قَالُوْا یٰھُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَیِّنَةٍ الخ اور اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰکَ بَعْضُ اٰلِھَتِنَا بِسُوْٓءٍ۔ دوم معنوی ربط۔ جس کی تین تقریریں ہیں۔

(۱) سورۂ یونس کے آخر میں فرمایا اِتَّبِعْ مَا یُوْحٰٓی اِلَیْکَ اب سورۂ ہود کی ابتدا میں فرمایا کِتٰبٌ اُحْکِمَتْ اٰیٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ یعنی وہ مَا یُوْحٰی یہ کتاب محکم ہے اسی کی پیروی کرو۔

(۲) سورۂ یونس میں دلائل عقلیہ سے ثابت کر دیا گیا کہ اللہ کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں اور اب سورۂ ہود میں کہا جائے گا جب اللہ کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں تو حاجات میں مافوق الاسباب صرف اللہ ہی کو پکارو کیونکہ اس کے سوا کوئی عالم الغیب اور کارساز نہیں۔ غیر اللہ کی پکار کا مسئلہ اگرچہ سورۂ یونس میں بھی مذکور ہے مگر اس میں زیادہ زور دلائل پر ہے اور سورۂ ہود میں زیادہ زور غیر اللہ کی پکار سے ممانعت پر ہے اس طرح پکار کی نفی سورۂ ہود کا موضوع ہے۔

(۳) سورۂ یونس میں دعوائے توحید پر صرف عقلی دلائل پیش کئے گئے اب سورۂ ہود میں دلائل نقلیہ ذکر کئے جائیں گے۔ جب اس سورت میں دعوائے توحید دلائل عقلیہ و نقلیہ سے مدلل ہو جائے گا تو کہا جائے گا کہ دعویٰ تو بالکل واضح اور ثابت ہے لیکن مشرک ضد و عناد کی وجہ سے نہیں مانتے۔

خلاصہ سورت کی ابتدا میں چار دعوے مذکور ہیں۔

پہلا دعویٰ ——— صرف اللہ ہی کو پکارو

اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ خالصۃً صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو اور اسی سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو۔ اِنَّنِیْ لَکُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ وَّ بَشِیْرٌ دعوائے نبوت ہے یہ جملہ معترضہ ہے۔ یعنی میں اسی مسئلہ (اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ) کے لئے نذیر و بشیر بن کر آیا ہوں۔ یُمَتِّعْکُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا الخ بشارت دنیوی و اخروی ہے۔ وَ اِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّیْٓ اَخَافُ ——— تا ——— وَ هُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ تخویف اخروی ہے۔

دوسرا دعویٰ ——— اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں

اَلَآ اِنَّھُمْ یَثْنُوْنَ صُدُوْرَھُمْ ——— تا ——— کُلٌّ فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ۔ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے ساری کائنات کے ذرے ذرے کو جانتا ہے اور زمین و آسمان کی کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں۔ وَھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ الخ جب ساری کائنات کا خالق و مالک ہی وہی ہے تو پھر اس سے کیا چیز مخفی ہوگی؟ لَیَقُوْلَنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اور لَیَقُوْلُنَّ مَا یَحْبِسُهٗ شکوے ہیں اَلَا یَوْمَ یَاْتِیْھِمْ الخ جواب شکوی ہے۔ وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ ——— تا ——— اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ زجر ہے اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا الخ بشارت اخروی ہے۔

تیسرا دعویٰ ——— مَا یُوْحٰی کی تبلیغ میں کوتاہی نہ ہونے پائے

فَلَعَلَّکَ تَارِکٌۢ بَعْضَ مَا یُوْحٰٓی ——— تا ——— وَاللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ وَّکِیْلٌ (ع ۲) جب آپ مسئلہ توحید کھول کر بیان کریں گے تو مشرکین کی طرف سے آپ پر تکلیفیں آئیں گی اور مطاعن کی بھرمار ہوگی۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ مشرکین کی باتیں سن کر آپ دل برداشتہ ہو جائیں اور مسئلہ توحید کے کسی پہلو یا کسی حصے کی تبلیغ نہ کریں۔ مشرکین اپنے خبث باطن کا اپنی زبانوں سے اظہار کرتے رہیں گے آپ ان کی پرواہ نہ کریں اور پوری استقامت اور جرأت کے ساتھ مسئلہ توحید کی کماحقہ تبلیغ فرماتے رہیں۔ اگر مشرکین نہیں مانتے اور ضد و عناد سے انکار ہی کرتے ہیں تو آپ غم نہ کریں آپ کا کام صرف تبلیغ ہے آپ وہ کرتے رہیں منوانا آپ کے فرائض میں شامل نہیں۔ اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ (ع ۲) یہ شکوی ہے اور قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ الخ جواب شکوی ہے۔ اگر بقول منکرین یہ قرآن آپ کا خود ساختہ ہے تو انہیں چیلنج کر دیں کہ اگر میں ایسا قرآن بنا سکتا ہوں تو تم بھی اہل لسان ہو اپنی پوری طاقت اور اپنے تمام ذرائع و وسائل بروئے کار لا کر اس قرآن جیسی دس سورتیں بنا کر لے آؤ اور اپنے دعوے کی صداقت ثابت کرو۔ فَاِلَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ الخ متعلق بجواب شکوی مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ——— تا ——— وَ بٰطِلٌ مَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (ع ۲) زجر مع تخویف اخروی۔

چوتھا دعویٰ ——— مسئلہ بالکل واضح ہے، معاندین بوجہ عناد نہیں مانتے

اَفَمَنْ کَانَ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَیَتْلُوْهُ ——— تا ——— وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ (ع ۲) مسئلہ توحید بالکل واضح تھا عقل سلیم رکھنے والوں کے لئے اس میں شک و شبہہ کی گنجائش نہ تھی کیونکہ عقلی دلائل اس کی تائید میں ہیں، اللہ کی کتاب قرآن اسکے حق میں بیان دے رہی ہے اور اس سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب تورات جو تمام انبیاء بنی اسرائیل کیلئے دستور العمل تھی اس میں بھی یہ مسئلہ واضح اور روشن کیا گیا ہے لہٰذا مسئلہ توحید سراپا حق ہے مگر اس کے باوجود اکثر لوگ محض ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے اس کو نہیں مانتے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی ——— تا ——— فِی الْاٰخِرَةِ ھُمُ الْاَخْسَرُوْنَ۔ زجر ہے اور منکرین معاندین کے لئے سخت وعید اور شدید تخویف اخروی ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ الخ عاجزی کرنے والوں اور رغبت کے ساتھ ماننے والوں کے لئے خوشخبری ہے۔ اس کے بعد انبیاء سابقین علیہم السلام کے سات قصے مذکور ہیں

جو پہلے تین دعووں کے ساتھ بطریق لف ونشر مرتب متعلق ہیں۔ اور ان کے بعد ایک آیت چوتھے دعوے سے متعلق ہے۔

پہلا قصہ —— متعلق بدعویٔ اُولیٰ

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖۤ (ع ۳) —— تا —— ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ یہ حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ ہے جو پہلے دعوے سے متعلق ہے یعنی تمہارا کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہے اس لئے صرف اسی کو پکارو اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ۔ قصے کے ضمن میں اور بہت سی باتیں مذکور ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کی تبلیغ، قوم کے مطاعن واعتراضات، مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا الخ حضرت نوح علیہ السلام کی طرف سے مطاعن کا معقول جواب يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ الخ اور کچھ ضمنی سوالات کے جوابات وَلَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ (ع ۳) شکوی وجواب شکوی بطور جملہ معترضہ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ پھر وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا (ع ۴) سے تا آخر قصہ حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے اور ایمان والوں کو کشتی میں سوار کرنے کا حکم دینے، مشرکین کو مع فرزند نوحؑ غرق آب کرنے اور کشتی نوحؑ کو صحیح سلامت جودی پہاڑ پر لگانے اور پھر حضرت نوح علیہ السلام کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے بیٹے کے بارے میں سوال وجواب وغیرہ کا ذکر ہے۔ قصہ کے آخر میں بطور جملہ معترضہ تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَاۤ اِلَيْكَ الخ (ع ۴) سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر دلیل پیش کی گئی۔

دوسرا قصہ —— نیز متعلق بدعوی اولی

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا (ع ۵) —— تا —— اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ (ع ۵) یہ حضرت ہود علیہ السلام کا واقعہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ انہوں نے اپنی قوم کو جو پیغام دیا تھا وہ یہ ہے يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ الخ اور يٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَيْهِ (ع ۵) اے میری قوم! صرف ایک اللہ کی عبادت کرو اور صرف اسی کو پکارو کیونکہ اللہ کے سوا تمہارا کوئی کارساز نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور شرک وکفر سے سچی توبہ کرو۔ قوم نے مختلف قسم کے طعنے دیئے، کبھی کہا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ الخ اور کبھی یوں گویا ہوئے اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ آخر میں معاندین اور منکرین قوم ہود علیہ السلام کی تباہی وبربادی کا ذکر ہے۔

تیسرا قصہ —— نیز متعلق بدعوی اولی

وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا —— تا —— اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ (ع ۶) حضرت صالح علیہ السلام کا واقعہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے جیسا کہ فرمایا يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ... فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَيْهِ اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ اے میری قوم! صرف ایک اللہ کو پکارو اس کے سوا تمہارا کوئی کارساز نہیں...... اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرو اور گناہوں سے سچی توبہ کرو۔ میرا رب رگ حیات سے قریب تر اور پکاریں اور فریادیں سننے والا ہے۔ اس کے بعد حضرت صالح علیہ السلام اور قوم کے مابین کچھ سوال وجواب کا سلسلہ ہے اور آخر میں مکذبین قوم کا انجام بد مذکور ہے۔

چوتھا قصہ —— متعلق بدعوی ثانیہ

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَاۤ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى —— تا —— اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ (ع ۷) یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ ہے اور دوسرے دعوے سے متعلق ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو انسانی شکلوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس بیٹے کی خوشخبری دینے کیلئے بھیجا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو دیکھ کر انہیں آدمی سمجھا اور ان سے علیک سلیک کے بعد فوراً ان کے کھانے کا انتظام کرنے کیلئے گھر تشریف لے گئے، بہت جلد کھانا تیار کرا کر لے آئے اب فرشتوں نے بتایا کہ وہ فرشتے ہیں اور اللہ کی طرف سے انہیں بیٹے کی خوشخبری دینے اور قوم لوط پر عذاب الٰہی لے کر آئے ہیں۔ اس واقعہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام، آپ کی زوجہ مطہرہ حضرت سارہ اور فرشتوں سے علم غیب کی نفی ہوتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرشتوں کو انسانی شکلوں میں دیکھ کر انہیں پہچان نہ سکے اور جب وہ نووارد مہمانوں (فرشتوں) کے لئے کھانا تیار کرانے کی غرض سے گھر گئے تو فرشتوں کو اس کا پتہ نہ چل سکا ورنہ وہ فوراً ان کو منع کر کے ان پر حقیقت حال واضح کر دیتے، علیٰ ہذا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام گھر پہنچے اور حضرت سارہؓ کو کھانا تیار کرنے کے بارے میں فرمایا تو انہوں نے بھی نہ بتایا کہ جن مہمانوں کیلئے آپ کھانا تیار کرا رہے ہیں وہ تو فرشتے ہیں اور کھانا نہیں کھائیں گے۔

پانچواں قصہ —— نیز متعلق بدعوی ثانیہ

وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ —— تا —— وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ (ع ۷) یہ حضرت لوط علیہ السلام کا واقعہ ہے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام سے رخصت ہو کر فرشتے نہایت خوبصورت نوجوانوں کی شکلوں میں حضرت لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے تو ان کی قوم چونکہ نہایت بدکردار تھی اور خلافِ فطرت فعل اور عادت بد کی عادی تھی اس لئے وہ گھبرائے اور غمگین ہوئے کہ کہیں قوم کے غنڈے عناصر ان کے معزز مہمانوں کی بے عزتی کرنے پر نہ اتر آئیں اور انہیں مہمانوں کی وجہ سے رسوائی کا سامنا کرنا پڑے، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو ان مہمانوں کا پتہ چلا تو دوڑتے ہوئے آئے اور شرارت کا ارادہ کیا ادھر حضرت لوط علیہ السلام انہیں سمجھانے کی کوشش کر رہے ہیں جب وہ قوم سے مایوس ہو گئے اور معاملہ ان کے اختیار سے باہر ہونے لگا تو اب فرشتوں نے حقیقت حال سے پردہ اٹھایا اور حضرت لوط علیہ السلام سے کہا آپ ہمارا غم نہ کریں ہم تو اللہ کے فرشتے ہیں یہ ہمارا اور آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے ہم ان پر عذاب لے کر آئے ہیں اور صبح تک ان کو نیست ونابود کر دیا جائے گا۔

حضرت لوط علیہ السلام فرشتوں کی باتیں سن کر مطمئن ہو گئے اور ان کی گھبراہٹ جاتی رہی۔ یہ واقعہ حضرت لوط علیہ السلام سے علم غیب کی نفی پر دلالت کرتا ہے۔ انہیں یہ معلوم نہ ہو سکا کہ ان کے مہمان انسان نہیں بلکہ فرشتے ہیں اگر انہیں پہلے ہی سے معلوم ہوتا کہ وہ فرشتے ہیں تو انہیں گھبرانے اور غم کھانے کی کیا ضرورت تھی۔

چھٹا قصہ ——— نیز متعلق بدعوی اولی

وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا ——— تا ——— اَلَا بُعْدًا لِّمَدْیَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ (ع ۸) یہ حضرت شعیب علیہ السلام کا واقعہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ اپنی قوم سے ان کا خطاب اولیں یہی تھا یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ اے میری قوم! صرف اللہ کو پکارو اس کے سوا تمہارا کوئی کارساز نہیں۔ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْهِ اور اپنے گناہوں کی اللہ سے معافی مانگو اور کفر و شرک اور لوگوں کی حق تلفی سے سچی توبہ کرو۔ مگر قوم ضد و عناد کی وجہ سے کفر و انکار پر ڈٹی رہی آخر عذاب خداوندی سے ہلاک کر دی گئی۔

ساتواں قصہ ——— متعلق بدعوی ثالث

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ——— تا ——— بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ (ع ۹) یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ ہے اور تیسرے دعوے سے متعلق ہے۔ جس طرح مسئلہ توحید کی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر مصیبتیں اور تکلیفیں آئیں اسی طرح آپ پر بھی آئیں گی اس لئے گھبرائیں نہیں بلکہ ہمت اور استقلال سے اپنا فریضۂ تبلیغ ادا کئے جائیں۔ اس کی تفصیل سورۂ اعراف ص حاشیہ مـ میں گذر چکی ہے۔ اس کے بعد ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰی الخ سے تمام مذکورہ قصوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ان اقوام باغیہ کو ہم نے ہلاک کر کے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ انہیں اپنے کئے کی سزا دی گئی اور پھر جن معبودانِ باطلہ کی مدد پر ان کو بھروسہ تھا ان میں سے کوئی بھی ان کے کام نہ آیا۔

وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ ——— تا ——— اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ (ع ۹) معاندین اور اشقیاء کے لئے تخویف اخروی ہے اور وَاَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا الخ ماننے والوں کیلئے بشارت اخروی ہے۔ فَلَا تَكُ فِیْ مِرْیَةٍ مِّمَّا یَعْبُدُ هٰۤؤُلَآءِ یہ چوتھے دعوے سے متعلق ہے۔ شرک سراسر باطل اور توحید سراپا حق ہے اور یہ بات اس قدر روشن اور واضح ہے کہ اس میں شک و ریب کی کوئی گنجائش نہیں۔ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِیْهِ (ع ۱۰) یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ سوال یہ تھا کہ اگر قرآن اللہ کی کتاب ہوتی تو سب لوگ اسے مان لیتے اور کوئی بھی اس سے اختلاف نہ کرتا جواب دیا گیا کہ کتاب کے بارے میں لوگوں کا اختلاف اس کے باطل ہونے کی دلیل نہیں۔ کیا موسیٰ علیہ السلام کو ہم نے جو کتاب (تورات) دی تھی اس میں اختلاف نہیں کیا گیا۔

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ یہ بھی سوال مقدر کا جواب ہے۔ مشرکین کہتے اگر ہم نہیں مانتے اور کتاب میں اختلاف کرتے ہیں تو ہم پر عذاب کیوں نہیں آتا حالانکہ نہ ماننے پر ہمیں بار بار عذاب کی دھمکیاں سنائی جاتی ہیں، جواب دیا گیا کہ عذاب کے لئے اللہ کے نزدیک ایک وقت مقرر ہے اس لئے وہ اپنے وقت پر آئے گا اور ضرور آئے گا۔ اگر عذاب کے لئے وقت مقرر نہ ہوتا تو یہ کب کے ہلاک کئے جا چکے ہوتے۔

وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَیُوَفِّیَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ الخ تخویف اخروی ہے۔ چاروں دعوے اور ان سے متعلقہ سات قصے بیان ہو چکے اور سوال و جواب اور تخویف وغیرہ کا ذکر ہو چکا تو اب سورت کے تمام مضامین کے بعد ان پر پانچ امور متفرعہ کا ذکر کیا گیا (۱) فَاسْتَقِمْ یعنی اپنے مسئلہ پر قائم رہو (۲) وَلَا تَطْغَوْا اس سے سرتابی نہ کرو (۳) وَلَا تَرْكَنُوْٓا اور مشرکین کی طرف میلان نہ کرو۔ (۴) وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ الخ امر مصلح نماز پنجگانہ قائم کرو (۵) وَاصْبِرْ اور مصائب و مشکلات کا صبر و استقلال سے مقابلہ کرو۔ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِیُهْلِكَ الْقُرٰی الخ تخویف دنیوی ہے وَقُلْ لِّلَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ الخ زجر مع تخویف دنیوی۔ آخر میں بطور لف و نشر غیر مرتب سورت کے چاروں دعووں کا بالاختصار اعادہ ہے۔ وَلِلّٰهِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ میں دوسرے دعوے کا اعادہ ہے، فَاعْبُدْهُ میں پہلے دعوے کا، وَتَوَكَّلْ عَلَیْهِ میں تیسرے دعوے کا اور وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ہ میں چوتھے دعوے کا اعادہ ہے۔

مختصر خلاصہ

سورت کے ابتدائی حصہ میں چار دعوے مذکور ہیں پہلا دعوی اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ الخ صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو اور اس سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور سچی توبہ کرو۔ دوسرا دعوی اَلَآ اِنَّهُمْ یَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ الخ (ع ۱) صرف اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے ساری کائنات کا ذرہ ذرہ اس پر آشکار ہے۔ تیسرا دعوی فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا یُوْحٰۤی الخ (ع ۲) مشرکین کے طعن و تشنیع سے آپ آزردہ خاطر ہو کر تبلیغ توحید میں کوتاہی نہ کریں۔ چوتھا دعوی۔ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ الخ (ع ۲) مسئلہ توحید بالکل واضح اور روشن ہے اس میں شک و شبہہ کی گنجائش نہیں لیکن معاندین ضد کی وجہ سے نہیں مانتے۔ مذکورہ چاروں دعووں کے درمیان زجریں، شکوے، تخویفیں اور بشارتیں بھی حسب موقع مذکور ہیں۔

اس کے بعد انبیاء سابقین علیہم السلام کے سات قصے مذکور ہیں جو بطور لف و نشر مرتب مذکورہ دعووں سے متعلق ہیں۔ پہلا قصہ حضرت نوح علیہ السلام کا ہے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ (ع ۳ تا ع ۴) یہ پہلے دعوے سے متعلق ہے یعنی صرف اللہ کو پکارو اس کے سوا کوئی کارساز نہیں اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ دوسرا قصہ حضرت ہود علیہ السلام کا ہے وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا (ع ۵) یہ قصہ بھی پہلے دعوے ہی سے متعلق ہے یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ تیسرا قصہ حضرت صالح علیہ السلام کا ہے وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا (ع ۶) یہ قصہ بھی پہلے دعوے ہی سے متعلق ہے یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ۔ چوتھا قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِیْمَ بِالْبُشْرٰی الخ (ع ۷) یہ واقعہ دوسرے دعوے سے متعلق ہے یعنی اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں نہ فرشتے، نہ انبیاء علیہم السلام اور نہ اولیاء کرام۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرشتوں کو نہ پہچان سکے اور فرشتوں کو بھی علم نہ ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کے لئے کھانا پکوانے جا رہے ہیں اور آپ کی زوجہ مطہرہ جو ولیہ تھیں انہیں بھی پتہ نہ چل سکا کہ وہ فرشتوں کے لئے کھانا پکا رہی ہیں۔ پانچواں قصہ حضرت لوط علیہ السلام کا ہے

وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ الخ (ع ۷) یہ واقعہ بھی دوسرے دعوے سے متعلق ہے حضرت لوط علیہ السلام بھی فرشتوں کو نہ پہچان سکے اور ان کی وجہ سے غمگین ہوئے۔

چھٹا واقعہ حضرت شعیب علیہ السلام کا ہے وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا (ع ۸) یہ قصہ بھی پہلے دعوے سے متعلق ہے يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ساتواں قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا الخ (ع ۹) یہ قصہ تیسرے دعوے سے متعلق ہے تبلیغ توحید کی راہ میں جو تکلیفیں آئیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح انہیں برداشت کریں اور فریضۂ تبلیغ میں کوتاہی نہ ہونے پائے۔

فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هٰٓؤُلَآءِ (ع ۹) یہ چوتھے دعوے سے متعلق ہے یعنی مسئلہ توحید میں شک کی کوئی گنجائش نہیں اور مشرکین کے پاس باپ دادا کی رسم و رواج کے سوا کوئی دلیل نہیں وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ اور وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ الخ (ع ۱۰) دونوں سوالات مقدرہ کے جواب ہیں وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ الخ تخویف اخروی ہے۔ فَاسْتَقِمْ پہلا امر متفرع، وَلَا تَطْغَوْا دوسرا امر متفرع وَلَا تَرْكَنُوْٓا تیسرا امر متفرع وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ چوتھا امر متفرع یعنی امر مصلح نماز کو قائم کرو۔ وَاصْبِرْ پانچواں امر متفرع وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى الخ تخویف دنیوی ہے وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ الخ زجر مع تخویف دنیوی۔ آخری آیت میں چاروں دعووں کا اعادہ ہے۔ وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ دوسرا دعویٰ۔ فَاعْبُدْهُ پہلا دعویٰ۔ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ تیسرا دعویٰ۔ اور وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ چوتھا دعویٰ۔

پہلا دعویٰ ——— صرف اللہ ہی کو پکارو

۲ یہ اصل مضمون کے لئے بمنزلۂ تمہید ہے۔ کِتٰبٌ مبتدا محذوف کی خبر ہے ای ھٰذا کتاب اور کتاب کی تنوین تعظیم کیلئے ہے عظیم الشان اور جلیل القدر کتاب ہے والتنوین فیہ للتعظیم ای کتاب عظیم الشان جلیل القدر (روح ج ۱۱ صـ۲۰۳) اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ، کِتٰبٌ کی پہلی صفت ہے۔ آیتوں کے محکم اور مضبوط ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ باہمی تناقض سے محفوظ ہیں، حکمت اور نفس الامر کے خلاف ان میں کوئی بات نہیں اور فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے وہ تمام لفظی اور معنوی خوبیوں سے آراستہ ہے (روح)، حضرت ابن عباس فرماتے ہیں محکم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ تورات و انجیل کی طرح اس کے بعد کوئی ناسخ کتاب نہیں آئیگی۔ قال ابن عباس ای لم ینسخھا کتاب بخلاف التوراۃ والانجیل (قرطبی ج ۹ صـ۲) **۳** ثُمَّ تعقیب ذکری کیلئے ہے تراخی کے لئے نہیں، فُصِّلَتْ جدا جدا بیان کی گئی ہیں جس طرح جواہرات کے ہار میں خاص قسم کے آبدار موتی پرو کر اس کے حصے جدا جدا کئے جاتے ہیں اسی طرح قرآن مجید میں دلائل توحید، احکام، نصائح اور واقعات کو ذکر کیا گیا ہے کالعقد المفصل بالفرائد التی تجعل بین اللاٰلی ووجہ جعلھا کذلک اشتمالھا علی دلائل التوحید و الاحکام والمواعظ والقصص (روح ج ۱۱ صـ۲۰۴ ومدارک ج ۲ صـ۱۷۱) امام زجاج، ابن جریر، فراء اور کسائی فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ اس میں مسئلہ توحید اور نفی شرک کی تفصیل کی گئی ہے اور اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ فُصِّلَتْ سے متعلق ہے۔ حوالے آگے آرہے ہیں۔ **۴** یہ بھی کِتٰبٌ کی صفت ہے یعنی یہ عظیم الشان کتاب جو محکم اور مفصل ہے حکیم و خبیر کی طرف سے آئی ہے کسی انسان کی بنائی ہوئی نہیں ہے۔ کتاب کی یہ دونوں صفتیں اللہ تعالیٰ کی ان دونوں صفتوں کا پرتو ہیں المعنی احکمھا حکیم وفصلھا ای بیّنھا وشرحھا خبیرا عالما بکیفیات الامور ففی الاٰیۃ اللف والنشر المرتب (روح ج ۱۱ صـ۲۰۵) وکذافی الکبیر۔ **۵** یہ پہلا دعویٰ ہے یعنی یہ سورت جس مسئلہ کی تفصیل کرتی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور غیر اللہ کو مت پکارو۔ اَنْ سے پہلے حرف جار محذوف ہے امام ابن جریر، کسائی اور فراء کے نزدیک اصل میں بِاَنْ تھا اور جار مجرور فُصِّلَتْ کے متعلق ہے اور مطلب یہ ہے کہ یہ کتاب مسئلہ توحید اور نفی شرک کی تفصیل ہے ثم فصلت بالا تعبدوا الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و تخلعوا الاٰلھۃ والانداد (ابن جریر ج ۱۱ صـ۱۲۱) قال الکسائی والفراء ای بالا۔ ای احکمت ثم فصلت بالا تعبدوا الا اللہ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ الخ (قرطبی ج ۹ صـ۳) امام زجاج فرماتے ہیں اَنْ سے پہلے لام تعلیلیہ مقدر ہے ای احکمت ثم فصلت لئلا تعبدوا الا اللہ (قرطبی) یعنی قرآن کو

سُوْرَةُ هُوْدٍ مَّكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۂ ہود مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے ۱۲۳ آیتیں اور دس رکوع ہیں

الٓرٰ قف كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ

یہ کتاب ہے ۲ کہ جانچ لیا ہے اس کی باتوں کو پھر کھولی گئی ہیں ۳ ایک حکمت ۴

حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ① اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنَّنِيْ لَكُمْ

والے خبردار کے پاس سے ۵ کہ عبادت نہ کرو ۶ مگر اللہ کی میں تمہیں

مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ ② وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ

اسی کی طرف سے ڈر اور خوشخبری سناتا ہوں یہ کہ گناہ بخشواؤ ۷ اپنے رب سے پھر

تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ

رجوع کرو اس کی طرف کہ فائدہ پہنچائے تم کو اچھا فائدہ ایک وقت

مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ؕ وَاِنْ تَوَلَّوْا

مقرر تک اور دیوے ہر زیادتی والے کو زیادتی اپنی اور اگر تم پھر جاؤ گے

فَاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ③ اِلَى اللّٰهِ

تو میں ڈرتا ہوں ۸ تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے ۹ اللہ کی طرف

مَرْجِعُكُمْ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ④ اَلَآ اِنَّهُمْ

تم کو لوٹ کر جانا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے سنتا ہے وہ ۱۰

يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ؕ اَلَا حِيْنَ

دوہرے کرتے ہیں اپنے سینے ف۱ تاکہ چھپائیں اس سے سنتا ہے جس وقت

يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ ۙ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا

اوڑھتے ہیں اپنے کپڑے جانتا ہے جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو

يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ⑤

ظاہر کرتے ہیں وہ تو جاننے والا ہے دلوں کی بات ۲

ما تمہید برائے اصل مضمون ۱۲
سا تعقیب ذکری کے لئے ہے ۱۲
مہ سورت کا پہلا دعویٰ اللہ کے سوا کسی کو مت پکارو ۱۲

سورت کا دوسرا دعویٰ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں ۱۲

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید می توان گفت پیچیدن سینہ عبارت از آنست کہ فکر ہائے ناصواب و شبہات داہیہ دل خود را اطمینان دہد و عقائد حقہ را فراموش سازد زیرا کہ صدور اینجا بمعنی علوم صدور آمدہ است ۱۲ -

محکم اور مفصل اس لیئے کیا گیا تاکہ تم غیر اللہ کی عبادت اور پکار چھوڑ دو۔ اس سے معلوم ہوا کہ کتاب اللہ کا اصل مقصود بالذات مضمون مسئلہ توحید اور نفی شرک ہے۔ والتقدیر۔ کتاب احکمت ایاتہ ثم فصلت لاجل الا تعبدوا الا اللہ، واقول ھذا التاویل یدل علی انہ لا مقصود من ھذا الکتاب الشریف الا ھذا الحرف الواحد فکل من صرف عمرہ الی سائر المطالب فقد خاب وخسر (کبیر ج ۵ ص ۳۰۳) اننی لکم منہ الخ ای قل یا محمدؐ للناس (ابن جریر)

۶ۓ یہ اور ثُمَّ تُوْبُوْا دونوں اَلَّا تَعْبُدُوْا پر معطوف ہیں۔ اپنے سابقہ گناہوں کی اللہ سے معافی مانگو اور آئندہ کیلئے ان گناہوں (غیر اللہ کی عبادت اور پکار وغیرہ) کے نزدیک نہ جانے کا سچے دل سے عزم کرو۔ یُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا الخ امر کا جواب ہے یعنی اگر تم شرک سے بچو گے اور اپنے گناہوں کی اللہ سے معافی مانگتے رہوگے تو تا زندگی اللہ کے عذاب سے محفوظ رہوگے قال الزجاج یبقیکم ولا یستأصلکم بالعذاب کما استأصل اھل القری الذین کفروا (روح ج ۱۱ ص ۲۰۵) وَيُؤْتِ الخ یہ يُمَتِّعْكُمْ پر معطوف ہے اور صالح اور زیادہ نیک اعمال بجالانے والے کو اس کے اعمال صالحہ کی جزاء دنیا و آخرت میں عطا فرمائے گا۔ **۷ۓ** یہ جمع مذکر حاضر فعل مضارع کا صیغہ ہے اور ایک تاء تخفیفاً ساقط ہے اصل میں اِنْ تَتَوَلَّوْا تھا (مدارک ج ۲ ص ۱۳۶ و روح) یا یہ ماضی کا صیغہ ہے مگر اس صورت میں فاء جزائیہ کے بعد لفظ قُلْ محذوف ہوگا ای فقل یا محمدؐ انی اخاف علیکم الخ (خازن ج ۳ ص ۲۱۶) اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ الخ تخویف اخروی ہے۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا

اور کوئی نہیں ؎ چلنے والا زمین پر مگر اللہ پر ہے اسکی روزی

وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۭ كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ

اور جانتا ہے جہاں وہ ٹھہرتا ہے اور جہاں سونپا جاتا ہے سب کچھ موجود ہے

مُّبِيْنٍ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ

کھلی کتاب میں ف ۱ اور وہی ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین

سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَي الْمَاۗءِ لِيَبْلُوَكُمْ

چھ دن میں ؎ اور تھا اس کا تخت پانی پر تاکہ آزمائے تم کو

اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۭ وَلَىِٕنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ

کہ کون تم میں اچھا کرتا ہے کام اور اگر تو کہے ؎ کہ تم اٹھو گے

مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ

مرنے کے بعد تو البتہ کافر کہنے لگیں یہ کچھ نہیں

اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَلَىِٕنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ

مگر جادو ہے کھلا ہوا اور اگر ؎ ہم روکے رکھیں ان سے عذاب کو

اِلٰٓى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ لَّيَقُوْلُنَّ مَا يَحْبِسُهٗ ۭ اَلَا يَوْمَ

ایک مدت تک تو کہنے لگیں کس چیز نے روک دیا عذاب کو سنتا ہے جس

يَاْتِيْهِمْ لَيْسَ مَصْرُوْفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا

دن آئے گا ان پر نہ پھیرا جائے گا ان سے اور گھیرے گی ان کو وہ چیز جس پر

بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ وَلَىِٕنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا

ٹھٹھے کیا کرتے تھے اور اگر ہم چکھا دیں ؎ آدمی کو اپنی طرف سے

رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ۚ اِنَّهٗ لَيَـُٔوْسٌ

رحمت پھر وہ چھین لیں اس سے تو وہ نا امید

دوسرا دعوٰی

اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں

۸ۓ یہ سورت کا دوسرا دعوٰی ہے جو پہلے دعوے کے لئے بمنزلہ علت ہے یعنی چونکہ سب کچھ جاننے والا اور ساری کائنات کا خالق و مالک اور سب کا رازق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اس لئے حاجات و مشکلات میں غائبانہ صرف اسی کو پکارو۔ مشرکین جب آیات قرآنیہ اور دلائل توحید سنتے تو ان پر ان کا کوئی اثر نہ ہوتا اور ان کے سینوں میں وہی کفر و شرک کی نجاست باقی رہتی ان میں سے کچھ بطور نفاق ایمان کو ظاہر کر دیتے اور ان کے دل کفر و شرک اور عداوت اسلام سے لبریز ہوتے اور ان کا خیال تھا کہ عداوت تو ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے بھلا اسے کون معلوم کر سکتا ہے، نیز ان کا گمان تھا کہ جب وہ دروازے بند کر کے اور پردے لٹکا کر اور اپنے سینوں کو کپڑوں سے چھپا کر پوشیدہ طور پر اسلام کے خلاف عداوت رکھیں اور منصوبے بنائیں گے تو اس کا علم کسی کو نہیں ہوگا۔ روی ان طائفۃ من المشرکین قالوا اذا اغلقنا ابوابنا وارسلنا ستورنا واستغشینا ثیابنا وثنینا صدورنا علی عداوۃ محمدؐ فکیف یعلم بنا (کبیر ج ۵ ص ۳۱۵)، وہ اپنے سینوں کو دوہرا کر کے اور خود کو کپڑوں میں لپیٹ کر اپنے دل کا کفر اور عداوت چھپانا چاہتے ہیں مگر ان تدبیروں کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ جس طرح ان کے علانیہ اور ظاہری اعمال کو جانتا ہے اسی طرح وہ ان کے پوشیدہ اور خفیہ اعمال سے بھی باخبر ہے یہاں تک کہ ان کے دلوں کے چھپے بھید بھی اسے معلوم ہیں۔ لیکن صحیح ترین بات وہی ہے جو حضرت ابن عباس نے فرمائی ہے کہ یہ آیت بعض مسلمانوں

موضح قرآن ف جہاں ٹھہرتا ہے بہشت و دوزخ، جہاں سونپا جاتا ہے اس کی قبر اور روزی اس کی سو دنیا میں۔

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی در لوح محفوظ نوشتہ شد۔ مترجم گوید مستودع جائی است کہ بغیر اختیار آنجا نگاہداشتہ بود مانند رحم و مستقر جائی است کہ باختیار خود می ماند مثل خانہ ۱۲۔

کے بارے میں نازل ہوئی جن پر حیا کا اس قدر غلبہ تھا کہ وہ استنجا، جماع اور دیگر ضروریات بشری کے وقت بدن کو ننگا کرنے سے شرماتے تھے کہ آسمان والا ہم کو دیکھتا ہے۔ اس پر اللہ نے فرمایا کہ بدن کھولتے وقت وہ خدا سے شرم کی وجہ سے جھک جاتے ہیں تو کیا جب وہ کپڑے پہنے ہوتے ہیں اس وقت اللہ ان کو نہیں دیکھتا؟ (صحیح بخاری) **۹** اور زمین پر رہنے والی ہر ذی روح مخلوق کی روزی بھی اللہ ہی کے ذمہ ہے اور وہی سب کا رازق ہے اللہ تعالیٰ نے محض تفضلاً سب کی روزی اپنے ذمہ لی ہے ورنہ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز واجب نہیں۔ وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا اور ہر ایک کے مستقر و مستودع کو بھی جانتا ہے۔ ان دونوں لفظوں کی تفسیر میں مختلف اقوال منقول ہیں۔

كَفُوْرٌ ⑨ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ
ناشکرا ہوتا ہے اور اگر ہم چکھا دیں اس کو آرام بعد تکلیف کے جو پہنچی تھی اس کو
لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ؕ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ⑩
تو بول اٹھے دور ہوئیں برائیاں مجھ سے وہ تو اترانے والا شیخی خورا ہے
اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ
مگر جو لوگ **۱۴** صابر ہیں اور کرتے ہیں نیکیاں ان کے واسطے
مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ⑪ فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا
بخشش ہے اور ثواب بڑا سو کہیں تو چھوڑ بیٹھے گا کچھ چیز اس
يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَضَآئِقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا
میں سے جو وحی آئی تیری طرف اور تنگ ہوگا اس سے تیرا جی اس بات پر کہ **۱۶** وہ
لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ؕ اِنَّمَآ
کہتے ہیں کیوں نہ اترا اس پر خزانہ یا کیوں نہ آیا اس کے ساتھ فرشتہ تو
اَنْتَ نَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ⑫ ؕ اَمْ يَقُوْلُوْنَ
تو ڈرانے والا ہے اور اللہ ہے ہر چیز کا ذمہ دار کیا کہتے ہیں کہ
افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ
بنا لایا ہے قرآن کو **۱۷** کہدے کہ تم بھی لے آؤ دس سورتیں ایسی بنا کر
وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ
اور بلا لو جس کو بلا سکو اللہ کے سوا اگر تم
صٰدِقِيْنَ ⑬ فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ
سچے ہو **ف ۱** پھر اگر نہ پورا کریں **۱۸** تمہارا کہنا تو جان لو کہ قرآن
اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ
تو اترا ہے اللہ کی وحی سے اور یہ کہ کوئی حاکم نہیں اس کے سوا پھر اب تم

ے بشارت اخروی ۱۲

ے سورت کا تیسرا دعویٰ ما یوحی یعنی مسئلہ توحید کی تبلیغ میں کوتاہی نہ ہونے پائے ۱۲

ے شکویٰ ۱۲

ے جواب شکویٰ ۱۲

ے متعلق بجواب شکویٰ

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں مستقر سے زندگی میں دن بارات کو رہنے کی جگہ اور مستودع سے مرنے کے بعد دفن ہونے کی جگہ مراد ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ کا قول ہے مستقر سے ماں کا رحم اور مستودع سے جائے دفن مراد ہے (خازن)، كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ۔ ہر چیز کتاب مبین میں موجود ہے کتاب مبین سے لوح محفوظ یا علم الٰہی مراد ہے قال الزجاج المعنى ان ذلك ثابت فی علم الله تعالیٰ ومنهم من قال فی اللوح المحفوظ (کبیر ج ۱۷ ص ۱۸۶)، **۱۰** زمین و آسمان کو اللہ نے صرف چھ دن میں پیدا کیا جو اس کے کمال قدرت کی دلیل ہے۔ وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ ماضی بمعنی حال ہے اور عرش کا پانی پر ہونا کمال قدرت اور استغنا تام سے کنایہ ہے یہ مطلب نہیں کہ وہ پہلے قادر و غنی تھا اور اب نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ اب بھی ان صفات سے متصف ہے ماضی کا بمعنی حال استعمال عام ہے یا عرش کا پانی کے اوپر ہونا حقیقی معنوں پر محمول ہے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کے کمال قدرت کی بہت بڑی دلیل ہے فيه دلالة على كمال القدرة من وجوه الاول ان العرش مع كونه اعظم من السموات والارض كان على الماء فلولا انه تعالیٰ قادر على امساك الثقيل بغير عمد لما صح ذلك (کبیر ج ۱۷ ص ۱۸۶)، **۱۱** یہ شکویٰ ہے ان مشرکین کی ضد کا بھی کوئی کنارہ نہیں یہ مانتے ہوئے کہ ساری کائنات کا خالق و مالک اللہ ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے پھر بھی مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے کا صاف انکار کرتے ہیں اور اس حقیقت کو باطل اور کذب قرار دیتے ہیں سِحْرٌ مُّبِيْنٌ۔ یہاں سحر کا متبادر معنی جادو مراد نہیں بلکہ یہاں وہ بمعنی باطل اور کذب ہے ای غرور باطل لبطلان السحر عندهم (قرطبی ج ۹ ص ۹) ای باطل مبین (کبیر ج ۱۷ ص ۱۸۹)، **۱۲** یہ بھی شکویٰ ہے منکرین معاندین پر عذاب آنے کا وقت مقرر ہے لیکن وہ کہتے ہیں جب ہم انکار پہ انکار کر رہے ہیں تو ہم پر عذاب کیوں نہیں آتا کس چیز نے اس کو روک رکھا ہے۔ اَلَا يَوْمَ يَاْتِيْهِمْ الخ جواب شکویٰ ہے ان معاندین پر عذاب تو ضرور آئے گا اللہ کا وعدہ جھوٹا نہیں ہو سکتا لیکن اپنے وقت پر آئے گا اور جب آگیا انہیں چھوڑے گا نہیں اور وہ اپنی بداعمالیوں اور دین اسلام، پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں سے استہزاء و تمسخر کا خوب مزہ چکھ لیں گے۔ **۱۳** یہ زجر ہے اور الانسان سے مشرک انسان مراد ہے فرمایا جب ہم مشرکوں کو رحمت سے نوازتے ہیں اور دنیوی آرام و راحت اور فراخیٔ عیش کا ان پر دروازہ کھول دیتے ہیں تو وہ سمجھتے ہیں کہ یہ سب کچھ ان کے خودساختہ معبودوں کی مہربانی ہے۔ پھر جب ہم ان کے آرام و عیش کو تکلیف اور تنگدستی سے بدل دیتے ہیں تو وہ اپنے معبودوں سے مایوس

فتح الرحمٰن ف ۱ نخست بدہ سورہ تحدی واقع شد چوں از آن عاجز شدند بیک سورہ تحدی فرمود ۱۲۔

ہو جاتے ہیں اور ان کا عقیدہ ڈانواں ڈول ہو جاتا ہے اور وہ کہنے لگتے ہیں کہ یہ ہمارے معبود تو کچھ نہیں کر سکتے اس لئے وہ اللہ تعالیٰ کو پکارنے لگ جاتے ہیں وَلَئِنۡ اَذَقۡنٰهُ نَعۡمَآءَ الخ لیکن جب پھر ہم اس کی تکلیف، تنگدستی اور مصیبت وغیرہ دور کر کے اسے دوبارہ راحت و عیش سے ہمکنار کر دیتے ہیں تو وہ ہماری ناشکری کر کے اس انعام و اکرام کو اپنے معبودوں کی طرف منسوب کر کے کہتا ہے کہ ان کی مہربانی سے مصیبتیں ٹل گئی ہیں جیسا کہ سورۂ زمر میں فرمایا وَاِذَا مَسَّ الۡاِنۡسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيۡبًا اِلَيۡهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعۡمَةً مِّنۡهُ نَسِىَ مَا كَانَ يَدۡعُوۡۤا اِلَيۡهِ مِنۡ قَبۡلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنۡدَادًا الآیۃ (زمر ع ١)

مُسۡلِمُوۡنَ ⑭ مَنۡ كَانَ يُرِيۡدُ الۡحَيٰوةَ الدُّنۡيَا وَ
حکم مانتے ہو جو کوئی چاہے دنیا کی زندگانی ف١ اور
زِيۡنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيۡهِمۡ اَعۡمَالَهُمۡ فِيۡهَا وَهُمۡ فِيۡهَا
اس کی زینت بھگتنا دیں گے ہم ان کو ان کے عمل دنیا میں اور ان کو اس میں
لَا يُبۡخَسُوۡنَ ⑮ اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ لَيۡسَ لَهُمۡ فِى الۡاٰخِرَةِ
کچھ نقصان نہیں ف١ یہی ہیں جن کے واسطے کچھ نہیں آخرت میں
اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوۡا فِيۡهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوۡا
آگ کے سوا اور برباد ہوا جو کچھ کیا تھا یہاں اور خراب کیا جو
يَعۡمَلُوۡنَ ⑯ اَفَمَنۡ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنۡ رَّبِّهٖ وَيَتۡلُوۡهُ
کمایا تھا بھلا ایک شخص جو ہے ف٢ صاف رستہ پر اپنے رب کے اور اس کے
شَاهِدٌ مِّنۡهُ وَمِنۡ قَبۡلِهٖ كِتٰبُ مُوۡسٰٓى اِمَامًا وَّ
ساتھ ساتھ ہے ایک گواہ اللہ کی طرف سے اور اس سے پہلے گواہ تھی موسیٰ کی کتاب رستہ بتلاتی اور
رَحۡمَةً ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِهٖ ؕ وَمَنۡ يَّكۡفُرۡ بِهٖ مِنَ
بخشواتی (اوروں کے برابر ہے) یہی لوگ مانتے ہیں قرآن کو اور جو کوئی منکر ہو اس سے ف٣ سب
الۡاَحۡزَابِ فَالنَّارُ مَوۡعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ فِىۡ مِرۡيَةٍ مِّنۡهُ ۗ
فرقوں میں سے سو دوزخ ہے ٹھکانا اس کا سو تو مت رہ شبہ میں اس سے
اِنَّهُ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّكَ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ⑰
بے شک وہ حق ہے تیرے رب کی طرف سے اور پر بہت سے لوگ یقین نہیں کرتے ف١
وَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنِ افۡتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ؕ اُولٰٓئِكَ
اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ف٢ جو باندھے اللہ پر جھوٹ وہ لوگ
يُعۡرَضُوۡنَ عَلٰى رَبِّهِمۡ وَيَقُوۡلُ الۡاَشۡهَادُ هٰٓؤُلَاۤءِ الَّذِيۡنَ
روبرو آئیں گے ف٣ اپنے رب کے اور کہیں گے گواہی دینے والے ف٤ یہی ہیں جنہوں نے

ف١ زجر مع تخویف اخروی ١٢

ف٢ سورت کا چوتھا دعوی مسئلہ توضیح ہے منکرین بعض عناد اور ضد کی وجہ سے نہیں مانتے ١٢

ف٣ قرآن مجید ١٢

ف٤ ای من التوحید

ف٥ زجر مع تخویف اخروی ١٢ سرٌ ولادلائل اور انبیاء علیہم السلام ١٢

اسی طرح سورہ حٰم السجدہ (ع ٦) میں فرمایا۔ لَا يَسۡـَٔمُ الۡاِنۡسَانُ مِنۡ دُعَآءِ الۡخَيۡرِ وَاِنۡ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَـُٔوۡسٌ قَنُوۡطٌ ۝ وَلَئِنۡ اَذَقۡنٰهُ رَحۡمَةً مِّنَّا مِنۡۢ بَعۡدِ ضَرَّآءَ مَسَّتۡهُ لَيَقُوۡلَنَّ هٰذَا لِىۡ الآیۃ۔ یعنی مشرک انسان اپنے معبودان باطلہ سے حاجات مانگتا ہوا تھکتا نہیں اور اگر اسی دوران میں اس پر کوئی مصیبت آجائے تو اپنے معبودوں سے ناامید ہو جاتا ہے اس کے بعد اگر ہم اس کی مصیبتیں دور کر کے اسے راحت کی زندگی سے بہرور کر دیں تو ہمارا شکر ادا کرنے کے بجائے کہتا ہے مجھے معلوم تھا کہ اگر میں ان معبودوں کی نیازیں دوں گا تو میری مشکلیں آسان ہو جائیں گی اور مجھ پر بھلے دن آجائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ف١٤ یہ مؤمنین کے لئے بشارت اخروی ہے۔ الا بمعنی لکن ہے یعنی وہ ایمان والے جو اللہ ہی کو کارساز اور متصرف و مختار سمجھ کر مصائب و شدائد میں پکارتے اور ہر حال میں صبر کرتے اور اللہ کی عبادت و پکار میں لگے رہتے ہیں۔ یعنی المؤمنین مدحھم بالصبر علی الشدائد... ای لکن الذین صبروا وعملوا الصّٰلحٰت فی حالتی النعمۃ والمحنۃ (قرطبی ج ٩ ص ١١) (اِلَّا الَّذِيۡنَ صَبَرُوۡا) فی المحنۃ والبلاء (وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ) وشکروا فی النعمۃ والرّخاء (مدارک ج ٢ ص ١٣٩)

تیسرا دعوی

ما یوحیٰ کی تبلیغ میں کوتاہی نہ ہونے پائے

ف١٥ یہ تیسرے دعوے کا بیان ہے اگر مسئلہ توحید بیان کرنے پر مشرکین طرح طرح کے طعن اور اعتراض کریں تکلیفیں اور اذیتیں پہنچانے کی کوشش کریں مثلاً وہ کہیں کہ اگر یہ پیغمبر خدا ہے تو اس کے پاس دولت دنیا کے خزانے کیوں نہیں یا اس کے ساتھ فرشتہ کیوں نہیں آیا جو لوگوں میں اس کی صداقت کا اعلان کرتا پھرے۔ ایسا نہ ہو کہ ان کی باتوں سے آپ تنگدل اور آزردہ خاطر ہو کر مَا يُوۡحٰۤى اِلَيۡكَ (مسئلہ توحید) کے بعض پہلوؤں کو بیان ہی نہ کریں۔ آپ ان کے مطاعن و اعتراضات کی پرواہ نہ کریں اور مسئلہ کھول کر بیان کریں اِنَّمَاۤ اَنۡتَ نَذِيۡرٌ آپ کی ذمہ داری اور ڈیوٹی صرف تبلیغ و انذار ہے اگر وہ نہیں مانتے تو ان کو سزا دینا اللہ کا کام ہے وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ وَّكِيۡلٌ کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کے تمام اعمال سے باخبر ہے یعنی لَيۡسَ عَلَيۡكَ الا الانذار بما یوحی الیک ولا علیک شیٔ ان ردوا او اقترحوا او قالوا ائت بقراٰن غیر ھٰذا فما بالک تترک بقولھم (وکیل) یحفظ ما یقولون فیجازیھم (مظہری ج ٥ ص ٧٩)۔ ف١٦ ان مصدریہ ہے اور اس سے پہلے حرف جار مقدر ہے اور وہ ضَآئِقٌۢ کے متعلق ہے ای من ان یقولوا او لان یقولوا یا اس سے پہلے مضاف محذوف

موضح قرآن ف١ گواہی پہنچتی ہے یعنی دل میں اس دین کا نور اور مزہ پاتا ہے اور قرآن کی حلاوت۔

فتح الرحمٰن ف١ یعنی ثواب صدقہ و صلہ رحم کہ از کفار بوجود می آید در دنیا میدہند بتوسیع رزق و صحت بدن ١٢ ف٢ یعنی کرام کاتبین ١٢۔

كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ⑱ الَّذِيْنَ
جھوٹ کہا تھا اپنے رب پر سن لو پھٹکار ہے اللہ کی نا انصاف لوگوں پر جو کہ
يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۭ وَهُمْ
روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور ڈھونڈتے ہیں اس میں کجی اور وہی ہیں
بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ⑲ اُولٰۗىِٕكَ لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ
آخرت سے منکر ف۱ وہ لوگ نہیں ہیں تھکانے والے ف۲ زمین میں
فِي الْاَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَاۗءَ ۘ
بھاگ کر اور نہیں ان کے واسطے اللہ کے سوا کوئی حمایتی
يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ۭ مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ
دونا ہے ان کے لئے عذاب نہ طاقت رکھتے تھے سننے کی
وَمَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ⑳ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ
اور نہ دیکھتے تھے ف۱ وہ وہی ہیں جو ہار بیٹھے اپنی جان
وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ㉑ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي
اور گم ہو گیا ان سے جو جھوٹ باندھا تھا ف۲ ف۳ اس میں شک نہیں کہ یہ لوگ
الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ㉒ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ
آخرت میں یہی ہیں سب سے زیادہ نقصان میں البتہ جو لوگ ایمان لائے اور
عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ ۙ اُولٰۗىِٕكَ
کام کئے نیک ف۳ اور عاجزی کی اپنے رب کے سامنے وہ ہیں
اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ㉓ مَثَلُ
جنت کے رہنے والے وہ اسی میں رہا کریں گے مثال ف۴ ان
الْفَرِيْقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ ۭ
دونوں فرقوں کی جیسے ایک تو اندھا اور بہرا اور دوسرا دیکھتا اور سنتا

وقف لازم

۱ معبودان باطلہ ۱۲
۲ بشارت اخروی ۱۲
۳ مشرک و مومن کی مثال ۱۲

ہے اَیْ کَرَاھِیَّۃَ اَنْ یَّقُوْلُوْا (قرطبی ج ۹ ص۱۲) اس صورت میں وہ ضائق کا مفعول لہ ہوگا۔ ف۱۷ یہ شکوی ہے۔ مشرکین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیش کردہ دعوی (کہ اللہ کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں، تو مانتے نہ تھے اور الٹا اکثر یہ الزام دہرایا کرتے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ قرآن اپنے پاس سے بنا کر خدا کی طرف منسوب کر دیتا ہے اور یہ اللہ کا کلام نہیں ہے قُلْ فَاْتُوْا الخ یہ جواب شکوی ہے فرمایا آپ جواب میں کہہ دیں اگر میں ایسا قرآن بنا سکتا ہوں تو تم بھی ایسی دس سورتیں بنا کر لے آؤ کیونکہ تم بھی اہل لسان ہو اور دنیا تمہاری فصاحت و بلاغت کا لوہا مانتی ہے اور پھر اس کام میں اپنی مدد کے لئے اللہ کے ماسوی جس جس سے کام لے سکتے ہو اس کو بلا لو اور اپنی اجتماعی طاقت سے اس کام کو انجام دینے کی کوشش کر لو۔ ف۱۸ یہ بھی جواب شکوی سے متعلق ہے۔ لکم کی ضمیر مومنین کے لئے ہے اور فَاعْلَمُوْا کی مشرکین کے لئے اور قل مقدر ہے ای فقل اعلموا یعنی اگر مشرکین یہ معارضہ اور چیلنج قبول نہ کریں اور قرآن کا مثل پیش نہ کر سکیں تو آپ ان سے فرما دیں کہ اب تو یقین کر لو کہ یہ قرآن میرا ساختہ پرداختہ نہیں بلکہ اللہ نے اپنے علم کے ساتھ نازل فرمایا ہے لہٰذا اس مسئلہ توحید کو مان لو وہ اللہ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔ کیا اب بھی نہیں مانو گے؟ وَاَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ۔ انما انزل پر معطوف ہے۔ یا لکم کی ضمیر بھی مشرکین کے لئے ہے یعنی اے مشرکین اگر تمہارے مزعومہ مددگار اور شرکاء تمہاری مدد کے لئے نہ آئیں تو یقین کر لو کہ یہ قرآن واقعی اللہ کا کلام ہے فَاِنْ لَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ ایھا الکفار ولم یعینوکم فاعلموا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللہِ وانہ لیس مفتری علی اللہ بل ھو انزلہ علی رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم (خازن ج ۳ ص۲۲۲) ف۱۹ زجر مع تخویف اخروی۔ یعنی دنیا میں ان کی روزی میں کمی نہیں کی جاتی جیسا کہ سورۂ بنی اسرائیل ع ۲ میں وارد ہے مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْعَاجِلَۃَ عَجَّلْنَا لَہٗ الاٰیۃ مگر آخرت میں ان کے لئے جہنم کے سوا کچھ نہیں کیونکہ انہوں نے ثواب آخرت کے لئے کیا ہی کچھ نہیں۔ ما صَنَعُوْا میں ما سے مشرکانہ اعمال مراد ہیں غیر اللہ کی نذر و نیاز اور دعا و دیگر مشرکانہ اعمال بے کار اور رائیگاں ثابت ہوں گے وہ فی نفسہ باطل ہیں کیونکہ ان کی بنیاد عقیدۂ باطلہ پر ہے۔ یا ما سے مراد اعمال صالحہ ہیں جو اغراض دنیویہ کی خاطر کئے گئے چونکہ مقصود غیر اللہ ہے اس لئے ایسے اعمال باطل اور بے نتیجہ ہوں گے۔ یعنی وبطل ما عملوا فی الدنیا من اعمال البر (وَبٰطِلٌ مَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ) لانہ لغیر اللہ (خازن ج ۲ ص۲۲۳) ف۲۰ یہ چوتھا دعوی ہے بَیِّنَۃٌ سے عقل سلیم مراد ہے یعنی جو شخص عقل سلیم رکھتا ہو اور دین اسلام اور توحید کی سچائی دلائل عقلیہ سے اس پر واضح اور روشن ہو ای علی برھان من اللہ وبیان ان دین الاسلام حق وھو دلیل العقل (مدارک ج ۲ ص۱۴۱) وَیَتْلُوْہُ

موضح قرآن ف۱ گواہی والے آخرت میں فرشتے ہوں گے جو عمل لکھتے ہیں اور نیک بخت آدمی جن کو خبر تھی۔۔۔۔ خدا پر جھوٹ بولنا کئی طرح ہے علم میں غلط نقل کرنا یا خواب بنا لینا یا عقل سے حکم کرنا دین کی بات میں یا دعوی کرنا کہ کشف رکھتا ہوں یا اللہ کا مقرب ہوں۔ ف۲ یعنی اللہ پر جھوٹ بولا کہاں سے لائے، نہ غیب سے سن آتے تھے۔ نہ غیب کو دیکھتے تھے۔ ف۳ یعنی وہ جھوٹے دعوے آخرت میں ہو گئے۔

فتح الرحمن ف۱ مترجم گوید میتوان گفت ہمزۂ استفہام انکاری محذوف است یعنی آیا نمی توانستند شنید و آیا نمی دیدند واللہ اعلم ۱۲۔

ای ویلحقه ویتبعه اور شَاهِدٌ سے مراد قرآن ہے اور مِنْهُ کی ضمیر لفظ جلالت سے کنایہ ہے ای من اللہ یعنی عقل سلیم کے ساتھ پھر قرآن بھی مسئلہ توحید کی حقانیت پر شاہد ہے۔ (مدارک)، وَمِنْ قَبْلِهٖ اور پھر اس قرآن سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کی کتاب (تورات)، موجود ہے جو بنی اسرائیل کے لئے دین کی راہنما اور اپنے زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت تھی وہ بھی اس مسئلہ میں قرآن سے متفق ہے۔ یہاں مَن کا جواب محذوف ہے ای ایبقی له موضع شبهة یعنی جس شخص کے پاس عقل سلیم بھی ہو اور قرآن اور تورات کی شہادت بھی تو کیا اس کے لئے مسئلہ توحید میں شک وشبہہ کی کوئی گنجائش باقی رہے گی۔ اُولٰٓئِكَ

۲ع۲ ۲

هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَلَقَدْ
کیا برابر ہے دونوں کا حال پھر تم غور نہیں کرتے اور ہم نے
اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ ۡ اِنِّىْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۵﴾
بھیجا ۲۵ف نوح کو اس کی قوم کی طرف کہ میں تم کو ڈر کی بات سناتا ہوں کھول کر
اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ
کہ نہ پرستش کرو اللہ کے سوا بیں ڈرتا ہوں تم پر دردناک
يَوْمٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۶﴾ فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ
دن کے عذاب سے پھر بولے سردار جو کافر تھے اس کی قوم کے
مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا
ہم کو تو تو نظر نہیں آتا مگر ایک آدمی ہم جیسا اور دیکھتے نہیں کوئی تابع ہوا تیرا مگر
الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ ۚ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا
ہم میں جو پنچ قوم ہیں بلا تامل اور ہم نہیں دیکھتے تم کو اپنے
مِنْ فَضْلٍۢ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ
کچھ بڑائی بلکہ ہم کو تو خیال ہے کہ تم سب جھوٹے ہو بولا اے قوم ۲۶ف دیکھو تو
اِنْ كُنْتُ عَلٰي بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ رَحْمَةً مِّنْ
اگر میں ہوں صاف راستہ پر اپنے رب کے اور اس نے بھیجی مجھ پر رحمت
عِنْدِهٖ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ ۭ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا
اپنے پاس سے پھر اس کو تمہاری آنکھ سے مخفی رکھا تو کیا ہم تم کو مجبور کر سکتے ہیں اس پر اور تم اس سے
كٰرِهُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَيٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔــلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ۭ اِنْ اَجْرِيَ
بیزار ہو ۲۷ف اور اے میری قوم نہیں مانگتا میں تم سے اس پر کچھ مال ۲۸ف میری مزدوری
اِلَّا عَلَي اللّٰهِ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ اِنَّهُمْ
نہیں مگر اللہ پر اور میں نہیں ہانکنے والا ایمان والوں کو ان کو

ابتدائے قصہ متعلق
بعثتِ نوحؑ اور [illegible] ۱۲

مرہ دلائل میں سمجھ اور
عقل سلیم ۱۲
مرہ نبوت ۱۲

سے مَنْ كَانَ عَلٰي بَيِّنَةٍ کی طرف اشارہ ہے یعنی یہ مسئلہ توحید اس قدر واضح ہے کہ جس کو اللہ نے عقل سلیم دی ہے وہ عقل سے اس کی صداقت کو سمجھ سکتا ہے کیونکہ یہ مسئلہ عقل کے عین مطابق ہے اور پھر قرآن اور تورات بھی اس مسئلہ کے حق میں شاہد ہیں اس لئے شک وریب کی کوئی گنجائش نہیں لیکن جو لوگ اس کے باوجود اس کو نہ مانیں اور اس کی صداقت میں شک کریں انکا انکار محض ضد وعناد پر مبنی ہے۔ **۲۱ف** یہ معاندین کے لئے تخویف اخروی ہے فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ اس میں خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے مگر تعلیم وتفہیم دوسروں کی مقصود ہے کیونکہ آپ سے شک وریب کا صدور محال ہے۔ یعنی جب دلائل عقل ونقل سے ثابت ہوگیا کہ دین اسلام اور مسئلہ توحید حق ہے اس میں شک وریب کی کوئی گنجائش نہیں تو تمہارے دلوں میں اس کے بارے میں شک کا گذر نہ ہونے پائے اگرچہ معاندین ضد وانکار پر اڑے رہیں۔ **۲۲ف** زجر مع تخویف اخروی تا هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ وہ شخص سب سے بڑا ظالم ہے جو بلا دلیل عقل ونقل اللہ کی طرف ایسی باتیں منسوب کرے جن سے اس کی ذات گرامی پاک اور منزہ ہے مثلاً اپنے خودساختہ معبودوں کو عند اللہ شفیع غالب کہنا وغیرہ۔ بان نسب الیه ما لا یلیق به کقولهم الملائكة بنات الله تعالى الله عن ذلك علوا كبيرا وقولهم لآلهتهم هؤلاء شفعاؤنا عند الله (روح ج ۱۲ ص ۳)، **۲۳ف** یہ کفار ومشرکین جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش کئے جائیں گے۔ الاشهاد سے فرشتے (مطلقاً یا حفظہ یا کراماً کاتبین)، انبیاء علیہم السلام اور مؤمنین مراد ہیں۔ وہ خدا کے سامنے ان افترا کرنے والوں کے بارے میں شہادت دیں گے کہ یہ دنیا میں اللہ پر افترا کیا کرتے تھے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَي الظّٰلِمِيْنَ الخ یہ ادخال الٰہی ہے اور اشہاد (گواہوں) کا کلام نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی جانب سے ایک اصول بیان فرمایا ہے کہ ان مشرکین پر خدا کی لعنت ہے اور وہ رحمت الٰہی سے دور ہیں جو دوسرے لوگوں کو بھی راہ توحید سے بھٹکانے کی کوشش کرتے ہیں وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا اور ان کے دلوں میں شبہات پیدا کرکے ان کو ایمان وتوحید اور طاعت وعبادت سے روک کر شرک ومعاصی کی ترغیب دیتے ہیں۔ یعنی انهم کما ظلموا انفسهم بالتزام الکفر والضلال فقد اضافوا الیه المنع من الدین الحق والقاء الشبهات وتعویج الدلائل المستقیمة (کبیر ج ۵ ص ۲۲) ای یعدلون بالناس عنها الی الشرك (قرطبی ج ۹ ص ۱۹)، **۲۴ف** دنیا میں انہیں فوراً اس لئے نہیں پکڑا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی دسترس سے باہر تھے یا اللہ سے ورے ان کا کوئی کارساز اور نگہبان تھا بلکہ یہ تاخیر اللہ کی حکمت بالغہ پر مبنی تھی۔ يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ اب آخرت میں انہیں دوگنا عذاب دیا

موضح قرآن ف اوپر کی عقل سے یعنی پہلی نظر میں۔

جائے گا دنیا میں وہ حق بات کو سننے کے لئے تیار نہ تھے اور نہ زمین و آسمان میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے واضح نشانات میں غور و فکر کرتے تھے۔ مَا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ جن معبودان باطلہ کو انہوں نے خدا کے یہاں سفارشی سمجھ رکھا تھا قیامت کے دن وہ سب غائب ہوں گے اور کوئی ان کے کام نہیں آئے گا۔ (وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ) من الالٰھۃ وشفاعتہا (روح ج ۱۲ ص ۲۳) **۲۵** دنیا میں کوئی نیک عمل نہ کیا اور خوش فہمیوں میں مبتلا رہے اور جن مزعومہ معبودوں پر بھروسہ تھا وہ بھی کام نہ آئے اس لئے لامحالہ آخرت میں وہ سب سے بڑے نقصان و خسران میں رہیں گے۔ **۲۶** یہ ماننے والوں اور اعمال صالحہ بجالانے والے اور عاجزی کرنے والے

مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّیْۤ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ وَ
ملنا ہے اپنے رب سے لیکن میں دیکھتا ہوں تم لوگ جاہل ہو اور
یٰقَوْمِ مَنْ یَّنْصُرُنِیْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ؕ اَفَلَا
اے قوم کون چھڑائے مجھ کو اللہ سے اگر ان کو ہانک دوں کیا تم
تَذَكَّرُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَلَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآىِٕنُ اللّٰهِ
دھیان نہیں کرتے ف اور میں نہیں کہتا تم کو کہ میرے پاس ہیں خزانے اللہ کے
وَلَاۤ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَاۤ اَقُوْلُ اِنِّیْ مَلَكٌ وَّلَاۤ
اور نہ میں خبر رکھوں غیب کی اور نہ کہوں کہ میں فرشتہ ہوں ۲۹ اور نہ
اَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ تَزْدَرِیْۤ اَعْیُنُكُمْ لَنْ یُّؤْتِیَهُمُ اللّٰهُ
کہوں گا کہ جو لوگ تمہاری آنکھ میں حقیر ہیں نہ دے گا ان کو اللہ
خَیْرًا ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ ۚۖ اِنِّیْۤ اِذًا لَّمِنَ
بھلائی اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ ان کے جی میں ہے یہ کہوں تو میں
الظّٰلِمِیْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْا یٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ
بے انصاف ہوں ف بولے اے نوح ۳۰ تو نے ہم سے جھگڑا کیا اور بہت
جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۳۲﴾
جھگڑ چکا اب لے آ جو تو وعدہ کرتا ہے ہم سے اگر تو سچا ہے
قَالَ اِنَّمَا یَاْتِیْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ وَمَاۤ اَنْتُمْ
کہا کہ لائے گا تو اس کو اللہ ہی اگر چاہے گا اور تم نہ
بِمُعْجِزِیْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَا یَنْفَعُكُمْ نُصْحِیْۤ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ
تھکا سکو گے بھاگ کر اور نہ کارگر ہوگی تم کو میری نصیحت ۳۱ جو چاہوں کہ
اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ یُرِیْدُ اَنْ یُّغْوِیَكُمْ ؕ هُوَ رَبُّكُمْ ۫
تم کو نصیحت کروں اگر اللہ چاہتا ہو گا کہ تم کو گمراہ کرے وہی ہے رب تمہارا

جواب سوال مقدر ۱۲

نفی تصرف وتفضیل از نوح علیہ السلام

مخلصین کے لئے بشارت اخروی ہے۔ **۲۷** یہ دونوں فریقوں یعنی مشرکوں اور مؤمنوں کی تمثیل ہے۔ مشرک کی مثال ایک اندھے اور بہرے شخص کی سی ہے جس طرح اندھا اور بہرا شخص اشارت اور عبارت سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا یہی حال مشرکین کا ہے جو اللہ کی آیتوں سے اندھے اور بہرے بنے ہوئے ہیں وہ نہ آیات الٰہی کو سننا چاہتے ہیں، نہ دلائل آفاق و انفس کو بنظر غائر دیکھ کر عبرت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے برعکس مومن کی مثال اس شخص کی سی ہے جو دیکھتا اور سنتا ہے اور عبارت اور اشارت دونوں سے متمتع ہوتا ہے اسیطرح مؤمن کانوں سے آیتیں سن کر اور آنکھوں سے دلائل قدرت کو ملاحظہ کرکے ایمان و عمل میں اور زیادہ مضبوط اور پختہ ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد سات قصے مذکور ہیں جو پہلے تین دعووں سے بطریق لف و نشر مرتب متعلق ہیں۔

پہلا قصہ

۲۸ یہ پہلا قصہ ہے جو پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے سب سے پہلے بدیں الفاظ اپنی قوم کے سامنے دعوت الٰہی پیش کی اِنِّیْ لَكُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ میں اللہ کی طرف سے ڈرانے والا ہوں ظاہر اور میرا پیغام یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو مت پکارو، اللہ کے سوا کوئی معبود اور کارساز نہیں۔ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْۤا میں ان مفسرہ ہے اور اَرْسَلْنَا یا نَذِیْرٌ کے متعلق ہے یا ان مصدریہ ہے اور حرف جار مقدر ہے ای بان لا تعبدوا (روح) اس کے جواب میں قوم نے چار باتیں طنز و اعتراض کے طور پر کہیں اول مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا تم ہماری مانند بشر اور انسان ہو اس لئے ہم اپنے جیسے کا اتباع کیوں کریں دوم وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اور پھر جو لوگ تمہارے پیچھے لگے ہیں وہ معاشرہ میں گھٹیا پوزیشن والے اور کمین لوگ ہیں ارادوا اتبعک اخساؤنا وسقطنا وسفلتنا (قرطبی ج ۹ ص ۲۳) ہم ایسے شرفاء نے تم کو نہیں مانا اور جن معمولی لوگوں نے تمہیں قبول کیا ہے انہوں نے بھی بغیر سوچے سمجھے اور بلا تدبر و تفکر محض اوپرے دل ہی سے مانا ہے اس لئے ان کا ایمان بھی بے حقیقت اور ناپائیدار ہے ای اتبعک فی بادی الرای ای بلا فکر او فی الظاهر لا فی الحقیقۃ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ سوم

موضح قرآن ف کافروں نے مسلمانوں کو رذالہ ٹھہرایا اور چاہا کہ ان کو ہانک دو تو ہم تمہارے پاس بیٹھیں، بات سنیں، سو فرمایا کہ دل کی بات اللہ تحقیق کرے گا۔ جب اس سے ملیں گے میں اگر مسلمانوں کو ہانکوں تو اللہ سے کون چھڑا دے مجھ کو اور رذالہ ٹھہرایا اس پر کہ وہ کسب کرتے تھے کسب سے بہتر کمائی نہیں اسی واسطے فرمایا کہ تم جاہل ہو **ف۲** وہ جو کہتے تھے کہ تم میں ہم آپ سے بڑائی نہیں دیکھتے سو فرمایا کہ میں فرشتہ نہیں غیب کی خبر نہیں رکھتا اللہ کے خزانے میرے ہاتھ نہیں وہ جو اللہ نے مہر کی ہے مجھ پر تمہاری آنکھ سے چھپی ہے۔

وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا الخ اور تمہارے اندر ہمیں کوئی ایسی فضیلت بھی نظر نہیں آتی جس کی وجہ سے ہم تمہیں اپنا پیشوا اور راہنما تسلیم کریں۔ حضرت نوح علیہ السلام اللہ کے پیغمبر تھے اور ان کے متبعین کے سینے نور توحید سے منور تھے اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہو سکتی تھی مگر ان کور باطنوں کو یہ فضیلت نظر نہ آئی۔ چہارم بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ بلکہ تم تو سب کو جھوٹے سمجھتے ہیں۔ اے نوح تجھ کو دعوائے نبوت میں اور تیرے پیروؤں کو تیری تصدیق میں۔ **۲۹** حضرت نوح علیہ السلام نے مشرکین کی کٹ حجتی کا نہایت معقول اور متین جواب دیا اے میری قوم! اگر میرے پاس اللہ کی جانب سے اپنے دعوے کی سچائی پر واضح دلائل موجود ہوں اور اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص رحمت سے مجھے نبوت بھی عطا فرما دی ہو اور میں اللہ کے حکم اور اس کی وحی کے مطابق تمہیں توحید کی دعوت دوں۔ مگر بدقسمتی سے ان دلائل و براہین میں تم غور و فکر نہ کرو اور میرے دعوے کی صداقت نہ سمجھ پاؤ تو اب تم خود ہی بتاؤ اس میں قصور کس کا ہے۔ **۳۰** ھا ضمیر کلمۂ توحید یا البینۃ یا رحمۃ کی طرف راجع ہے اور اس سے پہلے مضاف محذوف ہے شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ وقیل الھاء ترجع الی الرحمۃ وقیل الی البینۃ ای انلزمکم قبولھا الخ (قرطبی ج ۹ ص ۲۵) یعنی یہ تو ناممکن ہے کہ تمہارے دل کلمۂ توحید اور دلائل توحید کو ماننے پر تیار نہ ہوں بلکہ اس سے متنفر ہوں اور ہم جبراً تم سے منوا لیں یہ بات ہماری طاقت و استطاعت سے باہر ہے۔ استفہام انکاری ہے یعنی ہم ایسا نہیں کر سکتے ھذا استفھام معناہ الانکار ای لا اقدر علی ذلک والذی اقدر علیہ ان ادعوکم الی اللہ ولیس لی ان اضطرکم الی ذلک قال قتادۃ واللہ لو استطاع نبی اللہ لالزمھا قومہ ولکنہ لم یملک ذٰلک (خازن ج ۳ ص ۲۳۵) اس سے معلوم ہوا کہ ہدایت اللہ کے اختیار میں ہے انبیاء علیہم السلام کے اختیار میں نہیں اور نہ وہ متصرف و مختار ہیں۔ اگر حضرت نوح علیہ السلام مختار و متصرف ہوتے تو اپنی ساری قوم کو رشد و ہدایت سے بہرہ ور کر دیتے۔ **۳۱** میری قوم! اس تبلیغ دعوت پر میں تم سے تنخواہ یا معاوضہ طلب نہیں کر رہا تاکہ تم پر اس کا بوجھ ہو اس کا معاوضہ مجھے اللہ کی طرف سے ملے گا جس کی میں ڈیوٹی دے رہا ہوں۔ باقی رہی یہ بات کہ تمہاری خاطر میں ان غرباء کو اپنے پاس سے ہٹا دوں جو ایمان لا چکے ہیں تو یہ بھی نہیں ہو سکتا اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ کیونکہ وہ اپنے رب کے پاس جانے والے ہیں اگر میں ایسا کر دوں تو وہ خدا کے یہاں میری شکایت کریں گے فیشکوننی الیہ ان طردتھم (مدارک ج ۲ ص ۱۴۲) یا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ مقربین بارگاہِ الٰہی ہیں اس لئے میں ان کو اپنی مجلس سے کیونکر اٹھا دوں لا اطردھم ولا ابعدھم عن مجلسی لانھم من اھل الزلفی المقربون الفائزون عند اللہ تعالیٰ (روح ج ۱۲ ص ۴۱) مگر تم لوگ ہو کہ ایسی جاہلانہ اور سفیہانہ باتیں کرتے چلے جا رہے ہو۔ وَيٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ نیز یہ بتاؤ اگر میں تمہاری خواہش پر ان لوگوں کو اپنے پاس سے ہٹا دوں اور اس کی وجہ سے اللہ مجھ سے ناراض ہو جائے تو اس کی ناراضی سے مجھے کون بچائے گا یعنی کوئی نہیں بچا سکے گا۔ استفہام انکاری ہے۔

۱۔ جملہ معترضہ ہے

۲ شکوہ

۳۔ جواب شکوی

ع ۳ / ۳

وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۴﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ

اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے ف۱ کیا کہتے ہیں کہ بنا لایا ہے قرآن کو کہہ دے اگر میں بنا لایا ہوں

فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ﴿۳۵﴾ ع وَاُوْحِيَ اِلٰى

تو مجھ پر ہے میرا گناہ اور میرا ذمہ نہیں جو تم گناہ کرتے ہو ف۲ اور حکم ہوا ف۳۲ طرف

نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ

نوح کے کہ اب ایمان نہ لائے گا تیری قوم میں مگر جو ایمان لا چکا

فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾ ۚ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ

سو غمگین نہ رہ ان کاموں پر جو کر رہے ہیں اور بنا ف۳۳ کشتی

بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ

روبرو ہمارے اور ہمارے حکم سے اور نہ بات کر مجھ سے ظالموں کے حق میں

اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ ۖ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ

یہ بے شک غرق ہوں گے۔ اور وہ کشتی بناتا تھا ف۳۴ اور جب گذرتے اس پر

مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ ؕ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا

سردار اس کی قوم کے ہنسی کرتے اس سے بولا اگر تم ہنستے ہو ہم سے

فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ﴿۳۸﴾ ؕ فَسَوْفَ

تو ہم ہنستے ہیں تم سے جیسے تم ہنستے ہو ف۳ اب جلد

تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ

جان لوگے کہ کس پر آتا ہے عذاب کہ رسوا کرے اس کو اور اترتا ہے اس پر

عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۳۹﴾ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ

عذاب دائمی یہاں تک کہ جب پہنچا حکم ہمارا ف۳۵ اور جوش مارا تنور نے ف۲

قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ

کہا ہم نے چڑھا لے کشتی میں ہر قسم سے جوڑا دو عدد اور اپنے گھر کے لوگ

موضح قرآن ف۱ یہاں تک جتنے سوال اس قوم کے تھے وہی تھے حضرت کی قوم کے گویا یہ سب جواب ان کے ہیں ایک ان کا نیا دعویٰ تھا سو آگے فرمایا۔ ف۲ حضرت نوح کتاب نہ لائے تھے کہ ان کی قوم یہ بات کہتی۔ ف۳ وہ ہنستے تھے اس پر کہ خشک زمین میں غرق کا بچاؤ کرتا ہے۔ یہ ہنستے اس پر کہ موت سر پر کھڑی ہے اور یہ ہنستے ہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ این جملہ زیادہ کردہ شد در وسط قصہ قوم نوح تا تنبیہ باشد بر تطبیق حال مشرکین کہ باحال قوم حضرت نوح ۱۲ ف۲ یعنی تنور غضب الٰہی ۱۲۔

یہ تمہارے معبود تم پجاریوں کے کام نہیں آ سکتے تو میرے کس کام آئیں گے افلا تذکرون کچھ تو عقل سے کام لو اور نصیحت وعبرت حاصل کرو۔ **۳۲** یہ تین سوالات مقدرہ کے جوابات ہیں مشرکین کہتے اگر نوح (علیہ السلام) سچا پیغمبر ہے تو اسکے پاس دولت کے خزانے کیوں نہیں اور وہ غیب کی خبریں اور پوشیدہ امور ہمیں کیوں نہ بتاتا نیز وہ بشر ہے اور کھاتا پیتا ہے۔ جواب دیا بیشک اللہ کے خزانوں کا میں مالک نہیں ہوں میں تو اللہ کا پیغمبر ہوں اور میرا کام تبلیغ وانذار ہے اور نہ میں عالم الغیب ہوں کہ جو بات چاہوں اور جب چاہوں جان لوں اور نہ میں فرشتہ اور مافوق البشر ہونے کا مدعی ہوں۔ بلکہ میں بشر اور انسان ہوں لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے کمال انسانیت کے بلند ترین مقام (نبوت) پر سرفراز فرمایا ہے۔ یا یہ جملہ معترضہ ہے اور سوالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہے۔ **۳۳** حضرت نوح علیہ السلام کی باتوں اور معقول دلیلوں سے لاجواب ہو کر قوم کے لوگ بول اٹھے کہ اے نوح! تم نے تو ہمارے ساتھ جھگڑا ہی شروع کر دیا ہے اچھا جاؤ ہم نہیں مانتے اور اگر تمہارے دعوے میں کچھ صداقت ہے تو جس عذاب کی دھمکیاں دیتے ہو وہ بھی لے آؤ پھر دیکھا جائے گا۔ قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ الخ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا عذاب لانا تو میرے اختیار میں نہیں وہ اللہ کے اختیار میں ہے اور اپنے وقت پر ضرور آئے گا اور جب آئے گا تم اس سے ہرگز بچ نہیں سکو گے۔ **۳۴** میں تو تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں لیکن اگر تمہاری ضد اور ہٹ دھرمی کی بنا پر اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں پر مہر جباریت لگا دے اور تمہیں توفیق ہدایت سے محروم کر دے تو میری خیر خواہی سے تمہیں کچھ فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ شکوی ہے قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ جواب شکوی ہے اگر میں نے اللہ پر افترا کیا ہے تو اس کی سزا مجھے ملے گی مگر یہ میرا افترا کرنا تو غلط ہے اس لئے میری طرف افتراء علی اللہ کی نسبت کرنے کا جرم تم پر ثابت ہے جس کی تم ضرور سزا پاؤ گے۔ (اِنِ افْتَرَيْتُهٗ) ای اختلقتہ وافتعلتہ یعنی الوحی والرسالۃ (فعلی اجرامی) ای عقاب اجرامی وان کنت محقًا فیما اقولہ فعلیکم عقاب تکذیبی (قرطبی ج ۹ ص ۲۹)۔ **۳۵** یہ قوم نوح علیہ السلام کی تباہی کی تمہید ہے حضرت نوح علیہ السلام کو بذریعۂ وحی مطلع کر دیا گیا کہ جن کی قسمت میں ایمان مقدر تھا وہ ایمان لا چکے اور باقیوں میں سے اب کوئی ایمان نہیں لائے گا اس لئے آپ ان کے استہزاء وتمسخر اور تکذیب وایذاء پر غمگین نہ ہوں اب ان کی ہلاکت کا وقت قریب آ گیا ہے۔ مبتدعین حضرت نوح علیہ السلام کے لئے علم غیب ثابت کرنے کے لئے کہا کرتے ہیں کہ ان کو اپنی قوم کی آئندہ نسلوں کے انجام کا علم تھا کہ ان میں اب کوئی بھی ایسا شخص نہیں پیدا ہو گا جو راہ راست پر ہو اور توحید کو قبول کر لے کیونکہ انہوں نے عذاب کی دعا مانگتے وقت کہا تھا۔ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا (نوح) اے اللہ اگر تو اس قوم کو اب ہلاک نہیں کرے گا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کرنے ہی

اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ ؕ وَمَآ اٰمَنَ
مگر جس پر پہلے ہو چکا ہے حکم ف۱ اور سب ایمان والوں کو اور ایمان نہ لائے
مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ ㊵ وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا
تھے اس کے ساتھ مگر تھوڑے ف۲ اور بولا ۳۶ سوار ہو جاؤ اس میں اللہ کے نام سے ہے اس کا چلنا
وَمُرْسٰىهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ㊶ وَهِيَ تَجْرِيْ
اور ٹھہرنا تحقیق میرا رب ہے بخشنے والا مہربان اور وہ لئے جا رہی تھی
بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۣ وَنَادٰى نُوْحُ ِۨابْنَهٗ وَكَانَ
ان کو لہروں میں جیسے پہاڑ اور پکارا نوح نے اپنے بیٹے کو اور وہ ہو رہا
فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ
تھا کنارے اے بیٹے سوار ہو جا ساتھ ہمارے اور مت رہ ساتھ
الْكٰفِرِيْنَ ㊷ قَالَ سَاٰوِيْٓ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ
کافروں کے بولا ۳۷ جا لگوں گا کسی پہاڑ کو جو بچا لے گا مجھ کو
الْمَآءِ ۭ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ
پانی سے کہا کوئی بچانے والا نہیں آج اللہ کے حکم سے ۳۸ مگر جس پر
رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ㊸
وہی رحم کرے اور حائل ہو گئی دونوں میں موج پھر ہو گیا ڈوبنے والوں میں ف۲
وَقِيْلَ يٰٓاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ
اور حکم آیا اے زمین ۳۹ نگل جا اپنا پانی اور اے آسمان تھم جا اور سکھا دیا گیا
الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ
پانی اور ہو چکا کام اور کشتی ٹھہری جودی پہاڑ پر اور حکم ہوا
بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ㊹ وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ
کہ دور ہو قوم ظالم ف۳ اور پکارا نوح نے ۴۰ اپنے رب کو کہا

[illegible] استعانت ۱۲

مستثنیٰ منقطع ۱۲

ع ۴

موضح قرآن ف۱ ہر جانور کا جوڑا رکھ لیا کشتی میں جن کی نسل رہنی مقدر تھی اور گھر والوں میں سے جس پر بات پڑ چکی ایک بیٹا کنعان اور اس کی ماں سو ڈوبے اور تین بیٹے بچے جن کی اولاد ساری خلق ہے اور تنور تھا حضرت نوح کے گھر میں طوفان کا نشان بنا رکھا کہ جب اس تنور سے پانی اُبلے تب کشتی میں سوار ہو جائیو۔ ف۲ اس دن بلند پہاڑ کے بلند درخت بھی ڈوب گئے کہ پرندہ کا بچاؤ نہ تھا۔ ف۳ چالیس دن پانی آسمان سے برسا اور زمین سے اُبلا پھر چھ مہینے بعد پہاڑوں کے سر کھلے کہ کشتی لگی جودی پہاڑ سے ملک شام میں ہے یہ پہاڑ۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی زن نوح وکنعان پسر نوح ۱۲۔

کی کوشش کریں گے اور ان کی نسلوں میں کفار و فجار کے سوا کوئی پیدا نہیں ہوگا مگر یہ استدلال سراسر غلط اور قرآن سے بے اعتنائی اور بے خبری کا نتیجہ ہے حضرت نوح علیہ السّلام عالم الغیب ہونے کی وجہ سے یہ بات نہیں جانتے تھے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ذریعۂ وحی انہیں اس کی اطلاع دی تھی جیسا کہ آیت زیر تفسیر ہیں اس کی صراحت موجود ہے **ف۳۶** بِاَعْیُنِنَا وَوَحْیِنَا یعنی ہماری حفاظت میں اور ہماری ہدایات کے مطابق کشتی تیار کرو اور ان مشرکین کے بارے میں اب دفع عذاب یا مہلت دینے کی ہرگز سفارش نہ کرنا کیونکہ انہیں غرق کرنے کا فیصلہ حتمی اور قضا ءِ مبرم ہے۔ **ف۳۷** یصنع، کان محذوف کی خبر ہے. حذف کان مع بقاء خبر کلام عرب میں جائز ہے لَوْ اور اِنْ کے بعد کان کا حذف مشہور و معروف ہے یحذ فونہا ویبقون الخبر بعد لو وان کثیرًا اشتہر (الفیہ ابن مالک) مشرکین حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی بناتے دیکھ کر ان سے استہزاء کرتے کہ یہ کشتی خشک زمین پر کیسے چلاؤ گے یہاں تو کوئی سمندر یا دریا نہیں. حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا استہزاء کر لو ہمارا وقت بھی آجائے گا جب ہم دیکھیں گے کہ تم ذلیل و رسوا کرنے والے عذاب میں مبتلا ہو اور ہم محض اللہ کی مہربانی سے اس کشتی میں اس سے محفوظ ہیں۔ **ف۳۸** تنور سے یا اس کا حقیقی معنی مراد ہے یعنی روٹیاں پکانے کا تنور جیسا کہ جمہور کی رائے ہے والمراد من التنور تنور الخبز عند الجمہور (روح ج ۱۲ ص۵۳) تنور سے پانی کا نکلنا طوفان کی علامت تھی۔ یا یہ غضب الٰہی کے جوش میں آنے سے کنایہ ہے۔ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ الخ مستثنیٰ کو مجمل رکھا اور اس میں حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کی صراحت نہ کی تاکہ ان کا دل آزردہ نہ ہو۔ **ف۳۹** بِسْمِ اللّٰهِ میں بار استعانت کے لئے ہے۔ اس کشتی میں سوار ہو جاؤ۔ یہ کشتی محض اللہ کی اعانت و توفیق سے اپنے سواروں کے ساتھ صحیح و سالم منزل مقصود پر پہنچ کر لنگر انداز ہوگی۔ وَهِيَ تَجْرِيْ الخ اس سے پہلے اندراج سے یعنی تمام مؤمنین اور حضرت نوح علیہ السلام کے اہل بیت بیوی اور ایک بیٹے کے علاوہ کشتی میں سوار ہو گئے. طوفان زوروں پر آگیا اور کشتی نوح پہاڑ ایسی بلند و مہیب موجوں میں سے اللہ کی حفاظت سے گذر رہی تھی کہ پرے دور حضرت نوح علیہ السّلام کی نظر اپنے بیٹے پر پڑ گئی۔ یہ بیٹا کنعان مشرک تھا اور کشتی میں سوار نہیں ہوا تھا. حضرت نوح علیہ السلام نے اسے آواز دی بیٹا اب بھی وقت ہے ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جاؤ اور کافروں کے ساتھ لقمۂ طوفان نہ بنو۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کو اپنے بیٹے کا مشرک ہونا معلوم تھا مگر انہوں نے سمجھا کہ اس ہولناک طوفان کو دیکھ کر شاید وہ ایمان لے آئے اس لئے اسے کشتی کی طرف بلایا۔ لیکن بہت سے محققین امام ماتریدی وغیرہ نے کہا ہے کہ وہ منافق تھا اور حضرت نوح علیہ السلام کو اس کا علم نہ تھا وہ اسے اپنے دین توحید پر سمجھتے تھے اس لئے انہوں نے اس کو کشتی میں سوار ہو جانے کو کہا۔ قیل نما نادا لانہ کان ینا فقہ فظن انہ مؤمن واختارہ کثیر من المحققین کالماتریدی وغیرہ وقیل کان یعلم انہ کافر الی ذالک الوقت لکنہ علیہ السّلام ظن

رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ ج وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ
اے رب میرا بیٹا ہے میرے گھر والوں میں اور بے شک تیرا وعدہ سچا ہے
وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ (۴۵) قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ
اور تو سب سے بڑا حاکم ہے ف۱ فرمایا اے نوح ۴۰ وہ
لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ج اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ق فَلَا
نہیں تیرے گھر والوں میں اس کے کام ہیں خراب سو مت
تَسْئَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ط اِنِّيْ اَعِظُكَ اَنْ
پوچھ مجھ سے جو تجھ کو معلوم نہیں میں نصیحت کرتا ہوں تجھ کو کہ
تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ (۴۶) قَالَ رَبِّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ
نہ ہو جائے تو جاہلوں میں ف۲ . بولا اے رب میں پناہ مانگتا ہوں تیری
اَنْ اَسْئَلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ط وَاِلَّا تَغْفِرْ لِيْ
اس سے کہ پوچھوں تجھ سے جو معلوم نہ ہو مجھ کو اور اگر تو نہ بخشے مجھ کو
وَتَرْحَمْنِيْ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ (۴۷) قِيْلَ يٰنُوْحُ
اور رحم نہ کرے تو میں ہوں نقصان والوں میں ف۳ حکم ہوا اے نوح ۴۱
اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اُمَمٍ
اتر آ سلامتی کے ساتھ ہماری طرف سے اور برکتوں کے ساتھ تجھ پر اور ان فرقوں پر جو
مِّمَّنْ مَّعَكَ ط وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ
تیرے ساتھ ہیں اور دوسرے فرقے ہیں کہ ہم فائدہ دیں گے ان کو پھر پہنچے گا ان کو
مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ (۴۸) تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ
ہماری طرف سے عذاب دردناک ف۴ یہ باتیں منجملہ غیب کی خبروں کے ہیں ۴۲ کہ
نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ ج مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ
کہ ہم بھیجتے ہیں تیری طرف نہ تجھ کو ان کی خبر تھی اور نہ تیری قوم کو

۲ معجزہ معترفہ برائے بیان صداقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی ایک عورت تو ہلاکت میں آچکی اب چاہیے بیٹے کو ہلاکت میں گن چاہیے نجات میں۔ ف۲ آدمی پوچھتا ہے جو معلوم نہ ہو لیکن مرضی معلوم چاہیئے۔ یہ کام ہے جاہل کا کہ اگلے کی مرضی نہ دیکھے پوچھنے کی پھر پوچھے۔ ف۳ حضرت نوح نے توبہ کی لیکن یہ نہ کہا کہ پھر ایسا نہ کروں گا کہ اس میں دعوی نکلتا ہے بندے کو کیا مقدور رہے چاہیئے کہ اسی کی پناہ مانگے کہ مجھ سے پھر نہ ہو۔ ف۴ حق تعالیٰ نے تسلی فرمادی کہ پھر سارے نوع انسان پر ہلاکت نہ آوے گی قیامت سے پہلے مگر بعضے فرقے ہلاک ہوں گے۔

مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۛ فَاصْبِرْ ۛ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ (49) ع

اس سے پہلے سو تو صبر کر البتہ انجام بھلا ہے ڈرنے والوں کا

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ۭ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ

اور عاد کی طرف ۵۴۷ ہم نے بھیجا ان کے بھائی ہود کو بولا اے قوم بندگی کرو اللہ کی

مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ (50)

کوئی تمہارا حاکم نہیں سوائے اس کے تم سب جھوٹ کہتے ہو

يٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔـلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى

اے قوم میں تم سے نہیں مانگتا اس پر مزدوری میری مزدوری اسی پر ہے

الَّذِيْ فَطَرَنِيْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (51) وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا

جس نے مجھ کو پیدا کیا پھر کیا تم نہیں سمجھتے اور اے قوم گناہ بخشواؤ

رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاۗءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا

اپنے رب سے ۵۴۸ پھر رجوع کرو اس کی طرف چھوڑے گا تم پر آسمان سے دھاریں

وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ (52)

اور زیادہ دے گا تم کو زور پر زور اور روگردانی نہ کرو گنہگار ہو کر

قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ

بولے اے ہود ۵۴۹ تو ہمارے پاس کوئی سند لے کر نہیں آیا اور ہم نہیں چھوڑنے والے

اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ (53) اِنْ

اپنے ٹھاکروں (معبودوں) کو تیرے کہنے سے اور ہم نہیں تجھ کو ماننے والے ہم تو یہی

نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْۗءٍ ۭ قَالَ اِنِّىْٓ

کہتے ہیں ۵۵۰ کہ تجھ کو آسیب پہنچایا ہے کسی ہمارے ٹھاکروں (معبودوں) نے بری طرح بولا میں

اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّىْ بَرِيْۗءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ (54)

گواہ کرتا ہوں اللہ کو ۵۵۱ اور تم گواہ رہو کہ میں بیزار ہوں ان سے جن کو تم شریک کرتے ہو

ع ۴ ۹

معانقة ۹ الوقف على فاصبر احسن واليق ۱۲

۱؎ دوسرا نقطہ یعنی متعلق بدعوی اولیٰ ۱۲ عنا انتا مخرجین ۱۲

۲؎ معبودان باطل کو عبادت و پکار کے لائق سمجھنے اور اللہ کے ساتھ شرک کرنے کی وجہ سے ۱۲

ہے مستثنیٰ متصل ۱۲

انه عند مشاهدة تلك الاهوال وبلوغ السيل الربى ينزجر عما كان عليه (روح ج ۱۲ ص ۵۹) **۵۴۰** کنعان نے کہا مجھے تمہاری کشتی کی ضرورت نہیں ابھی میں اس ساتھ والے پہاڑ پر چڑھ رہا ہوں وہ مجھے اس طوفان سے بچالے گا۔ مشرک لوگ سر آڑے وقت میں غیر اللہ سے آس لگائے رہتے ہیں اور خداوند تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں۔ کنعان نے بھی اپنی عادت مستمرہ کے مطابق اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کیا بلکہ پہاڑ کی پناہ لینے کی کوشش کی جو کامیاب نہ ہو سکی۔ **۵۴۱** حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا آج طوفان سے اللہ کے سوا کوئی نہیں بچا سکے گا اس لئے پہاڑ وغیرہ کی پناہ بے سود ہے۔ مَنْ رَّحِمَ میں موصول سے ذات باری تعالیٰ مراد ہے گویا کہ یوں کہا گیا لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا هُوَ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى اور ضمیر کی جگہ جملہ اظہار شان رحمت کے لئے لایا گیا۔ یا عَاصِمَ صیغہ نسبت ہے لَابِنٌ (دودھ والا) اور تَامِرٌ (کھجور والا) کی طرح۔ اور موصول سے مرحوم مراد ہے ای لا ذا عصمة الا من رحمه الله تعالیٰ (روح ج ۱۲ ص ۶۰ ومظہری ج ۵ ص ۸۹) یا مستثنیٰ منقطع ہے یعنی آج کوئی بچانے والا نہیں البتہ جس پر اللہ کی رحمت ہو گئی وہی بچے گا۔ (الا من رحم) استثناء منقطع والمعنى لكن من رحمه الله معصوم (کبیر ج ۱۷ ص ۲۳۳) وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ الخ اتنے میں طوفان کی ایک لہر نے کنعان کو اپنی لپیٹ میں لے کر اس کا کام تمام کر دیا۔ **۵۴۲** جب تمام مشرکین غرقاب ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا کہ اب وہ پانی باہر نکالنے کے بجائے اپنے اندر اسے جذب کر لے اور آسمان کو بارش برسانے سے رک جانے کا حکم دیدیا ادھر کشتی نوح علیہ السلام جودی پہاڑ کے دامن میں جا رکی۔ یہ پہاڑ موصل یا شام کے علاقے میں ہے۔ **۵۴۳** حضرت نوح علیہ السلام کی یہ ندا طوفان تھم جانے کے بعد تھی یا جس وقت انہوں نے بیٹے کو غرق ہوتے دیکھا اسی وقت یہ ندا کی۔ یعنی اے اللہ! میرا بیٹا تو میرے اہل بیت سے تھا جن کو طوفان سے بچانے کا تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا اور تیرا وعدہ بھی برحق ہے اس میں تخلف ناممکن ہے اور تو احکم الحاکمین اور مالک الملک ہے تیرے سامنے کسی کو دم مارنے کی کیا مجال؟ حضرت نوح علیہ السلام اپنے بیٹے کو مؤمن سمجھتے تھے اسی لئے یہ سوال کیا ورنہ یہ ناممکن ہے کہ وہ دوسرے کافروں کی ہلاکت چاہیں مگر اپنے کافر بیٹے کی سلامتی کے متمنی ہوں۔ لانه كان عنده مؤمنا في ظنه ولم يك نوح يقول لربه (اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ) الا وذلك عنده كذلك اذ محال ان يسأل هلاك الكفار ثم يسأل في انجاء بعضهم وكان ابنه يسر الكفر ويظهر الايمان الخ (قرطبی ج ۹ ص ۴۵) **۵۴۴** فرمایا اے نوح! یہ تیرے ان اہل بیت سے نہیں جن کو نجات دینے کا میں نے وعدہ کیا تھا کیونکہ اس کے اعمال نیک نہیں بلکہ وہ مشرک ہے اس لئے جس چیز کا تمہیں علم نہیں اس کے بارے میں مجھ سے مت سوال کرو۔ دلوں کے بھید تو اللہ جانتا ہے حضرت نوح علیہ السلام اپنے بیٹے کے نفاق سے بے خبر تھے اس لئے اس بارے میں سوال کر بیٹھے۔ فاخبر الله تعالیٰ نوحا بما هو منفرد به من علم الغيوب اى علمت من حال ابنك ما لم تعلمه انت الخ (قرطبی) اس آیت سے شفاعت قہری اور غیر اللہ کے مختار و متصرف ہونے کی نفی ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام اپنے بیٹے کو نہ ہدایت پر لا سکے اور نہ عذاب الٰہی سے اسے بچا سکے۔ **۵۴۵** اصل حقیقت معلوم ہو جانے کے بعد حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بے محل سوال پر اللہ تعالیٰ سے استغفار کیا اور رحمت کی درخواست کی۔ وَاِلَّا اصل میں وان لا تھا نون کو لام میں ادغام کر دیا گیا۔ **۵۴۶** حضرت نوح علیہ السلام کو سلامتی اور نزول برکات

مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۵۵﴾
اس کے سوا سو برائی کرو میرے حق میں تم سب مل کر پھر مجھ کو مہلت نہ دو
اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ ؕ مَا مِنْ دَآبَّةٍ
میں نے بھروسہ کیا اللہ پر جو رب ہے میرا اور تمہارا کوئی نہیں زمین پر پاؤں
اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ
دھرنے والا مگر اللہ کے ہاتھ میں ہے چوٹی اسکی ف۱ بے شک میرا رب ہے سیدھی
مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۶﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّاۤ اُرْسِلْتُ
راہ پر ۵۳ ف۱ ف۲ پھر اگر تم منہ پھیروگے تو میں پہنچا چکا تم کو جو میرے ہاتھ بھیجا
بِهٖۤ اِلَيْكُمْ ؕ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۚ وَلَا
تھا تمہاری طرف اور قائم مقام کرے گا میرا رب کوئی اور لوگ اور نہ
تَضُرُّوْنَهٗ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ﴿۵۷﴾
بگاڑ سکو گے اللہ کا کچھ تحقیق میرا رب ہے ۵۴ ہر چیز پر نگہبان ف۲
وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
اور جب پہنچا ہمارا حکم ۵۵ بچا دیا ہم نے ہود کو اور جو لوگ ایمان لائے تھے
مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۵۸﴾
اس کے ساتھ اپنی رحمت سے اور بچا دیا ان کو ایک بھاری عذاب سے ف۳
وَتِلْكَ عَادٌ ۟ۙ جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ
اور یہ تھے عاد کہ منکر ہوئے اپنے رب کی باتوں سے اور نہ مانا اس کے رسولوں کو
وَاتَّبَعُوْۤا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۵۹﴾ وَاُتْبِعُوْا فِيْ
اور مانا ۵۶ حکم ان کا جو سرکش تھے مخالف اور پیچھے سے آئی ان کو
هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ عَادًا
اس دنیا میں پھٹکار اور قیامت کے دن بھی سن لو عاد

ع ۱۲

کی بشارت دی گئی تاکہ ان کو تسلی ہوجائے کہ ان کی استغفار اور طلب رحمت کی درخواست منظور ہوچکی ہے۔ فرمایا اب کشتی سے اترو، تم اور جو نیک اور صالح امتیں تمہاری پشت میں ہیں ہماری سلامتی اور برکات کی مورد ہوں گی اور تمہاری نسل سے جو امتیں توحید کی باغی ہوں گی دنیا میں تو ان کو عیش ملے گی مگر آخرت میں وہ دردناک عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ **۴۷** جملہ معترضہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت نوح علیہ السلام کے واقعہ میں حاضر نہ تھے مگر اس کے باوجود آپ ان کے صحیح صحیح حالات بیان کر رہے ہیں یہ آپ کی صداقت کی زبردست دلیل ہے آپ اللہ کے سچے نبی ہیں اور اللہ کی طرف سے ذریعۂ وحی آپ کو انبیاء سابقین علیہم السلام کے احوال و واقعات بتائے جاتے ہیں۔ اس آیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر اور عالم الغیب ہونے کی نفی ہوتی ہے۔ فَاصْبِرْ الخ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیہ ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال اپنی قوم کو تبلیغ کی اور ان کی تکلیفیں اٹھائیں آخر کار ان کے دشمن تباہ ہوئے اسی طرح بہتر انجام آپ کا اور آپ کے متبعین کا ہوگا اور آپ کے دشمن ذلیل و خوار ہوں گے۔ **۴۸** یہ دوسرا قصہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے حضرت ہود علیہ السلام نے واضح الفاظ میں اپنی قوم کو یہ پیغام دیا یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ میری قوم صرف خدائے واحد کو پوجو اور صرف اسی کو پکارو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود اور کارساز نہیں۔ یعنی وحدوا اللہ ولا تشرکوا معہ شیئًا فی لعبادتہ (خازن ج ۳ ص ۲۳) اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ تم اپنے معبودان باطلہ کو دعا اور پکار میں اللہ کے شریک بنا کر اللہ پر افتراء کرتے ہو۔ **۴۹** شرک کو چھوڑ کر اللہ کی توحید پر ایمان لاؤ اور اپنے گذشتہ مشرکانہ اعمال و افعال کی اللہ سے معافی مانگو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ تمہیں خوشحال اور عیش و آرام کی زندگی سے ہمکنار کرے گا اور تمہاری جمعیت کو مضبوط بنائے گا۔ الی بمعنی مع ہے۔ **۵۰** قوم نے انتہائی ضد و عناد سے پیغام توحید کا انکار کیا اور الٹا حضرت ہود علیہ السلام پر طعن کرنے لگے عَنْ قَوْلِكَ میں عن سببیہ ہے۔ قوم نے کہا اے ہود! تم اپنے دعوے پر کوئی دلیل تو لائے نہیں اس لئے صرف تمہارے کہنے سے ہم اپنے معبودوں کو نہیں چھوڑ سکتے اور نہ تم پر ہی ایمان لانے کو تیار ہیں۔ قوم نے فرط عناد و جہالت سے یہ جواب دیا تھا ورنہ توحید کے دلائل واضحہ اور آیات باہرہ ان کے سامنے پیش کی جا چکی تھیں انما قالوہ لفرط عنادھم اولشدۃ عماھم عن الحق وعدم نظرھم فی الآیات الخ (روح ج ۱۲ ص ۸۱) **۵۱** یہ مشرکین کا ایک نہایت ذلیل طعن تھا وہ چونکہ اپنے معبودان باطلہ کو متصرف و مختار مانتے تھے اور ان کا خیال تھا کہ وہ اپنے پجاریوں پر خوش ہوکر ان کو نفع پہنچاتے اور اپنے مخالفوں پر ناراض ہوکر ان کو تکلیف اور نقصان پہنچاتے ہیں۔ اسی وجہ سے انہوں نے حضرت ہود علیہ السلام سے کہا کہ تم ہمارے معبودوں کی توہین کرتے ہو اس لئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ناراض ہوکر (عیاذًا باللہ) تمہیں دیوانہ بنا دیا ہے اور تم پر ان کی مار پڑی ہے کہ مجنون کی طرح ہر وقت توحید توحید کی رٹ لگاتے رہتے ہو۔ اعتراک اصابک بعض الہتنا بسوء بجنون وخبل (مدارک ج ۲ ص ۱۴۷) بسوء ای بجنون لسبک ایاھا عن ابن عباس وغیرہ (قرطبی ج ۹ ص ۵۱) اِنَّكَ شَتَمْتَ

موضح قرآن ف۱ یعنی جو سیدھی راہ چلے وہ اس سے ملے۔ ف۲ یعنی اللہ کے رسول کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے کہ اللہ نگہبان ہے۔ ف۳ گاڑھی مار وہی جو دنیا میں آئی یا آخرت کے عذاب سے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی مالک او است ۱۲ ف۲ یعنی حکیم است ۱۲۔

كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ع (60) وَ
منکر ہوئے اپنے رب سے سن لو پھٹکار ہے عاد کو جو قوم تھی ہود کی ف۱ اور
اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ
ثمود کی طرف بھیجا ان کا بھائی صالح ۵۸ بولا اے قوم بندگی کرو اللہ کی
مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ
کوئی حاکم نہیں تمہارا اس کے سوا اسی نے بنایا ہے تم کو زمین سے
وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَيْهِ ؕ
اور بسایا تم کو اس میں سو گناہ بخشواؤ اس سے اور رجوع کرو اس کی طرف
اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ (61) قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ
تحقیق میرا رب نزدیک ہے قبول کرنے والا بولے اے صالح ف۲ تجھ سے تو
فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَاۤ اَتَنْهٰىنَاۤ اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ
ہم کو امید تھی اس سے پہلے کیا تو ہم کو منع کرتا ہے کہ پرستش کریں جن کی
اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَاۤ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ (62)
پرستش کرتے رہے ہمارے باپ دادے اور ہم کو تو شبہ ہے اس میں جس کی طرف تو بلاتا ہے ایسا کہ دل نہیں مانتا
قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ
بولا اے قوم ۵۹ بھلا دیکھو تو اگر مجھ کو سمجھ مل گئی اپنے رب کی طرف سے
وَاٰتٰىنِيْ مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ
اور اس نے مجھ کو دی رحمت اپنی طرف سے پھر کون بچائے مجھ کو اس سے اگر
عَصَيْتُهٗ قف فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ (63) وَيٰقَوْمِ
اس کی نافرمانی کروں سو تم کچھ نہیں بڑھاتے میرا سوائے نقصان کے اور اے قوم
هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْۤ اَرْضِ اللّٰهِ
یہ اونٹنی ہے اللہ کی ف۳ تمہارے لئے نشانی سو چھوڑ دو اس کو کھاتی پھرے اللہ کی زمین میں

ع ۵ ۵ وقف لازم

تیسرا نقشہ نیز متعلق بہ قول اول ۱۲

معبودان باطلہ ۱۲

الہتنا فجعلتك مجنونًا وافسدت عقلك (کبیر ج۵ ص۱۳) **۵۲** مشرکین کے مذکورہ طعن کے جواب میں حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ گواہ ہے اور تم بھی میری بات سن لو اور گواہ رہنا کہ میں تمہارے معبودوں کو متصرف ومختار اور کارساز ماننے سے بری ہوں اور میں ان کو عاجز وبے بس سمجھتا ہوں اس لئے تم میرے خلاف جو چاہو منصوبہ بنالو مجھے اس کی پرواہ نہیں اِنِّیْ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ رَبِّیْ کیونکہ میرا بھروسہ اور اعتماد اللہ پر ہے جو میرا اور تم سب کا کارساز ہے اور ساری مخلوق اسی کے قبضہ وتصرف میں ہے اور وہی سب کا مالک ہے۔ ھُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِیَتِہَا یہ قبضہ وتصرف سے کنایہ ہے۔ ای یصرفھا کیف یشاء ویمنعھا عما یشاء (قرطبی ج۹ ص۵۲) **۵۳** اس کی متعدد ترکیبیں ہیں۔ عَلٰی کا متعلق فعل محذوف ہے ای یدل اور صراطِ مستقیم سے توحید مراد ہے یعنی اللہ تعالیٰ دین توحید کی طرف راہنمائی فرماتا ہے۔ یا صراطِ مستقیم سے مطلقًا حق مراد ہے یا عدل وانصاف اور عَلٰی کا متعلق کائن وغیرہ محذوف ہے یعنی اللہ تعالیٰ حق اور سچائی پر ہے وہ اس سے کبھی بھی عدول نہیں فرماتا۔ یا وہ اگرچہ قادر مطلق ہے لیکن پھر بھی مجرموں پر ظلم نہیں کرتا بلکہ ہر ایک کو اس کے عمل کے مطابق جزا اور سزا دیتا ہے۔ یا ربی سے پہلے مضاف محذوف ہے ای دین ربی یعنی میرے رب کا دین صراط مستقیم ہے۔ ان ربی علی الحق لا یعدل عنه او ان ربی یدل علی صراط مستقیم (مدارک ج۲ ص۱۴۹) یعنی ان ربی وان کان قادرًا وانتم فی قبضته کالعبد الذلیل فانه سبحانه وتعالٰی لا یظلمکم ولا یعمل الا بالاحسان والانصاف والعدل .... وقیل معناہ ان دین ربی ھو الصراط المستقیم (خازن ومعالم ج۳ ص۲۳۵) **۵۴** اگر مشرکین ضد وانکار پر اڑے رہیں اور ماننے پر نہ آئیں تو آپ کہہ دیں میں نے تو اللہ کا پیغام تم تک پہنچا دیا اور حجت خداوندی قائم کردی اب تمہاری تباہی کا وقت قریب ہے اللہ تمہیں عذاب سے ہلاک کرکے تمہاری جگہ اوروں کو لائے گا اور تم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے اور وہ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے اس لئے تمہیں ان کی پوری پوری سزا دے گا۔ **۵۵** آخر قوم ہود پر اللہ کا عذاب آگیا ساری قوم ہلاک ہوئی حضرت ہود علیہ السلام اور جو لوگ ان پر ایمان لا چکے تھے اللہ نے ان کو ایمان کی بدولت اور اپنی رحمت سے بچالیا اور عذاب سے محفوظ رکھا۔ وَتِلْكَ عَادٌ الخ اس سے چونکہ مشرکین مکہ کو سمجھانا مقصود ہے اور قوم عاد کا واقعہ ان کے ذہنوں میں آچکا ہے اس لئے تلک سے اس قصہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اسم اشارہ ہمیشہ محسوس مبصر کے لئے نہیں ہوتا بلکہ اکثر معہود فی الذہن کے لئے ہوتا ہے جیسا کہ یہاں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سینکڑوں برس پہلے قوم عاد تباہ وبرباد ہوچکی تھی اور خارج میں ان کا کوئی وجود نہ تھا مگر اس کی باوجود تلک سے ان کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ علی ہذا قبر میں جب میت سے سوال ہوگا مَا تَقُوْلُ فِیْ ھٰذَا الرَّجُلِ ؟ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس وقت حضور علیہ السلام قبر میں حاضر ہوں گے بلکہ یہاں بھی اشارہ معہود فی الذہن کی طرف ہے وَعَصَوْا رُسُلَہٗ ایک رسول کی تکذیب اور نافرمانی تمام رسولوں کے عصیان کو مستلزم ہے اس لئے جمع کا صیغہ لایا گیا۔ **۵۶** انبیاء علیہم السلام کی پیروی کے بجائے انہوں نے اپنے سرکش اور معاند سرداروں کی پیروی کی جو انہیں شرک کی دعوت دیتے اور پیغمبروں کو جھٹلانے کی ترغیب دیتے تھے۔ وَاُتْبِعُوْا فِیْ ھٰذِہِ الدُّنْیَا لَعْنَةً الایۃ کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ہدایت سے محروم رہے اور دنیا وآخرت میں ملعون ومقہور ہوئے۔ **۵۷** یہ تیرا

موضح قرآن ف۱ یعنی قیامت کو یوں پکاریں گے۔ ف۲ تجھ پر ہم کو امید تھی۔ یعنی ہونہار لگتا تھا کہ باپ دادے کی راہ روشن کریگا تو لگا مٹانے۔

وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ﴿٦٤﴾

اور مت ہاتھ لگاؤ اس کو بُری طرح پھر تو آ پکڑے گا تم کو عذاب بہت جلد ف۱

فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ؕ

پھر اس کے پاؤں کاٹے تب کہا فائدہ اٹھا لو اپنے گھروں میں تین دن

ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ﴿٦٥﴾ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا

یہ وعدہ ہے جو جھوٹا نہ ہوگا پھر جب پہنچا ف۲ حکم ہمارا بچا دیا

صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ

ہم نے صالح کو اور جو ایمان لائے اس کے ساتھ اپنی رحمت سے اور اس دن کی

يَوْمِئِذٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿٦٦﴾ وَاَخَذَ

رسوائی سے بے شک تیرا رب وہی ہے زور والا زبردست اور پکڑ لیا

الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ

ان ظالموں کو ہولناک آواز نے پھر صبح کو رہ گئے اپنے گھروں میں

جٰثِمِيْنَ ﴿٦٧﴾ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَاۡ

اوندھے پڑے ہوئے جیسے کبھی رہے ہی نہ تھے وہاں سُن لو ثمود

كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ﴿٦٨﴾ وَلَقَدْ جَآءَتْ

منکر ہوئے اپنے رب سے سُن لو پھٹکار ہے ثمود کو ف۳ اور البتہ آ چکے ہیں ف۴

رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ

ہمارے بھیجے ہوئے ابراہیم کے پاس خوشخبری لیکر بولے سلام وہ بولا

سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ﴿٦٩﴾ فَلَمَّا

سلام ہے پھر دیر نہ کی کہ لے آیا ایک بچھڑا تلا ہوا ف۵ پھر جب

رَاٰۤ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ

دیکھا ف۶ ان کے ہاتھ نہیں آتے کھانے پر تو کھٹکا اور دل میں ان سے

٦ ع ٢

قصہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ سے پیغام توحید قوم کے سامنے پیش کیا هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ الخ اللہ ہی نے تم کو مٹی سے پیدا کیا اور زمین میں تم کو آباد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے بنیادی انعامات کا ذکر کیا تاکہ قوم کے دلوں میں جذبۂ تشکر و امتنان پیدا ہو اور وہ اللہ کی توحید کو قبول کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔ **۵۸** ہر قوم نے اپنے پیغمبر کو نئے سے نیا طعن دیا۔ حضرت صالح علیہ السلام نے جب قوم کے سامنے مسئلہ توحید پیش کیا جو ان کے بگڑے ہوئے مزاج کے خلاف تھا تو وہ بول اٹھے کہ اے صالح! ہم تو تمہیں بڑا اچھا اور لائق سمجھتے تھے اور ہمارا خیال تھا کہ تم اپنی لیاقت و قابلیت سے قوم کو بام عروج پر پہنچا دو گے اور ہم تو تمہارے ساتھ بڑی امیدیں وابستہ کئے ہوئے تھے مگر تم نے خلاف توقع اپنی قوم کا دین چھوڑ دیا اور ہمیں بھی کہتا ہے کہ ہم بھی اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ دیں۔ اَنْ نَّعْبُدَ ای عن ان نعبد — مَا يَعْبُدُ موصولہ سے مراد معبودان باطلہ۔ مَا تَدْعُوْنَآ موصولہ سے مسئلہ توحید مراد ہے۔ ما تدعونا الیہ من التوحید (مدارک ج ۲ ص ۱۴۹) یعنی کیا تو ہمیں اس بات سے منع کرتا ہے کہ ہم اپنے ان معبودوں کی عبادت کریں جن کی ہمارے آباؤ اجداد عبادت کیا کرتے تھے۔ صاف بات ہے مسئلہ توحید جس کی تو ہمیں دعوت دیتا ہے اس کے بارے میں ہمارے دلوں میں بہت شکوک و شبہات ہیں۔ **۵۹** حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کو جواب دیا میری قوم! اگر میرے پاس دعوائے توحید پر اپنے پروردگار کی طرف سے دلائل موجود ہوں اور اللہ کی جانب سے مجھ پر مسلسل وحی بھی نازل ہو رہی ہو (یعنی میں اللہ کا پیغمبر بھی ہوں) اور پھر میں تمہاری خواہشات کی پیروی کرنے لگوں اور اللہ کی توحید کا پیغام چھوڑ کر اس کی نافرمانی کا مرتکب ہو جاؤں تو تم ہی بتاؤ مجھے اللہ کی گرفت سے کون بچائے گا۔ فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ تم تو مجھے اپنے پیچھے چلا کر سراسر خسارے میں ڈالنا چاہتے ہو۔ **۶۰** قوم نے حضرت صالح علیہ السلام سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ ایک مخصوص پتھر سے ایک اونٹنی نکال دیں تو وہ انہیں سچا نبی مان لیں گے حضرت صالح علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی تو اللہ کے حکم سے بطور معجزہ اسی وقت پتھر سے اونٹنی نکل آئی تب حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ اونٹنی ایک معجزہ ہے اور تمہارے لئے میری سچائی کی بہت بڑی دلیل ہے، اسکی خوراک تمہارے ذمہ نہیں وہ اللہ کی زمین میں چل پھر کر اپنا پیٹ بھرے گی تم اس سے تعرض مت کرنا ورنہ فوراً اللہ کے عذاب میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ فَعَقَرُوْهَا مگر وہ باز نہ آئے اور ایک آدمی کو اس کے قتل کرنے پر مامور کیا اس نے موقع پا کر اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ کر اسے قتل کر دیا تو حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ اب تین دن تک گھروں میں اپنی زندگی سے فائدہ اٹھا لو اس کے بعد تمہاری ہلاکت ہے یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے اس میں ذرہ بھر جھوٹ نہیں غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ای غیر مکذوب فیہ (روح)۔ **۶۱** جب

ای غیر مکذوب فیہ ۱۲

یہ چوتھا قصہ ہے۔ اور دوسرا دعوے سے متعلق ہے ۱۲

موضح قرآن ف۱ حضرت صالح نے قوم نے معجزہ مانگا۔ حق تعالیٰ نے ان کی دعا سے پتھر میں سے اونٹنی نکالی اسی وقت اس نے بچہ دیا اسی وقت ماں کے برابر ہو گیا۔ حضرت صالح نے فرمایا کہ اس کی تعظیم کرتے رہو گے تب تک دنیا کا عذاب نہ ہوگا۔ جہاں وہ جاتی کھانے کو یا پینے کو سب جانور بھاگ جاتے۔ اور آدمی کوئی اس کو نہ ہانکتا ف۲ ان پر عذاب آیا اس طرح کہ رات پڑے سوتے تھے فرشتے نے چنگھاڑ ماری سب کے جگر پھٹ گئے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۳ وہ کئی شخص فرشتے تھے قوم لوط پر جاتے تھے ہلاک کرنے اول حضرت ابراہیم کے پاس آئے اور بشارت دی بیٹے کی ان کو بی بی سے بیٹا نہ تھا اول حضرت ابراہیم نے نہ پہچانا کہ فرشتے ہیں کھانا لائے آئے ۱۲ منہ رحمہ۔

خِيْفَةً ۭ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ (۷۰)

ڈرا وہ بولے مت ڈر ہم بھیجے ہوئے آئے ہیں طرف قوم لوط کی ف۱

وَامْرَاَتُهٗ قَآىِٕمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ

اور اس کی عورت کھڑی تھی ۶۴ تب وہ ہنس پڑی پھر ہم نے خوشخبری دی اس کو اسحٰق کے

وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ (۷۱) قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا

پیدا ہونے کی اور اسحٰق کے پیچھے یعقوب کی ف۲ بولی ۶۵ اے خرابی کیا میں بچہ جنوں گی اور میں

عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا ۭ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ (۷۲)

بڑھیا ہوں اور یہ خاوند میرا ہے بوڑھا یہ تو ایک عجیب بات ہے

قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ

وہ بولے کیا تو تعجب کرتی ہے اللہ کے حکم سے ۶۶ اللہ کی رحمت ہے اور برکتیں

عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ۭ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (۷۳) فَلَمَّا ذَهَبَ

تم پر اے گھر والو تحقیق اللہ ہے تعریف کیا گیا بڑائیوں والا پھر جب جاتا رہا

عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِيْ

ابراہیم سے ڈر ۶۷ اور آئی اس کو خوشخبری جھگڑنے لگا ہم سے

قَوْمِ لُوْطٍ (۷۴) اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ (۷۵)

قوم لوط کے حق میں البتہ ابراہیم ۶۸ تحمل والا نرم دل ہے رجوع رہنے والا ف۱

يٰٓاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ

اے ابراہیم چھوڑ یہ خیال وہ تو آچکا حکم تیرے رب کا

وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ (۷۶) وَلَمَّا جَآءَتْ

اور ان پر آتا ہے عذاب جو لوٹایا نہیں جاتا اور جب پہنچے ۶۹

رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا

ہمارے بھیجے ہوئے لوط کے پاس غمگین ہوا ان کے آنے سے اور تنگ ہوا دل میں اور بولا آج

ہمارے عذاب کا معین وقت آپہنچا تو ہم نے صالحؑ اور اس کے مؤمن ساتھیوں کو محض اپنی رحمت سے نجات دی اور اس دن کی ذلت درسوائی سے ان کو بچالیا وَاَخَذَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا الخ اور ظالم (مشرک)، لوگ ایک ہی آسمانی چیخ سے اپنے گھروں میں اس طرح ڈھیر ہوگئے گویا کہ وہ ان میں کبھی آباد ہی نہیں ہوئے تھے۔ یہ ہے اللہ کے پیغمبروں اور اللہ کی توحید کا انکار کرنے والوں کا انجام۔ ۶۲ یہ چوتھا قصہ ہے اور دوسرے دعوے سے متعلق ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس فرشتے بیٹے کی خوشخبری لے کر آئے وہ چونکہ انسانی شکلوں میں تھے اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام انہیں نہ پہچان سکے اور یہی سمجھا کہ ان کے پاس کوئی آدم زاد مہمان آگئے ہیں اس لئے فوراً تشریف لے گئے اور بچھڑے کا گوشت تل بھون کر لے آئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت خلیل اللہ صلوات اللہ علیہ وسلامہ بآں شان خلت غیب داں نہ تھے اگر غیب داں ہوتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ یہ فرشتے ہیں اور فرشتے کھانا نہیں کھاتے۔ نَکِرَھُمْ یعنی ان کو نہ پہچانا اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرشتوں کو نہ پہچان سکنے کی صراحت ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ فرشتے بھی عالم الغیب نہیں ورنہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کھانا تیار کرانے سے روک دیتے۔ فرشتوں کو بھی علم نہ ہوسکا کہ وہ گھر کس لئے جارہے ہیں۔ قال الطیبی لو عرفھم بانّھم ملائکۃ لم یحضر بین ایدیھم الطعام (روح ج ۱۲ ص ۹۶)

۶۳ جب انہوں نے تلے ہوئے بچھڑے کا دسترخوان اپنے ”مہمانوں“ کے سامنے لاکر رکھا تو انہوں نے کھانے کے لئے دسترخوان کی طرف ہاتھ نہ بڑھائے۔ یہ دیکھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل میں خوف سا پیدا ہوا کہ کہیں یہ لوگ بُرے ارادے سے نہ آئے ہوں کیونکہ اس وقت کا دستور تھا کہ جس شخص سے کسی برائی کا ارادہ ہوتا اس کے گھر کا نمک نہیں کھاتے تھے وکانوا اذا راوا الضیف لا یاکل ظنوا بہ شرًا (قرطبی ج ۹ ص ۶۵) حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آثار خوف دیکھ کر فرشتے بول اٹھے کہ آپ ڈریں نہیں ہم تو فرشتے ہیں اور قوم لوط پر عذاب لے کر آئے ہیں۔ فرشتوں کی اس وضاحت سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حقیقت حال کا علم ہوا۔ ۶۴ فَضَحِکَتْ فَبَشَّرْنٰھَا فا دونوں میں تعقیب ذکری کے لئے ہے اور اس میں تقدیم و تاخیر ہے اصل میں تھا فبشرنٰھا فضحکت یعنی ہم نے اس کو بیٹے کی خوشخبری دی تو وہ خوشی سے ہنس پڑی ان ھذا علی التقدیم والتاخیر والتقدیر وَامرأتہ قائمۃ فَبَشَّرْنٰھَا باسحٰق فضحکت سرورًا بسبب تلک البشارۃ فقدم الضحک ومعناہ التاخیر (کبیر ج ۱۸ ص ۲۶) یہ واقعہ سورۂ ذاریات میں واقعی ترتیب سے مذکور ہے یہاں اس میں تقدیم و تاخیر ہے۔ ذاریات میں سب سے پہلے فرشتوں کی آمد کا ذکر ہے اس کے بعد بیٹے کی خوشخبری کا پھر اس کے بعد زوجۂ ابراہیم علیہ السلام کے اظہار تعجب کا ذکر ہے۔ قَالُوْا لَا تَخَفْ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِیْمٍ۔ فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِیْ صَرَّةٍ فَصَکَّتْ وَجْهَهَا الآیۃ اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرشتوں کی آمد کا مقصد پوچھا تو انہوں نے کہا وہ قوم لوط پر عذاب لیکر آئے ہیں۔

۷۰ ای قلنا یا ابراھیم ۱۲ ۶۲ یہ چوتھا قصہ ہے اور دوسرے دعوے سے متعلق ہے ۱۲

موضح قرآن ف۱ ان کے ساتھ جو عذاب تھا اس کا ڈر پڑا ان کے دل پر ۱۲ منہ رح ف۲ اس ڈر کے رفع ہونے سے خوش ہوکر ہنس پڑیں حق تعالیٰ نے خوشی پر اور خوشیاں سنائیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۳ حضرت لوط انہی کے بھیجے گئے تھے اس قوم میں جب سنا کہ ان پہ عذاب آیا ترس کھا کر سفارش کرنے لگے ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمن ف۱ مترجم گوید یعنی بسبب خوشوقتی از ہلاک قوم لوط واللہ اعلم ۱۲

يَوْمٌ عَصِيْبٌ ﴿٧٧﴾ وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ۭ وَ
دن بڑا سخت ہے ف۱ ف۱ اور آئی اس کے پاس اس کی قوم ف۲ دوڑتی بے اختیار اور
مِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۭ قَالَ يٰقَوْمِ
آگے سے کر رہے تھے برے کام بولا اے قوم
هٰٓؤُلَاۗءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا
یہ میری بیٹیاں حاضر ہیں یہ پاک ہیں تم کو ان سے سو ڈرو تم اللہ سے اور مت
تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ ۭ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ﴿٧٨﴾
رسوا کرو مجھ کو میرے مہمانوں میں کیا تم میں ایک مرد بھی نہیں نیک چلن ف۲
قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَ
بولے تو تو جانتا ہے ف۳ ہم کو تیری بیٹیوں سے کچھ غرض نہیں اور
اِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ ﴿٧٩﴾ قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً
تجھ کو تو معلوم ہے جو ہم چاہتے ہیں کہنے لگا کاش مجھ کو تمہارے مقابلہ میں زور ہوتا
اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ ﴿٨٠﴾ قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ
یا جا بیٹھتا کسی مستحکم پناہ میں مہمان بولے اے لوط ف۱ ہم بھیجے ہوئے ہیں
رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ
تیرے رب کے ہرگز نہ پہنچ سکیں گے تجھ تک سو لے نکل اپنے گھر والوں کو کچھ
الَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ۭ اِنَّهٗ
رات سے اور مڑ کر نہ دیکھے تم میں کوئی مگر عورت تیری کہ اس کو
مُصِيْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ ۭ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ۭ
پہنچکر رہے گا جو ان کو پہنچیگا ان کے وعدے کا وقت ہے صبح
اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ ﴿٨١﴾ فَلَمَّا جَاۗءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا
کیا صبح نہیں ہے نزدیک ف۲ پھر جب پہنچا ف۳ حکم ہمارا کر ڈالی ہم نے

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۝ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ الآیہ (ذاریات ع۲) **۶۵** حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے بیٹے کی خوشخبری سن کر بہت حیرت وتعجب کا اظہار کیا کیونکہ ان کے خیال میں وہ سن ایاس میں داخل ہو چکی تھیں اور اس عمر میں ان کے بیٹا پیدا ہونا خلاف توقع تھا پھر اس کے ساتھ ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر بھی اس کی متقاضی نہ تھی بقول حضرت مجاہد حضرت سارہ کی عمر ننانوے برس تھی اور بقول بعض نوے برس جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس سال یا بقول بعض ایک سو سال تھی (قرطبی)، **۶۶** فرشتوں نے حضرت سارہ کا تعجب دیکھ کر کہا کیا آپ اللہ کی قدرت پر تعجب کرتی ہیں اور اسکی قضاء وقدرت پر حیران ہوتی ہیں؟ اللہ کے لئے کوئی مشکل نہیں اے اہل بیت نبوت! یہ تم پر اللہ کی رحمت وبرکت ہے اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وہ صفات جمالیہ ونعوت جلالیہ کا مالک ہے وہ رحمت وبرکت بھی دیتا ہے اور سرکشوں کو سزا بھی دے سکتا ہے۔ یہ آیت وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ کی مانند جامع صفات باری تعالیٰ ہے۔ **۶۷** جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خوف جاتا رہا اور بیٹے کی خوشخبری مل گئی تو اب فرشتوں سے ان کی آمد کا مقصد پوچھا جب انہوں نے بتایا کہ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ہم قوم لوط کو ہلاک کرنے کے لئے آئے ہیں تو يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ انہوں نے ہم سے قوم لوط کی سفارش کرنا شروع کردی کہ اللہ! ان کو کچھ اور مہلت دی جائے شاید وہ سمجھ جائیں۔ قصے کی واقعی ترتیب سورۂ ذاریات میں ہے کما مر اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ابراہیم علیہ السلام بہت تحمل والے، نرم دل اور اللہ کی طرف انابت ورجوع کرنیوالے تھے انہی اوصاف کی بنا پر قوم لوط کو مہلت دینے کی سفارش کرنے لگے۔ **۶۸** اس سے پہلے قلنا محذوف ہے جب کسی گذشتہ واقعہ میں صیغہ امر کا ذکر ہو تو اس سے پہلے قلنا محذوف ہوتا ہے۔ ہم نے ابراہیم سے کہا اس بات کو جانے دو اور ان کی سفارش نہ کرو کیونکہ ان کی ہلاکت کا وقت آچکا ہے اب وہ ہمارے عذاب سے لامحالہ تباہ وبرباد ہوں گے اب ان سے ہمارا عذاب ہرگز نہیں ٹل سکتا۔ یعنی ان العذاب الذی نزل بھم غیر مصروف عنھم ولا مدفوع عنھم (خازن ج۲ ص۲۴۲) اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں جو اس سے اپنی مرضی کے مطابق بات منوا سکے۔ **۶۹** یہ پانچواں واقعہ ہے اور دوسرے دعوے ہی سے متعلق ہے۔ جب فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے رخصت ہو کر حضرت لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے تو وہ اپنی قوم کی عادت بد کے پیش نظر انہیں دیکھ کر بہت غمگین ہوئے اور اپنے کو کمزور اور بے بس محسوس کیا۔ یا دل میں ان کی آمد کو ناپسند کیا۔ ذرع کے معنی اصل میں فراخی کے ہیں یہاں سینے یا طاقت سے کنایہ ہے۔ ضاق بھم ذرعا ای طاقۃ د

موضح قرآن ف۱ یہ فرشتے گئے لڑکے بن کر اور حضرت لوط کو اس قوم کی خو معلوم تھی اس سے خفا ہوئے کہ لڑائی کرنی پڑی ۱۲ رحمہ اللہ ف۲ فرشتے مہمان اترے اُن کے گھر اور قوم دیکھ کر دوڑی یہ ان کو بچانے کو اپنی بیٹیاں بیاہ دینی قبول کرنے لگے لیکن وہ کب مانتے تھے اُس وقت کافر سے بیاہ دینا منع نہ تھا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۳ ہمارے حضرت کو مکہ فتح ہوا صبح کے وقت شاید یہ وہی اشارت ہو ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید یعنی ایشان امارد خوش روئی بودند وعادت قوم معلوم بود پس خوف پیدا شد واللہ اعلم ۱۲۔

عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۙ

وہ بستی اوپر نیچے اور برسائے ہم نے اس پر پتھر کنکر کے

مَّنْضُوْدٍ ﴿۸۲﴾ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ۭ وَمَا هِيَ مِنَ

تہ بہ تہ نشان کئے ہوئے تیرے رب کے پاس اور نہیں ہے وہ بستی

الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ﴿۸۳﴾ وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۭ

ان ظالموں سے کچھ دور اور مدین کی طرف بھیجا ان کے بھائی شعیب کو کہ

قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ وَلَا

بولا اے میری قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا معبود اس کے سوائے اور

تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّ

نہ گھٹاؤ ماپ اور تول کو میں دیکھتا ہوں تم کو آسودہ حال اور

اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ﴿۸۴﴾ وَيٰقَوْمِ

ڈرتا ہوں تم پر عذاب سے ایک گھیر لینے والے دن کے اور اے قوم

اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا

پورا کرو ماپ اور تول کو انصاف سے اور نہ گھٹا دو

النَّاسَ اَشْيَاۗءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۸۵﴾

لوگوں کو ان کی چیزیں اور مت مچاؤ زمین پر فساد ف۱

بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ڬ وَمَآ

جو بچ رہے اللہ کا دیا وہ بہتر ہے تم کو اگر ہو تم ایمان والے ف۲ اور میں نہیں

اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿۸۶﴾ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ

ہوں تم پر نگہبان بولے اے شعیب ف۳ کیا تیرے نماز پڑھنے نے تجھ کو

تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ

یہ سکھایا کہ ہم چھوڑ دیں جن کو پوجتے رہے ہمارے باپ دادے یا چھوڑ دیں کرنا

منزل ۳

ع ۱۵ النصف

یہ چھٹا فقرہ ہے اور پہلا ... سے متعلق ہے ۱۲

یہ ما سے معبود ان باطلہ مراد ہیں ۱۲

جُھْدًا (روح ج ۱۲ ص۱۰۵) وضاق بھم ذرعًا ای ضاق صدرہ بمجیئھم وکرھہ (قرطبی ج ۹ ص۷۴) اس واقعہ سے حضرت لوط علیہ السلام کے غیب داں ہونے کی نفی ہوتی ہے اگر انہیں معلوم ہوتا کہ یہ فرشتے ہیں تو انہیں غم کرنے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ فرشتوں پر قوم کی دست درازی ناممکن تھی۔ ف۷۵ حضرت لوط علیہ السلام کا خدشہ درست نکلا جب قوم کے غنڈوں کو ان کے پاس خوبصورت نوجوانوں کی آمد کا علم ہوا تو بری نیت سے ان کی طرف بے اختیار لپکے کیونکہ وہ پہلے ہی سے خلاف فطرت فعل کے عادی تھے۔ قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَاۗءِ بَنَاتِيْ حضرت لوط علیہ السلام نے ان کو معقول طریقے سے سمجھانے کی کوشش کی اور فرمایا نادانو! یہ عورتیں جو تمہارے پاس موجود ہیں تمہارے لئے حلال وطیب ہیں۔ اللہ سے ڈرو اور اس کی حدود کو نہ توڑو اور میرے مہمانوں میں مجھے رسوا نہ کرو۔ کیا تم میں کوئی بھی عقل وفہم والا آدمی موجود نہیں۔ جس طرح قوم کا بڑا آدمی اپنی قوم کی عورتوں کو اپنی بیٹیاں کہہ دیتا ہے اسی طرح حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کی عورتوں کو اپنی بیٹیاں کہا۔ نیز ہر پیغمبر اپنی امت کا باپ ہوتا ہے۔ عن السدی ان المراد بناتہ علیہ السلام امتہ ... لان کل نبی اب لامتہ وبہ قال مجاھد وسعید بن جبیر (روح۔ قرطبی) یا حضرت لوط علیہ السلام کی صلبی بیٹیاں مراد ہیں حضرت لوط علیہ السلام نے بشرط اسلام اپنی بیٹیاں ان سے بیاہ دینے کی پیشکش کی تھی یہ امام زجاج اور حسن بن فضل کا قول ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ اسلام کی شرط بھی نہیں تھی کیونکہ اس وقت کافر مرد کا مسلمان عورت سے نکاح جائز تھا من الروح والقرطبی وغیرہما۔ ف۷۶ وہ چونکہ خلاف فطرت فعل کے عادی ہو چکے تھے اس لئے انہوں نے جواب دیا کہ عورتوں کی طرف ہمیں کوئی رغبت نہیں تمہیں معلوم ہی ہے کہ ہم کیا چاہتے ہیں۔ قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً حضرت لوط علیہ السلام نے جب دیکھا کہ معاملہ اختیار سے باہر ہو رہا ہے تو اپنی بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کاش مجھ میں تمہارا مقابلہ کرنے کی طاقت ہوتی یا کوئی ایسی پناہ گاہ ہوتی جس میں اپنے مہمانوں سمیت محفوظ ہو جاتا۔ ف۷۷ جب فرشتوں نے حضرت لوط علیہ السلام کا کرب واضطراب دیکھا تو بول اٹھے اے لوط! ان کو آنے دو ہم تو اللہ کے فرشتے ہیں اور انہیں عذاب الٰہی سے ہلاک کرنے آئے ہیں۔ آپ راتوں رات اپنے اہل وعیال کو لے کر بستی سے باہر چلے جائیں اور تم میں سے کوئی شخص پیچھے مڑ کر نہ دیکھے اِلَّا امْرَاَتَكَ یہ اَسْرِ بِاَهْلِكَ سے استثناء ہے یعنی اپنی بیوی کو ساتھ مت لے جانا کیونکہ وہ بھی قوم کے ساتھ عذاب سے ہلاک کی جائے گی اور ہلاکت کے لئے صبح کا وقت مقرر ہو چکا ہے۔ اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ یہ گویا سوال مقدرہ کا جواب ہے ایبقون الی الصبح کیا وہ صبح تک زندہ رہیں گے یعنی ابھی ہلاک کیوں نہیں کئے جاتے؟ فرمایا کیا صبح قریب نہیں؟ یعنی صبح بھی دور نہیں بے فکر رہو وہ صبح کو ضرور ہلاک ہو جائیں گے۔ ف۷۸ جب عذاب کا مقررہ وقت آ پہنچا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے قوم لوط کی بستیوں کی زمین کو اکھاڑ لیا اور آسمان کے قریب لے جا کر زمین پر دے مارا اور اوپر سے سخت مٹی کے پتھروں کی بارش کی گئی۔ سِجِّيْلٍ جو مٹی جم کر سخت پتھر کی مانند ہو جائے۔ مَنْضُوْدٍ تہ بتہ۔ مُسَوَّمَةً ان پتھروں پر خاص نشان لگے تھے تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہ آسمان سے آئے ہیں یا مطلب یہ ہے کہ ہر پتھر پر اس آدمی کا نام کندہ تھا جس کی اس سے ہلاکت مقدر تھی

موضح قرآن ف۱ نقل ہے کہ امانت کے روپے کتر لیتے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

فِیْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ؕ اِنَّکَ لَاَنْتَ الْحَلِیْمُ الرَّشِیْدُ ﴿۸۷﴾

جو کچھ کہ کرتے ہیں اپنے مالوں میں تو ہی بڑا باوقار ہے نیک چلن ف۱

قَالَ یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ اِنْ کُنْتُ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَ

بولا اے قوم دیکھو تو ۷۸ اگر مجھ کو سمجھ آگئی اپنے رب کی طرف سے اور اس

رَزَقَنِیْ مِنْہُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ وَمَآ اُرِیْدُ اَنْ اُخَالِفَکُمْ

نے روزی دی مجھ کو ف۱ نیک روزی اور میں یہ نہیں چاہتا کہ بعد کو خود کروں

اِلٰی مَآ اَنْھٰکُمْ عَنْہُ ؕ اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا

وہ کام جو تم سے چھڑاؤں ف۲ میں تو چاہتا ہوں سنوارنا جہاں تک

اسْتَطَعْتُ ؕ وَمَا تَوْفِیْقِیْٓ اِلَّا بِاللّٰہِ ؕ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَ

ہو سکے اور بن آتا ہے اللہ کی مدد سے اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور

اِلَیْہِ اُنِیْبُ ﴿۸۸﴾ وَیٰقَوْمِ لَا یَجْرِمَنَّکُمْ شِقَاقِیْٓ اَنْ

اسی کی طرف میرا رجوع ہے ف۲ اور اے قوم ۷۹ نہ کمائیو میری ضد کرکے یہ کہ

یُّصِیْبَکُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ ھُوْدٍ اَوْ

پڑے تم پر جیسا کہ پڑ چکا ہے قوم نوح پر یا قوم ہود پر یا

قَوْمَ صٰلِحٍ ؕ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْکُمْ بِبَعِیْدٍ ﴿۸۹﴾ وَاسْتَغْفِرُوْا

قوم صالح پر اور قوم لوط تو تم سے کچھ دور ہی نہیں اور گناہ بخشواؤ

رَبَّکُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْہِ ؕ اِنَّ رَبِّیْ رَحِیْمٌ وَّدُوْدٌ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا

اپنے رب سے اور رجوع کرو اس کی طرف البتہ میرا رب ہے مہربان محبت والا بولے

یٰشُعَیْبُ مَا نَفْقَہُ کَثِیْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰکَ

اے شعیب ۸۰ ہم نہیں سمجھتے بہت باتیں جو تو کہتا ہے اور ہم تو دیکھتے ہیں کہ تو

فِیْنَا ضَعِیْفًا ۚ وَلَوْلَا رَھْطُکَ لَرَجَمْنٰکَ ؗ وَمَآ اَنْتَ

ہم میں کمزور ہے اور اگر نہ ہوتے تیرے بھائی بند تو تجھ کو تو ہم سنگسار کر ڈالتے اور ہماری

ف۷۴ یہ چھٹا قصہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ پہلا دعوی چونکہ مقصودی ہے اس لئے اس پر شاہد کا اعادہ کیا گیا۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے سب سے پہلے اپنی قوم کو یہ پیغام دیا یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ اے میری قوم! صرف اللہ کی عبادت کرو اور صرف اسی کو پکارو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود اور کارساز نہیں۔ اس کے بعد ان کی دوسری کوتاہیوں سے ان کو منع کیا۔ **ف۷۵** یہ لوگ ناپ تول میں کمی بیشی کرکے لوگوں کا حق مار لیتے تھے اس لئے فرمایا تجارت سے جو نفع ہو اور لوگوں کے حقوق ادا کرنے سے بچ رہے وہ اس طرح کی بددیانتی کی کمائی سے بہتر ہے اور زیادہ بابرکت ہے بشرطیکہ تم ایمان لے آؤ کیونکہ ایمان کے بغیر کسی چیز میں خیر و برکت نہیں ای مایبقیہ اللہ لکم بعد ایفاء الحقوق بالقسط اکثر برکۃ واحمد عاقبۃ مما تبقونہ انتم لانفسکم من فضل التطفیف بالتجبر والظلم (قرطبی ج ۹ ص ۸۶) ای بشرط ان تؤمنوا اذ مع الکفر لاخیر فی شیء اصلا (روح ج ۱۲ ص ۱۱۶)

ف۷۶ مَا یَعْبُدُ معبودان باطلہ اَنْ نَّفْعَلَ فِیْٓ اَمْوَالِنَا یہ مَا یَعْبُدُ پر معطوف ہے یا اس کا عطف اَنْ نَّتْرُکَ پر ہے اس صورت میں حرف نفی مقدر ہو گا۔ ای اصلٰوتک تامرک ان لا نفعل الخ اِنَّکَ لَاَنْتَ الْحَلِیْمُ الرَّشِیْدُ بطور استہزاء کہا یا حقیقت میں بھی وہ حضرت شعیب علیہ السلام کو حلیم و رشید (بردبار یا دانا اور سوجھ بوجھ والا) سمجھتے تھے یعنی تو تو بڑا دانا اور سوجھ بوجھ والا ہے اور پھر ہمیں آبائی دین سے روکتا ہے اور اپنے اموال میں اپنی مرضی سے تصرف کرنے سے منع کرتا ہے۔ **ف۷۷** رِزْقًا حَسَنًا نبوت و حکمت مراد ہے۔ (مدارک و روح) میں تمہیں شرک اور بددیانتی سے اپنی مرضی سے نہیں روکتا ہوں بلکہ میں اللہ کا نبی ہوں اور اس کے حکم سے ایسا کرتا ہوں۔ اور میرے پاس توحید کے حق میں اور شرک و بددیانتی کے رد میں واضح دلائل بھی موجود ہیں۔ میں کوئی بات بے دلیل نہیں کہتا۔ اور جن کاموں سے تمہیں منع کر رہا ہوں اس سے میرا مقصد یہ نہیں کہ تمہیں تو ان سے منع کروں لیکن خود ان کاموں کا ارتکاب کر لوں۔ مفسرین کرام نے عام طور پر یہی مفہوم بیان کیا ہے۔ لیکن اس صورت میں اس کا تعلق مسئلہ توحید سے نہیں رہے گا کیونکہ حضرت شعیب علیہ السلام کا دوسروں کو شرک سے منع کرنا اور عیاذاً باللہ خود اس کا ارتکاب کرنا امر محال ہے جس کا ان کے بارے میں وہم بھی نہیں ہو سکتا البتہ ناپ تول سے دوسروں کی حق تلفی سے اس کا تعلق ہو گا یعنی میرا ارادہ یہ نہیں کہ میں تم کو تو دوسروں کی حق تلفی اور بددیانتی سے دولت کمانے سے منع کروں لیکن خود اس کام میں لگ جاؤں۔ حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں اِلٰی مَآ اَنْھٰکُمْ حال ہے ای حال کونی داعیا الی مَآ اَنْھٰکُمْ یعنی مسئلہ توحید بیان کرنے، شرک اور بددیانتی سے تمہیں روکنے سے میرا مقصد تمہاری مخالفت نہیں بلکہ میں تو حتی الوسع تمہاری اصلاح اور خیر خواہی چاہتا ہوں۔ مگر میری اس خواہش کے پورا ہونے کی توفیق اللہ کے اختیار میں ہے اور یہ مقصد محض اللہ کی تائید اور اس کے ارادے ہی سے پورا ہو سکتا ہے۔ تمام معاملات میں میرا

موضح قرآن ف۱ جاہلوں کا دستور ہے کہ نیکوں کا کام آپ نہ کر سکیں تو انہیں کو لگیں چڑانے یہی خصلت ہے کفر کی ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۲ یہ خصلت ہے خدا کے لوگوں کی کہ چڑانے سے برا نہ مانا اور اپنے مقدور بھر سمجھاتے رہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی حلال چگونہ سخن شما را شنوم ۱۲ ف۲ یعنی نمی خواہم کہ بکار نیک بفرمایم و خود نکنم ۱۲۔

بھروسہ اسی پر ہے اور تمام مہمات میں میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ اس طرح حضرت شیخ رح کی تفسیر پر یہ آیت دونوں مذکورہ مسئلوں سے متعلق ہو جائے گی۔ **۷۸ف** میری قوم۔ تم میری مخالفت میں اس قدر سرگرمی نہ دکھاؤ۔ میری مخالفت تمہیں قوم نوح قوم ہود قوم صالح اور قوم لوط کی طرح اللہ کے عذاب اور اس کے قہر و غضب کا مستحق نہ بنا ڈالے۔ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ الخ سرکشی نہ کرو اپنے سابقہ گناہوں کی اللہ سے معافی مانگو اور اللہ کی توحید کو قبول کر لو وہ تمہارے تمام گناہ معاف فرما دے گا کیونکہ وہ بڑا مہربان اور توبہ کرنے والوں سے محبت کرنے والا ہے۔ **۷۹ف** حضرت شعیب علیہ السلام کی اس حکیمانہ اور ناصحانہ تبلیغ کا قوم پر کوئی اثر نہ ہوا اور از راہ عناد کہنے لگے اے شعیب تیری باتیں بالکل بے معنی ہیں ہم انہیں سمجھنے سے قاصر ہیں اور یاد رکھو تم ہم میں کمزور ہو اور تنہا ہمارے مقابلے کی تاب نہیں لا سکتے ہو اگر ہمیں تمہارے قبیلے کا پاس و لحاظ نہ ہوتا تو ہم تمہیں کبھی کا قتل کر چکے ہوتے حضرت شعیب علیہ السلام کے خاندان کے لوگ مشرکین کے ہم مسلک تھے اس لئے ان کا لحاظ کیا۔ وکان رھطہ من اھل ملتھم فلذلك اظھروا المیل الیھم والاکرام لھم (مدارک ج ۲ ص ۱۵۱) **۸۰ف** حضرت شعیب علیہ السلام نے قوم کے جواب میں فرمایا میری قوم! یہ کس قدر نادانی کی بات ہے کہ میرا قبیلہ تمہارے نزدیک اللہ تعالیٰ سے زیادہ معزز و محترم ہے۔ تم میرے قبیلے کا لحاظ کرتے ہو مگر اللہ تعالیٰ کا لحاظ نہیں کرتے ہو جس کا میں پیغمبر ہوں اور تم نے اللہ کے احکام کو کمال بے اعتنائی سے پس پشت ڈال دیا ہے۔ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ مگر یاد رکھو تمہارا کوئی فعل اللہ تعالیٰ کے علم سے باہر نہیں اس لئے وہ تمہیں ہر ہر فعل کی پوری پوری سزا دے گا۔ وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اچھا تم اپنے موقف پر قائم رہ کر اس کا نتیجہ دیکھ لو میں بھی اپنے موقف پر قائم ہوں۔ عنقریب دیکھ لو گے کہ کون جھوٹا ہے اور کون رسوا کن عذاب سے ہلاک ہوتا ہے۔ **۸۱ف** آخر وقت موعود پر اللہ کا عذاب آ گیا۔ حضرت شعیب علیہ السلام اور ان کے مؤمن ساتھیوں کو اللہ نے بچا لیا اور تمام مشرک ایک آسمانی گرجدار آواز سے ہلاک کر دیئے گئے۔ وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل ایسے مردہ پڑے تھے گویا کہ وہ کبھی ان گھروں میں آباد ہی نہ ہوئے تھے۔ **۸۲ف** یہ ساتواں قصہ ہے اور تیسرے دعوے سے متعلق ہے۔ مسئلہ توحید پیش کرنے پر مشرکین و کفار کی طرف سے تکلیفیں آئیں گی انہیں صبر و استقلال سے برداشت کرنا جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور اس کی قوم کی ایذائیں برداشت کیں۔ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام اور فرعون کا واقعہ سورۂ اعراف ع ۱۲ تا ۲۰ میں تفصیل سے گذر چکا ہے۔

عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ (۹۱) قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ

نگاہ میں تیری کچھ عزت نہیں بولا اے قوم ۸۰ف کیا میرے بھائی بندوں کا دباؤ تم پر زیادہ ہے

اللّٰهِ ۭ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا ۭ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا

اللہ سے اور اس کو ڈال رکھا تم نے پیٹھ پیچھے بھلا کر تحقیق میرے رب کے قابو

تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ (۹۲) وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ

میں ہے جو کچھ کرتے ہو اور اے میری قوم کام کیے جاؤ اپنی جگہ

اِنِّيْ عَامِلٌ ۭ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ

میں بھی کام کرتا ہوں آگے معلوم کر لوگے کس پر آتا ہے عذاب

يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ۭ وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ

رسوا کرنے والا اور کون ہے جھوٹا اور تاکتے رہو میں بھی تمہارے ساتھ

رَقِيْبٌ (۹۳) وَلَمَّا جَاۗءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ

تاک رہا ہوں ف اور جب پہنچا ۸۱ف ہمارا حکم بچا دیا ہم نے شعیب کو اور جو

اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا

ایمان لائے تھے اس کے ساتھ اپنی مہربانی سے اور آ پکڑا ان ظالموں کو

الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ (۹۴) ۙ كَاَنْ لَّمْ

کڑک نے پھر صبح کو رہ گئے اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے گویا کبھی

يَغْنَوْا فِيْهَا ۭ اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ (۹۵) ع

وہاں بسے ہی نہ تھے سن لو پھٹکار ہے مدین کو جیسے پھٹکار ہوئی تھی ثمود کو

ع ۱۲ ۸

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ (۹۶) ۙ اِلٰى

اور البتہ بھیج چکے ہیں ہم موسیٰ کو ۸۲ف اپنی نشانیاں اور واضح سند دے کر

فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ىِٕهٖ فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَمَآ اَمْرُ

فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس پھر وہ چلے حکم پر فرعون کے اور نہیں بات

یہ ساتواں قصہ
ہے اور تیسرے دعوے
سے متعلق ہے ۱۲

فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ﴿۹۷﴾ يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ
فرعون کی کچھ کام کی آگے ہوگا اپنی قوم کے قیامت کے دن ۵۸۳ پھر پہنچا دیگا

النَّارَ ؕ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ﴿۹۸﴾ وَاُتْبِعُوْا فِیْ هٰذِهٖ
ان کو آگ پر اور بُرا گھاٹ ہے جس پر پہنچے اور پیچھے سے ملتی رہی اس جہان میں

لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ﴿۹۹﴾ ذٰلِكَ
لعنت اور دن قیامت کے بھی بُرا انعام ہے جو ان کو ملا یہ

مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا قَآئِمٌ وَّ
تھوڑے سے حالات ہیں ۵۸۴ بستیوں کے کہ ہم سناتے ہیں تجھ کو بعض ان میں سے اب تک قائم ہیں اور

حَصِيْدٌ ﴿۱۰۰﴾ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ
بعض کی جڑ کٹ گئی ف۱ اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا ۵۸۵ لیکن ظلم کر گئے وہی اپنی جان پر

فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِیْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ
پھر کچھ کام نہ آئے ان کے ٹھاکر (معبود) جن کو پکارتے تھے سوائے

اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ
اللہ کے کسی چیز میں جس وقت پہنچا حکم تیرے رب کا اور نہیں بڑھایا انکے حق میں سوائے

تَتْبِيْبٍ ﴿۱۰۱﴾ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَ
ہلاک کرنے کے اور ایسی ہی ہے پکڑ تیرے رب کی جب پکڑتا ہے بستیوں کو اور

هِیَ ظَالِمَةٌ ؕ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ﴿۱۰۲﴾ اِنَّ فِیْ
وہ ظلم کرتے ہوتے ہیں بے شک اس کی پکڑ دردناک ہے شدت کی اس بات

ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ؕ ذٰلِكَ يَوْمٌ
میں نشانی ہے اس کو جو ڈرتا ہے آخرت کے عذاب سے وہ ایک دن ہے جس

مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴿۱۰۳﴾ وَمَا
میں جمع ہوں گے سب لوگ اور وہ دن ہے سب کے پیش ہونے کا اور اس کو

۵۸۳ تخویف اخروی ہے قیامت کے دن فرعون جہنم کی طرف اپنی قوم کی قیادت کرے گا۔ جس جگہ میں وہ داخل ہوں گے وہ کس قدر بری ہے یعنی نار جہنم۔ وَاُتْبِعُوْا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْيَا یہ دنیوی اور اخروی تخویف ہے۔ دنیا میں بھی ان پر سب کی پھٹکار ہے اور آخرت میں بھی وہ اللہ کی رحمت سے محروم رہیں گے۔ یہ تحفہ جو دیا گیا کس قدر بُرا ہے۔ **۵۸۴** یہ تمام مذکورہ قصوں کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی ہم نے ان تمام مشرک قوموں کو ہلاک کر دیا مگر ان کے مزعومہ معبودوں اور خودساختہ کارسازوں نے ان کی کوئی مدد نہ کی اور آڑے وقت میں ان کے کام نہ آئے جیسا کہ سورۂ احقاف میں ہے فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً نیز یہ جملہ معترضہ ہے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی دلیل ہے۔ **۵۸۵** ان قوموں کو ہلاک کر کے ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے شرک کر کے خود اپنی جانوں پر ظلم کیا اور پھر جب ہمارا عذاب آپہنچا تو جنہیں وہ اپنا کارساز سمجھ کر پکارا کرتے تھے ان میں سے کوئی بھی ان کے کام نہ آیا۔ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ الخ یہ تخویف دنیوی ہے اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً الخ اقوام گذشتہ کی تباہی میں آخرت سے ڈرنے والوں کے لئے عبرت ہے اس دن سب لوگ حساب کتاب کے لئے جمع ہوں گے اور سب موجود ہوں گے کوئی بھی غیر حاضر نہیں ہوگا۔

موضح قرآن

ف۱ قائم ہے اور کٹ گیا یعنی آباد ہے اور اجاڑ

نُؤَخِّرُهٗۤ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ﴿۱۰۴﴾ یَوْمَ یَاْتِ لَا تَكَلَّمُ

ہم دیر جو کرتے ہیں سو ایک وعدے کیلئے جو مقرر ہے ۵۸۶ جس دن وہ آئے گا بات نہ کر سکے گا

نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِیٌّ وَّ سَعِیْدٌ ﴿۱۰۵﴾ فَاَمَّا

کوئی جاندار مگر اس کے حکم سے سو ان میں بعض بدبخت ہیں اور بعض نیک بخت سو جو

الَّذِیْنَ شَقُوْا فَفِی النَّارِ لَهُمْ فِیْهَا زَفِیْرٌ وَّ شَهِیْقٌ ﴿۱۰۶﴾ خٰلِدِیْنَ

لوگ بدبخت ہیں وہ تو آگ میں ہیں ان کو وہاں چیخنا ہے اور دھاڑنا ہمیشہ رہیں

فِیْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ

اس میں جب تک رہے آسمان اور زمین مگر جو چاہے تیرا رب ۵۸۷

اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ﴿۱۰۷﴾ وَ اَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا

بے شک ترا رب کر ڈالتا ہے جو چاہے ف۱ اور جو لوگ نیک بخت ہیں ۵۸۸

فَفِی الْجَنَّةِ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ

سو جنت میں ہیں ہمیشہ رہیں اس میں جب تک رہے آسمان اور

الْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ ﴿۱۰۸﴾

زمین مگر جو چاہے تیرا رب بخشش ہے بے انتہا ف۱

فَلَا تَكُ فِیْ مِرْیَةٍ مِّمَّا یَعْبُدُ هٰۤؤُلَآءِ ؕ مَا یَعْبُدُوْنَ

سو تو نہ رہ ۵۸۹ دھوکے میں ان چیزوں سے جن کو پوجتے ہیں یہ لوگ کچھ نہیں پوجتے

اِلَّا كَمَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ ؕ وَ اِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ

مگر ویسا ہی جیسا پوجتے تھے ان کے باپ دادے اس سے پہلے اور ہم دینے والے ہیں ان کو

نَصِیْبَهُمْ غَیْرَ مَنْقُوْصٍ ﴿۱۰۹﴾ ع وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ

ان کا حصہ یعنی عذاب سے بلا نقصان اور البتہ ہم نے دی تھی موسیٰ کو کتاب ۵۹۰

فَاخْتُلِفَ فِیْهِ ؕ وَ لَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ

پھر اس میں پھوٹ پڑ گئی اور اگر نہ ہوتا ایک لفظ کہ پہلے فرما چکا تھا تیرا رب ۵۹۱

ع ۹

۱ تخویف اخروی ۱۲

۲ بشارت اخروی ۱۲

۳ یہ چوتھے دعوے سے متعلق ہے ۱۲

۴ جواب سوال مقدر ۱۲

۵ یہ بھی جواب سوال مقدر ہے ۱۲

۵۸۶ قیامت کا ایک دن مقرر ہے اس سے پہلے نہیں آئے گی یَوْمَ یَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ الخ اور جب اپنے وقت پر قیامت آجائے گی اس دن کوئی شخص اللہ کے حکم اور اس کی اجازت کے بغیر دم نہیں مار سکے گا۔ فَاَمَّا الَّذِیْنَ شَقُوْا تخویف اخروی ہے۔ زَفِیْرٌ گدھے کی ابتدائی اور پست آواز۔ شَهِیْقٌ گدھے کی بلند آواز۔ مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ یہ دوام اور عدم انقطاع عذاب سے کنایہ ہے کیونکہ یہ زمین و آسمان تو وہاں موجود ہی نہ ہوں گے واجری ذلك علی عادة العرب فی الاخبار عن دوام الشیء وتابیدہ (قرطبی ج ۹ ص ۹۹) **۵۸۷** الا بمعنی سوی ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے لك علی الفان الا الالف التی کانت یعنی سواها یہ قول امام زجاج، فراء اور سجاوندی سے منقول ہے اور مطلب یہ ہے کہ وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ سزا اس کے علاوہ ہے جو اس سے بھی زیادہ اللہ کے یہاں ان کے لئے مقرر ہے والمعنی سوی ما شاء ربك من الزیادة التی لا اٰخر لها (روح ج ۱۲ ص ۱۴۴) اس کی مثال یوں ہے کہ ایک شخص محض عمر قید کی سزا بھگت رہا ہو اور دوسرا عمر قید بامشقت۔ **۵۸۸** یہ بشارت اخروی ہے مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ اور اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ کی تفسیر مذکورہ بالا بیان کے مطابق ہے۔ **۵۸۹** یہ چوتھے دعوے سے متعلق ہے۔ مسئلہ توحید عقلی اور نقلی دلائل سے واضح ہو چکا ہے اور اس میں شک و شبہہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی اس لئے توحید کے حق ہونے اور شرک کے باطل ہونے میں کسی کو شک نہیں کرنا چاہیئے مَا یَعْبُدُوْنَ الخ ان مشرکین کے پاس کوئی دلیل نہیں وہ محض اپنے باپ دادا کی اندھا دھند پیروی کر رہے ہیں جس طرح وہ بلا دلیل و حجت معبودانِ باطلہ کو کارساز سمجھ کر پکارتے اور ان کی عبادت بجالاتے تھے اسی طرح یہ کرتے ہیں۔ دلیل نہ ان کے پاس تھی نہ ان کے پاس ہے۔ **۵۹۰** یہ گویا سوال مقدر کا جواب ہے۔ سوال یہ کہ اگر قرآن واقعی اللہ کا کلام ہے تو اس میں اختلاف کیوں کیا گیا سب نے کیوں نہیں مان لیا۔ جواب دیا گیا کہ موسیٰ علیہ السلام کی کتاب تورات کو تو واقعی اللہ کا کلام مانتے ہو حالانکہ اس کے بارے میں بھی اختلاف کیا گیا بعض نے اس کو مانا بعض نے نہ مانا۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیہ بھی ہے اٰمن به قوم وکفر به قوم کما اختلف فی القراٰن وهو تسلیة لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (مدارک ج ۲ ص ۱۵۹) **۵۹۱** یہ سوال مقدرہ کا جواب ہے۔ مشرکین نے کہا اگر ہم نہیں مانتے تو ہمارا مؤاخذہ کیوں نہیں ہوتا۔ جواب دیا گیا مؤاخذہ اور عذاب کے لئے اجل مقرر ہے وہ اپنے وقت پر آئے گا اگر اس کے لئے وقت مقرر نہ ہوتا تو کبھی کا فیصلہ ہو چکا ہوتا۔

موضح قرآن ف۱ اس میں دو معنی ہو سکتے ایک یہ کہ رہیں آگ میں جتنی دیر رہ چکے ہیں آسمان و زمین دنیا میں مگر جتنا اور پر چاہے تیرا رب وہ اسی کو معلوم ہے۔ دوسرے یہ کہ رہیں گے آگ میں جب تک رہے آسمان و زمین اس جہان کا۔ یعنی ہمیشہ مگر جو چاہے رب تو موقوف کر دے لیکن چاہ چکا کہ موقوف نہ ہو۔ فائدہ اس کہنے میں فرق نکلا اللہ کے ہمیشہ رہنے میں اور بندے کے کہ بندہ کو ہمیشہ رہے پر ساتھ یہ بات لگی کہ اللہ چاہے تو فنا کر دے۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی مدت ماندن در بہشت و در دوزخ مانند مدت دوام آسمانہا و زمین است در دنیا اگر زیادتی را در مشیت خدا است و در فہم کسی نمی گنجی اعتبار نکنند حاصل بیان دوام است بابلغ وجوہ ۱۲۔

لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۗ وَإِنَّهُمْ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيبٍ (١١٠) وَإِنَّ

تو فیصلہ ہو جاتا ان میں اور ان کو اس میں شبہ ہے کہ مطمئن نہیں ہونے دیتا اور جتنے

كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ أَعْمَالَهُمْ ۚ إِنَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ

لوگ ہیں ف جب وقت آیا پورا دیگا رب تیرا ان کو ان کے اعمال اس کو سب خبر ہے جو کچھ وہ

خَبِيرٌ (١١١) فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَمَن تَابَ مَعَكَ وَ

کررہے ہیں تو سیدھا چلا جا جیسا تجھ کو حکم ہوا ف اور جس نے توبہ کی تیرے ساتھ اور

لَا تَطْغَوْا ۚ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ (١١٢) وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى

حد سے نہ بڑھو بے شک وہ دیکھتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو اور مت جھکو ان کی

الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ

طرف جو ظالم ہیں پھر تم کو لگے گی آگ اور کوئی نہیں تمہارا اللہ کے سوائے

مِنْ أَوْلِيَاءَ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ (١١٣) وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ

مددگار پھر کہیں مدد نہ پاؤ گے اور قائم کر نماز کو ف دونوں طرف

النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ ۚ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ۚ

دن کے اور کچھ ٹکڑوں میں رات کے البتہ نیکیاں دور کرتی ہیں برائیوں کو

ذَٰلِكَ ذِكْرَىٰ لِلذَّاكِرِينَ (١١٤) وَاصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ

یہ یادگاری ہے یاد رکھنے والوں کو ف اور صبر کر البتہ اللہ ضائع نہیں کرتا

أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ (١١٥) فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُونِ مِن قَبْلِكُمْ

ثواب نیکی کرنے والوں کا ف سو کیوں نہ ہوئے ف ان جماعتوں میں جو تم سے پہلے تھیں

أُولُو بَقِيَّةٍ يَنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْأَرْضِ إِلَّا قَلِيلًا

ایسے لوگ جن میں اثر خیر رہا ہو کہ منع کرتے رہتے بگاڑ کرنے سے ملک میں مگر تھوڑے

مِّمَّنْ أَنجَيْنَا مِنْهُمْ ۗ وَاتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا مَا أُتْرِفُوا

کہ جن کو ہم نے بچا لیا ان میں سے اور چلے وہ لوگ جو ظالم تھے وہی راہ جس میں عیش سے

ت تخویف اخروی ۱۲

ک مضامین سابقہ پر ترتیب امور خمسہ

امر اول ۱۲

امر دوم ۱۲

امر سوم ۱۲

امر چہارم ۱۲

امر پنجم ۱۲

لولا بمعنی هلا للتحضیض ۱۲

اور وہ کبھی کے نیست و نابود کئے جاچکے ہوتے۔ **۹۲** یہ تخویف اخروی ہے۔ اس کی دو ترکیبیں ہیں (۱) کلا اسم اِنَّ اور لما کی شرط محذوف ہے ای یبعثھم اور لَیُوَفِّیَنَّھُمْ جزا ہے اور شرط و جزا مجموعہ اِن کی خبر ہے اور مطلب یہ ہے کہ بیشک جب ہر ایک کو اللہ اٹھائے گا تو ان کو پوری پوری جزا دے گا (۲) لَیُوَفِّیَنَّھُمْ شرط اور اِنَّهٗ بِمَا یَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ اس کی جزا ہے اور مجموعہ شرط و جزا اِنَّ کی خبر ہے یعنی بیشک ہر ایک کو جب اللہ جزا دے گا تو وہ ان کے اعمال سے خبردار ہوگا۔ **۹۳** سورت میں ابتداء سے یہاں تک چاروں دعوے ذکر کرنے اور ان سے متعلق سات قصے بیان کرنے کے بعد مذکورہ بالا تمام مضامین پر پانچ امور مرتب فرمائے (۱) فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ جس طرح آپکو اور ایمان والوں کو حکم دیا گیا ہے اس پر آپ اور آپ کے ساتھی استقامت سے عمل پیرا ہیں (۲) وَلَا تَطْغَوْا اور اللہ کی حدود سے سرمو انحراف نہ ہونے پائے (۳) وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اللہ کی حدود توڑنے والوں اور اللہ کی توحید کے باغیوں کی طرف تمہارے دلوں میں ادنیٰ سا میلان بھی نہ پایا جائے ورنہ تم بھی ان کے ساتھ شریک عذاب ہو جاؤ گے۔ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ جملہ فَتَمَسَّكُمُ کی ضمیر منصوب سے حال ہے والواو للحال من مفعول فتمسکم النار (مظہری ج ۵ ص ۱۲۳) ظالموں کی طرف ادنیٰ میلان کی وجہ سے تم بھی عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے حالانکہ اسوقت اللہ کے سوا تمہارا کوئی حامی و ناصر نہیں ہوگا۔ **۹۴** یہ امر چہارم ہے یعنی نماز پنجگانہ کی پابندی کرنا امام مجاہد فرماتے ہیں طَرَفَيِ النَّهَارِ سے صبح، ظہر اور عصر کی نمازیں مراد ہیں اور زُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ سے مغرب اور عشاء کی (مظہری و روح) اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ۔ الحسنات اعمال حسنہ نمازیں وغیرہ گناہوں کا کفارہ ہیں جیسا کہ صحیح حدیثوں میں وارد ہے کہ ایک نماز سے دوسری نماز تک کے درمیان جو صغیرہ گناہ سرزد ہوتے ہیں وہ نماز سے معاف ہو جاتے ہیں۔ فی الحدیث ان الصلوات تکفر ما بینها ای فی یومها اذا اجتنبت الکبائر فی ذٰلک الیوم (روح ج ۱۲ ص ۱۵۵) حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں سیئات سے سختیاں اور مصیبتیں مراد ہیں اسطرح سیئات میں صغیرہ گناہوں کی تاویل کرنے کی ضرورت نہ پڑیگی۔ سیئات سے گناہ مراد لینے کی صورت میں اسے صغیرہ گناہوں سے مختص کرنا پڑے گا کیونکہ کبیرہ گناہ صرف توبہ سے معاف ہوتے ہیں۔ (۵) وَاصْبِرْ الخ اور صبر و ہمت سے کام لو اور محض اللہ کی رضا جوئی کیلئے اخلاص کے ساتھ تبلیغ کئے جاؤ اللہ تعالیٰ مخلصین کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ **۹۵** لولا بمعنی هلا برائے تحضیض ہے یعنی تم سے پہلے قرون میں جو لوگ عقل و رائے والے اور دین کے راہنما تھے انہوں نے دوسرے لوگوں کو شرک و کفر سے کیوں نہ روکا جو زمین میں اصل شر و فساد کی جڑ ہے۔ بقیة ای اصحاب طاعة و دین و عقل و بصر (قرطبی ج ۹ ص ۱۱۳) اِلَّا قَلِيْلًا استثناء منقطع ہے یعنی البتہ بہت تھوڑے لوگ ایسے ضرور تھے جن کو ہم نے عذاب سے بچا لیا جبکہ باقی سرکش قوم کو ہلاک کر دیا۔ **۹۶** مشرکین دنیوی مال و متاع میں مصروف اور نفسانی لذات و شہوات میں منہمک تھے اس لئے انہوں نے ان معدودے چند مصلحین کی ایک نہ سنی۔ **۹۷** تخویف دنیوی ہے دنیا میں جن قوموں کو عذاب سے تباہ کیا گیا ہے ان پر اللہ نے ظلم نہیں کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کیا

موضح قرآن ف یعنی کتاب دی تھی راہ بتانے کو لوگ اس کے سمجھنے میں اختلاف کرنے لگے اور لفظ آگے ہو چکا یہ کہ دنیا میں سچ اور جھوٹ صاف نہ ہو ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف ۲ نیکیاں دور کرتی ہیں برائیوں کو تین طرح جو نیکیاں کرے اس کی برائیاں معاف ہوں اور جو نیکیاں پکڑے اس سے خو برائیوں کی چھوٹے اور جس ملک میں نیکیوں کا رواج ہو وہاں ہدایت بڑھے اور گمراہی مٹے لیکن تینوں جگہ وزن غالب چاہیے جتنا میل اتنا صابون ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

کہ لوگ تو دنیا میں نیک کام کر رہے ہوں اور اصلاح کے درپے ہوں اور پھر بھی ان کو ہلاک کر دیا ہو بلکہ جب بھی ان پر عذاب آیا ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے آیا۔ **٩٨** اُمَّةً وَّاحِدَةً کے بعد وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ محذوف ہے بقرینہ آیت سورۂ مائدہ ع ٧ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ الآیۃ یعنی اگر اللہ چاہتا تو سب لوگوں کو ایک ہی دین (توحید) پر متفق کر دیتا لیکن اس صورت میں ابتلاء و امتحان کی حکمت فوت ہو جاتی اور اس طرح سب کا ایمان جبری ہوتا حالانکہ جبری ایمان مطلوب نہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے حق و باطل کو واضح کرنے کے بعد سمجھ بوجھ کے ساتھ دونوں میں سے ایک کو قبول کرنے کا اختیار دیا۔ اسی اختیار پر جزا و سزا مبنی ہے۔ **٩٩** لوگوں کو چونکہ ایک دین کے قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا گیا اس لئے وہ ہمیشہ آپس میں مختلف رہیں گے کوئی حق پر ہوگا کوئی باطل پر مگر جن پر اللہ کی رحمت اور اللہ کی توفیق جن کے شامل حال ہوئی ان میں عقائد اور اصول دین کا کوئی اختلاف نہیں ہوگا۔ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ای للاختلاف او للابتلاء اور اللہ نے اختلاف یا امتحان ہی کے لئے تو لوگوں کو پیدا کیا ہے کہ وہ اپنے اختیار سے جو راستہ چاہیں اختیار کریں توحید کا یا شرک کا پھر اسی کے مطابق جزا و سزا ہوگی۔ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ الخ قضا و قدر میں یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ جہنم کو مشرک جنوں اور انسانوں سے بھرا جائے گا اس لئے لوگوں کا دین واحد پر متفق ہونا ممکن نہیں اور ان کے درمیان اختلاف کا پایا جانا ناگزیر ہے۔ **١٠٠** یہ تمام سابقہ قصوں سے متعلق ہے۔ کلا مبدل منہ، مَا نُثَبِّتُ بِهٖ بدل اور مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ کا بیان ہے۔ یہ قصے ہم نے اس لئے بیان کئے ہیں تاکہ آپ کے دل میں ثبات و استقلال زیادہ پیدا ہو اور آپ تبلیغ توحید کی راہ میں ہر کٹھن سے کٹھن وقت کا صبر و ثبات سے مقابلہ کر سکیں اور مشرکین کے مسلسل رد و انکار کی وجہ سے مایوس نہ ہو جائیں۔ اور اس سورت میں ہم نے تین امور بیان کر دیئے ہیں اَلْحَقُّ توحید و رسالت کے دلائل، مَوْعِظَةٌ اقوام سابقہ کے انجام بد سے عبرت آموزی ذِكْرٰى اعمال صالحہ اور آخرت کی ترغیب۔ (رازی، قرطبی)۔ **١٠١** زجر مع تخویف دنیوی دلائل توحید، امم سابقہ کے عبرت آموز حالات اور ترغیب و ترہیب کے بعد فرمایا ان مشرکین سے کہہ دو اگر ان بیانات شافیہ سے بھی تمہارے دل متاثر نہیں ہوئے تو تم اپنی ڈگر پر چلتے رہو ہم بھی اپنے مسلک پر قائم و دائم ہیں تم اپنے انجام کا انتظار کرو ہم اپنے انجام کے منتظر ہیں۔ **١٠٢** اس آخری آیت میں سورت کے تمام دعووں کا بالاجمال اعادہ ہے وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ یہ دوسرے دعوے کا اعادہ ہے۔ عالم الغیب اور قادر و متصرف صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے فَاعْبُدْهُ اعادۂ دعوی اولیٰ جب عالم الغیب اور قادر و متصرف وہی ہے تو صرف اسی کی عبادت کرو اور صرف اسی کو پکارو وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ اعادۂ دعوی ثالثہ مصائب و بلیات میں اللہ پر بھروسہ کرو اور انہیں صبر و استقامت سے برداشت کرو۔ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ اعادۂ دعوی رابعہ۔ اے مشرکین تم محض ضد و عناد کی وجہ سے نہیں مانتے ہو اور الٹا طعنے دیتے ہو یاد رکھو اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے اور تمہیں ان کی پوری پوری سزا دے گا۔

فِيْهِ وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿١١٦﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى
رہے تھے ف١ اور تھے گنہگار اور تیرا رب ٩٨ ہرگز ایسا نہیں کہ ہلاک کرے بستیوں کو
بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ﴿١١٧﴾ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ
زبردستی سے اور لوگ وہاں کے نیک ہوں اور اگر چاہتا تیرا رب کر ڈالتا لوگوں کو ف٢
اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ﴿١١٨﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ
ایک راستہ پر اور ہمیشہ رہتے ہیں اختلاف میں ٩٩ مگر جن پر رحم کیا تیرے رب نے
وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ
اور اسی واسطے ان کو پیدا کیا ہے اور پوری ہوئی بات تیرے رب کی کہ البتہ بھر دوں گا دوزخ
الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿١١٩﴾ وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ
جنوں سے اور آدمیوں سے اکٹھے اور سب چیز بیان کرتے ہیں ١٠٠ ہم تیرے پاس
اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ
رسولوں کے احوال سے جس سے تسلی دیں تیرے دل کو اور آئی تیرے پاس اس سورت میں
الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٢٠﴾ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ
تحقیق بات اور نصیحت اور یادداشت ایمان والوں کو اور کہہ دے ان کو جو ١٠١
لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنَّا عٰمِلُوْنَ ﴿١٢١﴾ وَ
ایمان نہیں لاتے کام کئے جاؤ اپنی جگہ پر ١٠١ ہم بھی کام کرتے ہیں اور
انْتَظِرُوْا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿١٢٢﴾ وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَ
انتظار کرو ہم بھی منتظر ہیں اور اللہ کے پاس چھپی بات آسمانوں کی اور
الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ
زمین کی ١٠٢ اور اسی کی طرف رجوع ہے سب کام کا سو اسی کی بندگی کر اور اسی پر
عَلَيْهِ ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿١٢٣﴾ ع
بھروسہ رکھ اور تیرا رب بے خبر نہیں جو کام تم کرتے ہو

ع ١٠ ١٠

٩٨ تخویف دنیوی ہے ١٢
٩٩ ای ولکن لیبلوکم ١٢
١٠٠ یہ تمام سابقہ قصوں سے متعلق ہے ١٢
١٠١ زجر مع تخویف دنیوی ہے ١٢
١٠٢ اعادۂ دعویٰ
اعادۂ دعویٰ ثانیہ ١٢
اعادۂ دعویٰ اولیٰ ١٢
اعادۂ دعویٰ ثالثہ ١٢
اعادۂ دعویٰ رابعہ ١٢

موضح قرآن ف١ یعنی نیک لوگ غالب ہوتے تو وہ قوم ہلاک نہ ہوتی تھوڑے تھے سو آپ بچ گئے۔

فتح الرحمن ف٢ یعنی بلذات دنیا مشغول شدند ١٢۔

سورۂ ہود میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰہَ ـــــ تا ـــــ عَذَابَ یَوْمٍ کَبِیْرٍ ۔ نفی شرک فی التصرف۔
۲۔ اَلَآ اِنَّھُمْ یَثْنُوْنَ صُدُوْرَھُمْ ـــــ تا ـــــ کُلٌّ فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ۝ نفی شرک فی العلم۔
۳۔ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰہَ ؕ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ اَلِیْمٍ (ع ۳) اعلانِ توحید از نوح علیہ السلام۔
۴۔ وَلَآ اَقُوْلُ لَکُمْ ـــــ تا ـــــ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّیْ مَلَکٌ (ع ۳) نفی شرک فی التصرف والعلم۔
۵۔ قَالُوْا یٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا ـــــ تا ـــــ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ ۝ نفی تصرف از نوح علیہ السلام
۶۔ وَنَادٰی نُوْحٌ رَّبَّہٗ ـــــ تا ـــــ اَکُنْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝ (ع ۴) نفی اختیار و تصرف ونفی شفاعتِ قہری از حضرت نوح علیہ السلام یہ اس سورت کی خصوصیت ہے۔
۷۔ تِلْکَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ ـــــ تا ـــــ اِنَّ الْعَاقِبَۃَ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝ (ع ۴) نفی علم غیب و حاضر و ناظر از نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔
۸۔ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ (ع ۵) اعلانِ توحید از حضرت ہود علیہ السلام
۹۔ قَالُوْا یٰھُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَیِّنَۃٍ ـــــ تا ـــــ بَعْضُ اٰلِھَتِنَا بِسُوْٓءٍ (ع ۵، ۶) حضرت ہود علیہ السلام پر قوم کے مطاعن۔
۱۰۔ وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّیْنَا ھُوْدًا ـــــ تا ـــــ مِنْ عَذَابٍ غَلِیْظٍ ۝ (ع ۶) حضرت ہود علیہ السلام بھی بچنے میں اللہ کے محتاج ہیں۔
۱۱۔ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ (ع ۶) اعلانِ توحید از حضرت صالح علیہ السلام۔
۱۲۔ قَالُوْا یٰصٰلِحُ قَدْ کُنْتَ ـــــ تا ـــــ اِلَیْہِ مُرِیْبٍ ۝ حضرت صالح علیہ السلام پر قوم کا نیا طعن۔
۱۳۔ نَکِرَھُمْ وَاَوْجَسَ مِنْھُمْ (ع ۷) نفی علم غیب از حضرت ابراہیم علیہ السلام۔
۱۴۔ وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا ـــــ تا ـــــ ھٰذَا یَوْمٌ عَصِیْبٌ ۔ نفی علم غیب از حضرت لوط علیہ السلام۔
۱۵۔ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ (ع ۸) اعلان توحید از حضرت شعیب علیہ السلام۔
۱۶۔ قَالُوْا یٰشُعَیْبُ اَصَلٰوتُکَ ـــــ تا ـــــ الْحَلِیْمُ الرَّشِیْدُ ۝ حضرت شعیب علیہ السلام پر بے جا طعن۔
۱۷۔ ذٰلِکَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰی نَقُصُّہٗ عَلَیْکَ مِنْھَا قَآئِمٌ وَّحَصِیْدٌ ۝ (ع ۹) دلیل صداقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔
۱۸۔ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْھُمْ اٰلِھَتُھُمُ ـــــ تا ـــــ غَیْرَ تَتْبِیْبٍ ۝ نفی تصرف از معبودانِ باطلہ۔
۱۹۔ فَلَا تَکُ فِیْ مِرْیَۃٍ ـــــ تا ـــــ غَیْرَ مَنْقُوْصٍ ۝ (ع ۹) معبودانِ باطلہ کی عبادت کا باطل ہونا ایک بدیہی امر ہے۔ اس میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔
۲۰۔ وَلِلّٰہِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ـــــ تا ـــــ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ (ع ۱۰) عالم الغیب اور کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہے اور کوئی نہیں۔

آج بتاریخ ۱۲ محرم الحرام ۱۳۸۶ھ مطابق ۴ مئی ۱۹۶۶ء بروز پنجشنبہ بوقت ۶ بجے صبح سورۂ ہود کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ علی ذلک اولاً و آخراً والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ دائماً ابداً وعلی سائر عبادہ الصالحین لیلاً ونہاراً۔

۱۲ سورۂ یوسف

ربط سورۂ یوسف کو سورۂ ہود کے ساتھ نامی ربط یہ ہے کہ سورۂ ہود میں جس مسئلہ کا ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں یہ مسئلہ اس قدر اہم اور ضروری ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام جیل میں بھی اس کی تبلیغ و اشاعت کو نہ بھولے۔ قید خانے میں جب دو قیدیوں نے تعبیر لینے کے لئے ان کے سامنے اپنے خواب بیان کئے تو انہوں نے تعبیر دینے سے پہلے ان کو مسئلہ توحید اچھی طرح سمجھایا اور انہیں بتایا کہ غیر اللہ کی عبادت اور پکار پر تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں۔ شرک عقل و نقل کے خلاف ہے اسی لئے اللہ نے حکم دیا ہے کہ اسکے سوا کسی کو مت پکارو۔

معنوی ربط یہ ہے کہ سورۂ ہود کا دوسرا دعویٰ تھا کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب اور متصرف و مختار نہیں۔ اب سورۂ یوسف میں اس دعویٰ پر ایک بہت مفصل نقلی دلیل ذکر کی گئی۔ سورۂ ہود کا مقصودی دعویٰ تو پہلا ہی ہے یعنی اللہ کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں، لیکن دوسرا دعویٰ چونکہ پہلے دعوے کے لئے بمنزلہ علت و دلیل ہے اور علت و دلیل کا مضبوط اور مستحکم ہونا معلول اور مدلول کے ثبوت و استحکام کو مستلزم ہے اس لئے دوسرے دعوے کو مفصل نقلی دلیل سے مضبوط کیا گیا۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب اور متصرف و مختار نہیں تو لامحالہ یہ ماننا پڑے گا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق بھی نہیں۔

سورۂ ہود میں متعدد انبیاء علیہم السلام کی زبان سے یہ دعویٰ ذکر کیا گیا کہ اللہ کے سوا کوئی پیغمبر فرشتہ یا ولی عبادت اور پکار کے لائق نہیں اور سورۂ یوسف میں ایک جلیل الشان پیغمبر جن کا باپ پیغمبر، دادا پیغمبر اور بیٹا پیغمبر علیہم السلام یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام کا مفصل واقعہ ذکر کیا گیا جسکی ایک ایک کڑی سے یہ حقیقت واضح ہو رہی ہے کہ وہ نہ غیب جانتے تھے نہ متصرف و مختار تھے اسلئے عبادت اور پکار کے لائق بھی نہ تھے، وہ اپنے فرزند ارجمند کی جدائی میں عرصۂ دراز تک غمگین و آزردہ رہے مگر اسکا حال معلوم نہ ہو سکا اور نہ اسکی جدائی کو وصال میں بدل سکے۔

خلاصہ سورۂ یوسف میں چار دعوے مذکور ہیں (۱) عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں غائبانہ امور کو جاننے کا کسی کو کوئی اختیار نہیں دیا گیا۔ (۲) مالک و کارساز اور متصرف و مختار صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں، مافوق الاسباب امور میں اس نے کسی کو کوئی اختیار نہیں دے رکھا۔ (۳) آپ سچے رسول ہیں اور اللہ کی طرف سے آپ پر وحی نازل ہوتی ہے۔ (۴) انبیاء سابقین علیہم السلام کی طرح آپ پر بھی مصائب آئیں گی لیکن آخر کار کامیابی اور فتح و ظفر آپ ہی کے قدم چومے گی۔

پہلا اور دوسرا دعویٰ —— عالم الغیب و متصرف صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے

یہ دونوں دعوے ساتھ ساتھ چلتے ہیں اور سورت کی ابتداء سے لیکر رکوع ۱۱ میں وَاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ تک انہی کا بیان ہے۔ حضرت یعقوب و یوسف علیہما السلام کا یہ واقعہ مختلف پندرہ احوال یا کڑیوں پر مشتمل ہے جن میں سے ہر کڑی ان دونوں دعوؤں کو واضح اور ثابت کرتی ہے۔ الٓرٰ —— تا لَمِنَ الْغٰفِلِیْنَ تمہید ہے اسکے بعد قصہ شروع ہوتا ہے۔

پہلا حال ۔ اِذْ قَالَ یُوْسُفُ لِاَبِیْهِ —— تا —— اٰیٰتٌ لِّلسَّآئِلِیْنَ (ع ۲) حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنا خواب حضرت یعقوب علیہ السلام سے بیان کیا تو انہوں نے ہدایت فرمائی کہ یہ خواب بھائیوں کے سامنے بیان نہ کرنا۔

دوسرا حال ۔ اِذْ قَالُوْا لَیُوْسُفُ (ع ۲) —— تا —— وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ (ع ۲) حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے انہیں اپنے باپ کی نظروں سے اوجھل کرنے کا منصوبہ بنایا، پھر والد گرامی سے سیر کے بہانے یوسف علیہ السلام کو جنگل میں لے جانے کی درخواست کی جسے انہوں نے ادنیٰ تامل کے بعد قبول کر لیا۔ بھائیوں نے انہیں ساتھ لے جا کر جنگل میں ایک ویران کنوئیں میں ڈالدیا اور شکار کے خون سے انکی قمیص لت پت کی اور رات کو روتے ہوئے گھر پہنچے اور حضرت یعقوب علیہ السلام سے عرض کیا کہ یوسف کو بھیڑیئے نے پھاڑ کھایا یہ اس کا خون آلود کرتہ ہے۔ یہ سب کچھ ہوا مگر ان باتوں کی اصل حقیقت کا علم حضرت یعقوب علیہ السلام کو نہ ہو سکا۔

تیسرا حال ۔ وَجَآءَتْ سَیَّارَةٌ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ —— تا —— وَکَانُوْا فِیْهِ مِنَ الزّٰهِدِیْنَ (ع ۲) ادھر سے ایک قافلہ گذرا جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنوئیں سے نکال کر ساتھ لے لیا اور مصر میں جا کر فروخت کر دیا مگر فرزند کی اس نقل و حرکت کا حضرت یعقوب علیہ السلام کو کوئی علم نہ تھا۔

چوتھا حال ۔ وَقَالَ الَّذِی اشْتَرٰهُ مِنْ مِّصْرَ —— تا —— وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ (ع ۳) عزیز مصر انہیں خرید کر گھر لے آیا اور بیوی کو انسے حسن سلوک اور اعزاز و اکرام سے پیش آنیکی ہدایت کی۔

پانچواں حال وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ اٰتَیْنٰهُ حُکْمًا وَّعِلْمًا —— تا —— اِنَّکِ کُنْتِ مِنَ الْخٰطِئِیْنَ (ع ۳) عزیز مصر کی بیوی حضرت یوسف علیہ السلام پر فریفتہ ہو گئی اور انہیں ورغلانے کی کوشش کی مگر اللہ تعالیٰ نے محض اپنی توفیق سے انکو بچا لیا۔ اسی اثنا میں عزیز مصر بھی گھر آ پہنچا اور حقیقت حال جاننے کے بعد اسنے اپنی بیوی کو ملزم اور حضرت یوسف علیہ السلام کو بری قرار دیا۔

چھٹا حال ۔ وَقَالَ نِسْوَةٌ فِی الْمَدِیْنَةِ —— تا —— لَیَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰی حِیْنٍ (ع ۴) اس واقعہ کا شہر میں چرچا ہونے لگا کہ عزیز مصر کی بیوی نے اپنے غلام کو بدنیتی سے ورغلانے کی کوشش کی ہے۔ عزیز مصر کی بیوی نے جب اپنا یہ چرچا سنا تو حضرت یوسف علیہ السلام کو پھانسنے کے لئے شہر کی عورتوں کو اپنے یہاں مدعو کر کے ایک نیا جال بچھایا۔ جب اس میں بھی ناکام ہو گئی تو بدنامی سے بچنے کے لئے حضرت یوسف علیہ السلام کو بغیر کسی جرم کے جیل بھجوا دیا۔

ساتواں حال ۔ وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَیٰنِ —— تا —— فَلَبِثَ فِی السِّجْنِ بِضْعَ سِنِیْنَ (ع ۵) حضرت یوسف علیہ السلام کے ہمراہ دو اور ملزم بھی قید خانہ میں داخل ہوئے یہ دونوں بادشاہ کے درباری تھے انہوں نے خواب دیکھے اور حضرت یوسف علیہ السلام سے تعبیر کیلئے بیان کئے۔ انہوں نے تعبیر دینے سے پہلے انکو مسئلہ توحید سمجھایا اور انہیں بتایا کہ اللہ کے سوا کوئی متصرف و مختار اور پکار کے لائق نہیں۔ اس حصے میں سورۂ ہود کے پہلے دعوے کا تفصیل سے اعادہ کیا گیا ہے۔ آخر میں حضرت یوسف علیہ السلام نے قید خانے کے دونوں ساتھیوں کو انکے خوابوں کی تعبیر بتائی۔

آٹھواں حال ۔ وَقَالَ الْمَلِکُ اِنِّیْ اَرٰی سَبْعَ بَقَرٰتٍ —— تا —— وَفِیْهِ یَعْصِرُوْنَ (ع ۶) شاہ مصر نے ایک خواب دیکھا جسے اس نے ارکان دربار کے سامنے بیان کر کے اسکی تعبیر پوچھی۔ ارکان دولت میں سے کوئی بھی خواب کی تعبیر تک رسائی حاصل نہ کر سکا اس لئے سب نے بادشاہ کے خواب کو خیال پریشان کہہ کر خاموشی اختیار کی۔ جو درباری

الزام سے بری ہوکر دوبارہ دربار میں باریاب ہوا تھا اسے حضرت یوسف علیہ السلام یاد آئے اور اس نے بادشاہ کی خدمت میں عرض کی کہ مجھے اجازت دیجئے اس خواب کی تعبیر میں لیکر آتا ہوں وہ شخص فوراً باجازت خاص قید خانے میں حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچا اور بادشاہ کا خواب بیان کیا۔ انہوں نے اسکی تعبیر بتائی جو اس نے بادشاہ مصر کے سامنے حاضر ہو کر بیان کی۔

نواں حال ۔ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ ــ تا ــ وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ (ع ۷) شاہ مصر تعبیر سن کر حضرت یوسف علیہ السلام کے علم و فضل اور فہم و فراست کا قائل ہو گیا اور انہیں فوراً جیل سے نکالنے کا حکم دیدیا۔ جب انہیں رہائی کا پیغام ملا تو انہوں نے پیغامبر کے ہاتھ بادشاہ سے کہلا بھیجا کہ پہلے ان عورتوں کے حال کی تحقیق کرو جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا مقصد یہ تھا کہ جیل سے باہر آنے سے پہلے ان کی پاکدامنی اور برارت سب پر واضح ہو جائے۔ چنانچہ ان عورتوں نے اقرار کیا کہ یوسف علیہ السلام پاکدامن اور بے گناہ ہیں۔ خود عزیز مصر کی بیوی نے اعتراف کیا کہ یوسف علیہ السلام سچے ہیں اور خود اسی نے ان کو ورغلانے کی کوشش کی تھی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی عصمت اور پاکدامنی ثابت ہو گئی اور وہ جیل سے باہر آئے۔ شاہ مصر نے انہیں اپنا مشیر خاص بنالیا اور خود ان کی مرضی سے زراعت کا محکمہ ان کے سپرد کر دیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو جیل سے نکال کر حکومت کے اس منصب بلند پر پہنچا دیا۔ مگر اس کے باوجود حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے لخت جگر کی جدائی کے غم میں گھڑیاں گن گن کر وقت گذار رہے ہیں پہلے یہ معلوم نہ تھا کہ ان کا فرزند جیل میں ہے اور اب یہ بھی معلوم نہیں کہ ان کا فرزند سعادت مند حکومت کے ایک نہایت بلند منصب پر فائز ہے۔

دسواں حال ۔ وَجَآءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ ــ تا ــ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ (ع ۸) جب ملک میں قحط پڑا تو حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں نے غلہ حاصل کرنے کیلئے مصر کا رُخ کیا جب وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے اپنے بھائیوں کو پہچان لیا مگر وہ ان کو نہ پہچان سکے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کو تاکید کی کہ آئندہ وہ اپنے چھوٹے بھائی کو بھی ضرور ساتھ لائیں اور اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ وہ ان کا سرمایہ ان کی بوریوں ہی میں ڈال دیں۔ جب وہ غلہ لے کر واپس گھر پہنچے تو حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا چھوٹے بھائی کا حصہ ہم سے روک لیا گیا ہے اس لئے اب کی بار بنیامین کو بھی ہمارے ساتھ بھیجیں ہم اسکی پوری پوری حفاظت کریں گے۔ پہلے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے پس و پیش کیا اور بیٹوں کو یوسف علیہ السلام کا واقعہ یاد دلایا کہ جیسی تم نے یوسف کی حفاظت کی تھی ویسی ہی بنیامین کی کرو گے۔ بعد میں انہوں نے بیٹوں سے اللہ کا عہد لیا کہ تم سوائے آسمانی حادثہ کے بنیامین کو ضرور واپس لاؤ گے۔

گیارہواں حال ۔ وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَيْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ (ع ۸) ــ تا ــ اِنَّآ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ (ع ۹) اب کی بار بنیامین بھی ساتھ تھا اور گیارہوں بھائی مصر پہنچے اور والد گرامی کی ہدایت کے مطابق شہر کے مختلف دروازوں سے داخل ہو کر حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی بنیامین کو اپنے پاس رکھنے کا پروگرام بنایا اور اس کے مطابق آنکھ بچا کر اپنا پیمانہ بنیامین کے سامان میں رکھ دیا اور سب بھائی اپنے وطن روانہ ہو گئے۔ ادھر تلاش کرنیوالے ملازموں نے کنعانی قافلے کو شبہہ کی بنا پر روک لیا تلاشی لینے پر حضرت یوسف علیہ السلام کا پیمانہ بنیامین کے سامان سے مل گیا اس لئے اسے روک لیا گیا۔ بھائیوں نے عزیز مصر (حضرت یوسف علیہ السلام) سے بہت منت سماجت کی کہ وہ کسی بھی قیمت پر بنیامین کو چھوڑ دیں مگر انہوں نے ایسا نہ کیا۔

بارہواں حال ۔ فَلَمَّا اسْتَيْئَسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ــ تا ــ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ (ع ۱۰) آخر سب بھائیوں نے مایوس ہو کر میٹنگ کی اور بڑے بھائی نے طے کیا کہ چونکہ وہ اپنے باپ کو اللہ کا عہد دیکر آئے ہیں اس لئے وہ تو مصر ہی میں رہے گا جب تک باپ اجازت نہ دے یا اللہ کی طرف سے کوئی صورت پیدا نہ ہو جائے۔ نو بھائی واپس وطن پہنچے اور سارا ماجرا حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہہ سنایا۔ انہوں نے اسے بھی بھائیوں کی سازش قرار دیا حالانکہ وہ سب بنیامین کے معاملے میں بے قصور تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام غیب داں نہ تھے۔ آخر انہوں نے بیٹوں کو سہ بارہ بھیجا اور فرمایا یوسف اور اس کے بھائی کی تلاش کرو اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا۔

تیرہواں حال ۔ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا ــ تا ــ وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ (ع ۱۰) اب تیسری بار بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے اور نہایت الحاح سے عرض کیا ہمارے معمولی سرمائے کے بدلے مہربانی فرما کر ہمیں پورا غلہ عنایت فرما دیجئے۔ اب کی بار تو حضرت یوسف علیہ السلام بھی بھائیوں کی پُردرد باتیں سن کر پسیج گئے اور اپنے کو قابو میں نہ رکھ سکے اور اپنے کو ظاہر کر دیا۔ تمام بھائیوں نے اپنی غلطیوں کا اعتراف کیا اور حضرت یوسف علیہ السلام سے معذرت کرنے لگے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے پیغمبرانہ شفقت و رحمت سے عام معافی کا اعلان فرما دیا۔ اور بھائیوں کو واپس وطن بھیجا تاکہ تمام اہل و عیال کو مصر لے آئیں۔

چودہواں حال ۔ وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ ــ تا ــ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (ع ۱۱) جب فرزندان یعقوب علیہ السلام کا قافلہ پیراہن یوسف علیہ السلام لیکر مصر سے روانہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ذریعۂ وحی ان کو اس کی اطلاع دیدی اور انہوں نے اپنے پوتوں سے کہہ دیا کہ اگر تم مجھے کم عقلی کا طعنہ نہ دو تو میں صاف کہہ دوں کہ مجھے یوسف کی خوشبو آرہی ہے۔ جب قافلہ کنعان پہنچا تو بڑے بھائی نے پیراہن یوسف والد بزرگوار کے چہرے پر ڈالا جس سے ان کی بینائی جو کثرت بکاء سے کمزور ہو چکی تھی بحال ہو گئی۔

پندرہواں حال ۔ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ ــ تا ــ وَاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ (ع ۱۱) حضرت یعقوب علیہ السلام تمام اہل و عیال سمیت مصر پہنچ گئے حضرت یوسف علیہ السلام نے انہیں پورے اعزاز و اکرام کیساتھ اپنے گھر اتارا۔ والدین اور سب بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کی تعظیم بجالائے۔ اس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب سچا ہوا۔

تیسرا دعویٰ ــــــ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں

سورۂ ہود میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپکو جو وحی بھیجی گئی ہے اسکی تبلیغ فرمائیں اور اس میں سے کچھ بھی چھپا کر نہ رکھیں یہاں سورۂ یوسف میں فرمایا۔ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ (ع ۱۱) بلاشبہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اور آپ پر اللہ کی طرف سے غیب کی باتیں ذریعۂ وحی نازل کی جاتی ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا قصہ بھی غیب کی خبروں میں سے ہے۔ جب وہ یوسف علیہ السلام کو ٹھکانے لگانے کا منصوبہ بنا رہے تھے اس وقت آپ وہاں موجود نہ تھے یہ سب کچھ اللہ نے وحی کے ذریعے آپ کو بتایا ہے۔

اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ تَاْتِيَهُمْ الخ (ع ۱۲) تخویف دنیوی ہے۔ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ الخ طریق تبلیغ ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ الخ یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ مشرکین نے

کہا یہ ناممکن ہے کہ پیغمبر بھی ہو اور بشر بھی تو جواب دیا گیا کہ پہلے جتنے بھی پیغمبر بھیجے گئے وہ سب کے سب بشر اور انسان ہی تھے۔ اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا تخویف دنیوی ہے پہلے مکذبین کا حال دیکھو ان کا کیا حشر ہوا اور ان کے انجام بد سے عبرت حاصل کرو۔

چوتھا دعوی —— تبلیغ کی راہ میں اگرچہ مصائب ہیں مگر کامیابی آپ ہی کی ہے۔

سُوْرَةُ يُوْسُفَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّاِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً وَّاثْنَا عَشَرَ رُكُوْعًا

سورۂ یوسف مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ایک سو گیارہ آیتیں ہیں اور بارہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان اور نہایت رحم والا ہے

الٓرٰ قف تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ① قف اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ

یہ[٢] آیتیں ہیں واضح کتاب کی ہم نے اسے اتارا ہے

قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ② نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ

قرآن عربی زبان میں تاکہ تم سمجھ لو ہم بیان کرتے ہیں تیرے پاس[٣]

اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۖ ق

بہت اچھا بیان اس واسطے کہ بھیجا ہم نے تیری طرف یہ قرآن

وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ③ اِذْ قَالَ

اور تو تھا اس سے پہلے البتہ بے خبروں میں[٤] جس وقت[٥] کہا

يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّ

یوسف نے اپنے باپ سے اے باپ میں نے دیکھا خواب میں گیارہ ستاروں کو[٦] اور

الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ ④ قَالَ يٰبُنَيَّ

سورج کو اور چاند کو دیکھا میں نے ان کو اپنے واسطے سجدہ کرتے ہوئے کہا اے بیٹے[٧]

لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ط

مت بیان کرنا خواب اپنا اپنے بھائیوں کے آگے پھر وہ بنائیں گے تیرے واسطے کچھ فریب

اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ⑤ وَكَذٰلِكَ

البتہ شیطان ہے انسان کا صریح دشمن ف اور اسی طرح[٨]

يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ

برگزیدہ کریگا تجھ کو تیرا رب اور سکھلائے گا تجھ کو ٹھکانے پر لگانا باتوں کا

١ تمہید ١٢

٢ مخففة من المثقلة ١٢

٣ آغاز قصہ اور پندرہ احوال میں سے پہلا حال ہے قصہ کے پندرہ احوال سورت کے پہلے دو دعووں کو ثابت کرتا ہے یعنی عالم الغیب اور متصرف و مختار صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں ١٢

حَتّٰٓی اِذَا اسْتَیْئَسَ الرُّسُلُ انبیاء سابقین علیہم السلام کو تبلیغ توحید میں بڑی بڑی مصیبتوں اور تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑا لیکن انجام کار کامیابی انہیں ہی نصیب ہوئی اور ان کے دشمن خائب و خاسر ہوئے۔ **٢** یہاں سے لَمِنَ الْغٰفِلِیْنَ تک تمہید ہے اَلْکِتٰبُ سے قرآن مراد ہے یا یہ سورت جیسا کہ ارشاد ہے صُحُفًا مُّکَرَّمَۃً فِیْہَا کُتُبٌ قَیِّمَۃٌ (البینۃ) یہاں کُتُبٌ صحیفوں کے حصوں کو فرمایا۔ اَلْمُبِیْنُ یہ اشارہ ہے کہ اس سورت میں دلیل نقلی ذکر کی جائے گی۔ قُرْاٰنًا حال مؤطئہ ہے عَرَبِیًّا کے لئے یہ حال ہے اور عربیا اس کی صفت ہے (مظہری)۔ **٣** علماء یہود نے مشرکین سے کہا کہ محمدؐ سے پوچھو آل یعقوبؑ شام سے مصر کیسے منتقل ہوئی اور حضرت یوسف علیہ السلام کا کیا قصہ ہے اس پر یہ سورت نازل ہوئی (بیضاوی) حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ صحابہ نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ آپ ہمیں کوئی عبرت آموز قصہ سنائیں اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۂ یوسف نازل فرمائی (خازن) اَحْسَنَ الْقَصَصِ اس قصے کو احسن القصص اس لئے کہا گیا کہ اس سے دو نہایت اہم مسئلے واضح ہو جاتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی متصرف و مختار ہے اور ساری مخلوق اس کی قضاء و قدر کے سامنے عاجز اور بے بس ہے وقد افادت انہ لا دافع لقضاء اللہ تعالیٰ ولا مانع من قدرہ وانہ سبحانہ اذا قضی لانسان بخیر و مکرمۃ فلو ان اہل العالم اجتمعوا علی دفع ذٰلک لم یقدروا (روح ج ١٢ ص ١٧٦) یا احسن القصص اس لئے فرمایا کہ یہ واقعہ جس فصاحت و بلاغت اور حسن ادا سے بیان کیا گیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ یا یہ عبرتوں، نصیحتوں اور حکمتوں سے لبریز ہونے کی وجہ سے احسن القصص ہے۔ لکونہ احسن القصص لما فیہ من العبر و النکت والحکم والعجائب التی لیست فی غیرہا (کبیر ج ١٨ ص ٨٥) **٤** یہ قصہ بیان کرنے سے پہلے آپ کو اس کی تفصیلات کا علم نہ تھا۔ اِنْ کُنْتَ میں اِنْ مخففہ من المثقلہ ہے اور ضمیر شان محذوف ہے ان مخففۃ من المثقلۃ و اللام فارقۃ بینہا و بین النافیۃ یعنی وانہ الشان (مدارک ج ٢ ص ١٦١) **٥** یہاں سے قصے کی ابتداء ہوتی ہے اور یہ پندرہ احوال میں سے پہلا حال ہے۔ اذ ظرف ہے جس کے لئے متعلق کا ہونا ضروری ہے۔ تفسیر عباسی میں ہے کہ اذ بمعنی قد ہے اس صورت میں اسے متعلق کی ضرورت ہی نہیں۔ اور بعض مفسرین اذ کا عامل متعلق اذکر مقدر مانتے ہیں اذکر چونکہ فعل متعدی ہے اور مفعول کو چاہتا ہے اس لئے القصۃ مفعول مقدر ہوگا ای اذکر القصۃ اذ قال الخ لیکن اس پر یہ اشکال ہے کہ جب یہ قصہ حضور علیہ السلام کو معلوم ہی نہ تھا تو قصہ بیان کرنے کا حکم کس طرح دیا گیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وحی کے ذریعہ آپ کو قصہ معلوم ہو گیا اس لئے بیان کرنے کا حکم دینا درست ہے۔ نیز رضی نے کہا ہے

موضح قرآن ف یعنی اس کی تعبیر ظاہر ہے سنتے ہی سمجھ لیں گے۔ گیارہ بھائی تھے اور ایک باپ اور ایک ماں ان کی طرف محتاج ہوں گے۔ پھر شیطان ان کے دل میں حسد ڈالے گا۔

وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا
اور پورا کرے گا اپنا انعام تجھ پر اور یعقوب کے گھر پر جیسا پورا کیا ہے
عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ
تیرے باپ دادوں پر اس سے پہلے ابراہیم اور اسحٰق پر البتہ تیرا رب
عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۶ ع لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ
خبردار ہے حکمت والا ف البتہ ہیں یوسف کے قصہ میں اور اس کے بھائیوں کے قصہ میں نشانیاں
لِّلسَّآئِلِيْنَ ۷ اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰٓى
پوچھنے والوں کے لئے ف جب کہنے لگے البتہ یوسف ف اور اس کا بھائی زیادہ پیارا ہے
اَبِيْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ؕ اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنِ ۸ ۖۚ
ہمارے باپ کو ہم سے اور ہم ان سے قوت والے لوگ ہیں البتہ ہمارا باپ صریح خطا پر ہے ف
اقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ
مار ڈالو یوسف کو یا پھینک دو کسی زمین میں کہ خالص رہے تم پر توجہ تمہارے باپ کی
وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ۹ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ
اور ہو رہنا اس کے بعد نیک لوگ بولا ایک بولنے والا ان میں ف
لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ
مت مار ڈالو یوسف کو اور ڈال دو اس کو گمنام کنوئیں میں کہ اٹھا لے جائے اس کو
بَعْضُ السَّيَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۱۰ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا
کوئی مسافر اگر تم کو کرنا ہے بولے اے باپ
مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰى يُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ۱۱
کیا بات ہے ف کہ تو اعتبار نہیں کرتا ہمارا یوسف پر اور ہم تو اس کے خیر خواہ ہیں
اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَاِنَّا لَهٗ
بھیج اس کو ہمارے ساتھ کل کو خوب کھائے اور کھیلے اور ہم تو اس کے

ع ۲ ۱۱

دوسرا حال ۱۲

کہ اذکر کے معنی غور و فکر کرنے کے ہیں یعنی اس قصے میں غور و فکر کرو اور اس سے عبرت حاصل کرو۔ بعض نے ظرف کو الْغٰفِلِيْنَ اور بعض نے نَقُصُّ کے متعلق قرار دیا ہے۔ (روح) حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا نحویوں کا مسلمہ قاعدہ ہے کہ ظروف کے متعلقات ان سے مؤخر بھی ہو سکتے ہیں اس لئے بہتر یہ ہے کہ اذ کا متعلق قَالَ يٰبُنَيَّ مؤخر ہو۔ معنی یہ ہوں گے کہ جب یوسفؑ نے اپنا خواب اپنے باپ سے بیان کیا تو انہوں نے کہا الخ۔ **ف٦** حضرت یوسف علیہ السلام نے بچپن میں خواب دیکھا کہ گیارہ ستارے، سورج اور چاند ان کے سامنے جھک گئے ہیں۔ انہوں نے یہ خواب اپنے والد بزرگوار حضرت یعقوب علیہ السلام سے ذکر کیا وہ اس کی تعبیر سمجھ گئے اور اس سے اپنے بیٹے کے آئندہ فضل و کمال کا اندازہ لگا لیا۔ تعبیر میں گیارہ ستاروں سے گیارہ بھائی اور شمس (سورج) سے والد اور قمر (چاند) سے خالہ مراد ہیں کیونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کی والدہ حضرت راحیل فوت ہو چکی تھیں۔ عن السدی ان القمر خالتہ لان امہ راحیل قد ماتت (روح ج ۱۲ ص ۱۸۰) **ف٧** حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیٹے کے خواب سے اندازہ لگا لیا تھا کہ اللہ تعالیٰ اسے حکمت و نبوت سے سرفراز فرمائے گا۔ اور اسے دنیا و آخرت میں شرف و فضیلت کے مقام بلند پر فائز کرے گا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کو بعض قرائن سے یہ بھی معلوم ہو چکا تھا کہ ان کے بڑے بیٹے یوسف اور بنیامین سے حسد رکھتے ہیں اس لئے یوسف علیہ السلام کو بھائیوں کے سامنے اپنا خواب بیان کرنے سے منع فرما دیا جس کی تعبیر یہ تھی کہ سب بھائی ان کے سامنے جھکیں گے کیونکہ وہ اس کی تعبیر سمجھ جائیں گے اور مبادا تمہارے ہلاک کرنے کے منصوبے بنانے لگیں۔ ان یعقوب علیہ السلام کان شدید الحب لیوسف واخیہ فحسدہ اخوتہ لہذا السبب وظہر ذلک المعنی لیعقوب علیہ السلام بالامارات الکثیرۃ فلما ذکر یوسف علیہ السلام ہذہ الرؤیا وکان تاویلہا ان اخوتہ وابویہ یخضعون لہ فقال لا تخبرہم برؤیاک فانہم یعرفون تاویلہا فیکیدوا لک کیدًا (کبیر ج ۸ ص ۹۰) وانما قال لہ ذلک لما انہ علیہ السلام عرف من رؤیاہ ان سیبلغہ اللہ تعالیٰ مبلغًا جلیلًا من الحکمۃ ویصطفیہ للنبوۃ وینعم علیہ بشرف الدارین فخاف علیہ حسد الاخوۃ الخ (روح ج ۱۲ ص ۱۸۱) **ف٨** کاف بیان کمال کے لئے ہے۔ وَيُعَلِّمُكَ اور وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ الخ يَجْتَبِيْكَ کی تفسیر ہے۔ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ میں من بعضیہ ہے۔ تاویل الاحادیث سے امام مجاہد اور سدی کے نزدیک خوابوں کی تعبیر مراد ہے، حسن بصری کے نزدیک معاملات کے انجام اور امام زجاج کے نزدیک کتب سماویہ اور انبیاء سابقین علیہم السلام کی احادیث کے معانی کا بیان مراد ہے۔ (خازن، مدارک، روح) علامہ قرطبی لکھتے ہیں یہ نبوت کی طرف اشارہ ہے اور اس سے کتب

موضح قرآن **ف۱** نوازش اللہ کی سجدے سے سمجھے اور کل بھانی باتوں کی یعنی اس میں داخل ہے خواب کی تعبیر ان کے ذہن کی رسائی سے اور لیاقت سے کہ ایسا خواب موزوں دیکھا چھوٹی عمر میں ابراہیم اور اسحاق کا نام لیا اور اپنا نہیں لیا عاجزی سے۔ **ف۲** نقل ہے کہ قریش نے یہود سے کہا کچھ بتاؤ کہ ہم محمد سے پوچھیں سچ آزمانے کو کہا پوچھو کہ ابراہیم کا وطن شام ہے اس کی اولاد بنی اسرائیل مصر میں کیونکر آئی کہ موسیٰ کو فرعون سے قضیہ ہوا۔ یہ سورۃ اتری فرمایا کہ پوچھنے والوں کو نشانیاں ہیں قریش کو یہ ایک بھائی کا حسد کیا اطاعت قبول نہ کی آنحضرت اللہ نے اسی کی طرف محتاج کیا اور اسی طرح یہود حسد کر کر خراب ہوئے اور قریش نے بھائی کو وطن سے نکالا وہیں اس کو عروج ہوا۔ **ف۳** یعنی ہم وقت پر کام آنے والے ہیں اور یہ لڑکے ہیں چھوٹے ایک بھائی ان کا سگا تھا اور سب سوتیلے۔

سابقہ اور دلائل توحید کا بیان مراد ہے۔ ای احادیث الامم والکتب ودلائل لتوحید فھو اشارۃ الی النبوۃ (قرطبی ج ۹ ص ۱۲۹) اور تمام نعمت سے دینی اور دنیوی نعمتوں کا عطا کرنا مقصود ہے۔ بان وصل لھم نعمۃ الدنیا بنعمۃ الاخرۃ ای جعلھم انبیاء فی الدنیا وملوکا ونقلھم عنھا الی الدرجات العلیٰ فی الجنۃ (مدارک ج ۲ ص ۱۶۲)

۹ حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کے اس قصے میں سوال کرنیوالوں کے لئے عبرت اور اطمینان کی نشانیاں ہیں۔ سائلین سے یا تو وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے یہود مدینہ کے کہنے پر حضور علیہ السلام سے سوال کیا تھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کی آل و اولاد ملک شام سے مصر میں کس طرح منتقل ہوئی۔ اس طرح یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر بہت بڑی دلیل ہے کہ آپ نے وحی کے ذریعے یہ قصہ پورا پورا صحیح تفصیلات کے ساتھ بیان فرما دیا۔ یا سائلین سے معترضین مراد ہیں جو توحید پر اعتراض کرتے تھے اس قصے میں ان کے لئے بھی بہت بڑی عبرت و نصیحت ہے کیونکہ قصے کی ہر کڑی سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی نبی، ولی یا فرشتہ عالم الغیب، متصرف و مختار اور کارساز نہیں۔ ۱۰ یہ قصے کی دوسری کڑی ہے۔ برادران یوسفؑ نے آپس میں مشورہ کیا کہ یوسف اور بنیامین کو ہمارے والد بزرگوار ہم سے زیادہ چاہتے ہیں حالانکہ ہم ایک جماعت ہیں مگر اس کے باوجود محترم اباجان ہمیں اتنی اہمیت نہیں دیتے معلوم نہیں کہ وہ کس بھول میں ہیں۔ اُقْتُلُوْا یُوْسُفَ الخ اس لئے یوسف کو راستہ سے ہٹانے کے لئے یا تو اسے قتل کر دیا جائے یا اسے کسی دور دراز علاقے میں چھوڑ دیا جائے جہاں سے اس کی کوئی خبر نہ آئے تاکہ ہم ہی والد بزرگوار کی محبت و شفقت کا مرکز بن جائیں اور بعد میں اس گناہ سے توبہ کر لیں۔ ۱۱ یہ اِذْ قَالُوْا کا متعلق ہے لہٰذا اس سے پہلے اُذْکُرْ مقدر ماننے کی ضرورت نہیں۔ یعنی جب بھائیوں نے مذکورہ بالا مشورہ کیا اس وقت ان میں سے ایک نے کہا یوسف کو قتل نہ کرو بلکہ اسے جنگل میں سر راہ کسی گہرے کنوئیں میں ڈال دو کوئی گذرنے والا قافلہ اسے نکال کر کسی دوسرے علاقے میں لیجائے گا اس طرح تمہارا مقصد بھی پورا ہو جائے گا اور یوسف کی جان بھی بچ جائے گی۔ اکثر مفسرین کی رائے میں یہ قائل یہودا تھا جو سب سے بڑا تھا۔ آخر سب نے اتفاق کیا کہ یوسف کو قتل کرنے کے بجائے کسی گہرے کنوئیں میں پھینک دیا جائے جیسا کہ آئندہ تفصیلات سے پتہ چلتا ہے۔ بھائیوں نے مل کر یہ پروگرام بنایا مگر حضرت یعقوب علیہ السلام کو اس کا کوئی علم نہیں۔ اس سے ان کے غیب داں ہونے کی نفی ہوتی ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فرزندان یعقوب علیہ السلام کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ ان کے والد گرامی غیب نہیں جانتے تھے کیونکہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی یہی تعلیم تھی کہ اللہ کے سوا کوئی غیب داں نہیں۔ ورنہ وہ ایسا کوئی منصوبہ نہ بناتے۔ ۱۲ یوسف علیہ السلام کو باپ سے جدا کرنے کا پروگرام بنا کر والد گرامی کی خدمت میں آئے اور کہا کہ یوسف کے بارے میں آپ ہم

لَحٰفِظُوْنَ ⑫ قَالَ اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَ
نگہبان ہیں ف ۱ بولا مجھ کو غم ہوتا ہے ۱۳ اس سے کہ تم اس کو لے جاؤ اور

اَخَافُ اَنْ یَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ⑬
ڈرتا ہوں اس سے کہ کھا جائے اس کو بھیڑیا اور تم اس سے بے خبر رہو ف ۲

قَالُوْا لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّآ اِذًا
بولے اگر کھا گیا اس کو بھیڑیا اور ہم ایک جماعت ہیں قوت ور تو تو ہم نے

لَّخٰسِرُوْنَ ⑭ فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْٓا اَنْ یَّجْعَلُوْهُ
سب کچھ گنوا دیا پھر جب لے کر چلے اس کو ۱۴ اور متفق ہوئے کہ ڈالیں اس کو

فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ ۚ وَاَوْحَیْنَآ اِلَیْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ
گمنام کنوئیں میں اور ہم نے اشارہ کر دیا اس کو کہ تو جتائیگا ان کو ان کا یہ کام

هٰذَا وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ⑮ وَجَآءُوْٓ اَبَاهُمْ عِشَآءً
اور وہ تجھ کو نہ جانیں گے ف ۳ اور آئے اپنے باپ کے پاس اندھیرا پڑے

یَّبْكُوْنَ ⑯ قَالُوْا یٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا
روتے ہوئے کہنے لگے اے باپ ہم لگے دوڑنے آگے نکلنے کو اور چھوڑا

یُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ
یوسف کو اپنے اسباب کے پاس پھر کھا گیا اس کو بھیڑیا اور تو باور نہ کرے گا

لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِیْنَ ⑰ وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِیْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ۭ
ہمارا کہنا اگرچہ ہم سچے ہوں اور لائے اس کے کرتے پر لہو لگا کر جھوٹ

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۭ فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ ۭ وَ
بولا یہ ہرگز نہیں بلکہ بنا دی ہے تم کو تمہارے جیوں نے ایک بات ۱۶ اب صبر ہی بہتر ہے اور

اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ⑱ وَجَآءَتْ سَیَّارَةٌ
اللہ ہی سے مدد مانگتا ہوں اس بات پر جو تم ظاہر کرتے ہو ف ۴ اور آیا ایک قافلہ ۱۷

الثلاثۃ

الثلاثۃ

۱۳ ای مکذوب فیہ او ذو کذب ۱۲

۱۲ قصہ سے تعبیر احوال ۱۲

موضح قرآن ف ۱ بکریاں چرانے کو جنگل جاتے تھے۔ ف ۲ ان کو بھیڑئیے کا بہانہ کرنا تھا وہی اُن کے دل میں خوف آیا۔ ف ۳ پھر جب لے کر چلے فرمایا آگے نہ فرمایا کہ کیا ہوا اس واسطے کہ لائق بیان کے نہیں جو کچھ بھائیوں نے سلوک کیا راہ میں بُرا کہتے اور مارتے لے گئے نہ ان کے رونے پر رحم کھایا نہ فریاد پر پھر کنوئیں میں ڈالا وہ کنارے کو پکڑ کر رہ گئے تب رسی میں باندھ کر لٹکایا آدھی دور سے چھوڑ دیا تب پانی میں گرے چوٹ سے بچے گوشہ میں ایک پتھر پر بیٹھ رہے اور بھائیوں نے کرتہ اتار کر ننگا ڈالا تب حق تعالیٰ کی بشارت پہنچی کہ ایک وقت تو ان کو یاد دلادے گا اُن کا کام۔ ف ۴ یعنی کرتے پر لہو ہی تھا اُن کا جھوٹ بھیڑیا کھاتا تو کرتہ ثابت کب چھوڑ جاتا۔

پر اعتماد کیوں نہیں کرتے حالانکہ وہ ہمارا عزیز بھائی ہے اور ہم اس کے خیر خواہ ہیں۔ آپ اسے ہمارے ساتھ بھیجیں باہر سیر و تفریح سے دل بہلائے گا اور ہم اس کی حفاظت کریں گے۔ ف۱۳ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا اس کی جدائی میرے لئے باعث غم ہے نیز مجھے اندیشہ ہے کہ مبادا تمہاری غفلت سے اسے کوئی بھیڑیا کھا جائے بھیڑیئے کی تخصیص اس لئے کی کہ اس علاقے میں بھیڑیئے بکثرت پائے جاتے تھے۔ وخصه بالذكر لان الارض على ما قيل كانت مذئبة (روح ج ۱۲ ص ۱۹۵) قَالُوْا لَئِنْ اَكَلَهُ الخ بیٹوں نے جواب دیا ہم دس جوانوں کی ایک طاقت ور جماعت ہیں اس لئے یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اگر ہماری موجودگی میں ایسا ہو گیا تو پھر ہم تو کمزور اور بزدل ٹھہرے۔

فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰی دَلْوَهٗ ؕ قَالَ یٰبُشْرٰی هٰذَا غُلٰمٌ ؕ

پھر بھیجا اپنا پانی بھرنے والا اس نے لٹکایا اپنا ڈول کہنے لگا کیا خوشی کی بات ہے ہے ایک لڑکا

وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِمَا یَعْمَلُوْنَ ⑲ وَشَرَوْهُ

اور چھپا لیا اس کو تجارت کا مال سمجھ کر اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں ف۱ اور بیچ آئے اس کو

بِثَمَنٍۭ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ وَكَانُوْا فِیْهِ مِنَ

بھائی ناقص قیمت کو گنتی کی چونیاں اور ہو رہے تھے اس سے

الزّٰهِدِیْنَ ⑳ ع وَقَالَ الَّذِی اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖۤ

بیزار ف۲ اور کہا جس نے خرید کیا اس کو ف۳ مصر سے اپنی عورت کو

اَكْرِمِیْ مَثْوٰىهُ عَسٰۤی اَنْ یَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ وَ

آبرو سے رکھ اس کو شاید ہمارے کام آئے یا ہم کر لیں اس کو بیٹا اور

كَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ ۫ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ

اسی طرح جگہ دی ہم نے یوسف کو ف۴ اس ملک میں اور اس واسطے کہ اس کو سکھائیں کچھ

تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ ؕ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤی اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ

ٹھکانے پر بٹھانا باتوں کا اور اللہ طاقت ور رہتا ہے اپنے کام میں ولیکن اکثر

النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ㉑ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا

لوگ نہیں جانتے ف۵ اور جب پہنچ گیا اپنی قوت کو ف۶ دیا ہم نے اس کو حکم

وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ㉒ وَرَاوَدَتْهُ

اور علم اور ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں ہم نیکی والوں کو ف۷ اور پھسلایا اس کو ف۸

الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ

اس عورت نے جس کے گھر میں تھا اپنا جی تھامنے سے اور بند کر دیئے دروازے اور بولی

هَیْتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّیْۤ اَحْسَنَ مَثْوَایَ ؕ

شتابی کر کہا خدا کی پناہ ف۹ وہ عزیز مالک ف۱۰ ہے میرا اچھی طرح رکھا ہے مجھ کو

۲ ع ۱۴

ر چوتھا حال ۱۲

۲ یوسف [illegible] بیان کیا حال ۱۲

ر پانچواں حال ۱۲

ف۱۴ اَجْمَعُوْا یعنی یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں پھینکنے پر متفق ہو گئے یہ ذھبوا پر معطوف ہے اور لَمَّا کی جزاء محذوف ہے ای فعلوا به ما فعلوا من الاذی (مدارک ج ۲ ص ۱۶۴) وَاَوْحَیْنَاۤ اِلَیْهِ الخ حسن، مجاہد، ضحاک اور قتادہ کے نزدیک وحی نبوت مراد ہے حضرت یوسف علیہ السلام کو صغر سنی ہی میں نبوت مل گئی تھی۔ امام مجاہد نے ایک قول میں اور دیگر مفسرین نے وحی سے الہام مراد لیا ہے یعنی ہم نے یوسف کے دل میں یہ بات ڈال دی۔ جیسا کہ شہد کی مکھی کے بارے میں فرمایا وَاَوْحٰی رَبُّكَ اِلَی النَّحْلِ (قرطبی و روح) ف۱۵ رات کو سب بھائی روتے ہوئے گھر پہنچے اور حضرت یعقوب علیہ السلام سے یوں بہانہ کرنے لگے کہ ہم دوڑتے ہوئے آگے نکل گئے اور یوسف کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ گئے واپس آئے تو اسے بھیڑیا کھا چکا تھا۔ وَجَآءُوْ عَلٰی قَمِیْصِهٖ الخ کذب ای مکذوب فیه او ذی کذب اور بدم میں با تعدیہ کے لئے ہے۔ یعنی وہ یوسف علیہ السلام کی قمیص پر ایسا خون لگا کر لے آئے جو ان کا نہ تھا وہ بکری کا بچہ یا ہرن ذبح کر کے اس کے خون میں یوسف علیہ السلام کا کرتہ لت پت کر کے لے آئے مگر ان سے یہ چوک ہو گئی کہ کرتہ پھاڑنا بھول گئے۔ (مدارک، قرطبی) ف۱۶ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کرتہ دیکھ کر فرمایا یوسف کو بھیڑیئے نے نہیں کھایا تم نے یوسف کو سوچے سمجھے منصوبے کے تحت کہیں غائب کر دیا ہے۔ بھلا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یوسف کو بھیڑیا کھا جائے اور اس کا کرتہ صحیح و سلامت رہے۔ قال سعید بن جبیر لما جاءوا علی قمیصه بدم کذب وما کان متخرقا قال کذبتم لو اکله الذئب لخرق قمیصه الخ

موضح قرآن ف۱ کنوئیں میں تھے حضرت یوسف ڈول میں ہو بیٹھے کھینچنے والے نے ان کا حسن دیکھ کر خوشی سے پکارا کہ بڑی قیمت کو بکے گا اور اللہ خوب جانتا ہے جو کرتے ہیں شاید یہ مراد ہو کہ یہود اس جگہ یہ قصہ بدلتے ہیں توریت میں بدل ڈالا ہے تا اپنے باپ دادوں پر عیب نہ آوے ف۲ اگلے دن بھائی گئے کنوئیں میں نہ پایا قافلے پر دعوٰی کیا جب ثابت ہوا اٹھارہ درم کو بیچ دیا۔ درم قریب ہے پاؤلی کے۔ نو بھائیوں نے دو دو درم بانٹے ایک نے حصہ نہ لیا پھر آگے قافلے والوں نے مصر میں جا کر بیچا۔ حق تعالیٰ نے صریحاً ایک بیچنا فرمایا پردہ پوشی کو لیکن اشارہ سے معلوم ہوا کہ سستے مول تو اسی جگہ بیچا ہے۔ ف۳ مصر میں عزیز نے مول لیا عزیز کہتے تھے بادشاہ کے مختار کو۔ اس نے ہوشیار دیکھ کر غلاموں کی طرح نہ رکھا فرزند کی طرح رکھا کہ کاروبار میں نائب ہو گا۔ اس طرح حق تعالیٰ نے اس ملک میں ان کا قدم جمایا پھر ان کے سبب سے سارے بنی اسرائیل کو بسایا اور یہ بھی منظور تھا کہ سرداروں کی صحبت دیکھیں تا رمز و اشارہ سمجھنے کا سلیقہ کمال پکڑیں اور علم خدائی پورا پاویں اور اللہ جیت رہتا ہے یعنی بھائیوں نے چاہا کہ ان کو گرا دیں اسی میں یہ چڑھ گئے ف۴ حکم دیا یعنی عقل سے مشکل باتیں حل کرنے اور علم اللہ کا دین۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی خیانت او نتوانم کرد ۱۲۔

(کبیر ج۱۸ ص۱۰۳) مَا تَصِفُوْنَ ای علیٰ احتمال ما تصفون یعنی جو کچھ تم بیان کررہے ہو اس کا غم واندوہ برداشت کرنے پر اللہ تعالےٰ سے مدد چاہتا ہوں۔ واقعہ کے اس حصے سے معلوم ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام غیب داں نہ تھے۔ لختِ جگر چند میلوں کے فاصلے پر ایک کنویں میں پڑا ہے مگر اس کا انکو علم نہیں۔ ۱۷ یہ قصے کا تیسرا حال ہے۔ یٰبُشْرٰی اصل میں یا للبشریٰ تھا درمنی لام کو بعض اوقات گرادیتے ہیں۔ معنی یوں ہوں گے واہ خوشی۔ کنویں کے پاس سے تاجروں کا ایک قافلہ گذرا، انہوں نے پانی کے لئے اپنا آدمی بھیجا اس نے جب ڈول کنویں میں لٹکایا تو حضرت یوسف علیہ السلام ڈول سے لٹک گئے جب اس نے نہایت حسین وجمیل لڑکا ڈول کے ساتھ چمٹا ہوا دیکھا تو اپنے ساتھیوں کو اس کی خوشخبری سنائی وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً انہوں نے قافلے کے دوسرے لوگوں سے یوسف علیہ السلام کا معاملہ یہ کہہ کر چھپادیا کہ کنویں والوں نے یہ غلام ہمیں دیا ہے تاکہ ہم اسے بیچ کر رقم ان کو واپس کردیں قال مجاھد اسرہ مالک بن دعر واصحابہ عن التجار الذین معھم فی الرفقة وقالوا ھو بضاعة استبضعنا ھا بعض اھل الشام او اھل ھٰذا الماء الی مصر انما قالوا ھٰذا خیفة الشرکة (قرطبی ج۹ ص۱۵۴) وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ الخ شروہ ای باعوہ مصر پہنچ کر انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اونے پونے داموں فروخت کردیا اور ان میں بے رغبتی کا مظاہرہ کیا اصل میں وہ یہ چاہتے تھے کہ اس کے جتنے بھی دام وصول ہوجائیں غنیمت ہے ایسا نہ ہو کہ مالک یا وارث آجائے اور اسے فروخت کرنے سے پہلے ہی ان سے چھین لے۔ ۱۸ یہ چوتھا حال ہے۔ قافلے والے یوسف علیہ السلام کو معمولی داموں میں مصر میں بیچ کر چلے گئے۔ جس نے قافلہ والوں سے خریدا تھا اس سے شاہ مصر ریان بن ولید کے وزیر خزانہ قطفیر ملقب بعزیز نے خریدا۔ بعض نے لکھا ہے کہ عزیز مصر قطفیر نے براہِ راست قافلہ والوں سے خریدا تھا۔ قال ابن عباس انما اشتراہ قطفیر وزیر ملک مصر... وکان ھٰذا العزیز الذی اشتریٰ یوسف علی خزائن الملک (قرطبی ج۹ ص۱۵۸) عزیز مصر حضرت یوسف علیہ السلام کو خرید کر گھر لے گیا اور بیوی سے کہا اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور کھانے، پینے اور پہننے کو اچھا دینا ممکن ہے یہ بڑا ہو کر ہمارے کسی کام آئے یا ہم اسے اپنا بیٹا بنالیں گے۔ کیونکہ ان کے کوئی اولاد نہ تھی ۱۹ کاف بیان کمال کے لئے ہے۔ وَلِنُعَلِّمَهٗ کا معطوف علیہ محذوف ہے ای لنکرمه یعنی یوں ہم نے یوسف علیہ السلام کو عزیز مصر کے گھر عزت واکرام کی جگہ دی تاکہ ہم اسے عزت دیں اور تاکہ اسے تعبیر رؤیا کا علم عطا کریں۔ ۲۰ یہ پانچواں حال ہے اَشُدَّهٗ کی تفسیر میں اقوال مختلف ہیں حضرت ابن عباس رض نے تینتیس سال سے اسکی تفسیر فرمائی ہے امام رازی کے نزدیک یہی راجح ہے (کبیر ج۱۸ ص۱۱۱) حُكْمًا وَّعِلْمًا حکم سے نبوت اور علم سے شریعت مراد ہے یہ حضرت ابن عباس کا قول ہے عن ابن عباس ان الحکم النبوة والعلم الشریعة (روح ج۱۲ ص۲۰۹) وقال مجاھد العقل والفھم والنبوة۔ ۲۱ حضرت یوسف علیہ السلام حسن وجمال میں یگانۂ روزگار

اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٢٣﴾ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا
بیشک بھلائی نہیں پاتے جو لوگ بے انصاف ہوں ف۱ اور البتہ عورت نے فکر کیا ۲۲ اس کا اور اس نے فکر کیا

لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ؕ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ
عورت کا اگر نہ ہوتا یہ کہ دیکھے قدرت اپنے رب کی ف۲ ۲۳ یوں ہی ہوا تاکہ ہٹائیں ہم اس سے برائی سے

وَالْفَحْشَآءَ ؕ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ﴿٢٤﴾ وَاسْتَبَقَا
اور بے حیائی البتہ وہ ہے ہمارے برگزیدہ بندوں میں ف۱ اور دونوں دوڑے

الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا
دروازہ کو اور عورت نے چیر ڈالا اس کا کرتہ پیچھے سے اور دونوں مل گئے عورت کے خاوند سے

لَدَا الْبَابِ ؕ قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّآ
دروازہ کے پاس بولی اور کچھ سزا نہیں ایسے شخص کی جو چاہے تیرے گھر میں برائی مگر

اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٢٥﴾ قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ
یہی کہ قید میں ڈالا جائے یا عذاب دردناک ف۳ یوسف بولا اسی نے خواہش کی مجھ سے کہ نہ

نَّفْسِيْ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ
تھاموں اپنے جی کو اور گواہی دی ایک گواہ نے عورت کے لوگوں میں سے ف۴ اگر ہے کرتہ اس کا پھٹا

مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿٢٦﴾ وَاِنْ كَانَ
آگے سے تو عورت سچی ہے اور وہ ہے جھوٹا اور اگر ہے

قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿٢٧﴾
کرتہ اس کا پھٹا پیچھے سے تو یہ جھوٹی ہے اور وہ سچا ہے ف۵

فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ؕ اِنَّ
پھر جب دیکھا عزیز نے کرتہ اس کا پھٹا ہوا پیچھے سے کہا بے شک یہ ایک فریب ہے تم عورتوں کا البتہ

كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ﴿٢٨﴾ يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا سکتہ وَ
تمہارا فریب بڑا ہے یوسف جانے دے اس ذکر کو اور

۲۲ لولا کا جواب محذوف ہے اور اس کی جزا مقدم ہے یعنی ھَمَّ بِھَا ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی اسکے ناموس میں کیونکر خلل کروں۔ ف۲ نقل ہے کہ حضرت یعقوب کی صورت انکو نظر آئی انگلی دانت میں۔ باقی خیال گناہ گناہ نہیں اور اگر گناہ ہے تو کمتر سا اصل گناہ سے اللہ نے پیغمبر کو بچالیا ہے۔ ف۳ حضرت یوسف دوڑے نکل جانے کو وہ دوڑی پکڑنے کو ف۴ اس عورت کا ناتے دار ایک لڑکا دودھ پیتا یہ بول اٹھا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی صورت یعقوب حاضر شد انگشت را بدندان گرفتہ ۱۲۔

ع ۳ ۹ ۱۳

اسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ۚۖ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ ﴿۲۹﴾ وَ
عورت تو بخشوا اپنا گناہ بے شک تو ہی گناہ گار تھی اور
قَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ
کہنے لگیں عورتیں اس شہر میں ف۲۷ عزیز کی عورت خواہش کرتی ہے
فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ۭ اِنَّا لَنَرٰىهَا
اپنے غلام کو اس کے جی کو فریفتہ ہو گیا اس کا دل اس کی محبت میں ہم تو دیکھتے ہیں
فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۰﴾ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ
اس کو صریح خطا پر ف۱ پھر جب سُنا ف۲۸ اس نے ان کا فریب بلوا بھیجا
اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ
ان کو اور تیار کی ان کے واسطے ایک مجلس اور دی ان کو ہر ایک کے ہاتھ میں
سِكِّيْنًا وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗٓ اَكْبَرْنَهٗ
ایک چھری اور بولی یوسف نکل آ ان کے سامنے پھر جب دیکھا اس کو ششدر رہ گئیں
وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ۡ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ۭ
اور کاٹ ڈالے اپنے ہاتھ اور کہنے لگیں حاشاللہ نہیں یہ شخص آدمی
اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ﴿۳۱﴾ قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ
یہ تو کوئی فرشتہ ہے بزرگ ف۲ بولی یہ وہی ہے ف۲۹ کہ
لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ ۭ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ۭ
طعنہ دیا تھا تم نے مجھ کو اس کے واسطے اور میں نے لینا چاہا تھا اس سے اس کا جی پھر اس نے تھام رکھا
وَلَىِٕنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَآ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ
اور بے شک اگر نہ کریگا جو میں اس کو کہتی ہوں تو قید میں پڑے گا اور ہو گا
الصّٰغِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا
بے عزت ف۳ یوسف بولا ف۳۰ اے رب مجھ کو قید پسند ہے اس بات سے جس کی

ل نیز پردہ احوال
میں سے چھپا عامل ۱۲

اور یکتائے زمانہ تھے۔ عزیز مصر کی بیوی جس کے گھر میں وہ رہتے تھے ان پر فریفتہ ہوگئی اور انہیں گناہ پر اکسانے لگ گئی عَنْ نَّفْسِهٖ، رَاوَدَتْ کے متعلق ہے یعنی اس عورت نے یوسف علیہ السلام سے ان کے نفس کا مطالبہ کیا۔ مراد جماع کا مطالبہ ہے ای طلبت یوسف ان یواقعها (مدارک ج ۲ صـ ۱۶۶) غَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ گھر کے تمام دروازے بند کر لئے۔ قرآن سے دروازوں کو تالے لگانے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ هَيْتَ لَكَ یہ اسم فعل ہے بمعنی تعال واسرع یعنی جلدی کر۔ ف۲۲ مفعول مطلق ہے اور اس کا فعل محذوف ای اعوذ معاذ اللہ۔ رَبِّیْ سے عزیز مصر مراد ہے جس نے ان کو ناز و نعم سے رکھنے کا حکم دیا تھا یا رب حقیقی مراد ہے جس نے یہ اسباب مہیا فرمائے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس عورت کے جواب میں فرمایا میں اس فعل سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں تو میرے آقا کی بیوی ہے جس نے مجھ پر بے پایاں احسانات کئے۔ اس لئے اس کی عزت کو ہاتھ ڈالنا بہت بڑی نمک حرامی ہے میں یہ کام ہرگز نہیں کروں گا۔ یا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر احسان فرمایا کہ کنویں سے نکال کر اس آرام و راحت کی جگہ پہنچایا تو اب میں کیونکر اس کی ناشکری کروں۔ ف۲۳ زلیخا چونکہ برے کام کا پختہ ارادہ کر چکی تھی اس لئے اس کے ارادے کو لام اور قد تاکید کے دو حرفوں کے ساتھ بیان کیا گیا لیکن حضرت یوسف علیہ السلام نے فعل بد کا ارادہ ہی نہیں کیا کیونکہ انہوں نے عظمت خداوندی کا نشان دیکھ لیا تھا اسی لئے ان کے ارادے کو برہان پر معلق فرمایا یعنی زلیخا تو ارادہ کر چکی تھی اور یوسف علیہ السلام بھی اگر برہان رب نہ دیکھتے تو ارادہ کر لیتے۔ امام ابو عبیدہ فرماتے ہیں اس میں تقدیم و تاخیر ہے لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ شرط موخر ہے اور هَمَّ بِهَا جزا مقدم ہے قال ابو عبیدة هذا علی التقديم والتاخير كانه اراد وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ولولا ان رأ برهان ربه لَهَمَّ بِهَا (قرطبی ج ۹ صـ ۱۶۶) ف۲۴ برہان کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زلیخا نے کونے میں رکھے ہوئے ایک بت پر پردہ ڈالا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کا سبب پوچھا وہ بولی یہ میرا معبود ہے فعل بد کرتے ہوئے اس سے شرم آتی ہے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا تو۔ اس بے حس و بے شعور خدا سے شرماتی ہے تو میں اپنے علیم و خبیر خدا سے کیوں نہ شرماؤں اس لئے انہوں نے برے کام کا ارادہ بھی نہ فرمایا (قرطبی) بعض نے لکھا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام متمثل ہو کر سامنے آگئے تھے۔ یہ بات کمزور اور بے دلیل ہے۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں برہان سے استقامت اور ربط القلب مراد ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو صلاح و تقوی پر اس قدر محکم و مستقیم فرما دیا کہ ان کے دل میں گناہ کا ارادہ بھی پیدا نہ ہوا۔ ف۲۵ لِنَصْرِفَ کا متعلق محذوف ہے ای کذلک ثبتنا ہ لنصرف یعنی ہم نے یوسفؑ کو یوں ثابت قدم رکھا تاکہ اپنے آقا کی خیانت اور اپنے خالق کی معصیت سے اس کو محفوظ رکھیں کیونکہ وہ ہمارے برگزیدہ بندوں میں سے تھا۔ السوء خیانت الفحشاء زنا (مدارک) اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ جملہ تعلیل برائے ما قبل۔ ف۲۶ حضرت یوسفؑ نے جب یہ حال دیکھا تو معصیت سے بچنے کے لئے دروازے کی طرف دوڑے اور زلیخا ان کو پکڑنے کے لئے ان کے پیچھے دوڑی اور پیچھے سے

موضح قرآن ف۱ یعنی غلام اس قابل کیا ہوگا ف۲ چھریاں دی تھیں میوہ کھانے کو، ان کا حسن دیکھ کر بے حواس ہوگئیں، چھری سے ہاتھ کٹ گئے ف۳ ان کے روبرو یہ بات کہی تا وہ بھی سمجھا دیں اور حضرت یوسف ڈر کر قبول کریں۔

ان کا کرتہ پکڑلیا اور وہ پھٹ گیا۔ اتفاق سے عزیز مصر بھی باہر سے دروازے پر آپہنچا اور دونوں کی بھاگم دوڑ دیکھی تو زلیخا نے موقع کی نزاکت بھانپ کر نسوانی مکر سے کام لیا اور یوسف علیہ السلام سے پہلے ہی بول اٹھی کہ جو شخص تمہاری بیوی سے برائی کا ارادہ کرے اس کی سزا قید ہے یا اس سے بھی کوئی سخت سزا۔ قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِيْ زلیخا کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی صفائی پیش کی کہ میرا کوئی قصور نہیں یہ سب زلیخا ہی کی بدنیتی ہے۔ میں تو اس سے پیچھا چھڑانے کے لئے بھاگ کر باہر نکلنا چاہتا تھا۔ **۲۷** یہ شاہد چھوٹا بچہ نہیں تھا جیسا کہ مشہور ہے کیونکہ یہ کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں۔ صحیحین کی روایت میں جن تین بچوں کا مہد میں کلام کرنا ثابت ہے ان میں اس شاہد کا کوئی ذکر نہیں۔ حضرت حسن، عکرمہ، قتادہ اور مجاہد رضی اللہ عنہم کا قول ہے کہ شاہدِ یوسفؑ شیرخوار بچہ نہیں تھا بلکہ ایک دانا آدمی تھا امام سُدّی فرماتے ہیں وہ زلیخا کا چچازاد بھائی تھا قال الحسن وعکرمۃ وقتادۃ ومجاھد لم یکن صبیًا ولکنہ کان رجلاً حکیمًا ذا رأی وقال ھو ابن عم المرأۃ فحکم (خازن ومعالم ج۳ ص۲۷۲) اس شخص نے اس معاملے میں غور و فکر کیا تو وہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ یوسفؑ بے قصور ہے کیونکہ اس کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اس گناہ سے بچنے کے لئے بھاگا مگر زلیخا نے دوڑ کر اسے پیچھے سے پکڑنے کی کوشش کی ہے اس لئے پیچھے سے اس کا کرتہ پھٹ گیا ہے۔ اگر وہ مجرم ہوتا اور زلیخا اس سے بچنے کی کوشش کرتی تو ہاتھا پائی میں یوسفؑ کا کرتہ آگے سے پھٹنا چاہئے تھا۔ چنانچہ اسی بنیاد پر اس نے اپنا فیصلہ دیا۔ شَهِدَ یہاں بمعنی حَكَمَ ہے۔ وحکم حاکم (خازن ومعالم) **۲۸** عزیز مصر نے جب دیکھا کہ اس دانا آدمی کے قول کے مطابق حضرت یوسف علیہ السلام کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا ہے تو سمجھ گیا کہ قصور میری بیوی کا ہے اور اپنی بیوی سے خطاب کرکے صاف کہہ دیا کہ تم عورتیں بڑی مکار ہوتی ہو اور اپنا گناہ دوسروں کے سر تھوپنے کے لئے کیسے کیسے پاپڑ بیلتی ہو۔ ساتھ ہی حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ بے شک تم بے قصور ہو مگر اب جانے دو اور اس معاملے کو طول نہ دو یہ میری عزت کا سوال ہے اور اپنی بیوی سے کہا کہ تم قصوروار ہو ایک تو تم نے بُرے فعل کا ارادہ کیا اور پھر ایک پاکدامن پر تہمت لگائی اس لئے ان گناہوں کی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو۔ اللہ تعالیٰ نے خود عزیز مصر کی زبان سے حضرت یوسف علیہ السلام کی برارت اور پاکدامنی کا اعلان کرادیا۔ **۲۹** یہ

يَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ ۚ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ
طرف مجھ کو بلاتی ہیں اور اگر تو نہ دفع کریگا مجھ سے ان کا فریب تو مائل ہوجاؤنگا انکی
وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۳۳﴾ فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ
طرف اور ہو جاؤں گا بے عقل سو قبول کرلی اس کی دعا اس کے رب نے پھر دفع کیا اس
كَيْدَهُنَّ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۴﴾ ثُمَّ بَدَا لَهُمْ
ان کا فریب البتہ وہی ہے سننے والا خبردار ف۱ پھر یوں سمجھ میں آیا لوگوں کو
مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۳۵﴾ ع وَ
ان نشانیوں کے دیکھنے کے بعد کہ قید رکھیں اس کو ایک مدت ف۲ اور
دَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ۭ قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّىْٓ اَرٰىنِيْٓ
داخل ہوئے قید خانہ میں اس کے ساتھ دو جوان کہنے لگا ان میں سے ایک میں دیکھتا ہوں کہ میں
اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّىْٓ اَرٰىنِيْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ
نچوڑتا ہوں شراب اور دوسرے نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ اٹھا رہا ہوں اپنے
رَاْسِيْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ۭ نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ ۚ اِنَّا
سر پر روٹی کہ جانور کھاتے ہیں اس میں سے بتلا ہم کو اس کی تعبیر ہم
نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۶﴾ قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ
دیکھتے ہیں تجھ کو نیکی والا ف۳ بولا نہ آنے پائے گا تم کو کچھ کھانا جو ہر روز تم کو ملتا ہے
اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا ۭ ذٰلِكُمَا مِمَّا
مگر بتا چکوں گا تم کو اس کی تعبیر اس کے آنے سے پہلے یہ علم ہے کہ
عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ ۭ اِنِّىْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ
مجھ کو سکھایا میرے رب نے میں نے چھوڑا دین اس قوم کا کہ ایمان نہیں لاتے اللہ پر
وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَاۗءِيْٓ
اور آخرت سے وہ لوگ منکر ہیں ف۴ اور پکڑا میں نے دین اپنے باپ دادوں کا

ع ۴ ۱۴

ر ساتواں مال ۱۲

موضح قرآن ف۱ ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اپنے مانگے سے قید پڑے لیکن اللہ تعالیٰ نے اتنا ہی قبول فرمایا کہ ان کا فریب دفع کیا اور قید ہونا تھا قسمت میں۔ آدمی کو چاہیئے کہ گھبرا کر اپنے حق میں برائی نہ مانگے۔ پوری بھلائی مانگے گو کہ وہی ہوگا جو قسمت میں ہے۔ ف۲ اگرچہ نشان سب دیکھ چکے کہ گناہ عورت کا ہے تو بھی ان کو قید کیا تا بدنامی خلق میں عورت سے اترے یا اس واسطے کہ اس کی نظر سے دور رہیں ف۳ جس نے شراب دیکھا وہ بادشاہ کا شراب ساز تھا، دوسرا نان بائی تھا لیکن خلاف عادت دیکھا کہ سر پر سے جانور نوچتے ہیں، زہر کی تہمت میں دونوں قید تھے آخر نان بائی پر ثابت ہوئی۔ ف۴ حق تعالیٰ نے قید میں یہ حکمت رکھی کہ ان کا دل کافروں کی محبت سے ٹوٹا تو دل پر اللہ کا علم روشن ہوا چاہا کہ اول ان کو دین کی بات سنادیں پیچھے تعبیر خواب کہیں اس واسطے تسلی کردی تا نہ گھبرادیں کہا کہ کھانے کے وقت وہ بھی بتا دوں گا۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید یعنی مشورت کردند کہ یوسف را بزندان باید کرد تا نزدیک مردمان برارت زلیخا ظاہر شود واللہ اعلم ۱۲۔

إِبْرٰهِيْمَ وَإِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ مَا كَانَ
ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کا ہمارا کام
لَنَآ أَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ ذٰلِكَ مِنْ
نہیں کہ شریک کریں اللہ کا کسی چیز کو یہ
فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ
فضل ہے اللہ کا ہم پر اور سب لوگوں پر لیکن
أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٣٨﴾ يٰصَاحِبَيِ
بہت لوگ احسان نہیں مانتے ف اے رفیقو ٣٦
السِّجْنِ ءَأَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ أَمِ اللّٰهُ
قید خانے کے بھلا کئی معبود جدا جدا بہتر ہیں یا اللہ
الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿٣٩﴾ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ
اکیلا زبردست کچھ نہیں پوجتے ہو سوائے اس کے
إِلَّآ أَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَآ أَنْتُمْ وَآبَآؤُكُمْ
مگر نام ہیں جو رکھ لئے ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے
مَّآ أَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ إِنِ الْحُكْمُ
نہیں اتاری اللہ نے ان کی کوئی سند حکومت نہیں ہے کسی
إِلَّا لِلّٰهِ ؕ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوْٓا إِلَّآ إِيَّاهُ ؕ ذٰلِكَ
کی سوائے اللہ کے اس نے فرما دیا کہ نہ پوجو مگر اسی کو یہی ہے
الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا
راستہ سیدھا پر بہت لوگ نہیں
يَعْلَمُوْنَ ﴿٤٠﴾ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ أَمَّآ أَحَدُكُمَا
جانتے اے رفیقو قید خانے کے ٣٣ ایک جو ہے تم دونوں میں

مرائی علی عبادتہم

پندرہ احوال میں سے چھٹا حال ہے۔ زلیخا کے اس واقعہ کی خبر آگ کی طرح سارے شہر میں پھیل گئی اور مصر کی ہر عورت کی زبان پر یہ الفاظ تھے کہ عزیز مصر کی بیوی اپنے غلام کو برائی پر اکسانے کی کوشش کرتی ہے اور اس پر دل وجان سے فریفتہ ہوچکی ہے۔ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا یوسف کی محبت زلیخا کے دل کے پردے کو چاک کرکے اس کے دل کی گہرائیوں میں اتر چکی ہے۔ خرق حبه شغاف قلبها حتی وصل الی الفؤاد (مدارک ج ٢ ص ١٦٨) لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ وہ نری بے عقل اور صریح غلطی میں ہے۔ **٣٠** زلیخا کو جب معلوم ہوا کہ عورتیں اس کو بدنام کررہی ہیں تو اس نے شہر کی چیدہ عورتوں کو دعوت پر بلایا تاکہ وہ ان کے سامنے اپنا عذر پیش کرسکے۔ نیز اس کا منصوبہ یہ تھا کہ کسی تدبیر سے وہ بھی یوسف علیہ السلام پر فریفتہ ہوجائیں اور اس کی ملامت سے باز آجائیں۔ انها لما سمعت انهن یلمنها علی تلك المحبة المفرطة ارادت ابداء عذرها فاتخذت مائدة ودعت جماعة من اکابرهن الخ (کبیر ج ١٨ ص ١٢٧) زلیخا نے دعوت میں چالیس منتخب عورتوں کو مدعو کیا اور نہایت اعلی سجے ہوئے کمرے میں ان کے لئے جگہ بنائی اور تکئے لگا دیئے۔ اور ہر ایک کے ہاتھ میں پھل وغیرہ کاٹنے کے لئے ایک ایک چھری تھما دی اور یوسف علیہ السلام کو اچانک ان کے کمرے میں داخل ہونے کا حکم دیا عورتوں نے جوں ہی ان کے پیکر حسن وجمال چہرے کو دیکھا تو اس باختہ اور مدہوش ہوگئیں اور پھلوں کے بجائے اپنے ہاتھ کاٹ لئے۔ اَكْبَرْنَهٗ اعظمنه وهبنه (ابن عباس وقرطبی)، یعنی انہیں دیکھ کر دہشت زدہ ہوگئیں۔ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ اور سب عورتیں بول اٹھیں معاذ اللہ یہ تو بشر اور انسان ہے ہی نہیں یہ تو کوئی بڑا ہی معزز و مکرم فرشتہ ہے۔ ایسے حسن وجمال اور محاسن صفات کا مالک انسان نہیں ہوسکتا اس لئے لامحالہ یہ تو کوئی بڑا ہی بلند مرتبہ فرشتہ ہے۔ نفین منه البشریة لغرابة جماله واثبتن له الملکیة وتبتن بها الحکم لما رکز فی الطباع ان لا احسن من الملك الخ (مدارک ج ٢ ص ١٦٩) والمقصود من هذا اثبات الحسن العظیم المفرط لیوسف لانه قد رکز فی النفوس ان لا شیء احسن من الملك (خازن ج ٣ ص ٢٣٠) حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں اس سے ان کا مقصد حضرت یوسف علیہ السلام کی عصمت وبرات کو ظاہر کرنا ہے کہ ایسا بے مثل حسن وجمال، ایسی بھرپور جوانی اور بے خطر خلوت ان حالات میں جو شخص برائی سے بچتا ہے وہ بلاشبہہ فرشتہ ہے۔ لان الجمع بین الجمال الرائق والکمال الفائق والعصمة البالغة من خواص الملائکة (مظہری ج ٥ ص ١٥٩)، **٣١** زلیخا نے جب عورتوں کی فریفتگی اور وارفتگی دیکھی تو فوراً بول اٹھی کہ دیکھا یوسف کو دیکھ کر تم خود مبہوت و مدہوش ہوگئی ہو اور یہی میرا قصور ہے جس پر تم مجھے ملامت کرتی ہو۔ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ اس میں شک نہیں کہ میں نے یوسف کے اسی بے مثال حسن وجمال پر فریفتہ ہوکر اسے ورغلانے کی کوشش کی ہے فَاسْتَعْصَمَ لیکن وہ صاف بچ گیا ہے اور گناہ سے محفوظ ومعصوم رہا ہے۔ یہ زلیخا کی زبان سے حضرت یوسف علیہ السلام کی عصمت اور پاکدامنی کی شہادت ہے۔ وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ اب تک تو یوسف میرے کہنے میں نہیں آیا لیکن یاد رکھے اگر وہ میری بات نہیں مانے گا تو اسے قید کردیا جائے گا اور اس طرح جیل میں اسے چوروں، ڈاکوؤں اور دیگر جرائم پیشہ لوگوں کے ساتھ ذلت و رسوائی برداشت کرنا پڑے گی۔ یہ زلیخا کی طرف سے حضرت یوسف علیہ السلام

موضح قرآن ف یعنی ہمارا اس دین پر رہنا سب خلق کے حق میں فضل ہے کہ ہم سے راہ سیکھیں۔

فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ

سو پلائے گا اپنے مالک کو شراب اور دوسرا جو ہے سو سولی دیا جائیگا

فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ۭ قُضِيَ الْاَمْرُ

پھر کھائیں گے جانور اس کے سر میں سے فیصل ہوا وہ کام

الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ۝۴۱ ۭ وَقَالَ لِلَّذِيْ

جس کی تحقیق تم چاہتے تھے اور کہہ دیا یوسف نے اس کو جس

ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ

کو گمان کیا تھا کہ بچے گا ان دونوں میں میرا ذکر کرنا اپنے خاوند کے پاس

فَاَنْسٰىهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِي

سو بھلا دیا اس کو شیطان نے ذکر کرنا اپنے خاوند سے پھر رہا

السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ ۝۴۲ ۧ وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّيْٓ

قید میں کئی برس ف اور کہا بادشاہ نے میں

۵ ع۷ ۱۵

اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ

خواب میں دیکھتا ہوں سات گائیں موٹی ان کو کھاتی ہیں سات

عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ۭ

گائیں دبلی اور سات بالیں ہری اور دوسری سوکھی

يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِيْ فِيْ رُءْيَايَ اِنْ

اے دربار والو تعبیر کہو مجھ سے میرے خواب کی اگر

كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ ۝۴۳ قَالُوْٓا

ہو تم خواب کی تعبیر دینے والے بولے

اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ

یہ خیالی خواب ہیں اور ہم کو ایسے خوابوں کی

مرایہ آٹھواں حال ہے ۱۳

گوایک دھمکی تھی کہ شاید وہ اس طرح نرم پڑ جائیں مگر اللہ کے برگزیدہ پیغمبر نے قید کو گناہ پر ترجیح دی۔ **۳۲** حضرت یوسف علیہ السلام نے دل میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی، میرے آقا! جس گناہ کی یہ مجھے دعوت دے رہی ہیں اس سے مجھے قید ہو جانا زیادہ پسند ہے، میرے اللہ! اگر تو نے ان مکار عورتوں کے فریب سے مجھے نہ بچایا تو میرے دل میں ان کی رغبت پیدا ہو جائے گی اور میں نادانوں میں سے ہو جاؤں گا۔ حضرت یوسف علیہ السلام قادر و متصرف نہ تھے اسی لئے وہ گناہ سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی توفیق اور دستگیری کو محتاج تھے۔ فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ الخ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور عورتوں کے مکر سے ان کو بچالیا ثُمَّ بَدَا لَهُمْ الخ یہ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ کا بیان ہے۔ عزیز مصر نے جب شہر کی ہوا دیکھی تو اس نے اپنی بدنامی سے بچنے کے لئے کچھ عرصہ تک حضرت یوسف علیہ السلام کو قید کر دینے ہی میں مصلحت سمجھی۔ اَلْاٰيٰتِ حضرت یوسف علیہ السلام کی برارت کے دلائل و شواہد یا شہری ماحول اور حالات۔ حضرت یوسف علیہ السلام زلیخا کے کہنے کے مطابق قید تو کر دئیے گئے مگر اللہ تعالیٰ نے قید خانے میں ان کو ذلت و رسوائی سے محفوظ رکھا۔ وہ اپنی خداداد خوبیوں، محاسن اخلاق، ظاہری اور باطنی کمالات کی وجہ سے جیل میں بھی عزت و احترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ داروغۂ جیل نے ان سے کہہ دیا کہ میں آپ کو رہا کرنے کا اختیار نہیں رکھتا اس کے علاوہ جو بھلائی بھی مجھ سے ہو سکے گی میں کروں گا اور جیل میں آپ پر کوئی پابندی نہیں آپ ہر جگہ آجا سکتے ہیں۔ قال له عامل السجن یا فتی لو استطعت خلیت سبیلك ولکن سأحسن جوارك فکن فی ای بیوت السجن شئت (روح ج ۱۲ ص ۲۴۰) **۳۳** یہ ساتواں حال ہے۔ اسی اثنار میں شاہِ مصر ریان بن ولید اپنے باورچی اور ساقی پر ناراض ہو گیا۔ وجہ یہ تھی کہ شاہِ مصر کے دشمنوں نے اسے ہلاک کرنے کا منصوبہ بنایا اور شاہ کے باورچی اور ساقی کو رشوت دے کر کھانے اور شراب میں زہر ملا کر شاہ کو پلانے پر آمادہ کر لیا۔ بعد میں ساقی نادم ہوا اور اس نے زہر دینے سے انکار کر دیا لیکن باورچی اپنے عہد پر قائم رہا۔ جب کھانا اور شراب شاہ کے سامنے حاضر کیا گیا تو ساقی نے شاہ سے کہا کہ یہ کھانا مت کھائیے کیونکہ وہ زہر آلود ہے۔ اور باورچی نے شراب کے بارے میں یہی الفاظ کہہ دئیے شاہ نے دونوں کو جیل بھیج کر تحقیقات کا حکم دے دیا۔ ساقی نے خواب دیکھا کہ وہ انگور نچوڑ کر شراب بنا رہا ہے۔ اور باورچی نے خواب دیکھا کہ وہ سر پر روٹیاں اٹھائے ہے اور پرندے روٹیاں نوچ رہے ہیں۔ دونوں نے دیکھا کہ جیل کے قیدی حضرت یوسف علیہ السلام سے اپنے خواب بیان کرتے ہیں اور وہ نہایت عمدہ تعبیر بیان فرماتے ہیں اس لئے انہوں نے بھی اپنا اپنا خواب ان کے سامنے بیان کیا اور کہا آپ بہت نیکدل اور صالح مرد معلوم ہوتے ہیں آپ ہمارے خوابوں کی بھی تعبیر بیان فرمائیں (روح و قرطبی وغیرہ) **۳۴** حضرت یوسف علیہ السلام نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور خیال آیا کہ خوابوں کی تعبیر بیان کرنے سے پہلے ان کو مسئلہ توحید سمجھا دیں تاکہ تبلیغ کا حق بھی ادا ہو جائے اور ان کی صحبت کا حق بھی۔ چنانچہ دونوں سے فرمایا فکر مت کرو میں قبل اس کے کہ تمہارا کھانا تمہارے پاس پہنچے تمہارے خوابوں کی تعبیر تمہیں بتا دوں گا ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ

موضح قرآن ف فرمایا کہ ایک مارا جائے گا اسکو نہ کہا کہ تو ہے یہ خلق نیک سے۔ اللہ نے فرمایا کہ اسکو اٹکلا کہہ بچے گا، معلوم ہوا کہ تعبیر خواب یقین نہیں ہے اٹکل ہے مگر پیغمبر جو اٹکل کرے سو نیک ہے حضرت یوسف نے اسباب کی سعی کی کہ میرا ذکر کریو بادشاہ پاس وہ بھول گیا تا پیغمبر کا دل اسباب پر نہ ٹھہرے، کئی برس رہے قید میں اکثر لوگ کہتے ہیں سات برس رہے۔

الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَقَالَ الَّذِيْ

تعبیر معلوم نہیں اور بولا وہ جو ف

نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا

بچا تھا ان دونوں میں سے اور یاد آگیا اس کو مدت کے بعد میں

اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِيْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ﴿۴۵﴾ يُوْسُفُ

بتاؤں تم کو اس کی تعبیر سو تم مجھ کو بھیجو ف۱ جا کر کہا اے یوسف

اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ اَفْتِنَا فِيْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ

اے سچے حکم دے ہم کو اس خواب میں سات گائیں

سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعِ

موٹی اور ان کو کھائیں سات دبلی اور سات

سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ لَّعَلِّيْٓ

بالیں ہری اور دوسری سوکھی تاکہ

اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۶﴾

جاؤں میں لوگوں کے پاس شاید ان کو معلوم ہو ف

قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا

کہا تم کھیتی کرو گے سات برس جم کر ف۲ سو جو

حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖٓ اِلَّا قَلِيْلًا

کاٹو اس کو چھوڑ دو اس کی بال میں مگر تھوڑا سا

مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ

جو تم کھاؤ پھر آئیں گے اس کے بعد

سَبْعٌ شِدَادٌ يَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ

سات برس سختی کے کھا جائیں گے جو رکھا تم نے ان کے واسطے

یہاں اندماج ہے یعنی بادشاہ نے اسے یوسف علیہ السلام کے پاس بھیجا تو اس نے ان سے ملاقات کرکے ان سے عرض کیا ۱۲ منہ

یہ تعبیر کا علم ان علوم ومعارف میں سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائے ہیں اِنِّیْ تَرَکْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ الخ یہ ماقبل کے لئے بمنزلۂ علت ہے ان اللہ خصہ بھٰذا العلم لانہ ترك ملة قوم لا یؤمنون باللہ الخ (قرطبی ج ۹ ص۱۹۱) اللہ تعالیٰ نے یہ علوم ومعارف مجھے اس لئے عطا فرمائے ہیں کہ میں نے ان لوگوں کا دین وملت ابتدا ہی سے قبول نہیں کیا جو خدائے واحد پر ایمان نہیں لاتے اور آخرت کا بھی انکار کرتے ہیں۔ **۳۵** اور میں اپنے آبار کرام حضرت ابراہیم، اسحٰق اور یعقوب علیہم السلام کی ملت حنیفیہ کا پیرو اور متبع ہوں جو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر تھے جو دنیا میں اللہ کی توحید پھیلانے اور دنیا سے شرک کو مٹانے آئے تھے اس لئے ہمارے تو یہ شایانِ شان ہی نہیں کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کریں۔ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ الخ یہ توحید ہم پر اور دوسرے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے مگر اکثر لوگ اس کا شکر ادا نہیں کرتے اور شرک سے باز نہیں آتے یعنی ان اکثرھم لا یشکرون اللہ علی ھٰذہ النعم التی انعم بھا علیھم لانھم ترکوا عبادتہ وعبدوا غیرہ (خازن ج ۳ ص۲۸۴)۔ **۳۶** اب جیل کے دونوں ساتھیوں کو حکیمانہ انداز میں اسلام کی دعوت دی اور فرمایا تم خود ہی اپنی خداداد عقل سے سوچو کہ بہت سے خدا اچھے ہیں جن کے سامنے زانوئے عبودیت تہ کرے اور جن کے سامنے سر نیازمندی جھکائے اور جن سے اپنی حاجتیں مانگے یا صرف ایک خدا اچھا ہے جو ہر چیز پر قادر ہے اور ساری کائنات پر قاہر ہے؟ بالفاظ دیگر بہت سے بیچارے اور عاجز معبودوں کی محتاجی بھلی یا ایک قادر و توانا خدا کی؟ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ الخ اللہ کے سوا جن معبودوں کو تم کارساز اور متصرف ومختار سمجھ کر پکارتے ہو یہ سب تمہارے اور تمہارے آبار واجداد کے خود ساختہ ہیں تم لوگوں نے ان کو بلا دلیل وحجت معبود بنا رکھا ہے ان کے معبود ہونے پر اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی ای سمیتم مالا یستحق الالھیة الھة ثم طفقتم تعبدونھا (مدارک ج ۲ ص۱۷۱) اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اور دین کے معاملے میں اور اس بارے میں کہ کون عبادت اور پکار کا مستحق ہے فیصلہ دینے کا حق صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے ای ما الحکم فی شأن العبادة المتفرعة علی تلك التسمیة وفی صحتھا الا للہ (روح ج ۱۲ ص۲۴۵) جب یہ فیصلہ کرنا اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے تو اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ اس نے حکم دیدیا اور فیصلہ فرما دیا ہے کہ اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کی جائے اور حاجات میں کسی اور کو نہ پکارا جائے کیونکہ اس کے سوا کوئی عبادت اور پکارے جانے کے لائق نہیں۔ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ یہی یعنی صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت اور پکار ہی دین قیم اور مضبوط ومحکم ملت ہے جو دلائل عقلیہ اور براہین نقلیہ سے ثابت ہے۔ الثابت الذی دلت علیہ البراھین العقلیة والنقلیة (روح ج ۱۲ ص۲۴۵)۔ **۳۷** دونوں قیدیوں کو دعوت اسلام دینے اور ان پر مسئلہ توحید واضح کرنے کے بعد ان کے خوابوں کی تعبیر بیان فرمائی کہ ان میں سے ایک یعنی ساقی دوبارہ دربار شاہی میں اپنی ملازمت پر بحال ہو جائے گا اور اپنے آقا کو شراب پلانے کی خدمت انجام دے گا کیونکہ اس کا جرم ثابت

موضح قرآن ف یعنی تیری قدر معلوم ہو۔

فتح الرحمن ف۱ پس بسوئے یوسف فرستادند و ملاقات کرد ۱۲۔

نہیں ہو سکے گا۔ لیکن دوسرا یعنی شاہ کا باورچی مجرم ثابت ہوگا اس لئے اسے سولی پر لٹکایا جائے گا اور پرندے اس کا بھیجا نوچ کھائیں گے۔ قُضِیَ الْاَمْرُ الخ تمہارے خوابوں کی جو تعبیر میں نے بیان کی ہے وہ لامحالہ ہو کر رہے گی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے مذکورہ تعبیر وحی سے بیان کی تھی یا علم تعبیر کی بنا پر۔ آپ چونکہ نبی تھے اس لئے آپ کی تعبیر اٹل تھی انهما لما سألاه عن ذلك المنام صدقا فيه او كذبا فان الله تعالى اوحى اليه ان عاقبة كل واحد منهما تكون على الوجه المخصوص فلما نزل الوحي بذلك الغيب عند ذلك السؤال وقع في الظن انه ذكره على سبيل التعبير (کبیر ج ۱۸ ص۱۴۳)

إِلَّا قَلِيلًا مِّمَّا تُحْصِنُونَ ﴿٤٨﴾ ثُمَّ يَأْتِي مِنۢ بَعْدِ

مگر تھوڑا سا جو روک رکھو گے بیج کے واسطے پھر آئے گا اس کے

ذٰلِكَ عَامٌ فِيهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيهِ يَعْصِرُونَ ﴿٤٩﴾

پیچھے ایک برس اس میں مینہ برسے گا لوگوں پر اور اس میں رس نچوڑیں گے ف۱

ع ۶ ۷ ۱۶

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ ۚ فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ

اور کہا بادشاہ نے لے آؤ اس کو میرے پاس پھر جب پہنچا اس کے پاس بھیجا ہوا آدمی

قَالَ ارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ

کہا ف۲ لوٹ جا اپنے مالک کے پاس اور پوچھ اس سے کیا حقیقت ہے ف۳ ان عورتوں

اللَّاتِي قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ ۚ إِنَّ رَبِّي بِكَيْدِهِنَّ عَلِيمٌ ﴿٥٠﴾

کی جنہوں نے کاٹے تھے ہاتھ اپنے میرا رب تو ان کا فریب سب جانتا ہے ف۴

قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ إِذْ رَاوَدتُّنَّ يُوسُفَ عَن

کہا بادشاہ نے عورتوں کو کیا حقیقت ہے تمہاری جب تم نے پھسلایا یوسف کو اس کے

نَّفْسِهِ ۚ قُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِن

نفس کی حفاظت سے بولیں حاش للہ ہم کو معلوم نہیں اس پر کچھ

سُوءٍ ۚ قَالَتِ امْرَأَتُ الْعَزِيزِ الْآنَ حَصْحَصَ

برائی بولی عورت عزیز کی اب کھل گئی

الْحَقُّ أَنَا رَاوَدتُّهُ عَن نَّفْسِهِ وَإِنَّهُ

سچی بات میں نے پھسلایا تھا اس کو اس کے جی سے اور وہ

لَمِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٥١﴾ ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ أَنِّي لَمْ أَخُنْهُ

سچا ہے ف۵ یوسف نے کہا یہ اس واسطے کہ عزیز معلوم کر لیوے کہ میں نے اس کی چوری نہیں

بِالْغَيْبِ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي كَيْدَ الْخَائِنِينَ ﴿٥٢﴾

کی چھپ کر ف۶ اور یہ کہ اللہ نہیں چلاتا فریب دغا بازوں کا

یہ نواں حال ہے ۱۲

۳۸ ظن بمعنی علم و یقین ہے کیونکہ تعبیر ذریعۂ وحی بیان کی گئی تھی۔ ۳۹ یہ آٹھواں حال ہے۔ شاہ مصر نے خواب میں دیکھا کہ سات دبلی پتلی گائیں دوسری سات موٹی گائیوں کو کھا گئی ہیں اسی طرح اس نے سات ترو تازہ خوشے دیکھے جو دوسرے سات خشک خوشوں پر لپٹ گئے ہیں۔ شاہ مصر اس خواب سے گھبرایا اور صبح شہر کے علماء، کاہنوں اور نجومیوں کو بلا کر ان کے سامنے اپنا خواب بیان کیا اور ان سے کہا کہ اس کی تعبیر بیان کرو۔ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ان میں سے کسی کی سمجھ میں اس کی تعبیر نہ آئی اس لئے اسے خواب پریشان کہہ کر ٹال دیا اور کہا کہ خیال پریشان ہے یہ خواب ہے ہی نہیں اس لئے اس کی کوئی تعبیر نہیں۔ ۴۰ امۃ مدت طویلہ مراد ہے بعد مدۃ طویلۃ الخ (مدارک ج ۲ ص۲۱۱) ساقی جب الزام زہر خورانی سے بری ہو کر قید سے آزاد کر دیا گیا تو اسے حضرت یوسف علیہ السلام کا اپنے بادشاہ سے ذکر کرنا یاد نہ رہا اور اس پر ایک عرصہ گذر گیا یہاں تک کہ شاہ مصر کے خواب کا معاملہ پیش آیا اور سب اہلِ علم و خرد اس کی تعبیر سے عاجز ہو گئے تو ساقی کو حضرت یوسف علیہ السلام یاد آئے اس نے کہا ٹھہرو اس کی تعبیر میں ابھی لے کر آتا ہوں فَاَرْسِلُوْنِ یعنی مجھے قید خانے میں داخل ہونے کا خاص اجازت نامہ دے کر بھیجو۔ ۴۱ اس سے پہلے اندماج ہے یعنی پھر انہوں نے ساقی کو حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس بھیجا اور اس نے جا کر شاہ مصر کا خواب ان کے سامنے بیان کیا فی الکلام حذف ای فارسلوہ فاتاہ فقال یا یوسف الخ (روح ج ۱۲ ص۲۵۴) اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ اے بہت ہی سچ بولنے والے۔ ساقی قید خانے میں چند دن حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ رہ کر نیز اپنے خواب کے معاملہ میں ان کی سچائی کا تجربہ کر چکا تھا اس لئے ان کو لقب صدیق سے خطاب کیا۔ ۴۲ حضرت یوسف علیہ السلام نے شاہ مصر کے خواب کی تعبیر اس طرح بیان فرمائی کہ پہلے سات

موضح قرآن ف۱ رس نچوڑنا واسطے شراب ساز کے فرمایا اور سات برس کا ذخیرہ بال میں رکھوایا تا زمین میں گل نہ جاوے سات برس قحط ہوگا جب تک پورا پڑے ف۲ وہی قصہ یاد دلایا ہے کہ وہ عورتیں شاہد ہیں بادشاہ پوچھے تو وہ قصہ کھول دیں کہ تقصیر کس کی ہے ف۳ یوسف نے سب کا فریب فرمایا اس واسطے کہ ایک کا فریب تھا اور سب اس کی مددگار تھیں اور فریب والی کا نام نہ لیا حق پرورش کو اور بادشاہ نے پوچھا تم نے پھسلایا تھا اس واسطے کہ وہ جانیں بادشاہ خبر رکھتا ہے پھر جھوٹ نہ بولیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ بادشاہ این تعبیر شنیدہ مشتاق ملاقات یوسف گشت و یوسف علیہ السلام مدتی توقف نمود تا برارت ذمہ اش ظاہر گردد ۱۲ ف۲ یعنی شہادت براقرار زلیخا بعفت یوسف پوشیدہ اند ۱۲۔

سال تک تم لوگ حسب عادت کھیتی باڑی کرو گے اور غلہ اگاؤ گے لیکن ایسا کرنا کہ خوشوں سے دانے نہ نکالنا بلکہ خوشوں ہی کا ذخیرہ کرلینا تاکہ غلہ خراب نہ ہو اور اسے کیڑا نہ لگ جائے البتہ کھانے کے لئے جس قدر غلہ درکار ہو وہ خوشوں سے نکال لینا۔ ثُمَّ یَاْتِیْ الخ پھر اس کے بعد سات سال سخت قحط کے آئیں گے ان میں تم اپنا پہلے سات سالوں کا تمام ذخیرہ ختم کرڈالو گے پھر اس کے بعد خوشحالی کا دور شروع ہوگا، بارش خوب ہوگی اور پھل، میوے اور غلے وافر پیدا ہوں گے۔ خواب سے سات سال خوشحالی اور غلہ کی فراوانی کے اور پھر سات سال قحط کے مفہوم ہوتے ہیں اس لئے دونوں مدتوں کے بعد پھر خوشحالی کے دور کا آغاز ہونا بیان فرما دیا تاکہ اس کے بعد قحط کے ختم ہونے کا لوگوں کو اطمینان ہو جائے۔ ف۴۳ یہ پندرہ احوال میں سے نواں حال ہے ساقی نے جب شاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر حضرت یوسف علیہ السلام کی بتائی ہوئی تعبیر بیان کی اور ساتھ ہی غلے کو ذخیرہ کرنے کا جو طریقہ انہوں نے بتایا تھا اس سے ذکر کیا تو شاہ مصر نے محسوس کیا کہ اس کے قید خانے میں ایک ایسا صاحب علم و بصیرت شخص موجود ہے جو اس کے دربار کی رونق ہونا چاہیئے اور اس کے علم و تدبر اور فہم و فراست سے ملکی معاملات میں استفادہ کرنا چاہیئے اس لئے انہیں فوراً اپنے پاس حاضر کرنے کا حکم دیا وَ اْتُوْنِیْ بِہٖ لما رای من علمہ وفضلہ واخبارہ عما لا یعلمہ الا اللطیف الخبیر (روح ج ۱۲ ص ۲۵)۔ ف۴۴ شاہ کا فرستادہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے سمجھا کہ جب تک شاہ کے سامنے اور تمام پبلک کے سامنے ان کی برارت ثابت نہ ہو جائے اس وقت تک وہ جیل سے باہر قدم نہ رکھیں۔ کیونکہ اس کے بغیر پبلک کے دلوں میں اور شاہ کے دل میں یہ وسوسہ باقی رہے گا کہ یہ وہی شخص ہے جس نے اپنے آقا کی خیانت کی تھی اگرچہ زبان سے وہ اس کا اظہار نہ کریں۔ خشی ان یخرج وینال من الملک مرتبۃ و یسکت عن امر ذنبہ صفحا فیراہ الناس بتلک العین ابدًا ویقولون ھذا الذی راود امرأۃ مولاہ فاراد یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام ان یُبَیِّنَ براءتہ ویحقق منزلتہ من العفۃ و الخیر وحینئذ یخرج للاحظاء والمنزلۃ (قرطبی ج ۹ ص ۲۰۷)۔ ف۴۵ یعنی ان عورتوں کا کیا حال

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌۢ بِالسُّوْٓءِ
اور میں پاک نہیں کہتا اپنے جی کو ف۱ بے شک جی تو سکھلاتا ہے برائی

اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ؕ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۵۳﴾ وَقَالَ
مگر جو رحم کر دیا میرے رب نے بیشک میرا رب بخشنے والا ہے مہربان اور کہا

الْمَلِکُ ائْتُوْنِیْ بِہٖٓ اَسْتَخْلِصْہُ لِنَفْسِیْ ۚ فَلَمَّا کَلَّمَہٗ
بادشاہ نے لے آؤ ف۴۳ اس کو میرے پاس میں خالص کر رکھوں اس کو اپنے کام میں جب بات چیت کی

قَالَ اِنَّکَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَکِیْنٌ اَمِیْنٌ ﴿۵۴﴾ قَالَ
اس سے ف۴۴ ف۱ کہا واقعی تو نے آج سے ہمارے پاس جگہ پائی معتبر ہو کر ف۱ یوسف نے کہا

اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ ﴿۵۵﴾
مجھ کو مقرر کر ملک کے خزانوں پر ف۴۵ میں نگہبان ہوں خوب جاننے والا ف۲

وَکَذٰلِکَ مَکَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ ۚ یَتَبَوَّاُ مِنْہَا
اور یوں قدرت دی ہم نے یوسف کو اس زمین میں جگہ پکڑتا تھا اس میں

حَیْثُ یَشَآءُ ؕ نُصِیْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا
جہاں چاہتا پہنچا دیتے ہیں ہم رحمت اپنی جس کو چاہیں اور

نُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۵۶﴾ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَۃِ خَیْرٌ
ضائع نہیں کرتے ہم بدلا بھلائی والوں کا اور ثواب آخرت کا بہتر ہے

لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ ﴿۵۷﴾ ع وَجَآءَ اِخْوَۃُ یُوْسُفَ
ان کو جو ایمان لائے اور رہے پرہیزگاری میں ف۴ ف۲ اور آئے بھائی یوسف کے ف۲

فَدَخَلُوْا عَلَیْہِ فَعَرَفَہُمْ وَہُمْ لَہٗ مُنْکِرُوْنَ ﴿۵۸﴾ وَ
پھر داخل ہوئے اس کے پاس تو اس نے پہچان لیا ان کو اور وہ نہیں پہچانتے ف۳ اور

لَمَّا جَہَّزَہُمْ بِجَہَازِہِمْ قَالَ ائْتُوْنِیْ بِاَخٍ لَّکُمْ
جب تیار کر دیا ان کو ان کا اسباب ف۵۳ کہا لے آئیو میرے پاس ایک بھائی جو تمہارا ہے

ع ۷ / ۱

الحزب ... عشر ۱۲

ف۱ یہاں بھی از زندان ۲ یعنی جب گفتگو کی ۳ بعد از شاہ مصر حضرت یوسف علیہ السلام کی قابلیت ظاہر ہوئی تو ... ۱۲

۴ یہ دسواں حال ہے ۱۲

موضح قرآن ف۱ اب سے عزیز کا علاقہ موقوف کیا اپنی صحبت میں رکھا ف۲ انہوں نے آپ یہ خدمت طلب کی تا صحبت اہل دنیا سے دور رہیں اور خواب کی تعبیر اور کسی سے بن نہ آئی ف۳ یہ جواب ہوا ان کے سوال کا اور اولاد ابراہیم اس طرح شام سے مصر میں اور بیان ہوا کہ بھائیوں نے حضرت یوسف کو گھر سے دور پھینکا تا ذلیل ہو اللہ نے زیادہ عزت دی اور ملک پر اختیار دیا ایسا ہی ہوا ہمارے حضرت کو ف۴ جب حضرت یوسف ملک مصر پر مختار ہوئے خواب کے موافق سات برس خوب آبادی اور ملک کا اناج بھرتے گئے پھر سات برس کے قحط میں ایک بھاؤ میانہ باندھ کر بکوایا اپنے ملک والوں اور پردیسیوں کو برابر مگر پردیسی کو ایک اونٹ سے زیادہ نہ دیتے اس میں خلق بچی قحط سے اور خزانہ بادشاہ کا بھر گیا ہر طرف خبر تھی کہ مصر میں اناج سستا ہے ان کے بھائی آئے خرید کو۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی و قابلیت او شناخت ۱۲ ف۲ مترجم گوید بعد از ان قحط او فتاد در جمیع نواحی مصر و شام و اولاد یعقوب را مشقت بسیار رسید بسوی یوسف متوجہ شدند ۱۲ واللہ اعلم۔

مِّنْ اَبِيْكُمْ ۚ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّيْٓ اُوْفِي الْكَيْلَ وَاَنَا خَيْرُ
باپ کی طرف سے تم نہیں دیکھتے ہو کہ میں پورا دیتا ہوں ماپ اور خوب طرح

الْمُنْزِلِيْنَ ﴿۵۹﴾ فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِيْ بِهٖ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ
اتارتا ہوں مہمانوں کو ف۱ پھر اگر اس کو نہ لائے میرے پاس تو تمہارے لئے بھرتی نہیں

عِنْدِيْ وَلَا تَقْرَبُوْنِ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ
میرے نزدیک اور میرے پاس نہ آئیو بولے ہم خواہش کرینگے اس کے باپ سے

وَاِنَّا لَفٰعِلُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَقَالَ لِفِتْيٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ
اور ہم کو یہ کام کرنا ہے اور کہہ دیا اپنے خدمتگاروں کو ف۲ رکھ دو ان کی پونجی

فِيْ رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُوْنَهَآ اِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى
ان کے اسباب میں شاید اس کو پہچانیں جب پھر کر پہنچیں

اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۶۲﴾ فَلَمَّا رَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْهِمْ
اپنے گھر شاید وہ پھر آجائیں ف۲ ف۱ پھر جب پہنچے اپنے باپ کے پاس ف۵۰

قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَاَرْسِلْ مَعَنَآ اَخَانَا
بولے اے باپ روک دی گئی ہم سے بھرتی سو بھیج ہمارے ساتھ ہمارے بھائی کو

نَكْتَلْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۶۳﴾ قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ
کہ بھرتی لے آئیں اور ہم اس کے نگہبان ہیں کہا میں کیا اعتبار کروں تمہارا اس پر

اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ ۭ فَاللّٰهُ خَيْرٌ
مگر وہی جیسا اعتبار کیا تھا اس کے بھائی پر اس سے پہلے سو اللہ بہتر ہے

حٰفِظًا ۠ وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَمَّا فَتَحُوْا
نگہبان اور وہی ہے سب مہربانوں سے مہربان اور جب کھولی اپنی

مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ ۭ قَالُوْا
چیز بست ف۵۱ پائی اپنی پونجی کہ پھیر دی گئی ان کی طرف بولے

ہے جنہوں نے مجھے گناہ میں پھنسانے کے لئے مکر کئے تھے وہ اب کیا کہتی ہیں۔ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ چنانچہ شاہ نے ان عورتوں کو اور عزیز مصر کی بیوی کو بلا کر ان سے پوچھا کہ بتاؤ جب تم نے یوسفؑ کو ورغلانے کی کوشش کی تھی تو کیا تم نے اپنی جانب اس کا کچھ میلان پایا تھا هل وجدتن فيه ميلا اليكن (روح) قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ الخ تو سب بول اٹھیں حاشا و کلا ہم نے یوسف میں کوئی برائی نہیں پائی اور اس نے ہماری طرف ادنیٰ رغبت اور میلان بھی نہیں کیا۔ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ الخ اب زلیخا بھی بولی کہ اب تو حق بات واضح ہو چکی ہے اس لئے اب چھپانے سے کچھ نہیں بن سکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ قصور میرا ہی تھا، میں ہی نے یوسفؑ کو ورغلایا تھا وہ اپنی بات کا سچا اور کیرکٹر کا پختہ ہے۔ ف۴۶ اس میں مفسرین کا اختلاف ہے کہ یہ امرأة العزیز کا قول ہے یا حضرت یوسف علیہ السلام کا۔ حضرت قتادہ، حسن اور حضرت ابن عباس کے نزدیک یہ حضرت یوسف علیہ السلام کا قول ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے یہ اس لئے کیا ہے تاکہ بادشاہ کو معلوم ہو جائے کہ میں نے عزیز مصر کی عدم موجودگی میں اس کی خیانت نہیں کی لِيَعْلَمَ کا فاعل بادشاہ ہے نہ کہ عزیز مصر کیونکہ وہ اس وقت مر چکا تھا۔ قال ابن عباس فارسل الملك الى النسوة والى امرأة العزيز وكان قد مات العزيز (قرطبی ج ۹ ص۲۰۷) ليعلم الملك انى لم اخنه بالغيب (کبیر ج ۱۸ ص۱۵۴)۔ ف۴۷ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی برات کا اظہار کیا تو خیال آیا میں خود ہی اپنی ذات کا تزکیہ کر رہا ہوں یہ تو سب کچھ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہوا ہے اس لئے انکسار و تواضع کے طور پر فوراً کہا وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ الخ میں اپنی ذات کا تزکیہ نہیں کرتا نفس انسانی بڑا سرکش ہے اس کے اغواء سے صرف وہی بچ سکتا ہے جس کی اللہ تعالیٰ محض اپنی مہربانی سے دستگیری فرمائے۔ وما ابرئ نفسى هضما للنفس وانكسارا وتواضعا لله عز وجل فان رؤية النفس فى مقام العصمة والتزكية ذنب عظيم فاراد ازالة ذلك عن نفسه الخ (خازن ج ۳ ص۲۹) قال الحسن لما قال يوسف ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ كره نبى الله ان يكون قد زكى نفسه فقال وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ الخ وتزكية النفس مذمومة الخ (قرطبی ج ۹ ص۲۱۰ وخازن)۔ ف۴۸ جب بادشاہ پر حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی اور عصمت واضح ہو گئی تو اب اس نے حکم دیا کہ انہیں فوراً میرے پاس لاؤ میں انہیں اپنا خاص مشیر بنا لوں اور اپنی مملکت کے اہم امور اس کے سپرد کر دوں۔ ای اجعله خالصا لنفسى، افوض اليه امر مملكتى (قرطبی ج ۹ ص۲۱۲)۔ ف۴۹ جب دونوں مل کر بیٹھے اور کھل کر گفتگو ہوئی تو شاہ پر حضرت یوسف علیہ السلام کی ایسی خوبیاں ظاہر ہوئیں جو اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھیں تو اس نے اعلان کیا کہ آج سے ہمارے یہاں آپ کو بہت بلند مرتبہ عطا کیا جاتا ہے اور حکومت کے تمام معاملات میں آپ معتمد علیہ اور امین ہیں۔ ذو مكانة ومنزلة امين مؤتمن على كل شئ (مدارک ج ۲ ص۱۷۲)۔ ف۵۰ حضرت یوسف علیہ السلام نے سمجھ لیا کہ شاہ مصر اب لازمی طور پر حکومت کا

موضح قرآن ف۱ سب سے چھوٹا بھائی حضرت یوسف کا سگا بھائی تھا۔ اس کو بلوایا ف۲ جو قیمت لائے وہ چھپا کر اناج کے بوجھوں میں ڈال دی احسان کر کر۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بسبب دادن طعام و بگرفتن سرمایه دیگر بار طمع کنند ۱۲۔

کوئی محکمہ ان کے سپرد کرے گا اس لئے انہوں نے خود ہی اپنے کو ایک ایسے محکمہ کے لئے پیش کر دیا جس کا براہ راست تعلق پبلک سے تھا تاکہ متوقع قحط کے زمانے میں مخلوقِ خدا سے پوری پوری ہمدردی ہو سکے اور ہر ایک کو اس کا حق مل جائے اور قحط کے زمانہ میں غلے کی حفاظت اور اس کے خرچ کا انتظام درست رہے۔ انه عليه السلام علم بالوحی انه سيحصل القحط والضيق الشديد الذی ربما افضی الی هلاك الخلق العظيم فلعله تعالیٰ امره بان يدبر فی ذلك ويأتی بطريق لاجله يقل ضرر ذلك القحط فی حق الخلق (کبیر ج۱۸ ص۱۶۱) ف۵۱ کاف بیان کمال کے لئے ہے۔ یوں ہم نے یوسفؑ کو قید خانے سے نکال کر حکومت پر متمکن فرمایا اور سارا ملک مصر ان کے تصرف میں دے دیا کہ وہ جہاں چاہیں جائیں اور جہاں چاہیں رہیں۔ ہم اپنے مخلص بندوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں اور ان کے صبر کا اجر ضائع نہیں کرتے۔ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ الخ یہ تو دنیا میں جزا ہے اور آخرت کی جزا اس سے کہیں زیادہ اور اعلیٰ وارفع ہے۔ ف۵۲ یہ دسواں حال ہے۔ اس سے پہلے اندماج ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام خزائن الارض کے وزیر مقرر ہو گئے اور سات سال تک زمین کی پیداوار کا ذخیرہ کرتے رہے۔ سات سال کے بعد قحط پڑ گیا اور دور دور سے لوگ غلہ لینے کے لئے مصر آنے لگے۔ اسی سلسلہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی بھی مصر میں ان کے پاس آئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کو پہچان لیا مگر وہ ان کو نہ پہچان سکے۔ ان کے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ یوسفؑ اس قدر بلند و بالا مرتبہ پر پہنچ جائے گا۔ ف۵۳ جب بھائیوں کو غلہ دے کر رخصت کرنے لگے تو فرمایا اپنے گیارہویں بھائی کو بھی ساتھ لانا تم نے دیکھ لیا کہ میں کتنا اچھا معاملہ کرتا ہوں پورا ناپ کر دیتا ہوں اور مہمانوں کی بھی خدمت و تواضع کرتا ہوں۔ فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِیْ بِهٖ الخ اگر تم اسے ساتھ نہیں لاؤ گے تو میرے پاس مت آنا میں تمہیں غلہ نہیں دوں گا قَالُوْا سَنُرَاوِدُ انہوں نے کہا ہم اسے لانے کے لئے اس کے باپ سے کوئی حیلہ بہانہ ضرور کریں گے اور اسے ساتھ لے کر آئیں گے۔ ف۵۴ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے ملازموں سے فرمایا اس مال کو جس کے عوض انہوں نے غلہ خریدا ہے ان کی بوریوں میں واپس کر دو۔ ممکن ہے جب وہ واپس گھر پہنچیں تو اپنا مال پہچان لیں اور ازراہِ دیانت و امانت ہمیں واپس دینے کے لئے دوبارہ مصر آئیں۔ ف۵۵ جب وہ واپس والد گرامی کی خدمت میں پہنچے تو عرض کیا کہ بنیامین کا حصہ تو ہم سے روک لیا گیا ہے جب تک وہ ہمارے ساتھ نہیں جائے گا اس وقت تک ہمیں اس کے حصے کا غلہ نہیں ملے گا۔ اس لئے آپ اسے ہمارے ساتھ بھیج دیں ہم اس کی پوری پوری حفاظت کریں گے۔ قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ الخ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا جس طرح میں نے یوسف کے بارے میں تم پر اعتماد کیا تھا اسی طرح بنیامین کے بارے میں تم پر اعتماد کروں یعنی تم ایک بار میرے اعتماد کو مجروح کر چکے ہو لیکن اچھا خدا حافظ ہے اور وہ مہربان ہے مجھے امید ہے کہ وہ مجھ پر جدائی کی دو مصیبتیں مسلط نہیں فرمائے گا۔ فارجوا ان ينعم علی بحفظه ولا يجمع علی مصيبتين (مدارک ج۲ ص۱۷۶) ف۵۶ جب انہوں نے اپنا سامان کھولا تو دیکھا کہ ان کا سرمایہ بھی واپس اس میں موجود ہے تو کہنے لگے ابا جان!

يٰٓاَبَانَا مَا نَبْغِیْ ؕ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا ۚ وَ
اے باپ ہم کو اور کیا چاہیئے یہ پونجی ہماری پھیر دی گئی ہے ہم کو اب
نَمِيْرُ اَهْلَنَا وَنَحْفَظُ اَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ ؕ ذٰلِكَ
جائیں تو رسد لائیں ہم اپنے گھر کو اور خبرداری کرینگے اپنے بھائی کی اور زیادہ لیویں بھرتی ایک
كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ﴿۶۵﴾ قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰی تُؤْتُوْنِ
اونٹ کی یہ بھرتی آسان ہے کہا ہرگز نہ بھیجوں گا اس کو تمہارے ساتھ ف۵۷ یہاں تک کہ دو مجھ کو
مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِیْ بِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ ۚ
عہد خدا کا کہ البتہ پہنچا دو گے اس کو میرے پاس مگر یہ کہ گھیرے جاؤ تم سب ف۵۸
فَلَمَّاۤ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰی مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿۶۶﴾
پھر جب دیا اس کو سب نے عہد بولا اللہ ہماری باتوں پر نگہبان ہے ف۱
وَقَالَ يٰبَنِیَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا
اور کہا اے بیٹو نہ داخل ہونا ایک دروازہ سے اور داخل ہونا
مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ وَمَاۤ اُغْنِیْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ
کئی دروازوں سے جدا جدا اور میں نہیں بچا سکتا تم کو ف۵۹ اللہ کی
مِنْ شَیْءٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ
کسی بات سے حکم کسی کا نہیں سوائے اللہ کے اسی پر مجھ کو بھروسہ ہے اور اسی پر
فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَيْثُ
بھروسہ چاہیئے بھروسہ کرنیوالوں کو ف۲ اور جب داخل ہوئے جہاں سے ف۶۰
اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ؕ مَا كَانَ يُغْنِیْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ
کہا تھا ان کے باپ نے کچھ نہ بچا سکتا تھا ان کو اللہ کی کسی
شَیْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِیْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰىهَا ؕ وَاِنَّهٗ
بات سے مگر ایک خواہش تھی یعقوب کے جی میں سو پوری کر چکا اور وہ تو

موضح قرآن ف۱ ظاہر کا اسباب بھی پختہ کر لیا اور بھروسہ اللہ پر رکھا یہی حکم ہے ہر کسی کو۔ ف۲ یہ ٹوک کا بچاؤ بتایا۔ پھر بھروسہ اللہ پر کیا، ٹوک لگنی غلط نہیں اور اسکا بچاؤ کرنا روا ہے۔

ہمیں اور کیا چاہیئے ہمیں غلہ بھی مل گیا اور سرمایہ بھی واپس آگیا والمعنیٰ ای شئ نطلب وراء ھٰذا وفی لنا الکیل ورد علینا الثمن (قرطبی ج ۹ ص ۲۲۱)، وَنَمِیۡرُ اَھۡلَنَا وَنَحۡفَظُ الخ ہم دوبارہ جاکر اہل وعیال کے لئے غلہ لائیں گے، بھائی کی حفاظت کریں گے اور ایک اونٹ کا بوجھ مزید غلہ لے کر آئیں گے یہ غلہ ہمیں آسانی سے مل جائے گا صرف چھوٹے بھائی کو ساتھ لے جانے کی ضرورت ہے۔ **۵۷** حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا جب تک تم اس کی واپسی کے لئے اللہ تعالیٰ کا عہد نہیں دوگے اس وقت تک میں اسے تمہارے ساتھ نہیں بھیجوں گا۔ چنانچہ جب انہوں نے عہد دے دیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کو وداع کرتے ہوئے فرمایا لَا تَدۡخُلُوۡا مِنۡۢ بَابٍ وَّاحِدٍ الخ مصر میں سب ایک ہی دروازے سے داخل نہ ہونا بلکہ مختلف دروازوں سے داخل ہونا تاکہ تم کو کسی کی نظر بد نہ لگ جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان سب کو حسن و جمال اور قوت وقامت کی خوبیاں عطا فرمائی تھیں۔ وانما امرھم بذلک لانہ خاف علیہم العین لانہم کانوا قد اعطوا جمالا وقوۃ وامتداد قامۃ الخ (خازن ج ۳ ص ۲۹۵)، **۵۸** میں تقدیر الٰہی کو نہیں روک سکتا جو کچھ ہونا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ اِنِ الۡحُکۡمُ اِلَّا لِلّٰهِ۔ قضا وقدر اللہ کے اختیار میں ہے۔ میں اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں اور سب کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرنا چاہئے۔ میں نے تو محض ایک حیلے کے طور پر یہ کہا ہے۔ **۵۹** یہ گیارہواں حال ہے۔ لما کا جواب محذوف ہے۔ ای وقع ما قضی اللہ مختلف دروازوں سے ان کا داخل ہونا ان کے لئے کوئی فائدہ مند نہ تھا یہ محض حضرت یعقوب علیہ السلام کے دل کی ایک خواہش تھی جو انہوں نے ظاہر کردی۔ اِلَّا حَاجَةً مستثنیٰ منقطع ہے۔ الا بمعنی لکن ہے اور حاجۃ سے پہلے فعل اظھر مقدر ہے قَضٰهَا جس کی تفسیر ہے۔ قضٰھا ای اظھرھا فوصی بھا (مظہری ج ۵ ص ۴۸)، **۶۰** جب تمام بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے بنیامین کو اپنے پاس ٹھہرایا اور اسے بتا دیا کہ میں تمہارا بھائی یوسف ہوں اس لئے بڑے بھائی تمہارے ساتھ جو ناروا سلوک کرتے تھے اب اس کا غم نہ کرنا۔ اس پر بنیامین نے کہا کہ اب مجھے ان کے ساتھ ہرگز نہ بھیجو اور مجھے اپنے پاس ہی رکھو یہی سبب تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین کو اپنے پاس رکھنے کا حیلہ سوچا۔ **۶۱** جب بھائیوں کو غلہ دے کر رخصت کرنے لگے اور سب کا مال ومتاع تیار کرنے لگے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے آنکھ بچا کر سقایہ (پانی پینے کا برتن جس سے غلہ ناپنے کا کام بھی لیتے تھے) بنیامین کے سامان میں خود رکھ دیا یا کسی نوکر سے

لَذُوۡ عِلۡمٍ لِّمَا عَلَّمۡنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ
خبردار تھا جو کچھ ہم نے اس کو سکھایا لیکن بہت لوگوں کو
لَا يَعۡلَمُوۡنَ ۶۸ ع وَلَمَّا دَخَلُوۡا عَلٰى يُوۡسُفَ اٰوٰٓى اِلَيۡهِ
خبر نہیں ف۱ اور جب داخل ہوئے یوسف کے پاس ۶۰ اپنے پاس
اَخَاهُ قَالَ اِنِّىۡۤ اَنَا اَخُوۡكَ فَلَا تَبۡتَـئِسۡ بِمَا كَانُوۡا
رکھا اپنے بھائی کو کہا تحقیق میں ہوں تیرا بھائی سو غمگین مت ہو ان کاموں سے جو
يَعۡمَلُوۡنَ ۶۹ فَلَمَّا جَهَّزَهُمۡ بِجَهَازِهِمۡ جَعَلَ السِّقَايَةَ
انہوں نے کئے ہیں ف۲ پھر جب تیار کر دیا ان کے واسطے اسباب ان کا ۶۱ رکھ دیا پینے کا پیالہ
فِىۡ رَحۡلِ اَخِيۡهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الۡعِيۡرُ اِنَّكُمۡ
اسباب میں اپنے بھائی کے پھر پکارا پکارنے والے نے اے قافلہ والو تم تو البتہ
لَسٰرِقُوۡنَ ۷۰ قَالُوۡا وَاَقۡبَلُوۡا عَلَيۡهِمۡ مَّاذَا تَفۡقِدُوۡنَ ۷۱
چور ہو کہنے لگے منہ ان کی طرف کر کے تمہاری کیا چیز گم ہو گئی
قَالُوۡا نَفۡقِدُ صُوَاعَ الۡمَلِكِ وَلِمَنۡ جَآءَ بِهٖ حِمۡلُ
بولے ہم نہیں پاتے بادشاہ کا پیمانہ جو کوئی اس کو لائے ملے اس کو ایک بوجھ
بَعِيۡرٍ وَّاَنَا بِهٖ زَعِيۡمٌ ۷۲ قَالُوۡا تَاللّٰهِ لَقَدۡ عَلِمۡتُمۡ مَّا
اونٹ کا اور میں ہوں اس کا ضامن ف۳ بولے قسم اللہ کی ۶۲ تم کو معلوم ہے ہم
جِئۡنَا لِنُفۡسِدَ فِى الۡاَرۡضِ وَمَا كُنَّا سٰرِقِيۡنَ ۷۳ قَالُوۡا
شرارت کرنے کو نہیں آئے ملک میں اور نہ ہم کبھی چور تھے بولے
فَمَا جَزَآؤُهٗۤ اِنۡ كُنۡتُمۡ كٰذِبِيۡنَ ۷۴ قَالُوۡا جَزَآؤُهٗ
پھر کیا سزا ہے اس کی اگر تم نکلے جھوٹے کہنے لگے اس کی سزا یہ کہ
مَنۡ وُّجِدَ فِىۡ رَحۡلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ط كَذٰلِكَ نَجۡزِى
جس کے اسباب میں سے ہاتھ آئے وہی اس کے بدلے میں جائے ہم یہی سزا دیتے ہیں ف۱

ع ۷ ۲

موضح قرآن **ف۱** یعنی جس طرح کہا تھا داخل ہوئے تو اگرچہ ٹوک نہ لگی لیکن تقدیر اور طرف سے آئی تقدیر دفع نہیں ہوتی، سو جن کو علم ہے ان کو تقدیر کا یقین اور اسباب کا بچاؤ دونوں ہو سکتے ہیں، اور بے علم سے ایک ہو تو دوسرا نہ ہو۔ **ف۲** اس بھائی کو جو حضرت یوسف نے آرزو سے بلایا، اوروں کو حسد لگا، اس سفر میں اس کو ہر بات پر جھڑکتے اور طعنے دیتے اب حضرت یوسف نے تسلی کر دی **ف۳** باسن بادشاہ کے پینے کا چاندی کا اس کی پیاس پر سپا ہوا یا اناج اپنے کا اور گھوڑے اس میں پانی پیتے، حضرت یوسف نے ان کو چور کہلوایا جھوٹ نہیں حضرت یوسف کو باپ کی چوری سے بیچ ڈالا۔

فتح الرحمٰن **ف۱** یعنی اور اغلام گیرند ۱۲۔

رکھوا دیا۔ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ الخ جب وہ اپنا مال و متاع اونٹوں پر لاد کر روانہ ہو گئے تو پیمانے کی غلہ ناپنے کے لئے ضرورت پڑی مگر پیمانہ مفقود تھا ملازموں نے خیال کیا کہ ابھی ابھی کنعانی قافلہ روانہ ہوا ہے شاید وہی چرا لے گئے ہوں چنانچہ وہ ان کے پیچھے دوڑے اور ان میں سے ایک نے انہیں آواز دی اے قافلہ والو ! ٹھہرو تم چور معلوم ہوتے ہو۔ قَالُوْا وَاَقْبَلُوْا الخ وہ پیچھے پلٹے اور ان سے پوچھا کہ تمہاری کیا چیز چوری ہو گئی۔ قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ انہوں نے کہا بادشاہ کا صواع گم ہو گیا ہے۔ آواز دینے والے نے کہا جو شخص بادشاہ کا پیمانہ واپس کر دے گا میں اسے اونٹ کا بوجھ غلہ دلاؤں گا اور میں اس کی ضمانت لیتا ہوں۔ سقایہ اور صواع ایک ہی چیز کے دو نام ہیں کیونکہ اس سے دونوں کام لئے جاتے تھے والسقایۃ والصواع شئ واحد (قرطبی ج ۹ ص ۲۲۹)، **ف۶۲** فرزندان یعقوب علیہ السلام نے کہا تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ ہم یہاں فساد کرنے نہیں آئے اور نہ چوری کرنا ہمارا کام ہے۔ فرزندان یعقوب علیہ السلام نے اپنے اونٹوں کے منہ باندھ رکھے تھے تاکہ وہ لوگوں کی کھیتی باڑی کا نقصان نہ کریں نیز انہوں نے وہ سرمایہ بھی واپس کر دیا تھا جو پہلی بار ان کے سامان میں واپس چلا گیا تھا۔ استشھدوا بعلمھم لما ثبت عندھم من دلائل دینھم وامانتھم حیث دخلوا وافواہ رواحلھم مشدودۃ لئلا تتناول زرعا او طعاما لاحد من اھل السوق ولانھم ردوا بضاعتھم التی وجدوھا فی رحالھم (مدارک ج ۲ ص ۱۷۱)۔ **ف۶۳** انہوں نے کہا اگر تم جھوٹے ثابت ہو جاؤ اور تم ہی میں سے کوئی چور ہو تو پھر اس کی سزا کیا ہوگی۔ انہوں نے جواب دیا جس کے سامان سے پیمانہ برآمد ہو اسے غلام بنا لیا جائے اور ہمارے یہاں یہی دستور ہے۔ آل یعقوب علیہ السلام میں دستور تھا جو شخص چوری کرے وہ ایک سال تک صاحب مال کی غلامی کرے۔ (مدارک)، **ف۶۴** سب کو حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے حاضر کیا گیا انہوں نے پہلے بڑے بھائیوں کے سامان کی تلاشی لی اور آخر میں بنیامین کے سامان سے پیمانہ برآمد ہو گیا۔ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ کاف بیان کمال کے لئے ہے یعنی ہم نے یوسفؑ کو یوں تدبیر سجھائی ورنہ بادشاہ کے قانون کے مطابق وہ اپنے بھائی کو اپنے پاس نہیں رکھ سکتے تھے کیونکہ شاہ مصر کا دستور یہ تھا کہ چور سے مال مسروقہ کی قیمت سے دوگنا جرمانہ وصول کر کے اسے چھوڑ دیا جائے (کبیر)، **ف۶۵** فرزندان یعقوب

ر۔ الکاف فی البیان الکمال ۱۲

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَاۗءِ اَخِيْهِ

ظالموں کو ف۱ پھر شروع کیں یوسف نے ان کی خرجیاں دیکھنی اپنے بھائی کی خرجی سے

ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَاۗءِ اَخِيْهِ ۭ كَذٰلِكَ كِدْنَا

پہلے آخر کو وہ برتن نکالا اپنے بھائی کی خرجی سے۔ یوں داؤ بتا دیا ہم نے

لِيُوْسُفَ ۭ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ

یوسف کو۔ وہ ہرگز نہ لے سکتا تھا اپنے بھائی کو دین میں اس بادشاہ کے

اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ اللّٰهُ ۭ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَاۗءُ ۭ وَ

مگر جو چاہے اللہ ہم درجے بلند کرتے ہیں جس کے چاہیں اور

فَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۶﴾ قَالُوْٓا اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ

ہر جاننے والے سے اوپر ہے ایک جاننے والا ف۲ کہنے لگے اگر اس نے چرایا ف۶۶ تو

سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِيْ نَفْسِهٖ

چوری کی تھی اس کے ایک بھائی نے بھی اس سے پہلے تب آہستہ سے کہا ف۶۷ یوسف نے اپنے جی میں

وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَاللّٰهُ

اور ان کو نہ جتایا کہا جی میں کہ تم بدتر ہو درجے میں اور اللہ

اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ﴿۷۷﴾ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗٓ

خوب جانتا ہے جو تم بیان کرتے ہو ف۳ کہنے لگے اے عزیز ف۶۸ اس کا

اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ

ایک باپ ہے بوڑھا بڑی عمر کا سو رکھ لے ایک کو ہم میں سے اس کی جگہ ہم دیکھتے ہیں تجھ کو

مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۷۸﴾ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا

احسان کرنے والا ف۴ بولا اللہ پناہ دے کہ ہم کسی کو پکڑیں ف۶۹ مگر

مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ﴿۷۹﴾ ع

جس کے پاس پائی ہم نے اپنی چیز تو ہم ضرور بے انصاف ہوئے

ع ۹ ۱۱ ۳

موضح قرآن ف۱ حضرت یعقوب کے دین میں تھا کہ چور غلام ہو رہے ایک برس تک ف۲ یعنی بھائیوں کی زبان سے آپ ہی نکلا کہ چور کو غلام کر لو، اسی پر پکڑے گئے نہیں تو اس بادشاہ کا یہ حکم نہ تھا ف۳ یعنی تم نے ایسی چوری کی کہ بھائی کو باپ سے چرا کر بیچ ڈالا اور میری چوری کا حال اللہ کو معلوم ہے ان پر چوری کا طعن زیادہ قصہ یہ کہ حضرت یوسف کو پھوپھی نے پالا۔ جب بڑے ہوئے تو باپ نے چاہا اپنے پاس رکھیں، پھوپھی کو محبت تھی چھپا کر ایک پٹکا ان کی کمر سے باندھ دیا پھر اس کو ڈھونڈنے لگیں لوگوں میں چرچا ہوا آخر ان کی کمر سے نکلا، موافق اس دین کے ایک برس پھوپھی پاس رہے ف۴ یعنی یہ بیٹا بوڑھے باپ کا ہاتھ پکڑے پھرتا ہے۔

فتح الرحمن ف۱ حضرت یوسف بتی از طلا از ان جدہ مادری خود بدزدید تا از عبادت صنم باز ماند یا مشابہ این قصہ چیزی کہ سبب تہمت او باشد بدزدی بوقوع آمدہ بود ۱۲۔

علیہ السلام نے یہ واقعہ دیکھ کر شرم سے سر جھکا لئے اور کہنے لگے اگر بنیامین نے چوری کی ہے تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں اس سے پہلے اس کے بھائی نے بھی چوری کی تھی۔ بنیامین کے بھائی سے حضرت یوسف علیہ السلام مراد ہیں۔ اور ان کی چوری کا قصہ یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی بچپن میں پھوپھی نے پرورش کی تھی۔ اور وہ اس کے پاس رہتے تھے جب ذرا بڑے ہوئے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ ان کی پھوپھی انہیں بہت چاہتی اور ان سے والہانہ محبت کرتی تھیں وہ ان کی واپسی پر راضی نہ تھیں اس لئے انہوں نے یوسفؑ کو اپنے پاس رکھنے کا ایک حیلہ نکالا کہ حضرت اسحٰق علیہ السلام کا منطقہ جو انہیں وراثت میں ملا تھا یوسف علیہ السلام کی کمر میں کپڑوں کے نیچے باندھ دیا اور پھر کہا کہ میرا منطقہ گم ہو گیا ہے اس کی تلاش کی جائے تلاش کرنے پر وہ حضرت یوسف علیہ السلام کی کمر سے بندھا ہوا پایا گیا، اس دستور کے مطابق یوسفؑ پھر ان کو واپس مل گیا۔ دکبیر و قرطبی وغیرہ) **ف٦٦** بھائیوں کی بات سن کر حضرت یوسف علیہ السلام نے دل میں کہا تم اس سے بھی بدتر اعمال کے مرتکب ہوئے ہو۔ تم نے دھوکہ سے یوسف کو باپ سے جدا کیا اور اسے جنگل کے ایک کنوئیں میں پھینک دیا۔ اور رات کو گھر جا کر باپ کے سامنے غلط بیانی کی کہ یوسفؑ کو بھیڑئیے نے پھاڑ کھایا ہے تم جو کچھ کہہ رہے ہو اللہ تعالیٰ تو اس کی حقیقت سے باخبر ہے۔ **ف٦٧** اب وہ عزیز مصر حضرت یوسف علیہ السلام سے درخواست کرنے لگے کہ بنیامین کا باپ بہت بوڑھا ہے وہ بیٹے کی جدائی کا صدمہ برداشت نہیں کر سکے گا اس لئے آپ اسے چھوڑ دیں اور اس کی جگہ ہم میں سے کسی ایک کو رکھ لیں آپ ہمیں نیکوکار اور محسن نظر آتے ہیں اس لئے امید ہے کہ آپ ہماری درخواست کو رد نہیں فرمائیں گے **ف٦٨** حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا ظلم سے خدا کی پناہ۔ ہم تو صرف اسی کو رکھیں گے جس سے ہمارا مال برآمد ہوا ہے اس کی جگہ دوسرے کو رکھیں تو ہم ظالم ہیں۔ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا میں اِلَّا بمعنی سوی ہے۔ **ف٦٩** یہ بارھواں حال ہے۔ جب وہ بنیامین کی واپسی سے ناامید ہو گئے تو علیحدہ ہو کر مشورہ کیا قَالَ کَبِیْرُھُمْ الخ بڑے بھائی یہودا نے کہا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تم اپنے باپ کو اللہ کا عہد دے کر آئے ہو اور اس سے پہلے تم یوسفؑ کے بارے میں بھی غلطی کر چکے ہو اس لئے میں تو یہاں سے نہیں ہلوں گا یہاں تک کہ باپ مجھے اجازت دے یا اللہ تعالیٰ مجھے ذریعۂ الہام واپس جانے کا حکم فرما دے یا اللہ تعالیٰ میرے واپس جانے کی کوئی اور باعزت راہ نکال دے۔ یعنی عزیز مصر بنیامین مجھے واپس دے دے اور میں اسے لے کر واپس چلا جاؤں۔ اِرْجِعُوْٓا اِلٰٓی اَبِیْکُمْ الخ تم سب واپس جاؤ اور والد گرامی کی خدمت میں عرض کرنا کہ بنیامین چوری کے جرم میں پکڑا گیا۔ جو کچھ ہم نے آنکھوں سے دیکھا ہے وہی بیان کر رہے ہیں۔ اصل حقیقت کا ہمیں

یہ بارھواں حال ہے ۱۲

فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ۭ قَالَ كَبِيْرُهُمْ

پھر جب ناامید ہوئے اس سے ف۱ اکیلے ہو بیٹھے مشورہ کرنے کو بولا ان میں کا بڑا

اَلَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا

کیا تم کو معلوم نہیں کہ تمہارے باپ نے لیا ہے تم سے عہد

مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ ۚ فَلَنْ

اللہ کا اور پہلے جو قصور کر چکے ہو یوسف کے حق میں سو میں تو ہرگز

اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْٓ اَبِيْٓ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ وَ

نہ سرکوں گا اس ملک سے جب تک کہ حکم دے مجھ کو باپ میرا یا قضیہ چکا دے اللہ میری طرف اور

هُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ⑧⓪ اِرْجِعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا

وہ ہے سب سے بہتر چکانے والا پھر جاؤ اپنے باپ کے پاس اور کہو

يٰٓاَبَانَآ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَمَا شَهِدْنَآ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا

اے باپ تیرے بیٹے نے تو چوری کی اور ہم نے وہی کہا تھا جو ہم کو خبر تھی ف۲

وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ⑧① وَسْـَٔلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ

اور ہم کو غیب کی بات کا دھیان نہ تھا ف۳ اور پوچھ لے اس بستی سے جس میں

كُنَّا فِيْهَا وَالْعِيْرَ الَّتِيْٓ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ۭ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ⑧②

ہم تھے ف۴ اور اس قافلے سے جس میں ہم آئے ہیں اور ہم بے شک سچ کہتے ہیں

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۭ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۭ

بولا کوئی نہیں بنا لی ہے تمہارے جی نے ایک بات اب صبر ہی بہتر ہے

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ

شاید اللہ لے آئے میرے پاس ان سب کو وہی ہے خبردار

الْحَكِيْمُ ⑧③ وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰٓاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ

حکمتوں والا ف۵ اور الٹا پھر ان کے پاس سے ف۶ اور بولا اے افسوس یوسف پر

موضح قرآن **ف۱** یعنی اور بھائیوں کو رخصت کیا، بڑا بھائی رہ گیا اس توقع پر شاید مہربان ہو کر خلاص کر دیں ۱۲ **ف۲** یعنی تم کو تول دیا تھا اپنی دانست پر اور چوری کی خبر نہ تھی، یا ہم نے چور کو پکڑ رکھنا بتایا اپنے دین کے موافق، نہ معلوم تھا کہ بھائی چور ہے ۱۲ **ف۳** پہلی بار کی بے اعتباری سے اب کے بھی حضرت یعقوب نے اپنے بیٹوں کا اعتبار نہ کیا لیکن نبی کا کلام جھوٹ نہیں، بیٹوں کی بنائی بات تھی، حضرت یوسف بھی بیٹے تھے۔

فتح الرحمن **ف۱** یعنی گفتن جزاءہ من وجد فی رحلہ فہو جزاءہ ۱۲۔

کوئی علم نہیں اور نہ ہم غیب ہی جانتے ہیں۔ **۷۰** آپ مصر میں آدمی بھیج کر تصدیق کر لیں اور ان قافلہ والوں سے دریافت فرما لیں جن کے ہمراہ ہم آئے ہیں آپکو معلوم ہو جائے گا کہ ہم سچ کہہ رہے ہیں۔ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ الخ اس سے پہلے اندماج ہے۔ جب نو بھائی مصر سے روانہ ہو کر واپس وطن پہنچے اور سارا ماجرا حضرت یعقوب علیہ السلام سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا نہیں اس میں بھی تمہارا ہی فریب ہے تم نے یوسف کی طرح بنیامین کو بھی کہیں غائب کر دیا ہے۔ اچھا میرا کام تو صبر ہی ہے یہ دکھ میرے لئے مقدر رہیں لیکن مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تینوں بھائیوں کو صحیح سلامت واپس لائے گا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام غیب داں نہ تھے کیونکہ انہوں نے بنیامین کے معاملہ میں بھی اپنے بیٹوں کو ملزم قرار دیا حالانکہ اس میں ان کا کوئی قصور نہ تھا۔

وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ﴿٨٤﴾ قَالُوْا

اور سفید ہو گئیں آنکھیں اس کی غم سے سو وہ آپ کو گھونٹ رہا تھا ف۲ کہنے لگے

تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا

قسم اللہ کی تو نہ چھوڑے گا یوسف کی یاد کو جب تک کہ گھل جائے

اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ﴿٨٥﴾ قَالَ اِنَّمَآ اَشْكُوْا

یا کہ ہو جاوے مردہ ۷۲ بولا میں تو کھولتا ہوں

بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٨٦﴾

اپنا اضطراب اور غم اللہ کے سامنے ۷۳ اور جانتا ہوں اللہ کی طرف سے جو تم نہیں جانتے ف۳

يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ

اے بیٹو جاؤ اور تلاش کرو یوسف کی ۷۴ اور اس کے بھائی کی

وَلَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ

اور نا امید مت ہو اللہ کے فیض سے بے شک نا امید نہیں ہوتے

رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿٨٧﴾ فَلَمَّا دَخَلُوْا

اللہ کے فیض سے مگر وہی لوگ جو کافر ہیں پھر جب داخل ہوئے

عَلَيْهِ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ

اس کے پاس ۷۵ بولے اے عزیز پڑی ہم پر اور ہمارے گھر پر سختی

وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَ

اور لائے ہیں ہم پونجی ناقص سو پوری دے ہم کو بھرتی اور

تَصَدَّقْ عَلَيْنَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِى الْمُتَصَدِّقِيْنَ ﴿٨٨﴾ قَالَ

خیرات کر ہم پر اللہ بدلا دیتا ہے خیرات کرنے والوں کو ف۴ کہا

هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ

کچھ تم کو خبر ہے ۷۶ کہ کیا کیا تم نے یوسف سے اور اس کے بھائی سے جب تم کو

ساڑھے تیرھواں حال
بجہ ۱۲

۷۱ بیٹوں کی لائی ہوئی ناپسندیدہ خبر پر اظہار کراہت کے طور پر ان سے اعراض کیا اور بنیامین کی جدائی سے غم یوسف علیہ السلام تازہ ہو گیا وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ غم فراق یوسفؑ میں زیادہ رونے کی وجہ سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں سفید ہو گئیں فَهُوَ كَظِيْمٌ اور وہ بیٹوں پر سخت ناراض تھے مگر ناراضی کا اظہار نہیں کرتے تھے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا غم یوسف میں اس قدر رونا اور اس قدر رنج وحزن کا اظہار بتقاضائے بشریت تھا۔ انسان کی فطرت کا یہ تقاضا ہے کہ غم واندوہ کے موقع پر وہ اپنے کو قابو میں نہیں رکھ سکتا یہی وجہ ہے کہ انسان کا صبر قابل تعریف ہے۔ ویجوز للنبی علیه السلام ان یبلغ به الجزع ذلك المبلغ لان الانسان مجبول علیٰ ان لا یملك نفسه عند الحزن فلذلك حمد صبره الخ (مدارک ج۲ ص۱۸۰)

۷۲ حَرَضًا قریب الموت یا جسمانی اور دماغی لحاظ سے بیکار۔ بیٹوں نے کہا آپ اب بھی یوسفؑ کو نہیں بھلاتے وہ خدا جانے کب کا مٹ مٹا چکا ہے آپ ہمیشہ یوسفؑ کو یاد کرتے رہیں گے یہاں تک کہ آپ کی تمام قوتیں جواب دے چکیں یا آپ ہلاک ہو جائیں مگر یوسفؑ کو اب نہیں دیکھ پائیں گے۔ **۷۳** حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا میں اپنا غم واندوہ اللہ سے بیان کرتا ہوں کیونکہ وہی غمزدہ اور اندوہ گیں لوگوں کا غمگسار اور یار ومددگار ہے اور اللہ کی طرف سے مجھے وہ علم حاصل ہے جو تمہیں حاصل نہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ میرا بیٹا یوسفؑ زندہ ہے کیونکہ بچپن میں اس نے جو خواب دیکھا تھا وہ برحق ہے اس لئے وہ یقیناً تم سے ملے گا اور میں اور تم سب اس کے سامنے سجدہ بجا لائیں گے۔ معناه والله اعلم ان رؤیا یوسف حق وصدق وانی وانتم سنسجد له (خازن ج۳ ص۳۱۰) یا مطلب یہ ہے کہ میں جانتا ہوں کہ انبیاء علیہم السلام پر امتحانات آتے رہتے ہیں لیکن آخر میں آرام وراحت کا وقت بھی آتا ہے۔ یوسفؑ کی جدائی ایک امتحان ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ اس ابتلاء کے بعد اللہ تعالیٰ یوسف سے میری ملاقات ضرور کرائے گا۔

موضح قرآن **ف۱** غم کی بات منہ سے نہ نکالتا تھا مگر اس وقت بے اختیار اتنا نکلا ایسا درد اتنی مدت دبا رکھنا کس کا کام ہے سوا پیغمبر کے **ف۲** اس بیٹے کے جانے سے، پھر یوسف کا غم تازہ ہوا **ف۳** یعنی تم کیا مجھ کو صبر سکھاؤ گے لیکن بے صبر وہ ہے جو خلق کے آگے شکایت کرے خالق کی، میں تو اسی سے کہتا ہوں جس نے درد دیا ہے اور یہ بھی جانتا ہوں کہ مجھ پر آزمائش ہے دیکھو کس حد کو پہنچ کر بس ہو۔ **ف۴** قحط میں سب اسباب گھر کا بک گیا۔ اب کی بار اون اور پنیر اور ایسی چیزیں لائے تھے اناج خریدنے کو، یہ حال سن کر یوسف کو رحم آیا، اپنے تئیں ظاہر کیا اور سارے گھر کو بلوا لیا۔

ف۷۴ اب حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیٹوں سے فرمایا جاؤ اور یوسفؑ اور اس کے بھائی کی تلاش کرو اور اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہونا کیونکہ اللہ کی رحمت سے ناامید ہونا کافروں کا شیوہ ہے۔ ف۷۵ یہ تیرہواں حال ہے فرزندان یعقوب علیہ السلام اب تیسری بار مصر وارد ہو گئے اور حضرت یوسف علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی اے عزیز! ہم اور ہمارے اہل و عیال قحط سالی کی وجہ سے سخت تکلیف میں مبتلا ہیں اور اس دفعہ تو ہم بہت تھوڑی سی پونجی لائے ہیں۔ آپ مہربانی فرما کر ہمیں پورا غلہ دیدیں اور ہم پر احسان فرمائیں اللہ تعالیٰ آپ کو اس احسان کی جزا دے گا۔ مُزْجٰىةٍ معمولی، ناقص، بہت تھوڑی ای ببضاعۃ ردیئۃ کاسدۃ لا تنفق فی الطعام الا بتجوز من البائع (خازن ج ۳ ص ۳۱۱)

جَاهِلُوْنَ ﴿۸۹﴾ قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ؕ قَالَ
سمجھ نہ تھی بولے کیا سچ تو ہی ہے یوسف کہا
اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَآ اَخِيْ ۫ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ؕ اِنَّهٗ
میں یوسف ہوں اور یہ ہے میرا بھائی اللہ نے احسان کیا ہم پر البتہ
مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۰﴾
جو کوئی ڈرتا ہے اور صبر کرتا ہے تو اللہ ضائع نہیں کرتا حق نیکی والوں کا ف
قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۱﴾
بولے قسم اللہ کی ف۷۷ البتہ پسند کر لیا تجھ کو اللہ نے ہم سے اور ہم تھے چوک کرنے والے ف
قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ؕ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۫ وَ
کہا کچھ الزام نہیں تم پر آج بخشے اللہ تم کو اور
هُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۹۲﴾ اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ
وہ ہے سب مہربانوں سے مہربان لے جاؤ یہ کرتہ میرا ف۷۸ اور ڈالو اسکو
عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ
منہ پر میرے باپ کے کہ چلا آئے آنکھوں سے دیکھتا ہوا اور لے آؤ میرے پاس گھر اپنا
اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۳﴾ وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّيْ
سارا ف۱ اور جب جدا ہوا قافلہ ف۷۹ کہا ان کے باپ نے میں
لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ﴿۹۴﴾ قَالُوْا
پاتا ہوں بو یوسف کی اگر نہ کہو مجھ کو کہ بوڑھا بہک گیا لوگ بولے
تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ﴿۹۵﴾ فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ
قسم اللہ کی تُو تو اپنی اسی قدیم غلطی میں ہے ف۲ پھر جب پہنچا ف۸۰
الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ قَالَ
خوشخبری والا ڈالا اس نے وہ کرتہ اس کے منہ پر پھر لوٹ کر ہو گیا دیکھنے والا بولا

ع ۱۴

ف۷۶ اب کی بار جب بھائیوں نے اپنے اہل و عیال کی تکلیف اور فاقہ کا ذکر کیا تو حضرت یوسف علیہ السلام بے اختیار ہو گئے اور راز فاش کر دیا اور بھائیوں سے کہا کیا تمہیں معلوم ہے جو سلوک تم یوسف اور اس کے بھائی بنیامین سے کیا کرتے تھے جب تم نادان تھے۔ ولما قالوا مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وتضرعوا الیہ وطلبوا منہ ان یتصدق علیھم ارفضت عیناہ ولم یتمالک ان عرفھم نفسہ (مدارک ج ۲ ص ۱۸۱) قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ الخ بھائیوں نے یوسف علیہ السلام کے ساتھ جو سلوک کیا تھا وہ ایک راز تھا جسے ان کے اور یوسف علیہ السلام کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا اس لئے وہ سمجھ گئے یہ یوسف ہی ہے اور بول اٹھے کیا تم یوسف ہی ہو؟ قَالَ اَنَا يُوْسُفُ الخ انہوں نے فرمایا ہاں میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان فرمایا کہ طویل جدائی کے بعد ہمیں دوبارہ ملا دیا حقیقت یہ ہے کہ جو شخص راہ تقویٰ اختیار کرے اور مصائب پر صبر کرے اللہ تعالیٰ ایسے نیک لوگوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ ف۷۷ اب بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی برتری اور فوقیت و فضیلت کا اقرار کیا اور اپنی غلطیوں کا اعتراف کر لیا۔ قَالَ لَا تَثْرِيْبَ الخ مگر حضرت یوسف علیہ السلام نے کوئی سرزنش نہ فرمائی اور معافی کا صاف اعلان کر دیا کہ آج تم پر کوئی گرفت نہیں میں اپنا حق معاف کرتا ہوں اور تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ بھی تمہیں معاف فرما دے۔ ف۷۸ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی قمیص اتار کر بھائیوں کو دی اور فرمایا یہ لے جاؤ اور محترم اباجان کے چہرے پر ڈالو اس سے ان کی بینائی میں جو نقص واقع ہو گیا ہے ٹھیک ہو جائے گا اور تمام اہل و عیال کو لے کر میرے پاس آ جاؤ قمیص میں شفا کا ہونا حضرت یوسف علیہ السلام کو وحی سے معلوم ہوا تھا جیسا کہ محققین نے فرمایا ہے قال المحققون ان علم یوسف بان القاء ذلک القمیص علی وجہ یعقوب یوجب رد البصر کان بوحی اللہ الیہ ذلک (خازن ج ۳ ص ۳۱۴) ف۷۹ فرزندان یعقوب علیہ السلام کا قافلہ جب مصر سے روانہ ہوا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے پوتوں اور دیگر اہل قرابت سے فرمایا آج مجھے یوسف کی خوشبو آ رہی ہے اگر تم مجھے بے عقل نہ کہو اور میری بات مان لو تو تمہیں میری بات کی سچائی عنقریب معلوم ہو جائے گی۔ لَوْلَآ کا جواب محذوف ہے ای لتعلمون ذلک حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو حضرت یعقوب علیہ السلام

موضح قرآن ف۱ جس پر تکلیف پڑے اور وہ شرع سے باہر نہ ہو اور گھبرا دے نہیں تو آخر بلا سے زیادہ عطا ہے ف۲ یعنی تیرا خواب سچ تھا اور ہمارا حسد غلط ف۳ ہر مرض کی اللہ کے ہاں دوا ہے۔ آنکھیں گئی تھیں ایک شخص کے فراق میں اسی کے بدن کی چیز ملنے سے چنگی ہوئیں، یہ کرامت تھی حضرت یوسف کی۔

تک کس طرح پہنچی اس کے بارے میں امام رازی فرماتے ہیں کہ یہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بطور معجزہ پہنچائی تھی والتحقیق ان یقال انہ تعالیٰ اوصل تلک الرائحۃ الیہ علی سبیل اظہار المعجزات لان وصول الرائحۃ الیہ من ھذہ المسافۃ البعیدۃ امر مناقض للعادۃ فیکون معجزۃ الخ (کبیر ج ۱۸ ص ۲۰۸)۔ قَالُوْا تَاللّٰهِ الخ پوتوں وغیرہ نے یہ بات سن کر کہا دادا ابا جان! آپ اپنی پرانی بھول میں ہیں اور اب تک یوسف سے دوبارہ ملاقات کے آرزومند ہیں۔ بھلا یوسف اب آپ کو کہاں سے مل سکتا ہے۔ **۸۰** اَلْبَشِیْرُ خوشخبری دینے والا مراد یہودا ہے کیونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص انہی کے پاس تھی اس نے کہا تھا یوسف کی خون آلود قمیص بھی میں ہی لے کر والد کے پاس گیا تھا لہٰذا آج بشارت کی قمیص بھی میں ہی لے کر جاؤں گا تاکہ پہلی غلطی کی تلافی ہو جائے۔ قال یھودا انا احمل قمیص الشفاء کما ذھبت بقمیص الجفاء (مدارک ج ۲ ص ۱۸۲) جب قمیص آپ کے چہرۂ مبارک پر ڈالی گئی تو آپ کی بینائی بحال ہو گئی اور آپ نے فرمایا دیکھا تم نے میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ میں اللہ کی طرف سے وہ علم رکھتا ہوں جو تمہیں حاصل نہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے خوشخبری لانے والے سے سب سے پہلے یہ سوال کیا کہ تو نے یوسف کو کس دین پر چھوڑا؟ اس نے جواب دیا اسلام پر۔ فرمایا اب اللہ کی رحمت تمام ہو گئی۔ عن سفیان لما جاء البشیر الی یعقوب قال لہ علی ای دین ترکت یوسف؟ قال علی الاسلام، قال الاٰن تمت النعمۃ (قرطبی ج ۹ ص ۲۶۱) **۸۱** اب بیٹوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے درخواست کی کہ وہ ان کے لئے اللہ سے معافی مانگیں کیونکہ ہم سے بہت بڑا گناہ سرزد ہوا ہم نے بلاوجہ آپ کو غم والم میں اتنا طویل عرصہ مبتلا رکھا۔ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ فرمایا عنقریب تمہارے لئے استغفار کروں گا۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں اس سے وقت سحر تک تاخیر مراد ہے کیونکہ وہ وقت قبولیت دعا کے لئے خاص اثر رکھتا ہے۔ (قرطبی وغیرہ) **۸۲** یہ پندرھواں حال ہے جب حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے تمام اہل و عیال کو لے کر مصر میں حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے اپنے والدین یعنی والد اور خالہ کو بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ اپنے محل میں اتارا۔ کیونکہ آپ کی حقیقی والدہ کا انتقال ہو چکا تھا۔ قَالَ ادْخُلُوْا الخ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام والدین اور دیگر افراد خاندان کے استقبال کی خاطر شہر سے باہر تشریف لے آئے تھے۔ اٰمِنِیْنَ تکلیف و مصیبت کا جو دور آپ پر گذرا ہے اور بیٹوں کی جدائی اور قحط سالی کی وجہ سے جو تکلیفیں آپ نے اٹھائیں ان سے اب امن میں آ چکے ہو۔ **۸۳** حضرت یوسف علیہ السلام نے تعظیماً اپنے والدین کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا اور سب یعنی والدین اور بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ یہ سجدہ اللہ تعالیٰ کو تھا اور حضرت یوسف علیہ السلام بمنزلۂ قبلہ تھے اور لَہٗ کی ضمیر اللہ کی طرف راجع ہے۔

اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾
میں نے نہ کہا تھا تم کو کہ میں جانتا ہوں اللہ کی طرف سے جو تم نہیں جانتے ف۱
قَالُوْا یٰۤاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَاۤ اِنَّا كُنَّا خٰطِـٕیْنَ ﴿۹۷﴾
بولے اے باپ ۸۱ بخشوا ہمارے گناہوں کو بے شک ہم تھے چوکنے والے
قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ
کہا دم لو بخشواؤں گا تم کو اپنے رب سے وہی ہے بخشنے والا
الرَّحِیْمُ ﴿۹۸﴾ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى یُوْسُفَ اٰوٰۤى اِلَیْهِ
مہربان پھر جب داخل ہوئے ۸۲ یوسف کے پاس جگہ دی اپنے پاس
اَبَوَیْهِ وَ قَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِیْنَ ﴿۹۹﴾
اپنے ماں باپ کو اور کہا داخل ہو مصر میں اللہ نے چاہا تو دل جمعی سے ف۲
وَ رَفَعَ اَبَوَیْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَ خَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَ
اور اونچا بٹھایا ۸۳ اپنے ماں باپ کو تخت پر اور سب گرے اس کے آگے سجدہ میں اور
قَالَ یٰۤاَبَتِ هٰذَا تَاْوِیْلُ رُءْیَایَ مِنْ قَبْلُ ؗ قَدْ جَعَلَهَا
کہا ۸۴ اے باپ یہ بیان ہے میرے اس پہلے خواب کا اس کو میرے
رَبِّیْ حَقًّا ؕ وَ قَدْ اَحْسَنَ بِیْۤ اِذْ اَخْرَجَنِیْ مِنَ السِّجْنِ
رب نے سچ کر دیا اور اس نے انعام کیا مجھ پر ۸۵ جب مجھ کو نکالا قید خانہ سے
وَ جَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّیْطٰنُ
اور تم کو لے آیا گاؤں سے بعد اس کے کہ جھگڑا ڈال چکا تھا شیطان
بَیْنِیْ وَ بَیْنَ اِخْوَتِیْ ؕ اِنَّ رَبِّیْ لَطِیْفٌ لِّمَا یَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ
مجھ میں اور میرے بھائیوں میں میرا رب تدبیر سے کرتا ہے جو چاہتا ہے بیشک
هُوَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ﴿۱۰۰﴾ رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْكِ
وہی ہے خبردار حکمت والا ف۳ اے رب ۸۶ تو نے دی مجھ کو کچھ حکومت

پندرھواں
حال ۱۷ ع

موضح قرآن ف۱ حضرت یوسف نے کرتہ، سواری اور خرچ بھیجا اپنے غلام کے ہاتھ، اس نے آ کر کرتہ منہ پر ڈال دیا اور خوشخبری دی اسی وقت آنکھیں کھل گئیں۔ ف۲ باہر شہر سے استقبال کو نکلے وہاں یہ کہا ف۳ جو اللہ کے احسان تھے سو ذکر کئے اور جو تکلیف تھی دخل شیطان سے اس کو منہ پر نہ لائے، مجمل سنا دیا، اگلے زمانہ میں سجدہ کرنا تعظیم تھی آپس کی۔ فرشتوں نے حضرت آدمؑ کو کیا ہے اس وقت اللہ نے وہ رواج موتوف کیا وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ الآیہ۔ اس وقت پہلے رواج پر چلنا ویسا ہے کہ کوئی بہن سے نکاح کرے کہ حضرت آدمؑ کے وقت ہوا ہے۔

وَعَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ
اور سکھایا مجھ کو کچھ پھیرنا باتوں کا اے پیدا کرنے والے آسمان اور
الْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِیْ
زمین کے تو ہی میرا کارساز ہے دنیا میں اور آخرت میں موت دے مجھ کو
مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ⑩① ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ
اسلام پر اور ملا مجھ کو نیک بختوں میں ف۱ یہ خبریں ہیں
الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ وَمَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْۤا
غیب کی ہم بھیجتے ہیں تیرے پاس ف۲ شہ اور تو نہیں تھا ان کے پاس جب وہ ٹھہرانے
اَمْرَهُمْ وَهُمْ یَمْكُرُوْنَ (102) وَمَاۤ اَكْثَرُ النَّاسِ وَ
لگے اپنا کام اور فریب کرنے لگے ف۲ اور اکثر لوگ نہیں ہیں یقین
لَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِیْنَ (103) وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَیْهِ مِنْ
کرنے والے اگرچہ تو کتنا ہی چاہے شہ اور تو مانگتا نہیں ان سے اس پر کچھ
اَجْرٍ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ (104) وَكَاَیِّنْ مِّنْ
بدلا یہ تو اور کچھ نہیں مگر نصیحت سارے عالم کو اور بہتیری
اٰیَةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَمُرُّوْنَ عَلَیْهَا وَهُمْ
نشانیاں ہیں آسمان اور زمین میں شہ جن پر گذر ہوتا رہتا ہے ان کا اور وہ
عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ (105) وَمَا یُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ
ان پر دھیان نہیں دیتے اور نہیں ایمان لاتے بہت لوگ اللہ پر
اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ (106) اَفَاَمِنُوْۤا اَنْ تَاْتِیَهُمْ غَاشِیَةٌ
مگر ساتھ ہی شریک بھی کرتے ہیں ف۳ کیا نڈر ہو گئے اس سے کہ آ ڈھانکے ان کو ایک آفت
مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِیَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ
اللہ کے عذاب کی شہ یا آ پہنچے قیامت اچانک اور ان کو

ع ۱۱ ۵

سلے تیرا دوستی ماکہ ۱۲

ٹے یعنی بغیر وحی کے ۱۲

المعنی خروا شکرا للہ سجدا و یوسف کالقبلۃ لتحقیق رؤیاہ و مروی عن الحسن رحمہ اللہ قرطبی ج ۹ ص۲۶۵) یا سجدہ حضرت یوسف علیہ السلام ہی کو تھا کیونکہ ان کی شریعت میں غیر اللہ کو تعظیمی سجدہ جائز تھا۔ مگر سجدۂ عبادت کسی شریعت میں جائز نہیں ہوا۔ دونوں سجدوں میں فرق صرف نیت کا ہے اگر مسجود لہ کو نفع و نقصان کا مالک و مختار اور ما فوق الاسباب متصرف و کارساز سمجھ کر سجدہ کرے تو یہ سجدۂ عبادت ہے جو اللہ کے سوا کسی کے لئے کبھی جائز نہیں ہوا اور اگر مذکورہ نیت سے نہ ہو تو وہ سجدۂ تعظیمی ہے جو پہلی شرائع میں جائز تھا مگر شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں حرام کر دیا گیا ہے۔ سجدہ تعظیمی کی حرمت احادیث نبویہ میں صراحت سے مذکور ہے۔ امام احمد بن حنبل نے حضرت انس سے مرفوعاً روایت کی ہے لا یصلح لبشر ان یسجد لبشر یعنی کسی بشر کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی بشر کو سجدہ کرے۔ اسیطرح صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لعن اللہ الیہود والنصٰری اتخذوا قبور انبیاءھم مساجد (مشکوۃ ص۶۹) و مسلم از ابو ہریرہ آوردہ مرفوعاً و مسلم از ابن عباس مرفوعاً آوردہ۔ ابن ابی شیبہ از عمر و علی و سلمان رضی اللہ عنہم مرفوعاً منع سجدۂ تعظیم آوردہ و ابن ابی شیبہ از معاذ و عائشہ و جابر رضی اللہ عنہم مرفوعاً آوردہ۔ و در مسلم انی انہاکم عن ذلک (قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ) امام احمد بن حنبل نے حضرت معاذ بن جبل رضؓ سے اور ابو داؤد نے حضرت قیس بن سعد رضؓ سے روایت کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر غیر اللہ کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کیا کریں لو کنت اٰمرًا احدًا ان یسجد لاحد لامرت النساء ان یسجدن لازواجھن بما جعل اللہ لھم علیھن من حق (مشکوۃ شریف ص۲۸۲) تفسیر خازن و معالم میں اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ کے تحت سعید بن جبیر سے نقل کیا ہے لا تسجدوا لغیر اللہ (خازن و معالم ج ۷ ص) یعنی غیر اللہ کو سجدہ مت کرو۔ وکذا فی الکبیر۔ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز رح تفسیر عزیزی میں رقمطراز ہیں۔ "باحادیث متواترہ سجدۂ تعظیم منع است" (تفسیر عزیزی ص۱۲) شیخ عبد الحق رح اشعۃ اللمعات ج ۱ ص۱۶ میں فرماتے ہیں۔ "در شرح شیخ ابن حجر ہیثمی مکی در شرح حدیث لعن اللہ الیہود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیاءھم مساجد گفتہ است کہ بر تقدیری است کہ نماز گذارد بجانب قبر از جہت تعظیم وے کہ آن حرام است باتفاق" اسی طرح شاہ عبد العزیز نے فتاوی عزیزی میں سجدۂ تعظیم کی حرمت پر اجماع کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ حضرت شاہ صاحب سجدۂ تعظیم کے حامیوں کے دلائل کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں "دریں تقریر سراسر غفلت از اجماع قطعی است بر تحریم سجدہ" (فتاوی عزیزی ج ۱ ص۱۰۰) تمام فقہاء نے سجدۂ تعظیم کی حرمت کا اور بعض نے اس کے کفر ہونے کا فتوی دیا ہے۔ فتاوی عالمگیری ج ۵ ص۳۶۹ میں ہے من سجد للسلطان علی وجہ التحیۃ او قبل الارض بین یدیہ لا یکفر و لکن یأثم لارتکابہ الکبیرۃ ھو المختار اور البحر الرائق ج ۸ ص۲۲۶ میں ما یفعل من السجود بین یدی السلطان فحرام والفاعل والراضی بہ اٰثمان و قال شمس الائمۃ السرخسی السجود لغیر اللہ علی وجہ التعظیم کفر (فتاوی عالمگیری میں جواہر اخلاطی سے اور رد المختار میں شمس الائمہ سے سجدۂ تعظیم کا کفر

موضح قرآن ف۱ علم کامل پایا، دولت کامل پائی۔ اب شوق ہوا اپنے باپ دادے کے مراتب کا حضرت یعقوب کی زندگی تک رہے دنیا کے کام میں پیچھے اپنے اختیار سے چھوڑ دیا۔ ف۲ یعنی یہ مذکور توریت میں اور پہلی کتابوں میں بھی نہیں ف۳ یعنی منہ سے سب کہتے ہیں کہ خالق و مالک سب کا وہی ہے پھر اوروں کو پکڑتے ہیں۔

ہونا نقل کیا گیا ہے۔ اسی طرح جامع الرموز، فتاوی ملا علی قاری، تفسیر کبیر، فتاوی بزازیہ وغیرہ میں بھی سجدۂ تعظیم کو کفر کہا ہے۔ اور ملتقط میں ہے التواضع لغیر اللہ حرام (عالمگیری ج ۵ ص۳۶۸) لہٰذا ملتقط کی طرف جواز کی نسبت غلط ہے اسی طرح تفسیر تیسیر کی طرف بھی جواز کی نسبت غلط ہے کیونکہ تفسیر تیسیر مطبوعہ میں کہیں جواز مذکور نہیں۔

حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ امر بمنع کردن سجدہ فرمودہ و جواز سجدہ تعظیم در ہیچ کتاب فقہ از مذاہب اربعہ و در ہیچ کتاب حدیث نیامدہ۔ (مکتوبات دفتر اول ص۱۷۷)، **۵۸۴** حضرت ابن عباس فرماتے ہیں جب والدین اور بھائیوں نے یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا تو وہ کانپ اٹھے اور ان کے رونگٹے کھڑے ہوگئے اور فوراً کہا اباجان یہ میرے خواب کی تعبیر ہے جسے اللہ نے سچ کر دکھانا تھا یعنی آپ اللہ کی جانب سے سجدہ کرنے کے مکلف تھے ورنہ مجھے سجدہ کرنا لائق نہ تھا۔ قال ابن عباس رضی اللہ عنہما انہ لما رای سجود ابویہ واخوتہ ھالہ ذلک واقشعر جلدہ منہ وقال لیعقوب ھٰذا تاویل رؤیای من قبل ..... یا ابت لا یلیق بمثلك علی جلالتك فی العلم والدین والنبوۃ ان تسجد لولدك الا ان ھٰذا امر امرت بہ وتکلیف کلفت بہ (کبیر ج ۱۸ ص۲۱۴)، **۵۸۵** اور اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بہت بڑا احسان فرمایا جبکہ قید خانے سے مجھے رہائی دیکر تخت سلطنت عطا فرمایا۔ میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان شیطان نے جو پھوٹ ڈالی تھی وہ ختم ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ سب کو میرے پاس لاکر جدائی کا خاتمہ فرمایا۔ اور تمام واقعات وحوادث میں جو اسرار اور حکمتیں پوشیدہ ہیں ان کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اور وہ ہر چیز کو جاننے والا اور ہر حکمت سے باخبر ہے۔ **۵۸۶** اس سے پہلے حرف ندا محذوف ہے ای یا ربّ اسی طرح فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ الخ سے پہلے بھی حرف ندا محذوف ہے۔ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ یہ مقصود بالندا ہے۔ یعنی دنیا اور آخرت میں تو ہی کارساز اور یار و مددگار ہے۔ غم واندوہ کو خوشی اور سرور میں تبدیل کرنا اور رنج وتکلیف کو آرام وراحت میں بدل دینا تیرا ہی کام ہے۔ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا یہ بھی مقصود بالندا ہے اَلصّٰلِحِیْنَ سے انبیاء علیہم السلام مراد ہیں یعنی مجھے بھی درجات ومنازل اور ثواب میں ان کے ساتھ ملا دے۔ یہ والدین اور بھائیوں کے سامنے حضرت یوسف علیہ السلام کی تقریر ہے جس میں انہوں نے عجیب وغریب انداز میں اپنے خواب کی سچائی، بھائیوں کی ان سے نزاع اور اللہ تعالیٰ کے عظیم احسانات وانعامات کا ذکر فرمایا ہے اور آخر میں نہایت عجز وانکسار سے حسن خاتمہ کی دعا کی ہے۔ **۵۸۷** یہ تیسرا دعویٰ ہے یعنی آپ سچے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ ذریعۂ وحی آپ کو امور غیبیہ پر مطلع فرماتا ہے۔ چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کا قصہ بھی ایک امر غیبی تھا جس کی ہم نے آپ کو ذریعۂ وحی اطلاع دی اور سارا قصہ تفصیل سے بیان کر دیا حالانکہ جب برادران یوسف علیہ السلام اپنا پروگرام بنا رہے تھے اور جب انہوں نے یوسفؑ کو کنوئیں میں پھینکنے کا فیصلہ کیا تھا اس وقت آپ وہاں موجود نہ تھے۔ المعنی ان ھٰذا النبأ غیب لم یحصل لك الا من جھۃ الوحی لانك لم تحضر بنی یعقوب حین اتفقوا علی القاء اخیھم فی البئر۔ (مدارک ج ۲ ص۱۸۴)

لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ قُلْ ھٰذِہٖ سَبِیْلِیْٓ اَدْعُوْٓا اِلَی اللّٰہِ ؔ عَلٰی بَصِیْرَۃٍ

خبر نہ ہو کہدے یہ ۵۸۸ میری راہ ہے بلاتا ہوں اللہ کی طرف سمجھ بوجھ کر

اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ ؕ وَسُبْحٰنَ اللّٰہِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ﴿۱۰۸﴾

میں اور جو میرے ساتھ ہے اور اللہ پاک ہے اور میں نہیں شریک بنانے والوں میں

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَیْھِمْ مِّنْ

اور جتنے بھیجے ہم نے تجھ سے پہلے ۵۸۹ وہ سب مرد ہی تھے کہ وحی بھیجتے تھے ہم ان کو

اَھْلِ الْقُرٰی ؕ اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا کَیْفَ

بستیوں کے رہنے والے سو کیا ان لوگوں نے نہیں سیر کی ملک کی کہ دیکھ لیتے کیسا

کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ ؕ وَلَدَارُ الْاٰخِرَۃِ خَیْرٌ

ہوا انجام ان لوگوں کا جو ان سے پہلے تھے اور آخرت کا گھر تو بہتر ہے

لِّلَّذِیْنَ اتَّقَوْا ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ حَتّٰٓی اِذَا اسْتَیْئَسَ

پرہیز کرنے والوں کو کیا اب بھی نہیں سمجھتے یہاں تک کہ جب ناامید ہونے لگے

الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّھُمْ قَدْ کُذِبُوْا جَآءَھُمْ نَصْرُنَا ۙ فَنُجِّیَ

رسول ۵۹۰ اور خیال کرنے لگے کہ ان سے جھوٹ کہا گیا تھا پہنچی ان کو ہماری مدد پھر بچا دیا

مَنْ نَّشَآءُ ؕ وَلَا یُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْنَ ﴿۱۱۰﴾

جن کو ہم نے چاہا ۵۹۱ اور پھرتا نہیں عذاب ہمارا قوم گنہگار سے ف

لَقَدْ کَانَ فِیْ قَصَصِھِمْ عِبْرَۃٌ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ؕ مَا کَانَ

البتہ ان کے احوال سے ۵۹۲ اپنا حال قیاس کرنا ہے عقل والوں کو کچھ بنائی ہوئی

حَدِیْثًا یُّفْتَرٰی وَلٰکِنْ تَصْدِیْقَ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْہِ وَ

بات نہیں لیکن موافق ہے اس کلام کے جو اس سے پہلے ہے اور

تَفْصِیْلَ کُلِّ شَیْءٍ وَّھُدًی وَّرَحْمَۃً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ ع

بیان ہر چیز کا اور ہدایت اور رحمت ان لوگوں کو جو ایمان لاتے ہیں

ع ۱۲ / ۶

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ۓ یہ تخویف دنیوی ہے ۱۲

ۓ جواب سوال مقدر

ۓ یہ چوتھا دعویٰ ہے ۱۲

ۓ کان بمعنی ماضی نہیں بلکہ محض کلمۂ ربط ہے ۱۲

ۓ کل استغراقی افادۂ عموم کے لئے ہے۔ ۱۲

موضح قرآن **ف** یعنی وعدہ عذاب کو دیر لگی یہاں تک کہ رسول نومید ہونے لگے کہ شاید ہماری زندگی میں نہ آیا پیچھے آوے اور ان کے یار خیال کرنے لگے کہ شاید وعدہ خلاف تھا اتنے خیال سے آدمی کافر نہیں ہوتا اگر جانتا ہے کہ یہ خیال بد ہے۔

٥٨٨ آپ کے سچا ہونے اور اللہ تعالیٰ کا رسول برحق ہونے میں تو کوئی شک نہیں لیکن اسکے باوجود اکثر لوگ محض ضد و عناد کی وجہ سے انکار کرتے ہیں۔ آپ لاکھ چاہیں مگر وہ نہیں مانیں گے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے آپ کا خیال تھا کہ جب مشرکین کے سوال پر میں یہ قصہ تفصیل سے بیان کروں گا تو وہ ایمان لے آئیں گے مگر ایسا نہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے بطور تسلیہ یہ آیت نازل فرمائی۔ ظن ان العرب لما سألته عن ھٰذہ القصۃ واخبرھم یومنون فلم یومنوا فنزلت الاٰیۃ تسلیۃ للنبی صلے اللہ علیہ وسلم (قرطبی ج ۹ ص ۲۷۱) اس سے معلوم ہوا کہ کسی کو ہدایت دینا آپ کے اختیار و تصرف میں نہ تھا ای لیس تقدر علے ھدایۃ من اردت ھدایتہ (قرطبی)۔ وَمَا تَسْـَٔلُھُمْ الخ یہ قرآن تمام بنی آدم کیلئے ایک تذکرہ ہے جس میں دلائل توحید۔ رسالت نبوت، معاد، احکام شرائع وغیرہ سب کچھ مذکور ہے اور پھر اس کی تبلیغ پر آپ ان سے کوئی اجرت اور تنخواہ بھی طلب نہیں کرتے مگر اس کے باوجود وہ نہیں مانتے یہ ان کی ضد اور کور باطنی کی انتہا ہے اگر ان میں ذرہ بھر عقل و انصاف ہوتا تو وہ ضرور اسے مان لیتے۔ ان ھٰذا القراٰن یشتمل علی ھذہ المنافع العظیمۃ ثم لا تطلب منه مالا ولا جعلا فلو کانوا عقلاء لقبلوا ولم یتمردوا (کبیر ج ۱۸ ص ۲۲۳) **٥٨٩** اس تفصیلی عقلی دلیل کے علاوہ زمین و آسمان کے عجائب مخلوقات اور غرائب احوال میں توحید کے بیشمار دلائل موجود ہیں جو ہر وقت ان کے سامنے رہتے ہیں مگر وہ ان میں تدبر و تفکر نہیں کرتے۔ وَمَا یُؤْمِنُ الخ اور ان میں اکثر لوگ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کو مانتے ہیں مگر اس کے باوجود اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔ شرک یہ نہیں کہ اللہ کو یا اس کی بعض صفات کو نہ مانا جائے بلکہ شرک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کو مانتے ہوئے غیر اللہ کو اس کی صفتوں میں شریک مانا جائے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کے علاوہ اللہ کے نیک بندوں (انبیاء و ملائکہ علیہم السلام اور اولیاء کرام) کو بھی عالم الغیب، حاضر و ناظر، کارساز، متصرف و مختار اور مستحق نذر و نیاز مانا جائے۔ اس بیماری میں آج بھی بہت سے کلمہ گو مبتلا ہیں اللہ تعالیٰ محفوظ فرمائے۔ یندرج فیھم کل من اقر باللہ تعالیٰ وخالقیتہ مثلا وکان مرتکبا ما یعد شرکا کیفما کان ومن اولئك عبدۃ القبور الناذرون لھا المعتقدون للنفع و الضر ممن اللہ تعالیٰ اعلم بحالہ فیھا وھم الیوم اکثر من الدود (روح ج ۱۳ ص ۶۶) **٥٩٠** یہ تخویف دنیوی ہے یہ مشرکین اللہ تعالیٰ کی توحید سے اس قدر غافل اور معرض ہیں کہ انہیں اس بات کا کوئی اندیشہ ہی نہیں کہ کہیں اچانک ہی اللہ کا عذاب انہیں گھیرے یا اچانک ہی قیامت برپا ہو جائے۔ **٥٩١** یہ طریق تبلیغ ہے۔ ھٰذہ یعنی دعوت توحید اَدْعُوْا اِلَی اللہِ سبیلی کا بیان ہے۔ بَصِیْرَۃٍ دلیل و حجت یا یقین و اذعان یعنی یہ دعوت توحید ہی میری اصل راہ ہے۔ میں اور میرے تمام متبعین پورے شرح صدر کے ساتھ اور دلائل و براہین کی روشنی میں اللہ کی توحید کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ وَسُبْحٰنَ اللہِ ای واقول الخ اور میں اعلان کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے شرک سے پاک ہے اس لئے میں اس کے ساتھ ہرگز شرک کرنے کو تیار نہیں۔ ھٰذہ سبیلی ھی توحید اللہ عزوجل ودین الاسلام . . . (الی اللہ) یعنی الی توحید اللہ والایمان بہ (عَلٰی بَصِیْرَۃٍ) یعنی علی یقین ومعرفۃ (خازن ج ۳ ص ۳۳۲) بَصِیْرَۃٍ ای بیان وحجۃ واضحۃ غیر عمیاء (روح) **٥٩٢** جواب سوال مقدر۔ یعنی یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ کا پیغمبر ہو اور پھر بشر ہو؟ فرمایا ہمارا دستور یہی ہے کہ ہم نے ہمیشہ انسانوں کی طرف انسانوں ہی کو پیغمبر بنا کر بھیجا ہے اور ہمارے بشر پیغمبروں کو جن قوموں نے نہیں مانا ہم نے دنیا میں دردناک عذابوں سے ان کو ہلاک اور تباہ و برباد کیا۔ ان برباد شدہ قوموں کے آثار قدیمہ دیکھ لو اس سے تمہیں ان کے انجام کا علم ہو جائے گا۔ اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا الخ تخویف دنیوی ہے۔ وَلَدَارُ الْاٰخِرَۃِ الخ ماننے والوں کے لئے بشارت اخروی۔ **٥٩٣** یہ چوتھا دعوی ہے۔ یعنی انبیاء سابقین علیہم السلام کی طرح آپ پر مصائب آئیں گے۔ مگر آخر کامیابی آپ کی ہوگی۔ حتی۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا الخ کے متعلق ہے اور کُذِّبُوْا میں دو قراتیں ہیں ایک تکذیب سے ماضی مجہول دوم کذب مجرد سے ماضی مجہول پہلی قرارت کے مطابق مطلب یہ ہوگا کہ اللہ کے پیغمبروں نے اپنی قوموں کو پیغام توحید دیا یہاں تک کہ کچھ لوگ ایمان لے آئے اور ان پر بہت مصیبتیں اور تکلیفیں آئیں اور مدت مدیدہ تک رہیں اور امداد الٰہی میں تاخیر واقع ہوگئی یہاں تک کہ رسل معاندین کے ایمان لانے سے مایوس ہوگئے اور انہیں گمان ہوا کہ اگر تاخیر نصرت الٰہی کا یہی حال رہا تو مؤمن بھی ہماری تکذیب کرنے لگیں گے تب اللہ کی امداد آپہنچی۔ اس صورت میں ظَنُّوْا کا فاعل اور کذبوا کا نائب فاعل الرسل ہوں گے اور تکذیب کرنے والوں سے اتباع الرسل مراد ہوں یہ تقریر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے۔ صحیح بخاری میں ہے۔ عن عروۃ بن الزبیر انه سأل عائشۃ عن قول اللہ تعالیٰ حَتّٰٓی اِذَا اسْتَیْئَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّھُمْ قَدْ کُذِّبُوْا او کذبوا قالت بل کذبھم قومھم فقلت واللہ لقد استیقنوا ان قومھم قد کذبھم وما ھو بالظن فقالت یا عروۃ اجل لقد استیقنوا بذلك فقلت لعلھا قد کذبوا فقالت معاذ اللہ لم تکن الرسل تظن ذلك بربھا قلت فما ھٰذہ الاٰیۃ قالت ھم اتباع الرسل الذین اٰمنوا بربھم وصدقوھم فطال علیھم البلاء واستأخر عنھم النصر حتی اذا استیئس الرسل ممن کذبھم من قومھم وظنوا ان اتباعھم کذبوھم جاءھم النصر عند ذلك

دوسری قرارت کُذِبُوْا بالتخفیف کی صورت میں ظَنُّوْا کا فاعل اور کذبوا کا نائب فاعل رسل علیہم السلام نہیں بلکہ ان کی اُمم ہیں یعنی رسل علیہم السلام معاندین کے ایمان سے مایوس ہوگئے اور امم کے دلوں میں یہ وسوسہ گذرنے لگا کہ رسولوں نے انہیں نصرت الٰہی کے بارے میں جھوٹ بتایا تھا۔ وظن المرسل الیھم انھم کذبوا من جھۃ الرسل ای کذبتھم الرسل فی انھم ینصرون علیھم ولم یصدقوھم فیہ (مدارك ج ۲ ص ۱۸۵)

حضرت علامہ انور شاہ صاحب قدس سرہٗ فرماتے تھے کہ یہاں الزام المخاطب بما لا یلزم کا قاعدہ جاری ہوتا ہے یعنی مخاطب کے ذمہ ایک ایسی بات لگا دینا جسے وہ خود اپنے ذمہ لینے کے لئے تیار نہ ہو اور یہ وہاں ہوتا ہے جہاں بہت زیادہ محبت اور تعلق ہو۔ جیسا کہ فرمایا وَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ یعنی قوم کو چھوڑ کر ہماری اجازت کے بغیر یوں چل نکلا گویا کہ اب ہماری دسترس میں نہیں رہا۔ حضرت یونس علیہ السلام کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی دسترس سے باہر ہو گئے ہیں۔ لیکن تعلق محبت کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے الزامًا فرمایا۔ فظن ان لن نقدر علیہ اسی طرح جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیفیت احیاء کا مشاہدہ کرانے کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے الزامًا فرمایا اَوَلَمْ تُؤْمِنْ الخ اے ابراہیم کیا تو ہماری قدرت کاملہ پر ایمان نہیں رکھتا؟ اسی طرح یہاں فرمایا۔ مصائب و تکالیف کے تواتر اور نصرت خداوندی کی تاخیر کی وجہ سے رُسل علیہم السلام پر غم و تأسف کی کیفیت طاری ہو گئی۔ کیا ہم نے ان سے جھوٹا وعدہ کیا تھا؟ **۹۴** مَنْ نَّشَآءُ سے انبیاء علیہم السلام اور مؤمنین مراد ہیں یعنی جب ہمارا عذاب آگیا جو منکرین کے لئے تباہی اور انبیاء علیہم السلام اور مؤمنین کے حق میں نصرت الٰہی تھا تو ہم نے انبیاء علیہم السلام اور مؤمنین کو بچا لیا اور مجرمین کو ہلاک کر دیا ان سے ہمارے عذاب کو کوئی چیز نہیں روک سکتی۔ **۹۵** كَانَ کا اسم قرآن ہے۔ تَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ اہل بدعت اس آیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب کلی ثابت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں لفظ کُلّ استغراق حقیقی کے لئے ہے جب قرآن مجید میں سب کچھ موجود ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کے سب سے بڑے عالم ہیں تو معلوم ہوا کہ آپ کو علم غیب کلی حاصل ہے۔ مگر یہ استدلال باطل ہے کیونکہ اس آیت میں (ل) استغراق حقیقی کے لئے نہیں بلکہ اضافی کے لئے ہے اور مطلب یہ ہے کہ اس آیت میں دین سے متعلق تمام امور مذکور ہیں خواہ صراحۃً خواہ بحوالہٗ لسان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا اسکی تفسیر میں امام نسفی فرماتے ہیں۔ کل شیٔ یحتاج الیہ فی الدین (مدارک ج ۲ ص ۱۸۵) علامہ قرطبی رقمطراز ہیں مما یحتاج العباد الیہ من الحلال والحرام والشرائع والاحکام (قرطبی ج ۹ ص ۲۲۲) امام بغوی فرماتے ہیں مما یحتاج العباد الیہ من الحلال والحرام والامر والنہی (معالم ج ۳ ص ۳۲۴) اور سید محمود آلوسی حنفی فرماتے ہیں ای مما یحتاج الیہ فی الدین (روح ج ۱۳ ص ۷۲) وَهُدًى وَّرَحْمَةً الخ یہ قرآن انابت کرنے والوں کے لئے گمراہی سے نکال کر ہدایت کی طرف لے جاتا ہے اور اس پر عمل کرنا رحمت الٰہی کے استحقاق کا موجب ہے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

سورۂ یوسف میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ (ع۲) نفی استعانت از غیر اللہ۔

۲۔ فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ ـــ تا ـــ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ سب کچھ سننے اور جاننے والا اور سب کا حاجت روا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔

۳۔ اِنِّيْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ـــ تا ـــ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (ع۵) حضرت یوسف علیہ السلام نے جیل میں بھی توحید کی تبلیغ کی۔

۴۔ وَمَآ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ـــ تا ـــ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ (ع۸) نفی شرک فی التصرف۔ نفع اور نقصان صرف اللہ ہی کے اختیار میں ہے اور کسی کے اختیار میں نہیں۔

۵۔ رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ ـــ تا ـــ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ ۝ (ع۱۱) اللہ تعالیٰ ہی کارساز اور عالم الغیب ہے اس کے سوا کوئی کارساز اور عالم الغیب نہیں۔

۶۔ وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ (ع۱۲) بہت سے لوگ اللہ تعالیٰ کو ماننے اور زبان سے اس کی توحید کا اقرار کرنے کے باوجود مشرک ہوتے ہیں۔

۷۔ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْ ـــ تا ـــ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ (ع۱۲) اللہ تعالیٰ کی توحید ہی میری اور میرے متبعین کی راہ ہے۔ میں اور میرے متبعین ہر قسم کے شرک سے بیزار ہیں۔

(آج بتاریخ ۲۹ صفر المظفر ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۹ جون ۱۹۶۶ء بروز اتوار بعد نماز عصر بوقت
۶½ بجے سورۂ یوسف کی تفسیر ختم ہوئی فالحمد للہ اولاً و آخراً والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ دائماً ابداً و علی
جمیع عبادہ الصالحین لیلاً و نہاراً۔ سجاد بخاری)

سُورۂ رعد

ربط سورۂ رعد کو سورۂ یوسف کے ساتھ ربط اسمی یہ ہے کہ مسئلہ توحید اس قدر اہم ضروری اور واضح ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے قید خانے میں بھی اس کی تبلیغ کی اور خواب کی تعبیر پوچھنے والوں کو پہلے مسئلہ توحید سمجھایا اور رعد میں خوابوں کی تعبیر بتائی اور رعد فرشتہ اور دوسرے تمام فرشتے اللہ تعالیٰ کے خوف اور اسکی ہیبت سے لرزاں و ترساں ہیں اور ہر وقت اس کی تسبیح و تقدیس میں مصروف رہتے اور ہر قسم کے شرک سے اس کی پاکیزگی بیان کرتے رہتے ہیں۔

دونوں کے درمیان معنوی ربط یہ ہے کہ سورۂ یوسف میں ایک بہت بڑی اور مفصل نقلی دلیل سے ثابت کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی پیغمبر، کوئی ولی، کوئی فرشتہ اور کوئی جن و بشر عالم الغیب اور کارساز نہیں۔ سورۂ یوسف تک یہ دونوں دعوے دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت کر دیئے گئے یہاں تک کہ اب مسئلہ توحید نظری نہیں رہا بلکہ بدیہی ہو گیا۔ معاندین اب محض ضد و عناد کی وجہ سے نہیں مانتے لیکن اس کے باوجود احتمال تھا کہ یہ دعوے اب تک کسی پر مخفی رہ گئے ہوں اس لئے ان دونوں دعووں کی مزید توضیح و تفہیم کے لئے سورۂ رعد میں گیارہ دلائل بطور تنبیہ ذکر کئے گئے ہیں۔

خلاصہ سورۂ رعد میں مذکورہ بالا دونوں دعووں (یعنی غیب داں اور کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے) پر بطور تنبیہ گیارہ دلائل ذکر کئے گئے ہیں۔ آٹھ دلائل عقلیہ دو وحی اور ایک دلیل نقلی مؤمنین سابقین سے۔

پہلی عقلی دلیل۔ اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰت ــــ تا ــــ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ (ع ۱) یہ دلیل اللہ تعالیٰ کے کارساز اور متصرف و مختار ہونے پر قائم کی گئی ہے۔ اس کے دو حصّے ہیں۔ پہلے حصّے میں علویات مثلاً آسمان، عرش، سورج اور چاند کا ذکر ہے اور دوسرے حصّے میں وَ هُوَ الَّذِیْ مَدَّ الْاَرْضَ الخ میں سفلیات مثلاً زمین، پہاڑوں، دریاؤں، میووں اور پھلوں کا ذکر ہے۔ یعنی جو اللہ تعالیٰ تمام کائنات علوی و سفلی میں متصرف ہے وہی سب کا حاجت روا اور کارساز ہے۔ وَ اِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ الخ منکرین بعث و نشور پر شکوی ہے۔ وَ یَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّیِّئَةِ زجر ہے۔ وَ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یہ شکوی ہے۔ بات بالکل صاف اور واضح ہونے کے باوجود معجزہ طلب کرتے ہیں۔ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ الخ جواب شکوی۔ آپ کا کام پیغام ہدایت پہنچانا اور نہ ماننے پر عذاب کی وعید سنانا ہے معجزہ لانا آپ کا کام نہیں۔

دوسری عقلی دلیل۔ برائے نفی علم غیب از غیر خدا۔ اَللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰی ــ تا ــــ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ (ع ۲) مادہ کے پیٹ میں کیا ہے، نر یا مادہ کالا یا گورا، ناقص یا کامل یہ صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ وہ ظاہر و باطن کا عالم ہے۔ کوئی چھپ کر بات کرے یا علانیہ کرے اسے سب کچھ معلوم ہے۔ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ الخ تخویف اخروی ہے۔

تیسری عقلی دلیل۔ هُوَ الَّذِیْ یُرِیْكُمُ الْبَرْقَ ــ تا ــ وَ هُوَ شَدِیْدُ الْمِحَالِ ○ (ع ۲) عالم علوی اور عالم سفلی کے درمیان جوّ (فضاء آسمانی) میں جو کچھ ہے مثلاً بادل، بارش، بجلی اور ان اشیاء پر مؤکل فرشتے سب اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ و تصرف میں ہیں اور وہی سب کا مالک و مختار ہے اس لئے عاجز اور بے بس انسان اور دوسری مخلوق کا کارساز بھی وہی ہے۔ لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ یہ پہلی تینوں عقلی دلیلوں کا ثمرہ ہے یعنی جب مذکورہ دلائل سے ثابت ہو گیا کہ عالم الغیب اور کارساز اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں لہٰذا دعا اور پکار کا مستحق بھی وہی ہے۔ وَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ الخ یہ مشرکین کے معبودانِ باطلہ کے عجز اور ان کی بیچارگی کی تمثیل ہے جس طرح ایک پیاسا آدمی پانی کو بلائے تاکہ وہ اس کے منہ میں آجائے مگر ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ پانی میں نہ اس کی پکار کا شعور ہے نہ اس کے پاس آنے کی قدرت اسی طرح مشرک لوگ حاجت و تکلیف میں غیر اللہ کو پکارتے ہیں مگر وہ ان کی پکار نہیں سنتے ہیں اور ان کی مدد کرنے سے عاجز و درماندہ ہیں۔

چوتھی عقلی دلیل۔ وَ لِلّٰهِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ ــــ تا ــــ بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ (ع ۲) اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق تکوینی طور پر اس کی مطیع اور فرمانبردار ہے اور کائنات کی ہر چیز اس کے زیر تصرف و اقتدار ہے اس لئے سب کا کارساز بھی وہی ہے۔

پانچویں عقلی دلیل علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الخ مشرکین بھی مانتے ہیں کہ زمین و آسمان کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے تو پھر اس کے سوا کوئی کارساز بھی نہیں ہو سکتا۔ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ الخ یہ دوسرا ثمرہ ہے۔ جب مذکورہ دلائل سے ثابت ہو گیا کہ عالم الغیب اور کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی عاجز اور بے بس مخلوق کو کارساز سمجھنا جن کے قبضے میں کسی کا نفع و نقصان نہ ہو سراسر باطل اور احمقانہ فعل ہے۔ اَمْ هَلْ تَسْتَوِی الظُّلُمٰتُ وَ النُّوْرُ اور اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ زجریں ہیں۔

چھٹی عقلی دلیل بطور تمثیل۔ اس میں معبود حق اور معبود باطل کی مثال بیان کی گئی ہے۔ معبود باطل جھاگ کی طرح بے حقیقت فنا ہونیوالا اور غیر مفید ہے جبکہ معبود حق باقی رہنے والا اور ہر موقع پر کام آنے والا ہے۔ لِلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰی بشارت اخروی۔ وَ الَّذِیْنَ لَمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَهٗ الخ تخویف اخروی۔ اَفَمَنْ یَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ (ع ۳) یہ بشارت و تخویف پر بطور لف و نشر مرتب متفرع ہے۔ اَفَمَنْ یَّعْلَمُ الخ یعنی جو شخص بصیرت کے ساتھ ایمان رکھتا ہو کہ اللہ کی طرف سے جو کچھ نازل ہوا ہے وہ حق ہے یہ بشارت پر متفرع ہے كَمَنْ هُوَ اَعْمٰی یعنی وہ اس شخص کی مانند نہیں ہو سکتا جو دل کا اندھا اور ایمان سے محروم ہو یہ تخویف پر متفرع ہے۔ اَلَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ الخ جماعت مبشرہ کی صفات کا اعادہ ہے۔ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ــ تا ــ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ (ع ۳) یہ بشارت کا اعادہ ہے۔ وَ الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ الخ مستحق عذاب جماعت کے ذکر کا اعادہ ہے۔ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَ لَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ اعادہ تخویف اخروی۔

ساتویں عقلی دلیل۔ اَللّٰہُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ ساری مخلوق کا روزی رساں اللہ تعالیٰ ہے لہٰذا وہی کارساز ہے۔ وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا (ع ۴) یہاں منہ مانگا معجزہ نہ دینے کی وجہ بیان کی گئی کہ تم ضدی اور معاند ہو تم معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہیں لاؤ گے۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ بشارت برائے مؤمنین۔

پہلی دلیل وحی۔ کَذٰلِکَ اَرْسَلْنٰکَ فِیْٓ اُمَّةٍ الخ ہم نے آپ کو اس امت میں اس لئے بھیجا ہے تاکہ آپ اس مسئلہ توحید کی کھول کر تبلیغ فرمادیں جو ہم نے آپ کے پاس ذریعۂ وحی بھیجا ہے۔ وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُیِّرَتْ الخ یہ زجر ہے متعلق بہ شکوی مذکورہ یہ ضدی لوگ یہ تمام معجزات دیکھ کر بھی ایمان نہیں لائیں گے۔ وَلَا یَزَالُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا الخ تخویف دنیوی۔ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ الخ (ع ۵) تسلیہ برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔

آٹھویں عقلی دلیل۔ اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰی کُلِّ نَفْسٍۭ بِمَا کَسَبَتْ اللہ تعالیٰ ہر ہر آدمی کے ساتھ ہے اور سب کے اعمال کو دیکھ رہا ہے اور وہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَکَآءَ الخ زجر برائے مشرکین۔ لَهُمْ عَذَابٌ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا الخ۔ تخویف دنیوی و اخروی۔ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ بشارت اخروی۔

دلیل نقلی از مؤمنین اہل کتاب۔ ہم نے جس طرح مسئلہ توحید کھول کر آپ پر نازل کیا ہے مؤمنین اہل کتاب اس سے بہت خوش ہیں اور وہ اس مسئلہ کی تصدیق کرتے ہیں۔ وَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْکِتٰبَ یَفْرَحُوْنَ الخ

دوسری دلیل وحی قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ الخ مجھ پر اللہ کی وحی آئی ہے اور مجھے اللہ نے حکم دیا ہے کہ میں صرف اللہ کی عبادت کروں اور صرف اسی کو کارساز سمجھ کر مصائب و حاجات میں پکاروں اور اس کی عبادت اور پکار میں کسی کو شریک نہ کروں وَکَذٰلِکَ اَنْزَلْنٰهُ الخ کاف بیان کمال کے لئے ہے یعنی قرآن مجید میں مسئلہ توحید کو یوں ہر قسم کے دلائل سے مدلل و مبرہن کرکے اور مثالوں سے واضح کرکے بیان کرنا ہمارا ہی کمال ہے۔ یہ ماقبل کے تمام دلائل سے متعلق ہے۔ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ یہ زجر ہے جو تمام دلائل مذکورہ پر متفرع ہے۔ یعنی مذکورہ بالا دلائل عقلیہ و نقلیہ اور دلائل وحی اور تمثیلات کے ذریعہ مسئلہ توحید کے واضح ہوجانے کے بعد بھی اگر آپ مشرکین کے خیالات باطلہ کی طرف میلان کریں گے تو پھر ہمارے عذاب سے آپ کو کوئی نہیں بچا سکے گا۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ الخ۔ جواب سوال مقدر نمبر ۱ ہے۔ مشرکین کہتے عجب پیغمبر ہے کہ اس کے بیوی اور بچے ہیں۔ فرمایا پہلے انبیاء علیہم السلام بھی بیوی بچوں والے تھے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ وَمَا کَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ یَّاْتِیَ بِاٰیَةٍ الخ یہ جواب سوال مقدر نمبر ۲ ہے۔ مشرکین کہتے ہم تم پر ایمان لے آئیں گے آپ ہمیں منہ مانگا معجزہ دکھائیں۔ جواب دیا گیا معجزہ لانا پیغمبر کا کام نہیں۔ معجزہ پیغمبر کے ہاتھ پر تب ظاہر ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہو۔ لِکُلِّ اَجَلٍ کِتَابٌ یہ جواب سوال مقدر نمبر ۳ ہے۔ معاندین از راہ عناد کہتے جب ہم نہیں مانتے تو ہم پر عذاب کیوں نہیں آتا۔ فرمایا عذاب ضرور آئے گا۔ مگر اپنے مقررہ وقت پر کیونکہ ہمارا ہر کام باضابطہ اپنے مقررہ وقت پر ہوتا ہے۔ یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ یہ جواب سوال مقدر نمبر ۴ ہے۔ یعنی عذاب آکر ہی رہے گا تو ماننے کا فائدہ؟ فرمایا محو و اثبات ہمارے اختیار میں ہے جس طرح معاندین کے لئے عذاب مقدر ہے اسی طرح ماننے والوں کے لئے عذاب سے نجات مقدر ہے اس لئے جو لوگ مان لیں گے وہ عذاب سے بچ جائیں گے۔ وَاِنْ مَّا نُرِیَنَّکَ تخویف دنیوی ہے۔ آپ کا کام تبلیغ ہے جو آپ نے سر انجام دیدیا۔ معاندین جو خواہ مخواہ شبہات ڈالتے ہیں اور مانتے نہیں ان کو ہم سخت عذاب دیں گے آپ کی زندگی میں یا آپ کی وفات کے بعد۔ اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ الخ تخویف دنیوی ہے۔ وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا الخ شکوی ہے۔ قُلْ کَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا الخ جواب شکوی ہے یعنی میری رسالت پر تو خود اللہ تعالیٰ شاہد ہے اور علماء اہل کتاب اور فرشتے بھی میری صداقت کے معترف ہیں۔

مختصر خلاصہ

سورۂ رعد میں سورۂ یوسف کے دونوں دعووں (اللہ کے سوا کوئی غیب داں اور کارساز نہیں) پر بطور تنبیہ گیارہ دلائل ذکر کئے گئے ہیں۔ آٹھ دلائل عقلیہ، دو وحی اور ایک نقلی۔ آٹھ دلائل عقلیہ میں سے دوسری اور آٹھویں دلیلیں غیر اللہ سے حاضر و ناظر ہونے اور علم غیب کی نفی کرتی ہیں اور باقی دلائل غیر اللہ کے کارساز اور متصرف و مختار ہونے کی نفی کرتے ہیں۔ پہلی عقلی دلیل۔ اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ ـــ تا ـــ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ (ع ۱) دوسری عقلی دلیل۔ اَللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ ـــ تا ـــ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ تیسری عقلی دلیل۔ هُوَ الَّذِیْ یُرِیْکُمُ الْبَرْقَ ـــ تا ـــ وَهُوَ شَدِیْدُ الْمِحَالِ ؕ ان تینوں دلیلوں کے بعد لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ سے ان کا نتیجہ اور ثمرہ بیان کیا گیا ہے۔ اس کے بعد وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ سے مثال دیکر معبودان باطلہ کی بے بسی اور عاجزی کو واضح کیا گیا ہے۔ چوتھی عقلی دلیل۔ وَلِلّٰهِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ پانچویں عقلی دلیل علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ جب تم اللہ ہی کو زمین و آسمان کا خالق و مالک مانتے ہو تو کارساز بھی صرف اسی کو سمجھو قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ سے دو بارہ دلائل مذکورہ کا ثمرہ بیان کیا گیا ہے۔ چھٹی عقلی دلیل بطور تمثیل۔ معبودان باطلہ فانی ہیں۔ اور معبود حق باقی اور لازوال ہے۔ اس کے بعد لِلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا الخ سے ماننے والوں کو بشارت اخروی اور وَالَّذِیْنَ لَمْ یَسْتَجِیْبُوْا الخ سے نہ ماننے والوں کو تخویف اخروی سنائی گئی ہے۔ اور پھر اَفَمَنْ یَّعْلَمُ کو لف و نشر مرتب کے طور پر بشارت اخروی اور تخویف اخروی پر متفرع کیا گیا اور اسکے بعد اَلَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ الخ سے مستحقین بشارت کے اوصاف اور بشارت اخروی کا اعادہ کیا گیا اور وَالَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ سے مستحقین عذاب کے اوصاف اور تخویف اخروی کا اعادہ کیا گیا۔ ساتویں عقلی دلیل اَللّٰهُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ الخ اس کے بعد کَذٰلِکَ اَرْسَلْنٰکَ فِیْٓ اُمَّةٍ الخ سے پہلے دلیل وحی بیان کی گئی۔ آٹھویں عقلی دلیل اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰی کُلِّ نَفْسٍ الخ اس کے بعد وَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْکِتٰبَ یَفْرَحُوْنَ مؤمنین اہل کتاب سے دلیل نقلی ذکر کی گئی۔ پھر قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ الخ سے دوسری دلیل وحی کا ذکر کیا گیا۔ اس کے بعد وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا ـــ تا ـــ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْکِتٰبِ میں چار مقدر سوالوں کے جواب دیئے گئے۔ درمیان میں حسب مواقع شکوے، زجریں، بشارتیں اور تخویفیں مذکور ہیں۔

سُوْرَةُ الرَّعْدِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ
سورۂ رعد مکہ میں نازل ہوئی اور جس میں تینتالیس آیات اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ؕ وَالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ
۲ یہ آیتیں ہیں کتاب کی اور جو کچھ اترا تجھ پر
رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ① اَللّٰهُ
تیرے رب سے سو حق ہے لیکن بہت لوگ نہیں مانتے اللہ وہ
الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى
ہے جس نے اونچے بنائے آسمان بغیر ۳ ستون دیکھتے ہو پھر قائم ہوا
عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجْرِیْ لِاَجَلٍ
عرش پر اور کام میں لگا دیا سورج اور چاند کو ہر ایک چلتا ہے وقت
مُّسَمًّى ؕ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ
مقرر پر تدبیر کرتا ہے کام کی ظاہر کرتا ہے نشانیاں کہ شاید تم اپنے رب ف۱ سے ملنے کا
تُوْقِنُوْنَ ② وَهُوَ الَّذِیْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِيْهَا
یقین کرو ۴ اور وہی ہے جس نے پھیلائی زمین ۵ اور رکھے اس میں
رَوَاسِیَ وَاَنْهٰرًا ؕ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا
بوجھ اور ندیاں اور ہر میوے کے رکھے اس میں
زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِی الَّيْلَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ
جوڑے دو دو قسم ڈھانکتا ہے دن پر رات کو اس میں
لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ③ وَفِی الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ
نشانیاں ہیں ان کے واسطے جو کہ دھیان کرتے ہیں ف۲ اور زمین میں ۶ کھیت ہیں مختلف ایک دوسرے سے متصل

۲ تمہید مع ترغیب ۱۲

۳ توحید پر پہلی عقلی دلیل ۱۲

۲ حروف مقطعات متشابہات میں سے ہیں ان کی اصل مراد اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الخ تمہید مع ترغیب۔ تِلْكَ سے اشارہ اس سورت کی طرف ہے اور اَلْكِتَاب سے قرآن مراد ہے۔ وَالَّذِیْ الخ موصول مع صلہ مبتدا اور اَلْحَقُّ اس کی خبر ہے خبر کی تعریف مفید حصر ہے ای ھو الحق (معالم) یہ سورت قرآن حکیم کی آیتیں ہیں اور وہ اس کتاب حکیم ہی کا ایک حصہ ہے اور جو قرآن ہم نے آپ پر نازل کیا ہے وہ حق ہے اور اس میں بیان کردہ عقائد و احکام اسقدر محکم، واضح اور ظاہر ہیں کہ ان میں شک وشبہہ کی کوئی گنجائش نہیں ھو الحق الذی لا شك فیه (خازن ج ۴ ص ۲) مگر اس کے باوجود ضدی اور معاند لوگ نہیں مانتے ای مع ھذا البیان والجلاء والوضوح لا یؤمن اکثرھم لما فیھم من الشقاق والعناد والنفاق (ابن کثیر ج ۲ ص ۴۹۵)۔ **۳** پہلی عقلی دلیل۔ سورۂ یوسف میں مسئلہ توحید ہر پہلو سے واضح ہو گیا اور سورۂ یوسف میں دلیل نقلی تفصیلی سے ثابت کر دیا گیا کہ کارساز اور عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے یہ مسئلہ اب بالکل بدیہی ہو چکا ہے۔ اب مسئلہ کو اور زیادہ کھولنے کے لئے سورۂ رعد میں مزید گیارہ دلائل پیش کئے گئے ہیں۔ آٹھ عقلی، دو وحی اور ایک نقلی۔ یہ پہلی عقلی دلیل ہے۔ خبر کی تعریف مفید حصر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی۔ کائنات دو حصوں میں منقسم ہے علویات اور سفلیات علویات سے وہ عالم مراد ہے جو کرات عناصر سے ماورا ہے۔ آسمان، سورج اور چاند وغیرہ اور سفلیات سے کرۂ ارضی کی مخلوق مراد ہے۔ یہاں بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ تک علویات کا ذکر ہے اور اس کے بعد لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ تک سفلیات کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عالم علوی اور عالم سفلی پر اپنا کامل قبضہ و اقتدار اور مکمل تصرف و اختیار بیان کر کے واضح فرمایا کہ ساری مخلوق کا کارساز اور ہر ایک کی پناہ گاہ بھی میں ہی ہوں میرے سوا اور کوئی کارساز نہیں بِغَيْرِ عَمَدٍ اس نے محض اپنی قدرت کاملہ سے آسمانوں کو ستونوں کے بغیر تھام رکھا ہے ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ محسوس طور پر تخت پر بیٹھنا مراد نہیں بلکہ سارے جہان پر بلا شرکت غیرے اقتدار و سلطنت مراد ہے استولیٰ بالاقتدار و نفوذ السلطان (مدارک ج ۲ ص ۱۸۶)، اس کی پوری تحقیق سورۂ اعراف کی تفسیر میں ملاحظہ ہو (حاشیہ نمبر ص ۶۳)۔ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ سورج اور چاند کو اس نے جس کام پر لگا دیا ہے وہ باضابطہ اپنی ڈیوٹی دے رہے ہیں اور قیام قیامت تک اسی حال میں رہیں گے۔ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ساری کائنات کا نظام اسی کی تدبیر سے چل رہا ہے اس میں کوئی اور دخیل نہیں۔ **۴** یہ بھی پہلی دلیل ہی کا حصہ ہے اور اس میں عالم سفلی کا ذکر ہے مبتدا کے ساتھ خبر کی تعریف مفید حصر ہے۔ کلام کے بعض اجزا میں حصر ہو تو باقی اجزا بھی حصر پر محمول ہوتے ہیں۔ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ۔ اثنین، زوجین سے بدل ہے۔ پھلوں میں زوجین سے ذائقہ، رنگ اور حجم کے اعتبار سے اس کی مختلف اقسام و اصناف مراد ہیں مثلاً سفید و سیاہ، کھٹا میٹھا، چھوٹا بڑا اور سرد و گرم وغیرہ۔ ای جعل من کل نوع من الانواع الثمرات الموجودة فی الدنیا ضربین وصنفین اما فی اللون کالابیض والاسود او فی الطعم کالحلو والحامض او فی القدر کالصغیر و

موضح قرآن ف۱ چلتا ہے ٹھہری مدت تک یعنی قیامت تک یا اپنے اپنے دور تک سورج ایک برس اور چاند ایک مہینے تک پھر نیا دور شروع کرتے ہیں۔ ف۲ ہر میوہ کے جوڑے یعنی ایک قسم کا بل ایک قسم ناقص اور رات دن ایک اندھیرا ایک اجالا رنگا رنگ چیزیں بنانی نشان ہے کہ اپنی خوشی سے بنایا اگر ہر چیز خاصیت سے ہوتی تو ایک سی ہوتی۔

الکبر او فی الکیفیۃ کالحار والبارد وما اشبہ ذلك (روح ج ۱۳ ص ۱۰۱) ۵ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا ایک بین اور واضح ثبوت ہے کہ زمین کے ساتھ ساتھ واقع ٹکڑوں میں اس نے مختلف خاصیتیں ودیعت فرمادی ہیں کوئی زرخیز ہے کوئی بنجر، کوئی سخت ہے اور کوئی نرم۔ صنوان، صنو کی جمع ہے جس سے مراد وہ درخت ہے جس کی جڑ ایک ہو اور اس سے بہت سی شاخیں پھوٹ نکلیں۔ یہ بھی قدرت الٰہی کا کرشمہ ہے کہ ایک ہی زمین میں پیدا ہونے والے کھجور کے درخت بعض شاخدار ہوتے ہیں اور بعض غیر شاخدار پھر سب کو ایک ہی پانی سے سیراب کیا جاتا ہے مگر ان کا پھل کم و بیش ہوتا ہے اور بو اور ذائقہ وغیرہ میں بھی مختلف ہوتا ہے پہلی عقلی دلیل ختم ہوئی۔ دلیل کے تمام اجزاء میں حصر ہے یعنی یہ تمام امور صرف اللہ ہی کے قبضہ میں ہیں لہٰذا کارساز بھی وہی ہے۔ ۶ یہ شکوی ہے۔ عجب ای معجب یعنی اے پیغمبرؐ اگر آپ مشرکین کی اس حرکت پر متعجب ہیں کہ وہ ایک بدیہی حقیقت کا انکار کرتے ہیں اور ایسے دلائل قاہرہ کی موجودگی میں اور یہ مانتے ہوئے کہ ساری کائنات کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے پھر بھی وہ اللہ کی عاجز مخلوق کو کارساز اور حاجت روا سمجھتے ہیں تو دوبارہ جی اٹھنے سے ان کا انکار کرنا بھی کوئی کم قابل تعجب نہیں۔ وان تعجب من اتخاذ المشرکین ما لا یضرھم ولا ینفعھم الھۃ یعبدونھا مع اقرارھم بان اللہ تعالیٰ خالق السموات والارض وھو یضر وینفع وقد راوا من قدرۃ اللہ وما ضرب لھم بہ الامثال ما راوا فعجب قولھم (خازن ج ۴ ص ۴) اولئك الاغلل الخ تخویف اخروی برائے منکرین توحید وبعث۔ ۷ زجر مع شکوی۔ سیئۃ سے عذاب اور حسنہ سے عافیت مراد ہے اور قَبْلَ الْحَسَنَةِ حال ہے ای حال کونھم جاھلیھا قبل الحسنۃ یعنی یہ لوگ عذاب ہی کا مطالبہ کرتے ہیں اور عافیت تو مانگتے ہی نہیں۔ مشرکین عناد و استہزاء کی وجہ سے عذاب کا مطالبہ کرتے تھے۔ فرمایا میرے عذاب سے ڈرو وہ مانگنے کی چیز نہیں تم سے پہلے تم جیسی مکذب اور معاند قوموں کو میں نے شدید ترین عذابوں سے ہلاک کیا ہے تمہارا بھی وہی حشر ہوگا۔ ان مشرکی مکۃ کانوا یطلبون العقوبۃ بدلا من العافیۃ استہزاء منھم الخ (مظہری ج ۵ ص ۲۱۶) وَقَدْ خَلَتْ الخ جملہ حالیہ ہے والحال انہ مضت العقوبات الفاضحۃ النازلۃ علی امثالھم من المکذبین المستہزئین (روح ج ۱۳ ص ۱۰۶) ۸ باوجود اس کے کہ لوگ گناہ کرتے اور اللہ کی نافرمانی کرکے اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں مگر پھر بھی اللہ تعالیٰ تائبین سے درگذر فرماتا ہے مگر اس کا عذاب بھی بڑا ہی دردناک ہے اور وہ عذاب دینے کی قدرت بھی رکھتا ہے۔ یہ بشارت اور تخویف اخروی ہے۔ ۹ یہ شکوی ہے۔ یہ ضدی اور معاند لوگ بات اس قدر واضح اور ظاہر ہونے کے باوجود نہیں مانتے اور آپ سے معجزہ طلب کرتے ہیں۔ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ الخ جواب شکوی ہے۔ معجزہ لانا آپ کے اختیار میں نہیں۔

وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّ
اور باغ ہیں انگور کے اور کھیتیاں ہیں اور کھجوریں ہیں ایک کی جڑ دوسری سے ملی ہوئی ۵
غَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ قف وَنُفَضِّلُ
بعضی بن ملی ان کو پانی بھی ایک ہی دیا جاتا ہے ف۱ اور ہم ہیں کہ بڑھا دیتے ہیں
بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
ان میں ایک کو ایک سے میووں میں ان چیزوں میں نشانیاں ہیں
لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ④ وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ
ان کو جو غور کرتے ہیں اور اگر تو عجیب بات چاہے ۶ تو عجب ہے ان کا کہنا
ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ڛ اُولٰۗىِٕكَ
کہ کیا جب ہو گئے ہم مٹی کیا نئے سرے سے بنائے جائیں گے وہی ہیں
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ ۚ
جو منکر ہو گئے اپنے رب سے وہی ہیں کہ طوق ہیں ان کی گردنوں میں
وَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ⑤ وَ
اور وہ ہیں دوزخ والے اور اسی میں رہیں گے برابر اور
يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ
جلد مانگتے ہیں تجھ سے برائی کو ۷ پہلے بھلائی سے اور
خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ۭ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ
گزر چکے ہیں ان سے پہلے بہت سے عذاب اور تیرا رب ۸ معاف بھی کرتا ہے
لِّلنَّاسِ عَلٰي ظُلْمِهِمْ ۚ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ⑥
لوگوں کو باوجود ان کے ظلم کے اور تیرے رب کا عذاب بھی سخت ہے ف۲
وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ
اور کہتے ہیں کافر کیوں نہ اتری اس پر کوئی نشانی اس کے

۱۔ شکوی ۲

۲۔ تخویف اخروی ۲

۳۔ زجر مع شکوی ۲

۴۔ بشارت اخروی ۲

۵۔ تخویف اخروی ۲

۶۔ شکوی ۲

موضح قرآن ف۱ دوسرے مترجم کا ترجمہ اور زمین میں ٹکڑے ہیں ملے ہوئے اور انگوروں کے باغ ہیں اور کھیتیاں ہیں اور خرمے کے جھاڑ دار درخت اور بے جھاڑ ایک ہی پانی سے سینچے جاتے ہیں۔ ف۲ برائی چاہتے ہیں آگے بھلائی سے یعنی ایمان نہیں قبول کرتے کہ سب خوبی پاویں انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں عذاب لے آؤ اور پہلے ہو چکی ہیں کہاوتیں۔ یعنی عذاب ویسے جن کی کہاوتیں چلی ہیں، مثلاً یعنی عذابیں۔ مثلہ واحد سزا عذاب۔

ع ۱ ۷

رَبِّهٖ ؕ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ⑦ اَللّٰهُ

رب سے تیرا کام تو ڈر سنا دینا ہے اور ہر قوم کے لئے ہوا ہے راہ بتانے والا اللہ

يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَ

جانتا ہے ۱۰ھ جو پیٹ میں رکھتی ہے ہر مادہ اور جو سکڑتے ہیں پیٹ اور

مَا تَزْدَادُ ؕ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ⑧ عٰلِمُ الْغَيْبِ

بڑھتے ہیں اور ہر چیز کا اس کے یہاں اندازہ ہے جاننے والا پوشیدہ

وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ⑨ سَوَآءٌ مِّنْكُمْ

اور ظاہر کا ۱۱ھ سب سے بڑا برتر برابر ہے تم میں

مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۭ

جو آہستہ بات کہے اور جو کہے پکار کر اور جو چھپ رہا ہے

بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ⑩ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ

رات میں اور جو گلیوں میں پھرتا ہے دن کو ف۱ اس کے پہرے والے ہیں بندہ کے

يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

آگے سے ۱۲ھ اور پیچھے سے اس کی نگہبانی کرتے ہیں اللہ کے حکم سے اللہ ۱۳ھ

لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاِذَآ

نہیں بدلتا کسی قوم کی حالت کو جب تک وہ نہ بدلیں جو ان کے جیوں میں ہے اور جب

اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ

چاہتا ہے اللہ کسی قوم پر آفت پھر وہ نہیں پھرتی اور کوئی نہیں ان کا اسکے سوا

مِنْ وَّالٍ ⑪ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا

مددگار ف۲ وہی ہے کہ تم کو دکھلاتا ہے بجلی ڈر کو اور امید کو

وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ⑫ ۚ وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ

اور اٹھاتا ہے بادل بھاری اور پڑھتا ہے گرجنے والا خوبیاں اس کی

آپ اللہ کے سچے رسول ہیں آپ کا کام اللہ تعالیٰ کا پیغام ان تک پہنچانا ہے جس طرح پہلے انبیاء اپنی قوموں کو اللہ کا پیغام دیتے اور انہیں اللہ کی توحید کی طرف بلاتے رہے۔ (وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ) من الانبياء يهديهم الى الدين ويدعوهم الى الله الخ (مدارک ج ۲ ص۱۸۷) پہلی عقلی دلیل دعویٰ اولیٰ (اللہ کے سوا کوئی کارساز نہیں) کے لئے تھی اور یہاں تک بشارتیں، تخویفیں، زجریں اور شکوے بھی اسی دعویٰ سے متعلق تھے۔ ۱۰ھ یہ دوسری عقلی دلیل ہے اور دوسرے دعوے کو ثابت کر رہی ہے یعنی اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی اسرار و خفیات کا عالم ہے، اسے معلوم ہے کہ مادہ کے پیٹ میں کیا ہے، نر یا مادہ، کالا یا گورا، کامل یا ناقص، سعید یا شقی وغیرہ وغیرہ۔ مَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ۔ غاض اور ازداد دونوں لازم بھی ہیں اور متعدی بھی یہاں دونوں بن سکتے ہیں۔ اگر دونوں لازم ہوں تو ما لامحالہ مصدریہ ہے اور اگر متعدی ہوں تو ما مصدریہ ہوگا یا موصولہ یا موصوفہ (روح)، رحموں کے گھٹانے اور بڑھانے سے یا تو بچوں کی تعداد میں کمی بیشی مراد ہے یا مدت حمل میں کمی بیشی۔ المراد عدد الولد فانها تشتمل على واحد واثنين وثلثة واربعة . . . ومدة الولادة فانها تكون اقل من تسعة اشهر وازيد عليها (مدارک ج ۲ ص۱۸۷)

۱۱ھ جو چیزیں انسانوں پر ظاہر ہیں اور جو ان سے پوشیدہ ہیں اللہ تعالیٰ کو وہ سب معلوم ہیں اَلْكَبِيْرُ ایسا عظیم الشان کہ تمام صفات کمال اس میں موجود ہیں اَلْمُتَعَالِ ہر چیز سے برتر اور صفات مخلوقات سے مبرا اور پاک۔ سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ جو شخص آہستہ باتیں کرتا ہے اور جو شخص بلند آواز سے گویا ہوتا ہے یا جو شخص رات کی تاریکی میں چھپا بیٹھا ہے اور جو شخص دن کو راستہ میں چل رہا ہے یہ سب اللہ تعالیٰ کے نزدیک یکساں ہیں اور وہ یکساں طور پر سب کو جانتا ہے۔ اور اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ ۱۲ھ یہ تخویف دنیوی ہے۔ لَهٗ کی ضمیر کا مرجع مَنْ اَسَرَّ الخ ہے یعنی ہر انسان کی حفاظت کے لئے محافظ فرشتے مقرر ہیں الضمير راجع الى من تقدم ممن اسر بالقول وجهر به (روح ج ۱۳ ص۱۱۱) یا ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے یعنی اللہ کے ایسے فرشتے بھی ہیں جو انسانوں کی حفاظت پر مقرر ہیں۔ ای لله ملائكة يتعاقبون بالليل والنهار (خازن و معالم ج ۴ ص و قرطبی ج ۹ ص۲۹۱)، مُعَقِّبٰتٌ۔ معقبة کی جمع ہے مراد فرشتوں کی جماعتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے انسان کی حفاظت کے لئے مقرر کی ہوئی ہیں۔ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ میں مِنْ سببیہ ہے یعنی وہ اللہ کے حکم سے انسان کی حفاظت کرتے ہیں۔ ومن للسببية اى يحفظونه من المضار بسبب امر الله تعالى لهم بذلك (روح ج ۱۳ ص۱۱۳) يحفظونه من اجل امر الله تعالى اى من اجلات الله امرهم بحفظه (مدارک ج ۲ ص۱۸۷)، ۱۳ھ پہلے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے تمام اعمال سے واقف ہے پھر فرمایا اس نے بندوں پر محافظ فرشتے مقرر کر رکھے ہیں اب بندوں کو لزوم طاعت اور اجتناب از معصیت کی تنبیہ فرمائی اور ساتھ نافرمانی اور معصیت کے وبال سے آگاہ فرما دیا (روح)، مَا بِقَوْمٍ میں مَا موصوفہ ہے اور مراد نعمت و عافیت ہے۔ مَا بِاَنْفُسِهِمْ میں بھی مَا موصوفہ ہے اور مراد احوال صالحہ ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے جس قوم کو کسی

موضح قرآن ف۱ یعنی جو اپنا کام رات کو چھپاوے یا دن کو ظاہر کرے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک برابر ہے۔ ف۲ یعنی اللہ اپنی نگہبانی اور مہربانی سے محروم نہیں کرتا کسی قوم کو جو ہمیشہ اس کی طرف سے رہی ہے۔ جب تک وہ اپنی چال اللہ کے ساتھ نہ بدلیں۔

وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ
اور سب فرشتے اس کے ڈر سے اور بھیجتا ہے کڑک بجلیاں

فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ۚ
پھر ڈالتا ہے جس پر چاہے اور یہ لوگ جھگڑتے ہیں اللہ کی بات میں

وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ⑬ لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ۭ وَالَّذِيْنَ
اور اس کی آن سخت ہے اسی کا پکارنا سچ ہے ۱۵ ف۱ اور جن لوگوں کو

يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ
کہ پکارتے ہیں اس کے سوا ۱۶ وہ نہیں کام آتے ان کے کچھ بھی

اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ
مگر جیسے کسی نے پھیلائے دونوں ہاتھ پانی کی طرف کہ آ پہنچے اس کے منہ تک اور وہ کبھی

بِبَالِغِهٖ ۭ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ⑭ وَلِلّٰهِ
پہنچے گا اس تک اور جتنی پکار ہے کافروں کی سب گمراہی ہے ف اور اللہ کو

يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّ
سجدہ کرتا ہے ۱۷ جو کوئی ہے آسمان میں خوشی سے اور زور سے اور

ظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ⑮ السجدۃ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ
ان کی پرچھائیاں صبح اور شام ف۲ ۱۸ پوچھ کون ہے رب آسمان

وَالْاَرْضِ ۭ قُلِ اللّٰهُ ۭ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖٓ
ور زمین کا ۱۹ کہہ دے اللہ ہے کہہ ۲۰ کیا پھر تم نے پکڑے ہیں اس کے سوا

اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ۭ قُلْ
ایسے حمایتی جو مالک نہیں اپنے بھلے اور برے کے کہہ

هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ڏ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي
کیا برابر ہوتا ہے اندھا اور دیکھنے والا یا کہیں برابر ہے

نعمت وبرکت سے نوازا ہوا اس وقت تک ان سے اس کو سلب نہیں کرتا جب تک وہ لوگ اپنی بداعمالیوں اور معصیتوں کی وجہ سے خود اپنا استحقاق ضائع نہ کردیں۔ اور جب کسی قوم کی بداعمالیوں کی بنا پر اللہ تعالیٰ اسے تباہ وبرباد کرنے کا ارادہ فرمالے تو پھر اسے کوئی روک نہیں سکتا اور نہ ان کو اس کے عذاب سے کوئی بچا سکتا ہے۔ **۱۴** یہ تیسری عقلی دلیل ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کے درمیان جَوّ (فضا) پر اپنے اقتدار اعلیٰ اور تسلط کامل کا ذکر فرمایا ہے۔ بادل، بادلوں سے مینہ برسانا اور بادلوں کی گرج چمک سب اسی کے اختیار میں ہے خَوْفًا وَّطَمَعًا جب بجلی چمکتی ہے تو لوگوں کے دلوں میں خوف اور طمع کے ملے جلے جذبات موجزن ہوتے ہیں خوف اس لئے ہوتا ہے کہ کہیں بجلی گرکر تباہی نہ مچادے اور ساتھ ہی باران رحمت کے نزول کی امید بھی ہوتی ہے۔ وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ رعد اس فرشتے کا نام ہے جو بادلوں پر مؤکل ہے رعد فرشتہ اور اس کے علاوہ دیگر فرشتے اللہ تعالیٰ کی ہیبت سے اس کی تسبیح وتقدیس میں لگے رہتے ہیں۔ جب وہ چاہتا ہے آسمانی بجلی بھیج دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے اس سے ہلاک کردیتا ہے۔ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ الخ زجر برائے مشرکین ہے اللہ تعالیٰ ایسے جلال وجبروت اور ایسی طاقت و سطوت کا مالک ہے مگر معاندین پھر بھی صفات الوہیت میں اسے یکتا ویگانہ نہیں مانتے۔ **۱۵** یہ مذکورہ تین دلائل عقلیہ کا ثمرہ ہے ظرف کی تقدیم مفید حصر ہے۔ دعوة الحق سے اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی خالص پکار مراد ہے۔ قال علی رضی اللہ عنه دعوة الحق التوحید قال ابن عباس شهادة ان لا اله الا الله (خازن ومعالم ج ۴ ص ۳) یعنی دلائل بالا سے ثابت ہوگیا کہ سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں تو پھر خوف ورجا میں صرف اللہ ہی کو پکارو۔ قیل دعوة الحق دعاؤه عند الخوف فانه لا یدعی فيه الا اياه كما قال ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ قال الماوردی وھو اشبه بسیاق الاٰية (قرطبی ج ۹ ص ۳۰۰) **۱۶** یہاں ایک تمثیل سے سمجھایا کہ مشرکین جن معبودان باطلہ کو پکارتے ہیں ان کو پکارنا اور ان سے حاجت برآری کی استدعا کرنا بالکل بے سود اور رائیگاں ہے۔ غیر اللہ کو پکارنے کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے ایک پیاسا پانی کو ہاتھ سے اشارہ کرکے اپنی طرف بلائے تاکہ پانی خود بخود اس کے منہ میں پہنچ کر اس کی پیاس بجھائے بعینہ یہی حال مشرک کا ہے جس طرح پانی کو بلانا بے فائدہ ہے اسی طرح غیر اللہ کو حاجات ومشکلات میں پکارنا بے سود ہے۔ جس طرح پانی میں بلانے والے کی آواز کا شعور نہیں اور نہ اس کی ضرورت وحاجت کا احساس ہے اسی طرح معبودان باطلہ بھی اپنے پکارنے والوں کی پکار اور ان کی حاجات ومصائب سے بے خبر ہیں۔

۱۔ ثمرہ دلائل مذکورہ ۳

۲۔ مثال معبودان باطلہ ۱۲

۳۔ چوتھی عقلی دلیل متعلق بدعویٰ اولیٰ

۴۔ پانچویں عقلی دلیل علی سبیل الاعتراف من الخصم ۱۲

السجدة ۱۳

۵۔ ثمرہ دوم برائے دلائل مذکورہ بطور زجر والتزام ۱۲

موضح قرآن ف۱ کافر جن کو پکارتے ہیں بعضے خیال ہیں بعضے جن ہیں اور بعضے چیزیں ہیں کہ ان میں کچھ خواص ہیں لیکن اپنے خواص کے مالک نہیں پھر کیا حاصل ان کا پکارنا جیسے آگ یا پانی اور شاید ستارے بھی اسی قسم میں ہوں یہ اس کی مثال فرمائی۔ ف۲ جو اللہ پر یقین لایا خوشی سے سر رکھتا ہے اس کے حکم پر اور جو نہ یقین لایا آخر اس پر بھی اسی کا حکم جاری ہے اور پرچھائیاں صبح وشام زمین پر پسر جاتی ہیں یہی ہے ان کا سجدہ۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی او را سزد کہ بجناب او نیاز کنند و مدعا طلبند و او اجابت فرماید ۱۲ ف۲ کافران ومنافقان ناخواہان سجدہ میکنند نزدیک شدت یا ترس شمشیر وفرشتگان ومسلمانان خواہان ۱۲۔

وَمَا دُعَآءُ الۡكٰفِرِيۡنَ اِلَّا فِىۡ ضَلٰلٍ کافروں کا غیر اللہ کو پکارنا سراسر گمراہی ہے اور بالکلیہ بے سود اور رائیگاں ہے۔ **ف۱۷** یہ چوتھی عقلی دلیل ہے جو پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ فرشتے اور جن وانس سب اللہ تعالیٰ ہی کے آگے جھکتے ہیں اور سب اسی کو سجدہ کرتے ہیں فرشتے اور مؤمنین رضامندی اور رغبت سے اور کفار و مشرکین مجبوراً جب مصائب و شدائد میں گھر جائیں طوعا یعنی الملائکۃ والمؤمنین وکرھا یعنی المنافقین والکافرین فی حال الشدۃ والضیق (مدارک ج ۲ ص ۱۹۹) اور ان کے سائے بھی صبح و شام اسی کے سامنے سربسجود ہوتے ہیں۔ جب ہر چیز اللہ تعالیٰ کی مطیع و منقاد ہے اور سب اسی کے زیر تصرف و اقتدار ہیں تو معلوم ہوا کہ سب کچھ کرنے والا اور سب کا کارساز بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ **ف۱۸** یہ پانچویں عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم اور یہ ماقبل سے اقویٰ ہے کیونکہ مشہور ہے اصح الشھادات ما یشھد بہ الاعداء مشرکین مانتے تھے کہ زمین و آسمان کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہے قُلِ اللّٰهُ یہاں ہمزہ استفہام تقریری محذوف ہے قُلْ ءَ اَللّٰهُ یعنی اللہ ہی ہے اور کوئی نہیں **ف۱۹** یہ دلائل مذکورہ پر دوسرا ثمرہ ہے بطور زجر و الزام۔ مذکورہ دلائل سے واضح اور ثابت ہوگیا کہ ساری کائنات کا خالق و مالک اور متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے مگر اس کے باوجود تم نے اللہ کی عاجز مخلوق اور اس کے بے بس بندوں کو کارساز اور حاجت روا بنا لیا جو تمہیں نفع و نقصان تو کیا پہنچائیں گے وہ تو اپنے نفع و نقصان کا اختیار بھی نہیں رکھتے۔ تم تو بالکل ہی عقل کے اندھے ہو۔ آپ فرما دیجئے کہ اندھا اور بینا برابر نہیں ہو سکتے اور نہ اندھیرا اور روشنی برابر ہو سکتی ہے اَعۡمٰى (اندھے) سے مراد مشرک ہے جو وضوح دلائل کے باوجود توحید کو نہیں مانتے اور بَصِيۡرٌ (بینا) سے مراد موحد ہے اسی طرح ظلمات سے کفر و شرک کے اندھیرے اور نور سے توحید کی روشنی مراد ہے۔ **ف۲۰** کیا انہوں نے ایسوں کو اللہ کا شریک بنایا ہے جنہوں نے اللہ کی مخلوق کی مانند کوئی مخلوق پیدا کی ہے اس لئے ان پر معاملہ مشتبہ ہوگیا ہے اور انہوں نے ان کو مستحق الوہیت سمجھ لیا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور جن کو انہوں نے اللہ کا شریک بنایا ہے ان کے بارے میں خود انہیں تسلیم ہے کہ انہوں نے کچھ بھی پیدا نہیں کیا۔ لہٰذا وہ معبود اور الٰہ ہونے کا استحقاق بھی نہیں رکھتے۔ **ف۲۱** یہ چھٹی دلیل عقلی ہے۔ اس میں معبود برحق اور معبود باطل کی مثال بیان کی گئی ہے یعنی معبودانِ باطلہ مثل جھاگ کے ہیں جو فنا ہو جائیں گے اور معبود حق باقی رہے گا۔ معبود حق کی مثال پانی اور سونے کی ہے اور معبود باطل کی مثال جھاگ کی ہے۔ جب بارش برستی ہے اور وادیوں سے سیلاب گذرتا

الظُّلُمٰتُ وَالنُّوۡرُ ۚ اَمۡ جَعَلُوۡا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوۡا

اندھیرا اور اجالا کیا ٹھہرائے ہیں انہوں نے اللہ کے لئے شریک ۲۰ کہ انہوں نے کچھ

كَخَلۡقِهٖ فَتَشَابَهَ الۡخَلۡقُ عَلَيۡهِمۡ ؕ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ

پیدا کیا ہے جیسے پیدا کیا اللہ نے پھر مشتبہ ہوگئی پیدائش ان کی نظر میں کہہ اللہ ہے پیدا کرنے والا

كُلِّ شَىۡءٍ وَّهُوَ الۡوَاحِدُ الۡقَهَّارُ ⑯ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ

ہر چیز کا اور وہی ہے اکیلا زبردست اتارا اس نے آسمان سے ۲۱

مَآءً فَسَالَتۡ اَوۡدِيَةٌ ۢ بِقَدَرِهَا فَاحۡتَمَلَ السَّيۡلُ زَبَدًا

پانی پھر بہنے لگے نالے اپنی اپنی موافق پھر اوپر لے آیا وہ نالا جھاگ

رَّابِيًا ؕ وَمِمَّا يُوۡقِدُوۡنَ عَلَيۡهِ فِى النَّارِ ابۡتِغَآءَ حِلۡيَةٍ

پھولا ہوا اور جس چیز کو دھونکتے ہیں ۲۲ آگ میں واسطے زیور کے

اَوۡ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثۡلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ يَضۡرِبُ اللّٰهُ الۡحَقَّ وَ

یا اسباب کے اس میں بھی جھاگ ہے ویسا ہی یوں بیان کرتا ہے اللہ حق اور

الۡبَاطِلَ ؕ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذۡهَبُ جُفَآءً ۚ وَاَمَّا مَا

باطل کو سو وہ جھاگ تو جاتا رہتا ہے سوکھ کر اور وہ جو

يَنۡفَعُ النَّاسَ فَيَمۡكُثُ فِى الۡاَرۡضِ ؕ كَذٰلِكَ يَضۡرِبُ اللّٰهُ

کام آتا ہے لوگوں کے سو باقی رہتا ہے زمین میں اس طرح بیان کرتا ہے اللہ

الۡاَمۡثَالَ ؕ ⑰ لِلَّذِيۡنَ اسۡتَجَابُوۡا لِرَبِّهِمُ الۡحُسۡنٰى ؕ وَ

مثالیں فـ۱ جنہوں نے ۲۳ مانا اپنے رب کا حکم ان کے واسطے بھلائی ہے اور

الَّذِيۡنَ لَمۡ يَسۡتَجِيۡبُوۡا لَهٗ لَوۡ اَنَّ لَهُمۡ مَّا فِى الۡاَرۡضِ

جنہوں نے اس کا حکم نہ مانا اگر ان کے پاس ہو جو کچھ زمین میں ہے

جَمِيۡعًا وَّمِثۡلَهٗ مَعَهٗ لَافۡتَدَوۡا بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمۡ

سارا اور اتنا ہی اس کے ساتھ اور تو سب دیویں اپنے بدلہ میں ان لوگوں کے لئے ہے

۲۱ یہ چھٹی عقلی دلیل ہے اور معبود حق اور معبود باطل کی مثال ہے ۱۲

۲۳ بشارت اخروی ۱۲

۲۴ تخویف اخروی ۱۲

وقف النبی علیہ السلام

موضح قرآن **ف۱** یعنی آسمان سے دینِ حق اترتا ہے تو ہر ایک اپنی استعداد کے موافق فیض لیتا ہے۔ پھر حق اور باطل بھڑتا ہے تو میل اُبھر آتی ہے۔ جیسے مینہ کا پانی زمین میں مل کر یا روپے تانبے کو دھکا کر میل اُبھرتی ہے۔ آخر جھاگ کو بنیاد نہیں اور کام کی چیز کو بنیاد ہے۔ یہاں حق اور باطل بھڑنا دنیا کی لڑائی مراد ہے۔ آخر حق غالب ہے یا ہر ایک کے دل میں حق و باطل بھڑتا ہے۔ آخر حق اس باطل کو مٹا کر صاف حق رہتا ہے۔

فتح الرحمن ۱۲ **ف۱** یعنی لابد است کہ در ہر جنس خیر و شر باشد ہمچنین لابد است کہ در آدمیان نیکو کاران و بدکاران باشند لیکن نیکو کاران را مستقر می سازد و کار ایشان را پیش می برد و بدکاران را ہلاک میکند ۱۲۔

ہے تو پانی کے اوپر جھاگ آجاتی ہے پانی زمین میں ٹھہر جاتا ہے جس سے وہ زرخیز بن جاتی ہے اور جھاگ بیکار ہو جاتی ہے اسی طرح جب آگ پر سونا گلاتے ہیں تو سونا نیچے بیٹھ جاتا ہے اور میل کچیل اوپر آجاتی ہے جو پھینک دی جاتی ہے۔ یا یہ حق و باطل یعنی اسلام و کفر اور توحید و شرک کی مثال ہے۔ باطل کو بیکار جھاگ سے اور حق کو خالص پانی اور خالص دھاتوں سے تشبیہ دی گئی جو کارآمد اور پائیدار ہیں۔ ان المثلین ضربهما الله للحق فی ثباته والباطل فی اضمحلاله (قرطبی ج ۹ ص ۳۰۵)

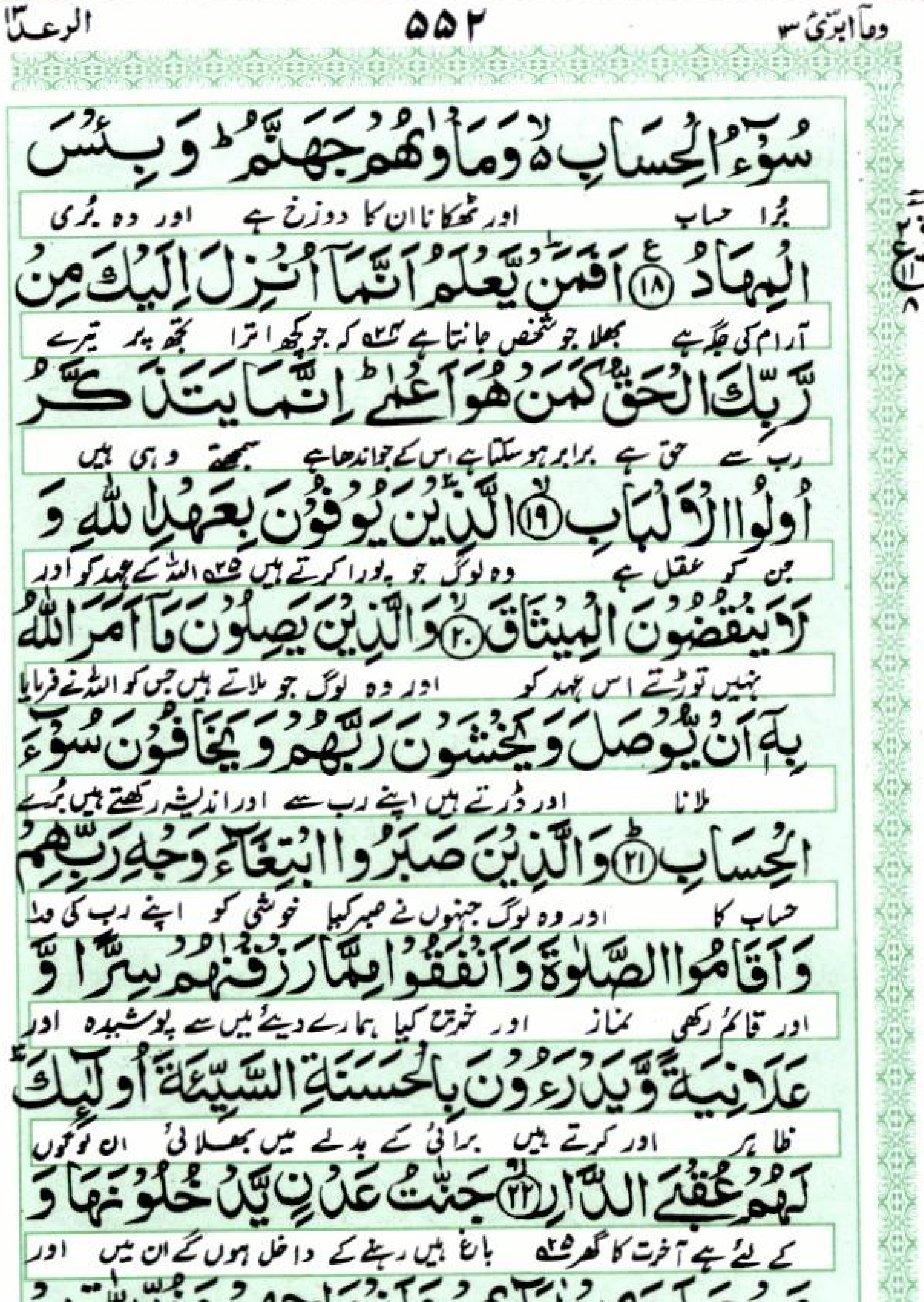

سُوْٓءُ الْحِسَابِ ۙ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ
بُرا حساب اور ٹھکانا ان کا دوزخ ہے اور وہ بُری
الْمِهَادُ ⑱ اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ
آرام کی جگہ ہے بھلا جو شخص جانتا ہے ۲۴ کہ جو کچھ اترا تجھ پر تیرے
رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ۭ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ
رب سے حق ہے برابر ہو سکتا ہے اس کے جو اندھا ہے سمجھتے وہی ہیں
اُولُوا الْاَلْبَابِ ⑲ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ
جن کو عقل ہے وہ لوگ جو پورا کرتے ہیں ۲۵ اللہ کے عہد کو اور
لَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ⑳ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ
نہیں توڑتے اس عہد کو اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں جس کو اللہ نے فرمایا
بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْۗءَ
ملانا اور ڈرتے ہیں اپنے رب سے اور اندیشہ رکھتے ہیں بُرے
الْحِسَابِ ۭ ㉑ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَاۗءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ
حساب کا اور وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا خوشی کو اپنے رب کی رضا
وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ
اور قائم رکھی نماز اور خرچ کیا ہمارے دیئے میں سے پوشیدہ اور
عَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰۗىِٕكَ
ظاہر اور کرتے ہیں برائی کے بدلے میں بھلائی ان لوگوں
لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ㉒ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَ
کے لئے ہے آخرت کا گھر ۲۶ باغ ہیں رہنے کے داخل ہوں گے ان میں اور
مَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَاۗىِٕهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ
جو نیک ہوئے ان کے باپ دادوں میں اور جوروؤں میں اور اولاد میں

۱ے یہ مذکورہ بالا بشارت اور تخویف پر مترتب ہے ۱۲

۲ے مستحق بشارت جماعت کے اوصاف ۱۲

۳ے بشارت کا اعادہ ۱۲

۲۲ وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ خبر مقدم زَبَدٌ مِّثْلُهٗ مبتدا مؤخر۔ جُفَاۗءً بیکار۔ **۲۳** بشارت اخروی ان لوگوں کے لئے جنہوں نے ایمان قبول کر لیا اور توحید و رسالت کو مان لیا۔ اجابوا لما دعاهم الله من التوحيد والنبوات (قرطبی)، وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا الخ نہ ماننے والوں کے لئے تخویف اخروی۔ **۲۴** یہ بشارت اور تخویف مذکور پر بطور لف و نشر مرتب متفرع ہے۔ یعنی جو شخص یقین رکھتا ہو کہ اللہ کی طرف سے جو کچھ نازل ہوا ہے وہ سراپا حق ہے۔ یہ بشارت پر متفرع ہے۔ کیا وہ اس شخص کی مانند ہو سکتا ہے جو دل کا اندھا اور مشرک ہو۔ یہ تخویف پر متفرع ہے۔ استفہام انکاری ہے یعنی یہ دونوں شخص ہرگز برابر نہیں ہو سکتے۔ عقلمند اور بصیرت والے لوگ خوب سمجھتے ہیں کہ وہ برابر نہیں ہو سکتے۔ **۲۵** یہ اولوا الالباب کی صفت ہے اور اس میں جماعت مبشرہ کے اوصاف مذکور ہیں عَهْدَ اللّٰهِ سے اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کے احکام مراد ہیں ای بجمیع عهود الله وهی اوامره ونواهيه التی وصی بها عبيده۔۔۔ (قرطبی ج ۹ ص ۳۰۷)، یا اس سے توحید اور دین حق کے وہ دلائل مراد ہیں جو ان کی فطرت سلیمہ میں ودیعت ہیں۔ وعن القفال حمله علی ما فی جبلتهم وعقولهم من دلائل التوحيد والنبوات الی غير ذلك (روح ج ۱۳ ص ۱۳۹)۔ ابتغاء مفعول لہ ہے وہ مصائب و بلیات میں جزع فزع کا اظہار نہیں کرتے بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے صبر و استقامت کو اپنا شعار بناتے ہیں۔ وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وہ اپنی ذات کے لئے کسی سے انتقام نہیں لیتے بلکہ برائی کا بدلہ احسان سے دیتے ہیں۔ **۲۶** یہ بشارت اخروی کا اعادہ ہے وَمَنْ صَلَحَ الخ مذکورہ بالا اتقیاء کے جو رشتہ دار بحالت ایمان دنیا سے رخصت ہوئے مگر تقویٰ کے اس مقام پر نہ پہنچ سکے ان کی وجہ سے ان کو بھی اللہ تعالیٰ بلند درجات عطا فرمائے گا۔ صَلَحَ سے ایمان و تصدیق مراد ہے قال ابن عباس هذا الصلاح الايمان بالله والرسول (قرطبی ج ۹ ص ۳۱۲) معنیٰ صلح صدق وآمن ووحد (خازن ج ۴ ص ۱۹)، سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ سے پہلے يَقُوْلُوْنَ مقدر ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بطلب رضای او ۱۲۔

وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ㉓ سَلٰمٌ
اور فرشتے آئیں ان کے پاس ہر دروازے سے کہیں گے سلامتی
عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ㉔ وَالَّذِيْنَ
تم پر بدلے اس کے کہ تم نے صبر کیا سو خوب ملا عاقبت کا گھر اور جو لوگ
يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ
توڑتے ہیں ؃ عہد اللہ کا مضبوط کرنے کے بعد اور قطع کرتے ہیں
مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۙ
اس چیز کو جس کو فرمایا اللہ نے جوڑنا اور فساد اٹھاتے ہیں ملک میں
اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ㉕ اَللّٰهُ يَبْسُطُ
ایسے لوگ ان کے واسطے ہے لعنت اور ان کے لئے ہے برا گھر اللہ کشادہ کرتا ہے
الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۭ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ
روزی ؄ جس کو چاہے اور تنگ کرتا ہے اور فریفتہ ہیں دنیا کی زندگی پر
وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ㉖ وَيَقُوْلُ
اور دنیا کی زندگی کچھ نہیں آخرت کے آگے مگر متاع حقیر اور کہتے ہیں
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قُلْ
کافر ؅ کیوں نہ اتری اس پر کوئی نشانی اس کے رب سے تو کہدے
اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ㉗
اللہ گمراہ کرتا ہے جس کو چاہے اور راہ دکھاتا ہے اپنی طرف اس کو جو رجوع ہوا ف۱
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ۭ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ
وہ لوگ جو ایمان لائے اور چین پاتے ہیں ان کے دل اللہ کی یاد سے ؆ سنتا ہے اللہ کی یاد ہی سے
تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ㉘ ۭ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
چین پاتے ہیں دل جو لوگ ایمان لائے اور کام کئے اچھے

۲۷ مستحق وعید جماعت کے اوصاف ۱۲

۲۸ ساتویں عقلی دلیل ۱۲

۲۹ اعادہ شکوی مذکورہ ۱۲

ع ۹ ۳

۲۷ؐ یہ مستحق وعید جماعت کے اوصاف ہیں جو پہلی جماعت کی ضد ہے۔ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ الخ یہ تخویف اخروی کا اعادہ ہے۔ **۲۸ؐ** یہ ساتویں عقلی دلیل ہے۔ ساری کائنات کا روزی رساں اللہ تعالیٰ ہے۔ روزی کی کمی بیشی بھی اسی کے اختیار میں ہے۔ اگر کسی کے پاس دولت وافر آجائے تو یہ اس کا کمال نہیں بلکہ محض اللہ کی دَین ہے اس پر اسے مغرور نہیں ہونا چاہئے۔ وَفَرِحُوْا الخ دنیوی مال و دولت کی وجہ سے وہ خوش ہیں اور دولت کے غرور میں حق کا انکار کر رہے ہیں اور آخرت کی پروا نہیں کرتے حالانکہ دنیوی ساز و سامان اور مال و متاع آخرت کے مقابلے میں نہیں حقیر اور قلیل ہے۔ مَتَاعٌ کی تنوین تقلیل و تحقیر کے لئے ہے۔ **۲۹ؐ** یہ پہلے مذکورہ شکوی کا اعادہ ہے۔ یعنی اس پیغمبر پر ہمارا طلبیدہ معجزہ کیوں نہیں نازل کیا جاتا یہ کفار کی انتہائی ضد اور ہٹ دھرمی تھی کہ بڑے بڑے معجزے دیکھ کر بھی ایمان نہ لائے اور مزید معجزوں کا مطالبہ محض عناد و مکابرہ کی وجہ سے کرنے لگے۔ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ الخ جواب شکوی ہے یعنی تمہیں مزید معجزہ دکھانے سے کوئی فائدہ نہیں تم ضدی اور معاند ہو تم پھر بھی نہیں مانوگے ہدایت صرف وہی لوگ پاتے ہیں جن میں انابت ہو اور وہ ہدایت پانے کا سچا جذبہ رکھتے ہوں۔ **۳۰ؐ** یہ مَنْ اَنَابَ کی صفت ہے۔ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ ادخال الٰہی ہے۔ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ بشارت اخروی ہے۔

موضح قرآن

ف۱ یعنی حق تعالیٰ کو ضرور نہیں کہ سب کو راہ پر لاوے یا نشانیاں بھیج کر ہر طرح ہدایت دے بلکہ یہی منظور ہے کہ کوئی بچلے اور کوئی راہ پائے سو جس کے دل میں رجوع آ گئی نشان ہے کہ اس کو سمجھانا چاہا۔

فتح الرحمٰن **ف۱** مترجم گوید یعنی از قسمی کہ درخواست میکردند واللہ اعلم ۱۲۔

۳۱ھ یہ پہلی دلیل دی ہے اور کاف بیانِ کمال کے لئے ہے۔ یعنی یہ ہمارا کمال ہے کہ ہم نے آپ کو ایسے لوگوں میں مبعوث فرمایا ہے جن سے پہلے کئی اُمتیں گذر چکی ہیں تاکہ آپ ان کو ہمارا وہ پیغام سنا دیں جو ہم نے ذریعۂ وحی آپ پر نازل کیا ہے اور وہ پیغام یہ ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اللہ کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں۔ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ کفر سے کفرانِ نعمت مراد ہے یعنی خدائے رحمان نے ان کے پاس پیغمبر بھیجا اور اس پر قرآن نازل کیا جس میں ان کی دنیوی اور دینی سعادت تھی مگر انہوں نے اس نعمتِ عظمیٰ کا شکر ادا کیا اور انہیں نہ مانا (روح)، یا کفر سے انکار مراد ہے یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی صفت رحمٰن کا انکار کرتے ہیں

طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ﴿۲۹﴾ كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْۤ

خوش حالی ہے ان کے واسطے اور اچھا ٹھکانا اسی طرح ۳۱ھ تجھ کو بھیجا ہم نے ایک

اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَاۤ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَاۡ عَلَيْهِمُ

اُمت میں کہ گذر چکی ہیں اس سے پہلے بہت امتیں تاکہ سنا دے تو ان کو

الَّذِيْۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ؕ

جو حکم بھیجا ہم نے تیری طرف اور وہ منکر ہوتے ہیں رحمٰن سے

قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ

تو کہہ وہی رب میرا ہے کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اسی کی

مَتَابِ ﴿۳۰﴾ وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ

طرف آتا ہوں رجوع کر کے ف۱ اور اگر کوئی قرآن ہوا ہوتا ۳۲ھ کہ چلیں اس سے پہاڑ یا

قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ؕ بَلْ لِّلّٰهِ

ٹکڑے ہووے اس سے زمین یا بولیں اس سے مُردے تو کیا ہوتا بلکہ سب کام تو

الْاَمْرُ جَمِيْعًا ؕ اَفَلَمْ يَايْـَٔسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ لَّوْ

اللہ کے ہاتھ میں ہیں سو کیا خاطر جمع نہیں ۳۳ھ ایمان والوں کو اس پر کہ اگر

يَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ

چاہے اللہ تو راہ پر لائے سب لوگوں کو اور برابر پہنچتا رہے گا ۳۴ھ

كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا

منکروں کو ان کی کرتوت پر صدمہ یا اترے گا ان کے

مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ

گھر سے نزدیک ف۲ جب تک کہ پہنچے وعدہ اللہ کا بے شک اللہ خلاف نہیں کرتا

الْمِيْعَادَ ﴿۳۱﴾ ع وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ

اپنا وعدہ ف۳ اور ٹھٹھا کر چکے ہیں ۳۵ھ کتنے رسولوں سے تجھ سے پہلے

ع ۴ ۵ ۱۰

سے یہ پہلی دلیل دی ۱۲

سے ترجمہ متعلق بہ شکوی سابقہ ۱۲

سے تخویف دنیوی ۱۲

سے یعنی پر برابر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ۱۲

حضرت ابنِ عباس فرماتے ہیں حضور علیہ السلام نے مشرکین سے فرمایا رحمٰن کو سجدہ کرو وہ بولے رحمٰن کون ہے جسے ہم سجدہ کریں قال لھما لنبی صلی اللہ علیہ وسلم اسجدوا للرحمٰن قالوا وما الرحمٰن فنزلت قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (قرطبی ج ۹ ص ۳۱۸)۔ ۳۲ھ یہ زجر ہے اور شکوی مذکورہ سے متعلق ہے لو کا جواب كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى کے بعد لَا يُؤْمِنُوْنَ محذوف ہے یہ کفار ضد و عناد اور مکابرہ کی اس حد تک پہنچ چکے ہیں کہ کسی معجزہ کا ان پر اثر نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ اگر قرآن کی تاثیر سے پہاڑ چل پڑیں یا زمین میں شگاف پڑ جائیں یا مردے زندہ ہو کر باتیں کرنے لگیں تو بھی وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ ضد و عناد کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے اور ان سے توفیق ہدایت سلب کی جا چکی ہے۔ ھٰذا متصل بقولہ لَوْلَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ (قرطبی)۔ ۳۳ھ يَيْئَسْ بمعنی يَعْلَمُ ہے قشیری نے حضرت ابن عباس سے، فراء نے کلبی سے اور جوہری نے صحاح میں نقل کیا ہے ای افلم یعلموا (خازن و قرطبی وغیرہما)، یعنی ہدایت دینا نہ دینا تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے لیکن وہ محل دیکھتا ہے قلب منیب کو ہدایت کی توفیق دیتا ہے اور معاندین کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے۔ اگر وہ چاہتا تو سب لوگوں کو ہدایت قبول کرنے پر مجبور کر دیتا مگر یہ اس کی حکمت بالغہ کے خلاف ہے اس طرح امتحان و ابتلاء کا موقع ختم ہو جاتا ہے۔ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا کے بعد وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ مقدر ہے بقرینہ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَاۤ اٰتٰىكُمْ (مائدہ ع ۷)، ۳۴ھ یہ تخویف دنیوی ہے۔ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سے کفار مکہ مراد ہیں بِمَا صَنَعُوْا کفر و عناد اور انکار و طغیان کی وجہ سے قَارِعَةٌ دل ہلا دینے والی مصیبت الذین کفروا من اھل مکة علی ما روی عن مقاتل تصیبھم بما صنعوا بسبب ما صنعوا من الکفر والتمادی فیه . . . قارعة الرزیة التی تقرع قلب صاحبها (روح ج ۱۳ ص ۱۵۸)

موضح قرآن ف۱ یعنی گناہوں سے چھوٹ کر وہ منکر ہوتے ہیں رحمٰن سے عرب کے لوگ اللہ تعالیٰ کا نام رحمٰن نہ بولتے تھے جب قرآن میں یہ نام سنا کہنے لگے تو نے اپنا ایک معبود چھوڑ کر دوسرا پکڑا فرمایا کہ وہی میرا ایک رب ہے جس نام سے پکاروں۔ ف۲ مسلمان چاہتے ہوں گے کہ ایک نشانی بڑی سی آوے تو کافر مسلمان ہو جاویں سو فرمایا کہ اگر کسی قرآن سے یہ کام ہوئے ہوتے تو البتہ اس سے پہلے ہوتے لیکن اختیار اللہ کا ہے اور خاطر جمع اسی پر چاہیئے کہ اللہ نے یوں نہیں چاہا اگر چاہتا تو حکم کافی تھا۔ لیکن کافر مسلمان یوں ہوں گے کہ ان پر آفت پڑتی رہے گی۔ ان پر پڑے یا ہمسایہ پر جب تک سارے عرب ایمان میں آ جاویں وہ آفت یہی تھی جہاد مسلمانوں کے ہاتھ سے۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید و آن کنایت است از شدتی کہ از دی خوف ہلاک بر ایشان مستولی شود و با آخرت نجات یابند واللہ اعلم ۱۲۔

فَاَمۡلَيۡتُ لِلَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ثُمَّ اَخَذۡتُهُمۡ فَكَيۡفَ
سو ڈھیل دی میں نے منکروں کو پھر ان کو پکڑ لیا سو کیسا
كَانَ عِقَابِ ﴿۳۲﴾ اَفَمَنۡ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفۡسٍۢ
تھا میرا بدلہ بھلا **ف۳۵** جو لئے کھڑا ہے ہر کسی کے سر پر
بِمَا كَسَبَتۡ ۚ وَجَعَلُوۡا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ قُلۡ سَمُّوۡهُمۡ ؕ
جو کچھ اس نے کیا ہے ف اور مقرر کرتے ہیں اللہ کے لئے شریک کہہ ان کا نام لو **ف۳۶**
اَمۡ تُنَبِّـُٔوۡنَهٗ بِمَا لَا يَعۡلَمُ فِى الۡاَرۡضِ اَمۡ بِظَاهِرٍ
یا اللہ کو بتلاتے ہو ف۱ جو وہ نہیں جانتا زمین میں یا کرتے ہو اوپر ہی اوپر
مِّنَ الۡقَوۡلِ ؕ بَلۡ زُيِّنَ لِلَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مَكۡرُهُمۡ وَ
باتیں ف۲ یہ نہیں بلکہ بھلے سمجھا دیئے ہیں منکروں کو ان کے فریب اور
صُدُّوۡا عَنِ السَّبِيۡلِ ؕ وَمَنۡ يُّضۡلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنۡ
روکے گئے ہیں راہ سے اور جس کو بھلادے اللہ سو کوئی نہیں اس کو
هَادٍ ﴿۳۳﴾ لَهُمۡ عَذَابٌ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَلَعَذَابُ الۡاٰخِرَةِ
بتلانے والا ان کو مار پڑتی ہے **ف۳۸** دنیا کی زندگی میں اور آخرت کی مار تو
اَشَقُّ ۚ وَمَا لَهُمۡ مِّنَ اللّٰهِ مِنۡ وَّاقٍ ﴿۳۴﴾ مَثَلُ الۡجَـنَّةِ
بہت سخت ہے اور کوئی نہیں ان کو اللہ سے بچانے والا حال جنت کا
الَّتِىۡ وُعِدَ الۡمُتَّقُوۡنَ ؕ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ ؕ
جس کا وعدہ ہے پرہیزگاروں سے بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں
اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّظِلُّهَا ؕ تِلۡكَ عُقۡبَى الَّذِيۡنَ اتَّقَوۡا ۖ
میوہ اس کا ہمیشہ ہے اور سایہ بھی یہ بدلہ ہے ان کا جو ڈرتے ہیں
وَّعُقۡبَى الۡكٰفِرِيۡنَ النَّارُ ﴿۳۵﴾ وَالَّذِيۡنَ اٰتَيۡنٰهُمُ الۡكِتٰبَ
اور بدلہ منکروں کا آگ ہے اور وہ لوگ جن کو ہم نے دی ہے کتاب

مشرکینِ مکہ پر موت سے پہلے ان کے ضد و عناد کی وجہ سے کوئی نہ کوئی مصیبت آتی رہے گی یا ان کے سروں پر منڈلاتی رہے گی جس سے وہ ہر وقت خوف زدہ اور ہراساں رہیں گے۔ مثلاً مسلمانوں کے خوف سے یا کسی دوسرے دشمن کے ڈر سے مرعوب رہیں گے۔ اوتحل القارعة قریبًا منهم فیفزعون ویتطایر علیهم شررها وے یتعدی الیهم شرورها (مدارک ج ۲ ص ۱۹۳)۔ **ف۳۵** یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیہ ہے۔ یعنی آپ سے پہلے انبیاء علیہم السلام سے بھی استہزاء و تمسخر کیا گیا ہے میں اپنی حکمت بالغہ کے تحت کافروں کو مہلت دیتا ہوں اور پھر اچانک ان کو پکڑ لیتا ہوں۔ آپ بے فکر رہیں آپ کے دشمنوں کا انجام نہایت دردناک ہوگا۔ **ف۳۶** یہ آٹھویں عقلی دلیل ہے جو دوسرے دعوے سے متعلق ہے۔ آخر میں کمن لیس کذلك خبر محذوف ہے اور استفہام انکار کیلئے ہے۔ (مدارک) یعنی اللہ تعالیٰ جو ہر ایک کے تمام اعمال سے باخبر ہے اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہے جیسا کہ فرمایا اَوَلَمۡ يَكۡفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ شَهِيۡدٌ (حم سجدہ ع ۶) وہ ان معبودانِ باطلہ کی مانند نہیں ہوسکتا جو نہ عالم الغیب ہیں نہ حاضر و ناظر۔ وَجَعَلُوۡا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ زجر ہے مگر اس کے باوجود مشرکین صفاتِ کارسازی سے عاری اور عاجز مخلوق کو خدا کے شریک بناتے ہیں۔ قُلۡ سَمُّوۡهُمۡ یعنی ان خود ساختہ معبودوں کے وہ کمالات تو بیان کرو جن کی وجہ سے تم انہیں الوہیت کا درجہ دیتے ہو۔ قل اذکروا صفاتهم وانظروا هل فیها ما یستحقون به العبادة ویستأهلون الشرکة (روح ج ۱۳ ص ۱۶۱)۔ **ف۳۷** کیا تم اللہ تعالیٰ کو ایک چیز کی اطلاع دیتے ہو جس کے وجود کا خود اسے علم نہیں ہے یعنی تم اللہ کو بتاتے ہو کہ زمین میں اس کے شریک موجود ہیں حالانکہ اس کا کوئی شریک نہیں۔ جب اللہ کا کوئی شریک نہیں تو اس کا علم کیسے ہو کیونکہ شریک باری تعالیٰ معدوم محض ہے اگر ہوتا تو اللہ کے علم میں ہوتا۔ اَمۡ بِظَاهِرٍ مِّنَ الۡقَوۡلِ یا ویسے ہی بکواس کرتے ہیں اور ظاہری طور پر اپنے ٹھاکروں کو معبود کہتے ہیں اگرچہ وہ صفات معبودیت سے عاری ہیں۔ بَلۡ زُيِّنَ لِلَّذِيۡنَ الخ بلکہ ان کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے اس لئے ان کو اپنی تمام مشرکانہ اور معاندانہ چالیں اچھی معلوم ہوتی ہیں اور اس طرح توفیقِ ہدایت سے محروم ہو چکے ہیں۔ اب ان کے راہِ راست پر آنے کا کوئی امکان نہیں۔ **ف۳۸** یہ مذکورہ بالا معاندین کے لئے دنیوی اور اخروی تخویف ہے۔ مَثَلُ الۡجَنَّةِ الخ یہ ماننے والوں کے لئے بشارت اخروی ہے۔ **ف۳۹** یہ مؤمنین اہلِ کتاب سے نقلی دلیل ہے۔ اہلِ کتاب کے علماء جو کتبِ سابقہ کے عالم ہیں وہ ہر اس چیز کی تصدیق کرتے ہیں جو آپ پر نازل کی گئی یہ بھی اس کی سچائی کی ایک دلیل ہے علماء اہلِ کتاب قرآن کی تصدیق اس لئے کرتے ہیں کہ اس کے تمام بیانات کتب سابقہ کے عین مطابق ہیں۔ مراد اہلِ کتاب کے وہ علماء ہیں جو اسلام قبول کر چکے تھے اور احزاب سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں ان میں سے اکثر لوگ نہیں مانتے۔ (روح) یا اَلَّذِيۡنَ اٰتَيۡنٰهُمُ الۡكِتٰبَ سے صحابہ کرام مراد ہیں اور احزاب سے مشرکینِ مکہ اس صورت میں اَلۡكِتَابَ سے قرآن مراد ہوگا۔ (قرطبی)

ر یہ آٹھویں عقلی دلیل ہے ۱۲

ر تخویف دنیوی و اخروی ۱۲

ر دلیل نقلی از مومنین اہل کتاب ۱۲

موضح قرآن **ف۱** یعنی وہ ان کو چھوڑ دے گا بن سزا دیئے۔ اس کا ترجمہ فتح الرحمن میں یوں لکھا ہے۔ بھلا جو شخص کہ خبر لینے والا ہے ہر کسی پر اس کی کمائی کے بدلہ دینے کو وہ مثل ان بتوں کے ہوگا۔

فتح الرحمن **ف۱** یعنی اوصافِ ایشاں را ذکر کنید تا باوصاف خدا مقابلہ کردہ شود و نفی مماثلت ظاہر گردد ۱۲ **ف۲** یعنی تقلید آباء میکنند در سخن بے اصل ۱۲۔

يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ

خوش ہوتے ہیں اس سے جو نازل ہوا تجھ پر اور بعضے فرقے

مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ؕ قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ

نہیں مانتے اس کی بعضی بات کہہ ف۳۹ مجھ کو یہی حکم ہوا ہے کہ بندگی کروں

اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ ؕ اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ مَاٰبِ ﴿۳۶﴾

اللہ کی اور شریک نہ کروں اس کا اسی کی طرف بلاتا ہوں اور اسی طرف ہے میرا ٹھکانا

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ

اور اسی طرح اتارا ہم نے یہ کلام حکم عربی زبان میں اور اگر تو چلے

اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ

ان کی خواہش کے مطابق بعد اس علم کے جو تجھ کو پہنچ چکا کوئی نہیں تیرا

مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ ﴿۳۷﴾ ع وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا

اللہ سے حمایتی اور نہ بچانے والا اور بھیج چکے ہیں ہم

رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّ

کتنے رسول تجھ سے پہلے اور ہم نے دی تھیں ان کو جوروئیں اور

ذُرِّيَّةً ؕ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ

اولاد اور نہیں ہوا کسی رسول سے کہ وہ لے آئے

بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ﴿۳۸﴾

کوئی نشانی مگر اللہ کے اذن سے ہر ایک وعدہ ہے لکھا ہوا ف۱

يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۖۚ وَعِنْدَهٗۤ

مٹاتا ہے اللہ جو چاہے اور باقی رکھتا ہے اور اسی کے پاس ہے

اُمُّ الْكِتٰبِ ﴿۳۹﴾ وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ

اصل کتاب ف۲ ف اور اگر دکھلا دیں ہم تجھ کو کوئی

ع ۵ ۶ ۱۱

۱ دوسری دلیل وحی ۱۲

۲ متعلق بجملہ دلائل مذکورہ ۱۲

۳ زجر متفرع برجملہ دلائل مذکورہ ۱۲

۴ جواب سوال اول مقدر ۱۲

۵ جواب سوال دوم مقدر ۱۲

۶ جواب سوال سوم مقدر ۱۲

۷ جواب سوال مقدر چہارم ۱۲

۷ تخویف دنیوی ۱۲

۱۴۰ یہ دوسری دلیل وحی ہے۔ یعنی مجھے اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعے حکم دیتا ہے کہ میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کروں، صرف اسی کو پکاروں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کروں۔ اس لئے میں توصرف اللہ تعالیٰ کی توحید ہی کی طرف لوگوں کو دعوت دیتا ہوں اور آخر اسی کے پاس جانا ہے۔ **۱۴۱** کاف بیانِ کمال کے لئے ہے یہ ماقبل کے تمام دلائل سے متعلق ہے۔ یعنی مذکورہ دلائل وبراہین کے ساتھ ہم نے یوں قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا ہے وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ یہ زجر ہے جو دلائل مذکورہ پر متفرع ہے یعنی جب آپؐ کے پاس عقل ونقل اور وحی کے دلائل کے ساتھ مسئلہ توحید کی سچائی کا علم الیقین آگیا اب بھی اگر آپ نے مشرکین کی طرف میلان کیا تو پھر ہمارے عذاب سے دنیا کی کوئی طاقت آپ کو نہیں بچا سکتی۔ خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور مقصود امت کی تعلیم ہے۔ یا مطلب یہ ہے کہ اگر بفرضِ محال آپؐ نے ان دلائل کے ہوتے ہوئے مشرکین کی بات مان لی توآپؐ بھی اللہ کے عذاب سے نہیں بچ سکیں گے۔ **۱۴۲** دلائل وتمثیلات سے مسئلہ واضح کرنے کے بعد مشرکین کے چار سوالوں کا جواب دیا گیا ہے۔ یہ سوال مقدر اول کا جواب ہے۔ مشرکین کہتے یہ عجب پیغمبر ہے کہ اس کے بیوی بھی ہے اور بچے بھی فرمایا آپؐ سے پہلے بھی جو پیغمبر ہوئے ہیں ان کے بھی بیوی بچے تھے اس لئے یہ کوئی وجہ انکار نہیں۔ مَا كَانَ لِرَسُوْلٍ الخ یہ سوال مقدر دوم کا جواب ہے۔ کوئی معجزہ لاؤ پھر ہم مانیں گے فرمایا معجزہ لانا پیغمبر کے اختیار میں نہیں جب اللہ چاہتا ہے۔ اپنے پیغمبر کے ہاتھ پر معجزہ ظاہر فرما دیتا ہے۔ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ یہ سوال مقدر سوم کا جواب ہے۔ جب ہم نہیں مانتے تو ہم پر عذاب کیوں نہیں آتا؟ فرمایا ہمارے یہاں ہر چیز کا وقت مقرر ہے اس لئے اگر تم انکار پر اڑے رہے تو عذاب ضرور آئے گا مگر اپنے وقت پر۔ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ یہ سوال مقدر چہارم کا جواب ہے۔ جب عذاب لامحالہ آئے گا تو ماننے سے کیا فائدہ؟ فرمایا محو واثبات ہمارے اختیار میں ہے اگر مان لوگے تو عذاب ٹل جائے گا۔ **۱۴۳** تخویف دنیوی ہے آپؐ نے اپنا فریضۂ تبلیغ ادا کر دیا اگر وہ نہیں مانتے اور ضد وانکار پر قائم ہیں تو ہم انہیں سخت عذاب دیں گے خواہ آپؐ کی زندگی میں خواہ آپؐ کی وفات کے بعد۔ آپؐ کی زندگی میں اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں مشرکین کو عبرت ناک سزا دی اسی طرح آپ کی وفات کے بعد بھی اللہ تعالٰے نے باقی ماندہ دشمنانِ اسلام کو مبتلائے عذاب کیا۔ آپ کا کام ہے تبلیغ اور ہمارا کام ہے دنیا وآخرت میں تکذیب وانکار پر ان کا محاسبہ کرنا۔

موضح قرآن ف۱ دنیا میں ہر چیز اسباب سے ہے بعضے اسباب ظاہر ہیں بعضے چھپے ہیں اسباب کی تاثیر کا ایک اندازہ ہے جب اللہ چاہے اُس کی تاثیر اندازے سے کم زیادہ کر دے جب چاہے ویسی ہی رکھے آدمی کبھی کنکر سے مرتا ہے اور گولی سے بچتا ہے اور ایک اندازہ ہر چیز کا اللہ کے علم میں ہے وہ ہرگز نہیں بدلتا اندازے کو تقدیر کہتے ہیں یہ دو تقدیریں ہیں ایک بدلتی ہے اور ایک نہیں بدلتی۔ جو تقدیر بدلتی ہے اس کو معلق کہتے ہیں اور جو نہیں بدلتی اُس کو مبرم۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی چوں قضاء الٰہی بوجہی متحقق شود آں را در عالم ملکوت ثبت میکنند ۱۲ ف۲ صورت حادثہ در عالمِ ملکوت خلق میفرماید بعدازاں اگر خواہد محو کند واگر خواہد ثابت دارد و شاید کہ معنی چنیں باشد ہر زمانہ را شریعتی ہست نسخ میکند خدا تعالیٰ آنچہ میخواہد وثابت میگذارد آنچہ خواہد ونزدیک اوست لوحِ محفوظ ۱۲۔

نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ
وعدہ جو ہم نے کیا ہے ان سے یا تجھ کو اٹھا لیویں ۴۳ سو تیرا ذمہ تو
الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ۝٤٠ اَوَلَمْ يَرَوْا
پہنچا دینا ہے اور ہمارا ذمہ ہے حساب لینا کیا وہ نہیں دیکھتے کہ
اَنَّا نَاْتِى الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ
ہم چلے آتے ہیں زمین کو ۴۴ گھٹاتے اس کے کناروں سے
وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ؕ وَهُوَ
اور اللہ حکم کرتا ہے کوئی نہیں کہ پیچھے ڈالے اس کا حکم اور وہ
سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝٤١ وَقَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ
جلد لیتا ہے حساب ف ف۱ اور فریب کر چکے ہیں ۴۵ جو
مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا ؕ يَعْلَمُ
ان سے پہلے تھے سو اللہ کے ہاتھ میں ہے سب فریب جانتا ہے
مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ؕ وَسَيَعْلَمُ الْكُفّٰرُ
جو کچھ کماتا ہے ہر ایک جی اور اب معلوم کئے لیتے ہیں کافر
لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ۝٤٢ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ
کہ کس کا ہوتا ہے پچھلا گھر اور کہتے ہیں
كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا ؕ قُلْ كَفٰى
کافر ۴۶ تو بھیجا ہوا نہیں آیا کہہ دے اللہ
بِاللّٰهِ شَهِيْدًاۢ بَيْنِىْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ
کافی ہے گواہ میرے اور تمہارے بیچ میں اور جس کو
عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ۝٤٣ ع ۶ ۱۴
خبر ہے کتاب کی ف۲ ف۲

م شکوی ۱۲

۴۴ تخویف دنیوی ہے۔ اَلْاَرْضَ سے ارض کفر و شرک مراد ہے۔ یعنی ارض الشرك . . . قال اکثر المفسرین المراد منه فتح دار الشرك فان ما زاد فی دار الاسلام فقد نقص فی دار الشرك (خازن ج ۴ ص ۲۹) کیا مشرکین نہیں دیکھ رہے کہ دنیا میں توحید پھیلتی جا رہی ہے اور شرک و کفر مٹتا جا رہا ہے، مشرکین کے زیر قبضہ علاقے فتح ہو کر مسلمانوں کے قبضہ میں آ رہے ہیں اس طرح اہلِ اسلام سے ہم نے جو وعدے کئے تھے وہ سچے ثابت ہو رہے، کیا اب بھی انکار کی کوئی گنجائش ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اٹل اور محکم ہے اسے کوئی رد نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ اسلام اور اہلِ اسلام کو سربلند کرنے اور دشمنانِ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مقہور و مغلوب کرنے کا فیصلہ فرما چکا ہے اس لئے ایسا ہو کر رہے گا۔ وقد حکم لك ولاتباعك بالعز والاقبال وعلى اعدائك ومخالفيك بالقهر والاذلال حسب ما يشاهده ذوو الابصار الخ (روح ج ۱۳ ص ۱۷۴)

۴۵ امم سابقہ کے کافروں نے بھی انبیاء علیہم السلام کے ساتھ کئی مکر و فریب کئے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے مکر و فریب سے بچا لیا فللّٰہِ المکر جمیعًا یہ مکر و فریب کی سزا دینے سے کنایہ ہے یا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ان کے تمام مکر معلوم تھے فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا ثُمَّ فسر ذلك بقوله يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ (مدارک ج ۲ ص ۱۹۰)

۴۶ یہ شکوی ہے۔ کفار مکہ محض عناداً و مکابرۃً کہتے کہ آپ اللہ کے رسول نہیں ہیں حالانکہ وہ آپ کی صداقت کے دلائل قاہرہ اور آپ کی رسالت و نبوت پر معجزاتِ واضحہ کا مشاہدہ کر چکے تھے۔ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا الخ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ سے علماء اہلِ کتاب (یہود و نصاریٰ) مراد ہیں جو اسلام لا چکے تھے۔ ان کا ذکر اس لئے کیا گیا کہ مشرکین مکہ ان پر اعتماد کرتے تھے كانت شهادتهم قاطعة لقول الخصوم وهم مؤمنوا اهل الكتاب كعبد الله بن سلام وسلمان الفارسی وتميم الداری والنجاشی واصحابه قاله قتادة وسعيد بن جبير رض (قرطبی ج ۹ ص ۳۳۵) یعنی اگر مشرکینِ مکہ آپؐ کی رسالت کا انکار کرتے ہیں تو آپؐ فرما دیں تمہارے انکار سے کیا ہوتا ہے میری صداقت پر خداوند تعالیٰ شاہد ہے اور اہلِ کتاب کے وہ علماء جن کی باتوں پر تم اعتماد کرتے ہو وہ بھی میری رسالت و نبوت کے شاہد عدل ہیں۔ اس لئے اب تمہارے انکار کی کوئی گنجائش نہیں تم محض ضد اور عناد کی وجہ سے انکار کر رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ کی شہادت یہ ہے کہ اس نے قرآن میں آپؐ کی صداقت کے واضح دلائل نازل فرما دئیے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ الاٰية (نساء ع ۲۳) وَاٰخِرُ دَعْوٰنَآ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔

موضح قرآن ف۱ ہم چلے آتے ہیں زمین پر گھٹاتے یعنی اسلام پھیلتا جاتا ہے عرب کے ملک میں اور کفر گھٹتا ہے۔ ف۲ اللہ گواہ یوں ہے کہ سچ کو بڑھا دے اور جھوٹ کو مٹا دے اور گواہ ہیں پہلی کتاب جاننے والے کہ آگے بھی اسی طرح اتری ہے کتاب۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی روز بروز شوکت اسلام بزمین عرب منتشر میشود و دار الحرب ناقص میگردد و اطراف آن عامہ مفسرین این آیت را مدنیہ دانند و نزدیک مترجم لازم نیست کہ مدنی باشد و مراد از نقصان دار الحرب اسلم و غفار و جهينه و مزينه و قبائل یمن است پیش از ہجرت ۱۲ ف۲ یعنی احبار یہود میدانند کہ رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحیح است ۱۲۔

سورۂ رعد میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

۱ - اَللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ کُلُّ اُنْثٰی ــــ تا ــــ سَارِبٌ بِالنَّهَارِ نفی علم غیب از غیر اللہ۔

۲ - وَیُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ ــــ تا ــــ وَهُوَ شَدِیْدُ الْمِحَالِ (ع ۲) نفی شرک فی التصرف۔

۳ - لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ــــ تا ــــ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ (ع ۲) نفی شرک اعتقادی و شرک فی التصرّف و شرک فی الدعاء۔

۴ - وَلِلّٰهِ یَسْجُدُ ــــ تا ــــ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ (ع ۲) نفی شرک فی التصرف۔

۵ - قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ ــــ تا ــــ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (ع ۲) نفی شرک فی التصرف۔

۶ - اَللّٰهُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ (ع ۳) نفی شرک فی التصرّف۔

۷ - قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ ــــ تا ــــ وَاِلَیْهِ مَاٰبِ (ع ۵) نفی شرک اعتقادی و شرک فی الدعاء۔

۸ - وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ ــــ تا ــــ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ (ع ۶) نفی تصرف و اختیار از رسل علیہم السلام۔

۹ - اس سورت میں اس پر تنبیہات مذکور ہیں کہ عالم الغیب اور کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اس لئے حاجات و مشکلات میں صرف اسی کو پکارو۔

۱۰ - اللہ کے سوا جن کو مشرکین کارساز سمجھ کر پکارتے ہیں ان کو پکارنا بے سود ہے جیسا کہ پانی کو اپنے پاس آنے کو کہا جائے۔

۱۱ - مسئلہ توحید کا ہر پہلو واضح دلائل کے ساتھ ثابت اور روشن ہو چکا ہے لیکن ضدی اور معاند لوگ ہرگز نہیں مانیں گے۔ اگرچہ پہاڑ لا کر ان کے سامنے رکھ دیئے جائیں۔ وہ الٹے عناد کی وجہ سے بے تکے اور بے ڈھنگے سوالات کریں گے۔

۱۲ - مسئلہ توحید کو صرف وہی لوگ مانیں گے جن کے دلوں میں انابت اور تلاش حق کا جذبہ موجود ہو۔

(آج بتاریخ ۲؍ربیع الاوّل ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۲؍جون ۱۹۶۶ء بروز بدھ بوقت ۱۰ بجے
صبح سورۂ رعد کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ اولاً و آخراً والصلوٰۃ والسلام علی
رسولہ دائماً ابداً)

سورۂ ابراہیم علیہ السلام

ربط سورۂ ابراہیمؑ کو ماقبل کے ساتھ اسی ربط یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا توحید کے بارے میں بیان سن چکے ہو جو انہوں نے جیل میں قیدیوں کے سامنے دیا، نیز رعد اور دوسرے فرشتوں کا حال بھی سن لیا کہ وہ بھی ہر وقت شرک سے اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کرتے رہتے ہیں اب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا حال بھی دیکھ لو کہ وہ اپنے اہل وعیال کو بحکمِ الٰہی ایک بے آب وگیاہ بیابان میں چھوڑ کر اللہ کی توحید کا اعلان کرتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب اور کارساز نہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ …… رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِیْ وَمَا نُعْلِنُ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ (ع ۶)

ربط معنوی ۔ گذشتہ سورتوں میں مسئلہ توحید کو دلائل عقلیہ ونقلیہ سے واضح کیا گیا یہاں تک کہ مسئلہ توحید بدیہی ہو گیا۔ اس کے بعد سورۂ رعد میں مزید دلائل بطور تنبیہات کا ذکر کیا گیا تاکہ شک وشبہہ کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے مگر معاندین پھر بھی نہیں مانتے اب سورۂ ابراہیم میں دلائل توحید کے ساتھ وقائع دنیوی واخروی بیان کرنے کا حکم دیا گیا کیونکہ بعض طبائع خوشخبری یا ڈر سن کر براہ راست پر آجاتی ہیں۔ وقائع سے تخویفات دنیوی واخروی اور انعامات مراد ہیں۔

خلاصہ اس سورت میں توحید پر تین عقلی دلیلیں (دو مختصر اور ایک مفصل) ایک نقلی دلیل اجمالی از تمام انبیاء علیہم السلام ومؤمنین اور ایک دلیل نقلی تفصیلی از حضرت ابراہیم علیہ السلام اور چھ وقائع دنیویہ واخرویہ کا بیان ہے۔ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ الخ تمہید مع ترغیب یہ قرآن جو دلائل ووقائع پر مشتمل ہے ہم نے آپ پر اس لئے نازل کیا ہے تاکہ آپ اس کے دلائل ووقائع بیان کر کے لوگوں کو کفر وشرک اور رسوم جاہلیت کے اندھیروں سے نکال کر ایمان اور توحید کی روشنی میں لے آئیں۔

دلائل عقلیہ

پہلی عقلی دلیل ۔ اَللّٰهُ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (ع ۱) کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے جو تمام کائناتِ سماوی وارضی کا بلا شرکتِ احدے خالق ومالک اور اس میں متصرف علی الاطلاق ہے۔ وَوَیْلٌ لِّلْكٰفِرِیْنَ الخ تخویف اخروی ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ الخ یہ ابتداء سورت سے متعلق ہے یعنی آپ سے پہلے بھی ہم نے قوموں میں پیغمبر بھیجے جو ان کی زبان میں ان کو راہ ہدایت کی طرف بلاتے رہے۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى الخ دیکھو ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا تھا اور انہیں حکم دیا تھا کہ اپنی قوم کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالو اور ان کو وقائع امم سابقہ اور ہمارے انعامات یاد دلاؤ۔

دوسری عقلی دلیل ۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ (ع ۳) اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کو اظہار حق کے لئے پیدا کیا ہے اور عالم کے ذرّے ذرّے کو توحید پر دلیل وشاہد بنایا ہے۔

تیسری عقلی دلیل مفصل ۔ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۔۔ تا ۔۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ (ع ۵) زمین وآسمان کو اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا فرمایا، آسمان سے بارش برسا کر ہمارے لئے انواع واقسام کے پھل وہی پیدا کرتا ہے۔ دریاؤں اور سمندروں میں کشتیاں اور بحری جہاز اسی نے اپنے حکم سے ہمارے کاموں میں لگا دیئے ہیں کہ ہم جہاں چاہیں ان کو لے جائیں مگر ان کو تھامنے والا اور ان کو غرق ہونے سے بچانے والا وہی ہے۔ دریا، سورج، چاند، دن اور رات ہر چیز کو اس نے ہمارے فائدے کے لئے مختلف کاموں میں لگا رکھا ہے اور یہ سارا نظام اس کے حکم کے مطابق اپنی ڈیوٹی ادا کر رہا ہے۔ ہم جو کچھ اس سے مانگتے ہیں اس کا دینے والا بھی وہی ہے۔ غرضیکہ اللہ تعالیٰ کے انعامات بے پایاں اور حد وحساب سے باہر ہیں مگر اس کے باوجود مشرک لوگ اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں اور اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی بہت سی نعمتوں کو غیر اللہ کی طرف سے سمجھتے ہیں۔

نقلی دلیلیں

پہلی دلیل نقلی اجمالی از تمام انبیاء علیہم السلام وجملہ مؤمنین۔ اَلَمْ تَرَ كَیْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَیِّبَةً ۔ تا ۔ یَتَذَكَّرُوْنَ (ع ۴) کلمہ طیبہ سے کلمۂ توحید مراد ہے جس کی تبلیغ واشاعت تمام انبیاء علیہم السلام کا متفقہ مشن تھا۔

دوسری دلیل نقلی تفصیلی از حضرت ابراہیم علیہ السلام وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ ۔ تا ۔ اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ (ع ۶) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنی بیوی اور معصوم بچے کو بے آب وگیاہ بیابان میں چھوڑا اس وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کی اے اللہ! مجھے اور میری اولاد کو شرک سے دور رکھنا۔ اور ساتھ ہی اعلان فرمایا کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب اور کارساز نہیں۔

وقائع دنیویہ واخرویہ

اس سورت کا مقصد وقائع دنیویہ واخرویہ بیان کرکے لوگوں کو راہِ راست پر لانا ہے اس لئے اس میں سات وقائع دنیویہ واخرویہ مذکور ہیں۔ دو دنیویہ اور پانچ اخرویہ۔ وقائع سے تخویفات اور انعامات مراد ہیں۔

اول - اَلَمْ یَاْتِکُمْ نَبَؤُا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ ـــ تا ـــ کُلِّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ (ع ۳) یہ تخویف دنیوی اور خطاب اہلِ مکہ سے ہے فرمایا کیا تمہیں قوم نوحؑ قوم عاد، قوم ثمود اور ان کے بعد کی سرکش قوموں کی سرگذشت نہیں معلوم ! کہ کس طرح ہمارے پیغمبر دلائل ومعجزات لے کر ان کے پاس پہنچے اور مسئلہ توحید ان پر خوب واضح کیا مگر ان کی قومیں کٹ حجتی اور مجادلہ پر اتر آئیں اور ضد وعناد کی وجہ سے مسئلہ توحید کو نہ مانا اور انبیاء علیہم السلام کو گوناگون مطاعن کا نشانہ بنایا آخر اللہ نے انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین کو صبر واستقلال کا ثمرہ عطا کیا اور معاندین کو تباہ وبرباد کر دیا۔ اقوام گذشتہ کے دردناک انجام سے عبرت حاصل کرو اور ضد وعناد سے باز آجاؤ۔ ورنہ تمہارا حشر بھی ویسا ہی ہوگا۔

دوم مِنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ ـــ تا ـــ عَذَابٌ غَلِیْظٌ (ع ۳) یہ تخویف اخروی ہے۔ دنیوی عذاب کے بعد آخرت میں انہیں دردناک سزا دی جائیگی جس کی ہولناکی اور درد انگیزی کا انسان تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اس کے بعد مشرکین کے اعمال کی مثال بیان کی گئی ہے۔ مَثَلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا الخ کفار ومشرکین کے اعمال ایسے ہیں جیسا کہ راکھ پڑی ہو اور تند وتیز ہوا کا طوفان اسے اڑالے جائے اور وہاں کچھ بھی باقی نہ رہے۔ اسی طرح مشرکین اپنے زعم میں یا فی الواقع جو نیک کام کرتے ہیں وہ بوجہ شرک سب باطل ہیں اور ان کا پھل ان کو ہاتھ نہ آئے گا۔

سوم - اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْکُمْ الخ یہ تخویف دنیوی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو تمہیں ہلاک کر دے اور تمہاری جگہ اوروں کو لے آئے اس کے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں۔

چہارم - وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِیْعًا (ع ۳) ـــ تا ـــ اِنَّ الظّٰلِمِیْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (ع ۴) یہ تخویف اخروی ہے: قیامت کے دن تابعین اور متبوعین (مشرک لوگ اور ان کے راہنما) اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں گے اور ایک دوسرے کو ملامت کریں گے انجام کار سب کو جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔ وَاُدْخِلَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ بشارت اخروی ہے۔

پنجم - اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ ـــ تا ـــ بِئْسَ الْقَرَارُ (ع ۵) تخویف اخروی ہے۔ جن لوگوں نے اللہ کے ساتھ شرک کرکے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی اور اپنی قوموں کو جہنم میں دھکیلا وہ خود بھی جہنم کا ایندھن ہوں گے۔ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا یہ زجر ہے۔ اس سورت میں چونکہ تخویفات بہت ہیں اس لئے دفع عذاب کے لئے شرک سے بچنے اور علانیہ اور پوشیدہ طور پر خلق خدا سے احسان کرنے کا حکم دیا گیا اور ساتھ ہی امر مصلح نماز قائم کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ قُلْ لِّعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ الخ۔

ششم - فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا ـــ تا ـــ وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ (ع ۷) تخویف اخروی ہے۔ مشرکین جو کچھ کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے بے خبر نہیں وہ ان کو ان کے تمام اعمالِ مشرکانہ وافعالِ مسرفانہ کی پوری پوری سزا دے گا۔

فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں سے جو وعدہ کیا ہوا ہے وہ اس کے خلاف نہیں کرے گا کہ ان کے دشمنوں کو آخرت میں ذلیل ورسوا کرے گا اور انہیں ان کے کرتوتوں کی المناک سزا دے گا۔ آخر میں هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ سے تمام مذکورہ بالا دلائل ووقائع کی طرف اشارہ کرکے فرمایا ان تمام بیانات کی غرض وغایت لوگوں کو مسئلہ توحید سمجھانا ہے۔

مختصر خلاصہ

سورۂ ابراہیم کا مقصد وقائع امم سابقہ اور ایام اللہ تعالیٰ کی تذکیر سے لوگوں کو راہِ راست پر لانا ہے۔ اس لئے اِس سورت میں سات وقائع مذکور ہیں اور ساتھ ہی توحید پر تین عقلی دلیلیں اور دو نقلی دلیلیں بھی پیش کی گئی ہیں۔

عقلی دلیلیں

پہلی عقلی دلیل اَللّٰهُ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (ع ۱) جب ساری کائنات کا مالک ومختار اللہ تعالیٰ ہے تو کارساز بھی وہی ہے۔

دوسری عقلی دلیل - اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ (ع ۳) یہ ساری کائنات اللہ تعالیٰ نے پیدا ہی مسئلہ توحید کو واضح کرنے کے لئے کی ہے۔

تیسری عقلی دلیل ۔ اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۔ تا ۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ کَفَّارٌ (ع ۵) جو اللہ تعالیٰ ساری کائنات کا خالق و مالک ہے اور سارا انظامِ عالم جس کے اختیار و تصرف میں ہے وہی تم سب کا کارساز ہے۔

نقلی دلیلیں

پہلی دلیل نقلی اجمالی از تمام انبیاء علیہم السلام ۔ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا کَلِمَۃً طَیِّبَۃً (ع ۴) یہ کلمہ توحید کی مثال ہے جس کی تبلیغ و اشاعت تمام انبیاء علیہم السلام کا مقصدِ زندگی تھا۔

دوسری دلیل نقلی تفصیلی از حضرت ابراہیم علیہ السلام ۔ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰھِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ ۔ تا ۔ اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ (ع ۶) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ ان کو اور ان کی اولاد کو شرک سے بچائے ۔ نیز اعلان کیا کہ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے۔

وقائع امم سابقہ

وقائع سے دنیوی اور اخروی تخویفات مراد ہیں۔ یہاں دو دنیوی تخویفیں مذکور ہیں اور چار اخروی۔

اول دنیوی ۔ اَلَمْ یَاْتِکُمْ نَبَؤُا الَّذِیْنَ (ع ۲) معاندین امم سابقہ کی بربادی سے عبرت حاصل کرو۔

دوم اخروی ۔ مِنْ وَّرَآئِہٖ جَھَنَّمُ الخ (ع ۳) دنیوی عذاب کے علاوہ آخرت میں یہ دردناک عذاب دیا جائے گا۔

سوم دنیوی ۔ اِنْ یَّشَاْ یُذْھِبْکُمْ الخ (ع ۳) اگر وہ چاہے تو تمہیں ہلاک کرکے تمہاری جگہ اور لوگوں کو لے آئے اس کے لئے یہ کوئی مشکل نہیں۔

چہارم اخروی ۔ وَبَرَزُوْا لِلّٰہِ جَمِیْعًا الخ (ع ۳) آخرت میں تمام مشرکین (اتباع و متبوعین) کو جہنم کا ایندھن بنایا جائے گا۔

پنجم اخروی ۔ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا الخ (ع ۵) مشرکین کی سزا نارِ جہنم ہے۔

ششم اخروی ۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰہَ غَافِلًا الخ (ع ۷) ہر مشرک کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ ملے گا۔

فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰہَ مُخْلِفَ وَعْدِہٖ رُسُلَہٗ (ع ۷) اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق اپنے پیغمبروں کو آخرت میں عزت دے گا اور ان کے مخالفین کو رسواکن عذاب میں گرفتار فرمائے گا۔ آخر میں سورت کے مضمون کی طرف اشارہ فرمایا۔ ھٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ الخ یہ دلائل و وقائع اس لئے بیان کئے جا رہے ہیں تاکہ لوگوں کو مسئلہ توحید کی سمجھ آجائے۔

سُوْرَةُ اِبْرٰهِيْمَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اِثْنَتَانِ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ ابراہیم مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی باون آیتیں اور سات رکوع ہیں ؎۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓرٰ قف كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ
یہ ایک کتاب ہے کہ ہم نے اتاری تیری طرف کہ تو نکالے لوگوں کو
مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ
اندھیروں سے اجالے کی طرف ؎۲ ان کے رب کے حکم سے رستہ پر
الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۙ ① اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ
اس زبردست خوبیوں والے اللہ کے جس کا ہے ؎۳ جو کچھ کہ موجود ہے آسمانوں میں اور
مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ
جو کچھ ہے زمین میں اور مصیبت ہے کافروں کو ایک سخت عذاب ؎۴
شَدِيْدِ ۙ ② الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا
سے جو کہ پسند رکھتے ہیں زندگی دنیا کی
عَلَى الْاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا
آخرت سے اور روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور تلاش کرتے ہیں اس میں
عِوَجًا ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ③ وَمَآ اَرْسَلْنَا
کجی ف۱ وہ راستہ بھول کر جا پڑے ہیں دور اور کوئی رسول نہیں بھیجا
مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ؕ
ہم نے مگر بولی بولنے والا اپنی قوم کی تاکہ ان کو سمجھائے
فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ
پھر راستہ بھلاتا ہے اللہ جس کو چاہے اور راستہ دکھلا دیتا ہے جس کو چاہے اور وہ

؎۲ یہ تمہید مع ترغیب ہے اس میں قرآن کا مقصد بیان کیا گیا ہے۔ یعنی یہ قرآن ہم نے آپ پر اس لئے نازل کیا تاکہ آپ لوگوں کو شرک وضلالت کے اندھیروں سے نکال کر توحید اور ہدایت کی روشنی سے ہمکنار کریں۔ لِتُخْرِجَ النَّاسَ کے بعد بِبَیَانِ الْوَقَائِعِ مقدر ہوگا۔ یعنی دلائل بیان ہو چکے، تنبیہات کا ذکر ہو چکا اور شبہات کا ازالہ بھی ہو چکا اب آپ ان کے سامنے وقائع بیان کریں تاکہ اس طرح ہی وہ ظلمات سے نور کی طرف آجائیں۔ کیونکہ اس کے بعد اسی رکوع میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ۔ یعنی اپنی قوم کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالو اور ان کو وقائع امم ماضیہ یاد دلاؤ تاکہ وہ ان سے عبرت حاصل کریں۔ اس لئے اس قرینے سے یہاں بِبَیَانِ الْوَقَائِعِ یا بتذکیر ایام اللہ مقدر ہوگا بِاِذْنِهٖ یعنی اللہ کی توفیق اور اس کی مہربانی سے ای بتوفیقہ ایاھم ولطفہ بھم (قرطبی ج ۹ ص ۳۳۸) اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ یہ النور سے باعادۂ جار بدل ہے **؎۳** قراءت رفع پر یہ مبتدا محذوف کی خبر ہے اَیْ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ الخ اور قراءت جر پر اَلْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ کے لئے عطف بیان ہے (مدارک) اور یہ پہلی عقلی دلیل ہے۔ وقائع امم سابقہ بیان کرکے آپ اس غالب اور تمام صفاتِ کمال کے مالک اللہ کے سیدھے راستے کی طرف لوگوں کو دعوت دیں جو ساری کائناتِ ارضی و سماوی کا مالک اور اس میں مختار و متصرف ہے۔ **؎۴** یہ ان منکرین کے لئے تخویف اخروی ہے جو امم سابقہ کے انجام بد سے عبرت حاصل نہیں کرتے اور آخرت پر دنیا کو ترجیح دیتے ہیں اور دین اسلام اور مسئلہ توحید میں طرح طرح کے شبہات نکال کر لوگوں کو اس سے بدراہ کرتے ہیں۔ لوگوں کو گمراہ کرنے والے مولوی اور پیر بھی اس وعید شدید میں داخل ہیں۔ جو اپنی خواہشات فاسدہ اور اغراض خبیثہ کی خاطر شریعت کے احکام کی من مانی تعبیریں کرتے ہیں۔ علامہ قرطبی نے اس آیت کے تحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث نقل کی ہے ان اخوف ما اخاف علی امتی الائمۃ المضلین یعنی مجھے اپنی امت کے لئے سب سے بڑا خطرہ گمراہ کرنے والے پیشواؤں کا ہے۔ اور یَبْغُوْنَهَا عِوَجًا کی تفسیر میں لکھتے ہیں ای یطلبون لھا زیغا ومیلا لموافقۃ اھوائھم وقضاء حاجاتھم واغراضھم (قرطبی ج ۹ ص ۳۴۰) **؎۵** یہ ابتدائے سورت یعنی کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ سے متعلق ہے یعنی آپ سے پہلے بھی ہم قوموں میں ان کے ہم زبان رسول بھیجتے رہے تاکہ وہ مسئلہ توحید خوب واضح کرکے ان کو سمجھا سکیں اور ان سے پہلی سرکش قوموں کی تباہی کا حال ان کو سنائیں تاکہ وہ اس نصیحت کو سیکھیں۔ فَيُضِلُّ اللّٰهُ الخ اللہ کے پیغمبر بیان کرتے ہیں لیکن ہدایت صرف وہی لوگ پاتے ہیں جن کے دلوں میں انابت ہو ضدی اور معاند لوگوں کو ہدایت نصیب نہیں ہوتی۔

۱ تمہید مع ترغیب ۱۲

۲ دعویٰ توحید ۱۲
۳ پہلی دلیل ۱۲
۴ تخویف اخروی ۱۲

۵ متعلق بکتاب انزلنہ ۱۲

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بشبہات ثابت میکنند کہ کج است ۱۲۔

ا؎ تخصیص بعد تعمیم

الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ④ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا أَنْ

ہے زبردست حکمت والا ف۱ اور بھیجا تھا ہم نے ؎۶ موسیٰ کو اپنی نشانیاں دیکر کہ

أَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَذَكِّرْهُمْ

نکال اپنی قوم کو اندھیروں سے اجالے کی طرف اور یاد لا ان کو ف۲

بِأَيَّامِ اللَّهِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ⑤

دن اللہ کے البتہ اس میں نشانیاں ہیں اس کو جو صبر کرنیوالا ہے شکر گذار ف۳

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ

اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم کو کہ یاد کرو اللہ کا احسان اپنے اوپر

إِذْ أَنْجَاكُمْ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ

جب چھڑا دیا تم کو فرعون کی قوم سے وہ پہنچاتے تھے تم کو برا

الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ ۚ

عذاب اور ذبح کرتے تمہارے بیٹوں کو اور زندہ رکھتے تمہاری عورتوں کو

وَفِي ذَٰلِكُمْ بَلَاءٌ مِنْ رَبِّكُمْ عَظِيمٌ ⑥ وَإِذْ تَأَذَّنَ

اور اس میں مدد ہوئی تمہارے رب کی طرف سے بڑی اور جب سنا دیا

ع ۱۳

رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ ۖ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ

تمہارے رب نے اگر احسان مانوگے تو اور بھی دوں گا تم کو اور اگر ناشکری کروگے

إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ⑦ وَقَالَ مُوسَىٰ إِنْ تَكْفُرُوا

تو میرا عذاب البتہ سخت ہے اور کہا موسیٰ نے اگر کفر کروگے

أَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ۙ فَإِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ

تم اور جو لوگ زمین میں ہیں سارے تو اللہ بے پروا ہے

حَمِيدٌ ⑧ أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبَأُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ

سب خوبیوں والا کیا نہیں پہنچی تم کو خبر ان لوگوں کی جو پہلے تھے تم سے ؎۸

ا؎ وقائع امم سابقہ میں پہلا واقعہ مشتمل بر تخویف دنیوی ۱۲

؎۶ یہ تخصیص بعد تعمیم ہے اور یہ بھی ابتداء سورت ہی سے متعلق ہے یعنی دیکھو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو وقائع امم ماضیہ اور اللہ تعالیٰ کے انعامات یاد دلائے اور کہا اگر تم شکر کروگے تو اللہ تعالیٰ تمہیں زیادہ دے گا۔ اور اگر ناشکری کروگے تو عذاب دے گا۔ اسی طرح آپ بھی اپنی قوم کو وقائع امم ماضیہ یاد دلا کر ڈرائیں۔ ؎۷ یہ اصل میں تھا واذکر ہیان موسیٰ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ الخ یعنی موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے سامنے وقائع بیان کئے اور انہیں اللہ تعالیٰ کے انعامات یاد دلائے آپ بھی اسی طرح بیان فرمائیں۔ وَإِذْ تَأَذَّنَ یہ نِعْمَةَ اللّٰهِ الخ پر معطوف ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقولہ ہے۔ وَقَالَ مُوسَىٰ یہ سب وقائع ہیں جو موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو یاد دلائے۔ ؎۸ یہ واقعہ اولیٰ ہے جو تخویف دنیوی پر مشتمل ہے۔ یہ قوم نوح ؑ، قوم عاد، قوم ثمود اور ان کے بعد کی قوموں کے واقعات ہیں۔ ان کے پاس اللہ کے پیغمبر توحید کا پیغام لے کر آئے مگر ان قوموں نے ان کا انکار کیا، پیغام توحید کو ٹھکرایا پیغمبروں پر بے جا اعتراضات کئے اور انہیں مختلف قسم کے طعنوں سے مطعون کیا۔ آخر یہ قومیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے تباہ و برباد کر دی گئیں۔ اقوام ماضیہ کے واقعات بیان کرنے سے مقصد موجودہ مشرکین کو عبرت دلانا ہے تاکہ وہ مؤمن و کافر کے دنیوی انجام سے عبرت حاصل کرکے راہِ راست پر آجائیں۔ والمقصود منه انه عليه الصلوٰة والسلام يذكرهم بامر القرون الماضية والامم الخالية والمقصود منه حصول العبرة باحوال من تقدم وهلاكهم (خازن ج ۴ ص ۳۳)

موضح قرآن ف۱ کافر کہتے تھے کہ اور بولی میں قرآن اترتا تو ہم یقین کرتے یہ تو اسی شخص کی بولی ہے شاید آپ کہہ لاتا ہو اس کا یہ جواب ہے ف۲ یاد دلا دن اللہ کے یعنی اللہ کے ساکھے جو ہر قوم پر گذرے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی وقائعی کہ از جانب او بودند ۱۲۔

۹ ؎ رَدُّوْا کی ضمیر مرفوع اور اس کے بعد دونوں مجرور ضمیریں کفار کی طرف عائد ہیں یعنی جب رسل علیہم السلام نے واضح دلائل و براہین کے ساتھ مسئلہ توحید ان کے سامنے پیش کیا تو یہ مسئلہ چونکہ ان کے آبائی دین کے خلاف تھا اس لئے ان کی طبائع نے اسے قبول نہ کیا اور وہ غصے سے آگ بگولا ہو گئے اور شدتِ غیظ سے اپنی انگلیاں کاٹنے لگے۔ یہ حضرت ابن مسعود سے منقول ہے۔ عن ابی الاحوص عن عبد اللہ فی قولہ تعالیٰ فَرَدُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فِيْٓ اَفْوَاهِهِمْ قال عضوا علیہا غیظاً (قرطبی ج ۹ ص ۳۴۵) یا رَدُّوْا کا فاعل کفار ہیں اور اَیْدِیَهُمْ کی ضمیر مجرور بھی کفار کے لئے ہے لیکن اَفْوَاهِهِمْ کی ضمیر مجرور رسل ع کے لئے ہے یعنی کفار اپنے ہاتھ رسل علیہم السلام کے مونہوں پر رکھ دیتے تاکہ وہ توحید بیان نہ کریں۔ اِنّہم وضعوا ایدیہم علیٰ افواہ الرسل علیہم السلام منعاً لہم من الکلام (روح ج ۱۳ ص ۱۹۳)

۱۰ ؎ ما سے مسئلہ توحید مراد ہے یعنی جس مسئلہ توحید کے بارے میں تمہارا خیال ہے کہ اس کی تبلیغ کے لئے اللہ نے تمہیں بھیجا ہے ہم اسے نہیں مانتے۔ مِمَّا تَدْعُوْنَنَآ یہاں بھی ما سے مسئلہ توحید مراد ہے من الایمان باللہ والتوحید (مدارک ج ۲ ص ۱۹۷)

۱۱ ؎ یہ پیغمبروں ع کا جواب ہے اور استفہام انکاری ہے، فِي اللّٰهِ میں مضاف محذوف ہے ای فی توحید اللہ یعنی اللہ تعالیٰ جو زمین و آسمان اور ساری کائنات کا خالق ہے اس کی توحید میں تو شک کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں کیونکہ مسئلہ توحید اس قدر واضح ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ اس پر شاہد ہے۔ استفہام معناہ الانکار ای لا شک فی اللہ ای فی توحیدہ قالہ قتادة (قرطبی ج ۹ ص ۳۴۶)

۱۲ ؎ اور پھر اللہ تعالیٰ کی شان رحمت دیکھو کہ وہ ہمارے ذریعے تم کو سچے دین کی دعوت دیتا ہے تاکہ تم اسے قبول کر لو اور تمہارے گناہ معاف ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ تمہیں دنیا و آخرت کے عذاب سے بچا لے۔ ثم انہ بعد ان اشیر الی الدلیل الدال علی تحقق ما ہم فی شک منہ نبہ علی عظم کرمہ و رحمتہ تعالیٰ فقیل یدعوکم الخ (روح ج ۱۳ ص ۱۹۵)

۱۳ ؎ مشرکین نے محض عناد و مکابرہ کے طور پر انبیاء علیہم السلام کو یہ طعن دیا کہ تم تو ہم جیسے بشر ہو تم میں کونسی فضیلت تھی کہ تمہیں نبوت مل گئی۔ تم نے یہ ہمیں اپنے باپ دادا کے معبودوں کی عبادت سے روکنے کا محض ایک بہانہ تراش لیا ہے کہ اللہ نے تم کو نبوت دی ہے۔ اور اگر واقعی تم اللہ کے پیغمبر ہو اور واقعی اللہ نے تمہیں ان معبودوں کی عبادت سے روکنے کے لئے بھیجا ہے تو اپنی سچائی ثابت کرنے کے لئے ہم جو بھی معجزہ طلب کریں ہمیں دکھا دو۔ مشرکین کا یہ مطالبہ سراسر عناد اور ضد کی وجہ سے تھا کیونکہ جو بھی پیغمبر اللہ نے بھیجا ہے اس کو زمانہ حال کے مطابق معجزے بھی دئے ہیں مگر منکرین ان معجزوں کو دیکھ کر ایمان نہ لائے اور مزید معجزے لانے کا محض عناداً مطالبہ کر دیا۔ وھذا الطلب کان بعد انیانہم علیہم السلام لہم من الآیات الظاہرة والبینات الباہرة ما تخزلہ الجبال الصم اقدمہم علیہ العناد والمکابرة (روح ج ۱۳ ص ۱۹۵) عَمَّا میں ما موصولہ سے معبودان باطلہ مراد ہیں۔

۱۴ ؎ انبیاء علیہم السلام نے اپنی قوموں کے مذکورہ بالا طعن کے جواب میں فرمایا اس میں شک نہیں کہ ہم بشر ہیں

مع

قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۬ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۛؕ
قوم نوح کی اور عاد اور ثمود اور جو ان سے پیچھے ہوئے
لَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ ؕ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ
کسی کو ان کی خبر نہیں مگر اللہ کو ف۱ آئے ان کے پاس ان کے رسول نشانیاں لے کر
فَرَدُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فِيْٓ اَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوْٓا اِنَّا
پھر لوٹائے انہوں نے اپنے ہاتھ اپنے منہ میں ف۲ اور بولے ہم
كَفَرْنَا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ وَاِنَّا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا
نہیں مانتے جو تم کو دے کر بھیجا ۱۰ اور ہم کو تو شبہ ہے اس راہ میں جس
تَدْعُوْنَنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ۝۹ قَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِي اللّٰهِ
کی طرف تم ہم کو بلاتے ہو خلجان میں ڈالنے والا بولے ان کے رسول ۱۱ کیا اللہ میں
شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَدْعُوْكُمْ
شبہ ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین وہ تم کو بلاتا ہے
لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ
تاکہ بخشے تم کو ۱۲ کچھ گناہ تمہارے اور ڈھیل دے تم کو ایک وعدہ
مُّسَمًّى ؕ قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ؕ تُرِيْدُوْنَ
تک جو ٹھہر چکا ہے کہنے لگے تم تو ۱۳ یہی آدمی ہو ہم جیسے تم چاہتے ہو
اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتُوْنَا
کہ روک دو ہم کو ان چیزوں سے جن کو پوجتے رہے ہمارے باپ دادے سو لاؤ
بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝۱۰ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ
کوئی سند کھلی ہوئی ان کو کہا ۱۴ ان کے رسولوں نے ہم تو
اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ
یہی آدمی ہیں جیسے تم لیکن اللہ احسان کرتا ہے اپنے بندوں میں جس

منزل ۳

ما سے مسئلہ توحید مراد ہے ۱۲

فتح الرحمن ف۱ یعنی عدد وصفات ایشان را ۱۲ ف۲ یعنی از نہایت تعجب و انکار انگشت بدندان گزیدند ۱۲۔

اور بشریت اور لوازم بشریت میں تمہاری مانند ہیں مگر بشریت رسالت و نبوت کے منافی نہیں ہے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ وہ اپنے بندوں میں سے جس بشر کو چاہے رسالت و نبوت کے شرف سے سرفراز فرمادے۔ رسالت و نبوت محض ایک وہبی عطیہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمادیا ہے باقی رہا معجزہ دکھانے کا مطالبہ تو یہ ہم پورا کرنے سے قاصر ہیں کیونکہ معجزہ ہمارے اختیار میں نہیں ہے اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی اجازت کے بغیر ہم کوئی معجزہ نہیں لاسکتے۔ والمعنی ان الاتیان بالایۃ التی قد اقترحوھا لیس الینا ولا فی استطاعتنا وانما ھو امر یتعلق بمشیئۃ اللہ تعالیٰ (مدارک ج ۲ ص ۱۶۸) ف۱۵ اللہ کے پیغمبروں نے منکرین کے جواب میں مزید فرمایا کہ تمہاری عداوت و ضد کے مقابلہ میں ہم اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں کہ وہ ہمیں صبر و استقامت عطا فرمائے۔ اور ہم اللہ پر کیوں بھروسہ نہ کریں اور اس کے سوا اوروں کو کیوں پکاریں حالانکہ اسی نے ہم سب کو ہدایت کی توفیق دی اور صراطِ مستقیم (توحید) کی طرف ہماری راہنمائی فرمائی۔ اور ضد و عناد سے بے جا معجزات طلب کرکے تم ہمیں جو ایذا دے رہے ہو اس پر ہم اللہ کی توفیق سے صبر کریں گے۔ اور تمہارے ان ہتھکنڈوں سے ہمارے پائے ثبات میں تزلزل نہیں آئے گا اور ہم توحید کی تبلیغ و اشاعت کا کام ہرگز ترک نہیں کریں گے وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ دنیا میں بھروسہ اور اعتماد و توکل کے لائق صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے اس لئے سب کو اسی پر بھروسہ کرنا چاہئے اور حاجات و مشکلات میں صرف اسی ہی کو پکارنا چاہئے۔ وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ یہ توحید کا خلاصہ ہے اور اسمِ اعظم ہے۔ ف۱۶ حضرات انبیاء علیہم السلام نے اپنی قوموں کے سامنے دعوتِ توحید پیش کی مگر انہوں نے اس کی طرف توجہ نہ دی اور اسے نہ مانا اور الٹے معاندانہ سوالات کرنے لگے جب ان کے سوالات کے معقول اور متین جوابات دے دیئے گئے تو لاجواب ہو کر اور اپنی خفت مٹانے کے لئے تشدد پر اتر آئے جیسا کہ باطل پرست دنیا داروں کا دستور ہے کہ وہ ہر جائز و ناجائز حربے سے حق کی آواز کو دبانے کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ متمرد دینِ کفار نے انبیاء علیہم السلام کو دھمکی دی اور کہا تم ہمارے دین میں آجاؤ اور ہماری طرح تم بھی ہمارے معبودوں کی عبادت کیا کرو اور انہیں حاجات میں پکارا کرو اور ہماری ہاں میں ہاں ملالو اگر تم ایسا نہیں کروگے تو ہم تمہیں اپنے گاؤں سے نکال دیں گے اور تمہیں شہر بدر کردیں گے۔ ف۱۷ تو اللہ تعالیٰ نے رسل علیہم السلام کی طرف وحی کے ذریعہ پیغام بھیجا کہ فکر مت کرو میں ان ظالموں کو ظرور ہلاک کروں گا جو تمہیں ہر طریقہ سے ایذائیں دیتے ہیں اور ان کی زمینوں کا تم کو مالک بناؤں گا۔ کیونکہ ہمارا دستور یہی ہے کہ ہم انبیاء علیہم السلام کو بھیج کر لوگوں پر اپنی حجت تمام کرتے ہیں جب لوگ توحید کو نہ ماننے پر اڑ جائیں اور ہمارے پیغمبروں کو ایذا پہنچانا بند نہ کریں تو ہم ان کو عذاب سے نیست و نابود کردیتے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا (بنی اسرائیل ع ۲)۔ ف۱۸ ظالموں کو ہلاک کرکے ان کی جگہوں میں ان لوگوں کو آباد کیا جائے گا جو قیامت کے حساب اور عذاب سے ڈر کر مسئلہ توحید کو مان لیں گے۔ ف۱۹ اس کا فاعل رسل علیہم السلام ہیں یعنی انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ ہمارے اور مشرکین کے درمیان آخری

مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَمَا كَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا
پر چاہے اور ہمارا کام نہیں کہ لے آئیں تمہارے پاس سند مگر

بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ⑪ وَمَا
اللہ کے حکم سے اور اللہ پر بھروسہ چاہیئے ایمان والوں کو ف۱ اور ہم

لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا ؕ وَ
کو کیا ہوا کہ ہم بھروسہ نہ کریں اللہ پر ف۱۵ اور وہ سمجھا چکا ہم کو ہماری راہیں اور

لَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ
ہم صبر کریں گے ایذا پر جو تم ہم کو دیتے ہو اور اللہ پر بھروسہ چاہیئے

الْمُتَوَكِّلُوْنَ ⑫ ع وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ
بھروسے والوں کو اور کہا ف۱۶ کافروں نے اپنے رسولوں کو

لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ؕ
ہم نکال دیں گے تم کو اپنی زمین سے یا لوٹ آؤ ہمارے دین میں

فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ⑬ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ
تب حکم بھیجا ان کو ان کے رب نے ف۱۷ ہم غارت کریں گے ان ظالموں کو اور آباد کریں گے تم کو

الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَ
اس زمین میں ان کے پیچھے یہ ملتا ہے اس کو جو ڈرتا ہے کھڑے ہونے سے ف۱۸ میرے سامنے اور

خَافَ وَعِيْدِ ⑭ وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ
ڈرتا ہے میرے عذاب کے وعدہ سے اور فیصلہ مانگنے لگے پیغمبر اور نامراد ہوا ہر ایک سرکش ف۱۹

عَنِيْدٍ ⑮ مِّنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ
ضدی پیچھے اس کے ف۲ دوزخ ہے اور پلائیں گے ان کو پانی

صَدِيْدٍ ⑯ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ
پیپ کا گھونٹ گھونٹ پیتا ہے اس کو اور گلے سے نہیں اتار سکتا اور چلی آتی ہے اس پر

ع ۲ ۱۴

۱۳ تخویف دنیوی ۱۲
۱۴ بشارت دنیوی ۱۲

۱۵ دوسری بار ذکر وقائع ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی سند دیکھے سے ایمان نہیں آتا اللہ کے دیئے سے آتا ہے۔

فیصلہ فرمادے رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ یا اس کا فاعل مشرکین ہیں۔ مشرکین نے بھی اپنے دین کو حق سمجھ کر پیغمبروں سے کہا تھا اگر تم سچے ہو تو ہم پر عذاب لے آؤ تاکہ ہمارے تمہارے درمیان آخری فیصلہ ہوجائے یا انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی ہو کہ اگر ہم جھوٹے ہیں تو ہمیں ہلاک کردے قال الرسول انهم كذبوني فافتح بيني وبينهم فتحا وقالت الامم ان كان هؤلاء صادقين فعذبنا وعن ابن عباس ايضا نظيره ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ (قرطبی ج ۹ ص ۳۴۹) اور جب اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا تو ہر معاند و سرکش نہایت ذلیل ہوا اور ماننے والے ذلت و رسوائی سے محفوظ رہے۔

الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهٖ
موت ف۲۰ ہر طرف سے اور وہ نہیں مرتا اور اس کے پیچھے
عَذَابٌ غَلِيْظٌ ⑰ مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ
عذاب ہے سخت حال ان لوگوں کا ف۲۱ جو منکر ہوئے اپنے رب سے ان کے عمل ہیں
كَرَمَادِ ِۨاشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ؕ لَا
جیسے وہ راکھ کہ زور کی چلے اس پر ہوا آندھی کے دن کچھ
يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰى شَيْءٍ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ
ان کے ہاتھ میں نہ ہوگا اپنی کمائی میں سے یہی ہے بہک کر دور
الْبَعِيْدُ ⑱ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
جا پڑنا ف۲۲ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے بنائے آسمان اور زمین ٹھیک
بِالْحَقِّ ؕ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ⑲
جیسی چاہیے ف۲۳ اگر چاہے تم کو لے جائے اور لائے کوئی پیدائش نئی
وَّمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ⑳ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا
اور یہ اللہ کو کچھ مشکل نہیں اور سامنے کھڑے ہونگے اللہ کے سارے
فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا
پھر کہیں گے کمزور ف۲۴ بڑائی والوں کو ہم تو تمہارے تابع تھے
فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ
سو بچاؤ گے ہم کو اللہ کے کسی عذاب سے کچھ
قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ؕ سَوَآءٌ عَلَيْنَآ
وہ کہیں گے اگر ہدایت کرتا ہم کو اللہ تو البتہ ہم تم کو ہدایت کرتے اب برابر ہے ہمارے حق
اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ㉑ وَقَالَ
میں ہم بیقراری کریں یا صبر کریں ہم کو نہیں خلاصی اور بولا

ع ۳ ۹ ۱۵

منزل ۳

ف۲۲ دوسری عقلی دلیل ۱۲
ف۲۳ واقعہ سوم تخویف دنیوی ۱۲
ف۲۴ واقعہ چہارم تخویف اخروی ۱۲

ف۲۰ یہ وقائع اخرویہ میں سے ہے یعنی دنیا میں ہلاکت اور ذلت و رسوائی کے علاوہ آخرت میں ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے جہاں انہیں نہایت ہی غلیظ اور متعفن پانی پینے کو دیا جائے گا جسے گلے سے نیچے اتارنا بھی مشکل ہوگا۔ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ موت سے اسباب موت یعنی گوناگون عذاب مراد ہیں یعنی جہنم میں ہر طرف سے عذاب ہی عذاب ہوگا اور ہر عذاب ایسا شدید اور المناک ہوگا کہ انسان کی موت واقع ہوجائے مگر کفار جہنم میں اس عذاب سے مریں گے نہیں بلکہ ہمیشہ زندہ رہیں گے تاکہ ہمیشہ عذابِ الیم کا مزہ چکھتے رہیں۔ ای اسباب الموت من كل جهة وهذا تفظيع لما يصيبه من الآلام اي لو كان ثمة الموت لكان كل واحد منها مهلكا (مدارک ج ۲ ص ۱۹۶) **ف۲۱** یہ مشرکین نیک اعمال کی مثال ہے ان کی نیکیاں رائیگاں اور محض باطل ہیں آخرت میں کچھ بھی کام نہ آئیں گی کیونکہ شرک تمام اعمال کو باطل کردیتا ہے۔ جیسا کہ راکھ پڑی ہو اور اُوپر سے ہوا کا تیز و تند طوفان آجائے تو وہ تمام راکھ کو اڑا لے جائیگا اور کچھ بھی باقی نہیں چھوڑے گا۔ طوفان شرک کے سامنے مشرکین کے اعمال صالحہ کا یہی حال ہے۔ اراد بالاعمال الاعمال التی عملوها فی الدنیا واشركوا فيها غير الله فانها لا تنفعهم لانها صارت كالرماد الذي ذرته الريح وصار هباء لا ينتفع به الخ (خازن ج ۴ ص ۳۵) **ف۲۲** دوسری عقلی دلیل برائے توحید۔ بِالْحَقِّ میں بار بمعنی لام ہے اور مجرور مضاف محذوف ہے اور حق سے توحید مراد ہے۔ ای لاظهار الحق یا بار اپنے اصل پر ہے اور ملابست کے لئے ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو ایسی حکمتِ بالغہ سے پیدا فرمایا ہے کہ کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ اور اس کی توحید پر کھلی دلیل اور واضح برہان کا کام دے رہی ہے۔ **ف۲۳** تیسری بار وقائع کا ذکر۔ یہ تخویفِ دنیوی ہے یعنی اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو تمہیں ہلاک کردے اور تمہاری جگہ اور مخلوق پیدا کرلے اللہ تعالیٰ کے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے لئے تمام کام یکساں ہیں اس کی قدرت لامحدود کے سامنے آسان اور مشکل کی کوئی تقسیم نہیں یعنی ان الاشياء تسهل فی القدرة لا يصعب على الله شئ وان جل وعظم (معالم ج ۴ ص ۳۸) **ف۲۴** وقائع کا چوتھی بار ذکر۔ یہ تخویف اخروی ہے۔ اس میں قیامت کا ایک ہولناک منظر پیش کیا گیا ہے۔ میدانِ حشر میں جب مشرک راہنما اور ان کے پیرو اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں گے اور سب کو اپنا انجام سامنے نظر آرہا ہوگا کہ ابھی جہنم کے المناک عذاب میں داخل کئے جائیں گے اس وقت کمزور لوگ یعنی وہ عوام جو

فتح الرحمٰن **ف۱** یعنی اسباب موت بیاید ش ۱۲ **ف۲** اعمال ایشان ہمہ حبط شوند و بدان منتفع نہ گردند ۱۲۔

الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ

شیطان ۲۳ جب فیصلہ ہو چکا سب کام بیشک اللہ نے تم کو دیا تھا سچا وعدہ

وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ

اور میں نے تم سے وعدہ کیا پھر جھوٹا کیا اور میری تم پر کچھ

سُلْطٰنٍ اِلَّاۤ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ

حکومت نہ تھی مگر یہ کہ میں نے بلایا تم کو پھر تم نے مان لیا میری بات کو سو الزام نہ دو مجھ کو

وَلُوْمُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ مَاۤ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَاۤ اَنْتُمْ

اور الزام دو اپنے آپ کو نہ میں تمہاری فریاد کو پہنچوں نہ تم

بِمُصْرِخِيَّ ؕ اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَاۤ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ؕ

میری فریاد کو پہنچو میں منکر ہوں جو تم نے مجھ کو شریک بنایا تھا اس سے پہلے

اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ㉒ وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ

البتہ جو ظالم ہیں ان کے لئے ہے عذاب دردناک ول اور داخل کئے گئے جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

ایمان لائے تھے اور کام کئے تھے نیک ۲۶ باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ؕ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا

نہریں ہمیشہ رہیں گے ان میں اپنے رب کے حکم سے ان کی ملاقات ہے وہاں

سَلٰمٌ ㉓ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً

سلام ۲ تو نے نہ دیکھا کیسی ۲۷ بیان کی اللہ نے ایک مثال بات

طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا

ستھری جیسے ایک درخت ستھرا اس کی جڑ مضبوط ہے اور ٹہنے ہیں

فِي السَّمَآءِ ㉔ تُؤْتِيْۤ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّهَا ؕ

آسمان میں لاتا ہے پھل اپنا ہر وقت پر اپنے رب کے حکم سے

م بشارت اخروی ۱۲

م تمثیل برائے توحید بتوضیح دلیل نقلی اجمالی ۱۲

دنیا میں مشرک پیشواؤں کے بہکانے سے اور اہلِ اقتدار مشرکوں کے ڈر سے شرک میں مبتلا ہے میدانِ حشر میں وہ اپنے پیشواؤں اور لیڈروں سے کہیں گے کہ ہم تمہارے پیچھے چل کر گمراہ ہوئے اور تم نے ہمیں کئی سبز باغ دکھا کر شرک کی راہ پر ڈالا اور اللہ کے پیغمبروں کو ماننے اور ان کی تبلیغ سننے سے روکا تو کیا آج تم ہمارے کسی کام آسکتے ہو اور اللہ تعالیٰ کا کچھ ہی عذاب ہم سے روک سکتے ہو؟ قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ الخ مشرک رؤسا اور پیشوا جواب دیں گے کہ ہم تو خود گمراہ تھے اس لئے تمہیں بھی غلط راستے پر ڈال دیا اگر اللہ تعالیٰ دنیا میں ہمیں ایمان و توحید قبول کرنے کی توفیق دیدیتا تو ہم تمہیں بھی راہ راست پر چلنے کی تلقین کرتے اس لئے ہمارے اور تمہارے لئے سوائے صبر کرنے کے کچھ نہیں۔ عذابِ الٰہی پر گھبراہٹ اور بے صبری ظاہر کریں یا صبر کے ساتھ اسے برداشت کریں اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا، بہرحال عذاب سے ہمیں چھٹکارا نہیں۔ اَلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا وہ مذہبی پیشوا اور قومی راہنما جنہوں نے انبیاء علیہم السلام کی باتیں سننے اور اللہ کی توحید کو ماننے سے استکبار کیا اور غرور و تکبر کے ساتھ حق سے اعراض کیا اور اپنے ماتحتوں اور زیردستوں کو ایمان و توحید سے روکا استکبروا عن عبادۃ اللہ وحدہ لاشریک لہ وعن موافقۃ الرسل (ابن کثیر ج ۲ ص ۵۲۳) وھم السادۃ والرؤساء الذین استغووھم وصدوھم عن الاستماع الی الانبیاء علیہم السلام واتباعھم (مدارک ج ۲ ص ۱۹۹) حاصل یہ کہ دنیا میں جن بڑے لوگوں کو اپنا راہنما بنایا آخرت میں ان کی پیروی کسی کام نہ آئی۔ **۲۵** کفار و مشرکین جب جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے تو سب ابلیس پر لعن طعن کرنے لگیں گے۔ اس وقت ابلیس سب کو جواب دے گا۔ دیکھو اللہ تعالیٰ نے تم سب سے ایک سچا وعدہ فرمایا تھا کہ اگر تم میرے پیغمبروں کی پیروی کرو گے اور میری توحید کو مانو گے تو میں تمہیں آخرت میں لازوال نعمتوں سے سرفراز کروں گا اور ایک جھوٹا سا وعدہ میں نے بھی تم سے کیا تھا کہ زندگی بس یہی ہے اس کے بعد کوئی زندگی اور حساب کتاب نہیں اور اگر ہوا بھی تو یہ تمہارے معبودانِ باطلہ سفارش کر کے تمہیں چھڑا لیں گے (روح)، مگر تم نے اللہ کے سچے وعدے پر اعتماد نہ کیا اور میری جھوٹی بات مان لی حالانکہ میں نے تم پر کوئی جبر و تشدد بھی نہیں کیا تھا اور اپنی جھوٹی بات پر میرے پاس کوئی دلیل و حجت بھی نہ تھی بس ایک زبانی بات تھی جسے تم نے جھٹ سے مان لیا اس لئے اب مجھے لعن طعن نہ کرو اور نہ مجھ پر الزام دھرو بلکہ اپنی جانوں کو مجرم ٹھہراؤ اور اپنے کو ملامت کرو کہ تم نے سوچے سمجھے بغیر میری باتوں کو کیوں مان لیا۔ آج نہ میں تمہاری فریاد رسی کر سکتا ہوں اور نہ تم ہی مجھے اللہ کے عذاب سے بچا سکتے ہو۔ اِنِّيْ كَفَرْتُ لغو ظرف اَشْرَكْتُمُوْنِ سے متعلق ہے (روح و مدارک) یعنی دنیا میں جو تم مجھے اعمال و افعال میں اللہ کا شریک بناتے رہے ہو اور میرے اغوا و اضلال سے شرک کرتے رہے ہو آج مذکورہ بالا بیان کی روشنی میں میں اس سے بری ہوں ومعنٰے کفرہ باشراکھم تبرؤہ منہ واستنکارہ لہ (مدارک ج ۲ ص ۲۰۰)۔ **۲۶** یہ ایمان والوں اور اعمال خیر

موضح قرآن ف شیطان کا زور نہیں انسان پر مگر مشورت دیتا ہے بری وہ مان لینی اپنا گناہ ہے۔ **ف۲** دنیا میں سلام دعا ہے سلامتی مانگنی وہاں سلام کہنا مبارک باد ہے سلامتی ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی وقتیکہ بہشتیان بہ بہشت در آیند و دوزخیان بدوزخ ۱۲۔

وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۵﴾

اور بیان کرتا ہے اللہ مثالیں لوگوں کے واسطے تاکہ وہ فکر کریں

وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ ۨاجْتُثَّتْ

اور مثال گندی بات کی جیسے درخت گندا اکھاڑ لیا

مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ﴿۲۶﴾ يُثَبِّتُ

زمین کے اوپر سے کچھ نہیں اس کو ٹھہراؤ ف۱ مضبوط کرتا ہے

اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

اللہ ایمان والوں کو ۲۸ مضبوط بات سے دنیا کی زندگی میں

وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۙ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ

اور آخرت میں اور بچلا دیتا ہے اللہ بے انصافوں کو اور کرتا ہے اللہ

مَا يَشَآءُ ﴿۲۷﴾ ع اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ

جو چاہے ف۲ ف۳ تو نے نہ دیکھا ان کو جنہوں نے بدلہ کیا ف۲ اللہ کے احسان کا

كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ﴿۲۸﴾ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ

ناشکری سے اور اتارا اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں جو دوزخ ہے داخل ہونگے اسمیں

وَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۲۹﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا

اور وہ بُرا ٹھکانا ہے ف۳ اور ٹھہرائے اللہ کے لئے ۳۱ مقابل کہ بہکائیں لوگوں کو

عَنْ سَبِيْلِهٖ ۗ قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى

اس کی راہ سے تو کہہ مزا اڑا لو پھر تم کو لوٹنا ہے طرف

النَّارِ ﴿۳۰﴾ قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

آگ کے کہدے میرے بندوں کو ۳۲ جو ایمان لائے ہیں قائم رکھیں نماز

وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ

اور خرچ کریں ہماری دی ہوئی روزی میں سے پوشیدہ اور ظاہر پہلے اس سے

ع ۱۶

۲۵ تمثیل برائے شرک ۱۲

۲۷ تخویف اخروی

[illegible] ۱۲

۲۹ زجر ۱۲

۳۰ رفع عذاب کے لئے دو باتوں کا ذکر ۱۲

بجالانیوالوں کے لئے بشارت اخروی ہے پہلے رؤسار مشرکین، داعیان شرک، ان کے پیروؤں، ابلیس اور اس کے متبعین کا المناک انجام بیان کیا گیا یہاں اہل توحید کا نیک انجام بتایا گیا کہ آخرت میں ان کا ابدی اور دائمی ٹھکانا جنت میں ہوگا اور وہ ہر قسم کے سکون میں ہوں گے اور تمام آفات و بلیات سے محفوظ ہوں گے اور فرشتوں کی طرف سے انہیں سلام کا تحفہ ملے گا۔ **۲۷ھ** یہ توحید پر پہلی دلیل نقلی ہے اجمالی از تمام انبیاء علیہم السلام وجملہ مؤمنین کلمہ طیبہ سے مراد توحید اور کلمہ خبیثہ سے مراد شرک ہے۔ توحید ایک ایسے درخت کی مانند ہے جو نہایت مضبوط ہے جس کی جڑیں بھی محکم اور اس کی ٹہنیاں بھی پائیدار اور دور دور تک پھیلی ہوئی ہیں اور اپنے اپنے وقت میں لوگ اس کے پھل سے فائدہ اٹھاتے ہیں اسی طرح توحید بھی محکم ہے جو تمام ادیان سابقہ میں محکم رہی ہے اور تمام انبیاء سابقین اپنے اپنے وقت میں توحید کی تبلیغ کرتے رہے ہیں اور ماننے والے اس سے فائدہ اٹھاتے رہے ہیں۔ اور شرک ایک ایسے کمزور درخت کی مانند ہے جس کی جڑیں بالکل ناپائیدار ہوں اور ایک معمولی سا جھٹکا بھی اسے اکھاڑ پھینکے اور اس کے لئے قرار و ثبات نہ ہو۔ شرک کا ناپائیدار پودا مشرکین نے لگایا جسے اللہ کے پیغمبروں نے اکھاڑ پھینکا۔ **۲۸ھ** یہ بشارت دنیوی و اخروی ہے۔ اَلْاٰخِرَةِ سے عالم برزخ مراد ہے یعنی اللہ تعالیٰ اہل اخلاص مؤمنین کو دنیا میں اور قبر میں کلمہ توحید کی برکت سے ثابت قدم رکھتا ہے ای یثبتھم بالبقاء علی ذلک مدۃ حیاتھم تاحیات ان کو ایمان پر قائم رکھتا ہے وفی الاٰخرۃ فلا یتلعثمون اذا سئلوا عن معتقدھم ھناک ولا تدھشھم الاھوال (روح ج ۱۳ ص ۲۱۷) اور قبر میں سوال و جواب میں گھبرائیں گے نہیں اس تقریر کے مطابق یہ آیت عذاب قبر کے ثبوت پر دلیل ہے۔ یا اس سے قیامت مراد ہے اس صورت میں اس کا متعلق محذوف ہوگا ای یجیزھم یعنی آخرت میں ان کو ثواب دے گا اس طرح یہ ترکیب علفتھا تبنًا وماءً باردًا کے قبیل سے ہوگی۔ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ اور کفار و مشرکین جو اپنی مرضی اور اپنے ارادے سے گمراہی اختیار کرتے ہیں اور ضد و عناد کی وجہ سے اس پر اڑ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اسی حال میں رکھتا اور ان کو ہدایت کی توفیق نہیں دیتا اور برزخ کے سوال و جواب میں ان کو ثابت قدمی عطا نہیں فرماتا اور آخرت میں ان کو عذاب شدید میں مبتلا کرتا ہے (وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ) ای عن حجتھم فی قبورھم کما ضلوا فی الدنیا بکفرھم

موضح قرآن ف۱ مسلمانوں کا دعویٰ درست جس کی دلیل صحیح ہے اور دل میں اثر رکھتا ہے اور روز بروز چڑھتا ہے۔ اور کافروں کا دعویٰ جڑ نہیں رکھتا تھوڑا دھیان کرنے سے غلط معلوم ہونے لگے اور دل میں اُس سے کچھ نور نہیں۔ ف۲ قبر میں جو کوئی مضبوط بات کہے گا ٹھکانا نیک پاوے گا اور جو کچلی بات کہے گا خراب ہوگا ف۳ کے کے سردار مراد ہیں کہ غریبوں کو گمراہ کیا۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید یعنی شریعت حق در ملکوت ثابت است و در دنیا ہر روزے رواج تازہ می یابد و مردماں منتفع شوند وملت جاہلیت در ملکوت استقرار ندارد یکچند درمیان مردم شائع شود باز برہم کردہ آید واللہ اعلم ۱۲ ف۲ یعنی وقت مرگ توفیق شہادت میدہد و وقت سوال منکر ونکیر قول حق گویا میسازد ۱۲ ف۳ مترجم گوید یعنی ناسپاسی کردند بشومی آن نعمت مفقود شد پس گویا نعمت دادند و کفر خریدند واللہ اعلم ۱۲۔

فلا يلقنهم كلمة الحق فاذا سئلوا فى قبورهم قالوا لا ندرى الخ (قرطبى ج ۹ ص ۳۶۴) وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ انابت کرنے والوں کو توفیق ہدایت سے ہمکنار کرتا ہے اور معاندین کو ہدایت سے محروم کر کے گمراہی کی دلدل میں دھکیل دیتا ہے۔ (وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ) عن تثبيت بعض واضلال بعض آخرين حسبما توجبه مشيئته التابعة للحكم البالغة المقتضية لذلك (ابو السعود ج ۵ ص ۳۳) ۲۹ھ پانچویں بار وقائع کا ذکر ہے۔ یہ تخویف اخروی ہے ان لوگوں کے لئے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتِ توحید اور دیگر بے شمار مادی انعامات کی ناشکری کی، خود شرک کیا اور اپنی قوموں کو شرک کی ترغیب دی اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کو جھٹلایا اس طرح اپنی قوموں کو جہنم کا ایندھن بنایا۔ اَلَّذِيْنَ بَدَّلُوْا سے اقوام گذشتہ کے کفار و مشرکین اور ان کے پیشوا مراد ہیں اس صورت میں اَلَمْ تَرَ سے رؤیت قلبی مراد ہوگی اور اگر اس سے کفار مکہ مراد ہوں جیسا کہ حضرت علی اور ابن عباس سے منقول ہے تو رؤیت سے رؤیت بصری مراد ہوگی والمراد مشركوا قريش وان الاية نزلت فيهم عن ابن عباس رض وعلى رض (قرطبى ج ۹ ص ۳۶۴) مشرکین مکہ کو اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی مادی آسائش مہیا فرمائی اور بعثت محمدی کا ان کو شرف عطا فرمایا مگر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ناشکری اور کفر و عصیان سے مقابلہ کیا۔ اسكنهم الله حرمه وجعلهم قوام بيته واكرمهم بمحمد صلى الله عليه وسلم فكفروا نعمة الله الخ (بحر ج ۵ ص ۴۲۴) ۳۰ھ یہ زجر ہے اور لِيُضِلُّوْا میں لام عاقبت کا ہے اور یہ وَاَحَلُّوْا پر معطوف ہے۔ انہوں نے اللہ کے ساتھ شریک بنائے جنکو اللہ کے سوا عبادت اور پکار کا مستحق سمجھا۔ اچھا چند روزہ دنیوی زندگی سے فائدہ اٹھا لو آخر تمہارا ٹھکانا جہنم ہے آخرت میں تمہارے یہ خود ساختہ معبود تمہیں جہنم سے ہرگز نہیں چھڑا سکیں گے۔ ۳۱ھ دفع عذاب کے لئے دو باتوں کا حکم فرمایا کہ اب وقت ہے شرک سے بچ جاؤ اور اللہ کے بندوں پر پوشیدہ اور علانیہ طور پر احسان کرو۔ اگر ایسا کرو گے تو دنیوی اور اخروی عذاب سے بچ جاؤ گے۔ نماز بھی چونکہ خلاصی مصائب کا ایک ذریعہ اور امر مصلح ہے اس لئے اس کا بھی ذکر کیا گیا۔ جیسا کہ ارشاد ہے وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ (بقرہ) يُقِيْمُوا اصل میں صیغہ امر غائب ہے لام امر محذوف ہے اصل میں لِيُقِيْمُوْا تھا بقرینہ قُلْ کیونکہ پہلے امر کے قرینہ سے دوسرے امر سے حذف لام جائز ہے کما فی الرضی امام کسائی اور زجاج نے بھی لام امر کو مقدر مانا ہے۔ ذهب الكسائى والزجاج وجماعة الى انه مقول القول وهو مجزوم بلام امر مقدرة اى ليقيموا وينفقوا الخ (روح ج ۱۳ ص ۲۲۱) ۳۲ھ یہ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے یہ دلیل تفصیلی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے تفصیل سے بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی تمام عالم کا خالق ہے عالم علوی (آسمان، سورج، چاند) عالم سفلی (زمین، دریا، سمندر، حجر و شجر، بحر و بر) اور فضاء آسمانی میں جو کچھ ہے بادل بارش وغیرہ سب پر اللہ تعالیٰ کا قبضہ ہے اور ساری کائنات اس کے اختیار و تصرف میں اور اس کی مطیع فرمان ہے۔ زمین و آسمان کو اس نے پیدا کیا، بارش وہ برساتا اور پھل بھی وہی پیدا کرتا ہی سمندروں

اَنْ يَّاْتِىَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ﴿۳۱﴾ اَللّٰهُ الَّذِىْ
کہ آئے وہ دن جس میں نہ سودا ہے نہ دوستی ف۱ اللہ وہ ہے جس
خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ
نے بنائے ۳۲ھ آسمان اور زمین اور اتارا آسمان سے
مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَ
پانی پھر اس سے نکالی روزی تمہارے میوے اور
سَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِىَ فِى الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَ
رکھنے میں تمہاری کشتی کو کہ چلے دریا میں اس کے حکم سے اور
سَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ﴿۳۲﴾ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَ
کام میں لگایا تمہارے ندیوں کو اور کام میں لگا دیا تمہارے سورج اور
الْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ﴿۳۳﴾ ۚ
چاند کو ایک دستور پر برابر اور کام میں لگا دیا تمہارے رات اور دن کو
وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ؕ وَاِنْ تَعُدُّوْا
اور دیا تم کو ۳۳ھ ہر چیز میں سے جو تم نے مانگی اور اگر گنو
نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ
احسان اللہ کے نہ پورے کر سکو بے شک آدمی بڑا بے انصاف ہے
كَفَّارٌ ﴿۳۴﴾ ع وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا
ناشکر اور جس وقت کہا ابراہیم نے اے رب کر دے ۳۵ھ اس
الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِىْ وَبَنِىَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴿۳۵﴾ ؕ
شہر کو امن والا اور دور رکھ مجھ کو اور میری اولاد کو ف۱ اس بات سے کہ ہم پوجیں بتوں کو
رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ
اے رب انہوں نے گمراہ کیا ۳۶ھ بہت لوگوں کو سو جس

منزل ۳

توحید پر تیسری عقلی دلیل ۱۲

دوسری نقلی دلیل تفصیلی ۱۲

ع ۵ ۱۷

موضح قرآن ف۱ یعنی نیک عمل بکتے نہیں اور دوستی سے کوئی رعایت نہیں کرتا۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی بپسران بے واسطہ ۱۲

میں بحری جہاز اس کے حکم سے چلتے ہیں ، دریا اور ندیاں اس کے تابع فرمان ہیں۔ سورج چاند اور دن رات ہمارے نفع کے لئے اس کے حکم سے اپنے اپنے کام میں مصروف ہیں۔ تو کیا پھر اللہ کے سوا کوئی اور کارساز اور مالک و مختار ہے ؟ ہرگز نہیں۔ اہل بدعت اس آیت سے اولیاء اللہ کے متصرف و مختار ہونے پر استدلال کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے یہ سب کچھ تمہارے تابع کر دیا ہے۔ مگر یہ استدلال سراسر باطل ہے اول اس لئے کہ لَکُمْ میں ضمیر خطاب عام ہے جو تمام بنی آدم حتیٰ کہ کفار کو بھی شامل ہے۔ دوم اس لئے کہ تسخیر سے یہ مراد نہیں کہ سب کچھ ان کے تابع فرمان کر دیا گیا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو اپنے حکم سے تمہارے فائدے کے کاموں میں لگا دیا ہے۔ **ف۳۳** جو کچھ ہم اللہ سے مانگتے ہیں اور جو کچھ ہمیں ملتا ہے وہ ہمیں اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے یعنی ہمارے پاس جس قدر بھی نعمتیں ہیں وہ سب اللہ ہی کی عطا کی ہوئی ہیں یہ مطلب نہیں کہ ہم جو کچھ بھی مانگیں وہ سب کچھ ہمیں دے دیتا ہے کیونکہ دینا نہ دینا اس کے اختیار میں ہے اور اس کا فعل حکمت بالغہ پر مبنی ہے۔ البتہ جو کچھ بھی ہمارے پاس ہے وہ سب اللہ ہی کا دیا ہوا ہے اور اتنا ہے کہ ہم اس کو شمار نہیں کر سکتے مگر اس کے باوجود انسان بڑا ناشکر گذار اور احسان فراموش ہے۔ نعمتیں اللہ تعالیٰ دیتا ہے مگر وہ ان کو غیر اللہ کی طرف منسوب کر دیتا ہے مثلاً بیٹا فلاں پیر نے دیا۔ شفا فلاں بزرگ کی نذر ماننے سے ہوئی اور مصیبت فلاں ولی اللہ کی نیاز دینے سے ٹلی ہے۔ وغیرہ وغیرہ نیز اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر انسان کو اس کے احکام کی اطاعت کی شکل میں ادا کرنا چاہئے تھا مگر وہ سراسر اللہ کا نافرمان ہے۔ **ف۳۴** وَاِذْ قَالَ — تا — يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ دوسری نقلی دلیل تفصیلی از حضرت ابراہیم علیہ السلام دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ دیکھو ابراہیم علیہ السلام نے بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ مجھ کو اور میری اولاد کو شرک سے محفوظ رکھ۔ هٰذَا الْبَلَدَ سے مکہ مکرمہ مراد ہے اور اٰمِنًا نسبت کے لئے ہے ای ذا امن یعنی شہر مکہ کو پر امن بنا اور اس کے باشندوں کو مال و جان میں سلامتی اور امن عطا فرما وَّاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ مجھے اور میری اولاد کو شرک سے محفوظ رکھ یعنی جس طرح ہم پہلے سے توحید اور ملت اسلام پر ہیں اسی طرح ہم کو اس پر قائم اور ثابت قدم رکھ ای ثبتنا علی ما نحن علیه من التوحید وملة الاسلام والبعد عن عبادة الاصنام فالانبیاء معصومون عن الکفر وعبادة غیر الله تعالیٰ (روح ج ۱۳ ص ۲۳۴) **ف۳۵** اضلال یعنی گمراہ کرنے کی نسبت اصنام کی طرف اس لئے کی گئی کہ وہ گمراہی کا سبب ہیں کیونکہ صلحائے عباد کے بتوں کے ساتھ جو مشرکانہ روایتیں وابستہ ہیں ان کی وجہ سے مشرکین کے دلوں میں ان کی پرستش کا جذبہ پایا جاتا ہے اس طرح ان کے بت گمراہی کا سبب بعید ہیں اس لئے مجازاً گمراہی کی نسبت ان کی طرف کی گئی ہے۔ لما کانت سببا للاضلال اضاف الفعل الیھن مجازا (قرطبی ج ۹ ص ۳۶۸)، یا مطلب یہ ہے کہ لوگ ان اصنام کی عبادت کے سبب گمراہی اور فتنے میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ والمعنی انہم ضلوا بعبادتہا کما تقول فتنتہم الدنیا ای فتنوا بہا

تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ ۚ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ
پیروی کی میری سو وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہنا نہ مانا سو تو بخشنے والا
رَّحِیْمٌ ﴿۳۶﴾ رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ
مہربان اے رب میں نے بسایا ہے اپنی ایک اولاد کو میدان میں
غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا
کہ جہاں کھیتی نہیں تیرے محترم گھر کے پاس اے رب ہمارے تاکہ قائم
الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْٓ
رکھیں نماز کو ف۳۶ سو رکھ بعضے لوگوں کے دل کہ مائل ہوں
اِلَیْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ
ان کی طرف اور روزی دے ان کو میووں سے شاید وہ
یَشْكُرُوْنَ ﴿۳۷﴾ رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِیْ
شکر کریں ف۱ اے رب ہمارے تو تو جانتا ہے ف۳۷ جو کچھ ہم کرتے ہیں چھپاکر
وَمَا نُعْلِنُ ؕ وَمَا یَخْفٰی عَلَی اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ فِی
اور جو کچھ کرتے ہیں دکھا کر اور مخفی نہیں اللہ پر کوئی چیز
الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ ﴿۳۸﴾ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ
زمین میں اور نہ آسمان میں ف شکر ہے اللہ کا جس نے
وَهَبَ لِیْ عَلَی الْكِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ
بخشا مجھ کو اتنی بڑی عمر میں ف۳۸ اسمٰعیل اور اسحٰق بے شک
رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۹﴾ رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ
میرا رب سنتا ہے دعاء کو ف۲ اے رب میرے کر مجھ کو کہ قائم رکھوں
الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ﴿۴۰﴾
نماز اور میری اولاد میں سے بھی اے رب میرے اور قبول کر میری دعاء

[illegible]

موضح قرآن ف۱ حضرت ابراہیم کا گھر تھا شام میں ایک حرم سے پیدا ہوئے ایک اسمٰعیل ان کو ساتھ ماں کے لاکر اس جنگل میں بٹھا کر چلے گئے جہاں پیچھے شہر مکہ بسا اللہ تعالیٰ چشمہ زمزم نکالا اس سبب سے وہاں بستی پڑی اور زمین لائق نہ تھی کھیتی کے نہ میوے کے اس کے نزدیک زمین طائف سنوار دی کہ بہتر سے بہتر میوے وہاں ہوویں اور شہر مکے میں پہنچیں۔ **ف۲** ہم چھپاویں اور کھولیں ظاہر میں دعا کی سب اولاد کے واسطے اور دل میں دعا منظور تھی پیغمبر آخر الزمان کو ۱۲ منہ رح۔

واغتروا بسببها (بحر ج ۵ ص ۴۳۱)۔ **ف۳۶** لِيُقِيْمُوا۔ اَسْكَنْتُ کے متعلق ہے اور رَبَّنَا کا اعادہ بُعدِ عہد کی وجہ سے ہے۔ یعنی میں نے اپنی اولاد کو یہاں اس لئے آباد کیا ہے تاکہ وہ تیرے عزت والے گھر کے پاس نماز قائم کریں اور تیرے گھر کو آباد کریں۔ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ ای تمیل الیھم اور لوگوں کے دلوں میں ان سے محبت والفت پیدا کر دے تاکہ وہ بھی یہاں آکر ان کے پاس آباد ہو جائیں۔ اور ان کے ارد گرد بستیاں آباد فرما دے جہاں کے لوگ اہلِ مکہ کے لئے پھل اور میوے اگائیں۔ وانما یکون المراد عمارۃ القریٰ بالقرب منھا لتحصیل تلک الثمار منھا (کبیر ج ۵ ص ۳۶۲)۔ **ف۳۷** یہ اسم اعظم ہے یعنی تو سب کچھ جاننے والا ہے۔ اسی طرح اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِيْعُ الدُّعَآءِ بھی اسم اعظم ہے۔ جیسا کہ سورۃ بقرہ ع ۱۵ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا میں ہے اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ یعنی تو ہی سب کچھ سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ ہر پیغمبر جن کلمات سے اپنی دعوت توحید کا اظہار کرتا ہے وہی اسم اعظم ہوتا ہے۔ اس سے کبھی تو مخاطب کو دعوت توحید دینا مقصود ہوتا ہے اور کبھی اپنے علم اور عقیدہ کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔ یہاں دوسرا مقصد پیش نظر ہے وَمَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ الخ یہ ادخالِ الٰہی ہے یا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کلام سے متصل ہے۔ **ف۳۸** تمام صفات کارسازی اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہیں جس نے بڑھاپے میں مجھے دو بیٹے اسمٰعیل اور اسحاق عطا فرمائے۔ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ میرے پروردگار! مجھے بھی نماز کا پابند رکھ اور ہر زمانے میں میری اولاد میں ایسے لوگ پیدا کر جو نماز کے پابند ہوں اس سے نماز کی اہمیت معلوم ہوتی ہے اور حقیقت میں تقرب الٰہی کا اعمال میں سب سے بڑا ذریعہ نماز ہے۔ **ف۳۹** انبیاء علیہم السلام بارگاہ الٰہی میں انتہائی تقرب کے باعث اپنی معمولی لغزشوں اور بھول چوک کو بھی گناہ سمجھتے۔ ابراہیم علیہ السلام ایسی ہی معمولی لغزشوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ رہے ہیں۔ والدین سے آدم و حوا علیہما السلام مراد ہیں اور اگر حقیقی والدین مراد ہوں تو یہ دعا ان کے ایمان سے مایوسی اور نہی ربانی سے قبل کی ہوگی ای اٰدم و حواء اوقالہ قبل النھی و الیاس عن ایمان ابویہ (مدارک ج ۲ ص ۲۰۴)۔ **ف۴۰** آخر میں پھر وقائع اُخرویہ کا ذکر کیا گیا ہے کیونکہ اس صورت کا اصل موضوع وقائع کا بیان ہی ہے۔ یہ چھٹی بار وقائع کا ذکر ہے۔ پہلے فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ ظالموں کے تمام اعمال سے باخبر ہے اس کے بعد تخویف اُخروی بیان کی گئی۔

ر تخویف اُخروی وقائع کا چھٹی بار ذکر

ع ۶ ۱۸

رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ﴿۴۱﴾
اے رب ہمارے بخش مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور سب ایمان والوں کو جس دن قائم ہو حساب
وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ؕ اِنَّمَا
اور ہرگز مت خیال کر کہ اللہ بے خبر ہے ان کاموں سے جو کرتے ہیں بے انصاف ان کو تو
يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ﴿۴۲﴾ مُهْطِعِيْنَ
ڈھیل دے رکھی ہے اس دن کے لئے کہ پتھرا جائیں گی آنکھیں دوڑتے ہونگے
مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَاَفْـِٕدَتُهُمْ
اوپر اٹھائے اپنے سر پھر کر نہیں آئیں گی ان کی طرف ان کی آنکھیں اور ان کے دل
هَوَآءٌ ﴿۴۳﴾ ؕ وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ
اڑ گئے ہوں گے ف اور ڈرا دے لوگوں کو اس دن سے کہ آئے گا ان پر عذاب
فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ
تب کہیں گے ظالم اے رب ہمارے مہلت دے ہم کو تھوڑی مدت تک
نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ؕ اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا
کہ ہم قبول کر لیں تیرے بلانے کو اور پیروی کر لیں رسولوں کی کیا تم پہلے
اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ﴿۴۴﴾ وَّسَكَنْتُمْ
قسم نہ کھاتے تھے کہ تم کو نہیں دنیا سے ٹلنا اور آباد تھے تم
فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ
بستیوں میں انہی لوگوں کی جنہوں نے ظلم کیا اپنی جان پر اور کھل چکا تھا تم کو کہ کیسا
فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ﴿۴۵﴾ وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ
کیا ہم نے ان سے اور بتلا دیے ہم نے تم کو سب قصے اور یہ بنا چکے ہیں اپنا داؤ
وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ؕ وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ
اور اللہ کے آگے ہے ان کا داؤ اور نہ ہوگا ان کا داؤ کہ ٹل جائیں ان سے

اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ الخ وہ جلدی انہیں اس لئے نہیں پکڑتا کہ وہ قادر نہیں یا ان کے اعمال سے واقف نہیں بلکہ گرفت میں تاخیر اس لئے کرتا ہے تاکہ آخرت میں ان کو ان کے اعمال کی پوری پوری سزا دے۔ تَشْخَصُ الخ قیامت کے دن ان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی مُهْطِعِيْنَ دوڑتے ہوئے بلانے والے کی طرف جا رہے ہوں گے مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ اپنے سروں کو اوپر اٹھائے ہوئے ہوں گے لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ ان کی نگاہیں بھی اوپر ہی کو اٹھی ہوں گی اور وہ اپنی پلکوں کو نیچے نہیں کر سکیں گے۔ وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ ان کے دلوں پر حیرت و دہشت طاری ہوگی اور فرط خوف و ہیبت کی وجہ سے عقل و فہم سے خالی ہوں گے۔ **ف۴۱** عذاب سے دنیوی عذاب مراد

موضح قرآن ف قیامت کے دن آسمان کے دروازے کھل کر فرشتے لگیں گے اترنے اور لوگوں کو پکڑ کر عذاب کرنے اس ہول سے سب کی آنکھیں اوپر لگ جاویں گی اور نیچے دیکھنے کی فرصت نہ ہوگی ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

الۡجِبَالُ (۴٦) فَلَا تَحۡسَبَنَّ اللّٰہَ مُخۡلِفَ وَعۡدِہٖ رُسُلَہٗ ؕ اِنَّ اللّٰہَ
پہاڑ ف۱ سو خیال مت کر ف۴۵ کہ اللہ خلاف کریگا اپنا وعدہ اپنے رسولوں سے بیشک اللہ
عَزِیۡزٌ ذُو انۡتِقَامٍ (۴۷) یَوۡمَ تُبَدَّلُ الۡاَرۡضُ غَیۡرَ الۡاَرۡضِ وَ
زبردست ہے بدلہ لینے والا جس دن بدلی جائے ف۴٦ اس زمین سے اور زمین اور
السَّمٰوٰتُ وَ بَرَزُوۡا لِلّٰہِ الۡوَاحِدِ الۡقَہَّارِ (۴۸) وَ تَرَی الۡمُجۡرِمِیۡنَ
بدلے جائیں آسمان اور لوگ نکل کھڑے ہوں سامنے اللہ اکیلے زبردست کے اور دیکھے تو گنہگاروں کو
یَوۡمَئِذٍ مُّقَرَّنِیۡنَ فِی الۡاَصۡفَادِ (۴۹) سَرَابِیۡلُہُمۡ مِّنۡ قَطِرَانٍ
اس دن ف۴۷ باہم جکڑے ہوئے زنجیروں میں کرتے ان کے ہیں گندھک کے
وَّ تَغۡشٰی وُجُوۡہَہُمُ النَّارُ (۵۰) لِیَجۡزِیَ اللّٰہُ کُلَّ نَفۡسٍ مَّا
اور ڈھانکے لیتی ہے ان کے منہ کو آگ ف۲ تاکہ بدلہ دے اللہ ہر ایک جی کو اس کی
کَسَبَتۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ سَرِیۡعُ الۡحِسَابِ (۵۱) ہٰذَا بَلٰغٌ
کمائی کا بیشک اللہ جلد کرنے والا ہے حساب یہ خبر پہنچا دینی ہے
لِّلنَّاسِ وَ لِیُنۡذَرُوۡا بِہٖ وَ لِیَعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا ہُوَ اِلٰہٌ
لوگوں کو ف۳ تاکہ چونک جائیں اس سے اور تاکہ جان لیں کہ معبود وہی ہے
وَّاحِدٌ وَّ لِیَذَّکَّرَ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ (۵۲) ع
ایک ہے اور تاکہ سوچ لیں عقل والے

ع ۷ ۱۱ 19

سُوۡرَۃُ الۡحِجۡرِ مَکِّیَّۃٌ وَّ ہِیَ تِسۡعٌ وَّ تِسۡعُوۡنَ اٰیَۃً وَّ سِتُّ رُکُوۡعَاتٍ
سورۂ حجر مکی ہے اور اس میں ننانوے آیتیں اور چھ رکوع ہیں ف۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓرٰ ۟ تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡکِتٰبِ وَ قُرۡاٰنٍ مُّبِیۡنٍ (۱)
یہ آیتیں ہیں کتاب کی ف۲ اور واضح قرآن کی

ہے بقرینہ اَخِّرۡنَآ اِلٰۤی اَجَلٍ الخ ان معاندین کو اس دن سے ڈرائیے جو تمام اقوام معاندہ پر آیا ہے جب ان پر اللہ کا عذاب آجاتا تو وہ گڑگڑا کر دعائیں مانگنے لگتے ہمارے پروردگار! ہمیں تھوڑی سی مہلت ہی دیدے اب ہم تیری توحید کو مانیں گے اور تیرے پیغمبروں کا اتباع کریں گے اَوَلَمۡ تَکُوۡنُوۡۤا الخ ان کو جواب دیا جاتا کیا تم قسمیں کھا کھا کر نہیں کہا کرتے تھے کہ ہم پر عذاب آئے گا ہی نہیں۔ زوال سے مراد عذاب ہے یا زوال سے مراد موت ہے اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ ہم بیک وقت تمام نہ مریں گے بلکہ باری باری مریں گے۔ **۴۲** جن ظالموں نے ضد و عناد سے توحید کا انکار کیا اور ہمارے پیغمبروں کو جھٹلایا جن کو عذاب سے ہلاک و برباد کیا انکی تباہی کے بعد ان کے شہروں اور علاقوں میں تم آباد ہوئے اور تم نے ان کی تباہی کے آثار سے معلوم کر لیا کہ ہم نے ان مکذبین کا کیا حشر کیا اور پھر ہم نے مثالیں دے دے کر مسئلہ توحید کو اچھی طرح سمجھا دیا مگر اس کے باوجود تم نے انکار کیا اور مسئلہ توحید کو ماننے کا جو موقع ہم نے فراہم کیا تھا اس سے تم نے فائدہ نہ اٹھایا اس لئے اب اگر تمہیں دوبارہ مہلت دی گئی تب بھی تم نہیں مانوگے۔ یا مطلب یہ ہے کہ ہم نے تم سے پہلے معاندین کے قصص و واقعات بیان کر کے تم کو تنبیہ کی کہ دیکھو اگر نہیں مانوگے تو ان ہلاک شدہ قوموں کی طرح تم پر بھی ہولناک عذاب بھیجا جائے گا۔ **۴۳** مشرکین نے اسلام کو مٹانے اور کفر و شرک کو فروغ دینے کے لئے اپنی پوری قوت سے بڑے عظیم پروگرام بنائے ان کا خیال تھا کہ وہ اپنے ان پروگراموں اور ان خفیہ تدبیروں سے اسلام کو دنیا سے نیست و نابود کر دیں گے قد مکروا فی ابطال الحق و تقریر الباطل مکرھم العظیم الذی استفرغوا فی عملہ المجھود الخ (ابوالسعود ج۵ ص۳٦۰)، وَعِنۡدَ اللّٰہِ مَکۡرُھُمۡ لیکن اللہ تعالیٰ کو ان کی تمام خفیہ تدبیروں اور سازشوں کا پورا پورا علم ہے اس لئے ان کی کوئی تدبیر کامیاب نہ ہو سکی وَاِنۡ کَانَ مَکۡرُھُمۡ الخ اِنۡ مخففہ من المثقلہ ہے ای انه کان الخ حالانکہ مشرکین کے اپنے اندازے کے مطابق ان کی سکیمیں اور تدبیریں ایسی محکم اور مکمل تھیں کہ ان سے پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ہل جائیں۔ یا اِنۡ نافیہ ہے اس صورت میں ان کے مکر کا ضعف بیان کرنا مقصود ہوگا۔ یعنی ان کی تدبیر کوئی پختہ نہ تھی کہ اس سے پہاڑ ہل جائیں۔ **۴۴** یہ تخویف اخروی ہے یہاں سے لے کر اِنَّ اللّٰہَ سَرِیۡعُ الۡحِسَابِ تک قیامت کے ہولناک مناظر اور آخرت کے مختلف انواعِ عذاب کا ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے پیغمبروں سے وعدہ ہے کہ وہ دنیا میں ان کی مدد کرے گا اور آخرت میں ان کو مراتب عالیہ عطا فرمائے گا اور ان کے دشمنوں سے ان کا انتقام لے گا اور دنیا و آخرت میں ان کو ذلیل و رسوا کرے گا۔ اس لئے کوئی شخص یہ گمان بھی نہ کرے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں سے کئے گئے وعدے کے خلاف کرے گا۔ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیۡزٌ ذُو انۡتِقَامٍ یہ ماقبل کے لئے علت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ غالب ہے اور دشمنانِ اسلام سے انتقام لینے والا ہے۔ **۴۵** ظرف مُخۡلِفَ کے متعلق ہے (روح) یعنی جس دن زمین و آسمان بدل جائیں گے اور ساری مخلوق ایک صاف میدان میں اللہ تعالیٰ کے سامنے ہوگی۔ اس دن اللہ تعالیٰ اپنے وعدے

۱ تخویف دنیوی ۱۲

۲ یعنی تمام مذکورہ دلائل و نتائج ۱۲

۳ تمہید مع ترغیب ۱۲

موضح قرآن ف۱ مکے کے لوگوں نے کئی تدبیریں ٹھہرائیں تھیں حضرت کو سب مل کر قتل کریں یا آپس سے نکال دیں اسی کو فرمایا ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی مکر ایشان ضعیف است ۱۲ ف۲ قطران، چیزی سیاه بدبوئیست که آتش در ان زود میگیرد ف۳ یعنی نازل کرده شده است برای تبلیغ ۱۲۔

کے خلاف نہیں کرے گا۔ زمین و آسمان کے بدل جانے سے مراد یہ ہے کہ سمندر خشک ہو جائیں گے، پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کر کے زمین کو ہموار کر دیا جائے گا اور آسمان کے تمام ستارے غائب ہو جائیں گے۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ تذھب آکامھا وجبالھا واودیتھا وشجرھا وما فیھا وتمد مد الادیم العکا وتصیر مستویۃ لا تری فیھا عوجا ولا امتا وتبدل السموات بذھاب شمسھا وقمرھا ونجومھا (روح ج ۱۳ ص ۲۵۴)۔ **۴۶** یہ تُبَدَّلُ پر معطوف ہے اصفاد، صفد کی جمع ہے یعنی گلے کا طوق اور پاؤں کا زنجیر قیامت کے دن مجرموں کے گلوں میں طوق اور پاؤں میں بیڑیاں ہوں گی۔ سَرَابِیْلُھُمْ، سربال کی جمع ہے یعنی قمیص۔ قَطِرَانٍ ابہل یعنی درخت دیودار کا عصارہ یہ ایک آتش گیر مادہ ہے جو آگ کو تیزی سے پکڑ لیتا ہے (روح، مظہری)، یعنی اس قسم کا کوئی آتش گیر مادہ ہوگا جسے جہنمیوں کے بدنوں پر لیپ دیا جائے گا تاکہ اس آتش گیر مادے کو آگ فوراً پکڑ لے اور ان کو زیادہ تکلیف اور اذیت پہنچے اس کے علاوہ اس مادے میں تیزی اور حدت ہوگی جو بدن میں جلن پیدا کرے گا اور اپنی بدبو کی وجہ سے ان کے لئے مزید تکلیف کا باعث ہوگا۔ وھو عصارۃ الابھل ... وھو اسود منتن یشتعل فیہ النار بسرعۃ یطلی بہ جلود اھل النار حتی یکون طلاوۃ لھم کالقمیص لیجتمع علیھم لذع القطران ووحشۃ لونہ ونتن ریحہ مع اسراع النار (مظہری ج ۵ ص ۲۸۶) یا قطران سے گندھک مراد ہے کیونکہ یہ بھی ایک آتش گیر مادہ ہے جو جلتے وقت بدبو بھی چھوڑتا ہے۔ لِیَجْزِیَ اللّٰہُ الخ اس کا متعلق محذوف ہے ای یفعل بھم ذلک لیجزی الخ (روح)، یہ سب کچھ اس لئے کیا جائے گا تاکہ انہیں ان کے اعمال کی پوری پوری سزا دی جائے۔ **۴۷** آخر میں سورت کے خلاصۂ مضامین کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ھٰذَا سے تمام مذکورہ وقائع اور دلائل کی طرف اشارہ ہے۔ وَلِیُنْذَرُوْا کا معطوف علیہ مقدر ہے ای لیؤمنوا یعنی یہ تمام وقائع اور دلائل اس لئے ذکر کئے گئے ہیں تاکہ لوگ ایمان لے آئیں اور وقائع امم سابقہ سنا کر ان کو ڈرایا جائے اور وقائع اور دلائل کے بیان سے جو مسئلہ (یعنی مسئلہ توحید) سمجھانا مقصود ہے تاکہ وہ اس کو مان لیں اور ان کو یقین ہو جائے کہ تنہا اللہ تعالیٰ ہی ساری مخلوق کا کارساز اور ساری کائنات میں اکیلا وہی متصرف و مختار ہے اور وہی پکارنے کے لائق ہے۔ اور تاکہ عقل و فہم اور ہوش و خرد والے لوگ ان (وقائع و دلائل) میں غور و فکر کریں اور ان میں سے جن کے دلوں میں اخلاص و انابت ہو وہ ان سے نصیحت حاصل کریں اور راہ راست پر آجائیں۔

سورۂ ابراہیم علیہ السلام میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْکَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ (ع ۱) خصوصیت سورت ہے یعنی ہم نے یہ کتاب اس لئے نازل کی ہے تاکہ آپ لوگوں کو وقائع امم سابقہ سنا کر کفر و شرک کے اندھیرے سے نکال کر اسلام اور توحید کی روشنی کی طرف لائیں۔

۲۔ اَللّٰهُ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (ع ۱) نفی شرک اعتقادی۔

۳۔ قَالَتْ لَھُمْ رُسُلُھُمْ ۔۔۔ تا ۔۔۔ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ (ع ۲) اثبات بشریت انبیاء علیہم السلام و نفی اختیار و تصرف از ایشان علیہم السلام۔

۴۔ وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَکَّلَ عَلَی اللّٰهِ اسم اعظم۔

۵۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ (ع ۳) نفی شرک اعتقادی۔

۶۔ اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْكُمْ وَیَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِیْدٍ (ع ۳) ساری کائنات اللہ تعالیٰ کے اختیار و تصرف میں ہے اور کوئی چیز اس کے اختیار سے باہر نہیں۔

۷۔ اَلَمْ تَرَ كَیْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَیِّبَةً ۔۔۔ تا ۔۔۔ لَعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ (ع ۴) توحید کی تمثیل۔

۸۔ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۔۔۔ تا ۔۔۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ (ع ۵) نفی شرک اعتقادی۔

۹۔ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ ۔۔۔ تا ۔۔۔ وَلَا فِی السَّمَآءِ (ع ۶) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی اللہ سے دعا کی کہ وہ ان کو اور ان کی اولاد کو شرک سے محفوظ رکھے۔ اور رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِیْ وَمَا نُعْلِنُ اسم اعظم سے اللہ تعالیٰ کے عالم الغیب والشہادہ ہونے کا اعلان فرمایا۔

(آج بتاریخ ۵ ربیع الثانی ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۴ جولائی ۱۹۶۶ء بروز اتوار ۱ بجے دوپہر سورۂ ابراہیم علیہ السلام کی تفسیر ختم ہوئی فالحمد للہ اولا و آخرا والصلوۃ والسلام علی رسولہ دائما ابدا۔)

۱۵ سُورۃ الحِجر

ربط ناقی ربط سورۂ حجر کو سورۂ ابراہیم سے نامی ربط یہ ہے کہ سورۂ ابراہیم میں دلائل اور وقائع امم سالقہ کے ساتھ جو مسئلہ بیان کیا گیا ہے اسے مان لو ورنہ پچھتاؤ گے جس طرح اصحاب الحجر نے مسئلہ توحید کی تکذیب کی تو انہیں دردناک عذاب سے ہلاک کر دیا گیا اسی طرح تمہیں بھی ہلاک کر دیا جائے گا۔ معنوی ربط۔ سورۂ ابراہیم میں وقائع بیان کرکے ڈرایا گیا تاکہ وہ مسئلہ توحید کو مان لیں اب سورۂ حجر میں یہ بیان ہوگا کہ مان لو ورنہ امم سالقہ کی طرح تم پر بھی عذاب آئے گا تو پچھتاؤ گے۔

خلاصہ سورۂ حجر میں توحید پر دو عقلی دلیلیں پیش کی گئی ہیں ایک مفصل اور دوسری مختصر اور تخویف دنیوی کے پانچ نمونے ذکر کئے گئے ہیں تین گذشتہ قوموں کے اور دو کفار مکہ کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پانچ تسلیاں مذکور ہیں۔ الٓرٰ۔ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الخ تمہید مع ترغیب رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یہ سورت کا مقصودی حصہ ہے امم سابقہ کے حالات تم نے سن لئے لہٰذا اب مان لو ورنہ ان کی طرح پچھتاؤ گے جب عذاب آئے گا تو کہیں گے کاش ہم نے مسئلہ توحید مان لیا ہوتا۔ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْیَةٍ تخویف دنیوی۔ ہر قوم کو مہلت دی گئی اور پھر ضد و انکار کی وجہ سے مقررہ وقت سے پہلے اسے ہلاک نہیں کیا گیا۔ وَقَالُوْا یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْ الخ شکوی ہے مشرکین پیغمبر علیہ السلام کو دیوانہ کہتے اور فرشتوں کے نازل ہونے کا مطالبہ کرتے۔ مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ الخ جواب شکوی ہے فرشتے ہمارے خاص پروگرام کے تحت نازل ہوتے ہیں ہر کس و ناکس کے مطالبے پر نازل نہیں ہوتے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ یہ تخویف دنیوی کے لئے تمہید ہے جس طرح آپ پر ہم نے قرآن اتارا ہے اسی طرح گذشتہ انبیاء علیہم السلام پر بھی کتابیں اور صحیفے نازل کئے مگر ان کی قوموں نے تکذیب کی اور مبتلائے عذاب ہوئے مشرکین مکہ بھی اگر قرآن کی تکذیب پر ڈٹے رہے تو ان کا بھی وہی حشر ہوگا وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ جملہ معترضہ ہے۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا الخ تخویف دنیوی ہے استہزاء و تمسخر سے اللہ کے پیغمبروں کی توہین و تخویف کرنیوالوں کے لئے۔ وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَیْهِمْ بَابًا الخ زجر ہے متعلق بشکوی۔ فرشتے اتارنے کے بجائے اگر خود ان کو آسمانوں پر لے جائیں اور وہ سب کچھ دیکھ لیں پھر بھی نہیں مانیں گے۔

پہلی عقلی دلیل مفصل وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا ــ تا ــ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ (ع ۲) زمین سے لے کر آسمان تک اور عرش سے لے کر فرش تک سارا کارخانۂ عالم اللہ تعالیٰ کے اختیار و تصرف میں ہے اور اس تمام کائنات ارضی و سماوی کا بنانے والا بھی وہی ہے۔ وہی بارش برساتا اور زمین سے اقسام و انواع کے غلے، پھل اور میوے پیدا کرتا ہے اس کے علاوہ اس نے تمہارے لئے بے شمار وسائلِ رزق پیدا کر رکھے ہیں اور ہر چیز کے بھرپور خزانے اسی کے پاس ہیں۔ اب تم ہی بتاؤ کہ اس کے سوا کوئی اور کارساز ہو سکتا ہے؟ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِیْنَ الخ جمیع ماکان و مایکون کا عالم تو میں ہوں پھر میرے سوا عالم الغیب اور کون ہو سکتا ہے؟۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ الخ (ع ۳) یہ بھی دلیل اول سے متعلق ہے۔ جس اللہ نے اپنی ساری کائنات کو انسان کی معاش مہیا کرنے پر لگا دیا ہے اسی نے انسان کو مٹی سے پیدا کیا۔ جو انسان کا خالق و رازق ہے وہی اس کا کارساز اور حاجت روا بھی ہے وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ الخ اس میں ابلیس کی آدم علیہ السلام سے دشمنی کا ذکر کیا گیا ہے تاکہ اولاد آدم ذریت ابلیس کی چالوں اور اس کے مکر و فریب سے خبردار رہے اس کے بعد اگلی سورتوں میں جہاں کہیں یہ قصہ آئے گا اس سے یہی تنبیہ مقصود ہوگی۔ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ الخ تخویف اخروی ہے۔ اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ الخ بشارت اخروی ہے۔ اس کے بعد تخویف اخروی کے پانچ نمونے مذکور ہیں۔

وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَیْفِ اِبْرٰهِیْمَ (ع ۴) یہ نمونہ اول کے لئے تمہید ہے۔ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ الخ یہ تخویف اخروی کا پہلا نمونہ ہے۔ قوم لوط علیہ السلام نے اللہ کے پیغمبر لوط علیہ السلام کو جھٹلایا اور احکام خداوندی کی صریح مخالفت کی تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی بستی کو الٹ دیا اور اوپر سے پتھروں کی بارش برسائی اور اس طرح دردناک عذاب سے ان کو ہلاک کر دیا۔

دوسرا نمونہ وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَیْكَةِ الخ ان سے مراد اہلِ مدین ہیں۔ حضرت شعیب علیہ السلام ان کے پاس پیغام توحید لے کر آئے مگر انہوں نے نہ مانا، شرک و کفر اور دیگر جرائم پر ڈٹے رہے تو اللہ تعالیٰ نے ایک ہولناک آواز سے ان کو ہلاک کر دیا۔

تیسرا نمونہ وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِیْنَ الخ (ع ۵) یہ حضرت صالح علیہ السلام کی قوم تھی انہوں نے ان کو توحید کی دعوت دی اور اللہ کے حکم سے ان کو ان کا مطلوبہ معجزہ بھی دکھایا مگر بایں ہمہ وہ انکار و عناد سے باز نہ آئے اور دعوت توحید کو قبول نہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک دلدوز چنگھاڑ کی صورت میں عذاب نازل کرکے ان کا خاتمہ کر دیا۔ یہ تینوں نمونے اقوام گذشتہ سے پیش کئے گئے ہیں۔ اس کے بعد توحید کی دوسری عقلی دلیل مذکور ہے۔

دوسری عقلی دلیل مختصر۔ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ (ع ۶) زمین و آسمان اور ان کے درمیان کی تمام مخلوقات کو ہم نے پیدا ہی اس لئے کیا ہے تاکہ مسئلہ توحید کو واضح کریں کائنات کا ذرہ ذرہ ہماری توحید کا گواہ ہے۔ وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِیَةٌ تخویف اخروی ہے فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِیْلَ تسلیۂ اول برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ وَلَقَدْ اٰتَیْنٰكَ الخ تسلی دوم۔ لَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْكَ زجر متعلق بہ تسلی دوم۔ وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ تسلی سوم۔ وَقُلْ اِنِّیْٓ اَنَا النَّذِیْرُ الْمُبِیْنُ مجھ سے معجزات لانے کا مطالبہ کرتے ہیں حالانکہ معجزات میرے اختیار میں نہیں ہیں میں تو نذیر ہوں میرا کام تبلیغ و انذار ہے۔ آگے مشرکین مکہ سے تخویف دنیوی کے دو نمونے ذکر کئے گئے ہیں۔

تخویف دنیوی کا چوتھا نمونہ۔ كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَی الْمُقْتَسِمِیْنَ الخ مقتسمین مشرکین مکہ سے کم و بیش بارہ آدمی تھے جو موسم حج میں مکہ مکرمہ میں داخل ہونے والوں کے راستوں پر بیٹھ جاتے اور آنے والوں سے کہتے (عیاذاً باللہ) اس جادوگر سے بچنا کہیں تمہارا ایمان خراب نہ کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بعض کو جنگ بدر میں اور کچھ کو اس سے پہلے آفات و بلیات سے ہلاک کر دیا۔

تخویف دنیوی کا پانچواں نمونہ۔ اِنَّا کَفَیْنٰکَ الْمُسْتَھْزِءِیْنَ یہ مشرکین مکہ اور صنادید قریش سے چند آدمی تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن سے تمسخر واستہزاء کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کرنے کا وعدہ فرمایا۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی بھی ہے۔ وَلَقَدْ نَعْلَمُ تسلی پنجم برائے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔ سورت کے آخر میں فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ الخ سے اصل مقصد بیان کیا گیا کہ آپ دشمنوں کی پروانہ کریں ان کے لئے ہم خود کافی ہیں آپ دن رات اللہ تعالیٰ کی شرک سے تسبیح و تقدیس کرتے رہیں، اسی کے سامنے سجدہ ریز ہوں اور تادم آخر ہیں اسی کی عبادت اور پکار میں لگے رہیں۔

رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ ②

کسی وقت آرزو کریں گے یہ لوگ جو منکر ہیں ے۱ کیا اچھا ہوتا جو ہوتے مسلمان

ذَرْھُمْ یَاْکُلُوْا وَیَتَمَتَّعُوْا وَیُلْھِھِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ

چھوڑ دے ان کو کھالیں اور برت لیں اور ے۲ امیدمیں لگے رہیں سو آئندہ

یَعْلَمُوْنَ ③ وَمَآ اَھْلَکْنَا مِنْ قَرْیَۃٍ اِلَّا وَلَھَا

معلوم کرلیں گے اور کوئی بستی ہم نے غارت نہیں کی ے۳ مگر اس کا

کِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ④ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّۃٍ اَجَلَھَا وَ

وقت لکھا ہوا تھا مقرر نہ سبقت کرتا ہے کوئی فرقہ اپنے وقت مقرر سے اور

مَا یَسْتَاْخِرُوْنَ ⑤ وَقَالُوْا یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْ نُزِّلَ

نہ پیچھے رہتا ہے اور لوگ کہتے ہیں اے وہ شخص کہ تجھ پر اترا ہے

عَلَیْہِ الذِّکْرُ اِنَّکَ لَمَجْنُوْنٌ ⑥ لَوْ مَا تَاْتِیْنَا

قرآن ے۴ تو بے شک دیوانہ ہے کیوں نہیں لے آتا ہمارے پاس

بِالْمَلٰٓئِکَۃِ اِنْ کُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ⑦ مَا نُنَزِّلُ

فرشتوں کو اگر تو سچا ہے ہم نہیں اتارتے

الْمَلٰٓئِکَۃَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا کَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِیْنَ ⑧

فرشتوں کو مگر کام پورا کرکے اور اس وقت نہ ملے گی ان کو مہلت

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ⑨ وَ

ہم نے آپ اتاری ہے یہ نصیحت ے۵ اور ہم آپ اس کے نگہبان ہیں اور

لَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ فِیْ شِیَعِ الْاَوَّلِیْنَ ⑩

ہم بھیج چکے ہیں رسول تجھ سے پہلے اگلے فرقوں میں

وَمَا یَاْتِیْھِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُوْنَ ⑪

اور نہیں آتا ان کے پاس کوئی رسول مگر کرتے رہے ہیں ان سے ہنسی

انجمن ابراہیم عشر ۲

۱۔ دعویٰ یا اصل مقصد

۲۔ زجر مع تخویف دنیوی ۳

۳۔ تخویف دنیوی

۴۔ شکوی ۳

۵۔ جواب شکوی ۱۲

۶۔ تخویف دنیوی ۷

مختصر خلاصہ سورۂ حجر میں چار امور ذکر کئے گئے ہیں (۱) دعوائے سورت (۲) دلائل توحید (۳) تخویف دنیوی کے پانچ نمونے اور (۴) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تسلی۔

دعوائے سورت۔ رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا الخ اب وقت ہے مان لو ورنہ دوسرے کافروں کی طرح پچھتاؤ گے اس کے بعد وَمَآ اَھْلَکْنَا مِنْ قَرْیَۃٍ میں تخویف دنیوی۔ وَقَالُوْا یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْ نُزِّلَ عَلَیْہِ میں شکوی مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِکَۃَ میں جواب شکوی اور وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَیْھِمْ میں زجر متعلق بہ شکوی مذکور ہے۔

دلائل توحید۔ دو عقلی دلیلیں مذکور ہیں ایک مفصل دوم مختصر۔ دلیل عقلی مفصل وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا الخ (ع ۱) تا مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ (ع ۲) اور دلیل عقلی مختصر وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَھُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ (ع ۶)

تخویف کے نمونے۔ تخویف دنیوی کے پانچ نمونے ذکر کئے گئے ہیں۔ تین امم سابقہ سے اور دو مشرکین مکہ سے۔ امم سابقہ کے تین نمونے یہ ہیں۔ (۱) قَالَ فَمَا خَطْبُکُمْ اَیُّھَا الْمُرْسَلُوْنَ (ع ۴) قوم لوط علیہ السلام کی تباہی کا نمونہ۔ (۲) وَاِنْ کَانَ اَصْحٰبُ الْاَیْکَۃِ لَظٰلِمِیْنَ (ع ۵) قوم شعیب علیہ السلام کی ہلاکت کا نمونہ۔ (۳) وَلَقَدْ کَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِیْنَ (ع ۶) قوم صالح علیہ السلام کی بربادی کا نمونہ۔ مشرکین مکہ سے دو نمونے یہ ہیں (۱) کَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَی الْمُقْتَسِمِیْنَ (ع ۶) مشرکین مکہ کے بارہ آدمی جو موسم حج میں مکہ کے راستوں میں بیٹھ جاتے اور باہر سے آنے والوں کو حضور علیہ السلام سے ملنے اور آپ کا وعظ سننے سے روکتے تھے۔ (۲) اِنَّا کَفَیْنٰکَ الْمُسْتَھْزِءِیْنَ یہ مشرکین مکہ پانچ آدمی تھے جو قرآن اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔

تسلی برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ آخر میں سات بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی۔ (۱) فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِیْلَ (۲) وَلَقَدْ اٰتَیْنٰکَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ الخ (۳) وَلَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْکَ الخ (۴) وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْھِمْ (۵) وَاخْفِضْ جَنَاحَکَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ (۶) اِنَّا کَفَیْنٰکَ الْمُسْتَھْزِءِیْنَ (۷) وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّکَ یَضِیْقُ صَدْرُکَ آخر میں مقصودی مسئلہ کا بیان ہے فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَکُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ بس اللہ کی حمد و ثنا اور اس کی پاکیزگی بیان کرتے رہئے۔ اسی کو سجدہ کیجئے اور اسی کو حاجات میں غائبانہ پکاریئے ےہ یہ اصل مقصد کے لئے توطئہ و تمہید ہے اور اس میں ترغیب لائی گئی ہے کہ اس سورت میں جو بیان ہوگا وہ معمولی باتیں نہیں ہوں گی، وہ بہت ضروری اور اہم ہوں گی اس لئے ان کو غور سے سننا۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا جس سورت کی ابتداء میں تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ وارد ہو وہاں الکتاب بمعنی المکتوب سے وہ سورت مراد ہوگی یا قرآن اور اگر یہ الفاظ کسی سورت کے درمیان آجائیں تو اس سے

بقرینہ مقام تورات و انجیل یا دیگر کتب سماویہ یا قرآن مراد ہوگا۔ قاعدہ تو یہی ہے لیکن سورۂ حجر کی ابتدا میں اُلکِتَاب کے ساتھ لفظ قرآن بھی آیا ہے اس لئے الکتاب سے تورات و انجیل مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ اس کے بعض بیانات پہلی کتابوں میں نازل ہو چکے ہیں مثلاً تخویف دنیوی کے پہلے تین نمونے اور کچھ باتیں ایسی ہیں جن کا ذکر کتب سابقہ میں نہیں آیا اور وہ صرف قرآن ہی میں مذکور ہیں مثلاً تخویف دنیوی کے آخری دو نمونے قال مجاھد وقتادۃ الکتاب ھنا ما نزل من الکتب قبل القرآن الخ (روح ج ۵ ص ۲۷۴) **۳** تمہید کے بعد اصل مقصود کا ذکر کیا گیا۔ سورۂ ابراہیم میں وقائع امم سابقہ ذکر کر دیئے گئے ہیں تاکہ تم ان سے عبرت حاصل کرو اور عذاب کے ڈر سے مسئلہ مان لو اس لئے اب وقت ہے ضد و انکار سے باز آجاؤ اور مسئلہ قبول کرلو ورنہ پچھتاؤ گے جیسا کہ بہت بار ایسا ہو چکا ہے اقوام گذشتہ کے کفار و مشرکین جب دیکھتے کہ کفر و انکار اور ضد و عناد کی وجہ سے ان پر اللہ کا عذاب نازل ہو چکا ہے اور ایمان والے اس سے بچ گئے ہیں تو وہ حسرت و افسوس سے کہنے لگتے کاش ہم نے بھی مسئلہ توحید مان لیا ہوتا تو آج ہم بھی اس عذاب سے بچ جاتے مگر اس وقت کے پچھتانے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ **۴** مقصود اصلی بیان کرنے کے بعد وَمَا يَسۡتَاۡخِرُوۡنَ تک زجر اور تخویف دنیوی کا ذکر کیا گیا کہ اس کا تعلق سورۂ ابراہیمؑ کے دعوے سے ہے یعنی ان کو وقائع امم سابقہ سناؤ تاکہ وہ ان سے ڈر کر شرک سے توبہ کریں۔ اب تخویف دنیوی سنائی گئی کہ اچھا اگر وہ ان وقائع سے عبرت حاصل نہیں کرتے اور ضد و عناد پر اڑے ہوئے ہیں تو انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو وہ دنیوی ساز و سامان اور انواع اکل و شرب سے خوب فائدہ اٹھالیں اور باطل امیدوں میں ڈوب کر حق سے خوب غافل ہولیں جب اچانک ہمارا عذاب ان کو آئیگا تو انہیں حقیقت حال معلوم ہو جائے گی۔ **۵** یہ تخویف دنیوی ہے۔ ہم نے آج تک کسی قوم کو مبتلائے عذاب نہیں کیا جب تک کہ ہم پیغمبر بھیج کر ان پر اپنی حجت قائم نہ کریں اس لئے ہر قوم کی ہلاکت کے لئے ایک وقت مقرر کر دیا گیا کہ اگر وہ نہیں مانیں گے تو انہیں مہلت دی جائے گی تاکہ وہ سوچ بچار سے کام لے کر راہ راست پر آنے کا موقع پا سکیں۔ لیکن جب وہ اجل مسمی تک انکار و عناد پر ڈٹے رہے تو ان کو ہلاک کر دیا گیا۔ آج تک کسی قوم کو اجل مقررہ سے پہلے ہلاک نہیں کیا گیا اور نہ کسی قوم کو اس کے بعد مہلت دی گئی۔ یخبر تعالیٰ انہ ما اھلک قریۃ الا بعد قیام الحجۃ علیھا وانتھاء اجلھا وانہ

كَذٰلِكَ نَسۡلُكُهٗ فِیۡ قُلُوۡبِ الۡمُجۡرِمِيۡنَ ⑫ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ
اسی طرح بٹھا دیتے ہیں ہم اس کو دل میں گنہگاروں کے یقین نہ لائیں گے
بِهٖ وَقَدۡ خَلَتۡ سُنَّةُ الۡاَوَّلِيۡنَ ⑬ وَلَوۡ فَتَحۡنَا
اس پر اور ہوتی آئی ہے رسم پہلوں کی ف۱ اور اگر ہم کھول دیں
عَلَيۡهِمۡ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوۡا فِيۡهِ يَعۡرُجُوۡنَ ⑭
ان پر دروازہ آسمان سے اور سارا دن اس پر چڑھتے رہیں
لَقَالُوۡۤا اِنَّمَا سُكِّرَتۡ اَبۡصَارُنَا بَلۡ نَحۡنُ قَوۡمٌ
تو بھی یہی کہیں گے کہ باندھ دیا ہے ہماری نگاہ کو ف نہیں بلکہ ہم لوگوں پر
مَّسۡحُوۡرُوۡنَ ⑮ وَلَقَدۡ جَعَلۡنَا فِی السَّمَآءِ بُرُوۡجًا وَّ
جادو ہوا ہے اور ہم نے بنائے ہیں آسمان میں برج ف۲ اور
زَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيۡنَ ⑯ وَحَفِظۡنٰهَا مِنۡ كُلِّ شَيۡطٰنٍ
رونق دی اس کو دیکھنے والوں کی نظریں ف اور محفوظ رکھا ہم نے اسکو ہر شیطان
رَّجِيۡمٍ ⑰ اِلَّا مَنِ اسۡتَرَقَ السَّمۡعَ فَاَتۡبَعَهٗ شِهَابٌ
مردود سے مگر جو چوری سے سن بھاگا سو اس کے پیچھے پڑا انگارا
مُّبِيۡنٌ ⑱ وَالۡاَرۡضَ مَدَدۡنٰهَا وَاَلۡقَيۡنَا فِيۡهَا رَوَاسِىَ
چمکتا ہوا ف۳ اور زمین کو ہم نے پھیلایا اور رکھ دیئے اس پر بوجھ
وَاَنۡۢبَتۡنَا فِيۡهَا مِنۡ كُلِّ شَىۡءٍ مَّوۡزُوۡنٍ ⑲ وَجَعَلۡنَا
اور اگائی اس میں ہر چیز اندازے سے ف۱ اور بنا دیئے
لَكُمۡ فِيۡهَا مَعَايِشَ وَمَنۡ لَّسۡتُمۡ لَهٗ بِرٰزِقِيۡنَ ⑳ وَ
تمہارے واسطے اس میں معیشت کے اسباب اور وہ چیزیں جن کو تم روزی نہیں دیتے ف۴ ف۲
اِنۡ مِّنۡ شَىۡءٍ اِلَّا عِنۡدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ
اور ہر چیز کے ہمارے پاس خزانے ہیں ف۵ اور اتارتے ہیں ہم

ع ۱۵

۱ زجر متعلق شکوۂ مذکورہ ۱۲

۲ توحید پر دلیل عقلی تفصیلی ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی یہ قرآن کسی کے دل میں حق تعالیٰ اسی طرح سناتا ہے کہ ساتھ اس کے انکار چلا آوے۔ نیک راہی اور گمراہی اسی کے اختیار ہے۔ ف۲ حق تعالے بندوں سے وہ خطاب کرتا ہے جو یہ سمجھیں ان کے عرف میں آسمان مشرق سے مغرب تک اور مغرب سے مشرق تک بارہ پھانک ہے جیسے خربوزہ وہی بارہ برج ہیں اور سورج برس دن میں سب طے کرتا ہے موسم گرمی اور سردی اس سے بدلتا ہے اور گرمی سے مینہ آتا ہے اور مینہ سے دنیا بنتی ہے اور رونق آسمان کی ستارے ہیں۔ ف۳ فرشتوں کی مشورہ سننے کو شیطان جاتے ہیں۔ آسمان کے قریب اوپر سے انگارے پڑتے ہیں جو کوئی کچھ سن بھاگا اگر دنیا میں ظاہر کیا ایک سچ میں سو جھوٹ ملا کو وہ ایک بات سچ دیکھی لوگ یقین لائے سو جھوٹ دیکھیں تغافل کیا۔ ف۴ یعنی جانوروں کی روزیاں۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی ہر نوع را صورتی و صفتی است کہ از انجا تجاوز نمیکند ۱۲۔ ف۲ یعنی غلامان و جانوران ۱۲۔

إِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُومٍ ﴿٢١﴾ وَأَرْسَلْنَا الرِّيَاحَ لَوَاقِحَ
اندازہ معین پر اور چلائیں ہم نے ہوائیں رس بھری
فَأَنزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَسْقَيْنَاكُمُوهُ ج وَمَا
پھر اتارا ہم نے آسمان سے پانی پھر تم کو وہ پلایا اور تمہارے
أَنتُمْ لَهُ بِخَازِنِينَ ﴿٢٢﴾ وَإِنَّا لَنَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ
پاس نہیں اس کا خزانہ ف۱ اور ہم ہی ہیں جلانے والے اور مارنے والے
وَنَحْنُ الْوَارِثُونَ ﴿٢٣﴾ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ
اور ہم ہی ہیں پیچھے رہنے والے ف۲ اور ہم نے جان رکھا ہے آگے بڑھنے والوں کو تم
مِنكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَأْخِرِينَ ﴿٢٤﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ
میں سے اور جان رکھا ہے پیچھے رہنے والوں کو اور تیرا رب
هُوَ يَحْشُرُهُمْ ط إِنَّهُ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ع ﴿٢٥﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا
وہی اکٹھا کر لائے گا ان کو بیشک وہی ہے حکمتوں والا خبردار اور بنایا ہم نے
الْإِنسَانَ مِن صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ ﴿٢٦﴾ ج وَ
آدمی کو کھنکھناتے سنے ہوئے گارے سے ف۳ اور
الْجَانَّ خَلَقْنَاهُ مِن قَبْلُ مِن نَّارِ السَّمُومِ ﴿٢٧﴾ وَإِذْ
جان کو بنایا ہم نے اس سے پہلے لو کی آگ سے ف۴ اور جب
قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا مِّن
کہا تیرے رب نے فرشتوں کو میں بناؤں گا ف۵ ایک بشر
صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ ﴿٢٨﴾ فَإِذَا سَوَّيْتُهُ
کھنکھناتے سنے ہوئے گارے سے ف۳ پھر جب ٹھیک کر دوں اس کو
وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ ﴿٢٩﴾
و نک دوں اس میں اپنی جان سے تو گر پڑو اس کے آگے سجدہ کرتے ہوئے ف۶

۲ ع ۲

لا یؤخر امۃ حان ھلاکہم عن میقاتہم ولا یتقدمون عن مدتہم۔ (ابن کثیر ج ۲ ص ۵۴۷) یہ اہل مکہ کے لئے تنبیہ ہے کہ وہ انکار وعناد سے باز آجائیں ورنہ ان کا بھی ایسا ہی حشر ہوگا۔ وھذا تنبیہ لاھل مکۃ وارشاد لھم الی الاقلاع عما ھم علیہ من الشرک والعناد والالحاد الذی یستحقون بہ الھلاک (ایضاً) **۶** یہ شکوی ہے۔ مشرکین ماننے کے بجائے الٹا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے استہزاء کرتے اور آپ کو دیوانہ ہونے کا طعن دیتے اور پھر از راہِ عناد آپ سے مطالبہ کرتے کہ آپ کی تصدیق کرنے کے لئے فرشتے آئیں جو باواز بلند آپ کی صداقت و رسالت کا اعلان کریں۔ مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ یہ جواب شکوی ہے۔ فرشتوں کا اتارنا ہماری حکمت بالغہ کے ماتحت ہوتا ہے اور فرشتوں کے نازل نہ ہونے ہی میں تمہارا بھلا ہے کیونکہ جب فرشتوں کی آمد کے بعد بھی تم نہ مانوگے تو پھر فوراً ہلاک کر دیئے جاؤ گے اور ہرگز مہلت نہ ملے گی۔ ای لو تنزلت الملائکۃ تشھد لک فکفروا بعد ذلک لم ینظروا۔ (قرطبی ج ۱۰ ص ۵) **۷** اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا۔ تا سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ تخویف دنیوی ہے۔ اَلذِّكْرَ سے قرآن مجید مراد ہے نَسْلُكُهٗ کی ضمیر منصوب استہزاء کی طرف عائد ہے جو يَسْتَهْزِءُوْنَ کے ضمن میں مذکور ہے یہ قرآن ہم نے نازل کیا ہے اور ہم قیامت تک ہر قسم کی تبدیل و تحریف سے اس کی حفاظت کریں گے۔ یہ قرآن آپ اپنے پاس سے نہیں بنا کر لے آئے، مشرکین اسے ماننے اور آپ کی تصدیق کرنے کے بجائے الٹا آپ کو مجنون کہتے اور آپ سے استہزاء و تمسخر کرتے ہیں وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا الخ اور یہ کوئی نئی بات نہیں آپ سے پہلی قوموں میں بھی ہم نے اپنے پیغمبر بھیجے اور ان پر اپنی کتابیں اور صحیفے نازل کئے وَمَا يَاْتِيْهِمْ الخ اور ان قوموں کے سرکش و ضدی لوگوں نے اسی طرح پیغمبروں سے استہزاء کیا كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ الخ پیغمبروں کے ذریعہ مسئلہ توحید واضح اور ہماری حجت تام ہو جانے کے بعد بھی جو لوگ ضد و عناد کی وجہ سے نہ مانیں ان کے دلوں پر ہم مہر جباریت ثبت کر دیتے اور ان میں کفر و شرک اور استہزاء و تمسخر کو جاگزیں کر دیتے ہیں اس لئے وہ ایمان لانے کے بجائے ہٹ دھرمی سے کام لے کر انکار کرتے اور پیغمبروں کا مذاق اڑاتے ہیں وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ اور پہلے منکرین و معاندین کے بارے میں ہمارا دستور نافذ ہو چکا ہے کہ انہیں دنیا میں شدید ترین عذاب سے ذلیل و رسوا کر کے ہلاک کیا جاتا ہے۔ اس لئے مشرکین مکہ اگر ضد و عناد اور کفر و انکار سے باز نہ آئے تو وہ بھی ایسے ہی انجام سے دوچار ہوں گے۔ مضت طریقتہم التی سنھا اللہ فی اھلاکہم حین کذبوا رسلہ وھو وعید لاھل مکۃ علی تکذیبہم (مدارک ج ۲ ص ۲۰۶) **۸** یہ زجر ہے

۲ دوسرا دعوی ۲

موضح قرآن ف۱ یعنی اگلے برس کے واسطے دنیا کے غبار اور بھاپ اوپر جمع رہتے ہیں۔ جب باؤ ترچلی بادل ہوگئے۔ پانی کے بھرے ف۲ یعنی ہر کوئی مرجاتا ہے اور اس کی کمائی اللہ کے ہاتھ میں رہتی ہے۔ ف۳ مٹی پانی میں تر کی اور خمیر اٹھایا کہ کھن کھن بولنے لگی وہی بدن ہوا انسان کا اس کی خاصیتیں اس میں رہ گئیں سختی اور بوجھ اسی طرح گرم باؤ کی خاصیت رہی جن کی پیدائش میں ۱۲ منہ رح ف۴ یعنی لطیف آگ ہوا ہوئی ابلیس بھی اسی قسم میں ہے ۱۲ منہ رح ف۵ بشر وہ جو بدن رکھے کہ ہاتھ سے پکڑا جاوے اور روح رکھے۔ ہوشیار اگلے مخلوقات یا حیوان تھے جن کو ہوش نہیں یا فرشتے یا جن تھے جن کا بدن نہ پکڑا جاوے ۱۲ منہ رح ف۶ اپنی جان یعنی خاص میں نمونہ ہے اللہ کی صفات کا علم اور تدبیر اور یاد حق کی اور لگاؤ اللہ سے ۱۲ منہ رح۔

جو شکوۂ مذکورہ سے متعلق ہے اس میں مشرکین مکہ کے انتہائی عناد و الحاد کا ذکر کیا گیا ہے۔ مشرکین کا مطالبہ تھا کہ اگر فرشتے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رسالت کی تصدیق کر دیں تو ہم مان لیں گے فرمایا فرشتوں کا نازل کرنا بے سود ہے کیونکہ ان معاندین کا عناد اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ فرشتے نازل کرنا تو ایک طرف اگر ہم آسمان میں ایک دروازہ کھول دیں اور یہ مشرکین اس میں سے اوپر چڑھ جائیں اور ملکوت سموات کا اپنے سر کی آنکھوں سے مشاہدہ کر لیں، وہاں فرشتوں کو دیکھ لیں اور پوری حقیقت واضح اور روشن ہو کر ان کے سامنے آجائے تو بھی یہ لوگ نہیں مانیں گے اور فرط تعصب و عناد کی وجہ سے پھر بھی یہی کہیں گے کہ ہماری آنکھوں پر پردہ پڑ گیا ہے بلکہ ہم پر جادو کر دیا گیا ہے کہ ہمیں یہ ساری چیزیں نظر آرہی ہیں حالانکہ حقیقت میں کچھ نہیں۔ لقالوا لفرط عنادھم وغلوھم فی المکابرۃ الخ (روح ج ۱۴ ص ۲۰) جیسا کہ سورۂ رعد ع ۴ میں مشرکین کے عناد و مکابرہ کو بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى الی لَا يُؤْمِنُوْنَ

فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ
تب سجدہ کیا ان فرشتوں نے سب نے مل کر ۱۲ مگر ابلیس نے
اَبٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ
نہ مانا کہ ساتھ ہو سجدہ کرنے والوں کے فرمایا اے ابلیس
مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ لَمْ اَكُنْ
کیا ہوا تجھ کو کہ ساتھ نہ ہوا سجدہ کرنے والوں کے بولا میں وہ نہیں
لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ
کہ سجدہ کروں ایک بشر کو ۱۳ جس کو تو نے بنایا کھنکھناتے سنے ہوئے
مَّسْنُوْنٍ ﴿۳۳﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿۳۴﴾
گارے سے فرمایا تو نکل یہاں سے تجھ پر مار ہے ف
وَّاِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۳۵﴾ قَالَ رَبِّ
اور تجھ پر پھٹکار ہے اس دن تک کہ انصاف ہو بولا اے رب
فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۳۶﴾ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ
تو مجھ کو ڈھیل دے اس دن تک کہ مردے زندہ ہوں فرمایا تو تجھ کو
الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿۳۸﴾ قَالَ
ڈھیل دی اسی مقررہ وقت کے دن تک بولا
رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ
اے رب ۱۴ جیسا تو نے مجھ کو راہ سے کھو دیا میں بھی ان سب کو بہاریں دکھلاؤں گا زمین
وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۳۹﴾ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ
میں اور راہ سے کھو دوں گا ان سب کو مگر جو تیرے چنے ہوئے
الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۴۰﴾ قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ ﴿۴۱﴾
بندے ہیں فرمایا یہ راہ ہے مجھ تک سیدھی ۱۵ ف۲

۹ حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا تسکیر سے مراد ہے نظر بندی کرنا یعنی کسی چیز پر ایسا اثر ڈالنا جس سے دیکھنے والوں کو وہ چیز اپنی حقیقت کے خلاف نظر آئے مثلاً رسی یا لاٹھی جو نظر بندی کی وجہ سے تمام دیکھنے والوں کو سانپ نظر آئے۔ اور جادو سے مراد یہ ہے کہ مثلاً ایک شخص کی آنکھوں پر اثر ڈالا جائے جس سے اس شخص کو مثل سانپ کے نظر آئے لیکن باقی لوگوں کو اصلی صورت میں نظر آئے۔ تو مطلب یہ ہوا کہ ہماری آنکھوں پر پردہ ڈال دیا گیا ہے پھر ترقی کر کے کہا کہ ایسا نہیں بلکہ خاص ہم پر جادو کر دیا گیا ہے یا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا سے آنکھوں پر جادو کرنا اور مَسْحُوْرُوْنَ سے عقل و فہم پر جادو کرنا مراد ہے یعنی نہ صرف ہماری آنکھوں پر بلکہ ہماری عقلوں پر بھی جادو کر دیا گیا ہے کہ (معاذ اللہ) یہ بے حقیقت چیزیں ہمیں ٹھوس اور واقعی حقائق دکھائی دے رہی ہیں۔ دیکھئے قولہ بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ انتقال الٰی درجۃ عظمٰی من سحر العقل (بحر ج ۵ ص ۴۷۹) اور اِنَّمَا سُكِّرَتْ میں اِنَّمَا کا معنی مَا اِلَّا نہیں بلکہ یہ مطلق تحقیق و تاکید کے لئے ہے کیونکہ اگر حصر کیلئے مانیں تو مطلب ہو ما سکرت الا ابصارنا حالانکہ یہ مطلب صحیح نہیں کیونکہ اَبْصَارُنَا کے مقابلے میں دوسرا کوئی صحیح احتمال موجود ہی نہیں اس لئے حصر بے فائدہ ہو جاتا ہے

۱۰ وَلَقَدْ جَعَلْنَا ۔ تا ۔ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ توحید پر مفصل عقلی دلیل ہے اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ مستثنیٰ منقطع ہے اس دلیل سے دو دعوے ثابت کئے گئے اول یہ کہ سب کچھ کرنے والا اور ساری کائنات میں متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ یہ ابتدار دلیل سے وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ تک میں مذکور ہے۔ فرمایا اوپر ہم نے آسمان پیدا کیا اور ملأ اعلیٰ کے رازوں کو شیاطین سے محفوظ کر دیا نیچے زمین پیدا کی، اس میں پہاڑ بنائے اور اس میں ہر چیز اندازے سے پیدا کی اور اس میں تمام انسانوں کے لئے بے شمار وسائل رزق مہیا کئے وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ وہ معذور لوگ، غلام، اہل و عیال اور جانور مراد ہیں۔ ان سب کے رازق تم نہیں ہو بلکہ سب کو اللہ تعالیٰ ہی روزی دیتا ہے۔ ۱۱ حرف نفی اور حرف استثناء مفید حصر ہے یعنی ہر چیز کے خزانے اور ذخیرے ہمارے ہی علم میں اور ہمارے ہی اختیار و تصرف میں ہیں، بارش، رزق، تندرستی، دولت، اولاد، آرام و راحت

موضح قرآن ف۱ شاید یہی مراد ہو کہ انگارے پھینکتے ہیں اور نکالا زمین سے کہ انسان بسیں ۱۲ منہ رحـ ف۲ یعنی بندگی اللہ کی سیدھی راہ ہے اور ان پر شیطان قابو نہیں رکھتا ۱۲ منہ رحـ

غرضیکہ ہر چیز ہمارے تصرف میں ہے اور ان خزانوں میں سے ہم اپنی حکمت بالغہ کے مطابق جتنا چاہتے اور جس پر چاہتے ہیں نازل کرتے ہیں اس میں کسی اور کا کوئی دخل نہیں وَ اَرۡسَلۡنَا الرِّیٰحَ الخ ہم ہوائیں بھیجتے ہیں جو اپنے جوف میں پانی سے لبریز بادل اٹھائے ہوتی ہیں ان سے بارش برسا کر ہم تمہیں، تمہارے چوپایوں اور تمہاری زمینوں کو سیراب کرتے ہیں۔ وارسلنا الریح حوامل بالسحاب لانها تتحمل السحاب فی جوفها (مدارک ج ۲ ص ۲۰۹) وَمَآ اَنۡتُمۡ الخ خطاب جنس مخلوق سے ہے یعنی اے انسانو! فرشتو! اور جنو! تم میں سے کوئی بھی پانی کا خازن اور اسکو اتارنے والا نہیں۔ وَاِنَّا لَنَحۡنُ نُحۡیٖ پیدا کرنا اور مارنا ہمارے ہی اختیار میں ہے اور جب تمام

اِنَّ عِبَادِیۡ لَیۡسَ لَکَ عَلَیۡہِمۡ سُلۡطٰنٌ اِلَّا مَنِ
جو میرے بندے ہیں تیرا ان پر کچھ زور نہیں مگر جو
اتَّبَعَکَ مِنَ الۡغٰوِیۡنَ (٤٢) وَاِنَّ جَہَنَّمَ لَمَوۡعِدُہُمۡ
تیری راہ چلا بہکے ہوؤں میں اور دوزخ پر ان سب کا وعدہ ہے
اَجۡمَعِیۡنَ (٤٣) لَہَا سَبۡعَۃُ اَبۡوَابٍ لِکُلِّ بَابٍ مِّنۡہُمۡ
ان سب کا اس کے سات دروازے ہیں ہر دروازے کے واسطے ان میں سے
جُزۡءٌ مَّقۡسُوۡمٌ (٤٤) اِنَّ الۡمُتَّقِیۡنَ فِیۡ جَنّٰتٍ وَّعُیُوۡنٍ (٤٥)
ایک فرقہ ہے بانٹا ہوا ف۱ پرہیزگار ہیں باغوں میں اور چشموں میں ف۲
اُدۡخُلُوۡہَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِیۡنَ (٤٦) وَنَزَعۡنَا مَا فِیۡ صُدُوۡرِہِمۡ
کہیں گے ان کو جاؤ ان میں سلامتی سے خاطر جمع سے ف۳ اور نکال ڈالی ہم نے جو ان کے جیوں
مِّنۡ غِلٍّ اِخۡوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیۡنَ (٤٧) لَا یَمَسُّہُمۡ
میں تھی خفگی بھائی ہو گئے تختوں پر بیٹھے آمنے سامنے ف۳ نہ پہنچے گی ان کو
فِیۡہَا نَصَبٌ وَّمَا ہُمۡ مِّنۡہَا بِمُخۡرَجِیۡنَ (٤٨) نَبِّیۡٔ
وہاں کچھ تکلیف اور نہ ان کو وہاں سے کوئی نکالے خبر سنا دے
عِبَادِیۡۤ اَنِّیۡۤ اَنَا الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ (٤٩) وَاَنَّ عَذَابِیۡ
میرے بندوں کو کہ میں ہوں اصلی بخشنے والا مہربان ۱۲ اور یہ بھی کہ میرا عذاب
ہُوَ الۡعَذَابُ الۡاَلِیۡمُ (٥٠) وَنَبِّئۡہُمۡ عَنۡ ضَیۡفِ
وہی عذاب دردناک ہے ف۴ اور حال سنا دے ان کو ابراہیم کے مہمانوں
اِبۡرٰہِیۡمَ (٥١) اِذۡ دَخَلُوۡا عَلَیۡہِ فَقَالُوۡا سَلٰمًا ؕ قَالَ
کا ۱۳ جب چلے آئے اس کے گھر میں اور بولے سلام وہ بولا
اِنَّا مِنۡکُمۡ وَجِلُوۡنَ (٥٢) قَالُوۡا لَا تَوۡجَلۡ اِنَّا نُبَشِّرُکَ
ہم کو تم سے ڈر معلوم ہوتا ہے ف۵ بولے ڈر مت ہم تجھ کو خوشخبری سناتے ہیں

۱۲ تخویف اخروی

۱۳ بشارت اخروی

ع ۱۹ ۳

وقف لازم

مخلوق ختم ہو جائے گی اس وقت صرف ذات خداوندی ہی باقی ہوگی۔ اس آیت میں نَحۡنُ ضمیر فصل حصر کا فائدہ دے رہی ہے۔ ان مذکورہ بالا تمام باتوں سے معلوم ہوا کہ سب کچھ کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ **۱۲** یہ دوسرا دعوی ہے یعنی سب کچھ جاننے والا بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اور کوئی نہیں کیونکہ المستقدمین اور المستأخرین جمیع ما کان وما یکون سے کنایہ ہے۔ اس میں بھی حصر ہوگا کیونکہ دلیل کے پہلے حصوں میں حصر ہے وَلَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ الخ یہ بھی دلیل ہی کا حصہ ہے اے انسان! ذرا اپنی حقیقت کو تو دیکھ کہ تجھے ہم نے ایک متعفن کیچڑ سے پیدا کیا اور تمام ظاہری اور باطنی انعامات کی تجھ پر بارش کر دی مگر پھر بھی تو سرکشی کرتا ہے توحید سے منہ موڑتا اور پیغمبروں کا انکار کرتا ہے۔ اور جن شیاطین کے بہکانے سے تو شرک کرتا اور توحید کو نہیں مانتا ان کی پیدائش بھی دیکھ کہ یہ سب جن ہیں اور انہیں آتش سوزاں سے پیدا کیا گیا ہے۔ یہ شیاطین ابلیس کی ذریت واولاد ہیں جو تمہارا پرانا اور جدی دشمن ہے اس لئے اس کی پیروی نہ کرو۔ تمہیں عقل وفکر جیسی نعمتیں دی ہیں اور ہر قسم کے دلائل بھی بیان کر دیئے ہیں اس لئے ذرا غور تو کرو تمہاری سمجھ میں آجائے گا کہ اللہ کی توحید ایک برحق مسئلہ ہے۔ نَارِ السَّمُوۡمِ میں اضافت بیانیہ ہے السموم وہ آگ جو نہایت شدید گرم ہو اور جس کی حرارت بدن کے مسامات میں فوراً نفوذ کر جائے۔ من نار الحر الشدید النافذ فی المسام الخ (ابو السعود ج ۵ ص ۲۹۳) یا یہ اضافت موصوف بصفت ہے یعنی آتش سوزاں۔ **۱۳** اس قصہ سے آدم اور اولاد آدم علیہ السلام سے ابلیس اور اس کی ذریت کی پرانی دشمنی کو بیان کرنا مقصود ہے تاکہ اولاد آدم ان کو اپنا دشمن سمجھیں اور ان کے بہکانے اور ورغلانے میں نہ آسکیں یہ قصہ آگے بھی جہاں کہیں مذکور ہوگا اس سے یہی مقصود ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا ہیں

موضح قرآن **ف۱** جیسے بہشت کے آٹھ دروازے ہیں نیک عمل والوں پر بانٹے ہوئے ویسے دوزخ کے سات دروازے ہیں بدعمل والوں پر بانٹے ہوئے۔ شاید بہشت کا ایک دروازہ زیادہ وہ ہے کہ بعضے لوگ فضل سے جاویں گے بغیر عمل باقی عمل میں دروازے برابر ہیں ۱۲ منہ **ف۲** سلامتی سے یعنی کسی طرح کی بے آرامی نہیں یا سلام علیک سے کہ فرشتے ان سے کہیں گے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ **ف۳** یعنی دنیا میں جو کچھ آپس میں خفگی تھی جی صاف ہو گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی دو آدمیوں میں خفگی رہی ہے اور دونوں بہشتی ہیں جیسے حضرت کے اصحاب **ف۴** اگلا قصہ فرمایا کہ ایک بار فرشتے اتارے ایک جا خوشخبری دیتے اور ایک پر پتھر برسانے۔ تا معلوم ہو کہ اس کی دونوں صفتیں پوری ہیں بندے نہ دلیر ہوں نہ آس توڑیں **ف۵** ظاہر کچھ سبب نہ تھا ڈر کا اور ان کے ساتھ جو حکم تھا ادب کا حضرت ابراہیم کے دل پر اس کا اثر پڑا دل کی صفائی سے یہ ہوتا ہے۔

بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿۵۳﴾ قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ عَلٰٓى اَنْ مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ

ایک ہوشیار لڑکے کی بولا کیا خوشخبری سناتے ہو مجھ کو جب پہنچ چکا مجھ کو بڑھاپا

فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ﴿۵۴﴾ قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ

اب کاہے پر خوشخبری سناتے ہو ؎ بولے ہم نے تجھ کو خوشخبری سنائی سچی سو مت ہو تو

مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ ﴿۵۵﴾ قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ

نا امیدوں میں بولا اور کون آس توڑے اپنے رب کی رحمت سے

اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ﴿۵۶﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۷﴾

مگر جو گمراہ ہیں ؎ بولا پھر کیا مہم ہے تمہاری ؎ اے اللہ کے بھیجے ہو ؤ

قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ

بولے ہم بھیجے ہوئے آئے ہیں ایک قوم گناہ گار پر مگر لوط کے گھر والے

اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۹﴾ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَآ اِنَّهَا

ہم ان کو بچا لیں گے سب کو مگر ایک اس کی عورت ہم نے ٹھہرا لیا وہ ہے

لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ ِۨالْمُرْسَلُوْنَ ﴿۶۱﴾

رہ جانے والوں میں ؎ پھر جب پہنچے لوط کے گھر وہ بھیجے ہوئے

قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿۶۲﴾ قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا

بولا تم لوگ ہو اوپرے بولے نہیں پر ہم لے کر آئے ہیں تیرے پاس

كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَاَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّا

چیز جس میں وہ جھگڑتے تھے ؎ اور ہم لائے ہیں تیرے پاس پکی بات اور ہم

لَصٰدِقُوْنَ ﴿۶۴﴾ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَاتَّبِعْ

سچ کہتے ہیں سو لے نکل اپنے گھر والوں کو کچھ رات رہے سے اور تو چل

اَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّامْضُوْا حَيْثُ

ان کے پیچھے اور مڑ کر نہ دیکھے تم میں سے کوئی اور چلے جاؤ جہاں

ع ۱۶ ۴

سے تخویف دینی
کے بشارت ہونی ہیں
سکھیں تا عرض ۱۲

آدم ؑ کو مٹی سے پیدا کرنے والا ہوں جب میں اس کے جسمانی نقوش اور اس کے اعضاء کو مکمل کر لوں اور اس میں جان ڈال دوں تو تم سب اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جانا۔ روح اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے جو بدن کی حیات کا سبب عادی ہے، روح کی اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف اظہار شرف کے لئے ہے والروح جسم لطیف اجری اللّٰہ العادۃ بان یخلق الحیٰوۃ فی البدن مع ذٰلک الجسم وحقیقتہ اضافۃ خلق الی خالق فالروح خاق من خلقہ اضافہ الی نفسہ تشریفًا وتکریمًا (قرطبی ج۱۰ص۲۴) **۱۴** تمام فرشتوں نے آدم کو سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اسلئے آدم کے ساتھ اس کی دشمنی ظاہر ہے۔ اِلَّآ اِبْلِيْسَ مستثنیٰ منقطع ہے کیونکہ ابلیس فرشتہ نہیں تھا بلکہ جن تھا جیسا کہ سورہ کہف ع ۷ میں ہے كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ اس پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اگر ابلیس فرشتہ نہیں تھا تو سجدہ نہ کرنے سے نافرمان کیوں ٹھہرا کیونکہ سجدہ کا حکم تو فرشتوں کو دیا گیا تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ ابلیس چونکہ فرشتوں میں رہتا تھا اور زہد وعبادت کی وجہ سے مرتبہ میں فرشتوں سے بھی بلند تھا اس لئے تغلیبًا اسے بھی فرشتوں میں شمار کیا گیا اسطرح فرشتوں کے ساتھ وہ بھی مامور تھا۔ کان جنیًا مفردًا مغمورًا بالوف من الملائکۃ فعد منھم تغلیبًا (روح ج۱۴ص۴۲) حضرت شیخ فرماتے ہیں ابلیس کو بھی سجدہ کا باقاعدہ حکم ہوا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے يٰٓاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ (اعراف ع ۲) لیکن یہاں تعبیر میں اس کا ذکر ترک کر دیا گیا ہے جیسا کہ کوئی واعظ کہے میں نے فلاں شہر والوں کو مسئلہ توحید سنایا تو انہوں نے مان لیا مگر فلاں شہر والوں نے نہیں مانا۔ یہاں اس نے دوسرے شہر والوں کو وعظ کرنے کا ذکر حذف کر دیا اسی طرح یہاں ابلیس کو سجدہ کرنے کا حکم تعبیر میں حذف کر دیا گیا ہے۔ **۱۵** ابلیس نے جواب دیا کہ جس بشر کو تو نے مٹی سے پیدا کیا ہے اسے سجدہ کرنا میرے شایانِ شان نہیں تھا کیونکہ مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا ہے اور آدم کو مٹی سے اور آگ بہر حال مٹی سے افضل واعلیٰ ہے۔ اراد ابلیس انہ افضل من اٰدم لان اٰدم طینی الاصل وابلیس ناری الاصل والنار افضل من الطین (خازن ج۴ص۶۶) اس سے معلوم ہوا کہ ابلیس سب سے پہلا شخص ہے جس نے بشر کو حقارت کی نظر سے دیکھا اس کے بعد ہر زمانہ میں اس نے مشرکین کو بہکایا اور بشر کے حقیر ہونے کا خیال ان کے دلوں میں ڈالا۔ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو نافرمانی اور تحقیر بشر کی یہ سزا دی کہ اس کا نام فرشتوں کی فہرست سے خارج کر کے تا قیامت اس کو ملعون ومغضوب کر دیا۔ **۱۶** بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ میں مَا مصدریہ ہے۔ ابلیس نے کہا میرے پروردگار! تو نے مجھے راندۂ بارگاہ تو کر دیا ہے اب میں بھی تیرے

موضح قرآن **ف۱** معلوم ہوا کہ کامل بھی ظاہر اسباب پر بولتے ہیں۔ **ف۲** عذاب سے نڈر ہونا اور فضل سے ناامیدی دونوں کفر کی باتیں ہیں۔ یعنی آگے کی خبر اللہ کو ہے۔ ایک بات پر دعویٰ کرنا یقین کر کر یہی کفر کی بات ہے لیکن دل کے خیال پر پکڑ نہیں جب منہ سے دعویٰ کرے تب گناہ آتا ہے۔ **ف۳** وہ عورت دل سے منافق تھی لیکن حق تعالیٰ بغیر تقصیر ظاہر کے عذاب نہیں کرتا ایک حکم ایسا بھیجا کہ اس سے نہ ہو سکا وہ یہ کہ منہ پھیر کر نہ دیکھو۔ پھر اس گناہ پر عذاب میں پکڑا۔ **ف۴** یعنی ہم اوپرے آدمی نہیں فرشتے ہیں قوم پر عذاب لائے ہیں۔

بندوں کو گمراہ کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھوں گا اور بُرے اعمال، ناجائز اور بے حیائی کے کاموں کو نہایت خوبصورت بنا کر ان کے سامنے پیش کروں گا کہ وہ خود بخود ان کی طرف مائل ہو جائیں۔ اِلَّا عِبَادَكَ الخ البتہ تیرے ان مخلص بندوں کو گمراہ نہیں کر سکوں گا جن کو تو نے اپنی خالص عبادت و اطاعت کے لئے چن لیا ایک قرأت میں اَلْمُخْلِصِيْنَ بصیغۂ اسم فاعل ہے یعنی جو خالص تیری رضا جوئی کے لئے نیک کام کریں گے اور ان کے اعمال جلی اور خفی شرک سے پاک ہوں گے۔ ای الذین اخلصوا العمل لك ولم يشركوا معك فيه احدًا (روح ج ۱۴ ص ۵۰) ف۱۷ هٰذَا سے اخلاص کی طرف اشارہ ہے جو المخلصین بصیغۂ اسم فاعل کے ضمن میں مذکور ہے یعنی عبادت اور عمل میں اخلاص اور شرک و ریاکاری سے تبری ہی وہ سیدھی راہ ہے جو مجھ تک پہنچا سکتی ہے اور جو ابلیس اور اس کی ذریت کے اغوار و اضلال سے میرے بندوں کو حفظ و اماں میں رکھ سکتی ہے۔ اس صورت میں علی بمعنی الی ہو گا وقال الحسن معنی علیّ الیّ (بحر ج ۵ ص ۴۵۴) قال الحسن معناہ هذا صراط الیّ مستقیم (خازن ج ۴ ص ۶۷) والمعنی ان الاخلاص طریق یؤدی الی کرامتی ورضوانی (ایضاً) هٰذا سے مضمون مذکور کی طرف اشارہ ہے یعنی یہ میرا دستور ہے جس کی میں رعایت کروں گا کہ تو میرے مخلص بندوں کو گمراہ نہیں کر سکے گا اور تجھے ان پر غلبہ نصیب نہیں ہو گا۔ یہ معنی پہلی قرأت یعنی المخلصین بصیغۂ اسم مفعول کی صورت میں ہوں گے۔ والاشارۃ الی ما تضمنہ الاستثناء وھو تخلیص المخلصین من اغوائہ (ابو السعود ج ۵ ص ۴۷) ف۱۸ یہ تخویف اخروی ہے۔ ابلیس، اس کی ذریت اور اولاد آدمؑ میں سے جو ان کی پیروی کریں گے ان سب کا جہنم ہی ٹھکانا ہو گا۔ یعنی ابلیس ومن اتبعہ (قرطبی ج ۱۰ ص ۳۰) ف۱۹ یہ شرک اور فواحش سے بچنے والوں کے لئے خوشخبری ہے۔ اُدْخُلُوْهَا الخ اس سے پہلے یقال لھم محذوف ہے یعنی ان سے کہا جائے گا کہ جنات میں سلامتی اور امن کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ وَنَزَعْنَا الخ مومنین کے درمیان دنیا میں جو لڑائی جھگڑے ہوئے اور ان کی وجہ سے ان کے دلوں میں ایک دوسرے سے بغض اور ناراضی کے جو جذبات پیدا ہو گئے جنت میں ان کے دلوں کو ایسے تمام جذبات بغض و عداوت سے پاک و صاف کر دیا جائے گا اور وہ بھائیوں کی طرح آمنے سامنے بیٹھ کر پیار اور محبت سے باتیں کریں گے۔ لَا يَمَسُّهُمْ الخ دنیا مومن کے لئے محنت و مشقت اور امتحان و آزمائش کی جگہ ہے لیکن اس کیلئے جنت سراسر آرام و آسائش اور سراپا عیش و راحت کا مقام ہو گا اور وہاں کوئی تکلیف اس کے نزدیک بھی نہیں آئے گی اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور اس سے کبھی بھی نکالے نہیں جائیں گے۔ ف۲۰ میرے بندوں کو خبردار کر دو کہ وہ مایوس نہ ہوں کیونکہ میں معاف کنندہ اور مہربان ہوں لیکن انہیں یہ بھی بتا دو کہ وہ

تُؤْمَرُوْنَ ﴿٦٥﴾ وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ

تم کو حکم ہے اور مقرر کر دی ہم نے اس کو یہ بات کہ اُن کی جڑ

هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ ﴿٦٦﴾ وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ

کٹے گی صبح ہوتے اور آئے شہر کے لوگ

يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿٦٧﴾ قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ﴿٦٨﴾

خوشیاں کرتے ف۲۲ لوط نے کہا یہ لوگ میرے مہمان ہیں سو مجھ کو رسوا مت کرو

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ ﴿٦٩﴾ قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ

اور ڈرو اللہ سے اور میری آبرو مت کھوؤ بولے کیا ہم نے تجھ کو منع نہیں کیا

الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧٠﴾ قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿٧١﴾ ط

جہان کی حمایت سے بولا یہ حاضر ہیں میری بیٹیاں اگر تم کو کرنا ہے ف۱

لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿٧٢﴾ فَاَخَذَتْهُمُ

قسم ہے تیری جان کی ف۲۳ وہ اپنی مستی میں مدہوش ہیں ف۲ ف۲۴ پھر آپکڑا ان کو

الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ ﴿٧٣﴾ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَ

چنگھاڑ نے سورج نکلتے وقت ف۲۵ پھر کر ڈالی ہم نے وہ بستی اوپر تلے اور

اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ﴿٧٤﴾ ط اِنَّ فِيْ

برسائے ہم نے ان پر پتھر کھنگر کے ف۳ بیشک

ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ﴿٧٥﴾ وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ﴿٧٦﴾

اس میں نشانیاں ہیں دھیان کرنے والوں کو اور وہ بستی واقع ہے سیدھی راہ پر

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٧٧﴾ ط وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ

البتہ اس میں نشانی ہے ایمان والوں کو ف۲ اور تحقیق تھے بن کے رہنے

الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ ﴿٧٨﴾ لا فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ م وَاِنَّهُمَا

والے ف۲۶ گنہگار سو ہم نے بدلہ لیا ان سے اور یہ دونوں بستیاں

۱۔ واقعہ لوط کے متعلق جمع ۳

۲۔ ادخال الٰہی ۱۲

۳۔ تخویف دنیوی کا دوسرا نمونہ ۱۲

وقف لازم

موضح قرآن ف۱ یہ اللہ تعالیٰ حضرت کو فرماتا ہے۔ قسم ہے تیری جان کی وہ قوم لوط اپنی مستی میں ان کی بات نہیں سنتے ف۲ مکے سے شام کو جاتے ہوئے وہ بستی راہ پر نظر آتی تھی۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید یعنی اگر قضاء شہوت خواہید نکاح بنات من انسب است واللہ اعلم ۱۲ ف۲ مترجم گوید این کلمہ در وسط قصہ حضرت لوط زیادہ کردہ شد تا تنبیہ باشد بر تطبیق حال مشرکین کہ بر حال قوم لوط و امثال ایشان واللہ اعلم ۱۲ ف۳ مترجم گوید یعنی گل پختہ مثل سنگ شدہ واللہ اعلم ۱۲۔

مایوس نہ ہوں اور مغفرت کے پیش نظر میری نافرمانیوں پر دلیر نہ ہو جائیں کیونکہ میں عذاب بھی دے سکتا ہوں اور میرا عذاب شدید ترین عذاب ہوگا۔ ۲۱ یہ ابتدائے سورت کے ساتھ متعلق ہے۔ ابتدائے سورت میں فرمایا مسئلہ مان لو ورنہ میرا عذاب آجائے گا اور معاندین امم سابقہ کی طرح پچھتاؤ گے اب یہاں سے تخویف دنیوی کے پانچ نمونے بیان کئے جارہے ہیں تین امم سابقہ سے اور دو مشرکین مکہ سے۔ یہ نمونہ اول کی تمہید ہے۔ قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ سے پہلے ادماج ہے یعنی فرشتوں نے آکر سلام کہا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سلام کا جواب دیا اور فوراً اُٹھ کر اندر چلے گئے اور مہمانوں کے لئے بچھڑا ذبح کر کے اور تل کر لے آئے جب دیکھا کہ کھانے کے لئے وہ ہاتھ نہیں بڑھا رہے تو فرمایا ہم تو تم سے ڈر رہے ہیں الخ جیسا کہ مسلسل قصہ سورۂ ہود اور ذاریات وغیرہ میں مذکور ہے۔ القصہ فرشتوں نے ابراہیم علیہ السلام کو فرزند کی خوشخبری دی تو اس پر انہوں نے تعجب کا اظہار کیا کہ اس بڑھاپے میں فرزند؟ قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ الخ فرشتوں نے کہا ہم آپ کو پختہ بات کی خوشخبری دے رہے ہیں اور ایسا ضرور ہو کر رہے گا۔ ۲۲ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ ــــ تا ــــ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّلْمُؤْمِنِیْنَ (ع ۵) یہ تخویف دنیوی کا پہلا نمونہ ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام کا قصہ اپنی واقعی ترتیب کے ساتھ سورۂ ہود میں مذکور ہے یہاں قصہ کی مختلف کڑیوں میں تقدیم و تاخیر ہے فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ ۣ الْمُرْسَلُوْنَ یہ قصہ کا ابتدائی حصہ ہے قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ الخ سے پہلے حذف ہے ای ماجئناك لضرك یعنی ہم تیرے پاس تمہیں کسی قسم کا نقصان پہنچانے نہیں آئے بلکہ ہم تیری سرکش قوم کے لئے وہ عذاب لے کر آئے ہیں جس سے تم ان کو ڈراتے رہے ہو اور جس کی آمد میں وہ شک کرتے رہے ہیں فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ لہٰذا تم اپنے اہل وعیال اور مؤمنین کو لے کر راتوں رات شہر سے باہر چلے جاؤ کیونکہ صبح ہوتے ہی اس سرکش قوم کو ہلاک کر دیا جائے گا۔ فرشتوں کا یہ جواب اور یہ کلام ترتیب قصہ میں متأخر ہے کیونکہ فرشتوں نے اس بات کا اظہار قوم کی شرارت کے بعد کیا تھا وَقَضَیْنَآ اِلَیْهِ الخ یہ ادخال الٰہی ہے ۲۳ واو مطلق جمع کے لئے ہے یہاں سے یَعْمَهُوْنَ تک ترتیب واقعہ میں قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ الخ سے پہلے ہے۔ اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ جب فرشتوں کو خوبصورت نوجوانوں کی شکلوں میں دیکھ کر قوم کے بدمعاش لوگ بری نیت سے ان کی طرف بڑھے تو حضرت لوط علیہ السلام نے فرمایا خدا سے ڈرو اور شرم کرو، یہ میرے مہمان ہیں اور مہمانوں میں مجھے رسوا نہ کرو۔ تو اس کے جواب میں انہوں نے کہا کیا ہم نے تمہیں منع نہیں کر رکھا کہ تم لوگوں کو پناہ دے کر ہم سے بچانے کی کوشش نہ کیا کرو۔ لہٰذا ان کی حمایت مت کرو اور ہمارے راستے سے ہٹ جاؤ۔ ای عن اجارۃ احد منهم وحیلولتك بیننا وبینهم الخ (روح ج ۱۴ ص ۷۲) ۲۴ یہ ادخال الٰہی ہے۔ جملہ قسمیہ ہے لَعَمْرُكَ مبتدا ہے اور قسمی اس کی خبر وجوباً

لَبِاِمَامٍ مُّبِیْنٍ ﴿۷۹﴾ ۧ وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ

واقع ہیں کھلے راستہ پر اور بے شک جھٹلایا ۲۷ حجر والوں نے

الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۸۰﴾ وَاٰتَیْنٰهُمْ اٰیٰتِنَا فَكَانُوْا عَنْهَا

رسولوں کو ف۲ اور دیں ہم نے ان کو اپنی نشانیاں سو رہے ان سے

مُعْرِضِیْنَ ﴿۸۱﴾ وَكَانُوْا یَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ

منہ پھیرتے اور تھے کہ تراشتے تھے پہاڑوں کے

بُیُوْتًا اٰمِنِیْنَ ﴿۸۲﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّیْحَةُ مُصْبِحِیْنَ ﴿۸۳﴾

گھر اطمینان کے ساتھ پھر پکڑا ان کو چنگھاڑ نے صبح ہونے کے وقت

فَمَآ اَغْنٰی عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَمَا خَلَقْنَا

پھر کام نہ آیا ان کے ۲۸ جو کمایا تھا اور ہم نے بنائے نہیں

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَ

آسمان ۲۹ اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے بغیر حکمت اور

اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِیَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِیْلَ ﴿۸۵﴾

قیامت بے شک آنے والی ہے سو کنارہ کر اچھی طرح کنارہ ف۳

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ ﴿۸۶﴾ وَلَقَدْ اٰتَیْنٰكَ

تیرا رب جو ہے وہی ہے پیدا کرنے والا خبردار اور ہم نے دی ہیں تجھ کو ۳۰

سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ ﴿۸۷﴾ لَا

سات آیتیں وظیفہ اور قرآن بڑے درجے کا ف۴ مت

تَمُدَّنَّ عَیْنَیْكَ اِلٰی مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ

ڈال اپنی آنکھیں ان چیزوں پر جو برتنے کو دیں ہم نے ان میں سے کئی طرح کے لوگوں

وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۸۸﴾

کو اور نہ غم کھا ۳۱ ان پر اور جھکا اپنے بازو ۳۲ ایمان والوں کے واسطے

ع ۵ ۵

منزل ۳

۲۱ تخویف دنیوی کا تیسرا نمونہ ۱۲

۲۲ شرک کے اعمال تنبیہ ۱۲

۲۳ دوسری عقلی دلیل مختصر ۱۲

۲۴ تسلی اول برائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ۱۲

۲۵ تسلی دوم ۱۲

۲۶ ہو زجر متعلق بہ ماقبل ۱۲

۲۷ تسلی سوم ۱۲

موضح قرآن ف۱ بن کے رہنے والے یعنی قوم شعیب مدین میں رہتے تھے اور پاس اس شہر کے درختوں کا بن تھا وہاں بھی رہتے تھے۔ ف۲ حجر والے فرمایا ثمود کو ان کے ملک کا نام حجر تھا۔ ف۳ پہلی امتوں کا حال سنا کر فرمایا کہ یہ جہان خالی نہیں پڑا سر پر ایک مدبر ہے ہر چیز کا تدارک کرنیوالا ۔ تدارک آخر کو قیامت ہے اور کنارہ پکڑنے کو فرمایا جب حکم پہنچا چکے اور کافر ضد پر آئے تب حکم ہوا کہ جھگڑنے کا فائدہ نہیں وعدہ کی راہ دیکھو۔

محذوف ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگانی کی قسم کھائی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ساری مخلوق میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مکرم و محترم کوئی شخصیت پیدا نہیں فرمائی اور حضور علیہ السلام کے علاوہ کسی دوسرے شخص کی زندگی کی قسم نہیں کھائی ما خلق اللہ تعالیٰ وما ذرأ وما برأ نفسًا اکرم علیہ من محمد صلے اللہ علیہ وسلم وما سمعت اللہ سبحانہ اقسم بحیاۃ احد غیرہ (روح) میرے پیغمبر مجھے تیری زندگانی کی قسم وہ اپنی گمراہی میں مست اور سرگردان تھے یا یہ فرشتوں کا قول ہے اور حضرت لوط علیہ السلام سے خطاب ہے۔

وَقُلْ اِنِّیْۤ اَنَا النَّذِیْرُ الْمُبِیْنُ ﴿۸۹﴾ كَمَاۤ
اور کہہ کہ میں وہی ہوں ڈرانے والا کھول کر ف۱ جیسا
اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِیْنَ ﴿۹۰﴾ الَّذِیْنَ
ہم نے بھیجا ہے ان بانٹنے والوں پر ۳۳ع جنہوں نے
جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِیْنَ ﴿۹۱﴾ فَوَرَبِّكَ
کیا ہے ۳۴ع قرآن کو بوٹیاں ف۲ سو قسم ہے تیرے رب کی
لَنَسْــَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۹۲﴾ عَمَّا كَانُوْا
ہم کو پوچھنا ہے ان سب سے جو کچھ وہ
یَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَ
کرتے تھے ف۱ سو سنا دے کھول کر جو تجھ کو حکم ہوا اور
اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۹۴﴾ اِنَّا كَفَیْنٰكَ
پروا نہ کر مشرکوں کی ہم بس ہیں تیری طرف سے ۳۵ع
الْمُسْتَهْزِءِیْنَ ﴿۹۵﴾ الَّذِیْنَ یَجْعَلُوْنَ مَعَ
ٹھٹھے کرنے والوں کو جو کہ ٹھہراتے ہیں اللہ کے
اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۚ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَ
ساتھ دوسرے کی بندگی سو عنقریب معلوم کر لیں گے اور
لَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ یَضِیْقُ صَدْرُكَ بِمَا
ہم جانتے ہیں کہ تیرا ۳۶ع جی رکتا ہے ان کی
یَقُوْلُوْنَ ﴿۹۷﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ
باتوں سے سو تو یاد کر خوبیاں اپنے رب کی اور ہو
السّٰجِدِیْنَ ﴿۹۸﴾ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى یَاْتِیَكَ الْیَقِیْنُ ﴿۹۹﴾
سجدہ کرنے والوں سے اور بندگی کئے جا اپنے رب کی جب تک آئے تیرے پاس یقینی بات ف۳

ع ۶

ع تخویف دنیوی کا چوتھا نمونہ از ازل ۱۲

ع تسلی چہارم اور تخویف دنیوی کا پانچواں نمونہ ۱۲

ع تسلی پنجم ۱۲

حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا۔ مقسم بہ یعنی جس چیز کی قسم کھائی جائے اس کے اعتبار سے قسم کی چار قسمیں ہیں۔ (۱) یہ کہ مقسم بہ کو عالم الغیب اور قادر و متصرف سمجھ کر اس کی قسم کھائے اور یہ عقیدہ ہو کہ وہ میرے حال سے واقف ہے اگر میں نے اس قسم کو توڑا تو وہ مجھے ضرر اور نقصان پہنچانے پر قادر ہے غیر خدا کی اس نیت سے قسم کھانا شرک ہے۔ حضور علیہ السلام نے غیر اللہ کی اسی نوع کی قسم کو شرک قرار دیا ہے ۔ من حلف بغیر اللہ فقد اشرك (۲) وہ قسم جس میں مقسم بہ کو بطور دلیل و شاہد پیش کرنا مقصود ہو قرآن مجید کی اکثر و بیشتر قسمیں اسی نوع کی ہیں مثلاً وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ مندرجہ ذیل مصرع میں بھی اسی نوع کی قسم ہے۔ ع

قسم بلب مے گون تو و زلف شبگون تو کہ تو محبوب دلربائی۔

یہ قسم غیر اللہ کی جائز ہے۔ (۳) یہ کہ مثلاً یوں کہے کہ اگر میں جھوٹ بولوں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے فلاں نعمت چھین لے۔ جیسا کہ حضرت حسان بن ثابت رضؓ نے مشرکین کے مقابلے میں فرمایا تھا۔ ؎

ثکلت بنیتی ان لم تروھا
تثیر النقع من طرفی کداء

(ترجمہ) میری بیٹی مرے اگر تم ان (ہمارے گھوڑوں) کو کدار پہاڑ کی جانب سے گرد اڑاتے ہوئے (مکہ کو فتح کرنے کے لئے مکہ پر حملہ آور ہوتے ہوئے) نہ دیکھو۔ چنانچہ فتح مکہ کے دن حضور علیہ السلام نے فرمایا فوج اسلام کدار پہاڑ کی جانب سے مکہ میں داخل ہو تاکہ حسان کی قسم پوری ہو جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام نے ثکلت بنیتی کو قسم قرار دیا ہے۔ (۴) یہ کہ قسم سے دعا مقصود ہو مثلاً کوئی شخص اپنے محبوب کو اعتماد میں لینے کے لئے یوں کہنے کے بجائے کہ اگر میں جھوٹ بولوں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے تجھ ایسا دلربا محبوب چھین لے، اس طرح قسم کھائے کہ مجھے تیری زندگانی کی قسم میں سچ کہہ رہا ہوں یعنی خدا کرے تو زندہ رہے اور تیری زندگانی مجھے بہت محبوب ہے۔ لَعَمْرُكَ اسی نوع کی قسم ہے **۲۵** ترتیب قصہ میں یہ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِیْنَ کے بعد ہے۔ مُشْرِقِیْنَ یہ اَخَذَتْهُمُ میں ضمیر مفعول سے حال ہے یعنی عذاب نے ان کو سورج چمکنے تک اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ عذاب کی ابتدا صبح صادق سے ہوئی اور سورج چمکنے تک ان کا کام تمام کر دیا گیا۔

موضح قرآن ف۱ یعنی تیرا کام دل پھیر دینا نہیں کہ خدا سے ہو سکتا ہے جو کوئی ایمان نہ لاوے تو غم نہ کھا۔ ف۲ کافر سنتے تھے سورتوں کے نام تو آپس میں ٹھٹھے سے بانٹتے کوئی کہتا میں بقرہ لوں گا یا مائدہ تجھ کو عنکبوت دوں گا۔ ف۳ یعنی موت کہ بے شک ہے

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید یعنی بر اہل کتاب کہ بر بعض آیات عمل میکردند و بر بعض نہ واللہ اعلم ۱۲۔

قیل اول العذاب کان عند الصبح وامتد الی شروق الشمس فکان تمام الہلاک عند ذلک (قرطبی ج ۱۰ ص ۴۲)۔ اَلْمُتَوَسِّمِیْنَ ای اَلْمُتَفَکِّرِیْنَ یعنی دھیان دینے اور غور وفکر کرنے والے اصل میں اس کے معنی ہیں الناظرین الی سمۃ الشئ یہاں سوچ بچار سے کنایہ ہے۔ سَبِیْلٍ مُّقِیْمٍ شاہراہ عام جرنیلی سڑک، قائم اور ثابت راستہ جو ابھی تک موجود ہے اور لوگ اس پر آمد ورفت رکھتے اور قوم لوط کی ہلاکت کے آثار دیکھتے ہیں۔ (لَبِسَبِیْلٍ مُّقِیْمٍ) ثابت یسلکہ الناس لم یندرس بعدُ وھم یبصرون تلک الاٰثار وھو تنبیہ لقریش الخ (مدارک ج ۲ ص ۲۱۳)۔ اہل مکہ! دیکھ لو قوم لوط نے ہمارا پیغام نہ مانا تو ہم نے ان کا کیا حشر کیا تم ان کی بستی کے پاس سے گذرتے ہوئے ان کی تباہی کے آثار اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہو۔ ان کے انجام سے عبرت حاصل کرو اور عناد والحاد سے باز آجاؤ۔ **۲۶؎** یہ تخویف دنیوی کا دوسرا نمونہ ہے۔ اَصْحٰبُ الْاَیْکَۃِ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم الایکۃ درختوں کے جھرمٹ کو کہتے ہیں یہ درختوں کے جھرمٹوں میں آباد تھے اس لئے اس نام سے موسوم کئے گئے اصحاب الایکۃ ھم قوم شعیب علیہ السلام (کبیر ج ۵ ص ۴۴۲) ان لوگوں نے بھی پیغام توحید کی تکذیب کی اور ہلاک کر دئیے گئے یہ دونوں آبادیاں (یعنی قوم لوط اور قوم شعیب کی) شاہراہ اعظم پر واقع ہیں تم اپنے سفروں میں ان کے پاس سے گذرتے ہو پھر عبرت کیوں نہیں پکڑتے۔ **۲۷؎** یہ تخویف دنیوی کا تیسرا نمونہ ہے اَلْحِجْرُ ایک وادی کا نام ہے جس میں حضرت صالح علیہ السلام کی قوم ثمود آباد تھی۔ قال المفسرون الحجر اسم واد کان یسکنہ ثمود (کبیر)، قوم ثمود کے پاس بھی ہم نے اپنا پیغام بھیجا مگر انہوں نے ماننے کے بجائے اس سے اعراض کیا۔ وہ پہاڑوں کو کاٹ کر رہنے کے لئے مکان بنا لیتے تھے اور نہایت پُرامن اور چین کی زندگی بسر کر رہے تھے مگر مسئلہ توحید کا انکار کر کے اللہ تعالیٰ کے غضب اور عتاب کے مورد ٹھہرے۔ **۲۸؎** مَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ سے شرک اور اعمال مشرکانہ (معبودان باطلہ کو پکارنا وغیرہ) اور افعال خبیثہ مراد ہیں۔ ما کانوا یکسبون من الشرک والاعمال الخبیثۃ (معالم وخازن ج ۴ ص ۲۷)، یعنی جب ہمارا عذاب آگیا تو غیر اللہ کی پکار سے انہیں کوئی فائدہ نہ ہوا۔ اور نہ ان کے مزعومہ کارسازوں نے ان کی مدد اور دستگیری کی مشرکین مکہ! تمہارا بھی یہی حشر ہوگا اور جن کو تم نے خدا کے سوا کارساز اور متصرف سمجھ رکھا ہے آڑے وقت میں ان میں سے کوئی بھی تمہارے کام نہیں آئے گا۔ یہی مضمون قرآن مجید میں کئی جگہ مذکور ہے۔ مثلاً فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِیْ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ الخ (ھود ع ۹) اور دوسری جگہ ارشاد ہے فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً (الاحقاف ع ۴) **۲۹؎** تخویف دنیوی کے تین نمونے امم سابقہ سے بیان کرنے کے بعد دوسری مختصر عقلی دلیل کا ذکر فرمایا۔ یعنی ہم نے زمین وآسمان کو اظہار حق اور اثبات توحید کے لئے پیدا کیا ہے تاکہ کائنات کا ذرہ ذرہ ہماری قدرت کاملہ پر شہادت دے وَاِنَّ السَّاعَةَ الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِیْلَ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پہلی تسلی ہے کہ معاندین استہزاء کرتے ہیں تو آپ درگذر فرمائیں استہزاء کا بدلہ ہم ان کو دے دیں گے۔ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ۔ الخلاق مبالغہ کا صیغہ ہے یعنی ساری کائنات کو پیدا کرنا اس پر کوئی دشوار نہیں اس کے لئے بہت ہی آسان ہے۔ ساری کائنات کو پیدا کرنا اور ایک جان کو پیدا کرنا اللہ کے لئے یکساں ہے چنانچہ ارشاد ہے مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ (لقمان ع ۳) **۳۰؎** یہ دوسری تسلی ہے۔ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ سے سورۂ فاتحہ مراد ہے اور اَلْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ کا عطف تفسیری ہے اور اس سے بھی سورۂ فاتحہ مراد ہے جیسا کہ ایک مرفوع حدیث میں ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحمد للہ رب العلمین ھی السبع من المثانی والقراٰن العظیم الذی اوتیتہ ـــ اخرجہ البخاری (روح ج ۱۴ ص ۷۹)، یعنی ہم نے آپ پر سورۂ فاتحہ جیسا عظیم الشان انعام فرمایا ہے اس لئے آپ کافروں کی دنیوی ٹھاٹ کی طرف توجہ نہ دیں۔ یا عطف تغیر کے لئے ہے اور القراٰن العظیم سے قرآن مجید مراد ہے۔ لَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْكَ الخ یہ زجر ہے متعلق بما قبل اَزْوَاجًا ای اصنافا من الکفار کالیھود والنصاریٰ والمجوس (مدارک ج ۲ ص ۲۱۴)، یعنی ہم نے آپ کو سورۂ فاتحہ اور قرآن ایسی نعمت عظمیٰ عطا فرمائی ہے اس لئے کفار کی مختلف جماعتوں کو ہم نے جو دنیوی دولت وثروت دے دی ہے اس کی طرف آپ نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھیں کیونکہ یہ دنیوی ساز وسامان محض چند روزہ ہے قد اغنیناک بالقراٰن عما فی ایدی الناس (قرطبی ج ۱۰ ص ۵۶)، جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد فرمایا لَا یَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِی الْبِلَادِ (اٰل عمران ع ۲۰) **۳۱؎** یہ تیسری تسلی ہے فرط رحمت وشفقت کی وجہ سے آپ کی خواہش تھی کہ تمام مشرک ایمان لے آئیں اور دوزخ سے بچ جائیں اس لئے بطور تسلی آپ سے فرمایا کہ آپ مشرکین کے متواتر انکار اور مسلسل عناد کی وجہ سے بھی آپ غمزدہ نہ ہوں کیونکہ آپ کا کام تبلیغ رسالت ہے جسے آپ نے احسن طریق سے انجام دے دیا ہے اگر وہ نہیں مانتے تو یہ ان کی بدبختی ہے۔ وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ حیث انھم لم یؤمنوا وکان صلی اللہ علیہ وسلم یود ان یؤمن کل من بعث الیہ ویشق علیہ علیہ السلام لمزید شفقتہ بقاء الکفرۃ علی کفرھم (روح ج ۱۴ ص ۸۰)

۳۲؎ آپ نہ کافروں کی ظاہری شان وشوکت اور دنیوی مال ودولت کی طرف دیکھیں اور نہ ان کے ایمان نہ لانے پر غم کریں بلکہ آپ اپنی توجہ مومنوں کی طرف رکھیں اور ان سے نرمی کا برتاؤ فرمائیں۔ اور جو معاندین معجزات طلب کرتے ہیں ان سے صاف صاف فرما دیں کہ معجزات اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں میرے قبضہ میں نہیں ہیں میں تو کھلا کھلا ڈر سنانے والا ہوں اور نہ ماننے والوں کو عذاب الٰہی سے خبردار کرنے والا ہوں کہ اگر نہیں مانو گے تو ہلاک کر دئیے جاؤ گے۔ **۳۳؎** یہ تخویف دنیوی کا چوتھا نمونہ ہے جس میں مشرکین مکہ کی ایک جماعت کی ہلاکت کا ذکر ہے۔ اَلْمُقْتَسِمِیْنَ (بانٹنے والا)، یہ مشرکین مکہ کے حسب ذیل سولہ آدمی تھے جو موسم حج میں مکہ مکرمہ کے دروازوں کو آپس میں تقسیم کر کے ان پر بیٹھ جاتے اور باہر سے آنے والے لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متنفر اور بدظن کرتے تاکہ وہ آپ کے پاس نہ جائیں اور آپ سے قرآن نہ سن پائیں۔ ان کے نام یہ ہیں۔ حنظلہ بن ابی سفیان، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن مغیرہ، ابوجہل،

عاص[۶] بن ہشام، ابوقیس[۷] بن الولید، قیس[۸] بن الفاکہ، زہیر[۹] بن امیہ، بلال[۱۰] بن عبدالاسود، سائب[۱۱] بن صیفی، نضر[۱۲] بن حارث، ابوالبختری[۱۳] بن ہشام، زمعہ[۱۴] بن حجاج، امیہ[۱۵] بن خلف، اور اوس[۱۶] بن مغیرہ (روح ج ۱۴ ص ۱۵۸) ان کا لیڈر ولید بن مغیرہ تھا۔ جو ان سب کو مکہ مکرمہ کے مختلف راستوں پر متعین کرتا اور خود بھی ایک مورچہ سنبھال لیتا۔ یہ ہر آنے والے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر شاعر، جادوگر، مجنون وغیرہ بہتان لگا کر آپ سے متنفر کرنے کی کوشش کرتے۔ قال مقاتل والفراء ھو ستۃ عشر رجلا بعثھم الولید بن المغیرۃ ایام الموسم فاقتسموا اعقاب مکۃ وانقابھا وفجاجھا یقولون لمن سلکھا لا تغتروا بھذا الخارج فینا یدعی النبوۃ فانہ مجنون وربما قالوا ساحر وربما قالوا شاعر وربما قالوا کاھن (قرطبی ج ۱۰ ص ۵۸) ان معاندین کو اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر میں اور اس سے پہلے آفات و بلیات سے ہلاک کر دیا۔ **۳۴** یہ اَلْمُقْتَسِمِیْنَ کی صفت کاشفہ ہے انہوں نے قرآن مجید کے بھی حصے بخرے کر رکھے تھے۔ کبھی کہتے یہ جادو ہے، کبھی شاعری بتاتے اور کبھی پہلے لوگوں کے قصے کہانیاں کہہ دیتے۔ فَلَنَسْأَلَنَّھُم یہ ان کے لئے تخویف اخروی ہے۔ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ۔ صَدْعٌ کے معنی اظہار کے ہیں یعنی جس چیز کا آپ کو حکم دیا گیا ہے آپ اس کو علانیہ اور برملا بیان کریں۔ اور مشرکین کے استہزاء و تمسخر کی پروا نہ کریں۔ یا یہ صدع الزجاجۃ سے ماخوذ ہے یعنی جس طرح شیشے کو توڑ کر اس کے اجزاء کو الگ الگ کر دیا جاتا ہے آپ مسئلہ توحید کو اس طرح واضح کر کے بیان کریں کہ حق و باطل الگ الگ ہو جائیں (روح) **۳۵** یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چوتھی بار تسلی کا ذکر اور تخویف دنیوی کا پانچواں نمونہ ہے۔ المستھزئین سے مشرکین مکہ کے وہ پانچ یا کم و بیش آدمی مراد ہیں جو ہر وقت قرآن اور حضور علیہ السلام کے ساتھ استہزاء و تمسخر کی نئی نئی صورتیں نکالتے رہتے تھے اور آپ کی ہر بات کا مذاق اڑاتے رہتے تھے۔ ان کے نام یہ ہیں۔ ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل، اسود بن مطلب، ابوزمعہ، اسود بن عبد یغوث (در جر ج ۵ ص ۱۰۷) مقتسمین اور مستہزئین کی تعداد اور ان کے ناموں کے بارے میں روایات مختلف ہیں۔ یہ لوگ مختلف طریقوں سے آپ کو ستاتے اور آپ سے تمسخر کرتے تھے۔ کبھی راستہ میں کانٹے بچھاتے، کبھی اوپر سے کوڑا کرکٹ پھنکواتے کبھی گندگی اٹھا کر عین حالت نماز آپ کے اوپر ڈال دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان خبثاء کو ہلاک کرنے کا وعدہ فرمایا کہ آپ اپنا کام کئے جائیں ان کی پرواہ نہ کریں ان سے میں خود نمٹ لوں گا۔ چنانچہ ان کو مختلف تکلیفوں میں مبتلا کر کے ہلاک کر دیا گیا۔ اَلَّذِیْنَ یَجْعَلُوْنَ یہ اَلْمُسْتَھْزِئِیْنَ کے لئے صفت کاشفہ ہے۔ ان بدبختوں نے صرف استہزاء پر ہی اکتفاء نہیں کیا بلکہ اللہ کے ساتھ شرک بھی کرتے ہیں۔ انھم لم یقتصروا علی الاستھزاء بہ صلی اللہ علیہ وسلم بل اجترءوا علی العظیمۃ التی ھی الاشراک بہ سبحانہ (روح ج ۱۴ ص ۸۶) **۳۶** یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پانچویں تسلی ہے۔ اس تعبیر میں کس قدر محبت کا اظہار ہے میرے پیغمبر ہمیں خوب معلوم ہے ان مشرکین کے مشرکانہ کلمات اور ان کے استہزاء سے آپ آزردہ خاطر اور دل برداشتہ ہو جاتے ہیں۔ مگر آپ ان کی باتوں کو خاطر میں نہ لائیں اور ان پر غم نہ کریں ان سے میں خود حساب کر لوں گا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ الخ آپ اپنا معاملہ خدا کے سپرد کر دیں، دن رات شرک سے اس کی پاکیزگی بیان کرنے اور اس کی حمد و ثنا میں لگے رہیں، اسی کے سامنے جھکیں، ہر قسم کی عبادت (زبانی، بدنی اور مالی) اسی کے لئے بجا لائیں۔ حاجات و مشکلات میں اسی کو پکاریں، رکوع و سجود بھی اسی کے سامنے کریں، نذریں منتیں بھی اسی کے نام کی اور اسی کی خوشنودی کے لئے دیں۔ حَتّٰی یَاْتِیَكَ الْیَقِیْنُ۔ اَلْیَقِیْنُ سے موت مراد ہے یعنی آپ تادم آخریں اسی عقیدے اور عمل پر قائم رہیں۔ المراد منہ واعبد ربك فی زمان حیاتك ولا تخل لحظۃ من لحظات الحیاۃ عن ھذہ العبادۃ (کبیر ج ۵ ص ۴۷۰) ان آخری دو آیتوں میں مقصودی مسئلہ بالاختصار ذکر کر دیا گیا ہے۔

سورۂ الحجر میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ ۝ (ع ۱) خصوصیت سورت، وقائع امم سابقہ سے عبرت حاصل کر کے مسئلہ مان لو ورنہ پچھتاؤ گے۔

۲۔ وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا ۔۔ تا ۔۔ مِن نَّارِ السَّمُومِ (ع ۳) نفی شرک فی التصرف و نفی شرک فی العلم۔

۳۔ إِنَّا مِنكُمْ وَجِلُونَ (ع ۴) نفی علم غیب از ابراہیم علیہ السلام۔

۴۔ إِلَّا امْرَأَتَهُ قَدَّرْنَا إِنَّهَا لَمِنَ الْغَابِرِينَ (ع ۴) نفی تصرف و اختیار از لوط علیہ السلام۔

۵۔ قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنكَرُونَ (ع ۵) نفی علم غیب از لوط علیہ السلام۔

۶۔ فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ (ع ۶) نفی اختیار و تصرف از معبودان باطلہ۔

۷۔ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ إِلَّا بِالْحَقِّ (ع ۶) کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی قدرت کاملہ پر شاہد ہے۔

۸۔ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُن مِّنَ السَّاجِدِينَ ۝ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ ۝ (ع ۶) نفی استحقاق انواع عبادت از غیر اللہ۔ دعا، سجدہ، نذر و منت تمام اقسام و انواع عبادت کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

۹۔ اس سورت میں تخویف دنیوی کے پانچ نمونے بیان گئے ہیں۔ تین امم سابقہ سے اور دو مشرکین مکہ سے۔

۱۰۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پانچ طریقوں سے تسلی دی گئی ہے۔

(آج بتاریخ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۹ جولائی ۱۹۶۶ء بروز جمعہ صبح ساڑھے ۹ بجے
سورۂ حجر کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ اولا و آخرا والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ و آلہ و
صحبہ دائما ابدا)

سُورۃ النحل

ربط سورۂ نحل کو سورۂ حجر کے ساتھ نامی ربط یہ ہے۔ اصحاب حجر (قوم ثمود) کا حال تم نے سن لیا کہ ضد و عناد اور تکذیب و انکار کی وجہ سے انہیں دنیا ہی میں دردناک عذاب سے ہلاک کر دیا گیا تمہیں اس عبرتناک واقعہ سے نصیحت حاصل کرنی چاہئے۔ اگر اصحاب حجر کے واقعہ سے عبرت نہیں پکڑتے ہو تو آؤ نحل (شہد کی مکھی) کا حال دیکھ لو شاید وہی تمہارے لئے عبرت آموز ثابت ہو۔ یہ ناچیز مکھی کس طرح مختلف پھولوں اور پھلوں سے رس چوس کر لاتی ہے اور شہد ایسی بےنظیر چیز تیار کرتی ہے اور اپنے چھتے کا راستہ کبھی نہیں بھولتی۔ یہ معمولی سا جانور جو اتنا بڑا اہم کام انجام دے رہا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت و صفت کا ایک ادنیٰ سا نمونہ ہے۔ اسی سے عبرت حاصل کر لو اور مسئلہ توحید کو مان لو۔

معنوی ربط ۔ سورۂ ابراہیم میں وقائع امم سابقہ ذکر کرنے کے بعد سورۂ حجر میں بیان کیا گیا کہ اب وقت ہے مان لو ورنہ پچھتاؤ گے جب اللہ کا عذاب آ گیا تو اس سے ہرگز نہیں بچ سکو گے اب سورۂ نحل میں بیان کیا جائے گا کہ اگر تم دعویٰ توحید کو نہیں مانتے ہو اور ضد و عناد سے عذاب ہی مانگتے ہو تو لو عذاب الٰہی آیا سمجھو اب جلدی نہ کرو۔

خلاصہ اَتٰٓی اَمْرُ اللّٰهِ الخ شروع میں سورۂ حجر کے تعلق و ربط سے فرمایا سب کچھ سننے اور سمجھنے کے بعد بھی نہیں مانتے ہو تو تیار ہو جاؤ اللہ کا عذاب آ گیا ہے اب جلدی نہ کرو۔ چنانچہ اہل مکہ اسکے فوراً بعد قحط کے شدید عذاب میں مبتلا کر دئے گئے جیسا کہ آخر میں اس کا بیان ہے وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً الخ (ع ۱۵)

مضمون کے اعتبار سے سورت کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ سورت کی ابتدا سے لے کر بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ (ع ۱۵) تک ہے اور دوسرا حصہ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ سے لے کر لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (ع ۱۵) تک ہے۔

پہلا حصہ ۔ نفی شرک اعتقادی (شرک فی التصرف)

پہلے حصے میں تین بار دعوائے توحید کا ذکر ہے۔ جسے نہ ماننے کی وجہ سے منکرین پر عذاب آیا اور توحید (نفی شرک فی التصرف) پر چھ عقلی دلیلیں، ایک نقلی دلیل اور ایک دلیل وحی قائم کی گئی ہے۔ اس حصے میں ضمناً بطور زجر دو بار نفی شرک فعلی کا ذکر بھی آ گیا ہے اور مسئلہ توحید کی خاطر ہجرت کرنے کی فضیلت بھی مذکور ہے يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ ۔ تا ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ میں پہلی بار دعوائے توحید کا ذکر ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کارساز اور متصرف و مختار نہیں لہٰذا مصائب و مشکلات میں صرف اسی کو غائبانہ پکارو۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ الخ یہ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے اور اس سے نفی شرک فی التصرف مقصود ہے۔ زمین و آسمان کو اللہ ہی نے مسئلہ توحید کی خاطر پیدا فرمایا اور انسان کو بھی اسی نے پیدا کیا پھر انسانوں کے آرام و آسائش کے لئے طرح طرح کا ساز و سامان مہیا فرمایا۔ چوپائے پیدا کئے جن میں انسانوں کے لئے بے شمار منافع ہیں کچھ چوپائے ایسے ہیں جن کا وہ گوشت کھاتے اور دودھ پیتے اور اون سے گرم لباس بناتے ہیں اور کچھ چوپائے ان کی سواری اور بوجھ لادنے کے لئے ہیں۔ جو اللہ ان تمام اشیاء کا خالق ہے وہی سب کا مالک و مختار اور کارساز ہے۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ (ع ۲) توحید یعنی نفی شرک فی التصرف پر دوسری عقلی دلیل۔ بارش برسانا اور گوناگوں غلے، میوے اور پھل پیدا کرنا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے دن رات کو، سورج، چاند اور تاروں کو اسی نے اپنے حکم سے بنی آدم کی خدمت پر مامور کر رکھا ہے۔ اس نے دریا اور سمندر بنائے جن سے انسانوں کو بے شمار فوائد حاصل ہوتے ہیں اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ الخ یہ دونوں مذکورہ دلیلوں کا ثمرہ ہے یعنی جب معلوم ہو گیا کہ عرش سے لیکر فرش تک ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں تمہارے مزعومہ معبودوں نے کائنات کا ایک ذرہ بھی پیدا نہیں کیا تو اب تم ہی بتاؤ کہ خالق و مخلوق برابر ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں جو ساری کائنات کا خالق ہے وہی متصرف و مختار ہے اور جو مخلوق ہے وہ عاجز و بے بس ہے۔

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ الخ (ع ۲) توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے اور اس سے نفی شرک فی العلم مقصود ہے یعنی ہر ظاہر اور پوشیدہ بات کو جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ جب عالم الغیب وہی ہے تو متصرف و کارساز بھی وہی ہے کیونکہ متصرف و مختار وہی ہو سکتا ہے جو عالم الغیب ہو۔ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ ۔ تا ۔ يُبْعَثُوْنَ ۔ یہ ثمرہ تینوں دلیلوں پر متفرع ہے لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۔ پہلی دو دلیلوں پر متفرع ہے، اور اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ تیسری دلیل پر متفرع ہے۔ یعنی سب کچھ پیدا کرنے والا تو اللہ تعالیٰ ہے اور جن کو یہ مشرکین اللہ کے علاوہ پکارتے ہیں وہ کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ خود مخلوق ہیں اور سب کچھ جاننے والا بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے اور مشرکین کے مزعومہ معبود (بزرگان خدا) تو فوت ہو چکے ہیں اور انہیں تو اپنے بارے میں بھی معلوم نہیں کہ وہ دوبارہ کب اٹھیں گے تو پکارنے والوں کے حالات سے وہ کس طرح باخبر ہو سکتے ہیں؟ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ الخ (ع ۳) یہ مذکورہ بالا ثمرہ پر متفرع ہے اور اصل دعوےٰ کا اعادہ ہے جب سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے تو سب کا کارساز بھی وہی ہے اور حاجات میں غائبانہ پکار کے لائق بھی وہی ہے۔ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ یہ شکویٰ ہے منکرین از راہ عناد و تعنت قرآن کو جو سراپا ہدایت ہے قصوں اور کہانیوں کی کتاب کہتے لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ الخ لام عاقبت کا ہے اور اس میں تخویف اخروی ہے۔ قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ الخ (ع ۴) اللہ کے دین توحید کے خلاف سازشیں کرنیوالوں کیلئے تخویف دنیوی

ہے۔ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ تا۔ فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝ یہ ان کے لئے تخویف اخروی ہے۔ وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا۔ تا۔ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ شرک سے بچنے والوں اور اللہ تعالیٰ کے پیغام کو قبول کرنے والوں کے لئے بشارت اخروی ہے۔ هَلْ يَنْظُرُوْنَ الخ تخویف دنیوی ہے۔ امم سابقہ کے منکرین نے ضد و عناد سے عذاب کا مطالبہ کیا تھا تو انہیں عذاب سے ہلاک کر دیا گیا۔ مشرکین مکہ بھی اگر یہی کچھ چاہتے ہیں تو انہیں دنیا ہی میں المناک عذاب کا مزہ چکھا دیا جائے گا۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا الخ (ع ۵) یہ مشرکین کی کٹ حجتی پر شکوی ہے مشرکین کہتے اگر اللہ کو منظور ہوتا تو ہم اور ہمارے باپ دادا کسی قسم کا شرک نہ کرتے نہ شرک اعتقادی اور نہ شرک فعلی۔ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ الخ جواب شکوی ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں پہلے مشرکین بھی اسی طرح کہا کرتے تھے۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ الخ یہ تمام انبیاء سابقین سے توحید پر دلیل نقلی اجمالی ہے۔ آپ سے پہلے جتنے بھی ہم نے پیغمبر بھیجے ان سب کو یہ پیغام دے کر بھیجا کہ اپنی امتوں کو حکم دیں کہ صرف خدائے واحد کی بندگی بجا لاؤ اور اس کے سوا کسی کو کارساز اور حاجت روا مت سمجھو اور ہر غیر اللہ کی عبادت اور پکار سے اجتناب کرو۔ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ الخ تخویف دنیوی کی طرف اشارہ ہے۔ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ الخ مشرکین پر شکوی ہے کہ وہ حشر و نشر کو بھی نہیں مانتے۔ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الخ یہ حشر و نشر کی حکمت ہے۔ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ الخ یہ جواب شکوی ہے مشرکین حشر و نشر کو کیوں بعید از عقل اور مشکل سمجھتے ہیں۔ ہماری قدرت تو اس قدر کامل اور حاوی ہے کہ جب ہم کسی کام کے کرنے کا ارادہ ہی کر لیں تو وہ کام فوراً ہو جاتا ہے۔ تو قیامت بپا کرنا اور مردوں کو دوبارہ زندگی عطا کرنا ہمارے لئے کونسا مشکل کام ہے؟ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ الخ (ع ۶) یہ درمیان میں مہاجرین رضی اللہ عنہم کے لئے دنیوی اور اخروی بشارت ہے جنہوں نے محض مسئلہ توحید کی خاطر اپنے وطن سے ہجرت کی۔

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ الخ (ع ۶) سوال مقدر کا جواب ہے۔ ہم اس توحید کو مان لیتے اگر فرشتے ہمیں آکر یہ پیغام دیتے تو اس کا جواب فرمایا کہ ہماری سنت جاریہ یہی ہے کہ ہم انسانوں ہی کو پیغمبر بنا کر انسانوں کے پاس بھیجتے رہے اگر تمہیں اس کا علم نہیں تو اہل کتاب کے علماء سے پوچھ کر تسلی کر لو۔ وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ الخ ترغیب الی القرآن ہے۔ اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوْا۔ تا۔ فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ تخویف دنیوی ہے۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ الخ (ع ۶) توحید پر چوتھی عقلی دلیل ہے زمین و آسمان کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کے تکوینی احکام کی پابند اور مطیع ہے اور ہر ذی روح مخلوق اور فرشتے بھی اللہ تعالیٰ ہی کے سامنے سجدہ کرتے ہیں اور اللہ کی عبادت سے غرور نہیں کرتے اور ہر وقت اس سے ترساں و لرزاں رہتے اور اس کے پورے پورے فرمانبردار ہیں۔

وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْا اِلٰهَيْنِ الخ (ع ۷) یہ دعوی توحید کا دوسری بار اعادہ ہے نیز دلیل مذکورہ کا ثمرہ ہے۔ جب ساری کائنات اللہ تعالیٰ کے نظام تکوینی میں جکڑی ہوئی ہے اور کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے احکام کا مطیع و فرمانبردار ہے، جانور اور فرشتے بھی اسی کی تسبیح و تقدیس میں مصروف ہیں تو اے بنی آدم تم نے اللہ کے ساتھ اوروں کو کیوں کارساز بنا رکھا ہے تم بھی صرف ایک اللہ ہی کو پکارو کیونکہ عبادت اور پکار کے لائق صرف وہی ایک ہی ہے۔ وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ یہ دلیل مذکور ہی سے متعلق ہے۔

وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ الخ یہ زجر ہے۔ یہ تمام نعمتیں اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائیں مصیبتیں بھی وہی دور کرتا ہے لیکن جب اللہ تعالیٰ مصیبتیں دور کر دیتا ہے تو تم اللہ کے ساتھ شرک کرنے لگتے ہو اور انعامات الٰہیہ کو غیروں کی طرف منسوب کرنے لگتے ہو۔ وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ یہ بھی زجر ہے اور اس میں مشرکین کو شرک فعلی پر زجر کیا گیا کہ وہ ظالم غیر اللہ کی نذریں دیتے ہیں۔ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ الخ۔ یہ بھی زجر ہے۔ وہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے ہیں حالانکہ جب ان کے اپنے گھر میں بیٹی پیدا ہو جائے تو وہ اسے بہت بڑی ذلت اور رسوائی خیال کرتے ہیں۔ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ الخ (ع ۸) تخویف دنیوی ہے اللہ تعالیٰ مجرموں کو فوراً نہیں پکڑتا بلکہ ان کو ڈھیل دیتا ہے اور ان کی گرفت کا اس کے علم میں ایک وقت مقرر ہوتا ہے اس سے پہلے انہیں نہیں پکڑتا اور نہ اس کے بعد مزید مہلت دیتا ہے۔ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ الخ یہ زجر ثانی کا اعادہ ہے۔ لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ۔ تخویف اخروی ہے۔ تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَا اِلٰى اُمَمٍ الخ زجر مع تخویف اخروی تسلی برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے لوگوں میں ہم نے انبیاء بھیجے، لوگوں نے شیطان کے ورغلانے سے ان کی تکذیب کی اور مسئلہ توحید کا انکار کیا جس کی وجہ سے وہ مستحق عذاب ٹھہرے اب آپ کو آخری ہدایت نامہ دے کر بھیجا گیا ہے آپ مسئلہ توحید کو کھول کر بیان کریں اور اس بات کی پرواہ نہ کریں کہ مشرکین شیطان کے پیچھے چل کر مسئلہ توحید کا انکار کر رہے ہیں۔

وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ (ع ۸) ۔ تا ۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ (ع ۹) توحید پر پانچویں عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ بارش برسا کر مردہ زمین کو زندہ کر کے قابل کاشت و زرخیز بنا دیتا ہے۔ چوپایوں کے پیٹ میں گوبر اور خون کے درمیان میں سے خالص دودھ نکالتا ہے جو ہر ایک کے لئے خوشگوار ہوتا ہے۔ شہد کی مکھی کو دیکھو ہم نے اس کے دل میں یہ بات ڈال دی ہے کہ وہ مختلف پھولوں اور پھلوں سے رس چوس کر شہد تیار کرے جس میں لوگوں کے لئے شفاء ہے یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے نشانات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ سارے عالم میں متصرف و مختار صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ الخ موت و حیات اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ الخ مثال برائے معبودیت معبود حق و بطلان معبودیت معبودان باطلہ جب تم اپنے غلاموں کو یہ اختیار نہیں دیتے ہو کہ وہ تمہاری طرح تصرف کریں تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کیونکر اپنے اختیار و تصرف میں شریک کر سکتا ہے وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ الخ تمہاری جنس سے تمہاری بیویاں اس نے پیدا کیں اور تمہیں بیٹے اور پوتے بھی اسی نے عطا کئے اور تمہیں پاکیزہ روزی عطا کی لیکن تمہارے خود ساختہ معبودان کاموں میں سے کوئی کام بھی نہیں کر سکتے۔ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ الخ (ع ۱۰) زجر بطور ثمرہ۔ یعنی سب کچھ بنانے والا اور سب کچھ دینے والا تو صرف اللہ تعالیٰ ہے لہٰذا کارساز بھی وہی ہے

مگر نادان مشرکین اللہ کی ایسی عاجز مخلوق کو کارساز سمجھتے ہیں جو انہیں کچھ بھی نہیں دے سکتے فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ یعنی فرشتوں کو بیٹیوں کی مانند قرار دیکر خدا کے یہاں سفارشی مت بناؤ یہ مثال غلط ہے صحیح مثالیں یہ ہیں۔ اس کے بعد معبودانِ باطلہ کی دو مثالیں بیان کی گئی ہیں تاکہ مسئلہ خوب واضح ہوجائے۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا الخ (ع ۱۰) معبودانِ باطلہ کی مثال عبد مملوک کی سی ہے جو کسی چیز کا مالک نہیں اور معبود حق مالک و مختار ہے۔ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ معبودانِ باطلہ کی مثال ایک گونگے اور عاجز آدمی کی سی ہے جو دوسروں پر بوجھ ہے مگر معبود حق قادر و قیوم ہے اور سارا نظام عالم اس کے ہاتھ میں ہے۔ وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (ع ۱۱) یہ دعوے کا دوسرا جزء ہے یعنی سب کچھ کرنیوالا اور سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ یا واو تعلیلیہ ہے اور ماقبل کی علت ہے یعنی کارساز وہی ہے کیونکہ غیب دان وہی ہے وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ الخ تخویف اخروی ہے۔

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ الخ توحید پر چھٹی عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا فرمایا اور تمہیں سننے، دیکھنے اور سوچنے کی قوتیں عطا کیں۔ اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ الخ اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت سے پرندے فضا میں اڑ رہے ہیں۔ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ چوپایوں کو تمہارے گوناگون فائدوں کے لئے اس نے پیدا کیا۔ یہ سارے انعامات اس نے اس لئے تمہیں دیئے لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ تاکہ تم اس کی فرمانبرداری کرو اور اس کا شکر بجا لاؤ۔ فَاِنْ تَوَلَّوْا یہ تمام مذکورہ دلائل سے متعلق ہے اور اسکی جزا محذوف ہے یعنی اگر ان دلائل کے باوجود بھی نہ مانیں تو ان پر تف ہے۔ وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ — تا — بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ (ع ۱۲) تخویف اخروی ہے اس میں قیامت کے بعض ہولناک مناظر کا بیان ہے۔ وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ الخ اعادہ برائے بعد عہد۔ یعنی دو چیزیں زائد بیان کرنے کے لئے اعادہ کیا گیا اول یہ کہ ان کے اعضاء گواہ ہوں گے دوم یہ کہ حضور علیہ السلام بھی ان پر گواہی دیں گے۔

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ الخ دلائل عقلیہ کے بعد آخر میں دلیل وحی کا ذکر کیا گیا یعنی مسئلہ توحید آپ اپنی رائے اور اپنی طرف سے بیان نہیں کر رہے بلکہ ذریعہ وحی آپ پر کتاب نازل کی گئی ہے جس میں مسئلہ توحید بیان کرنے کا آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ الخ عذاب نازل کرنے سے پہلے دفع عذاب کے لئے امور ثلثہ کی تکمیل فرما دی۔ توحید کو پہلے مدلل کر کے بیان کر دیا گیا اور دو باتیں یہاں ذکر کر دی گئیں یعنی کسی پر ظلم نہ کرو اور لوگوں پر احسان کرو۔ عہد سے یا عہد توحید مراد ہے یا تمام احکام شریعت بجا لانے کا عہد تفصیل آگے آ رہی ہے۔ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ الخ یہ عہد توڑنے والوں کی مثال ہے۔ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ الخ تاکید و اہتمام کے لئے ایفاء عہد کے حکم کا اعادہ ہے۔ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ الخ تزہید فی الدنیا و ترغیب فی الآخرہ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا بشارت اخروی ہے۔ فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ الخ متعلق بدلیل وحی جب آپ آسمانی کتاب پڑھ کر لوگوں کو سنائیں گے تو شیطان وسوسے ڈالنے کی کوشش کرے گا اس لئے پہلے شیطان سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کریں۔ وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً الخ (ع ۱۴) شکویٰ ہے متعلق بدلیل وحی۔ مشرکین قرآن میں شبہات پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ کیسا قرآن ہے کہ ایک آیت آتی ہے اور پھر اسکی جگہ دوسری آیت آجاتی ہے۔ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ تو اس سے معلوم ہوا کہ معاذاللہ یہ خدا کا کلام نہیں بلکہ محمدؐ کا افترا ہے۔ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ الخ یہ شبہہ کا جواب ہے کہ اللہ تعالیٰ حسب ضرورت و مصلحت جو چاہتا ہے نازل کرتا ہے۔ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ الخ یہ دوسرا شبہہ ہے۔ مشرکین کہتے ہیں فلاں شخص آ کر محمد کو یہ کلام سکھا جاتا ہے اور یہ اللہ کا کلام نہیں۔ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ الخ یہ دوسرے شبہہ کا جواب ہے یعنی جس شخص کی طرف سکھانے کی نسبت کرتے ہیں اس کی زبان عجمی ہے اور یہ قرآن صاف اور شستہ عربی میں ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ — تا — فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ٥ (ع ۱۴) تخویف اخروی ہے۔ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مہاجرین کے لئے بشارت اخروی ہے۔ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً الخ (ع ۱۵) یہ ابتداء سورت سے متعلق ہے۔ ابتداء میں فرمایا جلدی مت کرو اللہ کا عذاب آنے ہی والا ہے یہاں اہل مکہ پر عذاب واقع ہونیکا ذکر کیا۔ مشرکین مکہ کئی سال تک شدید قحط میں مبتلا رہے۔ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ الخ عذاب آنیکی وجہ یہ تھی کہ ان کے پاس اللہ کا رسول آیا تو انہوں نے اسکی تکذیب کی اسلئے ان پر عذاب الٰہی آ گیا۔

دوسرا حصہ — نفی شرک فعلی

دوسرا حصہ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ سے لیکر لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (ع ۱۶) تک ہے اس میں شرک فعلی کی دو شقوں کا رد کیا گیا ہے تحریمات غیر اللہ اور نذر غیر اللہ۔ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ الخ تحریمات مشرکین کا رد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو حلال چیزیں تمہارے لئے پیدا کی ہیں انہیں کھاؤ اور ان میں سے اپنی طرف سے کسی چیز کو حرام مت ٹھہراؤ مثلاً بحیرہ، سائبہ وغیرہ۔ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ الخ نذر غیر اللہ کی نفی ہے۔ مشرکین اپنے معبودان باطلہ کی خوشنودی کے لئے جو نذریں نیازیں دیتے ہیں وہ حرام ہیں انہیں حلال مت سمجھو اور انہیں مت کھاؤ۔ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ یہ مذکورہ بالا دونوں حکموں پر متفرع ہے بطور لف و نشر غیر مرتب یعنی نذر غیر اللہ حرام ہے اسے حلال مت کہو اور تحریمات غیر اللہ باطل ہیں لہٰذا بحیرہ سائبہ وغیرہ کو حرام مت سمجھو۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الخ زجر مع تخویف اخروی۔ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا الخ یہ سوال مقدر کا جواب ہے سوال یہ ہے کہ اگر یہ چیزیں حلال ہیں تو یہودیوں پر کیوں حرام کی گئیں جواب دیا گیا بیشک حلال جانوروں کی خود ساختہ تحریم باطل ہے۔ حلال جانوروں کے بعض حصوں کو یہودی حرام سمجھتے ہیں وہ انکی سرکشی کی پاداش میں ہم نے خود ہی ان پر حرام کئے تھے۔ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ الخ بشارت اخروی۔

خاتمہ

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً — تا — وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ (ع ۱۶) دونوں حصوں میں نفی شرک فی التصرف اور نفی شرک فعلی کو واضح کرنے کے بعد آخر میں دونوں مضمونوں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دلیل نقلی پیش کی گئی ہے۔ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ یعنی کسی قسم کا شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے۔ شرک اعتقادی اور شرک فعلی دونوں کی نفی ہے۔ ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ الخ دلیل وحی دونوں دعووں پر۔ یعنی مجھے اللہ تعالیٰ نے ذریعہ وحی حکم دیا ہے کہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت کا اتباع کروں جو تمام باطل مذاہب سے بیزار اور ہر قسم کے شرک (شرک اعتقادی و شرک فعلی) سے پاکدامن تھے۔ اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ یہ ایک شبہہ کا جواب ہے۔ مشرکین نے کہا اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) واقعی ملت ابراہیمی کے پیرو ہیں تو انہیں

جمعہ کے بجائے سبت (یوم شنبہ) کی تعظیم کرنی چاہئے کیونکہ ابراہیم علیہ السلام یوم شنبہ کی تعظیم کرتے تھے۔ یہاں اس کا جواب دیا گیا کہ ابراہیم علیہ السلام کی طرف تعظیم سبت کی نسبت سراسر غلط ہے یوم السبت کی تعظیم تو موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر فرض کی گئی تھی جو ابراہیم علیہ السلام سے سینکڑوں برس بعد ہوئی۔

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ الخ آخر میں طریق تبلیغ کی تعلیم ہے یعنی دلائل عقل ونقل اور وحی سے مسئلہ توحید کو واضح کرکے پیش کرو اور انداز گفتگو میں نرمی اور حسن اخلاق سے کام لو۔ اگر مخالفین کی طرف سے کی گئی زیادتیوں کا ان سے بدلہ لینا چاہو تو اس میں حد سے تجاوز نہ کرو اور ان کو اسی قدر تکلیف پہنچاؤ جس قدر تم نے ان کے ہاتھوں تکلیف اٹھائی ہے۔ لیکن اگر صبر کرو اور درگذر سے کام لو تو اس میں تمہاری بہت بہتری ہے۔ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُکَ الخ یہ حضور علیہ السلام کے لئے تسلی ہے۔ فرمایا آپ مشرکین کی شرارتوں پر صبر کریں اور ان کے مسلسل انکار کی وجہ سے غمگین نہ ہوں اور نہ ان کے مکر وفریب کی وجہ سے بے چینی کا اظہار کریں اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا الخ جملہ ماقبل کے لئے علت ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے پرہیزگار اور مخلص بندوں کا حامی و ناصر ہے وہ مشرکین کے شر سے آپ کو محفوظ رکھے گا اور ہر موقع پر آپ کی حمایت اور مدد فرمائے گا۔

مختصر خلاصہ

مضمون کے اعتبار سے اس سورت کے دو حصے ہیں پہلا حصہ ابتداء سورت سے لیکر بِمَا کَانُوْا یَصْنَعُوْنَ تک ہے۔ اس حصے کی ابتداء میں اَتٰٓی اَمْرُ اللّٰہِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْہُ سے مشرکین کو ان کے طلب کردہ عذاب کے سر پر آپہنچنے کی خبر دی گئی۔ اس حصے میں تین بار دعوائے توحید کی صراحت کی گئی ہے اور مسئلہ توحید کے ایک پہلو یعنی نفی شرک فی التصرف پر چھ عقلی دلیلیں، ایک نقلی دلیل اور ایک دلیل وحی ذکر کی گئی ہے۔ اس حصے میں دو بار نفی شرک فعلی کا ذکر بھی آیا ہے۔

دعوائے توحید کا پہلی بار ذکر۔ یُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِکَۃَ بِالرُّوْحِ ۔ تا ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ۔ یعنی میرے سوا کوئی کارساز اور متصرف نہیں اور پکارنے کے لائق نہیں۔ دوسری بار ذکر دعوی۔ اِلٰـہُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ (ع ۳) تیسری بار دعوی توحید کا ذکر۔ وَقَالَ اللّٰہُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰـہَیْنِ الخ (ع ۷) اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو صفات کارسازی سے متصف مت سمجھو اور حاجات میں اس کے سوا مافوق الاسباب کسی کو مت پکارو۔

دلائل عقلیہ

پہلی عقلی دلیل۔ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ الخ (ع ۱) جو انسان اور زمین وآسمان کا خالق ہے اور جس نے انسان کے فائدے کی خاطر تمام چوپائے پیدا کئے وہی سب کا کارساز ہے۔

دوسری عقلی دلیل۔ ھُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ الخ (ع ۲) آسمان سے بارش برسا کر مردہ زمین میں سرسبز وشاداب کھیتیاں اور باغات اگانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ سورج چاند دن رات، بحر وبر ہر چیز اللہ تعالیٰ کے تابع فرمان ہے لہٰذا مختار وکارساز بھی وہی ہے۔ اسکے بعد اَفَمَنْ یَّخْلُقُ کَمَنْ لَّا یَخْلُقُ سے ثمرہ دلیل بیان کیا گیا ہے۔

تیسری عقلی دلیل۔ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ الخ (ع ۳) اس سے نفی شرک فی العلم مقصود ہے۔ وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ۔ تا ۔ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ مذکورہ بالا تینوں دلیلوں پر متفرع ہے یعنی معبودانِ باطلہ نے ساری کائنات میں سے ایک ذرہ بھی پیدا نہیں کیا اور وہ غیب بھی نہیں جانتے۔ اِلٰـہُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ یہ مذکورہ بالا ثمرہ پر متفرع ہے اور اصل دعوای کا اعادہ ہے۔

چوتھی عقلی دلیل۔ اَوَلَمْ یَرَوْا اِلٰی مَا خَلَقَ اللّٰہُ الخ (ع ۶) ساری کائنات اللہ تعالیٰ کے تکوینی احکام کی مطیع وفرمانبردار ہے لہٰذا سارے عالم میں متصرف ومختار بھی وہی ہے وَلَا تَتَّخِذُوْٓا الخ اعادہ دعوی توحید وثمرہ دلیل مذکور۔

پانچویں عقلی دلیل۔ وَاللّٰہُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ (ع ۸) ۔ تا ۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ (ع ۹) یہ سارا نظام کائنات اللہ تعالیٰ کے حکم سے چل رہا ہے اس لئے وہی سب کا کارساز اور سارے عالم میں وہی متصرف ومختار ہے وَاللّٰہُ جَعَلَ لَکُمْ الخ متعلق بما قبل۔ یہ سب کام اللہ تعالیٰ کرتا ہے تمہارے معبودان باطلہ میں سے کوئی بھی یہ کام نہیں کرسکتا۔ وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ الخ زجر بطور ثمرہ ہے۔

چھٹی عقلی دلیل۔ وَاللّٰہُ اَخْرَجَکُمْ مِّنْ بُطُوْنِ اُمَّھٰتِکُمْ (ع ۱۱) ۔ تا ۔ لَعَلَّکُمْ تُسْلِمُوْنَ (ع ۱۰) تم اپنی پیدائش میں غور کرو اور آفاق میں نظر دوڑاؤ اور بتاؤ ان کاموں میں اللہ کے سوا کسی اور کو دخل ہے؟ پھر غیر اللہ کو کارساز کیوں بناتے ہو۔ فَاِنْ تَوَلَّوْا الخ یہ تمام مذکورہ دلائل سے متعلق ہے۔

دلیل نقلی

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوْلًا الخ (ع ۵) تیسری اور چوتھی عقلی دلیلوں کے درمیان دلیل نقلی ذکر کی گئی یعنی ہر قوم میں ہم نے رسول بھیجے اور ہر رسول کو یہی پیغام دے کر بھیجا کہ صرف اللہ کو پکارو اور معبودانِ باطلہ کی پکار سے اجتناب کرو۔

دلیل وحی

وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ الخ (ع ۱۲) آپ کی طرف ہم نے قرآن کی وحی بھیجی جسمیں مسئلہ توحید اور باقی بنیادی عقائد اور اصولی احکام بیان کر دیئے۔ مذکورہ بالا دلائل کے دوران میں حسب مواقع زجر، شکوی، تخویف اور بشارت وغیرہ کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ دلائل کے بعد دفع عذاب کے لئے حکم دیا گیا کہ احسان کرو اور ظلم نہ

کرو اور عہد توحید کو پورا کرو اور اسے توڑو مت (ع ۱۳) کے بعد وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ الخ (ع ۱۳) سے ایک مثال بیان کر کے عہد شکنی کی قباحت کو واضح کیا گیا۔ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً الخ (ع ۱۵) آخر میں اہل مکہ پر نزول عذاب کا ذکر ہے۔

دوسرا حصہ

دوسرا حصہ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ سے لیکر لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ تک ہے اس میں شرک فعلی کی دو شقوں کا رد ہے۔ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا میں تحریمات مشرکین اور اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ الخ میں نذر غیر اللہ کی نفی کی گئی ہے۔ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ یہ مذکورہ دونوں شقوں پر لف و نشر غیر مرتب کے طور پر متفرع ہے هٰذَا حَلٰلٌ سے نذر لغیر اللہ اور وَهٰذَا حَرَامٌ سے تحریمات غیر اللہ۔

خاتمہ

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً الخ (ع ۱۶) آخر میں نفی شرک فی التصرف اور نفی شرک فعلی پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دلیل نقلی ذکر کی گئی ہے۔ ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ الخ یہ نفی ہر دو شرک پر دلیل وحی ہے۔ اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ الخ طریق تبلیغ کا ذکر ہے۔ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ الخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔

حصہ اول ـــ نفی شرک فی التصرف

۲ یہ مقصود سورت کا ذکر ہے۔ یعنی تم دعوت توحید کا انکار، پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے اور عذاب مانگتے ہو تو تیار رہو جاؤ عذاب الٰہی آنے کو ہے۔ اَمْرُ اللّٰهِ یعنی اللہ کا عذاب۔ وامر اللّٰہ عقابہ لمن اقام علی الشرک وتکذیب رسولہ (قرطبی ج۱۰ ص۶۵) **۳** اللہ تعالیٰ شریکوں سے پاک ہے لہٰذا تم بھی اسے شریکوں سے پاک سمجھو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت بناؤ کیونکہ یہ شرک ہی عذاب کا سبب ہے۔ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ میں مَا سے معبودان باطلہ مراد ہیں اور اس کے بعد فَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ اَحَدًا محذوف ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہر شریک سے پاک ہے لہٰذا کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ **۴** یہ دعوی توحید کا ذکر ہے جس کے انکار کی وجہ سے عذاب آیا الرُّوْحُ یعنی وحی یہاں اس سے مسئلہ توحید مراد ہے جیسا کہ اَنْ اَنْذِرُوْۤا سے اس کی تفسیر کی گئی ہے۔ یہی مضمون ایک دوسری آیت میں بھی مذکور ہے يُلْقِى الرُّوْحَ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ (مؤمن ع ۲) وحی کو روح اس لئے کہا گیا کہ اس سے مردہ دلوں کو حیات جاودانی حاصل ہوتی ہے اور مسئلہ توحید کو روح سے تعبیر کیا گیا کیونکہ توحید باری تعالی دین میں بمنزلہ روح ہے۔ جس طرح روح پر بدن کی زندگی منحصر ہے اور روح کے بغیر بدن لاشہ مردار ہے اسی طرح توحید تمام احکام شرعیہ اور اعمال صالحہ کی جان ہے اور توحید کے بغیر تمام اعمال صالحہ رائیگان اور تمام عبادات بیکار اور باطل محض ہیں۔ **۵** یہ الرُّوْحِ سے بدل ہے یا اس کی تفسیر ہے۔ یعنی جس روح یعنی وحی کے ساتھ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کو بھیجتا ہے وہ یہ ہے (روح) اور اَنْذِرُوْا بمعنی اَعْلِمُوْا ہے والمعنی

سُوْرَةُ النَّحْلِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّثَمَانٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّسِتَّ عَشْرَةَ رُكُوْعًا

۱ سورہ نحل مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ایک سو اٹھائیس آیتیں ہیں اور سولہ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى

آپہنچا ۲ حکم اللہ کا سو اس کی جلدی مت کرو ف۱ وہ پاک ۳ ہے اور برتر ہے

عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ① يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ

ان کے شریک بتلانے سے اتارتا ہے فرشتوں کو ۴ ۵ بھید دے کر

مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اَنْ اَنْذِرُوْۤا

اپنے حکم سے جس پر چاہے اپنے بندوں میں کہ خبردار کر دو

اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ② خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

کہ کسی کی بندگی نہیں سوا میرے سو مجھ سے ڈرو ۶ بنائے آسمان ۷

وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ③ خَلَقَ

اور زمین ٹھیک ٹھیک وہ برتر ہے ان کے شریک بتلانے سے بنایا

الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ④ وَ

آدمی کو ۸ ایک بوند سے پھر تبھی ہو گیا جھگڑا کرنیوالا بولنے والا اور

الْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا

چوپائے بنا دیئے تمہارے واسطے اس میں جڑاول ہے اور کتنے فائدے اور بعضوں کو

تَاْكُلُوْنَ ⑤ وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَ

کھاتے ہو ۹ اور تم کو ان سے عزت ہے جب شام کو چرا کر لاتے ہو اور

حِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ⑥ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ

جب چرانے لے جاتے ہو ۱۰ اور اٹھا لے چلتے ہیں بوجھ تمہارے ان شہروں تک

۱ بیان مقصود سورت ۱۲

۲ ذکر دعوی توحید ۱۲

۳ یعنی مسئلہ التوحید ۱۲

۴ تفسیر روح ۱۲

۵ نفی شرک فی التصرف پر پہلی عقلی دلیل ۱۲

موضح قرآن ف یعنی اللہ کا حکم آپہنچا قیامت کے قائم ہونے یا کافروں پر عذاب آنے کا یہ تفسیر حسینی سے لکھا۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی غلبۂ دین اسلام وتعذیب کفار بیقین شد نیست چرا شتابی میکنید ۱۲

اعلموا الناس قولی لا الہ الا انا فاتقون (مدارک ج ۲ ص ۲۱۶) یعنی لوگوں کو میری بات بتادو کہ میرے سوا کوئی متصرف و کارساز اور مستحق نذر و نیاز نہیں۔ اس لئے میرے عذاب سے ڈرو اور شرک نہ کرو۔ چونکہ عذاب الٰہی آنے کا وقت قریب تھا، اس لئے دلائل عقلیہ، نقلیہ اور وحی سے مسئلہ توحید کو خوب واضح کردیا گیا کہ سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ دعویٰ اولیٰ دوسرے دعوے کے لئے بمنزلہ علت ہے اس لئے پہلے اس پر دلائل ذکر کئے گئے۔ **٦** یہ نفی شرک فی التصرف پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ اس دلیل میں جن امور کا ذکر کیا گیا ہے وہ سب غیر خدا کی طاقت اور قدرت سے ماوراء ہیں اور ان تمام امور کا خالق و فاعل صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے لہٰذا وہی متصرف و کارساز ہے اور صفات کارسازی میں وحدہ لاشریک ہے۔ بِالْحَقِّ یعنی یہ ساری کائنات اس نے پیدا ہی اس لئے کی ہے تاکہ وہ اس کی وحدانیت اور کمال قدرت پر دلالت کرے اور اس کے بندے اس میں غور و فکر کرکے سمجھ لیں کہ معبود برحق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ بالحق ای للدلالة علی قدرته وان له ان یتعبد العباد بالطاعة وان یحیی الخلق بعد الموت (قرطبی ج ۱۰ ص ۶۸) تَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ اس دلیل سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں وہ تنہا ہی متصرف و مختار ہے۔ **٧** انسان کی پیدائش بھی قدرت خداوندی کا ایک شاہکار ہے۔ مگر انسان ایسا جھگڑالو اور ناشکرگذار واقع ہوا ہے کہ وہ یہ نہیں سوچتا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ایک خسیس اور حقیر نطفہ سے پیدا کرکے کس قدر شرف عطا فرمایا ہے بلکہ الٹا اللہ کی توحید اور حشر و نشر میں جھگڑتا ہے۔ **٨** یہ چوپائے بھی اللہ ہی نے پیدا فرمائے جن کے بالوں سے تم گرم ملبوسات تیار کرتے ہو ان کے چمڑے اور دودھ سے فائدہ اٹھاتے ہو اور ان کا گوشت کھاتے ہو۔ چوپایوں کی پیدائش ایک طرف اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کی واضح دلیل ہے اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کے استحقاقِ عبادت میں وحدہ لاشریک ہونے پر روشن برہان ہے۔ جب متصرف و قادر بھی وہی ہے اور منعم و محسن بھی وہی ہے تو شکر بھی اسی کا لازم ہے لہٰذا ہر قسم کی عبادت کا مستحق بھی وہی ہے اور کارساز بھی وہی ہے۔ **٩** مذکورہ بالا فوائد کے علاوہ چوپائے تمہاری زینت اور شوکت و عزت کا نشان ہیں۔ جب اونٹوں کے گلے بھیڑوں بکریوں کے ریوڑ اور گائے بھینسوں کے انبوہ صبح کو چرنے کے لئے باہر میدان کی طرف نکلتے ہیں اور شام کو واپس آتے ہیں تو اس سے تمہاری دنیوی شان و شوکت نمایاں ہوتی ہے۔ حِیْنَ تُرِیْحُوْنَ جب شام کو چرا کر لاتے ہو وَ حِیْنَ تَسْرَحُوْنَ اور جب چرانے لے جاتے ہو۔ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَکُمْ ان چوپایوں میں ایک بہت بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ ان سے تم باربرداری کا کام لیتے ہو یہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے یہ تمام چیزیں تمہارے فائدے کے لئے پیدا کی ہیں۔ وَالْخَیْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِیْرَ الخ گھوڑے، خچر اور گدھے تمہاری سواری اور زینت و آرائش کے لئے پیدا کئے۔ وَزِیْنَةً یہ مفعول لہ ہے اور لِتَرْکَبُوْھَا کے محل پر معطوف ہے (مدارک) یا یہ فعل مقدر کا مفعول بہ ہے ای وجعلھا زینة یا فعل مقدر کا مفعول مطلق ہے ای ولتتزینوا بھا زینة (روح)۔ **١٠** قَصْدُ بمعنی قَاصِدٌ ہے یعنی سیدھا اور مستقیم۔ سیدھا راستہ یعنی توحید جو

لَمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ۭ اِنَّ رَبَّكُمْ
تم نہ پہنچتے وہاں مگر جان مار کر بے شک تمہارا رب
لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ⑦ وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ
بڑا شفقت کرنے والا مہربان ہے اور گھوڑے پیدا کئے اور خچریں اور گدھے
لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ۭ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ⑧ وَ
کہ ان پر سوار ہو اور زینت کے لئے اور پیدا کرتا ہے جو تم نہیں جانتے اور
عَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَاۗىِٕرٌ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ
اللہ تک پہنچتی ہے سیدھی راہ **١٠** اور بعضی راہ کج بھی ہے اور اگر وہ چاہے
لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ⑨ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ
تو سیدھی راہ دے تم سب کو ف ١ وہی ہے جس نے اتارا **١١** آسمان سے
مَاۗءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ ⑩
تمہارے لئے پانی اس سے پیتے ہو اور اسی سے درخت ہوتے ہیں جس میں چراتے ہو
يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ
اگاتا ہے تمہارے واسطے اس سے کھیتی اور زیتون اور کھجوریں اور انگور
وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ
اور ہر قسم کے میوے اس میں البتہ نشانی ہے ان لوگوں کو جو
يَّتَفَكَّرُوْنَ ⑪ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۙ وَ
غور کرتے ہیں اور تمہارے کام میں لگا دیا رات اور دن اور
الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ ۭ
سورج اور چاند کو **١٢** اور ستارے کام میں لگے ہیں اس کے حکم سے
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ⑫ۙ وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ
اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کو جو سمجھ رکھتے ہیں ف ٢ اور جو چیزیں پھیلائیں تمہارے

ع ٩ ٢

دوسری عقلی دلیل ٣

موضح قرآن ف ١ یعنی اس قدر قدرتیں دیکھ کر صاف معلوم ہوتی ہیں اس کی خوبیاں اور جس کی عقل سیدھی نہیں وہ بہکتا ہے ف ٢ چار چیزوں سے بندوں کے کام لگ رہے ہیں صریح لیکن اور ستاروں سے کچھ ظاہر ہیں ان کو کام نہیں ان کو جدا فرمایا۔

دلائل سے مدلل اور واضح ہو چکا ہے یہی وہ راستہ ہے جو اللہ تک پہنچاتا ہے۔ والمعنی ان قصد السبیل ومستقیمہ موصل الیہ تعالیٰ ومار علیہ سبحانہ (روح ج ۱۴ ص ۱۱۰) وَمِنۡهَا جَآئِرٌ سیدھا راستہ جو اللہ تعالیٰ تک پہنچاتا ہے وہ تو صرف توحید کا راستہ ہے اس کے سوا باقی سب ٹیڑھے راستے ہیں۔ وَلَوۡ شَآءَ لَهَدٰىكُمۡ الخ یعنی اگر وہ چاہتا تو جبراً سب کو ہدایت پر جمع کر دیتا مگر اس سے حکمت ابتلاء فوت ہو جاتی جیسا کہ فرمایا وَلٰكِنۡ لِّيَبۡلُوَكُمۡ فِىۡ مَآ اٰتٰىكُمۡ الخ لیکن اللہ تعالیٰ نے دلائل سے حق کو واضح کر دیا تاکہ جو بھی ایمان لائے سوچ سمجھ کر ایمان لائے نیز مطیع و عاصی اور مومن و معاند کے درمیان امتیاز قائم ہو جائے **۱۱** دوسری عقلی دلیل۔ پہلی دلیل میں انسان، زمین و آسمان اور چوپایوں کی پیدائش کا ذکر تھا اب دوسری دلیل میں بارش، زمین سے انواع و اقسام رزق کی پیدائش اور نظام شمسی کی تسخیر کا ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے مینہ برسایا جو تمہارے پینے کے کام آتا ہے نیز اس سے زمین میں گھاس اور چارہ اگتا ہے جس میں تم اپنے مویشیوں کو چراتے ہو۔ يُنۡۢبِتُ لَكُمۡ بِهِ الخ علاوہ ازیں بارش سے غلے، میوے اور پھل پیدا ہوتے ہیں اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً الخ یہ تنبیہ ہے تاکہ سامعین ان امور میں غور و فکر کر کے ان سے اللہ تعالیٰ کی قدرت اور وحدانیت پر استدلال کریں۔ یعنی علامة دالة علی قدرتنا ووحدانیتنا (خازن ج ۴ ص ۸۲) **۱۲** سارا نظام شمسی بھی اللہ تعالیٰ کے اختیار و تصرف میں ہے جسے اس نے اپنے حکم سے بنی آدم کی خدمت میں لگا رکھا ہے۔ نظام شمسی میں غور و فکر کرنے والوں کے لئے دلائل کے انبار ہیں جو توحید باری تعالیٰ پر دلالت کرتے ہیں۔ وَمَا ذَرَاَ لَكُمۡ الخ زمین میں اللہ تعالیٰ نے جو کچھ بھی پیدا کیا مثلاً انسان، حیوان، حجر و شجر وغیرہ سب کے رنگ مختلف ہیں خواص جداگانہ ہیں حالانکہ ہر چیز کی پیدائش مٹی اور پانی سے ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور کمال قدرت کی دلیل ہے مگر ان لوگوں کے لئے جو کائنات کے گہرے مطالبہ سے عبرت حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ ای یتعظون ویعلمون ان فی تسخیر ھذہ المکونات لعلامات علی وحدانیة اللہ تعالیٰ وانہ لا یقدر علی ذلك احد غیرہ (قرطبی ج ۱۰ ص ۸۵) **۱۳** سمندر بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت ہے اور اس سے تم گوناگوں فوائد حاصل کرتے ہو۔ مچھلی کا تازہ گوشت اس سے حاصل کرتے ہو، سمندر سے قیمتی جواہرات نکال کر زیب تن کرتے ہو۔ سفر کی سہولتوں کے لئے سمندر میں جہاز رانی کرتے ہو اور بغرض تجارت دور دراز ملکوں میں سمندری راستوں سے اپنا مال لے جاتے ہو اور دوسرے ملکوں کی مصنوعات اپنے یہاں درآمد کرتے ہو۔ وَلَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ یہ معطوف علیہ مقدر پر معطوف ہے۔ ای لتعتبروا ولَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ۔ یعنی یہ سب کچھ اس لئے بنایا تاکہ تم اس سے اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی توحید پر استدلال کرو اور اس کی توحید اور اطاعت سے شکرِ نعمت کا حق ادا کر سکو۔ تقوموا بحق نعمة اللہ تعالیٰ بالطاعة والتوحید (روح ج ۱۴ ص ۱۱۱) **۱۴** زمین میں پہاڑ رکھ دیئے تاکہ زمین میں حرکت و اضطراب پیدا نہ ہو اور دریا اور راستے بنائے یہ چیزیں اس لئے بنائیں تاکہ تمہیں راہنمائی حاصل ہو۔ لَعَلَّكُمۡ تَهۡتَدُوۡنَ اگر صرف سُبُلًا کی مناسبت سے کہا گیا ہو تو مطلب واضح ہے۔ اور اگر اسے پہاڑوں اور دریاؤں کے ساتھ بھی متعلق مانا جائے تو بھی درست ہے کیونکہ پہاڑ اور دریا بھی مختلف ملکوں اور

فِى الۡاَرۡضِ مُخۡتَلِفًا اَلۡوَانُهٗ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً
واسطے زمین میں رنگ برنگ کی اس میں نشانی ہے
لِّقَوۡمٍ يَّذَّكَّرُوۡنَ ﴿۱۳﴾ وَهُوَ الَّذِىۡ سَخَّرَ الۡبَحۡرَ
ان لوگوں کو جو سوچتے ہیں ف۱ اور وہی ہے جس نے کام میں لگا دیا دریا کو
لِتَاۡكُلُوۡا مِنۡهُ لَحۡمًا طَرِيًّا وَّتَسۡتَخۡرِجُوۡا مِنۡهُ
کہ کھاؤ اس میں سے گوشت ۱۳ تازہ اور نکالو اس میں سے
حِلۡيَةً تَلۡبَسُوۡنَهَا ۚ وَتَرَى الۡفُلۡكَ مَوَاخِرَ فِيۡهِ
گہنا جو پہنتے ہو اور دیکھتا ہے تو کشتیوں کو کہ چلتی ہیں پانی پھاڑ کر
وَلِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِهٖ وَلَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ﴿۱۴﴾ وَ
اور اس واسطے کہ تلاش کرو اس کے فضل سے اور تاکہ احسان مانو اور
اَلۡقٰى فِى الۡاَرۡضِ رَوَاسِىَ اَنۡ تَمِيۡدَ بِكُمۡ وَاَنۡهٰرًا
رکھ دیئے زمین پر ۱۴ بوجھ کہ کبھی جھک پڑے تم کو لے کر اور بنائیں ندیاں
وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمۡ تَهۡتَدُوۡنَ ﴿۱۵﴾ وَعَلٰمٰتٍ ؕ وَبِالنَّجۡمِ
اور راستے تاکہ تم راہ پاؤ ف۳ اور بنائیں علامتیں اور ستاروں سے
هُمۡ يَهۡتَدُوۡنَ ﴿۱۶﴾ اَفَمَنۡ يَّخۡلُقُ كَمَنۡ لَّا يَخۡلُقُ ؕ اَفَلَا
لوگ راہ پاتے ہیں ف۴ بھلا جو پیدا کرے برابر ہے اس کے جو کچھ نہ پیدا کرے کیا
تَذَكَّرُوۡنَ ﴿۱۷﴾ وَاِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَةَ اللّٰهِ لَا تُحۡصُوۡهَا ؕ
تم سوچتے نہیں ۱۵ اور اگر شمار کرو اللہ کی نعمتوں کو نہ پورا کر سکو گے ان کو
اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۱۸﴾ وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ مَا تُسِرُّوۡنَ وَ
بے شک اللہ بخشنے والا ۱۶ مہربان ہے اور اللہ جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور
مَا تُعۡلِنُوۡنَ ﴿۱۹﴾ وَالَّذِيۡنَ يَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ
جو ظاہر کرتے ہو ف۵ ۱۷ اور جن کو پکارتے ہیں اللہ کے سوائے ۱۸

۱۲ مذکورہ دونوں دلیلوں پر متفرع اور ان کا ثمرہ ہے ۱۲
۱۳ تیسری عقلی دلیل ۱۲
۱۴ ثمرہ دلائل مذکورہ ۱۲

موضح قرآن ف۱ شاید اس سے مراد جانور ہیں ف۲ تلاش کرو اسکے فضل سے یعنی روزی کماؤ سوداگری سے دریا میں ف۳ یعنی ایک ملک سے دوسرے ملک میں جا سکو ف۴ یعنی راہ ہیں پتے رکھے کہ بھول نہ جائیں ف۵ شاید اس جگہ یہ بات اس پر فرمائی کہ بعضے شخص بات میں لاجواب ہوتے ہیں پر دل میں بات نہیں بیٹھتی سو خدا دل پر پکڑتا ہے۔

علاقوں کو ایک دوسرے سے جدا کرنے میں ہماری راہنمائی کرتے ہیں۔ یا مطلب یہ ہے کہ یہ اشیاء ابطال شرک میں ہماری راہنمائی کرتی ہیں ویجوز ان یکون تعلیلا بالنظر الی جمیع ما تقدم ای ان تلک الاثار العظام تدل علی بطلان الشرک (روح ج ۱۴ ص ۱۱۶) (لَعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ) الی مقاصدکم او الی توحید ربکم (مدارک ج ۲ ص ۲۱۵) وَعَلٰمٰتٍ یہ بھی رَوَاسِیَ پر معطوف ہے یعنی راستوں کی علامتیں جن سے منزل مقصود کا صحیح راستہ متعین کیا جا سکے۔ وَبِالنَّجْمِ ھُمْ یَھْتَدُوْنَ اور رات کو جب ہر طرف گھپ اندھیرا ہو اور مسافر راستہ بھول جائے تو ستاروں کو دیکھ کر وہ اپنی منزل کا راستہ متعین کر سکتا ہے۔ **۱۵** یہ پہلی دونوں عقلی دلیلوں پر متفرع اور ان کا نتیجہ ہے۔ مذکورہ بالا دونوں دلیلوں کی تفصیلات سے معلوم ہو گیا کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا کیا ہے اور مشرکین کے مزعومہ معبودوں نے ایک ذرہ بھی پیدا نہیں کیا تو کیا از روئے عقل یہ ممکن ہے کہ جس نے سب کچھ پیدا کیا ہو اور جس نے کچھ بھی پیدا نہ کیا ہو وہ دونوں برابر ہوں اور دونوں متصرف و مختار اور مستحق الوہیت ہوں؟ نہیں! نہیں!! ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا جو ساری کائنات کا خالق ہے وہی متصرف و کارساز اور مستحق الوہیت ہو سکتا ہے۔ اَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ یہ بات کس قدر واضح ہے مگر تم لوگ اس قدر واضح بیان کے بعد بھی سمجھنے اور نصیحت پکڑنے کی کوشش نہیں کرتے ہو **۱۶** اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں میں سے اگر صرف ایک ہی میں غور و فکر کیا جائے تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ قدرت و صفت میں اور استحقاق عبادت میں واحد و یکتا ہے۔ سارے جہاں میں نہ اس کے سوا کوئی متصرف و کارساز ہے، نہ عبادت اور پکار کے لائق ہے۔ چہ جائے کہ اس کی نعمتیں بے حد و حساب اور شمار سے باہر ہوں اور پھر وہ ایسا رحیم و کریم اور غفور و حلیم ہے کہ بندوں کو ان کی ناشکری پر فوراً نہیں پکڑتا اور کوتاہیوں سے درگزر فرماتا ہے اور بندوں کے کفران نعمت کی وجہ سے انعام و احسان کا دروازہ بند نہیں کرتا۔ **۱۷** یہ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے اور اس سے نفی شرک فی العلم مقصود ہے۔ یعنی پوشیدہ اور ظاہر سب کچھ جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ **۱۸** دونوں دعووں پر تین دلائل ذکر کرنے کے بعد ان کا ثمرہ ذکر کیا گیا لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّھُمْ یُخْلَقُوْنَ ۔ یہ پہلی دو دلیلوں پر متفرع ہے۔ ان دلیلوں سے معلوم ہوا کہ سب کچھ کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور مشرکین جن بندگانِ خدا کو بزعم خود متصرف و مختار سمجھ کر پکارتے ہیں پیدائش کائنات میں ان کا کوئی دخل نہیں بلکہ وہ خود ایک عاجز مخلوق ہیں۔ اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ یہ تیسری دلیل پر متفرع ہے یعنی سب کچھ جاننے والا تو اللہ تعالیٰ ہے اور مشرکین کے مزعومہ معبود تو فوت ہو چکے ہیں، وہ ان کی دعا اور پکار سے بے خبر ہیں اور انہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ قبروں سے کب اٹھائے جائیں گے۔ اَلَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ سے عموم مجاز کے طور پر مشرکین کے تمام معبود مراد ہیں خواہ وہ جماد ہوں خواہ ذوی العقول ہوں وجوز ان یکون المراد من المخبر عنہ بما ذکر ما یتناول جمیع معبوداتھم من ذوی العقول وغیرھم فیرتکب فی (اموات) عموم المجاز لیشمل ما کان لہ حیاۃ ثم مات کعزیر او سیموت کعیسٰی والملائکۃ علیھم الصلوۃ والسلام وما لیس من شانہ الحیاۃ اصلا کالاصنام (روح ج ۱۴ ص ۱۲۰) شاہ عبدالقادر دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ موضح قرآن میں اس

موضح قرآن ف شاید یہ ان کو فرمایا جو مرے بزرگوں کو پوجتے ہیں۔

لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّھُمْ یُخْلَقُوْنَ ⑳ اَمْوَاتٌ

کچھ پیدا نہیں کرتے اور وہ خود پیدا کیے ہوئے ہیں مُردے ہیں

غَیْرُ اَحْیَآءٍ ۚ وَمَا یَشْعُرُوْنَ ۙ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ ㉑ ع

جن میں جان نہیں اور نہیں جانتے کب اٹھائے جائیں گے ۱۹

اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ

معبود تمہارا ۲۰ معبود ہے اکیلا سو جن کو ۲۱ یقین نہیں آخرت کی زندگی کا

قُلُوْبُھُمْ مُّنْکِرَۃٌ وَّھُمْ مُّسْتَکْبِرُوْنَ ㉒ لَا جَرَمَ

ان کے دل نہیں مانتے اور وہ مغرور ہیں ۲۲ ٹھیک بات ہے کہ

اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ ۭ اِنَّہٗ لَا

اللہ جانتا ہے جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں بیشک وہ نہیں

یُحِبُّ الْمُسْتَکْبِرِیْنَ ㉓ وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ

پسند کرتا غرور کرنے والوں کو اور جب کہے ۲۳ ان سے کہ کیا اتارا ہے

رَبُّکُمْ ۙ قَالُوْٓا اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ㉔ لِیَحْمِلُوْٓا

تمہارے رب نے تو کہیں کہانیاں ہیں پہلوں کی تاکہ اٹھائیں

اَوْزَارَھُمْ کَامِلَۃً یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ ۙ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِیْنَ

بوجھ اپنے پورے دن قیامت کے اور کچھ بوجھ ان کے جن کو

یُضِلُّوْنَھُمْ بِغَیْرِ عِلْمٍ ۭ اَلَا سَآءَ مَا یَزِرُوْنَ ㉕ ع قَدْ

بہکاتے ہیں بلا تحقیق سنتا ہے برا ہے بوجھ جو اٹھاتے ہیں البتہ

مَکَرَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ فَاَتَی اللّٰہُ بُنْیَانَھُمْ مِّنَ

دغا بازی کر چکے ہیں ۲۴ جو تھے ان سے پہلے پھر پہنچا حکم اللہ کا ان کی عمارت پر

الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَیْھِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِھِمْ وَاَتٰھُمُ

بنیادوں سے پھر گر پڑی ان پر چھت اوپر سے اور آیا ان پر

ع ۲ ۱۲ ۸

۱ اعادہ اصل دعوٰی ۱۲

۲ شکوٰی ۱۲

۳ تخویف اخروی ۱۲

ع ۳ ۱۳ ۹

۴ تخویف دنیوی ۱۲

آیت کے تحت لکھتے ہیں ”شاید یہاں کو فرمایا جو مرے بزرگوں کو پوجتے ہیں“۔ علامہ شبیر احمد عثمانی فرماتے ہیں: ”یعنی جن چیزوں کو خدا کے سوا پوجتے ہیں سب مردے (بے جان) ہیں۔ خواہ دوامًا مثلاً بت یا فی الحال مثلاً جو بزرگ مر چکے اور ان کی پوجا کی جاتی ہے یا انجام و مآل کے اعتبار سے مردہ ہیں مثلاً حضرت مسیح، روح القدس اور ملائکۃ اللہ جن کی بعض فرقے پرستش کرتے ہیں الخ۔ (تفسیر عثمانی) لہٰذا جب سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے تو پھر حاجات میں صرف اسی کو پکارو اور غیر اللہ کو مت پکارو۔ **ف۱۹** یہ اصل دعوی کا اعادہ ہے اور پہلے دونوں ثمروں پر متفرع ہے یعنی جب ثابت ہو گیا کہ ساری کائنات کا خالق اور سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے تو اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ تم سب کا معبود برحق اور کارساز صرف ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے اور دعا اور پکار کے لائق بھی صرف وہی ہے۔ (اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ) لا یشارکہ شیئ فی شیئ وھو تصریح بالمدعی وتمخیض للنتیجۃ عقب اقامۃ الحجۃ (ابو السعود ج ۵ ص ۴۲۸)۔ **ف۲۰** فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ۔ تا۔ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ زجر مع تخویف اخروی۔ جو لوگ مسئلہ توحید کو نہیں مانتے اور سرکشی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو خوب جانتا ہے۔ **ف۲۱** توحید پر تین عقلی دلیلوں اور ان کے متعلقات بیان کرنے کے بعد منکرین پر شکوی کیا گیا کہ وہ قرآن کو کلام الٰہی ماننے کے بجائے اسے اگلوں کے قصے کہانیاں قرار دیتے ہیں۔ لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ الخ لام عاقبت کا ہے۔ اور یہ ان معاندین کے لئے تخویف اخروی ہے۔ وہ قرآن کو اگلے لوگوں کی کہانیاں کہتے ہیں۔ اچھا اس قول باطل کی عاقبت اور اس کا انجام آخرت میں یہ ہو گا کہ وہ اپنے اور جن کو انہوں نے اس قول باطل سے گمراہ کیا ہے ان کے گناہوں کا بوجھ پیٹھ پر اٹھا کر سیدھے جہنم میں جائیں گے۔ **ف۲۲** یہ تخویف دنیوی ہے۔ مشرکین مکہ سے پہلے سرکش قوموں نے انبیاء علیہم السلام کے خلاف منصوبے بنائے مگر ان کے منصوبے خود ان کی اپنی ہلاکت کا باعث بنے۔ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ الخ یہ اقوام گذشتہ کی تباہی و ہلاکت کی تمثیل ہے یعنی ان کی مثال ان لوگوں کی سی ہے جو ستونوں پر ایک عمارت بنائیں اور اس کی چھت ستونوں پر سے گر پڑے اور بنانے والے اپنی ہی بنائی ہوئی چھت کے نیچے دب کر مر جائیں۔ کحال قوم بنوا بنیانا وعمدوہ بالاساطین فاتی البنیان من الاساطین بان ضعضعت فسقط علیھم السقف وماتوا وھلکوا الخ (مدارک ج ۲ ص ۲۱۲) اس لئے اے مشرکین مکہ تم میرے پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کی مخالفت سے باز آجاؤ ورنہ تمہارا ہر منصوبہ تمہاری ہی تباہی کا باعث ثابت ہو گا۔ **ف۲۳** تخویف اخروی ہے۔ یعنی دنیا میں بھی انہیں حق کے خلاف منصوبہ بازی کی سزا دی گئی اور آخرت میں بھی انہیں سر محشر ذلیل و رسوا کیا جائے گا۔ آخرت میں اللہ تعالیٰ مشرکین کو رسوا کرنے، ان کی اور ان کے معبودوں کی بے بسی ظاہر کرنے کے لئے ان سے سوال کرے گا کہ آج وہ میرے شریک کہاں ہیں جن کی وجہ سے تم میرے پیغمبروں سے جھگڑا کرتے تھے قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الخ اہل علم سے انبیاء علیہم السلام اور مؤمنین مراد ہیں جو دنیا میں مشرکین کو دعوت توحید

الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

عذاب جہاں سے ان کو خبر نہ تھی ۔ پھر قیامت کے دن

يُخْزِيْهِمْ وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ

رسوا کرے گا ف۲۳ ان کو اور کہے گا کہاں ہیں میرے شریک جن پر تم کو

تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ

بڑی ضد تھی بولیں گے جن کو دی گئی تھی خبر

اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْٓءَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۷﴾

بیشک رسوائی آج کے دن اور برائی منکروں پر ہے

الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۪

جن کی ف۲۴ جان نکالتے ہیں فرشتے اور وہ برا کر رہے ہیں اپنے حق میں

فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ بَلٰٓى

تب ظاہر کریں گے اطاعت کہ ہم تو نہ کرتے تھے کچھ برائی کیوں نہیں

اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾ فَادْخُلُوْٓا

اللہ خوب جانتا ہے جو تم کرتے تھے سو داخل ہو

اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ فَلَبِئْسَ مَثْوَى

دروازوں میں دوزخ کے رہا کرو سدا اس میں سو کیا برا ٹھکانا ہے

الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ

غرور کرنے والوں کا اور کہا ف۲۵ پرہیزگاروں کو کیا اتارا

رَبُّكُمْ ؕ قَالُوْا خَيْرًا ؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ

تمہارے رب نے بولے نیک بات جنہوں نے بھلائی کی اس

الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ؕ وَلَنِعْمَ

دنیا میں ان کو بھلائی ہے اور آخرت کا گھر بہتر ہے اور کیا خوب

سے ادخال الٰہی ۱۲

سے بشارت دنیوی و اخروی ۱۲

موضح قرآن ف چنائی پر پہنچا نیو سے اور چھت گر پڑی۔ یعنی ان کے فریب اور دغا اکھاڑ مارے۔

فتح الرحمٰن ف این تمثیل است افساد مکر ایشان را بابلغ وجوہ ۱۲۔

دیا کرتے تھے (روح) یعنی آج آخرت میں صرف وہی لوگ رسوا ہوں گے جو دنیا میں دعوتِ توحید کو رد کیا کرتے تھے اور غیر اللہ کو کارساز اور عند اللہ شفیع غالب سمجھتے تھے۔ **۲۴** یہ الکافرین کی صفت ہے اور یہاں سے لیکر فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ تک ادخال الٰہی ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے بیان فرمایا ہے کہ ظالموں یعنی مشرکوں کا یہ حال ہوگا۔ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ یہ تَتَوَفّٰهُمُ کی ضمیر منصوب سے حال ہے یعنی یہ مشرکین شرک کی وجہ سے اپنے اوپر ظلم کرتے رہے اور مرتے دم تک شرک پر ڈٹے رہے۔ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ سے معلوم ہوا کہ جان قبض کرنے پر صرف ایک فرشتہ (عزرائیل) ہی مقرر نہیں بلکہ اس کام پر بہت سے فرشتے مامور ہیں جو عزرائیل کے ماتحت کام کرتے ہیں۔ اس سے اہلِ بدعت کا یہ استدلال باطل ہوگیا کہ اگر ایک عزرائیل فرشتہ ایک وقت میں ہزاروں جگہوں میں حاضر ہوکر لوگوں کی جانیں قبض کرسکتا ہے تو پھر حضور علیہ السلام بھی ہر جگہ حاضر و ناظر ہوسکتے ہیں۔ فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ الخ تخویف اخروی **۲۵** کفار کا حال اور ان کے لئے تخویف اخروی ذکر کرنے کے بعد اب مؤمنین کا حال اور ان کے لئے بشارت دنیوی واخروی کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جب مؤمنین سے قرآن کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے تو وہ اسے سراپا خیر و برکت قرار دیتے ہیں۔ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا خبر مقدم۔ حَسَنَةٌ مبتدا مؤخر۔ یہ بشارت دنیوی ہے وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ یہ بشارت اخروی ہے۔ اَلَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الخ یہ ادخال الٰہی ہے۔ طَيِّبِيْنَ یہ ضمیر مفعول سے حال ہے یعنی درآنحالیکہ وہ شرک کی نجاست سے پاک تھے۔ **۲۶** تخویف دنیوی ہے۔ مسئلہ توحید کو ایسے ٹھوس عقلی دلائل سے واضح اور ثابت کردیا گیا ہے مگر اس کے باوجود یہ معاندین اسے نہیں مانتے بلکہ عذاب مانگتے ہیں کہ ہم نہیں مانتے جس عذاب سے تو ہمیں ڈراتا ہے بیشک وہ عذاب لے آ۔ كَذٰلِكَ فَعَلَ الخ گذشتہ سرکش اور معاند قوموں نے بھی ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں عذاب نازل کرکے ہلاک کردیا اور یہ ان کے اپنے ہی اعمال کی سزا تھی۔ فَاَصَابَهُمْ الخ وہ انبیاء علیہم السلام کا انکار کرتے، دعوت توحید کو ٹھکراتے اور بطور استہزاء و تمسخر ان سے عذاب کا مطالبہ کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب مسلط کرکے ان کو ان کے مشرکانہ اعمال اور استہزاء و تمسخر کا دنیا ہی میں مزہ چکھا دیا مشرکین مکہ بھی اگر یہی کچھ چاہتے ہیں تو جلدی نہ کریں اگر وہ اپنی موجودہ روش پر قائم رہے تو ہمارا عذاب آیا سمجھیں۔ **۲۷**

دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۰﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ
گھر ہے پرہیزگاروں کا باغ ہیں ہمیشہ رہنے کے جن میں وہ جائیں گے بہتی ہیں
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ كَذٰلِكَ
ان کے نیچے نہریں ان کے واسطے وہاں ہے جو چاہیں ایسا
يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۱﴾ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ
بدلہ دیگا اللہ پرہیزگاروں کو جن کی جان قبض کرتے ہیں
الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا
فرشتے اور وہ ستھرے ہیں کہتے ہیں فرشتے سلامتی تم پر جاؤ
الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۲﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ
بہشت میں بدلہ ہے اس کا جو تم کرتے تھے ف۱ کیا کافر اس کے منتظر ہیں
اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ
کہ آئیں ان پر فرشتے ف۲ یا پہنچے حکم تیرے رب کا ف۳
كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ
اسی طرح کیا تھا ان سے اگلوں نے اور اللہ نے ظلم نہ کیا
وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۳۳﴾ فَاَصَابَهُمْ
ان پر لیکن وہ خود اپنا برا کرتے رہے پھر پڑے ان کے سر
سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ
ان کے برے کام اور الٹ پڑا ان پر جو
يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۴﴾ ع وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ
ٹھٹھا کرتے تھے اور بولے شرک کرنے والے ف۴ اگر چاہتا
اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَ
اللہ نہ پوجتے ہم اس کے سوا کسی چیز کو اور

ع ۵ ۱۰

ر تخویف دنیوی ۱۲

ر شکوی ۱۲

وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ــ تا ــ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ شکوہ ہے۔ یعنی ہم نے اس قدر دلائل سے ثابت کردیا کہ غیر اللہ کی عبادت نہ کرو اور حاجات و مشکلات میں مافوق الاسباب غیر اللہ کو مت پکارو مگر یہ احمق ان دلائل قاطعہ کے مقابلہ میں کہتے ہیں کہ اگر اللہ کو منظور ہوتا تو وہ ہمیں غیر اللہ کی عبادت اور غیر اللہ کے لیے تحریمات نہ کرنے دیتا۔ اس سے پہلے نفی شرک فی التصرف پر دلائل ذکر کئے گئے اب یہاں سے اس کے ساتھ نفی شرک فعلی کا ذکر بھی کیا گیا۔ كَذٰلِكَ فَعَلَ الخ جواب شکوی ہے یعنی یہ کوئی بات نہیں۔ ان سے پہلے مشرکین بھی بطور استہزاء یوں ہی کہا کرتے تھے۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید خدا تعالیٰ این دو سورت برائے بیان قال و حال و مآل اہل سعادت و اہل شقاوت نازل فرمود واللہ اعلم ۱۲ ف۲ یعنی عذاب او ۱۲۔

۲۸ یہ توحید پر دلیل نقلی اجمالی ہے نیز جواب شکوی ہے۔ ہم اس سے پہلے ہر امت میں رسول بھیج چکے ہیں اور ہر رسول کو ہم نے یہی وحی بھیجی تھی کہ صرف اللہ کی عبادت کرو اور غیر اللہ کی عبادت اور پکار سے اجتناب کرو۔ جب ہم نے ہر پیغمبر کے پاس اسی مضمون کی وحی بھیجی کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت مت کرو تو تمہارا یہ کہنا غلط ٹھہرا کہ اگر اللہ کی مرضی ہوتی تو ہم اسکے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرتے۔ کیونکہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی مرضی یہی تھی کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے اور نہ اس کے سوا کسی اور کے لئے تحریمات کی جائیں۔ **۲۹** طاغوت ہر وہ معبود ہے جس کی اللہ کے سوا عبادت کی جائے۔ الطاغوت وھو اسم کل معبود من دون اللہ (خازن ومعالم ج۴ ص۹) المراد بہ اجتنبوا عبادة ما تعبدون من دون اللہ فسمی الکل طاغوتاً (کبیر ج۵ ص۴۵۴) یا طاغوت سے شیطان اور ہر داعی ضلالت مراد ہے۔ الطاغوت ھو الشیطان وکل من یدعو الی الضلالة (ابوالسعود ج۵ ص۴۶۱)

۳۰ تخویف دنیوی ہے۔ یعنی پہلے مکذبین کا حال دیکھ لو تمہارا بھی یہی حشر ہوگا۔ اِنْ تَحْرِصْ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ فرمایا ان کے دلوں پر ان کی مسلسل ضد اور عناد کی وجہ سے مہر جباریت لگ چکی ہے اس لئے اب آپ ان کے ایمان لانے کی کوئی امید نہ رکھیں۔ **۳۱** یہ بھی شکوہ ہے یعنی یہ مشرکین ایک طرف شرک کرتے اور غیر اللہ کو متصرف وکارساز جان کر غائبانہ پکارتے ہیں اور ساتھ ہی بڑے شد و مد کے ساتھ حشر ونشر کا بھی انکار کرتے ہیں۔ بَلٰی وَعْدًا عَلَیْهِ الخ یہ مشرکین کے قول کا رد ہے فرمایا کیوں نہیں وہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنے کا وعدہ فرما چکا ہے جسے وہ لامحالہ پورا کرے گا۔ لِیُبَیِّنَ لَهُمُ الخ اس میں حشر ونشر اور بعثت اخروی کی حکمت بیان کی گئی ہے کہ حشر ونشر اس لئے ہوگا تاکہ حق و باطل کے اختلاف کا آخری اور قطعی فیصلہ کیا جا سکے کیونکہ جب اہل حق کو جنت میں اور اہل شرک کو دوزخ میں داخل کر دیا جائے گا۔ تو اس وقت توحید کے حق ہونے اور شرک کے باطل ہونے میں مشرکین کو بھی اختلاف باقی نہیں رہے گا۔ نیز قیامت کا دن اس لئے بپا ہوگا تاکہ مشرکین پر واضح ہو جائے کہ وہ انکار توحید اور انکار حشر میں جھوٹے تھے۔ اس میں کافروں کے لئے تخویف اخروی بھی ہے۔

۱۔ جواب شکوی و دلیل نقلی اجمالی ۱۲

۲۔ تخویف دنیوی ۱۲

۳۔ شکوی ۱۲

۴۔ رد بر قول مشرکین ۱۲

لَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَیْءٍ ؕ كَذٰلِكَ

نہ ہمارے باپ اور نہ حرام ٹھہرا لیتے ہم بدون اس کے حکم کے کسی چیز کو اسی طرح

فَعَلَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ

کیا ان سے اگلوں نے سو رسولوں کے ذمہ نہیں

اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ﴿۳۵﴾ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ

مگر پہنچا دینا صاف صاف ف۱ اور ہم نے اٹھائے ہیں ۲۸ ہر امت میں

رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ

رسول کہ بندگی کرو اللہ کی اور بچو ہڑونگے سے ۲۹

فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَیْهِ

پھر کسی کو ان میں سے ہدایت کی اللہ نے اور کسی پر ثابت ہوئی

الضَّلٰلَةُ ؕ فَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ

گمراہی سو سیر کرو ۳۰ ملکوں میں پھر دیکھو کیا ہوا

عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۳۶﴾ اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ

انجام جھٹلانے والوں کا ف۲ اگر تو طمع کرے ان کو راہ پر لانے کی

فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ یُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ﴿۳۷﴾

تو اللہ راہ نہیں دیتا جس کو بچلاتا ہے اور کوئی نہیں ان کا مددگار

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ ۙ لَا یَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ

اور قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی سخت قسمیں ۳۱ کہ نہ اٹھائے گا اللہ جو کوئی

یَّمُوْتُ ؕ بَلٰى وَعْدًا عَلَیْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ

مر جائے کیوں نہیں وعدہ ہو چکا ہے اس پر پکا لیکن اکثر لوگ

لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾ لِیُبَیِّنَ لَهُمُ الَّذِیْ یَخْتَلِفُوْنَ فِیْهِ

نہیں جانتے اٹھائے گا تاکہ ظاہر کر دے ان پر جس بات میں کہ جھگڑتے ہیں

موضح قرآن ف۱ یہ نادانوں کے کلام ہیں کہ اللہ کو یہ کام برا لگتا تو کیوں کرنے دیتا آخر ہر فرقے کے نزدیک بعضے کام برے ہیں پھر وہ کیوں ہوتے ہیں یہاں جواب مجمل فرمایا کہ ہمیشہ رسول منع کرتے آئے ہیں اسی سے جس کی قسمت تھی ہدایت پائی جو خراب ہونا تھا خراب ہوا اللہ کو یہی منظور ہے۔ ف۲ ہڑونگا وہ جو ناحق سرداری کا دعوی کرے کچھ سند نہ رکھے ایسے کو طاغوت کہتے ہیں بت اور شیطان اور زبردست ظالم سب یہی ہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی سلف ما اجماع کردہ اند وآں بدون رضائے خدا منعقد نمیشود ۱۲۔

وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّمَا

اور تاکہ معلوم کر لیں کافر کہ وہ جھوٹے تھے ف۱ ہمارا

قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۰﴾

کہنا کسی چیز کو ۳۲ھ جب ہم اس کو کرنا چاہیں یہی ہے کہ کہیں اسکو ہو جا تو وہ ہو جائے ف۲

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا

اور جنہوں نے گھر چھوڑا اللہ کے واسطے ۳۳ھ بعد اس کے کہ ظلم اٹھایا

لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۭ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ

البتہ ان کو ہم ٹھکانا دیں گے دنیا میں اچھا اور ثواب آخرت کا تو

اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰي

بہت بڑا ہے اگر ان کو معلوم ہوتا جو ثابت قدم رہے اور

رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا

اپنے رب پر بھروسہ کیا ف۱ اور تجھ سے پہلے بھی ہم نے ۳۴ھ یہی

رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْــَٔـلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ

مرد بھیجے تھے کہ حکم بھیجتے تھے ہم ان کی طرف سو پوچھو یاد رکھنے والوں سے اگر تم کو

لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۳﴾ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ۭ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ

معلوم نہیں ف۳ ف۲ بھیجا تھا ان کو نشانیاں دیکر اور ورقے اور اتاری ہم نے ۳۵ھ تجھ پر

الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ

یہ یادداشت کہ تو کھولدے لوگوں کے سامنے وہ چیز جو اتری ان کے واسطے اور تاکہ وہ

يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۴﴾ اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ

غور کریں سو کیا نڈر ہو گئے وہ لوگ جو بڑے فریب کرتے ہیں ف۳ اس کہ

يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ

دھنسا دیوے اللہ ان کو زمین میں یا آ پہنچے ان پر عذاب

ع ۵ ۱۱

وقف لازم

النصف

۳۲ رد بر قول مشرکین ۱۲

۳۳ مہاجرین کے لئے دنیوی و اخروی بشارت ۱۲

۳۴ جواب سوال مقدر ۱۲

۳۵ ترغیب الی القرآن ۱۲

۳۲ھ یہ مشرکین کے قول لَا یَبْعَثُ مَنْ یَّمُوْتُ الخ کا رد ہے یعنی ہمارے لئے انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنا کوئی مشکل نہیں کیونکہ جب ہم کسی کام کو کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو وہ کام ہو جاتا ہے۔ اعلمھم سھولۃ الخلق علیہ ای اذا اردنا ان نبعث من یموت فلا تعب علینا ولا نصب فی احیاءھم ولا فی غیر ذلک مما نحدثہ (قرطبی ج ۱۰ ص ۱۰۶) ۳۳ھ مہاجرین کے لئے بشارت دنیوی و اخروی ہے۔ اس سے مہاجرین صحابہؓ مراد ہیں جنہیں محض توحید کی وجہ سے مشرکین مکہ نے ظلم وستم کا نشانہ بنایا اور وہ حبشہ اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ ھم رسول اللہ واصحابہ ظلمھم اھل مکۃ ففروا بدینھم الی اللہ منھم من ھاجر الی الحبشۃ ثم الی المدینۃ فجمع بین الھجرتین ومنھم من ھاجر الی المدینۃ (مدارک ج ۲ ص ۲۲۱) اللہ تعالٰی نے مہاجرین رضی اللہ عنہم کو دنیا میں بھی باعزت اور پر شوکت زندگی عطا فرمائی اور آخرت کا اجر و ثواب اس سے کہیں بڑھ کر ہوگا۔ اَلَّذِیْنَ صَبَرُوْا الخ یہ اَلَّذِیْنَ هَاجَرُوْا کی صفت ہے۔ یہ گویا مذکور الصدر اجر و ثواب کا سبب ہے یعنی انہوں نے مشرکین کے تمام مظالم و مصائب کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا اور دین اسلام کو نہ چھوڑا اور اللہ تعالٰی کی امداد و نصرت پر بھروسہ کیا۔ ۳۴ھ یہ ایک شبہہ یا سوال مقدر کا جواب ہے۔ مشرکین نے کہا ہم دعوی توحید کو اس لئے نہیں مانتے کہ اس دعوی کو لانے والا انسان اور بشر ہے۔ نبوت و رسالت تو بہت بڑا اعزاز ہے جو بشر کو نہیں مل سکتا اس لئے اگر فرشتہ آتا تو ہم اس کی بات مان لیتے۔ فرمایا اس سے پہلے ہم نے جتنے بھی پیغمبر کتابیں اور صحیفے دے کر بھیجے ہیں وہ سب کے سب انسان اور بشر تھے۔ اہل کتاب کے علماء سے پوچھ کر تسلی کر لو وہ بھی تمہیں بتا دیں گے کہ تمام انبیاء علیہم السلام بشر تھے۔ قال الزجاج فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الْکِتٰبِ الذین یعرفون معانی کتب اللہ تعالٰی فانھم یعرفون ان الانبیاء علیھم السلام کلھم بشر (کبیر ج ۵ ص ۴۷۰) ۳۵ھ ترغیب الی القرآن ہے یعنی ہم نے آپ پر قرآن نازل کیا ہے تاکہ آپ مسئلہ توحید ان کو کھول کر بتائیں اور ان کو خوب سمجھائیں۔ اَفَاَمِنَ الَّذِیْنَ مَکَرُوا الخ ازالہ شبہہ اور ترغیب کے بعد معاندین کو تخویف دنیوی سنائی۔ یعنی جو لوگ اسلام کو مٹانے کے درپے ہیں اور اس مقصد کے لئے ہر وقت نئے نئے پروگرام اور منصوبے بناتے رہتے ہیں وہ ہمارے عذاب سے بے خوف اور مطمئن نہ ہو جائیں۔ انہیں ڈرنا چاہئے کہ مبادا انہیں زمین میں دھنسا دیا جائے، اچانک کسی طرف سے ان پر کوئی آسمانی آفت ٹوٹ پڑے، کسی سفر ہی میں عذاب الٰہی انہیں گھیر لے یا مال مویشی اور زراعت کی تباہی سے انہیں نقصان اٹھانا پڑے۔ فَاِنَّ رَبَّکُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ اللہ تعالٰی بڑا مہربان ہے جو مجرموں کو فوراً نہیں پکڑ لیتا بلکہ انہیں مہلت دیتا ہے کہ شاید وہ راہ راست پر آجائیں۔

موضح قرآن ف۱ یعنی اس جہان میں بہت باتوں کا شبہہ رہا اور کسی نے اللہ کو مانا کوئی منکر رہا تو دوسرا جہان ہونا لازمی ہے کہ جھگڑے تحقیق ہوں سچ اور جھوٹ جدا ہو اور مطیع اور منکر اپنا کیا پاویں ف۲ یعنی مردوں کو جلانا ہمارے پاس مشکل نہیں۔ ف۳ یاد رکھنے والے یعنی اہل کتاب کہ اگلے احوال جانتے تھے۔

فتح الرحمٰن ف۱ و این وعدہ متحقق شد و مہاجران را بمدینہ جای داد ۱۲ ف۲ یعنی پیغامبران سابق آدمی بودند فرشتہ نہ بودند ۱۲ ف۳ یعنی در حق پیغامبران و مومنان ۱۲

۳۶ توحید پر چوتھی عقلی دلیل۔ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ بھی پیدا کیا ہے ان کے سائے اللہ کے قانون تکوینی کے تحت گھٹتے بڑھتے ہیں اس طرح کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کے تکوینی احکام کی مطیع و فرمانبردار ہے عَنِ الْیَمِیْنِ وَالشَّمَآئِلِ الخ لفظ مَا صورۃً مفرد ہے اس لئے اس کی رعایت سے یمین مفرد لایا گیا اور مَا معنیً جمع ہے کیونکہ اس سے تمام سایہ دار مخلوق مراد ہے اس لئے اسکی رعایت سے شمائل جمع استعمال کیا گیا۔ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ اس سے ذوی العقول اور غیر ذوی العقول سب مراد ہیں لیکن تغلیبًا ضمیر عقلاء کی استعمال کی گئی ہے۔ وَلِلّٰهِ یَسْجُدُ الخ زمین و آسمان کی ہر جاندار مخلوق اور فرشتے سب اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی سے سجدہ کرتے ہیں۔ یَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ الخ فرشتے باوجود قرب و منزلت اللہ تعالیٰ سے ڈرتے اور اس کے پورے پورے فرمانبردار ہیں۔ الغرض کائنات کی ہر چیز اور ساری مخلوق اللہ کے سامنے عاجز اور مطیع و منقاد ہے لہٰذا ان میں سے کوئی بھی معبود ہونے کے لائق نہیں۔ مِنْ شَیْءٍ کی تعبیر مفید استغراق ہے۔ **۳۷** یہ دعویٰ توحید کا دوسری بار اعادہ اور دلائل ماقبل کا حاصل و ثمرہ ہے یعنی جب تکوینی طور پر ساری کائنات اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجز و بے بس اور اس کے زیر تصرف و اختیار ہے تو پھر اللہ کے سوا کسی اور کو الٰہ مت بناؤ۔ الٰہ یعنی کارساز اور مالک و مختار وہی ایک اللہ ہے۔ اسی سے ڈرو اور مصائب و آفات میں صرف اسی کو پکارو اِلٰهَیْنِ کے بعد اثْنَیْنِ اس لئے فرمایا کیونکہ جنس الٰہ کی نفی مقصود نہیں بلکہ تعداد آلہہ کی نفی مقصود ہے۔ وَلَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ الخ یہ چوتھی دلیل سے متعلق ہے اور اسی کا حصہ ہے۔ وَاصِبًا ای دائمًا (قرطبی) ربیع بن انس سے منقول ہے وَاصِبًا ای خالصًا (روح) اور اَلدِّیْنُ کے معنی عبادت کے ہیں۔ حضرت عکرمہ فرماتے ہیں اَلدِّیْنُ سے شہادت توحید اور تمام شرعی حدود و فرائض کی اقامت مراد ہے قال ابن جبیر العبادۃ وقال عکرمۃ شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ واقامۃ الحدود والفرائض (بحر جلد ۵ ص ۵۰۰) یعنی اللہ کے ساتھ کسی اور کو الوہیت میں مت شریک کرو اس کے سوا کوئی الوہیت کے لائق نہیں کیونکہ ساری کائنات کا مالک وہی ہے لہٰذا وہی سب کا کارساز ہے اور ہمیشہ سے وہی عبادت اور پکار کا مستحق ہے لہٰذا خالص اسی کی عبادت کرو، مشکلات میں صرف اسی کو پکارو اور اس کے تمام حدود و فرائض کی پورے خلوص کیساتھ پابندی کرو اَفَغَیْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ یہ زجر ہے۔ فرمایا تمہیں ڈرنا تو اللہ سے چاہئے جو سارے جہان کا مالک اور سب کا کارساز ہے مگر تم غیر اللہ سے ڈرتے ہو اور تم نے غیروں کو کارساز اور حاجت روا بنا رکھا ہے۔

۲ توحید پر چوتھی عقلی دلیل ۱۲

۳ دعویٰ توحید کا دوبارہ اعادہ اور دلیل مذکورہ کا ثمرہ ۱۲

مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۴۵﴾ اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِیْ تَقَلُّبِهِمْ
جہاں سے خبر نہ رکھتے ہوں یا پکڑ لے ان کو چلتے پھرتے

فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۴۶﴾ اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰی تَخَوُّفٍ
سو وہ نہیں ہیں عاجز کرنے والے یا پکڑ لے ان کو ڈرانے کے بعد ف۱

فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۴۷﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰی مَا
سو تمہارا رب بڑا نرم ہے مہربان کیا نہیں دیکھتے ۳۶ وہ جو کہ

خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَ
اللہ نے پیدا کی ہے کوئی چیز کہ ڈھلتے ہیں سائے ان کی داہنی طرف سے اور

الشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَلِلّٰهِ
بائیں طرف سے سجدہ کرتے ہوئے اللہ کو اور وہ عاجزی میں ہیں ف۲ اور اللہ کو

يَسْجُدُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ
سجدہ کرتا ہے جو آسمان میں ہے اور جو زمین میں ہے جانداروں سے

وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ يَخَافُوْنَ
اور فرشتے اور وہ تکبر نہیں کرتے ف۱ ڈر رکھتے ہیں

رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ السجدة
اپنے رب کا اوپر سے اور کرتے ہیں جو حکم پاتے ہیں ف۲

السجدة ۱۲ ع ۶

وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ
اور کہا ہے اللہ نے ۳۷ مت پکڑو معبود دو وہ معبود

اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّایَ فَارْهَبُوْنِ ﴿۵۱﴾ وَلَهٗ مَا فِی
ایک ہی ہے سو مجھ سے ڈرو اور اسی کا ہے جو کچھ ہے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا ؕ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ
آسمانوں میں اور زمین میں اور اسی کی عبادت ہے ہمیشہ سو کیا سوائے اللہ کے کسی سے

موضح قرآن ف۱ ہر چیز ٹھیک دوپہر میں کھڑی ہے اس کا سایہ بھی کھڑا ہے جب دن ڈھلا سایہ جھکا پھر جھکتے جھکتے شام تک زمین پر پڑ گیا جیسے نماز میں کھڑے سے رکوع رکوع سے سجدہ اسی طرح ہر چیز آپ کھڑی ہے اپنے سایہ سے نماز کرتی ہے کسی ملک میں کسی موسم میں داہنے طرف جھکتا ہے کہیں بائیں طرف ف۲ پہلے کھڑی چیزوں کا سجدہ بیان ہوا۔ یہ جانوروں کا اور فرشتوں کا مغرور لوگوں کو سر رکھنا زمین پر مشکل پڑتا ہے۔ نہیں جانتے کہ بندے کی بڑائی اسی میں ہے۔ ف۳ ہر بندے کے دل میں ہے کہ میرے اوپر اللہ ہے آپ کو نیچے سمجھنا ہے یہ سجدہ فرشتوں کا بھی ہے۔ اور سب کا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بعد اقامت قرائن ہلاک ۱۲۔

تَتَّقُوْنَ (۵۲) وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا
ڈرتے ہو اور جو کچھ تمہارے پاس ہے نعمت ۳۸ سو اللہ کی طرف سے پھر جب
مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْـَٔرُوْنَ (۵۳) ثُمَّ اِذَا كَشَفَ
پہنچتی ہے تم کو سختی تو اسی کی طرف چلاتے ہو پھر جب کھول دیتا ہے
الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ (۵۴)
سختی تم سے اسی وقت ایک فرقہ تم میں سے اپنے رب کے ساتھ لگتا ہے شریک بتانے
لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۭ فَتَمَتَّعُوْا ۣ قف فَسَوْفَ
تاکہ منکر ہو جائیں ۳۹ اس چیز سے جو کہ ہم نے ان کو دی ہے سو مزے اڑا لو آخر
تَعْلَمُوْنَ (۵۵) وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا
معلوم کر لوگے اور ٹھہراتے ہیں ان کے لئے جن کی خبر نہیں رکھتے ۴۰ ایک حصہ
مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ۭ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ
ہماری دی ہوئی روزی میں سے قسم اللہ کی تم سے پوچھنا ہے ۴۱ جو تم
تَفْتَرُوْنَ (۵۶) وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ
بہتان باندھتے ہو اور ٹھہراتے ہیں ۴۲ اللہ کے لئے بیٹیاں وہ اس سے پاک ہے
وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ (۵۷) وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى
اور اپنے لئے جو دل چاہتا ہے ف۱ ف۲ اور جب خوشخبری ملے ان میں سے کسی کو بیٹی کی ۴۳
ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ (۵۸) يَتَوَارٰى
سارے دن رہے منہ اس کا سیاہ اور جی میں گھٹتا رہے چھپتا پھرے
مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْۗءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ۭ اَيُمْسِكُهٗ
لوگوں سے مارے برائی اس خوشخبری کے جو سنی اس کو رہنے دے
عَلٰي هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ ۭ اَلَا سَاۗءَ
ذلت قبول کر کے یا اس کو داب دے مٹی میں سنتا ہے برا

۳۸ امتنان بطور زجر ۱۲

۳۹ اشارہ بہ تخویف اخروی ۱۲

۴۰ زجر اور دوسری بار نفی شرک فعلی کا ذکر ۱۲

۴۱ تخویف اخروی ۱۲

۳۸ یہ امتنان ہے بطور زجر۔ چاہئے تو یہ تھا کہ تمہاری امیدیں اور تمہارا خوف اللہ تعالیٰ ہی سے وابستہ ہوتا۔ کیونکہ دلائل سے ثابت ہو گیا کہ سب کچھ کرنیوالا اور سب کچھ دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے تم غور کرو تمہارے پاس جس قدر بھی نعمتیں ہیں وہ سب کی سب اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہیں اور جب تم پر کوئی مصیبت آپڑتی ہے تو گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہو ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الخ پھر جب وہ اپنی مہربانی سے تمہاری مشکلات آسان اور تمہاری تکالیف دور فرما دیتا ہے تو تم میں سے بہت سے لوگ اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرنے لگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے انعامات کو غیر اللہ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ اگر اللہ نے فرزند عطا فرما دیا تو لگے کہنے فلاں بزرگ کی نذر مانی تھی اس لئے بیٹا ہوا یا فلاں بزرگ کے مزار سے مٹی لا کر مریض کو پلائی تھی تو وہ چنگا بھلا ہو گیا وغیرہ۔ والفریق ھنا ھم المشرکون المعتقدون حالۃ الرجاء ان الھتھم تنفع وتضر وتشفی (بحر ج ۵ ص ۵۰۲) سید محمود آلوسی حنفی فرماتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ آجکل اپنی حاجتوں اور مصیبتوں میں غیر اللہ کی پناہ ڈھونڈتے ہیں ان کی گمراہی تو پہلے گمراہوں سے بھی بدتر ہے۔ وفی الاٰیۃ ما یدل علی ان صنیع اکثر العوام الیوم من الجؤار الی غیرہ تعالیٰ ممن لا یملک لھم بل ولا لنفسہ نفعا ولا ضرا عند اصابۃ الضر لھم واعراضھم عن دعائہ تعالیٰ عند ذلک بالکلیۃ سفہ عظیم وضلال جدید لکنہ اشد من الضلال القدیم (روح ج ۱۴ ص ۱۶۶)۔ **۳۹** لام عاقبت کا ہے یعنی ان کے اس رویئے کا انجام اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری ہے۔ فَتَمَتَّعُوْا الخ یہ تخویف اخروی کی طرف اشارہ ہے یعنی ہماری نعمتوں سے فائدہ اٹھا لو اور ناشکری کر لو کب تک ایسا کرو گے آخر اپنی تمام بداعمالیوں کا انجام بد اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے اور اپنی غلطی معلوم کر لو گے **۴۰** یہ زجر ہے اور اس میں دوسری بار نفی شرک فعلی کا ذکر ہے۔ یعنی تم غیر اللہ کو متصرف وکارساز سمجھتے ہو اور ان کی خاطر نذریں دیتے اور تحریمات کرتے ہو۔ اور جو نعمتیں ہم نے تمہیں دی ہیں ان میں سے غیر اللہ کے لئے حصے نکالتے ہو شاہ عبدالقادر لکھتے ہیں "یہ ان کو فرمایا جو اپنے کھیت میں، مواشی میں، تجارت میں اللہ کے سوا کسی کی نیاز ٹھہراتے ہیں سب مال اللہ کا ہے اور کسی کا حق نہیں۔ مگر اللہ کی راہ میں دے اپنے ثواب کو۔ پھر اپنے بدلے ثواب کسی اور کو دلوا دے۔ المراد من ھذا النصیب البحیرۃ والسائبۃ والوصیلۃ والحام وھو قول الحسن (کبیر ج ۵ ص ۴۷۳) **۴۱** یہ تخویف اخروی کی طرف اشارہ ہے یعنی اس شرک فعلی کے بارے میں تم سے ضرور باز پرس ہو گی۔ **۴۲** یہ زجر ہے مشرکین کے بعض قبائل (خزاعہ اور کنانہ) فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے مگر ان کا اپنا حال یہ تھا کہ وہ خود بیٹیوں کو پسند نہیں کرتے تھے۔ سُبْحٰنَهٗ یہ مشرکین کے قول باطل کا رد ہے کہ اللہ تعالیٰ تو بے نیاز اور اولاد سے پاک ہے۔ مشرکین فرشتوں کو خدا کی صلبی بیٹیاں نہیں مانتے تھے۔ بلکہ ان کا عقیدہ تھا کہ جس طرح بیٹیاں باپ کو بہت عزیز ہوتی ہیں اور باپ ان کی کوئی بات رد نہیں کرتا اسی طرح فرشتے بھی اللہ تعالیٰ کو بہت پیارے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی سفارش کو ضرور مان لیتا ہے اور رد نہیں کرتا جیسا کہ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ کی تعبیر

موضح قرآن ف۱ یہ ان کو فرمایا جو اپنے کھیت میں مواشی میں تجارت میں اللہ کے سوا کسی کی نیاز ٹھہراتے ہیں سب مال اللہ کا ہے اور کسی کا حق نہیں مگر اللہ کی راہ میں دے اپنے ثواب کو پھر اپنے بدلے ثواب کسی کو دلوا دے ف۲ یعنی اپنے واسطے مانگتے ہیں بیٹا۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی پسران ۱۲۔

بنارہی ہے یعنی وہ اللہ کے لئے بیٹیاں بناتے ہیں۔ علاوہ ازیں سورۂ زخرف ع۲ میں مشرکین کا قول اس طرح بیان کیا گیا ہے اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنٰتٍ وَّاَصْفٰىكُمْ بِالْبَنِيْنَ اتخاذ بنات یعنی بیٹیاں بنالینا کی تعبیر بتارہی ہے کہ وہ فرشتوں کو صلبی بیٹیاں نہیں بلکہ بیٹیوں کی مانند سمجھتے تھے۔ ۴۲ یہ مشرکین کے مذکورہ بالا قول کا الزامی جواب ہے کہ انکا اپنا حال تو یہ ہے اگر کسی کے گھر لڑکی پیدا ہو جائے تو غم واندوہ کی وجہ سے اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے۔ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ الخ اور کئی کئی دن وہ لوگوں سے چھپا رہتا ہے اور مارے شرم کے کسی کو منہ نہیں دکھاتا اور پھر سوچتا ہے کہ کیا ذلت و رسوائی برداشت کرکے اسے زندہ رکھوں یا اسے زندہ ہی کو زمین میں دفن کردوں۔ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ یہ کس قدر بری اور شرمناک بات ہے کہ جس چیز کو وہ خود ناپسند کرتے ہیں اسے اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت کرتے ہیں ۴۳ یہ ماقبل ہی سے متعلق ہے اور اس میں مشرکین کے قول مذکور کی شفاعت ہی کی طرف اشارہ ہے۔ یہ مشرکین جن کا آخرت پر ایمان نہیں اور جن کے دلوں میں آخرت کی جواب دہی کا ڈر نہیں وہ بہت بری صفتوں کے مالک ہیں۔ مثلاً لڑکوں کو پسند کرنا اور لڑکیوں سے نفرت کرنا اور شرم و عار اور تنگدستی کے ڈر سے ان کو زندہ درگور کرنا لیکن اللہ تعالیٰ بلند صفات کا مالک ہے اور ان گھٹیا صفتوں سے منزہ ہے۔ صفة السوء وهی الحاجة الی الاولاد الذکور وکراهة الاناث ووأدهن خشية الاملاق (وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى) وهو الغنی عن العالمین والنزاهة عن صفات المخلوقین (مدارک ج ۲ ص ۲۲۳) اللہ تعالیٰ مخلوق کی صفات سے منزہ اور اولاد سے مستغنی ہے۔ اسے نہ کسی نائب اور معاون کی حاجت ہے اور نہ وہ کسی کی سفارش کا تابع ہے۔ اَلْعَزِیْزُ فی الاخذ والحکیم فی التاخیر یعنی وہ پکڑنے میں زبردست ہے اور ڈھیل دینے میں بھی اسکی کوئی حکمت ہوتی ہے ۴۴ یہ تخویف دنیوی ہے۔ مشرکین کفر وافترا میں انتہار کو پہنچ چکے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ پکڑنے میں عجلت سے کام نہیں لیتا اگر وہ لوگوں کو ان کے گناہوں پر فوراً پکڑ لیتا تو اب تک زمین پر کوئی جاندار زندہ باقی نہ رہتا اور سب ہلاک ہو چکے ہوتے اور زمین زندگی سے خالی ہو چکی ہوتی۔ کیونکہ معصوم تو صرف انبیاء علیہم السلام ہیں باقی سب لوگ (مؤمن و کافر) کسی نہ کسی درجہ میں ظالم و خطاکار ہیں، جب تمام بدکار اور خطاکار لوگ ہلاک کر دیئے گئے تو اب انبیاء معصومین کو زمین پر بھیجنے کی بھی کوئی ضرورت نہیں رہتی جب زمین تمام نیک و بد انسانوں سے خالی ہو گئی تو پھر دیگر حیوانات کو زمین پر رکھنے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ ووجه الملازمة انه تعالیٰ لواخذهم بما کسبوا من کفر ومعصیة لعجل هلاکهم وحینئذ لا یبقی لهم نسل ومن المعلوم ان لا احد الا وفی آبائه من یستحق العقاب واذا اهلکوا جمیعا وبطل نسلهم لا یبقی احد من الناس وحینئذ یهلك الدواب لانها مخلوقة لمنافع العباد ومصالحهم الخ (روح ج ۱۴ ص ۱۷۱) حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ یہ کنایہ ہے یعنی اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے گناہوں کی وجہ سے پکڑنے لگے تو کوئی اس کی گرفت سے بچ نہیں سکتا اور نہ کہیں بھاگ کر جا سکتا ہے یہ مطلب نہیں کہ وہ کسی جانور کو بھی زندہ نہیں چھوڑے گا۔ ۴۶ اللہ تعالیٰ مجرموں کو پکڑنے میں جلدی نہیں فرماتا بلکہ اجل مسمیٰ (مقررہ وقت) تک انہیں مہلت دیتا

مَا يَحْكُمُوْنَ (59) لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ

فیصلہ کرتے ہیں جو نہیں مانتے ۴۳ آخرت کو ان کی بری

السَّوْءِ ۚ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (60)

مثال ہے اور اللہ کی مثال سب سے اوپر اور وہی جو زبردست حکمت والا

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا

اور اگر پکڑے ۴۴ اللہ لوگوں کو ان کی بے انصافی پر نہ چھوڑے زمین پر

مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ

ایک چلنے والا ف۱ ۴۵ لیکن ڈھیل دیتا ہے ان کو ایک وقت موعود تک

فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ

پھر جب آپہنچے گا ان کا وعدہ نہ پیچھے سرک سکیں گے ایک گھڑی اور

لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ (61) وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ

نہ آگے سرک سکیں گے ف۲ اور کرتے ہیں اللہ کے واسطے جس کو اپنا جی نہ چاہے ۴۶

وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ؕ

اور بیان کرتی ہیں زبانیں ان کی جھوٹ کہ ان کے واسطے خوبی ہے ۴۷

لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَاَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ (62) تَاللّٰهِ

آپ ثابت ہے کہ ان کے واسطے آگ ہے اور وہ بڑھائے جارہے ہیں ۴۸ قسم اللہ کی

لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ

ہم نے رسول بھیجے ۴۹ مختلف فرقوں میں تجھ سے پہلے پھر اچھے کرکے دکھلائے انکو

الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ

شیطان نے ان کے کام سو وہی رفیق ان کا ہے آج اور ان کے ۵۰ واسطے

عَذَابٌ اَلِيْمٌ (63) وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا

عذاب دردناک ہے اور ہم نے اتاری تجھ پر کتاب اسی واسطے

ع۷ ۱۴

ر ۱ تخویف دنیوی ۱۲

ر ۲ اعادہ بوجہ بعید ۱۲

ر ۳ تخویف اخروی ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی لوگوں کو سزا دے تو مینہ بند کرے اس میں جانور بھی مریں ف۲ ان کو فرمایا جو ناکارہ چیزیں اللہ کے نام دیں اور اس پر یقین کریں کہ ہم کو بہشت ملے اور وہ روز برزخ میں بڑھتے ہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی دختران ۱۲۔

ہے تاکہ انہیں اصلاح حال کا موقع مل جائے۔ لیکن جب عذاب کا وقت معین آپہنچتا ہے تو انہیں عذاب سے ہلاک کردیا جاتا ہے۔ عذاب نہ اجل معین سے پہلے آسکتا ہے نہ اس میں تاخیر ہوسکتی ہے۔ فَإِذَا کی جزا محذوف ہے ای فاذا جاء اجلھم یعذبون اور لَا يَسْتَأْخِرُونَ الخ جملہ مستقلہ ہے جو ماقبل کی تفسیر کرتا ہے۔ قالہ الشیخ قدس سرہ۔ اسکی تفصیل پہلے گذر چکی ہے۔ ملاحظہ ہو تفسیر سورہ یونس حاشیہ نمبر ۶۷۔ **۴۷** یہ وَيَجْعَلُونَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ کا اعادہ برائے بعد عہد ہے۔ مشرکین کے ایک جھوٹے دعوے کی قباحت و شناعت کو واضح کرنے کے لئے ان کی مذکورہ بالا شرارت کو دوبارہ بیان کیا گیا یعنی ایک طرف تو وہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاکیزہ پر اتنا بڑا بہتان باندھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بیٹیاں ہیں حالانکہ خود بیٹیوں کو پسند نہیں کرتے یا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی الوہیت میں معبودانِ باطلہ کو شریک کرتے ہیں حالانکہ اپنے دائرہ اقتدار میں کسی کی شرکت گوارا نہیں کرتے مَا يَكْرَهُونَ لأنفسهم من البنات ومن شرکاء فی ریاستھم الخ (مدارک ج ۲ ص ۲۲۴) اور دوسری طرف یہ جھوٹا دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ جنت کے وارث ہوں گے یعنی اگر بالفرض قیامت آبھی گئی تو انہیں آخرت میں بھی جنت ملے گی کیونکہ دنیا میں بھی انہیں جنت کی سی عیش حاصل ہے۔ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى عند اللہ وھی الجنة ان کان البعث حقا (مدارک) انکار علیھم فی دعوٰھم مع ذلک ان لھم الحسنٰی فی الدنیا وان کان ثم معاد ففیہ ایضًا لھم الحسنٰی (ابن کثیر ج ۲ ص ۵۷۵) **۴۸** یہ تَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ میں الْكَذِبَ کا بیان ہے۔ لَا جَرَمَ الخ یہ تخویف اخروی ہے اور مشرکین کے دعویٰ باطلہ کا رد ہے یعنی ان کے لئے جنت نہیں بلکہ لامحالہ وہ دوزخ میں جائیں گے۔ وَأَنَّهُمْ مُّفْرَطُونَ اور انہیں سب سے پہلے دوزخ میں داخل کیا جائیگا اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ یعجل بھم یوم القیمة الی النار وینسون فیھا ای یخلدون (ابن کثیر ج ۲ ص ۵۷۵) **۴۹** زجر مع تخویف اخروی آپ سے پہلے ہم نے امم سابقہ کے پاس بہت سے رسول پیغام توحید دے کر بھیجے، جس طرح آپکی قوم شیطان کے ورغلانے سے آپ کی تکذیب کررہی ہے اسی طرح اقوام سابقہ کو بھی شیطان نے بہکایا پھسلایا اور مشرکانہ اعمال کو ان کے سامنے خوبصورت بنا کر پیش کیا اور انہیں انبیاء علیہم السلام کی تکذیب پر اکسایا۔ لہٰذا قیامت کے دن ان سب کا حامی شیطان ہوگا مگر وہ ان کی ذرہ بھر حمایت نہیں کرسکے گا اور وہ سب دردناک عذاب میں مبتلا کردیئے جائیں گے۔ وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الخ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے ہم نے آپکو کتاب دے کر بھیجا ہے تاکہ آپ مسئلہ توحید اور حشر و نشر وغیرہ کو کھول کر لوگوں تک پہنچائیں اور انکی خوب تبلیغ و اشاعت فرمائیں اگر کوئی نہ مانے اس کی پرواہ نہ کریں ع بیچ مارا با قبولے کار نیست۔ **۵۰** یہ توحید پر پانچویں عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ بارش برسا کر مردہ اور ناکارہ زمین کو سرسبز و شاداب بنا دیتا ہے سمجھ رکھنے والوں کے لئے اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی بہت بڑی دلیل ہے۔ وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ چوپایوں میں بھی تمہارے لئے عبرت کا سامان موجود ہے۔ ان کے پیٹ کے گوبر اور خون کے درمیان میں سے وہ خالص اور پاکیزہ دودھ نکالتا ہے جو ان دونوں ناپاک چیزوں کی آمیزش سے بالکل پاک اور مبرا ہوتا ہے اور ہر شخص کے لئے خوشگوار ہے۔ دودھ دینے والے چوپائے جو چارہ یا خوراک کھاتے ہیں ہضم معدے کے بعد جگر اس کے کار آمد اجزاء اپنی طرف جذب کرلیتا ہے اور گوبر معدہ میں رہ جاتا ہے۔ جگر اس سیال مادے کو مزید طبخ دینے کے بعد خون کے اجزاء الگ کرکے دل کی طرف بھیج دیتا ہے اور دودھ کے اجزاء الگ کرکے دودھ کی نالیوں کے ذریعہ تھنوں میں

پانچویں عقلی دلیل

لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً
کہ کھول کر سنادے تو ان کو وہ چیز کہ جس میں جھگڑ رہے ہیں اور سیدھی راہ سمجھانے کو
لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُونَ (٦٤) وَاللّٰهُ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً
ایمان لانے والوں کو اور اللہ نے اتارا آسمان سے پانی ۵۰
فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ إِنَّ فِي ذٰلِكَ
پھر اس سے زندہ کیا زمین کو اس کے مرنے کے پیچھے اس میں
لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُونَ (٦٥) ع وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ
نشانی ہے ان لوگوں کو جو سنتے ہیں ف۱ اور تمہارے واسطے چوپاؤں میں
لَعِبْرَةً ۭ نُسْقِيكُمْ مِّمَّا فِي بُطُونِهِ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ
سوچنے کی جگہ ہے پلاتے ہیں ہم تم کو اس کے پیٹ کی چیزوں میں سے گوبر اور
وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَاۗىِٕغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ (٦٦) وَمِنْ
لہو کے بیچ میں سے دودھ ستھرا خوشگوار پینے والوں کے لئے اور
ثَمَرٰتِ النَّخِيلِ وَالْأَعْنَابِ تَتَّخِذُونَ مِنْهُ
میووں سے کھجور کے اور انگور کے ۵۱ بناتے ہو اس سے
سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ۭ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ
نشہ اور روزی خاصی اس میں نشانی ہے ان لوگوں کے واسطے
يَّعْقِلُونَ (٦٧) وَأَوْحٰى رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ أَنِ اتَّخِذِي
جو سمجھتے ہیں اور حکم دیا تیرے رب نے ۵۲ شہد کی مکھی کو کہ بنائے
مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُونَ (٦٨)
پہاڑوں میں گھر اور درختوں میں اور جہاں ٹٹیاں باندھتے ہیں ف۲
ثُمَّ كُلِي مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِي سُبُلَ رَبِّكِ
پھر کھا ہر طرح کے میووں سے پھر چل راہوں میں اپنے رب کی

ع ۵
۱۴

موضح قرآن ف۱ یعنی اسی طرح قرآن سے جاہلوں کو عالم کرے گا اگر دل سے سنیں گے ف۲ یعنی انگور کی بیل چڑھانے کو۔

ذُلُلًا ۭ يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ
صاف پڑے ہیں ف۱ نکلتی ہے ان کے پیٹ میں سے پینے کی چیز جس کے مختلف رنگ ہیں
فِيْهِ شِفَاۗءٌ لِّلنَّاسِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ
اس میں مرض اچھے ہوتے ہیں لوگوں کے اس میں نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو
يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ ڐ وَ
دھیان کرتے ہیں ف۲ اور اللہ نے تم کو پیدا کیا ۵۳ پھر تم کو موت دیتا ہے اور
مِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ
کوئی تم میں سے پہنچ جاتا ہے نکمی عمر کو کہ سمجھنے کے
بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـــًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿۷۰﴾ ۧ وَاللّٰهُ
پیچھے اب کچھ نہ سمجھے اللہ خبردار ہے قدرت والا ف۳ اور اللہ نے
ع ۹ ۱۵
فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰي بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا
بڑائی دی تم میں ایک کو ایک پر روزی میں ۵۴ سو جن کو
الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَاۗدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰي مَا
بڑائی دی وہ نہیں پہنچا دیتے اپنی روزی ان کو جن کے
مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَاۗءٌ ۭ اَفَبِنِعْمَةِ
مالک ان کے ہاتھ ہیں کہ وہ سب اس میں برابر ہو جائیں کیا اللہ کی
اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ
نعمت کے منکر ہیں ۵۵ ف۴ ف۱ اور اللہ نے پیدا کیں تمہارے واسطے
اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ
تمہاری ہی قسم سے عورتیں اور دیئے تم کو ۵۶ تمہاری عورتوں سے
بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۭ
بیٹے اور پوتے اور کھانے کو دیں تم کو ستھری چیزیں

پہنچادیتا ہے۔ یہ چیز اللہ تعالیٰ کی کمال قدرت اور اسکی وحدانیت پر دلالت کرتی ہے۔ لَعِبْرَةً ای دلالۃ علی قدرۃ اللہ ووحدانیتہ وعظمتہ (قرطبی ج۱۰ ص۱۲۳) **۵۱** کھجور اور انگور سے تم شراب کشید کرتے ہو جو تمہارا بہت ہی مرغوب اور دلپسند مشروب ہے اور اس کے علاوہ ان میووں سے تم کھانے پینے کی عمدہ اور اچھی چیزیں بھی تیار کرتے ہو مثلاً شربت، نبیذ اور سرکہ وغیرہ۔ یہ سورت مکی ہے جب یہ آیت نازل ہوئی اس وقت تک شراب کی حرمت نازل نہیں ہوئی تھی مدینہ منورہ میں جب شراب کی حرمت کا اعلان ہوگیا تو پھر کسی مسلمان نے شراب کو ہاتھ بھی نہ لگایا۔ سَكَرًا کے بعد رِزْقًا حَسَنًا کا علیحدہ ذکر اس بات کی دلیل ہے کہ شراب رزق حسن نہیں یعنی اللہ تعالےٰ کے نزدیک پسندیدہ مشروب نہیں۔ الآیۃ سابقۃ علی تحریم الخمر فتکون منسوخۃ (مدارک ج۲ ص۲۲۴) **۵۲** شہد کی مکھی کو وحی کرنے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بات اس کے دل میں ڈال دی کہ وہ پہاڑوں اور درختوں میں اپنا چھتہ بنائے اور ہر قسم کے پھولوں اور پھلوں سے رس چوس کر شہد تیار کرے ذُلُلًا۔ ذلول کی جمع ہے یعنی تابع اور مطیع اور یہ سُبُلَ رَبِّكِ سے حال ہے۔ شہد کی مکھی جب گشت سے واپس ہوتی ہے تو بھولے بھٹکے بغیر اپنے چھتہ پر آجاتی ہے گویا کہ تمام راستے اس کے فرمانبردار ہیں وہ جس راستہ سے چاہے سیدھی اپنے ٹھکانے پر پہنچ جاتی ہے۔ کہتے ہیں جب شہد کی مکھی پھولوں اور پھلوں سے رس چوس لیتی ہے تو سیدھی اوپر کو اڑتی ہے اور پھر اپنے چھتے کی سمت خط مستقیم میں اڑتی ہوئی چھتے پر پہنچ جاتی ہے۔ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ شہد کا رنگ موسمی تغیرات اور ماحول کے مختلف الالوان پھولوں اور پھلوں کی وجہ سے مختلف ہوتا ہے سفید، زرد اور سرخ وغیرہ فِيْهِ شِفَاۗءٌ لِّلنَّاسِ شہد میں لوگوں کے لئے بیماریوں سے شفاء ہے۔ اس سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ شہد کو جس طرح چاہیں استعمال کرلیں اس میں شفاء ہے اور ضرر نہیں۔ شہد کی مقدار خوراک مزاجِ مریض اور نوعیت مرض کو سامنے رکھ کر اس کا استعمال کرنا چاہیئے۔ شہد کے شفاء ہونے پر قدیم وجدید تمام اطباء متفق ہیں یہی وجہ ہے کہ اکثر مرکبات طبیہ میں شہد شامل کیا جاتا ہے۔

یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے کرشمے ہیں، یہ سب اسی کے انعامات ہیں، یہ انواعِ رزق اور اقسام مشروبات اسی کی عطا ہے اس لئے اس قادر وحکیم اور منعم ورحیم کے ساتھ غیروں کو صفاتِ کارسازی میں شریک بنانا اور غیروں کے لئے عبادت بجالانا عقل وخرد کے سراسر منافی ہے۔ جب خالق ومالک اور

موضح قرآن ف۱ یعنی وہ راہیں صاف ہیں اور فتح الرحمٰن اور تفسیر حسینی میں یوں ترجمہ کیا اور چل راہوں میں اپنے رب کی فرمانبردار ہو کر ف۲ تین پتے بتائے برے میں سے بھلا نکلنے کے جانور کے پیٹ میں سے دودھ اور نشا کے انگور کھجور سے روزی پاک اور مکھی کے پیٹ سے شہد یعنی اس قرآن سے جاہلوں کی اولاد عالم نکلے گی حضرتؐ کے وقت یہی ہوا کافروں کی اولاد کامل ہوئی ف۳ یعنی اس امت میں کامل پیدا ہو کر پھر ناقص ہونے لگیں گے ف۴ رسول نے فرمایا کہ جب کسی کا غلام اس کا کھانا پکاوے گرمی اور دھواں آپ اٹھاوے اور تحفہ مال اس کو پہنچاوے تو لازم ہے کہ اس کو ساتھ بٹھا کر کھلاوے نہ ہو سکے تو ایک دو نوالے ہاتھ میں رکھ دے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی ہیچ کس نمی خواہد کہ مملوکان خود را برابر خود سازد ۱۲۔

اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ
سو کیا جھوٹی باتیں مانتے ہیں اور اللہ کے فضل کو
يَكْفُرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا
نہیں مانتے ف۱ اور پوجتے ہیں ۵۷ اللہ کے سوا ایسوں کو جو
لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
مختار نہیں ان کی روزی کے آسمان اور زمین میں سے
شَيْئًا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۷۳﴾ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ
کچھ بھی اور نہ قدرت رکھتے ہیں ف۲ سو مت چسپاں کرو اللہ پر ۵۸
الْاَمْثَالَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۴﴾
مثالیں بیشک اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ف۳
ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى
اللہ نے بتلائی ایک مثال ۵۹ ایک بندہ پرایا مال نہیں قدرت رکھتا کسی
شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ
چیز پر اور ایک جس کو ہم نے روزی دی اپنی طرف سے خاصی روزی سو وہ
يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ۭ هَلْ يَسْتَوٗنَ ۭ
خرچ کرتا ہے اس میں سے چھپا کر اور سب کے روبرو کہیں برابر ہوتے ہیں
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَ
سب تعریف اللہ کو ہے پر بہت لوگ نہیں جانتے ف۴ اور
ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ
بتائی اللہ نے دوسری مثال ۶۰ دو مرد ہیں ایک گونگا
لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا
کچھ کام نہیں کر سکتا اور وہ بھاری ہے اپنے صاحب پر جس طرف

۲۔ ثمرہ دلیل نمبر ۱ بطور زجر ۳

۱۔ پہلی مثال ۲

۲۔ دوسری مثال ۳

متصرف و کارساز وہی ہے تو اس سے معلوم ہو گیا کہ چوپایوں، پھلوں اور شہد میں سے نذر و نیاز بھی صرف اسی کی دیا کرو اور ان اشیاء میں سے غیر اللہ کے لئے حصہ مقرر نہ کیا کرو۔ **۵۳** موت و حیات بھی اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے اسی نے تم سب کو خلعت حیات عطا فرمائی موت بھی اسی کے قبضہ میں ہے کسی کو بچپن میں موت سے ہمکنار فرما دیتا ہے، کسی کو جوانی میں اور کسی کو بڑھاپے میں اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ وہ سب کچھ جاننے والا اور بڑی قدرت والا ہے۔ جس طرح وہ نطفۂ بے جان سے لے کر انسان کے بڑھاپے تک کے تمام درمیانی انقلابات پر قادر ہے اسی طرح وہ مردوں کو دوبارہ زندگی عطا کرنے پر بھی قادر ہے، یہ منکرینِ قیامت پر احتجاج ہے۔ **۵۴** یہ معبود حق اور معبود باطل کی مثال ہے۔ قال مجاھد ھذا مثل الآلھۃ الباطلۃ (ابن کثیر)۔ اللہ تعالیٰ نے رزق اور دنیوی دولت میں بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ بعض لوگ بڑے دولتمند اور لینڈ لارڈ ہیں اور بعض بیچارے ان کے نوکر اور کارندے ہیں۔ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے زیادہ دولت دی ہے اور انہیں دوسروں پر فوقیت بخشی ہے وہ یہ ہرگز گوارا نہیں کر سکتے کہ اپنی دولت اپنے نوکروں اور غلاموں میں تقسیم کر دیں تاکہ ان کے غلام دولت اور اختیارات میں ان کے برابر ہو جائیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی اس بات کو گوارا نہیں فرماتا کہ وہ اپنی صفات الوہیت اور اپنے اختیارات، علم و قدرت اور ملک و تصرف میں سے اپنے مقرب بندوں کو کچھ حصہ عطا کر کے انہیں اپنے شریک بنا لے۔ اس لئے جس طرح اس نے مجازی مالک و مملوک میں دولت اور اختیارات کی کمی بیشی سے فرق قائم رکھا ہے اسی طرح اس نے اپنی صفاتِ کارسازی میں اپنے بندوں کو کچھ بھی نہ دے کر معبود اور عابد کا فرق قائم فرمایا۔ قال تعالیٰ منکرا علیھم (ای علی المشرکین) انتم لا ترضون ان تساووا عبیدکم فِيْمَا رَزَقْنٰكُمْ فکیف یرضیٰ ھو تعالیٰ بمساواۃ عبیدلہ فی الالوھیۃ والتعظیم (ابن کثیر ج ۲ ص ۵۷۶) فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ یہ منفی پر متفرع ہے یعنی مالک اپنے مملوک کو اپنی دولت میں سے اس قدر نہیں دیتا کہ وہ اس کے برابر ہو جائیں فی موضع جواب النفی کان فیستووا (بحر ج ۵ ص ۵۱۵) **۵۵** یہ تمام مذکورہ بالا انعامات تو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے مگر یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتے بلکہ اللہ کے عطا کردہ چوپایوں اور اس کی پیدا کردہ کھیتیوں میں سے غیر اللہ کی نذر و نیاز دے کر کفران نعمت کرتے ہیں۔

۵۶ یہ دلیل ماقبل سے متعلق ہے اللہ تعالیٰ کا یہ بھی احسان ہے کہ اس نے تمہاری جنس سے تمہارے آرام و سکون کی خاطر تمہارے لئے بیویاں پیدا کیں پھر ان سے اولاد در اولاد پیدا فرمائی اور دنیا میں تمہاری نسل کو بقا نصیب ہوا۔ اور پھر ہر قسم کی پاکیزہ روزی کا سامان بہم پہنچایا۔ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ لیکن یہ ناشکر گذار انسان اللہ تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں اور اس کی عطا کردہ نعمتوں کو اپنے خود ساختہ معبودوں کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ یستروں نعمۃ

موضح قرآن **ف۱** یعنی بتوں کا احسان مانتے ہیں کہ بیماری سے چنگا کیا یا بیٹا دیا یا روزی دی اور یہ سب جھوٹ وہ جو بیچ دینے والا ہے اس کے شکر گذار نہیں **ف۲** یعنی نہ آسمان سے مینہ برسا دیں نہ زمین سے اناج نکالیں **ف۳** مشرک کہتے ہیں کہ مالک اللہ ہی ہے پر یہ لوگ اسکی سرکار میں مختار ہیں اس واسطے انکو پوجئے سو یہ غلط مثال ہے اللہ ہر چیز آپ کرتا ہے کسی پر سپرد نہیں کر رکھا اور اگر صحیح مثال چاہو تو آگے دو مثالیں فرمائیں **ف۴** یعنی اللہ مالک ہر چیز کا جس کو جو چاہے سو دے اور بت مالک نہیں کسی چیز کا بلکہ آپ پرایا مال ہے۔

اللہ علیہم ویضیفونہا الی غیرہ (ابن کثیر) روزی وہ دیتا ہے مصیبتیں وہ دور کرتا ہے اور اولاد وہی عطا کرتا ہے۔ مگر وہ اسے پیروں فقیروں اور بزرگوں کی عطا سمجھنے لگتے ہیں جیسا کہ ان کے مشرکانہ ناموں سے معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً عطا محمد، محمد بخش، احمد بخش، نبی بخش، رسول بخش، حسین بخش، علی بخش، میراں بخش، پیراں دتہ، گوراں دتہ وغیرہ۔ شاہ عبدالقادر رحمہ فرماتے ہیں "یعنی بتوں کا احسان مانتے ہیں کہ بیماری سے چنگا کیا یا بیٹا دیا یا روزی دی اور یہ سب جھوٹ وہ جو سچ دینے والا ہے اس کے شکر گذار نہیں۔"

يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ۭ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ ۙ وَمَنْ
اس کو بھیجے نہ کر کے لائے کچھ بھلائی کہیں برابر ہے وہ اور ایک وہ شخص جو
يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (٧٦) ع
حکم کرتا ہے انصاف سے اور ہے سیدھی راہ پر ف ۱
وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَآ اَمْرُ
اور اللہ ہی کے پاس ہیں بھید آسمانوں اور زمین کے اور قیامت کا
السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ
کام تو ایسا ہے جیسے لپک نگاہ کی یا اس سے بھی قریب اور اللہ
عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (٧٧) وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ
ہر چیز پر قادر ہے اور اللہ نے تم کو نکالا
بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَـيْـــًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ
تمہاری ماں کے پیٹ سے نہ جانتے تھے تم کسی چیز کو اور دیئے تم کو
السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ
کان اور آنکھیں اور دل تاکہ تم
تَشْكُرُوْنَ (٧٨) اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ
احسان مانو کیا نہیں دیکھے اڑتے جانور حکم کے باندھے ہوئے آسمان
السَّمَاۗءِ ۭ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
کی ہوا میں کوئی نہیں تھام رہا ان کو سوائے اللہ کے اس میں
لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (٧٩) وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ
نشانیاں ہیں ان لوگوں کو جو یقین لاتے ہیں ف ۲ اور اللہ نے بنا دیئے تم کو تمہارے
بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ
گھر بسنے کی جگہ اور بنا دیئے تم کو چوپاؤں کی کھال سے

ع ۱۰ / ۱۶

۱ عادت برائے تاکید بطل ۱۲

۲ حقیقی و عقلی دلیل ۱۲

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرا اور جن وانس کا بھی عجب معاملہ ہے کہ ان کا خالق میں ہوں مگر وہ عبادت غیروں کی کرتے ہیں اور ان کا رازق میں ہوں مگر وہ شکر اوروں کا ادا کرتے ہیں۔ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال اللہ تعالیٰ انی والجن والانس فی نبأ عظیم اخلق ویعبد غیری وارزق ویشکر غیری (مظہری ج ۵ ص ۳۵۷) **۵۷** یہ بطور زجر دلیل مذکور کا ثمرہ ہے۔ مذکورہ بالا بیان سے واضح ہوگیا کہ قادر مطلق، مالک الملک اور سب کا رازق اللہ تعالیٰ ہی ہے لہٰذا وہی سب کا کارساز ہے اور وہی مستحقِ عبادت ودعا ہے مگر یہ مشرکین اس قادر ومحسن کے ساتھ عبادت اور پکار میں اس کے عاجز وبے بس بندوں کو شریک بناتے ہیں جو مذکورہ کاموں میں سے کچھ بھی نہیں کرسکتے، نہ آسمان سے بارش برسا سکتے ہیں نہ زمین سے روزی پیدا کرسکتے ہیں۔ ان کاموں میں سے کچھ بھی تو ان کے اختیار میں نہیں۔ **۵۸** یہ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سے متعلق ہے۔ مشرکین کہتے تھے کہ فرشتے بیٹیوں کی مانند اللہ کو پیارے ہیں اور وہ ان کی کوئی بات رد نہیں کرتا اس لئے ہم فرشتوں کو خدا کے یہاں سفارشی سمجھتے ہیں نیز مشرکین کہتے تھے اصل میں مالک ومختار اور متصرف علی الاطلاق تو واقعی اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن اللہ کے برگزیدہ اور نیک بندے اللہ کی سرکار میں مختار بالاذن ہیں اس لئے ہم ان کو خدا کے یہاں سفارشی سمجھ کر پوجتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ کے لئے ایسی مثالیں نہ بیان کرو جن سے شرک کی راہ نکلتی ہو یا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے لئے شریک اور مثیل نہ بناؤ یعنی اپنے معبودانِ باطلہ کو خدا کے شریک مت ٹھہراؤ۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں یقول سبحانہ لا تجعلوا معی الٰھًا غیری فانہ لا الٰہ غیری (روح ج ۱۴ ص ۱۹۴) شاہ عبدالقادر رحمہ فرماتے ہیں "مشرکین کہتے ہیں کہ مالک اللہ ہی ہے پر یہ لوگ اللہ کی سرکار میں مختار ہیں اس واسطے ان کو پوجتے سو یہ غلط مثال ہے اللہ ہر چیز آپ کرتا ہے کسی پر سپرد نہیں کر رکھا اور اگر صحیح مثال چاہو تو آگے دو مثالیں فرمائیں۔" **۵۹** تم نے اپنے معبودوں کے لئے جو مثال بیان

موضح قرآن ف ۱ یعنی خدا کے دو بندے ایک بت نکما نہ ہل سکے نہ چل سکے جیسے گونگا غلام دوسرا رسول جو اللہ کی راہ بتا دے ہزاروں کو اور آپ بندگی پر قائم ہے اسکے تابع ہونا بہتر یا اسکے ف ۲ یعنی ایمان لائے ہیں بعضے اٹکتے ہیں معاش کی فکر سے سو فرمایا کہ ماں کے پیٹ سے کوئی کچھ نہیں لاتا اسباب کمائی کے آنکھ کان دل اللہ ہی دیتا ہے اور اڑتے جانور ادھر میں کس کے بھروسے رہتے ہیں۔

فتح الرحمن ف ۱ مترجم گوید حاصل این دو مثل آنست کہ آنچہ در عالم تصرف ندارد باخدا برابر نیست چنانچہ مملوک ناتوان با مالک توانا برابر نیست وچنانکہ گنگ بی تمیز با صاحب ہدایت واقتدار برابر نیست واللہ اعلم ۱۲۔

کی ہے وہ صحیح نہیں. تمہارے خود ساختہ معبودوں کی صحیح مثالیں یہ ہیں. پہلی مثال. ایک غلام ہو جو دوسرے شخص کا مملوک ہو، وہ اپنے مالک کے رحم و کرم پر اور اس کا محتاج ہو اور اس کے پاس کوئی اختیار بھی نہ ہو. اس کے برعکس ایک وہ شخص ہے جو آزاد ہے اور ہم نے اسے حلال کمائی سے بہت سی دولت دی ہو جسے وہ اپنے اختیار سے جب چاہے، جہاں چاہے آزادانہ خرچ کرتا ہو. اب تم خود ہی بتاؤ کیا یہ دونو برابر ہو سکتے ہیں؟ استفہام انکاری ہے یعنی دونوں برابر نہیں ہو سکتے. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تمام صفات کارسازی اللہ تعالٰے کے ساتھ مختص ہیں. جس طرح ایک عاجز و بے بس غلام اور ایک با اختیار آقا برابر نہیں ہو سکتے اسی طرح اللہ تعالٰی جو تمام صفاتِ کارسازی کا مالک اور تمہارے تمام معبودوں کا آقا ہے، تمہارے معبود جو اسکے مملوک و محکوم ہیں اور کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتے اس کے برابر نہیں ہو سکتے. لیکن یہ بات اس قدر واضح اور ظاہر ہونے کے باوجود اکثر لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتی. **۶۰** یہ دوسری مثال ہے. دو شخص ہوں جن میں سے ایک وہ شخص ہے جس میں یہ چار صفتیں ہوں. گونگا بہرہ مملوک ہو، اس کے اختیار میں بھی کچھ نہ ہو، وہ الٹا اپنے مالک پر بوجھ ہو اور مالک جدھر بھی اسے بھیجے وہ کوئی کام نہ بجا لا سکے اور ایک وہ شخص ہے جس کو اللہ نے قوت گویائی عطا فرمائی ہے اور وہ عدل و انصاف تلقین کرتا ہے اور اپنے اختیار سے سیدھی راہ پر چل رہا ہے اس طرح اس کا قول اور عمل دونوں ہی سراپا خیر و برکت ہیں. یہ دونوں شخص ہرگز برابر نہیں ہو سکتے. جس طرح ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے اسی طرح معبود برحق اور تمہارے معبودانِ باطلہ میں فرق ہے. معبود حق مالک و مختار اور خیر و برکت کا سرچشمہ ہے مگر تمہارے معبود محض عاجز و بے بس ہیں اور ان کی عبادت اور پکارنے سے کسی خیر اور نفع کا امکان نہیں. وَمَنْ يَّأْمُرُ بِالْعَدْلِ اَبْكَمُ کے مقابلہ میں ہے اور وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ الخ یعنی باقی تینوں صفتوں کے مقابلے میں ہے. **۶۱** واؤ تعلیلیہ ہے اور اس میں دعوی توحید مذکورہ کی علت بیان کی گئی ہے یعنی سب کچھ کرنیوالا اللہ تعالیٰ ہی ہے کیونکہ غیب داں وہی ہے. اگر واؤ استینافیہ ہو تو یہ دوسرے دعوے کا بیان ہوگا یعنی جس طرح سب کچھ کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اسی طرح سب کچھ جاننے والا بھی وہی ہے وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ الخ یہ تخویف اخروی ہے. قیامت بپا کرنا اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی مشکل نہیں. جب اسکا معین وقت آجائیگا تو وہ آن واحد میں سارے جہان کو زیر و زبر کر دیگا کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے. **۶۲** یہ توحید پر چھٹی عقلی دلیل ہے. جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا کیا اسوقت تم کچھ بھی نہیں جانتے تھے پھر اس نے تمہیں سننے، دیکھنے اور سوچنے سمجھنے کی قوتیں عطا فرمائیں تاکہ تم اس کا شکر ادا کرو اور اس کے ساتھ شرک نہ کرو اور غیر اللہ کو حاجات میں غائبانہ مت پکارو اور اس کی عطا کردہ قوتوں کو علم دین اور معرفت الٰہی کی تحصیل میں خرچ کرو. اجتلاب العلم والعمل به من شکر المنعم وعبادته والقیام بحقوقه (مدارک ج ۲ ص ۲۲) **۶۳** یہ بھی اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کی ایک واضح دلیل ہے کہ اس نے جس طرح انسانوں کو مختلف قوتیں بخشی ہیں اسی طرح اس نے پرندوں

بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ
ڈیرے جو ہلکے رہتے ہیں تم پر جس دن سفر پر ہو اور جس دن گھر میں
وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ اَثَاثًا
اور بھیڑوں کی اون سے اور اونٹوں کی بریوں سے اور بکریوں کے بالوں سے کتنے
وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ (٨٠) وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا
اسباب اور استعمال کی چیزیں وقت مقرر تک ف۱ اور اللہ نے بنا دیئے تمہارے واسطے اپنی
خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا
بنائی ہوئی چیزوں کے سائے اور بنا دیں تمہارے واسطے پہاڑوں میں چھپنے کی جگہیں
وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ
اور بنا دیئے تم کو کرتے جو بچاؤ ہیں گرمی میں ف۱ اور کرتے
تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ
جو بچاؤ ہیں لڑائی میں اسی طرح پورا کرتا ہے اپنا احسان تم پر
لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ (٨١) فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ
تاکہ تم حکم مانو ف۲ پھر اگر پھر جائیں تو تیرا کام تو یہی ہے
الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ (٨٢) يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ
کھول کر سنا دینا پہچانتے ہیں اللہ کا احسان پھر
يُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ (٨٣) ع وَيَوْمَ
منکر ہو جاتے ہیں اور بہت ان میں ناشکر ہیں اور جس دن
نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ
کھڑا کریں گے ہم ہر فرقہ میں ف۲ ایک بتلانے والا پھر حکم نہ ملے
لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ (٨٤) وَاِذَا
منکروں کو ف۳ اور نہ ان سے توبہ لی جائے ف۳ اور جب

ع ۱۱
۱۷

۱۱- امتنان ثانی برائے زجر ۱۲

۱۲- تخویف اخروی ۱۲

موضح قرآن ف۱ اون بھیڑ کی پشم ببریوں سے یعنی اونٹ کی پشم. ف۲ جن کرتوں میں گرمی کا بچاؤ ہے سردی کا بھی بچاؤ ہے پر اس ملک میں گرمی بہت تھی اسی کا ذکر فرمایا اور لڑائی کا بچاؤ زرہ میں ہے ف۳ حکم نہ ملے یعنی بولنے کا.

فتح الرحمن ف۱ یعنی واز سردی نیز ۱۲ ف۲ وآن نبی آن قوم باشد ۱۲ ف۳ یعنی تا عذر خود کنند ۱۲.

کو بھی اڑنے کی طاقت دی ہے اور وہ اس کی قدرت سے فضائے آسمانی میں اڑتے پھرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے تکوینی احکام کے تابع ہیں۔ **۶۴** یہ بھی اللہ تعالیٰ کا انعام ہے کہ اس نے انسان کو آسمان کی طرح ہر آن متحرک اور پہاڑوں کی مانند ہر وقت ساکن پیدا نہیں فرمایا بلکہ حرکت کے بعد سکون کا تقاضا اس کی فطرت کا لازمہ قرار دیا اور گھروں کو آرام و راحت کی جگہ بنایا۔ یہ چوپائے بھی اللہ کی نعمت ہیں ان سے آدمی کس قدر کام لیتا ہے۔ ان کے چمڑوں سے گھر (یعنی خیمے اور سائبان) بناتا ہے جو ہلکے پھلکے ہوتے ہیں۔ سفر و حضر میں ان کے اٹھانے اور نصب کرنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی۔ عرب کے خانہ بدوش قبائل ایسے خیموں سے فائدہ اٹھاتے تھے۔ اونٹوں بھیڑوں اور بکریوں کے بالوں سے مختلف قسم کا سامان مثلاً کمبل، گدے، نمدے اور کوٹ وغیرہ تیار کرتے ہیں۔ **۶۵** اللہ تعالیٰ نے درختوں اور چھتوں کیلئے سائے بنا دیئے، پہاڑوں میں غاریں بنا دیں جو وقتاً فوقتاً بارش، طوفانِ باد، دھوپ اور سردی سے بچنے کے لئے استعمال کی جاتی ہیں۔ اون اور روئی وغیرہ پیدا کی جن سے سردی اور گرمی سے بچنے کے لئے لباس تیار کیا جاتا ہے۔ صرف گرمی کا ذکر فرمایا حالانکہ یہ کپڑے سردی سے بھی بچاتے ہیں اس لئے کہ عرب میں شدت کی گرمی پڑتی ہے جس سے بچنے کے لئے انہیں درختوں کے سایوں، پہاڑوں کے غاروں اور مختلف قسم کے کپڑوں کی ضرورت تھی۔ سردی وہاں اس قدر کم پڑتی ہے جو زیادہ اہتمام کے بغیر بھی برداشت کی جاسکتی ہے۔ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ لوہے کی زرہیں جو جنگ میں پہنی جاتی تھیں تاکہ بدن پر تلوار یا تیر اثر نہ کر سکے۔ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ الخ یہ ساری نعمتیں تمہیں اس لئے دیں تاکہ منعم (نعمت دہندہ) کو پہچانو، اس کا شکر بجا لاؤ، اس کی پوری پوری اطاعت کرو اور اس کے ساتھ شرک نہ کرو اور اسی کو منعم سمجھو۔ اور اسی کو متصرف و کارساز سمجھ کر حاجات میں پکارو۔ یعنی لعلكم يا اهل مكة تخلصون لله الوحدانية و الالوهية والعبادة والطاعة وتعلمون انه لا يقدر على هذه الانعامات الا الله (خازن ج ۳ ص ۱۰۸) **۶۶** یہ تمام مذکورہ دلائل سے متعلق ہے اور اِنْ کی جزا محذوف ہے ای فان تولوا بعد هذه الدلائل الواضحة والبينات القاهرة فَاُفٍّ لهم یعنی یہ معاندین اگر ایسے واضح دلائل و بینات کے بعد بھی مسئلہ توحید کو نہ مانیں تو تف ہے ان کی عقلوں پر۔ اگر وہ نہ مانیں تو اس میں آپ کا کوئی قصور نہیں کیونکہ آپ کا فرض تبلیغ ہے جو آپ نے احسن طریق سے انجام دے دیا۔ صاحبِ مدارک نے فلا تبعة عليك جزا مقدر مانی ہے ای فلا تبعة عليك وفی ذلك لان الذی عليك هو التبليغ الظاهر وقد فعلت (مدارک ج ۲ ص ۲۲۵) **۶۷** وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو خوب پہچانتے ہیں اور انہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ یہ تمام نعمتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں مگر اس کے باوجود عملاً ان کا انکار کرتے ہیں کیونکہ اللہ کے سوا غیروں کی عبادت کرتے اور از راہ عناد و تعنت ان نعمتوں کو اپنے معبودانِ باطلہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ ای يعرفون ان الله تعالىٰ هو المسدی اليهم ذلك وهو المتفضل به عليهم ومع هذا ينكرون ذلك ويعبدون معه غيره ويسندون النصر والرزق الى غيره (ابن کثیر ج ۲ ص ۵۸۰) ان کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے اس لئے ان پر دلائل کا کوئی اثر ہوگا نہ امتنان کا

رَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ
دیکھیں گے ظالم عذاب کو پھر ہلکا نہ ہوگا ان سے
وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ (٨٥) وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا
اور نہ ان کو ڈھیل ملے اور جب دیکھیں مشرک لوگ
شُرَكَآءَهُمْ قَالُوْا رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا الَّذِيْنَ
اپنے شریکوں کو وہ بولیں اے رب یہ ہمارے شریک ہیں جن کو
كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ ج فَاَلْقَوْا اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ
ہم پکارتے تھے تیرے سوائے تب وہ ڈالیں گے ان پر بات
اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ (٨٦) وَاَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ يَوْمَئِذِ السَّلَمَ
کہ تم جھوٹے ہو اور آ پڑیں اللہ کے آگے اس دن عاجز ہوکر
وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ (٨٧) اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا
اور بھول جائیں جو جھوٹ باندھتے تھے جو لوگ منکر ہوئے ہیں
وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ
اور روکتے رہے ہیں اللہ کی راہ سے ان کو ہم بڑھا دیں گے عذاب پر
الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ (٨٨) وَيَوْمَ نَبْعَثُ
عذاب بدلہ اس کا جو شرارت کرتے تھے اور جس دن کھڑا کریں گے ہم
فِىْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَ
ہر فرقہ میں ایک بتلانے والا ان پر انہی میں کا اور
جِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ ط وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ
تجھ کو لائیں بتلانے کو ان لوگوں پر اور اتاری ہم نے تجھ پر
الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّ
کتاب کھلا بیان ہر چیز کا اور ہدایت اور رحمت اور

الثلثة

لے اعادہ بوجہ بُعد ہے
ہے دلیل وحی برائے
نفی شرک فی التصرف

منزل۳

موضح قرآن ف۱ جو لوگ پوجتے ہیں بزرگوں کو وہ بزرگ بے گناہ ہیں ایک شیطان اپنا وہی نام رکھ کر آپ کو پجواتا ہے اس سے ان کو کہیں گے کہ تم جھوٹے ہو۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی معبودانِ باطل خود را ۱۲ ف۲ و آن نبی آن قوم باشد ۱۲

بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿٨٩﴾ ع اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ
خوشخبری حکم ماننے والوں کے لئے اللہ حکم کرتا ہے انصاف کرنے کا
وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ
اور بھلائی کرنے کا ۷۰ اور قرابت دار کے دینے کا اور منع کرتا ہے
الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ج يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ
بے حیائی سے اور نامعقول کام سے اور سرکشی سے تم کو سمجھاتا ہے تاکہ تم
تَذَكَّرُوْنَ ﴿٩٠﴾ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ
یاد رکھو ف۱ اور پورا کرو عہد اللہ کا ۷۱ جب آپس میں عہد کرو
وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ
اور نہ توڑو قسموں کو پکا کرنے کے بعد اور تم نے
جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ط اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا
کیا ہے اللہ کو اپنا ضامن ف۲ اللہ جانتا ہے جو تم
تَفْعَلُوْنَ ﴿٩١﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا
کرتے ہو اور مت رہو ۷۲ جیسے وہ عورت کہ توڑا اپنا سوت اس نے کاتا ہوا
مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ط تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا
محنت کے بعد ٹکڑے ٹکڑے کہ ٹھہراؤ اپنی قسموں کو دخل دینے کا بہانہ
بَيْنَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِيَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ ط اِنَّمَا
ایک دوسرے میں اس واسطے کہ ایک فرقہ ہو چڑھا ہوا دوسرے فرقے سے ف۳ یہ تو
يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ ط وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا
اللہ پرکھتا ہے تم کو ۷۳ اس سے اور آئندہ کھول دیگا اللہ تم کو قیامت کے دن جس بات
كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿٩٢﴾ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ
میں تم جھگڑ رہے تھے ف۳ ۷۴ اور اللہ چاہتا تو ۷۵ تم سب کو

ع ۱۲ ۱۸

عذاب سے بچنے کے لئے اوامر و نواہی کا بیان ۲

عہد توڑنے والوں کی مذمت کا بیان ۳

۶۸ تخویف اخروی ہے۔ یہ ماقبل سے متعلق ہے یعنی دنیا میں ماننے پر نہیں آتے قیامت کے دن جب تمام امتیں احکم الحاکمین کی عدالت میں حاضر ہوں گی تو ہر امت کا رسول بطورِ گواہ پیش ہو کر اپنی امت کے نیک و بد کے بارے میں بیان دے گا کہ اس نے دعوتِ حق کے ساتھ کیسا سلوک کیا، اس دن ان منکرین کو اپنی صفائی پیش کرنے کے لئے لب کشائی کی اجازت نہ ہوگی اور نہ ان سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ الخ انبیاء علیہم السلام کی گواہی کے بعد مشرکین کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر نہ ان کے عذاب میں کچھ تخفیف ہوگی اور نہ انہیں عذاب میں داخل کرنے سے پہلے کچھ مہلت دی جائے گی۔ **۶۹** قیامت کے دن جب مشرکین ان خاصانِ خدا کو دیکھیں گے تو فوراً بول اٹھیں گے کہ ہمارے پروردگار یہ ہیں ہمارے حمایتی اور سفارشی جن کو ہم دنیا میں تیرے سوا پکارا کرتے تھے۔ شاہ عبدالقادر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "جو لوگ پوجتے ہیں بزرگوں کو وہ بزرگ بے گناہ ہیں۔ ایک شیطان اپنا وہی نام رکھ کر پجواتا ہے اس سے ان کو کہیں گے کہ تم جھوٹے ہو"۔ فَاَلْقَوْا الخ یعنی وہ بزرگ مشرکین سے کہیں گے کہ تم جھوٹے ہو جو ہمیں خدا کا شریک بتا رہے ہو نہ ہم نے کبھی تم سے کہا کہ ہماری عبادت کیا کرنا اور اگر تم نے اپنی بدبختی سے ایسا کیا بھی ہے تو خدا گواہ ہے ہمیں تمہاری عبادت اور پکار کی خبر بھی نہیں فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ (یونس ع ۳) **۷۰** قیامت کے روز مشرکین سرافگندہ ہوں گے اور عذاب کے لئے تیار ہونگے اور جن خود ساختہ حمایتیوں اور سفارشیوں سے امیدیں وابستہ کر رکھی تھیں وہ سب غائب ہوں گے اور کوئی بھی کام نہیں آئے گا۔ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ وہ کفار جو نہ خود مانتے تھے اور نہ دوسروں کو ماننے دیتے تھے انہیں دوگنا تگنا عذاب دیا جائے گا کیونکہ وہ خود تو گمراہ تھے ہی اس کے ساتھ انہوں نے مخلوقِ خدا کو بھی گمراہ کیا اور انہیں جہنم میں دھکیلا۔ ای عذابًا بکفرھم و عذابًا بصدھم عن سبیل اللّٰہ (مدارک ج ۲ ص ۲۲۹) **۷۱** اعادہ بوجہ بعد عہد برائے بیان امر زائد مِنْ اَنْفُسِهِمْ یعنی قیامت کے دن ہم ہر امت سے گواہ کھڑا کریں گے مراد ہر امت کا رسول ہے یا اس سے مراد ہر آدمی کے ہاتھ پاؤں ہیں جو قیامت کے دن بول کر آدمی کے نیک و بد اعمال کی گواہی دیں گے۔ وَجِئْنَا بِكَ الخ اور آپ کو ہم ان مشرکین پر بطور گواہ قیامت کے دن اپنی عدالت میں حاضر کریں گے۔ قیامت کے دن حضور علیہ السلام اپنے زمانہ کے نیک و بد لوگوں کے بارے میں گواہی دیں گے اور سب کے بارے میں بیان فرمائیں گے کہ انہوں نے آپ کی دعوت کے ساتھ کس قسم کا سلوک کیا۔ چنانچہ صحیح مسلم میں ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا اقول کما قال العبد الصالح الخ میں وہی جواب دوں گا جو اللہ کے نیک

موضح قرآن ف۱ غیر کے مقدمہ میں انصاف چاہیئے یعنی برابر رکھنا اور اپنی طرف سے بھلائی ف۲ کوئی قول دیکر دغا کرتا ہے اس واسطے کہ زبردست کو گرادے اور کمزور کو چڑھا دے یہ اللہ نے آزمانے کو رکھا ہے کسی کے بدلے سے بدلا نہیں جاتا اور ہارے اقبال وہی لاوے تو آوے اور بدقولی کا خیال تب ہی آتا ہے جب ادبار آنا ہوتا ہے۔ دوسرے کا گرایا نہ گرا اول آپ گرتا ہے اپنے بنے کام کو خراب کرنا جیسے ایک عورت دیوانی تھی مالدار سارے برس سوت کتواتی کہ جوڑا اول دوں گی اقربا کو جب جاڑا شروع ہوتا سوت کتر کر بوٹی بوٹی سب کو بانٹتی۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی نام او را در قسم مذکور کردہ اید ۱۲ ف۲ یعنی برائے منفعت دنیا تامال و منال زیادہ بدست آید ۱۲ ف۳ مترجم گوید مراد تحریم یمین غموس و حاصل مثل آنست کہ اعمال خود را حبط مکنید چنانکہ این زن عمل خود را تباہ کردہ واللہ اعلم گویا اینجا اشارہ است بآنکہ یمین غموس حبط کنندہ اعمال است واللہ اعلم ۱۲۔

اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ
ایک ہی فرقہ کردیتا لیکن راہ بھلاتا ہے جس کو چاہے اور سمجھاتا ہے
مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَلَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (٩٣)
جس کو چاہے اور تم سے پوچھ ہوگی جو کام تم کرتے تھے ف١
وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ
اور نہ ٹھہراؤ ف٢ اپنی قسموں کو دھوکا آپس میں کہ ڈگ نہ جائے کسی کا
قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا السُّوْۗءَ بِمَا
پاؤں جمنے کے پیچھے اور تم چکھو سزا اس بات پر کہ
صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَلَكُمْ عَذَابٌ
تم نے روکا اللہ کی راہ سے اور تم کو بڑا
عَظِيْمٌ (٩٤) وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ
عذاب ہوگا ف١ اور نہ لو ف٢ اللہ کے عہد پر مول تھوڑا سا
اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (٩٥)
بیشک جو اللہ کے ہاں ہے وہی بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم جانتے ہو ف٣
مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ۭ وَلَنَجْزِيَنَّ
جو تمہارے پاس ہے ختم ہو جائیگا اور جو اللہ کے پاس ہے کبھی ختم نہ ہوگا اور ہم بدلہ میں دینگے
الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا
صبر کرنے والوں کو ان کا حق اچھے کاموں پر جو
يَعْمَلُوْنَ (٩٦) مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى
کرتے تھے جس نے کیا نیک کام ف١ مرد ہو یا عورت ہو
وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ
اور وہ ایمان پر ہے تو اسکو ہم زندگی دیں گے ایک اچھی زندگی ف٢ اور بدلے میں دینگے ان کو

بندے عیسی علیہ السلام دیں گے یعنی وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ الآیہ یعنی جب تک میں ان میں موجود رہا اس وقت تک تو ان کے حال کو جانتا تھا مگر بعد کا مجھے علم نہیں وہ کیا کرتے رہے۔ لفظ شَهِيْدًا کی پوری تحقیق سورہ بقرہ کی تفسیر میں گذر چکی ہے ملاحظہ ہو حاشیہ نمبر ۲۵۰ ج ۱ ص ۵۷

پہلے حصہ میں نفی شرک فی التصرف پر چھ دلائل عقلیہ اور ایک دلیل نقلی کے بعد یہ دلیل وحی ہے۔ یعنی ایک طرف تو عقل سلیم کی واضح شہادتیں ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب، متصرف و مختار اور کارساز نہیں اور تمام انبیاء علیہم السلام بھی اسی لئے مبعوث کئے گئے اور یہ مسئلہ بذریعہ وحی آپ پر نازل کیا گیا ہے آپ اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے۔ ہم نے آپ پر ایک ایسی جامع کتاب نازل کی ہے جس میں عقائد سے لے کر اعمال تک اور اخلاق سے لے کر معاملات تک کے بارے میں تمام بنیادی اور ضروری احکام بیان کر دیئے گئے ہیں۔ اہل بدعت اس آیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب کلی ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کا دعوی ہے کہ قرآن میں ہر چیز بیان کر دی گئی ہے یعنی ما کان وما یکون اور حضور علیہ السلام قرآن مجید کو کما حقہ سمجھتے تھے لہٰذا اس سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام کو ما کان وما یکون کا کلی اور تفصیلی علم تھا۔ مگر یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ ان کا استدلال اس پر مبنی ہے کہ یہاں لفظ کُلّ استغراق حقیقی کے لئے ہو اور یہ دعوی باطل ہے کیونکہ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ میں کُلّ استغراق حقیقی کے لئے نہیں بلکہ استغراق اضافی کے لئے ہے۔ اور اس سے دین کے بنیادی اور ضروری احکام مراد ہیں جیسا کہ مفسرین نے اس کی صراحت فرمائی ہے۔ تبیانا لکل شیء من امور الدین (مدارک ج ۲ ص ۲۲۹) قال مجاہد تبیانا للحلال والحرام (قرطبی ج ۱۰ ص ۱۶۴) لکل شیء یحتاج الیہ من الامر والنہی والحلال والحرام والحدود والاحکام (معالم ج ۴ ص ۱۱۰) تبیانا لکل شیء یعنی من امور الدین (خازن) والمراد من کل شیء علی ما ذہب الیہ جمع ما یتعلق بامور الدین (روح ج ۱۴ ص ۲۱۴) (تبیانا) بیانا بلیغا (لکل شیء) یتعلق بامور الدین (ابو السعود ج ۵ ص ۵۰۰) قال الزمخشری المعنی انہ بین کل شیء من امور الدین الخ (بحر ج ۵ ص ۵۲۷) (تبیانا) بیانا بلیغا (لِكُلِّ شَيْءٍ) یحتاجون الیہ

من امور الدین

(جامع البیان ص ۲۳۶)

ان حوالوں سے معلوم ہو گیا کہ مفسرین کرام (شکر اللہ مساعیہم) نے یہاں لفظ کُلّ استغراق اضافی پر محمول کیا ہے اور استغراق حقیقی کسی نے بھی مراد نہیں لیا لہٰذا مبتدعین کا استدلال باطل ہے اور اس آیت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب کلی ثابت نہیں ہو سکتا۔ حضرت شیخ رحمہ نے فرمایا کہ قرآن مجید کے تمام احکام دین کا بیان ہونے سے مراد یہ ہے کہ کچھ احکام قرآن میں صراحۃً مذکور ہیں اور کچھ بحوالہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

موضح قرآن ف١ اس سے معلوم ہوا کہ کافر کو بد قولی سے نہ ماریئے کفر ان باتوں سے مٹتا نہیں اور اپنے اوپر وبال آتا ہے ف٢ یعنی مسلمانی کو بدنام نہ کرو کہ یقین لانے والے شک میں پڑیں اور تم پر یہ گناہ چڑھے ف٣ پہلے مذکور تھا آپس کے قول توڑنے کا اب ذکر ہے اللہ سے قول توڑنے کا یعنی مال کی طمع سے حکم شرعی کے خلاف نہ کرو وہ مال وبال لاویگا جو موافق شرع ہاتھ لگے وہی بہتر ہے تمہارے حق میں۔

فتح الرحمٰن ف١ مترجم گوید درجہاد عہد کردہ وقسم خوردہ دغا کردن سبب آنست کہ کافران من بعد قول ایشان را معتبر ندانند و با ایشان صحبت ندارند بلکہ مسلمانان در شبہہ افتند واللہ اعلم ۱۲ ف٢ یعنی در دنیا نعمت دہیم ۱۲۔

جیسا کہ فرمایا مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا **ف۷۳** دلائل توحید اور تخویفات دنیوی یہ اخرویہ کے بعد عذاب سے بچنے کا علاج بتایا کہ شرک نہ کرو انصاف کو اپنی زندگی کا دستور بناؤ، ظلم وعدوان سے اجتناب کرو، احسان وتفضل سے کام لو، بے حیائی اور برے کاموں سے باز آجاؤ۔ اگر تم ان امور پر عمل کروگے تمہارے دلوں میں نیکی سے محبت اور برائی سے نفرت پیدا ہوگی جو آخر تمہاری استقامت کا باعث ہوگی اَلْعَدْلِ سے مراد توحید ہے العدل التوحید قالہ ابن عباس قرآن مجید کی یہ آیت اس قدر جامع ہے کہ اس میں تمام ابواب خیر اور تمام ابواب شر کو جمع کردیا گیا ہے قال ابن مسعود ھذہ اجمع اٰیۃ فی القراٰن لخیر یمتثل و لشر یجتنب (قرطبی ج ۱۰ ص۱۶۵) قرآن مجید میں جہاں کہیں عذاب دینے کا ذکر ہو وہاں دفع عذاب کے لئے تین امور بیان کئے جاتے ہیں۔ یعنی شرک نہ کرو، احسان کرو اور ظلم نہ کرو۔ اس سورت میں اہل مکہ کے لئے عذاب کی دھمکی تھی اس لئے امور ثلاثہ کو ذکر کیا گیا۔ **ف۷۴** یہاں عہد سے ایمان واسلام کا عہد مراد ہے جو ہر آدمی اسلام قبول کرتے وقت یا بالغ ہوتے وقت اللہ تعالیٰ سے کرتا ہے۔ یعنی ایمان پر مضبوطی سے قائم رہنا اور اسلام کے تمام احکام وحدود کی پابندی کرنا۔ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب صحابہ کرام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک پر دین اسلام پر قائم رہنے کی بیعت کی تھی۔ اس میں مسلمانوں کو اس عہد بیعت پر قائم رہنے کی تاکید کی گئی۔ عہد اللہ ھی البیعۃ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ السلام علی الاسلام لقولہ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ الخ (کبیر ج ۵ ص۵۱۶، مدارک ج ۲ ص۲۲۲) بَعْدَ تَوْکِیْدِھَا یعنی اپنے عہدوں کو مضبوط اور پختہ کرنے کے بعد مت توڑو۔ کیونکہ تم نے اللہ کا نام لے کر عہد کیا ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کو گواہ بنایا ہے۔ **ف۷۵** یہ عہد توڑنے والوں کے لئے تمثیل ہے۔ کہتے ہیں مکہ مکرمہ میں ایک عورت تھی جس کے دماغ میں خلل تھا وہ سوت کاتتی تھی مگر کاتنے کے بعد سوت کو نوچ ڈالتی (ابن کثیر) فرمایا عہد کو توڑنا بالکل ویسا ہی ہے جیسا کہ وہ کم عقل عورت سوت کات کر توڑ دیتی تھی۔ اَنْکَاثًا ٹکڑے ٹکڑے یہ غَزْلَھَا سے حال ہے۔ تَتَّخِذُوْنَ، لَا تَکُوْنُوْا کے فاعل سے حال ہے۔ دَخَلًا سے مراد غدر وخیانت ہے اور یہ تَتَّخِذُوْنَ کا مفعول ثانی ہے۔ (روح) اَنْ تَکُوْنَ ای بسبب ان تکون (مدارک) اُمَّۃٌ اول سے جماعت مشرکین اور اُمَّۃٌ ثانی سے جماعت مؤمنین مراد ہے اَرْبٰی تعداد اور مال ودولت میں زیادہ، ازید عددا واوفر مالًا (مدارک ج ۲ ص۲۳۲) یعنی مشرکین کی کثرت تعداد اور فراوانی مال وزر کی وجہ سے اپنے عہد ومیثاق کو اپنے بھائیوں سے غدر وخیانت کا ذریعہ نہ بنانا۔ المعنی لا تغدروا بجماعۃ بسبب ان تکون جماعۃ اخری اکثر منہا واعزیل علیکم الوفاء بالایمان (روح ج ۱۴ ص۲۲۲) **ف۷۶** کفار کو کثرت مال عطا کرنے کی حکمت بیان فرمائی کسی قوم کی کثرت

اَجْرَھُمْ بِاَحْسَنِ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۹۷﴾ فَاِذَا قَرَاْتَ
حق ان کا بہتر کاموں پر جو کرتے تھے ف۱ سو جب تو پڑھنے لگے
الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ﴿۹۸﴾
قرآن ف۲ تو پناہ لے اللہ کی شیطان مردود سے
اِنَّہٗ لَیْسَ لَہٗ سُلْطٰنٌ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰی
اس کا زور نہیں چلتا ان پر جو ایمان رکھتے ہیں اور
رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ ﴿۹۹﴾ اِنَّمَا سُلْطٰنُہٗ عَلَی الَّذِیْنَ
اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں اس کا زور تو انہی پر ہے جو
یَتَوَلَّوْنَہٗ وَالَّذِیْنَ ھُمْ بِہٖ مُشْرِکُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ ع وَاِذَا
اس کو رفیق سمجھتے ہیں اور جو اس کو شریک مانتے ہیں ف۳ اور جب
بَدَّلْنَآ اٰیَۃً مَّکَانَ اٰیَۃٍ لا وَّاللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا یُنَزِّلُ
بدلتے ہیں ف۴ ایک آیت کی جگہ دوسری ف۱ اور اللہ بہتر جانتا ہے جو اتارتا ہے ف۵
قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ ط بَلْ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾
تو کہتے ہیں تو تو بنا لاتا ہے یہ بات نہیں پر اکثروں کو ان میں خبر نہیں ف۶
قُلْ نَزَّلَہٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّکَ بِالْحَقِّ
تو کہہ اس کو اتارا ہے پاک فرشتے نے ف۷ تیرے رب کی طرف سے بلاشبہ
لِیُثَبِّتَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھُدًی وَّبُشْرٰی لِلْمُسْلِمِیْنَ ﴿۱۰۲﴾
تاکہ ثابت کرے ایمان والوں کو اور ہدایت اور خوشخبری مسلمانوں کے واسطے ف۸
وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّھُمْ یَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا یُعَلِّمُہٗ بَشَرٌ ط
اور ہم کو خوب معلوم ہے کہ وہ کہتے ہیں ف۹ اس کو تو سکھاتا ہے ایک آدمی
لِسَانُ الَّذِیْ یُلْحِدُوْنَ اِلَیْہِ اَعْجَمِیٌّ وَّھٰذَا
جس کی طرف تعریض کرتے ہیں اس کی زبان ہے عجمی اور یہ قرآن

ع ۱۳ ۱۱ ۱۹

۱ متعلق بدلیل حقی ۲

۲ شکوی ۳

۳ جواب شکوی ۳

۴ شبہ مشرکین کا دوسرا شکوی (طعن)

۵ جواب شکوی بانسبہ ۱۲

موضح قرآن ف۱ اچھی زندگی قیامت کو جلاویں گے یا دنیا میں اللہ کی محبت میں اور لذت میں ف۲ دنیا میں کسی آدمی کو کوئی شیطان یعنی جن ستانے لگے تو اس کے رجوع نہ ہووے اور سر چڑھتا ہے بلکہ اللہ کی پناہ میں دوڑے اس کا کلام ہے اور اُسی کے نام ہیں ف۳ اس کلام میں اللہ تعالیٰ نے اکثر نسخ فرمایا ہے تو کافر شبہ کرتے اس کا جواب سمجھا دیا یعنی ہر وقت پر موافق اس وقت کے حکم بھیجے تو یقین والوں کا دل قوی ہو کہ ہمارا رب ہر حال سے خبردار ہے۔ ف۴ یعنی ہر حال میں اسکے موافق راہ سوجھاوے اور ہر کام پر دیسی خوشخبری سنا دے

فتح الرحمن ف۱ یعنی یک آیت را بآیت دیگر نسخ کنیم ۱۲۔

تعداد اور دولت تمہارے لئے عہد شکنی کا باعث نہ بنے کیونکہ یہ ایک آزمائش ہے جس سے تمہارا امتحان مقصود ہے کہ کون اپنے عہد پر قائم رہتا ہے اور کون عہد کو توڑتا ہے۔ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ الخ قیامت کے دن تم پر خوب واضح ہو جائے گا کہ عہد توڑ کر تم نے بہت بڑا جرم کیا ہے۔ **ف۷۷** اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب کو ایک ہی امت بنا دیتا، ان میں کوئی اختلاف نہ ہوتا اور سب ہی اللہ کے عہد پر قائم ہوتے لیکن اللہ تعالیٰ ہر شخص کا امتحان لینا چاہتا ہے کہ ان میں کون ضد کرتا ہے اور کون اللہ کی طرف انابت اور رجوع کرتا ہے۔ وَلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ چنانچہ جو لوگ عقل و فکر سے کام نہیں لیتے اور محض ضد و عناد کی وجہ سے حق کا انکار کرتے ہیں انہیں ہدایت کی توفیق نہیں ملتی وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ۔ اور جو لوگ نیک نیتی سے حق کی جستجو کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی دستگیری فرماتا اور انہیں قبول حق کی توفیق دے دیتا ہے۔ **ف۷۸** امر زائد مرتب کرنے کے لئے مضمون مذکور کا بصورت نہی اعادہ کیا گیا۔ نیز اعادہ سے تاکید مقصود ہے اپنی قسموں اور اپنے عہدوں کو غدر و خیانت کا ذریعہ نہ بناؤ ورنہ اس (عہد شکنی) کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہارے پاؤں دین اسلام کی راہ سے پھسل جائیں گے اور تم میں سے جو لوگ عہد بیعت توڑ کر دوبارہ کفر میں چلے جائیں گے انکا یہ عمل دوسروں کے لئے بھی بیعت توڑ کر اسلام سے خارج ہونے کا باعث ہوگا اس لئے تمہیں دنیا اور آخرت میں اس عہد شکنی کا سخت ترین عذاب جھیلنا پڑے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہاں عہد اور ایمان سے مراد عام نہیں بلکہ بیعت اسلام کا عہد مراد ہے کیونکہ اتنی سخت وعید ترک اسلام پر ہی ہو سکتی ہے۔ اور اس کے بعد مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ الخ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ عہد سے عہد اسلام مراد ہے۔ **ف۷۹** اسلام قبول کرنے کے بعد مشرکین کی ظاہری شان و شوکت، مال و دولت اور افراد کی کثرت کو دیکھ کر عہد اسلام کو مت توڑو کیونکہ یہ دنیا کا تمام ساز و سامان اور مال و دولت آخرت کے مقابلے میں نہایت حقیر اور بے وقعت ہے۔ اسلام پر قائم رہنے کی صورت میں اللہ تعالیٰ کے یہاں تمہاری جو قدر و منزلت اور تمہارے لئے جو اجر و ثواب ہے وہ اس دنیوی مال، سامان اور عیش سے کہیں بہتر ہے۔ **ف۸۰** دنیا کی تحقیر کا بیان مقصود ہے یعنی دنیوی ساز و سامان کی طرف توجہ نہ کرو بلکہ آخرت کی فکر کرو۔ کیونکہ دنیا کی ہر چیز فانی اور ختم ہو جانیوالی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے یہاں منکرین کے لئے جو عذاب ہے اور مؤمنین کے لئے جو ثواب ہے وہ کبھی ختم نہیں ہوگا جو لوگ دنیا میں عہد اسلام پر قائم رہیں گے اور اللہ تعالیٰ کی احکام و حدود کی پابندی کریں گے آخرت میں ان کے تمام اعمال کا انہیں پورا پورا اجر و ثواب ملے گا۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں جہاں دولت دنیا کے فریب میں آنے سے ڈرایا جاتا ہے وہاں عام طور سے تین باتیں مذکور ہوتی ہیں (۱) دولتِ دنیا

لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۰۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ

زبان عربی ہے صاف ف۱ وہ لوگ جن کو ف۲ اللہ کی باتوں پر یقین

اللّٰهِ ۙ لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾ اِنَّمَا

نہیں ان کو اللہ راہ نہیں دیتا اور ان کے لئے عذاب دردناک ہے ف۳ جھوٹ تو

يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَ

وہ لوگ بناتے ہیں جن کو یقین نہیں اللہ کی باتوں پر اور

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ

وہی لوگ جھوٹے ہیں جو کوئی منکر ہوا اللہ سے ف۴ یقین لائے

اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ

پیچھے مگر وہ نہیں جس پر زبردستی کی گئی ہو اور اس کا دل برقرار ہے ایمان پر

وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ

و لیکن جو کوئی دل کھول کر منکر ہوا سو اس پر غضب ہے

مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۶﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا

اللہ کا اور ان کو بڑا عذاب ہے ف۵ یہ اس واسطے کہ انہوں نے عزیز رکھا

الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

دنیا کی ف۶ زندگی کو آخرت سے اور اللہ راستہ نہیں دیتا منکر

الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَ

لوگوں کو ف۷ یہ وہی ہیں کہ مہر کر دی اللہ نے ان کے دلوں پر اور کانوں پر اور

اَبْصَارِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ

آنکھوں پر اور یہی ہیں بیہوش خود ظاہر ہے کہ

فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ

آخرت میں یہی لوگ خراب ہیں پھر بات یہ ہے کہ تیرا رب ان لوگوں پر کہ

منزل ۳

تخویف اخروی ۱۲

تخویف اخروی ۱۲

تشویق برائے تعقیب ذکری ۱۲

موضح قرآن ف۱ ایک شخص کا غلام رومی نصرانی مکے میں تھا حضرت کے پاس آ بیٹھتا محبت سے اللہ کا کلام اور پیغمبروں کا احوال سننے کو کافر کہتے وہی سکھا جاتا ہے ف۲ یعنی جتنا سمجھائے وہ نہیں سمجھتے بے یقین آدمی محروم ہیں ف۳ پہلے مذکور ہوئے کافروں کے شبہے اب فرمایا کہ جو کوئی شبہہ سن کر ایمان سے پھر جاوے اس کا یہ حال ہے مگر ظالم زبردستی سے اگر منہ سے کفر کا لفظ کہوادے اور دل میں ایمان برقرار ہے اس کو گناہ نہیں لیکن اگر مرنا قبول کرے اور لفظ بھی منہ سے نہ کہے تو شہید اکبر ہے ف۴ اور جو کوئی ایمان سے پھرا ہے تو دنیا کی غرض کو جان کے ڈر سے یا برادری کی خاطر یا زر کے لالچ سے جس نے دنیا عزیز رکھی اس کو آخرت کہاں۔ اگر جان کے ڈر سے لفظ کہے تو چاہئے جب ڈر کا وقت جا چکے پھر توبہ و استغفار کر کر ثابت ہو جاوے۔

قلیل وحقیر ہے۔ (۲) اس کی وجہ سے دنیا میں عذاب آتا ہے (۳) آخرت میں بھی عذاب ہو گا امر اول مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ سے امر دوم وَتَذُوْقُوا السُّوْٓءَ سے اور امر سوم وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ سے ذکر کیا گیا ہے۔ **۸۱** جو مرد وزن دنیا میں نیک کام کرے بشرطیکہ وہ مؤمن ہو تو اس کی دنیا کی زندگی بھی پاکیزہ اور پر لطف ہو گی کیونکہ مؤمن موحد کو اللہ تعالیٰ کی بندگی، اطاعت، اور صبر و قناعت میں جو لطف اور قلبی اطمینان حاصل ہوتا ہے وہ شاہانِ دنیا کو تخت و تاج اور بے شمار سامان تعیش سے بھی نصیب نہیں ہوتا۔ اور آخرت میں بھی اپنے تمام اعمال کی پوری پوری جزا پائیں گے۔ بعض مفسرین نے حَيٰوةً طَيِّبَةً سے اخروی زندگی مراد لی ہے۔ جس کا پاکیزہ اور پر لطف ہونا کسی تشریح و توضیح کا محتاج نہیں۔ والمراد بالحياة الطَّيِّبَة الحياة التي تكون في الجنة إذ هناك حياة بلا موت وغنى بلا فقر وصحة بلا سقم وملك بلا هلك وسعادة بلا شقاوة (روح ج ۱۴ ص ۲۲۶)

۸۲ یہ دلیل وحی یعنی وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ الخ سے متعلق ہے۔ یعنی ہم نے آپ پر ایک ایسی جامع کتاب نازل کی ہے کہ اس میں تمام ضروریاتِ دین کی پوری تفصیل موجود ہے اور جس میں مذکور الصدر امور ثلاثہ کا ذکر ہے یعنی شرک نہ کرو، احسان کرو اور ظلم نہ کرو پس جب آپ اس کی تلاوت فرمانے لگیں تو اس کی ابتدار میں شیطان سے استعاذہ ضرور کر لیا کریں کیونکہ وہ دورانِ تلاوت وسوسے ڈالنے اور لوگوں کے دلوں میں شبہات پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگرچہ آپ پر اس کا کوئی مکرو فریب اثر انداز نہیں ہو سکتا کیونکہ مؤمنین صادقین جو اللہ پر بھروسہ رکھتے ہیں ان پر شیطان کا بس نہیں چل سکتا البتہ اس کے ورغلانے اور وسوسے ڈالنے کا ان لوگوں پر اثر ہوتا ہے جو وسوسوں پر عمل کرتے اور اس کے گمراہ کرنے سے اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔ بِہٖ میں بار سببیہ ہے والمعنے بسببه .... ای من اجله ومن اجل حمله ایاهم علی الشرك بالله صاروا مشركين (کبیر ج ۵ ص ۴۸۵) تلاوتِ قرآن سے پہلے استعاذہ کو مشہور الفاظ جو حدیثوں میں وارد ہیں یہ ہیں۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ **۸۳** یہ مشرکین پر شکوی ہے جو قرآن مجید پر شیطانی وسوسوں سے بے جا شبہات وارد کرتے تھے یہ ان کا پہلا شبہہ ہے جو دلیل وحی سے متعلق ہے قرآن مجید میں جو احکام ابتدا میں وقتی مصالح کی بنا پر نازل کئے گئے تھے جب ان کی ضرورت باقی نہ رہی تو انہیں منسوخ کر دیا گیا اس پر مشرکین طعن کرنے لگے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک بات کہے پھر اسے واپس لے لے

هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا ۙ
انہوں نے وطن چھوڑا ہے بعد اس کے کہ مصیبت اٹھائی پھر جہاد کرتے رہے اور قائم رہے
اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (110) ع يَوْمَ تَاْتِيْ
بیشک تیرا رب ان باتوں کے بعد بخشنے والا مہربان ہے ف۱ جس دن آئے گا ۸۴
كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا
ہر جی جواب و سوال کرتا اپنی طرف سے اور پورا ملے گا ہر کسی کو جو
عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ (111) وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً
اس نے کمایا اور ان پر ظلم نہ ہو گا ف۲ اور بتلائی اللہ نے ۸۵ ایک مثال ایک بستی کی
كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَىِٕنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ
تھی چین امن سے چلی آتی تھی اس کو روزی فراغت کی ہر جگہ سے
مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ
پھر ناشکری کی اللہ کے احسان کی پھر چکھایا اس کو اللہ نے مزہ کہ ان کے
الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ (112) وَلَقَدْ جَآءَهُمْ
تن کے کپڑے ہو گئے بھوک اور ڈر بدلہ اس کا جو وہ کرتے تھے ف۳ اور ان کے پاس پہنچ چکا
رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ
رسول انہی میں کا پھر اس کو جھٹلایا پھر آ پکڑا ان کو عذاب نے اور وہ
ظٰلِمُوْنَ (113) فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّاشْكُرُوْا
گنہگار تھے ف۴ سو کھاؤ ۸۶ جو روزی دی تم کو اللہ نے حلال اور پاک اور شکر کرو
نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ (114) اِنَّمَا حَرَّمَ
اللہ کے احسان کا اگر تم اسی کو پوجتے ہو ف۵ اللہ نے تو یہی حرام کیا ہے
عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ
تم پر ۸۷ مُردار اور لہو اور سور کا گوشت اور جس پر نام پکارا

۱۴ ع ۱۰ ۲۰

[illegible]

موضح قرآن **ف۱** مکے میں بعضے لوگ کافروں کے ظلم سے بچ گئے تھے یا زبانی لفظ کہہ لیا تھا اس کے پیچھے جب اتنے کام کئے ایمان کے وہ تقصیر بخشی گئی ایک بزرگ تھے عمار ان کے باپ یاسر اور ماں سمیہ ظلم اٹھاتے مر گئے پر لفظ کفر نہ کہا بیٹے نے خوف سے جان کے لفظ کہہ دیا پھر روتے ہوئے حضرت پاس آئے تب یہ آیتیں اتریں **ف۲** یعنی کسی طرف کوئی نہ بولے گا اس دن ظلم نہ چل سکے گا۔ **ف۳** ایسے بہت شہر ہوتے ہیں پر یہ احوال فرمایا مکہ کا کہ کپڑے بھوک اور ڈر یعنی ایک دم بھوک اور ڈر سے خالی نہ رہنے لگے **ف۴** یعنی ایمان لاؤ اور حلال کو حرام مت کرو اپنے عمل سے۔

فتح الرحمن **ف۱** این قصہ اجمالی انتزاع کردہ شدہ است از قصہائے بسیار و منطبق است بر واقعہائے بے شمار و لہٰذا مثل نامیدہ شد و در عبارت جمع کردہ شدہ است دو تشبیہ در یک سیاق ۱۲۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ (عیاذاً باللہ) یہ قرآن اللہ کا کلام نہیں بلکہ یہ محمدؐ کا کلام ہے جسے وہ غلط طور سے اللہ کی طرف منسوب کر دیتا ہے۔ مشرکین ظالم ایسے بیباک تھے کہ حضور (علیہ السلام) کو مخاطب کر کے پورے وثوق سے کہنے لگے اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ اے محمدؐ بات صرف یہی ہے کہ تو اللہ تعالیٰ پر افترا کرتا ہے یعنی اللہ نے یہ کلام نازل نہیں فرمایا (اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ متقول علی اللہ تعالیٰ تأمر بشیء ثم یبدو لك فتنهى عنه (روح ج ۱۴ ص ۲۳۱) **۸۴** یہ درمیان میں جملہ معترضہ ہے جس میں نسخ کی حکمت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ جو کچھ نازل کرتا ہے اس کی مصلحتوں اور اس کے مواقع کو وہ خوب جانتا ہے یہ کور باطن محض نادانی سے اعتراض کرتے ہیں۔ **۸۵** یہ جواب شکوی ہے اور شبہہ اولیٰ کا رد ہے۔ یعنی یہ قرآن میرا افترا نہیں بلکہ یہ روح القدس یعنی حضرت جبریل علیہ السلام نے اللہ کی جانب سے مجھ پر نازل کیا ہے تاکہ نسخ کے ذریعہ مومنوں کا امتحان کرے۔ چنانچہ جب کوئی آیت منسوخ کی جاتی ہے تو مومنوں کا ایمان اور پختہ ہو جاتا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ اب منسوخ کے بجائے ناسخ ہمارے حق میں زیادہ مفید ہے اور اسی میں اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے۔ لیبلوهم بالنسخ حتی اذا قالوا فیه هو الحق من ربنا والحکمة لانه حکیم لا یفعل الا ما هو حکمة وصواب حکم لهم بثبات القدم وصحة الیقین وطمانیة القلب (مدارک ج ۲ ص ۲۳۱) **۸۶** یہ مشرکین کا دوسرا طعن ہے مکہ مکرمہ میں ایک رومی غلام بلعام نامی رہتا تھا یہ اسلام لا چکا تھا حضور علیہ السلام اسے اسلامی احکام کی تعلیم فرمایا کرتے تھے لیکن مشرکین نے مشہور کر دیا کہ وہ رومی غلام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو یہ قرآن سکھاتا ہے۔ لِسَانُ الَّذِیْ یُلْحِدُوْنَ اِلَیْهِ الخ یہ اس طعن کا جواب ہے۔ مشرکین اپنے خبث باطن سے تعلیم قرآن کی نسبت جس شخص کی طرف کرتے ہیں اس کی زبان تو عجمی ہے اور یہ قرآن تو صاف، شستہ اور سلیس عربی زبان میں ہے اس لئے یہ اس عجمی کا کلام کس طرح ہو سکتا ہے۔ مشرکین کا یہ طعن کسی دلیل پر مبنی نہیں تھا محض از راہ عناد تھا۔ مگر جواب نہایت معقول دیا گیا۔ **۸۷** یہ معاندین کے لئے تخویف اخروی ہے۔ یعنی جو لوگ محض ضد و عناد کی وجہ سے اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لانا چاہتے اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت کی توفیق ہی نہیں دیتا اور آخرت میں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اِنَّمَا یَفْتَرِی الخ یہ ظالم میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا کا بہتان لگاتے ہیں۔ حالانکہ مفتری یہ خود ہیں کیونکہ افترا وہی شخص کر سکتا ہے جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہ لائے اس لئے جھوٹے اور مفتری یہ خود ہی ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے اور پیغمبر علیہ السلام پر قرآن اپنی طرف سے بنانے کا افترا کرتے ہیں۔ **۸۸** یہ فَاِذَا قَرَاْتَ سے متعلق ہے قرآن مجید کی آیات سے ایمان والوں کا ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔ ان کے تمام شبہات دور ہو جاتے ہیں اور انہیں ثبات و استقامت کی دولت نصیب ہو جاتی ہے لیکن جو لوگ ایمان لانے کے بعد شبہات سے متاثر ہو کر ایمان سے پھر جائیں ان پر اللہ کا غضب ہوگا اور وہ شدید ترین عذاب میں مبتلا

لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ
اللہ کے سوا کسی اور کا پھر جو کوئی ناچار ہو جائے نہ زور کرتا ہو نہ زیادتی تو اللہ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ
بخشنے والا مہربان ہے اور مت کہو ۹۵ اپنی زبانوں کے

الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ
جھوٹ بنا لینے سے کہ یہ حلال اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر بہتان

الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ
باندھو بے شک جو بہتان باندھتے ہیں ۹۶ اللہ پر

لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۪ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾
ان کا بھلا نہ ہوگا تھوڑا سا فائدہ اٹھا لیں اور ان کیلئے عذاب دردناک ہے

وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ
اور جو لوگ ۹۷ یہودی ہیں ان پر ہم نے حرام کیا تھا جو تجھ کو پہلے سنا چکے

وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ ثُمَّ
اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا پر وہ اپنے اوپر آپ ظلم کرتے تھے ف۱ پھر بات یہ ہے

اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ
کہ تیرا رب ۹۸ ان لوگوں پر جنہوں نے برائی کی نادانی سے پھر توبہ کی اس

بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْۤا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ
کے پیچھے اور سنوارے اپنے کام سو تیرا رب ان باتوں کے پیچھے بخشنے والا

رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۹﴾ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ؕ
مہربان ہے ف۲ اصل میں تو ابراہیم تھا ۹۹ راہ ڈالنے والا فرمانبردار اللہ کا سب سے ایک طرف ہو کر

وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ؕ
اور نہ تھا شرک والوں میں ف۳ حق ماننے والا اس کے احسانوں کا

۱۔ تخویف اخروی ۱۲

۲۔ جواب سوال مقدر ۱۲

۳۔ تعقیب ذکری ۱۲

۴۔ خاتمہ ۱۲
۵۔ دلیل نقلی از ابراہیم علیہ السلام برائے نفی شرک فی التصرف و نفی شرک فعلی ۱۲

ع ۱۵
۲۱

موضح قرآن ف۱ سورۂ انعام میں ذکر ہو چکا ف۲ یعنی حلال حرام میں جھوٹ بنایا تھا جب مسلمان ہوئے تو بخشے گئے ف۳ یعنی حلال اور حرام میں اصل ملت ابراہیم ہے اور عرب کے لوگ کہتے ہیں آپ کو حنیف اور شرک کرتے ہیں اس کی راہ پر نہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید حنیف آنرا گویند کہ حج و ختنہ و غسل جنابت میکردہ باشد واللہ اعلم ۱۲۔

ہوں گے۔ اور یہ اَوْفُوْا بِعَھْدِ اللّٰہِ سے بھی متعلق ہے اور عہد توڑنے والوں کے لئے تخویف اخروی ہے۔ کفر بعد الاسلام سے عہد اسلام کو توڑنا مراد ہے اس طرح یہ بھی قرینہ ہے کہ وہاں عہد سے عہد ایمان و اسلام مراد ہے عام نہیں۔ مَنْ کَفَرَ الخ شرط ہے اور فَعَلَیْھِمْ غَضَبٌ الخ اس کی جزاء مقدر ہے جس کی تقدیر پر مَنْ شَرَحَ الخ کا جواب دال ہے۔ اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ جزائے مقدر کے مضمون سے مستثنیٰ ہے وَلٰکِنْ مَّنْ شَرَحَ الخ ماقبل سے استدراک ہے اور فَعَلَیْھِمْ غَضَبٌ الخ مَنْ شَرَحَ کا جواب ہے۔ (مدارک، روح، بحر) یعنی جس شخص نے ایمان لانے کے بعد عہد اسلام کو توڑ دیا اور منہ سے کلمۂ کفر کا اقرار کر لیا اس پر اللہ کا غضب ہے

اِجْتَبٰىهُ وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (۱۲۱) وَاٰتَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا

اس کو اللہ نے چن لیا اور چلایا سیدھی راہ پر اور دی ہم نے اس کو دنیا میں

حَسَنَةً ؕ وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ (۱۲۲) ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ

خوبی اور وہ آخرت میں اچھے لوگوں میں ہے ف۱ پھر حکم بھیجا ہم نے تجھ کو ۱۰۰

اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (۱۲۳) اِنَّمَا

کہ چل دین ابراہیم پر جو ایک طرف کا تھا اور نہ تھا وہ شرک والوں میں ف۲ ہفتے

جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ

کا دن جو مقرر کیا ۱۰۱ سو انہی پر جو اس میں اختلاف کرتے تھے اور تیرا رب حکم کریگا

بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ (۱۲۴) اُدْعُ اِلٰى

ان میں قیامت کے دن جس بات میں اختلاف کرتے تھے ف۳ ف۱ بلا اپنے

سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ

رب کی راہ پر ۱۰۲ پکی باتیں سمجھا کر اور نصیحت سنا کر بھلی طرح اور الزام دے ان کو جس

هِيَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ

طرح بہتر ہو تیرا رب ہی بہتر جانتا ہے ان کو جو بھول گیا اس کی راہ اور وہی

اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ (۱۲۵) وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ

بہتر جانتا ہے ان کو جو راہ پر ہیں ف۴ اور اگر ۱۰۳ بدلہ لو تو بدلہ لو اس قدر جس قدر کہ تم کو تکلیف پہنچائی

بِهٖ ؕ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ (۱۲۶) وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ

جائے اور اگر صبر کرو تو یہ بہتر ہے صبر والوں کو ف۵ اور تو صبر کر اور تجھ سے صبر ہو سکے

اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ (۱۲۷)

اللہ ہی کی مدد سے اور ان پر غم نہ کھا اور تنگ مت ہو ان کے فریب سے

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ (۱۲۸) ع

اللہ ساتھ ہے ان کے جو پرہیزگار ہیں اور جو نیکی کرتے ہیں

ع ۱۶ ۹ ۲۲

۱ دلیل دقیق برائے نفی شرک اعتقادی و شرک فعلی ۱۲ ۲ جواب سوال مشرکین ۱۲

۳ تعلیم طریق تبلیغ ۱۲

۴ تسلی برائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

البتہ جس شخص کو قتل وغیرہ کی دھمکی دے کر اس سے کلمۂ کفر کہلوایا جائے مگر اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو تو وہ غضب الٰہی سے مستثنیٰ ہے البتہ جس نے شرح صدر کے ساتھ اور کفر کو صحیح سمجھ کر اس کا اقرار کیا ہو اس پر اللہ کا غضب ہوگا اور اس کے لئے شدید ترین عذاب ہے

۸۹ شرح صدر کے ساتھ کفر کو قبول کرنے پر یہ سزا اس لئے دی جائے گی کہ انہوں نے ضد و عناد کی وجہ سے دنیا کو آخرت پر ترجیح دی اور بوجہ عناد انہیں ہدایت کی توفیق بھی نصیب نہ ہوگی۔ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ الخ ان کو اللہ تعالیٰ نے سوچنے کے لئے دل، سننے کے لئے کان، اور دیکھنے کے لئے آنکھیں دیں مگر انہوں نے ان سے کام نہ لیا اور ضد پر اڑے رہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کانوں اور آنکھوں پر مہر جباریت ثبت کر دی اور ان کی ہدایت کی توفیق سلب کر لی۔ یہ لوگ وسائل علم کو استعمال نہ کرنے کی بنا پر حق سے بالکلیہ غافل ہیں اور آخرت میں ان کے لئے خسارہ ہی خسارہ ہے **۹۰** ثُمَّ تعقیب ذکری کے لئے ہے اور یہ مہاجرین اور مجاہدین کیلئے بشارت اخروی ہے۔ یعنی اس کے بعد یہ بھی سن لو کہ جن لوگوں نے محض دین حق کی خاطر تکلیفیں اٹھائیں اور وطن سے بے وطن ہوئے، اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور ہر آزمائش میں ثابت قدم رہے اللہ تعالیٰ ان کے حق میں بڑا ہی مہربان اور معاف کرنے والا ہے۔ **۹۱** یہ ظرف غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ سے متعلق ہے۔ نصب علی الظرفیۃ برحیم (روح ج ۱۴ ص ۲۴۰) اور یَوْمَ سے قیامت کا دن مراد ہے یعنی قیامت کے دن جب کہ ہر شخص اپنی نجات کے لئے کوشش کر رہا ہوگا اور اپنے دفاع میں مصروف ہوگا اور جس دن ہر ایک کو اس کے اعمال کی پوری پوری جزاء و سزاء دی جائے گی اور کسی پر بھی ظلم نہیں ہوگا اس دن اللہ تعالیٰ مہاجرین و مجاہدین فی سبیل اللہ پر نہایت مہربان ہوگا۔ **۹۲** قرآن مجید میں لفظ مثل چار معنوں میں آیا ہے۔ کہانی، صفت، شئ عجیب اور عبرت یہاں آخری معنی مراد ہے۔ لغت میں

موضح قرآن ف۱ دنیا کی خوبی آسودگی اور قبولیت سارے جہان میں ف۲ یعنی درمیان میں یہود و نصاریٰ کو موافق ان کے حال کے اور حکم بھی ہوئے آخر پیغمبر پھر اسی ملت پر آئے ف۳ یعنی اصل ملت ابراہیم میں ہفتے کا کچھ حکم نہ تھا اس امت پر بھی نہیں ف۴ الزام دے جس طرح بہتر ہو یعنی قضیہ نہ بڑھے ف۵ پہلے جو فرمایا کہ سمجھاؤ بھلی طرح اس میں رخصت دی کہ بدی کے بدل بدی بری نہیں پر صبر اور بہتر ہے۔

فتح الرحمن ف۱ مترجم گوید یعنی یہود بحث میکردند در شنبہ طائفہ گفتند کہ خدا تعالیٰ روز شنبہ از خلق فارغ شد پس در شنبہ عبادت باید کرد و طائفہ سکوت کردند خدا تعالیٰ تعظیم روز شنبہ باین سبب بر ایشان واجب گردانید واللہ اعلم ۱۲۔

صرف پہلے دو معنوں میں مستعمل ہے۔ ضَرَبَ بمعنی جَعَلَ، قَرْیَۃً مع صفت جعل کا مفعول اول مؤخر مثلاً مفعول ثانی مقدم یعنی کر دیا اللہ نے مکہ کو جائے عبرت جس کے اہل بڑے مالدار اور خوشحال تھے پھر شرک کی وجہ سے ان پر قحط کا عذاب پڑا اور رزق تنگ ہو گیا۔ یہاں سے وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ تک سورت کی ابتداء یعنی اَتٰٓی اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ سے متعلق ہے ابتدائے سورت میں مشرکین مکہ سے فرمایا جلدی نہ کرو بس میرا عذاب آیا ہی سمجھو یہاں فرمایا ہم نے مکہ والوں پر عذاب ڈال دیا۔ قریۃ سے مکہ مکرمہ مراد ہے پہلے اہل مکہ امن و اطمینان کی زندگی بسر کر رہے تھے، ہر طرف سے میوے، پھل اور غذائی اجناس فراوانی کے ساتھ ان کے پاس پہنچتی تھیں مگر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کی اور اللہ کا پیغمبر جو پیغام توحید لے کر ان کے پاس آیا اس کی تکذیب کی اللہ کے پیغمبر نے انہیں غیر اللہ کو کارساز اور حاجت روا سمجھ کر مشکلات میں پکارنے سے منع کیا مگر وہ باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس جرم کی یہ سزا دی کہ ان پر قحط مسلط کر دیا۔ جو سات برس رہا۔ اس دوران میں مشرکین اس حد کو پہنچ گئے کہ اگر انہیں کہیں کتے کا مردار اور گوبر مل جاتا تو اسے بھی خوشگوار طعام کی طرح چٹ کر جاتے۔ لمّا ابتلوا بالجوع سبع سنین وقطع العرب عنهم المیرة بامر النبی صلی اللہ علیہ وسلم اکلوا العظام المحرقة والجیفة والکلاب المیتة والجلود وھو الوبر یعالج بالدم (قرطبی ج ۱۰ ص ۱۹۵) بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے مشرکین قریش پر بد دعا کی تھی کہ اے اللہ ان پر اپنی گرفت سخت کر دے اور قحط مصر کی طرح ان پر قحط مسلط کر دے اَللّٰهُمَّ اشدد وطأتك علی مضر واجعلها علیهم سنین کسنی یوسف (روح ج ۱۴ ص ۲۴۴) مشرکین مکہ جب بے بسی اور بیچارگی کی انتہا کو پہنچ گئے تو ابو سفیان حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور صلہ رحم اور قرابت کا واسطہ دیا کہ صلہ رحمی اور عفو و درگذر کی تلقین فرماتے ہیں اور آپ کی یہ قوم تو ہلاک ہو رہی ہے اس پر آپ نے بتقاضائے شفقت و رحمت ان ظالموں کے لئے دعا کی اور لوگوں کو انکے غلہ پاس لے جانے کی بھی اجازت دیدی۔ (قرطبی) مکہ میں قحط پڑنے کا واقعہ ہجرت کے بعد پیش آیا۔ یہاں تک سورت کا پہلا حصہ ختم ہوا۔

حصۂ دوم ـــ نفی شرک فعلی

اس حصہ میں شرک فعلی کی دو شقوں کا رد کیا گیا ہے۔ تحریمات غیر اللہ اور نذر غیر اللہ۔

۹۳ مشرکین مکہ پر عذاب اس لئے ڈالا گیا کہ وہ غیر اللہ کو کارساز سمجھ کر پکارتے اور غیر اللہ کی نیازیں دیتے تھے لہٰذا اب فَكُلُوْا سے فرمایا تم غیر اللہ کی پکار بھی چھوڑ دو اور غیر اللہ کے لئے تحریمات کرنے اور نذریں ماننے سے بھی باز آجاؤ۔ اس میں تحریمات غیر اللہ کی نفی کی گئی ہے۔ یعنی جو حلال وطیب رزق اللہ نے تمہیں عطا کیا ہے اسے کھاؤ اور اللہ کی حلال کی ہوئی چیزوں میں سے کسی چیز کو اپنی طرف سے اپنے اوپر حرام نہ کرو۔ یعنی بحیرہ، سائبہ وغیرہ نہ بناؤ۔ اس کی تفصیل سورۂ مائدہ کی تفسیر میں گذر چکی ہے ملاحظہ ہو حاشیہ ۱۲۰ ص ۲۹۸ یہ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا الخ سے متعلق ہے۔ مشرکین مکہ پر عذاب اس لئے ڈالا گیا کہ انہوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی، اللہ کے پیغمبر کو جھٹلایا، پیغام توحید کو رد کیا، غیر اللہ کو کارساز سمجھ کر پکارا۔ معبودان باطلہ کی تحریمات کرنے اور نذریں ماننے لگے۔ حالانکہ انہیں چاہئے تھا کہ وہ شکر نعم بجالاتے، صرف اللہ کو پکارتے، صرف اسی کی نذریں دیتے اور اس کی دی ہوئی حلال اور پاکیزہ چیزیں کھاتے اور انہیں اپنی طرف سے حرام نہ کرتے۔ **۹۴** اس میں نذر غیر اللہ کی نفی کی گئی ہے۔ یعنی جن چیزوں مثلاً بحیرہ، سائبہ وغیرہ کو تم حرام سمجھتے ہو اللہ نے تو ان کو حرام نہیں کیا وہ تو حلال ہیں اس لئے ان کو کھاؤ اللہ نے تو ان چیزوں کو حرام کیا ہے مردار، دم مسفوح (ذبح کے وقت بہنے والا خون)، خنزیر اور نذر غیر اللہ یہ حرام ہیں ان کو مت کھاؤ اس کی تفسیر گذر چکی ہے ملاحظہ ہو تفسیر سورۂ بقرہ حاشیہ ۲۱۴ ص ۱۴۴۔ **۹۵** یہ ماقبل پر متفرع ہے بطور لف و نشر غیر مرتب هٰذَا حَلٰلٌ یہ نذر غیر اللہ پر اور هٰذَا حَرَامٌ تحریمات غیر اللہ پر متفرع ہے یعنی یہ جو تم اپنی طرف سے تحریم و تحلیل کرتے ہو یہ محض تمہاری کذب بیانی اور اللہ تعالیٰ پر افتراء ہے کیونکہ تحلیل و تحریم کا اختیار تو صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور کسی کو نہیں ان التحلیل والتحریم انما ھو للہ عزوجل ولیس لاحد ان یقول او یصرح بهذا فی عین من الاعیان الا ان یکون الباری تعالیٰ یخبر بذلك عنه (قرطبی ج ۱۰ ص ۱۹۶) لہٰذا جو شخص کسی چیز کو حلال یا حرام بتاتا ہے گویا وہ یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو حلال یا حرام کیا ہے۔

مشرکین نے اپنی طرف سے محرمات اور محللات میں اضافہ کر دیا تھا اس پر اللہ تعالیٰ نے شدید انکار فرمایا۔ انھم کانوا یحرمون البحیرة والسائبة والوصیلة والحام وکانوا یقولون مَا فِیْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓی اَزْوَاجِنَا فقد زادوا فی المحرمات وزادوا ایضًا فی المحللات وذلك لانهم حللوا المیتة والدم ولحم الخنزیر وما اهل به لغیر اللہ تعالیٰ فاللہ تعالیٰ بین ان المحرمات هی هٰذه الاربعة وبین ان الاشیاء التی یقولون ان هٰذا حلال وهٰذا حرام کذب وافتراء علی (کبیر ج ۵ ص ۵۳۲) **۹۶** اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ تا عَذَابٌ اَلِیْمٌ ان لوگوں کے لئے تخویف اخروی ہے جو اللہ پر افترا کرتے اور خواہش نفس سے از خود تحریمات کرتے ہیں وہ آخرت میں فلاح نہیں پائیں گے اور انہیں دردناک عذاب دیا جائے گا۔ **۹۷** یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ سوال یہ تھا کہ اگر یہ چیزیں حلال ہیں تو پھر یہودیوں پر کیوں حرام کی گئیں۔ یہود پر اونٹ کا گوشت حرام تھا اور یہ بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام سب اونٹ ہی کی قسمیں ہیں۔ تو اس کا جواب دیا گیا کہ یہ چیزیں اصل میں تھیں تو حلال مگر ہم نے یہود کو ان کی سرکشی کی سزا دینے کے لئے یہ جانور ان پر حرام کر دیئے۔ مَا قَصَصْنَا عَلَیْكَ مِنْ قَبْلُ سے سورۂ انعام کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے وَعَلَی الَّذِیْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِیْ ظُفُرٍ الآیۃ (انعام ع ۱۸) وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ الخ اور یہ حلال چیزیں ان پر حرام کر کے ہم نے ان پر کوئی زیادتی نہیں کی بلکہ یہ ان کی سرکشی اور بغاوت کی سزا ہے جیسا کہ سورۂ انعام کی آیت مذکورہ کے آخر میں فرمایا۔ ذٰلِكَ جَزَیْنٰهُمْ بِبَغْیِهِمْ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ اور سورۂ نساء (ع ۲۲) میں فرمایا فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَیْهِمْ طَیِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ **۹۸** ثُمَّ تعقیب ذکری کے لئے ہے یعنی پھر یہ بات بھی سن لو اور یہ بھی ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا سے متعلق ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان تھا کہ اس نے مشرکین مکہ کو عذاب سے بالکلیہ ہلاک نہیں کر دیا بلکہ انہیں سوچنے، سمجھنے اور عبرت پکڑنے کے لئے مزید مہلت دی اس لئے جو لوگ نادانی اور بے سمجھی سے کفر و شرک کرتے رہے ہیں اگر وہ اب بھی یعنی عذاب قحط اٹھ جانے کے بعد بھی صدق دل سے توبہ کر کے دین اسلام قبول کر لیں، کفر و شرک سے باز آجائیں اور اعمال صالحہ بجالائیں تو اللہ تعالیٰ ایسا

مہربان ہے کہ ان کے تمام سابقہ گناہ معاف کر دے گا۔ اَلسُّوْٓءَ سے مراد شرک ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ سے منقول ہے۔ السوء الشرک قالہ ابن عباس رضؓ (قرطبی ج ۱۰ ص۱۹۰)۔

خاتمہ

۹۹ جب دونوں حصوں میں شرک اعتقادی (شرک فی التصرف) اور شرک فعلی کی نفی مفصل طریق پر بیان ہو چکی اور اس پر دلائل عقلیہ اور دلیل وحی بھی مذکور ہو چکی تو آخر میں دونوں مضمونوں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دلیل نقلی کا ذکر کیا گیا۔ اُمَّۃٌ بروزن فُعْلَۃٌ بمعنی مفعول ہے ای ما مومًا اور تا مبالغہ کے لئے ہے یعنی سب سے بڑا پیشوا یا اُمَّۃٌ بمعنی جماعت ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اس کا اطلاق اس لئے کیا گیا کیونکہ ان کی ذات میں اس قدر خیر و برکت تھی جتنی ایک کثیر جماعت میں ہوتی ہے۔ قال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ای کان عندہ علیہ السلام من الخیر ما کان عند امۃ وھی الجماعۃ الکثیرۃ ... وقیل الامۃ ھنا فعلۃ بمعنی مفعول کالرحلۃ بمعنی المرحول الیہ (روح ج ۱۴ ص۲۴۲) یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے زمانے میں سب سے بڑے پیشوائے دین اور خیر و صلاح کے جامع تھے قَانِتًا لِّلّٰہِ اللہ تعالیٰ کے بڑے فرمانبردار، حَنِیْفًا تمام باطل دینوں سے منحرف ہو کر صرف دینِ توحید کو ماننے والے۔ وَلَمْ یَکُ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اور ہر قسم کا شرک (شرک فی التصرف اور شرک فعلی) کرنے والوں سے بیزار اور دور تھے۔ شَاکِرًا لِّاَنْعُمِہٖ اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے والے، حاجات میں اللہ ہی کو پکارنے والے اور اللہ ہی کی نذریں نیازیں دینے والے۔ اِجْتَبٰىہُ اللہ تعالیٰ نے آپ کو منتخب فرما لیا اور صراطِ مستقیم (راہ توحید) کی طرف آپ کی راہنمائی فرمائی۔ وَاٰتَیْنٰہُ الخ دنیا میں ہم نے ان کو یہ رتبہ بلند عطا کیا کہ قیامت تک آنے والے تمام لوگ خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں انہیں اپنا پیشوا مانیں گے اور آخرت میں وہ صالحین کے بلند درجات میں ہوں گے۔ **۱۰۰** دلیل نقلی کے بعد ہر دو مضمونوں پر دلیل وحی کا ذکر کیا گیا۔ کہ اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) اب آپ کو حکم دیا جاتا ہے کہ آپ ملتِ ابراہیم علیہ السلام کی پیروی کریں جو ہر قسم کے شرک سے بیزار تھے۔ اے مشرکینِ مکہ! خوب سن لو حضرت ابراہیم علیہ السلام جنہیں تم اپنا پیشوا مانتے ہو وہ شرک فی التصرف اور شرک فعلی سے بیزار تھے اور مجھے بھی حکم ہوا ہے کہ ملت ابراہیمی کی پیروی کروں اس لئے میرا یہ دعویٰ سراپا درست اور حق ہے۔ اسے مان لو۔ غیر اللہ کو پکارنا بھی چھوڑ دو اور غیر اللہ کی نذریں نیازیں دینے سے بھی باز آجاؤ۔ **۱۰۱** یہ مشرکین کے ایک سوال کا جواب ہے کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ملت ابراہیمی کے تابع ہوتے تو جمعہ کے بجائے سَبْت (ہفتہ) کی تعظیم کرتے کیونکہ ابراہیم علیہ السلام سبت کی تعظیم کیا کرتے تھے۔ تو جواب دیا گیا کہ ابراہیم علیہ السلام سبت کی نہیں بلکہ جمعہ کی تعظیم کیا کرتے تھے اور پھر موسیٰ علیہ السلام کو بھی جمعہ کی تعظیم کرنے کا حکم دیا گیا مگر قوم نے ان کے بعد اپنے کسی پیغمبر سے جھگڑا شروع کر دیا کہ ہم جمعہ کی نہیں بلکہ ہفتہ کی تعظیم کریں گے چنانچہ ہم نے ان پر ہفتہ کی تعظیم فرض کر دی اور آخر الزمان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی دن کی تعظیم کا حکم دیا جس کی تعظیم ابراہیم علیہ السلام بجا لاتے تھے یعنی جمعہ کا دن۔ اختلفوا فیہ علی نبیہم حیث امرھم بالجمعۃ فاختاروا السبت وھم الیھود (روح ج ۱۴ ص۲۵۲) حضرت شیخ رح فرماتے ہیں فِیْہِ میں فِیْ بمعنی لام اجلیہ ہے ای اختلفوا لاجل تعظیم السبت یعنی قوم موسیٰ علیہ السلام میں اختلاف یوم سبت کی تعظیم کی وجہ سے پیدا ہوا۔ **۱۰۲** نفی شرک فی التصرف اور نفی شرک فعلی کو عقل و نقل اور وحی کے دلائل سے مدلل و مفصل کرنے کے بعد طریق تبلیغ بیان کیا گیا۔ الحکمۃ دلائل واضحہ اور براہین قاطعہ و محکمہ جن سے دعویٰ خوب واضح ہو جائے اور تمام شبہات دور ہو جائیں۔ اَلْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ خیر خواہی اور شفقت کے جذبہ کے ساتھ یا مطلب یہ ہے کہ تخویف و انذار کے ساتھ ترغیب و تبشیر بھی ہو۔ اَلَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ یعنی گفتگو کرنے کا سب سے اچھا طریقہ اختیار کریں جس میں نرمی بھی ہو متانت اور شائستگی بھی۔ (روح و مدارک) آپ دلائل و براہین کے ساتھ نصح و شفقت کے جذبہ کے تحت، نرم لہجہ، شائستہ انداز گفتگو سے دعوتِ توحید پیش کرتے رہیں۔ کوئی مانے یا نہ مانے اس کی آپ پرواہ نہ کریں اور ان کے کفر و انکار اور ضد و اصرار کی وجہ سے غمگین نہ ہوں۔ اِنَّ رَبَّکَ ھُوَ اَعْلَمُ الخ ماننے والے اور نہ ماننے والے سب اللہ کو معلوم ہیں وہ ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزا و سزا دے گا۔ یعنی انما علیک یا محمد تبلیغ ما ارسلت بہ الیہم ودعائہم بھذہ الطرق الثلاثۃ وھو اعلم بالفریقین الضال والمھتدی فیجازی کل عامل بعملہ (خازن ج ۴ ص۱۲۵)۔ **۱۰۳** اگر مشرکین پر آپ لوگوں کو غلبہ حاصل ہو جائے اور وہ تمہارے ہاتھ آجائیں تو ان پر زیادتی اور ظلم و تعدی ہرگز نہ کرنا البتہ جس قدر انہوں نے تمہیں تکلیف دی اس کے مطابق بدلہ لے لینے کی اجازت ہے اور اگر تم بدلہ بھی نہ لو بلکہ صبر کرو اور معاف کر دو تو یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے اس کا بدلہ بے حساب اجر و ثواب کی صورت میں تم اللہ کے یہاں پاؤ گے۔ **۱۰۴** یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تین طرح سے تسلی ہے۔ یعنی آپ صبر سے کام لیں اور مشرکین کے ایمان نہ لانے اور ان کے ضد و عناد پر ڈٹے رہنے سے آپ غمگین اور دل برداشتہ نہ ہوں اور نہ ان کے مکر و فریب سے پریشان ہوں اِنَّ اللہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا الخ جملہ ماقبل کے لئے تعلیل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان لوگوں کا ساتھ دیتا اور ان لوگوں کی مدد کرتا ہے جو تمام برائیوں سے اجتناب کریں اور اعمال صالحہ بجا لائیں یا محسنین سے مخلصین مراد ہے یعنی ان کا ہر کام اخلاص نیت سے ہو اور ان کی زندگی کی تمام تگ و دو محض رضائے الٰہی کے لئے ہو ای ھو ولی الذین اجتنبوا السیئات وولی العاملین بالطاعات قیل من اتقی فی افعالہ واحسن فی اعمالہ کان اللہ معہ فی احوالہ ومعینہ نصرتہ فی الماموں وعصمتہ فی المحظور (مدارک ج ۲ ص۲۳٦) اور اس میں شک نہیں کہ آپ بدرجہ اتم ان خوبیوں کے حامل ہیں اور آپ کے ساتھی بھی علی حسب المراتب ان خوبیوں سے متصف ہیں اس لئے لامحالہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اور امداد و اعانت آپ کے شامل حال ہوگی۔ لہٰذا آپ صبر و استقامت کے ساتھ اشاعت توحید اور پیغام الٰہی کی تبلیغ میں لگے رہیں۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ۔

سورۂ نحل میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ — تا — لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ۝ مسئلہ توحید اعمال کے لئے بمنزلہ روح ہے۔

۲۔ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ — تا — وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ نفی شرک فی التصرف۔

۳۔ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ — تا — وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝ (ع ۲) نفی شرک فی التصرف۔

۴۔ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۝ (ع ۲) } نفی شرک فی العلم۔
۵۔ لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۝ (ع ۳)

۶۔ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ط مسئلہ توحید تمام انبیاء علیہم السلام کی اجماعی دعوت ہے۔

۷۔ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ (ع ۶) — تا — اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ۝ (ع ۵) نفی شرک فی التصرف۔

۸۔ وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ نفی شرک فعلی۔ دیتا خدا ہے لیکن اللہ کے دیئے سے نذریں غیر خدا کی دیتے ہیں۔

۹۔ وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً (ع ۸) — تا — وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْئًا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۝ (ع ۱۰) نفی شرک فی التصرف۔

۱۰۔ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا — تا — وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ تمثیل برائے معبود برحق و معبود باطل۔

۱۱۔ وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ — تا — اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ (ع ۱۱) نفی شرک فی العلم و شرک فی التصرف۔

۱۲۔ وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ — تا — كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ۝ نفی شرک فی التصرف۔

۱۳۔ وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ — تا — ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ (ع ۱۲) نفی شرک فی التصرف والاختیار۔ مزعومہ سفارشی قیامت کے دن کام نہیں آئیں گے۔

۱۴۔ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ — تا — وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ (ع ۱۵) نفی شرک فعلی۔

۱۵۔ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً — تا — وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ (ع ۱۶) نفی شرک فی التصرف و شرک فعلی۔

۱۶۔ مسئلہ توحید کو نہ ماننے کی وجہ سے مشرکین مکہ کو دنیوی تخویف سنائی گئی۔ اسی لئے اس سورت میں دعوی توحید کو بار بار دہرا کر اور دلائل عقلیہ و نقلیہ اور وحی ذکر کر کے مسئلہ کو خوب واضح کیا گیا۔

۱۷۔ دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ ذکر کئے گئے ہیں۔

آج بتاریخ ۷/ جمادی الآخرہ ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۲/ ستمبر ۱۹۶۶ء بعد نماز جمعہ تین بج کر
۲۵ منٹ پر سورۂ نحل کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات والصلوۃ والسلام علی رسولہ
سید السادات وعلی آلہ وصحبہ ما دامت الارض والسموات۔

لہ سُورۂ بنی اسرائیل

ربط : سورۂ بنی اسرائیل کو سورۂ نحل کے ساتھ نامی ربط یہ ہے کہ نحل یعنی شہد کی مکھی الہام الٰہی سے جس طرح شہد بناتی ہے اس سے اللہ تعالیٰ کے قادر و متصرف اور کارساز ہونے کا پتہ چلتا ہے اس لئے تم یہ بات مان لو لیکن اگر نہیں مانو گے بلکہ بنی اسرائیل کی طرح شرک کرکے زمین میں فساد کرو گے تو عذاب خداوندی سے ہلاک کردیئے جاؤ گے ۔

معنوی ربط : سورۂ نحل میں مشرکین کے مطالبۂ عذاب کو پورا کرنے کا ذکر تھا۔ مشرکین ازراہِ عناد و استہزاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے تھے کہ جس عذاب سے تو ہمیں ڈراتا ہے اس میں دیر کیوں ہو رہی ہے ۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے مشرکین مکہ کو سخت ترین قحط میں مبتلا کردیا جس کا سورہ نحل کی آیت ذیل میں ذکر کیا گیا۔ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً الخ (ع ١٥) مگر وہ عذاب ایسا تھا کہ اس سے ان کو ہلاک نہیں کیا گیا بلکہ انہیں تکلیف میں ڈالا گیا تاکہ انہیں مشرکانہ اعمال کا احساس ہو اور وہ اس سے عبرت حاصل کریں ۔ اس کے بعد ان سے قحط کا عذاب اٹھا کر انہیں مزید موقع دیا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا شکر ادا کریں اور شرک سے باز آجائیں مگر ان ظالموں نے نہ عذاب سے عبرت حاصل کی نہ عذاب اٹھا لینے سے وہ نرم ہوئے بلکہ ضد و عناد اور انکار و جحود پر اڑے رہے اور ایک بے جا مطالبہ پیش کردیا کہ ہمیں کوئی معجزہ دکھایا جائے تاکہ ہمیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سچائی کا یقین ہوجائے تو ہم مسئلہ توحید کو مان لیں گے ۔ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ (رعد ع ١)

اب سورۂ بنی اسرائیل میں فرمایا ہم نے تمہیں معجزۂ اسراء دکھا دیا ہے ۔ اگر یہ عظیم الشان معجزہ دیکھ کر بھی مسئلہ توحید کو نہیں مانو گے تو ہلاک کردیئے جاؤ گے کیونکہ معجزات تخویف کیلئے ہی دکھائے جاتے ہیں اور یہ ہماری سنتِ جاریہ ہے کہ جب کوئی قوم معجزہ دیکھنے کے بعد بھی نہیں مانتی تو اسے ہلاک کردیا جاتا ہے ۔ جیسا کہ قوم ثمود نے معجزۂ ناقہ دیکھنے کے بعد بھی مسئلہ نہ مانا تو انہیں ہلاک کردیا گیا اور قوم فرعون نے معجزۂ عصا اور ید بیضا اور دیگر معجزات دیکھ کر بھی نہ مانا تو انہیں غرق کردیا گیا ۔

خلاصہ : اس سورت میں معجزۂ اسراء کا ذکر کیا گیا ہے ۔ معجزۂ اسراء چونکہ مسئلہ توحید کی خاطر دکھایا گیا تھا اس لئے اس سورت میں دو قسم کی آیتیں نازل کی گئیں ۔ ایک وہ جو مسئلہ توحید سے متعلق ہیں جس کی خاطر یہ معجزہ دکھایا گیا ، دوم وہ جن میں معجزات کا ذکر ہے جن سے مقصود تخویف ہے ۔ یعنی اگر اس معجزہ کے بعد بھی مسئلہ توحید کو نہ مانو گے تو ہلاک کردیئے جاؤ گے ۔ سورت کا دعویٰ اور مرکزی مضمون جس کی سچائی کے اظہار کے لئے معجزہ اسراء دکھایا گیا ۔ اس کی تفصیل سورت کے آخر میں دی گئی ہے ۔ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ـ تا ـ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا (ع ٢) یعنی اللہ تعالیٰ کو چاہے اللہ کہہ کر پکارو چاہے رحمٰن کہہ کر ۔ جس نام سے چاہو اسے پکارو مگر پکارو صرف اسی کو ۔ اس کے سوا کسی اور کو مت پکارو ۔ فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فاء تعلیلیہ ہے کیونکہ اسی کے بہت سے اچھے نام ہیں ۔ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ الخ میں پکار کا طریقہ تعلیم دیا گیا کہ نہ بہت بلند آواز سے پکارو تاکہ مشرکین استہزاء نہ کریں اور نہ بالکل آہستہ پکارو تاکہ صحابہؓ کو تعلیم ہوجائے ۔ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الخ یہ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ الخ کی دلیل ہے یعنی صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو ، اس لئے کہ تمام صفات کارسازی کا مالک وہی ہے ، اس کا کوئی نائب نہیں نہ اس کا کوئی شریک اور مددگار ہے اس سورت میں آیاتِ توحید دس اور آیاتِ معجزہ پانچ ہیں ۔

آیاتِ توحید | ایک دلیل وحی ـــ تین دلائل نقلیہ ـــ چھ دلائلِ عقلیہ

دلیل وحی : سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ الخ یہ امر محذوف کا مفعول مطلق ہے ۔ ای سبحوا سبحانًا اللہ تعالیٰ نے ذریعہ وحی اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ میرے بندوں سے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ کو ہر شریک سے پاک سمجھو اور حاجات و مشکلات میں غائبانہ صرف اسی کو پکارو ۔ اللہ نے وحی کے ذریعے فرمایا کہ مجھے ہر شریک سے پاک سمجھو ۔ تورات میں بھی یہی حکم دیا کہ اللہ کے سوا کسی کو کارساز نہ بناؤ اور عقل سلیم کا فیصلہ بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر شریک سے پاک ہے ۔

دلائل نقلیہ : (١) شروع میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے وَاٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ ـــ تا ـــ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِيْ وَكِيْلًا (ع ١) موسیٰ علیہ السلام پر ہم نے کتاب تورات نازل کی جسے تمام بنی اسرائیل کے لئے دستورِ ہدایت مقرر کیا ۔ اس میں خاص طور سے بنی اسرائیل کو حکم دیا گیا کہ میرے سوا کسی اور کو کارساز نہ بناؤ ، اور میرے سوا کسی اور کو حاجات میں مت پکارو ۔

(٢) دلیل نقلی انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ کرام سے قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ ـــ تا ـــ كَانَ مَحْذُوْرًا (ع ٦) جن انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کو تم نے اللہ کے سوا کارساز اور متصرف سمجھ رکھا ہے وہ نہ موجودہ مصیبت کو دور کرسکتے ہیں نہ آنے والی کو روک سکتے ہیں بلکہ وہ تو خود ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کیلئے کوشاں اور اس کے عذاب سے لرزاں و ترساں رہتے ہیں ۔

(٣) دلیل نقلی از علماء اہل کتاب اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ـــ تا ـــ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا (ع ١٢) اے مشرکین مکہ تم قرآن کو مانو یا نہ مانو اہل کتاب میں سے جو لوگ انصاف پسند ہیں اور خدا سے ڈرنے والے ہیں وہ تو قرآن مجید کو مان چکے اور مسئلہ توحید پر ایمان لا چکے ہیں ۔ وہ اللہ تعالیٰ ہی کے آگے سجدہ کرتے اور اسی کے سامنے عاجزی کرتے ہیں تو یہ بھی قرآن ، مسئلہ توحید اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے حق ہونے کی ایک زبردست نقلی شہادت ہے ۔

دلائل عقلیہ : (١) اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ اللہ تعالیٰ کو شریک سے پاک سمجھو اور حاجات میں صرف اسی کو پکارو ۔ میرے پاس یہی اللہ تعالیٰ کی وحی آئی ہے اور عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کیونکہ سب کچھ سننے والا اور سب کچھ دیکھنے والا وہی ہے ۔

(٢) وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ـــ تا ـــ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا (ع ٢) یہ توحید باری تعالیٰ پر دوسری عقلی دلیل ہے ۔ سارا نظام شمسی جس سے دن اور رات وجود میں آتے ہیں اور جس سے مہینوں اور سالوں کا حساب کیا جاتا ہے یہ سب اللہ تعالیٰ کے تصرف میں ہے ۔ اس سارے نظام کو وہ ایسے تسلسل اور باقاعدگی سے چلا رہا ہے کہ آج تک اس میں کسی قسم کا خلل رونما نہیں ہوا اور نہ رات دن کی آمد و رفت میں کوئی گڑبڑ پیدا ہوئی ہے وہی قادر و مدبر سب کا کارساز ہے اور ہر قسم کی عبادت اور پکار کے

لائق بھی وہی ہے۔

(۳) اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ — تا — خَبِيْرًا بَصِيْرًا (ع ۳) توحید پر تیسری عقلی دلیل۔ رزق اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ زمین و آسمان سے روزی کے اسباب وہی مہیا کرتا ہے اور تمام انواع و اقسام رزق وہی پیدا کرتا ہے۔ روزی کی کمی بیشی بھی اسی کے اختیار میں ہے اور پھر خبیر و بصیر یعنی سب کچھ جاننے اور دیکھنے والا بھی وہی ہے۔ لہٰذا اس کے دیئے ہوئے رزق سے اسی کے نام کی خیرات کرو اور اسی کی رضا جوئی کیلئے نذریں منتیں دو اور حاجات و مصائب میں صرف اسی کو پکارو۔

(۴) وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (ع ۶) توحید پر چوتھی عقلی دلیل۔ زمین و آسمان کی ساری مخلوق سے اللہ تعالیٰ باخبر ہے۔ اللہ نے انبیاء علیہم السلام اور اپنے نیک بندوں کو بیشک بڑی فضیلت اور بزرگی عطا فرمائی ہے لیکن سب کچھ جاننا ساری مخلوق کے تمام حالات سے باخبر رہنا، مخلوق سے مصائب و مضرات دفع کرنا اور ان کی حاجات و مشکلات میں کام آنا ان کے بس میں نہیں۔ یہ صفات کارسازی ہیں جو ذات باری تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں۔

(۵) رَبُّكُمُ الَّذِيْ يُزْجِيْ — تا — كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا (ع ۷) دریاؤں اور سمندروں کی خوفناک لہروں میں سے کشتیوں اور جہازوں کو صحیح سلامت گذار کر کنارے لگانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔ یہ اس کی قدرت کاملہ اور رحمت شاملہ کی واضح دلیل ہے۔ لہٰذا اس قادر و رحیم کے سوا کوئی کارساز اور حاجت روا نہیں۔

(۶) قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ — تا — وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا (ع ۱۸) اس آیت میں خطاب تمام مخلوق سے ہے خواہ انسان ہوں یا فرشتے یا جن۔ اے انسانو، فرشتو اور جنو! اگر رحمت خداوندی کے خزانے تمہارے قبضہ و تصرف میں دے دیئے جائیں تو تم بخل سے کام لینے لگو گے اور مخلوق خدا کو پورا پورا فائدہ نہیں پہنچا سکو گے اس لئے اللہ کے سوا کوئی حاجت روا اور کارساز نہیں۔

آیاتِ معجزہ یا آیاتِ تخویف

ان سے مقصود یہ ہے کہ اگر معجزات دیکھ کر بھی ایمان نہ لاؤ گے تو عذاب سے ہلاک کر دیئے جاؤ گے۔ آیات معجزہ پانچ ہیں۔

(۱) سُبْحٰنَ الَّذِيْ اَسْرٰى الخ (ع ۱) معجزۂ اسرار اللہ تعالیٰ کی قدرت کا بہت بڑا اعجاز ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے توحید بیان کرنے والے اپنے بندۂ خاص کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اور وہاں سے آسمانوں تک رات کے تھوڑے سے حصہ میں سیر کرائی۔ مشرکین مکہ اب اگر یہ معجزہ دیکھ کر بھی مسئلہ توحید نہیں مانیں گے تو انہیں ہلاک کر دیا جائے گا۔

(۲) اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ الخ معجزۂ اسرار کی طرح قرآن مجید بھی ایک معجزہ ہے اور یہ قرآن بھی اسی مسئلہ توحید کو بیان کرتا ہے جس کی تائید کے لئے معجزۂ اسرار ظاہر کیا گیا۔

(۳) وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ الخ (ع ۶) ہم معاندین کے منہ مانگے معجزے اس لئے ظاہر نہیں کرتے کہ مطلوبہ معجزہ دیکھنے کے بعد مہلت نہیں دی جاتی بلکہ فوراً عذاب سے منکرین کو ہلاک کر دیا جاتا ہے چنانچہ قوم ثمود کو ان کا مطلوبہ معجزہ دیا گیا مگر پھر بھی انہوں نے مسئلہ توحید کو نہ مانا اور فوراً ہلاک کر دیئے گئے۔ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ الخ یہ معجزۂ معراج بھی ایک آزمائش تھی تاکہ ظاہر ہو جائے کہ کون مانتا ہے اور کون نہیں مانتا۔

(۴) وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ الخ مشرکین کی خواہش تھی کہ آپ ذرا نرمی اختیار کریں، ان کے معبودان باطلہ کی مذمت نہ کریں۔ اگر آپ ایسا کر لیتے تو وہ آپ کو جان و دل سے دوست بنا لیتے۔ مشرکین نے تو راہ راست سے ہٹانے کے لئے اپنا سارا زور لگا دیا مگر ہم نے آپ کو ثابت قدم رکھا اور ان کی باطل آرزو کی طرف آپ کو ذرا سا بھی جھکنے نہیں دیا۔ وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مشرکین مکہ معجزۂ اسرار دیکھ لینے کے بعد ایمان لانے کے بجائے آپ کو مکہ سے نکالنے کے درپے ہیں لیکن یاد رکھیں آپ کے مکہ سے نکل جانے کے بعد وہ بھی زیادہ عرصہ مکہ میں نہیں رہ سکیں گے۔ ہم ان میں بھی اپنی سنت قدیمہ جاری کریں گے۔ سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا گذشتہ انبیاء علیہم السلام میں ہماری یہی سنت جاری رہی ہے کہ سرکش اور معاند قوموں نے جب بھی انہیں اپنے شہروں سے نکلنے پر مجبور کیا تو ان کے بعد ان قوموں کو بھی وہاں ٹھہرنا نصیب نہ ہوا اور انہیں فوراً ہلاک کر دیا گیا۔

(۵) وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى الخ (ع ۱۲) جس طرح پہلی قوموں کے پاس انبیاء علیہم السلام معجزات لے کر آئے مگر انہوں نے معجزات باہرہ دیکھ کر پیغمبروں کی تصدیق نہ کی اور مسئلہ توحید کو تسلیم نہ کیا تو انہیں ہلاک کر دیا گیا اسی طرح ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو بھی معجزات دیکر قوم فرعون کے پاس بھیجا تو قوم فرعون نے معجزات کا مشاہدہ کرنے کے بعد بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پیش کردہ پیغام توحید نہ مانا تو انہیں غرق کر دیا گیا۔ اب معجزۂ اسرار کے بعد اگر مشرکین مکہ نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا پیغام توحید نہ مانا تو انہیں بھی ہلاک کر دیا جائے گا۔

معجزۂ اسرار دیکھنے کے بعد بھی مسئلہ توحید نہ ماننے پر چونکہ عذاب کی تخویف سنائی گئی اس لئے رکوع ۳ و ۴ میں دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ کا ذکر کیا گیا یعنی شرک نہ کرو، احسان کرو اور ظلم نہ کرو۔ امر اول وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ میں ذکر کیا گیا اور وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا — تا — فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا میں امر ثانی کا ذکر کیا گیا اور وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ — تا — عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا میں امر ثالث کا ذکر کیا گیا۔ مسئلہ توحید کی اہمیت کو ظاہر کرنے کے لئے امور ثلاثہ کے شروع میں اور پھر آخر میں بڑی شدت کے ساتھ شرک سے منع کیا گیا۔ امور ثلاثہ کے شروع میں فرمایا لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا اور آخر میں فرمایا وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا

درمیان میں طریق تبلیغ کی تعلیم فرما دی کہ تبلیغ میں نرمی اختیار کرو اور سخت کلامی نہ کرو کیونکہ شیطان معمولی باتوں سے لوگوں کو بھڑکا کر ان کے دلوں میں نفرت و عداوت پیدا کر دیتا ہے وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ شیطان چونکہ انسان کا پرانا دشمن ہے اس لئے وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا الخ میں قصہ آدم و ابلیس بیان کر کے بنی آدم کو اس کے مکر و فریب سے آگاہ کیا گیا۔ معجزۂ اسرار اس لئے ظاہر کیا گیا تاکہ اسے دیکھ کر تم مسئلہ توحید مان لو مگر دیکھنا شیطان سے ہوشیار رہنا۔ مبادا وہ مکر و فریب سے تمہارے دلوں میں شبہات ڈال کر تمہیں مسئلہ توحید سے متنفر کر دے۔

معجزۂ اسرار کے بعد مشرکین ایمان لانے کے بجائے آپ کو مکہ سے نکالیں گے اس لئے اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ الخ میں امر مصلح نماز کا ذکر کیا گیا تاکہ مصائب پر صبر و استقامت کی صفت پیدا ہو کیونکہ نماز سے صبر و استقامت اور رجوع الی اللہ کی صفات پیدا ہوتی ہیں نیز رات کے وقت قرآن مجید کی تلاوت کریں تاکہ دل مطمئن رہے۔ اور ساتھ ہی ہجرت کے وقت یہ دعا پڑھتے ہوئے مکہ سے نکلنا رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ الخ اس کے علاوہ سورت میں حسب مواقع بشارتیں، تخویفیں، زجریں اور شکوے مذکور ہیں۔

مختصر خلاصہ

عذابِ قحط ہم نے اٹھالیا ہے اور اب تمہارے مطالبہ کے مطابق ایک بہت بڑا معجزہ یعنی معجزۂ اسرار ظاہر کر دیا ہے اب اگر اس معجزہ کے بعد بھی نہ مانو گے تو ہلاک کر دئے جاؤ گے ۔ معجزۂ اسرار چونکہ مسئلہ توحید کی خاطر ظاہر کیا گیا اس لئے اس سورت کی آیتیں دو قسم کی ہیں ۔ اول آیات توحید دوم آیاتِ معجزہ ۔ سورت کا دعویٰ جس کے لئے معجزۂ اسرار ظاہر کیا گیا وہ آخر میں تفصیل سے مذکور ہے ۔ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ الخ یعنی حاجات میں جب بھی پکارو ، صرف اللہ ہی کو پکارو خواہ اس کی کسی صفت سے پکارو کیونکہ اُس کے لئے بہت سی اچھی صفات ہیں ۔ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ الخ پکارنے کا طریقہ بتایا کہ نہ زیادہ بلند آواز سے پکارو اور نہ بالکل آہستہ بلکہ میانہ روی اختیار کرو وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الخ دلیل ماقبل یعنی صرف اللہ کو اس لئے پکارو کہ وہ تمام صفات کارسازی کا مالک ہے اور اس کا کوئی نائب نہیں ۔

آیات توحید

ایک دلیل وحی سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ سے ذکر کی گئی ۔

دلائل نقلیہ

دلائل نقلیہ تین ہیں اول شروع میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے وَاٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ الخ دوم درمیان میں انبیاء علیہم السلام اور فرشتوں سے قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ الخ سوم آخر میں علماء اہل کتاب سے اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الخ (ع ١٢)

دلائل عقلیہ

دلائل عقلیہ چھ ہیں ۔ (١) اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ اللہ کے ساتھ شرک نہ کرو کیونکہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا وہی ہے ۔ (٢) وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ سارا نظام شمسی اللہ کے تصرف میں ہے لہٰذا کارساز بھی وہی ہے ۔ (٣) اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ الخ (ع ٣) تمام کارزاق چونکہ وہی ہے اس لئے وہی متصرف و مختار اور کارساز ہے ۔ (٤) وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (ع ٦) عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے لہٰذا وہی کارساز ہے ۔ (٥) رَبُّكُمُ الَّذِيْ يُزْجِيْ (ع ٧) سمندروں اور دریاؤں میں اللہ تعالیٰ ہی کے تکوینی احکام نافذ ہیں لہٰذا خشکی میں بھی وہی حاکم و متصرف ہے ۔ (٦) قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ الخ (ع ١١) ساری کائنات کا رب اور جگ داتا اللہ تعالیٰ ہی ہے لہٰذا وہی سب کا کارساز ہے ۔

آیات معجزہ

(١) سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى الخ مسئلہ توحید کی خاطر معجزۂ اسرار پیغمبر علیہ السلام کو دیا گیا اس کے بعد بھی اگر ایمان نہ لاؤ گے تو ہلاک کر دئے جاؤ گے ۔

(٢) اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ الخ معجزۂ اسرار کی طرح قرآن بھی ایک معجزہ ہے اور اس میں وہی مسئلہ بیان کیا گیا ہے جس کے لئے معجزۂ اسرار دکھایا گیا ۔

(٣) وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ (ع ٦) منہ مانگا معجزہ ہم اس لئے نہیں دکھاتے کیونکہ اس کے بعد نہ ماننے پر فوراً عذاب آجاتا ہے اور مہلت نہیں ملتی ۔

(٤) وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ الخ مشرکین نے تو بڑی کوشش کی تھی کہ آپ کو اپنے معبودوں کے بارے میں کچھ نرم کر لیں مگر اللہ نے آپ کو ثابت قدم رکھا اور آپ میں ان کی طرف ادنیٰ جھکاؤ بھی پیدا نہ ہونے دیا ۔ وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مشرکین مکہ معجزۂ اسرار کے بعد ایمان لانے کے بجائے آپ کو مکہ سے نکالنے کے درپے ہیں مگر آپ کے بعد وہ بھی مکہ میں نہیں

(بقیہ تحقیق مسئلہ وسیلہ)

البتہ بحرمت فلان دعا مانگنے میں کوئی کلام نہیں یہ سب کے نزدیک جائز ہیں ۔ مگر اس میں بھی تفصیل ہے جو حسب ذیل ہے ۔

اگر بحرمت فلان کہنے والے کا عقیدہ یہ ہو کہ اولیاء کرام یا انبیاء علیہم السلام پکاریں سنتے ہیں اور حاجت روائی کر سکتے ہیں تو اس عقیدے والے کا یہ کہنا شرک ہے جائز نہیں ۔ اور اگر اس کا عقیدہ شرکیہ نہ ہو اور اس کی تمام کتابیں تردید شرک و بدعت سے پُر ہوں اور اس کی کسی کتاب میں یہ کلمات آگئے ہوں تو ان کی توجیہ کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق کرنی ضروری ہے ۔ بعض لوگ یہ توجیہ کرتے ہیں ۔ اے اللہ میں گنہگار ہوں فلاں پیغمبر یا ولی تیرا پیارا ہے مجھے اس کی وجہ سے معاف کر دے ۔ یہ بالکل بے معنی ہے کیونکہ فلاں پیغمبر یا ولی تو اللہ کے مقبول ہیں خدا مجرم کو کیوں معاف کرے ۔ یہ ایسا ہی ہے کہ کوئی قاتل سیشن جج سے کہہ دے ۔ میں مجرم ہوں اور یہ آپ پیارا بیٹا ہے مجھے آپ معاف کر دیں ۔ یہ توجیہ بالکل لغو ہے ۔ اس کی توجیہ صحیح یہ ہے اے اللہ مجھے فلاں پیغمبر یا ولی سے محبت ہے اور میں اس کی اتباع کرتا ہوں یہ محبت فعل قلبی ہے اور اتباع فعل جوارح ہے ۔ گویا اپنے فعل قلب یا فعل اعضاء کو اللہ تعالیٰ کے آگے بطور وسیلہ پیش کرنا اپنے اعمالِ صالحہ کا وسیلہ ہونا قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے صاف ثابت ہے ۔ سورۃ آل عمران میں واتبعنا الرسول فاکتبنا مع الشاہدین ۔ اور سورہ انعام میں پارہ ساتواں پہلے صفحہ میں ہے یقولون ربنا آمنا فاکتبنا مع الشاهدين ان دونوں آیتوں میں اتباع اور ایمان کو وسیلہ بنایا گیا ہے معلوم ہوا کہ اتباع پیغمبر وسیلہ ہے اور اس طرح غار والی حدیث صحیح سے اعمال صالحہ کا وسیلہ بنانا معلوم ہوتا ہے ۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ قائل اس کا توحید و سنت پر پختہ ہو شرک اور بدعت سے بیزار ہو جیسا کہ شاہ ولی اللہ اور مولانا اسماعیل شہید اور مجدد الف ثانی وغیرہم ۔ پس ایسے بزرگانِ دین سے جو ایسے کلمات منقول ہیں ان کی توجیہ کر دی گئی ہے لہٰذا ان بزرگوں پر جو طعن دیتے ہیں کہ انہوں نے یہ کیوں لکھا ہے بالکل غلط ہے جب ان کی عبارت کی توجیہ قرآن مجید اور سنت صحیحہ کے مطابق ہو سکتی ہے تو طعن کرنا بے معنی ہے ۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ عوام الناس کو اس قسم کی عبارت کا سبق دینا بہتر نہیں ہے کیونکہ یہ دور عام شرک اور بدعت کا ہے اس سے لوگ غلط فائدہ اٹھاتے ہیں نیز قرآن مجید کی تمام دعائیں اور احادیث صحیحہ کی ایسی ایسی عبادت سے خالی ہیں ——— ہذا تحقیق شیخی و سندی مولانا حسین علی مرحوم

سُوْرَةُ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ مَکِّیَّةٌ وَّهِیَ مِائَةٌ وَّاِحْدٰی عَشْرَةَ اٰیَةً وَّاثْنَا عَشَرَ رُکُوْعًا

ل سورہ بنی اسرائیل مکہ میں اتری اور اس کی ایک سو گیارہ آیتیں ہیں اور بارہ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ

پاک ذات ہے جو لے گیا اپنے بندہ کو راتوں رات مسجد

الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ

حرام سے مسجد اقصےٰ تک جس کو گھیر رکھا ہے ہماری برکت نے

لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ① وَ

تاکہ دکھلائیں اس کو کچھ اپنی قدرت کے نمونے وہی ہے سننے والا دیکھنے والا ف اور

اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًی لِّبَنِیْۤ

دی ہم نے موسیٰ کو کتاب اور کیا اس کو ہدایت بنی

اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَکِیْلًا ②

اسرائیل کے واسطے کہ نہ ٹھہراؤ میرے سوا کسی کو کارساز

ذُرِّیَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ؕ اِنَّهٗ کَانَ عَبْدًا

تم جو اولاد ہو ان لوگوں کی جن کو چڑھایا ہم نے نوح کے ساتھ بے شک وہ تھا بندہ

شَکُوْرًا ③ وَقَضَیْنَاۤ اِلٰی بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ فِی الْکِتٰبِ

حق ماننے والا اور صاف کہہ سنایا ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب میں

لَتُفْسِدُنَّ فِی الْاَرْضِ مَرَّتَیْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا

کہ تم خرابی کرو گے ملک میں دو بار اور سرکشی کرو گے بڑی

کَبِیْرًا ④ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَیْکُمْ

سرکشی پھر جب آیا پہلا وعدہ بھیجے ہم نے تم پر

منزل ۴

[illegible] الجزء الخامس عشر ۱۵

ل دعویٰ توحید کا ذکر
ل پہلی بار دو دلیل دی
برائے توحید اور پہلی آیت
معجزہ ۱۲
ل لام برائے عاقبت ۱۲
ل یعنی لا آیت بینات
ل یعنی لا آیت معجزہ
بعد انکار معجزہ ۱۲
معراج ۱۲
ل پہلی عقلی دلیل ۱۲
ل پہلی نقلی دلیل ۱۲

ل شکر گزاری کا نمونہ ۱۲

ل تخویف دنیوی کا نمونہ ۱۲

رہ سکیں گے کیونکہ ہماری سنت جاریہ یہی ہے کہ ہمارے پیغمبروں کو شہر بدر کرنیوالے خود بھی وہاں نہیں رہ سکتے (۵) وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی الخ (ع ۱۲) انبیاء سابقین علیہم السلام کی طرح موسیٰ علیہ السلام کو بھی ہم نے معجزات دے کر بھیجا قوم نے انکار کیا تو اسے غرق کر دیا گیا۔ معجزہ اسرار کے بعد مشرکین مکہ نے بھی نہ مانا تو ان کا بھی یہی حشر ہوگا۔ وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ (ع ۳) — تا — عِنْدَ رَبِّکَ مَکْرُوْهًا (ع ۴) میں دفع عذاب کے لئے امور ثلثہ کا ذکر کیا گیا یعنی شرک نہ کرو، احسان کرو اور ظلم نہ کرو۔ مسئلہ توحید کی اہمیت ظاہر کرنے کے لئے امور ثلاثہ کو بیان سے پہلے اور آخر میں صراحۃً شرک سے منع کیا گیا۔ وَقُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ (ع ۶) میں طریق تبلیغ کی تعلیم دی گئی کہ نرمی سے دعوت توحید پیش کرو درشتی سے کام نہ لو۔ پھر وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَةِ اسْجُدُوْا (ع ۸) سے قصہ آدم و ابلیس بیان کر کے متنبہ کیا گیا کہ شیطان تمہارا پرانا دشمن ہے معجزہ اسرار کے بعد بھی یہ تمہیں مسئلہ توحید سے روکنے کی کوشش کرے گا اس لئے اس کے فریب سے خبردار رہو۔ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ الخ (ع ۸) امر مصلح نماز کا ذکر کیا گیا۔ کیونکہ معجزہ اسرار کے بعد مشرکین مسئلہ توحید ماننے کے بجائے آپ کو مکہ سے نکالیں گے اس لئے آپ صبر و استقامت کے لئے نماز قائم کریں اور قرآن مجید کی تلاوت فرماتے رہیں۔ اور بوقت ہجرت یہ دعا پڑھیں رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ الخ ۲ اس آیت میں معجزہ اسرار کا ذکر ہے۔ معجزہ اسرار یعنی معجزہ معراج کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ روحانی تھا کہ جسمانی۔ بعض صحابہؓ اور بعض تابعین سے منقول ہے کہ معراج روحانی تھا یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ سیر خواب میں کرائی گئی اور تمام ملکوت کا آپ نے حالت خواب میں مشاہدہ فرمایا۔ لیکن جمہور صحابہؓ اور جمہور امت کا متفقہ فیصلہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج بجسد عنصری تھا اور حالت بیداری میں تھا مسجد حرام سے لیکر مسجد اقصیٰ تک اور پھر وہاں سے لے کر ساتوں آسمانوں کے اوپر جہاں تک اللہ تعالیٰ نے چاہا آپ کو عجائب ملکوت کا بجسد عنصری بحالت بیداری بچشم سر مشاہدہ کرایا۔ ذهب معظم السلف والمسلمین الی انه کان اسراء بالجسد وفی الیقظة الخ (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۰۸) والاصح بل الصحیح ان الاسراء فی الیقظة بعد البعثة مرة واحدة الخ (جامع البیان ص ۲۴۱) معراج کے دو حصے ہیں ایک مسجد حرام سے لے کر مسجد اقصیٰ تک دوم مسجد اقصیٰ سے لے کر الیٰ ماشاء اللہ معراج کا پہلا حصہ یہاں مذکور ہے اور دوسرا حصہ سورۃ النجم اور احادیث صحیحہ میں مذکور ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ معراج کے دونوں حصے ایک وقت میں واقع نہیں ہوئے بلکہ پہلی بار مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک ہوا پھر دوسری بار دوسرے وقت میں مکہ مکرمہ سے آسمانوں تک ہوا۔ مگر جمہور کا قول یہی ہے کہ مسجد حرام سے لے کر آسمانوں تک کا سارا واقعہ مسلسل ایک ہی وقت میں پیش آیا۔ وانه رکب البراق بمکة ووصل الی بیت المقدس وصلی فیه ثم اسری بجسده الخ (قرطبی) واقعہ معراج کو اس لئے ذکر کیا گیا کہ مشرکین مکہ بطور تمسخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عذاب کا مطالبہ کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر قحط سالی کا عذاب مسلط کر دیا جو کئی سال تک جاری رہا جیسا کہ سورۂ نحل میں مذکور ہو چکا ہے۔ مگر اس عذاب کو دیکھ کر بھی وہ ایمان نہ

موضح قرآن ف حق تعالیٰ اپنے رسول کو معراج کی رات لے گیا مکے سے بیت المقدس براق پر اور آگے لے گیا آسمانوں پر یہاں اتنا ہی ذکر ہے باقی سورۂ نجم میں ہے۔

فتح الرحمٰن ف یعنی خدا تعالیٰ در شب معراج پیش از صعود بر آسمان ہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بمسجد المقدس رسانید ۱۲۔

لائے بلکہ معجزہ کا مطالبہ کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے واقعہ معراج ظاہر کرکے ان کو ایک بہت بڑا معجزہ دکھایا کہ اگر اس کے بعد بھی نہ مانو گے تو ہلاک کر دئے جاؤ گے چنانچہ جنگ بدر کبریٰ میں ان منکرین کو قتل کر دیا گیا۔ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ الخ سُبْحَانًا تَسْبِیْحًا کے معنوں میں ہے، اور وہ فعل مقدر کا مفعول مطلق ہے۔ ای سبحوا سبحانًا الذی الخ یعنی ہر عیب سے پاک سمجھو جس طرح کہ پاک سمجھنے کا حق ہے اس ذات پاک کو جس نے توحید بیان کرنے والے اپنے بندۂ خاص کو سیر کرائی۔ تسبیح کے معنی ہر عیب اور برائی سے پاک اور منزہ کہنے کے ہیں ومعناہ التنزیہ والبراءۃ للّٰہ عزوجل من کل نقص الخ (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۰۴) شرک ایک بہت بڑا عیب ہے جو ذات باری تعالیٰ کے لائق نہیں اور اس کی ذات اس سے پاک ہے جیسا کہ فرمایا سُبْحٰنَ اللّٰہِ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ اور سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ اسی طرح اس میں دعوی سورت کا ذکر ہے کہ کسی کو اللہ کا شریک نہ بناؤ اور اسے ہر شریک سے پاک سمجھو۔ نیز یہ دلیل وحی ہے یعنی میں تمہیں اللہ کی وحی سنا رہا ہوں کہ اللہ کو شرک سے پاک سمجھو یہ پہلی آیت معجزہ بھی ہے جس میں معجزۂ معراج کا ذکر کیا گیا ہے آیات معجزہ سے مقصود تخویف ہے یعنی اگر یہ معجزہ دیکھ کر بھی مسئلہ توحید نہیں مانو گے تو اللہ کا عذاب آئے گا۔ **۳ے** عبد سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ واقعہ معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بہت بڑا اشرف ہے جو کسی اور پیغمبر کو نصیب نہیں ہوا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو ایسے نام یعنی عبد سے یاد فرمایا جو اسے سب سے زیادہ پسند تھا۔ قال العلماء لو کان للنبی صلی اللہ علیہ وسلم اسم اشرف منہ لسماہ بہ فی تلک الحالۃ العلیۃ (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۰۵) نیز آپ کی امت کو تواضع کا سبق دینا تھا اور یہ بتانا تھا کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بایں شرف واعزاز اللہ تعالےٰ کے بندے ہیں اور صفت بندگی کسی حال میں ان سے جدا نہیں ہو سکتی۔ لَیْلًا کی تنکیر تقلیل کے لئے ہے یعنی ہم نے رات کے تھوڑے سے حصے میں اپنے بندے کو سیر کرائی۔ **۴ے** لام عاقبت کے لئے ہے۔ اور مِنْ اٰیٰتِنَا سے وہ عجائب قدرت مراد ہیں جو آپ کو اس سیر کے دوران میں دکھائے گئے۔ من عجائب قدرتنا وقد رای ھناک الانبیاء والاٰیات الکبریٰ (معالم ج ۴ ص ۱۲۵)

حضرت شیخ رح فرماتے ہیں کہ مِنْ اٰیٰتِنَا سے مشرکین کی ہلاکت مراد ہے یعنی ہم یہ عظیم معجزۂ معراج اپنے بندۂ خاص کو اس لئے دکھایا تاکہ اس کے بعد اگر مشرکین مکہ مسئلہ توحید کا انکار کریں تو ہم ان معاندین کی ہلاکت میں آپ کو اپنی قدرت کا ایک عظیم اور حیرت انگیز نشان دکھائیں۔ چنانچہ

عِبَادًا لَّنَآ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ

اپنے بندے سخت لڑائی والے پھر پھیل پڑے شہروں

الدِّیَارِ ؕ وَکَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ⑤ ثُمَّ رَدَدْنَا لَکُمُ

کے بیچ اور وہ وعدہ ہونا ہی تھا ف۱ پھر ہم نے پھیر دی تمہاری

الْکَرَّۃَ عَلَیْہِمْ وَاَمْدَدْنٰکُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِیْنَ وَ

باری ان پر اور قوت دی تم کو مال سے اور بیٹوں سے اور

جَعَلْنٰکُمْ اَکْثَرَ نَفِیْرًا ⑥ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ

اس سے زیادہ کر دیا تھا تمہارا لشکر ف۲ اگر بھلائی کی تم نے تو بھلا کیا

لِاَنْفُسِکُمْ ۣ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَہَا ؕ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ

اپنا اور اگر برائی کی تو اپنے لئے پھر جب پہنچا ف۳ وعدہ

الْاٰخِرَۃِ لِیَسُوْٓءٗا وُجُوْہَکُمْ وَلِیَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ

دوسرا بھیجے اور بندے کہ اداس کر دیں تمہارے منہ اور گھس جائیں مسجد میں

کَمَا دَخَلُوْہُ اَوَّلَ مَرَّۃٍ وَّلِیُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِیْرًا ⑦

جیسے گھس گئے تھے پہلی بار اور خراب کر دیں جس جگہ غالب ہوں پوری خرابی

عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یَّرْحَمَکُمْ ۚ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ

بعید نہیں تمہارے رب سے کہ رحم کرے تم پر اور اگر پھر وہی کرو گے تو ہم پھر وہی کریں گے

وَجَعَلْنَا جَہَنَّمَ لِلْکٰفِرِیْنَ حَصِیْرًا ⑧ اِنَّ

اور کیا ہے ہم نے دوزخ کو کافروں کا قید خانہ ف۴ ف۱ بیشک

ہٰذَا الْقُرْاٰنَ یَہْدِیْ لِلَّتِیْ ہِیَ اَقْوَمُ وَیُبَشِّرُ

یہ قرآن ف۲ بتلاتا ہے وہ راہ جو سب سے سیدھی ہے اور خوشخبری سناتا ہے

الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَہُمْ

ایمان والوں کو جو عمل کرتے ہیں اچھے کہ ان کے لئے ہے

وقف لازم

۲ دوسری آیت معجزہ ۱۲

۳ بشارت اخروی ۱۲

موضح قرآن **ف۱** توراۃ میں کہہ دیا تھا کہ دوبارہ بنی اسرائیل شرارت کریں گے اس کی جزا میں دشمن اُن کے ملک میں غالب ہوں گے اُسی طرح ہوا ہے۔ ایک بار جالوت غالب ہوا، پھر حق تعالیٰ نے اس کو حضرت داؤد کے ہاتھ سے ہلاک کیا، پیچھے بنی اسرائیل کو اور قوت زیادہ دی حضرت سلیمان کی سلطنت میں، دوسری بار فارسی لوگوں میں سے بخت نصر غالب ہوا تب سے ایک سلطنت نے قوت نہ پکڑی، اب فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مہربانی پر آیا ہے۔ اگر اس نبی کے تابع ہو تو وہی سلطنت اور غلبہ پھیر کر دے، اور اگر پھر وہی شرارت کرو گے تو ہم وہی کریں گے، یعنی مسلمانوں کو ان پر غالب کیا اور آخرت میں دوزخ تیار ہے۔

فتح الرحمٰن **ف۱** وایں وعدہ متحقق شد بتسلط جالوت بادشاہ عمالقہ ۱۲ **ف۲** وایں معنی در خلافت حضرت داؤد ظاہر شد ۱۲ **ف۳** دایں وعدہ متحقق شد وقتیکہ حضرت یحییٰ را کشتند پس بخت نصر را مسلط ساخت ۱۲ **ف۴** وایشان عود کردند بفساد تکذیب حضرت پیغامبر ما وجنگ کردند با او پس خدا تعالیٰ عود فرمود در تعذیب ایشان بقتل واسر وجزیہ ۱۲۔

جب مشرکین نے معجزۂ اسراء کے بعد بھی مسئلہ توحید کو نہ مانا تو اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر میں بے ساز و سامان مٹھی بھر مسلمانوں کے ہاتھوں مشرکین کے مسلح اور کئی گنا بڑے لشکر کو ذلت و خواری کے ساتھ معجزانہ طور پر شکست دی۔ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرٰى (طٰہٰ ع ۲) اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو پیغام توحید دیا اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ اس کے بعد اس مسئلہ توحید کی خاطر معجزہ عصا اور ید بیضا عطا فرمایا کہ قوم فرعون کے سامنے مسئلہ توحید پیش کرو، اپنی سچائی اور مسئلہ کی حقانیت ظاہر کرنے کے لئے یہ معجزات دکھاؤ۔ اگر انہوں نے ان معجزات کے بعد بھی مسئلہ نہ مانا تو ہم فرعون اور اس کی قوم کو آپ کے سامنے اس طرح ہلاک کریں گے کہ ان کی ہلاکت بھی ہماری قدرت کا ایک عجیب کرشمہ اور اعجاز ہوگی چنانچہ قوم فرعون کو سمندر کے خشک راستوں میں، جو بنی اسرائیل کی سلامتی کے لئے معجزانہ طور پر بنائے گئے تھے، داخل کرکے ہلاک کیا گیا۔ چنانچہ جب حضور علیہ السلام نے صبح اٹھ کر واقعہ معراج کا پہلا حصہ مشرکین کے سامنے بیان کیا کہ میں آج رات بیت المقدس سے ہو کر آگیا ہوں تو سب نے تعجب کیا اور نہ مانا۔ مشرکین میں سے ایک شخص دوڑتا ہوا حضرت ابوبکرؓ کے پاس پہنچا اور کہنے لگا اے ابوبکر! کیا اب بھی محمد کو مانوگے؟ فرمایا بات کیا ہے؟ اس نے کہا محمدؐ کہتے ہیں کہ میں آج رات بیت المقدس کی سیر کر آیا ہوں تو حضرت صدیقؓ نے فرمایا اس میں کونسی تعجب کی بات ہے آپ نے سچ فرمایا ہے ہم تو آپ کی آسمانوں والی باتیں مان لیتے ہیں تو زمین والی کیوں نہ مانیں گے۔ مشرکین نے آزمائش کے لئے آپ سے بیت المقدس کی نشانیاں پوچھیں اس سے آپ کو بہت غم ہوا کیونکہ آپ بیت المقدس کی نشانیاں یاد کرنے کے لئے تو وہاں نہیں گئے تھے جو لوگ سالہا سال کسی جگہ رہیں اس جگہ کی ساری علامتیں تو انہیں بھی معلوم نہیں ہوتیں لیکن اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کا نقشہ آپ کے سامنے حاضر کرکے آپ کا غم دور فرما دیا۔ چنانچہ مشرکین نے جو بات پوچھی آپ نے صحیح بتا دی۔ راستہ میں آپ کو جو قافلے ملے ان کے بارے میں آپ نے جو کچھ بتایا وہ بھی بالکل درست ثابت ہوا (خازن و معالم ج ۴ ص ۱۲۷/۱۲۸) مگر ان تمام باتوں کے باوجود مشرکین مکہ نے اس اعجاز قدرت کو جادو کہہ کر رد کر دیا اور نہ مانا آخر جنگ بدر میں عذاب قتل سے ہلاک کئے گئے۔ **۵** اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ۔ یہ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے هو ضمیر فصل اور خبر کا معرفہ ہونا افادۂ حصر کے لئے ہے یعنی بے شک وہی سب کچھ سننے والا اور وہی سب کچھ دیکھنے والا ہے اس کے سوا کوئی سب کچھ سننے اور دیکھنے والا نہیں لہٰذا عبادت میں، دعا اور پکار میں اس کا شریک بھی کوئی نہیں۔ انه هو السمیع لاقوال جمیع خلقه البصیر بافعالهم (خازن ج ۴ ص ۱۲۵) **۶** توحید پر پہلی نقلی دلیل۔ اس میں دعویٰ توحید پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب تورات سے نقلی دلیل پیش کی گئی ہے۔ فرمایا ہم

اَجْرًا كَبِيْرًا ⑨ وَّاَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ
ثواب بڑا اور یہ کہ جو نہیں مانتے آخرت کو

اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ⑩ ع وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ
ان کے لئے تیار کیا ہے ہم نے عذاب دردناک اور مانگتا ہے آدمی ف۱

بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ
برائی ف۱ جیسے مانگتا ہے بھلائی اور ہے انسان

عَجُوْلًا ⑪ وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ
جلدباز ف اور ہم نے بنائے رات اور دن ف۲ دو نمونے

فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً
پھر مٹا دیا رات کا نمونہ اور بنا دیا دن کا نمونہ دیکھنے کو

لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ
تاکہ تلاش کرو فضل اپنے رب کا اور تاکہ معلوم کرو گنتی

السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ۭ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ⑫
برسوں کی اور حساب اور سب چیز سنائی ہم نے کھول کر ف

وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰۗىِٕرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ۭ وَنُخْرِجُ
اور جو آدمی ہے ف۳ لگا دی ہے ہم نے اسی کی بری قسمت اس کی گردن سے اور نکال دکھاویں گے

لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ⑬
اس کو قیامت کے دن ایک کتاب کہ دیکھے گا اس کو کھلی ہوئی ف۳

اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ۭ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ
پڑھ لے کتاب اپنی تو ہی بس ہے آج کے دن اپنا

حَسِيْبًا ⑭ۭ مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ
حساب لینے والا جو کوئی راہ پر آیا تو آیا اپنے ہی بھلے کو

منزل ۴

۱ تخویف اخروی ۱۲

ع ۱

۲ شکوٰی ۱۲

۳ دوسری عقلی دلیل ۱۲

۴ تخویف اخروی ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی گھبراتا ہے کہ میری دعا شتاب کیوں قبول نہیں ہوتی، اور اس کی دعا بعضی اس کے حق میں بری ہے۔ اگر قبول ہو تو انسان خراب ہو، سو ہر طرح اللہ بہتر دانا ہے، چاہئے کہ اسی کی رضا پر شاکر رہے۔ ف۲ گھبرانے سے فائدہ نہیں، ہر چیز کا وقت و اندازہ مقرر ہے، جیسے رات اور دن، کسی کے گھبرانے۔ اور دعا سے رات کم نہیں ہو جاتی، اپنے وقت پر آپ ہی صبح ہوتی ہے اور دونوں نمونہ اسی کی قدرت کا ہے۔ ف۳ یعنی بُری قسمت کے ساتھ بُرے عمل ہیں کہ چھوٹ نہیں سکتے وہی نظر آویں گے قیامت میں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی در حالت تنگدلی بر خود و اولاد خود دعائے بد میکند ۱۲۔

وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۭ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ
اور جو کوئی بہکا رہا تو بہکا رہا اپنے ہی بُرے کو اور کسی پر نہیں پڑتا
وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ
بوجھ دوسرے کا اور ہم نہیں ڈالتے بلا ۱۰ جب تک نہ بھیجیں
رَسُوْلًا ⑮ وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا
کوئی رسول ف۱ اور جب ۱۱ ہم نے چاہا کہ غارت کریں کسی بستی کو حکم بھیجدیا
مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ
اس کے عیش کرنیوالوں کو پھر انہوں نے نافرمانی کی اس میں تب ثابت ہوگئی ان پر بات
فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ⑯ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ
پھر اکھاڑ مارا ہم نے ان کو اٹھا کر اور بہت غارت کردیئے ہم نے قرن
مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ۭ وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ
نوح کے پیچھے اور کافی ہے تیرا رب اپنے بندوں کے گناہ
خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ⑰ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ
جاننے والا دیکھنے والا جو کوئی چاہتا ہو ۱۲ پہلا گھر
عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَاۗءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا
جلد دے دیں ہم اس کو اسی میں جتنا چاہیں جس کو چاہیں پھر ٹھہرایا ہے ہم نے
لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ⑱ وَمَنْ
اس کے واسطے دوزخ داخل ہوگا اس میں اپنی بُرائی سن کر دھکیلا جا کر اور جس نے
اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ
چاہا پچھلا گھر اور دوڑ کی اس کے واسطے جو اس کی دوڑ ہے اور وہ یقین پر ہے
فَاُولٰۗىِٕكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ⑲ كُلًّا نُّمِدُّ
سو ایسوں کی دوڑ ٹھکانے لگی ہے ہر ایک کو ہم پہنچائے جاتے ہیں

۱۳ تخویف دنیوی ۱۲

۱۴ مشرکین کے ایک شبہ کا جواب ۱۲

نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی اور اس کتاب کو بنی اسرائیل کے لئے دستور ہدایت مقرر کیا اس میں ہم نے ان کو حکم دیا کہ اللہ کے سوا کسی اور کو کارساز مت بناؤ اور اللہ کے سوا کسی کو حاجات میں غائبانہ مت پکارو۔ وَكِيْلًا کارساز، تمام کاموں میں جس پر بھروسہ کیا جائے اور اپنے معاملات جس کے سپرد کئے جائیں ای ربا تکلون امورکم الیہ (کبیر ج ۵ ص ۵۴۳) ای ربا تکلون الیہ امورکم (مدارک ج ۲ ص ۲۳۳) ربا یتوکلون علیہ فی امورھم (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۱۳) وقال الشیخ روح اللہ روحہ ای لا تعبدوا الا اللہ ولا تدعوا غیرہ فی الحوائج غائبًا اس سے معلوم ہوا کہ تورات کی تعلیم کا خلاصہ یہی تھا کہ اللہ کے سوا کسی کو کارساز مت بناؤ تو اس سے دعوی سورت کی سچائی واضح اور ثابت ہو گئی۔ ۷ یہ منادی ہے اور اس سے قبل حرف ندا محذوف ہے۔ ای یا ذریۃ الخ اس کا مقصود بالندا محذوف ای اشکروا یعنی اے اولاد نوح شکر گذار بنو اور اللہ کے ساتھ شرک نہ کرو۔ حضرت نوح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بڑے ہی شکر گذار بندے تھے وہ شرک نہیں کرتے تھے جنہوں نے ساڑھے نو سو سال لوگوں کو اللہ کی توحید سنائی اور توحید کی خاطر تکلیفیں اٹھائیں۔ حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو طوفان سے اس لئے بچایا کہ وہ اللہ کے شکر گذار اور توحید کو ماننے والے تھے جب کہ ناشکر گذاروں اور مشرکوں کو غرق کر دیا گیا۔ پس تم بھی اے مشرکین عرب مانند نوح شکور اور موحد بنو اللہ کے عذاب سے بچ جاؤ گے اور اگر ناشکری کرو گے تو قوم نوح ع کی طرح ہلاک کر دیئے جاؤ گے فکانہ قیل کونوا موحدین شاکرین لنعم اللہ مقتدین بنوح الذی انتم ذریۃ من حمل معہ (بحر ج ۶ ص ۱۰) یہاں تک تینوں آیتیں بظاہر غیر مربوط معلوم ہوتی ہیں چنانچہ ان کے ظاہر کو دیکھ کر کئی مفسرین کو تطبیق میں سخت اشکال پیش آیا، کیونکہ پہلے واقعہ معراج کا ذکر ہے اس کے بعد وَاٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ میں موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دینے کا ذکر ہے پھر اس کے بعد ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ میں ایک نئی بات مذکور ہے لیکن ہماری مذکورہ بالا تقریر سے یہ آیتیں بالکل باہم مربوط ہو جاتی ہیں اور بے ربطی کا کوئی اشکال نہیں رہتا۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ الخ میں فرمایا اس اللہ کو شرک سے پاک سمجھو جس نے مسئلہ توحید منوانے کے لئے معجزۂ اسرار دکھایا اس کے علاوہ عقل سلیم کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اللہ ہر شرک سے پاک ہے کیونکہ وہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے اور ساتھ ہی کتب سابقہ مثلاً تورات کی بھی یہی تعلیم ہے لہٰذا اے اہل مکہ ہم تمہیں بھی حکم دیتے ہیں کہ اس مسئلہ کو مان لو جو دلیل وحی اور دلائل عقل و نقل سے ثابت ہے۔ ۸ تخویف دنیوی کا ایک نمونہ ہے۔ بنی اسرائیل کو ہم نے تورات میں بتا دیا تھا کہ تم دو بار زمین میں شر و فساد بپا کرو گے پہلی بار تم پر ایک سخت گیر اور جابر قوم کو مسلط کر کے تمہیں ذلیل کریں گے اس کے بعد تم پر انعام کریں گے اس کے بعد اگر تم نے پھر فساد کیا تو دنیا و آخرت میں سخت عذاب دیں گے۔ اے مشرکین مکہ اسی طرح پہلے ہم نے تم پر قحط مسلط کیا پھر قحط اٹھا کر تم پر مہربانی کی مگر تم شرک سے باز نہ آئے تو پھر معجزۂ معراج دکھایا گیا اس لئے اگر اب بھی شرک سے باز نہ آؤ گے اور توحید سے اعراض کرو گے تو دنیا و آخرت میں رسوا کن عذاب میں مبتلا کئے جاؤ گے۔ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْاَرْضِ الخ فساد فی الارض سے احکام تورات کی مخالفت مراد ہے یرید المعاصی وخلاف احکام التوراۃ (کبیر ج ۵ ص ۵۴۶) ۹ پہلی بار جب بنی اسرائیل نے احکام تورات کی مخالفت کی، توحید کو چھوڑ کر شرک کرنے لگے، محرمات کو حلال کر ڈالا اور انبیاء علیہم السلام کو قتل کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر بخت نصر مجوسی بادشاہ کو مسلط کر دیا جس نے چالیس

موضح قرآن ف۱ یعنی بُرے عمل آفت لاتے ہیں۔ پر حق تعالیٰ بن سمجھائے نہیں پکڑتا رسول بھیجتا ہے اسی واسطے۔

هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ۭ وَمَا كَانَ
اِن کو اور اُن کو ٩ھ تیرے رب کی بخشش میں سے اور تیرے رب کی
عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ⑳ اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا
بخشش کسی نے نہیں روک لی دیکھ ١٠ھ کیسا بڑھا دیا ہم نے
بَعْضَهُمْ عَلٰي بَعْضٍ ۭ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ
ایک کو ایک سے اور پچھلے گھر میں تو اور بڑے درجے ہیں
وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ㉑ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا
اور بڑی فضیلت مت ٹھہرا ١١ھ اللہ کے ساتھ دوسرا حاکم
اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ㉒ ع وَقَضٰى رَبُّكَ
پھر بیٹھ رہے گا تو الزام کھا کر بے کس ہو کر اور حکم کر چکا تیرا رب
اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ
کہ نہ پوجو ١٢ھ اس کے سوائے اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو ١٣ھ
اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا
اگر پہنچ جائے تیرے سامنے ١٤ھ بڑھاپے کو ایک ان میں سے یا دونوں
فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا
تو نہ کہہ ان کو ہوں اور نہ جھڑک ان کو اور کہہ ان سے
قَوْلًا كَرِيْمًا ㉓ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ
بات ادب کی اور جھکا دے ان کے آگے کندھے عاجزی کر کر
مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ
نیازمندی سے اور کہہ اے رب ان پر رحم کر جیسا پالا انہوں نے مجھ کو
صَغِيْرًا ㉔ ۭ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ۭ
چھوٹا سا تمہارا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے جی میں ہے

الجزء الخامس عشر ١٥

ع ١٤ ٢ ٢

ے ترغیب اعمال آخرة

ے دعویٰ توحید ے

اعادہ ١٢

ے دفع عذاب کے

ے مخوف الیہ کا بیان

ے امر اول یعنی شرک سے پرہیز کرو

ے دلائل [illegible]

ے مرتبہ بھی ہے ١٢

ے امر دوم یعنی حقوق خدا ١٢ احسان کرو ١٢

یا ستر ہزار اسرائیلی قتل کر دیئے۔ باقیوں کو اپنے ساتھ لے گیا اور بیت المقدس کو مسمار کر دیا۔ فَجَاسُوْا - یعنی بخت نصر کا لشکر اسرائیلیوں کے گھروں کے اندر گھس گیا اور خوب خون خرابہ کیا (کبیر)۔ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ الخ اس کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں ہم نے تمہیں غلبہ عطا کیا اور مال و اولاد میں برکت دی اور تمہاری تعداد میں خوب اضافہ کیا۔ اِنْ اَحْسَنْتُمْ الخ اب اگر تم نیک کام کرو گے تو ان کا فائدہ تمہیں ہی پہنچے گا اور اگر برے کام کرو گے تو ان کی سزا بھی تم ہی بھگتو گے۔ فلها ای فعلیها اساءتها (خازن)۔ **١٠ھ** دوسری بار جب بنی اسرائیل نے شر و فساد بپا کیا، حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ علیہما السلام کو قتل کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے فردوس شاہ بابل کو ان پر مسلط کر دیا جس نے لشکر بھیج کر بخت نصر کی طرح بنی اسرائیل میں خون خرابہ کیا (قرطبی)۔ لِيَسُوْٓءٗا مقدر کے متعلق ہے ای بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَا لِيَسُوْٓءٗا الخ **١١ھ** اس کے بعد اگر تم ٹھیک راہ پر چلنے لگے تو اللہ تعالیٰ تم پر مہربانی فرمائے گا اور تمہیں دنیا میں اقتدار اور غلبہ دے گا لیکن اگر پھر تم نے راہ فساد اختیار کی تو پھر دنیا میں ویسا ہی عذاب دیں گے اور آخرت میں جہنم میں قید کئے جاؤ گے۔ یہ یہودی کب باز آنے والے تھے چنانچہ اس کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی، آپ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا، آپ پر جادو کرنے کی کوشش کی اور کھانے میں آپ کو زہر دیا تو دنیا میں یہ سزا ملی کہ کچھ مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوئے اور باقیوں نے ذلت سے جزیہ دینا قبول کیا۔ وعاد بنو قریظة وبنو النضیر واشباههم فارادوا قتل النبی صلی اللہ علیہ وسلم وسحروه وجعلوا السم فی طعامه وحاربوه فعاد اللہ علیهم بالانتقام فقتل بنی قریظة واجلی بنی النضیر وضرب علیهم الجزیة یؤدونها عن ید وهم صاغرون (مظهری ج ٥ ص ٤١٨)۔ **١٢ھ** یہ دوسری آیت معجزہ ہے معجزہ اسرار کی طرح یہ قرآن بھی ایک معجزہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا اور اس میں وہی مسئلہ توحید کھول کر بیان کیا گیا جس کی خاطر معجزۂ اسرار دکھایا گیا۔ لہٰذا اب مسئلہ توحید پر ایمان نہیں لاؤ گے تو سخت ترین عذاب میں گرفتار کئے جاؤ گے اور اگر مان لو گے اور اس کے مطابق عمل بھی کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا بہت بڑا اجر دے گا۔ اس طرح یہ آیت دعوی توحید کو ماننے والوں کے لئے بشارت اخروی اور دعوی توحید کا انکار کرنے والوں کے لئے تخویف اخروی ہے۔ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ بشارت اور وَّاَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ الخ تخویف ہے۔ **١٣ھ** شکوی ہے، معجزۂ اسرار دکھایا گیا تاکہ مشرکین مسئلہ توحید مان لیں ورنہ اللہ کا عذاب آئے گا مگر وہ کیسے احمق اور عجلت پسند ہیں کہ مسئلہ ماننے کے بجائے الٹا کہتے ہیں لاؤ ناں وہ عذاب۔ اس میں دیر کیوں ہو رہی ہے۔ دعاءه منصوب بنزع الخافض ای کدعاءه انسان سے کافر انسان مراد ہے کہ وہ نادانی سے اللہ کا عذاب اس طرح مانگتا ہے جس طرح اللہ کی رحمت مانگنی چاہئے جیسا کہ نضر بن حارث کے بارے میں ابن عباس رض سے منقول ہے اس نے کہا تھا کہ اے اللہ اگر یہ قرآن، مسئلہ توحید اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں تو ہم پر عذاب نازل کر کے ہلاک کر دے عن ابن عباس رضی اللہ عنهما هو النضر بن الحارث قال اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ الاٰية فاجیب فضربت عنقه صبرا (مدارک ج ٢ ص [illegible]) انسان کیسا جلد باز ہے کہ جلدی عذاب آنے کا مطالبہ کرتا ہے حالانکہ عذاب تو ضرور آئے گا مگر اپنے مقررہ وقت پر۔

١٤ھ یہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے۔ ہم نے رات اور دن کو اپنی وحدانیت اور کمال قدرت کے لئے دلیل بنایا۔ رات دن کو ایک دوسرے سے اس طرح ممتاز کیا کہ رات میں سورج نہیں ہوتا اور دن کو سورج چمکتا ہے تاکہ تم دن کے اجالے میں اپنا کاروبار جاری رکھ سکو اور رات دن کی آمد و رفت سے سالوں کی گنتی اور اپنے معاملات کا حساب کتاب رکھ سکو۔ یہ رات

دن کا نظام ہمارے اپنے قبضہ و تصرف میں ہے جو ہماری قدرت کاملہ اور وحدانیت کی واضح دلیل ہے۔ ای علامتین علی وحدانیتنا و وجودنا و کمال علمنا و قدرتنا (قرطبی ج ۱۰ ص۲۲۳) یہ تمام چیزیں ہم ہی نے تمہارے نفع کے لئے پیدا کی ہیں ہمارے سوا کوئی اور خالق نہیں هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ تو پھر اوروں کو کیوں کارساز سمجھتے اور حاجات میں پکارتے ہو؟ **۱۵** یہ تخویف اخروی ہے۔ طٰٓئِرَہٗ اعمالنامہ قیامت کے دن ہر شخص خود ہی اپنا اعمالنامہ پڑھے گا اور خود ہی اپنی نیکیوں اور برائیوں کا حساب کرلے گا۔ مَنِ اهْتَدٰى الخ جو شخص دنیا میں راہ ہدایت اختیار کرتا ہے اس کا فائدہ اسی کو پہنچے گا اور جس نے گمراہی اختیار کی اس کا وبال بھی اسی پر ہوگا اور کوئی شخص کسی دوسرے کے جرم میں نہیں پکڑا جائے گا۔ **۱۶** تخویف دنیوی۔ اللہ تعالیٰ کی سنت جاریہ یہ ہے کہ جب تک وہ بندوں کے پاس اپنا رسول بھیج کر اپنی حجت قائم نہ کرلے اس وقت تک وہ ان کو دنیا میں عذاب نہیں دیتا۔ جب اللہ کا رسول آجائے وہ لوگوں کو اللہ کا پیغام سنائے اور دلائل سے ان پر اللہ کی حجت قائم کردے لیکن وہ پھر بھی تکذیب کریں تو ان پر اللہ کا عذاب آجاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ احکام شریعت میں تنہا عقل کافی نہیں اور وحی کے بغیر تنہا عقل سے حجت خداوندی قائم نہیں ہوتی (حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا) لاقامة الحجة و قطعا للعذر وفیه دلیل علی ان ما وجب انما وجب بالسمع لا بالعقل (خازن و معالم ج ۴ ص۱۵۳) **۱۷** یہ ماقبل ہی سے متعلق ہے۔ یعنی جب ہم کسی قوم میں اپنا رسول بھیجتے ہیں اور ہمارا رسول مسئلہ توحید اور دیگر احکام ان تک پہنچا دیتا ہے اور دلائل واضحہ کے ساتھ موعظہ حسنہ سے ان کو خوب سمجھا سمجھا کر ان پر حجت خداوندی قائم کردیتا ہے مگر وہ اپنی سرکشی اور انکار و عصیان میں سرمست رہتے ہیں اور ہدایت پر نہیں آتے تو ہم انہیں ڈھیل دیدیتے ہیں تاکہ اجل معین تک وہ دل کھول کر فسق و فجور کرلیں پھر مقررہ وقت پر انہیں تباہ و برباد کردیا جاتا ہے۔ اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا الخ یعنی ہم نے ہر زمانہ میں اپنے پیغمبروں کے ذریعہ ہر بستی کے دولت مند طبقہ کو نیک کاموں کا حکم دیا مگر انہوں نے پیغمبروں کی تبلیغ پر کان نہ دھرا اور فسق و فجور اور ظلم و عصیان میں منہمک ہوگئے ای امرناهم بالطاعة اعذارا و انذارا و تخویفا و وعیدا ففسقوا ای فخرجوا عن الطاعة عاصین لنا (قرطبی ج ۱۰ ص۲۳۳) ——— دیکھ لو

إِنْ تَكُونُوْا صٰلِحِيْنَ فَإِنَّهٗ كَانَ لِلْأَوَّابِيْنَ

اگر تم نیک ہوگے تو وہ رجوع کرنے والوں کو

غَفُوْرًا ﴿۲۵﴾ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ

بخشتا ہے ف۱ اور دے قرابت والے کو اس کا حق اور محتاج کو

وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ﴿۲۶﴾ إِنَّ

اور مسافر کو اور مت اڑا بے جا ف۲ بے شک

الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا إِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ؕ وَكَانَ

اڑانے والے بھائی ہیں شیطانوں کے اور

الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴿۲۷﴾ وَإِمَّا تُعْرِضَنَّ

شیطان ہے اپنے رب کا ناشکر ف۳ اور اگر کبھی تغافل کرے تو

عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ

ان کی طرف سے انتظار میں اپنے رب کی مہربانی کے جس کی تجھ کو توقع ہے تو کہہ دے

لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ﴿۲۸﴾ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً

ان کو بات نرمی کی ف۴ اور نہ رکھ اپنا ہاتھ بندھا ہوا

إِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ

اپنی گردن کے ساتھ اور نہ کھول دے اس کو بالکل کھول دینا پھر تو بیٹھ رہے

مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴿۲۹﴾ إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ

الزام کھایا ہوا ف۵ ہارا ہوا ف۶ تیرا رب کھول دیتا ہے روزی

لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ إِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا

جس کے واسطے چاہے اور تنگ بھی وہی کرتا ہے وہی ہے اپنے بندوں کو جاننے والا

بَصِيْرًا ﴿۳۰﴾ ع وَلَا تَقْتُلُوْٓا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ ؕ

دیکھنے والا ف۷ اور نہ مار ڈالو اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے

۳ ع ۸ ۲

۱ ترغیب ترہیب [illegible]
۲ دلیل
۳ رفع عذر ابن سبیل
۴ اسراف یعنی ظلم سے بچو
۵ [illegible]
۶ [illegible]

موضح قرآن

ف۱ یعنی کبھی دل میں آوے کہ بوڑھے ماں باپ سے یہ معاملہ نباہنا مشکل ہے تو فرمادیا کہ جس کی نیت نیکی پر ہے اگر خفا کرے اور پھر رجوع لاوے تو اللہ بخشنے والا ہے ف۲ یعنی بے جگہ خرچ کر کر خراب نہ کرو ف۳ یعنی مال بڑی نعمت ہے اللہ کی جس سے خاطر جمع ہو عبادت میں اور درجے بڑھیں بہشت میں اس کو بے جا اڑانا ناشکری ہے۔ ف۴ یعنی جو کوئی ہمیشہ سخاوت کرتا ہے اور ایک وقت اُس پاس نہیں تو اللہ کے یہاں اُمید والے کا محروم جانا خوش نہیں آتا، اس محتاج کی قسمت سے اللہ سخیوں کو بھیج دیتا ہے سو اس واسطے اگر ایک وقت تو نہ دے تو میٹھے جواب کہہ کہ اگلی سب جزائیں برباد نہ ہوں۔ ف۵ یعنی سب الزام دیں کہ اتنا کیوں دیا کہ آپ محتاج رہ گیا۔ ف۶ یعنی محتاج کو دیکھ کر بے تاب نہ ہوجا، اُس کی حاجت تیرے ذمہ پر نہیں، اللہ کے ذمہ پر ہے۔ لیکن یہ باتیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمائی ہیں جو بے حد سخی تھے جس کے جی سے مال نہ نکل سکے اس کو تقیّد ہے۔ دینے کا حکیم بھی گرمی والے کو سرد دوا دیتا ہے اور سردی والے کو گرم۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی در صورت بخل ۱۲ ف۲ یعنی در صورت اسراف ۱۲۔

نوح علیہ السلام سے لے کر اب تک کتنی ہی سرکش اور نافرمان قوموں کو ہم ہلاک کر چکے ہیں۔ جنہوں نے اللہ کے پیغمبروں کو جھٹلایا مسئلہ توحید کو نہ مانا اور ان معجزات کا انکار کیا۔ اے مشرکین مکہ اگر تم نے یہ معجزات باہرہ اور آیات قاہرہ دیکھ کر بھی مسئلہ توحید کو نہ مانا تو اقوام سابقہ کے سے انجام کے لئے تیار رہو۔ **۱۸** یہ مشرکین کے ایک شبہہ کا جواب ہے۔ شبہہ یہ تھا کہ اگر یہ مسئلہ توحید حق ہوتا تو دنیا میں اللہ تعالیٰ ہمیں مال و دولت اور یہ انواع و اقسام رزق کیوں دیتا حالانکہ ہم اس کی سخت مخالفت کرتے ہیں۔ جواب فرمایا کہ دنیا میں ہم عطا اور داد و دہش کا دروازہ کسی پر بند نہیں کرتے۔ دنیا میں روزی سب کو دیتے ہیں خواہ فرمانبردار ہوں خواہ نافرمان۔ ہاں جو شخص آخرت پر دنیا کو ترجیح دے اور دنیا کا طالب اور خواہشمند ہو تو ہم اس کو دنیا میں دولت دے دیتے ہیں لیکن آخرت میں ذلت، رحمت خدا سے محرومی اور عذاب جہنم کے سوا اس کے لئے کچھ نہیں ہوگا۔ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ بشارت اخروی۔ لیکن جو لوگ آخرت کے متلاشی ہیں اور تلاش آخرت کے جذبہ صادقہ کے تحت وہ نیک اور بھلے کام کر کے آخرت کے لئے کوشش بھی کرتے ہیں اور ساتھ اللہ کی توحید اور دیگر ضروریات دین پر ان کا ایمان بھی ہے تو ان کی کوشش کامیاب اور بارآور ہوگی۔ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا اس کے لئے کماحقہ کوشش کی یعنی اللہ کے اوامر کو بجا لایا اور منہیات سے باز رہا اور دین میں اختراع و احداث سے اجتناب کیا۔ ای السعی اللائق بها وهو الاتيان بما امر والانتهاء عما نهى لا التقرب بما يخترعون بآرائهم (ابو السعود ج ۵ ص ۵۶۵) **۱۹** طالبانِ دنیا ہوں یا طالبانِ آخرت اللہ کے رزق سے سب اپنا اپنا حصہ پائیں گے دنیا میں رزق سے کوئی بھی محروم نہیں رکھا جائے گا۔ **۲۰** یہ آخرت کی ترغیب ہے۔ جواب شبہہ کے بعد آخرت کے لئے کوشش کرنے کی ترغیب فرمائی۔ دنیا میں مؤمن و کافر کے درمیان مال و دولت کے اعتبار سے بہت تفاوت و تفاضل ہے مگر یہ کچھ معتبر نہیں اصل فضیلت کا مدار تو درجات آخرت پر ہے اور درجات آخرت اعمال صالحہ سے متعلق ہیں اس لئے اعمال صالحہ کے ذریعہ درجات آخرت حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ دنیا میں کافر اگرچہ اکثر اوقات مؤمن سے کثرت دولت میں بازی لے جاتا ہے لیکن درجات آخرت مؤمن کے ساتھ مختص ہیں اور کافر ان سے محروم ہوگا۔ المراد ان الاٰخرة اعظم واشرف من الدنيا والمعنى ان المؤمنين يدخلون الجنة والكافرين يدخلون النار فيظهر فضل المؤمنين على الكافرين (کبیر ج ۵ ص ۵۶۶) **۲۱** جواب شبہہ اور ترغیب الی الآخرہ کے بعد دعوی توحید کا اعادہ کیا گیا۔ خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ
ہم روزی دیتے ہیں ان کو اور تم کو بے شک ان کو مارنا
خِطْاً كَبِيْرًا (۳۱) وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ
بڑی خطا ہے ف۱ اور پاس نہ جاؤ زنا کے وہ ہے
فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا (۳۲) وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ
بے حیائی اور بُری راہ ہے ف۲ اور نہ مارو اس کو
الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا
جس کو منع کر دیا ہے اللہ نے مگر حق پر اور جو مارا گیا ظلم سے
فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ۭ
تو دیا ہم نے اس کے وارث کو زور ف۱ سو حد سے نہ نکل جائے قتل کرنے میں
اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا (۳۳) وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ
اس کو مدد ملتی ہے ف۳ اور پاس نہ جاؤ یتیم کے مال کے
اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۠ وَاَوْفُوْا
مگر جس طرح کہ بہتر ہو جب تک کہ وہ پہنچے اپنی جوانی کو اور پورا کرو
بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْــــُٔوْلًا (۳۴) وَاَوْفُوا
عہد کو بے شک عہد کی پوچھ ہوگی ف۴ اور پورا بھر دو
الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۭ
ماپ جب ماپ کر دینے لگو اور تولو سیدھی ترازو سے
ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا (۳۵) وَلَا تَقْفُ مَا
یہ بہتر ہے اور اچھا ہے اس کا انجام ف۵ اور نہ پیچھے پڑ جس بات
لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ
کی خبر نہیں تجھ کو بے شک کان اور آنکھ اور دل

ے دوسرا ظلم ۱۲

ے تیسرا ظلم ۱۲

ے چوتھا ظلم ۱۲

ے پانچواں ظلم ۱۲

موضح قرآن ف۱ کافر بیٹیوں کو مارتے تھے کہ اُن کا خرچ کہاں سے لاویں گے۔ ف۲ یعنی اگر یہ راہ نکلے تو ایک دوسرے کی عورت پر نظر کرے، کوئی اور اس کی عورت پر کرے ف۳ یعنی ہر کسی کو لازم ہے کہ خون کا بدلہ دلانے میں مدد کرے، نہ الٹا قاتل کی حمایت کرے اور وارث کو بھی چاہیئے کہ ایک کے بدلے دو نہ مارے یا قاتل ہاتھ نہ لگا تو اُس کے بیٹے بھائی کو نہ مارے۔ ف۴ مگر جس طرح بہتر ہو یعنی اس کے مال کو اگر سنوار دے تو مضائقہ نہیں، اور قرار کی پوچھ یعنی کسی سے قول قرار صلح کا دیکر بدی کرنی، اس کا وبال ضرور پڑنا ہے۔ ف۵ سیدھی ترازو سے یعنی جھوک نہ مارو اور اچھا انجام یعنی دغابازی اوّل چلتی ہے۔ پھر لوگ خبردار ہو کر اس سے معاملے نہیں کرتے اور پورا حق دینے والا سب کو خوش لگتا ہے۔ اللہ اس کی تجارت خوب چلاتا ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی حق قصاص ۱۲۔

سے ہے اور مراد ساری مخلوق ہے یا خطاب ہر سامع سے ہے بقاعدہ خطاب خاص و مراد عام. قرآن مجید میں بہت سی جگہوں میں ایسا ہے۔ والخطاب فی لا تجعل للسامع غیر الرسول وقال الطبری وغیرہ الخطاب لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم والمراد لجمیع الخلق (بحر ج ۶ ص۳۲) فتقعد مذموما مخذولا تخویف دنیوی یا اخروی ہے اور یہ نہی کا جواب ہے یعنی اگر تو اللہ کے سوا کسی اور کو اپنا کارساز اور حاجت روا بنائے گا تو دنیا میں ذلت کے ساتھ کس مپرسی کی زندگی گذارے گا اور جن کو تو نے اپنے مددگار سمجھا ہے وہ تیری مدد نہیں کر سکیں گے (کشاف) یا مطلب یہ ہے کہ آخرت میں ذلیل و خوار اور بے یار و مددگار ہوگا۔ ای لا ناصر لك ولا ولیا (قرطبی ج۱۰ ص۲۳۶) من اشرك بالله كان مذموما مخذولا.. لانه لما اثبت شريكا لله تعالى استحق ان يفوض امره الى ذلك الشريك فلما كان ذلك الشريك معدوما بقى بلا ناصر ولا حافظ ولا معين ذلك على الخذلان (کبیر ج۵ ص۶۶۵) **۲۲** وَقَضٰى رَبُّكَ ـــــ تا عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا (ع۴) چونکہ معجزہ اسراء کے بعد انکار توحید پر عذاب الٰہی آنے والا تھا اس لئے اب یہاں دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ کا ذکر کیا گیا یعنی شرک نہ کرو، احسان کرو اور ظلم نہ کر۔ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ میں امر اول کا ذکر ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اسکی عبادت اور پکار میں کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ یہ دلائل ماقبل کا ثمرہ بھی ہے یعنی مذکورہ بالا دلائل عقل و نقل اور وحی سے ثابت ہوگیا کہ کارساز اور متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے لہٰذا اس کے سوا کسی نبی مرسل، کسی ملک مقرب اور کسی ولی کامل کے لئے کسی قسم کی عبادت بجانہ لاؤ اور نہ اس کے سوا حاجات و مصائب میں مافوق الاسباب کسی کو پکارو۔ اگر اللہ کے عذاب سے بچنا چاہتے ہو تو سب سے پہلے اللہ کے ساتھ شرک نہ کرو۔ **۲۳** وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا یہ امر ثانی ہے یعنی عذاب الٰہی سے بچنے کے لئے دوسرا کام یہ کرو کہ مخلوق خدا کے ساتھ احسان کرو چار جماعتوں کو احسان کے سلسلہ میں ذکر کیا گیا ہے اول والدین دوم باقی تمام رشتہ دار سوم مساکین و غربا اور چہارم مسافر پردیسی ان چاروں میں تقریباً سب ہی آجاتے ہیں۔ والدین کا حق چونکہ سب پر فائق اور مقدم تھا اس لئے ان کا ذکر مقدم کیا گیا نیز ان کے حقوق و آداب قدرے تفصیل سے ذکر کئے گئے۔ اِحْسَانًا فعل مقدر کا مفعول مطلق ہے۔ ای احسنوا بالوالدین احسانا (مدارک ج۲ ص۲۴۰) یعنی والدین کے ساتھ کماحقہ احسان کرو، حسن سلوک اور ادب و احترام سے پیش آؤ۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے توحید کے ساتھ متصل بلافصل والدین سے حسن سلوک کا حکم دیا ہے اور ان کے حقوق بیان فرمائے ہیں اور سورۃ لقمان (ع۲) میں اپنے شکر کے ساتھ والدین کا شکر کرنے کا حکم فرمایا ہے اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَ لِوَالِدَيْكَ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ماں باپ کے حقوق اور ان سے حسن معاشرت کس قدر ضروری اور اہم ہے۔ **۲۴** والدین کے حقوق و آداب کی قدرے تفصیل ہے۔ فرمایا اگر تمہاری زندگی میں ماں یا باپ یا دونوں بوڑھے ہوجائیں تو اب وہ تمہارے بہترین اور نرم سلوک کے مستحق ہیں اس عمر میں ذرا ذرا سی بات سے ان کا دل آزردہ اور دکھی ہو سکتا ہے اس لئے بڑھاپے میں ان سے بات کرتے وقت بہت نرمی اور پیار سے کام لینا ہوگا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ یعنی ان سے کوئی ایسی بات مت کرو جس میں ذرا

كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ﴿٣٦﴾ وَلَا تَمْشِ
ان سب کی اس سے پوچھ ہوگی ف۱ اور مت چل
فِى الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ
زمین پر اتراتا ہوا تو پھاڑ نہ ڈالے گا زمین کو
وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ﴿٣٧﴾ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ
اور نہ پہنچے گا پہاڑوں تک لمبا ہوکر یہ جتنی باتیں ہیں ان سب
سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ﴿٣٨﴾ ذٰلِكَ مِمَّآ
میں بری چیز ہے تیرے رب کی بیزاری ف۲ یہ ہے ان باتوں میں سے جو
اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ۗ وَلَا تَجْعَلْ
وحی بھیجی تیرے رب نے تیری طرف عقل کے کاموں سے اور نہ ٹھہرا
مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِىْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا
اللہ کے سوائے کسی اور کی بندگی پھر پڑے تو دوزخ میں الزام کھا کر
مَّدْحُوْرًا ﴿٣٩﴾ اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَ
دھکیلا جا کر کیا تم کو چن کر دیدیے تمہارے رب نے بیٹے اور
اتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا ۭ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ
اپنے لئے کر لیا فرشتوں کو بیٹیاں تم کہتے ہو
قَوْلًا عَظِيْمًا ﴿٤٠﴾ ع وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِىْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ
بھاری بات اور پھیر پھیر کر سمجھایا ہم نے اس قرآن میں
لِيَذَّكَّرُوْا ۭ وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ﴿٤١﴾ قُلْ لَّوْ
تاکہ وہ سوچیں اور ان کو زیادہ ہوتا ہے وہی بدکنا کہہ اگر
كَانَ مَعَهٗٓ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى
ہوتے اس کے ساتھ اور حاکم جیسا یہ بتلاتے ہیں تو نکالتے

ع ۴

موضح قرآن ف۱ یعنی جو بات تحقیق معلوم نہ ہو اُس کا دعوٰی کر کر نہ کہئے کہ یوں ہی ہے اور ایسی ہی گواہی دینی، ف۲ یعنی جن باتوں کو منع کیا وہ رب کی بیزاری ہے اور جن کو حکم کیا اُن کا نہ کرنا بیزاری ہے۔

ذِی الْعَرْشِ سَبِیْلًا (۴۲) سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰی عَمَّا
صاحب عرش کی طرف راہ ف۱ وہ پاک ہے اور برتر ہے ان کی
یَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِیْرًا (۴۳) تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ
باتوں سے بے نہایت اس کی پاکی بیان کرتے ہیں ساتوں
السَّبْعُ وَ الْاَرْضُ وَ مَنْ فِیْهِنَّ ؕ وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ
آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہے اور کوئی چیز نہیں
اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَ لٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ ؕ
جو نہیں پڑھتی خوبیاں اس کی لیکن تم نہیں سمجھتے ان کا پڑھنا
اِنَّهٗ كَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا (۴۴) وَ اِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ
بے شک وہ ہے تحمل والا بخشنے والا ف۲ اور جب تو پڑھتا ہے قرآن
جَعَلْنَا بَیْنَكَ وَ بَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ
کر دیتے ہیں ہم بیچ میں تیرے اور ان ف۳ لوگوں کے جو نہیں مانتے
بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا (۴۵) وَّ جَعَلْنَا عَلٰی
آخرت کو ایک پردہ چھپا ہوا ف۱ اور ہم رکھتے ہیں ان کے
قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ یَّفْقَهُوْهُ وَ فِیْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ
دلوں پر پردہ کہ وہ اس کو نہ سمجھیں اور ان کے کانوں میں بوجھ
وَ اِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِی الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰۤی
اور جب ذکر کرتا ہے تو قرآن میں اپنے رب کا اکیلا کر کر بھاگتے ہیں
اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا (۴۶) نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَسْتَمِعُوْنَ
اپنی پیٹھ پھر بدک کر ف۱ ہم خوب جانتے ہیں ف۲ جس واسطے وہ سنتے ہیں
بِهٖۤ اِذْ یَسْتَمِعُوْنَ اِلَیْكَ وَ اِذْ هُمْ نَجْوٰۤی اِذْ
ف۲ جس وقت کان رکھتے ہیں تیری طرف اور جب وہ مشورت کرتے ہیں جب

منزل ۴

بھی تکلیف اور ایذا رکا کوئی پہلو نکل سکتا ہو تاکہ اس بڑھاپے میں ان کے دل کو تکلیف نہ پہنچے۔ وَلَا تَنْهَرْهُمَا اور ان سے ڈانٹ کر اور جھڑک کر بات مت کرو وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا بلکہ نہایت نرمی اور ادب واحترام کے ساتھ ان سے بات کرو۔ وَاخْفِضْ لَهُمَا الآیۃ شفقت اور مہربانی سے کنایہ ہے هٰذہ استعارۃ فی الشفقۃ والرحمۃ بهما (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۴۳) اور والدین کے ساتھ بالکل اسی طرح شفقت اور مہربانی سے پیش آو جس طرح وہ تمہارے ساتھ بچپن میں شفقت اور مہربانی کیا کرتے تھے وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا میں کاف تشبیہ کے لئے ہے یا تعلیل کے لئے اور والدین کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرو کہ اے اللہ میرے ماں باپ پر مہربانی اور رحمت فرما جس طرح انہوں نے بچپن میں شفقت سے میری تربیت کی تھی مطلب یہ ہے ان پر رحمت فرما اس لئے کہ انہوں نے بچپن میں رحمت و شفقت سے میری تربیت کی تھی اور اب میں ان کی اس شفقت کے شکر کے طور ان کے لئے دعا مانگ رہا ہوں۔ **۲۵** اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کے بھید جانتا ہے۔ جو شخص اخلاص اور صدق نیت سے والدین کے حقوق ادا کرتا ہے وہ اسے بھی جانتا ہے اور جو شخص محض ریاکاری کے لئے یا بعض دنیوی منافع کی خاطر ایسا کر رہا ہے اسکی نیت بھی اس سے پوشیدہ نہیں۔ اگر تم صدق نیت سے اور دلی محبت واحترام سے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرو گے تو اللہ تعالیٰ ایسے نیک دل اور اللہ کی طرف رجوع کرنے والوں اور ہر کام میں اس کی رضامندی ڈھونڈنے والوں کی تقصیروں اور غیر ارادی لغزشوں کو معاف کرنے والا ہے ایک شخص نیک نیتی سے والدین کے حقوق ادا کرتا ہے اگر غلطی سے نادانستہ اس سے ادائے حقوق میں کوئی کوتاہی ہو گئی تو اللہ تعالیٰ معاف فرما دے گا۔ غفورًا لما وقع منہم من نوع تقصیر او اذیۃ فعلیۃ او قولیۃ (ابو السعود ج ۵ ص ۱۶۷) والدین خواہ مسلمان ہوں خواہ کافر دعا کے علاوہ باقی تمام مذکورہ حقوق سب کے یکساں ہیں کافر والدین سے حسن سلوک فرض ہے البتہ اگر وہ شرک کرنے کو کہیں تو اس میں ان کی پیروی جائز نہیں۔ **۲۶** والدین کے علاوہ باقی تمام رشتہ داروں پر بھی احسان کرو، صلہ رحمی کرو اگر وہ محتاج ہوں تو ان کی مالی امداد کرو۔ غریبوں اور مسکینوں پر صدقہ کرو، اگر کوئی مسافر بحالت سفر تمہاری اعانت کا مستحق ہو تو اس سے ہمدردی کرو اور اس کی ضرورت پوری کرو۔ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا اور فضول اور بیجا خرچ نہ کرو بلکہ جائز مصارف میں خرچ کرو اس سے اجر ملے گا اور ناجائز مصارف میں خرچ کرنے سے عذاب ہوگا۔ تَبْذِیْر یہ ہے کہ مال ایسے مصرف میں خرچ کیا جائے جہاں خرچ کرنا شرعاً جائز نہ ہو۔ مثلاً شرک و بدعت کی اشاعت میں، رقص و سرود، شراب و کباب، عیاشی سینما بینی ایسے کاموں میں خرچ کرنا تبذیر میں داخل ہے۔ سئل عن ابن مسعود عن التبذیر فقال انفاق مال فی غیر حقہ (مظہری ج ۵ ص ۴۳۳) **۲۷** کیونکہ مال و دولت کو ناجائز اور خلاف شریعت کاموں میں خرچ کرنے والے شیطان ہیں جس طرح شیاطین کا کام ہے شر و فساد پھیلانا اسی طرح مبذرین بھی شرک اور فواحش و منکرات کو عام کر کے ملک میں شر و فساد بپا کرتے ہیں اذ المبذر ساع فی افساد کالشیاطین (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۴۸) شیطان اللہ تعالیٰ کا بڑا ہی احسان فراموش اور ناشکر گذار ہے اس لئے اس کی پیروی نہ کرو وہ تمہیں کفران و طغیان ہی کی راہ دکھائیگا

موضح قرآن ف۱ یعنی پڑا یا محکوم رہنا کیوں قبول کرتے تخت کے مالک کو الٹ ڈالتے ف۲ یعنی ایسی بری باتوں پر تم کو شتاب نہیں پکڑتا اور توبہ کرو تو بخشتا ف۳ یعنی اس قرآن میں ایسی تاثیر ہے اور کافروں پر اثر نہیں ہوتا یہی واسطہ ہے کہ اوٹ میں ہیں آفتاب سے جہاں روشن ہے اور جس کی اس طرف پیٹھ ہے اُس کے حساب میں کہیں نہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید درین ہر دو آیت کنایت است از عدم انتفاع ایشان بقرآن و مواعظ واللہ اعلم ۱۲ ف۲ یعنی قصد استہزاء و عیب جوئی ۱۲۔

يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴿۴۷﴾

کہتے ہیں یہ بے انصاف جس کے کہے پر تم چلتے ہو وہ نہیں ہے مگر ایک مرد جادو کا مارا

اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا

دیکھ لے کیسے کیسے جماتے ہیں تجھ پر مثلیں اور بہکتے پھرتے ہیں سو

يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ﴿۴۸﴾ وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا

راہ نہیں پا سکتے اور کہتے ہیں کیا جب ہم ہو جائیں

عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۴۹﴾

ہڈیاں اور چورا چورا پھر اٹھیں گے نئے بن کر

قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا ﴿۵۰﴾ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا

تو کہہ تم ہو جاؤ پتھر یا لوہا یا کوئی خلقت جس کو

يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا ط

مشکل سمجھو اپنے جی میں پھر اب کہیں گے کون لوٹا کر لائے گا ہم کو

قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُوْنَ

کہہ جس نے پیدا کیا تم کو پہلی بار پھر اب مٹکائیں گے

اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ ط قُلْ عَسٰٓى

تیری طرف اپنے سر اور کہیں گے کب ہو گا یہ تو کہہ شاید

اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ﴿۵۱﴾ يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ

نزدیک ہی ہو گا جس دن تم کو پکارے گا ف۱ پھر چلے آؤ گے

بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۵۲﴾ ع وَ

اس کی تعریف کرتے ہوئے اور اٹکل کرو گے کہ دیر نہیں لگی تم کو مگر تھوڑی ف۱ اور

قُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ط اِنَّ الشَّيْطٰنَ

کہہ دے میرے بندوں کو کہ بات وہی کہیں جو بہتر ہو ف۱ شیطان

الربع

ع ۵ ۱۲ ۵

۱ رد شکوی ۱۲

مر ۲ جواب شکوی ۱۲

مر ۳ تخویف اخروی ۱۲

مر ۴ طریق تبلیغ ۱۲

۲۸ ف اگر آدمی کی مالی حالت کمزور ہو اور وہ رشتہ داروں، غریبوں اور دیگر مستحقین کی مالی امداد کرنے سے قاصر ہو اور وہ رحمت خداوندی کا امیدوار اور فراخیٔ رزق کا منتظر ہو رہ یہ بات تقریبا ہر شخص میں پائی جاتی ہے، تو اسے چاہئے کہ وہ مستحقین کو درشتی اور کج خلقی سے جواب نہ دے بلکہ نرمی سے بات کرے اور اچھے طریقے سے اپنا عذر پیش کرے القول المیسور ھو الرّد بالطریق الاحسن (کبیر ج ۵ ص۳۵۵) قولا میسورا سھلا لینا وعدھم وعدا جمیلا من یسر الامر (ابو السعود ج ۵ ص۱۷۶) **۲۹ ف** خرچ کرنے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے کہ ایسے کنجوس اور بخیل بھی نہ بنو کہ غریبوں، محتاجوں اور ضرورت مند رشتہ داروں کی حالت پر تمہیں بالکل ہی رحم نہ آئے اور پھوٹی کوڑی بھی ان پر خرچ نہ کرو اور نہ اس قدر فراخی اور دریادلی سے خرچ کرو کہ سب کچھ ہی دے ڈالو اور اپنے اور اپنے بیوی بچوں کے لئے کچھ بھی باقی نہ رہنے دو اور آخر خالی ہاتھ ندامت و حسرت سے کف افسوس ملتے رہو بالکل خیر الامور اوسطہا کے مطابق دونوں حدوں یعنی افراط و تفریط کے درمیان رہو۔ **۳۰ ف** یہ توحید کی تیسری عقلی دلیل ہے۔ رزق کی تنگی اور فراخی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے کوئی شخص اپنی عقل و دانش اور محنت و کاوش کے بل پر دولتمند نہیں بن سکتا۔ اللہ تعالیٰ جو اپنے بندوں سے پورا پورا باخبر اور ان کے تمام اعمال و افعال کو دیکھ رہا ہے وہ اپنی حکمت بالغہ کے مطابق اپنے بندوں میں رزق تقسیم فرماتا ہے اللہ تعالیٰ جو سب کا رازق و مالک ہے اور پھر سب کچھ جاننے اور دیکھنے والا بھی ہے وہی سب کا کارساز ہے لہٰذا اسی کی عبادت کرو، اسی کی نذریں منتیں دو اور حاجات میں صرف اسی کو پکارو۔ **۳۱ ف** دفع عذاب کے لئے امر سوم کا ذکر یعنی مخلوق خدا پر ظلم نہ کرو یہاں چھ امور ظلم ذکر کئے گئے ہیں۔ یہ پہلا ظلم ہے یعنی تنگدستی اور تنگی رزق کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو اولاد کو قتل کرنا بہت بڑا کبیرہ گناہ ہے۔ آخر تم بھی رزق کھا کر ہی جی رہے ہو تمہیں روزی کون دیتا ہے جب میں تمہیں روزی دے رہا ہوں تو انہیں بھی دوں گا اس لئے تنگی رزق کا اندیشہ نہ کرو۔ عرب کے لوگ لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے کیونکہ ان کا خیال تھا کہ عورت چونکہ روزی نہیں کما سکتی اور والدین پر اس کی پرورش بوجھ بن جاتی ہے اس لئے وہ شروع ہی میں اسے ٹھکانے لگا دیتے تو اللہ تعالیٰ نے اس ظالمانہ حرکت سے منع فرمایا۔ خاندانی منصوبہ بندی بھی ایک معنی میں قتل اولاد کے تحت داخل ہے اس لئے یہ آیت اس کو بھی شامل ہے اور یہ بھی ظلم ہے۔ علیٰ ہذا جس طرح اولاد کا جسمانی قتل ظلم ہے اسی طرح روحانی قتل بھی ظلم ہے۔ اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کو موجودہ اسکولوں اور کالجوں میں تعلیم دلوانا، اسلامی علوم و فنون سے بے بہرہ رکھ کر ان کو غیر اسلامی فنون اور غیر اسلامی تہذیب سکھانا اور انہیں بے حیائی اور فواحش کی تعلیم دینا اولاد کا روحانی قتل ہے جو بہت بڑا ظلم ہے۔ **۳۲ ف** یہ دوسرا ظلم ہے۔ یہ بھی ظلم ہے کیونکہ ولد الزنا کو یا تو مار ڈالیں گے یا پھر وہ مادر و پدر کی مشفقانہ پرورش سے محروم رہے گا۔ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓی (زنا کے قریب بھی مت جاؤ) کی تعبیر میں لَا تَزْنُوْا (زنا نہ کرو) کی نسبت زیادہ مبالغہ ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے تمام کاموں سے بھی دور رہو جو زنا کا پیش خیمہ ہوں مثلاً غیر محرم عورتوں سے آزادانہ میل جول، بے تکلف گفتگو، بری نگاہ وغیرہ۔ ای لا تاتوا بدواعیھا من العزم علیه او علی بعض مقدماتھا فضلا ان تباشروہ (مظہری ج ۵ ص۴۳۶) **۳۳ ف** یہ تیسرا ظلم ہے۔ کسی کو ناحق قتل نہ کرو۔ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا الخ

موضح قرآن ف ۱ یعنی اب شتابی کرتے ہو تب جانو گے کہ دنیا میں کچھ دیر نہ رہے تھے پچاس سو برس اُن ہزاروں برس کے سامنے کیا معلوم ہوں۔

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی ملزم خواہند شد ۱۲۔

مقتول کا قصاص لینے کے بارے میں اولیائے مقتول کو ہدایت کی گئی کہ قصاص لینے میں حد شرعی سے تجاوز نہ کرو مثلاً ایک کے بدلے ایک سے زیادہ کو قتل نہ کرو اور نہ مقتول کو بے حرمت کرو جیسا کہ جاہلیت میں رواج تھا۔ **۳۴** یہ چوتھا ظلم ہے۔ یتیموں کا مال ناحق اور ناجائز طریق سے مت کھاؤ البتہ اگر کوئی شخص یتیم کے مال میں تجارت کرے یا اس کی زمین میں زراعت کرے اور اپنی محنت کا حق اس میں سے وصول کرلے تو یہ جائز ہے۔ لیکن بلا وجہ یتیم کا مال غصب کرلینا اور ناحق اس پر قبضہ جمالینا صریح ظلم ہے۔ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اور اپنے عہد پورے کرو جو تم نے بحیثیت مسلمان اللہ تعالیٰ کے ساتھ باندھے ہیں یعنی اس کے اوامر کی پیروی کرو اور اس کے نواہی سے اجتناب کرو واوفوا بالعھد باوامر اللہ تعالیٰ ونواھیہ (مدارک ج ۲ ص ۲۴۳) **۳۵** یہ پانچواں ظلم ہے۔ تجارتی لین دین کرتے وقت ناپ تول میں کمی بیشی کرکے لوگوں کا حق نہ مارو یہ بھی ظلم ہے بلکہ پورا پورا تولو اور صحیح صحیح ناپو یہ دنیا اور آخرت میں تمہارے لئے بہتر ہے۔ دنیا میں اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ تمہاری روزی حرام کے شبہہ سے پاک ہوگی۔ تمہارے کاروبار میں برکت ہوگی اور دیانت و امانت کی وجہ سے لوگوں کا تم پر اعتماد قائم رہے گا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ سے اس کا اجر پاؤ گے۔ **۳۶** یہ چھٹا ظلم ہے۔ جس چیز کے بارے میں پورا علم نہ ہو اس میں محض ظن و تخمین پر عمل نہ کرو اور بلا تحقیق کسی مسلمان کو تکلیف نہ دو اور محض سنی سنائی باتوں پر اعتماد کرکے کسی کو نشانۂ ظلم نہ بناؤ۔ وقال القتبی لا تتبع الحدس والظنون (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۵۷) جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم (حجرات ع ۲) آدمی کو چاہیئے کہ بلا تحقیق کوئی بات نہ کرے اللہ تعالیٰ نے دل و دماغ، آنکھیں اور کان دیئے ہیں ان سے کام لینا چاہیئے۔ سوچ بچار اور غور و فکر کے بعد کوئی قدم اٹھانا چاہیئے۔ ان سنی یا ان دیکھی باتوں کو سنی یا دیکھی بنانا یا جس کا علم نہ ہو اس کو جاننے کا دعویٰ کرنا یہ سب اس آیت کے تحت ممنوع ہیں۔ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ الخ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں سوچنے سمجھنے اور دیکھنے سننے کے لئے حواس عطا فرمائے ہیں ان کے بارے میں ہم سے سوال ہوگا کہ ان سے ہم نے کیا کام لیا اور ان کو بے موقع تو استعمال نہیں کیا۔ **۳۷** جب دنیوی مال و دولت اور جاہ و حشم کی وجہ سے انسان میں غرور و تکبر پیدا ہوجاتا ہے تو پھر وہ ہر قسم کے ظلم و ستم اور عصیان و طغیان پر آمادہ ہوجاتا ہے اس لئے غرور و استکبار سے منع فرمایا کہ اپنی حقیقت دیکھو تم ایک عاجز اور بے بس انسان سے زیادہ کچھ نہیں ہو۔ نہ تم زمین کو پاؤں کی ٹھوکر سے پھاڑ سکتے ہو اور نہ گردن اونچی کرکے اور

ف۱ [illegible] نہی [illegible] ۱۲

ف۲ ثمرہ دلیل مذکورہ ۱۲

ف۳ تحقیر دنیوی ۱۲

يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ

جھگڑا کرواتا ہے آپس میں شیطان ہے انسان کا

عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿53﴾ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ ۭ اِنْ يَّشَاْ

دشمن صریح ف۱ تمہارا رب جانتا ہے تم کو ف۲ اگر چاہے

يَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ يَّشَاْ يُعَذِّبْكُمْ ۭ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ

تم پر رحم کرے اور اگر چاہے تم کو عذاب دے اور تجھ کو نہیں بھیجا ہم نے

عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ﴿54﴾ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ

ان پر ذمہ لینے والا ف۲ اور تیرا رب خوب جانتا ہے ان کو جو آسمانوں میں ہیں

وَالْاَرْضِ ۭ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰي

اور زمین پر ف۳ اور ہم نے افضل کیا ہے بعض پیغمبروں کو

بَعْضٍ وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿55﴾ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ

بعضوں پر اور دی ہم نے داؤد کو زبور ف۴ کہہ پکارو جن کو ف۵

زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ

تم سمجھتے ہو سوائے اس کے سو وہ اختیار نہیں رکھتے کہ کھول دیں تکلیف

عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ﴿56﴾ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ

کو تم سے اور نہ بدل دیں ف۱ وہ لوگ ف۲ جن کو یہ پکارتے ہیں

يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ

ڈھونڈھتے ہیں اپنے رب تک وسیلہ کہ کون سا بندہ بہت نزدیک ہے

وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ۭ اِنَّ

اور امید رکھتے ہیں اس کی مہربانی کی اور ڈرتے ہیں اس کے عذاب سے بے شک

عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ﴿57﴾ وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ

تیرے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے ف۳ اور کوئی بستی نہیں ف۴

موضح قرآن ف۱ یعنی مذاکرے میں سخت بات نہ کہیں کہ شیطان لڑائی ڈالتا ہے۔ جب لڑائی پڑی تو اگلا سمجھتا ہو تو بھی نہ سمجھے۔ ف۲ مذاکرے میں حق والا جھنجلاتا ہے کہ دوسرا صریح حق کو نہیں مانتا سو فرمادیا کہ تم پر ذمہ اُن کا نہیں اللہ بہتر جانے جس کو چاہے راہ سمجھا دے۔ ف۳ یعنی بعضے نبی تھے کہ جھنجلا گئے تیرا حوصلہ اُن سے زیادہ رکھا ہے اور داؤد کا ذکر کیا کہ دونوں بات رکھتے تھے، جہاد بھی اور زبور بھی۔ سمجھانے کو وہی دو باتیں یہاں بھی ہیں۔ ف۴ یعنی تم سے کسی اور پر ڈال دیں۔ ف۵ یعنی جن کو کافر پوجتے ہیں وہ آپ ہی اللہ کی جناب میں وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ جو بندہ بہت نزدیک ہو اسی کا وسیلہ پکڑیں اور وسیلہ سب کا پیغمبر ہے آخرت میں انہیں سے شفاعت ہوگی۔

فتح الرحمٰن ف۱ واین کلمہ پیش از امر جہاد بود ۱۲ ف۲ یعنی عیسیٰ و عزیر و ملائکہ ۱۲۔

سینہ تان کر پہاڑوں کے برابر ہو سکتے ہو اس لئے اس عجز و کم مائیگی کے باوجود اکڑ اکڑ کر اور سینہ تان کر چلنے سے کیا فائدہ۔ ؟ ۳۸؎ مذکورہ بالا کاموں میں سے جن کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے ان کو نہ کرنے میں اللہ تعالیٰ کی ناراضی ہے اور جن سے منع کیا گیا ہے ان کے کرنے میں اس کی ناراضی ہے۔ مذکورہ برائیوں کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا یہ سب گناہ ہیں ان سے کلی اجتناب کرو اور ان کے نزدیک بھی نہ جاؤ۔ ۳۹؎ مذکورہ بالا احکام کی طرف اشارہ ہے یعنی احکام مذکورہ سراپا حکمتِ الٰہی پر مبنی ہیں اور ان کی پیروی ہی میں انسانوں کی بہتری اور بھلائی ہے۔ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰہِ الخ دفع عذاب کے لئے امور ثلثہ کے ذکر سے پہلے بھی دعوی توحید کا ذکر کیا گیا لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـھًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا اور پھر امور ثلثہ کے بعد بھی دعوی توحید کا اعادہ کیا گیا اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ ان تمام تکالیف سے اصل مقصود اور اصلی مدعا توحید ہے۔ مخلوقِ خدا پر احسان کرنا بہت اچھا ہے اور مخلوق خدا پر ظلم کرنا بہت بُرا ہے لیکن تمام اعمال خیر کی بنیاد توحید پر ہے اور تمام اعمال شر سے شرک ایک بدترین شر ہے۔ کررہ لانہ المقصود والتوحید رأس کل حکمۃ (جامع البیان ص ۲۴۵) انہ تعالٰی بدأ فی ھٰذہ التکالیف بالامر بالتوحید والنھی عن الشرک وختمھا بعین ھذا المعنی والمقصود منہ التنبیہ علی ان اول کل عمل وقول وفکر وذکر یجب ان یکون ذکر التوحید واٰخرہ یجب ان یکون ذکر التوحید تنبیھا علی ان المقصود من جمیع التکالیف ھو معرفۃ التوحید والاستغراق فیہ الخ (کبیر ج ۵ ص ۵۹۳) ۴۰؎ یہاں سے لیکر فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ سَبِیْلًا (ع ۵) تک زجریں ہیں ان مشرکین پر جو فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے اور اپنے خود ساختہ معبودوں کو خدا کے یہاں شفیع غالب سمجھتے تھے۔ مشرکین خود تو بیٹیوں سے نفرت کرتے تھے مگر فرط تعنت وعناد کی وجہ سے اللہ کی طرف بیٹیوں کی نسبت کرتے تھے وہ فرشتوں کو خدا کے یہاں شفیع غالب سمجھتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ جس طرح بیٹیاں باپ کو بہت محبوب ہوتی ہیں اسی طرح فرشتے بھی اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں اور وہ ان کی سفارش رد نہیں فرماتا۔ فرمایا اے مشرکین تم یہ بہت ہی بری بات کہتے ہو۔ ۴۱؎ زجر ہے۔ مسئلہ توحید اور نفی شرک کو ہم قرآن میں مختلف پیرایوں میں بیان کر چکے ہیں تاکہ وہ اس سے نصیحت حاصل کریں مگر الٹا ان کی نفرت میں اضافہ ہوا کیونکہ ضد وعناد کی وجہ سے وہ قرآن کو جادو، شعر اور کہانت کہتے تھے اس لئے قرآنی تعلیمات ان کے دلوں میں نہ اتر سکیں۔ وذلک لانھم اعتقدوا فی القراٰن انہ حیلۃ وسحر وکھانۃ وشعر (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۶۵) اس لئے جب ان کے سامنے مسئلہ توحید کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں جن میں حکم ہوتا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو کارساز اور شفیع غالب نہ سمجھو اور اللہ کے سوا حاجات میں کسی کو نہ پکارو تو وہ اس سے دور بھاگتے ہیں۔ ۴۲؎ یہ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـھًا اٰخَرَ سے متعلق ہے اور مشرکین کا رد ہے۔

اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا

جس کو ہم خراب نہ کر دیں گے قیامت سے پہلے یا آفت ڈالیں گے

عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ﴿۵۸﴾

اس پر سخت آفت یہ ہے کتاب میں لکھا گیا ف

وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ

اور ہم نے اس لئے ۴۳؎ موقوف کیں نشانیاں بھیجنی کہ اگلوں نے

بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ؕ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً

ان کو جھٹلایا اور ہم نے دی ثمود کو اونٹنی ان کو سمجھانے کو

فَظَلَمُوْا بِهَا ؕ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ﴿۵۹﴾

پھر ظلم کیا اس پر اور نشانیاں ۴۴؎ جو ہم بھیجتے ہیں سو ڈرانے کو ف

وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ؕ وَمَا

اور جب کہہ دیا ہم نے تجھ سے ۴۵؎ کہ تیرے رب نے گھیر لیا ہے لوگوں کو اور وہ

جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ

دکھلاوا جو تجھ کو دکھلایا ہم نے سو جانچنے کو لوگوں کے

وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ ؕ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ

اور ایسے ہی وہ درخت جس پر پھٹکار ہے قرآن میں اور ہم ان کو ڈراتے ہیں

فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ﴿۶۰﴾ وَاِذْ قُلْنَا

تو ان کو زیادہ ہوتی ہے بڑی شرارت ف۳ اور جب ہم نے کہا

لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ

فرشتوں کو ۴۶؎ سجدہ کرو آدم کو تو سجدہ میں گر پڑے مگر ابلیس

قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ﴿۶۱﴾ قَالَ اَرَءَيْتَكَ

بولا کیا میں سجدہ کروں اس شخص کو جس کو بنایا تو نے مٹی کا کہنے لگے بھلا دیکھ تو

ساٹتری آیت معجزہ ۱۲۵

ع ۶ ۸ ۶

موضح قرآن ف۱ یعنی تقدیر میں لکھ چکے ہر شہر کے لوگ ایک کو بزرگ ٹھہرا کر پوجتے ہیں کہ ہم اُس کی رعیت ہیں اور اس کی پناہ میں ہیں سو وقت آنے پر کوئی نہیں پناہ دے سکتا۔ ف۲ یعنی ہدایت موقوف نہیں نشانی پر۔ ف۳ یعنی جب کہہ دیا کہ رنجے گھیر لئے ہیں لوگ تو آخر سب مسلمان ہوں گے، پھر نشانی کیوں مانگے اور وہ دکھاوا معراج ہے کہ لوگ جانچے گئے سچوں نے مانا اور کچوں نے جھوٹ جانا اور درخت پھٹکارا، یعنی درخت زقوم قرآن میں فرمایا کہ دوزخ والے کھاویں گے، ایمان والے یقین لائے اور منکروں نے کہا دوزخ کی آگ میں سبز درخت کیونکر ہو گا یہ بھی جانچنا تھا۔ ف۴ یعنی اللہ کے حکم میں شبہے نکالنے جو کافروں کی چال ہے۔ وہ چال ہے ابلیس کی۔

هٰذا متصل بقوله تعالیٰ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ الخ (قرطبی) حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا آیت کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح مشرکین کا خیال ہے کہ ان کے مزعومہ معبود الوہیت اور صفات کارسازی میں اللہ کے شریک ہیں۔ اور خدا کے یہاں ان کے سفارشی ہیں تو وہ خدا کے یہاں قرب حاصل کر کے سفارش سے پجاریوں کے کام کر دیا کریں اور ان کے پجاری اپنی حاجات و مشکلات میں ان سے سفارش کرا کر خداوند تعالیٰ سے اپنے تمام کام حسب مرضی کرا لیا کریں حالانکہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ ان کی تمام حاجتیں بر آئیں وقیل معناہ لطلبوا الی ذی العرش سبیلا بالتقرب الیه (معالم) عن مجاهد وقتادة ان المعنی اذا لطلبوا الزلفی الیه تعالیٰ والتقرب الخ (روح ج ۱۵ ص ۹۷)

۴۴۳ مشرکین کے ان اقوال باطلہ سے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک اور منزہ ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور نہ اس کے سامنے کوئی شفیع غالب ہے۔ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ الخ زمین و آسمان کی تمام مخلوق اور کائنات کا ذرہ ذرہ زبانِ حال سے یا زبانِ قال سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس میں مصروف ہے اور شرک سے اللہ کی تنزیہ بیان کرنے میں لگا ہوا ہے۔ جب ساری کائنات اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی گواہی دے رہی ہے تو پھر اس کے لئے بیٹیاں تجویز کرنا اور شریک بنانا بہت بُری بات اور شرمناک گستاخی ہے جمادات کی تسبیح کے بارے میں دو قول ہیں بعض کا خیال ہے کہ حیوانات اور جمادات بھی زبان قال ہی سے تسبیح پڑھتے ہیں مگر ہم ان کی زبان سمجھنے سے قاصر ہیں۔ قالت فرقة المراد به تسبيح الدلالة وكل محدث يشهد على نفسه بان الله عزوجل خالق قادر وقالت طائفة هذا التسبيح حقيقة وكل شئ على العموم يسبح تسبيحا لا يسمعه البشر ولا يفقهه الخ (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۶۶)

۴۴۴ اللہ تعالیٰ ایسا حلیم اور معاف کرنے والا ہے کہ ساری مخلوق اس کی پاکی بیان کرتی ہے اور مشرکین اس کے لئے شرکا اور شفعاء تجویز کرتے ہیں ایسی بڑی گستاخی پر بھی وہ انہیں جلدی ہلاک نہیں کرتا بلکہ مہلت دیتا ہے اور اگر توبہ کرلیں تو معاف فرما دیتا ہے۔ **۴۴۵** یہ مشرکین کے حق کو نہ ماننے اور مسئلہ توحید کا انکار کرنے کی علت ہے۔ جب آپ قرآن مجید کی آیتیں تلاوت فرماتے ہیں تو آپ کے اور ان کے درمیان پردہ لٹکا دیتے ہیں جس کی وجہ سے وہ قرآن سُن ہی نہیں پاتے۔ پردہ سے ضد و عناد کا معنوی پردہ مراد ہے مشرکین محض ضد و حسد اور تعصب و عناد کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھا نہیں سمجھتے تھے، آپ سے دور رہتے اور نفرت کرتے تھے یہی معنوی پردہ درمیان میں حائل تھا جو انہیں حضور علیہ السلام کے قریب آنے نہیں دیتا تھا وَجَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً الخ ضد و عناد اور انکار و جحود کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے اور ان سے سمجھنے کی صلاحیت سلب ہو چکی ہے اس لئے اہلِ لسان ہونے کے باوجود قرآن کو سمجھ نہیں سکتے اَنْ يَّفْقَهُوْهُ ای كراهة ان يفقهوه (قرطبی) وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ الخ جب قرآن میں اللہ کی توحید کا ذکر آتا ہے اور آپ توحید کی آیتیں ان کو پڑھ کر سناتے ہیں تو وہ نفرت سے دور بھاگتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے ساتھ ان کے معبودانِ باطلہ کا بھی ذکر کیا جائے ای يحبون ان تذكر معه آلهتهم لانهم مشركون فاذا سمعوا بالتوحيد نفروا (مدارک ج ۲ ص ۲۴۲) جیسا کہ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ (زمر ع ۵) **۴۴۶** مشرکین بعض دفعہ حضور علیہ السلام کی باتیں غور سے سنتے تاکہ ان سے قابلِ اعتراض اور طعن و تشنیع کے پہلو نکال سکیں آپ کی باتیں سُن کر پھر باہم مشورے کرتے کہ اس پر کیا اعتراض کریں اور کیا طعن دھریں۔ آخر فیصلہ کیا کہ یہ شخص مسحور ہے یعنی اس پر کسی نے جادو کر دیا ہے جس کی وجہ سے اس کا دماغ ٹھکانے نہیں رہا اور بہکی بہکی باتیں کرتا ہے (العیاذ باللہ) اللہ نے فرمایا میں سب کچھ جانتا ہوں مجھ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ جس نیت اور مقصد سے وہ پیغمبر علیہ السلام کی باتیں غور سے سنتے ہیں اور مطاعن تراشنے کے لئے جو مشورے کرتے ہیں وہ سب مجھے معلوم ہیں اور ان تمام شرارتوں کی ان کو پوری پوری سزا دی جائے گی۔ **۴۴۷** آپ کو کبھی جادوگر اور شاعر کہتے ہیں اور کبھی مسحور و مجنوں۔ ان کا یہ رویہ بھی قابلِ تعجب ہے کہ آپ پر طعن و تشنیع کی کوئی ایک راہ متعین نہیں کر سکتے وہ اپنے ہر طعن میں گمراہ اور صراطِ مستقیم سے دور ہیں۔ وہ مختلف مطاعن سے لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر ایک بات پر مستقل نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو گمراہ کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے (فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا) ای حيلة فی صد الناس عنك (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۷۳) **۴۴۸** یہ شکوی ہے۔ آپ کو ساحر و شاعر اور مجنون و مسحور کہنا اور آپ کے لائے ہوئے پیغام توحید کا انکار کرنا اور شرک کرنا تو قابل تعجب تھا ہی یہ لوگ تو حشر و نشر کا بھی انکار کرتے ہیں اور دوبارہ جی اٹھنے پر تعجب کا اظہار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب ہم مر کر مٹی میں مل کر مٹی ہو جائیں گے تو کیا پھر ہمیں دوبارہ پیدا کر لیا جائیگا۔ یہ تو بالکل ہی ناممکن بات ہے۔ قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً الخ جواب شکوی ہے یعنی مرنے کے بعد اگر تم پتھر یا لوہا بن جاؤ یا ان سے بھی کوئی سخت چیز بن جاؤ جس میں جان ڈالنا تمہیں بہت ہی مشکل نظر آتا ہے تو بھی اللہ تعالیٰ تمہیں دوبارہ زندہ کرلے گا اس کے لئے یہ کام کوئی مشکل نہیں جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کر لیا اس کے لئے دوبارہ پیدا کرنا کونسا دشوار ہے۔ **۴۴۹** تعجب سے سوال کریں گے کہ ایک بار نیست و نابود ہو جانے کے بعد ہمیں دوبارہ کون زندہ کریگا آپ فرما دیں جس نے تمہیں پہلی بار پیدا فرمایا جب تم کچھ بھی نہیں تھے۔ اس لئے جو پہلی بار پیدا کر سکتا ہے وہ دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے فمن قدر على الانشاء قدر على الاعادة (خازن و معالم ج ۴ ص ۱۶۳) فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ الخ اس پر وہ استہزاء و تمسخر سے کہیں گے ارے بھائی وہ کب ہو گی؟ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا دوبارہ جی اٹھنے کا ٹھیک وقت تو اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ وقت قریب ہی ہے۔ **۴۵۰** یہ تخویف اخروی ہے۔ یعنی جس وقت خدا کی طرف سے آواز دی جائے گی تو تمام مردے زندہ ہو کر زمین سے باہر آجائیں گے اور اس وقت ہر انسان اللہ تعالیٰ کا مطیع و منقاد ہو گا اور ہر ایک کی زبان پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا جاری ہو گی اور جب اٹھیں گے تو ہزاروں سالوں کی مدت کو بہت کم سمجھیں گے۔ **۴۵۱** شکوہ، جواب شکوہ اور تخویف اخروی کے بعد طریق تبلیغ کی تعلیم دی گئی کہ مشرکین اگر سختی اور بد زبانی سے پیش آئیں تو بھی تم نرمی اختیار کرو کیونکہ شیطان بنی آدم کا علانیہ دشمن ہے وہ معمولی باتوں سے فساد بپا کرا دے گا اور توحید کی تبلیغ و اشاعت میں رکاوٹ پیدا ہو جائے گی۔ اس لئے مسئلہ توحید اور حشر و نشر کو دلائل سے واضح کرتے وقت انداز گفتگو نرم اور ناصحانہ اختیار کرو۔ اذا اردتم ایراد الحجة على المخالفين فاذكروا تلك الدلائل بالطريق الاحسن وهو ان لا يكون ذكر الحجة مخلوطا بالشتم والسب (کبیر ج ۵ ص ۶۲۲) **۴۵۲** اس میں التفات ہے غیبت سے خطاب کی طرف اشارہ ہے کیونکہ مراد مشرکین مکہ ہیں مگر تعمیم کے لئے صیغۂ خطاب سے تعبیر کیا گیا کہ اے ایمان والو! اور اے مشرکین مکہ! تم سب کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ **۴۵۳** یہ توحید پر چوتھی عقلی دلیل ہے۔ زمین و آسمان کی تمام چیزوں کو صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ جب وہی عالم الغیب ہے تو مصائب و حاجات میں صرف اسی کو پکارو۔ ہم نے انبیاء علیہم السلام کو بزرگی عطا کی اور بعض کو بعض پر فضیلت دی۔ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۔ اور داؤد علیہ السلام کو ہم نے زبور دی جس میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور اس کی دعا اور پکار ہی کا ذکر تھا۔ الزبور كتاب ليس فيها حلال ولا

حرام ولاحد ودوا نما هو دعاء وتحميد وتمجيد (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۷۸) بعض انبیاء علیہم السلام کو بعض پر فضیلت دینے کے سلسلے میں خصوصیت کے ساتھ زبور کا ذکر اس لئے فرمایا کیونکہ زبور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا ذکر تھا۔ وخص داؤد بالذکر ھنا لانہ تعالی ذکر فی الزبور ان محمداً خاتم الانبیاء وان امتہ خیر الامم (بحر ج ۶ ص ۵۴) یہ دلیل مذکور کا ثمرہ ہے۔ جب سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے تو اس کے سوا کسی کو حاجات و مشکلات میں مت پکارو۔ اگر اطمینان نہ آئے تو جن کو تم نے اللہ کے سوا حاجت روا اور کارساز سمجھ رکھا ہے ان میں سے کوئی بھی تمہاری موجودہ مصیبتیں دور کرنے اور آنے والی تکلیفوں کو روکنے کا ہرگز اختیار نہیں رکھتا۔ جن انبیاء و اولیاء اور ملائکہ علیہم السلام کو تم نے کارساز اور مختار و متصرف سمجھ رکھا ہے ان کا تو اپنا حال یہ ہے کہ ان میں سے جو جس قدر اللہ تعالیٰ کے زیادہ مقرب ہیں اسی قدر اللہ تعالیٰ کی زیادہ سے زیادہ نزدیکی تلاش کرتے ہیں، وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت کے امیدوار اور اس کے عذاب سے ترساں و لرزاں رہتے ہیں اَيُّهُمْ میں اَیّ موصولہ ہے اور يَبْتَغُوْنَ کی ضمیر فاعل سے بدل البعض ہے اور اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ الخ سے وہ انبیاء و ملائکہ علیہم السلام مراد ہیں جن کو مشرکین پکارتے تھے ای اولئك الذین ای المعبودون یطلب من هو اقرب منهم الوسیلة الی الله تعالی بطاعته فکیف بالابعد الخ (روح ج ۱۵ ص ۹۲) یہ آیت حضرت عزیر، حضرت عیسیٰ علیہما السلام اور ملائکہ کرام کے بارے میں نازل ہوئی یہود حضرت عزیر کو، عیسائی حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ کو اور مشرکین فرشتوں اور دیگر بزرگوں کو کارساز سمجھتے تھے ان کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی وهم الملائكة او عیسیٰ وعزیر الخ (مدارك ج ۲ ص ۲۳۲) ای دعوا الذین تعبدون من دون الله وزعمتم انهم الهة وقال الحسن یعنی الملائكة وعیسیٰ وعزیرا (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۷۹) قال ابن عباس فی عزیر والمسیح وامه ..... والمعنی ادعوهم فلا یستطیعون ان یکشفوا عنکم الضر من مرض وفقر او عذاب ولا ان یحولوه من واحد الی واحد اخر او یبدلوه (بحر ج ۶ ص ۵۵)

تحقیق لفظ وسیلہ

وسیلۃ بروزن فعیلہ سے اعمال صالحہ اور اطاعت خداوندی مراد ہے جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو۔ امام آلوسی اور ابوالسعود فرماتے ہیں (الوسیلة) القربة بالطاعة والعبادة (روح ج ۱۵ ص ۹۳، ابوالسعود ج ۵ ص ۱۰۶) حضرت قتادہ رح سے بھی یہی منقول ہے والوسیلة هی القربة كما قال قتادة (ابن کثیر ج ۳ ص ۴۷) قال قتادة ای تقربوا الیه بطاعته والعمل بما یرضیه (ایضا ج ۲ ص ۵۲) علامہ آلوسی رح دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ هی فعیلة بمعنی ما یتوسل به و یتقرب الی الله عز وجل من فعل الطاعات وترك المعاصی من وسل الی كذا ای تقرب الیه بشیء (روح ج ۶ ص ۱۲۴)

قرآن مجید کی نصوص سے بھی یہ حقیقت واضح ہے کہ ایمان باللہ، ایمان بالرسول اور اتباع رسول قرب خداوندی کا وسیلہ ہے۔ ارشاد ہے رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ ـــ نا ـ فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا الاٰیة (آل عمران ع ۲۰) دوسری جگہ ارشاد ہے اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ (مؤمنون ع ۶) ان دونوں آیتوں میں ایمان والوں کی دعا کا ذکر ہے جس میں وہ ایمان باللہ کو وسیلہ قرار دے کر اللہ تعالیٰ سے بخشش کی دعا مانگ رہے ہیں۔

ایک اور جگہ ارشاد ربانی ہے رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ (آل عمران ع ۶) اس آیت میں حواریان عیسیٰ علیہ السلام نے ایمان بالکتاب اور اتباع رسول کے وسیلہ سے دعا مانگی۔

حدیث میں آتا ہے گذشتہ زمانے میں تین آدمی سفر کر رہے تھے، بارش شروع ہوگئی تو بچاؤ کے لئے ایک غار میں داخل ہوگئے۔ ایک بھاری چٹان نے لڑھک کر غار کا منہ بند کر دیا تو تینوں نے اعمال صالحہ کے وسیلہ سے دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے چٹان کو نیچے لڑھکا کر غار کا منہ کھول دیا۔ ومن هذا الباب حدیث الثلاثة الذین اصابهم المطر فاووا الی الغار وانطبقت علیهم الصخرة ثم دعوا الله باعمالهم الصالحة ففرج عنهم یہ حدیث کتب صحاح میں موجود ہے۔

اسی طرح اگر کسی زندہ بزرگ سے دعا کرائی جائے تو یہ بھی ایک قسم کا وسیلہ ہے اور جائز ہے۔ لیکن اگر بزرگ فوت ہو چکا ہو یا کہیں دور موجود ہو تو اس سے غائبانہ دعا کی درخواست کرنا اس خیال سے کہ وہ جانتا ہے یہ ہرگز جائز نہیں۔ الاستعانة بمخلوق وجعله وسیلة بمعنی طلب الدعاء منه لاشك فی جوازه ان كان المطلوب منه حیا ..... واما اذا كان المطلوب منه میتا او غائبا فلا یستریب عالم انه غیر جائز وانه من البدع التی لم یفعلها احد من السلف ... ولم یرو عن احد من الصحابة رضی الله تعالی عنهم ـــ وهم احرص الناس علی كل خیر ـــ انه طلب من میت شیئا الخ (روح ج ۶ ص ۱۲۵)

حدیثوں میں وارد ہے کہ لوگ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے دعا کی درخواست کیا کرتے تھے لیکن حضور علیہ السلام کے وفات کے بعد کسی ایک صحابی سے بھی صحیح سند کے ساتھ ثابت نہیں کہ اس نے آپ کی قبر مبارک پر جا کر دعا کی درخواست کی ہو۔ قرآن مجید کی آیت وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ الاٰیة سے زندگی میں دعا کرانا مقصود ہے۔ اہل بدعت نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرام کی قبروں پر جا کر اور ان کو مخاطب کر کے ان کا وسیلہ پکڑنا جائز ہے۔ اگر اس طرح قبر پر جا کر وسیلہ پکڑنا جائز ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی دعا سے وسیلہ نہ پکڑتے بلکہ سیدھے حضور علیہ السلام کی قبر مبارک پر جا کر آپ سے دعا کی درخواست کرتے۔ صحیح بخاری میں ہے جب بارش نہ ہوتی تو حضرت عمر رض حضرت عباس رض کو باہر لیجاتے دوسرے مسلمان بھی ہوتے تو حضرت عمر اللہ سے التجا کرتے اللهم انا كنا نتوسل الیك بنبیك صلی الله علیه وسلم فتسقینا وانا نتوسل الیك بعم نبیك فاسقنا فیسقون اللہ! پہلے ہم تیرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے بارش مانگتے تھے تو تو بارش برساتا تھا اب ہم تیرے پیغمبر کے چچا کے توسل سے بارش کی دعا مانگتے ہیں۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کی دعا سے توسل اگر وفات کے بعد بھی جائز ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس اعلیٰ توسل کو چھوڑ کر حضرت عباس رض کی دعا سے توسل نہ کرتے لو كان التوسل به علیه الصلوٰة والسلام بعد انتقاله من هذه الدار لما عدلوا الی غیره الخ (روح ج ۶ ص ۱۲۶) حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے توسل کا مطلب یہ ہے کہ وہ دعا کرتے تھے اور دوسرے

لوگ آمین کہتے تھے ان العباس کان یدعو وھم یؤمنون لدعائہ حتی سقوا (روح ج ۶ ص ۱۲۷)

اسی طرح بحق فلاں دعا مانگنا بھی مکروہ تحریمی ہے کیونکہ اللہ پر کسی کا کوئی حق نہیں۔ البتہ یوں کہنا جائز ہے۔ اللھم انی اسئلک بمحبتی لہ وباتباعی ایاہ اسی طرح توسل بالذات بھی ثابت نہیں۔

وانت تعلم ان الادعیۃ الماثورۃ عن اھل البیت الطاھرین وغیرھم من الائمۃ لیس فیھا التوسل بالذات المکرمۃ صلے اللہ علیہ وسلم (روح ج ۶ ص ۱۳۶)

توسل بالاموات پر بعض حدیثوں سے استدلال کیا جاتا ہے ان کی حقیقت بھی ملاحظہ ہو۔

پہلی حدیث ۔ جاء اعرابی الی قبر النبی صلے اللہ علیہ وسلم فرمی بنفسہ علی قبر النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقال جئت لتستغفرلی فنودی من القبر انہ قد غفرلک یہ روایت صحیح نہیں بلکہ موضوع ہے اس کا ایک راوی ہیثم بن عدی طائی ہے جسے محدثین نے کذاب و وضاع کہا ہے کان کذابا یضع الحدیث علی الثقات (تہذیب التہذیب) یحیی بن معین نے اس کے بارے میں کوفی لیس بثقۃ کان یکذب امام ابوداؤد نے کذاب امام ابوحاتم رازی، نسائی، دولابی، ازدی نے متروک الحدیث اور حاکم ابواحمد نے ذاھب الحدیث کہا (الصارم المنکی ص ۳۱۱)

ابن عبدالہادی نے اپنی کتاب الصارم المنکی میں لکھا ہے کہ کذاب راویوں نے ایک موضوع حدیث بیان کی ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر آکر گناہوں کی بخشش کے لئے آپ کو مخاطب کرکے آپ کا وسیلہ پکڑا اس روایت میں ابوالجوزاء حضرت عائشہ رضہ سے راوی ہے لیکن ابوالجوزاء کا سماع حضرت عائشہ رضہ سے ثابت نہیں۔ قال ابن عبدالبر فی التمہید ابوالجوزاء لم یسمع من عائشۃ شیئًا

دوسری حدیث ۔ طبرانی نے روایت کی ہے کہ عروہ بن زبیر حضرت صفیہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد کہا تھا۔ الا یا رسول اللہ کنت رجاءنا

اس کا جواب یہ ہے کہ عروہ کا سماع حضرت صفیہ رضہ سے ثابت نہیں کیونکہ اس کی پیدائش ہی حضرت صفیہ کی وفات کے بعد ہوئی۔ دوسری بات یہ ہے کہ خطاب بیا ہمیشہ حاضر و ناظر کو نہیں ہوتا جس کے نظائر بہت ہیں مثلاً ہر نماز میں پڑھا جاتا ہے السلام علیک ایھا النبی اسی طرح قبرستان میں جاکر کہا جاتا ہے السلام علیکم یا اھل الدیار من المؤمنین جب حضور علیہ السلام کے صاحبزادہ ابراہیم کی وفات ہوئی تو آپ نے فرمایا انا بفراقک یا ابراھیم لمحزونون حضرت عمر نے حجراسود سے مخاطب ہوکر فرمایا انی لاعلم انک حجر الخ ایک انصاری عورت نے حضرت عثمان بن مظعون رض کی وفات پر کہا تھا رحمۃ اللہ علیک یا ابا السائب حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کی ہلاکت کے بعد فرمایا یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ ۔ حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کی تباہی کے بعد ان سے خطاب کرکے فرمایا لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ الخ علیٰ ہذا یہ خطابات ہیں یا ظبیات القاع قلن لنا یا ایھا اللیل الطویل ۔ یا قبر معن کیف واریت جودہ ۔ جس طرح ان خطابات سے خطاب مقصود نہیں اسی طرح حضرت صفیہ کا مقصود بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے سنانا نہیں۔

تیسری حدیث ۔ مستدرک حاکم کتاب الدعاء ص ۵۱۹ ج ۱ میں حضرت عثمان بن حنیف سے روایت کی ہے۔ ان رجلا ضریر البصر اتی النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقال ادع اللہ ان یعافینی ۔۔۔۔ ۔ اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک صلے اللہ علیہ وسلم نبی الرحمۃ ۔ الحدیث ص ۵۲۶ پر حاکم نے اس حدیث کی متابعات ذکر کی ہیں۔ یہ حدیث مسند احمد ج ۴ ص ۱۳۸ میں بھی ہے۔ حاکم نے اس حدیث کو صحیح علی شرط الشیخین کہا ہے۔ ان حدیثوں میں حضور علیہ السلام کی زندگی کا واقعہ مذکور ہے۔

لیکن بیہقی اور طبرانی نے معجم کبیر میں اس روایت کو اس طرح نقل کیا ہے کہ ایک شخص حضرت عثمان بن عفان کے پاس آیا کرتا تھا لیکن وہ توجہ نہیں فرماتے تھے آخر وہ شخص عثمان بن حنیف کو ملا اور اپنا حال بیان کیا تو انہوں نے اس کو وہی دعا سکھائی جو حضور علیہ السلام نے اندھے کو سکھائی تھی اس دعا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرکے وسیلہ بنایا گیا ہے حالانکہ یہ واقعہ حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد کا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس روایت کے ہر طریق میں ابوجعفر مدائنی واقع ہے اسی لئے امام ترمذی نے لکھا ہے ھٰذا الحدیث لا نعرفہ الا من ھٰذا الوجہ من حدیث ابی جعفر وھو غیر الخطمی (ص ۲۰۲ ج ۲) امام مسلم بن حجاج ابوجعفر مدائنی کو حدیثیں گھڑنے والوں میں شمار کرتے ہیں۔ کعبداللہ بن مسور ابی جعفر المدائنی وغیرہ ممن اتھم بوضع الاحادیث وتولید الاخبار (خطبۃ صحیح مسلم ص ۵) اسی طرح ص ۱۶ پر فرماتے ہیں ان ابا جعفر الھاشمی المدنی کان یضع احادیث کلام حق ولیست من احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یرویھا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم امام نووی فرماتے ہیں ابوجعفر مدنی ان ضعیف راویوں سے ہے جو حدیثیں بناتے ہیں اما ابوجعفر ھذا ھو عبداللہ بن مسور المدائنی ابوجعفر المدنی تقدم فی اول الکتاب فی الضعفاء الواضعین (شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۷)

امام ذہبی اس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ روایت میں ثقہ نہیں، امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں اس کی حدیثیں موضوع ہیں میں نے اس سے روایت کرنا چھوڑ دیا ہے اور عبدالرحمٰن بن مہدی ہمیں عبداللہ بن مسور کی حدیث بیان نہیں کرتے تھے۔ امام نسائی اور دارقطنی نے کہا ہے کہ عبداللہ بن مسور متروک الحدیث ہے۔ امام رقبہ کہتے ہیں کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت سی حدیثیں وضع کی ہیں۔ عبداللہ بن المسور بن عون بن جعفر بن ابی طالب ابوجعفر الھاشمی المدائنی لیس بثقۃ، عن رقبۃ ان عبداللہ بن مسور المدائنی وضع احادیث علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم، قال احمد ترکت انا حدیثہ وکان ابن مہدی لا یحدثنا عنہ وقال النسائی والدارقطنی متروک (میزان الاعتدال ج ۲ ص ۵۰۴) امام نووی شرح مسلم ج ۲ ص ۱۷ پر لکھتے ہیں اما ابوجعفر ھذا فھو عبداللہ بن مسور المدائنی ابوجعفر المدنی تقدم فی اول الکتاب فی الضعفاء الواضعین ۔ امام بخاری فرماتے ہیں ھو عبداللہ بن مسور بن جعفر بن ابی طالب ابوجعفر القرشی الھاشمی (تاریخ کبیر) ان حوالوں سے معلوم ہو گیا ائمہ جرح وتعدیل نے ابوجعفر کو کذاب و وضاع قرار دیا ہے۔ لہٰذا حاکم کا اس حدیث کو صحیح کہنا غلط اور اس کے تساہل مشہور سے ناشی ہے۔

امام ابن تیمیہ رح فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آپ سے استشفاع یعنی آپ سے دعا کرانے کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں۔ اور طبرانی کی جس

هٰذَا الَّذِیْ كَرَّمْتَ عَلَیَّ ؗ لَىِٕنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ

یہ شخص جس کو تونے مجھ سے بڑھایا اگر تو مجھ کو ڈھیل دیوے قیامت کے دن تک

لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّیَّتَهٗۤ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿٦٢﴾ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ

تو میں اس کی ف۱ اولاد کو ڈھاٹی دے لوں مگر تھوڑے سے فرمایا جا پھر جو کوئی

تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ﴿٦٣﴾

تیرے ساتھ ہوا ان میں سے سو دوزخ ہے تم سب کی سزا بدلہ پورا

وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ

اور گھیر لے ان میں جس کو تو گھیر سکے اپنی آواز سے اور لے آ

عَلَیْهِمْ بِخَیْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِی الْاَمْوَالِ وَ

ان پر اپنے سوار اور پیادے اور ساجھا کر ان سے مال اور

الْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ؕ وَمَا یَعِدُهُمُ الشَّیْطٰنُ اِلَّا

اولاد میں اور وعدے دے ان کو اور کچھ نہیں وعدہ دیتا ان کو شیطان مگر

غُرُوْرًا ﴿٦٤﴾ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ ؕ

دغا بازی ف۲ وہ جو میرے بندے ہیں ان پر نہیں تیری حکومت ہے

وَكَفٰی بِرَبِّكَ وَكِیْلًا ﴿٦٥﴾ رَبُّكُمُ الَّذِیْ یُزْجِیْ لَكُمُ

اور تیرا رب کافی ہے کام بنانے والا تمہارا رب وہ ہے جو چلاتا ہے تمہارے واسطے

الْفُلْكَ فِی الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ

کشتی ف۳ دریا میں تاکہ تلاش کرو اس کا فضل وہی

كَانَ بِكُمْ رَحِیْمًا ﴿٦٦﴾ وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِی الْبَحْرِ

ہے تم پر مہربان ف۴ اور جب آتی ہے تم پر آفت دریا میں

ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّاۤ اِیَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَی الْبَرِّ

بھول جاتے ہو جن کو پکارا کرتے تھے اللہ کے سوائے پھر جب بچا لایا تم کو خشکی میں

روایت سے عموم استشفاع پر استدلال کرتے ہیں وہ ضعیف ہے کیونکہ اس کا ایک راوی روح ہے جو ضعیف ہے۔ نیز وہ عثمان بن حنیف رضؓ کی رائے ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم نہیں۔ اور عثمان بن حنیف رضؓ نے بھی حضور علیہ السلام کے الفاظ سے تبرک کے طور پر اس دعا کی تلقین کی تھی نہ کہ بطور استغاثہ۔

در صواعق الٰہیہ است از ابن تیمیہ۔ در جواز استشفاع از آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم در حالت حیات نزاع نیست۔ و در روایت طبرانی کہ عموم حکم استعمال این دعا از آن بیان کنند ضعیف است از جہت ضعف روح (نام راوی) و مع ہذا آن رائے عثمان بن حنیف است بدون امر نبی صلی اللہ علیہ وسلم و آن نیز بقصد تبرک از الفاظ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ بقصد استغاثہ۔

علاوہ ازین حرف ندا سے ہر جگہ خطاب اور منادی کو سنانا مقصود نہیں ہوتا بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ منادی غائب کو نصب العین کے طور پر یعنی حاضر فرض کر کے حرف ندا استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ حدیث دوم کے جواب میں اس کی متعدد مثالیں ذکر کی جا چکی ہیں۔ بعض دفعہ بطور حکایت حرف ندا کو استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ التحیات میں کہا جاتا ہے السلام علیک ایها النبی الخ حضرت عثمان بن حنیف رضؓ نے بھی اندھے کو بطور حکایت یا بطور نصب العین اس دعا کی تلقین کی تھی۔ یہ ساری بحث اس صورت میں ہے جبکہ اس روایت کو صحیح مان لیا جائے۔ لیکن علامہ آلوسی صاف لکھتے ہیں کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عثمان بن حنیف رضؓ کے اندھے کو تلقین دعا کا واقعہ بالکل موضوع ہے۔

چوتھی حدیث۔ توسل ادم بعلی و فاطمة والحسن والحسین رضی الله عنهم (مجمع الزوائد) یعنی حضرت آدم علیہ السلام نے حضرات علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کے وسیلے سے دعا مانگی تھی۔

جواب۔ اس روایت کی دار قطنی نے تخریج کی ہے اس میں عمرو بن ثابت بن ہرمز متفرد ہے جو غالی شیعہ اور کذاب و وضاع تھا۔ تفرد بها عمرو بن ثابت بن هرمز وهو من الشيعة الغلاة الكذابين الوضاعين امام عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں لا تحدثوا عن عمرو ابن ثابت فانه كان يسب السلف یحییٰ بن معین کہتے ہیں هو غير ثقة۔ امام بخاری: ليس بالقوى امام ابو داؤد: رافضی خبيث، كان من شرار الناس امام نسائی: متروك ليس بثقة ولا مامون (تہذیب التہذیب)

پانچویں حدیث۔ اصابهم قحط فی زمن عمر فجاء رجل الی قبر النبی صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله استسق لامتك فاتاه رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال له ائت عمر فقل له ان الناس يسقون (بیہقی، ابن ابی شیبة)

جواب۔ اول تو یہی معلوم نہیں کہ قبر پر جانے والا کون ہے۔ وہ مجہول الحال والاسم ہے معلوم نہیں ثقہ ہے غیر ثقہ ہے۔ دوم اگر یہ واقعہ صحیح ہوتا اور حضور علیہ السلام کی قبر مبارک سے اس طرح استشفاع جائز ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو باہر لیجا کر بارش کے لئے ان سے دعا نہ کراتے اور نہ یہ کہتے کہ اب حضور علیہ السلام

سارا توحید پر بیان [illegible] عقل کی دلیل ہے

موضح قرآن ف یعنی اپنا مسخر کروں جیسے گھوڑے کو لگام دیا۔ ف۲ مال میں ساجھا یہ کہ بتوں کی نیاز اپنے مال میں فرض سمجھتے ہیں اور اولاد میں یہ کہ ایک کو بتاتے ہیں فلانے کا بخشا ہے دوسرا فلانے کا بخشا۔ ف۳ اس کا فضل یعنی روزی، روزی کو قرآن میں اکثر فضل فرمایا ہے۔ فضل کے معنی زیادتی۔ سو مسلمان کی بندگی ہے واسطے آخرت کے اور دنیا ملتی ہے بڑھتی میں کشتی ہانکنا ہے یعنی دریا میں اپنا زور نہیں چلتا بلی یا چپو کر مگر باؤ سو اسی کے اختیار میں ہے۔

تم میں موجود نہیں ہیں اس لئے ہم آپ کے چچا عباس کی دعا سے توسل کرتے ہیں۔ سوم اس روایت کی سند میں سیف بن عمر ضبی ہے جو باتفاق محدثین ضعیف اور متہم بالزندقہ ہے۔ وہ جھوٹی حدیثیں بنایا کرتا تھا۔ امام ذہبی کہتے ہیں هو كالواقدی امام ابوداؤد نے کہا ليس بشیٔ ابوحاتم رازی نے کہا متروك ابن حبان، اتهم بالزندقة ابن عدی: عامة حديثه منكر امام ابن نمیر: كان سيف يضع الحديث وقد اتهم بالزندقة (میزان الاعتدال)۔

حافظ ابن تیمیہ فرماتے ہیں وفات کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پر جا کر استشفاع جائز نہیں یہ کام سلف میں سے کسی ایک نے بھی نہیں کیا۔ اما دعاء الرسول وطلب الحوائج منه صلى الله عليه وسلم وطلب شفاعته عند قبره بعد موته فهو ما لم يفعله احد من السلف (القاعدة الجليلة ص۵۶) بعض صحابہ رض و تابعین رض سے جو یہ منقول ہے۔ اللهم انى اسئلك بنبيك محمد اس سے مراد ہے اسئلك بايمانى بنبيك محمد یعنی اس میں ایمان بالرسول کو وسیلہ بنایا گیا ہے۔ جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے۔

أَعْرَضْتُمْ ۚ وَكَانَ الْإِنْسَانُ كَفُورًا ﴿٦٧﴾ أَفَأَمِنْتُمْ أَنْ يَخْسِفَ

پھر جاتے ہو اور ہے انسان بڑا ناشکرا سو کیا تم بے ڈر ہوگئے اس سے کہ

بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ أَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوا

دھنسا دے تم کو جنگل کے کنارے یا بھیجدے تم پر آندھی پتھر برسانے والی پھر نہ پاؤ

لَكُمْ وَكِيلًا ﴿٦٨﴾ أَمْ أَمِنْتُمْ أَنْ يُعِيدَكُمْ فِيهِ تَارَةً

اپنا کوئی نگہبان یا بے ڈر ہوگئے ہو اس سے کہ پھر لے جائے تم کو دریا میں دوسری

أُخْرَىٰ فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِنَ الرِّيحِ فَيُغْرِقَكُمْ

بار پھر بھیجے تم پر سخت جھونکا ہوا کا پھر ڈبادے تم کو

بِمَا كَفَرْتُمْ ۙ ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهِ تَبِيعًا ﴿٦٩﴾ وَلَقَدْ

بدلے میں اس ناشکری کے پھر نہ پاؤ اپنی طرف سے ہم پر اس کا کوئی باز پرس کرنیوالا اور

كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ

ہم نے عزت دی ہے آدم کی اولاد کو اور سواری دی ان کو جنگل اور دریا میں اور روزی دی ہم نے ان کو

مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا

ستھری چیزوں سے اور بڑھا دیا ان کو بہتوں سے جن کو پیدا کیا ہم نے

تَفْضِيلًا ﴿٧٠﴾ يَوْمَ نَدْعُو كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ ۖ فَمَنْ

بڑائی دے کر ف۱ جس دن ہم بلائیں گے ہر فرقہ کو ۵۷ ان کے سرداروں کے ساتھ سو جس کو

أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَأُولَٰئِكَ يَقْرَءُونَ كِتَابَهُمْ

ملا اس کا اعمال نامہ اس کے داہنے ہاتھ میں سو وہ لوگ پڑھیں گے اپنا لکھا

وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا ﴿٧١﴾ وَمَنْ كَانَ فِي هَٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ

اور ظلم نہ ہوگا ان پر ایک تاگے کا ف۲ اور جو کوئی رہا اس جہان میں اندھا سو وہ

فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ وَأَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٧٢﴾ وَإِنْ كَادُوا

پچھلے جہان میں بھی اندھا ہے اور بہت دور پڑا ہوا راہ سے ف۳ اور وہ لوگ تو چاہتے تھے

۱ تخویف دنیوی ۱۲

۲ بشارت و تخویف اخروی ۱۲

ع ۷

۳ تیسری آیت معجزہ ۱۲

پانچویں حدیث۔ اذا اعيتكم الامور فعليكم باهل القبور فاستعينوا باهل القبور جب تم مشکلات سے عاجز ہو جاؤ تو اہل قبور سے استمداد کرو۔

جواب۔ یہ حدیث موضوع اور حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا ہے۔ حدیث کی کسی معتبر کتاب میں اس کا نام و نشان نہیں۔ هو حديث مفترى على رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم باجماع العارفين بحديثه لم يروه احد من العلماء ولا يوجد فى شيء من كتب الحديث المعتمدة (روح ج ۶ ص۱۲۸) (بقیہ ص۶۲۰ کے نیچے ملاحظہ فرمائیں)

۵۵ یہ تخویف دنیوی ہے یہ فیصلہ بالکل حتمی ہے اور لوح محفوظ میں لکھا جا چکا ہے کہ قیامت سے پہلے ہم ہر بستی کو تباہ و برباد کریں گے یا سخت ترین عذاب میں مبتلا کرینگے تاکہ مشرکین کو معلوم ہو جائے اور مؤمنین کو شرح صدر اور اطمینان نصیب ہو کہ اللہ کے سوا کوئی پناہ دینے والا اور مصیبتوں سے بچانیوالا نہیں اور جن کو مشرکین اپنی بستیوں کے محافظ اور پناہ دہندے تصور کرتے ہیں وہ عاجز ہیں حضرت شاہ عبدالقادر دہلوی فرماتے ہیں "ہر شہر کے لوگ ایک بزرگ کو پوجتے ہیں کہ ہم اس کی رعیت ہیں کہ ہم اس کی پناہ میں ہیں سو وقت آنے پر کوئی پناہ نہیں دے سکتا" لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ إِلَّا مَنْ رَحِمَ۔

۵۶ وَمَا مَنَعَنَا أَنْ نُرْسِلَ الخ یہ تیسری آیت معجزہ اور تخویف ہے اور سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ الخ سے متعلق ہے۔ مشرکین بار بار معجزے طلب کرتے ہیں مگر ہم معجزات اسلئے نہیں دکھاتے کہ معجزات تخویف کے لئے ہوتے ہیں اگر معجزہ دیکھ کر بھی وہ انکار کریں تو ہلاک کر دئے جائیں۔ جیسا کہ پہلی قوموں نے معجزات کے بعد بھی مسئلہ توحید کا انکار کیا تو انہیں ہلاک کر دیا گیا۔ چنانچہ قوم ثمود نے حضرت صالح علیہ السلام سے مطالبہ کیا تھا کہ اگر آپ فلاں چٹان سے اونٹنی نکال دیں تو ہم آپکو مان لیں گے اللہ تعالیٰ نے اس چٹان سے اونٹنی نکال دی مگر وہ اپنا فرمائشی معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہ لائے تو انہیں فوراً ہلاک کر دیا گیا۔ اے مشرکین مکہ! اب ہم نے معجزہ اسراء ظاہر کیا ہے اب اگر اسکے بعد بھی نہیں مانوگے تو ہلاک کر دئے جاؤگے

موضح قرآن ف۱ جانوروں کو سواری نہیں زمین پر نہ دریا پر آدمی کو دی ہے اور ستھری روزی یہ کہ میوؤں کا چھلکا دور کرنا اور اناج کی بھوسی اور پیسنا اور پکا کر کھانا اسی کو سکھایا۔ ف۲ اس دن عمل کا کاغذ اڑادیں گے۔ نیکوں کے ہاتھ آوے گا داہنے ڈھب سے اور بدوں کو بائیں سے اور پیچھے سے، یہ نشانی دیکھ کر نیک خوشی سے پڑھنے لگیں گے۔ ف۳ یعنی ہدایت سے اندھا رہا ویسا ہی آخرت میں بہشت کی راہ سے اندھا ہے اور دور پڑا ہے۔

فان لم يؤمن قومك بعد ارسال الآيات اهلكناهم لان من سنتنا في الامم اذا سألوا الآيات ثم لم يؤمنوا بعد اتيانها ان نهلكهم ولا نمهلهم الخ (خازن ج۳ ص۱۷۵) **۵۷** الآیات سے معجزات مراد ہیں یعنی معجزات ڈراوے اور تخویف کے لئے ظاہر کئے جاتے ہیں تاکہ لوگوں کو ایمان نہ لانے کی صورت میں عذاب سے ڈرایا جائے۔ **۵۸** ہم نے آپ سے کہہ دیا اب ان مشرکین پر عذاب آنے کو ہے کیونکہ وہ ایک عظیم الشان معجزۂ اسراء دیکھ کر بھی ایمان لانے پر تیار نہیں ہوئے اس لئے انکی ہلاکت کا وقت اب بہت قریب ہے۔ الرؤیا سے واقعۂ معراج مراد ہے۔ واقعہ معراج چونکہ عالم بالا سے تعلق رکھتا ہے جو اس عالم دنیا کے اعتبار سے خواب اور رؤیا ہے اس لئے اسے رؤیا کہا گیا لہٰذا اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ معراج جسمانی نہیں تھا بلکہ روحانی تھا۔ محاورات عرب میں یہ استعمال موجود ہے کہ جو کچھ عالم بیداری میں آنکھوں سے دیکھا جائے اس پر رؤیا کا اطلاق کر دیا جائے۔ عن ابن عباسؓ قال هي رؤيا عين اريها رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة اسري به الى بيت المقدس (قرطبی ج۱۰ ص۲۸۳) والعرب تقول رأيت بعيني رؤية ورؤيا (خازن) والمراد بالرؤيا ما عاينه عليه الصلوة والسلام ليلة المعراج من عجائب الارض والسماء حسبما ذكر في فاتحة السورة الكريمة والتعبير عن ذلك بالرؤيا اما لانه لا فرق بينها وبين الرؤية او لانها وقعت بالليل الخ (ابو السعود ج۵ ص۱۷۶) یعنی معجزۂ معراج ایک آزمائش تھی تاکہ ظاہر ہو جائے کہ کون مانتا ہے اور کون نہیں مانتا۔ الشجرة الملعونة یعنی تھوہر کا درخت جس کا ذکر قرآن مجید میں دوسری جگہ موجود ہے۔ اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ طَعَامُ الْاَثِيْمِ كَالْمُهْلِ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ (ع ۶ ۲) وہ بھی لوگوں کیلئے ایک آزمائش ہے مؤمنین اس کے موجود ہونے پر ایمان رکھتے ہیں اور کفار معاندین کہتے ہیں کہ دوزخ میں درخت کس طرح پیدا ہو سکتا ہے جبکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خود کہتا ہے کہ دوزخ کی آگ پتھروں کو بھی جلا دے گی۔ جعلوها سخرية وقالوا ان محمدا يزعم ان الجحيم تحرق الحجارة ثم يقول تنبت فيه الشجرة (مدارک ج۲ ص۲۳۳) **۵۹** قصہ آدم وابلیس ذکر کر کے بتایا گیا کہ شیطان تمہارا بڑا دشمن ہے اسلئے مکر و فریب سے خبردار رہنا، اس کی پیروی کر کے شرک میں مبتلا نہ ہو جانا معجزۂ اسراء اس لئے ظاہر کیا گیا تاکہ تم مسئلہ توحید کو مان لو مگر دیکھنا شیطان سے ہوشیار رہنا مبادا وہ تمہارے دلوں میں وسوسے اور شبہات ڈال کر تمہیں راہِ توحید سے بہکا دے قَالَ اَرَءَيْتَكَ الخ اس سے آدم علیہ السلام اور انکی اولاد سے شیطان کی انتہائی دشمنی ظاہر ہوتی ہے۔ شیطان نے اللہ تعالیٰ سے کہا اے اللہ! اگر تو مجھے قیامت تک مہلت عطا کرے تو میں یہ آدم جس کو تو نے مجھ پر برتری اور بزرگی دی ہے اسکی اولاد کو گمراہ کر کے اس کا ستیاناس کر دوں اور بہت ہی کم لوگ میرے مکر و فریب سے محفوظ رہیں۔ لَاَحْتَنِكَنَّ لاستأصلنهم باغوائهم (مدارک) یعنی گمراہ کر کے انہیں تباہ کر دوں۔ **۶۰** اللہ نے فرمایا جا تجھے مہلت ہے لیکن تیری اور تیری پیروی کرنیوالوں کی جزا جہنم ہے وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ الخ جا انہیں ہر طرح سے گمراہ کرنے کی کوشش کر دیکھ بِصَوْتِكَ طبلہ سارنگی اور دیگر آلات لہو و لعب۔ مجاهد الغناء والمزامير واللهو۔ الضحاك۔ صوت المزمار (قرطبی ج۱۰ ص۲۸۸) ان شیطانی

لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا

کہ تجھ کو بچلا دیں اس چیز سے کہ جو وحی بھیجی ہم نے تیری طرف تاکہ جھوٹ بنالائے تو ہم پر

غَيْرَهٗ ۖ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ﴿۷۳﴾ وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ

وحی کے سوا اور تب تو بنا لیتے تجھ کو دوست ف۳ اور اگر یہ نہ ہوتا کہ ہم نے تجھ کو سنبھال رکھا

لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيْلًا ﴿۷۴﴾ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ

تو تو لگ جاتا ف۴ جھکنے ان کی طرف تھوڑا سا تب تو ضرور چکھاتے ہم تجھ کو

ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ

دونا مزہ زندگی میں اور دونا مرنے میں پھر نہ پاتا تو اپنے واسطے

عَلَيْنَا نَصِيْرًا ﴿۷۵﴾ وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ

ہم پر مدد کرنے والا اور وہ تو چاہتے تھے کہ گھبرا دیں تجھ کو ف۵ اس زمین سے

لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۷۶﴾

تاکہ نکال دیں تجھ کو یہاں سے اور اس وقت نہ ٹھہریں گے وہ بھی تیرے پیچھے مگر تھوڑا

سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ

دستور چلا آتا ہے ف۶ ان رسولوں کا جو تجھ سے پہلے بھیجے ہم نے اپنے پیغمبر اور نہ پائے گا تو

لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا ﴿۷۷﴾ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى

ہمارے دستور میں تفاوت قائم رکھ نماز کو سورج ڈھلنے سے ف۷ رات

غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ۭ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ

کے اندھیرے تک اور قرآن پڑھنا فجر کا بے شک قرآن پڑھنا فجر کا ہوتا ہے

مَشْهُوْدًا ﴿۷۸﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ڰ

رو برو اور کچھ رات ف۸ جاگتا رہ قرآن کے ساتھ یہ زیادتی ہے تیرے لئے

عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۷۹﴾ وَقُلْ رَّبِّ

قریب ہے کہ کھڑا کرے تجھ کو تیرا رب مقام محمود میں ف۹ اور کہہ اے رب ف۱۰

ع ۸

موضح قرآن ف کافر کہتے تھے کہ اس کلام میں نصیحت کی باتیں اچھی ہیں۔ مگر ہر جگہ شرک پر عیب دیا ہے یہ بدل ڈال تو ہم اس کو سنیں ف۸ یعنی نیند سے جاگ کر قرآن پڑھا کر یہ حکم سب سے زیادہ تجھ پر کیا ہے کہ تجھ کو مرتبہ بڑا دینا ہے وہ تعریف کا مقام ہے شفاعت کا جب کوئی پیغمبر نہ بول سکے گا تب حضرت اللہ سے عرض کر کر خلق کو چھڑا دیں گے تکلیف سے۔

اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ
داخل کر مجھ کو سچا داخل کرنا اور نکال مجھ کو سچا نکالنا
وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ﴿۸۰﴾ وَقُلْ
اور عطا کر دے مجھ کو اپنے پاس سے حکومت کی مدد ف۱ اور کہہ **۶۴**
جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۭ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ
آیا سچ اور نکل بھاگا جھوٹ بے شک جھوٹ ہے
زَهُوْقًا ﴿۸۱﴾ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ
نکل بھاگنے والا ف۲ اور ہم اتارتے ہیں قرآن میں سے جس سے روگ دفع ہوں اور رحمت
لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۙ وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾ وَاِذَآ
ایمان والوں کے واسطے اور گنہگاروں کو تو اس سے نقصان ہی بڑھتا ہے ف۳ اور جب
اَنْعَمْنَا عَلَی الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ
ہم آرام بھیجیں انسان پر تو ٹال جائے اور بچائے اپنا پہلو اور جب پہنچے اس کو
الشَّرُّ كَانَ یَــُٔوْسًا ﴿۸۳﴾ قُلْ كُلٌّ یَّعْمَلُ عَلٰی شَاكِلَتِهٖ ۭ فَرَبُّكُمْ
برائی تو رہ جائے مایوس ہو کر ف۴ تو کہہ ہر ایک کام کرتا ہے اپنے ڈھنگ پر سو تیرا رب
اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰی سَبِیْلًا ﴿۸۴﴾ ع وَیَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ۭ
خوب جانتا ہے کس نے خوب پا لیا راستہ اور تجھ سے پوچھتے ہیں روح کو **۶۶**
قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا
کہہ دے روح ہے میرے رب کے حکم سے اور تم کو علم دیا ہے
قَلِیْلًا ﴿۸۵﴾ وَلَىِٕنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ
تھوڑا سا ف۵ اور اگر ہم چاہیں **۶۷** تو لے جائیں اس چیز کو جو ہم نے تجھ کو وحی بھیجی
ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَیْنَا وَكِیْلًا ﴿۸۶﴾ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۭ
پھر تو نہ پائے اپنے واسطے اس کے لا دینے کو ہم پر کوئی ذمہ دار مگر مہربانی سے تیرے رب کی

ع ۹ ۷ ۹

اولادوں سے ان کو بہلائے وَاَجْلِبْ عَلَیْهِمْ الخ اور اپنے پیادوں اور سواروں کیساتھ ان پر حملہ کرے یعنی انہیں راہ حق سے گمراہ کرنے کے لئے ہر وہ مکر و فریب استعمال کرلے جو تو کرسکتا ہے فالمعنی اجمع علیهم کل ما تقدر علیه من مکایدك (قرطبی) وَشَارِكْهُمْ الخ اور ان کے مال و اولاد میں اپنا حصہ مقرر کرکے انہیں شرک پر آمادہ کرنے کی کوشش کرلے مال میں شرک سے غیر اللہ کی نذریں نیازیں اور غیر اللہ کے نام کی تحریمیں مراد ہیں اور اولاد میں شرکت یہ ہے کہ اولاد کے عطیہ کو غیر اللہ کی طرف منسوب کیا جائے یہ چونکہ سب شیطانی اغواء سے ہوتا ہے اس لئے اسے شیطان کا حصہ قرار دیا گیا۔ حضرت شاہ عبدالقادر فرماتے ہیں "مال میں ساجھے کہ بتوں کی نیاز اپنے مال میں فرض سمجھتے ہیں اور اولاد میں یہ کہ ایک کو بتاتے ہیں فلانے کا بخشا ہے دوسرا فلانے کا بخشا" حضرت ابن عباس قتادہ اور عطاء سے منقول ہے کہ شارکهم فی الاموال هو ما کان المشرکون یحرمونه من الانعام کالبحیرة والسائبة والوصیلة والحام وقال الضحاك وما کانوا یذبحونه لألهتهم (مظہری ج ۵ ص ۴۵۶ و قرطبی) اور اولاد میں شرکت کے بارے میں حضرت ابن عباس فرماتے ہیں هو تسمیة الاولاد عبد الحارث وعبد الشمس وعبد العزی وعبد الدار ونحوها (مظہری) وَعِدْهُمْ۔ اور ان کو طرح طرح کے سبز باغ دکھالے اور جھوٹی آرزوؤں اور بے اصل تمناؤں کے چکر میں انہیں ڈال دے مثلاً یہ بزرگانِ دین جنکو تم پوجتے ہو اور جن کی نذریں نیازیں دیتے ہو قیامت کے دن یہ تمہارے کام آئینگے اور اللہ کے عذاب سے تمہیں چھڑالیں گے وغیرہ وغیرہ۔ وَمَا یَعِدُهُمُ الشَّیْطٰنُ یہ ادخال الٰہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شیطانی وعدوں کی حقیقت کو ظاہر فرمایا کہ وہ سراسر سراب و فریب اور بے حقیقت ہیں اے اولادِ آدم! ان پر بھروسہ نہ کر بیٹھنا۔ **۶۱** اے ابلیس! تو اولادِ آدم کو گمراہ کرنے اور انہیں شرک میں مبتلا کرنے کیلئے اپنے سارے ہتھکنڈے استعمال کرلے اور مکر و فریب کے تمام جال پھیلالے مگر یاد رکھ میرے مخلص بندوں پر تیرا کوئی بس نہیں چل سکے گا۔ میں اپنے بندوں کے لئے کافی کارساز ہوں میرے جو بندے مجھ پر بھروسہ کرینگے اور تیرے مکر و فریب سے میری پناہ ڈھونڈیں گے میں انہیں تیرے دام تزویر سے محفوظ رکھوں گا۔ **۶۲** یہ توحید پر پانچویں عقلی دلیل ہے۔ سمندروں اور دریاؤں میں تمہاری کشتیاں محض اپنی رحمت سے اللہ تعالیٰ ہی چلاتا اور طوفان سے بچا کر کنارے لگاتا ہے وہ تو ہر حال میں تم پر مہربان ہے۔ اور سمندروں اور دریاؤں میں وہی کارساز ہے تو خشکی میں بھی وہی کارساز ہے پھر اس کے سوا اوروں کو کیوں پکارتے ہو وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ یہ زجر ہے جب دریاؤں میں طوفان کا سامنا ہوتا ہے تو اپنے مزعومہ معبودوں کو چھوڑ کر خالص اللہ کو پکارتے ہو لیکن جب اللہ تعالیٰ تمہیں صحیح سلامت کنارے پر پہنچا دیتا ہے تو پھر شرک کرنے اور معبودانِ باطلہ کو کارساز سمجھنے لگتے ہو۔ یہ کس قدر ناشکری ہے **۶۳** یہ تخویف دنیوی ہے۔ تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ خشکی میں تم مصائب و بلیات سے محفوظ اور اپنے خود ساختہ کارسازوں کی پناہ میں ہو مگر یاد رکھو اگر اللہ چاہے تو نیچے سے زمین کو چیر کر تم کو اس میں دھنسا دے یا اوپر سے تم پر پتھروں کی بارش برسا کر تمہیں نیست و نابود کردے تو اس وقت بھی تمہارا کوئی خود ساختہ کارساز ہرگز تمہاری مدد نہیں کرسکے گا اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ یُّعِیْدَكُمْ الخ وہ یوں بھی کرسکتا ہے کہ تمہیں اپنی ضرورتوں کے تحت پھر سے بحری سفر پر گامزن کردے اور عین وسط سمندر میں ایک ہولناک طوفان باد بھیج کر تمہیں غرق کردے اس وقت بھی تم کسی کو اپنا غمخوار اور ناصر و مددگار نہیں پاؤ گے۔ یعنی

موضح قرآن ف۱ اس شہر سے نکال آبرو سے اور کسی جگہ بٹھا آبرو سے، وہ اللہ تعالیٰ نے مدینہ میں بٹھایا اور وہاں کے لوگ حکم میں دیئے جن سے دین کو مدد ہوئی۔ ف۲ یعنی غلبۂ دین آیا اور کفر بھاگا مکے میں سے اور تمام عرب میں سے۔ ف۳ روگ چنگے ہوں دل کے شبہے اور شک مٹیں اور اس کی برکت سے بدن کے روگ بھی دفع ہوں۔ ف۴ بازو ہٹاوے یعنی بندگی سے سرکتا جاوے ف۵ حضرت کے آزمانے کو یہود نے پوچھا سو اللہ نے نہ بتایا کہ ان کو سمجھنے کا حوصلہ نہ تھا، آگے بھی پیغمبروں نے خلق سے باریک باتیں نہیں کہیں اتنا جاننا بس ہے کہ اللہ کے حکم سے ایک چیز بدن میں آپڑی وہ جی اٹھا، جب نکل گئی مر گیا۔

اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَیْكَ كَبِیْرًا (۸۷) قُلْ لَّىِٕنِ اجْتَمَعَتِ
اس کی بخشش تجھ پر بڑی ہے کہہ اگر جمع ہوں
الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا
آدمی اور جن اس پر کہ لائیں ایسا قرآن ہرگز نہ
یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا (۸۸)
لائیں گے ایسا قرآن اور پڑے مدد کیا کریں ایک دوسرے کی
وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ
اور ہم نے پھیر پھیر کر سمجھائی ہیں لوگوں کو اس قرآن میں ہر
مَثَلٍ فَاَبٰۤى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا (۸۹) وَقَالُوْا لَنْ
مثل سو نہیں رہتے بہت لوگ بن ناشکری کئے اور بولے ہم نہ
نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ یَنْۢبُوْعًا (۹۰)
مانیں گے تیرا کہا جب تک تو نہ جاری کردے ہمارے واسطے زمین سے ایک چشمہ
اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ
یا ہو جائے تیرے واسطے ایک باغ کھجور اور انگور کا پھر بہائے تو اس کے
خِلٰلَهَا تَفْجِیْرًا (۹۱) اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَیْنَا
بیچ نہریں چلا کر یا گرا دے آسمان ہم پر جیسا کہ تو کہا کرتا ہے
كِسَفًا اَوْ تَاْتِیَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓىِٕكَةِ قَبِیْلًا (۹۲) اَوْ یَكُوْنَ
ٹکڑے ٹکڑے یا لے آ اللہ کو اور فرشتوں کو سامنے یا ہو جائے
لَكَ بَیْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِی السَّمَآءِ وَلَنْ نُّؤْمِنَ
تیرے لئے ایک گھر سنہرا یا چڑھ جائے تو آسمان میں اور ہم نہ مانیں گے
لِرُقِیِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَیْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ قُلْ
تیرے چڑھنے کو جب تک نہ اتار لائے ہم پر ایک کتاب جس کو ہم پڑھ لیں تو کہہ

ملا شکوی ۱۲

لا تجدوا ناصرًا ینصرکم ویصونکم من عذاب اللہ ..... ولا تجدوا من یتبعنا بانکار ما نزل بکم بان یصرفہ عنکم (کبیر ج ۵ ص۴۱۷) **۶۴** یہ دعوت توحید کو قبول کرنیکی ترغیب ہے۔ اولاد آدم کو انعامات بے پایاں یاد دلا کر مسئلہ توحید ماننے کی ترغیب دی گئی۔ اے بنی آدم میں نے تمہیں ساری مخلوق پر فضیلت اور بزرگی عطا کی خشکی اور تری پر تمہیں اقتدار عطا کیا اور پاکیزہ روزی کے بے شمار وسائل تمہیں دئے اب تمہارا فرض ہے کہ میرا احسان مانو اور میرے نعامات کا شکر کرو، میرے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور میرے سوا کسی کو عبادت اور پکار کے لائق نہ سمجھو۔ **۶۵** بشارت وتخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن ہر گروہ اپنے پیشوا کے ساتھ میدان حشر میں حاضر ہوگا۔ ہر امت کے نیک وموحد مومنین اپنے انبیاء علیہم السلام کیساتھ حاضر ہوں گے اور ہر امت کے مشرک اور بدکار اپنے مشرک پیشواؤں کے ساتھ حاضر ہوں گے۔ فَمَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ الخ یہ اصحاب الیمین کا ذکر ہے یعنی مومنوں کو اعمالنامے دائیں ہاتھ میں دئے جائینگے وہ انہیں پڑھ کر خوش ہوں گے اور انہیں انکی تمام نیکیوں کی پوری پوری جزا دیجائیگی۔ ای ولا ینقصون من ثواب اعمالہم ادنی شیء (خازن ج ۴ ص۱۷۱) وَمَنْ كَانَ فِیْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰی الخ یہ اصحاب الیمین کے مقابلے میں اصحاب الشمال کا ذکر ہے۔ اور جو دنیا میں اندھا رہا اور راہ توحید کو نہ دیکھا وہ آخرت میں راہ جنت سے اندھا ہوگا اور اس سے بہت دور ہوگا کیونکہ دنیا میں تو اسکے راہ راست پر آجانیکا امکان تھا مگر آخرت میں یہ امکان بھی ختم ہوجائے گا **۶۶** وَاِنْ كَادُوْا ـــ تا ـــ وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِیْلًا۔ یہ چوتھی آیت معجزہ ہے اور سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی سے متعلق ہے اور اس میں تین امور مذکور ہیں۔ امر اول شکوی وَاِنْ كَادُوْا لَیَفْتِنُوْنَكَ قریب تھا کہ مشرکین اپنی پرفریب اور چکنی چپڑی باتوں سے آپکو سیدھی راہ سے اور ہماری توحید سے ذرا سا ہٹا لیتے مگر ہم نے آپکو راہ توحید پر ثبات واستقلال عطا فرمایا۔ مشرکین کی خواہش تھی کہ آپ ان کے خود ساختہ معبودوں کے بارے میں ذرا نرمی سے کام لیں۔ ان کی مذمت نہ کریں اور کم از کم صرف یہی کہہ دیں کہ ہر دین اچھا ہے جو جس دین پر ہے ٹھیک ہے۔ اگر آپ ایسا کرلیں تو وہ آپکے گہرے دوست بن جائیں گے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَیُدْهِنُوْنَ (القلم ع ۱) مگر یہ میری ذات پر سراسر افترا ہے کہ ہر دین اچھا ہے کیونکہ دین کو اچھا قرار دینا صرف میرا ہی کام ہے اس لئے جو شخص ہر دین کو اچھا کہتا ہے وہ مجھ پر افترا کرتا ہے میں نے تو صرف اس توحید والے دین اسلام ہی کو اچھا اور سچا قرار دیا ہے۔ **۶۷** اگر ہم آپکو ثابت قدم نہ رکھتے تو قریب تھا کہ آپ ذرا سا انکی طرف جھک جاتے لیکن اگر بفرض محال آپ ذرا بھی انکی طرف جھک جاتے تو ہم دنیا وآخرت میں آپکو عذاب کا مزہ چکھاتے اور کوئی آپکی مدد نہ کرسکتا۔ یہ امر ثانی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بطور زجر خطاب ہے **۶۸** یہ امر ثالث ہے۔ معجزہ معراج ظاہر کردیا گیا مگر مشرکین مکہ اسکے باوجود مسئلہ توحید کو ماننے پر تیار نہیں ہوئے بلکہ اب آپ کو مکہ سے نکالنے کے منصوبے بنائیں گے۔ مگر آپکے بعد وہ بھی زیادہ عرصہ مکہ میں نہیں ٹھہر سکیں گے کیونکہ ہماری سنت جاریہ یہی ہے کہ جب سرکش قوموں نے انبیاء علیہم السلام کو ستایا اور وطن سے نکالا تو خود بھی چین سے اپنے وطنوں میں نہ رہ سکے بلکہ جلد ہی ہلاک کردیئے گئے مکہ والوں سے بھی اب یہی سلوک کیا جائے گا چنانچہ ہجرت کے بعد دو سال بھی نہ گذرنے پائے تھے کہ جنگ بدر میں صنادید کفر اور اساطین شرک کو تہ تیغ کردیا گیا۔ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی تِسْعَ اٰیٰتٍ الخ (ع ۱۲) اسکی ایک مثال آرہی ہے۔ **۶۹** سُنَّةَ منصوب ہے اور سَنَّ مقدر کا مفعول مطلق ہے یعنی مشرکین مکہ سے اللہ تعالیٰ وہی سلوک کریگا جو اس نے پہلی امتوں سے کیا ہے۔ ای سن اللہ سنة والمعنی ان کل قوم اخرجوا رسولھم من بین اظہرھم فسنة اللہ ان یہلکہم بعد اخراجہ وبینا اصلہم ولا یقیمون بعدہ الا قلیلا (بحر ج ۶ ص۶۷) **۷۰** یہ جملہ معترضہ ہے اور اس میں امر مصلح نماز اور تلاوت قرآن کا ذکر ہے۔ معجزہ

موضح قرآن ف ۱ فتح الرحمن میں یوں ترجمہ ہے اگرچہ ہو ایک اُن کا ایک کو مدد کرنے والا۔

سُبۡحٰنَ رَبِّیۡ هَلۡ كُنۡتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوۡلًا ع ﴿۹۳﴾ وَمَا مَنَعَ

سبحان اللہ ﷺ میں کون ہوں مگر ایک آدمی ہوں بھیجا ہوا اور لوگوں کو روکا

النَّاسَ اَنۡ یُّؤۡمِنُوۡۤا اِذۡ جَآءَهُمُ الۡهُدٰۤی اِلَّاۤ اَنۡ

نہیں ﷺ ایمان لانے سے جب پہنچی ان کو ہدایت مگر اسی بات نے

قَالُوۡۤا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوۡلًا ﴿۹۴﴾ قُلۡ لَّوۡ كَانَ فِی

کہ کہنے لگے کیا بھیجا اللہ نے آدمی کو پیغام دے کر کہہ اگر ہوتے

الۡاَرۡضِ مَلٰٓئِكَةٌ یَّمۡشُوۡنَ مُطۡمَئِنِّیۡنَ لَنَزَّلۡنَا عَلَیۡهِمۡ

زمین میں فرشتے پھرتے بستے تو ہم اتارتے ان پر

مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوۡلًا ﴿۹۵﴾ قُلۡ كَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیۡدًۢا

آسمان سے کوئی فرشتہ پیغام دے کر کہہ اللہ کافی ہے حق ثابت کرنے والا

بَیۡنِیۡ وَبَیۡنَكُمۡ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِیۡرًۢا بَصِیۡرًا ﴿۹۶﴾

میرے اور تمہارے بیچ میں وہ ہے اپنے بندوں سے خبردار دیکھنے والا

وَمَنۡ یَّهۡدِ اللّٰهُ فَهُوَ الۡمُهۡتَدِ ۚ وَمَنۡ یُّضۡلِلۡ فَلَنۡ تَجِدَ

اور جس کو راہ دکھلائے اللہ وہی ہے راہ پانے والا ﷺ اور جس کو بھٹکائے پھر تو نہ پائے

لَهُمۡ اَوۡلِیَآءَ مِنۡ دُوۡنِهٖ ؕ وَنَحۡشُرُهُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ عَلٰی

ان کے واسطے کوئی رفیق اللہ کے سوائے اور اٹھائیں گے ہم ان کو دن قیامت کے

وُجُوۡهِهِمۡ عُمۡیًا وَّبُكۡمًا وَّصُمًّا ؕ مَاۡوٰىهُمۡ جَهَنَّمُ ؕ كُلَّمَا

چلیں گے منہ کے بل اندھے اور گونگے اور بہرے ٹھکانا ان کا دوزخ ہے جب لگے گی

خَبَتۡ زِدۡنٰهُمۡ سَعِیۡرًا ﴿۹۷﴾ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمۡ بِاَنَّهُمۡ

بجھنے اور بھڑکا دیں گے ان پر یہ ان کی سزا ہے ﷺ اس واسطے کہ

كَفَرُوۡا بِاٰیٰتِنَا وَقَالُوۡۤا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا

منکر ہوئے ہماری آیتوں سے اور بولے کیا جب ہم ہو گئے ہڈیاں اور چورا چورا کیا ہم کو

ع ۱۰ ۹ ۱۰

۱ جواب شکوی ۱۲

۲ رد شکوی ۱۲

۳ جواب شکوی ۱۲

۴ تخویف اخروی ۱۲

النصف

سرا ہے کہ بعد مشرکین مسئلہ توحید کو ماننے کے بجائے آپکو مکہ سے نکالیں گے اسلئے آپ نماز قائم کریں قرآن مجید کی خاص طور سے تلاوت فرمائیں اور نماز تہجد کا التزام کریں کیونکہ یہ امور صبر و استقامت میں ممد ہیں۔ ان سے مصائب و بلیات میں آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔ لِدُلُوۡكِ الشَّمۡسِ الخ یعنی زوال آفتاب سے رات کو اندھیرا چھا جانے تک نماز قائم کرو ان دونوں وقتوں کے درمیان جس قدر نمازیں ہیں انہیں اپنے اپنے وقتوں میں قائم کرو اس میں چار نمازوں کا ذکر ہے ظہر، عصر، مغرب اور عشاء وَقُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ یعنی نماز فجر کو بھی قائم کرو۔ مَشۡهُوۡدًا یعنی نماز فجر میں رات اور دن کے فرشتے شریک ہوتے ہیں یشھدہ ملائکۃ اللیل وملائکۃ النهار (ابو السعود ج ۵ ص ۱۹۳) ۱ ﷺ نَافِلَةً لَّكَ سے استدلال کیا گیا ہے کہ نماز تہجد پانچ نمازوں کے علاوہ امت کی نسبت زائد آپ پر فرض کیگئی جو امت پر فرض نہیں۔ ای نافلة لك ای زیادة لك یرید فریضة زائدة على سائر الفرائض التی فرضها الله علیك الخ (خازن ج ۵ ص ۱۶۸) بعض مفسرین کا خیال ہے کہ نماز تہجد کا وجوب آپ پر منسوخ ہو گیا اور امت کی طرح آپ پر بھی اسکی نفلی حیثیت باقی رہی۔ (خازن)

مقام محمود شفاعت کبری کا مقام ہے۔ قیامت کے دن جب تمام انبیاء علیہم السلام گنہگاروں کی شفاعت کرنے سے معذوری ظاہر کرینگے تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کے سامنے سربسجود ہو جائیں گے اور اللہ تعالی کی بے انتہاء حمد و ثنا کرینگے اور گڑگڑا کر شفاعت کا اذن طلب کرینگے آخر آپکو شفاعت کا اذن مل جائیگا یا محمد ارفع رأسك اشفع تشفع اسکے بعد آپ اللہ تعالی سے عرض کر کے مخلوق کو عذاب سے نجات دلائیں گے اسوقت ہر شخص آپکی تعریف و ثناء سے رطب اللسان ہوگا اور اللہ تعالی بھی آپکی تعریف فرمائے گا گویا شان محمدیت کا پورا پورا ظہور اسوقت ہوگا۔ یہی وہ مقام ہے جس میں لواء الحمد (اللہ کی حمد کا جھنڈا) آپکے مبارک ہاتھ میں ہوگا۔ (مدارک، کبیر وغیرہ) ۲ ﷺ یہ امر ثالث یعنی وَاِنۡ كَادُوۡا لَیَسۡتَفِزُّوۡنَكَ الخ سے متعلق ہے۔ مشرکین آپکو مکہ سے نکالتے ہیں تو آپ غم نہ کریں اور مکہ سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھیں رَبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ الخ میں آپکے مکہ سے نکلنے اور مدینہ میں داخل ہونیکو آپکے لئے دین اسلام اور مسلمانوں کیلئے سراسر باعث برکت بنا دوں گا اور آپکو غلبہ اور شان و شوکت کے ساتھ پھر مکہ میں واپس لاؤں گا۔ ؎

یوسف گم گشتہ باز آید بکنعان غم مخور
کلبۂ احزان شود روزے گلستان غم مخور

۳ ﷺ یہ غلبۂ اسلام کی بشارت اور پیشگوئی ہے جسے اللہ تعالی نے فتح مکہ سے پورا فرمایا۔ ۴ ﷺ یہ مؤمنین کے لئے بشارت اور منکرین کیلئے زجر ہے۔ قرآن مجید فی الواقع اللہ تعالی کی رحمت اور تمام روحانی بیماریوں کیلئے پیام شفاء ہے مگر منکرین کیلئے سراسر نقصان و خسران کا باعث ہے کیونکہ انکار و جحود کی وجہ سے وہ اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں ۵ ﷺ یہ زجر ہے انسان مشرک پر۔ اسکا حال بھی عجیب ہے جب ہم اسے انعام و اکرام سے نوازتے ہیں تو وہ ہماری شکر سے منہ موڑ لیتا ہے اور ان تمام نعمتوں کو اپنے خود ساختہ معبودوں کی طرف منسوب کر دیتا ہے۔ اور جب کبھی مصائب و شدائد میں گرفتار ہو گیا تو ان کارسازوں سے مایوس اور ناامید ہو جاتا ہے اور معبود حقیقی جل مجدہ کے سامنے گڑگڑا کر عاجزی کرنے لگتا ہے اسکی پوری تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو تفسیر سورۂ ہود ص — حاشیہ نمبر ۱۳۔ قُلۡ كُلٌّ یَّعۡمَلُ الخ ہر شخص اپنے دین اور طریقے کے مطابق عمل کر رہا ہے اور ہر شخص اپنے دین کو حق جانتا ہے مگر فیصلہ لوگوں کے خیالات پر نہیں ہوگا اللہ تعالی نے دین اسلام کو دین حق فرمایا ہے جو اس پر قائم ہوگا وہی ہدایت یافتہ ہوگا اور اللہ تعالی کو معلوم ہے کون توحید کی سیدھی راہ پر چل رہا ہے اور کون شرک و گمراہی کی دلدل میں پھنسا ہوا ہے۔ ۶ ﷺ شکوی ہے۔ یہ مشرکین آپ سے روح کی حقیقت پوچھتے ہیں بھلا اسکی کیا ضرورت ہے آپکی صداقت اور سچائی کو ثابت اور واضح کرنے کیلئے معجزۂ اسرار کافی نہیں ہے؟ اور پھر قرآن بجائے خود بہت بڑا بلکہ سب سے بڑا معجزہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ قرآن ایک ایسا بے نظیر معجزہ ہے کہ اگر تمام جن و انس مل کر بھی اس کا مقابلہ کریں تو اسکا مثل پیش نہ کر سکیں۔ یہ سوال یہود مدینہ کے سکھانے پر مشرکین مکہ نے کیا تھا قُلِ الرُّوۡحُ مِنۡ اَمۡرِ رَبِّیۡ الخ فرمایا جواب میں صرف یہی کہہ دو کہ روح ایک امر ربی ہے جو اللہ کے حکم سے ظاہر ہوتا ہے۔ یا مطلب یہ ہے کہ یہ ایک ایسی چیز ہے جس کا علم اللہ تعالی کے ساتھ خاص ہے اور اللہ کے سوا اسکی حقیقت کو کوئی نہیں جانتا۔ ای من الامر الذی لا یعلمه

لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۹۸﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ

اٹھائیں گے نئے بنا کر کیا نہیں دیکھ چکے کہ جس اللہ نے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰۤى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ

بنائے آسمان اور زمین وہ بنا سکتا ہے ایسوں کو

وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ ؕ فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا

اور مقرر کیا ہے ان کے واسطے ایک وقت بے شبہ سو نہیں رہا جاتا بے انصافوں سے بن

كُفُوْرًا ﴿۹۹﴾ قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّيْۤ اِذًا

ناشکری کے کہہ اگر ف۷۸ اگر تمہارے ہاتھ میں ہوتے میرے رب کی رحمت کے خزانے تو ضرور

لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ﴿۱۰۰﴾ ع

بند کر رکھتے اس ڈر سے کہ خرچ نہ ہو جائیں اور ہے انسان دل کا تنگ

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ فَسْئَلْ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ

اور ہم نے دیں ف۱ موسیٰ کو نو نشانیاں صاف پھر پوچھ بنی اسرائیل سے

اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا ﴿۱۰۱﴾

جب آیا وہ ان کے پاس تو کہا اس کو فرعون نے میری اٹکل میں تو موسیٰ تجھ پر جادو ہوا

قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَاۤ اَنْزَلَ هٰۤؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ

بولا تو جان چکا ہے ف۲ کہ یہ چیزیں کسی نے نہیں اتاریں مگر آسمان اور

الْاَرْضِ بَصَآئِرَ ۚ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ﴿۱۰۲﴾

زمین کے مالک نے سمجھانے کو اور میری اٹکل میں فرعون تو غارت ہوا چاہتا ہے

فَاَرَادَ اَنْ يَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ

پھر چاہا کہ بنی اسرائیل کو چین نہ دے اس زمین میں پھر ڈبا دیا ہم نے اس کو اور اس

مَّعَهٗ جَمِيْعًا ﴿۱۰۳﴾ وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ اسْكُنُوا

کے ساتھ والوں کو سب کو اور کہا ہم نے اس کے پیچھے بنی اسرائیل کو آباد رہو تم

منزل ۴

سا دلیل عقلی بر حشر ۱۲

سے چھٹی عقلی بر توحید ۱۲

سے پانچویں آیت معجزہ ۱۲

الا باللہ (قرطبی ج۱۰ ص۳۲۳) من امر اللہ ای مما استأثر بعلمہ (مدارک ج۲ ص۱۵۸) روح کی حقیقت اور کنہ کے بارے میں قدیم زمانہ سے بحث وتمحیص کا سلسلہ جاری ہے مگر اسکی حقیقت کو آج تک کسی نے بھی نہیں پایا اور نہ کوئی پا سکتا ہے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی روح کی اصل حقیقت معلوم نہ تھی۔ جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضہ سے منقول ہے مضی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وما یعلم الروح (مدارک) علامہ ابو السعود فرماتے ہیں کہ حقیقت روح کا علم اللہ کیساتھ مختص ہے۔ ای ھو من جنس ما استأثر اللہ بعلمہ من الاسرار الخفیۃ التی لا یکاد یحوم حولھا عقول البشر (ابو السعود) علامہ خازن لکھتے ہیں والقول الاصح ھو ان اللہ عزوجل استأثر بعلم الروح (خازن ج۴ ص۱۸۳) ف۷۷ یہ زجر ہے مشرکین مکہ از راہ عناد و تعنت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مختلف قسم کے سوالات پیش کرتے انہی میں سے روح کے بارے میں انکا سوال تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفور شفقت کی بنا پر اس بات کے متمنی تھے کہ مشرکین کو اگر انکا مطلوبہ معجزہ دکھا دیا جائے تو شاید وہ ایمان لے آئیں۔ اللہ تعالیٰ نے نہایت لطیف انداز میں اس سے منع فرمایا کہ آپکی سچائی کو ثابت کرنے کیلئے معجزۂ معراج کافی ہے اور دوسرا سب سے بڑا معجزہ قرآن ہے جسکا مثل ساری دنیا کے جن وانس مل کر بھی پیش نہیں کر سکتے یہ قرآن بھی تو ہمارا معجزہ ہے یہ آپ نے تھوڑا ہی بنایا ہے اگر ہم یہ قرآن آپکے سینے سے اٹھالیں تو آپ اسے واپس نہیں لا سکتے اور نہ کوئی اس معاملہ میں آپکی مدد کر کے آپکو واپس دلا سکتا ہے اِلَّا رَحْمَةً الخ مستثنیٰ منقطع ہے یعنی ہم آپ پر اس قدر مہربان ہیں کہ ایسا نہیں کریں گے یعنی لکن لا نشاء ذلک رحمۃ من ربک (قرطبی ج۱۰ ص۳۲۵) آپ پر اللہ کا بہت بڑا فضل ہے اللہ نے آپکو اولاد آدم کا سردار بنایا اور آپ کو مقام محمود، شرف معراج اور قرآن مجید عطا فرمایا۔ ف۷۸ آپ ان معاندین سے فرما دیں کیا معجزۂ قرآن تمہارے لئے کافی نہیں؟ یہ تو ایسا بے نظیر معجزہ ہے کہ تمام جن اور انسان مل کر اور باہمی صلاح ومشورہ کر کے بھی اس کا مثل پیش کرنے سے عاجز ہیں۔ قرآن مجید اپنی فصاحت و بلاغت میں، حسن وجمال نظم وتالیف میں، اخبار بالمغیبات اور دلائل و براہین میں ایسا بے مثال ہے کہ اسکی نظیر بنانا محال اور غیر اللہ کی طاقت سے باہر ہے ای لو تظاھروا علی ان یأتوا بمثل ھذا القرآن فی بلاغتہ وحسن نظمہ وتالیفہ لعجزوا عن الاتیان بمثلہ (مدارک ج۲ ص۲۵۳) ف۷۹ یہ زجر ہے جو آئندہ شکوہ کا مبدا ہے۔ ہم نے قرآن میں سب کچھ بیان کر دیا ہے کوئی عقدہ لاینحل نہیں چھوڑا۔ مسئلہ توحید، رد شرک، حشر ونشر، رسالت ونبوت، ترغیب وترہیب اوامر ونواہی، امثال وواقعات غرضیکہ ایک متلاشی حق کیلئے جن وہ تمام امور کو قرآن میں بیان کر دئیے ہیں جنکی حق سمجھنے کیلئے ضرورت ہے۔ مگر اسکے باوجود معاندین کفر وانکار پر ڈٹے ہوئے ہیں اس لئے انکے سوالات ومطالبات محض ضد وعناد پر مبنی اور ٹالنے کیلئے حیلے اور بہانے ہیں۔ ف۸۰ یہ شکوہ ہے یعنی ہم نے حق سمجھانے کے لئے تو کوئی بات نہیں چھوڑی سب کچھ قرآن میں بار بار ذکر کر دیا ہے مگر یہ معاندین ماننے کے بجائے محض ضد وتعنت سے حیلے تراشتے ہیں وقال کفار مکۃ تعنتا واقتراحا بعد ما الزمتھم بیان اعجاز القرآن وانضمام غیرہ من المعجزات لن نؤمن لک الخ (مظہری ج۵ ص۴۹۹) مشرکین کے مطالبات کا یہاں ذکر کیا گیا انہیں وہ وقتاً فوقتاً دہرایا کرتے تھے ان میں سے بعض کا تفصیلی جواب بھی دوسری جگہوں میں مذکور ہے۔ مشرکین نے کہا اے محمد! جبتک تو مندرجہ ذیل مطالبات میں سے ہمارا کوئی ایک مطالبہ پورا نہ کر ڈالے اس وقت تک ہم تم پر ہرگز ایمان نہیں لائینگے۔ (۱) تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ تیرے حکم سے ارض مکہ سے ایک ایسا چشمہ جاری ہو جائے جس کا پانی میٹھا ہو اور کبھی منقطع نہ ہو۔ (۲) اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ الخ یا تیرے پاس کھجوروں اور انگوروں کا ایک شاندار باغ ہو جس میں پانی کی نہریں جاری ہوں۔ (۳) اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ الخ یا ہماری سرکشی اور انکار و جحود کی وجہ

موضح قرآن ف۱ شاید نو نشانیاں نو معجزے ہوں وہ جو فرعون کے مقابلے میں اللہ نے بھیجے اور شاید نو حکم ہوں کہ توریت کے سرے پر لکھے جاتے تھے وہ یہی کبیرہ گناہوں سے منع تھا۔

الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا ﴿١٠٤﴾ وَبِالْحَقِّ
زمین میں پھر جب آئے گا وعدہ آخرت کا لے آئیں گے ہم تم کو سمیٹ کر اور سچ کے ساتھ ف۱

اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ۗ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿١٠٥﴾ وَ
اتارا ہم نے یہ قرآن اور سچ کے ساتھ اترا اور تجھ کو جو بھیجا ہم نے سو خوشی اور ڈر سنانے کو اور

قُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ﴿١٠٦﴾
پڑھنے کا وظیفہ کیا ہم نے قرآن کو جدا جدا کرکے ف۲ کہ پڑھے تو اس کو لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر اور اس کو ہم نے اتارتے اتارتے اتارا

قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖۤ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖۤ
کہہ تم اس کو مانو یا نہ مانو جن کو علم ملا ہے ف۳ اس کے پہلے سے

اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ﴿١٠٧﴾ وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ
جب ان کے پاس اس کو پڑھیے گرتے ہیں ٹھوڑیوں پر سجدہ میں اور کہتے ہیں پاک ہے

رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ﴿١٠٨﴾ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ
ہمارا رب بے شک ہمارے رب کا وعدہ ہو کر رہے گا اور گرتے ہیں ف۴ ٹھوڑیوں پر

يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ﴿١٠٩﴾ ۩ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ۭ
روتے ہوئے اور زیادہ ہوتی ہے ان کو عاجزی کہہ اللہ کہہ کر پکارو ف۵ یا رحمٰن کہہ کر

اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ
جو کہہ کر پکارو گے سو اسی کے ہیں سب نام خاصے اور پکار کر مت پڑھ اپنی نماز

وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿١١٠﴾ وَقُلِ الْحَمْدُ
اور نہ چپکے پڑھ اور ڈھونڈ لے اس کے بیچ میں راہ اور کہہ سراہیئے

لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ
اللہ کو جو نہیں رکھتا اولاد اور نہ کوئی اس کا ساجھی سلطنت میں

وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ﴿١١١﴾
اور نہ کوئی اس کا مددگار ذلت کے وقت پر اور اس کی بڑائی کر بڑا جان کر ف۶

وقف لازم

السجدة ۵

۱۲ ع ۱۱ ۱۲

منزل ۴

ربط ۱۳

تخویف [illegible]

۲ خلاصۂ سورت ۱۲

سے آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے ہمارے اوپر گرادے۔ (۴) اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ الخ یا اللہ کو اور فرشتوں کو اپنی صداقت پر گواہی دینے کیلئے لے آ۔ (۵) اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ الخ یا تیرا گھر سونے کا ہو (۶) اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ یا ہمارے دیکھتے دیکھتے آسمانوں پر چڑھ جاوے، مگر نرے صرف آسمان پر چڑھ جانے ہی سے تجھ پر ایمان نہیں لے آئینگے جبتک کہ تو آسمان سے ہمارے نام اللہ کی طرف سے ایک کتاب نہ لے آئے جس میں اللہ کی طرف سے ہمیں حکم دیا گیا ہو کہ ہم آپکو مان لیں۔ ای کتابا من اللہ تعالیٰ الی کل رجل منا کما قال اللہ تعالیٰ بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً (قرطبی ج ۱۰ ص ۳۳۱) اسکا جواب سورۂ انعام ع ۱ میں دیا گیا ہے وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ الاٰیة یعنی اگر انکی مرضی کے مطابق لکھی ہوئی کتاب بھی نازل کریں تو یہ پھر بھی نہیں مانینگے اور کہیں گے یہ تو صریح جادو ہے **ف۸۱** یہ جواب شکوہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ تو عجز سے پاک ہے وہ یہ سارے کام کرنیکی قدرت رکھتا ہے مگر کسی میں اس پر جبر کرنیکی طاقت نہیں وہ ہر کام اپنی مرضی سے کرتا ہے هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا اور میں تو ایک انسان ہوں اور اللہ کا رسول ہوں اور جن باتوں کا تم نے مطالبہ کیا ہے وہ سب انسانی اور بشری طاقت سے ماوراء ہیں یعنی لیس ما سألتم فی طوق البشر بل لو اراد اللہ ان ینزل ما طلبوا لفعل (مظہری ج ۵ ص ۴۹۳) اسلئے مجھ میں ان کو پورا کرنیکی طاقت نہیں۔ اور پھر ان مطالبات کو پورا کرنا میرے فرائض میں داخل بھی نہیں کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کی وحی کا پابند اور اسکے احکام کا بندہ ہوں صرف اسی چیز کو ظاہر کر سکتا ہوں جس کو ظاہر کرنیکا اللہ نے حکم دیا ہو۔ ای انا رسول کسائر الرسل بشر مثلهم وکان الرسل لا یأتون قومهم الا بما یظهره اللہ علیهم من الاٰیات فلیس امر الاٰیات الیّ انما هو الی اللہ (مدارک ج ۲ ص ۲۵۳) **ف۸۲** یہ بھی شکوہ ہے پہلے شکوہ کے جواب میں کہا گیا هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا تو مشرکین نے کہا ہم بشر کی رسالت پر ایمان نہیں لاتے کوئی فرشتہ رسول بن کر آئے تو ہم مان لیں گے۔ قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ الخ یہ جواب شکوہ ہے اگر زمین میں فرشتے آباد ہوتے تو ہم انکی ہدایت کیلئے فرشتہ ہی رسول بنا کر بھیجتے لیکن زمین میں چونکہ انسان آباد ہیں اسلئے انکی ہدایت کیلئے لامحالہ انسان ہی کو رسول بنا کر بھیجنا قرین عقل و مصلحت ہے۔ **ف۸۳** تم نہیں مانتے تو نہ مانو۔ اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے اسے معلوم ہے کہ میں نے اسکا پیغام من وعن تمہیں پہنچا دیا ہے اور اسے یہ بھی معلوم ہے کہ تم نے محض ضد و عناد سے اسکا پیغام ٹھکرا دیا ہے وہ اپنے بندوں کے تمام اعمال سے اچھی طرح باخبر ہے اور ہر ایک کو اسکے اعمال کی جزاء و سزا دیگا۔ **ف۸۴** یہ تخویف اخروی ہے اللہ کی طرف رجوع کرنیوالوں اور تلاش حق کا سچا جذبہ رکھنے والوں کو اللہ تعالیٰ سیدھی راہ دکھا دیتا ہے اور معاندین کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے اسلئے انہیں کوئی راہ راست پر نہیں لا سکتا۔ قیامت کے دن انکو جہنم کی آگ میں منہ کے بل گھسیٹا جائیگا اور وہ اندھے، گونگے اور بہرے ہونگے دنیا میں وہ حق کو دیکھنے، کہنے اور سننے سے اندھے، گونگے اور بہرے تھے آخرت میں وہ آرام و راحت دیکھنے سے محروم ہونگے، نہ راحت کی کوئی بات سننا نصیب ہوگی اور نہ ایسی بات منہ سے نکالنے کی توفیق ملیگی جو قبول کیجا سکے۔ لا یبصرون ما یقر اعینهم ولا ینطقون ما یقبل منهم ولا یسمعون ما یلذ اسماعهم لما قد کانوا فی الدنیا لا یستبصرون بالاٰیات والعبر ولا ینطقون بالحق ولا یستمعونه (ابو السعود ج ۵ ص [illegible]) **ف۸۵** یہ عذاب جہنم انکو اسلئے دیا جائیگا کہ انہوں نے دلائل توحید کا صاف طور سے انکار کر دیا ہے اور شرک سے باز نہیں آئے نیز وہ حشر و نشر کا

موضح قرآن ف۱ جیسا اترا تھا اترا یعنی بیچ میں بدلا نہیں گیا۔ ف۲ بعضی کتاب سے مطلب فقط معنی سمجھنے ہیں اور اسکے لفظ بھی پڑھنے سے غرض ہے کہ نور و برکت اُترتا ہے اسی واسطے سورتیں اور آیتیں جدا جدا رکھیں اور تھوڑا تھوڑا اتارا، وقت پر اس کے موافق حکم بھیجا۔ ف۳ یعنی اگلے کلام پہچاننے والے اس کو پہچانتے ہیں اور وعدہ جو تھا کہ آخر زمانے میں ایک کلام اترے گا ٹھیک پاتے ہیں۔ ف۴ نماز میں سجدہ دو بار ہوتا ہے اس واسطے دو بار فرمایا پہلی بار اس کلام کی تاثیر سے تعجب آتا ہے اور دوسری بار عاجزی۔ ف۵ رحمٰن نام اللہ کا عرب لوگ نہ جانتے تھے اس پر یہ فرمایا کہ نام بہتیرے ہیں اللہ وہی ایک ہے اور نماز میں بہت چلانا بھی نہیں اور بہت دبی آواز بھی نہیں، بیچ کی چال پسند ہے۔ ف۶ کوئی مددگار نہیں ذلت کے وقت، یعنی اس پر کبھی ذلت ہی نہیں کہ مددگار چاہے بادشاہوں کے یہاں امیر اس سے زبر پڑ جاتے ہیں کہ برے وقت میں اُن کی رفاقت ضرور ہوتی ہے وہاں یہ مذکور ہی نہیں۔

انکار کرتے ہیں حالانکہ اسکی دلیل بالکل ظاہر اور واضح ہے اَوَلَمۡ يَرَوۡا الخ ثبوت قیامت پر عقلی دلیل ہے جس ذات پاک اور قادر وقیوم نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کر لیا کیا وہ انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنے پر قادر نہیں؟ سب کے دوبارہ جی اٹھنے کی اللہ تعالیٰ نے ایک اجل مقرر کر دی ہے جس کے حق ہونے میں کوئی شک نہیں۔ ایسی ظاہر وباہر دلیل کے باوجود ان ظالموں نے اللہ کی توحید اور حشر ونشر کا انکار ہی کیا اور ماننے پر نہ آئے۔ (اِلَّا كُفُوۡرًا) جحودا لما اتی به الصادق من توحید اللّٰه وافراده بالعبادة وبعثهم یوم القیامة للجزاء (بحر ج ۶ ص ۸۳) ۸۶ یہ توحید پر چھٹی عقلی دلیل ہے۔ اَنۡتُمۡ کا خطاب عام ہے، جن وبشر اور فرشتوں کو شامل ہے حاصل یہ ہے کہ متصرف ومختار اور تمام خزانوں کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اگر رزق کے خزانے تمہارے ہاتھ میں دے دئے جائیں تو تم بخل کرو اور کسی کو کچھ بھی نہ دو کہ کہیں خزانے ختم نہ ہو جائیں۔ اس لئے تم میں سے کوئی بھی اس کا استحقاق نہیں رکھتا کہ اسے کارخانۂ عالم میں تصرف کا اختیار دیا جائے۔ قَتُوۡرًا بخیل اور کنجوس۔ ۸۷ یہ پانچویں آیت معجزہ ہے۔ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو نو واضح معجزے دیئے بنی اسرائیل کے علماء سے پوچھ لیجئے وہ اس بات کی تصدیق کرینگے۔ لیکن بجائے اسکے کہ فرعون اور اسکی قوم ان معجزات واضحہ کو دیکھ کر ان پر ایمان لاتے انہوں نے ان معجزات کو جادو اور موسیٰ علیہ السلام کو جادوگر قرار دیا اور اللہ کی توحید کو ٹھکرا دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فرعونیوں کو غرق کر دیا گیا۔ اب اے مشرکین مکہ! اگر تم نے بھی معجزۂ معراج، معجزۂ قرآن اور دیگر معجزات دیکھنے کے بعد مسئلہ توحید کو نہ مانا تو ہلاک کر دئے جاؤ گے۔ اس طرح یہ آیت ابتدائے سورت سے متعلق ہوگی۔ یا یہ آیت سُنَّةَ مَنۡ قَدۡ اَرۡسَلۡنَا سے متعلق ہے یعنی جس طرح فرعون بنی اسرائیل کو اور موسیٰ علیہ السلام کو ملک سے نکال کر خود بھی وہاں نہ رہ سکا اسی طرح مشرکین مکہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مکے سے نکالنے کے بعد زیادہ عرصہ وہاں نہ رہ سکیں گے ہماری سنت جاریہ یہی ہے۔ مَسۡحُوۡرًا اسم مفعول بمعنی اسم فاعل ہے ای ساحرا بغرائب افعالك (قرطبی ج ۱۰ ص ۳۳۶) نو معجزات سے حضرت ابن عباس اور ضحاک کے مطابق حسب ذیل معجزات مراد ہیں۔ عصا، ید بیضا، زبان کی لکنت کا دور ہونا، سمندر کا پھٹ جانا، طوفان، ٹڈی دل، جوئیں، مینڈک اور خون۔ (خازن و قرطبی وغیرہا) ۸۸ فرعون کے جواب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یہ جادو نہیں بلکہ یہ معجزات ہیں جو آسمان وزمین کے مالک نے اپنی قدرت واحدنیت اور میری صداقت پر بطور دلائل ظاہر فرمائے ہیں۔ اے فرعون! اس لئے مجھے یقین ہے کہ تو تباہ وبرباد ہوگا اسلئے کہ تو نے معجزوں کو جادو کہا اللہ کی توحید کا انکار کیا اور میری تکذیب کی۔ فَاَرَادَ اَنۡ يَّسۡتَفِزَّهُمۡ الخ اسکے بعد فرعون نے موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو ملک مصر سے نکالنے کی ٹھان لی تو ہم نے اسکو مع لاؤ لشکر غرق کر دیا۔ اور بنی اسرائیل سے کہا تم ملک شام میں رہو اور میری ہدایات پر عمل کرو۔ قیامت کو میں تم سب کو حساب کیلئے اکٹھا کرونگا۔ ۸۹ یہاں سے اہل مکہ کی طرف التفات ہے قرآن مجید کو نازل کرنیکا طریقہ یہی تھا کہ وہ ایک ایسے رسول پر نازل کیا جائے جو بشر اور عبد ہو اور اسکے تمام مضامین سراسر حق ہوں۔ وَبِالۡحَقِّ نَزَلَ الخ یعنی قرآن مجید کے تمام مضامین ومسائل حق ہیں ان میں باطل کا شائبہ تک نہیں قرآن کے نازل کرنے سے ہمارا مقصد حق کو واضح اور ثابت کرنا تھا تو جیسا ہمارا ارادہ تھا ویسا ہی وہ نازل ہوا ما اردنا بانزال القرآن الا تقریره للحق فلما اردنا هذا المعنی فکذلك وقع وحصل (خازن ج ۴ ص ۱۵۸) اور آپکو ہم نے بشیر ونذیر بنا کر بھیجا ہے تاکہ آپ ماننے والوں کو خوشخبری سنائیں اور نہ ماننے والوں کو ہمارے عذاب سے ڈرائیں منوانا آپکا کام نہیں۔ ۹۰ قرآن مجید ہم نے تھوڑا تھوڑا کرکے اسلئے نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کو دھیرے دھیرے پڑھ کر سنائیں کیونکہ ہم نے اسے حسب مواقع تھوڑا تھوڑا کرکے اسی لئے نازل کیا ہے تاکہ لوگ بالتدریج آسانی سے اس کو اپنا سکیں اور اس پر عمل کر سکیں۔ انما فرقه لیکون حفظه اسهل ولیکون الاحاطة والوقوف علی دقائقه وحقائقه اسهل (کبیر ج ۵ ص ۶۶۵) ۹۱ آپ مشرکین سے کہہ دیں قرآن سراپا حق اور اللہ کی سچی کتاب ہے جو تمام احکام شریعت کو دلائل سے واضح اور ثابت کر رہی ہے۔ حق واضح ہو چکا ہے اور مسئلہ توحید مدلل ہو چکا ہے اب تم مانو یا نہ مانو تمہاری مرضی۔ مؤمنین اہل کتاب تو اس قرآن اور اس کے تمام مضامین پر ایمان لا چکے ہیں۔ ۹۲ یہ توحید پر تیسری نقلی دلیل ہے۔ از علماء اہل کتاب۔ اَلَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ سے یہود ونصاریٰ کے وہ علماء مراد ہیں جو اسلام قبول کر چکے تھے وهم مؤمنوا اهل الکتاب (قرطبی ج ۱۰ ص ۳۴۱) یعنی انکا حال تو یہ ہے کہ جب وہ قرآن کی آیتیں سنتے ہیں تو سجدے میں گر پڑتے ہیں اللہ کی تسبیح وتقدیس کرتے ہیں اور اقرار کرتے ہیں کہ خدایا تو نے جو تورات وانجیل میں آخری رسول مبعوث کرنے کا وعدہ فرمایا تھا وہ پورا ہو چکا یعنی ما وعد اللّٰه تعالیٰ فی الکتب المنزلة وبشر به من بعثة محمد صلی اللّٰه علیه وسلم وانزال القرآن علیه کان منجزا (مظہری ج ۵ ص ۵۰۰) ۹۳ مزید وصف یعنی يَبۡكُوۡنَ وَيَزِيۡدُهُمۡ خُشُوۡعًا بیان کرنے کیلئے بعد عہد کی وجہ سے وصف اول کا اعادہ کیا گیا۔ ۹۴ آخر میں پوری سورت کا خلاصہ اور لب لباب ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو جس نام سے چاہو پکارو مگر جب بھی پکارو اسی کو پکارو کیونکہ تمام صفات کارسازی اور اچھے نام صرف اسی کیساتھ مختص ہیں فَلَهُ الۡاَسۡمَآءُ الخ تعلیلیہ ہے اور یہ ماقبل کی علت ہے جیسا کہ سورۂ اعراف ع ۲۲ میں فرمایا وَلِلّٰهِ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰى فَادۡعُوۡهُ بِهَا یہاں فاء فصیحہ ہے یعنی چونکہ تمام اسماء حسنیٰ اور صفات کارسازی اللہ ہی کیساتھ خاص ہیں اسلئے اسکے ناموں کیساتھ صرف اسی کو پکارو۔ ۹۵ یہ قُلِ ادۡعُوا اللّٰهَ سے متعلق ہے اور اس میں پکارنے کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ تو اللہ کو بلند آواز سے پکارو تاکہ مشرکین استہزاء کریں اور نہ بالکل آہستہ بلکہ درمیانی راہ اختیار کرو تاکہ صحابہ کو تعلیم ہو جائے۔ حضرت عائشہ رض سے منقول ہے کہ یہ آیت دعا کے بارے میں نازل ہوئی جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے رواه مسلم ایضا عن عائشة فی قوله عزوجل (وَلَا تَجۡهَرۡ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتۡ بِهَا) قالت انزل هذا فی الدعاء (قرطبی ج ۱۰ ص ۳۴۳) کذا فی المظہری والمعالم وغیرہما۔ یہ حضرت ابن عباس اور مجاہد سے بھی منقول ہے واخرج نحوه ابن ابی شیبة عن مجاهد و روی ذلك عن ابن عباس ایضا ابن جریر الخ (روح ج ۱۵ ص ۱۹۴) علاوہ ازیں آیت کا سیاق وسباق بھی قرینہ ہے کہ صلوٰۃ سے دعا مراد ہے پہلے قُلِ ادۡعُوا اللّٰهَ میں خالصۃً اللہ کو پکارنے کا حکم دیا گیا اور آخر میں وَقُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ سے خالصۃً اللہ کو پکارنے کی دلیل اور علت بیان کی گئی اسلئے قرین قیاس اور موافق سیاق وسباق یہی ہے کہ درمیان والے حصے کو بھی دعا ہی سے متعلق کیا جائے۔ اَيًّا حرف شرط ہے اور فهو حسن اسکی جزا محذوف ہے اور فَلَهُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰى جزا کے قائم مقام ہے جو حقیقت میں شرط کی علت بیان کر رہی ہے وجملة فَلَهُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰى واقعة موقع جواب الشرط وهی فی الحقیقة تعلیل له وکان اصل الکلام ایا ما تدعوه به فهو حسن لان له سبحانه الاسماء الحسنی التی منها هذان (روح ج ۱۵ ص ۱۸۸) اس آیت کی تفسیر میں ایک قول یہ ہے کہ صلوٰۃ سے نماز میں قرأت قرآن مراد ہے جب آپ مکہ میں دار ارقم میں چھپ کر صحابہ کیساتھ نماز پڑھتے تو قرآن مجید کی تلاوت بلند آواز سے فرماتے۔ مشرکین سنکر بدزبانی کرنے لگتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ نہ تو اسقدر بلند آواز سے تلاوت فرمائیں کہ مشرکین سنکر گالیاں دینے لگیں اور نہ اسقدر آہستہ پڑھیں کہ صحابہ کرام سنکر اخذ نہ کر سکیں بلکہ دونوں کے مابین متوسط روش اختیار کریں۔

سورۂ بنی اسرائیل میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ سُبۡحٰنَ الَّذِيۡۤ اَسۡرٰى — تا — اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيۡعُ الۡبَصِيۡرُ۝ نفی شرک فی التصرف پر دلیل وحی۔ ۲۔ وَاٰتَيۡنَا مُوۡسَى الۡكِتٰبَ — تا — اَلَّا تَتَّخِذُوۡا مِنۡ دُوۡنِيۡ وَكِيۡلًا۝ نفی شرک فی التصرف پر دلیل نقلی موسیٰ علیہ السلام سے۔ ۳۔ وَجَعَلۡنَا الَّيۡلَ وَالنَّهَارَ — تا — فَصَّلۡنٰهُ تَفۡصِيۡلًا۝ (ع ۲) نفی شرک اعتقادی۔ ۴۔ وَلَا تَجۡعَلۡ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ الخ نفی شرک فی التصرف۔ ۵۔ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ کا بیان۔ ۶۔ اِنَّ رَبَّكَ يَبۡسُطُ الرِّزۡقَ — تا — خَبِيۡرًۢا بَصِيۡرًا۝ (ع ۳) نفی شرک فی التصرف وشرک فی العلم۔ ۷۔ قُلۡ لَّوۡ كَانَ مَعَهٗۤ اٰلِهَةٌ — تا — اِنَّهٗ كَانَ حَلِيۡمًا غَفُوۡرًا۝ (ع ۵) نفی شرک فی التصرف۔ ۸۔ وَرَبُّكَ اَعۡلَمُ بِمَنۡ فِي السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ — تا — اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحۡذُوۡرًا (ع ۶) نفی شرک فی العلم وشرک فی التصرف۔ ۹ وَشَارِكۡهُمۡ فِي الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَوۡلَادِ وَعِدۡهُمۡ (ع ۷) نفی شرک فعلی۔ ۱۰۔ رَبُّكُمُ الَّذِيۡ يُزۡجِيۡ — تا — وَكَانَ الۡاِنۡسَانُ كَفُوۡرًا نفی شرک فی التصرف۔ ۱۱۔ وَاِنۡ كَادُوۡا لَيَفۡتِنُوۡنَكَ عَنِ الَّذِيۡۤ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ — تا — ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيۡنَا نَصِيۡرًا۝ (ع ۸) نفی تصرف واختیار از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ ۱۲۔ وَلَئِنۡ شِئۡنَا لَنَذۡهَبَنَّ بِالَّذِيۡ — تا — عَلَيۡنَا وَكِيۡلًا۝ (ع ۱۰) نفی تصرف واختیار از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ ۱۳۔ قُلِ ادۡعُوا اللّٰهَ اَوِ ادۡعُوا الرَّحۡمٰنَ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سورۂ کہف

نام ۔ اس سورت میں چونکہ اصحاب کہف کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ اس لئے اس سورت کو سورۂ کہف سے موسوم کیا گیا ہے۔

شانِ نزول :۔ مشرکین مکہ نے نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط کو علماء یہود کے پاس بھیجا اور ان سے کہا کہ وہ ان کے پاس جا کر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات سے ان کو آگاہ کریں۔ اور اس کے بارے میں ان سے پوچھیں کہ کیا واقعی وہ اللہ کا پیغمبر ہے کیونکہ وہ اہلِ کتاب ہیں۔ اور ان کو انبیاء کی پہچان ہے وہ مدینہ میں احبار یہود کے پاس پہنچے۔ اور حضور علیہ السلام کے بعض احوال و اقوال سے ان کو آگاہ کیا۔ علماء یہود نے ان سے کہا۔ تم واپس جا کر تین باتیں اس سے پوچھو۔ اگر اس نے صحیح جواب دے دیا۔ تو وہ سچا پیغمبر ہے۔ اور اگر وہ ان کا صحیح جواب نہ دے سکا۔ تو جھوٹا ہے۔

اوّل اس سے یہ پوچھو۔ کہ گذشتہ زمانے میں جو چند نوجوان لاپتہ ہو گئے تھے ان کے ساتھ کیا بیتی؟ دوم اس سے اس شخص کا حال دریافت کرو۔ جو گذشتہ زمانے میں زمین کے مشارق و مغارب تک پہنچا تھا۔ سوم اس سے روح کی حقیقت دریافت کرو۔ نضر اور عقبہ واپس مکہ مکرمہ پہنچے اور قریش سے سارا ماجرا بیان کیا۔ چنانچہ وہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اور احبار یہود کے بتائے ہوئے تینوں سوال آپ کے سامنے پیش کئے۔ آپ نے فرمایا تمہارے سوالوں کا جواب میں کل دوں گا۔ مگر اس کے ساتھ آپ "انشاءاللہ" کہنا بھول گئے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ پر پورا اعتماد اور کامل بھروسہ تھا۔ اور آپ کو یقین تھا۔ کہ کل تک اس بارے میں ضرور وحی سے اطلاع مل جائے گی۔ اس لئے کل کا وعدہ فرما دیا۔ مگر متواتر پندرہ دن تک وحی نازل نہ ہوئی۔ جس سے آپ کو بڑی پریشانی لاحق ہوئی۔ اور مشرکین کے غلط پروپیگنڈے اور ان کی بیہودہ باتوں سے آپ کو سخت اذیت پہنچی۔ آخر پندرہ یوم کے بعد سورۂ کہف نازل ہوئی۔ جس میں مشرکین کے سوالوں کا جواب مذکور ہے اور ساتھ ہی آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو وعدہ کے ساتھ "انشاءاللہ" نہ کہنے پر تنبیہہ فرمائی (من القرطبی باختصار)۔

ربط :۔ سورۂ کہف کو ماقبل سے کئی طرح کا ربط ہے۔ اوّل ۔ سورۂ فاتحہ کی تفسیر میں مذکور ہو چکا ہے کہ مضامین کے اعتبار سے سارا قرآن مجید چار حصوں میں منقسم ہے۔ اور ہر حصہ الحمد للہ سے شروع ہوتا ہے پہلا حصہ سورۂ فاتحہ سے لے کر سورۂ مائدہ کے آخر تک ہے۔ اس میں زیادہ تر خالقیت کا بیان ہے۔ یعنی ساری کائنات کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ دوسرا حصہ سورۂ انعام سے سورۂ بنی اسرائیل کے آخر تک ہے۔ اس حصہ میں اللہ تعالےٰ کی ربوبیت کا بیان ہے یعنی ساری کائنات کو پیدا کرنے کے بعد ہر چیز کی پرورش کرنے والا اور ہر چیز کو بالتدریج حد کمال تک پہنچانے والا اور ساری مخلوقات کی ضرورتیں پوری کرنے والا اللہ تعالےٰ ہے اور اس کے سوا اور کوئی نہیں۔ سورۂ کہف سے قرآن مجید کا تیسرا حصہ شروع ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی خالقیت اور ربوبیت کے بعد اس حصہ میں اس کی حاکمیت کا بیان ہے یعنی ساری کائنات کا مالک اور سب پر حاکم اللہ تعالیٰ ہے۔ تمام تصرفات اور سارے اختیارات اسی کے قبضہ میں ہیں۔ اور اس نے اپنے اختیارات میں سے کوئی اختیار کسی پیغمبر، کسی ولی یا کسی جن کے حوالے نہیں کیا۔ وہی قادر مطلق اور قیوم برحق ہے۔ اور وہی برکات کا سرچشمہ اور وہی برکات دہندہ ہے۔

دوسرا ربط :۔ مشرکین مسئلہ توحید کا انکار کرنے کے ساتھ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو مطالبے بھی پیش کرتے تھے۔ اوّل فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ یعنی جس عذاب کی تو ہمیں دھمکی دیتا ہے۔ اگر سچا ہے۔ تو وہ عذاب ہم پر لے آ۔ اُن کا دوسرا مطالبہ یہ تھا۔ کہ اپنی صداقت کی کوئی نشانی یا معجزہ ہمیں دکھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا قول نقل فرمایا ہے وَقَالُوْا لَوْلَا يَأْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ (اور انہوں نے کہا وہ پیغمبر ہمارے پاس اپنے رب سے اپنی صداقت کا کوئی نشان کیوں نہیں لاتا۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے مطالبہ کے جواب میں سورۂ نحل کے ابتداء میں فرمایا۔ اَتٰۤی اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ اللہ کا عذاب آ کر رہے گا۔ تم اس کی آمد کا عجلت سے مطالبہ نہ کرو۔ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی واضح فرمایا۔ کہ جس مسئلہ توحید کو تم نہیں مانتے ہو۔ وہ اس قدر ضروری اور مہتم بالشان ہے۔ کہ تمام انبیاء علیہم السلام کو اسی مسئلہ کی خاطر دنیا میں بھیجا گیا۔ يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اَنْ اَنْذِرُوْۤا اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوْنِ اس آیت میں روح سے مراد مسئلہ توحید ہے جیسا کہ آیت کے آخری حصہ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا سے اس کی وضاحت کر دی گئی ہے۔ مشرکین مکہ کے مطالبۂ عذاب کو اللہ تعالیٰ نے ان پر قحط کو مسلط کر کے پورا فرما دیا۔ چنانچہ سورۂ نحل کے رکوع ۱۵ میں ارشاد ہے فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ۔

پھر مشرکین مکہ کے دوسرے مطالبہ کے جواب میں سورۂ بنی اسرائیل کی ابتداء میں فرمایا۔ سُبْحٰنَ الَّذِيْۤ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا یہ تو میرے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا آسمانی نشان بھی دیکھ لو۔ میں نے اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو رات کے تھوڑے

سے حصے میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک (اور مسجد اقصیٰ سے جہاں تک میں نے چاہا) سیر کرائی۔ مذکورہ عذاب اور اس معجزۂ معراج کے بعد بھی اگر تم ایمان نہ لائے تو تمہیں سخت عذاب کے ذریعے ہلاک کر دیا جائے گا (جیساکہ جنگ بدر میں ہوا) لیکن اللہ تعالیٰ نے ان منکرین کی مکمل تباہی اور ہلاکت سے پہلے محض اپنی مہربانی اور رحمت سے ان کو سنبھلنے کا ایک اور موقع دے دیا۔ اور سورہ کہف نازل فرما کر ان کے ان شبہات کا جواب دے دیا۔ جن کی وجہ سے وہ شرک میں مبتلا تھے۔ گویا کہ سورہ کہف میں مشرکین کے شبہات کا جواب دیا گیا ہے۔

تیسرا ربط:۔ جس مسئلہ توحید کو سورۂ نحل کی ابتداء میں رُوح سے تعبیر کیا گیا ہے۔ سورۂ بنی اسرائیل کے آخر میں اسی کو ایک دوسرے عنوان سے بیان کیا گیا۔ فرمایا۔ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى یعنی اللہ تعالیٰ کی بہت سی اعلیٰ صفتیں ہیں۔ تم اس کو خواہ کسی صفت سے پکارو۔ تمہیں اختیار ہے مگر پکارو صرف اسی ہی کو اور اس کے سوا کسی اور کو مت پکارو۔ اس کے بعد فرمایا۔ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا الخ یہ ماقبل پر متفرع ہے اور اس کے لئے بمنزلہ دلیل ہے۔ یعنی تمام صفاتِ کارسازی اللہ کے ساتھ مختص ہیں۔ جس کا کوئی نائب اور شریک نہیں اور نہ اس کا کوئی مددگار ہے۔ پھر سورہ کہف کے شروع میں فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا اس میں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ دعویٰ ہے۔ یعنی تمام صفات کارسازی اللہ کے ساتھ خاص ہیں۔ اس کے مابعد اس دعویٰ کے دلائل مذکور ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے پر ایسی کتاب نازل فرمائی۔ جس میں کوئی کجی نہیں اور جس سے منکرین کے تمام شکوک وشبہات رفع ہوجاتے ہیں یہ بات اللہ تعالیٰ کے کمال علم کی دلیل ہے۔ ۲۔ اس کے بعد کتاب (قرآن) نازل کرنے کی حکمت اور علت بیان فرمائی۔ یعنی نہ ماننے والوں کو آخرت کے عذاب شدید سے ڈرانا اور ماننے والوں کو آخرت کی نعیم مقیم کی خوشخبری سُنانا یہ بات اللہ تعالیٰ کے کمال قدرت کی دلیل ہے۔

قرآن نازل کرنے کی غرض بیان کرتے وقت پہلی شق کو اس طرح ذکر کیا۔ لِيُنْذِرَ بَأْسًا شَدِيْدًا اور دوسری شق کو اس طرح ذکر فرمایا۔ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الخ پہلی شق میں عذاب شدید کا ذکر کیا گیا ہے۔ مگر منکرین کا ذکر نہیں کیا گیا جن کو عذاب سے ڈرایا گیا ہے اور دوسری شق میں مؤمنین کا ذکر بھی کیا گیا۔ جن کو خوشخبری دی گئی ہے۔ اور ان نعمتوں کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ جو ان کو ملیں گی۔ اس سورت میں چونکہ ان منکرین کے شبہات کا ازالہ مقصود ہے جو اللہ تعالیٰ کے لئے ولد اور نائب تجویز کرتے تھے۔ اس لئے بُعد عہد کی وجہ سے وَيُنْذِرَ کا اعادہ کرکے تفصیل سے منکرین کا ذکر کیا۔ اَلَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا یعنی یہ سورت ان منکرین کو عذاب شدید سے خبردار کرنے کے لئے نازل کی گئی ہے۔ جو اللہ کے نیک بندوں کو اس کے ولد اور نائب سمجھتے ہیں۔ اس کے بعد ان کے اس قول باطل کی قباحت بیان فرمائی۔ اور پھر پوری سورت میں ان کے چار شبہات کا جواب دیا۔ سورۂ مریم بھی سورۂ کہف ہی کا تتمہ ہے۔ اور اس میں بھی انہی منکرین کے بقیہ شبہات کا جواب دیا گیا ہے۔ اس لئے سورۂ مریم کے آخر میں ان کے مذکورہ بالا دعویٰ کا قدرے تفصیل سے ذکر فرمایا۔ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ۝ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا الخ (مریم ع ۶) اور آخر میں سورت کا ماحصل اسی طرح بیان فرمایا۔ فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا سورہ کہف کی ابتداء میں جن دو جماعتوں کو المؤمنین اور اَلَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سے تعبیر فرمایا تھا۔ سورۂ مریم کے آخر میں بطور لف ونشر مرتب ان کو اَلْمُتَّقِيْنَ (پرہیزگار اور شرک سے بچنے والے) اور قَوْمًا لُّدًّا (جھگڑالو قوم) سے تعبیر فرمایا۔

خلاصہ انبیاء علیہم السلام، اولیاء کرام اور جنات کے بارے میں مشرکین بعض الجھنوں میں مبتلا تھے۔ جن کی وجہ سے وہ ان کو عالم الغیب، مالک و مختار اور متصرف و کارساز سمجھتے تھے۔ اس سورت میں مشرکین کے چار شبہات کا ازالہ کیا گیا ہے۔

پہلا شبہہ:۔ اصحاب کہف جو سات نوجوان تھے۔ اور رئیسوں کے لڑکے تھے۔ تین سو سال سے زیادہ عرصہ تک غار میں صحیح سلامت پڑے رہے اتنے طویل عرصے میں انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچی۔ یہاں تک کہ اس اثنا میں دھوپ بھی ان پر نہیں پڑی۔ مشرکین کو اس سے شبہہ ہوا کہ وہ اللہ کی عطا سے مافوق الاسباب قدرت وطاقت کے مالک اور متصرف تھے۔ اس لئے انہوں نے اصحاب کہف کی نذریں نیازیں دینا شروع کر دیں۔ چنانچہ وہ سات روٹیاں اصحاب کہف کے نام کی اور آٹھویں ان کے کتے کے نام کی دینے لگے۔

دوسرا شبہہ:۔ کچھ لوگ بعض حالات میں جنوں سے استعانت کرتے اور ان کو پکارتے تھے۔ ان کے کام تو اللہ کے تکوینی قانون کے تحت اپنے اسباب کے مطابق انجام پذیر ہو جاتے تھے۔ لیکن وہ لوگ سمجھتے کہ ان کا کام جنوں نے کیا ہے۔ جیساکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ الخ (جن)

تیسرا شبہہ:۔ حضرت موسیٰ اور خضر علیہما السلام کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اگرچہ غیب داں نہ تھے لیکن خضر علیہ السلام غیب داں تھے کیونکہ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کئی امور غیبیہ بیان کئے۔

چوتھا شبہہ:۔ یہود میں ذوالقرنین کے بارے میں مشہور تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بہت طاقت اور قدرت دی ہوئی تھی۔ اور وہ کارساز اور متصرف تھے۔

چنانچہ وَيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا میں چاروں شبہات کی طرف اشارہ ہے یعنی ان مشرکین کا خیال تھا کہ اصحاب کہف، جنات، حضرت خضر اور حضرت ذوالقرنین اللہ تعالیٰ کے نائب متصرف ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے اختیارات میں سے بہت سے اختیارات ان کے حوالے کر رکھے ہیں۔ سورۂ مریم کے آخر میں انبیاء، اولیاء اور ملائکہ علیہم السلام کے بارے میں شبہات کا جواب دے کر اس کا اعادہ فرمایا وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا۔

پہلے شبہہ کا جواب

پہلے اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ ـــ تا ـــ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا (ع ۱) میں شبہۂ اولیٰ کا بالاختصار جواب دیا گیا ہے یعنی اصحاب کہف کا واقعہ تو ہماری قدرت کے نشانات میں سے ہے اس میں اصحاب کہف کے اپنے تصرف و اختیار کو کوئی دخل نہیں۔ مشرک بادشاہ سے بھاگ کر انہوں نے ایک غار میں چھپ کر اپنی جان بچائی اور وہاں پہنچ کر انہوں نے اللہ تعالیٰ سے رحمت اور درستیٔ معاملہ کی دعا مانگی ہم نے غار میں انہیں مدت دراز تک سلا دیا۔ اور مدت دراز کے بعد انہیں بیدار کیا۔ یہ تمام باتیں اس حقیقت کو واضح کرتی ہیں کہ اصحابِ کہف متصرف و کارساز نہ تھے بلکہ اللہ تعالیٰ کے عاجز اور موحد بندے تھے۔

اس کے بعد نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ ـــ تا ـــ وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ (ع ۲) میں پہلے شبہہ کا جواب تفصیل سے دیا گیا ہے۔ اس کے بعد واقعۂ اصحاب کہف کے کچھ متعلقات مذکور ہیں اور آخر میں اس کا ثمرہ اور چھ امور متفرعہ کا ذکر ہے۔ اس کے بعد منکرین کی اصلاح کے لئے امور ثلاثہ کا ذکر کیا گیا۔ امر اول وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا ـــ تا ـــ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا (ع ۵) یعنی جس دنیا پر مغرور ہو کر تم اللہ کی توحید اور اس کے احکام سے منہ موڑ رہے ہو وہ فانی ہے اور تم سے چھین لی جائے گی۔ اور دنیا میں اس کی وجہ سے عذاب پاؤ گے۔ امر دوم وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ ـــ تا ـــ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا (ع ۶) جس دنیا پر تمہیں ناز ہے وہ نہایت ہی حقیر ہے اور اس لائق نہیں کہ اسے آخرت پر ترجیح دیجائے۔ امر سوم وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ ـــ تا ـــ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا (ع ۶) جس حقیر اور فانی دنیا کو تم آخرت پر ترجیح دے رہے ہو وہی آخرت میں تمہارے عذاب کا باعث ہوگی۔

دوسرے شبہہ کا جواب

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ـــ تا ـــ وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا (ع ۷) جو اولیاء اللہ کو متصرف و مختار سمجھ کر انہیں حاجات و مشکلات میں پکارتے ہیں۔ ان کی نذریں منتیں دیتے اور ان کے مقابر سے درخت اور گھاس نہیں کاٹتے۔ اس ڈر سے کہ وہ نقصان پہنچائیں گے۔ در اصل یہ لوگ جنوں کو پکارتے ہیں۔ حالانکہ شیطان اور جنات انسان کے روز ازل سے دشمن ہیں۔ پھر وہ کس طرح دوست اور کارساز بن سکتے ہیں۔ اس کے بعد وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ ـــ تا ـــ وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا (ع ۸) میں زجر اور تخویفیں ہیں۔

تیسرے شبہہ کا جواب

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کا واقعہ بیان کیا گیا اور آخر میں وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ (ع ۱۰) سے شبہہ کا جواب دیا گیا کہ حضرت خضر علیہ السلام غیب داں اور متصرف نہیں تھے۔ انہوں نے جو کچھ بھی کیا تھا یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بتایا تھا۔ وہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیا۔ اور اُس کی تعلیم سے بتایا تھا۔

چوتھے شبہہ کا جواب

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ـــ تا ـــ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا (ع ۱۱) ذوالقرنین کو اگرچہ بقدر ضرورت ظاہری اسباب دیئے گئے تھے۔ مگر مافوق الاسباب امور میں سے کسی ایک امر پر بھی اس کو قدرت نہیں دی گئی تھی۔ اور پھر ظاہری اسباب کے اعتبار سے بھی وہ ہر طرح سے عاجز رہا مشرق میں گرمی کی وجہ سے اور مغرب میں دلدل کی وجہ سے اور شمال میں یاجوج ماجوج کی وجہ سے۔

چاروں شبہوں کا جواب دینے کے بعد آخری رکوع کی آیتوں کو لف و نشر مرتب کے طور پر چاروں جوابوں پر متفرع کیا گیا ہے۔ اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ـــ تا ـــ لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا (ع ۱۲) پہلے جواب پر بالذات اور دوسرے پر بالتبع متفرع ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے نیک بندے غیب داں اور کارساز نہیں تو جنات میں یہ صفت کیونکر پائی جاسکتی ہے۔ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ الخ تیسرے جواب پر بالذات اور چوتھے پر بالتبع متفرع ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہی غیب داں ہے۔ جب اس کے سوا کوئی غیب داں نہیں تو متصرف فی الامور بھی کوئی نہیں۔ آخر میں قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ الخ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ آپ اپنے متعلق بھی اعلان فرما دیں کہ میں بھی غیب داں اور کارساز نہیں ہوں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اور میرے پاس وحی کے ذریعے یہی مضمون بھیجا گیا ہے کہ غیب داں اور کارساز، حاجت روا اور مشکل کشا صرف اللہ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ سورت کے آخری جملے فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ الخ میں پوری سورت کا خلاصہ بیان فرمایا کہ جو شخص آخرت میں لقاء ربانی اور رحمت خداوندی کا امیدوار ہے۔ اس پر لازم ہے کہ وہ نیک عمل کرے لیکن اس کیساتھ اللہ کی توحید کو مانے۔ اصحاب کہف، حضرت خضر، فرشتوں اور جنوں کو کارساز سمجھ کر نہ پکارے۔ اور شرک جلی اور خفی سے دور رہے۔

تمہید

پہلے بیان ربط کے سلسلے میں گذر چکا ہے۔ کہ سورہ کہف سے قرآن مجید کا تیسرا حصہ شروع ہوتا ہے یہ سلسلہ سورہ احزاب کے آخر تک چلا گیا ہے اور باقی حصوں کی طرح یہ حصہ بھی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سے شروع ہوا ہے اس حصے میں بھی زیادہ تر یہ مضمون بیان کیا گیا ہے۔ کہ سارے جہان کا مالک اور کارگاہ عالم میں متصرف ومختار صرف اللہ تعالے ہے۔ اور ملک وتصرف میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ اور اس نے کوئی اختیار کسی کے حوالے نہیں فرمایا۔ اس کے علاوہ اس حصے میں اور بھی کئی ایک مضمون مذکور ہوں گے مگر وہ بالتبع آئیں گے **۲** سورہ کہف میں مشرکین کے چار شبہوں کا جواب دیا گیا ہے۔ اور تمہید میں دو باتیں مذکور ہیں۔ (۱) قرآن مجید نازل کرنے کی غرض وغایت ابتدائے سورت سے اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا تک یعنی مشرکین کے شبہات کا ازالہ کرنا کہ اللہ تعالے نے اپنے پیارے بندوں کو کچھ اختیارات دے کر اپنے نائب بنا رکھا ہے۔ اور (۲) انکار مشرکین پر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بے چینی اور غم پر آپ کو تسلی دی گئی۔ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ ـ تا ـ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا **۳** اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سورہ فاتحہ کی تفسیر میں بالتفصیل گذر چکا ہے۔ کہ قرآن مجید میں جہاں کہیں یہ جملہ (الحمد للہ) واقع ہوا ہے۔ وہاں حمد (تعریف) سے اللہ تعالے کی صفات الوہیت یا بالفاظ دیگر صفات کارسازی مراد ہیں۔ مثلاً خالق ومالک اور رازق ہونا! عالم الغیب کارساز اور متصرف ومختار ہونا۔ مافوق الاسباب حاجت روا اور مشکلکشا ہونا وغیرہ تو اس جملے کا حاصل یہ ہے۔ کہ تمام صفات کارسازی اللہ تعالیٰ کی ذات مفیض برکات کے ساتھ خاص ہیں اور ان میں سے کوئی ایک صفت بھی اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق میں سے کسی ایک میں بھی نہیں پائی جاتی۔ اور مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (آسمان میں رہنے والوں، زمین میں بسنے والوں اور زیر خاک فروکش ہونے والوں) میں سے کوئی بھی ان صفات میں اس کا شریک نہیں۔ الحمد للہ میں جو دعوی کیا گیا ہے اس کا ماحصل دو جملوں میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب اور وہی متصرف ومختار ہے۔ **۴** اَلَّذِيْ موصول مع صلہ ماقبل کے لئے علت ہے یعنی صلہ کی صورت میں جو بات ذکر کی گئی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے مستحق حمد ہونے کی دلیل ہے۔ وَفِي وصفه تعالى بالموصول اشعارٌ بعلية مَا في حيز الصلة لاستحقاق الحمد (روح ج۱۵ ص۲۰۶) اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ صلہ میں یہ بات ذکر کی گئی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک ایسی کتاب نازل فرمائی ہے۔ جس میں دو خوبیاں ہیں۔ (۱) اس میں عِوَج (کجی) نہیں۔ اس کا بیان بالکل واضح اور نکھرا ہوا ہے۔ اس کے الفاظ ومعانی میں اصول فصاحت وبلاغت اور دعوت حق سے ذرہ بھر انحراف نہیں ای شیئًا من العوج باختلال اللفظ من جهة الاعراب ومخالفة الفصاحة وتناقض المعنى وكونه مشتملًا على مَا ليس بحق اودا عيًا لغير الله تعالى (روح ج۱۵ ص۲۰۵) (۲) اس کتاب کے مضامین پختہ اور ہر لحاظ سے ایسے جامع اور مکمل ہیں کہ ان سے منکرین کے تمام شبہات بھی دور ہو جاتے ہیں۔ قَيِّمًا اى مستقيمًا كما اخرجه ابن المنذر عن الضحاك وروى ايضًا عن ابن عباس (روح) ایسی خوبیوں والی کتاب نازل کرنا صرف اسی ذات سے ممکن ہو سکتا ہے۔ جس کا علم محیط کل ہو۔

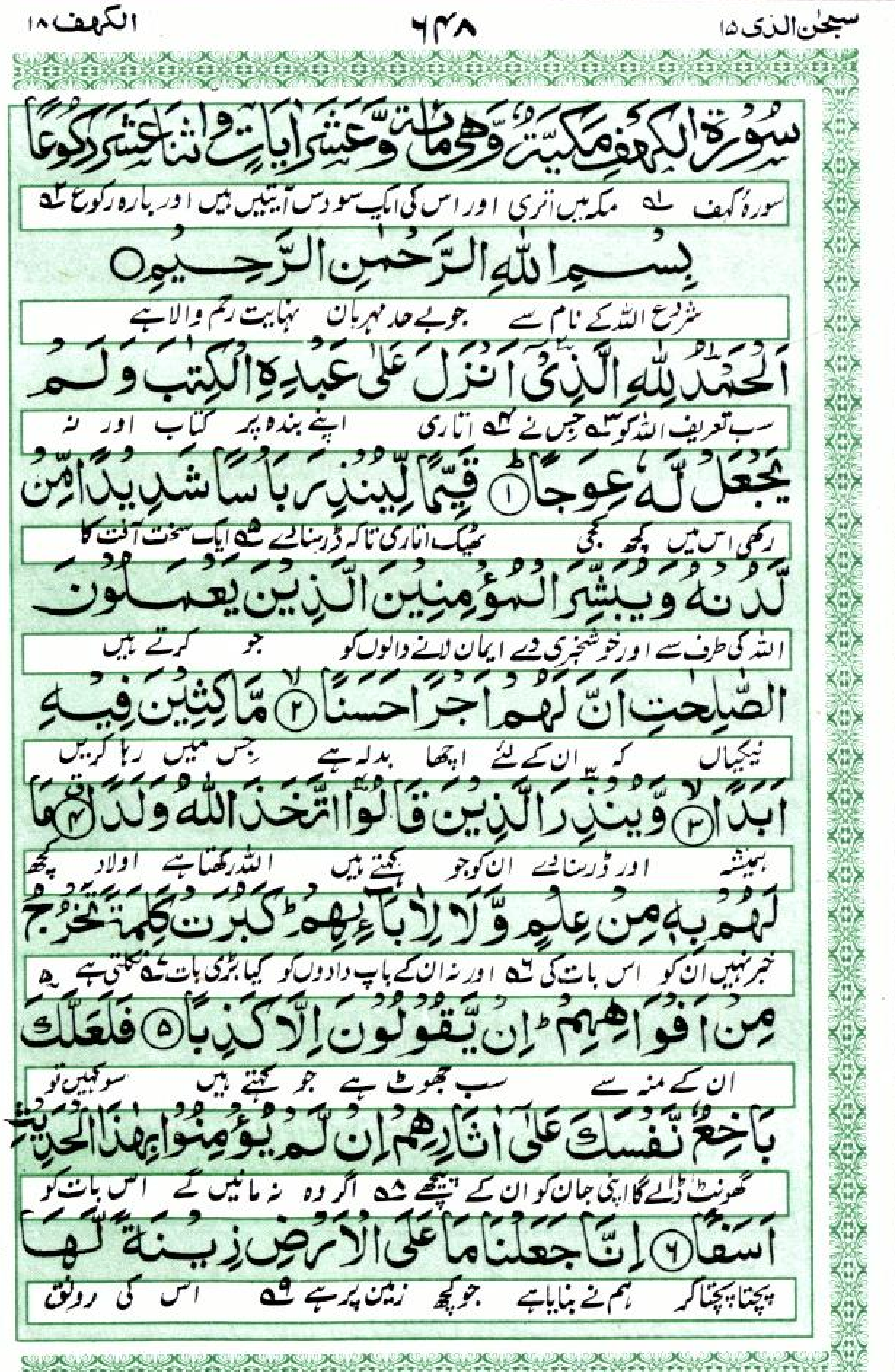

سبحٰن الذی ۱۵ ۶۴۸ الکہف ۱۸

سُوْرَةُ الْكَهْفِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّعَشْرُ اٰيَاتٍ وَّاثْنَا عَشَرَ رُكُوْعًا

سورۂ کہف ۱ مکہ میں اتری اور اس کی ایک سو دس آیتیں ہیں اور بارہ رکوع ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ

سب تعریف اللہ کو ۳ جس نے ۴ اتاری اپنے بندہ پر کتاب اور نہ

يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ① قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ

رکھی اس میں کچھ کجی ٹھیک اتاری تاکہ ڈر سنا دے ۵ ایک سخت آفت کا

لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ

اللہ کی طرف سے اور خوشخبری دے ایمان لانے والوں کو جو کرتے ہیں

الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ② مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ

نیکیاں کہ ان کے لئے اچھا بدلہ ہے جس میں رہا کریں

اَبَدًا ③ وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ④ مَا

ہمیشہ اور ڈر سنا دے ان کو جو کہتے ہیں اللہ رکھتا ہے اولاد کچھ

لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ ۭ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ

خبر نہیں ان کو اس بات کی ۶ اور نہ ان کے باپ دادوں کو کیا بڑی بات ۷ نکلتی ہے

مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۭ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ⑤ فَلَعَلَّكَ

ان کے منہ سے سب جھوٹ ہے جو کہتے ہیں سو کہیں تو

بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ

گھونٹ ڈالے گا اپنی جان کو ان کے پیچھے ۸ اگر وہ نہ مانیں گے اس بات کو

اَسَفًا ⑥ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا

پچھتا پچھتا کر ہم نے بنایا ہے جو کچھ زمین پر ہے ۹ اس کی رونق

منزل ۴

۱/ تمہید مع ۲ علت
۱/ ربط ما قبل ۱۲/۳
تخویف ۱۲ مع ۴
۱/ اشارہ بشبہات
۱/ اربعہ ۱۲/۳ ۵/
مختصر
تسلی نبی علیہ السلام
صلی اللہ علیہ وسلم
۱/۸

اور وہ عالم الغیب ہو۔ اس سے دعوائے مذکور کا ایک حصہ ثابت ہو گیا۔ اس کے بعد قرآن نازل کرنے کی غرض وغایت بیان فرمائی۔ لِیُنْذِرَ بَاْسًا شَدِیْدًا قرآن اس لئے نازل کیا تاکہ منکرین کو آخرت کے عذاب دردناک سے ڈرایا جائے اور ماننے والوں کو آخرت میں ملنے والے انعامات کی خوشخبری سنائی جائے اس سے اللہ تعالےٰ کے کمال قدرت وتصرف کا پتہ چلتا ہے۔ یہ دعوے کے دوسرے جزو کی دلیل ہے۔ ۵ یہ منکرین کے لئے تخویف اخروی ہے۔ لِیُنْذِرَ بَاْسًا شَدِیْدًا الخ میں لام اَنْزَلَ سے متعلق ہے۔ قرآن مجید نازل کرنے کے یہاں دو مقصد بیان کئے گئے ہیں۔ اول تخویف وانذار دوم تبشیر پہلے لِیُنْذِرَ سے تخویف پھر یُبَشِّرَ سے بشارت اس کے بعد پھر وَیُنْذِرَ سے تخویف کا ذکر کیا گیا ہے۔ پہلے تخویف کے بیان میں مفعول (منکرین) کا ذکر نہیں کیا گیا اور عذاب شدید کا ذکر کیا گیا ہے بشارت کے سلسلے مفعول (المؤمنین) اور اجر دونوں مذکور ہیں اس سورت میں چونکہ مقصود منکرین کے شبہات کا ازالہ ہے اس لئے بُعد عہد کی وجہ سے وَیُنْذِرَ کا اعادہ کرکے منکرین کا ذکر کیا گیا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ وہ کون سے منکرین ہیں جن کا یہاں انذار مقصود ہے۔ اور جن کے شبہات کا ازالہ کرنا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ اَلَّذِیْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا ان لوگوں کا انذار مقصود ہے جو اللہ تعالےٰ کے ولد تجویز کرتے ہیں قرآن مجید میں مشرکین کے اس قول کو اتخاذ ولد سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جس کے معنی بیٹا یعنی متبنّیٰ بنا لینے کے ہیں۔ عربی محاورات میں یہ ترکیب اسی مفہوم میں استعمال ہوتی ہے۔ جیسا کہ حضرت آسیہؓ زوجہ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اور عزیز مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق کہا تھا۔ عَسٰٓی اَنْ یَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَہٗ وَلَدًا (قصص ع۱۔ ویوسف ع۳) اس سے معلوم ہوا کہ مشرکین اللہ تعالیٰ کے لئے حقیقی بیٹا تجویز نہیں کرتے تھے۔ نفی اتخاذ الولد ظاھر فی التبنی (روح ج ۱۵ ص ۱۹۵) بلکہ ان کا مطلب یہ تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے بندوں (انبیاء علیہم السلام، اولیا اور ملائکہ کرام) کو اپنے متبنّیٰ اور نائب بنایا ہوا ہے اور ان کو بعض مافوق الاسباب امور میں تصرف واختیار دے دیا ہے، جیسا کہ باپ اپنے بیٹوں کو بعض اختیارات سونپ دیتا ہے اس طرح لفظ ولد یہاں حقیقی بیٹے کے معنوں میں نہیں بلکہ نائب متصرف کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ ومنھم من اعتقد ان اللہ ھو السید وھو المدبر لکنہ قد یخلع علیٰ بعض عبیدہ لباس الشرف والتألہ ویجعلہ متصرفا فی بعض الامور الخاصّة ویقبل شفاعتہ فی عبادہ بمنزلة ملك الملوك یبعث علی کل قطر ملکا ویقلد تدبیر تلك المملکة فیما عدا الامور العظام فیتلجلج لسانھم ان یسمیھم عباد اللہ فیسویھم وغیرھم فعدل عن ذلك الی تسمیتھم ابناء اللہ ومحبوبی اللہ (حجة اللہ البالغة ج ۱ ص ۶۱) اور کچھ مشرکین ایسے ہیں۔ جن کا اعتقاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی سب سے بڑا ہے اور وہی مدبر عالم ہے۔ لیکن وہ کبھی اپنے بعض مقرب بندوں کو بزرگی اور الوہیت کی خلعت سے سرفراز فرما کر ان کو بعض خاص امور میں متصرف بنا دیتا ہے اور دوسروں کے حق میں ان کی شفاعت قبول فرماتا ہے۔ جیسا کہ دنیا کا ایک شہنشاہ ہر علاقے پر ایک چھوٹا بادشاہ مقرر کرکے اس کا انتظام اس کے سپرد کر دیتا ہے باستثنائے امور عظیمہ۔ اب ان کی زبان ان مقربین کو اللہ کے بندے کہتے ہوئے لڑکھڑاتی ہے۔ کیونکہ اس طرح مقربین اور عوام میں کوئی فرق نہیں رہتا اس لئے وہ ان کو اللہ کے بندے کہنے کی بجائے اللہ کے بیٹے اور اللہ کے محبوب کہہ دیا کرتے ہیں۔

تو اس سے معلوم ہوا۔ کہ مشرکین کا اللہ کے نیک بندوں کو ابناء اللہ (اللہ کے بیٹے) کہنے کا مطلب یہ نہیں تھا کہ وہ اللہ کے حقیقی بیٹے ہیں ان کا مطلب یہ تھا۔ کہ وہ اللہ کے محبوب اور اس کے پیارے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو بعض امور میں تصرف کا اختیار دے رکھا ہے۔ ۶ یہ ان کے قول باطل کا رد ہے بِہٖ میں ضمیر مجرور ان کے قول مذکور کی طرف راجع ہے۔ یعنی ان کا قول سراسر جہالت سے ناشی ہے اس پر ان کے پاس کوئی دلیل ہے نہ ان کے باپ دادا کے پاس اس دعویٰ کی کوئی دلیل تھی جن سے ان مشرکوں نے یہ غلط بات سیکھی اور جن کی تقلید میں وہ بھی اللہ تعالیٰ پر ایسا ناپاک افترا کرنے لگے۔ وذکر الاباء لان تلك المقالة قد اخذوھا عنھم وتلقوھا منھم (بحر ج ۶ ص ۹۷) اٰبَآءٌ (باپ دادا) سے مراد عام ہے خواہ جسمانی ہوں یا روحانی اس طرح یہ لفظ ان غلط کار عالموں اور پیروں کو بھی شامل ہو جائے گا۔ جنہوں نے انہیں اس گمراہی اور شرک کی راہ پر ڈالا۔ ولا لِاٰبَآئِھِمْ ای اسلافھم (قرطبی ج ۱۰ ص ۳۵۳ ابن کثیر ج ۳ ص ۷۰) ۷ کَبُرَتْ کَلِمَةً الخ کَلِمَةً منصوب ہے۔ اور کَبُرَتْ کی ضمیر سے تمیز ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے ولد اور نائب متصرف تجویز کرنا بہت سنگین بات ہے اور کفر وافترا کے اعتبار سے بہت بڑی ہے۔ تعجب ہے کہ ایسی بری اور ناپاک بات ان کی زبان پر کس طرح آتی ہے۔ اِنْ یَّقُوْلُوْنَ اِلَّا کَذِبًا یہ جملہ ماقبل ہی کی تاکید اور قول مذکور کی مزید قباحت وشناعت بیان کرنے کے لئے لایا گیا ہے یعنی ان کا قول صریح جھوٹ اور خلاف واقعہ ہے اور اس میں سچائی اور واقعیت کا شائبہ تک نہیں ای مایقولون فی ذالك الشان الا قولا کذبا لایکاد یدخل تحت امکان الصدق اصلا (روح ج ۱۵ ص ۲۰۲، ابو السعود ج ۵ ص ۶۶۷) ۸ یہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ لَعَلَّ یہاں ترجّی کے لئے نہیں بلکہ اشفاق کے لئے ہے۔ کیونکہ لَعَلَّ محبوب چیز کے ساتھ ترجّی کے لئے ہوتا ہے اور محذور (یعنی جس سے مخاطب کو ڈرانا اور روکنا منظور ہو) کے ساتھ اظہار شفقت کے لئے یہاں دوسری شق ہے اللہ تعالیٰ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکوں کے پیچھے جان مارنے سے منع فرمایا ہے (بحر ج ۶ ص ۹۷) آیت کا ترجمہ اس طرح ہوگا۔ کہیں آپ ان کے پیچھے اپنی جان کو ہلاک نہ کر لیں۔ اَسَفًا یہ بَاخِعٌ کا مفعول لہٗ ہے اور اسف کے معنی شدتِ غم کے ہیں۔ آپ کی خواہش تھی۔ کہ مشرکین کفر وانکار سے باز آجائیں اور ایمان لے آئیں اور مسئلہ توحید کو مان لیں۔ مگر آپ کی امکانی کوششوں اور دعوت وتبلیغ کے انتہائی ناصحانہ اور مؤثر انداز کے باوجود کفر وانکار اور آپ کی مخالفت میں اور آگے بڑھ گئے۔ اس سے آپ کو محض از راہ شفقت بہت زیادہ افسوس اور رنج وغم دامنگیر ہوا۔ یہاں تک کہ آپ ہر وقت متفکر اور غمگین رہنے لگے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کی تسلی کیلئے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ اور آپ کو تسلی دی کہ آپ نے فریضۂ تبلیغ وانذار وتبشیر کا حق ادا کر دیا۔ اور میرا پیغام توحید احسن طریق سے مشرکین تک پہنچا دیا۔ اب اگر وہ ایمان نہیں لاتے۔ تو آپ اس کا غم نہ کریں۔ کیونکہ دولتِ ایمان سے ان کو سرفراز کرنا یہ نہ آپ کا فریضہ ہے نہ آپ کے اختیار وقدرت میں ہے المقصود ان یقال للرّسول لایعظم حزنك واسفك بسبب کفرھم فانا بعثناك منذرا ومبشرا فامّا تحصیل الایمان فی قلوبھم فلا قدرة لك علیه والغرض تسلیة الرّسول صلی اللہ علیه وسلم عنه (کبیر ج ۵ ص ۶۷۷) ۹ اِنَّا جَعَلْنَا الخ مشرکین کیوں نہیں مانتے؟ محض اس لئے کہ ان کے پاس دولت ہے۔ باغات اور محلات ہیں۔ تو انہیں اس دنیوی شان وشوکت پر مغرور نہیں ہو جانا چاہیئے۔ زمین پر ہم نے جو کچھ پیدا کیا ہے۔ سونا، چاندی، زر وجواہر، حیوانات کی انواع

وانسام، سرسبز و شاداب کھیتیاں، رنگارنگ پھول اور میوے یہ سب زمین کے لئے چند روزہ زینت ہے اور سب کچھ محض بنی آدم کی آزمائش و امتحان کے لئے پیدا کیا ہے کہ کون اس دنیوی ساز و سامان کو معرفت خالق اور ادائے حقوق شریعت کا ذریعہ بناتا ہے اور کون اس کو شہوات نفسانیہ اور اغراض فاسدہ کی تکمیل میں صرف کرتا ہے (من الروح ج ۱۵ ص ۲۰۷) حضرت شیخ نے فرمایا کہ زِیْنَةً میں تنوین تقلیل و تحقیر کے لئے ہے۔ یعنی یہ زینت چند روزہ اور فانی ہے۔

۱۰ صَعِیْدًا مٹی۔ جُرُزًا ایسا میدان جس میں کوئی سبزہ نہ ہو۔ یعنی زمین کی یہ رونق و زینت ہمیشہ رہنے والی نہیں اسے ایک دن (قیامت کے دن) ہم تباہ کر دیں گے۔ اور زمین بالکل صاف چٹیل میدان ہو جائے گی۔ اس لئے یہ بھروسے کی چیز نہیں نہ اس پر اس قدر مغرور ہونا چاہئے۔ یہاں تک تمہید ختم ہو گئی اس کے بعد چار شبہات کا جواب دیا گیا ہے۔

پہلے شبہہ کا جواب

۱۱ یہاں سے لے کر اَحْصٰی لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا تک پہلے شبہہ کا اجمالی رد ہے۔ شبہہ یہ تھا کہ اصحاب کہف عرصہ دراز تک غار میں سوئے رہے۔ اس دوران میں انہیں کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچی۔ یہاں تک کہ اس عرصہ میں دھوپ بھی ان پر نہیں پڑی۔ سورج جب غار کے سامنے آتا تو رخ بدل لیتا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ متصرف فی الامور اور مختار تھے۔ اس بنا پر لوگوں نے ان کو کارساز اور غیب داں سمجھ کر پکارنا اور ان کے نام کی نذریں نیازیں دینا شروع کر دیا۔ چنانچہ وہ سات روٹیاں ان کے نام پر اور ایک ان کے کتے کے نام پر دیتے ہیں۔ ان آیتوں میں کئی طریقوں سے مذکورہ شبہہ کا جواب دیا گیا ہے۔ اول و دوم کَانُوْا مِنْ اٰیٰتِنَا عَجَبًا۔ اَمْ حَسِبْتَ میں استفہام انکار کے لئے ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ آپ نے یہ سمجھ لیا ہے کہ ہماری قدرت کی نشانیوں میں سے اصحاب کہف کا واقعہ بہت ہی عجیب ہے اس لئے کہ کافروں نے اس واقعہ کو آپ کی صداقت کا معیار قرار دیا ہے ایسا نہیں ہے بلکہ ہماری قدرت کی بہت سی نشانیاں اس سے کہیں زیادہ عجیب ہیں۔ قال الطبری تقریر له علیه السلام علٰی حسبانه اَن اصحٰب الکهف کانوا عجبًا بمعنی انکار ذٰلك علیه ان لا یعظم ذٰلك بحسب ما عظم علیك السآئلون من الکفرة فانّ سائر اٰیات الله اعظم من قصتهم (بحر ج ۶ ص ۱۰۱) استفہام انکاری سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی بہت سی نشانیاں تو اصحاب کہف کے قصہ سے کہیں زیادہ عجیب اور عظیم الشان ہیں نادان لوگ اسی واقعہ کو دیکھ کر اصحاب کہف کو غیب داں اور کارساز سمجھ بیٹھے نیز اس سے معلوم ہوا کہ اصحاب کہف کا واقعہ قدرت خداوندی کی ایک نشانی تھی۔ ان کا غار میں سینکڑوں برس خیر و عافیت سے سوئے رہنا، دھوپ کا ان پر نہ پڑنا اور پھر عرصۂ دراز کے بعد ان کا بیدار ہونا یہ سب کچھ محض

لِنَبْلُوَهُمْ اَیُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ⑦ وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ
تاکہ جانچیں لوگوں کو کہ کون ان میں اچھا کرتا ہے کام ف۱ اور ہم کو کرنا ہے ۱۰
مَا عَلَیْهَا صَعِیْدًا جُرُزًا ⑧ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ
جو کچھ اس پر ہے میدان چھانٹ کر ف۲ کیا تو خیال کرتا ہے ۱۱ کہ
الْکَهْفِ وَالرَّقِیْمِ کَانُوْا مِنْ اٰیٰتِنَا عَجَبًا ⑨ اِذْ اَوَى
غار اور کھوہ کے رہنے والے ۱۲ ہماری قدرتوں میں عجیب اچنبھا تھے جب جا بیٹھے
الْفِتْیَةُ اِلَى الْکَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ
وہ جوان پہاڑ کی کھوہ میں پھر بولے اے رب دے ہم کو اپنے پاس سے
رَحْمَةً وَّهَیِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ⑩ فَضَرَبْنَا
بخشش اور پوری کر دے ہمارے کام کی درستی پھر تھپک دیے ہم نے
عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِی الْکَهْفِ سِنِیْنَ عَدَدًا ⑪ ثُمَّ
ان کے کان اس کھوہ میں چند برس گنتی کے پھر
بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَیُّ الْحِزْبَیْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا
ہم نے ان کو اٹھایا کہ معلوم کریں دو فرقوں میں کس نے یاد رکھی ہے جتنی مدت
اَمَدًا ⑫ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ
وہ رہے ف۳ ہم سنا دیں تجھ کو ۱۳ ان کا حال تحقیقی
اِنَّهُمْ فِتْیَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ⑬
وہ کئی جوان ہیں ۱۴ کہ یقین لائے اپنے رب پر اور زیادہ دی ہم نے ان کو سوجھ ف۴
وَّرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ
اور گرہ دی ہم نے ان کے دل پر جب کھڑے ہوئے پھر بولے ہمارا رب ہے رب
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا۠ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَآ
آسمان اور زمین کا نہ پکاریں گے ہم اس کے سوائے کسی کو معبود نہیں تو کہی ہم نے

ع ۱۲ ۱۳

۱۔ پہلے شبہہ کا اجمالی جواب ۱۳

۲۔ پہلے شبہہ کا تفصیلی رد ۱۳

موضح قرآن ف۱ یعنی اس کی رونق پر دوڑتا ہے یا اس کو چھوڑ کر آخرت کو پکڑتا ہے ف۲ یعنی گھاس اور درخت چھانٹ کر ف۳ دو فرقے یا تاریخ لکھنے والوں میں ہیں کہ کوئی کتنے برس لکھتے ہیں کوئی کتنے یا وہی اصحاب کہف جاگ کر بعضے تجویز کرنے لگے کہ ہم ایک دن سوئے بعضے کہنے لگے اس سے کم ف۴ یعنی ایمان سے زیادہ درجہ دیا اولیا کیا۔

اللہ کی قدرت اور اس کے تصرف سے ہوا تھا اس میں اصحاب کہف کا کوئی دخل یا اختیار نہیں تھا۔

سوم۔ اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ الخ جب اصحاب کہف اپنا دین و ایمان بچاکر شہر سے نکل بھاگے تو ایک غار میں پناہ گزین ہوئے۔ یہ ان کے عجز و بیچارگی کی واضح دلیل ہے اگر وہ متصرف و کارساز ہوتے تو انہیں بھاگ کر غار میں پناہ لینے کی کیا ضرورت تھی۔ چہارم۔ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا الخ جب وہ غار میں پناہ گزین ہو چکے تو اللہ تعالیٰ سے بصد عجز و نیاز دعا کی رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً۔ رَحْمَةً میں تنوین تعظیم کے لئے ہے اے ہمارے پروردگار ہمیں اپنی طرف سے اپنی خاص رحمت سے نواز رحمت سے مراد عام ہے۔ یعنی معرفت حق، توحید پر ثبات، استقلال، رزق اور دشمنوں سے حفاظت وغیرہ وھی الھدایۃ بالمعرفۃ والصبر والرزق والامن من الاعداء (کبیر ج ۵ ص۶۸۱) وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا اور ہمارے اس معاملۂ ہجرت میں ہماری صحیح راہنمائی فرما۔ اصحاب کہف تو خود اللہ تعالیٰ کو عالم الغیب متصرف و کارساز اور خزائن رحمت کا مالک سمجھ کر اس سے دعائیں مانگ رہے ہیں اور اس کے سامنے اپنی بے کسی اور بے بسی کا اظہار کر رہے ہیں۔ بھلا وہ کس طرح الٰہ (معبود) بننے کے لائق ہو سکتے ہیں۔ پنجم۔ فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ الخ جب وہ غار میں داخل ہوئے اور سستانے کی غرض سے لیٹ گئے تو ہم نے ان پر نیند طاری کر دی اور ان کو سینکڑوں برس اسی حالت میں پڑا رہنے دیا۔ اصحاب کہف کو اسبات کا خیال تک نہیں تھا۔ کہ ان کے ساتھ ایسا عجیب وغریب واقعہ پیش آنے والا ہے۔ اور انہیں تین سو سال تک حالت خواب میں رہنا ہوگا اس سے بھی ان کے متصرف و کارساز ہونے کی نفی ہوتی ہے۔ ششم۔ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ الخ عرصۂ دراز کے بعد ہم نے ان کو بیدار کیا۔ انہیں بیدار ہونے کا اختیار نہیں تھا۔ ہفتم۔ لِنَعْلَمَ اَيُّ الْحِزْبَيْنِ الخ اللہ تعالیٰ کا علم چونکہ محیط کل ہے اور ماضی، حال اور مستقبل کی کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں۔ اس لئے علم سے یہاں اظہار مراد ہے تسمیۃ للسبب باسم المسبب۔ اَلْحِزْبَيْنِ سے اصحاب کہف کی دو جماعتیں مراد ہیں۔ ایک وہ جنہوں نے کہا تھا کہ ہم تو ایک دن سے بھی کم سوئے ہیں۔ دوم وہ جنہوں نے کہا تھا کہ اللہ ہی جانتا ہے ہم کتنا عرصہ سوئے ہیں وھم القائلون لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ۔ والقائلون (رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ (روح ج ۵ ص۲۱۳) ہم نے کئی سو سال بعد ان کو بیدار کیا۔ تاکہ ہم ظاہر کریں کہ ان میں سے کس کو ٹھہرنے کی صحیح مدت یاد رہی۔ اصحاب کہف تو خود اپنے حال سے بے خبر تھے اور انہیں حالت خواب کی صحیح مدت بھی یاد نہ رہی تو وہ غیب داں کیونکر ہو سکتے ہیں۔ ۱۲؎ اصحٰب الکھف والرَّقِيْمِ۔ کہف پہاڑ میں اس غار یا کھوہ کو کہتے ہیں جو فراخ ہو۔ الکھف النقب المتسع فی الجبل (قرطبی ج ۱۰ ص۳۵۶) الرَّقِيْمِ۔ میں مفسرین کے اقوال بہت مختلف ہیں۔ دو قول زیادہ مشہور ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ الرَّقِيْمِ سے مراد وہ پتھر کی تختی ہے جو ان کے غار پر نصب کر دی گئی تھی جس پر ان کے نام کندہ تھے۔ قیل نسبوا الی حجر رقم فیہ اسماء ھم (مفردات راغب ص۲۰۳) قال الفراء الرقیم لوح کان فیہ اسماءھم وصفاتھم (کبیر ج ۵ ص۶۸۵) اس صورت میں الرَّقِيْمِ بمعنی المرقوم فیہ ہوگا۔ بعض کہتے ہیں الرَّقِيْمِ اصحاب کہف کے گاؤں کا نام تھا۔ زعم کعب انھا قریۃ خرجوا منھا (قرطبی) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ایک مشرک بادشاہ دقیانوس نامی تھا جو خود بھی بت پرست تھا اور رعیت کو بھی بت پرستی پر مجبور کرتا تھا۔ اصحاب کہف کا واقعہ اسی دور میں پیش آیا چند نوجوان جو خوشحال اور امیر گھروں کے چشم وچراغ تھے۔ انھم اولاد عظماء تلك المدینۃ (قرطبی ص۳۶۵) بلکہ دقیانوس کے درباریوں اور خواص امراء کی اولاد تھے۔ وکانوا من خواص دقیانوس (مدارک ج ۳ ص۴) اللہ تعالیٰ نے انہیں نور بصیرت عطا فرمایا وہ شرک سے بیزار ہوگئے اور صرف خدائے واحد کی عبادت کرنے لگے۔ اگرچہ انہوں نے اخفاء حال سے کام لیا مگر پھر بھی کسی نہ کسی طرح کچھ لوگوں کو ان کا حال معلوم ہوگیا۔ اور انہوں نے بادشاہ سے ان کی شکایت کر دی۔ بادشاہ نے ان موحد نوجوانوں کو دربار میں طلب کیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ اس کے دین کا اتباع کریں۔ اسکے معبودوں کی عبادت کریں، اور انکے ناموں کی نذریں نیازیں دیا کریں۔ اور ساتھ ہی انہیں دھمکی دی کہ اگر انہوں نے اسکے دین سے سرتابی کی تو انہیں قتل کر دیا جائیگا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان نوجوانوں کو دولت استقامت سے مالامال فرمادیا۔ اور وہ سرِ دربار بول اٹھے رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الاٰیۃ ہمارا رب اور معبود تو وہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا خالق و مالک ہے۔ ہم تو اسکے سوا کسی اور کو ہرگز نہیں پکاریں گے یہ سن کر بادشاہ نے ان نوجوانوں کو مہلت دی اور کہا ابھی تم عقل کے خام ہو۔ اسلئے اپنے معاملہ میں غور و فکر کرلو۔ نوجوانوں نے اس مہلت کو غنیمت سمجھا اور اپنا دین و ایمان بچانے کیلئے شہر سے نکل کر کہیں چل دیئے۔ راستے میں انہیں ایک چرواہا ملا جو انکی طرح موحد تھا۔ وہ بھی انکے ساتھ ہولیا۔ چرواہے کا کتا بھی انکے پیچھے چل دیا۔ یہاں تک کہ وہ ایک غار میں پناہ گزین ہوگئے جب وہ سستانے کیلئے لیٹے تو اللہ تعالیٰ نے عرصہ دراز کے لئے ان پر نیند کو مسلط فرمادیا کئی سو سال کے بعد وہ بیدار ہوئے تو ایک ساتھی کو کھانا لانے کیلئے بازار بھیجا۔ جب دوکاندار کو رقم ادا کی تو وہ پرانے سکے دیکھکر حیران ہوا اور خود اس آدمی کی شکل وصورت بھی ایسی اجنبی سی معلوم ہوئی۔ چنانچہ اسے بادشاہِ وقت بیدروس کے سامنے پیش کر دیا گیا جو مومن اور موحد تھا جب اس نوجوان کے بتانے سے بادشاہ کو معلوم ہوا کہ یہ انہیں نوجوانوں میں سے ہے جو دقیانوس کے زمانے میں روپوش ہوگئے تھے تو وہ بہت خوش ہوا اور بہت سے شہریوں کو ساتھ لیکر اس نوجوان کے ہمراہ غار پر پہنچا اور باقی نوجوانوں سے ملاقات کی۔ جب نوجوانوں کو معلوم ہوا کہ بادشاہ اور بہت سی رعایا توحید قبول کر چکے ہیں تو بہت مسرور ہوئے۔ اسکے بعد اصحاب کہف اسی غار میں خلوت گزیں ہوگئے۔ اور وہیں انکا انتقال ہوگیا۔ من القرطبی وغیرہ۔ ۱۳؎ اب یہاں سے اصحاب کہف کے واقعہ کی تفصیل شروع ہوتی ہے گویا کہ پہلے شبہۂ اولیٰ کا اجمالی جواب ذکر کیا گیا اور یہاں اسے تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔ شروع فی تفصیل ما اجمل فیما سلف ای نحن نخبرك بتفصیل خبرھم الذی لہ شان وخطر (روح ج ۵ ص۲۱۶ ابو السعود ج ۵ ص۶۸۵) ۱۴؎ پہلے اجمالی ذکر میں اصحاب کہف کے مومن وموحد ہونے کی طرف اشارہ تھا۔ یہاں ان کے ایمان، توحید پر ان کی استقامت اور شرک سے ان کی بیزاری کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اس تفصیل میں چار چیزیں مذکو ہیں۔ ۱۔ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وہ اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان لے آئے۔ ۲۔ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى انہیں ایمان کے مطابق عمل کرنے کی توفیق دے کر ان کو ہدایت میں اور ترقی دیدی۔ ۳۔ وَرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا ظرف رَبَطْنَا سے متعلق ہے۔ جب ظالم وجابر اور مشرک بادشاہ کی طلبی پر وہ اس کے دربار میں اس کے سامنے کھڑے ہوئے اور بادشاہ نے ان کو دینِ توحید چھوڑنے اور بت پرستی اختیار کرنے کا حکم دیا اور بصورت دیگر انہیں قتل کی دھمکی دی اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو مضبوط و مطمئن کر دیا۔ اور انہیں اپنے دین پر ثابت قدمی اور استقامت عطا فرمائی۔ اِذْ قاموا بین یدی الجبار وھو دقیانوس چنانچہ انہوں نے سر دربار علی رؤس الاشہاد توحید کا اعلان اور شرک سے بیزاری کا اظہار کر دیا اور صاف کہہ دیا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ہمارا پروردگار اور مالک وہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا خالق و مالک ہے۔ لَنْ نَّدْعُوَا مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰهًا جو آسمانوں اور زمین کا مالک ہو وہی ساری کائنات کا خالق و مالک ہو سکتا ہے اور وہی عبادت و پکار کا مستحق ہو سکتا ہے۔ اسلئے ہم اللہ کے سوا کسی خود ساختہ معبود اور کسی جھوٹے ٹھاکر کو کبھی پکارنے کے لئے تیار نہیں ہیں لَقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا کیونکہ اگر ہم ایسا کریں تو یہ نہایت ہی بے جا

اِذًا شَطَطًا ⑭ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ
بات عقل سے دور ف۱ یہ ہماری قوم ہے ٹھہرالئے انھوں نے اللہ کے سوا

اٰلِهَةً ؕ لَوْلَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۭ بَيِّنٍ ؕ فَمَنْ
اور معبود کیوں نہیں لاتے ان پر کوئی سند کھلی پھر اس سے

اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ⑮ وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ
بڑا گنہگار کون جس نے باندھا اللہ پر جھوٹ اور جب تم نے کنارہ کرلیا ف۱۵

وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗٓا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ
ان سے اور جن کو وہ پوجتے ہیں اللہ کے سوائے تو اب جا بیٹھو اس کھوہ میں پھیلا دے تم پر

رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ
رب تمہارا کچھ اپنی رحمت سے اور بنا دے تمہارے واسطے تمہارے کام میں

مِّرْفَقًا ⑯ وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ
آرام ف۲ اور تو دیکھے ف۱۶ دھوپ جب نکلتی ہے بچ کر جاتی ہے

كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ
ان کی کھوہ سے داہنے کو اور جب ڈوبتی ہے کترا کر جاتی ہے

الشِّمَالِ وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ مَنْ
ان سے بائیں کو اور وہ میدان میں ہیں اس کے یہ ہے اللہ کی قدرتوں سے جس کو

يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ
راہ دیوے اللہ وہی آئے راہ پر ف۱۷ اور جس کو وہ بچلائے پھر تو نہ پائے اس کا

وَلِيًّا مُّرْشِدًا ⑰ ع وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ ۖۗ
کوئی رفیق راہ پر لانے والا ف۳ ف۱ اور تو سمجھے وہ جاگتے ہیں ف۱۸ اور وہ سو رہے ہیں

وَّنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۖۗ وَكَلْبُهُمْ
اور کروٹیں دلاتے ہیں ہم ان کو داہنے اور بائیں اور کتا ان کا

ع ۲ ۵ ۱۴

تفصیل برائے اِذْ اَوَی الْفِتْیَۃُ ۱۲

اور حد سے بڑھی ہوئی بات ہوگی ۱۴۔ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمُنَا الخ ہماری قوم کے ان مشرکوں نے خود ساختہ ٹھاکروں کو اللہ کے سوا معبود بنا رکھا ہے۔ اگر ان کے پاس کوئی واضح ثبوت ہے۔ تو کیوں پیش نہیں کرتے۔ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا بھلا شرک جیسی بری اور قبیح لذاتہ بات کے حق میں کیا ثبوت پیش کیا جاسکتا ہے۔ اس لئے جو شخص خدا کے ساتھ کسی کو شریک بناتا ہے۔ وہ خدا پر افترا کرتا ہے۔ اور وہ سب سے بڑا ظالم ہے۔ کیونکہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ اصحاب کہف کے ایمان و اعتقاد کی اس تفصیل سے معلوم ہوگیا۔ کہ وہ تو خود اللہ تعالیٰ ہی کو اپنا مالک و کارساز سمجھتے تھے۔ اس کی عبادت کرتے اور اسی کے نام کی نذریں دیتے۔ اور اسے ہی پکارتے تھے۔ وہ شرک اور غیر اللہ کی عبادت اور پکار سے سخت بیزار تھے۔ وہ اپنے اس ایمان پر اتنے مضبوط تھے۔ کہ ایک ظالم و جابر بادشاہ کے سامنے بھی انہوں نے اس کا اعلان کردیا۔ بھلا جن کا اپنا یہ حال ہو پھر ان کی عبادت کرنا۔ ان کو پکارنا اور ان کے نام کی نذریں نیازیں دینا سراسر حماقت اور عقل کے خلاف ہے۔ ف۱۵

یہ اِذْ اَوَی الْفِتْیَۃُ الخ کی تفصیل ہے اصحاب کہف کے رئیس یملیخا یا مکسلمینا نے ان سے کہا۔ جب تم ان مشرکوں سے اور ان کے ان ٹھاکروں سے علیحدہ ہوجاؤ۔ جن کی وہ اللہ کے سوا عبادت کرتے ہیں تو کسی غار میں گھس جاؤ۔ ھو من قول رئیسھم یملیخا فیما ذکر ابن عطیۃ وقال الغزنوی رئیسھم مکسلمینا (قرطبی ج ۱۰ ص ۳۶۶) یَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ یہ رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً سے متعلق ہے۔ تو اللہ تعالیٰ تم پر اپنی رحمت پھیلا دے گا۔ اور تمہارے اس کام میں آرام اور آسانی کا سامان بہم پہنچا دے گا۔ مِرْفَقًا مَفْعَلًا کے وزن پر مصدر ہے۔ جس کے معنی رِفق اور آسانی کے ہیں۔ قال ابو زید ھو مصدر کالرفق علی مفعل (بحر ج ۶ ص ۱۰۱) اس تفصیل سے معلوم ہوا۔ کہ اصحاب کہف خود باطل معبودوں اور ان کے پجاریوں کے پاس سے بھاگنے کی تدبیریں سوچ رہے ہیں مگر اس کے باوجود

موضح قرآن ف۱ ایک شہر کا بادشاہ تھا ظالم جو اس کے بتوں کو نہ پوجتا اس کو عذاب سے مارتا یا بت پجاتا۔ یہ کئی جوان اس کے نوکروں کے بیٹے تھے۔ کوئی نان بائی کا کوئی باورچی کا اسی طرح کسی نے ان کی چغلی کی۔ اس نے روبرو بلا کر پوچھا۔ اس وقت حق تعالیٰ نے ان کے دل پر گرہ دی۔ یعنی ثابت رکھا اپنی بات صاف کہہ دی۔ اس وقت بادشاہ نے موقوف رکھا کہ اور شہر سے پھر کراؤں تو ان سے بت پوجنا قبول کراؤں۔ یا عذاب کروں۔ وہ گیا اور شہر کو یہ چھپ کر نکل گئے ف۲ اس شہر سے نکل کر پاس ایک پہاڑ میں کھوہ تھی آپس میں مشورہ کرکے وہاں جا بیٹھے۔ نیند غالب ہوئی سو گئے کسی کو معلوم نہ ہوا تب سے اب تک سوتے ہیں بیچ میں ایک بار اللہ نے جگایا تھا جس سے لوگوں پر خبر کھلی پھر سو رہے ف۳ حق تعالیٰ کی قدرت سے نہ اس مکان میں ان پر دھوپ آوے نہ مینہ نہ برف اور کھلی جگہ ہے تنگ اور خفیہ نہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید بخاطر فاتر می رسد کہ دیوار جنوبی کہف آنقدر بلند است کہ سایۂ اصلی او در تمام سال محل خفتن ایشانرا می پوشاند و دیوار شرقی و غربی آن متصل دیوار جنوبی بلند تراست و پایہ بپایہ منحط شدہ و این جماعہ سر بجانب شمال و پا بجانب جنوب کردہ خفتہ اند پس وقتیکہ آفتاب طلوع کند ضوء آفتاب بر دیوار غربی و بعضی صحن غار افتد و ہر چند ارتفاع زیادہ گردد و بلندی دیوار شرقی از وصول ضوء بایشان مانع آید از جانب راست منتقل شود بجانب سر کہ جہت شمال است در وقت استواء بجز سایۂ اصلی دیوار جنوبی نمی ماند و چوں آفتاب مائل بغروب شود ضوء آفتاب بر دیوار شرقی افتد و آہستہ آہستہ بر سر دیوار مرتفع گردد و آن جانب چپ ایشانست واللہ اعلم ۱۲۔

نادان لوگوں نے ان کو معبود بنا رکھا ہے اور پھر اصحاب کہف وہاں سے بھاگ کر غار میں پناہ لینے کی ٹھان چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت و توفیق اور آرام و کشائش کے امیدوار اور متمنی ہیں۔ جس سے ان کی اپنی عاجزی، درماندگی اور حاجت مندی ظاہر ہو رہی ہے تو جو خود محتاج اور عاجز و لاچار ہو۔ وہ دوسروں کا حاجت روا اور کارساز کس طرح بن سکتا ہے۔ **۱۶** یہاں سے لے کر ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ تک كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا کی تفصیل ہے۔ وَتَرَى سے خطاب ہر مخاطب سے ہے تَزٰوَرُ اصل میں تَتَزَاوَدُ تھا۔ ایک تا تخفیفاً حذف کر دی گئی تَزٰوَرُ ای تَمِیْلُ ایک طرف ہو جاتا ہے تَقْرِضُهُمْ اَی تَعْدِلُ عَنْهُمْ یعنی غار کے دہانے سے کترا کر گذرتا ہے فَجْوَةٍ ای متسع من الکہف غار کے اندر فراخ جگہ۔ دونوں جملوں کا حاصل یہ ہے۔ کہ غار کچھ اس طرح واقع تھا۔ کہ غار کے اندر سونے والوں پر دن کے کسی وقت بھی دھوپ نہیں پڑ سکتی۔ مگر تازہ ہوا ہر وقت پہنچ سکتی تھی۔ تو غار میں عرصۂ دراز تک سوئے رہنا اور ہر قسم کی تکلیف اور گزند سے محفوظ رہنا۔ یہاں تک کہ اس اثنا میں ان پر سورج کی کرن تک نہیں پڑی اس میں اصحاب کہف کی قدرت اور ان کے اختیار و تصرف کو کوئی دخل نہیں تھا۔ بلکہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے کیا اور یہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کے واضح نشانات ہیں۔ **۱۷** اللہ تعالیٰ نے تو توحید کے دلائل واضح فرما دیئے ہیں۔ اب ہدایت اور ایمان کی توفیق صرف اسی کو ملے گی جو طلب صادق سے راہِ ہدایت کا متلاشی ہوگا۔ اور جو جان بوجھ کر عناداً گمراہی اختیار کرے گا۔ اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ **۱۸** یہ فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ الخ سے متعلق ہے اس آیت میں اصحاب کہف کے غار میں سونے کی کیفیت اور غار کے اندرونی ہیبتناک منظر کا نقشہ پیش کیا گیا ہے۔ جب وہ غار میں سو رہے تھے۔ اس وقت اگر ان کو کوئی دیکھتا۔ تو نیند کے ظاہری آثار نہ پا کر ان کو بیدار سمجھ لیتا۔ حالانکہ ان پر نیند طاری ہو چکی تھی۔ اور اگر کوئی شخص غار میں ان پر جھانکتا تو ان کے رعب و جلال کی تاب نہ لا کر الٹے پاؤں بھاگ کھڑا ہوتا جب وہ سو رہے تھے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ ان کی کروٹیں بدلتا رہا۔ تاکہ بدن کے تمام حصوں کو تازہ ہوا لگتی رہے اور وہ گزند سے محفوظ رہیں۔ مگر اس دوران میں اصحاب کہف کا اپنا حال یہ تھا۔ کہ وہ اپنے حال و ماحول سے بالکل بے خبر اور دنیا و مافیہا سے کلیۃً غافل پڑے تھے۔ تو وہ کس طرح معبود بننے اور عبادت و پکار کے لائق ہو سکتے ہیں۔ **۱۹** یہ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ الخ کی تفصیل ہے۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کَذٰلِكَ میں کاف تشبیہ کے لئے نہیں بلکہ بیان کمال کے لئے ہے۔ یعنی اس قدر طویل عرصہ کے بعد یوں ہم نے ان کو بیدار کیا۔ یہ ہماری قدرت کا کمال تھا اس میں ان کے اختیار و تصرف کا دخل نہیں تھا۔ لِيَتَسَآءَلُوْا میں لام بَعَثْنٰا سے متعلق ہے۔ یعنی ہم نے ان کو عرصۂ دراز کے بعد بیدار کیا۔ تاکہ وہ ایک دوسرے سے پوچھیں کہ انہیں سوئے ہوئے کتنی مدت ہوئی۔ چنانچہ جب وہ بیدار ہوئے۔ تو انہیں بولا کہ لَبِثْتُمْ باقیوں نے کہا اللہ ہی بہتر

نصف القرآن باعتبار عدد الحروف بانّ التّاء بعد الباء من النصف الاول واللام الثانيه من النصف الاخير ۱۲

کاف بیان کمال
کے لئے ہے ۱۲

بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ لَوِاطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ

پسار رہا ہے اپنی باہیں چوکھٹ پر اگر تو جھانک کر دیکھے ان کو

لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ⑱ وَ

تو پیٹھ دے کر بھاگے ان سے اور بھر جائے تجھ میں ان کی دہشت ف۱ اور

كَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ قَالَ قَآئِلٌ

اسی طرح ان کو جگا دیا ہم نے کہ آپس میں پوچھنے لگے ۱۹ ایک بولا

مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ

ان میں کتنی دیر ٹھہرے تم بولے ہم ٹھہرے ایک دن یا دن سے کم

قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ

بولے تمہارا رب ہی خوب جانے جتنی دیر تم رہے ہو اب بھیجو ۲۰ اپنے میں سے ایک کو

بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى

یہ روپیہ دے کر اپنا اس شہر میں پھر دیکھے کونسا کھانا ستھرا ہے

طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا

سو لائے تمہارے پاس اس میں سے کھانا اور نرمی سے جائے اور

يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ⑲ اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ

جتا نہ دے تمہاری خبر کسی کو ف وہ لوگ اگر خبر پا لیں تمہاری

يَرْجُمُوْكُمْ اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ فِيْ مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا

پتھروں سے مار ڈالیں تم کو یا لوٹا لیں تم کو اپنے دین میں اور تب تو بھلا نہ ہو تمہارا

اِذًا اَبَدًا ⑳ وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوْٓا

کبھی اور اسی طرح خبر ظاہر کر دی ہم نے ۲۱ ان کی تاکہ لوگ جان لیں

اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا

کہ اللہ کا وعدہ ٹھیک ہے اور قیامت کے آنے میں دھوکہ نہیں

موضح قرآن ف۱ کہتے ہیں سوتے میں ان کی آنکھیں کھلی ہیں اس سے کوئی جانتے جاگتے ہیں اور حق تعالیٰ نے اس مکان میں دہشت رکھی ہے لوگ تماشہ نہ بکریں کہ وہ بے آرام ہوں اُن کیساتھ ایک کتا بھی لگ لیا تھا وہ بھی زندہ رہ گیا اگرچہ کتا رکھنا بُرا ہے۔ لیکن لاکھ میں ایک بھلا بھی ہے ف۲ سینکڑوں برس رہنا انکو ایک دن معلوم ہوا مرگ اور سونا برابر ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ چنانچہ خفتن ایشانرا نشانہ ساختیم ۱۲۔

جانتا ہے۔ تم کتنا عرصہ سوتے ہو۔ اس سوال وجواب سے معلوم ہوا۔ کہ اصحاب کہف اپنی مدت خواب کے بارے میں حتمی طور پر کچھ نہیں جانتے تھے۔ جب ان کے اپنے حالات کے بارے میں ان کی لاعلمی کا یہ حال تھا۔ تو وہ دوسروں کی پکاریں اور فریادیں کیونکر سن سکتے تھے۔

نکتہ:۔ حبر الامۃ ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ اصحاب کہف سات نفر تھے۔ وہ فرماتے ہیں۔ قَالَ كَمْ لَبِثْتُمْ سے معلوم ہوا۔ کہ ان میں سے ایک نے سوال کیا قَالُوْا لَبِثْنَا الخ اس سے پتہ چلا۔ جنہوں نے پہلا جواب دیا تھا۔ وہ کم از کم تین تھے۔ کیونکہ قَالُوْا جمع ہے اور عربی میں جمع کا اقل رتبہ تین ہے قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ یہاں بھی قَالُوْا جمع ہے اس سے معلوم ہوا۔ کہ دوسرا جواب دینے والے بھی کم از کم تین تھے۔ اس طرح کل سات ہوئے۔ (مدارک ج ۳ ص ۶۰۵)۔ **ف۲۰** یہ بھی ماقبل ہی سے متعلق ہے۔ ماقبل سے اصحاب کہف کے غیب داں ہونے کی نفی کی گئی۔ یہاں اس کے ساتھ ان کے مختار و متصرف ہونے کی نفی بھی کی گئی ہے۔ بیدار ہو کر انہوں نے ایک ساتھی کو شہر میں کھانا خرید کر لانے کے لئے بھیجا۔ معلوم ہوا۔ وہ تو خود کھانے پینے کے محتاج ہیں دوسروں کی کیا حاجت برآری کریں گے۔ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا انہوں نے اپنے ساتھی کو ہدایت کی۔ کہ کھانا دیکھ بھال کر خریدے تمہیں کسی مشرک کے ہاتھ کا ذبیحہ نہ لے آئے کیونکہ وہ اپنے طواغیت کے نام پر جانوروں

اِذْ يَتَنَازَعُوْنَ بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوْا
جب جھگڑ رہے تھے ف۳۲ آپس میں اپنی بات پر پھر کہنے لگے بناؤ
عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا ؕ رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ
ان پر ایک عمارت ف۱ ان کا رب خوب جانتا ہے ان کا حال بولے وہ لوگ
غَلَبُوْا عَلٰٓى اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا ㉑
جن کا کام غالب تھا ف۳۳ ہم بنائیں گے ان کی جگہ پر عبادت خانہ ف۲
سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ
اب یہی کہیں گے وہ تین ہیں ف۳۴ چوتھا ان کا کتا اور یہ بھی کہیں گے
خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ
وہ پانچ ہیں ف۳۵ چھٹا ان کا کتا بدوں نشانہ دیکھے پتھر چلانا اور یہ بھی کہینگے
سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ؕ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ
وہ سات ہیں اور آٹھواں ان کا کتا تو کہہ میرا رب خوب جانتا ہے ان کی گنتی
مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ ۫ فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ اِلَّا مِرَآءً
ان کی خبر نہیں رکھتے مگر تھوڑے لوگ سو مت جھگڑ ان کی بات میں ف۳۶ مگر سرسری
ظَاهِرًا ۖ وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا ㉒ وَلَا
جھگڑا اور مت تحقیق کر ان کا حال ان میں کسی سے ف۳ اور نہ
تَقُوْلَنَّ لِشَايْءٍ اِنِّيْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ㉓ اِلَّآ اَنْ
کہنا کسی کام کو ف۳۷ کہ میں یہ کروں گا کل کو مگر یہ کہ
يَّشَآءَ اللّٰهُ ۫ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ وَقُلْ عَسٰٓى
اللہ چاہے ف۱ اور یاد کر لے اپنے رب کو جب بھول جائے ف۳۸ ف۲ اور کہہ امید ہے
اَنْ يَّهْدِيَنِ رَبِّيْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا ㉔
کہ میرا رب مجھ کو دکھلائے ف۳۹ اس سے زیادہ نزدیک راہ نیکی کی ف۴

ع۳ ۱۵

جملہ معترضہ ۱۲

موضح قرآن

ف۱ ایک ان میں روپیہ لے کر گیا شہر کو وہاں سب چیز اُپری دیکھی اس مدت میں کئی قرن بدل گئے شہر کے لوگ اس روپیہ کا سکہ دیکھ کر حیران ہوئے کہ کس بادشاہ کا نام ہے اور کس عہد کا ہے۔ جانا کہ اس شخص نے گڑا مال پایا قدیم کا آخر بادشاہ تک پہنچا اس سے پوچھ کر سب احوال معلوم کیا اور اس وقت اس شہر میں دو مذہب کے لوگ تھے ایک آخرت میں جینے کے قائل اور دوسرے منکر جھگڑا پڑ رہا تھا، بادشاہ منصف تھا، چاہتا تھا کہ ایک طرف کی کوئی سند ہاتھ لگے تو دوسروں کو سمجھا دیوے، اللہ نے یہ سند بھیج دی، بادشاہ آپ جا کر غار میں سب کو دیکھ آیا، ہر ایک سے احوال سن آیا، تب اس شہر کے لوگ آخرت پر یقین لائے کہ یہ قصہ بھی دوسری بار جینے سے کم نہیں۔ **ف۲** اصحاب کہف کا دین مذہب اللہ کو معلوم ہے کہ فقط توحید پر قائم تھے اور کسی نبی کی شریعت پکڑنے نہیں پائے مگر جو لوگ ان کی خبر پا کر معتقد ہوئے اور پاس مکان زیارت بنادیا وہ نصاریٰ تھے اصحاب کہف سب لوگوں کو رخصت کر کر پھر سو گئے۔ **ف۳** یعنی ان باتوں میں جھگڑنا کچھ حاصل نہیں رکھتا۔ ابن عباس نے کہا کہ وہ سات ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پہلی دو باتوں کو نشانہ کہا، اور اس کو نہیں کہا۔ **ف۴** اصحاب کہف کا قصہ تاریخ کی کتابوں میں نادرات میں لکھا تھا ہر کسی کو خبر کہاں ہو سکتی، کافروں نے یہود کے سکھانے سے حضرت کو پوچھا آزمانے کو حضرت نے وعدہ کیا کہ کل بتادوں گا، اس بھروسے پر کہ جبرئیل آویں گے تو پوچھ دوں گا جبرئیل نہ آئے اٹھارہ دن تک۔ حضرت نہایت غمگین ہوئے آخر یہ قصہ لے کر آئے اور پیچھے یہ نصیحت کہ اگلی بات وعدہ نہ کریئے بغیر ان شاء اللہ، اگر ایک وقت بھول جاوے تو پھر یاد کر کر کہہ لیوے اور فرمایا کہ امید رکھ تیرا درجہ اللہ اس سے زیادہ کرے یعنی کبھی نہ بھولے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بگوئی خواہم کرد ان شاء اللہ تعالیٰ ۱۲ ف۲ یعنی باز متنبہ نشوی ۱۲۔

کو ذبح کرتے تھے۔ عن ابن عباس فی قولہ اَزْکٰی طَعَامًا قال احل ذبیحۃ وکانوا یذبحون للطواغیت (الدر المنثور ج ۴ ص ۲۱۶) اصحاب کہف غیر اللہ کے ذبیحوں سے دور بھاگتے تھے۔ تو وہ اپنے لئے کس طرح نذریں نیازیں پسند کر سکتے تھے۔ اسی طرح اگر بازار میں جانے والا نوجوان عیب داں ہوتا تو بھیجنے والوں کو یہ اندیشہ کبھی نہ ہوتا کہ وہ حرام گوشت خرید لائے گا۔ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا اسے یہ بھی ہدایت کی کہ وہ خرید و فروخت میں دوکاندار سے نرمی کا برتاؤ کرے کہیں جھگڑے کی صورت پیدا ہو کر ہمارا راز منکشف نہ ہو جائے۔ اگر خدانخواستہ اس کا راز فاش ہو جائے تو وہ دوسروں کا حال کسی کو نہ بتائے۔

وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوا

اور مدت گذری ان پر اپنی کھوہ میں ف۳۰ تین سو برس اور ان کے اوپر

تِسْعًا ﴿۲۵﴾ قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا ۚ لَهٗ غَيْبُ

نو تو کہہ اللہ خوب جانتا ہے جتنی مدت ان پر گذری اسی کے پاس ہیں چھپے بھید

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ ۭ مَا لَهُمْ

ف۳۱ آسمان اور زمین کے کیا عجیب دیکھتا اور سنتا ہے کوئی نہیں

مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ ۡ وَّلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا ﴿۲۶﴾

بندوں پر اس کے سوائے مختار ف۳۲ اور نہیں شریک کرتا اپنے حکم میں کسی کو

وَاتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ۚ لَا

اور پڑھ جو وحی ہوئی ف۳۳ تجھ کو تیرے رب کی کتاب سے کوئی

مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿۲۷﴾

بدلنے والا نہیں اس کی باتیں ف۳۴ اور کہیں نہ پائے گا تو اس کے سوائے چھپنے کو جگہ

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ

اور روکے رکھ اپنے آپ کو ان کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو ف۳۵

بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ

صبح اور شام طالب ہیں اس کی رضا کے اور نہ دوڑیں

عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ

تیری آنکھیں ان کو چھوڑ کر تلاش میں رونق زندگانی ف۳۶ دنیا کی

وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ

اور نہ کہا مان اس کا جس کا دل غافل کیا ہم نے اپنی یاد سے اور پیچھے پڑا ہوا ہے

هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿۲۸﴾ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ

اپنی خوشی کے اور اس کا کام ہے حد پر نہ رہنا ف۲ اور کہہ سچی بات ہے ف۳۷

۱۔ پہلا امر متفرع
۲۔ ثمرۂ قصہ ۱۲
۳۔ دوسرا امر متفرع
اور دلیل وحی ۱۲
۴۔ تیسرا امر متفرع
۵۔ چوتھا امر متفرع ۱۲
پانچواں امر متفرع ۱۲
۶۔ چھٹا امر متفرع ۱۲

اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ یہاں اِنَّ تعلیلیہ ہے کیونکہ اگر لوگوں کو تمہارا علم ہو گیا۔ تو وہ تمہیں جان سے مار ڈالیں گے۔ یا پھر تمہیں دوبارہ اپنے دین شرک میں لوٹا لیں گے۔ اصحاب کہف کا یہ خوف و ہراس ان کے عجز کی واضح دلیل ہے۔ اس لئے وہ کارساز بننے کے لائق نہیں ہیں۔ ف۲۱ یہاں بھی کاف بیان کمال کے لئے ہے۔ یعنی ہم نے اس زمانہ میں اصحاب کہف پر قرب و جوار کے لوگوں کو مطلع کیا۔ تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ قیامت ضرور آئے گی۔ اس کی آمد میں کوئی شک نہیں۔ جس وقت اصحاب کہف بیدار ہوئے۔ اس زمانے کے لوگ ایک مسئلہ پر دو فریق ہو چکے تھے۔ اس وقت کا بادشاہ مومن موحد تھا۔ وہ اور اسکے طرف دار کہتے تھے کہ قیامت ضرور آئے گی۔ لیکن مشرکین قیامت کے منکر تھے۔ اصحاب کہف کے سینکڑوں برس سونے کے بعد بیدار ہونے کا واقعہ پیش آگیا۔ جس سے بادشاہ اور اس کے ہم خیال لوگ بہت خوش ہوئے کیونکہ انہیں اپنے دعوے پر ایک دلیل مشاہدہ ہاتھ آگئی۔ اس سے ایک طرف ان کے اپنے ایمان و یقین میں قوت اور مضبوطی پیدا ہو گئی۔ دوسری طرف انہوں نے مشرکین کو لاجواب کر دیا۔ ف۲۲ یہ آیت اصحاب کہف کے دوبارہ غار میں واپس جا کر عبادت و ریاضت میں مصروف ہو جانے کے بعد سے متعلق ہے۔ قرآن مجید چونکہ قصوں کو محض قصوں کی حیثیت سے ذکر نہیں کرتا بلکہ استشہاد کے لئے ذکر کرتا ہے اس لئے قرآن کا دستور یہ ہے کہ وہ قصوں کے اصل مسئلہ سے غیر متعلق حصوں کو حذف کر دیتا ہے۔ چنانچہ جب اصحاب کہف دوبارہ غار میں چلے گئے تو اس کے بعد ان پر کیا گذری قرآن نے اس کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ جب اصحاب کہف دوبارہ غار میں پہنچ کر عبادت اور یاد الٰہی میں مصروف ہو گئے۔ تو لوگوں میں ان کے غار پر یادگار تعمیر کرنے کے بارے میں اختلاف ہو گیا۔ کہ کس قسم کی عمارت بنائی جائے اور کس طرح ان کی یادگار قائم کی جائے۔ چنانچہ اس مسئلہ پر لوگوں میں دو رائیں ہو گئیں مشرکین کہنے لگے۔ کہ اصحاب کہف چونکہ ابتداء میں ہمارے مذہب پر تھے اس لئے ہم اس غار پر ان کا مندر یا ان کی یادگاری سرائے بنائیں گے۔ ان الکفار قالوا انھم کانوا علی دیننا فنتخذ علیھم بنیانا (کبیر ج ۵ ص ۶۷۵) وروی ان طائفۃ کافرۃ قالت نبنی بیعۃ او مضیفا (قرطبی ج ۱۰ ص ۳۷۹) مگر مسلمانوں نے جو اپنے مشن میں غالب ہوئے تھے۔ کہا کہ ہم تو غار پر مسجد بنا کر اس میں اللہ کی عبادت کریں گے۔ اصحاب کہف سے اور ان کی جگہ

موضح قرآن ف۱ جتنی مدت سو کر وہ جاگے تھے تاریخ والے کئی طرح بتاتے تھے سب سے ٹھیک وہی جو اللہ بتا دے، یہاں تک قصہ ہو چکا۔ ف۲ ایک کافر حضرت کو سمجھانے لگا کہ اپنے پاس رذالوں کو نہ بیٹھنے دو کہ سردار تم پاس بیٹھیں، رذالہ کہا غریب مسلمان کو اور سردار دولت مند کافروں کو اسی پر یہ آیت اتری۔

سے تبرک حاصل کریں گے اور اس کے ذریعے سے ان کے آثار و نشانات کی یادگار قائم کریں گے۔ یصلی فیہ المسلمون و یتبرکون بھم (مظہری ج ۶ ص۲۳۰) یصلی فیہ المسلمون و یتبرکون بمکانھم (مدارک ج ۳ ص۲) لنتخذن علیھم مسجدًا نعبد اللہ فیہ و نستبقی آثار اصحاب الکھف بسبب ذلک المسجد (کبیر ج ۵ ص۶۰۲)، رفتہ رفتہ نوبت یہاں تک پہنچی کہ وہاں شرک ہونے لگا۔ لوگوں نے اصحاب کہف کی عبادت و پوجا شروع کر دی۔ ان کے نام کی نذریں منتیں دینے لگے۔ اور ان کو متصرف و کارساز سمجھ کر غائبانہ پکارنے لگے۔ **ف۲۳** اس سے مراد اس وقت کے مسلمان ہیں۔ ای من المسلمین و ملکھم (مدارک) **ف۲۴** س استقبال کے لیے ہے اور یقولون کی ضمیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم عصر یہود کی طرف راجع ہے اس سے اصحاب کہف کی تعداد میں علماء یہود کے اختلاف کا ذکر مقصود ہے تاکہ واضح ہو جائے کہ جس واقعہ کو انہوں نے بطور امتحان پیش کیا ہے اس کی پوری حقیقت سے وہ خود بھی آگاہ نہیں ہیں۔ الضمیر فیہ و فی الفعلین بعدہ کما اختارہ ابن عطیۃ و بعض المحققین للیھود المعاصرین لہ صلی اللہ علیہ وسلم الخائضین فی قصۃ اصحاب الکھف (روح ج ۱۵ ص۲۴۲) یعنی جب آپ اصحاب کہف کا واقعہ بیان کریں گے۔ تو یہود کے بعض علماء ان کی تعداد کتے کے علاوہ تین بتائیں گے۔ **ف۲۵** یہ سیقولون پر معطوف ہے۔ اور بعض ان میں سے اصحاب کہف کی تعداد کتے کے علاوہ پانچ بتائیں گے۔ رَجْمًا بِالْغَیْبِ لیکن یہ سب اندھیرے کے تیر ہیں صحیح بات کا ان میں سے کسی کو علم نہیں۔ وَ یَقُوْلُوْنَ سَبْعَۃٌ الخ اور کچھ لوگ ان کی تعداد کتے کے علاوہ سات بتائیں گے۔ اس یقولون کا فاعل یا تو علماء یہود ہی کی ایک جماعت ہے۔ یا اس سے مراد مسلمان ہیں۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطلاع سے مسلمان یہ تعداد بتائیں گے۔ قُلْ رَّبِّیْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِھِمْ آپ فرما دیجئے۔ ان کی صحیح صحیح تعداد اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے مَا یَعْلَمُھُمْ اِلَّا قَلِیْلٌ ان کی صحیح صحیح گنتی کو بہت کم لوگ جانتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں۔ میں بھی ان قلیل میں سے ہوں، جو ان کی صحیح صحیح تعداد جانتے ہیں وہ سات تھے اور آٹھواں اُن کا کتا تھا۔ قال (ابن عباس) حین وقعت الواو انقطعت العدۃ ای لم یبق بعدھا عدۃ عاد یلتفت الیھا و ثبت انھم سبعۃٌ و ثامنھم کلبھم علی القطع والبتات (روح ج ۱۵ ص۲۴۲) تیسرے قول کی صحت کی ایک دلیل یہ بھی ہے۔ کہ پہلے دونوں اقوال کے بعد رجمًا بالغیب فرمایا۔ اور تیسرا قول اس کے بعد ذکر فرمایا۔ تو اس سے معلوم ہوا۔ کہ پہلے دونوں قول اندھیرے کے تیر ہیں اور محض ظن و تخمین پر مبنی ہیں۔ اور تیسرا قول یقینی اور شک و شبہہ سے بالاتر ہے۔ (کبیر ج ۵ ص۶۰۷) **ف۲۶** آپ اصحاب کہف کی تعداد اور ان کے واقعہ کی بابت اہل کتاب سے سرسری بحث کے سوا زیادہ بحث و تمحیص نہ کریں۔ بس صرف وحی کے مطابق پورا واقعہ بیان فرما دیں۔ اور اس سے خود بخود غلط اقوال کی تردید ہو جائے گی۔ وَلَا تَسْتَفْتِ فِیْھِمْ الخ اور اصحاب کہف کے بارے میں اہل کتاب سے کسی قسم کا سوال نہ کریں کیونکہ وحی کے ذریعے ہم نے ان سے متعلق تمام ضروری باتیں بیان کر دی ہیں۔ **ف۲۷** یہ جملہ معترضہ ہے ہر واعظ اور ناصح حکیم کا یہ طریقہ ہے۔ کہ اگر وعظ کے دوران میں وعظ کے کسی حصہ پر کوئی ایسی ضروری بات متفرع ہو سکے جو سامعین سے متعلق ہو۔ تو وہ سلسلہ وعظ کو بند کر کے سامعین کو اس ضروری بات کی طرف متوجہ کرتا ہے تاکہ اسے خوب یاد رکھ لیا جائے۔ یہاں بھی ایسا ہی ہے۔ اصحاب کہف کا واقعہ بیان کرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کر کے فرمایا کہ جو کام آپ کو کل کے دن کرنا ہو۔ اسے آپ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی مشیت سے متعلق فرما دیا کریں۔ اور اس کے ساتھ انشاءاللہ ضرور کہا کریں۔ چونکہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھول ہو گئی تھی۔ کہ جب مشرکین قریش نے بطور امتحان آپ سے تین باتیں پوچھیں تو آپ نے کل کو جواب دینے کا وعدہ فرمایا۔ اور "انشاءاللہ" نہ کہا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کا واقعہ بیان کرنے کے بعد یاد دہانی فرمائی۔ کہ انسان اپنے دل میں کچھ ارادہ کرتا ہے۔ مگر ہوتا وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہو اور جو کچھ ہوتا ہے۔ محض اللہ کے ارادے اور اس کی مشیت سے ہوتا ہے۔ چنانچہ اصحاب کہف جب غار میں داخل ہوئے۔ تو ان کا ارادہ یہ تھا۔ کہ تھوڑی دیر آرام کر کے پھر اٹھیں گے۔ مگر ان کے ارادے کے خلاف اللہ تعالیٰ نے ان کو تین سو نو سال سلائے رکھا۔ اسی طرح انہوں نے اپنے ساتھی کو اس ارادے سے شہر میں بھیجا کہ وہ کھانا خرید کر لائے۔ مگر ان کے ارادے کے برعکس کچھ اور ہی رونما ہو گیا۔ علیٰ ھذا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ارادہ یہ تھا۔ کہ آج یا کل وحی کے ذریعے قریش کے سوالوں کا جواب مل جائے گا۔ تو کل ان کو بتا دوں گا۔ مگر اس کے برعکس ہوا یہ کہ پورے پندرہ یوم تک وحی نہ آئی۔ اس لئے آپ ہر معاملے کو مشیت الٰہی کے سپرد فرما دیا کریں۔ **ف۲۸** یہاں نسیان کا حکم بیان فرمایا۔ کہ اگر کبھی "انشاءاللہ" کہنا بھول جائیں تو اس کے بعد جب یاد آجائے اس وقت کہہ لیا کریں۔ خواہ کتنے ہی عرصہ کے بعد یاد آئے اس سے اللہ کے نام سے ترک تبرک کا تدارک تو ہو جائے گا۔ باقی رہا تغیر حکم کے لئے انشاءاللہ کہنا تو اس کا کلام سے متصل ہونا ضروری ہے۔ وھذا المحمول علی تدارک التبرک بالاستثناء فاما الاستثناء المغیر حکما فلا یصح الا متصلا (مدارک ج ۳ ص۸)۔ **ف۲۹** آئندہ زمانے میں مجوزہ ہر کام کو اللہ تعالیٰ کے ارادے اور اس کی مشیت سے معلق فرمایا کریں اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کریں کہ جو کام میں آئندہ کرنا چاہتا ہوں شاید اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ اچھی تدبیر سجھا دے اور اس میں پوری کامیابی عطا فرما دے۔ یا مطلب یہ ہے کہ آپ کو یہ کہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ کہ شاید اللہ تعالیٰ مجھ کو ایسے دلائل و معجزات عطا فرما دے جو اصحاب کہف کے واقعہ سے کہیں زیادہ حیرت انگیز اور میری نبوت و رسالت پر حجت قاطعہ ہوں۔ (کبیر ج ۵ ص۶۰۶) **ف۳۰** یہ امر متفرع ذکر کرنے کے بعد اصل واقعہ کی طرف عود ہے جو چیز پہلے فَضَرَبْنَا عَلٰٓی اٰذَانِھِمْ فِی الْکَھْفِ سِنِیْنَ عَدَدًا میں بالاجمال ذکر کی تھی۔ یہاں اس کی تفصیل کر دی۔ یعنی اصحاب کہف نیند کی حالت میں غار میں تین سو نو برس ٹھہرے قال مجاھد ھو بیان لمجمل قولہ تعالی فَضَرَبْنَا عَلٰٓی اٰذَانِھِمْ فِی الْکَھْفِ سِنِیْنَ عَدَدًا (بحر ج ۶ ص۱۱۶) بعض لوگوں کا خیال ہے کہ لَبِثُوْٓا الخ بھی یَقُوْلُوْنَ کے تحت داخل ہے اور اس سے بھی بعض لوگوں کا قول نقل کرنا مقصود ہے مگر یہ خیال سراسر غلط ہے قرآن کا اسلوب نظم اس کی تائید نہیں کرتا کیونکہ دونوں مضمونوں کے درمیان دو تین مختلف مضامین کا فاصلہ حائل ہے۔ قُلِ اللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا الخ ازالۂ شبہہ کے بعد واقعہ اصحاب کہف پر چھ امور متفرع کئے گئے۔ یہ پہلا امر متفرع ہے۔ آپ فرما دیجئے کہ اصحاب کہف کے ٹھہرنے کی صحیح مدت صرف اللہ تعالیٰ

ہی کو معلوم ہے۔ اس لئے صحیح مدت وہی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے۔ یعنی تین سو نو سال ای ھو اعلم من الذین اختلفوا فیہم بمدۃ لبثہم و الحق ما اخبرك بہ (مدارک ج ۳ ص ۹) اصحاب کہف کا قصہ یہاں ختم ہوا۔ اس کا آخری جملہ قصے کا ثمرہ ہے۔ یعنی اصحاب کہف غار میں کتنا عرصہ سوئے۔ اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ خود اصحاب کہف کو بھی اس مدت کا علم نہیں۔ تو جو لوگ خود اپنے حال سے بے خبر ہیں وہ دوسروں کے کارساز اور حاجت روا کس طرح بن سکتے ہیں۔

ثمرۂ واقعہ

۳۱؎ اصحاب کہف کے واقعہ سے مشرکین کو ان کے غیب داں اور مختار ہونے کا شبہہ ہوا تھا اللہ تعالیٰ نے واقعہ بیان کر کے اس کے ہر پہلو سے مشرکین کے شبہہ کو رد فرمایا۔ اب آخر میں پورے واقعہ کا ثمرہ اور نتیجہ صراحت سے بیان فرما دیا کہ اس واقعہ کی تفصیل سے ثابت ہوا۔ کہ اصحاب کہف نہ غیب داں ہیں۔ نہ مالک و مختار، عالم الغیب بھی صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور مالک و مختار بھی وہی ہے لَهٗ خبر کو مقدم کر کے حصر کے ساتھ دعویٰ فرمایا۔ کہ آسمانوں اور زمین کی چھپی چیزوں کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اور کسی کو نہیں۔ اَبْصِرْ بِهٖ وَ اَسْمِعْ یہ دونوں فعل تعجب کے صیغے ہیں یعنی وہ ایسا دیکھنے والا اور ایسا سننے والا ہے کہ زمین و آسمان کی کوئی چیز اور کوئی بات اس کے علم سے باہر اور اس سے پوشیدہ نہیں۔ یہاں تک نتیجے کا ایک جزو بیان ہوا۔ کہ غیب داں صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اصحاب کہف غیب داں نہیں ہیں۔ **۳۲؎** حضرت شاہ عبدالقادرؒ وَلِیٍّ کا ترجمہ لفظ مختار سے کرتے ہیں۔ یہ نتیجہ کے دوسرے جزو کا بیان ہے یعنی ساری مخلوق کا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کارساز اور مختار نہیں اللہ ہی سب کا مددگار اور کارساز ہے اور اس نے کسی کو مختار نہیں بنایا۔ نہ اصحاب کہف کو نہ کسی اور کو جیسا کہ مشرکین نے سمجھ رکھا تھا۔ وَلَا یُشْرِكُ فِیْ حُكْمِهٖۤ اَحَدًا اللہ تعالیٰ اپنے اختیار و تصرف اور اپنے حکم و قضا میں منفرد و لاشریک ہے۔ اور کوئی اس کا شریک نہیں نہ کوئی نبی یا ولی نہ کوئی فرشتہ یا جن اور نہ اصحاب کہف انہ تعالیٰ ھو الذی لہ الخلق و الامر الذی لا معقب لحکمہ و لیس لہ وزیر و لا نصیر و لا شریك و لا مشیر تعالیٰ و تقدس (ابن کثیر ج ۳ ص ۸۰) بعض مفسرین نے حکم سے علم غیب مراد لیا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے علم غیب میں کسی کو شریک نہیں کرتا و قیل الحکم ھھنا بمعنی علم الغیب ای لا یشرك فی علم غیبہ اَحَدًا (مظہری ج ۶ ص ۲۹) اس صورت میں یہ آیت علم غیب عطائی کی نفی پر دلیل ہے۔ اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات سے مختص علم غیب یعنی ما کان و ما یکون کا کلی تفصیلی علم کسی کو عطا نہیں فرمایا۔

دلیل وحی

۳۳؎ اصحاب کہف کا واقعہ بیان کرنے کے بعد اس کا ثمرہ بیان فرمایا۔ جس میں دو باتیں واضح کی گئیں اول یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہیں دوم یہ کہ اللہ کے سوا کوئی مختار و متصرف نہیں۔ گویا کہ یہ ایک دعویٰ ہے جو دو شقوں پر مشتمل ہے اب یہاں سے اس پر دلیل وحی پیش کی گئی ہے اُتْلُ امر ایجاد فعل کے لئے نہیں بلکہ ابقاء فعل کے لئے ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ آپ اللہ کی وحی سے دلائل توحید پڑھ کر سنانا شروع کر دیں۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ اللہ کی وحی اور اللہ کی کتاب سے جس طرح آپ پہلے مسئلہ توحید بیان کر رہے تھے اسی طرح اب بھی کرتے رہیں اور اس سلسلے کو جاری رکھیں ای لازم تلاوۃ ذلك علی اصحابك (روح ج ۱۵ ص ۲۵۷) امرہ علیہ السلام بالمداومۃ علی دراستہ (ابو السعود ج ۵ ص ۲۰۰) **۳۴؎** اللہ تعالیٰ کے کلمات اور اس کی آیات جن میں مسئلہ توحید بیان کیا گیا ہے وہ اٹل اور محکم ہیں اور انہیں کوئی بدل نہیں سکتا۔ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا واؤ تعلیل کے لئے ہے اور یہ جملہ ماقبل کی علت ہے یعنی جب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی جائے پناہ نہیں۔ اور اس کے سوا کوئی مختار و متصرف نہیں تو اس کی آیات کو بھی کوئی بدلنے والا نہیں۔ مُلْتَحَدًا کے معنی جائے پناہ اور ملجا و ماویٰ کے ہیں یعنی اگر بالفرض آپ یا کوئی اور اللہ کے کلمات میں تبدل و تغیر کا ارادہ کرے تو اسے اللہ کے عذاب سے بچنے کے لئے اللہ کے سوا کہیں پناہ نہیں ملے گی۔ ای ملجأ تعدل الیہ ان ھممت بذلك (مدارک ج ۳ ص ۹) **۳۵؎** یہ تیسرا امر متفرع ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیہ ہے یعنی آپ صبر و استقامت کے ساتھ مسئلہ توحید کی اشاعت کرتے رہیں اور جو لوگ مسئلہ توحید مان چکے ہیں۔ اور محض اللہ کی رضا کے طلبگار ہیں صبح و شام حاجات و مشکلات میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں اور کسی کو اس کا شریک نہیں بناتے۔ آپ ان کا ساتھ نہ چھوڑیں حاصل یہ کہ آپ اپنے دعوے پر قائم رہیں اور ان لوگوں کے ساتھ مجلس کریں جو محض اللہ کی بندگی کرتے اور صرف اسی کو پکارتے ہیں اور شرک نہیں کرتے۔ اَلَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ میں حصر ہے یعنی وہ صرف اللہ ہی کو پکارتے ہیں اور اس کے ساتھ کسی کو نہیں پکارتے۔ یہاں اگرچہ کوئی کلمۂ حصر موجود نہیں لیکن مفہوم حصر کے لئے کلمات حصر کا وجود ضروری نہیں جیسا کہ علمائے نحو نے تصریح کی ہے بلکہ بعض دفعہ قرائن اور سیاق و سباق سے بھی حصر کا مفہوم پیدا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ یہاں حصر پر قرینہ موجود ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کو پکارنے سے مشرکین بھی منکر نہیں تھے بلکہ وہ بھی اپنی حاجات میں اللہ تعالیٰ کو پکارتے تھے مگر وہ اللہ تعالیٰ کی پکار میں اوروں کو بھی شریک کرتے تھے۔ اور صرف ایک اللہ کو نہیں پکارتے تھے۔ اس لئے اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں کی رفاقت و معیت کا حکم دیا جا رہا ہے جو صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے تھے اور اس کی پکار میں کسی اور کو شریک نہیں کرتے تھے۔ **۳۶؎** یہ چوتھا امر متفرع ہے۔ تُرِیْدُ جملہ عَیْنٰكَ کے ك سے حال ہے۔ والجملۃ علی القراءۃ المتواترۃ حال من کاف (عینك) وجازت الحال منہ لان جزء المضاف الخ (روح ج ۱۵ ص ۲۶۳) مطلب یہ ہے کہ دنیوی منافع کی خاطر توحید کو ماننے والوں سے آپ اپنی نگاہیں ہرگز نہ پھیریں۔ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا یہ پانچواں امر متفرع ہے۔ اور جن لوگوں کے دل اللہ کی توحید سے خالی اور اس کی یاد سے غافل ہیں اور جو اللہ

کی عبادت کے بجائے دنیا کی دولت جمع کرنے میں مشغول ہیں آپ ان کی پیروی نہ کریں۔ ای شغل عن الدین وعبادۃ ربہ بالدنیا (ابن کثیر ج ۳ ص۸۱)۔ ان آیتوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے۔ لیکن حقیقت میں یہ اُمت کو تعلیم ہے۔ **۳۷** یہ چھٹا امر متفرع ہے، اَلْحَقُّ خبر ہے اور اس کا مبتدا محذوف ہے اصل میں تھا ھُوَ الْحَقُّ اور اس سے مُراد بقول امام ضحاکؒ مسئلہ "توحید" ہے، امام مقاتلؒ فرماتے ہیں اس سے مراد "قرآن" ہے۔ قال الضحاک ھو التوحید وقال مقاتل ھو القرآن (بحر ج ۶ ص۱۲۱) یعنی آپؐ اعلان کر دیں کہ یہ مسئلہ توحید اور اللہ کے کلمات و آیات جن میں مسئلہ توحید اور دیگر احکام بیان کئے گئے ہیں سب حق ہیں اور اللہ کی جانب سے نازل شدہ ہیں۔ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ الخ یہ تہدید اور شان استغنا کا اظہار ہے مطلب یہ کہ ہم نے تو مسئلہ توحید کو اپنے پیغمبر کے ذریعے واضح کر دیا ہے۔ اور اس کی سچائی پر عقلی اور نقلی دلائل بھی قائم کر دیئے ہیں، جس کا جی چاہے اسے قبول کرے اور جس کا جی چاہے اس کا انکار کرکے شرک پر اڑا رہے، جو مان لے گا وہ ہمارا کچھ نہیں سنوارے گا بلکہ اس میں اس کا اپنا فائدہ ہے اور جو انکار کرے گا وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا بلکہ اپنی ہی عاقبت خراب کرے گا۔ وفیہ من التہدید والاستغناء عن متابعتھم (روح ج ۱۵ ص۲۶۶) **۳۸** یہ تخویف اخروی ہے مسئلہ توحید کا انکار کرنے والوں کے لئے سُرَادِقُ (قنات) جسطرح قناتیں آدمیوں کے گرد گھیرا ڈال لیتی ہیں، اسی طرح جہنم کی آگ کے شعلے جہنمیوں کو گھیر لیں گے، اَلْمُهْل (تیل کی تلچھٹ) جہنم میں جب ان کو پیاس لگے گی اور وہ پانی مانگیں گے، تو ایسے پانی سے ان کی تواضع کی جائے گی۔ جو تیل کی تلچھٹ کیطرح گندا اور اس قدر گرم ہوگا کہ ان کے موٹھوں کو بھون ڈالے گا۔ **۳۹** یہ مؤمنین کے لئے بشارت اخروی ہے۔ مشرکین کے شبہات کا مدلل رد کرنے کے بعد منکرین کے لئے تخویف اخروی اور مؤمنین کے لئے بشارت اخروی نازل ہوئی۔ واعلم انہ تعالیٰ لما وصف الکفر والایمان والباطل والحق اتبعہ بذکر الوعید علی الکفر والاعمال الباطلۃ وبذکر الوعد علی الایمان والعمل الصالح (کبیر ج ۵ ص۱۴۷) سُنْدُس باریک ریشم اور اِسْتَبْرَقٍ موٹے ریشم کو کہتے ہیں۔ السندس الرقیق من الدیباج والاستبرق الغلیظ منہ (مفردات ص۲۲۶) **۴۰** جو لوگ دنیوی شان و شوکت اور کثرت مال و دولت پر مغرور ہو کر حق اور توحید کو ٹھکرا دیتے اور زر و جواہر کے خزانوں پر فخر و مباہات کا اظہار کرتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ اپنی حکمت بالغہ اور کمال رحمت کے تحت تین طریقوں سے نصیحت فرماتا ہے تاکہ وہ راہ راست پر آجائیں۔ اوّل دولت کے دنیا ہی میں موجب عذاب ہونے کا اظہار فرما کر، دوم دنیوی مال و دولت کی قلت اور حقارت بیان فرما کر، سوم دولت دنیا کے آخرت میں بھی موجب عذاب ہونے کا ذکر فرما کر۔ ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے دو اسرائیلی بھائیوں قطروس مشرک اور یہودا مومن کا قصہ بیان کرکے پہلے طریقہ کے مطابق پند و نصیحت فرمائی ہے۔ یہ واقعہ دنیوی مال و متاع کی بے ثباتی، اور دولت دنیا پر مغرور ہو کر اللہ کی توحید کو چھوڑنے کے بد انجام کا واضح ثبوت اور شاہد ہے کہ قطروس مشرک اپنے باغات، مال و اولاد اور اپنے کنبے پر اس قدر مغرور تھا کہ اللہ کی

موضح قرآن ف حضرت نے فرمایا سونا اور ریشمی کپڑا مردوں کو ملنا ہے بہشت میں جو کوئی یہاں پہنے یہ چیزیں وہاں نہ پہنے۔

رَّبِّكُمْ قف فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ قف وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ج

تمہارے رب کی طرف سے پھر جو کوئی چاہے مانے اور جو کوئی چاہے نہ مانے

إِنَّآ أَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا لا أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ط

ہم نے تیار کر رکھی ہے **۳۸** گنہگاروں کے واسطے آگ کہ گھیر رہی ہیں ان کو اسکی قناتیں

وَإِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِى

اور اگر فریاد کرینگے تو ملے گا پانی جیسے پیپ بھون ڈالے

الْوُجُوْهَ ط بِئْسَ الشَّرَابُ ط وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۲۹﴾

منہ کو کیا برا ہے پینا اور کیا برا آرام

إِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ إِنَّا لَا

بے شک جو لوگ یقین لائے **۳۹** اور کیں نیکیاں ہم نہیں

نُضِيْعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا ج ﴿۳۰﴾ أُولٰٓئِكَ لَهُمْ

کھوتے بدلہ اس کا جس نے بھلا کیا کام ایسوں کے واسطے

جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ

باغ ہیں بسنے کے بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں پہنائے جائینگے

فِيْهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا

انکو وہاں کنگن سونے کے اور پہنیں گے کپڑے

خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّإِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٔيْنَ فِيْهَا

سبز باریک اور گاڑھے ریشم کے تکیہ لگائے ہوئے اُنمیں

عَلَى الْأَرَآئِكِ ط نِعْمَ الثَّوَابُ ط وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۳۱﴾

تختوں پر کیا خوب بدلہ ہے اور کیا خوب آرام ف

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ

اور بتلا ان کو **۴۰** مثل دو مردوں کی کر دیئے ہم نے ان میں سے ایک کے لئے دو باغ **۴۱**

ع ۴

۱۔ تخویف اخروی ۱۲
۲۔ بشارت اخروی ۱۳
دنیاداروں اور غریبوں کی اصلاح کے لئے تین طریق
اول ۳۔

مِنۡ اَعۡنَابٍ وَّحَفَفۡنٰهُمَا بِنَخۡلٍ وَّجَعَلۡنَا بَيۡنَهُمَا

انگور کے اور گرد ان کے کھجوریں اور رکھی دونوں کے بیچ میں

زَرۡعًا ؕ (۳۲) كِلۡتَا الۡجَـنَّتَيۡنِ اٰتَتۡ اُكُلَهَا وَلَمۡ تَظۡلِمۡ

کھیتی ف۱ دونوں باغ لاتے ہیں اپنا میوہ اور نہیں گھٹاتے ہیں

مِّنۡهُ شَيۡـئًا ۙ وَّفَجَّرۡنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ۙ (۳۳) وَّكَانَ لَهٗ

اس میں سے کچھ ۴۲ہ اور بہا دی ہم نے ان دونوں کے بیچ نہر اور ملا اس کو

ثَمَرٌ ۚ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗۤ اَنَا اَكۡثَرُ

پھل پھر بولا اپنے ساتھی سے ۴۳ہ جب باتیں کرنے لگا اس سے میرے پاس زیادہ ہے

مِنۡكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا (۳۴) وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ

تجھ سے مال اور آبرو کے لوگ ف۲ اور گیا اپنے باغ میں اور وہ

ظَالِمٌ لِّنَفۡسِهٖ ۚ قَالَ مَاۤ اَظُنُّ اَنۡ تَبِيۡدَ هٰذِهٖۤ اَبَدًا ۙ (۳۵)

برا کر رہا تھا اپنی جان پر بولا نہیں آتا مجھ کو خیال کہ خراب ہووے یہ باغ کبھی ۴۴ہ

وَّمَاۤ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنۡ رُّدِدْتُّ اِلٰى

اور نہیں خیال کرتا ہوں میں قیامت ہونے والی ہے اور اگر کبھی پہنچا دیا گیا میں

رَبِّىۡ لَاَجِدَنَّ خَيۡرًا مِّنۡهَا مُنۡقَلَبًا (۳۶) قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ

اپنے رب کے پاس پاؤں گا بہتر اس سے وہاں پہنچ کر ف۳ کہا اس کو دوسرے نے ۴۵ہ

وَهُوَ يُحَاوِرُهٗۤ اَكَفَرۡتَ بِالَّذِىۡ خَلَقَكَ مِنۡ

جب بات کرنے لگا کیا تو منکر ہو گیا اس سے جس نے پیدا کیا تجھ کو

تُرَابٍ ثُمَّ مِنۡ نُّطۡفَةٍ ثُمَّ سَوّٰٮكَ رَجُلًا ؕ (۳۷) لٰـكِنَّا۠

مٹی سے پھر قطرہ سے پھر پورا کر دیا تجھ کو مرد پھر میں تو یہی کہتا ہوں

هُوَ اللّٰهُ رَبِّىۡ وَلَاۤ اُشۡرِكُ بِرَبِّىۡۤ اَحَدًا (۳۸) وَلَوۡلَاۤ

وہی اللہ ہے ۴۶ہ میرا رب اور نہیں مانتا شریک اپنے رب کا کسی کو اور جب

توحید کو پس پشت ڈال دیا۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے عذاب بھیج کر اس کے باغات کو تباہ و برباد کر دیا اور جن بزرگوں اور پیروں کی نصرت و یاری اور جس خاندانی جمعیت کی طاقت پر اس کو بھروسہ تھا ان میں سے کچھ بھی اس کے کام نہ آیا۔ المقصود من هذا ان الكفار افتخروا باموالهم وانصارهم علے فقراء المسلمين فبين الله تعالٰے ان ذلك مما لا يوجب الافتخار لاحتمال ان يصير الفقير غنيا والغنى فقيرا اما الذى يجب حصول المفاخرة به فطاعة الله وعبادته (کبیر ج ۵ ص ۱۱۱) ۱۴۱ہ ان دونوں بھائیوں میں سے ایک (قطروس مشرک) کے انگور کے دو باغ تھے جن کے گرد کھجور کے درخت تھے اور جو زمین دونوں باغوں کے درمیان واقع تھی اس میں غلے اور سبزی کے کھیت لہلہا رہے تھے۔ حاصل یہ کہ اس کی زمین ہر قسم کے میووں، پھلوں اور غلوں کے لئے نہایت موزوں اور اعلیٰ درجہ کی زرخیز تھی اور پھر باغوں اور کھیتوں کی ترتیب نہایت عمدہ اور خوشنما تھی۔ جعلناها ارضا جامعة للاقوات والفواكه ووصف العمارة بانها متواصلة متشابكة لم يتوسطها ما يقطعها مع الشكل الحسن والترتيب الانيق (مدارک ج ۳ ص ۱۱) ۴۲ہ یہاں ظلم کے معنی کم کرنے کے ہیں، وَلَمْ تَظْلِمْ مِنْهُ شَيْئًا ای لم تنقص (مفردات ص ۳۱۸) ان باغوں کا معاملہ دوسرے باغوں سے بالکل جداگانہ تھا عام طور پر پھلدار درخت ایک سال زیادہ پھل دیتے ہیں اور ایک سال کم، مگر قطروس کے باغوں کے درخت اور پودے ہر سال بکثرت پھل اور میوے پیدا کرتے تھے۔ (روح ج ۱۵ ص ۲۷۴) ۴۳ہ باغوں اور کھیتوں کا محلِ وقوع، حسنِ ترتیب اور زمینوں کی زرخیزی بیان کرنے کے بعد ان کے مالک کا غرور و استکبار بیان فرمایا کہ کس طرح وہ اپنے باغوں اور کھیتوں کی شادابی اور اپنی نفری پر غرور کرتا اور اپنے غریب اور مومن بھائی کو کس قدر ذلیل و حقیر سمجھتا تھا، اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ الخ قطروس مشرک نے فخر و غرور سے کہا کہ میرے پاس تم سے دولت بھی زیادہ ہے اور میرے اعوان و انصار بھی طاقتور ہیں۔ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وہ شرک اور غرور کر کے اپنی جان پر ظلم کر رہا تھا۔ ۴۴ہ جب وہ اپنے باغ میں داخل ہوا اور اس کی سرسبزی و شادابی اس کی خوبصورتی اور پھلوں کی کثرت کو دیکھا تو وہ حُبِ دنیا اور حرص و آز کے خیالات میں کھو گیا اور بول اٹھا کہ جب تک میں زندہ ہوں اس وقت تک تو یہ باغ تباہ نہیں ہو گا۔ اور ہمیشہ اسی تازگی، شادابی اور رونق کے ساتھ برقرار رہے گا، اور میرا بھائی جس قیامت سے مجھے ڈراتا ہے اور جس آخرت کی آسائش و راحت کے لئے مجھے توحید اور اعمالِ حسنہ کی تلقین کرتا ہے، اول تو وہ قیامت آنے کی نہیں۔ وَلَئِنْ رُّدِدْتُّ اور اگر بالفرض قیامت آ بھی گئی تو آخرت میں بھی میرا

موضح قرآن ف۱ اگلے زمانے میں ایک شخص مالدار مر گیا دو بیٹے رہے برابر مال بانٹ لیا ایک زمین خرید کی دو طرف میوے کے باغ لگائے بیچ میں کھیتی اور ندی کاٹ لا کر ان میں ڈالی کہ مینہ نہ ہو تو بھی نقصان نہ آوے اور عمدہ جگہ بیاہ کیا، اولاد ہوئی اور نوکر رکھے، تدبیر دنیا درست کر کر آسودہ گذران کرنے لگا دوسرے نے سب مال اللہ کی راہ میں خرچ کیا آپ قناعت سے بیٹھ رہا۔ ف۲ مال تو اللہ کی نعمت تھی پر اترانے سے اور کفر بکنے سے آفت آئی۔ ف۳ منکر لوگ جانتے ہیں کہ جیسے دنیا میں عیش کرتے ہیں گناہوں کے ساتھ وہی بات ہو گی آخرت میں سو ہرگز ہونا نہیں۔

انجام اچھا ہوگا اور وہاں بھی مجھے مال و دولت اور عیش و عشرت کی زندگی نصیب ہوگی وہ اس شبہہ میں مبتلا تھا کہ اللہ کے یہاں اس کی بڑی قدر و منزلت ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اسے دنیا میں مال و دولت، جاہ و حشم اور شان و شوکت کی زندگی عطا فرمائی ہے اور وہ ان تمام انعامات کا مستحق ہے اس لئے آخرت میں بھی اللہ کے نزدیک اس کی یہ قدر و منزلت اور اس کا استحقاق باقی رہے گا۔ اور اسے وہاں بھی ساری نعمتیں میسر ہوں گی (کبیر ج ۵ ص ۱۰۵)، حضرت شیخ فرماتے ہیں وہ مشرک تھا جیسا کہ آخر میں خود اس نے اظہارِ ندامت کے طور پر کہا تھا کہ کاش میں اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناتا وہ بزرگوں کو حاجت روا، مشکل کشا اور مانع و معطی سمجھتا تھا، اس کا اعتقاد تھا کہ جن بزرگوں کے طفیل دنیا میں اسے دولت و شوکت حاصل ہے ان کی سفارش آخرت میں بھی کام دے گی اور وہاں بھی اسے ہر قسم کا عیش حاصل ہوگا۔ لعل ذٰلک الکافر مع کونہ منکرا للبعث کان عابد صنم الخ (کبیر ج ۵ ص ۱۰۹)، **۴۵** قطروس مشرک کے جواب میں اس کا مومن بھائی یہوذا اسے وعظ و نصیحت کرنے لگا۔ اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ الخ یہاں کفر سے مراد ذاتِ خداوندی کا انکار نہیں کیونکہ قطروس خدا کا منکر نہیں تھا وہ وجود باری تعالیٰ کا قائل و معترف تھا جیسا کہ وَلَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّيْ میں اس کا اقرار گذر چکا ہے بلکہ کفر سے یہاں شرک اور اللہ کی توحید کا انکار مراد ہے۔ اس کے مشرک ہونے کا اعتراف آگے آرہا ہے، الظاھر انہ کان مشرکا کما یدل علیہ قول صاحبہ تعریضا بہ (وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا) وقولہ (يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا) ...... فالمراد بقولہ (اَكَفَرْتَ) ءَاَشْرَكْتَ (روح ج ۱۵ ص ۲۷۷)، **۴۶** لٰكِنَّا اصل میں لٰكِنْ اَنَا تھا، ہمزہ کو مع حرکت علیٰ خلاف القیاس حذف کر دیا گیا، دو نون جمع ہوگئے پہلا ساکن اور دوسرا متحرک، پہلے کو دوسرے میں ادغام کر دیا گیا تو لٰكِنَّا ہوگیا، اس سے واضح ہوگیا کہ یہ واحد متکلم کا صیغہ ہے جمع نہیں ہے (روح)، اس جملے کی ترکیب اس طرح ہوگی اَنَا مبتدائے اول، هُوَ ضمیرِ شان مبتدائے ثانی، اَللّٰهُ مبتدائے ثالث، رَبِّيْ اس کی خبر۔ مبتدا خبر مل کر جملہ مبتدائے ثانی کی خبر ہوئی، مبتدائے ثانی اپنی خبر سے مل کر مبتدائے اول کی خبر ہوئی (بحر ج ۶ ص ۱۲۸)، حضرت شیخ فرماتے ہیں اَنَا کے بعد اَقُوْلُ محذوف ہے اصل میں تھا لٰكِنْ اَنَا اَقُوْلُ هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ (بحر)، وَلَآ اُشْرِكُ الخ اس میں دوسرے بھائی کے مشرک ہونے کی طرف لطیف اشارہ اور تعریض ہے۔ تعریض باشراک صاحبہ (بحر) یعنی تم نے تو اللہ کے ساتھ شرک کیا اور غیر اللہ کو کارساز سمجھا لیکن میں اعلان کرتا ہوں کہ صرف اللہ ہی میرا مالک و کارساز اور پروردگار ہے اور میں کبھی اس کے ساتھ شرک نہیں کروں گا۔ **۴۷** قطروس جب باغ میں داخل ہوا وہ دولت کے نشے میں ایسا مدہوش تھا کہ خدا کو بھی بھول گیا اور قیامت کا بھی انکار کر بیٹھا اور اپنی دولت پر لگا اترانے، اس پر اس کے بھائی نے اسے نصیحت کی کہ جب تو باغ میں داخل ہوا تھا تجھے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے تھا جس نے یہ سب نعمتیں تجھے عطا فرمائی ہیں، مَا شَآءَ اللّٰهُ اور جو کچھ اس باغ میں ہے سب اللہ

اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا
تو آیا تھا اپنے باغ میں کیوں نہ کہا تو نے جو چاہے اللہ سو ہوگا طاقت نہیں مگر
بِاللّٰهِ ۚ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿۳۹﴾ ۚ
جو دے اللہ اگر تو دیکھتا ہے مجھ کو کہ میں کم ہوں تجھ سے مال اور اولاد میں
فَعَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَ
تو امید ہے کہ میرا رب دیوے مجھ کو تیرے باغ سے بہتر اور
يُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا
بھیج دے اس پر لوکا ایک جھونکا آسمان سے پھر صبح کو رہ جائے میدان
زَلَقًا ﴿۴۰﴾ ۙ اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ
صاف یا صبح کو ہو رہے اس کا پانی خشک پھر نہ لا سکے تو
لَهٗ طَلَبًا ﴿۴۱﴾ وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ
اس کو ڈھونڈ کر ف۱ اور سمیٹ لیا گیا اس کا سارا پھل ف۲ پھر صبح کو رہ گیا ہاتھ نچاتا
عَلٰى مَآ اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَ
اس مال پر جو اس میں لگایا تھا اور وہ گرا پڑا تھا اپنی چھتریوں پر اور
يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ﴿۴۲﴾ وَلَمْ
کہنے لگا کیا خوب ہوتا اگر میں شریک نہ بناتا اپنے رب کا کسی کو ف۳ اور نہ
تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا
ہوئی اس کی جماعت کہ مدد کریں اس کی ف۴ اللہ کے سوائے اور نہ
كَانَ مُنْتَصِرًا ﴿۴۳﴾ ؕ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ؕ
ہوا وہ کہ خود بدلہ لے سکے یہاں سب اختیار ہے اللہ سچے کا
هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ﴿۴۴﴾ وَاضْرِبْ لَهُمْ
اسی کا انعام بہتر ہے اور اچھا ہے اسی کا دیا ہوا بدلہ اور بتلا دے ان کو

ع ۵ ۱۳ ۱۷

ک اصلاح منکرین کا دوسرا طریقہ ۱۳

موضح قرآن ف۱ رسول نے فرمایا کہ جب آدمی کو اپنے گھر بار میں آسودگی نظر آوے تو یہ لفظ کہے ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ کہ ٹوک نہ لگے۔ ف۲ آخر اس کے باغ پر وہی ہوا جو اس نیک کی زبان سے نکلا رات کو آگ لگ گئی آسمان سے سب جل کر ڈھیر ہوگیا مال خرچ کیا پونجی بڑھانے کو وہ اصل بھی کھو بیٹھا۔

مَثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ
مثل دنیا کی زندگی کی ۵۱ جیسے پانی اتارا ہم نے آسمان سے
فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ
پھر رلا ملا نکلا اس کی وجہ سے زمین کا سبزہ پھر کل کو ہو گیا چورا چورا ہوا میں
الرِّيٰحُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ﴿۴۵﴾ اَلْمَالُ
اڑتا ہوا اور اللہ کو ہے ہر چیز پر قدرت ف ۱ مال
وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ
اور بیٹے رونق ہیں دنیا کی زندگی میں اور باقی رہنے والی نیکیوں
خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ﴿۴۶﴾ وَيَوْمَ نُسَيِّرُ
کا بہتر ہے تیرے رب کے یہاں بدلہ اور بہتر ہے توقع ف ۲ اور جس دن ہم چلا دیں گے
الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً ۙ وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ
پہاڑ ۵۲ اور تو دیکھے زمین کو کھلی ہوئی اور گھیر بلائیں ہم ان کو پھر نہ
نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ۚ ﴿۴۷﴾ وَعُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا ؕ
چھوڑیں ان میں سے ایک کو اور سامنے آئیں تیرے رب کے صف باندھ کر
لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ بَلْ زَعَمْتُمْ
آ پہنچے تم ہمارے پاس جیسا ہم نے بنایا تھا تم کو پہلی بار نہیں تم تو کہتے تھے
اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ﴿۴۸﴾ وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى
کہ نہ مقرر کریں گے ہم تمہارے لئے کوئی وعدہ ف ۳ اور رکھا جائے گا حساب کا کاغذ پھر تو دیکھے
الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا
گنہگاروں کو ڈرتے ہیں اس سے جو اس میں لکھا ہے اور کہتے ہیں ہائے خرابی
مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّا
کیسا ہے یہ کاغذ نہیں چھوٹی اس سے چھوٹی بات اور نہ بڑی بات

۱۔ اصلاحِ منکرین
دوسرا طریقہ

کی مہربانی اور اس کی مشیت سے ہے اور یہ سب کچھ اسی کے قبضہ و تصرف میں ہے چاہے آباد رکھے چاہے برباد کر دے۔ کل ما فیہا انما حصل بمشیۃ اللہ وان امرھا بیدہ ان شآء ترکہا عامرۃ وان شآء خربہا (مدارک ج ۳ ص ۱۱) شاید قطروس نے مشیت میں اللہ کے ساتھ کسی اپنے معبود کو شریک کیا ہو جیسا کہ آج کل بھی جاہل لوگ کہتے ہیں "جس طرح اللہ اور اس کے رسولؐ نے چاہا" حالانکہ یہ کلمۂ شرک ہے۔ حضور علیہ السلام کے سامنے ایک شخص کی زبان سے نکل گیا۔ کما شآء اللہ ورسولہ اس پر حضور علیہ السلام نے اسے تنبیہہ فرمائی اور فرمایا قولوا ماشاء اللہ وحدہ یوں کہا کرو۔ جس طرح صرف اللہ نے چاہا۔ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ نعمتیں عطا کرنے کے بعد چھین لینے کی طاقت و قوت صرف اللہ کے پاس ہے۔ جن بزرگوں کو تو نے اللہ کا شریک بنایا ہوا ہے ان کے پاس کچھ نہیں، جس اللہ نے تجھے یہ باغات اور یہ سامانِ تعیش عطا فرمایا ہے وہ اس کے چھین لینے اور اسے آنِ واحد میں تباہ و برباد کرنے کی طاقت بھی رکھتا ہے۔ ۴۸ یہ سب یہوذا کا کلام ہے، حُسْبَانًا سے عذابِ الٰہی مراد ہے۔ صَعِيْدًا زَلَقًا چٹیل میدان جس میں کوئی روئیدگی نہ ہو۔ دحضا لانبات فیہ (مفردات ص ۲۱۴) یعنی اگر تو کثرتِ مال و اولاد پر فخر کر رہا ہے اور مجھے ان چیزوں کی کمی کی وجہ سے حقیر سمجھتا ہے تو سن لے کہ مال و اولاد چند روزہ دنیوی زندگی کی آنی فانی اور ناپائیدار زینت ہے، یہ فخر و مباہات کی چیز نہیں، اگر آج تو زر و جواہر میں کھیل رہا ہے اور اپنے باغوں پر اتراتا پھر رہا ہے اور میں مال و اولاد میں تم سے کم ہوں تو جس خدا نے بلندی و پستی نے تجھے دولت دی اور مجھے نہیں، وہ ایسا بھی کر سکتا ہے۔ کہ جو کچھ اس نے تجھے دیا ہے مجھے اس سے بھی زیادہ عطا فرما دے اور تیرے باغ کو طوفانِ برق و باد سے نیست و نابود کر دے یا زمین کا پانی خشک کر دے اور تیرے باغات اور سرسبز و شاداب کھیت برباد ہو جائیں۔ ۴۹ مومن نے جس خیال کا اظہار کیا تھا، اللہ تعالیٰ نے اسے کر دکھایا اور رات کے وقت ایسا عذاب بھیجا جس سے اس کے باغات اور دیگر اموال تباہ و برباد ہو گئے۔ اَھلك اموالہ المعھودۃ من جنتیہ وما فیھما (ابو السعود ج ۵ ص ۲۰۵)، فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ الخ جب صبح کو باغوں کی تباہی کا منظر دیکھا تو جو کچھ باغوں کی دیکھ بھال پر خرچ کیا تھا اس پر کفِ افسوس ملنے لگا۔ وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ الخ اب اسے بھائی کی نصیحت یاد آئی اور سخت نادم ہو کر بول اٹھا کاش! میں نے اپنے مالک اور پروردگار کے ساتھ شرک نہ کیا ہوتا۔ یہ اس پر قرینہ ہے کہ وہ مشرک تھا اور غیر اللہ کو کارساز اور حافظ و ناصر سمجھتا تھا۔ ۵۰ جب اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا تو جس خاندانی جمعیت پر اسے ناز تھا اور جن معبودوں کو وہ اللہ کے سوا کارساز اور متصرف سمجھتا تھا ان میں سے اس آڑے وقت میں کوئی بھی اس کے کام نہ آیا اور نہ اپنے ہی قوتِ بازو سے اللہ کے عذاب سے اپنے باغوں کو بچا سکا۔ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ اس واقعہ سے معلوم ہو گیا کہ تمام اختیارات اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہیں۔ اور اس نے کوئی اختیار کسی کے حوالے نہیں کر رکھا۔ ۵۱ یہاں سے اصلاحِ منکرین کا دوسرا طریقہ شروع ہوتا ہے۔ یہاں بیان فرمایا کہ یہ مال و اولاد اور یہ دنیوی شان و شوکت نہایت حقیر چیز ہے اور ناپائیدار ہے۔ اس کی خاطر تم حق سے منہ موڑ کر اپنی ابدی زندگی اور اُخروی حیات کو کیوں برباد کرتے ہو۔ اعلم ان المقصود اضرب مثلاً اخر

موضح قرآن ف ۱ یعنی جب چاہے پھر جلا دے۔ ف ۲ رہنے والی نیکیاں یہ علم سکھا جاوے جو جاری رہے یا نیک رسم چلا جاوے یا مسجد، کنواں، سرائے، باغ، کھیت وقف کر جاوے یا اولاد کو تربیت کر کر صالح چھوڑ جاوے ف ۳ یہ اللہ تعالیٰ ان کی تنبیہہ کو فرما دے گا اور جیسا بنایا تھا پہلی بار یہ بھی ہے کہ بدن میں کچھ زخم و نقصان نہ رہے گا ختنہ بھی نہ رہے گا۔

بدل علی حقارۃ الدنیا وقلۃ بقائہا (کبیر ج ۵ ص۲۲۲) **۵۲** یہ اصلاحِ منکرین کا تیسرا طریقہ ہے۔ یعنی دنیا کی خاطر دین کو چھوڑتے ہیں وہی دنیا ان کے لئے وبالِ جان ثابت ہوگی اور آخرت میں اس کی وجہ سے دردناک عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ نُسَیِّرُ الْجِبَالَ الخ پہاڑوں کو چلانے سے مراد یہ ہے کہ قیامت کے دن پہاڑوں کو ان کی جگہوں سے اٹھا لیا جائے گا۔ اور وہ بادلوں کی طرح فضائے آسمانی میں اڑائے جائیں گے۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ـــــ بَارِزَةً۔ ظاہر اور نظر آنے والی زمین کا جو حصہ پہاڑوں سے چھپا ہوا تھا وہ اب عریاں ہو کر صاف نظر آنے لگے گا۔ لَا يُغَادِرُ الخ مجرمین جب اپنا نامۂ اعمال دیکھیں گے تو سخت متحیر ہوں گے اور کہیں گے کہ یہ کیسی کتاب ہے؟ اس نے تو نہ کوئی چھوٹی بات چھوڑی نہ بڑی اس میں تو ہماری ہر بدی لکھی ہوئی ہے۔ لَا يُغَادِرُ أی لا يترك۔

جواب شبہۂ ثانیہ

۵۳ یہ دوسرے شبہے کا جواب ہے۔ شبہہ یہ تھا کہ اولیاء اللہ کی خانقاہوں اور قبروں پر واقع درخت وغیرہ کاٹنے سے نقصان پہنچ جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ غیب دان اور متصرف فی الامور ہیں۔ اس کا جواب دیا کہ اولیاء اللہ کو تو اس کا بھی علم تک نہیں ہوتا کہ مشرک لوگ ان کی قبروں پر کیا کیا مشرکانہ اعمال و رسوم بجا لا رہے ہیں جیسا کہ قرآن کریم میں وارد ہے کہ وہ قیامت کے دن خدا کی قسم کھا کر کہیں گے کہ ان کو لوگوں کے شرک کا علم نہیں تھا فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ إِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ (سورۂ یونس رکوع ۳) اور سورۂ فاطر رکوع ۲ میں ہے۔ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ اس لئے یہ سب شیاطین کی شرارت ہے وہ لوگوں کے دلوں میں وساوس اور شبہات ڈال کر گمراہ کرتے اور ان سے شرک کراتے ہیں اور تعجب ہے کہ شیطان جو بنی آدم کا روزِ ازل سے بدترین دشمن ہے، لوگ اس کے وسوسوں میں آ کر کس طرح اس کی اطاعت کرتے ہیں —

۵۴ یہ انسانوں سے شیطان کی پرانی دشمنی کا بیان ہے۔ یہ شیطان وہی ہے جس نے تمام انسانوں کے جدِّ اعلیٰ حضرت آدم علیہ السلام کو حقارت کی نظر سے دیکھا تھا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے باوجود اس کے سامنے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابلیس اصل میں جنات میں سے تھا لیکن کثرت عبادت کی وجہ سے ملائکہ میں شامل تھا أَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ أَوْلِيَآءَ ہمزۂ استفہام انکار و تعجب کے لئے ہے۔ الهمزة للانكار والتعجب (روح ج ۱۵ ص۲۹۴) یعنی تعجب ہے کہ ایسی قدیم دشمنی کے باوجود تم اس کو دوست رکھتے ہو اور

مرا جواب شبہۂ ثانیہ
۱۲ سطر زیر حسب ۱۲

أَحْصٰهَا ۚ وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا ۭ وَلَا يَظْلِمُ
جو اس میں نہیں آگئی اور پائیں گے جو کچھ کیا ہے سامنے اور تیرا رب
رَبُّكَ أَحَدًا ㊾ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوا لِاٰدَمَ
ظلم نہ کریگا کسی پر ف۱ اور جب کہا ہم نے ۵۳ فرشتوں کو سجدہ کرو آدم کو
فَسَجَدُوٓا إِلَّآ إِبْلِيسَ ۭ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ
تو سجدہ میں گر پڑے مگر ابلیس تھا جن کی قسم سے ۵۴ سو نکل بھاگا
أَمْرِ رَبِّهٖ ۭ أَفَتَتَّخِذُونَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ أَوْلِيَآءَ مِنْ
اپنے رب کے حکم سے سو کیا اب تم ٹھہراتے ہو اس کو اور اس کی اولاد کو رفیق
دُونِي وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۭ بِئْسَ لِلظّٰلِمِينَ بَدَلًا ㊿
میرے سوا اور وہ تمہارے دشمن ہیں برا ہاتھ لگا بے انصافوں کو بدلا ف۲
مَآ أَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَلَا خَلْقَ
دکھلا نہیں لیا تھا میں نے انکو ۵۵ بنانا آسمان اور زمین کا اور نہ بنانا
أَنْفُسِهِمْ ۠ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّينَ عَضُدًا (51)
خود ان کا اور میں وہ نہیں کہ بناؤں بہکانے والوں کو اپنا مددگار
وَيَوْمَ يَقُولُ نَادُوا شُرَكَآءِيَ الَّذِينَ زَعَمْتُمْ
اور جس دن فرمائیگا پکارو ۵۶ میرے شریکوں کو جن کو تم مانتے تھے
فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ
پھر پکاریں گے سو وہ جواب نہ دینگے ان کو اور کردینگے ہم انکے اور انکے بیچ
مَّوْبِقًا (52) وَرَاَ الْمُجْرِمُونَ النَّارَ فَظَنُّوٓا أَنَّهُمْ
مرنے کی جگہ ف۱ ف۳ اور دیکھیں گے گنہگار آگ کو ۵۷ پھر سمجھ لینگے کہ ان کو
مُّوَاقِعُوهَا وَلَمْ يَجِدُوا عَنْهَا مَصْرِفًا (53) وَلَقَدْ
پڑنا ہے اس میں اور نہ بدل سکیں گے اس سے رستہ اور بے شک

ع ٦ ۵ ۱۸

ع ۷ ۱۶

موضح قرآن ف۱ رب جو کرے سو ظلم نہیں سب اسی کا مال ہے پر ظاہر میں جو ظلم نظر آوے وہ بھی نہیں کرتا بے گناہ دوزخ میں نہیں ڈالتا اور نیکی ضائع نہیں کرتا اور جو کوئی کہے گناہ میں ہمارا کیا اختیار ہے سو بات نہیں اپنے دل سے پوچھ لے جب گناہ پر دوڑتا ہے اپنے قصد سے دوڑتا ہے اور جو کوئی کہے قصد بھی اسی نے دیا سو قصد دونوں طرف لگ سکتا ہے۔ اور جو کہے اسی نے ایک طرف لگا دیا سو بندے کی دریافت سے باہر ہے بندے سے معاملہ ہوتا ہے اس کی سمجھ پر بندہ بھی پکڑے گا اسی کو جو اس سے بدی کرے یہ نہ کہے گا کہ اس کا کیا قصور اللہ نے کرایا۔ ف۲ یعنی اللہ کے بدلے شیطانوں کو پکڑتے ہیں اور جتنے بت پوجے جاتے ہیں اس کی اولاد ہیں۔ ف۳ یعنی خندق آگ سے بھری۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی وادی از وادیہای دوزخ تا یکی بدیگری نتواند رسید ۱۲۔

اس کی اطاعت کرتے ہو بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ظالموں اور مشرکوں نے اللہ کی عبادت اور اطاعت کی بجائے ابلیس اور اس کی ذرّیت کی اطاعت وعبادت اختیار کر رکھی ہے جو خدا کی اطاعت کا بہت بُرا بدل ہے یعنی بِئْسَ مَا اسْتَبْدَلُوا طاعۃ ابلیس وذرّیتہ بعبادۃ ربّھم وطاعتہ (خازن ج ۴ ص۱۷۱) **۵۵** یہ ماقبل کی دلیل اور علت ہے یعنی ابلیس اور اس کی ذرّیت کو جو تم میری عبادت اور اطاعت میں شریک بناتے ہو تو کیا زمین وآسمان کے پیدا کرنے میں یا خود ان کی اپنی پیدائش ہی میں میں نے ان کو شریک کیا تھا؟ یا اس کے بارے میں ان سے کوئی مشورہ لیا تھا؟ ہرگز نہیں، مَیں نے ایسا نہیں کیا۔ اوّل تو مجھے کسی معاون یا مشیر کی ضرورت ہی نہیں اور اگر بالفرض ہوتی بھی تو میں ان ناپاک فطرت شیطانوں کو جن کا کام ہی میری مخلوق کو سیدھی راہ سے بھٹکانا ہے کبھی اپنا معاون ومددگار نہ بناتا۔ جب یہ شیاطین میرے کاموں میں اور میرے اختیارات وتصرفات میں میرے شریک نہیں تو میری عبادت اور اطاعت میں میرے شریک کس طرح بن سکتے ہیں؟ بلکہ جس طرح تم میری عاجز مخلوق ہو اسیطرح یہ بھی میری عاجز وبے بس مخلوق ہیں اور ان کے اختیار میں کچھ بھی نہیں۔ ھٰؤلآء الذین اتّخذتموھم اولیآء من دونی عبید امثالکم (ابن کثیر ج ۳ ص۸۹)

صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۭ وَ
پھیر پھیر سمجھائی ہم نے اس قرآن میں لوگوں کو ہر ایک مثل ۵۸ اور
كَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ﴿۵۴﴾ وَمَا مَنَعَ
ہے انسان سب چیز سے زیادہ جھگڑالو ا اور لوگوں کو
النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَاۗءَهُمُ الْهُدٰى وَيَسْتَغْفِرُوْا
جو روکا ۵۹ اس بات سے کہ یقین لے آئیں جب پہنچی ان کو ہدایت اور گناہ بخشوائیں
رَبَّهُمْ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ
اپنے رب سے سو اسی انتظار نے کہ پہنچے ان پر رسم پہلوں کی یا آ کھڑا ہو ان پر
الْعَذَابُ قُبُلًا ﴿۵۵﴾ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ
عذاب سامنے کا ف۱ اور ہم جو رسول بھیجتے ہیں ۶۰ سو خوشخبری
وَمُنْذِرِيْنَ ۚ وَيُجَادِلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ
اور ڈر سنانے کو اور جھگڑا کرتے ہیں کافر ۶۱ جھوٹا جھگڑا
لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَمَآ اُنْذِرُوْا
کہ ٹلا دیں اس سے سچی بات کو اور ٹھہرا لیا انہوں نے میرے کلام کو اور جو ڈر سنائے گئے
هُزُوًا ﴿۵۶﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ
ٹھٹھا اور اس سے زیادہ ظالم ۶۲ جس کو سمجھایا اس کے رب کے کلام سے
فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ ۭ اِنَّا
پھر منہ پھیر لیا اس کی طرف سے اور بھول گیا جو کچھ آگے بھیج چکے ہیں اس کے ہاتھ ہم نے
جَعَلْنَا عَلٰي قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ
ڈال دئے ان کے دلوں پر پردے کہ اس کو نہ سمجھیں اور ان کے
اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ
کانوں میں ہے بوجھ اور اگر تو ان کو بلائے راہ پر تو ہرگز

۱۔ زجر مع تخویف اخروی ۱۲ ۲۔ شکوی ۱۲ سوال مقدر ۱۲ ۳۔ جواب ۱۲ ۴۔ زجر ۱۲

۵۶ خدا کی اطاعت میں ابلیس اور اس کی ذُرّیت کو شریک بنانے والوں کے لئے تخویفِ اُخروی ہے، ان لوگوں نے شیطانی وسوسوں میں آکر غیر اللہ کی عبادت وپکار شروع کر دی۔ اللہ کے نیک بندوں کو کارساز اور متصرّف ومختار سمجھ کر حاجات ومشکلات میں غائبانہ طور پر پکارنے لگے اور ان کو خدا کے یہاں شفیع غالب سمجھ لیا۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بطور تبکیت وتوبیخ فرمائے گا کہ دنیا میں جن کو تم میرا شریک بناتے تھے اور ان کو سفارشی سمجھتے تھے، آج ان کو بلاؤ تاکہ وہ تمہیں میرے عذاب سے چھڑا لیں، اس پر مشرکین اپنی عادتِ قدیمہ کے مطابق اپنے معبودوں کو مدد کے لئے پکاریں گے مگر کہیں سے کوئی جواب نہیں آئے گا۔ ادعوھم الیوم ینقذونکم ممّا انتم فیہ (ابن کثیر ج ۳ ص۹۰) ھٰؤلاء المشرکین الذین اتخذوا من دون اللہ اٰلھۃ کالملٰئکۃ وعیسٰی دعوا ھٰؤلاء فلم یستجیبوا لھم (کبیر ج ۵ ص۷۳۰) وجعلنا بینھم موبقا موبق، وبوق بمعنی ہلاکت سے اسمِ ظرف ہے یعنی جائے ہلاکت اور اس سے مُراد جہنّم ہے بَيْنَهُمْ کی ضمیر مشرکین اور ان معبودین کی طرف راجع ہے جو اپنی عبادت پر راضی تھے جیسے شیاطین اور جھوٹے پیر گدّی نشین۔ مطلب یہ ہے کہ دونوں فریق عذابِ جہنم میں شریک ہوں گے۔ ای مھلکا یشترکون فیہ وھو النّار (روح ج ۱۵ ص۲۹۸) بعض مفسرین کا قول ہے کہ موبق جہنم میں ایک وادی کا نام ہے اور مطلب یہ ہے کہ مشرکین اور معبودین (جو اپنی عبادت پر راضی نہیں تھے مثلاً فرشتے، انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام) کے درمیان جہنم کی وادی حائل ہو جائے گی اور مشرکین اس میں گرا دیئے جائیں گے۔ وحصل بین اولٰئک الکفار وبین الملٰئکۃ وعیسٰی علیہ السلام ھذا الموبق وھو ذالک الوادی فی جھنّم (کبیر ج ۵ ص۷۳۰) **۵۷** جب مشرکین اپنے سفارشیوں سے ناامید ہو جائیں گے تو اب ان کے سامنے جہنّم کی آگ ہوگی جسے دیکھتے ہی انہیں یقین ہو جائے گا کہ وہ اس میں گر کر رہیں گے اور اب آگ سے بچ نکلنے کی کوئی سبیل نہیں۔ **۵۸** یہ زجر ہے، ہم تو تمام انسانوں کی مصلحت اور ان کے فائدے کے لئے واضح اور کھلی مثالیں بار بار بیان کرتے ہیں مگر انسان ان سے فائدہ اُٹھانے کے

موضح قرآن **ف۱** یعنی کچھ اور انتظار نہیں رہا مگر یہی کہ پہلوں کی طرح ہلاک ہو دیں یا قیامت کا عذاب آنکھوں سے دیکھیں۔

بجائے کج بحثی اور جدال سے کام لے کر ہدایت سے اور دُور ہو جاتا ہے۔ **ف۵۹** یہ زجر مع تخویفِ اُخروی ہے، النّاس سے مشرکینِ قریش مراد ہیں۔ المراد بہم کفار قریش۔ (روح ج ۱۵ ص ۳۱۶)، اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اس سے پہلے مِنْ مقدر ہے اور اَنْ مصدریہ ہے ای من ایمانہم۔ اِذْ مَنَعَ کے متعلق ہے اور الھُدٰی سے قرآن مجید یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں اور ھدٰی کا اطلاق دونوں پر بطورِ مبالغہ ہے یعنی وہ سراپا ہدایت ہیں۔ وَيَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ یہ يُؤْمِنُوْا پر معطوف ہے اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمْ الخ اس سے پہلے مستثنیٰ منہ، محذوف ای شئ۔ قُبُلًا قبیل کی جمع ہے اور مراد عذاب کی مختلف انواع و اقسام ہیں یہ اَلْعَذَابَ سے حال واقع ہے۔ آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ جب مشرکین کے پاس اللہ کی طرف سے ہدایت آگئی تو اللہ کی توحید پر ایمان لانے، شرک کو ترک کرنے اور اپنے گذشتہ گناہوں کی اللہ سے معافی مانگنے سے ان کو دو چیزوں کے سوا کسی چیز نے نہیں روکا۔ وہ اس انتظار میں رہے کہ یا تو ان سے وہی سلوک ہو جو پہلے زمانے میں مشرکین اور منکرینِ انبیاء سے ہوا یعنی ان کو ہلاک کر دیا جائے اور ان کا استیصال ہو جائے۔ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ سے یہی مراد ہے۔ المراد بہا الاھلاک بعذاب الاستیصال (روح)، یا یہ کہ انہیں سرے سے ہلاک تو نہ کیا جائے بلکہ زندگی میں عذابِ خداوندی مختلف صورتوں میں ان پر نازل ہوتا رہے۔ والمعنی انہم لا یقدمون علی الایمان الا عند نزول عذاب الاستیصال فیہلکوا او ان یتواصل انواع العذاب والبلاء حال بقائہم فی الحیٰوۃ الدنیا (کبیر ج ۵ ص ۷۳۱)، **ف۶۰** یہ سوال مقدر کا جواب ہے، مشرکین نے کہا جب ہم نہیں مانتے تو ہمیں فوری عذاب سے ہلاک کیوں نہیں کر دیا جاتا تو فرمایا ہم رسول اس لئے بھیجتے ہیں تاکہ وہ ہمارے احکام کی تبلیغ کریں ماننے والوں کو خوشخبری سنائیں اور منکرین کو عذاب سے ڈرائیں تاکہ ان پر ہماری حجت قائم ہو جائے اس کے بعد بھی نہ مانیں تو پھر عذاب آئے گا۔ **ف۶۱** یہ کفار مجادلین پر زجر ہے، بالباطل میں با سببیہ ہے اور باطل سے شبہاتِ واہیہ، شکوکِ باطلہ

يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا ﴿۵۷﴾ وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو
نہ آئیں راہ پر اس وقت کبھی اور تیرا رب بڑا بخشنے والا ہے رحمت
الرَّحْمَةِ ۭ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ
والا اگر ان کو پکڑے ان کے کیے پر تو جلد ڈالے
لَهُمُ الْعَذَابَ ۭ بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا
ان پر عذاب پر ان کے لئے ایک وعدہ ہے ف۶۳ کہیں نہ پائیں گے
مِنْ دُوْنِهٖ مَوْىِٕلًا ﴿۵۸﴾ وَتِلْكَ الْقُرٰٓى اَهْلَكْنٰهُمْ
اس سے ورے سرک جانے کو جگہ اور یہ سب بستیاں ہیں جن کو ہم نے غارت کیا
لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ﴿۵۹﴾ وَاِذْ
جب وہ ظالم ہوگئے اور مقرر کیا تھا ہم نے ان کی ہلاکت کا ایک وعدہ ف۱ اور جب
قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓى اَبْلُغَ مَجْمَعَ
کہا موسیٰ نے اپنے جوان کو ف۶۴ میں نہ ہٹوں گا جب تک نہ پہنچ جاؤں جہاں ملتے ہیں
الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ
دو دریا یا چلا جاؤں قرنوں ف۲ پھر جب پہنچے ف۶۵ دونوں دریا کے
بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ
ملاپ تک بھول گئے اپنی مچھلی پھر اس نے اپنی راہ کرلی دریا میں
سَرَبًا ﴿۶۱﴾ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا
سرنگ بناکر ف۳ پھر جب آگے چلے ف۶۶ کہا موسیٰ نے اپنے جوان کو لا ہمارے پاس
غَدَاۗءَنَا ۡ لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ﴿۶۲﴾
ہمارا کھانا ہم نے پائی اپنے اس سفر میں تکلیف ف۴
قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّىْ
بولا وہ کیا دیکھا تونے جب ہم نے جگہ پکڑی اس پتھر کے پاس سو میں

ع ۸ ۲۰

[illegible] سوال مشرکین کا جواب ۱۲

موضح قرآن

ف۱ اوپر ذکر ہوا تھا کہ کافر اپنی دنیا پر مغرور مفلس مسلمانوں کو ذلیل سمجھ کر حضرت سے چاہتے تھے کہ ان کو اپنے پاس نہ بٹھائیں تو ہم بیٹھیں، اسی پر دو بھائیوں کی کہاوت بیان کی اور ابلیس کا خراب ہونا اپنے غرور سے اب قصہ فرمایا موسیٰ اور خضر کا کہ اللہ کے لوگ اگر بہتر ہوں تو آپ کو کسی سے بہتر نہیں کہتے۔ رسول نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم میں نصیحت فرماتے تھے۔ ایک شخص نے پوچھا کہ یا موسیٰ تم سے زیادہ بھی کسی کو علم ہے کہا مجھ کو معلوم نہیں یہ بات تحقیق تھی پر اللہ کی خوشی تھی کہ یوں کہتے کہ مجھ سے بندے اللہ کے بہت ہیں سب کی خبر اسی کو ہے تب وحی آئی ایک بندہ ہمارا ہے دو دریا کی ملاپ۔ پاس، اس کو علم زیادہ ہے تجھ سے، موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی مجھ کو اس کی ملاقات میسّر ہو۔ حکم ہوا کہ ایک مچھلی تل کر ساتھ لو جہاں مچھلی گم ہو تہاں وہ ملے۔ **ف۲** یہ جوان فرمایا یوشع علیہ السلام کو حضرت موسیٰ کے خادم خاص تھے پیچھے ان کے روبرو پیغمبر ہوئے اور ان کے بعد خلیفہ ہوئے۔ **ف۳** وہاں پہنچ کر حضرت موسیٰ سو رہے اور یوشع دریا سے وضو کرنے لگے وہ تلی مچھلی زندہ ہو کر دریا میں نکل پڑی اور پانی میں بیٹھ گئی وہاں طاق سا کھلا رہ گیا ان کو دیکھ کر تعجب آیا چاہا کہ جب موسیٰ جاگیں تب ان سے کہوں۔ جاگے تو دونوں آگے چل کھڑے ہوئے کہنا بھول گئے۔ **ف۴** حضرت موسیٰ پہلے نہیں تھکے جب مطلوب چھوٹ رہا اس چلنے سے تھکے۔

اور من گھڑت قصے مراد ہیں۔ یعنی یہ لوگ باطل شبے پیش کر کے حق کو دبانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان لوگوں نے میری آیتوں کو اور میری طرف سے عذاب و عقاب کی دھمکیوں کو محض استہزاء و تمسخر کا نشانہ بنا رکھا ہے، وَمَآ اُنْذِرُوْا میں واؤ بمعنیٰ مع ہے اور عائد محذوف ہے یعنی بِہٖ اور مَآ اُنْذِرُوْا بِہٖ سے مراد عذاب ہے یا قرآن مجید اس صورت میں آیات سے مراد معجزات ہوں گے۔ ٦٢ھ یہ بھی زجر ہے۔ وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ الخ یعنی اللہ تعالیٰ غفور اور ذو الرحمہ بھی ہے۔ لیکن اگر لوگوں کی بداعمالیوں پر ان کو پکڑ لے تو اس کے عذاب سے بھی ان کو کوئی نہیں چھڑا سکتا۔ ٦٣ھ یہ دنیا کا عذاب تو معمولی عذاب ہے آخرت کا عذاب بڑا سخت ہوگا اور اس سے بچنے کی بھی کوئی صورت نہیں ہوگی۔ مَوْئِلًا جائے پناہ اور جائے فرار، وَتِلْكَ الْقُرٰٓى الخ کا اشارہ محسوس مبصر کی طرف نہیں بلکہ معہود فی الذہن کی طرف ہے اور اَلْقُرٰى سے پہلے مضاف مقدر ہے ای اھل القرٰی اور اس سے مراد عاد و ثمود اور قومِ لوط ہے۔ ان اقوام کی تباہی کی داستانیں عرب میں معروف و معلوم تھیں اس لئے انہیں بمنزلۂ محسوس قرار دے کر تلك سے ان کی طرف اشارہ فرمایا۔ والاشارة لتنزیلھم لعلمھم بھم منزلة المحسوس (روح ج ١٥ ص ٣٠٦) اہل بدعت ما تقول فی ھذا الرجل الخ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر میں حاضر و ناظر ہونے پر استدلال کرتے ہیں۔ مذکورہ آیت سے ان کا استدلال باطل ہو جاتا ہے کیونکہ مشار الیہ کے لئے محسوس مبصر ہونا ضروری نہیں۔ جس طرح تِلْكَ الْقُرٰى میں تِلْكَ سے معہود فی الذہن بستیوں کی طرف اشارہ ہے اسی طرح ھٰذَا الرَّجل میں بھی معہود فی الذہن کی طرف ہی اشارہ ہے۔ مَوْعِدًا یعنی وقتِ معین، مطلب یہ کہ ان قوموں نے جب ظلم کیا، شرک و کفر اور بدعملی سے باز نہ آئے تو ہم نے ایک معین وقت میں جو ان کی ہلاکت کے لئے مقدر تھا ان کو ہلاک کر دیا۔ اور ہمارا عذاب مقررہ وقت سے ایک پل بھی مقدم یا مؤخر نہیں ہوا۔

جوابِ شبہۂ ثالثہ

٦٤ھ یہ تیسرے شبہے کا جواب ہے۔ شبہہ یہ تھا کہ حضرت موسیٰ و خضر علیہما السلام کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اگرچہ غیب داں نہ تھے لیکن حضرت خضر علیہ السلام تو غیب داں تھے کیونکہ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو امورِ غیبیہ بتائے تھے۔ اس شبہہ کا جواب واقعہ کے آخر میں دیا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے خود اعتراف کیا تھا کہ ان امور کا ان کو کوئی علم نہیں تھا۔ انہیں ان باتوں کا علم اللہ تعالیٰ کے بتانے سے حاصل ہوا اور انہوں نے جو کچھ بھی کیا اللہ کے حکم سے کیا تھا وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ۔ لِفَتٰىهُ فتیٰ (نوجوان) سے یوشع بن نون مراد ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خادم تھا اور ان سے علم حاصل کرتا تھا، اس سفر میں وہ ان کے ہمراہ تھا۔ مجمع البحرین، دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ، دو دریاؤں سے بحرِ روم اور بحرِ فارس مراد ہیں جیسا کہ حضرت مجاہد اور قتادہ سے منقول ہے۔ ومجمع البحرین قال مجاھد وقتادة ھو مجمع بحر فارس و بحر الروم (بحر ج ٦ ص ١٤٤، قرطبی ج ١١ ص ٩، روح ج ١٥ ص ٣١٣) حُقُبًا اسم مفرد ہے

نَسِيَا حُوْتَهُمَا ...

نَسِيْتُ الْحُوْتَ ۫ وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ

بھول گیا مچھلی اور یہ مجھ کو بھلا دیا شیطان ہی نے

اَنْ اَذْكُرَهٗ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ ۖ

کہ اس کا ذکر کروں اور اس نے کر لیا اپنا رستہ دریا میں

عَجَبًا ﴿٦٣﴾ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۖ فَارْتَدَّا

عجیب طرح کہا یہی ہے جو ہم چاہتے تھے پھر الٹے پھرے

عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ﴿٦٤﴾ فَوَجَدَا عَبْدًا

اپنے پیر پہچانتے پھر پایا ایک بندہ

مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ

ہمارے بندوں میں کا ٦٥ھ جس کو دی تھی ہم نے رحمت اپنے پاس سے اور

عَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿٦٥﴾ قَالَ لَهٗ مُوْسٰى

سکھلایا تھا اپنے پاس سے ایک علم ف١ کہا اس کو موسیٰ نے

هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ

کہے تو تیرے ساتھ رہوں اس بات پر کہ مجھ کو سکھلا دے کچھ جو تجھ کو سکھلائی ہے

رُشْدًا ﴿٦٦﴾ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ

بھلی راہ بولا تو نہ ٹھہر سکے گا میرے ساتھ

صَبْرًا ﴿٦٧﴾ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ

اور کیونکر ٹھہرے گا ٦٦ھ دیکھ کر اس چیز کو

تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ﴿٦٨﴾ قَالَ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ

کہ تیرے قابو میں نہیں اس کا سمجھنا کہا تو پائے گا اگر

شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا ﴿٦٩﴾

اللہ نے چاہا مجھ کو ٹھہرنے والا اور نہ ٹالوں گا تیرا کوئی حکم

موضح قرآن ف١ وہ بندہ خضر تھا، ان نے سبب پوچھا آنے کا۔ موسیٰ نے بتایا۔ خضر نے کہا تم کو اللہ نے تربیت فرمائی۔ پر بات یوں ہے کہ اللہ کا ایک علم مجھ کو ہے تم کو نہیں، اور ایک تم کو ہے مجھ کو نہیں، ایک چڑیا دکھا دی دریا میں سے پانی پیتی۔ کہا سارا علم سب خلق کا اللہ کے علم میں سے اتنا ہے جتنا دریا میں سے چڑیا کے منہ میں۔

فتح الرحمٰن ف١ یعنی خضر علیہ السلام را یافتند ١٢۔

اس کی جمع اَحۡقُبٌ اور اَحۡقَابٌ ہے حضرت ابن عباسؓ اور کئی مفسرین سے منقول ہے کہ حقب کے معنی مطلق زمانے کے ہیں یعنی زمان مبہم اور غیر محدود مراد زمانِ طویل یعنی مدتہا والمعنی حتّٰی یقع اما بلوغی المجمع او مضیّ حقبا ای سیری زمانا طویلا یعنی یا تو میں مجمع البحرین میں پہنچ جاؤں گا یا مدتوں چلتا رہوں گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس سفر کا باعث یہ ہوا جیساکہ مفسرین نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ کون سا بندہ تجھے سب سے زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا جو مجھے ہر وقت یاد رکھتا ہو اور کبھی نہیں بھولتا۔ پھر عرض کیا تیرے بندوں میں سب سے اچھا قاضی کون ہے؟ فرمایا جو صحیح فیصلہ کرے اور خواہشِ نفس کی پیروی نہ کرے۔ پھر عرض کیا تیرے بندوں میں سب سے بڑا عالم کون ہے؟ ارشاد فرمایا جو لوگوں سے ان کا علم حاصل کرکے اپنے علم میں اضافہ کرتا رہے، اس خیال سے کہ اسے کوئی ایسی بات مل جائے جس سے وہ راہنمائی حاصل کرے یا وہ اپنے کو ہلاکت سے بچالے۔ اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ اے اللہ، اگر تیرے بندوں میں کوئی بندہ مجھ سے بڑا عالم ہے تو مجھے اس کا پتہ بتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تجھ سے زیادہ عالم ہمارا بندہ خضر ہے جو مجمع البحرین میں رہتا ہے، تم ایک مچھلی تل کر توشہ دان میں رکھ لو اور مجمع البحرین کی طرف روانہ ہوجاؤ جہاں مچھلی گم ہوجائے سمجھ لو کہ ہمارا بندہ وہیں رہتا ہے۔ (کبیر ج ۵ ص ۴۲۵، روح ج ۵ا ص ۳۱۳)۔ **۶۵** جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ہمسفر یوشع دونوں دریاؤں کے ملنے کی جگہ پہنچے تو وہاں ایک پتھر کے سایہ میں سستانے کے لئے رک گئے حضرت موسیٰ علیہ السلام سو گئے اور حضرت یوشع بیدار تھے اسی اثنا میں انہوں نے دیکھا کہ مچھلی توشہ دان میں حرکت کرنے لگی یہاں تک کہ اس سے نکل کر دریا میں داخل ہوگئی، حضرت یوشع نے سوچا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس وقت آرام کی نیند سے بیدار نہ کریں جب وہ خود اٹھیں گے انہیں حقیقتِ حال سے آگاہ کر دوں گا۔ فِی الۡبَحۡرِ سَرَبًا مچھلی نے دریا میں اپنا راستہ بنالیا اور اس میں گھس گئی، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مچھلی کے بارے میں پوچھنا یاد نہ رہا، اس سے معلوم ہوا کہ وہ غیب داں تھے۔ **۶۶** جب دونوں مجمع البحرین سے آگے نکل گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھی سے کہا کہ اس سفر سے بہت تھک گئے ہیں اب کھانا لاؤ نَصَبًا تَعَبًا یعنی تھکاوٹ اور تکلیف۔ قَالَ اَرَءَیۡتَ الخ ساتھی کو اب مچھلی کا واقعہ یاد آیا اور اس نے جواب میں کہا کہ جب ہم نے پتھر کے سایہ میں آرام کیا تھا، اس وقت وہ مچھلی عجیب معجزانہ طور پر زندہ ہوکر توشہ دان سے نکل کر دریا میں گھس گئی تھی مگر آپ سے اس کا حال بیان کرنا بھول گیا۔ قَالَ ذٰلِكَ الخ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہماری منزل مقصود کی یہی تو علامت تھی چنانچہ وہیں سے الٹے پاؤں واپس ہوئے۔ قَصَصًا یہ مصدر ہے اور فعل محذوف کا مفعول مطلق ہے۔ ای یقصّان قَصَصًا یا مصدر بمعنیٰ اسم فاعل اِرۡتَدَّا کے فاعل سے حال ہے یعنی اپنے پاؤں کے نشان دیکھتے ہوئے واپس مڑے جہاں سے مچھلی دریا میں داخل ہوئی جب وہاں پہنچے تو قریب ہی جزیرہ میں خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام

قَالَ فَاِنِ اتَّبَعۡتَنِیۡ فَلَا تَسۡـَٔلۡنِیۡ عَنۡ
بولا پھر اگر تو میرے ساتھ رہتا ہے تو مت پوچھیو مجھ سے
شَیۡءٍ حَتّٰۤی اُحۡدِثَ لَکَ مِنۡہُ ذِکۡرًا ﴿۷۰﴾
کوئی چیز جب تک میں نہ شروع کروں تیرے آگے اس کا ذکر
فَانۡطَلَقَا قف حَتّٰۤی اِذَا رَکِبَا فِی السَّفِیۡنَۃِ
پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب چڑھے کشتی میں ف۱
خَرَقَہَا ؕ قَالَ اَخَرَقۡتَہَا لِتُغۡرِقَ اَہۡلَہَا ۚ
اس کو پھاڑ ڈالا موسیٰ بولا کیا تو نے اس کو پھاڑ ڈالا کہ ڈبا دے اس کے لوگوں کو
لَقَدۡ جِئۡتَ شَیۡـًٔا اِمۡرًا ﴿۷۱﴾ قَالَ اَلَمۡ
البتہ تو نے کی ایک چیز بھاری ف بولا میں نے
اَقُلۡ اِنَّکَ لَنۡ تَسۡتَطِیۡعَ مَعِیَ صَبۡرًا ﴿۷۲﴾
نہ کہا تھا تو نہ ٹھہر سکے گا میرے ساتھ
قَالَ لَا تُؤَاخِذۡنِیۡ بِمَا نَسِیۡتُ وَ لَا
کہا مجھ کو نہ پکڑ میری بھول پر اور
تُرۡہِقۡنِیۡ مِنۡ اَمۡرِیۡ عُسۡرًا ﴿۷۳﴾ فَانۡطَلَقَا وقفة
مت ڈال مجھ پر میرا کام مشکل ف۲ پھر دونوں چلے
حَتّٰۤی اِذَا لَقِیَا غُلٰمًا فَقَتَلَہٗ ۙ قَالَ اَقَتَلۡتَ
یہاں تک کہ جب ملے ایک لڑکے کو ف۳ تو اس کو مار ڈالا موسیٰ بولا کیا تو نے مار ڈالی
نَفۡسًا زَکِیَّۃًۢ بِغَیۡرِ نَفۡسٍ ؕ لَقَدۡ جِئۡتَ
ایک جان ستھری بغیر عوض کسی جان کے بے شک تو نے کی
شَیۡـًٔا نُّکۡرًا ﴿۷۴﴾
ایک چیز نا معقول

ع ۹
۱۱
۲۱

۷۱ پہلا واقعہ ۱۲
۷۴ دوسرا واقعہ ۱۲

موضح قرآن ف۱ جب اس ناؤ پر چڑھنے لگے ناؤ والوں نے خضر کو پہچان کر منت چڑھالیا۔ اس احسان کے بدلے یہ نقصان اور تعجب لگا۔ لیکن کنارے کے قریب پہنچ کر توڑا لوگ نہ ڈوبے توڑا یہ کہ ایک تختہ نکال ڈالا۔ ف۲ یہ پہلا پوچھنا حضرت موسیٰ سے بھول کر ہوا اور دوسرا اقرار کرنے کو اور تیسرا رخصت کو۔ ف۳ ستھری یعنی بے گناہ جب تک بالغ نہ ہو اس پر کچھ گناہ نہیں، ایک گاؤں پاس لڑکے کھیلتے تھے ایک لڑکے کو مار ڈالا۔ اور چل کھڑے ہوئے۔

الجزء السادس عشر

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا (۷۵)
بولا میں نے تجھ کو نہ کہا تھا کہ تو نہ ٹھہر سکے گا میرے ساتھ
قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِيْ ۚ
کہا اگر تجھ سے پوچھوں کوئی چیز اس کے بعد تو مجھ کو ساتھ نہ رکھیو
قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا (۷۶) فَانْطَلَقَا حَتّٰٓى اِذَآ
تو اتار چکا میری طرف سے الزام پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب
اَتَيَآ اَهْلَ قَرْيَةِ ِۨ اسْتَطْعَمَآ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ
پہنچے ایک گاؤں کے لوگوں تک کھانا چاہا وہاں کے لوگوں سے انہوں نے نہ مانا کہ
يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ
ان کو مہمان رکھیں پھر پائی وہاں ایک دیوار جو گرا چاہتی تھی
فَاَقَامَهٗ ؕ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا (۷۷)
اس کو سیدھا کر دیا بولا موسیٰ اگر تو چاہتا تو لے لیتا اس پر مزدوری ف۱
قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ
کہا اب جدائی ہے میرے اور تیرے بیچ اب جتلائے دیتا ہوں تجھ کو پھیر
مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا (۷۸) اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ
ان باتوں کا جس پر تو صبر نہ کر سکا ف۲ وہ جو کشتی تھی ۶۶۸ سو
لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَ
چند محتاجوں کی جو محنت کرتے تھے دریا میں سو میں نے چاہا کہ اس میں عیب ڈال دوں
كَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا (۷۹)
اور ان کے پرے تھا ایک بادشاہ جو لے لیتا تھا ہر کشتی کو چھین کر
وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ
اور وہ جو لڑکا تھا سو اس کے ماں باپ تھے ایمان والے پھر ہم کو اندیشہ ہوا کہ

غیب دان تھے اگر غیب داں ہوتے تو انہیں حضرت خضرؑ کی جگہ معلوم ہوتی اور وہ اس جگہ سے آگے نہ نکل جاتے۔ **۶۶۷** اس بندے سے قول مختار کے مطابق حضرت خضر علیہ السلام مراد ہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے تکوینیات کا وہ علم عطا فرمایا تھا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس نہیں تھا جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو علم شرائع حاصل تھا جو حضرت خضر علیہ السلام کے پاس نہیں تھا، چنانچہ جب دونوں کی ملاقات ہوئی تو حضرت خضر نے کہا یٰموسی انا علی علم علمنی اللہ لا تعلمہ انت وانت علی علم علمک اللہ لا اعلمہ انا (کبیر ج ۵ ص ۲۴۲)۔ حضرت خضرؑ کے بارے میں بعض نے لکھا ہے کہ وہ فرشتہ تھا، بعض نے کہا ہے وہ ولی تھے، لیکن جمہور کا مسلک یہ ہے کہ وہ نبی تھے۔ حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت پر خود قرآنی قرائن شاہد ہیں۔ اول یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا رحمت سے مراد وحی اور نبوت ہے اور یہ تعبیر انبیاء علیہم السلام کے بارے میں ہی اختیار کی گئی ہے۔ چنانچہ ایک جگہ ارشاد ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ (سورۂ ہود رکوع ۳) اور دوسری جگہ حضرت صالح علیہ السلام کا قول نقل فرمایا يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ مِنْهُ رَحْمَةً (سورۂ ہود ع ۶) ان آیتوں میں رحمۃ سے مراد وحی اور نبوت ہے۔ والجمہور علی انہا الوحی والنبوۃ وقد اطلقت علی ذلک فی مواضع من القرآن (روح ج ۱۵ ص ۳۳۲)۔

دوم یہ کہ معصوم بچے کے قتل کا واقعہ بھی شاہد ہے کہ وہ نبی تھے کیونکہ ولی ہونے کی صورت میں بچے کو قتل کرنے کا اشارہ زیادہ سے زیادہ کشف والہام پر مبنی ہو سکتا ہے اور ولی کا کشف یا الہام ظنی چیز ہے اس سے قطع اور یقین کا درجہ حاصل نہیں ہو سکتا، اس لئے کشف یا الہام کے اشارے سے ایک معصوم بچے کا قتل جائز نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ نبی تھے اور انہیں بچے کو قتل کرنے کا حکم وحی کے ذریعہ ہوا تھا یا کشف والہام سے کیونکہ انبیاء علیہم السلام کا کشف اور الہام بھی وحی کی طرح قطعی ہوتا ہے۔

تیسرا واقعہ آیت [illegible] حکمت ۱۳

[illegible] واقعہ کی حکمت ۱۲

حیاتِ خضر علیہ السلام

علماء میں اس بارے میں بھی اختلاف ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں یا وفات پا چکے ہیں۔ بعض علماء اور صوفیہ کا خیال ہے کہ وہ زندہ ہیں، لیکن جمہور علمائے امت اور محققین صوفیائے ملت کی تحقیق یہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ ان کی وفات پر سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام سے فرداً فرداً یہ عہد لیا تھا کہ وہ اپنے بعد آنے والے ہر نبی کی تصدیق کریں اور اگر اس کا زمانہ پائیں تو اس کی مدد کریں اور اس کا ساتھ دیں، جیسا کہ ارشاد ہے۔ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ اگر حضرت خضر زندہ ہوتے تو ان پر فرض تھا کہ وہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوتے، آپ پر ایمان لاتے اور ہر میدانِ جنگ میں آپ کے ساتھ جہاد میں شریک ہوتے، آپ کی اقتداء میں نمازیں پڑھتے، جمعہ میں آپ کے ساتھ شریک ہوتے مگر کسی نماز میں یا کسی میدانِ جہاد میں ان کے حاضر ہونے کا کوئی ذکر اذکار نہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے وہ خود حضور علیہ السلام کے زمانے میں بھی زندہ نہیں تھے۔

موضح قرآن ف ۱ یعنی گاؤں کے لوگوں نے مسافر کا حق نہ سمجھا کہ مہمانی کریں ان کی دیوار مفت بنانی کیا ضرور تھی۔ ف ۲ اب کی بار موسیٰ نے جان کر پوچھا رخصت ہونے کو سمجھ لیا کہ یہ علم میرے ڈھب کا نہیں حضرت موسیٰ کا علم وہ تھا جس میں خلق پیروی کرے تو ان کا بھلا ہو۔ حضرت خضر کا علم وہ کہ دوسرے کو اس کی پیروی بن نہ آوے۔

يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ﴿٨٠﴾ ج فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا
ان کو عاجز کردے زبردستی اور کفر کرکر ف١ پھر ہم نے چاہا کہ بدلہ دے ان کو
رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا ﴿٨١﴾ وَاَمَّا
ان کا رب بہتر اس سے پاکیزگی میں اور نزدیک تر شفقت میں ف٢ اور وہ جو
الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ
دیوار تھی سو دو یتیم لڑکوں کی تھی اس شہر میں اور اس
تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ج فَاَرَادَ
کے نیچے مال گڑا تھا ان کا اور ان کا باپ تھا نیک پھر چاہا
رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا صلے ق
تیرے رب نے کہ پہنچ جائیں اپنی جوانی کو اور نکالیں اپنا مال گڑا ہوا
رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ج وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ط ذٰلِكَ
مہربانی سے تیرے رب کی اور میں نے یہ نہیں کیا اپنے حکم سے ٦٧ھ یہ ہے
تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿٨٢﴾ ط ع وَيَسْـَٔلُوْنَكَ
پھیر ان چیزوں کا جن پر تو صبر نہ کر سکا ف٣ اور تجھ سے پوچھتے ہیں
عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ط قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ﴿٨٣﴾ ط
٦٨ھ ذوالقرنین کو کہہ اب پڑھتا ہوں تمہارے آگے اس کا کچھ احوال ف٤
اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ
ہم نے اس کو جمایا تھا ملک میں ٦٩ھ اور دیا تھا ہم نے اس کو ہر چیز کا
سَبَبًا ﴿٨٤﴾ لا فَاَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٨٥﴾ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ
سامان پھر پیچھے پڑا ایک سامان کے ف٥ یہاں تک کہ جب پہنچا سورج ڈوبنے کی جگہ
الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ
پایا کہ وہ ٧٠ھ ڈوبتا ہے ایک دلدل کی ندی میں ف١ اور پایا

ع ١٠ ١٢ ١

[illegible]

امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ سے کسی نے حضرت خضر اور حضرت الیاس علیہما السلام کے بارے میں پوچھا کہ کیا وہ زندہ ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا وہ کس طرح زندہ ہو سکتے ہیں۔ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے تھوڑا سا پہلے فرمایا تھا۔ لا یبقی علیٰ رأس المائۃ ممن ھو الیوم علیٰ ظھر الارض احدٌ یعنی اس وقت جو انسان زمین پر ہیں سو سال تک ان میں سے کوئی بھی زندہ نہیں رہے گا۔

امام ابنِ تیمیہ نے فرمایا، کہ اگر حضرت خضرؑ زندہ ہوتے تو ان پر فرض تھا کہ وہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوتے، آپؐ سے علمِ قرآن حاصل کرتے اور آپؐ کے ہمراہ جہاد میں شریک ہوتے۔ اسی طرح امام ابراہیم بن اسحاق حربی امام شرف الدین محمد بن ابی الفضل مرسی، امام علی بن موسیٰ رضا اور ابوالحسین بن المنادی رحمہم اللہ تعالیٰ سے یہی منقول ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ (روح المعانی ج ١٥ ص ٣٢٢) رہی یہ بات کہ بہت سے اولیاء اللہ کو حضرت خضر علیہ السلام کی حالتِ بیداری میں زیارت نصیب ہوئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ زندہ ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے ان کی حیات پر استدلال صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ جیسا کہ بعض کاملین اور محققین صوفیا نے فرمایا ہے، حضرت خضر کی زیارت عالمِ دنیا کی چیز نہیں بلکہ اس کا تعلق عالمِ مثال سے ہے، یعنی حضرت خضر علیہ السلام کی مثالی صورت بعض کاملین کو بیداری کی حالت میں نظر آتی ہے، چنانچہ حضرت شیخ صدر الدین اسحاق قونوی رح اپنی کتاب "تبصرۃ المبتدی وتذکرۃ المنتہی" میں فرماتے ہیں۔ ان وجود الخضر علیہ السلام فی عالم المثال (روح ج ١٥ ص ٣٢٦)

٦٧ھ جب حضرت موسیٰؑ نے حضرت خضرؑ سے ان کا مخصوص علم حاصل کرنے کے لئے ان کے ساتھ رہنے کی درخواست کی تو انہوں نے کہا کہ میرے علم کا تعلق تکوینیات سے ہے جس پر تم حاوی نہیں ہو اس لئے تم میرے ساتھ رہ کر میرے کاموں کو صبر وضبط سے نہیں دیکھ سکو گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے صبر وضبط سے کام لینے اور ہر امر میں فرمانبرداری کرنے کا وعدہ کیا تو حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میرے ساتھ رہنا چاہتے ہو تو میرے کسی کام پر اعتراض نہ کرنا جب تک کہ اس کی حقیقت میں خود بیان نہ کر دوں۔ اس سے بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے غیب دان ہونے کی نفی ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت سی چیزوں کا علم ان کو نہیں تھا حضرت موسیٰ

موضح قرآن

ف١ یعنی اگر وہ بڑا ہوتا تو موذی اور بدراہ ہوتا اس کے ماں باپ اس کے ساتھ خراب ہوتے، بعضے آدمی کی بنیاد بُری پڑتی ہے اور بعضے کی بھلی، جیسے ککڑی کھیرا کوئی میٹھا پڑا، کوئی کڑوا، اگرچہ اصل میں ککڑی کھیرا میٹھا ہے اسی طرح آدمی کی بنیاد بھی اصل میں بہتر ہے، بگڑ کر کوئی پھل کڑوا نکلتا ہے اس کا علم اللہ کو ہے۔ پیغمبر نے فرمایا ہر آدمی کی بنیاد مسلمانی پر ہے یہی معنی سمجھنے چاہئیں۔ **ف٢** اسی ماں باپ کے گھر پیچھے ایک بیٹی ہوئی، ایک نبی سے بیاہی گئی اس سے ایک نبی پیدا ہوا جس سے ایک امت قائم ہوئی۔ **ف٣** یعنی جو کام خدا کے حکم سے کرنا ضرور ہے اُس پر مزدوری نہیں یعنی، آگے قصہ فرمایا ذوالقرنین بادشاہ کا یہ بھی یہود کے سکھائے سے مکے کے لوگ پوچھتے تھے پیغمبر کے آزمانے کو جیسے اصحاب کہف کا قصہ۔ **ف٤** اس بادشاہ کو ذوالقرنین کہتے ہیں اس واسطے کہ دنیا کے دونوں سرے پر پھر گیا تھا مشرق اور مغرب پر، بعضے کہتے ہیں یہ لقب سکندر کا، بعضے کہتے ہیں کوئی بادشاہ پہلے گذرا ہے۔ **ف٥** یعنی انجام کرے گا سفر کا۔

فتح الرحمن ف١ یعنی بحسب مرد ماں ١٢۔

علیہ السلام کو حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ تین واقعے پیش آئے، تینوں سے یہ بات عیاں ہے۔ **٦٩** یہ پہلا واقعہ ہے۔ دورانِ سفر وہ کشتی میں سوار ہوئے حضرت خضر نے کشتی کا ایک تختہ توڑ دیا جس سے اس میں بڑا سا شگاف پڑ گیا، شرعی طور پر بظاہر یہ حرکت ناجائز تھی اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے نہ رہا گیا۔ اور انہوں نے کہا کہ تم نے یہ کیا ناجائز حرکت کی ہے۔ اس پر حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا میں نے جو کہا تھا کہ تم ضبط سے کام نہیں لے سکو گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھول کا عذر کیا اور کہا کہ بھول کے بارے میں مجھ پر تنگی نہ کیجئے۔ **٧٠** یہ دوسرا واقعہ ہے جب کشتی سے اتر کر آگے چلے تو ایک لڑکا ملا حضرت خضر علیہ السلام نے اس لڑکے کو قتل کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پھر بول اُٹھے کہ تم نے ایک معصوم اور بے گناہ بچے کو قتل کر کے بہت بُرا فعل کیا ہے۔ اس پر حضرت خضر علیہ السلام نے پھر ان کو ان کا سابقہ عہد یاد دلایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب میں کہا، اب اگر میں تم پر اعتراض کروں تو بیشک آپ مجھے ساتھ نہ رکھیں کیونکہ آپ کے پاس مجھے جدا کرنے کا معقول عذر ہوگا۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ مقتول چھوٹا لڑکا نہیں تھا بلکہ نوجوان آدمی تھا اور غُلٰمٌ کے معنی نوجوان کے بھی آتے ہیں۔ وَقِیْلَ کَانَ بَالِغًا شَابًّا (روح ج ١٥ ص ٣٣) وَقِیْلَ کَانَ رَجُلًا (خازن جلد ٤ ص ٢٨٢)

٧١ یہ تیسرا واقعہ ہے، دونوں ایک گاؤں میں پہنچے، بھوک لگ چکی تھی اس لئے گاؤں والوں سے کھانا طلب کیا مگر انہوں نے کھانا کھلانے سے انکار کر دیا۔ وہاں انہوں نے ایک دیوار دیکھی جو بہت پرانی تھی اور ایک طرف جھکی ہوئی تھی گویا کہ گرنا چاہتی ہے حضرت خضر علیہ السلام نے وہ دیوار درست کر دی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل میں خیال آیا کہ گاؤں والوں نے کھانا تو ان کو کھلایا نہیں، دیوار بنانے کی مزدوری ہی لے لی ہوتی۔ یہ بات انہوں نے حضرت خضر علیہ السلام سے کہہ دی۔ اس پر انہوں نے کہا بس اب میری اور تمہاری جدائی کا وقت آگیا ہے اور اب میں تمہیں بتاؤں گا کہ ان تینوں واقعات کی حقیقت کیا ہے جس کو نہ جاننے کی وجہ سے تم ان کو دیکھ کر صبر و ضبط سے کام نہیں لے سکے۔ **٧٢** یہ پہلے واقعہ کی حکمت ہے، حضرت خضرؑ نے کہا،

عِنْدَهَا قَوْمًا ۗ قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ
اس کے پاس لوگوں کو ف١ ہم نے کہا اے ذوالقرنین ٧٣ یا تو تو لوگوں کو تکلیف دے
وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا (٨٦) قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ
اور یا رکھ ان میں خوبی ف٢ ف٣ بولا جو کوئی ہوگا بے انصاف
فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا
سو ہم اس کو سزا دینگے پھر لوٹ جائے گا اپنے رب کی طرف وہ عذاب دیگا اس کو بُرا
نُّكْرًا (٨٧) وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ
عذاب اور جو کوئی یقین لایا اور کیا اس نے بھلا کام سو اس کا بدلہ
اِۨلْحُسْنٰى ۚ وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا (٨٨) ۗ ثُمَّ اَتْبَعَ
بھلائی ہے اور ہم حکم دینگے اس کو اپنے کام میں آسانی ف٤ پھر لگا ایک
سَبَبًا (٨٩) حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ
سامان کے پیچھے ف٥ یہاں تک کہ جب پہنچا سورج نکلنے کی جگہ ٧٤ پایا اس کو کہ نکلتا ہے
عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا (٩٠) كَذٰلِكَ ؕ
ایک قوم پر کہ نہیں بنا یا ہم نے ان کے لئے آفتاب سے ورے کوئی حجاب ف٦ یوں ہی ہے
وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا (٩١) ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا (٩٢)
اور ہمارے قابو میں آچکی ہے اس کے پاس کی خبر ف١ پھر لگا ایک سامان کے پیچھے
حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ
یہاں تک کہ جب پہنچا دو پہاڑوں کے بیچ ٧٥ پائے ان سے ورے ایسے لوگ
لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا (٩٣) قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ
جو لگتے نہیں کہ سمجھیں ایک بات ف٧ بولے اے ذوالقرنین ٧٦
اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ فَهَلْ
یہ یاجوج اور ماجوج دھوم اٹھاتے ہیں ملک میں سو تو کہے

موضح قرآن

ف١ ذوالقرنین کو شوق ہوا کہ دیکھے دنیا کی بستی کہاں تک بستی ہے سو مغرب کی طرف اس جگہ پہنچا کہ دلدل تھا، نہ گذر آدمی کا نہ کشتی کا، اللہ کے ملک کی حد نہ پا سکا۔ ف٢ اس کو یہ کہا یعنی دونوں بات کی قدرت دی، ہر بادشاہ کو ہر حاکم کو قدرت ملتی ہے، چاہے وہ خلق کو ستادے، چاہے اپنی خوبی کا ذکر جاری رکھے۔ ف٣ حاکم جو عادل ہو اس کی یہی راہ ہے، بُروں کو سزا دے بُرائی کی، اور بھلوں سے نرمی کرے اس نے یہ بات کہی۔ یعنی یہ چال اختیار کی۔ ف٤ یعنی اور سفر کا سرانجام کیا۔ ف٥ شاید وہ لوگ جنگلی سے ہوں گے کہ گھر بنانا اور چھت ڈالنا ان میں دستور نہ ہوگا۔ ف٦ تاریخ والے شاید اس جگہ کچھ اور کہتے ہوں اور فی الحقیقت اتنا ہے جو فرما دیا۔ ف٧ یعنی کسی کی بولی نہ ملتی تھی اور دو آڑ دو پہاڑ تھے اس ملک میں اور یاجوج ماجوج کے ملک میں وہی اٹکاؤ تھے ان پر چڑھائی نہ تھی مگر بیچ میں کھلا تھا ایک گھاٹا اس راہ سے یاجوج ماجوج آتے اور لوگوں کو لوٹ مار کر چلے جاتے۔

فتح الرحمٰن ف١ وایں کنایت است از قدرت او بریں دو کار ١٢۔

نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ

توہم مقرر کر دیں تیرے واسطے کچھ محصول اس شرط پر کہ بنادے تو ہم میں اور ان میں

سَدًّا ﴿۹۴﴾ قَالَ مَا مَكَّنِّيْ فِيْهِ رَبِّيْ خَيْرٌ فَاَعِيْنُوْنِيْ

ایک آڑ ف۱ بولا جو مقدور دیا مجھ کو ۵۱ میرے رب نے وہ بہتر ہے سو مدد کرو میری

بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ﴿۹۵﴾ اٰتُوْنِيْ زُبَرَ

محنت میں بنادوں تمہارے ان کے بیچ میں ایک دیوار موٹی ف۲ لاؤ مجھ کو تختے ۵۲

الْحَدِيْدِ ؕ حَتّٰٓى اِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ

لوہے کے یہاں تک کہ جب برابر کر دیا دونوں پھانکوں تک پہاڑ کی کہا

انْفُخُوْا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِيْٓ اُفْرِغْ

دھونکو یہاں تک کہ جب کر دیا اس کو آگ کہا لاؤ میرے پاس کہ ڈالوں

عَلَيْهِ قِطْرًا ؕ ﴿۹۶﴾ فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا

اس پر پگھلا ہوا تانبا ف۳ پھر نہ چڑھ سکیں اس پر ۵۳ اور نہ

اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ﴿۹۷﴾ قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ ۚ

کر سکیں اس میں سوراخ ف۴ بولا یہ ایک مہربانی ہے میرے رب کی

فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ

پھر جب آئے وعدہ میرے رب کا ف۱ گرا دے اس کو ڈھا کر اور ہے وعدہ میرے رب کا

حَقًّا ؕ ﴿۹۸﴾ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ

سچا ف۵ اور چھوڑ دیں گے ہم خلق کو ۵۴ اس دن ایک دوسرے میں گھستے

وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ۙ ﴿۹۹﴾ وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ

اور پھونک ماریں گے ۵۵ صور میں پھر جمع کر لائیں گے ہم ان کو ف۶ اور دکھلا دینگے ہم دوزخ

يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضَا ۙ ﴿۱۰۰﴾ الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ

اس دن کافروں کو سامنے جن کی آنکھوں پر ۵۶

[illegible] ۱۲

اس کشتی کے مالک بہت غریب اور مسکین تھے اور یہی کشتی ان کا ذریعۂ معاش تھی، وقت کا بادشاہ زبردست تھا جو ہر اچھی اور بے عیب کشتی جبراً چھین لیتا تھا اس لئے میں نے اس کشتی کو توڑ کر عیب دار کر دیا تاکہ بادشاہ اسے چھین نہ لے۔ وَاَمَّا الْغُلٰمُ الخ یہ دوسرے واقعہ کی حکمت ہے، یعنی میں نے اس غلام (لڑکا یا نوجوان) کو اس لئے قتل کیا کہ وہ بدکردار اور کافر ہونے والا تھا یا وہ بالفعل بدکردار اور کافر تھا لیکن اس کے والدین نیک اور صالح تھے اور مومن تھے تو ہمیں اندیشہ لاحق ہوا کہ اگر وہ زندہ رہا تو کفر اور سرکشی سے ان کو تنگ کرے گا۔ اس لئے ہم نے ارادہ کیا کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس کے بدلے اس سے اچھا فرزند عطا کرے جو دین داری کے اعتبار سے اور والدین پر شفقت اور مہربانی کے لحاظ سے اس سے کہیں زیادہ بہتر ہو۔ وَاَمَّا الْجِدَارُ الخ یہ تیسرے واقعہ کی حکمت ہے یہ دیوار دو یتیم بچوں کی تھی جن کا باپ بہت نیک تھا، اس دیوار کے نیچے ان کا خزانہ دفن تھا۔ اگر دیوار گر جاتی تو خزانہ ظاہر ہو جاتا جسے لوگ لوٹ کر لے جاتے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ دونوں بچے بڑے ہو کر اپنا خزانہ اپنے استعمال میں لائیں اس لئے مجھے دیوار درست کرنے کا حکم دیا۔ **۴۷** ان تینوں حادثوں میں میں نے جو کچھ کیا ہے۔ اپنی مرضی اور اختیار سے نہیں کیا اور نہ ان باتوں کا مجھے بذاتِ خود علم تھا بلکہ ان باتوں کا اللہ تعالیٰ نے مجھے علم دیا اور میں نے جو کچھ کیا ہے سب اللہ کے حکم سے کیا ہے۔ یہ ہے ان واقعات کی اصل حکمت اور حقیقت جس کو نہ جاننے کی وجہ سے تم صبر وضبط سے کام نہ لے سکے۔ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ای عن رائی و اجتہادی (روح ج ۱۶ ص ۱۴) یہ تیسرے شبہے کا اصل جواب ہے۔

موضح قرآن

ف۱ یعنی آپس میں باچھ ڈال کر کچھ مال جمع کر دیں اس کو دیکھا بادشاہ صاحب فوج و اسباب و صاحب حکم جانا کہ اس سے یہ کام ہو سکے گا۔ یاجوج ماجوج عرب کی زبان میں نام ہے ایک قوم کا دو دادوں کی اولاد، ایک یاجوج ایک ماجوج نہیں معلوم کہ اس ملک میں ان کا نام کیا تھا ترکوں کے ملک سے لگتے تھے اور قوم میں ترکوں کے بھائی تھے۔ **ف۲** یعنی مال میرے پاس بہت ہے مگر ہاتھ پاؤں سے ہمارے ساتھ تم بھی محنت کرو۔ **ف۳** اول لوہے کے بڑے بڑے تختے بنائے ایک پر ایک دھرتا گیا کہ دو پہاڑوں کے برابر ملا دیا پھر تانبا پگھلا کر اس کے اوپر سے ڈالا وہ درزوں میں بیٹھ کر جم گیا۔ سب مل کر ایک پہاڑ سا ہو گیا۔ ہمارے پیغمبر پاس ایک شخص نے کہا میں سد تک گیا ہوں اور اس کو دیکھا ہے فرمایا اس کی طرح بیان کر۔ اس نے کہا جیسے چارخانہ کی لنگی فرمایا تو سچا ہے وہ لوہے کے تختے سیاہ لگتے ہیں اور درزوں میں لکیر تانبے کی سرخ۔ **ف۴** ان میں ایسا بادشاہ صاحب عزم و صاحبِ حکومت اس کام پر لگا نہیں اور تھوڑے لوگوں سے ہو نہیں سکتا۔ **ف۵** حضرت کے وقت میں روپے برابر سوراخ اس میں پڑ گیا اور حضرت عیسیٰ کے وقت ان کے نکلنے کا وعدہ ہے سب دنیا کو لڑائی سے عاجز کریں گے آسمان پر تیر چلا دیں گے وہ لہو بھرے آویں گے آخر حضرت عیسیٰ کی بد دعا سے ایک بار سارے مر رہیں گے ذوالقرنین ایسی محکم دیوار پر بھی منتظر تھا کہ آخر یہ بھی فنا ہو گی، نہ جیسے وہ باغ والا اپنے باغ پر مغرور۔ **ف۶** یعنی یہ قیامت کے دن ہو گا جو رب کا وعدہ ہے۔

فتح الرحمٰن **ف۱** یعنی نزدیک شود قیامت ۱۲۔

شبہہ رابعہ کا جواب

۵۷۴ یہ چوتھے شبہے کا جواب ہے، شبہہ یہ تھا کہ ذوالقرنین کو اللہ تعالیٰ نے بڑی قدرت اور طاقت عطا فرمائی تھی جیسا کہ خود قرآن میں بھی فرمایا۔ اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا اس پر شبہہ ہوتا تھا کہ ذوالقرنین متصرف فی الامور تھا تو اس کا جواب دیا کہ اس کو جو طاقت دی گئی تھی وہ صرف ظاہری اسباب کے تحت تھی اور وہ بھی بقدر ضرورت، لیکن مافوق الاسباب امور میں سے وہ کسی چیز پر قادر نہیں تھا اور اسباب ظاہری کے اعتبار سے بھی ہر طرف سے عاجز آگیا۔ مشرق میں بوجہ گرمی اور مغرب میں دَلدَل کی وجہ سے اور شمال میں یاجوج ماجوج کی وجہ سے۔ يَسْـَٔلُوْنَكَ وہ آپ سے سوال کرتے ہیں بظاہر ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ ذوالقرنین کے بارے میں بھی آپ سے سوال کیا گیا تھا جس کے جواب میں یہ آیتیں نازل ہوئیں اور اگر واقعہ میں سوال نہیں ہوا تو مطلب یہ ہوگا وَاِنْ يَّسْـَٔلُوْكَ یعنی اگر وہ آپ سے ذوالقرنین کے بارے میں سوال کریں تو آپ اس کا یہ جواب دیں۔ **۵۷۵** ہم نے اس کو زمین میں قدرت اور طاقت دی اور اسے سلطنت عطا فرمائی مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا یہاں كُلِّ استغراقِ حقیقی کے لئے نہیں بلکہ استغراقِ اضافی کے لئے ہے اور اس سے صرف وہ ملکی مہمات اور مقاصد مراد ہیں جن کو سر کرنے کا ذوالقرنین نے ارادہ کیا تھا اور وہ امور جن کی ملکی اصلاح کے سلسلے میں اس کو ضرورت تھی من كل شيء سببا ارادہ من مهمات ملكه ومقاصده المتعلقة بسلطانه (روح ج ۱۶ ص ۳۱) والمراد به اٰتيناه من كلّ شيء يحتاج اليه في اصلاح ملكه سببًا (کبیر ج ۵ ص ۵۴۲) اور اسباب سے اسبابِ عادیہ مُراد ہیں والمراد بذلك الاسباب العادية (روح) تو اس سے معلوم ہوگیا کہ ذوالقرنین کو نہ کلی طور پر اختیار و تصرف حاصل تھا اور نہ اسے مافوق الاسباب امور پر قدرت و طاقت حاصل تھی۔ **۵۷۶** یہ ذوالقرنین کی مغربی مہم کا ذکر ہے۔ وہ مغرب کی جانب اس قدر دور نکل گیا کہ اب مزید آگے بڑھنے سے دَلدَل کے ایک طویل و عریض سمندر نے اسے روک دیا اور جانبِ مغرب میں گویا وہ زمین کے منتہیٰ پر پہنچ گیا کیونکہ اس دَلدَل کو عبور کرکے آگے نکلنا ناممکن تھا جب سورج غروب ہوتا تو ایسا معلوم ہوتا کہ وہ دَلدَل میں چھپ رہا ہے، حَمِئَةٍ۔ ای ذات حماة۔ حماۃ کے معنی کیچڑ کے ہیں عَيْنٍ حَمِئَةٍ یعنی کیچڑ والا چشمہ مراد دَلدَل ہے، ایک قوم اس دَلدَلی سمندر کے کنارے

قال الم ۱۶ ۶۷۱ الكهف ۱۸

فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

پردہ پڑا تھا میری یاد سے اور نہ سن سکتے تھے

سَمْعًا (۱۰۱) اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا

ف۱ اب کیا سمجھتے ہیں ۵۸۵ منکر کہ ٹھہرائیں

عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَآءَ ؕ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ

میرے بندوں کو میرے سوا حمایتی ہم نے تیار کیا ہے دوزخ کو

لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا (۱۰۲) قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ

کافروں کی مہمانی تو کہہ ہم بتائیں تم کو کن کا کیا ہوا گیا بہت اکارت

اَعْمَالًا (۱۰۳) اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

۵۸۶ وہ لوگ جن کی کوشش بھٹکتی رہی دنیا کی زندگی میں

وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا (۱۰۴) اُولٰٓئِكَ

اور وہ سمجھتے رہے کہ خوب بناتے ہیں کام ف۲ وہی ہیں

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ

جو منکر ہوئے اپنے رب کی نشانیوں سے اور اس کے ملنے سے سو برباد گیا انکا کیا ہوا

فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا (۱۰۵) ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ

پھر نہ کھڑی کرینگے ہم ان کے واسطے قیامت کے دن تول ف۱ ف۳ یہ بدلہ ان کا ہے

جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا (۱۰۶)

دوزخ اس پر کہ منکر ہوئے اور ٹھہرایا میری باتوں اور میرے رسولوں کو ٹھٹھا

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ

جو لوگ ۵۸۷ کہ ایمان لائے ہیں اور کئے ہیں بھلے کام ان کے واسطے ہے

جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا (۱۰۷) خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ

ٹھنڈی چھاؤں کے باغ مہمانی رہا کریں ان میں نہ چاہیں

ع ۱۱ ۲

۱ تخویف اخروی

۲ بشارت اخروی ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی اپنی عقل کی آنکھ نہ تھی کہ قدرتیں دیکھ کر یقین لادیں اور کسی کی بات نہ سنتے ضد سے کہ سمجھائے سمجھیں۔ ف۲ یعنی جو دوڑ کی واسطے دنیا کے اور آخرت ویران رکھی۔ ف۳ وہ آخرت کو مانتے نہ تھے تو اس کے واسطے کچھ کام نہ کیا، پھر ایک پلہ کیا تولئے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی و این کنایت است از خواری و بیقدری ۱۲۔

عَنْهَا حِوَلًا (١٠٨) قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ
وہاں سے جگہ بدلنی تو کہہ اگر دریا ۹۰ سیاہی ہو کہ لکھے میرے

رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ
رب کی باتیں بیشک دریا خرچ ہو چکے ابھی نہ پوری ہوں میرے رب کی باتیں اور اگرچہ

جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا (١٠٩) قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ
دوسرا بھی لائیں ہم ویسا ہی اس کی مدد کو تو کہہ میں بھی ایک آدمی ہوں ۹۱ جیسے تم

يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ
حکم آتا ہے مجھ کو کہ معبود تمہارا ۹۲ ایک معبود ہے سو پھر جس کو

يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ
امید ہو ملنے کی اپنے رب سے سو وہ کرے کچھ کام نیک اور شریک نہ کرے

بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا (١١٠)
اپنے رب کی بندگی میں کسی کو

۱۲ ع ۳

سُوْرَةُ مَرْيَمَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَّتِسْعُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ مریم ۱ مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں اٹھانوے آیتیں ہیں اور چھ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
۲ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

كٓهٰيٰعٓصٓ (١) ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا (٢)
۳ یہ مذکور ہے تیرے رب کی رحمت کا اپنے بندہ زکریا پر ۴

اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا (٣) قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ
جب پکارا اس نے اپنے رب کو چھپی آواز سے ف بولا اے میرے رب ۵ بوڑھی ہو گئیں

الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْ
میری ہڈیاں اور شعلہ نکلا سر سے بڑھاپے کا اور تجھ سے مانگ کر

آباد تھی۔ **۷۷** ذوالقرنین کی نبوت کے بارے میں اختلاف ہے، بعض نے کہا ہے کہ وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرح ایک بادشاہ اور نبی تھے اور بعض کا قول ہے کہ وہ ولی تھے۔ پہلی صورت میں یہ خطاب بذریعہ وحی ہے اور دوسری صورت میں بذریعہ الہام۔ مَنْ ظَلَمَ جس نے میری دعوت قبول نہ کی اور شرک پر اڑا رہا۔ لم یقبل دعوتی واصر علی ما کان علیہ من الظلم العظیم الذی ھو الشرک (روح ج ۱۶ ص ۳۴) **۷۸** یہ مشرقی مہم کا بیان ہے جب ذوالقرنین منتہائے مشرق میں پہنچ گیا جس سے آگے جانا ممکن نہ تھا، وہاں اس نے ایک ایسی قوم دیکھی جو تہذیب و تمدن سے کوسوں دور تھی اور انہیں لباس پہننے اور مکان بنانے کا دستور نہ تھا۔ سردی اور گرمی سے بچنے کے لئے غاروں میں پناہ لیتے ہوں گے وَقَدْ اَحَطْنَا الخ ذوالقرنین کے پاس جو لشکر اور ساز و سامان اور آلات جنگ تھے، ہمارا علم ان تمام چیزوں پر حاوی ہے، یہ سب کچھ ہم نے اسے دیا تھا، جو کچھ ہم نے اس کو دیا اس کے پاس صرف وہی کچھ تھا اور اسی میں وہ متصرف تھا اس کے علاوہ اسے کوئی تصرف یا قدرت حاصل نہ تھی۔ **۷۹** یہ ذوالقرنین کی تیسری مہم کا بیان ہے، اس کے متعلق عام مفسرین کی رائے یہی ہے کہ یہ سفر شمال کی جانب تھا۔ اَلسَّدَّیْن (دو دیواروں) سے مراد وہ دو پہاڑ ہیں جن کے درمیان درّہ تھا اور جس سے یاجوج ماجوج بیرونی علاقے میں آکر فساد کرتے تھے۔ مِنْ دُوْنِهِمَا ان دونوں پہاڑوں سے ورے ایک قوم آباد تھی جن کی زبان بالکل علیحدہ تھی۔ وہ ذوالقرنین کی کوئی بات سمجھ نہیں سکتے تھے۔ نہ ذوالقرنین ان کی زبان سے آشنا تھے۔ قال ابن عباس لا یفقھون کلام احد ولا یفھم الناس کلامھم (خازن ج ۴ ص ۱۸۱) **۸۰** یہ گفتگو ترجمان کے ذریعہ ہوئی۔ ان لوگوں نے ذوالقرنین سے یاجوج ماجوج کی شکایت کی کہ یہ ان پہاڑوں کی دوسری جانب رہتے ہیں اور اس درے سے اس طرف نکل آتے ہیں اور فساد مچاتے ہیں، قتل و غارت گری کرتے ہیں اور سرسبز و شاداب کھیتوں اور باغوں کو تباہ و برباد کر جاتے ہیں۔ ہم ساری قوم سے چندہ لے کر ایک کثیر رقم جمع کر کے آپ کے حوالے کرتے ہیں۔ آپ ایک مضبوط آہنی دیوار بنا کر اس درے کو بند کر دیں تاکہ یہ فسادی قوم اس طرف آنے نہ پائے خَرْجًا ای جعلا من اموالنا (روح ج ۱۶ ص ۳۹) **۸۱** ذوالقرنین نے جواب دیا کہ مجھے دولت کی ضرورت نہیں جو دولت اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی ہے، وہی کافی ہے تم لوگ صرف قوتِ بازو اور کام سے میری مدد کرو، میں اپنے خرچ سے ایک مضبوط دیوار بنا دوں گا۔ رَدْمًا بہت بڑی اور مضبوط دیوار ای حاجزا حصینا وحجابا متینا (روح ج ۱۶ ص ۴۰) بعض لوگ کہتے ہیں۔ اس سے دیوار چین مراد ہے۔ جو بارہ کوس لمبی ہے۔ لیکن یہ صحیح نہیں۔ **۸۲** زُبَرَ، زُبْرَۃٌ کی جمع ہے اور اس سے مراد لوہے کے ٹکڑے ہیں۔ الصدفین، الصدف کا تثنیہ ہے۔ جس سے مراد پہاڑ کی ایک جانب ہے۔ یعنی جب دونوں پہاڑوں کی درمیانی فضا میں تعمیر شدہ دوہری دیوار دونوں پہاڑوں کی چوٹیوں کے برابر ہو گئی۔ قَالَ انْفُخُوْا تو ذوالقرنین نے کہا کہ اب لوہا پگھلاؤ۔ جب وہ لوہا پگھل گیا۔ تو اس میں تانبہ شامل کر دیا۔ قِطْرًا یعنی تانبہ۔ **۸۳** جب لوہے اور تانبے سے دونوں دیواروں کا درمیانی حصہ پُر کر دیا گیا۔

موضح قرآن **ف** یعنی دل میں دعا کی یا پکارا ہو اکیلے مکان میں چھپی پکار اس واسطے کہ بوڑھی عمر میں بیٹا مانگتے تھے اگر نہ ملے تو لوگ ہنسیں۔

تو ذوالقرنین نے کہا۔ کہ یہ دیوار اس قدر مضبوط ہوگئی ہے۔ کہ اب یاجوج ماجوج نہ تو اس کو پھاند سکتے ہیں اور نہ اس میں سوراخ کر کے تمہارے علاقے میں داخل ہو سکیں گے۔ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّیْ الخ لیکن جب میرے پروردگار کے وعدے کے مطابق قیامت آگئی۔ تو پہاڑوں کی طرح یہ دیوار بھی ریزہ ریزہ کر دی جائے گی یاجوج ماجوج کے بارے میں مفسرین اور مؤرخین نے مختلف باتیں لکھی ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ یاجوج ماجوج چند ایسے قبائل کا مجموعہ ہے جو جسمانی اور معاشرتی لحاظ سے عجیب وغریب زندگی کے حامل تھے۔ مثلاً بالشت ڈیڑھ بالشت یا زیادہ سے زیادہ ایک ذراع کے قد رکھتے تھے اور بعض غیر معمولی طور پر طویل القامت تھے اور ان کے دونوں کان اتنے بڑے تھے کہ ایک بچھونے کا اور دوسرا اوڑھنے کا کام دے سکتا تھا۔ بعض نے ان کو ایک برزخی مخلوق قرار دیا ہے۔ یعنی وہ حضرت آدم علیہ السلام کے نطفے سے تو ہیں لیکن حضرت حوار کے بطن سے نہیں ہیں۔ لیکن محققین کے نزدیک یہ دونوں باتیں درست نہیں ہیں۔ چنانچہ مؤرخ ابن کثیر فرماتے ہیں۔ ھو قولٌ حکاہ الشیخ ابوزکریا النووی فی شرح مسلم وغیرہ ضعفوہ وھو جدیر بذلک، اذ لا دلیل علیہ بل ھو مخالف لما ذکرناہ من ان جمیع الناس الیوم ذریۃ نوحؑ بنص القراٰن (البدایۃ والنہایۃ ج ۲ ص۱۱۱)۔

اس لئے صحیح وہی ہے جو محققین نے لکھا ہے کہ یاجوج ماجوج، یافث بن نوح کی اولاد ہیں۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں ویاجوج وماجوج قبیلتان من ولد یافث بن نوح الخ (فتح الباری ج ۶ ص۲۹۷) اسی طرح علامہ آلوسی نے وہب بن منبہ اور دیگر ائمہ سے نقل کیا ہے۔ ان یاجوج وماجوج قبیلتان من ولد یافث بن نوح علیہ السلام وبہ جزم وَھب بن منبہ وغیرہ واعتمدہ کثیر من المتاخرین (روح المعانی ج ۱۶ ص۳۶)۔

منگولین (تاتاری) قبائل یاجوج ماجوج کی اولاد ہیں اور انہی میں سے بعض قبائل کے سامنے ذوالقرنین نے دیوار بنائی تھی جس کا یہاں ذکر کیا گیا ہے۔ حاصل یہ کہ یاجوج ماجوج دنیا کی عام انسانی آبادی کی طرح حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں اور یاجوج ماجوج منگولیا (تاتار) کے ان وحشی قبائل کو کہا جاتا رہا ہے جو یورپ اور روس کی قوم کے منبع ومنشا ہیں۔ یہ وحشی قبائل کاکیشیا کے انتہائی علاقوں میں رہتے تھے اور قفقاز کے پہاڑوں میں درۂ داریال سے نکل کر میدانی علاقوں میں بسنے والے لوگوں پر لوٹ مار مچاتے تھے۔ اسی درۂ داریال کے درمیان ذوالقرنین نے دیوار بنائی تھی تاکہ یاجوج ماجوج کے وحشی وہاں سے گذر کر پہاڑوں کے اس طرف نہ آسکیں۔ یہ دیوار شمال میں بحر خزر کے کنارے واقع ہے۔ ۸۴ یہ تخویف اخروی ہے۔ مشرکین کے چاروں شبہات کا جواب دینے کے بعد ان مشرکین کے لئے تخویف اخروی کا ذکر کیا گیا۔ جنہوں نے دنیا میں اللہ کے ذکر اور اس کی توحید سے آنکھیں بند کرلیں۔ اور اللہ کی توحید سننے کے لئے بھی تیار نہ تھے۔ بعض مفسرین نے اس آیت کو یاجوج ماجوج سے متعلق کیا ہے۔ لیکن صحیح وہی ہے، جو محققین نے بیان کیا ہے۔ کہ بعضھم کی ضمیر سے لوگ مراد ہیں اور یموج، مَوْجٌ سے ہے اور اس سے بے چینی اور اضطراب مراد ہے، یعنی جب دوسری بار صور پھونکا جائے گا۔ تو لوگ قبروں سے گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوں گے اور شدتِ ہول کی وجہ سے بے چین ومضطرب ہوں گے۔ والموج مجاز عن الاضطراب ای یضطربون اضطراب البحر یختلط انسھم وجنھم من شدۃ الھول (روح ج ۱۶ ص۴۳) وَتَرَکْنَا وجعلنا بَعْضَھُمْ بعض الخلق یَوْمَئِذٍ یَّمُوْجُ یختلط فِیْ بَعْضٍ ای یضطربون ویختلطون انسھم وجنھم حیاریٰ (مدارک ج ۳ ص۲۱) ۸۵ اس سے نفخۂ ثانیہ مراد ہے۔ کیونکہ اس کا مابعد اس پر دلالت کرتا ہے۔ الظاھر ان المراد النفخۃ الثانیۃ لانہ المناسب لما بعد (روح ج ۶ ص۶۶) ۸۶ یہ مشرکین کے اللہ کی توحید سے شدت اعراض سے کنایہ ہے۔ والمراد منہ شدۃ انصرا فھم عن قبول الحق (کبیر ج ۵ ص۵۵) ۸۷ یہ تخویف اخروی ہے۔ یہاں سے آخر تک مذکورہ بالا چاروں شبہات پر متفرع ہے۔ اَنْ یَّتَّخِذُوْا عِبَادِیْ مِنْ دُوْنِیْٓ اَوْلِیَآءَ یہ شبہہ اولیٰ کے جواب پر متفرع ہے۔ بالذات، اور شبہۂ ثانیہ کے جواب پر بالتبع بطور لف ونشر مرتب یعنی اللہ کے نیک بندے اور اولیار اللہ متصرف وکارساز نہیں ہیں۔ تو شیاطین میں بطریقِ اولیٰ یہ صلاحیت نہیں ہے۔ ۸۸ یہ مشرکین کے انجام بد اور حال حشر کا بیان ہے۔ کہ آخرت میں وہ سب سے زیادہ خسارہ اور نقصان میں ہوں گے۔ ان کے تمام اعمال برباد اور رائیگاں ہیں۔ دنیا میں وہ مشرکانہ اعمال بجالاتے ہیں۔ غیر اللہ کو متصرف وکارساز سمجھ کر غائبانہ حاجات میں پکارتے اور ان کے نام کی نذریں نیازیں دیتے ہیں۔ اور ان تمام اعمال وافعال کو عین کار ہائے ثواب اور اعمالِ صالحہ سمجھتے ہیں۔ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا الخ یہ لوگ چونکہ اللہ تعالیٰ کی آیات توحید اور قیامت کے منکر ہیں۔ اس لئے ان تمام اعمال ضائع اور بے فائدہ ہیں۔ اور آخرت میں ان کے اعمال کو تولا تک نہیں جائے گا۔ کیونکہ وزن سے نیکیوں اور برائیوں کا اندازہ کرنا مقصود ہوگا۔ اور مشرکین کے پلے نیکی تو سرے سے ہے ہی نہیں۔ ان کی تمام عبادتیں، ان کی نمازیں، روزے اور حج اور دیگر اعمال صالحہ تو شرک کی وجہ سے دنیا ہی میں ضائع ہو چکے ہیں۔ لان المیزان انما یوضع لاھل الحسنات والسیّاٰت من الموحدین لتمییز مقدار الطاعات ومقدار السیّاٰت (کبیر ج ۵ ص۶۷) ۸۹ یہ بشارت اخروی ہے۔ یعنی جو لوگ اللہ کی توحید پر ایمان لائے اور نیک اعمال کئے اور شرک سے بچے ان کے لئے جنت الفردوس ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ ۹۰ یہ شبہۂ ثالثہ کے جواب پر بالذات اور شبہۂ رابعہ کے جواب پر بالتبع متفرع ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے وسعتِ معلومات کا ذکر کیا گیا ہے۔ کلمات سے اللہ تعالیٰ کے معلومات اور اس کی حکمت مراد ہے قالہ قتادۃ (روح) یعنی اللہ تعالیٰ کے معلومات کو لکھنے کے لئے اگر دنیا کے تمام سمندر سیاہی بن جائیں۔ تو وہ بھی ختم ہوجائیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے علم اور اس کی حکمت کا احاطہ نہیں ہوسکے گا۔ جب یہ ثابت ہوگیا۔ کہ غیب دان صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ انبیار علیہم السلام کو صرف اتنا ہی معلوم ہے۔ جتنا اللہ تعالیٰ نے ان کو بتا دیا۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کو بتایا۔ اسی طرح اولیا اللہ کو بھی صرف اتنا ہی علم ہے۔ جتنا ان کو عطا کیا گیا۔ جیسا کہ ذوالقرنین کو۔ تو جب انبیار علیہم السلام اور اولیار کرام غیب داں اور حاضر وناظر نہیں۔ تو متصرف وکارساز بھی نہیں ہوسکتے۔ ۹۱ یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلان کرایا۔ کہ میں غیب دان اور کارساز نہیں ہوں۔ بلکہ ایک انسان ہوں جسے اللہ تعالیٰ نے انسانیت کے اعلیٰ ترین رتبۂ نبوت پر سرفراز فرمایا ہے اور میرے پاس اللہ کی وحی آتی ہے۔ یہ اعلان اس لئے کرایا۔ کہ کہیں لوگ آپ کو غیب داں اور خدا کا شریک نہ سمجھ بیٹھیں۔ ۹۲ آخر میں مسئلہ توحید کا ذکر فرما دیا۔ جس کے بارے میں شبہات کا جواب دیا گیا۔ فَمَنْ کَانَ یَرْجُوْا الخ جو شخص مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے اور اللہ تعالیٰ کے لقاکی توقع رکھتا ہے۔ اسے تو چاہیئے۔ کہ وہ نیک اعمال بجالائے اور اپنے رب

کی عبادت اور پکار میں کسی قسم کا شرک نہ کرے نہ جلی جیسا کہ مشرکین کیا کرتے تھے۔ اور اصحاب کہف، فرشتوں، جنوں اور پیغمبروں کو متصرف وکارساز سمجھ کر پکارتے اور ان کی ناموں کی نذریں منتیں دیتے تھے۔ اور نہ خفی یعنی ریاکاری سے اپنے اعمال کو بچائے اور محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہر کام کرے۔

سورۂ کہف میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِہِ الْکِتٰبَ ــــ تا ــــ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا تمام صفات کارسازی کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اور وہی متصرف وکارساز ہے اور اس کا کوئی نائب نہیں۔

۲۔ وَرَبَطْنَا عَلٰی قُلُوْبِھِمْ اِذْ قَامُوْا ــــ تا ــــ وَیُھَیِّئْ لَکُمْ مِّنْ اَمْرِکُمْ مِّرْفَقًا (ع ۲) نفی تصرف از اولیاء اللہ (اصحاب کہف)

۳۔ وَکَذٰلِکَ بَعَثْنٰھُمْ لِیَتَسَآءَلُوْا ــــ تا ــــ رَبُّکُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ (ع ۳) نفی علم غیب از اصحاب کہف۔

۴۔ وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِکَ غَدًا الآیۃ (ع ۴) نفی تصرف واختیار از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔

۵۔ قُلِ اللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا ــــ تا ــــ وَلَا یُشْرِکُ فِیْ حُکْمِہٖٓ اَحَدًا (ع ۴) نفی علم غیب از غیر اللہ۔

۶۔ وَاتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ ــــ تا ــــ وَکَانَ اَمْرُہٗ فُرُطًا نفی شرک فی التصرف۔

۷۔ لٰکِنَّا ھُوَ اللّٰہُ رَبِّیْ ــــ تا ــــ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ (ع ۵) نفی شرک فی التصرف۔

۸۔ ھُنَالِکَ الْوَلَایَۃُ لِلّٰہِ الْحَقِّ (ع ۵) نفی شرک فی التصرف۔

۹۔ اَفَتَتَّخِذُوْنَہٗ وَذُرِّیَّتَہٗٓ اَوْلِیَآءَ ــــ تا ــــ وَمَا کُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّیْنَ عَضُدًا (ع ۷) نفی شرک اعتقادی و نفی نائب برائے خدا تعالیٰ۔

۱۰۔ نَسِیَا حُوْتَھُمَا ــــ تا ــــ فَاِنِّیْ نَسِیْتُ الْحُوْتَ (ع ۹) حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی سے علم غیب کی نفی اور ان کی احتیاج کا اثبات۔

۱۱۔ قَالَ لَہٗ مُوْسٰی ھَلْ اَتَّبِعُکَ ــــ تا ــــ مَا لَمْ تُحِطْ بِہٖ خُبْرًا (ع ۹) نفی علم غیب از موسیٰ علیہ السلام۔

۱۲۔ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِیْ بِمَا نَسِیْتُ ــــ تا ــــ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّیْ عُذْرًا (ع ۱۰) نفی علم غیب از حضرت موسیٰ علیہ السلام۔

۱۳۔ وَمَا فَعَلْتُہٗ عَنْ اَمْرِیْ۔ نفی تصرف اختیار از خضر علیہ السلام

۱۴۔ اِنَّا مَکَّنَّا لَہٗ فِی الْاَرْضِ (ع ۱۱) ذو القرنین کو مافوق الاسباب قدرت حاصل نہ تھی ہم نے ظاہری اسباب مہیا کر دیئے تھے۔

۱۵۔ اَفَحَسِبَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنْ یَّتَّخِذُوْا عِبَادِیْ مِنْ دُوْنِیْٓ اَوْلِیَآءَ۔ نفی شرک فی التصرف۔

۱۶۔ قُلْ لَّوْ کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّکَلِمٰتِ رَبِّیْ۔ الآیۃ۔ عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اس کا علم لامحدود ہے۔

۱۷۔ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰٓی اِلَیَّ الآیۃ۔ نفی علم غیب از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔

۱۹ سورۂ مریم

ربط :۔ سورہ کہف میں مشرکین کے چار شبہات کا ازالہ کیا گیا۔ جو شبہات باقی رہ گئے تھے۔ ان کا جواب سورہ مریم میں دیا گیا ہے۔ گویا سورۂ مریم سورۂ کہف کے لئے بمنزلہ تتمہ ہے۔

خلاصہ :۔ سورہ مریم مضمون کے اعتبار سے دو حصوں میں منقسم ہے۔ پہلا حصہ ابتدائے سورت سے لے کر رکوع ۴ کے آخر هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا تک ہے۔ دوسرا حصہ رکوع ۵ کی ابتدا وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ سے لے کر سورۃ کے آخر تک ہے۔

پہلا حصہ

پہلے حصے میں مشرکین کے شبہات کا جواب دیا گیا ہے۔ کچھ شبہات انبیاء علیہم السلام سے متعلق ہیں۔ ایک شبہہ حضرت مریم صدیقہ کے بارے میں۔ اور ایک فرشتوں کے بارے میں ہے۔

پہلا شبہہ حضرت زکریا علیہ السلام کے بارے میں تھا۔ یہودی ان کو متصرف جان کر پکارتے تھے۔ ان کا خیال تھا۔ کہ ان کی آخری عمر میں خارق عادت کے طور پر ان کے یہاں بیٹے کا پیدا ہونا، اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ اللہ سے جو چاہیں کرا سکتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان کی بات کو رد نہیں کر سکتا۔ پہلے رکوع میں اس کا جواب دیا۔ کہ امر خارق عادت اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا تھا۔ اور زکریا علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے فرزند عطا کرنے کی درخواست کی تھی۔ دوسرا شبہہ حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے بارے میں تھا۔ عیسائیوں کا خیال تھا کہ حضرت مریم کے پاس بے موسم کے پھل آتے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام مُردوں کو زندہ کرتے، کوڑھیوں اور مادرزاد اندھوں کو چنگا کر دیتے تھے اور مٹی کے جانوروں میں جان ڈال دیتے تھے۔ جیسا کہ سورۂ آل عمران رکوع ۴ و ۵ میں گذر چکا ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ دونوں مافوق البشر طاقت اور قدرت کے مالک تھے، اس لئے ان کو پکارنا چاہئے۔ دوسرے رکوع میں اس شبہہ کا جواب دیا گیا۔ کہ حضرت مریم صدیقہ تو خود اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کر رہی ہیں اور اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی صاف اعلان کر رہے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ میرا اور تم سب کا معبود ہے۔ تیسرا شبہہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں تھا۔ یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب ان کو کارساز سمجھ کر پکارتے تھے۔ تیسرے رکوع میں اس کا جواب دیا گیا کہ وہ خود معبودانِ باطلہ سے بیزار تھے اور انہوں نے ان کے خلاف آواز اٹھائی تھی کہ وہ کچھ نہیں کر سکتے اس لئے ان کو حاجات میں غائبانہ مت پکارو۔ ان کے علاوہ تین پیغمبروں (حضرت موسیٰ، حضرت اسماعیل اور حضرت ادریس علیہم السلام) کا مختصر ذکر کیا گیا، ان تینوں کو بھی پکارا گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا وَنَادَيْنٰهُ الخ موسیٰ علیہ السلام کو ہم ہی نے نبوت عطا کی اور ہارون علیہ السلام کو ان کا معاون بنایا ہر چیز ہم نے ان کو دی اس لئے وہ بھی کارساز نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح اسمٰعیل علیہ السلام بھی ہمارے بڑے فرمانبردار بندے تھے خود بھی ہماری عبادت کرتے تھے اور گھر والوں کو بھی خدائے واحد کی عبادت کا حکم دیتے تھے اس لئے وہ بھی پکار کے لائق نہیں اسی طرح ادریس علیہ السلام کو بھی ہم ہی نے درجاتِ عالیہ عطا فرمائے تھے اس لئے وہ بھی کارساز نہیں ہو سکتے۔ اس کے بعد ان تمام انبیاء علیہم السلام کے بارے میں فرمایا وہ سب اللہ کی مخلوق اور اپنے آباء و اجداد کی اولاد تھے اور محتاج تھے اس لئے وہ کارساز اور متصرف نہیں ہو سکتے۔ فرشتوں کے بارے میں یہ شبہہ تھا کہ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کے قریب رہتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض اختیارات ان کو دے رکھے ہیں۔ مشرکین کہتے وہ اللہ کی بیٹیاں اور اس کے نائب ہیں۔ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ــــ تا ــــ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا (ع ۴) میں اس کا جواب دیا گیا کہ فرشتے تو خود اللہ تعالیٰ کے محکوم ہیں اور اقرار کر رہے ہیں کہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر زمین پر بھی نہیں اتر سکتے۔ اس لئے جو عاجز اور محکوم ہوں وہ کارساز نہیں ہو سکتے درمیان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر کے بعد فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ میں اور پھر انبیاء علیہم السلام کے ذکر کے بعد فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ الخ میں ایک سوالِ مقدر کا جواب دیا گیا ہے۔ سوال یہ تھا کہ جب تمام انبیاء علیہم السلام خدا ہی کو پکارتے تھے۔ تو پھر ان کو متصرف جان کر کیوں پکارا گیا تو اس کا جواب دیا کہ ان کے بعد ناخلف لوگ، علماء سُوء اور پیرانِ سیاہ کار پیدا ہوئے جنہوں نے محض نفسانی خواہشات کی پیروی کرتے ہوئے لوگوں کو گمراہ کیا۔ اور ان کو شرک کی تعلیم دی۔ اس حصے کے آخر میں رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ میں شبہات دور کرنے کے بعد بطور ثمرۂ اصل دعویٰ کا ذکر کیا گیا کہ زمین و آسمان کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے، اس کا کوئی ہمسر اور ہم صفت نہیں اس لئے حاجات میں صرف اسی کو پکارو۔

دوسرا حصہ

دوسرے حصہ میں شکوے، زجریں، تخویفیں اور بشارتیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی مذکور ہے۔ اور سورت کے اختتام پر وہی مضمون دہرایا گیا ہے۔ جو سورۂ کہف کی ابتداء میں ذکر کیا گیا۔ وہاں فرمایا تھا۔ قرآن ان لوگوں کو ڈرسنانے کے لئے نازل کیا گیا ہے۔ جو خداوند تعالیٰ کے لئے ولد یعنی نائب تجویز کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اختیارات اپنے برگزیدہ بندوں کو سونپ دیئے ہیں اور ان لوگوں کو خوشخبری سنانے کے لئے جو اللہ تعالیٰ پر خالص ایمان لاتے اور نیک کام کرتے ہیں۔ یہاں بھی وہی مضمون ذکر کیا گیا۔ البتہ پہلے گروہ کو قَوْمًا لُّدًّا (جھگڑالو لوگ) سے اور دوسرے فریق کو اَلْمُتَّقِيْنَ (اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور شرک سے بچنے والے) سے تعبیر فرمایا۔ اس حصے میں دو خصوصی باتیں مذکور ہیں اول۔ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً الخ (ع ۵) معبودانِ باطلہ کی عبادت سے مشرکین کا مقصود یہ تھا کہ وہ دنیا میں ان کی مدد و کارسازی کریں دوم۔ لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ الخ (ع ۶) شفاعت قہری کی نفی یعنی یہ معبودانِ باطلہ مشرکین کی سفارش نہیں کر سکیں گے اور نہ ان کے کام آسکیں گے۔

حصہ اول

ـ٢ھ جیسا کہ پہلے مذکور ہو چکا ہے۔ یہ سورت مضامین کے اعتبار سے دو حصوں میں منقسم ہے۔ پہلا حصہ سورت کی ابتداء سے لے کر رکوع ٤ کے آخر هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا تک ہے۔ اس حصے میں انبیاء علیہم السلام، اولیاء اللہ اور فرشتوں کے بارے میں مشرکین کے شبہات کا جواب دیا گیا۔ ـ٣ھ حروف مقطعات متشابہات میں سے ہیں۔ اور انکی تاویل اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس کی مفصل تحقیق سورہ بقرہ کی تفسیر میں گذر چکی ہے ملاحظہ ہو ص١٨ حاشیہ ٢۔ ـ٤ھ یہ پہلے شبہہ کا جواب ہے۔ اس پورے واقعہ سے حضرت زکریا علیہ السلام کا عجز و احتیاج ظاہر ہوتا ہے۔ وہ بیٹے کے لئے انتہائی عجز و نیاز سے دعا کر رہے ہیں۔ اس لئے وہ متصرف و کارساز نہیں ہو سکتے۔ رَحْمَتِ مصدر اپنے فاعل کی طرف مضاف ہے اور عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا مبدل منہ اور بدل مل کر اس کا مفعول ہے یہ مجموعہ مل کر ذِكْرُ کا مضاف الیہ ہے اور مرکب اضافی مبتدا محذوف هٰذَا کی خبر ہے اور مطلب یہ ہے کہ وہ رحمت جو تیرے رب نے اپنے بندے زکریا علیہ السلام پر کی تھی۔ یہ اس کا ذکر ہے۔ نِدَآءً خَفِيًّا یعنی آہستہ اور چھپ کر یہ نَادٰى کا مفعول مطلق ہے۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے دعا اخفاء اور آہستگی سے کی۔ کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کے لئے جہر و اخفاء برابر ہے۔ تو دعا میں اخفاء بہتر ہے جو ریا سے ابعد اور اخلاص سے اقرب ہے۔ رَاعٰی سنۃ اللہ فی اخفاء دعوتہ لان الجهر والاخفاء عند اللہ سیان فکان الاخفاء اولٰی لانہ ابعد عن الریاء وادخل فی الاخلاص (کبیر ج ٥ ص٦٢٤) (کبیر ج ٥ ص٦٢٤) ـ٥ھ یہ ماقبل کا بیان ہے۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے دعا میں اپنی جسمانی کمزوریاں بیان کی ہیں اول یہ کہ ان کا بدن بالکل کمزور ہو چکا ہے۔ دوم یہ کہ بڑھاپے کی وجہ سے ان کے سر کے بال سفید ہو چکے ہیں۔ جو شخص اسقدر عاجز ہو۔ کہ ان کمزوریوں سے اپنے آپ کی حفاظت نہ کر سکے۔ وہ کسی طرح دوسروں کا کارساز نہیں ہو سکتا۔ وَلَمْ اَكُنْ بِدُعَآئِكَ با سببیہ ہے اور مصدر مفعول کی طرف مضاف ہے فاعل محذوف ہے اصل میں تھا بِدُعَآئِيْ اِيَّاكَ یعنی میں اس وجہ سے بدبخت نہیں ہوں۔ کہ صرف تجھ ایک ہی کو پکارتا ہوں۔ بدبخت وہ ہے جو تیرے سوا غیروں کو بھی پکارتا ہے۔ ـ٦ھ موالی سے ان کی عصبات اور بنو العم مراد ہیں یہ لوگ بے دین تھے۔ اس لئے حضرت زکریا علیہ السلام نے نیک فرزند کے لئے دعا کی تاکہ وہ ان کے بعد دعوتِ دین کے کام کو جاری رکھے۔ اِنَّمَا کان موالیہ مھملین للدین فخاف بموتہ اَنْ یضیع الدین فطلب ولیا یقوم بالدین بعدہ (قرطبی ج ١١ ص٨٠) يَرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ یہاں وراثت سے وراثتِ علم نبوت مراد ہے نہ کہ وراثتِ مال کیونکہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے مال میں وراثت جاری نہیں ہوتی۔ ان کا ترکہ قومی ملکیت ہوتا ہے۔ ای یرثنی من حیث العلم والدین والنبوّۃ فَاِنَّ الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام لا یورثون المال قال صلے اللہ علیہ وسلم نحن معاشر الانبیاء لا نورث ما ترکناہ صدقۃ (ابو السعود ج ٥ ص٦٤٧)

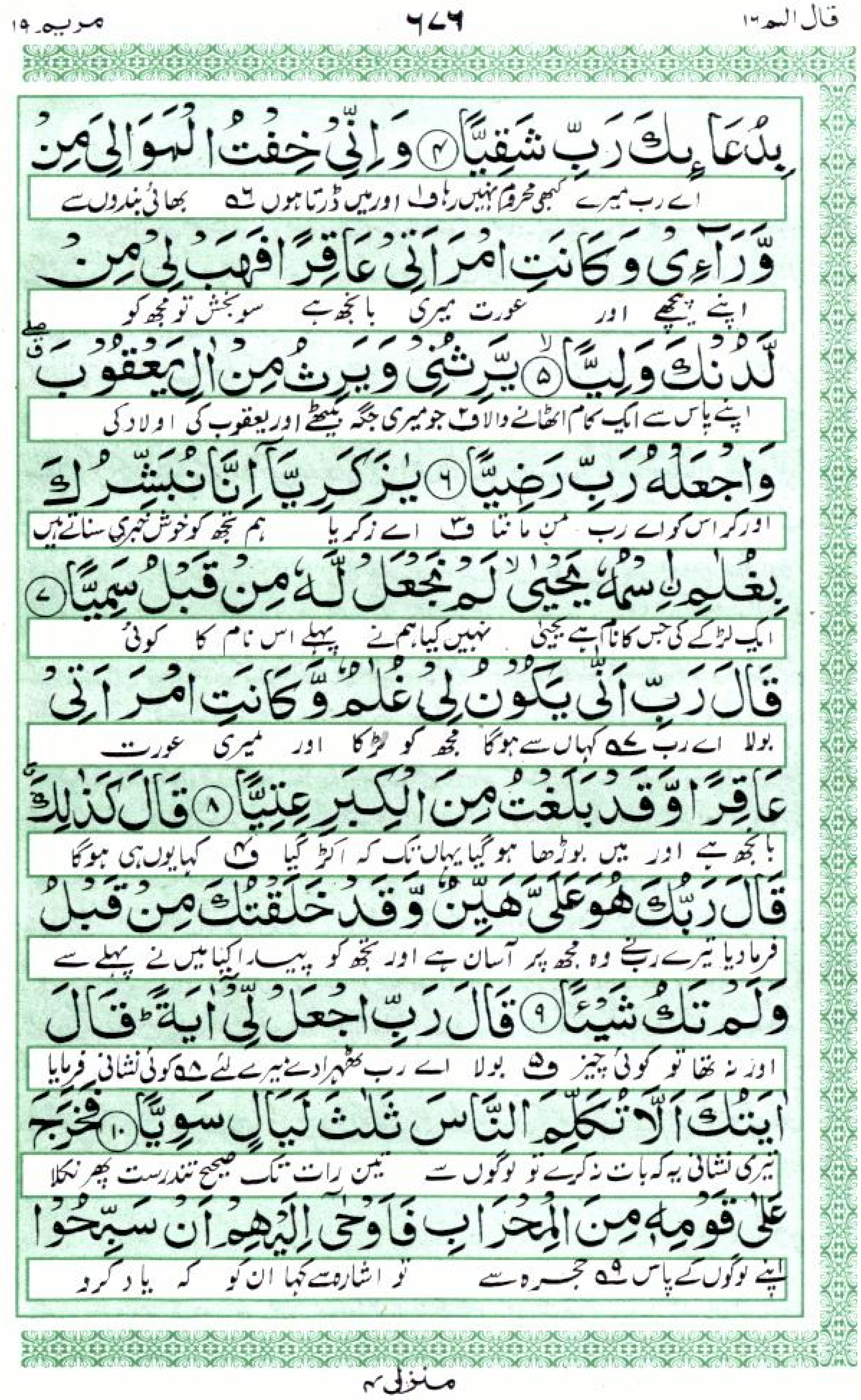

بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ④ وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ
اے رب میرے کبھی محروم نہیں رہا ف١ اور میں ڈرتا ہوں ـ٦ھ بھائی بندوں سے
وَّرَآءِيْ وَكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ
اپنے پیچھے اور عورت میری بانجھ ہے سو بخش تو مجھ کو
لَّدُنْكَ وَلِيًّا ⑤ يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ
اپنے پاس سے ایک کام اٹھانے والا ف٢ جو میری جگہ بیٹھے اور یعقوب کی اولاد کی
وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ⑥ يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ
اور کر اس کو اے رب من مانتا ف٣ اے زکریا ہم تجھ کو خوش خبری سناتے ہیں
بِغُلٰمِ اسْمُهٗ يَحْيٰى لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ⑦
ایک لڑکے کی جس کا نام ہے یحییٰ نہیں کیا ہم نے پہلے اس نام کا کوئی
قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِيْ
بولا اے رب ـ٧ھ کہاں سے ہوگا مجھ کو لڑکا اور میری عورت
عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ⑧ قَالَ كَذٰلِكَ
بانجھ ہے اور میں بوڑھا ہو گیا یہاں تک کہ اکڑ گیا ف٤ کہا یوں ہی ہوگا
قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ
فرما دیا تیرے رب نے وہ مجھ پر آسان ہے اور تجھ کو پیدا کیا میں نے پہلے سے
وَلَمْ تَكُ شَيْـًٔا ⑨ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً قَالَ
اور نہ تھا تو کوئی چیز ف٥ بولا اے رب ٹھہرا دے میرے لئے ـ٨ھ کوئی نشانی فرمایا
اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ⑩ فَخَرَجَ
تیری نشانی یہ کہ بات نہ کرے تو لوگوں سے تین رات تک صحیح تندرست پھر نکلا
عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا
اپنے لوگوں کے پاس ـ٩ھ حجرہ سے تو اشارہ سے کہا ان کو کہ یاد کرو

موضح قرآن ف١ ڈیگ بڑھاپے کی یعنی بال سفید۔ ف٢ بھائی بند راہ نیک نہ بگاڑیں یہ ڈر ہوگا۔ ف٣ اللہ نے ان کو قائم مقام ان کا اور اگلے پیغمبروں کا کر دیا۔ لیکن روبرو وہی قائم مقام ان کے پیچھے نہیں رہا۔ ف٤ انوکھی چیز مانگتے تعجب نہیں آیا جب سنا کہ ہوگا تب تعجب کیا۔ ف٥ یہ فرشتے نے کہا۔

اگر یہاں وراثت مال مراد ہوتی۔ جیساکہ شیعہ کہتے ہیں۔ تو پھر من آل یعقوب کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ کیونکہ آل یعقوب کے مال کے وارث اور بہت سے موجود تھے۔ اس لئے مطلب یہ ہے۔ کہ ایسا بیٹا عطا کر جو میرے اور آل یعقوب کے علوم نبوت کا وارث ہو۔ سَمِيًّا یعنی ہم نام یا ہم صفت اللہ تعالیٰ نے زکریا علیہ السلام کو خوشخبری دی۔ میں تمہیں ایک فرزند عطا کروں گا۔ جس کا نام یحییٰ ہوگا۔ اس سے پہلے اس نام کا کوئی آدمی نہیں ہوا۔ یا ایسی خوبیوں والا کوئی نہیں گذرا۔ ۷ زکریا علیہ السلام کو جب بیٹے کی خوشخبری ملی۔ تو سخت متعجب ہوئے اور کہنے لگے۔ میرے لڑکا کس طرح پیدا ہوگا۔ حالانکہ میری بیوی بانجھ اور ناقابل اولاد ہے۔ اور میں خود بڑھاپے کی انتہا کو پہنچ چکا ہوں

بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ﴿۱۱﴾ يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ۭ وَاٰتَيْنٰهُ

صبح اور شام ف۱ ف۱ اے یحییٰ ۱۰ اٹھالے کتاب زور سے اور دیا ہم نے اسکو

الْحُكْمَ صَبِيًّا ﴿۱۲﴾ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ۭ وَكَانَ

حکم کرنا لڑکپن میں ف۲ اور شوق دیا اپنی طرف سے اور ستھرائی اور تھا

تَقِيًّا ﴿۱۳﴾ وَّبَرًّاۢ بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ﴿۱۴﴾

پرہیزگار ف۳ ۱۱ اور نیکی کرنے والا اپنے ماں باپ سے اور نہ تھا زبردست خودسر ف۴

وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ

اور سلام ہے اس پر ۱۲ جس دن پیدا ہوا اور جس دن مرے اور جسدن اٹھ کھڑا ہو

حَيًّا ﴿۱۵﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ

زندہ ہوکر ف۵ اور مذکور کر کتاب میں مریم کا ۱۳ جب جدا ہوئی ۱۴

ع ۱۵ ۴

مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ﴿۱۶﴾ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ

اپنے لوگوں سے ایک شرقی مکان میں ف۶ پھر پکڑ لیا ان سے ورے

حِجَابًا ۫ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا

ایک پردہ پھر بھیجا ہم نے اس کے پاس اپنا فرشتہ پھر بن کر آیا اس کے آگے آدمی

سَوِيًّا ﴿۱۷﴾ قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ

پورا ف۷ بولی مجھ کو رحمٰن کی پناہ تجھ سے اگر

كُنْتَ تَقِيًّا ﴿۱۸﴾ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ڰ صلے

ہے تو ڈر رکھنے والا بولا میں تو ۱۵ بھیجا ہوا ہوں تیرے رب کا

لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ﴿۱۹﴾ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ

کہ دے جاؤں تجھ کو ایک لڑکا ستھرا بولی کہاں سے ہوگا ۱۶ میرے

غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ﴿۲۰﴾ قَالَ

لڑکا اور چھوا نہیں مجھ کو آدمی نے اور میں بدکار کبھی نہیں تھی بولا

قَالَ كَذٰلِكِ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا۔ کہ اسی طرح ہی ہوگا۔ تم دونوں میاں بیوی کے انہی حالات میں تمہارے یہاں بیٹا پیدا ہوگا۔ میرے لئے یہ بات بہت آسان ہے زکریا! تعجب کیوں کرتے ہو۔ ایک وقت تھا۔ کہ تم معدوم تھے۔ تو میں نے تجھے موجود کردیا اب بھی ایسا ہی ہوگا۔ ۸ اب حضرت زکریا علیہ السلام نے درخواست کی۔ کوئی علامت مقرر کی جائے۔ جس سے ان کو بیوی کے امید سے ہونے کا پتہ چل جائے: تاکہ وہ اس نعمت کا زیادہ سے زیادہ شکر ادا کرسکیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ جب تمہاری بیوی امید سے ہوجائے گی۔ تب تم تندرست اور چنگا بھلا ہونے کے باوجود تین دن بات نہیں کرسکو گے۔ سَوِيًّا تندرست۔ گونگاپن سے محفوظ سوی الخلق سليم الجوارح مابك شائبة بكم ولاخرس (ابو السعود ج ۵ ص ۲۶۷) اس سے معلوم ہوا۔ کہ حضرت زکریا علیہ السلام غیب داں نہ تھے۔ ورنہ انہیں علامت مقرر کرانے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اور جو غیب داں نہ ہو، وہ کارساز اور متصرف فی الامور نہیں ہوسکتا۔ ۹ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب قدرتِ خداوندی سے حمل قرار پاگیا۔ تو زکریا علیہ السلام سے قوتِ گویائی سلب ہوگئی۔ اور جب وہ اپنی محراب (عبادت گاہ) سے نکل کر لوگوں کے سامنے ہوئے۔ تو زبان سے کچھ بول نہ سکے۔ اس لئے ہاتھ کے اشارے سے انہیں فرمایا۔ کہ تم سب شکرِ نعمت کے طور پر صبح شام اللہ کی تسبیح و تقدیس میں لگے رہو۔ ولعله عليه السلام كان مامورا بان يسبح شكرا ويامر قومه (روح ج ۱۶ ص ۷۱)۔ ۱۰ اس سے پہلے اندماج ہے کیونکہ یہ حکم تو ان کے پیدا ہونے کے بعد ہی دیا جاسکتا تھا۔ ای فلما ولد وبلغ سنا يؤمر مثله فيه قلنا يٰيحيٰى (روح) الکتاب میں الف لام عہد کے لئے ہے۔ اور اس سے مراد تورات ہے، کتاب کو قوت سے پکڑنے سے اس پر پورا پورا عمل کرنے کی طرف اشارہ ہے۔ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا۔ الحکم سے حکمت یعنی دین کی سمجھ یا

موضح قرآن ف۱ منہ سے بول نہ سکے نشان ہوا کہ وہ وقت آیا۔ ف۲ یعنی کتاب لوگوں کو سکھانے لگا اپنے باپ کی جگہ زور سے یعنی باپ ضعیف تھے اور یہ جوان۔ ف۳ ایک لڑکے نے ان کو بلایا کھیلنے کو کہا ہم اس واسطے نہیں بنے۔ ف۴ یعنی آرزو کے لڑکے ایسے ہوتے ہیں وہ ویسا نہ تھا۔ ف۵ اللہ اپنے بندے پر سلام کہے اس کے معنی یہ کہ اس پر کچھ پکڑ نہیں۔ ف۶ یعنی غسل حیض کرنے کو یہی پہلا حیض تھا تیرہ برس کی عمر تھی یا پندرہ برس کی کنارے ہوئے ہیں شرم سے وہ مکان شرقی کو تھا اب نصاریٰ قبلہ کرتے ہیں شرق کو ف۷ یعنی جوان خوش صورت۔

فتح الرحمٰن ف۱ القصہ چوں یحییٰ متولد شد وده ساله گشت ۱۲۔

ربع

كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗۤ اٰيَةً
یوں ہی ہے فرمادیا تیرے رب نے وہ مجھ پر آسان ہے اور اس کو ہم کیا چاہتے ہیں
لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ﴿۲۱﴾
لوگوں کے لئے نشانی اور مہربانی اپنی طرف سے اور ہے یہ کام مقرر ہو چکا ف۱
فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ﴿۲۲﴾ فَاَجَآءَهَا
پھر پیٹ میں لیا اس کو ۱۷ھ پھر یکسو ہوئی اس کو لے کر ایک بعید مکان میں ف۲ پھر لے آیا اس کو
الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ
درد زہ ایک کھجور کی جڑ میں بولی کسی طرح میں مر چکتی
قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ﴿۲۳﴾ فَنَادٰىهَا مِنْ
اس سے پہلے اور ہو جاتی بھولی بسری پس آواز دی اس کو ۱۸ھ
تَحْتِهَاۤ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ﴿۲۴﴾
اس کے نیچے سے کہ غمگین نہ ہو کر دیا تیرے رب نے تیرے نیچے ایک چشمہ ف۳
وَهُزِّيْۤ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا
اور ہلا اپنی طرف کھجور کی جڑ اس سے گریں گی تجھ پر ۱۹ھ پکی
جَنِيًّا ﴿۲۵﴾ فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ
کھجوریں اب کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی رکھ پھر اگر تو دیکھے
مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِيْۤ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ
کوئی آدمی تو کہیو میں نے مانا ہے رحمٰن کا
صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ﴿۲۶﴾ ۚ فَاَتَتْ بِهٖ
روزہ سو بات نہ کروں گی آج کسی آدمی سے ف۴ پھر لائی اس کو ۲۰ھ
قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ؕ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْـًٔا فَرِيًّا ﴿۲۷﴾
اپنے لوگوں کے پاس گود میں وہ اس کو کہنے لگے اے مریم تو نے کی یہ چیز طوفان کی

عقل یا نبوت مراد ہے انه الحكمة وهو الفهم فی التوراة والفقه فی الدین والثانی قول معمر انه العقل والثالث انه النبوة وذلك لان الله تعالیٰ بعث یحیی وعیسیٰ علیهما السلام وهما صبیان لا کما بعث موسیٰ ومحمدًا علیهما السلام وقد بلغا الاشد (کبیر باختصار ج ۵ ص[illegible]) حَنَانًا یہ اَلْحُکْمَ پر معطوف ہے۔ یعنی رحمت وشفقت وَزَكٰوةً یہ بھی الحکم پر معطوف ہے۔ اور اس سے برکت یا طہارت اخلاق مراد ہے مطلب یہ کہ ہم نے بچپن ہی میں اس کو دین کی سمجھ یا دانائی یا نبوت عطا کر دی۔ اور اسے شفیق و مہربان اور مبارک بنایا۔ **۱۱ھ** گناہوں سے بالکلیہ اجتناب کرنے والے حدیث میں ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اپنی زندگی بھر میں کوئی گناہ نہیں کیا۔ اور نہ گناہ کرنے کا ارادہ ہی کیا۔ وَبَرًّۢا بِوَالِدَيْهِ ماں باپ دونوں پر احسان کرنے والا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے چونکہ ماں باپ دونوں تھے۔ اس لئے دونوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ **۱۲ھ** سلام سلامتی اور امان۔ یحییٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ولادت کے وقت مسِ شیطان سے، موت کے وقت وحشت موت سے اور آخرت میں ہول قیامت سے محفوظ رکھا۔ ابنِ عطیہ کہتے ہیں کہ سلام سے مراد تحیہ متعارفہ ہے۔ یعنی ان تینوں حالتوں میں تشریف و تکریم کے طور پر اللہ تعالیٰ ان پر تحیہ نازل فرمائے گا۔ یہاں تین مختلف حالتیں بیان کی گئی ہیں۔ ولادت؁ اس وقت سے جو زندگی شروع ہوتی ہے۔ اسے دنیوی زندگی کہتے ہیں۔ موت؁ اس پر دنیوی زندگی ختم ہو جاتی ہے اور برزخی زندگی کا دَور شروع ہو جاتا ہے۔ بعث؁ بعد الموت اس پر برزخی زندگی ختم ہو جاتی ہے اور اُخروی زندگی کا آغاز ہوتا ہے **۱۳ھ** یہ حضرت مریم صدیقہ اور حضرت مسیح علیہما السلام کے بارے میں پیدا ہونے والے شبہ کا جواب ہے۔ حضرت مریم کے پاس بے موسم کے پھلوں کا موجود ہونا شبہہ میں ڈالتا تھا کہ شاید یہ خارق عادتِ امر ان کے قبضۂ قدرت میں تھا۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے خارق عادت امور کا ظاہر ہونا، جن کا ذکر سورۂ آل عمران ع ۵ میں کیا گیا ہے۔ شبہہ میں ڈالتا تھا کہ شاید وہ بھی متصرف و مختار ہوں۔ نیز انجیل میں ان کے لئے لفظ ابن اللہ کا وارد ہونا (انجیل کی زبان میں جس کے معنی اللہ کے پیارے اور برگزیدہ کے ہیں) اس سے بھی وہم پڑتا تھا۔ کہ شاید اللہ تعالیٰ نے کچھ اختیارات ان کے حوالے کر دیئے ہوں یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا واقعہ بیان کر کے دونوں شبہوں کا رد کر دیا گیا۔ جیسا کہ آگے آ رہا ہے، **۱۴ھ** ای تنحت وتباعدت (قرطبی ج ۱۱ ص ۹۰) یعنی اپنے گھر سے نکل کر دور مشرق کی جانب کسی جگہ چلی گئی۔ فَاَرْسَلْنَاۤ اِلَيْهَا رُوْحَنَا روح سے حضرت جبریل علیہ السلام مراد ہیں جو نہایت خوبصورت آدمی کی شکل میں حضرت مریم کے سامنے نمودار ہوئے۔ جب حضرت مریم نے ایک غیر محرم کو اپنے سامنے دیکھا تو خیال کیا۔ کہ شاید بُرے ارادے سے آیا ہے۔ تو فوراً بول اٹھیں اِنِّيْۤ اَعُوْذُ الخ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا کی جزا محذوف ہے۔ ای فانی عائذة بالرحمٰن منك یعنی اگر تو پرہیزگار اور متقی ہے۔ تو بھی میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔ بعض نے فاذهب اور بعض نے تتعظ جزا مقدر کی ہے۔ یعنی اگر تو نیک ہے تو میرے سامنے سے چلا جا یا میرے استعاذے سے سبق حاصل کر اور مجھ سے کسی قسم کا تعرض نہ کر (کذا فی الروح ج ۱۶ ص ۷۷) **۱۵ھ** فرشتے نے جواب دیا۔ کہ میں بشر نہیں ہوں۔ میں

موضح قرآن **ف۱** نشانی لوگوں کو یعنی بن باپ کا لڑکا پیدا ہوگا اللہ کی قدرت ہے۔ **ف۲** یعنی جننے کے وقت۔ **ف۳** یہ آواز دی فرشتے نے اور زمین میں ایک چشمہ پھوٹ نکلا۔ **ف۴** ان کے دین میں یہ منت درست تھی کہ نہ بولنے کا بھی روزہ رکھتے ہمارے دین میں یہ منت درست نہیں۔

يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا

اے بہن ہارون کی نہ تھا تیرا باپ بُرا آدمی اور نہ

كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ﴿٢٨﴾ فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ۭ قَالُوْا كَيْفَ

تھی تیری ماں بدکار ف پھر ہاتھ سے بتلایا ٢١ے اس لڑکے کو بولے ہم کیونکر

نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ﴿٢٩﴾ قَالَ اِنِّىْ عَبْدُ

بات کریں اس شخص سے کہ وہ ہے گود میں لڑکا وہ بولا میں بندہ ہوں

اللّٰهِ ۣ اٰتٰىنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا ﴿٣٠﴾ وَّجَعَلَنِيْ

اللہ کا ٢٢ے مجھ کو اس نے کتاب دی ہے اور مجھ کو اس نے نبی کیا اور بنایا مجھ کو

مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ ۠ وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ

برکت والا جس جگہ میں ہوں اور تاکید کی مجھ کو نماز کی اور زکوٰۃ کی

مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿٣١﴾ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَتِيْ ۡ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا

جب تک میں رہوں زندہ ٢٣ے اور سلوک کرنیوالا اپنی ماں سے اور نہیں بنایا مجھ کو زبردست

شَقِيًّا ﴿٣٢﴾ وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ

بدبخت اور سلام ہے ٢٤ے مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں

وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا ﴿٣٣﴾ ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ

اور جس دن اٹھ کھڑا ہوں زندہ ہو کر یہ ہے عیسیٰ مریم کا بیٹا ٢٥ے سچی

الْحَقِّ الَّذِيْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴿٣٤﴾ مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ

بات جس میں لوگ جھگڑتے ہیں اللہ ایسا نہیں ٢٦ے کہ

يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ ۙ سُبْحٰنَهٗ ۭ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا

رکھے اولاد وہ پاک ذات ہے جب ٹھہرا لیتا ہے کسی کام کا کرنا سو یہی

يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿٣٥﴾ وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ

کہتا ہے اس کو کہ ہو تو وہ ہو جاتا ہے اور کہا بے شک اللہ ہے رب میرا اور رب تمہارا

فرشتہ ہوں۔ اور تیرے پاس رب کا پیغام لے کر آیا ہوں تیرے رب نے فرمایا ہے اے مریم میں نے تیرے پاس یہ فرشتہ اس لئے بھیجا ہے: تاکہ تجھے فرزند عطا کروں۔ لِاَهَبَ لَكِ اللہ تعالیٰ کے پیغام کی حکایت ہے۔ اور اصل میں عبارت اس طرح ہے۔ ای ربك الذی قال ارسلت هذا الملك لاهب لك (قرطبی ج ١١ صلا روح ج ١٦ صنث) یا ہبہ فرزند کی نسبت فرشتے کی طرف مجازی ہے۔ کیونکہ وہ اس کا سبب بن رہا ہے ای لاکون سببًا فی هبته بالنفخ فی الدرع (روح) اس سے اہلِ بدعت کا یہ شبہہ رفع ہوگیا۔ کہ غیر اللہ بھی اولاد دے سکتا ہے۔ جیسا کہ یہاں فرشتہ نے کہا تھا۔ کہ مَیں تمہیں بیٹا دینے آیا ہوں حاصل یہ کہ یہ قول فرشتے کا اپنا نہیں۔ بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا قول جسے فرشتہ حضرت مریم صدیقہ تک پہنچا رہا ہے۔

١٦ے فرشتے کی باتیں سُن کر حضرت مریم کو سخت حیرت ہوئی۔ اور اس سے پُوچھنے لگیں کہ میرے بیٹا کس طرح پیدا ہوگا۔ حالانکہ مجھے کسی بشر نے نہ نکاح سے ہاتھ لگایا ہے نہ میں بدکار ہی ہوں۔ اس پر فرشتے نے کہا۔ کہ تیرے رب نے یہ بھی فرمایا ہے کہ مس بشر کے بغیر بیٹا پیدا کرنا میرے لئے مشکل نہیں۔ بلکہ یہ ایک آسان کام ہے اور میں اس طرح بغیر باپ بیٹا پیدا کر کے اسے اپنی قدرت کا اعجاز بناؤں گا۔ اور وہ ایمان والوں کے لئے باعثِ رحمت ہوگا اور یہ بات لوح محفوظ میں مقدر ہو چکی ہے یا ازل میں اس کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ (امرا مقضیًا) محکما قد تعلق به قضاءنا الازلی او قد رو سطر فی اللوح لابد من جریانه علیك البتة (ابو السعود ج ٥ ص) لِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً اٰيَةً سے یہاں معجزہ مراد ہے یا اٰيَةً سے علامت مراد ہے یعنی بغیر باپ اس کی پیدائش کو اپنے کمال قدرت کی علامت اور دلیل بنادوں ای ولنجعل وهب لغلام آیة لهم و برهانا یستدلون به علی کمال قدرتنا (ابو السعود ج ٥ ص)، مذکورہ واقعہ سے معلوم ہوا۔ کہ حضرت مریم صدیقہ کو معلوم نہ ہو سکا کہ یہ فرشتہ ہے۔ جو انسانی شکل میں ان کے سامنے آیا ہے نیز بیٹا پیدا ہونے کی کیفیت کا علم بھی نہیں تھا۔ تو اس سے ثابت ہوا۔ کہ وہ غیب داں نہ تھیں۔ اس لئے وہ متصرف و مختار بھی نہیں ہو سکتیں

١٧ے حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت مریم کے گریبان میں پھونک مارا جس سے وہ فوراً حاملہ ہو گئیں۔ فانتبذت به اور اس کے بعد فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ یعنی وہ اس کے فوراً بعد ایک دُور جگہ چلی گئی۔ اور پھر فوراً درد زہ ایک کھجور کے سایہ میں لے آیا۔ ان پر فا کا دخول جو تراخی بلا مہلت پر دلالت کرتی ہے اس سے بعض لوگوں نے استدلال کیا ہے۔ کہ حمل کے فوراً بعد بچے کی پیدائش ہو گئی تھی اور مدت حمل لمبی نہیں ہوئی۔ (قرطبی ج ١١ ص٩٢) لیکن حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور دیگر مفسرین کا قول ہے۔ کہ مدت حمل ممتد تھی۔ جس طرح عام عورتوں کی ہوتی ہے۔ حضرت ابنِ عباس سے نو ماہ، عطاء، ابو العالیہ اور ضحاک سے سات ماہ اور بعض سے چھ ماہ منقول ہیں۔ (کبیر ج ٥ ص٤٤٤ روح ج ١٦ ص٩٠)

١٨ے نادٰی کا فاعل حضرت جبریل علیہ السلام ہیں۔ جیسا کہ ابنِ عباس سے منقول ہے مِن تحتها یعنی حضرت مریم سے نیچے سَرِيًّا چھوٹی سی نالی جس میں وہاں سے پھوٹنے والے چشمہ کا پانی بہہ رہا تھا۔ وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ الخ جب حضرت مریم کو درد زہ کی تکلیف شروع ہوئی تو وہ ایک ایسی جگہ چلی گئیں۔ جو آس پاس کی زمین سے کچھ بلند تھی۔ وہاں کھجور کا درخت تھا اور نیچے پانی کی نہر تھی۔ جب وہ اپنی اس حالت پر اور تکلیف پر وہاں مغموم بیٹھی تھیں۔ اس وقت حضرت جبریل علیہ السلام نے نیچے کھڑے ہو کر ان سے یہ گفتگو کی۔ کہ غم مت کرو۔ دیکھو تمہارے

[illegible]

موضح قرآن ف بہن ہارون کی یعنی بنی ہارون کی بہن دادے کا نام بولتے ہیں قوم کو جیسے عاد و ثمود کہ تھیں حضرت ہارون کی اولاد میں۔

پاؤں تلے چشمہ ابل رہا ہے اوپر کھجور کا درخت ہے۔ درخت کو جھٹکے سے ہلاؤ۔ اس سے کھجوریں گریں گی وہ کھاؤ۔ اور چشمہ سے پانی پیو اور اس طرح اپنا غم غلط کرو **۱۹ف** تساقط کا فاعل النخلة ہے اور وہ ھزّی امر کا جواب ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے۔ فکلی واشربی علامہ آلوسی نے یہاں ایک لطیف نکتہ ذکر کیا ہے۔ یہاں بیان میں پانی کا ذکر کھجور کے ذکر سے مقدم کیا گیا ہے۔ کیونکہ کھانے کی نسبت پانی کی ضرورت اشد ہے۔ لیکن دونوں چیزوں کو استعمال کرنے کے موقع پر کھانے کو پینے پر مقدم کیا گیا ہے۔ کیونکہ عادۃً کھانا پینے پر مقدم ہے (روح ج ۱۶ ص۸۵) فَاِمَّا تَرَيِنَّ یہ بھی حضرت جبریل امین کا کلام ہے۔ اس میں انہوں نے حضرت مریم صدیقہ کو یہ ہدایت فرمائی۔ کہ وہ اپنے نوزائیدہ بچے کو لے کر اپنے گھر کو روانہ ہوں، تو راستہ میں اگر کوئی شخص ملے اور تجھ سے بیٹے کے بارے میں سوال کرے۔ تو اشارے سے اسے کہہ دینا۔ کہ میں نے اللہ کی نذر کا روزہ رکھا ہوا ہے۔ اس لئے کسی سے بات نہیں کر سکتی۔ اس وقت کی شریعت میں روزے کی حالت میں مفطراتِ ثلٰثہ (کھانا، پینا، جماع) کے علاوہ کلام کرنے سے بھی پرہیز لازم تھا۔ یعنی جس طرح روزے میں کھانا، پینا او مباشرت جائز نہیں تھی۔ اسیطرح بحالتِ روزہ کسی آدمی سے بات کرنا بھی جائز نہیں تھا۔ لیکن ہماری شریعت میں ایسا روزہ جائز نہیں۔ بعض جاہل پیر اور ان کے اندھے مرید کسی سے بات نہیں کرتے اور کہتے ہیں۔ کہ انہوں نے چپ کا روزہ رکھا ہوا ہے، یہ ہماری شریعت میں ہرگز جائز نہیں۔ المراد به الصوم عن المفطرات المعلومة وعن الكلام وكانوا لايتكلمون فی صيامهم وكان قربة فی دينهم فيصح نذره و قد نهی النبی صلے اللہ عليه وسلم عنه فهو منسوخ فی شرعنا كما ذكره الجصاص فی كتاب الاحكام وروی عن ابی بكر رضی الله تعالٰی عنه انه دخل علٰی امرأة قد نذرت ان لا تتكلم فقال ان الاسلام هدم هذا فتكلمی (روح ج ۱۶ ص۸۲) **۲۰ف** فَرِيًّا بہت بُری بات۔ جب حضرت عیسٰی علیہ السلام کی ولادت ہوگئی۔ تو حضرت مریم انہیں لے کر اپنے گھر آئیں تو ان کی قوم کے لوگ یہ ماجرا دیکھ کر بول اُٹھے۔ کہ اے مریم تونے یہ کس قدر بُری حرکت کی ہے۔ يَا اُخْتَ هٰرُونَ الخ ہارون حضرت مریم کا باپ کی طرف سے بھائی تھا۔ اور بہت نیک، پارسا اور عابد و زاہد تھا۔ وكان اخاها من ابيها ومن افضل بنی اسرآئیل (مدارک ج ۳ ص۲۲)، یعنی اے مریم! تُو تو ہارون جیسے نیکوکار اور پارسا کی بہن ہے، تیرا باپ بُرا آدمی نہیں تھا نہ تیری ماں بدکار تھی۔ تونے یہ کیا کر ڈالا۔ **۲۱ف** حضرت مریم علیہا السلام کو چونکہ جبریل امین نے بوقت بشارت بتادیا تھا۔ کہ ان کے جو بچہ پیدا ہوگا۔ وہ عہد شیرخوارگی میں باتیں کرے گا۔ جیسا کہ سورۂ آل عمران ع ۵ میں ہے وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا اس لئے انہوں نے بچے کی طرف اشارہ کر کے انہیں بتایا۔ کہ وہ اس معاملے کی حقیقت اس سے پوچھیں۔ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ الخ اس پر لوگوں نے کہا۔ کہ ہم اس شیرخوار بچے سے کس طرح باتیں کریں کبھی اس عمر کے بچوں نے بھی باتیں کی ہیں۔ **۲۲ف** حضرت عیسٰی علیہ السلام فوراً بول اُٹھے۔ کہ میں تو اللہ کا بندہ ہوں۔ اللہ نے مجھے نبی بنایا ہے اور مجھے کتاب بھی

فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ㊱ فَاخْتَلَفَ

سو اس کی بندگی کرو ۲۷ف یہ ہے راہ سیدھی پھر جدا جدا راہ اختیار کی

الْاَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ

فرقوں نے ۲۸ف ان میں سے سو خرابی ہے منکروں کو ۲۹ف جس وقت

مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ㊲ اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ ۙ يَوْمَ يَاْتُوْنَنَا

دیکھیں گے ایک دن بڑا کیا خوب سنتے اور دیکھتے ہونگے جس دن آئیں گے ہمارے

لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْيَوْمَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ㊳ وَاَنْذِرْهُمْ

پاس بے انصاف آج کے دن صریح بہک رہے ہیں اور ڈر سنا دے ان کو

يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ ۘ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ

اس پچھتاوے کے دن کا جب فیصل ہو چکے گا کام اور وہ بھول رہے ہیں اور وہ

لَا يُؤْمِنُوْنَ ㊴ اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ وَمَنْ

یقین نہیں لاتے ف۱ ہم وارث ہوں گے زمین کے ۳۰ف اور جو کوئی

عَلَيْهَا وَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ㊵ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ

زمین پر ہے اور وہ ہماری طرف پھر آئیں گے اور مذکور کر کتاب میں

اِبْرٰهِيْمَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ㊶ اِذْ قَالَ

ابراہیم کا ۳۱ف بے شک تھا وہ سچا نبی جب کہا

لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا

اپنے باپ کو ۳۲ف اے باپ میرے کیوں پوجتا ہے اس کو جو نہ سنے اور نہ دیکھے اور نہ

يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ㊷ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ

کام آئے تیرے کچھ اے باپ میرے مجھ کو آئی ہے ۳۳ف

الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْۤ اَهْدِكَ صِرَاطًا

خبر ایک چیز کی جو تجھ کو نہیں آئی سو میری راہ چل دکھلا دوں تجھ کو راہ

وقف لازم

ع ۲ ۵ ۵

ف جواب سوال مقدر ۱۲ [illegible] ۱۲ [illegible]

[illegible] ۱۲

موضح قرآن **ف۱** جب تک حشر کا دن ہے دوزخ سے مسلمان نکل نکل بہشت میں جاویں گے۔ تب تک کافر بھی توقع میں ہونگے پھر موت کو مینڈھے کی صورت لا کر دوزخ بہشت کے بیچ سب کو دکھا کر ذبح کریں گے اور پکار دیں گے کہ بہشتی بہشت میں اور دوزخی دوزخ میں رہ پڑے ہمیشہ کو وہ دن ہے کہ کافر ناامید ہوں گے۔

دی ہے اور مجھے بابرکت کیا ہے۔ اور جب تک میں زندہ رہوں۔ مجھے نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم فرمایا ہے۔ وَبَرًّا بِوَالِدَتِیْ الخ اور مجھے اس نے والدہ سے حسنِ سلوک کرنے والا بنایا ہے اور مجھے سخت طبیعت اور سنگ دل نہیں بنایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ بغیر باپ صرف والدہ ہی سے پیدا ہوئے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے انکی زبان پر بَرًّا بِوَالِدَتِیْ کے الفاظ جاری فرمائے۔ اور والدہ کے ساتھ والد کا ذکر نہیں ہے۔ **۲۳ف** یہاں مرزائی اعتراض کرتے ہیں کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں تو وہ وہاں نماز کس طرح پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ کس طرح دیتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ زندگی سے یہاں مطلق زندگی مراد نہیں۔ بلکہ متعارف زندگی مراد ہے یعنی وہ زندگی جو روئے زمین پر بسر کی جائے۔ وانت تعلم ان الظاھر المتبادر من المدۃ المذکورۃ مدّۃ کونہ علیہ الصّلٰوۃ و السّلام حیًّا فی الدنیا علٰی ماھو المتعارف وذلک لا یشمل مدّۃ کونہ علیہ السّلام فی السّمآءِ (روح ج ۱۶ ص ۹۰) دوسرا جواب یہ ہے کہ نماز تو وہ آسمان پر بھی پڑھ سکتے ہیں اس میں کوئی استحالہ نہیں۔ باقی رہا زکوٰۃ کا سوال تو وہ ان پر فرض ہی نہیں کیونکہ آسمان پر ان کے پاس دولت کہاں؟ **۲۴ف** یہاں بھی بدستور تین مختلف زمانوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ جو ایک دوسرے سے قطعاً مختلف ہیں۔ یعنی (۱) ولادت کے بعد (۲) موت کے بعد اور بعث بعد الموت کے بعد۔ ولادت سے دنیوی زندگی شروع ہوتی ہے۔ جو موت پر ختم ہو جاتی ہے اور موت سے برزخی زندگی شروع ہو جاتی ہے۔ جو دوبارہ جی اٹھنے تک ہے۔ اُس کے بعد اخروی زندگی ہے۔ **۲۵ف** ذٰلِکَ سے مذکورہ حالات کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات یہ ہیں۔ کہ وہ خود محتاج تھے اور ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے تو وہ کس طرح متصرف و مختار ہو سکتے ہیں۔ **۲۶ف** یہ زجر ہے نصاریٰ کے لئے جو اللہ تعالیٰ کی طرف ولد کی نسبت کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ولد اور نائب ہیں۔ فرمایا یہ غلط ہے۔ اس کا کوئی ولد اور نائب نہیں اور نہ اسے نائب کی ضرورت ہے۔ وہ تو ایسا قادر ہے کہ جو چاہے لفظ کُن سے پیدا کر لے۔ **۲۷ف** یہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقولہ ہے اور اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ پر معطوف ہے۔ یعنی میں تو اللہ کا بندہ ہوں اور اللہ ہی میرا اور تم سب کا رب اور کارساز ہے۔ اس لئے صرف اسی ہی کو پکارو اور صرف اسی کے نام کی نذریں اور منتیں دو۔ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ سے ماقبل کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی صرف اللہ کی عبادت اور پکار کا مسئلہ ہی صراطِ مستقیم اور سیدھی راہ ہے ھٰذا ما ذکر من التّوحید (روح ج ۱۶ ص ۹۲) (ھٰذا) الّذی ذکرتُ (صراط مستقیم) فاعبدوہ ولا تشرکوا بہٖ شیئًا (مدارک ج ۲ ص ۲۷) اس سے معلوم ہوا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود اعلان کر رہے ہیں کہ صرف اللہ ہی کو پکارو

سَوِيًّا ﴿٤٣﴾ يٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ
سیدھی اے باپ میرے مت پوج شیطان کو بے شک شیطان ہے

كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ﴿٤٤﴾ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ
رحمن کا نا فرمان اے باپ میرے میں ڈرتا ہوں کہیں

يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ
آ لگے تجھ کو ایک آفت رحمن سے پھر تو ہو جائے شیطان کا

وَلِيًّا ﴿٤٥﴾ قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۚ
ساتھی ف۱ وہ بولا کیا تو پھرا ہوا ہے **۳۴ف** میرے ٹھاکروں سے اے ابراہیم

لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا ﴿٤٦﴾ قَالَ
اگر تو باز نہ آئے گا تو تجھ کو سنگسار کروں گا اور دور ہو جا میرے پاس سے ایک مدت کہا

سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ
تیری سلامتی رہے **۳۵ف** میں گناہ بخشواؤں گا تیرا اپنے رب سے بیشک وہ ہے مجھ پر

لے سلام متارکت

حَفِيًّا ﴿٤٧﴾ وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ
مہربان ف۲ اور چھوڑتا ہوں تجھ کو اور جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا اور

اَدْعُوْا رَبِّيْ ۡ عَسٰٓى اَلَّآ اَكُوْنَ بِدُعَاۗءِ رَبِّيْ شَقِيًّا ﴿٤٨﴾
میں بندگی کروں گا اپنے رب کی امید ہے کہ نہ رہوں گا اپنے رب کی بندگی کر کر محروم

فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۙ وَهَبْنَا
پھر جب جدا ہوا ان سے **۳۶ف** اور جن کو وہ پوجتے تھے اللہ کے سوا بخشا ہم نے

لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ﴿٤٩﴾ وَوَهَبْنَا
اس کو اسحٰق اور یعقوب اور دونوں کو نبی کیا ف۳ اور دیا ہم نے

ع
لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ﴿٥٠﴾
ان کو اپنی رحمت سے اور کیا ان کے واسطے سچا بول اونچا ف۴

۳ ع ۱۰ ۶

موضح قرآن **ف۱** یعنی کفر کے وبال سے کچھ آفت آوے اور تو مدد مانگنے لگے شیطان سے یعنی بتوں سے اکثر لوگ ایسے ہی وقت شرک کرتے ہیں۔ **ف۲** تیری سلامتی رہے یہ رخصت کا سلام ہے معلوم ہوا اگر دین کی بات سے ماں باپ ناخوش ہوں اور گھر سے نکالنے لگیں اور بیٹا باپ کو میٹھی بات کہہ کر نکل جاوے وہ بیٹا عاق نہیں اور گناہ بخشوانے کو انہوں نے وعدہ کیا تھا جب اللہ کی مرضی نہ دیکھی تب موقوف کیا۔ **ف۳** یعنی اللہ کی راہ میں ہجرت کی اپنوں سے دور پڑے اللہ نے ان سے بہتر اپنے دیئے انسیت کو یہاں اسمٰعیل کا نام نہ فرمایا کہ وہ ان کے پاس نہیں رہے **ف۴** یعنی ہمیشہ لوگ ان کی تعریف کرتے رہیں اور اُن پر رحمت بھیجتے۔

اس لئے وہ خود پکارے جانے کے لائق نہیں ہو سکتے۔ **۲۸** یہ ایک سوالِ مقدر کا جواب ہے۔ سوال یہ تھا۔ کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بچپن ہی میں توحید کا اعلان کر دیا۔ اور مذکورہ بیان سے حضرت مریم علیہا السلام کی الوہیت کی بھی نفی ہوتی ہے۔ تو پھر ان دونوں کو حاجات و مشکلات میں غائبانہ کیوں پکارا گیا۔ تو اس کا جواب دیا گیا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کے بعد نصاریٰ میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ اور نصاریٰ کے علماء سُو نے توحید کے خلاف شرک کی تبلیغ شروع کر دی اور خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ اور نائب متصرف سمجھ کر پکارنے لگے۔ قالت النسطورية منهم هو ابن الله والملكانية ثالث ثلثة وقالت اليعقوبية هو الله (قرطبی ج ۱۱ ص ۱۰۱) **۲۹** یہ تخویف اخروی ہے۔ اَسمع بهم و ابصر الخ یہ دونوں فعل تعجب کے صیغے ہیں۔ یعنی یہ مشرکین آج تو شرک و کفر کی گمراہی میں اندھے اور بہرے ہو رہے ہیں۔ لیکن قیامت کے دن ان کی آنکھیں کھل جائیں گی۔ اور ان کی قوت سامعہ تیز ہو جائے گی۔ وانذرهم يوم الحسرة الخ قیامت کے دن کو یوم الحسرت (افسوس کا دن) فرمایا۔ کیونکہ اس دن منکرین کو سخت افسوس ہوگا کہ انہوں نے دنیا میں حق کو کیوں قبول نہ کیا۔ اور غفلت اور لاپرواہی میں رہے۔ **۳۰** اس سے مراد یہ ہے۔ کہ نفخۂ اولیٰ کے وقت سارا نظامِ عالم اور پوری دنیا تباہ و برباد ہو جائے گی۔ اور اللہ کے سوا کوئی باقی نہیں رہے گا۔ پھر نفخۂ ثانیہ کے بعد تمام انسانوں کی خداوند تعالیٰ کی عدالت میں پیشی ہوگی۔ مشرکین اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں۔ ان کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوگا۔ اس لئے وہ ہرگز پکارے جانے کے لائق نہیں ہیں۔

جواب شبہۂ ثالثہ

۳۱ یہ تیسرے شبہہ کا جواب ہے۔ یہود و نصاریٰ اور مشرکین حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کارساز سمجھ کر پکارتے تھے۔ تو اس کا جواب دیا گیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جو انبیاء علیہم السلام کے جدِ امجد ہیں وہ خود اپنے باپ سے کہہ رہے ہیں۔ کہ غیر اللہ کو مت پکارو۔ وہ تمہیں نفع اور نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اس لئے وہ کس طرح متصرف و مختار اور معبود بن سکتے ہیں؟ حضرت زکریا علیہ السلام صرف یہود اور عیسیٰ اور مریم علیہم السلام کو تو صرف انصاری پکارتے تھے۔ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب سب متصرف سمجھ کر پکارتے تھے۔ اس لئے اب ان کی الوہیت کی نفی کا شبہہ دور فرمایا۔ **۳۲** حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام تارح اور لقب آزر تھا۔ جو نہ صرف بت پرست تھا۔ بلکہ بت تراش بھی تھا۔ وہ بت بنا کر فروخت کیا کرتا تھا۔ اس کی زیادہ تحقیق سورہ انعام رکوع ۹ کی تفسیر میں گذر چکی ہے اور مزید تحقیق سورۂ شعراء

مرادِ مذکورہ [illegible] کی طرف اشارہ ہے ۱۲

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰٓى ۡ اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ
اور مذکور کر کتاب میں موسیٰ کا **۳۷** بے شک وہ تھا چنا ہوا اور تھا
رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿۵۱﴾ وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ
رسول نبی ف۱ اور پکارا ہم نے اس کو داہنی طرف سے طور پہاڑ کی
وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ﴿۵۲﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَآ اَخَاهُ
اور نزدیک بلایا اس کو بھید کہنے کو ف۲ اور بخشا ہم نے اس کو **۳۸** اپنی مہربانی سے بھائی اسکا
هٰرُوْنَ نَبِيًّا ﴿۵۳﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ۡ اِنَّهٗ
ہارون نبی ف۳ اور مذکور کر کتاب میں اسمٰعیل کا وہ تھا
كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿۵۴﴾ وَكَانَ
وعدے کا سچا **۳۹** اور تھا رسول نبی ف۴ اور
يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ۠ وَكَانَ عِنْدَ
حکم کرتا تھا اپنے گھر والوں کو نماز کا اور زکوٰۃ کا اور تھا اپنے
رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ﴿۵۵﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ ۡ اِنَّهٗ
رب کے نزدیک پسندیدہ اور مذکور کر کتاب میں ادریس کا **۴۰** وہ
كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿۵۶﴾ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ﴿۵۷﴾ اُولٰٓئِكَ
تھا سچا نبی اور اٹھا لیا ہم نے اس کو ایک اونچے مکان پر ف۵ یہ وہ
الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ
لوگ ہیں **۴۱** جن پر انعام کیا اللہ نے پیغمبروں میں آدم کی
اٰدَمَ ۗ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۡ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ
اولاد میں اور ان میں جن کو سوار کر لیا ہم نے نوح کے ساتھ اور ابراہیم کی اولاد میں
وَاِسْرَآءِيْلَ ۡ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ۭ اِذَا تُتْلٰى
اور اسرائیل کی اور ان میں جن کو ہم نے ہدایت کی اور پسند کیا جب انکو سنایئے

موضح قرآن ف۱ جس کو اللہ سے وحی آوے وہ نبی ہے اور ان میں جو خاص ہیں امت رکھتے ہیں یا کتاب وہ رسول ہیں۔ ف۲ ان سے کلام ہوا بیچ میں فرشتہ نہ تھا۔ ف۳ یعنی انکے ساتھ مددگار ہوئے۔ ف۴ ایک شخص سے وعدہ کیا تھا کہ جب تک تو آوے میں اسی جگہ رہوں گا، وہ ایک برس نہ آیا یہ وہاں ہی رہے۔ ف۵ لکھا ہے کہ حضرت ادریس پہلے تھے حضرت نوح علیہ السلام سے حساب ستاروں کی چال کا اور لکھنا اور سینا کہتے ہیں انہیں سے سیکھا خلق نے ملک الموت ان سے آشنا تھا ایک بار آزمانے کو اپنی جان بدن سے نکلوائی پھر ڈال دی اور بہشت کی سیر مانگی پھر وہاں رہ گئے اللہ کے حکم سے حضرت سے ملے تھے معراج کی رات آسمان پر اور بعضے کہتے ہیں حضرت الیاس کا لقب ہے ادریس وہ بنی اسرائیل میں پیغمبر ہوئے تھے۔ خضر کی طرح وہ بھی زندہ رہ گئے ہیں۔ **فتح الرحمٰن** ف۱ یعنی بر آسمان ۱۲ ۔

کے آخری رکوع کی تفسیر میں آئے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ لم تعبد ما لا یسمع الخ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بغیر کسی تمہید کے مسئلہ توحید کا منفی پہلو (جو نسبتاً زیادہ ناگوار گذرتا ہے) اپنے باپ کے سامنے پیش فرمادیا۔ یہ غالباً تبلیغ کا آخری موقع تھا۔ اس سے قبل توحید کا مثبت پہلو کئی بار بیان فرما چکے تھے۔ اس میں انہوں نے معبودانِ باطلہ کے تین نقائص بیان فرمائے ہیں۔ اول یہ کہ پکارنے والے کی دعا اور پکار کو سن نہیں سکتے دوم یہ کہ وہ اپنے پکارنے والے کا خشوع وخضوع اور اس کا عجز وانکسار دیکھ نہیں سکتے۔ سوم یہ کہ وہ کسی کام نہیں آسکتے نہ وہ مشکلکشائی کرسکتے ہیں نہ حاجت روائی۔ **۳۳** یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دعویٰ کی صداقت کی دلیل ہے یعنی میرے پاس اللہ کی وحی کے ذریعے ایسا علم ہے، جو تمہارے پاس نہیں ہے۔ اس لئے تم میرا اتباع کرو۔ اور توحید کو مان لو۔ دراصل یہی سیدھی راہ ہے لا تعبد الشیطن الخ معبودانِ باطلہ کی عبادت کو شیطان کی عبادت اس لئے فرمایا۔ کہ شیطان ہی انسان کو گمراہ کرکے اس سے شرک کراتا ہے، یا اس لئے کہ شیطان بزرگوں کی صورت اختیار کرکے مشرکین کو اپنی پوجا کرنے کا حکم دیتا ہے۔ یٰٓاَبَتِ اِنِّیْٓ اَخَافُ الخ یہ تخویف اُخروی ہے۔ **۳۴** یہ ابراہیم علیہ السلام کو باپ کی طرف سے دھمکی ہے۔ کہ تو میرے معبودوں کے اس قدر خلاف ہے۔ خبردار اگر تم اس روش سے باز نہ آئے۔ تو میں تجھے سنگسار کردوں گا۔ اس لئے تمہاری بہتری اسی میں ہے۔ کہ تم یہاں سے اپنی عزت بچا کر چلے جاؤ۔ مَلِیًّا ای اعتزلنی سالم العرض لا یصیبک منی معرۃ قالہ ابن عباس (قرطبی ج ۱۱ ص ۱۱۲) بعض نے ملیًّا کی تفسیر دھرًا طویلا سے کی ہے یعنی طویل عرصہ تک مجھ سے دُور رہو۔ **۳۵** یہ سلام تحیہ نہیں۔ بلکہ سلام متارکت ہے۔ والجمہور علیٰ ان المراد بسلامہ المسالمۃ التی ھی المتارکۃ لا التحیۃ (قرطبی) حفیًّا مہربان اعتزلکم الخ ساستغفر پر معطوف ہے یعنی میں تمہارے پاس سے اور جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو۔ ان سے دور چلا جاؤں گا۔ اور اپنے پروردگار کو پکاروں گا اور مجھے امید ہے۔ کہ وہ مجھے خائب وخاسر نہیں فرمائے گا۔ اور تمہاری جدائی کا نعم البدل عطا فرمائے گا۔ **۳۶** جب حضرت ابراہیم علیہ السلام ان سے اور ان کے معبودوں سے کنارہ کش ہوگئے۔ تو اللہ تعالیٰ سے فرزند کے لئے دعا کی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک بیٹا اسحٰق عطا فرمایا۔ اور اسحاق کو یعقوب عطا کیا علیہم الصلوٰۃ والسلام، اور ان دونوں کو نبوت عطا فرمائی۔ اور ان کی اولاد کو برکت دی۔ لسان صدق الخ لسان سے مجازاً کلام مراد ہے اور مرکب اضافی سے لوگوں کی مدح وثنا مراد ہے۔ یعنی ہم نے دنیا میں ان کا اچھا ذکر ان کی یادگار بنا دیا۔ کہ دنیا کے تمام لوگ ہر زمانے میں ان کو اچھائی سے یاد کرتے ہیں۔ لسان الصّدق الثناء الحسن الباقی علیہم اٰخر الابد قال ابن عباس (بحر ج ۶ ص ۱۹۴) **۳۷** تین انبیا

رکوع ۵

السجدۃ

عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ۩ ﴿٥٨﴾ فَخَلَفَ
آیتیں رحمٰن کی گرتے ہیں سجدہ میں اور روتے ہوئے پھر انکی جگہ
مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا
آئے ناخلف ۴۲ کھو بیٹھے نماز اور پیچھے پڑ گئے
الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿٥٩﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَ
مزوں کے سو آگے دیکھ لیں گے گمراہی کو مگر جس نے توبہ کی ۴۳ اور
اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ
یقین لایا اور کی نیکی سو وہ لوگ جائیں گے بہشت میں
وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْئًا ﴿٦٠﴾ جَنّٰتِ عَدْنِ ِۨالَّتِيْ وَعَدَ
اور ان کا حق ضائع نہ ہوگا کچھ باغوں میں بسنے کے جن کا وعدہ کیا ہے
الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا ﴿٦١﴾
رحمٰن نے اپنے بندوں سے ان کے بن دیکھے بیشک ہے اس کے وعدے پر پہنچنا
لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا ۭ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا
نہ سنیں گے وہاں بک بک سوائے سلام کے اور ان کے لئے ہے انکی روزی وہاں
بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ﴿٦٢﴾ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا
صبح اور شام ف۱ یہ وہ بہشت ہے جو میراث دینگے ہم اپنے بندوں میں
مَنْ كَانَ تَقِيًّا ﴿٦٣﴾ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ لَهٗ مَا
جو کوئی ہوگا پرہیزگار ف۲ اور ہم نہیں اترتے ۴۴ مگر حکم سے تیرے رب کے اسی کا ہے جو
بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ
ہمارے آگے ہے ف۱ ۴۵ اور جو ہمارے پیچھے ف۲ اور جو اس کے بیچ میں ہے اور تیرا
رَبُّكَ نَسِيًّا ﴿٦٤﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا
رب نہیں ہے بھولنے والا ف۳ رب آسمانوں کا اور زمین کا ۴۶ اور جو ان کے بیچ ہے

[illegible]

از … کے بعد دعائے سورۃ کا ذکر ۱۲

موضح قرآن ف۱ بک بک نہ سنیں گے اور سلام علیک کی آواز بلند سنیں گے۔ ف۲ میراث آدم کی کہ اول ان کو بہشت ملی ہے۔ ف۳ ایک بار جبرئیل کئی روز نہ آئے جب آئے حضرت نے کہا تم ہر روز کیوں نہیں آتے، اللہ تعالیٰ نے یہ کلام سکھایا جبرئیل کو کہ جواب یوں کہو کلام ہے اللہ کا جبرئیل کی طرف سے جیسا ایاک نعبد وایاک نستعین ہم کو سکھایا اور ہمارے آگے پیچھے کہا۔ آسمان وزمین کو اترتے ہوئے زمین آگے آسمان پیچھے، چڑھتے ہوئے وہ پیچھے یہ آگے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی قیامت ۱۲ ف۲ یعنی از ابتدار خلق وآسمان وزمین ۱۲۔

علیہم السلام کا تفصیل سے ذکر کرنے کے بعد تین کا بالاختصار ذکر فرمایا۔ حضرت موسیٰ، حضرت اسمٰعیل اور حضرت ادریس علیہم السلام یعنی یہ تمام ہمارے سامنے عاجزی کرتے ہیں۔ لہٰذا جو خود عاجز اور محتاج ہوں۔ وہ دوسروں کے کارساز اور متصرف کیونکر ہو سکتے ہیں۔ ہاں یہ ہمارے برگزیدہ اور مکرم بندے تھے۔ لیکن متصرف نہیں تھے۔ یہود حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نصاریٰ حضرت ادریس علیہ السلام کو اور مشرکین حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو پکارتے تھے ان آیتوں میں اس کی نفی کی گئی کہ یہ برگزیدہ پیغمبر کارساز نہ تھے۔ **۳۸** یہ تمام انعامات ہم نے ان کو عطا کئے تھے وہ خود مختار و متصرف نہیں تھے۔ **۳۹** حضرت اسمٰعیل علیہ السلام وعدے کے سچے اور اللہ کے رسول تھے۔ وَکَانَ یَأْمُرُ الخ وہ اللہ تعالیٰ کے اس قدر فرمانبردار تھے۔ کہ وہ اپنے گھر والوں کو بھی تمام زبانی، بدنی اور مالی عبادتیں بجالانے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ اور اللہ کے برگزیدہ بندے تھے۔ جو خود اس حد تک اللہ کا فرمانبردار ہو۔ وہ کس طرح متصرف ہو سکتا ہے۔ **۴۰** حضرت ادریس علیہ السلام بھی بہت ہی سچے اور اللہ کے نبی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت بلند مرتبہ عطا فرمایا تھا۔ لیکن وہ متصرف و کارساز نہ تھے۔ **۴۱** یہ اشارہ مذکورہ چھ پیغمبروں کی طرف ہے۔ یعنی ان تمام پیغمبروں کو اللہ تعالیٰ نے انعام و اکرام سے نوازا۔ حضرت آدم کی اولاد سے جیسا کہ ادریس علیہ السلام اور ان میں سے کچھ ایسے ہیں جن کے آباء و اجداد کو حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ طوفان سے بچایا جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور کچھ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے یعنی اسمٰعیل علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے یعنی حضرت زکریا، عیسیٰ اور موسیٰ علیہم السلام۔ اس آیت میں چھ طریقوں سے ان انبیاء علیہم السلام سے الوہیت کی نفی کی گئی ہے۔ اول اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے انعامات سے نوازا دوم مِنْ ذُرِّیَّۃِ اٰدَمَ الخ یہ سب اولاد آدم ہیں۔ سوم ھَدَیْنَا ہم نے ان کی صراطِ مستقیم (راہِ توحید) کی طرف راہنمائی کی چہارم وَاجْتَبَیْنَا ہم نے ان کو دوسروں پر فوقیت دی اور بلند مراتب عطا کئے پنجم و ششم وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْہِمْ الخ جب ان پر ہماری آیتیں پڑھی جاتیں تو وہ اظہار عجز کے طور پر سجدے میں گر جاتے اور ہمارے خوف سے روتے رہتے۔ حاصل یہ ہوا کہ یہ سب ہمارے برگزیدہ بندے تھے۔ ہم نے ان کو سیدھی راہ دکھائی جب ان کے سامنے اللہ کی آیتیں پڑھی جاتیں۔ تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے اور وہ اللہ کے آگے سجدے میں گر پڑتے اور اسی کو پکارتے اور اسی سے سب کچھ مانگتے تھے۔ تو جو لوگ اپنے ماں باپ کی اولاد ہوں۔ اور اپنے وجود میں دوسروں کے محتاج ہوں۔ اور جن کو اللہ تعالیٰ نے صراطِ مستقیم کی طرف راہنمائی کی ہو۔ اور جن کو دوسروں سے بلند شان

ع

فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ ؕ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا ﴿۶۵﴾

سو اسی کی بندگی کر اور قائم رہ اس کی بندگی پر کسی کو پہچانتا ہے تو اسکے نام کا **ف ۱**

وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا ﴿۶۶﴾

اور کہتا ہے آدمی **ف ۲** کیا جب میں مرجاؤں تو پھر نکلوں گا زندہ ہوکر

اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ

کیا یاد نہیں رکھتا آدمی کہ ہم نے اس کو بنایا پہلے سے اور وہ کچھ

شَيْـًٔا ﴿۶۷﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ

چیز نہ تھا سو قسم ہے تیرے رب کی ہم گھیر بلائینگے ان کو اور شیطانوں کو پھر

لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ﴿۶۸﴾ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ

سامنے لائینگے گرد دوزخ کے گھٹنوں پر گرے ہوئے **ف ۲** پھر جدا کرلیں گے ہم

مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ﴿۶۹﴾

ہر ایک فرقہ میں سے جو نسا ان میں سے سخت رکھتا تھا رحمٰن سے اکڑ

ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِيْنَ هُمْ اَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا ﴿۷۰﴾ وَ

پھر ہم کو خوب معلوم ہیں جو بہت قابل ہیں اس میں داخل ہونے کے اور

اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ﴿۷۱﴾

کوئی نہیں تم میں جو نہ پہنچے گا اس پر ہو چکا یہ وعدہ تیرے رب پر لازم مقرر

ثُمَّ نُنَجِّى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ﴿۷۲﴾

پھر بچائیں گے ہم ان کو جو ڈرتے رہے اور چھوڑ دینگے گنہگاروں کو اس میں اوندھے گرے ہوئے **ف ۳**

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور جب سنائے ان کو ہماری آیتیں کھلی ہوئی کہتے ہیں جو لوگ کہ منکر ہیں

لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا ۙ اَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَّاَحْسَنُ

ایمان والوں کو دونوں فرقوں میں کس کا مکان بہتر ہے اور کس کی اچھی لگتی ہے

۱ مر سورت کا دوسرا حصہ شکویٰ ہے ۱۲
۲ مر جواب شکویٰ ۱۲
۳ تخویف اخروی ۱۲
۴ بشارت اخروی ۱۲
۵ زجر مع تخویف اخروی ۱۲

موضح قرآن **ف ۱** اللہ کے نام سب اس کی صفت ہیں یعنی کوئی ہے اس صفت کا۔ **ف ۲** مارے دہشت کے کھڑے سے گر پڑیں گے اور چین سے بیٹھ نہ سکیں گے یہی ہوا گھٹنوں پر گرنا۔ **ف ۳** بہشت کی راہ ہیں مگر دوزخ کے منہ میں دوزخ تنور کی شکل ہے منہ اس کا دنیا سے بڑا کنارے سے کنارے تک راہ پڑی ہے بال برابر تیز جیسے تلوار اور کانپتی، ایمان والے اس پر سلامت گذر جاویں گے اور گنہگار گر پڑیں گے پھر موافق عمل بعد کئی روز کے نکلیں گے اور شفاعت سے اور ارحم الراحمین کی مہر سے آخر جس نے کلمہ کہا ہے سچے دل سے سب نکلیں گے اور کافر رہ جائیں گے پھر اس کا منہ بند ہوگا۔

فتح الرحمٰن **ف ۱** یعنی مانندی ۱۲ **ف ۲** یعنی آدمی کافر ۱۲۔

عطا کیا ہو۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی اور زاری کر رہے ہوں۔ وہ کسی طرح بھی متصرف و کارساز نہیں ہو سکتے۔ **۵۴۲** یہ سوال مقدر کا جواب ہے سوال یہ ہے۔ کہ جب تمام انبیاء علیہم السلام صرف اللہ ہی کو متصرف جان کر پکارتے تھے۔ تو پھر ان کو کیوں متصرف سمجھ کر پکارا گیا۔ تو اس کا جواب دیا گیا۔ کہ ان کے بعد بُرے لوگوں نے ان کے دین کو اور توحید کو ضائع کر دیا۔ اور اللہ کی پکار کو چھوڑ کر غیر اللہ کو پکارنے لگے۔ یہ حق اور مسئلہ توحید سے باغیوں کی جماعت تھی۔ خلفٌ۔ ناخلاف اور بُرے لوگ الخلف الردیٔ (مفردات)، ان ناخلف لوگوں نے نماز جیسی اہم اور تمام عبادات کی جامع عبادت کو چھوڑ دیا اور نفسانی خواہشات کی پیروی میں منہمک ہو گئے۔ اضاعت صلوٰۃ سے یا تو ترکِ نماز مراد ہے یا مطلب یہ ہے۔ کہ انہوں نے خالص اللہ کی دعا اور پکار کو ضائع کر کے غیر اللہ کو پکارنا شروع کر دیا۔ فسوف یلقون غیًّا اس میں تخویف اخروی ہے۔ غیًّا ای ضلالًا یعنی گمراہی لیکن یہاں مضاف محذوف ہے۔ جسے حذف کر کے مضاف الیہ کو اس کے قائم مقام کر دیا گیا۔ ای جزآء الغی قالہ الزجاج (کبیر ج ۵ ص۵۵۱) یعنی وہ گمراہی کی سزا پائیں گے۔ **۵۴۳** یہاں سے لے کر مَنْ کَانَ تَقِیًّا تک بشارت اُخروی ہے۔ یہ مستثنیٰ منقطع ہے اور الا بمعنی لکن ہے۔ مَنْ تَابَ الخ موصول مع صلہ مبتدا ہے اور فاولٰئک ید خلون الخ جملہ اس کی خبر ہے۔ تلك الجنة الخ سے پہلے یقال لھم محذوف ہے۔ یعنی قیامت کے دن اہل جنت سے یہ بات کہی جائے گی۔ تَقِیًّا یعنی جو شرک سے بچتا رہا۔ اور اللہ کی توحید پر قائم رہا۔ اخرج ابن ابی حاتم عن داؤد ابن ابی ھند انہ الموحد فتذکر و لا تغفل (روح ج ۱۶ ص۱۱۳) من کان تقیا عن الشرک (مدارک ج ۳ ص۳۲)

جواب شبہ رابعہ

۵۴۴ یہ فرشتوں کے بارے میں شبہ کا جواب ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا حال تو تم نے سن لیا۔ کہ وہ سب عاجز اور خدا کے محتاج تھے۔ اب فرشتوں کا حال بھی سن لو۔ جن کو تم مختار و متصرف سمجھتے ہو وہ تو اللہ کے حکم کے اس قدر پابند ہیں۔ کہ اس کے حکم کے بغیر زمین پر بھی نہیں آ سکتے تو متصرف کس طرح بن سکتے ہیں۔ مفسرین نے لکھا ہے۔ کہ جب مشرکین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحاب کہف، ذوالقرنین اور روح کے بارے میں سوال کیا۔ تو اس کے جواب میں آپ نے کل آئندہ جواب دینے کا وعدہ فرمایا۔ مگر اس کے ساتھ آپ انشآء اللہ کہنا بھول گئے۔ اللہ کی طرف سے وحی کی آمد کا سلسلہ کئی روز کے لئے رُک گیا۔ جب عرصہ دو ہفتے کے بعد جبریل امین نازل ہوئے۔ تو آپ نے اس سے اتنے دن نہ آنے کی وجہ دریافت فرمائی۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ یہ حضرت جبریل علیہ السلام کے

تخویف دنیوی ۱۲
جواب شبہ ۱۲
تشویق مع ۱۲
تخویف اخروی ۱۲

نَدِيًّا ﴿۷۳﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ
مجلس ف۱ ف۲ اور کتنی ہلاک کر چکے ہم ۵۴۱ پہلے ان سے جماعتیں وہ ان سے بہتر تھے
اَثَاثًا وَّرِءْيًا ﴿۷۴﴾ قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ
سامان میں اور نمود میں تو کہہ جو ہے رہا بھٹکتا ۵۴۲ سو چاہیے اسکو کھینچ
لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا ۚ حَتّٰى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ
لے جائے رحمٰن لمبا ف۳ یہانتک کہ جب دیکھیں گے جو وعدہ ہوا تھا ان سے
اِمَّا الْعَذَابَ وَاِمَّا السَّاعَةَ ؕ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ
یا آفت اور یا قیامت سو تب معلوم کرینگے کس کا
هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضْعَفُ جُنْدًا ﴿۷۵﴾ وَيَزِيْدُ اللّٰهُ
برا ہے مکان اور کس کی فوج کمزور ہے ف۴ اور بڑھاتا جاتا ہے اللہ
الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا هُدًى ؕ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ
سوجھنے والوں کو سوجھ ۵۴۳ اور باقی رہنے والی نیکیاں
خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ مَّرَدًّا ﴿۷۶﴾ اَفَرَءَيْتَ
بہتر رکھتی ہیں تیرے رب کے یہاں بدلہ اور بہتر پھر جانے کو جگہ ف۵ بھلا تو نے دیکھا
الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّ
۵۴۴ اس کو جو منکر ہوا ہماری آیتوں سے اور کہا مجھ کو مل کر رہیگا مال اور
وَلَدًا ﴿۷۷﴾ اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ
اولاد ف۶ ف۷ کیا جھانک آیا ہے غیب کو ۵۴۵ یا لے رکھا ہے رحمٰن سے
عَهْدًا ﴿۷۸﴾ كَلَّا ۭ سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ
عہد یہ نہیں ہم لکھ رکھیں گے جو وہ کہتا ہے اور بڑھاتے جائینگے اسکو
الْعَذَابِ مَدًّا ﴿۷۹﴾ وَّنَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ وَيَاْتِيْنَا فَرْدًا ﴿۸۰﴾
عذاب میں لمبا اور ہم لے لینگے اسکے مرنے پر جو کچھ وہ بتلا رہا ہے اور آئیگا ہمارے پاس اکیلا ف۸

موضح قرآن ف۱ یعنی دنیا کی رونق میں مقابلہ دیتے ہیں ف۲ یعنی بہکاوے میں جانے دے کیونکہ دنیا جانچنے کی جگہ ہے بھلا بُرا پاویں گے آخرت میں یہاں نیک و بد بھلائی بُرائی میں شامل ہیں ف۳ فوج یعنی مددگار کافر اپنا مددگار سمجھتے ہیں بتوں کو اور ایمان والے اللہ کو۔ ف۴ یعنی دنیا کی رونق رب کے یہاں کام کی نہیں، نیکیاں سب رہیں گی اور دنیا نہ رہے گی۔ ف۵ ایک کافر مالدار ایک لوہار مسلمان کو کہنے لگا تو مسلمانی سے منکر ہو تو تیری مزدوری دوں اس نے کہا اگر تو مرے اور پھر جیوے تو بھی میں منکر نہ ہوں، اس نے کہا اگر پھر جیوں گا تو بھی مال واولاد وہاں بھی ہوگا تجھ کو مزدوری وہاں دے دوں گا۔ اسی پر یہ فرمایا یعنی وہاں دولت ملتی ہے ایمان سے کافر چاہیے کہ یہاں کی دولت وہاں ملے سو نہیں۔ ف۶ جو بتاتا ہے یعنی مال اور اولاد اُس کافر کے دونوں بیٹے مسلمان ہوئے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بعزت دنیا مغرور شدند ۱۲۔ ف۲ یعنی در قیامت ۱۲۔

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ﴿۸۱﴾
اور پکڑ رکھا ہے لوگوں نے ۵۶ اللہ کے سوا اوروں کو معبود تاکہ وہ ہوں ان کے لئے مددگار
كَلَّا سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ
ہرگز نہیں ۵۷ وہ منکر ہوں گے ان کی بندگی سے اور ہو جائیں گے ان کے
ضِدًّا ﴿۸۲﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَى
مخالف تو نے نہیں دیکھا ۵۸ کہ ہم نے چھوڑ رکھے ہیں شیطان
الْكٰفِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ﴿۸۳﴾ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ
منکروں پر اچھالتے ہیں ان کو ابھار کر سو تو جلدی نہ کر ان پر
اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ﴿۸۴﴾ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى
ہم تو پوری کرتے ہیں ان کی گنتی جس دن ہم اکٹھا کر لائینگے ۵۹ پرہیزگاروں کو
الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ﴿۸۵﴾ وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى
رحمٰن کے پاس مہمان بلائے ہوئے اور ہانک لے جائینگے گنہگاروں کو
جَهَنَّمَ وِرْدًا ﴿۸۶﴾ لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ
دوزخ کی طرف پیاسے نہیں اختیار رکھتے لوگ سفارش کا ۶۰ مگر جس نے
اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿۸۷﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ
لے لیا ہے رحمٰن سے وعدہ ف۱ ف۱ اور لوگ کہتے ہیں رحمٰن
الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ﴿۸۸﴾ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا ﴿۸۹﴾ تَكَادُ
رکھتا ہے اولاد ۶۱ بے شک تم آ پھنسے ہو بھاری چیز میں ف۲ ابھی
السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ
آسمان پھٹ پڑیں اس بات سے اور ٹکڑے ہو زمین اور گر پڑیں
الْجِبَالُ هَدًّا ﴿۹۰﴾ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ﴿۹۱﴾
پہاڑ ڈھے کر اس پر کہ پکارتے ہیں رحمٰن کے نام پر اولاد

ع ۵ / ۸

وقف لازم وقف لازم

۱۔ زجر مشرکین ۱۲
۲۔ بشارت اخروی ۱۲
۳۔ تخویف اخروی ۱۲
۴۔ خصوصیت سورت
۵۔ شکوی ۱۲

قول کی حکایت ہے۔ یعنی ہم اپنی مرضی سے نہیں آسکتے بلکہ ہم امرالہی کے پابند ہیں۔ جب حکم ہوتا ہے آجاتے ہیں ولکنی عبد مامور اذا بعثت نزلت واذا حبست احتبست (روح) **۴۵** ما بین ایدینا (جو کچھ ہمارے سامنے ہے) سے زمان مستقبل وما خلفنا (جو کچھ ہمارے پیچھے ہے) سے زمان ماضی اور وما بین ذٰلک (اور جو کچھ اس کے درمیان ہے) سے زمانہ حال مراد ہے۔ تمام زمانے اللہ ہی کے اختیار میں ہیں۔ ہمارے اختیار میں کچھ نہیں اس لئے ہم کسی وقت بھی اللہ کے سوا دم نہیں ہل سکتے۔ لہٗ ظرف کی بتدا پر تقدیم حصر کے لئے ہے، لہ ما بین ایدینا الخ ای لا لنا۔ وماکان ربك نسیا یعنی اللہ تعالیٰ کسی چیز سے بے خبر نہیں وہ غیب داں ہے اور ہر چیز کو جانتا ہے۔ **۴۶** شبہات دور کرنے کے بعد دعویٰ سورت کو بیان فرمایا۔ کہ زمین و آسمان یعنی ساری کائنات کا مالک و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ لہٰذا اسی کی عبادت کرو اور صرف اسی ہی کو پکارو۔ واصطبر لعبادتہ اور اسی کی عبادت اور پکار پر پابند ہوجاؤ۔ کیونکہ متصرف اور کارساز وہی ہے۔ اور کوئی نہیں ھل تعلم لہ سمیا یعنی ہم صفت اور مثل۔ استفہام انکار کے لئے ہے یعنی وہ اپنی صفات کارسازی میں یکتا اور بے مثل ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔

حصہ دوم

۴۷ یہاں سے سورت کا دوسرا حصہ شروع ہوتا ہے پہلے حصے میں چاروں شبہات کا جواب دینے کے بعد اس حصے میں شکوے، زجریں، تخویفیں، بشارتیں اور تسلی برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذکر کی گئی ہے۔ یہ شکوی ہے۔ یعنی نادان انسان کہتا ہے۔ کہ یہ کس طرح ممکن ہے۔ کہ مرنے کے بعد اسے دوبارہ زندہ کردیا جائے گا۔ اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ یہ شکوے کا جواب ہے۔ یعنی انسان کو یہ بات یاد نہیں کہ وہ کچھ نہیں تھا نیست اور معدوم تھا، تو ہم نے اسے نیست سے ہست اور معدوم سے موجود کر دیا تو کیا اب ہم اس کو دوبارہ زندہ نہیں کرسکتے۔ **۴۸** یہ تخویف اخروی ہے۔ الشیاطین اس سے شیاطین الجن والانس مراد ہیں۔ یعنی جنوں کے علاوہ وہ مولوی اور پیر جو ان کو گمراہ کرتے رہے یا ان کے ہمزاد جو انہیں گمراہ کیا کرتے تھے۔ یعنی کفار و مشرکین اپنے ہمزادوں کیساتھ میدانِ حشر میں لائے جائیں گے۔ والمعنی انھم یحشرون مع قرنائہم من الشیاطین الّذین اغوَوھم یقرنون کل کافر مع شیطان فی سلسلۃ (قرطبی ج ۱۱ ص ۱۳۲) پھر ان سب کو جہنم کے گرد جمع کیا جائے گا۔ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ الخ پھر تمام سرکش جماعتوں کو کفر و انکار اور سرکشی کے اعتبار سے اس طرح مرتب کریں گے۔ کہ ہر جماعت کے سب سے زیادہ سرکش اور معاندین کو پہلی صف میں کھڑا کیا جائے گا۔ اس کے بعد ان سے کم سرکش لوگوں کو درجہ بدرجہ کھڑا کیا جائے گا۔ عتیا انتہائی سرکشی۔ ان معنی "ثم لننزعنّ من کلّ شیعۃ" "ثم لننزعنّ من کل فرقۃ الاعتی فالاعتی کانہ یبتدأ بالتعذیب باشدھم عتیا ثمّ الذی یلیہ وھذا نص کلام ابی اسحٰق فی معنی الآیۃ (قرطبی ج ۱۱ ص ۱۳۴) **۴۹** ثُمَّ تعقیب ذکری کے لئے ہے۔ یعنی ہمیں معلوم ہے۔ کہ ان میں سب سے پہلے جہنم میں داخل کئے جانے کا مستحق کون ہے وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا الخ

موضح قرآن ف۱ یعنی جس کو اللہ نے وعدہ دیا وہی سفارش کرے گا۔ **ف۲** یعنی بھاری گناہ۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی مسلمان شدہ و وعدۂ ثواب را مستحق گشتہ ۱۲۔

وَمَا يَنۢبَغِيْ لِلرَّحۡمٰنِ اَنۡ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ؕ ﴿۹۲﴾ اِنۡ كُلُّ مَنۡ فِي السَّمٰوٰتِ
اور نہیں پھبتا رحمٰن کو کہ رکھے اولاد کوئی نہیں آسمان میں
وَالۡاَرۡضِ اِلَّاۤ اٰتِي الرَّحۡمٰنِ عَبۡدًا ؕ ﴿۹۳﴾ لَقَدۡ اَحۡصٰىهُمۡ وَعَدَّهُمۡ عَدًّا ﴿۹۴﴾
اور زمین میں جو نہ آئے رحمٰن کا بندہ ہو کر اسکے پاس انکی شمار ہے اور گن رکھی ہے انکی گنتی
وَكُلُّهُمۡ اٰتِيۡهِ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ فَرۡدًا ﴿۹۵﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا
اور ہر ایک ان میں سے آئیگا اس کے سامنے قیامت کے دن اکیلا البتہ جو یقین لائے ہیں ۶۴
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجۡعَلُ لَهُمُ الرَّحۡمٰنُ وُدًّا ﴿۹۶﴾
اور کی ہیں انہوں نے نیکیاں ان کو دے گا رحمٰن محبت ف ف
فَاِنَّمَا يَسَّرۡنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الۡمُتَّقِيۡنَ وَ
سو ہم نے آسان کر دیا یہ قرآن تیری زبان میں اسی واسطے کہ خوشخبری سنائے تو ڈرنے والوں کو
تُنۡذِرَ بِهٖ قَوۡمًا لُّدًّا ﴿۹۷﴾ وَكَمۡ اَهۡلَكۡنَا قَبۡلَهُمۡ مِّنۡ
اور ڈرا دے جھگڑالو لوگوں کو اور بہت ہلاک کر چکے ہم ان سے پہلے ۶۶
قَرۡنٍ ؕ هَلۡ تُحِسُّ مِنۡهُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ اَوۡ تَسۡمَعُ لَهُمۡ رِكۡزًا ﴿۹۸﴾
جماعتیں آہٹ پاتا ہے تو ان میں سے کسی کی یا سنتا ہے ان کی بھنک

سُوۡرَةُ طٰهٰ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّخَمۡسٌ وَّثَلٰثُوۡنَ اٰيَةً وَّثَمَانُ رُكُوۡعَاتٍ
سورہ طٰہٰ مکی ہے اور اس میں ایک سو پینتیس آیتیں اور آٹھ رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

طٰهٰ ﴿۱﴾ مَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰۤى ﴿۲﴾ اِلَّا
طٰہٰ ۲ اس واسطے نہیں اتارا ہم نے تجھ پر قرآن کہ تو محنت میں پڑے ۳ مگر
تَذۡكِرَةً لِّمَنۡ يَّخۡشٰى ﴿۳﴾ تَنۡزِيۡلًا مِّمَّنۡ خَلَقَ
نصیحت کے واسطے اس کی جو ڈرتا ہے اتارا ہوا ہے اس کا جس نے بنائی

یہ تمام سورت متعلق ہے ۷ تخویف دنیوی

النصف ع ۹

ورود سے یہاں دخول مراد نہیں۔ بلکہ اس سے پلصراط پر سے گذرنا مراد ہے جو دوزخ کے اوپر ہوگی۔ عن الحسن الورود المرور علیہا من غیر دخول و رُوی ذلك عن قتادة وذلك المرور على الصراط الموضوع على متنها الخ (روح ج ۱۶ ص ۱۲۲) الورود الممر على الصراط وروی عن ابن عباس وابن مسعود وکعب الاحبار والسدی (قرطبی ج ۱۱ ص ۱۳۶) **۵۰** ثم تعقیب ذکری کے لئے ہے کیونکہ یہ مطلب نہیں کہ جب سب لوگ جہنم کے اوپر سے گذریں گے اس سے کچھ عرصہ بعد متقین کو نجات دی جائیگی بلکہ یہ کام گذرنے سے بالکل متصل ہوگا لہٰذا مطلب یہ ہوگا کہ اس کے بعد پھر یہ بات بھی سن لو۔ کہ جو لوگ شرک سے بچتے رہے ان کو جہنم سے بچالیں گے۔ اور مشرکین کو گھٹنوں کے بل آتش جہنم میں چھوڑ دیں گے۔ وَاِذَا تُتۡلٰی الخ یہ شکوی ہے نَدِیًّا ای مجلسًا و مجتمعًا یعنی مشرکین کو جب قرآن کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتیں تو وہ جواب میں کہتے ان مسلمانوں نے ان آیتوں کو مان کر کیا حاصل کیا ہے۔ ہماری محفلیں کس قدر پُرشوکت اور شاہانہ ہیں اور دنیا میں جاہ وجلال حاصل ہے مگر مسلمان ہمارے مقابلے میں فقیر اور مفلس ہیں۔ دنیا میں کن کی محفلیں پُر شوکت اور شاہانہ ہیں۔ **۵۱** تخویف دنیوی اَثَاثًا ساز و سامان رِءۡیًا منظر یہ دنیوی شان وشوکت پر ناز کرنے والے مشرکین مغرور نہ ہوں۔ ہم ان سے بھی زیادہ مال و دولت اور شان وشوکت والے قرنوں کے قرن تباہ و برباد کر چکے ہیں یہ بیچارے ان کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں۔ **۵۲** یہ زجر ہے۔ جو لوگ دنیوی مال وجاہ پر مغرور ہو کر گمراہی اور ضد وعناد میں منہمک ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اور ڈھیل دے دیتا ہے۔ یہانتک کہ وعدہ کے مطابق اللہ کا عذاب آجائے۔ یا قیامت قائم ہو جائے۔ فسیعلمون الخ اب تو نہیں مانتے۔ لیکن اسوقت انہیں معلوم ہو جائے گا۔ کہ فریقین (مومنین اور کفار) میں سے بُرا ٹھکانا کس کا ہے۔ اور کس کے انصار واعوان کمزور ہیں۔ دنیا میں مشرکین جن بزرگوں کو متصرف وکارساز سمجھ کر پوجتے اور پکارتے ہیں۔ ان کے بارے میں انکا خیال یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ ہر آڑے وقت میں ان کے کام آئیں گے۔ لیکن خدا کا عذاب آنے پر کوئی کام نہیں آتا۔ اللہ کے سوا تمام سہارے بیکار اور کمزور ثابت ہوتے ہیں۔ وانما ذكر ذلك ردًّا لما كانوا يزعمون من ان لهم اعوانًا من شركآءهم (روح ج ۱۶ ص ۱۲۷) **۵۳** اور ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ اپنی توفیق سے ایمان پر ثبات واستقلال عطا فرماتا ہے، ویثبت اللہ المؤمنین علی الہدی ویزیدہم فی النصرة الخ (قرطبی ج ۱۱ ص ۱۴۴) والبٰقیٰتُ الصّٰلحٰتُ الخ مشرکین اور کفار دنیوی مال وزر پر مغرور اور ظاہری جاہ وجلال پر نازاں ہیں حالانکہ یہ تمام چیزیں فانی اور زوال پذیر ہیں۔ البتہ ایمان اور اعمال صالحہ باقی رہنے والی چیزیں ہیں۔ آخرت میں جن کا اچھا بدلہ ملے گا۔ اور نیک انجام ہوگا۔ **۵۴** شکوی مع تخویف۔ ائمہ ستہ نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ عاص بن وائل کے ذمہ ان کی کچھ مزدوری تھی۔ وہ ایک دن اس سے اپنے حق کا مطالبہ کرنے کے لئے گئے تو عاص نے کہا۔ جب تک تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ کفر نہیں کرے گا اور خدا کے ساتھ شرک نہیں بنائے گا۔ اس وقت تک

موضح قرآن ف ا یعنی ان سے محبت کرے گا یا اُن کے دل میں اپنی محبت پیدا کریگا یا خلق کے دل میں اُن کی محبت ڈالے گا۔

فتح الرحمٰن ف ا یعنی بایکدیگر دوست باشند ۱۲۔

میں تمہیں مزدوری نہیں دوں گا۔ جواباً حضرت خباب نے کہا میں تو کبھی کفر نہیں کروں گا۔ اگرچہ کہ تو مر جائے اور پھر دوبارہ زندہ ہو جائے۔ عاص بول اٹھا کیا مرنے کے بعد مجھے پھر زندہ کیا جائے گا؟ اگر ایسا ہے تو میں وہیں تمہارا قرض ادا کر دوں گا کیونکہ یہاں کی طرح وہاں بھی میرے پاس آل اولاد اور مال و زر کی کثرت ہوگی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ **۵۵** اَطَّلَعَ اصل میں اِطْتَلَعَ بروزن اِفْتَعَلَ تھا۔ فائے افتعال کے مقابلے میں طا واقع ہونے کی وجہ سے تائے افتعال کو طا سے بدل دیا گیا۔ اور اول کو ثانی میں ادغام کر دیا گیا۔ اور ہمزہ وصل مابین سے ساقط ہو گیا۔ تو اَطَّلَعَ ہو گیا۔ یعنی جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے۔ کہ اگر قیامت آئی۔ تو اس وقت بھی اس کے پاس دولت بکثرت ہوگی۔ کیا وہ غیب جانتا ہے۔ کہ اسے یہ بات معلوم ہے یا خدا سے اس نے کوئی اس بات کا عہد لے لیا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ان دونوں باتوں میں سے کوئی بات بھی نہیں اس لئے اس کا دعویٰ غلط ہے۔ سنکتب مایقول وہ جو کچھ کہہ رہا ہے۔ ہم اسے لکھوا رہے ہیں اور کفر و انکار کے علاوہ ہمارے احکام سے استہزاء اور تمسخر کی وجہ سے اس کے عذاب میں اضافہ کیا جائے گا۔ اور جس مال و اولاد کا اسے گھمنڈ ہے۔ وہ سب کچھ ہم اس سے سلب کر لیں گے اور قیامت کے دن تن تنہا ہمارے پاس حاضر ہوگا۔ اس کے ساتھ نہ اولاد ہوگی، نہ قبیلہ، نہ دولت۔ ای منفردًا لامال له ولا ولد ولا عشیرۃ تنصرہ (قرطبی ج ۱۱ ص ۱۴۸) **۵۶** یہ زجر ہے۔ عِزًّا سے مراد اعوان و انصار ہیں۔ جو دنیا و آخرت کے ہر میدان میں ان کے کام آئیں۔ ای لیعتزوا بالھتھم ویکونوا لھم شفعاء و انصارا ینقذونھم من العذاب (مدارک ج ۳ ص ۳۵) اس آیت میں مشرکین کے شرک کی اصل غرض و غایت بیان فرما دی کہ انہوں نے اللہ کے سوا جو معبود بنا رکھے ہیں اور جن کی عبادت کرتے اور جن کے نام کی نذریں منتیں دیتے ہیں اس سے ان کا مقصد یہ ہے۔ کہ وہ ان کی مدد کریں۔ اور خدا کے یہاں ان کی سفارش کریں۔ یہ اس حصے کی مرکزی آیت ہے اور اس میں سورت کی ایک خصوصیت کا بیان ہے۔ **۵۷** یہ مشرکین کا رد ہے۔ کہ جس غرض کے لئے انہوں نے اللہ کے نیک بندوں کو خدا کا شریک بنا رکھا ہے۔ وہ غرض انہیں کبھی میسر نہیں ہوگی۔ اللہ کے بندے ان کی عبادت پر خوش ہونے کے بجائے قیامت کے دن ان کی عبادت اور پکار کا انکار کریں گے۔ اور ان مشرکین کے خلاف ہو جائیں گے۔ یہ آیت انبیاء علیہم السلام، اولیاء کرام اور فرشتوں کے حق میں ہے۔ **۵۸** ہم نے ان پر شیاطین کو مسلط کر رکھا ہے۔ جو انہیں گناہوں کی ترغیب دیتے۔ اور انہیں کفر و شرک پر اکساتے رہتے ہیں۔ تؤزّھم ازًّا ای تغریھم و تھیجھم علی المعاصی (روح ج ۱۶ ص ۱۳۴) فلا تعجل علیھم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی ہے۔ کہ آپ یہ خیال نہ فرمائیں۔ کہ ان کے تمرد و عناد اور ان کے معاصی کے پیش نظر تو انہیں اب تک عذاب خداوندی سے ہلاک ہو جانا چاہیئے تھا۔ انّما نعدّ لھم عدًّا الخ یہ ماقبل کی علت ہے یعنی اب ان کی ہلاکت و تباہی کا وقت بالکل قریب آ چکا ہے اور معدودے چند ایام باقی رہ گئے ہیں۔ **۵۹** یہ بشارت اخروی ہے۔ وفدًا ای رکبانًا (روح) یعنی قیامت کے دن متقی اور شرک سے بچنے والوں کو عزت و احترام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر کیا جائے گا۔ ونسوق المجرمین الخ یہ تخویف اخروی۔ **۶۰** یہ سورت کی خصوصیت کا بیان ہے اور اس سے شفاعت قہری کی نفی مقصود ہے۔ اِلّا من اتّخذ عند الرحمٰن عھدًا شفاعت وہی کر سکے گا، جسے اللہ کی طرف سے اجازت ملے گی۔ لیکن شفاعت قہری کی اجازت تو کسی کو نہیں ہوگی۔ یا عھدًا سے عہد توحید مراد ہے۔ یعنی قیامت کے دن صرف ان گنہگاروں کے حق میں شفاعت قبول ہوگی۔ جو اہل توحید ہوں گے۔ قال ابن عباس العھد لا الٰہ الا اللہ اس صورت میں اس سے مراد مشفوع لہ ہے یا یہ شافعین کے حق میں ہے۔ یعنی گنہگاروں کی سفارش صرف وہی لوگ کر سکیں گے۔ جنہوں نے دنیا میں شرک نہیں کیا۔ اور ان کا خاتمہ توحید پر ہوا۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور مقاتل کا قول ہے۔ وقال مقاتل وابن عباس ایضًا لا یشفع الا من شھد ان لا الٰہ الا اللہ وتبرأ من الحول والقوۃ الا للہ ولا یرجوا الا اللہ تعالٰی (قرطبی ج ۱۱ ص ۱۵۴) **۶۱** یہ شکوی ہے سورۂ کہف کی ابتداء میں فرمایا وینذر الذین قالوا اتّخذ اللہ ولدًا یعنی ان لوگوں کو زجر و تخویف سنائی جو اللہ کے سوا اوروں کو نائب و متصرف سمجھتے تھے اس کے بعد سورۂ کہف اور مریم میں مشرکین کے شبہات کا ازالہ کیا گیا اب آخر میں ازالہ شبہات کے بعد سورۂ کہف والے شکوے کا اعادہ کیا گیا ہے تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی نائب نہیں اور اللہ کے سوا اوروں کو متصرف اور کارساز سمجھنا بہت بڑا جرم ہے اور ولد سے یہاں ولد حقیقی مراد نہیں ہے۔ بلکہ نائب اور سفارشی مراد ہے جیسا کہ اتّخذ کی تعبیر بتا رہی ہے۔ لقد جئتم شیئًا ادًّا سے اَنْ یَّتَّخِذَ وَلَدًا تک مشرکین کے قول مذکور کی شناعت و قباحت کو نہایت زوردار الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ شیئًا ادًّا بہت بڑی بھاری بات المنکر العظیم ھدًّا تخرّ کا مفعول مطلق ہے من غیر لفظہ ان ادعوا سے پہلے لام تعلیلیہ مقدر ہے ای لان دعوا حاصل یہ کہ انہوں نے ایسی شنیع اور گستاخانہ بات منہ سے نکالی ہے کہ اسے سن کر اگر آسمان پھٹ پڑیں، زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ تو کچھ بعید نہیں۔ اس گستاخانہ بات پر اگر غضب الٰہی بھڑک اٹھے۔ تو سارا نظام عالم درہم برہم ہو جائے۔ **۶۲** اس میں مشرکین کے قول فظیع کا رد ہے۔ یعنی زمین و آسمان کی تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی مملوک ہے اور اس کے سامنے عاجز و منقاد ہے۔ جن کو مشرکین اللہ تعالیٰ کے ولد قرار دیتے ہیں۔ یعنی فرشتے اور انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام وہ بھی اللہ کے مملوک، اس کے مطیع و فرمانبردار اور اس کے عاجز بندے ہیں۔ اس لئے وہ معبود ہونے اور صفات کارسازی میں اللہ کے نائب ہونے کے لائق نہیں ہو سکتے۔ والمراد انہ ما من معبود لھم فی السمٰوٰت والارض من الملٰئکۃ والناس الا وھو یاتی الرحمٰن ای یاوی الیہ ویلتجی الی ربوبیتہ عبدًا منقادًا مطیعًا خاشعًا راجیًا کما یفعل العبید (کبیر ج ۵ ص ۸۳۸) **۶۳** وہ سب اللہ تعالیٰ کے احاطہ علم و قدرت میں ہیں۔ ان کے تمام حالات کو جانتا ہے۔ وَکُلُّھُمْ اٰتِیْہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَرْدًا قیامت کے دن ان میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ کے سامنے اکا و تنہا حاضر ہوگا اور اس کے ساتھ کوئی سفارشی اور یار و مددگار نہیں ہوگا۔ بعض نے کہا ہے۔ کہ مراد یہ ہے کہ ہر عابد و معبود ایک دوسرے سے جدا ہوگا۔ ای کل واحد من اھل السمٰوٰت والارض العابدین والمعبودین اٰتیہ عزّ وجلّ منفردًا عن الاٰخر فینفرد العابدون عن الاٰلھۃ التی زعموا انّھا انصارًا و شفعاء والمعبودون عن الاتباع الذین عبدوھم الخ (روح ج ۱۶ ص ۱۴۳) **۶۴** مطلب یہ ہے کہ ان کے دلوں میں اپنی محبت ڈال دے گا۔ یا خود ان سے محبت کرے گا۔ یا لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت ڈال دے گا۔ **۶۵** یہ تمام سورت سے متعلق ہے۔ اور اس آیت میں نہایت اختصار سے اس مضمون کو ذکر کیا گیا ہے، جو سورہ کہف کی ابتدائی

آیتوں میں مذکور ہے۔ یعنی شرک سے بچنے والوں اور اللہ تعالیٰ کی طرف اتخاذ ولد کی نسبت سے احتراز کرنے والوں کو خوشخبری سنانا اور اللہ تعالیٰ کی طرف ولد اور نائب کی نسبت کرنے والے مشرکین کو ڈرسنانا۔ یہاں پہلی جماعت کو المتقین سے اور دوسرے فریق کو قَوۡمًا لُدًّا سے تعبیر کیا گیا۔ **٦٦** یہ تخویف دنیوی ہے۔ اس میں خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ تخویف مشرکین کے ضمن میں حضور علیہ السلام سے ان کی ہلاکت کا وعدہ بھی ہے۔ یعنی اس سے قبل ایسے بے شمار معاندین کو ہلاک کر چکے ہیں جن کا دنیا سے نام ونشان مٹ چکا ہے۔ اور ان کا ذکر اذکار بالکلیہ محو ہو چکا ہے، آپ کے دشمنوں کا بھی یہی حشر ہوگا۔ والمعنے اهلكنهم بالكلية واستأصلناهم بحيث لا ترى منهم احدًا ولا نسمع منهم صوتا خفيا فضلًا عن غيره (روح ج ١٦ ص ١٤٤)

سورۂ مریم میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

١۔ کٓهٰیٰعٓصٓ۔ ذِكۡرُ رَحۡمَتِ رَبِّكَ عَبۡدَهٗ زَكَرِيَّا۔ الی آخر الآیات۔ نفی تصرف از زکریا علیہ السلام۔

٢۔ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوۡلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا (ع ٢) جبریل علیہ السلام متصرف نہ تھے محض پیغام رساں تھے۔

٣۔ مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنۡ يَّتَّخِذَ مِنۡ وَّلَدٍ ـــ تا ـــ كُنۡ فَيَكُوۡنُ نفی شرک فی التصرف۔

٤۔ وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّیۡ وَرَبُّكُمۡ ـــ تا ـــ فَاخۡتَلَفَ الۡاَحۡزَابُ مِنۡۢ بَيۡنِهِمۡ مسئلہ توحید تو بالکل واضح ہے لیکن مشرک پیشواؤں نے اس میں اختلاف ڈال دیا۔

٥۔ وَاذۡكُرۡ فِی الۡكِتٰبِ اِبۡرٰهِيۡمَ (ع ٣) ـ تا ـ خَرُّوۡا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا (ع ٤) نفی الوہیت از انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

٦۔ فَخَلَفَ مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ (ع ٤) مسئلہ توحید میں مشرک گدی نشینوں اور راہنماؤں نے اختلاف ڈال دیا۔

٧۔ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمۡرِ رَبِّكَ ـــ تا ـــ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا۔ (ع ٤) نفی الوہیت از ملائکہ۔

٨۔ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ـــ تا ـــ هَلۡ تَعۡلَمُ لَهٗ سَمِيًّا نفی شرک فی التصرف۔

٩۔ وَاتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً ـــ تا ـــ وَيَكُوۡنُوۡنَ عَلَيۡهِمۡ ضِدًّا (ع ٥) نفی شرک فی التصرف۔ یہ آیت بزرگوں کی الوہیت کی نفی کر رہی ہے۔

١٠۔ لَا يَمۡلِكُوۡنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنۡدَ الرَّحۡمٰنِ عَهۡدًا (ع ٦) نفی شفاعت قہری۔

١١۔ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحۡمٰنُ وَلَدًا ـــ تا ـــ اَنۡ دَعَوۡا لِلرَّحۡمٰنِ وَلَدًا نفی شرک فی التصرف۔ شرک اتنا بڑا گناہ ہے کہ مشرک شرک کر کے نظام کائنات کو بگاڑنے کی کوشش کرتا ہے۔

١٢۔ اِنۡ كُلُّ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ اِلَّاۤ اٰتِی الرَّحۡمٰنِ عَبۡدًا نفی الوہیت از انبیاء علیہم السلام واولیاء و ملائکہ کرام۔

(آج بتاریخ ٦/ رجب المرجب ١٣٩٤ھ بروز بدھ مطابق ١١/ نومبر ١٩٦٤ء سورہ
مریم کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ تعالیٰ اولا و آخرا والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ
دائماً ابداً۔)

سورۂ طٰہٰ

ربط | سورۂ طٰہٰ کو سورۂ مریم کے ساتھ نامی ربط یہ ہے کہ سورۂ مریم میں حضرت مریم کے احوال سے معلوم ہو گیا کہ وہ متصرف و کارساز نہ تھیں اب سورۂ طٰہٰ میں کہا گیا اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ یعنی اے موسیٰ علیہ السلام میں ہی سب کا کارساز ہوں لہٰذا مجھے ہی پکارو۔ معنوی ربط یہ ہے۔ مسئلہ توحید کے بارے میں جس قدر شبہات تھے، سورۂ کہف اور سورۂ مریم میں ان کا جواب دے دیا گیا اس کے بعد سورۂ طٰہٰ میں کہا گیا کہ اب مسئلہ توحید کی خوب خوب تبلیغ کرو اور اس سلسلے میں جس قدر مصائب آئیں ان کو مردانہ وار برداشت کرو۔ جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے توحید کی خاطر فرعون اور اس کی قوم کے ہاتھوں تکلیفیں اٹھائیں اور مصیبتیں برداشت کیں۔

خلاصہ | سورۂ طٰہٰ میں دو مضمون مذکور ہیں۔ اول توحید دوم تشجیع۔

مسئلہ توحید

اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب اور متصرف و کارساز ہے لہٰذا حاجات میں غائبانہ صرف اسی کو پکارو۔ آیات توحید پانچ ہیں۔ (۱) تَنْزِیْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ تا لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى (ع ۱) توحید کی خاطر اگر کوئی تکلیف آجائے تو کیا ہوا یہ حکم نامہ اس بادشاہ کا ہے جو ساری کائنات کا خالق و مالک اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ (۲) اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ اللہ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرو کیونکہ متصرف و مختار اور عالم الغیب وہی ہے (۳) قَالَ رَبُّنَا الَّذِیْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَیْءٍ تا اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى (ع ۲) پیدا کرنا اور مخلوق کو روزی دینا اسی کا کام ہے لہٰذا کارساز بھی وہی ہے۔ (۴) اَفَلَا یَرَوْنَ اَلَّا یَرْجِعُ اِلَیْهِمْ قَوْلًا وَّلَا یَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا (ع ۴) یہ گوسالہ نفع نقصان کا مالک نہیں اور الٰہ وہی ہو سکتا ہے جو متصرف اور نافع و ضار ہو۔ (۵) اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَسِعَ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا (ع ۵) متصرف و مختار اور عالم الغیب وہی ہے لہٰذا کارساز بھی وہی ہے۔ اس کے بعد فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ (ع ۶) میں آیات توحید کا ثمرہ ذکر کیا گیا ہے۔ کہ مذکورہ بیان سے واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ ہی عظیم الشان اور عالی مرتبہ بادشاہ ہے اور اس کا کوئی ہمسر نہیں، وہی سب کا کارساز اور حاجت روا ہے۔

آیات تشجیع

آیات تشجیع بھی پانچ ہیں جن کا مقصد جرأت دلانا اور شجاعت اور بہادری سے مسئلہ توحید کی تبلیغ کرنے کی ترغیب و تعلیم دینا ہے۔ (۱) مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى (ع ۱) یہ قرآن آپ پر اس لئے نازل نہیں کیا کہ آپ مشقت میں پڑیں یہ تو ڈرنے والوں کے لئے نصیحت و تذکرہ ہے۔ لیکن توحید کی وجہ سے اگر کوئی تکلیف آجائے تو صبر کرنا۔ (۲) وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِیْثُ مُوْسٰى تا فَاسْتَمِعْ لِمَا یُوْحٰى دیکھو موسیٰ علیہ السلام نے بھی توحید کی خاطر کس قدر مصائب برداشت کئے آپ بھی اعلاء کلمۃ اللہ میں ہر مصیبت پر صبر کریں۔ (۳) كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَیْكَ تا اٰتَیْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا (ع ۵) یعنی ہم پہلے انبیاء علیہم السلام کے قصے اسی لئے بیان کرتے ہیں تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ تبلیغ احکام الٰہی کی خاطر انہوں نے کس قدر تکلیفیں اور مصیبتیں اٹھائیں۔ (۴) وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ تا وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا (ع ۶) وحی کو یاد کرنے میں آپ جلدی نہ کریں ہم آپ کو یاد کرا دیں گے۔ نیز خیال رہے آدم علیہ السلام کی طرح آپ کے عزم میں کمزوری نہ آنے پائے۔ (۵) فَاصْبِرْ عَلٰى مَا یَقُوْلُوْنَ تا لَعَلَّكَ تَرْضٰى (ع ۸) کوئی بھی مصیبت آجائے اس پر صبر اور اللہ کی تسبیح و تحمید کرتے رہیں اللہ تعالیٰ آپ کو اس صبر پر اس قدر اجر عطا کرے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔

اس سلسلے میں دو قصے بھی ذکر کئے گئے ہیں ایک حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دوسرا حضرت آدم علیہ السلام کا۔ پہلا قصہ تفصیل کے ساتھ اور دوسرا اختصار کیساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ مقصود یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح جرأت، بہادری اور عزم و استقلال کے ساتھ مسئلہ توحید کی تبلیغ کرو۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کی مانند تمہارے عزم میں کسی قسم کی کمزوری نہ آنے پائے۔ آخر میں فرمایا۔ وَلَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ یعنی مشرکین کی کثرت دولت اور مال و منال کی پروا نہ کرتے ہوئے مسئلہ توحید کی تبلیغ کئے جاؤ۔ پھر وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْهَا سے امر مصلح نماز کا ذکر کیا گیا۔ **۲ــہ** یہ حروف مقطعات میں سے ہیں ان کی اصل مراد اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ **۳ــہ** یہ پہلی آیت تشجیع ہے۔ یعنی ہم نے آپ پر قرآن مجید صرف اس لئے نازل نہیں کیا کہ آپ مشقت میں پڑیں اور اس کی وجہ سے مصائب و مشکلات میں مبتلا ہو جائیں۔ اسلئے آپ لوگوں کے نہ ماننے سے غم نہ کریں اور تذکیر و تبلیغ کرتے رہیں۔ لِتَشْقٰٓى، لتتعب لفرط تأسفك علیهم وعلى كفرهم وتحسرك على ان لا یؤمنوا (مدارک ج ۳ ص ۴۲) جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ (کہف ع ۱) بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ حضور علیہ السلام کثرت صلوٰۃ میں اس قدر تکلیف اٹھاتے کہ آپ کے پاؤں متورم ہو جاتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی یہ واقعہ اگرچہ اپنی جگہ درست ہے لیکن آیت کی تفسیر کے مناسب وہی بات ہے جو ہم نے پہلے بیان کی ہے۔ لیکن اس کی تبلیغ و اشاعت میں اگر کوئی مصیبت اور تکلیف آ بھی جائے۔ تو کوئی بات نہیں اسے مردانہ وار برداشت کریں۔ کیونکہ یہ حکم نامہ اس شہنشاہ کا ہے جو ساری کائنات کا خالق و مالک ہے اور ہر چیز کو جاننے والا ہے اگر اس کی راہ میں کوئی تکلیف آجائے۔ تو کیا ہوا ؎

ہر کہ عاشق شد اگرچہ نازنینِ عالم است　　ناز کی کے راست آید بلا می باید تشید

الۡاَرۡضَ وَالسَّمٰوٰتِ الۡعُلٰى ④ اَلرَّحۡمٰنُ عَلَى
زمین اور آسمان اونچے وہ بڑا مہربان
الۡعَرۡشِ اسۡتَوٰى ⑤ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى
عرش پر قائم ہوا اسی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں ف۵ اور
الۡاَرۡضِ وَمَا بَيۡنَهُمَا وَمَا تَحۡتَ الثَّرٰى ⑥ وَاِنۡ
زمین میں اور ان دونوں کے درمیان اور نیچے گیلی زمین کے اور اگر
تَجۡهَرۡ بِالۡقَوۡلِ فَاِنَّهٗ يَعۡلَمُ السِّرَّ وَاَخۡفٰى ⑦ اَللّٰهُ
تو بات کہے پکار کر تو اس کو تو خبر ہے چھپی ہوئی بات کی اور اس سے بھی چھپی ہوئی کی ف۱
لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰى ⑧ وَهَلۡ اَتٰٮكَ
اللہ ہے جس کے سوا بندگی نہیں کسی کی ف۶ اسی کے ہیں سب نام خاصے ف۲ اور پہنچی ہے تجھ کو ف۷
حَدِيۡثُ مُوۡسٰى ⑨ اِذۡ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهۡلِهِ امۡكُثُوۡۤا
بات موسیٰ کی جب اس نے دیکھی ایک آگ ف۸ تو کہا اپنے گھر والوں کو ٹھہرو
اِنِّىۡۤ اٰنَسۡتُ نَارًا لَّعَلِّىۡۤ اٰتِيۡكُمۡ مِّنۡهَا بِقَبَسٍ اَوۡ اَجِدُ
میں نے دیکھی ہے ایک آگ شاید لے آؤں تمہارے پاس اس میں سے سلگا کر یا پاؤں
عَلَى النَّارِ هُدًى ⑩ فَلَمَّاۤ اَتٰٮهَا نُوۡدِىَ يٰمُوۡسٰى ⑪
آگ پر پہنچ کر رستہ کا پتہ ف۳ پھر جب پہنچا آگ کے پاس آواز آئی اے موسیٰ
اِنِّىۡۤ اَنَا رَبُّكَ فَاخۡلَعۡ نَعۡلَيۡكَ ۚ اِنَّكَ بِالۡوَادِ الۡمُقَدَّسِ
میں ہوں تیرا رب سو اتار ڈال اپنی جوتیاں تو ہے پاک میدان
طُوًى ؕ ⑫ وَاَنَا اخۡتَرۡتُكَ فَاسۡتَمِعۡ لِمَا يُوۡحٰى ⑬ اِنَّنِىۡۤ
طویٰ میں ف۴ اور میں نے تجھ کو پسند کیا ف۹ سو تو سنتا رہ جو حکم ہو میں جو ہوں
اَنَا اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعۡبُدۡنِىۡ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ
اللہ ہوں ف۱۰ کسی کی بندگی نہیں سوا میرے سو میری بندگی کر اور نماز قائم رکھ

وقف لازم

۔ دوسری آیت
تخجیج ۱۳ سے
دوسری آیت
توحید سرہ ذکر
ام معجزہ ۱۲۰

ف۴ یہ پہلی آیت توحید ہے۔ یہاں دو دعوے مذکور ہیں۔ پہلا یہ کہ ساری کائنات میں متصرف و مختار صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ دوسرا یہ کہ عالم الغیب بھی صرف وہی ہے۔ لہٰذا غائبانہ حاجات میں اسی کو پکارو۔ تَنۡزِيۡلًا، نُزِّلَ فعل مقدر کا مفعول مطلق ہے۔ اَلرَّحۡمٰنُ عَلَى الۡعَرۡشِ اسۡتَوٰى زمین و آسمان کو اسی نے پیدا کیا اور تخت شاہی پر بھی وہ خود ہی متمکن ہے۔ تمام کائناتِ عالم اسی کے تصرف و اختیار میں ہے اور اس نے کوئی اختیار کسی کے حوالے نہیں کیا۔ استوار علی العرش حکومت و سلطنت سے کنایہ ہے جعلوه كناية عن الملك فقالوا استوى فلان على العرش اى ملك (مدارک ج ۳ ص ۳۵) استوار علی العرش کی مفصل تحقیق سورہ اعراف کی تفسیر میں گذر چکی ہے۔ ملاحظہ حاشیہ نمبر ۶۳۔ **ف۵** یہ ماقبل ہی کی توضیح و تائید ہے۔ تمام نظام عالم اسی کے قبضے میں ہے۔ وَاِنۡ تَجۡهَرۡ بِالۡقَوۡلِ الخ وہ سب کچھ جانتا ہے۔ ظاہر و باطن اور سر و علانیہ اس کو یکساں طور پر معلوم ہیں۔ سب کی دعائیں اور پکاریں وہی سنتا ہے وَاِنۡ تَجۡهَرۡ شرط کی جزار محذوف ہے اور فَاِنَّهٗ يَعۡلَمُ السِّرَّ وَاَخۡفٰى جملہ ماقبل کی علت اور جواب محذوف کے قائم مقام ہے فانه الخ قائم مقام جواب الشرط وليس الجواب فى الحقيقة والاصل عند البعض وان تجهر بالقول فاعلم ان الله يعلمه فانه يعلم السر واخفى الخ (روح ج ۱۶ ص ۱۴۷) **ف۶** لَهُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰى ماقبل کی علت ہے اور تقدیم ظرف افادہ حصر کے لئے ہے یعنی اس کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں اس لئے اسی کو پکارو کیونکہ اسی کی صفتیں بے شمار ہیں۔ جس صفت سے چاہو، اس کو پکارو۔ اللہ تعالیٰ کا اسم ذاتی تو ایک ہے یعنی اللہ البتہ اس کے صفاتی نام لاتعداد ہیں۔ الاسماء الحسنیٰ (بہت ہی اچھے نام) سے یہاں صفاتی نام ہی مراد ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے جب بھی دعا مانگی جائے اس کے انہی ناموں کے واسطے اور وسیلے سے مانگنی چاہئے۔ جیسا کہ سورہ اعراف ع ۲۲ میں ہے وَلِلّٰهِ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰى فَادۡعُوۡهُ بِهَا **ف۷** یہ دوسری آیت تشجیع ہے اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ یاد دلایا کہ دیکھو مسئلہ توحید کی تبلیغ کے لئے انہوں نے کس قدر مصائب اٹھائے۔ لہٰذا آپ بھی اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر جس قدر تکلیفیں آئیں۔ ان پر صبر کریں۔ مسوق لترغيب النبى صلى الله عليه وسلم فى الائتساء بموسى عليه السلام فى تحمل اعباء النبوة والصبر على مقاساة الخطوب فى تبليغ احكام الرسالة (روح ج ۱۶ ص ۱۶۴)۔ **ف۸** یہاں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے کی ابتدا ہوتی ہے۔ جب وہ اپنی زوجہ مطہرہ کے ساتھ حضرت شعیب علیہ السلام سے رخصت ہو کر مصر

موضح قرآن ف۱ چھپا جو آہستہ بولے اور اس سے چھپا جو دل ہی میں ہو۔ ف۲ کافر جب رحمٰن سنتے تو کہتے تم ایک کو ٹھہراؤ کبھی کسی کو پکارتے ہو کبھی کسی کو۔ ف۳ یہ قصہ سورۂ قصص اور طٰہٰ اور اعراف میں پورا معلوم ہوا جب حضرت موسیٰ مدین سے مصر کو آنے لگے، عورت اور بکریاں ساتھ لے کر جنگل میں رات کی سردی میں راہ بھولے اور عورت کو جننے کا درد ہوا دور سے آگ نظر آئی وہ آگ نہ تھی اللہ کا نور تھا اس سے کلام کیا اور نبی کر کر فرعون کی طرف بھیجا پیچھے عورت اپنے باپ کے گھر پہنچ رہی۔ ف۴ میدان آگے سے شاید بزرگ تھا یا اب ہو گیا ان کی پاپوشیں ناپاک تھیں یہود یہ نہیں سمجھے، پاک موزہ پاپوش بھی نماز میں اتارتے ہیں ہمارے پیغمبر نے فرمایا تم نماز پڑھو موزے سے پاپوش سے اگر پاک ہوں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی جہر را بطریق اولیٰ میداند ۱۲۔

کو روانہ ہوئے۔ تو راستہ میں یہ واقعہ پیش آیا۔ کہ ایک اندھیری رات میں بیوی صاحبہ کے بچہ پیدا ہوا۔ سردی شدت کی تھی۔ اور اندھیرا بھی تھا ایسے وقت میں آگ اور روشنی کی اشد ضرورت تھی۔ ایک طرف آگ دیکھی تو اہلیہ محترمہ سے فرمایا۔ تم ٹھہرو۔ میں وہاں سے آگ لاتا ہوں۔ جب وہ آگ کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ آگ ایک درخت کے سبز پتوں سے نکل رہی ہے۔ مگر اس کے باوجود پتے سرسبز ہیں۔ جب کسی طریقے سے آگ حاصل کرنے کی کوشش کی تو اس درخت سے ایک غائبانہ آواز آئی اِنِّیْ اَنَا رَبُّكَ ------ اے موسیٰ میں تیرا رب ہوں۔ جوتیاں اتار دے کیونکہ تو ایک پاکیزہ جگہ میں ہے۔ طوی یہ اس وادی کا نام ہے۔ **۹ھ** میں نے تمہیں رسالت و نبوت کے لئے چن لیا ہے۔ لہٰذا اب میری باتوں پر کان دھر اور ان کو غور سے سن۔ **۱۰ھ** یہ توحید کی دوسری آیت ہے۔ وہ پیغام جس کی تبلیغ کے لئے تمہیں رسالت سے سرفراز کیا گیا ہے یہ ہے کہ میرے سوا اور کوئی متصرف و کارساز نہیں۔ لہٰذا میری ہی عبادت کرنا اور صرف مجھے ہی پکارنا۔ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ اس میں امر مصلح نماز کا ذکر ہے۔ لِذِکْرِیْ یہ اَقِمْ کے متعلق ہے یعنی توحید کے بعد میری یاد کے لئے نماز قائم کر۔ ای حافظ بعد التوحید علی الصلٰوۃ (قرطبی جلد ۱۱ ص ۱۷۷) یا لام اجلیہ ہے۔ ای اقم الصلٰوۃ لاجل توحیدی یعنی تبلیغ توحید پر ثبات و استقلال کی خاطر نماز قائم کرو۔ کیونکہ نماز مصائب و شدائد برداشت کرنے میں ممد و معاون ہے۔ **۱۱ھ** یہ تخویف اخروی ہے۔ اَکَادُ اُخْفِیْهَا حضرت عبداللہ بن عباس اور اکثر مفسرین نے فرمایا ہے اس کا مطلب یہ ہے۔ اکاد اخفیہا من نفسی فکیف یعلمہا مخلوق وکیف اظہرھا لکم (خازن ج ۴ ص ۲۱۵، قرطبی ج ۱۱ ص ۱۸۵ وغیرہ) یعنی اگر ممکن ہوتا تو قیامت کے معین وقت کا علم میں اپنی ذات سے بھی پوشیدہ رکھتا۔ اس لئے مخلوق میں سے اسے کوئی نہیں جان سکتا۔ یہ محاورہ ہے جب کسی بات کے کتمان میں مبالغہ مقصود ہو تو اس وقت یہ محاورہ بولتے ہیں۔ وھذا محمول علی ما جرت بہ عادۃ العرب من ان احدھم اذا اراد المبالغۃ فی کتمان الشیئ قال کدت اخفیہ من نفسی (روح ج ۱۶ ص ۱۵۶) **۱۲ھ** اس سے مقصود لاٹھی کی تعیین کرانا ہے کہ یہ وہی لاٹھی ہے جس سے تم یہ کام لیتے ہو کہا وہی ہے تو فرمایا اَلْقِہَا اسے زمین پر ڈال دو۔ لاٹھی کا زمین پر پھینکنا تھا۔ کہ وہ اژدھا بن کر دوڑنے لگا۔ حکم ہوا ڈرو مت اسے پکڑ لو۔ ہم اس کو پہلی حالت پر لوٹا دیں گے۔ یہ ایک معجزہ تھا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیا گیا۔ **۱۳ھ** یہ دوسرا معجزہ تھا۔ یعنی اپنا ہاتھ بغل میں ڈال کر باہر نکالو وہ روشن اور سفید ہوگا۔ ان دونوں معجزوں کا تجربہ وہیں وادی طوٰی میں کرا دیا۔ تاکہ ان کو پہلے سے ان کی حقیقت کا عین الیقین حاصل ہو جائے۔ اور جب ضرورت پیش آئے تو وہ بلا جھجک انہیں پیش کر سکیں۔ **۱۴ھ** یہ فعل مقدر کے متعلق ہے ای فعلنا ما فعلنا لنریک (روح)

لِذِکْرِیْ ⑭ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِیَةٌ اَکَادُ اُخْفِیْهَا لِتُجْزٰی
میری یادگاری کو قیامت بیشک آنے والی ہے **۱۱ھ** میں مخفی رکھنا چاہتا ہوں اسکو تاکہ بدلہ ملے
کُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا تَسْعٰی ⑮ فَلَا یَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا
ہر شخص کو جو اس نے کمایا ہے ف۱ سو کہیں تجھ کو نہ روک دے اس سے وہ شخص جو
یُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰی ⑯ وَمَا تِلْكَ
یقین نہیں رکھتا اس کا اور پیچھے پڑ رہا ہے اپنے مزوں کے پھر تو بھی ٹپکا جائے ف۲ اور یہ کیا ہے **۱۲ھ**
بِیَمِیْنِكَ یٰمُوْسٰی ⑰ قَالَ هِیَ عَصَایَ ج اَتَوَکَّؤُا
تیرے داہنے ہاتھ میں اے موسیٰ بولا یہ میری لاٹھی ہے اس پر ٹیک لگاتا ہوں
عَلَیْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰی غَنَمِیْ وَلِیَ فِیْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰی ⑱
اور پتے جھاڑتا ہوں اس سے اپنی بکریوں پر اور میرے اس میں چند کام ہیں اور بھی
قَالَ اَلْقِهَا یٰمُوْسٰی ⑲ فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِیَ حَیَّةٌ
فرمایا ڈال دے اس کو اے موسیٰ تو اس کو ڈال دیا پھر اسی وقت وہ تو سانپ ہوگیا
تَسْعٰی ⑳ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ وقفة سَنُعِیْدُهَا سِیْرَتَهَا
دوڑتا ہوا فرمایا پکڑ لے اس کو اور مت ڈر ہم ابھی پھیر دینگے اس کو پہلی
الْاُوْلٰی ㉑ وَاضْمُمْ یَدَكَ اِلٰی جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَیْضَآءَ
حالت پر ف۳ اور ملا لے اپنا ہاتھ **۱۳ھ** اپنی بغل سے کہ نکلے سفید ہوکر
مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ اٰیَةً اُخْرٰی ㉒ لِنُرِیَكَ مِنْ اٰیٰتِنَا
بلا عیب یہ نشانی دوسری ف۴ تاکہ دکھاتے جائیں ہم تجھ کو **۱۴ھ** اپنی نشانیاں
الْکُبْرٰی ج ㉓ اِذْهَبْ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰی ㉔ قَالَ
بڑی جا طرف فرعون کی **۱۵ھ** کہ اس نے بہت سر اٹھایا بولا
رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ㉕ لا وَیَسِّرْ لِیْٓ اَمْرِیْ ㉖ لا وَ
اے رب **۱۶ھ** کشادہ کر میرا سینہ اور آسان کر میرا کام اور

وقف لازم

ع ۱ ۲۴ ۱۰

م ۱ تخویف اخروی ۱۱
م ۲ موسیٰ علیہ السلام کی پہلی درخواست
م ۳ دوسری درخواست ۲۳

موضح قرآن ف۱ موسیٰ علیہ السلام کو بھی پہلے وحی میں نماز کا حکم ہے اور ہمارے پیغمبر کو بھی ربک فکبّر اور قیامت کو چھپاتا ہوں وقت کسی نہیں بتایا۔ ف۲ نہ روک دے اس سے یعنی قیامت کے یقین لانے سے یا نماز سے جب اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو برے کی صحبت سے منع کیا تو اور کوئی کیا ہے۔ ف۳ یعنی پھر لاٹھی ہو جاوے گی۔ ف۴ بری طرح یعنی آزار سے سفید نہیں۔

اُحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ﴿۲۷﴾ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ﴿۲۸﴾ وَاجْعَلْ

کھول دے گرہ ۱۷ میری زبان سے کہ سمجھیں میری بات ف۱ اور دے

لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ﴿۲۹﴾ هٰرُوْنَ اَخِي ﴿۳۰﴾ اشْدُدْ بِهٖٓ

مجھ کو ایک کام بٹانے والا ۱۸ میرے گھر کا ہارون میرا بھائی اس سے مضبوط کر

اَزْرِيْ ﴿۳۱﴾ وَاَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ ﴿۳۲﴾ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا ﴿۳۳﴾

میری کمر اور شریک کر اس کو میرے کام میں ف۲ کہ تیری پاک ذات کا ہم بیان کریں بہت

وَّنَذْكُرَكَ كَثِيْرًا ﴿۳۴﴾ اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا ﴿۳۵﴾ قَالَ

۱۹ اور یاد کریں ہم تجھ کو بہت سا تو تو ہے ہم کو خوب دیکھتا فرمایا

قَدْ اُوْتِيْتَ سُؤْلَكَ يٰمُوْسٰى ﴿۳۶﴾ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ

ملا تجھ کو ۲۰ تیرا سوال اے موسیٰ اور احسان کیا تھا ہم نے تجھ پر

مَرَّةً اُخْرٰٓى ﴿۳۷﴾ اِذْ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّكَ مَا يُوْحٰٓى ﴿۳۸﴾

ایک بار اور بھی جب حکم بھیجا ہم نے تیری ماں کو جو آگے سناتے ہیں ف۳

اَنِ اقْذِفِيْهِ فِي التَّابُوْتِ فَاقْذِفِيْهِ فِي الْيَمِّ

کہ ڈال اس کو صندوق میں پھر اس کو ڈال دے دریا میں

فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَاْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّيْ وَ

پھر دریا اس کو لے ڈالے کنارے پر اٹھالے اس کو ایک دشمن میرا اور

عَدُوٌّ لَّهٗ ۭ وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ ۚ وَلِتُصْنَعَ

وقف لازم

اس کا اور ڈال دی میں نے تجھ پر محبت اپنی طرف سے ۲۱ اور تاکہ پرورش پائے تو

عَلٰي عَيْنِيْ ﴿۳۹﴾ اِذْ تَمْشِيْٓ اُخْتُكَ فَتَقُوْلُ هَلْ اَدُلُّكُمْ

میری آنکھ کے سامنے ف۴ جب چلنے لگی تیری بہن ۲۲ اور کہنے لگی میں بتاؤں تم کو

عَلٰي مَنْ يَّكْفُلُهٗ ۭ فَرَجَعْنٰكَ اِلٰٓى اُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا

ایسا شخص جو پالے اس کو پھر پہنچا دیا ہم نے تجھ کو تیری ماں کے پاس کہ ٹھنڈی رہے اسکی آنکھ

تیسری درخواست
چوتھی درخواست
پانچویں

درخواست ۱۲
مع اللہ تعالیٰ کا
موسیٰ علیہ السلام
پر پہلا انعام
دوسرا انعام

من اٰیٰتنا۔ اس سے دریائے نیل میں بارہ راستوں کا نمودار ہونا، بنی اسرائیل کا ان سے صحیح سلامت گذر جانا اور فرعون کا مع لاؤ لشکر غرق ہو جانا مراد ہے۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ **۱۵** طغیٰ الخ طغیان سے ہے جس کے معنی انتہائی سرکشی کے ہیں۔ فرعون کی سرکشی کی انتہا یہ تھی کہ اس نے خود خدائی کا دعویٰ کر رکھا تھا چنانچہ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى اور مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ اس کا اعلان تھا۔ **۱۶** جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ انہیں ایک بہت بڑے کام پر بھیجا جا رہا ہے تو اللہ تعالیٰ سے اسباب کی تسہیل اور اس کام کی تکمیل کے سلسلے میں پانچ درخواستیں کیں (۱) رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ شرح صدر سے مراد یہ ہے کہ ان کے سینے کو نور سکینہ و طمانیت سے معمور کر دیا جائے تاکہ وہ بتقاضائے بشریت اس کام سے بیدل نہ ہوں اور کبھی نہ اکتائیں۔ اور شدائد و مصائب کی وجہ سے ان کے دل میں اضطراب اور بے چینی پیدا نہ ہو۔ (۲) وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ اور یہ تبلیغ رسالت کا کام میرے لئے آسان فرما دے۔ **۱۷** یہ تیسری درخواست ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بچپن میں فرعون کی گود میں تھے۔ تو انہوں نے اس کے منہ پر تھپیر مار دیا۔ اور اس کی ڈاڑھی کے بال بھی نوچ ڈالے اس پر فرعون نے برہم ہو کر کہا۔ کہ یہ تو میرا دشمن ہوگا۔ اور ان کے قتل کا حکم دے دیا۔ فرعون کی بیوی آسیہ نے کہا وہ نادان بچہ ہے۔ جو آگ اور جواہرات میں بھی تمیز نہیں کر سکتا۔ چنانچہ فوراً دہکتے کوئلوں کا ایک طشت اور جواہرات کا ایک طشت لا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے رکھ دیئے گئے۔ انہوں نے ہاتھ جواہرات کی طرف بڑھایا۔ جبریل علیہ السلام نے ان کا ہاتھ آگ کے طشت میں رکھ دیا۔ انہوں نے ایک دہکتا ہوا کوئلہ منہ میں رکھ لیا۔ جس سے زبان جل گئی اور اس کی وجہ سے ان کی زبان میں گرہ پڑ گئی اور وہ ہکلا کر بات کرتے تھے۔ یہاں اس گرہ کے کھولنے کی دعا کی۔ (قرطبی، روح وغیرہ) **۱۸** یہ چوتھی درخواست ہے۔ میرے بھائی ہارون علیہ السلام کو بھی اس مہم میں میرا شریک بنا دے تاکہ دونوں مل کر اس کام کو سرانجام دے سکیں۔ اُشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ، ازر کے معنی قوت کے ہیں۔ الازر القوّة الشديدة (مفردات ص۱۵) یعنی میرے بھائی کو میرے کام میں شریک کرکے میری قوت کو مضبوط کر دے۔ یا ازر کے معنی ظہر (کمر) ہے۔ یعنی میری کمر مضبوط فرما۔ (اشدد بہ ازری ای ظهری (قرطبی ج۱۱ ص۱۹۳) وَاَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ یہ پانچویں درخواست ہے یعنی ہارون کو نبوت اور تبلیغ میں میرا شریک

موضح قرآن **ف۱** سینہ کشادہ کر یعنی جلد خفا نہ ہوں اور زبان لڑکائی میں جل گئی تھی صاف نہ بول سکتے تھے۔ **ف۲** ایسے بڑے پیغمبروں کو خلق کی طرف بہت خیال نہیں ہوتا ایک پیش کار چاہیئے کہ خلق کو سمجھ میں سمجھاوے ہمارے پیغمبر کے آگے ابو بکر تھے۔ اول پیغمبری کے وقت بہت لوگ ان کے سمجھائے سے ایمان میں آئے۔ **ف۳** اُن کی ماں کو یہ بات خواب میں کہی اس سے وہ پیغمبر نہیں ہوگئیں **ف۴** فرعون اس برس بنی اسرائیل کے بیٹے مارتا تھا جب موسیٰ پیدا ہوئے ان کی ماں ڈری کہ فرعون کے پیادے خبر پاویں تو مار بھی ڈالیں اور ماں باپ کو ستاویں کہ ظاہر کیوں نہ کیا، تب خواب میں یہ دیکھا صندوق نہر میں ڈال دیا، وہ فرعون کے باغ میں پہنچا اس کی بی بی نے اُٹھایا اُن کا نام آسیہ تھا وہ تھیں بنی اسرائیل میں کی پھر فرعون کو بھی دیکھ کر محبت آئی اور اپنا بیٹا کر کر پالا۔

بنادے۔ ف۱۹ یہ مذکورہ دعاؤں کی غایت ہے۔ تسبیح اور ذکر سے اللہ تعالیٰ کی توحید کی دعوت مراد ہے۔ والمراد مایکون منہما فی تضاعیف اداء الرسالۃ ودعوۃ المردۃ العتاۃ الی الحق (روح ج ۱۶ ص ۱۸۵) ف۲۰ اس میں موسیٰ علیہ السلام کو ان کی دعا قبول ہونے کی خوشخبری سنائی اور ان کی پانچ درخواستوں کے جواب میں پانچ انعامات کا ذکر فرمایا جو اُن پر اللہ تعالیٰ نے پہلے کئے تھے۔ اِذْ اَوْحَيْنَآ الخ یہ پہلا انعام ہے۔ فرعون نے حکم دے رکھا تھا کہ اسرائیلیوں کے یہاں جو بھی لڑکا پیدا ہو اسے قتل کر دیا جائے۔ اسی دوران میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ آپ کی والدہ متفکر تھیں کہ اگر فرعون کے آدمیوں کو میرے بچے کا پتہ چل گیا تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں یہ تدبیر ڈال دی کہ وہ بچے کو صندوق میں بند کر کے دریا میں پھینک دے اَوْحَيْنَآ یعنی ہم نے اس کے دل میں یہ بات ڈال دی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے ایسا ہی کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرعون کے محل کے قریب وہ صندوق کنارے لگا دیا۔ اور ملازموں نے صندوق پکڑ کر فرعون کے سامنے پیش کر دیا۔ ف۲۱ یعنی میں نے ہر ایک کے دل میں تمہاری محبت ڈال دی اور ہر ایک تجھ سے محبت کرنے لگا۔ وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْ اپنی نگرانی میں تیری تربیت ہو۔ ف۲۲ یہ اللہ تعالیٰ کا دوسرا انعام ہے۔ جب بچے کو دودھ پلانے کے لئے بہت سی عورتیں بلائی گئیں۔ تو انہوں نے کسی کا دودھ نہیں پیا۔ یہاں تک کہ آپ کی ہمشیرہ نے یہ صورت حال دیکھ کر کہا کہ میں بھی تمہیں ایک عورت بتاتی ہوں اُسے لاؤ۔ شاید یہ بچہ اس کا دودھ پی لے۔ چنانچہ ان کی والدہ کو بلایا گیا۔ تو انہوں نے فوراً اس کا دودھ پینا شروع کر دیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی والدہ کی گود میں واپس کرنے کا سامان مہیا فرما دیا۔ ف۲۳ یہ اللہ کا تیسرا انعام ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک دن باہر تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ ایک قبطی اور ایک اسرائیلی آپس میں جھگڑ رہے ہیں۔ اسرائیلی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مدد کی درخواست کی۔ تو انہوں نے آگے بڑھ کر قبطی پر ایسا ہاتھ چھوڑا کہ وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ جب اس واقعہ کی اطلاع حکام کو پہنچی۔ تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبطی کے بدلے قتل کرنے کا فیصلہ کیا۔ جب ان کو اس بات کا علم ہوا تو وہ راتوں ہی رات مدین کو روانہ ہو گئے۔ اس طرح اللہ نے ان کو قتل سے محفوظ فرمایا۔ ف۲۴ یہ اللہ تعالیٰ کا چوتھا انعام ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر سے مدین پہنچے تو وہاں ان کا کوئی واقف اور شناسا نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسباب مہیا فرمائے۔ تو ایک جلیل القدر پیغمبر حضرت شعیب علیہ السلام سے شناسائی اور پھر ان کی دامادی کا شرف حاصل ہو گیا۔ اور ایک عرصہ تک وہاں رہنے کے بعد واپس مصر آئے۔ ف۲۵ یہ اللہ تعالیٰ کا پانچواں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر سب سے بڑا انعام ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو رسالت و نبوت سے سرفراز فرمایا۔ اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ، انعامات یاد دلانے کے بعد فرمایا تم اور تمہارا بھائی دونوں معجزات کے ساتھ جاؤ۔ اور میرے ذکر اور میری توحید کی تبلیغ میں سستی ہرگز نہ کرنا۔ اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ یہ پہلے اِذْهَبَا سے بدل ہے۔ ف۲۶ فرعون کے پاس جا کر اسے نرمی سے وعظ کرنا۔ تاکہ وہ نصیحت حاصل

موضح قرآن ف۱ یہ سارا قصہ سورۂ قصص میں ہے۔

وَلَا تَحْزَنَ ۬ۖ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ وَ
اور غم نہ کھائے اور تونے مار ڈالا ایک شخص کو ف۲۳ پھر بچا دیا ہم نے تجھ کو اس غم سے اور
فَتَنّٰكَ فُتُوْنًا ۬ۖ قف فَلَبِثْتَ سِنِيْنَ فِيْۤ اَهْلِ مَدْيَنَ ۬ۙ
جانچا ہم نے تجھ کو ایک ذرا جانچنا ف پھر ٹھہرا رہا تو کئی برس ف۲۴ مدین والوں میں
ثُمَّ جِئْتَ عَلٰی قَدَرٍ يّٰمُوْسٰى ﴿۴۰﴾ وَاصْطَنَعْتُكَ
پھر آیا تو تقدیر سے اے موسیٰ اور بنایا میں نے تجھ کو
لِنَفْسِيْ ﴿۴۱﴾ ج اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ بِاٰيٰتِيْ وَلَا تَنِيَا
خاص اپنے واسطے ف۲۵ جا تو اور تیرا بھائی میری نشانیاں لے کر اور سستی نہ کریو
فِيْ ذِكْرِيْ ﴿۴۲﴾ ج اِذْهَبَاۤ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۴۳﴾ ج صلے
میری یاد میں جاؤ طرف فرعون کی اس نے بہت سر اٹھایا
فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ﴿۴۴﴾ قَالَا
سو کہو اس سے ف۲۶ بات نرم شاید وہ سوچے یا ڈرے بولے
رَبَّنَاۤ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَاۤ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى ﴿۴۵﴾
اے رب ہمارے ہم ڈرتے ہیں کہ بھبک پڑے ہم پر یا جوش میں آجائے
قَالَ لَا تَخَافَاۤ اِنَّنِيْ مَعَكُمَاۤ اَسْمَعُ وَاَرٰى ﴿۴۶﴾ فَاْتِيٰهُ
فرمایا نہ ڈرو ف۲۷ میں ساتھ ہوں تمہارے سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں سو جاؤ اسکے
فَقُوْلَاۤ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْۤ
پاس اور کہو ہم دونوں بھیجے ہوئے ہیں تیرے رب کے سو بھیج دے ہمارے ساتھ بنی
اِسْرَآءِيْلَ ۬ۙ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ؕ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنْ
اسرائیل کو اور مت ستا ان کو ہم آئے ہیں تیرے پاس نشانی لے کر
رَّبِّكَ ؕ وَالسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ﴿۴۷﴾ اِنَّا قَدْ
تیرے رب کی اور سلامتی ہو اس کی جو مان لے راہ کی بات ہم کو

۲۳ تیسرا انعام ۱۲
۲۴ چوتھا انعام ۱۲
۲۵ پانچواں انعام ۱۲
۲۰

کرے یا اس کے دل میں خوفِ خدا آجائے تذکّر اور خشیۃ میں فرق یہ ہے کہ تذکر سے مراد یہ ہے کہ وہ تمہاری تبلیغ سے اس قدر متأثر ہو کہ انکار توحید سے باز آجائے اور ساتھ ہی مسئلہ توحید کو مان بھی لے اور خشیہ سے مراد یہ ہے کہ یا کم از کم توحید کے انکار ہی سے باز آجائے لَعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى فلیرجع من انکار الی الاقرار وان ینتقل من الانکار الی الاقرار لکنه یحصل فی قلبه الخوف فیترك الانکار وان کان لا ینتقل الی الاقرار الخ (کبیر ج ۶ ص ۵۵) اور حضرت شیخ فرماتے ہیں تذکر سے مراد یہ ہے کہ معجزہ دیکھ کر مان لے اور تخشٰی سے مراد یہ ہے کہ معجزہ دیکھے بغیر ہی مان لے۔ پہلا درجہ اعلیٰ ہے اور دوسرا ادنیٰ قرآن مجید میں عام طور پر ایسا ہی ہوتا ہے ۔ یعنی پہلے اعلیٰ پھر ادنیٰ درجہ مذکور ہوتا ہے ۔ جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى (نازعات) نیز ارشاد ہے لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰٓى اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى (عبس)، قَالَا رَبَّنَا الخ قَالَا بصیغہ تثنیہ یعنی حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام نے کہا اے ہمارے پروردگار ہمیں اندیشہ ہے کہ وہ ہم پر زیادتی کرے گا۔ مراد یہ ہے کہ اتمام دعوت اور اظہار معجزات سے پہلے ہی ہمیں سزا دینے کی کوشش کرے گا۔ ای ان یعجل علینا بالعقوبة ولا یصبر الی اتمام الدعوة واظهار المعجزة (روح ج ۱۶ ص ۱۹۶) ـــــ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى الخ یا حد سے تجاوز کرے گا۔ یعنی کمال سرکشی اور بے باکی کے باعث۔ اے ہمارے پروردگار وہ تیری شان میں گستاخی کرے گا۔ او ان یزداد طغیانا الی ان یقول فی شانك ما لا ینبغی (روح) لیکن حضرت شیخ رح فرماتے ہیں دونوں میں فرق یہ ہے۔ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ یعنی دعوت پیش کرنے سے پہلے ہی ہم پر زیادتی کرے اَوْ اَنْ يَّطْغٰى یعنی دعوت پیش کرنے کے بعد ہمیں قتل کرا دے یفرط علینا بان لا یسمع منا او ان یطغی بان یقتلنا (کبیر ج ۶ ص ۵۷) حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام اللہ کے پیغمبر تھے اور اللہ تعالیٰ پر ان کو کامل بھروسہ بھی تھا۔ لیکن بتقاضائے بشریت ان کے دلوں میں خوف تھا، جس کا انہوں نے اظہار کر دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ غیر اللہ سے ماتحت الاسباب خوف و ہراس شرک نہیں ۔ **۲۷** اللہ تعالیٰ نے ان کو اطمینان دلا دیا کہ تم بے خوف و خطر جا کر میرا پیغام پہنچاؤ میری مدد تمہارے ساتھ ہے ۔ وہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ قال العلماء لما خوفهما ما یلحق البشر من الخوف علی انفسهما عرفهما اللہ سبحانه ان فرعون لا یصل الیهما ولا قومه (قرطبی ج ۱۱ ص ۳۰۲)

اُوْحِيَ اِلَيْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰى مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ㊽
حکم ملا ہے ف۲۸ کہ عذاب اس پر ہے جو جھٹلائے اور منہ پھیرے ۔
قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ㊾ قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ
بولا پھر کون ہے رب تم دونوں کا ف۲۹ اے موسیٰ کہا رب ہمارا وہ ہے جس نے
اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ㊿ قَالَ فَمَا بَالُ
دی ہر چیز کو اس کی صورت پھر راہ سجھائی ف۲ ف۱ ف۳۰ بولا پھر کیا حقیقت ہے
الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى (51) قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ فِيْ كِتٰبٍ ۚ
ان پہلی جماعتوں کی ف۳۱ کہا ان کی خبر میرے رب کے پاس لکھی ہوئی ہے
لَا يَضِلُّ رَبِّيْ وَلَا يَنْسَى (52) الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ
نہ بھٹکتا ہے میرا رب اور نہ بھولتا ہے ف۲ وہ ہے جس نے بنا دیا تمہارے واسطے ف۳۲
الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ
زمین کو بچھونا اور چلائیں تمہارے لئے اس میں راہیں اور اتارا
مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۭ فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ
آسمان سے پانی پھر نکالی ہم نے اس سے طرح طرح کی
شَتّٰى (53) كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
سبزی کھاؤ اور چراؤ اپنے چوپایوں کو البتہ اس میں نشانیاں ہیں
لِّاُولِي النُّهٰى (54) مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ
عقل رکھنے والوں کو ف۳ اسی زمین سے ہم نے تم کو بنایا ف۳۳ اور اسی میں تم کو پھر پہنچا دیتے
وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى (55) وَلَقَدْ اَرَيْنٰهُ
اور اسی سے نکالیں گے تم کو دوسری بار اور ہم نے دکھلا دیں فرعون کو ف۳۴
اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰى (56) قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا
اپنی سب نشانیاں پھر اس نے جھٹلایا اور نہ مانا ۔ بولا کیا تو آیا ہے ف۳۵ ہم کو نکالنے

ع ۲
۱۱

ف تیسری آیت
ترتیب ۳۰

ف۳ او قال الی
بملاکے متوجہ ما قبلہ

منزل ۴

موضح قرآن ف۱ یعنی کھانے پینے کا ہوش دیا بچے کو دودھ پینا وہ نہ سکھاوے تو کوئی نہ سکھا سکے۔ ف۲ فرعون شاید دہری مزاج تھا آدمیوں کی پیدائش سمجھتا تھا جیسے برسات کا سبزانہ اوّل کسی نے پیدا کیا آپ ہی پیدا ہوگیا، نہ آخر باقی رہا گل کر مٹی ہوگیا جب سُنا کہ سب کے سر پر ایک رب ہے تب یہ پوچھا کہ اگلی خلق کہاں گئی بتایا کہ ان کا حساب لکھا ہوا موجود ہے ایک ایک آدمی پھر حاضر ہوگا۔ ف۳ یہ اللہ کا کلام فرماتا ہے دہریوں کی آنکھ کھولنے کو اس کی تدبیریں اور قدرتیں دیکھو اگر عقل ہے تو سمجھ لوگے ۔

فتح الرحمٰن ف۱ القصہ این پیغام رسانیدند فرعون را ۱۲ ف۲ بطلب معاش خود ش ۱۲۔

فَاْتِيٰهُ لہٰذا تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور اس سے صاف کہہ دو ہم تیرے رب کے پیغمبر ہیں، اس لئے تم بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دو اور ان کو عذاب مت دو۔ اور ہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے معجزات لے کر آئے ہیں اور یاد رکھو دنیا اور آخرت میں اللہ کے عذاب سے سلامتی صرف اس شخص کے لئے ہے، جس نے وہ ہدایت قبول کرلی جو ہم لے کر آئے ہیں ای السلامۃ من العذاب فی الدارین لمن اتبع ذلك بتصدیق آیات اللہ تعالیٰ الہادیۃ الی الحق (روح ج ۱۶ ص ۱۹۸) **۲۸ھ** اسی طرح ہمیں وحی کے ذریعہ یہ اطلاع بھی دی گئی ہے کہ دنیا اور آخرت میں عذاب اس شخص پر آئے گا جس نے اللہ کی آیتوں اور اسکے رسولوں کی تکذیب کی اور ان کو قبول کرنے اور ان پر ایمان لانے سے اعراض کیا۔ **۲۹ھ** جب حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام فرعون کے پاس جاکر اسکو پیغام حق سنا چکے تو فرعون نے ان سے سوال کیا۔ وہ تمہارا رب کون ہے، جس کے تم رسول ہو، جس کی توحید کی دعوت دیتے ہو۔ اور جس کے عذاب سے ڈراتے ہو۔ کیا میرے سوا کوئی اور بھی رب ہے؟ قَالَ رَبُّنَا الخ یہ تیسری آیت توحید ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ اس کا کوئی اسم علم ہے نہیں کہ میں کہہ دوں وہ فلاں ہے۔ اس کی صفات بے شمار ہیں، اور وہ صفات ہی سے پہچانا جاتا ہے۔ ہمارا رب وہ ہستی ہے جس نے سارے عالم کو پیدا کیا۔ ہر مخلوق کو ایک مخصوص ہیئت اور صورت عطا فرمائی۔ ای انہ یعرف بصفاتہ ولیس لہ اسم علم حتّٰی یقال فلان بل ھو خالق العالم الخ (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۰۴) **۳۰ھ** پھر ہر مخلوق کو جو کچھ عطا فرمایا اس سے نفع حاصل کرنے کی اسے راہ بتائی اور اسے اپنی بقا اور حد کمال کو پہنچنے کی تدبیر سمجھائی ثم ھدی الی طریق الانتفاع والارتفاق بما اعطاہ وعرفہ کیف یتوصل الی بقائہ وکمالہ الخ (روح ج ۱۶ ص ۲۰۲ بحوالہ ابو السعود) **۳۱ھ** جب فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مسکت جواب سنا اور لاجواب ہوگیا۔ تو ایک نیا سوال کر ڈالا کہ اچھا پہلے لوگوں کا حال بتاؤ تو انہوں نے جواب دیا کہ ان کا علم میرے رب کو ہے۔ جو عالم الغیب ہے۔ میں عالم الغیب نہیں ہوں گذشتہ قرنوں کا علم لوح محفوظ میں ثابت ہے۔ ای مکتوب عند ربی فی اللوح المحفوظ (بحر ج ۶ ص ۲۴۹) اور لوح محفوظ علم الٰہی سے کنایہ ہے۔ یا کتاب سے دفتر مراد ہے اور یہ چیز کے علم الٰہی میں ہونے کی تمثیل ہے وجوز ان یکون المراد بالکتاب الدفتر کما ھو المعروف فی اللغۃ ویکون ذلك تمثیلا لتمکنہ وتقررہ فی علمہ عزوجل (روح ج ۱۶ ص ۱۸۵) **۳۲ھ** یہ ادخال الٰہی ہے اور ماقبل کے لئے تنویر ہے۔ كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ یہ سارے انعامات اور یہ زمین کی نباتات سب تمہارے استعمال کے لئے ہے۔ خود کھاؤ اور اپنے چوپاؤں کو کھلاؤ۔ النُّهٰى نُهْيَةٌ کی جمع ہے۔ جس کے معنی عقل کے ہیں۔ یعنی جن لوگوں میں عقل و ہوش کا کچھ مادہ موجود ہے۔ مذکورہ بالا امور میں اللہ کی وحدانیت پر ان کے لئے کھلے دلائل موجود

مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى ﴿٥٧﴾ فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ
ہمارے ملک سے اپنے جادو کے زور سے اے موسیٰ سو ہم بھی لائینگے تیرے مقابلہ میں ایک ایسا ہی جادو
فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَآ
سو ٹھہرا لے ہمارے اور اپنے بیچ میں ایک وعدہ نہ ہم خلاف کریں اس کا اور نہ
اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ﴿٥٨﴾ قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ
تو ایک میدان صاف میں کہا وعدہ تمہارا ہے جشن کا دن
وَاَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ﴿٥٩﴾ فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ
اور یہ کہ جمع ہوں لوگ دن چڑھے ف۱ پھر الٹا پھرا فرعون **۳۶ھ** پھر جمع کئے
كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ﴿٦٠﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا
اپنے سارے داؤ پھر آیا کہا ان کو موسیٰ نے کم بختی تمہاری جھوٹ نہ بولو
عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ خَابَ مَنِ
اللہ پر پھر غارت کردے تم کو کسی آفت سے اور مراد کو نہیں پہنچا جس نے
افْتَرٰى ﴿٦١﴾ فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَاَسَرُّوا
جھوٹ باندھا ف۲ پھر جھگڑے اپنے کام پر **۳۷ھ** آپس میں اور چھپ کر کیا
النَّجْوٰى ﴿٦٢﴾ قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ
مشورہ بولے مقرر یہ دونوں جادوگر ہیں **۳۸ھ** چاہتے ہیں کہ
يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ
نکال دیں تم کو تمہارے ملک سے اپنے جادو کے زور سے اور موقوف کرادیں تمہارے
الْمُثْلٰى ﴿٦٣﴾ فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ وَقَدْ
اچھے خاصے چلن کو سو مقرر کرلو اپنی تدبیر پھر آؤ قطار باندھ کر اور
اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ﴿٦٤﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ
جیت گیا آج جو غالب رہا بولے اے موسیٰ **۳۹ھ** یا تو

موضح قرآن ف۱ دنگل میں مقابلہ کرنے سے دونوں کو غرض تھی وہ چاہے کہ ان کو ہرادے سب کے روبرو، یہ چاہیں کہ وہ ہارے جشن کا دن سارے مصر کے شہر میں مقرر تھا فرعون کی سالگرہ کا۔ ف۲ جب فرعون نے ساحر جمع کئے اور سب امیروں کو اسی بات پر اٹھایا تب حضرت موسیٰ نے ہر شخص کو نصیحت کر دی جدا جدا۔

تُلْقِيَ وَإِمَّآ أَنْ نَّكُوْنَ أَوَّلَ مَنْ أَلْقٰى ﴿٦٥﴾ قَالَ بَلْ
تو ڈال اور یا ہم ہوں پہلے ڈالنے والے کہا نہیں

أَلْقُوْا ۚ فَإِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ
تم ڈالو ف۴۰ پھر تب ہی ان کی رسیاں اور لاٹھیاں اس کے خیال میں آئیں

سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعٰى ﴿٦٦﴾ فَأَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً
ان کے جادو سے کہ دوڑ رہی ہیں پھر پانے لگا اپنے جی میں ڈر ف۴۱

مُّوْسٰى ﴿٦٧﴾ قُلْنَا لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعْلٰى ﴿٦٨﴾ وَ
موسیٰ ہم نے کہا تو مت ڈر مقرر تو ہی رہے گا غالب اور

أَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ۭ إِنَّمَا صَنَعُوْا
ڈال جو تیرے داہنے ہاتھ میں ہے کہ نگل جائے جو کچھ انہوں نے بنایا ان کا بنایا ہوا

كَيْدُ سٰحِرٍ ۭ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتٰى ﴿٦٩﴾ فَأُلْقِيَ
فریب ہے جادوگر کا اور بھلا نہیں ہوتا جادوگر کا جہاں ہو پھر گر پڑے

السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْا أٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰى ﴿٧٠﴾
جادوگر ف۴۲ سجدہ میں بولے ہم یقین لائے رب پر ہارون اور موسیٰ کے

قَالَ أٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ أَنْ أٰذَنَ لَكُمْ ۭ إِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ
بولا فرعون تم نے اس کو مان لیا ف۴۳ میں نے ابھی حکم نہ دیا تھا وہی تمہارا بڑا ہے

الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ
جس نے سکھلایا تم کو جادو سو اب میں کٹواؤں گا ف۴۴ تمہارے ہاتھ اور دوسری

مِّنْ خِلَافٍ وَّلَأُصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ ۫ وَ
طرف کے پاؤں اور سولی دوں گا تم کو کھجور کے تنہ پر اور

لَتَعْلَمُنَّ أَيُّنَآ أَشَدُّ عَذَابًا وَّأَبْقٰى ﴿٧١﴾ قَالُوْا لَنْ
جان لوگے ہم میں کس کا عذاب سخت ہے اور دیر تک رہنے والا ف۱ وہ بولے

ہیں ان میں غور وفکر کرنے سے اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا یقین کامل حاصل ہو جاتا ہے۔ ای لاٰیات کثیرۃ جلیلۃ واضحۃ الدلالۃ علی شئون اللہ تعالیٰ فی ذاتہ وصفاتہ (روح ج ۱۶ صفحہ ۲۲۵) ف۳۳ جس زمین سے تمہاری روزی پیدا ہوتی ہے۔ تمہیں بھی اس سے پیدا کیا گیا۔ اور مرنے کے بعد دوبارہ تم اسی میں لوٹا دیئے جاؤ گے اور پھر قیامت کے دن اسی سے تمہیں دوبارہ زندہ کر کے نکالا جائے گا۔ ف۳۴ رجوع بسوئے اصل موضوع۔ آیات سے معجزات مراد ہیں یا دلائل توحید یہ فرعون کی سرکشی اور اس کے عناد وتمرد کا ذکر ہے کہ ہم نے اسے تمام معجزات دکھا ڈالے اور توحید کے دلائل واضح طور پر پیش کئے مگر وہ ایمان نہ لایا اور انکار پر ڈٹا رہا۔ یعنی اس نے سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر محض ضد وعناد کی وجہ سے انکار کیا۔ ای المعجزات الدالۃ علی نبوۃ موسیٰ وقیل حجج اللہ الدالۃ علی توحیدہ فکذب وابیٰ۔ ای لم یؤمن وھذا یدل علی انہ کفر عنادا لانہ رای الاٰیات عیانا لاخبرًا (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۱۱) ف۳۵ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا رسول ماننے کے بجائے محض ضد سے جادوگر قرار دیا اور کہنے لگا معلوم ہوتا ہے کہ تو جادو کے زور سے میرے ملک پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ لیکن میں تیرے جادو سے مرعوب ہونے والا نہیں۔ میرے ملک میں بھی بڑے بڑے جادوگر موجود ہیں میں تیرے مقابلے کے لئے انکو بلاؤں گا۔ اس لئے کوئی ایسی جگہ مقرر کر دے جس کا فاصلہ ہمارے تمہارے لئے برابر ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ بہتر یہی ہے کہ یوم الزینہ یعنی تمہاری عید کے دن ہی مقابلہ ہو جائے۔ کیونکہ اس میں خواہ مخواہ لوگ دور دراز سے آئیں گے۔ یوم الزینہ سے ان کا نوروز مراد ہے۔ اس دن میں وہ باقاعدہ میلہ لگاتے، بازاروں کو خوب سجایا جاتا۔ اور لوگ عمدہ عمدہ کپڑے پہن کر اس میں شریک ہوتے تھے۔ ف۳۶ فرعون نے مجلس برخاست کی اور جادوگروں کو جمع کرنے کا حکم دے دیا یہاں تک کہ ملک کے مشہور اور ماہر جادوگروں کو بلا لیا۔ اُدھر مقررہ دن بھی آپہنچا قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى الخ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور جادوگروں سے خطاب کر کے فرمایا۔ ہلاکت ہو تمہارے لئے تم اللہ کے ساتھ شرک کر کے اور میرے معجزات کو جادو کہہ کر اللہ تعالیٰ پر افترا نہ کرو۔ اگر تم باز نہیں آؤ گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں بیخ وبن سے اکھیڑ کر رکھ دیگا اور تمہیں بالکلیہ تہس نہس کر دے گا۔ ای لاتختلقوا علیہ الکذب ولاتشرکوا بہ ولاتقولوا للمعجزات انہا سحر (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۱۳) ف۳۷ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بات سن کر جادوگر فرعون سے خفیہ طور پر آپس میں گفتگو کرنے لگے اور انہوں نے یہ فیصلہ کیا۔ ماھذا بقول ساحر (خازن ج ۴ ص ۲۲۱، بحر ج ۶ ص ۲۵۴) آخر طے یہ ہوا کہ مقابلے میں اگر وہ غالب آگیا تو وہ یقیناً اللہ کا پیغمبر ہے۔ اس لئے سب اس پر ایمان لے آئیں گے۔ (خازن، روح) ف۳۸ بعض جادوگروں نے کہا یہ (موسیٰ وہارون علیہما السلام) دونوں جادوگر ہیں تم ڈرو مت وہ جادو کے زور سے تمہارے ملک پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور تمہارا اپنا دین جو نہایت اچھا ہے اس کو مٹانا چاہتے ہیں۔ اس لئے تم سب متفق ہو کر اور پختہ عزم کر کے اپنا جادو چلاؤ اور جادو کا کوئی کرتب ایسا نہ ہو جسے آج تم استعمال نہ کرو اور صفیں باندھ کر میدان میں نکل آؤ کیونکہ

موضح قرآن ف۱ تمہارا بڑا جس نے جادو سکھایا یہ شاید رب کو کہنے لگا۔

آج وہی شخص کامیاب ہوگا جو غالب آئے گا۔ **۳۹** جادوگروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اختیار دیا کہ اگر وہ چاہیں تو پہلے اپنی لاٹھی زمین پر ڈالیں۔ یا ان کو اجازت دیں کہ پہلے وہ اپنا فن دکھائیں۔ جادوگروں نے ایسا اس لئے کیا۔ کیونکہ ان کو اپنے فن پر پورا پورا اعتماد تھا۔ یا انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ادب ملحوظ رکھتے ہوئے ایسا کیا۔ جو بعد میں ان کے اسلام کا باعث بنا۔ یا اس لئے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صداقت معلوم کر چکے تھے اور ادب واحترام کے لئے ان کو اختیار دیا۔ خیروہ علیہ السلام وقدموہ علی انفسہم اظہارا للثقۃ بامرہم وقیل مراعاۃ للادب معہ علیہ السلام (روح ج ۱۶ ص ۲۲۲) تأدبوا مع موسیٰ فکان ذلک سبب ایمانہم (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۲۲)

۴۰ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ وہ جادوگروں سے ہرگز خائف اور متاثر نہیں ہیں۔ اور انہیں اللہ تعالیٰ پر کامل اعتماد اور بھروسہ ہے جادوگروں کو اجازت دیدی کہ پہلے وہی اپنی رسیاں اور لاٹھیاں زمین پر پھینکیں۔ چنانچہ انہوں نے فوراً اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالدیں۔ اور دیکھنے والوں کو یوں محسوس ہونے لگا کہ وہ دوڑ رہی ہیں **۴۱** جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں کی رسیوں اور لاٹھیوں کو ادھر ادھر دوڑتے دیکھا تو دل میں خطرہ اور اندیشہ محسوس کیا کہ کہیں لوگ ان کے جادو سے متاثر ہو کر معجزۂ عصا سے شک میں نہ پڑ جائیں۔ قُلْنَا لَا تَخَفْ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔ یہ اندیشہ مت کرو۔ تمہارا معجزہ غالب رہے گا۔ اور فتح تمہاری ہوگی۔ وَاَلْقِ مَا فِیْ یَمِیْنِکَ اب اپنی لاٹھی زمین پر پھینک دو جو سانپ بن کر ان تمام رسیوں اور لاٹھیوں کو ہڑپ کر جائے گی۔ انہوں نے جو کچھ کیا ہے جادو کے زور سے کیا ہے اور معجزہ کے مقابلہ میں جادوگر کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ معجزات پیغمبروں کے قبضے میں نہیں ہوتے جب پیغمبروں کے قبضہ میں معجزات نہیں تو اولیاء اللہ کے قبضے میں کرامات کہاں۔ **۴۲** فا فصیحہ ہے۔ یعنی جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنا عصا زمین پر ڈالا تو وہ فوراً ایک ہیبتناک اژدہا کی شکل میں منتقل ہو کر جادوگروں کی تمام رسیوں اور لاٹھیوں کو نگل گیا۔ اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو اپنے ہاتھ سے پکڑ لیا۔ تو وہ اپنی اصلی حالت پر آگیا۔ اور اس کے حجم میں کسی قسم کا کوئی اضافہ نہ ہوا۔ جب جادوگروں نے یہ سب کچھ دیکھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سچائی کا ان کو عین الیقین حاصل ہوگیا اور فوراً بول اُٹھے اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰی کہ ہم موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کے رب پر ایمان لے آئے اور بے اختیار سجدے میں گر پڑے، **۴۳** جب فرعون نے یہ ماجرا دیکھا تو سٹ پٹایا اور جھنجھلا کر بولا۔ کیا میری اجازت کے بغیر ہی تم اس پر ایمان لے آئے۔ فرعون نے جب دیکھا کہ تمام جادوگر موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے ہیں۔ اس سے اسے ساری قوم کے متاثر ہو جانے کا خطرہ محسوس ہوا۔ تو اس نے قوم کے دلوں میں یہ بات بٹھانے کی کوشش کی کہ جادوگروں کا ایمان لے آنا کوئی معتد بہ چیز نہیں۔ کیونکہ وہ میری

نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِيْ فَطَرَنَا
ہم تجھ کو زیادہ نہ سمجھیں گے ۴۵ اس چیز سے جو پہنچی ہم کو صاف دلیل اور اس سے جس نے ہمکو پیدا کیا
فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ ؕ اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ
سو تو کر گذر جو تجھ کو کرنا ہے تو یہی کریگا ۴۶ اس دنیا کی
الدُّنْيَا ؕ (۷۲) اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَمَآ
زندگی میں ہم یقین لائے ہیں اپنے رب پر تاکہ بخشے ہم کو ہمارے گناہ اور جو
اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى (۷۳)
تونے زبردستی کروایا ہم سے یہ جادو ۴۷ اور اللہ ۴۸ بہتر ہے اور باقی رہنے والا
اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ؕ لَا
بات یہی ہے جو کوئی آیا ۴۹ اپنے رب کے پاس گناہ لیکر سو اس کے واسطے دوزخ ہے نہ
يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى (۷۴) وَمَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ
مرے اس میں نہ جئے اور جو آیا اس کے پاس ایمان لے کر
عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى (۷۵)
نیکیاں کر کر سو ان لوگوں کے لئے ہیں درجے بلند
جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ
باغ ہیں بسنے کے بہتی ہیں ان کے نیچے سے نہریں ہمیشہ رہا کرینگے ان میں
وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى (۷۶) وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى ۵
اور یہ بدلہ ہے اس کا جو پاک ہوا اور ہم نے حکم بھیجا ۵۰ موسیٰ کو
اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ
کہ لے نکل میرے بندوں کو رات سے پھر ڈال دے ان کیلئے سمندر میں رستہ
يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى (۷۷) فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ
سوکھا نہ خطرہ کر آ پکڑنے کا اور نہ ڈر ڈوبنے سے پھر پیچھا کیا ان کا ۵۱ فرعون نے

ع ۳ ۲۲ ۱۲

سا علت براءۃ ما قبل ۱۲

موضح قرآن ف زور آوری کروایا کہتے ہیں جادوگر حضرت موسیٰ کی نشانی دیکھ کر سمجھ گئے تھے کہ یہ جادو نہیں، مقابلہ نہ کریئے۔ پھر فرعون کی خاطر سے کیا شاید فرعون جو ڈراتا تھا سو اُن پر کر نہ سکا دل میں ڈر گیا موسیٰ کی نشانی سے۔

بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ﴿۷۸﴾ وَاَضَلَّ
اپنے لشکروں کو لیکر پھر ڈھانپ لیا ان کو پانی نے جیسا کہ ڈھانپ لیا اور بہکایا
فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ﴿۷۹﴾ يٰبَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ
فرعون نے اپنی قوم کو اور نہ سمجھایا اے اولاد اسرائیل ۵۲
قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ
چھڑا لیا ہم نے تم کو تمہارے دشمن سے اور وعدہ ٹھہرایا تم سے ف۱ داہنی طرف
الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ﴿۸۰﴾
پہاڑ کی ۵۳ اور اتارا تم پر من اور سلوٰی
كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ
کھاؤ ۵۴ ستھری چیزیں جو روزی دی ہم نے تم کو اور نہ کرو اس میں زیادتی
فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ
پھر تو اتریگا تم پر میرا غصہ اور جس پر اترا میرا غصہ
فَقَدْ هَوٰى ﴿۸۱﴾ وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَ
سو وہ پچکا گیا ف اور میری بڑی بخشش ہے اس پر جو توبہ کرے اور ایمان لائے او
عَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ﴿۸۲﴾ وَمَاۤ اَعْجَلَكَ عَنْ
کرے بھلا کام پھر راہ پر ہے ف۲ اور کیوں جلدی کی تونے ۵۵
قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۸۳﴾ قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰۤى اَثَرِيْ وَ
اپنی قوم سے اے موسیٰ بولا وہ یہ آ رہے ہیں میرے پیچھے اور
عَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ﴿۸۴﴾ قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا
میں جلدی آیا تیری طرف اے میرے رب تاکہ تو راضی ہو فرمایا ہم نے تو بچلا دیا
قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ﴿۸۵﴾ فَرَجَعَ
تیری قوم کو ۵۶ تیرے پیچھے اور بہکایا ان کو سامری نے پھر الٹا پھرا

۲ تخویف اخروی ۱۲
۳ بشارت اخروی ۱۲

اجازت کے بغیر ایمان لائے ہیں۔ اس کے بعد شاید فرعون نے یہ محسوس کیا کہ جادوگر یا قوم کے سمجھدار لوگ یہ کہیں کہ جادوگروں کو ایمان لانے کے لئے تیری اجازت کی کیا ضرورت تھی۔ جب کہ انہوں نے اپنی آنکھوں سے سچائی کا مشاہدہ کر لیا۔ اس لئے اس نے مزید کہا اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الخ معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ (علیہ السلام) تم سے بھی بڑا جادوگر ہے اور اس فن میں تمہارا استاذ ہے اور یہ جو کچھ تم نے کیا ہے یہ ایک سوچی سمجھی سکیم کے ماتحت کیا ہے۔ جس کا پہلے سے تم نے اپنے استاذ موسیٰ کے ساتھ مل کر منصوبہ بنا رکھا تھا (روح)۔ **۴۴** چنانچہ تم نے یہ سب کچھ ایک طے شدہ سازش کے تحت کیا ہے جس سے مجھے اپنی رعیت کے روبرو شرمسار ہونا پڑا۔ لہٰذا اب میں تم کو اس کی سخت سزا دوں گا۔ مخالف جانب سے تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالوں گا۔ یعنی داہنا ہاتھ بایاں پاؤں یا بایاں ہاتھ اور داہنا پاؤں اور پھر تمہیں کھجور کے درختوں پر سولی دے دوں گا۔ پھر تمہیں پتہ چل جائے گا۔ کہ ہم میں سے کس کا عذاب سخت اور دیرپا ہے۔ یعنی تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ موسیٰ (علیہ السلام) پر ایمان لا کر تم نجات کے ٹھیکیدار بن گئے اور ہم (فرعون اور اس کے ہمنوا) جہنم کے سخت اور ابدی عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ تو یہ تمہیں ابھی معلوم ہو جائے گا کہ میرا عذاب سخت اور دیرپا ہے، یا ربِّ موسیٰ کا جس پر تم ایمان لائے ہو۔ یعنی علی ایمانکم به انا، ورب موسیٰ علی ترک الایمان (خازن ج ۴ ص ۲۲۳) ان دھمکیوں سے فرعون کا مقصد یہ تھا کہ شاید وہ خوف زدہ ہو کر ایمان سے واپس آجائیں گے لیکن اس سے ان کا ایمان و یقین اور مستحکم ہو گیا۔ **۴۵** فرعون کی دھمکیوں کے جواب میں پوری جرأت ایمانی کے ساتھ جادوگروں نے کہا کہ حق کے دلائل ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے جن سے ہم نے اپنے خالق و مالک کو پہچان لیا ہے۔ لہٰذا اب ان دلائل سے روگردانی کر کے اور اپنے خالق کو چھوڑ کر تجھے کبھی ماننے کے نہیں ہمیں نہ تیرے عذاب کا ڈر ہے نہ تیری داد و دہش کی ہمیں ضرورت ہے فَاقْضِ مَاۤ اَنْتَ قَاضٍ تو ہمارے ساتھ جو کچھ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے کر لے ہمیں اس کی پرواہ نہیں۔ وَالَّذِیْ فَطَرَنَا یہ مَا جَآءَنَا پر معطوف ہے **۴۶** آیت کا یہ حصہ اور اگلی آیت ماقبل کے لئے دلیل و علت ہے مع ما بعدہ تعلیل لعدم المبالاة المستفاد مما سبق من الامر بالقضاء (روح ج ۱۶ ص ۲۳۲) ہمیں اب تیری پرواہ نہیں رہی تو جو چاہے کرے کیونکہ تو جو کچھ بھی کرے گا۔ یہاں دنیا میں کرے گا۔ اِنَّاۤ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا الخ ہم نے اپنے رب کو روشن دلائل سے پہچان لیا اور اس پر ایمان لے آئے تاکہ وہ ہمارے تمام گناہ معاف کر دے ہمارا مطلوب و مقصود اس قدر اعلیٰ و ارفع ہے کہ ہم تیری دنیوی سزا کو خاطر میں بھی نہیں لاتے۔ **۴۷** یہ خَطٰیٰنَا پر معطوف ہے جادو پر مجبور کرنے کے بارے میں مفسرین نے لکھا ہے کہ فرعون نے بنی اسرائیل کے چالیس لڑکوں کو جبراً چھین کر جادوگروں کے حوالے کیا۔ اور ان سے کہا کہ ان کو جادو کے ایسے کمالات سکھا دو کہ دنیا کا کوئی جادوگر ان پر غالب نہ آسکے یہ اسرائیلی جادوگر بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں آئے

موضح قرآن ف۱ زیادتی نہ کرو یعنی رکھ نہ چھوڑو۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بداون توریت ۱۲ **ف۲** مترجم گوید چون موسیٰ باہفتاد کس از قوم خود بجانب طور متوجہ شد حضرت موسیٰ از ہمہ سبقت کرد خطاب رسید واللہ اعلم ۱۲۔

اور ایمان لانے کے بعد فرعون سے کہا کہ تو نے ہم کو جادو پر مجبور کیا تھا۔ اب ہم اللہ سے یہ گناہِ عظیم بخشوانا چاہتے ہیں (ابن کثیر ج۳ ص۱۵۹) یا اگراہ سے مقابلے میں آنے پر مجبور کرنا مراد ہے جیسا کہ بعض روایتوں میں ہے۔ جب جادوگر جمع ہو گئے تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعض نشانات دیکھ کر یقین کر لیا کہ یہ جادو نہیں اس کا مقابلہ ناممکن ہے۔ مگر فرعون کے ڈر سے بادلِ ناخواستہ مقابلہ میں شریک ہوئے (روح، بحر وغیرہ)۔ **۴۸** یہ فرعون کے قول اَيُّنَآ اَشَدُّ عَذَابًا وَّ اَبْقٰى کا جواب ہے۔ یعنی مؤمنین کے لئے اللہ کا اجر و ثواب تیرے انعامات سے بہتر ہے اور نافرمانوں کے لئے اس کا عذاب تیرے عذاب سے زیادہ دیرپا ہے (وَاللّٰهُ خَيْرٌ ثَوَابًا) لِمَنْ اَطَاعَه (وَّ اَبْقٰى) عِقَابًا لِمَن عصاه وهو رد لقول فرعون وَلَتَعْلَمُنَّ اَيُّنَآ اَشَدُّ عَذَابًا وَّ اَبْقٰى (مدارک ج۳ ص۴۷) **۴۹** یہاں سے تا ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى جادوگروں کے قول کی حکایت ہے یا ادخالِ الٰہی ہے۔ مُجْرِمًا سے مراد مشرک ہے۔ ودل قوله مَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا على ان المراد بالمجرم المشرك (قرطبی ج۱۱ ص۲۲۷) تَزَكّٰى یعنی شرک سے پاک ہوا۔ تطهر من الشرك بقول لا اله الا الله قيل هذه الآيات الثلث حكاية قولهم وقيل خبر من الله تعالى لا على وجه الحكاية وهو اظهر (مدارک ج۳ ص۴۷) **۵۰** جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے معجزات اور ان کی تبلیغ و ارشاد سے فرعون اور اس کی قوم پر اپنی حجت تمام کر دی اور وہ ایمان نہ لائے تو اب ان کی تباہی اور بنی اسرائیل کی نجات کا وقت آپہنچا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر راتوں رات شہر سے نکل جائیں۔ راستہ میں بحرِ قلزم آئے گا۔ لیکن وہ تمہارے سفر میں حائل نہیں ہوگا۔ آپ اپنی لاٹھی اس پر ماریں فوراً اس کا پانی سمٹ کر اس میں بارہ خشک اور چلنے کے قابل راستے بن جائیں گے۔ بے خوف و خطر جائیے۔ نہ فرعون کے پیچھے سے جا پہنچنے سے ڈریئے نہ سمندر میں غرق ہونے کا خطرہ دل میں لائیے **۵۱** حضرت موسیٰ علیہ السلام رات کی تاریکی میں قوم کو ساتھ لے کر چل دیئے۔ صبح جب فرعون کو اس کا علم ہوا تو پوری شان و شوکت اور لاؤ لشکر کے ساتھ ان کے تعاقب میں نکل پڑا۔ بنی اسرائیل کے لئے اللہ نے بطورِ اعجاز دریا میں خشک راستے بنا دیئے جن سے وہ صحیح سلامت پار ہو گئے ان کے پیچھے فرعون نے بھی لشکر سمیت گھوڑے ان کے راستوں میں اتار دیئے۔ جب سارا لشکر سمندر میں اُتر چکا اس وقت اللہ تعالیٰ کے حکم سے پانی رواں ہو گیا۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس سرکش قوم کا خاتمہ کر دیا۔ **۵۲** قوم فرعون کی ہلاکت اور بنی اسرائیل کی نجات کے بعد اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو اپنے انعامات یاد دلا کر ان کا شکر ادا کرنے انکو ایمان و اطاعت پر قائم رہنے اور طغیانی و سرکشی سے اجتناب کی ترغیب فرمائی۔ لما انجاهم من فرعون قال لهم هذا ليشكروا (قرطبی ج۱۱ ص۲۳۰)

مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ

موسیٰ **۵۷** اپنی قوم کے پاس غصہ میں بھرا پچھتاتا ہوا کہا اے قوم کیا

يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۬ اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ

تم سے وعدہ نہ کیا تھا تمہارے رب نے اچھا وعدہ **ف۱** کیا طویل ہو گئی تم پر مدت **ف۱**

اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

یا چاہا تم نے کہ اترے تم پر **۵۸** غضب تمہارے رب کا

فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ ﴿۸۶﴾ قَالُوْا مَآ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ

اس لئے خلاف کیا تم نے میرا وعدہ بولے **۵۹** ہم نے خلاف نہیں کیا تیرا وعدہ

بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ

اپنے اختیار سے **۶۰** ولیکن اٹھوایا ہم سے بھاری بوجھ قوم فرعون کے زیور کا

فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ ﴿۸۷﴾ فَاَخْرَجَ لَهُمْ

سو ہم نے اس کو پھینک دیا پھر اس طرح ڈالا سامری نے **ف۲** پھر بنا نکالا انکے واسطے

عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ

ایک بچھڑا ایک دھڑ جس میں آواز گائے کی پھر کہنے لگے یہ معبود ہے تمہارا اور معبود ہے

مُوْسٰى ۬ فَنَسِيَ ﴿۸۸﴾ اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ

موسیٰ کا سو وہ بھول گیا **ف۳** بھلا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ وہ **۶۱** جواب تک نہیں دیتا

قَوْلًا ۙ وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ﴿۸۹﴾ وَلَقَدْ

ان کو کسی بات کا اور اختیار نہیں رکھتا ان کے برے کا اور نہ بھلے کا اور

قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ

کہا تھا ان کو **۶۲** ہارون نے پہلے سے اے قوم بات یہی ہے کہ تم بہک گئے

بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا

اس بچھڑے سے اور تمہارا رب تو رحمٰن ہے **۶۳** سو میری راہ چلو اور مانو

ع ۱۴ ۴ ۱۲

مراد نفی الوہیت توجیہ ۱۲

موضح قرآن **ف۱** وعدہ توریت دینے کا حضرت موسیٰ قوم سے تیس دن کا وعدہ کر گئے تھے پہاڑ پر وہاں چالیس دن لگے پیچھے بچھڑا بنا کر پوجنے لگے۔ **ف۲** فرعون والوں سے عاریت مانگ کر لیا تھا گہنا کہ وہ یقین جانیں کہ ان کو شادی منظور ہے اس واسطے نکلتے ہیں شہر سے، اس بغیر فرعون نکلنے نہ دیتا۔ **ف۳** یعنی موسیٰ بھولا کہ اور جگہ گیا۔

فتح الرحمٰن **ف۱** یعنی مدت مفارقت من ۱۲۔

أَمْرِي ﴿٩٠﴾ قَالُوا لَنْ نَبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِينَ حَتّٰى يَرْجِعَ
بات میری بولے ہم برابر اسی پر لگے بیٹھے رہیں گے ۶۴ جب تک لوٹ کر آئے ۶۵

إِلَيْنَا مُوسٰى ﴿٩١﴾ قَالَ يٰهٰرُونُ مَا مَنَعَكَ إِذْ رَأَيْتَهُمْ
ہمارے پاس موسیٰ کہا موسیٰ نے اے ہارون ۶۶ کس چیز نے روکا تجھ کو جب دیکھا تھا تو نے

ضَلُّوا ﴿٩٢﴾ أَلَّا تَتَّبِعَنِ ۖ أَفَعَصَيْتَ أَمْرِي ﴿٩٣﴾ قَالَ
کہ وہ بہک گئے کہ تو میرے پیچھے نہ آیا ف۱ کیا تو نے رد کیا میرا حکم وہ بولا

يَبْنَؤُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي وَلَا بِرَأْسِي ۚ إِنِّي
اے میری ماں کے جنے ۶۷ نہ پکڑ میری ڈاڑھی اور نہ سر میں

خَشِيتُ أَنْ تَقُولَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِي إِسْرَآءِيلَ
ڈرا کہ تو کہے گا پھوٹ ڈال دی تو نے بنی اسرائیل میں

وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِي ﴿٩٤﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ﴿٩٥﴾
اور یاد نہ رکھی میری بات ف۱ کہا موسیٰ نے اب تیری کیا حقیقت ہے ۶۸ اے سامری

قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً
بولا ۶۹ میں نے دیکھ لیا جو اوروں نے نہ دیکھا پھر بھر لی میں نے ایک مٹھی

مِنْ أَثَرِ الرَّسُولِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ
پاؤں کے نیچے سے اس بھیجے ہوئے کے پھر میں نے وہی ڈال دی ف۲ اور یہی صلاح دی مجھ کو

لِي نَفْسِي ﴿٩٦﴾ قَالَ فَاذْهَبْ فَإِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ أَنْ
میرے جی نے ف۲ کہا موسیٰ نے دور ہو ۷۰ تیرے لئے زندگی بھر تو اتنی سزا ہے

تَقُولَ لَا مِسَاسَ ۖ وَإِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَنْ تُخْلَفَهٗ ۚ
کہ کہا کرے مت چھیڑ ف۳ اور تیرے واسطے ایک وعدہ ہے وہ ہرگز تجھ سے خلاف نہ ہوگا

وَانْظُرْ إِلٰٓى إِلٰهِكَ الَّذِي ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ۖ
اور دیکھ اپنے معبود کو ۷۱ جس پر تمام دن تو معتکف رہتا تھا

۵۳ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے وعدہ فرمایا تھا۔ کہ وہ فرعون کی تباہی کے بعد کوہ طور کی داہنی جانب پر پہنچ جائیں۔ ان کو تورات دی جائے گی۔ جو سراپا نور ہدایت اور بنی اسرائیل کے لئے مشعل راہ ہوگی۔ یہاں اس وعدہ کی طرف اشارہ ہے یہ وعدہ اگرچہ صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھا۔ لیکن تھا پوری قوم کی فلاح وبہبود کے لئے۔ اس لئے وَوٰعَدْنٰكُمْ سے ساری قوم کو خطاب فرمایا۔ وَ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى من وسلویٰ (ترنجبین اور بٹیریں) کا نزول میدان تیہ میں ہوا تھا۔ اس کی زیادہ تفصیل سورہ بقرہ کی تفسیر میں گذر چکی ہے ملاحظہ ہو ص۲۷ حاشیہ ۱۱۱۔ **۵۴** جو حلال روزی ہیں نے تم کو دی ہے اسے کھاؤ اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی دولت کو بے جا اور برے کاموں میں خرچ نہ کرو۔ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ الخ نافرمانوں کے لئے تخویف اُخروی وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ الخ فرمانبرداروں کے لئے بشارت اُخروی **۵۵** حسب میقات خداوندی جب حضرت موسیٰ علیہ السلام قوم کے ستر نقباء اور سرداروں کو لے کر کوہ طور کی طرف روانہ ہوئے تو دفور اشتیاق کی وجہ سے راستہ میں تیزی سے آگے نکل گئے۔ اور نقباء سے پہلے میقات پر پہنچ گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے موسیٰ! ایسی جلدی کیوں کی کہ ساتھیوں کو پیچھے چھوڑ آئے عرض کیا میرے پروردگار تیری رضا وخوشنودی کی خاطر جلد حاضر ہوا ہوں اور وہ بھی کوئی دور نہیں یہ میرے پیچھے ہی آرہے ہیں۔ یا قوم سے ساری قوم مراد ہے یعنی قوم کو پیچھے چھوڑ کر اتنی جلدی کیوں آگئے۔ جواب دیا وہ بھی قریب ہی ہیں اور میری واپسی کا انتظار کر رہے ہیں۔ **۵۶** یعنی تم تو ادھر آگئے۔ اور تمہارے پیچھے ہم نے تمہاری قوم کو ایک آزمائش میں ڈال دیا اور سامری نے ان کو گمراہ کر دیا ہے ای اختبرناھم بما فعل السامری (روح ج۱۶ ص۲۴۳) سامری چونکہ منافق تھا اور قوم کو گمراہ کرنے اور ان میں شرک پھیلانے کے موقعوں کی تلاش میں رہتا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں عدم موجودگی کو غنیمت سمجھ کر لوگوں سے زیورات لے کر ان کو ڈھال کر گوسالے کی شکل کا بت تیار کیا۔ جو گوسالے کی طرح آواز نکالتا تھا اور لوگوں سے کہا کہ تمہارا رب تو یہ ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام (عیاذاً باللہ) بھول میں ہیں۔ جو کوہ طور پر رب سے ہم کلام ہونے چلے گئے مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تفسیر سورہ بقرہ ص۳۶ حاشیہ ۱۱۲ **۵۷** حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور کی میعاد گذرنے اور تورات لینے کے بعد جب قوم میں واپس آئے تو سخت غضبناک اور متاسف ہوئے۔ یہ غیظ وغضب اللہ کی توحید پر غیرت کی بنا پر تھا۔ وَعْدًا حَسَنًا

موضح قرآن ف۱ چلتے وقت موسیٰ ہارون کو نصیحت کر گئے تھے کہ سب کو متفق رکھیو اس واسطے انہوں نے بچھڑا پوجنے والوں کا مقابلہ نہ کیا زبان سے سمجھایا وہ نہ سمجھے۔ ف۲ جس وقت بنی اسرائیل بہتے دریا میں پیٹھے پیچھے فرعون ساتھ فوج کے پیٹھا جبرئیل بیچ میں ہو گئے کہ ان کو ان تک نہ ملنے دیں سامری نے پہچانا کہ یہ جبرئیل ہیں اُن کے پاؤں کے نیچے سے مٹھی بھر مٹی اٹھالی، وہی اب اس سونے کے بچھڑے میں ڈال دی، سونا تھا کافروں کا مال لیا ہوا فریب سے اس میں مٹی پڑی برکت کی حق اور باطل مل کر ایک کرشمہ پیدا ہوا کہ روح جاندار کی اور آواز اس میں ہو گئی ایسی چیزوں سے بہت بچنا چاہئے اسی سے بت پرستی بڑھتی ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بقتال اہل ضلال ۱۲ ف۲ یعنی در کالبد کہ از زر ساختہ بود بشکل گوسالہ ۱۲ ف۳ یعنی اگر با کسی ہم نشین شدی ہر دو را تپ میگرفت ۱۲۔

سے تورات دینے کا وعدہ مراد ہے اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا کہ وہ ان کو تورات دیگا۔ جو سراپا نور ہدایت ہوگی۔ وعدھم ان یعطیھم التوراۃ التی فیھا ھدی ونور ولا وعد احسن من ذلک واجمل (بحر ج ۶ ص ۲۶۸) **۵۸** حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم سے خطاب کرکے فرمایا میری قوم! کیا اللہ نے تم سے ایک بہت ہی اچھا وعدہ نہیں فرمایا تھا کہ وہ تمہیں تورات دے گا اور پھر میں اس وعدہ کے مطابق تورات لینے کے لئے کوہ طور پر چلا بھی گیا۔ پھر کیا تم چالیس دن بھی صبر نہ کر سکے اور میرا انتظار نہ کیا کیا یہ مدت اتنی طویل تھی کہ تم انتظار کرتے کرتے اُکتا گئے تھے اور پھر بچھڑے کی پوجا میں لگ گئے ؟ یا جان بوجھ کر تم نے شرک کرکے اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دی ہے یہاں تک کہ تم نے اپنے عہد و پیمان کو بھی پسِ پُشت ڈال دیا جو تم نے مجھ سے کیا تھا کہ میقات سے واپسی تک ہم اللہ کی اطاعت پر قائم رہیں گے لانّھم وعدوہ ان یقیموا علی طاعۃ اللہ عزوجلّ الی ان یرجع الیھم من الطور (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۳۴) **۵۹** قوم نے معذرت کے طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا بے شک ہم نے آپ سے اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت پر قائم رہنے کا عہد کیا تھا۔ مگر ہم سے جو عہد شکنی ہوئی ہے یہ ہم نے جان بوجھ کر اور اپنے اختیار سے نہیں کی۔ بلکہ سامری نے چالاکی سے ایسی صورت پیدا کر دی جس کے پیشِ نظر ہم بے اختیار اور مجبور ہو گئے۔ ای من قدرتنا و اختیارنا (ابن کثیر ج ۳ ص ۱۶۳) ابن زید لم نملک انفسنا ای کنّا مضطرین (قرطبی) یعنی ہم نے جو کچھ کیا ہے وہ ہم سے سامری نے کرایا ہے۔ **۶۰** اس میں انہوں نے بیچارگی اور اضطرار کی تصویر پیش کی۔ کہ ہوا یوں کہ قبطیوں (قوم فرعون) سے جو زیورات ہم نے بطور استعارہ لئے تھے۔ اب ان کی ہلاکت کے بعد ان کی واپسی کا کوئی امکان نہ تھا۔ اور نہ ان کو اپنے استعمال میں لانا ہمارے لئے جائز تھا کیونکہ وہ غیر کا حق تھا اس لئے اس سے نجات حاصل کرنے اور گناہ سے بچنے کے لئے ہم نے تمام زیورات گھروں سے باہر پھینک دیئے اور سامری نے انہیں پگھلا کر جو کچھ اس کے پاس تھا اس میں ڈال دیا اور اس سے ایک بچھڑے کی شکل کا جانور بنا ڈالا جو بچھڑے کی طرح بولتا تھا اور پھر کہنے لگا۔ تمہارا اور موسیٰ کا معبود تو یہ ہے وہ بھول میں ہیں کہ اپنے معبود کا کلام سُننے کے لئے کوہِ طُور پر چلے گئے ہیں۔ ای فغفل عنہ موسیٰ وذھب یطلبہ فی الطور (روح ج ۱۶ ص ۲۴۸) **۶۱** یہ چوتھی آیت توحید ہے۔ اور اس سے گوسالہ پرستوں کی حماقت کی طرف اشارہ ہے کہ انہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ وہ گوسالہ ان کی کسی بات کا جواب بھی نہیں دے سکتا اور نہ ان کا نفع و نقصان ہی اس کے اختیار میں ہے اور معبود صرف وہی ہو سکتا ہے جو عالم الغیب اور متصرف و مختار اور کارساز ہو۔ ثم بین اللہ تعالیٰ فساد اعتقادھم بان الالوھیۃ لا تصلح لمن سلبت عنہ ھذہ الصفات (بحر ج ۶ ص ۲۶۹) ای ھو عاجز عن الخطاب والضرّ والنفع فکیف تتخذونہ الٰھًا (مدارک ج ۳ ص ۴۹) لہٰذا بے بس اور عاجز کو معبود بنا لینا سراسر حماقت اور قضیۂ عقل کے صریح خلاف ہے۔ **۶۲** پرستاران گوسالہ کی گمراہی ان کے فعل کی شناعت اور اس کا خلاف عقل ہونا بیان کرنے کے بعد یہاں ان کی خباثت اور اللہ کے پیغمبر حضرت ہارون علیہ السلام کے حکم سے ان کی سرکشی اور بغاوت کا ذکر کیا گیا۔ جب حضرت ہارون علیہ السلام نے دیکھا کہ قوم کے ہزاروں افراد سامری کی چال میں آکر شرک میں مبتلا ہو گئے ہیں تو انہوں نے اپنا فریضۂ تبلیغ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نیابت کا حق ادا کرنے کی غرض سے اور شفقت علی الخلق کے جذبہ کے پیشِ نظر قوم کو ہر طریقہ سے سمجھایا۔ اور ان کو شرک سے روکنے کی کوشش کی ان ھٰرون علیہ السلام انما قال ذلک شفقۃ منہ علی نفسہ وعلی الخلق اما الشفقۃ علی نفسہ فلانہ کان مامورًا من عند اللہ بالامر بالمعروف والنھی عن المنکر وکان مامورا من عند اخیہ موسیٰ علیہ السلام بقولہ اُخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ وَاَصْلِحْ الخ (کبیر ج ۶ ص ۹۵) **۶۳** حضرت ہارون علیہ السلام نے گوسالہ پرستوں سے کہا کہ سامری نے تمہاری خیرخواہی نہیں کی اور تمہیں حق و صداقت اور ہدایت کی راہ نہیں دکھلائی۔ بلکہ اس نے تمہیں بچھڑے کے ذریعے گمراہی اور ضلالت میں ڈال دیا ہے وَاِنَّ رَبَّکُمُ الرَّحْمٰنُ اور یاد رکھو تمہارا مالک و پروردگار اور تمہارا معبود و کارساز خدائے رحمان ہی ہے اور کوئی نہیں بھلا خدائے رحمان کے مقابلہ میں ایک بیجان اور عاجز بچھڑا بھی معبود ہو سکتا ہے ؟ کچھ تو عقل سے کام لو۔ رَبَّکُمُ الرَّحْمٰنُ میں مبتدا و خبر کی تعریف مفید حصر ہے یعنی مستحق عبادت صرف رحمان ہی ہے اور کوئی نہیں۔ وتعریف الطرفین لافادۃ الحصر ای وانّ ربکم المستحق للعبادۃ ھو الرحمٰن لا غیر (روح ج ۱۶ ص ۲۴۹) **۶۴** یہ گوسالہ پرستوں کی انتہائی سرکشی تھی کہ ایک فعل جو سراسر عقل کے خلاف ہے اور اللہ کا ایک پیغمبر اس سے روک رہا ہے مگر انہوں نے بچھڑے کی عبادت چھوڑنے سے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ موسیٰ علیہ السلام کو آنے دو پھر دیکھا جائے گا وہ کیا کہتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی واپسی تک گوسالہ پرستی نہ چھوڑنے سے ان کا ارادہ یہ نہیں تھا کہ ان کے آنے پر وہ سچ مچ ہی گوسالہ کی عبادت اور اس کا طواف وغیرہ بند کر دیں گے بلکہ حضرت ہارون علیہ السلام کے جواب میں یہ ان کا محض ایک بہانہ تھا۔ جعلوا رجوعہ علیہ السلام الیھم غایۃ لعکوفھم علی عبادۃ العجل لکن لا علی طریق الوعد بترکھا عند رجوعہ علیہ السلام بل بطریق التعلل والتسویف الخ (ابو السعود ج ۶ ص ۹۶) **۶۵** یعنی بچھڑے کی عبادت اور اس کی تعظیم پر قائم رہیں گے۔ وہ بچھڑے کے پاس اسے خوش کرنے کے لئے ساز بجاتے اور اس کے گرد ناچ کرتے تھے۔ فلمّا رجع موسیٰ وسمع الصیاح والجلبۃ وکانوا یرقصون حول العجل الخ (قرطبی ۱۱ ص ۲۳۶، خازن و معالم ج ۴ ص ۲۲۵) **۶۶** جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم کا جواب اور اعتذار سُنا تو اس سے مطمئن نہ ہوئے اور غصہ کی حالت میں آگے بڑھ کر حضرت ہارون علیہ السلام کے سر اور داڑھی کے بال پکڑ لئے اور فرمایا۔ اے ہارون! جب تو نے دیکھ لیا تھا کہ وہ شرک میں مبتلا ہو کر گمراہ ہو چکے ہیں۔ تو تو نے میرے احکام کی تعمیل کیوں نہ کی۔ احکام سے وہی ہدایات مراد ہیں جو وہ کوہِ طور پر جانے سے پہلے ان کو دے گئے تھے۔ ان کا خیال تھا۔ شاید ہارون علیہ السلام نے حق تبلیغ ادا نہیں کیا اس لئے قوم گمراہ ہو گئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام چونکہ جلالی طبیعت کے مالک تھے اس لئے قوم کی گمراہی دیکھ کر غضب میں آگئے۔ کان (موسیٰ) علیہ السلام حدیدًا متصلبا غضوبا للہ تعالیٰ وقد شاھد ما شاھد و غلب

علی ظنہ تقصیر فی ھٰرون علیہ السلام ففعل بہما فعل (روح ج ۱۶ ص ۲۵۱) **۶۷** حضرت ہارون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ میں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں تو قطعاً کوتاہی نہیں کی۔ میں نے ان کو شرک سے پوری سختی سے منع کیا۔ یہاں تک کہ وہ مشتعل ہو کر مجھے قتل کرنے لگے تھے جیسا کہ اعراف میں ہے اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِیْ وَکَادُوْا یَقْتُلُوْنَنِیْ اس کے علاوہ یہ ہو سکتا تھا کہ میں شرک نہ کرنے والوں کو ساتھ لے کر شرک کرنے والوں سے جہاد کرتا تو یہ میں نے اس ڈر سے نہیں کیا کہ آپ ہی واپس آکر مجھ سے کہتے کہ تم نے بنی اسرائیل میں فرقہ بندی پیدا کر دی۔ اور میری واپسی کا انتظار بھی نہ کیا ای خشیت لو قاتلت بعضهم ببعض وتفانوا وتفرقوا اَنْ تقول فَرَّقْتَ بَیْنَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ (روح) وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِیْ قال ابو عبیدة لم تنتظر عهدی وقدومی (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۳۹) **۶۸** حضرت ہارون علیہ السلام کا جواب سن کر وہ سامری کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے فرمایا اے سامری! تم نے یہ حرکت کیوں کی کہ گوسالہ بنا کر قوم کو بت پرستی پر لگا دیا۔ سامری بنی اسرائیل کے قبیلہ سامرہ کا ایک فرد تھا اور سمندر پار کرنے کے بعد در پردہ دین موسوی سے مرتد ہو گیا۔ اور منافقانہ طور پر بنی اسرائیل میں شامل رہا۔ بنی اسرائیل نے سمندر سے پار اترنے کے بعد ایک قوم کو گائے کی پوجا کرتے دیکھا۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے۔ اِجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ جس پر انہوں نے ان کو سرزنش کی۔ سامری نے بنی اسرائیل کا مزاج سمجھ لیا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عدم موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بچھڑے کا بت بنا کر پوجا کے لئے قوم کے سامنے رکھ دیا۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ سامری کی قوم گاؤ پرست تھی۔ اس لئے گاؤ پرستی کی محبت اس کے دل میں موجود تھی اور ظاہری طور پر اس نے اسلام کا اظہار کر رکھا تھا۔ عن ابن عباس قال کان السّامری رجلا من اهل باجرو کان من قوم یعبدون البقر وکان حب عبادة البقر فی نفسه وکان قال اظهر الاسلام مع بنی اسرائیل (ابن کثیر ج ۳ ص ۱۶۳) قال قتادة کان السّامری عظیما فی بنی اسرائیل من قبیلة یقال لها سامرة ولکن عدو الله نافق بعد ما قطع البحر مع موسٰی الخ (قرطبی) **۶۹** یہ سامری کا جواب ہے۔ سامری نے کہا کہ مجھ کو ایک ایسی چیز نظر پڑی جو اوروں نے نہیں دیکھی تھی۔ یعنی خدا کے بھیجے ہوئے فرشتہ (جبریل) کو گھوڑے پر سوار دیکھا۔ شاید یہ اسی وقت ہوا ہو جب بنی اسرائیل دریا میں گھسے اور پیچھے پیچھے فرعون کا لشکر گھسا اس حالت میں

لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِی الْیَمِّ نَسْفًا ﴿۹۷﴾ اِنَّمَآ

ہم اس کو جلا دینگے پھر بکھیر دینگے دریا میں اڑا کر ف تمہارا

اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَسِعَ كُلَّ شَیْءٍ

معبود تو وہی اللہ ہے ف۱ جس کے سوا کسی کی بندگی نہیں سب چیز سما گئی ہے

عِلْمًا ﴿۹۸﴾ كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَیْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ مَا قَدْ

اس کے علم میں یوں سناتے ہیں ہم تجھ کو ف۳ ان کے احوال جو پہلے

سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَیْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ﴿۹۹﴾ مَنْ

گذر چکے اور ہم نے دی تجھ کو اپنے پاس سے پڑھنے کی کتاب ف۴ جو کوئی

اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ یَحْمِلُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وِزْرًا ﴿۱۰۰﴾

منہ پھیرے اس سے سو وہ اٹھائے گا دن قیامت کے ایک بوجھ ف۱

خٰلِدِیْنَ فِیْهِ ؕ وَسَآءَ لَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ حِمْلًا ﴿۱۰۱﴾

سدا رہیں گے اس میں اور برا ہے ان پر قیامت میں وہ بوجھ اٹھانے کا

یَّوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِیْنَ یَوْمَىِٕذٍ

جس دن پھونکیں گے صور میں اور گھیر لائینگے ہم گنہگاروں کو اس دن

زُرْقًا ﴿۱۰۲﴾ یَّتَخَافَتُوْنَ بَیْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا

نیلی آنکھیں ف چپکے چپکے کہتے ہوں گے آپس میں تم نہیں رہے ف۲ مگر

عَشْرًا ﴿۱۰۳﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَقُوْلُوْنَ اِذْ یَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ

دس دن ف۳ ہم کو خوب معلوم ہے جو کچھ کہتے ہیں جب بولے گا ان میں اچھی

طَرِیْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا یَوْمًا ﴿۱۰۴﴾ وَیَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ

راہ روش والا تم نہیں رہے مگر ایک دن ف۴ اور تجھ سے پوچھتے ہیں ۷۰

الْجِبَالِ فَقُلْ یَنْسِفُهَا رَبِّیْ نَسْفًا ﴿۱۰۵﴾ فَیَذَرُهَا قَاعًا

پہاڑوں کا حال سو تو کہہ ان کو بکھیر دے گا میرا رب اڑا کر پھر کر چھوڑے گا زمین کو صاف

ترغیب ۱۳ پانچویں آیت

تسبیح ۱۲۰ تتمہ ۲ ساتویں آیت

۵ ع ۱۵ ۱۴

موضح قرآن ف دنیا میں اسکو یہی سزا ملی کہ وہ بنی اسرائیل کے لشکر سے باہر الگ رہتا اگر وہ کسی سے ملتا یا کوئی اس سے دونوں کو تپ چڑھتی اس مارے لوگوں کو دور دور کرتا اور ایک وعدہ ہے کہ خلاف نہ ہوگا، شاید عذاب آخرت ہے اور شاید دجال کا نکلنا وہ بھی یہود میں اسی کا فساد پورا کریگا جیسے ہمارے پیغمبر مال بانٹتے تھے۔ ایک شخص نے کہا انصاف سے بانٹو فرمایا اسکی جنس کے لوگ نکلیں گے وہ خارجی نکلے کہ اپنے پیشواؤں پر لگے اعتراض پکڑنے۔ جو کوئی دین کے پیشواؤں پر طعن کرے وہ ایسا ہی ہے۔ ف۲ یعنی اندھے اور شاید یونہی نیلی ہوں بد نمائی کے واسطے ف۳ یعنی دنیا میں رہنا اتنا نظر آویگا یا قبر میں رہنا ف۴ ہم کو خوب معلوم ہے یعنی چپکے کہنا ہم سے نہیں چھپتا۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی گناہے را ۱۲ ف۲ یعنی در دنیا ۱۲ ۔

جبرئیل دونوں جماعتوں کے درمیان کھڑے ہو گئے تاکہ ایک کو دوسرے سے ملنے نہ دیں۔ بہرحال سامری نے کسی محسوس دلیل سے یا وجدان سے یا کسی قسم کے تعارف سابق کی بنا پر سمجھ لیا کہ یہ جبرئیل ہیں ان کے پاؤں یا ان کے گھوڑے کے پاؤں کے نیچے سے مٹھی بھر مٹی اٹھالی وہ ہی اب سونے کے بچھڑے کے منہ میں ڈال دی۔ کیونکہ اس کے جی میں یہ بات آئی کہ روح القدس کی خاک پا میں یقیناً کوئی خاص تاثیر ہوگی۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ سونا تھا کافروں کا مال لیا ہوا فریب سے۔ اسی میں مٹی پڑی برکت کی۔ حق اور باطل مل کر ایک کرشمہ بن گیا کہ جاندار کی طرح روح اور آواز اس میں ہو گئی۔ ایسی چیزوں سے بہت بچنا چاہئے اس سے بت پرستی بڑھتی ہے۔

صَفْصَفًا ﴿۱۰۶﴾ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ﴿۱۰۷﴾ يَوْمَئِذٍ
میدان نہ دیکھے تو اس میں موڑ اور نہ ٹیلا اس دن
يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ
پیچھے دوڑینگے ف۱ ۷۶ پکارنے والے کے ٹیڑھی نہیں جس کی بات اور دب جائینگی آوازیں
لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ﴿۱۰۸﴾ يَوْمَئِذٍ
رحمٰن کے ڈر سے پھر تو نہ سنے گا مگر کھس کھسی آواز اس دن
لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ
کام نہ آئے گی سفارش ۷۷ مگر جس کو اجازت دی رحمٰن نے
وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ﴿۱۰۹﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ
اور پسند کی اس کی بات ف۲ ف۱ وہ جانتا ہے جو کچھ ہے ان کے آگے
وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ﴿۱۱۰﴾ وَعَنَتِ
اور پیچھے اور یہ قابو میں نہیں لا سکتے اس کو دریافت کر کر اور رگڑتے ہیں
الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ۭ وَقَدْ خَابَ مَنْ
منہ آگے اس جیتے ہمیشہ رہنے والے کے اور خراب ہوا جس نے
حَمَلَ ظُلْمًا ﴿۱۱۱﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ
بوجھ اٹھایا ظلم کا اور جو کوئی کرے کچھ بھلائیاں ۷۹
وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ﴿۱۱۲﴾ وَ
اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو سو اس کو ڈر نہیں بے انصافی کا اور نہ نقصان پہنچنے کا ف۲ اور
كَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا
اسی طرح اتارا ہم نے قرآن عربی زبان کا اور پھیر پھیر کر سنائی ہم نے
فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ
اس میں ڈرانے کی باتیں تاکہ وہ پرہیز کریں یا ڈالے

ملا بشارات انجری ۲

تنبیہ:۔ آیت کی جو تفسیر اوپر بیان ہوئی، صحابہ و تابعین اور علماء مفسرین سے یہی منقول ہے (عثمانی) بعض آثار میں ہے کہ جہاں گھوڑا زمین پر پاؤں رکھتا وہاں فوراً سبزہ نمودار ہو جاتا اس سے سامری نے سمجھا کہ اس میں ضرور کوئی کرشمہ ہوگا اس لئے اس کے پاؤں رکھنے کی جگہ سے مٹھی بھر مٹی اٹھالی۔ وفی بعض الآثار انہ رأہ کلما رفع الفرس یدیہ اورجلیہ علی التراب الیبس یخرج النبات فعرف ان لہ شانًا فاخذ من موطئہ حفنۃ (روح ج ۱۶ ص ۲۵۲) اس کی زیادہ تحقیق سورۂ بقرہ کی تفسیر میں گذر چکی ہو ملاحظہ ہو حاشیہ (۱۱۲)

۷۵ سامری کو دنیا میں اپنے کئے کی سزا یہ ملی کہ جب بھی کوئی شخص اس کے قریب جاتا تو دونوں کو تپ چڑھ جاتا اس لئے وہ لوگوں سے کہتا کہ مجھ سے دور رہو وہ چاہتا تھا کہ فریب سے قوم کا سردار بن جائے لیکن سزا ایسی ملی کہ کوئی شخص اس کے قریب بھی نہ پھٹکتا تھا۔ بالکل اچھوتوں کی طرح زندگی گذاردی وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ وہ تو دنیا میں عذاب تھا اور دنیا میں شرک پھیلانے اور فساد بپا کرنے کی سزا آخرت میں بھی ملے گی۔ آخرت میں سزا کی وعید ضرور پوری ہوگی اللہ تعالیٰ اس کے خلاف نہیں کرے گا۔ ای لن یخلفک اللہ موعدہ الذی وعدک علی الشرک والفساد فی الارض ینجزہ لک فی الآخرۃ بعد ما عاقبک بذلک فی الدنیا (مدارک ج ۳ ص ۵) **۱۷۵** یہ تو تیری سزا ہوئی۔ اب دیکھ میں تیرے معبود کا کیا حشر کرتا ہوں جس پر تو ہر وقت مجاور بنا بیٹھا رہتا ہے۔ میں ابھی اس کو جلا کر اس کی راکھ دریا میں بہاتا ہوں تاکہ تجھے اور اس کی پوجا کرنے والے دوسرے لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ وہ اس قدر عاجز ہے کہ خود اپنی حفاظت نہیں کر سکتا تو دوسروں کا کیا سنوار سکتا ہے۔ **۲۷۵** یہ پانچویں آیت توحید ہے گوسالہ سامری کا عجز اور اس کی بے بسی ظاہر کرنے کے بعد توحید اور معبود حق کا اعلان فرمایا اور کلام کا رخ سامری سے تمام بنی اسرائیل کی طرف موڑ دیا کہ تمہارا معبود تو صرف اللہ ہے۔ جس کے سوا کوئی الوہیت کے لائق نہیں اور کوئی الٰہ اور معبود بننے کے قابل نہیں، جس کا علم ہر چیز پر حاوی اور ساری کائنات کو محیط ہے اور وہ ہر چیز پر قادر اور علی الاطلاق مختار و متصرف ہے اور یہ گوسالہ جماد اور محض بے جان ہے بھلا یہ کیونکر معبود ہو سکتا ہے **۳۷۵** کاف بیان کمال کے لئے ہے یعنی ایسی صحیح تفصیلات بیان کرنا ہمارا ہی کام ہے اور کسی کا نہیں۔ اور یہ تیسری آیت تشجیع ہے یعنی

موضح قرآن ف۱ یعنی اس کی سفارش چلے گی ف۲ یعنی اس پر زور نہ ہوگا۔ اللہ کے ہاں انصاف ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی انقیاد اسرافیل کند ۱۲ ف۲ یعنی مسلمان باشند ۱۲۔

لَهُمْ ذِكْرًا ﴿١١٣﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا

ان کے دل میں سوچ سو بلند درجہ اللہ کا ۷۹ اس سچے بادشاہ کا اور تو

تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ

جلدی نہ کر قرآن کے لینے میں ۸۰ جب تک پورا نہ ہو چکے

وَحْيُهٗ ۫ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ﴿١١٤﴾ وَلَقَدْ

اس کا اترنا اور کہہ اے رب زیادہ کر میری سمجھ ف۱ اور ۸۱

عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ

ہم نے تاکید کر دی تھی آدم کو اس سے پہلے پھر بھول گیا اور نہ پائی ہم نے

لَهٗ عَزْمًا ﴿١١٥﴾ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا

اس میں کچھ ہمت ف۲ اور جب کہا ہم نے فرشتوں کو سجدہ کرو ۸۲

لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى ﴿١١٦﴾ فَقُلْنَا

آدم کو تو سجدہ میں گر پڑے مگر نہ مانا ابلیس نے پھر کہہ دیا ہم نے

يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا

اے آدم یہ دشمن تیرا ہے اور تیرے جوڑے کا سو

يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ﴿١١٧﴾ اِنَّ لَكَ

نکلوا نہ دے تم کو بہشت سے پھر تو پڑ جائے تکلیف میں تجھ کو یہ ملا ہے

اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ﴿١١٨﴾ وَاَنَّكَ لَا

کہ نہ بھوکا ہو تو اس میں اور نہ ننگا اور یہ کہ نہ

تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ﴿١١٩﴾ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ

پیاس کھینچے تو اس میں اور نہ دھوپ پھر جی میں ڈالا اس کے شیطان نے ۸۳

قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَ

کہا اے آدم میں بتاؤں تجھ کو درخت سدا رہنے کا اور

ع ۶ ۱۵

[illegible]

گذشتہ انبیاء علیہم السلام کے واقعات ہم آپ پر اس لئے بیان کرتے ہیں تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ انہوں نے توحید کی خاطر کس قدر مصیبتیں اٹھائیں اس طرح آپ پر بھی مصائب آئیں گے لہٰذا آپ بھی ان پر صبر کریں۔ اور یہ جملہ معترضہ ہے برائے بیان صداقت رسول صلی اللہ علیہ وسلم یعنی آپ ہماری وحی سے معلوم کر کے گذشتہ لوگوں کی اخبار بیان کر رہے ہیں۔ لہٰذا آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ **۷۴** ذِكْرًا سے قرآن کریم مراد ہے۔ وتفسیر الذکر بالقراٰن ھو الذی ذھب الیہ الجمھور (روح ج ۱۶ ص ۲۵۹) مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ الخ منکرین قرآن کے لئے تخویفِ اُخروی ہے، **۷۵** اس سے پہلے چونکہ نفخ صور، حشر نشر اور قیامت کا ذکر تھا۔ اس لئے مشرکین کے لئے اسبات کا موقع تھا کہ وہ یہ سوال پوچھ بیٹھیں کہ جب قیامت آئے گی تو یہ اتنے بڑے بڑے پہاڑ کہاں جائیں گے۔ اس لئے فرمایا کہ اگر وہ یہ سوال کریں تو آپ اس کا جواب فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو ریت کی مانند ریزہ ریزہ کر کے اڑا دے گا۔ اور وہ سب زمین پر بکھر جائیں گے اور زمین بالکل صاف اور ہموار چٹیل میدان کی طرح نظر آئے گی۔ اس میں کہیں اونچ نیچ اور نشیب و فراز نہیں ہوگا۔ یَسْـَٔلُوْنَكَ کے جواب میں فَقُلْ پر فاء اس لئے داخل ہوئی ہے کہ یسئلونک متضمن معنی شرط ہے۔ کیونکہ یہ سوال متحقق نہیں تھا بلکہ متوقع تھا۔ اور اصل میں ان سألوك ہے اسی لئے جزاء پر فا داخل ہوئی۔ (مدارک) قَاعًا میدان صَفْصَفًا صاف ہموار عِوَجًا نشیب پستی۔ اَمْتًا بلندی اور اونچائی **۷۶** الداعی الخ سے حضرت اسرافیل علیہ السلام مراد ہیں جو قیامت کے دن صور پھونکیں گے۔ صور کی آواز پر تمام مردے زندہ ہو کر ہر طرف سے سیدھے آواز کی جانب چل پڑیں گے۔ یرید اسرافیل علیہ السلام اذا نفخ فی الصور (لا عوج لہ) ای عن دعائه لا یزیغون ولا ینحرفون بل یسرعون الیه ولا یحیدون عنه (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۴۶) اس دن تمام بنی آدم پر ہیبت طاری ہوگی اور کوئی شخص اونچی آواز سے بات بھی نہیں کر سکے گا۔ ہیبتِ خداوندی اور ہول قیامت کی وجہ سے تمام مخلوق سہمی ہوئی ہوگی۔ ای خفیت لمهابته تعالیٰ و شدة ھول المطلع (روح ج ۱۶ ص ۲۶۹) هَمْسًا یعنی نہایت پست۔ اس دن جو بھی بات کرے گا۔ نہایت پست اور خفی آواز سے کرے گا۔ **۷۷** یہاں قیامت کے دن شفاعت کے نافع ہونے کی نفی کی گئی ہے۔ اور اس میں سے پھر شفاعت کی ایک صورت کو مستثنیٰ کیا گیا ہے، جس کی تعبیر مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ سے کی گئی ہے۔ اس سے یا تو شافعین یعنی انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام اور مومنین صالحین مراد ہیں جن کو قیامت کے دن گنہگاروں کی سفارش کرنے کا اذن ملے گا یا مشفوع لہم یعنی وہ گنہگار مومنین مراد ہیں، جن کے حق میں شفاعت ہوگی۔ پہلی صورت میں معبودانِ باطلہ کی شفاعت کے نافع ہونے کی نفی ہوگی اور دوسری صورت میں مشرکین کے حق میں شفاعت کے مفید ہونے کی نفی مراد ہوگی۔ ومعناه لاجله وکذا و رَضِيَ لَهٗ ای لاجله ویکون من للمشفوع له او بدل من الشفاعة علی حذف مضاف ای الا شفاعة من اذن له ویکون من للشافع الخ (بحر ج ۶ ص ۲۸۰) پہلی صورت کا حاصل یہ

موضح قرآن ف۱ جبرئیل جب قرآن لاتے حضرت اُنکے پڑھنے کے ساتھ آپ بھی پڑھنے لگتے کہ بھول نہ جاویں اسکو پہلے منع فرمایا تھا سورۂ قیامت میں اور تسلی کر دی تھی کہ اسکا یاد رکھوانا اور لوگوں تک پہنچوانا ذمہ ہمارا ہے لیکن بندہ بشر ہے شاید بھول گئے ہوں۔ پھر تقید کیا اور بھولنے پر مثل فرمائی آدم کی۔ ف۲ وہی جو دانہ کھا لیا بھول گئے یعنی قائم نہ رہے۔

ہوگا کہ شفاعت صرف مؤمنوں کے حق میں ہوگی مشرکوں کے حق میں نہ ہوگی اور دوسری صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ شفاعت صرف انبیاء علیہم السلام اور نیک لوگ ہی کریں گے مشرک پیروں اور راہنماؤں کو شفاعت کی اجازت نہیں ملے گی۔ وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ الخ قیامت کے دن تمام بنی آدم اللہ کے سامنے عاجز اور سر افگندہ ہوں گے کیا فقیر اور کیا امیر، کیا رعیت اور کیا بادشاہ سب لرزاں اور ترساں ہوں گے اور جنہوں نے شرک کیا ہوگا وہ سراسر خسارے میں ہوں گے۔ ان کے نجات پانے کی کوئی صورت نہیں ہوگی۔ عنت ای ذلت وخضعت اور ظلم سے شرک مراد ہے (روح)۔ **۵۷۸** یہ نیکوکاروں کے لئے بشارت اُخروی ہے وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ الخ کاف بیان کمال کے لئے ہے اور یہ قرآن پر عمل کرنے کی ترغیب ہے۔ یعنی ایسا مدلل اور جامع قرآن نازل کرنا ہمارا کام ہے۔ لہٰذا تم اس عظیم الشان کتاب پر عمل کرو۔ **۵۷۹** یہ آیات توحید کا ثمرہ اور نتیجہ ہے۔ یعنی مذکورہ دلائل توحید سے واضح ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ ہی متصرف و مختار اور عالم الغیب ہے لہٰذا وہی سب سے بڑا اور عظیم الشان بادشاہ ہے اور وہی معبود برحق ہے اس لئے حاجات میں صرف اسی کو پکارو۔ **۵۸۰** یہ چوتھی آیت تشجیع کا ذکر ہے۔ یعنی قرآن مجید کی وحی اترتے وقت اس کے پڑھنے میں جلدی نہ کریں۔ بلکہ اُسے غور سے سُنیں۔ جب وحی ختم ہوجائے تو پھر آپ اُسے دہرا لیں۔ جب آپ کے ذہن میں محفوظ ہوجائے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح جرأت و استقلال سے قرآن کی تبلیغ فرمائیں۔ ہمارے پیغمبر آدم علیہ السلام کی طرح آپ کے عزم اور پائے استقلال میں جنبش نہ آنے پائے۔ جیسا کہ آگے آرہا ہے کہ آدم علیہ السلام کے عزم میں کمزوری آگئی۔ **۵۸۱** ہم نے بنی آدم کی تخلیق سے پہلے آدم علیہ السلام کو حکم دیا تھا کہ وہ جنت میں رہیں اور وہیں کے پھلوں اور میووں میں سے جو چاہیں کھائیں اور ایک درخت سے ہم نے ان کو منع کیا تھا کہ اس کے قریب نہ جائیں مگر ان سے بھول ہوگئی اور انہوں نے شجرِ ممنوعہ سے تناول کرلیا۔ اس طرح وہ عزم اور ثبات قدم کا ثبوت نہ دے سکے یا عزم سے پختہ ارادہ مراد ہے، یعنی آدم علیہ السلام نے بالارادہ اللہ کے حکم کے خلاف نہیں کیا تھا۔ بلکہ بھُول ہوگئی تھی اور اللہ کا حکم یاد نہیں رہا تھا۔ کانہ لما مدح سبحانہ القران وحض علی استعمال التؤدۃ والرفق فی اخذہ و عھد علی العزیمۃ بامرہ وترک النسیان فیہ ضرب حدیث آدم مثلاً للنسیان وترک العزیمۃ (روح ج ۱۶ ص ۲۱۹) **۵۸۲** مقصد یہ ہے کہ ابلیس تمہارا پرانا جدی پشتی دشمن ہے اور وہ ہر ممکن طریق سے تمہیں کفر و شرک اور دوسرے گناہوں سے ملوث کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کے فریب سے بچو۔ اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ الخ یہ جنت کی خوبیاں ہیں کہ وہاں نہ بھوک ہوگی، نہ پیاس اور نہ دھوپ یعنی وہاں ہر قسم کا آرام و سکون ہوگا۔ **۵۸۳** اس واقعہ کی مزید تفصیل سورہ بقرہ کی تفسیر میں دیکھیں حاشیہ ۸۵ تا ۹۰۔ **۵۸۴** یہ اللہ کی ہدایت سے اعراض کرنیوالوں کے لئے تخویف اُخروی ہے اور یہ استیناف ہے حضرت آدم علیہ السلام سے متعلق نہیں مَعِيْشَةً ضَنْكًا "تنگ روزی" اس سے یا تو آخرت کی زندگی میں رزق کی تنگی مراد ہے یا دنیا کی زندگی ہیں۔ دنیا میں وہ اگرچہ مالدار ہوں گے۔ لیکن ان کے دلوں سے وصف قناعت چھین لیا جائے گا اور ان کو حرص و لالچ کے مرض میں

مُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ﴿١٢٠﴾ فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا
بادشاہی جو پرانی نہ ہو پھر دونوں نے کھا لیا اس میں سے پھر کھل گئیں ان پر
سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ
ان کی بری چیزیں اور لگے گانٹھنے اپنے اوپر پتے
الْجَنَّةِ ؗ وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ﴿١٢١﴾ ثُمَّ
بہشت کے اور حکم ٹالا آدم نے اپنے رب کا پھر راہ سے بہکا پھر
اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ﴿١٢٢﴾ قَالَ
نواز دیا اس کو اس کے رب نے پھر متوجہ ہوا اس پر اور راہ پر لایا فرمایا
اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ
اترو یہاں سے دونوں اکٹھے رہو ایک دوسرے کے دشمن
فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى ۥ لا فَمَنِ اتَّبَعَ
پھر اگر پہنچے تم کو میری طرف سے ہدایت پھر جو چلا
هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ﴿١٢٣﴾ وَمَنْ اَعْرَضَ
میری بتائی راہ پر سو وہ نہ بہکے گا اور نہ وہ تکلیف میں پڑیگا ف اور جس نے منہ پھیرا ۵۸۴
عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّ
میری یاد سے تو اس کو ملنی ہے گذران تنگی کی اور
نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ﴿١٢٤﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ
لائیں گے ہم اس کو دن قیامت کے اندھا وہ کہے گا اے رب کیوں
حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ﴿١٢٥﴾ قَالَ
اٹھا لایا تو مجھ کو ۵۸۵ اندھا اور میں تو تھا دیکھنے والا فرمایا
كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ
یوں ہی پہنچی تھیں تجھ کو ہماری آیتیں پھر تو نے ان کو بھلا دیا اور اسی طرح آج

موضح قرآن ف ۱ ایک دوسرے کے دشمن رہے ان کی اولاد جیسا آپس میں رفاقت کر کر گناہ کیا اس رفاقت کا بدلہ یہ ملا کہ اولاد آپس میں دشمن ہوئی۔

تُنْسٰی ﴿۱۲۶﴾ وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ
تجھ کو بھلادینگے ف۱ اور اسی طرح ۵۸۶ بدلہ دینگے ہم اس کو جو حد سے نکلا اور
يُؤْمِنْۢ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ
یقین نہ لایا اپنے رب کی باتوں پر اور آخرت کا عذاب سخت ہے
وَاَبْقٰى ﴿۱۲۷﴾ اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ
اور بہت باقی رہنے والا ف۲ سو کیا ان کو سمجھ نہ آئی اس بات سے کہ کتنی غارت کردیں ہم نے ان سے پہلے
مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ
جماعتیں یہ لوگ پھرتے ہیں ان کی جگہوں میں اس میں
ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ﴿۱۲۸﴾ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ
خوب نشانیاں ہیں عقل رکھنے والوں کو اور اگر نہ ہوتی ایک بات ۵۸۷
سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿۱۲۹﴾
کہ نکل چکی تیرے رب کی طرف سے تو ضرور ہوجاتی مٹھ بھیڑ اور اگر نہ ہوتا وعدہ مقرر کیا ہوا ف۳
فَاصْبِرْ عَلٰي مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ
سو تو سہتا رہ جو وہ کہیں ۵۸۸ اور پڑھتا رہ خوبیاں اپنے رب کی
قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ
سورج نکلنے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے اور کچھ
اٰنَاۗئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ
گھڑیوں میں رات کی پڑھا کر اور دن کی حدوں پر شاید تو
تَرْضٰى ﴿۱۳۰﴾ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا
راضی ہو ف۴ اور مت پسار اپنی آنکھیں ۵۸۹ اس چیز پر جو فائدہ اٹھانے کو دیا ہم نے
بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۥ
ان طرح طرح کے لوگوں کو رونق دنیا کی زندگی کی

ع ۷ ۱۳ ۱۶

۱ تخویف دنیوی ۲ تخویف اخروی ۳ تسلیہ ۴ تشجیع اور امور منقطعہ ہیں ۲ امر اول ۱۲ سے ۲ امر دوم ۱۲ سے ۳ امر سوم ۱۲

مبتلا کر دیا جائے گا۔ جس کی وجہ سے وہ غنائے قلبی سے محروم رہیں گے اور دنیائے دنی کی دولت کے پیچھے مفلس و قلاش لوگوں کی طرح بھاگتے پھریں گے۔ عن ابن جبیر یسلبہ القناعۃ حتّٰی لا یشبع فمع الدین التسلیم والقناعۃ والتوکل فتکون حیاتہ طیبۃ ومع الاعراض الحرص والشح فعیشہ ضنك وحال مظلمۃ (مدارک ج ۳ ص ۵۳) **۵۸۵** جس شخص نے اللہ کی ہدایت کو محض ضد و عناد کی وجہ سے رد کر دیا قیامت کے دن اس کو قبر سے اندھا اٹھایا جائے گا تو وہ اللہ سے سوال کرے گا کہ بارے خدایا! دنیا میں تو میں چنگا بھلا دیکھتا تھا اور تو نے میری آنکھوں کو نور دے رکھا تھا تو آج مجھے کیوں آنکھوں کی روشنی سے محروم کر دیا گیا ہے۔ قال کذٰلك تو اس کو جواب ملے گا کہ جس طرح دنیا میں تیرے پاس ہماری آیتیں آئیں۔ ہمارے پیغمبروں اور مبلغوں نے تجھے پڑھ کر سنائیں تو تو نے ان کو پس پشت ڈال دیا ان کی پرواہ نہ کی اور ان سے آنکھیں بالکل بند کرلیں اور ان سے اندھا ہو گیا۔ اسی طرح آج تجھے بھلا دیا گیا ہے اور تجھے کوئی اہمیت نہیں دی گئی اور تیری آنکھوں سے نور چھین کر تجھے اندھیرے میں چھوڑ دیا گیا ہے۔ ان اٰیاتنا اتتك واضحۃ مستنیرۃ فلم تنظر الیھا بعین المعتبر ولم تتبصر وترکتھا وعمیت عنھا فکذٰلك الیوم نترکك علی عماك ولا نزیل غطاءہ عن عینیك (بحر ج ۶ ص ۲۸۷) لیکن یہ اندھاپن ایک معین وقت تک ہوگا اس کے بعد زائل ہو جائے گا اور وہ قیامت کے احوال اور جہنم وغیرہ کا مشاہدہ کریں گے۔ وھذا الترك یبقی الی ماشاء اللہ تعالٰی ثم یزال العمی عنہ فیرٰی اھوال القیمۃ ویشاھد النار کما قال سبحانہ ورای المجرمون النار الخ (روح ج ۱۶ ص ۲۵۱) **۵۸۶** جو لوگ حدود الٰہیہ کو پھاند کر شہوات و خواہشات میں منہمک ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو نہ مانیں ان کو ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔ اور پھر آخرت کا عذاب یعنی عذاب جہنم تو نابینا اٹھانے سے بھی زیادہ دردناک اور دائم ہے۔ اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ الخ یہ مکذبین کو لئے تخویف دنیوی ہے۔ **۵۸۷** اجل مسمّی، کلمۃ پر معطوف ہے اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ کی تہدید کے بعد ان مکذبین پر فوراً عذاب نازل نہ کرنے کی حکمت بیان فرمائی کہ چونکہ اللہ تعالیٰ تاخیر عذاب کا فیصلہ کر چکا ہے۔ اور اس امت کے مکذبین پر عذاب استیصال نازل نہیں کیا جائے گا، جس سے وہ بیک وقت سارے کے سارے ہلاک ہو جائیں اور ان مکذبین کی عمریں بھی مقرر فرما چکا ہے اور موت اپنے وقت مقررہ سے پہلے نہیں آ سکتی اس لئے ان کو فوری عذاب سے ہلاک نہیں کیا گیا۔ اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوتیں تو وہ لازمی طور پر عذاب سے ہلاک کر دیئے جاتے۔ ای لولا العدۃ بتاخیر عذابھم والاجل المسمی لاعمارھم لما تاخر عذابھم اصلا (روح ج ۱۶ ص ۲۸) **۵۸۸** یہ پانچویں آیت تشجیع ہے جو پانچ امور

موضح قرآن ف۱ آیتوں کو بھلا دیا یعنی عمل نہ کیا اور یقین نہ لایا اور پیغمبر نے فرمایا میری امت کے سارے گناہ مجھ کو دکھائے اس سے بڑا گناہ نہ دیکھا کہ قرآن کی کوئی آیت کسی شخص کو یاد ہوئی پھر اس نے بھلا دی ف۲ یعنی یہ عذاب اندھا ہونے کا حشر میں ہے اور دوزخ میں اور زیادہ۔ ف۳ آخر وعدہ پر بھینٹ ہوئی مسلمانوں میں اور کافروں میں ف۴ دن کی حدوں یعنی پہر پہر بعد وقت میں نمازوں کے اور تو راضی ہوگا یعنی امت کو مدد ہوگی دنیا میں اور بخشش گناہوں کی آخرت میں تیری سفارش سے۔

پر مشتمل ہے۔ امر اول فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ یعنی آپ مشرکین کی بیجا باتوں اور انکے طعن وتشنیع پر اور انکی طرف سے جو مصائب آئیں ان پر صبر کریں۔ امر دوم وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ اور اللہ کی تسبیح وتقدیس اس پر ممد ومعاون ہے لہٰذا آپ پنج وقتہ نمازوں کی پابندی کریں۔ صبر واستقلال کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ اللہ تعالیٰ آپکا حامی وناصر ہے۔ اس آیت سے پانچوں نمازوں کا حکم مستنبط ہے قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ نماز فجر قَبْلَ غُرُوْبِهَا نماز عصر وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ نماز عشاء اور اَطْرَافَ النَّهَارِ نماز ظہر ومغرب (قرطبی، روح وغیرہ) **۸۹** یہ امر سوم ہے۔ یعنی آپ مسئلہ توحید کو جرأت وشجاعت سے خوب پہنچائیں اور کفار ومشرکین کے مختلف طبقات کو جو ہم نے وافر دولت دے رکھی ہے اسکی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیں یہ محض چند روزہ رونق اور شان وشوکت ہے۔ ان کو مال ودولت دینے سے یہ نہ سمجھا جائے کہ ہمارے نزدیک انکی کوئی قدر ومنزلت ہے بلکہ یہ محض ابتلا اور امتحان ہے اور آخرت میں ان کیلئے جہنم کے سوا کچھ نہیں۔ **۹۰** یہ امر چہارم ہے یہ امر مصلح کا ذکر ہے۔ یعنی اہل وعیال کو نماز کی پابندی کا حکم فرمائیں وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا امر پنجم اور خود بھی نماز کی پابندی کریں لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا یہ ذمہ داری آپکی نہیں ہے کہ آپ اپنے لئے اور اہل وعیال کے لئے روزی کمائیں بلکہ روزی کا انتظام ہمارے ذمہ ہے۔ آپ جس کام کے لئے بھیجے گئے ہیں آپ اسکا زیادہ اہتمام کریں۔ ای لانسئلك ان ترزق نفسك ولا اهلك (نحن نرزقك) واياهم فلا تهتم لامر الرزق (مدارک ج ۳ ص ۵۵) مطلب یہ ہے کہ نماز پر مداومت کریں کوئی نماز ناغہ نہ ہونے پائے۔ نماز کیوقت تمام کاروبار چھوڑ چھاڑ کر پوری توجہ کیساتھ نماز ادا کریں اور اکتساب معاش ادائے نماز سے ہرگز مانع نہ ہو کیونکہ روزی رساں تو اللہ تعالیٰ ہے۔ **۹۱** یہ شکوی ہے۔ مشرکین کہتے تھے کہ آپ کوئی دلیل یا معجزہ کیوں نہیں لاتے جو آپکی صداقت ظاہر کرے اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ الخ جواب شکوی ہے۔ یعنی آپ نے ایسی باتیں بیان کی ہیں جنکی پہلے آپکو خبر نہیں تھی اس سے معلوم ہوا کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اور جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ سب من جانب اللہ ہے اور کتب سابقہ یعنی تورات وانجیل وغیرہ میں وہ آپ کی بشارت پڑھ چکے ہیں۔ جو آپکی نبوت وصداقت پر نہایت واضح دلیل ہے تو کیا یہ دلیل کافی نہیں ہے۔ یرید التوراة والانجیل والکتب المتقدمة وذلك اعظم اٰية اذا اخبر بما فيها وقيل اَوَلَمْ تَأْتِهِمْ الاٰية الدالة على نبوته بما وجدوه في الكتب المتقدمة من البشارة (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۶۴) **۹۲** یہ استیناف ہے اس سے مقصود یہ ہے۔ کہ ہم نے قرآن منکرین پر حجت قائم کرنیکے لئے نازل کیا ہے۔ تاکہ قیامت کے دن وہ کوئی عذر نہ کر سکیں۔ یعنی اگر ہم قرآن نازل کرنے اور حجت قائم کرنے سے پہلے ہی عذاب نازل کر کے ان کو ہلاک کر دیتے۔ تو قیامت کے دن وہ کہہ سکتے تھے کہ اے اللہ تو نے اپنا رسول بھیج کر اور اس پر اپنی آیتیں نازل فرما کر ہمیں سیدھی راہ کیوں نہ دکھائی۔ تاکہ ہم تیرے پیغمبروں کا اتباع کرتے اور آج ذلیل ورسوا نہ ہوتے۔ **۹۳** یعنی آپ ان متمردین اور معاندین سے کہہ دیں کہ ہم اور تم سب ایک دوسرے کے انجام کے منتظر ہیں۔ تم انتظار تو کرو بہت جلد تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ سیدھی راہ پر کون ہے اور گمراہ کون ہے۔ [illegible] سورۂ طٰہٰ کی آیات توحید ص ۹۲

امر چہارم ۱۳۲
امر پنجم ۱۳۲
شکوی ۱۳۳
جواب شکوی ۱۳۳

لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ۭ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى (131)
ان کے جانچنے کو اور تیرے رب کی دی ہوئی روزی بہتر ہے اور بہت باقی رہنے والی
وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۭ
اور حکم کر اپنے گھر والوں کو نماز کا ۹۰ اور خود بھی قائم رہ اس پر
لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ۭ وَالْعَاقِبَةُ
ہم نہیں مانگتے تجھ سے روزی ہم روزی دیتے ہیں تجھ کو اور انجام بھلا ہے
لِلتَّقْوٰى (132) وَقَالُوْا لَوْلَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ
پرہیزگاری کا ف۱ اور لوگ کہتے ہیں یہ کیوں نہیں لے آتا ہمارے پاس ۹۱ کوئی نشانی
رَّبِّهٖ ۭ اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِي
اپنے رب سے کیا پہنچ نہیں چکی ان کو نشانی اگلی
الصُّحُفِ الْاُوْلٰى (133) وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ
کتابوں میں کی ف۱ ف۲ اور اگر ہم ہلاک کر دیتے ان کو ۹۲
بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ
کسی آفت میں اس سے پہلے تو کہتے اے رب کیوں نہ
اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ
بھیجا ہم تک کسی کو پیغام دے کر کہ ہم چلتے تیری کتاب پر
قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى (134) قُلْ كُلٌّ
ذلیل اور رسوا ہونے سے پہلے تو کہہ ہر کوئی
مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ
راہ دیکھتا ہے ۹۳ سو تم بھی راہ دیکھو آئندہ جان لوگے کون ہیں
اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى (135)
سیدھی راہ والے اور کس نے راہ پائی

ع ۷ ۱۷

منزل ۴

[illegible]

موضح قرآن ف۱ اور خاوند غلام سے روزی کمواتے ہیں اور خاوند بندگی چاہتا ہے روزی آپ دیتا ہے **ف۲** یعنی اگلی کتابوں میں خبر ہے رسول آخر الزمان کی یا یہ معنی کہ پہلے پیغمبروں کی نشانی کفایت ہے یہ پیغمبر بھی انہیں باتوں کا تقید کرتا ہے کوئی بات نئی نہیں کہتا یا یہ نشانی کہ اگلی کتابوں کے موافق قصے بیان کرتا ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی قرآن مشتمل است بر قصص وغیر آن موافق کتب سابقہ ۱۲۔

لہ سورۂ انبیاء

ربط سورۂ طٰہٰ میں بتایا گیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو یہ پیغام دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حاجت روا اور کارساز نہیں۔ لہٰذا اسی کو پکارو۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ (ع ۱) اب سورہ انبیاء میں علی سبیل الترقی یہ بتایا جائے گا کہ نہ صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کی طرف یہی وحی کی گئی تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حاجت روا اور کارساز نہیں۔ لہٰذا اسی کو پکارو، وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ (ع ۲)

خلاصہ سورہ انبیاء کا دعویٰ یہ ہے۔ کہ زمینوں اور آسمانوں کی تمام باتیں جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ لہٰذا وہی کارساز اور متصرف و مختار ہے۔ حاجات و مشکلات میں صرف اسی کو پکارو۔ یہ دعویٰ قٰلَ رَبِّیْ یَعْلَمُ الْقَوْلَ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (ع ۱) میں ذکر کیا گیا ہے۔ اور اس دعوے کے اثبات پر تین عقلی دلیلیں اور گیارہ نقلی دلیلیں (ایک اجمالی عقلی دلیلوں کے درمیان اور دس تفصیلی ان کے بعد) اور آخر میں ایک دلیل وحی ذکر کی گئی ہے۔ سورت کی ابتداء میں دعویٰ سے پہلے اور دعوے کے بعد کَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ تک مشرکین پر زجر و شکوی کا ذکر کیا گیا ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جادوگر اور قرآن کو جادو کہتے تھے۔ اور آپ کا اور آپ کی لائی ہوئی دعوت کا انکار کرتے ہوئے حجت بازی کرتے اور کہتے تھے۔ کہ یہ تو آدمی ہے پیغمبر تو فرشتہ ہونا چاہئے تھا۔ اس کے بعد تین مقدر سوالوں کا جواب دیا گیا ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَیْهِمْ الخ یہ پہلے سوال مقدر کا جواب ہے۔ یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے بھی رسول آئے ہیں وہ سب آدمی اور بشر تھے۔ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا یَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ یہ دوسرے سوال مقدر کا جواب ہے یعنی تمام انبیاء علیہم السلام کھاتے پیتے تھے اور وَمَا كَانُوْا خٰلِدِیْنَ سے تیسرے سوال مقدر کا جواب دیا گیا ہے یعنی آپ سے پہلے جو پیغمبر تھے وہ بھی دنیا میں ہمیشہ نہ رہے۔ وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْیَةٍ (ع ۲) تخویف دنیوی ہے۔

تین عقلی دلیلیں

اس کے بعد دعویٰ توحید پر تین عقلی دلیلیں ذکر کی گئی ہیں (۱) وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا لٰعِبِیْنَ (۲) وَلَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ اَوَلَمْ یَرَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا (ع ۳) اس کے بعد بطور معارضہ مشرکین سے شرک پر دلیل کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ یعنی کوئی ایک عقلی یا نقلی دلیل پیش کرو۔ مقصد یہ ہے کہ عقل تو مسئلہ توحید کی موید ہے۔ اس لئے وہ شرک کی تائید میں عقلی دلائل لانے سے عاجز ہیں۔ اور نقلی دلیل لانا بھی ان کے بس میں نہیں۔ کیونکہ تمام انبیاء علیہم السلام مسئلہ توحید کی تبلیغ کے لئے بھیجے گئے تھے۔ یعنی ہم نے تو توحید پر عقلی اور نقلی دلائل پیش کر دیئے اگر تمہارے پاس کوئی دلیل ہے تو پیش کرو۔

دلیل نقلی اجمالی

اس کے بعد وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ الخ میں تمام انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام سے مسئلہ توحید کی حقانیت پر اجمالاً نقلی دلیل پیش کی گئی ہے کہ وہ سب مسئلہ توحید ہی کا پیغام لے کر آئے تھے۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا مشرکین پر شکوی ہے۔ جس کا سات وجوہ سے جواب دیا گیا ہے۔ وجہ اول سُبْحٰنَهٗ وجہ دوم بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ وجہ سوم لَا یَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وجہ چہارم وَهُمْ بِاَمْرِهٖ یَعْمَلُوْنَ وجہ پنجم یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وجہ ششم وَلَا یَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی وجہ ہفتم وَهُمْ مِّنْ خَشْیَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ

اس کے بعد اَوَلَمْ یَرَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا ــــ تا ــــ كُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ سے تیسری عقلی دلیل ذکر کی گئی ہے۔ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ مشرکین کے لئے زجر اور سوال ثالث کے جواب کا اعادہ ہے خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ زجر ہے سَاُورِیْكُمْ اٰیٰتِیْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ تخویف دنیوی۔ وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ الخ شکوی لَوْ یَعْلَمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا الخ جواب شکوی مع تخویف اخروی۔ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے،

قُلْ مَنْ یَّكْلَؤُكُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ (ع ۴) تخویف دنیوی۔ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ اور اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ زجر اَفَلَا یَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ الخ تخویف دنیوی۔ وَنَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ الخ تخویف اخروی اس کے بعد دلائل نقلیہ تفصیلیہ کا ذکر ہے۔

دلائل نقلیہ بالتفصیل

دلائل نقلیہ کے ذکر میں تمام صیغے جمع متکلم کے استعمال کئے گئے ہیں جس سے اس طرف اشارہ مقصود ہے کہ یہ سارے کام ہمارے ہی ہیں کسی دوسرے کا ان میں دخل نہیں۔ دلائل نقلیہ کے ذکر میں ترتیب زمانی ملحوظ نہیں رکھی گئی کیونکہ اصل مقصود اس بات کا بیان ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام توحید کے مبلغ تھے وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ **دلیل نقلی تفصیلی اول از حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام** وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ (ع ۵) **دلیل نقلی دوم از حضرت ابراہیم علیہ السلام** حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کس قدر شدت کے ساتھ قوم کو شرک سے روکا۔ اور ان کو آگ سے ہم نے بچایا وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا **دلیل نقل سوم از حضرت لوط علیہ السلام** وَنُوْحًا اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ **دلیل نقل چہارم از حضرت نوح علیہ السلام**۔ حضرت نوح علیہ السلام نے طوفان میں ہمیں پکارا اور ہم ہی نے ان کو طوفان سے نجات دی۔ وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ الخ **دلیل نقل پنجم از حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام** وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ الخ **دلیل نقل ششم از حضرت ایوب علیہ السلام** اپنی تکلیف اور بیماری کا شکوٰی اللہ سے کیا۔ اور اسی سے تکلیف دور کرنے کی دعا کی۔ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ الخ **دلیل نقلی تفصیلی ہفتم از حضرت اسماعیل، ادریس اور ذوالکفل علیہم السلام** وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا الخ **دلیل نقل ہشتم از حضرت یونس علیہ السلام** مصیبت میں مبتلا ہوئے۔ تو اللہ تعالیٰ کے حضور میں گڑگڑائے اور اللہ کو پکارا۔ وَزَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا الخ **دلیل نقل نہم از حضرت زکریا علیہ السلام**۔ اولاد کی آرزو پیدا ہوئی تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ غیر اللہ کو نہیں پکارا۔ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ الخ یہ آیت تمام مذکورہ واقعات سے متعلق ہے۔ یعنی یہ تمام مذکورہ انبیاء علیہم السلام نیکی کے کاموں کو دوڑ کر بجا لاتے اور امید و بیم کی حالت میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کو غائبانہ پکارتے تھے۔ وَالَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا الخ **دلیل نقل دہم از حضرت عیسیٰ علیہ السلام** اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً الخ اس میں انبیاء علیہم السلام کی پوری جماعت کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی تمام انبیاء علیہم السلام کا دین ایک ہی تھا۔ وہ سب حاجات و مصائب میں اللہ ہی کو متصرف و کارساز سمجھ کر پکارتے تھے۔ لہٰذا وہ سب اللہ تعالیٰ کے محتاج تھے۔ اور خود کارساز اور حاجت روا نہ تھے وَاَنَا رَبُّكُمْ واؤ تفسیریہ ہے اور یہ جملہ ماقبل کی تفسیر ہے وَتَقَطَّعُوْٓا یہ سوال مقدر کا جواب ہے یعنی اگر تمام پیغمبر توحید کے داعی تھے پھر ان کو کیوں پکارا گیا جواب دیا گیا کہ ان کے بعد باغی لوگوں نے توحید میں اختلاف کیا اور لوگوں کو گمراہ کر دیا فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ بشارت اخروی ہے۔

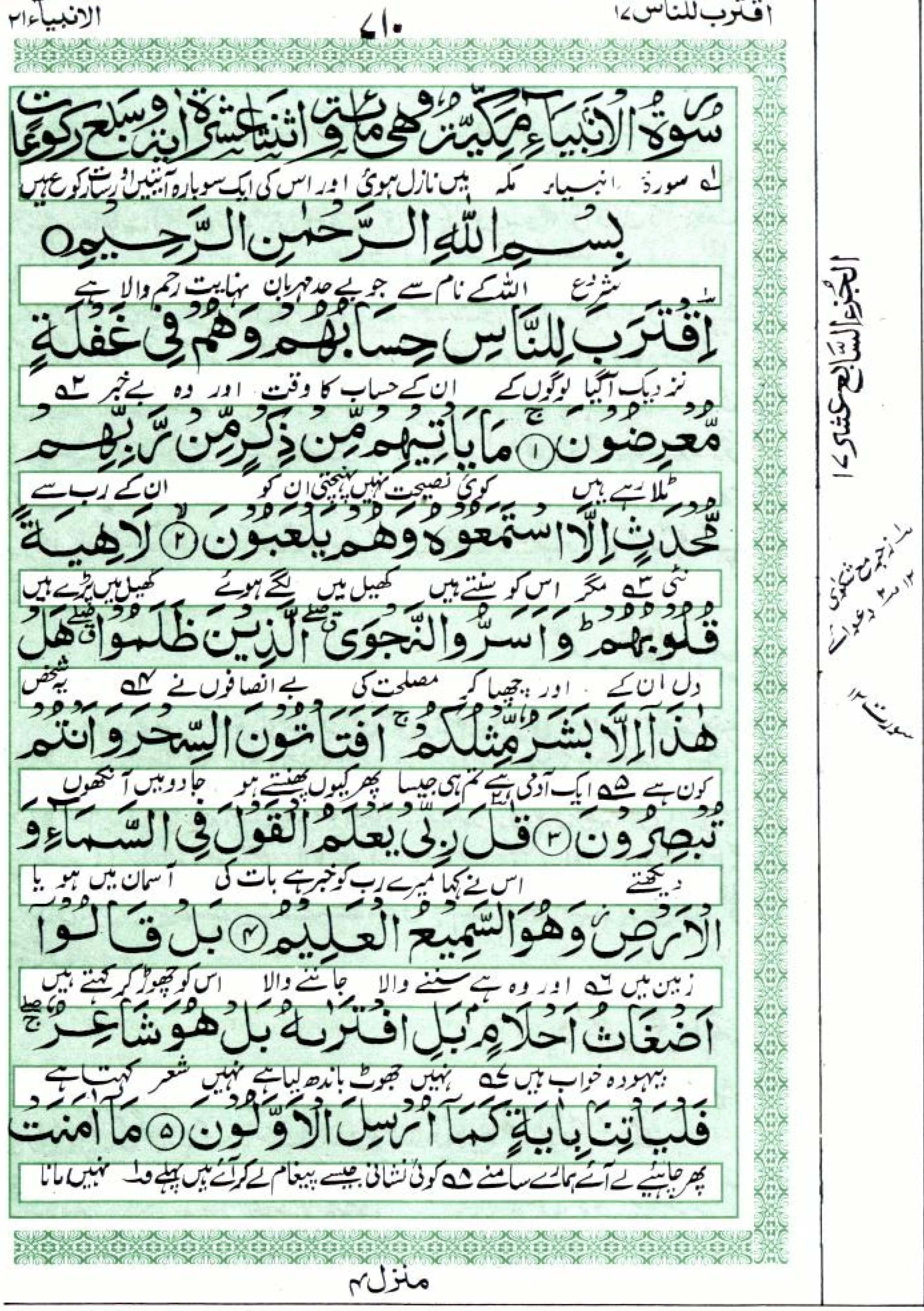

اقترب للناس ١٧ ٧١٠ الانبیآء ٢١

سُوْرَةُ الْاَنْبِيَآءِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّاثْنَتَا عَشْرَةَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رَكُوْعَاتٍ

سورۂ انبیاء مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ایک سو بارہ آیتیں اور سات رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ

نزدیک آگیا لوگوں کے ان کے حساب کا وقت اور وہ بے خبر ف٢

مُّعْرِضُوْنَ ① مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ

ٹلا رہے ہیں کوئی نصیحت نہیں پہنچتی ان کو ان کے رب سے

مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ② لَاهِيَةً

نئی ف٣ مگر اس کو سنتے ہیں کھیل میں لگے ہوئے کھیل میں پڑے ہیں

قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاَسَرُّوا النَّجْوَى ۖ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ هَلْ

دل ان کے اور چھپا کر مصلحت کی بے انصافوں نے ف٤ یہ شخص

هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ

کون ہے ف٥ ایک آدمی ہے تم ہی جیسا پھر کیوں پھنستے ہو جادو میں آنکھوں

تُبْصِرُوْنَ ③ قٰلَ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَآءِ وَ

دیکھتے اس نے کہا میرے رب کو خبر ہے بات کی آسمان میں ہو یا

الْاَرْضِ ۫ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ④ بَلْ قَالُوْٓا

زمین میں ف٦ اور وہ ہے سننے والا جاننے والا اس کو چھوڑ کر کہتے ہیں

اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۭ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ۚۖ

بیہودہ خواب ہیں ف٧ نہیں جھوٹ باندھ لیا ہے نہیں شعر کہتا ہے

فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ⑤ مَآ اٰمَنَتْ

پھر چاہیے لے آئے ہمارے سامنے ف٨ کوئی نشانی جیسے پیغام لے کر آئے ہیں پہلے ف١ نہیں مانا

منزل ٤

الجزء السابع عشر ١٧

فتح الرحمٰن ف١ مترجم گوید مراد از نشانہ عقوبت عام میداشتند مثل طوفان قوم نوح و صرصر قوم ہود واللہ اعلم ١٢۔

قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا ۚ اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ ⑥

ان سے پہلے کسی بستی نے جن کو غارت کر دیا ہم نے کیا اب یہ مان لیں گے

وَمَاۤ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْۤ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْۤا

اور پیغام نہیں بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے **۹** مگر یہی مردوں کے ہاتھ وحی بھیجتے تھے ہم انکو سو پوچھ لو

اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ⑦ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ

یاد رکھنے والوں سے اگر تم نہیں جانتے اور نہیں بنائے تھے ہم نے انکے

جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ⑧

ایسے بدن کہ وہ کھانا نہ کھائیں **۱۰** اور نہ تھے وہ ہمیشہ رہ جانے والے ف

ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ فَاَنْجَيْنٰهُمْ وَمَنْ نَّشَآءُ وَ

پھر سچا کر دیا ہم نے ان سے وعدہ سو بچا دیا ان کو اور جس کو ہم نے چاہا اور

اَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ ⑨ لَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا

غارت کر دیا ہم نے حد سے نکلنے والوں کو ہم نے اتاری ہے تمہاری طرف کتاب

فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ⑩ وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ

کہ اس میں تمہارا ذکر ہے کیا تم سمجھتے نہیں **۱۱** اور کتنی پیس ڈالیں ہم نے

قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا

بستیاں جو تھیں گنہگار **۱۲** اور اٹھا کھڑے کئے ان کے پیچھے اور

اٰخَرِيْنَ ⑪ فَلَمَّاۤ اَحَسُّوْا بَاْسَنَاۤ اِذَا هُمْ مِّنْهَا

لوگ پھر جب آہٹ پائی انہوں نے ہماری آفت کی تب لگے وہاں سے

يَرْكُضُوْنَ ⑫ لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْۤا اِلٰى مَاۤ اُتْرِفْتُمْ

ایڑ کرنے ایڑ مت کرو اور لوٹ جاؤ جہاں تم نے عیش

فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُوْنَ ⑬ قَالُوْا يٰوَيْلَنَاۤ

کیا تھا اور اپنے گھروں میں شاید کوئی تم کو پوچھے **ف۱** ف کہنے لگے ہائے خرابی ہماری

ع

حَتّٰۤى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ (۹۶) تخویف دنیوی اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ تخویف اخروی وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ الخ بشارت دنیوی ہے۔ قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰۤى اِلَيَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ توحید پر دلیل وحی ہے وَاِنْ اَدْرِيْۤ اَقَرِيْبٌ اَمْ بَعِيْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ الخ آخر میں دعویٰ سورت کا اعادہ کیا گیا ہے۔ کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔ وہی غیب داں اور متصرف و کارساز ہے۔ **۲** زجر مع شکوی۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں۔ النّاس سے مشرکین مراد ہیں، بعض نے کہا ہے۔ کہ بوقت نزول اگرچہ اس سے اشارہ مشرکین قریش کی طرف تھا۔ مگر اب یہ سب کے لئے عام ہے۔ اور حساب سے حساب آخرت مراد ہے۔ یعنی قیامت سر پر ہے۔ مگر یہ لوگ غفلت میں وقت ضائع کر رہے ہیں اور حساب آخرت کے لئے کسی قسم کی تیاری نہیں کر رہے۔ **۳** دنیا میں انہماک اور آخرت سے غفلت و اعراض کا یہ عالم ہے کہ اللہ کی طرف سے جب کوئی نئی آیت توحید نازل ہوتی ہے۔ تو وہ استہزاء و تمسخر کے ساتھ اسے سنتے ہیں۔ اور ان کے دل اس میں غور و فکر کرنے سے سراسر غافل ہوتے ہیں۔ محدث یعنی پہلے سے ان کی سنی ہوئی نہیں ہوتی وَهُمْ يلعبون يستمعون القرآن مستهزئين لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ معرضة عن ذكر اللهِ متشاغلة عن التأمل والتفهم (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۶۸) **۴** یعنی جب قرآن سنتے ہیں تو اس کے خلاف آپس میں سرگوشیاں کرنے لگتے ہیں۔ الّذین ظلموا بظاہر اسروا کا فاعل معلوم ہوتا ہے۔ مگر قاعدہ کے مطابق فاعل ظاہر جمع کے لئے فعل مفرد آنا چاہئے تھا۔ مفسرین اور ائمۂ نحو نے اس کے بہت سے جواب دیئے ہیں۔ جن کا حاصل یہ ہے کہ موصول۔ اسروا کا فاعل نہیں۔ بلکہ (۱) اسروا کی ضمیر النّاس کی طرف راجع ہے اور الذین ظلموا اس سے بدل ہے (۲) الّذین کا فعل یقول اس سے پہلے محذوف ہے (۳) الذین سے پہلے فعل اعنی محذوف ہے اور یہ اس کا مفعول ہے (۴) یہ مجرور ہے۔ اور مع صلہ النّاس کی صفت ہے۔ یا اسروا کی واو علامت جمع ہے۔ علامت فاعل نہیں (من القرطبی والبحر وغیرہما۔) **۵** یہ مشرکین کا بہت بڑا اعتراض تھا۔ کہ یہ پیغمبر تو ہماری طرح بشر اور انسان ہے ہم اسے اللہ کا رسول کیوں مانیں۔ پیغمبر تو کوئی فرشتہ ہونا چاہئے تھا۔ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ الخ اور پھر بشر اور آدمی بھی وہ جو (معاذ اللہ) جادوگر ہے تو کیا تم عقلمند ہو کر اس کی باتیں مانو گے۔ ان کا عقیدہ تھا۔ کہ جو بشر ہو وہ رسول نہیں ہو سکتا۔ بلکہ رسول فرشتہ ہوتا ہے۔ اور جو بشر ہو کر رسالت کا دعویٰ کرے اور معجزہ دکھائے وہ جادوگر ہوتا ہے۔ وکانوا یعتقدون ان الرسول من عند اللہ لا یکون الا ملکا و ان کل من ادعی الرسالۃ من البشر وجاء بمعجزۃ فھو ساحر ومعجزتہ سحر (بحر ج ۶ ص ۲۹۷) **۶** یہ سورت کا دعویٰ ہے۔ یعنی زمین و آسمان کے تمام غیوب صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ اور سب کچھ سننے والا بھی وہی

ف پہلے سوال متعلقہ
کا جواب ۷-۸
دوسرے سوال
مقدر کا جواب ۹
مع تیسرے سوال
مقدر کا جواب ۱۰
مع چوتھے سوال
مقدر کا جواب ۱۱
ف ترغیب الی
القرآن ۱۲ مع
تخویف دنیوی ۱۳

موضح قرآن ف۱ یعنی موت بھی آئی ان کو ف۲ یعنی یہ بات ہونی نہ تھی۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بہ غمخوارگی قوم احوال شما می پرسند ۱۲۔

اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ⑭ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى

ہم تھے بیشک گنہگار ۳ؔ ۱ ف پھر برابر یہی رہی ان کی فریاد یہاں تک کہ

جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ⑮ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ

ڈھیر کر دیئے گئے کاٹ کر بجھے پڑے ہوئے اور ہم نے نہیں بنایا آسمان

وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ⑯ لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ

اور زمین کو ۷ ف اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے کھیلتے ہوئے اگر ہم چاہتے کہ

نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ ۖ اِنْ كُنَّا

بنالیں کچھ کھلونا تو بنا لیتے ہم اپنے پاس سے اگر ہم کو

فٰعِلِيْنَ ⑰ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ

کرنا ہوتا ف ا ف یوں نہیں پر ہم پھینک مارتے ہیں سچ کو جھوٹ پر پھر وہ اسکا سر پھوڑ

فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ؕ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ⑱ وَ

ڈالتا ہے پھر وہ جاتا رہتا ہے اور تمہارے لئے خرابی ہے ان باتوں سے جو تم بتلاتے ہو ف ۸ اور

لَهٗ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا

اسی کا ہے جو کوئی ہے آسمان اور زمین میں اور جو اس کے نزدیک رہتے ہیں

يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ⑲

سرکشی نہیں کرتے اس کی عبادت سے اور نہیں کرتے کاہلی ف ۹

يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ⑳ اَمِ اتَّخَذُوْٓا

یاد کرتے ہیں رات اور دن نہیں تھکتے کیا ٹھہرائے ہیں انہوں نے

اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ ㉑ لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ

اور معبود ۲ ف زمین میں کے ف ۲ کہ وہ جلا اٹھائیں گے ان کو ف ۳ اگر ہوتے ان دونوں میں

اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ

اور معبود سوائے اللہ کے ۱۲ ف تو دونوں خراب ہو جاتے سو پاک ہے اللہ عرش کا مالک

ہے۔ اور کوئی نہیں لہذا فریاد رس۔ کارساز اور متصرف و مختار بھی وہی ہے اور کوئی نہیں لہذا تمہارے معبود کچھ نہیں کر سکتے۔ حضور علیہ السلام کے اس اعلان سے برافروختہ ہو کر انہوں نے آپ کو جادوگر وغیرہ کہنا شروع کر دیا۔ فیہ ردّ علیہم فی قولہم هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۷۱) ۷ ف باطل کی راہیں بے شمار ہیں۔ اس لئے باطل پرست ہمیشہ حیران اور مضطرب رہتا ہے اور اسے کسی ایک بات پر ثبات نصیب نہیں ہوتا۔ مشرکین کبھی تو کہتے کہ یہ پیغمبر جادوگر ہے۔ اور کبھی اس سے ترقی کر کے کہتے۔ بلکہ ویسے ہی بے تکی اور لایعنی باتیں کہتا ہے بَلِ افْتَرٰىهُ بلکہ وہ خدا پر افترا اور بہتان باندھ رہا ہے بَلْ هُوَ شَاعِرٌ بلکہ ایسا بھی نہیں۔ یہ سب شاعرانہ تخیلات ہیں۔ جنہیں وہ فصیح و بلیغ زبان میں ڈھال کر بیان کرتا ہے۔ یہ تمام باتیں مشرکین نے محض اس دعوے کی ضد سے کہیں جو رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ میں پیش کیا گیا۔ ۸ ف مشرکین کا ایک مطالبہ یہ بھی تھا۔ کہ عصائے موسیٰ اور ناقۂ صالح کی قسم کے معجزات ان کو دکھائے جائیں۔ مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ الخ تخویف دنیوی اور مطالبۂ مشرکین کا جواب ہے۔ یعنی عصائے موسیٰ اور ناقۂ صالح جیسے معجزے دیکھنے والے ایمان نہ لائے اور آخر ہلاک کر دیئے گئے۔ اگر مشرکین مکہ کو ان کے منہ مانگے معجزے دکھا دیئے جاتے۔ تو وہ ایمان لے آتے؟ ہرگز نہیں بلکہ انکار کر دیتے۔ اور اقوام سابقہ کی طرح ہلاک کر دیئے جاتے۔ والمعنی ان اهل القری اقترحوا علی انبیآءهم الاٰیات وعاهدوا انهم یؤمنون عندها فلما جآءتهم نکثوا وخالفوا فاهلکهم الله فلو اعطیت هٰؤلآء ما یقترحون لنکثوا ایضًا (مدارک ج ۳ ص ۵۶) ۹ ف یہ مشرکین کے پہلے سوال کا جواب ہے جو هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ الخ میں مذکور ہو چکا ہے۔ فیہ رد علیہم فی قولہم هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۷۱) یعنی ہم نے انسانوں کی طرف جتنے بھی رسول بھیجے ہیں۔ وہ انسان اور بشر ہی تھے۔ ان میں کوئی ایک بھی فرشتہ نہیں تھا۔ اگر تم خود نہیں جانتے تو اہل کتاب سے پوچھ لو جن کے علم و فضل پر تمہیں اعتماد ہے۔ اہل الذکر سے اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کے علماء مراد ہیں مشرکین کو اہل کتاب کی طرف اس لئے مراجعت کا حکم دیا۔ کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اکثر ان سے مراجعت کیا کرتے تھے۔ ۱۰ ف یہ مشرکین کے دوسرے اعتراض کا جواب ہے اعتراض یہ تھا کہ یہ بھلا رسول ہے۔ ہماری طرح کھاتا پیتا ہے۔ جیسا کہ الفرقان ع ۱ میں ان کا قول منقول ہے۔ مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ تو اس کا جواب دیا۔ کہ جب انبیاء

۱ مسئلہ توحید پر پہلی دلیل عقلی ۱۲ ۲ مسئلہ توحید پر دوسری

دلیل عقلی ۱۲ ۳ [illegible] ۱۲

موضح قرآن ف ۱ کھلونا یعنی بیٹا۔ ف ۲ یعنی اللہ تعالیٰ غیب سے ایک قدرت کا نمونہ بھیجتا ہے جھوٹ کے مٹانے کو ان کاموں کو تم کہتے ہو خدا کا بیٹا۔

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی مجرد می بودند و این مناقضہ لطیفہ است حاصل آنکہ در رسل این استبعاد جاری نیست کہ چرا آدمی رسول باشد بلکہ در تنزیہ از زن و فرزند میتوان تقریر کرد کہ اگر خدا را زن و فرزند می بود مجرد و واجب الوجود و جامع اوصاف کمال می بودند واللہ اعلم ۱۲ ف ۲ یعنی از ذہب و فضہ ۱۲ ف ۳ مراد درین کلام رد است بر عبادت اصنام ۱۲۔

ورسل انسان اور آدمی تھے۔ تو وہ لامحالہ کھاتے پیتے بھی تھے۔ کھانا پینا بشر کو لازم ہے۔ وہ اس سے کس طرح مستثنیٰ ہو سکتے ہیں۔ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِیْنَ یہ مشرکین کے تیسرے اعتراض کا جواب ہے۔ کہ یہ دنیا میں رہے گا نہیں بلکہ فوت ہو جائے گا۔ تو جواب دیا کہ پہلے انبیاء بھی ہمیشہ نہیں رہے۔ بلکہ دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اور حضرت عیسٰی علیہ السلام جو اس وقت آسمانوں میں زندہ موجود ہیں۔ وہ بھی ہمیشہ نہیں رہیں گے۔ موت ان کے لئے بھی مقدر ہے۔ **۱۱** یہ ترغیب الی القرآن ہے ذکر سے مسئلہ توحید، دیگر امور دین اور احکام شریعت کا ذکر مراد ہے۔ ای ذکر دینکم واحکام شرعکم الخ (قرطبی ج ۱۱ ص۲۷۳) **۱۲** یہ تخویف دنیوی ہے۔ قَصَمْنَا ای اھلکنا یعنی ہلاک کر دیا ہم نے ظالمۃ یعنی شرک کرنے والی فَلَمَّآ اَحَسُّوْا ان قوموں کے پاس ہمارے پیغمبر آئے۔ تو انہوں نے ان کی پرواہ نہ کی اور ان کو جھٹلایا اور بعض کو قتل کر دیا۔ پھر جب ہمارا عذاب آ پہنچا تو لگے بھاگنے لَا تَرْكُضُوْا الخ ہم نے کہا اب بھاگو مت۔ بلکہ اپنے اموال و اولاد، باغات اور محلات کی طرف واپس آؤ۔ تاکہ آج جو کچھ تم پر گذرے گا۔ اس کے بارے میں کل تم سے پوچھا جائے گا۔ اور تم اپنا تجربہ اور مشاہدہ بیان کر سکو۔ یہ ان سے بطور استہزاء کہا گیا۔ لعلکم تسئلون غدا عما جری علیکم ونزل باموالکم فتجیبوا السائل عن علم ومشاھدۃ (مدارک ج ۳ ص۵۷) **۱۳** جب عذاب خداوندی آ پہنچا تو لگے اقرار کرنے کہ بے شک ہم ظالم و مشرک تھے۔ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىھُمْ وہ اس طرح فریاد کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ہمارے عذاب نے ان کا ستیاناس کر کے ان کی زندگی کا چراغ گل کر دیا۔

توحید پر عقلی دلائل

۱۴ اس سورت میں توحید پر تین عقلی دلیلیں ذکر کی گئی ہیں۔ یہ پہلی عقلی دلیل ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے۔ کہ ہم نے زمین و آسمان اور ساری کائنات کو یونہی بے مقصد اور کھیل کے طور پر پیدا نہیں کیا اگر یہ سب کچھ محض کھیل ہوتا۔ تو ہم اسے اپنے پاس رکھتے اور کسی کو اس کا علم تک نہ ہونے دیتے۔ اور نہ کسی کو دکھاتے۔ بلکہ ہم نے یہ ساری کائنات اظہار حق اور توحید پر استدلال کے لئے پیدا کی تاکہ بندے اس سے ہماری وحدانیت پر استدلال کر سکیں اور حق (توحید اور دین اسلام)، باطل (کفر و شرک) پر غالب آ سکے اس کائنات میں بندوں کے لئے عبرت و موعظت ہے۔ کہ معبود برحق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جس نے ساری کائنات کو پیدا فرمایا۔ اور جن بندگانِ خدا کو تم نے خدا کے یہاں اپنے سفارشی بنا رکھا ہے۔ وہ ہرگز عبادت اور پکار کے مستحق نہیں ہیں۔ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ غیر اللہ کو عالم الغیب اور حاجت روا سمجھ کر غائبانہ پکارنے کی وجہ سے تمہارے لئے ہلاکت و تباہی ہے۔ **۱۵** یہ دوسری عقلی دلیل ہے۔ زمین و آسمان اور ساری کائنات کا مالک بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ ہر چیز اسی کے قبضہ و تصرف میں ہے۔ وَمَنْ عِنْدَهٗ سے فرشتے مراد ہیں۔ فرشتے جن کو مشرکین خدا کے یہاں اپنے شفیع سمجھتے ہیں۔ ان کی بندگی، بیچارگی اور عاجزی کا یہ عالم ہے کہ وہ ہر وقت اللہ کی عبادت و اطاعت میں لگے رہتے ہیں اور دن رات اللہ کی حمد و ثنا اور اس کی تسبیح و تقدیس میں مصروف ہیں۔ وہ نہ تھکتے ہیں نہ سستی کرتے ہیں۔ بھلا جو خود خدا کے سامنے اس قدر عاجز اور اس کے احکام کے پابند ہیں وہ کس طرح اس کی اجازت کے بغیر زبان شفاعت کھول سکتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے تصرف و اختیار میں کیونکر دخیل ہونے کی جرأت کر سکتے ہیں ای وله تعالٰی خاصة جمیع المخلوقات خلقا وملکا وتدبیرا وتصرفا واحیاء واماتة وتعذیبا واثابة من غیر ان یکون لاحد فی ذلك دخل ما استقلالا واستتباعا الخ (روح ج ۱۷ ص۲۰) **۱۶** یہ مشرکین پر زجر ہے۔ فرشتوں کی الوہیت کی نفی تو ان کی عاجزی اور بے چارگی سے واضح ہو گئی۔ تو کیا ان مشرکین نے زمین والوں میں سے اپنے معبود بنا رکھے ہیں۔ جو قیامت کے دن مردوں کو زندہ کر کے اٹھائیں گے۔ غرض یہ ہے۔ کہ جس طرح ان کے آسمانی اور نوری خود ساختہ معبود عاجز و درماندہ ہیں اسی طرح ان کے زمینی اور خاکی معبودوں کا بھی یہی حال ہے۔ حالانکہ معبود صرف وہی ذات ہو سکتی ہے، جو قادر علی الاطلاق ہو۔ لان العاجز عنه لا یصح ان یکون الٰھا اذ لا یستحق ھذا الاسم الا القادر علٰی کل مقدور و الانشار من جملة المقدورات (مدارک ج ۳ ص۵۸) **۱۷** مذکورہ بالا عقلی دلیلوں سے ثابت ہو گیا۔ کہ اللہ کے سوا نہ آسمان میں کوئی اِلٰہ (معبود) ہے نہ زمین میں۔ اگر بالفرض زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کچھ اور بھی معبود ہوتے۔ جیسے مشرکین مانتے ہیں یعنی وہ بھی فی الواقع مالک و مختار اور متصرف و کارساز ہوتے تو یہ سارا نظام عالم ایک آن کے لئے بھی سلامت نہ رہ سکتا۔ اور فوراً درہم برہم ہو جاتا۔ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَھُمْ يُسْئَلُوْنَ وہ بلاشرکت غیرے ساری کائنات کا واحد مالک، قادر مطلق اور متصرف و مختار ہے۔ اس پر کسی کو سوال اور اعتراض کا حق نہیں۔ لیکن وہ اپنی مخلوق سے جواب طلبی کا حق رکھتا ہے۔

عَمَّا یَصِفُوْنَ ﴿۲۲﴾ لَا یُسْـَٔلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَهُمْ
ان باتوں سے جو یہ بتلاتے ہیں اس سے پوچھا نہ جائے جو وہ کرے اور ان سے
یُسْـَٔلُوْنَ ﴿۲۳﴾ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ۭ
پوچھا جائے کیا ٹھہرائے ہیں انہوں نے اس سے ورے اور معبود ف۱۸
قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ۚ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِیَ وَ
تو کہہ لاؤ اپنی سند ف۱۹ یہی بات ہے میرے ساتھ والوں کی اور
ذِكْرُ مَنْ قَبْلِیْ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ الْحَقَّ
یہی بات ہے مجھ سے پہلوں کی کوئی نہیں پر وہ بہت لوگ نہیں سمجھتے سچی بات
فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ
سو ٹلا رہے ہیں ف اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے کوئی
رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا
رسول مگر اس کو یہی حکم بھیجا کہ بات یوں ہے کسی کی بندگی نہیں سوائے میرے
فَاعْبُدُوْنِ ﴿۲۵﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا
سو میری بندگی کرو اور کہتے ہیں رحمٰن نے کر لیا کسی کو بیٹا
سُبْحٰنَهٗ ۭ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ لَا یَسْبِقُوْنَهٗ
وہ ہرگز اس لائق نہیں ف۲۲ لیکن وہ بندے ہیں جن کو عزت دی ہے اس سے بڑھ کر نہیں
بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ یَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ یَعْلَمُ مَا
بول سکتے اور وہ اسی کے حکم پر کام کرتے ہیں اس کو معلوم ہے جو
بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا یَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ
ان کے آگے ہے اور پیچھے اور وہ سفارش نہیں کرتے مگر اس کی
ارْتَضٰی وَهُمْ مِّنْ خَشْیَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَمَنْ
جس سے اللہ راضی ہو اور وہ اس کی ہیبت سے ڈرتے ہیں اور جو کوئی

ف۱۸ اعادہ بوجہ بعد عہد برائے مطالبہ دلائل از مشرکین۔ ف۱۹ بطور معارضہ مشرکین سے ان کے مدعیٰ پر دلائل کا مطالبہ کیا گیا۔ مدعیٰ پر تین قسم کی دلیلیں پیش کی جاتی ہیں۔ عقلی، نقلی اور وحی اس لئے مطالبہ کیا گیا۔ اپنے دعوے پر ان دلائل میں سے کوئی ایک ہی دلیل لے آؤ۔ لیکن یاد رکھو۔ ان میں سے کوئی پیش نہیں کر سکو گے۔ کیونکہ عقل تو دعوائے توحید کی مؤید ہے۔ جیسا کہ ابھی دو عقلی دلیلوں سے ثابت ہوا۔ کہ اللہ کے سوا کوئی مالک و کارساز، متصرف و مختار اور عالم الغیب نہیں۔ اچھا عقلی دلیل نہ سہی۔ انبیار سابقین میں سے کوئی نقلی دلیل ہی لے آؤ۔ مگر یہ بھی ناممکن ہے۔ کیونکہ تمام انبیار علیہم السلام تو توحید کے داعی و مبلغ تھے۔ جیسا کہ آگے فرمایا۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ الخ علی ہذا دلیل وحی سے بھی مسئلہ توحید ہی کی تائید ہوتی ہے۔ جیسا کہ سورت کے آخر میں فرمایا۔ قُلْ اِنَّمَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ف۲۰ یہ توحید پر تمام انبیار علیہم سے دلیل نقلی اجمالی ہے۔ کہ تمام انبیار علیہم السلام اسی مسئلہ توحید کے مبلغ تھے۔ ان کے بعد ناخلف اور گمراہ لوگوں نے شرک پھیلایا۔ ف۲۱ یہ شکوی ہے یعنی انبیار علیہم السلام تو مسئلہ توحید کو خوب واضح کرتے رہے لیکن اس کے باوجود مشرکین نے خود ساختہ کارساز بنا لئے۔ اس کے بعد اس کے سات جواب مذکور ہیں۔ جواب اول سُبْحٰنَهٗ یعنی اللہ تعالےٰ کی ذات اس سے بہت بلند و برتر اور اعلیٰ وارفع ہے۔ کہ اس کی عاجز و بے بس مخلوق میں سے کوئی اس کا والد اور نائب ہو۔ جواب ثانی بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ الخ فرشتوں کو اللہ کا ولد اور اس کے کارخانہ عالم میں دخیل سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ وہ اللہ کے باعزت بندے ہیں جواب ثالث لَا یَسْبِقُوْنَهٗ الخ وہ اس کے سامنے ہر وقت ترساں و لرزاں رہتے ہیں۔ کہ اس سے بڑھکر بات بھی نہیں کر سکتے جواب رابع وَهُمْ بِاَمْرِهٖ یَعْمَلُوْنَ الخ وہ اللہ تعالیٰ کے پورے پورے فرمانبردار ہیں جواب خامس یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ سب کچھ جاننے والا صرف اللہ ہی ہے۔ فرشتے نہیں جواب سادس وسابع لَا یَشْفَعُوْنَ الخ وہ ہر وقت اللہ کی ہیبت کے سامنے خائف رہتے ہیں اور اس کی اجازت کے بغیر کسی کی سفارش نہیں کر سکیں گے۔ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی اس میں ان لوگوں کا ذکر ہے۔ جن کے حق میں فرشتوں کو شفاعت کی اجازت ہو گی۔ مراد وہ لوگ ہیں۔ جو ایمان لائیں اور توحید پر قائم رہیں اور شفاعت سے آخرت کی شفاعت مراد ہے اور اگر دنیا میں شفاعت مراد ہو تو اس کا مطلب استغفار ہے۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں عن ابن عباس من قال لا الٰہ الا اللہ وشفاعتهم الاستغفار (روح ج ۱۷ ص ۳۳) قال ابن عباس هم اهل شهادة ان لا الٰہ الا اللہ .... والملٰئكة یشفعون غدا فی الاٰخرة كما فی صحیح مسلم وغیره وفی الدنیا ایضا فانهم یستغفرون للمؤمنین الخ (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۸۱)

۱- دلیل نقلی اجمالی ۱۲ ۲- شکوی ۱۲ ۳- جواب شکوی ۱۲ ۴- متفرع

جواب شکوی

موضح قرآن ف پہلے ان معبودوں کا فرمایا جو برابر خدا کے کوئی سمجھے اگر دو حاکم ہوتے تو جہان خراب ہوتا اب ان کا فرمایا جو خدا کا نائب ٹھہراتے ہیں اس کو مالک کی سند چاہیئے اس بغیر کیونکر نائب ہووے۔

۲۲ یہ جواب شکوی کی تمام شقوں پر متفرع ہے۔ یعنی فرشتے تو اللہ کے باعزت لیکن عاجز اور فرمانبردار بندے ہیں۔ وہ اس لائق نہیں کہ نظام کائنات میں دخیل ہوں یا عبادت اور پکار کے مستحق ہوں۔ بلکہ ان کا کام تو یہ ہے۔ کہ ہر وقت اللہ کی اطاعت و عبادت میں مصروف رہیں۔ لیکن اگر بہ فرض محال ان میں سے کوئی الوہیت کا دعوی کر بیٹھے اور اپنی عبادت اور پکار کی طرف دعوت دینے لگے۔ تو ہم اسے ہرگز معاف نہیں کریں گے بلکہ جہنم کے سخت عذاب میں بتلا کر دیں گے جو ظالموں اور باغیوں کی سزا ہے۔ **۲۳** اَوَلَمْ یَرَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا — تا — کُلٌّ فِیْ فَلَکٍ یَّسْبَحُوْنَ یہ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے۔ کَانَتَا رَتْقًا یعنی زمین و آسمان موجود نہ تھے۔ بلکہ حالت عدم میں تھے فَفَتَقْنٰھُمَا تو ہم نے ان کو از سر نو پیدا کیا۔ فمعنی الآیۃ الم یعلموا ان السمٰوٰت والارض کانتا معدومتین فاوجدناھما (روح ج ۱۷ ص ۳۴) زمین و آسمان کو عالم نیست سے عالم ہست میں لانا زمین میں پہاڑوں اور شاہراہوں کا پیدا کرنا آسمان کو ستونوں کے بغیر سہارا دینا، دن رات اور سورج چاند کی پیدائش غرضیکہ پورا نظام شمسی جس تکنیک اور کمال صنعت سے پیدا کیا گیا ہے اور نظام شمسی کے تمام احوال و کوائف کی موزونیت خداوند تعالیٰ کی توحید پر اعلیٰ عقلی دلیل ہے۔ **۲۴** یہ مشرکین کے لئے زجر اور تیسرے سوال کے جواب کا اعادہ ہے کُلُّ نَفْسٍ الخ یہ ماقبل کی دلیل اور برہان ہے۔

یَّقُلْ مِنْھُمْ اِنِّیْٓ اِلٰہٌ مِّنْ دُوْنِہٖ فَذٰلِکَ نَجْزِیْہِ

ان میں کہے **۲۲** کہ میری بندگی ہے اس سے ورے سو اس کو ہم بدلہ دینگے

جَھَنَّمَ ؕ کَذٰلِکَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۹﴾ اَوَلَمْ یَرَ

دوزخ یوں ہی ہم بدلہ دیتے ہیں بے انصافوں کو اور کیا نہیں دیکھا

ع

الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کَانَتَا

ان منکروں نے کہ آسمان اور زمین منہ

رَتْقًا فَفَتَقْنٰھُمَا ؕ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ کُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ ؕ

بند تھے پھر ہم نے ان کو کھول دیا ف۱ اور بنائی ہم نے پانی سے ہر ایک چیز جس میں جان ہے

اَفَلَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَجَعَلْنَا فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ

پھر کیا یقین نہیں کرتے ف۲ اور رکھ دیئے ہم نے زمین میں بھاری بوجھ

اَنْ تَمِیْدَ بِھِمْ ۪ وَجَعَلْنَا فِیْھَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّھُمْ

کبھی ان کو لیکر جھک پڑے اور رکھیں اس میں کشادہ راہیں تاکہ وہ

یَھْتَدُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ۚۖ وَّھُمْ

راہ پائیں ف۳ اور بنایا ہم نے آسمان کو چھت محفوظ اور وہ

عَنْ اٰیٰتِھَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ الَّیْلَ

آسمان کی نشانیوں کو دھیان میں نہیں لاتے ف۴ اور وہی ہے جس نے بنائے رات

وَالنَّھَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ کُلٌّ فِیْ فَلَکٍ یَّسْبَحُوْنَ ﴿۳۳﴾

اور دن اور سورج اور چاند سب اپنے اپنے گھر میں پھرتے ہیں ف۵ **۲۳**

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِکَ الْخُلْدَ ؕ اَفَاۡئِنْ مِّتَّ

اور نہیں دیا ہم نے تجھ سے پہلے کسی آدمی کو ہمیشہ کیلئے زندہ رہنا پھر کیا اگر تو مر گیا **۲۴**

فَھُمُ الْخٰلِدُوْنَ ﴿۳۴﴾ کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ ؕ وَ

تو وہ رہ جائیں گے ف۵ ہر جی کو چکھنی ہے موت اور

۲۳ توحید پر تیسری عقلی دلیل ۲۴ زجر برائے مشرکین
واعادہ جواب سوال ثالث ۱۲

موضح قرآن

ف۱ منہ بند تھے یعنی ایک چیز تھی **ف۲** زمین میں سے نہریں اور کانیں اور سبزی بھانت بھانت نکالی آسمان سے کتنے ستارے ہر ایک کا گھر جدا اور چال جدا اور جاندار بنائے یعنی جانور پانی سے یعنی نطفہ سے **ف۲** یعنی ایک کے لوگ دوسرے ملک والوں سے مل سکیں۔ اگر پہاڑ ایسے ڈھب پڑتے کہ راہیں بند ہوتیں تو یہ بات کہاں تھی **ف۳** بچاؤ کی چھت یعنی کوئی اس کو توڑ نہیں سکتا۔ اور اسکے نمونے تارے اور چال اور رات اور دن **ف۴** یعنی اپنی راہ پڑے ہیں اس سے نہیں ہٹتے **ف۵** کافر کہتے تھے اس شخص تک ہے یہ دھوم جہاں یہ مرا پھر کچھ نہیں۔

فتح الرحمٰن **ف۱** واکردن آسمانہا نازل کردن مطر است و واکردن زمین رویانیدن گیاہ از وی ۱۲

۲۵ یہ مشرکین پر زجر ہے۔ جو حضور علیہ السلام کو دیکھ کر آپ سے استہزار کرتے اور حقارت آمیز لہجہ میں کہتے تھے۔ یہ ہے وہ جو تمہارے معبودوں کی توہین اور بے ادبی کرتا ہے وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ خدا کا پیغمبر تو ان کے جھوٹے معبودوں کو نہیں مانتا اور صاف اعلان کرتا ہے۔ کہ وہ حاجت روا، مشکل کشا، غیب داں اور متصرف و کارساز نہیں مگر یہ ظالم تو خدائے رحمان کی توحید کا انکار کرتے ہیں۔ **۲۶** زجر ہے انسان کیسا جلد باز ہے کہ ایسے واضح دلائل کے باوجود توحید کو ماننے کے بجائے شرک کی طرف دوڑتا ہے۔ سَاُورِيْكُمْ اٰيٰتِيْ الخ تخویف دنیوی **۲۷** شکوی لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ۔ تا وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ جواب شکوی مع تخویف اخروی مشرکین ماننے کے بجائے عذاب کا مطالبہ کرتے ہیں لیکن نادانوں کو پتہ نہیں جب اللہ کا عذاب آجائیگا تو وہ اپنے کو اس سے ہرگز نہیں بچا سکیں گے فَتَبْهَتُهُمْ ان کو حواس باختہ اور حیران و پریشان کر دے گی۔ قال الفراء (فَتَبْهَتُهُمْ) ای تحیرھم (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۹) **۲۸** یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ یعنی آپ مشرکین کے استہزاء و تمسخر سے دل برداشتہ نہ ہوں ایسے بدقماش لوگوں کا ہمیشہ اللہ کے پیغمبروں کے ساتھ یہی وطیرہ رہا ہے۔ لیکن آخر کار ان کو اپنی بدکرداری کی سخت سزا ملی۔ اور وہ دنیا ہی میں ذلیل و رسوا ہوئے۔ آپ کے دشمنوں کا بھی یہی حشر ہوگا۔

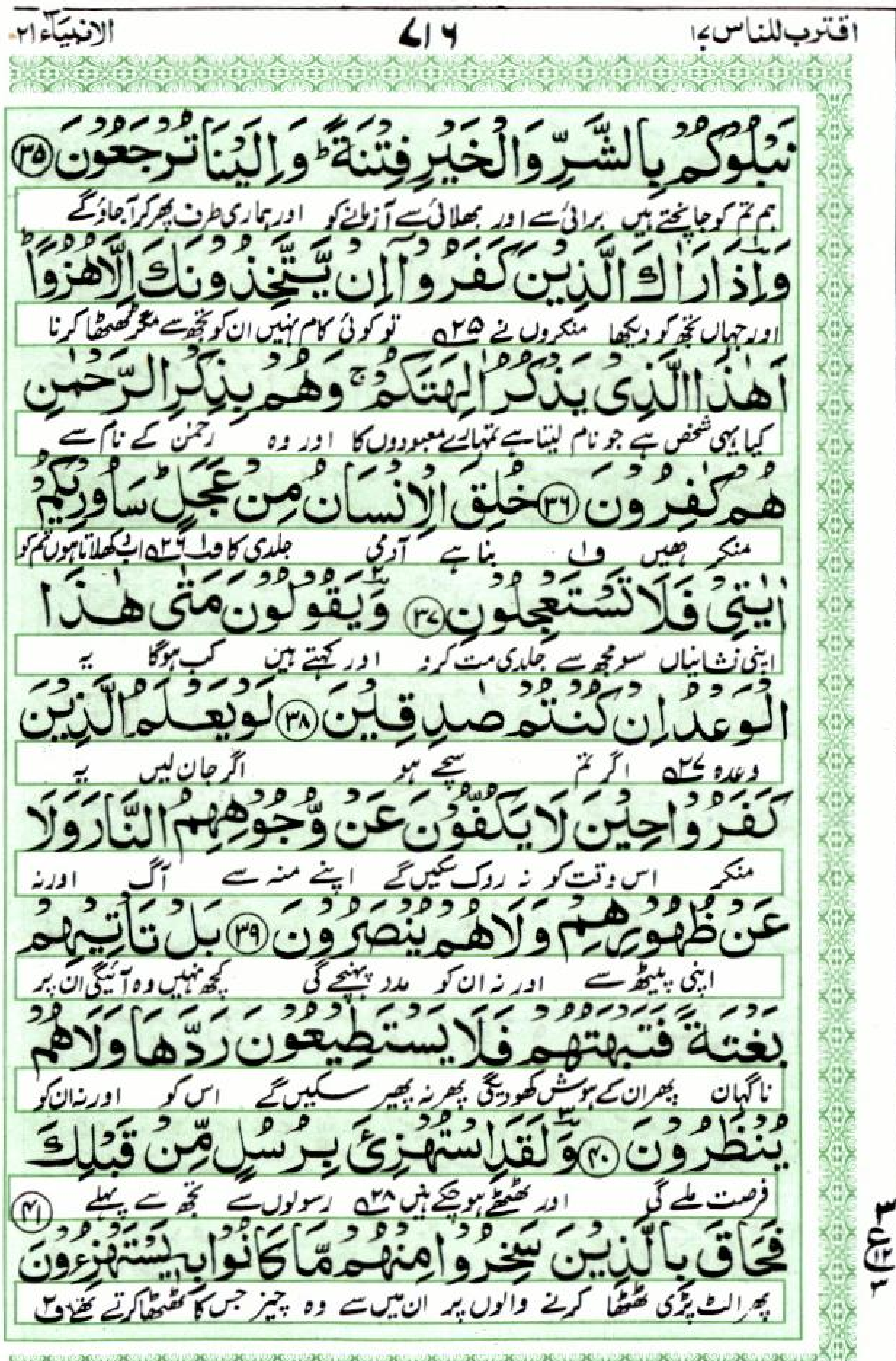

نَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۭ وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۵﴾

ہم تم کو جانچتے ہیں برائی سے اور بھلائی سے آزمانے کو اور ہماری طرف پھر کر آجاؤ گے

وَاِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ۭ

اور جہاں تجھ کو دیکھا منکروں نے **۲۵** تو کوئی کام نہیں ان کو تجھ سے مگر ٹھٹھا کرنا

اَھٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ ۚ وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ

کیا یہی شخص ہے جو نام لیتا ہے تمہارے معبودوں کا اور وہ رحمٰن کے نام سے

هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۶﴾ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ۭ سَاُورِيْكُمْ

منکر ہیں ف۱ بنا ہے آدمی جلدی کا ف۲ **۲۶** اب دکھلاتا ہوں تم کو

اٰيٰتِيْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿۳۷﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى ھٰذَا

اپنی نشانیاں سو مجھ سے جلدی مت کرو اور کہتے ہیں کب ہوگا یہ

الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۸﴾ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ

وعدہ **۲۷** اگر تم سچے ہو اگر جان لیں یہ

كَفَرُوْا حِيْنَ لَا يَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَلَا

منکر اس وقت کو نہ روک سکیں گے اپنے منہ سے آگ اور نہ

عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۳۹﴾ بَلْ تَاْتِيْهِمْ

اپنی پیٹھ سے اور نہ ان کو مدد پہنچے گی کچھ نہیں وہ آئیگی ان پر

بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ

ناگہاں پھر ان کے ہوش کھو دیگی پھر نہ پھیر سکیں گے اس کو اور نہ ان کو

يُنْظَرُوْنَ ﴿۴۰﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ

فرصت ملے گی اور ٹھٹھے ہو چکے ہیں **۲۸** رسولوں سے تجھ سے پہلے

فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۱﴾

پھر الٹ پڑی ٹھٹھا کرنے والوں پر ان میں سے وہ چیز جس کا ٹھٹھا کرتے تھے ف۳

ع ۳ ۱۲ ۳

زجر بر مشرکین

تخویف دنیوی ۱۲

تسلیہ برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

موضح قرآن ف۱ نام لیتا ہے ٹھاکروں کا یعنی برا کہتا ہے۔ ف۲ یعنی جس چیز سے ٹھٹھا کرتے تھے اس چیز کی جزا نے انہیں گھیر لیا۔

فتح الرحمٰن ف۱ و این کنایت است از غلبۂ استعجال بر آدمی ۱۲۔

۲۹ یہ تخویف دنیوی ہے. رات دن میں آنیوالے مصائب سے تمہیں اللہ ہی محفوظ رکھتا ہے اگر وہ چاہے تو تمہارے انکار و عناد پر تمہیں فوراً پکڑلے بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ زجر ہے۔ اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ یہ بھی زجر ہے. فرمایا دن رات میں حوادث روزگار سے انہیں اللہ کے سوا کون بچاتا ہے؟ کیا اللہ کے سوا ان کے معبودانِ باطلہ ان کی حفاظت کرسکتے ہیں؟ ہرگز نہیں کیونکہ وہ تو خود اپنی مدد سے بھی عاجز و درماندہ ہیں۔ ۳۰ تخویف دنیوی. کیا مشرکین اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ رہے. کہ ہم ان کے مقبوضہ علاقے ان سے لیکر مسلمانوں کے قبضے میں دیتے اور ان کو ان پر مسلط کرتے جارہے ہیں؟ کیا اب بھی ان کو امید ہے. کہ وہ مسلمانوں پر غلبہ حاصل کرسکیں گے۔؟ اَفلا یرٰی ھٰؤلاء المشرکون اٰثار قدرتنا فی اتیان الارض من جوانبہا باخذ الواحد بعد الواحد وفتح البلاد والقری مما حول مکۃ وادخالہا فی ملک محمد صلے اللہ علیہ وسلم (خازن ج ۴ ص ۲۴۰) ۳۱ مشرکین عذاب اور قیامت کے جلدی آنے کا مطالبہ کرتے ہیں. آپ فرمادیں کہ میں وحی کے ذریعہ اسی عذاب اور قیامت سے تم کو ڈراتا ہوں. تاکہ تم ان کے لئے کچھ تیاری کرلو. مگر یہ لوگ ایسے بہرے بن چکے ہیں کہ جب انہیں عذاب الٰہی اور اہوال قیامت سے ڈرایا جاتا ہے تو وہ داعی کی آواز کو سن ہی نہیں پاتے۔ وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ لیکن وہ جب عذاب موعود میں مبتلا ہوجاتے ہیں تو چلا اٹھتے ہیں ”اے کاش! ظالم ہم ہی تھے“ اب اپنے قصور کا اعتراف کرتے ہیں مگر بے فائدہ - اخبر تعالےٰ ان ھٰؤلاء الذین صمّوا عن سماع ما انذروا بہ اذا نالھم شیء مّمّا انذروا بہ ولو کان یسیرا نادوا بالھلاک واقرّوا بانہم کانوا ظلمین (بحر ج ۶ ص ۳۱۶) ۳۲ یہ تخویف اخروی ہے۔

قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ؕ

اور کہہ کون نگہبانی کرتا ہے تمہاری رات میں ۲۹ اور دن میں رحمٰن سے

بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۲﴾ اَمْ لَهُمْ

کوئی نہیں وہ اپنے رب کے ذکر سے منہ پھیرتے ہیں یا ان کے واسطے

اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ؕ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ

کوئی معبود ہیں کہ ان کو بچاتے ہیں ہمارے سوا وہ اپنی بھی مدد نہیں

اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ ﴿۴۳﴾ بَلْ مَتَّعْنَا

کر سکتے اور نہ ان کی ہماری طرف سے رفاقت ہو کوئی نہیں پر ہم نے عیش دیا

هٰۤؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ؕ

ان کو اور ان کے باپ دادوں کو یہاں تک کہ بڑھ گئی ان پر زندگی

اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِى الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ

پھر یہ نہیں دیکھتے ۳۰ کہ ہم چلے آتے ہیں زمین کو گھٹاتے اس

اَطْرَافِهَا ؕ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾ قُلْ اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ

کے کناروں سے اب کیا وہ جیتنے والے ہیں ف۱ ف۱ تو کہہ میں جو تم کو ڈراتا ہوں ۳۱

بِالْوَحْىِ ۖ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ ﴿۴۵﴾

سو حکم کے موافق اور سنتے نہیں بہرے پکارنے کو جب کوئی ان کو ڈر کی بات سنائے

وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ

اور کہیں پہنچ جائے ان تک ایک بھاپ تیرے رب کے عذاب کی تو ضرور کہنے لگیں

يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ

ہائے کم بختی ہماری بے شک ہم تھے گنہگار اور رکھیں گے ہم ترازو میں انصاف کی ۳۲

لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ؕ وَاِنْ كَانَ

قیامت کے دن پھر ظلم نہ ہوگا کسی جی پر ایک ذرہ اور اگر ہو گا

۲۹ تخویف دنیوی ۱۲

زجر ۱۲

۳۰ تخویف دنیوی ۱۲

۳۲ تخویف اخروی ۱۲

موضح قرآن ف۱ ہم چلے آتے ہیں گھٹاتے یعنی عرب کے ملک میں مسلمانی پھیلنے لگی ہے کفر گھٹنے لگا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی باسلام اسلم وغفار پیش از ہجرت ۱۲۔

۳۳ یہاں سے دلائل نقلیہ تفصیلیہ کا بیان شروع ہوتا ہے ان دلائل کا حاصل یہ ہے کہ بے شک ان انبیاء علیہم السلام سے خارق عادت امور کا اظہار ہوتا رہا لیکن وہ متصرف فی الامور نہیں تھے اور نہ کچھ ان کے قبضۂ قدرت میں تھا۔ یہ پہلی تفصیلی نقلی دلیل ہے۔ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام سے یعنی ہم نے موسیٰ و ہارون کو جو کتاب (تورات) دی تھی اس میں حق و باطل اور توحید و شرک کا واضح امتیاز تھا اور وہ کتاب نورِ توحید اور ذکر ہدایت سے لبریز تھی۔ اس کتاب کا بھی یہی دعویٰ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں اس لئے صرف اللہ ہی کو پکارو۔ اور یہی دعویٰ قرآن کا ہے اس لئے آگے بڑھو اور اسے مان لو۔

مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ۭ وَكَفٰى بِنَا

برابر رائی کے دانہ کی تو ہم لے آئینگے اس کو اور ہم کافی ہیں

حٰسِبِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ

حساب کرنے کو ف۱ اور ہم نے دی تھی ۳۳ موسیٰ اور ہارون کو فیصلے چکانیوالی کتاب

وَضِيَاۗءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۸﴾ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ

اور روشنی اور نصیحت ڈرنے والوں کو جو ڈرتے ہیں

رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ﴿۴۹﴾

اپنے رب سے بن دیکھے اور وہ قیامت کا خطرہ رکھتے ہیں

وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ۭ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۰﴾

اور یہ ایک نصیحت ہے ۳۴ برکت کی جو ہم نے اتاری سو کیا تم اس کو نہیں مانتے

وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا

اور آگے دی تھی ہم نے ابراہیم کو اس کی نیک راہ ۳۵ اور ہم رکھتے ہیں

بِهٖ عٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ

اس کی خبر جب کہا اس نے اپنے باپ کو ۳۶ اور اپنی قوم کو یہ کیسی

التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا وَجَدْنَآ

مورتیں ہیں جن پر تم مجاور بنے بیٹھے ہو بولے ہم نے پایا اپنے

اٰبَاۗءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ﴿۵۳﴾ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَ

باپ دادوں کو ۳۷ انہیں کی پوجا کرتے بولا مقرر رہے ہو تم ۳۸ اور

اٰبَاۗؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۵۴﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ

تمہارے باپ دادے صریح گمراہی میں بولے کیا تو ہمارے پاس لایا ہے سچی بات

اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ﴿۵۵﴾ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ

یا تو کھلاڑیاں کرتا ہے ۳۹ بولا نہیں رب تمہارا وہی ہے رب

ع ۳

پہلی تفصیلی نقلی دلیل ۱۲ ۳۳ ترغیب الی القرآن ۳۴

دوسری نقلی دلیل ۳۵

ضیاء اور ذکر سے مراد تورات ہے یا فرقان سے مراد معجزات ہیں۔ و الاول ارجح ۳۴ ترغیب الی القرآن ہے۔ یہ برکت والا ذکر یعنی قرآن بھی وہی دعوائے توحید پیش کر رہا ہے۔ جو کتب سابقہ نے پیش کیا پھر اس کا انکار کیوں؟ ۳۵ دلیل عقلی تفصیلی دوم از حضرت ابراہیم علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام کو راہِ ہدایت ہم ہی نے دکھائی۔ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ اور ہم ہی اس کو جانتے تھے۔ یعنی دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام جو جد الانبیاء ہیں وہ بھی اپنے باپ اور اپنی قوم کو غیر اللہ کی پکار اور عبادت سے روکتے رہے۔ مِنْ قَبْلُ یہ ظرف مبنی علی الضم ہے اس کا مضاف الیہ محذوف منوی ہے ای من قبل النبوۃ (بحر ج ۶ ص ۳۲۰)

۳۶ اِذْ قالوا موخر سے متعلق ہے اور اذکر مقدر ماننے کی ضرورت نہیں التماثیل، تمثال کی جمع ہے۔ تمثال اس مصنوعی چیز کو کہا جاتا ہے جو اللہ کی پیدا کی ہوئی کسی چیز کے مشابہ بنائی جائے۔ مشرکین نے انبیاء علیہم السلام، اولیاء کرام اور ستاروں کی شکلوں پر بت بنا کر عبادت خانہ میں نصب کر رکھے تھے۔ انہی کی طرف اشارہ کر کے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے سوال کیا کہ یہ مورتیاں کیسی ہیں جن کی عبادت پر تم جمے بیٹھے ہو۔ التمثال موضوع للشیء المصنوع مشبہا بخلق من خلق اللہ (قرطبی ج ۱۱ ص ۲۹۶) ان القوم کانوا عباد اصنام علی صور مخصوصۃ کصورۃ الانسان او غیرہ الخ (کبیر ج ۶ ص ۱۶۰) و کانت علی ما قیل صور الرجال یعتقدون فیہم وقد انقرضوا وقیل کانت صور الکواکب صنعوھا حسما تخیلوا (روح ج ۱۷ ص ۵۹)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اس سوال سے مقصد یہ معلوم کرنا تھا کہ مشرکین کس شبہ کی وجہ سے ان مورتیوں کی عبادت میں لگے ہوئے ہیں اور جب وہ اعتراف کر لیں گے کہ تقلید آباء کے سوا ان کے پاس کوئی دلیل نہیں تو انہیں یہ کہنے کا موقع مل جائے گا کہ تمہارا یہ فعل سراسر گمراہی ہے۔ ۳۷ مشرکین نے صاف اقرار کر لیا کہ ان کے پاس کوئی دلیل تو ہے نہیں بس انہوں نے اپنے باپ دادا کو ان تماثیل کی عبادت کرتے دیکھا اس لئے وہ بھی ان کی اندھی تقلید کرتے ہوئے ایسا کر رہے ہیں۔ ۳۸ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تم اور تمہارے آباء و اجداد صریح گمراہی میں تھے۔ کیونکہ تمہارے پاس کوئی معقول دلیل نہیں تم محض خواہش نفسانی اور فریب شیطانی کے تبع ہو۔ ۳۹ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جواب سن کر قوم کے مشرک بولے "تم سچ کہہ رہے ہو یا یونہی ہنسی مذاق کر رہے ہو قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ الخ ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا ہنسی نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ غیر اللہ کی عبادت اور پکار کی وجہ سے تم بھی گمراہ ہو اور تمہارے باپ دادا بھی گمراہ تھے۔ جن کو تم

موضح قرآن ف۱ یعنی اگر عمل کسی کا اتنا تھوڑا ہو تو وہ بھی ہم تولیں گے۔

پکارتے ہو۔ وہ عاجز و بے بس ہیں اور متصرف و مختار نہیں ہیں مالک و مختار اور متصرف و کارساز تو اللہ تعالیٰ ہے جو ساری کائنات کا خالق و مالک ہے لہٰذا عبادت اور پکار کا مستحق بھی وہی ہے اور کوئی نہیں اور اس دعوی پر میرے پاس دلیل و حجت موجود ہے اور میں جو کچھ کہہ رہا ہوں دلیل و حجت سے کہہ رہا ہوں۔ المعنی ابین بالدلیل ما اقول (قرطبی) ف٤٠ وتاللہ لاکیدن الخ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے محسوس کیا کہ قوم نے ان ٹھوس عقلی دلائل سے کوئی اثر نہیں لیا تو اب ایک نہایت مؤثر اور محسوس طریقہ سے ان کے معبودان باطلہ کی بے چارگی کو واضح کرنے کے لیے ایک نئی سکیم سوچی چنانچہ دل ہی دل میں فیصلہ کر لیا کہ تم اپنے میلے پر تو جاؤ پھر دیکھنا میں تمہارے معبودوں کی کیا گت بناتا ہوں فجعلھم جذاذا جب مشرکین اپنے تہوار میں شریک ہونے کے لئے شہر سے باہر چلے گئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تمام مورتیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا البتہ سب سے بڑے بت کو چھوڑ دیا۔ اور کلہاڑا اسکے کندھے پر رکھ دیا۔ تاکہ جب مشرکین واپس آکر سارا ماجرا دیکھیں۔ تو بڑے بت کی طرف رجوع کریں اور اس سے پوچھیں کہ حضرت یہ کیا ماجرا ہے کہ یہ حضرات سب کے سب ٹوٹے پڑے ہیں مگر آپ صحیح سلامت براجمان ہیں اور کلہاڑا آپ کے کندھے پر ہے ان المعنی یرجعون الیہ کما یرجع الی العالم فی حل المشکلات فیقولون ما لھٰؤلاء مکسورۃ و مالك صحیحًا والفاس علی عاتقك (کبیر ج ٦ ص ١٦٣) اس سے مقصود الزام حجت تھا ف٤١ قالوا من فعل الخ مشرکین جب عید منا کر واپس آئے تو حسب دستور اپنے معبودوں کو نذرانہ سجود پیش کرنے کے لئے عبادتخانہ میں داخل ہوئے تو معبودوں کو ناگفتہ بہ حالت میں دیکھ کر سخت برہم ہوئے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے ہمارے معبودوں سے یہ حرکت جس نے بھی کی ہے اس نے بڑا ظلم کیا ہے ف٤٢ قالوا سمعنا الخ ان میں سے بعض نے کہا کہ ابراہیم نامی ایک نوجوان ہے وہ ان کا ذکر کر رہا تھا یہ اسی کی حرکت معلوم ہوتی ہے۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ یذکرھم کا مطلب یہ ہے کہ ایک نوجوان جسکا نام ابراہیم ہے ہر وقت ہمارے ان معبودوں کے پیچھے پڑا رہتا اور انکی توہین کرتا رہتا ہے اور ہمیشہ کہتا رہتا ہے کہ یہ عبادت اور پکار کے لائق نہیں اور نہ نفع و نقصان کے مالک ہیں اس لئے اندازہ یہی ہے کہ سب کچھ اسی نے کیا ہوگا بہت سے مفسرین نے اسی کو ترجیح دی ہے (سمعنا فتی یذکرھم) یعیبھم فلعلہ الذی فعل ذٰلك بھم (روح ج ١٧ ص ٦٣) ف٤٣ قالوا فاتوا الخ اب مشرکین نے کہا تو پھر اس (ابراہیم علیہ السلام) کو لوگوں کے روبرو لاؤ تاکہ سب لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ ہم اسے کس قدر عبرتناک سزا دیتے ہیں ای یحضرون عقوبتنا لہٗ (مدارک ج ٣ ص ٦٣) یا مطلب یہ ہے کہ ابراہیم کو سرعام حاضر کرو تاکہ کچھ اور لوگ بھی اس کے خلاف شہادت دیں۔ انھم کرھوا ان یاخذوہ بغیر بینۃ فارادوا ان یجیئوا بہ علی اعین الناس لعلھم یشھدون علیہ بما قالہ فیکون حجۃ علیہ بما فعل وھذا قول الحسن وقتادۃ والسدی وعطاء و ابن عباس رض (کبیر ج ٦ ص ١٦٣) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اس واقعہ سے یہی مقصد تھا کہ جب یہ معاملہ ان تماثیل کے تمام پجاریوں کے علم میں آئے اور ان سب کے سامنے پیش ہو اسوقت وہ آنکی جہالت اور بے وقوفی ظاہر کریں اور ان کے سامنے برملا ان کے معبودوں کی بے چارگی اور بے بسی کو واضح کر سکیں اور اس حقیقت کا اعلان کر سکیں۔ کہ جن معبودوں کو تم حاجت روا اور مشکل کشا اور نافع و ضار سمجھتے ہو ان کے عجز کا یہ حال ہے کہ وہ خود اپنی ذاتوں سے بھی دفع ضرر کی قدرت نہیں رکھتے اس لئے وہ تمہارا بھی کچھ سنوار یا بگاڑ نہیں سکتے اور نہ کچھ تمہیں دے سکتے ہیں (فاتوا بہ علی اعین الناس) ای علی رؤس الاشھاد فی الملاء الاکبر بحضرۃ الناس کلھم فکان ھٰذا ھو المقصود الاکبر لابراھیم علیہ السلام ان یبین فی ھٰذا المحفل العظیم کثرۃ جھلھم وقلۃ عقلھم فی عبادۃ ھٰذہ الاصنام التی لا تدفع عن نفسھا ضرا ولا تملك لھا نصرا فکیف یطلب منھا شیئ من ذالك (ابن کثیر ج ٣ ص ١٨٢) ف٤٤ قالواء انت الخ اس سے پہلے اندماج ہے ای فاتوا بہ یعنی وہ حضرت

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِیْ فَطَرَهُنَّ ۖ وَاَنَا عَلٰی

آسمان اور زمین کا جس نے انکو بنایا اور میں

ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ﴿٥٦﴾ وَتَاللّٰهِ لَاَكِیْدَنَّ

اسی بات کا قائل ہوں اور قسم اللہ کی میں علاج کروں گا

اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِیْنَ ﴿٥٧﴾ فَجَعَلَهُمْ

تمہارے بتوں کا جب تم جا چکو گے پیٹھ پھیر کر ف٤٠ پھر کر ڈالا ان کو

جُذٰذًا اِلَّا كَبِیْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَیْهِ یَرْجِعُوْنَ ﴿٥٨﴾

ٹکڑے ٹکڑے مگر ایک بڑا ان کا کہ شاید اسکی طرف رجوع کریں ف١

قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَاۤ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿٥٩﴾

کہنے لگے کس نے ف٤١ کیا یہ کام ہمارے معبودوں کے ساتھ وہ تو کوئی بے انصاف ہے

قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًی یَّذْكُرُهُمْ یُقَالُ لَهٗۤ اِبْرٰهِیْمُ ﴿٦٠﴾

وہ بولے ہم نے سنا ف٤٢ ہے ایک جوان بتوں کو کچھ کہا کرتا ہے اسکو کہتے ہیں ابراہیم

قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰۤی اَعْیُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ

وہ بولے اس کو لے آؤ لوگوں ف٤٣ کے سامنے شاید وہ

یَشْهَدُوْنَ ﴿٦١﴾ قَالُوْۤا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا

دیکھیں بولے ف٤٤ کیا تو نے کیا ہے یہ ہمارے معبودوں کیساتھ

یٰۤاِبْرٰهِیْمُ ﴿٦٢﴾ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِیْرُهُمْ هٰذَا

اے ابراہیم بولا نہیں پر یہ کیا ہے ف٤٥ ان کے اس بڑے نے

فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا یَنْطِقُوْنَ ﴿٦٣﴾ فَرَجَعُوْۤا اِلٰۤی

سو ان سے پوچھ لو اگر وہ بولتے ہیں پھر سوچے اپنے

اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْۤا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٦٤﴾ ثُمَّ

جی میں پھر بولے لوگو ف٤٦ تم ہی بے انصاف ہو ف٢ پھر

اس سے پہلے اندماج ہے ای فاتوابہ الخ ١٢

موضح قرآن ف١۔ یہ علاج کرنا انھوں نے چپکے سے کہا پھر جب وہ شہر سے باہر گئے ایک میلے میں تب بت خانے میں جا کر سب کو توڑا ف٢ سمجھے کہ پتھر پوجنا کیا حاصل۔

ابراہیم علیہ السلام کو سرِعام لے آئے اور ان سے سوال کیا۔ اے ابراہیم! کیا تو نے ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ کچھ کیا ہے؟ اس سوال سے ان کا مقصد یہ تھا کہ وہ اپنے اس فعل کا اقرار کرلینگے تو وہ انھیں حسب منشا سزا دے سکیں گے مگر ان کا مقصد پورا نہ ہوا اور معاملہ برعکس ہوگیا اور الٹے خود ذلیل و رسوا ہوئے (من الکبیر) ۴۵ قال بل فعلہ الخ لفظ بل اضراب کیلئے ہے جو ماقبل کے خلاف ایک نئی بات بیان کرنے کیلئے لایا جاتا ہے تو اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مشرکین کے سوال کے جواب میں بتوں کو توڑنے کے فعل سے انکار کردیا اور اس فعل کو ان کے بڑے بت کی طرف منسوب کردیا ظاہر ہے کہ یہ جھوٹ کی صورت ہے جس کی نسبت انبیا علیہم السلام کی طرف محال ہے اس کے بہت سے جواب دیئے گئے جو تفسیر کبیر اور روح المعانی میں بہ تفصیل مذکور ہیں حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ بل فعلہ میں تکلم سے غیبت کی طرف التفات ہے اور اس کا فاعل مقدر ہے اصل میں تھا بل فعلہ من فعلہ۔ یعنی جس نے یہ کام کیا ہے اس نے تو کر ڈالا۔ یہ تمہارا بڑا بت بھی یہاں موجود ہے تم اپنے ان معبودوں ہی سے پوچھ لو کہ ان کیساتھ یہ ماجرا کس نے کیا ہے۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس فعل سے انکار نہیں کیا بلکہ ایک لطیف اور کنائی انداز میں اسے تسلیم کرلیا۔ امام رازی نے اس توجیہ کو اس طرح بیان کیا ہے۔ ورابعہا انہ کنایۃ عن غیر مذکور ای فعلہ من فعلہ، وکبیرھم ھذا ابتداء الکلام و یروی عن الکسائی انہ کان یقف عند قولہ بل فعلہ ثم یبتدی کبیرھم ھذا (کبیر ج ۶، ص ۱۶۳) ۴۶ فرجعوا الی انفسھم الخ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جواب سن کر مشرکین کے ہوش ٹھکانے آئے اور ان کو تنبیہ ہوئی کہ وہ ان غیر ناطق جمادات کی عبادت کرکے اپنی جانوں پر ظلم کر رہے ہیں بھلا جو اسقدر عاجز و بے بس ہوں کہ اپنی حفاظت بھی نہ کرسکیں وہ دوسروں کے کیا کام آسکتے ہیں (انکم انتم الظلمون) ای بعبادۃ من لا ینطق بلفظۃ ولا یملک لنفسہ لحظۃ وکیف ینفع عابدیہ ویدفع عنھم البأس من لا یرفع عن راسہ الفأس (قرطبی ج ۱۱ ص ۳۰۲) ۴۷ ثم نکسوا الخ مگر تسویل و تضلیل شیطان سے بدبختی اور شقاوت نے پھر انھیں آلیا اور مہر جباریت کی وجہ سے وہ اپنی کفر و شرک کی پہلی حالت کی طرف فوراً منقلب ہوگئے۔ قال اھل التفسیر اجری اللہ تعالٰے الحق علی لسانھم فی القول الاول ثم ادرکتھم الشقاوۃ ای ردوا الی الکفر بعد ان اقروا علی انفسھم بالظلم (مدارک ج ۳ ص ۶۳) اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہنے لگے کہ یہ تو تمہیں بھی معلوم ہے اور ہم بھی جانتے ہیں کہ یہ معبود بولنے کی طاقت نہیں رکھتے مگر اس کے باوجود ان کو اپنا معبود سمجھتے ہیں لا یخفی علینا وعلیک ایھا المبکت انھا لا تنطق کذالک وانا انما اتخذناھا الٰھۃ مع العلم بالوصف (روح جلد ۱۷ ص ۶۶) ۴۸ قال اتعبدون الخ جب مشرکین نے اپنے معبودوں کی بیچارگی اور بے بسی کا اقرار کرلیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انکی فکر و عقل کو جھنجھوڑتے ہوئے فرمایا جب تمہیں معلوم ہے کہ یہ عاجز معبود تمہیں نہ نفع پہنچانے کی طاقت رکھتے ہیں نہ نقصان پہنچانے کی تو پھر تم اللہ کے سوا ان کی کیوں عبادت کرتے ہو۔ تف تم پر اور تمہارے فعل شرک پر تم ایسے صریح احمقانہ فعل کی قباحت بھی نہیں سمجھتے۔ ۴۹ قالوا حرقوہ الخ جب مشرکین حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مدلل گفتگو کے سامنے مبہوت و لاجواب ہوگئے تو اب اوچھے ہتھیاروں پر اتر آئے جیسا کہ باطل پرستوں کا دستور ہے اور آپس میں طے کیا کہ ابراہیمؑ نے چونکہ ان کے معبودوں کی توہین کی ہے اور انھیں ذلیل و رسوا کیا ہے اس لئے اس فعل کی اس کو سزا دینی چاہیئے اور اسے جلا کر خاک کر دینا چاہیئے۔ لما عجزوا عن المحاجۃ وضاقت بھم الحیل وھذا دیدن المبطل المحجوج اذ بھت بالحجۃ وکانت لہ

نُكِسُوا عَلٰى رُءُوسِهِمْ ۚ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ
اندھے ہو گئے سر جھکا کر ۴۷ تو تو جانتا ہے جیسا یہ
يَنْطِقُونَ ﴿۶۵﴾ قَالَ اَفَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ
بولتے نہیں بولا کیا پھر تم پوجتے ہو اللہ سے ورے
مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ﴿۶۶﴾ اُفٍّ لَّكُمْ وَ
ایسے کو کہ جو تمہارا کچھ بھلا کرے نہ برا ۴۸ بیزار ہوں میں تم سے
لِمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿۶۷﴾
اور جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوائے کیا تم کو سمجھ نہیں
قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانْصُرُوٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۶۸﴾
بولے اس کو جلاؤ اور مدد کرو اپنے معبودوں کی ۴۹ اگر کچھ کرتے ہو ف۲
قُلْنَا يٰنَارُ كُونِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿۶۹﴾ وَ
ہم نے کہا اے آگ ٹھنڈک ہو جا اور آرام ۵۰ ابراہیم پر اور
اَرَادُوا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ﴿۷۰﴾ وَنَجَّيْنٰهُ
چاہنے لگے اس کا برا پھر انہی کو ہم نے ڈالا نقصان میں اور بچا نکالا انکو
وَلُوطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۱﴾
اسکو ۵۱ اور لوط کو اس زمین کیطرف جس میں ف۳ برکت رکھی ہمنے جہان کے واسطے ف
وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ ؕ وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً ؕ وَكُلًّا جَعَلْنَا
اور بخشا ہم نے اس کو اسحاق اور یعقوب دیا انعام میں اور سب کو
صٰلِحِيْنَ ﴿۷۲﴾ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُونَ بِاَمْرِنَا وَ
نیک بخت کیا ف۲ اور ان کو کیا ہمنے پیشوا راہ بتلاتے تھے ہمارے حکم سے اور
اَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَ
کہلا بھیجا ہمنے انکو کرنا نیکیوں کا اور کھڑی رکھنی نماز اور

موضح قرآن ف یعنی زمین شام جس میں آسودگی خوب ہے ف۲ دعا تھی بیٹے ہی کی انعام میں دیا پوتا۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی ایں کنایت است از ملزم شدن ۱۲ ف۲ در آتش انداختند ۱۲ ف۳ یعنی زمین شام ۱۲

قدرۃ یفزع الی المناصبۃ (روح ج ۱۷ ص ۶۷) وانصروا الھتکم بتحریق ابراھیم لانہ یسبھا ویعیبھا (قرطبی ج ۱۱ ص ۳۰۳) ۵۰ قلنا ینار الخ نمرود نے اسی گز لمبی اور چالیس گز چوڑی چار دیواری بنوائی اور اسمیں چالیس دن تک ایندھن جمع کرایا اور اس کو آگ لگا دی جب آگ خوب مشتعل ہوگئی اور ہر طرف سے اس کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے تو حضرت ابراہیمؑ کو اسمیں پھینکا گیا جب وہ ان کو آگ میں پھینکنے کی تیاریاں کر رہے تھے اسوقت اللہ کا خلیل ماسوی اللہ سے اعراض کرکے اپنے مولیٰ و آقا سے مناجات میں مصروف تھا اور آسمان کی طرف رُخ کر کے عرض کر رہا تھا۔ اللھم انت الواحد فی السماء وانا الواحد فی الارض لیس احد یعبدک غیری حسبی اللہ ونعم الوکیل ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں۔ لا الہ انت سبحٰنک رب العٰلمین لک الحمد ولک الملک لاشریک لک ادھر اللہ تعالیٰ کے خلیل کو آگ میں پھینکا گیا اور ادھر سے اللہ کا حکم پہنچ گیا۔ ینار کونی بردًا وسلٰمًا علٰی ابراھیم۔ اے آگ ٹھنڈی ہوجا اور ابراہیم کے لئے سلامتی اور آرام و راحت بنجا (قرطبی۔ روح۔ بحر وغیرہ) چنانچہ آگ کے شعلے بھڑکتے رہے اور فضا کو اپنی روشنی سے منور کئے رہے مگر ان سے حرارت اور جلانے کی خاصیت سلب کرلی گئی ہر چیز میں اللہ تعالیٰ نے جو خاصیت و تاثیر رکھی ہے وہ اللہ کے حکم کے بغیر اپنا اثر ظاہر نہیں کرسکتی آگ میں جلانے کی خاصیت ہے اور وہ جلاتی ہے مگر نار ابراہیم سے اللہ نے جلانے کی صلاحیت سلب کرلی اور اسکی روشنی بدستور باقی رہی۔ قال الزمخشری فان قلت کیف بردت النار وھی النار قلت نزع اللہ عنھا طبعھا الذی طبعھا علیہ من الحر والاحراق وابقاھا علی الاضاءۃ والاشراق والاشتعال کما کانت واللہ علی کل شیئ قدیر (بحر ج ۶ ص ۳۲۸) یہ واقعہ زبردست دلیل ہے کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز اور متصرف و مختار نہیں ۵۱ ونجینٰہ ولوطا الخ ہم نے ابراہیم کو آگ سے بچایا۔ وہ خود نہیں بچ سکتے تھے ووھبنا لہ اسحٰق الخ اور ہم ہی نے ان کو نعمت اولاد سے نوازا۔ اولاد عطا کرنا بھی ہمارا کام ہے کسی دوسرے کے اختیار میں نہیں وجعلنٰھم ائمۃ ضمیر منصوب سے حضرت ابراہیم، لوط، اسحاق اور یعقوب علیہم السلام مراد ہیں یعنی ہم نے ان پیغمبروں کو امام بنایا جو ہمارے حکم کے مطابق صراط مستقیم کی طرف لوگوں کی رہنمائی کرتے تھے اور ہر وقت نیکی کے کاموں میں مصروف رہتے تھے اس دلیل کا حاصل یہ ہے کہ قلنا ینار کونی الخ آگ کو ٹھنڈا ہونے کا ہم ہی نے حکم دیا فجعلنٰھم الاخسرین مشرکوں کو ہم ہی نے رسوا کیا۔ ووھبنا لہ ابراہیم کو اولاد ہم ہی نے عطا کی وجعلنٰھم ائمۃ ان کو ائمہ ہدایت ہم ہی نے بنایا واوحینا الیھم ان کو نیک کاموں کا حکم ہم ہی نے دیا وکانوا لنا عبدین وہ مصائب میں ہمیں ہی پکارتے تھے۔ یہ سارے کام ہم ہی نے کئے کسی اور کا ان میں دخل نہیں تھا ۵۲ ولوطا اٰتینٰہ الخ یہ تیسری تفصیلی نقلی دلیل ہے قوم لوط جب حضرت لوطؑ کی تبلیغ و اصلاح کے باوجود اپنی خباثت اور بدعملی سے باز نہ آئی تو اللہ نے اسپر عذاب نازل فرما کر اسے ہلاک کردیا اور حضرت لوط علیہ السلام اور اُن پر ایمان لانیوالوں کو بچالیا اور اسے اپنی رحمت میں داخل کرلیا اٰتینٰہ حکما ونجینٰہ۔ وادخلنٰہ فی رحمتنا مجرمین کو ہلاک کرنا اور مطیعین کو بچانا ہمارا ہی کام ہے کسی دوسرے کو اس کی طاقت نہیں ۵۳ ونوحا اذ نادی الخ یہ چوتھی تفصیلی نقلی دلیل ہے۔ دیکھو بوقت طوفان نوح علیہ السلام نے بھی ہمیں پکارا تو ہم نے اس ہولناک طوفان سے انکے اہل ایمان ساتھیوں کو بچالیا

تیسری تفصیلی نقلی دلیل ۳

پانچویں نقلی دلیل ۴

اِیْتَآءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِیْنَ ۝۷۳ۙ وَلُوْطًا اٰتَیْنٰهُ

دینی زکات اور وہ تھے ہماری بندگی میں لگے ہوئے اور لوط کو دیا ہمنے

حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّنَجَّیْنٰهُ مِنَ الْقَرْیَةِ الَّتِیْ كَانَتْ

حکم اور سمجھ ۵۲ اور بچا نکالا اسکو اس بستی سے جو کرتے تھے

تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِیْنَ ۝۷۴ۙ

گندے کام وہ تھے لوگ بڑے نافرمان اور

وَاَدْخَلْنٰهُ فِیْ رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝۷۵ؒ وَنُوْحًا

اس کو لے لیا ہم نے اپنی رحمت میں وہ ہے نیک بختوں میں اور نوح

ع ۵ ۲۵ ۵

اِذْ نَادٰی مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّیْنٰهُ وَاَهْلَهٗ

کو جب ۵۳ اسنے پکارا اُس سے پہلے پھر قبول کرلی ہمنے اسکی دعا سو بچادیا اسکو اور اسکے

مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِیْمِ ۝۷۶ۚ وَنَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ

گھر والوں کو بڑی گھبراہٹ سے اور مدد کی اس کی ان لوگوں پر

الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ

جو جھٹلاتے تھے ہماری آیتیں وہ تھے بُرے لوگ

فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝۷۷ وَدَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ اِذْ یَحْكُمٰنِ

پھر ڈبا دیا ہمنے ان سب کو اور داؤد اور سلیمان کو جب لگے ۵۴

فِی الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِیْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَكُنَّا

فیصل کرنے کھیتی کا جھگڑا جب روند گئیں اسکو رات میں ایک قوم کی بکریاں اور سامنے تھا

لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِیْنَ ۝۷۸ۙ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَیْمٰنَ ۚ وَكُلًّا اٰتَیْنَا

ہمارے ان کا فیصلہ ف ۱ پھر سمجھا دیا ہمنے وہ فیصلہ سلیمان کو اور دونوں کو دیا

حُكْمًا وَّعِلْمًا ؗ وَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ یُسَبِّحْنَ وَ

تھا ہمنے حکم اور سمجھ ف ۱ اور تابع کئے ہم ۵۵ نے داؤد کے ساتھ پہاڑ تسبیح پڑھا کرتے اور

موضح قرآن ف ۱ حضرت داؤد نے بکریاں دلوادیں کھیتی والوں کو بدلا ان کے نقصان کا ان کے دین میں چونکہ چور کو غلام رکھ لیتے تھے اسی موافق یہ حکم کیا اور حضرت سلیمان لڑکے تھے انہوں نے بھی یہ جھگڑا اپنے پاس منگوایا اور کہا کہ بکریاں رکھو انکا دودھ پیو اور کھیتی کو پانی دیا کریں بکری والے جب کھیتی ویسی ہوجاوے تب بکریاں پھیر دیں اور کھیتی لے لیں جس میں دونوں کو نقصان نہ ہو

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی گوسفندان قومی در زراعت قومی دیگر بوقت شب در آمدند وچرا کردند داؤد علیہ السلام حکم کرد بدادن گوسفندان عوض زراعت وسلیمان حکم ایں قوم را باصلاح زراعت وآں قوم را بانتفاع از شیر غنم تا وقتیکہ زراعت بحال خود رسد وحکم سلیمان اصوب بود ۱۲

اور ظالم اور ستمگر مشرکین کے شر و فساد اور انکی تکلیف و ایذا سے ان کو نجات دی اور ظالم و فاسق قوم کو غرق کر دیا فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ انکی دعا ہم ہی نے قبول کی فَنَجَّيْنٰهُ ان کو عذاب سے ہم ہی نے بچلیا وَنَصَرْنٰهُ اور مشرکین پر ہم ہی نے ان کو غلبہ دیا فَاَغْرَقْنٰهُمْ اور مشرکین کو ہم ہی نے غرق کیا ۵۴ے وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ الخ یہ پانچویں تفصیلی نقلی دلیل ہے ہم نے داؤد و سلیمان کو علم و حکم دیا۔ جب وہ ایک جھگڑے کا فیصلہ کر رہے تھے ہم اس سے باخبر تھے اِذْ نَفَشَتْ الخ یہ اس قضیے کی طرف اشارہ ہے ان کے زمانہ میں ایک شخص کی بکریاں رات کو دوسرے کے کھیت میں گھس گئیں اور اسے تباہ کر گئیں۔ کھیت کا مالک مقدمہ لیکر حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس آیا اور سارا ماجرا سنایا۔ انہوں نے اس کے حق میں فیصلہ دے دیا اور بکریاں اسے دلا دیں۔ جب مدعی اور مدعا علیہ واپس ہوئے تو راستہ میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ والد صاحب نے کیا فیصلہ فرمایا انہوں نے ذکر کیا تو کہا میرے خیال میں فیصلہ کی ایک اور صورت ہے جو دونوں کے حق میں بہتر ہے۔ حضرت داؤد ع کو اس کا علم ہوا تو انھیں بلایا اور ان سے پوچھا کہ تمہارے دل میں جو فیصلہ آیا ہے اسے بیان کرو حضرت سلیمان نے عرض کیا میرا خیال ہے کہ بکریاں کھیت والے کے حوالے کی جائیں تاکہ وہ ان کے دودھ اور بالوں سے انتفاع کرے اور اجڑا ہوا کھیت بکریوں والے کے حوالے کیا جائے تاکہ وہ اس کی دیکھ بھال کرے جب کھیت اپنی پہلی حالت پر آجائے تو دونوں اپنی اپنی چیزیں واپس لے لیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو یہ فیصلہ بہت پسند آیا اور اسی کو نافذ فرمایا فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ یعنی ہم نے زیادہ بہتر فیصلہ سلیمان کے فہم میں ڈالدیا ۵۵ے وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الخ ہم نے پہاڑ اور پرندوں کو داؤد علیہ السلام کے ماتحت کر دیا کہ وہ بھی ان کے ساتھ اللہ کی تسبیح و تقدیس بیان کرتے تھے یہ سب کچھ ہم نے کیا تھا۔ وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ الخ اور ہم نے داؤد کو لوہے کی زرہیں بنانے کی تعلیم دی ۵۶ے وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ الخ یہ مع داؤد پر معطوف ہے ای سخرنا لہ الریح الخ (روح) یعنی ہم ہی نے اپنے حکم سے ہوا کو سلیمان ع کے تابع فرمان بنا دیا اور ہم ہی ہر چیز کو جاننے والے ہیں دوسرا کوئی نہیں وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ الخ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ الخ الریح پر معطوف ہے اور من الشیاطین اسکا بیان ہے یعنی ہم نے جنوں کو مسخر کر دیا کہ وہ اس کے حکم کے مطابق کام کرتے تھے وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ لیکن سرکشی اور طغیان سے جنوں کو بچانا اور ان پر کنٹرول رکھنا یہ ہمارا کام تھا تاکہ وہ شر و فساد نہ کریں۔ داؤد و سلیمان علیہما السلام پر یہ تمام احسانات و انعامات ہم نے کئے تھے اور وہ ہمارے شکرگذار بندے تھے اس لئے وہ خود متصرف و کارساز اور لائق الوہیت نہ تھے كُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ان کے فیصلے کو ہم ہی جانتے تھے فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ سلیمان ع کو یہ فیصلہ ہم ہی نے سمجھایا۔ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا دونوں کو علم و حکمت ہم ہی نے دی وَسَخَّرْنَا پہاڑوں کو ہم ہی نے تابع فرمان کیا وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ یہ سب کچھ ہم ہی نے کیا وَعَلَّمْنٰهُ زرہ سازی کی صنعت بھی ہم ہی نے سکھائی وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ اور ہر چیز کو ہم ہی جانتے تھے وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ اور انکی حفاظت کرنیوالے بھی ہم ہی تھے

الطَّيْرَ ۭ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ (۷۹) وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ

اڑتے جانور اور یہ سب کچھ ہمنے کیا اور اسکو سکھلایا ہمنے بنانا ایک تمہارا لباس

لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ (۸۰)

کہ بچاؤ ہو تم کو تمہاری لڑائی میں ف۱ سو کچھ تم شکر کرتے ہو ف

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖٓ اِلَى الْاَرْضِ

اور سلیمان کے ۵۶ے تابع کی ہوا زور سے چلنے والی کہ چلتی اسکے حکم سے اس زمین کیطرف

الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۭ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ (۸۱) وَمِنَ

جہاں برکت دی ہے ہم نے اور ہم کو سب چیز کی خبر ہے ف۲ اور تابع کئے

الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ

کتنے شیطان جو غوطہ لگاتے اسکے واسطے اور بہت سے کام بناتے اس کے

ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ (۸۲) وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى

سوائے اور ہم نے انکو تھام رکھا تھا ف۳ اور ایوب کو ۵۷ے جس وقت پکارا اسنے

رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ (۸۳) صلے

اپنے رب کو کہ مجھ پر پڑی ہے تکلیف اور تو ہے سب رحم والوں سے رحم والا

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ

پھر ہم نے سن لی اسکی فریاد سو دور کر دی جو اس پر تھی تکلیف اور عطا کئے اسکو اسکے گھر والے

وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ (۸۴)

اور اتنے ہی اور انکے ساتھ رحمت اپنی طرف سے اور نصیحت بندگی کرنیوالوں کو ف۴ صلے

وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ ۭ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ (۸۵)

اور اسمٰعیل اور ادریس ۵۸ے اور ذوالکفل کو یہ سب ہیں صبر والے ف۵

وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِيْ رَحْمَتِنَا ۭ اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ (۸۶)

اور لے لیا ہم نے انکو اپنی رحمت میں وہ ہیں نیک بختوں میں

چھٹی نقلی دلیل ۱۲

ساتویں تفصیلی دلیل ۱۲

موضح قرآن ف۱ حضرت داؤد کے ساتھ زبور پڑھنے کے وقت پہاڑ اور جانور بھی انہیں کی سی آواز سے پڑھتے اور لوہے کی زرہ بناتے فقط ہاتھ سے موڑ کر اور لوگ بناتے ہیں آگ سے ف۲ ایک تخت بنایا تھا بہت بڑا اپنے سارے کارخانوں سے اور لوگوں سے اس پر بیٹھتے پھر باؤ آتی زور سے اس کو زمین سے اٹھاتی اوپر نرم باؤ چلتی یمن سے شام کو اور شام سے یمن کو مہینہ کی راہ دوپہر میں پہنچاتی ف۳ شیطانوں سے غوطہ لگواتے جواہر دریا سے نکلواتے جہاں آدمی کا مقدور نہیں اور عمارت میں بھاری کام ان سے کرواتے اور سفر میں حوض برابر لگن تانبے کی اور کنوے برابر دیگیں اٹھائے چلتے اور ان میں کھانا پکاتے اور سخت کام ان سے لیتے ف۴ حضرت ایوب کو حق تعالیٰ نے دنیا میں سب طرح سے آسودہ رکھا تھا۔ کھیت اور مویشی اور لونڈی غلام کماتے اور اولاد صالح اور عورت موافق مرضی اور بڑے شکر گذار تھے پھر آزمانے کے لئے ان پر شیطان کو ہاتھ دیا کھیت جل گئے مواشی مر گئے اولاد اکٹھی دب مری دوست دار الگ ہو گئے بدن میں آبلے پڑ کر کیڑے پڑ گئے ایک عورت رفیق رہی جیسے نعمت میں شاکر تھے ویسے بلا میں صابر رہے ایک قرن کے بعد یہ دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے اولاد مری ہوئی جلائی اور نئی اولاد دی۔ زمین سے چشمہ نکالا اسی سے پی کر نہا کر چنگے ہوتے اور سونے کی ٹڈیاں برسائیں اور سب طرح درست کر دیا ف۵ کہتے ہیں ذوالکفل تھے ایوب کے بیٹے ایک شخص کے ضامن ہو کر کئی برس قید رہے اور للہ یہ محنت سہی

فتح الرحمٰن، ۱؎ یعنی ساختن زرہ ۱۲

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ
اور مچھلی والے کو جب ف۵۹ چلا گیا غصہ ہو کر ف۱ پھر سمجھا کہ ہم نہ پکڑ ف۶۰ سکینگے

عَلَيْهِ فَنَادٰى فِى الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ
اسکو ف۲ پھر پکارا ف۶۱ ان اندھیروں میں کہ کوئی حاکم نہیں سوائے تیرے

سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۷﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ
تو بے عیب ہے میں تھا گنہگاروں سے پھر سن لی ہم نے اسکی فریاد

وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ۭ وَكَذٰلِكَ نُـْۨجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾ وَ
اور بچا دیا اس کو اس گھٹنے سے اور یوں ہی ہم بچا دیتے ہیں ایمان والوں کو ف۱ اور

زَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِىْ فَرْدًا وَّاَنْتَ
زکریا کو جب پکارا اس نے اپنے رب کو اے رب نہ چھوڑ مجھ کو اکیلا ف۶۲ اور تو ہے

خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿۸۹﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۡ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَ
سب سے بہتر وارث ف۲ پھر ہم نے سن لی اسکی دعا اور بخشا اسکو یحییٰ اور

اَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ
اچھا کر دیا اس کی عورت کو وہ لوگ دوڑتے تھے بھلائیوں پر

وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ۭ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ﴿۹۰﴾
اور پکارتے تھے ہم کو توقع سے اور ڈر سے اور تھے ہمارے آگے عاجز ف۳

وَالَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا
اور وہ عورت جس نے قابو ف۶۳ میں رکھی اپنی شہوت پھر پھونک دی ہم نے اس عورت

وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۱﴾ اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ
میں اپنی روح اور کیا اسکو اور اسکے بیٹے کو نشانی جہانوالوں کے واسطے یہ لوگ ہیں تمہارے دین

اُمَّةً وَّاحِدَةً ڮ وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۹۲﴾ وَ
کے سب ایک دین پر ف۶۴ اور میں ہوں رب تمہارا سو ف۶۵ میری بندگی کرو ف۳ اور

۵۷ وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى الخ یہ چھٹی تفصیلی نقلی دلیل ہے۔ ایوب علیہ السلام پر ابتلا آیا۔ تو انہوں نے دفع مضرت اور کشف مصیبت کیلئے ہمیں پکارا تو ہم نے ان کو مصیبت سے نجات دیدی اور تمام کھوئی ہوئی نعمتیں ان کو واپس دیدیں۔ رَحْمَةً الخ یہ مفعول لہ ہے یعنی ہم نے یہ سب کچھ ایوب علیہ السلام پر رحمت و شفقت کے لئے کیا اور تاکہ دوسرے عبادت گذار بندوں کو اس سے نصیحت و عبرت حاصل ہو اور وہ مصائب و مشکلات میں صبر کریں اور صرف اللہ تعالیٰ ہی سے مصائب و مشکلات میں استعانت و استغاثہ کریں۔ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ انکی دعا ہم ہی نے قبول کی فَكَشَفْنَا انکی تکلیف ہم ہی نے دور کی ۵۸ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ الخ یہ ساتویں تفصیلی نقلی دلیل ہے۔ یہ سب صبر و استقلال سے توحید سناتے رہے وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِيْ رَحْمَتِنَا انکو ہم نے کافروں کے شر سے بچا کر اپنی رحمت میں داخل کیا ۵۹ وَذَا النُّوْنِ اِذْ الخ یہ آٹھویں تفصیلی عقلی دلیل ہے حضرت یونس علیہ السلام عرصہ تک اپنی قوم کو دعوت و تبلیغ کے بعد ان کے ایمان سے مایوس ہو گئے اور ان کے انکار و اصرار پر ناراض ہو کر ہجرت کر لی حالانکہ ابھی تک اللہ کی جانب سے اس قسم کا کوئی حکم ان پر نازل نہیں ہوا۔ غالباً اپنے اجتہاد سے یہ فیصلہ کیا کہ ان لوگوں پر اب حجت خداوندی تام ہو چکی ہے اور ان کے ایمان لانے کی کوئی امید نہیں اب تو عنقریب ہی ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہونیوالا ہے اسلئے یہاں سے ہجرت کر جانا چاہیئے۔ مُغَاضِبًا ای غضبان علٰى قومه لشدة شكيمتهم وتمادی اصرارهم مع طول دعوته اياهم وكان ذهابه هٰذا هجرة عنهم لكنه لم يؤمر به (روح ج ۱۷ ص ۸۳) چنانچہ جب وہ اپنے شہر سے نکل کر روانہ ہوئے اور بحر روم کے کنارے پہنچے تو کشتی تیار تھی اسمیں سوار ہو گئے کشتی گرداب میں پھنس گئی اور غرق ہونے لگی تو ملاحوں نے کہا کہ سواریوں میں کوئی بھاگا ہوا غلام ہے اور ہمارا دستور یہ ہے کہ ایسے موقع پر ہم قرعہ اندازی کرتے ہیں جس کے نام کا قرعہ نکلے اسے سمندر میں پھینک دیتے ہیں چنانچہ تین مرتبہ قرعہ ڈالا گیا تینوں مرتبہ حضرت یونس علیہ السلام کا نام نکلا اب وہ سمجھے کہ انہوں نے بلا امر ربانی ہجرت کر کے غلطی کی ہے اور ملاحوں سے کہا بے شک میں ہی اپنے آقا کے حکم کے بغیر بھاگا ہوا غلام ہوں اور سمندر میں چھلانگ لگا دی ایک بڑی مچھلی نے ان کو نگل لیا۔ اللہ نے مچھلی کو حکم دیا کہ یونس کو کوئی تکلیف نہ دینا میں نے اسے تیری غذا نہیں بنایا بلکہ تیرے پیٹ کو اس کیلئے قیدخانہ بنایا ہے ۶۰ وَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ الخ نقدر یہاں قدرۃ سے نہیں بلکہ قدر سے ہے جس کے معنی قضا یا تنگی کرنے کے ہیں۔ یعنی یونس علیہ السلام قبل نزول امر ہجرت کر کے چلے گئے اور انکا خیال تھا کہ اس فعل پر انکو سزا دینے کا ہم کوئی فیصلہ نہیں کرینگے یا ہم ان پر کسی قسم کی تنگی نہیں کرینگے۔ ای لن نقضی علیه العقوبة قاله ابن عباس فی روایة عنه وقیل معناه فظن ان لن نضیق علیه الحبس (خازن ج ۴ ص ۲۵۰) فظن ان لن نقدر علیه ای لن نضیق علیه وهو كقوله تعالٰى اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ ای یضیق ومن قدر علیه رزقه ای ضیق الخ (کبیر ج ۶ ص ۱۹۱) ۶۱ فَنَادٰى فِى الظُّلُمٰتِ الخ مچھلی کے پیٹ میں پہنچ کر حضرت یونس علیہ السلام نے اپنے قصور کا اعتراف کیا اور اللہ کی تسبیح و تقدیس میں مصروف ہو گئے آخر اللہ تعالیٰ نے انکی آہ و زاری قبول فرمائی اور مچھلی کے پیٹ سے باہر نکالا۔ حضرت یونس ع نے اس مصیبت سے نجات حاصل کرنے کیلئے مچھلی کے پیٹ میں خدا کو پکارا اس سے معلوم ہوا کہ وہ خود متصرف و کارساز

۱ [illegible] تفصیلی [illegible]

۲ [illegible] تفصیلی [illegible] ۱۲

[illegible] تفصیلی [illegible] ۱۲

۳ یہ تمام مذکورہ دلائل نقلیہ سے متعلق ہے ۱۲

موضح قرآن ف۱ حزقیل کے یاروں میں تھے یونس علیہ السلام نے بڑے شوق سے عبادت کی اور دنیا سے الگ۔ حکم ہوا کہ ان کو بھیجو شہر نینوا میں مشرکوں کو منع کریں بت پوجنے سے یہ خفا ہو کر گئے راہ میں ندی آئی ایک بیٹا کنارے چھوڑا ایک کندھے پر لیا۔ عورت کا ہاتھ پکڑا ندی میں جب پانی نے زور کیا عورت کا ہاتھ چھوٹ گیا اس کے تھامنے سے کندھے سے لڑکا پھسل پڑا گھبراہٹ میں دونوں بہ گئے۔ کنارے آ کر دوسرے لڑکے پاس اسکو بھیڑیا لے گیا جب اس شہر پہنچے سرداروں سے ملے پیغام اللہ کا دیا وہ ٹھٹھے کرنے لگے ایک مدت رہے آخر خفا ہو کر بددعا کی عذاب کی اور آپ نکل گئے تین دن عذاب آیا شہر کے سب لوگ جنگل میں نکلے اللہ کے آگے توبہ کی روئے۔ سارے بت توڑ ڈالے۔ عذاب ٹل گیا شیطان نے یونس ع کو خبر دی کہ وہ قوم اچھے بھلے ہیں ان پر عذاب نہ آیا یہ دل میں خفا ہوئے کہ اللہ نے مجھ کو جھوٹا کیا حکم کی راہ دیکھی کسی طرف چل کھڑے ہوئے ایک کشتی پر سوار ہوئے بھنور میں چکر کھانے لگے۔ لوگوں نے کہا کشتی میں کسی کا غلام ہے بھاگا آیا ف۲ یعنی اولاد دے ف۳ لوگ کہتے ہیں جو کوئی اللہ کو پکارے توقع سے یا ڈر سے وہ محبت تحقیق نہیں یہاں سے اس کی غلطی نکلی

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بر قوم خود بغیر اذن الٰہی ۱۲ ف۲ القصہ حوت او را بلع در کشید ۱۲ ف۳ یعنی اصل دین واحد است و اختلاف در فروع می باشد ۱۲

ع ۶

تَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ۭ كُلٌّ اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ ۹۳
ٹکڑے بانٹ لیا لوگوں نے آپس میں اپنا کام ۶۶ ف۱ سب ہمارے پاس پھر آئیں گے
فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ
سو جو کوئی کرے نیک کام ۶۷ اور رکھتا ہو ایمان سو اکارت نہ کرینگے
لِسَعْيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ۹۴ وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ
اسکی سعی کو اور ہم اسکو لکھتے ہیں اور مقرر ہو چکا ہر بستی پر
اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۹۵ حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ
جس کو غارت کر دیا ہم نے کہ وہ پھر کر نہیں آئینگے ۶۸ ف۱ یہاں تک کہ جب کھول دئیے جائیں
يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ۹۶
یاجوج اور ۶۹ ماجوج اور وہ ہر اونچان سے پھسلتے چلے آویں
وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ
اور نزدیک آلگے سچا وعدہ ۷۰ پھر اسی دم اوپر لگی رہجائیں منکروں کی
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا
آنکھیں ہائے کمبختی ہماری ہم بیخبر رہے اس سے
بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۹۷ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ
نہیں پر ہم تھے گناہگار ف۲ تم اور جو کچھ تم پوجتے ہو ۷۱ اللہ کے سوائے
اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ۭ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ۹۸ لَوْ كَانَ
ایندھن ہے دوزخ کا تم کو اس پر پہنچنا ہے اگر ہوتے یہ
هٰٓؤُلَاۗءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ۭ وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۹۹
بت معبود ۷۲ تو نہ پہنچتے اس پر اور سارے اس میں سدا پڑے رہینگے
لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ۱۰۰ اِنَّ
ان کو اس میں چلانا ہے اور وہ اس میں کچھ نہ سنیں گے ف۳ بیشک

نہ تھے کہ اپنے آپ کو اس مصیبت سے بچا لیتے۔ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ انکی دعا ہم ہی نے قبول کی وَ نَجَّيْنٰهُ اور مصیبت سے ہم ہی نے انکو بچایا۔ ۶۲ وَ زَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى الخ یہ نویں تفصیلی نقلی دلیل ہے یعنی ذکریا علیہ السلام نے آخری عمر میں ہم سے بیٹا مانگا اور ہم ہی نے اس عمر میں ان کو بیٹا عطا کیا اور ہم ہی دینے والے ہیں ان کو اس پر قدرت نہ تھی۔ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ زکریا کی دعا ہم ہی نے قبول کی وَ وَهَبْنَا لَهٗ اور ہم ہی نے اس کو بیٹا عطا کیا وَ اَصْلَحْنَا اور ہم ہی نے اسکی بیوی کو اولاد کے قابل بنایا۔ اِنَّهُمْ كَانُوْا الخ اس سے تمام مذکور انبیاء علیہم السلام مراد ہیں یعنی وہ تمام ہم سے توقع رکھ کر اور ہم سے ڈر کر حاجات و مشکلات میں غائبانہ ہمیں ہی پکارتے تھے۔ يَدْعُوْنَنَا تمام انبیاء علیہم السلام امید و بیم میں ہمیں ہی پکارتے تھے۔ وَ كَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ اور ہمارے ہی سامنے عاجزی کرتے تھے آیت کا یہ حصہ تمام انبیاء علیہم السلام سے متعلق ہے یا اس سے حضرت ذکریا، انکی بیوی اور یحییٰ علیہم السلام مراد ہیں ۶۳ وَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ الخ یہ دسویں تفصیلی نقلی دلیل ہے۔ حضرت مریم صدیقہ اور حضرت مسیح علیہما السلام سے اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا یعنی اپنے جذبات کو قابو میں رکھا اور دامن عصمت کی حفاظت کی وَ اَحْصَنَتْ یعنی عفت فامتنعت من الفاحشة (قرطبی ج ۱۱ ص ۳۳۶) یا مطلب یہ ہے کہ اپنے آپ کو نکاح سے باز رکھا اور کسی سے شادی نہ کی حضرت مریم اور عیسےٰ علیہما السلام دونوں ماں بیٹا تمام بنی آدم کے لئے ہماری قدرت کاملہ اور مشیت نافذہ کی واضح نشانی اور دلیل تھے مریم کا بغیر مس بشر بیٹا جننا اور عیسےٰ علیہ السلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونا مخلوق کے لئے ایک اعجوبہ اور ہماری قدرت کی علامت ہے وافرد اٰية لان حالهما المجموع هما اٰية واحدة وهي ولادتها اياه من غير فحل (بحر ج ۶ ص ۳۳۶) اي علامة و اعجوبة للخلق وعلى نبوة عيسى و دلالة على نفوذ قدرتنا فيما نشاء (قرطبی) تو معلوم ہوا کہ مریم و عیسےٰ کا قصہ تو ہماری قدرت کی دلیل ہے اس لئے وہ الوہیت اور صفات کارسازی کے لائق نہیں ہیں ۶۴ اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ الخ یہ تمام مذکورہ دلائل نقلیہ سے متعلق ہے یعنی ان تمام انبیاء علیہم السلام کا دین ایک ہی تھا اور وہ سارے کے سارے توحید پر متفق تھے اور سب کا یہی مسلک تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور اس کے سوا حاجات میں غائبانہ پکار کے لائق بھی کوئی نہیں اُمة یہاں ملت اور دین کے معنوں میں مستعمل ہے اور مراد ملت اسلام اور ملت توحید ہے جو تمام انبیاء علیہم السلام کی ملت ہے الامة الملة وهذه اشارة الى ملة الاسلام وهي ملة جميع الانبياء (مدارک ج ۳ ص ۶۹) خطاب للناس قاطبة والاشارة الى ملة التوحيد والاسلام (روح ج ۱۷ ص ۹۵) لما ذكر الانبياء قال هؤلاء كلهم مجتمعون على التوحيد فالامة بمعنى الدين الذي هو الاسلام قاله ابن عباس و مجاهد وغيرهما (قرطبی) ۶۵ وَ اَنَا رَبُّكُمْ الخ حضرت شیخ فرماتے ہیں واؤ تفسیریہ ہے اور جملہ ماقبل کی تفسیر ہے یعنی تمام انبیاء علیہم السلام کی ملت واحدہ یہ ہے کہ میں تم سب کا رب اور کارساز ہوں لہٰذا تم سب صرف میری عبادت کرو اور صرف مجھے ہی پکارو اي لا دين سوى ديني ولا رب غيري فاعبدوني ووحدوني (خازن ج ۴ ص ۲۶۰) اي انا الهكم الٰه واحد (فاعبدون) خاصة (روح ج ۱۷ ص ۹۵) ۶۶ وَ تَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ الخ یہ سوال مقدر کا جواب ہے یعنی جب تمام انبیاء علیہم السلام کا دین ایک ہی تھا اور سب توحید پر متفق تھے اور سب توحید ہی کی اشاعت کرتے رہے تو پھر بعد کے لوگوں میں شرک کہاں سے آ گیا؟ تو اس کا جواب دیا گیا کہ بعد کے بدعمل اور ناخلف جانشینوں نے توحید میں اختلاف ڈال دیا اور دنیوی دولت اور لالچ کی وجہ سے شرک کو رواج دینے میں منہمک ہو گئے اچھا سب کو ہمارے پاس ہی آنا ہے اس لئے اپنے کئے کی سزا پا لیں گے یعنی دین سب کا ایک تھا سب کا کارساز بھی ایک

مرا جواب سوال مقدر ۱۲

[illegible] ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی کفر نہیں چھوڑتے تب ہی کہتے ہیں ف۲ یعنی خبر پہنچی جان کر ٹلا دی ف۳ یعنی اپنے چلانے کے زور سے۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی دراصل دین ۱۲

الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا
جن کے لئے پہلے سے ۷۳ ٹھہر چکی ہماری طرف سے نیکی ۷۴ وہ اس سے

مُبْعَدُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِيْ مَا
دور رہیں گے ف ۷۵ نہیں سنیں گے اس کی آہٹ ۷۶ اور وہ اپنے

اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ
جی کے مزوں میں سدا رہیں گے نہ غم ہوگا ان کو اس بڑی

الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ
گھبراہٹ میں ۷۷ اور لینے آئیں گے ان کو فرشتے ۷۸ آج دن تمہارا ہے جس کا

كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ
تم سے وعدہ کیا گیا تھا جس دن ہم لپیٹ لیویں آسمان کو جیسے لپیٹتے ہیں

السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ؕ كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ؕ
طومار میں ۷۹ کاغذ جیسا سرے سے بنایا تھا ہم نے پہلی بار پھر اس کو دہرائیں گے

وَعْدًا عَلَيْنَا ؕ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَلَقَدْ كَتَبْنَا
وعدہ ضرور ہو چکا ہے ہم پر ہم کو پورا کرنا ہے اور ہم نے لکھ دیا ہے

فِي الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا
زبور میں نصیحت کے پیچھے ۸۰ کہ آخر زمین پر مالک ہوں گے

عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِنَّ فِيْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ
میرے نیک بندے ف ۸۱ اس میں مطلب کو پہنچتے ہیں لوگ ۸۲

عٰبِدِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾
بندگی والے اور تجھ کو ہم نے بھیجا ۸۳ سو مہربانی کر کر جہان کے لوگوں پر

قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ
تو کہہ مجھ کو تو حکم یہی آیا ہے ۸۴ کہ معبود تمہارا ایک معبود ہے پھر کیا تم

۱- بشارت اخروی
۲- تخویف اخروی
۳- بشارت دنیوی
۴- توحید پر دلیل وحی ۱۳

ہی تھا۔ اور تمام پیغمبر ایک ہی ملت پر متفق تھے لیکن بعد کے لوگوں نے ملت توحید کو پارہ پارہ کر دیا۔ وحاصل المعنی الملۃ واحدۃ والرب واحد والانبیاء علیہم السلام متفقون علیہا وھؤلاء البعداء جعلوا امر الدین الواحد قطعا الخ (روح ج ۱۷، ص ۹۶) ۶۷ فمن یعمل الخ ایمان و توحید والوں اور نیکوکاروں کے لئے بشارت اخروی ۶۸ وحرام علی قریۃ الخ حرام یعنی ناممکن اور ممتنع اھلکنا یعنی ہم نے ان کی ہلاکت کا فیصلہ کر دیا لا یرجعون بمعنی مصدر ہے یعنی عدم رجوعھم اور مطلب یہ ہوگا کہ جزاء کے لئے ان کا ہماری طرف واپس نہ آنا ممتنع ہے یعنی ضرور ہمارے پاس آئیں گے ای ممتنع البتۃ عدم رجوعھم الینا للجزاء (روح) یا لا زائدہ اور سیف خطیب ہے یعنی جن لوگوں کی تباہی اور ہلاکت کا ہم نے فیصلہ کر دیا ان کا شرک و کفر سے توبہ کر کے توحید اور اسلام کی طرف آنا ممتنع اور ناممکن ہے کیونکہ عذاب سے ہلاک کرنے کا فیصلہ اس وقت کیا جاتا ہے جب حجت خداوندی پوری ہو جائے اور منکرین کے دلوں پر ان کے مسلسل ضد و عناد کی وجہ سے مہر جباریت لگ جائے اور ان کے رجوع الی الحق کے تمام امکانات ختم ہو جائیں۔ المعنی وممتنع علی قریۃ قدرنا اھلاکھا او حکمنا به رجوعھم الینا ای توبتھم علی ان (لا) سیف خطیب مثلھا فی قولہ تعالیٰ (ما منعک ان لا تسجد) فی قول (روح ج ۱۷، ص ۹۱) حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حرام مبتداء محذوف کی خبر ہے یعنی الایمان حرام الخ اس صورت میں انھم لا یرجعون جملہ ماقبل سے بدل ہوگا۔ اور لا زائدہ نہیں ہوگا قال مجاھد والحسن (لا یرجعون) لا یتوبون عن الشرک (روح) انھم لا یرجعون من الشرک ولا یتوبون عنه وھو قول مجاھد والحسن (کبیر ج ۶ ص ۱۹۳)

۶۹ حتی اذا فتحت الخ یہ تخویف اخروی ہے ھم کی ضمیر سے سب لوگ مراد ہیں یا صرف یاجوج ماجوج۔ پہلی صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ نفخۂ ثانیہ کے بعد لوگ زمین کے ہر مرتفع حصے کو روندتے اور تیزی سے قدم اٹھاتے ہوئے موقف کیطرف دوڑیں گے دوسری صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ جب قیامت کے قریب یاجوج ماجوج کو آزاد کر دیا جائیگا تو وہ زمین کے ہر حصہ میں پہاڑوں اور ٹیلوں کو روندتے ہوئے دنیا میں پھیل جائیں گے اور ہر طرف شر و فساد برپا کر کے ایک تباہی مچا دینگے ثم قیل فی الذین ینسلون من کل حدب انھم یاجوج وماجوج وھو الاظھر وھو قول ابن مسعود وابن عباس وقیل جمیع الخلق فانھم یحشرون الی ارض الموقف وھم یسرعون من کل حدب (قرطبی ج ۱۱ ص ۳۴۳)

۷۰ واقترب الوعد الخ الوعد الحق سے قیامت مراد ہے وھو ما بعد النفخۃ الثانیۃ من البعث والحساب والجزاء لا النفخۃ الاولیٰ (روح ج ۱۷، ص ۹۲) ۷۱ انکم وما تعبدون الخ ما تعبدون سے بڑے پیر مراد ہیں جو اپنی پرستش پر راضی ہوں نیز انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی مورتیاں جن کی مشرکین پرستش کرتے تھے۔ انبیاء علیہم السلام ملائکہ کرام اور اولیاء اللہ اس میں شامل نہیں ہیں۔ بقرینہ ان الذین سبقت لھم منا الحسنیٰ الخ ۷۲ لو کان ھؤلاء الخ اگر یہ معبود اور کارساز ہوتے جیسا کہ مشرکین کا خیال ہے تو آگ میں ہرگز داخل نہ ہوتے حالانکہ وہ جہنم میں داخل کئے جائیں گے اور پھر اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ زفیر رونے چلانے کی آواز جس میں سینے کی خرخراہٹ بھی شامل ہوگی۔ انین و بکاء عویل (مدارک ج ۳ ص ۶۹) ۷۳ ان الذین سبقت الخ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں جب انکم وما تعبدون الخ نازل ہوئی تو کفار قریش اپنے ایک سرکردہ ابن الزبعری کے پاس آئے اور اسے اس آیت کی اطلاع دی تو اس نے کہا اگر میں محمد کے پاس ہوتا تو اسکو اس کا معقول

موضح قرآن ف یعنی ایک بار گزر کر ہمیشہ دور رہیں گے۔

فتح الرحمٰن ف یعنی در آخر زمان پیغامبری مبعوث شود و امت او بر زمین غالب شود ۱۲۔

جواب دیتا۔ قریش نے اس سے پوچھا تو کیا جواب دیتا تو اس نے کہا میں کہتا کہ یہ مسیح بن مریم ہے جس کی نصاریٰ پرستش کرتے ہیں اور یہ عزیر ہے جس کی یہود پرستش کرتے ہیں تو کیا یہ بھی جہنم کا ایندھن ہوں گے۔ کفار قریش یہ سُنکر بہت خوش ہوئے۔ اور انہوں نے سمجھا کہ ابن الزبعری کی بات لاجواب ہے اور محمدؐ کے پاس اسکا کوئی جواب نہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں اللہ تعالےٰ نے انبیاء علیہم السلام، فرشتوں اور اولیاء کرام کو آیت سابقہ کے حکم سے مستثنیٰ فرمادیا۔ کیونکہ اُن کے حق میں الحسنیٰ (جنت یا بھلائی اور نیک انجام) کا وعدہ ازل سے ہو چکا ہے۔ من القرطبی وابن کثیر وغیرہما ۷۴ الحسنیٰ اس سے مراد جنت ہے یا رحمت وسعادت یا توفیق طاعت۔ الحسنیٰ ای الجنۃ (قرطبی ج ۱۱ صفحہ ۳۴۵) الحسنیٰ یعنی السعادۃ والعدۃ الجمیلۃ الجنّۃ (خازن ومعالم ج ۴ صفحہ ۲۶) الحسنیٰ ای الخصلۃ المفضلۃ فی الحسن وھی السعادۃ وقیل التوفیق للطاعۃ والمراد من سبق ذلک تقدیرہ فی الازل (روح ج ۱۷، صفحہ ۹۷) الحسنیٰ الرحمۃ والسعادۃ (جامع البیان صفحہ ۲۸۹) ۷۵ عنہا ای عن جھنم یعنی جن کے لئے حُسنیٰ کا وعدہ ہو چکا ہے انہیں جہنّم سے دُور رکھا جائیگا وہ تو جنت میں ہوں گے ۷۶ لا یسمعون الخ جملہ مبعدون سے بدل ہے اسمیں دوزخ سے ان کے بُعد کی قدرے تفصیل دیگئی ہے یعنی ان کو دوزخ سے اتنا دُور کیا جائیگا کہ وہ آتش دوزخ کی خفیف سی آواز بھی نہیں سُن پائیں گے حالانکہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ دوزخ کی بھڑکتی آگ کا شور ہزاروں میلوں کے فاصلے تک سنائی دیگا۔ یہ اس وقت ہوگا جب وہ جنت میں داخل ہو جائینگے ۷۷ لا یحزنہم الفزع الخ نار جہنم سے ان کی نجات کا اعلان کرنے کے بعد فرمایا۔ نفخہ ثانیہ سے لیکر دخول جنت تک وہ ہر قسم کے خوف وہراس اور بڑی سے بڑی گھبراہٹ سے بھی محفوظ رہیں گے بیان لنجاتہم من الافزاع بالکلیۃ بعد نجاتہم من النار لانہم اذا لم یحزنہم اکبر الافزاع لم یحزنہم ما عداہ بالضرورۃ کذا قیل (روح ج ۱۷، صفحہ ۹۹) الفزع الاکبر سے نفخہ ثانیہ یا تمام اہوال قیامت مراد ہیں ۷۸ تتلقّٰہم الملئکۃ الخ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں جب وہ قبروں سے اٹھیں گے اس وقت فرشتے انکا استقبال کرینگے اور ان سے کہیں گے یہی وہ دن ہے جس کی آمد کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا یا جنت میں داخل ہونے کے وقت فرشتوں کا استقبال مراد ہے ای تستقبلہم الملئکۃ علی ابواب الجنۃ یہنئونہم و یقولون لہم (ھذا یومکم الذی کنتم توعدون) وقیل تستقبلہم ملائکۃ الرحمۃ عند خروجہم من القبور۔ (قرطبی ج ۱۱ صفحہ ۳۴۶) ۷۹ یوم نطوی السماء الخ یوم کا عامل اذکر محذوف مانا گیا ہے مگر اسکی ضرورت نہیں۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ کے اصول کے مطابق اسکا عامل لا یحزنہم یا تتلقّٰہم ہے۔ منصوب باذکر وقیل ظرف للا یحزنہم۔۔۔ وقیل ظرف لتتلقاھم (روح) اعلم ان التقدیر لا یحزنہم الفزع الاکبر یوم نطوی السماء او وتتلقّٰھم الملئکۃ یوم نطوی السماء (کبیر ج ۶ صفحہ ۲) ۸۰ کطی السجل الخ جس طرح بہت سے کاغذوں کے طومار کو لپیٹ دیا جاتا ہے اس طرح قیامت کے دن آسمانوں کی صفوں کو لپیٹ دیا جائیگا۔ یہ نظام عالم کے درہم برہم کرنے سے کنایہ ہے۔ آسمانی تعلیم از آدم تا خاتم النبیین علیہم الصلوٰۃ والسلام اس پر ناطق ہے کہ یہ عالم کون وفساد حادث ہے اور وہ فنا ہو جائیگا۔ فلاسفہ ملاحدہ نے اس میں اختلاف کیا ہے اور وہ عالم کو ازلی وابدی مانتے جو صریح البطلان ہے البتہ صدرالدین شیرازی نے اپنی کتاب اسفار اربعہ میں لکھا ہے کہ متقدمین اساطین فلاسفہ فناء عالم کے قائل تھے البتہ متاخرین کوتاہ نظری اور بے بصرتی کی وجہ سے عالم کی ابدیت کے قائل ہیں۔ متقدمین فلاسفہ جو فناء عالم کے قائل ہیں ان میں سے کچھ کے نام یہ ہیں۔ انکسیمائس ملطی۔ فیثاغورث۔ افلاطون اور اسکا شاگرد ارسطاطالیس

اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۸﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ
تم حکم برداری کرنے والے پھر اگر وہ منہ موڑیں تو تو کہہ دے میں نے خبر کر دی تم کو
عَلٰى سَوَآءٍ ؕ وَاِنْ اَدْرِيْۤ اَقَرِيْبٌ اَمْ بَعِيْدٌ مَّا
دونوں طرف برابر اور میں نہیں جانتا نزدیک ہے یا دُور ہے جو
تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَ
تم سے وعدہ ہوا ف۹۵ وہ رب جانتا ہے جو بات پکار کر کرو اور
يَعْلَمُ مَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ وَاِنْ اَدْرِيْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ
جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو ف۹۶ اور میں نہیں جانتا شاید تاخیر میں تم کو جانچنا
لَّكُمْ وَمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۱۱۱﴾ قٰلَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ
ہے اور فائدہ دینا ہے ایک وقت تک ف۹۷ رسول نے کہا اے رب فیصلہ کر انصاف کا
وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۱۲﴾
اور رب ہمارا رحمٰن ہے اسی سے مدد مانگتے ہیں ان باتوں پر جو تم بتلاتے ہو

سُوْرَةُ الْحَجِّ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّعَشْرُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ حج مدینہ میں نازل ہوئی اور اسکی اٹھتر آیتیں ہیں اور دس رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ
لوگو ڈرو ف۲ اپنے رب سے بیشک بھونچال قیامت کا ف۳
شَيْءٌ عَظِيْمٌ ﴿۱﴾ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ
ایک بڑی چیز ہے جس دن ف۴ اسکو دیکھو گے بھول جائیگی ہر دودھ پلانیوالی
عَمَّاۤ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَ
اپنے دودھ پلائے کو اور ڈال دیگی ہر پیٹ والی ف۵ اپنا پیٹ اور

ع ۱۹

ر ۱ اعادہ دعوی
سورت ۱۲
ر ۲ دلیل ماقبل
ر ۳ تخویف اخروی

سورت کا پہلا
ر ۱ نفی شرک
تخویف
ر ۲ تعریف
تخویف اخروی

موضح قرآن ف دونوں طرف برابر یعنی ابھی تم دونوں بات کر سکتے ہو ایک طرف کا زور نہیں آیا۔

(کذا فی الروح ج ۱۷، ص ۱۰۱) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب ۵۱ کما بدأنا اول خلق الخ جس طرح آسانی اور سہولت کے ساتھ ہم نے اس ساری مخلوق کو پیدا کیا تھا۔ بالکل اسی طرح ہم دوبارہ پیدا کرلیں گے یہ نہایت پختہ بات ہے اور ہم اس پر قادر ہیں اور لامحالہ ایسا کریں گے۔ وعداً مفعول مطلق ہے فعل مقدر کا۔ ای وعدنا وعدا۔ علینا یہ مبتدا محذوف کی خبر ہے ای علینا انجازہ والوفاء بہ ای من البعث والاعادۃ (قرطبی ج ۱۱ ص ۳۴۸) ۵۲ ولقد کتبنا الخ یہ مومنین کے لئے بشارت اخروی ہے۔ زبور سے حضرت داؤد علیہ السلام کی کتاب مراد ہے اور ذکر سے تورات یا صحف ابراہیم مراد ہیں۔ الارض جنت کی زمین احسن ما قیل فیہ انہ یراد بہا ارض الجنۃ کما قال سعید بن جبیر لان الارض فی الدنیا قد ورثہا الصالحون وغیرہم وھو قول ابن عباس ومجاھد وغیرھما الخ (قرطبی) یا ارض مقدس یا ارض شام مراد ہے اور یہ امت محمدیہ کے لئے بشارت دنیوی ہے وقیل الارض المقدسۃ یرثہا امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (بحر ج ۶ ص ۳۴۴) وقیل المراد بہا الارض المقدسۃ وقیل الشام (روح ج ۱۷ ص ۱۰۲) ۵۳ عبادی الصلحون الخ اس سے امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام مراد ہے۔ یعنی ارض الجنۃ یرثہا امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (خازن ج ۴ ص ۲۶۳) قال مجاھد یعنی امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (معالم) واکثر المفسرین علیٰ ان المراد بالعباد الصالحین امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (قرطبی ج ۱۱ ص ۳۴۹) لیکن انسب یہ ہے کہ اگر الارض سے ارض جنت مراد ہو تو عبادی الصلحون۔ تمام صلحاء کو شامل ہو خواہ وہ کسی پیغمبر کی امت ہوں اور اگر الارض سے ارض شام یا بیت المقدس مراد ہو تو عبادی الصلحون سے امت محمدیہ مراد ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب ۵۴ ان فی ھٰذا الخ ھٰذا کا اشارہ اس سورت میں مذکور تمام امور کی طرف ہے بعض مفسرین نے اس سے تمام قرآن مراد لیا ہے والاول اوفق ای فیما جری ذکرہ فی ھٰذہ السورۃ من الوعظ والتنبیہ وقیل ان فی القرآن (قرطبی) ای القرآن او فی المذکور فی ھٰذہ السورۃ من الاخبار والوعد والوعید والمواعظ۔ (مدارک ج ۳ ص ۸۷) وما ارسلنٰک الخ آپ تمام جہانوں کے لئے باعث رحمت اس طرح ہیں کہ آپ نے اللہ کے حکم سے سب کیلئے توحید کا اعلان کیا اور صراط مستقیم جو جنت کی سیدھی راہ ہے وہ سب کیلئے واضح کردی اور اللہ کی طرف سے جو پیغام آپ لیکر آئے وہ تمام بنی آدم کے لئے سعادت دارین کا باعث ہے البتہ کافروں نے سوء استعداد اور ضد وعناد کی وجہ سے فائدہ نہ اٹھایا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا۔ آپ مومن و کافر دونوں کے لئے باعث رحمت ہیں۔ مومن آپ پر ایمان لانے سے خوش نصیب ہوگیا اور کافر غرق وخسف اور دیگر دنیوی عذابوں سے بچ گئے جن سے اقوام سابقہ کو ہلاک کیا گیا۔ عن ابن عباس کان محمد صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ لجمیع الناس فمن اٰمن بہ وصدق بہ سعد، ومن لم یؤمن بہ سلم مما لحق الامم من الخسف والغرق (قرطبی ج ۱۱ ص ۳۵۰) والظاھر ان المراد بالعٰلمین ما یشمل الکفار ووجہ ذٰلک علیہ انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ارسل بما ھو سبب لسعادۃ الدارین ومصلحۃ النشأتین الا ان الکافر فوت علیٰ نفسہ الانتفاع بذٰلک واعرض لفساد استعدادہ عما ھنالک (روح ج ۱۷ ص ۱۰۴) ۵۶ قل انما یوحی الخ یہ توحید پر دلیل وحی ہے انبیاء علیہم السلام سے دلائل نقلیہ کے بعد دلیل وحی ذکر کی گئی۔ جس طرح انبیاء سابقین تمام مصائب وبلیات کے وقت صرف اللہ تعالیٰ ہی کو متصرف وکارساز سمجھتے اور صرف اسی کو پکارتے تھے اسی طرح میری طرف بھی یہی وحی بھیجی گئی ہے کہ میرا اور تم سب کا معبود اور کارساز اور حاجت روا بھی اللہ ہی ہے اس کے سوا اور کوئی نہیں جب میرا اور مجھ سے پہلے تمام انبیاء علیہم السلام کا یہی عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود اور کارساز نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی حاجت روا اور پکاریں سننے والا نہیں تو کیا اب بھی تم مانو گے یا نہیں! استفہام سے مقصود طلب فعل ہے ای منقادون لتوحید اللہ تعالیٰ: ای فاسلموا کقولہ تعالیٰ (فھل انتم منتھون) ای انتھوا (قرطبی ج ۱۱ ص ۳۵۰)۔ استفہام یتضمن الامر باخلاص التوحید والانقیاد الی اللہ تعالیٰ (بحر ج ۶ ص ۳۴۴) تمام انبیاء علیہم السلام دعوت توحید اور رد شرک پر متفق ہیں اور انبیاء علیہم السلام کا اسپر اتفاق واجماع اس کے حق ہونے پر بہت بڑی دلیل ہے۔ قال فی شرح المقاصد ان بعثۃ الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام وصدقہم لا یتوقف علی الوحدانیۃ فیجوز التمسک بالادلۃ السمعیۃ کاجماع الانبیاء علیہم السلام علی الدعوۃ الی التوحید ونفی الشریک وکالنصوص القطعیۃ من کتاب اللہ تعالیٰ علیٰ ذالک (روح ج ۱۷ ص ۱۰۶) ۵۷ فان تولوا الخ اٰذنتکم کا مفعول ثانی محذوف ہے ای ما اوحی الی او علیٰ سواء مفعول اول سے حال واقع ہے یعنی جن امور کی بذریعہ وحی مجھے اطلاع دیگئی ہے اور جن کی تبلیغ کا حکم مجھے دیا گیا ہے مثلاً مسئلہ توحید، انکار کرنیوالوں کے لئے عذاب شدید کی وعید اور آخر کار غلبہ اسلام وغیرہ ان امور کی میں نے بلا تخصیص تم سب کو اطلاع دیدی ہے ایسا نہیں کیا کہ کچھ لوگوں کو بتائے ہوں اور کچھ لوگوں سے ان کو چھپا رکھا ہو ای کائنین علیٰ سواء فی الاعلام بذٰلک لم اخص احداً منکم دون احد (روح ج ۱۷ ص ۱۰۶) فقد اعلمتکم ما ھو الواجب علیکم من التوحید وغیرہ علیٰ سواء فلم افرق فی الابلاغ والبیان بینکم لانی بعثت معلما (کبیر ج ۶ ص ۲۰۴) یا علیٰ سواء فاعل اور مفعول دونوں سے حال ہے یعنی میں نے تمہیں مسئلہ توحید عقل ونقل اور وحی کے دلائل سے اس طرح واضح اور عیاں کرکے بتا اور سمجھا دیا ہے کہ اب اس مسئلہ کو جاننے اور سمجھنے میں میں اور تم برابر ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ ضد اور عناد کی وجہ سے تم اس کا اقرار نہ کرو۔ ای مستویا انا وانتم فی العلم بما اعلمتکم بہ من وحدانیۃ اللہ تعالیٰ لقیام الادلۃ علیہا (روح) ۵۸ وان ادری الخ یہ دعویٰ سورت کا اعادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں یعنی میں نے تمہیں یہ بات تو صاف صاف بتا دی ہے کہ مسئلہ توحید نہ مانو گے تو آخرت میں ذلت آمیز عذاب اور ہولناک عقاب میں مبتلاء کئے جاؤ گے اور دنیا میں بھی آخر تم مغلوب ہوگے اور اسلام کا بول بالا ہوگا۔ یہ سب کچھ ضرور ہوگا مگر اس بات کا علم نہیں کہ یہ امور کب واقع ہوں گے۔ تمہاری تباہی وبربادی ہوجا کر اسلام کو کس سنہ میں غلبہ نصیب ہوگا اور قیامت کب قائم ہوگی۔ ان امور کا علم اللہ تعالیٰ نے مجھے عطاء نہیں فرمایا وھٰذا الایذان ھو اعلام بما یحل بمن تولی من العقاب وغلبۃ الاسلام ولکنی لا ادری متیٰ یکون ذٰلک (بحر ج ۶ ص ۳۴۶) ما توعدون کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں۔ غلبہ اسلام، مشرکین پر دنیوی عذاب اور قیامت وغیرہ بہرحال اس سے جو بھی مراد ہو۔ وہ نزول آیت کے بعد زمانہ مستقبل میں واقع ہونیوالا ہے اپنی ذات سے جس کے علم کی نفی کرنے کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے۔ سید محمود آلوسی لکھتے ہیں۔ (ما توعدون) من غلبۃ المسلمین وظہور الدین او الحشر مع کونہ اٰتیا لا محالۃ (روح) امام رازی فرماتے ہیں۔ اَقریب ام بعید ما توعدون من یوم القیامۃ ومن عذاب الدنیا ۔ ۔ ۔ ان ما توعدون بہ من غلبۃ المسلمین علیہم کائن لا محالۃ ولا بد ان ۔ ۔ ۔ یلحقہم بذالک الذل والصغار وان کنت لا ادری متیٰ یکون ذالک لان اللہ تعالیٰ لم یطلعنی علیہ (کبیر ج ۶ ص ۲۰۵) یعنی جس چیز کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ لامحالہ ہوکر رہے گی مگر مجھے یہ معلوم نہیں کہ وہ کب واقع ہوگی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ

نے مجھے اس کی اطلاع نہیں دی اور مجھے اس کے معیّن وقت کا علم عطاء نہیں فرمایا۔ امام ابوالبرکات نسفی حنفی رقمطراز ہیں ای لا ادری متی یکون یوم القیامۃ لان اللہ تعالیٰ لم یطلعنی علیہ ولکنی اعلم بانہ کائن لا محالۃ اولا ادری متیٰ یحل بکم العذاب ان لم تومنوا (مدارک ج ۳ ص ۷۲) علامہ خازن راقم ہیں (ما توعدون) یعنی یوم القیامۃ لا یعلمہ الا اللہ (خازن ج ۴ ص ۲۶) علامہ قرطبی خامہ فرسا ہیں (ما توعدون) یعنی اجل یوم القیامۃ لا یدریہ احد لا نبی مُرسَلٌ ولا ملک مقرب قالہ ابن عباس وقیل اٰذنتکم بالحرب ولکنی لا ادری متی یؤذن لی فی محاربتکم (قرطبی ج ۱۱ ص ۳۵۰) حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں۔ ای ھو واقع لا محالۃ ولکن لا علم لی بقربہ ولا ببعدہ (ابن کثیر ج ۳ ص ۲۰۲) **۸۹** انہ یعلم الخ یہ ماقبل کی دلیل اور علت ہے **۹۰** وان ادری الخ اور مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ اس تاخیر عذاب میں کیا حکمت ہے۔ شاید اس سے تمہارا امتحان اور تمھیں ایک مقررہ وقت تک عطیات قدرت سے متمتع ہونے کا موقع دے کر تم پر حجت تام کرنا مقصود ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ مجرموں اور اپنے احکام کے باغیوں کو فوراً بلا مہلت نہیں پکڑتا بلکہ ان کو انعامات بے پایاں سے نواز کر اور مہلت دے کر موقع فراہم کرتا ہے تاکہ وہ غور وفکر کر کے حق وباطل میں امتیاز کر سکیں **۹۱** قال رب احکم الخ یہ تخویف اخروی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کی حکایت فرمائی ہے کہ اے پروردگار ہمارے اور ان مشرکین کے درمیان جلد فیصلہ فرمادے۔ ہمیں غلبہ عطا کر اور ان کو مغلوب ومقہور اور ذلیل وخوار کر تو گویا یہ ان کے لئے عذاب دنیا کی بددعا ہے ای رب اقض بیننا وبین اھل مکۃ بالعدل المقتضی لتعجیل العذاب والتشدید علیہم فھو دعاء بالتعجیل والتشدید والا فکل قضائہ تعالیٰ عدل وحق (روح ج ۱۷ ص ۱۰۵) **۹۲** وربنا الرحمٰن الخ اور ہمارا رب اپنے بندوں پر بڑا ہی مہربان ہے اور ہر آڑے وقت میں ہمارا کارساز اور مددگار ہے اے مشرکین جو کچھ تم کہہ رہے ہو۔ اور اپنی بہادری اور دلیری کی جو ڈینگیں مار رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو ناکام کرے گا اور تمہارے مقابلے میں ہماری مدد کریگا۔ مشرکین کہتے تھے کہ آخر شوکت وغلبہ ان کو حاصل ہوگا اور وہ اسلام کا جھنڈا سرنگوں کر دیں گے۔ مگر اللہ نے ایمان والوں کو غلبہ اور عزت سے سرفراز فرمایا اور مشرکین کو سرنگوں کر دیا اور اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول فرمائی۔ انھم کانوا یقولون ان الشوکۃ تکون لھم وان رایۃ الاسلام تخفق ..... فاستجاب اللہ عزوجل دعوۃ رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم فخیب اٰمالھم وغیر احوالھم ونصر اولیاءہ علیھم فاصابھم یوم بدر ما اصابھم (روح ج ۱۷ ص ۱۰۵) واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

(آج بتاریخ ۲۸ رجب المرجب ۱۳۸۵ھ مطابق ۲۳ نومبر ۱۹۶۵ء بروز سہ شنبہ نو بجکر ۵ منٹ پر سورۃ انبیاء کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد سید السادات وعلی آلہ وصحبہ المسارعین فی الخیرات۔ سجاد بخاری عفا اللہ تعالیٰ عنہ)

سُورۃ الحج

ربط سورۂ حج کا سورۃ انبیاء سے ربط یہ ہے کہ سورۃ انبیاء میں اس بات کا ذکر تھا کہ تمام انبیاء علیہم السلام اللہ کی طرف سے یہ پیغام لے کر آئے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مافوق الاسباب حاجت روا اور مشکل کشا نہیں اس لئے حاجات ومشکلات میں صرف اسی کو پکارو۔ اور وہاں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے واقعات بھی ذکر کئے گئے ہیں۔ جن سے ان کا عمل واضح ہوگیا کہ وہ حاجات میں صرف اللہ ہی کو پکارتے تھے اب سورۂ حج میں یہ بیان کیا جائیگا کہ جس طرح حاجات میں غائبانہ دعاء اور پکار صرف اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے اور ان میں غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے اسی طرح نذر ونیاز، منت اور چڑھاوے کا مستحق بھی صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور غیر اللہ کی نذر ومنت شرک ہے لہٰذا منت صرف اللہ کی مانو اور نذر ونیاز صرف اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی اور خوشنودی کے لئے دیا کرو۔ سورۂ انبیاء میں صرف نفی شرک فی التصرف کا بیان تھا اور اب سورۂ حج میں نفی شرک فی التصرف کے ساتھ نفی شرک فعلی کا بیان بھی ہوگا

خلاصہ:۔ مضمون کے اعتبار سے اس سورت کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

حصہ اوّل ——— نفی شرک فی التصرف

پہلا حصہ ابتدائے سورت سے لیکر رکوع ۳ کے اختتام نذقہ من عذاب الیم تک ہے اس میں نفی شرک فی التصرف کا مضمون مذکور ہے اس حصہ میں توحید پر دو عقلی دلیلیں پیش کی گئی ہیں شروع میں یا ایھا الناس اتقوا ربکم الخ۔ تخویف اخروی ہے ومن الناس من یجادل الخ زجر ہے لیکن اس کے باوجود بعض اس قدر سرکش اور احمق ہیں کہ عذاب سے نہیں ڈرتے اور بلا دلیل محض شیطان کے بہکانے سے توحید میں جھگڑا کرتے ہیں۔ یا ایھا الناس ان کنتم الخ (ع ۱) ثبوت قیامت اور توحید پر عقلی دلیل یعنی جو ناچیز قطرہ آب سے انسان کو پیدا کر سکتا ہے وہ موت کے بعد اسے دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے اور وہی قادر وتوانا تمہارا معبود حقیقی ہے اس لئے حاجات میں صرف اسی کو پکارو ذالک بان اللہ ھو الحق الخ اور وان الساعۃ اتیۃ الخ چونکہ دلیل مذکور میں ثبوت قیامت بھی ہے اور نفی شرک فی التصرف بھی اس لئے یہ دونوں آیتیں دلیل مذکور کے نتیجے ہیں۔ ومن الناس من یجادل الخ (ع ۱) اعادہ زجر اوّل علی سبیل الترقی۔ جو لوگ غیر اللہ کو پکارتے ہیں ان کے پاس نہ دلیل عقلی ہے نہ دلیل نقلی ہے اور نہ دلیل وحی۔ وہ محض ضد وعناد کی وجہ سے شرک پر ڈٹ گئے ہیں لہ فی الدنیا خزی الخ (ع ۱) تخویف دنیوی واخروی۔ ومن الناس من یعبد اللہ الخ (ع ۲) زجر ثانی۔ یدعوا من دون اللہ الخ متعلق بزجر ثانی۔ ان اللہ یدخل الذین اٰمنوا الخ (ع ۲) بشارت اخروی من کان یظن ان لن ینصرہ اللہ الخ (ع ۲

زجر ثالث جس کو یہ خیال ہو کہ اللہ تعالیٰ اسکی مدد نہیں کریگا تو اسے ان لوگوں کا خیال کرنا چاہیئے جو صرف اللہ ہی کو پکارتے ہیں کیا اللہ اُن کی مدد نہیں کرتا۔ ان الذین اٰمنوا والذین ھادوا الخ (ع ۲) تخویف اُخروی الم تر ان اللہ یسجد لہٗ الخ (ع ۲) یہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے زمین سے لیکر آسمان تک ساری کائنات اللہ تعالیٰ کی مطیع ومنقاد ہے اور انبیاء اور صلحاء بھی اللہ کے فرمانبردار ہیں۔ لہٰذا وہی ساری کائنات کا مالک ومختار اور متصرف وکارساز ہے اس لئے صرف اسی سے استعانت واستغاثہ کرو۔ فالذین کفروا الخ (ع ۲) منکرین توحید کے لئے تخویف اخروی ان اللہ یدخل الذین اٰمنوا الخ (ع ۳) مومنین کے لئے بشارت اُخروی ہے ان الذین کفروا ویصدون الخ (ع ۳) توحید کو نہ ماننے والوں اور دوسروں کو توحید سے روکنے والوں کے لئے تخویف اخروی۔

حصہ دوم ——— نفی شرک فعلی

دوسرا حصہ: واذ بوانا لابراھیم الخ (ابتداء رکوع ۴) سے لیکر رکوع ۵ کے اختتام ان اللہ لا یحب کل خوان کفور تک ہے اس میں شرک فعلی کی نفی کا بیان ہے جس پر ایک دلیل نقلی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے نقل کی گئی ہے اور چاروں عنوان مذکور ہیں تحریمات اللہ بجا ہیں۔ تحریمات غیر اللہ بے جا ہیں۔ اللہ کی نذر ونیاز جائز ہے اور غیر اللہ کی نذر ونیاز حرام ہے۔ واذ بوانا لابراھیم مکان البیت الخ (ع ۴) یہ نفی شرک فعلی پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دلیل نقلی ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ وہ بیت اللہ (خانہ کعبہ) کو ہر قسم کے مشرکانہ اعمال وافعال سے پاک کریں اور لوگوں کو اس میں شرک کرنے سے روکیں ویذکروا اسم اللہ الخ ولیوفوا نذورھم (ع ۴) اللہ کے نام کی نذر ونیاز کا حکم ہے اور فاجتنبوا الرجس من الاوثان میں نذر غیر اللہ کا ذکر ہے۔ ومن یعظم حرمٰت اللہ الخ تحریمات اللہ کا ذکر ہے یعنی ایام احرام یا حرم میں جن امور سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے یعنی شکار وغیرہ سے ان سے باز رہنا اور اللہ کے حکم کی تعظیم کو برقرار رکھنا واحلت لکم الانعام الخ (ع ۴) تحریمات غیر اللہ کی نفی ہے یعنی تم نے اپنی طرف سے جو جانور مثلاً بحیرہ سائبہ وغیرہ حرام کر رکھے ہیں وہ حرام نہیں ہیں بلکہ حلال ہیں۔ حرام صرف وہی ہے جسے اللہ نے حرام کیا ہے اور یہ چوپائے جنہیں تم از خود حرام ٹھہرا دیتے ہو یہ تو اللہ نے حلال کئے ہیں ذالک ومن یعظم شعائر اللہ الخ (ع ۴) بطور تاکید اللہ کی نیازوں کا بیان ولکل امۃ جعلنا منسکا الخ (ع ۵) والبدن جعلنٰھا لکم الخ نذور اللہ کا اعادہ تا آخر رکوع۔ اُذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا الخ (ع ۵) سے دونوں مضمونوں کے آخر میں مسلمانوں کو جہاد کی اجازت کا ذکر کیا گیا کہ جن مشرکوں نے تمہیں محض توحید کی خاطر بیت اللہ سے روکا اور خود اس میں شرک کرتے ہیں اور تمہیں اپنا وطن مکہ مکرمہ چھوڑنے پر مجبور کیا ان سے جہاد کرو اور ساتھ ہی نصرت وامداد کا وعدہ بھی فرما دیا ولولا دفع اللہ الناس الخ مشروعیت جہاد کی وجہ یعنی اگر اللہ تعالیٰ ظالم کے مقابلے میں مظلوم کو ہاتھ اٹھانے کی اجازت نہ دے اور مظلوم کے ہاتھوں ظالم کا اقتدار پامال نہ کرائے تو دنیا میں اور تو اور عبادت خانے بھی محفوظ نہ رہیں وان یکذبوک فقد کذبت الخ (ع ۶) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی اور آپ کو نہ ماننے والوں کے لئے تخویف دنیوی ہے ویستعجلونک بالعذاب الخ زجر مع تخویف دنیوی۔ قل یا ایھا الناس انما انا لکم نذیر مبین (ع ۷) ترغیب ایمان فالذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت الخ بشارت اخروی برائے مومنین والذین سعوا فی اٰیٰتنا الخ تخویف اخروی برائے منکرین۔ وما ارسلنا من قبلک الخ (ع ۷) یہاں منکرین کے نہ ماننے کی وجہ بیان کی گئی ہے کہ شیطان ان کے دلوں میں کئی قسم کے شبہات ڈالدیتا ہے جن کی وجہ سے وہ حق سے دور ہو جاتے ہیں کما قال تعالیٰ کذالک جعلنا لکل نبی عدوا شیٰطین الانس والجن (انعام) ولا یزال الذین کفروا الخ (ع ۷) تخویف اخروی۔ فالذین اٰمنوا الخ بشارت اخروی۔ والذین کفروا الخ تخویف اخروی والذین ھاجروا فی سبیل اللہ الخ (ع ۸) اللہ کی راہ میں ہجرت کرنیوالوں کے لئے بشارت اخرویہ ودنیویہ یعنی جن لوگوں کو محض اس لئے گھروں سے بے گھر کیا جائے کہ وہ اللہ کی توحید کو مانتے ہیں ایسے مہاجرین اگر مشرکین سے جہاد کریں تو آخر فتح انکی ہوگی اور ان کو خواہ وہ بستر پر مریں یا مشرکین سے جہاد میں شہید ہو جائیں آخرت میں ہر قسم کی نعمتیں اور آسائشیں ملیں گی۔ ذالک ومن عاقب الخ یہ ماقبل کی دلیل لمی ہے۔ یعنی جو مظلوم ہو اور ظالم کے ہاتھوں ستایا جائے جب وہ مقابلے کے لئے اٹھے تو اللہ تعالیٰ اسکی ضرور مدد فرماتا ہے۔ ذالک بان اللہ یولج اللیل الخ یہ ماقبل کی دلیل انی ہے یعنی جو اللہ سارے نظام عالم کا مختار ومتصرف ہے وہ مظلوم مجاہدین کی امداد وتائید پر بھی قادر ہے۔ الم تر ان اللہ انزل من السماء الخ (ع ۸) اعادہ مضمون اول یعنی نفی شرک فی التصرف مع دلائل یہ دلیل عقلی اول ہے۔ الم تر ان اللہ سخر لکم الخ (ع ۹) دوسری عقلی دلیل۔ وھو الذی احیاکم الخ تیسری عقلی دلیل لکل امۃ جعلنا منسکا الخ (ع ۹) مضمون ثانی (نفی شرک فعلی) کا اعادہ ہے یعنی ہم نے ہر امت کے لئے یہ دستور مقرر کیا کہ وہ نذر ونیاز صرف اللہ کے نام پر دیا کریں۔ الم تر ان اللہ یعلم ما فی السماء الخ یہ دونوں مضمونوں سے متعلق ہے یعنی جب عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں تو اس کے سوائے کسی دوسرے کو کارساز اور متصرف ومختار بھی نہ سمجھو اور اس کے سوا کسی کی نذر ونیاز بھی نہ دو۔ ویعبدون من دون اللہ الخ زجر برائے مشرکین یعنی ایسے واضح دلائل کے باوجود مشرکین شرک سے باز نہیں آتے۔ افانبئکم بشر من ذالکم الخ (ع ۹) تخویف اخروی برائے مشرکین۔ یا ایھا الناس ضرب مثل الخ (ع ۱۰) یہ بھی دونوں مضمونوں سے متعلق ہے یہاں ایک مثال سے معبودان باطلہ کا عجز، انکی بے چارگی اور بے بسی کو واضح کیا گیا ہے یعنی جن کو مشرکین حاجات میں پکارتے ہیں وہ تو بالکل بے بس ہیں اور اپنے نفع نقصان کا اختیار بھی نہیں رکھتے تو اپنے پجاریوں کا کیا سنواریں گے لہٰذا ان کو غائبانہ پکارنا اور ان کے نام کی نیازیں دینا محض بے سود ہے اللہ یصطفی من الملٰئکۃ رسلا الخ یہ ایک شبہ کا جواب ہے گویا یوں کہا گیا کہ پیغمبر، اولیاء اور فرشتے اللہ کے برگزیدہ اور محبوب بندے ہیں اگر وہ حاجت روا بھی ہوں تو کیا بعید ہے۔ اس کا ازالہ کیا گیا کہ اگرچہ وہ برگزیدہ ہیں لیکن صفات الوہیت کے مالک نہیں ہیں وہ نہ سمیع لکل شیئ (ہر بات کو سننے والے ہیں اور نہ بصیر بکل شیئ (ہر چیز کو دیکھنے والے اور جاننے والے) ہی ہیں لہٰذا وہ عبادت اور پکار کے لائق بھی نہیں ہیں عالم الغیب اور متصرف ومختار اللہ تعالیٰ ہے لہٰذا اسی کو پکارو اور اسی کے نام کی نیازیں دو۔ یا ایھا الذین اٰمنوا ارکعوا الخ مضامین سورت کا بالاجمال اعادہ ارکعوا واسجدوا واعبدوا ربکم میں بالذات نفی شرک فی التصرف اور بالواسطہ نفی شرک فعلی کی طرف اشارہ ہے وجاھدوا فی اللہ حق جھادہ اشارہ بسوئے جہاد فی سبیل اللہ ملۃ ابیکم ابراھیم الخ دلیل نقلی کی طرف اشارہ ہے۔

مختصر خلاصہ سورۂ حج مضمون کے اعتبار سے دو حصوں میں منقسم ہے۔ حصہ اوّل ابتداء سورت سے لیکر رکوع ۳ کے آخر فذوقہ من عذاب الیم تک ہے اس حصے میں نفی شرک فی التصرف کا مضمون مذکور ہے اس حصے میں نفی شرک فی التصرف پر دو عقلی دلیلیں ذکر کی گئی ہیں پہلی دلیل ثبوت قیامت اور نفی شرک فی التصرف دونوں پر دلالت کرتی ہے اس حصے میں تین زجریں ہیں زجر اوّل کا تفصیلی اعادہ بھی کیا گیا ہے۔ دوسرا حصہ واذ بوأنا لابراھیم (ع۴) سے لیکر رکوع ۵ کے آخر ان اللہ لا یحب کل خوان کفور تک ہے اس میں نفی شرک فعلی کا بیان ہے جس پر ایک دلیل نقلی پیش کی گئی ہے اور چار عنوانوں میں نفی شرک فعلی کا ذکر ہے ۱: تحریمات باری ان کو قائم رکھو۔ ۲:- تحریمات غیر اللہ۔ ان کو ختم کرو ۳:- اللہ تعالیٰ کی نذر و منت اسکو پورا کرو۔ ۴: غیر اللہ کی نذر و منت رد کرو۔ دونوں مضمونوں کے بعد اذن للذین یقاتلون الخ اجازت جہاد اور اسکے بعد متصل ہی وعدۂ فتح و نصرت کا ذکر کیا گیا ہے اس کے بعد رکوع ۷ میں وعدۂ فتح کا اعادہ کیا گیا ہے پھر رکوع ۸، ۹ میں دونوں مضمونوں کا اعادہ ہے مع دلائل عقلیہ۔ آخر میں ایک تمثیل سے دونوں مضمونوں کی وضاحت کی گئی ہے پھر سورت کے اختتام پر سورت کے تمام مضامین کا بالاجمال اعادہ کیا گیا۔

تَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ
تو دیکھے لوگوں پر نشہ اور اُن پر نشہ نہیں پر آفت
عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ② وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ
اللہ کی سخت ہے اور بعضے لوگ وہ ہیں جو جھگڑتے ہیں
فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ③
اللہ کی ۶ بات میں بے خبری سے اور پیروی کرتا ہے ہر شیطان سرکش کی
كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ
جس کے حق میں لکھ دیا گیا ہے کہ جو کوئی اسکا رفیق ہو سو وہ ۸ اسکو بہکائے اور لے جائے
اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ④ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ
عذاب میں دوزخ کے اے لوگو ۹ اگر تم کو
فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ
دھوکا ہے جی اٹھنے میں تو ہم نے تم کو بنایا ۱۰ مٹی سے
ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ
پھر قطرہ سے پھر جمے ہوئے خون سے پھر گوشت کی بوٹی سے
مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ؕ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ
نقشہ بنی ہوئی سے اور بدون نقشہ بنی ہوئی سے اسواسطے کہ تمکو کھول کر ۱۱ سناویں اور ٹھہرا رکھتے ہیں ہم پیٹ
مَا نَشَآءُ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ
میں جو کچھ چاہیں ایک وقت معین تک پھر تم کو ۱۲ نکالتے ہیں لڑکا پھر
لِتَبْلُغُوْۤا اَشُدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ
جب تک کہ پہنچو اپنی جوانی کے زور کو اور کوئی تم میں سے قبضہ کر لیا جاتا ہے ۱۳ اور کوئی تم میں
يُّرَدُّ اِلٰۤى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا ؕ
سے پھر چلایا جاتا ہے نکمی عمر تک تاکہ سمجھنے کے پیچھے کچھ نہ سمجھنے لگے

زجر ۱۲

توحید اور قیامت پر عقلی دلیل پہلی دلیل پہلا حصہ ۱۲

پہلا حصہ۔ نفی شرک فی التصرف

جیسا کہ خلاصہ میں ذکر کیا جا چکا ہے سورۂ حج کے پہلے حصے میں شرک اعتقادی یا شرک فی التصرف کی نفی کی گئی ہے اور اس پر دو عقلی دلیلیں مذکور ہیں ۲ے یا یھا الناس اتقوا الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ سورت کی ابتدا میں اصل مضمون سے پہلے قیامت کا لرزہ خیز اور ہولناک منظر پیش کیا گیا ہے۔ تاکہ پڑھنے والوں کے دلوں میں خشیت الٰہی اور خوف خداوندی کی وجہ سے انابت و اطاعت کا جذبہ پیدا ہو جائے اور ان کے دل قبول حق کے لئے مستعد ہو جائیں ان زلزلۃ الساعۃ الخ یہ ماقبل کی علت ہے۔ پہلے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا حکم دیا گیا ہے اور یہاں قیامت کے ہولناک منظر اور تباہ کن زلزلے کو بطور مثال پیش کیا گیا اور اس سے مقصد یہ ہے کہ قیامت کے ہولناک عذاب سے بچنے کی صرف یہی ایک صورت ہے کہ انسان لباس تقویٰ زیب جاں کرے اور اللہ تعالیٰ کے احکام کا اتباع کرے اور اسکے محظورات سے اجتناب کرے تعلیل بموجب الامر بذکر بعض عقوباتہ الھائلۃ فان ملاحظۃ عظمھا و ھولھا وفظاعۃ ماھی من مبادیہ ومقدماتہ من الاحوال والاھوال التی لا ملجأ منھا سوی التدرع بلباس التقوی (ابو السعود ج ۶ ص ۳) ۳ے زلزلۃ الساعۃ۔ قیامت کے اس ہولناک زلزلے (بھونچال) سے مراد کے بارے میں مفسرین کے اقوال مختلف ہیں (۱) جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا اس وقت شدید زلزلہ آئیگا اس طرح یہ زلزلہ قیامت کی ایک عظیم نشانی ہوگا۔ یہ قول علقمہ اور شعبی کا ہے (کبیر ج ۶ ص ۲۰۶، بحر ج ۶ ص ۳۴۹) (۲) مراد وہ زلزلہ ہے جو نفخۂ اولیٰ کے ساتھ آئیگا اور اس سے تمام نظام عالم درہم برہم ہو کر قیامت برپا ہو جائے گی حضرت عبداللہ بن عباس اور حسن بصری کا یہی قول ہے قال ابن عباس زلزلۃ الساعۃ قیامھا فتکون معھا (خازن و معالم ج ۵ ص ۲) وقال الحسن اشد الزلزال ما یکون مع قیام الساعۃ (بحر) بعض کے نزدیک اس سے مراد وہ زلزلہ ہے جو قیامت اور لوگوں کے قبروں سے اٹھنے کے بعد آئیگا اس کی تائید میں ایک مرفوع حدیث بھی وارد ہے جسے عمران بن حصین، انس بن مالک، ابو سعید خدری اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ یہ زلزلہ کب آئیگا صحابہ نے عرض کیا "اللہ اور اسکا رسول بہتر جانتے ہیں" آپ نے فرمایا یہ قیامت کے دن ہوگا جب اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام سے فرمائیگا اپنی اولاد میں جہنم کا حصہ جہنم کی طرف بھیج دے الخ (ابن کثیر ج ۳ ص ۲۰۵) ۴ے یوم ترونھا تذھل الخ یہ قیامت کے بھونچال کی ہولناکی کا بیان

وَتَرَى الْأَرْضَ هَامِدَةً فَإِذَا أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ
اور تو دیکھتا ہے ؎۴ زمین خراب پڑی ہوئی پھر جہاں ہم نے اتارا اس پر پانی
اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَأَنْبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ ⑤
تازی ہوئی اور ابھری اور اگائیں ہر قسم قسم رونق کی چیزیں
ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّهُ يُحْيِي الْمَوْتَىٰ وَأَنَّهُ
یہ سب کچھ ؎۵ اس واسطے کہ اللہ وہی ہے محقق اور وہ جلاتا ہے مردوں کو اور وہ
عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ⑥ وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ
ہر چیز کر سکتا ہے اور یہ کہ قیامت آنی ہے اس میں دھوکہ نہیں
فِيهَا وَأَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ ⑦ وَمِنَ النَّاسِ
اور یہ کہ اللہ اٹھائیگا قبروں میں پڑے ہوؤں کو اور بعضا شخص وہ ہے ؎۶
مَنْ يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتَابٍ
جو جھگڑتا ہے اللہ کی بات میں بغیر جانے اور بغیر دلیل اور بدون
مُنِيرٍ ⑧ ثَانِيَ عِطْفِهِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۖ لَهُ
روشن کتاب کے اپنی کروٹ موڑ کر تاکہ وہ بہکائے ؎۷ اللہ کی راہ سے اس کیلئے
فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ۖ وَنُذِيقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَذَابَ الْحَرِيقِ ⑨
دنیا میں رسوائی ہے اور ؎۸ چکھائیں گے ہم اسکو قیامت کے دن جلن کی مار
ذَٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدَاكَ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ
یہ اس کی وجہ سے جو آگے بھیج چکے تیرے دو ہاتھ اور اس وجہ سے کہ اللہ نہیں ظلم کرتا
لِلْعَبِيدِ ⑩ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَىٰ حَرْفٍ ۖ
بندوں پر اور بعضا شخص وہ ہے کہ بندگی کرتا ؎۹ ہے اللہ کی کنارے پر
فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ اطْمَأَنَّ بِهِ ۖ وَإِنْ أَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ
پھر اگر پہنچی اس کو بھلائی تو قائم ہو گیا اس عبادت پر اور اگر پہنچ گئی اسکو جانچ

ع

ہے یعنی وہ زلزلہ اس قدر خوفناک ہوگا کہ مارے خوف کے دودھ پلانیوالی عورت اپنے شیر خوار بچے کو بھول جائیگی اور حاملہ عورت کا شدت خوف کی وجہ سے حمل ساقط ہو جائیگا اور متوالوں کی طرح گھبراہٹ اور سراسیمگی کے عالم میں دیوانہ وار ادھر ادھر دوڑنے لگیں گے حالانکہ وہ شراب وغیرہ کے نشہ میں نہیں بلکہ قیامت کی ہولناکی اور شدت خوف کی وجہ سے ان کی عقلوں میں فتور آجائیگا۔ فخوف عذاب اللہ ھو الذی اذھب عقولھم وطیر تمییز ھم وردھم فی نحو حال من یذھب السکر بعقلہ وتمییزہ (مدارک ج ۳ ص۷۲) ؎۵ وتضع کل ذات حمل الخ اگر زلزلہ کو پہلی یا دوسری مراد پر محمول کیا جائے تو والدہ کا شیر خوار بچے کو بھول جانا اور حاملہ کے حمل کا گر جانا اپنے ظاہر پر محمول ہوگا یعنی شدت ہول کی وجہ سے فی الواقع ایسا ہوگا اور اگر حشر و نشر کے بعد کا زلزلہ مراد ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ بفرض محال اگر اس وقت کوئی مرضعہ یا حاملہ موجود ہو تو اس زلزلہ کی دہشت سے مرضعہ اپنے بچے کو بھول جائے اور حاملہ کا حمل ساقط ہو جائے ؎۶ ومن الناس من یجادل الخ یہ زجر ہے تخویف کے بعد فرمایا مسئلہ توحید میں جو ایک واضح حقیقت ہے خواہ مخواہ جھگڑا اور نزاع کرتے ہیں اور توحید کے انکار پر عذاب قیامت سے بھی نہیں ڈرتے اور پھر اس انکار کے لئے ان کے پاس نقلی دلیل تو درکنار کوئی عقلی ثبوت بھی نہیں۔ بغیر علم میں علم سے دلیل عقلی مراد ہے ؎۷ ویتبع کل شیطن الخ شیطان سے مراد ابلیس ہے جو مشرکین کے دلوں میں مختلف قسم کے وسوسے اور شبہات پیدا کر کے ان کو توحید اور ایمان بالآخرہ سے منحرف کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے یا کفار و مشرکین کے رؤسا اور سردار مراد ہیں جو اپنے ماتحتوں کو کفر و شرک کی طرف دعوت دیتے ہیں اور ان کے ذہن میں توحید کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کرتے رہتے ہیں یجوز ان یرید شیاطین الانس وھم رؤساء الکفار الذین یدعون من دونھم الی الکفر والثانی ان یکون المراد بذالک ابلیس وجنودہ (کبیر ج ۶ ص۲۹) ؎۸ من تولاہ الخ ضمیر منصوب شیطان کی طرف راجع ہے۔ تولاہ ای اتخذہ ولیا وتبعہ (روح ج ۱۷ ص۱۱۴) یعنی جو شخص بھی ان شیاطین سے دوستی رکھے گا اور انکی پیروی کریگا وہ اسے صراط مستقیم سے گمراہ کر کے جہنم ہی کا راستہ دکھائیں گے ؎۹ یا ایھا الناس الخ یہ توحید اور قیامت پر پہلی عقلی دلیل ہے اس دلیل کے دو حصے ہیں ایک حصے میں خود انسان کی پیدائش کے مختلف مدارج سے اور دوسرے حصے میں زمین کے مختلف احوال سے استدلال کیا گیا ہے ذکر دلیلین واضحین علی ذالک احدھما فی نفس الانسان وابتداء خلقہ وتطورہ فی مراتب سبع ..... والثانی فی الارض التی تشاھدون تنقلھا من حال الی حال الخ (بحر ج ۶ ص۳۵۱–۳۵۲) فانا خلقنکم سے دلیل کا پہلا حصہ شروع ہوتا ہے یعنی یہ بات تو بالکل ظاہر اور شک و ریب سے بالاتر تھی لیکن نادان لوگ اس میں بھی شک کر رہے ہیں اگر مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے میں شک ہے تو وہ اپنے جد اعلیٰ آدم علیہ السلام اور خود اپنی پیدائش میں غور و فکر کریں تو قیامت اور حشر نشر کا مسئلہ آسانی سے حل ہو سکتا ہے اور اس کے بارے میں تمام شکوک دور ہو سکتے ہیں۔ یعنی ان ارتبتم فی البعث فمزیل ریبکم ان تنظروا فی بدء خلقکم وقد کنتم فی الابتداء ترابا وماء ولیس سبب انکارکم البعث الا ھذا (مدارک ج ۳ ص۷۲) تمہارا سب سے بڑا اشکال یہی ہے کہ ہم مٹی میں مل کر مٹی ہو جائیں گے پھر دوبارہ کس طرح زندہ ہو سکیں حالانکہ تمہارا باپ آدم پہلے کچھ نہیں تھا پھر میں نے اس کو مٹی ہی سے پیدا کیا اور خود تمہارا بھی نام و نشان تک نہ تھا لیکن میں نے کمال قدرت کے ساتھ قطرۂ آب کو مختلف احوال سے گذار کر احسن تقویم میں تمہیں پیدا کیا تو اسی پر دوبارہ جی اٹھنے کو قیاس کر لو۔ انسان کی پیدائش جہاں

(۱) عقلی دلیل کا رد ۱۲
(۲) حصہ ۱۲
(۳) زجر اول سے
تفصیل اعادہ ۱۲
(۴) تخویف دنیوی ۱۲
(۵) تخویف اخروی ۱۲
(۶) زجر ثانی ۱۲

فتح الرحمٰن ؎۱ یعنی تکبر کنان ۱۲۔

اِنْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ۭ ذٰلِكَ
پھر گیا الٹا اپنے منہ پر گنوائی دنیا اور آخرت ۲۰ یہی ہے
هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ⑪ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا
ٹوٹا صریح ف پکارتا ۲۱ ہے اللہ کے سوائے ایسی چیز
يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ⑫
کو کہ نہ اسکا نقصان کرے اور نہ اسکا فائدہ کرے یہی ہے دور جا پڑنا گمراہ ہو کر
يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗٓ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ۭ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى
پکارے جاتا ہے اسکو جس کا ضرر ۲۲ پہلے پہنچے نفع سے ۲۳ بیشک برا دوست
وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ⑬ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
ہے اور برا رفیق اللہ داخل کرے گا ۲۴ ان کو جو ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ
اور کیں بھلائیاں باغوں میں بہتی ہیں نیچے ان کے نہریں
اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ⑭ مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ
اللہ کرتا ہے جو چاہے جس کو یہ خیال ہو ۲۵ کہ ہرگز نہ
يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى
مدد کریگا اسکی اللہ دنیا میں اور آخرت میں تو تان لے ایک رسّی
السَّمَاۗءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا
آسمان کو پھر کاٹ ڈالے اب دیکھے کچھ جاتا رہا اس کی تدبیر سے
يَغِيْظُ ⑮ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ
اسکا غصہ دا ف اور ۲۶ یوں اتارا ہم نے یہ قرآن کھلی باتیں اور یہ کہ اللہ
يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ ⑯ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ
سمجھا دیتا ہے جس کو چاہے جو لوگ مسلمان ہیں ۲۷ اور جو

ل۱ بشارت اخروی ۱۲

ل۲ بیان کمال
ل۳ [illegible] ۱۲
ل۴ تخویف اخروی ۱۲

حشر ونشر پر واضح دلیل ہے۔ وہاں اس سے یہ بھی ثابت ہوجاتا ہے کہ جب تمہارا خالق اللہ تعالیٰ ہے تو لامحالہ مالک مختار اور متصرف وکارساز بھی وہی ہے۔ ــہ فانا خلقنکم الخ یعنی اول تمہارے باپ آدم علیہ السلام کو مٹی سے اور پھر تمہیں قطرۂ منی سے پیدا کیا۔ فانا خلقنکم ای اباکم من تراب ثم خلقتم من نطفۃ الخ (مدارک) یا مطلب یہ ہے کہ مٹی سے تمہارے لئے غذائیں پیدا کیں جو بدن میں پہنچکر اور کئی منزلیں طے کرکے نطفہ بنیں اور پھر نطفہ مختلف مدارج سے گذرنے کے بعد انسانی شکل میں رونما ہوا خلقهم من تراب فی ضمن خلق ادم علیہ السلام منہ او بخلق الاغذیۃ التی یتکون منھا المنی منہ الخ (روح ج ۱۷ ص ۱۱۶) اس آیت میں انسان کی ابتداء پیدائش سے انتہاء زندگی تک سات منزلوں کا ذکر کیا گیا ہے (۱، ۲) ابتداء پیدائش مٹی اور قطرہ منی سے بتفصیل بالا (۳) علقۃ جما ہوا خون جب منی رحم مادر میں پہنچکر حمل کی صورت اختیار کرلیتی ہے تو کچھ دنوں کے بعد وہ علقہ بن جاتی ہے (۴) مضغۃ گوشت کا ٹکڑا۔ خون مزید پرورش پاکر گوشت بن جاتا ہے مخلقۃ کامل الخلقت جو تمام عیوب ونقائص سے پاک ہو اس کی قد وقامت، رنگ وروپ، شکل وصورت اور صحت وتوانائی کے اعتبار سے کامل بچہ پیدا ہوتا ہے۔ المخلقۃ المسواۃ الملساء من النقصان والعیب.... فالنطفۃ التی یخلق منھا الانسان متفاوتۃ منھا ماھو کامل الخلقۃ ومنھا ماھو علی عکس ذالک فیتبع ذالک التفاوت تفاوت الناس فی خلقھم وصورھم وطولھم وقصرھم وتمامھم ونقصانھم (روح ج ۱۷ ص ۱۱۶) ــہ لنبین لکم الخ انسانی پیدائش کو ان مختلف اطوار ومدارج سے اسلئے گذارا ہے تاکہ ہماری قدرت کاملہ اور صنعت تامہ کا اظہار ہوجائے (لنبین لکم) یرید: کمال قدرتنا بتصریفنا اطوار خلقکم (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۱) ونقر فی الارحام الخ پھر ہر جنین کو ہم رحم مادر میں جتنا عرصہ چاہتے ہیں رکھتے ہیں۔ مدت حمل چھ ماہ سے دو سال تک ہے عام اور غالب مدت حمل نو ماہ ہے ۱۲ ــہ ثم نخرجکم طفلا الخ یہ پیدائش کی پانچویں منزل ہے جب رحم مادر میں بچہ ہر لحاظ سے کامل ہوجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے علم میں اسکی مدت حمل پوری ہوجاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کمال قدرت کیساتھ اسے رحم مادر سے باہر لے آتا ہے۔ ثم لتبلغوا اشدکم یہ چھٹی منزل ہے اشد عقل وتمیز اور قوت بدن کا کمال کو پہنچنا ہے اسکا معطوف الیہ محذوف ہے ای ثم نخرجکم طفلا لتکبروا شیئا فشیئا ثم لتبلغوا کمالکم فی القوۃ والعقل والتمییز (ابوالسعود ج ۶ ص ۲۱۴)۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں لتبلغوا کا متعلق یبقیکم مقدر ہے اصل میں تھا ثم یبقیکم لتبلغوا اشدکم ۱۲ ــہ ومنکم من یتوفی۔ کمال قوت وعقل کو پہنچکر کچھ لوگ راہی ملک عدم ہوجاتے ہیں ومنکم من یرد الی ارذل العمر یہ ساتویں منزل ہے اور کچھ لوگ جوانی کے بعد بڑھاپے کی اس حد تک پہنچ جاتے ہیں جس میں ان کے قوائے بدنیہ کمزور سے کمزور ہوجاتے ہیں اور ذہنی اور علمی قوتیں جواب دے دیتی ہیں یہاں تک کہ بچپن اور جوانی کے معلومات قوت حافظہ سے محو ہوجاتے ہیں ای یبلغ من السن مایتغیر بہ عقلہ فلا یعقل شیئا (معالم وخازن ج ۵ ص

موضح القرآن ف یعنی دنیا کی نیکی پاوے تو بندگی پر قائم رہے اور تکلیف پاوے تو چھوڑ دے ادھر دنیا گئی ادھر دین گیا کنارے پر کھڑا ہے یعنی دل کبھی نہ اسطرف نہ اسطرف جیسا کوئی مکان کے کنارے کھڑا ہو جب چاہے نکل جائے ف دنیا کی تکلیف میں جو کوئی خدا سے ناامید ہو کر اسکی بندگی چھوڑ دے اور جھوٹی چیزیں پوجے جن کے ہاتھ نہ برا نہ بھلا وہ اپنے دل کو ٹھہرانے کو یہ صورت قیاس کرے جیسے ایک شخص اونچی لٹکی رسّی سے لٹک رہا ہے اگر چڑھ نہیں سکتا توقع تو ہے کہ رسی اور کھینچے تو چڑھ جائے جب رسّی توڑ دی پھر کیا توقع رسّی کہا اللہ کی امید کو اور آسمان کو تانے یعنی اونچان

فتح الرحمٰن دا یعنی اگر ازین غصہ بمیرد ہیچ ضرر نکند ۱۲۔

انسانی پیدائش اور زندگی کے مختلف اطوار و ادوار سے اللہ تعالیٰ کے کمال تصرف اور انتہائے قدرت کا پتہ چلتا ہے وہ ایسا قادر و متصرف اور علیم و حکیم ہے کہ اُس نے انسان کو پہلی بار آب و گِل سے پیدا کیا۔ اسی طرح جب تمام انسان مرجائیںگے اور ان کے بدن کا رُواں رُواں سڑ کر خاک میں مل جائے گا (الا ماشاء اللہ) تو وہ قادر و توانا اور حکیم و دانا خاک کے اُن ذرّوں کو یکجا کرکے انسانوں کو دوبارہ بھی پیدا کرسکتا ہے اس دلیل سے یہ حقیقت بھی واضح ہوگئی کہ ساری کائنات کا مالک و خالق اللہ تعالیٰ ہے اور وہی قادر و متصرف ہے لہٰذا اس کے سوا کارساز اور حاجت روا بھی کوئی نہیں ۱۴؎ وتری الارض الخ یہ پہلی عقلی دلیل کا دوسرا حصہ ہے ھامدۃ خشک بے آب و گیاہ وھمود الارض الا یکون فیھا حیاۃ ولا نبت ولا عود ولم یصبھا مطر (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۳) اھتزت زمین کے اجزاء حرکت میں آگئے اور ایک دوسرے سے جُدا ہوکر زمین کی روئیدگی کے لئے راستہ کھول دیا۔ رَبَتْ پھیلنے اور پھولنے لگے تم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہو کہ زمین بالکل مردہ، خشک اور بے آب و گیاہ ہوتی ہے لیکن جب ہم اس پر مینہ برساتے ہیں تو زمین میں زندگی کی لہر دوڑ جاتی ہے اور اس میں سرسبز و شاداب کھیت اور پودے لہلہانے لگتے ہیں اللہ تعالیٰ کی اس قدرت کاملہ کا تم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہو تو جو اللہ اس مردہ زمین سے لہلہاتے کھیت پیدا کرسکتا ہے وہ انسانوں کو بھی خاک ہوجانے کے بعد دوبارہ زندگی عطا فرماسکتا ہے اور وہی قادر و قیوم تمہارا اور ساری کائنات کا کارساز ہے۔

۱۵؎ ذالک بان الخ جار مجرور کا متعلق محذوف ہے ای لتستیقنوا۔ ذالک ای المذکور فی الدلیل مذکورہ بالا دلائل سے واضح ہوگیا کہ کارساز اور متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے اور وہ قیامت بپا کرنے پر قادر ہے اس سے حسب ذیل امور ثابت ہوتے کہ معبود برحق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ ۲۔ وہ مردوں کو ضرور زندہ کرے گا۔ ۳۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ۴۔ اور قیامت لامحالہ آئیگی۔ ۵۔ اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام مردوں کو زندہ کرکے قبروں سے اٹھائیگا۔ یہ پانچوں ثمرات و نتائج دلائل مذکورہ پر مرتب ہیں۔ اور انہ یحی الموتیٰ وانہ علیٰ کل شیء قدیر، وان الساعۃ اٰتیۃ اور وان اللہ یبعث یہ سب ان اللہ ھو الحق پر معطوف ہیں ثم انہ سبحانہ لما قرر ھذین الدلیلین رتب علیھما ما ھو المطلوب والنتیجۃ وذکر امورا خمسۃ الخ (کبیر ج ۶ ص ۲۱۶)

۱۶؎ ومن الناس الخ یہ زجر اوّل کا تفصیلی اعادہ ہے یعنی ضدی اور معاند لوگ اللہ کی توحید میں خواہ مخواہ جھگڑا کرتے اور شبہات نکالتے ہیں حالانکہ ان کے پاس کوئی دلیل نہیں جسے وہ اپنے مشرکانہ عقائد و اعمال کی تائید میں اور توحید کے خلاف پیش کرسکیں۔ عقل و نقل اور وحی سے کوئی بھی دلیل ان کے پاس نہیں بغیر علم ولا ھدی ولا کتٰب منیر۔ علم دلیل عقلی۔ ھدی دلیل وحی اور کتاب منیر۔ دلیل نقلی یہ نادان لوگ اللہ کی توحید میں شک کر رہے ہیں باوجودیکہ ان کے پاس نہ کوئی علم ہے یعنی دلیل عقلی اور نہ ہدایت یعنی وحی اور نہ کتاب منیر یعنی دلیل نقلی قالہ الشیخ وقال فی جامع البیان لیس لہ علم فطری ولا ما یستند الی دلیل نقلی ولا الی وحی (ص ۲۹۱)

۱۷؎ ثانی عطفہ الخ یہ یجادل کے فاعل سے حال ہے یعنی حق سے اعراض کرتے اور اللہ کے ذکر سے مُنہ موڑتے ہوئے وہ جھگڑا کرتا ہے لیضل عن سبیل اللہ یہ اس کے جدال کی غرض وغایت اور علت ہے یعنی جدال سے اسکا مقصد لوگوں کو گمراہ کرنا ہے متعلق یجادل علۃ لہ فان غرضہ من الجدال الاضلال عن سبیلہ تعالیٰ وان لم یعترف بانہ اضلال (روح ج ۱۷ ص ۱۲۲)

۱۸؎ لہ فی الدنیا خزی الخ یہ تخویف دنیوی ہے ونذیقہ یوم القیٰمۃ الخ تخویف اُخروی ذالک بما قدمت الخ ای یقال لہ فی الاٰخرۃ اذا دخل النار (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۶) جب آخرت میں وہ جہنم میں داخل ہوگا اس وقت اس سے کہا جائے گا کہ یہ تمہارے اپنے کیے کی سزا ہے اور تم یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔ ان اللہ لیس بظلام للعبید سے پہلے اور واؤ عاطفہ کے بعد اعلموا مقدر ہے ورنہ ماقبل پر اس کا عطف جائز نہیں۔

۱۹؎ ومن الناس من یعبد الخ یہ زجر ثانی ہے اس میں مذبذب لوگوں کا حال بیان کیا گیا ہے جو اللہ پر پورا پورا ایمان و یقین نہیں رکھتے۔ علیٰ حرف ای طرف من الدین یعنی وہ دین اسلام کے کنارے پر کھڑے ہو کر اللہ کی عبادت کرتے ہیں اگر انہیں کوئی دنیوی فائدہ حاصل ہوجائے یا مالی وسعت یا بدنی راحت مل جائے تو ظاہری طور پر مطمئن ہوجاتے ہیں اور اسی حال میں رہتے ہیں لیکن اگر کوئی نقصان ہوگیا کوئی تکلیف پہنچ گئی مال یا جان پر کوئی آفت آگئی تو فوراً دین اسلام کو چھوڑ کر مرتد ہوجاتے ہیں اور اللہ کی خالص عبادت ترک کرکے جس من دون اللہ کی طرف کسی نے بلایا اسی کے سامنے جھک جاتے ہیں

۲۰؎ خسر الدنیا والاٰخرۃ الخ ایسے لوگ دنیا اور آخرت دونوں میں نقصان اور خسارہ اٹھاتے ہیں۔ مالی اور جانی نقصان اٹھا کر دنیوی خسارہ میں رہے اور پھر اللہ کی توحید چھوڑ کر اپنی آخرت بھی خراب کرلی۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں یہاں فی مقدر کرنیکی ضرورت نہیں اور مطلب یہ ہے کہ اس نے دنیا بھی گنوائی اور آخرت بھی

۲۱؎ یدعوا من دون اللہ الخ یہ ماقبل ہی سے متعلق ہے اور اس میں دنیا اور آخرت کے خسارے کی تفصیل مذکور ہے یعنی وہ ظالم اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت چھوڑ کر ایسے عاجز و بے بس معبودوں کی پرستش اور پکار میں لگ جاتا ہے جو نہ اسے نفع پہنچانے کی قدرت رکھتے ہیں اور نہ نقصان پہنچانے کی اور یہ بہت بڑی گمراہی ہے کہ اللہ کی توحید کو چھوڑ کر شرک کیا جائے۔ استئناف مبین لعظم الخسران (روح ج ۱۷ ص ۱۲۴)

۲۲؎ یدعوا لمن ضرہ الخ لام ابتدائیہ ہے جملہ استینافیہ ہے اس میں غیر اللہ کی پکار اور دعا کا بد انجام اور اس کا بہت بڑی گمراہی ہونا واضح کیا گیا ہے استیناف یبین مآل دعائہ وعبادتہ غیر اللہ تعالیٰ ویقرر کون ذالک ضلالا بعیدا (روح ج ۱۷ ص ۱۲۵) اس آیت اور اس سے پہلی آیت میں بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے کیونکہ پہلی آیت میں معبودان باطلہ کے نافع اور ضار ہونے کی نفی کی گئی ہے مگر اس آیت میں ان کے ضار یعنی نقصان رساں ہونے کا اثبات ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جن معبودان باطلہ کو مشرکین مختار نفع و نقصان اور متصرف سمجھ کر پکارتے ہیں۔ بے شک وہ عاجز و درماندہ ہیں اور نفع یا نقصان پہنچانا انکی قدرت و طاقت سے باہر ہے لیکن ان کی عبادت کرنا اور انہیں حاجات و مشکلات میں پکارنا ان کے پجاریوں کے حق میں سخت نقصان دہ اور باعث خسارہ ہے کیونکہ اس شرک

کی وجہ سے وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں جلتے رہیں گے حاصل یہ کہ معبودان باطلہ بذات خود نقصان رساں نہیں ہیں لیکن ان کی عبادت اور پکار سراسر نقصان اور خسارے کا باعث ہے۔ اجابوا عن التناقض بامور احدھا انھا لا تضر ولا تنفع بانفسہا ولکن عبادتھا سبب الضرر (کبیر ج ۶ ص ۲۱۶) مشرکین معبودان باطلہ کی اس خیال سے عبادت کرتے تھے کہ وہ خدا کے یہاں ان کے سفارشی ہوں گے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کی عبادت میں کچھ نفع نہیں بلکہ سراسر خسارہ ہے اور وہ ان کے کسی کام نہیں آسکیں گے وقیل یعبدونھم توھم انھم یشفعون لھم غدا کما قال اللہ تعالیٰ ویعبدون من دون اللہ ما لا یضرھم ولا ینفعھم ویقولون ھٰؤلاء شفعاؤنا عند اللہ وقال تعالیٰ ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفیٰ (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۹)

۲۳ے اقرب من نفعہٖ۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا۔ دلائل عقلیہ تو واضح اور ثابت کر رہے ہے کہ خالص اللہ ہی کی عبادت کرو اور خالص اسی کو پکارو لیکن پھر بھی بعض لوگ بلا وجہ اور بلا دلیل جھگڑا کرتے اور اللہ کی خالص عبادت اور پکار میں شک کرتے ہیں اور ایسے عاجز معبودوں کی عبادت کرتے ہیں جن کی عبادت اور جنہیں پکارنے کا ضرر نفع کی نسبت اقرب الی الفہم ہے یعنی یہ بات نہایت آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے کہ ان کی عبادت اور پکار میں نفع تو کیا ہوگا البتہ ضرر اور نقصان ضرور ہوگا۔

۲۴ے ان اللہ یدخل الخ یہ مومنین کے لئے بشارت اُخروی ہے۔

۲۵ے من کان یظن الخ جمہور مفسرین نے ینصرہ کی ضمیر منصوب کا مرجع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو قرار دیا ہے کیونکہ قرآن پڑھتے وقت آپ کا تصور ذہن میں رہتا ہے اس لئے کہ آپ قرآن کے مخاطب اول ہیں اور مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کریگا۔ دنیا میں آپ کے دین اور آپ کے متبعین کو سربلند کرکے اور آخرت میں آپ کا درجہ سب سے بلند کرکے آپ کے متبعین کو جنت میں داخل فرما کر اور آپ کے دشمنوں کو جہنم رسید کرے گا لیکن جس شخص کا از راہ بغض وحسد یہ گمان ہو کہ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں آپ کی مدد نہیں کریگا تو وہ بغض وحسد کی آگ میں جل مرے تو کیا حسد و عداوت کے جذبہ میں کوئی سخت اقدام کرنے مثلاً خودکشی کرلینے سے اُسکے سینے کی آگ سرد ہوجائیگی۔ قال ابن عباس ان الکنایۃ فی (ینصرہ اللہ) ترجع الی محمد صلے اللہ علیہ وسلم (قرطبی ج ۱۲ ص ۲۱) اور السماء سے گھر کی چھت مراد ہے اور لیقطع بمعنی لیختنق یعنی چھت سے رسّی لٹکا کر خودکشی کرے والمعنی لیشدد حبلا فی سقف بیتہٖ فلیختنق بہٖ حتی یموت (خازن ج ۵ ص ۷) جیسا کہ حاسد سے کہا جاتا ہے اگر تجھے یہ بات پسند نہیں تو حسد سے جل کر مرجا کما یقال للحاسد ان لم ترض ھٰذا فاختنق ومت غیظا (معالم ج ۵ ص ۷) بعض مفسرین نے لکھا ہے مطلب یہ ہے کہ جس شخص کو یہ بات ناگوار ہو کہ اللہ تعالےٰ اپنے پیغمبر کی مدد کرے تو اگر اسکو روکنے کی طاقت ہو تو آسمان پر چڑھ جائے اور مدد کا سرچشمہ بند کرکے اس کو منقطع کردے پھر دیکھے کہ اس حیلے سے وہ مدد کو روک کر اپنا غصّہ ٹھنڈا کرسکتا ہے فلیطلب حیلۃ یصل بھا الی السماء (ثم لیقطع) ای ثم لیقطع النصر ان تھیأ لہ (قرطبی) حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں" دنیا کی تکلیف میں جو کوئی خدا سے ناامید ہو کر اُسکی بندگی چھوڑ دے اور جھوٹی چیزیں پوجے۔ جن کے ہاتھ نہ برا نہ بھلا۔ وہ اپنے دل کے ٹھہرانے کو یہ صورت قیاس کرے جیسے ایک شخص اونچی رسی سے لٹکا ہو اگر چڑھ نہیں سکتا تو توقع تو ہے کہ رسی اوپر کھینچے تو چڑھ جائے۔ جب رسی توڑ دی پھر کیا توقع رہی۔" اس مطلب کی صورت میں ینصرہ کی ضمیر منصوب من کی طرف راجع ہوگی۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ پہلی دونوں صورتوں میں اس آیت کا ماقبل سے ربط واضح نہیں ہوگا کیونکہ اس سے پہلے غیر اللہ کی پکار کے غیر نافع ہونے کا ذکر ہے اس لئے ربط میں تکلف ہوگا یعنی مسئلہ توحید کو بیان کرنے والے چونکہ اللہ کے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس لئے مشرکین کا خیال تھا کہ اللہ اسکی مدد نہیں کریگا اسلئے کہ اس تکلف سے بچنے کے لئے شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا مطلب موزوں ہے یا مطلب یہ ہو کہ غیر اللہ کو پکارنے والوں کو اگر یہ گمان ہو کہ اللہ انکی مدد نہیں کریگا اس لئے انہوں نے اولیائے کرام کو شفعاء بنایا ہوا ہے تو وہ دل کے اطمینان کی خاطر پہلے ان لوگوں کا خیال کریں جو حاجات ومشکلات میں غیر اللہ کو پکارتے ہیں پھر ان لوگوں کا خیال کریں جو خالص اللہ کو پکارتے ہیں۔

۲۶ے وکذٰلک انزلنٰہ الخ کاف بیان کمال کے لئے ہے یعنی مسئلہ توحید کو قرآن میں اس طرح دلائل سے واضح کرنا ہمارا ہی کمال ہے اور یہ ترغیب الی القرآن ہے من یرید۔ یرید کا فاعل من ہے یعنی اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو سیدھی راہ دکھاتا ہے جو سیدھی راہ دیکھنا چاہیں اور اللہ کی طرف انابت کریں۔ یا یرید کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے اور عائد محذوف ہے ای یرید ھدایتہٗ یعنی اللہ تعالیٰ جسے راہ راست پر لانا چاہتا ہے اسے سیدھی راہ دکھا دیتا ہے۔

۲۷ے ان الذین الخ یہ تخویف اخروی ہے الذین اٰمنوا امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والذین ھادوا قوم موسیٰ علیہ السلام والصابئین حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عہد کے لوگ مراد ہیں جو شمس وقمر اور دیگر سیاروں کی عبادت کرتے تھے والنصاریٰ قوم عیسےٰ علیہ السلام والمجوس آتش پرست والذین اشرکوا اور دیگر تمام مشرکین جو صابئین اور مجوس کی طرح کسی خاص نام سے مشہور نہیں ہیں دنیا میں تو سب حق پر ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ آخرت میں اللہ تعالیٰ مومنوں اور دیگر پانچ فرقوں کے درمیان آخری فیصلہ فرمائے گا اور ہر ایک کو اس کے اعمال کے موافق جزا وسزا دے گا۔ ای یقضی ویحکم فللکٰفرین النار وللمومنین الجنۃ (قرطبی ج ۱۲ ص ۲۳)

* * *

هَادُوْا وَالصّٰبِـِٕيْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ
یہود ہیں اور صابئین اور نصاریٰ اور مجوس اور جو
اَشْرَكُوْٓا ۖ اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ
شرک کرتے ہیں مقرر اللہ فیصلہ کریگا ان میں قیامت کے دن
اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ⑰ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ
اللہ کے سامنے ہے ہر چیز ۲۸ ف ۱ تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ کو سجدہ کرتا ہے
مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ
جو کوئی ۲۹ آسمان میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے اور سورج اور چاند
وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَاۗبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ
اور تارے اور پہاڑ اور درخت اور جانور اور بہت
النَّاسِ ۭ وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ۭ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ
۳۰ آدمی اور بہت ہیں کہ ان پر ٹھہر چکا عذاب اور جس کو اللہ ذلیل کرے السجدۃ
فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاۗءُ ⑱ هٰذٰنِ
اسے کوئی نہیں عزت دینے والا اللہ کرتا ہے جو چاہے ف ۲ یہ دو
خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ ۡ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ
مدعی ہیں ۳۱ جھگڑتے ہیں اپنے رب پر جو لوگ منکر ہوئے ۳۲ ان کے واسطے بیونتے ہیں
لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ۭ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ
کپڑے آگ کے ڈالتے ہیں ان کے سر پر
الْحَمِيْمُ ⑲ يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ⑳ وَ
جلتا پانی گل کر نکل جاتا ہے اس سے جو کچھ ان کے پیٹ میں ہے اور کھال بھی اور
لَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ㉑ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا
ان کے واسطے ہتھوڑے ہیں لوہے کے جب چاہیں کہ نکل پڑیں دوزخ سے

السجدۃ ۵

ر ۱ توحید پر دوسری عقلی دلیل ۲۹

ر ۲ تخویف اخروی ۱۲

۲۸ ان اللہ علٰی کل شیء شہید یہ ماقبل کی علت ہے۔ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں وہ سب کے ظاہر و باطن اور ہر ایک کے اعمال سے باخبر ہے اس لئے وہ قیامت کے دن بالکل صحیح صحیح فیصلہ سنائے گا اور کسی پر ظلم نہیں ہوگا نہ کسی کی حق تلفی ہوگی۔ ای انہ عالم بما یستحقہ کل واحد منھم فلا یجری فی ذالک الفصل ظلم ولا حیف (خازن ج ۵ ص ۸) ۲۹ الم تر الخ یہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے سجود سے مراد انقیاد تام ہے یعنی ہر چیز تکوینی طور پر اللہ تعالیٰ کی تدبیر کے ماتحت ہے۔ السجود التذلل و الانقیاد لتدبیر اللہ عزوجل (قرطبی ج ۱۲ ص ۲۴) کیونکہ ہر جماد اور بے جان چیز بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس میں مشغول ہے فانہ ما من جماد الا وھو مطیع للہ خاشع للہ و مسبح لہ الخ (معالم ج ۵ ص ۸) جب ساری کائنات اللہ تعالیٰ کی مطیع و منقاد ہے اور اس کے تکوینی احکام سے سرمو انحراف نہیں کر سکتی کیونکہ وہی اللہ تعالیٰ ساری کائنات کا مالک و مختار ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ کارساز اور متصرف بھی وہی ہے لہذا اسی کی عبادت کرنی چاہیئے رکوع و سجود اور نذر و نیاز دعاء اور پکار کا مستحق بھی وہی ہے ۳۰ وکثیر من الناس الخ یہ فعل محذوف کا فاعل ہے ای یسجد لہ بہت لوگ اللہ تعالیٰ ہی کو سجدہ کرتے ہیں لیکن بہت سے ایسے بھی ہیں جو شرک کرتے ہیں اور شرک و کفر کی وجہ سے عذاب الٰہی کے مستحق ہو چکے ہیں ومن یھن اللہ الخ جس شخص کو اللہ تعالیٰ ہدایت سے محروم کر کے ذلیل و خوار کر دے اس کو عزت و اکرام اور سعادت دارین سے کوئی ہمکنار نہیں کر سکتا ۳۱ ھذٰن خصمان الخ۔ جھگڑنے والے دو فریقوں سے مراد مومن اور کافر ہیں یعنی دلائل و براہین سے مسئلہ توحید کے اسقدر واضح ہو جانے کے باوجود مشرکین مسلمانوں سے اپنے پروردگار کی توحید میں جھگڑتے ہیں حالانکہ یہ مسئلہ روز روشن کی طرح واضح ہو چکا ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کو اپنا خالق و مالک اور پروردگار مانتے ہیں تو پھر اسکی صفات کارسازی میں کیوں غیروں کو شریک کرتے ہیں ۳۲ فالذین کفروا۔ تا۔ ذوقوا عذاب الحریق یہ تخویف اخروی ہے اللہ کی توحید میں مومنوں کے ساتھ جھگڑا کرنے والے فریق کا اخروی انجام یہ ہوگا کہ جہنم میں ان کو آگ کا لباس پہنایا جائیگا اور اوپر سے ان کے سروں پر سخت گرم کھولتا ہوا پانی ڈالا جائیگا جس سے ان کے بدن پگھل جائیں گے ولھم مقامع من حدید اور ان کے لئے لوہے کے ہتھوڑے یا کوڑے ہوں گے جب وہ عذاب جہنم سے باہر نکلنے کی کوشش کریگے تو فرشتے کوڑوں یا ہتھوڑوں سے مار کر انھیں واپس جہنم میں دھکیل دینگے ان جھنم لتجیش فتلقیھم الی اعلاھا فیریدون الخروج منھا فتضربھم الزبانیۃ بمقامع الحدید فیھوون فیھا (خازن و معالم ج ۵ ص ۱۰)

موضح قرآن ف ۱ مجوس آگ پوجتے ہیں اور ایک نبی کا بھی نام لیتے ہیں معلوم نہیں کہ پیچھے بگڑے یا سرے سے۔ سب غلط ہیں ف ۲ ایک سجدہ ہے کہ سب اس میں شامل ہیں آسمان زمین میں جو کوئی ہے وہ یہ کہ اللہ کی قدرت میں بے بس ہیں اور ایک سجدہ ہے ہر ایک کا جدا وہ یہ کہ اس کو جس کام کا بنایا اس کام میں لگے یہ بہت آدمی کرتے ہیں بہت نہیں کرتے مگر اور سب خلق کرتی ہے۔

مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ۗ وَذُوْقُوْا عَذَابَ
دوزخ سے گھٹنے کے مارے پھر ڈال دیے جائیں اسکے اندر اور چکھتے رہو

الْحَرِيْقِ ﴿۲۲﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
جلنے کا عذاب بیشک اللہ داخل کریگا ان کو ۳۳ جو یقین لائے اور کیں

ع ۱۲ ۹

الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ
بھلائیاں باغوں میں بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں گہنا پہنا دیئے

فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۭ وَلِبَاسُهُمْ
ان کو وہاں کنگن سونے کے اور موتی اور انکی پوشاک

فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿۲۳﴾ وَهُدُوْا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ۚ
وہاں ریشم کی ف۱ اور راہ پائی انہوں نے ستھری بات کی ف۲

وَهُدُوْا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ ﴿۲۴﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
اور پائی اس تعریفوں والے کی راہ ف۳ جو لوگ منکر ہوئے ۳۴

وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
اور روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور مسجد حرام سے

الَّذِيْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَاۗءَ ۨ الْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ ۭ
جو ہم نے بنائی لوگوں کے واسطے برابر ہے اس میں رہنے والا اور باہر سے آنیوالا

وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۢ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ
اور جو اس میں چاہے ٹیڑھی راہ شرارت سے اسے ہم چکھائینگے ایک عذاب

ع ۳ ۱۰

اَلِيْمٍ ﴿۲۵﴾ وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ
دردناک ف۴ اور جب ٹھیک کر دی ہمنے ۳۵ ابراہیم کو جگہ اس گھر کی کہ

لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْـــًٔا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّاۗىِٕفِيْنَ وَ
شریک ۳۶ نہ کرنا میرے ساتھ کسی کو اور پاک رکھ میرا گھر طواف کرنیوالوں کیواسطے اور

۳۳ ان اللہ الخ یہ مومنین کے لئے بشارت اخروی ہے اور اس میں توحید پرستوں کا نیک انجام بیان کیا گیا ہے آخرت میں ان کو چشموں اور ندیوں والے باغ عطا ہوں گے انھیں سونے اور جواہرات کے زیور اور ریشمی ملبوسات پہنائے جائیں گے وھدوا الی الطیب الخ دنیا میں ان کو کلمۂ توحید اور دین اسلام قبول کرنے کی توفیق دی گئی جس کی وجہ سے آخرت میں انھیں یہ جزا دی گئی ای ارشد ھٰؤلاء فی الدنیا الی کلمۃ التوحید و الی صراط الحمید ای الاسلام (مدارک ج ۳ ص ۸۵)

۳۴ ان الذین کفروا الخ تخویف اخروی ان مشرکین کے لئے جو لوگوں کو توحید اور مسجد حرام میں اللہ کی عبادت سے روکتے تھے۔ ویصدون میں واؤ زائدہ ہے۔ اور یَصُدُّوْنَ۔ اِنَّ کی خبر ہے یا یَصُدُّوْنَ مبتدا محذوف کی خبر ہے۔ ای وھم یصدون اس پر یہ جملہ کفروا کے فاعل سے حال ہوگا اور اِنَّ کی خبر محذوف ہوگی بقرینۂ آخر آیت ای نذیقھم الخ (روح) یعنی جو لوگ خود بھی توحید کا انکار کریں اور دوسروں کو بھی توحید سے روکیں انھیں ہم دردناک عذاب کا مزہ چکھائیں گے

۲ دوسرا حصہ ـ نفی شرک فعلی ۴

۳۵ واذ بوأنا الخ یہاں سے سورت کا دوسرا حصہ شروع ہوتا ہے اس میں نفی شرک فعلی کا بیان ہے یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دلیل نقلی ہے یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہم نے خانہ کعبہ کی اصل جگہ بتائی جہاں انہوں نے اسکی تعمیر کی تاکہ آنے والی نسلیں اس میں اللہ کی خالص عبادت کیا کریں بینا لہ مکان البیت لیبنیہ ویکون مباءۃ لعقبہ یرجعون و یحجونہ (روح ج ۱۷ ص ۱۴۱) مشرکین سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کرو کیونکہ وہ اولاد ابراہیم ؑ میں اور ملت ابراہیمی کے پیروکار ہونے کے مدعی ہیں انہوں نے کس طرح بیت اللہ کی تعمیر کی اور پھر اسے ہر قسم کے شرک سے پاک رکھا اور ایام حج میں صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے اسکی نذریں نیازیں دیں مگر ان مشرکین کے عقائد و اعمال سراسر ان کیخلاف ہیں ۳۶ ان لا تشرک الخ ان مفسرہ ہے ماقبل کے لئے کیونکہ تبوئۃ امر اور قول کے معنوں کو متضمن ہے۔ ہم نے ابراہیم ؑ کو حکم دیا کہ عقائد و اعمال میں اللہ کا شریک نہ بنانا اور میرے گھر کو ظاہری پلیدی اور شرک کی نجاست سے پاک رکھنا اور چاروں عبادات بدنیہ یعنی طواف، قیام، رکوع اور سجود کرنیوالوں کیلئے خانہ کعبہ کو صاف رکھنا اور لوگوں میں اعلان کر دینا کہ وہ دنیا کے تمام اطراف و اکناف سے آ کر میرے گھر کا طواف کریں اور

م۱ بشارت اخروی ۱۲
م۲ تخویف اخروی ۱۲
م۳ سورت کا دوسرا حصہ۔ نفی شرک فعلی ۱۲-
م۴ نفی شرک فعلی پر دلیل نقلی ۱۲

موضح قرآن ف۱ یہ جو فرمایا کہ وہاں گہنا اور وہاں پوشاک معلوم ہوا یہ دونوں یہاں نہیں اور گہنوں میں سے کنگن اس واسطے کہ غلام کی خدمت پسند آتی ہے تو کڑے ڈال دیتے ہیں ہاتھ میں ف۲ ستھری بات یعنی بہشت میں جھگڑنا اور بکنا نہیں سوائے خوشی کی بات اور شکر اللہ کا یا دنیا میں توحید کی بات پائی اور مسلمانوں کی راہ ف۳ یعنی جنہوں نے لوگوں کا وہاں جانا بند کیا وہ سزا پاویں گے

فتح الرحمان ف۱ یعنی در دنیا ۱۲۔

صرف اللہ کے نام کی نذریں دیں لیشهدوا منافع لهم منافع سے دینی اور دنیوی منافع مراد ہیں۔ حج سے دینی فائدہ اللہ کی رضامندی کا حصول ہے اور دنیوی فائدہ یہ ہے کہ وہاں قربانی کا گوشت وافر ملتا ہے نیز مختلف ملکوں سے آئے ہوئے مال کی خرید و فروخت سے نفع اٹھانے کا موقع میسر آتا ہے عن ابن عباس منافع فی الدنیا ومنافع فی الاخرۃ فاما منافع الاخرۃ فرضوان اللہ تعالیٰ واما منافع الدنیا فما یصیبون من لحوم البدن فی ذالک الیوم والذبائح والتجارات (روح ج ۱۷، ص ۱۴۵) ۳۷ ویذکروا الخ اس حصے میں بھی چاروں عنوانات مذکور ہیں (۱) اللہ کی نذریں نیازیں جائز ہیں (۲) اللہ کی تحریمات برحق ہیں (۳) تحریمات غیر اللہ باطل ہیں (۴) غیر اللہ کی نذر و نیاز حرام ہے

الْقَآئِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ﴿٢٦﴾ وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ
کھڑے رہنے والوں کے اور رکوع اور سجدے والوں کے ف۱ ۳۶ اور پکار دے لوگوں میں
بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِن
حج کے واسطے کہ آئیں تیری طرف پاؤں چل کر اور سوار ہو کر دبلے دبلے اونٹوں پر چلے آئیں
كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ ﴿٢٧﴾ لِّيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا
راہوں دور سے ف۲ تاکہ پہنچیں اپنے فائدہ کی جگہوں پر اور پڑھیں ۳۷
اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ
اللہ کا نام کئی دن جو معلوم ہیں ف۱ ذبح پر چوپایوں مواشی کے جو اللہ نے
الْأَنْعَامِ ۖ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ ﴿٢٨﴾
دیئے ہیں ان کو سو کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ برے حال کے محتاج کو ف۳
ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا
پھر چاہیئے کہ ختم کر دیں اپنا میل کچیل اور پوری کریں ۳۸ اپنی منتیں اور طواف کریں
بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ﴿٢٩﴾ ذَٰلِكَ ۖ وَمَن يُعَظِّمْ حُرُمَاتِ
اس قدیم گھر کا ف۴ ف۳ یہ سن چکے اور جو کوئی بڑائی رکھے ۳۸ اللہ کی حرمتوں
اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ عِندَ رَبِّهِ ۗ وَأُحِلَّتْ لَكُمُ الْأَنْعَامُ
کی سو وہ بہتر ہے اس کیلئے اپنے رب کے پاس اور حلال ہیں تم کو چوپائے ف۴ ۳۹
إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ ۖ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ
مگر جو تم کو سناتے ہیں ف۵ سو بچتے رہو بتوں کی گندگی سے
وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ ﴿٣٠﴾ حُنَفَاءَ لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ
اور بچتے رہو ۴۰ جھوٹی بات سے ۴۱ ایک اللہ کی طرف کے ہو کر نہ کہ اسکے ساتھ ۴۲ ساجھی بنا
بِهِ ۚ وَمَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ
اور جس نے شریک بنایا اللہ کا سو جیسے گر پڑا ۴۳ آسمان سے

ویذکروا اسم اللہ الخ میں اللہ کی نیازوں کا حکم ہے کہ قربانی کے ایام (۱۰ تا ۱۲ ذی الحجہ) میں اللہ کے نام کی نذریں دو اور خود بھی کھاؤ اور غرباء اور مساکین کو بھی کھلاؤ بهیمۃ الانعام میں اضافت بیانیہ ہے ثم لیقضوا تفثهم حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں تفث سے تمام مناسک حج مراد ہیں التفث المنسک کله من الوقوف بعرفۃ والسعی بین الصفا والمروۃ ورمی الجمار (روح ج ۱۷، ص ۱۴۶) ولیوفوا نذورهم اور اللہ کی نذریں پوری کریں ۳۸ ومن یعظم حرمات اللہ الخ یہ تحریمات اللہ کا ذکر ہے حالت احرام میں جن اعمال کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے مثلاً بحالت احرام شکار کرنا وغیرہ ان کو حرام سمجھنا عین تقویٰ ہے ۳۹ واحلت لکم الخ تحریمات مشرکین کا ابطال ہے یعنی اپنے طواغیت کی خاطر بحیرہ، سائبہ مت بناؤ اللہ نے اسکی اجازت نہیں دی یہ چوپائے اللہ نے تمہارے لئے حلال کئے ہیں اسلئے انہیں کھاؤ الا ما یتلی علیکم میں تحریمات اللہ کا بیان ہے یعنی اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حرام سمجھو اور انہیں حلال مت جانو اور ما یتلی علیکم سے الرجس مراد ہے جو اس کے متصل بعد مذکور ہے یا اس سے مراد حرمت علیکم المیتۃ الخ ہے مطلب یہ ہے کہ اپنے پاس سے اللہ کے حلال کو حرام نہ کرو صرف انہی چیزوں کو حرام سمجھو جنہیں اللہ نے اپنی کتاب میں حرام کیا ہے مثلاً شرک، غیر اللہ کی نذر و نیاز وغیرہ۔ والمعنی ان اللہ تعالیٰ احل لکم الانعام کلها الا ما بین فی کتابه فحافظوا علی حدوده ولا تحرموا شیئاً مما احل کتحریم البعض البحیرۃ ونحوها ولا تحلوا مما حرم کاحلال لهم اکل الموقوذۃ والمیتۃ وغیرهما۔ (مدارک ج ۳ ص ۸۶) (الا ما یتلی علیکم آیۃ تحریمه استثناء متصل کما اختارہ الاکثرون عنها علی ان ما عبارۃ عما حرم منها العارض کالمیتۃ وما اهل به لغیر اللہ تعالیٰ (روح ج ۱۷)

۱؎ اللہ کی نیازوں کا بیان ۱۲
۲؎ تحریمات اللہ کا بیان ۱۲
۳؎ ابطال تحریمات مشرکین ۱۲
۴؎ تمثیل برائے مشرک ۱۲

موضح قرآن ف۱ کہتے ہیں کعبہ شریف کی جگہ آگے سے بزرگ تھی پھر بعد مدتوں کے نشان نہ رہا تھا حضرت ابراہیمؑ کو حکم ہوا پھر عمارت بنائی اور تازہ کیا ایک بادل غیب سے آکر کھڑا ہوا اسکی چھاؤں پر لکیر ڈالی اور بنیاد رکھی اور امتوں میں رکوع نہ تھا یہ خاص اسی امت میں ہے تو خبر دی کہ آگے لوگ ہونگے اسکو آباد کرنیوالے ف۲ ایک پہاڑ پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم نے پکارا کہ لوگو تم پر اللہ نے حج فرض کیا ہے حج کو آؤ باپ کی پشت میں لبیک کہا جن کی قسمت میں حج ہے ایک بار یا دو بار زیادہ اپنے شوق سے ہزاروں خلق پیادہ آتے ہیں لیکن فرض تب ہی ہے سواری پاس ہو اور اگر مکہ نزدیک ہے یا شخص کو چلنے کی عادت ہے تو امام مالک کے یہاں فرض ہے ف۳ جو شکرانہ کا ذبح ہو یا نفل کا وہ آپ کھاوے اور جو بدلا قصور کا ہو سو آپ نہ کھاوے اور گنتی دن فرمایا تین دن کو ذی الحجہ کی دسویں تاریخ اور گیارہویں اور بارہویں ان دنوں میں بڑی نمود ہے توحید کی کام یہی ہے اللہ کے نام پر ذبح کرنا ف۴ جہاں سے لبیک شروع کرتے ہیں، حجامت اور ناخن نہیں لیتے بالوں میں تیل نہیں ڈالتے بدن سے ننگے رہتے ہیں ف۵ دسویں تاریخ سب تمام کرتے ہیں حجامت کر کر غسل کر کر کپڑے پہن کر طواف کو جاتے ہیں جس کو ذبح کرنا ہے پہلے ذبح کر لیتا ہے اور منتیں اپنی مرادوں کیواسطے جو مانا ہو وہ ادا کریں اصل منت اللہ کی ہے اور کسی کی نہیں

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی برائے نماز گذاردن ۱۲ ف۲ یعنی یوم نحر ۱۲ ف۳ یعنی کعبہ زیرا کہ اول بنا شد بعد از ان بیت المقدس ۱۲ ف۴ یعنی شتر و گاؤ و بز و گوسفند ۱۲ ف۵ یعنی میتہ و خون مسفوح ۱۲

فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ
پھر اچکتے ہیں اس کو اڑنے والے مردار خور یا جا ڈالا اس کو ہوا نے کسی دور مکان
سَحِيْقٍ ﴿۳۱﴾ ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا
میں ف۱ یہ سن چکے ۴۴ اور جو کوئی ادب رکھے اللہ کے نام لگی چیزوں کا
مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ﴿۳۲﴾ لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ
سو وہ دل کی پرہیزگاری کی بات ہے تمہارے واسطے چوپایوں میں فائدے ہیں ایک مقررہ
مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿۳۳﴾ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ
وعدہ تک پھر ان کو پہنچنا اس قدیم گھر تک ۴۵ ف۲ اور ہر امت کیواسطے
جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ
ہم نے مقرر کر دی ہے قربانی کہ یاد کریں ۴۶ اللہ کے نام ذبح پر چوپایوں کے
مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۭ فَاِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ
جو ان کو اللہ نے دیئے سو اللہ تمہارا ۴۷ ایک اللہ ہے سو اسی کے
اَسْلِمُوْا ۭ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ﴿۳۴﴾ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ
حکم میں رہو ف۳ اور بشارت سنا دے عاجزی کرنیوالوں کو وہ ۴۸ کہ جب نام لیجئے اللہ کا
وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَآ اَصَابَهُمْ وَ
ڈر جاویں ان کے دل اور سہنے والے اس کو جو ان پر پڑے اور
الْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ ۙ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَالْبُدْنَ
قائم رکھنے والے نماز کے اور ہمارا دیا ہوا کچھ خرچ کرتے رہتے ہیں اور کعبہ کو چڑھانے کے
جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ڰ صلے
ٹھہرائے ہیں ہم نے ۴۹ تمہارے واسطے نشانی اللہ کے نام کی تمہارے واسطے اس میں بھلائی ہے
فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتْ
سو پڑھو ان پر نام اللہ کا قطار باندھ کر پھر جب گر پڑے

۴ ع ۱۱

۴۲ اللہ کی نذروں کا بیان ۱۲

۳۹ فاجتنبوا الخ من الاوثان میں من بیانیہ ہے اور الاوثان سے پہلے مضاف محذوف ہے ای عبادۃ الاوثان (معالم وخازن) الرجس کے معنی نجاست اور پلیدی کے ہیں اصل عبارت اس طرح تھی فاجتنبوا الرجس الذی ھو عبادۃ الاوثان یعنی غیر اللہ کی عبادت (دعا) پکار اور نذر و منت جو سراسر ناپاک اور نجس ہے اس سے اجتناب کرو یعنی بالرجس عبادۃ الاوثان وقد روی ذالک عن ابن عباس وابن جریج فکانہ قیل فاجتنبوا من الاوثان الرجس وھو العبادۃ (روح ج ۱۷ ص ۱۴۳) اس صورت میں من بعیضیہ ہوگا ۴۱ واجتنبوا قول الخ یہ اجتنبوا اول پر معطوف ہے اور اعادۂ فعل مزید اہتمام اور تاکید کیلئے ہے قول الزور سے مراد مشرکانہ اقوال ہیں جیسا کہ مشرکین حج کے وقت تلبیہ میں اپنی طرف سے مشرکانہ الفاظ بڑھا لیا کرتے تھے قیل ھو قول المشرکین فی تلبیتھم لبیک لاشریک لک لبیک الا شریکا ھو لک تملکہ وما لک (معالم وخازن ج ۵ ص ۱۶) یا غیر اللہ کی نذر و منت ماننا اور تحریمات مشرکین مراد ہیں کانہ تعالی لما حث علی تعظیم الحرمات اتبع ذالک بما فیہ رد لما کانت الکفرۃ علیہ من تحریم البحائر والسوائب ونحوھا (روح) سورۂ مائدہ کی تفسیر (ص ۲۶ حاشیہ ۱۱) میں گذر چکا ہے کہ حضرت شیخ قدس سرہ کے نزدیک ما اھل بہ میں ما سے مراد وہ قول ہے جو غیر اللہ کی نذر مانتے وقت زبان سے ادا کیا جاتا ہے اور قول الزور سے بھی وہی قول مراد ہے واجتنبوا قول الزور ای النذر لغیر اللہ والذبح علی غیر اسمہ حاصل یہ کہ غیر اللہ کی نذر و نیاز کھانے سے بھی بچو اور نذر غیر اللہ ماننے سے بھی اجتناب کرو ۴۲ حنفاء للہ الخ حنفاء اور غیر مشرکین دونوں فاجتنبوا کی ضمیر سے حال مؤکدہ ہیں وھما حالان مؤکدتان من واو فاجتنبوا (روح ج ۱۷ ص ۱۴۹) حنفاء حنیف کی جمع ہے یعنی تمام باطل دینوں سے بیزار ہوکر دین حق کی طرف مائل ہونیوالا اور خالصۃً اللہ تعالی کی عبادت کرنے والا۔ مائلین عن کل دین زائغ الی الدین الحق مخلصین لہ تعالی (روح) ۴۳ ومن یشرک الخ ایک تمثیل کے ذریعے شرک کی تباہ کاری اور اسکی برائی واضح کی گئی ہے۔ یہ تشبیہ مرکب ہے اس میں مشرک کے حال کو اس شخص سے تشبیہ دی گئی ہے جو آسمان سے گر پڑے حاصل یہ ہے کہ جس شخص نے اللہ کے ساتھ شرک کیا اس نے خود کو ہلاکت اور تباہی کے گڑھے میں جھونک دیا اور اپنی جان ضائع کر دی اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص آسمان سے گر پڑے اور شکاری پرندے اسکی بوٹیاں نوچ لیں یا ہوا اڑا کر اسے کسی بہت گہرے کھڈ میں جا پھینکے من اشرک باللہ فقد اھلک نفسہ اھلاکا لیس بعدہ ھلاک بان صور حالہ بصورۃ حال من خر من السماء فاختطفتہ الطیر فتفرق قطعا فی حواصلھا او عصفت بہ الریح حتی ہوت بہ فی بعض المھالک البعیدۃ (مدارک ج ۳ ص ۸۶) یا یہ تشبیہ تفصیلی ہے یعنی ایمان اور توحید کو آسمان سے اور شرک کرنے کو آسمان سے گرنے کیساتھ

موضح قرآن ف۱ برائی رکھے اللہ کے ادب کی یعنی قربانی کے جانور آئے ہوئے نہ لوٹے اور قیمتی جانور لاوے اور اس پر جھول اچھی ڈال کر پھر وہ بھی خیرات کرے اور چوپائے تمکو حلال ہیں یعنی جو کھانے میں رواج ہے اور بہتیرے چوپائے حرام بھی ہیں اور بتوں کی گندگی سے جو کسی تھان پر ذبح کیا۔ وہ مردار ہوا اور جھوٹی بات سے یعنی جو کسی کے تھان پر ذبح کیا وہ بھی حرام ہے اور جو کوئی شریک کرے اسکی مثال فرمائی اس واسطے کہ جس کی نیت ایک اللہ پر ہے وہ قائم ہے اور جہاں نیت بہت طرف گئی وہ سب اسکو راہ میں سے اچک لے گئے یا سب سے منکر ہو کر دہری ہو گیا ف۲ جتنے مواشی ہیں انکا حق یہی ہے کہ کام لیجئے پھر کعبے پاس لیجا کر چڑھا دیجئے مگر یہ بات دشوار ہے تو جہاں بسم اللہ اللہ اکبر کہا اور ذبح کیا یہ نشان ہے کہ اللہ کی نیاز کعبے کو چڑھا یا دور ہو یا نزدیک ہو گی یعنی مواشی ذبح کرنا نیاز اللہ کی ہر دین کی عبادت رکھا ہے اسکے سوائے اور کی نیاز ذبح کرنا اسکی عبادت ہوگئی تو شرک ہوا۔

[illegible]

تشبیہ دی گئی ہے اور شکاری پرندوں سے افکار باطلہ اور اہواء نفسانیہ مراد ہیں اور ہوا سے مراد شیطان ہے یعنی جو شخص شرک کرکے ایمان اور توحید کے بلند ترین مقام سے خود کو گراتا ہے وہ کسی صورت بچ نہیں سکتا۔ یا تو امانی باطلہ اور خیالات فاسدہ کے خونخوار پرندے اس کی بوٹیاں نوچ لینگے اور اس کی عقل و فکر کو اس طرح معطل کردینگے کہ وہ سوچنے اور سمجھنے کی توفیق سے محروم ہوجائے گا یا پھر شیطان تیز ہوا کے جھکڑ کی طرح اُسے اڑا کر صراطِ مستقیم سے کہیں دُور لے جا کر پھینک دے گا۔ (روح وغیرہ)

حضرت شاہ عبدالقادرؒ فرماتے ہیں" اور جو کوئی شریک کرے اس کی مثال فرمائی اس واسطے کہ جس کی نیت ایک اللہ پر ہے وہ قائم ہے اور جہاں نیت بہت طرف گئی وہ سب اس کو راہ میں سے اچک لے گئے یا سب سے منکر ہو کر دہری ہوگیا"

۴۴؎ ذالك ومن يعظم الخ ذالك مبتدا ہے اور اس کی خبر محذوف ہے یا مفعول ہے اور اسکا ناصب محذوف ای ذالك امر الله او اتبعوا ذالك (قرطبی) بطور تاکید اللہ تعالیٰ کی نذر و منت کا دوبارہ ذکر کیا گیا ہے اور شعائر سے اللہ تعالیٰ کی نذر و منت کی قربانیاں اور ہدایا مراد ہیں۔ ای البدن الهدایا کما روی عن ابن عباس ومجاهد وجماعة . . . واطلقت علی البدن الهدایا لانها من معالم الحج او علامات طاعته تعالیٰ وهدایته (روح ج ۱۷ صـ۱۵)

۴۵؎ ثم محلها الخ محل مصدر میمی ہے بمعنی وجوب یا ظرف زمان یعنی وقت ذبح البيت العتيق سے بیت اللہ شریف مراد ہے یعنی بیت اللہ کے ہدایا کو بیت اللہ کے پاس منیٰ وغیرہ میں لے جا کر اللہ کے نام پر ذبح کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ تو ہر جگہ موجود ہے۔

۴۶؎ ولکل امۃ جعلنا الخ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نذر و نیاز کا بیان ہے منسك اسم ظرف مکان ہے یعنی قربان گاہ یا مصدر ہے یعنی اللہ کے تقرب کے لئے جانور کو ذبح کرنا فسرہ مجاهد هنا بالذبح واراقة الدماء علی وجه التقرب الیه تعالیٰ (روح ج ۱۷ صـ۵۳) یہاں یہ بات واضح کردی گئی کہ اللہ تعالیٰ کے تقرب کے لئے قربانی کرنے اور اللہ کی نذر و نیاز دینے کا دستور ہر امت میں مقرر تھا اور کسی امت کو اس سے مستثنیٰ نہیں کیا گیا۔ اور ہر امت کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ اللہ کے دیئے ہوئے چوپایوں میں سے صرف اللہ تعالیٰ کے نام ہی کی نذریں اور منتیں دیا کریں۔ اور غیر اللہ کے نام کی نذر و نیاز سے اجتناب کریں۔

لما ذکر تعالیٰ الذبائح بین انه لم یخل منها امة (قرطبی ج ۱۲ صـ۵۸)

۴۷؎ فالهکم الخ چونکہ تمہارا معبود اللہ تعالیٰ ہے اور ہر چیز کا خالق بھی وہی ہے لہٰذا تم اس کے مطیع فرمان رہو اس کی تحریمات کو قائم رکھو۔ نذر و نیاز بھی اسی کے نام کی دو اور غیر اللہ کی تحریمات کو توڑو اور غیر اللہ کی نذریں نیازیں مت دو۔ والمراد اخلصوا له تعالیٰ الذکر خاصة واجعلوا لوجهه سالما خالصا لا تشوبوه باشراك (روح ج ۱۷ صـ۱۵۴) فامر تعالیٰ عند الذبائح بذکره وان یکون الذبح له لانه رازق ذالك . . . . . . فالاله واحد لجمیعکم فکذلك الامر فی الذبیحة انما ینبغی ان تخلص له (قرطبی)

۴۸؎ وبشر المخبتین الخ یہ بشارت اخروی ہے اللہ کے ان بندوں کے لئے جو عاجزی کرتے اور اللہ سے ڈرتے ہیں، مصائب پر صبر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر قائم ہیں وہ اللہ کی رضا جوئی کے لئے نمازیں پڑھتے اور اس کی خوشنودی کے لئے مال خرچ کرتے ہیں۔

۴۹؎ والبدن الخ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نذر اور اس کے چڑھاوے کا بیان ہے۔ صواف قطار اندر قطار وجبت گر پڑیں القانع صبر و قناعت کرنے والا محتاج المعتر بے قرار سائل۔ یہ قربانیاں اللہ کی عبادت و اطاعت کے نشانات ہیں ان میں تمہارا دین و دنیا کا فائدہ ہے۔ انھیں اللہ کی خوشنودی کے لئے اور اللہ کا نام لے کر ذبح کرو اور پھر ان میں سے خود بھی کھاؤ اور ہر مسکین و فقیر کو اور سائل و محتاج کو بھی اس میں سے دو کذلك سخرنها الخ یہ چوپائے یوں ہم نے تمہارے تابع کئے ہیں تاکہ تم اللہ کا شکر بجالاؤ اور ان میں سے صرف اللہ ہی کے نام کی نذر و نیاز دو ای تشکروا انعامنا علیکم بالتقریب والاخلاص (روح ج ۱۷ صـ۱۵۵)

۵۰؎ لن ینال الخ یہاں قربانی کا اصل فلسفہ بیان کیا گیا ہے یعنی صرف جانور کو ذبح کرنے اور اس کا خون گرا دینے اور محض اس کا گوشت کھانے کھلانے سے تم اللہ کی خوشنودی حاصل نہیں کرسکتے جب تک تمہارا دل تقویٰ اخلاص اور خوش دلی کے جذبہ سے لبریز نہ ہو۔ جانور کا گوشت اور اسکا خون اُٹھ کر خداوند تعالیٰ کی بارگاہ میں نہیں پہنچیں گے وہاں تو تمہارے دل کا تقویٰ اور اخلاص قبول ہوتا ہے کذلك سخرها الخ اسی طرح اللہ نے یہ چوپائے تمہارے بس اور تصرف میں دے دیئے ہیں تاکہ تم اللہ کے سامنے اپنی بندگی اور عبودیت اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بڑائی کا اظہار کرو اور ان چوپایوں کو اللہ کے حکم کے مطابق اللہ کی خوشنودی کے لئے اسی کے نام پر ذبح کرو وبشر المحسنین توحید پرستوں اور ہر قسم کے شرک (اعتقادی اور فعلی) سے اجتناب کرنیوالوں کے لئے بشارت اخروی ہے۔ وبشر المحسنین قال ابن عباس الموحدین ——

(معالم و خازن ج ۵ صـ۱۹)

جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ؕ كَذٰلِكَ
ان کی کروٹ تو کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ صبر سے بیٹھے کو اور بیقراری کرتے کو اسی طرح
سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۳۶﴾ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ
تمہارے بس میں کر دیا ہمنے ان جانوروں کو تاکہ تم احسان مانو ف۱ اللہ کو نہیں پہنچتا ۵۰
لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ؕ
ان کا گوشت اور نہ ان کا لہو لیکن اس کو پہنچتا ہے تمہارے دل کا ادب
كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ؕ وَ
اسی طرح ان کو بس میں کر دیا تمہارے کہ اللہ کی بڑائی پڑھو اس بات پر کہ تم کو راہ سجھائی اور
بَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ
بشارت سنا دے نیکی والوں کو اللہ دشمنوں کو ہٹا دیگا ۵۱ ایمان والوں سے ف۱
اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۸﴾ اُذِنَ لِلَّذِيْنَ
اللہ کو خوش نہیں آتا ۵۲ کوئی دغا باز ناشکر ف۲ حکم ہوا ان لوگوں کو جن سے ۵۳
يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ
کافر لڑتے ہیں ۷ اس واسطے کہ ان پر ظلم ہوا اور اللہ ان کی مدد کرنے پر
لَقَدِيْرُ ﴿۳۹﴾ ۨالَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ
قادر ہے وہ لوگ جن کو نکالا ان کے گھروں سے اور دعوی کچھ نہیں
اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ
سوائے اسکے کہ وہ کہتے ہیں ہمارا رب اللہ ہے اور اگر نہ ہٹایا کرتا اللہ ۵۴ لوگوں کو
بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ
ایک کو دوسرے سے تو ڈھائے جاتے تکیے اور مدرسے اور عبادت خانے
وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ؕ وَلَيَنْصُرَنَّ
اور مسجدیں جن میں نام پڑھا جاتا ہے اللہ کا بہت اور اللہ مقرر مدد کریگا ۵۵

ر ۱ اعلان جہاد کے لئے تمہید ۱۲

ع ۵ ۵ ۱۲

ش ۱ اجازت جہاد و بشارت فتح و نصرت ۱۲

۵۱ ان اللہ یدافع الخ شرک فی التصرف اور شرک فعلی کی دلائل کے ساتھ نفی کرنے کے بعد یہ اعلان جہاد کی تمہید ہے اور مسلمانوں کو جہاد کی بشارت ہے یعنی اللہ تعالے مشرکین کے مقابلے میں ایمان والوں کی مدافعت کریگا اور انکی امداد فرمائے گا۔ جہاد سے ممانعت کے بعد سب سے پہلے یہی آیت نازل ہوئی جس میں جہاد کی دوبارہ اجازت دی گئی وھی اول اٰیۃ نزلت فی القتال بعد ما نھی عنہ فی نیف وسبعین اٰیۃ علی ما روی الحاکم فی المستدرک عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنھما (روح ج ۱۷ ص ۱۶۲) ۵۲ ان اللہ لا یحب الخ یہ ما قبل کی علت ہے یہ مشرکین چونکہ خوّان (بڑے خائن) اور کفور (بڑے ناشکر گذار) ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو پسند نہیں کرتا اس لئے وہ مسلمانوں کو ان کے ہاتھوں مغلوب و مقہور نہیں کرے گا۔ خیانت سے مراد شرک اور کفران نعمت سے غیر اللہ کے تقرب کے لئے نذر و نیاز دینا مراد ہے جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ اور امام زجاج سے منقول ہے قال ابن عباس خانوا اللہ وجعلوا معہ شریکا وکفروا نعمہ وقال الزجاج من تقرب الی الاصنام بذبیحتہ وذکر علیھا اسم غیر اللہ فھو خوان کفور (معالم وخازن ج ۵ ص ۱۵) ۵۳ اذن للذین الخ اس آیت میں اجازت جہاد کے اسباب و وجوہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ آیت اگر مدنی ہے جیسا کہ ساری سورۃ حج مدنی ہے اس پر کوئی اشکال نہیں کیونکہ جہاد کی فرضیت مدینہ میں نازل ہوئی تھی اور اگر یہ آیت مکی ہو جیسا کہ بعض کا قول ہے تو جہاد کا حکم ان لوگوں کو ہوگا جو مکہ مکرمہ سے باہر رہتے تھے یعنی ان مظلوم مسلمانوں کو جہاد کی اجازت ہے جنہوں نے پہل نہیں کی بلکہ ان کو لڑائی میں الجھایا گیا وہ سراسر مظلوم ہیں انھیں بلاوجہ گھروں سے نکالا گیا ان کا جرم صرف یہ تھا کہ وہ صرف اللہ تعالے ہی کو اپنا مالک و مختار اور کارساز سمجھتے تھے اور اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرتے تھے۔ اُذِنَ کا متعلق یعنی ماذون فیہ مقدر ہے بقرینہ یقاتلون ای فی القتال التقدیر۔ اذن للذین یقاتلون فی القتال فحذف الماذون فیہ لدلالۃ یقاتلون علیہ (کبیر ج ۶ ص ۲۳۶) اور حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہاں اُذن کا مفعول مقدر ہے یعنی اُذن للذین یقاتلون ان یقاتلوا الخ ۵۴ ولولا دفع اللہ الخ یہ مشروعیت جہاد کی حکمت اور جہاد کی ترغیب ہے۔ صوامع۔ صومعۃ کی جمع ہے۔ صومعۃ عیسائی راہب کے مخصوص عبادتخانے کو کہتے ہیں بیع۔ بیعۃ کی جمع ہے یعنی عیسائیوں کا عبادتخانہ (چرچ) صلوت۔ صلوٰۃ کی جمع ہے اور صلوٰۃ یہودیوں کے عبادتخانے کو کہتے ہیں۔ کذا فی الروح والمدارک۔ اگر اللہ تعالیٰ جہاد سے مسلمانوں کو کافروں پر مسلط کر کے ان کے شر کو دفع نہ کرتا تو مشرکین ہر زمانہ میں مسلمانوں پر اور اہل کتاب پر غالب آجاتے اور اس قدر دنگا فساد بپا کرتے کہ ان کے عبادت خانوں تک کو مسمار کر دیتے لیکن اللہ تعالے نے اہل توحید کو مشرکین پر غالب کر کے ان کا زور توڑ دیا اور اہل ملل کو ان کے شر سے بچا لیا۔ ای لولا اظھارہ وتسلیطہ المسلمین علی الکافرین بالمجاھدۃ لاستولی

موضح قرآن ف۱۔ اونٹ کو ذبح کے بدلے نحر ہے کھڑا کر کے قبلے کے سامنے برچھاتی میں زخم دیجئے جب سارا لہو نکل چکا وہ گر پڑا کاٹنے لگے محتاج دو بتائے پہلا وہ ہے جو مانگتا نہیں اور دوسرا وہ جو مانگتا ہے ف۲ جبتک حضرت مکے رہے حکم تھا کہ مسلمان صبر کریں کافروں کی بدی پر صبر کیا پھر جب مدینے میں آئے حکم ہوا جو تم سے بدی کرتے ہیں تم بھی بدلا لو تب جہاد شروع ہوا اگلی آیت میں حکم ہے

فتح الرحمن ف۱ یعنی ضرر عدا ایشان را ۱۲۔

اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ (40) اَلَّذِيْنَ
اسکی جو مدد کرے گا اسکی بیشک اللہ زبردست ہے زور والا ف۱ وہ لوگ کہ ۵۶

اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا
اگر ہم ان کو قدرت دیں ملک میں تو وہ قائم رکھیں نماز اور دیں

الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَ
زکوٰۃ اور حکم کریں بھلے کام کا اور منع کریں برائی سے اور

لِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ (41) وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ
اللہ کے اختیار میں ہے آخر کام کا ف۲ اور اگر تجھ کو جھٹلائیں ۵۷ تو ان سے پہلے جھٹلا چکی ہے

قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوْدُ (42) وَقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ
نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور ابراہیم کی قوم

وَقَوْمُ لُوْطٍ (43) وَّاَصْحٰبُ مَدْيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوْسٰى
اور لوط کی قوم اور مدین کے لوگ اور موسیٰ کو جھٹلایا

فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۚ فَكَيْفَ كَانَ
پھر میں نے ڈھیل دی ۵۸ منکروں کو پھر پکڑ لیا ان کو تو کیسا ہوا

نَكِيْرِ (44) فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ
میرا انکار سو کتنی ۵۹ بستیاں ہم نے غارت کر ڈالیں اور وہ گنہگار تھیں

فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰي عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ
اب وہ گری پڑی ہیں اپنی چھتوں پر اور کتنے کنوئیں نکمے پڑے اور کتنے محل

مَّشِيْدٍ (45) اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ
گچ کاری کے کیا سیر نہیں کی ۶۰ ملک کی جو ان کے

قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۚ فَاِنَّهَا
دل ہوتے جن سے سمجھتے یا کان ہوتے جن سے سنتے سو کچھ

المشرکون علی اهل الملل المختلفة فی ازمنتهم و علی متعبداتهم فهدموها ولم یترکوا للنصاری بیعا ولا لرهبانهم صوامع ولیهود صلوات ای کنائس ولا للمسلمین مساجد (مدارک ج ۳ ص[illegible]) ۵۵ ولینصرن اللہ الخ اجازت جہاد کے بعد یہ اعلان فتح ہے۔ اللہ تعالیٰ کی سنت جاریہ ہے کہ جو لوگ اس کے دین حق کی حمایت و نصرت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انہی کا حامی و ناصر ہوتا ہے ان اللہ لقوی عزیز جملہ ماقبل کی علت ہے ۵۶ الذین ان مکنٰھم الخ یہ من ینصرہ سے بدل ہے یعنی اللہ تعالیٰ جن لوگوں کی مدد کرتا ہے اُن کی صفات یہ ہیں کہ اگر ان کو زمین کی حکومت سونپ دی جائے تو بھی وہ راہ حق سے سرمو انحراف نہ کریں اور زمین پر اللہ کے دین کو نافذ کریں اور زندگی کے ہر شعبہ میں اللہ کے قانون کو رائج کردیں۔ دنیا میں نیکی اور صلاح و تقویٰ کو فروغ دیں۔ برائی اور جرم و گناہ سے اللہ تعالیٰ کی زمین کو پاک کریں مفسرین لکھتے ہیں کہ یہ آیت خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی حقانیت خلافت کی دلیل ہے اور اس آیت میں مہاجرین کی پاکیزہ سیرت کی پیشگوئی ہے ویکون (الذین ان مکنھم فی الارض) اربعة من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لم یکن فی الارض غیرهم (قرطبی ج ۱۲ ص ۷۳) هو اخبار من اللہ عما ستکون علیه سیرة المهاجرین ان مکنهم فی الارض وبسط لهم فی الدنیا وکیف یقومون بامر الدین ودلیل صحة امر الخلفاء الراشدین الخ (مدارک ج ۳ ص[illegible]) علامہ خازن رقمطراز ہیں کہ الذین ان مکنھم چونکہ ان لوگوں ہی کی صفت ہے جن کا پہلے الذین اخرجوا من دیارھم میں ذکر ہو چکا ہے اس لئے یہاں صرف مہاجرین ہی مراد ہیں۔ وقیل هم المهاجرون وهو الاصح لان قوله (الذین ان مکنهم) صفة لمن تقدم ذکرهم وهو قوله (الذین اخرجوا من دیارهم) وهم المهاجرون (خازن ج ۵ ص ۲۰) وفیه دلیل صحة امر الخلفاء الراشدین رضی اللہ تعالیٰ عنهم لان الایة مخصوصة بالمهاجرین لانهم المخرجون بغیر حق والممکنون فی الارض منهم الخلفاء دون غیرهم فلو لم تثبت الاوصاف الباقیة لزم الخلف فی المقال تعالی اللہ سبحانه عنه (روح ج ۱۷ ص ۱۶۴)

۵۷ وان یکذبوک تا والی المصیر یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی اور مشرکین کے لئے تخویف اخروی ہے وان یکذبوک الخ اگر مشرکین مکہ آپ کو جھٹلاتے ہیں اور دلائل واضحہ اور حسن تبلیغ کے باوجود مسئلہ توحید کو نہیں مانتے تو آپ پریشان اور آزردہ خاطر نہ ہوں۔ حضرت نوح علیہ السلام سے لیکر موسیٰ علیہ السلام تک مشرکین کا حال ملاحظہ فرما لیجئے اس دوران میں جتنے بھی پیغمبر دنیا میں بھیجے گئے۔ کفار و مشرکین نے ہمیشہ ان کی دعوت کو ٹھکرایا اور اقوال و افعال سے ان کو ہر قسم کی تکلیفیں اور اذیتیں پہنچائیں۔ نوح۔ ہود۔ صالح۔ ابراہیم۔ لوط۔ شعیب موسیٰ اور دیگر انبیاء علیہم السلام سے ان کی قوموں نے یہی سلوک کیا جو اس وقت آپکی قوم آپکے ساتھ کر رہی ہے یہ تمام انبیاء علیہم السلام کافروں کی تکذیب اور ایذا رسانی

[illegible] تخویف دنیوی [illegible] مکذبین [illegible]

موضح قرآن ف۱ جو اسکی مدد کریگا یعنی اسکے دین کی اور اس کے رسول کی اللہ قادر ہے جو چاہے ایک دم میں کرے لیکن انسان سے یہی معاملہ ہے بھلے بُرے آپس میں سزا پادیں
ف۲ یعنی یہ امت دین قائم کریں گے ایک مدت آخر اللہ ہی جانے۔

پر صبر کرتے رہے۔ آخر ہم نے مکذبین کو ہلاک کر دیا۔ ایسا ہی مشرکین مکہ کا انجام ہوگا۔ اس لئے آپ صبر کریں ھٰذہٖ تسلیۃ لمحمد صلے اللہ علیہ وسلم من تکذیب اھل مکۃ ایاہ ای لست باوحدی فی التکذیب (مدارک ج ۳ ص۸۵) ھذا تسلیۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم وتعزیۃ، ای کان قبلک انبیاء کذبوا فصبروا الی ان اھلک اللہ المکذبین فاقتد بھم واصبر (قرطبی ج ۱۲ ص۷۳)

۵۸ فاملیت الخ ان مکذبین کو ہم نے فوراً نہیں پکڑا بلکہ تکذیب و انکار کے بعد انھیں مہلت دی تاکہ انھیں سوچنے اور غور و فکر کرنیکا موقع مل سکے۔ جب طویل مہلت سے بھی انہوں نے فائدہ نہ اٹھایا اور خداداد عقل و خرد سے کام نہ لیا تو ہم نے ان کو پکڑ لیا۔ ان کی خوشحالی اور آرام و راحت کو بدحالی اور دردناک عذاب سے بدل دیا۔ مشرکین مکہ کو بھی اسی لئے مہلت دی گئی ہے لیکن اگر انہوں نے اس مہلت سے فائدہ نہ اٹھایا اور انکار و عناد پر اڑے رہے تو انکا حشر بھی وہی ہوگا جو اقوام سابقہ کا ہوا

۵۹ فکاین من الخ یہ اقوام سابقہ پر عذاب دنیوی کی قدرے تفصیل ہے یعنی بہت ایسی بستیاں ہیں جن کے باشندوں نے ہمارے پیغمبروں کو جھٹلایا اور پیغام توحید کو ٹھکرا کر اپنی جانوں پر ظلم کیا تو ہم نے ان کی بستیوں کو تہس نہس کر دیا۔ کھیتیاں اور باغات تباہ کر دئیے یہانتک کہ اُن کے مکانات کی چھتیں زمین پر آ رہیں۔ عالیشان اور مضبوط مستحکم محلات زمین بوس ہو گئے اور آباد کنوئیں ویران و بیکار ہو گئے۔ ظالمۃ شرک کی وجہ سے اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے وھی ظالمۃ۔ اھلکنھا کی ضمیر منصوب سے حال ہے حال ای واھلھا مشرکون (مدارک ج ۳ ص۸۵)

۶۰ افلم یسیروا الخ اس میں سیر و سیاحت کرکے اقوام سابقہ کے آثار باقیہ دیکھ کر ان سے عبرت حاصل کرنیکی ترغیب دی گئی ہے ان معاندین کے دل اندھے اور بہرے ہیں جو نہ حق کو سمجھ سکتے ہیں اور نہ حق بات تک ان کی رسائی ہو سکتی ہے اگر یہ لوگ گذشتہ منکر و معاند اقوام کی تباہی و بربادی کے نشانات اپنی آنکھوں سے جا کر دیکھیں منکر تو شاید ان کے دلوں کی آنکھیں کھل جائیں اور ان کے دل اللہ کی توحید کو سمجھنے اور قبول کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔ فتکون لھم قلوب یعقلون بھا ای یعلمون ما یجب ان یعلم من التوحید (روح ج ۱۷ ص۱۶۷)

۶۱ ویستعجلونک الخ زجر مع تخویف دنیوی، مشرکین مکہ استہزاء و تمسخر کے طور پر حضور علیہ السلام سے کہتے کہ جس عذاب سے تو ہمیں ڈراتا ہے اُسے جلدی کیوں نہیں لاتا۔ اسکا جواب دیا گیا ولن یخلف اللہ وعدہ اللہ تعالیٰ فیصلہ فرما چکا ہے کہ اگر مشرکین ایمان نہ لائیں تو انھیں دنیا میں رسواکن عذاب سے ہلاک کیا جائے گا اور اس کا وقت بھی مقرر کر دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدے (فیصلہ عذاب) کی خلاف ورزی ہرگز نہیں کریگا اگر ان معاندین نے نہ مانا تو عذاب اپنے وقت پر ضرور آئیگا چنانچہ یہ وعدہ جنگ بدر میں پورا ہوا۔ ای انہ انجز ذلک یوم بدر (خازن ج ۵ ص۲۱)

۶۲ وان یوما الخ یہ ظالم و ناداں عذاب کیوں مانگتے ہیں حالانکہ اللہ کا عذاب تو پناہ مانگنے کی چیز ہے نہ کہ طلب کرنیکی۔ آخرت میں اللہ کا عذاب اس قدر شدید اور طویل ہوگا کہ عذاب کا ایک دن دنیا کے ایک ہزار سال کے برابر ہوگا۔ قال الفراء ھذا وعید لھم بامتداد عذابھم فی الاٰخرۃ الف سنۃ (قرطبی ج ۱۲ ص۷۷)

۶۳ وکاین من قریۃ الخ تخویف دنیوی ہے۔ تفسیر کے لئے حاشیہ ۵۸، ۵۹ دیکھئے

لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي
آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں پر اندھے ہو جاتے ہیں دل جو
الصُّدُوْرِ ﴿٤٦﴾ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ
سینوں میں ہیں اور تجھ سے جلدی مانگتے ہیں عذاب ۶۱ اور اللہ ہرگز نہ ٹالیگا
اللّٰهُ وَعْدَهٗ ؕ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا
اپنا وعدہ اور ایک دن تیرے رب کے یہاں ہزار برس کے برابر ہوتا ہے جو
تَعُدُّوْنَ ﴿٤٧﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ
تم گنتے ہو ف۱ ۶۲ اور کتنی بستیاں ہیں ۶۳ کہ میں نے انکو ڈھیل دی اور وہ
ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا ۚ وَاِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿٤٨﴾ قُلْ يٰۤاَيُّهَا
گنہگار تھیں پھر میں نے ان کو پکڑا اور میری طرف پھر کر آنا ہے تو کہہ اے
النَّاسُ اِنَّمَاۤ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٤٩﴾ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
لوگو ۶۴ میں تو ڈر سنا دینے والا ہوں تمکو کھول کر سو جو لوگ ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿٥٠﴾
اور کیں بھلائیاں ۶۵ ان کے گناہ بخش دیتے ہیں اور انکو روزی ہے عزت کی
وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْۤ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ
اور جو لوگ دوڑے ہماری آیتوں کے ہرانے کو وہی ہیں دوزخ کے
الْجَحِيْمِ ﴿٥١﴾ وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا
رہنے والے اور جو رسول بھیجا ہم نے ۶۶ تجھ سے پہلے یا نبی سو
نَبِيٍّ اِلَّاۤ اِذَا تَمَنّٰۤى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْۤ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ
جب لگا خیال باندھنے شیطان نے ملا دیا اس کے خیال میں پھر اللہ مٹا دیتا
اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ؕ وَاللّٰهُ
ہے شیطان کا ملایا ہوا پھر پکی کر دیتا ہے اپنی آیتیں اور اللہ

ع ۶ ۱۳

۶۱ زجر مع تخویف دنیوی ۱۲۔
۶۴ بشارت اخروی ۱۲۔
۶۵ تخویف اخروی ۱۲۔

موضح قرآن ف۱ یعنی ہزار برس کا کام ایک دن میں کر سکتا ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی اگر خواہد کار ہزار سال در یکروز تمام کند پس امہال بسبب عجز نیست بلکہ بنا بر مصالحی کہ جز او کسی نمیداند ۱۲۔

یہ اگلی آیت میں ترغیب الی الایمان کے لئے تمہید ہے یعنی اللہ تعالیٰ منکرین کو پکڑنے پر قادر ہے جس طرح اُس نے گذشتہ زمانوں میں معاندین کو پکڑا اس لئے اب تم دعوت توحید کو قبول کر لو ورنہ تم بھی پہلے معاندین کی طرح پکڑے جاؤگے ۶۴ قل یا یھا الناس الخ دعوت توحید کو مان لینے کی ترغیب اور ویستعجلونك بالعذاب کا جواب ہے تم لوگ مجھ سے عذاب جلدی لانے کا مطالبہ کرتے ہو حالانکہ عذاب لانا میرے قبضہ و اختیار میں نہیں بلکہ مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں عذاب کب آئیگا۔ کیونکہ میں تو عذاب سے ڈرانے والا اور عذاب آنے کی خبر دینے والا ہوں اس لئے یہ ضرور کہوں گا کہ مجھ پر ایمان لے آؤ اور پیغام توحید کو مان لو ورنہ سن لو اگر نہیں مانوگے تو اللہ تعالیٰ کے رسوا کن عذاب سے ہلاک کر دیئے جاؤگے ۶۵ فالذین امنوا الخ بشارت اخروی جو لوگ توحید و رسالت اور دیگر ضروریات دین پر ایمان لے آئے اور نیک کام کئے ان کے لئے آخرت میں بخشش اور عزت کی روزی ہوگی والذین سعوا الخ یہ تخویف اخروی ہے جو لوگ ہماری آیتوں کو باطل اور بے اثر کرنے کے لئے کوشش کریں گے اور مختلف طریقوں سے ان کے بارے میں شبہات پیدا کرنے کی سعی کریں گے انکا ٹھکانا جہنم میں ہوگا ای بذلوا الجھد فی ابطالھا فسموھا تارۃ سحرا و تارۃ شعرا و تارۃ اساطیر الاولین (روح ج ۱۷ ص ۱۷۱) ۶۶ وما ارسلنا الخ یہ مشرکین کے نہ ماننے کی وجہ ہے جب اللہ کا پیغمبر کلام اللہ کی آیتیں پڑھتا ہے اس وقت شیطان سننے والوں کے دلوں میں کئی شکوک و شبہات پیدا کرتا ہے مثلاً یہ کہ پیغمبر جادوگر ہے، شاعر و مجنون ہے اور ہمارے معبودوں کو گالیاں دیتا ہے وغیرہ۔ مشرکین ان شبہات کی وجہ سے راہ ہدایت سے دور ہو جاتے ہیں لیکن ایمان والوں کے دلوں کو اللہ تعالیٰ ان ناپاک شبہات سے پاک فرما دیتا ہے۔ قریب قریب یہی مضمون قرآن مجید کی آیت ذیل میں بھی مذکور ہے وکذلک جعلنا لکل نبی عدوا شیطین الانس والجن یوحی بعضھم الی بعض زخرف القول غرورا (انعام ع ۱۴) تمنیٰ بمعنی قرأ ہے یعنی جب تلاوت کرتا تھا جیسا کہ حضرت حسان رضؓ نے حضرت عثمان رضؓ کے مرثیہ میں کہا تھا ؎

تمنی کتاب اللہ اول لیلۃ و اخرھا لاقی حمام المقادر (بحر)

او امنیتہ ای قراءتہ و تلاوتہ (مدارک) اس آیت کی تفسیر میں ایک واہی اور باطل قصہ نقل کیا جاتا ہے ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ شریف میں سورۂ والنجم اذا ھوی تلاوت فرما رہے تھے۔ سامعین میں مسلمانوں کے علاوہ مشرکین بھی تھے جب اس آیت پر پہنچے ومناۃ الثالثۃ الاُخری تو شیطان نے آپ کی زبان مبارک سے یہ کلمات جاری کرا دیئے۔ تلك الغرانیق العلیٰ وان شفاعتھن لترتجی (یعنی ہمارے یہ معبود بہت بلند رتبہ ہیں اور آڑے وقت میں ان کی شفاعت کی امید ہے۔) ان کلمات میں مشرکین کے معبودان باطلہ کی تعریف تھی اس لئے مشرکین بہت خوش ہوئے کہ آج محمد ﷺ نے ہمارے معبودوں کی تعریف کی ہے چنانچہ جبرئیل علیہ السلام نے آکر حضور علیہ السلام کو اس غلطی پر متنبہ کیا۔ یہ شیطانی القاء تھا یہ قصہ شانِ نبوت کے سراسر منافی ہے اس لئے تمام مفسرین نے اسے رد کیا ہے یہ قصہ بھی صحیح سند سے مروی نہیں۔ امام محمد بن اسحٰق بن خزیمہ اور امام بیہقی نے کہا ہے کہ یہ قصہ موضوع اور من گھڑت ہے۔ زندیقوں اور ملحدوں کا ساختہ ہے اور نقل کے اعتبار سے ثابت نہیں۔ امام محمد بن اسحاق نے اس قصہ کے رد میں ایک کتاب بھی تصنیف کی وھی قصۃ سئل عنھا[1] الامام محمد بن اسحاق جامع السیرۃ النبویۃ فقال ھذا من وضع الزنادقۃ وصنف فی ذالك کتابا۔ وقال الامام الحافظ ابوبکر احمد بن الحسین البیھقی ھذہ القصۃ غیر ثابتۃ من جھۃ النقل (بحر ج ۶ ص ۳۸۳) امام قرطبی فرماتے ہیں اس سلسلے کی ایک روایت بھی صحیح نہیں۔ ولیس منھا شئی یصح (قرطبی ج ۱۲ ص ۸۰) علامہ خازن لکھتے ہیں انہ لم یروھا احد من اھل الصحۃ ولا اسندھا ثقۃ بسند صحیح اوسلیم متصل (خازن ج ۵ ص ۲۳) امام ابن خزیمہ اور بیہقی کا مذکورہ بالا قول امام رازی نے بھی نقل کیا ہے۔ روی عن محمد بن اسحٰق بن خزیمۃ انہ سئل عن ھذہ القصۃ فقال ھذا وضع من الزنادقۃ وصنف فیہ کتابا الخ (کبیر ج ۶ ص ۲۴۵) امام ابو السعود رقمطراز ہیں۔ وھو المردود عند المحققین (ابو السعود ج ۶ ص ۲۵۶) امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے مفسرین اہل التحقیق کا یہ فیصلہ نقل کیا ہے کہ یہ قصہ باطل اور من گھڑت ہے اما اھل التحقیق فقالوا ھذہ الروایۃ باطلۃ موضوعۃ (کبیر) بہ شرط صحت قصہ مفسرین نے لکھا ہے کہ جب حضور علیہ السلام ومناۃ الثالثۃ الاُخری پر پہنچے تو شیطان نے فوراً اپنی زبان سے حضور علیہ السلام کے لہجہ میں مذکورہ بالا الفاظ ادا کر دیئے جس سے سامعین کو دھوکہ ہوا کہ یہ کلمات خود حضور علیہ السلام نے پڑھے ہیں۔ وانما الامر ان الشیطان نطق بلفظ اسمعہ الکفار عند قول النبی صلے اللہ علیہ وسلم افرأیتم اللات والعزی ومناۃ الثالثۃ الاخری وقرب صوتہ من صوت النبی صلے اللہ علیہ وسلم حتی التبس الامر علے المشرکین وقالوا محمد قرأھا الخ (قرطبی ج ۱۲ ص ۸۱) لیکن حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ آیت کا مطلب یہ ہے (اذا تمنی) ای تلا (القی الشیطان) الوساوس والشبھات فی قلوب السامعین (فی امنیتہ) ای فی اثناء تلاوتہ۔ یعنی ہم نے جو بھی رسول یا نبی دنیا میں بھیجا ہے وہ جب بھی اللہ تعالیٰ کی آیتیں لوگوں کو پڑھ کر سناتا تا شیطان اس دوران میں لوگوں کے دلوں میں طرح طرح کے شبہات ڈالتا تاکہ وہ پیغمبر کی تلاوت سے متاثر نہ ہوں اور کلام اللہ سے بدظن ہو جائیں اور اسے ماننے سے انکار کر دیں۔ اذا تمنی پر دو باتیں متفرع ہیں اول القی الشیطن دوم فینسخ اللہ الخ ایک شیطان کا فعل ہے اور ایک اللہ کا اور ہر ایک پر ایک امر متفرع ہے۔ القی پر لیجعل اور فینسخ پر لیعلم جیسا کہ تفصیل آگے آرہی ہے فینسخ الخ شیطان کے ڈالے ہوئے شبہات کو اللہ تعالیٰ دور فرما کر اپنی آیتوں کو ہر قسم کے شکوک و شبہات سے پاک کر کے محکم کر دیتا ہے۔

---

[1] محمد بن اسحاق سے اگر امام المغازی مراد ہے تو امام ابی حیان مؤلف البحر المحیط کو اس میں سہو ہوگیا ہے یہ قول محمد بن اسحاق امام المغازی کا نہیں ہے بلکہ یہ محمد بن اسحاق بن خزیمہ صاحب الصحیح کا قول ہے۔ جو ابن خزیمہ کے نام سے مشہور ہیں اور بڑے پایہ کے محدث، ثقہ اور مستند ہیں۔ جیسا کہ امام رازی کی عبارت میں اس کی صراحت موجود ہے ——— (سجاد بخاری)

۶۷ لیجعل الخ یہ القی سے متعلق ہے یعنی شیطانی وسوسے منافقین اور مشرکین کے لئے مزید گمراہی کا باعث بن جاتے اور وہ وساوس و شبہات کے تابع ہو کر کفر و عناد پر مضبوط ہو جاتے ہیں الذین فی قلوبھم مرض سے منافقین القاسیۃ قلوبھم سے مشرکین مراد ہیں ولیعلم الذین اوتوا العلم الخ فینسخ اللہ سے متعلق ہے یعنی اہل ایمان کے دلوں سے اللہ تعالیٰ نے شیطانی وسوسوں کا اثر زائل کر کے ان کے دلوں کو یقین سے بہرہ مند فرمایا تاکہ انھیں یقین ہو جائے کہ یہ قرآن شریف اور مسئلہ توحید حق ہے اور ان کے دلوں میں مزید اطمینان اور انابت پیدا ہو جائے وان اللہ لھاد الخ جن لوگوں کے دلوں میں انابت اور تلاش حق کا جذبہ موجزن ہے اور وہ شیطانی وساوس سے متاثر نہیں ہوتے ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ صراط مستقیم (راہ توحید) پر ثابت قدم رکھتا ہے اور گمراہی سے اُن کی حفاظت فرماتا ہے آج بھی حال ہے جب کوئی عالم ربانی قرآن سے مسئلہ توحید بیان کرتا اور قرآن کی آیتیں تلاوت کرتا ہے تو شیطان سامعین کے دلوں میں طرح طرح کے وسوسے اور شبہے ڈالتا ہے اور اللہ تعالیٰ نور آیات سے مومنوں کے دلوں سے شبہات کی تاریکی دور فرما دیتا ہے **۶۸** ولا یزال الخ یوم عقیم سے مراد قیامت کا دن ہے یا جنگ بدر کا دن جیسا کہ ابن عباس و مجاہد اور قتادہ رضی اللہ عنہم سے منقول ہے (قرطبی) پہلی صورت میں یہ فقط تخویف اخروی ہوگی اور دوسری صورت میں تخویف دنیوی بھی ہوگی۔ عقیم ای لا مثل لہ فی عظم امرہ (مدارک) یعنی عقیم اسے کہتے ہیں جس کا شدت میں مثل نہ ہو۔ حاصل یہ ہے کہ جو لوگ وساوس و شبہات کے تابع ہوتے ہیں وہ کبھی ہدایت نہیں پا سکتے وہ ہمیشہ قرآن کے بارے میں شک و شبہ میں مبتلا رہیں گے یہانتک کہ اچانک قیامت آجائے یا وہ قیامت کے یا بدر کے المناک اور شدید ترین عذاب میں مبتلا ہو جائیں اس وقت ان کے تمام شکوک و شبہات رفع ہو جائیں گے اور انھیں یقین ہو جائیگا۔ قرآن حق ہے۔ مسئلہ توحید حق ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کے سچے رسول ہیں مگر اس وقت اس ایمان و توحید کا کوئی فائدہ نہ ہوگا کیونکہ اس وقت وہ اپنے کفر و انکار اور جحود و عناد کی سزا پا چکے ہوں گے **۶۹** الملک الخ جس دن وہ اللہ کے عذاب میں مبتلا ہوں گے اس دن تمام اختیار و تصرف اللہ تعالیٰ کا ہوگا اور دنیا کی طرح مجازاً بھی کسی کو کوئی اختیار حاصل نہ ہوگا۔ اس لئے اس دن اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اپنا ہوگا اور حکم انہی کے خلاف کوئی سفارشی یا مددگار نہ ہوگا۔ (الملک) ای السلطان القاھر والاستیلاء التام والتصرف

عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۲﴾ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ
سب خبر رکھتا ہے حکمتوں والا ف اس واسطے کہ جو کچھ ۶۷ شیطان نے ملایا اس سے جانچے ان لوگوں کو
فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاِنَّ
جن کے دل میں روگ ہے اور جن کے دل سخت ہیں اور
الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍۭ بَعِيْدٍ ﴿۵۳﴾ وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ
گنہگار تو ہیں مخالفت میں دور جا پڑے اور اس واسطے کہ معلوم کر لیں وہ لوگ
اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ
جن کو سمجھ ملی ہے کہ یہ تحقیق ہے تیرے رب کی طرف سے پھر اس پر یقین لائیں
فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا
اور نرم ہو جائیں اسکے آگے ان کے دل اور اللہ سمجھانے والا ہے یقین لانے والوں کو
اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۴﴾ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
راہ سیدھی ف اور منکروں کو ہمیشہ رہیگا ۶۸
فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ
اس میں دھوکا جب تک کہ آپہنچے ان پر قیامت بے خبری میں یا
يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ ﴿۵۵﴾ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ
آپہنچے ان پر آفت ایسے دن کی جسمیں راہ نہیں خلاصی کی راج اس دن اللہ کا ہے ۶۹
يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
ان میں فیصلہ کریگا سو جو لوگ یقین لائے اور کیں بھلائیاں
فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۵۶﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا
نعمت کے باغوں میں ہیں اور جو منکر ہوئے اور جھٹلائیں ہماری باتیں
فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا
سو ان کے لئے ہے ذلت کا عذاب اور جو لوگ گھر چھوڑ آئے

ع ۷
۱۴

۱۔ بشارت اخروی ۱۲

۲۔ تخویف اخروی ۱۲
۲۔ تخویف الی الہجرت ۱۲
و بشارت اخروی ۱۲

موضح قرآن ف نبی کو ایک حکم اللہ سے آتا ہے اس میں کچھ تفاوت نہیں اور ایک اپنے دل کے خیال سے۔ اس میں جیسے اور آدمی کبھی خیال ٹھیک پڑا کبھی نہ پڑا جیسے حضرت نے خواب میں دیکھا کہ مدینے سے مکے میں گئے عمرہ کیا خیال میں آیا کہ شاید اب کے برس وہ ٹھیک پڑا اگلے برس یا وعدہ ہوا کافروں پر غلبہ ہوگا خیال آیا کہ شاید اب کی لڑائی میں اس میں نہ ہوا پھر اللہ جتا دیتا ہے کہ جتنا حکم تھا اس میں تفاوت نہیں ف یعنی اس میں گمراہ اور بہکتے ہیں سو انکا کام ہے بہکنا اور ایمان والے اور مضبوط ہوتے ہیں کہ اس کلام میں بندے کا دخل نہیں اگر ہوتا تو یہ بھی بندے کے خیال کی طرح کبھی صحیح کبھی غلط ہوتا اور جس کی نیت اعتقاد پر ہو اس کو اللہ یہ بات سمجھاتا ہے۔

فتح الرحمن ف۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بخواب بیند کہ ہجرت کردہ اند بزمینی کہ نخل بسیار دارد پس وہم بجانب یمامہ و ہجر رفت و در نفس الامر مدینہ بود و مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بخواب دیدند کہ بمکہ در آمدہ اند و حلق و قصر میکنند پس وہم آمد کہ در ہماں سال این معنی واقع شود و در نفس الامر بعد از سالہائے چند متحقق شد و در امثال این صورت امتحان مخلصان و منافقان درمیان می آید ۱۲۔

علی الاطلاق (یومئذ للہ) وحدہٗ بلا شریک اصلا بحیث لا یکون فیہ لاحد تصرف من التصرفات فی امر من الامور لاحقیقۃ ولا مجازا ولا صورۃ ولا معنی کما فی الدنیا الخ (ابوالسعود ج ۶ صفحہ ۲۵۹) ۷ے فالذین اٰمنوا تا عذاب مھین یہ یحکم بینھم کی تفصیل ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جو آخری فیصلہ فرمائیگا جس میں کسی کو دخل دینے کی مجال نہ ہوگی وہ یہ ہوگا کہ ایمان والوں کو جنت میں اور مشرکین ومکذبین کو جہنم میں داخل کیا جائیگا۔ فالذین اٰمنوا الخ یہ ان مومنین صالحین کے لئے بشارت اخروی ہے جن کے دلوں میں دین حق کے بارے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ والذین کفروا الخ یہ منکرین اور مکذبین کے لئے تخویف اُخروی ہے کہ آخرت میں ان کے لئے رسواکن عذاب

فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ
اللہ کی راہ میں پھر مارے گئے یا مر گئے البتہ ان کو دیگا اللہ
رِزْقًا حَسَنًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ (۵۸)
روزی خاصی ف۱ اور اللہ ہے سب سے بہتر روزی دینے والا
لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ (۵۹)
البتہ پہنچائیگا انکو ف۲ ایک جگہ جس کو پسند کرینگے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے تحمل والا
ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ
یہ سن چکے ف۳ اور جس نے بدلہ لیا جیسا کہ اس کو دکھ دیا تھا پھر اس پر کوئی زیادتی کرے
لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ (۶۰) ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ
تو البتہ اسکی مدد کریگا اللہ بیشک اللہ درگذر کرنیوالا بخشنے والا ہے ف۴ یہ اس واسطے ف۱ کہ اللہ
يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَاَنَّ اللّٰهَ
لے لیتا ہے رات کو دن میں اور دن کو رات میں اور ف۲ اللہ
سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ (۶۱) ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا
سنتا ہے دیکھتا ہے ف۳ یہ اس واسطے ف۴ کہ اللہ وہی ہے صحیح اور جس کو
يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ
پکارتے ہیں اس کے سوائے وہی ہے غلط اور اللہ وہی ہے سب سے اوپر
الْكَبِيْرُ (۶۲) اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً ۡ
بڑا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے اتارا آسمان سے پانی ف۵
فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ (۶۳)
پھر زمین ہو جاتی ہے سرسبز بیشک اللہ جانتا ہے چھپی تدبیریں خبردار ہے
لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ
اسی کا ہے ف۱ جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں اور اللہ وہی ہے بے پروا

ف۱ وعدہ نصرت کا اعادہ ۱۲
ف۲ فتح کی دلیل انی ۱۲
ف۳ فتح کی دلیل لمی ۱۲
ف۴ مضمون حصہ اول کا اعادہ اور نفی شرک اعتقادی پر پہلی عقلی دلیل ۱۲

ہے۔ یحکم بینھم یعنی یوم القیامۃ ھو للہ وحدہٗ لا منازع لہ فیہ ولا مدافع۔۔۔۔ ثم بین حکمہ فقال (فالذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت فی جنّٰت النعیم والذین کفروا وکذبوا باٰیٰتنا فاولئک لھم عذاب مھین (قرطبی ج ۱۲ صفحہ ۸۱) کفار ومشرکین کے لئے دنیا اور آخرت میں عذاب ذلت ورسوائی کا باعث ہے لیکن مومنین کو دنیا میں جو تکلیفیں پہنچیں یا آخرت میں انہیں جو گناہوں کی سزا ملے گی وہ ان کے لئے ذلّت ورسوائی نہیں بلکہ ان کی تطہیر اور بلندی درجات کا سبب ہوگی ۷۱ے والذین ھاجروا تا۔ ھو العلی الکبیر یہ ان اللہ یدافع عن الذین اٰمنوا سے متعلق ہے۔ وہاں مشرکین سے جہاد کرنے کی اجازت دی گئی اور یہاں اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے کی ترغیب دی گئی۔ مشرکین ایمان والوں کو مسجد حرام سے روکتے اور خود اللہ کے اس گھر میں علانیہ شرک کرتے ہیں اور مسلمانوں پر بے دریغ ظلم وستم کرتے ہیں اس لئے مسلمانوں کو ان ظالموں سے جہاد کرنے کی اجازت دی گئی اور ساتھ ان کو فتح وکامرانی کی خوشخبری اور شہید ہونے والوں کو جنت کی بشارت سنائی گئی۔ والذین ھاجروا الخ جن لوگوں نے محض اللہ کی رضا کے لئے ہجرت کی اپنا مال وجان قربان کیا اور وطن چھوڑا اسکے بعد مشرکین سے جہاد کرتے ہوئے شہید ہوگئے یا بستر مرگ پر وفات پائی سب کے لئے آخرت میں نیک انجام کی بشارت ہے آخرت میں ان کے لئے ایسا رزق ہوگا جو بلا مشقت حاصل ہوگا۔ کبھی ختم نہ ہوگا اور ان کی آرزوؤں اور خواہشوں کے مطابق ہوگا۔ رزقا حسنا ای لا ینقطع ابدًا وھو رزق الجنۃ لان فیھا ما تشتھی الانفس وتلذ الاعین (خازن ج ۵ صفحہ ۲۵) ۷۲ے لیدخلنھم الخ اور ان کو ایسے بہشتوں میں داخل کیا جائیگا جنہیں وہ پسند کریں گے اور جہاں انھیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔ اور نہ کسی چیز کی کمی ہوگی کیونکہ اللہ تعالےٰ اُن کی نیتوں کو جانتا ہے اس لئے ان کی نیات صالحہ کے مطابق ان کو اعزاز واکرام عطا کریگا اور ان کی کوتاہیوں اور لغزشوں سے درگذر فرمائے گا ۷۳ے ومن عاقب الخ ولینصرن اللہ من ینصرہ میں مسلمانوں کو فتح کی خوشخبری دی اب یہاں وعدہ فتح ونصرت کا اعادہ کیا گیا تاکہ اسکی دو دلیلیں ایک انی اور ایک لمی کا ذکر کیا جائے۔ ثم بغی علیہ میں ثمّ تعقیب ذکری کے لئے ہے یعنی جن لوگوں نے ظالموں سے اپنے اوپر کئے گئے مظالم کا بدلہ لیا اور بدلہ لینے میں حد سے تجاوز نہیں کیا۔ اور پھر ظالموں کی طرف سے وہ سخت مظالم وشدائد کا نشانہ بھی بنے ہوں۔ ظالموں کے مقابلہ میں ایسے لوگوں کی اللہ تعالیٰ ضرور مدد کریگا اور انھیں فتح وظفر سے ہمکنار کریگا

موضح قرآن ف۱ یعنی بدلہ واجبی لینے والے کو عذاب نہیں کرتا اگرچہ بدلہ نہ لینا بہتر تھا بدر کی لڑائی میں مسلمانوں نے بدلہ لیا کافروں کی ایذا کا پھر کافر آئے زیادتی کرنے کو احد میں اور احزاب میں پھر اللہ نے پوری مدد کی ف۲ یعنی اسی طرح کفر میں اسلام غالب کریگا۔

فتح الرحمٰن ۳ یعنی در بہشت ۱۲

ع ۸ ۱۵

الْحَمِيدُ (٦٤) أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي
تعریفوں والا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے بس میں کر دیا ۵۹ تمہارے جو کچھ ہے

الْأَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ ۗ وَ
زمین میں اور کشتی کو جو چلتی ہے دریا میں اس کے حکم سے اور

يُمْسِكُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۗ
تھام رکھتا ہے آسمان کو اس سے کہ گر پڑے زمین پر مگر اس کے حکم سے

إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ (٦٥) وَهُوَ الَّذِي
بیشک اللہ لوگوں پر نرمی کرنیوالا مہربان ہے اور اسی نے

أَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ۗ إِنَّ الْإِنْسَانَ
تم کو جلایا پھر مارتا ہے پھر جلا دے گا بے شک انسان

لَكَفُورٌ (٦٦) لِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوهُ
ناشکرا ہے ف ہر امت کیلئے ۶۰ ہم نے مقرر کر دی ایک راہ بندگی کی کہ وہ اسی طرح کرتے ہیں

فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْأَمْرِ ۚ وَادْعُ إِلَىٰ رَبِّكَ ۖ إِنَّكَ
سو چاہیے تجھ سے جھگڑا نہ کریں اس کام میں اور تو بلائے جا اپنے رب کیطرف بیشک تو

لَعَلَىٰ هُدًى مُسْتَقِيمٍ (٦٧) وَإِنْ جَادَلُوكَ فَقُلِ اللَّهُ
سیدھی راہ پر سوجھ والا ف۲ اور اگر ۶۱ تجھ سے جھگڑنے لگیں تو تو کہہ اللہ

أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ (٦٨) اللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
بہتر جانتا ہے جو تم کرتے ہو اللہ فیصلہ کریگا تم میں قیامت کے دن

فِيمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ (٦٩) أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ
جس چیز میں تمہاری راہ جدا جدا تھی ف۱ کیا تجھ کو معلوم نہیں ۶۲ کہ اللہ

يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۗ إِنَّ ذَٰلِكَ فِي كِتَابٍ ۚ إِنَّ
جانتا ہے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں یہ سب لکھا ہوا ہے کتاب میں

منزل ۴

۵۴ ذٰلک بان اللّٰہ یولج الخ یہ فتح ونصرت کی دلیل انّی ہے وعدۂ فتح ونصرت کا اعادہ کیا گیا تاکہ اسکی دو دلیلیں ذکر کی جائیں قلت عدد کے باوجود اللہ تعالیٰ مشرکوں کے کثیر العدد لشکر اور مسلح فوجوں پر فتح دے سکتا ہے۔ کیونکہ یہ نظام شب و روز اسی کے قبضہ میں ہے جو رات کے بعد دن اور دن کے بعد رات لاسکتا ہے وہ ایک جماعت کو دوسری جماعت پر غلبہ بھی دے سکتا ہے ای ذٰلک النصر کائن بسبب انّ اللّٰہ تعالیٰ شانہ قادر علی تغلیب بعض مخلوقاتہ علی بعض والمداولۃ بین الاشیاء المتضادۃ ومن شانہ ذٰلک (روح ج ۷ ص ۱۹۰) ۵۵ وان اللّٰہ سمیع بصیر۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ دیکھنے والا اور سننے والا بھی ہے یہ ماقبل کا تتمہ ہے کیونکہ جس طرح ناصر (مدد کرنے والے) کے لئے ضروری ہے کہ وہ مظلوم کی مدد پر قادر ہو اسطرح کے لئے لابدی ہے کہ وہ مظلوم کے حال سے باخبر ہو۔ من تتمۃ الحکم لابد منہ اذ لابد للناصر من القدرۃ علی نصر المظلوم ومن العلم بانہ کذالک (روح) ۵۶ ذٰلک بان اللّٰہ ھو الحق الخ یہ فتح ونصرت کی دلیل لمّی ہے یعنی فتح ونصرت کی اصل علت اور وجہ کیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے اور اس کے سوا جن معبودوں کو مشرکین پکارتے ہیں وہ باطل اور بے حقیقت ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ضرور فتح دیگا۔ جو خالصۃً اسی کی عبادت کرتے اور صرف اسی کو پکارتے ہیں اور معبودان باطلہ کے پجاریوں کو مغلوب و مقہور کریگا یا یہ ماقبل کی دلیل ہے۔ مطلب یہ ہے اللہ تعالیٰ کمال قدرت اور شمول علم کے ساتھ اس لئے متصف ہے کہ وہی معبود برحق ہے جس کی الوہیت دلائل قاہرہ اور براہین واضحہ سے ثابت ہو چکی ہے لہذا جو مستحق الوہیت ہو وہی ہر چیز پر قادر اور ہر چیز کا عالم ہو سکتا ہے الثابت الٰھیتہ فلا یصلح لھا الا من کان عالما قادرا (ابو السعود ج ۶ ص ۲۶۳) اَلْعَلِیُّ قدرت میں ہر چیز پر غالب، مثال و نظیر اور شریک و سہیم سے پاک و منزہ۔ الکبیر ذات میں کامل، واجب الوجود ازلی اور ابدی، ای العالی علی کل شیء بقدرتہ والعالی عن الاشباہ والانداد . . . الکبریاء عبارۃ عن کمال الذات۔ ای لہ الوجود المطلق ابدا وازلا فھو الاول القدیم والاٰخر الباقی بعد فناء خلقہ (قرطبی ج ۱۲ ص ۹۱) ۵۷ الم تر ان اللّٰہ انزل تا ان الانسان لکفور یہ مضمون حصہ اول (نفی شرک اعتقادی) کا اعادہ ہے اور اس پر دو عقلی دلیلیں ذکر کی گئی ہیں الم تر ان اللّٰہ انزل الخ یہ پہلی عقلی دلیل ہے تم سب اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہو کہ آسمان سے بارش اللہ تعالیٰ ہی برساتا ہے جس سے خشک اور بنجر زمین میں سرسبز و شاداب کھیت لہلہانے لگتے ہیں لطیف وہ ایسا باریک بین ہے کہ باریک باریک دانوں کو اُگا کر زمین سے باہر نکال دیتا ہے خبیر اور اپنے بندوں اور تمام جاندار مخلوق کی حاجتوں اور ضرورتوں سے اچھی طرح باخبر ہے اور ہر ایک کو اسکی ضرورت اور حاجت کے مطابق زمین سے روزی مہیا فرماتا ہے ۵۸ لہ ما فی السمٰوٰت الخ تقدیم خبر افادۂ حصر کے لئے ہے زمین و آسمان سے وہی ہر ایک کو روزی بہم فرماتا ہے اور ساری کائنات اسی کے ملک و اختیار اور اسی کے قبضہ و تصرف میں ہے الغنی وہ کسی کا محتاج نہیں مگر ساری کائنات اسکی محتاج ہے الحمید وہ تمام کمالات کا مالک ہے ضمیر فصل اور تعریف خبر مفید حصر ہیں یعنی اللہ تعالیٰ ہی مستغنی ہے اور وہی تمام صفات الوہیت کا مالک ہے اسکے سوا نہ کوئی غنی ہے اور نہ صفات کارسازی کا مالک۔ جو بلند و برتر اور قادر و علیم ذات صفات بالا سے متصف ہے وہی کارساز اور حاجت روا ہے لہذا اسکے سوا حاجات و مشکلات میں کسی کو مافوق الاسباب مت پکارو ۵۹ الم تر ان اللّٰہ سخر الخ یہ نفی شرک فی التصرف پر دوسری دلیل ہے اللہ تعالیٰ نے زمین کی تمام قوتوں کو۔ زمین میں پیدا ہونے والی تمام چیزوں کو اور زمین

۱ نفی شرک اعتقادی (شرک فی التصرف) پر دوسری عقلی دلیل ۔۱۲

۲ مضمون شان نزول یعنی تبلیغ کا اعادہ ۱۲ [illegible] دونوں مضمونوں [illegible] دلیل ۱۲

موضح قرآن ف ۱ یعنی اس کا حق نہیں ماننا ف ۲ یعنی اصل دین ہمیشہ سے ایک ہے اور احکام ہر دین میں جدا آئے ہیں ہر حکم کا واسطہ کیوں پوچھتے ہیں۔

فتح الرحمٰن ف ۱ دریں آیہ اشارت است بآنکہ اختلاف شرائع بسبب اختلاف عصور است وہمہ شرائع حق اند و در زمان خود معمول است پس نزاع در حقیقت آنہا نباید کرد ۱۲۔

میں بسنے والی ساری مخلوق کو اپنے حکم سے انسان کی خدمت میں لگا رکھا ہے۔ ہر چیز کسی نہ کسی شکل میں انسان ہی کے لئے کام کر رہی ہے۔ کشتیوں اور بحری جہازوں کو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ دریاؤں اور سمندروں میں پانی کی غضبناک لہروں اور فلک بوس موجوں میں سے کس طرح بکمال قدرت بچا کر صحیح سالم کنارے لگاتا ہے آسمان کو اس نے اپنے حکم سے ستونوں کے بغیر قائم کر رکھا ہے کیا مجال ہے کہ زمین پر گر پڑے یہ سب اللہ تعالیٰ کی شفقت اور مہربانی ہے وہ اللہ جو ایسا قادر اور ایسا مہربان ہے وہی اپنے بندوں کا حاجت روا اور کارساز ہے **ف۸۰** وھو الذی احیاکم الخ دلائل مذکورہ بالا سے معلوم ہوگیا کہ کارساز اور حاجت روا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں کیونکہ وہ قادر علی الاطلاق اور ساری کائنات میں متصرف مطلق ہے۔ جس طرح وہ مردہ زمین میں بارش سے زندگی کی لہر دوڑا دیتا ہے اور بے جان نطفہ سے انسانوں اور دیگر جانداروں کو پیدا کر سکتا ہے اسی طرح وہ قیامت کے دن تمام انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ ان الانسان لکفور لیکن یہ انسان کس قدر احسان فراموش اور ناشکرگذار واقع ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام احسانات و انعامات کو بھلا کر ان کی ناشکری کرنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی عاجز مخلوق کو شریک بناتا اور آخرت کا انکار کرتا ہے (ان الانسان لکفور) ای الجحود لما ظهر من الآیات الدالة علیٰ قدرته ووحدانیته (قرطبی ج ۱۲ ص ۹۳) **ف۸۱** لکل امة جعلنا الخ یہ سورت کے مضمون ثانی یعنی نفی شرک فعلی کا اعادہ ہے منسکًا قربانی کرنے کی جگہ قال قتادة ومجاهد موضع قربان یذبحون فیه (خازن و معالم ج ۵ ص ۲۶) اللہ تعالیٰ نے تمام ادیان سابقہ سے دلیل نقلی پیش فرمائی کہ محض اللہ کی رضا کے لئے ہم نے ہر شریعت میں قربانی دینے کا دستور مقرر کیا تھا اور یہ شرک فعلی جس کا مشرکین ارتکاب کرتے ہیں کسی دین میں ہم نے جائز نہیں کیا اس لئے اس معاملہ میں آپ ان کے جھگڑے کی پروا نہ کریں اور نرمی اور احسن طریق سے توحید کی دعوت دیتے رہیں کیونکہ آپ سیدھی راہ پر ہیں اور یہ مسئلہ توحید ہر پیغمبر نے اپنی امت کو واضح کر کے بتایا ہے۔ (وادع الی ربك) الی توحیدہ وعبادته حسبما بین فی منسکهم وشرائعهم (ابو السعود ج ۶ ص ۲۶۵، روح ج ۱۷ ص ۱۹۷) ای الی توحیدہ و دینه والایمان به (قرطبی ج ۱۲ ص ۹۴) **ف۸۲** وان جادلوك الخ اور وہ اگر خواہ مخواہ آپ سے جھگڑا کریں تو بھی آپ ان سے اعراض کریں اور ان کا معاملہ خدا کے سپرد فرمائیں وہ ان کے تمام اعمال سے باخبر ہے اور ان اعمال کی ان کو پوری پوری سزا ملے گی اللہ یحکم الخ اور قیامت کے دن اس جھگڑے کا صاف فیصلہ کر دیا جائیگا۔ مومنین جنت میں داخل کئے جائیں گے اور مشرکین جہنم میں یہ نرم اور مشفقانہ انداز میں تخویف و تحذیر ہے۔ وھذا وعید وانذار ولکن برفق ولین (بحر ج ۶ ص ۳۶۹) **ف۸۳** الم تعلم الخ یہ دونوں مضمونوں سے متعلق ہے اور ان پر بمنزلہ دلیل ہے فی کتب یعنی لوح محفوظ اور علم الٰہی میں۔ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے۔ اس کے سوا کوئی بشر، کوئی فرشتہ اور کوئی جن اس صفت سے متصف نہیں اس لئے اس کے سوا متصرف و کارساز اور مستحق نذر و نیاز بھی کوئی نہیں **ف۸۴** ویعبدون الخ یہ بطور زجر دلائل مذکورہ کا ثمرہ ہے۔ مشرکین اللہ کے سوا ایسے خود ساختہ معبودوں کی عبادت کرتے ہیں جن کے معبود ہونے کی اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی اور جن کے معبود ہونے پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔

ربط ثمرہ دلائل مذکورہ بطور زجر ۱۲ ربط شکوہ ۱۲

ربط ... مضمون ... ۱۲

ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ⑦⓪ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ

یہ اللہ پر آسان ہے ف اور پوجتے ہیں ف۸۴

دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّ

اللہ کے سوائے اس چیز کو جسکی سند نہیں اتاری اس نے اور

مَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ

جس کی خبر نہیں ان کو اور بے انصافوں کا کوئی نہیں

مِنْ نَّصِيْرٍ ⑦① وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ

مددگار اور جب سنائے ان کو ف۸۵ ہماری آیتیں صاف

تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا

تو پہچانے تو منکروں کے منہ کی

الْمُنْكَرَ ۭ يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ بِالَّذِيْنَ

بری شکل نزدیک ہوتے ہیں کہ حملہ کر پڑیں ان پر جو

يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۭ قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ

پڑھتے ہیں ان کے پاس ہماری آیتیں تو کہہ میں تم کو بتلاؤں

بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ ۭ اَلنَّارُ ۭ وَعَدَهَا

ایک چیز اس سے بدتر وہ آگ ہے اسکا وعدہ کر دیا

اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ⑦②

ہے اللہ نے منکروں کو اور وہ بہت بری ہے پھر جانیکی جگہ

ع ۹ ۱۶

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا

اے لوگو ایک مثل کہی ہے ف۸۶ سو اس پر کان

لَهٗ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ

رکھو جن کو تم پوجتے ہو

موضح قرآن ف یعنی بندوں کے عمل ایک کتاب میں لکھے ہیں۔

سلطانًا سے دلیل وحی اور دلیل نقلی اور علم سے دلیل عقلی مراد ہے۔ سلطانًا ای حجۃ وبرہانًا سماویًا من جھۃ الوحی والسمع وما لیس لھم بہ علم ای دلیل عقلی ضروری او غیرہ (بحر) ف۵۵ واذا تتلی الخ یہ بھی شکوی ہے مشرکین کو جب ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں جن میں خالص توحید کا ذکر ہوتا ہے تو ان کے چہروں پر نفرت اور عداوت کے آثار نمودار ہو جاتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ابھی آیتیں پڑھنے والوں پر حملہ کر دیں گے قل افانبئکم تخویف اخروی ہے آپ ان مشرکین سے فرما دیں کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جو تمہارے توحید سنانے والوں پر غیظ و غضب اور توحید سے تمہاری نفرت سے بدرجہا بدتر ہے النار ای ھو النار (مدارک) وہ آگ ہے جو ایسے منکرین ہی کے لئے تیار کی گئی ہے ف۵۶ یایھا الناس الخ یہ سورت کے دونوں مضمونوں کے ساتھ متعلق ہے پہلے سے بالذات اور دوسرے سے بالتبع یعنی اللہ کے سوا تم جن خود ساختہ معبودوں کو مصائب میں پکارتے ہو وہ بالکل عاجز ہیں تمہاری مدد کرنا تو درکنار وہ اپنی مدد بھی نہیں کر سکتے اور اپنے نفع نقصان کے مالک بھی نہیں لہذا وہ نذر و نیاز کا استحقاق بھی نہیں رکھتے اسطرح اس سے شرک اعتقادی اور شرک فعلی دونوں کی نفی ہوگئی ابتدائے سورت سے یہاں تک مسئلہ توحید کے اثبات اور اعتقادی اور عملی شرک کے رد پر دلائل عقلیہ اور نقلیہ پیش کئے گئے۔ یہاں معبودان باطلہ کے عاجز و بے بس ہونے اور غیر اللہ کی پکار کے بے سود ہونے کو ایک تمثیل سے واضح کیا گیا ہے یعنی اے مشرکین اللہ کے سوا تم جن خود ساختہ معبودوں کو مصائب و حاجات میں پکارتے ہو وہ تمہاری حاجت برآری اور دادرسی نہیں کر سکتے۔ وہ بالکل عاجز ہیں حاجت روا اور مشکل کشا تو صرف وہی ہو سکتا ہے جو سب کا خالق و مالک ہے اور تمہارے معبود تو سارے مل کر بھی ایک مکھی پیدا کرنے کی قدرت بھی نہیں رکھتے مکھی کو پیدا کرنا تو درکنار اگر ان کے کھانے پینے کی چیزوں میں سے مکھی کچھ تھوڑا سا اپنے منہ میں ڈال کر لے اڑے تو وہ اس کے مُنہ سے چھڑانے کی طاقت بھی نہیں رکھتے تو جو معبود اس قدر عاجز اور بے بس ہوں اُنکی عبادت کرنا۔ ان کو کارساز سمجھ کر مصائب میں پکارنا اور انکی رضاجوئی کے لئے نذریں نیازیں دینا نہایت ہی بے عقلی کی بات ہے۔ ضعف الطالب والمطلوب طالب یعنی غیر اللہ کو پکارنے والا اور مطلوب یعنی معبود باطل دونوں کمزور ثابت ہوئے طالب اس طرح کہ اس نے غیر محل سے حاجت مانگی اور مطلوب اس طرح کہ اپنے پجاری کو کچھ نہ دے سکا الطالب عابد غیر اللہ تعالیٰ والمطلوب الآلھۃ (روح ج ۷، ص ۲۰۲)

دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا
اللہ کے سوائے ہرگز نہ بنا سکیں گے ایک مکھی اگرچہ سارے جمع ہو جائیں

لَهٗ ۭ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـــًٔا
اور اگر کچھ چھین لے اُن سے مکھی

لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ۭ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَ
چھڑا نہ سکیں وہ اس سے بودا ہے چاہنے والا اور

الْمَطْلُوْبُ (۷۳) مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۭ
جن کو چاہتا ہے اللہ کی قدرت نہیں سمجھے ف۵۷ جیسی اسکی قدر ہے

اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ (۷۴) اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ
بیشک اللہ زور آور ہے زبردست ف۱ اللہ چھانٹ لیتا ہے

الْمَلٰۗىِٕكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ
ف۵۸ فرشتوں میں پیغام پہنچانے والے اور آدمیوں میں اللہ

سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ (۷۵) يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ
سنتا دیکھتا ہے ف۲ جانتا ہے ف۵۹ جو کچھ ان کے آگے ہے

وَمَا خَلْفَهُمْ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ (۷۶)
اور جو کچھ ان کے پیچھے اور اللہ تک پہنچ ہے ہر کام کی ف۳

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَ
ف۶۰ اے ایمان والو رکوع کرو اور

اسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَ
سجدہ کرو اور بندگی کرو اپنے رب کی اور

افْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (۷۷)
بھلائی کرو تا کہ تمہارا بھلا ہو

السجدة عند الشافعی

ر ۱ یہ ایک رکوع کا جواب ہے ۱۲
ر ۲ مضامین سورت کا بالاجمال اعادہ

اس آیت سے اولیاء اللہ کو حاجات و مشکلات میں پکارنے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے بعض جہلا کا خیال ہے کہ اولیاء اللہ ان کی حاجت روائی کرتے ہیں اسلئے وہ ان کی نذریں دیتے ہیں وہ انکو قبروں میں متصرف و مختار سمجھتے ہیں اور بعض کا خیال ہے کہ وہ مختلف شکلوں میں متشکل ہو کر قبروں سے باہر نکل آتے ہیں اور اُنکی مدد کرتے ہیں۔ (ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلقوا ذبابا) اشارۃ الی ذم الغالین فی اولیاء اللہ تعالیٰ حیث یستغیثون بھم فی الشدۃ غافلین عن اللہ تعالیٰ وینذرون لھم النذور والعقلاء منھم یقولون انھم وسائلنا الی اللہ تعالیٰ۔ . ولا یخفی انھم فی دعواھم اشبہ الناس بعبدۃ الاصنام القائلین انما نعبدھم لیقربونا الی اللہ زلفی۔۔ ومنھم من یثبت التصرف لھم جمیعا فی قبورھم۔۔ والعلماء منھم یحصرون التصرف فی القبور فی اربعۃ او خمسۃ واذا طولبوا بالدلیل قالوا ثبت ذالک بالکشف قاتلھم اللہ تعالیٰ ما اجھلھم واکثر افترائھم ومنھم من یزعم انھم یخرجون من القبور ویتشکلون باشکال مختلفۃ۔۔ وکل ذالک باطل لا اصل لہ فی الکتاب والسنۃ وکلام سلف الامۃ وقد افسد ھؤلاء علی الناس دینھم الخ (روح ج ۱۷، ص ۱۱۳)

موضح قرآن ف۱ چاہنے والا کافر اور جسکو چاہتا ہے اُنکے بُت مکھی چاہتی ہے بُت کو نہ وہ مورت اُڑاتی ہے اسکو نہ اس مورت کا شیطان ف۲ یعنی ساری خلق میں بہتر وہ لوگ ہیں پیغام پہنچانے والے فرشتوں میں بھی۔ وہ فرشتے اعلیٰ ہیں ان کو چھوڑ کر بتوں کو ماننے ہونگے ف۳ یعنی وہ کبھی اختیار نہیں رکھتے اختیار ہر چیز میں اللہ،

۸۷ ماقدروا اللہ الخ اُن ظالموں نے خدا کی قدر نہ پہچانی۔ اس حیّ وقیوم اور قادر و متصرف کے علاوہ ایسے عاجز معبودوں کو پکارنے لگے جو ان کے نفع ونقصان کا اختیار نہیں رکھتے نہ ان میں حاجت پوری کرنے اور مصیبتیں دور کرنے کی طاقت ہے بلکہ وہ تو ایک مکھی سے بھی عاجز ہیں ماقدروا اللہ حق قدرہ) حیث اشرکوا بہ شیئاً لایقادم اضعف مخلوقاتہ (جامع البیان صہ ۲۹۷) حالانکہ عبادت اور پکار صرف اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے اللہ تعالیٰ کا حق اس کی عاجز مخلوق کو دینا بہت بڑی بے انصافی اور بدترین قدرنا شناسی ہے ان اللہ لقوی عزیز اللہ تعالیٰ جو طاقت وقدرت کا مالک ہے اور سب پر غالب اس کے مقابلہ میں اسکی عاجز مخلوق کو کارساز سمجھنا ہرگز قرین دانش نہیں ۸۸ اَللّٰہُ یصطفی الخ یہ ایک شبہ کا جواب ہے کہ فرشتے اور انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور پیارے بندے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو اختیارات دے کر اپنا نائب بنایا ہے اور وہ باذن اللہ مخلوق کی کارسازی کرتے ہیں فرمایا یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ فرشتے اور انبیاء علیہم السلام اللہ تعالےٰ کے پیارے اور برگزیدہ بندے ہیں مگر وہ اللہ کے نائب اور کارخانۂ عالم میں متصرف و مختار اور کارساز نہیں ہیں کیونکہ کارسازی کے لئے غیب دان ہونا ضروری ہے اور وہ غیب دان نہیں ہیں۔ یہ صفت اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے صرف اللہ تعالیٰ ہی سمیع لکل شئ (ہر بات کو سُننے والا) اور بصیر بکل شئ (ہر چیز کو دیکھنے والا) ہے۔ والی اللہ ترجع الامور اور کارساز بھی وہی ہے دوسرا کوئی نہیں یا یہ تمثیل مذکور سے متعلق ہے۔ معبودمن دون اللہ کی عاجزی اور بے بسی کو ایک مثال سے واضح کر کے فرمایا۔ فرشتے اور انبیاء علیہم السلام بیشک میرے منتخب اور محبوب بندے ہیں۔ مگر معبود بننے کے لائق وہ بھی نہیں کیونکہ وہ خواص معبودیت اور صفات کارسازی سے عاری ہیں ۸۹ یعلم مابین الخ عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں والی اللہ ترجع الامور اور متصرف و مختار بھی وہی ہے لہذا دُور و نزدیک سے حاجات میں پکارنا اور نذریں نیازیں دینا صرف اسی کے لئے جائز ہیں اس کے سوا کسی اور کے لئے جائز نہیں ۹۰ یاایھا الذین اٰمنوا الخ مضامین سورت کا بالاجمال اعادہ ہے ارکعوا واسجدوا واعبدوا الخ صرف اللہ تعالےٰ ہی کو متصرف وکارساز سمجھو صرف اسی کو پکارو اور نذریں منتیں بھی اسی کے نام کی دو الغرض ہر قسم کی عبادت اللہ تعالےٰ کیلئے مختص کرو اور کسی کو اس کی عبادت میں شریک نہ کرو۔ اعبدوہ ولا تعبدوا غیرہ (کبیرج ۶ صہ ۲۶۳) وافعلوا الخیر الخ اور اللہ تعالیٰ کے باقی تمام احکام بجالاؤ۔ کیونکہ اللہ کی توحید اور اس کے احکام کی پیروی ہی پر نجات اخروی اور فلاح سرمدی موقوف ہے ۹۱ وجاھدوا الخ حکم جہاد کی طرف اشارہ۔ مشرکین مکہ تمہیں مسجد حرام سے روکتے ہیں اور بڑے خود اس میں شرک کرتے ہیں اس لئے تم ان سے جہاد کرو تاکہ اللہ کی توحید کا بول بالا ہو ہر طرف صرف معبود حق کی عبادت کا چرچا ہو اور دنیا سے شرک نیست و نابود ہو جا

وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ۭ هُوَ

اور محنت کرو ۹۱ اللہ کے واسطے جیسی کہ چاہیئے اسکے واسطے محنت اس نے

اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي

تم کو پسند کیا اور نہیں رکھی تم پر

الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ۭ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ

دین میں کچھ مشکل دین تمہارے باپ ۹۲

اِبْرٰهِيْمَ ۭ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ڏ

ابراہیم کا اسی نے نام رکھا تمہارا مسلمان

مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ

پہلے سے ف۱ اور اس قرآن میں تاکہ ۹۳ رسول ہو

شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَاۗءَ

بتانے والا تم پر اور تم ہو بتانے والے

عَلَي النَّاسِ ښ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

لوگوں پر سو قائم رکھو نماز ۹۴

وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا

اور دیتے رہو زکوٰۃ اور مضبوط پکڑو

بِاللّٰهِ ۭ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ

اللہ کو وہ تمہارا مالک ہے

فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَ

۹۵ سو خوب مالک ہے اور

نِعْمَ النَّصِيْرُ ۝ۧ78

خوب مددگار ف۲

ع ۱۰
۱۷

[illegible]
اعادہ ۱۲

موضح قرآن ف۱ اُسی نے تمہارا نام رکھا مسلمان یعنی اللہ نے یا ابراھیم نے پہلی دعا میں کہا کہ امت مسلمان پیدا کر اور اس قرآن میں شاید انہی کے مانگنے سے یہ نام پڑا ہو اور تارسول بتانے والا ہو یعنی پسند کیا تمکو اس واسطے کہ تم اور امتوں کو سکھاؤ اور رسول تمکو اور یہ امت جو سب سے پیچھے آئی سب کی غلطی اس پر معلوم ہوئی سبکو صحیح راہ بتاتے ہیں

فتح الرحمٰن ف۲ یعنی در کتب سابقہ ۱۲۔

ھو اجتبٰکم الخ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنے دین کی تائید و نصرت کے لئے منتخب فرمایا ہے اور دین میں شدت اور تنگی نہیں کی بلکہ احکام میں حسب احوال رخصتوں کی گنجائش بھی رکھی ہے۔ (من حرج) ضیق بل رخص لکم فی جمیع ما کلفکم من الطھارۃ والصلوٰۃ والصوم والحج بالتیمم وبالایماء وبالقصر والافطار لعذر السفر والمرض وعدم الزاد والراحلۃ (مدارک ج ۳ ص ۹۶)

۹۲ ملۃ ابیکم الخ یہ دونوں مضمونوں پر دلیل نقلی ہے ملۃ کا ناصب مقدر ہے قال الزجاج المعنی اتبعوا ملۃ ابیکم (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۰۱) اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی ملت کا اتباع کرو۔ ملت ابراہیمی کی بنیاد توحید اور اللہ کے لئے کامل انقیاد پر ہے چنانچہ انہوں نے تم لوگوں کا جو اُن کی ملت کے متبع ہو پہلے سے مسلمین نام رکھ دیا یا سمّٰکم کی ضمیر فاعل ذات باری تعالیٰ سے کنایہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے پہلی کتابوں میں اور اس قرآن میں ملت ابراہیمی کے پیروؤں کا نام مسلمین رکھا اکثر مفسرین نے اسی کو ترجیح دی ہے (خازن و معالم)

۹۳ لیکون الرسول الخ شہید کے معنی ہیں حق بتانے والا شہداء اس کی جمع ہے۔ میرا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم تم پر حق یعنی مسئلہ توحید بیان کرے اور تم آنیوالی نسلوں کو حق سنا دیا شہید بمعنی گواہ ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت پر شہادت دیں گے کہ آپ نے ان کو پیغام حق پہنچا دیا۔ امت محمدیہ پہلی امتوں پر گواہی دے گی کہ ان کے انبیاء علیہم السلام نے ان کو پیغام توحید پہنچا کر ان پر حجت خداوندی قائم کردی (شھیدا علیکم) ای یوم القیمۃ ان قد بلغکم وتکونوا شھداء علی الناس) ای تشھدون یوم القیامۃ علی الامم ان رسلھم قد بلغتھم (خازن ج ۵ ص ۳۰) لفظ شہید کی پوری تحقیق سورۂ بقرۃ کی تفسیر میں گذر چکی ہے ملاحظہ ہو ص ۶۲ حاشیہ ۲۷۳

۹۴ فاقیموا الصلوٰۃ الخ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک امتیازی شان عطا فرمائی ہے اس لئے تم اس کا شکر ادا کرو۔ اس طرح کہ اس کی پوری پوری اطاعت کرو۔ اس کے تمام احکام بجا لاؤ نماز قائم کرو زکوٰۃ دو اور ہر معاملہ میں اسی پر بھروسہ کرو۔ اس کی اطاعت تو مکمل طور سے کرو لیکن بھروسہ عبادت و طاعت پر نہ رکھو۔ بلکہ اس کی رحمت پر رکھو۔ وانما خصکم بھٰذہ الکرامۃ والاثرۃ (فاقیموا الصلوٰۃ)۔۔۔۔ وثقوا باللہ وتوکلوا علیہ لا بالصلوٰۃ والزکوٰۃ (مدارک ج ۳ ص ۹۶) واذ قد خصوا بھٰذہ الکرامۃ والاثرۃ فاعبدوہ وثقوا بہ ولا تطلبوا النصرۃ والولایۃ الا منہ فھو خیر مولی وناصر (بحر ج ۶ ص ۳۹۲)

۹۵ ھو مولٰکم الخ اللہ تعالیٰ ہی تمہارا حامی و ناصر اور مالک و متولی ہے۔ وہ کیسا ہی اچھا مالک ہے کہ نافرمانیوں کے باوجود روزی بند نہیں کرتا۔ اور کیسا ہی اچھا مددگار ہے کہ اگر اس کی مدد شامل حال ہو تو آدمی کسی بھی میدان میں ناکام نہیں ہو سکتا۔

سورۂ حج کی خصوصیات اور اس میں آیات توحید

۱۔ یایھا الناس ان کنتم فی ریب ـــــ تا ـــــ وانہ علی کل شیء قدیر (ع ۱) دلیل عقلی برائے ثبوت قیامت ونفی شرک فی التصرف
۲۔ یدعوا من دون اللہ ـــــ تا ـــــ لبئس المولی ولبئس العشیر (ع ۲) نفی شرک فی التصرف
۳۔ الم تر ان اللہ یسجد لہ ـــــ تا ـــــ ان اللہ یفعل ما یشاء (ع ۵) نفی شرک فی التصرف
۴ واذ بوأنا لابراھیم ـــــ تا ـــــ فالٰھکم الٰہ واحد فلہ اسلموا (ع ۵) نفی شرک فعلی
۵ ذالک بان اللہ ھو الحق ـــــ تا ـــــ وان اللہ لھو الغنی الحمید (ع ۸) نفی شرک فی التصرف)
۶ الم تر ان اللہ انزل ـــــ تا ـــــ وان اللہ لھو الغنی الحمید (ع ۸) نفی شرک فی التصرف
۷ الم تر ان اللہ سخر لکم ـــــ تا ـــــ ان الانسان لکفور (ع ۹) نفی شرک فی التصرف
۸ الم تعلم ان اللہ یعلم ـــــ تا ـــــ ان ذالک علی اللہ یسیر (ع ۹) نفی شرک فی التصرف بالذات ونفی شرک فعلی بالتبع
۹ ان الذین تدعون من دون اللہ ـــــ تا ـــــ ان اللہ لقوی عزیز (ع ۱۰) تمثیل برائے نفی تصرف واختیار از معبودان باطلہ
۱۰ اس سورت میں دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز اور مستحق نذر و نیاز نہیں اور مشرکین کے پاس کوئی عقلی و نقلی اور وحی کی دلیل نہیں ہے
۱۱ طواف صرف اللہ کے گھر کا جائز ہے اور اعتکاف، رکوع اور سجدہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے۔
۱۲ توحید کی تبلیغ کے وقت شیطان لوگوں کے دلوں میں شبہات ڈال کر توحید سے بدظن کرتا ہے۔
۱۳ اعلان فتح اور فتح کے اسباب۔
۱۴ پہلے تمام دینوں میں صرف اللہ کی نذر و نیاز دینا جائز تھا۔ اور غیر اللہ کی نذر و نیاز کسی دین میں جائز نہ تھی۔
۱۵۔ معبودان باطلہ اس قدر عاجز ہیں۔ کہ ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے بلکہ مکھی سے بھی عاجز ہیں۔

(آج بروز دوشنبہ بتاریخ ۷ شعبان المعظم ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۱ نومبر ۱۹۶۶ء بوقت ۴ بجے
بعد نماز عصر سورۂ حج کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ اولا و اخرا والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ
دائما ابدا ـــــ سجاد بخاری)

سورۂ مؤمنون

ربط سورۂ مؤمنون کو سورۂ حج کے ساتھ نامی ربط یہ ہے کہ سورۂ حج میں کہا گیا تھا واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا الخ (ع ۴) یعنی ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ لوگوں میں حج کا اعلان کریں تاکہ وہ ہر طرف سے پیادہ اور سوار بیت اللہ کی طرف آئیں اور سورۂ مومنون کی ابتداء میں فرمایا۔ قد افلح المومنون الخ جو مومنین حج کے لئے آئیں گے ان کے اوصاف بیان کر دیئے گئے۔

معنوی ربط دو ہیں اوّل۔ سورۂ حج کے آغاز میں تخویف اخروی تھی یایھا الناس اتقوا ربکم ان زلزلة الساعة شیٔ عظیم اور سورۂ مومنون میں فرمایا اس ہولناک عذاب سے بچنے کے لئے حسب ذیل امور ثلاثہ پر عمل کرو۔ نماز قائم کرو۔ شرک نہ کرو۔ اور ظلم نہ کرو۔ یہ امور ثلاثہ الذین ھم فی صلاتھم خاشعون۔ تا ۔۔۔ والذین ھم علی صلوٰتھم یحافظون میں بیان کئے گئے ہیں۔ ربط دوّم یہ ہے کہ سورۂ حج میں غیر اللہ کے لئے جانوروں کو حرام کرنے اور غیر اللہ کے نام کی نذریں نیازیں دینے سے منع فرمایا۔ اب سورۂ مومنون میں اس سے ترقی کر کے فرمایا کہ چاہیئے تو یہ تھا کہ وہ غیر اللہ کی تحریمات اور نذر و نیاز سے باز آجاتے۔ مگر اس کے بجائے وہ شرک کی نئی نئی رسمیں اور راہیں کھول رہے ہیں۔ ولھم اعمال من دون ذالک ھم لھا عٰملون (ع ۴)

خلاصہ دلائل کے اعتبار سے یہ سورت دو حصوں میں منقسم ہے حصۂ اول ابتدا سے لے کر اذا ھم فیہ مبلسون (ع ۴) تک ہے اور دوسرا حصہ وھو الذی انشأ لکم السمع والابصار (ع ۴) سے لیکر سورت کے آخر تک ہے۔

حصۂ اوّل

حصۂ اول کی ابتداء میں عذاب آخرت سے بچنے کے لئے امور ثلاثہ کا بیان ہے۔ امر اوّل۔ نماز قائم کرو اور اللہ سے ڈرو اور خشوع و خضوع سے نماز ادا کرو الذین ھم فی صلاتھم خٰشعون۔ امر دوم شرک اعتقادی اور شرک فعلی سے بچو۔ والذین ھم عن اللغو معرضون والذین ھم للزکوٰۃ فٰعلون امر سوم۔ ہر قسم کے ظلم سے باز رہو۔ والذین ھم لفروجھم حٰفظون۔ تا۔ والذین ھم لامٰنٰتھم وعھدھم راعون اس کے بعد توحید پر تین عقلی دلیلیں مذکور ہیں۔

دلائل عقلیہ

پہلی عقلی دلیل ولقد خلقنا الانسان من سلٰلة من طین ۔۔۔ تا ۔۔۔ فتبٰرک اللہ احسن الخٰلقین تمام انسانوں کے باپ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے مٹی کے خلاصہ سے پیدا فرمایا اور پھر نطفہ سے توالد و تناسل کا سلسلہ شروع کیا۔ رحم مادر میں نطفہ کو مختلف منازل سے گذار کر اس سے کامل الخلقت اور حسین و جمیل انسان پیدا کیا۔ وہی سب کا خالق اور برکات دہندہ ہے۔ لہٰذا وہی کارساز اور حاجت روا ہے

دوسری عقلی دلیل ولقد خلقنا فوقکم۔ تا ۔۔۔ تنبت بالدھن وصبغ للاٰکلین۔ انسانوں کے علاوہ آسمانوں اور زمین کو بھی اللہ ہی نے پیدا کیا وہی آسمان سے بارش برسا کر زمین سے انواع و اقسام کے پھل اور میوے پیدا کرتا ہے اُسی نے زیتون جیسا کار آمد درخت پیدا کیا۔ جب سب کچھ دینے والا بھی وہی ہے تو پھر اس کے سوا کسی کو مت پکارو۔ اور اس کی پیدا کی ہوئی چیزوں سے غیر اللہ کی نذر و نیاز مت دو۔

تیسری عقلی دلیل وان لکم فی الانعام لعبرة ۔۔۔ تا ۔۔۔ وعلی الفلک تحملون (ع ۱) یہ تمام چوپائے بھی اُسی نے پیدا کئے اُن میں سے کچھ ایسے ہیں جن کا دودھ پیا اور گوشت کھایا جاتا ہے۔ کچھ باربرداری اور سواری کے کام آتے ہیں۔ اس کے علاوہ کشتیوں کو بھی باربرداری اور سواری کے لئے استعمال کرتے ہو۔ جس مالک و قادر اور محسن و منعم نے یہ انعامات عطا فرمائے وہی سب کا کارساز ہے اور وہی پکار اور نذر و منت کا مستحق ہے۔ اس کے بعد چھ نقلی دلیلیں مذکور ہیں۔

دلائل نقلیہ

پہلی نقلی دلیل ولقد ارسلنا نوحًا۔ تا۔ وان کنا لمبتلین (ع ۲) یہ حضرت نوح علیہ السلام سے تفصیلی نقلی دلیل ہے جس سے نفی شرک فی التصرف مقصود ہے یٰقوم اعبدوا اللہ مالکم من الٰہ غیرہ۔ اے میری قوم صرف اللہ کی عبادت کرو اور صرف اُسی کو پکارو کیونکہ اس کے سوا تمہارا کوئی کارساز نہیں

دوسری نقلی تفصیلی دلیل از ہود علیہ السلام برائے نفی شرک فی التصرف فارسلنا فیھم رسولا (ع ۲)۔ تا۔ ما تسبق من امة اجلھا وما یستاخرون (ع ۳) ہود علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو یہی دعوت دی اعبدوا اللہ مالکم من الٰہ غیرہ

تیسری نقلی دلیل اجمالی۔ ثم ارسلنا رسلنا تترا ــ تا ــ فبعدا لقوم لا یومنون ہود علیہ السلام سے لے کر موسیٰ و ہارون علیہما السلام تک ہم مسلسل دنیا میں پیغمبر بھیجتے رہے جو لوگوں کو پیغام توحید سناتے رہے۔

چوتھی نقلی دلیل تفصیلی از موسے و ہارون علیہما السلام ثم ارسلنا موسے و ھٰرون ــ تا ــ لعلھم یھتدون حضرت موسے و ہارون علیہما السلام فرعون کے پاس پیغام توحید لے کر آئے مگر قوم نے انکار و استکبار کیا۔

پانچویں نقلی دلیل از عیسے علیہ السلام وجعلنا ابن مریم وامہ اٰیۃ الاٰیۃ حضرت عیسیٰ اور مریم صدیقہ علیہما السلام بھی ہماری قدرت اور وحدانیت کا نشان تھے انہوں نے حالت شیر خوارگی ہی میں اعلان کر دیا تھا۔ ان اللّٰہ ربی وربکم الخ (مریم ع ۲) یعنی میرا اور تم سب کا مالک اور کارساز اللہ ہی ہے لہذا اسی کو پکارو۔ یہی سیدھی راہ ہے۔

چھٹی نقلی دلیل اجمالی از تمام رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام برائے نفی شرک فعلی یایھا الرسل کلوا من الطیبٰت واعملوا صالحا الخ (ع ۴) اللہ تعالیٰ نے انبیاء و مرسلین علیہم السلام کو حکم دیا تھا کہ میری حلال اور پاکیزہ چیزوں کو کھاؤ ان کو استعمال کرو اور ان میں سے کسی چیز کو حرام نہ کرو اور غیر اللہ کی نذر و نیاز مت کھاؤ۔

وان ھٰذہٖ امتکم امۃ واحدۃ الخ یہ تمام مذکورہ دلائل عقلیہ و نقلیہ سے متعلق ہے جو مسئلہ مذکورہ بالا دلائل سے واضح کیا گیا ہے، وہ تمام انبیاء علیہم السلام کا مشترکہ مسئلہ ہے کہ سب کا کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور وہی نذر و منت کا مستحق ہے اس کے بعد حصہ اوّل کے آخر تک زجریں ہیں اور درمیان میں امور ثلاثہ مذکور الصدر کا اعادہ ہے۔ ان الذین ھم من خشیۃ ربھم مشفقون میں امر اوّل کا اعادہ ہے۔ یعنی مومنین اللہ تعالیٰ سے ترساں و لرزاں رہتے ہیں۔ والذین ھم بربھم لا یشرکون سے امر دوم کا اعادہ کیا گیا۔ یعنی وہ شرک نہیں کرتے اور والذین یؤتون ما اٰتوا الخ سے امر سوم کا اعادہ کیا گیا یعنی وہ ظلم نہیں کرتے۔

حصّہ دوم

حصہ دوم میں نفی شرک اعتقادی پر چار عقلی دلیلیں پیش کی گئی ہیں ایک تفصیلی اور تین علی سبیل الاعتراف من الخصم

پہلی عقلی دلیل وھو الذی انشأ لکم السمع والابصار ــ تا ــ افلا تعقلون (ع ۵) اللہ تعالیٰ ہی نے سب کو سننے دیکھنے اور سمجھنے کی قوتیں اور صلاحیتیں عطا کیں اُسی نے زمین پر انسانوں کو آباد کیا۔ زندگی اور موت بھی اسی کے قبضہ میں ہے۔ رات دن کی آمد و رفت اور کمی بیشی بھی اسی کے قبضہ میں ہے اس لئے انسان کو سوچ بچار سے کام لینا چاہیئے اور اللہ کے ان انعامات کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔ اسی کو اپنا معبود اور کارساز سمجھنا چاہیئے

دوسری عقلی دلیل قل لمن الارض ومن فیھا الخ مشرکین اعتراف کرتے ہیں کہ زمین اور زمین کی ساری مخلوقات کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

تیسری عقلی دلیل۔ قل من رب السمٰوٰت السبع الخ مشرکین یہ بھی مانتے ہیں کہ ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کا مالک بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

چوتھی عقلی دلیل۔ قل من بیدہٖ ملکوت کل شیئ الخ مشرکین اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ سارے جہان کے مکمل اختیارات صرف اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں وہ جسے چاہے بچا لے مگر جسے وہ نہ بچانا چاہے اسے کوئی نہیں بچا سکتا۔ یہ تینوں دلیلیں علی سبیل الاعتراف من الخصم ہیں ہر دلیل کے بعد مشرکین کو متنبہ کیا گیا کہ جب تم جانتے ہو کہ ہر چیز کا مالک حقیقی اور سارے جہان کا مدبر و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے تو پھر اس سے کیوں عبرت حاصل نہیں کرتے اور خدا سے نہیں ڈرتے ہو۔ اور اللہ کے سوا غیروں کو کارساز اور حاجت روا کیوں سمجھتے ہو؟

اس کے بعد زجریں تخویفیں اور بشارتیں ہیں اور درمیان میں ادفع بالتی ھی احسن (ع ۶) سے طریق تبلیغ کا ذکر ہے۔ یعنی نرم لہجہ سے تبلیغ فرمائیں۔ اور مسئلہ توحید دلائل کے ساتھ واضح کر کے پیش کریں اور آخر میں سورت کا خلاصہ بیان کیا گیا ہے بطور ثمرہ دلائل مذکورہ فتعلی اللّٰہ الملک الحق الخ اللہ تعالیٰ جو بادشاہ حقیقی ہے وہ ہر قسم کے شرک سے پاک ہے۔ اس کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں اور نہ کوئی نذر و منت کا مستحق ہے۔ ومن یدع مع اللّٰہ الخ یہ تخویف اخروی ہے۔

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْنَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّثَمَانَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ
سورۂ مومنون ۱؎ مکہ میں اتری اور اسکی ایک سو اٹھارہ آیتیں اور چھ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ① الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ
کام نکال لے گئے ۲؎ ایمان والے ۳؎ جو اپنی نماز میں

خٰشِعُوْنَ ② وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ③
جھکنے والے ہیں اور جو نکمی بات پر دھیان نہیں کرتے ۴؎

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ④ وَالَّذِيْنَ هُمْ
اور جو زکوٰۃ دیا کرتے ہیں ۵؎ اور جو اپنی

لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ⑤ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا
شہوت کی جگہ کو تھامتے ہیں ۶؎ مگر اپنی عورتوں پر ۷؎ یا اپنے

مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ⑥ فَمَنِ
ہاتھ کے مال باندیوں پر سو ان پر نہیں کچھ الزام پھر جو کوئی

ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ⑦
ڈھونڈھے اس کے سوا سو وہی ہیں حد سے بڑھنے والے

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ⑧
اور جو اپنی ۸؎ امانتوں سے اور اپنے قرار سے خبردار ہیں

وقف لازم

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ⑨ اُولٰٓئِكَ
اور جو اپنی ۹؎ نمازوں کی خبر رکھتے ہیں وہی ہیں

هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ⑩ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ
میراث لینے والے ۱۰؎ جو میراث پائیں گے باغ ٹھنڈی چھاؤں کے

۱؎ عذاب سے بچنے کیلئے امور ثلاثہ کا ذکر ہے۔ ۱۲

۲؎ امر اول یعنی وہ خدا کے ڈر اور خشوع و خضوع سے نماز پڑھتے ہیں ۱۲

۳؎ امر دوم یعنی وہ ہر قسم کے شرک سے اجتناب کرتے ہیں ۱۲

۴؎ امر سوم یعنی وہ ہر قسم کے ظلم سے اجتناب کرتے ہیں ۱۲

۵؎ اعادہ امر اول ۱۲

۶؎ بشارت اخروی ۱۲

حصہ اول۔ دفع عذاب کیلئے امور ثلاثہ۔ توحید پر تین عقلی اور چھ نقلی دلائل کا ذکر ۲؎ قد افلح الخ کے مفہوم میں دو باتیں داخل ہیں ایک مطلوب و مقصود کو پالینا دوم جس سے ڈر یا خطرہ ہو اس سے محفوظ ہو جانا۔ والفلاح الظفر بالمطلوب والنجاة من المرهوب ای فازوا بما طلبوا ونجوا مما هربوا (مدارک ج ۳ ص ۸۴) سورۂ حج کی ابتدا میں ان زلزلة الساعة شیء عظیم سے جس خوفناک عذاب کی وعید سنائی گئی اس سے وہ مومنین محفوظ رہیں گے جو اپنے اندر اوصاف ذیل پیدا کرلیں گے (۱) خدا سے ڈر کر نماز قائم کریں (۲) ہر قسم کے شرک سے بچیں اور (۳) مخلوق خدا پر ظلم نہ کریں۔ یہ تینوں امور عذاب خداوندی سے بچنے کا ذریعہ ہیں ۳؎ المومنون الخ المومنون سے وہ لوگ مراد ہیں جو اللہ کی توحید، رسالت اور دیگر تمام ضروریات دین پر ایمان لائیں اور احکام الٰہیہ پر عمل پیرا ہوں۔ اس طرح بعد والی صفات المومنون کے لئے صفات موضحہ ہیں الذین هم فی صلاتهم خشعون یہ امر اول ہے وہ نماز قائم کرتے ہیں وہ نماز میں اللہ سے ڈرتے اور عاجزی کرتے ہیں اور خدا کے خوف سے نماز پر مداومت کرتے ہیں کیونکہ ایسی خشوع والی نماز سے باطن کی صفائی ہوتی ہے اور دلوں میں محبت اور الفت پیدا ہوتی ہے فی الحدیث سووا صفوفکم او لیخالفن اللہ بین قلوبکم خشوع یہ ہے کہ نماز میں خیالات جمع رہیں اور توجہ صرف نماز ہی میں مرکوز رہے اور نماز کے علاوہ کسی چیز کا دل میں خیال تک نہ آئے اور ہاتھ پاؤں سے نماز میں کوئی عبث کام کرے۔ وفی المنهاج وشرحه لابن حجر ویسن الخشوع فی کل صلاته بقلبه بان لا یحضر فیه غیر ما هو فیه وان تعلق بالآخرة وبجوارحه بان لا یعبث باحدها (روح ج ۱۸ ص ۲) ۴؎ والذین هم عن اللغو معرضون الخ یہ امر دوم ہے یعنی وہ شرک نہیں کرتے لغو کو بعض مفسرین نے عام کیا ہے اور اس سے ہر باطل قول و عمل مراد لیا ہے اقوال میں سب سے بڑا باطل شرک فی التصرف ہے اور اعمال میں سب سے بڑا باطل شرک فعلی ہے اس طرح یہ لفظ شرک اعتقادی اور شرک فعلی کو بطریق اولیٰ شامل ہے حضرت عبداللہ بن عباس اور امام ضحاک نے تو لغو سے مراد ہی شرک لیا ہے اور بعض نے اس سے گانا بجانا مراد لیا ہے۔ قال ابن عباس عن الشرک۔ (خازن و معالم ج ۵ ص ۳۲) وقال الضحاک ان اللغو هنا الشرک وقال الحسن انه المعاصی کلها فهذا قول جامع یدخل فیه قول من قال هو الشرک وقول من قال هو الغناء (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۰۵) حاصل یہ ہے کہ وہ تمام معاصی سے اور خصوصاً ہر قسم کے شرک سے اجتناب کرتے ہیں

۵؎ والذین هم للزکوٰة فٰعلون الخ یہ بھی امر دوم ہی سے متعلق ہے کچھ مفسرین نے زکوٰۃ کو یہاں زکوٰۃ مالیہ پر محمول کیا ہے لیکن اس پر یہ اشکال ہے کہ یہ سورت مکی ہے لیکن زکوٰۃ مکہ میں فرض نہ تھی بلکہ مدینہ میں فرض ہوئی بعض محققین نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ مدینہ میں نصاب اور قدر زکوٰۃ کی فرضیت نازل ہوئی تھی لیکن اصل زکوٰۃ مکہ میں فرض ہوئی قال بعض المحققین فرضت بالمدینة نصابها وقدرها واما اصلها فقد کان واجبا بمکة (جامع البیان ص ۲۹۸) یا زکوٰۃ سے زکوٰۃ نفوس مراد ہے یعنی وہ اپنے نفوس کو عقائد باطلہ اور اعمال مشرکانہ سے پاک رکھتے ہیں۔ او المراد زکوٰة النفس وتطهیرها من الرزائل (جامع) حضرت شیخ کے نزدیک یہی راجح ہے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ قد افلح من تزکی وذکر اسم ربه فصلی (سورہ الاعلیٰ) ۶؎ والذین هم لفروجهم حٰفظون الخ یہ امر سوم ہے یعنی وہ ظلم کے کاموں سے بچتے ہیں۔ یہاں ظلم کے تین کاموں کا ذکر کیا گیا ہے زنا، امانت میں خیانت اور بدعہدی۔ زنا بھی ایک بہت بڑا ظلم ہے فرمایا فلاح پانیوالوں کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ اپنی شرمگاہوں

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ⑪ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ

وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور ہم نے بنایا ف۱۱ آدمی کو

سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ⑫ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ

چنی ہوئی مٹی سے پھر ہم نے رکھا اسکو ف۱۲ پانی کی بوند کرکے ایک جمے ہوئے

مَّكِيْنٍ ⑬ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا

ٹھکانہ میں پھر بنایا ف۱۳ اس بوند سے لہو جما ہوا پھر بنائی

الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا

اس لہو جمے ہوئے سے گوشت کی بوٹی پھر بنائیں اس بوٹی سے ہڈیاں پھر پہنایا

الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَكَ

ان ہڈیوں پر گوشت پھر اٹھا کھڑا کیا اسکو ایک نئی صورت میں ف۱ سو بڑی برکت

اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ؕ ⑭ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ

اللہ کی جو سب سے بہتر بنانیوالا ہے پھر تم اس کے بعد ف۱۴

لَمَيِّتُوْنَ ⑮ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ⑯ وَ

مروگے پھر تم قیامت کے دن کھڑے کئے جاؤگے اور

لَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ۖ وَمَا كُنَّا

ہم نے بنائے ہیں تمہارے اوپر سات رستے ف۱۵ اور ہم نہیں ہیں

عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ⑰ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً

خلق ف۱۶ سے بے خبر اور اتارا ہم نے آسمان سے ف۱۷ پانی

بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ ۖ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍۭ

ماپ کر پھر اسکو ٹھہرا دیا زمین میں اور ہم اس کو لے جائیں تو

بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ⑱ فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ

لے جا سکتے ہیں پھر اگا دئے تمہارے واسطے ف۱۸ اس سے باغ

(۱) توحید پر یہ عقلی دلیل ۱۲

(۲) تمہید [illegible] دوسری عقلی دلیل ۱۲

کو ناجائز اور غیر محل میں استعمال کرنے سے محفوظ رکھتے ہیں حضرت شیخ فرماتے ہیں زنا اس لئے ظلم ہے کہ زنا سے جو بچہ پیدا ہوگا اُسے یا تو تہمت کے خوف سے قتل کر دیا جائیگا یا اسے کہیں پھینک دیا جائے گا۔ اور وہ مادر و پدر کی شفقت سے محروم رہیگا اور در بدر خوار ہوگا۔ یہ دونوں ظلم ہیں ف۷ الا علی ازواجھم الخ یہ ماقبل سے مستثنیٰ ہے مرد کو صرف دو قسم کی عورتوں کے ساتھ جنسی اختلاط کی اجازت دی گئی ہے اول وہ عورت جو از روئے شریعت اسلامیہ اسکی بیوی ہو۔ دوم وہ عورت جو شرعی طور پر اس کی زر خرید لونڈی ہو۔ دنیا میں اس دوسری قسم کا وجود باقی نہیں رہا۔ فمن ابتغی وراء ذلک الخ جو لوگ مذکورہ بالا دونوں جگہوں کے علاوہ شہوت رانی کریں وہ ظالم اور حد سے گذرنے والے ہیں اور حلال سے حرام کیطرف بڑھنے والے ہیں۔ ای الظلمون المجاوزون الحد من الحلال الی الحرام الخ (خازن ومعالم ج ۵ ص۳۲) یہ آیت متعہ، لواطت، اور استمناء بالید کی حرمت پر دلیل ہے کیونکہ یہ تمام صورتیں وراء ذالک میں داخل ہیں وفیہ دلیل علی تحریم المتعۃ والاستمناء بالکف لارادۃ الشھوۃ (مدارک ج ۳ ص۸۵) ویدخل فیما وراء ذالک الزنا واللواط وموافقۃ البھائم مما لاخلاف فیہ (روح ج ۱۸ ص۱۰) روافض کہتے ہیں جس عورت سے متعہ کیا جائے چونکہ وہ بھی بیوی کے حکم میں ہے اس لئے وہ، ازواجھم میں داخل ہے اور وراء ذالک میں داخل نہیں لہٰذا اس آیت سے نکاح متعہ کی حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ اسکا جواب یہ ہے کہ متعہ والی بیوی از روئے شریعت بیوی نہیں کیونکہ اس کے احکام شرعی زوجہ سے بالکل مختلف ہیں دونوں کا فرق سمجھنے سے پہلے متعہ کی حقیقت سمجھ لیجئے۔ نکاح متعہ کی صورت یہ ہے کہ ایک مرد ایک عورت کے ساتھ معین رقم کے بدلے معین مدت تک نکاح کرے۔ اب دونوں کے احکام ملاحظہ ہوں جو شرعی طور پر ایک مرد کی بیوی ہو اس کے احکام حسب ذیل ہیں (۱) اگر وہ فوت ہو جائے تو خاوند اسکا وارث ہوگا اور اگر خاوند فوت ہو جائے تو وہ اس کی وارث ہوگی۔ (۲) جو اولاد پیدا ہوگی وہ اس کے خاوند کی کہلائیگی (۳) خاوند کی جانب سے طلاق دئیے بغیر وہ اس کے نکاح سے باہر نہیں ہو سکے گی (۴) طلاق کے بعد عدت سے پہلے وہ کسی دوسری جگہ نکاح نہیں کرسکے گی لیکن ممتوعہ یعنی جس عورت سے کسی نے متعہ کیا ہو (۱) اس کے اور متعہ کرنیوالے کے درمیان وراثت جاری نہیں ہوگی (۲) اولاد بھی شرعاً اس کے ساتھ ملحق نہ ہوگی (۳) طلاق کی ضرورت نہیں مدت ختم ہونے پر نکاح بھی ختم ہو جائیگا اور (۴) عدت کی بھی ضرورت نہیں پہلے متعہ کی مدت ختم ہوتے ہی دوسری جگہ متعہ کرسکتی ہے۔ اس طرح ممتوعہ شرعی بیوی کے حکم میں داخل نہیں اور لا محالہ وراء ذالک ہی میں داخل ہے۔ وھذا یقتضی تحریم الزنی وما قلناہ من الاستمناء ونکاح المتعۃ لان المتمتع بھا لا تجری مجری الزوجات لا ترث ولا تورث، ولا یلحق بہ ولدھا، ولا یخرج من نکاحھا بطلاق یستأنف لھا وانما یخرج بانقضاء المدۃ التی عقدت علیھا وصارت کالمستأجرۃ (قرطبی ج ۱۲ ص۱۰۶) ف۸ والذین ھم لامنٰتھم الخ یہ تیسری صفت سے متعلق ہے یعنی وہ ظلم کے کاموں سے بچتے ہیں۔ اس آیت میں ظلم کے دو کاموں کی طرف اشارہ ہے امانت میں خیانت اور بدعہدی یہ دونوں باتیں دوسروں کے حق میں ظلم ہیں اس لئے فرمایا کہ فلاح کامل صرف ان مومنوں کو حاصل ہوگی جو ظلم کے ان کاموں سے بھی بچیں گے ف۹ والذین ھم علی صلوٰتھم الخ یہ امر دوم کا اعادہ ہے

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی نفخ روح و روئیدن ناخن و موئی ۱۲۔

اور اعادہ کا فائدہ یہ ہے کہ پہلے الذین ھم فی صلاتھم خشعون میں نماز میں خشوع و خضوع کرنے کا ذکر تھا اور یہاں فرائض و واجبات، آداب و مستحبات اور وقتوں کی پابندی کی رعایت سے بلاناغہ نماز قائم کرنے کا ذکر فرمایا کیونکہ لفظ محافظت ان تمام باتوں کو شامل ہے المراد بالمحافظۃ التعھد لشروطھا من وقت وطھارۃ وغیرھما والقیام علی ارکانھا واتمامھا حتی یکون ذالک دأبہ فی کل وقت الخ (کبیر ج ۶ ص ۲۷۲) ۱۰؎ اولئک ھم الوٰرثون الخ یہ مومنون کے لئے بشارت اخروی ہے اولئک سے المومنون مراد ہیں جو مذکورہ بالا اوصاف ثلثہ سے متصف ہوں یعنی خداوند تعالیٰ سے ڈرتے رہیں۔ ہر قسم کے شرک اور ہر قسم کے ظلم سے بچتے رہیں ایسے مومن ہی جنت الفردوس کے مستحق اور وارث ہیں ھم فیھا خلدون اور وہ جنت الفردوس میں میں ہمیشہ رہیں گے نہ جنت فنا ہوگی نہ جنتی فنا ہوں گے اور نہ انھیں اس سے نکالا ہی جائے گا۔ ومعنی الکلام لا یموتون ولا یخرجون منھا (روح ج ۸ ص ۱۲) عذاب سے بچنے کے لئے امور ثلاثہ کا ذکر کرنے کے بعد آگے اصل دعوے پر دلائل کا سلسلہ شروع ہو رہا ہے ۱۱؎ ولقد خلقنا الخ یہ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے اور اس سے نفی شرک فی التصرف مقصود ہے ولقد خلقنا الانسان ــــ تا ــــ یوم القیمۃ تبعثون میں انسانی زندگی کے مختلف چار ادوار کا ذکر کیا گیا ہے (۱) رحم مادر میں رہنے کا زمانہ (۲) دنیوی زندگی کا دور (۳) برزخی زندگی کا دور (۴) اخروی زندگی کا دور۔ مقصد یہ ہے کہ انسانی زندگی کے یہ تمام انقلابات خداوند تعالیٰ کے اختیار و تصرف میں ہیں اور کسی غیر اللہ کو ان میں کوئی دخل نہیں لہذا وہی سب کا کارساز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کا تفصیل سے ذکر کر کے انسان کو اس طرف متوجہ فرمایا کہ ہم نے کس طرح تجھے پیدا فرمایا۔ کیا اس طرح کوئی کر سکتا ہے لیکن پھر بھی مشرکین اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں حالانکہ جانتے ہیں کہ خالق اللہ کے سوا کوئی نہیں جیسا کہ ارشاد ہے ولئن سألتھم من خلقھم لیقولن اللہ (زخرف ع ۷) اس سے معلوم ہوا کہ دلیل میں حصر ہے یعنی اس عجیب و غریب طریقہ سے میں نے انسان کو پیدا کیا ہے اس طرح اور کوئی نہیں کر سکتا۔ الانسان میں لام عہد کے لئے اور اس سے مراد حضرت آدم ؑ ہیں جو تمام نوع بشر کے جد امجد ہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے مٹی کے خلاصے اور ست سے پیدا فرمایا ۱۲؎ ثم جعلنٰہ الخ یہ انسانی زندگی کے ادوار اربعہ میں سے پہلے دور کا ذکر ہے پھر اس دور میں یعنی رحم مادر میں انسان کو چھ حالتوں سے گذرنا پڑتا ہے۔ پہلی حالت وہ ہے جب نطفہ رحم مادر میں ٹھہرتا ہے اس آیت میں اسی حالت اولیٰ کا ذکر ہے ضمیر مفعول الانسان کی طرف راجع ہے اور اس سے پہلے مضاف مقدر ہے۔ ای ثم جعلنا نسلہ ـــ ویکون (النطفۃ) منصوبا بنزع الخافض واختارہ بعض المحققین ای ثم خلقنا الانسان من نطفۃ کائنۃ فی قرار الخ (روح ج ۸ ص ۱۳) اور قرار مکین یعنی قرار کی محفوظ جگہ سے مراد رحم مادر ہے۔ (فی قرار) مستقر یعنی الرحم (مدارک ج ۳ ص ۸۷) ۱۳؎ ثم خلقنا النطفۃ الخ یہ رحم مادر میں دوسری حالت ہے۔ علقۃ نطفہ قرار پا جانے کے کچھ عرصہ بعد ہم اسے جمے ہوئے خون کی شکل میں بدل دیتے ہیں۔ فخلقنا العلقۃ مضغۃ یہ تیسری حالت ہے پھر اس جمے ہوئے خون کو گوشت کے ٹکڑے کی حالت میں منقلب کر دیتے ہیں۔ فخلقنا المضغۃ عظما یہ چوتھی حالت ہے عظاما کا مضاف مقدر ہے اور یہ اس کا قائم مقام ہے ای ذا عظام یعنی پھر ہم اس گوشت میں ہڈیاں پیدا کر دیتے ہیں۔ فکسونا العظم لحما یہ پانچویں حالت ہے یعنی پھر ہم ہڈیوں پر گوشت چڑھا دیتے ہیں۔ ثم انشأنٰہ خلقا اخر یہ چھٹی حالت ہے یعنی اس کے بعد ہم اس میں روح پھونک کر ایک جداگانہ مخلوق بنا دیتے ہیں جو پہلی تمام حالتوں سے بالکل مختلف ہوتی ہے پہلے وہ بالکل جماد اور بے حس و حرکت تھا اور اس کے اعضاء بھی ناقص تھے لیکن اب ہم نے اسکو جاندار اور سمیع و بصیر بنا دیا اور تمام اعضاء کامل بنا دیئے۔ ای خلقا مباینا للخلق الاول مباینۃ ما ابعدھا حیث جعل حیوانا وکان جمادا و ناطقا وکان ابکم وسمیعا وکان اصم وبصیرا وکان اکمہ واودع باطنہ وظاھرہ بل کل عضو من اعضائہ وکل جزء من اجزائہ عجائب فطرۃ وغرائب حکمۃ لا یحیط بھا وصف الواصفین ولا شرح الشارحین (کبیر ج ۶ ص ۲۷۵) فتبٰرک اللہ الخ یہ دلیل مذکور کا ثمرہ اور نتیجہ ہے یعنی جو اللہ تعالیٰ کمال قدرت اور حسن صنعت سے ایک حقیر نطفے کو مختلف احوال سے گذار کر ایک خوبصورت تام الخلقت اور کامل الحواس انسان کی شکل میں پیدا کرتا ہے جب یہ سب کچھ وہی کرتا ہے تو برکات دہندہ اور سب کا کارساز بھی وہی ہے اور اس کے سوا کوئی متصرف و برکات دہندہ نہیں، الخٰلقین بمعنی موجدین یا مقدرین ہے ۱۴؎ ثم انکم بعد ذالک الخ یہ انسانی زندگی کا تیسرا دور ہے اور تخویف اخروی ہے یعنی عالم برزخ۔ دوسرے دور کا صراحۃً ذکر نہیں لیکن اشارۃً وہ مفہوم ہو رہا ہے ثم انکم یوم القیمۃ تبعثون یہ چوتھے دور کا ذکر ہے یعنی اس دنیا میں ہمیشہ نہیں رہو گے آخر ایکدن تمھیں مرنا ہے اور مرنے کے بعد پھر تمہیں زندہ کیا جائے گا اور تم خدا کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے اس لئے حیا کرو اور خدائے قہار کے عذاب سے ڈرو اور اس کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کرو ۱۵؎ ولقد خلقنا فوقکم ــــ تا ــــ وصبغ للاکلین یہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے پہلی دلیل میں انسان کی پیدائش کا ذکر دوسری اور تیسری دلیلوں میں انسان پر کئے گئے گوناگوں انعامات کا ذکر کیا گیا ہے اس دلیل کے تین حصے ہیں پہلے حصے میں انسانوں کی پیدائش کا ذکر ہے دوسرے حصے میں آسمانوں سے بارش برسانے اور تیسرے حصے میں زمین میں انواع و اقسام رزق پیدا کرنے کا ذکر ہے۔ اس سے ایک طرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ قادر و متصرف، کارساز اور عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور دوسری طرف یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ تمام غلے، پھل اور میوے اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا فرمائے ہیں لہذا ان چیزوں سے نذر و نیاز بھی صرف اسی کے نام کی دیا کرو۔ ولقد خلقنا فوقکم الخ یہ دلیل کا پہلا حصہ ہے جس سے دعوے کا پہلا حصہ ثابت ہوتا ہے کہ متصرف و کارساز اللہ تعالیٰ ہی ہے طرائق، طریقۃ کی جمع ہے اور اس سے مراد آسمان ہیں کیونکہ جو چیز کسی دوسری چیز کے اوپر ہو اُسے طریقۃ کہتے ہیں اور آسمان چونکہ ایک دوسرے کے اوپر ہیں اس لئے انھیں طرائق کہا گیا یا طریقۃ راستے کے معنی میں ہے اور آسمانوں میں چونکہ فرشتوں کے صعود و نزول کے لئے راستے ہیں اس لئے انھیں طرائق کہا گیا ہے قیل للسموٰت طرائق لان بعضھا فوق بعض و العرب تسمی کل شئی فوق شئی طریقۃ وقیل لانھا طرائق الملائکۃ (قرطبی ج ۲ ص ۱۱۱) قال علی بن عیسٰے سمیت بذالک لانھا طرائق للملئکۃ فی العروج والھبوط والطیران الخ (کبیر ج ۶ ص ۲۷۷ کذا فی جامع البیان ص ۲۹۹) ۱۶؎ وما کنا عن الخلق غٰفلین الخ۔ اس سے دعوے کا دوسرا حصہ ثابت ہوتا ہے کہ عالم الغیب

اللہ تعالیٰ ہی ہے یہ ایسا بے پایاں جہان پیدا کرکے ہم اس مخلوق سے بے خبر نہیں ہیں بلکہ ہم باقاعدہ ساری مخلوقات کی دیکھ بھال، سارے عالم کی تدبیر اور تمام جہانوں کی پرورش کر رہے ہیں بل نعلم جمیع المخلوقات جلیلھا و دقیقھا ندبر امرھا (جامع البیان) جب سارے جہان کا خالق بھی اللہ تعالےٰ ہی ہے اور سارے عالم کا مدبر و قیوم اور سب کچھ جاننے والا بھی وہی ہے تو سب کا کارساز بھی وہی ہے اور کوئی نہیں ۱۷ے وانزلنا الخ یہ دوسری عقلی دلیل کا دوسرا حصہ ہے یعنی ہم پورے اندازے سے بارش برساتے ہیں جس سے زمین میں غلے اور پھل پیدا ہوتے ہیں فاسکنّٰہ فی الارض ضرورت سے زائد پانی کو ہم زمین میں جذب کرکے یا وادیوں میں جمع کر کے محفوظ کر دیتے ہیں جیسے چشموں اور ندیوں کی صورت میں بہاتے ہیں یا تم کنوئیں اور نہریں کھود کر اُسے حاصل کرتے اور اس سے فائدہ حاصل کرتے ہو۔ ھذا الذی ذکرہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ واخبر بانہ استودعہ فی الارض وجعلہ مخزونا لسقی الناس یجدونہٗ عند الحاجۃ الیہ وھو ماء الانھار والعیون وما یستخرج من الاٰبار (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۱۲) وانا علٰی ذھاب الخ یہ ایک قسم کی تخویف دنیوی ہے یعنی ہم اس بات پر بھی قادر ہیں کہ ذخیرہ آب کو بخارات بنا کر اڑا دیں یا زمین میں اس طرح جذب کر دیں کہ تم اس سے فائدہ نہ اٹھا سکو اور تم اور تمہارے چوپائے پیاس سے ہلاک ہو جائیں ۱۸ے فانشأنا لکم الخ یہ دوسری عقلی دلیل کا تیسرا حصہ ہے یہ کھجور اور انگور کے باغات ہم ہی نے پیدا کئے اس کے علاوہ اور بہت سے میوے پیدا کئے ومنھا تاکلون۔ من تبعیضیہ ہے ای بعضھا یعنی ان پھلوں اور میووں کی تجارت سے بھی فائدہ اٹھاتے ہو اور ان میں سے کچھ خود کھاتے بھی ہو یا من ابتدائیہ ہے اور اکل سے مجازاً روزی کمانا مراد ہے یعنی ان پھلوں اور میووں کی تجارت سے تم روزی کماتے ہو ومن ابتدائیۃ وقیل انھا تبعیضیۃ ومضمونھا مفعول (تاکلون) والمراد بالاکل معناہ الحقیقی (روح ج ۱۸ ص ۲۱) ومنھا تاکلون من قولھم فلان یاکل من حرفۃ یحترفھا ومن صنعۃ یعتلھا ومن تجارۃ یتربح بھا یعنون انھا طعمتہ وجھتہ التی منھا یحصل رزقہ الخ (بحر ج ۶ ص ۴۰۰) ۱۹ے وشجرۃ الخ یہ جنّٰت پر معطوف ہے اور اس درخت سے زیتون کا درخت مراد ہے طور سیناء وہی پہاڑ ہے جس پر موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوتے تھے طور بمعنی پہاڑ اور سیناء اس پہاڑ کا نام ہے یہ پہاڑ ملک شام میں واقع ہے اس پر زیتون بکثرت پیدا ہوتا ہے تنبت بالدھن الخ جملہ شجرۃ کی صفت ہے اور با ملابست ومصاحبت کے لئے ہے جس کا متعلق محذوف ہے اور وہ تنبت کے فاعل سے حال واقع ہے ای تنبت متلبسۃ بالدھن (روح) یعنی وہ درخت پیدا ہوتا ہے تو روغن بھی اس کے ساتھ ہوتا ہے یا باء بمعنی مع ہے اور یہ حال ہے۔ قال الزجاج الباء للحال ای تنبت ومعھا الدھن (مدارک ج ۳ ص ۹) روغن سے روغن زیتون مراد ہے ۲۰ے وصبغ للاکلین یہ الدھن پر معطوف ہے اور صبغ کے لغوی معنی رنگ کے ہیں لیکن اس سے مراد سالن ہے یعنی جس چیز کے ہمراہ روٹی کھائی جائے تاکہ وہ خوشگوار ہو جائے صبغ سے مراد روغن زیتون ہی ہے کیونکہ عرب کے لوگوں میں یہ ایک عمدہ سالن شمار ہوتا تھا یا اس سے زیتون کا پھل مراد ہے جو بطور سالن استعمال ہوتا تھا جعل اللہ فی ھذہ الشجرۃ المبارکۃ ادما وھو الزیتون ودھنا وھو الزیت (خازن ومعالم ج ۵ ص ۳۵) اب غور کرو یہ ساری چیزیں اللہ تعالےٰ نے

نَخِیْلٍ وَّاَعْنَابٍ لَکُمْ فِیْھَا فَوَاکِہُ کَثِیْرَۃٌ وَّمِنْھَا
کھجور اور انگور کے تمہارے واسطے ان میں میوے ہیں بہت اور انہی میں سے

تَاْکُلُوْنَ ⑲ وَشَجَرَۃً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَیْنَآءَ
کھاتے ہو اور وہ درخت جو نکلتا ہے سینا پہاڑ سے ۱۹ے

تَنْۢبُتُ بِالدُّھْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰکِلِیْنَ ⑳ وَاِنَّ لَکُمْ
لے اُگتا ہے تیل اور روٹی کے ڈبونا کھانیوالوں کیواسطے اور تمہارے لئے

فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَۃً ؕ نُسْقِیْکُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِھَا وَ
چوپایوں میں ۲۰ے دھیان کرنیکی بات ہے پلاتے ہیں ہم تمکو ان کے پیٹ کی چیز سے اور

لَکُمْ فِیْھَا مَنَافِعُ کَثِیْرَۃٌ وَّمِنْھَا تَاْکُلُوْنَ ㉑ وَعَلَیْھَا
تمہارے لئے ان میں بہت منافع ہیں اور بعضوں کو کھاتے ہو اور اُن پر

وَعَلَی الْفُلْکِ تُحْمَلُوْنَ ㉒ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا
اور کشتیوں پر لدے پھرتے ہو اور ہم نے بھیجا نوح کو

اِلٰی قَوْمِہٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ
اس کی قوم کے پاس ۲۱ے تو اسنے کہا اے قوم بندگی کرو اللہ کی تمہارا کوئی

مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ㉓ فَقَالَ الْمَلَؤُا
حاکم نہیں اسکے سوائے کیا تم ڈرتے نہیں تب بولے سردار

الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَوْمِہٖ مَا ھٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ
جو ۲۲ے کافر تھے اس کی قوم میں یہ کیا ہے ایک آدمی ہے

مِّثْلُکُمْ ۙ یُرِیْدُ اَنْ یَّتَفَضَّلَ عَلَیْکُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ
جیسے تم چاہتا ہے کہ بڑائی کرے تم پر اور اگر اللہ چاہتا

اللّٰہُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِکَۃً ۚۖ مَّا سَمِعْنَا بِھٰذَا فِیْٓ اٰبَآئِنَا
تو اتارتا فرشتے ہم نے یہ نہیں سُنا اپنے ۲۴ے اگلے باپ

وقف لازم

ع ۱/۲

۱ توحید پر تیسری عقلی دلیل ۱۲

۲ توحید پر پہلی نقلی دلیل ۱۲

۳ قوم کو دعوت توحید ۱۲

الْاَوَّلِيْنَ (۲۴) اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا
دادوں میں اور کچھ نہیں یہ ایک مرد ہے **۲۵** کہ اس کو سودا ہے سو راہ دیکھو
بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ (۲۵) قَالَ رَبِّ انْصُرْنِیْ بِمَا كَذَّبُوْنِ (۲۶)
اس کی ایک وقت تک بولا اے رب تو مدد کر میری **۲۶** کہ انہوں نے مجھکو جھٹلایا
فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا
پھر ہم نے حکم بھیجا اسکو کہ بنا کشتی **۲۷** ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہمارے حکم
فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ
سے پھر جب پہنچے ہمارا حکم اور ابلے تنور تو تو ڈال لے کشتی میں
كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ
ہر چیز کا جوڑا دو دو اور اپنے گھر کے لوگ مگر جس کی قسمت میں پہلے
عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ وَلَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِيْنَ
سے ٹھہر چکی ہے بات اور مجھ سے بات نہ کر ان ظالموں
ظَلَمُوْا اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ (۲۷) فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ
کے واسطے بیشک ان کو ڈوبنا ہے پھر جب چڑھ چکے تو **۲۸**
وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ
اور جو تیرے ساتھ ہے کشتی پر تو کہہ شکر اللہ کا جس نے
نَجّٰنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (۲۸) وَقُلْ رَّبِّ
چھڑایا ہمکو گنہگار لوگوں سے اور کہہ اے رب
اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ (۲۹)
اتار مجھکو برکت کا اتارنا اور تو ہے بہتر اتارنے والا
اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ وَّاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِيْنَ (۳۰) ثُمَّ
اس میں نشانیاں ہیں **۲۹** اور ہم ہیں جانچنے والے **۳۰** پھر

۱ء تمام صفات کارسازی ۱۲

۲ء یعنی واقعہ مذکورہ ۱۲

۳ء مخففہ من المثقلہ

یہ دلیل اول کا ثمرہ ہے ۱۲

پیدا کی ہیں اور یہ سارے انعامات اُسی نے عطاء فرمائے ہیں اس لئے اُسی کو کارساز سمجھو حاجات میں غائبانہ اُسی کو پکارو۔ اور اس کے پیدا کئے ہوئے غلوں اور پھلوں سے اُسی کے نام کی نذریں دو **۲۱** وان لکم فی الانعام لعبرۃ الخ یہ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے فرمایا ان چوپایوں میں بھی تمہارے لئے عبرت اور توحید کے دلائل ہیں ھمافی بطونھا۔ ما سے دودھ مراد ہے یہ ہماری قدرت کی ایک نشانی ہے کہ ہم چوپایوں کے پیٹ سے گوبر اور خون سے بالکل پاک صاف دودھ پیدا کرتے ہیں جو تمہیں لذیذ اور خوشگوار غذا کا کام دیتا ہے ولکم فیہا منافع الخ اس کے علاوہ ان چوپایوں میں تمہارے لئے اور بہت فائدے ہیں مثلاً انکی تجارت کے ذریعے دولت کماتے ہو ومنھا تاکلون چوپائے زندہ ہوں تو بھی تمہارے لئے ان میں منافع ہیں اور اگر ان کو ذبح کر لو تو بھی ان کا گوشت کھاتے ہو اور ان کی کھالیں فروخت کرکے روزی کماتے ہو۔ وعلیھا الخ بعض چوپائے تمہاری سواری اور بار برداری کے کام آتے ہیں اسی طرح یہ دونوں کام تم کشتیوں سے بھی لیتے ہو جو محض اللہ تعالےٰ کی قدرت اور اسکی مہربانی سے صحیح سلامت دریاؤں اور سمندروں میں سفر کرتی ہیں جس اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت اور مہربانی سے یہ تمام نعمتیں عطاء کی ہیں وہی سب کا کارساز ہے اور وہی ہر قسم کی عبادت اور پکار کا مستحق ہے یہاں تک دلائل عقلیہ ختم ہوئے اب آگے دلائل نقلیہ کا ذکر ہے **۲۲** ولقد ارسلنا الخ توحید پر پہلی نقلی دلیل از حضرت نوح علیہ السلام۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو یہ پیغام دیا۔ یٰقوم اعبدوا اللہ مالکم من الٰہ غیرہ یعنی جب سب کچھ کرنے والا وہی ہے تو عبادت بھی اسی کی بجالاؤ یعنی حاجات و مشکلات میں صرف اُسی کو پکارو۔ کیونکہ اس کے سوا کوئی کارساز اور مستحق عبادت نہیں عبادت بمعنی دعاء ہی ہے کیونکہ حدیث میں ہے الدعاء مخ العبادۃ۔ افلا تتقون۔ کیا تم اللہ کے عذاب سے نہیں ڈرتے ہو اور اس کے ساتھ شرک کرتے اور غیر اللہ کو غائبانہ پکارتے ہو **۲۳** فقال الملؤا الخ قوم کے مشرک سرداروں نے لوگوں کو حضرت نوح ؑ سے بدظن کرنے کے لئے عوام سے کہا کہ نوح ؑ پیغمبر نہیں ہے وہ تو تم جیسا بشر اور انسان ہے پھر اس میں کون سی خوبی ہے کہ وہ رسالت و نبوت کا مستحق ہو بات دراصل یہ ہے کہ نوح ؑ پیغمبری کا دعوے کرکے قوم کا سردار اور بڑا آدمی بننا چاہتا ہے اہل دنیا چونکہ خود اس بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں اس لئے اہل حق کو اس کا طعنہ دیتے ہیں ولو شاء اللہ الخ اگر اللہ تعالیٰ کو رسول بھیجنا مقصود تھا تو وہ کسی فرشتے کو رسول بنا کر بھیجتا یہ نوح تو بشر ہے اس لئے وہ ہرگز نبی نہیں کیونکہ بشر نبی نہیں ہو سکتا۔ عیاذاً باللہ ——— بیان لعدم رسالۃ البشر علی الاطلاق علی زعمھم الفاسد بعد تحقیق بشریتہ علیہ السلام (روح ج ۱۸ ص ۲۵) **۲۴** ما سمعنا الخ ھذا سے اس کلام کی طرف اشارہ ہے جس میں حضرت نوح علیہ السلام نے ان کو توحید کی طرف دعوت دی یا بشر ہونے کی طرف اشارہ ہے (بھذا) ای بارسال بشر رسولا او بما یامرنا بہ من التوحید (مدارک ج ۳ ص ۹۰) الذی یدعونا الیہ نوح (خازن و معالم ج ۵ ص ۳۶) یعنی ہم نے اپنے باپ دادا سے یہ مسئلہ توحید آج تک نہیں سنا جس کی نوح (علیہ السلام) دعوت دیتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ حضرت آدم، شیث اور ادریس علیہم السلام کی تعلیم کو یکسر بھول چکے تھے یا محض ضد و عناد کی وجہ سے اس کا انکار کیا۔ ثم ان قولھم ھذا اما لکونھم و اٰباءھم فی فترۃ و اما لفرط غلوھم فی التکذیب والعناد وانھماکھم فی الغی والفساد (روح ج ۱۸ ص ۲۵) **۲۵** ان ھو الخ

یہ بھی رؤساء مشرکین کا قول ہے نوح ایک ایسی بات کہتا ہے (یعنی صرف ایک اللہ ہی کو پکارو) جو ہم نے آج تک نہیں سنی اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دیوانہ ہے اور اس کے حواس درست نہیں ہیں۔ معاذ اللہ! اس لئے اسے اسکے حال پر چھوڑ دو۔ شاید کچھ عرصہ کے بعد اسکی دماغی حالت درست ہو جائے اور وہ اپنے اس عجیب و غریب دعویٰ سے باز آجائے۔ یہ مشرکین کی ضد و عداوت کی انتہا تھی ف۲۶ قال رب انصرنی الخ حضرت نوح علیہ السلام ساڑھے نو سو سال اپنی قوم کو توحید کی دعوت دیتے رہے مگر قوم ضد و عناد سے اپنے مشرکانہ عقائد و اعمال پر جمی رہی تو ان کے راہ راست پر آنے سے مایوس ہو کر حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی "اے اللہ میری متواتر تبلیغ و دعوت پر ان کے مسلسل انکار و جحود کی وجہ سے اب انہیں ہلاک کر دے اور میری تکذیب کا ان سے انتقام لے" ای اهلكهم بسبب تكذيبهم اياى (کبیر ج ۶ ص۲۰۱) ف۲۷ فاوحینا الخ حضرت نوح علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے قوم کو طوفان سے ہلاک کرنیکا فیصلہ فرمایا۔ اس پر نوح علیہ السلام اور مومنوں کے بچاؤ کی تدبیر ارشاد فرمائی کہ ہماری ہدایات کے مطابق ایک کشتی تیار کر لو اور جب تنور میں سے پانی ابلنے لگے فوراً خود بھی اس میں سوار ہو جاؤ اور اپنے مومن اہل و عیال اور دوسرے مومنوں کو بھی اس میں سوار کر لو اور جن جانوروں کی زیادہ ضرورت ہے ان میں سے بھی ایک ایک جوڑا (نر و مادہ) ساتھ لے لو۔ اور اب ان مشرکین کے بارے میں کسی قسم کی سفارش وغیرہ نہ کرنا کیونکہ اب ہم انہیں ہلاک کرنیکا فیصلہ کر چکے ہیں ف۲۸ فاذا استویت الخ جب تم اپنے ہمراہیوں کے ساتھ کشتی میں سوار ہو جاؤ تو شکر نعمت کے طور پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرو جس نے ظالم و سرکش قوم سے تم کو نجات دی ہے وہی تو کارساز اور مصائب و مشکلات سے نجات دینے والا ہے وقل رب انزلنی الخ اور یہ بھی دعا مانگو کہ اے اللہ اس کشتی سے مجھے صحیح سلامت اتاریو اور میرے اترنے کو دین و دنیا کی برکات کا سبب بنائیو (منزلا مبارکا) یتسبب لمزید الخیر فی الدارین (روح ج ۱۸ ص۲۸) ف۲۹ ان فی ذالک الخ ذالک سے واقعہ مذکورہ کیطرف اشارہ ہے یعنی حضرت نوح علیہ السلام اور مومنوں کو بچانے اور مشرکین کو ہلاک کرنے میں ہماری قدرت کاملہ کی نشانیاں ہیں اور منکرین کے لئے عبرت اور موعظت ہے اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین کی مدد کرتا اور ان کے دشمنوں اور منکرین توحید کو ہلاک کرتا ہے ای دلالات علی کمال قدرۃ اللہ تعالیٰ وانه ینصر انبیاءہ و یهلك اعداءهم (قرطبی ج ۱۲ ص۱۲۰)

ف۳۰ وان کنا الخ ان مخففہ من المثقلہ ہے اور اسکا اسم ضمیر شان محذوف ہے۔ ابتلاء۔ بلاء سے ہے بمعنی امتحان یا عذاب حضرت شیخ قدس سرہٗ نے دوسرے معنی کو ترجیح دی ہے وان ای انه کنا لمبتلین مختبرین قوم نوح البلاء او عبادنا لننظر من یعتبر او مصیبین قوم نوح ببلاء عظیم (جامع البیان ص۳۰۰) ای وان الشان کنا مصیبین قوم نوح ببلاء عظیم و عقاب شدید او مختبرین بهذه الآیات عبادنا لننظر من یعتبر و یتذکر (روح) یعنی ہم نے یہ اس لئے کیا تاکہ قوم نوحؑ کو سخت ترین عذاب میں مبتلا کریں یا مطلب یہ ہے کہ ہم نے یہ سب کچھ بندوں کو آزمانے کے لئے کیا کہ ان میں سے کون عبرت و نصیحت حاصل کرتا ہے۔ یہ پہلی دلیل کا ثمرہ ہے۔ ہم نے قوم نوحؑ کو سخت دردناک عذاب میں مبتلا کیا مگر ان کا کوئی معبود اور خود ساختہ کارساز ان کی مدد کو نہ پہنچا تو اس سے معلوم ہوا کہ کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ ثم انشانا الخ قوم نوحؑ کی تباہی کے بعد ہم نے کئی اور قومیں پیدا کیں ف۳۱ فارسلنا فیهم الخ یہ دوسری نقلی دلیل ہے از ہودؑ

أَنْشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا آخَرِينَ ﴿٣١﴾ فَأَرْسَلْنَا فِيهِمْ
اٹھائی ہم نے ان سے پیچھے ایک جماعت اور پھر بھیجا ہمنے ۳۱ ان میں
رَسُولًا مِنْهُمْ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ط
ایک رسول ان میں کا کہ بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا حاکم اسکے سوائے
أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٣٢﴾ وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِينَ
پھر کیا تم ڈرتے نہیں اور بولے سردار اس کی قوم کے ۳۲ جو
كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِلِقَاءِ الْآخِرَةِ وَأَتْرَفْنَاهُمْ فِي
کافر تھے اور جھٹلاتے تھے آخرت کی ملاقات کو اور آرام دیا تھا انکو ہم نے
الْحَيَاةِ الدُّنْيَا مَا هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يَأْكُلُ مِمَّا
دنیا کی زندگی میں اور کچھ نہیں یہ ایک آدمی ہے ۳۳ جیسے تم کھاتا ہے جس قسم سے
تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ ﴿٣٣﴾ وَلَئِنْ
تم کھاتے ہو اور پیتا ہے جس قسم سے تم پیتے ہو اور کہیں
أَطَعْتُمْ بَشَرًا مِثْلَكُمْ إِنَّكُمْ إِذًا لَخَاسِرُونَ ﴿٣٤﴾ أَيَعِدُكُمْ
تم چلنے لگے کہنے پر ایک آدمی کے اپنے برابر کے اور تم بیشک خراب ہوئے کیا تمکو وعدہ دیتا
أَنَّكُمْ إِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَعِظَامًا أَنَّكُمْ
۳۴ کہ جب تم مر جاؤ اور ہو جاؤ مٹی اور ہڈیاں تو تمکو
مُخْرَجُونَ ﴿٣٥﴾ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوعَدُونَ ﴿٣٦﴾ إِنْ
نکلنا ہے کہاں ہو سکتا ہے کہاں ہو سکتا ہے جو وعدہ تم کو ملتا ہے اور کچھ نہیں
هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ
یہی جینا ہے ہمارا ۳۵ دنیا کا مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہم کو پھر
بِمَبْعُوثِينَ ﴿٣٧﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا
اٹھنا نہیں اور کچھ نہیں یہ ایک مرد ہے باندھ لایا ہے اللہ پر جھوٹ

ع ۲ ۲

۳۱ دوسری نقلی دلیل ۱۲

برائے نفی شرک فی التصرف۔ حضرت ہود علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو پیغام دیا تھا اعبدوا اللہ مالکم الخ تم صرف اللہ ہی کو حاجات و مصائب میں پکارو کیونکہ اسکے سوا تمہارا کارساز اور حاجت روا نہیں **۳۲** وقال الملاء الخ حضرت ہود علیہ السلام کی دعوت کے جواب میں انکی قوم کے مشرکین نے وہی کچھ کہا جو دعوت نوح علیہ السلام کے جواب میں انکی قوم کے رؤسا کہہ چکے تھے الذین کفروا الخ وہ توحید کے بھی منکر تھے اور قیامت کے بھی واترفنٰھم الخ ہم نے ان کو دنیوی انعامات سے مالا مال کر رکھا تھا یعنی نعمناھم ووسعنا علیھم فی الحیاۃ الدنیا (خازن ج ۵ ص ۳۷) ہم نے ان کو دنیا میں انعام واکرام سے نوازا مگر انہوں نے ہمارے پیغام توحید کا سختی سے مقابلہ کیا اور رد و عناد سے اس کا انکار کیا **۳۳** ما ھذا الا الخ رؤساء مشرکین نے عوام سے کہا یہ پیغمبر تو تم جیسا بشر ہی ہے تمہاری طرح کھاتا پیتا ہے اس میں نبی ہونے کی کونسی خصوصیت ہے جس طرح تم کھانے پینے کے محتاج ہو اسی طرح وہ بھی محتاج ہے۔ فلا فضل لہ علیکم لانہ محتاج الی الطعام والشراب کانتم (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۲۱) انکا خیال تھا کہ پیغمبر تو فرشتہ ہونا چاہیئے جو کھانے پینے اور دیگر حوائج بشریہ سے بے نیاز ہو۔ ولئن اطعتم الخ جب ہود علیہ السلام کو تم پر کوئی فضیلت حاصل نہیں بلکہ وہ بھی تم جیسا ایک بشر ہی ہے تو اگر تم اس کی بات مان کر اپنے معبودوں کی عبادت اور حاجات میں انہیں پکارنا چھوڑ دو گے تو بہت بڑے خسارے میں رہو گے اور پھر اپنے جیسے بشر کی پیروی کرنے اور اس کو اپنا متبوع و مطاع مان لینے میں تمہاری ذلت اور توہین ہے یرید لمغبونون بترککم الھتکم واتباعکم ایاہ عن غیر فضیلۃ لہ علیکم (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۲۲) لخسرون عقولکم ومغبونون فی آرائکم حیث اذللتم انفسکم (ابو السعود ج ۶ ص ۲۸۷) **۳۴** ایعدکم الخ یہ بھی رؤساء مشرکین کا مقولہ ہے ایعدکم ای القول لکم یعنی وہ (ہود علیہ السلام) یہ بھی کہتا ہے کہ جب تم مر کر مٹی ہو جاؤ گے اور تمہاری ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں گی تو تمہیں پھر دوبارہ قبروں سے زندہ کرکے اٹھایا جائے گا۔ ھیھات اسم فعل ہے بمعنی ماضی ای بعد اور لام زائدہ ہے اور ھیھات کا تکرار تاکید کے لئے ہے (بحر، روح) یعنی جس چیز کا تمہیں وعدہ دیا جا رہا ہے وہ بہت ہی بعید بات ہے اس کا وقوع ناممکن ہے امام زجاج کی تفسیر سے اس کا مصدر ہونا معلوم ہوتا ہے قال الزجاج البعد لما توعدون او بعد لما توعدون (بحر ج ۶ ص ۴۰۵) اس صورت میں لام زائدہ نہیں ہوگا لیکن زجاج کا قول نقل کرنے کے بعد علامہ ابوحیان لکھتے ہیں وینبغی ان یجعل کلامہ تفسیر اعراب لانہ لم یثبت مصدریۃ ھیھات یعنی زجاج کا قول ھیھات کے معنی کی تفسیر ہے نہ کہ اعراب کی کیونکہ ھیھات کا مصدر ہونا ثابت نہیں واللہ اعلم **۳۵** ان ھی الخ دوبارہ زندہ ہونا بالکل عقل و قیاس سے بعید بات ہے اور نہ کوئی اور زندگی ہے بس اصل زندگی یہی دنیا ہی میں ہے جسے ہم اس زمین پر بسر کرتے ہیں جب ہم مر جائیں گے تو یہ زندگی ختم ہو جائے گی اور ہم بھی ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائیں گے ان ھو الا رجل الخ یہ ہود تو (عیاذا باللہ) خدا پر بہتان باندھتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور اس نے مجھے مسئلہ توحید اور حشر و نشر کے عقیدے کی تبلیغ و اشاعت کیلئے بھیجا ہے اس لئے ہم تو اسکی بات ہرگز نہیں مانیں گے ای ما ھو الا مفتر علی اللہ فیما یدعیہ من استنبائہ لہ وفیما یعدنا من البعث (مدارک ج ۳ ص ۹۵)

وَمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۸﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا

اور اسکو ہم نہیں ماننے والے بولا اے رب میرے ۳۶ مدد کر کہ

كَذَّبُوْنِ ﴿۳۹﴾ قَالَ عَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نٰدِمِيْنَ ﴿۴۰﴾

انہوں نے مجھ کو جھٹلایا فرمایا اب تھوڑے دنوں میں صبح کو رہ جائیں گے پچتاتے

فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً فَبُعْدًا

پھر پکڑا ان کو چنگھاڑ نے تحقیق پھر کر دیا ہم نے انکو کوڑا سو دور ہو جائیں

لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۱﴾ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا

گنہگار لوگ ف۱ پھر پیدا کیں ہم نے ان سے پیچھے ۳۷ جماعتیں

اٰخَرِيْنَ ﴿۴۲﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ﴿۴۳﴾

اور نہ آگے جائے کوئی قوم اپنے وعدہ سے اور نہ پیچھے رہے

ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ؕ كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا

پھر بھیجتے رہے ۳۸ اپنے رسول لگاتار جہاں پہنچا کسی امت کے پاس انکا رسول

كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ ۚ

اسکو جھٹلا دیا پھر چلائے گئے ہم ایک کے پیچھے دوسرے اور کر ڈالا انکو کہانیاں

فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۴﴾ ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَاَخَاهُ

سو دور ہو جائیں جو لوگ نہیں مانتے پھر بھیجا ہم نے ۳۹ موسیٰ اور اسکے بھائی

هٰرُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۵﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ

ہارون کو اپنی نشانیاں دیکر اور کھلی سند فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس

فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَقَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ

پھر لگے بڑائی کرنے اور وہ لوگ زور پر چڑھ رہے تھے سو بولے کیا ہم مانیں گے

لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ﴿۴۷﴾ فَكَذَّبُوْهُمَا

اپنی برابر کے دو آدمیوں کو اور ان کی قوم ہمارے تابعدار ہیں پھر جھٹلایا ان دونوں کو

ز توحید پیغمبری
نقلی دلیل ابطال
۱۲

ز ۲ چوتھی نقلی دلیل
۱۲

فتح الرحمن ف۱ اس سے معلوم ہوتا ہے یہ قصہ ہے ثمود کا کہ چنگھاڑ سے وہی مرے ہیں۔

۳۶ قال رب الخ جب حضرت ہود علیہ السلام عوام وخواص مشرکین کے ایمان سے مایوس ہو گئے تو اللہ تعالیٰ سے ان کی ہلاکت کی بد دعا کی واعلم ان ذلک الرسول لما یئس من قبول الاکابر والاصاغر فزع الی ربہ وقال رب انصرنی بما کذبون فاجابہ اللہ فیما سأل (کبیر ج ۶ ص ۲۸۴) قال عما قلیل الخ عن بمعنی بعد ہے اور ما نکرہ موصوفہ ہے اور ظرف لیصبحن سے متعلق ہے یا ما زائدہ ہے (ابو السعود۔ روح) اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ صبر کرو بہت تھوڑے سے وقت کے بعد ہی ان پر عذاب آنیوالا ہے جسے دیکھ کر وہ بہت نادم اور پشیمان ہونگے فاخذتھم الصیحۃ الخ چنانچہ فوراً ہی ان پر ایک تند وتیز ہوا کا طوفان بھیجا گیا جس میں جبریل علیہ السلام کی ہیبت ناک آواز بھی شامل تھی اس طوفان نے ان کو اس طرح برباد کیا کہ انکی نعشیں خس وخاشاک کی مانند ٹکڑے اور چورہ چورہ ہو گئیں غثاء وہ خس وخاشاک جو پانی کی سطح پر تیرتا ہے ای کغثاء السیل وھو ما یحملہ من الورق والعیدان البالیۃ (روح ج ۱۸ ص ۳۴) یہ اس دلیل کا ثمرہ ہے مشرکین قوم ہود نے جن خود ساختہ معبودوں کو کارساز سمجھ رکھا تھا ان میں سے کسی نے بھی ان کی مدد نہ کی اور انہیں اللہ کے عذاب سے نہ بچایا **۳۷** ثم انشأنا الخ ان کے بعد ہم نے کئی قرن آباد کیے اور ان میں اپنے پیغمبر بھیجے اور سرکش قوموں کو ہلاک کیا۔ ما تسبق من امۃ الخ ہر قوم کی ہلاکت کا جو وقت مقرر تھا اس وقت پر اسے ہلاک کر دیا گیا نہ مقررہ وقت سے پہلے کسی قوم پر عذاب آیا اور نہ وقت معین میں تاخیر ہی ہوئی **۳۸** ثم ارسلنا الخ یہ توحید پر تیسری نقلی دلیل ہے یہاں اجمالاً ذکر فرمایا کہ پھر ہود علیہ السلام کے بعد ہم نے مسلسل اپنے پیغمبر بھیجے جو اپنی امتوں کو دعوت توحید دیتے رہے جب ایک قوم نے ہمارے رسول کی تکذیب کی اور دعوت توحید کو نہ مانا تو ہم نے ان کو ہلاک کر دیا اور انکی جگہ اوروں کو پیدا کیا تترٰی اصل میں وترٰی تھا واؤ کو تا سے بدل دیا گیا اور یہ رسلنا سے حال واقع ہے ای ارسلنا رسلنا متواترین (بحر، روح) وجعلنٰھم احادیث الخ یعنی دعوت توحید کو رد کرنے والوں اور انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کرنیوالوں کو ہم نے نیست ونابود کر دیا اور دنیا سے ان کا نام نشان ہی مٹا ڈالا البتہ انکی باتیں باقی رہ گئیں لوگ تعجب اور عبرت کے طور پر ان کی کہانیاں بیان کرنے لگے اخبارا یسمع بھا یتعجب منھا (مدارک ج ۳ ص ۹۳) **۳۹** ثم ارسلنا موسٰی الخ یہ نفی شرک فی التصرف پر چوتھی نقلی دلیل ہے موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو ہم نے واضح دلائل اور کھلے معجزات دیکر فرعون کے پاس بھیجا۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے بھرے دربار میں فرعون

فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ﴿۴۸﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ
پھر ہو گئے غارت ہونے والوں میں اور ہم نے دی موسیٰ کو کتاب
لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗٓ
تاکہ وہ راہ پائیں اور بنایا ہمنے ۴۱ مریم کے بیٹے اور اسکی ماں کو
اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ﴿۵۰﴾ يٰٓاَيُّهَا
ایک نشانی اور انکو ٹھکانا دیا ایک ٹیلہ پر جہاں ٹھہرنے کا موقع تھا اور پانی نتھرا ۴۲ ف۱ اے
الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّىْ
رسولو ۴۳ کھاؤ ستھری چیزیں اور کام کرو بھلا جو
بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۵۱﴾ ۭ وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً
تم کرتے ہو میں جانتا ہوں ف۲ اور یہ لوگ ہیں ۴۴ تمہارے دین کے سب
وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ﴿۵۲﴾ فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ
ایک دین پر اور میں ہوں تمہارا رب سو مجھ سے ڈرتے رہو پھر پھوٹ ڈالکر کرلیا اپنا کام
بَيْنَهُمْ زُبُرًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۵۳﴾
آپسمیں ٹکڑے ٹکڑے ۴۵ ہر فرقہ ۴۶ جو ان کے پاس ہے اسپر ریجھ رہے ہیں ف۳
فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۵۴﴾ اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا
سو چھوڑ دے ان کو ان کی بیہوشی میں ڈوبے ایک وقت تک ۴۷ کیا وہ خیال کرتے ہیں کہ یہ جو
نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ﴿۵۵﴾ نُسَارِعُ لَهُمْ
ہم ان کو دیئے جاتے ہیں مال ۴۸ اور اولاد سو دوڑ دوڑ کر پہنچا رہے ہیں ہم انکو
فِي الْخَيْرٰتِ ۭ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ
بھلائیاں یہ بات نہیں وہ سمجھتے نہیں ف۱ البتہ جو لوگ
مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ
اپنے رب کے خوف سے ۴۹ اندیشہ رکھتے ہیں اور جو لوگ ۵۰

۳ ع ۴

ر۱ پانچویں نقلی دلیل ۱۲

ر۲ چھٹی نقلی دلیل اس سے مقصود نفی شرک فعلی ہے ۱۲

ر۳ متعلق بجمیع دلائل سابقہ عقلیہ ونقلیہ ۱۲

ر۴ جواب سوال مقدر ۱۲

ر۵ شکوی بطور زجر ۱۲

ر۶ رفع عذر ۱۲

ر۷ [illegible] کا اعادہ ۱۲

ع الرحمٰن در بعض نسخ [illegible] است ۱۲

موضح قرآن ف۱ حضرت عیسےٰ جب ماں سے پیدا ہوئے اس وقت کے بادشاہ نے نجومیوں سے سُنا کہ بنی اسرائیل کا بادشاہ پیدا ہوا۔ وہ دشمن ہوا ان کی تلاش میں پڑا۔ ان کو بشارت ہوئی کہ اسکے ملک سے نکل جاؤ نکل کر مصر کے ملک میں گئے ایک گاؤں کے زمیندار نے حضرت مریم کو اپنی بیٹی کر رکھا جب حضرت عیسےٰ جوان ہوئے اس وطن کا بادشاہ مرچکا تب پھر آئے اپنے وطن کو وہ گاؤں تھا ٹیلے پر اور پانی وہاں کا خوب تھا ف۲ یعنی سب رسولوں کے دین میں یہی حکم ایک ہے کہ حلال کھانا حلال راہ سے کما کر اور نیک کام کرنا نیک کام سب خلق جانتے ہیں ف۳ ہر پیغمبر کے ہاتھ اللہ نے جو اس وقت کے لوگوں میں بگاڑ تھا سنوار فرمایا ہے پیچھے لوگوں نے جانا انکا حکم جدا جدا ہے آخر ہمارے پیغمبر کے ہاتھ سب بگاڑ کا سنوار اکٹھا بتا دیا اب سب دین مل کر ایک دین ہو گیا۔

اور قوم فرعون کو توحید کی دعوت دی فاستکبروا الخ لیکن انہوں نے حکومت اور دولت و اقتدار کے نشے میں بدمست ہو کر اس کو ٹھکرا دیا انؤمن لبشرین الخ اور صاف کہہ دیا موسیٰ و ہارون دونوں بشر ہیں ہم انھیں کس طرح اللہ کے نبی مان لیں۔ اور پھر ساتھ ہی وہ ہیں تو قوم بنی اسرائیل کے افراد جو ساری کی ساری ہماری غلام ہے اور ہر وقت ہماری خدمت اور غلامی میں لگی رہتی ہے تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم ایک پست قوم کے دو آدمیوں کو نبی مان لیں بنی اسرائیل اصل میں ایک بہت بلند مرتبہ اور شریف قوم تھی لیکن انقلاب زمانہ کی وجہ سے وہ قوم فرعون کے محتاج اور دست نگر ہو چکے تھے کیونکہ قوم فرعون حاکم تھی اور وہ محکوم اسی لئے فرعون اور اس کی قوم انھیں حقیر سمجھتے تھے۔ ۴۰ فکذبوھما الخ قوم فرعون نے موسیٰ و ہارون علیہما السلام کی تکذیب کی تو انھیں عذاب غرق سے ہلاک کر دیا گیا ولقد اٰتینا موسی الکتب الخ موسیٰ علیہ السلام کو ہم نے کتاب بھی دی جو سراپا ہدایت تھی تاکہ وہ لوگ اس سے ہدایت حاصل کریں۔ ان واقعات سے اہل مکہ کو عبرت حاصل کرنی چاہیئے ہم نے پہلی قوموں میں اپنے پیغمبر بھیجے جنہوں نے ان کو توحید کی دعوت دی لیکن مشرکین نے دعوت کو رد کر دیا۔ آخر ہم نے انھیں ہلاک کر دیا۔ مشرکین مکہ بھی ان معاند و سرکش کافروں کی طرح دعوت توحید کا انکار کر رہے ہیں۔ اگر وہ اس انکار و جحود سے باز نہ آئے اور ضد و عناد سے ہمارے پیغمبر کی تکذیب کرتے رہے تو انہیں بھی دردناک عذاب سے ہلاک کر دیا جائے گا۔ ۴۱ وجعلنا ابن مریم الخ یہ توحید پر پانچویں نقلی دلیل ہے۔ حضرت عیسے اور ان کی والدہ بھی ہماری قدرت کاملہ اور وحدانیت کی واضح دلیل تھیں مریم صدیقہ، طیبہ و طاہرہ محض ہماری قدرت سے حاملہ ہوئیں اور عیسے علیہ السلام بغیر باپ پیدا ہوئے اور پھر پیدا ہوتے ہی والدہ کی گود ہی میں توحید کا اعلان بھی کر دیا۔ وان اللہ ربی وربکم فاعبدوہ الخ (مریم ع ۲) یعنی میرا اور تم سب کا مالک اور کارساز اللہ تعالیٰ ہی ہے اس لئے عبادت صرف اسی کی کرو اور حاجات میں فوق الاسباب صرف اسی کو پکارو یہی سیدھی راہ ہے ربوۃ کے لغوی معنی بلند زمین کے ہیں۔ ھی ما ارتفع من الارض دون الجبل (روح ج ۱۸ ص۳۵) ربوہ سے مراد کے بارے میں مختلف اقوال ہیں سب سے زیادہ صحیح قول یہی ہے کہ ربوہ سے ارض بیت المقدس مراد ہے کیونکہ وہ دوسرے علاقوں کی نسبت بلند بھی ہے اور اس میں ندیاں بھی رواں دواں ہیں یہ قول حضرت ابن عباس امام قتادہ، ضحاک اور کعب سے منقول ہے۔ قال ابن عباس ھی بیت المقدس (خازن ج ۵ ص۳۵) قال قتادۃ کنا نحدث ان الربوۃ بیت المقدس (ابن جریر) قال الضحاک وقتادۃ (الی ربوۃ ذات قرار ومعین) ھو بیت المقدس فھذا واللہ اعلم ھو الاظھر (ابن کثیر ج ۳ ص۲۴۶) قال قتادۃ وکعب بیت المقدس وزعم ان فی التوراۃ ان بیت المقدس اقرب الارض الی السماء (بحر ج ۶ ص۴۱۰) حضرت عیسے علیہ السلام ایک مجوسی بادشاہ کے زمانے میں بیت لحم میں پیدا ہوئے۔ نجومیوں کے ذریعے اسے اس کی اطلاع ہو گئی۔ اب اس نے انھیں تلاش کرنا شروع کر دیا تاکہ انھیں ہلاک کر دیا جائے حضرت مریم اس بادشاہ کے ڈر سے حضرت مسیح علیہ السلام کو لیکر بیت المقدس چلی گئیں جب تک وہ بادشاہ زندہ رہا اس وقت تک وہیں رہیں وذکر ان سبب ھذا الایواء ان ملک ذالک الزمان عزم علی قتل عیسے علیہ السلام نفرت بہ امہ الخ (روح ج ۱۸ ص۳۵) وسبب الایواء انھا فرت بابنھا عیسے الی الربوۃ وبقیت بھا اثنتی عشرۃ سنۃ وانما ذھب بھما ابن عمھا یوسف ثم رجعت الی اھلھا بعد ان مات ملکھم (کبیر ج ۶ ص۲۸۹) یا ربوہ سے وہی وضع حمل کی جگہ مراد ہے کیونکہ اس کے بارے میں ارشاد ہے۔ فنادھا من تحتھا ان لا تحزنی قد جعل ربک تحتک سریا (مریم ع ۲) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جگہ بلند تھی اور نیچے چشمہ یا ندی تھی (ابن کثیر) ۴۲ ذات قرار پر امن اور فراخ جگہ۔ معین بروزن فعیل جاری اور تازہ پانی (قرطبی وروح) ۴۳ یایھا الرسل الخ یہ توحید پر چھٹی نقلی دلیل ہے یایھا الرسل سے پہلے قلنا مقدر ہے یعنی ہم نے تمام رسولوں سے کہا پہلی پانچ نقلی دلیلیں نفی شرک فی التصرف پر قائم کی گئیں اور اس دلیل سے نفی شرک فعلی مقصود ہے تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کو خطاب کر کے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی حلال اور پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور انھیں استعمال کرو اور اپنی طرف سے کسی چیز کو حرام نہ ٹھہراؤ نیز حلال چیزیں کھاؤ اور حرام و ناپاک مثلاً غیر اللہ کی نذر و نیاز سے اجتناب کرو۔ یعنی نہ غیر اللہ کے لئے تحریمات کرو اور نہ غیر اللہ کی نذریں نیازیں دو۔ من الطیبت یعنی غیر الرجس من الاوثان قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ یا ایھا الرسل الخ کا خطاب بطور حکایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا گیا ہے یعنی ہر پیغمبر کو اس کے وقت میں ہم نے حکم دیا تھا حکایۃ لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علی وجہ الاجمال لما خوطب بہ کل رسول فی عصرہ (روح ج ۱۸ ص۳۹) ھذا النداء والخطاب لیسا علی ظاھرھما لانھم ارسلوا متفرقین فی ازمنۃ مختلفۃ وانما المعنی الاعلام بان کل رسول فی زمانہ نودی بذلک ووصی بہ (مدارک ج ۳ ص۹۳) واعملوا صالحا اور اللہ کی وحی اور اس کی شریعت کے مطابق عمل کرو اس میں کوتاہی نہ ہونے پائے اور میں تمہارے اعمال سے باخبر ہوں اور تمام اعمال صالحہ کا پورا پورا بدلہ دوں گا ۴۴ وان ھذہ الخ اس میں خطاب حسب سابق تمام رسولوں سے ہے یا خطاب عام ہے انبیاء علیہم السلام اور دوسرے سب لوگوں کو شامل ہے یا خاص امت محمدیہ سے خطاب ہے اس صورت میں یہ جملہ معترضہ ہو گا۔ والخطاب للرسل علیھم السلام علی نحو ما مر وقیل عام لھم ولغیرھم (روح ج ۱۸ ص۴۰) امۃ کے معنی ملت و شریعت کے ہیں۔ ای ملتکم وشریعتکم ایھا الرسل (امۃ واحدۃ) ای ملۃ وشریعۃ متحدۃ (ابو السعود ج ۶ ص۲۹۵) امۃ واحدۃ یہ ان ھذہ امتکم کے مضمون سے حال ہے اور یہ گذشتہ تمام دلائل عقلیہ و نقلیہ سے متعلق ہے یعنی دلائل عقلیہ سے بھی ثابت ہو گیا اور انبیاء سابقین علیہم السلام کی دعوت (دلائل نقلیہ) سے بھی واضح ہو گیا کہ تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کی ملت ایک تھی اور سب کی شریعتوں کے اصول متحد تھے اور وہ سارے کے سارے مسئلہ توحید پر متفق تھے۔ شرک اعتقادی اور شرک فعلی کی نفی سب کی دعوت میں شامل تھی اور ان سب کا متحدہ دعویٰ تھا کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز نہیں، اسکے سوا کوئی حاجت روا اور دور و نزدیک سے فریادیں سننے والا نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی نذر و منت کا مستحق ہے وانا ربکم الخ یہ ان ھذہ امتکم الخ پر معطوف ہے اور عطف تفسیری ہے یہ ملت واحدہ کی تفسیر ہے یعنی وہ ملت واحدہ یہ تھی کہ تم سب کا مالک اور کارساز میں ہوں اس لئے میرے عذاب سے ڈرو اور میرے سوا کسی کو کارساز نہ سمجھو اور نہ کسی کو حاجات و مشکلات میں مافوق الاسباب پکارو ۴۵ فتقطعوا الخ یہ جواب سوال مقدر ہے سوال یہ تھا کہ جب تمام انبیاء علیہم السلام کی ملت ایک تھی اور سب توحید پر متفق تھے تو یہ اختلاف کس طرح پیدا ہو گیا تو اسکا جواب دیا گیا کہ سب لوگوں اور امتوں کے لئے اللہ نے ایک

رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ ﴿۵۸﴾ وَالَّذِينَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُونَ ﴿۵۹﴾

اپنے رب کی باتوں پر یقین کرتے ہیں اور جو لوگ اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں مانتے

وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوْا وَّقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ

اور جو لوگ کر دیتے ہیں ۵۱ جو کچھ دیتے ہیں اور انکے دل ۵۲ ڈر رہے ہیں اسلئے کہ ان کو

إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ ﴿۶۰﴾ أُولَٰئِكَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ

اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے ف۱ وہ لوگ ۵۳ دوڑ دوڑ کر لیتے ہیں بھلائیاں

وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ ﴿۶۱﴾ وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا

اور وہ ان پر پہنچے سب سے آگے اور ہم کسی پر بوجھ نہیں ڈالتے ۵۴ مگر اس کی گنجائش کے موافق

وَلَدَيْنَا كِتَابٌ يَنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿۶۲﴾

اور ہمارے پاس لکھا ہوا ہے جو بولتا ہے سچ اور ان پر ظلم نہ ہوگا

بَلْ قُلُوبُهُمْ فِي غَمْرَةٍ مِّنْ هَٰذَا وَلَهُمْ أَعْمَالٌ

کوئی نہیں اُن کے دل ۵۵ بے ہوش ہیں اس سے اور اُن کو اور کام لگ رہے ہیں

مِّنْ دُونِ ذَٰلِكَ هُمْ لَهَا عَامِلُونَ ﴿۶۳﴾ حَتَّىٰ إِذَا أَخَذْنَا

اس کے سوائے کہ وہ ان کو کر رہے ہیں یہاں تک ۵۶ کہ جب پکڑیں گے ہم

مُتْرَفِيهِمْ بِالْعَذَابِ إِذَا هُمْ يَجْأَرُونَ ﴿۶۴﴾ لَا تَجْأَرُوا

ان کے آسودہ لوگوں کو آفت میں تبھی وہ لگیں گے چلانے مت چلاؤ

الْيَوْمَ قف إِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُونَ ﴿۶۵﴾ قَدْ كَانَتْ آيَاتِي

آج کے دن تم ہم سے چھوٹ نہ سکوگے تم کو سنائی جاتی تھیں

تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُونَ ﴿۶۶﴾

آیتیں ۵۷ تو تم ایڑیوں پر الٹے بھاگتے تھے

مُسْتَكْبِرِينَ ۖ بِهِ سَامِرًا تَهْجُرُونَ ﴿۶۷﴾ أَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا

اس سے تکبر کر کے اس کو قصہ گو سمجھ کر چھوڑ کر چلے گئے سو کیا انہوں نے دھیان نہیں کیا

ہی دین مقرر فرمایا تھا اور تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں کی بنیاد توحید پر تھی لیکن امتوں کے دنیا پرست عالموں اور دین حق کے باغی مولویوں نے اللہ کی توحید میں اختلاف ڈال دیا۔ اور دین واحد کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے اور لوگوں کو مختلف اور متضاد فرقوں میں تقسیم کر دیا۔ فتقطعوا کی ضمیر فاعل باغی اور گمراہ پیشواؤں سے کنایہ ہے کیونکہ ہر زمانے میں انہوں ہی نے توحید میں اختلاف ڈالا جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے وما اختلف فیہ الا الذین اوتوہ من بعد ما جاءتھم البینٰت بغیا بینھم الاٰیۃ (البقرہ ع ۲۶) اور آل عمران (ع ۲) میں فرمایا وما اختلف الذین اوتوا الکتٰب الا من بعد ما جاءھم العلم بغیا بینھم الاٰیۃ ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ یہ لوگوں کو مختلف فرقوں میں متفرق کرنیوالے گمراہ اور باغی مولوی اور پیر ہی تھے زبرا، زبور کی جمع ہے جس کے معنی یہاں فرقہ اور جماعت کے ہیں زبرا ای فرقا وقطعا مختلفۃ (خازن ج ۵ ص ۳۹) **۴۶** کل حزب الخ ان مختلف فرقوں میں سے ہر فرقہ اپنے خود ساختہ دین و عقیدہ پر مطمئن ہے اپنے کو حق پر اور دوسروں کو باطل پر سمجھتا ہے والمراد انھم معجبون بہ معتقدون انہ الحق (روح ج ۱۸ ص ۴۲) **۴۷** فذرھم الخ یہ مشرکین قریش پر شکوی ہے بطور زجر یعنی مشرکین قریش بھی ان لوگوں سے کم نہیں ہیں انہوں نے بھی دین کے معاملے میں گروہ بندی کر رکھی ہے وہ خالص شرک کو اپنا دین سمجھتے ہیں اور پھر اس پر خوش بھی ہیں فرمایا ایسے واضح اور روشن دلائل کے باوجود بھی اگر وہ نہیں مانتے تو آپ انھیں ان کے حال پر چھوڑ دیں اور انھیں ایک وقت تک غفلت میں پڑے رہنے دیں جب ہم نے انھیں پکڑ لیا اس وقت ان کی آنکھوں اور ان کے دلوں سے غفلت کے پردے خود بخود اٹھ جائیں گے لیکن اس وقت حق کو سمجھنے اور ماننے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ **۴۸** ایحسبون الخ ہم نے ان مشرکین کو دنیا کی تمام نعمتوں سے مالا مال کر رکھا ہے اس سے انھیں یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہیئے کہ ہم ان کے بھلے میں ہیں اور ان سے خوش ہیں اور ان کے نیک کاموں کے بدلے یہ سب کچھ انہیں دے رہے ہیں بل لا یشعرون یہ یحسبون کے مضمون سے اضراب ہے یعنی ایسا ہرگز نہیں بلکہ یہ لوگ تو کالانعام ہیں اصل بات کو سمجھنے کا شعور ہی نہیں رکھتے ضد و عناد کی وجہ سے ان کے مسلسل انکار کی بناء پر ان کے دلوں پر مہر جباریت لگا دی گئی ہے اور ان سے حقیقت کا احساس و شعور سلب کر لیا گیا ہے یہ دنیا کی نعمتیں تو ہم نے ان کو استدراج اور امہال کے طور پر دے رکھی ہیں یعنی ہم نے ان کی باگ ڈھیلی چھوڑ دی ہے کہ خوب نافرمانی کر لو اور اپنے لئے زیادہ سے زیادہ جہنم کا سامان بہم پہنچا لو۔ بل لا یشعرون اضراب من قولہ ایحسبون ای بل ھم اشباہ البھائم لا فطنۃ لھم ولا شعور فیتاملوا ویتفکروا أھو استدراج ام مسارعۃ فی الخیر فیہ تھدید ووعید (بحر ج ۶ ص ۴۱) **۴۹** ان الذین الخ دفع عذاب کے لئے ابتداء سورت میں جن امور ثلاثہ کا ذکر کیا گیا تھا۔ یہاں ان کا اعادہ کیا گیا ہے پہلی آیتوں میں ان مشرکوں کا ذکر تھا جو دنیوی انعامات، مال و اولاد اور مادی منافع کی وجہ سے اس غلط خیال میں مبتلا تھے کہ اللہ تعالیٰ ان سے خوش ہے اسی لئے ہر قسم کی خیرات و برکات ان پر نازل فرما رہا ہے حالانکہ یہ دولت و ثروت ان

ف۱ جملہ معترضہ ۱۲

ف۲ یعنی نیک عمل کے علاوہ
بہت سے شرکیہ اعمال
[illegible] ۱۲
[illegible]

موضح قرآن ف یعنی کیا جانے وہاں قبول ہوا یا نہ ہوا آگے کام آوے نہ آوے دیتے ہیں یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

کے لئے خیر و برکت نہیں بلکہ وبال جان ہے اب ان آیتوں میں ان مومنوں کا ذکر فرمایا جو صحیح معنوں میں اللہ تعالیٰ کی برکات و خیرات کو حاصل کر رہے ہیں جو ان صفات سے متصف ہوتے ہیں اور یہی لوگ آخرت میں اللہ کے عذاب سے نجات پائیں گے۔ اعلم انہ تعالیٰ لما ذم من تقدم ذکرہ بقولہ ایحسبون انما نمدھم بہ من مال وبنین نسارع لھم فی الخیرات ثم قال بل لا یشعرون۔ بین بعدہ صفات من یسارع فی الخیرات ویشعر بذلک (کبیر ج ۶ ص ۲۹۱) ان الذین ھم من خشیۃ ربھم مشفقون میں الذین ھم فی صلاتھم خٰشعون کا اعادہ ہے **۵۰** والذین ھم باٰیٰت الخ اس میں قد افلح المومنون کا اعادہ ہے۔ والذین ھم بربھم لا یشرکون میں ھم عن اللغو معرضون کا اعادہ ہے یہاں شرک سے بعض نے شرک خفی (ریاء) مراد لیا ہے لیکن محققین کی رائے یہ ہے کہ شرک عام ہے خواہ جلی ہو خواہ خفی۔ یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہیں کرتے نہ شرک اعتقادی، نہ شرک فعلی اور نہ اپنے اعمال میں ریاء ہی کو شامل ہونے دیتے ہیں اختار بعض المحققین التعمیم ای لا یشرکون بہ تعالیٰ شرکا جلیا ولا خفیا ولعلہ الاولیٰ (روح ج ۱۸ ص ۴۴) **۵۱** والذین یؤتون الخ اس میں الذین ھم لامٰنٰتھم وعھدھم رٰعون کا اعادہ ہے یؤتون بمعنی یفعلون ہے اور یہ لفظ تمام اعمال خیر اور افعال بر کو شامل ہے۔ قال ابن عباس و ابن جبیر ھو عام فی جمیع اعمال البر کانہ قال والذین یفعلون من انفسھم فی طاعۃ اللہ ما بلغہ جھدھم (بحر ج ۶ ص ۴۱۰) یعنی اللہ کی اطاعت اور اعمال خیر میں وہ حسب طاقت حصہ لیتے اور جو کام کرنے کے ہیں انہیں بجا لاتے ہیں **۵۲** وقلوبھم وجلۃ الخ وہ حسب طاقت نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ بھی لیتے ہیں مگر اس کے باوجود آخرت کے حساب سے خائف ہیں اور انہیں اس بات کا ڈر رہتا ہے کہ ان کی نیکیاں قبول بھی ہوتی ہیں یا نہیں جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منقول ہے الذین یصومون ویصلون ویتصدقون وھم یخافون ان لا یقبل منھم اولئک الذین یسارعون فی الخیرات (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۳۲) **۵۳** اولئک یسرعون الخ یہ مذکورہ بالا صفات سے متصف لوگوں کی طرف اشارہ ہے اور یہ ان کے لئے بشارت ہے یعنی یہ لوگ بیشک دنیا اور آخرت کی برکات حاصل کر رہے ہیں اور ان کے اعمال صالحہ رائیگاں نہیں جائیں گے بلکہ اللہ تعالیٰ انہیں شرف قبول عطا فرمائے گا۔ کیونکہ وہ شرک جلی اور شرک خفی کی آمیزش سے پاک ہیں **۵۴** ولا نکلف الخ جملہ معترضہ ہے دنیا اور آخرت کی برکات و خیرات حاصل کرنے کے لئے ہم کسی کو اس کی وسعت و طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے بلکہ صرف یہ کہتے ہیں کہ تمام اعمال سیئہ سے اجتناب کرو اور حسب طاقت اعمال صالحہ بجا لاؤ۔ ولدینا کتٰب الخ کتاب اسم جنس ہے اور اس سے اعمالنامے مراد ہیں اور یہ تخویف اخروی ہے یعنی ہمارے پاس تمہارے اعمال کا مکمل ریکارڈ موجود ہے اس لئے سب کو ان کے اعمال کی پوری پوری جزاء ملے گی **۵۵** بل قلوبھم الخ یہ بل لا یشعرون سے بھی ترقی ہے اور ان الذین ھم من خشیۃ ربھم مشفقون سے متعلق ہے۔ یعنی یہ بات نہیں کہ وہ سمجھتے نہیں۔ سمجھتے خوب ہیں لیکن اس کے باوجود غفلت میں پڑے ہیں۔ اور شرک کی نئی نئی راہیں کھول رہے ہیں مومنین تو اللہ تعالیٰ سے ہر وقت ترساں و لرزاں رہتے اور تمام معاصی سے حتی الوسع اجتناب کرتے اور ہر قسم کے شرک سے بچتے ہیں۔ مشرکین غفلت میں ڈوبے ہوئے ہیں اور مذکورہ بالا اعمال خیر سے دور بھاگتے ہیں انہیں چاہیئے تھا کہ وہ اللہ سے ڈرتے اس کے ساتھ شرک نہ کرتے اور تمام دیگر اعمال شر سے اجتناب کرتے۔ ولھم اعمال من دون ذلک الخ لیکن بجائے اس کے کہ وہ توحید کو مان لیں اور شرک کو چھوڑ دیں وہ شرک کی نئی نئی رسمیں ایجاد کر رہے ہیں۔ سورۂ حج میں غیر اللہ کی نذر و نیاز سے منع فرمایا اور یہاں ان مشرکین کی مذمت میں ارشاد فرمایا غیر اللہ کی نذر و نیاز کو چھوڑنا تو رہا ایک طرف یہ ظالم تو اور بھی کئی قسم کا شرک کرتے ہیں۔ **۵۶** حتیٰ اذا الخ یہاں سے لیکر اذا ھم فیہ مبلسون تک تخویفیں شکوے اور زجریں ہیں۔ حتیٰ اذا اخذنا الخ یہ تخویف دنیوی اور ماقبل کے لئے غایت ہے یہ مشرکین مسلسل غفلت میں ڈوبے رہیں گے یہاں تک کہ ہم ان کے رئیسوں اور سرداروں کو رسوا کن عذاب میں مبتلا کر دیں گے اس وقت ان کی آنکھیں کھلیں گی اور وہ دوڑیں گے اور عاجزی وزاری کریں گے مگر اس وقت اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے عذاب سے یوم بدر میں قتل اور قید و بند کا عذاب مراد ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضؓ اور دیگر ائمہ سے منقول ہے والمراد بالعذاب ما اصابھم یوم بدر من القتل والاسر کما روی عن ابن عباس ومجاھد وابن جبیر وقتادۃ وقد قتل واسر فی ذلک الیوم کثیر من صنادیدھم ورؤساءھم (روح ج ۱۸ ص ۴۷) **۵۷** قد کانت الخ یہ ماقبل کی علت ہے تنکصون ای ترجعون، مستکبرین۔ تنکصون کے فاعل سے حال ہے بہ کی ضمیر قرآن مجید سے کنایہ ہے جو اٰیتی سے مفہوم ہو رہا ہے مبہماً، تھجرون کا مفعول بہ مقدم ہے سامر سے واعظ اور قاری قرآن مراد ہے جو قرآن پڑھ کر تمہیں سناتا اور توحید کی تبلیغ کرتا ہے یعنی آج تمہاری مدد نہیں کی جائے گی کیونکہ پہلے تمہارا یہ حال تھا کہ ہماری آیتیں تمہیں پڑھ کر سنائی جاتی تھیں تو تم استکبار کرتے تھے اور آیتیں سنانے والے کو چھوڑ کر اور پیٹھ پھیر کر چلے جاتے تھے **۵۸** افلم یدبروا الخ یہ زجر ہے یہ لوگ حق کا انکار کیوں کرتے ہیں اور ضد پر کیوں اڑے ہوتے ہیں کیا ان لوگوں نے قرآن میں غور و فکر نہیں کیا اور مسئلہ توحید کی حقیقت کو نہیں سمجھا؟ ام جاءھم الخ یا یہ مسئلہ توحید کوئی نئی بات ہے جس کی دعوت ان کے باپ دادا کو بھی نہیں پہنچی؟ ام لم یعرفوا الخ یا وہ اب تک پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دیانت و امانت۔ صدق مقال اور حسن فعال سے بھی نہیں پہچان سکے؟ ام یقولون بہ جنۃ یا وہ اس خیال سے نہیں مانتے کہ وہ پیغمبر علیہ السلام کو عیاذاً باللہ مجنون سمجھتے ہیں؟ ان آیتوں میں مشرکین کے لئے تاکید زجر و توبیخ ہے اور ہر جگہ استفہام انکاری ہے جس سے مشرکین کے خیالات کی برائی اور شناعت کا اظہار مقصود ہے الھمزۃ لانکار الواقع و استقباحہ (روح) مذکورہ بالا امور میں سے کوئی ایک بھی مشرکین کے انکار کی وجہ نہیں تھا بلکہ ان سے پہلے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ذریعہ ان کے باپ دادا کو بھی اس کی دعوت پہنچ چکی تھی۔ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دیانت و امانت اور آپ کی سچائی کو بھی خوب جان چکے تھے اور انہیں یہ بھی خوب معلوم تھا کہ حضور علیہ السلام نہایت ہی دانا اور دانشمند ہیں اور اعلے درجہ کی عقل و فراست کے مالک ہیں اس لئے ان کے انکار کی اصل وجہ ضد و حسد

الْقَوْلَ اَمْ جَآءَهُمْ مَّا لَمْ يَاْتِ اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۶۸﴾
اس کلام میں یا آئی ہے ان کے پاس ایسی چیز جو نہ آئی تھی انکے پہلے باپ دادوں کے پاس ف۱
اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۶۹﴾ اَمْ
یا پہچانا نہیں انہوں نے اپنے پیغام لانیوالے کو سو وہ اسکو اوپرا سمجھتے ہیں ف۲ یا
يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ؕ بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ
کہتے ہیں اسکو سودا ہے کوئی نہیں وہ تو لایا ہے ۵۹ انکے پاس سچی بات اور ان بہتوں کو
لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ
سچی بات بری لگتی ہے اور اگر ۶۰ سچا رب چلے ان کی خوشی پر
لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ بَلْ
تو خراب ہو جائیں آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہے کوئی نہیں
اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۷۱﴾
۶۱ ہم نے پہنچائی ہے انکو ان کی نصیحت سو وہ اپنی نصیحت کو دھیان نہیں کرتے
اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ۖ ق وَّهُوَ خَيْرُ
یا تو ان سے مانگتا ہے ۶۲ کچھ محصول سو محصول تیرے رب کا بہتر ہے اور وہ بہتر ہے
الرّٰزِقِيْنَ ﴿۷۲﴾ وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ
روزی دینے والا اور تو تو بلاتا ہے ان کو سیدھی راہ
مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۷۳﴾ وَاِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ
پر اور جو لوگ ۶۳ نہیں مانتے آخرت کو
عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ ﴿۷۴﴾ وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَكَشَفْنَا
راہ سے ٹیڑھے ہو گئے ہیں اور اگر ہم ان پر رحم کریں اور کھولدیں
مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ لَّلَجُّوْا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۷۵﴾
جو تکلیف پہنچی ان کو تو بھی برابر لگے رہیں گے اپنی شرارت میں بہکے ہوئے ف۳

اور بغض وعناد تھی قال سفیان بلٰی قد عرفوہ ولکنھم حسدوہ (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۴۱) ام یقولون بہ جنۃ جنون ولیس کذالک لانھم یعلمون انہ ارجحھم عقلا واثبتھم ذھنا (مدارک ج ۳ ص ۹۵) ۵۹ بل جاءھم الخ یہ ماقبل سے اضراب ہے یعنی ہمارا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم ایسا پیغام لے کر ان کے پاس آیا ہے جو سراپا حق ہے اور ایسا ثابت وعیاں ہے کہ ہر شخص اس کو سمجھ سکتا ہے اور یہ وہی پیغام حق ہے جو پہلے تمام انبیاء علیہم السلام اپنے اپنے زمانے میں لوگوں کو پہنچا چکے ہیں اور نبوت سے سرفراز ہو کر پیغام توحید لے کر قوم کے پاس جانا ہی ہمارے پیغمبر علیہ السلام کے صدق وامانت کی واضح دلیل ہے اور پھر جو شخص ایسا پیغام حق پیش کرے جس کی تائید دلائل عقلیہ ونقلیہ سے ہوتی ہو اس کو دیوانہ اور مجنون کہنا سراسر باطل ہے اس لئے انکار حق کی وجوہات یہ نہیں ہیں واکثرھم للحق کرھون انکار حق کی اصل وجہ یہ ہے کہ ان مشرکین کی اکثریت کو حق (مسئلہ توحید) سے چڑ اور حق بیان کرنیوالے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ضد ہے اس لئے وہ محض حسد وضد کی وجہ سے اور اپنے باپ دادا کی اندھی تقلید کی بناء پر انکار کرتے ہیں (جاءھم بالحق) یعنی القراٰن والتوحید الحق والدین الحق (واکثرھم للحق کارھون) حسدا وبغیا وتقلیدا (قرطبی) ۶۰ ولو اتبع الحق الخ یہ زجر ہے اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین یہ چاہتے تھے کہ حق ان کی خواہشات کے تابع ہو جائے لیکن یہ ناممکن ہے اس لئے مطلب یہ ہے کہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ حق ویسا ہی ہو جیسا کہ وہ کہتے ہیں یعنی ان کی خواہشات ہی حق اور نفس الامر کے مطابق ہوں مثلاً وہ کہتے ہمارے معبود کارساز ہیں۔ لات مناۃ عزیٰ وغیرہ جہان میں متصرف ہیں۔ دعاء، پکار اور نذر ونیاز کے مستحق ہیں اور خدا کے نزدیک شفیع غالب ہیں ہمارے ان عقائد کو حق مان لیا جائے یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ الشعراء یتبعھم الغاوٗن بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ گمراہ لوگ شاعروں کے پیچھے چلتے ہیں لیکن مقصود یہ ہے کہ اکثر شاعر خود گمراہ ہوتے ہیں جیسا کہ اس کے بعد ارشاد ہے۔ الم تر انھم فی کل واد یھیمون وانھم یقولون مالا یفعلون یہ دونوں باتیں خود شعراء کے بارے میں بیان کی گئی ہیں اس طرح یہاں دو باتیں بیان کرنا مقصود ہے اوّل یہ کہ شعراء خود غاوی اور گمراہ ہوتے ہیں دوم یہ کہ جو لوگ ان کی پیروی کرتے ہیں وہ بھی گمراہ ہوتے ہیں۔ اس سے مومن شعراء مستثنیٰ ہیں جن کی شاعری میں حق کی ترجمانی ہو۔ لفسدت السموٰت الخ اگر ان مشرکین کی خواہشات حق ہوتیں اور ان کی مرضی کے مطابق اس جہان کا نظم ونسق بہت سے معبودوں اور کارسازوں کے سپرد ہوتا تو یہ سارا نظام عالم درہم برہم ہو جاتا اور ایک لمحہ کیلئے بھی قائم نہ رہ سکتا۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے لو کان فیھما اٰلھۃ الا اللہ لفسدتا (انبیاء ع ۲) ای لو وافق الامر المطابق للواقع اھواءھم بان کان الشرک حقا لفسدت السموٰت والارض جمیعا قری فی قولہ تعالیٰ لو کان فیھما اٰلھۃ الا اللہ لفسدتا (روح ج ۱۸ ص ۵۲) ۶۱ بل اٰتینٰھم الخ ذکر سے مراد قرآن ہے جو دنیا وآخرت میں ان کے لئے باعث

موضح قرآن ف۱ بات دھیان نہیں کی یعنی قرآن میں فکر نہیں کرتے اور نصیحت کرنیوالے ہمیشہ ہوتے رہے ہیں پیغمبر ہوئے یا پیغمبر کے تابع ہوئے ف۲ یعنی ہمیشہ اس رسول کی خو اور خصلت سے واقف ہیں اسکی سچائی اور نیکی جان رہے ہیں۔ ف۳ حضرت کی دعا سے ایک بار مکے کے لوگوں پر قحط پڑا تھا پھر حضرت کی دعا ہی سے کھلا شاید یہ اسی کو فرمایا۔

شرف وفضیلت ہے یہ ان کی انتہائی شقاوت اور بدنصیبی ہے کہ جو قرآن ان کے لئے دنیوی اور اخروی برکات وخیرات کا سرچشمہ ہے وہ اس سے بھی اعراض کر رہے ہیں۔ یا ذکر بمعنی مذکور ہے یعنی وہی بات جسے وہ آپس میں ہمیشہ ذکر کرتے رہتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے وحدہٗ لاشریک ہونیکا اقرار جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ مشرکین خود بھی تلبیۂ حج میں کہا کرتے تھے۔ اللھم لبیك لا شریك لك الخ (سنن ابو داؤد) تو اس قرآن نے ان ہی کے قول و اقرار کی مزید تشریح وتنویر کردی ہے کوئی نئی بات نہیں کہی تو اس سے کیوں اعراض کرتے ہیں جو انکی اپنی ہی بات کی وضاحت کر رہا ہے قالہ الشیخ رحمہ اللہ جیسا کہ آجکل کے مشرک بھی لا الہ الا اللہ پڑھتے ہیں لیکن اسی کلمہ توحید کی تشریح کرکے ان کے خود ساختہ کارسازوں کی نفی کی جائے تو آمادہ پیکار ہوجاتے ہیں ۶۲ ام تسئلھم الخ اور پھر آپ ان سے اس وعظ وتبلیغ اور تعلیم وتدریس پر کوئی اُجرت یا تنخواہ بھی نہیں مانگتے۔ اور ان کو صراط مستقیم (سیدھی راہ) کی طرف دعوت دیتے ہیں جو خالص اللہ تعالیٰ کی توحید ہے کسی ناجائز یا بُرے کام کا ان سے مطالبہ نہیں کرتے۔ مگر اس کے باوجود وہ حق کا انکار کئے جا رہے ہیں۔ فخراج ربك خیر آپ کو ان مشرکین کی دولت کی کیا ضرورت ہے اس تبلیغ توحید پر اللہ تعالیٰ جو آپ کو اجر دیگا وہ اس سے کہیں بڑھ کر بہتر اور مبارک ہے اور روزی رساں اللہ تعالیٰ ہے جو پاکیزہ اور حلال روزی اس نے آپ کی قسمت میں لکھدی ہے اس سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ ای ما یعطیك اللہ من رزقہ وثوابہ خیر (خازن ومعالم ج ۵ ص ۴۱) ۶۳ و ان الذین الخ ان لوگوں کے دلوں میں نہ خدا کا خوف ہے نہ حساب آخرت کا ڈر اس لئے وہ علانیہ دین حق سے اعراض کرتے ہیں ولو رحمنٰھم الخ ان کی سرکشی اور ضد اس حد کو پہنچ چکی ہے کہ اگر ہم ان پر مہربانی فرمادیں اور انھیں مصائب سے نجات دے دیں تو وہ حق کو ماننے کے بجائے سرکشی، ضد و عداوت اور بغض وحسد میں اور آگے بڑھ جائیں گے ۶۴ ولقد اخذنٰھم الخ ضمیر مفعول سے مشرکین مراد ہیں اور عذاب سے وہ قحط مراد ہے جو سات سال تک مکہ میں ان پر مسلط رہا ھو القحط والجوع الذی اصابھم بدعاء رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وھذا مروی عن ابن عباس وابن جریج (بحر ج ۶ ص ۴۱۵) ان کی سرکشی اور ضد و عناد کی انتہا ہے کہ سات سال تک قحط کے شدید عذاب میں مبتلا رہے مگر ایک بار بھی اپنے پروردگار کے سامنے عاجزی اور زاری نہ کی ۶۵ حتی اذا فتحنا الخ عذاب سے عذاب آخرت، یا جنگ بدر یا یوم فتح مکہ کا عذاب مراد ہے اب تو نہیں مانتے اور آرزو رکھتے ہیں اسلام کے خلاف ان کے منصوبے کامیاب ہوجائیں گے لیکن جب ہم نے اُن پر دنیا یا آخرت کے عذاب کا دروازہ کھول دیا تو پھر دین اسلام کی سچائی کو مان لیں گے اور اس وقت وہ اپنے پروگراموں کی کامیابی اور ہر خیر وبرکت سے مایوس ہوجائیں گے (روح) یہاں تک سورة کا پہلا حصہ ختم ہوا۔ **حصہ دوم** ——— نفی شرک اعتقادی پر عقلی دلیلیں۔ ایک تفصیلی اور تین علی سبیل الاعتراف من الخصم ۶۶ وھو الذی انشأ لکم الخ

وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۷۶﴾
اور ہم نے پکڑا تھا ان کو آفت میں ۶۴ پھر نہ عاجزی کی اپنے رب کے آگے اور نہ گڑگڑائے
حَتّٰۤى اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ
یہانتک کہ جب کھولدیں ہم ان پر دروازہ ایک سخت آفت کا ۶۵ تب انکی اس میں
مُبْلِسُوْنَ ﴿۷۷﴾ وَهُوَ الَّذِيْۤ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَ
آس ٹوٹ گئی ف اور اسی نے بنا دیئے تمہارے کان ۶۶ اور آنکھیں اور
الْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾ وَهُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي
دل تم بہت تھوڑا حق مانتے ہو اور اُسی نے تم کو پھیلا رکھا ہے
الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ
زمین میں اور اسی کیطرف جمع ہوکر جاؤگے اور وہی ہے جلاتا اور مارتا
وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۸۰﴾ بَلْ قَالُوْا
اور اسی کا کام ہے بدلنا رات اور دن کا سو کیا تمکو سمجھ نہیں کوئی بات نہیں تو وہی کہتے
مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ ﴿۸۱﴾ قَالُوْۤا ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا
ہیں جیسے کہا کرتے تھے پہلے لوگ ۶۷ کہتے ہیں کیا جب ہم مرگئے اور ہوگئے مٹی
وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۸۲﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا هٰذَا
اور ہڈیاں کیا ہمکو زندہ ہوکر اٹھنا ہے وعدہ دیا جاتا ہے ہمکو اور ہمارے باپ دادوں کو یہی
مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۸۳﴾ قُلْ لِّمَنِ
پہلے سے اور کچھ بھی نہیں یہ نقلیں ہیں پہلوں کی تو کہہ کس کی ہے
الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۴﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ
زمین ۶۸ اور جو کوئی اس میں ہے بتاؤ اگر تم جانتے ہو اب کہیں گے سب کچھ اللہ کا ہے
قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۵﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ
تو کہہ پھر تم سوچتے نہیں تو کہہ کون ہے مالک ساتوں آسمان کا

ع ۴

۱ ابتداء حصہ دوم پہلی عقلی دلیل ہے ۱۲
۲ شکوی ۱۲
۳ دوسری عقلی دلیل ۱۲
۴ تیسری عقلی دلیل ۱۲

موضح قرآن ف شاید وہ دروازہ لڑائیوں کا کھلا جس میں تھک کر عاجز ہوئے۔

پہلی تفصیلی عقلی دلیل برائے نفی شرک اعتقادی سننے، دیکھنے اور سوچنے کی قوتیں اللہ تعالیٰ ہی نے عطا فرمائی ہیں لیکن انسان نہ ان نعمتوں سے کام لیتا ہے اور نہ ان کا شکر ادا کرتا ہے کہ توحید کے دلائل کو دیکھ سن کر اور ان میں غور و فکر کرکے ان کو تسلیم کرلے ان قوتوں کو صحیح استعمال کرنا ہی ان کا شکر ہے۔ وھو الذی ذراءکم الخ اللہ تعالیٰ ہی نے تمام انسانوں کو پیدا کرکے زمین میں پھیلا دیا ہے اور قیامت کے دن تمام انسان میدان حشر میں اس کے سامنے جمع کئے جائیں گے وھو الذی یحی و یمیت الخ زندگی اور موت اُسی کے قبضہ و اختیار میں ہے اور رات دن کا اختلاف یعنی رات دن کی آمد و رفت اور ان کی کمی بیشی بھی اسی کے تصرف میں ہے افلا تعقلون کیا تم

وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴿٨٦﴾ سَيَقُولُونَ لِلّٰهِ ۚ قُلْ أَفَلَا
اور مالک اس بڑے تخت کا اب بتائیں گے اللہ کو تو کہہ پھر تم
تَتَّقُونَ ﴿٨٧﴾ قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ
ڈرتے نہیں تو کہہ کس کے ہاتھ میں ہے حکومت ہر چیز کی اور وہ
يُجِيرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٨٨﴾ سَيَقُولُونَ
بچا لیتا ہے اور اس سے کوئی بچا نہیں سکتا بتاؤ اگر تم جانتے ہو اب بتائینگے
لِلّٰهِ ۚ قُلْ فَأَنّٰى تُسْحَرُونَ ﴿٨٩﴾ بَلْ أَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَ
اللہ کو تو کہہ پھر کہاں سے تم پر جادو آپڑتا ہے کوئی نہیں ہم نے انکو پہنچایا سچ قلے اور
إِنَّهُمْ لَكٰذِبُونَ ﴿٩٠﴾ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ
وہ البتہ جھوٹے ہیں ے اللہ نے کوئی بیٹا نہیں کیا اور نہ
مَعَهٗ مِنْ إِلٰهٍ إِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ إِلٰهٍۭ بِمَا خَلَقَ وَ
اسکے ساتھ کسی کا حکم چلے یوں ہوتا تو لے جاتا ہر حکم والا اپنی بنائی چیز کو اور
لَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۚ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿٩١﴾
چڑھائی کرتا ایک پر ایک اللہ نرالا ہے ے انکی بتائی باتوں سے
عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٩٢﴾ قُلْ ع ۵
جاننے والا چھپے اور کھلے کا وہ بہت اوپر ہے اس سے جس کو یہ شریک بتلاتے ہیں تو کہہ
رَّبِّ إِمَّا تُرِيَنِّي مَا يُوعَدُونَ ﴿٩٣﴾ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِي
اے رب ۲ے اگر تو دکھانے لگے مجھ کو جو ان سے وعدہ ہوا ہے تو اے رب مجھ کو نہ کریو
فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِينَ ﴿٩٤﴾ وَإِنَّا عَلٰى أَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ
ان گنہگار لوگوں میں ۳ے اور ہم کو قدرت ہے کہ تجھکو دکھلا دیں جو ان سے وعدہ
لَقٰدِرُونَ ﴿٩٥﴾ اِدْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ۚ نَحْنُ
کر دیا ہے بری بات کے جواب میں وہ کہہ جو بہتر ہے ہم

ر۱ چوتھی عقلی دلیل ۱۲

ر۲ تخویف دنیوی ۱۲

ر۳ طریق تبلیغ ۱۲

اب بھی اصل حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے کہ جس قادر و قیوم نے سب کو پیدا کیا ہے ہر ایک کو سننے دیکھنے اور سوچنے کی قوتیں دی ہیں۔ موت و حیات اور سارا انظام عالم جس کے قبضہ میں ہے وہی سب کا کارساز ہے۔ وہ وحدہٗ لاشریک ہے عبادت اور پکار میں اسکا کوئی شریک نہیں اور وہ حشر و نشر پر بھی قادر ہے (افلا تعقلون) کنہ قدرتہ و ربوبیتہ و وحدانیتہ و انہ لایجوز ان یکون لہ شریک من خلقہ و انہ قادر علی البعث (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۴۴) ۶۷ بل قالوا الخ یہ شکوہ ہے یہ لوگ نہ صرف توحید کو نہیں مانتے بلکہ پہلے مشرکوں کی طرح حشر و نشر کا بھی انکار کرتے ہیں قالوا ءاذا متنا الخ کہتے ہیں ہم جب مر کر مٹی میں مل جائیں گے تو پھر دوبارہ کس طرح زندہ کردیئے جائیں گے لقد وعدنا نحن الخ یہ بات صرف ہم ہی سے نہیں کہی جا رہی بلکہ ہمارے باپ دادا سے بھی یہی کہا گیا تھا کہ تم مرنے کے بعد قیامت کے دن دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے یہ تو سراسر باطل اور جھوٹ ہے جو پہلے لوگ سنتے سناتے چلے آرہے ہیں مشرکین کے اس قول کے بطلان پر اللہ تعالیٰ نے تین عقلی دلیلیں ذکر فرمائی ہیں اور ان میں ایسے حقائق کا ذکر کیا ہے جنہیں مشرکین بھی تسلیم کرتے ہیں ان تینوں دلیلوں سے جہاں شرک اعتقادی کی نفی ہوتی ہے وہاں ان سے حشر و نشر کا بھی ثبوت ہوتا ہے ۶۸ قل لمن الارض الخ یہ دوسری عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم اس بات کو مانتے ہیں کہ زمین اور زمین میں رہنے والی ساری مخلوق کا مالک اللہ تعالیٰ ہے قل افلا تذکرون ان سے کہو کہ پھر بھی تم نہیں سمجھتے ہو کہ جو سب کا مالک ہے وہی سب کا کارساز ہے (افلا تذکرون) فتعلموا ان من فطر الارض ومن فیہا کان قادرا علی اعادۃ الخلق وکان حقیقا بان لایشرک بہ بعض خلقہ (مدارک ج ۳ ص ۹۶) قل من رب السمٰوت الخ یہ تیسری عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم مشرکین یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کا مالک بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے قل افلا تتقون ظالمو! کچھ تو خدا کا خوف کرو جب تم مانتے ہو کہ ساری کائنات کا خالق و مالک وہی ہے اس سے واضح ہوگیا کہ سب کا کارساز بھی وہی ہے افلا تخافونہ فلا تشرکوا بہ او افلا تتقون فی جحودکم قدرتہ علی البعث مع اعترافکم بقدرتہ علی خلق ہذہ الاشیاء (مدارک ج ۳ ص ۹۷) قل من بیدہ ملکوت الخ یہ چوتھی عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم مشرکین اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کائنات کی ہر چیز اللہ کے ملک میں ہے

موضح قرآن ۱ے یعنی دنیا کی آفت میں شامل نہ کریو۔

اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ (٩٦) وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ

خوب جانتے ہیں جو یہ بتاتے ہیں اور کہہ اے رب ۴۷ میں تیری پناہ چاہتا ہوں

هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ (٩٧) وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ (٩٨)

شیطان کی چھیڑ سے اور پناہ تیری چاہتا ہوں اے رب اس سے کہ میرے پاس آئیں ف۱

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ (٩٩)

یہاں تک کہ جب پہنچے ان میں ۴۸ کسی کو موت کہے گا اے رب مجھ کو پھر بھیج دو

لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ۭ اِنَّهَا كَلِمَةٌ

شاید کچھ میں بھلا کام کر لوں اسمیں جو چھوڑ آیا ہرگز نہیں یہ ایک بات ہے ۴۹

هُوَ قَآئِلُهَا ۭ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ (١٠٠)

کہ وہی کہتا ہے اور ان کے پیچھے پردہ ہے اس دن تک کہ اٹھائے جائیں ف۲

فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّ

پھر جب پھونک ماریں صور میں تو نہ قرابتیں رہیں گی ان میں اس دن اور

لَا يَتَسَآءَلُوْنَ (١٠١) فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰۗئِكَ

نہ ایک دوسرے کو پوچھے ف۳ سو جس کی بھاری ہوئی تول ۵۰ تو وہی لوگ

هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (١٠٢) وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰۗئِكَ

کام لے نکلے اور جس کی ہلکی نکلی تول سو وہی لوگ ہیں

الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ (١٠٣) تَلْفَحُ

جو ہار بیٹھے اپنی جان دوزخ ہی میں ہمیشہ رہا کریں جھلس دیگی

وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ (١٠٤) اَلَمْ تَكُنْ

ان کے منہ کو آگ اور وہ اسمیں بدشکل ہو رہے ہونگے ف۴ کیا تم کو

اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ (١٠٥) قَالُوْا

سنائی نہ تھیں ہماری آیتیں ۵۱ پھر تم ان کو جھٹلاتے تھے بولے

منزل ۴

۱ تشفیعہ بعض اخروی ۱۲

۲ تخویف اخروی ۱۲

۳ بشارت اخروی ۱۲

۴ زجر ۱۲

اور ہر چیز اُسی کے اختیار و تصرف میں ہے وھو یجیر ولا یجار علیہ اور جسے وہ چاہے بچالے مگر اس کی گرفت سے کوئی بچانے والا نہیں ای من اراد اللہ اھلاکہ وخوفہ لم یمنعہ منہ مانع ومن اراد نصرہ وامنہ لم یدفعہ من نصرہ وامنہ دافع (قرطبی ج ١٢ ص ١٤٥) قل فانی تسحرون آپ ان سے کہیں پھر تمہاری عقلیں کیوں ماری گئی ہیں جب تم مانتے ہو کہ قادر علی الاطلاق اللہ تعالیٰ ہی ہے تو پھر اسکی عاجز مخلوق کو کیوں کارساز سمجھتے ہو۔ ای فانی تخدعون وتصرفون عن توحیدہ وطاعتہ (خازن ج ۵ ص ۴۳) ای کیف یخیل الیکم ان تشرکوا بہ ما لا یضر ولا ینفع (قرطبی) **٦٩** بل اتینھم یہ ان ھذا الا اساطیر الاولین سے اضراب ہے الخ دلائل عقلیہ بیان کرنے کے بعد بطور زجر ارشاد فرمایا کہ مسئلہ توحید اور حشر و نشر جھوٹی باتیں نہیں ہیں بلکہ حق ہیں اور ایسے مضبوط دلائل سے ثابت ہیں کہ ہر عقلمند ان کو سمجھ سکتا ہے۔ وانھم لکذبون اس لئے مشرکین اپنے دعوے میں جھوٹے ہیں۔ والمراد بالحق الوعد بالبعث وقیل ما یعمہ والتوحید ویدل علی ذالک السیاق (روح ج ١٨ ص ٥٩) **٧٠** ما اتخذ اللہ الخ مسئلہ توحید کو دلائل کے ساتھ ثابت و مبرہن کرنے کے بعد دعوے کو صراحت سے ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کارساز اور عالم الغیب ہے اور اسکا کوئی نائب نہیں جس کو اس نے مافوق الاسباب تصرف کی اجازت دے رکھی ہو۔ وما کان معہ الخ جس طرح اللہ تعالیٰ کا نائب کوئی نہیں اسی طرح الوہیت میں اس کا شریک و سہیم بھی کوئی نہیں کیونکہ اگر کوئی اسکا شریک ہوتا تو اپنی مخلوق میں اور اپنے ملک میں وہ خود مختار اور متصرف ہوتا۔ ولعلا بعضھم الخ اور ان کے درمیان اقتدار کی باقاعدہ جنگ ہوتی مگر تم دیکھ رہے ہو سارا عالم اللہ تعالیٰ ہی کے زیر تصرف ہے اور یہاں دوسرا کوئی متصرف نہیں تو معلوم ہوا کہ وہ وحدہٗ لا شریک ہے وہی قادر و متصرف اور مختار و کارساز ہے اور ہر چیز اُسی کے اختیار و تصرف میں ہے واذا کان کذالک فاعلموا انہ الہ واحد بیدہ ملکوت کل شئی ویقدر علی کل شئی (خازن ج ۵ ص ۴۳) **٧١** سبحٰن اللہ الخ لہٰذا اللہ تعالیٰ ان کے شرک سے پاک ہے عالم الغیب والشھادۃ الخ متصرف و مختار بھی وہی ہے اور عالم الغیب بھی وہی ہے لہٰذا وہ ہر شریک سے پاک اور ہر عیب سے منزہ ہے **٧٢** قل رب اما الخ تخویف دنیوی ہے حضور علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ آپ اس طرح اللہ سے دعا مانگیں کہ اے اللہ جس عذاب کا تو نے ان منکرین سے وعدہ کیا ہے اگر وہ عذاب میری زندگی ہی میں ان پر نازل ہو جائے تو میرے پروردگار مجھے اس سے بچا تو یہ اس عذاب کی شدت و فظاعت کے اظہار کے لئے کہا گیا ورنہ حضور علیہ السلام تو عذاب سے محفوظ تھے ہی تاکہ یہ ظاہر ہو جائے کہ یہ عذاب اس قدر شدید اور دردناک ہوگا کہ ہر ایک کو اس سے پناہ مانگنی چاہیئے (روح) وانا علی ان نریک الخ جس عذاب کی ہم ان کو دھمکی دے چکے ہیں وہ ہم آپ کی زندگی میں ان پر مسلط کر سکتے ہیں ہمیں اس کی قدرت و طاقت ہے لیکن ہم عذاب کو موخر کر رہے تاکہ کچھ لوگ ان میں سے ایمان لے آئیں **٧٣** ادفع بالتی الخ یہ طریق تبلیغ کی تعلیم ہے فرمایا مشرکین اگرچہ سخت لہجہ اور درشت کلامی سے آپ کی دعوت کو رد کرتے ہیں

موضح قرآن ف۱ چھیڑ شیطان کی ہے دین کے جواب و سوال میں غصہ چڑھے اور لڑائی ہو پڑے اسی پر فرمایا کہ بُرے کا جواب دے اس سے بہتر ف۲ معلوم ہوا کہ جو لوگ کہتے ہیں آدمی مر کر پھر آتا ہے سب غلط ہے قیامت کو اٹھیں گے اس سے پہلے ہرگز نہیں ف۳ یعنی باپ بیٹا ایک دوسرے کے شامل نہیں ہر ایک سے اسکے عمل کا حساب ہے ف۴ جلتے جلتے بدن سوج جاوٗ نیچے کا ہونٹ ناف تک اور اوپر کا کھوپڑی تک اور زبان گھسٹتی زمین میں لوگ اس کو روندیں گے۔

رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ﴿۱۰۶﴾
اے رب زور کیا ہم پر ہماری کمبختی نے اور رہے ہم لوگ بہکے ہوئے
رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ قَالَ
اے ہمارے رب نکال لے ہمکو اسمیں سے اگر ہم پھر کریں تو ہم گنہگار فرمایا
اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ﴿۱۰۸﴾ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ
پڑے رہو پھٹکارے ہوئے اس میں اور مجھ سے نہ بولو ایک فرقہ تھا ۸۰ف میرے
عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَ
بندوں میں جو کہتے تھے اے ہمارے رب ہم یقین لائے سو معاف کر ہمکو اور رحم کر ہم پر اور
اَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى
تو سب رحم والوں سے بہتر ہے پھر تم نے انکو ٹھٹھوں میں پکڑا یہانتک کہ
اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنِّيْ
بھول گئے ان کے پیچھے میری یاد اور تم ان سے ہنستے رہے میں نے
جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۱۱۱﴾
آج دیا ان کو بدلہ ان کے صبر کرنیکا ۸۱ف کہ وہی ہیں مراد کو پہنچنے والے
قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا
فرمایا تم کتنی دیر رہے ۸۲ف زمین میں برسوں کی گنتی سے بولے
لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْـَٔلِ الْعَآدِّيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قٰلَ
ہم رہے ایک دن یا کچھ دن سے کم تو پوچھ لے گنتی والوں سے ف فرمایا
اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱۴﴾
تم اس میں بہت نہیں ۸۳ف تھوڑا ہی رہے ہو اگر تم جانتے ہوتے
اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا
سو کیا تم خیال رکھتے ہو ۸۴ف کہ ہم نے تمکو بنایا کھیلنے کو اور تم ہمارے پاس

اور آپ کی دعوت کو اساطیر الاولین (اگلے لوگوں کی جھوٹی کہانیاں) کہتے ہیں لیکن پھر بھی آپ نرم کلامی اور حسن اخلاق سے ان کی باتوں کا جواب دیں لیکن مسئلہ خوب کھولکر اور دلائل کے ساتھ بیان کریں نحن اعلم بما یصفون باقی جو کچھ وہ کہتے ہیں ہمیں وہ سب کچھ معلوم ہے اسکی ان کو پوری پوری سزا ملے گی **۷۴** وقل رب الخ توحید بیان کرتے وقت آپ شیطانی وسوسوں سے اللہ کی پناہ مانگیں نیز اس سے پناہ مانگیں کہ شیاطین میرے پاس آکر میرے اعمال وافعال میں دخل دیں **۷۵** حتی اذا جاء الخ یہ تخویف اخروی ہے یہ مشرکین اب تو غفلت میں ہیں۔ اور انکار پر اصرار کررہے ہیں لیکن جب موت کا فرشتہ آپہنچے گا اور وہ اپنا بدانجام آنکھوں سے دیکھ لیں گے تو اب اللہ تعالٰے سے بار بار التجا کریں گے کہ اللہ مجھے اب دنیا میں واپس بھیجدے میں نے دنیا میں جو کوتاہیاں کی ہیں اب ان کی جگہ میں نیک اعمال بجالاؤں گا تیری توحید کو مانوں گا۔ تیرے ساتھ شرک ہرگز نہیں کروں گا اور تیرے پیغمبروں پر ایمان لاؤں گا ارجعون جمع برائے تکرار ہے ای ارجعنی ارجعنی ارجعنی یعنی وہ بار بار یہ کہے گا۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے القیا فی جھنم یہ خطاب واحد سے ہے اور تثنیہ تکرار کے لئے ای الق الق۔ اسی طرح امراء القیس کا قول ع۔ قفا نبک من ذکری حبیب ومنزل ای قف قف۔ ارجعون علے جھۃ التکریر ای ارجعنی ارجعنی (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۴۹) **۷۶** کلا الخ کلا کلمہ ردع ہے یعنی ایسا ہرگز نہیں ہو سکے گا۔ اس کا یہ خیال غلط اور یہ امید باطل ہے کہ اب اسے دوبارہ دنیا میں بھیجا جائے گا حسرت اور ندامت کی وجہ سے وہ یہ بات کہتا رہے گا مگر بے فائدہ ومن ورائھم برزخ الخ ان کا موت کے بعد دنیا میں واپس آنا محال ہے کیونکہ اب وہ عالم برزخ میں داخل ہو چکے ہیں۔ عالم برزخ موت سے قیامت تک کا زمانہ ہے جو دنیا اور آخرت میں حائل ہے جو شخص اس عالم میں پہنچ گیا اب دنیا کی طرف اس کی واپسی محال ہے **۷۷** فاذا نفخ الخ تخویف اخروی ہے نفخ سے نفخۂ ثانیہ مراد ہے جب سب لوگ قبروں سے زندہ ہو کر نکلیں گے اس وقت عالم برزخ ختم ہو جائے گا اور عالم آخرت کی ابتدا ہو گی۔ دنیا میں تو لوگ خاندانی وجاہت پر فخر کرتے ہیں ایکدوسرے کے خاندان پوچھتے ہیں مگر اس جہان میں نسلی امتیاز کی کوئی قدر و قیمت نہ ہوگی اور نہ کسی سے کوئی یہ پوچھے گا کہ تو کس خاندان سے تعلق رکھتا ہے وہاں کوئی رشتہ کام نہیں آئے گا۔ اور نہ خاندانی فخر و غرور سے کچھ فائدہ ہو گا **۷۸** فمن ثقلت الخ یہ بشارت اخروی ہے ومن خفت موازینہ الخ یہ تخویف اخروی ہے وہاں نسلی اور خاندانی بڑائی کام نہ آئیگی بلکہ اعمال صالحہ کام آئیں گے۔ جن کے اعمال صالحہ کا پلڑا بھاری ہوگا وہ نجات پائیں گے اور جن کا ہلکا ہوگا وہ خسارے میں رہیں گے اور جہنم میں جائیں گے تلفح وجوھھم الخ جہنم کی آگ دوزخیوں کے چہرے جلا ڈالے گی اور ان کی شکلیں جل کر بدنما اور قبیح ہو جائیں گی **۷۹** الم تکن الخ یہ زجر ہے اور اس سے پہلے یقال لھم مقدر ہے جب انھیں جہنم میں ڈالا جائے گا اس وقت اللہ کی طرف سے فرشتے ان سے کہیں گے کیا دنیا میں میری آیتیں

سر ادخال الہی ۱۲

موضح قرآن ف یعنی فرشتوں سے جنہوں نے نیکی اور بدی گن رکھی یہ بھی گنا ہوگا زمین میں رہنا یعنی قبر میں رہنا یا دنیا کی عمر یہ بھی ہاں تھوڑی نظر آوگی یہ پوچھنا اس واسطے کہ دنیا میں عذاب کی شتابی کرتے تھے اب کہ شتاب ہی آیا۔

تمہیں پڑھ کر نہیں سنائی جاتی تھیں اور تم ان کا انکار کرتے تھے"۔ قالوا ربنا الخ جواب میں وہ کہیں گے" ہمارے پروردگار ہماری بدبختی ہم پر غالب آگئی اور ہم گمراہ ہو گئے ہمارے پروردگار ایک بار ہمیں دوزخ سے نکال کر عمل کرنے کا موقع عطا فرما۔ اب بھی اگر ہم نے ویسے ہی برے کام کئے تو واقعی ہم ظالم ہوں گے پھر جس طرح تو چاہے ہمیں عذاب دے لینا قال اخسئوا الخ " اللہ کی طرف سے آواز آئے گی دور ہو جاؤ اور مت بولو۔ یہ کلمہ تحقیر ہے جس طرح کتے کو دھتکارا جاتا ہے اسی طرح ان کو دھتکار دیا جائے گا ۸۰ انہ کان الخ یہ ادخال الٰہی ہے اور جملہ ماقبل کے لئے علت ہے تمہیں یہ سزا اس لئے دی جارہی ہے کہ تم عناد اور سرکشی میں انتہا کو

تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ

پھر کر نہ آؤ گے ف۱ سو بہت اوپر ہے اللہ وہ بادشاہ ۸۵ سچا کوئی حاکم نہیں اسکے سوائے

رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿۱۱۶﴾ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ

مالک اس عزت کے تخت کا اور جو کوئی پکارے ۸۶ اللہ کے ساتھ دوسرا حاکم

لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا

جس کی سند نہیں اسکے پاس سو اسکا حساب ہے اس کے رب کے نزدیک بیشک

يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ

بھلا نہ ہوگا کافروں کا اور تو کہہ اے رب ف۲ معاف کر اور رحم کر اور تو ہے

خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۱۸﴾

بہتر سب رحم والوں سے

ع ۶ ۲

سُوْرَةُ النُّوْرِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّسِتُّوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ نور کی مدنی ہے اور اس میں چونسٹھ ۶۴ آیتیں اور نو ۹ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ

یہ ایک سورت ہے کہ ہمنے اتاری اور ذمہ پر لازم کی اور اتاریں اسمیں ف۱ باتیں صاف

لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱﴾ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا

تاکہ تم یاد رکھو بدکاری کرنیوالی عورت اور مرد سو مارو

كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۪ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا

ہر ف۳ ایک کو دونوں میں سو سو دُرّے اور نہ آوے تمکو ان پر

رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

ترس اللہ کے حکم چلانے میں اگر تم یقین رکھتے ہو اللہ پر اور

ف۱ خلاصہ سورت ۱۲

ف۲ تخویف اخروی ۱۲

پہنچ چکے تھے تم دین حق سے استہزاء کرتے تھے یہاں تک کہ جو لوگ ایمان لاچکے تھے تم ان کا مذاق اڑایا کرتے تھے جو ضعفاء مومنین مثلاً حضرت بلال، صہیب، اور خبیب وغیرہم رضی اللہ عنہم اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور رحمت کی دعائیں مانگتے تھے یہ صنادید قریش ابوجہل وغیرہ انکی ہنسی اڑاتے تھے فرمایا حق کے انکار اور اہل حق ماننے والوں سے تمسخر ہی نے تمہیں عذاب میں مبتلا کیا ہے حتی انسوکم الخ یعنی ان ایمان والوں سے عداوت و تمسخر میں تم اس قدر منہمک تھے کہ یہی چیز تمہارے لئے میرے ذکر اور میری توحید کو ماننے سے نسیان کا باعث بن گئی ای اشغلتم بالاستہزاء بھم عن ذکری (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۵۵) اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی توحید کو ماننے والوں اور توحید کی تبلیغ کرنے والوں کو حقیر سمجھنا اور استہزاء و تمسخر سے ان کو ذلیل کرنے کی کوشش کرنا غضب خداوندی اور عذاب آخرت کا موجب ہے ۸۱ انی جزیتھم الخ تم نے اپنا حال تو دیکھ ہی لیا کہ کس عذاب میں مبتلا ہو۔ ان غریب مسلمانوں کا حال بھی سن لو جن سے تم تمسخر کرتے تھے اور جن کے بارے میں تمہارا خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ انھیں کوئی مرتبہ نہیں دے گا آج میں نے ان کو ان کے صبر و تحمل کی پوری پوری جزا دی ہے اور آج وہ خوش و خرم ہیں اور کامیاب و کامران ہیں ۸۲ قال کم لبثتم الخ جو کافر دنیا میں واپس جانے کی تمنا ظاہر کریں گے ان سے قیامت کے دن سوال ہوگا کہ بتاؤ تم دنیا میں کتنے سال رہے قالوا لبثنا یوما الخ وہ کہیں گے ہمیں تو ایسا معلوم ہوتا کہ ایک دن یا اس سے بھی کم رہے ہیں اے ہمارے پروردگار شدت ہول عذاب سے ہم سب کچھ بھول چکے ہیں ہمیں کچھ یاد نہیں فرشتوں سے پوچھ جو انسانوں کی عمریں لکھتے تھے، انہیں اچھی طرح معلوم ہوگا الملٰئکۃ العادین لاعماد العباد و اعمالھم (روح ج ۸ ص ۷۳) ۸۳ قال ان لبثتم الخ اللہ تعالیٰ جواب میں فرمائے گا بیشک تم آخرت کے مقابلہ میں دنیا میں بہت کم عرصہ رہے ہو لو انکم کنتم تعلمون مگر افسوس کہ تم نے اس قلیل وقت کی قدر نہ کی اور اس سے فائدہ نہ اٹھایا اب دوبارہ دنیا میں جا کر تم کیا کرلو گے ۸۴ افحسبتم الخ یہ زجر ہے دنیا میں تم اس طرح غافل رہے اور سرکشی کرتے رہے گویا تم ہمیشہ ہی دنیا میں رہو گے اور کبھی ہمارے سامنے حاضر نہیں ہو سکو گے تم نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ ہم نے تمہیں بس یونہی بغیر کسی حکمت کے پیدا کردیا ہے اور تم ہمارے احکام اور اوامر و نواہی سے بالکل آزاد ہو۔

موضح قرآن ف۱ یعنی دنیا میں تو نیکی اور بدی کا اثر نہیں ملتا اگر دوسرا دن نہ ہو بدلے کا تو یہ سب کھیل ہے۔

۸۵ فتعلی اللہ الخ یہ سورت کا خلاصہ ہے، اور سورت میں بیان کردہ تمام دلائل عقلیہ و نقلیہ کا ثمرہ و نتیجہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ جو ساری کائنات کا مالک اور حقیقی بادشاہ ہے وہ تمام شریکوں سے پاک ہے عیب سے منزہ اور عبث کام کرنے سے اس کی شان بلند ہے وہ سارے عالم کا کارساز اور سارے جہان میں متصرف و مختار ہے اس کے سوائے کوئی کارساز اور حاجت روا نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی دعا، پکار اور نذر و نیاز کا مستحق ہے۔ ای تنزہ وتقدس اللہ الملک الحق عن الاولاد والشرکاء والانداد الخ (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۵۷) لا الہ الا ھو الخ اس کے سوا کوئی کارساز اور مشکل کشا نہیں۔ اور وہ، عزت والے عرش کا مالک ہے جو سارے جہان کو محیط ہے **۸۶** ومن یدع الخ یہ تخویف اُخروی ہے جو لوگ اللہ کے سوا اوروں کو کارساز اور مشکل کشا سمجھ کر پکارتے ہیں حالانکہ غیر اللہ کی الوہیت کسی دلیل اور برہان سے ثابت نہیں ایسے لوگوں کا اللہ تعالیٰ محاسبہ فرمائے گا اور انھیں سخت سزا دے گا۔ اور ایسے کافر و مشرک ہرگز اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہیں بچ سکیں گے ثم ذکر ان من کان بذالك فجزاءه العقاب العظیم بقولہ فانما حسابہ عند ربہ کانہ قال ان عقابہ ابلغ الی حیث لایقدر احد علی حسابہ الا اللہ تعالیٰ (کبیر ج ۶ ص ۳۰۹) سورت کی ابتدا میں فرمایا قد افلح المومنون اور آخر میں فرمایا انہ لا یفلح الکفرون۔ ایمان والے کامیاب ہوں گے اور کافر و مشرک ہرگز کامیاب نہیں ہوں گے آخر میں بندوں کو طلب مغفرت و رحمت کی تلقین فرمائی

۸۷ وقل رب اغفر الخ آخر میں حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور رحمت طلب کرنے کا حکم دیا گیا کیونکہ عفو و رحمت سے کوئی بھی بے نیاز نہیں ہو سکتا اور یہی دو چیزیں ہیں جن کے ذریعہ انسان اللہ کے عذاب و عقاب سے محفوظ رہ سکتا ہے لان رحمتہ اذا ادرکت احدا اغنتہ عن رحمۃ غیرہ ورحمۃ غیرہ لا تغنیہ عن رحمتہ (مدارک ج ۳ ص ۱۰۱)

سورۂ مومنون میں آیاتِ توحید

اور اس کی خصوصیات

۱۔ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ـــــ تا ـــــ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ عذاب الٰہی سے بچنے کے لئے امور ثلاثہ کا بیان

۲۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ ـــــ تا ـــــ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ۝ (ع ۱) نفی شرک فی التصرف پر دلائل عقلیہ

۳۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا ـــــ تا ـــــ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ (ع ۲) نفی شرک اعتقادی

۴۔ يٰاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ ـــــ تا ـــــ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝ (ع ۳) نفی شرک فعلی

۵۔ اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ـــــ تا ـــــ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ (ع ۴) دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ کا اعادہ۔

۶۔ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ط نفی کارسازی از غیر اللہ۔

۷۔ وَهُوَ الَّذِيْ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ ـــــ تا ـــــ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ (ع ۵) نفی شرک اعتقادی۔

۸۔ قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَا ـــــ تا ـــــ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ۝ نفی شرک اعتقادی پر تین دلائل عقلیہ علی سبیل الاعتراف من الخصم۔

۹۔ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ ـــــ تا ـــــ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔ نفی شرک فی التصرف

۱۰۔ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ ـــــ تا ـــــ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ (ع ۶) نفی شرک ہر قسم

(آج بتاریخ ۲۲ شوال ۱۳۸۶ھ مطابق ۴ فروری ۱۹۶۷ء بروز ہفتہ بعد نماز مغرب ۶ بجکر ۲۵ منٹ پر سورۂ مومنون کی تفسیر ختم ہوئی فالحمد للہ اولاً و آخراً والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ دائماً ابداً)

سورۂ نور

ربط سورۂ نور کو سورۂ مومنون کے ساتھ نامی ربط یہ ہے:۔ سورۂ مومنون کی ابتداء میں فرمایا قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ یعنی ایمان والے کامیاب ہونگے اور سورۂ نور میں فرمایا اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ اللہ تعالیٰ کی توحید ہی سے سارا جہان روشن اور آباد ہے اور ایمان والوں کو فوز وفلاح اسی نور توحید ہی کی بدولت حاصل ہوگی۔

معنوی ربط یہ ہے سورہ مومنون میں دلائل عقلیہ ونقلیہ سے ثابت کیا گیا کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز اور حاجت روا نہیں اس لئے حاجات ومشکلات میں صرف اُسی کو پکارو اور اُسی کے نام کی نذریں نیازیں دو اُس کے سوا کوئی پکارے جانے کے لائق نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی نذر ومنت کا مستحق ہے یہ مضمون سورہ مومنون کی آخری آیتوں میں بطور خلاصہ اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ فَتَعٰلَی اللّٰہُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ــــ تا ــــ اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ اب سورہ نور میں یہ مذکور ہوگا کہ اس مسئلہ توحید سے ضد اور چڑ کی وجہ سے مخالفین (کفار ومنافقین) داعی توحید صلی اللہ علیہ وسلم کو مختلف طریقوں سے بدنام کرنے کی کوشش کریں گے تاکہ مسلمانوں کا اعتماد اٹھ جائے اور وہ بدظن ہوکر آپکا اتباع چھوڑ دیں اور مسئلہ توحید کا انکار کردیں اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کی اس جھوٹی تہمت سے براءت وطہارت کا اعلان فرمایا ہے جو منافقین نے آپؐ کی عزت کو داغدار کرنے کے لئے اپنے پاس سے گھڑ کر اڑا دی تھی۔

خلاصہ سورۂ نور کے دو حصے ہیں پہلا حصہ ابتداء سورت سے لیکر رکوع ۷ کے آخر وَلَبِئْسَ الْمَصِیْرُ تک ہے اور خلاصہ مضامین یہ ہے۔ تمہید، ترغیب الی القرآن اصلاح معاشرہ کے لئے چار احکام، تہمت لگانیوالوں پر زجریں، پھر اصلاح معاشرہ کے لئے چھ قوانین دعوٰی توحید جس کی عداوت سے منافقین نے تہمت لگائی۔ دعوٰی توحید پر ایک نقلی دلیل اور تین عقلی دلیلیں دوسرا حصہ رکوع ۸ کی ابتداء یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِیَسْتَاْذِنْكُمُ سے لے کر سورت کے آخر تک ہے خلاصہ مضامین یہ ہے:۔

اصلاح معاشرہ کے لئے تین قوانین، مخلصین ومنافقین کے اعمال کا تقابل، آداب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دعوٰی توحید کا دوسری بار ذکر جس کی وجہ سے منافقین نے تہمت لگائی۔

پہلا حصہ

ابتداء میں سورۃ انزلنٰھا وفرضنٰھا الخ تمہید مع ترغیب ہے یہ ترغیب آگے دوبارہ پھر آئیگی اس کے بعد زنا اور تہمت زنا سے معاشرے کو پاک کرنے کے لئے چار احکام ذکر کئے ہیں پہلا حکم الزانیۃ والزانی فاجلدوا الخ زانی اور زانیہ کی سزا۔ دوسرا حکم الزانی لاینکح الا زانیۃ اومشرکۃ الخ اور فاحشہ عورتوں کی اخلاقی پستی کا ذکر۔ تیسرا حکم والذین یرمون المحصنٰت الخ پاک دامن عورتوں پر جھوٹی تہمت لگانیوالوں کی سزا، چوتھا حکم والذین یرمون ازواجھم الخ اپنی بیویوں پر تہمت لگانیوالوں کا حکم۔

اس کے بعد ان الذین جآءو بالافك (ع ۲) سے لیکر واللہ غفور رحیم (ع ۳) تک تہمت لگانے والوں، تہمت میں معمولی حصہ لینے والوں اور تہمت کی بات سن کر اس پر خاموش رہنے اور اس کی تردید نہ کرنیوالوں کے لئے زجریں ہیں۔ ان الذین جآءو بالافك الخ یہ ان منافقین پر زجر ہے جنہوں نے یہ تہمت گھڑ کر لگائی تھی لولا اذ سمعتموہ ظن الخ یہ ان مسلمانوں پر زجر ہے جنہوں نے بالکل خاموشی اختیار کی، نہ تہمت لگانیوالوں کی تائید کی نہ تردید اذ تلقونہ بالسنتکم ــــ تا ــــ واللہ علیم حکیم یہ ان مسلمانوں پر زجر ہے جو ان منافقین کی باتوں سے متاثر ہو گئے اور ان کی زبانوں سے بھی کچھ نامناسب الفاظ نکل گئے۔ ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ الخ یہ پہلے گروہ کے لئے دنیوی اور اخروی تخویف ہے۔ ولا یأتل اولوا الفضل الخ جو مسلمان تہمت میں ملوث ہو گئے توبہ کے بعد ان سے حسن سلوک جاری رکھنے کی ترغیب ان الذین یرمون ــــ تا ــــ ھو الحق المبین پہلے گروہ کے لئے تخویف اخروی اس کے بعد الخبیثٰت للخبیثین الخ میں برے اور اچھے لوگوں کا کردار اور ان کی عادات کا ذکر کیا گیا ہے۔

اس کے بعد معاشرے کی اصلاح وتطہیر کے لئے چھ قانون اور ضابطے بیان کئے گئے ہیں پہلا قانون یآیھا الذین اٰمنوا لاتدخلوا الخ (ع ۴) جب کسی دوسرے آدمی کے گھر میں داخل ہونا چاہو تو پہلے اجازت لے لو، بلا اجازت کسی کے گھر میں مت گھسو۔ لیس علیکم جناح الخ البتہ جو گھر رہائشی نہ ہوں بلکہ عوامی کاروبار کے لئے ہوں مثلاً سرائیں دکانیں اور طعام خانے وغیرہ، ان میں داخل ہوتے وقت اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ دوسرا قانون قل للمومنین یغضوا من ابصارھم الخ ایمان والے اپنی نظریں نیچی کر کے چلا کریں تاکہ غیر محرم عورتوں کے چہروں اور ان کی زینت کو دیکھنے سے ان کی نظریں محفوظ رہیں اور وہ فتنہ بدکاری سے بچ جائیں تیسرا قانون قل للمومنات یغضضن من ابصارھن الخ اس میں ایمان والی عورتوں کو چار ہدایات دی گئی ہیں (۱) اپنی نگاہیں نیچی رکھیں (۲) اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں (۳) ولا یبدین زینتھن الخ اپنی زینت اور بدن کے قابل ستر حصوں کو ظاہر نہ کریں بلکہ ڈھک کر رکھیں البتہ اپنے محرم رشتہ داروں کے سامنے ہاتھ

پاؤں چہرہ اور زیور وغیرہ ظاہر کرسکتی ہیں اور (۴) ولا یضربن بارجلھن الخ چلتے وقت زمین پر پاؤں آہستہ رکھیں تاکہ پاؤں کے زیور کی آواز غیر محرم نہ سن سکیں چوتھا قانون وانکحوا الایامٰی منکم الخ بیوہ عورتوں، غلاموں اور باندیوں کا نکاح کرڈالو اور انہیں نکاح سے مت روکو۔ پانچواں قانون والذین یبتغون الکتٰب الخ ــــــ تمہارے جو غلام اور باندیاں مکاتب چاہیں اگر تم اس میں بہتری سمجھو تو انھیں مکاتب کردو۔ چھٹا قانون ولا تکرھوا فتیٰتکم علی البغاء الخ اپنی باندیوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو۔ یا یہ باندیوں کو نکاح سے روکنے کی ممانعت ہے اس صورت میں یہ قانون رابع کے ایک حصے کی تاکید ہوگی ولقد انزلنا الیکم اٰیٰتٍ الخ یہ ترغیب کا اعادہ ہے جو ابتدا سورت میں مذکور ہوئی اور تخویف دنیوی ہے۔

اللہ نور السمٰوٰت والارض الخ (ع ۵) اس میں دعویٰ توحید کو ایک تمثیل کی صورت میں ذکر کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ ہی سارے جہان کا مالک و کارساز ہے اسکی صفات کارسازی (صفات الوہیت) ہی سے سارا جہان قائم اور آباد ہے آگے دعویٰ توحید پر ایک نقلی دلیل اور تین عقلی دلیلیں پیش کی گئی ہیں فی بیوت اذن اللہ الخ یہ اللہ تعالیٰ کو متصرف و کارساز سمجھ کر پکارنیوالوں اور معبودان باطلہ کو خدا کے ساتھ شریک نہ بنانے والوں سے دلیل نقلی ہے۔ والذین کفروا اعمالھم کسراب الخ یہ دلیل نقلی سے متعلق ایک شبہے کا جواب ہے یعنی اللہ کی عبادت تو مشرکین بھی کرتے ہیں اس میں مومنوں کی کیا خصوصیت ہے تو فرمایا مشرک چونکہ اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔ اس لئے ان کے اعمال بے فائدہ اور رائیگاں ہیں۔ الم تر ان اللہ یسبح لہ الخ (ع ۶) دعویٰ توحید جو اللہ نور السمٰوٰت والارض میں مذکور ہے پر پہلی عقلی دلیل زمین و آسمان کی ساری مخلوق خواہ ذوی العقول ہو خواہ غیر ذوی العقول اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور اس کی وحدانیت کا اقرار کرتی اور ہر قسم کے شرک سے اسکی تنزیہ و تقدیس کا اعلان کرتی ہے وللہ ملک السمٰوٰت والارض الخ اور زمین و آسمان کا مالک اور سارے جہان میں متصرف اللہ تعالیٰ ہی ہے لہٰذا وہی کارساز اور مجیب الدعوات ہے۔

الم تر ان اللہ یزجی الخ یہ دعویٰ مذکورہ پر دوسری عقلی دلیل ہے بادلوں کو اکٹھا کرنا اور پھر ان سے بارش اور اولے برسانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔ یہ رات دن کا انقلاب بھی اسی کے اختیار و تصرف میں ہے واللہ خلق کل دابۃ من ماء الخ یہ دعویٰ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے تمام جاندار مخلوق کو قطرہ آب سے پیدا کیا ہے لیکن تمام انواع حیوانات شکل و صورت اور افعال و خواص کے اعتبار سے مختلف ہیں یہ اس کی قدرت کاملہ اور اس کے تصرف تام کا کرشمہ ہے وہی قادر و توانا اور قیوم و دانا سب کا کارساز اور قاضی الحاجات ہے لقد انزلنا اٰیٰتٍ مبینٰتٍ الخ یہ ترغیب الی القرآن کا دوسری بار اعادہ ہے جو ابتدائے سورت میں مذکور ہوئی۔

ویقولون اٰمنا باللہ ــــ تا ــــ بل اولئک ھم الظٰلمون (ع ۶) یہ منافقین پر شکویٰ ہے جو زبان سے تو ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح احکام سے اعراض کرتے ہیں یہ منافقین کا حال تھا اس کے بعد ان کے مقابلے میں مخلص مومنوں کا ذکر کیا گیا انما کان قول المومنین ــــ تا ــــ فاولئک ھم الفائزون ○ (ع ۷) وہ اللہ سے ڈرتے ہیں اور اس کی نافرمانی نہیں کرتے، بلکہ اس کے اور اس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی دل و جان سے پیروی کرتے ہیں واقسموا باللہ ــــ تا ــــ الا البلٰغ المبین ○ (ع ۷) یہ منافقین پر زجر ہے۔ وعد اللہ الذین اٰمنوا ــــ تا ــــ لعلکم ترحمون ○ یہ مخلص مومنین کے لئے بشارت دنیوی ہے ومن کفر بعد ذلک فاولئک ھم الفاسقون یہ جملہ معترضہ ہے لا تحسبن الذین کفروا الخ یہ منکرین کے لئے تخویف اخروی ہے

دُوسرا حِصّہ

پہلے اصلاح معاشرہ کے لئے تین قوانین مذکور ہیں اور آخر میں مخلص مومنوں اور منافقوں کے احوال کا مقابلہ کیا گیا ہے۔ پہلا قانون یا یھا الذین اٰمنوا لیستاذنکم الخ (ع ۸) اوقات استراحت و خواب میں غلاموں اور باشعور بچوں کو اجازت لیکر اندر داخل ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ان اوقات میں اکثر زائد کپڑے اتار دیئے جاتے ہیں اور معمولی ملکے سے کپڑوں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ دوسرا قانون والقواعد من النساء الخ بوڑھی عورتوں کو اجازت ہے کہ وہ گھر میں معمولی لباس میں رہیں اور زیادہ پردے کے لئے مزید کپڑے نہ پہنیں لیکن اگر احتیاط کریں تو بہتر ہے۔ تیسرا قانون لیس علی الاعمیٰ حرج الخ دوسروں کے گھروں میں جانے کی ہر حال میں ممانعت نہیں بلکہ ضروری کاموں کے لئے جاسکتے ہو۔ کذٰلک یبین اللہ لکم الخ یہ ترغیب الی القرآن ہے۔

انما المومنون الذین اٰمنوا باللہ الخ (ع ۹) مومنین اور منافقین کی صفات کا تقابل۔ مومنین اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر پورے اخلاص کے ساتھ ایمان لاتے ہیں اور جہاد ایسے نہایت اہم کاموں میں شرکت سے معذوری کی صورت میں حضور علیہ السلام سے اجازت لیکر جاتے ہیں۔ لا تجعلوا دعاء الرسول الخ یہ زجر ہے مع تخویف دنیوی۔ نیز ادب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہے۔ قد یعلم اللہ الذین یتسللون الخ یہ منافقین کا حال ہے کہ وہ حضور علیہ السلام سے اجازت لیکر نہیں جاتے بلکہ جونہی موقعہ پایا آنکھ بچا کر کھسک گئے الا ان للہ ما فی السمٰوٰت والارض ط آخر میں دعویٰ توحید کا ذکر ہے جس کی وجہ سے ضد میں آکر منافقین نے تہمت لگائی تھی۔

پہلا حِصّہ

تمہید، ترغیب الی القرآن، اصلاح معاشرہ کے لئے چار احکام، تہمت لگانیوالوں پر زجریں۔ پھر اصلاح و تطہیر معاشرہ کے لئے چھ قوانین، دعویٰ توحید جس کی وجہ سے منافقوں نے تہمت لگائی، دعویٰ توحید پر ایک نقلی اور تین عقلی دلیلیں۔

الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ②
پچھلے دن پر اور دیکھیں ان کا مارنا کچھ لوگ مسلمان

اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ؗ وَّالزَّانِيَةُ
بدکار مرد نہیں نکاح کرتا ف۱ مگر عورت بدکار سے یا شرک والی سے اور بدکار عورت سے

لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى
نکاح نہیں کرتا مگر بدکار مرد یا مشرک اور یہ حرام ہوا ہے ف۴

الْمُؤْمِنِيْنَ ③ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ
ایمان والوں پر ف۱ ف اور جو لوگ ف۶ عیب لگاتے ہیں حفاظت والیوں کو پھر

لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ
نہ لائے چار مرد شاہد تو مارو ان کو اسّی

جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ
دُرّے اور نہ مانو ان کی کوئی گواہی کبھی اور وہی لوگ

هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ④ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ
ہیں نافرمان ف۲ مگر جنہوں نے توبہ کرلی اس کے پیچھے

ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑤ وَ
اور سنور گئے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور

الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ
جو لوگ عیب لگائیں اپنی جوروؤں کو ف۳ اور شاہد نہ ہوں ان کے پاس

اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ
سوائے ان کی جان کے تو ایسے شخص کی گواہی کی صورت یہ ہے کہ چار بار گواہی دے اللہ کی قسم کھا کر

اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ⑥ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ
کہ مقرر وہ شخص سچا ہے اور پانچویں بار یہ کہ اللہ کی پھٹکار ہو

ف۱ تطہیر معاشرہ سے متعلق احکم
ف۲ دوسرا حکم
ف۳ تیسرا حکم ۱۲۔
ف۴ چوتھا حکم ۱۲۔

ف۲ سورۃ انزلنٰھا الخ سورۃ مبتدا محذوف کی خبر ہے ای ھٰذہٖ سورۃ اور انزلنٰھا مع معطوفات سورۃ کی صفت ہے (مدارک) یہ سورت میں بیان کردہ احکام کی تمہید اور ان کی تعمیل کی ترغیب ہے یعنی اس عظیم القدر سورت میں مسئلہ توحید اور ستر وعفاف کے بارے میں احکام بیان کئے گئے ہیں ان کو ماننا اور ان پر عمل کرنا ہم نے تم پر فرض کر دیا ہے۔ انزلنا ماضی بمعنی حال ہے یعنی یہ سورت جو اس وقت ہم نازل کر رہے ہیں فرضنٰھا ضمیر مفعول سے پہلے مضاف مقدر ہے ای فرضنا احکامھا (روح) احکام سے ستر وعفاف کے واضح احکام مراد ہیں یہ احکام چار ہیں جو اس کے بعد بالتفصیل مذکور ہیں وانزلنا فیھا الخ انزلنا کا اعادہ بعد عہد کی وجہ سے ہے مقصود ذکر مفعول ہے اٰیٰت بیّنٰت سے توحید کے روشن دلائل مراد ہیں۔ و فرضنٰھا اشارۃ الی الاحکام التی بینھا اولا ثم قولہ وانزلنا فیھا اٰیٰت بیّنٰت اشارۃ الی ما بین من دلائل التوحید (کبیر ج ۶ ص۱۳۱) ف۳ الزانیۃ والزانی الخ یہ ستر وعفاف اور تطہیر معاشرہ سے متعلق احکام اربعہ میں سے پہلا حکم ہے یعنی زانی اور زانیہ کو سو سو دُرّے مارو۔ ان پر یہ شرعی حد قائم کرو تاکہ لوگ بدکاری سے باز آجائیں لیکن ان پر حد جاری کرتے وقت دو باتوں کا خاص خیال رکھو اوّل ولا تاخذکم بھما رأفۃ الخ اگر واقعی تم اللہ پر اور آخرت پر یقین رکھتے ہو تو زانی اور زانیہ پر حد قائم کرتے وقت کسی قسم کی نرمی نہ کرو نہ ان پر ترس کھا کر حد کو روکو، نہ کوڑوں کی تعداد میں کمی کرو اور نہ اس قدر ہلکے کوڑے مارو کہ ان کو پتہ بھی نہ چلے۔ ان کے لئے معافی یا رعایت کی سفارش کرنا بھی اس نہی کے تحت داخل ہے۔ دوم لیشھد عذابھما الخ حد جاری کرتے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت وہاں موجود ہونی چاہیے تاکہ ان مجرموں کی مزید رسوائی ہو اور آئندہ کے لئے وہ گناہ کی جرأت نہ کریں یہ کنوارے زانی اور زانیہ کی سزا ہے اگر کوئی شادی شدہ مرد وعورت زنا کریں تو ان کی سزا رجم ہے۔ رجم کا حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ منقول ہے اور دیگر محکمات کی طرح قطعی اور محکم ہے رجم کا حکم بالکل اسی طرح متواتر ہے جس طرح عدد رکعات اور مقادیر زکوٰۃ متواتر ہیں ثبوت الرجم منہ علیہ الصلوٰۃ والسلام متواتر المعنی کشجاعۃ علی کرم اللہ تعالیٰ وجھہ وجود حاتم (روح ج ۱۸ ص۷۹) اس کے علاوہ رجم خود قرآن کے اشارے سے بھی ثابت ہے حضور علیہ السلام کے زمانے میں ایک شادی شدہ یہودی اور یہودیہ نے زنا کیا۔ تورات میں چونکہ رجم کا حکم تھا اس لئے رجم سے بچنے کے لئے وہ حضور علیہ السلام کے پاس مقدمہ لے آئے ان کا خیال تھا کہ اسلام میں رجم کی سزا نہیں ہے حضور علیہ السلام نے ان سے پوچھا تورات میں شادی شدہ زانی کی سزا کیا ہے انہوں نے

موضح قرآن ف۱ مرد اگر بدکار ہو تو عورت پارسا نہ بیاہ لاوے دو واسطے ایک یہ کہ اسکا کفو نہیں اسکو عار ہے دوسرے یہ کہ ایک سے دوسرے کو علت نہ لگ جاوے لیکن اگر کرے تو درست ہے مگر مرد کو عورت بدکار نہیں درست جب تک کہ بدکاری کرتی رہے اور اگر توبہ کرے تو درست ہے ف۲ قید والیاں یعنی کبھی ان کو بُری بات میں نہیں دیکھا اور یہی حکم ہے جو مرد کو عیب لگاوے، عیب کہا ہے بدکاری کو۔

فتح الرحمن ف۱ مترجم گوید ازیں آیت معلوم شد کہ زانیہ مُصرہ بر زنا را نکاح نتوان کرد و ہمین است مذہب احمد و تاویل آیت بہ مذہب ابی حنیفہ و شافعی آنست کہ حرام کردہ شد شرک و زنا بر مسلمانان یا گویند خاص است بقومی یا گویند منسوخ است و فیہ ما فیہ ۱۲۔

کہا کوڑے لگانا اور منہ کالا کرنا۔ آپؐ نے فرمایا میں تم پر تورات کا حکم نافذ کروں گا۔ اور تورات میں اس جرم کی سزا رجم ہے۔ چنانچہ آپ نے یہودیوں کے ایک عالم ابن صوریا کو حلف دے کر پوچھا سچ بتاؤ تورات میں اس گناہ کی سزا کیا ہے اس نے اقرار کر لیا کہ رجم ہے۔ چنانچہ آپؐ نے رجم کا حکم نافذ کر دیا اس پر سورۂ مائدہ کی یہ آیت نازل ہوئی وکیف یحکمونك وعندهم التوراة فیها حکم الله الخ (ع ۶) گذشتہ شرائع کے احکام کو قرآن میں بلا نکیر ذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ ہماری شریعت میں بھی وہ نافذ ہیں ۴ الزانی لاینکح الخ یہ دوسرا حکم ہے زنا کی سزا کے بعد زانی اور زانیہ کی عادت بد کا ذکر کیا گیا ہے۔ یعنی جو مرد اور عورت زنا کی عادت بد میں مبتلا ہو جائیں اور زنا کو عیب نہ سمجھیں وہ اس لائق نہیں رہتے کہ کسی پاک دامن مومن مرد یا عورت سے ان کا تعلق ازدواج قائم کیا جا سکے ان کی ناپاک اور ذلیل طبیعت کا تقاضا تو یہ ہے کہ کسی ایسے ہی بدکار مرد و عورت یا ان سے بھی بدتر کسی مشرک مرد و عورت سے ان کا تعلق قائم کیا جائے۔ ان کی عادت بد کا اقتضا تو یہی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے بعض مصالح کی بنا پر ایسے بدکار اور نام نہاد مسلمان مرد و عورت کا مشرک و مشرکہ کے ساتھ نکاح ناجائز قرار دیا ہے۔ اسی طرح اگر کسی بدکار مسلمان مرد و عورت کا کسی پارسا عورت و مرد سے عقد ہو جائے تو اسے باطل نہیں قرار دیا۔ اس آیت سے زنا کی عادت شنیعہ کی برائی اور قباحت کو واضح کرنا مقصود ہے اس صورت میں لاینکح کے معنے یہ ہوں گے کہ اس کے لئے لائق نہیں کہ وہ نکاح کرے یعنی عدم لیاقت فعل کو عدم فعل سے تعبیر کیا گیا ہے جیسا کہ محاورہ ہے السلطان لایکذب یعنی جھوٹ بولنا بادشاہ کے شایان شان نہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ بادشاہ جھوٹ بول ہی نہیں سکتا۔ تقبیح الامر الزانی اشد تقبیح ببیان انه بعد ان رضی بالزنا لایلیق به ان ینکح العفیفة المؤمنة ... وانما یلیق به ان ینکح زانیة هی فی طبقته ... (فلاینکح) خبر مراد منه لایلیق به ان ینکح کما تقول: السلطان لایکذب ای لایلیق به ان یکذب نزل فیه عدم لیاقة الفعل منزلة عدمه (روح ج ۱۸ ص ۸۴) یا نکاح سے یہاں وطی مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ جس مرد و عورت کو یہ عادت بد چمٹ جائے وہ ایسے ہی بدکار مرد و عورت سے یا ان سے بھی بدتر مشرک و مشرکہ کے ساتھ ہی زنا کرتے ہیں کیونکہ پارسا مرد و عورت تو اس فعل بد سے کلّی اجتناب کرتے ہیں۔ فالمعنی الزانی لا یطأ فی وقت الزنا الا زانیة من المسلمین او من هی اخس منها من المشرکات وقد روی عن ابن عباس واصحابه ان النکاح فی هذه الآیة الوطء (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۶۷) یا نکاح سے عقد شرعی ہے اور آیت منسوخ ہے بآیۃ وانکحوا الایامی منکم (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۶۹) لیکن پہلا مطلب ارجح اور دوسرا راجح ہے۔ حضرت شیخ رحمہ اللہ نے ان دونوں کو پسند فرمایا ۵ وحرم ذلك الخ ذلك سے زنا کی طرف اشارہ ہے جو ما قبل سے مفہوم ہے۔ اس صورت میں حرمت سے حرمت شرعیہ مراد ہوگی اور یہ جملہ ما قبل کی علت ہوگا۔ والاشارة یحتمل ان تکون للزنا المفهوم مما تقدم والتحریم علیه علی ظاهره ولعل هذه الجملة وما قبلها متضمنة لتعلیل ما تقدم الخ (روح ج ۱۸ ص ۸۴) یا اشارہ مذکورہ بالا نکاح کی طرف ہے اور تحریم بمعنی منع ہے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ وحرمنا علیه المراضع الخ اور مومنین سے افراد کاملہ مراد ہیں اور مطلب یہ کہ ہم نے تکوینی طور پر مومنین کاملین کے دلوں کو ایسے بدکار مردوں اور عورتوں کے نکاح سے متنفر کر دیا ہے اور ان کے دل ایسے گندے لوگوں کی طرف مائل ہی نہیں ہوتے۔ ویحتمل ان تکون لنکاح الزانیة وعلیه فالمراد من التحریم المنع وبالمؤمنین المؤمنون الکاملون ومعنی منعهم عن نکاح الزوانی جعل نفوسهم ابیة عن المیل الیه فلایلیق ذلك بهم الخ (روح) ۶ والذین یرمون الخ یہ تیسرا حکم ہے جب یہ بات واضح ہوگئی کہ مومنوں کی شان سے بعید ہے کہ وہ زنا ایسے بُرے فعل کا ارتکاب کریں تو اب اگر کوئی شخص کسی پاک دامن عورت یا پارسا مرد پر زنا کی تہمت لگا دے تو اس سے چار گواہوں کا مطالبہ کیا جائے اگر وہ چار قابل اعتماد گواہ پیش نہ کر سکیں تو انھیں حد قذف یعنی تہمت لگانے کی سزا کے طور پر اسّی دُرّے مارے جائیں ولا تقبلوا لهم الخ اور آئندہ کے لئے کسی معاملہ میں کبھی بھی ان کی گواہی قبول نہ کی جائے اولئك هم الفسقون یہ تہمت لگانے والوں کے حال کا بیان ہے اور جملہ متانفہ ہے کلام مستانف غیر داخل فی حیز جزاء الشرط کانه حکایة حال الرامین عند الله بعد انقضاء الجملة الشرطیة (مدارک ج ۳ ص ۱۰۲) کذا فی البحر المحیط ج ۶ ص ۴۳۲) الا الذین تابوا الخ یہ الفسقون سے استثناء ہے یعنی اگر تہمت لگانے والوں نے توبہ کر لی اور اپنے کئے پر نادم ہو گئے اور آئندہ کے لئے اپنے اعمال کی اصلاح کر لی تو ان سے فسق کا نام اٹھ جائیگا۔ ای رجعوا عما قالوا وندموا علی ما تکلموا استثناء من الفاسقین کما صرح به اکثر الاصحاب . . . کون الاستثناء من الجملة الاخیرة مذهب الحنفیة فعندهم لا تقبل شهادة المحدود فی قذف وان تاب واصلح (روح ج ۱۸ ص ۹۵) ولیس یقتضی ظاهر الایة عود الاستثناء الی الجمل الثلاث بل الظاهر هو ما یعضده کلام العرب وهو الرجوع الی الجملة التی تلیها الخ (بحر ج ۶ ص ۴۳۳) جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چار اشخاص (عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین، حضرت حسان بن ثابت، مسطح بن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش) پر حد قذف قائم فرمائی جنہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قذف میں حصہ لیا تھا کما فی التفسیر الکبیر ج ۶ ص ۳۵۳ وارشاد العقل السلیم لابی السعود ج ۶ ص ۳۴۳) بعض مفسرین کا قول ہے کہ آپ نے کسی پر بھی حد قائم نہیں فرمائی (کما فی روح المعانی ج ۱۸ ص ۱۰۶) ۷ والذین یرمون ازواجهم الخ یہ چوتھا حکم ہے۔ پہلے اجنبی پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانے کا حکم بیان کیا گیا اب اس کی مناسبت سے اپنی بیویوں پر تہمت زنا لگانے کا حکم بیان کیا جاتا ہے لما ذکر حکم قذف الاجنبیات بین حکم قذف الزوجات (مدارک ج ۳ ص ۱۰۲) اگر کوئی شخص اپنی بیوی پر تہمت زنا لگا دے اور گواہ پیش نہ کر سکے تو اس پر حد قذف نہیں بلکہ ان دونوں میاں بیوی کے درمیان لعان ہوگا یعنی دونوں میاں بیوی چار چار بار قسم کھا کر اپنی سچائی کی گواہی دیں اور پانچویں بار اپنے اوپر بد دعا کریں کہ وہ اگر جھوٹے ہوں تو خدا ان پر لعنت کرے فشهادة احدهم یہ تہمت لگانے والے کیلئے چار شہادتوں کا طریقہ ہے کہ وہ چار بار قسم کھا کر شہادت دے کہ وہ تہمت

میں سچا ہے والخامسۃ الخ اور پانچویں بار یوں کہے کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو اس پر خدا کی لعنت۔ اگر خاوند اس طرح لعان کرے تو اس پر حد قذف نہیں ہوگی۔ ۸ ویدرا عنھا الخ ان تشھد میں اَنْ مصدریہ ہے اور جملہ بتاویل مصدر یدرا کا فاعل ہے اور العذاب سے حد زنا مراد ہے یعنی اگر عورت بھی بطریق ذیل لعان کرے تو اس سے حد زنا ساقط ہو جائے گی پہلے چار بار خدا کی قسم کھا کر کہے کہ اسکا خاوند جھوٹا ہے اور پانچویں بار یوں کہے کہ اگر اس کا خاوند اپنے دعویٰ میں سچا ہو تو اس (مراد بیوی) پر خدا کا غضب نازل ہو جب خاوند بیوی دونوں بطریق بالا لعان کرلیں تو ان دونوں کے درمیان زوجیت کے حقوق ختم ہو جائینگے اور قاضی کی تفریق سے ان کے درمیان طلاق بائن واقع ہو جائے گی (روح و مدارک) ۹ ولولا فضل الخ تمہید کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانیوالوں پر زجریں ہو رہی ہیں۔ مومنوں کی شان سے بعید ہے کہ وہ پاک دامن مومن عورتوں پر تہمت لگائیں مگر اس کے باوجود تم نے صدیقہ پر تہمت لگائی۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی مہربانی شامل حال نہ ہوتی تو تمہیں فوراً عذاب سے ہلاک کر دیا جاتا۔ لَوْ کی جزا یہاں مذکور نہیں وہ آگے آرہی ہے۔ اس سورت میں لَوْ چار بار آیا ہے لیکن اس کا جواب صرف دو جگہ مذکور ہے یعنی پہلے اور دوسرے لَوْ کا جواب ایک ہے اسی طرح تیسرے اور چوتھے کا جواب ایک ہے ۱۰ ان الذین جاءو الخ یہ منافقین پر زجر ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کے بارے میں لوگ تین قسموں میں منقسم ہوگئے۔ اوّل وہ منافقین جنہوں نے یہ تہمت گھڑی اور اس کی تشہیر کی۔ ان کا سرغنہ عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین تھا۔ دوم وہ مخلص مومنین جو غلط فہمی سے منافقوں کی باتوں سے متاثر ہوگئے اور ان کی زبانوں سے بھی نامناسب باتیں نکل گئیں۔ حضرت حسان بن ثابت اور مسطح بن اثاثہ ایسے ہی تھے۔ سوم عام مخلص مومنین جنہوں نے یہ باتیں سن کر خاموشی اختیار کی نہ ان کی تائید کی نہ تردید۔ اللہ تعالیٰ نے ان تینوں جماعتوں پر زجر فرمایا۔ پہلے گروہ پر سب سے زیادہ زجر کیا گیا۔ یہ پہلی دونوں جماعتوں پر زجر ہے منکم میں خطاب تمام مسلمانوں سے ہے عصبۃ سے وہ منافقین اور مومنین مراد ہیں جنہوں نے اس تہمت میں حصہ لیا۔ منافقین اپنے کو مسلمانوں میں شمار کرتے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے بھی انھیں بظاہر مسلمانوں میں شمار کرکے

ا زجر بر منافقین ۱۲

۲ تیسرے گروہ پر زجر ۱۲

اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ⑦ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا
اس شخص پر اگر ہو وہ جھوٹا اور عورت سے ٹل جائیگی

الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ
مار ۸ یوں کہ وہ گواہی دے چار گواہی اللہ کی قسم کھا کر مقرر وہ شخص

الْكٰذِبِيْنَ ⑧ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ
جھوٹا ہے اور پانچویں یہ کہ اللہ کا غضب آئے اس عورت پر

اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ⑨ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ
اگر وہ شخص سچا ہے اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل ۹

عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ⑩ اِنَّ
تمہارے اوپر اور اسکی رحمت اور یہ کہ اللہ معاف کرنیوالا ہے حکمتیں جاننے والا تو کیا کچھ نہ ہوتا جو

الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لَا تَحْسَبُوْهُ
لوگ ف۱ لائے ہیں ۱۰ طوفان تمہی میں ایک جماعت ہیں تم اسکو نہ سمجھو ۱۱

ع ۱

شَرًّا لَّكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ
برا اپنے حق میں بلکہ یہ بہتر ہے تمہارے حق میں ہر آدمی کے لئے اُن میں سے

مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ
وہ ہے جتنا اس نے گناہ کمایا اور جس نے ۱۲ اٹھایا ہے اسکا بڑا بوجھ

لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ⑪ لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ
اس کیواسطے بڑا عذاب ہے ف۲ کیوں نہ جب تم نے اسکو سنا تھا خیال کیا ہوتا ۱۳ ایمان والے مردوں

وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ
اور ایمان والی عورتوں نے اپنے لوگوں پر بھلا خیال اور کہا ہوتا یہ صریح طوفان

مُّبِيْنٌ ⑫ لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ
ہے کیوں نہ لائے وہ اس بات پر چار شاہد ۱۴

موضح قرآن ف۱ اس کے بعد ذکر ہے ایک طوفان کا جو حضرت کے وقت میں اٹھا حضرت عائشہؓ پر۔ پیغمبر ایک جہاد سے پھر آتے تھے۔ رات کو کوچ ہوا نفیری اور نقارہ نہ تھا ام المومنین جنگل گئی تھیں حاجت کو پیچھے رہ گئیں۔ ایک مسلمان لشکر سے پیچھے چلتا تھا حضرت کے حکم سے گرا پڑا اٹھانے کو۔ ان کو دیکھا تنہا رہ گئیں اونٹ پر سوار کیا آپ مہار پکڑ کر لشکر میں لا پہنچایا۔ کمبخت منافق لگے اپنے روسیاہ کرنے ایک مہینہ تک یہ چرچا رہا پیغمبر بھی سنتے اور بغیر تحقیق کچھ نہ کہتے لیکن دل میں خفا رہتے مہینے کے بعد جب ام المومنین نے سنا انکو نہایت غم اٹھا تین دن روتے روتے دم نہ لیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ اگلی آیتیں بھیجیں دو رکوع تک ف۲ تم کو بہتر ہے اس واسطے کہ اللہ کے فرمانے سے اور تم کو بزرگی ملی اور جتنا کمایا گناہ بعضے خوشیاں کر کر کہتے بعضے افسوس کر کر بعضے چھیڑ کر مجلس میں چرچا اٹھا کر آپ چپکے سنا کرتے بعضے سنکر تامل میں چپ رہ جاتے بعضے صاف جھٹلا دیتے ان پچھلوں کو پسند فرمایا اور سب کو تھوڑا بہت الزام دیا اور بڑا بوجھ اٹھانیوالا عبداللہ بن ابی تھا۔ منافقوں کا سردار۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید کہ در غزوۂ بنی مصطلق حضرت عائشہؓ متہم شدہ و منافقان در اشاعت بدنامی سعی کردند و جماعۂ اظہار براءت نمودند و جماعۂ توقف نمودند۔ خدایتعالیٰ براءت صدیقہ نازل ساخت و ذم منافقاں و مدح براءت کنندگان و تہدید توقف کنندگان فرمود ۱۲۔ ف۲ یعنی عبداللہ بن ابی منافق۔

منکم کا لفظ استعمال فرمایا ۔ ومعنی (منکم) من اهل ملتکم وممن ینتمی الی الاسلام سواء کان کذالک فی نفس الامر ام لا فیشمل ابن ابی لانہ ممن ینتمی الی الاسلام ظاهرا وان کان کافرا فی نفس الامر (روح ج ۱۸ ص۱۱۵) ۱۱ے لا تحسبوہ الخ اس افک اور تہمت کو تم برا نہ سمجھو بلکہ وہ تمہارے لئے خیر و برکت کا پیش خیمہ ہے کیونکہ حضرت عائشہ رضؓ کو اللہ تعالیٰ نے تہمت سے پاک ثابت کر دیا اور اس کے ساتھ گذشتہ چار احکام بھی نازل فرما دیئے جو معاشرے کے لئے امن و سلامتی اور طہارت و پاکیزگی کا پیغام لے کر آئے ہیں بل هو خیر لکم لاکتسابکم به الثواب العظیم وظهور کرامتکم علی اللہ عزوجل بانزال ثمانی عشرۃ آیۃ فی نزاهۃ ساحتکم الخ (ابوالسعود ج ۶ ص۳۳۶) لکل امرئ منهم الخ اور جنہوں نے اس تہمت میں حصہ لیا ہے انہوں نے اپنے جرم کی نوعیت کے مطابق گناہ کا بوجھ اٹھا لیا ہے ۱۲ے والذی تولیٰ الخ اس سے عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین مراد ہے اس واقعہ میں شر و فساد کا سرغنہ اور لیڈر یہی تھا اس لئے جنہوں نے اس میں حصہ لیا ہے وہ محض غلط فہمی کا شکار ہوئے ۔ والاقرب فی الروایۃ ان المراد به عبداللہ بن ابی ابن سلول فانه کان منافقا یطلب ما یکون قدحا فی الرسول علیه السلام وغیرہ کان تابعا له فیما کان یاتی الخ (کبیر ج ۶ ص۳۵۱) (والذی تولی کبرہ) هو عبداللہ بن ابی ابن سلول (معالم وخازن ج ۵ ص۶۲) جمہور اور محقق مفسرین نے یہی لکھا ہے کہ یہاں موصول سے عبداللہ بن ابی ابن سلول ہی مراد ہے مزید حوالوں کے لئے ملاحظہ ہو :- مدارک ج ۳ ص۱۰۳، جامع البیان ص۳۰۶، ابوالسعود ج ۶ ص۳۳۶، روح ج ۱۸ ص۱۱۵، بحر ج ۶ ص۴۳۷ وغیرہ ۱۳ے لولا اذ سمعتموہ الخ یہ تیسرے گروہ پر زجر ہے ۔ قالوا ظنّ پر معطوف ہے یعنی جب تم نے یہ تہمت سنی تو اس وقت تم نے تمام مردوں اور عورتوں کے بارے میں حسن ظن سے کیوں کام نہ لیا اور فوراً ہی کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ محض بہتان اور جھوٹی تہمت ہے کیونکہ ہم کسی مخلص اور سچے مومن مرد اور عورت کے بارے میں یہ گمان نہیں کر سکتے کہ وہ زنا ایسا برا کام کر گذریں ۱۴ے لولا جاءو الخ یہ عام مسلمانوں پر زجر ہے تہمت لگانے والوں نے چار گواہ پیش کیوں نہیں کئے؟ جب وہ چار گواہ پیش نہیں کر سکے تو ظاہر ہے کہ وہ جھوٹے ہیں لہٰذا اے ایمان والو تمہارا فرض تھا کہ تم یہ غلط بات سنتے ہی اعلان کر دیتے کہ یہ سراسر جھوٹی تہمت ہے اور اس میں سچائی کا شائبہ تک نہیں مگر اس کے باوجود تم نے خاموشی اختیار کی ۔ وهذا توبیخ وتعنیف للذین سمعوا الافک ولم یجدوا

فَاِذْ لَمْ یَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ
پھر جب نہ لائے شاہد تو وہ لوگ اللہ کے یہاں وہی ہیں
الْكٰذِبُوْنَ ⑬ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ
جھوٹے ف اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر ۱۵ے اور اسکی رحمت
فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِیْ مَآ اَفَضْتُمْ فِیْهِ
دنیا اور آخرت میں تو تم پر پڑتی اس چرچا کرنے میں
عَذَابٌ عَظِیْمٌ ⑭ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَ
کوئی آفت بڑی ف۲ جب لینے لگے تم اس کو اپنی زبانوں پر ۱۶ے اور
تَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَیْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّ
بولنے لگے اپنے منہ سے جس چیز کی تم کو خبر نہیں اور
تَحْسَبُوْنَهٗ هَیِّنًا ۖ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِیْمٌ ⑮ وَلَوْلَآ
تم سمجھتے ہو اسکو ہلکی بات اور یہ اللہ کے یہاں بہت بڑی ہے ف۳ اور کیوں نہ
اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا یَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا
جب ۱۷ے تم نے اسکو سنا تھا کہا ہوتا ہم کو نہیں لائق کہ منہ پر لائیں یہ بات
سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِیْمٌ ⑯ یَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ
اللہ تو پاک ہے یہ تو بڑا بہتان ہے اللہ تم کو سمجھاتا ہے کہ
تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ⑰ وَ
پھر نہ کرو ۱۸ے ایسا کام کبھی اگر تم ایمان رکھتے ہو اور
یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰیٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ⑱ اِنَّ
کھولتا ہے اللہ تمہارے واسطے پتے کی باتیں اور اللہ سب جانتا ہے حکمت والا ہے ف۳ جو
الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ
۱۸ے لوگ چاہتے ہیں کہ چرچا ہو بدکاری کا ایمان والوں میں ان کیلئے

۱ے زجر بر گروہ دوم ۱۲۔

۲ے نیز زجر بر گروہ دوم ۱۲۔

۳ے تخویف دنیوی واخروی ۱۲۔

موضح قرآن ف چاہیئے کہ جب لوگ ایک نیک شخص کو بری تہمتیں لگا دیں انکو جھٹلا دے۔ پیغمبر خدا نے فرمایا جو کوئی پیٹھ پیچھے بھائی مسلمان کی مدد کرے اللہ اس کی پیٹھ پیچھے مدد کرے اور بے تحقیق تہمتیں لگانا ایمان والوں سے بعید ہے ف۲ یعنی اللہ نے اس امت کو پیغمبر کے طفیل عذابوں سے بچایا ہے نہیں تو یہ بات قابل تھی عذاب کے ف۳ یعنی پتہ اسکا کہ یہ طوفان اٹھایا کس نے معلوم ہوا کہ منافقوں نے جو ہمیشہ چھپے دشمن تھے۔ اگلی آیت میں پتہ بتا دیا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی چمعی کہ میگفتند فلان و فلان چنین میگویند و ماندیدہ ایم و تحقیق نمیدانیم ۱۲۔

عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ
عذاب ہے دردناک دنیا اور آخرت میں اور اللہ جانتا ہے اور تم

لَا تَعْلَمُوْنَ ⑲ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَ
نہیں جانتے اور اگر نہ ہوتا ف۱۹ اللہ کا فضل تم پر اور اس کی رحمت اور

اَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ⑳ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا
یہ کہ اللہ نرمی کرنے والا مہربان تو کیا کچھ نہ ہوتا اے ف۲۰ ایمان والو نہ

تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ
چلو قدموں پر شیطان کے اور جو کوئی چلے گا قدموں پر

الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ
شیطان کے سو وہ تو یہی بتلائیگا بے حیائی اور بری بات اور اگر نہ ہوتا اللہ کا

اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ
فضل ف۲۱ تم پر اور اسکی رحمت تو نہ سنورتا تم میں ایک شخص بھی کبھی

وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ㉑
ولیکن اللہ سنوارتا ہے جسے چاہے اور اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے

وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْۤا
اور قسم نہ کھائیں بڑے درجہ والے تم میں سے ف۲۲ اور کشائش والے اس پر کہ دیں

اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۪ۖ
قرابتیوں کو اور محتاجوں کو اور وطن چھوڑنیوالوں کو اللہ کی راہ میں

وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ؕ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ
اور چاہیئے کہ معاف کریں اور درگذر کریں کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو معاف کرے

لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ㉒ اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ
اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان ف۱ ف۲ جو لوگ ف۲۳ عیب لگاتے ہیں

ع ۲ / ۸
النصف

تخویف دنیوی
اخروی برائے
منافقین ۱۲

فی دفعہ وانکارہ الخ (بحرج ۶ صفحہ ۴۳۳) ف۱۵ ولولا فضل الخ اعادہ بعد عہد کی وجہ سے ہے پہلے ولولا فضل اللہ الخ گذر چکا ہے وہاں لَوْ کا جواب مذکور نہیں تھا یہاں لمسکم فی ما افضتم الخ لَوْ کا جواب ہے اور خطاب دونوں گروہوں سے ہے یعنی تم نے جو ایک پاک دامن اور عفیفہ عورت اور پھر پیغمبر علیہ السلام کی بیوی پر تہمت لگائی ہے اس کی وجہ سے تم مستحق تو اس بات کے تھے کہ تمہیں فوراً ہی عبرتناک عذاب سے ہلاک کر دیا جائے لیکن اللہ تعالیٰ نے تم پر مہربانی فرمائی اور فوراً نہیں پکڑا بلکہ مہلت دیدی اس معاملہ میں جو مخلص مومنین ملوث تھے ان کے لئے یہ تاخیر حقیقتاً اللہ کی رحمت ثابت ہوئی انہیں موقع مل گیا اور انہوں نے سچی توبہ کر لی اور آخرت کے عذاب سے بھی بچ گئے لیکن رئیس المنافقین کو اس مہلت سے صرف وقتی فائدہ ہوا لیکن آخرت میں دردناک عذاب میں گرفتار ہوگا ف۱۶ اذ تلقونہ الخ یہ دوسرے گروہ کیلئے زجر ہے اذ لمسکم کے متعلق ہے۔ (روح) یعنی تمام منافقین کی پھیلائی ہوئی خبر کو ہاتھوں ہاتھ لے رہے تھے اور بلا تحقیق اس کی اشاعت کر رہے تھے اس وقت ہی اگر تم پر اللہ کا عذاب آجاتا تو ایسا ہو سکتا تھا لیکن اللہ نے محض اپنی رحمت سے عذاب نازل کرنے میں عجلت نہیں فرمائی تحسبونہ ھینا الخ تم اس معاملہ کو بہت معمولی سمجھ رہے تھے لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ معاملہ بہت ہی سنگین اور بہت بڑا جرم تھا۔ اے ایمان والو! تمہیں اس معاملے کی سنگینی کا احساس ہونا چاہیئے تھا اور تمہارے لئے اس معاملے میں لب کشائی مناسب نہ تھی ف۱۷ ولولا اذ سمعتموہ الخ یہ بھی دوسرے گروہ پر زجر ہے جب تم نے یہ بات سنی تھی تو تم نے یہ کیوں نہ کہا کہ ہمیں اس قول باطل کی اشاعت میں حصہ نہیں لینا چاہیئے۔ اے اللہ بے شک تو ہر عیب سے پاک ہے لیکن یہ بھی ایک صریح بہتان ہے جو ایک پاک دامن اور پارسا عورت پر لگایا گیا ہے یعظکم ان تعودوا الخ اگر واقعی تم مومن ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ آئندہ ایسی حرکت مت کرو۔ ویبین اللہ الخ اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا ہے اور اس کا ہر کام حکمت پر مبنی ہوتا ہے اس لئے وہ ایسے احکام نازل فرماتا ہے جسمیں تمام بنی آدم کی فلاح و بہبود ہو ف۱۸ ان الذین الخ یہ گروہ منافقین کے لئے دنیوی اور اخروی تخویف ہے نیز تہمت لگانے کی علت کی طرف اشارہ ہے کہ یہ منافقین تہمت اس لئے لگا رہے ہیں تاکہ مسلمانوں میں فحش اور بے حیائی پھیل جائے اور لوگ بد اعتقاد ہو کر توحید کو نہ مانیں ف۱۹ ولولا فضل اللہ الخ لَوْ کا جواب محذوف ہے اس انعام و احسان کی اہمیت کا احساس دلانے اور مسلمانوں کو تنبیہ کرنے کے لئے اس کا دوبارہ اعادہ فرمایا یعنی اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی اور اللہ تعالیٰ مہربان نہ ہوتا تو اس جرم کی پاداش میں تمہیں فوراً ہلاک

موضح قرآن ف۱ جب طوفان اٹھانیوالے جھوٹے پڑے اور اُن کو حد ماری گئی اسی کوڑے اُن میں دو تین مسلمان تھے ایک شخص تھا مسطح ابوبکر صدیق رضؓ کا بھانجا مفلس یہ اسکی خبر لیتے تھے اب قسم کھائی کہ اسکو میں کچھ نہ دونگا۔ اللہ نے اسکی سفارش کر دی وہ تھا مہاجرین سے اہل بدر کے بڑائی والے کہا صدیق اکبر کو جوان کی بڑائی نہ مانے اللہ سے جھگڑے۔ پھر انہوں نے قسم کھائی کہ جو دیتا تھا بند نہ کرونگا

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید دریں آیت تعریض است بابوبکر صدیق قسم خوردہ بود کہ مسطح را ہیچ ندہد و وی یکی از دشنام دہندگان بود ۱۲۔

ہلاک کر دیتا اور مہلت نہ دیتا لعجل لکم العذاب وکرر المنة بترك المعاجلة بالعقاب مع حذف الجواب مبالغة في المنة عليهم والتوبيخ لهم (مدارک ج ۳ صـ ۱۰۵) حضرت شیخ رحمہ اللہ کے نزدیک اس کی جزاء آگے آرہی ہے یعنی ما زکی منکم الخ **۲۰** یایھا الذین الخ ایمان والوں کو نصیحت فرمائی کہ پاک دامن مومنوں پر تہمت لگانا بہت بُرا اور فحش کام ہے اور بے حیائی اور فحش کاموں کی ترغیب و اشاعت تو شیطان کا کام ہے، ایمان والوں کو ایسے کاموں سے دور رہنا چاہیئے اور شیطان کی پیروی نہیں کرنی چاہیئے۔ من یتبع الشیطان او تکب الفحشاء والمنکر فانہ لا یامر الا بھما ومن کان کذلک لا یجوز اتباعہ وطاعتہ (روح جلد ۱۸ صـ ۱۲۴) **۲۱** ولو لا فضل اللہ الخ اعادہ بعد عہد کی وجہ سے ہے اور مقصود ذکر جزاء ہے ما زکی منکم الخ جزاء ہے یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے کہ اس نے بیحیائی اور بہتان تراشی کو روکنے کے لئے احکام وحدود مقرر فرما دیئے ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو منافقین کی، شرارتوں سے کسی کی عزت بھی محفوظ نہ رہتی وہ آج ایک کو بدنام کرتے کل دوسرے کی ہتک پر آمادہ ہو جاتے لیکن اللہ نے حد قذف مقرر فرما کر ان کے منہ بند کر دیئے ہیں یا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آیات بینات نازل فرما کر توحید اور شریعت کی راہ واضح کر دی ہے تاکہ ایمان والے اس پر چل کر اللہ کا قرب حاصل کریں پھر اس نے توبہ کا دروازہ بھی کھول دیا ہے تاکہ گنہ گار توبہ کرکے گناہوں سے اپنے کو پاک کر سکیں تو یہ سب اللہ کی مہربانی ہے اگر وہ ایسا نہ کرتا تو کوئی بھی گناہوں سے پاک نہ ہوسکتا ولکن اللہ یزکی الخ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اسکی مہربانی ہی سے انسان کو عمل اور توبہ کی توفیق ملتی ہے اور اس کا فضل و کرم شامل حال ہو تب ہی انسان گناہوں سے پاک ہوسکتا ہے ای ان تزکیتہ ... لکم و تطھیرہ وھدایتہ انما ھی بفضلہ لا باعمالکم (قرطبی ج ۱۲ صـ ۲۰۷) **۲۲** ولا یأتل اولو الفضل الخ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق کے قریبی رشتہ دار تھے یہ مہاجرین اولین میں سے تھے، ان کی مالی حالت کمزور تھی۔ حضرت صدیق رض حضرت مسطح رض کے دینی شرف اور صلہ رحمی کی بناء پر ان کی مالی امداد کیا کرتے تھے واقعہ افک میں مسطح رض سے بھی غلطی ہوگئی اور وہ دوسرے گروہ میں شامل تھے جب حضرت عائشہ رض کی براءت نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر رض نے قسم کھالی کہ آئندہ کے لئے وہ مسطح رض پر خرچ نہیں کریں گے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ بخشش و عطا تو اسباب مغفرت میں سے ہے تم اس کو بند کیوں کرتے ہو، کیا تم مغفرت نہیں چاہتے ہو؟ جب یہ آیت نازل ہوئی

الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَ
حفاظت والیوں بیخبر ایمان والیوں کو انکو پھٹکار ہے دنیا میں اور
الْاٰخِرَةِ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ㉓ يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ
آخرت میں اور ان کیلئے ہے بڑا عذاب جس دن کہ ظاہر کردیں گی
اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ㉔
ان کی زبانیں اور ہاتھ اور پاؤں جو کچھ وہ کرتے تھے
يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ
اُسدن پوری دیگا انکو اللہ ان کی سزا جو چاہیے اور جان لیں گے کہ
اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ㉕ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ
اللہ وہی ہے سچا کھولنے والا گندیاں ہیں ف۲۴ گندوں کے واسطے
وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ
اور گندے واسطے گندیوں کے اور ستھریاں ہیں ستھروں کے واسطے اور ستھرے
لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ؕ لَهُمْ
واسطے ستھریوں کے وہ لوگ ف۲۵ بے تعلق ہیں ان باتوں سے جو یہ کہتے ہیں ان کیواسطے
مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ㉖ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
بخشش ہے اور روزی ہے عزت کی ف۱ ف۲۶ اے ایمان والو
لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ
مت جایا کرو کسی گھر میں اپنے گھروں کے سوائے جب تک بول چال نہ کرو اور
تُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ
سلام کرلو ان گھر والوں پر یہ بہتر ہے تمہارے حق میں تاکہ تم
تَذَكَّرُوْنَ ㉗ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا
یاد رکھو ف۲ پھر اگر نہ پاؤ ف۲۷ اس میں کسی کو تو اس میں نہ

ف۱ بشارت اخروی ۱۲۔

ف۲ پہلا قانون معاشرت ۱۲۔

ع ۳ ۹

موضح قرآن ف۱ ابن عباس نے کہا کسی پیغمبر کی عورت بدکار نہیں ہوتی یعنی اللہ ان کے ناموس کی حفاظت کرتا ہے ف۲ یعنی بے خبر کسی کے گھر میں نہ گھس جاوے کیا جانے وہ کس حال میں ہو۔ اوّل آواز دیوے اور سب سے بہتر آواز سلام کی۔

توحضرت ابوبکر صدیق رض فوراً بول اٹھے بلیٰ واللہ یا ربنا انا نحب ان تغفر لنا (روح) اس کے بعد مسطح کا وظیفہ بحال کر دیا ۲۳ ان الذین یرمون الخ یہ منافقین کے لئے تخویف دنیوی و اُخروی ہے وہ دنیا اور آخرت میں خداوند تعالیٰ کی لعنت کا مورد ہیں اور آخرت میں انھیں ہولناک عذاب میں بھی مبتلا کیا جائیگا اس سے عبد اللہ بن ابی رئیس المنافقین مراد ہے جو واقعہ افک کا سرغنہ تھا۔ قال مقاتل هذا خاص فی عبد اللہ ابن ابی المنافق (معالم ج ۵ ص۶۲، خازن ص۵۹) یوم تشهد الخ ظرف لعنوا یا عذاب عظیم سے متعلق ہے قیامت کو جب یہ منافق اپنے افعال قبیحہ اور اعمال شنیعہ کے ارتکاب سے انکار کریں گے تو اللہ تعالیٰ اُن سے گویائی کا اختیار سلب کرلے گا اور ان کے جوارح کو بولنے کی قوت عطاء فرمائے گا۔ چنانچہ ان کے ہاتھ پاؤں اور زبان ان کے اختیار کے بغیر بول کر ان کے خلاف گواہی دیں گے بان انطقهن اللہ من غیر اختیار هم (جامع ص۳۰۷) یومئذ یوفیهم اللہ الخ دینهم، دین کے معنی حساب اور جزاء کے ہیں یعنی قیامت کے دن اللہ عدل و انصاف کے ساتھ ان کو ان کے اعمال کی جزاء دے گا اور ان پر ظلم نہیں کرے گا ای حسابهم وجزاءهم (قرطبی) ومعنی الحق الثابت الذی هم اهله (مدارک) ویعلمون ان اللہ الخ دنیا میں منافقین اللہ کی توحید اور دین اسلام کی سچائی سے شک میں تھے لیکن قیامت کے دن ان کے تمام شکوک رفع ہو جائیں گے اور ان پر واضح ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کی توحید حق ہے اور اس کا دین سچا ہے عن ابن عباس انها نزلت فی عبد اللہ بن ابی کان یشک فی الدین فاذا کان یوم القیامة علم حیث لا ینفعه (بحر ج ۶ ص۴۴۲) ۲۴ الخبیثٰت للخبیثین الخ پارسا ایمان والوں کے لئے بشارت اخروی ہے الخبیثات ناپاک عادتیں اور گندی باتیں مراد ہیں اور الطیبات سے پاکیزہ اور نیک عادتیں اور باتیں مراد ہیں یعنی گندی باتیں اور عادتیں، گندے اور بدکار لوگوں کے لائق ہیں اور پاکیزہ عادتیں اور ستھری باتیں نیکوکار اور پاکیزہ لوگوں کی شان کے شایان ہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک پاکیزہ عورت ہیں اس لئے بدکاری ایسی بُری اور ناپاک بات کو ان کی ذات سے کوئی نسبت نہیں۔ اسی طرح حضرت صفوان رضی اللہ عنہ (جن سے منافقین نے حضرت عائشہ پر تہمت لگائی تھی) بھی ایک پاکباز اور عفیف انسان ہیں اور زنا ایسی خباثت سے مبرّا ہیں۔ قال مجاهد وابن جبیر وعطاء واکثر المفسرین المعنی الکلمات الخبیثات من القول للخبیثین من الرجال وکذا الخبیثون من الناس للخبیثات من القول الخ (قرطبی ج ۱۲ ص۲۱۱) یا الخبیثٰت سے بدکار عورتیں اور الطیبات سے پارسا عورتیں مراد ہیں اور مطلب یہ ہوگا کہ بدکار اور گندی عورتیں بدکار اور گندے مردوں کے لائق ہیں، اسی طرح بدکار مرد اس لائق ہیں کہ ان کا تعلق بھی اپنے جیسی گندی عورتوں سے ہو اور پاک اور ستھرے مرد اپنے جیسی پارسا اور ستھری عورتوں کے لائق و بالعکس۔ ستھرے اور پاکباز انسانوں کا بدکار اور گندی عورتوں سے کیا جوڑ؟ حضرت عائشہ صدیقہ رض طیب و طاہر پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں لہذا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اللہ کے پیغمبر کی بیوی بدکاری کی نجاست و خباثت سے پاک اور طیبہ اور طاہرہ نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کی ناموس کی حفاظت کرتا ہے اور اس کی آبرو پر آنچ نہیں آنے دیتا کان تعالیٰ یبین ان الطیبات من النساء للطیبین من الرجال ولا احد طیب ولا اطهر من الرسول فازواجه اذن لا یجوز ان یکن الا طیبات (کبیر ج ۶ ص۳۶۹) حضرت شیخ قدس سرہٗ نے پہلے مطلب کو راجح قرار دیا اور فرمایا اولئک مبرءون مما یقولون الخ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے یعنی پاک لوگ ان ناپاک اور خبیث باتوں سے مبرّا ہیں جن کو خبیث لوگ اُن کی طرف منسوب کرتے ہیں ۲۵ اولئک مبرءون الخ یعنی طیبات (پاکیزہ عورتیں) اور طیبون (پاکدامن مرد) ان ناپاک اور خبیث باتوں سے مبرّا ہیں جو منافقین ان کی طرف منسوب کرتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت صفوان رضی اللہ عنہ منافقین کے اس خبیث بہتان سے بری اور پاک ہیں اور اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس خباثت سے پاک ہے کہ اس کی بیوی فاحشہ ہو۔ الاشارة قیل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والصدیقة وصفوان (روح ج ۱۸ ص۱۳۱) اولئک مبرءون مما یقولون ای عائشة وصفوان مما یقول الخبیثون والخبیثات (قرطبی) پاکیزہ لوگ دنیا میں بھی ان خباثتوں سے پاک ہیں اور آخرت میں ان پر اللہ کی بے پایاں بخشش ہوگی اور باعزت مقام کے مستحق ہوں گے ۲۶ یا ایها الذین امنوا الخ قصہ افک کی تفصیل کے بعد اب آگے چھ قوانین اور آداب معاشرت بیان کئے جاتے ہیں تاکہ بدکاری اور بدکاری کی تہمت کے اسباب و دواعی کا سدّ باب ہو جائے اور آئندہ کے لئے کسی کو کسی پر الزام و بہتان لگانے کا موقعہ ہی نہ مل سکے یہ پہلا قانون ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو ہدایت فرمائی ہے کہ وہ کسی کے گھر میں اجازت کے بغیر داخل نہ ہوا کریں حتی تستأنسوا ای تستاذنوا من یملک الاذن من اصحابها (روح ج ۱۸ ص۱۳۳) یعنی جب دوسرے کے گھر میں داخل ہونا چاہو تو دستک یا آواز دے کر صاحب خانہ سے اجازت لے لو۔ وتسلموا علی اهلها جب اجازت مل جائے تو گھر میں داخل ہو کر گھر میں رہنے والوں کو سلام مسنون کہو ۲۷ فان لم تجدوا الخ لیکن اگر گھر میں کوئی بھی موجود نہ ہو یا گھر میں صرف مستورات اور بچے ہی ہوں تو جب تک صاحب خانہ آکر اجازت نہ دے اس وقت تک گھر میں مت گھسو۔ وان قیل لکم ارجعوا الخ ان سے گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہ ملے تو واپس چلے آؤ۔ هو ازکی لکم۔ اجازت نہ ملنے کی صورت میں تمہارا واپس آ جانا ہی بہتر ہے اس میں تمہارے دین کا بھی فائدہ ہے اور دنیا کا بھی۔ کیونکہ اس طرح تم لوگوں کے شکوک و شبہات سے بالا رہو گے اب دروازے پر جمٹ کر کھڑے رہنا مناسب نہیں۔ لما فیه من سلامة الصدور والبعد عن الریبة (مدارک ج ۳ ص۱۰۰)

۲۸؎ لیس علیکم الخ یہاں ان گھروں اور مکانوں کا ذکر کیا گیا ہے جن میں بلا اجازت داخل ہونا جائز ہے وہ یہ جگہیں ہیں جن میں کسی کے اہل وعیال سکونت پذیر نہ ہوں بلکہ وہ عوامی منافع اور کاروبار کے لئے مختص ہوں مثلاً ہوٹل دکانیں اور سرائیں وغیرہ قال محمد بن الحنفیۃ وقتادۃ ومجاھد ھی الفنادق التی فی طرق السابلۃ قال مجاھد لایسکنھا احد بل ھی موقوفۃ لیاوی الیھا کل ابن السبیل (قرطبی ج ۱۲ ص ۲۲۱) ھی الخانات والمنازل المبنیۃ للسابلۃ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وقیل بیوت التجار وحوانیتھم (خازن ج ۵ ص ۶۸) **۲۹؎** قل للمومنین الخ یہ دوسرا قانون ہے ایمان والوں کو ہدایت فرمائی کہ وہ نظریں جھکا کر چلا کریں تاکہ اجنبی عورتوں سے ان کی نگاہیں محفوظ رہیں نیز فرمایا وہ اپنی شرمگاہوں کو بدکاری سے محفوظ رکھیں۔ یہ ان کے لئے طہارت وعفاف کا باعث ہے غیر محرم عورت کی طرف دیکھنا دواعی زنا میں سے ہے اس لئے پہلے اس سے منع فرمایا کیونکہ جب آدمی اس کے اسباب ومحرکات سے دور رہے گا تو اس سے بھی محفوظ رہے گا۔ **۳۰؎** وقل للمؤمنات الخ یہ تیسرا قانون ہے اس میں عورتوں کو غض بصر اور حفظ فرج کا حکم دیا گیا ہے اسکے بعد عورتوں کو مزید ہدایات دی گئی ہیں ولا یبدین زینتھن الخ زینت سے نفس زینت یا اعضاء زینت مراد ہیں۔ عورتیں اپنی زینت وآرائش کو یا ان اعضاء کو جو محل زینت وآرائش ہیں اجنبی مردوں کے سامنے ظاہر نہ کریں البتہ جن اعضاء کے ڈھانپنے میں حرج اور ان کے ظاہر کرنے میں مجبوری ہو ان کو ظاہر کرسکتی ہیں جو عورتیں باقاعدہ حجاب میں نہیں رہتیں بلکہ اپنے کام کاج کے لئے انھیں گھر سے نکلنا پڑتا ہے انہیں ہاتھ ظاہر کرنے کی بھی اجازت ہے بشرطیکہ خوف فتنہ نہ ہو لیکن آج کل جو فیشن ایبل لڑکیاں ہاتھوں اور چہروں کو میک اپ سے سجا بنا کر بے پردہ باہر نکلتی ہیں اس کی ہرگز اجازت نہیں کیونکہ اس میں سراسر فتنہ ہی فتنہ ہے **۳۱؎** ۔ ۔ ۔ ۔ ولیضربن بخمرھن الخ عورت کے خلقی حسن وجمال میں سینہ نمایاں حیثیت رکھتا ہے اس لئے اس کے ستر کی خاص طور سے تاکید فرمائی کہ اوڑھنی کو سر پر سے لاکر سینے پر ڈالدیں تاکہ سینے کا ستر بخوبی ہوجائے۔ یہ گھر میں ستر کا حکم ہے اگر گھر سے باہر جانے کی ضرورت پیش آئے تو برقع یا چادر اوڑھ کر نکلیں جس سے سارا بدن مستور ہوجائے یہ حکم یدنین علیھن من جلابیبھن (احزاب ع ۸) میں مذکور ہے۔ ولا یبدین الخ اور اپنی زیبائش کو

تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا

جاؤ جب تک کہ اجازت نہ ملے تمکو اور اگر تم کو جواب ملے کہ پھر جاؤ

فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۲۸﴾

تو پھر جاؤ اس میں خوب ستھرائی ہے تمہارے لئے اور اللہ جو تم کرتے ہو جانتا ہے ف ۱

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ

نہیں گناہ تم پر اس میں کہ جاؤ ۲۸؎ ان گھروں میں جہاں کوئی نہیں بستا

فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا

اس میں کچھ چیز ہو تمہاری ف ۱ اور اللہ کو معلوم ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو

تَكْتُمُوْنَ ﴿۲۹﴾ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ

چھپاتے ہو ف ۲ کہدے ایمان والوں کو ۲۹؎ نیچی رکھیں ذری اپنی آنکھیں

وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۭ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ

اور تھامتے رہیں اپنے ستر کو اس میں خوب ستھرائی ہے ان کیلئے بیشک اللہ کو خبر ہے

بِمَا يَصْنَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ

جو کچھ کرتے ہیں ف ۳ اور کہدے ایمان والیوں کو نیچی رکھیں ذرا

اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ

اپنی آنکھیں ۳۰؎ اور تھامتی رہیں اپنے ستر کو اور نہ دکھلائیں ف ۲

زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ

اپنا سنگار مگر جو کھلی چیز ہے اس میں سے ف ۳ اور ڈال لیں ۳۱؎ اپنی اوڑھنی

عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۠ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا

اپنے گریبان پر اور نہ کھولیں اپنا سنگار مگر

لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَاۗىِٕهِنَّ اَوْ اٰبَاۗءِ بُعُوْلَتِهِنَّ

اپنے خاوند کے آگے یا اپنے باپ کے یا اپنے خاوند کے باپ کے

۱؎ دوسرا قانون معاشرت ۱۲۔

۲؎ تیسرا قانون معاشرت ۱۲۔

موضح قرآن ف ۱ کوئی گھر میں نہ ہو اور پروانگی دے رکھی ہو تو خالی گھر میں چلے جاؤ۔ اور نہ دی ہو تو نہ جاوے اور پھر جاؤ کہے سے برا نہ مانو۔ اس میں آپس کی ملاقات صاف رہتی ہے ایک کا دوسرے پر بوجھ نہیں پڑتا ف ۲ شاید سننے والوں کے دل میں آیا ہوگا کہ جس گھر میں کوئی نہیں رہتا تو کس سے پروانگی لیویں۔ یہ ہر وقت پوچھ کر جانا جدے گھر والوں کو ہے اور جو ایک گھر کے لوگ ہیں جیسے لونڈی اور غلام یا اولاد ان کو ہر وقت پوچھنا ضروری نہیں مگر تین وقت خلوت کے۔ وہ اس سورۃ کے آخر میں ہے ف ۳ تھامتے رہیں ستر یعنی نہ کسی کا ستر دیکھیں نہ اپنا دکھا دیں اور خبر ہے جو کرتے ہیں کفر کی رسم اس بات کی تہ تھی

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی رباط وقف ۱۲ ف ۲ یعنی مواضع زیور ۱۲ ف ۳ یعنی وجہ وکفین ۱۲۔

اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ
یا اپنے بیٹے کے یا اپنے خاوند کے بیٹے کے یا اپنے بھائی کے یا اپنے

اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا
بھتیجوں کے یا اپنے بھانجوں کے یا اپنی عورتوں کے یا

مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ
اپنے ہاتھ کے مال ۳۲ یا کاروبار کرنیوالوں کے جو مرد کہ کچھ غرض

مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى
نہیں رکھتے یا لڑکوں کے جنہوں نے ابھی نہیں پہچانا

عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا
عورتوں کے بھید کو اور نہ ماریں زمین پر اپنے پاؤں کو کہ جانا جائے جو

يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ۭ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ
چھپاتی ہیں اپنا سنگار اور توبہ کرو اللہ کے آگے سب مل کر اے

الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى
ایمان والو تاکہ تم بھلائی پاؤ ف۱ اور نکاح کردو رانڈوں کا

مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ۭ اِنْ
اپنے اندر ۳۳ اور جو نیک ہوں تمہارے غلام اور لونڈیاں اگر

يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ
وہ ہونگے مفلس ۳۴ اللہ انکو غنی کردیگا اپنے فضل سے اور اللہ کشائش والا ہے

عَلِيْمٌ ﴿۳۲﴾ وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ
سب کچھ جانتا ہے ف۲ اور اپنے آپ کو تھامتے رہیں جن کو ۳۵ نہیں ملتا سامان

نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ
نکاح کا جب تک کہ مقدور دے انکو اللہ اپنے فضل سے اور جو لوگ چاہیں ۳۶

کسی اجنبی کے سامنے ظاہر نہ کریں البتہ اپنے خاوند کے علاوہ مندرجہ ذیل مردوں کے سامنے آرائش کا اظہار جائز ہے کیونکہ یہ ان کے ذی رحم محرم ہیں باپ، خسر، بیٹا، خاوند، خاوند کا دوسری بیوی سے بیٹا، بھائی، بھتیجا اور بھانجا اونسائھن ان رشتہ دار مردوں کے علاوہ ان عورتوں کے سامنے بھی اپنی آرائش کو ظاہر کرسکتی ہیں جو مسلمان ہوں اور اچھے کیریکٹر کی ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر عورتوں کے سامنے اسی طرح فاحشہ اور گندے کردار اور کمینہ صفت عورتوں کے سامنے زینت کی نمائش جائز نہیں کیونکہ ایسی عورتیں باپردہ عورتوں کی زینت و آرائش اور حسن وجمال کا غیر مردوں کے سامنے ذکر کریں گی اس میں خوف فتنہ ہے قال ابن عباس رضی اللہ عنہ لا یحل للمسلمۃ ان تراھا یھودیۃ او نصرانیۃ لئلا تصفھا لزوجھا۔ (قرطبی ج ۲ ص ۲۳۳) ۳۲ اوما ملکت الخ اس سے مراد لونڈیاں ہیں کیونکہ غلام غیر محرم ہیں ای من الاماء ولو کوافرو اما العبید فھم کالاجانب (روح ج ۱۸ ص ۱۴۳) اوالتابعین الخ یعنی وہ نوکر چاکر یا وہ مرد جو گھر والوں کے ساتھ رہتے ہوں اور بچا کھچا کھا کر گذارہ کرتے ہوں اگر وہ عمر رسیدہ ہوں اور عورتوں سے انہیں رغبت نہ ہو بس اپنے کام سے کام رکھیں اور ان کی طبیعت میں شوخی وغیرہ نہ ہو یا اس سے وہ فاتر العقل مراد ہیں جن کے حواس بجا نہ ہوں تو ان کے سامنے بھی آرائش ظاہر کرسکتی ہیں الرجل یتبع القوم فیأکل معھم ویرتفق بھم وھو ضعیف لا یکترث للنساء ولا یشتھیھن (قرطبی ج ۱۲ ص ۲۳۴) المراد بالتابعین غیر اولی الاربۃ ھم الذین یتبعون القوم لیصیبوا من فضل طعامھم لاھمۃ لھم الا ذلک ولا حاجۃ لھم فی النساء (خازن ج ۵ ص ۷۰) اوالطفل الذین الخ اسی طرح وہ چھوٹے بچے جو ابھی سن بلوغ کو نہیں پہنچے ان کے سامنے بھی آرائش ظاہر کرنے کی اجازت ہے ولا یضربن بارجلھن الخ چلتے وقت اپنے پاؤں زمین پر آہستہ آہستہ رکھیں اور زور سے زمین پر نہ ماریں تاکہ

ر ۱ چوتھا قانون معاشرت ۱۲

ر ۲ پانچواں قانون معاشرت ۱۲

موضح قرآن

ف ۱ سنگار میں سے کھلی چیز ایسی چیز کو کہا جیسے چڑھے کپڑے اور تنی پاپوش یا یہ کہا کہ عورت کو تھوڑا سا منہ اور ہاتھ کی انگلیاں اور پاؤں کا پنجہ کھولنا درست ہے ناچاری کو پھر ہاتھ کی مہندی کھلے یا آنکھ کا کاجل یا انگلی کا چھلا اور باقی بدن اور گنا ڈھانکنا ضرور ہے غیر سے مگر اپنے محرموں سے چھاتی سے زانو تک اور اپنی عورتیں جو نیک چال کی ہوں ان سے بھی اتنا ضرور ہے اور بدذات عورتوں سے کنارہ پکڑنا اور کیرے جن کو غرض نہیں یعنی کھانے اور سونے میں غرق ہیں شوخی نہیں رکھتے اور لڑکا دس برس تک اور اپنا غلام بھی محرم ہے بہت علماء کے نزدیک اور پاؤں کی دھمک سے معلوم ہوتے ہیں گھونگرو یا گجری اور باریک کپڑا جس سے بدن نظر آوے ننگی اور وہ برابر ہے اور اتنا بھی نہ کھولے تو بہتر ہے ف ۲ رسول نے فرمایا اے علی تین کام میں دیر نہ کرو نماز فرض کا جب وقت آوے۔ جنازہ جب موجود ہو۔ رانڈ عورت جب مرد ملے اس کی ذات کا جو کوئی دوسرا خاوند کرنے کو عیب دے اسکا ایمان سلامت نہیں اور جو نیک ہوں لونڈی غلام یعنی بیاہ دینے سے مغرور نہ ہو جاویں تمہارا کام نہ چھوڑیں۔

فتح الرحمن

ف ۱ حاصل این آیت آنست کہ مواضع زینت دو قسم است۔ آنچہ در ستر آن حرج است و آن وجہ و کفین بود۔ و آنچہ در ستر آن حرج نیست مانند سر و گردن و عضد و ذراع و ساق پس ستر وجہ و کفین از اجنبیان فرض نیست بلکہ سنت است و ستر غیر آن از اجنبیان فرض است نہ از محارم۔ واللہ اعلم

پاؤں میں پہنے ہوئے زیوروں کی جھنکار غیر محرم نہ سن لیں کیونکہ اس سے وہ عورت کے کردار پر شبہ کریں گے اور ممکن ہے کہ ان کے اپنے دلوں میں خیالات فاسدہ کروٹیں لینے لگیں وتوبوا الی اللہ الخ انسان خطا کا پتلا ہے انتہائی کوشش کے باوجود اوامر و نواہی میں اس سے قصور اغلب ہے اس لئے اپنے گناہوں سے توبہ کرنے اور معافی مانگنے کا حکم فرمایا۔ العبد لا یخلو عن سہو و تقصیر فی اوامرہ و نواھیہ وان اجتہد فلذا وصی المومنین جمیعًا بالتوبۃ وبتامیل الفلاح اذا تابوا (مدارک ج ۳ ص ۱۰۹) ۳۳ وانکحوا الایامٰی الخ یہ چوتھا قانون ہے اس کا تعلق بھی صلاح و عفاف اور تطہیر معاشرہ سے ہے ایامٰی ایم کی جمع ہے اور ایم غیر شادی شدہ مرد و عورت کو کہتے ہیں یا وہ مرد و زن جن کا رفیق زندگی فوت ہو چکا ہو الایم قال نضر بن شمیل کل ذکر لا انثی معہ وکل انثی لا ذکر معہا بکرا کان او ثیبًا۔۔۔ وفی شرح کتاب سیبویہ لابی بکر الخفاف الایم التی لا زوج لہا واصلہ ھی التی کانت متزوجۃ ففقدت زوجہا برزء طرأ علیہا الخ (روح ج ۱۸ ص ۱۴۷) یعنی جس عورت و مرد کا ابھی تک نکاح نہیں ہوا یا ہو کر بیوہ یا رنڈوا ہو گیا ہے تو موقع مناسب دیکھ کر ان کا نکاح کر دو۔ اسی طرح غلاموں اور لونڈیوں میں سے جو نیک ہیں ان کا نکاح بھی کر دو کیونکہ نکاح ہو جانے سے ان میں زنا کا داعیہ کمزور ہو جائیگا اور نکاح نہ کرنے میں بہت سی خرابیاں ہیں الصّٰلحین سے یا تو شرعی معنی مراد ہے یعنی نیک اور پرہیزگار ہوں یہ قید اس لئے لگائی گئی کہ وہ حقوق زوجیت صحیح طور سے ادا کریں اور زوجین اور ان کی اولاد کا دین محفوظ رہے۔ لیحصن دینھم ویحفظ علیھم صلاحھم (کبیر ج ۶ ص ۳۸۵) یا صلاح سے اس کا لغوی معنی صلاحیت مراد ہے یعنی اگر غلاموں اور لونڈیوں میں نکاح کی صلاحیت ہو۔ وہ بالغ ہوں اور حقوق زوجیت ادا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں

اَلْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ
لکھت آزادی کی مال دیکر ان میں سے کہ جو تمہارے ہاتھ کے مال ہیں تو انکو لکھ کر دیدو اگر سمجھو
فِيْهِمْ خَيْرًا ۖ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ ۭ
ان میں کچھ نیکی اور دو ان کو اللہ کے مال سے جو اس نے تمکو دیا ہے
وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَاۗءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا
اور نہ زبردستی کرو اپنی چھوکریوں پر ۳۷ بدکاری کیواسطے اگر وہ چاہیں ۳۸ قید سے رہنا
لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ
کہ تم کمانا چاہو اسباب دنیا کی زندگانی کا اور جو کوئی ان پر زبردستی کریگا
فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۳﴾
تو اللہ ۳۹ ان کی بے بسی کے پیچھے بخشنے والا مہربان ہے ف۱
وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ
اور ہمنے اتاریں تمہاری طرف آیتیں ۴۰ کھلی ہوئی اور کچھ حال ۱
الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۴﴾ ع ۴ ۱۰ اَللّٰهُ
انکا جو ہو چکے تم سے پہلے اور نصیحت ڈرنے والوں کو ف۲ اللہ
نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ
روشنی ہے آسمانوں کی اور زمین کی ۴۱ مثال اسکی روشنی کی جیسے ایک طاق
فِيْهَا مِصْبَاحٌ ۭ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ۭ اَلزُّجَاجَةُ
اس میں ہو ایک چراغ ۴۲ وہ چراغ دھرا ہوا ایک شیشہ میں وہ شیشہ ہے
كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ
جیسے ایک تارہ چمکتا ہوا تیل جلتا ہے اس میں ایک برکت کے درخت کا
زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا
وہ زیتون ہے نہ مشرق کی طرف ہے اور نہ مغرب کی طرف قریب ہے اس کا تیل کہ

ف۱ چھٹا قانون معاشرت ۱۲-

ف۲ دعوی توحید [illegible] ۱۲

موضح قرآن ف لکھا چاہیں یعنی کسی کا غلام، لونڈی کہے کہ میں اتنی مدت میں اتنا تجھ کو کما دوں تو مجھ کو آزاد کر۔ یہ اقرار لکھوا لیں۔ اس کو کتابت کہتے ہیں جو اس میں نیکی دیکھی تو لکھ دے۔ نیکی یہ کہ آزاد ہو کر قید سے چھوٹ کر چوری بدکاری نہ کرے گا اور دولتمندوں کو فرمایا کہ ایسے غلام لونڈی کو مال سے مدد کرو تا کہ آزاد ہو دیں خواہ زکوٰۃ سے خواہ خیرات سے اور لونڈیوں سے بدکاری کروا کر مال کمانے کو بڑا وبال ہے۔ خواہ وہ خوش ہوں خواہ ناخوش۔ ناخوشی پر اور زیادہ۔ وہ مال سب ناپاک ہے اور ناخوشی میں لونڈی بے گناہ ہے۔ ف۲ یعنی پہلی امتوں پر بھی ایسے ہی حکم تھے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی فتیلہ روشن است ۱۲۔ ف۲ یعنی در قندیل ۱۲۔

وقیل المراد بالصلاح معناہ اللغوی ای الصالحین للنکاح و القیام بحقوقہ (روح ج ۱۸ ص ۱۴۵) ۳۴؎ ان یکونوا الخ غربت اور افلاس کی وجہ سے ان کے نکاح میں تاخیر نہ کرو کیونکہ فقر وغنا اللہ کے قبضے میں ہے اگر اللہ کو منظور ہوگا تو وہ ان کے افلاس کو غنا سے بدل دے گا واللہ واسع علیم اس کے خزانے غیر محدود ہیں جو ختم نہیں ہوسکتے اور وہ اپنی حکمت و مصلحت کے تحت جسے چاہتا ہے فقیر یا غنی کر دیتا ہے ۳۵؎ ولیستعفف الخ نکاح سے یہاں اسباب نکاح مراد ہیں۔ (لا یجدون نکاحا) استطاعۃ تزوج من المھر والنفقۃ (مدارک ج ۳ ص ۱۰۹) یعنی جو لوگ اس قدر محتاج ہیں کہ بیوی کے مہر اور اس کے نان و نفقہ کا بھی انتظام کرنے سے عاجز ہیں وہ صبر وضبط سے اپنے جذبات پر قابو پانے کی کوشش کریں اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے امید رکھیں جب اللہ تعالیٰ ان کے لئے نکاح کے اسباب مہیا کردے تو نکاح کرلیں ۳۶؎ والذین یبتغون الخ یہ پانچواں قانون ہے نکاح کی صلاحیت رکھنے والے غلاموں اور لونڈیوں کی تزویج کا حکم دینے کے بعد مستحق کتابت غلاموں کو مکاتب کرنے کا حکم دیا تاکہ وہ بدل کتابت ادا کرکے آزاد ہوجائیں اور اپنے تصرفات نکاح، تجارت وغیرہ کے مختار ہوجائیں۔ مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں جسے اسکا مالک کہہ دے کہ تم اتنی رقم ادا کردو تو تم آزاد ہو خیرا سے مراد قدرت اور امانت ہے یعنی اگر تم سمجھو کہ غلام کمانے کی قدرت رکھتا ہے اور بددیانت نہیں کہ مال میں خیانت کرے تو اس کو مکاتب کردو۔ ای امانۃ وقدرۃ علی الکسب (روح) و اتوھم الخ جب ان کو مکاتب کردو تو ان کی کچھ مالی امداد بھی کرو تاکہ وہ کوئی کام شروع کریں بدل کتابت میں سے کچھ تخفیف بھی اس میں شامل ہے (روح، معالم، خازن) ۳۷؎ ولا تکرھوا فتیتکم الخ یہ صلاح وعفاف کا چھٹا قانون ہے زمانہ جاہلیت میں بعض لوگ لونڈیوں کو زنا پر مجبور کرتے اور انکی کمائی کھاتے تھے مفسرین نے کہا ہے یہ آیت عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس کی دو لونڈیاں تھیں جن کی وہ کمائی کھاتا تھا حرمت زنا کے نزول کے بعد ان لونڈیوں نے زنا کرنے سے انکار کردیا اور کہا کہ اب اسلام نے زنا حرام کردیا ہے۔ اس لئے اب ہم یہ کام نہیں کریں گی ابن ابی نے ان کو مجبور کیا تو وہ دونوں حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اس کی شکایت کی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ قال المفسرون نزلت فی عبد اللہ بن ابی ابن سلول المنافق کانت لہ جاریتان یقال لھما مسیکۃ ومعاذۃ وکان یکرھھما علی الزنا لضریبۃ یاخذ منھما الخ (خازن ج ۵ ص ۷۵) آیت کا مورد اگرچہ خاص ہے مگر اس کا حکم عام ہے لا اختصاص للخطاب بمن نزلت فیہ الآیۃ بل ھی عامۃ فی سائر المکلفین (روح ج ۱۸ ص ۱۵۶) ۳۸؎ ان اردن الخ اس سے بظاہر شبہ ہوتا ہے کہ نہی ارادہ تحصن کے ساتھ مشروط ہے یعنی اگر لونڈیاں پاک دامن رہنے کا ارادہ کریں تو ان کو زنا پر مجبور نہ کیا کرو اس سے مفہوم یہ نکلا کہ ارادہ تحصن نہ ہو تو اکراہ کی اجازت ہے حالانکہ یہ درست نہیں اس کے متعدد جواب ہیں اوّل ارادہ تحصن کا ذکر محض مزید تغلیظ اور تقبیح فعل کے لئے ہے یعنی جب وہ پاک رہنا چاہتی ہوں تو پھر ان پر جبر کرنا بہت ہی برا فعل ہے جیسا کہ موجودہ زمانہ میں کئی ایک ایسے واقعات سامنے آچکے ہیں کہ بعض بے غیرت خاوند اپنی بیویوں کو بدکاری پر مجبور کرتے ہیں۔ اس لئے بطور تغلیظ فرمایا جب وہ پاک رہنے کا ارادہ کریں تو تمہیں بطریق اولیٰ انہیں پاک رہنے کے مواقع فراہم کرنے چاہئیں جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے لا تاکلوا الربا اضعافا مضاعفۃ (آل عمران) یہاں اضعافا مضاعفۃ کا اضافہ بطور تغلیظ ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ سود در سود ناجائز ہے اور سود مفرد جائز ہے فیہ توبیخ للموالی ای اذا رغبن فی التحصن فانتم احق بذلک (مدارک ج ۳ ص ۱۱۱) دوم ارادہ تحصن کا ذکر اغلب حالات کی رعایت سے کیا گیا ہے۔ کیونکہ جبر واکراہ صرف اسی صورت میں ہوسکتا ہے جب لونڈی اپنی آبرو محفوظ رکھنے کا تہیہ کرے اور زنا پر رضامند نہ ہو لیکن اگر وہ خود ہی رضامند ہو تو جبر واکراہ کی نوبت نہیں آئے گی انما شرط ارادۃ التحصن لان الاکراہ لا یتصور الا عند ارادۃ التحصن فاما اذا لم ترد التحصن فانھا تبغی بالطبع (خازن ج ۵ ص ۷۶) سوم۔ لا تکرھوا فتیتکم الخ نکاح کردینے سے کنایہ ہے مطلب یہ ہے کہ جب تمہاری لونڈیاں پاکیزہ زندگی بسر کرنے کا ارادہ رکھتی ہوں تو ان کا نکاح کردو اور نکاح سے ان کو نہ روکو کیونکہ اس صورت میں ان کے زنا میں واقع ہونے کا اندیشہ ہے۔ کیونکہ خواہش نکاح کے وقت کسی کو نکاح سے روکنا بھی اسباب داعیہ الی الزنا میں سے ہے اس لئے جو شخص اپنی لونڈیوں کو نکاح سے روکتا ہے گویا وہ ان کو زنا پر مجبور کرتا ہے جبکہ وہ زنا سے عفاف وطہارت کی زندگی بسر کرنا چاہتی ہیں قالہ الشیخ قدس سرہ بعض امراء اور بڑے بڑے پیران سوء کو دیکھا گیا ہے کہ وہ اپنی بیٹیوں کی شادی صرف اس لئے نہیں کرتے کہ ان کی شان کا انہیں داماد نہیں ملتے حالانکہ صرف دین کو دیکھنا چاہئے یہ لوگ بھی اس آیت کے تحت داخل ہیں ۳۹؎ ومن یکرھھن الخ من کی جزاء محذوف ہے ای فلا اثم علیھن اسی نہی کے بعد جو ان کو بدکاری پر مجبور کرے گا۔ اس کا جرم وگناہ جبر کرنے والے پر ہے لونڈیوں پر نہیں۔ ہاں جبر واکراہ کے بعد بتقاضائے بشریت ان (لونڈیوں) سے جو مطاوعت سرزد ہوگی اس کی اللہ تعالیٰ معافی دے گا۔ تعلیق المغفرۃ لھن مع کونھن مکرھات لا اثم لھن ... لاعتبار انھن وان کن مکرھات لا یخلون فی تضاعیف الزنا عن شائبۃ مطاوعۃ بحکم الجبلۃ البشریۃ (روح ج ۱۸ ص ۱۵۸) ۴۰؎ ولقد انزلنا الخ ..... دوسری بار ترغیب مع تخویف دنیوی آیات مبینت دلائل توحید اصلاح معاشرہ کے لئے احکام بیان کرنے کے بعد اصل مدعا کی طرف اشارہ ہے ومثلا من الذین الخ گذشتہ لوگوں کے قصص و امثال تاکہ خدا سے ڈرنے والے اور انابت کرنے والے لوگ ان سے نصیحت وعبرت حاصل کریں ۴۱؎ اللہ نور السموت الخ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے سے منافقین کا مقصد یہ تھا کہ اس سے مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہوجائیں گے اور مسئلہ توحید اور دین اسلام سے پھر جائیں گے تہمت سے متعلقہ احکام اور اصلاح وتطہیر معاشرہ کے قوانین بیان کرنے کے بعد اب یہاں اصل دعوی توحید کا ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ نور السموت والارض اللہ تعالیٰ سارے جہان کا نور ہے سارے جہان کی رونق اور چہل پہل اسی کی ذات سے قائم ہے۔ سارے عالم کا کاروبار اسی کی تدبیر اور تصرف سے چل رہا ہے اور کائنات کے ذرے ذرے سے اس کی قدرت ظاہر وہویدا ہے۔ وہی سارے جہان کا مدبر اور تمام جہان والوں کا کارساز ہے قال مجاھد وابن عباس فی قولہ (اللہ نور السموت والارض) یدبر الامر فیھما (ابن کثیر ج ۳ ص ۲۸۹) (روح ج ۱۸ ص ۱۶۴) قال مجاھد

مدبر الامور فی السموٰت والارض (قرطبی ج ۱۲ ص ۲۵۷) اسی کے قدرت وتصرف سے زمین وآسمان کی رونق اور سارے جہان کا نظام قائم ہے ہر چیز اس سے منور اور موجود ہے المعنی ای بہ وبقدرتہ انارت اضواءھا واستقامت امورھا وقامت مصنوعاتھا (قرطبی ج ۱۲ ص ۲۵۶) الواجب الوجود الموجد لماعداہ (روح) حاصل یہ ہے کہ سارے جہان میں جو حسن وخوبی اور جمال وکمال ہے وہ اسی کی ذات سے ہے ۴۲ مثل نورہ الخ پہلے فرمایا اللہ نور ہے اور زمین وآسمان میں ظاہر وعیاں ہے اب اس کے واضح ہونے کی مثال بیان فرمائی۔ مثال کی تقریر اس طرح ہے کہ ایک طاق ہو جس میں نہایت صاف وشفاف شیشے کا شمعدان موجو درخشاں ستارے کی طرح جگمگا رہا ہو اور اس میں بتی ہو جو کثیر الفوائد درخت زیتون کے تیل سے جل رہی ہو اور تیل بھی ایسا عمدہ ہو جو زیتون کے اس درخت سے حاصل کیا گیا ہو جو صبح شام دھوپ میں رہے۔ وہ تیل ایسا صاف اور لطیف ہو کہ ایسے معلوم ہو کہ آگ دکھائے بغیر ہی جل اٹھے گا مشکوٰۃ طاقچہ جس میں چراغ رکھا جاتا ہے مصباح چراغ زجاجۃ شیشہ۔ کوکب دری چمکنے والا ستارہ لاشرقیۃ ولاغربیۃ یعنی وہ نہ باغ کی شرقی جانب ہو نہ غربی جانب بلکہ کھلے میدان اور صحرا میں ہو تاکہ سارا دن اس پر دھوپ پڑے کیونکہ ایسے درخت کا روغن نہایت صاف وشفاف لطیف اور عمدہ ہوتا ہے ای ضاحیۃ للشمس لایظلھا جبل ولاشجر ولایحجبھا عنھا شیئ من حین تطلع الی ان تغرب وذالک احسن لزیتھا۔ (روح ج ۱۸ ص ۱۶۸) یوقد من شجرۃ الخ المصباح سے حال ہے اور شجرۃ سے پہلے مضاف مقدر ہے ای من زیت شجرۃ نور علی نور یعنی اس طرح بہت سی روشنیاں جمع ہوگئیں۔ چراغ میں تیل بھی زیتون کا ہو جو نہایت صاف اور لطیف ہو۔ پھر چراغ اعلیٰ درجے کے شفاف اور چمکدار شیشے کے قندیل میں ہو پھر وہ قندیل ایک محفوظ طاق میں ہو جس سے روشنی سمٹ کر اور تیز ہو جائے اس طرح بہت سی روشنیاں جمع ہو جائیں یہی مثال مسئلہ توحید کی ہے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی کارسازی سارے جہان کے ذرّے ذرّے سے ظاہر وعیاں تھی پھر انبیاء سابقین علیہم السلام کی تعلیمات اور کتب سابقہ کی آیات بینات کی روشنیوں نے اس کو اور واضح اور روشن کیا پھر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآنی تعلیمات کی ضیاپاشیوں سے یہ مسئلہ اور زیادہ روشن ہو کر جگمگا اٹھا اور پھر

یُضِیۡٓءُ وَلَوۡ لَمۡ تَمۡسَسۡهُ نَارٌ ؕ نُوۡرٌ عَلٰی نُوۡرٍ ؕ یَہۡدِی اللّٰہُ
کہ روشن ہو جائے اگرچہ نہ لگی ہو اس میں آگ روشنی پر روشنی اللہ راہ دکھلا دیتا ہے
لِنُوۡرِہٖ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ یَضۡرِبُ اللّٰہُ الۡاَمۡثَالَ لِلنَّاسِ ؕ
اپنی روشنی کی جسکو چاہے اور بیان کرتا ہے اللہ مثالیں لوگوں کے واسطے
وَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ﴿۳۵﴾ فِیۡ بُیُوۡتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنۡ
اور اللہ سب چیز کو جانتا ہے ف ان گھروں میں کہ اللہ نے حکم دیا انکو ۴۳
تُرۡفَعَ وَ یُذۡکَرَ فِیۡہَا اسۡمُہٗ ۙ یُسَبِّحُ لَہٗ فِیۡہَا بِالۡغُدُوِّ
بلند کرنیکا اور وہاں اسکا نام پڑھنے کا یاد کرتے ہیں اسکی وہاں صبح اور
وَ الۡاٰصَالِ ﴿۳۶﴾ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلۡہِیۡہِمۡ تِجَارَۃٌ وَّ لَا بَیۡعٌ
شام وہ مرد کہ نہیں غافل ہوتے سودا کرنے میں اور نہ بیچنے میں
عَنۡ ذِکۡرِ اللّٰہِ وَ اِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَ اِیۡتَآءِ الزَّکٰوۃِ ۪ۙ
اللہ کی یاد سے اور نماز قائم رکھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے
یَخَافُوۡنَ یَوۡمًا تَتَقَلَّبُ فِیۡہِ الۡقُلُوۡبُ وَ الۡاَبۡصَارُ ﴿۳۷﴾
ڈرتے رہتے ہیں اس دن سے جس میں الٹ جائینگے دل اور آنکھیں
لِیَجۡزِیَہُمُ اللّٰہُ اَحۡسَنَ مَا عَمِلُوۡا وَ یَزِیۡدَہُمۡ مِّنۡ
تاکہ بدلہ دے ان کو اللہ ان کے بہتر سے بہتر کاموں کا اور زیادتی دے ان کو
فَضۡلِہٖ ؕ وَ اللّٰہُ یَرۡزُقُ مَنۡ یَّشَآءُ بِغَیۡرِ حِسَابٍ ﴿۳۸﴾ وَ
اپنے فضل سے اور اللہ روزی دیتا ہے جس کو چاہے بے شمار ف۲ اور
الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَعۡمَالُہُمۡ کَسَرَابٍۭ بِقِیۡعَۃٍ یَّحۡسَبُہُ الظَّمۡاٰنُ
جو لوگ منکر ہیں انکے کام ۴۴ جیسے ریت جنگل میں پیاسا جانے اس کو
مَآءً ؕ حَتّٰۤی اِذَا جَآءَہٗ لَمۡ یَجِدۡہُ شَیۡئًا وَّ وَجَدَ اللّٰہَ عِنۡدَہٗ فَوَفّٰىہُ
پانی یہانتک کہ جب پہنچا اس پر اس کو کچھ نہ پایا اور اللہ کو پایا اپنے پاس پھر اسکو پورا دیا

ر۱ توحید پر نقلی دلیل ۱۲۔

ر۲ جواب شبہ بر دلیل نقلی مذکور ۱۲۔

موضح قرآن ف یعنی اللہ سے رونق بستی ہے آسمان وزمین کی اس کی مدد نہ ہو تو سب ویران ہو جائیں اور اللہ کی روشنی کی کہاوت ابن عباسؓ نے کہا یہ مومن کے دل میں روشنی ہے۔ کتنے پردوں میں ایک سے ایک تیز روشنی رکھتا ہے سب سے اندر تارہ سا ہے اور زیتون نہ شرق کا نہ غرب کا یعنی باغ کے بیچ کا نہ صبح کی دھوپ کھاوے نہ شام کی خوب ہرا اور چکنا ہے یا پیغمبر کو فرمایا کہ دل کا نور ملتا ہے ان سے وہ ملک عرب میں پیدا ہوئے نہ مشرق میں نہ مغرب میں اس کا تیل بن کر آگ سلگنے کو تیار ہے یعنی مومن کے دل میں بن ریاضت ان کی صحبت سے روشنی پیدا ہوتی ہے آگے فرمایا کہ وہ روشنی ملتی ہے اس سے کہ جن مسجدوں میں کامل لوگ بندگی کرتے ہیں صبح وشام وہاں لگا رہے ف۲ ایمان کی برکت سے مومن کو نیک عمل کا بدلا ہے اور بدعمل معاف اور کفر کی شامت سے کافر کو بدعمل کی سزا ہے اور نیک عمل خراب۔ یہی فرمایا کہ بہتر سے بہتر کام کا۔

فتح الرحمٰن ف۱ حاصل این مثل تشبیہ نوری است کہ بسبب مواظبت بر طہارت وعبادت در دل مسلماناں حاصل می شود بنور چراغ کہ در غایت درخشندگی باشد بہت اشعار بآن مواظبت می فرماید ۱۲۔

نور علیٰ نور کا مصداق بنگیا. یھدی اللہ لنورہٖ من یشاء اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات کے اعتبار سے سارے جہان میں ظاہر وعیاں ہے۔ جہان کے ذرّے ذرّے سے اس کی معرفت حاصل ہوسکتی ہے مگر اس کے باوجود راہ توحید دکھانا اور ہدایت دینا اللہ کے اختیار میں ہے وہ جسے چاہے ہدایت دے۔ مثال کا حاصل یہ ہے کہ جس طرح مذکورہ بالا چراغ کی روشنی وضوح و انجلاء کی آخری حد ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کا کارساز اور متصرف ہونا واضح اور عیاں ہے یہاں تک کہ اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ویضرب اللہ الامثال الخ اللہ تعالیٰ لوگوں کو سمجھانے کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے اسے معلوم ہے کون ہدایت کا مستحق ہے اور کون غیر مستحق۔ ھو اعلم بمن یستحق الھدایۃ ممن یستحق الاضلال (ابن کثیر ج ۳ ص ۲۹۲) **۴۳** فی بیوت الخ دعویٰ توحید پر ان لوگوں سے دلیل نقلی ہے جو صرف اللہ تعالیٰ ہی کو مدبر عالم، متصرف ومختار اور کارساز سمجھ کر پکارتے ہیں اور ہر قسم کے شرک سے اللہ تعالیٰ کی تنزیہ وتقدیس کرتے ہیں۔ فی بیوت ظرف یسبح کے متعلق ہے بیوت موصوف اذن اللہ الخ جملہ صفت رجال، یسبح کا فاعل ہے فیھا، فی بیوت کا تکرار ہے برائے تاکید، ای یسبح لہ رجال فی بیوت وفیھا تکریر کقولک زید فی الدار جالس فیھا (بحر ج ۶ ص ۴۵۸) یا فی بیوت جزء مقدم ہے رجال نکرہ موصوفہ مبتداء مؤخر ہے رجال سے انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین مراد ہیں۔ اذن سے امر اور رفع سے تعظیم مراد ہے اور اللہ کے اسم کے ذکر سے اسکی توحید مراد ہے والمراد بالاذن الامر وبالرفع التعظیم (روح ج ۱۸ ص ۱۷۴) وعن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما المراد بہ (بذکر اسمہ) توحیدہ عز وجل وھو قول لا الہ الا اللہ (روح ج ۱۸ ص ۱۷۵) یعنی جن گھروں کی عزت کرنے اور جن میں توحید کا ذکر اذکار کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے ان میں اللہ کے ایسے بندے اس کا ذکر کرتے اور صبح وشام اس کی تسبیح و تقدیس کا ورد کرتے رہتے ہیں جن کو دنیا کا کاروبار اللہ کے ذکر سے اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے سے مانع نہیں ہوتا یعنی وہ دنیا کے کاروبار میں ایسے منہمک نہیں ہوتے کہ اللہ کی عبادات ہی سے غافل ہوجائیں بلکہ کاروباری مصروفیت کے باوجود اللہ کی یاد اور اس کے فرائض کی ادائیگی میں سستی نہیں کرتے یخافون یوما الخ یہ بھی انہی لوگوں کی صفت ہے۔ وہ لوگ اس دن سے ڈرتے ہیں جس دن خوف کے مارے دل بے چین اور مضطرب ہوجائینگے مراد قیامت کا دن ہے لیجزیھم یہ مذکورہ افعال سے متعلق ہے یعنی اللہ کی تسبیح وتقدیس اس کی توحید کا ذکر، اقامت صلوٰۃ، ایتاء زکوٰۃ اور خوف اس لئے بجالاتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو اچھی جزاء دے اور مزید فضل ومہربانی سے نوازے (روح) واللہ یرزق الخ یہ ماقبل کی علّت ہے یعنی اللہ تعالیٰ جسے چاہے محض اپنے فضل وکرم سے اصل استحقاق سے زیادہ جزا دیدے۔ اس دلیل نقلی میں بتایا گیا کہ اللہ کے نیک بندے یعنی انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین ہر وقت اس کو یاد کرتے رہتے ہیں وہ اس کی یاد اور اس کی توحید سے کبھی غافل نہیں ہوتے وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کو متصرف اور مختار وکارساز سمجھ کر پکارتے ہیں وہ قیامت کے دن سے بھی ڈرتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ اللہ ہی معبود برحق، مختار مطلق اور مالک روز جزا ہے **۴۴** والذین کفروا الخ یہ دلیل نقلی مذکور پر ایک شبہے کا جواب ہے دلیل مذکور پر شبہہ وارد ہوتا تھا کہ اگر مسلمان اللہ کو پکارتے اور اس کو یاد کرتے ہیں تو دیگر مذاہب والے بھی اللہ کو یاد کرتے اور اس کو پکارتے ہیں تو اس میں مسلمانوں کی کیا خصوصیت ہے حاصل جواب یہ کہ دونوں کی عبادت اور پکار میں زمین وآسمان کا فرق ہے مسلمان صرف اور صرف اللہ کی عبادت کرتے اور صرف اسی کو پکارتے ہیں اور اس کی عبادت ودعا میں کسی کو شریک نہیں کرتے۔ اس کے برعکس مشرکین اللہ کی عبادت کے ساتھ اوروں کی بھی عبادت کرتے ہیں اور اللہ کے سوا اپنے خود ساختہ معبودوں کو بھی کارساز سمجھ کر پکارتے ہیں اس لئے ان کے تمام اعمال بے سود اور رائیگاں ہیں۔ مشرکین کے اعمال دو قسم کے ہیں۔ اوّل وہ جو بظاہر اچھے ہیں مگر حقیقت میں بے فائدہ ہیں جیسا کہ مشرکین خیرات کرتے، سرائیں اور مسافر خانے بنواتے ہیں۔ دوّم وہ جو بظاہر بھی بُرے ہوں اور حقیقت میں بھی ضرر رساں ہوں جیسا کہ اللہ کے سوا اوروں کو کارساز اور حاجت روا سمجھنا وغیرہ۔ اعمالھم کسراب الخ میں پہلی قسم کے اعمال کی مثال بیان کی گئی ہے سراب وہ ریت جو دھوپ میں چمکتی ہوئی نظر آتی ہے قیعۃ صاف میدان۔ ایک مسافر جو لق ودق صحرا میں سفر کررہا ہو۔ سورج کی گرمی تیز ہو اور وہ پیاس سے بدحال ہوچکا ہو، دُور سے اُسے سراب نظر آئے جو سورج کی شعاعوں کی وجہ سے پانی معلوم ہو لیکن جب وہاں پہنچے تو سوا ریت کے کچھ بھی نہ ہو۔ مشرکین اپنے ان اعمال خیر سے امیدیں وابستہ کئے ہوئے ہیں لیکن خدا کے یہاں جب حاضر ہوں گے تو اعمال کا نام ونشان تک نہ دیکھیں گے۔ اذا رأی السراب من ھو محتاج الی الماء یحسبہ ماء فقصد لیشرب منہ فلما انتھی الیہ (لم یجدہ شیئا) فکذالک الکافر یحسب ان عمل عملا وانہ قد حصل شیئا فاذا وافی اللہ یوم القیمۃ وحاسبہ علیھا ونوقش علی افعالہ لم یجد شیئا بالکلیۃ (ابن کثیر ج ۳ ص ۲۹۶) **۴۵** حتی اذا الخ۔ حتی غایت کے لئے ہوتا ہے مگر اس کا ربط ماقبل سے ظاہر نہیں ہوتا کیونکہ پہلے سراب کی مثال بیان کی گئی ہے اور اس کے بعد شبہات کا ذکر ہے اس لئے یہاں یہ محذوف ہوگا کہ کافر اب تو نہیں مانتے لیکن جب وہ اللہ کے پاس جائینگے اور وہاں اپنے معبودان باطلہ کو نہیں پائیں گے، انھیں امید تھی ثواب کی مگر اللہ تعالیٰ انہیں سخت عذاب میں مبتلا کریگا **۴۶** اوکظلمت الخ یہ مشرکین کے دوسری قسم کے اعمال کی تمثیل ہے جو بظاہر بھی بُرے ہوں اور حقیقت میں بھی۔ یعنی ان کے بعض اعمال تو ظلمات در ظلمات ہیں جس طرح ایک بہت ہی گہرے سمندر کی تہ جس کے اوپر پانی کی بے شمار موجیں ہوں اور پھر سیاہ بادل چھائے ہوئے ہوں۔ ایسا گھٹاٹوپ اندھیرا ہو کہ اپنا ہاتھ دکھائی نہ دے۔ مشرکین شرک وجہالت کے ایسے ہی تہ بتہ اور موج در موج اندھیروں میں غرق ہیں اور رُشد وہدایت کی روشنی کی کوئی کرن ان تک نہیں پہنچ سکتی شرک وضلالت کے ان دبیز اندھیروں میں وہ جو اعمال بجالاتے ہیں وہ بھی سراپا ظلمت ہی ہوتے ہیں نہ ان کا ظاہر اچھا ہوتا ہے نہ باطن۔ شبھھا (اعمالھم) فی ظلمتھا وسوادھا لکونھا باطلۃ وخلوھا عن نور الحق بظلمات متراکمۃ من لج البحر والامواج والسحاب (مدارک ج ۳ ص ۱۱۳) مشرکین کے ان اعمال کی فہرست خاصی طویل ہے جو ظاہر میں بھی قبیح اور شرمناک ہیں اور ان کا انجام بھی تاریک ہے مثلا کنجروں اور کنجریوں کا بزرگوں کی رضا جوئی کے لئے ناچ وگانے کی نذر ومنت ماننا اور پھر ان کے مزاروں پر ایفاء نذر کے طور پر ناچ گانے کا مظاہرہ کرنا۔ اسی طرح بعض مشرک عورتوں کا بعض بزرگوں کے مزارات پر ایسی ایسی چیزوں کا چڑھاوا چڑھانا جن کا نام زبان وقلم کی نوک پر لانے سے شرم وحیا مانع ہے

ف۴۷ ومن لم یجعل الخ جس کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں نور توحید عطا نہیں فرمایا اور جس نے دنیا میں نیک کام نہیں کیے وہ آخرت میں بھی نور رحمت اور مغفرت سے محروم رہے گا۔ یا مطلب یہ ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے نور ہدایت عطا نہیں فرمایا اُسے اور کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ ای من لم یشأ اللہ تعالیٰ ان یہدیہ اللہ سبحانہٗ لنورہ فی الدنیا فمالہ ھدایۃ ما من احد اصلا فیہا وقیل ومعنی الآیۃ من لم یکن لہ نور فی الدنیا فلا نور لہ فی الآخرۃ (روح ج ۱۸ ص ۱۸۵) ف۴۸ الم تر الخ یہ دعویٰ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے زمین و آسمان کی ساری ذی عقل اور غیر ذی عقل مخلوق اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس کرتی ہے اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔ و للہ ملک السمٰوٰت الخ زمین و آسمان کا مالک و مختار بھی وہی ہے اور ہر کام اور ہر معاملہ اسی کے اختیار میں ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ معبود برحق اور متصرف اللہ تعالیٰ ہی ہے الطیر من پر معطوف ہے۔ اور صافات اس سے حال ہے یہ جو پرندے ہوا میں اڑتے اپنے پروں کو کھولتے اور سمیٹتے ہیں اور جس رخ چاہتے ہیں مڑ جاتے ہیں وہ بھی اللہ ہی کی تسبیح کرتے ہیں کلٌّ کی تنوین مضاف الیہ سے عوض ہے ای کل واحد ممن ذکر یعنی اللہ کی مخلوق میں سے ہر ایک اللہ کی عبادت اور اس کی تسبیح و تمجید کے طریقے جانتا ہے انسانوں کو انبیا علیہم السلام کے ذریعہ تعلیم دی گئی اور باقی مخلوق کو بذریعہ الہام ذکر اللہ کے طریقے بتا دیئے گئے۔ المعنی قد علم کل مصل و مسبح صلاۃ نفسہ و تسبیحہ الخ (قرطبی ج ۱۲ ص ۲۸۷) و یراد بافرادھا (الطیر) بالصلوٰۃ والتسبیح ما الھمہ اللہ تعالیٰ کل واحد منہا من الدعاء والتسبیح (ابو السعود ج ۶ ص ۳۵)۔ ف۴۹ الم تر ان اللہ یزجی الخ یہ دوسری عقلی دلیل ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ مختلف سمتوں سے بادلوں کو چلا کر ایک جگہ جمع کرتا ہے پھر اس کی قدرت سے ان بادلوں میں سے بارش برستی ہے وہ آسمان کی طرف سے پہاڑوں کی مانند بادلوں میں سے اولے برساتا ہے جن کی وجہ سے بعض لوگوں کا جانی اور مالی نقصان ہو جاتا ہے اور بعض اس سے محفوظ رہتے ہیں۔ بادلوں سے جب بجلی کوندتی ہے اس کی روشنی اس قدر تیز ہوتی ہے کہ آنکھوں کی روشنی ہی سلب کر لے۔ یہ سارا نظام اللہ ہی کے قبضے میں ہے یقلب اللیل والنہار الخ اس کے علاوہ رات دن کا انقلاب یعنی رات دن کی یکے بعد دیگرے آمد و رفت اور ان کی کمی بیشی

حِسَابَهٗ ؕ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۳۹﴾ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ

اس کا لکھا اور اللہ جلد لینے والا ہے حساب ف یا جیسے اندھیرے گہرے دریا میں

لُّجِّيٍّ يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ

چڑھی آتی ہے اس پر ایک لہر ف۴۶ اس پر ایک اور لہر اس کے اوپر بادل

بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؕ اِذَاۤ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ؕ

اندھیرے ہیں ایک پر ایک جب نکالے اپنا ہاتھ لگتا نہیں کہ اس کو وہ سوجھے

وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ﴿۴۰﴾ اَلَمْ

اور جس کو اللہ نے نہ دی روشنی اس کے واسطے کہیں نہیں روشنی ف۴۷ کیا تو نے نہ

تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ

دیکھا کہ اللہ کی یاد کرتے ہیں جو کوئی ہیں ف۴۸ آسمان و زمین میں اور اڑتے جانور

صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ

پر کھولے ہوئے ہر ایک نے جان رکھی ہے اپنی طرح کی بندگی اور یاد اور اللہ کو معلوم ہے

بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى

جو کچھ کرتے ہیں اور اللہ کی حکومت ہے آسمان و زمین میں اور

اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۴۲﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ

اللہ ہی تک پھر جانا ہے تو نے نہ دیکھا کہ اللہ ہانک لاتا ہے بادل کو پھر ان کو ملا دیتا ہے

بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ

پھر ان کو رکھتا ہے ف۴۹ تہ بر تہ پھر تو دیکھے مینہ نکلتا ہے اس کے

خِلٰلِهٖ ۚ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْۢ

بیچ سے اور اتارتا ہے آسمان سے اس میں جو پہاڑ ہیں

بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ ؕ

اولوں کے پھر وہ ڈالتا ہے جس پر چاہے اور بچا دیتا ہے جس سے چاہے

ع ۵ ۱۱

دعویٰ توحید پر پہلی عقلی دلیل ۱۲

دوسری عقلی دلیل ۱۲

موضح قرآن ف کافر دو طرح کے ہیں ایک عیب کی طرف تاکتے ہیں پھر بہک کر اللہ کا دین چھوڑتے ہیں غلط راہیں پکڑتے ہیں یہ ان کی کہاوت ہے ریت کو پانی سمجھ کر دوڑے وہاں پانی نہ ملا آخرت میں اپنے گناہوں کی سزا ملی۔ دوسرے وہ ہیں جو دنیا میں غرق ہیں یا پتھر پوجتے ہیں ان کی کہاوت آگے فرمائی۔ ان پاس ریت بھی نہیں اندھیرے میں بند ہو رہے ہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ حاصل ایں مثل آنست کہ اعمال کافر حبط شود و در آخرت آنرا ہیچ ثواب نباشد ۱۲ ف۲ حاصل ایں مثل آنست کہ بر کافر ظلمات بہیمیہ متراکم شدہ است و انوار ملکیہ از وی بکلی معدوم شدہ است ۱۲۔

يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ (۴۳) يُقَلِّبُ اللّٰهُ
ابھی اسکی بجلی کی کوند لیجائے آنکھوں کو اللہ بدلتا ہے

الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ (۴۴)
رات اور دن کو اس میں دھیان کرنیکی جگہ ہے آنکھ والوں کو

وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَاۗبَّةٍ مِّنْ مَّاۗءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ
اور اللہ نے بنایا ۵۰ ہر پھرنے والے کو ایک پانی سے پھر کوئی ہے کہ چلتا ہے

عَلٰي بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰي رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ
اپنے پیٹ پر اور کوئی ہے کہ چلتا ہے دو پاؤں پر اور کوئی ہے کہ

مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓي اَرْبَعٍ ۭ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي
چلتا ہے چار پر بناتا ہے اللہ جو چاہتا ہے بیشک اللہ

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (۴۵) لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ۭ وَاللّٰهُ
ہر چیز کر سکتا ہے ہم نے اتاریں آیتیں کھول کھول کر بتلانے والی اور اللہ

يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (۴۶) وَيَقُوْلُوْنَ
چلائے جس کو چاہے سیدھی راہ پر اور لوگ کہتے ہیں

اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ
۵۲ ہمنے مانا اللہ کو اور رسول کو اور حکم میں گئے پھر پھر جاتا ہے ایک فرقہ ان میں

مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۭ وَمَآ اُولٰۗىِٕكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ (۴۷) وَاِذَا
اس کے پیچھے اور وہ لوگ نہیں ماننے والے اور جب

دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ
ان کو بلائیے اللہ اور رسول کی طرف کہ ان میں فیصلہ چکائے تب ہی ایک فرقہ کے لوگ ان میں

مُّعْرِضُوْنَ (۴۸) وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ (۴۹)
منہ موڑتے ہیں اور اگر ان کو کچھ پہنچتا ہو تو چلے آئیں اسکی طرف قبول کر کر

بھی اللہ ہی کے اختیار میں ہے ان فی ذالک الخ جو لوگ عقل و بصیرت رکھتے ہیں ان کے لئے ان تمام تکوینی دلائل میں عبرت ہے ان سے اللہ تعالیٰ کی کارسازی، اس کا معبود برحق ہونا اور سارے عالم میں متصرف و مختار ہونا ثابت ہوتا ہے (لعبرۃ لاولی الابصار) ای دلالۃ لاھل العقل و البصائر علے قدرۃ اللہ و توحیدہ (خازن ج ۵ ص ۸۳)۔ یہی وہ دعویٰ ہے جس کی وجہ سے منافقین نبی علیہ السلام پر بدنامیاں لگا رہے ہیں من السماء یعنی اوپر کی جانب سے مراد بادل ہیں من جبال، من السماء سے بدل ہے اور جبال بادلوں سے کنایہ ہے کیونکہ بادل سفید پہاڑوں کی طرح نظر آتے ہیں۔ من السماء ای من السحاب فان کل ما علاک سماء . . . . من جبال ای من قطع عظام تشبہ الجبال فی العظم (روح ج ۱۸ ص ۱۹۱)

۵۰ واللہ خلق الخ یہ دعویٰ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی کمال قدرت پر ایک واضح دلیل ہے کہ اس نے ہر جاندار کو قطرۂ آب سے پیدا فرمایا اور پھر ان کو کئی انواع و اقسام میں تقسیم کردیا۔ کچھ جاندار ایسے پیدا کئے جن کے پاؤں نہیں وہ پیٹ کے بل چلتے ہیں۔ جیسا کہ سانپ کچھ دو پاؤں پر چلتے ہیں جیسے انسان اور پرندے اور کچھ چار پاؤں پر چلتے ہیں جیسے چوپائے۔ وہ جو چاہے پیدا کرے۔ اگر چار سے زیادہ بھی کسی کے پاؤں ہوں تو اس کی قدرت سے بعید نہیں کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہی قادر مطلق معبود برحق اور سارے جہان میں متصرف ہے **۵۱** ولقد انزلنا الخ یہ ترغیب الی القرآن کا تیسری بار اعادہ ہے فرمایا ہم نے قرآن مجید میں دلائل توحید کو واضح کر کے بیان کردیا ہے لیکن اس کے باوجود ہدایت کی توفیق صرف انہی لوگوں کو ملے گی جو صدق دل اور اخلاص نیت سے ہدایت کے طالب و متلاشی ہونگے **۵۲** ویقولون اٰمنا الخ یہ منافقین پر شکویٰ ہے اور منافقین کے حال کا اعادہ ہے کہ زبان سے تو وہ ایمان و اطاعت کا دعویٰ کرتے ہیں مگر ان کے کرتوت یہ ہیں کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت و آبرو تک کا لحاظ نہیں کیا اور جھوٹی تہمت لگادی اس لئے یہ لوگ ہرگز ایمان والے نہیں اور ان کا دعویٰ ایمان سراسر جھوٹا ہے واذا دعوا الخ یہ منافقین کی عام عادت کا بیان ہے جب ان کا کسی سے کسی معاملے میں جھگڑا ہوجائے اور فریق ثانی ان سے کہے کہ چلو اللہ کے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس چلیں وہ اللہ کے حکم سے جو فیصلہ کردیں ہمیں منظور ہے تو وہ اس سے بھاگتے ہیں اگر وہ واقعی سچے مومن ہیں تو پھر اللہ اور اس کے رسول علیہ السلام کے فیصلے سے کیوں اعراض کرتے ہیں۔ وان یکن لھم الحق الخ لیکن اگر انھیں معلوم ہو کہ فیصلہ انہی کے حق میں ہوگا تو وہ دوڑ کر حضور علیہ السلام کے پاس جاتے ہیں۔ اس صورت میں وہ محض دنیا طلبی کے لئے حضور علیہ السلام کے پاس جاتے ہیں نہ اس لئے کہ ان کو آپ کا فیصلہ پسند ہے ای مسرعین فی الطاعۃ طلبا لحقھم لا رضا بحکم رسولھم (مدارک ج ۳ ص ۱۱۵) **۵۳** افی قلوبھم الخ یہ لوگ حکم اسلام کے سامنے کیوں سر نہیں جھکاتے کیا ان کے دلوں میں شک و نفاق کی بیماری ہے اور خدا اور رسول پر ان کا ایمان ہی نہیں یا انہیں اللہ کی توحید اور پیغمبر علیہ السلام کی نبوت میں شک ہے یا انہیں خطرہ ہے کہ فیصلہ کرنے میں اللہ کا رسول علیہ السلام ان پر زیادتی کرے گا اور انصاف نہیں کرے گا۔ بل اولئک ھم

ر: تیسری عقلی دلیل ۳/۱
ر: اعادہ ترغیب
تیسری بار ۱۲
ر: ۳ شکوہ و اعادہ
احوال منافقین
۱۲

الظلمون یہ بات نہیں یعنی ان کے اعراض کی وجہ یہ نہیں کہ انہیں اپنے اوپر ظلم کا اندیشہ ہے کیونکہ وہاں تو ظلم و بے انصافی کا احتمال بھی نہیں اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ خود بے انصاف ہیں انہوں نے ظلم و بے انصافی پر کمر باندھ رکھی ہے اور دوسروں کے حقوق پامال کرتے ہیں اس لئے پیغمبر علیہ السلام کے سامنے معاملہ پیش کرنے سے گھبراتے ہیں کیونکہ وہ ناحق پر ہیں اور آپ کا فیصلہ ان کے خلاف ہوگا ف۵۴ انما کان الخ منافقین کا حال بیان کرنے کے بعد ان کے مقابلے میں مخلص مومنوں کا حال بیان کیا گیا اور انھیں اخروی بشارت دی گئی۔ منافقین کا حال تم نے سن لیا اب مخلصین کا حال بھی سن لو۔ مخلصین کا حال یہ ہے کہ وہ اللہ اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں کو بلا چون وچرا دل وجان سے تسلیم کرتے ہیں اور ان کے قبول کرنے میں ذرا تامل اور پس وپیش نہیں کرتے اور آخرت کی فلاح بھی ان ہی لوگوں کے لئے ہے۔ د من یطع اللہ الخ اور جو لوگ اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کریں اور اللہ سے ڈریں اور ہر قسم کے شرک سے بچیں وہ لوگ آخرت میں کامیاب و کامران ہوں گے یخش اللہ یعنی جو گناہ وہ کر چکا ہے ان پر گرفت سے ڈرے ویتقہ اور آئندہ کے لئے گناہ کرنے سے بچے ویخش اللہ فیما مضی من عمرہ ویتقہ فیما بقی من عمرہ (قرطبی ج ۱۲ ص ۲۹۵)

ف۵۵ واقسموا الخ منافقین پر زجر ہے مع شکوی منافقین کی غلط بیانی کا یہ حال ہے کہ وہ پیغمبر علیہ السلام کے سامنے جھوٹی قسمیں کھا کر وعدہ کرتے ہیں کہ جب آپکا حکم ہوگا ہم فوراً جہاد کے لئے دشمن کے مقابلے میں نکلنے کے لئے تیار ہو جائینگے مگر جب جہاد کا وقت آتا ہے تو جھوٹے بہانے بنا کر کنی کترا جاتے ہیں قل لا تقسموا الخ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر علیہ السلام کو حکم دیا جب منافقین قسمیں کھا کر آپ سے وعدہ کریں تو آپ ان سے فرمادیا کریں کہ یہ بے فائدہ قسمیں مت کھاؤ کیونکہ تمہاری اطاعت اور فرمانبرداری مجھے پہلے ہی سے معلوم ہے کہ یہ محض زبانی دعویٰ ہی ہے۔ اس کی حقیقت کچھ بھی نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے تمام ظاہری اور باطنی اعمال کو جانتا ہے اسے معلوم ہے کہ زبان سے تم جھوٹی قسمیں کھا کر محض جھوٹے وعدے کرتے ہو لیکن تمہارے دل میں کفر و نفاق جاگزیں طاعۃ معروفۃ مرکب توصیفی مبتدا محذوف کی خبر ہے اور یہ جملہ ماقبل کی تعلیل ہے خبر مبتدأ محذوف ای طاعتکم طاعۃ والجملۃ تعلیل للنھی کانہ قیل لا تقسموا علی ما تدعون من الطاعۃ لان طاعتکم طاعۃ معروفۃ بانھا واقعۃ باللسان فقط من غیر مواطأۃ من القلب الخ (روح ج ۱۸ ص ۱۹۹)

ف۵۶ قل اطیعوا الخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا آپ ان منافقین سے فرمادیں اگر واقعی تم مخلص ہو تو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول علیہ السلام کی دل وجان سے اطاعت کرو۔ فان تولوا الخ لیکن اگر تم نے خدا اور رسول کی اطاعت سے روگردانی کی تو اس سے تم صرف اپنا ہی نقصان کرو گے اور کسی کا کچھ نہیں بگاڑو گے تولوا جمع مذکر مخاطب فعل مضارع کا صیغہ ہے ایک تاء بغرض تخفیف حذف کردی گئی ہے۔ ای فان تتولوا فحذف احدی التائین

اَفِیْ قُلُوْبِہِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْٓا اَمْ یَخَافُوْنَ اَنْ یَّحِیْفَ
کیا ان کے دلوں میں روگ ف۵۳ ہے یا دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں یا ڈرتے ہیں کہ بے انصافی کریگا
اللّٰہُ عَلَیْہِمْ وَرَسُوْلُہٗ ؕ بَلْ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۵۰﴾
اُن پر اللہ اور اسکا رسول کوئی نہیں وہی لوگ بے انصاف ہیں ف۱
اِنَّمَا کَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ
ایمان والوں کی بات یہی ف۵۴ تھی کہ جب بلائیے انکو اللہ اور رسول کیطرف
لِیَحْکُمَ بَیْنَہُمْ اَنْ یَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ؕ وَاُولٰٓئِکَ ہُمُ
فیصلہ کر دیکو اُن میں تو کہیں ہمنے سن لیا اور حکم مان لیا اور وہ لوگ کہ انہی کا
الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَخْشَ اللّٰہَ وَ
بھلا ہے اور جو کوئی حکم پر چلے اللہ کے اور اسکے رسول کے اور ڈرتا رہے اللہ سے اور
یَتَّقْہِ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰہِ جَہْدَ
بچکر چلے اس سے سو وہی لوگ ہیں مراد کو پہنچنے والے اور قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی تاکید
اَیْمَانِہِمْ لَئِنْ اَمَرْتَہُمْ لَیَخْرُجُنَّ ؕ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَۃٌ
کی قسمیں کہ اگر تو حکم کرے تو سب ف۵۵ کچھ چھوڑ کر نکلجائیں تو کہہ قسمیں نہ کھاؤ حکم برداری
مَّعْرُوْفَۃٌ ؕ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۳﴾ قُلْ اَطِیْعُوا
چاہیئے جو دستور ہے البتہ اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو تو کہہ حکم مانو
اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْہِ
اللہ کا اور حکم مانو رسول کا ف۵۶ پھر اگر منہ پھیروگے تو اس کا ذمہ ہے
مَا حُمِّلَ وَعَلَیْکُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ؕ وَاِنْ تُطِیْعُوْہُ
جو بوجھ اس پر رکھا اور تمہارا ذمہ ہے جو بوجھ تم پر رکھا اور اگر اسکا کہا مانو
تَہْتَدُوْا ؕ وَمَا عَلَی الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ﴿۵۴﴾ وَعَدَ
تو راہ پاؤ اور پیغام لانیوالے کا ذمہ نہیں مگر پہنچا دینا کھول کر وعدہ کرلیا ہے اللہ نے

ع ۶/۱۲

ر۱ مومنین کی صفات اور ان کے لئے بشارت ۱۲

ر۲ زجر برمنافقین ۱۲

ر۳ بشارت دنیوی برائے مخلص مومنین ۱۲

موضح قرآن ف۱ دل میں روگ یہ کہ خدا و رسول کو سچ مانا لیکن حرص نہیں چھوڑتی کہ کہے پر چلیں جیسے بیمار چاہتا ہے چلے اور پاؤں نہیں اٹھتے۔

اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ
ان لوگوں سے جوتم میں ایمان لائے ہیں اور کئے ہیں ف۵۷ انہوں نے نیک کام البتہ پیچھے حاکم کردیگا انکو
فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَ
ملک میں جیسا حاکم کیا تھا ان سے اگلوں کو ف۱ اور
لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ
جمادیگا ان کے لئے دین ان کا جو پسند کردیا ان کیواسطے اور دے گا ان کو
مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ
ان کے ڈر کے بدلے میں امن میری بندگی کرینگے ف۵۸ شریک نہ کرینگے میرا
شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۵﴾
کسی کو اور جو کوئی ناشکری کریگا اسکے پیچھے سو وہی لوگ ہیں نافرمان ف۱ ف۲
وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ
اور قائم رکھو نماز ف۵۹ اور دیتے رہو زکوٰۃ اور حکم پر چلو رسول کے
لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۵۶﴾ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ
تاکہ تم پر رحم ہو نہ خیال کر یہ جو کافر ہیں تھکادینگے ف۶۰
فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۵۷﴾ يٰٓاَيُّهَا
بھاگ کر ملک میں اور انکا ٹھکانہ آگ ہے اور وہ بری جگہ ہے پھر جانیکی اے
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَ
ایمان والو اجازت لیکر آئیں ف۶۱ تم سے جو تمہارے ہاتھ کے مال ہیں ف۳ اور
الَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ مِنْ قَبْلِ
جو کہ نہیں پہنچے تم میں عقل کی حد کو تین بار فجر کی
صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ
نماز سے پہلے اور جب اتار رکھتے ہو اپنے کپڑے دوپہر میں اور عشاء

ع ۷
۱۳

ر۱ ترغیب/تخویف ۱۲

ر۲ سورت کے دوسرے حصے کی ابتدا ۱۲۔

ر۳ پہلا قانون معاشرت ۱۲

(قرطبی ج ۱۲ ص۲۹۶) یرید فان تتولوا فما ضررتموه وانما ضررتم انفسکم (مدارک ج ۳ ص۱۱۶) کیونکہ پیغمبر علیہ السلام صرف اس ذمہ داری کے جوابدہ ہیں جو اُن کے ذمہ لگائی گئی ہے یعنی اوامر واحکام خداوندی کی تبلیغ اور تم اپنی ذمہ داری کے جوابدہ ہو یعنی خدا و رسول کی اطاعت و فرمانبرداری۔ اسلئے اگر تم اپنا فریضہ اطاعت ادا کروگے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤگے اور ان کے احکام کی تعمیل کروگے تو فلاح دارین کی راہ پاؤگے اور دنیا و آخرت میں خوش وخرم رہوگے۔ ورنہ تمہاری سرکشی، شرارت اور منافقت سے پیغمبرؐ کا کچھ نہیں بگڑے گا۔ اس کے ذمہ فریضۂ تبلیغ تھا جو اس نے احسن طریق سے ادا کردیا۔ وما علی الرسول الا البلغ المبین التبلیغ الموضح فضرر عدم القبول لیس الا لکم (جامع ص۳۱۱) ف۵۷ وعد اللہ الخ یہ مخلص مومنین کے لئے بشارت دنیوی ہے منافقین کے ذکر کے بعد مخلص مومنوں کو دنیوی حکومت و سلطنت ملنے کی خوشخبری سنائی۔ یہ آیت اصل میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں ہے جو اصل اور حقیقت میں اس آیت کے مخاطب ہیں۔ اس آیت میں ان سے تین وعدے کئے گئے ہیں اول یہ کہ ان کو سرزمین عرب میں حکومت و خلافت دی جائے گی۔ دوم یہ کہ جو دین اللہ تعالیٰ نے اُن کے لئے پسند کیا ہے اس دین کو ان کے زمانے میں قوت و سطوت اور غلبہ دیا جائے گا۔ اور وہ اس دین پر قائم رہیں گے اور توحید سے شرک کی طرف نہیں لوٹیں گے۔ سوم یہ کہ کسی اندرونی یا بیرونی طاقت سے انہیں کوئی خطرہ نہیں ہوگا اور وہ بالکل مامون و محفوظ رہیں گے۔ یہ تینوں وعدے اللہ تعالیٰ نے خلفاء راشدین کو خلافت عطا فرماکر پورے فرمادیئے البتہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تیسری بات مفقود ہوگئی۔ یعنی امن اٹھ گیا اور خانہ جنگی شروع ہوگئی اس سے معلوم ہوا کہ خلفاءِ راشدین رضی اللہ عنہم کی خلافت برحق اور اللہ تعالیٰ کی موعود خلافت تھی۔ (کبیر و روح) کما استخلف الخ میں خلافت بنی اسرائیل سے تشبیہ دی گئی ہے یعنی جس طرح اللہ نے جبابرہ مصر اور عمالقہ شام کو ہلاک کرکے بنی اسرائیل کو ان کے علاقے اور ان کے اموال و دیار پر قابض کردیا تھا اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کو ہلاک کرکے تمہیں حکومت عطا فرمائے گا۔ کما استخلف الذین من قبلهم ای بنی اسرائیل حین اورثهم مصر والشام بعد هلاك الجبابرة (بحر ج ۶ ص۴۶۹) ف۵۸ یعبدوننی الخ یہ الذین سے حال ہے یا بدل یا جملہ متانفہ ہے یہ ان خلفاء کی مزید خوبیوں کا بیان ہے۔

موضح قرآن ف۱ خطاب فرمایا حضرت کے وقت کے لوگوں کو جو ان میں نیک ہیں پیچھے انکو حکومت دے گا اور جو دین پسند ہے ان کے ہاتھ سے قائم کرے گا اور وہ بندگی کرینگے بغیر شرک یہ چاروں خلیفوں سے ہوا پہلے خلیفوں سے اور زیادہ پھر جو کوئی اس نعمت کی ناشکری کرے ان کو بے حکم فرمایا جو کوئی ان کی خلافت سے منکر ہوا اسکا حال سمجھا گیا۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی چنانکہ بنی اسرائیل را بعد عمالقہ پادشاہ ساخت ۱۲ ف۲ یعنی چونکہ قاتلان حضرت عثمان رضؓ کردند مترجم گوید تفسیر این آیت در حدیث آمده الخلافة بعدی ثلاثون سنة۔ واللہ اعلم ۱۲ ف۳ یعنی غلامان و کنیز کان ۱۲۔

فرمایا وہ صرف میری ہی عبادت کرینگے اور مجھے ہی سارے جہان کا متصرف وکارساز سمجھیں گے اور حاجات ومہمات میں صرف مجھے ہی پکاریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرینگے حاصل یہ کہ وہ توحید پر قائم رہیں گے اور شرک کی طرف رجوع نہیں کریں گے۔ اما قولہ یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا ففیہ دلالۃ علے ان الذین عناہم لا یتغیرون عن عبادۃ اللہ الی الشرک (کبیر ج ۶ ص ۴۲۹) ومن کفر الخ یہ جملہ معترضہ ہے اس میں ان لوگوں کے لئے تخویف وتہدید ہے جو اس نعمت خلافت کی ناشکری اور ناقدری کریں گے اس خلافت کے زمانے میں لوگوں کا دین بھی اپنی اصلی شکل میں محفوظ رہے گا اور ان کا مال وجان اور ان کی عزت وآبرو بھی محفوظ ہوگی۔ اس لئے جو لوگ اس خلافت کے خلاف علم بغاوت بلند کریں گے وہ فاسق اور اللہ تعالے کے بہت بڑے نافرمان ہوں گے سب سے پہلے قاتلان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس نعمت کی ناشکری کی اور فاسقین میں شمار ہوتے اس بغاوت اور ناشکری کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے امن کو اٹھا لیا اور مسلمانوں میں خانہ جنگی شروع ہوگئی۔ قال اہل التفسیر اول من کفر بہذہ النعمۃ وجحد حقہا الذین قتلوا عثمان فلما قتلوہ غیر اللہ ما بہم وادخل علیہم الخوف حتی صاروا یقتتلون بعد ان کانوا اخوانا (خازن ج ۵ ص ۸۷) **۵۹** واقیموا الصلوۃ الخ اس سے پہلے واقول لکم محذوف ہے۔ یا یہ اطیعوا اللہ پر معطوف ہے۔ پہلے اطاعت کا حکم دیا گیا اس کے بعد مطیعین کو خوشخبری دی گئی اور پھر نماز اور زکوٰۃ ادا کرنے کا خصوصی حکم دیا گیا۔ کیونکہ یہ دونوں عبادتیں تمام شرائع میں سب سے زیادہ اہم ہیں معطوف علیٰ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ولا یضر الفصل وان طال (مدارک ج ۳ ص ۱۱) **۶۰** لا تحسبن الخ یہ منکرین توحید کے لئے تخویف اخروی ہے۔ مشرکین اس طرح بے فکری سے کفر وشرک میں منہمک اور ہمارے احکام سے بغاوت وسرکشی میں غرق ہیں گویا وہ کہیں بھاگ کر ہماری گرفت سے بچ جائینگے انہیں اس غلط فہمی میں نہ رہنا چاہیئے۔ وہ جہاں بھی ہوں گے اللہ تعالیٰ انہیں حاضر کرے گا اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے جو بہت ہی بری جگہ ہے اس سے وہ ہرگز بچ نہیں سکیں گے

دوسرا قانون معاشرت ۱۲

تیسرا قانون معاشرت ۱۲

صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ؕ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ
کی نماز سے پیچھے یہ تین وقت بدن کھلنے کے ہیں تمہارے کچھ تنگی نہیں تم پر اور نہ ان پر
جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ؕ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ كَذٰلِكَ
ان وقتوں کے پیچھے پھرا ہی کرتے ہو ایک دوسرے کے پاس یوں
يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۸﴾ وَاِذَا بَلَغَ
کھولتا ہے اللہ تمہارے آگے باتیں اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے ف۱ اور جب پہنچیں
الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ
لڑکے ۶۲ تم میں کے عقل کی حد کو تو انکو ویسی ہی اجازت لینی چاہیئے جیسے لیتے رہے ہیں ان سے
قَبْلِهِمْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۹﴾ وَ
اگلے یوں کھول کر سناتا ہے اللہ تمکو اپنی باتیں اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے ف۲ اور
الْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ
جو بیٹھ رہی ہیں گھر میں تمہاری عورتوں میں سے ۶۳ جن کو توقع نہیں رہی نکاح کی ان پر گناہ نہیں
جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۢ بِزِيْنَةٍ ؕ وَاَنْ
کہ اتار رکھیں اپنے کپڑے یہ نہیں کہ دکھاتی پھریں اپنا سنگار اور اس
يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۶۰﴾ لَيْسَ
سے بھی بچیں تو بہتر ہے ان کیلئے اور اللہ سب باتیں سنتا جانتا ہے ف۳ نہیں ہے
عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى
اندھے پر ۶۴ کچھ تکلیف اور نہ لنگڑے پر تکلیف اور نہ
الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ
بیمار پر ف۴ تکلیف اور نہیں تکلیف تم لوگوں پر کہ کھاؤ اپنے
بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ
گھروں سے یا اپنے باپ کے گھر سے یا اپنی ماں کے گھر سے یا اپنے

دوسرا حصہ اصلاح وتطہیر معاشرہ کیلئے تین قوانین، مخلصین اور منافقین کے اعمال کا تقابل، آداب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دعوی توحید کا دوسری بار ذکر

موضح قرآن ف۱ ان تین وقتوں میں لڑکوں کو اور غلام لونڈی کو بھی پروانگی لینی چاہیئے اور سارے وقتوں میں حاجت نہیں ف۲ ویسی پروانگی جیسے جدے گھر والے ہر وقت خبر کر کر آویں ف۳ یعنی بوڑھی عورتیں گھر میں تھوڑے کپڑوں میں رہیں تو درست ہے اور پورا پردہ رکھیں تو اور بہتر ف۴ یعنی جو کام تکلیف کے ہیں وہ ان کو معاف ہیں جہاد اور حج اور جمعہ اور جماعت اور ایسی چیزیں۔

فتح الرحمن ف۱ حاصل آنست کہ محارم واطفال نیز درین ساعات استیذان کنند زیرا کہ مردمان جامہ درین ساعات از تن میکشند وعریان میشوند۔ محصول سخن آنست کہ محارم را و اطفال را عریان دیدن درست نیست ۱۲۔

جس کی وجہ سے منافقین نے تہمت لگائی تھی ۶۱ یایھا الذین امنوا الخ یہاں سے سورت کا دوسرا حصہ شروع ہوتا ہے۔ پہلے معاشرت کے تین آداب بیان کئے گئے ہیں جو بدکاری سے روکنے والے اور عفت وعصمت کی حفاظت میں ممد ومعاون ہیں گویا یہ آداب ان احکام وہدایات کا تتمہ ہیں جو پہلے حصے میں مذکور ہوچکی ہیں قیل ھذا رجوع الی تتمۃ الاحکام السابقۃ بعد الفراغ من الاٰیات الدالۃ علی وجوب الطاعۃ (جامع ص۲۱۳) یہ پہلا قانون معاشرت ہے۔ تین وقت ایسے ہیں جن میں عموماً زائد کپڑے اتار دیئے جاتے ہیں یا شب باشی کا لباس پہن لیا جاتا ہے۔ خاوند بیوی میں مخالطت بھی عموماً انہی اوقات میں ہوتی ہے اس لئے ان اوقات میں نابالغ لڑکوں اور لونڈیوں کو بھی باقاعدہ اجازت لینی چاہیئے وہ اوقات یہ ہیں۔ نماز صبح سے قبل، دوپہر کے وقت۔ اور نماز عشاء کے بعد لیس علیکم جناح الخ ان تینوں وقتوں کے علاوہ نابالغ لڑکوں اور لونڈی غلاموں کو اجنبیوں کی طرح اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ طوافون علیکم الخ ان کی ہر وقت گھر میں آمد ورفت ہوتی ہے اس لئے ہر بار اذن لینے میں حرج ہے یطوفون علیکم للخدمۃ وتطوفون علیہم للاستخدام فلو جزم الامر بالاستیذان فی کل وقت لافضی الی حرج وھو مدفوع فی الشرع بالنص (مدارک ج ۳ ص۱۱۸) ۶۲ واذا بلغ الاطفال الخ لیکن جب نابالغ لڑکے بلوغ کو پہنچ جائیں تو اب ان پر بھی لازم ہے کہ وہ بھی اسی طرح اجازت لیکر گھر میں داخل ہوا کریں جس طرح دوسرے بالغ مرد اجازت لیتے ہیں جن کا حکم پہلے بیان ہوچکا ہے۔ اللہ تعالے جو سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے وہ تمہیں معاشرت کے ایسے سنہرے اصول تعلیم دیتا ہے جن میں تمہارا دینی اور دنیوی فائدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم حکمت اور مصلحت سے خالی نہیں ۶۳ والقواعد الخ یہ دوسرا قانون معاشرت ہے یہاں بوڑھی عورتوں کے پردے کا بیان کیا گیا ہے یعنی وہ بوڑھی عورتیں جو سن رسیدہ ہوں اور ان کے جنسی جذبات بالکل ختم ہوچکے ہوں اگر وہ گھر میں تھوڑے کپڑوں میں رہیں تو کچھ حرج نہیں لیکن اگر پورا پردہ رکھیں تو بہت اچھا ہے اور گھر سے باہر نکلتے وقت بھی اگر زائد کپڑا مثلاً برقع یا چادر نہ پہنیں تو جائز ہے بشرطیکہ ان اعضاء اور اس زینت کا اظہار نہ ہو، جس کو چھپانے کا حکم دیا گیا ہے ۶۴ لیس علی الاعمیٰ الخ یہ تیسرا قانون معاشرت

۱ ترغیب الی التعارف ۱۲

ع ۹

۲ مخلصین اور منافقین کا تقابل ۱۲

إِخْوَانِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَخَوَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَعْمَامِكُمْ أَوْ بُيُوتِ
بھائی کے گھر سے یا اپنی بہن کے گھر سے یا اپنے چچا کے گھر سے یا اپنی

عَمّٰتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَخْوَالِكُمْ أَوْ بُيُوتِ خٰلٰتِكُمْ أَوْ مَا مَلَكْتُمْ
پھوپی کے گھر سے یا اپنے ماموں کے گھر سے یا اپنی خالہ کے گھر سے یا جس گھر کی

مَّفَاتِحَهٗٓ أَوْ صَدِيقِكُمْ ۭ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَأْكُلُوا جَمِيعًا
کنجیوں کے تم مالک ہو یا اپنے دوست کے گھر سے نہیں گناہ تم پر کہ کھاؤ آپس میں مل کر

أَوْ أَشْتَاتًا ۭ فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلٰٓى أَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً
یا جدا ہو کر ف۱ پھر جب کبھی جانے لگو گھروں میں تو سلام کہو اپنے لوگوں پر نیک دعا ہے

مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ
اللہ کے یہاں سے برکت والی ستھری یوں کھولتا ہے اللہ تمہارے آگے باتیں

لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ⑥① إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ اٰمَنُوا بِاللّٰهِ
تاکہ تم سمجھ لو ف ایمان والے وہ ہیں جو یقین لائے ہیں اللہ پر

وَرَسُولِهٖ وَإِذَا كَانُوا مَعَهٗ عَلٰٓى أَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوا
اور اسکے رسول پر ف۲ اور جب ہوتے ہیں اسکے ساتھ کسی جمع ہونے کے کام میں تو چلے نہیں جاتے

حَتّٰى يَسْتَأْذِنُوهُ ۭ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ
جبتک اس سے اجازت نہ لیلیں جو لوگ تجھ سے اجازت لیتے ہیں وہی ہیں جو

يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهٖ ۚ فَإِذَا اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ
مانتے ہیں اللہ کو اور اسکے رسول کو پھر جب اجازت مانگیں تجھ سے اپنے کسی کام کے لیے

فَأْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ۭ
تو اجازت دے جسکو ان میں سے تو چاہے اور معافی مانگ ان کیواسطے اللہ سے

إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ⑥② لَا تَجْعَلُوا دُعَاۗءَ الرَّسُولِ
اللہ بخشنے والا مہربان ہے مت کر لو بلانا رسول کا

موضح قرآن ف یعنی اپنایت کے علاقوں میں کھانے کی چیز کو ہر وقت پوچھنا ضرور نہیں نہ کھانے والا حجاب کرے نہ گھر والا دریغ کرے مگر عورت کا گھر اس کے خاوند کا ہو تو اس کی مرضی چاہیئے اور مل کر کھاؤ یا جدا یعنی اس کا تکرار دل میں نہ رکھیئے کہ کس نے کم کھایا کس نے زیادہ سب مل کر کھایا کرو اور اگر ایک شخص کی مرضی نہ ہو تو ہرگز درست نہیں کسی کی چیز کھانا اور تنقید فرمایا سلام کا آپس کی ملاقات میں اس سے بہتر دعا نہیں جو لوگ اس کو چھوڑ کر اور لفظ ٹھہراتے ہیں اللہ کی تجویز سے ان کی تجویز بہتر نہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی نگاہبان و وکیل حفظ او باشد ۱۲ ف۲ یعنی اذنی کہ از رسم و عادت مفہوم است کفایت میکند وحاجت اذن صریح نیست ۱۲۔

ہے یہاں کھانے کے کچھ آداب کا ذکر کیا گیا ہے نیز اس شبہ کا ازالہ کیا گیا ہے کہ پہلے دوسروں کے گھر میں داخل ہونے سے منع کیا گیا تو اس سے شبہ ہوتا تھا کہ شاید یہ ممانعت مطلق ہو اور ہر حال میں منع ہو تو فرمایا دعوت طعام ہو تو جانا منع نہیں۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ معذور لوگ تندرست لوگوں کے ساتھ مل کر کھانے سے ہچکچاتے تھے کہ مبادا وہ ان سے نفرت کریں اور انھیں تکلیف ہو۔ نیز بعض معذورین نابینا لنگڑے اور مریض وغیرہ اپنے بے تکلف دوستوں کے پاس جاتے تاکہ ان کے یہاں کچھ کھانے کو مل جائے مگر دوست کے گھر کھانے کی کوئی چیز موجود نہ ہوئی تو وہ انہیں لیکر اپنے عزیز یا بے تکلف دوست کے گھر لے گیا اور انہیں کھانا کھلا دیا۔ اس طرح ان معذورین کے دل میں خیال گذرتا کہ ہم آئے تو تھے اس کے پاس مگر وہ ہمیں لیکر دوسرے کے گھر چل دیا اس قسم کے اوہام و وساوس کو رفع کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا کہ اپنے قریبی رشتہ داروں اور بے تکلف دوستوں کے گھروں سے کھا پی لینے میں کوئی حرج نہیں اس لئے اگر معذوروں کو ان کا کوئی دوست اپنے عزیزوں یا دوستوں کے گھروں سے کھانا کھلادے تو وہ اس بات کو محسوس نہ کریں اسی طرح مل کر کھانے میں کوئی حرج نہیں (روح وغیرہ) جن رشتہ داروں کے گھروں سے بے تکلف کھا پی لینے کی اجازت ہے وہ حسب ذیل ہیں ماں اور باپ کا گھر جبکہ بیٹا ان سے علیحدہ رہتا ہو، بھائی، بہن، چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ او ما ملکتم مفاتحہ یعنی جس شخص نے تم کو اپنے گھر کا کنجی بردار اور محافظ بنا رکھا ہو اور تمہارے تصرف میں دے رکھا ہو اس کے گھر سے بھی تم بقدر ضرورت کھا پی سکتے ہو او صدیقکم اسی طرح اپنے گہرے اور بے تکلف دوستوں کے گھروں سے بھی کھانے پینے کی اجازت ہے لیس علیکم جناح الخ اور اس میں بھی کوئی تنگی نہیں کہ تم سب مل کر ہی کھاؤ یا جدا جدا کھاؤ یعنی دونوں طرح اجازت ہے اگرچہ مل کر کھانا افضل اور باعث برکت ہے۔ فھٰذہ رخصۃ من اللہ تعالیٰ فی ان یاکل الرجل وحدہ ومع الجماعۃ وان کان الاکل مع الجماعۃ ابرک وافضل (ابن کثیر ج ۳ ص ۳۰۵) ف۶۵ فاذا دخلتم الخ یہاں گھر میں داخل ہونے کا ادب سکھایا گیا علی انفسکم آپس میں ایک دوسرے پر جیسا کہ بنی اسرائیل کو حکم دیا فاقتلوا انفسکم یعنی توبہ یہ ہے کہ تم ایک دوسرے کو قتل کرو عن الحسن المعنی فلیسلم بعضکم علیٰ بعض نظیر قولہ تعالیٰ فاقتلوا انفسکم (روح ج ۱۸ ص ۳۲۲) حاصل یہ کہ جب تم ایک دوسرے کے گھر میں اجازت لے کر داخل ہونے لگو تو اندر داخل ہو کر گھر والوں کو سلام دو یہ سلام ایک خدائی تحفہ ہے، اس سے اللہ کی طرف سے برکت نازل ہوتی ہے نیز گھر والوں کے دلوں میں خوشی کا جذبہ ابھر آتا ہے وصفہا بالبرکۃ لان فیہا الدعاء واستجلاب مودۃ المسلم علیہ ووصفہا ایضا بالطیب لان سامعہا یستطیبہا (قرطبی ج ۱۲ ص ۳۱۹) کذالک یبین اللہ الخ یہ ترغیب الی القرآن ہے۔ اللہ تعالیٰ اس طرح دلائل توحید، احکام۔

بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۭ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ

اپنے اندر برابر اسکے جو بلاتا ہے ف تم میں ایک دوسرے کو اللہ جانتا ہے ف۱ ان لوگوں کو

يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ

تم میں سے جو سٹک جاتے ہیں آنکھ بچا کر سو ڈرتے رہیں وہ لوگ جو خلاف کرتے ہیں

عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ

اسکے حکم کا اس سے کہ آپڑے ان پر کچھ خرابی یا پہنچے ان کو

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

عذاب دردناک ف۲ سنتے ہو اللہ ہی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں

وَالْاَرْضِ ۭ قَدْ يَعْلَمُ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ ۭ وَيَوْمَ

اور زمین میں ف۳ اس کو معلوم ہے جس حال پر تم ہو اور جسدن ف

يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ

پھیرے جائینگے اسکی طرف تو بتائیگا ان کو جو کچھ انہوں نے کیا اور اللہ ہر ایک

شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۶۴﴾

چیز کو جانتا ہے

۹ ع۳ ۱۵

سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سَبْعٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ ف۴ فرقان مکی ہے اور اس میں ستتر آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰي عَبْدِهٖ

بڑی برکت ہے ف۵ اسکی جس نے اتاری فیصلہ کی کتاب اپنے بندہ پر

لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا ۙ﴿۱﴾ الَّذِيْ لَهٗ

تاکہ رہے جہان والوں کیلئے ڈرانیوالا وہ کہ جسکی ہے

ف۱ بیان حال منافقین ۱۲

ف۲ تخویف اخروی ۱۲

ف۳ آخر میں دعوے کے دونوں جزو کا ذکر ۱۲

ف۴ دعوی سورت ۱۲

ف۵ دعوی سورت پر پہلی عقلی دلیل ۱۲

ف۶ دوسری عقلی دلیل ۱۲

موضح قرآن ف حضرت کے بلانے سے فرض ہوتا تھا حاضر ہونا جس کام کو بلا دیں پھر یہ بھی تھا کہ وہاں سے بے حکم چلے نہ جاویں۔ اب بھی یہی چاہیئے۔ اپنے سرداروں سے سب کو کرنا۔

شریعت اور آداب معاشرت کھول کر اور واضح کر کے بیان کرتا ہے تاکہ ان کو سمجھو اور ان پر عمل کرو بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اگر گھر میں کوئی آدمی نہ ہو تب بھی سلام دینا چاہیئے کیونکہ حضور علیہ السلام کی روح مبارک وہاں حاضر ہوتی ہے یہ محض باطل اور بے اصل ہے۔ شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں **۶۶** انما المومنون الخ یہ دوسرے حصے میں مومنین اور منافقین کی صفات کا تقابل ہے ایمان والوں کی صفت یہ ہے کہ وہ مجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب کی پابندی کرتے ہیں۔ جب وہ کسی اہم کام اور ضروری مقصد کے لئے پیغمبر علیہ السلام کے پاس ہوتے ہیں تو آپ سے اجازت لئے بغیر وہاں سے نہیں جاتے اس لئے ایسے مواقع میں جو لوگ آپ سے اجازت لیکر مجلس سے نکلتے ہیں یہی لوگ صحیح معنوں میں مخلص مومن ہیں اس لئے جب کبھی وہ آپ سے اپنے کسی نجی کام کے لئے جانے کی اجازت طلب کریں تو جس کا عذر آپ معقول جانیں یا جسے مناسب سمجھیں اجازت فرما دیا کریں اور ان کے لئے استغفار بھی کریں کیونکہ نجی کام کے لئے اٹھ کر جانا اپنے اندر دنیا کو دین پر ترجیح دینے کا شائبہ رکھتا ہے تاکہ آپ کے استغفار کی برکت سے اس قصور کی تلافی ہو سکے **۶۷** لا تجعلوا الخ یہ بھی ادب رسول ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ یعنی جب خدا کا پیغمبر تمہیں بلاتے تو فوراً حاضر ہو جایا کرو اور آپ کے ارشاد کی تعمیل میں تاخیر یا سستی نہ کیا کرو جس طرح آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ کرتے ہو جب آپ کے بلانے پر حاضر ہو جاؤ تو جہاں آپ حکم دیں وہاں بیٹھو اور جب اجازت دیں تب اٹھو۔ اس صورت میں دعاء مصدر کی طرف مضاف ہوگا۔ ای اذا احتاج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی اجتماعکم عندہ لامر فدعاکم فلا تفرقوا منہ الا باذنہ ولا تقیسوا دعاءہ ایاکم علی دعاء بعضکم بعضا الخ (مدارک ج ۳ ص ۱۲۰) یا دعاء اپنے مفعول کی طرف مضاف ہے یعنی پیغمبر علیہ السلام کو آواز دیتے وقت آپ کے ادب و تعظیم کا خیال رکھو۔ نہ آپکا نام لیکر آواز دو نہ دور سے اور بلند آواز سے پکارو۔ بعض لوگ آپ کو یا محمد کہہ کر آواز دیتے تھے اور بعض دیہاتی چلا کر آپکو پکارتے ان باتوں سے منع کیا گیا کیونکہ ادب پیغمبر کے خلاف ہیں۔ یرید یصیح من بعید یا ابا القاسم بل عظموہ کما فی الحجرات ان الذین یغضون اصواتھم عند رسول اللہ الآیۃ وقال سعید بن جبیر ومجاھد المعنی قولوا یا رسول اللہ فی رفق ولین ولا تقولوا یا محمد بتجھم (قرطبی ج ۱۲ ص ۳۲۲) **۶۸** قد یعلم الخ مخلصین کے مقابلے میں منافقین کا رویہ بیان کیا گیا ہے۔ مخلص مومن تو اجازت کے بغیر حضور علیہ السلام کی مجلس سے نہیں اٹھتے لیکن منافقین موقع پا کر کسی دوسرے اجازت لے کر جانے والے کی آڑ میں چھپ کر کھسک جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو خوب جانتا ہے وہ یہ نہ سمجھیں ان کی خفیف حرکتیں اس سے چھپی ہوئی ہیں۔ لواذا مصدر بمعنی اسم فاعل یتسللون کے فاعل سے حال ہے یعنی دوسروں کی آڑ میں چھپ کر نکلتے ہیں بان یستتر بعضھم ببعض حتی یخرج (روح ج ۱۸ ص ۲۲۶) فلیحذر الذین یخالفون الخ یہ ان منافقین کے لئے تخویف دنیوی و اخروی ہے جو دوسروں کی آڑ لے کر نکل جاتے ہیں اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرنا چاہیئے کہیں انھیں دنیا ہی میں اس کی سزا نہ مل جائے یا آخرت میں انھیں دردناک عذاب میں مبتلا کر دیا جائے۔ (ان تصیبھم فتنۃ) ای لئلا تصیبھم فتنۃ ای بلاء (عذاب الیم) ای وجیع فی الآخرۃ (خازن ج ۵ ص ۹۲) **۶۹** الا ان للہ الخ آخر میں دعویٰ توحید کا ذکر کیا گیا جس کی وجہ سے منافقین نے تہمت لگائی تھی یعنی سارے جہان کا مالک، متصرف فی الامور اور عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہے اور کوئی نہیں للہ ما فی السموٰت والارض یعنی زمین و آسمان میں جو کچھ ہے وہ سب اللہ کا مخلوق و مملوک اور اسی کے زیر تصرف ہے من الموجودات باسرھا خلقا وملکا وتصرفا ایجادا واعداما بدأ واعادۃ لا لاحد غیرہ شرکۃ او استقلالا (روح ج ۱۸ ص ۲۲۵) **۷۰** قد یعلم الخ وہ تمہارے تمام موجودہ حالات و کوائف کو بخوبی جانتا ہے تمہارا اخلاص و نفاق بھی اسے معلوم ہے اس لئے قیامت کے دن جب تم سب اس کے پاس جمع ہو گے تو وہ تمہارے اعمال ظاہرہ و باطنہ کی پوری تفصیلات سے تمہیں آگاہ کر دے گا کیونکہ وہ ہر چیز کو جانتا ہے اور قیامت کے دن ہر ایک کو اس کے اخلاص و نفاق کے مطابق اس کے اعمال کی جزاء و سزا دیگا۔ یہ منافقین کے لئے تخویف و تہدید ہے قد یعلم ما انتم علیہ ای من مخالفۃ امر اللہ وامر رسولہ وفیہ تہدید و وعید والظاھر ان الخطاب للمنافقین (بحر ج ۶ ص ۴۷۷) و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

سورۂ نور میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

۱:۔ ان الذین جاءوا بالافک عصبۃ الخ (ع ۲) نفی علم غیب از نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم۔

۲:۔ اللہ نور السموٰت والارض الخ (ع ۵) عالم الغیب اور کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے

۳:۔ الم تر ان اللہ یزجی سحابا ۔۔۔۔ تا ۔۔۔۔ ان اللہ علیٰ کل شئی قدیر (ع ۶) نفی شرک فی التصرف

۴:۔ وعد اللہ الذین اٰمنوا ۔۔۔۔ تا ۔۔۔۔ لا یشرکون بی شیئا (ع ۷) ہر قسم کے شرک سے بچنے والوں کیلئے بشارت دنیوی

۵:۔ حد زنا، حد قذف، لعان اور دیگر آداب معاشرت کا بیان۔

۶:۔ مخلصین اور منافقین کے اعمال کا تقابل۔

۷:۔ آداب و حقوق رسول صلے اللہ علیہ وسلم۔

(آج بتاریخ ۱۳ ذیقعدہ ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۳ فروری ۱۹۶۷ء بروز پنجشنبہ بوقت ۸ بجے صبح سورۂ نور کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ اولاً و آخراً والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ وآلہ دائماً ابداً۔ سجاد بخاری)

سورۃ الفرقان

ربط نامی ربط۔ سورۃ نور میں فرمایا اللہ نور السموٰت والارض یعنی مسئلہ توحید ہی زمین و آسمان کا نور ہے اسی سے سارے عالم میں اجالا اور اسی سے سارا جہان قائم ہے۔ اور سورۃ فرقان میں فرمایا تبٰرک الذی نزل الفرقان الخ یعنی یہی نور توحید حق و باطل کے درمیان فرقان ہے یا اسی نور کی توضیح کے لئے اللہ نے فرقان نازل فرمایا۔

معنوی ربط: سورۃ کہف سے لیکر یہ مضمون بیان کیا جارہا ہے کہ لم یتخذ ولدا یعنی سارے جہان کا خالق، سارے عالم کا مدبر اور تمام امور میں متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اسکا کوئی نائب نہیں اور نہ اس نے اپنا کوئی اختیار کسی کے حوالے کر رکھا ہے لہٰذا وہی سب کا کارساز اور حاجت روا ہے، مصائب و مشکلات میں صرف اسی کو پکارو اور صرف اسی کے نام کی نذریں منتیں دو۔ اب سورۃ فرقان سے سورۃ سبا تک بطور ثمرہ و نتیجہ یہ بیان ہوگا کہ جب کارساز اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اسکا کوئی نائب نہیں تو برکات دہندہ اور ہر خیر و برکت کا سرچشمہ بھی وہی ہے لہٰذا اسی کو برکات دہندہ سمجھ کر پکارو اور اسی سے برکات طلب کرو۔

خلاصہ سورت کا دعویٰ یہ ہے کہ برکات دہندہ اللہ تعالیٰ ہے۔ دنیا اور آخرت کی خیر و برکت اسی کی جانب سے ہے۔ یہ دعویٰ سورت میں تین جگہ مذکور ہے اول ابتداء سورت تبارک الذی نزل الفرقان الخ میں۔ دوم تبٰرک الذی ان شاء الخ (ع ۲) میں۔ ان دونوں جگہوں میں ذکر دعوی کے بعد دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ دنیوی برکات دہندہ اللہ تعالیٰ ہے۔ سوم تبٰرک الذی جعل فی السماء الخ (ع ۶) میں۔ تیسری بار ذکر دعوی سے مقصود یہ ہے کہ اخروی برکات بھی اللہ ہی کے اختیار میں ہیں۔ اس سورت میں زیادہ زور عقلی دلائل پر دیا گیا ہے اور دلائل نقلیہ کی طرف محض اشارہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ دعویٰ سورت پر تیرہ دلائل عقلیہ بالتفصیل اور سات دلائل نقلیہ بالاجمال ذکر کئے گئے ہیں۔ اور دلائل کے درمیان سات شکوے مذکور ہیں۔

دلائل عقلیہ پہلی عقلی دلیل۔ پہلی بار ذکر دعوی کے ساتھ الذی نزل الفرقان علی عبدہ الخ فرمایا یعنی برکات دہندہ وہی ہے جس نے تمام دینی اور دنیوی برکات کا خزانہ قرآن مجید نازل فرمایا۔ دوسری عقلی دلیل۔ الذی لہ ملک السموٰت والارض الخ برکات کا سرچشمہ وہی ذات پاک ہے جس کے قبضہ و تصرف میں سارا جہان ہے اور جسکا کوئی نائب و شریک نہیں۔ تیسری عقلی دلیل۔ وخلق کل شیء الخ جس نے ہر چیز کو پیدا فرمایا اور ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کیا وہی برکات دہندہ ہے اسکے سوا کوئی اور برکات دہندہ نہیں۔ چوتھی عقلی دلیل۔ دعوے پر عقلی دلیلوں کے بعد واتخذوا من دونہ الخ میں مشرکین پر زجر ہے جنہوں نے اللہ کے عاجز اور بے بس بندوں کو متصرف و مختار اور برکات دہندہ سمجھ رکھا ہے اور اس کے ضمن میں چوتھی عقلی دلیل مذکور ہے یعنی اصل میں برکات دہندہ تو اللہ تعالیٰ ہے جو ساری کائنات کا خالق ہے اور سب نفع نقصان اور موت و حیات جس کے قبضے میں ہے۔ وقال الذین کفروا الخ یہ شکوی اولیٰ ہے مشرکین نے از راہ عناد کہا یہ دعوی کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اللہ کی طرف سے نہیں بلکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خود ساختہ ہے واعانہ علیہ الخ یہ دوسرا شکوی ہے یعنی کچھ دوسرے لوگ اس میں اس کے معاون ہیں۔ وقالوا اساطیر الاولین الخ یہ تیسرا شکوی ہے انہوں نے کہا یہ قرآن پہلے لوگوں کے قصے کہانیاں ہیں جو صبح و شام دہرائے جاتے ہیں۔ قل انزلہ الذی الخ یہ تینوں شکووں کا جواب ہے اور اصل دعوی پر پانچویں عقلی دلیل بھی۔ یہ دعوی کسی کا خود ساختہ نہیں اور نہ یہ قرآن قصے کہانیاں ہے، بلکہ یہ دعوی اور یہ قرآن اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے جو ظاہر و باطن کو جانتا ہے۔ جب عالم الغیب وہی ہے تو مفیض برکات بھی وہی ہے۔ وقالوا مالھذا الرسول الخ یہ چوتھا شکوہ ہے۔ یہ تو کھاتا پیتا اور بازاروں میں کاروبار کرتا ہے یہ کس طرح رسول ہوسکتا ہے۔ رسول تو فرشتہ ہونا چاہیئے تھا۔ لولا انزل الیہ ملک الخ۔ پانچواں شکوی۔ اگر رسول خدا فرشتہ نہ ہوتا تو کم از کم اس کے ساتھ ہی کوئی فرشتہ بھیجدیا جاتا جو اس کی تائید کرتا۔ اویلقی الیہ کنز الخ چھٹا شکوی۔ رسول کی تو بڑی ٹھاٹھ اور شان و شوکت ہونی چاہیے، وہ خزانوں اور باغوں کا مالک ہونا چاہیئے۔ ان تینوں شکووں کے جوابات لف و نشر غیر مرتب کے طور پر آگے آرہے ہیں۔ وقال الظلمون الخ یہ مذکورہ تینوں شکووں سے متعلق ہے۔ تبٰرک الذی ان شاء الخ (ع ۲) یہ دعوی سورت کا اعادہ ہے اور لف و نشر غیر مرتب کے طور پر چھٹے شکوے کا جواب ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی آپ کو خزانے اور باغات دے سکتا ہے لیکن نعیم آخرت آپ کے لئے شوکت دنیوی سے کہیں بہتر ہے۔ بل کذبوا بالساعۃ — تا — ثبورا کثیرا تخویف اخروی ہے۔ قل اذٰلک خیر — تا — وعدا مسئولا بشارت اخروی ہے۔ یوم یحشرھم — تا — نذقہ عذابا کبیرا مشرکین کے لئے تخویف اخروی ہے اور خصوصیت سورت کا بیان ہے یعنی جن کو مشرکین دنیا میں برکات دہندہ سمجھ کر پکارتے ہیں قیامت کے دن وہ صاف اعلان کریں گے کہ وہ کارساز اور برکات دہندہ نہیں تھے۔ برکات دہندہ اور کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ وما ارسلنا قبلک من المرسلین — تا — وکان ربک بصیرا یہ چوتھے شکوے کا جواب ہے آپ سے پہلے جتنے بھی پیغمبر آئے وہ سب بشر تھے اور سب لوازم بشریہ سے متصف تھے، ہماری سنت جاریہ ہی یہی ہے وقال الذین لا یرجون الخ (ع ۳) یہ پانچویں شکوے کا اعادہ ہے مع الزیادہ۔ یعنی زائد بات کے ساتھ۔ مشرکین اور منکرین بعث کہتے ہیں ہم پر فرشتے کیوں نازل نہیں ہوتے جو ہمارے پاس آکر اس پیغمبر کی تصدیق کریں یا اللہ تعالیٰ بالمشافہ ہمیں پیغمبر علیہ السلام پر ایمان لانے کا حکم دے، یہ زائد بات ہے یوم یرون الملئکۃ الخ یہ پانچویں شکوے کا جواب ہے۔ فرشتوں کو دیکھ لینے سے انھیں کوئی فائدہ نہ ہوگا نہ خوشی ہوگی۔ فرشتوں کو دیکھ کر بھی اگر وہ نہ مانیں گے تو سخت ترین عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ اصحٰب الجنۃ یومئذ الخ بشارت اخروی۔ ویوم تشقق السماء — تا — ھذا القراٰن مھجورا تخویف اخروی۔ وکذلک جعلنا لکل نبی عدوا الخ کاف بیان کمال کے لئے ہے۔ وقال

الذین کفروا لولا نزل علیہ الخ یہ ساتواں شکوی ہے۔ یہ قرآن تھوڑا تھوڑا کیوں نازل ہوتا ہے سارا ایک بار کیوں نہیں نازل کیا گیا؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تم تھوڑا تھوڑا کرکے خود بناتے ہو کذالک لنثبت بہ فؤادک الخ یہ شکوی مذکورہ کا جواب ہے۔ قرآن مجید تھوڑا تھوڑا نازل کرنے کا مقصد آپ کے دل کی تثبیت ہے ولا یاتونک بمثل الخ ساتوں شکووں کا جواب دے کر فرمایا ان کے علاوہ ان کی طرف سے جو بھی شبہہ وارد کیا جائیگا اس کا نہایت شافی اور احسن جواب دیا جائے گا۔ الذین یحشرون علی وجوھھم الخ یہ تخویف اخروی ہے۔

دلائل نقلیہ ان قوموں کے پاس اللہ کے پیغمبر یہی دعوی تبارک لیکر آئے لیکن انہوں نے نہ مانا اس لئے اُن کو ہلاک کر دیا گیا۔ ولقد اتینا موسی الکتب الخ (ع ۴) یہ دعوی سورت پر پہلی نقلی دلیل ہے۔ نیز منکرین دعوی کے لئے تخویف دنیوی ہے وقوم نوح لما کذبوا الخ دوسری نقلی دلیل مع تخویف دنیوی۔ وعادا و ثمودا۔ تا۔ وکلا تبرنا تتبیرا دلیل نقلی سوم تا ششم مع تخویف دنیوی۔ ولقد اتوا علی القریۃ الخ ساتویں نقلی دلیل واذا راوک۔ تا۔ بل ھم اضل سبیلا زجریں ہیں۔ الم تر الی ربک کیف مد الظل الخ (ع ۵) یہ دعوی سورت پر چھٹی عقلی دلیل ہے۔ سائے کا بڑھنا گھٹنا جو سورج کی رفتار پر منحصر ہے اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ وھو الذی جعل لکم الیل الخ ساتویں عقلی دلیل۔ یہ دن رات کی آمد و رفت بھی اللہ کے قبضے میں ہے۔ وھو الذی ارسل الریاح بشرا الخ۔ یہ آٹھویں عقلی دلیل۔ یہ رحمت و برکت کی خوشخبری لانے والی ہوائیں اور بارش جس سے بنجر زمینیں زرخیز ہو جاتی ہیں اور جس سے تمام انسانوں اور حیوانوں کو پینے کا پانی میسر آتا ہے یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے تو معلوم ہوا کہ ہر خیر و برکت اسی کی جانب سے ہے، اور وہی برکات دہندہ ہے۔ اور اس کے سوا کوئی اور برکات دہندہ نہیں ولقد صرفنہ بینھم لیذکروا الخ یہ ان معاندین پر زجر ہے جو اس قدر واضح دلائل کے باوجود نہیں مانتے اور اللہ کے سوا اوروں کو برکات دہندہ سمجھ کر ان سے مانگتے ہیں۔ وھو الذی مرج البحرین الخ نویں عقلی دلیل۔ یہ بھی اسکی قدرت کاملہ کی دلیل ہے کہ دو مختلف الذائقہ دریا بلا حائل اکھٹے چلتے ہیں مگر اس کے باوجود وہ آپس میں مل نہیں سکتے۔ وھو الذی خلق من الماء الخ دسویں عقلی دلیل۔ یہ بھی اسکی قدرت کا کمال ہے کہ اس نے قطرۂ آب سے اشرف المخلوقات بشر کو پیدا فرمایا اور پھر انسانوں کو باہمی رشتوں میں منسلک کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کی ان صفات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہی معطی برکات اور مفیض خیرات ہے اور کوئی نہیں ویعبدون من دون اللہ الخ یہ دلائل مذکورہ کا ثمرہ ہے بطور زجر۔ دلائل مذکورہ سے ثابت ہو گیا کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں مگر اس کے باوجود مشرکین اپنے خود ساختہ معبودوں کو برکات دہندہ سمجھتے ہیں حالانکہ وہ ان کے نفع کے مختار ہیں نہ نقصان کے۔ وما ارسلنک الا مبشرا و نذیرا یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ مشرکین کا مطالبہ تھا کہ ہم جو معجزہ مانگیں دکھا دو تو ہم مان لیں گے فرمایا معجزہ دکھانا آپ کے اختیار میں نہیں آپ کو تو نذیر و بشیر بنا کر بھیجا گیا۔ وتوکل علی الحی الخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تسلی ہے۔ یعنی اگر اس قدر واضح دلائل کے باوجود بھی مشرکین نہیں مانتے اور آپکو تکلیفیں دیتے ہیں تو آپ اللہ پر بھروسہ کریں جو زندۂ جاوید ہے۔ الذی خلق السموت والارض الخ یہ دعوی سورت پر گیارہویں عقلی دلیل ہے سارے جہان کا خالق بھی وہی ہے اور سارے جہاں میں متصرف و مختار بھی وہی ہے اس نے تدبیر عالم کا کوئی کام کسی کے حوالے نہیں کر رکھا لہذا اس کے سوا برکات دہندہ بھی کوئی نہیں۔ واذا قیل لھم اسجدوا الخ یہ شکوی ہے۔ جب مشرکین سے صرف خدائے واحد کو سجدہ کرنے کو کہا جاتا ہے تو وہ اس سے نفرت کرتے ہیں۔ تبرک الذی جعل فی السماء الخ (ع ۶) یہ دعوی سورت کا دوسری بار اعادہ ہے اور دعوی پر بارہویں عقلی دلیل ہے۔ جس طرح دنیا میں برکات دہندہ اللہ تعالیٰ ہے اسی طرح آخرت کی برکات بھی اسی کے قبضے میں ہیں۔ چنانچہ اللہ کے جن نیک بندوں کا آگے ذکر آرہا ہے آخرت میں ان کو جو برکات نصیب ہوں گی وہ سب اللہ ہی کی طرف سے ان کو ملیں گی۔ وھو الذی جعل الیل والنھار الخ یہ تیرہویں عقلی دلیل ہے۔ وعباد الرحمن الذین یمشون۔ تا۔ واجعلنا للمتقین اماما ○ میں اللہ کے نیک بندوں کی آٹھ صفتیں بیان کی گئی ہیں۔ اولئک یجزون الغرفۃ۔ تا۔ حسنت مستقرا و مقاما میں مذکورہ بالا صفات سے متصف اللہ کے بندوں کو آخرت میں ملنے والی برکات کا ذکر کیا گیا ہے۔ قل ما یعبؤا بکم ربی الخ۔ تخویف دنیوی۔ الحاصل برکات دہندہ وہی ذات با برکات ہے جس نے فرقان نازل فرمایا، جو ساری کائنات کا مالک، ہر چیز کا خالق، نفع نقصان اور موت و حیات کا مختار، عالم الغیب اور تمام نظام کائنات جس کے اختیار و تصرف میں ہے ایسے واضح دلائل کے باوجود مشرکین محض ضد و عناد کی وجہ سے قرآن کو خود ساختہ اور پہلے لوگوں کی کہانیاں قرار دیتے ہیں حالانکہ اس قرآن کو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے جو عالم الغیب ہے۔ پیغمبر علیہ السلام کے بارے میں وہ کہتے ہیں کہ وہ کھاتا پیتا ہے۔ اس کی تائید کے لئے کوئی فرشتہ اس کے ساتھ آنا چاہیئے تھا نیز اس کے پاس دولت کے خزانے ہوتے۔ فرمایا پہلے تمام انبیاء علیہم السلام بھی کھاتے پیتے تھے اور بشر تھے۔ فرشتوں کا آنا ان کے لئے خوشی کا باعث نہ ہوگا اور اگر اللہ چاہتا تو پیغمبر علیہ السلام کو دنیا میں بے حساب دولت دے دیتا لیکن اسکی حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ دنیا کے بجائے آخرت میں آپکو بے حد و حساب انعام و اکرام سے نوازے۔ مشرکین کا یہ بھی اعتراض ہے کہ سارا قرآن ایک ہی بار کیوں نازل نہیں ہوا۔ فرمایا تھوڑا تھوڑا نازل کرنے سے آپکی تثبیت خاطر ملحوظ ہے۔ مشرکین کے یہ تمام شبہات باطل ہیں جیسا کہ مذکورہ جوابات سے واضح ہو گیا ان کے علاوہ بھی اگر وہ کوئی اعتراض کرینگے تو اسکا بھی نہایت شافی جواب دیا جائیگا۔ ان تمام دلائل سے ثابت ہو گیا کہ دنیا و آخرت میں برکات دہندہ اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں ایسے واضح دلائل عقلیہ اور شکوک و شبہات کے ایسے شافی جوابوں کے بعد بھی اگر وہ نہ مانیں تو انھیں قوم فرعون، قوم عاد، قوم ثمود، قوم شعیب علیہ السلام اور دیگر امم سابقہ کی تاریخ سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے جنہیں ان کے انکار و جحود کی وجہ سے ہلاک کر دیا گیا۔

مختصر خلاصہ دعوی سورت کا تین بار ذکر، دعوی سورت پر تیرہ عقلی اور سات نقلی دلیلوں کا ذکر۔ دعوی مذکورہ کے بارے میں سات شکووں اور شبہوں کے جوابات زجر و تخویف، تسلیہ، نیک بندوں کے اوصاف۔

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ

سلطنت ؎ آسمان اور زمین میں اور نہیں پکڑا اس نے بیٹا اور نہیں کوئی

يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ

اسکا ساجھی راج میں اور بنائی ہر چیز پھر ٹھیک کیا اسکو

تَقْدِيْرًا ② وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ

ماپ کر اور لوگوں نے پکڑ رکھے ہیں اس سے ورے کتنے حاکم جو نہیں بناتے

شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا

کچھ چیز ؎ اور وہ خود بنائے گئے ہیں اور نہیں مالک اپنے حق میں بُرے کے

وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ③

اور نہ بھلے کے اور نہیں مالک مرنے کے اور نہ جینے کے اور نہ جی اٹھنے کے

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اِفْكُ ۨ افْتَرٰىهُ

اور کہنے لگے ؎ جو منکر ہیں اور کچھ نہیں یہ مگر طوفان باندھ لایا ہے

وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۚ فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا

اور ساتھ دیا ہے اس کا اس میں اور لوگوں نے سو آگئے بے انصافی

وَّزُوْرًا ④ ۚ وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ

اور جھوٹ پر اور کہنے لگے یہ نقلیں ہیں پہلوں کی جن کو اسنے لکھ رکھا ہے سو وہی

تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ⑤ قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ

لکھوائی جاتی ہیں اسکے پاس صبح اور شام ف توکہہ ؎ اسکو اتارا ہے اس نے جو

يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ

جانتا ہے چھپے ہوئے بھید آسمانوں میں اور زمین میں بیشک وہ

غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ⑥ وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ

بخشنے والا مہربان ہے ف اور کہنے لگے ؎ یہ کیسا رسول ہے کھاتا ہے کھانا

معانقة ۱

ر۱ تیسری عقلی دلیل ۱۲-

ر۲ زجر بطور شکوی و چوتھی عقلی دلیل ۱۲

ر۳ شکوی ۱۲

ر۴ شکوی ۱۲-

ر۵ جواب ہر سہ شکوی و پانچویں عقلی دلیل

ر۶ مشرکین کا پہلا شبہ ۱۲-

۲؎ تبارك الخ یہ دعوی سورت ہے۔ یعنی ہر خیر و برکت اور ہر منفعت اللہ ہی کی جانب سے ہے وہی برکات دہندہ ہے۔ اس کے سوا خیر و برکت کسی کے اختیار و تصرف میں نہیں جاء بکل برکۃ وخیر (خازن ج ۵ ص۹۳) عن ابن عباس معناہ جاء بکل برکۃ دلیلہ قول الحسن مجیئ البرکۃ من قبلہ (معالم بحاشیہ خازن) **برکات دہندہ چونکہ صرف اللہ** تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں اس لئے یہ لفظ (تبارک) **غیر اللہ کیلئے استعمال نہیں ہوتا۔** وھذا الفعل لا یسند فی الاغلب الی غیرہ تعالیٰ (روح ج ۱۸ ص۲۳۲) وھی کلمۃ تعظیم لہ لا تستعمل الا للہ وحدہ (مدارک ج ۳ ص۱۲۱) **۳؎** الذی نزل الخ یہ **دعوی سورت پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ موصول مع صلہ ماقبل کے لئے معرض علت میں ہیں۔** الفرقان سے مراد قرآن ہے۔ کیونکہ قرآن حق و باطل، توحید و شرک اور حلال و حرام کو واضح کرتا اور ایک کو دوسرے سے جدا کرتا ہے سماہ ھٰھنا الفرقان لانہ یفرق بین الحق والباطل والھدی والضلال والغی والرشاد والحلال والحرام (ابن کثیر ج ۳ ص۳۰۵) لیکون للعلمین نذیرا۔ اللہ نے اپنے بندے پر یہ فرقان نازل کیا تاکہ وہ لوگوں کو ڈرائے کہ اللہ تعالیٰ تم سے حساب لے گا اور مجرموں کو سزا دے گا جب حساب لینا اور سزا دینا اسی کا کام ہے تو بلا شبہ برکات دہندہ بھی وہی ہے اور کوئی نہیں **۴؎** الذی لہ الخ یہ دوسری عقلی دلیل ہے زمین و آسمان کی سلطنت اور سارے جہان کا نظام کار اسی کے ہاتھ میں ہے۔ زمین و آسمان کی بادشاہی میں کوئی اسکا نائب اور شریک نہیں لہذا اس کے سوا برکات دہندہ بھی کوئی نہیں۔ وخلق کل شئ الخ یہ تیسری عقلی دلیل ہے اور اسی ہی نے ہر چیز کو اس کے صحیح معیار کے مطابق پیدا فرمایا۔ جب ہر چیز کا خالق و مالک وہی ہے اور تخت بادشاہی پر بھی وہی ممکن ہے تو بتاؤ برکات دینے والا کوئی اور ہوگا؟ ہرگز نہیں! لہذا وہی برکات دہندہ ہے۔ لم یتخذ ولدا کی تعبیر بتا رہی ہے کہ یہاں نسبی ولدیت کی نفی مقصود نہیں بلکہ یہود و نصاری اور مشرکین کے خیال باطل کی نفی مقصود ہے جو اللہ کے نیک بندوں کو اس کے لئے بمنزلۂ اولاد سمجھتے تھے یعنی کسی کو اس نے اولاد کی طرح نائب اور کار مختار نہیں بنا رکھا۔ ای لم ینزل احدا منزلۃ الولد (روح ۱۸ ص۲۳۲) ولم یتخذ ولدا الظاھر نفی الاتخاذ ای لم ینزل احدا منزلۃ الولد (بحر ج ۶ ص۴۸۰) ولم یتخذ ولدا فبین سبحانہ انہ ھو المعبود ابدا ولا یصح ان یکون غیرہ معبودا و وارثا للملک عنہ (کبیر ج ۶ ص۴۴۵) فقدرہ تقدیرا ہر چیز کو ٹھیک ٹھیک انداز پر کیا اور وہی رکھتا ہے تو کیا برکت ڈالنے والا کوئی اور ہوگا؟ **۵؎** واتخذوا من دونہ الخ یہ مشرکین پر زجر ہے اور اس کے ضمن میں **چوتھی عقلی دلیل** مذکور ہے۔ یہ مشرکین کیسے ضدی ہیں کہ ایسے واضح عقلی دلائل کی موجودگی میں بھی اپنے ایسے عاجز معبودوں کو برکات دہندہ سمجھتے ہیں جو کسی چیز کو پیدا کرنا تو درکنار وہ خود مخلوق ہیں اور دوسروں کو نفع نقصان پہنچانا تو ایک طرف وہ خود اپنے نفع اور نقصان کا اختیار بھی نہیں رکھتے۔ نہ موت و حیات ان کے قبضے میں ہے نہ دوبارہ زندہ کرنا ان کے اختیار میں۔ حالانکہ اللہ اور برکات دہندہ

موضح قرآن ف اول نماز کا وقت مقرر تھا صبح و شام مسلمان حضرت پاس جمع ہوتے جو نیا قرآن اترا ہوتا لکھ لیتے یاد کرنے کو اس کو کافروں کہنے لگے ف یعنی اپنی بخشش اور مہر ہی سے یہ اتارا۔

وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ۭ لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ
اور پھرتا ہے بازاروں میں کیوں نہ اترا اسکی طرف کوئی فرشتہ کہ رہتا
مَعَهٗ نَذِيْرًا ⑦ اَوْ يُلْقٰٓى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ
اس کے ساتھ ڈرانے کو یا آ پڑتا اسکے پاس ف۹ خزانہ یا ہو جاتا اس کیلئے ایک باغ
يَّاْكُلُ مِنْهَا ۭ وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا
کھایا کرتا اس میں سے اور کہنے لگے بے انصاف تم پیروی کرتے ہو اس ایک مرد
مَّسْحُوْرًا ⑧ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا
جادو مارے کی دیکھ کیسی بٹھلاتے ہیں تجھ پر مثلیں سو بہک گئے
فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ⑨ تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ اِنْ شَاۗءَ
اب پا نہیں سکتے راستہ بڑی برکت ہے اسکی جو چاہے تو
جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
کر دے تیرے واسطے اس سے بہتر باغ کہ نیچے بہتی ہیں ان کے
الْاَنْهٰرُ ۙ وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ⑩ بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ
نہریں اور کر دے تیرے واسطے محل کچھ نہیں وہ جھٹلاتے ہیں قیامت
وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ⑪ اِذَا رَاَتْهُمْ
کو اور ہم نے تیار کی ہے اس کے واسطے کہ جھٹلاتا ہے قیامت کو آگ جب وہ دیکھے گی انکو
مِّنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا ⑫ وَاِذَآ اُلْقُوْا
دور کی جگہ سے سنیں گے اسکا جھنجھلانا ف۱۰ اور چلانا اور جب ڈالے جائینگے
مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ⑬ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ
اسکے اندر ایک جگہ تنگ میں ایک زنجیر میں کئی بندھے ہوئے پکاریں گے اس جگہ موت کو مت پکارو آج
ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ⑭ قُلْ اَذٰلِكَ خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ
ایک مرنے کو اور پکارو بہت سے مرنے ف تو کہہ ۱۲ھ بھلا یہ چیز بہتر ہے یا باغ ہمیشہ رہنے کا

ع ۹ ۱۴

۱ پانچواں شکوی ۱۲۔

۲ چھٹا شکوی ۱۲۔

۳ دعوی سورت کا اعادہ اور چھٹے شکوی کا جواب ۱۲۔

۴ تخویف اخروی ۱۲۔

۵ بشارت اخروی ۱۲۔

وہی ہو سکتا ہے جو ان مذکورہ بالا صفات سے متصف ہو۔ مشرکین کے خود ساختہ معبود چونکہ ان صفات سے عاری ہیں اس لئے خیر و برکت بھی ان کے اختیار میں نہیں **۶ ہ** وقال الذین کفروا الخ یہ پہلا شکوی ہے۔ مشرکین کہتے تھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا یہ دعوی کہ "برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے" اس کا خود ساختہ ہے، اللہ کی طرف سے نہیں ہے۔ واعانہ علیہ قوم اخرون یہ دوسرا شکوی ہے اور اس خیال کی ساخت پرداخت میں کئی دوسرے لوگ بھی اس کے معاون ہیں۔ فقد جاءو ظلما و زورا یہ ادخال الٰہی ہے اس میں مشرکین کے قول مذکور کو سراسر بے انصافی اور جھوٹ قرار دیا گیا۔ وقالوا اساطیر الاولین الخ یہ تیسرا شکوی ہے۔ مشرکین کہتے یہ قرآن تو محض اگلے لوگوں کے قصے کہانیوں کا مجموعہ ہے جو اس نے کسی سے لکھوا رکھا ہے بس صبح شام عبارت اور اسلوب کے الٹ پھیر سے وہی اس کے سامنے پڑھا اور رٹا جاتا ہے **۷ ہ** قل انزلہ الخ یہ تینوں مذکورہ شکووں کا جواب ہے نیز دعوی سورت پر چوتھی عقلی دلیل ہے یہ دعوی اور یہ قرآن جو اس دعوی کو بیان کر رہا ہے، کسی بشر کا خود ساختہ نہیں اور نہ قرآن قصے کہانیوں کی کتاب ہے۔ بلکہ یہ قرآن جو دعوی مذکورہ کا حامل ہے اول سے آخر تک اس رب جہاں کا نازل کردہ ہے جو سارے جہان کی تمام پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے۔ وہ ایسا درگذر کرنے والا اور مہربان ہے کہ ایسے معاندین کو بھی مہلت دیتا ہے اور جلدی نہیں پکڑتا فیمھلھم ولا یعاجلھم بالعقوبۃ وان استوجبوھا بمکابرتھم (مدارک ج ۳ ص ۱۲۲) جب عالم الغیب بھی وہی ہے اور غفور رحیم بھی تو برکات دہندہ بھی وہی ہے اور کوئی نہیں **۸ ہ** وقالوا مال الخ یہ مشرکین پر چوتھا شکوی ہے۔ وہ کہتے یہ پیغمبر تو کھانے پینے کا محتاج ہے اور کسب معاش کے لئے بازاروں کا چکر بھی کاٹتا ہے۔ پھر ہم میں اور اس میں کیا فرق باقی رہا اور اسے ہم پر کیا فوقیت حاصل ہے کہ اسکو نبوت مل گئی۔ واذا کان کذلک فمن این لہ الفضل علینا ولا یجوز ان یمتاز عنا بالنبوۃ (خازن ج ۵ ص ۹۴) لولا انزل الیہ الخ یہ پانچواں شکوی ہے۔ یعنی اول تو یہ چاہیے تھا کہ پیغمبر بشر نہ ہوتا بلکہ ہوتا ہی فرشتہ۔ یا پھر کم از کم اس کے ساتھ کوئی فرشتہ آتا جو اس کی تصدیق و تائید کرتا ھلا انزل الیہ ملک من عند اللہ فیکون لہ شاھدا علی صدق مایدعیہ (ابن کثیر ج ۳ ص ۳۱۰) **۹ ہ** او یلقی الخ یہ مشرکین پر چھٹا شکوی ہے اگر یہ واقعی اللہ کا رسول ہوتا تو اس کے پاس آسمانوں سے دولت کا خزانہ نازل کیا جاتا تاکہ وہ کسب معاش کا محتاج نہ رہتا یا اس کا کوئی باغ ہی ہوتا جس پر وہ باعزت طور سے گذر بسر کرتا وقال الظلمون الخ یہ مذکورہ تینوں شکووں سے متعلق ہے یعنی یہ معاندین اور بے انصاف لوگ محض از راہ عناد و مکابرہ کہتے ہیں کہ تم جس شخص کو پیغمبر مان کر اس کی پیروی کر رہے ہو وہ تو آسیب زدہ ہے اور (عیاذاً باللہ) اس کی عقل ٹھکانے نہیں۔ انظر کیف ضربوا الخ یہ مشرکین پر زجر ہے۔ یہ ظالم محض ضد و عناد سے آپ کے لئے کیسی کیسی مثالیں بیان کرتے ہیں وہ ضد اور ہٹ کی وجہ سے راہ راست سے بہت دور ہو چکے ہیں اور ان کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے اس لئے اب انھیں ہدایت نصیب نہیں ہوگی۔ آگے مذکورہ بالا تینوں

موضح قرآن ف یعنی ایک بار مریں تو چھوٹ جائیں دن میں ہزار بار مرنے سے بدتر حال ہوتا ہے۔

الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ كَانَتْ لَهُمْ جَزَآءً وَّ مَصِیْرًا ⑮ لَهُمْ فِیْهَا
جسکا وعدہ ہو چکا پرہیزگاروں سے وہ ہوگا ان کا بدلہ اور پھر جانے کی جگہ ان کیواسطے وہاں

مَا یَشَآءُوْنَ خٰلِدِیْنَ ؕ كَانَ عَلٰی رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْـُٔوْلًا ⑯ وَ یَوْمَ
ہے جو وہ چاہیں رہا کریں ہمیشہ ہو چکا تیرے رب کے ذمہ وعدہ مانگا ملتا ف۱ اور جس دن

یَحْشُرُهُمْ وَ مَا یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَیَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ
جمع کر بلائے گا انکو اور جن کو وہ پوجتے ہیں اللہ کے سوائے پھر انسے کہیگا کیا تم نے بہکایا

عِبَادِیْ هٰۤؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِیْلَ ؕ ⑰ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ
میرے ف۲ ان بندوں کو یا وہ آپ بہکے راہ سے بولیں گے تو پاک ہے ہم سے

یَنْۢبَغِیْ لَنَاۤ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِیَآءَ وَ لٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ
بن نہ آتا تھا کہ پکڑ لیں کسی کو تیرے بغیر رفیق لیکن تو انکو فائدہ پہنچاتا رہا

وَ اٰبَآءَهُمْ حَتّٰی نَسُوا الذِّكْرَ ۚ وَ كَانُوْا قَوْمًۢا بُوْرًا ⑱ فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ
اور انکے باپ دادوں کو یہاں تک کہ بھلا بیٹھے تیری یاد اور یہ تھے لوگ تباہ ہونیوالے سو وہ تو جھٹلا چکے تمکو

بِمَا تَقُوْلُوْنَ ۙ فَمَا تَسْتَطِیْعُوْنَ صَرْفًا وَّ لَا نَصْرًا ۚ وَ مَنْ یَّظْلِمْ
تمہاری بات میں ف۵ اب نہ تم لوٹا سکتے ہو ف اور نہ مدد کر سکتے ہو اور جو کوئی تم میں گنہگار

مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِیْرًا ⑲ وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ
ہے اسکو ہم مزہ چکھائیں گے بڑا عذاب اور جتنے بھیجے ہم نے تجھ سے پہلے ف۲

الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّاۤ اِنَّهُمْ لَیَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَ
رسول سب کھاتے تھے کھانا اور

یَمْشُوْنَ فِی الْاَسْوَاقِ ؕ وَ جَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ
پھرتے تھے بازاروں میں اور ہم نے رکھا ہے تم میں ایک دوسرے کے

فِتْنَةً ؕ اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَ كَانَ رَبُّكَ بَصِیْرًا ⑳
جانچنے کو دیکھیں ثابت بھی رہتے ہو اور تیرا رب سب کچھ دیکھتا ہے ف۳

ع ۲ ۱۱ ۱۷

شکووں کے جوابات ذکر کئے گئے ہیں بطور لف ونشر غیر مرتب ۱۰ تبارک الذی الخ یہ دعوی سورت کا اعادہ ہے اور لف ونشر غیر مرتب کے طور پر چھٹے شکوے کا جواب ہے یعنی اگر اللہ تعالیٰ نے دنیا میں آپ کو دولت کے خزانے اور باغات نہیں دیئے تو اس میں بھی اسکی حکمت پوشیدہ ہے وہ دنیا کے عوض آخرت میں آپ کو نہایت عمدہ باغات اور عالیشان محلات عطا کرے گا۔ ان شآء جعل میں ان شک کے لئے نہیں بلکہ بمعنی اذا ہے اور ماضی بمعنی مستقبل ہے یعنی اللہ تعالیٰ مختار ہے جب چاہیگا آخرت میں ایسا کریگا۔ بل کذبوا بالساعۃ الخ یہ ماقبل سے ترقی ہے اس میں مشرکین کے شکوے کی وجہ بتائی گئی ہے یعنی وہ چونکہ آخرت کے منکر ہیں اس لئے کہتے ہیں کہ پیغمبر کو دنیا میں دولت اور باغات کیوں نہیں دیئے گئے یا مطلب یہ ہے کہ وہ نہ صرف غیر اللہ کو برکات دہندہ سمجھتے ہیں بلکہ وہ تو قیامت کا بھی انکار کرتے ہیں۔ واعتدنا لمن کذب سے وادعوا ثبورا کثیرا تک منکرین کے لئے تخویف اخروی ہے ۱۱ اذا رأتھم الخ یہ آتش جہنم کی شدت کا بیان ہے رأت کی ضمیر جہنم کی طرف راجع ہے۔ قیامت کے دن جب جہنم کی آگ دور سے دوزخیوں کے سامنے ہوگی اور وہ اسے دیکھیں گے تو اس کا غیظ وغضب اس قدر جوش میں آجائیگا کہ وہ دور ہی سے اس کی غضبناک آوازیں اور خوفناک پھنکاریں سنکر دہشت زدہ ہو جائیں گے زفیر سے آتش جہنم کی وہ خوفناک آواز مراد ہے جو اس کے شدید جوش اور غلیان سے پیدا ہوگی۔ سمعوا صوت طیبھا واشتعالھا (بحر ج ۶ ص ۴۸۵) واذا القوا منھا الخ مکانا مفعول فیہ ہے اور منھا اس سے حال مقدم ہے۔ ای فی مکان فھو منصوب علی الظرفیۃ و(منھا) حال منہ (روح ج ۱۸ ص ۴۳۲) مقرنین، القوا کے نائب فاعل سے حال ہے ثبورا ہلاکت اور موت۔ جب مجرموں کو زنجیروں میں جکڑ کر جہنم کی نہایت تنگ کوٹھڑیوں میں ڈالدیا جائے گا تو وہ مضطربانہ موت کو پکاریں گے تاکہ ان کی زندگیوں کا خاتمہ ہو جائے اور وہ عذاب سے بچ جائیں۔ لاتدعوا الیوم ثبورا واحدا الخ ان کے جواب میں فرشتے کہیں گے یعنی ایک بار مریں تو چھوٹ جائیں، دن میں ہزار بار مرنے سے بدتر حال ہوتا ہے (موضح القرآن) ۱۲ قل اذلک خیر۔ تا۔ وعدا مسئولا بشارت اخروی ہے اور استفہام تنبیہ کے لئے ہے۔ کیا یہ دردناک عذاب اچھا ہے یا وہ جنت جس کا شرک اور اللہ کی نافرمانیوں سے بچنے والوں سے وعدہ کیا گیا ہے جو انھیں بطور جزاء ملیگا اور جس میں ان کا آخر کار ٹھکانا ہوگا؟ ہر ذی عقل فیصلہ کر سکتا ہے کہ جنت ہی بہتر ہے۔ اس لئے ہر دانشمند کو وہی راستہ اختیار کرنا چاہیئے جو جنت کی طرف لے جائے لھم فیھا الخ جنت کے مزید عیش وآرام کا بیان ہے اس میں اہل جنت کو ہر چیز ملے گی اور ان کی ہر خواہش پوری ہوگی خالدین مذکورہ بالا ضمائر میں سے کسی ایک سے حال ہے

ر۱ تخویف اخروی ۱۲

ر۲ یہ چوتھے شکوہ کا جواب ہے ۱۲

ر۳ تتمہ جواب شکوہ سادسہ تسلیہ برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی مومنوں کا جنت میں داخل ہونا اور وہاں ہمیشہ رہنا پڑے پروردگار کے ذمے ہے اور وعدہ مانگا گیا یعنی لائق ہے کہ مومنین اللہ سے اسی کی درخواست کریں یا فرشتے مومنوں کے واسطے اس کی درخواست کریں اور پورا کرنا اللہ کے ذمے ہے تفسیر حسینی میں ہے ف۲ یعنی عذاب پھیر دینا یا بات پلٹ ڈالنی ف۳ پیغمبر ہیں کافروں کا ایمان جانچنے کو اور کافر ہیں پیغمبروں کا صبر جانچنے کو۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا
اور بولے ۱۷؎ وہ لوگ جو امید نہیں رکھتے کہ ہم سے ملیں گے کیونکر نہ اترے ہم پر
الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ؕ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ
فرشتے یا ہم دیکھ لیتے اپنے رب کو بہت بڑائی رکھتے ہیں اپنے جی میں
وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا ﴿۲۱﴾ يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا
اور سر چڑھ رہے ہیں بڑی شرارت میں جس دن ۱۸؎ دیکھیں گے فرشتوں کو کچھ
بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ حِجْرًا
خوشخبری نہیں اس دن گنہگاروں کو اور کہیں گے کہیں روک دی جائے
مَّحْجُوْرًا ﴿۲۲﴾ وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ
کوئی آڑ اور ہم پہنچے ۱۹؎ ان کے کاموں پر جو انہوں نے کئے تھے
فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴿۲۳﴾ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ
پھر کر ڈالا اسکو خاک اڑتی ہوئی بہشت کے لوگوں ۲۰؎ کا اسدن
خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا ﴿۲۴﴾ وَيَوْمَ تَشَقَّقُ
خوب ہے ٹھکانا اور خوب ہے جگہ دوپہر کے آرام کی اور جسدن پھٹ جائے
السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا ﴿۲۵﴾
آسمان بادل سے اور اتارے جائیں فرشتے تار لگا کر ف۱
اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ ِالْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ؕ وَكَانَ
بادشاہی اسدن سچی ہے رحمٰن کی اور ہے
يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ﴿۲۶﴾ وَيَوْمَ
وہ دن منکروں پر مشکل اور جس دن
يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ
کاٹ کاٹ کھائیگا گنہگار ۲۱؎ اپنے ہاتھوں کو کہے گا اے کاش کہ میں نے پکڑا ہوتا رسول کے ساتھ

[illegible] ۱۹

ر۱ اعادہ شکوی خاصہ ۱۲
ر۲ پانچویں شبہ کا جواب ۱۲
ر۳ تخویف اخروی ۱۲
ر۴ بشارت اخروی ۱۲
ر۵ تخویف اخروی ۱۲

ترجیح اس کو ہے کہ یشاؤن کی ضمیر سے حال ہو (مدارک) وعدا مسئولا۔ اللہ تعالیٰ مالک حقیقی اور غنی وحمید ہے اس لئے اس پر کسی چیز کی مسئولیت عائد نہیں ہوتی لہٰذا مسئولیت یہاں وعدے کی عظمت سے کنایہ ہے یا مطلب یہ ہے کہ وعدہ اس لائق ہے کہ لوگ اپنی دعاؤں میں اللہ تعالیٰ سے اسکا سوال کریں۔ مسئولیتہ کنایۃ عن کونہ امرا عظیما ویجوز ان یراد کون الموعود مسئولا حقیقۃ بمعنی یسألہ الناس فی دعائھم بقولھم ربنا اٰتنا ما وعدتنا علیٰ رسلک الخ (روح ج ۱۹ ص ۲۴۷)

۱۳؎ ویوم یحشرھم الخ یہ تخویف اخروی ہے اور خصوصیت سورت کا ذکر ہے۔ ویعبدون من دون اللہ سے یہاں انبیاء علیہم السلام، فرشتے اور اللہ کے نیک بندے مراد ہیں جنکی دنیا میں پرستش کی گئی اور جنہیں برکات دہندہ سمجھ کر پکارا گیا۔ یرید المعبودین من الملائکۃ والمسیح وعزیر (مدارک ج ۳ ص ۱۲۲) قال الجمہور من عُبد ممن یعقل ممن لم یأمر بعبادتہ کالملائکۃ وعیسیٰ وعزیر وھو الاظھر (بحر ج ۶ ص ۴۸۸) قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان معبودین سے پوچھے گا کیا میرے ان بندوں کو جو دنیا میں تمہیں کارساز اور برکات دہندہ سمجھتے تھے تم نے گمراہ کیا تھا اور اپنی الوہیت کی ان کو تعلیم دی تھی؟ یا وہ خود ہی گمراہ ہوئے تھے؟ قالوا سبحٰنک الخ اللہ کے وہ نیک بندے بصد عجز ونیاز عرض کریں گے بارے الٰہا! تو پاک ہے اور تیری شان اس سے برتر ہے کہ تیرا کوئی شریک ہو۔ ہمارے لئے تو یہ بھی جائز نہ تھا کہ ہم تیرے سوا خود اپنے لئے بھی کسی اور کو کارساز اور برکات دہندہ تجویز کرتے تو پھر یہ کیونکر ہو سکتا تھا کہ ہم دوسروں کو اپنی کارسازی اور الوہیت کی تلقین کرتے۔ ماکان لنا ان نأمرھم بعبادتنا ونحن نعبدک ونحن عبیدک (معالم وخازن ج ۵ ص ۹۶) ۱۴؎ ولکن متعتھم الخ اے ہمارے پروردگار ان گمراہ لوگوں کو تو نے دنیوی منافع عطا کئے۔ یہ ظالم پکارتے تو رہے ہم کو لیکن بطور آزمائش ان کی حاجت روائی تو کرتا رہا اور دنیوی منافع بھی تو ہی ان کو عطا فرماتا رہا یہانتک کہ وہ تیری الوہیت سے غافل ہو گئے اور تیرے سوا اوروں کو برکات دہندہ سمجھنے لگے وکانوا قوما بورا اس طرح شقاوت اور بدبختی ان پر غالب آ گئی اور وہ گمراہ ہو کر ہلاک ہو گئے۔ الٰھی انت الذی اعطیتہ جمیع مطالبہ من الدنیا حتی صار کالغریق فی بحر الشھوات واستغراقہ فیھا صار صارفا لہ عن التوجہ الی طاعتک والاشتغال بخدمتک (کبیر ج ۶ ص ۴۵۹) ۱۵؎ فقد کذبوکم الخ اس سے پہلے فیقال لھم مقدر ہے یعنی نیک بندوں کے جواب کے بعد مشرکین سے کہا جائے گا کہ دیکھو جن کو تم برکات دہندہ سمجھ کر پکارا کرتے تھے انہوں نے بھی تمہیں جھٹلا دیا ہے تمہارا دعوی تھا کہ وہ تمہارے کارساز اور برکات دہندہ ہیں مگر انہوں نے اپنی الوہیت کا صاف انکار کر دیا ہے اور یہ بھی اعلان کر دیا ہے کہ انھیں تمہاری پکار کی خبر تک نہ تھی۔ جیسا کہ دوسری جگہ ان کا قول نقل کیا گیا ہے فکفی باللہ شہیدا بیننا وبینکم ان کنا عن عبادتکم لغٰفلین (سورہ یونس ع ۳) فما تستطیعون الخ جن کو تم برکات دہندہ سمجھتے تھے آج وہ تم سے عذاب کو نہیں ہٹا سکیں گے اور نہ کسی اور طریقے سے تمہاری کچھ مدد کر سکیں گے۔ ومن یظلم منکم الخ خطاب عام ہے تمام مکلفین سے یعنی تم میں سے جو بھی ان مشرکین کی طرح کفر وشرک کرے گا اسے ہم

فتح الرحمن ف۱ یعنی آسمان بہ ہیئت معتدہ خود باشد اما ابر ناگاہ منشق شود ۱۲۔

بہت سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے ومن یظلم ای یکفر منکم ایہا المکلفون ویعبد من دون اللہ تعالیٰ الہا آخر کھؤلاء الکفرۃ الخ (روح ج ۱۸ صد
۱۶؎ وما ارسلنا الخ یہ چوتھے شکوے کا جواب ہے۔ یعنی رسل سابقین علیہم السلام، جن کو تم بھی رسول مانتے ہو، لوازم بشریہ ان کے ساتھ بھی لگے ہوئے تھے وہ کھانا بھی کھاتے اور کسب معاش کے لئے بازاروں کے چکر بھی کاٹتے تھے اس لئے اگر تمہاری بات مان لی جائے تو پھر رسل سابقین علیہم السلام کی رسالت کی بھی نفی ہوجائیگی حاصل یہ ہے کہ ہماری سنت مستمرہ یہی ہے کہ انسانوں کے پاس انسانوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا جائے اس لئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بشر اور انسان ہونا کوئی نئی اور اچنبھے کی بات نہیں کہ اسکی وجہ سے آپ کی رسالت ہی کا انکار کر دیا جائے وجعلنا بعضکم الخ یہ جواب کا تتمہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تسلی ہے یعنی کسی کو غنی اور کسی کو فقیر کرنے سے امتحان وابتلاء مقصود ہے اتصبرون کیا تم اس ابتلاء پر صبر کروگے؟ استفہام سے مقصود امر ہے یعنی صبر کرو۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ دیکھ رہا ہے وہ صابر اور غیر صابر کو جانتا ہے اور ہر ایک کو اس کے عمل کے مطابق جزا دے گا۔ فتنۃ ای محنۃ وابتلاء وھذا تصبیر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عما عیروہ بہ من الفقر ومشیہ فی الاسواق یعنی انہ جعل الاغنیاء فتنۃ للفقراء یغنی من یشاء ویفقر من یشاء (مدارک ج ۳ ص ۱۳۴)

۱۷؎ وقال الذین الخ یہ پانچویں شکوے کا اعادہ ہے برائے بیان زیادت یعنی اونری ربنا۔ مشرکین جو منکرین بعث بھی ہیں کہتے ہیں ہمارے پاس فرشتے بھیجے جائیں جو پیغمبر علیہ السلام کے دعوے کی تصدیق وتائید کریں۔ یا ہم خود اللہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں اور وہ خود پیغمبر علیہ السلام کی رسالت کی تصدیق کرے اور ہمیں ایمان لانے کا بالمشافہہ حکم صادر فرمائے۔ لولا انزل علینا الملائکۃ فتخبرنا انک رسول حقا او نری ربنا فیخبرنا بذلک (بحر ج ۶ ص ۴۹۴) لقد استکبروا فی انفسھم الخ یہ زجر ہے۔ یہ ان معاندین کے عناد و استکبار اور ان کی بغاوت و سرکشی کی انتہا ہے ۱۸؎ یوم یرون الخ یہ پانچویں شکوے کا جواب ہے یہ مطالبہ محض ان کی ضد اور سرکشی ہے ورنہ جس دن وہ فرشتوں کو دیکھ لیں گے اس دن انھیں کوئی خوشی حاصل نہیں ہوگی۔ اس دن فرشتے کہیں گے آج مجرموں کو ہر خوشی اور مسرت سے کوسوں دور رکھا جائے گا حجرا مفعول مطلق ہے اور اسکا فعل متروک ہے اور محجورا اس کی تاکید ہے وھو من المصادر المنصوبۃ بافعال متروک اظہارھا ومحجورا لتاکید معنی الحجر کما قالوا موت مائت (مدارک ج ۳ صد ۱۲۵) ۱۹؎ وقدمنا الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ قدمنا ارادہ کریں گے اور متوجہ ہوں گے قدمنا ای عمدنا (مظہری ج ۷ صد ۱۳) ھباءً غبار یہ باطل کرنے اور ثواب نہ دینے سے کنایہ ہے ای باطلا لا ثواب لہ (معالم وخازن ج ۵ صد ۹۵) مشرکین وکفار دنیا میں جو نیک کام کرتے ہیں مثلاً صدقہ وخیرات اور صلۂ رحم وغیرہ ان کا بدلہ ان کو کسی نہ کسی صورت میں دنیا ہی میں دے دیا جائیگا اور آخرت میں ان پر کوئی اجر و ثواب نہیں ملیگا کیونکہ قبول اعمال کے لئے ایمان خالص شرط ہے

سَبِيْلًا ﴿۲۷﴾ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ﴿۲۸﴾
رستہ اے خرابی میری کاش کہ نہ پکڑا ہوتا میں نے فلانے کو دوست
لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ ؕ وَكَانَ
اس نے تو بہکا دیا مجھکو نصیحت سے مجھ تک پہنچ چکنے کے پیچھے۔ اور ہے
الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ﴿۲۹﴾ وَقَالَ الرَّسُوْلُ
شیطان آدمی کو وقت پر دغا دینے والا اور کہا رسول نے ۲۲؎
يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ﴿۳۰﴾
اے میرے رب میری قوم نے ٹھہرایا ہے اس قرآن کو جھک جھک
وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ؕ
اور اسی طرح ۲۳؎ رکھے ہیں ہمنے ہر نبی کے لئے دشمن گنہگاروں میں سے
وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا ﴿۳۱﴾ وَقَالَ
اور کافی ہے تیرا رب راہ دکھلانے کو اور مدد کرنے کو ف۱ اور کہنے لگے ۲۴؎
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً
وہ لوگ جو منکر ہیں کیوں نہ اترا اس پر قرآن سارا
وَّاحِدَةً ۚۛ كَذٰلِكَ ۚۛ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ
ایک جگہ ہوکر اسی طرح اتارا تاکہ ثابت رکھیں ہم اس سے تیرا دل اور پڑھ سنایا ہمنے اسکو
تَرْتِيْلًا ﴿۳۲﴾ وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ
ٹھہر ٹھہر کر ف۲ اور ۲۵؎ نہیں لاتے تیرے پاس کوئی مثل کہ ہم نہیں پہنچا دیتے تجھکو ٹھیک بات
وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا ﴿۳۳﴾ اَلَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ
اور اس سے بہتر کھول کر جو لوگ کہ گھیر کر لائے جائینگے ۲۶؎ اوندھے پڑے ہوئے اپنے
اِلٰى جَهَنَّمَ ۙ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۳۴﴾
دوزخ کی طرف انہیں کا برا درجہ ہے اور بہت بہکے ہوئے ہیں راہ سے

مع ۷

ع ۳ ۱۴ ۱

مرا تسلی برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

سوال شکوی ۱۲

تخویف اخروی ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی کافر بہکایا کریں جس کو اللہ چاہے گا راہ پر لاوے گا ف۲ یعنی ہر بات کے وقت اس کا جواب آتا ہے تو پیغمبر کا دل ثابت رہے۔

جس سے مشرکین وکفار محروم ہیں۔ اس لئے ان کے تمام اعمال خیر باطل ہیں ہباءً منثورا ای باطلا لاثواب لہ لفوات شرط الثواب علیہ من الایمان و الاخلاص للہ تعالیٰ (مظہری) ۲۰ اصحٰب الجنۃ الخ یہ مومنوں کے لئے بشارت اخروی ہے مستقرا رہنے سہنے کی جگہ مقیلا استراحت کی جگہ۔ قیامت کے دن ایمان والوں کو رہنے سہنے اور استراحت کیلئے جنت میں جو مقام عطا ہوگا وہ کافروں کے ٹھکانے سے بدرجہا بہتر ہوگا۔ ویوم تشقق السماء الخ یہ تخویف اخروی ہے الغمام سفید بادل مراد فرشتے ہیں۔ فرشتے اس کثرت سے نازل ہوں گے کہ ان کی مجموعی ہیئت سفید بادلوں کی طرح نظر آئیگی اسطرح ونزل الملئکۃ تنزیلا ماقبل کا بیان ہے اور واؤ تفسیریہ ہے یعنی قیامت کے دن آسمان پھٹ پڑے گا اور اس طرح فرشتوں کے بادلوں کے بادل نازل ہوں گے۔ الملک یومئذ الحق الخ بادشاہ تو دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن یہاں مجازی بادشاہ بھی موجود ہیں۔ قیامت کے دن اللہ کے سوا کوئی بادشاہ نہ ہوگا۔ اس دن سب پر ظاہر ہوجائیگا کہ بیشک آج بادشاہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے آج دنیا کے بادشاہ بھی اس شہنشاہ حقیقی کے سامنے سرافگندہ کھڑے ہیں۔ وکان یوما الخ کان کا اسم اس میں ضمیر مستتر ہے جو یوم مذکور کی طرف راجع ہے۔ اور علی الکفرین، عسیرا کے متعلق ہے ۲۱ ویوم یعض الخ قیامت کے دن مشرکین وکفار حسرت وندامت سے انگلیاں کاٹیں گے اور کہیں گے کاش! ہم نے پیغمبروں پر ایمان لاکر اللہ کی توحید اور اس کے برکات دہندہ ہونے کو مان لیا ہوتا۔ یویلتی لیتنی الخ کاش میں فلاں فلاں داعیان شرک اور اور صنادید کفر سے دوستی نہ گانٹھتا اور ان کی پیروی نہ کرتا لقد اضلنی الخ ان ظالموں نے تو مجھے راہ توحید اور دعوی تبارک سے ہٹا دیا۔ خذولا خوار کرنے والا۔ شیطان جب انسان کو گمراہ کرتا ہے تو اسے بڑے خوبصورت سبز باغ دکھاتا ہے لوگوں کے دلوں میں توحید کے بارے میں عجیب شکوک پیدا کرکے ان کو شرک میں مبتلا کرتا ہے۔ مثلاً لوگوں کے دلوں میں یہ وسوسے ڈالتا ہے کہ اللہ کے نیک بندے قیامت کے دن تمہارے کام آئیں گے، اللہ کے ہاں تمہاری سفارش کریں گے۔ وہ دنیا اور آخرت میں برکات دہندہ ہیں اس لئے تم ان کو پکارا کرو۔ لیکن قیامت کے دن ان مشرکین کو اپنی مدد کے لئے نہ شیطان کہیں نظر آئے گا نہ ان کے خودساختہ معبود اور برکات دہندے دکھائی دیں گے۔ خذولا ھو مبالغۃ من الخذلان ای من عادۃ الشیطان ترک من یوالیہ (مدارک ج ۳ ص ۱۲۶) ۲۲ وقال الرسول الخ الرسول سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ قیامت کے دن آپ اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی قوم کی شکایت کریں گے کہ اے میرے پروردگار میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ دیا، نہ اس کو مانا اور نہ اس پر عمل کیا۔ یا یہ جملہ معترضہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں اپنی قوم کا انکار و طغیان اور عناد و عدوان دیکھ کر اظہار افسوس کے طور پر اللہ تعالیٰ سے کہا کہ میری قوم ضد وعناد اور رد وانکار میں انتہا کو پہنچ چکی ہے اور کسی صورت میں قرآن کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ ان لما اکثروا من الاعتراضات الفاسدۃ ووجوہ التعنت ضاق صدر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم وشکاھم الی اللہ تعالیٰ وقال یارب..... اکثر المفسرین انہ قول واقع من الرسول صلی اللہ علیہ وسلم وقال ابومسلم بل المراد ان الرسول علیہ السلام یقول فی الاخرۃ..... والاول اولیٰ لانہ موافق للفظ الخ (کبیر ج ۶ ص ۴) ۲۳ وکذلک الخ کاف بیان کمال کے لئے ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تسلی ہے نیز مشرکین کی طرف سے بیجا اعتراضات کی وجہ بیان کی گئی ہے یعنی مشرکین آپ سے یہ حجت بازی محض عداوت اور ضد وعناد کی بنا پر کرتے ہیں۔ اور یہ کوئی نئی بات نہیں، ہر زمانے میں ہر پیغمبر کے ایسے دشمن ہوئے ہیں اور ہر زمانے میں مشرکوں نے پیغمبروں کو اسی طرح ستایا ہے۔ اس لئے جس طرح انہوں نے صبر کیا اسی طرح آپ بھی صبر کریں۔ مدد کیلئے اور ان سے انتقام لینے کی راہ بتانے کے لئے میں آپ کو کافی ہوں۔ ای کذلک کان کل نبی قبلک مبتلی بعداوۃ قومہ وکفاک بی ھادیا الی طریق قہرھم والانتصار منھم وناصرا لک علیھم (مدارک ج ۳ ص ۱۲۶) وکذلک جعلنا لکل نبی عدوا من المجرمین تسلیۃ للرسول صلی اللہ علیہ وسلم (کبیر) ۲۴ وقال الذین الخ ساتواں شکوی۔ یہ قرآن اگر واقعی اللہ کا کلام ہے تو اللہ نے ایک ہی بار سارا کیوں نہ نازل کردیا، تھوڑا تھوڑا کرکے کیوں نازل کرتا ہے؟ اس سے معلوم ہوتا ہے یہ اللہ کا کلام نہیں بلکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خود ہی تھوڑا تھوڑا کرکے بناتا اور لوگوں کو سناتا ہے کذلک لنثبت بہ الخ کذلک فعل مقدر سے متعلق ہے ای انزلنٰہ یہ شبہہ مذکورہ کا جواب ہے یعنی بالتدریج نازل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ کے دل کو تقویت حاصل ہو اور آپ اسے آسانی کے ساتھ یاد کرسکیں ورتلنٰہ ترتیلا یہ فعل مقدر مذکور الصدر پر معطوف ہے یعنی اور مذکورہ بالا مقصد کے پیش نظر ہم نے تھوڑا تھوڑا کرکے ترسل وترتیل کے ساتھ آپ پر قرآن اتارا ہے۔ (مدارک) ۲۵ ولا یاتونک الخ مثل سے مشرکین کا عجیب وغریب اور باطل سوال مراد ہے اور الحق سے اس کا جواب باصواب مراد ہے۔ بمثل اور بالحق میں باء تعدیہ کیلئے ہے۔ یعنی جس طرح ہم نے مشرکین کے مذکورہ بالا سات شکووں کے نہایت عمدہ جوابات دیئے ہیں اسی طرح آئندہ بھی ان کی طرف سے آپ پر جو بھی سوال باطل اور اعتراض فاسد وارد کیا جائیگا ہم اس کا ایسا عمدہ اور صحیح جواب دیں گے جو آپ کے مقصد رسالت کو بھی احسن طریق سے واضح کردے گا۔ ولا یاتونک بمثل بسؤال عجیب من سؤالاتھم الباطلۃ کانہ مثل فی البطلان الا اتینٰک نحن بالجواب الحق الذی لا محید عنہ..... وما ھو احسن تکشیفا لما بعثت علیہ ودلالۃ علی صحتہ (بحر ج ۶ ص ۴۹) ۲۶ الذین یحشرون الخ یہ تخویف اخروی ہے جو لوگ محض ضد وعناد اور بے انصافی سے انکار کرتے اور لایعنی اعتراض کرتے ہیں قیامت کے دن انہیں مونہوں کے بل گھسیٹا جائیگا اور ان کا ٹھکانا بہت ہی برا ہوگا یہ لوگ راہ راست اور ہدایت سے بہت ہی دور ہیں۔ ضد وعناد نے ان کو راہ حق سے اس قدر دور کردیا ہے کہ اب انکے راہ راست پر آنیکا امکان ختم ہوچکا ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَهٗٓ اَخَاهُ
اور ہمنے دی ۲۷؎ موسیٰ کو کتاب اور کر دیا ہمنے اس کیساتھ اسکا بھائی
هٰرُوْنَ وَزِيْرًا (۳۵) فَقُلْنَا اذْهَبَآ اِلَى الْقَوْمِ الَّذِيْنَ
ہارون کام بٹانیوالا پھر کہا ہمنے تم دونوں جاؤ ان لوگوں کے پاس
كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا (۳۶) وَقَوْمَ نُوْحٍ
جنہوں نے جھٹلایا ہماری باتوں کو پھر دے مارا ہمنے انکو اکھاڑ کر اور نوح کی قوم کو
لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ
جب انہوں نے جھٹلایا پیغام لانیوالوں کو ہمنے انکو ڈبو دیا اور کیا ان کو لوگوں کے حق میں
اٰيَةً ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا (۳۷) وَّعَادًا
نشانی اور تیار کر رکھا ہے ہمنے گنہگاروں کیواسطے عذاب دردناک اور عاد کو
وَّثَمُوْدَا۟ وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًۢا بَيْنَ ذٰلِكَ
اور ثمود کو اور کنوئیں والوں کو اور اس کے بیچ میں
كَثِيْرًا (۳۸) وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ ۡ وَكُلًّا تَبَّرْنَا
بہت سی جماعتوں کو اور سب کو کہہ سنائیں ہمنے مثالیں اور سب کو کھو دیا ہمنے
تَتْبِيْرًا (۳۹) وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِيْٓ اُمْطِرَتْ
غارت کر کر اور یہ لوگ ۲۸؎ ہو آئے ہیں اس بستی کے پاس جن پر برسا
مَطَرَ السَّوْءِ ؕ اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوْا
برا برساؤ کیا دیکھتے نہ تھے ان کو نہیں پر
لَا يَرْجُوْنَ نُشُوْرًا (۴۰) وَاِذَا رَاَوْكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ
امید نہیں رکھتے جی اٹھنے کی اور جہاں ۲۹؎ تجھ کو دیکھیں کچھ کام نہیں انکو تجھ سے
اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا (۴۱)
مگر ٹھٹھے کرنا کیا یہی ہے جس کو بھیجا اللہ نے پیغام دے کر

۲۷؎ ولقد اٰتینا الخ یہ دعوی سورت پر پہلی نقلی دلیل ہے نیز منکرین دعوی کے لئے تخویف دنیوی ہے۔ یہاں اور اسی طرح اگلی نقلی دلیلوں میں اگرچہ دعوے کی صراحت نہیں لیکن جب ابتداء سورت میں تبارک سے دعوی ذکر کر دیا گیا تو اب سورت میں جس قدر بھی دلائل مذکور ہوں گے خواہ عقلیہ ہوں خواہ نقلیہ وہ سب اسی دعوے کیلئے ہوں گے۔ فرمایا ہمنے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی جس میں مسئلہ توحید کو واضح کیا گیا اور ہارون علیہ السلام کو بھی نبوت دے کر انکا معاون بنا دیا لیکن قوم نے ان کی تکذیب کی اور دلائل توحید کو جھٹلایا تو ہم نے انہیں تباہ و برباد کر دیا۔ وقوم نوح الخ یہ دوسری نقلی دلیل ہے اسی طرح حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کے پاس پیغام توحید لائے ۱؎ قوم نے تکذیب کی تو انہیں بھی غرق کر کے آئندہ نسلوں کے لئے عبرت بنا دیا۔ وعادا و ثمودا ۔ تا ۔ وقرونا بین ذلک کثیرا یہ تیسری تا چھٹی نقلی دلیلیں ہیں قوم عاد کیطرف ہود علیہ السلام کو، قوم ثمود کی طرف صالح علیہ السلام کو اصحاب الرس کی طرف شعیب علیہ السلام کو اور ان اقوام کے درمیانی زمانوں میں کئی دوسری قوموں کے پاس کئی پیغمبروں کو بھیجا گیا ان قوموں نے اللہ کے پیغمبروں کو جھٹلایا اور دعوت توحید کو ٹھکرایا تو ان سب کو ہلاک کر دیا گیا۔ وکلا ضربنا لہم الامثال الخ ان تمام قوموں کے پاس ہم نے پیغمبروں کے ذریعے دلائل و براہین اور امثال و اشباہ سے مسئلہ توحید کو واضح کیا مگر ان معاند اقوام نے پھر بھی انکار کر دیا تو ہم نے ان کو اس طرح تباہ و برباد کیا کہ ان کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا ۲۸؎ ولقد اتوا الخ یہ ساتویں نقلی دلیل ہے اتوا کی ضمیر اہل مکہ سے کنایہ ہے اور القریۃ سے قوم لوط کی بستیاں مراد ہیں جن پر پتھروں کی بارش کر کے اللہ نے ان کو برباد کیا تھا۔ مشرکین ملک شام کی طرف جاتے ہوئے ان بستیوں کے پاس سے گذرتے تھے افلم یکونوا یرونہا۔ کیا مشرکین مکہ نے ان تباہ شدہ بستیوں کو نہیں دیکھا؟ استفہام انکاری ہے یعنی خوب دیکھا ہے مگر پھر بھی عبرت و نصیحت حاصل نہیں کرتے یعنی اذا مروا بہم فی اسفارہم فیعتبروا و یتفکروا لان مدائن قوم لوط کانت علی طریقہم عند ممرہم الی الشام (معالم وخازن ج۵ ص۸۸) بل کانوا لا یرجون نشورا ہلاک شدہ اقوام کی بستیوں کو دیکھ کر بھی عبرت نہیں پکڑتے کیونکہ حشر و نشر پر ان کا ایمان نہیں، وہ آخرت کے حساب و عذاب سے مطمئن ہیں اور عذاب جہنم کا ان کے دلوں میں کوئی خوف نہیں بل کانوا قوما کفرۃ بالبعث لا یخافون بعثا فلا یؤمنون (مدارک ج۳ ص۱۲۵) لا یرجون ای لا یخافون او لا یعتقدون ۲۹؎ واذا راوک الخ یہ شکوی ہے مشرکین جب حضور علیہ السلام کو دیکھتے تو بطور استہزاء کہتے کیا یہی ہے جسے اللہ نے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے؟ اگر ہم مستقل مزاجی سے اپنے معبودوں کی عبادت و پکار پر جمے نہ رہتے تو اس نے تو ہمیں گمراہ کر دیا تھا اور ہمیں اپنے معبودوں سے ہٹا دیا تھا شکر ہے کہ ہم پکے رہے یعنون انہ کاد یفتنہم عن عبادۃ الاصنام لو لا ان صبروا و تجلدوا و استمروا علیہا (ابن کثیر ج۳ ص۳۱۹) وسوف یعلمون الخ تخویف اخروی ہے۔ مشرکین دنیا میں اپنے کو ہدایت پر سمجھتے ہیں اور توحید خالص کو گمراہی کا نام دیتے ہیں لیکن جب

۱؎ دعوی سورت پر پہلی نقلی دلیل ۱۲۔
۲؎ دوسری نقلی دلیل ۱۲۔
۳؎ تیسری تا چھٹی نقلی دلیلیں ۱۲۔
۴؎ ساتویں نقلی دلیل ۱۲۔
۵؎ شکوی ۱۲۔

موضح قرآن ۱؎ کنوے والے کہتے ہیں ایک امت نے اپنے رسول کو کنوے میں موندا پھر ان پر عذاب آیا تب وہ رسول . . . . خلاص ہوا۔

عذاب میں مبتلا ہوں گے تو انہیں اچھی طرح معلوم ہو جائیگا گمراہ کون ہے اور ہدایت پر کون ہے **ف۳۰** ۔ ا ارأیت من الخ ان مشرکین سے قبول حق کی توقع بے سود ہے یہ کسی غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہیں بلکہ محض ضد و عناد کی وجہ سے اپنی خواہشات نفسانیہ کی پیروی کررہے ہیں۔ وہ نفس کے بندے ہیں اور خواہش نفس کو انہوں نے اپنا معبود بنا رکھا ہے یعنی اپنی خواہش سے معبودان باطلہ کو حاجت روا اور برکات دہندہ سمجھ رکھا ہے۔ وہ اپنی مرضی اور خواہش سے جس کو چاہتے ہیں اپنا کارساز اور معبود بنا لیتے ہیں۔ اس سے پہلے ان کاد لیضلنا عن اٰلھتنا بھی قرینہ ہے کہ مشرکین اپنی خواہش سے جسے چاہتے برکات دہندہ بنا لیتے۔ فالاٰیۃ شاملۃ لمن عبد غیر اللّٰہ تعالیٰ حسب ھواہ و لمن اطاع الھوی فی سائر المعاصی وھو الذی یقتضیہ کلام الحسن (روح ج ۱۹ ص ۲۴) اسی مفہوم کی ایک آیت سورۃ جاثیہ (ع ۳) میں ہے افرأیت من اتخذ الٰھہ ھواہ الخ یعنی خواہش نفس سے غیر اللّٰہ کو کارساز اور حاجت روا بنالیا۔ آپ ان پر نگران نہیں ہیں کہ ان کو اس سے باز رکھ سکیں۔ آپ کا کام صرف تبلیغ ہے۔ ام تحسب الخ اور پھر کیا آپ کا خیال ہے کہ ان میں سے اکثر آپ کی باتیں توجہ سے سنتے اور ان میں غور و فکر کرتے ہیں؟ نہیں نہیں!! وہ تو بے توجہی، غفلت اور گمراہی میں چوپایوں سے بھی بڑھ کر ہیں، وہ نہ حق بات کو توجہ سے سنتے ہیں، نہ اس میں غور و تدبر کرتے ہیں۔ لانھم لا یلقون الی استماع الحق اذنا ولا الی تدبرہ عقلا و مشبھین بالانعام التی ھی مثل فی الغفلۃ والضلالۃ الخ (مدارک ج ۳ ص ۱۲۹) **ف۳۱** الم تر الی ربک الخ یہ دعویٰ سورت پر چھٹی عقلی دلیل ہے۔ اللّٰہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ دیکھو وہ کس طرح سائے کو پھیلاتا اور سکیڑتا ہے اگر وہ چاہے تو سورج کو ٹھہرا کر سائے کو ایک جگہ ساکن کردے کیونکہ سورج ہی سے چیزوں کا سایہ زمین پر پڑتا ہے اور اس کی رفتار سے گھٹتا بڑھتا ہے وھو الذی جعل لکم الخ ساتویں عقلی دلیل ہے اللّٰہ تعالیٰ نے رات کو لباس بنادیا جو اپنی تاریکی میں ہر چیز کو چھپالیتی ہے، نیند کو باعث راحت اور دن کو چلنے پھرنے اور روزی تلاش کرنے کے لئے بنادیا وھو الذی ارسل الریاح الخ یہ آٹھویں عقلی دلیل ہے بارش کی آمد سے پہلے اللّٰہ تعالیٰ خوشگوار ہوائیں چلاتا ہے جو باران رحمت کی خوشخبری لیکر آتی ہیں۔ پھر وہ آسمان سے مینہہ برساتا ہے جس کا پانی ناپاک چیزوں کو پاک کرنے کی خاصیت رکھتا ہے نیز اس سے مردہ زمین اور غیر آباد علاقے آباد اور سرسبز و شاداب ہو جاتے ہیں اور وہ تمام جانوروں اور بے حساب انسانوں کے پینے کے کام بھی آتا ہے۔ یہ سارے کام اللّٰہ تعالیٰ ہی کرتا ہے اور یہ تمام انعامات بھی اسی ہی نے عطاء فرمائے ہیں تو کیا پھر برکات دہندہ کوئی اور ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ وہی معطی برکات اور مفیض خیرات ہے اور کوئی نہیں —

اِنۡ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنۡ اٰلِهَتِنَا لَوۡلَاۤ اَنۡ صَبَرۡنَا
یہ تو ہم کو بچلا ہی دیتا ہمارے معبودوں سے اگر ہم نہ جمے رہتے
عَلَيۡهَا ؕ وَسَوۡفَ يَعۡلَمُوۡنَ حِيۡنَ يَرَوۡنَ الۡعَذَابَ
ان پر اور آگے جان لیں گے جس وقت دیکھیں گے عذاب کو
مَنۡ اَضَلُّ سَبِيۡلًا (۴۲) اَرَءَيۡتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ
کہ کون بہت بچلا ہوا ہے راہ سے بھلا دیکھ تو نے اس شخص کو جسنے پوجنا ا
هَوٰٮهُ ؕ اَفَاَنۡتَ تَكُوۡنُ عَلَيۡهِ وَكِيۡلًا (۴۳) اَمۡ تَحۡسَبُ
کیا اپنی خواہش کا کہیں تو لے سکتا ہے اس کا ذمہ یا تو خیال کرتا ہے
اَنَّ اَكۡثَرَهُمۡ يَسۡمَعُوۡنَ اَوۡ يَعۡقِلُوۡنَ ؕ اِنۡ هُمۡ
کہ بہت سے ان میں سنتے یا سمجھتے ہیں اور کچھ نہیں وہ
اِلَّا كَالۡاَنۡعَامِ بَلۡ هُمۡ اَضَلُّ سَبِيۡلًا (۴۴) اَلَمۡ
برابر ہیں چوپایوں کے بلکہ وہ زیادہ بہکے ہوئے ہیں راہ سے تو نے نہیں
تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيۡفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ وَلَوۡ شَآءَ لَجَعَلَهٗ
دیکھا اپنے رب کی طرف کیسے دراز کیا سایہ کو ف۱ اور اگر چاہتا تو اس کو
سَاكِنًا ۚ ثُمَّ جَعَلۡنَا الشَّمۡسَ عَلَيۡهِ دَلِيۡلًا (۴۵) ثُمَّ
ٹھہرا رکھتا پھر ہمنے مقرر کیا سورج کو اسکا راہ بتلانے والا ف۲ پھر
قَبَضۡنٰهُ اِلَيۡنَا قَبۡضًا يَّسِيۡرًا (۴۶) وَهُوَ الَّذِىۡ
کھینچ لیا ہمنے اسکو اپنی طرف سہج سہج سمیٹ کر ف اور وہی ہے جس نے
جَعَلَ لَكُمُ الَّيۡلَ لِبَاسًا وَّالنَّوۡمَ سُبَاتًا وَّ
بنا دیا تمہارے واسطے رات کو اوڑھنا اور نیند کو آرام اور
جَعَلَ النَّهَارَ نُشُوۡرًا (۴۷) وَهُوَ الَّذِىۡۤ اَرۡسَلَ
دن کو بنا دیا اٹھ نکلنے کے لئے اور وہی ہے جس نے چلائیں

مر۲ دعویٰ سورت پر چھٹی عقلی دلیل ۱۲

مر۲ ساتویں عقلی دلیل ۱۲

مر۳ آٹھویں عقلی دلیل ۱۲

ع ۴ ۱۰ ۲

موضح قرآن ف۱ اوّل ہر چیز کا سایہ لمبا پڑتا ہے پھر جس طرف سورج چلتا ہے اس کے مقابل سایہ ہٹتا ہے جب تک کہ جڑھ میں آلگے اپنی طرف کھینچ لیا یہ کہ اپنی اصل کو جا لگتا ہے۔ سب کی اصل اللّٰہ ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بعد اسفار قبل از طلوع آفتاب یا در اول روز ۱۲ ف۲ یعنی بہ صفت کہ آفتاب تقاضا میکند می رود ۱۲۔

اناسی، انسی کی جمع ہے جیسا کہ کراسی، کرسی کی۔ (مدارک) ۳۲ ولقد صرفنٰہ الخ یہ زجر ہے یعنی ہم دعوی توحید کو گوناگون دلائل سے اور مختلف اسالیب بیان سے واضح کرکے بتاتے ہیں تاکہ وہ اس میں غور و فکر کریں اور اسے سمجھ لیں مگر اکثر لوگ پھر بھی انکار کرتے ہیں ۳۳ ولو شئنا الخ یہ تسلی ہے یعنی اگر ہم چاہتے تو تبلیغ رسالت کا کام آپ سے ہلکا کر دیتے اور مختلف شہروں میں متعدد انبیاء بھیج دیتے لیکن ہم نے فیصلہ کر لیا کہ اب سارے جہان کی رسالت کا شرف آپ ہی کو عطاء کیا جائے تاکہ آپکا رتبہ تمام انبیاء علیہم السلام سے اعلےٰ اور آپکا اجر و ثواب سب سے اعظم ہو۔ اس لئے آپ کافروں کی کوئی بات نہ مانیں اور قرآن کے دلائل سے ان کے ساتھ خوب جہاد کریں اور ہرگز ہمت نہ ہاریں کیونکہ سارے جہان کے ہادی و رہنما آپ ہی ہیں۔ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بہ کی ضمیر قرآن مجید سے کنایہ ہے بہ ای بالقراٰن یعنی بدلائلہ یعنی قرآن کی دعوت اور اس کے دلائل کو خوب واضح کرکے ان تک پہنچائیں وجاھدھم بہ ای بالقراٰن (خازن ج ۵ ص ۹۶) لما علم تعالیٰ ما کابدہ الرسول من اذی قومہ اعلمہ انہ تعالیٰ لو اراد لبعث فی کل قریۃ نذیرا فیخفف عنک الامر ولکنہ اعظم اجرک واجلک اذ جعل انذارک عاما للناس کلھم وخصک بذلک لیکثر ثوابک الخ (بحر ج ۶ ص ۵۰۶) وجاھدھم بسبب کونک نذیر کافۃ القریٰ جہادا کبیرا جامعا لکل مجاھدۃ (مدارک ج ۳ ص ۱۳۱) ۳۴ وھو الذی مرج الخ یہ دعوی سورت پر نویں عقلی دلیل ہے۔ یہ بھی اسکی توحید اور قدرت کاملہ کی دلیل ہے کہ دو سمندر ساتھ ساتھ چل رہے ہیں ایک کا پانی نہایت میٹھا اور خوشگوار ہے اور دوسرے کا پانی نہایت تلخ ہے اور ان کے درمیان برزخ اور ایک ایسا پردہ حائل ہے جو کسی کو نظر نہیں آتا یعنی کوئی مرئی پردہ نہیں محض قدرتی پردہ ہے مگر اس کے باوجود دونوں آپس میں ملتے نہیں حاجزا غیر مرئی من قدرتہ (ابو السعود) جو اللہ ایسی زبردست قدرت والا ہے وہی برکات دہندہ ہے ۳۵ وھو الذی خلق الخ یہ دسویں عقلی دلیل ہے اللہ تعالیٰ نے کمال قدرت سے ایک قطرۂ آب سے انسان کو پیدا فرمایا۔ پھر انسانوں کو دو قسم کے رشتوں سے آپس میں جوڑ دیا ایک نسبی رشتہ دوم مصاہرت کا رشتہ۔ یہ رشتے بھی اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ جو اللہ تعالیٰ ایسا قادر اور منعم ہے برکات دہندہ بھی وہی ہے ۳۶ ویعبدون الخ یہ شکوی ہے بطور زجر یعنی اس قدر واضح دلائل کے باوجود مشرکین اللہ کے سوا ایسی عاجز مخلوق کو برکات دہندہ اور کارساز سمجھتے ہیں جنہیں اپنی ذات کو بھی نفع پہنچانے اور ضرر سے بچانے کا اختیار نہیں بھلا جو اس قدر عاجز ہوں کہ اپنے نفع و ضرر کے مالک نہ ہوں وہ دوسروں کو کیا برکات دے سکتے ہیں وکان الکافر علےٰ ربہ ظھیرا۔ علےٰ ربہ میں تضمین ہے۔ ای عالیا علی مخالفۃ ربہ یا علی بمعنی الی ہے اور ظھیرا کے معنی ہیں پیٹھ پھیرنے والا یا ظھیرا کے معنی معاون اور مددگار کے ہیں یعنی کافر اسلام کی عداوت اور شرک سے شیطان کی معاونت کرتا ہے یقول عونا

الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۚ وَاَنْزَلْنَا مِنَ

ہوائیں خوش خبری لانیوالیاں اسکی رحمت سے آگے اور اتارا ہم نے

السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ﴿۴۸﴾ لِّنُحْیِ َ بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا

آسمان سے پانی پاکی حاصل کرنیکا کہ زندہ کردیں اس سے مرے ہوئے دیس کو

وَّنُسْقِيَهٗ مِمَّا خَلَقْنَآ اَنْعَامًا وَّاَنَاسِيَّ كَثِيْرًا ﴿۴۹﴾

اور پلائیں اسکو اپنے پیدا کئے ہوئے بہت سے چوپایوں اور آدمیوں کو

وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوْا ۖ فَاَبٰى

اور ۳۲ طرح طرح سے تقسیم کیا ہمنے اسکو انکے بیچ میں تا دھیان رکھیں پھر بھی نہیں رہتے

اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۵۰﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا

بہت لوگ بدون ناشکری کئے اور اگر ۳۳ ہم چاہتے تو اٹھاتے

فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا ﴿۵۱﴾ فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ

ہر بستی میں کوئی ڈرانے والا سو تو کہنا مت مان منکروں کا

وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ﴿۵۲﴾ وَهُوَ

اور مقابلہ کر انکا اسکے ساتھ بڑے زور کا ف۱ اور وہی ہے

الَّذِيْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ

جس نے ۳۴ ملے ہوئے چلائے دو دریا یہ میٹھا ہے پیاس بجھانیوالا اور یہ کھاری

اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۵۳﴾

ہے کڑوا اور رکھا ان دونوں کے بیچ پردہ اور آڑ روکی ہوئی

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا

اور وہی ہے جس نے بنایا ۳۵ پانی سے آدمی پھر ٹھہرایا اس کیلئے جد

وَّصِهْرًا ۭ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا ﴿۵۴﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ

اور سسرال ف۲ اور تیرا رب سب کچھ کرسکتا ہے اور پوجتے ہیں ۳۶ اللہ کو چھوڑ کر

۳۲ زجر ۱۲
۳۳ تسلیہ ۱۲
۳۴ نویں عقلی دلیل ۱۲
۳۵ دسویں عقلی دلیل ۱۲
۳۶ شکوی بطور زجر ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی نبی کا آنا تعجب نہیں۔ اللہ چاہے نبیوں کی بہتات کر دے ہر بستی میں ایک نبی سو تو شبہ نہ کھا کافروں کے انکار سے ف۲ اپنی اولاد کا جد ہے اور جہاں ان کا بیاہ ہوا ان کی سسرال ہے اور رب سب کر سکتا ہے یعنی مارے پھر جلا دے۔

للشیطان علی ربہ بالعداوۃ والشرک (ابن کثیر ج ۳ ص ۳۲۲) **۳۲** وما ارسلنک الخ یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ مشرکین ازراہ ضد و مکابرہ کہتے کوئی معجزہ دکھا دو تو ہم مان لیں گے تو فرمایا ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے معجزات لانا ان کے اختیار میں نہیں۔ ہم مصالح کے تحت جب چاہتے اور مناسب سمجھتے ہیں اپنے پیغمبر کے ہاتھ پر معجزہ ظاہر کر دیتے ہیں قل ما اسئلکم علیہ من اجر الخ آپ یہ بھی فرما دیں کہ آخر میری تبلیغ تمہیں شاق کیوں گذرتی ہے میں تم سے تبلیغ پر کوئی مزدوری یا تنخواہ تو نہیں مانگتا۔ میرا تم سے صرف یہی مطالبہ ہے کہ تم صدق نیت اور رضاء قلب سے توحید کی راہ اختیار کرو اور اللہ کے دین کو قبول کرو **۳۳** وتوکل الخ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے یعنی آپ مشرکین کے عناد و انکار اور ان کی ایذاء رسانی پر صبر کریں اور اس زندۂ جاوید رب پر بھروسہ کریں جو ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا اور ہر قسم کی برکات و خیرات جس کے قبضہ و اختیار میں ہیں آپ اس کی تسبیح و تحمید کرتے رہیں وہ آپ کا حافظ و ناصر ہے فانہ الحقیق بان یتوکل علیہ دون الاحیاء الذین من شأنھم الموت فانھم اذا ماتوا ضاع من توکل علیھم (ابوالسعود ج ۶ ص ۴۹۳) وکفی بہ الخ یہ کفار کیلئے تخویف اخروی ہے اللہ تعالیٰ ان معاندین کے جرم و گناہ سے بے خبر نہیں بلکہ خوب جانتا ہے اور ان کو پوری پوری سزا دے گا **۳۹** الذی خلق الخ یہ دعوی سورت پر گیارہویں عقلی دلیل ہے۔ زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے ہر چیز کو اللہ تعالیٰ نے چھ دنوں میں پیدا فرمایا اور ساری کائنات کو پیدا کر کے خود ہی اس میں متصرف ہے اور کوئی اختیار اس نے کسی کے حوالے نہیں فرمایا۔ لہذا برکات دہندہ بھی وہی ہے الرحمٰن یہ مبتدا محذوف کی خبر ہے ای ھو الرحمٰن فالرحمٰن خبر مبتدأ محذوف (مدارک) جو سارے جہان کا خالق و مالک اور ساری کائنات میں متصرف و حکمران ہے اسکا ایک نام رحمٰن ہے وہ بڑا ہی مہربان ہے اس لئے وہی برکات دہندہ ہے اور ہر قسم کی عبادت و تعظیم اور سجود اسی ہی کے لئے روا ہے ای ھو الرحمٰن الذی لا ینبغی السجود والتعظیم الا لہ (کبیر ج ۶ ص ۴۹۴) فسئل بہ خبیرا کسی عارف خبیر سے اسکی رحمت کے بارے میں پوچھ دیکھو۔ ای فسئل عنہ رجلا عارفا یخبرک برحمتہ (بحر ج ۶ ص ۵۰۹) یا خبیرا سے مراد اللہ تعالیٰ ہے بہ کی ضمیر مذکورہ بالا اشیا کی طرف راجع ہے یعنی مذکورہ اشیاء کے بارے میں اللہ سے سوال کرو جو ان کو خوب جانتا ہے۔ ایھا الانسان لا ترجع فی طلب العلم بھذا الی غیری وقیل معناہ فاسأل عنہ خبیرا وھو اللہ تعالیٰ (خازن ج ۵ ص ۸۷) **۴۰** واذا قیل الخ یہ شکوی ہے۔ مشرکین سے جب کہا جاتا ہے کہ خدائے رحمٰن کو سجدہ کرو تو وہ کہتے ہیں وہ رحمٰن کون ہے ہم تو رحمٰن کو جانتے ہی نہیں۔ تو کیا جسے تو ہمیں سجدہ کرنے کا حکم دیتا ہے ہم اسے علم و معرفت کے بغیر ہی سجدہ کرنے لگیں؟ مشرکین میں اللہ تعالیٰ کا یہ نام معروف نہیں تھا۔ اس لئے انہوں نے یہ سوال کیا۔ ای لا نعرف الرحمٰن وکانوا ینکرون ان یسمی اللہ باسمہ الرحمٰن (ابن کثیر ج ۳ ص ۳۲۳) لانھم ما کانوا یطلقونہ علی اللہ وکانوا یقولون لا نعرف

اللّٰہِ مَا لَا یَنْفَعُہُمْ وَلَا یَضُرُّہُمْ ۭ وَکَانَ الْکَافِرُ
اللہ کو چھوڑ کر وہ چیز جو نہ بھلا کرے انکا نہ برا اور ہے کافر
عَلٰی رَبِّہٖ ظَہِیْرًا ﴿۵۵﴾ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا
اپنے رب کی طرف سے پیٹھ پھیر رہا اور تجھ کو ہمنے بھیجا ۳۲ یہی
مُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ﴿۵۶﴾ قُلْ مَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ
خوشی اور ڈر سنانے کے لئے تو کہہ میں نہیں مانگتا تم سے اس پر
مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ یَّتَّخِذَ اِلٰی رَبِّہٖ سَبِیْلًا ﴿۵۷﴾
۳۳ کچھ مزدوری مگر جو کوئی چاہے کہ پکڑ لے اپنے رب کی طرف راہ
وَتَوَکَّلْ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِہٖ ۭ وَکَفٰی
اور بھروسہ کر اوپر اس زندہ کے جو نہیں مرتا اور یاد کر اسکی خوبیاں اور وہ کافی
بِہٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِہٖ خَبِیْرَا ﴿۵۸﴾ ۚ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
ہے اپنے بندوں کے گناہوں سے خبردار جس نے بنائے ۳۹ آسمان
وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَہُمَا فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی
اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے چھ دن میں پھر قائم ہوا
الْعَرْشِ ۚ اَلرَّحْمٰنُ فَسْئَلْ بِہٖ خَبِیْرًا ﴿۵۹﴾ وَاِذَا قِیْلَ
عرش پر وہ بڑی رحمت والا سو پوچھ اس سے جو اسکی خبر رکھتا ہو اور جب کہیے ۴۰
لَہُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ ۤ اَنَسْجُدُ لِمَا
ان سے سجدہ کرو رحمٰن کو کہیں رحمٰن کیا ہے کیا سجدہ کرنے لگیں ہم جسکو
تَاْمُرُنَا وَزَادَہُمْ نُفُوْرًا ﴿۶۰﴾ السجدۃ تَبٰرَکَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی
تو فرمائے اور بڑھ جاتا ہے انکا بدکنا بڑی برکت ہے ۴۱ اسکی جس نے بنائے
السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِیْہَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِیْرًا ﴿۶۱﴾
آسمان میں برج اور رکھا اس میں چراغ اور چاند اجالا کرنے والا ف

۱۔ جواب سوال مقدر ۱۲
۲۔ تسلی ۱۲
۳۔ تخویف اخروی ۱۲
۴۔ سورت کی گیارہویں عقلی دلیل ۱۲
۴۔ شکوی ۱۲
۵۔ دعوی سورت کا دوسری بار اعادہ اور بار دیگر عقلی دلیل ۱۲

مع

ع ۵ ۱۶ ۴

منزل ۴

موضح قرآن ف آسمان کے بارہ حصے انکا نام برج ہر ایک ستاروں کا پتہ۔ یہ حدیں رکھی ہیں حساب کو۔

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ

اور وہی ہے ۴۲ جس نے بنائے رات اور دن بدلتے سدلتے اس شخص کیواسطے کہ چاہے

اَنْ يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا (٦٢) وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ

دھیان رکھنا یا چاہے شکر کرنا ف اور بندے رحمٰن کے ۴۳ وہ ہیں جو

يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ

چلتے ہیں زمین پر دبے پاؤں ف۱ اور جب بات کرنے لگیں ان سے بے سمجھ لوگ

قَالُوْا سَلٰمًا (٦٣) وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ

تو کہیں صاحب سلامت ف۲ اور وہ لوگ ۴۴ جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے آگے سجدہ میں اور

قِيَامًا (٦٤) وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ

کھڑے ف۳ اور وہ لوگ کہ کہتے ہیں اے رب ہٹا ہم سے دوزخ کا

جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۖ (٦٥) اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا

عذاب بے شک اسکا عذاب چمٹنے والا ہے وہ بری جگہ ہے ٹھہرنے کی

وَّمُقَامًا (٦٦) وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَ

اور جگہ رہنے کی اور وہ لوگ کہ جب خرچ کرنے لگیں نہ بیجا اڑائیں اور نہ تنگی کریں اور

كَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا (٦٧) وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ

ہے اس کے بیچ ایک سیدھی گذران اور وہ لوگ ۴۵ کہ نہیں پکارتے اللہ کے ساتھ

اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ

دوسرے حاکم کو اور نہیں خون کرتے جان کا جو منع کردی اللہ نے مگر جہاں چاہیے

وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۙ (٦٨) يُّضٰعَفْ لَهُ

اور بدکاری نہیں کرتے اور جو کوئی کرے یہ کام وہ جا پڑا گناہ میں ف۴ دونا ہوگا اسکو

الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ۖ (٦٩) اِلَّا مَنْ تَابَ

عذاب قیامت کے دن اور پڑا رہے گا اسمیں خوار ہو کر ف۵ مگر جس نے توبہ کی

الرحمٰن الا رحمان الیمامۃ یعنون مسیلمۃ الکذاب یسمونہ رحمان الیمامۃ (مظہری ج ۷ ص ۳۹) ۴۱ تبٰرک الخ یہ دعوی سورت کا دوسری بار اعادہ اور دعوے پر بارھویں عقلی دلیل ہے جس اللہ نے آسمان کو مختلف برجوں میں تقسیم فرمایا اور اس میں آفتاب عالم تاب ایسا چراغ روشن کیا اور رات کی تاریکی میں نور کی سفید چادر بچھانیوالا چاند پیدا فرمایا وہی برکات دہندہ ہے دوسرا کوئی نہیں۔ بروج سے کواکب سیارہ کی منازل مراد ہیں ھی منازل الکواکب السیارۃ (مدارک ج ۳ ص ۱۳۳) ۴۲ وھو الذی الخ یہ دعوی سورت پر تیرھویں عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رات دن کو ایک دوسرے کے بعد آنے والا بنایا تاکہ جو شخص غور و تدبر کرنا چاہے وہ رات دن کے اختلاف میں غور و فکر کرکے عبرت حاصل کرے اور جو ان انعامات پر اللہ کا شکر کرنا چاہے وہ اسکا شکر بجالائے ۴۳ وعباد الرحمٰن الخ پہلے یہ مذکور ہوا کہ دنیا میں برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، اب یہاں یہ ذکر کیا جارہا ہے کہ آخرت میں بھی برکات دہندہ اور رحمت کنندہ اللہ تعالیٰ ہی ہوگا۔ عباد الرحمٰن مرکب اضافی مبتدا ہے اور اس کے بعد دس آیتیں چھوڑ کر گیارہویں آیت کی ابتدا میں اسکی خبر ذکر کی گئی ہے یعنی اولئک یجزون الخ درمیان میں اللہ کے نیک بندوں کی آٹھ صفتیں مذکور ہیں جن کی وجہ سے وہ آخرت میں اللہ کی رحمت و برکت کے مستحق ہوں گے اور ہر ایک کو اللہ تعالیٰ اخلاص عمل کے مطابق درجات عطا کرے گا۔ الذین یمشون الخ یہ عباد الرحمٰن کی پہلی صفت ہے، وہ غرور و تکبر نہیں کرتے بلکہ ان کی گفتار و رفتار سے بھی عجز و انکسار ظاہر ہوتا ہے وہ زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں اور اگر احمق لوگ ان سے ناشائستہ گفتگو کریں تو صاف کہہ دیتے ہیں صاحب! ہمیں ان باتوں سے معاف رکھئے ہم دوسرے خیال میں مصروف ہیں۔ یعنی ان کا تعلق خاطر ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے رہتا ہے ۴۴ والذین یبیتون الخ یہ دوسری صفت ہے۔ اللہ کے وہ نیک بندے رات بھر اللہ کی عبادت میں مصروف رہتے اور ساری رات نماز میں گذار دیتے ہیں۔ والذین یقولون الخ تیسری صفت وہ ہر وقت اللہ کے عذاب سے خائف اور لرزاں رہتے اور اللہ سے دعا مانگتے رہتے ہیں اے اللہ! ہمیں عذاب جہنم سے بچائیو۔ کیونکہ اس کا عذاب ہلاکت خیز اور تباہ کن ہے اور وہ رہنے کی نہایت ہی بری جگہ ہے غرام۔ شر لازم اور عذاب دائم الغرام الشر اللازم والھلاک الدائم (خازن ج ۵ ص ۱۰۸) والذین اذا انفقوا الخ یہ چوتھی صفت ہے۔ وہ زندگی کے معاملات میں خصوصًا مال خرچ کرنے میں راہ اعتدال پر چلتے ہیں۔ مال خرچ کرنے میں نہ اسراف کرتے ہیں نہ کنجوسی اور بخل سے کام لیتے ہیں جن مصارف میں خرچ کرنا شرعًا ناجائز ہے ان میں خرچ نہیں کرتے اور اللہ کی راہ میں اور مفاد عامہ میں خرچ کرنے سے بخل نہیں

مراد تیرھویں عقلی دلیل ۱۲-

مراد آخرت میں برکات دہندہ بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے ۱۲-

عبادالرحمٰن مبتدا [illegible] ۱۲-

موضح قرآن ف بدلتے یا تو بڑھنا گھٹنا یا آنا جانا یا یہ کہ ایک دوسرے کا بدلہ دن کا کام رہ گیا رات کو کیا رات کا دن کو ف۲ یعنی ایسوں سے لگتے نہیں نہ ان میں شامل ہوں نہ ان سے لڑیں ف۳ رکوع کو نہیں گنا رکوع بہت لنبا نہیں ہوتا۔ ف۴ مگر جہاں چاہیئے رسول نے فرمایا مسلمان کی جان نہیں مارنی چاہیئے سوا تین گناہ پر خون کے بدلے میں یا بدکاری میں سنگسار یا راہ لوٹنے پر ف۵ یعنی اور گناہوں سے یہ گناہ بڑے ہیں۔

کرتے۔ ناجائز جگہوں میں خرچ کرنا اسراف ہے اور جائز مصارف میں خرچ نہ کرنا اقتار ہے الانفاق فی غیر طاعة اسراف والامساك عن طاعة اقتار (بحر ج ۶ صـ۵۱۴)
۴۵ والذین لا یدعون الخ یہ عباد الرحمٰن کی صفات کی پانچویں نوع ہے جس میں متعدد صفتیں مذکور ہیں (۱) وہ اللہ کے سوا کسی اور کو کارساز اور برکات دہندہ سمجھ کر اپنی حاجات و مشکلات میں ہرگز نہیں پکارتے (۲) وہ ناحق قتل نہیں کرتے (۳) وہ بدکاری کے نزدیک نہیں جاتے۔ اس کے بعد نافرمان لوگوں کے لئے تخویف اخروی ہے ومن یفعل ذٰلك الخ جو شخص مذکورہ بالا اعمال شنیعہ اور افعال قبیحہ کا مرتکب ہوگا اسے سخت سزا سے دوچار ہونا پڑے گا اور قیامت کے دن اس کو دوہرا عذاب دیا جائیگا

وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ
اور یقین لایا اور کیا کچھ کام نیک سو ان کو بدل دے گا اللہ
سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۰﴾ وَمَنْ تَابَ
برائیوں کی جگہ بھلائیاں اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان ف۱ اور جو کوئی توبہ کرے
وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴿۷۱﴾ وَالَّذِيْنَ لَا
اور نیک کام کرے سو وہ پھر آتا ہے اللہ کی طرف پھر آنے کی جگہ ف۲ اور جو لوگ ۴۶
يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ﴿۷۲﴾ وَ
شامل نہیں ہوتے جھوٹے کام میں اور جب گذرتے ہیں کھیل کی باتوں پر نکلیں بزرگانہ ف۳ اور
الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّ
وہ لوگ ۴۷ کہ جب انکو سمجھائیے انکے رب کی باتیں نہ پڑیں ان پر بہرے اور
عُمْيَانًا ﴿۷۳﴾ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا
اندھے ہوکر ف۴ اور وہ لوگ ۴۸ جو کہتے ہیں اے رب دے ہم کو ہماری عورتوں کی طرف سے
وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴿۷۴﴾
اور اولاد کی طرف سے آنکھ کی ٹھنڈک اور کر ہم کو پرہیزگاروں کا پیشوا ف۵
اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا
ان کو ۴۹ بدلا ملے گا کوٹھوں کے جھروکے اس لئے کہ وہ ثابت قدم رہے اور لینے آئینگے
تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ﴿۷۵﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا
انکو وہاں دعا اور سلام کہتے ہوئے ف۶ سدا رہا کریں ان میں خوب جگہ ہے ٹھہرنے کی
وَّمُقَامًا ﴿۷۶﴾ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَاۗؤُكُمْ ۚ
اور خوب جگہ رہنے کی ف۷ تو کہہ ۵۰ پروا نہیں رکھتا میرا رب تمہاری اگر تم اسکو نہ پکارا کرو
فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ﴿۷۷﴾
سو تم جھٹلا چکے اب آگے کو ہونی ہے مٹھ بھیڑ ف۸

ع ۶ ۱۷ ۴

ایک کفر و شرک کی وجہ سے دوم دوسرے گناہوں کی وجہ سے اور وہ ذلت و رسوائی کے ساتھ اس عذاب میں ہمیشہ رہیگا الا من تاب واٰمن الخ یہ ماقبل سے مستثنیٰ ہے اور توبہ کرنیوالوں کیلئے بشارت اخروی ہے جنہوں نے شرک سے توبہ کرلی اور توحید و رسالت پر ایمان لے آئے اور اعمال صالحہ بجا لائے، اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو بھی نیکیوں میں تبدیل کردیگا کیونکہ وہ بڑا ہی مہربان ہے ومن تاب وعمل صالحا الخ جس نے تمام عقائد باطلہ سے سچی توبہ کی اور اعمال صالحہ کو اپنی زندگی کا پروگرام بنالیا موت کے بعد اللہ کی طرف اسکی واپسی بڑی شان اور عزت سے ہوگی۔ ای یعود الیه بعد الموت (متابا) ای حسنا یفضل علی غیرہ الخ (خازن ج ۵ صـ۱۱۱) یا مطلب یہ ہے کہ جو شخص سچی توبہ کرتا ہے وہ ایک ایسا کام کرتا ہے جو اللہ کو پسند ہے جس سے اس کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں اور وہ ثواب عظیم کا مستحق ہوجاتا ہے معناه ان من تاب الی الله فقد اتی بتوبة مرضیة لله مکفرة للذنوب محصلة للثواب العظیم (کبیر ج ۶ صـ۵)
۴۶ والذین لا یشهدون الخ یہ عباد الرحمٰن کی چھٹی صفت ہے الزور سے یا تو جھوٹی شہادت مراد ہے اس صورت میں یشهدون۔ شهادة سے ہوگا یا الزور سے مراد شرک ہے یا لہو و لعب اور گانا بجانا اس صورت میں یشهدون۔ شهود سے ہوگا۔ والظاهر ان المعنی لا یشهدون بالزور او شهادة الزور قال علی والباقر فهو من الشهادة او المعنی لا یحضرون من المشاهدة و الزور الشرك والصنم او الکذب او الغناء (بحر ج ۶ صـ۵۱۶) اور اللغو سے تمام معاصی مراد ہیں یعنی وہ شرک و معصیت کی مجالس میں ہرگز شریک نہیں ہوتے لیکن اگر اتفاق سے کبھی اہل شرک اور اہل معاصی کی مجالس کے پاس سے ان کا گذر ہوجائے تو دامن کو ان کی آلودگیوں سے پاک لیکر اور طبیعت کی سلامتی کے ساتھ گذر جاتے ہیں المعاصی کلها لغو.... یعنی لم یحضروا مجالسه واذا اتفق مرورهم به لم یتدنسوا بشیٔ (جامع صـ۳۲۲) یعنی جب شرک کی مجالس سے اتفاقاً گذرتے ہیں تو اپنا ایمان بچا کر گذر جاتے ہیں اور ایمان و عمل کو شرک سے ملوث نہیں ہونے دیتے۔ اسی طرح جب کبھی لہو و لعب کی مجالس سے گذرتے ہیں تو با وقار گذر جاتے ہیں اور ان میں شرکت نہیں کرتے **۴۷** والذین اذا الخ یہ ساتویں صفت ہے۔ جب ان کے پاس اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو ان میں غور و فکر کرتے اور ان کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور بے سوچے سمجھے اندھا دھند نہیں گرے پڑتے

۱۔ عباد الرحمٰن الخ ۱۲
ربط
۲۔ تخویف دنیوی ۱۲

موضح قرآن ف۱ بدل دیگا یعنی گناہوں کی جگہ نیکیوں کی توفیق دیگا اور کفر کے گناہ معاف کریگا۔ ف۲ پہلا ذکر تھا کفر کے گناہوں کا جو پیچھے ایمان لایا یہ ذکر ہے اسلام میں گناہ کرنے کا وہ بھی جب توبہ کرے یعنی پھرے اپنے کام سے تو اللہ کے ہاں جگہ پاوے ف۳ یعنی گناہ میں شامل نہیں اور کھیل کی باتوں کی طرف دھیان نہیں کرتے نہ ان میں شامل نہ ان سے لڑیں ف۴ آنکھ کی ٹھنڈک یہ کہ وہ اپنی راہ پر ہوں ہم پرہیزگاروں کے آگے ہوں وہ ہمارے پیچھے ف۵ یعنی فرشتے آگے آگے لے جاویں گے ف۶ یعنی اس جگہ تھوڑی دیر ٹھہرنا ملے تو بھی غنیمت ہے انکا تو وہی گھر ہے ف۷ یعنی بندہ مغرور نہ ہو خداوند کو اس کی کیا پروا مگر اسکی التجا پر رحم کرتا ہے اب ہوتا ہے بھینٹا یعنی لڑائی جہاد۔

فتح الرحمٰن ۱۔ یعنی بلکہ دیدہ و شنیدہ سجدہ کنند ۱۲۔

یعنی اگر آیتیں سن کر شدتِ خوف یا فرطِ مسرت سے سجدے میں گر جاتے ہیں تو ان کے مفہوم ومطلب کو سمجھ کر ایسا کرتے ہیں۔ منافقوں کی طرح جھوٹے تاثر کو ظاہر کرنے کے لئے تکلف اور تصنع سے ایسا نہیں کرتے یعنی انھم اذا ذکروا بہا خروا سجدا وبکیا سامعین باذان واعیۃ مبصرین بعیون راعیۃ لما امروا بہ ونھوا عنہ لا کالمنافقین واشباھھم (مدارک ج ۳ صہ ۱۳۵) ۴۸ والذین یقولون الخ یہ عباد الرحمٰن کی آٹھویں صفت ہے وہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے رہتے ہیں اے پروردگارِ عالم ہماری بیویوں کو اور ہماری اولاد کو ایسا نیک بنا کہ انھیں دیکھ کر ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور دلوں کو راحت پہنچے اور ہمیں ورع وتقویٰ کے اس مقام پر پہنچا دے کہ ہم پرہیزگاروں کے امام ہوں۔ اور علم وتقویٰ میں ہماری اقتداء کی جائے اور ہم سے دوسروں کو دینی نفع حاصل ہو۔ قال ابن عباس والحسن والسدی وقتادۃ والربیع بن انس أئمۃ یقتدی بنا فی الخیر (ابن کثیر ج ۳ صہ ۳۳۳) ائمۃ یقتدی بنا فی الخیر ولنا نفع متعد الی غیرنا (جامع البیان) حضرت شیخ، قدس سرہٗ فرماتے ہیں للمتقین کا متعلق محذوف ہے یعنی تابعین جو اجعلنا کا مفعول ثانی ہے اور اماما۔ المتقین سے حال ہے ای حال کونہم ائمۃ ۴۹ اولئک یجزون الخ اولئک۔ عباد الرحمٰن کی خبر ہے یعنی مذکورہ بالا صفات سے متصف اللہ کے بندوں کو جنت میں بطور جزا بالاخانے دیئے جائیں گے انہوں نے اپنے کو اللہ کی اطاعت وبندگی پر قائم رکھا اور نفس کو خواہشات سے روکا جنت میں فرشتے مبارکباد اور سلام کے ساتھ ان کا استقبال کریں گے خلدین فیہا وہ جنت کی نعیم وراحت میں ہمیشہ رہیں گے، نہ جنت فنا ہوگی، نہ ان کو موت آئیگی اور نہ انھیں جنت سے نکالا جائیگا۔ تو یہ کیا ہی اچھا مقام اور عمدہ ٹھکانا ہے ۵۰ قل مایعبؤا الخ یہ تخویف دنیوی ہے اور خطاب مشرکین مکہ سے ہے بکم میں باء تعدیہ کیلئے ہے ربی۔ یعبؤا کا فاعل ہے دعاءکم مصدر مفعول کی طرف مضاف ہے اور فاعل اللہ ہے اور لولا کا جواب محذوف ہے ای لعذبکم۔ اصل عبادت اس طرح ہوگی لولا دعاء اللہ ایاکم لعذبکم۔ یعنی میرے پیغمبر آپ فرما دیں میرے رب کو تمہاری پروا نہیں اگر تمہیں اللہ کی طرف سے توحید کی دعوت نہ ہوتی تو تمہیں عذاب سے جلد ہلاک کر دیا جاتا لیکن اللہ کی سنت جاریہ یہ ہے کہ تبلیغ دعوت سے پہلے وہ کسی کو نہیں پکڑتا۔ جیسا کہ ارشاد ہے وماکنا معذبین حتی نبعث رسولا یا مایعبؤا بکم ربی۔ لولا کا جواب ہے جیسا کہ امام نسفی، ابو السعود اور دیگر مفسرین کی تاویل سے مفہوم ہوتا ہے۔ ما یصنع بکم ربی لولا دعاءہ ایاکم الی الاسلام (مدارک، ابو السعود وغیرہما) فقد کذبتم الخ لیکن اب تمہیں دعوت توحید پہنچ چکی اور تم اسکی تکذیب بھی کر چکے لہذا اب عنقریب تم کو جزائے تکذیب لازم ہے۔ چنانچہ جنگ بدر میں ان کو تکذیب کی عبرتناک سزا دی گئی بعض کے نزدیک آخرت کا عذاب مراد ہے ثم قیل ھذا العذاب فی الآخرۃ وقیل کان یوم بدر وھو قول مجاھد (کبیر ج ۶ صہ ۵۰۴) فسوف یکون الخ یکون کی ضمیر سے مراد جزائے تکذیب ہے

سورۂ فرقان میں آیاتِ توحید

اور اس کی خصوصیات

۱:۔ تبارک الذی نزل الفرقان ــــ تا ــــ وخلق کل شیء فقدرہ تقدیرا ۰ نفی شرک فی التصرف۔ ونفی برکات از غیر اللہ۔

۲:۔ لا یخلقون شیئا وھم یخلقون ــــ تا ــــ ولا یملکون موتا ولا حیوۃ ولا نشورا۔ معبودان باطلہ نہ خالق ہیں نہ مالک ومتصرف، نفع نقصان اور موت وحیات بھی ان کے اختیار میں نہیں لہذا وہ برکات دہندہ بھی نہیں ہیں

۳:۔ الذی یعلم السر ــــ تا ــــ انہ کان غفورا رحیما ۰ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے لہذا برکات دہندہ بھی وہی ہے۔

۴:۔ ویوم یحشرھم وما یعبدون ــــ تا ــــ فما تستطیعون صرفا ولا نصرا ۰ (ع ۲) یہ سورت کی خصوصیت ہے مشرکین دنیا میں جن بزرگوں کو برکات دہندہ سمجھتے اور حاجات میں پکارتے ہیں۔ قیامت کے دن وہ اپنے کارساز اور برکات دہندہ ہونے سے صاف انکار کریں گے۔

۵:۔ واذا رأوک ان یتخذونک ــــ تا ــــ افانت تکون علیہ وکیلا ۰ (ع ۴) خصوصیت سورت۔ جس نے بھی مسئلہ توحید پیش کیا لوگوں نے اس سے استہزاء کیا۔ مشرکین اپنی خواہش نفس سے جس کو چاہتے ہیں برکات دہندہ سمجھ کر پکارنے لگتے ہیں۔

۶:۔ الم تر الی ربک کیف مد الظل ــــ تا ــــ خلقنا انعاما واناسی کثیرا ۰ (ع ۵) جب یہ تمام تصرفات اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں تو برکات دہندہ بھی وہی ہے

۷:۔ ویعبدون من دون اللہ ــــ تا ــــ علی ربہ ظہیرا ۰ خصوصیت سورت۔ جو نفع نقصان کا اختیار نہیں رکھتے۔ مشرکین ان کو برکات دہندہ سمجھ کر پکارتے ہیں۔

(آج بتاریخ ۲ ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۴ مارچ ۱۹۶۷ء بروز سہ شنبہ ۲½ بجے بعد نماز ظہر
سورۃ الفرقان کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات وبرحمتہ تتنزل البرکات والصلوٰۃ
والسلام علی رسولہ سید الاولین والآخرین وعلیٰ آلہ وصحبہ وسائر عبادہ اجمعین۔ سجاد بخاری عفا اللہ عنہ)

سُورۃ الشعراء

ربط نامی ربط۔ سورۃ الفرقان میں فرمایا تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ الخ اور سورۃ الشعراء میں ارشاد ہوا وَالشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ۔ یعنی دعویٰ تَبٰرَكَ کی توضیح وتفسیر کے لئے اللہ نے فرقان نازل فرمایا ہے یہ کوئی شاعرانہ بات نہیں کیونکہ مشرک شعراء تو گمراہ ہوتے ہیں۔

معنوی ربط۔ سورۃ الفرقان میں یہ ثابت کیا گیا کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، اس کے سوا خیر و برکت کسی کے قبضہ و اختیار میں نہیں۔ اس دعویٰ پر نیرہ دلائل عقلیہ تفصیل کے ساتھ ذکر کئے گئے لیکن دلائل نقلیہ نہایت اجمال و اختصار کے ساتھ مذکور ہوئے۔ اب سورۃ الشعراء میں اسی دعوے پر دلائل نقلیہ کو تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے اور دلیل عقلی صرف ایک مذکور ہے۔ دوسرا ربط۔ سورۃ الفرقان کے آخر میں کہا گیا۔ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ یَكُوْنُ لِزَامًا۔ یعنی تم تکذیب کر چکے ہو اب عنقریب اس کی سزا پاؤ گے۔ پھر سورۃ الشعراء میں وقائع امم سابقہ بیان کرنے سے قبل ابتداء میں فرمایا فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَیَاْتِیْهِمْ الخ۔ یعنی یہ مشرکین مکہ دعوتِ توحید کو رد کر چکے ہیں اب عنقریب ان کا بھی وہی حشر ہونیوالا ہے جو امم گذشتہ کا ہوا جن کا ذکر اسی سورت میں آرہا ہے۔

مختصر خلاصہ

خلاصہ یہ سورت حسب ذیل مضامین پر مشتمل ہے۔ تمہید مع ترغیب، تسلی، زجر برمنکرین مع تخویف دنیوی، ایک دلیل عقلی، سات دلائل نقلیہ مفصلہ اور مشرکین کے دو شبہات کا جواب۔ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ تمہید مع ترغیب۔ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ الخ تسلی برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وَمَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ الخ زجر منکرین۔ فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَیَاْتِیْهِمْ الخ تخویف دنیوی۔ اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ الخ دلیل نقلی و تخویف دنیوی۔ وَاِذْ نَادٰی رَبُّكَ مُوْسٰٓی پہلی نقلی دلیل۔ وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِیْمَ (ع۵) دوسری نقلی دلیل۔ كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ ِۨالْمُرْسَلِیْنَ (ع۶) تیسری نقلی دلیل۔ كَذَّبَتْ عَادُ ِۨالْمُرْسَلِیْنَ الخ (ع۷) چوتھی نقلی دلیل۔ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِیْنَ الخ (ع۸) پانچویں نقلی دلیل۔ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ ِۨالْمُرْسَلِیْنَ الخ (ع۹) چھٹی نقلی دلیل۔ كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْئَیْكَةِ الْمُرْسَلِیْنَ الخ (ع۱۰) ساتویں نقلی دلیل۔ وَاِنَّهٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (ع۱۰) ابتداء سورت وَمَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ الخ سے متعلق اور دلیل وحی ہے وَاِنَّهٗ لَفِیْ زُبُرِ الْاَوَّلِیْنَ دلیل نقلی۔ اَوَلَمْ یَكُنْ لَّهُمْ اٰیَةً الخ دلیل نقلی۔ وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّیٰطِیْنُ مشرکین کے پہلے شبہہ کا جواب ہے اسکے بعد بیان سابق کا ثمرہ ہے جس میں چار امور مذکور ہیں اول لَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ دوم وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ سوم وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ الخ چہارم وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ — هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰی مَنْ تَنَزَّلُ الشَّیٰطِیْنُ یہ شبہہ اولیٰ کے جواب کا تتمہ ہے۔ وَالشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ الخ مشرکین کے دوسرے شبہہ کا جواب۔

حاصل۔ یہ توحید کے نہایت واضح دلائل ہیں۔ اسکے باوجود اگر مشرکین نہیں مانتے تو غم سے آپ اپنی جان کو ہلاکت میں نہ ڈالیں۔ اگر ہم چاہتے تو کوئی نشان ظاہر کر کے انکو ماننے پر مجبور کر دیتے لیکن جبری ایمان مطلوب نہیں۔ یہ مشرکین ہر نئی اور تازہ دلیل کا انکار کر رہے ہیں اسلئے انہیں اب اس انجام کیلئے تیار رہنا چاہئے جو پہلی جھٹلانے والی قوموں کا ہوا۔ کیا وہ اس بات میں بھی غور نہیں کرتے کہ ہم نے زمین میں گوناگوں فائدے کی چیزیں پیدا کی ہیں۔ دلائل تو اور بھی بہت ہیں لیکن سمجھنے کیلئے یہ ایک دلیل ہی کافی ہے اسی میں غور کریں تو سمجھ لیں کہ اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں انکو امم سابقہ مثلاً قوم فرعون، قوم نوح ع، قوم عاد، قوم ثمود، قوم لوط ع اور اصحاب الایکہ کے حالات سے عبرت حاصل کرنی چاہئے۔ ان قوموں کو ہمارے پیغمبروں نے توحید کی دعوت دی اور انہیں بتایا کہ اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں جب ان قوموں نے نہ مانا تو انہیں ہلاک کر دیا گیا۔ ان دلائل نقلیہ سے ثابت ہوا کہ یہ دعویٰ تبارك اللہ کی طرف سے ہے۔ یہ نہ تو شیطانی وسوسہ ہے نہ شاعرانہ بات ہے۔

مفصل خلاصہ

یہ سورت حسبِ ذیل مضامین پر مشتمل ہے۔ ابتداء میں تسلی برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، زجر بر منکرین مع تخویف دنیوی، ایک دلیل عقلی، اور پھر سات دلائل نقلیہ مفصلہ اور آخر میں ایک دلیل وحی دو نقلی دلیلیں اور مشرکین کے دو شبہوں کا جواب۔

تفصیل

تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ ۔ تمہید مع الترغیب۔ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ الخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی۔ وَمَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ الخ زجر برمنکرین فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَیَاْتِیْهِمْ الخ تخویفِ دنیوی۔ وہ ہر بار دعویٰ توحید کو جھٹلاتے ہیں اس لئے اب امم ماضیہ کی طرح کیفر کردار کو پہنچیں گے۔

اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ الخ دعویٰ توحید پر عقلی دلیل اور تخویفِ دنیوی ہے۔ زمین کو نہیں دیکھتے ہم نے اس کو ہر قسم کی مفید پیداوار سے سرسبز و شاداب کر رکھا ہے۔ جب وہ اس کام پر قادر ہے تو برکات دہندہ بھی وہی ہے۔ اور وہ امم سابقہ کی طرح تمہیں ہلاک کرنے پر بھی قادر ہے۔ اس کے بعد سات دلائل نقلیہ تفصیل سے ذکر کئے گئے ہیں جو در اصل امم سابقہ کے وقائع ہیں اور ان کے بیان سے مشرکین کو متنبہ کرنا مقصود ہے اگر تم تکذیب دعویٰ سے باز نہ آئے تو تمہارا حال بھی یہی ہوگا۔

پہلی دلیل نقلی۔ وَاِذْ نَادٰی رَبُّكَ مُوْسٰٓی (ع۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیغام توحید دے کر فرعون کے پاس بھیجا گیا انہوں نے پیغام توحید پیش کیا اور معجزات بھی دکھائے، لیکن فرعون اور اس کی قوم نشۂ حکومت میں مدہوش تھی انہوں نے ان کو جھٹلایا اور دعوتِ توحید کو رد کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرعون کو مع لاؤ لشکر غرقاب کر دیا۔ اے مشرکین مکہ! عبرت و نصیحت کے لئے تو یہ ایک واقعہ ہی کافی ہے، اسی سے عبرت پکڑو اور ضد و عناد سے باز آکر دعوت حق کو

قبول کرلو۔

دوسری نقلی دلیل۔ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِيْمَ الخ (ع۵) دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کس قدر واشگاف الفاظ میں اپنے باپ اور اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی اور صاف صاف کہہ دیا کہ نفع نقصان، بیماری اور تندرستی، موت اور زندگی سب کچھ اللہ کے اختیار میں ہے اور وہی برکات دہندہ ہے۔ سمجھنے کے لئے یہ بھی تنہا کافی دلیل ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام دنیا اور آخرت کی تمام بھلائیاں صرف اللہ سے مانگ رہے ہیں کیونکہ ہر خیر و برکت اسی کے قبضے میں ہے۔

تیسری نقلی دلیل۔ كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ ِۨالْمُرْسَلِيْنَ (ع۶) حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال اپنی قوم کو اللہ کی توحید کی دعوت دی کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز، حاجت روا اور برکات دہندہ نہیں۔ مگر قوم کے دنیادار طبقہ نے توحید کو نہ مانا اور ماننے والوں کو نہایت حقارت سے دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کا عذابِ طوفان سے بالکلیہ خاتمہ کر دیا۔ اگر ان معاندین کے دلوں میں خدا کا خوف ہو اور وہ راہِ انصاف پر چلیں تو عبرت کے لئے یہی ایک واقعہ کافی ہے۔

چوتھی نقلی دلیل۔ كَذَّبَتْ عَادُ ِۨالْمُرْسَلِيْنَ الخ (ع۷) قوم عاد کے پاس حضرت ہود علیہ السلام کو دلائل و براہین دے کر بھیجا۔ ہود علیہ السلام نے ہر طرح سے قوم کو سمجھایا، اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں اور اس کے لاتعداد انعامات یاد دلا کر انہیں بتایا کہ جس ربِ جہاں نے تمہیں یہ سب کچھ عطا فرمایا ہے وہی کارساز اور مفیضِ برکات ہے۔ اس لئے صرف اسی کو پکارو۔ مگر قوم کی ضد اور ہٹ کا یہ حال تھا کہ انہوں نے صاف کہہ دیا اے ہود! تو ہمیں وعظ کر یا نہ کر ہم تیری بات ہرگز نہیں مانیں گے۔ آخر اللہ نے ان کو عبرتناک عذاب سے ہلاک کر دیا۔

پانچویں نقلی دلیل۔ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ الخ (ع۸) قوم ثمود نے بھی حضرت صالح علیہ السلام کی ناصحانہ تعلیم و تبلیغ اور مصلحانہ دعوت کا نہایت ہی معاندانہ جواب دیا۔ معجزۂ ناقہ دیکھ کر بھی متاثر نہ ہوئے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے ان کو انعاماتِ خداوندی یاد دلائے اور سمجھایا کہ اللہ ہی تم سب کا خالق و مالک اور کارساز ہے اور وہی برکات دہندہ ہے مگر قوم مسلسل تکذیب پر قائم رہی آخر اپنے گناہوں کی پاداش میں دردناک عذاب سے ہلاک ہوئی۔

چھٹی نقلی دلیل۔ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ ِۨالْمُرْسَلِيْنَ الخ (ع۹) حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی بدکردار قوم کو بہتیرا سمجھایا، ہر ممکن طریق سے ان کی اصلاح کی کوشش کی مگر وہ بدبخت قوم اپنی بداعمالیوں اور سیاہ کرداریوں سے باز نہ آئی اور ہلاک کر دی گئی۔

ساتویں نقلی دلیل۔ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ الخ (ع۱۰) قوم شعیب علیہ السلام کا حال بھی ایسا ہی ہے۔ قوم نے ان کی پند و نصیحت کو درخورِ اعتنا نہ سمجھا اور ان کو جھٹلایا آخر دنیا ہی میں شدید عذاب میں گرفتار ہو کر تباہ و برباد ہو گئے۔ مذکورہ بالا وقائع میں سے ایک ایک واقعہ اپنی جگہ عبرت و نصیحت کے لئے کافی ہے۔ لیکن ان تمام وقائع کو سن کر اور جان کر بھی اگر مشرکین مکہ دعوتِ توحید کی تکذیب کریں گے تو وہ پھر ایسے ہی انجام کے لئے تیار رہیں۔

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (ع۱۱) یہ ابتدائے سورت میں مذکور زجر سے متعلق ہے اور دعویٰ توحید پر دلیل وحی ہے۔ یہ ظالم اس دعویٰ توحید کی تکذیب کرتے ہیں حالانکہ یہ دعویٰ اللہ کی طرف سے جبریل امین علیہ السلام کی وساطت سے آپ پر نازل کیا گیا ہے وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ دلیل نقلی ہے۔ اور یہ دعویٰ کتب سابقہ میں بھی مذکور ہے اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً الخ یہ بھی دلیل نقلی ہے كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ الخ تخویف دنیوی ہے اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ الخ معاندین پر زجر ہے جو ماننے کے بجائے الٹا عذاب مانگتے ہیں۔ وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ الخ یہ وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الخ پر مشرکین کے دو شبہوں میں سے پہلے شبہہ کا جواب ہے۔ شبہہ یہ تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جن آتے ہیں جو اسے کچھ سکھا جاتے ہیں تو جواب میں فرمایا کہ قرآنی مضامین شیطانوں کی دسترس سے باہر ہیں کیونکہ ان کی ملأ اعلیٰ تک رسائی ناممکن ہے اس لئے قرآنی تعلیمات شیطانی وساوس کی آمیزش سے قطعاً پاک اور مبرا ہیں۔

فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ الخ یہ بیان سابق کا ثمرہ و نتیجہ ہے جس میں چار امور مذکور ہیں یہ امر اول ہے۔ یعنی جب یہ حقیقت دلائل عقلیہ و نقلیہ، دلیل وحی اور شبہات کے شافی جوابات سے ثابت اور روشن ہو گئی کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز اور برکات دہندہ نہیں۔ تو اب طلب برکات اور سوال خیرات کے لئے اس کے سوا کسی اور کو مت پکارو۔ امر دوم وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الخ جب یہی بات حق ہے کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے تو اپنے قریبی رشتہ داروں کو خصوصیت سے تبلیغ کرو تاکہ وہ بھی اس حقیقت کو سمجھ لیں۔ امر سوم وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ الخ ایمان والوں کے ساتھ نرمی اور حسن خلق کا برتاؤ فرمائیں تاکہ ان کے دلوں میں آپ کی دعوت کی قدر و منزلت بڑھ جائے اور وہ اس پر دل و جان سے نچھاور ہو جائیں۔ امر چہارم وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ الخ آپ کا مسئلہ حق اور آپ کی دعوت سراپا خیر و برکت ہے اس لئے اس دعوت کی راہ میں جو تکلیفیں آئیں ان کو بخوشی برداشت کریں اور اللہ پر بھروسہ رکھیں وہ آپ کا حامی و ناصر ہے۔ کیونکہ وہ آپ کے تمام احوال سے باخبر ہے۔

هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ الخ یہ شبہہ اولیٰ کے جواب کا تتمہ ہے۔ یعنی شیاطین تو جھوٹوں اور فریب کاروں کے پاس آتے ہیں اور لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے ان کو جھوٹی سچی باتیں خلط ملط کر کے بتاتے ہیں۔ اللہ کے سچے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے ان خبیث روحوں کو کیا واسطہ ہو سکتا ہے۔

وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ الخ یہ دوسرے شبہہ کا جواب ہے شبہہ یہ تھا کہ یہ شاعر ہے۔ جواب میں فرمایا شاعر تو خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور ان کے متبعین بھی گمراہ ہوتے ہیں۔ لیکن ہمارا پیغمبر اور آپ کے پیرو تو صراطِ مستقیم اور راہِ ہدایت پر ہیں۔ البتہ جو شاعر مؤمن ہوں اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح فرمانبردار ہوں وہ بھی گمراہ نہیں ہیں۔

ـــــه ٢ یہ تمہید ہے اس میں قرآن پر عمل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ یہ اس قرآن کی آیتیں ہیں جس کے مضامین خوب واضح، جس کا اعجاز اور جس کا من عنداللہ ہونا اس قدر عیاں ہے کہ اس کے لئے کسی بیرونی دلیل کی ضرورت نہیں۔ اَلْكِتٰب کی صفت اَلْمُبِيْن لا کر اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اس سورت میں زیادہ تر دلائل نقلیہ بیان کئے گئے ہیں۔ **ـــــه ٣** یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ دعویٰ توحید پر کچھ دلائل سورۃ الفرقان میں بیان ہو چکے ہیں اور کچھ اب سورۃ الشعراء میں بیان ہوں گے۔ ان دلائل کے باوجود بھی اگر مشرکین نہ مانیں تو آپ اپنی جان کو غم میں نہ ڈالیں۔ کیونکہ غرض تبلیغ تھی جو احسن طریق سے ہو چکی اور زبردستی منوانا مقصود نہیں۔ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ الخ اگر ہم چاہتے تو آسمان سے ایک ایسی نشانی نازل کر دیتے جس کے سامنے وہ عاجز ہو کر جھک جاتے اور مجبور ہو کر ایمان لے آتے مگر جبراً منوانا ہماری حکمت کے منافی ہے کیونکہ ہم امتحان لینا چاہتے ہیں کہ کون اپنے اختیار سے ایمان لاتا ہے اور کون انکار کرتا ہے۔ اَنْ لَّا يَكُوْنُوْا ای لئلا یکونوا (مدارک) اور لَهَا خٰضِعِيْنَ کے بعد وَلٰكِنْ لِّنَبْلُوَهُمْ مقدر ہے۔ ای لونشاء لانزلنا اٰیۃ تضطرھم الی الایمان قھرًا ولکن لا نفعل ذلك لانا لا نرید من احد الا الایمان الاختیاری۔ (ابن کثیر ج ٣ ص ٣٣١)

ـــــه ٤ یہ زجر ہے۔ یعنی یہ مشرکین مسلسل توحید کا انکار کر رہے ہیں؛ چنانچہ اللہ کی طرف سے جب بھی مضمون توحید اور دعوت تَبٰرَكَ پر مشتمل کوئی تازہ آیت نازل ہوتی ہے تو وہ اس سے اعراض اور اس کا انکار کرتے ہیں۔ فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَيَاْتِيْهِمْ الخ یہ تخویف دنیوی ہے یا اخروی۔ ان معاندین پر ہماری حجت قائم ہو چکی اور مسئلہ توحید ہر پہلو سے ان پر دلائل کے ساتھ واضح کیا جا چکا ہے۔ مگر اس کے باوجود وہ انکار و اعراض کر رہے ہیں، اس لئے اب عنقریب ہی انہیں توحید سے اعراض و استہزاء کی سخت سزا دی جائے گی جس طرح اقوام سابقہ کو ان کے انکار و اعراض اور عناد و استہزاء کی سزا دی گئی تو اس وقت ان پر توحید کی حقانیت واضح ہو جائے گی جس کا زندگی بھر مذاق اڑاتے رہے۔ عذاب سے جنگ بدر کے دن کا عذاب مراد ہے یا آخرت کا۔ وھٰذا وعید لھم وانذار بانھم سیعلمون اذا مسھم عذاب اللہ یوم بدر او یوم القیٰمۃ الخ (مدارک ج ٣ ص ١٣٦)

ـــــه ٥ یہ توحید پر عقلی دلیل ہے۔ وہ زمین کو نہیں دیکھتے کہ ہم اس میں انواع و اقسام کی پیداوار اگاتے ہیں جس میں ان کے لئے گوناگوں فوائد ہیں۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً یہ اس بات کی واضح اور کافی دلیل ہے کہ سارے جہاں کا کارساز اور برکات دہندہ اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ دلائل تو اور بھی بہت ہیں لیکن اگر وہ غور و تدبر سے کام لیں تو حق سمجھنے کے لئے یہی ایک دلیل ہی کافی ہے۔ لیکن ان کی اکثریت کے دلوں پر ضد و عناد کی وجہ سے مہر جباریت لگ چکی، اس لئے وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ آگے ہر نقلی دلیل کے بعد اس آیت کا اعادہ کیا گیا ہے جس سے یہ تنبیہ مقصود ہے کہ ان میں سے ہر دلیل فی نفسہٖ مستقل اور عبرت و نصیحت کے لئے کافی ہے مگر اس کے باوجود معاندین نہیں مانتے۔ **ـــــه ٦** تیرا پروردگار بڑا زبردست ہے وہ جب چاہے منکرین کو پکڑ لے، لیکن وہ رحیم و مہربان ہے اس لئے مجرموں کو مہلت دیتا ہے تاکہ انہیں سوچنے سمجھنے کا مزید موقع مل جائے اور وہ راہِ راست پر آجائیں۔ یا مطلب یہ ہے کہ وہ کافروں سے انتقام لینے میں زبردست اور توبہ کرنے والوں کے لئے مہربان ہے۔ (مظہری)

سُوْرَةُ الشُّعَرَآءِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَتَانِ وَّسَبْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّاِحْدٰى عَشَرَ رُكُوْعًا

سورۂ شعراء[1] مکی ہے اور اس میں دو سو ستائیس آیتیں ہیں اور گیارہ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

طٰسٓمّٓ ① تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ② لَعَلَّكَ

یہ آیتیں ہیں کھلی کتاب کی ٢ شاید تو ٣

بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ③ اِنْ نَّشَاْ

گھونٹ مارے اپنی جان اس بات پر کہ وہ یقین نہیں کرتے اگر ہم چاہیں

نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ

اتاریں ان پر آسمان سے ایک نشانی پھر رہ جائیں ان کی گردنیں

لَهَا خٰضِعِيْنَ ④ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ

اس کے آگے نیچی اور نہیں پہنچتی ان کے پاس کوئی نصیحت ٤

الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا عَنْهُ مُعْرِضِيْنَ ⑤

رحمٰن سے نئی جس سے منہ نہیں موڑتے

فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَيَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ

سو یہ تو جھٹلا چکے اب پہنچے گی ان پر حقیقت اس بات کی جس پر

يَسْتَهْزِءُوْنَ ⑥ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا

ٹھٹھے کرتے تھے کیا نہیں دیکھتے وہ زمین کو ٥ کتنی اگائیں ہم نے

فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ⑦ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ط

اس میں ہر ایک قسم کی خاصی چیزیں اس میں البتہ نشانی ہے

وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ⑧ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ

اور ان میں بہت لوگ نہیں ماننے والے اور تیرا رب ٦ وہی ہے

المنزل الخامس ٥

الربع

١ تمہید مع ترغیب ٢ تسلی برائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

٤ زجر بر مشرکین

٤ تخویف ١٢

٥ توحید پر عقلی دلیل

الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ⑨ وَاِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰٓى اَنِ

زبردست رحم والا ف۱ اور جب پکارا تیرے رب نے ۸ موسیٰ کو کہ

ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ⑩ قَوْمَ فِرْعَوْنَ اَلَا يَتَّقُوْنَ ⑪

جا اس قوم گنہگار کے پاس قوم فرعون کے پاس کیا وہ ڈرتے نہیں

قَالَ رَبِّ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ⑫ وَيَضِيْقُ

بولا اے رب ۸ میں ڈرتا ہوں کہ مجھ کو جھٹلائیں اور رک جاتا ہے

صَدْرِيْ وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِيْ فَاَرْسِلْ اِلٰى هٰرُوْنَ ⑬

میرا جی اور نہیں چلتی ہے میری زبان سو پیغام دے ہارون کو

وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْبٌ فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ⑭ قَالَ

اور ان کو ہے مجھ پر ایک گناہ کا دعویٰ ۹ سو ڈرتا ہوں کہ مجھ کو مار ڈالیں فرمایا

كَلَّا فَاذْهَبَا بِاٰيٰتِنَآ اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ ⑮

کبھی نہیں ۱۰ تم دونوں جاؤ لے کر ہماری نشانیاں ہم ساتھ تمہارے سنتے ہیں

فَاْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ⑯

سو جاؤ فرعون کے پاس اور کہو ہم لے کر آئے ہیں پیغام پروردگار عالم کا

اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ⑰ قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ

یہ کہ بھیج دے ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو ف۲ بولا کیا نہیں پالا ہے ہم نے تجھ کو

فِيْنَا وَلِيْدًا وَّلَبِثْتَ فِيْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِيْنَ ⑱

اپنے اندر لڑکا سا اور رہا تو ہم میں اپنی عمر میں سے کتنے برس ۱۱

وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِيْ فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنَ

اور کر گیا تو اپنی وہ کرتوت جو کر گیا اور تو ہے

الْكٰفِرِيْنَ ⑲ قَالَ فَعَلْتُهَآ اِذًا وَّاَنَا مِنَ

ناشکر ف۳ کہا کیا تو تھا میں نے وہ کام اور میں تھا

ع ۱ ۵

منزل۵

۷ یہ پہلی نقلی دلیل ہے جس سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں اول یہ کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ دوم یہ کہ نہ ماننے والوں کو دنیا ہی میں ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو نبوت سے سرفراز فرما کر حکم دیا کہ اس ظالم قوم یعنی قوم فرعون کے پاس جاؤ۔ اَلَا يَتَّقُوْنَ وہ بڑے ہی بیباک ہو چکے ہیں وہ خدا سے نہیں ڈرتے، شرک کرتے، غریبوں پر ظلم ڈھاتے اور تمرد و سرکشی میں بدمست ہیں۔ ۸ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تبلیغ رسالت کے سلسلے میں جو مشکلات نظر آئیں اور فرعون سے جو انہیں خدشہ تھا اس کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ سے معاون حاصل کرنا اور فرعون کے شر سے تحفظ طلب کرنا مقصود تھا۔ امر الٰہی کے امتثال میں توقف مقصود نہیں تھا۔ ولم یکن هذا الا التماس من موسٰی علیہ السلام توقفا فی الامتثال بل التماس عون فی تبلیغ الرسالۃ (مدارک ج ۳ ص ۱۳۶) موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا میرے پروردگار! مجھے اندیشہ ہے کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے اور اس سے مجھے سخت ذہنی اذیت پہنچے گی طبیعت ملول و حزین ہو جائے گی اور دل میں انقباض پیدا ہوگا اور پھر میری تائید کرنے والا بھی کوئی نہ ہوگا اور میری زبان صاف نہ چل سکے گی اس لئے ہارون کے پاس پروانۂ نبوت بھیج کر اسے معاون بنا دے کیونکہ اس کی زبان بھی صاف ہے اور وہ میری تائید بھی کریگا۔ زبان نہ چل سکنے کی وجہ یہ تھی کہ بچپن ہی سے آپ کی زبان میں رکاوٹ سی تھی عام گفتگو میں اگرچہ اس کا کوئی اثر ظاہر نہ تھا لیکن انہیں اندیشہ تھا کہ جب قوم کی تکذیب کی وجہ سے ان کی طبیعت میں انقباض رونما ہو تو کہیں ان کی زبان اس معمولی لکنت کی وجہ سے لڑکھڑا نہ جائے۔ التکذیب سبب لضیق القلب ضیق القلب سبب لتعسر الکلام علی من یکون فی لسانہ حبسۃ الخ (کبیر ج ۶ ص ۵۰۴)

۹ اور ان کو مجھ پر ایک قبطی کے خون کا دعویٰ بھی ہے اس لئے مجھے اندیشہ ہے کہ فریضۂ تبلیغ ادا کرنے سے پہلے ہی مجھے قتل کر ڈالیں کہ یہ وہی شخص ہے جو ہمارا ایک آدمی قتل کر کے کہیں بھاگ گیا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ظاہری اسباب کے تحت اللہ کے سوا کسی سے ڈرنا شرک نہیں۔

۱۰ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی دونوں دعائیں قبول فرمالیں! تائید کے لئے ہارون علیہ السلام کو بھی ساتھ کر دیا اور فرعون کے شر سے بھی محفوظ رکھنے کا وعدہ فرما دیا۔ کلا یعنی تم بے فکر رہو وہ ہرگز تمہیں قتل نہیں کر سکیں گے فاذهبا تم اور ہارون دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور اس سے کہہ دو کہ ہم اللہ کے رسول ہیں تم بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دو۔ اَنْ اَرْسِلْ میں اَنْ مفسرہ ہے ما قبل کے لئے۔ ان ارسل بمعنٰی ای ارسل لتضمن الرسول معنی الارسال وفیہ معنی القول (مدارک ج ۳ ص ۱۳۶) اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اس میں رسالت کا دعویٰ اور دعوتِ توحید مذکور ہے اور اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ میں قوم کی آزادی کا مطالبہ ہے۔ ۱۱ ان کی دعوت کے جواب میں فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر دو اعتراض کئے یہ پہلا اعتراض ہے۔ فرعون نے کہا اے موسیٰ کیا حالتِ شیر خوارگی میں میں ہی نے تیری پرورش نہیں کی اور بچپن کا زمانہ تو نے میرے گھر ہی میں ناز و نعمت سے نہیں گذارا؟ تجھے تو میرے احسانات کا شکر ادا کرنا چاہیئے تھا لیکن تو بڑا احسان فراموش ثابت ہوا کہ میرے سوا کسی اور کو اپنا رب اور الٰہ مانتا ہے۔ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الخ

پہلی نقلی دلیل ہے

۱ فرعون کا پہلا اعتراض ۱۲

۱ فرعون کا دوسرا اعتراض ۱۲

دوسرے اعتراض کا جواب ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی نہ ماننے پر جلد عذاب نہیں بھیجتا ف۲ بنی اسرائیل کا وطن تھا۔ ملک شام حضرت ابراہیمؑ کے وقت سے حضرت یوسف کے سبب مصر میں آ رہے۔ کتنی مدت گذری۔ اب حق تعالیٰ نے ان کو ملک شام دینا چاہا فرعون انکو نہ چھوڑتا تھا کہ ان سے کام لیتا بیگار میں۔ ف۳ ایک قبطی کا خون ہوا تھا۔ اُن سے۔ سورۂ قصص میں آوے گا۔

الضَّآلِّيْنَ ⑳ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ
چوکنے والا [۱۲] پھر بھاگا میں [۱۳] تم سے جب تمہارا ڈر دیکھا پھر بخشا
لِيْ رَبِّيْ حُكْمًا وَّجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ㉑ وَ
مجھ کو میرے رب نے حکم اور ٹھہرایا مجھ کو پہنچانے والا اور
تِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ㉒
کیا [۱۴] وہ احسان ہے جو تو مجھ پر رکھتا ہے کہ غلام بنایا تو نے بنی اسرائیل کو ف۱
قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ㉓ قَالَ رَبُّ
بولا فرعون [۱۵] کیا معنی پروردگار عالم کا کہا پروردگار
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ اِنْ كُنْتُمْ
آسمان کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے اگر تم
مُّوْقِنِيْنَ ㉔ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗٓ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ㉕
یقین کرو بولا [۱۶] اپنے گرد والوں سے کیا تم نہیں سنتے ہو
قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآىِٕكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ㉖ قَالَ اِنَّ
کہا پروردگار تمہارا اور پروردگار تمہارے اگلے باپ دادوں کا بولا تمہارا
رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْٓ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ㉗ قَالَ
پیغام لانے والا جو تمہاری طرف بھیجا گیا ضرور باؤلا ہے کہا
رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ اِنْ كُنْتُمْ
پروردگار مشرق کا اور مغرب کا [۱۷] اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے اگر تم
تَعْقِلُوْنَ ㉘ قَالَ لَىِٕنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ
بوجھ رکھتے ہو بولا اگر تو نے ٹھہرایا کوئی اور حاکم میرے سوا
لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ ㉙ قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكَ
تو مقرر ڈالوں گا تجھ کو قید میں کہا اور [۱۸] اگر لے کر آیا ہوں تیرے پاس

یہ پہلے اعتراض کا
جواب ہے ۱۲

یہ دوسرا اعتراض ہے اور پھر تو نے میرے احسانات کی ناشکری اور حق تربیت کو فراموش کرتے ہوئے ایک اور سنگین جرم کا ارتکاب کیا اور میری قوم کا ایک آدمی بلاوجہ قتل کر دیا۔ وَاَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ یہ کفرانِ نعمت سے ہے قال اکثر المفسرین الجاحدین لنعمتی وحق تربیتی یقول ربیناك فینا فکافیتنا ان قتلت منا نفسًا وکفرت نعمتنا وھی روایۃ عن ابن عباس (خازن ومعالم ج ۵ ص۹۹) **۱۲** یہ دوسرے اعتراض کا جواب ہے بطور لف ونشر غیر مرتب۔ دوسرا اعتراض چونکہ عصمت میں قادح تھا اس لئے اس کا جواب مقدم کیا۔ یعنی قتل کا فعل مجھ سے بلاقصد وارادہ سرزد ہوا تھا۔ کیونکہ میں نے قبطی کو بطور تادیب مارا لیکن وہ ضرب اس کے لئے جان لیوا ثابت ہوئی۔ وَاَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ ای من الجاھلین ...... واراد علیہ السلام بذلك علی ماروی عن قتادۃ انہ فعل ذلك جاھلا بہ غیر متعمد ایاہ فانہ علیہ السلام انما تعمد الوکز للتادیب فادی الی ما ادی (روح ج ۱۹ ص۶۹) **۱۳** اس غیر ارادی قتل کی وجہ سے مجھے تم سے خطرہ لاحق ہوا تو میں یہاں سے بھاگ نکلا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے نبوت عطا فرمائی اور مجھے زمرۂ مرسلین میں داخل فرما دیا۔ اس لئے نبوت سے پہلے اگر غیر ارادی طور پر مجھ سے قتل سرزد ہو گیا تو اس کی وجہ سے اب میری نبوت پر اعتراض نہیں ہو سکتا۔ حُكْمًا سے نبوت یا عقل وحکمت مراد ہے حکمًا ای حکمۃ اونبوۃ (ابو السعود ج ۶ ص۵۲) اور یہ دلائل عقلیہ کی طرف اشارہ ہے اور وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ یہ دلائل نقلیہ اور دلائل وحی کی طرف اشارہ ہے یعنی میں اللہ کی طرف سے جو پیغام اور دعوی لے کر آیا ہوں اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے مجھے تینوں قسم کے دلائل بھی عطا فرمائے ہیں **۱۴** یہ پہلے اعتراض کا جواب ہے۔ ای عبدت ای بان عبدت یہ ماقبل کا سبب ہے یعنی یہ تیرا کوئی احسان نہیں، اس لئے کہ تو نے میری قوم کو ذلیل ورسوا کر رکھا تھا، تو ان پر ظلم وستم کرتا تھا۔ تو میری قوم کے نوزائیدہ بچوں کو قتل کر دیتا تھا اس لئے تو نے ظلم وعدوان سے ایسے حالات پیدا کر دئے کہ میرے والدین میری تربیت نہ کر سکے اگر تیرا یہ ظلم وجور نہ ہوتا تو میری پرورش میرے ماں باپ ہی کرتے۔ بین ان حقیقۃ انعامہ علیہ تعبید بنی اسرائیل لان تعبیدھم وقصدھم بذبح ابناءھم ھو السبب فی حصولہ عندہ وتربیتہ ولو ترکھم لرباہ ابواہ (مدارك ج ۳ ص۱۳۵) **۱۵** حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دعوے میں کہا تھا اَنَا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اب فرعون نے ان سے سوال کیا وہ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ کون ہے اور اس کی صفات کیا ہیں؟ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ الخ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ وہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان میں ہے ساری کائنات کا مالک ہے۔ اگر تم ماننا چاہو تو یہی کافی ہے کیونکہ جو ساری کائنات کا مالک ہو وہی کارساز، برکات دہندہ اور ہر قسم کی عبادت کا مستحق ہو سکتا ہے۔ **۱۶** موسیٰ علیہ السلام کی بات کو بے اثر کرنے کے لئے فرعون نے اپنے درباریوں سے کہا کیا سنتے نہیں ہو موسیٰ کیا کہہ رہا ہے بھلا میرے سوا بھی کوئی رب ہے۔ الا تصغون الی ھذہ المقالۃ اغراء بہ وتعجبًا اذ کانت عقیدتھم ان فرعون ربھم ومعبودھم (بحر ج ۷ ص۱۳) قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآىِٕكُمُ الْاَوَّلِيْنَ

موضح قرآن ف۱ حضرت موسیٰ ایک بات کہے جاتے تھے اللہ کی قدرت میں پتے بتانے کو اور فرعون بیچ میں اپنے سرداروں کو ابھارتا تھا کہ اُن کو یقین نہ آجائے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بندہ گرفتن بنی اسرائیل نعمت نبود پس ہمچنین پرورش کردن کہ آں ضرورت بود نعمت نباشد ۱۲۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نہایت سنجیدگی اور متانت سے پھر فرمایا۔ ہاں ہاں دور کیوں جاتے ہو جس نے تمہیں اور تمہارے باپ دادا کو پیدا فرمایا اور جو سب کی پرورش کرتا ہے وہی سارے جہان کا رب اور کارساز ہے۔ قَالَ اِنَّ رَسُوۡلَكُمُ الخ حضرت موسیٰ علیہ السلام جس قدر سنجیدہ ہو رہے تھے فرعون اسی قدر غیر سنجیدہ ہو رہا تھا۔ وہ خائف تھا کہ کہیں ان کی معقول باتوں سے اس کے درباری متاثر نہ ہوجائیں۔ اب کی بار تو وہ اوچھا پن پر اتر آیا اور درباریوں سے بطور استہزا کہنے لگا یہ تمہارا رسول تو (عیاذاً باللہ) دیوانہ ہے بھلا بتاؤ میرے سوا بھی کوئی رب اور معبود ہے۔ لمجنون حیث یزعم ان فی الوجود الٰهًا غیری وکان فرعون ینکر الٰهیة غیرہ (مدارک ج ۳ ص ۱۳۹) **۱۷** اب بھی موسیٰ علیہ السلام برہم نہیں ہوئے بلکہ پوری سنجیدگی سے روزمرہ کے مشاہدات سے استدلال پیش کر دیا مشرق سے طلوع شمس اور مغرب سے غروب شمس مراد ہے۔ اراد بالمشرق طلوع الشمس وظهور النهار واراد بالمغرب غروب الشمس وزوال النهار (کبیر ج ۶ ص ۵۱۳) فرمایا تم روزانہ مشاہدہ کرتے ہو کہ سورج اپنے وقت پر نکلتا اور اپنے وقت پر ڈوبتا ہے۔ اس نظم عجیب اور نسق غریب کے ساتھ سورج کا طلوع وغروب جس کے قبضۂ قدرت میں ہے وہی رب العالمین ہے۔ اگر تم عقل وخرد سے کام لو تو یہ بات کس قدر واضح اور معقول ہے۔ اس پر فرعون کا مزاج شاہانہ برہم ہوگیا اور اب موسیٰ علیہ السلام کو قید کی دھمکی دیدی قَالَ لَئِنِ اتَّخَذۡتَ اِلٰهًا غَیۡرِیۡ الخ یعنی تم ان باغیانہ باتوں سے باز آجاؤ اور میری حکومت کو تسلیم کر لو اگر تم نے میری حکومت کو تسلیم نہ کیا تو تمہیں قید کر دوں گا۔ اِلٰهًا سے مراد حاکم ہے خدا مراد نہیں کیونکہ فرعون دہریہ تھا اور خدا کا قائل ہی نہ تھا۔ **۱۸** حضرت موسیٰ علیہ السلام چونکہ ناصح مشفق تھے اور چاہتے تھے کہ فرعون ایمان لے آئے اس لئے اس کی ہر اوچھی، غیر معقول اور متکبرانہ بات کا معقول اور حکیمانہ جواب دیا اور کسی موقع پر بھی متانت کا دامن نہ چھوڑا۔ فرعون کی دھمکی کے جواب میں کس قدر محکم بات ارشاد فرمائی۔ کیا اگر میرے پاس اپنے دعوے پر واضح دلائل موجود ہوں تب بھی تم مجھے قید کر ڈالوگے اور ان دلائل میں غور وفکر کرکے میری صداقت کو جانچنے کی کوشش نہیں کروگے۔ والمعنی اتفعل ذلك ولو جئتك بحجة بینة وانما قال ذلك موسٰی لان من اخلاق الناس السکون الی الانصاف والاجابة الی الحق بالبیان (معالم وخازن ج ۵ ص ۹۶) **۱۹** فرعون نے کہا ہاں لاؤ وہ کونسی دلیل ہے۔ اگر تم اپنے اس قول میں سچے ہو تو وہ دلیل پیش کرو۔ فرعون کا مقصد یہ تھا کہ شاید اس کی پیش کردہ دلیل میں بھی کچھ اعتراض اور ردوقدح کی گنجائش مل جائے۔ فَاَلۡقٰی عَصَاهُ الخ موسیٰ علیہ السلام نے فوراً اپنی لاٹھی زمین پر ڈال دی جو زمین پر گرتے ہی ایک ہیبتناک اژدہا بن گئی جو ہر ایک کو صاف نظر آرہا تھا۔ وَنَزَعَ یَدَهٗ الخ اس کے بعد اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر جو باہر نکالا تو وہ جگمگا رہا تھا جسے تمام حاضرین نے صاف صاف دیکھا۔ **۲۰** اب فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیش کردہ عقلی دلائل اور معجزوں کے سامنے بالکل بے بس اور لاجواب ہو چکا تھا اور اس نے خطرہ محسوس کیا کہ کہیں اہل دربار موسیٰ علیہ السلام کی طرف مائل نہ ہوجائیں اس لئے اس نے فوراً اپنے درباریوں اور مقربوں سے کہا اب حقیقت واضح ہوگئی کہ موسیٰ پیغمبر نہیں ہے وہ ایک ماہر جادوگر ہے جو جادو کے زور سے تمہارے ملک پر اور تخت وتاج پر قبضہ کرنا چاہتا ہے اب تم مشورہ دو کہ اب اس سے نجات پانے کے لئے کیا کرنا چاہئے۔ قَالَ هٰذَا الۡقَوۡلُ علی سبیل التنفیر لئلا یقبلوا قول موسٰی (خازن) **۲۱** مقربین دربار نے مشورہ دیا کہ موسیٰ وہارون

بِشَیۡءٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۳۰﴾ قَالَ فَاۡتِ بِهٖۤ اِنۡ كُنۡتَ مِنَ

ایک چیز کھول دینے والی بولا تو وہ چیز لا اگر تو

الصّٰدِقِیۡنَ ﴿۳۱﴾ فَاَلۡقٰی عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ ثُعۡبَانٌ

سچ کہتا ہے **۱۹** پھر ڈال دیا اپنا عصا سو اسی وقت وہ اژدہا ہوگیا

مُّبِیۡنٌ ﴿۳۲﴾ وَّ نَزَعَ یَدَهٗ فَاِذَا هِیَ بَیۡضَآءُ لِلنّٰظِرِیۡنَ ﴿۳۳﴾

صریح اور اندر سے نکالا اپنا ہاتھ سو اسی وقت وہ سفید تھا دیکھنے والوں کے سامنے

ع ۲ ۶

قَالَ لِلۡمَلَاِ حَوۡلَهٗۤ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِیۡمٌ ﴿۳۴﴾ یُّرِیۡدُ

بولا اپنے گرد کے سرداروں سے **۲۰** یہ تو کوئی جادوگر ہے پڑھا ہوا چاہتا ہے

اَنۡ یُّخۡرِجَكُمۡ مِّنۡ اَرۡضِكُمۡ بِسِحۡرِهٖ ۖ فَمَاذَا

کہ نکال دے تم کو تمہارے دیس سے اپنے جادو کے زور سے سو اب کیا

تَاۡمُرُوۡنَ ﴿۳۵﴾ قَالُوۡۤا اَرۡجِهۡ وَاَخَاهُ وَابۡعَثۡ فِی

حکم دیتے ہو بولے ڈھیل دے **۲۱** اس کو اور اس کے بھائی کو اور بھیج دے

الۡمَدَآئِنِ حٰشِرِیۡنَ ﴿۳۶﴾ یَاۡتُوۡكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِیۡمٍ ﴿۳۷﴾

شہروں میں نقیب لے آئیں تیرے پاس جو بڑا جادوگر ہے پڑھا ہوا

فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِیۡقَاتِ یَوۡمٍ مَّعۡلُوۡمٍ ﴿۳۸﴾ وَّ قِیۡلَ

پھر اکٹھے کئے جادوگر وعدہ پر ایک مقرر دن کے اور کہہ دیا

لِلنَّاسِ هَلۡ اَنۡتُمۡ مُّجۡتَمِعُوۡنَ ﴿۳۹﴾ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ

لوگوں کو کہ کیا تم بھی اکٹھے ہوگے شاید ہم راہ قبول کریں

السَّحَرَةَ اِنۡ كَانُوۡا هُمُ الۡغٰلِبِیۡنَ ﴿۴۰﴾ فَلَمَّا جَآءَ

جادوگروں کی اگر ہو ان کو غلبہ پھر جب آئے **۲۲**

السَّحَرَةُ قَالُوۡا لِفِرۡعَوۡنَ اَئِنَّ لَنَا لَاَجۡرًا اِنۡ

جادوگر کہنے لگے فرعون سے بھلا کچھ ہمارا حق بھی ہے اگر

كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۱﴾ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ اِذًا
ہو ہم کو غلبہ بولا البتہ اور تم اس وقت
لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۲﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰۤى اَلْقُوْا مَاۤ
مقربوں میں ہو گے ف۱ کہا ان کو ۲۳؎ موسیٰ نے ڈالو جو
اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ
تم ڈالتے ہو پھر ڈالیں انہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں
وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾
اور بولے فرعون کے اقبال سے ہماری ہی فتح ہے ۲۴؎
فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِىَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿۴۵﴾
پھر ڈالا موسیٰ نے اپنا عصا پھر تبھی وہ نگلنے لگا جو سانگ انہوں نے بنایا تھا
فَاُلْقِىَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ
پھر اوندھے گرے جادوگر سجدہ میں ۲۴؎ بولے ہم نے مان لیا جہان کے
الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۴۸﴾ قَالَ
رب کو جو رب ہے موسیٰ اور ہارون کا بولا ۲۵؎
اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ
تم نے اس کو مان لیا ابھی میں نے حکم نہیں دیا تم کو مقرر وہ تمہارا بڑا ہے
الَّذِىْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۵
جس نے تم کو سکھلایا ہے جادو سو اب معلوم کر لو گے
لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ
البتہ کاٹوں گا تمہارے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں
وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۴۹﴾ قَالُوْا لَا ضَيْرَ ز
اور سولی پر چڑھاؤں گا تم سب کو ۲۶؎ بولے کچھ ڈر نہیں

(علیہما السلام) کو قتل کرنے میں جلدی نہ کرو کیونکہ اس سے فتنے کا اندیشہ ہے۔ بلکہ فی الحال ان کو مہلت دو اور ان کے مقابلے کے لئے ملک کے کونے کونے سے ماہر جادوگروں اور اُن کے اُستادوں کو جمع کرو جن کے مقابلے میں یہ مات کھا کر خود بخود رسوا ہو جائیں گے اور اپنی نبوت و رسالت کا نام بھی نہ لیں گے۔ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ الخ چنانچہ مقابلے کے لئے ایک دن مقرر کر دیا گیا اور ملک بھر سے جادوگروں کو اکٹھا کر لیا گیا اور لوگوں کو بھی ترغیب دی گئی کہ وہ بھی مقررہ وقت پر جائے معہود میں پہنچ جائیں تاکہ وہ بھی یہ دلچسپ مقابلہ دیکھ سکیں۔ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ الاستفهام مجاز عن الحث والاستعجال (روح ج ۱۹ ص ۷۷) لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ الخ یہ مقابلہ نہایت اہم ہو گا کیونکہ ہم اپنے دین پر اطمینان قلب کے ساتھ صرف اسی صورت میں قائم رہ سکیں گے جب کہ ہمارے جادوگر غالب آ جائیں۔ اس لئے سب لوگوں کو وہاں پہنچ کر جادوگروں کی ہمت افزائی کرنی چاہئے۔

۲۲؎ جادوگروں نے فرعون کے پاس پہنچ کر سب سے پہلے یہ سوال کیا حضور! اگر ہم مقابلے میں غالب آ گئے اور موسیٰ و ہارون کو ہم نے ہرا دیا تو کیا ہمیں اس پر کچھ انعام بھی ملے گا؟ قَالَ نَعَمْ الخ فرعون نے کہا ضرور۔ انعام بھی ملے گا اور سب سے بڑھ یہ کہ تمہیں مقربین دربار میں شامل کر لیا جائے گا۔ ظالم و جابر حکمران ہمیشہ اہل حق کے مقابلے کے لئے اس قسم کے کرایہ کے علماء کو اپنے گرد جمع رکھا کرتے ہیں۔

۲۳؎ مقابلے کے لئے جب موسیٰ علیہ السلام اور جادوگر آمنے سامنے ہوئے تو موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں سے فرمایا جو کچھ لائے ہو میدان میں ڈال دو فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ الخ چنانچہ انہوں نے اپنی لاٹھیاں اور رسیاں میدان میں ڈال دیں تو وہ سانپوں کی طرح حرکت کرنے لگیں۔ دیکھنے والوں کو ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ سارا میدان سانپوں سے بھر گیا ہے جادوگروں نے اپنی لاٹھیاں اور رسیاں پھینکتے وقت فرعون کی عزت اور اس کے غلبہ و سلطان کی قسم کھائی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں اپنی مہارت فن پر اس قدر اعتماد تھا کہ وہ اپنی کامیابی یقینی سمجھتے تھے۔ فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ اب موسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنی لاٹھی ڈال دی جو زمین پر گرتے ہی ایک بہت بڑے اژدہا کی صورت میں منقلب ہو گئی جس نے جادوگروں کے تمام سنپولوں کو ہڑپ کر لیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے لاٹھی پھینکی تھی جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے فَاَوْحَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰۤى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ۔

۲۴؎ جب انہوں نے اس معجزے کا مشاہدہ کیا تو فوراً سمجھ گئے یہ جادو نہیں بلکہ یہ امر الٰہی ہے اس لئے بلا توقف اور بلا تامل اس طرح سجدے میں گر پڑے گویا کسی نے ان کو پکڑ کر گرا دیا ہو۔ اور زبان سے اعلان کر دیا کہ ہم رب العالمین پر ایمان لے آئے جو موسیٰ و ہارون علیہما السلام کا رب ہے۔ ای خروا ساجدین اثر ما شاهدوا ذلك من غير تلعثم وتردد لعلمهم بان مثل ذلك خارج عن حدود السحر وانه امر الٰهى قد ظهر على يده عليه السلام لتصديقه (روح ج ۱۹ ص ۷۸)

۲۵؎ فرعون جادوگروں کی ناکامی پر سخت پریشان اور پھر ان کے ایمان لانے پر بہت برہم ہوا اور اپنی خفت مٹانے اور رعیت پر اپنی خدائی کا رعب جمانے اور لوگوں کے دلوں سے اس ناکامی کا اثر زائل کرنے اور جادوگروں کو خوف زدہ کرنے کے لئے اس نے کہا۔ تم میری اجازت کے بغیر ہی موسیٰ پر ایمان لے آئے ہو معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ تم سب کا اس فن میں استاد ہے اور تم سب نے مل کر ایک منصوبہ بنا رکھا ہے اور تم جادو کے زور سے میری سلطنت پر قبضہ کرنا چاہتے ہو۔ اچھا دیکھو ابھی میں تمہارا کیا حشر کرتا ہوں

موضح قرآن ف۱ یعنی میرے مصاحب رہو گے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۲ تمہارا بڑا کہا رب کو یعنی موسیٰ اور تم ایک استاد کے شاگرد ہو ۱۲ منہ رحمہ۔

إِنَّآ إِلَىٰ رَبِّنَا مُنقَلِبُونَ ﴿٥٠﴾ إِنَّا نَطْمَعُ أَن يَغْفِرَ لَنَا

ہم کو اپنے رب کی طرف پھر جانا ہے ہم غرض رکھتے ہیں ۲۷ف کہ بخش دے ہم کو

رَبُّنَا خَطَٰيَٰنَآ أَن كُنَّآ أَوَّلَ ٱلْمُؤْمِنِينَ ﴿٥١﴾ وَ

رب ہمارا تقصیریں ہماری اس واسطے کہ ہم ہوئے پہلے قبول کرنے والے اور

ع ۳ ۱۸ ۷

أَوْحَيْنَآ إِلَىٰ مُوسَىٰٓ أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِىٓ إِنَّكُم

حکم بھیجا ہم نے موسیٰ کو ۲۸ف کہ رات کو لے نکل میرے بندوں کو البتہ تمہارا

مُّتَّبَعُونَ ﴿٥٢﴾ فَأَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِى ٱلْمَدَآئِنِ

پیچھا کریں گے پھر بھیجے فرعون نے شہروں میں

حَٰشِرِينَ ﴿٥٣﴾ إِنَّ هَٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيلُونَ ﴿٥٤﴾

نقیب یہ لوگ جو ہیں سو ایک جماعت ہے تھوڑی سی

وَإِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُونَ ﴿٥٥﴾ وَإِنَّا لَجَمِيعٌ حَٰذِرُونَ ﴿٥٦﴾

اور وہ مقرر ہم سے دل جلے ہوئے ہیں اور ہم سارے ان سے خطرہ رکھتے ہیں

فَأَخْرَجْنَٰهُم مِّن جَنَّٰتٍ وَعُيُونٍ ﴿٥٧﴾ وَكُنُوزٍ وَ

پھر نکال باہر کیا ہم نے ان کو باغوں اور چشموں سے ۲۹ف اور خزانوں اور

مَقَامٍ كَرِيمٍ ﴿٥٨﴾ كَذَٰلِكَ وَأَوْرَثْنَٰهَا بَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ ﴿٥٩﴾

عمدہ مکانوں سے اسی طرح اور ہاتھ لگا دیں ہم نے یہ چیزیں بنی اسرائیل کے

فَأَتْبَعُوهُم مُّشْرِقِينَ ﴿٦٠﴾ فَلَمَّا تَرَٰٓءَا ٱلْجَمْعَانِ

پھر پیچھے پڑے ان کے سورج نکلنے کے وقت ۳۰ف ف پھر جب مقابل ہوئیں دونوں فوجیں

قَالَ أَصْحَٰبُ مُوسَىٰٓ إِنَّا لَمُدْرَكُونَ ﴿٦١﴾ قَالَ كَلَّآ

کہنے لگے موسیٰ کے لوگ ہم تو پکڑے گئے کہا ہرگز نہیں

إِنَّ مَعِىَ رَبِّى سَيَهْدِينِ ﴿٦٢﴾ فَأَوْحَيْنَآ إِلَىٰ مُوسَىٰٓ

میرے ساتھ ہے میرا رب وہ مجھ کو راہ بتلائے گا پھر حکم بھیجا ہم نے موسیٰ کو ۳۱ف

اور بس تمہیں چھوڑوں گا نہیں۔ اب تمہارے الٹے ہاتھ پاؤں (یعنی دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں) کٹوا کر تمہیں سولی پر لٹکا دوں گا۔ اس سے اس کا مقصد یہ تھا کہ شاید جادوگر اس سزا کے ڈر سے ایمان لانے سے باز آجائیں نیز رعیت کو باور کرانا مقصود تھا کہ ناکامی اس لئے ہوئی ہے کہ جادوگر اندر سے موسیٰ کے ساتھ ملے ہوئے تھے اس لئے انہوں نے اپنے فن کا پورا مظاہرہ کیا ہی نہیں۔ **۲۶ف** جادوگروں نے فرعون کی دھمکی کے جواب میں کہا ہمیں سولی پر چڑھائے جانے کی پرواہ نہیں کیونکہ آخر ایک دن مرنا تو ہے ہی اگر ہم اس طرح اللہ کی راہ میں شہید کر دئیے جائیں تو ہمیں اور کیا چاہیئے۔ اِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ماقبل کے لئے تعلیل ہے۔ تعلیل لنفی الضیر ای لاضیر فی ذلک بل لنا فیہ نفع عظیم لما یحصل لنا من الصبر علیہ لوجہ اللہ تعالیٰ من الثواب العظیم (روح ج ۱۹ ص ۸۵) **۲۷ف** یہ لَا ضَیْرَ کی دوسری تعلیل ہے۔ اَنْ کُنَّآ ای لان کنا اور ہمیں اس لئے بھی پرواہ نہیں کیونکہ ہمیں اس بات کی آرزو ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے گناہ معاف فرما دے کیونکہ ہم سب سے پہلے ایمان لا رہے ہیں۔ **۲۸ف** جب قوم فرعون پر حجت خداوندی تمام ہو گئی اور قوم فرعون کی ہلاکت اور بنی اسرائیل کی نجات و آزادی کا وقت آگیا تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ تم راتوں رات بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر شام کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ فرعون لاؤ لشکر کے ساتھ تمہارا تعاقب کرے گا۔ فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ جب فرعون کو معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل کو موسیٰ لے بھاگا ہے تو ان کا تعاقب کرنے کے لئے ملک کے تمام بڑے شہروں سے آدمی اکٹھے کئے۔ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ الخ یہ ہیں کیا چیز تھوڑے سے تو ہیں لیکن ہمارے غلام اور ماتحت ہو کر ہماری اجازت کے بغیر ہی نکل کھڑے ہوئے ہیں جس سے ہمارا غضب جوش میں آگیا ہے۔ وَاِنَّا لَجَمِیْعٌ حٰذِرُوْنَ اور اب ہم حزم و احتیاط کے طور پر ان کا تعاقب کر رہے ہیں کہ ان کو پکڑ کر سخت سزا دیں۔ **۲۹ف** فا فصیحہ ہے۔ فرعون مع لاؤ لشکر بنی اسرائیل کے تعاقب میں چل نکلا، اس طرح ہم نے ان کو باغوں اور ٹھنڈے چشموں سے، دولت سے لبریز خزانوں اور شاندار محلات سے نکال باہر کیا اور باقیماندہ بنی اسرائیل کو ان کی تمام املاک کا مالک بنا دیا۔ کَذٰلِکَ کاف بیان کمال کے لئے ہے۔ یعنی قوم فرعون کو سلطنت اور تمام املاک سے محروم کرنا اور بنی اسرائیل کو ان کا وارث بنا دینا ہمارا ہی کام تھا۔ **۳۰ف** جب سورج طلوع ہو رہا تھا اس وقت فرعون مع قوم ان کے تعاقب میں روانہ ہو گیا۔ بنی اسرائیل بحیرہ قلزم کے کنارے پہنچے تو پیچھے سے فرعونیوں نے ان کو آلیا۔ فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ جب دونوں لشکروں نے ایک دوسرے کو دیکھ لیا تو بنی اسرائیل نے کہا ہم تو پکڑے گئے۔ قَالَ كَلَّا الخ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہرگز نہیں۔ میرا رب حافظ و ناصر ہے وہ دریا کو عبور کرنے کی مجھے کوئی تدبیر بتلائے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ تو یقین تھا کہ فرعون انہیں پکڑ نہیں سکے گا اور وہ دریا کو صحیح سلامت عبور کر جائیں گے لیکن ابھی تک انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ اس کی صورت کیا ہو گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام غیب دان نہ تھے۔ **۳۱ف** اب ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ اپنی لاٹھی سمندر پر ماریں فَانْفَلَقَ الخ چنانچہ انہوں نے لاٹھی ماری تو پانی کے درمیان سمندر کی تہ تک بارہ راستے بن گئے

موضح قرآن ف ایک رات اللہ کے حکم سے شہر مصر میں وبا پڑی ہر گھر میں بڑا بیٹا مر گیا اور بنی اسرائیل کو آگے سے حکم تھا کہ تیار رہیں اسی رات نکل کھڑے ہوئے پھر کئی دن لگے ان کو ماتم میں آخر فرعون کی تاکید سے سب نکل کر پیچھے لگے دریائے قلزم پر جا ملے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ؕ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ
کر مار اپنے عصا سے دریا کو پھر دریا پھٹ گیا تو ہو گئی ہر پھانک

كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ (٦٣) وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ (٦٤) وَ
جیسے بڑا پہاڑ ف۱ اور پاس پہنچا دیا ہم نے ۳۲ اسی جگہ دوسروں کو اور

اَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ (٦٥) ثُمَّ
بچا دیا ہم نے موسیٰ کو اور جو لوگ تھے اس کے ساتھ سب کو پھر

اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ (٦٦) ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَ
ڈبا دیا ہم نے ان دوسروں کو اس چیز میں ایک نشانی ہے اور

مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (٦٧) وَاِنَّ رَبَّكَ
نہیں تھے بہت لوگ ان میں ماننے والے اور تیرا رب

لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ (٦٨) ع وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ
وہی ہے زبردست رحم والا ف۲ اور سنا دے ان کو خبر

اِبْرٰهِيْمَ (٦٩) اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ (٧٠)
ابراہیم ۳۳ کی جب کہا اپنے باپ کو اور اس کی قوم کو تم کس کو پوجتے ہو

قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ (٧١)
وہ بولے ۳۴ ہم پوجتے ہیں مورتوں کو پھر سارا دن انہیں کے پاس لگے بیٹھے رہتے ہیں

قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ (٧٢) اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ
کہا کچھ سنتے ہیں تمہارا کہا جب تم پکارتے ہو یا کچھ بھلا کرتے ہیں تمہارا

اَوْ يَضُرُّوْنَ (٧٣) قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ
یا برا بولے نہیں پر ہم نے پایا اپنے باپ دادوں کو یہی

يَفْعَلُوْنَ (٧٤) قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ (٧٥)
کام کرتے کہا بھلا دیکھتے ہو ۳۵ جن کو تم پوجتے رہتے ہو

ع ۷ وقف لازم

دوسری نقلی دلیل ۱۲

اور پانی کا ہر ٹکڑا پہاڑ کی مانند اونچا نظر آنے لگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ سمندر میں راستوں کا بنانا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قبضہ و اختیار میں نہ تھا۔ جب وہ نہ غیب داں تھے نہ متصرف و مختار تو معلوم ہوا کہ وہ برکات دہندہ بھی نہ تھے۔ **۳۲** جب بنی اسرائیل سمندر کے خشک راستوں سے گذر رہے تھے اس وقت ہم نے دوسروں یعنی قوم فرعون کو بھی سمندر کے قریب کر دیا۔ جب انہوں نے یہ راستے دیکھے تو وہ بھی سمندر میں گھس گئے۔ فَاَنْجَيْنَا مُوْسٰى الخ موسیٰ علیہ السلام اور ان کے تمام ساتھیوں کو ہم نے صحیح سلامت دوسرے کنارے پہنچا دیا۔ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ لیکن فرعون اور اس کی قوم کو غرق کر دیا۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً الخ عبرت حاصل کرنے کے لئے یہ کافی دلیل ہے لیکن پھر بھی اکثر لوگ ضد و عناد کی وجہ سے نہیں مانتے۔ اللہ تعالیٰ ایسا غالب ہے کہ وہ سرکش و معاند لوگوں کو فوراً پکڑ سکتا ہے لیکن یہ اس کی مہربانی ہے کہ وہ مہلت دیدیتا ہے تاکہ مزید سوچنے سمجھنے کا موقع مل جائے۔ بنی اسرائیل کو سمندر میں خشک راستے بنا کر اللہ ہی نے پار اتارا اور قوم فرعون کو بھی اسی ہی نے غرق کیا اس سے معلوم ہوا کہ جب یہ سارے کام اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے تو برکات بھی وہی دیتا ہے اور کوئی نہیں۔ **۳۳** یہ دوسری نقلی دلیل ہے کہ اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں۔ اس سے تخویف دنیوی مطلوب نہیں۔ کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم پر انکار دعوی کی وجہ سے اُس وقت عذاب نہیں آیا۔ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ الخ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے سوال کیا تم کس چیز کی عبادت کرتے ہو؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو معلوم تو تھا وہ کس چیز کی عبادت کرتے ہیں لیکن وہ اس مکالمے سے ان پر یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ جن معبودوں کی وہ عبادت و دعا میں مصروف ہیں وہ معبود ہونے کے مستحق نہیں ہیں۔ وابراھیم علیہ السلام یعلم انہم عبدۃ الاصنام ولکنہ سألهم ليريهم ان ما يعبدونه ليس بمستحق للعبادة (مدارک ج ۳ ص ۱۴۳) **۳۴** مشرکین نے کہا ہم ٹھاکروں کی عبادت کرتے اور ہر وقت انہی کی پرستش میں لگے رہتے ہیں۔ قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اب دوسرا سوال کیا کہ کیا یہ تمہارے معبود تمہاری پکار کو سنتے ہیں، پکارنے کی صورت میں تمہیں نفع پہنچاتے اور نہ پکارنے کی صورت میں تمہیں نقصان پہنچاتے ہیں؟ قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَا الخ یہ مشرکین کا جواب ہے۔ بَلْ ماقبل سے اضراب ہے یعنی وہ نہ سنتے ہیں اور نہ نفع و ضرر ان کے اختیار میں ہے ہم تو محض اپنے باپ دادا کی دیکھا دیکھی ان کی پرستش کرتے ہیں۔ ان کے پاس ان معبودوں کے سمیع اور نافع و ضار ہونے کی چونکہ کوئی دلیل نہ تھی اس لئے مجبوراً انہیں اعتراف کرنا پڑا کہ باپ دادا کے عمل کے سوا ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ اضربوا عن ان یکون لھم سمع او نفع او ضر اعترافا بما لا سبیل لھم الی انکارہ واضطروا الی اظھار ان لا سند لھم سوی التقلیل فکانھم قالوا لا یسمعون ولا ینفعوننا ولا یضرون وانما وجدنا اٰباءنا یفعلون مثل فعلنا و یعبدونھم مثل عبادتنا فاقتدینا بھم (روح ج ۱۹ ص ۹۴) **۳۵** جب مشرکین نے اپنے معبودوں کے عجز کا اعتراف کر لیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا جن معبودوں کی تم اور تمہارے باپ دادا عبادت کیا کرتے تھے چونکہ وہ نہ اپنے

موضح قرآن ف۱ پانی پھٹ کر اٹھارہ جگہ سے پھٹ کر گلیاں پڑگئیں بارہ قبیلہ بنی اسرائیل اس میں پیٹھے بیچ میں پانی کے پہاڑ کھڑے رہ گئے ف۲ یہ سنا دیا ہمارے حضرت کو کہ مکہ کے فرعون بھی مسلمانوں کے پیچھے نکلیں گے لڑائی کو پھر وطن سے باہر تباہ ہوں گے بدر کی لڑائی میں جیسے فرعون تباہ ہوا۔

پجاریوں کی پکار سنتے ہیں، نہ ان کا نفع نقصان ان کے اختیار میں ہے اس لئے مجھے ایسے معبودوں کی عبادت سے سخت نفرت اور عداوت ہے اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ مستثنیٰ منقطع ہے ہاں رب العالمین کی عبادت اور پکار سے نفرت نہیں کیونکہ وہ تو اپنے پجاریوں کا والی ہے، سب کا کارساز اور سب کے نفع نقصان کا مختار ہے، اس کے بعد انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بہت سی صفتیں ذکر کی ہیں جو معبودانِ باطلہ میں نہیں پائی جاتیں تو اس سے ثابت ہوا کہ اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں۔ **۳۶** اسی نے پیدا کیا ہے اور وہی دین و دنیا کے منافع و مصالح کی طرف راہنمائی فرماتا ہے وَالَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ الخ میرا روزی رساں بھی وہی ہے وَاِذَا مَرِضْتُ الخ بیماری سے شفا بھی وہی عطا کرتا ہے۔ وَالَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ الخ موت و حیات بھی اسی کے قبضے میں ہے وَالَّذِیْۤ اَطْمَعُ الخ اور اسی سے امید ہے کہ قیامت کے دن وہ میری خطا سے درگذر فرمائے گا۔ خطا سے کوئی خاص خطا مراد نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر مجھ سے کوئی خلافِ اولیٰ کام سرزد ہو گیا تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر مؤاخذہ نہ فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر چونکہ اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ فرمانبردار اور اس سے بہت زیادہ ڈرتے ہیں اس لئے وہ عمل کی معمولی فروگذاشت کو بھی گناہ سمجھتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی یہ صفات بیان کر کے قوم پر حجت قائم کی کہ تمہارے معبود عاجز و بے بس ہیں اس لئے وہ کارساز اور برکات دہندہ نہیں ہو سکتے اور اللہ تعالیٰ سب کی فریاد یں سنتا ہے اور سب کچھ اس کی قدرت میں ہے اور ہر ایک کا نفع نقصان اس کے اختیار میں ہے اس لئے وہی سب کا کارساز اور وہی برکات دہندہ ہے۔ وَھٰذَا کُلُّهٗ احتجاج من ابراھیم علی قومه انه لا یصلح للالٰھیة الا من یفعل ھٰذہ الافعال (خازن و معالم ج ۵ ص ۹۹) **۳۷** حُکْمًا سے کمالِ علمی وَاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ سے کمالِ عملی کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی مجھے حکمت اور کمالِ علم عطا فرما اور کمالِ عمل کی توفیق عطا فرما کر اپنے برگزیدہ بندوں کی معیت سے سرفراز فرما۔ وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ الخ لِسَانَ صِدْقٍ یعنی ذکرِ خیر۔ آئندہ نسلوں میں میرا ذکرِ خیر باقی رکھ تاکہ وہ نیک کاموں میں میری اقتدا کرتی رہیں اور مجھے اجر ملتا رہے۔ حضرت شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں لِسَانَ صِدْقٍ سے کلمۂ صادقہ یعنی دعوی توحید مراد ہے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِیْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ (زخرف ع ۳) ممکن ہے آخرین سے امت محمدیہ مراد ہو اور مطلب یہ ہو کہ آخری زمانہ میں ایک پیغمبر مبعوث فرما جو میرے اصولِ دین کی تجدید کرے اور میری طرح لوگوں کو توحید کی دعوت دے۔ التاویل الثانی انه سأل ربه ان یجعل من ذریته فی آخر الزمان من یکون داعیا الی اللہ تعالیٰ وذلك ھو محمد صلی اللہ علیه وسلم (کبیر ج ۶ ص ۵۳۳) ویحتمل ان یراد بالاٰخرین اٰخر امة یبعث فیها نبی وانه علیه السلام طلب لعیت الحسن والذکر الجمیل فیھم ببعثة نبی یجدد اصل دینه و یدعو الناس الی ما کان یدعوھم الیه من التوحید معلما لھم ان ذلك ملة ابراھیم علیه السلام (روح ج ۱۹ ص ۹۹) **۳۸** اور مجھے جنتِ نعیم کے وارثوں میں شامل فرما وَاغْفِرْ لِاَبِیْۤ الخ اور میرا باپ مشرکین میں سے ہے اسے ایمان و اسلام کی توفیق عطا فرما کر اس کے گناہ معاف فرما دے۔ وَاغفر لابی بالھدایة والتوفیق للایمان (ابو السعود ج ۶ ص ۳۹۵) وَلَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ

اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ (٧٦) فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّیْۤ
تم اور تمہارے باپ دادے اگلے سو وہ میرے غنیم ہیں

اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ (٧٧) الَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَهُوَ یَهْدِیْنِ (٧٨)
مگر جہان کا رب جس نے مجھ کو بنایا سو وہی مجھ کو راہ دکھلاتا ہے ۳۶

وَالَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ (٧٩) وَاِذَا مَرِضْتُ
اور وہ جو مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہوں

فَهُوَ یَشْفِیْنِ (٨٠) وَالَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ ثُمَّ یُحْیِیْنِ (٨١)
تو وہی شفا دیتا ہے اور وہ جو مجھ کو مارے گا اور پھر جلائے گا

وَالَّذِیْۤ اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْٓـَٔتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ (٨٢)
اور وہ جو مجھ کو توقع ہے کہ بخشے میری تقصیر انصاف کے دن

رَبِّ هَبْ لِیْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ (٨٣) وَ
اے میرے رب دے مجھ کو حکم اور ملا مجھ کو نیکوں میں ۳۷ اور

اجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ (٨٤) وَاجْعَلْنِیْ
رکھ میرا بول سچا پچھلوں میں ف۱ اور کر مجھ کو

مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ (٨٥) وَاغْفِرْ لِاَبِیْۤ اِنَّهٗ
وارثوں میں ۳۸ نعمت کے باغ کے اور معاف کر میرے باپ کو وہ

كَانَ مِنَ الضَّآلِّیْنَ (٨٦) وَلَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ (٨٧)
تھا راہ بھولے ہوؤں میں اور رسوا نہ کر مجھ کو جس دن سب جی کر اٹھیں

یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ (٨٨) اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ
جس دن نہ کام آئے کوئی مال اور نہ بیٹے ۳۹ مگر جو کوئی آیا اللہ کے پاس

بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ (٨٩) وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِیْنَ (٩٠)
دل چنگا لے کر اور پاس لائیں بہشت کو واسطے ڈر والوں کے

[illegible]

موضح قرآن ف۱ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آخر زمان میں میرے گھرانے سے نبی ہو اور امت ہو اور میرا دین تازہ کریں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِلْغٰوِيْنَ ﴿٩١﴾ وَقِيْلَ لَهُمْ اَيْنَمَا

اور نکالیں دوزخ کو سامنے بے راہوں کے اور کہیں ان کو کہاں ہیں جن کو

كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿٩٢﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ هَلْ يَنْصُرُوْنَكُمْ

تم پوجتے تھے اللہ کے سوائے کیا کچھ مدد کرتے ہیں تمہاری

اَوْ يَنْتَصِرُوْنَ ﴿٩٣﴾ ؕ فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا هُمْ وَالْغَاوٗنَ ﴿٩٤﴾

یا بدلہ لے سکتے ہیں پھر اوندھے ڈالیں اس میں ان کو اور سب بے راہوں کو ۴۰

وَجُنُوْدُ اِبْلِيْسَ اَجْمَعُوْنَ ﴿٩٥﴾ ؕ قَالُوْا وَهُمْ فِيْهَا

اور ابلیس کے لشکر کو سبھوں کو کہیں گے جب وہ وہاں

يَخْتَصِمُوْنَ ﴿٩٦﴾ تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٩٧﴾

باہم جھگڑیں گے قسم اللہ کی ہم تھے صریح غلطی میں

اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٩٨﴾ وَمَآ اَضَلَّنَآ اِلَّا

جب ہم تم کو برابر کرتے تھے پروردگار عالم کے اور ہم کو راہ سے بہکایا سو ان

الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٩٩﴾ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ ﴿١٠٠﴾ وَلَا صَدِيْقٍ

گناہگاروں نے ۴۱ پھر کوئی نہیں ہماری سفارش کرنے والا اور نہ کوئی دوست

حَمِيْمٍ ﴿١٠١﴾ فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٠٢﴾

محبت کرنے والا ۴۲ سو کسی طرح ہم کو پھر جانا ملے تو ہم ہوں ایمان والوں میں

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٠٣﴾

اس بات میں نشانی ہے اور بہت لوگ ان میں نہیں ماننے والے

وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿١٠٤﴾ ع كَذَّبَتْ قَوْمُ

اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا جھٹلایا ۴۳ قوم

نُوْحِ ۨالْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٠٥﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ

نوح نے پیغام لانے والوں کو جب کہا ان کو ان کے بھائی نوح نے ۴۴

۵ ع ۳۶ ۹

یہ تیسری نقلی دلیل ہے ۱۲

۔اور قیامت کے دن سر محشر مجھے رسوا نہ کیجیو۔ انبیاء علیہم السلام کو تو قیامت کے دن سب سے زیادہ اعزاز واکرام سے نوازا جائے گا، ان کی رسوائی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شدتِ خوف سے بطور تواضع یا بغرض تعلیم غیر یہ دعا مانگی۔ **۳۹** یہ ادخال الٰہی ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کلام نہیں۔ یہاں یوم حشر کے شدتِ ہول کا بیان ہے بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ایسا دل جو شرک و شک سے محفوظ اور اخلاص سے لبریز ہو ای خالص من الشرک والشک (خازن ومعالم ج ۵ ص ۱۰۳)، وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّۃُ الخ جنت پرہیزگاروں کے نزدیک کر دی جائے گی اور دوزخ کافروں کے لئے ظاہر کر دی جائے گی وَقِیْلَ لَھُمْ اور مشرکین سے کہا جائے گا آج وہ تمہارے معبود کہاں ہیں جن کو تم دنیا میں کارساز اور برکات دہندہ سمجھ کر پکارا کرتے تھے اور انہیں خدا کے یہاں سفارشی سمجھتے تھے ای این الھتکم الذین کُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ انھم شفعاءکم فی ھذا الموقف (روح ج ۱۹ ص ۱۰۳) کیا آج وہ تمہارے کام آئیں گے یا عذاب سے اپنے کو بچا سکیں گے؟ استفہام انکاری ہے یعنی ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ وہ نہ تمہیں عذاب سے بچا سکیں گے نہ اپنے کو۔ **۴۰** ان مشرکوں اور ان کو گمراہ کرنے والوں کو اور ابلیس کے سارے لشکر کو جو انسانوں کو گمراہ کرتا رہا جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ قَالُوْا وَھُمْ فِیْھَا یَخْتَصِمُوْنَ مشرکین جہنم میں داخل ہونے کے بعد معبودانِ باطلہ سے جھگڑیں گے اور حسرت وندامت سے اپنی غلطی کا اعتراف کریں گے اور معبودانِ باطلہ سے کہیں گے کہ ہم تو بہت بڑی گمراہی میں تھے جب استحقاق عبادت میں تمہیں رب العالمین کے برابر سمجھتے تھے وَمَآ اَضَلَّنَآ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ اور ہماری گمراہی کا سبب مشرک پیشوا ہیں انہوں نے ہی ہمیں گمراہ کیا المجرمون من دعاھم الی عبادۃ الاصنام من الجن والانس (بحر ج ۷ ص ۲۳) **۴۱** افسوس جن کو دنیا میں ہم خدا کے یہاں سفارشی سمجھتے تھے آج ان میں سے کوئی بھی ہماری سفارش نہیں کر رہا اور نہ کوئی دوست کام آتا نظر آ رہا ہے۔ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِیْنَ وَلَا صَدِیْقٍ حَمِیْمٍ من الذین کنا نعدھم شفعاء واصدقاء لانھم کانوا یعتقدون فی اصنامھم انھم شفعاءھم عند اللہ تعالٰی وکان لھم اصدقاء من شیاطین الجن (کبیر ج ۶ ص ۵۳۲) **۴۲** کاش! ہمیں ایک بار پھر دنیا میں بھیجا جائے تو ہم اخلاص اور صدق نیت سے ایمان لائیں، توحید کو مانیں اور شرک سے دور بھاگیں اور پھر ہمیں موت کے بعد دوبارہ زندہ کیا جائے تو ہم اس عذاب میں مبتلا نہ ہوں۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً الخ ان دونوں آیتوں کی تفسیر گذر چکی ہے۔ **۴۳** یہ تیسری نقلی دلیل ہے مع تخویف دنیوی۔ اس آیت میں قوم نوح کی طرف بہت سے رسولوں کی تکذیب منسوب کی گئی ہے حالانکہ انہوں نے صرف ایک رسول حضرت نوح علیہ السلام کی تکذیب کی تھی۔ اسی طرح آگے چل کر عاد و ثمود، قوم لوط اور اصحاب الایکہ کے بارے میں یہی کہا گیا ہے کہ انہوں نے بہت سے رسولوں کی تکذیب کی حالانکہ انہوں نے ایک پیغمبر ہی کو جھٹلایا جو ان کے پاس بھیجا گیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام انبیاء و رسل علیہم السلام توحید اور دیگر اصول دین میں متفق تھے اور سب کی دعوت ایک تھی اس لئے ان میں سے ایک کو جھٹلانا اور اس کی دعوت کو نہ ماننا ایسا ہی ہے جیسا کہ سب کو جھٹلا دیا وتکذیبھم المرسلین باعتبار اجماع الکل علی التوحید واصول الشرائع التی لا تختلف باختلاف الازمنۃ والاعصار (روح ج ۱۹ ص ۱۰۵) **۴۴** اَخُوْھُمْ نُوْحٌ ضمیر مجرور قوم کی طرف راجع ہے اور اخوت سے قومی اور خاندانی اخوت مراد ہے کیونکہ حضرت نوح علیہ السلام ان مشرکین ہی کی قوم اور انہی کے

خاندان سے تھے اخوھم نسبًا لا دینًا (مدارک ج ۳ ص ۱۵۱) حقیقی اخوت کے علاوہ اخوت کی اور بھی کئی قسمیں ہیں مثلاً قومی اخوت یعنی ہم قوم ہونا اس میں ہم مذہب ہونا ضروری نہیں، جیساکہ حضرت نوح، ہود، صالح اور لوط علیہم السلام کو اپنی اپنی مشرک قوم کا بھائی کہا گیا۔ اور جنسی اخوت اس لحاظ سے تمام بنی آدم آپس میں بھائی بھائی ہیں اور دینی اخوت یعنی ایک دین و مذہب کے پیرو آپس میں دینی بھائی ہیں۔ جیساکہ حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا تھا اعبدوا ربکم واکرموا اخاکم۔ یعنی عبادت تو اپنے رب کی کرو اور میں تمہارا بھائی ہوں میرا جو احترام اللہ نے تم پر فرض کیا ہے وہ بجالاؤ لیکن میری عبادت نہ کرو۔ یہاں اخوت سے دینی اخوت مراد ہے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے دینی بھائی ٹھہرے تو ظاہر ہے کہ اس ساری دینی برادری میں آپ سب سے بڑے بھائی اور سب سے افضل و اشرف قرار پائے۔ تقویۃ الایمان میں شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبارت کا یہی مفہوم ہے۔ **۴۵** انبیاء علیہم السلام ہمیشہ نبوت سے پہلے بھی اخلاقی محاسن و فضائل سے آراستہ ہوتے ہیں اور اپنی قوموں اور اپنے ماحول میں دیانت و امانت اور دیگر اخلاقی خوبیوں کے ساتھ معروف ہوتے ہیں اس لئے حضرت نوح علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام نے جن کا ذکر آگے آرہا ہے اپنی اپنی قوم کو اس مسلمہ حقیقت کی طرف توجہ دلائی کہ میری دیانت و امانت کو تو تم پہلے ہی سے جانتے ہو اس لئے میں جو کچھ کہوں گا وہ حقیقت ہوگی میں اللہ کا رسول ہوں اس لئے تم میری اطاعت کرو اور اللہ سے ڈرو، اس کی توحید کو مانو اور اس کے ساتھ شرک نہ کرو۔ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوْنِ فیما امرکم بہ من التوحید والطاعۃ للہ تعالیٰ (روح ج ۱۹ ص ۱۰۱) اور پھر یہ بھی سوچو اس وعظ و تبلیغ پر میں تم سے کوئی معاوضہ بھی طلب نہیں کر رہا ہوں۔ اس لئے مجھ پر کسی لالچ وغیرہ کا الزام لگانے میں اللہ سے ڈرو اور میری بات مان لو۔ **۴۶** مشرکین نے حضرت نوح علیہ السلام کو جواب دیا کہ تجھے ماننے والے تو بہت گھٹیا اور پست طبقہ کے لوگ ہیں اگر ہم بھی تم پر ایمان لے آئیں تو پھر ہمیں ان رذیل لوگوں کے ساتھ بیٹھنا اٹھنا ہوگا۔ یہ بات ہم برداشت نہیں کر سکتے سرمایہ دار اور دولت مند طبقے کی خواہ وہ حسب و نسب کے اعتبار سے کتنا ہی پست ہو ہمیشہ سے یہی ذہنیت رہی ہے کہ غریب اور مفلس طبقہ کو انہوں نے ہمیشہ حقیر و ذلیل سمجھا ہے۔ خواہ حسب و نسب اور محاسن اخلاق کے اعتبار سے وہ کتنا ہی شریف اور بلند ہو یا ارذلون سے منافق مراد ہیں۔ یعنی یہ لوگ صرف ظاہر میں تجھ پر ایمان لائے ہیں اور باطن میں تیرے دین کے مخالف ہیں۔ وحاصلہ وما وظیفتی الا اعتبار الظواھر دون الشق عن القلوب والتفتیش عما فی السرائر فما یضرنی عدم اخلاصھم فی ایمانھم کما تزعمون (روح ج ۱۹ ص ۱۰۱) **۴۷** حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا میرا کام ظاہر حال پر حکم لگانا ہے باطن کا حال مجھے معلوم نہیں۔ اِنْ حِسَابُھُمْ الخ تمہیں اتنا بھی شعور نہیں کہ باطن کا حساب کتاب تو اللہ کو معلوم ہے۔ میرا کام ظاہر پر حکم لگانا ہے اس لئے جو لوگ شرک سے تائب ہو کر توحید پر ایمان لا چکے ہیں میں ان کو اپنے پاس سے ہٹا نہیں سکتا۔ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ کیونکہ میرا کام لوگوں کو اللہ کا پیغام پہنچانا اور اس کے عذاب سے ڈرانا ہے خواہ وہ اشراف ہوں یا ارذل اور پھر ان دونوں فریقوں میں سے جو بھی میری

اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ اِنِّیْ لَکُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ﴿۱۰۷﴾ فَاتَّقُوا

کیا تم کو ڈر نہیں میں تمہارے واسطے پیغام لانے والا ہوں معتبر ف۴۵ سو ڈرو

اللّٰہَ وَاَطِیْعُوْنِ ﴿۱۰۸﴾ وَمَآ اَسْـَٔلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ

اللہ سے اور میرا کہا مانو اور مانگتا نہیں میں تم سے اس پر کچھ بدلہ

اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۰۹﴾ فَاتَّقُوا اللّٰہَ

میرا بدلہ ہے اسی پروردگار عالم پر سو ڈرو اللہ سے

وَاَطِیْعُوْنِ ﴿۱۱۰﴾ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لَکَ وَاتَّبَعَکَ

اور میرا کہا مانو بولے کیا ہم تجھ کو مان لیں ف۴۶ اور تیرے ساتھ ہو رہے ہیں

الْاَرْذَلُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ قَالَ وَمَا عِلْمِیْ بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱۲﴾

کمینے ف۴۷ کہا مجھ کو کیا جاننا ہے اس کا جو کام وہ کر رہے ہیں ف

اِنْ حِسَابُہُمْ اِلَّا عَلٰی رَبِّیْ لَوْ تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ وَمَآ

ان کا حساب پوچھنا میرے رب ہی کا کام ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو اور میں

اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۱۵﴾

ہانکنے والا نہیں ایمان لانے والوں کو میں تو بس یہی ڈر سنانے والا ہوں کھول کر

قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَہِ یٰنُوْحُ لَتَکُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِیْنَ ﴿۱۱۶﴾

بولے اگر تو نہ ف۴۸ چھوڑے گا اے نوح تو ضرور سنگسار کر دیا جائے گا

قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِیْ کَذَّبُوْنِ ﴿۱۱۷﴾ فَافْتَحْ بَیْنِیْ

کہا اے رب میری قوم نے تو مجھ کو جھٹلا دیا سو فیصلہ کر دے میرے

وَبَیْنَہُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِیْ وَمَنْ مَّعِیَ مِنَ

اور انکے بیچ میں کسی طرح کا فیصلہ اور بچا لے مجھ کو اور جو میرے ساتھ ہیں

الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۱۸﴾ فَاَنْجَیْنٰہُ وَمَنْ مَّعَہٗ فِی

ایمان والے پھر بچا دیا ہم نے ف۴۹ اس کو اور جو اس کے ساتھ تھے

النصف

موضح قرآن ف کمینے کہا محنتی لوگوں کو ہر پیغمبر کے ساتھ اول غریب لوگ ہوئے ہیں سو فرمایا کہ مجھ کو ان کا صدق قبول ہے انکے کام سے کیا غرض کہ انکا پیشہ کیا ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالےٰ۔

دعوت قبول کرلیگا وہ مؤمن ہے اور میرا ساتھی ہے۔ **٤٨** حضرت نوح علیہ السلام عرصۂ دراز تک اپنی قوم کو توحید کی دعوت دیتے رہے اور قوم ضد پر اڑی رہی آخر قوم کے سرداروں نے نوح علیہ السلام کو قتل کی دھمکی دی کہ اے نوح! اگر تو اپنے اس عقیدے اور اس وعظ سے باز نہ آیا تو ہم تجھے سنگسار کردیں گے۔ قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِیْ كَذَّبُوْنِ اب نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ میرے پروردگار! میری مسلسل تبلیغ کے باوجود میری قوم تکذیب پر قائم ہے اس لئے اب میرے اور ان کے درمیان آخری فیصلہ فرمادے یعنی ان پر عذاب نازل کرکے ان کو ہلاک کردے اور مجھ کو اور ایمان والوں کو اس عذاب سے بچالے۔

الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿١١٩﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبٰقِیْنَ ﴿١٢٠﴾

اس لدی ہوئی کشتی میں پھر ڈوبا دیا ہم نے اس کے پیچھے ان باقی رہے ہوؤں کو

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿١٢١﴾

البتہ اس بات میں نشانی ہے اور ان میں بہت لوگ نہیں ہیں ماننے والے

وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿١٢٢﴾ كَذَّبَتْ

اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا جھٹلایا

عَادُ ِۨالْمُرْسَلِیْنَ ﴿١٢٣﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ

عاد نے پیغام لانے والوں کو ٥٠ جب کہا ان کو ان کے بھائی ہود نے

اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٢٤﴾ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ﴿١٢٥﴾ فَاتَّقُوا

کیا تم کو ڈر نہیں میں تمہارے پاس پیغام لانے والا معتبر ہوں سو ڈرو

اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ﴿١٢٦﴾ وَمَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ

اللہ سے اور میرا کہا مانو ٥١ اور نہیں مانگتا میں تم سے اس پر کچھ بدلہ

اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿١٢٧﴾ اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ

میرا بدلہ ہے اسی جہان کے مالک پر کیا بناتے ہو ہر

رِیْعٍ اٰیَةً تَعْبَثُوْنَ ﴿١٢٨﴾ وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ

اونچی زمین پر ایک نشان کھیلنے کو اور بناتے ہو کاریگریاں شاید تم

تَخْلُدُوْنَ ﴿١٢٩﴾ وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِیْنَ ﴿١٣٠﴾

ہمیشہ رہوگے ف١ اور جب ہاتھ ڈالتے ہو تو پنجہ مارتے ہو ظلم سے

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ﴿١٣١﴾ وَاتَّقُوا الَّذِیْۤ اَمَدَّكُمْ

سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو اور ڈرو اس سے جس نے تم کو پہنچائیں

بِمَا تَعْلَمُوْنَ ﴿١٣٢﴾ اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّبَنِیْنَ ﴿١٣٣﴾ وَ

وہ چیزیں جو تم جانتے ہو پہنچائے تم کو چوپائے اور بیٹے اور

ع ٦ ١٨ ١٠

ختم قصہ نوح علیہ السلام

٤٩ حضرت نوح علیہ السلام کی دعا کے مطابق ہم نے ان کی قوم پر طوفان بھیج دیا۔ نوح اور اس کے مومن ساتھیوں کو کشتی میں محفوظ رکھا اور طوفان سے بچا لیا لیکن باقی تمام مشرکوں کو غرق کرکے ہلاک کردیا اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے نوح علیہ السلام اور مومنوں کو طوفان سے بچایا اور یہی نوح علیہ السلام کی دعوت تھی نیز مشرکین قوم نوح کے اس انجام بد سے مشرکین مکہ کو عبرت حاصل کرنی چاہئے۔ **٥٠** یہ چوتھی نقلی دلیل اور تخویف دنیوی ہے۔ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ تا — اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اس کی تفسیر ابھی گذری ہے۔ اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِیْعٍ الخ رِیْع بلند جگہ اٰیَة علامت، مینار۔ مَصَانِعَ عالیشان محلات حضرت ہود علیہ السلام نے قوم کو دعوتِ توحید دینے کے بعد متنبہ فرمایا کہ تم ہر بلند پہاڑ اور ٹیلے پر شان وشوکت کے اظہار کے لئے بے مقصد اونچے اونچے مینار بنا رہے ہو اور بڑی عالیشان عمارتیں تعمیر کر رہے ہو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم دنیا میں ہمیشہ رہنے کی امیدیں باندھے بیٹھے ہو۔ وَاِذَا بَطَشْتُمْ الخ پہلا بَطَشْتُمْ شرط اور دوسرا جزا ہے اور جَبَّارِیْنَ بَطَشْتُمْ ثانی کے فاعل سے حال ہے یعنی دولت و ریاست کے خمار میں غریبوں پر ظلم و جبر بھی کرتے ہو۔ **٥١** اس لئے تم اللہ سے ڈرو اور ان تمام عبث اور ظالمانہ افعال کو چھوڑ دو اور اللہ کی طرف سے جو احکام میں لایا ہوں ان کی پیروی کرو۔ وَاتَّقُوا الَّذِیْۤ اَمَدَّكُمْ الخ قوم کو اللہ کے انعامات یاد دلائے تاکہ ان کے دلوں میں جذبۂ تشکر پیدا ہو۔ یعنی اس اللہ سے ڈرو جس نے تمہیں وہ تمام نعمتیں عطا کیں جو تمہیں خوب معلوم ہیں اور جن سے تم دن رات فائدہ اٹھاتے ہو۔ اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ الخ یہ اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ سے بدل ہے۔ یعنی جس نے تمہیں چوپائے عطا کئے جن سے تم گوناگون فوائد حاصل کرتے ہو۔ اس نے تمہیں فرزند عطا فرمائے جن سے تمہاری زندگی کی رونق اور تمہاری نسل کا بقا ہے۔ اس نے تمہارے لئے باغ اگائے اور پانی کے چشمے جاری فرمائے۔

موضح قرآن ف١ ان لوگوں کو بڑا شوق تھا اونچے مضبوط مینارے بنانے کا جس سے کچھ کام نہ نکلے مگر نام اور رہنے کی عمارتیں بھی بڑے تکلف سے مال خراب کرنے کو باغِ ارم بھی انہیں کا مشہور ہے ١٢ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ ﴿۱۳۴﴾ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ
باغ اور چشمے میں ڈرتا ہوں ۵۲ تم پر ایک بڑے
یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۳۵﴾ قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَیْنَآ اَوَعَظْتَ اَمْ
دن کی آفت سے بولے ہم کو برابر ہے تو نصیحت کرے یا
لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِیْنَ ﴿۱۳۶﴾ اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ
نہ بنے تو نصیحت کرنے والا اور کچھ نہیں یہ باتیں عادت ہے
الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ ﴿۱۳۸﴾ فَكَذَّبُوْهُ
اگلے لوگوں کی ۵۳ اور ہم پر آفت نہیں آنے والی ۵۴ پھر اس کو جھٹلانے لگے
فَاَهْلَكْنٰهُمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً وَمَا كَانَ
تو ہم نے ان کو غارت کر دیا اس بات میں البتہ نشانی ہے اور ان میں
اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۳۹﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ
بہت لوگ نہیں ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے زبردست
الرَّحِیْمُ ﴿۱۴۰﴾ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۴۱﴾ اِذْ
رحم والا جھٹلایا ثمود نے پیغام لانے والوں کو ۵۵ جب
قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۴۲﴾ اِنِّیْ
کہا ان کو ان کے بھائی صالح نے کیا تم ڈرتے نہیں میں
لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ﴿۱۴۳﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ﴿۱۴۴﴾
تمہارے پاس پیغام لانے والا ہوں معتبر سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو ۵۶
وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا
اور نہیں مانگتا میں تم سے اس پر کچھ بدلہ میرا بدلہ ہے اسی
عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۴۵﴾ اَتُتْرَكُوْنَ فِیْ مَا هٰهُنَآ
جہان کے پالنے والے پر کیا چھوڑے رکھیں گے تم کو یہاں کی چیزوں میں

ع ۷
۱۸
۱۱

یہ پانچویں عقلی دلیل ۱۲

۵۲ میری قوم! مجھے خطرہ ہے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کے مسلسل انعامات کے باوجود کفران نعمت کروگے اور اللہ کے سوا اوروں کو کارساز اور برکات دہندہ سمجھ کر پکارتے رہوگے تو آخر ایک دن نہایت ہی دردناک عذاب میں گرفتار کئے جاؤ گے۔ قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَیْنَآ الخ سرکش اور معاند قوم نے جواب دیا اے ہود! تیرے وعظ و تبلیغ کا ہم پر کوئی اثر نہیں ہوگا نہ ہم تیری بات مانیں گے، اس لئے تیرا وعظ کرنا اور نہ کرنا ہمارے لئے برابر ہے۔ ای لا نقبل کلامک ودعوتک وعظت ام سکت (مدارک ج ۳ ص ۱۴۶)۔ **۵۳** خُلُقُ یعنی عادت۔ یہ عالیشان محل بنانا اور یادگاریں تعمیر کرنا اور دنیوی نعمتوں سے متمتع ہونا یا ایسا توحید کا وعظ سننا سنانا کوئی نئی بات نہیں بلکہ یہ تو ایک پرانی ریت اور ڈگر ہے جس پر پہلے لوگ چلے آرہے ہیں۔ تم سے پہلے کئی وعظ سنانے والے آئے مگر ہمارے باپ دادا اپنے دین پر قائم رہے اور ہم بھی ان کے دین پر قائم ہیں۔ وہ آئے اور چلے گئے، ہم بھی آئے ہیں اور آخر مر جائیں گے یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہے گا۔ کوئی حشر و نشر نہیں! اور نہ کوئی جزا و سزا ہے۔ ما ھذا الذی نحن علیہ من الدین الا خلق الاولین وعادتھم کانوا بہ یدینون ونحن بھم مقتدون او ما ھذا الذی نحن علیہ من الحیاۃ والموت الا عادۃ لم یزل علیہا الناس فی قدیم الدھر او ما ھذا الذی جئت بہ من الکذب الا عادۃ الاولین کانوا یلفقون مثلہ ویسطرونہ (کبیر ج ۶ ص ۵۳۶)۔ **۵۴** یہ مرنا جینا دنیا کا پرانا دستور ہے اس کے بعد کوئی حشر و نشر اور ثواب و عقاب نہیں فَكَذَّبُوْهُمْ آخر قوم نے ہود علیہ السلام کی تکذیب کی تو انہیں ہلاک کر دیا گیا۔ اس واقعہ میں کافی عبرت و نصیحت ہے۔ **۵۵** یہ پانچویں نقلی دلیل اور تخویف اخروی ہے۔ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ ۔۔ تا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اس کی تفسیر گذر چکی ہے۔ اَتُتْرَكُوْنَ الخ مَا موصولہ هٰهُنَآ صلہ۔ اٰمِنِیْنَ، تُتْرَكُوْنَ کے نائب فاعل سے حال ہے۔ فِیْ جَنّٰتٍ الخ فِیْ مَا هٰهُنَآ سے بدل ہے (روح) کیا تم یہاں دنیا میں، ان باغوں اور چشموں میں، ان سرسبز و شاداب کھیتوں، تر و تازہ اور گھنے گچھوں سے لدی ہوئی کھجوروں میں ہمیشہ ہی داد عیش دیتے رہوگے اور خدا کے یہاں حاضر نہیں ہوگے؟ وَتَنْحِتُوْنَ الخ یہ تُتْرَكُوْنَ پر معطوف ہے۔ فٰرِهِیْنَ ای اشرین بطرین کما روی عن ابن عباس ... قال ابو صالح حاذقین وبذلک فسرہ الراغب (روح ج ۱۹ ص ۱۱۳) یعنی کیا تم دنیا میں ہمیشہ ہی پہاڑوں کو کاٹ کاٹ کر فخر و مباہات کے طور پر یا اظہار مہارت و فن کاری کے لئے عظیم الشان گھر بناتے رہوگے۔ **۵۶** تمہیں دنیا میں ہمیشہ نہیں رہنا اس لئے خدا سے ڈرو اور اس کے ساتھ شرک نہ کرو اور میری اطاعت کرو، میں حکم خداوندی سے صراط مستقیم کی طرف تمہاری راہنمائی کر رہا ہوں۔ وَلَا تُطِیْعُوْٓا اَمْرَ الْمُسْرِفِیْنَ مسرفین سے کفر و شرک میں قوم کے راہنما اور رؤسا مراد ہیں۔ والمسرفون ھم کبراءھم واعلامھم فی الکفر والاضلال وکانوا تسعۃ رھط یفسدون فی الارض (بحر ج ۷ ص ۳۵) المسرفین قال ابن عباس المشرکون (خازن و معالم ج ۵ ص ۱۰۲) جو لوگ کفر و شرک اور گمراہی کی اشاعت کر کے ملک میں شر و فساد پھیلا رہے ہیں ان کی پیروی مت کرو۔

اٰمِنِیْنَ ﴿۱۴۶﴾ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ ﴿۱۴۷﴾ وَّزُرُوْعٍ وَّ
بے کھٹکے باغوں میں اور چشموں میں اور کھیتوں میں اور
نَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِیْمٌ ﴿۱۴۸﴾ وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ
کھجوروں میں جن کا گابھا ملائم ہے اور تراشتے ہو
الْجِبَالِ بُیُوْتًا فٰرِهِیْنَ ﴿۱۴۹﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ﴿۱۵۰﴾
پہاڑوں کے گھر تکلف کے سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو
وَلَا تُطِیْعُوْۤا اَمْرَ الْمُسْرِفِیْنَ ﴿۱۵۱﴾ الَّذِیْنَ
اور نہ مانو حکم بے باک لوگوں کا جو
یُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ وَلَا یُصْلِحُوْنَ ﴿۱۵۲﴾
خرابی کرتے ہیں ملک میں اور اصلاح نہیں کرتے
قَالُوْۤا اِنَّمَاۤ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِیْنَ ﴿۱۵۳﴾ مَاۤ اَنْتَ اِلَّا
بولے تجھ پر تو کسی نے ۵۷ جادو کیا ہے تو بھی ایک
بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۚ فَاْتِ بِاٰیَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ
آدمی ہے جیسے ہم سو لے آ کچھ نشانی اگر تو
الصّٰدِقِیْنَ ﴿۱۵۴﴾ قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّ
سچا ہے کہا یہ ۵۸ اونٹنی اس کیلئے پانی پینے کی ایک باری اور
لَكُمْ شِرْبُ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۱۵۵﴾ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ
تمہارے لئے باری ایک دن کی مقرر ف۱ اور مت چھیڑیو اس کو بری طرح سے
فَیَاْخُذَكُمْ عَذَابُ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۵۶﴾ فَعَقَرُوْهَا
پھر پکڑ لے تم کو آفت ایک بڑے دن کی پھر کاٹ ڈالا اس اونٹنی کو ۵۹
فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِیْنَ ﴿۱۵۷﴾ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ؕ اِنَّ
پھر کل کو رہ گئے پچھتاتے ف۲ پھر آ پکڑا ان کو عذاب نے البتہ

۵۷ قوم نے حضرت صالح علیہ السلام کو جواب دیا اے صالح! تیرے پاس کوئی وحی نہیں آئی اصل بات یہ ہے کہ تجھ پر کسی نے جادو کر دیا ہے جس کی وجہ سے (العیاذ باللہ) تیری عقل میں خلل واقع ہو گیا اور تو نے نبوت کا دعوی کر دیا ہے ورنہ مَاۤ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا تو بھی ہم جیسا بشر اور انسان ہی تو ہے پھر تم میں کونسی امتیازی خوبی ہے کہ تمہیں نبوت کے لئے چن لیا گیا ہے فَاْتِ بِاٰیَةٍ الخ لہٰذا اگر واقعی تم سچے ہو تو اپنے دعوے کی سچائی پر کوئی عجیب و غریب نشان پیش کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ مشرکین اپنی کم عقلی اور کوتاہ فہمی کی وجہ سے نبوت اور بشریت میں منافات سمجھتے تھے ان کا خیال تھا کہ نبوت ایک ایسا بلند پایہ اعزاز ہے جو کسی بشر کو نہیں مل سکتا۔ اس لئے نبی تو نوری فرشتہ ہونا چاہئے نہ کہ خاکی بشر۔ انك بشر مثلنا فكيف تكون نبيا وهذا بمنزلة ما كانوا يذكرون في الانبياء انهم لو كانوا صادقين لكانوا من جنس الملائكة (کبیر ج ۶)

۵۸ مشرکین نے صالح علیہ السلام سے مطالبہ کیا تھا کہ ایک مخصوص پتھر میں سے اونٹنی پیدا ہو اور اسی وقت اس کے ایک بچہ پیدا ہو جو جسم اور قد و قامت میں اس کے برابر ہو۔ چنانچہ حضرت صالح علیہ السلام نے نماز پڑھ کر اللہ سے دعا کی تو اللہ نے مشرکین کا منہ مانگا معجزہ ظاہر فرما دیا۔ روی انهم قالوا نريد ناقة عشراء تخرج من هذه الصخرة فتلد سقبا فجعل صلى يتفكر فقال جبريل صل ركعتين واسئل ربك الناقة ففعل فخرجت الناقة ونتجت سقبا مثلها في العظم (مدارك ج ۳ ص ۱۳۷) اب بطور ابتلاء ان پر یہ پابندی لگا دی گئی کہ چشمے سے ایک دن وہ پانی پیا کریں اور اپنے مویشیوں کو پلایا کریں اور ایک دن اونٹنی کے لئے مخصوص رہے ان کی باری میں اونٹنی نہ پئے گی اور اونٹنی کی باری میں وہ پانی استعمال نہ کریں۔ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ الخ نیز اونٹنی کو کسی قسم کی تکلیف بھی مت دینا ورنہ سخت ترین عذاب میں مبتلا کئے جاؤ گے۔ **۵۹** پانی کے ایک دن کے ناغہ سے انہیں تکلیف ہونے لگی اس لئے انہوں نے اونٹنی کو قتل کرنے کا پروگرام بنایا اور سب نے خوشی سے ایک آدمی کو اس کام پر مقرر کر دیا جس نے اس کی ٹانگیں کاٹ کر اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس کے بعد جب اللہ کا عذاب آ گیا تو اب اپنے کئے پر بہت پشیمان ہوئے مگر اب کیا فائدہ چنانچہ عذاب صیحہ سے اللہ نے انکو ہلاک کر دیا۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً الخ اسکی تفسیر گذر چکی ہے۔

موضح قرآن ف۱ اونٹنی پیدا ہوئی۔ پتھر میں سے اللہ کی قدرت سے حضرت صالح کی دعا سے چھوٹی پھرتی جس جنگل میں چرنے جاتی سب مواشی بھاگ کر کنارے ہو جاتے اور جس تالاب پر پانی کو جاتی سب مواشی وہاں سے بھاگتے تب یوں ٹھیرا دیا کہ ایک دن پانی پر وہ جاوے ایک دن اوروں کے مواشی جاویں ۱۲ منہ رحمہ اللہ

ف۲ ایک عورت بدکار کے گھر مواشی بہت تھے چارے اور پانی کی تکلیف سے اپنے ایک یار کو سکھایا اس نے اونٹنی کے پاؤں کاٹ کر ڈال دیئے اس کے تین دن بعد عذاب آیا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالے۔

۶۰ یہ چھٹی نقلی دلیل اور تخویف دنیوی ہے۔ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ ۔۔۔ تا ۔۔۔ عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اس کی تفسیر گذر چکی ہے۔ اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ الخ قوم لوط خلاف فطرت فعل کی عادی تھی حضرت لوط علیہ السلام نے انہیں اس فعل بد سے منع کرتے ہوئے فرمایا کس قدر کم عقلی ہے کہ تم مردوں سے خلاف فطرت فعل کا ارتکاب کرتے ہو اور جنسی تسکین حاصل کرنے کے لئے اللہ نے تمہارے لئے جو بیویاں پیدا کی ہیں ان کو چھوڑ دیتے ہو بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ الخ پھر اس فعل شنیع کے ارتکاب میں تم اس قدر حد سے گذر چکے ہو کہ تمہاری فطرت ہی مسخ ہو چکی ہے اور تم بھری مجلس میں بھی یہ فعل کرتے ہوئے نہیں شرماتے ہو۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے وَتَاْتُوْنَ فِیْ نَادِیْكُمُ الْمُنْكَرَ (عنکبوت ع ۳)

۶۱ حضرت لوط علیہ السلام کی مشفقانہ پند و نصیحت کے جواب میں سرکش قوم نے نہایت تند اور طاغیانہ جواب دیا۔ اے لوط! اگر تو اپنے دعوی نبوت سے اور اس وعظ و تبلیغ سے باز نہ آیا تو ہم تمہیں شہر بدر کر دیں گے اور یہاں نہیں رہنے دیں گے۔ قَالَ اِنِّیْ لِعَمَلِكُمْ مِّنَ الْقَالِیْنَ حضرت لوط علیہ السلام نے قوم کی دھمکی کی ذرا پروانہ کی اور صاف فرما دیا مجھے تمہارے اس فعل سے سخت نفرت ہے اور میں خود تم سے بیزار ہوں اور تم سے دوری چاہتا ہوں۔ قابل علیہ السلام تهديدهم بذلك بما ذكر تنبيها على عدم الاكتراث به وانه راغب فی الخلاص من سوء جوارهم لشدة بغضه لعملهم (روح ج ۱۹ ص ۱۱۶)

۶۲ اب اللہ کی طرف متوجہ ہو کر اس سے مناجات کی کہ پروردگار! مجھے اور میرے اہل کو ان کے عمل بد کے وبال و عذاب سے محفوظ رکھیو۔ فَنَجَّیْنٰهُ وَاَهْلَهٗ الخ ہم نے لوط اور ان کے اہل بیت کو عذاب سے بچا لیا البتہ ایک بڑھیا جو مشرکہ تھی اسے اور باقی قوم کو ہلاک کر دیا۔ یہ بڑھیا حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی تھی۔ وَاَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ الخ ان کی بستی کو تہ و بالا کر دیا اور اوپر سے سخت پتھروں کی بارش برسا دی۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً الخ قدم تفسیرہ۔

فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۵۸﴾

اس بات میں نشانی ہے اور ان میں بہت لوگ نہیں ماننے والے

وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۵۹﴾ ع كَذَّبَتْ قَوْمُ

اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا جھٹلایا لوط

ع ۸ ۱۹ ۱۲

۱۔ چھٹی نقلی دلیل ۱۲

لُوْطِ ۨ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۶۰﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ

کی قوم نے پیغام لانے والوں کو ؎۶۰ جب کہا ان کو ان کے بھائی لوط نے

اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ﴿۱۶۲﴾ فَاتَّقُوا

کیا تم ڈرتے نہیں میں تمہارے لئے پیغام لانے والا ہوں معتبر سو ڈرو

اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ﴿۱۶۳﴾ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ

اللہ سے اور میرا کہا مانو اور مانگتا نہیں میں تم سے اس کا کچھ بدلہ

اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۴﴾ اَتَاْتُوْنَ

میرا بدلہ ہے اسی پروردگار عالم پر کیا تم دوڑتے ہو

الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۵﴾ وَتَذَرُوْنَ مَا

جہان کے مردوں پر اور چھوڑتے ہو جو

خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ

تمہارے واسطے بنا دی ہیں تمہارے رب نے تمہاری جوروئیں بلکہ تم لوگ ہو

عٰدُوْنَ ﴿۱۶۶﴾ قَالُوْا لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهِ یٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ

حد سے بڑھنے والے بولے اگر نہ چھوڑے گا تو اے لوط ؎۶۱ تو تو

مِنَ الْمُخْرَجِیْنَ ﴿۱۶۷﴾ قَالَ اِنِّیْ لِعَمَلِكُمْ مِّنَ

نکال دیا جائے گا کہا میں تمہارے کام سے البتہ

الْقَالِیْنَ ﴿۱۶۸﴾ رَبِّ نَجِّنِیْ وَاَهْلِیْ مِمَّا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۹﴾

بیزار ہوں اے رب خلاص کر مجھ کو اور میرے گھر والوں کو ان کاموں سے جو یہ کرتے ہیں ؎۶۲

فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۷۰﴾ اِلَّا عَجُوْزًا فِی
پھر بچا دیا ہم نے اس کو اور اس کے گھر والوں کو سب کو مگر ایک بڑھیا رہ گئی
الْغٰبِرِيْنَ ﴿۱۷۱﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۱۷۲﴾ وَاَمْطَرْنَا
رہنے والوں میں پھر اٹھا مارا ہم نے ان دوسروں کو اور برسایا ہم نے
عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۱۷۳﴾ اِنَّ
ان پر ایک برساؤ سو کیا برا برساؤ تھا ان ڈرائے ہوؤں کا البتہ
فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۴﴾
اس بات میں نشانی ہے اور ان میں بہت لوگ نہیں تھے ماننے والے
وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۷۵﴾ كَذَّبَ اَصْحٰبُ
اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا . جھٹلایا
لْـَٔيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۷۶﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلَا
بن کے رہنے والوں نے پیغام لانے والوں کو جب کہا ان کو شعیب نے کیا تم
تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۷۸﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ
ڈرتے نہیں میں تم کو پیغام پہنچانے والا ہوں معتبر سو ڈرو اللہ سے
وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۷۹﴾ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ
اور میرا کہا مانو اور نہیں مانگتا میں تم سے اس پر کچھ بدلہ
اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۰﴾ اَوْفُوا الْكَيْلَ
میرا بدلہ ہے اسی پروردگار عالم پر پورا بھر کر دو ماپ
وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ
اور مت ہو نقصان دینے والے اور تولو سیدھی
الْمُسْتَقِيْمِ ﴿۱۸۲﴾ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَ
ترازو سے اور مت گھٹا دو لوگوں کو ان کی چیزیں اور

ع ۹ ۱۶ ۱۳

۶۳ ساتویں نقلی دلیل ہے

۶۳ یہ ساتویں نقلی دلیل اور تخویف اخروی ہے اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ — تا — عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اس کی تفسیر گذر چکی ہے حضرت شعیب علیہ السلام کا نسبی تعلق چونکہ اہل مدین سے تھا اصحاب الایکہ سے نہیں تھا اس لئے یہاں اَخُوْهُمْ شُعَيْبٌ نہیں فرمایا اور جہاں اہل مدین کی طرف ان کی بعثت کا ذکر کیا وہاں فرمایا۔ وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا (ہود ع ۸) لم یقل هنا اخوهم شعیب لانه لم یکن من نسبهم بل کان من نسب اهل مدین ففی الحدیث ان شعیبًا اخا مدین ارسل الیهم والی اصحاب الایکة (مدارک ج ۳ ص ۱۴۱)

۶۴ شرک کے علاوہ ان لوگوں میں ایک خرابی یہ تھی کہ وہ ناپ تول میں بددیانتی کرتے تھے۔ اس لئے حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا ناپ درست رکھو اور کم ناپ کر لوگوں کی حق تلفی نہ کرو۔ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الخ اور صحیح ترازو سے تولا کرو معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے پیمانے اور باٹ کم و بیش مقدار کے بنا رکھے تھے۔ لیتے وقت زیادہ مقدار والے پیمانے اور باٹ استعمال کرتے اور دیتے وقت کم مقدار والے۔ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ الخ اس طرح بددیانتی سے لوگوں کے حقوق غصب نہ کرو۔ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ اور قتل و غارت اور ڈکیتی سے ملک میں بدامنی اور بے چینی نہ پھیلاؤ۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ الخ اس اللہ سے ڈرو جس نے تمکو اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا فرمایا یہ حقیقت میں تخویف دنیوی ہے یعنی اللہ سے ڈرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا جس طرح وہ پیدا کرنے پر قادر ہے اسی طرح وہ عذاب سے تمہیں ہلاک بھی کر سکتا ہے۔ وآمرهم ثانیا بتقوی من اوجدهم واوجد من قبلهم تنبیها علٰی ان من اوجدهم قادر علٰی ان یعذبهم ویهلکهم (بحر ج ۷ ص ۳۸)

۶۵ قوم نے جواب میں کہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تجھ پر کسی نے جادو کر دیا ہے جس سے (عیاذاً باللہ) تیرا دماغ متأثر ہو گیا ہے اور تو نبوت کا دعویٰ کر بیٹھا ہے کیونکہ تو ہماری مانند بشر ہے بھلا بشر بھی نبی ہو سکتا ہے؟ اس لئے ہم تو تجھے اس دعوے میں جھوٹا سمجھتے ہیں۔ اس پر مزید کلام حاشیہ ۵ میں گذر چکا ہے۔ فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا الخ اگر تو اپنے دعوے میں سچا ہے تو آسمان ہم پر گرا کر ہمیں ہلاک کر دے قَالَ رَبِّيْٓ اَعْلَمُ الخ فرمایا عذاب لانا میرے اختیار میں نہیں، میرا رب تمہاری تمام بداعمالیوں کو جانتا ہے وہ جب چاہے گا تمہیں پکڑ لے گا۔ **۶۶** آخر جب قوم تکذیب پر قائم رہی تو اللہ نے ان کو عذابِ ظُلّہ سے ہلاک کر دیا جو بڑا ہی دردناک عذاب تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اللہ نے اصحاب الایکہ پر شدید گرمی مسلط کر دی وہ گرمی سے بھاگ کر گھروں میں داخل ہوئے تو وہاں باہر سے بھی زیادہ گرمی تھی آخر پھر گھروں سے باہر نکل آئے۔ پھر اللہ نے ایک بادل (ظُلّہ) بھیج دیا سب اس کے سائے میں جمع ہونے شروع ہو گئے۔ جب سب اس کے نیچے جمع ہو گئے تو اللہ نے اس ظُلّہ سے آگ برسا دی جس سے سب جل کر ہلاک ہو گئے۔ ھی سحابۃ اظلتھم بعد ما حبست عنھم الریح وعذبوا بالحر سبعۃ ایام فاجتمعوا تحتھا مستجیرین بھا مما نالھم من الحر فامطرت علیھم نارا فاحترقوا (مدارک ج ۳ ص ۱۴۹)۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً الخ ان دونوں سوتوں کی تفسیر پہلے گذر چکی ہے۔ اب آگے دعویٰ تبارک پر ایک دلیل وحی اور مزید دو نقلی دلیلیں ذکر کی گئی ہیں۔ ایک کتب سابقہ سے اور ایک علماء بنی اسرائیل سے۔ **۶۷** یہ ابتدائے سورت میں وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الخ سے متعلق ہے اور اِنَّهٗ میں ضمیر منصوب دعویٰ تبارک سے کنایہ ہے۔ اور یہ دعویٰ تبارک پر دلیل وحی ہے یا ضمیر سے قرآن مراد ہے۔ مشرکین اس دعوے کی تکذیب اور اس سے استہزاء کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ دعویٰ تو رب العالمین کی طرف سے نازل کیا گیا ہے نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الخ جسے روح امین حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ کے قلب مبارک پر اتارا ہے تاکہ آپ اس دعوے کی تبلیغ فرمائیں اور نہ ماننے والوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرائیں۔ آپ کے اولین مخاطب چونکہ عرب ہیں اس لئے اسے فصیح عربی زبان کے الفاظ کا جامہ پہنا کر نازل کیا گیا۔ **۶۸** یہ دلیل نقلی از کتب سابقہ کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی یہ دعویٰ کوئی نیا نہیں بلکہ کتب سابقہ میں بھی مذکور ہے اور اگر ضمیر سے قرآن مراد ہو تو اس میں تاویل کرنی پڑے گی یعنی ذکر القرآن یا مطلب یہ ہوگا کہ قرآن کے اغلب مضامین کتب سابقہ میں موجود ہیں۔ ای وان ذکر القرآن لفی الکتب المتقدمۃ وقیل ان معناہ لفی الکتب المتقدمۃ وھو باعتبار الاغلب فان التوحید وسائر ما یتعلق بالذات والصفات وکثیر من المواعظ والقصص مسطور فی الکتب السابقۃ (روح ج ۱۹ ص ۱۲۲) چونکہ اس صورت میں تاویل کرنی پڑتی ہے اس لئے انسب یہی ہے کہ ضمیر منصوب سے دعویٰ تبارک مراد ہو جیسا کہ حضرت شیخ قدس سرہ کی رائے ہے۔ اَوَلَمْ يَكُنْ

لَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۱۸۳﴾ وَاتَّقُوا الَّذِيْ
مت دوڑو ملک میں خرابی ڈالتے ہوئے اور ڈرو اس سے جس نے
خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۸۴﴾ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ
بنایا تم کو اور اگلی خلقت کو بولے ۶۵ تجھ پر تو
مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَاِنْ
کسی نے جادو کر دیا ہے اور تو بھی ایک آدمی ہے جیسے ہم اور
نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۱۸۶﴾ فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ
ہمارے خیال میں تو تو جھوٹا ہے سو گرا دے ہم پر کوئی ٹکڑا
السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۸۷﴾ قَالَ رَبِّيْٓ اَعْلَمُ
آسمان کا اگر تو سچا ہے کہا میرا رب خوب جانتا
بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ
ہے جو کچھ تم کرتے ہو پھر اس کو جھٹلایا پھر پکڑ لیا ان کو آفت نے سائبان والے
الظُّلَّةِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۸۹﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
دن کی ف۱ بیشک وہ تھا عذاب بڑے دن کا ف البتہ اس بات میں
لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹۰﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ
نشانی ہے اور ان میں بہت لوگ نہیں ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے
الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۹۱﴾ وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۹۲﴾
زبردست رحم والا اور یہ قرآن ہے اتارا ہوا پروردگار عالم کا ۶۷
نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ﴿۱۹۳﴾ عَلٰي قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ
لے کر اترا ہے اس کو فرشتہ معتبر تیرے دل پر کہ تو ہو
الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ﴿۱۹۵﴾ وَاِنَّهٗ لَفِيْ
ڈر سنا دینے والا کھلی عربی زبان میں اور یہ لکھا ہے ۶۸

ع ۱۰ ۱۲ ۱۴

۱؎ متعلق بابتدائے سورت وما یاتیہم من ذکر من الرحمٰن الخ ۱۲

موضح قرآن ف۱ سائبان کے دن ابر آیا اس میں سے آگ برسی سب قوم جل گئی ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی آتش بشکل سائبان ظاہر شد و ہلاک ساخت ۱۲۔

زُبُرِ الْاَوَّلِیْنَ ﴿١٩٦﴾ اَوَلَمْ یَکُنْ لَّھُمْ اٰیَةً اَنْ یَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا
پہلوں کی کتابوں میں ف١ کیا ان کے واسطے نشانی نہیں یہ بات کہ اس کی خبر رکھتے ہیں پڑھے لوگ
بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ ﴿١٩٧﴾ وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰی بَعْضِ الْاَعْجَمِیْنَ ﴿١٩٨﴾
بنی اسرائیل کے اور اگر اتارتے ہم یہ کتاب کسی اوپری زبان والے پر ١٦٩
فَقَرَاَهٗ عَلَیْھِمْ مَّا کَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِیْنَ ﴿١٩٩﴾ کَذٰلِكَ سَلَکْنٰهُ
اور وہ اس کو پڑھ کر سناتا تو بھی اس پر یقین نہ لاتے ف٢ اسی طرح گھسا دیا ہم نے انکار کو
فِیْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِیْنَ ﴿٢٠٠﴾ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ حَتّٰی یَرَوُا
گنہگاروں کے دل میں ١٧٠ وہ نہ مانیں گے اس کو جب تک نہ دیکھ لیں گے
الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ ﴿٢٠١﴾ فَیَاْتِیَھُمْ بَغْتَةً وَّھُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿٢٠٢﴾
عذاب دردناک پھر آئے ان پر اچانک اور ان کو خبر بھی نہ ہو
فَیَقُوْلُوْا ھَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ﴿٢٠٣﴾ اَفَبِعَذَابِنَا یَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿٢٠٤﴾
پھر کہنے لگیں کچھ بھی ہم کو فرصت ملے گی کیا ہمارے عذاب کو جلد مانگتے ہیں ١٧١
اَفَرَءَیْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰھُمْ سِنِیْنَ ﴿٢٠٥﴾ ثُمَّ جَآءَھُمْ مَّا
بھلا دیکھ تو اگر فائدہ پہنچاتے رہیں ہم ان کو برسوں پھر پہنچے ان پر جس چیز کا
کَانُوْا یُوْعَدُوْنَ ﴿٢٠٦﴾ مَآ اَغْنٰی عَنْھُمْ مَّا کَانُوْا یُمَتَّعُوْنَ ﴿٢٠٧﴾
ان سے وعدہ تھا تو کیا کام آئے گا ان کے جو کچھ فائدہ اٹھاتے رہے
وَمَآ اَھْلَکْنَا مِنْ قَرْیَةٍ اِلَّا لَھَا مُنْذِرُوْنَ ﴿٢٠٨﴾ ذِکْرٰی
اور کوئی بستی نہیں ١٧٢ غارت کی ہم نے جس کے لئے نہیں تھے ڈر سنانے والے۔ یاد دلانے کو
وَمَا کُنَّا ظٰلِمِیْنَ ﴿٢٠٩﴾ وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّیٰطِیْنُ ﴿٢١٠﴾ وَمَا
اور ہمارا کام نہیں ہے ظلم کرنا اور اس قرآن کو نہیں لے کر اترے شیطان ١٧٣ اور نہ
یَنْۢبَغِیْ لَھُمْ وَمَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ﴿٢١١﴾ اِنَّھُمْ عَنِ السَّمْعِ
ان سے بن آئے اور نہ وہ کر سکیں ان کو تو سننے کی جگہ سے

ع ٩ عند المتقدمین ١١

١٧٠ تخویف دنیوی ١٢

١٧١ زجر ١٢

١٧٢ تخویف دنیوی ١٢

١٧٣ مشرکین کے پہلے شبہہ کا جواب ١٢

لَھُمْ اٰیَةً الخ یہ علماء بنی اسرائیل سے دلیل نقل کی طرف اشارہ ہے۔ کیا ان کے لئے یہ دلیل کافی نہ تھی کہ اس دعوے کو علماء بنی اسرائیل بھی مانتے ہیں اور اس کی حقانیت کا اعتراف کرتے ہیں۔ علماء بنی اسرائیل سے وہ علماء مراد ہیں جو ایمان لاچکے تھے۔ علماء بنی اسرائیل عبد اللہ بن سلام ونحوہ قال ابن عباس ومجاھد (بحر ج ٧ ص ٤١) ١٦٩ یہ مشرکین کے فرط عناد کا بیان ہے جو دلائل عقلیہ ونقلیہ کے باوجود نہیں مانتے۔ ان کی ضد وعناد کا یہ عالم ہے کہ اگر ہم یہ فصیح وبلیغ عربی قرآن کسی عجمی پر نازل کر دیتے جو عربی زبان سے بالکل نابلد ہوتا اور اس کے باوجود معجزانہ طور پر صحیح صحیح پڑھ کر ان کو سنا دیتا تو وہ پھر بھی نہ مانتے اور نہ ماننے کے لئے کئی بہانے تراش لیتے۔ المراد بیان فرط عنادھم وشدة شکیمتھم فی المکابرة (روح ج ١٩ ص ١٢٧) وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰی بَعْضِ الْاَعْجَمِیْنَ الذی لا یحسن العربیة فضلا ان یقدر علی نظم مثله فقرأه علیھم ھکذا معجزا الکفروا به کما کفروا ولتمحلوا لجحودھم عذرا وسموه سحرا (مدارک ج ٣ ص ١٥١) یا مطلب یہ ہے کہ اگر ہم یہ قرآن کسی عجمی پر عجمی زبان میں نازل کر دیتے تو غرور واستکبار کی وجہ سے اس پر ایمان نہ لاتے اور عذر کرتے کہ ہم اس کی زبان ہی نہیں سمجھتے وقیل المعنی ولو نزلناه علی بعض الاعجمین بلغة العجم فقرأه علیھم ما کانوا به مؤمنین لعدم فھمھم واستنکافھم من اتباع العجم (ابو السعود ج ٦ ص ٥٥) لیکن علامہ ابو السعود اس معنی کو مناسب مقام نہیں سمجھتے چنانچہ وہ معنی مذکور کے بعد فرماتے ہیں ولیس بذلك فانه بمعزل من المناسبة لمقام بیان تمادیھم فی المکابرة والعناد ١٧٠ یہ تخویف دنیوی ہے۔ سَلَکْنٰهُ میں ضمیر مفعول شرک وتکذیب یا استہزاء سے کنایہ ہے قال ابن عباس والحسن ومجاھد ادخلنا الشرك والتکذیب (معالم وخازن ج ٥ ص ١٠٥) مشرکین کے دلوں میں شرک کی بیماری اور پھر توحید کی تکذیب اور اس سے استہزاء کا روگ سرایت کر چکا ہے اور وہ اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ المناک عذاب کو نہ دیکھ لیں فَیَاْتِیَھُمْ بَغْتَةً الخ لیکن عذاب اچانک انہیں آلے گا اور اس سے پہلے انہیں اس کا علم نہ ہوگا تاکہ اس کی آمد سے پہلے وہ ایمان لے آئیں۔ فَیَقُوْلُوْا الخ جب عذاب آپہنچے گا تو اب حسرت وافسوس کے ساتھ تمنا کریں گے کہ انہیں مہلت مل جائے تاکہ وہ اپنی گذشتہ بداعمالیوں کی تلافی کر سکیں۔ ١٧١ یہ مشرکین پر زجر ہے یعنی یہ ظالم ایک طرف تو مطالبہ کرتے ہیں کہ عذاب جلدی آئے اور دوسری طرف جب عذاب آجاتا ہے تو پھر مہلت مانگتے ہیں۔ اَفَرَءَیْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰھُمْ۔ تا ۔ مَا کَانُوْا یُمَتَّعُوْنَ۔ یہ مشرکین کے عناد ومکابرہ کی مزید وضاحت ہے نیز یہ بتانا مقصود ہے کہ ایمان اور عمل صالح کے بغیر عمر میں اضافہ انہیں عذاب خداوندی سے ہرگز نہیں بچا سکے گا۔ یعنی اگر ہم ان کو سالہا سال مزید مہلت دیدیں اور وہ عیش وعشرت کے مزے لے لیں۔ اس کے بعد ان کے مسلسل کفر وشرک کی وجہ سے موعود عذاب آجائے تو اس مہلت سے انہیں کیا فائدہ پہنچے گا۔ نہ وہ ضد وعناد کی وجہ سے کفر وانکار سے باز آئیں گے، نہ خدا کا عذاب ان سے ٹل سکے گا۔ ١٧٢ تخویف

موضح قرآن ف١ یعنی اس قرآن کی خبر لکھی ہے اگلی کتابوں میں اور اس کا مدعا بھی یہی ہے ١٢ منہ رح ف٢ کافر کہتے تھے کہ قرآن آتا ہے عربی زبان میں اور اس نبی کی زبان بھی عربی ہے شاید آپ ہی کہتا ہو۔ اگر غیر زبان والے پر عربی آتا تو یقین کرتے۔ فرمایا کہ دھوکے والے کا جی کبھی نہیں ٹھہرتا۔ تب اور شبہ نکالتے کہ کوئی سکھا جاتا ہے۔ ١٢ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

دنیوی ہے۔ یعنی ہم نے اپنی حجت قائم کرنے سے پہلے کسی قوم کو ہلاک نہیں کیا۔ ہم نے ہر قوم میں دعوت توحید پیش کرنے والے اور ہمارے عذاب سے ڈرانے والے پیغمبر بھیجے۔ جب قوم نے مسلسل ان کی تکذیب کی تو ہم نے اس کو ہلاک کر دیا۔ ہم نے کسی قوم پر ظلم نہیں کیا اور حجت قائم کرنے سے پہلے کسی قوم کو عذاب نہیں دیا۔ **۳۷** یہ وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ سے متعلق ہے۔ اس کے بارے میں مشرکین نے دو شبہے ظاہر کئے تھے اول یہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے تابع جن ہیں جو اس کے پاس خبریں لاتے ہیں۔ دوم یہ کہ وہ شاعر ہے اور اس کا کلام شاعرانہ ہوتا ہے جو سننے والوں کو فوراً متاثر کر دیتا ہے۔ یہ مشرکین کے پہلے شبہہ کا جواب ہے۔ وھو رد لقول مشرکی قریش ان لمحمد صلے اللہ علیہ وسلم تابعًا من الجن یخبرہ کما تخبر الکھنۃ وان القرآن مما القاہ الیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام (روح ج ۱۹ ص ۱۳۱) یعنی اس قرآن کو جو دعوٰی تبارک پر مشتمل ہے شیاطین لے کر نہیں آتے۔ کیونکہ شیاطین جو سراسر ناپاک اور خبیث ہیں اس لائق ہی نہیں اور نہ ان میں اس کی طاقت ہی ہے اس لئے کہ ملاء اعلیٰ کی باتیں سننے سے انہیں دور کر دیا گیا ہے اور ان کی وہاں تک رسائی ممکن ہی نہیں۔ **۳۸** فا فصیحہ ہے اور یہ ماقبل کا ثمرہ اور نتیجہ ہے جو پانچ امور پر مشتمل ہے یہ امر اول ہے۔ یعنی جب ثابت ہو گیا کہ برکات دہندہ اللہ تعالیٰ

لَمَعْزُوْلُوْنَ (۲۱۲) فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ

دور کر دیا ہے سو تو مت پکار ۱؎ اللہ کے ساتھ دوسرا معبود پھر تو پڑے

الْمُعَذَّبِيْنَ (۲۱۳) ۚ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ (۲۱۴) ۙ وَاخْفِضْ

عذاب میں ف۱ اور ڈر سنا دے اپنے قریب کے رشتہ داروں کو ف۲ اور اپنے بازو

جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (۲۱۵) ۚ فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ

نیچے رکھ ان کے واسطے جو تیرے ساتھ ہیں ایمان والے ف۳ پھر اگر تیری نافرمانی کریں تو کہہ دے

اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ (۲۱۶) ۚ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ (۲۱۷) ۙ الَّذِیْ

میں بیزار ہوں تمہارے کام سے ف۴ اور بھروسہ کر اس زبردست رحم والے پر جو

يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ (۲۱۸) ۙ وَتَقَلُّبَكَ فِى السّٰجِدِيْنَ (۲۱۹) اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ

دیکھتا ہے تجھ کو جب تو اٹھتا ہے ۲؎ اور تیرا پھرنا ۳؎ نمازیوں میں ف۵ بے شک وہی ہے سننے والا

الْعَلِيْمُ (۲۲۰) هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ (۲۲۱) ؕ تَنَزَّلُ

جاننے والا ۴؎ میں بتلاؤں تم کو کس پر اترتے ہیں شیطان ۵؎ اترتے ہیں

عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ (۲۲۲) ۙ يُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ (۲۲۳) ؕ

ہر جھوٹے گنہگار پر لا ڈالتے ہیں سنی ہوئی بات اور بہت ان میں جھوٹے ہیں ف۶

وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ (۲۲۴) ؕ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِیْ كُلِّ وَادٍ

اور شاعروں کی بات پر چلیں وہی جو بے راہ ہیں ۶؎ ف۷ تو نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر میدان میں

يَّهِيْمُوْنَ (۲۲۵) ۙ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ (۲۲۶) ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ

سر مارتے پھرتے ہیں ۷؎ ف۸ اور یہ کہ وہ کہتے ہیں جو نہیں کرتے ف۹ مگر وہ لوگ جو

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا

یقین لائے ف۱۰ اور کام کئے اچھے اور یاد کی اللہ کی بہت اور بدلہ لیا اس کے پیچھے کہ ان

ظُلِمُوْا ؕ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ (۲۲۷) ع

پر ظلم ہوا اور اب معلوم کر لیں گے ظلم کرنے والے کہ کس کروٹ الٹتے ہیں ۸؎ ف

۱۱ ع ۳۶ ۱۵

۱۔ نتیجہ ماقبل ۱۲

۲۔ متعلق بجواب شبہ اولیٰ ۱۲

۳۔ مشرکین کے دوسرے شبہ کا جواب ۱۲

۴۔ تخویف دنیوی ۱۲

موضح قرآن

ف۱ یہ فرمایا رسول کو اور سنایا اوروں کو ۱۲ منہ رح **ف۲** جب یہ آیت اتری حضرت نے سارے قریش کو پکار کر سنا دیا اور اپنی پھوپھی تک اور اپنی بیٹی تک اور چچا تک کہہ سنایا کہ اللہ کے یہاں اپنا فکر کرو۔ خدا کے یہاں میں تمہارا کچھ نہیں کر سکتا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ **ف۳** یعنی شفقت میں رکھ ایمان والوں کو اپنے ہوں یا پرائے ۱۲ منہ رح **ف۴** یعنی خلاف حکم خدا جو کوئی کرے اس سے تو بیزار ہو جا اپنا ہو یا پرایا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ **ف۵** یعنی جب تو تہجد کو اٹھتا ہے اور یاروں کی خبر لیتا ہے کہ یاد میں ہیں یا غافل ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ **ف۶** ایک لوگ تھے کاہن کہلاتے کسی شیطان سے دوستی کر رکھتے نذر و نیاز دے کر وہ سب شیطانوں میں مل کر جاتا ہے فرشتوں کی باتیں سننے۔ وہاں انگارے مارتے ہیں۔ جو تارے چھوٹتے نظر آتے ہیں جو ایک دو بات کان میں پڑ گئی آکر اس اپنے دوست پر لا ڈالی اس نے لوگوں کو بنا دی لوگ اس کے قائل ہوئے جو سچا کاہن ہے سو یہ ہے اور بہت لوگ مکر بناتے ہیں۔ بعضی چیز انسان سے چھپی ہے شیطان پر معلوم ہے جیسے سو پچاس کوس کے احوال یا کسی کے جیب میں کیا ہے یا اس کے دل میں کیا خیال ہے اور اگلی چیز شیطان کو بھی معلوم نہیں مگر ایک دو بات جو فرشتوں سے سُنی اور دس بیس ملالیں اٹکل سے اٹکل جھوٹ پڑے یا سچ سو شیطان نیک بختوں سے بیزار ہے کہ یہ اُس کو برا جانتے ہیں جھوٹے دغا بازوں سے خوش ہے جو اس کی مرضی کے موافق ہیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ **ف۷** کافر پیغمبر کو کبھی کاہن بتاتے کبھی شاعر سو فرمایا کہ شاعر کی بات سے کسی کو ہدایت نہیں ہوتی اور اس کی صحبت میں ہزاروں خلق نیکی پر آتے ہیں ۱۲ منہ رح **ف۸** یعنی جو مضمون پکڑ لیا اسی کو بڑھاتے چلے گئے ۱۲ منہ رح **ف۹** جیسے مردانگی کہتے ہیں اور نہیں رکھتے۔ عشق کہتے ہیں جھوٹ، بیماری کہتے ہیں جھوٹ ۱۲ منہ رح **ف۱۰** مگر جو کوئی شعر میں اللہ کی حمد کہے یا کفر کی مذمت یا گناہ کی برائی یا کافر اسلام کی ہجو کریں یہ اس کا جواب دے ویسا شعر عیب نہیں ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمن **ف۱** یعنی از قیام برکوع و از رکوع بسجود ۱۲ **ف۲** یعنی نمازگذاران ۱۲ **ف۳** یعنی بہر مضمون مبالغہ میکنند ۱۲۔

ہی ہے اور کوئی نہیں اور یہ دعوی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو اب اللہ کے سوا حاجات میں کسی کو مت پکارو ورنہ سخت عذاب ہوگا۔ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ۔ یہ دوسرا امر ہے اپنے قریبی رشتہ داروں کو بھی ڈراؤ کہ وہ اللہ کے سوا کسی اور کو برکات دہندہ نہ سمجھیں۔ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ الخ یہ تیسرا امر ہے جو ایمان لا چکے ہیں ان سے نرمی کا برتاؤ کریں۔ فَاِنْ عَصَوْكَ الخ یہ چوتھا امر ہے مشرکین جو آپ کی بات نہیں مانتے ان سے آپ صاف کہہ دیں کہ میں تمہارے مشرکانہ اعمال سے بیزار ہوں۔ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِیْزِ الخ یہ پانچواں امر ہے اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ اگر مشرکین آپ کی بات نہیں مانتے تو آپ فکر نہ کریں وہ آپ کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکیں گے آپ اللہ پر بھروسہ کریں وہ آپ کو مشرکین پر غلبہ عطا فرمائے گا۔ کیونکہ وہ غالب اور مہربان ہے وہ اپنے دشمنوں کو مغلوب اور اپنے دوستوں کو غالب کرتا ہے۔ **۷۵** اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہے جو آپ کی تمام نقل و حرکت کو دیکھتا ہے حِیْنَ تَقُوْمُ جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ وَتَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ اور جب صحابہ کو نماز پڑھاتے ہیں اس وقت ایک حالت نماز سے دوسری حالت میں آپ کے تقلب کو بھی جانتا ہے یعنی قیام، رکوع، سجود اور قعود وغیرہ حالات میں۔ (حِیْنَ تَقُوْمُ) ای الی الصلوٰۃ (وَتَقَلُّبَكَ) ای ویری سبحانہ تغیرك من حال کالجلوس والسجود والی اخر کالقیام (فِی السّٰجِدِیْنَ) ای فیما بین المصلین اذا امھتھم (روح ج ۱۹ ص ۱۳۷) یا مطلب یہ ہے کہ جب آپ نماز تہجد کے لئے اٹھتے ہیں اس وقت بھی وہ آپ کو دیکھتا ہے وَتَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ۔ اور نماز تہجد پڑھنے والوں میں آپ کے چلنے پھرنے کو بھی دیکھتا ہے۔ السّٰجدین سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مراد ہیں جو نماز تہجد پڑھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو چکر لگا کر معلوم کرتے کہ صحابہ رض کس طرح اللہ کی عبادت میں مصروف ہیں۔ وھو ذکر ما کان یفعله فی جوف اللیل من قیامه للتھجد وتقلبه فی تصفح احوال المتھجدین من اصحابه لیطلع علیھم من حیث لا یشعرون ولیعلم کیف یعبدون اللہ و یعملون لاٰخرتھم (مدارک ج ۳ ص ...) اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ یہ ماقبل کے لئے علت ہے یعنی وہ آپ کے تمام احوال کو جانتا ہے اس لئے کہ وہ سب کچھ سننے اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ سیوطی وغیرہ اور شیعوں نے سٰجدین سے حضور علیہ السلام کے آباء و اجداد مراد لئے ہیں اور اس سے یہ ثابت کیا ہے کہ حضور علیہ السلام کے آباء و اجداد میں کوئی مشرک نہیں ہوا۔ لیکن یہ مفہوم خلاف ظاہر ہے اور نہ اس سے اس پر استدلال صحیح ہے جیسا کہ علامہ آلوسی فرماتے ہیں۔ انی لا اقول بحجیة الاٰیة علی ھذا المطلب (روح ج ۱۹ ص ۱۳۶) **۷۶** یہ پہلے جواب ہی سے متعلق ہے اور اس میں بتایا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر شیاطین کا نازل ہونا محال ہے۔ یعنی شیاطین تو کاہنوں کے پاس آتے ہیں جو بڑے ہی جھوٹے اور بدعمل ہوتے ہیں۔ وہ شیطانوں کی باتیں غور سے سنتے ہیں اور ان کی اکثر باتیں جھوٹی اور بے اصل ہوتی ہیں۔ لیکن اس کے برعکس محمد صلی اللہ علیہ وسلم سراپا صدق و صفا ہیں، انہوں نے آج تک ساری زندگی میں کبھی جھوٹ نہیں بولا، ان کا کردار بھی آئینے کی مانند پاک اور شفاف ہے اس لئے شیاطین کا آپ کے پاس آنا ناممکن اور محال ہے۔ وحیث کانت ساحة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منزھة عن ان یحوم حولھا شائبة شیء من تلك الاوصاف اتضح استحالة تنزلھم علیه علیه الصلوٰۃ والسلام (ابو السعود ج ۶ ص ...) **۷۷** یہ مشرکین کے دوسرے شبہے کا جواب ہے۔ مشرکین نے کہا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) شاعر ہے اور شعراء کی طرح شعر بناتا ہے تو یہاں اس کا جواب دیا گیا۔ مسوق لتنزیھه علیه الصلوٰۃ والسلام ایضا عن ان یکون وحاشاہ من الشعراء وابطال زعم الکفرۃ ان القراٰن من قبیل الشعر (روح ج ۱۹ ص ۱۴۵) یعنی شاعروں کی پیروی تو گمراہ لوگ کرتے ہیں مطلب یہ ہے کہ شعراء چونکہ خود گمراہ ہوتے ہیں اس لئے وہ اپنے اشعار میں کفر و شرک اور ضلالت و غوایت کے جو مضامین بیان کرتے ہیں، گمراہ لوگ ان کی پیروی کرتے ہیں۔ قالہ الشیخ قدس سرہ۔ **۷۸** یہ شاعروں کے گمراہ ہونے کی پہلی دلیل ہے۔ یہ بات مشاہدے میں آچکی ہے کہ شعراء ہر وادی میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔ وہ حق و باطل ایک ہی چیز کی مدح و ہجاء اور افراط و تفریط غرضیکہ ہر میدان میں طبع آزمائی کرتے ہیں۔ وَاَنَّهُمْ یَقُوْلُوْنَ الخ یہ ان کے غاوی (گمراہ) ہونے کی دوسری دلیل ہے کہ ان کے قول اور عمل میں موافقت نہیں ہوتی وہ زبان سے کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ اور ہیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ان دونوں گمراہیوں سے پاک ہے۔ آپ کی زبان سے صرف حق ہی نکلتا ہے اور آپ جو کچھ زبان سے فرماتے ہیں اس کے موافق عمل بھی کرتے ہیں۔ فقد ظھر بھذا ان حال محمد صلی اللہ علیہ وسلم ما کان یشبه حال الشعراء (کبیر ج ۶ ص ...) **۷۹** مومن اور نیک شعراء کو ماقبل سے مستثنیٰ کر دیا گیا۔ وہ شعراء جو مومن اور صالح ہیں اور اپنے اشعار میں اللہ کی توحید، اس کی حمد و ثنا، مدح پیغمبر علیہ السلام اور ترغیب و ترہیب کا ذکر کرتے ہیں۔ وہ کسی کی ہجو میں ابتداء نہیں کرتے ہاں اگر کوئی اسلام پر یا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر حملہ کرے تو اس کا جواب دیتے ہیں۔ ای کان ذکر اللہ وتلاوۃ القراٰن اغلب علیھم من الشعر واذا قالوا شعرًا قالوہ فی توحید اللہ تعالیٰ والثناء علیه والحکمة والموعظة والزھد و الادب ومدح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والصحابة وصلحاء الامة ونحو ذلك مما لیس فیه ذنب (مدارک ج ۳ ص ۱۵۳) **۸۰** یہ تخویف دنیوی ہے اَلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا سے مشرک مراد ہیں جو توحید کا انکار کرتے اور حضور علیہ السلام پر طرح طرح کے طعن کرتے تھے ای اشرکوا وھجوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو الطاھر المطھر من الھجاء (خازن و معالم ج ۵ ص ۱۱۰) اب مشرکین طرح طرح کے اعتراض کرتے ہیں اور ضد و عناد سے دعوی توحید کو نہیں مانتے لیکن عنقریب ہی جان لیں گے کہ ان کا کیا انجام ہونے والا ہے۔ یہ مشرکین کے لئے وعید شدید ہے ولما ذکر وانتصروا من بعد ما ظلموا توعد الظالمین ھذا التوعد العظیم الھائل الصادع للاکباد بما فی قوله اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ (بحر ج ۷ ص ۴۹) تھدید شدید و وعید اکید (روح ج ۱۹ ص ۱۵۳) (وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ٥)

سورۂ الشعراء میں آیاتِ توحید

۱۔ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ — تا — مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۝ جب یہ سارے کام اللہ تعالیٰ کرتا ہے تو برکات دہندہ بھی وہی ہے اور کوئی نہیں ۔

۲۔ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ — تا — وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ۝ (ع ۵) نفی شرک فی التصرف ۔

۳۔ اَلَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ — تا — وَالَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ ۝ یہ سارے کام اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہیں اس لئے کارساز اور برکات دہندہ بھی وہی ہے ۔

۴۔ وَقِيْلَ لَهُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ — تا — وَمَآ اَضَلَّنَآ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ ۝ مشرکین جن کو برکات دہندہ اور سفارشی سمجھتے ہیں قیامت کے دن وہ ان کو خدا کے عذاب سے نہیں چھڑا سکیں گے. معلوم ہوا کہ دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ ہی برکات دہندہ ہے اور کوئی نہیں ۔

۵۔ وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ — تا — عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ (ع ۱۱) دعویٰ تَبَارَكَ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے، وہ پہلی کتابوں میں بھی مذکور ہے اور علماء اہل کتاب بھی اس کی صداقت کو جانتے ہیں ۔

۶۔ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ ۝ جب ثابت ہو گیا کہ اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں تو حاجات و بلیات میں اس کے سوا کسی کو مت پکارو ۔

سورۃ النمل

ربط سورۂ نمل کو ماقبل کے ساتھ نامی ربط یہ ہے۔ سورۂ فرقان میں فرمایا یہ دعویٰ توحید حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے پھر سورۂ شعراء میں فرمایا یہ شاعری نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اب سورۂ نمل میں بیان ہوگا کہ اس بارے میں نمل (چیونٹی)، کا بیان بھی سن لو یٰۤاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ لَا یَحْطِمَنَّكُمْ سُلَیْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۝ اے چیونٹیو! اپنی بلوں میں گھس جاؤ کہیں سلیمان اور ان کے لشکری تمہیں لاعلمی سے روند نہ ڈالیں۔ کیونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے اصحاب جو اولیاء اللہ تھے عالم الغیب نہ تھے۔ وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۝ کی قید سے معلوم ہوا کہ چیونٹی کا بھی یہ عقیدہ تھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے اصحاب عالم الغیب نہیں ۔

سورۂ نمل کا ماقبل سے معنوی ربط حسب ذیل ہے۔ سورۃ الفرقان میں دعویٰ تَبٰرَكَ پر زیادہ تر عقلی دلائل ذکر کئے گئے اور سورۃ الشعراء میں زیادہ تر نقلی دلائل مذکور ہوئے اب سورۂ نمل میں چار واقعات کے ضمن میں دعویٰ مذکورہ کی دو علتیں بیان کی جائیں گی یعنی عالم الغیب ہونا اور کارساز اور متصرف و مختار ہونا۔ چونکہ عالم الغیب اور کارساز اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں اس لئے برکات دہندہ بھی وہی ہے ۔

خلاصہ تِلْكَ اٰیٰتُ الْقُرْاٰنِ — تا — وَبُشْرٰی لِلْمُؤْمِنِیْنَ ۝ تمہید مع ترغیب۔ اَلَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ الخ بشارت۔ اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ — تا — هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ تخویف اخروی۔ وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ الخ ترغیب الی القرآن مع تسلی۔ اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِاَهْلِهٖ — تا — فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِیْنَ ۝ یہ پہلا واقعہ ہے اور اس کے ضمن میں دعویٰ تبٰرك کی پہلی علت کا بیان مقصود ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے اس واقعہ کی تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ غیب داں نہ تھے۔ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ عِلْمًا (ع ۲) — تا — وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ یہ دوسرا واقعہ ہے اور اس کے ضمن میں بھی پہلی علت ہی کا ذکر ہے۔ ہُدہُد کے غائب ہونے کی وجہ، ملکۂ سبا اور اس کی قوم کے حالات کا حضرت سلیمان علیہ السلام کو علم نہ تھا تو اس سے معلوم ہوا کہ وہ غیب داں نہ تھے۔ عالم الغیب صرف اللہ ہی ہے اس لئے برکات دہندہ بھی وہی ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا — تا — وَاَنْجَیْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ ۝ (ع ۴)، یہ تیسرا واقعہ ہے جس کے ضمن میں دعوے کی دوسری علت بیان کی گئی ہے۔ حضرت صالح علیہ السلام اور ایمان والوں کو اللہ نے بچا لیا اور مشرکین کو ہلاک کر دیا۔ ایمان والوں کو بچانا اور مشرکین کو ہلاک کرنا اللہ کا کام ہے اور یہ اسی کے تصرف و اختیار میں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ برکات دہندہ بھی وہی ہے اور کوئی نہیں۔ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ — تا — فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِیْنَ ۝ یہ چوتھا واقعہ ہے اور اس کے ضمن میں بھی دوسری علت مذکور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام اور مومنین کو بچا لیا اور مجرمین کو ہلاک کر دیا۔ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الخ (ع ۵) یہ لف و نشر غیر مرتب کے طور پر تیسرے اور چوتھے واقعہ پر متفرع ہے یعنی ان دونوں قصوں سے معلوم ہوا کہ صفاتِ کارسازی کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ کافروں کو ہلاک کرنا اور اپنے فرمانبردار بندوں کو عذاب سے بچا کر سلامتی عطا فرمانا اسی کا کام ہے لہٰذا برکات دہندہ بھی وہی ہے اور حاجات میں صرف اسی کو پکارنا چاہئے۔

اس کے بعد اس علت پر پانچ عقلی دلیلیں پیش کی گئی ہیں علیٰ سبیل الاعتراف من الخصم۔ پہلی عقلی دلیل اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ الخ دوسری عقلی دلیل اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا الخ تیسری عقلی دلیل اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ الخ یہ مقصودی دلیل ہے۔ جب یہ تمام تصرفات اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں اور حاجت روا بھی وہی ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ برکات دہندہ بھی وہی ہے لہٰذا مصائب و حاجات میں صرف اسی کو پکارنا چاہئے۔ چوتھی عقلی دلیل اَمَّنْ یَّهْدِیْكُمْ الخ پانچویں عقلی دلیل اَمَّنْ یَّبْدَؤُا الْخَلْقَ الخ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ الخ یہ مذکورہ پانچوں دلیلوں سے متعلق ہے یعنی ہم نے تو اپنے دعوے پر دلائل واضحہ بیان کر دیئے ہیں لیکن اگر اب بھی تم نہیں مانتے ہو تو کوئی دلیل ہے تو پیش کرو۔

قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ الخ یہ لف و نشر غیر مرتب کے طور پر پہلے دونوں قصوں پر متفرع ہے یعنی زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔ وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا الخ (ع ۶)، شکوہ ہے۔ دوبارہ جی اٹھنے کی بات ہم سے پہلے ہمارے باپ دادا سے بھی کہی گئی۔ بھلا جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے تو پھر دوبارہ جی اٹھنا کیسا یہ تو محض افسانہ ہے۔ قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ الخ منکرین کے لئے تخویف دنیوی ہے۔ وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ الخ تسلی برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ الخ یہ دوسرا شکویٰ ہے۔ قُلْ عَسٰۤی اَنْ یَّكُوْنَ الخ یہ جواب شکویٰ ہے۔ اب آخر میں ہر علت پر ایک ایک عقلی دلیل ذکر کی گئی ہے۔

وَاِنَّ رَبَّكَ لَیَعْلَمُ مَا تُكِنُّ الخ یہ پہلی عقلی دلیل ہے اور پہلی علت سے متعلق ہے۔ یعنی سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ الخ جملہ معترضہ برائے بیان صداقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ فَتَوَكَّلْ عَلَی اللّٰهِ الخ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ الخ تخویف دنیوی۔ وَیَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ الخ (ع ۷) یہ تخویف اخروی ہے۔ اَلَمْ یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّیْلَ الخ یہ دوسری عقلی دلیل ہے اور دوسری علت سے متعلق ہے۔ یعنی متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہے لہٰذا برکات دہندہ بھی وہی ہے۔ وَیَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ الخ بشارت اخروی ہے۔ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّیِّئَةِ الخ تخویف اخروی۔

اِنَّمَاۤ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ الخ آخر میں دعویٰ مذکورہ پر دلیل وحی بطور ثمرہ۔ اِنَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ ۝ یہ پہلے دونوں قصوں پر متفرع ہے یعنی مجھے معلوم نہیں کہ عذاب کب آئیگا میں تو صرف ڈرانیوالا ہوں۔ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَیُرِیْكُمْ الخ یہ پچھلے دونوں قصوں پر متفرع ہے یعنی تمام صفات کارسازی اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں۔

مختصر خلاصہ

ابتدا میں تمہید مع ترغیب۔ تین بار تسلی کا ذکر۔ ایک بار ابتدا میں دو بار آخر میں۔ انبیاء علیہم السلام کے چار قصے۔ پہلے دو قصوں کے ضمن میں پہلی علت بیان کی گئی ہے اور پچھلے دو قصوں میں دوسری علت کا ذکر ہے، اس کے بعد لف ونشر غیر مرتب کے طور پر پچھلے دو قصوں کا ثمرہ ذکر کیا گیا ہے۔ پھر دوسری علت پر پانچ عقلی دلیلیں ذکر کی گئی ہیں ہر دلیل کے بعد ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ فرما کر بندوں سے سوال کیا گیا ہے کہ اس دلیل میں غور کر کے بتاؤ کیا اللہ کے سوا کوئی اور الٰہ ہو سکتا ہے؟ اور اس کے بعد پہلے دو قصوں کا ثمرہ مذکور ہے۔ اس کے بعد لف ونشر مرتب کے طور پر دونوں علتوں پر ایک ایک عقلی دلیل پیش کی گئی ہے۔ آخر میں بطور ثمرہ دونوں پر ایک دلیل وحی ذکر کی گئی ہے اور اختتام پر لف ونشر مرتب کے طور پر اول پہلے دونوں قصوں کا پھر پچھلے دونوں قصوں کا ثمرہ ذکر کیا گیا ہے۔ **ف۲** یہ تمہید اور ترغیب الی القرآن ہے۔ کِتَابٌ مُّبِیْنٌ سے مراد قرآن ہے از قبیل عطف صفت علی الصفۃ کیونکہ القرآن اور کتاب مبین دونوں ایک ہی چیز کی صفتیں ہیں۔ والمراد بہ القراٰن وعطفہ علیہ مع اتحادہ معہ فی الصدق کعطف احدی الصفتین علی الاخری کما فی قولہم ھذا فعل السخی والجواد الکریم (روح ج ۱۹ ص ۱۵۵) یا کِتَابٌ مُّبِیْنٌ سے جنس کتب مراد ہے جو تمام کتب سابقہ کو شامل ہے اس صورت میں اٰیٰتُ الْقُرْاٰنِ سے اس طرف اشارہ ہوگا کہ اس سورت میں بعض مضامین ایسے مذکور ہیں جو کتب سابقہ میں نہیں تھے جیسا کہ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَقُصُّ عَلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَکْثَرَ الَّذِیْ هُمْ فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ سے معلوم ہوتا ہے۔ اور کِتَابٌ مُّبِیْنٌ سے ان مضامین کی طرف اشارہ ہے جو کتب سابقہ میں مذکور تھے۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ **ف۳** یہ اٰیٰتُ الْقُرْاٰنِ سے حال ہے یا تِلْكَ کے لئے خبر بعد خبر ہے (مدارک) یعنی اس سورت میں مذکور چاروں قصوں کے ضمن میں توحید کے جو مضامین مذکور ہیں ان میں مومنوں کے لئے ہدایت اور صراط مستقیم کی طرف صحیح راہنمائی ہے نیز مذکورہ اوصاف سے متصف مومنوں کے لئے بشارت کا ذکر ہے۔ اَلَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ الخ یہ سورت ان مومنوں کے لئے ہدایت وبشارت ہے جو نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں اور آخرت پر بھی یقین رکھتے ہوں۔ **ف۴** یہ منکرین کے لئے تخویف اخروی ہے۔ جو لوگ آخرت کے منکر ہیں وہ اس کے علاوہ شرک بھی کرتے ہیں اور اپنے مشرکانہ اعمال کو بہت عمدہ خیال کرتے ہیں۔ وہ غیر اللہ کو کارساز اور برکات دہندہ سمجھ کر پکارنے کو بہت بڑا عمل صالح تصور کرتے ہیں۔ ان کو اس کی سخت ترین سزا دی جائیگی اور آخرت میں وہ سب سے زیادہ خسارے میں رہیں گے۔ کیونکہ وہ اجر وثواب سے محروم رہیں گے اور عذاب میں مبتلا ہوں گے اور یہی سب سے بڑا خسارہ ہے۔ ای اشد الناس خسرانًا لفوات الثواب واستحقاق العقاب (ابو السعود ج ۶ ص ۲۷۰) **ف۵** یہ ترغیب الی القرآن ہے۔ یہ قرآن ایک عظیم الشان کتاب ہے جو حکیم وعلیم خدا نے اپنے پیغمبر پر نازل فرمائی اس لئے اس کو ضرور ماننا اور اس پر عمل کرنا چاہیئے۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی بھی ہے۔ سورت کے آخر میں بھی دو بار تسلی کا ذکر ہے وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ الخ اور فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰهِ الخ (ع ۶۔ ۷) یعنی یہ رفیع المنزلت کتاب اللہ تعالیٰ نے آپ پر نازل فرمائی ہے، آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔

سُوْرَةُ النَّمْلِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثٌ وَّتِسْعُوْنَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ نمل ف۱ مکہ میں اتری اور اس کی ترانوے آیتیں اور سات رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

طٰسٓ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ① هُدًى وَّ

یہ آیتیں ہیں ف۲ قرآن اور کھلی کتاب کی ف۳ ہدایت اور

بُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ② الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ

خوشخبری ایمان والوں کے واسطے جو قائم رکھتے ہیں نماز کو اور

يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ③

دیتے ہیں زکوٰۃ اور ان کو آخرت پر یقین ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ

جو لوگ نہیں مانتے ف۴ آخرت کو اچھے دکھلائے ہم نے ان کی نظروں میں ان کے کام

فَهُمْ يَعْمَهُوْنَ ④ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ

سو وہ بھٹکتے پھرتے ہیں وہی ہیں جن کے واسطے بُری طرح کا عذاب ہے

وَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ⑤ وَاِنَّكَ

اور آخرت میں وہی ہیں خراب اور تجھ کو تو

لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ⑥ اِذْ قَالَ

قرآن پہنچتا ہے ف۵ ایک حکمت والے خبردار کے پاس سے جب کہا

مُوْسٰى لِاَهْلِهٖٓ اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا ۭ سَاٰتِيْكُمْ مِّنْهَا

موسیٰ نے ف۶ اپنے گھر والوں کو میں نے دیکھی ہے ایک آگ اب لاتا ہوں تمہارے پاس وہاں

بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِيْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ⑦

سے کچھ خبر یا لاتا ہوں انگارا سلگا کر شاید تم سینکو

الثلثة

۱ تمہید مع ترغیب ۱۲

۲ تخویف اخروی ۱۲

۳ ترغیب الی القرآن ۱۲

۴ پہلا قصہ متعلق بعلت اولیٰ ۱۲

اگر معاندین نہیں مانتے تو آپ غم نہ کریں اور اللہ پر بھروسہ کرکے اس کی تبلیغ واشاعت میں مصروف رہیں۔ آپ کی دعوت سراپا حق ہے اور آخر کار فتح وکامرانی آپ ہی کو نصیب ہوگی۔ ف۶ یہ پہلا قصہ ہے اور پہلی علت جو پہلے دعوے سے متعلق ہے اس قصے کی تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام عالم الغیب تھے۔ اس واقعہ میں ایمان والوں کے لئے ہدایت بھی ہے اور بشارت بھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام مدتِ اجارہ پوری کرکے جب اپنے اہلِ بیت یعنی بیوی کو ساتھ لے کر مدین سے مصر روانہ ہوئے تو راستے میں وادی طوی میں رات آگئی رات اندھیری تھی اس لئے راستہ بھول گئے اور سردی بھی شدت کی تھی۔ اسی اثنا میں ایک طرف آگ دکھائی دی تو بیوی سے فرمایا تم یہاں ٹھہرو میں آگ کے پاس جاتا ہوں وہاں کوئی آدمی ہوگا اس سے راستہ پوچھوں گا اگر کوئی موجود نہ ہوا تو کم از کم سینکنے تاپنے کے لئے انگارا ہی لے آؤں گا۔ شہاب ای شعلۃ مضیئۃ (مدارک ج ۳ ص۱۵۴) قبس اسم مفعول کے معنوں میں ہے اور شہاب کی صفت ہے یا اس سے بدل ہے ای بشعلۃ نار مقبوسۃ ای ماخوذۃ من اصلہا فقبس صفۃ شہاب او بدل منہ (روح ج ۱۹ ص۱۵۹) ف۷ موسیٰ علیہ السلام جب وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ جسے وہ آگ سمجھے تھے وہ دنیوی آگ نہیں بلکہ وہ نورانی آگ ہے اور نور الٰہی کی تجلی ہے۔ اَنْ بُوْرِكَ، اَنْ مخففہ من المثقلہ ہے۔ اس کا اسم مقدر ہے اور اس سے پہلے بار مقدر ہے مخففۃ من الثقیلۃ وتقدیرہ نودی بانہ بورک والضمیر ضمیر الشان (مدارک ص۱۵۵) جب موسیٰ علیہ السلام وہاں پہنچے تو آواز آئی اس آگ میں جس کی تجلی کا نور ظہور ہے وہ مبارک ہے اور اس کے ارد گرد جو زمین کا خطہ ہے یا اس کے چاروں طرف جو فرشتے ہیں وہ بھی مبارک ہیں۔ اصل برکات دہندہ وہی ہے جس کا یہاں نور تجلی ظاہر ہوا ہے اور باقی چیزوں کو بھی اسی ہی نے برکت عطا فرمائی۔ من فی النار ھو نور اللہ ومن حولہا الملائکۃ وھو مروی عن قتادۃ والزجاج (کبیر ج ۶ ص۵۵۴) ف۸ اس سے پہلے اَقُوْلُ مقدر ہے یا یہ نودی کے تحت داخل اور اَنْۢ بُوْرِكَ پر معطوف ہے والظاہر ان قولہ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ داخل تحت قولہ نودی الخ (بحر ج ۷ ص۵۶) یعنی اللہ تعالیٰ مکان، جہت، جسم و رنگ اور دیگر صفاتِ مخلوقین سے پاک اور منزہ ہے۔ آگ میں اس کے ظہور کا مطلب یہ نہیں کہ معاذ اللہ اس کی ذات اس میں حلول

فَلَمَّا جَآءَهَا نُوْدِيَ اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ
پھر جب پہنچا اس کے پاس ف۷ آواز ہوئی کہ برکت ہے اس پر جو کوئی کہ آگ میں ہے اور جو
حَوْلَهَا ؕ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ⑧ يٰمُوْسٰۤى
اس کے پاس ہے اور پاک ہے ذات اللہ کی رب ہے سارے جہان کا ف۸ اے موسیٰ ف۹
اِنَّهٗۤ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ⑨ وَاَلْقِ عَصَاكَ ؕ
وہ میں اللہ ہوں زبردست حکمتوں والا اور ڈال دے اپنی لاٹھی
فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ
پھر جب دیکھا اس کو ف۱۰ پھنپھناتے جیسے سانپ کی شکل لوٹا پیٹھ پھیر کر اور
يُعَقِّبْ ؕ يٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ ۫ اِنِّيْ لَا يَخَافُ لَدَيَّ
دیکھا اے موسیٰ مت ڈر ف۱۱ میں جو ہوں میرے پاس نہیں ڈرتے
الْمُرْسَلُوْنَ ⑩ ۖ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًۢا
رسول ف۲ مگر جس نے زیادتی کی پھر بدلے میں نیکی کی
بَعْدَ سُوْٓءٍ فَاِنِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑪ وَاَدْخِلْ يَدَكَ
برائی کے پیچھے تو میں بخشنے والا مہربان ہوں ف۳ اور ڈال دے ہاتھ اپنا
فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ ۫ فِيْ تِسْعِ
اپنے گریبان میں ف۱۲ کہ نکلے سفید ہو کر نہ کسی برائی سے یہ دونوں مل کر نو
اٰيٰتٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ⑫
نشانیاں لے کر جا فرعون اور اس کی قوم کی طرف بے شک وہ تھے لوگ نافرمان ف۴
فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ⑬
پھر جب پہنچیں ان کے پاس ہماری نشانیاں سمجھانے کو بولے یہ جادو ہے صریح
وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّ
اور ان کا انکار کیا ف۱۳ اور ان کا یقین کر چکے تھے اپنے جی میں بے انصافی اور

موضح قرآن ف۱ آگ کے اندر اور آس پاس فرشتے مقرب تھے آگ نہ تھی ان کا نور تھا اور آواز دی غیب سے اللہ تعالیٰ نے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ف۲ اول شک سی بن گئی تھی پتلی جب فرعون کے آگے ڈالی تو ناگ ہوگئی بڑھ کر ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۳ موسیٰ علیہ السلام سے چوک کر ایک کافر کا خون ہوگیا تھا، اس کا ڈر تھا، ان کے دل میں ان کو معاف کر دیا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۴ سورہ اعراف میں وہ سات نشانیاں ہو چکیں فائدہ وہ نشان یہ ہیں۔ قحط، اور میووں کا نقصان اور طوفان، اور ٹڈی اور چچڑی، اور مینڈک اور لہو اور ہاتھ سفید چٹا اور عصا یہ دونوں یہاں موجود ہیں اور سات سورۂ اعراف میں اس رکوع میں سے، جس کا شروع ہے وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ ۱۲ منہ رحمۃ اللہ علیہ

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید کسیکہ در آتش است ملائکہ دران نور مصور بصورت آتش بودند وکسیکہ گرد آتش بودند ملائکہ دیگر کہ فروتر از ایشان بودند ۱۲۔

عُلُوًّا ۭ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ⑭ وَ
غرور سے سو دیکھ لے کیسا ہوا انجام خرابی کرنے والوں کا اور
لَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ
ہم نے دیا داؤد اور سلیمان کو ایک علم اور بولے شکر اللہ کا
الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰي كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ⑮
جس نے ہم کو بزرگی دی اپنے بہت سے بندوں ایمان والوں پر
وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا
اور قائم مقام ہوا سلیمان داؤد کا اور بولا اے لوگو ہم کو سکھائی ہے
مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۭ اِنَّ هٰذَا
بولی اڑتے جانوروں کی اور دیا ہم کو ہر چیز میں سے بے شک یہی ہے
لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ⑯ وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ
فضیلت صریح ف اور جمع کئے گئے سلیمان کے پاس اس کے لشکر
مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ⑰ حَتّٰٓي اِذَآ
جن اور انسان اور اڑتے جانور پھر ان کی جماعتیں بنائی جاتیں یہاں تک کہ جب
اَتَوْا عَلٰي وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ
پہنچے چیونٹیوں کے میدان پر کہا ایک چیونٹی نے اے چیونٹیو
ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ
گھس جاؤ اپنے گھروں میں نہ پیس ڈالے تم کو سلیمان اور اس کی فوجیں
وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ⑱ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَ
اور ان کو خبر بھی نہ ہو ف۲ پھر مسکرا کر ہنس پڑا اس کی بات سے اور
قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ
بولا اے میرے رب میری قسمت میں دے کہ شکر کروں تیرے احسان کا جو تو نے کیا

۱
ع
۱۶

[illegible]

کر آئی بلکہ مراد یہ ہے کہ اس میں اس کی تجلی کا ظہور ہوا۔ **۹** اے موسیٰ اس وقت تم سے کلام کرنے والا میں ہوں جو سارے جہاں میں متصرف اور فاعل مختار ہوں اَلْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ یہ ماقبل کے لئے بمنزلۂ علت ہے۔ کیونکہ میں قدرت کے اعتبار سے سب پر غالب اور علم و حکمت کے اعتبار سے ہر چیز پر حاوی ہوں۔ وَاَلْقِ عَصَاكَ یہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت و حکمت کا ذکر کرنے کے بعد موسیٰ علیہ السلام کو اپنی لاٹھی زمین پر پھینکنے کا حکم دیا تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ یہ معجزہ عصا اور یدِ بیضاء اگرچہ موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے لیکن ان کا ظہور محض اللہ کی قدرت سے ہوا اس میں موسیٰ علیہ السلام کے اختیار و تصرف کو کوئی دخل نہیں۔ **۱۰** وہ چھوٹا سانپ جو تیزی سے حرکت کرے۔ دوسری جگہ اس سانپ کو ثُعْبَانٌ (اژدہا) سے تعبیر کیا گیا ہے اور یہاں اسے چھوٹے سانپ سے تشبیہ دی گئی ہے یعنی اگرچہ وہ بہت بڑا اژدھا بن گیا لیکن حرکت کی تیزی میں چھوٹے سانپ کی مانند تھا۔ شبهها سبحانه فی شدة حرکتها واضطرابها مع عظم جثتها بصغار الحیات السریعة الحرکة الخ (روح ج ۱۹ ص۱۶۳) **۱۱** حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اژدہا کو دیکھا تو پیٹھ پھیر کر بھاگے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا تو ارشاد ہوا اے موسیٰ! مت ڈرو، کیونکہ میرے قرب میں پیغمبر کسی چیز سے نہیں ڈرا کرتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو باین جلالت شان یہ معلوم نہ ہو سکا کہ یہ سانپ ان کو ضرر نہ پہنچا سکے گا۔ اس سے واضح ہو گیا کہ وہ عالم الغیب نہ تھے اور ہر چیز کو جاننا اللہ تعالیٰ کی خصوصیت ہے۔ اس سے ایمان والوں کو ہدایت اور راہنمائی ملتی ہے کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ الخ استثناء منقطع ہے اور اِلَّا بمعنی لٰكِنْ ہے اور بَدَّلَ بمعنی تَابَ قال صاحب المطلع والمعنی علیه لکن من ظلم من سائر العباد ثم تاب فانی اغفر له (روح ج ۱۹ ص۱۶۴) یا لَا يَخَافُ بمعنی لَا يَتَضَرَّرُ یعنی تکلیف نہیں اٹھاتا اور اِلَّا بمعنی بَلْ ہے جو ترقی کے لئے ہوتا ہے۔ اس صورت میں حاصل یہ ہو گا اے موسیٰ! میں کسی پر ظلم نہیں کرتا تاکہ کوئی مجھ سے ڈر کر بھاگے بلکہ اگر کوئی ظلم کرنے کے بعد توبہ کر کے اپنی اصلاح کرلے تو میں اسے بھی معاف کر دیتا اور اس پر رحم کرتا ہوں کیونکہ میں غفور رحیم ہوں۔ قاله الشیخ قدس سرہ۔ **۱۲** یہ دوسرا معجزہ ہے۔ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ یعنی یہ ہاتھ کا سفید نمودار ہونا برص وغیرہ کسی بیماری کی وجہ سے نہیں بلکہ ایک معجزہ ہے۔ من غیر سوء من غیر برص (معالم وخازن ج ۵ ص۱۱۲) فِيْ تِسْعِ اٰيٰتٍ الخ یہ فعل مقدر کے متعلق ہے۔ ای ارسلنا یعنی ہم نے ان کو نو معجزے دیکر بھیجا۔ دو یہاں مذکور ہیں اور سات ان کے علاوہ ہیں۔ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ الخ، مبصرۃ، اٰيٰتُنَا سے حال ہے۔ یہ فرعون اور قوم فرعون کے فسق و فجور اور ان کی ضد و عناد کی حد تھی جب انہوں نے واضح اور روشن معجزات کو دیکھ لیا تو ماننے کے بجائے صاف کہہ دیا یہ سب جادو کے کرتب اور

موضح قرآن ف وارث ہوا یعنی نبی ہوا اور بادشاہ ہوا باپ کی جگہ اور بیٹے تھے وہ اس مقام پر نہ ہوئے اور ہر چیز میں سے دیا۔ یعنی جو چیزیں دنیا میں درکار ہیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۲ چیونٹی کی آواز کوئی نہیں سنتا ان کو معلوم ہو گئی

عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ
مجھ پر اور میرے ماں باپ پر اور یہ کہ کروں کام نیک جو تو پسند کرے اور
اَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ⑲
ملا لے مجھ کو اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں ف۱
وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَالِيَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ ۡ
اور خبر لی اڑتے جانوروں کی تو کہا کیا ہے جو میں نہیں دیکھتا ہدہد کو ۱۷
اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ ⑳ لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا
یا ہے وہ غائب اس کو سزا دوں گا سخت
شَدِيْدًا اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗٓ اَوْ لَيَاْتِيَنِّيْ بِسُلْطٰنٍ
سزا یا ذبح کر ڈالوں گا یا لائے میرے پاس کوئی سند
مُّبِيْنٍ ㉑ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا
صریح پھر بہت دیر نہ کی ۱۸ کہ آ کر کہا میں لے آیا خبر ایک چیز
لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ ㉒
کی کہ تجھ کو اس کی خبر نہ تھی اور آیا ہوں تیرے پاس سبا سے ایک خبر لے کر تحقیقی ف۲
اِنِّيْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِيَتْ مِنْ
میں نے پایا ۱۹ ایک عورت کو کہ جو ان پر بادشاہی کرتی ہے اور اس کو ہر ایک چیز
كُلِّ شَيْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ㉓ وَجَدْتُّهَا وَ
ملی ہے اور اس کا ایک تخت ہے بڑا ف۳ میں نے پایا کہ وہ اور
قَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ
اس کی قوم سجدہ کرتے ہیں سورج کو اللہ کے سوائے اور
زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ
بھلے دکھلا رکھے ہیں ان کو شیطان نے ان کے کام پھر روک دیا ہے ان کو

کرشمے ہیں۔ ۱۳ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا یہ دونوں جَحَدُوْا کے مفعول لہ ہیں اور وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ جملہ جحدوا کے فاعل سے حال ہے۔ قوم فرعون کو دل سے موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کے برحق ہونے کا پورا پورا یقین تھا لیکن انہوں نے محض بے انصافی اور غرور و استکبار کی وجہ سے ان کا انکار کیا۔ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ الخ پھر دیکھ لو ان معاندوں اور سرکشوں کا کیا حشر ہوا اللہ تعالیٰ نے ان کو غرق کر کے ان کا سارا غرور خاک میں ملا دیا۔ موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو جو موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے مصیبتوں سے نجات دی اور دنیا و آخرت میں آرام و راحت اور اعزاز و اکرام عطا فرمایا۔ اس میں مومنوں کے لئے بشارت کا پہلو ہے۔ ۱۴ یہ دوسرا قصہ ہے اور اس کے ضمن میں بھی پہلی علت کا بیان مقصود ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام بڑے جلیل الشان پیغمبر تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑا علم و فضل عطا فرمایا تھا۔ انسانوں کے علاوہ وحوش و طیور اور جن بھی ان کے تابع تھے مگر اس کے باوجود وہ غیب داں نہ تھے انہیں یہ معلوم نہ ہو سکا کہ ہدہد کہاں غائب ہو گیا ہے نیز وہ ملکہ سبا اور اس کی قوم کے حالات سے بھی واقف نہ تھے۔ اسی طرح ملکۂ سبا کا تخت لانے پر بھی قادر نہ تھے اسی لئے يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا الخ فرمایا۔ اس واقعہ میں بھی مومنوں کے لئے راہنمائی اور ہدایت ہے کہ سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں عِلْمًا سے علم دین اور دوسرے علوم مراد ہیں جن کی ان کو ضرورت تھی۔ تنوین تقلیل کے لئے یا تعظیم و تفخیم کے لئے۔ یعنی علوم و فنون کا ایک حصہ جو ان کے مناسب حال تھا۔ یا عظیم الشان اور کثیر المنفعت علم ای اٰتینا کل واحد منہما طائفۃ من العلم لائقۃ من علم الشرائع والاحکام وغیر ذلک مما یختص بکل منہما کصنعۃ لبوس ومنطق الطیر او علمًا سنیًا غزیرًا فالتنوین علی الاول للتقلیل وعلی الثانی للتعظیم (روح ملخصًا ج ۱۹ ص ۱۶۹) وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ داؤد و سلیمان دونوں ہمارے شکر گذار بندے تھے اور ہماری نعمتوں پر ہمارا شکر بجا لاتے تھے۔ ۱۵ یہاں وراثت سے علمی وراثت مراد ہے وراثت مال مراد نہیں یا وراثت قائم مقام ہونے سے کنایہ ہے اس صورت میں علم، نبوت اور ملک سب اس میں داخل ہوں گے۔ ای نبوتہ وعلمہ وملکہ دون سائر اولادہ وکان لداؤد علیہ السلام تسعۃ عشر ابنا (معالم وخازن ج ۵ ص ۱۱۲) ای قام مقامہ فی النبوۃ والملک وصار نبیًا ملکًا بعد موت ابیہ داؤد علیہما السلام فوراثتہ ایاہ مجاز عن قیامہ مقامہ فیما ذکر بعد موتہ (روح ج ۱۹ ص ۱۷۱) ۱۶ تحدیث بالنعمۃ کے طور پر لوگوں کو خطاب کر کے انعامات خداوندی کا ذکر کیا۔ یعنی اللہ کا شکر ہے جو مجھے حسب ضرورت پرندوں کی باتوں سے آگاہ فرما دیتا ہے اور اس کے علاوہ بھی اس کے انعامات بے حساب ہیں یہ سب کچھ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ کا مفہوم یہی ہے کہ حسب مواقع اللہ تعالیٰ مجھے پرندوں کی باتوں سے آگاہ

موضح قرآن ف۱ ان کے باپ پر تو احسان تھے اور ماں پر بھی کچھ ہوں گے ایک تو مشہور ہے کہ بڑی پارسا تھی کہتے ہیں وہی تھی جس کا ذکر سورۂ صاد میں۔ اس چیونٹی کی بات سمجھ کر ان کو شکر آیا ۱۲ منہ رح ف۲ حضرت سلیمان کو اس ملک کا مفصل حال نہ پہنچا تھا، اب پہنچا سبا ایک قوم کا نام ہے ان کا وطن عرب میں تھا یمن کی طرف ۱۲ منہ رح ف۳ سب چیزیں ہیں مال و اسباب اور حسن و جمال بھی آگیا اور اس کے بیٹھنے کا تخت ایسا تکلف کا تھا کہ اس وقت کسی بادشاہ پاس نہ تھا ۱۲ منہ رح۔

فرمادیتا ہے یعنی بطور معجزہ کانت الطیر تکلمہ معجزۃ لہ کقصۃ الہدھد (بحر ج ۲) مِنْ كُلِّ شَيْءٍ میں كُلّ استغراق اضافی کے لئے ہے یعنی تمام ضرورت کی اشیاء جیسا کہ وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ میں ہے۔ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ھو ما یھمہ علیہ السلام من امر الدنیا والاٰخرۃ وقد یقال انہ ما یحتاجہ الملك من اٰلات الحرب وغیرھا (روح ج ۱۹ ص۱۷۲) یا یہ کثرت سے کنایہ ہے اور استغراق حقیقی مراد نہیں۔ المراد بہ کثرۃ ما اوتی کما تقول فلان یعلم کل شئ ومثلہ واوتیت من کل شئ (مدارك ج ۳ ص۱۵۶) **ف۱۷** حضرت سلیمان علیہ السلام کا جنوں، انسانوں اور پرندوں کا لشکر جمع کیا گیا اور کوچ سے پہلے اسے ایک خاص ترتیب سے مرتب کر کے متعدد دستوں میں تقسیم کیا گیا اور ہر دستے پر ایک سردار مقرر کر دیا گیا۔ تاکہ کثرت ازدحام کی وجہ سے نقل و حرکت میں آسانی ہو اور نظم وضبط قائم رہ سکے۔ **ف۱۸** حَتّٰی ابتدائیہ ہے جو ابتداء کلام میں آتا ہے لیکن اس میں غایت کا مفہوم بھی ہے۔ یُوْزَعُوْنَ سے جس روانگی اور کوچ کی طرف اشارہ ہے یہ اس کی غایت ہے کانہ قیل فساروا حتی اذا اتوا الخ (روح) یا یہ اٰتینا داؤد وسلیمان علمًا کی غایت ہے یعنی القصہ ان کے علم کی نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو چیونٹی کی بات بھی سنادی۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ **ف۱۹** حضرت سلیمان علیہ السلام کے لشکر کے ساتھ آنے کا علم اللہ تعالیٰ نے بطور الہام چیونٹی کے دل میں ڈالدیا تو اس نے دوسری چیونٹیوں سے کہا تم فوراً اپنے سوراخوں میں گھس جاؤ ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں روند ڈالیں کیونکہ ان کو تمہارے یہاں موجود ہونے کا علم نہیں۔ الظاھر ان علم النملۃ بان الاٰتی ھو سلیمان علیہ السلام وجنودہ کان عن الہام منہ عزوجل الخ (روح ج ۱۹ ص۱۷۶) اس سے ایک تو یہ بات معلوم ہوئی کہ چیونٹی بھی جانتی تھی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے اصحاب مومنین جن وانس غیب داں نہیں ہیں۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ ایک چیونٹی کو بھی اس بات کا احساس ہے کہ اصحاب پیغمبر جان بوجھ کر ایک چیونٹی کو بھی نہیں روند سکتے البتہ لاعلمی سے اگر ایسا ہو جائے تو یہ ایک جدا بات ہے۔ جو لوگ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر زبان طعن دراز کرتے ہیں انہیں اس سے عبرت حاصل کرنی چاہئے ولیت من طعن فی اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہم تاسی بھا فکف عن ذلك واحسن الادب (روح ج ۱۹ ص۱۷۸) **ف۲۰** اللہ تعالیٰ نے الہام کے ذریعے چیونٹی کی بات حضرت سلیمان علیہ السلام کے دل میں ڈال دی تو اس کی بات پر تعجب سے مسکرائے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ انہ علیہ السلام لم یسمع صوتا اصلا وانما فھم ما فی نفس النملۃ الہامًا من اللہ تعالیٰ (روح ج ۱۹ ص۱۷۸) رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ میرے پروردگار مجھے توفیق عطا فرما کہ میں ہمیشہ ان انعامات کے شکر میں مصروف رہوں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر فرمائے مثلاً میری آمد کا علم چیونٹی کے دل میں ڈال دیا اور چیونٹی کی بات میرے دل میں ڈال دی یہ بھی اسکا انعام ہے

السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۲۴﴾ اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ
رستہ سے سو وہ راہ نہیں پاتے کیوں نہ سجدہ کریں اللہ کو ف۱ جو
يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ
نکالتا ہے چھپی ہوئی چیز آسمانوں میں اور زمین میں اور جانتا ہے
مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ﴿۲۵﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
جو چھپاتے ہو اور ظاہر کرتے ہو ف اللہ ہے کسی کی بندگی نہیں اس کے سوائے
رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۶﴾ السجدۃ قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ
پروردگار تخت بڑے کا ف۲۲ سلیمان نے کہا ہم اب دیکھتے ہیں تو نے سچ کہا
اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۷﴾ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا
یا تو جھوٹا ہے ف۲۳ لے جا میرا یہ خط
فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا
اور ڈال دے ان کی طرف پھر ان کے پاس سے ہٹ آ پھر دیکھ وہ کیا
يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْٓ اُلْقِيَ اِلَيَّ
جواب دیتے ہیں ف۲ کہنے لگی ف۲۴ اے دربار والو میرے پاس ڈالا گیا
كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ﴿۲۹﴾ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ
ایک خط عزت کا ف۳ وہ خط ہے سلیمان کی طرف سے اور وہ یہ ہے شروع اللہ کے نام
الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳۰﴾ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ
سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے کہ زور نہ کرو میرے مقابلہ میں اور چلے آؤ میرے سامنے
مُسْلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ ع قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْٓ اَمْرِيْ
حکم بردار ہو کر ف۴ کہنے لگی اے دربار والو مشورہ دو مجھ کو میرے کام میں ف۲۵
مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ﴿۳۲﴾ قَالُوْا
میں طے نہیں کرتی کوئی کام تمہارے حاضر ہونے تک وہ بولے

السجدۃ ۸

ع ۲ ۱۷

ف۲۱ ثمرہ دلیل عقلی بر توحید ۱۲

ف۲ اس سے پہلے اندماج ہے ۱۲

موضح قرآن ف۱ ہُدہُد کی روزی ہے ریت میں سے کیڑے نکال نکال کر کھاتا ہے نہ دانہ کھاوے نہ میوہ۔ اس کو اللہ کی اسی قدرت سے کام ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ **ف۲** یعنی آپ کو معلوم نہ کروا۔ لیکن وہاں کا ماجرا دیکھ آ۔ ہُدہُد لے گیا جہاں بلقیس اکیلی سوتی تھی روزن سے جا کر اس کی چھاتی پر رکھ دیا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ **ف۳** کہتے ہیں سنہرے کاغذ پر لکھا تھا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ **ف۴** ان کو دین حق سکھانا منظور تھا ۱۲ منہ رح۔

نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ ۙ وَّالْاَمْرُ اِلَيْكِ

ہم لوگ زور آور ہیں اور سخت لڑائی والے اور کام تیرے اختیار میں ہے

فَانْظُرِيْ مَاذَا تَاْمُرِيْنَ ﴿۳۳﴾ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا

سو تو دیکھ لے جو حکم کرے کہنے لگی ف۲۷ بادشاہ جب

دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْۤا اَعِزَّةَ اَهْلِهَاۤ

گھستے ہیں کسی بستی میں اس کو خراب کر دیتے ہیں اور کر ڈالتے ہیں وہاں کے سرداروں کو

اَذِلَّةً ۚ وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَاِنِّيْ مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ

بے عزت اور ایسا ہی کچھ کریں گے ف۱ اور میں بھیجتی ہوں ان کی طرف

بِهَدِيَّةٍ فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا

کچھ تحفہ ف۲۸ پھر دیکھتی ہوں کیا جواب لے کر پھرتے ہیں بھیجے ہوئے ف۲ پھر جب

جَآءَ سُلَيْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ ۫ فَمَاۤ اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ

پہنچا سلیمان کے پاس ف۲۹ بولا کیا تم میری اعانت کرتے ہو مال سے جو اللہ نے مجھ کو دیا ہے

خَيْرٌ مِّمَّاۤ اٰتٰىكُمْ ۚ بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ﴿۳۶﴾

بہتر ہے اس سے جو تم کو دیا ہے بلکہ تم ہی اپنے تحفہ سے خوش رہو

اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا

پھر جا ان کے پاس اب ہم پہنچتے ہیں ان پر ساتھ لشکروں کے جن کا مقابلہ نہ ہو سکے ان سے

وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَاۤ اَذِلَّةً وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ قَالَ

اور نکال دینگے ان کو وہاں سے بے عزت کر کر اور وہ خوار ہوں گے ف۳ ف۱ بولا

يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ

اے دربار والو ف۳۰ تم میں کوئی ہے کہ لے آوے میرے پاس اس کا تخت پہلے اس سے کہ وہ آئیں

مُسْلِمِيْنَ ﴿۳۸﴾ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ

میرے پاس حکمبردار ہو کر ف۴ بولا ایک دیو جنوں میں سے میں لائے دیتا ہوں وہ تجھ کو

اور بقیہ زندگی میں اعمال صالحہ کی بجا آوری پر قائم رکھ اور محض اپنی مہربانی سے مجھے زمرۂ صالحین یعنی انبیاء سابقین علیہم السلام میں شامل فرما۔ **ف۲۱** اسی اثنا میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے پرندوں کی پڑتال کی تو ہُدہُد کو نہ پایا۔ فرمایا کیا بات ہے ہُدہُد مجھے ہی نظر نہیں آرہا یا وہ ہے ہی غیر حاضر۔ لَاُعَذِّبَنَّهٗ الخ جب معلوم ہوا کہ وہ غیر حاضر ہے تو فرمایا میں اسے سخت سزا دوں گا یا اسے ذبح کر ڈالوں گا یا پھر وہ اپنی غیر حاضری کی کوئی معقول اور واضح دلیل پیش کرے گا۔ اس سے واضح ہو گیا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام غیب داں نہ تھے۔ **ف۲۲** بس تھوڑی دیر کے بعد ہُدہُد واپس آگیا اور آتے ہی حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہنے لگا میں ایسے معلومات حاصل کر کے آیا ہوں جن کا آپ کو علم نہیں میں ملک سبا کے حالات کی پختہ اور صحیح خبر لایا ہوں۔ ہُدہُد کے اس کلام سے معلوم ہوا کہ اس کا بھی عقیدہ یہ تھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام عالم الغیب نہ تھے۔ **ف۲۳** یہ ہُدہُد کا کلام ہے اب وہ ملک سبا کے حالات بیان کر رہا ہے۔ میں نے وہاں دیکھا کہ ایک عورت ان پر حکمران ہے، حکومت و سلطنت کی تمام ضروریات اس کے پاس موجود ہیں اور کسی چیز کی کمی نہیں۔ اور اس کا تخت نہایت عالیشان ہے۔ وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا الخ سبا کی سیاسی حالت بیان کرنے کے بعد اب اس کی مذہبی حالت بیان کرتا ہے کہ وہ لوگ مشرک ہیں۔ ملکۂ سبا اور اس کی قوم سب سورج دیوتا کی پوجا کرتے ہیں۔ شیطان نے ان کو ورغلا کر اور ان کے مشرکانہ اعمال کو ان کی نظروں میں مستحسن بنا کر انہیں راہ توحید سے روک رکھا ہے۔ اس لئے وہ راہِ راست پر نہیں آتے۔ یہ قوم مجوسی تھی اور ستاروں کی پرستش کرتی تھی انھم کانوا مجوسا یعبدون الانوار (بحر ج ۷ ص۶۶) کانت ھی وقومھا مجوسا یعبدون الشمس (کبیر ج ۶ ص۵۶) ....

ف۲۴ اس سے پہلے لام تعلیل مقدر ہے اور وہ فَصَدَّهُمْ کے متعلق ہے ای فصدھم عن السبیل لئلا یسجدوا فحذف الجار مع ان وادغمت النون فی اللام (مدارک ج ۳ ص۱۵۹) ہُدہُد نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے کہا شیطان نے ان کو راہِ توحید سے روک رکھا ہے تاکہ وہ اس خالق کائنات اور مالک ارض و سماء کو سجدہ نہ کریں جو آسمان اور زمین سے پوشیدہ چیزیں ظاہر کرتا اور ہر ظاہر و باطن کو جانتا ہے۔ آسمان کی پوشیدہ چیز سے بارش اور زمین کی پوشیدہ چیز سے نبات مراد ہے۔ قال اکثر المفسرین خبء السماء المطر وخبء الارض النبات (معالم ج ۵ ص۱۱۹) ہُدہُد کا چونکہ کام ہی یہی ہے کہ وہ زمین کو کرید کر اس میں چھپے ہوئے کیڑے مکوڑوں کو نکال کر کھاتا ہے اس لئے اس نے اللہ تعالیٰ کی یہی صفت بیان کی کہ یہ چھپی چیزیں وہی نکالتا ہے۔ **ف۲۵** جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ عالم الغیب اور کارساز اللہ تعالیٰ ہی ہے تو معلوم ہوا کہ پکارنے کے لائق بھی وہی ہے اور کوئی نہیں۔ ہُدہُد نے یہ ثمرہ اپنی دلیل عقلی پر بیان کیا ہے **ف۲۶** ہُدہُد

۲۴ اس سے پہلے [illegible]
ہے۔

موضح قرآن ف۱ یعنی یہ بادشاہ بھی ایسا ہی کریں گے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۲ چاہا کہ ان بادشاہ کا شوق دریافت کرے کس طرح پر ہے۔ ں یا خوبصورت آدمی یا نادر اسباب سب قسم کی چیزیں بھیجی تھیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۳ اور کسی پیغمبر نے اس طرح کی بات نہیں فرمائی۔ ان کو حق تعالیٰ کی سلطنت کا زور تھا جو یہ فرمایا ۱۲ منہ رح ف۴ کافر جو اپنے اماں میں نہیں اس کا مال زبردستی سے حلال ہے جب وہ مسلمان ہوا پھر حلال نہیں ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمٰن ف۱ سلیمان علیہ السلام خواست کہ بلقیس را معجزہ نماید و عقل و جمال او را ادراک فرماید تا اگر مناسب داند بنکاح آرد پس تدبیر ساخت ۱۲۔

نے اس عجیب وغریب انکشاف کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اچھا اب میں تحقیقات کرتا ہوں تم سچ کہہ رہے ہو یا جھوٹ بول رہے ہو۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام عیب داں نہ تھے ورنہ تحقیقات کی کیا ضرورت تھی۔ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا الخ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک خط لکھ کر ہدہد کے حوالے کیا اور فرمایا یہ خط لے جاؤ اور ملکۂ سبا سے اس کا جواب لے کر آؤ۔ **۲۷** اس سے پہلے اندماج ہے یعنی ہدہد حضرت سلیمان علیہ السلام کا خط لے کر بلقیس کے پاس پہنچا۔ بلقیس نے خط پڑھ کر اپنے مشیروں کو بلایا اور ان سے کہا الخ جب ہدہد خط لے کر پہنچا اس وقت بلقیس اپنے محل میں سو رہی تھی تمام دروازے مقفل تھے ہدہد نے ایک روشن دان سے داخل ہوکر خط اس کے سینے پر ڈال دیا۔ بلقیس نے بیدار ہوکر جب خط دیکھا تو کانپ اٹھی کہ دروازے مقفل ہونے کے باوجود یہ خط کس طرح اندر پہنچ گیا۔ جب اس نے خط پڑا تو اس پر مزید رعب و ہیبت کا غلبہ ہوگیا۔ مشیروں کو جمع کرکے خط کے بارے میں بتایا کہ میرے پاس ایک سربمہر خط آیا ہے، وہ خط سلیمان کی طرف سے ہے اور اس کا مضمون یہ ہے۔ خدائے رحمن ورحیم کے نام سے۔ تم میرے سامنے اپنی بڑائی اور کبر وغرور کا اظہار مت کرو اور مومن ہوکر میرے پاس آجاؤ۔ کریم کے معنی سربمہر کے ہیں و قد فسرابن عباس وقتادۃ وزھیر بن محمد (الکریم) ھنا بالمختوم (روح ج ۱۹ ص ۱۶۳) اِنَّہٗ اول کی ضمیر کتاب کی طرف راجع ہے اور اِنَّہٗ دوم کی ضمیر مضمون کتاب سے کنایہ ہے۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا بِسْمِ اللّٰہِ کا متعلق صیغۂ امر ہے یعنی استعینوا بسم اللہ خاصۃ ولا تشرکوا یعنی صرف اللہ تعالیٰ کے نام سے استعانت کیا کرو اور غیر اللہ (جنات اور ستاروں) کی عبادت مت کرو **۲۸** خط کا مضمون اپنے وزراء اور مشیروں کو سنانے کے بعد بلقیس نے دوبارہ سب کو متوجہ کرکے کہا اے امراء! مجھے اس معاملے میں مشورہ دو کہ اب مجھے کیا کرنا چاہئے۔ تمہارے مشورے کے بغیر میں کوئی فیصلہ نہیں کروں گی۔ اس سے ملکۂ سبا کے طرز حکومت کا اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے مشیروں کی رائے کا کس قدر احترام کرتی ہے۔ قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ الخ مشیروں کا جواب کوئی دانشمندانہ نہیں، اس سے خوشامد اور نیازمندی کی بو آتی ہے۔ درباریوں نے مشورہ دیا کہ ہم سلیمان سے لڑیں گے کیونکہ ہماری جنگی اور فوجی طاقت نہایت مضبوط ہے اور ہم لڑائی میں بڑے بہادر اور دلیر ہیں ہم تو آپ کے حکم کے منتظر ہیں جو حکم ہوگا اس کی اطاعت کریں گے۔ **۲۹** بلقیس نہایت زیرک حکمران تھی، وہ جنگ کے عواقب کو خوب جانتی تھی۔ وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے خط سے ان کی قوت اور ہیبت وسطوت کا اندازہ بھی لگا چکی تھی اس لئے اس نے درباریوں کے مشورے کو ناپسند کیا اور اس کی خرابی کا اظہار اس طرح کیا کہ جنگ کوئی

بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ
پہلے اس سے کہ تو اٹھے اپنی جگہ سے اور میں اس پر زور آور ہوں
اَمِيْنٌ ﴿۳۹﴾ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا
معتبر ف۱ بولا وہ شخص جس کے پاس تھا ایک علم کتاب کا میں
اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهُ
لائے دیتا ہوں تیرے پاس اس کو پہلے اس سے کہ پھر آئے تیری طرف تیری آنکھ پھر جب دیکھا اسکو
مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۫ لِيَبْلُوَنِيْٓ
دھرا ہوا اپنے پاس ف۲ کہا یہ میرے رب کا فضل ہے میرے جانچنے کو
ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ؕ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ
کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری اور جو کوئی شکر کرے سو شکر کرے اپنے واسطے
وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ﴿۴۰﴾ قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا
اور جو ناشکری کرے سو میرا رب بے پرواہ ہے کرم والا ف۳ کہا روپ بدل دکھلاؤ اس عورت کے
عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِيْٓ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِيْنَ
آگے اس کے تخت کو ہم دیکھیں سمجھ پاتی ہے یا ان لوگوں میں ہوتی ہے جن کو
لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۴۱﴾ فَلَمَّا جَآءَتْ قِيْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ؕ
سمجھ نہیں ف۴ پھر جب وہ آپہنچی کسی نے کہا کیا ایسا ہی ہے تیرا تخت
قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَاُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا
بولی گویا یہ وہی ہے اور ہم کو معلوم ہو چکا ہے پہلے سے اور ہم ہو چکے ہیں
مُسْلِمِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ
حکم بردار ف۵ اور روک دیا اس کو ان چیزوں سے جو پوجتی تھی اللہ کے
اللّٰهِ ؕ اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ﴿۴۳﴾ قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي
سوائے ف۶ البتہ وہ تھی منکر لوگوں میں کسی نے کہا ف۷ اس عورت کو اندر چل

موضح فرقان ف۱ اپنی جگہ سے یعنی دربار سے اس کو پھر ایک عرصہ لگتا اور معتبر اس واسطے کہا کہ اس میں جواہر لگے تھے بیش قیمت ۱۲ منہ رح ف۲ یعنی ظاہر کے اسباب سے نہیں آیا۔ اللہ کا فضل ہے کہ میرے رفیق اس درجے کو پہنچے جن سے کرامت ہونے لگی پھر آوے آنکھ یعنی کسی طرف دیکھنے سے پھر اپنی طرف دیکھے اور اس کے پاس ایک علم تھا کتاب کا یعنی اللہ کے اسماء اور کلام کی تاثیر کا وہ شخص آصف تھا ان کا وزیر ۱۲ منہ رح ف۳ روپ بدلنا یہ کہ وہ جڑاؤ کا تھا اس کا جڑاؤ اکھاڑ کر اور قرینے سے جڑا اور بلقیس کی عقل آزمانی منظور تھی اور اپنا معجزہ دکھانا ف۴ یعنی اس معجزے کی حاجت نہ تھی۔

اچھی چیز نہیں اس کا انجام نہایت خوفناک اور عبرتناک ہوتا ہے۔ جب کوئی بادشاہ کسی شہر پر حملہ آور ہوتا ہے تو اسے تباہ و برباد کر دیتا ہے اور وہاں کے معززین اور شرفاء کی عزت و آبرو کو خاک میں ملا دیتا اور ان کو ذلیل و رسوا کر دیتا ہے۔ بادشاہوں کی عادت ہی یہی ہے، اس لئے جنگ کرنا اچھا مشورہ نہیں۔ **۳۰ھ** بلقیس نے امراء سے کہا میں سلیمان کے پاس تحفے تحائف بھیج کر معلوم کروں کہ وہ محض ایک بادشاہ ہے یا واقعی اللہ کا پیغمبر ہے۔ اگر اس نے میرے تحائف قبول کر لئے تو وہ ایک بادشاہ ہے میں اس سے مقابلہ کروں گی اور اگر اس نے تحائف واپس کر دیئے تو وہ اللہ کا پیغمبر ہے پھر ہمیں اس کی پیروی اور اس کی اطاعت قبول کر لینی چاہیئے۔ قالت لقومہا ان کان ملکا دنیویا ارضاہ المال وعملنا معہ بحسب ذلک وان کان نبیا لم یرضہ المال وینبغی ان نتبعہ علی دینہ (روح ج ۱۹ ص ۱۹۸) **۳۱ھ** جب بلقیس کے ایلچی تحائف لے کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس پہنچے تو ان سے خطاب کر کے فرمایا کیا تم مجھے مال و دولت کا محتاج سمجھ کر میری مالی امداد کرنا چاہتے ہو؟ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دین و دنیا کی نعمتوں سے جو کچھ مجھے عطا فرمایا ہے وہ تمہاری دولت و سلطنت سے کہیں زیادہ اور فزوں تر ہے۔ تم یہ ہدیہ دے کر بڑے خوش ہو رہے ہو۔ مجھے تمہارے تحائف کی ضرورت نہیں نہ میں دولت دنیا کا طالب ہوں میرا مطالبہ صرف یہ ہے کہ تم ایمان لے آؤ۔ وما ارضی منکم بشیء ولا افرح بہ الا بالایمان وترک المجوسیۃ (مدارک ج ۳ ص ۱۶۷) **۳۲ھ** حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کے ایلچیوں کے لیڈر کو حکم دیا کہ تم واپس جاؤ اور بلقیس اور امراء سلطنت سے کہہ دو کہ وہ مومن ہو کر میرے پاس آجائیں ورنہ ایسے بے حساب لشکروں سے ان پر چڑھائی کروں گا جن کا مقابلہ کرنے کی ان میں طاقت نہیں اور ان کو ملک سبا سے ذلیل و رسوا کر کے نکال دوں گا۔ یہاں عبارت میں حذف و تقدیر ہے کانہ قیل ارجع الیہم فلیأتونی مسلمین والا فلنأتینہم الخ (روح ج ۱۹ ص ۲۰۱) **۳۳ھ** اس سے پہلے اندراج ہے جب بلقیس کے فرستادوں نے واپس پہنچ کر تمام سرگذشت سنائی تو وہ سمجھ گئی کہ سلیمان علیہ السلام واقعی اللہ کے پیغمبر ہیں اس لئے اس نے ایمان لانے اور سلیمان علیہ السلام کی اطاعت قبول کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے آدمی بھیج کر پہلے اپنے ارادے سے سلیمان علیہ السلام کو آگاہ کیا اور پھر امراء سلطنت اور رؤسا ملک کو ساتھ لے کر حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف روانہ ہوگئی۔ جب ان کو اس کی آمد کی اطلاع ملی تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ اس کے یہاں پہنچنے سے پہلے اس کا تخت یہاں آجائے

الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ

محل میں پھر جب دیکھا اس کو خیال کیا کہ وہ پانی ہے گہرا اور کھولیں

سَاقَيْهَا ۭ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ڛ

اپنی پنڈلیاں کہا یہ تو ایک محل ہے جڑے ہوئے ہیں اس میں شیشے

قَالَتْ رَبِّ اِنِّىْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ

بولی اے رب میں نے بُرا کیا ہے اپنی جان کا اور میں حکم بردار ہوئی ساتھ سلیمان کے

لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (۴۴) ع وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ

اللہ کے آگے جو رب ہے سارے جہان کا ف اور ہم نے بھیجا تھا ثمود کی طرف ان کے بھائی

صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ (۴۵)

صالح کو ف۲ کہ بندگی کرو اللہ کی پھر وہ تو دو فرقے ہو کر لگے جھگڑنے ف۳ ف۴

قَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۚ

کہا اے میری قوم ف۵ کیوں جلدی مانگتے ہو بُرائی کو پہلے بھلائی سے

لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (۴۶) قَالُوا

کیوں نہیں گناہ بخشواتے اللہ سے شاید تم پر رحم ہو جائے بولے

اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ ۭ قَالَ طٰۗىِٕرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ

ہم نے منحوس قدم دیکھا تجھ کو اور تیرے ساتھ والوں کو ف۶ کہا تمہاری بُری قسمت اللہ ف۷ کے پاس ہے ف۸

قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ (۴۷) وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ

کچھ نہیں تم لوگ جانچے جاتے ہو ف۹ اور تھے اس شہر میں ف۱۰ نو شخص کہ خرابی کرتے

فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ (۴۸) قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَ

ملک میں اور اصلاح نہ کرتے بولے کہ آپس میں قسم کھاؤ اللہ کی کہ البتہ رات کو جا پڑیں ہم اس پر اور

اَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ (۴۹)

اس کے گھر پر پھر کہہ دینگے اسکے دعوی کرنیوالے کو ہم نے نہیں دیکھا جب تباہ ہوا اس کا گھر اور ہم بیشک سچ کہتے ہیں

۳ ع ۱۴ ۱۸

ر تیسرا قصہ متعلق بعثوی ثانیہ ۱۲

موضح قرآن **ف** دیوان خانے میں بیٹھے تھے حضرت سلیمان اس میں پتھروں کی جگہ شیشے کا فرش تھا دور سے لگتا پانی گہرا اس نے پنڈلیاں کھولیں پانی میں بیٹھنے کو، حضرت سلیمان نے پکارا کہ یہ شیشوں کا فرش ہے پانی نہیں، اس کو اپنی عقل کا قصور اور ان کی عقل کا کمال معلوم ہوا۔ سمجھی کہ دین میں بھی جو یہ سمجھتے ہیں سو وہی صحیح ہے حضرت سلیمان نے بھی سنا کہ اس کی پنڈلیوں میں بال ہیں بکری کی طرح اس طرح معلوم کر لیا کہ سچ تھی اس کی دوا تجویز کی تو وہ کہتے ہیں کہ پری کے پیٹ سے پیدا ہوئی تھی یہ اثر اس کا تھا **ف۲** یعنی ایک ایمان والے اور ایک منکر جیسے مکہ کے لوگ پیغمبر کے آنے سے جھگڑنے لگے **ف۳** یعنی کفر کی شامت سے تم پر سختی پڑی ہے کہ دیکھیں سمجھتے ہو یا نہیں۔

فتح الرحمٰن **ف۱** یعنی مصائب بر وفق قدر الٰہی جاری میشود ۱۲۔

اس سے مقصد یہ تھا تاکہ اس کے حیرت و استعجاب میں اضافہ ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مشاہدہ کرلے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے دربار کے حاضرین سے فرمایا تم میں سے کون ہے جو ان کے یہاں پہنچنے سے پہلے بلقیس کا تخت اٹھا کر یہاں لے آئے۔ **۵۳۴** ایک بہت بڑے طاقت ور جن نے کہا آپ کے مجلس برخاست کرنے سے پہلے میں تخت آپ کے پاس لا سکتا ہوں کیونکہ میں طاقتور بھی ہوں اور امین بھی ہوں اور اس کے زر و جواہر میں کسی قسم کی خیانت بھی نہیں کروں گا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو چونکہ اس سے بھی پہلے تخت درکار تھا اس لئے آپ نے اس کی بات کو کوئی وقعت نہ دی۔ قَالَ الَّذِیْ عِنْدَہٗ الخ ایک شخص بولا جس کے پاس کتاب کا علم تھا میں آنکھ جھپکنے سے بھی پہلے لا سکتا ہوں۔ اَلَّذِیْ عِنْدَہٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتٰبِ۔ سے یا تو آصف بن برخیا مراد ہے جو سلیمان علیہ السلام کا وزیر تھا اور اسم اعظم کا عامل تھا لیکن اس پر اعتراض لازم آتا ہے کہ اس طرح ایک امتی حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے فضل و کمال میں ان سے بڑھ گیا اسی طرح آیت میں اس شخص کو علم الکتاب سے متصف کیا گیا ہے اور اس صفت میں لامحالہ حضرت سلیمان علیہ السلام فائق تھے۔ ان سلیمان علیہ السلام کان اعرف بالکتاب منہ لانہ ھو النبی فکان صرف ھذا اللفظ الی سلیمان علیہ السلام اولی (الثانی) ان احضار العرش فی ذلک الساعۃ اللطیفۃ درجۃ عالیۃ فلو حصلت لاصف دون سلیمان لاقتضی ذلک تفضیل اصف علی سلیمان علیہ السلام وانہ غیر جائز (کبیر ج ۶ ص ۵۶۶) لیکن اگر بالفرض اس سے آصف بن برخیا ہی مراد ہو تو یہ ان کی کرامت ہوگی اور کرامت ولی کے اختیار و تصرف میں نہیں ہوتی بلکہ اللہ کی قدرت اور اس کے تصرف سے ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہوتی ہے۔ اہل بدعت کہتے ہیں اَنَا اٰتِیْکَ بِہٖ میں آصف نے لانے کی نسبت اپنی طرف کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام اس کے تصرف و اختیار میں تھا۔ لیکن یہ ایک صریح فریب ہے کیونکہ یہاں اسناد حقیقی نہیں بلکہ مجازی ہے۔ یہ کرامت چونکہ آصف بن برخیا کے ہاتھ پر ظاہر ہوئی اور بظاہر لانے والا وہی تھا اس لئے لانے کی نسبت مجازاً اس کی طرف کر دی گئی۔ بعض کا خیال ہے کہ اس سے خود سلیمان علیہ السلام مراد ہیں اس صورت میں یہ ان کا معجزہ ہوگا۔ امام نخعی فرماتے ہیں اس سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں (روح، کبیر، مدارک) حضرت شیخ قدس سرہٗ کے نزدیک یہی قول راجح ہے۔ بعض جہلا عِلْمٌ مِّنَ الْکِتٰبِ سے کالا علم نکالتے ہیں حالانکہ کالا علم سراسر کفر ہے کیونکہ اس میں غیر اللہ سے استعانت ہوتی ہے اس لئے یہ بالکل بے اصل اور صریح غلط بلکہ

وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٥٠﴾ فَانْظُرْ

اور انہوں نے بنایا ایک فریب ۵۳۵ اور ہم نے بنایا ایک فریب اور ان کو خبر نہ ہوئی ف۱ پھر دیکھ ۵۳۶

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٥١﴾

کیسا ہوا انجام ان کے فریب کا کہ ہلاک کر ڈالا ہم نے ان کو اور ان کی قوم کو سب کو

فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةًۢ بِمَا ظَلَمُوْا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ

سو یہ پڑے ہیں ان کے گھر ڈھیر ہوئے بسبب ان کے انکار کے البتہ اس میں نشانی ہے ان لوگوں کیلئے جو

يَّعْلَمُوْنَ ﴿٥٢﴾ وَاَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿٥٣﴾ وَلُوْطًا اِذْ

جانتے ہیں ف۲ اور بچا دیا ہم نے ان کو جو یقین لائے تھے اور بچتے رہتے تھے ۵۳۷ اور لوط کو جب

قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ﴿٥٤﴾ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ

کہا اس نے اپنی قوم کو کیا تم کرتے ہو بے حیائی اور تم دیکھتے ہو ف۳ کیا تم دوڑتے ہو ۵۳۸

الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿٥٥﴾

مردوں پر للچا کر عورتوں کو چھوڑ کر کوئی نہیں تم لوگ بے سمجھ ہو

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَخْرِجُوْۤا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ

پھر اور کچھ جواب نہ تھا اس کی قوم کا مگر یہی کہ کہتے تھے نکال دو لوط کے گھر کو

قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿٥٦﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اِلَّا

اپنے شہر سے یہ لوگ ہیں ستھرے رہا چاہتے پھر بچا دیا ہم نے اس کو اور اسکے گھر والوں کو مگر

امْرَاَتَهٗ ۫ قَدَّرْنٰهَا مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿٥٧﴾ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ

اس کی عورت مقرر کر دیا تھا ہم نے اس کو رہ جانیوالوں میں اور برسا دیا ہم نے ان پر برساؤ

فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿٥٨﴾ ع قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى

پھر کیا برا برساؤ تھا ان ڈرائے ہوؤں کا ف۴ تو کہہ تعریف ہے اللہ کو ف۵ اور سلام ہے اس

عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ؕ آٰللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٥٩﴾

کے بندوں پر جن کو اس نے پسند کیا بھلا اللہ بہتر ہے یا جن کو وہ شریک کرتے ہیں ۵۳۹

ع ۴ ۱۴ ۱۹

سلیمان کا تھا قصہ متعلق بر ہوئی تاثیر ۱۲

ختم ہوا قصہ ثالثہ رابعہ ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی ان کے ہلاک ہونے کے اسباب پورے ہوتے تھے جب تک شرارت حد کو نہ پہنچتی تب تک عذاب نہیں آتا۔ ف۲ یعنی یہی حال ہے ان کافروں کا ف۳ یعنی دیکھتے ہو کیا برا کام ہے ف۴ حضرت سلیمان کے قصے میں فرمایا ہم لاویں گے لشکر جن کا سامنا نہ کر سکیں گے، وہی بات ہوئی رسول میں اور مکے والوں میں حضرت صالح پر نو شخص متفق ہوئے کہ رات کو پڑیں اللہ نے ان کو بچایا اور اُن کو کھپایا، مکے کے لوگ بھی یہی چاہ چکے، لیکن نہ بنا، جس رات حضرت نے ہجرت کی مکے کے کافر حضرت کا گھر گھیر بیٹھے تھے کہ صبح کو اندھیرے میں نکلیں تو سب مل کر مار لیں، حضرت نکل گئے ان کو نہ سوجھا اور قوم نے چاہا کہ شہر سے نکال دیں، یہ بھی چاہ چکے اللہ نے آپ سے نکلنا بنا دیا اور اسی میں کام بنا ف۵ اللہ کی تعریف اور پیغمبر پر سلام بھیج کر اگلی بات کہنی لوگوں کو سکھا دی۔

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ
بھلا کس نے بنائے آسمان ۱ھ اور زمیں اور اتار دیا تمہارے لئے
السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ
آسمان سے پانی پھر اگائے ہم نے اس سے باغ رونق والے
مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ
تمہارا کام نہ تھا کہ اگاتے ان کے درخت ۲ھ اب کوئی اور حاکم ہے اللہ کے ساتھ کوئی
هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ﴿۶۰﴾ اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا
نہیں وہ لوگ راہ سے مڑتے ہیں بھلا کس نے بنایا زمین کو ٹھہرنے کے لائق ۳ھ
وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ
اور بنائیں اس کے بیچ میں ندیاں اور رکھے اس کے ٹھہرانے کو بوجھ اور رکھا
بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ
دو دریا میں پردہ اب کوئی اور حاکم ہے اللہ کے ساتھ کوئی نہیں بہتوں کو ان میں
لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ
سمجھ نہیں بھلا کون پہنچتا ہے ۴ھ بےکس کی پکار کو جب اس کو پکارتا ہے اور
يَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ
دور کر دیتا ہے سختی اور کرتا ہے تم کو نائب اگلوں کا زمین پر اب کوئی حاکم ہے
مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۶۲﴾ اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ
اللہ کے ساتھ تم بہت کم دھیان کرتے ہو بھلا کون راہ بتاتا ہے تم کو ۵ھ
فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ
اندھیروں میں جنگل کے اور دریا کے اور کون چلاتا ہے ہوائیں خوش خبری لانے والیاں
بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا
اس کی رحمت سے پہلے اب کوئی حاکم ہے اللہ کے ساتھ اللہ بہت اوپر ہے اس سے جس کو

الجزو العشرون ۲۰

رکوع ۵ ترتیب رکوع توحید پر عقلی دلائل
۱ پہلی عقلی دلیل
۲ دوسری عقلی دلیل
۳ تیسری عقلی دلیل
۴ چوتھی عقلی دلیل

کفر ہے۔ **۳۵ھ** بہرصورت جب چشم زدن میں بلقیس کا تخت ان کے سامنے موجود ہوگیا تو اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائے اور اتنے قلیل وقت میں اتنی بعید مسافت سے تخت کے آجانے کو اللہ کا فضل و احسان قرار دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ تخت کو لانے والا بظاہر خواہ کوئی تھا مگر حقیقت میں معجزانہ طور پر اس کی موجودگی محض اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کے تصرف سے تھی۔ لِيَبْلُوَنِيْٓ الخ اللہ تعالیٰ نے ان انعامات سے مجھے اس لئے نوازا ہے تاکہ میری آزمائش فرمائے کہ میں اس کا شکر کرتا ہوں یا ناشکری۔ جو شخص اللہ کا شکر ادا کرتا ہے وہ اپنے لئے کرتا ہے کیونکہ دنیا و آخرت میں اس کا نفع اسے ہی ملتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے وہ نقصان بھی اپنا ہی کرتا ہے اللہ تعالیٰ تو بندوں کے شکر و کفران سے بے نیاز ہے اور ایسا کریم ہے کہ ناشکری کرنے والوں کو نہ جلدی پکڑتا ہے نہ انعامات کے دروازے ان پر بند فرماتا ہے۔ **۳۶ھ** حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ اس تخت میں کچھ جزوی تبدیلیاں کرکے اس کی شکل بدل دو تاکہ بلقیس کی عقل و فراست کا امتحان کریں آیا وہ اسے پہچان لیتی ہے یا نہیں۔ فَلَمَّا جَآءَتْ الخ جب بلقیس پہنچ گئی تو اس سے پوچھا گیا کیا تمہارا تخت بھی ایسا ہی ہے؟ سوال میں یہ نہیں کہا گیا اَهٰذَا عَرْشُكِ کیا یہ تمہارا تخت ہے؟ تاکہ یہ سوال اور پیچیدہ ہو جائے قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ بلقیس نے نہایت دانشمندانہ جواب دیا کہ بالکل ویسا ہی ہے۔ یہ نہیں کہا کہ بالکل وہی ہے یا وہ نہیں ہے کیونکہ دونوں جواب سوال کے مطابق نہیں تھے۔ وَاُوْتِيْنَا الْعِلْمَ الخ یہ بلقیس کا کلام ہے مِنْ قَبْلِهَا کی ضمیر سے احضار عرش کا معجزہ مراد ہے۔ یعنی اس سے پہلے ہدہد کے ذریعہ خط ملنے سے اور اپنے سفیروں سے آپ کے تفصیلی حالات سن کر ہی ہم اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ پر اور آپ کی نبوت پر ایمان لا چکے تھے اور آپ کی اطاعت قبول کر چکے تھے اب اس معجزے کے اظہار کی کیا ضرورت تھی۔

من تتمة کلامها علی ما اختاره جمع من المفسرين . . . وَاُوْتِيْنَا الْعِلْمَ بكمال قدرة الله تعالٰی وصحة نبوتك من قبل هٰذه المعجزة . . . . بما شاهدناه من امر الهدهد وما سمعناه من رسلنا اليك من الاٰيات الدالة علٰی ذلك وكنا مؤمنين من ذلك الوقت فلا حاجة الی اظهار هٰذه المعجزة (روح ج ۱۹ ص ۲۰۴)

۳۷ھ مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ الخ جملہ صَدَّهَا کا فاعل ہے یعنی قدیم دستور کے مطابق ستاروں کی پرستش نے اس کو توحید سے روک رکھا تھا۔ اس کی پیدائش اور نشو و نما چونکہ مشرکین میں ہوئی تھی اس لئے اس ماحول نے اس کو اب تک اسلام کی آغوش میں آنے سے روکے رکھا صدها عن التقدم الی الاسلام عبادة الشمس ونشوءها بين اظهر الکفرة (مدارک ج ۳ ص ۱۶۳) یا صد کا فاعل حضرت سلیمان علیہ السلام ہیں مَا كَانَتْ سے پہلے حرف جار مقدر ہے یعنی انہوں نے اس کو سورج پرستی سے روک دیا وصدها الله او سليمان عما كانت تعبد بتقدير حرف الجار (کبیر ج ۶ ص ۵۶۸)۔ **۳۸ھ** حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کے سامنے اپنی عظمت شان اور برتری ظاہر کرنے کے لئے ایک محل بنوایا جس کا فرش شیشے کی موٹی چادر سے بنوایا گیا اس کے نیچے پانی کا حوض تھا جس میں مچھلیاں اور دیگر آبی جانور چھوڑ دیئے۔ اسی محل میں تخت بچھوایا اور بلقیس کو اس میں داخل ہونے کے لئے کہا گیا۔ بلقیس جب اس میں داخل ہونے لگی تو اس نے سمجھا

يُشْرِكُوْنَ ؕ ﴿۶۳﴾ اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ

شریک بتلاتے ہیں بھلا کون سرے سے بناتا ہے پھر اس کو دہرائے گا ۵۵ اور کون

يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ

روزی دیتا ہے تم کو آسمان سے اور زمین سے اب کوئی حاکم ہے اللہ کے ساتھ

قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۶۴﴾ قُلْ

تو کہہ لاؤ اپنی سند اگر تم سچے ہو تو کہہ

لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ

خبر نہیں رکھتا جو کوئی ۵۶ ہے آسمان اور زمین میں چھپی ہوئی چیز کو مگر اللہ

وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۶۵﴾ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ

اور ان کو خبر نہیں کب جی اٹھیں گے بلکہ تھک کر گر گیا ان کا فکر

فِي الْاٰخِرَةِ ۫ قف بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا ۫ قف بَلْ هُمْ مِّنْهَا

آخرت کے بارہ میں ۵۷ ف۱ بلکہ ان کو شبہ ہے اس میں بلکہ وہ اس سے

عَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ ع وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّ

اندھے ہیں ف۱ اور بولے وہ لوگ جو منکر ہیں ۵۸ کیا جب ہم ہو جائیں مٹی اور

اٰبَآؤُنَآ اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ ﴿۶۷﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ

ہمارے باپ دادے کیا ہم کو زمین سے نکالیں گے وعدہ پہنچ چکا ہے اس کا ہم کو

وَاٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۶۸﴾

اور ہمارے باپ دادوں کو پہلے سے کچھ بھی نہیں یہ نقلیں ہیں اگلوں کی

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

تو کہہ دے پھرو ملک میں ۵۹ تو دیکھو کیسا ہوا انجام کار

الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۶۹﴾ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِيْ ضَيْقٍ

گنہگاروں کا اور غم نہ کر ۶۰ ان پر اور نہ خفا ہو

ع ۵ ۸ ۱

ل پانچویں عقلی دلیل ۱۲

ل پہلے دونوں قصوں کا ثمرہ ۱۲

ل شکویٰ ۱۲

ل تخویف دنیوی ۱۲

ل دوسری بار تسلی ۱۲

کہ اس میں پانی ہے اس لئے پنڈلیوں سے کپڑا سمیٹ لیا قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ الخ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا یہ پانی نہیں بلکہ صاف وشفاف فرش ہے اور شیشے سے تیار کیا گیا ہے۔ قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ الخ بلقیس نے جب یہ دیکھا تو فوراً بول اٹھی میرے پروردگار! میں شرک کی وجہ سے اپنے اوپر ظلم کرتی رہی۔ اب میں اس سے توبہ کرتی ہوں اور سلیمان کے ساتھ رب العالمین پر ایمان لاتی ہوں۔ حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ الخ یعنی جس طرح میں نے یہاں غلطی کھائی ہے کہ شیشے کے فرش کو پانی سمجھ لیا اسی طرح سورج کی پرستش میں بھی میں غلطی پر تھی بعض روایتوں میں ہے کہ جنوں کو خطرہ لاحق ہو گیا کہ کہیں سلیمان علیہ السلام بلقیس سے شادی نہ کر لیں اس لئے انہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس سے متنفر کرنے کے لئے کہا کہ بلقیس کے پاؤں نہایت بھدے ہیں اور اس کی پنڈلیوں پر بال ہیں اس لئے حضرت سلیمان علیہ السلام نے مذکورہ بالا محل بنوایا تاکہ جب وہ پنڈلیوں سے کپڑا اوپر کرے وہ اس کی پنڈلیاں اور پاؤں دیکھ سکیں۔ یہ سراسر غلط اور بے اصل روایت ہے اور عصمت انبیاء علیہم السلام کے منافی ہے۔ **۳۹** یہ تیسرا قصہ ہے اور دوسرے دعوے سے متعلق ہے یعنی کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا اُعْبُدُوا اللّٰهَ حاجات میں غائبانہ صرف اللہ کو پکارو اللہ کے سوا کوئی کارساز نہیں۔ اعبدوا اللہ ای وحدوہ ولا تشرکوا بہ شیئا (خازن ج ۵ ص ۱۲۶) قوم نے نہ مانا تو اللہ تعالیٰ نے ماننے والوں کو بچا لیا اور نہ ماننے والوں کو ہلاک کر دیا۔ مومنوں کو بچانا اور منکروں کو ہلاک کرنا اللہ کے اختیار میں تھا حضرت صالح علیہ السلام کو اس کا اختیار نہ تھا اس طرح اس واقعہ میں ہدایت بھی ہے اور بشارت بھی۔ **۴۰** جب حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کے سامنے دعوتِ توحید پیش کی تو قوم دو گروہوں میں بٹ گئی کچھ لوگوں نے ان کی دعوت قبول کر لی اور کچھ لوگ کفر و شرک پر قائم رہے دونوں گروہ آپس میں جھگڑنے لگے اور ہر فریق اپنے حق پر اور فریق مخالف کے باطل پر ہونے کا دعویدار تھا۔ والمعنی فاذا قوم صالح فریقان مومن بہ وکافر بہ یختصمون فیقول کل فریق الحق معی الخ (مدارک ج ۳ ص ۱۶۴) اس سے معلوم ہوا کہ جب مسئلہ توحید بیان کیا جاتا ہے تو یہ گروہ بندی لازمی طور پر معرض وجود میں آجاتی ہے اس کو فتنہ انگیزی اور افتراق مذموم سے تعبیر کرنا سراسر غلطی اور نادانی ہے۔ **۴۱** حضرت صالح علیہ السلام کی دعوت کے جواب میں فریقِ مشرک نے عذاب کا مطالبہ کیا اور کہا ہم تمہاری بات نہیں مانتے اگر واقعی تم سچے پیغمبر ہو تو جس عذاب سے ہمیں ڈراتے ہو وہ لے آؤ جیسا کہ دوسری جگہ ان کا قول نقل کیا گیا ہے یٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ (اعراف ۱۰۶) تو حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا میری قوم! تم اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی کیوں نہیں مانگتے ہو تاکہ وہ مہربانی فرما کر تمہارے گناہ معاف فرما دے تم توبہ و استغفار سے پہلے اللہ کا

موضح قرآن ف۱ یعنی عقل دوڑا کر تھک گئے آخرت کی حقیقت نہ پائی کبھی شک کرتے ہیں کبھی منکر ہوتے ہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی تا آنکہ منقطع گشت ۱۲۔

عذاب و غضب کیوں مانگتے ہو؟ السیئة عذاب و عقوبت۔ الحسنة توبہ و استغفار (روح)۔ **۴۲** جب قوم ثمود نے حضرت صالح علیہ السلام کی تکذیب کی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر قحط مسلط کر دیا اور ان میں اختلاف تو پہلے ہی پیدا ہو چکا تھا۔ اب وہ حضرت صالح علیہ السلام سے کہنے لگے ہم تمہاری بات کس طرح مان لیں تم اور تیرے پیروکار عیاذاً باللہ کیسے نامبارک ہو کہ جب سے تم نے یہ نیا دین (صرف ایک اللہ کی عبادت و پکار) ایجاد کیا ہے تب سے ہم قحط کا شکار ہیں اور آپس میں ایک دوسرے سے برسرپیکار ہیں۔ تشاءمنا بك لانهم قحطوا عند مبعثه لتكذيبهم فنسبوه الى مجيئه (مدارک)

مِّمَّا يَمْكُرُونَ ﴿٧٠﴾ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن

ان کے فریب بنانے سے اور کہتے ہیں کب ہوگا یہ وعدہ اگر

كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٧١﴾ قُلْ عَسَىٰ أَن يَكُونَ رَدِفَ لَكُم

تم سچے ہو تو کہہ کیا بعید ہے جو تمہاری پیٹھ پر پہنچ چکی ہو

بَعْضُ الَّذِي تَسْتَعْجِلُونَ ﴿٧٢﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو

بعضی وہ چیز جس کی جلدی کر رہے ہو اور تیرا رب تو فضل

فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُونَ ﴿٧٣﴾

رکھتا ہے لوگوں پر پر ان میں بہت لوگ شکر نہیں کرتے

وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٧٤﴾

اور تیرا رب جانتا ہے جو چھپ رہا ہے ان کے سینوں میں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں

وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ

اور کوئی چیز نہیں جو غائب ہو آسمان اور زمین میں مگر موجود ہے کھلی

مُّبِينٍ ﴿٧٥﴾ إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَقُصُّ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ

کتاب میں یہ قرآن سناتا ہے بنی اسرائیل کو

أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿٧٦﴾ وَإِنَّهُ لَهُدًى وَ

بہت چیزیں جس میں وہ جھگڑ رہے ہیں ف اور بے شک وہ ہدایت ہے اور

رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿٧٧﴾ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُم بِحُكْمِهِ

رحمت ہے ایمان والوں کے واسطے تیرا رب ان میں فیصلہ کرے گا اپنی حکومت سے

وَهُوَ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ﴿٧٨﴾ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّكَ عَلَى

اور وہی ہے زبردست سب کچھ جاننے والا سو تو بھروسہ کر اللہ پر بے شک تو ہے

الْحَقِّ الْمُبِينِ ﴿٧٩﴾ إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ

صحیح کھلے راستہ پر البتہ تو نہیں سنا سکتا مُردوں کو اور نہیں سنا سکتا

منزل ۵

نمبر۱ دوسرا شکوی ۱۲

نمبر۲ دونوں دعووں پر ایک ایک مزید عقلی دلیل یہ پہلی دلیل پہلے دعوے پر ہے ۱۲

نمبر۳ جملہ معترضہ برائے بیان صداقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ۱۲

نمبر۴ تسلی ۱۲

۴۳ حضرت صالح علیہ السلام نے جواب میں فرمایا یہ خیر و شر اور نفع و نقصان تو اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر سے ہے۔ شر کو ہماری طرف منسوب کرنا تمہاری جہالت و نادانی ہے شیطان نے تمہیں ورغلا کر اس فتنے اور گمراہی میں مبتلا کر رکھا ہے۔ طائرکم عند اللہ ای السبب الذی منه یجیٔ خیرکم و شرکم عند اللہ وھو قضاءہ وقدرہ ان شاء رزقکم وان شاء حرمکم (کبیر ج ۶ ص ۵۶۵)

۴۴ حضرت صالح علیہ السلام کے شہر میں نو آدمی رہتے تھے جو بڑے فسادی اور غنڈے تھے انہوں نے سارے علاقے میں شر و فساد بپا کر رکھا تھا وہ کوئی تعمیری یا نیک کام نہیں کرتے تھے یہ ان کی عادت مستمرہ تھی۔ قَالُوا تَقَاسَمُوا الخ ان غنڈوں نے حضرت صالح علیہ السلام اور ان کے متبعین پر جو مسئلہ توحید مان چکے تھے شبخون مارنے کا پروگرام بنایا اور آپس میں خدا کے نام کی قسمیں کھا کر عہد کیا کہ رات کو حملہ کر کے صالح اور اس کے متبعین کو قتل کر دیں اور جب ہم سے پوچھ گچھ ہو تو صاف کہہ دیں کہ ہم تو اس کے قتل کے موقع پر موجود ہی نہ تھے۔ تَقَاسَمُوا جمہور مفسرین کے نزدیک فعل امر کا صیغہ ہے اور قَالُوا کا مقولہ ہے اور بعض نے اس کے فعل ماضی ہونے کو بھی جائز کہا ہے اس صورت میں وہ قالوا سے بدل ہوگا یا اس کے فاعل سے حال ہوگا۔ امر من التقاسم ای التحالف وقع مقول القول وھو قول الجمھور وجوز ان یکون فعلا ماضیا بدلا من (قالوا) او حالا من فاعله الخ (روح ج ۱۹ ص ۲۱۳)

۴۵ قوم ثمود کے غنڈوں نے صالح علیہ السلام کو اور ان کے اہل و عیال کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا ادھر ہم نے ان کو بچانے اور ان کے دشمنوں اور قوم کے سرکشوں کو ہلاک کرنے کا فیصلہ کیا۔ ان کے پروگرام اور منصوبے کا تو ہمیں علم تھا مگر ہمارے فیصلے سے وہ بالکل بے خبر تھے۔ ومکرھم ما اخفوہ من تدبیر الفتك بصالح واھله ومکر اللہ اھلاکھم من حیث لا یشعرون (بحر ج ۷ ص ۸۵) وَمَكَرُوا مَكْرًا اور وَمَكَرْنَا مَكْرًا دونوں فعلوں کیساتھ مفعول مطلق کی تنوین تعظیم و تفخیم کے لئے یعنی مشرکین نے بھی نہایت پختہ اور مضبوط منصوبہ بنایا اور ہم نے بھی نہایت مضبوط اور ناقابل تسخیر منصوبہ بنایا۔ **۴۶** یہ ان کے مکر و فریب کے انجام کا بیان ہے۔ اور خطاب ہر مخاطب سے ہے۔ دیکھ لو ان کے مکر و فریب کا انجام کیا ہوا ہم نے نہ صرف ان بدمعاشوں

موضح قرآن ف بعضے قصے کی ان کے ہاں کسی طرح پر روایت تھی اس میں اسی طرح فرمایا جو صحیح تھا اکثر عقیدے اکثر مسئلے اس میں اس طرف اشارہ کر دیئے ان پر معلوم ہوا کہ وہ ہی صحیح تھا۔

کو بلکہ ان کی ساری قوم کو تباہ و برباد کر دیا۔ فَتِلْكَ بُیُوْتُهُمْ خَاوِیَةً الخ ان کے گھر ویران پڑے ہیں یہ سزا ان کو ان کے ظلم و عدوان کی وجہ سے ملی۔ اس واقعہ میں علم و فہم رکھنے والوں اور غور و فکر کرنے والوں کے لئے بہت بڑی عبرت ہے۔ ۵۴۷ ایمان والوں اور کفر و شرک سے بچنے والوں کو ہم نے بچا لیا۔ مشرکین اور مفسدین کو ہلاک بھی ہم نے کیا اور ایمان والوں کو بچایا بھی ہم نے اس میں صالح علیہ السلام کے تصرف و اختیار کو کوئی دخل نہ تھا۔ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ اور اَنْجَیْنَا جمع متکلم کے صیغوں سے جو عظمت و جبروت ظاہر کرنے کے لئے ہیں معلوم ہوا کہ منکرین کو ہلاک کرنا اور حضرت صالح علیہ السلام اور مومنوں کو نجات دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ برکات دہندہ بھی وہی ہے اور کوئی نہیں۔ ۵۴۸ یہ چوتھا قصہ ہے اور دوسرے دعوے سے متعلق ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کو افعال قبیحہ سے منع کیا مگر قوم نے۔ ان کی اطاعت نہ کی اور سرکشی پر ڈٹے رہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کر دیا۔ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ۔ بصر سے بصر قلب مراد ہے یعنی علم مطلب یہ ہے کہ تم اس بے حیائی کے فعل کا ارتکاب کرتے ہو حالانکہ تمہیں خوب معلوم ہے کہ یہ سراسر بے حیائی ہے۔ من بصر القلب ای اتفعلونها و انتم تعلمون علما یقینا کونها کذلك (روح ج ۱۹ ص ۲۱)۔ ۵۴۹ یہ اس فاحشہ یعنی فعل قبیح کا بیان ہے۔ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖ الخ اس ناصحانہ تبلیغ کے جواب میں قوم نے کہا لوط اور اس کے ماننے والوں کو شہر سے نکال دو کیونکہ وہ بڑے پاک بنتے ہیں اور ہمارے افعال سے نفرت کرتے ہیں۔ فَاَنْجَیْنٰهُ وَاَهْلَهٗ الخ آخر اس سرکش اور معاند قوم پر اللہ تعالیٰ نے خوفناک عذاب نازل کرکے اسے ہلاک کر دیا حضرت لوط علیہ السلام اور ان کے متبعین کو بچا لیا۔ لوط علیہ السلام کی بیوی بھی چونکہ کافرہ تھی اس لئے وہ بھی کافروں کے ساتھ عذاب میں مبتلا ہوئی۔ فَاَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ مَّطَرًا الخ قوم لوط کی بستی کو تہ و بالا کرکے اس پر پتھروں کی بارش کی گئی جیسا کہ سورۂ ہود ع ۷ میں فرمایا فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِیَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَیْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّیْلٍ الخ فَاَنْجَیْنٰهُ اور اَمْطَرْنَا سے معلوم ہوا کہ حضرت لوط علیہ السلام اور ان کے متبعین کو اللہ تعالیٰ ہی نے عذاب سے بچایا اور کافروں کو اسی ہی نے ہلاک کیا تو اس سے واضح ہو گیا کہ کارساز اور برکات دہندہ بھی وہی ہے اور کوئی نہیں۔ ۵۵۰ یہ تیسرے اور چوتھے قصے کا ثمرہ ہے۔ ان دونوں قصوں سے واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ ہی اپنے نیک اور برگزیدہ بندوں کو مصائب و عقوبات سے بچاتا اور وہی معاندین کو ہلاک کرتا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ تمام صفات کارسازی کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ پس وہی برکات دہندہ ہے کوئی پیغمبر یا ولی برکات دہندہ نہیں ہے وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الخ اللہ کے برگزیدہ بندے صفات کارسازی کے مالک نہیں ہیں بلکہ انہیں مصائب و بلیات سے جو سلامتی اور امان نصیب ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔ آٰللّٰهُ خَیْرٌ اَمَّا یُشْرِكُوْنَ

الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِیْنَ (۸۰) وَمَآ اَنْتَ
بہروں کو اپنی پکار جب لوٹیں وہ پیٹھ پھیر کر اور نہ تو
بِهٰدِی الْعُمْیِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ
دکھلا سکے اندھوں کو جب وہ راہ سے بچلیں ۵۵۱ تو تو سناتا ہے اس کو جو
یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ (۸۱) وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ
یقین رکھتا ہے ہماری باتوں پر سو وہ حکم بردار ہیں اور جب ۵۵۲ پڑ چکے گی ان پر بات
عَلَیْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ لا
نکالیں گے ہم ان کے آگے ایک جانور زمین سے ان سے باتیں کرے گا
اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا لَا یُوْقِنُوْنَ (۸۲) ع وَیَوْمَ نَحْشُرُ
اس واسطے کہ لوگ ہماری نشانیوں کا یقین نہیں کرتے تھے ف۱ اور جس دن گھیر لائیں گے ہم
مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ یُّكَذِّبُ بِاٰیٰتِنَا فَهُمْ
ہر ایک فرقہ میں سے ۵۵۳ ایک جماعت جو جھٹلاتے تھے ہماری باتوں کو پھر ان کی
یُوْزَعُوْنَ (۸۳) حَتّٰۤی اِذَا جَآءُوْ قَالَ اَكَذَّبْتُمْ بِاٰیٰتِیْ وَ
جماعت بندی ہوگی ف۲ یہاں تک کہ جب حاضر ہو جائیں فرمائے گا کیوں جھٹلایا تم نے میری باتوں کو اور
لَمْ تُحِیْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّاذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (۸۴) وَ
نہ آ چکی تھیں تمہاری سمجھ میں یا بولو کہ کیا کرتے تھے اور
وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَیْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا فَهُمْ لَا یَنْطِقُوْنَ (۸۵) اَلَمْ
پڑ چکی ان پر بات ۵۵۴ اس واسطے کہ انہوں نے شرارت کی تھی اب وہ کچھ نہیں بول سکتے کیا
یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّیْلَ لِیَسْكُنُوْا فِیْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ط
نہیں دیکھتے کہ ہم نے بنائی رات کہ اس میں چین حاصل کریں اور دن بنایا دیکھنے کو
اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ (۸۶) وَیَوْمَ یُنْفَخُ فِی
البتہ اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو یقین کرتے ہیں اور جس دن پھونکی جاوے گی

ع ٦ ٢

۱ تخویف دنیوی ۱۲

۲ تخویف اخروی ۱۲

۳ دوسری عقلی دلیل متعلق بدعوی ثانیہ ۱۲

موضح قرآن ف قیامت سے پہلے صفا پہاڑ کے کا پھٹے گا اس میں سے ایک جانور نکلے گا لوگوں سے باتیں کرے گا کہ اب قیامت نزدیک ہے اور سچے ایمان والوں کو اور جھوٹے منکروں کو جدا جدا کر دے گا نشان دے کر ف۲ یعنی ہر گناہ والے ایک جتھہ ہوں گے۔

الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ
صور ف تو گھبرا جائے جو کوئی ہے آسمان میں اور جو کوئی ہے زمین میں مگر جس کو اللہ چاہے
وَكُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِيْنَ (۸۷) وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّ
اور سب چلے آئیں اس کے آگے عاجزی سے ف اور تو دیکھے پہاڑوں کو ف سمجھے کہ وہ جم رہے ہیں اور
هِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ؕ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْۤ اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ؕ اِنَّهٗ
وہ چلیں گے جیسے چلے بادل کاریگری اللہ کی جس نے سادھا ہے ہر چیز کو اس کو
خَبِيْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ (۸۸) مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ
خبر ہے جو تم کرتے ہو ف جو کوئی لے کر آیا بھلائی ف تو اس کو ملے اس سے بہتر
وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ (۸۹) وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ
اور ان کو گھبراہٹ سے اس دن امن ہے اور جو کوئی لے کر آیا ف برائی
فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ ؕ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (۹۰)
سو اوندھے ڈالیں ان کے منہ آگ میں وہی بدلہ پاؤ گے جو کچھ تم کیا کرتے تھے
اِنَّمَاۤ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ حَرَّمَهَا وَ
مجھ کو یہی حکم ہے ف کہ بندگی کروں اس شہر کے مالک کی جس نے اس کو حرمت دی اور
لَهٗ كُلُّ شَيْءٍ ۫ وَّاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (۹۱) وَاَنْ
اسی کی ہے ہر چیز اور مجھ کو حکم ہے کہ رہوں حکم برداروں میں اور یہ کہ
اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ
سنا دوں قرآن پھر جو کوئی راہ پر آیا ف راہ پر آئے گا اپنے ہی بھلے کو اور جو کوئی
ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ (۹۲) وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ
بہکا رہا تو کہہ دے میں تو یہی ہوں ڈر سنا دینے والا اور کہہ تعریف ہے سب اللہ کو
سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (۹۳)
آگے دکھائے گا تم کو اپنے نمونے ف تو ان کو پہچان لوگے اور تیرا رب ف بے خبر نہیں ان کاموں سے جو تم کرتے ہو

ع۷ ۳

اپنے برگزیدہ بندوں کو بچانے اور کافروں کو ہلاک کرنے کے بعد الزام اور اتمام حجت کے طور پر فرمایا کیا اللہ بہتر ہے جو سب کچھ کر سکتا ہے یا وہ معبودانِ باطلہ جن کے اختیار میں کچھ نہیں۔ فیہ تبکیت للمشرکین والزام الحجۃ علیہم بعد ھلاک الکفار الخ (خازن ج ۵ ص ۱۲۶) اَمَّا يُشْرِكُوْنَ میں ام متصلہ ہے۔ اس کے بعد بطور تنویر دوسرے دعوے پر پانچ عقلی دلیلیں ذکر کی گئی ہیں علیٰ سبیل الاعتراف من الخصم۔ **۵۱** یہ پہلی عقلی دلیل ہے۔ یہاں اور اسی طرح اگلی چاروں دلیلوں میں ام منقطعہ ہے بمعنی بل اور اس سے ایک دلیل سے دوسری دلیل کی طرف انتقال مراد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اچھا اس کے علاوہ یہ بتاؤ تمہارے معبود اپنے پجاریوں کے حق میں اچھے ہیں یا اللہ تعالیٰ اپنے عابدین کے حق میں اچھا ہے۔ تم جن پیغمبروں اور ولیوں کو کارساز اور برکات دہندہ سمجھ کر پکارتے ہو وہ نہ تمہیں فائدہ پہنچا سکتے ہیں نہ تم سے ضرر دور کر سکتے ہیں اس لئے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر ہے۔ والمعنی اللہ خیر لمن عبدہ ام الاصنام لمن عبدھا فان اللہ خیر لمن عبدہ وآمن بہ لاغنائہ من الھلاک والاصنام لم تغن عن عابدیھا شیئا عند نزول العذاب ولھذا السبب ذکر انواعا تدل علیٰ وحدانیتہ وقدرتہ (خازن ج ۵ ص ۱۲۷)

۵۲ یہ خطاب مخصوص لوگوں سے نہیں بلکہ ساری جنس مخلوق سے ہے مَا كَانَ لَكُمْ ای بجمیع جنسکم یعنی تمام جنس مخلوق کو یہ اختیار نہیں۔ جیسا کہ بنی اسرائیل (ع ۱۱) میں ہے۔ قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ الخ اور سورۂ یٰسین (ع ۳) میں ہے وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ یہاں بھی جنس مخلوق مراد ہے۔ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ہر دلیل کے بعد یہ سوال دہرایا گیا ہے جس سے مشرکین کے لاجواب ہونے کا اظہار مقصود ہے۔ دلیل میں جن صفات کا ذکر کیا گیا ہے مشرکین بھی مانتے تھے کہ وہ اللہ کے سوا کسی میں نہیں پائی جاتیں۔ اور الٰہ وہی ہو سکتا ہے جو ان صفات سے متصف ہو۔ اب مشرکین سے سوال کیا گیا ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ کیا یہ صفات اللہ کے سوا کسی اور میں پائی جاتی ہیں اور کیا اللہ کے سوا کوئی اور کارساز ہے؟ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ اس کا جواب وہ خوب جانتے ہیں کہ نفی میں ہے لیکن سرکشی اور ضد و عناد کی وجہ سے حق کا اعتراف نہیں کرتے بلکہ حق یعنی توحید سے اعراض کرتے ہیں يَعْدِلُوْنَ عَنِ الْحَقِّ الَّذِيْ ھو التوحید (مدارک و روح) یا اس کے معنی برابر کرنے کے ہیں یعنی وہ اپنے خود ساختہ معبودوں کو عبادت اور پکار میں اللہ کے برابر سمجھتے ہیں ای یساوون بہ غیرہ تعالیٰ من اٰلِهَتِهِمْ (روح ج ۲۰ ص ۵)

۵۳ یہ دوسری عقلی دلیل ہے۔ جس نے زمین کو پر سکون بنایا، اس میں دریا اور ندیاں بہا دیں، اس کے اضطراب کو دور کرنے کے لئے اس پر پہاڑ رکھ دیئے اور دو مختلف الذائقہ سمندروں میں پردہ حائل کر دیا۔ کیا وہ بہتر ہے یا تمہارے عاجز و بے بس معبود۔ اب تم خود ہی بتاؤ کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ اور کارساز ہے جو یہ مذکورہ کام کر سکے؟ **۵۴** یہ تیسری عقلی دلیل ہے یہ دلیل مقصودی ہے۔ یعنی جو بےچین اور پریشان مخلوق کی پکاریں سنتا اور قبول کرتا ہے اور مصائب

مہ بشارت اخروی ۱۲

مہ تخویف اخروی ۱۲

مہ تمام دلائل مذکورہ کا ثمرہ ۱۲

مہ پچھلے دونوں قصوں پر متفرع ہے ۱۲

موضح قرآن ف۱ ایک بار صور پھونکے گا جس سے سب خلق مر جاویں گے، دوسرا پھونکے گا تو جی اٹھیں گے اس کے بعد جو پھونکے گا تو گھبرا دیں گے، اور پھونکے گا تو بیہوش ہو جاویں گے، اور پھونکے گا تو ہشیار ہوں گے۔ صور پھونکنا بہت باری ہے ف۲ یہ ہو گا قیامت میں جیسے سورۂ طٰہٰ میں فرمایا ہے۔

وبلیات سے بچاتا ہے، جو سب کا خالق اور سب کو ان کی ضروریں مہیا کرتا ہے وہی سب کا کارساز اور حاجت روا ہے اور اس کے سوا کوئی حاجت روا اور کارساز نہیں۔ **۵۵** یہ چوتھی عقلی دلیل ہے۔ جب تم جنگلوں اور سمندروں میں راستہ بھول جاتے ہو تو اللہ تعالیٰ ہی تمہاری راہنمائی فرماتا ہے۔ اس نے زمین آسمان میں ایسی علامتیں مقرر فرما دی ہیں جن سے تم اپنی منزل مقصود کی صحیح سمت معلوم کر سکتے ہو۔ باران رحمت سے پہلے بارش کی خوشخبری لانیوالی ہوائیں بھی وہی چلاتا ہے۔ کیا یہ صفتیں اللہ کے سوا کسی اور میں موجود ہیں اور کیا اللہ کے سوا کوئی اور کارساز ہے؟ جب اللہ کے سوا یہ صفتیں کسی اور میں موجود نہیں ہیں تو پھر کارساز بھی اور کوئی نہیں۔ کیا اس میں اب بھی کوئی شک ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان تمام شریکوں سے پاک ہے جن کو مشرکین اللہ کے سوا پکارتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنگلوں اور دریاؤں میں اللہ تعالیٰ ہی راہنمائی فرماتا ہے۔ باقی رہی حدیث۔ اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ تو اس میں عباد اللہ سے اولیاء اللہ مراد نہیں ہیں بلکہ فرشتے مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ نے جنگلوں میں اسی مقصد سے مقرر فرما رکھے ہیں۔ جیسا کہ ابو یعلیٰ کی روایت میں یہ الفاظ موجود ہیں اِنَّ لِلّٰہِ مَلَکًا الخ **۵۶** یہ پانچویں عقلی دلیل ہے۔ جس نے سب کو پیدا فرمایا، جو سب کو دوبارہ پیدا کرے گا اور جو زمین و آسمان سے مخلوق کی روزی کا انتظام کرتا ہے کیا اس کے سوا کوئی اور کارساز ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ قُلْ ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ یہ مذکورہ پانچوں دلیلوں سے متعلق ہے۔ یعنی ہم نے تو اپنے دعوے پر دلائل واضحہ بیان کر دئے ہیں اگر اب بھی تم نہیں مانتے ہو تو اپنے شرک پر کوئی دلیل پیش کرو۔ پہلی دلیل کے آخر میں فرمایا بَلْ ھُمْ قَوْمٌ یَّعْدِلُوْنَ ۝ یہ لوگ توحید سے اعراض کرتے ہیں۔ دوسری دلیل کے بعد اس سے ترقی کر کے فرمایا بَلْ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ بلکہ ان کی اکثریت تو بالکل جاہل ہے توحید کو جانتی ہی نہیں۔ تیسری دلیل کے بعد اس سے ترقی کر کے فرمایا قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ ۝ ان کی ضد و جہالت اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ ایسے واضح دلائل کے باوجود وہ عبرت حاصل نہیں کرتے۔ چوتھی دلیل کے بعد فرمایا تَعٰلَی اللّٰہُ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ۝ مذکور بیان سے واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ ہر شریک سے پاک ہے آخر میں پانچویں دلیل کے بعد مشرکین کو چیلنج دیدیا کہ ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ الخ اگر اب بھی تم نہیں مانتے ہو تو اپنے دعوے پر کوئی دلیل تو پیش کرو **۵۷** یہ پہلے دونوں قصوں کا ثمرہ ہے اور لف و نشر غیر مرتب کے طور پر پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ فرشتے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ارواح انبیاء علیہم السلام وَ الْاَرْضِ یعنی انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام۔ یعنی اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا نہ آسمان والے نہ زمین والے بلکہ ان کو تو یہ بھی معلوم نہیں کہ حشر و نشر کب ہوگا۔ جب اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں تو اس کے سوا برکات دہندہ بھی کوئی نہیں۔ یعنی ان من فی السمٰوٰت وھم الملائکۃ ومن فی الارض وھم بنو ادم لا یعلمون متی یبعثون واللہ تعالیٰ تفرد بعلم ذلک (خازن ج۵ ص۱۲۹) **۵۸** ادارک بمعنی فنی واضمحل یعنی قیامت قائم ہونے کا وقت جاننا تو درکنار آخرت کے بارے میں انہیں کچھ بھی علم نہیں۔ یہاں سے کلام کا رُخ اہل مکہ کی طرف ہے۔ وقد فسرھا الحسن باضمحل علمھم فی الاخرۃ وتدارک (مدارک ج۳ ص۱۶۵، بحر ج۷ ص۹۳) یا اس کے معنی استحکام و تکامل کے ہیں۔ اور یہ بطور استہزاء و تہکم کہا گیا ہے جیسا کہ جاہل کو بطور استہزاء کہا جائے وہ بہت بڑا عالم ہے۔ ان وصفھم باستحکام العلم تھکم کما تقول لاجھل الناس ما اعلمک علی سبیل الھزء (کبیر ج۶ ص۴۸۶) بَلْ ھُمْ فِیْ شَکٍّ مِّنْھَا یہ ماقبل سے ترقی ہے یعنی ان کو تو قیامت قائم ہونے میں شک ہے بَلْ ھُمْ مِّنْھَا عَمُوْنَ یہ اس سے بھی ترقی ہے۔ یعنی شک بھی نہیں بلکہ مہر جباریت کی وجہ سے انکار کرتے ہیں۔ **۵۹** یہ شکوی ہے۔ مشرکین کہتے یہ تو بڑے تعجب کی بات ہے کہ جب ہم اور ہمارے باپ دادا مر کر مٹی میں مل جائیں گے تو پھر دوبارہ زندہ کئے جائیں گے۔ لَقَدْ وُعِدْنَا ھٰذَا الخ آج محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم سے یہ بات کہتا ہے اس سے پہلے ہمارے باپ دادا کو بھی کہنے والوں نے اس بات سے ڈرایا ہمیں تو یہ بات بالکل ایک افسانہ اور بے حقیقت معلوم ہوتی ہے جو پہلے لوگوں کی من گھڑت ہے۔ آج تک ہم نے اس کا کوئی اثر اور نتیجہ تو نہیں دیکھا۔ ذکروا انھم وعدوا ذلک ھم واباؤھم فلم یقع شئ من ھذا الموعود ثم جزموا وحصروا ان ذلک من اکاذیب من تقدم (بحر ج۷ ص۹۴) **۶۰** یہ تخویف دنیوی ہے۔ یعنی تم زمین میں چلو پھرو اور ان مجرمین کا انجام دیکھو جو شرک کرتے اور حشر و نشر کا انکار کرتے تھے انہی جرموں کی پاداش میں ان کو ہلاک اور تباہ و برباد کر دیا۔ ان کے آثار باقیہ کو دیکھ کر عبرت پکڑو اور شرک اور انکار بعث سے باز آجاؤ۔ **۶۱** یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دوسری بار تسلی کا ذکر ہے۔ یعنی آپ پر ہم نے عظیم الشان قرآن نازل کیا ہے آپ اس کی تعلیمات و ہدایات کے مطابق مسئلہ توحید کی تبلیغ کریں۔ اگر مشرکین نہ مانیں اور کفر و انکار پر اصرار کریں تو آپ اس سے غمگین نہ ہوں اور نہ دشمنوں کی سازشوں سے آزردہ خاطر ہوں آپ حق پر ہیں اس لئے اللہ پر بھروسہ کر کے اپنا کام کئے جائیں اللہ آپ کا حافظ و ناصر ہے۔ **۶۲** یہ دوسرا شکوی ہے۔ مشرکین بطور استہزاء و تخفیف کہتے وہ عذاب کہاں ہے جس سے تم ہمیں ڈراتے ہو۔ ہم تمہیں نہیں مانتے صاف انکار کرتے ہیں پھر وہ عذاب کیوں نہیں آتا۔ قُلْ عَسٰۤی اَنْ یَّکُوْنَ الخ یہ جواب شکوی ہے۔ فرمایا اتنی عجلت مت کرو، صبر کرو، جس عذاب سے تمہیں ڈرایا گیا ہے وہ قریب آ پہنچا ہے۔ رَدِفَ لَکُمْ ای تبع والمراد بہ ھنا لحق ووصل وھو مما یتعدی بنفسہ وباللام کنصح (روح ج۲۰ ص۱۶) اور عذاب سے یوم بدر کا عذاب مراد ہے۔ (روح وغیرہ) عَسٰی اور اسی طرح لَعَلَّ اور سَوْفَ شاہوں کے کلام میں امید و شک کے لئے نہیں بلکہ حتمی وعد و وعید کے لئے ہوتے ہیں۔ ان عسی ولعل فی وعد الملوک ووعیدھم یدلان علی صدق الامر وانما یعنون بذلک اظھار وقارھم وانھم لا یحجلون بالانتقام لوثوقھم بان عدوھم لا یفوتھم فعلی ذلک جری وعد اللہ وعیدہ (کبیر ج۶ ص۶۷۸) **۶۳** یہ لوگوں پر اللہ کی مہربانی ہے کہ وہ کفر و شرک اور انکار و تکذیب پر جلدی ان کو نہیں پکڑتا تاکہ ان کو سوچنے سمجھنے کا موقع مل جائے۔ لیکن پھر بھی اکثر لوگ اس کا شکر ادا نہیں کرتے اور اس کی نافرمانیوں میں منہمک رہتے ہیں۔ **۶۴** آخر میں دونوں دعووں پر لف و نشر مرتب کے طور پر مزید ایک عقلی دلیل ذکر کی گئی۔ یہ پہلی عقلی دلیل ہے جو پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ یعنی غیب داں صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے وہ

ہر ایک کے سینے میں چھپی باتوں کو بھی جانتا ہے اور ہر ایک کے ظاہری اعمال سے باخبر ہے اس لئے ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزاء و سزا دے گا وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ الخ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ سے علم الٰہی یا لوحِ محفوظ مراد ہے۔ وھو اللوح المحفوظ..... وقیل المراد بالکتاب المبین علمه تعالٰی الازلی الذی ھو مبدأ اظہارہا الاشیاء بالارادۃ والقدرۃ (روح ج ۲۰ ص۱۷) ۶۵ یہ جملہ معترضہ ہے اور اس سے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا بیان مقصود ہے۔ یعنی یہ قرآن بہت سے ایسے مسائل کا صحیح صحیح فیصلہ کرتا ہے جن میں بنی اسرائیل آپس میں مختلف تھے اور کوئی حتمی فیصلہ نہ کر پاتے تھے۔ مثلاً حضرت مسیح اور حضرت مریم کے بارے میں ان کا اختلاف وہ ان کے بارے میں افراط و تفریط میں گرفتار تھے قرآن نے اس معاملے میں افراط و تفریط کے درمیان صحیح راہ بتائی۔ یہودی ان کو برا جانتے تھے اور طعن کرتے تھے۔ عیسائی ان کو خدا اور خدا کا بیٹا اور دونوں کو کارساز سمجھتے تھے قرآن نے دونوں نظریوں کو باطل ٹھہرا کر صحیح فیصلہ دیا کہ وہ دونوں ہمارے نیک اور برگزیدہ بندے ہیں وہ نہ خدا ہیں، نہ خدا کے نور سے ہیں اور نہ کارساز ہیں۔ ایسے امورِ غیبیہ صحیح صحیح بتا دینا یہ حضور علیہ السلام کے صدق نبوت کی دلیل ہے۔ ۶۶ یہ قرآن ماننے والوں کے لئے ہدایت کا سرچشمہ اور سراپا رحمت ہے۔ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ الخ اللہ تعالٰی لوگوں کے درمیان حق و انصاف کے ساتھ فیصلہ فرماتا ہے۔ وہ بڑا زبردست ہے اس کا فیصلہ رد نہیں کیا جا سکتا اور وہ سب کچھ جانتا ہے اس لئے اس کا فیصلہ سراپا حق ہوتا ہے۔ اس لئے قرآن کے ذریعہ بنی اسرائیل کے باہمی مختلف فیہ مسائل میں اس نے حق و انصاف اور حکمت بالغہ کے ساتھ فیصلہ فرمایا ہے۔ ۶۷ یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے یعنی اگر مشرکین نہیں مانتے تو آپ غم نہ کریں اللہ پر بھروسہ کر کے اپنا کام کئے جائیں کیونکہ آپ حق پر ہیں۔ اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ یہ ماقبل کی علت اولیٰ ہے۔ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى یہ تسلی کی دوسری علت ہے۔ یعنی اگر یہ مشرکین نہیں مانتے تو آپ غم کیوں کرتے ہیں آپ اللہ پر بھروسہ رکھیں ان مشرکین کے دلوں اور کانوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے اس لئے ان پر آپ کی تبلیغ کا کوئی اثر نہ ہوگا اور وہ کبھی حق کو قبول نہیں کریں گے۔ ان کی مثال تو مُردوں کی سی ہے جو نہ سن سکتے ہیں۔ یہی حال ان کا ہے مہر جباریت کی وجہ سے ان کے تمام حواس معطل ہو چکے ہیں یا ان کی مثال ایسے بہروں کی سی ہے جو بہرے بھی ہیں اور پھر پیٹھ پھیر کر دور بھاگ جائیں۔ جس طرح یہ آپ کی بات نہیں سن سکتے ایسے ہی ان مشرکین پر بھی آپ کی باتوں کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اس آیت میں کافروں کو مُردوں سے تشبیہ دی گئی ہے جس طرح مُردوں کے تمام حواس معطل ہو جاتے ہیں وہ نہ سمجھ سکتے ہیں اور نہ دیکھ اور سن سکتے ہیں۔ اسی طرح کافر چونکہ اپنے ان حواس سے فائدہ نہیں اٹھاتے اس لئے ان کو مُردوں سے تشبیہ دی گئی گویا ان کے یہ حواس مُردوں کی طرح معطل اور بیکار ہو چکے ہیں۔ اس سے صاف صاف سماع موتی کی نفی ہوتی ہے اگر مُردے سنتے ہوں تو یہ تشبیہ صحیح نہیں ہوگی واستدل بقوله سبحانه (اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى) علی ان المیت لا یسمع کلام الناس مطلقاً (روح ج ۲۰ ص۲۱) سماع موتی کی پوری تحقیق سورۂ روم کی تفسیر میں آئے گی ان شاء اللہ تعالٰی۔ ۶۸ یہ تیسری تشبیہ ہے اس میں مشرکین کو اندھوں سے تشبیہ دی ہے۔ جس طرح ایک اندھا بینائی نہ ہونے کی وجہ سے راستہ نہیں دیکھ سکتا اسی طرح مشرکین بھی راہِ ہدایت پر نہیں آتے۔ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ الخ آپ کی تبلیغ سے صرف وہ لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو قرآن کو اللہ کا کلام سمجھیں اور اخلاص کے ساتھ راہ حق کی تلاش کریں۔ ۶۹ یہ تخویف دنیوی ہے۔ قول سے قیام ساعت کا وعدہ اور وقوع قول سے قیامت کا قرب مراد ہے (مدارک و روح) یعنی آخری زمانے میں قرب قیامت کی علامت کے طور پر ہم زمین سے ایک عجیب و غریب جانور پیدا کریں گے جو لوگوں سے صاف صاف باتیں کرے گا۔ اِنَّ النَّاسَ الخ اس سے پہلے حرف جر مقدر ہے ای تکلمھم بانھم کانوا لا یتیقنون بآیات اللہ تعالٰی الناطقۃ بمجیء الساعۃ (روح ج ۲۰ ص۲۲) یعنی وہ جانور لوگوں سے کہے گا کہ لوگ ان نشانیوں کو نہیں مانتے جو اللہ تعالٰی نے قیامت کے لئے قائم فرمائی ہیں۔ اور حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالٰے نے فرمایا۔ یہاں دَآبَّةً سے کوئی خاص دابہ مراد نہیں بلکہ عام ہے۔ اَلْقَوْلُ سے وعدۂ عذاب مراد ہے۔ یعنی جب کسی قوم پر انکار توحید کی وجہ سے عذاب الٰہی کا وقت آجائے تو اللہ تعالٰی بطور اعجاز جانوروں کو قوت گویائی عطا فرما کر ان سے دینِ حق کی سچائی پر شہادت دلوا دیتا ہے۔ جیسا کہ خود حضور علیہ السلام کے زمانے میں ایک گوہ نے آپ کی صداقت کی گواہی دی تھی۔ اس قسم کے اور بھی کئی واقعات گذر چکے ہیں۔ جب ایسی معجزانہ شہادتوں کے بعد بھی لوگ دینِ حق کو نہ مانیں تو ان پر اللہ کا عذاب آجاتا ہے۔ تکلمھم یعنی وہ دابہ (جانور) دینِ حق کی سچائی اور دوسرے ادیان کے بطلان کی گواہی دیتا ہے۔ تکلمھم ببطلان الادیان کلھا سوی دین الاسلام (مدارک ج ۳ ص۱۷۱) اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا الخ یہ ماقبل کی علت ہوگی۔ یعنی ہم دابہ اس لئے نکالیں گے کہ لوگ ہماری آیتوں کو نہیں مانتے۔ دابہ کا معجزانہ کلام ان کو ایمان کی طرف مائل و راغب کرے گا۔ ۷۰ یہ تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن جب ہم انکار کرنے والوں کو فوج در فوج میدان حشر میں جمع کریں گے تو انہیں ایک جگہ روک دیا جائے گا تاکہ پچھلے بھی ان کے ساتھ مل جائیں اور سب کو اکٹھا کر کے حساب کے لئے لیجایا جائے۔ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْا اَكَذَّبْتُمْ الخ جب تمام کفار موقف میں جمع ہو جائیں گے اس وقت ان سے کہا جائے گا کیا میری آیتوں کو تم نے سرسری طور پر سن کر ہی انکا انکار کر دیا اور ان میں غور و فکر کر کے ان کو سمجھنے اور ان کی حقیقت کو پانے کی کوشش نہ کی اکذبتم بآیاتی بادی الرأی من غیر فکر ولا نظر یؤدی الی احاطۃ العلم بکنھھا وانھا حقیقۃ بالتصدیق (مدارک ج ۳ ص۱۷۲) اَمَّاذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ جب ہماری آیتوں میں تم نے غور و فکر نہیں کیا تو بتاؤ تو سہی دنیا میں تم کرتے کیا رہے ہو۔ کیا میں نے تم کو عبث اور بیکار کاموں کے لئے پیدا کیا تھا؟ ۷۱ وعدۂ عذاب پورا ہو کر رہے گا اور وہ کفر و شرک اور انکار و تکذیب کی پاداش میں عذاب میں مبتلا کر دئیے جائیں گے اور کوئی جواب نہ دے سکیں گے اور نہ کوئی معقول عذر و معذرت پیش کر سکیں گے۔ ۷۲ یہ دوسری عقلی دلیل ہے جو دوسرے دعوے سے متعلق ہے یعنی کارساز صرف اللہ تعالٰی ہی ہے اور کوئی نہیں۔ وہ یہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے رات بنائی تاکہ وہ اس میں آرام کریں اور دن بنایا تاکہ وہ اس میں اپنا کاروبار جاری رکھ سکیں یہ رات دن کی آمد و رفت اللہ تعالٰے کے اختیار و تصرف میں ہے لہٰذا کارساز اور حاجت روا بھی وہی ہے۔

اس آیت میں صنعت احتباک ہے یعنی پہلے جملے میں جَعَلْنَا کا مفعول ثانی مقدر ہے یعنی مُظْلِمًا اور دوسرے جملے میں مفعول ثانی کا متعلق محذوف ہے یعنی
لینشروا فیہ۔ والمشہور ان فی الآیۃ صنعۃ الاحتباک والتقدیر جعلنا اللیل مظلما لیسکنوا فیہ والنہار مبصرا لینشروا فیہ (روح ج ۲۰ ص ۲۹)
۷۳ اس دلیل میں ایمان والوں کے لئے تو عظیم الشان نشانات موجود ہیں جن سے وہ اللہ کی توحید پر استدلال کر سکتے ہیں۔ ولما ذکر اشیاء من احوال
یوم القیمۃ لیرتدع بسماعہا من اراد اللہ تعالیٰ ارتداعہ نبہہم علی ما ہو دلیل علی التوحید والحشر والنبوۃ بما ہم یشاہدونہ فی حال حیاتہم
وھو تقلیب اللیل والنہار (بحر ج ۷ ص ۹۹) **۷۴** یہ تخویف اخروی ہے۔ یہاں نفخہ سے اکثر کے نزدیک نفخہ اولیٰ مراد ہے یعنی جب پہلی بار صور پھونکا جائے گا تو
زمین و آسمان کی ساری مخلوق گھبرا اٹھے گی البتہ جن کے دلوں کو اللہ نے مضبوط رکھا وہ اس گھبراہٹ سے محفوظ رہیں گے۔ مثلاً جبریل، میکائیل، اسرافیل اور
ملک الموت علیہم السلام (کبیر، مدارک وغیرہ)، نفخات کی تعداد میں علماء کا اختلاف ہے دو، تین اور چار کے اقوال موجود ہیں۔ ان میں زیادہ تر لوگ اس طرف
گئے ہیں کہ نفخہ دو بار ہوگا ایک پہلا نفخہ جس سے ساری مخلوق ہلاک ہو جائے گی اس کا ذکر زیر تفسیر آیت کے علاوہ ایک دوسری آیت میں اس طرح آیا ہے۔
وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ الخ (زمر ع ۷) اس سے معلوم ہوا کہ نفخہ فزع اور نفخہ صعق دونوں ایک ہی ہیں۔ دوسرا نفخہ وہ ہے جس
کے بعد تمام لوگ زندہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوں گے۔ چنانچہ نفخہ صعق کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ثُمَّ نُفِخَ فِیْهِ اُخْرٰی فَاِذَا هُمْ قِیَامٌ
یَّنْظُرُوْنَ۔ امام قاضی عیاض فرماتے ہیں نفخات تین ہیں۔ نفخہ اولیٰ یعنی نفخہ صعق، نفخہ ثانیہ یعنی نفخہ بعث یہ دونوں آیت فَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَصَعِقَ الخ میں
مذکور ہیں اور نفخہ ثالثہ یعنی نفخہ فزع یہ زیر تفسیر آیت میں مذکور ہے۔ واللہ اعلم (روح)

۷۵ قیامت کے دن تمہیں ایسا محسوس ہوگا کہ پہاڑ زمین پر جمے ہوئے ہیں حالانکہ وہ بادلوں کی طرح ادھر سے ادھر اڑ رہے ہوں گے۔ صُنْعَ اللّٰہِ الَّذِیْ الخ
یہ فعل مقدر کا مفعول مطلق ہے برائے تاکید مضمون جملہ ای صنع اللہ تعالیٰ ذلک صنعاً (روح) یعنی جس اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو بے مثال کاریگری سے
محکم و مضبوط بنایا ہے قیامت کے دن وہی پہاڑوں کو بادلوں کی طرح اڑائے گا۔ یہ اسی کی قدرت و طاقت ہے۔ **۷۶** یہ بشارت اخروی ہے۔ جو لوگ توحید
پر قائم رہے اور اس کے مطابق عمل کیا انہیں بہترین جزا ملے گی اور قیامت کی گھبراہٹ سے بھی وہ محفوظ رہیں گے۔ بِالْحَسَنَةِ ای بکلمۃ الاخلاص وھی
شہادۃ ان لا الہ الا اللہ (معالم و خازن ج ۵ ص ۱۳۱) ای بقول لا الہ الا اللہ عند الجمہور (مدارک ج ۳ ص ۱۷۱) وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما الحسنۃ
کلمۃ الشہادۃ (ابو السعود ج ۶ ص ۲۳۵) **۷۷** یہ تخویف اخروی ہے جن لوگوں نے شرک کیا انہیں منہ کے بل جہنم میں پھینکا جائے گا اور کہا جائے گا یہ سزا تمہیں
تمہارے اعمال ہی کی دی جا رہی ہے۔ بالسیئۃ وھو الشرک وبہ فسرہ من فسر الحسنۃ بشہادۃ ان لا الہ الا اللہ الخ (روح ج ۲۰ ص ۳۷) **۷۸**
آخر میں تمام مذکورہ دلائل کے ثمرہ و نتیجہ کے طور پر دلیل وحی کا ذکر کیا گیا ہے۔ کہ مجھے وحی کے ذریعہ اللہ نے حکم دیا ہے کہ میں اس عزت و حرمت والے
شہر مکہ کے رب کی عبادت کروں، اسی کو کارساز سمجھوں اور حاجات و مصائب میں صرف اسی کو پکاروں وَلَہٗ کُلُّ شَیْءٍ کیونکہ ساری کائنات کا مالک اور
سارے جہان میں وہی متصرف و مختار ہے۔ وَاُمِرْتُ اَنْ اَکُوْنَ مجھے یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ میں زندگی کے ہر معاملہ میں اللہ کے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کر دوں
وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ اور مجھے یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ میں قرآن کی تبلیغ و اشاعت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھوں ای اواظب علی قراءتہ علی الناس بطریق تکریر
الدعوۃ وتثنیۃ الارشاد (روح ج ۲۰ ص ۳۹) **۷۹** میرا کام تو تبلیغ ہے۔ جو مان لے گا وہ اپنا ہی بھلا کرے گا اور جو نہ مانے گا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا
میرا فرض یہ ہے کہ میں نہ ماننے والوں کو اللہ کے عذاب سے ڈراؤں اور تکذیب و انکار کے انجام بد سے انہیں خبردار کروں باقی اس چیز کا مجھے علم نہیں کہ وہ عذاب
کب آئے گا کیونکہ میں تو صرف ڈرانے والا ہوں، میں غیب داں نہیں ہوں، عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ یہ پہلے دونوں قصوں پر متفرع ہے۔ بطور لف و
نشر مرتب۔ **۸۰** یہ پچھلے دونوں قصوں پر متفرع ہے بطور لف و نشر مرتب۔ یعنی صفات کارسازی اللہ کے لئے ہیں پیغمبروں کے لئے نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی
مصائب و شدائد سے ان کو بچاتا اور ان کے دشمنوں کو ہلاک کرتا ہے۔ سَیُرِیْکُمْ اٰیٰتِہٖ الخ آپ مشرکین سے فرما دیں آگے چل کر اللہ تعالیٰ تمہیں میری صداقت کے
نشانات دکھائے گا جن کو دیکھ کر تم یقین کر لو گے کہ واقعی یہ وہی نشانات ہیں جن کی ہم کو خبر دی گئی لیکن یہ الگ بات ہے کہ اس وقت تمہیں اس معرفت
اور اقرار کا کوئی فائدہ ہو یا نہ ہو۔ مراد دنیا و آخرت کے عذاب کی نشانیاں ہیں سیریہم اللہ من آیاتہ فی الآخرۃ فیستیقنون بہا وقیل ہو انشقاق
القمر والدخان وما حل بہم من نقمات اللہ فی الدنیا (مدارک ج ۳ ص ۱۷۲) **۸۱** یہ وعد و وعید کی طرف نہایت لطیف اشارہ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے
بے خبر نہیں وہ تمہارے تمام نیک و بد اعمال کو خوب جانتا ہے، اس لئے ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق اجر و ثواب اور سزا و عذاب دے گا۔
کلام مسوق من جہتہ سبحانہ بطریق التذییل مقرر لما قبلہ متضمن للوعد والوعید (ابو السعود ج ۶ ص ۲۳۵)

سورۂ النمل میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ یٰمُوْسٰۤی اِنَّهٗۤ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ہ نفی شرک فی التصرف ۔
۲۔ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ ۔۔۔ تا ۔۔۔ لَا یَخَافُ لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ ہ نفی علم غیب از موسیٰ علیہ السلام ۔
۳۔ لَا یَحْطِمَنَّكُمْ سُلَیْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ہ (ع ۲) نفی علم غیب از سلیمان علیہ السلام واصحاب سلیمان علیہ السلام ۔
۴۔ اَلَّا یَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ ۔۔۔ تا ۔۔۔ هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ہ نفی شرک فی العلم وشرک فی التصرف ۔
۵۔ قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ ہ نفی علم غیب از سلیمان علیہ السلام ۔
۶۔ اِنَّهٗ مِنْ سُلَیْمٰنَ ۔۔۔ تا ۔۔۔ وَاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ ہ اللہ کے سوا کسی اور سے استعانت نہ کرو ۔
۷۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰی ثَمُوْدَ ۔۔۔ تا ۔۔۔ فَاِذَا هُمْ فَرِیْقٰنِ یَخْتَصِمُوْنَ ہ (ع ۴) نفی شرک فی التصرف ۔
۸۔ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۔۔۔ تا ۔۔۔ آٰللّٰهُ خَیْرٌ اَمَّا یُشْرِكُوْنَ ہ (ع ۵) تمام صفات کارسازی اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں لہٰذا وہی برکات دہندہ ہے ۔
۹۔ اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۔۔۔ تا ۔۔۔ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ہ نفی شرک فی التصرف پر پانچ عقلی دلیلیں علی سبیل الاعتراف من الخصم ۔
۱۰۔ قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ ۔۔۔ تا ۔۔۔ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ ہ (ع ۵) نفی شرک فی العلم ۔
۱۱۔ وَاِنَّ رَبَّكَ لَیَعْلَمُ ۔۔۔ تا ۔۔۔ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ہ (ع ۶) نفی شرک فی العلم ۔
۱۲۔ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی ۔۔۔ تا ۔۔۔ فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ہ کافروں کو مُردوں سے تشبیہ دی گئی ہے اس سے سماع موتی کی نفی ہوتی ہے ۔
۱۳۔ اَلَمْ یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّیْلَ ۔۔۔ تا ۔۔۔ لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ہ (ع ۷) نفی شرک فی التصرف ۔
۱۴۔ اِنَّمَاۤ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ ۔۔۔ تا ۔۔۔ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ہ نفی شرک فی التصرف ۔

سُورۃ القصص

ربط سورۂ القصص کو ماقبل کے ساتھ نامی ربط یہ ہے کہ سورۃ النمل تک مسئلہ توحید اور دعویٰ تبارک عقلی و نقلی دلائل سے واضح کیا جاچکا ہے یہاں تک کہ نمل یعنی چیونٹی کی بات سے بھی معلوم ہوگیا کہ اللہ کے سوا کوئی غیب داں نہیں۔ لہٰذا برکات دہندہ بھی وہی ہے اس مسئلہ کی وجہ سے آپ پر تکلیفیں بھی آئیں گی قصص موسیٰ علیہ السلام کو دیکھئے توحید کی خاطر ان پر کس قدر تکلیفیں آئیں۔ لیکن آخر غلبہ انہی کو حاصل ہوا۔

القصص کا النمل کے ساتھ معنوی ربط یہ ہے کہ الفرقان، الشعراء اور النمل میں عقل و نقل اور وحی کے دلائل سے واضح اور ثابت کر دیا گیا کہ برکات دہندہ عالم الغیب، لائق عبادت و پکار اور متصرف و مختار صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ اسی مسئلہ توحید کی وجہ سے مشرکین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ستاتے اور ایذائیں دیتے تھے۔ اب القصص میں موسیٰ علیہ السلام کی دعوت و تبلیغ اور کافروں کی ایذا رسانی پر ان کے صبر و استقلال کا ذکر کیا گیا۔ مقصد یہ ہے کہ اے رسول! مسئلہ توحید بیان کئے جاؤ۔ دعوت و تبلیغ پر مصائب آئیں گے انہیں برداشت کرنا اور ثابت قدم رہنا۔ آپ میرے سچے رسول ہیں آخر غلبہ آپ ہی کو حاصل ہوگا اور آپ کے دشمن مغلوب ہوں گے۔ جس طرح موسیٰ علیہ السلام نے دعوتِ توحید پر مسلسل مصائب اٹھائے۔ کافروں نے ان کی دعوت کو نہ مانا اور انہیں بہت ستایا آخر ہم نے ان کو اور ان کے تبعین کو سربلند اور غالب کیا اور ان کے دشمنوں کو ان کے سامنے ہلاک کیا۔

خلاصہ یہ سورت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبل نبوت زندگی کے حالات، نبوت کے بعد دعوت توحید، قوم کے رد و انکار اور ایذا رسانی، آخر موسیٰ علیہ السلام اور ان کے تبعین کے غلبہ اور فرعون اور اس کی قوم کی مغلوبیت و ہلاکت کے واقعات پر مشتمل ہے۔ اس کے بعد شکوے، تخویفیں اور بشارتیں مذکور ہیں اور موسیٰ علیہ السلام کے پیش کردہ دعویٰ توحید پر پانچ عقلی دلیلیں جن میں سے تیسری اور چوتھی علیٰ سبیل الاعتراف من الخصم ہیں اور پہلی دو کے بعد ان کا ثمرہ بھی بیان کیا گیا ہے اور ایک دلیل نقلی علماء اہلِ کتاب سے ذکر کی گئی ہے۔

تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ یہ تمہید مع ترغیب ہے۔ نَتْلُوْا عَلَيْكَ — تا — مَا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ۝ یہ سارے قصے کا اجمال ہے۔ اس کے بعد وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰے — تا — وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ (ع۴) میں قصے کی تفصیلات کا ذکر ہے۔ اس قصے میں چھ امور مذکور ہیں۔ امر اول۔ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِى الْاَرْضِ الخ فرعون بڑا سرکش تھا وہ محکوم قوم پر ظلم و ستم کرتا تھا۔ امر دوم اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ الخ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو ہم نے الہام کے ذریعہ سے بتایا کہ غم نہ کر ہم موسیٰ کو تمہارے پاس واپس لائیں گے۔ امر سوم۔ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ تمہیں تو اس کا علم نہیں ہم موسیٰ کو مرتبہ رسالت بھی عطا کریں گے۔ امر چہارم۔ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَىَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ ۝ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے عہد کیا کہ تو نے مجھ پر مہربانی فرمائی کہ میری خطا معاف کر دی میں عہد کرتا ہوں کہ آئندہ مجرموں کی اعانت نہیں کروں گا۔ امر پنجم۔ وَقَالَ مُوْسٰى رَبِّىْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى الخ (ع۴) قوم کے رد و انکار کے جواب میں موسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ ہدایت پر کون ہے اور بہتر انجام کس کا ہوگا یہ سب کچھ میرے پروردگار کو معلوم ہے۔ امر ششم وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الخ (ع۷) اللہ کے سوا دعاء اور پکار کے لائق کوئی نہیں۔ یہ امور موسیٰ علیہ السلام کے حالات سے متعلق ہیں۔ سورت کے آخر میں ایسے ہی چھ امور مذکور ہوں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سے متعلق ہیں۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰے الخ پہلی قوموں نے مسئلہ توحید کو نہ مانا تو انہیں ہلاک کر دیا گیا پھر موسیٰ علیہ السلام نے دعوتِ توحید پیش کی اور فرعون اور اس کی قوم نے انکار کیا تو انہیں بھی ہلاک کر دیا گیا اب آپ کو قرآن دے کر بھیجا ہے آپ کے منکرین بھی ہلاک ہوں گے اور آخر غلبہ آپ کا ہوگا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ ذکر کرنے کے بعد بطور جملہ معترضہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ذکر کیا گیا۔ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِىِّ — تا — لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ (ع۵) یہ جملہ واقعات جو سینکڑوں برس آپ سے پہلے پیش آچکے ہیں ان میں آپ موجود نہ تھے۔ لیکن ہم نے اپنی مہربانی سے آپ کو رسالت کا منصب عطا کیا اور ذریعۂ وحی یہ تمام واقعات آپ کو بتا دیئے۔ وَلَوْلَآ اَنْ تُصِيْبَهُمْ مُّصِيْبَةٌ الخ یہ تخویف دنیوی ہے۔ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ یہ شکوی ہے یعنی ہماری طرف بھی ویسی ہی کتاب نازل کی جاتی جیسے موسیٰ علیہ السلام کو دی گئی۔ اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا الخ یہ جواب شکوی ہے۔ ان کا یہ مطالبہ محض ضد پر مبنی ہے کیونکہ اس سے پہلے وہ موسیٰ علیہ السلام کی کتاب کا بھی انکار کر چکے ہیں۔ وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ الخ (ع۵) یہ ترغیب الی القرآن ہے اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ الخ یہ پچھلی کتابوں کے عالموں سے دلیل نقلی ہے۔ انصاف پسند علماء اہلِ کتاب قرآن پر ایمان لا چکے ہیں یہ اس کے حق ہونے کی دلیل ہے۔ اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ الخ مومنین اہلِ کتاب کے لئے بشارت اخروی ہے۔ اِنَّكَ لَا تَهْدِىْ مَنْ اَحْبَبْتَ الخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔

وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى الخ یہ دوسرا شکوی ہے۔ اگر ہم آپ کی بات مان لیں تو دوسرے مشرکین ہمیں یہاں سے نکال دیں گے۔ اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ الخ یہ جواب شکوی ہے یعنی ہم نے ان کو حرم میں پناہ دے رکھی ہے جس کا احترام سب کے دلوں میں ہے اس لئے اگر وہ ہدایت کو قبول کر لیں تو کوئی انہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍۭ بَطِرَتْ الخ یہ تخویف دنیوی ہے۔ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ الخ (ع۶)، تخویف اخروی ہے۔ فَاَمَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ الخ بشارت اخروی۔

اس کے بعد اس دعویٰ توحید پر پانچ عقلی دلیلیں ذکر کی گئی ہیں۔ جن میں سے دو علیٰ سبیل الاعتراف من الخصم ہیں۔

پہلی عقلی دلیل وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ الخ سارے جہان کا خالق اور متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے لہٰذا برکات دہندہ اور پکار کے لائق بھی وہی

سُوْرَةُ الْقَصَصِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٍ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ قصص لہ مکی ہے اور اس کی اٹھاسی آیتیں اور نو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

۱ تمہید مع ترغیب

طٰسٓمّٓ ① تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ② نَتْلُوْا عَلَيْكَ
یہ آیتیں ہیں کھلی کتاب کی ۲ ہم سناتے ہیں تجھ کو

مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ③
کچھ احوال موسیٰ ۳ اور فرعون کا تحقیقی ان لوگوں کے واسطے جو یقین کرتے ہیں ف

اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِى الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا
فرعون چڑھ رہا تھا ۴ ملک میں اور کر رکھا تھا وہاں کے لوگوں کو کئی فرقے

يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ
کمزور کر رکھا تھا ایک فرقہ کو ان میں ۵ ذبح کرتا تھا ان کے بیٹوں کو

وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ④
اور زندہ رکھتا تھا ان کی عورتوں کو بے شک وہ تھا خرابی ڈالنے والا ف۲

وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِى
اور ہم چاہتے ہیں کہ احسان کریں ۶ ان لوگوں پر جو کمزور ہوئے پڑے تھے

الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ⑤ لا
ملک میں اور کر دیں ان کو سردار اور کر دیں ان کو قائم مقام

وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِى الْاَرْضِ وَنُرِىَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ
اور جما دیں ان کو ملک میں اور دکھا دیں فرعون اور ہامان کو

وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ⑥ وَاَوْحَيْنَآ
اور ان کے لشکروں کو ان کے ہاتھ سے جس چیز کا ان کو خطرہ تھا ف۳ اور ہم نے حکم بھیجا ۷

ع دلیل نقلی ۲

ہے۔ دوسری عقلی دلیل۔ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ○ عالم الغیب بھی وہی ہے لہٰذا وہی حاجت روا اور مجیب الدعا ہے۔ وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الخ یہ مذکورہ دونوں دلیلوں کا ثمرہ ہے۔ جب متصرف و مختار اور عالم الغیب وہی ہے تو غائبانہ حاجات میں پکارنے کے لائق اور برکات دہندہ بھی وہی ہے۔ تیسری عقلی دلیل علیٰ سبیل الاعتراف من الخصم۔ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ الخ چوتھی عقلی دلیل علیٰ سبیل الاعتراف من الخصم۔ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ یہ سارا نظام شمسی اللہ کے اختیار میں ہے۔ دن رات کی آمد و رفت اسی نظام کا حصہ ہے۔ جس کے قبضے میں یہ سب کچھ ہے وہی پکار کے لائق ہے۔ پانچویں عقلی دلیل یہ اصل میں تیسری اور چوتھی دلیلوں کا بالاجمال اعادہ ہے۔ وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ الخ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے دن رات کو پیدا فرمایا رات تمہارے آرام کے لئے ہے اور دن کاروبار کے لئے۔ اس خدائے رحیم و مہربان کا شکر ادا کرو اور عبادت اور پکار میں کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔

وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى الخ یہ تخویف دنیوی ہے قارون کا حال دیکھو کتنا بڑا دولت مند اور کس قدر وسیع وسائل کا مالک تھا لیکن انکارِ توحید پر اللہ کے عذاب سے اسے کوئی چیز نہ بچا سکی۔ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ الخ (۹۶) یہاں سے ان چھ امور کا ذکر شروع ہوتا ہے جو مذکورۃ الصدر چھ امور پر متفرع ہیں لیکن بطور لف و نشر غیر مرتب۔ یہ امر اول پر متفرع ہے۔ فرعون متکبر و سرکش تھا جسے دنیا ہی میں ہلاک کر دیا گیا اور یہاں فرمایا جو لوگ زمین پر سرکشی اور فساد نہیں کرتے بلکہ اللہ کی فرمانبرداری کرتے ہیں آخرت میں نیک انجام صرف انہی کا ہوگا۔ اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ الخ یہ امر دوم پر متفرع ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو ان کی والدہ کے پاس واپس بھیجا اسی طرح وہ آخرت میں عظیم الشان ٹھکانے کی طرف یا بعد ہجرت مکہ کی طرف آپ کو واپس لوٹائے گا۔ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى الخ یہ امر پنجم پر متفرع ہے جس طرح موسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا کہ اللہ ہی جانتا ہے ہدایت پر کون ہے اور نیک انجام کس کا ہوگا اسی طرح حضور علیہ السلام کو بھی یہی جواب دینے کا حکم دیا گیا۔ وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ يُّلْقٰٓى الخ یہ امر سوم پر متفرع ہے۔ جس طرح موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو وہم و گمان بھی نہ تھا کہ ان کا بیٹا بڑا ہو کر پیغمبر ہوگا اسی طرح حضور علیہ السلام کے خواب و خیال میں بھی نہ تھا کہ آپ پر اللہ کی وحی نازل ہوگی۔ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِيْرًا لِّلْكٰفِرِيْنَ یہ امر چہارم پر متفرع ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عہد کیا تھا کہ میں مجرموں سے تعاون نہیں کروں گا یہاں حضور علیہ السلام کو بھی اس سے منع کیا گیا۔ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ الخ یہ امر ششم پر متفرع اور سورت کا ثمرہ ہے۔ اس سورت میں مذکورہ عقلی اور نقلی دلائل سے ثابت ہو گیا کہ متصرف و کارساز، عالم الغیب اور برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں لہٰذا حاجات و مصائب میں غائبانہ صرف اسی کو پکارو۔ ۲ یہ تمہید مع ترغیب ہے یعنی یہ کتاب مبین کی آیتیں ہیں انہیں توجہ سے سنیں اور ان پر عمل کریں۔ اَلْكِتٰبُ کی صفت اَلْمُبِيْنُ سے اس طرف اشارہ ہے کہ اس سورت میں

موضح قرآن ف یعنی مسلمان لوگ اپنا حال قیاس کر لیں ظالموں کے مقابلے میں ف۲ بیٹے ذبح کرتا تاکہ یہ قوم بڑھ نہ جاوے کہ زور پکڑے یعنی بنی اسرائیل۔ ف۳ ہامان وزیر تھا فرعون کا ظلم میں اس کا شریک تھا۔

اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ

موسیٰ کی ماں کو کہ اس کو دودھ پلاتی رہ پھر جب تجھ کو ڈر ہو اس کا تو ڈال دے اس کو

فِى الْيَمِّ وَلَا تَخَافِىْ وَلَا تَحْزَنِىْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَ

دریا میں اور نہ خطرہ کر اور نہ غمگین ہو ہم پھر پہنچا دیں گے اس کو تیری طرف اور

جَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۞ ⑦ فَالْتَقَطَهٗۤ اٰلُ فِرْعَوْنَ

کریں گے اسکو رسولوں سے ف۱ پھر اٹھا لیا ش۵ اس کو فرعون کے گھر والوں نے

لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ؕ اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَ

کہ ہو ان کا دشمن اور غم میں ڈالنے والا بے شک فرعون اور ہامان اور

جُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِـِٕيْنَ ⑧ وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ

ان کے لشکر تھے چوکنے والے ف۲ اور بولی ش۶ فرعون کی عورت

قُرَّتُ عَيْنٍ لِّىْ وَلَكَ ؕ لَا تَقْتُلُوْهُ ۖۗ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ

یہ تو آنکھوں کی ٹھنڈک ہے میرے لئے اور تیرے لئے اس کو مت مارو کچھ بعید نہیں جو ہمارے کام آئے

اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ⑨ وَاَصْبَحَ فُؤَادُ

یا ہم اس کو کر لیں بیٹا اور ان کو کچھ خبر نہ تھی ف۳ اور صبح کو موسیٰ کی ماں

اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ؕ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِىْ بِهٖ لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا

کے دل میں قرار نہ رہا ش۷ قریب تھی کہ ظاہر کر دے بیقراری کو اگر نہ ہم نے گرہ دی ہوتی

عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ⑩ وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ

اس کے دل پر ش۸ اس واسطے کہ رہے یقین کرنے والوں میں اور کہہ دیا ش۹ اس کی بہن کو

قُصِّيْهِ ۡ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ⑪

اس کے پیچھے چلی جا پھر دیکھتی رہی اس کو اجنبی ہو کر اور ان کو خبر نہ ہوئی

وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ

اور روک رکھا تھا ہم نے موسیٰ سے دائیوں کو پہلے سے ش۱۰ پھر بولی میں بتلاؤں تم کو

اگرچہ عقلی دلیلیں بھی مذکور ہیں لیکن زیادہ زور دلیل نقلی پر دیا گیا ہے۔ ش۳ یہاں سے لے کر مَا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ تک میں موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا قصہ مجملاً ذکر کیا گیا ہے۔ آگے اس کی تفصیل آرہی ہے۔ لِقَوْمٍ جار مجرور نَتْلُوْا کے متعلق ہے۔ ہم موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا عجیب و غریب قصہ صحیح صحیح آپ کو سناتے ہیں تاکہ مومنین اس سے عبرت و نصیحت حاصل کریں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ بیان کرنے سے مقصود یہ ہے کہ انہوں نے فرعون اور اس کی قوم کے سامنے دعوت توحید پیش کی اور اس کی خاطر طویل عرصہ تک تکلیفیں اٹھاتے رہے آخر وہ کامیاب ہوئے۔ اے پیغمبر آپ بھی ہمت و استقلال سے دعوت کا کام جاری رکھیں اور جس قدر مصائب آئیں حوصلہ مندی سے ان کا مقابلہ کریں آخر آپ کامیاب ہوں گے اور آپ کا دشمن نامراد و سرنگوں ہوگا — انبیاء علیہم السلام پر ہمیشہ مصیبتیں آئی ہیں ؎

آں بلا ہا کہ شدہ با انبیاء

ہیچ کس نہ دید نشاں در کربلاء

ش۴ فرعون ارض مصر میں سرکش ہو گیا اور ظلم و عدوان کی انتہا کو پہنچ گیا۔ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا اہل مصر کے لوگوں کو مختلف جماعتوں میں تقسیم کر دیا اور ان سے مختلف قسم کی شدید اور شاق خدمات لیتا تھا یا مطلب یہ ہے کہ رعیت کو مختلف فرقوں میں پارہ پارہ کر دیا اور ان کے درمیان بغض و عداوت کا بیج بو دیا تاکہ وہ متفق نہ ہو سکیں اور آپس کے اختلافات میں لگے رہیں اور اس کے نیک و بد کاموں پر کسی کو نقد و تبصرہ کا موقع ہی نہ ملے۔ انگریزوں کی بعینہٖ یہی پالیسی تھی بلکہ ہر ظالم اور جابر حکمران یہی پالیسی اختیار کرتا ہے (اصنافا فی استخدامہ لیستعمل کل صنف فی عمل من بناء وحرث وحفر وغیر ذلک من الاعمال الشاقۃ .... او فرقا مختلفۃ قد اغری بینہم العداوۃ والبغضاء لئلا تتفق کلمتہم (روح ج ۲۰ ص ۴۳) ش۵ طَآئِفَةً سے بنی اسرائیل مراد ہیں جو عرصۂ دراز تک قوم فرعون کے ہاتھوں مصائب میں مبتلا رہے اس جماعت کو اس نے بالکل ضعیف بے بس اور مغلوب کر رکھا تھا اور ان کو ہر نوعِ ستم کا نشانہ بنایا تھا۔ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ یہ ماقبل کی تفسیر ہے یا يَسْتَضْعِفُ کی ضمیر سے حال ہے۔ یذبح تبیین للاستضعاف وتفسیرہ او فی موضع الحال من ضمیر يَسْتَضْعِفُ الخ (بحر ج ۷ ص ۱۰۵) فرعون بنی اسرائیل کے گھروں میں پیدا ہونے والی لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتا کہ وہ بڑی ہو کر اس کی قوم کی خدمت کریں گی لیکن لڑکوں کو قتل کرا دیتا تھا کیونکہ فرعون نے خواب میں دیکھا کہ بیت المقدس سے آگ نکل کر سارے مصر پر چھا گئی ہے اور اس نے تمام قبطیوں (قوم فرعون) کو جلا دیا ہے لیکن بنی اسرائیل اس سے بالکل محفوظ و مامون رہے۔ فرعون نے تعبیر جاننے والوں سے اس کی تعبیر پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ جس شہر سے بنی اسرائیل آئے ہیں اس میں ایک شخص پیدا ہوگا مصر کی تباہی اس کے ہاتھ پر ہوگی اس لئے فرعون نے بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔

سر افادہ فصیح ہے ۱۲

موضح قرآن ف۱ یہ ان کی ماں کے دل میں پڑ گیا یا خواب میں دیکھا ہر گذر کے پیادے ڈھونڈ ڈھونڈ لاتے اور مارتے جس کے ہاں بیٹا ہوتا ف۲ ایک لکڑی کے صندوق میں ڈال کر ان کو بہا دیا نہر میں وہ بہتا چلا گیا فرعون کے محل میں اس کی عورت نے ان کو اٹھا لیا پالنے کو ف۳ خبر نہیں کہ بڑا ہو کر کیا کرے گا لیکن جانا کہ بنی اسرائیل میں سے کسی نے خوف سے ڈالا ہے پر ایک لڑکا نہ مارا تو کیا ہوا۔

یا وجہ یہ تھی کہ پہلے انبیاء علیہم السلام نے بنی اسرائیل میں اس جلیل القدر پیغمبر کے پیدا ہونے کی خوشخبری دے رکھی تھی۔ فرعون کو یہ بات معلوم تھی اس لئے وہ بنی اسرائیل کے بچوں کو قتل کرتا تھا۔ یہ دونوں قول نقل کرنے کے بعد امام رازی فرماتے ہیں وَھٰذَا الوجہ ھو الاولی بالقبول (کبیر ج ۶ ص ۵۵۵) ۶ اب مشیت ایزدی کو منظور ہوا کہ ان مظلوم و مقہور لوگوں پر نظر کرم ہو، انہیں دین و دنیا کے مقتدا بنایا جائے، انہیں فرعون کی حکومت و سلطنت کا وارث بنایا جائے اور ملک مصر پر انہیں حکومت دی جائے۔ فرعون، ہامان اور ان کے لاؤ لشکر کو ان کا وہ انجام دکھایا جائے جس کا انہیں خطرہ تھا۔ ائمۃ مقتدی بھم فی الدین والدنیا علی ما فی البحر (روح ج ۲۰ ص ۴۳) ای قادۃ فی الخیر یقتدی بھم وقیل ولاۃ وملوکا (خازن ج ۵ ص ۱۳۴) مَا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ○ جس چیز کا ان کو ڈر اور خطرہ تھا یعنی بنی اسرائیل کے ایک مولود کے ہاتھوں ان کی تباہی اور سلطنت سے محرومی۔ ۷ اب یہاں سے اس اجمال کی تفصیل شروع ہوتی ہے جو پہلی آیتوں میں تھا یعنی ان مستضعفین کی سربلندی اور ان سرکشوں کی پستی کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔ وہ مولود مسعود پیدا ہو چکا ہے جس کے ہاتھ پر بنی اسرائیل کا غلبہ اور قوم فرعون کی تباہی و رسوائی ہونے والی تھی۔ اَوْحَيْنَا میں وحی سے الہام اور القاء فی القلب مراد ہے یعنی ہم نے موسیٰ کی والدہ کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ ابھی اسے اپنے پاس چھپائے رکھو اور اسے دودھ پلاتی رہو اگر اس کے قتل کا خطرہ لاحق ہو تو اسے صندوق میں بند کر کے دریا میں ڈال دینا اور پھر اس کے ضائع ہونے کا اندیشہ اور اس کی جدائی کا غم نہ کرنا میں جلد ہی اسے تیرے پاس واپس لاؤں گا اور میں اسے منصب رسالت پر بھی فائز کرنے والا ہوں۔ یہی معاملہ حضور علیہ السلام کو پیش آیا آپ کو مشرکین کی ایذاؤں کی وجہ سے مجبوراً مکہ چھوڑنا پڑا لیکن آخر اللہ نے آپ کو مکہ مکرمہ میں فاتحانہ داخل فرمایا۔ ۸ فا فصیحہ ہے یعنی جب والدۂ موسیٰ علیہ السلام کو خطرہ لاحق ہوا تو بچے کو الہام ربانی کے مطابق صندوق میں بند کر کے دریا میں ڈال دیا۔ اتفاق سے اس روز فرعون نے دریا کے کنارے اپنا دربار لگا رکھا تھا اسی اثنا میں وہ صندوق تیرتا ہوا اس کی نشست گاہ کے قریب ہی ایک درخت کے ساتھ جا لگا۔ فرعون کے لوگوں نے اسے نکال لیا۔ جب صندوق کھولا گیا تو اس میں نہایت ہی حسین و جمیل بچہ دیکھ کر سب حیران رہ گئے۔ لِيَكُوْنَ لَهُمْ میں لام عاقبت کا ہے۔ یعنی انہوں نے اس کو اٹھا لیا جو انجام کار ان کا دشمن اور ان کے لئے غم و اندوہ کا باعث بننے والا تھا حالانکہ ان کی غرض یہ نہ تھی۔ خٰطِئِیْنَ کفر و شرک اور انکار

عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ (۱۲)
ایک گھر والے کہ وہ اس کو پال دیں تمہارے لئے اور وہ اس کا بھلا چاہنے والے ہیں ف۱
فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ كَیْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَ
پھر پہنچا دیا ہم نے اس کو ۹ اس کی ماں کی طرف کہ ٹھنڈی رہے اس کی آنکھ اور غمگین نہ ہو اور
لِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (۱۳)
جانے کہ اللہ کا وعدہ ٹھیک ہے پر بہت لوگ نہیں جانتے ف۲
وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰٓى اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ
اور جب پہنچ گیا ۱۰ اپنے زور پر اور سنبھل گیا دی ہم نے اس کو حکمت اور سمجھ
وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ (۱۴) وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ
اور اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکی والوں کو اور آیا شہر کے اندر ۱۱
عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ
جس وقت بے خبر ہوئے تھے وہاں کے لوگ پھر پائے اس میں دو مرد
يَقْتَتِلٰنِ ۫ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ
لڑتے ہوئے یہ ایک اس کے رفیقوں میں اور یہ دوسرا اس کے دشمنوں میں
فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِىْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِىْ مِنْ
پھر فریاد کی اس سے اس نے جو تھا اس کے رفیقوں میں اس کی جو تھا اس کے
الربع
عَدُوِّهٖ ۙ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ ۫ قَالَ هٰذَا
دشمنوں میں پھر مکا مارا اس کو موسیٰ نے پھر اس کو تمام کر دیا بولا یہ ہوا
مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ (۱۵) قَالَ
شیطان کے کام سے ۱۲ بے شک وہ دشمن ہے بہکانے والا صریح ف۳ بولا
رَبِّ اِنِّىْ ظَلَمْتُ نَفْسِىْ فَاغْفِرْ لِىْ فَغَفَرَ لَهٗ ؕ
اے میرے رب میں نے برا کیا اپنی جان کا سو بخش مجھ کو پھر اس کو بخش دیا

موضح قرآن

ف۱ فرعون کی عورت تھی بنی اسرائیل میں کی حضرت موسیٰ کے چچا کی بیٹی، اس لفظ سے وہ پہچان گئی کہ لڑکا ان کا ہے اور جب ان کو لے پالا تو دائیاں ڈھونڈیں کسی کا دودھ انہوں نے نہ پیا ناچار ہو گئے تھے تب ان کی ماں کو بلایا اس کا دودھ پینے لگے اس کو حوالے کیا پالنے کو ایک دینار روز کر دیا۔ ف۲ یعنی وعدہ اللہ کا پہنچ رہتا ہے بیچ میں بڑے بڑے پھیر پڑ جاتے ہیں اس میں بہت لوگ بے یقین ہونے لگتے ہیں۔ ف۳ جب حضرت موسیٰ جوان ہوئے فرعون کی قوم سے بیزار رہتے ان کے کفر سے اور ان کے ساتھ لگے رہتے بنی اسرائیل وہی دو شخص لڑتے دیکھے ظالم تھا فرعونی اس کو مارا تھا ادب دینے کو اس کی اجل آ گئی یہ پچھتائے کہ بے قصد خون ہو گیا اور ان کی ماں کا گھر تھا شہر سے باہر جہاں سب بنی اسرائیل رہتے تھے حضرت موسیٰ کبھی وہاں جاتے کبھی فرعون کے گھر آتے اور فرعون کی قوم ان کی دشمن تھی کہ غیر قوم کا شخص ہے ایسا نہ ہو کہ زور پکڑے۔

اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ⑯ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَنْعَمْتَ
بے شک وہی ہے بخشنے والا مہربان بولا اے رب جیسا تو نے فضل کر دیا
عَلَيَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ ⑰ فَاَصْبَحَ
مجھ پر ف۱ پھر میں کبھی نہ ہوں گا مددگار گنہگاروں کا ف۲ پھر صبح کو اٹھا ف۳
فِي الْمَدِيْنَةِ خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ فَاِذَا الَّذِي اسْتَنْصَرَهٗ
اس شہر میں ڈرتا ہوا انتظار کرتا ہوا پھر ناگہاں جس نے کل مدد
بِالْاَمْسِ يَسْتَصْرِخُهٗ ۭ قَالَ لَهٗ مُوْسٰٓى اِنَّكَ لَغَوِيٌّ
مانگی تھی اس سے آج پھر فریاد کرتا ہے اس سے کہا موسیٰ نے بے شک تو بے راہ ہے
مُّبِيْنٌ ⑱ فَلَمَّآ اَنْ اَرَادَ اَنْ يَّبْطِشَ بِالَّذِيْ هُوَ
صریح ف۱ پھر جب چاہا کہ ہاتھ ڈالے اس پر جو
عَدُوٌّ لَّهُمَا ۙ قَالَ يٰمُوْسٰٓى اَتُرِيْدُ اَنْ تَقْتُلَنِيْ كَمَا
دشمن تھا ان دونوں کا بول اٹھا اے موسیٰ کیا تو چاہتا ہے کہ خون کرے میرا جیسے
قَتَلْتَ نَفْسًۢا بِالْاَمْسِ ڰ اِنْ تُرِيْدُ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ
خون کر چکا ہے کل ایک جان کا تیرا یہی جی چاہتا ہے کہ
جَبَّارًا فِي الْاَرْضِ وَمَا تُرِيْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِيْنَ ⑲
زبردستی کرتا پھرے زمین میں اور نہیں چاہتا کہ ہو صلح کرا دینے والا ف۲ ف۱
وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى ۡ قَالَ يٰمُوْسٰٓى
اور آیا ف۳ شہر کے پرے سرے سے ایک مرد دوڑتا ہوا کہا اے موسیٰ
اِنَّ الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّيْ لَكَ
دربار والے مشورہ کرتے ہیں تجھ پر کہ تجھ کو مار ڈالیں سو نکل جا میں تیرا
مِنَ النّٰصِحِيْنَ ⑳ فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ ۡ
بھلا چاہنے والا ہوں ف۴ پھر نکلا وہاں سے ڈرتا ہوا ف۱۳ راہ دیکھتا

حق کی وجہ سے مجرم اور گنہگار تھے۔ ۹ فرعون کے دل میں خود بخود یا کسی کی توجہ دلانے سے یہ خیال پیدا ہوا ممکن ہے یہ وہی مولود ہو جس کے ہاتھ اس کی سلطنت کا زوال مقدر ہو اس لئے اسے قتل کر دینا چاہئے۔ لیکن فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم نے سفارش کی اور کہا یہ تو میری اور آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اس لئے آپ اسے قتل نہ کرائیں ممکن ہے اس کے ذریعہ سے ہمیں کوئی فائدہ پہنچ جائے یا اسے ہم اپنا بیٹا بنا لیں گے کیونکہ ہمارے بیٹا بھی تو نہیں ہے۔ فرعون نے آسیہ کی بات مان لی۔ اور بچے کے قتل سے دستکش ہوگیا۔ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ یہ سب کچھ ہوا مگر ان میں سے کسی کو بھی معلوم نہ تھا کہ یہ وہی مولود ہے جس کے ہاتھ پر ان کا زوال و ہلاک ہوگا۔ ای لا یشعرون انه الذی یفسد ملکھم علی یدیه قاله قتادة (بحر ج ۷ ص۱۰۵) ۱۰ فَارِغًا یعنی صبر سے خالی یا خیال فرزند کے سوا ہر خیال سے خالی۔ (روح) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ دمیانة بنت یصہر بن لاوی، کو جب معلوم ہوا کہ فرعون نے ان کے فرزند ارجمند کو اٹھا لیا ہے اور وہ صحیح سلامت اور زندہ بچ گیا ہے تو ان کا دل صبر واستقلال سے خالی ہوگیا اور قریب تھا کہ مارے خوشی کے وہ فرعون کو بتا دیں کہ اس کا بیٹا ہے۔ قیل المعنی انہا کادت تظہر امرہ من شدة الفرح بنجاته وتبنی فرعون ایاہ (روح ج ۲۰ ص۴۹) یا مطلب یہ ہے کہ جب بچے کو صندوق میں بند کرکے انہوں نے دریا میں ڈال دیا تو موجوں نے اس کو ادھر سے ادھر پھینکنا شروع کیا یا جب وہ فرعون کے ہاتھ آ گیا تو والدہ کو غم لاحق ہوا کہ فرعون اسے ضرور قتل کر ڈالے گا تو شدت غم سے قریب تھا کہ اس کی چیخیں نکل جاتیں اور راز فاش ہو جاتا قیل لما رأت الامواج تلعب بالتابوت کادت تصیح و تقول وا ابناہ وقیل لما سمعت ان فرعون اخذ التابوت لم تشك انه یقتله فکادت تقول وا ابناہ شفقة علیه (مدارك ج ۳ ص۱۷۲) ۱۱ لیکن ہم نے والدۂ موسیٰ علیہ السلام کے دل میں گرہ لگا دی اور اس کے دل کو مزید صبر عطا کرکے مضبوط کر دیا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ یہ ماقبل کی علت ہے یعنی ہم نے اس کے دل کو مضبوط اس لئے کیا تاکہ ہمارے وعدے کی اسے مزید تصدیق ہو جائے ای من المصدقین وعد اللہ ایاها۔ (خازن ج ۵ ص۱۳۷) یا مطلب یہ ہے تاکہ وہ ایمان پر ثابت قدم رہے کیونکہ مومن تو وہ پہلے بھی تھی قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالی۔ لَوْلَآ کا جواب مقدر ہے ای لابدته بقرینة اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ (روح) ۱۲ ماں کی ممتا کو کب قرار آتا ہے فوراً اپنی بیٹی

موضح قرآن ف۱ شاید اس فریادی کی بھی کچھ تقصیر تھی اور بخشنا انہوں نے جانا الہام سے پیغمبر لوگ نبوت سے پہلے ولی تو ہوتے ہیں ف۲ یعنی ہر روز ظالموں سے الجھتا ہے اور مجھ کو لڑواتا ہے راہ دیکھتے یہ کہ خون والے فرعون پاس فریادی گئے ہیں دیکھئے کس پر ثابت ہو اور مجھ سے کیا سلوک کریں۔ ف۳ ہاتھ ڈالتے چاہا اس ظالم پر بول اٹھا مظلوم جانا کہ زبان سے مجھ پر غصہ کیا ہاتھ بھی چلا دیں گے وہ کل خون چھپا رہا تھا کہ کس نے کیا، آج اس کی زبان سے مشہور ہوا۔ ف۴ یہ سنایا ہمارے رسول کو کہ یہ بھی وطن سے نکلیں جان کے خوف سے کافر سب اکٹھے ہوئے تھے کہ ان پر مل کر چوٹ کریں، اسی رات نکلے ہجرت کر کر۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی چون موسی اوراغوی مضل مبین گفت و دانست که غضب کرده بر سر من می آید ۱۲۔

قَالَ رَبِّ نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۱﴾ ع وَلَمَّا ۲ع۸ ۵
بولا اے رب بچالے مجھ کو اس قوم بے انصاف سے اور جب
تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ
منہ کیا ۲۲ مدین کی سیدھ پر بولا امید ہے کہ میرا رب لے جائے مجھ کو
سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۲۲﴾ وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ
سیدھی راہ پر ف۱ اور جب پہنچا ۲۳ مدین کے پانی پر پایا
عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ ۟ وَوَجَدَ مِنْ
وہاں ایک جماعت کو لوگوں کی پانی پلاتے ہوئے ف۲ اور پایا ان
دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ؕ
سے ورے دو عورتوں کو کہ روکے ہوئے کھڑی تھیں اپنی بکریاں بولا تمہارا کیا حال ہے
قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ ٚ سکتہ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ
بولیں ہم نہیں پلاتیں پانی چرواہوں کے پھیرے جانے تک اور ہمارا باپ بوڑھا ہے
كَبِيْرٌ ﴿۲۳﴾ فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ
بڑی عمر کا ف۳ پھر اس نے پانی پلا دیا ان کے جانوروں کو ۲۴ پھر ہٹ کر آیا چھاؤں کی طرف بولا اے رب
اِنِّيْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ﴿۲۴﴾ فَجَآءَتْهُ
تو جو چیز اتارے میری طرف اچھی میں اس کا محتاج ہوں ف۴ پھر آئی اس کے پاس
اِحْدٰىهُمَا تَمْشِيْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ ۫ قَالَتْ اِنَّ اَبِيْ
ان دونوں میں سے ایک چلتی تھی شرم سے ۲۵ بولی میرا باپ
يَدْعُوْكَ لِيَجْزِيَكَ اَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ؕ فَلَمَّا
تجھ کو بلاتا ہے کہ بدلے میں دے حق اس کا کہ تو نے پانی پلا دیا ہمارے جانوروں کو پھر جب
جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ ۙ قَالَ لَا تَخَفْ قف وقفة
پہنچا اس کے پاس اور بیان کیا اس سے احوال کہا مت ڈر

موسیٰ علیہ السلام کی ہمشیرہ حضرت مریم بنت عمران (یہ مریم بنت عمران والدۂ مسیح علیہ السلام کے علاوہ ہیں)، کو تفتیش احوال کے لئے فرعون کے گھر اس کے پیچھے پیچھے بھیجا تاکہ معلوم کرے کہ وہ اس کے ساتھ کس طرح پیش آتے ہیں۔ چنانچہ وہ گئیں اور دور سے سب کچھ دیکھتی رہیں اس طرح کہ کسی کو پتہ نہ چل سکا کہ وہ تفتیش احوال کے لئے وہاں کھڑی ہیں۔ عَنْ جُنُبٍ ای عن بعد یعنی دور سے دیکھ)، ۱۳ تحریم منع سے کنایہ ہے۔ مراضع، مرضع کی جمع ہے یعنی مریم کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو دائیوں کا دودھ پینے سے روک دیا۔ اب وہ سب پریشان تھے کہ کیا کریں بچہ کسی دایہ کا دودھ منہ سے بھی نہیں لگاتا۔ جب مریم نے یہ صورت حال دیکھی تو جرات کر کے قریب چلی گئیں اور کہا اگر اجازت ہو تو ایک بی بی کا میں بھی پتہ دیئے دیتی ہوں شاید یہ بچہ اس کا دودھ پی لے۔ وہ بی بی اور اس کے گھر والے سب ہی اس بچے کی پیار محبت اور خیر خواہی سے تربیت کریں گے۔ ۱۴ فا فصیحہ ہے یعنی انہوں نے اس کی بات مان لی اور ان کے کہنے پر اپنی والدہ کو ان کے پاس لے آئی جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی والدہ کی خوشبو سونگھی تو فوراً اس کا دودھ پینا شروع کر دیا چنانچہ فرعون نے بچے کی پرورش اسی کے حوالے کر دی اس طرح ہم نے موسیٰ کو اس کی والدہ کے پاس واپس کر دیا تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور اس کی جدائی کا اسے غم نہ ہو نیز اسے یقین ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا تھا۔ ۱۵ جب موسیٰ علیہ السلام سن نمو کی انتہا کو پہنچ گئے اور ان کی ذہنی اور جسمانی قوتیں حد کمال کو پہنچ گئیں تو ہم نے ان کو عقل اور علم و فہم کی دولت عطا کی یعنی دین کے معاملات میں گہری سمجھ اور حکمت یعنی صحیح قوت فیصلہ سے سرفراز فرمایا ای الفقہ والعقل والعلم فی الدین فعلم موسی و حکم قبل ان یبعث نبیًا (معالم ج ۵ ص ۱۳۸) بعض نے حکم و علم سے نبوت اور علم نبوت مراد لیا ہے لیکن اس صورت میں ترتیب قصہ میں تقدیم و تاخیر ہو گی کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کو نبوت مدین سے واپسی پر راستے میں ملی اور قتل قبطی اور سفر مدین وغیرہ واقعات نبوت سے پہلے کے ہیں۔ لیکن پہلی صورت میں تقدیم و تاخیر ماننے کی ضرورت نہیں۔ ۱۶ ایک دن موسیٰ علیہ السلام شہر میں ایسے وقت میں داخل ہوئے جبکہ سب لوگ دوپہر کے وقت باہر کے حالات سے بے خبر اپنے گھروں میں قیلولہ کر رہے تھے۔ آپ نے کیا دیکھا کہ دو آدمی آپس میں لڑ رہے ہیں ان میں سے ایک تو ان کے اپنے قبیلے یعنی بنی اسرائیل کا ہے اور دوسرا ان کی دشمن قوم قبط کا ہے۔ اسرائیلی نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھتے ہی قبطی کے مقابلے میں انہیں مدد کے لئے پکارا۔ موسیٰ علیہ السلام نے پہلے تو قبطی کو زبانی سمجھایا کہ وہ اسرائیلی کو چھوڑ دے لیکن وہ الٹا گستاخی سے پیش آیا اس پر انہوں نے آگے بڑھ کر اس کے ایک گھونسہ رسید کیا۔ اس سے ان کا ارادہ ظالم کے ظلم سے مظلوم کو بچانے کا تھا قتل کا ارادہ ہرگز نہ تھا اور نہ عادۃً گھونسہ قتل کا باعث ہوتا ہے لیکن قبطی اس کی تاب نہ لا سکا اور مر گیا۔ اس تقریر سے معلوم

موضح قرآن ف۱ یہ واقف نہ تھے راہ سے اللہ نے اسی راہ پر ڈال دیا۔ ف۲ مصر سے دس دن کی راہ ہے وہاں پہنچے بھوکے پیاسے لوگ پانی پلاتے تھے بکریوں کو ف۳ وہ حیا سے کنارے کھڑی تھیں بکریاں ایک طرف لے کر اور ان کو قوت نہ تھی کہ بھاری ڈول نکالیں اوروں سے بچا پانی پلاتیاں ف۴ عورتوں نے پہچانا کہ چھاؤں پکڑتا ہے مسافر ہے دور سے آیا، تھکا بھوکا جا کر اپنے باپ سے کہا ان کو درکار تھا کوئی مرد ہو نیک بخت کہ بکریاں تھامے اور بیٹی بھی بیاہ دیں۔

ہوگیا کہ یہ واقعہ عصمتِ انبیاء علیہم السلام از کبائر قبل نبوت کے منافی نہیں کیونکہ موسیٰ علیہ السلام نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں انہوں نے ایک مظلوم کی امداد کی تھی جس سے بلا ارادہ ایک آدمی مر گیا۔ لا یشکل ایضا علی القول بعصمتھم عن الکبائر والصغائر مطلقا لجواز ان یکون علیہ السّلام قد رأی ان فی الوکز دفع ظالم عن مظلوم ففعلہ غیر قاصد بہ القتل وانما وقع مترتبا علیہ لا عن قصد (روح ج ۲۰ ص ۵۳) **۱۷** یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ارادہ قتل کا ہرگز نہ تھا۔ جب ان کے گھونسہ مارنے سے غیر متوقع طور پر قبطی کی موت واقع ہوگئی تو بہت نادم ہوئے اور بول اٹھے یہ تو ایک شیطانی فعل ہے شیطان انسان کا علانیہ دشمن ہے جو اسے ورغلا کر غلط راستے پر ڈالتا ہے۔ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ الخ اس غیر ارادی لغزش پر اللہ سے معافی کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے معافی دیدی کیونکہ معاف کرنے والا اور مہربان حقیقت میں وہی ہے۔ **۱۸** حضرت شیخ فرماتے ہیں۔ بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ کے بعد فلا تھنّی محذوف ہے یعنی مجھے رسوا نہ کرنا۔ یا بِمَا میں بار قسمیہ ہے اور جواب قسم محذوف ہے اور فَلَنْ اَکُوْنَ الخ جواب پر معطوف ہے ای اقسم بانعامك علی لامتنعنّ عن مثل ھذا الفعل الخ (روح ج ۲۰ ص ۵۵) اور انعام سے یا تو فرعون کے شر سے محفوظ رہنا مراد ہے یا مذکورہ لغزش پر مغفرت کیونکہ الہام یا رؤیائے صادقہ سے موسیٰ علیہ السلام کو معلوم ہوگیا تھا کہ اللہ نے ان کی لغزش معاف فرمادی ہے (ایضا)، اس پر امر خامس یعنی فَلَا تَکُوْنَنَّ ظَهِیْرًا لِّلْکٰفِرِیْنَ متفرع ہوگا۔ **۱۹** حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رات اسی امید و بیم اور کشمکش میں گذار دی کہ دیکھیں فرد جرم کس پر عائد ہوتی ہے۔ اگلے روز جب وہ گھر سے باہر نکلے تو دیکھا کہ وہی اسرائیلی آج ایک دوسرے قبطی سے گتھم گتھا ہے۔ اس نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر آج پھر مدد کے لئے پکارا موسیٰ علیہ السلام نے کہا تو بڑا بیہودہ آدمی ہے۔ ان کا مطلب یہ تھا کہ تیرا روزانہ کام ہی یہی ہے۔ فَلَمَّآ اَنْ اَرَادَ الخ اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام جب قبطی کو پکڑ کر پیچھے ہٹانے کے ارادے سے آگے بڑھے تو اسرائیلی سمجھا کہ وہ مجھے پکڑنے لگے ہیں کیونکہ انہوں نے اسے ملامت کی تھی، اس لئے فوراً بول اٹھا۔ اے موسیٰ! جس طرح کل تو نے ایک شخص کو قتل کر ڈالا اسی طرح آج مجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔ تو لوگوں کے جھگڑے صلح صفائی سے ختم کرنے کے بجائے جبر و تشدد سے بڑا بننا چاہتا ہے۔ **۲۰** اسرائیلی کی گفتگو سے قبطی کے قتل کا معمہ حل ہوگیا اور یہ خبر فوراً ہی فرعون تک پہنچ گئی۔ فرعون اور اس کے مشیروں نے موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کا فیصلہ کیا۔ فرعون کے رشتہ داروں میں سے ایک نیک دل انسان (جو بعد میں موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آیا اور قرآن میں جسے مومن آل فرعون کہا گیا ہے، شمعون یا حزقیل) کو اس کی اطلاع ہوگئی وہ دوڑتا ہوا

نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا

بچ آیا تو اس قوم بے انصاف سے بولی ان دونوں میں سے ایک

یٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ اِنَّ خَیْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ

اے باپ اس کو نوکر رکھ لے ف۲۱ البتہ بہتر نوکر جس کو تو رکھنا چاہے وہ ہے

الْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ ﴿۲۶﴾ قَالَ اِنِّیْٓ اُرِیْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ

جو زور آور ہو امانت دار ف کہا میں چاہتا ہوں ف۲۲ کہ بیاہ دوں تجھ کو

اِحْدَى ابْنَتَیَّ هٰتَیْنِ عَلٰٓى اَنْ تَاْجُرَنِیْ ثَمٰنِیَ حِجَجٍ ۚ

ایک بیٹی اپنی ان دونوں میں سے اس شرط پر کہ تو میری نوکری کرے آٹھ برس

فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۚ وَمَآ اُرِیْدُ اَنْ

پھر اگر تو پورے کر دے دس برس تو وہ تیری طرف سے ہو اور میں نہیں چاہتا کہ

اَشُقَّ عَلَیْكَ ؕ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۲۷﴾

تجھ پر تکلیف ڈالوں تو پائے گا مجھ کو اگر اللہ نے چاہا نیک بختوں سے

قَالَ ذٰلِكَ بَیْنِیْ وَبَیْنَكَ ؕ اَیَّمَا الْاَجَلَیْنِ قَضَیْتُ

بولا یہ وعدہ ہو چکا میرے اور تیرے بیچ جونسی مدت ان دونوں میں پوری کر دوں

فَلَا عُدْوَانَ عَلَیَّ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِیْلٌ ﴿۲۸﴾ ع

سو زیادتی نہ ہو مجھ پر اور اللہ پر بھروسہ اس چیز کا جو ہم کہتے ہیں ف

۳ ع ۷

فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖٓ اٰنَسَ مِنْ

پھر جب پوری کر چکا ف۲۳ موسیٰ وہ مدت اور لے کر چلا اپنے گھر والوں کو دیکھی

جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ۚ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّیْٓ

کوہ طور کی طرف سے ایک آگ کہا اپنے گھر والوں کو ٹھہرو میں نے

اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّیْٓ اٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ

دیکھی ہے ایک آگ شاید لے آؤں تمہارے پاس وہاں کی کچھ خبر یا انگارا

موضح قرآن ف۱ زور دیکھا ڈول نکالنے سے اور امانت دار دیکھا بے طمع ہونے سے ف۲ ہمارے حضرت بھی وطن سے نکلے سو آٹھ برس پیچھے آ کر مکہ فتح کیا اگر چاہتے اسی وقت شہر خالی کرواتے کافروں سے لیکن اپنی خوشی سے دس برس پیچھے کافروں سے پاک کیا ان بزرگ کا نام نہیں فرمایا قران میں اور توریت میں نام کچھ اور ہے اور مشہور ہے کہ حضرت شعیب پیغمبر تھے۔

مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِیَ مِنْ
آگ کا تاکہ تم تاپو پھر جب پہنچا اس کے پاس ۲۹ف آواز ہوئی

شَاطِئِ الْوَادِ الْاَیْمَنِ فِی الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ
میدان کے داہنے کنارے سے برکت والے خطہ میں

الشَّجَرَةِ اَنْ یّٰمُوْسٰۤی اِنِّیْۤ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۳۰﴾
ایک درخت سے کہ اے موسیٰ میں ہوں میں اللہ جہان کا رب

وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ
اور یہ کہ ڈال دے اپنی لاٹھی پھر جب دیکھا اس کو پھنپھناتے جیسے سانپ کی سٹک

وَّلّٰی مُدْبِرًا وَّلَمْ یُعَقِّبْ ؕ یٰمُوْسٰۤی اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ۫ اِنَّكَ
الٹا پھرا منہ موڑ کر اور نہ دیکھا پیچھے پھر کر اے موسیٰ آگے آ اور مت ڈر تجھ کو

مِنَ الْاٰمِنِیْنَ ﴿۳۱﴾ اُسْلُكْ یَدَكَ فِیْ جَیْبِكَ تَخْرُجْ
کچھ خطرہ نہیں ڈال اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ۳۰ف نکل آئے

بَیْضَآءَ مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ ۫ وَّاضْمُمْ اِلَیْكَ جَنَاحَكَ
سفید ہو کر نہ کہ کسی برائی سے اور ملا لے اپنی طرف اپنا بازو

مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰی فِرْعَوْنَ
ڈر سے سو یہ دو سندیں ہیں ۳۱ف تیرے رب کی طرف سے فرعون

وَمَلَا۠ئِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ رَبِّ
اور اس کے سرداروں پر بے شک وہ تھے لوگ نافرمان ف۱ ۔ بولا اے رب ۳۲ف

اِنِّیْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ یَّقْتُلُوْنِ ﴿۳۳﴾ وَ
میں نے خون کیا ہے ان میں ایک جان کا سو ڈرتا ہوں کہ مجھ کو مار ڈالیں گے اور

اَخِیْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّیْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِیَ
میرا بھائی ہارون ۳۳ف اس کی زبان چلتی ہے مجھ سے زیادہ سو اس کو بھیج میرے ساتھ

پہلا معجزہ ۱۲

دوسرا معجزہ ۱۲

موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور دربار فرعون کے فیصلے سے انہیں آگاہ کیا اور مشورہ دیا کہ وہ فوراً اس شہر سے ہجرت کر جائیں۔ **۲۱ف** موسیٰ علیہ السلام بلا توقف شہر سے نکل کھڑے ہوئے مگر یہ خوف بھی دامنگیر ہے کہ کہیں فرعون کے آدمی ان کو گرفتار نہ کر لیں یا قتل نہ کر ڈالیں اس کے ساتھ ہی اللہ کی طرف متوجہ ہو کر التجا کرتے ہیں کہ میرے پروردگار مجھے ظالموں سے بچانا کیونکہ اس کے سوا کوئی ملجا و ماوی نہیں یعنی ینتظر الطلب ھل یلحقہ فیأخذہ ثم لجأ الی اللہ تعالٰی لعلمہ انہ لا ملجأ الا الیہ (خازن ج ۵ ص ۱۴۰) **۲۲ف** مدین حضرت شعیب علیہ السلام کا شہر تھا۔ یہ شہر فرعون کی سلطنت سے باہر تھا اور مصر سے قریب بھی تھا اس لئے مدین کا رخ کیا۔ ومدین قریۃ شعیب علیہ السلام سمیت بمدین بن ابراہیم ولم تکن فی سلطان فرعون وبینہا وبین مصر مسیرۃ ثمانیۃ ایام (مدارک ج ۳ ص ۱۷۶) راستہ چونکہ صحیح معلوم نہ تھا اس لئے محض اندازے سے ایک راستہ پکڑ لیا اور خدا کے بھروسے پر چل دیئے کہ وہ اپنی مہربانی سے سیدھی راہ پر ڈال دے گا۔ **۲۳ف** خدا خدا کر کے مدین پہنچ گئے۔ ابھی شہر سے باہر ہی تھے کہ ایک کنوئیں پر لوگوں کا ہجوم دیکھا جو اپنے چوپایوں کو پانی پلا رہے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ دو عورتیں دور پرے اپنا ریوڑ روکے کھڑی ہیں موسیٰ علیہ السلام کو ان کی حالت عجیب سی معلوم ہوئی، آگے بڑھ کر ان سے پوچھا کیا بات ہے تم اپنا ریوڑ اس طرح دور کیوں روکے کھڑی ہو؟ انہوں نے جواب دیا جب تک یہ لوگ اپنے مویشیوں کو پانی پلا کر فارغ نہ ہو جائیں اس وقت تک ہم اپنی بکریوں کو پانی نہیں پلا سکتیں۔ کیونکہ ہم خود کنوئیں سے پانی نہیں نکال سکتیں اور ہمارا والد بھی بوڑھا ضعیف ہے وہ بھی اس کام سے عاجز ہے، اس لئے جب یہ لوگ اپنے مویشیوں کو پانی پلا کر چلے جائیں گے تو حوض میں بچا کھچا پانی ہم اپنی بکریوں کو پلا لیں گی۔ انا امرأتان لا نطیق ان نستقی ولا نستطیع ان نزاحم الرجال فاذا اصدروا سقینا مواشینا ما افضلت مواشیہم فی الحوض (معالم ج ۵ ص ۱۴۰) مشہور قول یہی ہے کہ یہ دونوں عورتیں حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹیاں تھیں مسئلہ توحید کی وجہ سے مشرکین کو حضرت شعیب علیہ السلام کے ساتھ اس قدر ضد تھی کہ انہوں نے انسانی مروت اور اخلاق کو بھی بالائے طاق رکھ دیا تھا۔ وہ نہ تو حضرت شعیب علیہ السلام کے بڑھاپے کا خیال کرتے نہ انکی بیٹیوں کے ضعف صنفی کا لحاظ کرتے بلکہ اپنے مویشیوں کو پانی پلا کر کنوئیں کا منہ بھی نہایت وزنی پتھر سے بند کر دیتے اور ڈول بھی اس قدر وزنی تھا جسے کئی طاقتور آدمی ہی کھینچ سکتے تھے۔ **۲۴ف** حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کے حال پر رحم آگیا آپ آگے بڑھے اور لوگوں کو ایک طرف ہٹا کر اکیلے ہی ڈول بھر کر نکالا اور ان کے مویشیوں کو پانی پلا کر انہیں روانہ کیا اور خود قریب ہی کسی درخت یا دیوار کے سائے میں جا بیٹھے۔ کہتے ہیں ڈول اس قدر وزنی تھا کہ کئی آدمی مل کر نکال سکتے تھے۔ روی انہ نحی القوم عن رأس البئر وسألہم دلوا فاعطوہ دلوہم وقالوا استق بہا وکانت لا ینزعہا الا اربعون فاستقی بہا وصبہا فی الحوض الخ (مدارک ج ۳ ص ۱۷۱) سائے میں بیٹھ کر اپنے مولیٰ سے بھوک کی شکایت

موضح قرآن ف۱ بازو ملا ڈر سے یعنی سانپ کا ڈر جاتا رہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید ہم آوردن دو بازو کنایت است از جمع خاطر و مشوش نشدن چنانکہ خفض جناح کنایت است از تواضع ۱۲۔

رِدْاً يُّصَدِّقُنِيْٓ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ﴿۳۴﴾ قَالَ

مدد کو کہ میری تصدیق کرے میں ڈرتا ہوں کہ مجھ کو جھوٹا کریں فرمایا

سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا

ہم مضبوط کردیں گے تیرے بازو کو تیرے بھائی سے اور دیں گے تم کو غلبہ

فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَيْكُمَا ۚۛ بِاٰيٰتِنَا ۚۛ اَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا

پھر وہ نہ پہنچ سکیں گے تم تک ہماری نشانیوں سے تم اور جو تمہارے ساتھ ہو

الْغٰلِبُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا

غالب رہو گے پھر جب پہنچا ان کے پاس موسیٰ لے کر ہماری نشانیاں کھلی ہوئی بولے

مَا هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَّمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا

اور کچھ نہیں یہ جادو ہے باندھا ہوا اور ہم نے سنا نہیں یہ اپنے اگلے باپ

الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۶﴾ وَقَالَ مُوْسٰى رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى

دادوں میں اور کہا موسیٰ نے میرا رب تو خوب جانتا ہے جو کوئی لایا ہے ہدایت کی بات

مِنْ عِنْدِهٖ وَمَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۭ اِنَّهٗ

اس کے پاس سے اور جس کو ملے گا آخرت کا گھر بے شک

لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ

بھلا نہ ہوگا بے انصافوں کا اور بولا فرعون اے دربار والو

مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ۚ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ

مجھ کو تو معلوم نہیں تمہارا کوئی حاکم ہو میرے سوا سو آگ دے اے ہامان

عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ

میرے واسطے گارے کو پھر بنا میرے واسطے ایک محل تاکہ میں جھانک کر دیکھ لوں موسیٰ

مُوْسٰى ۙ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَاسْتَكْبَرَ هُوَ

کے رب کو اور میری اٹکل میں تو وہ جھوٹا ہے ف اور بڑائی کرنے لگا وہ

معانقة ۱۱ عند المتاخرین ۱۲

کی کہ میرے مولیٰ! اس وقت جو بھی تو مجھے تھوڑا بہت کہیں سے بھجوا دے میں اس کا محتاج ہوں۔ **۲۵** اسی خیال ہی میں تھے کہ ان دونوں عورتوں میں سے ایک آئی، اس کی چال ہی سے شرم وحیا اور شرافت نمایاں تھی، اس نے آکر کہا میرے والد آپ کو بلاتے ہیں تاکہ آپکے احسان کا آپ کو بدلہ دیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ساتھ ہولئے اور لڑکی سے کہا تم میرے پیچھے پیچھے چلو تاکہ تمہارے بدن پر میری نگاہ نہ پڑے اور دائیں بائیں مجھے راستہ بتاتی جاؤ روی انه علیه السّلام اجابها فقام معها فقال لها امشی خلفی وانعتی لی الطریق فانی اکره ان تصیب الریح ثیابك فتصف لی جسدك ففعلت الخ (روح ج ۲۰ ص ۶۵) جب انہوں نے حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس پہنچ کر سارا ماجرا بیان کیا تو انہوں نے فرمایا اب بے خوف ہو جاؤ یہاں فرعون کا کوئی تسلط نہیں اور اللہ نے تمہاری دعا قبول فرمائی اور ظالموں سے تمہیں بچا لیا **۲۶** دونوں بہنوں میں سے ایک بولی ـــ اور یہ وہی تھی جو انہیں بلانے گئی تھی ـــ ابا جان! اس نوجوان کو آپ ملازم رکھ لیں جو ریوڑ کو چرانے، اسے پانی پلانے اور اس کی دیکھ بھال کا کام کیا کرے۔ کیونکہ آپ کو ملازم ایسا چاہیئے جو طاقت ور بھی ہو اور نیک بھی اور اس نوجوان میں یہ دونوں صفتیں موجود ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کی قوت کا اندازہ اس نے اس سے لگایا کہ انہوں نے تنہا ڈول کھینچ لیا جو کئی آدمی مل کر کھینچ سکتے تھے۔ اور ان کی امانت اور نیکی کا اندازہ اس سے لگایا جب وہ انہیں ساتھ لیکر گھر آرہی تھی تو انہوں نے اسے کہا تھا تم میرے پیچھے پیچھے چلو تاکہ تمہارے بدن پر میری نگاہ نہ پڑے۔ **۲۷** حضرت شعیب علیہ السلام کو جب موسیٰ علیہ السلام کی قوت اور دیانت وامانت کا علم ہوگیا تو فرمایا میں چاہتا ہوں اگر تو آٹھ برس میری نوکری کرے تو میں ایک بیٹی تیرے نکاح میں دے دوں۔ اگر تو آٹھ کے بجائے دس سال پورے کردے تو یہ تیری طرف سے احسان وتفضل ہوگا اور کام کاج میں میں تجھ پر سختی کرنے اور زیادہ مشقت ڈالنے کا ارادہ بھی نہیں رکھتا۔ اور انشاءاللہ تو مجھے اس معاملے میں اچھا پائیگا۔ قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ الخ موسیٰ علیہ السلام نے کہا یہ میرے اور آپ کے درمیان معاہدہ ہوگیا کہ مجھے اختیار ہے آٹھ سال پورے کروں یا دس سال اور دس سال پورے کرنے کے سلسلے میں مجھ پر دباؤ نہ ڈالا جاسکے گا اور ہمارے اس معاہدے پر خدا گواہ ہے۔ مقصود یہ ہے کہ یہ معاہدہ پختہ ہو چکا ہے ہم میں سے کوئی اپنے معاہدے سے پھر نہیں سکے گا۔ یہ اصول ہے کہ اگر گذشتہ شرائع کو بلا انکار نقل کیا جائے تو وہ ہمارے لئے بھی حجت ہوں گی۔ اسی لئے حنفیہ نے یہاں سے استدلال کیا ہے کہ ایسی خدمت زوج مہر بن سکتی ہے۔ صاحب مدارک نے اس پر اجماع کا دعوی کیا ہے والتزوج علی رعی الغنم جائز بالاجماع لانه من باب القیام بامر الزوجیة (روح ج ۲۰ ص ۶۹) لیکن ایک شبہ ہو سکتا ہے کہ رعی غنم کی میعاد تو معین ہے لیکن منکوحہ مبہم ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تو صرف وعدہ ہے عقد نکاح نہیں عقد نکاح کے وقت منکوحہ کی تعیین لامحالہ کرنی ہوگی۔ وهذه مواعدة منه ولم یکن ذلك عقد نکاح اذ لو کان عقدا لقال قد انکحتك (مدارک ج ۳ ص ۱۵۰) **۲۸** تمام مفسرین اس پر متفق ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دس سال کی مدت پوری کی۔ اتمام میعاد

موضح قرآن ف گارے کو آگ دے یعنی پکا، اینٹ بنا، کہتے ہیں پکی اینٹ اول اسی نے نکالی کہ عمارت اونچی بنادے تو پتھر کے بوجھ سے گر نہ پڑے۔

وَجُنُوْدُهٗ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا
اور اس کے لشکر ملک میں ناحق اور سمجھے کہ وہ ہماری طرف
لَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۳۹﴾ فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي
پھر کر نہ آئیں گے پھر پکڑا ہم نے اس کو اور اس کے لشکروں کو پھر پھینک دیا ہم نے ان
الْيَمِّ ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَ
کو دریا میں سو دیکھ لے کیسا ہوا انجام گنہگاروں کا اور
جَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ
کیا ہم نے ان کو پیشوا کہ بلاتے ہیں دوزخ کی طرف اور قیامت کے دن
لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ
ان کو مدد نہ ملے گی اور پیچھے رکھ دی ہم نے ان پر اس دنیا میں پھٹکار
وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ ﴿۴۲﴾ ع وَلَقَدْ اٰتَيْنَا
اور قیامت کے دن ان پر برائی ہے اور دی ہم نے
مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى
موسیٰ کو کتاب بعد اس کے کہ ہم غارت کر چکے پہلی جماعتوں کو
بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۳﴾
سجھانے والی لوگوں کو اور راہ بتانے والی اور رحمت تاکہ وہ یاد رکھیں ف
وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اِذْ قَضَيْنَآ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ
اور تو نہ تھا غرب کی طرف جب ہم نے بھیجا موسیٰ کو حکم
وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَلٰكِنَّآ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا
اور نہ تھا تو دیکھنے والا ف لیکن ہم نے پیدا کیں کئی جماعتیں
فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۚ وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ
پھر دراز ہوئی ان پر مدت اور تو نہ رہتا تھا مدین والوں میں

ع ۴

لہ گذشتہ اقوام تمردہ ۱۲

۲ بیان صداقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

کے بعد اپنی بیوی کو ساتھ لیکر مصر کا رُخ کیا تاکہ وہاں اپنی والدہ، ہمشیرہ اور بھائی کی ملاقات کریں۔ ان کا خیال تھا کافی عرصہ گذر چکا ہے اب قبطی کے قتل کا معاملہ رفع دفع ہو چکا ہوگا۔ راستے میں جب وادی طوی میں پہنچے جو کوہِ طور کے دامن میں ہے تو راستہ بھول گئے۔ رات کا وقت تھا اور سردی بھی پڑ رہی تھی۔ اچانک کوہِ طور کی جانب سے آگ دیکھی تو بیوی سے فرمایا تم یہیں ٹھہرو مجھے آگ نظر آئی ہے۔ مَیں وہاں جاتا ہوں، وہاں کوئی آدمی ہوگا اس سے راستہ پوچھوں گا یا کم از کم تمہارے تاپنے کے لئے وہاں سے آگ ہی لے آؤں گا۔ **۲۹ھ** مِنْ شَاطِئِ مبدل منہ اور مِنَ الشَّجَرَةِ اس سے بدل ہے جب وہ آگ کے قریب پہنچے تو اس بابرکت اور سرسبز و شاداب خطے میں وادی کے دائیں کنارے کی جانب سے ایک درخت میں سے آواز آئی اے موسیٰ! میں اللہ ہوں یعنی ساری کائنات میں متصرف اور سارے جہاں کا مالک ہوں۔ اَنْ يّٰمُوْسٰٓى میں اَنْ تفسیریہ ہے جو ندا کی تفسیر کر رہا ہے۔ وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ یہ اَنْ يّٰمُوْسٰٓى پر معطوف ہے فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ الخ جب انہوں نے دیکھا کہ لاٹھی کا بہت بڑا اژدہا بن گیا ہے اور وہ سپولے کی مانند بڑی تیزی سے حرکت کر رہا ہے تو خوف سے پیٹھ پھیر کر بھاگے۔ يٰمُوْسٰٓى اَقْبِلْ الخ پھر آواز آئی اے موسیٰ! آگے بڑھو اور مت ڈرو اور اسے پکڑ لو تم ہر خوف و خطر سے محفوظ ہو اس اژدہا سے تمہیں کوئی گزند نہیں پہنچے گا۔ اژدہا اگرچہ بہت بڑا تھا لیکن چھوٹے سانپوں کی سی تیزی سے حرکت کر رہا تھا اس لئے اسے جَآنٌّ (چھوٹے سانپ) کے ساتھ تشبیہ دی گئی۔ كَاَنَّهَا جَآنٌّ ای فی سرعة الحرکة مع غایة عظم جثتها (ابوالسعود ج ۶ ص ۶۵۶) سانپ کو دیکھ کر بتقاضائے بشریت موسیٰ علیہ السلام ڈر گئے اس سے معلوم ہوا کہ معجزہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے اور پیغمبر کے اختیار میں نہیں ہوتا۔ **۳۰ھ** یہ دوسرا معجزہ ہے مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ الخ یعنی ہاتھ کا سفید ہونا کسی بیماری کی وجہ سے نہ ہوگا۔ وَاضْمُمْ اِلَيْكَ الخ یعنی اگر خوف وغیرہ ہو تو ہاتھ سینے پر رکھ لیا کرو اس سے خوف و ہراس جاتا رہے گا۔ خوف و ہراس کے وقت اگر آدمی ہاتھ سینے پر رکھ لے تو اس سے دل کو تقویت ملتی ہے اور گھبراہٹ کم ہو جاتی ہے۔ مِنَ الرَّهْبِ ای من اجل المخافة ..... ومن شان الانسان اذا فعل ذلك فی وقت فزعه ان یقوی قلبه (روح ج ۲۰ ص ۷۵) یا یہ عدم خوف سے کنایہ ہے کیونکہ پرندے جب خوف و خطر سے مامون ہوتے ہیں تو پروں کو اطمینان سے سمیٹ لیتے ہیں وهو ماخوذ من فعل الطائر عند الامن بعد الخوف وهو فی الاصل مستعار من فعل الطائر عند هذه الحالة الخ (روح)۔ **۳۱ھ** یہ دونوں معجزے عصا اور یدِ بیضا تمہاری رسالت کی واضح دلیلیں ہیں۔ اب فرعون اور اس کے اہل دربار کے پاس جاؤ اور یہ دونوں معجزے اپنی سچائی پر دلیل کے طور پر ان کے سامنے پیش کرو اور ان کو توحید کی دعوت دو۔ وہ اللہ کی نافرمانی اور عصیان و فجور میں انتہا کو پہنچ چکے ہیں۔ **۳۲ھ** منصبِ رسالت پر فائز ہونے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یقین تھا کہ اب اللہ تعالیٰ کی تائید و حمایت ہر وقت ان کے شامل حال رہے گی لیکن وہ قتل قبطی کے معاملے کو اللہ کے سامنے پیش کر کے اللہ کی جانب سے حفظ و امان کے وعدے کی طرح

موضح قرآن ف ۱ توریت کے بعد ایسے غارت کے عذاب کم آئے کہ عالم میں ایک لوگ شریعت کے حکم پر قائم رہے۔ ف ۲ غرب کی طرف طور کے جہاں موسیٰ کو توریت ملی۔

تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۙ وَ لٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَ

کہ ان کو سناتا ہماری آیتیں پر ہم رہے ہیں رسول بھیجتے اور

مَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَ لٰكِنْ رَّحْمَةً

تو نہ تھا طور کے کنارے جب ہم نے آواز دی لیکن یہ انعام ہے

مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ

تیرے رب کا تاکہ تو ڈر سنا دے ان لوگوں کو جن کے پاس نہیں آیا کوئی ڈر سنانے والا

مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَ لَوْ لَاۤ اَنْ

تجھ سے پہلے تاکہ وہ یاد رکھیں اور اتنی بات کے لئے کہ کبھی

تُصِيْبَهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْا

آن پڑے ان پر آفت ان کاموں کی وجہ سے جن کو بھیج چکے ہیں ان کے ہاتھ تو کہنے لگیں

رَبَّنَا لَوْ لَاۤ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَ

اے رب ہمارے کیوں نہ بھیج دیا ہمارے پاس کسی کو پیغام دے کر تو ہم چلتے تیری باتوں پر اور

نَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ

ہوتے ایمان والوں میں پھر جب پہنچی ان کو ٹھیک بات

مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا لَوْ لَاۤ اُوْتِيَ مِثْلَ مَاۤ اُوْتِيَ مُوْسٰى

ہمارے پاس سے کہنے لگے کیوں نہ ملا اس رسول کو جیسا ملا تھا موسیٰ کو

اَوَ لَمْ يَكْفُرُوْا بِمَاۤ اُوْتِيَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ۚ قَالُوْا

کیا ابھی منکر نہیں ہو چکے اس سے جو موسیٰ کو ملا تھا اس سے پہلے کہنے لگے

سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا ۫ وَ قَالُوْۤا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ

دونوں جادو ہیں آپس میں موافق اور کہنے لگے ہم دونوں کو نہیں مانتے تو کہہ

فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَاۤ اَتَّبِعْهُ

اب تم لاؤ کوئی کتاب اللہ کے پاس کی جو ان دونوں سے بہتر ہو کہ میں اس پر چلوں

چاہتے تھے اس لئے اس کا ذکر کیا۔ اس سے ان کا یہ مطلب ہرگز نہ تھا کہ وہ رسالت سے استعفار چاہتے ہیں۔ طلب من اللہ تعالیٰ ما یقوی قلبہ ویزیل خوفہ (کبیر ج ۶ صنٹ) والمراد بہذا الخبر طلب الحفظ والتائید لابلاغ الرسالۃ علی اکمل وجہ لا الاستعفاء من الارسال (روح ج ۲۰ صک)

۳۳ یہ دوسری درخواست تھی کہ ہارون مجھ سے زیادہ فصیح اور قادر الکلام ہے اسے میرا معاون بنا کر میرے ساتھ بھیجا جائے تاکہ وہ میری تائید کرے اور میری تقریر کو بسط و تفصیل کے ساتھ پیش کر سکے اور کافروں کے مجادلے کا منہ توڑ جواب دے سکے۔ ومعنی تصدیقہ موسی اعانتہ ایاہ بزیادۃ البیان فی مظان الجدال ان احتاج الیہ لیثبت دعواہ (مدارک ج ۳ ص۱۸۰)

۳۴ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی دونوں درخواستیں منظور فرمالیں اور فرمایا تیرے بھائی کو تیرا معاون بھی بنا دوں گا اور تمہیں ایسا غلبہ دوں گا کہ وہ تمہیں کوئی گزند نہیں پہنچا سکیں گے اور تمہیں ایسا رعب عطا کروں گا کہ وہ مارے خوف وہیبت کے بُرے ارادے سے تمہارے قریب بھی نہ آسکیں گے۔ بِاٰیٰتِنَا کا متعلق محذوف ہے ای اذھبا بِاٰیاتنا۔ یا نجعل یا سلطانًا۔ یا لا یصلون کے متعلق ہے۔ یا یہ ظرف اَلْغٰلِبُوْنَ کے متعلق ہے اور ظرف کی تقدیم رعایت فاصلہ یا حصر کے لئے ہے۔ (روح)

۳۵ موسیٰ علیہ السلام جب ان کے پاس گئے اور انہیں معجزے دکھائے تو وہ کہنے لگے یہ تو بڑا زبردست جادو ہے جو موسیٰ نے خود ایجاد کیا ہے ایسا جادو تو آج تک ہمارے باپ دادا کے زمانے میں بھی کہیں دیکھنے سننے میں نہیں آیا۔ (بحر) یا اس سے مراد موسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور دعوت ہے کہ اللہ کے سوا سارے جہاں کا کوئی مالک و کارساز نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی دعا اور پکار کے لائق ہے۔ وَمَا سَمِعْنَا بِھٰذَا یعنی بالذی تدعونا الیہ (معالم وخازن ج ۵ ص۱۱۱)

۳۶ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کے جواب میں فرمایا جسے اللہ تعالیٰ نے رسالت و نبوت کا اہل سمجھ کر ہدایت کا پیغام دیکر بھیجا ہے اور جسے اس نے حسن عاقبت کا وعدہ دیا ہے اللہ اسے تم سے زیادہ جانتا ہے۔ اگر وہ ساحر و مفتری ہوتا جیسا کہ تمہارا خیال ہے تو وہ اسے منصب نبوت پر فائز نہ فرماتا کیونکہ ایسے مفتری اس کے نزدیک فوز و فلاح کے مستحق نہیں۔ (روح ومدارک) امر ثالث یعنی قُلْ رَّبِّیْۤ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْھُدٰی الخ اس پر متفرع ہے۔ جس طرح موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا تھا ایسا ہی جواب دینے کا حضور علیہ السلام کو حکم دیا گیا۔

۳۷ فرعون کو خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں بعض لوگ موسیٰ علیہ السلام کی دعوت سے متاثر نہ ہو جائیں اس لئے اصل حقیقت پر پردہ اور ان کے دلوں میں شبہات ڈالنے کے لئے ازراہِ خیر خواہی لوگوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا اے شرفاء قوم! گذشتہ زمانے میں تو مجھے اپنی ذات کے سوا تمہارا کوئی معبود معلوم نہیں

موضح قرآن ف ایک کے کافر حضرت موسیٰ کے معجزے سن کر کہنے لگے کہ ویسا معجزہ اس پاس ہوتا تو ہم مانتے جب یہود سے پوچھا اور توریت کے حکم سنے اس کے موافق اپنی مرضی کے خلاف بت پرستی کفر ہے اور آخرت کا جینا برحق ہے اور اللہ کے نام پر ذبح نہ ہو سو مردار ہے اور بہتیری باتیں تب دونوں کو لگے جواب دینے۔

فتح الرحمٰن ف یعنی توریت و قرآن ۱۲۔

ہوسکا اگر کوئی ہوتا تو میں تمہیں ضرور بتاتا۔ اور اب میں اس کی مزید تحقیق کرتا ہوں۔ فَاَوْقِدْ لِیْ یٰهَامٰنُ عَلَى الطِّیْنِ الخ ارے ہامان فوراً پختہ اینٹوں کی بھٹی چڑھاؤ اور ایک بہت ہی بلند مقام پر نہایت اونچی رصد گاہ تعمیر کرو تاکہ میں اس پر چڑھ کر دیکھوں موسیٰ کا خدا کہاں ہے جسے وہ رب العالمین کہتا ہے۔ مجھے تو موسیٰ کا یہ دعویٰ سراسر غلط اور جھوٹا معلوم ہوتا ہے (العیاذ باللہ)

اعلم ان فرعون کانت عادتہ متی ظہرت حجۃ موسیٰ ان یتعلق فی دفع تلک الحجۃ بشبہۃ یروجہا علی اغمار قومہ وذکر ھٰھنا شبہتین

إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ﴿٤٩﴾ فَإِن لَّمْ يَسْتَجِيبُوا۟ لَكَ فَٱعْلَمْ

اگر تم سچے ہو پھر اگر یہ نہ کر لائیں تیرا کہا تو جان لے

أَنَّمَا يَتَّبِعُونَ أَهْوَآءَهُمْ ۚ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ ٱتَّبَعَ

کہ وہ چلتے ہیں نری اپنی خواہشوں پر اور اس سے گمراہ زیادہ کون جو چلے اپنی

هَوَىٰهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ ٱللَّهِ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَهْدِى ٱلْقَوْمَ

خواہش پر بدون راہ بتلائے اللہ کے بے شک اللہ راہ نہیں دیتا بے انصاف

ٱلظَّٰلِمِينَ ﴿٥٠﴾ ع وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ ٱلْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ

لوگوں کو اور ہم پے در پے بھیجتے رہے ہیں ف۱ ان کو اپنے کلام تاکہ وہ

يَتَذَكَّرُونَ ﴿٥١﴾ ٱلَّذِينَ ءَاتَيْنَٰهُمُ ٱلْكِتَٰبَ مِن قَبْلِهِۦ

دھیان میں لائیں جن کو ہم نے دی ہے کتاب ف۲ اس سے پہلے

هُم بِهِۦ يُؤْمِنُونَ ﴿٥٢﴾ وَإِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ قَالُوٓا۟ ءَامَنَّا بِهِۦٓ

وہ اس پر یقین کرتے ہیں اور جب ان کو سنائے ف۳ تو کہیں ہم یقین لائے اس پر

إِنَّهُ ٱلْحَقُّ مِن رَّبِّنَآ إِنَّا كُنَّا مِن قَبْلِهِۦ مُسْلِمِينَ ﴿٥٣﴾

یہی ہے ٹھیک ہمارے رب کی طرف سے ہم ہیں اس سے پہلے کے حکم بردار

أُو۟لَٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُم مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوا۟ وَيَدْرَءُونَ

وہ لوگ پائیں گے اپنا اپنا ثواب ف۴ دوہرا اس بات پر کہ قائم رہے اور بھلائی

بِٱلْحَسَنَةِ ٱلسَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنَٰهُمْ يُنفِقُونَ ﴿٥٤﴾ وَإِذَا

کرتے ہیں برائی کے جواب میں اور ہمارا دیا ہوا کچھ خرچ کرتے ہیں اور جب

سَمِعُوا۟ ٱللَّغْوَ أَعْرَضُوا۟ عَنْهُ وَقَالُوا۟ لَنَآ أَعْمَٰلُنَا

سنیں ف۵ نکمی باتیں اس سے کنارہ کریں اور کہیں ہم کو ہمارے کام

وَلَكُمْ أَعْمَٰلُكُمْ سَلَٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِى ٱلْجَٰهِلِينَ ﴿٥٥﴾

اور تم کو تمہارے کام سلامت رہو ہم کو نہیں چاہئیں بے سمجھ لوگ ف۱

۵ ع ۸

النصف

ترغیب الی القرآن

الاولیٰ قولہ ما علمت لکم من الٰہ غیری الشبہۃ الثانیۃ قولہ فَاَوْقِدْ لِیْ یٰهَامٰنُ عَلَى الطِّیْنِ الخ (کبیر ج ۶ ص ۶۰۲) بعض لوگوں کا خیال ہے کہ فرعون کے حکم کے مطابق ہامان نے ایک نہایت ہی بلند و بالا عمارت تعمیر کی لیکن یہ صحیح نہیں۔ فرعون نے صرف دفع الوقتی کے لئے یہ بات کہی تھی نہ اس نے بنوائی اور نہ اس کا ارادہ ہی تھا۔ الاقرب انہ کان اوھم لبناء ولم یبن (کبیر) حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں سورہ مومن میں اس قصے کے انداز بیان سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ محل وغیرہ کوئی نہیں بنایا گیا کیونکہ وہاں فرعون کے حکم یٰهَامٰنُ ابْنِ لِیْ صَرْحًا لَّعَلِّیْٓ الخ کے بعد مومن آل فرعون کی تقریر ہے اور اس کے بعد فرعون اور اس کی قوم کے گرفتار عذاب ہو کر ہلاک ہونے کا ذکر ہے۔ **ف۳۸** یہ فرعون اور اس کی قوم کی سرکشی اور ان کے کبر و غرور کا بیان ہے فرعون اور اس کی قوم کے لوگ دوسروں کو نہایت حقیر و ذلیل سمجھتے ان کا خیال تھا کہ دنیا میں عزت و عظمت انہی کا حق ہے حالانکہ انہیں اپنے کو بڑا اور دوسروں کو غلاموں کی طرح ذلیل سمجھنے کا کوئی حق نہ تھا اسی کبر و نخوت کی وجہ سے انہوں نے حق کو نہ مانا یعنی تعظموا عن الایمان ولم ینقادوا للحق (خازن ج ۵ ص ۱۴۵) وہ دولت و حکومت کے نشے میں اس قدر بدمست تھے کہ انہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہونے کا بھی یقین نہ تھا۔ بڑائی صرف اللہ تعالیٰ ہی کو زیبا ہے اور صرف اسی کا حق ہے۔ فی الحدیث القدسی الکبریاء ردائی والعظمۃ ازاری فمن نازعنی واحدا منہما القیتہ فی النار (روح ج ۲۰ ص ۸۳) **ف۳۹** فرعون، اس کے امراء دربار، اس کی فوجوں اور اس کی ساری قوم نے استکبار و غرور سے حق کو ٹھکرایا تو ہم نے سب کو پکڑ لیا اور دریا میں غرق کر دیا۔ اب دیکھ لو آخر ان ظالموں کا انجام کیا ہوا۔ نہ حکومت کام آئی نہ دولت، نہ جتھہ، نہ لاؤ لشکر، وَجَعَلْنٰهُمْ اَىٕمَّةً یَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ الخ۔ وہ کیا تھے؟ کفر و ضلال کے امام اور پیشوا۔ وہ لوگوں کو کفر و شرک کی طرف بلاتے اور لوگوں کو دین حق اور اللہ کی توحید سے گمراہ کرتے تھے۔ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ لَا یُنْصَرُوْنَ دنیا میں جن کے بل بوتے پر کفر و شرک کی تبلیغ کرتے رہے آخرت میں وہ ان کی کوئی مدد نہیں کر سکیں گے اور نہ

موضح قرآن ف۱ یہ حبشہ کے نصاریٰ تھے نجاشی کے رفیق اس قرآن کو سن کر یقین لائے اور جس جاہل سے توقع نہ ہو کہ سمجھائے نہ سمجھے گا تو اس سے کنارہ ہی بہتر ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید یہود پیش آنکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بمدینہ ہجرت کنند و نسخ یہودیت تصریح فرمایند معتقد قرآن بودند و میگفتند عرب را فرمان قرآن لازم است واللہ اعلم ۱۲۔

انہیں عذاب سے بچا سکیں گے۔ وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا الخ دنیا میں ہم نے ان کو اپنی رحمت سے دور کر دیا اور ساری مخلوق کی لعنت اور پھٹکار کا نشانہ بنا دیا اور آخرت میں بھی وہ مطرود و ملعون ہوں گے۔ ۱۴۰ القرون الاولی سے گذشتہ اقوام متمردہ مراد ہیں۔ ان اقوام کے پاس اللہ کے پیغمبر پیغام توحید لے کر آئے اور انہیں توحید کی دعوت دی لیکن انہوں نے دعوت توحید کو نہ مانا اور اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا تو ان کو دنیا ہی میں عذاب سے ہلاک کر دیا گیا۔ اب اسی دین کے احیا کی خاطر موسیٰ کو بھیجا اور اسے تورات دی جس کی ہر آیت میں نور بصیرت کا سامان تھا، وہ سراپا ہدایت اور باعث رحمت تھی کیونکہ اس کی ہدایات پر عمل کرنے سے انسان اللہ کی رحمت کا مستحق ہو جاتا تھا۔ اس زمانے کی ضرورت کے مطابق تورات نازل کی۔ موسیٰ علیہ السلام نے یہ دعوت توحید فرعون اور اس کی قوم کے سامنے پیش کی لیکن انہوں نے اس کا انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو غرق کر دیا۔ اب چونکہ پھر ضرورت تھی کہ دین حق جو علماء یہود و نصاریٰ کے ہاتھوں مسخ و محو ہو چکا ہے اسے از سر نو زندہ کیا جائے اس لئے اب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن دے کر بھیجا گیا جس میں یہی دعویٰ توحید پیش کیا گیا ہے جو موسیٰ اور ان سے پہلے انبیاء علیہم السلام نے اپنی قوموں کے سامنے پیش کیا تھا اب اہل عرب اس دعوے کا انکار کریں گے تو ان پر بھی دنیا ہی میں اللہ کا عذاب آجائے گا۔ جس طرح موسیٰ علیہ السلام اور دوسرے پیغمبروں کو اللہ نے غلبہ دیا اسی طرح حضور علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ مشرکین پر غلبہ عطا فرمائے گا۔ اب اس کا تعلق ابتداء سورت یعنی تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ سے ظاہر ہو گیا فی التعرض لبیان کون ایتاءھا بعد اھلاکھم للاشعار بانها نزلت بعد مساس الحاجة الیها تمهيداً لما يعقبه من بيان الحاجة الداعية الى انزال القرآن الكريم على رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم الخ (روح ج ۲۰ ص۸۳) ۱۴۱ یہاں سے لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا بیان ہے۔ حاصل یہ ہے کہ آپ گذشتہ زمانے کے احوال ظاہری اسباب علم کے بغیر صحیح صحیح بیان فرما رہے ہیں یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ نے وحی کے ذریعہ سے یہ ساری باتیں آپکو بتائی ہیں۔ ان الوقوف على ما فصل من الاحوال لا يتسنى الا بالمشاهدة او التعلم ممن شاهدها وحيث انتفى كلاهما تبين انه بوحي من علام الغيوب لا محالة (ابو السعود ج ۶ ص۶) یعنی جب ہم نے کوہ طور کی غربی جانب موسیٰ علیہ السلام کو نبوت و رسالت سے سرفراز فرمایا اس وقت آپ وہاں موجود نہ تھے، اسی طرح جب موسیٰ علیہ السلام میقات خداوندی کے لئے ستر آدمی منتخب کر کے طور پر لے گئے تھے آپ ان میں بھی شامل نہ تھے۔ یا مطلب یہ ہے کہ جب ہم موسیٰ کی طرف وحی کر رہے تھے اس وقت آپ وہاں موجود نہ تھے ای من جملة الحاضرين للوحي اليه او الشاهدين على

إِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ أَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ

تو راہ پر نہیں لاتا ۵۳ جس کو چاہے پر اللہ راہ پر لائے جس کو

يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَقَالُوْٓا إِنْ نَّتَّبِعِ

چاہے اور وہی خوب جانتا ہے جو راہ پر آئیں گے ف اور کہنے لگے ک۵ اگر ہم راہ

الْهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ أَرْضِنَا ؕ أَوَلَمْ نُمَكِّنْ

پر آئیں تیرے ساتھ اچک لئے جائیں اپنے ملک سے فلا کیا ہم نے جگہ نہیں دی

لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰٓى إِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ

ان کو حرمت والے پناہ کے مکان میں کھنچے چلے آتے ہیں اس کی طرف میوے ہر چیز کے

رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَ

روزی ہماری طرف سے پر بہت ان میں سمجھ نہیں رکھتے ف اور

كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍۭ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا ۚ فَتِلْكَ

کتنی غارت کر دیں ہم نے ف۵ بستیاں جو اترا چلی تھیں اپنی گذران میں اب یہ ہیں

مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْۢ بَعْدِهِمْ إِلَّا قَلِيْلًا ؕ وَكُنَّا

ان کے گھر آباد نہیں ہوئے ان کے پیچھے مگر تھوڑے اور ہم

نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿۵۸﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى

ہیں آخر کو سب کچھ لینے والے اور تیرا رب نہیں ف۶ غارت کرنے والا بستیوں کو جب تک

يَبْعَثَ فِيْٓ أُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا

نہ بھیج لے ان کی بڑی بستی میں کسی کو پیغام دیکر جو سنائے ان کو ہماری باتیں اور ہم ہرگز نہیں

مُهْلِكِي الْقُرٰٓى إِلَّا وَأَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَمَآ أُوْتِيْتُمْ مِّنْ

غارت کرنے والے بستیوں کو مگر جبکہ وہاں کے لوگ گنہگار ہوں اور جو تم کو ملی ہے کوئی

شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ

چیز ف۷ فائدہ اٹھا لینا ہے دنیا کی زندگی میں اور یہاں کی رونق ہے اور جو اللہ کے پاس ہے

۱ متعلق بہ وَلَقَدْ وَصَّلْنَا الخ ۱۲

۲ دوسرا شکوہ ۱۲

۳ جواب شکویٰ ۱۲

۴ تخویف دنیوی ۱۲

۵ ترغیب الی الایمان ۱۲

موضح قرآن ف۱ حضرت نے اپنے چچا کے واسطے سعی کی کہ مرتے وقت کلمہ ہی کہے اس نے قبول نہ کیا اس پر آیت اتری۔ ف۲ یہ مکے کے لوگ کہنے لگے کہ ہم مسلمان ہوں تو یہ سارے عرب ہم سے دشمنی کریں اللہ نے فرمایا اب ان کی دشمنی سے کس کی پناہ میں بیٹھے ہو یہی حرم کا ادب وہی اللہ سب کا پناہ دینے والا ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی مردمان اخراج کنند ۱۲۔

الوحی الیہ علیہ الصلوٰۃ والسّلام وھم السبعون المختارون لمیقات (روح ج ۲۰ ص ۸۸) ۴۲ لیکن آپ کے اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان تو ہم نے کئی قرن پیدا کئے اور صدیوں زمانہ گذر گیا اس کے بعد ہم نے آپ کو مبعوث فرمایا۔ اس طرح فَتَطَاوَلَ عَلَیْھِمُ الْعُمُرُ کے بعد فَاَرْسَلْنَاکَ مقدر ہے بقرینہ وَلٰکِنَّا کُنَّا مُرْسِلِیْنَ ۴۳ ثَاوِیًا ای مقیمًا اسی طرح آپ اہل مدین یعنی قوم شعیب علیہ السلام میں بھی موجود نہ تھے اور نہ ان پر ہماری آیتیں پڑھتے تھے۔ لیکن ہم نے آپ کو منصب رسالت عطا کیا اور ذریعہ وحی گذشتہ واقعات کی آپ کو خبر دی۔ ولکنا ارسلناک واخبرناک بھا وعلمنا کھا (مدارک ج ۳ ص ۱۸۱) ۴۴ جب کوہ طور کے دامن میں ہم نے موسیٰ کو آواز دی اس وقت بھی آپ وہاں موجود نہ تھے لیکن یہ آپ پر اللہ کی رحمت ہے کہ اس نے آپ کو منصب نبوت پر فائز کیا تاکہ آپ ایک ایسی قوم کو توحید کی دعوت دیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی داعی نہیں آیا۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد زمانِ فترت میں۔ فی زمان الفترۃ بینک وبین عیسٰے وھو خمسمائۃ وخمسون سنۃ (مدارک ج ۳ ص ۱۸۱) ۴۵ یہ تخویف دنیوی ہے۔ لَوْ کا جواب آخر میں مقدر ہے ای لما ارسلنا رسولا اور فَیَقُوْلُوْا اَنْ تُصِیْبَھُمْ الخ پر متفرع ہے۔ مُصِیْبَۃٌ دنیوی عذاب۔ مَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْھِمْ اعمال مشرکانہ یعنی اگر یہ بات نہ ہوتی کہ جب ان پر کفر و شرک کی وجہ سے عذاب آجاتا تو کہتے اے ہمارے پروردگار تو نے ہمارے پاس اپنا رسول کیوں نہ بھیجا جس کی ہم پیروی کرتے اور اس پر ایمان لاتے، تو ہم کسی کو رسول بنا کر نہ بھیجتے۔ حاصل یہ ہے کہ مشرکین کا عذر قطع کرنے کے لئے ہم نے آپ کو اور دوسرے رسولوں کو بھیجا۔ والمعنی لولا انھم قائلون اذا عوقبوا بما قدموا من الشرک والمعاصی ھلا ارسلت الینا رسولا محتجین بذلک علینا ما ارسلنا الیھم ای انما ارسلنا الرسل ازالۃ لھذا العذر (بحر ج ۷ ص ۱۲۳ کبیر ج ۲۴) اگر اَنْ تُصِیْبَھُمْ کی ضمیر غائب سے اہل مکہ مراد ہوں تو جواب مقدر لَمَا ارسلناک ہوگا۔ یا جواب مقدر لعذبناھم ہے۔ یعنی ہم نے آپ کے مبعوث ہونے سے پہلے ہی مشرکین مکہ کو ان کے شرک کی وجہ سے ہلاک اس لئے نہیں کیا تاکہ وہ مذکورہ بالا عذر پیش نہ کر سکیں۔ ورنہ کفر و شرک اور دیگر معاصی کی وجہ سے وہ اس لائق تھے کہ انہیں ہلاک کر دیا جاتا۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ ۴۶ یہ شکوی ہے۔ پھر جب رسول صادق صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے اللہ کا قرآن ان کے پاس آگیا تو اب ایمان لانے کے بجائے ضد و عناد اور مجادلے پر اتر آئے اب کہتے ہیں یہ قرآن تورات کی طرح ایک ہی بار کیوں نازل نہیں کیا گیا یہ سوال کرنے والے یا تو یہودی تھے یا مشرکین نے یہودیوں کے ایماء پر سوال کیا تھا اَوَلَمْ یَکْفُرُوْا الخ یہ جواب شکوی ہے یعنی ان کا سوال محض از راہ تعنت و عناد ہے، طلب حق کے لئے نہیں کیونکہ وہ اس سے پہلے تورات کا بھی انکار کر چکے ہیں۔ تورات اور قرآن کے بارے میں وہ کہتے ہیں سِحْرٰنِ تَظَاھَرَا یہ دونوں جادو ہیں جو ایک دوسرے کی تصدیق و تائید کرتے ہیں۔ ایک قراءت میں سَاحِرَانِ ہے تو اس سے ان کا اشارہ حضرت رسول اکرم اور موسیٰ علیہما السلام کی طرف ہوگا۔ وَاِنَّا بِکُلٍّ کٰفِرُوْنَ الخ چونکہ یہ دونوں کتابیں جادو ہیں اور ان کے لانے والے جادوگر ہیں (معاذ اللہ) اس لئے ہم دونوں ہی کو نہیں مانتے۔ ۴۷ اگر قرآن اور تورات جادو کی کتابیں ہیں اور تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو تو تم اللہ کی طرف سے کوئی اور کتاب لا کر ہمیں دیدو جو ان دونوں سے زیادہ رُشد و ہدایت پر مشتمل ہو فَاِنْ لَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَکَ الخ اگر تم ان سے بہتر کوئی کتاب نہ لا سکو اور نہ ان کی پیروی کرو تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ تم محض ضد و عناد کی وجہ سے اعتراض کر رہے ہو اور اپنی خواہشاتِ نفسانیہ کے غلام ہو۔ اس طرح یہ آیت سِحْرٰنِ تَظَاھَرَا سے متعلق ہوگی۔ یا یہ آیت تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ اور وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ الخ سے متعلق ہے یعنی قرآن رشد و ہدایت کی واضح اور بین کتاب ہے اور تورات بھی نور بصیرت اور ہدایت و رحمت کا سرچشمہ تھی اگر تمہارے خیال میں یہ دونوں کتابیں اللہ کی طرف سے نہیں ہیں تو تم ان سے کوئی بہتر کتاب اللہ کی طرف سے لے آؤ۔ وَمَنْ اَضَلُّ حقیقت یہ ہے کہ تم طالب ہدایت نہیں بلکہ خواہشاتِ نفس کے غلام ہو اور جو شخص محض خواہش نفس کی پیروی کرتے ہوئے حق کو نہ مانے اس سے بڑھ کر کوئی گمراہ نہیں ہوتا اور پھر ایسے ضدی اور معاند لوگوں کے دلوں پر مہر جباریت لگ جاتی ہے اس لئے انہیں ہدایت قبول کرنے کی توفیق ہی نہیں ملتی۔ ۴۸ یہ ترغیب الی القرآن ہے۔ ہم نے کفار مکہ کے پاس پے بہ پے اور مسلسل آیات بھیجیں اور مسئلہ توحید کو ہر طرح واضح کیا تاکہ وہ سمجھیں اور مانیں۔ لیکن اگر اس کے باوجود بھی وہ نہیں مانتے تو نہ مانیں جن کو اللہ نے توفیق دی ہے وہ تو مان ہی لیں گے۔ ۴۹ یہ پہلی کتابوں کے علماء سے نقلی دلیل ہے۔ علماء اہل کتاب میں جو انصاف پسند اور خدا ترس ہیں وہ تو اس قرآن پر ایمان لا چکے ہیں اور اس پر کما حقہ عمل بھی کرتے ہیں جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا۔ یَتْلُوْنَہٗ حَقَّ تِلَاوَتِہٖ اُولٰٓئِکَ یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ (بقرہ ع ۱۴) ۵۰ یہ مؤمنین اہل کتاب کے اوصاف ہیں۔ جب وہ قرآن حکیم کی آیتیں سنتے ہیں تو بے اختیار بول اٹھتے ہیں آمنا و صدقنا یہ قرآن سراپا حق ہے اور ہمارے رب کا کلام ہے ہم تو اس کے نزول سے پہلے ہی اللہ کی توحید پر قائم تھے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان پر نازل ہونے والی وحی پر ایمان لا چکے تھے۔ ہماری کتابوں میں اس کا ذکر موجود ہے۔ ای من قبل القرآن مسلمین مخلصین للہ بالتوحید مؤمنین بمحمد صلے اللہ علیہ وسلم انہ نبی حق (معالم ج ۵ ص ۱۴۷) اِنَّا کُنَّا مِنْ قَبْلِہٖ مُسْلِمِیْنَ لما شاھدوا ذکرہ فی الکتب المتقدمۃ وانھم علی دین الاسلام قبل نزول القرآن (روح ج ۲۰ ص ۹۴) ۵۱ ان لوگوں کو دوہرا اجر و ثواب ملے گا کیونکہ پہلے وہ اپنی کتاب پر ایمان لائے اور پھر قرآن پر ایمان لائے۔ بِمَا صَبَرُوْا اپنے دونوں ایمانوں پر قائم رہے اور دشمنوں کی ایذاؤں پر صبر کیا۔ وَیَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَۃِ السَّیِّئَۃَ الخ گناہوں سے بچ کر اعمالِ صالحہ بجا لاتے ہیں یا مشرکین کی تکلیف و ایذاء کا حلم و عفو سے جواب دیتے ہیں۔ یدفعون بالطاعۃ المعصیۃ وبالحلم الاذی (مدارک ج ۳ ص ۱۸۴) ۵۲ ہر بری اور فضول بات یا شرک جیسا کہ امام ضحاک نے فرمایا ہے۔ (روح) یعنی جب وہ مشرکین سے لغو، بیہودہ اور مشرکانہ باتیں سنتے ہیں تو ان سے منہ موڑ لیتے ہیں اور کہتے ہیں تم ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دو ہم اپنے اعمال کے ذمہ دار ہیں اور تم اپنے اعمال کے جواب دہ ہو۔ تمہیں سلام ہے ہم تم ایسے نادانوں کے پاس بیٹھنا بھی پسند نہیں کرتے۔ یہ سلام متارکہ ہے نہ کہ سلام تحیہ۔ قال الزجاج سلام المتارکۃ لا سلام تحیۃ (بحر ج ۷ ص ۱۲۶) ۵۳ یہ

ع ۶ ۱۰ ۹

خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۰﴾ ع اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا

سو بہتر ہے اور باقی رہنے والا کیا تم کو سمجھ نہیں بھلا ایک شخص جس سے ہم نے وعدہ کیا ہے

حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ

اچھا وعدہ ف۵۳ سو وہ اس کو پانے والا ہے برابر ہے اس کی جس کو ہم نے فائدہ دیا دنیا کی

الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿۶۱﴾ وَيَوْمَ

زندگانی کا پھر وہ قیامت کے دن پکڑا ہوا آیا ف۱ اور جس دن

يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۶۲﴾

ان کو پکارے گا ف۵۴ تو کہے گا کہاں ہیں میرے شریک جن کا تم دعوٰی کرتے تھے

قَالَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ

بولے جن پر ثابت ہو چکی بات ف۵۵ ف۲ اے رب یہ لوگ ہیں جن کو

اَغْوَيْنَا ۚ اَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا ۚ تَبَرَّاْنَآ اِلَيْكَ ۡ مَا

ہم نے بہکایا ان کو بہکایا جیسے ہم آپ بہکے ف۳ ہم منکر ہوئے تیرے آگے وہ

كَانُوْٓا اِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَقِيْلَ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ

ہم کو نہ پوجتے تھے ف۱ اور کہیں گے پکارو اپنے شریکوں کو ف۲

فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَرَاَوُا الْعَذَابَ ۚ

پھر پکاریں گے ان کو تو وہ جواب نہ دیں گے ان کو اور دیکھیں گے عذاب

لَوْ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَهْتَدُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ

کسی طرح وہ راہ پائے ہوئے ہوتے ف۲ اور جس دن ان کو پکارے گا ف۵۶ تو فرمائے گا

مَاذَآ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۶۵﴾ فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْاَنْۢبَآءُ

کیا جواب دیا تھا تم نے پیغام پہنچانے والوں کو پھر بند ہو جائیں گی ان پر باتیں

يَوْمَىِٕذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۶۶﴾ فَاَمَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ

اس دن سو وہ آپس میں بھی نہ پوچھیں گے ف۳ ف۴ سو جس نے کہ توبہ کی ف۵۷ اور یقین لایا

وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ الخ سے متعلق ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے کہ جب ابو طالب کی وفات کا وقت قریب آیا تو حضور علیہ السلام نے بڑی کوشش کی کہ وہ اسلام لے آئے مگر آپ کی آرزو پوری نہ ہو سکی جس سے آپ کو سخت غم لاحق ہوا اس پر یہ آیت نازل ہوئی (بخاری، مسلم نسائی، ترمذی، احمد وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ) یعنی ہم نے اہل مکہ کی راہنمائی کے لئے مسلسل آیتیں نازل کیں اور نصائح بھیجے اور آپ نے بھی دعوت و ارشاد میں کوئی قصور نہیں کیا لیکن ہدایت تو اللہ کے اختیار میں ہے، اس لئے اگر بعض مشرکین آپ کی انتہائی ناصحانہ تبلیغ اور مشفقانہ دعوت اور ان سے قلبی محبت و انس کے باوجود ایمان نہیں لائے تو اس پر آپ غم نہ کریں۔ کیونکہ یہ معاملہ آپ کے اختیار سے باہر ہے۔ جن کی قسمت میں ہدایت لکھی ہے وہ اللہ کو معلوم ہیں اور صرف انہی کو ہدایت حاصل ہوگی۔ مساق الاٰیۃ لتسلیتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حیث لم ینجع فی فی قومہ الذین یحبہم ویحرص علیہم اشد الحرص انذارہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایاہم (روح ج ۲۰ ص ۹۶)

۵۴ یہ دوسرا شکوی ہے۔ بعض مشرکین نے حضور علیہ السلام سے آکر کہا ہم جانتے ہیں کہ آپ رسول برحق ہیں لیکن بات یہ ہے کہ ہم سارے عرب کی مخالفت کی تاب نہیں رکھتے اگر آپ کو مان لیں تو سارا عرب ہم پر ٹوٹ پڑے اور ہمیں اپنے وطن سے نکال کر بے وطن کر دے اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ الخ یہ جواب شکوی ہے یعنی ان کا یہ خدشہ بے اصل ہے کیا وہ یہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے انہیں حرم پاک میں جگہ دے رکھی ہے جو امن و سلامتی کا گھر ہے یہاں کے رہنے والوں پر کوئی دست ستم دراز نہیں کر سکتا۔ اور مزید برآں یہ کہ ہر جانب سے ہر قسم کے میوے اور پھل یہاں کھنچے چلے آرہے ہیں لیکن اکثر لوگ اس میں غور نہیں کرتے۔ حاصل یہ ہے کہ اب وہ شرک کرتے ہیں مگر اس کے باوجود حرم کی برکت سے امن میں ہیں اور آرام و راحت سے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور اگر وہ ایمان لے آئیں تو حرمت مقام کے ساتھ حرمتِ ایمان بھی حاصل ہو جائے گی جس کی وجہ سے وہ پہلے سے بھی زیادہ مامون و محفوظ ہو جائیں گے۔ حاصل الرد انہ لاوجہ لخوف من التخطف ان اٰمنوا فانہم لایخافون منہ وہم عبدۃ اصنام فکیف یخافون اذا اٰمنوا وضموا حرمۃ الایمان الی حرمۃ المقام (روح ج ۲۰ ص ۹۷)

۵۵ یہ تخویف دنیوی ہے۔ بہت سے لوگ پہلے گذر چکے ہیں جو اہل مکہ کی طرح عیش و آرام کی زندگی بسر کرتے تھے۔ وہ اس امن و چین کی وجہ سے غرور میں آگئے اور اکڑ گئے اور ہماری نعمتوں کا شکر نہ کیا بلکہ اللہ کا رزق کھا کر اور اس کی نعمتیں استعمال کر کے اس کی توحید کا انکار کیا اور غیر اللہ کو اللہ کا شریک بنایا۔ ای اشرت وطغت قال عطاء عاشوا فی البطر فاکلوا رزق اللہ وعبدوا الاصنام (معالم وخازن ج ۵ ص ۱۴۸) تو ہم نے ان کو تباہ و برباد کر دیا۔ دیکھ لو یہ ان کی بستیاں ابھی تک ویران اور غیر آباد پڑی ہیں۔ قریۃ سے اہل

موضح قرآن ف۱ یہ شیطان بولیں گے بہکایا تو ہے انہوں نے پر نام لے کر نیکوں کا اسی سے کہا کہ ہم کو نہ پوجتے تھے۔ ف۲ یعنی اس وقت یہ آرزو کریں گے جن نیکوں کو پوجتے تھے وہ جواب نہ دیں گے کہ وہ راضی نہ تھے یا خبر نہ رکھتے تھے۔ ف۳ یعنی جواب نہ آئے گا کسی کو۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی در عذاب ۱۲ ف۲ یعنی رئیسانِ کفر ۱۲ ف۳ یعنی بغیر اکراہ ۱۲ ف۴ یعنی جواب باصواب نیابند ۱۲۔

قریہ مراد ہیں۔ **۵۶** ہماری سنتِ جاریہ یہ ہے کہ جب تک ہم مرکزی شہر میں اپنا رسول بھیج کر اس علاقے کی بستیوں تک اپنا پیغام نہ پہنچا دیں اور جب تک وہ لوگ ہماری آیتوں کا انکار نہ کریں اس وقت تک ہم ان کو ہلاک نہیں کرتے۔ اے اہل مکہ! اب تمہاری ہلاکت کا وقت قریب آ پہنچا ہے کیونکہ تم میں ہمارا رسول بھی آچکا جس نے کماحقہ ہمارا پیغام تمہیں پہنچا دیا اور تم اس کا انکار بھی کر چکے۔ **۵۷** یہ ترغیب الی الایمان ہے۔ یعنی آؤ مان لو اور ایمان لے آؤ اور دنیا کی عیش و راحت پر مغرور نہ رہو۔ کیونکہ یہ دولت اور یہ ساز و سامان چند روزہ اور حیات مستعار کی زینت و آرائش ہے اسے بقاء و دوام نہیں لیکن ایمان لانے کی صورت میں جو اجر و ثواب ملے گا وہ اس دنیوی دولت سے ہزار درجہ بہتر ہوگا اور ابدی و دائمی بھی ہوگا اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ہ کیا تم اتنا بھی نہیں سوچ سکتے کہ ان دونوں میں سے کونسا سودا نفع آور اور کونسا خسارے کا ہے۔ **۵۸** استفہام انکاری ہے۔ ایک وہ مؤمن ہے جس سے اللہ نے جنت اور نعیم دائم کا وعدہ فرمایا ہے اور لامحالہ وعدے کے مطابق اسے سب کچھ ملنے والا ہے اور ایک وہ مشرک ہے جو دولتِ ایمان سے محروم ہے لیکن دنیوی ساز و سامان اور دولت و ثروت سے مالا مال ہے اور آخر قیامت کے دن عذاب جہنم میں مبتلا ہونے والا ہے۔ کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ **۵۹** یہ تخویف اخروی ہے۔ شُرَکَآءِ سے وہ تمام معبودانِ غیر اللہ مراد ہیں جن کو مشرکین کارساز اور شفیع سمجھ کر پکارتے ہیں خواہ وہ جن ہوں یا انسان ہوں یا فرشتے المراد بالشرکاء من عبد من دون اللہ تعالیٰ من ملك او جن او انس او کوکب او صنم او غیر ذلك (روح ج ۲۰ ص۱۰۰، بحر ج ۷ ص۱۲۸) قیامت کے دن مشرکین کی حسرت و یاس میں اضافہ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ ان سے سوال کرے گا آج وہ تمہارے معبود کہاں ہیں جنہیں تم دنیا میں حاجت روا اور کارساز سمجھا کرتے تھے اور جن کے بارے میں تمہارا عقیدہ تھا کہ وہ خدا کے یہاں تمہارے سفارشی ہیں۔ آج وہ تمہاری مدد کیوں نہیں کرتے اور تمہیں میرے عذاب سے کیوں نہیں چھڑاتے؟ اَیْنَ مَا کنتم تعبدونه وتجعلونه شریکا فی العبادۃ وتزعمون انه یشفع این ھولینصرکم ویخلصکم من ھٰذا الذی نزل بکم (کبیر ج ۶ ص۴۲۳) **۶۰** موصول سے کفر و شرک کے امام اور پیشوا مراد ہیں یعنی مشرک پیر جو دوسروں کو کفر و شرک اور باطل کی راہ پر چلاتے ہیں اور ھٰٓؤُلَآءِ سے ان کے مشرک پیرو اور متبع مراد ہیں۔ کَمَا غَوَیْنَا ماقبل کے لئے بمنزلہ علت ہے الذین حق علیھم القول ای الشیاطین وائمۃ الکفر و رؤسه (بحر) یعنی ہم چونکہ خود گمراہ تھے اس لئے ہم نے ان کو بھی گمراہ کر دیا۔ انہیں معلوم تھا کہ ہم گمراہ ہیں اس لئے یہ ہمارے پیچھے کیوں چلے۔ لہٰذا اے ہمارے پروردگار ہم ان سے بری الذمہ ہیں۔ مَا کَانُوْٓا اِیَّانَا یَعْبُدُوْنَ یہ لوگ ہماری پیروی اور اطاعت کر کے گمراہ نہیں ہوئے بلکہ یہ تو اپنی ہی خواہشات نفسانیہ کے بندے تھے اور اپنی خواہشات کے پیچھے لگ کر گمراہ ہوئے۔ بل یعبدون اھواءھم ویطیعون شھواتھم (مدارک ج ۳ ص۱۸۶) **۶۱** انہیں پھر کہا جائے گا جن معبودوں کو کارساز اور سفارشی سمجھتے تھے آج انہیں مدد کے لئے پکارو۔ چنانچہ وہ پکاریں گے مگر کہیں سے کوئی جواب نہیں آئے گا۔ اب عذاب جہنم ان کے سامنے ہوگا اور حسرت و تأسف سے کہیں گے کاش! وہ دنیا میں ہدایت قبول کر لیتے تو آج اس حسرت و ندامت اور اس المناک عذاب سے دوچار نہ ہونا پڑتا۔ لَوْ شرطیہ ہے اور اس کا جواب لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ محذوف ہے۔ (روح)، یا لَوْ تمنّی کیلئے ہے اس صورت میں جواب کی ضرورت نہیں اور لَوْ سے پہلے فعل تمنا مقدر ہوگا ای تمنوا لو انھم کانوا مھتدین فلا یحتاج

۱ دعویٰ توحید پہلی عقلی دلیل ۲

۲ دوسری عقلی دلیل

۳ تیسری عقلی دلیل

۴ چوتھی عقلی دلیل

وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِيْنَ ﴿۶۷﴾
اور عمل کئے اچھے سو امید ہے کہ ہو وہ چھوٹنے والوں میں
وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ؕ مَا كَانَ لَهُمُ
اور تیرا رب ۶۲ پیدا کرتا ہے جو چاہے اور پسند کرے جس کو چاہے ان کے ہاتھ میں نہیں
الْخِيَرَةُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۸﴾
پسند کرنا اللہ نرالا ہے اور بہت اوپر ہے اس چیز سے کہ شریک بتلاتے ہیں
وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۶۹﴾
اور تیرا رب جانتا ہے ۶۳ جو چھپ رہا ہے ان کے سینوں میں اور جو کچھ کہ ظاہر کرتے ہیں
وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الْحَمْدُ فِى الْاُوْلٰى وَ
اور وہی اللہ ہے کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا اسی کی تعریف ہے دنیا اور
الْاٰخِرَةِ ۫ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۷۰﴾ قُلْ
آخرت میں اور اسی کے ہاتھ حکم ہے اور اسی کے پاس پھیرے جاؤ گے تو کہہ
اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى
دیکھو تو ۶۴ اگر اللہ رکھ دے تم پر رات ہمیشہ کو
يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ ؕ
قیامت کے دن تک کون حاکم ہے اللہ کے سوائے کہ لائے تم کو کہیں سے روشنی
اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ﴿۷۱﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ
پھر کیا تم سنتے نہیں تو کہہ دیکھو تو اگر رکھ دے اللہ تم پر
النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ
دن ہمیشہ کو قیامت کے دن تک کون حاکم ہے اللہ کے سوائے
يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۷۲﴾
کہ لائے تم کو رات جس میں آرام کرو پھر کیا تم نہیں دیکھتے

الی الجواب (روح ج ٢٠ ص ١٠٢) **٦٢** قیامت کے دن مشرکین سے یہ سوال بھی ہوگا کہ انہوں نے دنیا میں اللہ کے رسولوں کو کیا جواب دیا اور ان سے کس طرح پیش آئے جو انہیں شرک سے روکتے اور توحید کی دعوت دیتے تھے۔ فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْاَنْۢبَآءُ الخ دہشت اور ہیبت کی وجہ سے انہیں سب کچھ بھول جائے گا اور وہ ایک دوسرے سے پوچھ کر بھی کوئی جواب نہ دے سکیں گے۔ **٦٣** یہ مومنوں کے لئے بشارت ہے۔ جن لوگوں نے شرک سے توبہ کی اور توحید و رسالت پر ایمان لائے اور نیک کام کئے ایسے لوگ آخرت میں کامیاب ہوں گے۔ **٦٤** یہاں سے لے کر وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ تک وہی دعوی دلائل عقلیہ سے ثابت کیا گیا ہے جس کی تبلیغ و اشاعت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عمر بھر مصائب برداشت کئے اور جسے فرعون نے رد کیا اور مقابلے میں مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ کا دعوی کیا۔ اور جس دعوے کی تبلیغ کے لئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا گیا اور مشرکینِ مکہ نے اس کا انکار کیا۔ وہ دعوی یہ تھا وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الخ یعنی غائبانہ حاجات میں پکارنے کے لائق صرف اللہ تعالےٰ ہے اور کوئی نہیں۔ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ الخ یہ دعوی مذکورہ پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ یعنی ساری کائنات کا خالق اور سارے جہاں میں متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اس کی مخلوق میں سے کوئی مختار نہیں۔ اللہ تعالےٰ کی ذات اس سے پاک ہے کہ کوئی اختیار و تصرف میں اس کا مزاحم ہو اور وہ مشرکین کے شرک سے برتر اور منزہ ہے۔ ای تنزہ بذاتہ تنزھا خاصا بہ من ان ینازعہ احد اویزاحم اختیارہ (ابو السعود ج ٦ ص ٦٠) **٦٥** یہ دعوی توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے اور کوئی نہیں۔ وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الخ یہ مذکورہ دونوں دلیلوں کا ثمرہ ہے یعنی جب متصرف و مختار بھی وہی ہے اور عالم الغیب بھی تو لامحالہ حاجات و مشکلات میں پکار کے لائق بھی وہی ہے۔ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى الخ دنیا اور آخرت میں صفاتِ کارسازی کا مالک وہی ہے اور کوئی نہیں۔ دنیا میں بھی وہی کارساز ہے اور آخرت میں بھی مذکورہ بالا دونوں دلیلوں کے درمیان علت و معلول کا رشتہ ہے پہلی دلیل دوسری کے لئے علت ہے یعنی جب سب کچھ کرنے والا وہی ہے تو سب کچھ جاننے والا بھی وہی ہے۔ ثبوت دعوی کا مدار چونکہ امر اول (پہلی دلیل) پر ہے اس لئے اگلی تین دلیلوں سے اسی کو ثابت کیا ہے۔ وَلَهُ الْحُكْمُ الخ غائبانہ حکم یعنی قضاء و قدر کا فیصلہ

١ پہلی عقلی دلیل ١٢

٢ تخویف اخروی ١٢

٣ تخویف دنیوی ١٢

وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا

اور اپنی مہربانی سے ٦٦ بنا دیئے تمہارے واسطے رات اور دن کہ اس میں چین بھی کرو

فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (٧٣)

اور تلاش بھی کرو کچھ اس کا فضل اور تاکہ تم شکر کرو

وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ

اور جس دن ان کو پکارے گا ٦٧ تو فرمائے گا کہاں ہیں میرے شریک جن کا

كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ (٧٤) وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ

تم دعویٰ کرتے تھے اور جدا کریں گے ہم ٦٩ ہر فرقہ میں سے

شَهِيْدًا فَقُلْنَا هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوْٓا اَنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ

ایک احوال بتلانے والا ٧٠ ف١ پھر کہیں گے لاؤ اپنی سند تب جان لیں گے کہ سچ بات ہے اللہ کی

وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ (٧٥) اِنَّ قَارُوْنَ

اور کھوئی جائیں گی ان سے جو باتیں وہ جوڑتے تھے ٧١ قارون جو تھا ٧٢

كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۠ وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ

سو موسیٰ کی قوم سے پھر شرارت کرنے لگا ان پر اور ہم نے دیئے تھے اس

الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِي

کو خزانے اتنے کہ اس کی کنجیاں اٹھانے سے تھک جاتے کئی مرد زور

الْقُوَّةِ ۗ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ

آور جب کہا اس کو اس کی قوم نے اترا مت اللہ کو

لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ (٧٦) وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ

نہیں بھاتے اترانے والے ف٢ اور جو تجھ کو ٧٣ اللہ نے دیا ہے اس سے کمالے

الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ

پچھلا گھر اور نہ بھول اپنا حصہ دنیا سے ف٢ اور بھلائی کر

ع ١٥ ٧ ١٠

موضح قرآن ف احوال بتانے والا پیغمبر یا اُن کے نائب یا جو نیک بخت تھے۔ **ف٢** قارون حضرت موسیٰ کی جد کی اولاد میں تھا فرعون کی سرکار میں پیش ہوگیا تھا بنی اسرائیل پر کار بیگار یہی پہنچاتا اور مزدوری اسی کے ہاتھ سے ملتی اس کام میں مال بہت کماتا، جب بنی اسرائیل حکم میں آئے حضرت موسیٰ کے اور فرعون غرق ہوا، اس کی روزی موقوف ہوئی اور سرداری نہ رہی دل میں ضد رکھتا موسیٰ سے منافق بن کر پیچھے عیب دیتا اور تہمتیں لگاتا، ایک روز ایک عورت کو تہمت کی بات سکھا کر روبرو لایا اس عورت نے خدا سے ڈر کر سچ کہہ دیا کہ اس نے مجھ کو سکھایا تھا تب حضرت موسیٰ کی بددعا سے زمین میں غرق ہوا اور اس کا گھر اور خزانہ بھی غرق ہوا۔

فتح الرحمٰن **ف١** یعنی ہر پیغمبری بر قوم خود گواہی دہد ١٢ **ف٢** یعنی در دنیا عمل صالح بجا آر ١٢۔

بھی اسی کے اختیار میں ہے اور اس کے سوا کسی کا اس میں دخل نہیں۔ برکات دہندہ اور حاجت روائی کا فیصلہ اسی کے قبضہ میں ہے۔ ٦٦ یہ تیسری عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ یعنی یہ بات تم بھی جانتے اور مانتے ہو کہ دن رات اللہ کے قبضے میں ہیں۔ اگر وہ چاہے کہ قیامت تک رات ہی رہے اور دن کبھی نہ آئے تو کیا تمہارے معبودوں میں اللہ کے سوا کوئی ایسا کارساز ہے جو تمہیں دن کی روشنی مہیا کر سکے۔ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ الخ یہ چوتھی عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ اسی طرح اگر وہ قیامت تک دن کو طویل کر دے تو آرام و راحت کے لئے اللہ کے سوا کوئی رات لا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ کیا تم عقل و بصیرت سے کام نہیں لیتے ہو اور ان دلائل میں غور و فکر کر کے اللہ کی توحید کو نہیں مانتے ہو۔ ٦٧ یہ پانچویں عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنی رحمت سے تمہارے لئے رات اور دن کا سلسلہ بنایا ہے رات کو تم آرام کرتے ہو اور دن کو معاش طلب کرتے ہو۔ یہ دن رات بھی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے جس کا شکر اس کے بندوں پر واجب ہے۔ اللہ کیساتھ شرک کرنا اور معبودانِ باطلہ کو کارساز سمجھنا اللہ کی سب سے بڑی ناشکری ہے۔ ٦٨ یہ تخویف اخروی ہے قیامت کے دن مشرکین سے سوال ہوگا وہ میرے شریک کہاں ہیں؟ جنہیں تم میرے سوا کارساز اور سفارشی سمجھتے تھے۔ آج وہ تمہاری مدد کیوں نہیں کرتے۔ یہ آیت نیک پیروں کے حق میں ہے جنہیں بعد کے لوگوں نے کارساز سمجھ کر حاجات میں غائبانہ پکارنا شروع کر دیا۔ ٦٩ شَهِيْدًا سے ہر امت کا نبی مراد ہے جو اپنی امت کے بارے میں بیان دے گا کہ اس نے اپنی امت کو دعوت پہنچا دی اور جب اس نے اپنی امت کو توحید کی دعوت دی امت نے کیا جواب دیا۔ یعنی نبیهم لان الانبیاء للامم شهداء علیهم یشهدون بما کانوا علیه (مدارک ج ۳ ص ۱۸۴) ف الشهید یشهد علی تلك الامة بما صدر منها وما اجابت به لما دعیت الی التوحید وانه قد بلغهم رسالة ربهم (بحر ج ۷ ص ۱۳۱) ٧٠ مشرکین کو حکم ہوگا دنیا میں تم جو کچھ کفر و شرک کرتے رہے اس کی صحت پر کوئی دلیل یا اپنے جرائم و معاصی کے لئے کوئی عذر ہو تو پیش کرو۔ لیکن ان کے پاس نہ کوئی دلیل ہو گی نہ عذر اس لئے اب انہیں عین الیقین حاصل ہو جائے گا کہ الوہیت اور کارسازی کا حق تو اللہ تعالیٰ ہی کو تھا ہم بلا دلیل غیروں کو کارساز

كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ ؕ

جیسے اللہ نے بھلائی کی تجھ سے اور مت چاہ خرابی ڈالنی ملک میں

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ (٧٧) قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ

اللہ کو بھاتے نہیں خرابی ڈالنے والے ف۱ بولا یہ مال تو مجھ کو ملا ہے

عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ ؕ اَوَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ

ایک ہنر سے جو میرے پاس ہے کیا اس نے یہ نہ جانا کہ اللہ غارت کر چکا ہے

مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّ

اس سے پہلے کتنی جماعتیں جو اس سے زیادہ رکھتی تھیں زور اور

اَكْثَرُ جَمْعًا ؕ وَلَا يُسْئَلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ (٧٨)

زیادہ رکھتی تھیں مال کی جمع اور پوچھے نہ جائیں گنہگاروں سے ان کے گنا ف۲ ف۱

فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ

پھر نکلا اپنی قوم کے سامنے اپنے ٹھاٹھ سے کہنے لگے جو لوگ طالب تھے

الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ

دنیا کی زندگانی کے اے کاش ہم کو ملے جیسا کچھ ملا ہے قارون کو بے شک اس کی

لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ (٧٩) وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ

بڑی قسمت ہے اور بولے جن کو ملی تھی سمجھ اے خرابی تمہاری

ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ وَلَا يُلَقّٰىهَآ

اللہ کا دیا ثواب بہتر ہے ان کے واسطے جو یقین لائے اور کام کیا بھلا اور یہ بات انہی کے

اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ (٨٠) فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ ۫ فَمَا

دل میں پڑتی ہے جو سہنے والے ہیں ف۳ پھر دھنسا دیا ہم نے اس کو اور اس کے گھر کو زمین میں پھر نہ

كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۗ وَمَا كَانَ

ہوئی اس کی کوئی جماعت جو مدد کرتی اس کی اللہ کے سوائے اور نہ وہ

منزل ۵

موضح قرآن ف۱ خرابی نہ ڈال یعنی حضرت موسیٰ سے ضد نہ کر اور اپنا حصہ نہ بھول دنیا سے یعنی حصے کے موافق کھا پہن اور زیادہ مال سے آخرت کما۔ ف۲ ایک ہنر سے مجھ کو ملا ہے یعنی دنیا کمانے کا سلیقہ اور پوچھے نہ جائیں گناہ یعنی گناہگار کی سمجھ درست ہو تو گناہ کیوں کرے جب سمجھ الٹی پڑی الزام دینے کا کیا فائدہ کہ یہ بُرا کام کیوں کرتا ہے اس کی بُرائی نہیں سمجھتا۔ ف۳ یعنی دنیا سے آخرت کو بہتر وہی جانتے ہیں جن سے محنت سہی جاتی ہے اور بے صبر لوگ حرص کے مارے دنیا کی آرزو پر گرتے ہیں، نادان آدمی دنیادار کی آسودگی کو جانتا ہے اس کی بڑی قسمت ہے فکر کو اور آخرت کی ذلت کو اور سو جگہ خوشامد کرنے کو نہیں دیکھتا اور یہ نہیں دیکھتا کہ دنیا میں آرام ہے تو دس بیس برس اور مرنے کے بعد کاٹتے ہیں ہزاروں برس۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی درصورتِ لزوم پاداش مجال عذر نیست ۱۲۔

سمجھتے رہے۔ ان الحق للہ فی الالوھیۃ لا یشارکہ سبحانہ فیھا احد (روح ج ۲۰ ص ۱۰۹) غیر اللہ کو کارساز اور سفارشی سمجھنے کے من گھڑت خیال کا آخرت میں کوئی فائدہ نہ ہوگا اور ان کی تمام آرزوئیں باطل ہو کر رہ جائیں گی۔ ما کانوا یفترون من الوھیۃ غیر اللہ والشفاعۃ لھم (مدارک)

۷۵ یہ تخویف دنیوی ہے اور وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ الخ سے متعلق ہے۔ دنیا کی ناپائیداری کا حال دیکھ لو۔ قارون کے پاس کس قدر دولت تھی مگر اس نے دولت میں اللہ کا حق ادا نہ کیا اور کفر و شرک کرتا رہا اس لئے دولت کے ساتھ تباہ و برباد کر دیا گیا۔ قارون موسیٰ علیہ السلام کا چچازاد بھائی تھا موسیٰ علیہ السلام کے والد عمران اور قارون کا والد یصہر دونوں حقیقی بھائی تھے جو قاہث بن لاوی بن یعقوب کے بیٹے تھے۔ (روح) قارون منافق تھا اس لئے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ دریا سے پار ہو گیا ولم یکن فی بنی اسرائیل اقرأ منہ للتوراۃ ولکنہ نافق کما نافق السامری (خازن ج ۵ ص ۱۵۱) وہ کثرتِ مال کی وجہ سے دوسرے اسرائیلیوں پر ظلم و زیادتی کرتا تھا۔ مفاتح سے مراد خزانے ہیں نہ کہ کنجیاں جیسا کہ حضرت ابن عباس اور دوسرے مفسرین نے کہا ہے قال السدی ای خزائنہ وفی معناہ قول الضحاک ای ظروفہ واوعیتہ وروی نحو ذلک عن ابن عباس رض والحسن رض (روح ج ۲۰ ص ۱۱۲) اور عُصْبَۃ تین سے دس آدمیوں تک کی جماعت کو کہتے ہیں۔ یعنی ہم نے اسے اس قدر دولت دی تھی کہ اس کے خزانوں کو طاقتور آدمیوں کی جماعت بڑی مشکل سے اٹھا سکتی تھی۔ اِذْ قَالَ الخ کے متعلق ہے یا اس کا متعلق محذوف ہے ای اظھر التفاخر والفرح (روح) **۷۶** قوم کے لوگوں نے اسے سمجھانے کی کوشش کی اور اس سے کہا اللہ تعالیٰ نے جو تمہیں دولت دی ہے اس میں اللہ کا حق ادا کرے اور اسے اللہ کے حکم کے مطابق خرچ کر کے سامان آخرت تیار کر اور دنیا کی زندگی سے فائدہ اٹھا۔ جس طرح اللہ نے تجھ پر احسان فرمایا ہے اور تجھے دولت عطا فرمائی ہے اسی طرح تو اللہ کے بندوں پر احسان کر اور دولت کے بل پر زمین میں شر و فساد بپا مت کر کیونکہ اللہ تعالیٰ شرپسند لوگوں کو پسند نہیں فرماتا **۷۷** قارون نے اپنے ناصحین کو نہایت ہی سرکشانہ جواب دیا اور کہنے لگا اللہ کا کونسا احسان ہے یہ دولت تو میں نے اپنے علم و ہنر سے حاصل کی ہے۔ علم سے تجارت اور ذرائع معاش کا علم مراد ہے۔ بعض نے علم کیمیا مراد لیا ہے۔ اراد بہ علمہ بوجوہ المکاسب والتجارات (کبیر ج ۶ ص ۶۲۹) قال ابن المسیب علم الکیمیاء (روح) **۷۸** یہ قارون کے لئے تنبیہ و تہدید ہے۔ کیا تورات کی تلاوت سے اسے یہ بات معلوم نہیں ہوئی کہ اس سے پہلے بڑی بڑی سرکش قوموں کو اللہ نے ہلاک کر دیا جو دولت اور خدم و حشم میں اس سے کہیں زیادہ تھے۔ اور پھر ایسے سرکش

مِنَ الْمُنْتَصِرِیْنَ ﴿۸۱﴾ وَاَصْبَحَ الَّذِیْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ

مدد لا سکا اور فجر کو لگے کہنے جو کل شام آرزو کرتے

بِالْاَمْسِ یَقُوْلُوْنَ وَیْكَاَنَّ اللّٰهَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ

تھے ف۱ اس کا سا درجہ ارے خرابی یہ تو اللہ کھول دیتا ہے روزی

لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَیَقْدِرُ ۚ لَوْلَآ اَنْ

جس کو چاہے اپنے بندوں میں اور تنگ کر دیتا ہے اگر نہ احسان کرتا

مَّنَّ اللّٰهُ عَلَیْنَا لَخَسَفَ بِنَا ؕ وَیْكَاَنَّهٗ لَا یُفْلِحُ

ہم پر اللہ تو ہم کو بھی دھنسا دیتا اے خرابی یہ تو چھٹکارا نہیں

الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۲﴾ ع تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا

پاتے منکر وہ گھر ف۱ پچھلا ہے ہم دیں گے وہ

لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَلَا

ان لوگوں کو جو نہیں چاہتے اپنی بڑائی ملک میں اور نہ

فَسَادًا ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ﴿۸۳﴾ مَنْ جَآءَ

بگاڑ ڈالنا اور عاقبت بھلی ہے ڈرنے والوں کی جو لے کر آیا

بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَیْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ

بھلائی ف۲ اس کو ملنا ہے اس سے بہتر اور جو کوئی لے کر آیا

بِالسَّیِّئَةِ فَلَا یُجْزَى الَّذِیْنَ عَمِلُوا السَّیِّاٰتِ

برائی سو برائیاں کرنے والے ان کو وہی سزا ملے گی

اِلَّا مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾ اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ

جو کچھ وہ کرتے تھے ق جس نے ف۳ حکم بھیجا

عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ ؕ قُلْ رَّبِّیْۤ

تجھ پر قرآن کا وہ پھر لانے والا ہے تجھ کو پہلی جگہ ف۲ تو کہہ ف۴ میرا رب

ع ۷ ۱۱

۱ بشارت اخروی ۱۲

۲ بشارت اخروی ۱۲

۳ تخویف اخروی ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی قارون کی دولت کو نادانوں نے کہا اس کی بڑی قسمت۔ ہے بڑی قسمت یہ نہیں آخرت کا ملنا ہی بڑی قسمت ہے سو وہ ان کو ملے جو دنیا کا عروج نہیں چاہتے ف۲ نیکی پر وعدہ دیا نیکی کا وہ ملنا ہے مقرر اور برائی پر برائی کا وعدہ نہیں فرمایا کہ شاید معاف ہو مگر یہ فرمایا اپنے کئے سے زیادہ سزا نہیں ملتی۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی آخرت ۱۲۔

اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى وَمَنْ

خوب جانتا ہے کون لایا ہے راہ کی سوجھ اور کون

هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۸۵﴾ وَمَا كُنْتَ

پڑا ہے صریح گمراہی میں ف۱ اور تو

تَرْجُوْٓا اَنْ يُّلْقٰٓى اِلَيْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا

توقع نہ رکھتا تھا کہ اتاری جائے تجھ پر کتاب مگر

رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ

مہربانی سے تیرے رب کی سو تو مت ہو

ظَهِيْرًا لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَلَا يَصُدُّنَّكَ

مددگار کافروں کا ف۲ اور نہ ہو کہ وہ تجھ کو روک دیں

عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَيْكَ

اللہ کے حکموں سے بعد اس کے کہ اتر چکے تیری طرف

وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ

اور بلا اپنے رب کی طرف اور مت ہو

الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ

شرک والوں میں ف۳ اور مت پکار اللہ کے سوائے

اِلٰهًا اٰخَرَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ قف كُلُّ

دوسرا حاکم کسی کی بندگی نہیں اس کے سوائے ہر

شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ط لَهُ

چیز ف۴ فنا ہے مگر اس کا منہ اسی کا

الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۸﴾

حکم ہے اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے

وقف لازم

اور متکبر مجرموں کے گناہوں کا کوئی حساب کتاب نہیں کیا جاتا اور انہیں بلا حساب ہی جہنم میں ڈال دیا جاتا ہے کیونکہ جرم وگناہ اور معاصی کے سوا ان کے پلے کچھ ہوتا ہی نہیں۔ لعلمہ تعالٰی بھم بل یدخلون النار بغیر حساب (مدارک ج۳ ص۱۸۱) ۷۵ قارون ایک دفعہ اپنی پوری شان وشوکت کے ساتھ، اپنے خدم وحشم کے جلوس میں نہایت ہی بیش قیمت لباس اور ساز وسامان کے ساتھ نکلا۔ جب دنیادار لوگوں نے اس کی شان اور آن بان دیکھی تو بول اٹھے ہائے کاش! ہمارے پاس بھی اس قدر دولت ہوتی۔ قارون تو بڑا ہی خوش قسمت ہے۔ وَقَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الخ دنیاداروں کی باتیں سن کر دیندار اور اہلِ علم نے اس آرزو پر انہیں سرزنش کی اور کہا تم پر افسوس! تم دنیا کی تمنا کرتے ہو حالانکہ ایمان اور عملِ صالح کا ثواب واجر اس سے بدرجہا بہتر ہے۔ لیکن یہ خیال صرف انہی لوگوں کے دلوں میں آتا ہے جو ایمان وعملِ صالح پر قائم ہوں اور شہوات ومعاصی سے اپنے نفس امارہ کو قابو میں رکھ سکتے ہوں۔ ۷۶ قارون کی سرکشی اور اس کے عناد واستکبار اور انکار وجحود کی وجہ سے ہم نے اس کو اور اس کے عالیشان محلات کو خزائن دولت سمیت زمین میں دھنسا دیا فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ الخ دنیا میں ہزاروں افراد اس کی خدمت اور امداد واعانت کرنے والے موجود تھے مگر عذاب خداوندی سے اسے کوئی بھی نہ بچا سکا۔ قارون کے بارے میں کئی بے سروپا قصے مشہور ہیں جن میں سے کوئی بھی صحیح نہیں۔ مثلاً اس کے خزانے اس قدر زیادہ تھے کہ ان کی چابیاں ساٹھ ساٹھ خچریں اٹھا سکتی تھیں جب کہ ایک چابی صرف انگلی کی مقدار لمبی تھی اور اتنی ہلکی کہ چمڑے سے بنائی گئی تھی۔ اسی طرح جب وہ شان وشوکت سے نکلا تو اس کے آگے پیچھے اور دائیں بائیں ستر ہزار پیادوں، چار ہزار گھوڑ سواروں اور تین سو لونڈیوں کا جلوس تھا۔ علیٰ ہذا قارون اس وقت سے لے کر اب تک زمین میں دھنس رہا ہے اور قیامت تک دھنستا رہے گا وغیرہ وغیرہ یہ سب بے سند اور جھوٹے قصے ہیں۔ علامہ آلوسی لکھتے ہیں کہ فلکیات کے ماہرین کے مطابق زمین کے قطر کی مقدار معین ہے اس لئے یہ دھنسنے کا واقعہ اشکال سے خالی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بصحۃ ذلک بل ھو مشکل ان صح ما قال الفلاسفۃ فی مقدار قطر الارض (روح ج ۲۰ ص ۱۲۳) ۷۷ کل جن لوگوں نے قارون کی شان وشوکت دیکھ کر اس جیسی دولت اور شان کی تمنا کی تھی اب وہ اپنی باتوں پر ندامت کا اظہار کرنے لگے اور کہا دولت کی فراخی اور تنگی اللہ کے اختیار میں ہے وہ جسے چاہے دولتمند بنائے اور جسے چاہے تنگدست کرے اور اس کی حکمتیں بھی وہی جانتا ہے۔ اللہ کا شکر اور احسان ہے کہ اس نے ہمیں اس قدر دولت نہیں دی ورنہ ہم بھی قارون کی طرح سرکش اور خدا کے نافرمان اور باغی ہو جاتے اور ہمارا بھی وہی حشر ہوتا جو قارون کا ہوا۔ ۷۸ یہ بشارت اخروی ہے۔ شروع میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ ذکر کیا گیا اور بتایا گیا کہ انہوں نے دعوت توحید کی خاطر بہت مصائب اٹھائے اسی طرح اے پیغمبر آپ پر بھی اس دعوت کی وجہ سے مصائب

موضح قرآن ف۱ پھر لاوے گا پہلی جگہ یہ آیت اتری۔ ہجرت کے وقت پھر تسلی فرمائی کہ پھر مکہ میں آوٴ گے سو خوب طرح آئے پورے غالب ہو کر۔ ف۲ یعنی اپنی قوم کو اپنا نہ سمجھ جنہوں نے تجھ سے یہ بدی کی اب جو تیرا ساتھ دے وہی اپنا۔ ف۳ یعنی اپنی قوم کی خاطر نہ کر دین کے کام میں اور آپ کو ان میں نہ گن، گو کہ اپنے قرابتی ہوں۔ ف۴ اس سے معلوم ہوا کہ ہر چیز فنا ہوتی ہے کبھی ہو، مگر اس کا منہ یعنی وہ آپ۔

آئیں گے لیکن موسیٰ علیہ السلام کی طرح آخر کامیابی آپ ہی کو ہو گی۔ اب سورت کے آخر میں چھ امور ایسے مذکور ہوں گے جن سے موسیٰ علیہ السلام اور حضور علیہ السلام کے درمیان مماثلت و مشابہت ظاہر ہو گی۔ یہ امر اول ہے موسیٰ علیہ السلام کے ذکر میں فرمایا اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِی الْاَرْضِ الخ جس طرح موسیٰ علیہ السلام کو فرعون ایسے سرکش اور متمرد سے واسطہ پڑا حضور علیہ السلام کو بھی ایسے متمردین سے واسطہ پڑا۔ اس آیت میں بطور بشارت ان لوگوں کا ذکر کیا گیا جو تمرد و سرکشی نہیں کرتے یعنی آخرت کی راحت ایسے ہی لوگوں کو حاصل ہو گی لیکن متمردین کو المناک عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔ ۷۹؎ یہ نیک لوگوں کے لئے بشارت اور بُروں کے لئے تخویف ہے۔ یعنی نیکی کا بدلہ تو اصل نیکی سے زیادہ دیا جائے گا لیکن بُرے کاموں کی سزا ان کے مطابق ہو گی اس میں زیادتی نہ ہو گی۔ ۸۰؎ یہ امر دوم ہے جو اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَیْكِ پر متفرع ہے یا موسیٰ علیہ السلام کے مصر سے مدین جانے اور وہاں سے واپس مصر آنے سے متعلق ہے۔ جس طرح موسیٰ علیہ السلام فرعون کے خوف سے مدین کو ہجرت کر گئے لیکن ہم انہیں واپس مصر لائے اسی طرح آپ کو بھی اعزاز و اکرام کے ساتھ مکہ واپس لاؤں گا۔ ابن عباس فرماتے ہیں مراد فتح مکہ ہے۔ فَرَضَ کے معنی اَنْزَلَ کے ہیں قال مقاتل انزله علیك وكذا قال الفراء وابو عبيدة .... وقال ابن عباس ايضا ومجاهد المعاد مكة واراد رده اليها يوم الفتح (بحر ج، ص ۱۳۶) گویا یہ حضور علیہ السلام کے لئے تسلی ہے کہ آپ مطمئن رہیں آخر آپ کے دشمن مغلوب ہوں گے اور آپ غالب ہوں گے۔ ۸۱؎ یہ امر سوم ہے جو وَقَالَ مُوْسٰى رَبِّیْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى الخ پر متفرع ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے معاندانہ کلام کا جو جواب دیا تھا حضور علیہ السلام کو بھی وہی جواب دینے کا حکم دیا گیا۔ ۸۲؎ یہ امر چہارم ہے جو وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ پر متفرع ہے۔ یہ امر ثانی کے لئے بمنزلہ دلیل ہے یعنی جس طرح آپ کو وہم و گمان بھی نہ تھا کہ آپ پر اللہ کی وحی نازل ہو گی اور آپ منصب نبوت پر فائز ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے محض اپنی رحمت سے آپ کو یہ منصب عطا فرمایا اسی طرح وہ محض اپنے فضل و احسان سے عزت و شان کے ساتھ مکہ میں داخل فرمائے گا۔ اس میں بھی موسیٰ علیہ السلام سے مماثلت ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے جب انہیں بچپن میں صندوق میں بند کر کے دریا کی لہروں کے حوالے کر دیا تھا اس وقت کسی کے زاویہ خیال میں بھی یہ بات نہ تھی کہ وہ پیغمبر ہو گا۔ علیٰ ہذا جب موسیٰ علیہ السلام مدین سے روانہ ہوئے اور راستے میں آگ دیکھی اور وہاں سے آگ لینے کے لئے گئے اس وقت انہیں خیال تک نہ تھا کہ میں منصب نبوت پر سرفراز ہونے والا ہوں۔ ۸۳؎ یہ امر پنجم ہے اور فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِیْرًا لِّلْمُجْرِمِیْنَ ۝ پر متفرع ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عہد کیا تھا کہ وہ مجرموں کا تعاون نہیں کریں گے یہاں حضور علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ آپ بھی مشرکین سے تعاون اور موافقت نہ کریں۔ وَلَا یَصُدُّنَّكَ الخ آپ نہ تو کسی معاملے میں کافروں کے معاون بنیں اور نہ ان کے کہنے سے اللہ کے قرآن کی تبلیغ سے رکیں جبکہ اللہ نے قرآن کی آیتیں تبلیغ کی خاطر آپ پر نازل فرما دیں۔ آپ اللہ کی توحید کی دعوت دیئے جائیں اور دین میں مشرکین سے ہرگز موافقت نہ کریں۔ یہ خطابات اگرچہ بظاہر حضور علیہ السلام سے ہیں کیونکہ قرآن کے مخاطب اول آپ ہی ہیں لیکن اس سے مراد آپ کی امت ہے۔ اِلٰى رَبِّكَ میں مضاف مقدر ہے ای الی عبادته جل وعلا وتوحيده سبحانه (روح ج ۲۰ ص ۱۳) (اِلٰى رَبِّكَ) الی معرفته وتوحيده (وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ) قال ابن عباس رضی الله عنهما الخطاب فی الظاهر للنبی صلی الله عليه وسلم والمراد به اهل دينه ای لا تظاهروا الكفار ولا توافقوهم (معالم ج ۵ ص ۱۵۰) ۸۴؎ یہ امر ششم ہے جو وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الخ پر متفرع ہے یہی وہ دعوت ہے جو موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور اس کی قوم کے سامنے پیش کی اور جس کی خاطر عمر بھر مصائب اٹھائے۔ یہ تمام سورت کے بیان کا ثمرہ و نتیجہ ہے۔ یہ خطاب بدستور امت سے ہے۔ سورت میں بیان کردہ دلائل سے یہ بات واضح ہو گئی کہ خالق و مالک، متصرف و مختار اور عالم الغیب صرف اللہ ہی ہے۔ نفع نقصان اور منع و عطاء اسی کے اختیار میں ہے لہذا اللہ کے سوا کسی کو کارساز نہ سمجھو، مصائب و مشکلات اور حاجات و بلیات میں غائبانہ صرف اسی کو پکارو۔ لا تتخذ غيره وكيلا على امورك كلها ولا تعتمد على غيره (خازن ج ۵ ص ۱۵۵) ويجوز ان يكون المعنى لا تعتمد على غير الله ولا تتخذ غيره وكيلا فی امورك فان من وثق بغير الله تعالىٰ فكانه لم يكمل طريقه فی التوحيد (كبير ج ۶ ص ۲۳) ۸۵؎ اللہ کے سوا حاجات میں مافوق الاسباب کسی اور کو مت پکارو کیونکہ اللہ کے سوا کوئی کارساز، نافع و ضار اور مانع و معطی نہیں۔ اور اس کے سوا ہر چیز فانی ہے۔ لا اله الا هو ای لا نافع ولا ضار ولا معطی ولا مانع الا هو كقوله رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِیْلًا ۸۶؎ وَجْهَهٗ سے اللہ تعالیٰ کی ذات مراد ہے۔ لفظ وجه ذات باری تعالیٰ سے کنایہ ہے یعنی اللہ کی ذات کے سوا ہر چیز ہالک اور فانی ہے۔ اِلَّا وَجْهَهٗ ای الا ذاته عز وجل (روح) ومعنى الا وجهه الا اياه قاله الزجاج (بحر ج ۷، ص ۱۳۶) لَهُ الْحُكْمُ قضاء و قدر اس کے قبضہ و تصرف میں ہے۔ جو کچھ ہوتا ہے اس کے ارادہ و مشیت سے ہوتا ہے۔ اور قیامت کے دن تم سب جزاء و سزا کے لئے اسی کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے۔ جس طرح قضاء و قدر اس کے ہاتھ میں ہے اسی طرح قیامت کے دن فصل و قضاء بھی اسی کے ہاتھ میں ہو گا اور وہاں کوئی دم بھی نہیں مار سکے گا۔

سورۂ القصص میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ قَالَتَا لَا نَسْقِیْ حَتّٰی یُصْدِرَ الرِّعَآءُ الخ (۲۳) —— خاندانِ شعیب علیہ السلام پر یہ تنگی قوم نے محض توحید سے ضد کی بنا پر کر رکھی تھی۔

۲۔ تَمْشِیْ عَلَی اسْتِحْیَآءٍ ۔ عورت کو ہر حال میں شرم و حیا سے رہنا چاہیئے۔

۳۔ قَالَ اِنِّیْٓ اُرِیْدُ اَنْ اُنْکِحَکَ الخ دس سال موسیٰ علیہ السلام کو اس خدمت کے ذریعہ تربیت دی گئی تاکہ وہ آئندہ مصائب برداشت کرنے کے قابل ہو جائیں۔

۴۔ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْا —— تا —— لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝ (۲۹) نفی علم غیب از موسیٰ علیہ السلام۔

۵۔ اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ سارے جہانوں کا پروردگار اور سارے عالم میں متصرف و مختار صرف اللہ ہی ہے۔

۶۔ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ —— تا —— اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ ۝ نفی علم غیب از موسیٰ علیہ السلام۔

۷۔ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِیِّ —— تا —— لَعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ ۝ (۴۶) نفی علم غیب و حاضر و ناظر از نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔

۸۔ وَیَوْمَ یُنَادِیْهِمْ —— تا —— لَوْ اَنَّهُمْ كَانُوْا یَهْتَدُوْنَ ۝ (۶۴) نفی شرک فی التصرف۔

۹۔ وَرَبُّكَ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَیَخْتَارُ —— تا —— وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ نفی شرک فی التصرف و شرک فی العلم۔

۱۰۔ اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ الخ توحید کی خاطر مصائب برداشت کرنے کے بعد آخر غلبہ آپ ہی کو ملے گا۔

۱۱۔ وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ یُّلْقٰٓی الخ نفی علم غیب از نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ اللہ تعالیٰ توحید کو ماننے کی توفیق دے تو مشرکین سے تعاون نہ کرنا چاہیئے۔

۱۲۔ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ الخ نفی شرک فی التصرف۔

(آج بتاریخ ۱۵ صفر ۱۳۸۷ھ مطابق ۲۶ مئی ۱۹۶۷ء بروز جمعہ ۶ بجے صبح
سورۂ القصص کی تفسیر ختم ہوئی۔ فلہ الحمد فی الاولی والآخرۃ والصلوۃ والسلام
علی رسولہ الشافع المشفع بالساہرۃ وعلی آلہ وصحبہ المقتدین بسنتہ الطاہرۃ)

سُورۂ عنکبوت

ربط سورۂ عنکبوت کو ماقبل یعنی سورۂ القصص کے ساتھ نامی ربط یہ ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے القصص (قصے) سے معلوم ہوگیا کہ انہوں نے مسئلہ توحید (اللہ کے سوا کوئی کارساز اور برکات دہندہ نہیں لہٰذا حاجات میں اس کے سوا کسی کو غائبانہ مت پکارو) کی خاطر کس قدر تکلیفیں اٹھائیں اور اب فرمایا غیر اللہ کو برکات دہندہ اور کارساز سمجھنا بالکل اسی طرح بے سود ہے جس طرح عنکبوت (مکڑی) کا جالا۔ جس طرح مکڑی کا گھر سردی گرمی اور طوفانِ بادو باراں سے اسے نہیں بچا سکتا اسی طرح غیر اللہ کی پناہ مصائب وبلیات میں کام نہیں آسکتی۔

معنوی ربط یہ ہے کہ سورۂ الفرقان میں یہ دعویٰ پیش کیا گیا کہ اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں۔ الفرقان میں اس دعوے پر عقلی دلائل اور اس کے بعد الشعراء میں نقلی دلائل ذکر کئے گئے۔ پھر نمل میں اس کے علل بیان کئے گئے اور القصص میں بتایا گیا کہ اے پیغمبر مسئلہ توحید کی وجہ سے آپ پر مصائب آئیں گے دیکھو اس دعوے کی وجہ سے موسیٰ علیہ السلام پر کس قدر مصیبتیں آئیں اب عنکبوت میں بتایا جائے گا کہ اے ایمان والو! اس دعوے کو مان لینے کے بعد تم پر بھی آزمائشیں آئیں گی اس لئے ثابت قدم رہنا۔

خلاصہ سورۂ عنکبوت کے دو خصوصی دعوے ہیں اور ایک عام دعویٰ جو سارے قرآن کا مرکزی دعویٰ ہے۔ دو خصوصی دعوے یہ ہیں (۱) مسئلہ توحید کی وجہ سے ایمان والوں پر مصائب آئیں گے۔ (۲) مسئلہ توحید کا انکار کرنے والے ہماری گرفت سے بچ نہیں سکیں گے۔ اس کے بعد سات واقعات مذکور ہیں جن میں سے پہلے تین پہلے دعوے پر اور پچھلے چار دوسرے دعوے پر لف ونشر مرتب کے طور پر مرتب ہیں۔ عمومی دعویٰ، دعویٰ توحید ہے جو سورت کے درمیان میں مذکور ہے اس کے بعد اس پر چار دلائلِ عقلیہ جن میں سے دو علیٰ سبیل الاعتراف من الخصم ہیں ایک دلیل وحی اور ایک دلیل نقلی مذکور ہے۔

پہلا دعویٰ —— ایمان والوں پر آزمائشیں آئیں گی

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَكُوْا — تا — وَلَیَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِیْنَ اس پر تین واقعات مرتب ہیں۔ پہلا واقعہ حضرت نوح علیہ السلام کا ہے۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ (ع ۲) — تا — وَجَعَلْنٰهَآ اٰیَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال مسئلہ توحید کی خاطر مشرکوں کے ہاتھوں گوناگوں تکلیفیں اٹھائیں۔ ایمان والو! اسی طرح تم پر آزمائشیں آئیں گی۔ دوسرا واقعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے۔ وَاِبْرٰهِیْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ (ع ۲) — تا — وَاِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ ابراہیم علیہ السلام نے مسئلہ توحید کی خاطر اپنی قوم کے ہاتھوں کیسی کیسی اذیتیں اٹھائیں یہاں تک کہ انہیں آگ میں ڈالا گیا۔ تیسرا قصہ حضرت لوط علیہ السلام کا ہے۔ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ — تا — اٰیَةًۢ بَیِّنَةً لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ۝ (ع ۴) لوط علیہ السلام اپنی سرکش قوم کے ہاتھوں مصائب وتکالیف میں مبتلا ہوئے۔ قوم کے طعنے سُنے اور قوم نے ان کے معزز مہمانوں کی بعزتی کا ارادہ کر کے انہیں اذیت پہنچائی۔ ایمان والو! ان انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح تم پر بھی مسئلہ توحید کی وجہ سے تکلیفیں آئیں گی اس لئے ان پر صبر کرنا ہوگا۔ یہ تینوں قصے اگرچہ بالذات اور براہِ راست پہلے دعوے سے متعلق ہیں لیکن بالواسطہ دوسری دعویٰ بھی ان سے ثابت ہو رہا ہے یعنی یہ منکرینِ توحید اور معاند قومیں ہماری گرفت سے بچ نہ سکیں۔ جب ہمارا عذاب آپہنچا تو انہیں ہلاک کر دیا گیا۔ مَنْ كَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ الخ (ع ۱) یہ پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ اللہ کے دین کی خاطر جو مصائب مقدر ہیں وہ ضرور آئیں گے ان سے گھبرانا نہیں۔ وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا یُجَاهِدُ الخ توحید اور دین حق کی خاطر جو لوگ تکلیفیں اٹھاتے ہیں اس میں ان کا اپنا ہی فائدہ ہے کسی پر احسان نہیں۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ بشارت اخروی۔ وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ مسئلہ توحید کی وجہ سے تمہیں مصائب کا سامنا کرنا ہوگا یہ نہایت عظیم الشان دعویٰ ہے اسی لئے ہم نے انسان کو وصیت کی کہ وہ ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرے لیکن اگر مشرک والدین تمہیں شرک پر مجبور کریں تو اس معاملے میں ان کی اطاعت بھی جائز نہ ہوگی۔ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ بشارت اخروی۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا الخ بیان حال منافقین۔ یعنی بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو تھوڑی سی تکلیف ہی سے ایمان کو چھوڑ دیتے ہیں۔ وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا الخ شکویٰ مع تخویف اخروی

دوسرا دعویٰ —— مشرکین ہماری گرفت سے بچ نہیں سکیں گے

اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّسْبِقُوْنَا الخ — اس دعوے پر چار قصے متفرع ہیں۔ پہلا قصہ قوم شعیب علیہ السلام کا ہے۔ وَاِلٰى مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا — تا — فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ۝ (ع ۴) دوسرا اور تیسرا قصہ عاد وثمود وقوم ہود وصالح علیہما السلام کا ہے۔ وَعَادًا وَّثَمُوْدَا — تا — وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِیْنَ ۝ چوتھا قصہ قوم موسیٰ علیہ السلام کا ہے۔ وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ — تا — وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ ۝ ان قوموں نے انتہائی سرکشی کی اور ضد وعناد کی وجہ سے مسئلہ توحید کا انکار کیا۔ وہ فسق وفجور اور انکار وعصیان میں اس قدر آگے بڑھ گئے گویا ان کا خیال تھا کہ وہ خدا کے ہاتھ نہیں آسکیں گے اور اس کی گرفت سے بچ جائیں گے، لیکن ہم نے سب کو مقررہ وقت پر پکڑ لیا اور دردناک عذاب سے ہلاک کر دیا اور ان میں سے کوئی بھی ہمارے عذاب سے بچ نہ سکا۔ فَاسْتَكْبَرُوْا فِی الْاَرْضِ وَمَا كَانُوْا سٰبِقِیْنَ ۝

سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّسِتُّوْنَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ
سورہ عنکبوت لہ مکہ میں نازل ہوئی اس کی انہتر آیتیں ہیں اور سات رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓ ① اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا
کیا یہ سمجھتے ہیں لوگ ٹہ کہ چھوٹ جائیں گے اتنا کہہ کر کہ

اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ② وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ
ہم یقین لائے اور ان کو جانچ نہ لیں گے ہم نے جانچا ہے ان کو جو

مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ
ان سے پہلے تھے سو البتہ معلوم کرے گا اللہ جو لوگ سچے ہیں اور

لَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ③ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ
البتہ معلوم کرے گا جھوٹوں کو کیا یہ سمجھتے ہیں سہ جو لوگ کہ کرتے ہیں

السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ④ مَنْ
برائیاں کہ ہم سے بچ جائیں بری بات طے کرتے ہیں ف جو کوئی

كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ؕ وَ
توقع رکھتا ہے ٹہ اللہ کی ملاقات کی سو اللہ کا وعدہ آرہا ہے اور

هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ⑤ وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا
وہ ہے سننے والا جاننے والا اور جو کوئی محنت اٹھائے سو

يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ⑥
اٹھاتا ہے اپنے ہی واسطے اللہ کو پروا نہیں جہان والوں کی

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ
اور جو لوگ ٹہ یقین لائے اور کئے بھلے کام ہم اتار دیں گے۔

مرکزی دعویٰ —— اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ اور کارساز نہیں

مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ —— تا —— وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ○ اس کے بعد اس دعوے پر چار عقلی دلیلیں، ایک دلیل وحی اور ایک نقلی دلیل مذکور ہے۔ وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ یہ پہلی عقلی دلیل ہے۔ زمین و آسمان کو اظہار حق کی خاطر اسی نے پیدا کیا ہے، کائنات کا ذرہ ذرہ اس کی قدرتِ کاملہ، اس کی وحدانیت اور کارسازی کی دلیل ہے۔ اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ الخ (ع ۵) یہ دلیل وحی ہے۔ جو کتاب آپ کے پاس وحی کے ذریعہ سے بھیجی جارہی ہے آپ اس کی روشنی میں مسئلہ توحید بیان کرتے رہیں۔ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ یہ امر مصلح ہے۔ مشرکین کی ایذا رفع کرنے کے لئے آپ نماز قائم کریں۔ وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ یہ طریق تبلیغ ہے۔ یعنی نرمی کے ساتھ تبلیغ کرتے رہو۔ فَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ دلیل نقلی از مؤمنین اہل کتاب۔ یعنی اہل کتاب کے انصاف پسند لوگ بھی مسئلہ توحید کو مان چکے ہیں یہ بھی اس کی سچائی کی دلیل ہے۔

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا الخ یہ جملہ معترضہ ہے برائے بیان صداقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ یعنی لکھنا پڑھنا نہ جاننے کے باوجود آپ یہ علوم و معارف بیان کر رہے ہیں یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اور آپ پر اللہ کی جانب سے وحی آتی ہے اور جو دعویٰ توحید آپ پیش کر رہے ہیں اس میں آپ سچے ہیں۔ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ الخ یہ شکویٰ ہے مشرکین کہتے یہ پیغمبر ہمیں منہ مانگے معجزے کیوں نہیں دکھاتا؟ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ الخ جواب شکوہ ہے۔ معجزات اللہ کے اختیار میں ہیں میرے اختیار میں نہیں ہیں۔ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ یہ بھی جواب شکویٰ سے متعلق ہے۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی معلوم کرنے کے لئے انہیں یہ معجزہ کافی نہیں کہ ہم نے آپ پر قرآن نازل کیا ہے جو ہر لحاظ سے معجزہ ہے اور جس کی مثال پیش کرنے سے وہ عاجز ہو چکے ہیں۔ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ الخ زجر مع تخویف دنیوی و اخروی۔ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ الخ اعادہ زجر مع تخویف دنیوی و اخروی۔

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا الخ یہ ابتدا سورت یعنی وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ میں جس چیز کی طرف اشارہ تھا یہاں اس کی صراحت ہے۔ یعنی اگر توحید کی وجہ سے مشرکین تمہیں ایذا پہنچائیں اور چین سے اپنے وطن میں نہ رہنے دیں تو اللہ کی زمین فراخ اور کھلی ہے اپنا وطن چھوڑ کر ایسی جگہ ہجرت کر جاؤ جہاں تم میری خالص عبادت کر سکو۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بشارت اخروی۔ وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ الخ (ع ۶) یہ جواب سوال مقدر ہے یعنی اگر وطن سے ہجرت کر جائیں گے تو رزق کہاں سے آئے گا۔ فرمایا یہ بے زبان چوپائے کب اپنی روزی اپنے ساتھ اٹھائے پھرتے ہیں۔ جس طرح وہ چوپایوں کو روزی دیتا ہے تمہیں بھی دے گا اس کی فکر نہ کرو۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ الخ یہ دعویٰ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ جب مشرکین کو تسلیم ہے کہ زمین و آسمان کا خالق اور نظام کائنات میں متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے تو پھر ان کی کیوں عقل ماری گئی ہے کہ وہ اللہ کے سوا اوروں کو برکات دہندہ اور کارساز سمجھ کر غائبانہ پکارتے ہیں۔ اَللّٰهُ يَبْسُطُ

لہ سورۃ کا پہلا دعویٰ ۱۲

ٹہ دوسرا دعویٰ ۱۲

ٹہ بشارت اخروی ۱۲

موضح قرآن ف۱ پہلے دو آیتیں کہیں مسلمانوں کو جو گرفتار تھے کافروں کی ایذا میں اور یہ سب کافروں کو ستاتے تھے مسلمانوں کو۔

اَلرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ الخ یہ تیسری عقلی دلیل ہے۔ رزق کی فراخی اور تنگی اللہ کے اختیار میں ہے اور سب کچھ جاننے والا بھی وہی ہے لہذا کارساز اور مستحق دعاء و پکار بھی وہی ہے۔ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ الخ یہ چوتھی عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ مشرکین یہ بھی مانتے ہیں کہ آسمان سے بارش برسانا اور زمین میں سرسبز و شاداب کھیت اگانا بھی اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الخ جب یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے تو معلوم ہوا کہ تمام صفاتِ کارسازی اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں، اس کے سوا کوئی کارساز اور دعاء و پکار کے لائق نہیں۔

عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِیْ كَانُوْا
ان پر سے برائیاں ان کی اور بدلہ دیں گے ان کو بہتر سے بہتر
يَعْمَلُوْنَ ⑦ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ؕ
کاموں کا ف۱ اور ہم نے تاکید کردی ف۲ انسان کو اپنے ماں باپ سے بھلائی سے رہنے کی
وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِیْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ
اور اگر وہ تجھ سے زور کریں کہ تو شریک کرے میرا جس کی تجھ کو خبر نہیں
فَلَا تُطِعْهُمَا ؕ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ
تو ان کا کہنا مت مان مجھی تک پھر آنا ہے تم کو سو میں بتلا دوں گا تم کو جو کچھ تم
تَعْمَلُوْنَ ⑧ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
کرتے تھے اور جو لوگ یقین لائے ف۳ اور بھلے کام کیے
لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِی الصّٰلِحِيْنَ ⑨ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ
ہم ان کو داخل کریں گے نیک لوگوں میں ف۴ اور ایک وہ لوگ ہیں ف۵ جو کہ
يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِیَ فِی اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ
کہتے ہیں یقین لائے ہم اللہ پر پھر جب اس کو ایذا پہنچے اللہ کی راہ میں کرنے لگے لوگوں
النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ؕ وَلَئِنْ جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ
کے ستانے کو برابر اللہ کے عذاب کے اور اگر آ پہنچے مدد ف۶ تیرے رب کی طرف سے
لَيَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ؕ اَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا
تو کہنے لگیں ہم تو تمہارے ساتھ ہیں کیا یہ نہیں کہ اللہ خوب خبردار ہے جو کچھ
فِیْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِيْنَ ⑩ وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ
سینوں میں ہے جہان والوں کے اور البتہ ف۷ معلوم کرے گا اللہ ان لوگوں کو جو
اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ ⑪ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
یقین لائے ہیں اور البتہ معلوم کریگا جو لوگ دغاباز ہیں اور کہنے لگے منکر

رد اضلال الٰہی ۱۳

۲۔ بشارت اخروی ۱۴

۳۔ شکوی و تخویف ۱۳

فَاِذَا رَكِبُوْا فِی الْفُلْكِ الخ (ع ۷) زجر بر مشرکین۔ جب ان کی کشتیاں خطرات میں گھر جاتی ہیں تو وہ سب کو چھوڑ چھاڑ خالص اللہ کو پکارتے ہیں، جب اللہ ان کی کشتیوں کو صحیح سلامت کنارے لگا دیتا ہے تو پھر شرک کرنے لگتے ہیں۔ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الخ دلائل میں بھی غور و فکر کرو اور ہمارے احسانات کو بھی دیکھو اور ان کا شکر بجالاؤ۔ ہم نے تمہیں اپنے حرم کے جوار میں بسا دیا ہے اور امن و اطمینان کی زندگی عطا کی ہے۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی الخ زجر مع تخویف اخروی۔ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا الخ یہ بھی ابتدائے سورت سے متعلق ہے۔ مسئلہ توحید کی وجہ سے کفار کی طرف سے مصائب آئیں گے جو لوگ مردانہ وار ان کا مقابلہ کریں گے اور توحید کی خاطر وطن سے بے وطن ہونے پر آمادہ ہو جائیں ہم انہیں راہِ توحید پر ثابت قدم رکھیں گے اور انہیں سیدھی راہ پر قائم رہنے کی توفیق عطا کریں گے۔ ۲؎ سورت کا پہلا دعوی۔ کیا لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اللہ کی رضامندی اور نعیم جنت حاصل کرنے کے لئے دعوی توحید کو صرف مان لینا ہی کافی ہے اور اس کے بعد وہ آزاد ہیں اور آزمائشوں اور تکلیفوں کی کسوٹی پر انہیں پرکھا نہیں جائے گا؟ استفہام انکاری ہے یعنی لوگوں کا یہ خیال صحیح نہیں بلکہ دعوی توحید کی وجہ سے انہیں مشرکین کے ہاتھوں مصائب و مشکلات کا سامنا بھی کرنا ہوگا وَلَقَدْ فَتَنَّا الخ۔ جیسا کہ انبیاء سابقین علیہم السلام کو بھی ایسا کرنا پڑا۔ جب انہوں نے اپنی قوموں کے سامنے دعوت توحید پیش کی تو قوموں نے انہیں گوناگوں مصائب کا تختۂ مشق بنایا۔ اسی طرح ان کے متبعین کو بھی آلام و مصائب میں مبتلا کیا گیا۔ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الخ یہ ابتلاء و امتحان کی حکمت اور علت ہے۔ اور علم یہاں بمعنی اظہار و تبیین ہے و معنی الآیۃ فلیظهرن اللہ الصادقین من الکاذبین (خازن و معالم ج ۵ ص ۱۵۵) یعنی ہم ہجرت سے، مصائب و مشکلات سے اور اقامت فرائض و واجبات سے مسلمانوں کی آزمائش کریں گے تاکہ مخلص اور منافق، راسخ الایمان اور ضعیف الایمان میں امتیاز ہو جائے اور ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزا و سزا دی جائے انه تعالی یمتحنهم بمشاق التکالیف کالمهاجرة والمجاهدة ورفض الشهوات ووظائف الطاعات وفنون المصائب فی الانفس والاموال لیتمیز المخلص من المنافق والراسخ فی الایمان من المتزلزل فیه فیعامل کلا بما یقتضیه ویجازیهم سبحانه بحسب مراتب اعمالهم (روح ج ۲۰ ص ۱۳۳) ۳؎ یہ دوسرا دعوی ہے۔ مشرکین کا خیال

موضح قرآن ف۱ یعنی ایمان کی برکت سے نیکیاں ملیں گی اور برائیاں معاف ہوں گی۔ ف۲ دنیا میں ماں باپ سے زیادہ حق کسی کا نہیں، پر اللہ کا حق ان سے زیادہ ہے ان کی خاطر دین نہ چھوڑیئے۔

باطل ہے کہ وہ ہمارے عذاب سے بچ جائیں گے۔ السَّیِّاٰتِ کفر وشرک ومعاصی۔ السیات ای الشرك والمعاصی (مدارك ج ۳ ص ۱۹۱) فعل مضارع حدوث وتجدد پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی جو لوگ ہر وقت کفر وشرک اور فسق وفجور میں منہمک رہتے اور غیر اللہ کو پکارتے رہتے ہیں کیا ان کا خیال ہے کہ ہم ان کو ان کی بداعمالیوں کی سزا نہیں دے سکیں گے اور وہ ہمارے عذاب سے بچ نکلیں گے؟ سَآءَ مَا یَحْکُمُوْنَ یہ بہت بری بات اور صریح غلط خیال ہے۔ جب اللہ کا عذاب آگیا تو وہ اس سے ہرگز نہیں بچ سکیں گے۔ **۴** یہاں سے لیکر رکوع کے آخر تک پہلے دعوے سے متعلق بشارت وتخویف وغیرہ کا ذکر ہے۔ مَنْ کَانَ یَرْجُوْا الخ مسئلۂ توحید کی وجہ سے تم پر مصائب آئیں گے، لیکن جن کے دلوں میں آخرت کا خوف ہے انہیں توحید کی خاطر ہر قسم کی مصیبتیں اور تکلیفیں برداشت کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہیئے۔ انہیں کافروں کی ایذا سے ہجرت بھی کرنا ہوگی۔ اس وقت انہیں یہ خیال نہیں کرنا چاہیئے کہ وہ گھروں سے نکل کر بھوک سے اور دیگر مصائب وآلام سے ہلاک ہو جائیں گے، کیونکہ موت کا وقت مقرر ہے اور وہ اپنے وقت پر ضرور آئے گی خواہ وہ گھروں ہی میں کیوں نہ بیٹھے رہیں وَمَنْ جَاهَدَ الخ یہاں جو لوگ محض دینِ حق کی خاطر ترک وطن کی مشکلات اور اس کے علاوہ دوسری تکلیفیں اٹھائیں گے اس سے فائدہ انہی کا ہوگا اللہ تعالیٰ ان کے گناہ معاف کرکے انہیں اجر عظیم اور مراتب بلند عطا فرمائے گا۔ جہاد سے یہاں جہاد کفار مراد نہیں کیونکہ یہ سورت مکیہ ہے بلکہ جہاد سے ایذاء کفار پر صبر کرنا مراد ہے (موضح) ای ومن جاهد فی الدین وصبر علی قتال الکفار واعمال الطاعات فانما یسعی لنفسه ای ثواب ذلك کله له (قرطبی ج ۱۳ ص ۳۲۷) **۵** یہ ان مومنوں کے لئے بشارت اخروی ہے جنہوں نے توحید کی خاطر مصائب وآلام پر صبر کیا۔ اٰمَنُوْا اللہ کی توحید پر ایمان لائے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور توحید کی راہ میں مصائب برداشت کئے۔ وَلَنَجْزِیَنَّهُمْ اَحْسَنَ الخ ان کے اعمال کی ہم ان کو احسن (سب سے بہتر) جزاء دیں گے یعنی ایک نیکی کے بدلے دس گنا یا اس سے زیادہ ثواب جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ای احسن جزاء اعمالهم والجزاء الحسن ان یجازی بحسنة حسنة واحسن الجزاء ان تجازی الحسنة الواحدة بالعشرة وزیادة (روح ج ۲۰ ص ۱۳۵) حضرت شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا یا مطلب یہ ہے کہ ہم ان کو احسن اعمال یعنی ہجرت کی جزاء دیں گے کیونکہ ہجرت کا ذکر اشارۃً پہلے گذر چکا ہے۔ یعنی ہم ان کو ان کے اس بہترین عمل کی پوری پوری جزاء دیں گے اور مفہوم مخالف مراد

لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِیْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰیٰكُمْ ؕ
ایمان والوں کو تم چلو ہماری راہ پر اور ہم اٹھالیں تمہارے گناہ
وَمَا هُمْ بِحٰمِلِیْنَ مِنْ خَطٰیٰهُمْ مِّنْ شَیْءٍ ؕ
اور وہ کچھ نہ اٹھائیں گے ان کے گناہ
اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ⑫ وَلَیَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا
بے شک وہ جھوٹے ہیں اور البتہ اٹھائیں گے اپنے ف۱ بوجھ اور کتنے بوجھ
مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ؗ وَلَیُسْـَٔلُنَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا
ساتھ اپنے بوجھ کے اور البتہ ان سے پوچھ ہوگی قیامت کے دن جو باتیں کہ وہ
یَفْتَرُوْنَ ⑬ ع وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَلَبِثَ
جھوٹ بناتے تھے ف۱ اور ہم نے بھیجا ف نوح کو اس کی قوم کے پاس پھر رہا
فِیْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِیْنَ عَامًا ؕ فَاَخَذَهُمُ
ان میں ہزار برس پچاس برس کم پھر پکڑا ان کو
الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ⑭ فَاَنْجَیْنٰهُ وَاَصْحٰبَ
طوفان نے اور وہ گناہ گار تھے ف۲ پھر بچا دیا ہم نے اس کو اور
السَّفِیْنَةِ وَجَعَلْنٰهَاۤ اٰیَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ⑮ وَاِبْرٰهِیْمَ
جہاز والوں کو اور رکھا ہم نے جہاز کو نشانی جہان والوں کے واسطے ف۳ اور ابراہیم کو
اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ؕ ذٰلِكُمْ
جب کہا اس نے اپنی قوم کو ف بندگی کرو اللہ کی اور ڈرتے رہو اس سے یہ
خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ⑯ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ
بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم سمجھ رکھتے ہو تم تو پوجتے ہو
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ؕ اِنَّ
اللہ کے سوائے یہی بتوں کے تھان اور بناتے ہو جھوٹی باتیں بے شک

ع ۱۳

۱۔ پہلا قصہ متعلق بدعوی اولیٰ ۱۲

۲۔ دوسرا قصہ متعلق بدعوی اولیٰ ۱۲

موضح قرآن ف۱ کوئی چاہے کہ رفاقت کر کر کسی کے گناہ اپنے اوپر لیوے یہ ہونا نہیں مگر جس کو گمراہ کیا اور اس کے بہکائے سے اس نے گناہ کیا وہ گناہ اس پر بھی۔ اور اس پر بھی ف۲ کہتے ہیں طوفان سے پہلے اتنا رہا ہے اور پیچھے بھی ایک مدت رہے ساری عمر ہوئی چودہ سو برس ف۳ جس وقت یہ سورت اتری ہے حضرت کے یار بہت سے کافروں کی ایذا سے جہاز پر بیٹھ کر حبشہ کے ملک گئے تھے جب حضرت مدینے کو ہجرت کر آئے تب وہ بھی سلامتی سے آئے اور جہاز نشانی رکھا لوگوں کو یعنی دنیا میں ناؤ سے بڑے بڑے کام چلتے ہیں اور قدرتیں اللہ کی نظر آتی ہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بار گمراہ شدن و گمراہ کردن بردارند و بار تابعان از سر ایشان دفع نکنند ۱۲۔

الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ
جن کو ۱۳ہ تم پوجتے ہو اللہ کے سوائے وہ مالک نہیں تمہاری
رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَ
روزی کے سو تم ڈھونڈو اللہ کے یہاں روزی اور اس کی بندگی کرو اور
اشْكُرُوْا لَهٗ ؕ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَ اِنْ تُكَذِّبُوْا
اس کا حق مانو اسی کی طرف پھر جاؤ گے اور اگر تم جھٹلاؤ گے ۱۴ہ
فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ؕ وَ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ
تو جھٹلا چکے ہیں بہت فرقے تم سے پہلے اور رسول کا ذمہ تو
اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۸﴾ اَوَ لَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ
بس یہی ہے پیغام پہنچا دینا کھول کر ف کیا دیکھتے نہیں ۱۵ہ کیونکر شروع کرتا ہے اللہ
الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۱۹﴾ قُلْ
پیدائش کو پھر اس کو دہرائے گا یہ اللہ پر آسان ہے ف۲ تو کہہ
سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ
ملک میں پھرو پھر دیکھو کیونکر شروع کیا ہے پیدائش کو پھر
اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
اللہ اٹھائے گا پچھلا اٹھان بے شک اللہ ہر چیز کر
قَدِيْرٌ ﴿۲۰﴾ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَرْحَمُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ
سکتا ہے دکھ دے گا جس کو چاہے ۱۶ہ اور رحم کرے گا جس پر چاہے
وَ اِلَيْهِ تُقْلَبُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَ مَاۤ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِى الْاَرْضِ
اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے اور تم عاجز کرنے والے نہیں زمین میں
وَ لَا فِى السَّمَآءِ ۫ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا
اور نہ آسمان میں اور کوئی نہیں تمہارا اللہ سے ورے حمایتی اور نہ

نہیں ہوگا یعنی یہ مفہوم مراد نہ ہوگا کہ جو عمل احسن نہ ہو بلکہ حسن ہو اس کی جزاء نہیں ملے گی۔ اس کی جزاء یا عدم جزاء سے یہاں تعرض نہیں کیا گیا۔ **۶ہ** اے ایمان والو! مسئلہ توحید کی وجہ سے تم پر کئی آزمائشیں آئیں گی۔ یہ ایک نہایت اہم اور عظیم الشان دعویٰ ہے یہی وجہ ہے کہ ایک طرف تو ہم نے تمہیں حکم دیا کہ ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤ اور ساتھ ہی حکم دیا ہے کہ توحید پر قائم رہو۔ لیکن اگر تمہارے ماں باپ مشرک ہوں اور تمہیں شرک کرنے پر مجبور کریں اور تمہارے انکار پر تمہیں تکلیف و اذیت پہنچائیں تو اس معاملے میں ان کی اطاعت ہرگز نہ کرنا اور ہر قسم کی تکلیف و اذیت کو استقلال سے برداشت کرنا۔ **۷ہ** یہ بشارت اخروی ہے جو لوگ اللہ کی توحید پر ایمان لائے اور توحید کی راہ میں آنیوالی ہر مصیبت اور تکلیف میں ثابت قدم رہے ان کو ہم صالحین میں شمار کریں گے اور انہیں ان جیسی ہی جزاء دیں گے۔ ای یجعلهم منهم ویدخلهم فی عدادهم کما یقال الفقیه من العلماء (کبیر ج ۶ ص ۶۳)۔ **۸ہ** یہ آیت منافقین کے بارے میں ہے الآیة نزلت فی المنافقین (قرطبی ج ۱۳ ص ۳۲۹) اوذی فی اللہ الخ یعنی اللہ کی توحید کی خاطر اور اس کی راہ میں ای لاجله عزوجل علی ان فی للسببیة او المراد فی سبیل اللہ بان عذبهم المشرکون علی الایمان به تعالیٰ (روح ج ۲۰ ص ۱۳۹) ایمان والوں کو توحید کی وجہ سے بڑی مشکلات پیش آئیں گی انہیں صبر و استقلال سے ان کا مقابلہ کرنا ہوگا اور ان منافقوں کی طرح کمزوری کا اظہار نہیں کرنا ہوگا جو زبان سے تو ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن جب اللہ کی توحید اور اللہ کے دین کی خاطر مشرکین کی طرف سے ایذا پہنچی تو اسے اللہ کا عذاب سمجھ کر جزع فزع اور بے صبری کا اظہار کرنے لگے اور ایمان کو خیرباد کہہ دیا۔ ای نزلوا ما یصیبهم من اذیتهم منزلة عذابه تعالیٰ فی الآخرة فجزعوا منذلك ولم یصبروا علیه واطاعوا الناس وکفروا باللہ تعالیٰ (روح ج ۲۰ ص ۱۴۰) **۹ہ** لیکن اگر مسلمانوں کو فتح و غنیمت حاصل ہو جائے تو مال کے لالچ میں ان سے کہتے ہیں کیا دین میں ہم تمہارے ساتھی نہیں؟ اس لئے مال غنیمت میں سے ہمیں بھی حصہ دیجئے۔ اَوَلَیْسَ اللّٰہُ بِاَعْلَمَ الخ اللہ نے فرمایا جھوٹ کہتے ہیں کیا میں ان کے سینوں کی باتیں نہیں جانتا؟ جس طرح میں مؤمنوں کے اخلاص کو جانتا ہوں اسی طرح ان کے نفاق کو بھی جانتا ہوں۔ ما فی صدور هؤلاء من النفاق وما فی صدور المؤمنین من الاخلاص (مدارک ج ۳ ص ۱۹۳) **۱۰ہ** یہ مؤمنوں کے لئے بشارت اور منافقوں کے لئے تخویف ہے اور علم سے مجازاة مراد ہے۔ والمراد بالعلم المجازاة ای لیجزینهم بما لهم من الایمان والنفاق (روح) **۱۱ہ** کفار پر شکوی اور تخویف اخروی ہے۔ کافروں کی سرکشی اور بیباکی ملاحظہ ہو خود کفر و شرک کرتے ہیں اور مسلمانوں سے بھی کہتے ہیں کہ وہ بھی ان کی راہ پر چلیں اور جس عذاب کا تمہیں خطرہ ہے اس کا بوجھ ہم اٹھا لیں گے۔ حالانکہ وہ ان کے گناہوں کا کچھ بھی بوجھ نہیں اٹھا سکیں گے۔ وَلْنَحْمِلْ اتَّبِعُوْا پر معطوف ہے اور امر بمعنی خبر ہے۔ قال ابن عطیة قوله ولنحمل خابر یعنی امر ومعناه الخبر (بحر ج ۷ ص ۱۴۴) **۱۲ہ** وہ دوسروں کا بوجھ کیا اٹھائیں گے

موضح قرآن ف۱ رزق جو فرمایا اکثر خلق روزی کے پیچھے ایمان دیتے ہیں سو جان رکھو کہ اللہ کے سوا روزی کوئی نہیں دیتا، وہی دیتا ہے اپنی خوشی کے موافق **ف۲** یعنی شروع تو دیکھتے ہو دہرانا اسی سے سمجھ۔

وہ تو اپنے گناہوں کے بوجھ تلے دبے ہوں گے۔ ایک تو خود ان کے اپنے کفر و شرک اور فسق و فجور کا بوجھ ہوگا اور دوسروں کو گمراہ کرنے اور کفر و شرک پر اکسانے سے گناہ کا بوجھ اس پر مستزاد ہوگا۔ دنیا میں جو وہ افترا کرتے رہے اور جھوٹی باتیں بناتے رہے آخرت میں ان کے بارے میں ان کی جواب طلبی ہوگی۔ **١٣؎** یہ پہلا قصہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے یعنی دیکھو حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ کی توحید کا پیغام دیا اور وہ توحید کی خاطر ساڑھے نو سو سال تکلیفیں اٹھاتے اور مشرکین کی ایذائیں برداشت کرتے رہے۔ اے ایمان والو! تم پر بھی مصائب آئیں گے ان سے گھبرانا نہیں بلکہ ان پر صبر کرنا۔ حضرت نوح علیہ السلام کے قوم میں ساڑھے نو سو برس رہنے کا ذکر صرف اس جگہ آیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں یہ بتانا مقصود ہے کہ انہوں نے عرصۂ دراز تک توحید کی خاطر مشرکین کے ہاتھوں مصائب برداشت کئے۔ وَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ الخ یہ ضمناً دوسرے دعوے سے متعلق ہے۔ مشرکین ہمارے پیغمبر کو ساڑھے نو سو سال ستاتے اور شرک میں لگے رہے ان کا خیال تھا کہ اللہ ان کو پکڑ نہیں سکے گا لیکن اللہ نے ان کو طوفان میں غرق کر دیا اور ان میں سے ایک بھی عذابِ خداوندی سے بچ نہ سکا۔ فَاَنْجَيْنٰهُ الخ نوح ؑ کو اور اس پر ایمان لانیوالوں کو جو کشتی نوح میں سوار تھے ہم نے طوفان سے تو بچا لیا لیکن وہ ساڑھے نو سو سال مشرکین کے ہاتھوں تکلیفیں اٹھاتے رہے۔ **١٤؎** یہ دوسرا قصہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کے سامنے دعوتِ توحید پیش کی لیکن اس کی وجہ سے وقت کے بادشاہ نمرود، اپنی قوم اور خود اپنے باپ کے مسلسل مصائب و مشکلات کا نشانہ بنے۔ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا۔ اَوْثَانًا، تَعْبُدُوْنَ کا مفعول اور ذوالحال مؤخر ہے اور مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حال مقدم ہے۔ اے میری قوم! صرف اللہ کی عبادت کرو اور حاجات میں غائبانہ صرف اسی کو پکارو اور شرک کرنے میں اللہ سے ڈرو۔ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ ٹھاکر ہی تو ہیں وہ کب الوہیت کے سزاوار ہیں تم انہیں کارساز سمجھ کر ایک صریح غلط اور جھوٹا نظریہ پیش کرتے ہو۔ ای تکذبون کذبا حیث تسمونھا اٰلھۃ وتدعون انھا شفعآؤکم عند اللہ سبحانہ (روح ج ٢٠ ص ١٤٤) **١٥؎** یہ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تقریر کا حصہ ہے۔ فرمایا اللہ کے سوا تم جن معبودوں کو پوجتے اور پکارتے ہو وہ تو تمہاری سب سے بنیادی ضرورت ہی پوری کرنے کی قدرت نہیں رکھتے یعنی تمہاری روزی ان کے اختیار میں نہیں باقی حاجات میں وہ کیا کام آئیں گے۔ سب کا رازق اللہ تعالیٰ ہے اس لئے روزی بھی اسی سے مانگو اور ہر قسم کی عبادت بھی اسی کے لئے بجالاؤ اور تمام حاجات و بلیات میں غائبانہ پکارو بھی اسی کو۔ اور اس کی نعمتوں کا

ع ٩ ٢ ١٤

نَصِيْرٍ ﴿٢٢﴾ ع وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَلِقَآئِهٖٓ اُولٰٓئِكَ

مددگار اور جو لوگ منکر ہوئے اللہ کی باتوں سے اور اس کے ملنے سے وہ

يَئِسُوْا مِنْ رَّحْمَتِيْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٢٣﴾

ناامید ہوئے میری رحمت سے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ

پھر کچھ جواب نہ تھا اس کی قوم کا مگر یہی کہ بولے اس کو مار ڈالو یا

حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

جلا دو پھر اس کو بچا دیا اللہ نے آگ سے اس میں بڑی نشانیاں ہیں

لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٢٤﴾ وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ

ان لوگوں کے لئے جو یقین لاتے ہیں ف اور ابراہیم بولے ١٥ جو ٹھہرائے ہیں تم نے

دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ

اللہ کے سوائے بتوں کے تھان سو دوستی کر کر آپس میں دنیا کی زندگانی میں

ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ

پھر دن قیامت کے ف٢ منکر ہو جاؤ گے ایک سے ایک اور لعنت کرو گے

بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۫ وَّمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ

ایک کو ایک اور ٹھکانا تمہارا آگ ہے اور کوئی نہیں تمہارا

نّٰصِرِيْنَ ﴿٢٥﴾ ۖ فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَقَالَ اِنِّيْ مُهَاجِرٌ اِلٰى

مددگار ف٣ پھر مان لیا اس کو لوط نے ١٦ اور وہ بولا میں تو وطن چھوڑتا ہوں

وقف لازم

رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٢٦﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ

اپنے رب کی طرف بے شک وہی ہے زبردست حکمت والا ف اور دیا ہم نے اس کو اسحٰق

وَيَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ وَ

اور یعقوب ١٨ اور رکھ دی اس کی اولاد میں پیغمبری اور کتاب اور

موضح قرآن ف١ اوپر سے حضرت ابراہیم کا کلام چلا تھا اسی کے موافق اللہ تعالیٰ نے بیچ میں کئی باتیں فرمائیں پھر اس قوم کا جواب ذکر کیا نہ جلنے میں پتے یہ کہ معلوم ہوا ہر چیز کی تاثیر اس کے حکم سے ہے جب حکم نہ ہو تو آگ سی چیز نہ جلا سکے۔ ف٢ یعنی وہ شیطان کے نام کے تھان ہیں اللہ کے روبرو منکر ہوں گے کہ ہم نے نہیں کہا کہ ہم کو پوجو، تب یہ پوجنے والے ان کو پھٹکار دیں گے کہ ہماری نذر و نیاز کے وقت پر پھر گئے۔ ف٣ حضرت لوط بھتیجے تھے حضرت ابراہیم کے اس قوم میں کسی نے نہ مانا ان کے سوا ان کا وطن شہر بابل، پھر نکلے خدا کے توکل پر اللہ نے ملک شام میں پہنچا کر بسایا۔

اٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ
دیا ہم نے اس کو اس کا ثواب دنیا میں اور وہ آخرت میں البتہ
الصّٰلِحِيْنَ ﴿۲۷﴾ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اِنَّكُمْ
نیکوں سے ہے ف اور بھیجا لوط کو جب کہا اسؑ نے اپنی قوم کو ۲۲ تم
لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ ۫ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ
آتے ہو بے حیائی کے کام پر تم سے پہلے نہیں کیا وہ کسی نے
مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۸﴾ اَىِٕنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَ
جہان میں کیا تم دوڑتے ہو مردوں پر اور
تَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ ۙ۬ وَتَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ؕ
راہ مارتے ہو ف۲ اور کرتے ہو اپنی مجلس میں برا کام
فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ
پھر کچھ جواب نہ تھا اس کی قوم کا مگر یہی کہ بولے لے آ ہم پر عذاب
اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۹﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ
اللہ کا اگر تو ہے سچا بولا اے رب میری مدد کر
عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۳۰﴾ ع وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَآ
ان شریر لوگوں پر ف۳ اور جب پہنچے ۲۳ ہمارے بھیجے ہوئے
اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى ۙ قَالُوْۤا اِنَّا مُهْلِكُوْۤا اَهْلِ هٰذِهِ
ابراہیم کے پاس خوشخبری لے کر بولے ہم کو غارت کرنا ہے اس بستی
الْقَرْيَةِ ۚ اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ ۚۖ قَالَ اِنَّ
والوں کو بے شک اس کے لوگ ہو رہے تھے گنہگار بولا اس
فِيْهَا لُوْطًا ؕ قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا ۫ وقفة لَنُنَجِّيَنَّهٗ
میں تو لوط بھی ہے وہ بولے ہم کو خوب معلوم ہے جو کوئی اس میں ہے ہم بچالیں گے اسکو

ع ۸
۱۵

منزل ۵

لے تیسرا قصہ متعلق بدعویٰ اولیٰ ۱۲

شکر ادا کرو۔ سب سے بڑا شکر یہ ہے کہ اس کے ساتھ شرک نہ کرو۔ ۱۶ یہاں سے لے کر لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ تک یا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی کا کلام چل رہا ہے یا یہ جملہ معترضہ ہے اور اس میں حضور علیہ السلام اور آپ کی امت کا حال مذکور ہے۔ وھذہ الاٰیات محتملة ان تکون من جملة قول ابراھیم علیہ السلام لقومہ وان تکون معترضة وقعت فی شان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وشان قریش (مدارک ج ۳ ص ۱۹۲) یعنی اگر تم میری تکذیب کر رہے ہو تو یہ کوئی نئی بات نہیں تم سے پہلی امتوں نے بھی اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا تھا۔ پیغمبروں کا کام منوانا نہیں بلکہ پیغام الٰہی پہنچانا ہی ان کے ذمہ ہے۔ ۱۷ کیا وہ غور نہیں کرتے اللہ نے کس طرح اپنی قدرت کاملہ سے مخلوق کو پہلی بار پیدا فرمایا اسی طرح وہ دوبارہ پیدا کرنے پر قادر ہے، یہ کام تو اس کے لئے بہت ہی آسان ہے۔ قُلْ سِيْرُوْا الخ یہ خطاب اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہو تو اس سے پہلے وَقُلْنَا لَهٗ محذوف ہوگا اور اگر خطاب حضور علیہ السلام سے ہو تو حذف کی ضرورت نہیں۔ یعنی زمین میں چل پھر کر اللہ کی گوناگون مخلوق کو دیکھو۔ مخلوق کی انواع و اقسام کا کوئی حساب نہیں۔ جنسیں اور قسمیں مختلف، شکلیں اور طبیعتیں مختلف، رنگ اور زبانیں مختلف۔ جس قادر و توانا اور حکیم و دانا نے یہ سب کچھ پیدا کیا ہے وہی انسانوں کو دوبارہ پیدا کرے گا کیونکہ اس کی قدرت کاملہ تمام ممکنات پر حاوی ہے۔ ۱۸ وہ قانونِ عدل کے تحت جسے چاہے سزا دے اور اپنی مہربانی سے جس پر چاہے رحمت فرمائے۔ تم سب میدانِ حشر میں اللہ کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے۔ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ تم زمین و آسمان میں کہیں بھاگ کر اللہ کے عذاب سے اپنے کو نہیں بچا سکتے اور نہ اللہ کے سوا تمہارا کوئی حامی و مددگار ہے جو تمہیں اس کے عذاب سے نجات دلا سکے۔ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا الخ تخویف اخروی ہے۔ جو لوگ اللہ کی توحید، اس کے رسولوں اور حشر و نشر کا انکار کرتے ہیں وہ میری رحمت سے محروم ہو چکے ہیں اور ان کے لئے دردناک عذاب تیار ہے۔ ۱۹ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ناصحانہ تبلیغ کا جواب قوم نے یہ دیا کہ اسے قتل کر ڈالو یا اس سے بھی زیادہ عبرتناک ایذا دو اور اسے آگ میں ڈال کر جلا دو۔ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ الخ مشرکین نے آخر انہیں آگ میں ڈال دیا لیکن اللہ نے ان کو آگ سے بچا کر صحیح سلامت باہر نکال لیا۔ ۲۰ مَوَدَّةَ مفعول لہ ہے اور مابعد کی طرف مضاف ہے، بَیْنَ اسم ہے بمعنی وصلة (پیوستگی) یعنی تم نے غیر اللہ کو معبود اس لئے بنا رکھا ہے تاکہ اس بنا پر تمہاری دنیا میں باہمی محبت و پیوستگی اور اتحاد باقی رہے اور مخالفت پیدا نہ ہو ای لیتوادوا ویتواصلوا ویجتمعوا علی عبادتہا کما یجتمع ناس علی مذھب فیقع التحاب بینھم (بحر ج ۷ ص ۱۴۵) یا مطلب یہ ہے کہ تم نے اپنے اسلاف کے ساتھ محبت وعقیدت کی وجہ سے ان کے ٹھاکر بنا کر رکھ لئے اور ان کی عبادت کرتے ہو۔ ان الاوثان اول ما اتخذت بسبب المودة وذلک انہ

موضح قرآن ف دنیا میں حق تعالیٰ نے مال اور عزت اور ہمیشہ کا نام دیا اور ملک شام ہمیشہ کو ان کی اولاد کو دیا۔ ف۲ راہ مارنا بھی ان میں دستور تھا یا اسی بدکاری سے مسافروں کی راہ مارتے تھے کہ اس طرف ہو کر نہ نکلیں اور مجلس میں برے کام شاید یہی بدکاری لوگوں میں کرتے ہوں گے اس بات کی شرم بھی نہ رہی تھی یا کچھ ٹھٹھے اور چھیڑ کرتے ہوں گے۔

وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ڪ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۳۲﴾
اور اس کے گھر والوں کو مگر اس کی عورت کہ رہے گی رہ جانے والوں میں
وَلَمَّآ اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَ
اور جب پہنچے **ف۲۶** ہمارے بھیجے ہوئے لوط کے پاس ناخوش ہوا ان کو دیکھ کر اور
ضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالُوْا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ وقف
تنگ ہوا دل میں اور وہ بولے مت ڈر اور غم نہ کھا
اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَاَهْلَكَ اِلَّا امْرَاَتَكَ كَانَتْ
ہم بچا لیں گے تجھ کو اور تیرے گھر کو مگر عورت تیری رہ گئی
مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰٓى اَهْلِ هٰذِهِ
رہ جانے والوں میں ف۱ ہم کو اتارنی ہے اس بستی والوں پر
الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا
ایک آفت آسمان سے اس بات پر کہ وہ
يَفْسُقُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَلَقَدْ تَّرَكْنَا مِنْهَآ اٰيَةًۢ بَيِّنَةً
نافرمان ہو رہے تھے اور چھوڑ رکھا ہم نے اس کا نشان **ف۲۸** نظر آتا ہوا
لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ
سمجھ دار لوگوں کے واسطے ف۲ اور بھیجا مدین کے پاس **ف۲۹** ان کے بھائی
شُعَيْبًا لا فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَارْجُوا
شعیب کو پھر بولا اے قوم بندگی کرو اللہ کی اور توقع رکھو
الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۳۶﴾
پچھلے دن کی اور مت پھرو زمین میں خرابی مچاتے ف۳
فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا
پھر اس کو جھٹلایا **ف۳۰** تو پکڑ لیا ان کو زلزلے نے پھر صبح کو رہ گئے

کان اناس صالحون فما توا واسف علیھم اھل زمانھم فصوروا احجارا بصورھم حبا لھم فکانوا یعظمونھا فی الجملۃ ولم یزل تعظیمھا یزداد جیلا فجیلا حتے عبدت فالایۃ اشارۃ الی ذلک فالمعنی انما اتخذتم اسلا فکم من دون اللہ اوثانا الخ (روح ج ۲۰ ص۱۵۱) **ف۲۱** دنیا میں تو تم مودت والفت کے لئے معبودانِ باطلہ کی عبادت کرتے ہو لیکن قیامت کے دن تم ایک دوسرے سے بیزار ہوگے اور ایک دوسرے پر لعنت بھیجوگے۔ یعنی معبود اپنے پجاریوں سے اور گمراہ پیشوا اپنے پیروکاروں سے بیزار ہوں گے اور عوام اپنے گمراہ پیروں اور شرک سکھانے والے پیشواؤں پر لعنت بھیجیں گے۔ تتبرأ الاوثان من عابدیھا وتتبرأ القادۃ من الاتباع ویلعن الاتباع القادۃ (خازن ومعالم ج ۵ ص۱۵۸) اور تم سب جہنم میں جاؤگے اور جہنم کی آگ سے تمہیں کوئی نہیں بچا سکے گا۔ (وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ) یخلصونکم منھا کما خلصنی ربی من النار التی القیتمونی فیھا (ابو السعود ج ۶ ص۶۹) **ف۲۲** لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھائی ہاران بن تارح کے بیٹے تھے وہ ابراہیم علیہ السلام کی نبوت پر بلا تأمل ایمان لے آئے اور ان کی تمام باتوں کی تصدیق کی۔ وَقَالَ اِنِّيْ مُهَاجِرٌ الخ الی ربی ای الی الجھۃ التی امرنی ربی بالھجرۃ الیھا (روح ج ۲۰ ص۱۵۲) یعنی میں اللہ کے حکم کے مطابق ہجرت کر رہا ہوں۔ جہاں جانے کا حکم ہوگا وہاں جا رہا ہوں۔ اس ہجرت میں لوط علیہ السلام اور آپ کی بیوی سارہ آپ کے ساتھ تھیں آپ نے کوثیٰ سے حران اور پھر حران سے ملک شام کی طرف ہجرت کی اور فلسطین کے ایک شہر میں قیام پذیر ہوئے (روح وغیرہ) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مسئلہ توحید کی خاطر مشرکین کی ایذاؤں کی وجہ سے اپنا وطن چھوڑ دیا اور ہجرت کرکے ارضِ شام میں چلے گئے۔ اے ایمان والو! تم بھی تیار رہو تمہیں بھی اپنے دین و ایمان اور توحید کی خاطر ہجرت کرنا پڑے گی **ف۲۳** ابراہیم علیہ السلام نے توحید کی خاطر بڑی مصیبتیں اٹھائیں، ہم نے بھی دین و دنیا کی نعمتیں ان پر پوری کردیں۔ اسحاق ایسا لائق فرزند اور یعقوب ایسا پوتا عطا کیا اور نبوت کو اس کی اولاد کے ساتھ مختص کردیا اور دنیا کی دولت بھی وافر عطا فرمائی اور دنیا میں ان کے نام کو زندۂ جاوید بنا دیا تمام اہلِ ادیان ان کو اپنا پیشوا سمجھتے ہیں۔ فلم یبعث اللہ نبیا بعد ابراھیم الا من صلبہ . . . . اھل الملل کلھا تدعیہ وتقول ھو منا . . . . ان اھل کل دین یتولونہ (قرطبی ج ۱۳ ص۳۳۸) اور آخرت میں وہ مقربین بارگاہِ خداوندی کے درجات پر فائز ہوں گے۔ **ف۲۴** یہ تیسرا قصہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ قوم لوط خلاف فطرت فعل کی عادت میں مبتلا تھی۔ دنیا میں اس فاحشہ کی ابتدا اس قوم سے ہوئی مَا سَبَقَكُمْ بِهَا الخ یعنی تم سے پہلے کسی نے بھی یہ برا کام نہیں کیا۔ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الخ تم اس قدر بیباک ہوچکے ہو کہ مسافروں کا راستہ روک لیتے ہو اور انہیں بھی اپنی ہوس کا شکار بناتے ہو۔ یا مراد ڈاکہ ہے۔ تَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ بالقتل واخذ المال کما ھو عمل قطاع الطریق وقیل عتراضھم السابلۃ بالفاحشۃ (مدارک ج ۳ ص۱۹۶) **ف۲۵** تمہاری بے

چوتھا قصہ متعلق بہ قوم شعیب ۱۲

موضح قرآن ف۱ یہ خفا ہوئے اس سے کہ ان مہمانوں کو کس طرح بچاؤں گا اپنی قوم کی بدی سے ف۲ یعنی وہ شہر الٹے راہ پر نظر آتے ہیں۔ ف۳ ان میں عادت تھی دغا بازی کی دین لیں میں مگر شاید راہ بھی لوٹتے تھے۔

بےحیائی اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ تم بھری مجلس میں بھی اس فعل بد کے ارتکاب سے نہیں شرماتے ہو۔ ای اتیان الرجال فی مجالسھم یری بعضھم بعضا قالہ منصور ومجاھد والقاسم بن محمد وقتادۃ وابن زید (بحر ج ۷ ص۱۵۱) لیکن حضرت لوط علیہ السلام کی پند ونصیحت کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ الخ اور انہوں نے لوط علیہ السلام کو جواب دیا تو یہ کہ ہم اس فعل کو تو چھوڑنے والے نہیں اگر تو سچ کہتا ہے کہ اس فعل کی وجہ سے ہم پر اللہ کا عذاب آئے گا تو وہ عذاب لے آ اس میں دیر کیوں کر رہا ہے قَالَ رَبِّ انْصُرْنِیْ الخ آخر لوط علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اس مفسد اور سرکش قوم کو ہلاک کرنے کی درخواست کی۔ **ف۲۶** اَلْبُشْرٰی سے یا تو بیٹے کے تولد کی بشارت مراد ہے یا قوم لوط کی ہلاکت اور لوط علیہ السلام کی نجات کی بشارت مراد ہے بالبشرٰی ای بالبشارۃ بالولد والنافلۃ (روح ج ۲۰ ص۱۵۲) استنصر لوط علیہ السّلام ربہ فبعث علیھم ملائکۃ لعذابھم فجاء وا ابراھیم اولا مبشرین بنصرۃ لوط علی قومہ (قرطبی ج ۱۳ ص ۳۴۳) جب ہمارے فرشتے خوشخبری لے کر ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے تو ان سے کہنے لگے ہم لوط کی بستی کے لوگوں کو ہلاک کرنے آئے ہیں کیونکہ یہ لوگ حد سے تجاوز کر چکے ہیں اور بڑے بے انصاف ہیں۔ قَالَ اِنَّ فِیْهَا لُوْطًا الخ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اس میں تو لوطؑ بھی موجود ہے۔ فرشتوں نے جواب دیا لوط علیہ السلام اور ان کے علاوہ بھی جو ایمان والے اس بستی میں موجود ہیں، ہم ان سب کو جانتے ہیں۔ ہم ان سب کو بچائیں گے البتہ لوط علیہ السلام کی بیوی مشرکین کے ساتھ ہلاک ہوگی کیونکہ وہ بھی مشرکہ ہے۔ قوم لوط دوسری برائیوں کے ساتھ ساتھ شرک بھی کرتی تھی۔ شرک اور دوسری برائیوں کی پاداش میں اللہ نے ان کو ہلاک کیا۔ عن ابن عباس قال ان قوم لوط کانت فیھم ذنوب غیر الفاحشۃ ... ومع ھذا کلہ کانوا یشرکون باللہ (قرطبی ج ۱۳ ص ۳۴۴) **ف۲۷** جب فرشتے لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے تو وہ چونکہ نہایت خوبصورت نوجوانوں کی شکلوں میں تھے اس لئے وہ انہیں پہچان نہ سکے کہ یہ فرشتے ہیں اور اپنی قوم کی عادتِ بد کے پیشِ نظر بہت غمگین ہوئے اور مہمانوں کی بے عزتی کے ڈر سے سخت آزردہ خاطر ہوئے قَالُوْا لَا تَخَفْ الخ فرشتوں نے لوط علیہ السلام کا اندیشہ بھانپ لیا اور کہا آپ مت ڈریں اور نہ غم کریں ہم تو اللہ کے فرشتے ہیں۔ اِنَّا مُنْزِلُوْنَ الخ اور آپ کی قوم کے فسق وفجور کی وجہ سے ان کے لئے اللہ کا عذاب لے کر آئے ہیں۔ آپ کو اور آپ کے متبعین کو بچائیں گے اور باقی ساری قوم کو آپ کی بیوی سمیت ہلاک کر ڈالیں گے۔ **ف۲۸** ہم نے اس قوم کی ہلاکت وتباہی کی نشانی باقی چھوڑ دی تاکہ عقل وبصیرت رکھنے والے اس سے عبرت حاصل کریں۔ نشانی سے ان کی برباد شدہ بستی کے آثار باقیہ مراد ہیں۔ یا سیاہ پانی جو وہاں زمین سے نمودار ہوا یا وہ پتھر جو ان پر برسائے گئے۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ سب مراد ہوں تو ان میں کوئی تعارض نہیں (قرطبی) یہاں تک حضرت لوط علیہ السلام کا قصہ تھا جو بالذات پہلے دعوے سے متعلق ہے اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ لوط علیہ السلام کو دینِ حق کی خاطر سرکش قوم کے ہاتھوں کیسی کیسی مصیبتیں اور ایذائیں پہنچیں اے ایمان والو! تم پر بھی آزمائشیں آئیں گی۔ ضمناً دوسرا دعویٰ بھی اس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ یہ سرکش اور فسق وفجور میں منہمک قوم ہمارے عذاب سے نہ بچ سکی۔ **ف۲۹** یہ چوتھا قصہ ہے اور دوسرے دعوے سے متعلق ہے یعنی مشرکین کا یہ خیال غلط ہے کہ وہ ہماری گرفت سے بچ کر نکل جائیں گے۔ شعیب علیہ السلام کی قوم جو بڑی طاقتور اور سرکش تھی۔ شرک کے علاوہ ظلم وبے انصافی۔ بد دیانتی اور لوگوں کی حق تلفی ان کا شیوہ تھا۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے انہیں ان کاموں سے منع کیا اور فرمایا صرف ایک اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ شرک نہ کرو، یوم قیامت کے حساب سے ڈرو اور ظلم وبے انصافی سے زمین پر شر وفساد مت بپا کرو۔ وَارْجُوا الْیَوْمَ الْاٰخِرَ اخشوا الیوم الاٰخر وخافوہ (خازن ج ۵ ص ۱۶۰) **ف۳۰** وہ اپنی طاقت وقوت اور دولت وشوکت کے نشے میں بدمست تھے۔ شعیب علیہ السلام کی ناصحانہ تبلیغ وتلقین کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا اور وہ بدستور تکذیب وانکار پر اڑے رہے فَكَذَّبُوْهُ ای اصروا علی التکذیب (قالہ الشیخ رحمہ اللہ) ان کا خیال تھا کہ وہ اللہ کی گرفت سے بالاتر ہیں فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ الخ لیکن اللہ تعالیٰ نے الرَّجْفَةُ کی صورت میں ان پر عذاب نازل فرما دیا جس سے ان کے جگر پھٹ گئے اور وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل مردہ ہو کر گر پڑے۔ الرَّجْفَةُ سے شدید زلزلہ یا جبریل علیہ السلام کی مہیب اور خارا شگاف آواز مراد ہے۔ الرجفۃ الزلزلۃ الشدیدۃ او صیحۃ جبریل علیہ السّلام لان القلوب رجفت بھا (مدارک ج ۳ ص ۱۹۷)

فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ (۳۷) وَعَادًا وَّثَمُوْدَاۡ وَ

اپنے گھروں میں اوندھے پڑے اور ہلاک کیا عاد کو اور ثمود کو ۳۱ اور

قَدْ تَّبَیَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ قف وَزَیَّنَ

تم پر حال کھل چکا ہے ان کے گھروں سے اور فریفتہ

لَهُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ

کیا ان کو شیطان نے ان کے کاموں پھر روک دیا ان کو

السَّبِیْلِ وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِیْنَ (۳۸) وَقَارُوْنَ

راہ سے اور تھے ہوشیار ف اور ہلاک کیا قارون

وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ قف وَلَقَدْ جَآءَهُمْ

اور فرعون اور ہامان کو ۳۲ اور ان کے پاس پہنچا

مُّوْسٰی بِالْبَیِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِی الْاَرْضِ

موسیٰ کھلی نشانیاں لے کر پھر بڑائی کرنے لگے ملک میں

وَمَا كَانُوْا سٰبِقِیْنَ (۳۹) فَكُلًّا اَخَذْنَا

اور نہیں تھے ہم سے جیت جانے والے پھر سب کو پکڑا ہم نے

بِذَنْۢبِهٖ ج فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَیْهِ

اپنے اپنے گناہ پر پھر کوئی تھا کہ اس پر بھیجا پتھراؤ

حَاصِبًا ج وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّیْحَةُ ج

ہوا سے اور کوئی تھا کہ اس کو پکڑا چنگھاڑ نے

وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ج وَمِنْهُمْ

اور کوئی تھا کہ اس کو دھنسا دیا ہم نے زمین میں اور کوئی تھا

مَّنْ اَغْرَقْنَا ج وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیَظْلِمَهُمْ

کہ اس کو ڈبا دیا ہم نے اور اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرے

۳۱ یہ پانچواں اور چھٹا قصہ متعلق بدعویٰ ثانیہ ۱۲

۳۲ یہ ساتواں قصہ متعلق بدعویٰ ثانیہ ۱۲

۳۱ یہ قوم عاد اور ثمود کے قصوں کی طرف اشارہ ہے۔ اور یہ دونوں قصے بھی دوسرے دعوے سے متعلق ہیں۔ یہ مشہور و معروف قومیں ہیں، ان کا بھی خیال تھا کہ ان کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا لیکن اے مشرکین مکہ! ان کی تباہ شدہ بستیوں کے کھنڈر آج بھی زبان حال سے ان کی بربادی کی کہانی دہرا رہے ہیں۔ وَزَیَّنَ لَهُمُ الخ شیطان نے ان کے اعمال مشرکانہ اور افعال قبیحہ کو ان کی نظروں میں مزین و مستحسن بنا دیا اور انہیں راہِ راست پر آنے سے روک دیا حالانکہ وہ عقلمند تھے۔ اگر وہ عقل و فکر سے کام لیتے تو حق و باطل میں امتیاز کر سکتے تھے۔ مستبصرین ای عقلاء یمکنهم التمییز بین الحق والباطل بالاستدلال والنظر ولکنهم اغفلوا ولم یتدبروا (روح ج ۲۰ ص ۱۵۸)۔

۳۲ یہ ساتواں قصہ ہے اور دوسرے دعوے سے متعلق ہے۔ ان کے پاس موسیٰ علیہ السلام دلائل و بینات لیکر آئے یہ لوگ دولت و حکومت کے نشے میں چور ان کی بات کب سننے والے تھے۔ انہوں نے قبول حق سے استکبار کیا۔ ان کا خیال تھا کہ وہ خدا کی گرفت سے نکل جائیں گے اور اس کے ہاتھ نہیں آئیں گے لیکن ان میں سے کوئی بھی بچ نہ سکا۔ فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ہم نے سب کو پکڑ لیا اور انکے گناہوں کی دنیا میں بھی انہیں عبرتناک سزا دی۔ ان چاروں قوموں کے ذکر کے بعد فرمایا وَمَا كَانُوْا سٰبِقِیْنَ اس سے معلوم ہو گیا کہ یہ چار قصے اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّسْبِقُوْنَا سے متعلق ہیں۔ کسی قوم کو حاصب یعنی طوفانِ باد سے ہلاک کیا، مراد قوم لوط ہے۔ کسی کو صیحہ (چنگھاڑ) سے۔ اس سے مدین اور ثمود مراد ہیں۔ کسی کو زمین میں دھنسا دیا یعنی قارون کو اور کسی کو پانی میں غرق کر دیا اور اس سے فرعون اور اس کی قوم مراد ہے۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیَظْلِمَهُمْ الخ ان قوموں کو گوناگون عذابوں سے ہلاک کر کے اللہ تعالیٰ نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے خود کفر و شرک اور معاصی کو اختیار کر کے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اللہ تعالیٰ نے تو پیغمبر بھیج کر اور کتابیں نازل فرما کر ان پر حق کو واضح فرمایا مگر انہوں نے اسے قبول نہ کیا۔ یہ اسی استکبار اور انکار حق کی سزا ہے۔

موضح قرآن ف یعنی دنیا کے کام میں ہوشیار تھے اور اپنے نزدیک عقل مند تھے پر شیطان کے بہکائے سے نہ بچ سکے۔

۳۳ یہ سورت کا مرکزی دعوی ہے یعنی جب سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے تو مصائب و مشکلات میں حمایتی اور کارساز بھی وہی ہے۔ اس دعوے کو ایک نہایت ہی واضح مثال کے ساتھ سمجھایا گیا ہے۔ جو لوگ مصائب و مشکلات میں اللہ کے سوا اوروں کو حمایتی اور کارساز سمجھتے ہیں ان کی مثال مکڑی کی سی ہے۔ جو نہایت ہی باریک اور کمزور تاروں سے جالا بن کر اپنے لئے گھر بناتی ہے۔ مکڑی کا یہ گھر نہایت ہی کمزور ہوتا ہے جو نہ سردی سے بچا سکتا ہے نہ گرمی سے، نہ بارش سے نہ آندھی سے۔ بعینہٖ یہی حال غیر اللہ کی پناہ اور معبودانِ باطلہ کے سہاروں کا ہے وہ بھی اس قدر کمزور ہیں کہ کسی مصیبت اور مشکل میں کام نہیں آسکتے۔ اس مثال میں مشرک کو مکڑی کے ساتھ اور غیر اللہ کی پناہ اور حمایت کو مکڑی کے جالے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ (اِتَّخَذَتْ بَيْتًا) لنفسها تأوى اليه وان بيتها فى غاية الضعف والوهن لا يدفع عنها حرا ولا بردا فكذلك الاوثان لا تملك لعابديها نفعا ولا ضرا (معالم وخازن ج ۵ ص ۱۶)۔ **۳۴** یعنی سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہے اور جن کو مشرکین پکارتے ہیں وہ تو ان پکارنے والوں کے احوال سے بھی باخبر نہیں ہیں پھر انہیں کیوں پکارتے ہیں۔ پھر وہ غالب اور حکیم بھی ہے اس لئے علیم و خبیر اور عزیز و قدیر کو چھوڑ کر عاجز مخلوق کو کارساز سمجھ کر حاجات میں غائبانہ پکارنا کونسی عقلمندی ہے۔ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ الخ ہم مثالیں دے کر لوگوں کو مسئلہ توحید سمجھاتے ہیں لیکن ان میں غور و فکر صرف وہی لوگ کرتے ہیں جو راسخ فی العلم ہوں اور عقل و بصیرت رکھتے ہوں۔ **۳۵** یہ مرکزی دعوی توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان اور ساری کائنات کو پیدا ہی اظہار حق کے لئے فرمایا ہے کائنات کا ذرہ ذرہ اس کی قدرت کاملہ اور اس کی وحدانیت پر دلالت کرتا ہے۔ (بِالْحَقِّ) ای للحق واظهار الحق (معالم وخازن ص ۱۶ ج ۵) انها مع اشتمالها على جميع ما يتعلق به معاشهم شواهد دالة على شئونه تعالى المتعلقة بذاته وصفاته (ابو السعود ج ۶ ص ۴۹۶) ایمان والوں کے لئے اس میں بہت بڑی دلیل ہے۔ مومنوں کی تخصیص اس لئے کی گئی کہ اس سے استفادہ صرف وہی کرتے ہیں ویسے تو ہر غور و فکر کرنے والے کا ذہن اس سے اللہ کی وحدانیت اور اس کی عظیم قدرت تک رسائی حاصل کر سکتا ہے۔

وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ (۴۰)

پر تھے وہ اپنا آپ ہی بُرا کرتے

مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

مثال ان لوگوں کی **۳۳** جنہوں نے پکڑے اللہ کو چھوڑ کر

اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ

اور حمایتی جیسے مکڑی کی مثال بنا لیا اس نے

بَيْتًا ؕ وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ

ایک گھر اور سب گھروں میں بودا سو مکڑی

الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ (۴۱)

کا گھر اگر ان کو سمجھ ہوتی ف۱

وقف لازم

اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ

اللہ جانتا ہے **۳۴** جس جس کو وہ پکارتے ہیں اس کے سوائے

مِنْ شَيْءٍ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (۴۲) وَ

کوئی چیز ہو اور وہ زبردست ہے حکمتوں والا ف۲ اور

تِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَ

یہ مثالیں بٹھلاتے ہیں ہم لوگوں کے واسطے اور

مَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ (۴۳) خَلَقَ اللّٰهُ

ان کو سمجھتے وہی ہیں جن کو سمجھ ہے اللہ نے بنائے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

آسمان اور زمین **۳۵** جیسے چاہئیں اس میں

لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ (۴۴) ع

نشانی ہے یقین والوں کے لئے ف۳

ع ۱۴ ۱۶

یہ سورت کا مرکزی دعویٰ ہے ۱۲

یہ دعویٰ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے ۱۲

موضح قرآن

ف۱ یعنی گھر اس واسطے ہے کہ جان مال کا بچاؤ ہو مکڑی کا جالا کہ دامن کے جھٹکے سے ٹوٹ پڑے ویسا ہی ہے جو اللہ کے سوا کسی کو اپنا بچاؤ سمجھے۔ **ف۲** یعنی سننے والا تعجب کرے کہ سب کو ایک لکڑی ہانک دیا بعضے خلق بت پوجتے ہیں، بعضے آگ پانی کو، بعضے اولیاء انبیاء کو یا فرشتوں کو سو اللہ نے فرما دیا کہ اللہ کو سب معلوم ہیں اگر کوئی کچھ کر سکتا تو اللہ سب کو یک قلم موقوف نہ کرتا، اور اللہ کو کسی کی رفاقت نہیں چاہئے۔ زبردست ہے اور مشورت نہیں چاہئے، حکمتیں اسی کو ہیں۔ **ف۳** یعنی اُس کام میں کوئی شامل نہ تھا تو تھوڑے کاموں میں کون شریک ہونے کی کیا احتیاج۔

فتح الرحمٰن **ف۱** حاصل مثل آنست کہ ایشان بہ بتان پناہ بردہ اند و بتان ہیچ نفع نہ دہند چنانکہ خانۂ عنکبوت ہیچ فائدہ نمیدہد ۱۲۔

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ
تو پڑھ جو اتری تیری طرف ف۳۶ کتاب اور قائم رکھ نماز
اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ ؕ وَ
بے شک نماز روکتی ہے بے حیائی اور بری بات سے اور
لَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَ
اللہ کی یاد ہے سب سے بڑی اور اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو ف۱ اور
لَا تُجَادِلُوْۤا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ۖ
جھگڑا نہ کرو ف۳۷ اہل کتاب سے مگر اس طرح پر جو بہتر ہو
اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَ قُوْلُوْۤا اٰمَنَّا بِالَّذِیْۤ
مگر جو ان میں بے انصاف ہیں اور یوں کہو ف۳۸ کہ ہم مانتے ہیں جو
اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ وَ اِلٰهُنَا وَ اِلٰهُكُمْ
اترا ہم کو اور اترا تم کو اور بندگی ہماری اور تمہاری
وَاحِدٌ وَّ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَ كَذٰلِكَ
ایک ہی کو ہے اور ہم اسی کے حکم پر چلتے ہیں ف۲ اور ویسی ہی ف۳۹
اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ
ہم نے اتاری تجھ پر کتاب سو جن کو ف۴۰ ہم نے کتاب دی ہے
یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَ مِنْ هٰۤؤُلَآءِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَ
وہ اس کو مانتے ہیں اور ان مکہ والوں میں بھی بعضے ہیں کہ اس کو مانتے ہیں اور
مَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَ مَا كُنْتَ
منکر وہی ہیں ہماری باتوں سے جو نافرمان ہیں ف۳ اور تو پڑھتا
تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّ لَا تَخُطُّهٗ بِیَمِیْنِكَ
نہ تھا ف۴۱ اس سے پہلے کوئی کتاب اور نہ لکھتا تھا اپنے داہنے ہاتھ سے

ف۳۶ یہ دعوی توحید پر دلیل وحی ہے۔ یہ مسئلہ توحید وحی کے ذریعہ سے آپ پر نازل کیا گیا ہے۔ اس لئے جو کتاب آپ پر نازل کی گئی ہے آپ اس سے مسئلہ توحید کو بیان کرتے رہیں اور کتاب اللہ کی آیتیں پڑھ کر سناتے رہیں۔ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ الخ یہ امر مصلح ہے یعنی مسئلہ توحید بیان کرنے کی وجہ سے کفار کی طرف سے آپ کو جو تکلیف و ایذار پہنچے اس کا اثر کم کرنے کے لئے آپ نماز قائم کریں۔ نماز سے اللہ کے ساتھ خصوصی تعلق قائم رہے گا، صبر و ہمت کا جذبہ پیدا ہوگا اور مصائب و مشکلات کی اہمیت دل سے کم ہو جائے گی۔ الفحشاء سے کافروں کی خباثتیں اور ان کی ایذائیں مراد ہیں۔ یعنی نماز کافروں کی خباثتوں اور ایذاؤں کا اثر دل سے زائل کر دیگی۔ المنکر خلاف شریعت امور۔ نماز سے آدمی کے دل میں خوفِ خدا، خشوع و خضوع اور عجز و انکسار وغیرہ صفات حمیدہ پیدا ہوتی ہیں اس لئے نمازی آدمی طبعًا خلاف شریعت امور سے متنفر و مجتنب ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ خوبی صرف اسی صورت میں پیدا ہو سکتی ہے جب آدمی اس شعور کے ساتھ نماز پڑھے کہ وہ احکم الحاکمین کے حضور کھڑا ہو کر فریضۂ نماز ادا کر رہا ہے۔ ساری نماز میں اس کی توجہ نماز ہی میں رہے۔ توجہ اور شعور کے بغیر صرف ظاہری ارکانِ نماز ادا کر لینے سے یہ آثار ظاہر نہیں ہو سکتے وَ لَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ۔ ذکر سے نماز یا عام ذکر اللہ مراد ہے۔ یعنی نماز یا ہر وقت ہر معاملے میں اللہ کو یاد رکھنا اور اس کی نافرمانی سے بچنا سب سے بڑا اور سب سے زیادہ اہم کام ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے اور وہ ہر عمل کے مطابق اس کی جزا و سزا دے گا۔ **ف۳۷** یہ طریق تبلیغ ہے۔ مشرکین مکہ کی طرح اگرچہ اہل کتاب بھی ایذا رسانی میں پیش پیش ہیں لیکن پھر بھی تبلیغ میں نرمی اختیار کرو اور درشتی سے کام نہ لو۔ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا الخ البتہ ان میں سے جو ضد و عناد اور بے انصافی پر اتر آئیں اور نرمی کا ان پر کوئی اثر نہ ہو ان کے ساتھ ذرا سخت لہجہ اختیار کر لو تاکہ ان کے غرور و استکبار کا جواب ہو جائے۔ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ بالافراط فی الاعتداء والعناد ولم یقبلوا النصح ولم ینفع فیهم الرفق فاستعملوا معهم الغلظة (روح ج ۲۱ ص ۲) یا استثناء منقطع ہے یعنی اگر آپ نرمی سے تبلیغ کریں گے تو اس سے وہ زیادہ متاثر ہوں گے اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ البتہ ان میں سے جو ضدی اور بے انصاف ہیں وہ نہیں مانیں گے۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ **ف۳۸** یہ تبلیغ کا طریق احسن ہے۔ اہل کتاب سے یوں کہو کہ ہم اس وحی پر بھی ایمان لائے ہیں جو ہم پر نازل ہوئی اور اس پر بھی جو تم پر نازل ہوئی، ہمارا اور تمہارا معبود اور کارساز بھی ایک ہی ہے اور ہم تو اسی معبود برحق کے فرمانبردار ہیں۔ اس لئے اے اہل کتاب! تم بھی اس کے پورے پورے فرمانبردار بن جاؤ اور اس کی آخری کتاب اور اس کے آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آؤ۔ **ف۳۹** کاف بیان کمال کے لئے ہے اور یہ اَلْکِتٰب یعنی قرآن کو ماننے

۱۔ دعویٰ توحید پر دلیل وحی ۱۲

۲۔ بیان طریق تبلیغ ۱۲

۳۔ دلیل نقلی از مومنین اہل کتاب ۱۲

موضح قرآن ف۱ جتنی دیر نماز میں لگے اتنی دیر تو ہر گناہ سے بچے امید ہے کہ آگے بھی بچتا رہے اور اللہ کی یاد کو اس سے زیادہ اثر ہے یعنی گناہ سے بچے اور اعلیٰ درجوں پر چڑھے۔ ف۲ یعنی مشرکوں کا دین جڑ سے غلط ہے اور کتاب والوں کا دین اصل میں سچ تھا تو اُن سے ان کی طرح نہ جھگڑو کہ جڑ سے ان کی بات کاٹو نرمی سے بات سمجھاؤ مگر جو ان میں بے انصافی پر آوے اس کو سزا دینی ہے۔ ف۳ ان لوگوں میں یعنی مشرکوں میں اور جن کتاب والوں نے اپنی کتاب ٹھیک سمجھی وہ اس کو بھی مانیں گے۔

اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۴۸﴾ بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ

تب تو البتہ شبہ میں پڑتے یہ جھوٹے ف۱ بلکہ یہ قرآن تو آیتیں ہیں

بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ۭ وَمَا

صاف ۴۲ ان لوگوں کے سینے میں جن کو ملی ہے سمجھ اور

يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَقَالُوْا لَوْلَآ

منکر نہیں ہماری باتوں سے مگر وہی جو بے انصاف ہیں ف۲ ف۱ اور کہتے ہیں کیوں نہ

اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ

اتریں اس پر کچھ نشانیاں اس کے رب سے تو کہہ نشانیاں تو ہیں

عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۵۰﴾ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ

اختیار میں اللہ کے اور میں تو بس سنا دینے والا ہوں کھول کر کیا ان کو یہ کافی نہیں کہ

اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ

ہم نے تجھ پر اتاری کتاب کہ ان پر پڑھی جاتی ہے بے شک

فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾ ع ۵ ۱

اس میں رحمت ہے اور سمجھانا ان لوگوں کو جو مانتے ہیں

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا ۚ يَعْلَمُ

تو کہہ کافی ہے اللہ میرے اور تمہارے بیچ گواہ جانتا ہے

مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں اور جو لوگ یقین لاتے ہیں

بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۵۲﴾

جھوٹ پر اور منکر ہوئے ہیں اللہ سے وہی ہیں نقصان پانے والے ف۳

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۭ وَلَوْلَآ اَجَلٌ مُّسَمًّى

اور جلدی مانگتے ہیں تجھ سے آفت اور اگر نہ ہوتا ایک وعدہ مقررہ

ر۱ شکوی ۱۲

ر۲ جواب شکوی ۱۲

ر۳ نیز جواب شکوی ۱۲

کی ترغیب ہے۔ ایسی عظیم الشان، مدلل اور محکم کتاب نازل کرنا ہمارا ہی کمال ہے۔ اب تمہیں اس کتاب پر عمل کرنا چاہیئے۔ **۴۰** یہ دعوی توحید پر نقلی دلیل ہے مؤمنین اہل کتاب سے۔ یعنی اہل کتاب میں سے جو حق پسند اور منصف مزاج ہیں وہ قرآن پر ایمان لاچکے ہیں یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن اور اس کا بیان کردہ مسئلہ توحید حق ہے۔ وَمِنْ هٰٓؤُلَاۗءِ سے اہل عرب یا اہل مکہ مراد ہیں۔ یعنی اہل کتاب کے علاوہ خود ان مشرکین میں سے بھی بہت سے لوگ ایمان لاچکے ہیں۔ وَمَا يَجْحَدُ یہ زجر ہے۔ اہل کتاب اور مشرکین میں سے جو لوگ انصاف پسند تھے وہ تو ایمان لاچکے ہیں اور ہماری آیتوں کا انکار صرف وہی لوگ کرتے ہیں جو ضدی اور معاند ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ اہل کتاب اور مشرکین میں سے بہت سے لوگ حق کو سمجھنے کے باوجود محض ضد و عناد کی وجہ سے ایمان نہیں لاتے۔ **۴۱** یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور دعوی توحید میں سچا ہونے کی دلیل ہے۔ یعنی قرآن کے نزول سے پہلے نہ تو آپ پہلی کتابیں پڑھا کرتے تھے اور نہ کچھ تحریر کیا کرتے تھے یعنی آپ پڑھنا اور لکھنا جانتے ہی نہ تھے۔ اگر آپ لکھنا پڑھنا جانتے ہوتے تو باطل پرست یعنی مشرکین مکہ کو شکوک و شبہات کی ایک اور راہ مل جاتی اور وہ کہتے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کتب سابقہ کا مطالعہ کرتا رہتا ہے اور پھر اپنے ہاتھ سے مضامین لکھ کر وحی الٰہی کے نام سے ہمارے سامنے پیش کر دیتا ہے۔ لیکن اب اس شبہے کی کوئی گنجائش نہیں اس لئے اب ماننا پڑیگا کہ آپ جو کچھ بیان کرتے ہیں وہ اللہ کی وحی سے کرتے ہیں اور آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ قال النحاس دلیلا علی نبوته لقریش لانه لا یقرأ ولا یکتب ولا یخالط اهل الکتاب ولم یکن بمکة اهل الکتاب فجاءهم باخبار الانبیاء والامم وزالت الریبة والشك (قرطبی ج ۱۳ ص ۳۵) اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ یہ منفی پر متفرع ہے۔ **۴۲** یہ ماقبل سے اضراب ہے۔ یعنی اس کتاب مبارک میں شک و ریب کا کیا سوال وہ تو اہل علم کے سینوں میں محفوظ ہو چکی ہے اور ایمان والوں نے اسے اپنے سینوں میں محفوظ کر کے ہر قسم کی تحریف و تبدیل اور شک و ریب کی دسترس سے مامون کر دیا ہے۔ وَمَا يَجْحَدُ الخ ہماری آیتیں جو سراپا نور ہدایت اور واضح دلائل و براہین پر مشتمل ہیں ان کا انکار صرف وہی لوگ کرتے ہیں جو ضد اور عناد و مکابرہ میں حد سے گذر چکے ہیں۔ **۴۳** یہ شکوی ہے مشرکین اہل کتاب کے اکسانے پر حضور علیہ السلام سے مطالبہ کرتے تھے کہ جس طرح موسیٰ علیہ السلام نے ید بیضا اور عصا کے معجزے دکھائے تھے آپ بھی ایسے معجزے دکھائیں قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ الخ یہ جواب شکوی ہے یعنی معجزے لانا میرے اختیار میں نہیں بلکہ اللہ کے اختیار میں ہے وہ جب چاہتا ہے کوئی معجزہ اپنے پیغمبر کے ہاتھ پر ظاہر فرما دیتا ہے میں تو اس کے حکم سے اس کا پیغام پہنچاتا اور نہ ماننے والوں کو اس کے عذاب سے ڈراتا ہوں۔ (اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ) ینزل ایتها شاء ولست املك

موضح قرآن ف۱ یعنی جگہ تھی شبہہ کی کہ اگلی کتاب پڑھ کر یہ باتیں معلوم کیں حضرت تو کبھی نہ استاد پاس بیٹھے تھے۔ نہ ہاتھ میں قلم پکڑا۔ ف۲ یعنی پیغمبر نے کسی سے نہیں لکھا پڑھا مگر یہ وحی جو اس پر آئی ہمیشہ کو بن لکھے جاری رہے گی۔ سینہ بسینہ اور کتابیں حفظ نہ ہوتی تھیں۔ یہ کتاب حفظ ہی سے باقی ہے۔ لکھنا افزود ہے۔ ف۳ اللہ کی گواہی یہی کہ سچوں کو دن پر دن بڑھایا اور جھوٹوں کو مٹایا۔

فتح الرحمن ف۱ بعض مفسرین گفتہ اند کہ مراد از اَلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ تنہا ذات حضرت پیغامبر است صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲۔

شیئا منہا (مدارک ج ۳ ص ۲۰۲) **۴۴** یہ بھی جواب شکوی میں داخل ہے۔ مشرکین اگر واقعی حق کے جویا ہیں اور اطمینان کے لئے معجزہ طلب کر رہے ہیں تو کیا ان کے اطمینان اور رفع شکوک وشبہات کے لئے یہ کافی نہیں کہ ہم نے آپ پر قرآن نازل کر دیا ہے جو ہر وقت انہیں پڑھ کر سنایا جاتا ہے۔ اس کی آیات بینات اور حجج واضحہ آپ کی صداقت کو روز روشن کی طرح واضح کر رہی ہیں اور ہر قسم کے شکوک وشبہات کو زائل کر رہی ہیں۔ اگر وہ واقعی ایمان لانا چاہتے ہیں اور ضد و تعنت مقصود نہیں تو یہ قرآن سراپا رحمت وعبرت ہے وہ اس میں غور وفکر کریں اور اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ ای اولم یکفہم اٰیۃ مغنیۃ عن سائر الاٰیات ان کانوا طالبین للحق غیر متعنتین ھٰذا القراٰن الذی تدوم تلاوتہ علیہم فی کل مکان وزمان فلا تزال معہم اٰیۃ ثابتۃ لا تزول ولا تضمحل الخ (بحر ج ۷ ص ۱۵۶) **۴۵** حضور علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ اگر اتنے دلائل وبراہین کے باوجود بھی نہیں مانتے تو آپ فرما دیں میرے اور تمہارے درمیان میری سچائی پر اللہ سب سے بڑا گواہ ہے اور وہ سب کچھ جانتا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو وہ اس سے پوشیدہ نہیں۔ وہ تمہیں اس کی سخت سزا دے گا۔ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ باطل سے معبودانِ غیر اللہ مراد ہیں وھو ما یعبد من دون اللہ تعالٰی (ابو السعود ج ۶ ص ۵۵) قال ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما ای بغیر اللہ عز وجل وھو شامل لنحو عیسٰی والملائکۃ علیہم السلام والباطل فی الحقیقۃ عبادتہم الخ (روح ج ۲۱ ص ۹) **۴۶** یہ زجر مع تخویف دنیوی واخروی ہے۔ یہ معاندین عذاب کے جلدی آنے کا مطالبہ کرتے ہیں لیکن عذاب کا وقت مقرر ہے اگر اس کا وقت مقرر ومعین نہ ہوتا تو اب تک وہ عذاب سے ہلاک ہو چکے ہوتے۔ عذاب کا وقت ہمارے علم میں معین ہے لیکن انہیں اس کا علم نہیں اسلئے وہ اچانک ہی اپنے وقت پر انہیں آلے گا۔ اس سے قیامت یا جنگ بدر کا عذاب مراد ہے۔ وھو یوم القیٰمۃ او یوم بدر (مدارک) یستعجلونک الخ یہ زجر مذکور کا اعادہ ہے۔ وہ عذاب جلدی لانے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ آپ فرما دیں عذاب آئے گا یہ تمام مشرکین وکفار جہنم میں ڈالے جائیں اور جہنم کی آگ ہر طرف سے انہیں گھیرے میں لے لیگی اور اس وقت ان سے کہا جائے گا آج اپنے مشرکانہ اعمال کا خوب مزہ چکھ لو۔ یہ وہی عذاب ہے جس کے لئے تم بیتاب تھے اور بطور استہزاء ہمارے پیغمبر سے اسے جلدی لانے کا مطالبہ کیا کرتے تھے۔ **۴۷** یہ پہلے

۱۔ زجر مع تخویف ۱۲

۲۔ متعلق بہ ہجرت دینی ۱۲

۳۔ بشارت اخروی ۱۲

لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ ۭ وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ

تو آپہنچتی ان پر آفت اور البتہ آئے گی ان پر اچانک اور ان کو

لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۳﴾ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۭ وَ

خبر نہ ہوگی ف۱ جلدی مانگتے ہیں تجھ سے عذاب اور

اِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌ ۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۴﴾ يَوْمَ

دوزخ گھیر رہی ہے منکروں کو ف۲ جس دن

يَغْشٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ

گھیرے گا ان کو عذاب ان کے اوپر سے اور پاؤں کے

اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۵﴾

نیچے سے اور کہے گا چکھو جیسا کچھ تم کرتے تھے ف۳

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ

اے بندو میرے جو یقین لائے ہو ف۴ میری زمین کشادہ ہے سو مجھی کو

فَاعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَاۗىِٕقَةُ الْمَوْتِ ۣ ثُمَّ

بندگی کرو جو جی ہے سو چکھے گا موت پھر

اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

ہماری طرف پھر آؤ گے ف۵ اور جو لوگ یقین لائے اور کئے ف۶

الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ

بھلے کام ف۷ ان کو ہم جگہ دیں گے بہشت میں جھروکے نیچے

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ نِعْمَ اَجْرُ

بہتی ہیں ان کے نہریں سدا رہیں ان میں خوب ثواب ملا

الْعٰمِلِيْنَ ﴿۵۸﴾ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰي رَبِّهِمْ

کام والوں کو جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب پر

موضح قرآن ف۱ اس امت کا عذاب یہی تھا مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہونا پکڑے جانا سو فتح مکے میں مکے کے لوگ بے خبر رہے کہ حضرت کا لشکر سر پر آ کھڑا ہوا۔ ف۲ یعنی آخرت کا عذاب تو عبث مانگتے ہیں اس عذاب میں تو پڑے ہی ہیں یہ کفر اور یہ بُرے کام مرے پر نظر آوے گا کہ دوزخ کی آگ کیونکر جلاتی ہے۔ ف۳ یہ اللہ کہے گا یا وہ عذاب ہی بولے گا، جیسے زکوٰۃ نہ دینے والے کا مال سانپ ہو کر گلے میں پڑے گا اور گلے چیرے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں تیرا خزانہ ہوں۔ ف۴ جب کافروں نے مکے میں بہت زور کیا تو حکم ہوا ہجرت کا اتنی ترا سی گھر اٹھ گئے حبشہ کے ملک کو فرمایا کوئی دن کی زندگی جہاں بنے تہاں کاٹ دو پھر ہم پاس اکٹھے آؤ گے تا وطن چھوڑنا دل پر مشکل نہ لگے اور حضرت سے جدا ہونا۔

فتح الرحمٰن ف۱ خدا تعالٰی ترغیب میفرماید بر ہجرت حبشہ و مدینہ باین آیات ۱۲۔

يَتَوَكَّلُوْنَ (٥٩) وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ
بھروسہ رکھا ف اور کتنے جانور ہیں ۴۹ جو اٹھا نہیں رکھتے
رِزْقَهَا ۖ اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ ۖ وَهُوَ
اپنی روزی اللہ روزی دیتا ہے ان کو اور تم کو بھی اور وہی ہے
السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (٦٠) وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ
سننے والا جاننے والا ف اور اگر ۵۰ تو لوگوں سے پوچھے کہ
مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ
کس نے بنایا ہے آسمان اور زمین کو اور کام میں لگایا
الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى
سورج اور چاند کو تو کہیں اللہ نے پھر کہاں سے
يُؤْفَكُوْنَ (٦١) اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ
الٹے جاتے ہیں ف۳ اللہ پھیلاتا ہے روزی ۵۱ جس کے واسطے چاہے
مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۗ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ
اپنے بندوں میں اور ماپ کر دیتا ہے جس کو چاہے بے شک اللہ ہر
شَيْءٍ عَلِيْمٌ (٦٢) وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ
چیز سے خبردار ہے ف۴ اور جو تو پوچھے ان سے ۵۲ کس نے اتارا
مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْ
آسمان سے پانی پھر زندہ کر دیا اس سے زمین کو اس کے
بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۗ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۗ
مرجانے کے بعد تو کہیں اللہ نے تو کہہ سب خوبی اللہ کو ہے
بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ (٦٣) ع وَمَا هٰذِهِ
پر بہت لوگ نہیں سمجھتے ف۵ اور ۵۳ یہ

ع ۶ ۱۲ ۲

۲ دوسری عقلی دلیل ۲

۲ تیسری عقلی دلیل ۲

۲ چوتھی عقلی دلیل ۲

دعوے سے متعلق ہے۔ ابتداء سورت میں کہا گیا توحید کی خاطر مصائب و مشکلات کا سامنا کرنا ہوگا اور ان منافقین کی طرح نہ ہونا جو معمولی تکلیف پر توحید کا نام لینا بھی چھوڑ دیتے ہیں۔ اب یہاں فرمایا اگر مشرکین اس قدر ایذائیں دیں کہ وطن میں رہنا مشکل ہو جائے تو میری زمین فراخ ہے وطن سے ہجرت کر کے کسی دوسری جگہ چلے جاؤ جہاں تم میری خالص عبادت بجا لا سکو۔ كُلُّ نَفْسٍ الخ یہ دنیا چند روزہ ہے آخر ہر ایک کو موت آئے گی اور تم سب میرے پاس آؤ گے۔ **۴۸** یہ ہجرت کرنے والوں کے لئے بشارت اخروی ہے۔ جو لوگ توحید پر ایمان لائے اور توحید کی خاطر تکلیفیں اٹھائیں، اپنی جائیدادیں اور مکان چھوڑے آخرت میں ہم انہیں شاندار بالا خانے عطا کریں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اَلَّذِيْنَ صَبَرُوْا الخ یہ ان ایمان والوں کا اجر ہے جنہوں نے اپنی عملی زندگی میں توحید کا نمونہ پیش کیا اور دین حق کی خاطر مصائب برداشت کئے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور اعتماد رکھا۔ **۴۹** وطن چھوڑنے سے فقر و فاقہ کا اندیشہ تھا جیسا کہ بعض مسلمانوں نے اس کا اظہار بھی کیا تھا کہ ہجرت کر کے مدینہ جائیں گے تو وہاں کھائیں گے کیا اس پر فرمایا اللہ پر بھروسہ کرو جو تمام جانوروں کو روزی دیتا ہے وہی تمہارا بھی رازق ہے۔ تم دیکھتے ہو تمام جانور خالی ہاتھ ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ سب کو روزی پہنچاتا ہے تو وہ تمہیں کیوں روزی نہیں دے گا۔ لما امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اسلم من مکۃ بالھجرۃ خافوا الفقر والضیعۃ فنزلت (مدارک ج ۳ ص ۲۰۰) اللہ تعالیٰ ہر بات سننے والا اور ہر چیز جاننے والا ہے۔ اس سے کوئی چیز مخفی نہیں۔ وہ تمہاری پکاریں سنتا اور تمہاری حاجتوں کو جانتا ہے اس لئے اس پر بھروسہ کر کے اس کے دین کی خاطر ہجرت کرو وہ تمہارے تمام کام آسان فرمائے گا۔ **۵۰** یہ دعویٰ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ جب مشرکین خود تسلیم کرتے ہیں کہ زمین و آسمان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور یہ سارا نظام شمسی بھی اسی کے تصرف و اختیار میں ہے تو پھر کہاں ان کی عقلیں ماری گئیں کہ اللہ کے سوا اوروں کو کارساز سمجھ کر پکارتے ہیں۔ **۵۱** یہ تیسری عقلی دلیل ہے۔ رزق جو انسان کی سب سے بنیادی ضرورت ہے وہ اللہ کے قبضے میں ہے۔ رزق کی فراخی اور تنگی اس کے اختیار میں ہے اور وہ عالم الغیب بھی ہے لہٰذا تمام حاجات و مصائب میں وہی کارساز ہے اور وہی برکات دہندہ ہے اور کوئی نہیں۔ **۵۲** یہ چوتھی عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ مشرکین مانتے ہیں کہ آسمان سے باران رحمت نازل فرما کر زمین سے انواع و اقسام کے غلے اور پھل وہی پیدا کرتا ہے تو پھر ان پر حیف ہے کہ وہ اللہ کے سوا اوروں کو برکات دہندہ اور کارساز سمجھ کر پکارتے ہیں۔ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الخ۔ یہ دلائل عقلیہ مذکورہ کا ثمرہ ہے۔ جب مشرکین کے اپنے اقرار و اعتراف ہی سے ثابت ہو گیا کہ ساری کائنات کا خالق اور اس میں متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی

موضح قرآن ف۱ یعنی اس وطن کے بدلے اور وطن ملے گا۔ ف۲ یہ روزی کی طرف سے خاطر جمع کر دی کہ اکثر جانوروں کے گھر میں کل کا قوت نہیں ہوتا نیا دن اور نئی روزی۔ ف۳ یعنی اسباب رزق کے اسی نے بنائے سب جانتے ہیں پھر اس پر بھروسہ نہیں کرتے کہ وہی پہنچا بھی دے گا مگر جتنا وہ چاہے نہ جتنا تم چاہو۔ یہ آگے سمجھا دیا۔ ف۴ ناپ کر دیتا ہے یہ نہیں کہ نہ دے۔ ف۵ یعنی مینہ بھی ہر کسی پر برابر نہیں برستا اور اسی طرح حال بدلتے دیر نہیں لگتی۔ مفلس سے دولت مند کر دے۔

ہے تو آپ اعلان فرما دیجئے کہ اس سے معلوم ہوا کہ تمام صفات کارسازی ذات باری تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں اور ان صفات میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ لیکن دلائل کے اس قدر وضوح وظہور کے باوجود اکثر لوگ ان میں غور و تدبر نہیں کرتے۔ **۵۳** دنیا کی تحقیر و تقلیل کا بیان ہے۔ مشرکین اور اہل دنیا جس دولت اور شان دنیا پر مغرور ہو کر توحید کا انکار کر رہے ہیں اس کی حقیقت اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ وہ بچوں کا ایک کھیل تماشا ہے جس سے محض چند روز دل بہلایا جا سکتا ہے یہ اصل زندگی نہیں اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے جو کبھی فنا نہیں ہوگی اس لئے آخرت کے لئے توشہ تیار کرنا چاہئے۔ ای ماھی فی سرعۃ زوالھا عن اھلھا وموتھم الا کما یلعب الصبیان ساعۃ ثم یتفرقون (بحر ج ۷ ص ۱۵۶) اگر وہ اس حقیقت کو جانتے ہوتے تو دنیا کو آخرت پر کبھی ترجیح نہ دیتے۔ **۵۴** یہ زجر ہے۔ مشرکین جب کشتیوں میں سوار ہوتے ہیں اس وقت اگر ان کی کشتیاں گرداب میں پھنس جائیں یا طوفانِ باد میں گھر جائیں تو وہ ہر طرف سے مایوس ہو کر خالص اللہ تعالیٰ ہی کو مدد کے لئے پکارتے ہیں اور اپنے مزعومہ مددگاروں اور خود ساختہ کارسازوں کو بھول جاتے ہیں۔ مشرکین حضور علیہ السلام سے سنا کرتے تھے کہ اگر شرک چھوڑ کر توحید پر ایمان نہ لاؤ گے تو اللہ کا عذاب آئے گا۔ اس لئے جب وہ کشتیوں کو خطرے میں دیکھتے تو خیال کرتے شاید وہ عذاب آگیا ہے جس سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیں ڈراتا تھا۔ اس لئے خالص اللہ کو پکارنے لگتے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ ان کی کشتیوں کو صحیح سلامت کنارے لگا دیتا ہے تو خشکی پر اتر کر وہ پھر شرک کرنے لگتے ہیں اور پہلے کی طرح حاجات میں وہ غیر اللہ کو پکارتے ہیں۔ **۵۵** دونوں صیغوں میں لام بمعنی کَیْ ہے یعنی وہ شرک کرتے ہیں تاکہ اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کریں اور شرک پر اتحاد و اتفاق کا فائدہ اٹھائیں ای لیشرکون لیکونوا کافرین بما اٰتیناھم من نعمۃ النجاۃ بسبب شرکھم ولیتمتعوا باجتماعھم علی عبادۃ الاوثان وتوادھم علیھا (روح ج ۲۱ ص ۱۳) یا دونوں میں لام امر کا ہے قرینہ یہ ہے کہ ایک قرارت میں وَلْيَتَمَتَّعُوْا کا لام ساکن ہے اور سکون لام امر ہی پر جائز ہے لام کَیْ پر جائز نہیں اس صورت میں یہ تہدید و وعید ہوگی وقیل ھما لام امر معناہ التھدید والوعید .... ومن قرأ ولیتمتعوا باسکان اللام لم یجعلھا لام کی لان لام کی لا یجوز اسکانھا (قرطبی ج ۱۳ ص ۳۶۳) فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ اب کفرانِ نعمت اور شرک کر لیں عنقریب اس کا انجام دیکھ لیں گے۔ **۵۶** اہل مکہ پر ایک اور بہت بڑے انعام کا ذکر فرمایا یعنی وہ دلائل میں بھی غور و تدبر کریں اور ہمارے احسانات بھی دیکھیں کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے ان کے شہر کو حرم محترم اور مقامِ امن بنا دیا ہے سارا عرب بیت اللہ کی وجہ سے مکے والوں کی عزت کرتا اور ان کے مال و جان اور عزت و آبرو کو ہاتھ نہیں ڈالتا جبکہ ان کے گرد و نواح میں رہنے والے دوسرے لوگوں کا مال و جان محفوظ نہیں۔ ان میں آئے دن قتل و غارت کا بازار گرم رہتا ہے۔ مگر یہ اہل مکہ اللہ تعالیٰ

الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ؕ وَاِنَّ الدَّارَ

دنیا کا جینا تو بس جی بہلانا اور کھیلنا ہے اور پچھلا گھر

الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۴﴾

جو ہے سو وہی ہے زندہ رہنا اگر ان کو سمجھ ہوتی

وقف لازم

فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ

پھر جب سوار ہوئے کشتی میں ۵۴ پکارنے لگے اللہ کو خالص اسی پر رکھ

الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۵﴾

کر اعتقاد پھر جب بچا لایا ان کو زمین کی طرف اسی وقت لگے شریک بنانے

لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۚۙ وَلِيَتَمَتَّعُوْا ۚ وقفة فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۶﴾

کہ منکر ہوتے رہیں ۵۵ ہمارے دیئے ہوئے سے اور مزے اڑاتے رہیں سو عنقریب جان لیں گے ف۱

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ

کیا نہیں دیکھتے کہ ۵۶ ہم نے رکھ دی ہے پناہ کی جگہ امن کی اور لوگ اچکے جاتے ہیں

مِنْ حَوْلِهِمْ ؕ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ

ان کے آس پاس سے کیا جھوٹ پر یقین رکھتے ہیں اور اللہ کا احسان نہیں

يَكْفُرُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ

مانتے ف۱ اور اس سے زیادہ بے انصاف کون ہے جو باندھے اللہ پر

كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِيْ

جھوٹ ۵۷ یا جھٹلائے سچی بات کو جب اس تک پہنچے کیا دوزخ میں

جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۶۸﴾ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا

بسنے کی جگہ نہیں ۵۸ منکروں کے لئے اور جنہوں نے ۵۹ محنت کی ہمارے

لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۶۹﴾ ع

واسطے ہم سمجھا دیں گے ان کو اپنی راہیں اور بیشک اللہ ساتھ ہے نیکی والوں کے ۶۰ ف۲

ع ۶ ۳

موضح قرآن ف۱ مکے کے لوگ اللہ کے گھر کے طفیل دشمنوں سے پناہ میں تھے اور سارے ملک عرب میں فساد تھا بتوں کے جھوٹے احسان مانتے ہیں یہ سچا احسان اللہ کا نہیں مانتے ف۲ اپنی راہیں یعنی راہ قرب کی اور رضا کی جو بہشت ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بد دستی یکدیگر بسبب اجتماع برشرک بہرہ مند شوند ۱۲۔

کے عظیم احسانات کی قدر بھی نہیں کرتے اور خود ساختہ معبودوں کو کارساز سمجھتے اور اللہ کی نعمتوں کی بے قدری کرتے ہیں۔ اَفَبِالْبَاطِلِ یُؤْمِنُوْنَ الخ کیا ان دلائل اور احسانات کے باوجود وہ باطل یعنی خود ساختہ معبودوں کو کارساز سمجھتے رہیں گے اور ہمارے احسانات کی ناشکری کرتے رہیں گے۔ **۵۷** یہ مشرکین ایسے ظالم اور بے انصاف ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ان احسانات کے باوجود اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔ اور یہ سب سے بڑے ظالم ہیں کیونکہ جو شخص اللہ پر افترا کرے کہ اس کا کوئی شریک ہے یا اللہ کے رسول اور اس کی کتاب کا انکار کرے وہ سب سے بڑا بے انصاف ہے۔ اَفْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا بان زعم ان لہ شریکًا . . . ام کذب بالحق ای بالرسول وبالقراٰن (ابو السعود ج ۶ ص ۲) **۵۸** استفہام انکاری ہے۔ ہمزۂ انکار اگر مثبت پر آئے تو مراد نفی ہوگی اور اگر منفی پر آئے تو مراد اثبات ہوگا۔ یہاں منفی پر داخل ہے اس لئے مراد اثبات ہوگا یعنی کافروں کا ٹھکانا یقینًا جہنم میں ہوگا۔ ھٰذا تقریر لثوائہم فی جہنم لان ھمزۃ الانکار اذا دخلت علی النفی صار ایجابًا (مدارک ج ۳ ص ۲۰۲) **۵۹** جہاد سے یہاں جہاد کفار مراد نہیں بلکہ مجاہدۂ نفس اور منافساتِ مصائب مراد ہے۔ یہ سورت کی ابتدا یعنی دعویٰ اولیٰ سے متعلق ہے۔ دینِ حق اور مسئلہ توحید کی وجہ سے مصائب آئیں گے یہاں تک کہ اپنا وطن بھی چھوڑنا پڑے گا۔ جو لوگ راہِ حق میں مصائب و شدائد پر صابر و شاکر رہے اور دین توحید کی خاطر صبر و استقلال کے ساتھ مشکلات کا مقابلہ کیا ہم انہیں راہِ حق پر قائم رکھیں گے اور انہیں توحید پر ثبات و استقلال عطا کریں گے۔ اور صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق دیں گے۔ (وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا) فی شأننا ومن اجلنا ولوجہنا خالصًا... لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا والمراد نزیدنہم ھدایۃ الی سبیل الخیر وتوفیقًا لسلوکہا (روح ج ۲۱ ص ۱۴) **۶۰** یہ جملہ ماقبل کے لئے بمنزلہ تعلیل ہے اور محسنین سے وہی لوگ مراد ہیں جو اللہ کی راہ میں تکلیفیں اٹھاتے ہیں (روح) یعنی ہم ان لوگوں کو دین حق اور صراطِ مستقیم پر قائم رکھیں گے اس لئے کہ ہماری مدد اور نصرت ہمیشہ ان لوگوں کے شاملِ حال رہتی ہے جو دین حق کی خاطر پورے اخلاص کے ساتھ مصائب برداشت کرتے ہیں۔

سورۂ عنکبوت کی خصوصیات

اور اس میں آیات توحید

۱۔ اَحَسِبَ النَّاسُ۔ تا۔ وَلَیَعْلَمَنَّ الْکٰذِبِیْنَ ۝ اے ایمان والو! جس طرح پہلے لوگوں پر توحید کی وجہ سے آزمائشیں آئیں اسی طرح تم پر بھی آئیں گی۔ (خصوصیت)

۲۔ اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ۔ تا۔ سَآءَ مَا یَحْکُمُوْنَ ۝ مشرکین کا یہ خیال غلط ہے کہ وہ کہیں بھاگ کر ہمارے عذاب سے اپنی جان بچا لیں گے۔ (خصوصیت)

۳۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ۔ تا۔ اِنَّا مَعَکُمْ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو توحید کی خاطر تھوڑی سی تکلیف بھی برداشت نہیں کر سکتے اور معمولی تکلیف آنے پر بھی توحید کو چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ (خصوصیت)

۴۔ فَاَنْجَیْنٰہُ وَاَصْحٰبَ السَّفِیْنَۃِ وَجَعَلْنٰھَآ اٰیَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ مصائب و مشکلات میں کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔

۵۔ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ۔ تا۔ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ۝ نفی شرک فی التصرف۔

۶۔ وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ۔ تا۔ وَمَا لَکُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ۝ (ع ۳) نفی شرک فی التصرف

۷۔ وَلَمَّآ اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا۔ تا۔ کَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِیْنَ ۝ (ع ۴) نفی علم غیب و تصرف از لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

۸۔ مَثَلُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ۔ تا۔ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ۝ نفی تصرف و اختیار از معبودانِ باطلہ۔

۹۔ اِنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ۔ تا۔ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝ نفی شرک فی العلم۔

۱۰۔ خَلَقَ اللّٰہُ السَّمٰوٰتِ۔ تا۔ لَاٰیَۃً لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۝ نفی شرک فی التصرف۔

۱۱۔ اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ (ع ۵) قرآن کے ذریعہ سے مسئلہ توحید بیان کرتے رہئے۔

۱۲۔ وَلَئِنْ سَاَلْتَھُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ۔ تا۔ بَلْ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ۝ (ع ۶) نفی شرک فی التصرف۔

۱۳۔ فَاِذَا رَکِبُوْا فِی الْفُلْکِ۔ تا۔ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ۝ (ع ۷) جب کشتیوں کو خطرے میں دیکھتے ہیں تو ہر طرف سے مایوس ہو کر خالص اللہ کو پکارتے ہیں۔ (خصوصیت)

(آج بتاریخ ۵ ربیع الاول ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۴ جون ۱۹۶۶ء بروز چہار شنبہ ۸ بجے صبح
سورۂ عنکبوت کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ علی ذالک والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الہادی
الی اوضح المسالک وعلی آلہ واصحابہ الذین ہم نجوم الہدایۃ فی الظلمات الحوالک)

سورۂ روم

ربط سورۂ روم کو سورۂ عنکبوت کے ساتھ نامی ربط یہ ہے۔ عنکبوت کی مثال سے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز اور برکات دہندہ نہیں لہٰذا اس کے سوا کوئی پکارے جانے کے لائق نہیں اللہ کے سوا تمہارے جو معبود ہیں ان کی پناہ عنکبوت کے گھر کی طرح کمزور اور بے فائدہ ہے۔ اے ایمان والو! اگر تم اس عقیدۂ توحید پر قائم رہوگے تو اللہ تعالیٰ تمہیں دشمنوں پر اسی طرح غلبہ عطا فرمائے گا جس طرح وہ رومیوں کو ایرانیوں پر غلبہ دے گا۔

دونوں سورتوں کے درمیان معنوی ربط یہ ہے۔ سورۂ عنکبوت میں فرمایا۔ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ۔ یعنی صرف زبان سے اٰمَنَّا کہہ لینے سے کام نہیں چلے گا بلکہ توحید کی خاطر بڑی بڑی تکلیفیں اور آزمائشیں بھی آئیں گی۔ ان کو صبر و استقلال سے برداشت کرنا ہوگا۔ سورۂ روم میں فرمایا وَیَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ بِنَصْرِ اللّٰہِ الخ یعنی جس دن رومیوں کو ایرانیوں پر فتح ہوگی اسی دن مسلمانوں کو بھی مشرکین مکہ پر غلبہ نصیب ہوگا اور مسلمان نصرت الٰہی سے خوش و خرم ہوں گے چونکہ اس سورت کا مقصود یہی ہے کہ توحید کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مومنوں کو غلبہ دے گا اس لئے اس وعدے کو سورت میں تین بار ذکر کیا گیا اور یہاں دوم درمیان میں۔ وَکَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ (٥٦) سوم آخر میں۔ اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ (٦٤)

خلاصہ مسلمانوں کو مشرکین پر فتح و نصرت چونکہ محض توحید پر قائم رہنے سے حاصل ہوگی اس لئے فرمایا فَسُبْحٰنَ اللّٰہِ الخ یعنی تم اللہ تعالیٰ کو ہر قسم کے شریکوں سے پاک سمجھو اور ہر وقت اس کی تسبیح و تقدیس میں لگے رہو اس مضمون کا دوسرے انداز سے دو بار اس کے بعد بھی ذکر کیا گیا اول فَاَقِمْ وَجْھَکَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا (ع ٤) دوم فَاَقِمْ وَجْھَکَ لِلدِّیْنِ الْقَیِّمِ (ع ٥) مسئلہ توحید ایک ایسا اہم اور اٹل مسئلہ ہے جو بے شمار دلائل عقلیہ سے ثابت ہے اس لئے تم سختی اور مضبوطی کے ساتھ دین توحید پر قائم رہو۔ درمیان میں عذاب سے بچنے کے لئے امور ثلاثہ کا ذکر کیا گیا ہے امسلمانوں کو کفار پر غلبہ چونکہ محض توحید کی وجہ سے حاصل ہوگا اس لئے اس سورت میں مسئلہ توحید کو ایک مثال اور تیرہ عقلی دلیلوں کے ساتھ مدلل اور واضح کیا گیا۔

ابتدائے سورت میں مسلمانوں کو مشرکین پر فتح و غلبہ کی خوشخبری دی گئی وَیَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ جس دن رومیوں کو فتح ہوگی اسی دن مسلمانوں کو مشرکین مکہ پر غلبہ حاصل ہوگا۔ یہ غلبہ محض اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت سے ہوگا یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اس میں ہرگز تخلف نہیں ہوگا۔ اس کے بعد یَعْلَمُوْنَ ظَاھِرًا مِّنَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا سے لے کر بِلِقَآئِ رَبِّھِمْ لَکٰفِرُوْنَ۔ تک مشرکین پر زجریں ہیں۔ اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ الخ تخویف دنیوی ہے اَللّٰہُ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ الخ (٢٦) حشر و نشر کے ثبوت پر عقلی دلیل ہے یعنی جو ذات پاک پہلی بار مخلوق کو پیدا کرنے پر قادر ہے وہ دوبارہ بھی مخلوق کو پیدا کر سکتا ہے۔ وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَۃُ الخ تفصیل انجام مومنین و کفار فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ بشارت اخروی۔ وَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا الخ تخویف اخروی۔

فَسُبْحٰنَ اللّٰہِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ الخ یہ ابتدائے سورت پر مرتب ہے یعنی اللہ کا یہ وعدہ ہے کہ اگر تم توحید پر قائم رہوگے تو تمہیں کفار پر غلبہ دوں گا لہٰذا اس کو ہر شریک سے پاک سمجھو اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ اس کے بعد مسئلہ توحید پر تیرہ عقلی دلیلیں مذکور ہیں۔ آٹھ دلیلوں کے بعد معبود برحق اور معبود باطل کی تمثیل ہے۔ ضَرَبَ لَکُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِکُمْ الخ اور اس کے بعد ان دلیلوں اور تمثیل پر مرتب مسئلہ توحید پر قائم رہنے کا حکم ہے۔ فَاَقِمْ وَجْھَکَ الخ اس کے بعد مزید دو عقلی دلیلوں کا ذکر کر کے بعد عہد کی وجہ سے اس حکم کا اعادہ کیا گیا ہے۔ فَاَقِمْ وَجْھَکَ لِلدِّیْنِ الْقَیِّمِ الخ پھر بقیہ دلائل عقلیہ مذکور ہیں۔ نو دلائل عقلیہ کے بعد عذاب الٰہی سے بچنے کے لئے تین امر مذکور ہیں۔ شرک نہ کرو، احسان کرو اور ظلم نہ کرو۔ فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی الخ

پہلی عقلی دلیل۔ وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خَلَقَکُمْ الخ (٣٦) انسانوں کو مٹی سے پیدا کر کے خوبصورت شکل عطا کرنا بھی اس کی قدرت اور وحدانیت کی دلیل ہے دوسری عقلی دلیل۔ وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ الخ انسانوں کی جنس ہی میں سے ان کے آرام و سکون کی خاطر عورتیں پیدا کرنا۔ تیسری عقلی دلیل۔ وَمِنْ اٰیٰتِہٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ الخ آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنا، انسانوں کی زبانوں اور ان کے رنگوں کا مختلف ہونا۔ چوتھی عقلی دلیل۔ وَمِنْ اٰیٰتِہٖ مَنَامُکُمْ بِالَّیْلِ رات اس نے تمہارے آرام و سکون کے لئے اور دن تلاش رزق کے لئے بنایا ہے۔ پانچویں عقلی دلیل۔ وَمِنْ اٰیٰتِہٖ یُرِیْکُمُ الْبَرْقَ الخ یہ بجلیوں کی چمک اور آسمان سے بارانِ رحمت اتارنا اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے۔ چھٹی عقلی دلیل۔ وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ آسمان اور زمین اسی کی قدرت سے قائم ہیں اور دوبارہ بھی وہی زندہ کرے گا۔ ساتویں عقلی دلیل۔ وَلَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ الخ سارا نظام کائنات اسی کے اختیار و تصرف میں ہے۔ آٹھویں عقلی دلیل۔ وَھُوَ الَّذِیْ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ الخ ساری کائنات کو ابتداءً اسی نے پیدا فرمایا اور قیامت کے دن سب کو دوبارہ بھی وہی پیدا کرے گا۔ وَلَہُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی الخ یہ ان تمام دلائل کا ماحصل ہے۔ یعنی یہ تمام صفات جو آٹھ دلائل عقلیہ کے طور پر مذکور ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ مختص ہیں۔ زمین و آسمان میں کوئی بھی ان صفات میں اس کا شریک نہیں۔ لہٰذا ان دلائل بالا سے معلوم ہوا کہ جب یہ تمام تصرفات اور یہ تمام صفات اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں تو پھر اس کے سوا کارساز اور برکات دہندہ بھی کوئی نہیں نہ اس کے سوا کوئی حاجات و مشکلات میں غائبانہ دعا و پکار کے لائق ہے۔

اس کے بعد ضَرَبَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ الخ (ع ٤) سے معبود برحق اور معبود باطل کی مثال ذکر کی گئی ہے مثال کا حاصل یہ ہے کہ جس طرح تمہارے غلام تمہاری دولت و جائیداد اور تمہارے اختیارات و تصرفات میں تمہارے شریک اور ہمسر نہیں ہو سکتے اسی طرح اللہ کے نیک بندے انبیاء و ملائکہ علیہم السلام اور اولیاء کرام۔ جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق بلکہ اس کے غلام اور عبید ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے تصرفات اور اختیارات میں شریک و ہمسر نہیں ہو سکتے۔ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا الخ یعنی مسئلہ توحید میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں، مسئلہ دلائل عقلیہ سے خوب واضح ہو چکا ہے۔ لیکن مشرک لوگ محض نفسانی خواہشوں کے پیچھے چل کر توحید کا انکار کر رہے ہیں۔

فَاَقِمۡ وَجۡهَكَ لِلدِّیۡنِ الخ یہ دلائل مذکورہ پر متفرع ہے یعنی جب یہ مسئلہ توحید ایسے دلائل عقلیہ اور براہین قویہ سے ثابت ہے تو آپ اس دین فطرت یعنی توحید پر قائم رہیں جس میں آج تک تبدیلی نہ ہوئی اور نہ آئندہ کبھی ہوگی۔

وَاِذَا مَسَّ الۡاِنۡسَانَ الخ یہ مشرکین پر زجر ہے۔ جب ان ظالموں پر کوئی مصیبت آجاتی ہے تو اپنے خود ساختہ معبودوں سے مایوس ہو کر خالصۃً اللہ کو پکارنے لگتے ہیں۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ محض اپنی مہربانی سے ان کی مشکل آسان کر دیتا ہے تو پھر شرک کرنے لگتے ہیں۔ اور اللہ کی نعمتوں کو معبودانِ باطلہ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ اَوَلَمۡ یَرَوۡا اَنَّ اللّٰہَ الخ یہ توحید پر نویں عقلی دلیل ہے۔ رزق کی فراخی اور تنگی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اس لئے کارساز اور برکات دہندہ بھی وہی ہے۔ فَاٰتِ ذَا الۡقُرۡبٰی حَقَّهٗ الخ دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ کا ذکر یعنی شرک نہ کرو اس کا ذکر دلائل کے ضمن میں گذر چکا۔ احسان کرو اور ظلم نہ کرو یہ دونوں امور ان آیتوں میں مذکور ہیں۔ اَللّٰہُ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ الخ توحید پر دسویں عقلی دلیل۔ جب خالق و رازق بھی وہی ہے اور موت و حیات بھی اسی کے اختیار میں ہے اور تمہارے مزعومہ معبودوں میں سے کوئی بھی ان صفات میں سے کسی ایک صفت کا مالک بھی نہیں تو پھر ان میں سے کوئی بھی صفات کارسازی میں اللہ کا شریک نہیں۔

ظَهَرَ الۡفَسَادُ فِی الۡبَرِّ الخ (۵۴) تخویف دنیوی ہے یہ خشکی اور تری میں جو شر و فساد اور افراتفری بپا ہے اور لوگ گوناگون مصائب و آفات میں مبتلا ہیں یہ سب شرک کی وجہ سے ہے۔ قُلۡ سِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ الخ تخویف دنیوی۔ فَاَقِمۡ وَجۡهَكَ لِلدِّیۡنِ الۡقَیِّمِ الخ یہ توحید پر قائم رہنے کے حکم کا اعادہ ہے بوجہ بعد عہد۔ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ یَّاۡتِیَ الخ تخویف اخروی ہے۔ وَمَنۡ عَمِلَ صَالِحًا الخ بشارت اخروی۔ وَمِنۡ اٰیٰتِهٖۤ اَنۡ یُّرۡسِلَ الخ یہ گیارہویں عقلی دلیل ہے۔ جب یہ ٹھنڈی اور خشک ہوائیں اللہ ہی اپنی رحمت سے بھیجتا ہے ان ہواؤں کے ذریعہ سے ہماری کشتیاں بھی دریاؤں اور ندیوں میں سفر کرتی ہیں تو معلوم ہوا کہ وہی کارساز اور حاجت روا ہے اور کوئی نہیں۔ وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ الخ۔ تخویف دنیوی برائے مشرکین و بشارت اخروی برائے مؤمنین۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ دشمنانِ انبیاء علیہم السلام کو دنیا میں ہلاک کیا اور ایمان والوں کی مدد کی وَکَانَ حَقًّا عَلَیۡنَا نَصۡرُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ یہ ابتدائے سورت میں مذکور وعدۂ نصرت یعنی لَا یُخۡلِفُ اللّٰہُ وَعۡدَهٗ۔ کا اعادہ ہے۔

اَللّٰہُ الَّذِیۡ یُرۡسِلُ الرِّیٰحَ الخ یہ بارہویں عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہواؤں کے ذریعہ سے بادلوں کو ادھر سے اُدھر لے جاتا ہے اور جہاں چاہتا ہے بارش برساتا ہے اور مردہ زمین کو از سرنو زندہ کر کے زرخیز بنا دیتا ہے۔ جو ان تمام تصرفات کا مالک ہے وہی کارساز اور برکات دہندہ ہے۔ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحۡیِ الۡمَوۡتٰی الخ یہ جملہ معترضہ ہے برائے اثباتِ حشر جب وہ خشک اور مردہ زمین کو زندہ کرنے کی قدرت رکھتا ہے تو مردوں کو بھی دوبارہ زندہ کرلے گا۔ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ تعلیل برائے ماقبل۔ وَلَئِنۡ اَرۡسَلۡنَا رِیۡحًا الخ زجر برائے مشرکین یہ ایسے معاند ہیں کہ عذاب دیکھ کر بھی نہیں مانیں گے۔ فَاِنَّكَ لَا تُسۡمِعُ الۡمَوۡتٰی یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ یعنی اگر ایسے واضح دلائل کے باوجود بھی وہ نہیں مانتے تو آپ ان کو چھوڑ دیں ان کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے اور ان کا حال مُردوں کا سا ہے جو کچھ نہیں سُن سکتے۔ مہر جباریت کی وجہ سے ان کے دل مُردہ اور بے حس ہو چکے ہیں اب ان پر آپ کے وعظ و تبلیغ کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ اَللّٰہُ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ مِّنۡ ضُعۡفٍ الخ (۶۴) یہ تیرہویں عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی سب کا خالق ہے اور انسانوں کو عمر کے مختلف مراحل سے گذار کر بڑھاپے تک پہنچانا اسی کے اختیار میں ہے لہٰذا کارساز اور برکات دہندہ بھی وہی ہے۔

وَیَوۡمَ تَقُوۡمُ السَّاعَةُ الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ وَلَقَدۡ ضَرَبۡنَا لِلنَّاسِ الخ یہ شکوی ہے یعنی ہم نے ہر ضروری بات کو اور خصوصًا مسئلۂ توحید کو قرآن مجید میں ہر انداز سے بیان کر کے سمجھا دیا ہے مگر اس کے باوجود معاندین اسے باطل کہتے ہیں۔ کَذٰلِكَ یَطۡبَعُ اللّٰہُ الخ کاف بمعنی لام تعلیلیہ ہے یعنی تکذیب کی وجہ سے اللہ تعالیٰ معاندین کے دلوں پر مہر جباریت لگا دیتا ہے۔ وَمِنۡ اٰیٰتِهٖۤ اَنۡ خَلَقَکُمۡ الخ (ع ۳) یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی اور وعدۂ نصرت کا دوسری بار اعادہ ہے۔

سُوْرَةُ الرُّوْمِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتُّوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

سورہ روم لہ مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ساٹھ آیتیں ہیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓ ① غُلِبَتِ الرُّوْمُ ② فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ
ف۱ مغلوب ہو گئے رومی سے ملتے ہوئے ملک میں ف۲ اور وہ

مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ③ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ۬
اس مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب ہوں گے سے چند برسوں میں ف

لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ۭ وَيَوْمَىِٕذٍ يَّفْرَحُ
اللہ کے ہاتھ ہیں سب کام پہلے اور پچھلے ف اور اس دن خوش ہونگے

الْمُؤْمِنُوْنَ ④ بِنَصْرِ اللّٰهِ ۭ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَهُوَ
مسلمان ف اللہ کی مدد سے مدد کرتا ہے جس کی چاہتا ہے اور وہی ہے

الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ⑤ وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ
زبردست رحم والا ف اللہ کا وعدہ ہو چکا ف خلاف نہ کرے گا اللہ

وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ⑥
اپنا وعدہ لیکن بہت لوگ نہیں جانتے ف

يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ښ وَهُمْ
جانتے ہیں ف اوپر اوپر دنیا کے جینے کو اور وہ لوگ

عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ⑦ اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا
آخرت کی خبر نہیں رکھتے ف کیا دھیان نہیں کرتے ف

فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۪ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
اپنے جی میں کہ اللہ نے جو بنائے آسمان اور زمین

ل بشارات ۱۲

ل از جسر ۱۲

۲ رومیوں اور فارس کے مجوسیوں کے درمیان اذرعات اور بُصریٰ یا اردن اور فلسطین کے درمیان جنگ ہوئی جس میں رومی مغلوب ہو گئے۔ مسلمانوں کی خواہش تھی کہ رومی غالب ہوں کیونکہ وہ اہل کتاب (نصاری) ہیں اس لئے اہل کتاب پر فارس کے مشرکوں (مجوسیوں) کے غلبے کی وجہ سے مسلمانوں کو بہت صدمہ اور غم لاحق ہوا اور دوسری طرف مشرکین مکہ بہت خوش ہوئے کہ ان کے بھائی (مجوسی) اہل کتاب پر غالب آ گئے۔ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ الخ یعنی ایسی زمین میں جو فارس کی نسبت ارضِ مکہ سے زیادہ قریب ہے۔ وادنی الارض اقربہا فان کانت الواقعۃ فی اذرعات فھی ادنی الارض بالنظر الی مکۃ (بحر ج ۷، ص۱۶۲) وقد جاء من طرق عدیدۃ ان الحرب وقع بین اذرعات و بصری وقال ابن عباس والسدی بالاردن و فلسطین (روح ج ۲۱ ص۱۷) **۳** یہ بشارت ہے کہ ایک دن رومی بھی مجوسیوں پر غالب ہوں گے۔ یہ ایک ایسی پیشگوئی ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر بہت بڑی دلیل ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اللہ کے سچے پیغمبر ہیں اور آپ پر اللہ کی طرف سے وحی نازل ہوتی ہے۔ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ یہ مصدر مبنی للمفعول ہے اور نائب فاعل کی طرف مضاف ہے اور ھُمْ ضمیر رومیوں سے کنایہ ہے ای من بعد مغلوبیتھم یا مصدر مبنی للفاعل ہے اور مفعول کی طرف مضاف ہے اور ھُمْ ضمیر فارسیوں سے کنایہ ہے پہلی صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ رومی اپنے مغلوب ہوجانے کے بعد عنقریب فارسیوں پر غالب ہوں گے۔ دوسری صورت میں مطلب یہ ہوگا رومی فارسیوں کے ان پر غلبہ کے بعد عنقریب ہی فارسیوں پر غالب ہوں گے۔ ای غلب فارس ایاھم علی انہ مصدر مضاف الی مفعولہ او الی نائب فاعلہ ان کان مصدر المجھول ورجحہ بعضھم بموافقتہ للنظم الجلیل (روح ج ۲۱ ص۱۷) **۴** بِضْعِ عدد مبہم ہے اور تین سے نو تک کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اس آیت کے نزول کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ابی بن خلف مشرک سے کہا مجوسیوں کی فتح پر اتنی خوشی نہ کرو عنقریب ہی رومی مجوسیوں پر غالب آ جائیں گے۔ چنانچہ دونوں نے دس دس اونٹ شرط پر لگا دیئے اور رومیوں کے غلبے کی میعاد تین سال مقرر کی جب حضور علیہ السلام کو اس کا علم ہوا تو آپ نے ابوبکر رضؓ سے فرمایا لفظ بضع تو تین سے نو تک کے لئے ہوتا ہے اس لئے تم اس کے ساتھ شرط اور مدت میں اضافہ کر لو۔ حضرت ابوبکر رضؓ دوبارہ

موضح قرآن **ف۱** روم اور فارس کے بادشاہ ملک کی سرحد پر لڑتے تھے عرب سے لگتی زمین یعنی عراق پر کافر کے میں چاہتے کہ فارس جیتیں مسلمان چاہتے کہ روم اہل کتاب کے واسطے خبریں جھوٹ اڑتی تھیں حق تعالیٰ نے نازل فرمایا کہ اب تو روم دب گئے پر کئی برس میں وہ غالب ہونگے دس برس سے کم میں اسی طرح واقع ہوا۔ **ف۲** کئی برس پیچھے پھر دونوں میں مقابلہ ہوا تو روم والے غالب ہوئے اور یہ خبر عرب میں پہنچی جس دن مسلمانوں کو جنگ بدر فتح ہوئی اور اسکی خوشی تھی۔ **ف۳** یعنی بغیر ظاہر اسباب خدا پر بھروسہ نہیں رکھتے۔ **ف۴** یعنی ظاہر دنیا میں جس کا غلبہ دیکھیں کہیں اللہ اسی سے خوش ہے۔

فتح الرحمٰن **ف۱** مترجم گوید فارس بر روم غالب شدند و بعض بلاد سرحد را در تصرف خود آوردند چون این خبر بمکہ رسید اہل اسلام اندوہگین شدند زیرا کہ ایشان و روم اہل کتاب بودند و کفار شادمان گشتند زیرا کہ ایشان و اہل فارس امیان بودند خدا تعالیٰ آیات نازل فرمود بغلبہ روم بر اہل فارس بشارت داد و این در چند سال بعد ہجرت متحقق شد و این قصہ یکی از دلائل نبوت است ۱۲۔ **ف۲** یعنی در سرحد خود ۱۲۔

وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ وَاِنَّ
اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے سو ٹھیک سادھ کر اور وعدہ مقرر پر اور
كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ○
بہت لوگ اپنے رب کا ملنا نہیں مانتے ف۱
اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ
کیا انہوں نے سیر نہیں کی ملک کی جو دیکھیں انجام کیسا
عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْٓا اَشَدَّ
ہوا ان سے پہلوں کا وہ ان سے زیادہ
مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ
تھے زور میں اور جوتا انہوں نے زمین کو اور بسایا اس کو ان کے
مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ؕ
بسانے سے زیادہ اور پہنچے ان کے پاس رسول ان کے لے کر کھلے حکم
فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ
سو اللہ نہ تھا ان پر ظلم کرنے والا لیکن وہ اپنا آپ
يَظْلِمُوْنَ ⑨ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوا
برا کرتے تھے ف۲ پھر ہوا انجام برا کرنے والوں کا
السُّوْٓاٰۤى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ⑩
برا اس واسطے کہ جھٹلاتے تھے اللہ کی باتیں اور ان پر ٹھٹھے کرتے تھے ف۳
اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ
اللہ بناتا ہے پہلی بار ۱۱ پھر اس کو دہرائے گا پھر اسی کی طرف
تُرْجَعُوْنَ ⑪ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ
پھر جاؤ گے اور جس دن برپا ہوگی قیامت ۱۲ آس توڑ کر رہ جائیں گے

ع ۴ ۱

ل تخویف دنیوی ۱۲

ل حشر و نشر عقلی دلیل ۱۲

ابی بن خلف سے ملے اور سو اونٹ شرط پر لگا دیئے اور میعاد نو سال تک بڑھا دی جسے اس نے منظور کر لیا۔ یہ واقعہ تحریم قمار (شرط وغیرہ) سے پہلے کا ہے (روح وغیرہ) یہ پیش گوئی حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی اور اس پیش گوئی کے چھ سال بعد اللہ نے رومیوں کو مجوسیوں پر فتح دی۔ اس طرح یہ پیش گوئی حضور علیہ السلام کی نبوت کی دلیل ہے۔ اس وقت ابی بن خلف مر چکا تھا اس لئے حضرت ابو بکر صدیق نے شرط کا مال اس کے وارثوں سے وصول کیا لیکن حضور علیہ السلام نے وہ مال صدقہ کرنے کا حکم دے دیا۔ اخذ ابو بکر الخطر من ذریۃ ابی فقال علیہ الصلوٰۃ والسلام تصدق بہ وھٰذہ اٰیۃ بینۃ علی صحۃ نبوتہ وان القراٰن من عند اللہ لانھا انباء عن علم الغیب وکان ذلک قبل تحریم القمار عن قتادۃ (مدارک ج ۳ ص ۲۰۰) **۵** اہل فارس کے غلبہ سے پہلے بھی معاملہ اللہ کے اختیار میں تھا اور اس کے بعد بھی یعنی اہل فارس کو رومیوں پر اللہ ہی نے غلبہ عطا فرمایا اور آئندہ رومیوں کو اہل فارس پر جو غلبہ نصیب ہو گا وہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کی مدد سے ہو گا۔ اسی طرح پہلے بھی اللہ کے اختیار میں ہے کہ وہ مومنوں کو بطور آزمائش مصائب و تکالیف میں مبتلا کر دے اور اس کے بعد بھی اسی کو اختیار ہے کہ وہ مصائب کے بعد مؤمنوں کو دشمنوں پر غلبہ عطا کر کے انہیں خوش و خرم کر دے۔ **۶** جس دن رومیوں کو فارس کے مجوسیوں پر فتح ہو گی اس دن مسلمان بہت خوش ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنی مدد اور نصرت سے فتح عطا فرمائی اللہ تعالیٰ جس کی چاہتا ہے مدد فرماتا ہے اور جسے چاہتا ہے غلبہ عطا فرماتا ہے۔ چنانچہ جس دن رومیوں کو فارس کے مشرکین پر غلبہ حاصل ہوا اس دن مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے دوگنا خوشی عطا فرمائی ایک رومیوں کی فارسیوں پر فتح کی وجہ سے دوسری مشرکین مکہ پر خود ان کی اپنی فتح کی وجہ سے کیونکہ یہ دونوں واقعے ایک ہی دن یعنی جنگ بدر کے دن رونما ہوئے۔ فرح النبی صلی اللہ علیہ وسلم والمؤمنون بظھورھم علی المشرکین یوم بدر وظھور اھل الکتاب علی اھل الشرک (معالم و خازن ج ۵ ص ۱۶۱) وعن ابی سعید الخدری انہ وافق ذلک یوم بدر وفیہ من نصر اللہ تعالیٰ العزیز للمؤمنین وفرحھم بذلک ما لا یخفی (روح ج ۲۱ ص ۲۱) **۷** مفعول مطلق کا فعل ناصب حذف کر کے اسے فاعل کی طرف مضاف کر دیا گیا ہے یعنی وعدھم اللہ وعدًا (کبیر ج ۶ ص ۶۹۶) اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ وہ رومیوں کو ایران کے آتش پرستوں پر ضرور فتح دے گا اس میں ہرگز تخلف نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح ایمان والوں سے بھی اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اگر وہ توحید پر قائم رہیں گے اور توحید کی خاطر مشرکین کی ایذاؤں پر صبر کریں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں مشرکین پر غلبہ عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں وعدے پورے فرما دیئے۔ **۸** یہ مشرکین پر زجر ہے۔ یہ لوگ آخرت کی زندگی سے بالکل غافل ہیں اور اس کے لئے کچھ بھی تیاری نہیں کر رہے وہ صرف دنیا کی زندگی کی ظاہری ٹیپ ٹاپ کو جانتے ہیں اور صرف دنیوی زندگی کے عیش و آرام ہی کے لئے کوشاں

موضح قرآن ف۱ یعنی ہر چیز کی ایک ابتدا، ایک انتہا ہے انسان حیوان درخت کی تو نظر آتی ہے آسمان میں ہر گردش کی ایک مدت ہے مہینے یا برس یا بارہ برس پر ختم ہے جو ہر چیز میں صفت ہے سو سارے جہان میں ہے اپنے وقت پر اس کو فنا ہے پھر یہ ابتدا انتہا کھیل نہیں کچھ اس سے منظور ہے وہی آخرت میں نظر آوے گا۔ ف۲ یعنی بن رسول بھیجے اللہ نہ پکڑتا۔ ف۳ یعنی ایک قوم کو جن باتوں پر سزا ملی سب کو وہی ملتی ہے سب کو فنا بھی ایک کی فنا سے سمجھو اور سب کو سزا بھی ایک کی سزا سے بوجھو۔

الْمُجْرِمُوْنَ ⑫ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ
گناہ گار اور نہ ہوں گے ان کے شریکوں میں کوئی ان کے
شُفَعٰٓؤُا وَكَانُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ كٰفِرِيْنَ ⑬ وَيَوْمَ
سفارش کرنے والے اور وہ ہو جائیں گے اپنے شریکوں سے منکر ۱۳ ف۱ اور جس دن
تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ⑭ فَاَمَّا
قائم ہوگی قیامت اس دن لوگ ہوں گے قسم قسم ۱۴ سو جو
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ
لوگ یقین لائے اور کئے بھلے کام سو وہ
رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ⑮ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ
باغ میں ہوں گے ان کی آؤبھگت ہوگی اور جو منکر ہوئے اور
كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآئِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ
جھٹلائیں ہماری باتیں اور ملنا پچھلے گھر کا سو وہ
فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ⑯ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ
عذاب میں پکڑے آئیں گے سو پاک اللہ کی یاد کرو ۱۵
تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ⑰ وَلَهُ الْحَمْدُ
جب شام کرو اور جب صبح کرو اور اسی کی خوبی ہے
فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ
آسمان میں اور زمین میں اور پچھلے وقت اور جب
تُظْهِرُوْنَ ⑱ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ
دوپہر ہو ف۲ نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے ۱۶ اور نکالتا ہے
الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ط
مردہ کو زندہ سے اور زندہ کرتا ہے زمین کو اس کے مرنے کے پیچھے

ہیں۔ ان کی ساری تگ و دَو بس دنیا میں زیست کا ساز و سامان مہیا کرنے کے لئے ہے۔ ۹ یہ بھی زجر و تنبیہ ہے۔ کیا وہ اس میں غور و فکر نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ سارا نظامِ عالم اظہارِ حق کے لئے پیدا کیا ہے تاکہ وہ اس سے اللہ تعالیٰ کی قدرت وصنعت، وسعتِ علم اور اس کی وحدانیت پر استدلال کریں۔ اور پھر اس عالم آب و گل کی ایک انتہا ہے جس کے بعد قیامت آئے گی اور سب اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں گے۔ لیکن اکثر لوگ غور و فکر نہیں کرتے وہ اللہ کے ساتھ شرک بھی کرتے ہیں اور آخرت کا بھی انکار کرتے ہیں۔ ۱۰ یہ تخویفِ دنیوی ہے۔ کیا ان معاندین نے زمین میں چل پھر کر پہلے زمانے کے معاندین حق کا انجام نہیں دیکھا؟ جو جسمانی طاقت اور قوت میں ان سے کہیں زیادہ تھے۔ اور زراعت، باغبانی اور تعمیرات وغیرہ فنون میں ان سے زیادہ ماہر تھے۔ وہ دنیا میں بڑی شان و شوکت کے مالک تھے، عالیشان محلوں اور قلعوں میں رہتے تھے۔ جب ان کے پاس ہمارے پیغمبر پیغامِ توحید لے کر آئے تو انہوں نے اپنی دولت و شوکت کے غرور میں ان کو جھٹلا دیا تو ہم نے ان کو دردناک عذاب میں مبتلا کر کے ہلاک کر دیا۔ یہ عذاب ان کے اعمال کا نتیجہ تھا ہم نے ان پر ظلم و زیادتی نہیں کی۔ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ الخ یہ ان معاندین کے انجام بد کا بیان ہے۔ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوا، كَانَ کی خبر مقدم ہے اور السُّوْٓاٰى اس کا اسم مؤخر ہے۔ اور اَنْ كَذَّبُوْا الخ ماقبل کا سبب ہے ان سے پہلے بار سببیہ یا لام تعلیل مقدر ہے ای بان اولان (روح) اور السُّوْٓاٰى سے مراد عقوبت ہے۔ یعنی دنیا میں سخت ترین سزا کی صورت میں وہ اپنے انجام سے دو چار ہوئے اس لئے کہ انہوں نے اللہ کی آیتوں کی تکذیب کی اور ہماری آیتوں اور ہمارے پیغمبروں سے استہزاء کرتے تھے۔ ۱۱ یہ حشر و نشر کے اثبات پر عقلی دلیل ہے۔ یعنی جو اللہ تعالیٰ انسانوں کو پہلی بار پیدا کر سکتا ہے وہ ان کو دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ اس لئے قیامت کے دن وہ سب کو دوبارہ زندہ کرے گا اور سب اس کے سامنے حساب کتاب کے لئے حاضر ہوں گے۔ ۱۲ اثبات قیامت کے بعد قیامت کے دن مجرمین اور مؤمنین کے احوال کا ذکر کیا گیا۔ یہ مجرمین کے لئے تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن مجرمین ہر طرف سے مایوس و ناامید ہوں گے۔ پلے میں کوئی عمل نہیں ہوگا شرک کی وجہ سے تمام اعمال ضائع ہو چکے ہوں گے اور جن معبودوں کی سفارش پر اعتماد تھا وہ بھی کام نہ آئیں گے اور اللہ کے عذاب سے ان کو بچا نہ سکیں گے اور اس وقت انہیں یقین ہوگا کہ دنیا میں جن کو کارساز اور شفیع غالب سمجھ کر پوجتے رہے وہ تو عبادت کے لائق ہی نہ تھے اور نہ وہ کارساز اور مشکل کشا ہی تھے۔ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ شرکاء سے تمام معبودانِ غیر اللہ مراد ہیں جن کو مشرکین کارساز اور سفارشی سمجھ کر پکارا کرتے تھے۔ من شرکاءهم من الذین عبدوهم من دون اللہ (مدارک ج ۳ ص ۲۰۵) شفعاء یجیرونہم من عذاب اللہ تعالیٰ کما کانوا یزعمون (ابوالسعود ج ۶ ص ۱۳۷) امام مقاتل فرماتے ہیں شرکاء سے ملائکہ مراد ہیں جنہیں مشرکین سفارشی سمجھتے تھے۔ وقال مقاتل الملائکۃ علیہم السلام (روح) ۱۳ کے

ل تخویف اخروی ۱۲

۲ فاء فصیحہ ۱۲

۳ حشر پر دوسری عقلی دلیل ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی جن کو اللہ کا شریک بناتے تھے۔ ف۲ یعنی پاک اللہ کو یاد کرو اور اس کی خوبی آسمان و زمین میں ہو رہی ہے اِن چار وقتوں پر یاد کرو صبح کی نماز اور شام کی اس میں مغرب اور عشاء آچکیں اور پچھلے وقت عصر اور دوپہر ظہر۔

فتح الرحمٰن ف۱ مراد آنست کہ در ہر وقتی ازین اوقات دلائل تنزیہ او از رزائل و اتصاف او بفضائل متجدد میگردد پس مامور شدند صلوات ۱۲۔

دن جب مشرکین اپنے خود ساختہ سفارشیوں کی امداد سے مایوس ہو کر حقیقت حال پر آگاہ ہو جائیں گے تو معبودان باطلہ کی الوہیت کا انکار کریں گے۔ بشرکاءِ ھم کافرین ای بالٰھتھم وشرکتھم حیث یئسوا منھم ووقفوا علی کنہ امرھم (روح ج ۲۱ ص۲۵) ۱۴ یہ قیامت کے دن مومنوں اور کافروں کے انجام کی تفصیل ہے یَتَفَرَّقُوْنَ۔ یعنی اہل جنت اور اہل جہنم جدا جدا ہو جائیں گے۔ ای یتمیز اھل الجنۃ من اھل النار (خازن ومعالم ج ۵ ص۱۶۹) فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ بشارت اخروی ہے اس میں ایمان والوں کے انجام کا ذکر ہے کہ وہ جنت میں انعام واکرام سے نوازے جائیں گے اور وہاں خوش وخرم رہیں گے۔ وَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا الخ یہ تخویف اخروی ہے اس میں منکرین توحید اور جاحدین آخرت کا انجام مذکور ہے کہ وہ عذاب جہنم میں مبتلا کئے جائیں گے۔ ۱۵ فاء فصیحہ ہے اور یہ ابتدائے سورت سے متعلق ہے یعنی اللہ تعالیٰ توحید کی وجہ سے تمہیں کفار پر غلبہ ضرور عطا کرے گا لہٰذا تم اللہ تعالیٰ کو شریکوں سے پاک سمجھو اور پنجوقتہ نمازوں میں اس کی تسبیح وتقدیس بیان کرو۔ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ اگرچہ لفظاً جملہ انشائیہ ہے کیونکہ اصل میں فَسَبِّحُوْا سُبْحَانًا تھا لیکن معنیً خبریہ ہے بقرینہ وَلَهُ الْحَمْدُ الخ اور مطلب یہ ہوگا کہ دلائل مذکورہ کی وجہ سے ان اوقات میں شرک سے اللہ تعالیٰ کی تنزیہ وتقدیس ظاہر ہو رہی ہے یا یہ دونوں جملے ہی انشائیہ ہیں فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ کا انشائیہ ہونا تو ظاہر ہے اور جملہ لَهُ الْحَمْدُ اگرچہ لفظاً خبر ہے لیکن معنیً انشاء ہے کیونکہ اس سے زمین وآسمان کے باسیوں کو اللہ کی حمد وثنا کرنے کا حکم دینا مقصود ہے۔ لہ الحمد وان کانت خبریۃ الا ان الاخبار بثبوت الحمد لہ تعالیٰ ووجوبہ علی الممیزین من اھل السموات والارض فی معنی الامر بہ علی ابلغ وجہ فکانہ قیل فسبحوا اللہ تعالیٰ تسبیحہ اللائق بہ سبحانہ فی ھٰذہ الاوقات واحمدوہ (روح ج ۲۱ ص۲۸) مفسرین کرام کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اس آیت میں پانچوں نمازیں مذکور ہیں اور حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ قرآن مجید میں پانچوں نمازوں کا یکجا ذکر صرف اسی جگہ ہے۔ اتفق المفسرون علی ان الخمس داخلۃ فی ھٰذہ الاٰیۃ وعن ابن عباس ما ذکرت الخمس الا فیھا (بحر ج ۷ ص۱۶۶) حِیْنَ تُمْسُوْنَ میں مغرب اور عشاء، حِیْنَ تُصْبِحُوْنَ میں صبح، عَشِيًّا میں عصر اور حِیْنَ تُظْهِرُوْنَ میں ظہر کی نماز کا ذکر ہے۔ (بحر، مدارک، روح وغیرہ) سورۂ عنکبوت میں وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ (ع ۵) فرمایا تھا ان آیتوں میں اس کی تفصیل فرما دی۔ یہاں یہ شبہہ کیا جاتا ہے کہ ان آیتوں میں نماز کا تو کوئی ذکر ہی نہیں تو اس کا جواب یہ ہے

ع ۲ ۹ ۵

وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ⑲ وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَكُمْ
اور اسی طرح تم نکالے جاؤ گے ف۱ اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے ۱۶ کہ تم کو بنایا
مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَاۤ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ⑳ وَ
مٹی سے پھر اب تم انسان ہو زمین پر پھیلے پڑے اور
مِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا
اس کی نشانیوں سے ہے یہ کہ بنا دیئے تمہارے واسطے تمہاری قسم سے جوڑے
لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ
کہ چین سے رہو ان کے پاس اور رکھا تمہارے بیچ میں پیار اور مہربانی
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ㉑ وَمِنْ
البتہ اس میں بہت پتے کی باتیں ہیں ان کیلئے جو دھیان کرتے ہیں ف۲ اور اس
اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ
کی نشانیوں میں سے ہے آسمان اور زمین کا بنانا ۱۸ اور طرح طرح کی
اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
بولیاں تمہاری اور رنگ اس میں بہت نشانیاں ہیں
لِّلْعٰلِمِيْنَ ㉒ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَ
سمجھنے والوں کو ف۳ اور اس کی نشانیوں سے ہے تمہارا سونا رات اور
النَّهَارِ وَابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
دن میں اور تلاش کرنا اس کے فضل سے اس میں بہت
لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ㉓ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ
پتے ہیں ان کو جو سنتے ہیں ف۴ اور اس کی نشانیوں سے ہے یہ دکھلاتا ہے تمکو
الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً
بجلی ۱۹ ڈر اور امید کے لئے اور اتارتا ہے آسمان سے پانی

۱۶ توحید پر پہلی عقلی دلیل ۱۲

۱۷ دوسری عقلی دلیل ۱۲

۱۸ تیسری عقلی دلیل ۱۲

۱۹ چوتھی عقلی دلیل ۱۲

۲۰ پانچویں عقلی دلیل ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی مٹی مردہ سے جیتے جاندار ف۲ حق تعالیٰ نے درخت کی نسل ایک سے چلائی اور جانور کی دو سے، پھر بعضے جانور کا جوڑا مقرر نہیں اور بعضوں کا مقرر ہے انسان کو جوڑا مقرر ٹھہرایا اس میں نسل کے سوا انسیت اور چین ہے اور پیار اور محبت تا جہان کی بستی ہو جو کوئی جوڑا مقرر نہ کرے یعنی زنا کرے نکاح نہ کرے وہ انسان سے حیوان ہوا۔ ف۳ سب انسان ایک ماں باپ سے بنائے ملا کر بسائے پھر جدا بولیاں کر دیں ایک ملک کا آدمی دوسرے ملک میں جیسے جانور۔ ف۴ دو حالتیں بدلتی ہیں سویا تو پتھر کی طرح اور تلاش میں لگا تو ایسا ہوشیار کوئی نہیں اصل تو رات ہے سونے کو اور دن تلاش کو پھر دونوں وقت دونوں کام ہوتے ہیں، نشانیاں ہیں سننے والوں کو کہ اپنے سونے کا احوال نظر نہیں آتا لوگوں کی زبانی سنتے ہیں۔

فَيُحْيِ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
پھر زندہ کرتا ہے اس سے زمین کو مرگئے پیچھے اس میں بہت پتے ہیں
لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ㉔ وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ
ان کے لئے جو سوچتے ہیں اور اس کی نشانیوں سے ہے یہ کہ کھڑا ہے آسمان ف۱
وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ؕ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ۖ ق مِّنَ
اور زمین اس کے حکم سے پھر جب پکارے گا تم کو ایک بار زمین
الْاَرْضِ ۖ ق اِذَاۤ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ㉕ وَلَهٗ مَنْ فِي
میں سے اسی وقت تم نکل پڑو گے ف۲ اور اسی کا ہے جو کوئی ہے
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ㉖ وَهُوَ
آسمان اور زمین میں سب اس کے حکم کے تابع ہیں اور وہی ہے
الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ؕ
جو ف۳ پہلی بار بناتا ہے پھر اس کو دہرائے گا اور وہ آسان ہے اس پر
وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ
اور اس کی شان سب سے اوپر ہے آسمان اور زمین میں اور وہی ہے
الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ㉗ ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ؕ
زبردست حکمتوں والا ف۴ بتلائی تم کو ف۵ ایک مثل تمہارے اندر سے
هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ
دیکھو جو تمہارے ہاتھ کے مال ہیں ان میں ہیں کوئی ساجھی تمہارے
فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ
ہماری دی ہوئی روزی میں کہ تم سب اس میں برابر رہو خطرہ رکھو ان کا
كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ
جیسے خطرہ رکھو اپنوں کا یوں کھول کر بیان کرتے ہیں ہم نشانیاں ان لوگوں کو

الربع

ع ۳

۱۲ چھٹی عقلی دلیل ۱۲

۱۲ ساتویں عقلی دلیل ۱۲

۱۲ آٹھویں عقلی دلیل ۱۲

۱۲ تمثیل معبود برحق اور معبود باطل ۱۲

کہ یہاں تسبیح سے نماز ہی مراد ہے کیونکہ نماز اول سے آخر تک قولاً وفعلاً اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس پر مشتمل ہے اسی لئے قرآن میں اکثر نماز کو تسبیح سے تعبیر کیا گیا ہے مثلاً وَسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا (احزاب ع۶) وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا (طٰہٰ ع) سورۂ عنکبوت میں اَقِمِ الصَّلٰوةَ کی تعبیر اختیار کی گئی اور یہاں فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ الخ سے اس مضمون کو ادا کیا گیا۔ وَلَهُ الْحَمْدُ الخ یعنی زمین و آسمان میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے جو تمام صفاتِ کارسازی سے متصف ہے اور ان صفات میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ **۱۶** یہ بھی بعث و نشور پر عقلی دلیل ہے یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ بے جان سے جاندار کو اور جاندار سے بے جان کو پیدا کر سکتا ہے اور خشک زمین کو زندہ اور زرخیز بنا دیتا ہے اسی طرح وہ انسانوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ اس سورت کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں سے وعدہ فرمایا کہ وہ توحید پر قائم رہیں آخر اللہ تعالیٰ ان کو مشرکین پر غلبہ عطا کرے گا۔ مسلمانوں کا مشرکین پر غلبہ جہاں ایمان والوں کے لئے خوشی کا باعث ہوگا وہ مشرکین کے حق میں عذاب خداوندی ہوگا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے دونوں فریقوں کی بھلائی کے لئے آگے توحید پر تیرہ عقلی دلیلیں ذکر کیں تاکہ مسئلہ خوب واضح ہو جائے۔ مسلمانوں کی بھلائی یہ ہے کہ وہ اس مسئلہ کو خوب اچھی طرح سمجھ لیں اور اس پر قائم رہیں کیونکہ ان کو غلبہ اسی کی بدولت حاصل ہوگا۔ مشرکین کی بھلائی یہ ہے کہ تیرہ دلائلِ عقلیہ کے ساتھ اس مسئلہ کو خوب واضح کر دیا گیا ہے تاکہ کسی شک و شبہہ کی گنجائش باقی نہ رہے اور وہ اس مسئلہ کو سمجھ کر مان لیں اور اللہ کے عذاب سے بچ جائیں۔

۱۷ یہ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے جدِ اعلیٰ حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا فرمایا پھر ان سے ان کی اولاد کا سلسلہ جاری کیا اور ان کو زمین میں آباد کیا۔ وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ الخ یہ دوسری عقلی دلیل ہے۔ مِنْ اَنْفُسِكُمْ ای من شکل اَنْفُسِكُمْ وجنسها (مدارک ج۳ ص۲۰۶) یعنی تمہاری جنس میں سے اور انسانی شکل و صورت میں تمہاری بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان کے ساتھ سکون و راحت حاصل کرو اور رشتۂ ازدواج کی بنا پر تمہارے درمیان محبت و شفقت کے تعلقات پیدا کر دیئے۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ الخ بشر کو مٹی سے پیدا کرنے، اس کی نسل پھیلانے، اس کی جنس سے اس کا جوڑا پیدا کرنے اور زوجین کے درمیان محبت و الفت ڈالنے میں غور و فکر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کی قدرت و عظمت کے دلائل نظر آئیں گے۔ **۱۸** یہ تیسری عقلی دلیل ہے۔ آسمانوں اور زمین کی پیدائش، اور دنیا کے مختلف خطوں میں بسنے والے انسانوں کی زبانوں اور ان کے رنگوں کا اختلاف بھی دلائل قدرت میں سے ایک بہت بڑی دلیل ہے۔ علم والوں کے لئے اس میں عبرت کا بہت سامان ہے۔ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ الخ یہ چوتھی عقلی دلیل ہے تم دن اور رات میں آرام و راحت کے لئے نیند بھی کرتے ہو اور ان اوقات میں اپنی روزی بھی تلاش کرتے ہو۔ غور سے سننے والوں کے لئے اس میں اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور کارسازی کے دلائل موجود ہیں۔ یہ تمام انعامات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں لہٰذا اس کا شکر ادا کرنا، اسی کو کارساز

موضح قرآن ف۱ معلوم ہوتا ہے کہ آسمان کھڑا ہے اس میں تارے چلتے ہیں جس کو اور جگہ فرمایا تیرتے ہیں۔ ف۲ یعنی آسمان کے لوگ نہ کھاویں، نہ پیویں، نہ حاجت بشری رکھیں سوائے بندگی کے کچھ کام نہیں اور زمین کے لوگ سب چیز میں آلودہ، پس اللہ کی صفت نہ اِن سے ملے نہ اُن سے اور وہ پاک ذات ہے۔

يَعْقِلُوْنَ ۝٢٨ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا أَهْوَآءَهُمْ
جو سمجھتے ہیں ف۱ بلکہ چلتے ہیں ف۲ یہ بے انصاف اپنی خواہشوں پر

بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ يَّهْدِيْ مَنْ أَضَلَّ اللّٰهُ ۖ وَمَا
بن سمجھے سو کون سمجھائے جس کو اللہ نے بھٹکایا اور کوئی نہیں

لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝٢٩ فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ
ان کا مددگار سو تو سیدھا رکھ اپنا منہ دین پر ف۳

حَنِيْفًا ۭ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۭ
ایک طرف کا ہوکر وہی تراش اللہ کی جس پر تراشا لوگوں کو

لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۤۙ وَلٰكِنَّ
بدلنا نہیں اللہ کے بنائے ہوئے کو یہی ہے دین سیدھا ولیکن

أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝٣٠ ۤۙ مُنِيْبِيْنَ إِلَيْهِ وَ
اکثر لوگ نہیں سمجھتے ف۲ سب رجوع ہوکر اس کی طرف ف۵

اتَّقُوْهُ وَأَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝٣١
اس سے ڈرتے رہو اور قائم رکھو نماز اور مت ہو شرک کرنے والوں میں ف۱

مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ۭ كُلُّ
جنہوں نے پھوٹ ڈالی اپنے دین میں اور ہو گئے ان میں بہت فرقے ہر

حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝٣٢ وَإِذَا مَسَّ النَّاسَ
فرقہ جو اس کے پاس ہے اس پر فریفتہ ہے اور جب پہنچے ف۲ لوگوں کو

ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَآ أَذَاقَهُمْ
کچھ سختی تو پکاریں اپنے رب کو اس کی طرف رجوع ہوکر پھر جہاں چکھائی ان کو

مِّنْهُ رَحْمَةً إِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ۝٣٣
اپنی طرف سے کچھ مہربانی اسی وقت ایک جماعت ان میں اپنے رب کا شریک لگی بتانے ف۱

سمجھ کر حاجات میں پکارنا بندوں پر فرض ہے۔ **ف۱۹** یہ توحید پر پانچویں عقلی دلیل ہے۔ خَوْفًا وَّطَمَعًا دونوں یُرِیْکُمُ کے مفعول لہ ہیں ای لا لقاء الخوف و الطّمع یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں بادلوں کی چمک دکھاتا ہے جس سے تمہارے دلوں میں خوف و امید کے ملے جلے جذبات رونما ہو جاتے ہیں۔ ایک طرف بجلی گرنے کا ڈر ہوتا ہے اور دوسری طرف بارانِ رحمت کے نزول کی امید ہوتی ہے۔ خوفا من الصاعقة وطمعا فی الغیث (مدارک ج ۳ ص ۲۰) پھر آسمان سے بارانِ رحمت نازل فرما کر بنجر اور ناکارہ زمین کو زندہ اور زرخیز بنا دیتا ہے۔ عقل و فہم والوں کے لئے اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت و عظمت کے بے شمار دلائل موجود ہیں۔ یہاں جو دلائل مذکور ہوئے وہ اعلیٰ سے ادنیٰ کی طرف تنزل کے طور پر مذکور ہوئے کیونکہ سب سے اعلیٰ درجہ گہرے غور و فکر کا ہے، اس کے بعد علم بلا تفکیر کا درجہ ہے، اس کے بعد سماع کا درجہ ہے اور اس کے بعد عقل یعنی حواس کی درستگی کا درجہ ہے۔ الفکر اعلیٰ والمتفکرون قلیلون وادنیٰ منه العالمون وادنیٰ منه الفهم بمجرد السماع وادنیٰ منه العقل وعدم الجنون کما قال العارف الرومی رح ؎

فکر آن باشد بکشاید رہے
راہ آن باشد کہ پیش آید شہے

یعنی فکر وہی ہے جس سے توحید کی راہ کھلے اور راہ وہی سیدھی ہے جو اللہ تعالیٰ تک پہنچائے۔ قالہ الشیخ قدس سرہٗ۔ **ف۲۰** یہ توحید پر چھٹی عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی عظمت و وحدانیت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ سارا نظام کائنات اسی کے حکم سے قائم ہے۔ اور دنیا کی میعاد ختم ہونے کے بعد قیامت کے دن جب وہ تمہیں بلائے گا یعنی اس کے حکم سے جب اسرافیل ؑ صور پھونکے گا تو تم سب زندہ ہو کر قبروں سے باہر نکل آؤ گے۔ وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ الخ یہ ساتویں عقلی دلیل ہے۔ زمین و آسمان کی تمام مخلوق کا وہی خالق و مالک ہے اور تمام جن و انس انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ کرام سب اس کے مطیع و فرمانبردار ہیں اور سب خالصۃً اسی کو کارساز سمجھ کر پکارتے ہیں لہذا وہی سب کا کارساز اور حاجت روا ہے۔ قَانِتُوْنَ مخلصون (روح) کائنات کا ذرہ ذرہ اس کی وحدانیت کی گواہی دے رہا ہے۔ قانتون قائمون بالشهادة

موضح قرآن

ف۱ یعنی تم جھوٹے مالک ہو لونڈی غلام کے سب روزی کھاتے ہو اللہ کی پھر بھی برابر ساجھی نہیں ہو سکتے تمہارے جیسے اپنے بھائی بند اور تم کو کچھ پرواہ نہیں کہ مرضی لے کر کام کرو تو وہ سچا مالک کیا پرواہ رکھے اپنے غلام کی جس کو اس کا ساجھی گنتے ہو۔ **ف۲** یعنی اللہ سب کا حاکم مالک سب سے نرالا کوئی اس کے برابر نہیں کسی کا زور اس پر نہیں یہ باتیں سب جانتے ہیں اس پر چلنا چاہئے، ایسا ہی کسی کی جان مال کو ستانا ناموس میں عیب لگانا ہر کوئی برا جانتا ہے ایسا ہی اللہ کو یاد کرنا، غریب پر ترس کھانا، حق پورا دینا، دغا نہ کرنا، ہر کوئی اچھا جانتا ہے اس پر چلنا وہی دین سچا ہے ان چیزوں کا بند و بست پیغمبروں کی زبان سے اللہ نے سکھا دیا۔ **ف۳** یعنی اصل دین پکڑو اس کی طرف رجوع ہو کر اگر اصلاح دنیا کے واسطے یہ کام کئے تو دین درست نہ ہوا۔ **ف۴** یعنی جیسے بھلے کام ہر انسان کی جبلّیت پہچانتی ہے اللہ کی طرف رجوع ہونا بھی ہر ایک کی جبلّیت جانتی ہے ڈر کے وقت کھل جاتا ہے۔

فتح الرحمٰن **ف۱** حاصل مثل آنست کہ مملوک با مالک برابر نمیشود پس مملوک خدا را شریک او نتوان گفت ۱۲۔

علی وحدانیتہ تعالیٰ کما قال الشاعر ؎ وفی کل شیء لہ اٰیۃ ۔ تدل علی انہ واحد **۲۱ھ** یہ توحید پر آٹھویں عقلی دلیل ہے۔ ساری کائنات کو ابتداءً اسی نے پیدا کیا اور وہی دوبارہ مخلوق کو زندہ کرے گا یہ اس کے لئے بہت ہی آسان ہے۔ جو اللہ ایسا قادر و متصرف ہے وہی کارساز اور برکات دہندہ ہے۔ ولہ المثل الاعلیٰ الخ سب سے بڑی صفت یعنی وحدانیت اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے۔ وہ ذات و صفات میں منفرد اور یگانہ ہے اور زمین و آسمان میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ عن مجاھد المثل الاعلیٰ قول لا الہ الا اللہ ولہ الوصف بالوحدانیۃ (بحر ج ۷ ص ۱۶۷) عن قتادۃ و مجاھد ان المثل الاعلیٰ لا الہ الا اللہ ولعلھما ارادا بذلک الوحدانیۃ فی ذاتہ تعالیٰ وصفاتہ سبحانہ (روح ج ۲۱ ص ۳۲) وھو العزیز الحکیم۔ اس کی قدرت کاملہ تمام ممکنات پر حاوی اور اس کا علم محیط تمام موجودات کو شامل ہے۔ **۲۲ھ** یہ معبود برحق اور معبود باطل کی تمثیل ہے جس سے شرک کا بطلان واضح ہوتا ہے۔ من انفسکم یعنی یہ تمثیل تمہارے ہی احوال سے منتزع ہے (ضرب لکم مثلا) یتبین بہ بطلان الشرک (من انفسکم) ای منتزعا من احوالھا التی ھی اقرب الامور الیکم واعرفھا (روح ج ۲۱ ص ۳۷) کخیفتکم انفسکم میں انفسکم سے اپنی جنس کے آزاد لوگ مراد ہیں مثل خیفتکم من ھو من نوعکم من الاحرار المساھمین لکم (روح) حاصل تمثیل یہ ہے کہ ہم نے تمہیں جو اموال و املاک عطا کئے ہیں ان میں تم اپنے غلاموں کو شریک کر کے ان کو اپنے برابر کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہو یہاں تک کہ وہ ملک و تصرف میں دیگر آزاد لوگوں کی سطح پر آجائیں اور انہیں بھی وہی شوکت و ہیبت حاصل ہو جائے جو تمہاری سطح کے لوگوں کو حاصل ہے۔ اسی طرح اللہ کے نیک بندے، اولیاء کرام، انبیاء اور ملائکہ علیہم السلام بھی اللہ تعالیٰ کے غلام اور اس کے عبید ہیں اس لئے یہ ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی صفات الوہیت میں انہیں شریک کرلے یا اپنے بعض اختیارات انہیں سونپ دے۔ فاذا لم ترضوا بذلک لانفسکم فکیف ترضون لرب الارباب و مالک الاحرار والعبید ان تجعلوا بعض عبیدہ لہ شرکاء (مدارک ج ۳ ص ۲۰۵) قال ابن عباس تخافونھم ان یرثوکم کما یرث بعضکم بعضا فاذا لم تخافوا ھذا من ممالیککم ولم ترضوا ذلک لانفسکم فکیف رضیتم ان تکون اٰلھتکم التی تعبدون لی شرکاء وھم عبیدی (معالم وخازن ج **۲۳ھ** یہ ماقبل سے اضراب ہے یعنی اس قدر دلائل کے بعد مسئلہ توحید میں شک و شبہہ کی کوئی گنجائش نہیں لیکن اس کے باوجود مشرکین ان میں غور و فکر نہیں کرتے بلکہ خواہشات نفسانیہ کی پیروی کرتے ہوئے بلا دلیل و حجت اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔ الذین ظلموا سے مشرکین مراد ہیں والذین ظلموا ھم المشرکون (بحر ج ۷ ص ۱۷۱) ان معاندین کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے اور ان سے توفیق ہدایت سلب کر لی گئی ہے اس لئے اب انہیں کوئی بھی راہِ راست پر نہیں لا سکتا اور نہ ان کو اللہ کے عذاب سے کوئی بچا سکتا ہے۔ فمن یھدی الخ استفہام انکاری ہے۔ ای لا یقدر علی ھدایتہ احد (ابو السعود ص ۲۲۷) **۲۴ھ** فا فصیحہ ہے، خطاب واحد براہِ راست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے لیکن معنیً عام ہے حضور علیہ السلام اور تمام مؤمنین کو شامل ہے۔ اس میں توحید پر قائم رہنے کا حکم دیا گیا ہے اور یہ مذکورہ بالا بیان دلائل اور تمثیل پر مرتب ہے۔ نیز ابتدائے سورت میں مذکورہ وعدۂ نصرت سے متعلق ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی فتح و نصرت اس پر موقوف ہے کہ تم توحید پر قائم رہو اور اس کی خاطر مصائب برداشت کرو۔ اب مسئلہ توحید کو براہین و بینات سے مزید واضح کر دیا گیا ہے لیکن مشرکین پھر بھی حد سے تجاوز کر رہے ہیں اور شرک میں منہمک ہیں حق واضح ہو چکا اور توحید دلائل سے ثابت ہو چکی لہذا آپ تمام باطل ادیان سے منہ موڑ کر توحید پر قائم رہیں۔ اذا تبین الحق وظہرت الوحدانیۃ فاقم الخ (نیساپوری) یہ مسئلہ توحید فطری دین ہے جس پر اللہ نے تمام انسانوں کو پیدا فرمایا۔ اس لئے اللہ کی فطرت کو مت بدلو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔ یہ توحید ہی دین قیم اور صراطِ مستقیم ہے لیکن اکثر لوگ اس حقیقت سے جاہل اور بے خبر ہیں۔ فاقم وجھک الخ یہ دین توحید پر قائم رہنے اور اپنی توجہ کو اس پر مرکوز کرنے سے کنایہ ہے۔ والمراد الاقبال علی دین الاسلام والاستقامۃ و الثبات علیہ (روح ج ۲۱ ص ۳۹) حنیفا۔ فاقم کی ضمیر فاعل سے حال ہے۔ فطرت اللہ فعل مقدر کا مفعول ہے۔ ای الزموا فطرت اللہ (مدارک ج ۳ ص ۲۰۵) فطرت اللہ سے اللہ کی توحید مراد ہے جس کی قابلیت و استعداد اللہ تعالیٰ نے ہر بچے کی فطرت اور خلقت میں ودیعت فرمائی جیسا کہ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کل مولود یولد علی الفطرۃ اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ یہاں فطرت اللہ کو الدین القیم فرمایا اور سورۂ یوسف میں فرمایا ان الحکم الا للہ ط امر ان لا تعبدوا الا ایاہ ط ذلک الدین القیم (یوسف ع ۵)۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہاں فطرۃ اللہ سے دین توحید، اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت اور پکار ہی مراد ہے۔ المعنی انہ خلقھم قابلین للتوحید والاسلام (مدارک ج ۳ ص ۲۰۵) ای الزموا فطرۃ اللہ وھی التوحید (کبیر ج ۶ ص ۱۵۷) لا تبدیل لخلق اللہ۔ اللہ تعالیٰ کا یہ دین توحید اٹل ہے اس میں آج تک تبدیلی نہ ہوئی نہ آئندہ ہوگی۔ یا نفی بمعنی نہی ہے یعنی اللہ کے دین توحید کو مت بدلو وقیل ھو نفی معناہ النھی ای لا تبدلوا ذلک الدین (بحر ج ۷ ص ۱۷۲) الزموا فطرۃ اللہ ولا تبدلوا التوحید بالشرک (خازن و معالم ج ۵ ص ۱۷۳) **۲۵ھ** یہ الزموا مقدر کے فاعل سے حال ہے (مدارک) یعنی غیر اللہ سے کٹ کر صرف اللہ کی طرف رجوع کرنے والے اور حاجات میں غائبانہ صرف اسی کو پکارنے والے۔ ای راجعین الیہ تعالیٰ بالتوبۃ واخلاص العمل وقیل ای منقطعین الیہ تعالیٰ (روح ج ۲۱ ص ۴۱) ولا تکونوا من المشرکین یہ منیبین کی تفصیل ہے یعنی حاجات میں صرف اللہ کی طرف رجوع کرو اور اس کی عبادت، دعاء اور پکار میں کسی کو شریک نہ بناؤ۔ بعض لوگوں نے اس کو اقیموا الصلوۃ کے ساتھ متعلق کیا ہے یعنی نماز چھوڑ کر مشرک نہ بنو لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ ترک نماز اگرچہ کبیرہ گناہ ہے لیکن شرک نہیں۔ علامہ ابو السعود فرماتے ہیں ولا تکونوا من المشرکین المبدلین لفطرۃ اللہ تعالیٰ تبدیلا (ابو السعود ج ۶ ص ۲۴۷) یہ اعادۂ جار کے ساتھ المشرکین سے بدل ہے یعنی ان مشرکین کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے اپنی خواہشات کے مطابق اپنا اپنا الگ معبود بنا لیا اور پھر ہر فریق اپنے خود ساختہ دین پر خوش اور مطمئن ہے۔ انہوں نے مختلف فرقے بنا لئے ہیں لیکن اے ایمان والو! تم توحید پر قائم اور متحد رہنا اور اس میں اختلاف نہ ڈالنا۔ **۲۶ھ** یہ مشرکین پر زجر ہے۔ اس سے پہلے مومنوں کو پند و نصیحت تھی اب یہاں سے مشرکین پر زجریں ہیں۔ مشرکین کا یہ حال ہے کہ جب ان پر کوئی مصیبت آجاتی ہے تو وہ معبودانِ باطلہ سے مایوس ہو کر اللہ کی طرف راغب ہو جاتے اور خالص اسی کو پکارنے لگتے ہیں کیونکہ وہ حضور علیہ السلام سے سنتے تھے کہ اگر توحید کی مخالفت کرو گے تو اللہ کا عذاب آجائے گا، تو جب ان پر کوئی مصیبت آپڑتی تو سمجھتے شاید یہ اللہ کا

عذاب ہے اس لئے اس وقت خالصۃً اللہ کو پکارنے لگتے۔ ثم اذا الخ لیکن اللہ تعالیٰ محض اپنی مہربانی اور رحمت سے انہیں اس مصیبت سے نجات و خلاص دیدیتا ہے تو فوراً شرک کرنے لگتے ہیں اور اپنی نجات اور کامیابی کو غیر اللہ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں و ذلک بنسبۃ خلاصھم الی غیرہ تعالیٰ من صنم او کوکب او نحو ذلک من المخلوقات (روح ج ۲۱ ص ۴۴) قال ابن عطیۃ ویلحق من ھذہ الالفاظ شیٔ للمؤمنین اذجاءھم فرج بعد شدۃ علقوا ذلک بمخلوقین الخ (بحر ج ۷ ص ۱۷۳) ۲۷ لام بمعنی کی ہے یعنی وہ اپنی کامیابی کو غیر اللہ کی طرف منسوب کر کے اللہ کے انعام و احسان کی ناشکری کرتے ہیں۔ اچھا دنیا کی چند روزہ زندگی میں ہماری نعمتوں سے فائدہ اٹھالو اور کفران نعمت کرلو عنقریب اس کا انجام دیکھ لوگے۔ ام انزلنا الخ ام منقطعہ ہے بمعنی بل والھمزۃ اور استفہام انکاری ہے اور اس میں خطاب سے غیبت کی طرف التفات ہے۔ کیا ان مشرکین کے پاس ہماری طرف سے کوئی دلیل و حجت موجود ہے جس سے شرک کا ثبوت ہوتا ہو؟ ہرگز نہیں ان کے پاس ایسی کوئی دلیل موجود نہیں محض اہواء و ظنون کے پیچھے دوڑ رہے ہیں۔ ام بمعنی بل والھمزۃ للاضراب عن الکلام السابق والاستفہام عن الحجۃ استفہام انکار و توبیخ (بحر) ۲۸ وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ الخ سے مشرکین مراد ہیں یعنی جب ہم لوگوں کو بارش، صحت، وسعت رزق وغیرہ کی صورت میں اپنی رحمت سے بہرہ ور کرتے ہیں تو وہ خوش ہو جاتے ہیں اور اترانے لگتے ہیں۔ لیکن اگر اپنی ہی بداعمالیوں کی وجہ سے کوئی مصیبت آگئی تو اپنے معبودوں سے مایوس ہو گئے کیونکہ ان کے مزعومہ معبود اور کارساز اس مصیبت سے ان کو بچانے میں ناکام رہے۔ ۲۹ یہ توحید پر نویں عقلی دلیل ہے یعنی رزق کی فراخی اور تنگی تو اللہ کے اختیار میں ہے لہذا جب وہ اپنی رحمت سے روزی میں وسعت عطا کرے تو اس کا شکر کرنا چاہئے اور اگر وہ روزی تنگ کر دے تو صبر و استقلال کے ساتھ اسی کو پکارنا چاہئے۔ ۳۰ دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ کا ذکر۔ شرک نہ کرو، مذکورہ بالا تفصیلات میں یہی مذکور ہوا۔ ظلم نہ کرو اور احسان کرو یہاں یہ دونوں باتیں مذکور ہیں۔ دوسری صراحۃً اور پہلی ضمناً۔ تمام حقداروں کے حقوق ادا کرو اس کے ضمن میں بے انصافی اور حق تلفی کی ممانعت آگئی۔ ذلک خیر الخ اہل حقوق کے حقوق ادا کرنا ہی ان لوگوں کے حق میں بہتر ہے جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں اور وہی لوگ کامیاب ہوں گے۔ وما اتیتم من ربا الخ دولت کا صحیح مصرف یہ ہے کہ اس میں واجب حقوق پر اسے صرف کیا جائے لیکن لوگوں سے سود پر قرض لینا اور سود ادا کر کے ان کی دولت میں اضافہ کرنا اللہ کی دی ہوئی دولت کا جائز اور صحیح مصرف نہیں۔ اس سے لوگوں کی دولت میں تو ضرور اضافہ ہو گا لیکن اللہ کے وہاں اس میں کوئی خیر و برکت نہ ہوگی اور نہ اس پر کوئی اجر و ثواب مرتب ہو گا۔ وما اتیتم من زکوۃ الخ البتہ جو کچھ تم محض اللہ کی رضا کے لئے اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے اس میں برکت ہو گی اور اس کے اجر و ثواب میں کئی گنا اضافہ ہو گا۔ اس آیت کو بعض مفسرین نے مکی اور بعض نے مدنی کہا ہے پہلی صورت میں زکوۃ سے نفلی صدقہ اور دوسری صورت میں اس سے زکوۃ مفروضہ مراد ہو گی۔

ـلا دیں عقلی دلیل ۱۲

ـــہ دفع عذاب کیلئے امور ثلاثہ کا ذکر ۱۲

لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۭ فَتَمَتَّعُوْا ۣ وقفہ فَسَوْفَ
کہ منکر ہو جائیں ہمارے دیئے ہوئے سے ۲۷ سو مزے اڑا لو اب آگے
تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۴﴾ اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ
جان لوگے کیا ہم نے ان پر اتاری ہے کوئی سند سو وہ
يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا بِهٖ يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَاِذَآ اَذَقْنَا
بول رہی ہے جو یہ شریک بتاتے ہیں اور جب چکھائیں ہم ۲۸
النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا ۭ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ
لوگوں کو کچھ مہربانی اس پر پھولے نہیں سماتے اور اگر ان پر آپڑے کچھ برائی
بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ ﴿۳۶﴾ اَوَ
اپنے ہاتھوں کے بھیجے ہوئے پر تو آس توڑ بیٹھیں کیا
لَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ
نہیں دیکھ چکے ۲۹ کہ اللہ پھیلا . اور ماپ کر دیتا ہے جس کو چاہے
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۳۷﴾ فَاٰتِ
اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں ف سو تو دے
ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۭ
قرابت والے کو اس کا حق ۳۰ اور محتاج کو اور مسافر کو
ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۡ وَاُولٰۗىِٕكَ
یہ بہتر ہے ان کے لئے جو چاہتے ہیں اللہ کا منہ اور وہی ہیں
هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟
جن کا بھلا ہے اور جو دیتے ہو بیاج پر کہ بڑھتا رہے
فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ
لوگوں کے مال میں سو وہ نہیں بڑھتا اللہ کے یہاں اور جو

موضح قرآن ف یعنی جس کو چاہئے ماپ دے روزی جس کو چاہے پھیلا دے۔

۳۱ف یہ توحید پر دسویں عقلی دلیل ہے۔ تم سب کا خالق ورازق اللہ تعالیٰ ہے اور موت وحیات بھی اسی کے قبضے میں ہے۔ اب تم خود ہی بتاؤ کہ جن برگزیدہ ہستیوں اور اللہ کے جن نیک اور صالح بندوں کو تم نے اللہ کے سوا کارساز سمجھ رکھا ہے کیا ان میں سے کسی ایک نے اس سارے جہان میں کوئی ایک ہی چیز پیدا کی ہے یا پیدا کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ یا کسی کی روزی ان میں سے کسی کے اختیار میں ہے یا کسی کی موت اور زندگی ان میں سے کسی کے قبضہ وتصرف میں ہے؟ ظاہر ہے ان تمام سوالات کا جواب نفی میں ہے مشرکین کا بھی اعتقاد تھا کہ ان کے مزعومہ کارساز ان کاموں میں سے کوئی کام کرنے کی طاقت نہیں رکھتے سبحانہ وتعالیٰ الخ جب یہ صفتیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں تو پھر وہ ہر قسم کے شرک سے پاک ہے، صفات کارسازی اور کمالاتِ الوہیت میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ **۳۲ف** یہ تخویف دنیوی ہے۔ دنیا میں جو شر وفساد برپا ہوتا ہے اور مصائب وبلیات کے جو طوفان آتے ہیں اس کی وجہ لوگوں کی بداعمالیاں ہیں یہ شرک، یہ معاصی اور یہ عصیان وطغیان ہی دنیا میں سارے فساد کی جڑ ہے (بما کسبت ایدی الناس) بسبب معاصیھم وشرکھم (مدارک ج ۳ ص ۲۱۰)

شرک ومعاصی کی وجہ سے گناہوں کا وبال دنیا میں بھی ان پر آتا ہے تاکہ وہ شرک وعصیان سے باز آجائیں۔ **۳۳ف** یہ تخویف دنیوی ہے۔ شرک ومعاصی کے وبال کا انجام دیکھنا ہو تو زمین میں چل پھر کر گذشتہ زمانے کے معاندین کی ہلاکت وتباہی کے آثار دیکھو۔ وہ بھی مشرک ہی تھے اور انہوں نے توحید کا پیغام لانے والوں کو جھٹلایا اور دعوتِ توحید کو قبول نہ کیا تو دنیا ہی میں ان کو ذلت آمیز اور رسواکن عذاب سے ہلاک کر دیا گیا۔ **۳۴ف** یہ پہلے فاقم وجھک الخ کے مضمون کا اعادہ اور اس کی تاکید ہے۔ قیامت کا دن جو لامحالہ آکر رہے گا اور کسی کے روکے سے رک نہیں سکے گا اس کی آمد سے پہلے توحید پر قائم ہو جاؤ۔ دنیا میں توحید کو مان لینا آخرت میں فائدہ دے گا لیکن آخرت کا ایمان ویقین بے سود ہوگا۔ یومئذ یصدعون وہاں تو مومنوں اور مشرکوں کو الگ الگ کر دیا جائے گا فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر۔ من کفر فعلیہ الخ یہ تخویف اخروی ہے جس نے دنیا میں کفر وشرک اختیار کیا آخرت میں اس کا وبال اسی پر پڑے گا۔ ومن عمل صالحًا الخ)۔ یہ بشارت اخروی ہے اور جن لوگوں نے دنیا میں توحید کو مان لیا اور اعمال صالحہ بجالائے وہ اپنی ہی آخرت سنوار رہے ہیں۔ لیجزی الذین الخ یہ ماقبل کی علت ہے۔ وہ نیک عمل اس لئے کرتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان کو آخرت میں ثواب جمیل اور جزائے جزیل عطا فرمائے۔ انہ لا یحب الکافرین اس کی رضا ومحبت صرف ایمان والوں کے لئے ہے کافر ومشرک اس کے غضب وسخط کے مستحق اور اس کی محبت سے محروم ہیں۔

اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ

دیتے ہو پاک دل سے چاہ کر رضامندی اللہ کی سو یہ وہی ہیں

هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ﴿۳۹﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ

جن کے دونے ہوئے ۳۱ف اللہ وہی ہے جس نے تم کو بنایا پھر

رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ۭ هَلْ مِنْ

تم کو روزی دی پھر تم کو مارتا ہے پھر تم کو جلائے گا کوئی ہے

شُرَكَاۗىِٕكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ سُبْحٰنَهٗ

تمہارے شریکوں میں جو کر سکے ان کاموں میں سے ایک کام وہ نرالا ہے

وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۴۰﴾ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ

اور بہت اوپر ہے اس سے کہ شریک بتلاتے ہیں پھیل پڑی ہے ۳۲ف خرابی جنگل میں

وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ

اور دریا میں لوگوں کے ہاتھوں کی کمائی سے چکھانا چاہیے ان کو

بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۴۱﴾ قُلْ

کچھ مزہ ان کے کام کا تاکہ وہ پھر آئیں ۱ف تو کہہ

سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

پھرو ۳۳ف ملک میں تو دیکھو کیسا ہوا انجام

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلُ ۭ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ ﴿۴۲﴾

پہلوں کا بہت ان میں تھے شرک کرنے والے

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ

سو تو سیدھا رکھ ۳۴ف اپنا منہ سیدھی راہ پر اس سے پہلے کہ آپہنچے

يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ يَوْمَىِٕذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ ﴿۴۳﴾

وہ دن جس کو پھرنا نہیں اللہ کی طرف سے اس دن لوگ جدا جدا ہوں گے ۲ف

دسویں دلیل عقلی ۱۰

تخویف دنیوی ۲

ع ۴ ۴ ۷

تخویف دنیوی ۳

موضح قرآن ف۱ یعنی کفر اور ظلم پھیل پڑا ہے زمین میں اور جہازوں میں لوٹ مار ہر طرف اس کا وبال پڑا چاہیے سارا تو آخرت میں ہے پر کچھ یہاں بھی شاید ڈر کر راہ پر آویں۔ ف۲ یعنی دین کا غلبہ ہو اور سزا پانے والے الگ ہوں اور مقبول اللہ کے الگ۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید مالی راکہ بشرط زیادت میدہند ربا نام نہادہ شد واللہ اعلم ۱۲ ف۲ یعنی قحط وغرق وسائر مصائب جزاء عمل بنی آدم می باشد ۱۲۔

ف۳۵ یہ توحید پر گیارہویں عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت وعظمت اور اس کی وحدانیت کہ ایک دلیل یہ بھی ہے کہ وہ بارانِ رحمت کی خوشخبری لانے والی ہوائیں چلاتا ہے اور بارانِ رحمت سے سرسبز وشاداب اور لہلہاتے کھیت اگاتا ہے۔ اللہ کے حکم سے ہوا بادبانی کشتیوں کو اِدھر سے اُدھر لیجاتی ہے جس سے ہم آسانی سے سفر کرتے ہیں اور تجارتی سفروں میں نفع کماتے ہیں۔ یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور اس کے ساتھ شرک نہ کریں۔ **ف۳۶** یہ مشرکین کے لئے تخویف دنیوی ہے، مؤمنین کے لئے بشارت دنیوی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ مشرکین مکہ نے آپ کے ساتھ عناد وتکذیب کا جو رویہ اختیار کر رکھا ہے یہ کوئی نئی بات نہیں۔ آپ سے پہلے بھی جو انبیاء ورسل علیہم السلام دلائل وبینات لے کر اپنی قوموں کے پاس گئے ان کے ساتھ ان کی اقوام نے بھی یہی سلوک کیا آخر ہم نے مجرمین کو ہلاک کر دیا اور ایمان والوں کو بچا لیا وکان حقا علینا نصر المؤمنین یہ وعدۂ نصرت کا اعادہ ہے جس کا ابتدائے سورت میں وعد اللہ لا یخلف اللہ وعدہ سے ذکر کیا گیا۔ یعنی میرا وعدہ ہے کہ اگر تم توحید پر قائم رہو گے اور اس کی خاطر مصائب کا مقابلہ کرتے رہو گے تو میں تمہیں فتح دوں گا۔ ایمان والوں کی امداد ونصرت تو میں نے محض اپنے فضل سے اپنے ذمے لے رکھی ہے اس لئے آخر مشرکین مکہ مغلوب ہوں گے اور آپ کو ان پر غلبہ حاصل ہو گا۔ **ف۳۷** یہ توحید پر بارہویں عقلی دلیل ہے۔ اور دلیل مذکور کے ایک جزو کی تفصیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہوائیں بھیجتا ہے جو بادلوں کو ہانک کر اللہ کے حکم سے آسمانی فضا میں پھیلا دیتی ہیں اور بادلوں کے ٹکڑوں کو دنیا کے مختلف خطوں پر لیجاتی ہیں اور سب دیکھتے ہیں کہ اللہ کی قدرت سے ان بادلوں کے بیچ میں سے بارش برس رہی ہے۔ جہاں بارش ہو جاتی ہے وہاں کے لوگ خوشی سے پھولے نہیں سماتے وان کانوا الخ مخففہ من المثقلہ ہے اور اس کا اسم ضمیر شان مقدر ہے۔ حالانکہ بارش برسنے سے پہلے وہ ناامید ہو چکے ہوتے ہیں کہ اب بارش نہیں ہو گی، فصلیں تباہ ہو جائیں گی اور مویشی پیاس سے مر جائیں گے۔ من قبلہ کا اعادہ تاکید کے لئے ہے (روح) لیکن حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں قبلہ کی ضمیر وقت سے کنایہ ہے ای من قبل ھذا الوقت یعنی ان دنوں میں بارش ہونے سے پہلے وہ لوگ مایوس ہو چکے ہوتے ہیں اس صورت میں تکرار واعادہ نہیں ہو گا۔

مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ
جو منکر ہوا سو اس پر پڑے اس کا منکر ہونا اور جو کوئی کرے بھلے کام سو وہ اپنی راہ
يَمْهَدُوْنَ ﴿۴۴﴾ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
سنوارتے ہیں تاکہ وہ بدلہ دے ان کو جو یقین لائے اور کام کئے
الصّٰلِحٰتِ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۵﴾
بھلے اپنے فضل سے بیشک اس کو نہیں بھاتے انکار والے
وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّ
اور اس کی نشانیوں میں ف۳۵ ایک یہ ہے کہ چلاتا ہے ہوائیں خوشخبری لانے والیاں اور
لِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ
تاکہ چکھائے تم کو کچھ مزہ اپنی مہربانی کا اور تاکہ چلیں جہاز
بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۴۶﴾
اس کے حکم سے اور تاکہ تلاش کرو اس کے فضل سے اور تاکہ تم حق مانو ف۱
وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ
اور ہم بھیج چکے ہیں ف۳۶ تجھ سے پہلے کتنے رسول اپنی اپنی قوم کے پاس
فَجَاۗءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ۭ
سو پہنچے ان کے پاس نشانیاں لے کر پھر بدلہ لیا ہم نے ان سے جو گنہگار تھے
وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ
اور حق ہے ہم پر مدد ایمان والوں کی ف۲ اللہ ہے جو ف۳۷ چلاتا ہے
الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَاۗءِ كَيْفَ يَشَاۗءُ
ہوائیں پھر وہ اٹھاتی ہیں بادل کو پھر پھیلا دیتا ہے اس کو آسمان میں جس طرح چاہے
وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَآ
اور رکھتا ہے اس کو تہہ بہ تہہ پھر تو دیکھے مینہ کو کہ نکلتا ہے اس کے بیچ میں سے پھر جب

گیارھویں عقلی دلیل

تخویف وبشارت

بارھویں عقلی دلیل

موضح قرآن ف۱ یعنی باؤ چلنے سے اتنے فائدے ہیں مینہ کی خبر آتی ہے اور جہاز چلتے ہیں۔ ف۲ بیچ میں باؤ کا ذکر اس واسطے کہ جیسے مینہ کی خبر لاتی ہیں بادیں، اسی طرح دین کے غلبہ کی نشانیاں روشن ہوتی جاتی ہیں۔

اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ (۴۸)

اس کو پہنچاتا ہے جس کو کہ چاہتا ہے اپنے بندوں میں تب ہی وہ لگتے ہیں خوشیاں کرنے ف

وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ

اور پہلے سے ہو رہے تھے اس کے اترنے سے پہلے ہی

لَمُبْلِسِيْنَ (۴۹) فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ

نا امید سو دیکھ لے ۳۸ اللہ کی مہربانی کی نشانیاں کیونکر

يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ

زندہ کرتا ہے زمین کو اس کے مرگئے پیچھے بے شک وہی ہے مُردوں

الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (۵۰) وَلَئِنْ اَرْسَلْنَا

کو زندہ کرنے والا اور وہ ہر چیز کر سکتا ہے اور اگر ہم بھیجیں ۳۹

رِيْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوْا مِنْ بَعْدِهٖ يَكْفُرُوْنَ (۵۱)

ایک ہوا پھر دیکھیں وہ کھیتی کو کہ زرد پڑ گئی تو لگیں اس کے پیچھے ناشکری کرنے ف

فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ

سو تو سُنا نہیں سکتا مُردوں کو اور نہیں سُنا سکتا بہروں کو پکارنا

اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ (۵۲) وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْىِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ

جبکہ پھریں پیٹھ دے کر اور نہ تو راہ سُجھائے اندھوں کو ان کے بھٹکنے سے

اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ (۵۳) ع

تو تو سُنائے اسی کو جو یقین لائے ہماری باتوں پر سو وہ مسلمان ہوتے ہیں

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ

اللہ ہے جس نے ۴۱ بنایا تم کو کمزوری سے پھر دیا کمزوری کے

ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّشَيْبَةً ؕ

پیچھے زور پھر دے گا زور کے پیچھے کمزوری اور سفید بال

۳۸ یعنی باران رحمت پر رحمت الٰہی کے جو آثار مرتب ہوتے ہیں انہیں غور سے دیکھو کس طرح خشک اور بنجر زمین کو اس نے حیات نو، رونق اور شادابی عطا فرمائی یہ اس کی قدرت وصنعت اور اس کی عظمت و وحدانیت کی بہت بڑی دلیل ہے۔ ان ذٰلک لمحی الموتٰی جملہ معترضہ ہے یعنی اس دلیل سے جہاں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت ظاہر ہوتی ہے وہاں اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ مردہ زمین کو تازگی اور زندگی عطا کر سکتا ہے وہ قیامت کے دن مُردوں کو بھی دوبارہ زندہ کرے گا۔ وھو علی کل شیئ قدیر۔ یہ ماقبل کے لئے علت ہے وہ چونکہ ہر چیز پر قادر ہے اور اس کی قدرت تمام ممکنات پر حاوی ہے اس لئے وہ حشر ونشر پر قادر ہے۔ **۳۹** یہ مشرکین پر زجر ہے۔ یہ مشرکین کے انتہائی عناد و مکابرہ کا بیان ہے انعامات یاد دلانے سے وہ کب ماننے والے ہیں۔ وہ ضد و عناد میں اس حد تک آگے بڑھ چکے ہیں کہ اگر ہم ان کے سرسبز وشاداب اور لہلہاتے کھیتوں پر کوئی آفت سماوی مثلاً سخت گرم ہوا وغیرہ بھیج دیں اور ان کے دیکھتے ہی دیکھتے ان کے لہلاتے کھیت سوکھ کر زرد ہو جائیں تو بھی وہ کفر وجحود اور انکار وتکذیب پر اڑے رہیں گے اور ان کے دلوں میں تسلیم وانابت کا جذبہ پیدا نہیں ہوگا **۴۰** مشرکین کے عناد ومکابرہ کا ذکر کرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی کہ ایسے واضح دلائل کے باوجود مشرکین انکار وتکذیب سے باز نہیں آرہے۔ آپ کے انذار وتبلیغ میں کوئی قصور نہیں ان کے دلوں پر ضد و عناد کی وجہ سے مہر جباریت لگ چکی ہے اب وہ ہرگز ایمان نہیں لائیں گے، اس لئے آپ ان کے نہ ماننے کی وجہ سے غمگین نہ ہوں۔ یہاں مشرکین کے لئے تین تمثیلیں ذکر کی گئی ہیں۔ اول لا تسمع الموتٰی یہ تو مُردے ہیں اور مُردوں کو آپ کسی طرح بھی اپنی بات نہیں سنوا سکتے دوم ولا تسمع الصم الخ یہ تو بہرے ہیں اور بہرے بھی وہ جو آپ کی طرف متوجہ ہی نہیں ہوتے بلکہ پیٹھ پھیر کر دور جا رہے ہیں بھلا ان کے کانوں میں آپ کی دعوتِ حق کس طرح پہنچے گی۔ سوم وما انت بھٰدی العمی الخ یہ تو اندھے ہیں اور آپ اندھوں کو ہرگز راستہ نہیں دکھلا سکتے حاصل یہ ہے کہ آپ کا کام تبلیغ وانذار ہے۔ یہ معاندین جو مہر جباریت کی وجہ سے اپنے دل کی حیات اور سمع وبصر کھو چکے ہیں ان کو راہِ راست پر لانا آپ کے بس کی بات نہیں یہ آپ کی دعوت وتبلیغ کا اثر ہرگز قبول نہیں کریں گے۔ ان تسمع الا من الخ البتہ آپ کی بات صرف وہی لوگ سنیں گے اور اس سے اثر قبول کریں گے جو ہماری آیتوں کو سن کر ان پر یقین کرنے اور ان کے سامنے تسلیم وانقیاد کا جذبہ رکھتے ہوں اور ان کے دلوں میں حق کو تلاش کرنے اور حق کو پا لینے کے بعد اسے تسلیم کرنے کی سچی تڑپ ہو۔

ضعف حفص بضم الضاد وفتحها فالثلاثة لکن الضم مختار ۱۲

از زجر ۱۲

تسلی برائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ۱۲

تمثیل برائے عقلی دلیل ۱۲

ع ۵ ۸

موضح قرآن ف پھیلاتا ہے جس طرح چاہے پہلے کسی طرف پیچھے کسی طرف، اسی طرح دین بھی پھیلا۔ ف۲ غرض کے ساتھ ہے شکر اور ناشکری اور یہاں اس پر فرمایا کہ مراد پا کر بندہ نڈر نہ ہووے اللہ کی قدرت رنگا رنگ ہے۔

تحقیق مسئلہ سماع موتی

سماع موتی کا مسئلہ زمانِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے مختلف فیہ چلا آرہا ہے۔ یہ مسئلہ اعتقادات ضروریہ میں سے نہیں جن کی نفی یا اثبات پر کفر و اسلام کا مدار ہے بلکہ یہ ایک علمی اور تحقیقی بحث ہے جس میں بحث و تمحیص اور نظر و تحقیق کی گنجائش ہے۔ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے علمار کے درمیان اس مسئلہ میں ہمیشہ دو رائیں رہی ہیں۔ کچھ علمار کرام کی یہ رائے رہی ہے کہ مُردے سُنتے ہیں جبکہ دوسرے علمار نے اپنی تحقیق کی بنا پر سماع موتی کی نفی کی ہے۔ علمار کرام کی ان دونوں جماعتوں کے پاس دلائل ہیں جن پر انہوں نے اپنی اپنی رائے اور تحقیق کی بنیادیں استوار کی ہیں۔ جو علمار سماع موتی کی نفی کرتے ہیں ان کا استدلال ظواہر قرآن اور احادیث صحیحہ سے ہے جبکہ قائلین سماع بھی صحیح حدیثوں سے استدلال کرتے ہیں۔

نفی سماع موتی کے دلائل نفی سماع موتی پر قرآن مجید کی تین آیتیں دلیل و حجت ہیں ان آیتوں کو وقتاً فوقتاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک نفی سماع پر بطور دلیل و برہان پیش کیا جاتا رہا ہے۔ پہلی آیت انک لا تسمع الموتی ولا تسمع الصم الدعآء اذا ولوا مدبرین (نمل ع ۶) دوسری آیت یہی ہے جو اس وقت زیر بحث ہے۔ تیسری آیت ان اللہ یسمع من یشآء وما انت بمسمع من فی القبور (فاطر ع ۳)۔ سب سے پہلے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ان آیتوں سے سماع موتی کی نفی پر استدلال فرمایا جیسا کہ صحیح بخاری میں موجود ہے تفصیل آگے آ رہی ہے۔ علاوہ ازیں تمام فقہار و مجتہدین نے بھی ان آیتوں کو نفی سماع پر بطور دلیل پیش کیا ہے۔ بطور مثال علامہ ابن ہمام مؤلف فتح القدیر کی تصریح ملاحظہ ہو۔ علامہ موصوف ان آیتوں کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ ان آیتوں سے سماع موتی کی نفی کی تحقیق مستفاد ہوتی ہے کیونکہ ان میں کفار کو موتی سے تشبیہ دی گئی ہے اس بنا پر کہ کفار کو حق سُنانا متعذر ہے اور یہ سماع موتی کی نفی پر متفرع ہے ورنہ تشبیہ صحیح نہیں ہوگی۔ اصل عبارت یہ ہے۔ فانھما یفید ان تحقیق عدم سماعھم فانہ تعالیٰ شبہ الکفار بالموتی لافادۃ تعذر سماعھم وھو فرع عدم سماع الموتی (فتح القدیر ج ۱ ص ۴۴۷) اور اس سے تھوڑا سا پہلے مشائخ حنفیہ کا مسلک بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں وعندی مبنی ارتکاب ھذا المجاز ھنا عند اکثر مشائخنا ھو ان المیت لا یسمع عندھم.... لانھا (الیمین) تنعقد علی ما بحیث یفھم والمیت لیس کذلک لعدم السماع (فتح القدیر) اور کتاب الایمان میں لکھتے ہیں فلو کلمہ بعد موتہ لا یحنث لان المقصود منہ الافہام والموت ینافیہ لانہ لا یسمع فلا یفھم (فتح القدیر ج ۴ ص ۱۰۰) قائلین سماع موتی کی طرف سے ان آیتوں کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ ان میں اسماع (سنانے) کی نفی ہے سماع (سننے) کی نفی نہیں۔ اور اختلاف سماع میں ہے نہ کہ

يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْقَدِيْرُ ﴿۵۴﴾ وَيَوْمَ تَقُوْمُ

بناتا ہے جو کچھ چاہے اور وہ ہے سب کچھ جانتا کر سکتا اور جس دن قائم ہوگی

السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۙ مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ ۭ

قیامت اٹھے قسمیں کھائیں گے گنہگار کہ ہم نہیں رہے تھے ایک گھڑی سے زیادہ

كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ

اسی طرح تھے اُلٹے جاتے ف۱ ف۲ اور کہیں گے جن کو ف۳ ملی ہے سمجھ

وَالْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ

اور یقین تمہارا ٹھہرنا تھا اللہ کی کتاب میں جی اٹھنے

الْبَعْثِ ۡ فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ

کے دن تک سو یہ ہے جی اٹھنے کا دن پر تم نہیں تھے

لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ

جانتے سو اس دن کام نہ آئے گا ف۴ ان گنہگاروں کو قصور بخشوانا

وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا

اور نہ ان سے کوئی منانا چاہے اور ہم نے بھلائی ہے آدمیوں کے واسطے ف۵ اس

الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۭ وَلَىِٕنْ جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ لَّيَقُوْلَنَّ

قرآن میں ہر طرح کی مثل اور جو تو لائے ان کے پاس کوئی آیت تو ضرور کہیں

الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ ﴿۵۸﴾ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ

وہ منکر تم سب جھوٹ بناتے ہو یوں مہر لگا دیتا ہے

اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۹﴾ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ

اللہ ف۶ ان کے دلوں پر جو سمجھ نہیں رکھتے سو تو قائم رہ ف۷ بے شک

اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۶۰﴾ ع

اللہ کا وعدہ ٹھیک ہے اور اکھاڑ نہ دیں تجھ کو وہ لوگ جو یقین نہیں لاتے

ع ۷ ۹

تحریف یہودی ۱۲

سماع موتی ۱۲

یہ تسلی ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ۱۲

موضح قرآن ف یعنی قبر کا رہنا تھوڑا معلوم ہوگا اور ایسی ہی غلط باتیں جانتے تھے دنیا میں۔

فتح الرحمٰن ف یعنی چون عقوبات مخلدہ معاینہ کردند دنیا را بمشابہ ساعتی خیال نمودند برعکس آنکہ در دنیا حیات دنیا را بمشابہ خلود خیال میکردند ۱۲۔

اسماع میں کیونکہ اسماع کی نفی پر تو سب متفق ہیں۔ دوسرا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ ان آیتوں میں کفار کو مُردوں کے ساتھ تشبیہ عدم استفادہ میں دی گئی ہے نہ کہ عدم سماع میں اور مطلب یہ ہے کہ مُردے زائر کا کلام سُن لینے کے باوجود اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے اسی طرح کفار بھی سن تو لیتے ہیں لیکن اس سے استفادہ نہیں کرتے۔ ان دونوں جوابوں کا جواب یہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور تمام فقہائے حنفیہ نے ان سے عدم سماع موتی پر استدلال کیا ہے اور یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ آیتیں اسماع کے ساتھ ساتھ سماع کی بھی نفی کر رہی ہیں اور تشبیہ عدم استفادہ میں نہیں بلکہ عدم سماع میں ہے۔ نیز سماع، اسماع کا مطاوع ہے اس لئے اسماع کی نفی یا اثبات سماع کی نفی اور اثبات کو مستلزم ہے۔ ان آیتوں میں جب اسماع کی نفی کی گئی تو سماع کی بھی نفی ہو گئی۔

سماع موتی کے دلائل اور ان کا جواب قائلین سماع موتی کی سب سے قوی دلیل قلیب بدر والی حدیث ہے جو صحیحین میں ہے۔ حضرت ابوطلحہ رضؓ بیان کرتے ہیں کہ جنگ بدر کے دن حضور علیہ السلام نے صنادید قریش کی لاشیں ایک ویران کنویں میں پھنکوا دیں اور کنویں کی منڈیر پر کھڑے ہو کر صنادید قریش کو نام بنام مخاطب کر کے فرمایا الیس قد وجدتم ما وعد ربکم حقا فانی قد وجدت ما وعدنی ربی حقا۔ اس پر حضرت عمرؓ بول اُٹھے یا رسول اللہ آپ بے جان اور بے روح اجساد سے کس طرح گفتگو فرما رہے ہیں؟ آپ نے جواب میں فرمایا ما انتم باسمع لما اقول منھم۔ یہ روایت صحیح ہے اور اس سے قلیب بدر کے مُردوں کا سماع صراحت سے ثابت ہو رہا ہے۔

جواب اس حدیث سے سماع موتی پر استدلال کئی وجوہ سے درست نہیں۔ اول اس لئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے قرآن کی دو آیتیں پیش کر کے اس حدیث سے سماع موتی پر استدلال کو رد کیا ہے جیسا کہ صحیح حدیثوں میں ہے کہ جب یہ حدیث ان کے سامنے ذکر کی گئی تو انہوں نے فرمایا کیف یقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذلک واللہ تعالیٰ یقول وما انت بمسمع من فی القبور، انک لا تسمع الموتی یعنی یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ حضور علیہ السلام قرآن مجید کے خلاف لب کشائی فرمائیں جب کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے وما انت بمسمع من فی القبور، اے نبی تم مُردوں کو اپنی باتیں سنانے کی قدرت نہیں رکھتے ہو۔ بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت صدیقہ نے یہاں سماع کو علم پر محمول فرمایا ہے۔ اقول انما قال انھم الآن لیعلمون ان ما کنت اقول لھم حق، (صحیح بخاری صـ ٥٦٧) یعنی حضور علیہ السلام کے ارشاد کا مطلب یہ تھا کہ اب انہیں یقین ہو چکا ہے کہ دنیا میں میں جو کچھ ان سے کہا کرتا تھا وہ حق تھا۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں چونکہ اس حدیث میں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سماع کی تفسیر علم سے کی ہے اس لئے اس حدیث سے سماع موتی پر استدلال صحیح نہیں۔ حوالہ آگے آ رہا ہے۔

دوم۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت اور آپ کا معجزہ تھا اس لئے اسے عموم پر محمول کر کے اس سے سماع موتی عموماً ثابت کرنا صحیح نہیں۔ وما وقع فی حدیث ابی طلحۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یجوز ان یکون معجزۃ لہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو مراد من قال انہ من خصوصیاتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وھی من خوارق العادۃ (روح ج۲۱ صـ ٥٦)۔

سوم حضرت ابو قتادہ رضؓ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے قلیب بدر کے مُردوں میں زندگی پیدا کر کے حضور علیہ السلام کا کلام ان کو سنوا دیا تھا تاکہ ان کی حسرت و ندامت میں اضافہ ہو اس لئے سماع موتی پر اس سے استدلال درست نہیں قال ابو قتادۃ احیاھم اللہ تعالیٰ یعنی اھل الطوی حتی اسمعھم قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم توبیخا و تصغیرا و نقمۃ وحسرۃ وندما (صحیح بخاری صـ ٥٦٦، روح ج ۲۱ صـ ٥٦)۔

چہارم۔ اس خطاب سے مُردوں کو سنانا اور سمجھانا مقصود نہ تھا بلکہ زندوں کو نصیحت کرنا اور عبرت دلانا مقصود تھا جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ قبرستان میں گئے تو مُردوں سے مخاطب ہو کر زندوں کی عبرت کے لئے پند و نصیحت کی باتیں فرمائیں۔ انہ انما قالہ علی وجہ الموعظۃ للاحیاء لا لافھام الموتی کما روی عن علی رضی اللہ عنہ انہ قال السلام علیکم دار قوم مومنین اما نساءکم فنکحت واما اموالکم فقسمت واما دورکم فسکنت فھذا خبرکم عندنا فما خبرنا عندکم (فتح القدیر ج ۴ صـ ۱۰۱)

دوسری دلیل قائلین سماع موتی کی دوسری دلیل وہ حدیث ہے جو صحیح میں ہے۔ ان العبد اذا وضع فی قبرہ وتولی عنہ اصحابہ انہ یسمع قرع نعالھم اذا انصرفوا اذ اتاہ ملکان الحدیث اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب لوگ میت کو دفن کر کے واپس مڑتے ہیں تو میت ان کے پاؤں کی آہٹ بھی سنتی ہے۔

جواب اس حدیث سے بھی عموم احوال و اوقات میں سماع موتی کے ثبوت پر استدلال صحیح نہیں۔ یہ سماع ابتدائے دفن کے ساتھ مختص ہے تاکہ اس حدیث میں اور ان آیتوں میں مطابقت ہو جائے جو عدم سماع پر دلالت کرتی ہیں۔ اللھم الا ان یخصوا ذلک باول الوضع فی القبر مقدمۃ للسوال جمعا بینہ وبین الآیتین فانھما یفیدان تحقیق عدم سماعھم (فتح القدیر ج ۱ صـ ۴۴۷)

اس حدیث کا دوسرا جواب۔ شیخ المشائخ مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ سے منقول ہے انہوں نے فرمایا لیسمع مضارع مجہول کا صیغہ ہے اور قرع نعالھم اس کا نائب فاعل ہے اور مطلب یہ ہے کہ لوگ میت کو دفن کر کے جب واپس مڑتے ہیں تو وہ قبر سے ابھی صرف اتنے ہی فاصلے پر پہنچتے ہیں کہ قبر کے پاس سے ان کی جوتیوں کی آواز سنی جا سکتی ہے کہ منکر و نکیر سوال کے لئے آجاتے ہیں۔ اس طرح اس حدیث کو سماع موتی کے ساتھ کوئی تعلق باقی نہیں رہتا۔

تیسری دلیل بیہقی اور حاکم نے روایت کی ہے کہ جب حضور علیہ السلام احد سے واپس ہوئے تو بعض شہداء کی قبروں پر کھڑے ہو کر فرمایا تم اللہ کے وہاں زندہ ہو پھر ساتھیوں سے فرمایا ان کی قبروں پر آ کر انہیں سلام کیا کرو۔ فوالذی نفسی بیدہ لا یسلم علیھم احد الا ردوا علیہ الی یوم القیامۃ حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے۔ اس کا جواب

یہ ہے کہ حاکم متساہل ہے اس لئے اس کی تصحیح قابل اعتبار نہیں انا لانسلم صحتہ وتصحیح الحاکم محکوم علیہ بعدم الاعتبار (روح ج ۲۱ ص۵۷) ۔

چوتھی دلیل ابن عبدالبر نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ مامن احد یمر بقبر اخیہ المؤمن کان یعرفہ فی الدنیا یسلم علیہ الا عرفہ ورد علیہ عبدالحق اشبیلی نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اشبیلی کی تصحیح پر حافظ ابن رجب نے اعتراض کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث ضعیف بلکہ منکر ہے۔ وقیل فی حدیث ابن عبدالبر ان عبدالحق وان قال اسنادہ صحیح الا ان الحافظ ابن رجب تعقبہ وقال انہ ضعیف بل منکر (روح)

جن صحیح روایتوں سے بعض احوال میں میت کا سماع ثابت ہوتا ہے ان سب کا ایک جامع جواب یہ ہے کہ سماع موتی کا تعلق احوال برزخ سے ہے اور اور احوال برزخ کا علم وحی کے سوا ممکن نہیں اس لئے ضابطہ تو یہی ہے کہ مُردے نہیں سُنتے لیکن جن بعض احوال میں مُردوں کے سُننے کی بعض احادیث میں صراحت ہے وہ اپنے احوال وموارد کے ساتھ مخصوص ہونگی اور اس سے عموم احوال میں سماع موتی پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہوگا۔ فقہاء حنفیہ کے انداز بیان سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ جن روایتوں میں سماع موتی کا ذکر ہے وہ ان کی توجیہ کرتے ہیں جیسا کہ گذشتہ عبارتوں سے معلوم ہوا اور ضابطہ عدم سماع کو برقرار رکھتے ہیں اکابر علماء دیوبند میں سے حضرت گنگوہی، حضرت علامہ انور شاہ صاحب اور حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہم اللہ تعالیٰ بھی عدم سماع کو ترجیح دیتے اور اسی کو ضابطہ قرار دیتے ہیں۔ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں شنہ تنبہ بہ عائشۃ فلا یکون دلیلا علی السماع فالظاہر عدم السماع وھو الاصح عندنا (الکوکب الدری ج   ) حضرت علامہ انور شاہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ان الضابطۃ انما ھو عدم السماع لکن المستثنیات فی ھذا الباب کثیرۃ (فتح الملہم ج ۲ ص۴۷۹) قدوۃ المفسرین علامہ سید محمود آلوسی حنفی بھی اس کی تصریح فرماتے ہیں کہ سماع موتی اپنے موارد کے ساتھ مخصوص ہے وہ فرماتے ہیں ولا یلزم من وجود ذلک التعلق والقول بوجود قوۃ السمع ونحوہ فیہا نفسہا ان تسمع کل مسموع لما ان السماع مطلقا وکذا سائر الاحساسات لیس الا تابعا للمشیئۃ فما شاء اللہ کان ومالم یشأ لم یکن فیقتصر علی القول بسماع ما ورد السمع بسماعہ من السلام ونحوہ وھذا الوجہ ھو الذی یترجح عندی (روح ج ۲۱ ص۵۵) بعض بزرگوں نے علامہ آلوسی کی یہ عبارت ادھوری نقل کرکے قائلین کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ علامہ موصوف مطلقا سماع موتی کے قائل ہیں حالانکہ ان کی پوری عبارت سامنے رکھنے سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ وہ سماع موتی کو صرف انہی احوال میں منحصر مانتے ہیں جن میں سماع حدیثوں میں وارد ہوا ہے اور تمام احوال میں تمام مسموعات کے سماع کو نہیں مانتے اور حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رح سورۂ روم میں آیت زیر تفسیر پر لکھتے ہیں "یعنی تم یہ نہیں کر سکتے کہ کچھ بولو اور اپنی آواز مُردے کو سُنا دو کیونکہ یہ چیز ظاہری اور عادی اسباب کے خلاف ہے البتہ حق تعالیٰ کی قدرت سے ظاہری اسباب کے خلاف تمہاری کوئی بات مردہ سُن لے اس کا انکار کوئی مومن نہیں کر سکتا اب نصوص سے جن باتوں کا اس غیر معمولی طریقہ سے سننا ثابت ہوجائے گا اسی حد تک ہم کو سماع موتی کا قائل ہونا چاہئے۔ محض قیاس کرکے دوسری باتوں کو سماع کے تحت میں نہیں لا سکتے" الخ

ایک جگہ علامہ آلوسی سماع موتی فی الجملہ کی توجیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ چاہے میت کے بعض اجزاء میں سننے کی قوت پیدا کر دے اور جو بات چاہے اسے سُنا دے ان یخلق اللہ عزوجل فی بعض اجزاء المیت قوۃ یسمع بہا متی شاء اللہ تعالیٰ السلام ونحوہ مما یشاء اللہ سبحانہ لسماعہ ایاہ (روح ج ۲۱ ص۵۷)۔ ان اکابر مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ کی تصریحات سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ اصل ضابطہ عدم سماع موتی ہی ہے، البتہ اگر اللہ چاہے تو کوئی بات ظاہری اسباب کے بغیر انہیں سنوا دے تو یہ ممکن ہے۔ حاصل کلام یہ ہے جن احوال میں صحیح اور صریح حدیثوں سے سماع ثابت ہے ان کے علاوہ ہر جگہ سماع موتی کی نفی کی جائے گی۔ اور سماع والی جن حدیثوں کی توجیہ ہوسکتی ہے ان کی مناسب توجیہ کر دی جائے گی جیسا کہ قلیب بدر والی حدیث ہے۔

اختلاف کا منشا حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا احناف اور شوافع کے درمیان اختلاف کا اصل منشا یہ ہے کہ مستقر ارواح یعنی علیین اور سجین قبر کے پاس ہے یہ قبر سے دور۔ جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ ارواح قبروں کے پاس ہی افنیۃ القبور میں رہتے ہیں اور علیین اور سجین قبروں کے پاس ہی ہیں وہ سماع موتی کے قائل ہیں لیکن امام صاحب فرماتے علیین اور سجین دو ایسے مقام ہیں جو قبروں کے پاس نہیں ہیں بلکہ ان سے بہت دور ہیں اس لئے مُردے نہیں سنتے کیونکہ سننا روح پر موقوف ہے اور قبر میں یا قبر کے قرب وجوار میں روح موجود نہیں بلکہ صرف دھڑ ہے اس لئے وہ نہیں سن سکتا جیسا کہ حضرت شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ تعالیٰ سورۂ فاطر کی آیت ما انت بمسمع من فی القبور پر لکھتے ہیں "حدیث میں آیا ہے کہ مُردوں سے سلام علیک کرو وہ سنتے ہیں اور بہت جگہ مُردے کو خطاب کیا ہے اس کی حقیقت یہ کہ مُردے کی روح سنتی ہے اور قبر میں پڑا ہے دھڑ وہ نہیں سن سکتا" یعنی روح جہاں بھی ہوگی اللہ تعالیٰ زائر کا سلام اس کو پہنچا دے گا۔

حدیث معراج میں وارد ہے کہ جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آسمان پر تشریف لے گئے تو آپ نے حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھا کہ ان کے یمین کی جانب ارواح صلحاء ہیں اور شمال کی جانب ارواح اشقیاء جب وہ دائیں طرف دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں لیکن جب بائیں طرف ان کی نظر اٹھتی ہے تو غمگین ہوجاتے ہیں یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ ارواح اموات قبروں کے قریب نہیں ہوتے۔ ارواح کے قبروں کے پاس افنیۃ القبور میں نہ ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ جن بزرگانِ دین اور صلحاء امت کے مزاروں پر لوگ جمع ہوکر مشرکانہ رسوم بجالاتے ہیں اور قبروں پر جاکر ان کو پکارتے اور ان کے نام کی نذریں دیتے ہیں قیامت کے دن وہ صاف صاف اعلان کریں گے فکفیٰ باللہ شہیدا بیننا وبینکم ان کنا عن عبادتکم لغفلین (یونس ع ۳) یعنی خدا شاہد ہے کہ ہمارے مزاروں پر تم جو مشرکانہ کام کرتے رہے ہم ان سے بالکلیہ بے خبر تھے اور ہمیں پتہ بھی نہ تھا کہ تم کیا کر رہے ہو۔ اگر ان کی ارواح قبروں میں ہوں تو انہیں زائرین کے تمام احوال معلوم ہونے چاہئیں۔

حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں فالقول الثابت ان اجزاء البدن من المیت لا سماع لہا ولا شعور ولا فرح ولا سرور فی البرزخ لہ (تحریرات ص۲۱) یعنی میت کے اجزاء بدن میں حس وشعور نہیں اور نہ وہ سنتے ہیں۔ رہا یہ کہ حدیثوں میں آتا ہے کہ منکر ونکیر قبر میں آکر میت کو بٹھاتے اور اس سے سوالات

پوچھتے ہیں اسی طرح نیک لوگوں کو قبر میں فرح وسرور اور بدکاروں کو عذاب ہوتا ہے پھر اس کا کیا مطلب ہوگا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ قبر سے یہ گڑھا مراد نہیں بلکہ
اس سے عالم برزخ مراد ہے۔ اور میت کو بٹھانا اور اس سے سوال کرنا وغیرہ برزخی امور ہیں جنہیں محسوسات پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ فعند الحنفیۃ الجسد میت
لا یسمع فما ورد من وسعۃ القبر والاجلاس یقولون المراد بالقبر البرزخ ومن الاجلاس ومن عود الروح وسعۃ القبر وضرب المرزبۃ وسماع
الاصوات هو امر مغایر المحسوسات لحواسنا الظاهریۃ الخ (تحریرات ص۳۲) عود روح کے بارے میں حضرت شیخ قدس سرہٗ کی تحقیق یہ ہے کہ برزخ میں لذت والم اور
سرور وعذاب کا احساس روح کو ہرگز نہیں ہوتا روح ایک ایسی چیز ہے جو احساس الم سے ماوراء ہے اسے تکلیف تو کسی حال میں نہیں ہوتی البتہ اسے لذت وسرور
کا احساس ضرور ہوتا ہے۔ احساس الم نفس کو ہوتا ہے جو روح سے ایک جدا چیز ہے البتہ روح سے اس کا گہرا تعلق ہے جیسا کہ دھوئیں کا آگ سے۔ یہ نفس بدن کا جزو اصلی ہے جو ابتداء سے
آخر تک باقی رہتا ہے۔ یہی وہ نسمہ ہے جسے جنت میں پرندے کے قالب میں داخل کیا جائے گا۔ قلت هذا المعبر بالجزء الباقی من البدن هو النفس و هی شبیهة
بالروح ممازجة ملازمة لها کالدخان للنار فهی لمتألمة المتلذذة واما الروح فلا تتألم اصلا ولا تتلذذ بغیر ذکر وعز من یفرق بینهما (ایضاً ص۲۰)
۴۱ھ یہ توحید پر تیرہویں عقلی دلیل ہے۔ اے بنی آدم اپنی پیدائش کے مختلف اطوار وادوار دیکھو جب تم پیدا ہوئے اس وقت تم ہر لحاظ سے کمزور تھے، بچپن کے
بعد عمر میں اضافے کے ساتھ ساتھ بدن میں قوت بھی بڑھتی گئی یہاں تک کہ عین عالم شباب میں تمہاری بدنی قوت بھی عروج کو پہنچ گئی۔ اس کے بعد عمر ڈھلنا شروع
ہوئی تو قوت میں ضعف نمودار ہونے لگا یہاں تک کہ ضعف کی آخری حد بڑھاپے تک پہنچ گئے۔ یہ قوت وضعف، جوانی و بڑھاپا سب اللہ کے اختیار میں ہے
وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْقَدِيْرُ اور وہی سب کچھ جاننے والا اور وہی سب کچھ کرنے والا ہے لہٰذا وہی سب کا کارساز اور حاجت روا ہے اور اس کے سوا کوئی دعا اور
پکار کے لائق نہیں۔ **۴۲ھ** یہ تخویف دنیوی ہے۔ قیامت کے دن مجرمین قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ قبروں میں وہ ایک ساعت سے زیادہ نہیں ٹھہرے قیامت کی
ہولناکی کے باعث انہیں یہ بھی یاد نہیں رہے گا کہ وہ قبروں میں بہت طویل عرصہ ٹھہرے ہیں۔ كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ جس طرح وہ قیامت میں صحیح بات نہیں بتا سکیں
گے اسی طرح دنیا میں بھی حق سے پھیر دئیے جاتے تھے اور باطل کی پیروی کرتے تھے یصرفون من الحق الی الباطل ومن الصدق الی الکذب (کبیر ج ۶ ص۴۳۲)
۴۳ھ لیکن جو لوگ دنیا میں علم وایمان کی دولت سے بہرہ ور تھے وہ کہیں گے تم اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق قیامت تک کا طویل عرصہ قبروں میں رہے ہو اب قیامت
قائم ہو چکی ہے اور آج قیامت ہی کا دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا لیکن تم اس کی آمد پر یقین نہیں کرتے تھے۔ اور اسے حق نہیں جانتے تھے۔ وَلٰكِنَّكُمْ
كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ انہ حق (روح ج۲۱ ص۶۱) **۴۴ھ** قیامت کے دن مشرکین کے لئے کوئی عذر و بہانہ مفید ثابت نہ ہوگا، ان کی طرف سے کوئی معذرت قبول نہیں کی
جائے گی اور نہ انہیں توبہ کر کے اور اپنے گناہوں کی تلافی کر کے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا موقع ہی دیا جائے گا۔ ای لا یطلب منهم الاعتاب وهو ازالة العتب
یعنی التوبة التی تزیل اثار الجریمة لا تطلب منهم لانها لا تقبل منهم (کبیر) **۴۵ھ** یہ معاندین پر شکوی ہے یعنی ہم نے لوگوں کو ہر اسلوب اور ہر انداز کے ساتھ
مسئلہ توحید، رسالت اور حشر ونشر کو واضح کر کے بیان کر دیا ہے اس کے باوجود وہ نہیں مانتے ان کو تو اگر آپ کوئی عظیم الشان معجزہ بھی دکھا دیں تو یہ معاندین پھر بھی
کہیں گے کہ تم باطل پر ہو ہم تمہاری بات نہیں مانتے۔ **۴۶ھ** کاف بمعنی لام تعلیلیہ ہے اور ذٰلِكَ سے تکذیب کی طرف اشارہ ہے جو ماقبل سے مفہوم ہے یعنی ضد وعناد کی
بنا پر تکذیب کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ایسے معاندین کے دلوں پر مہر جباریت لگا دیتا ہے جو حق کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے اور اہوار وخرافات کی پیروی میں اپنی عمر
کھو دیتے ہیں۔ لا یعلمون لا یطلبون العلم ولا یتحرون الحق بل یصرون علی خرافات اعتقدوها وترهات ابتدعوها (ابو السعود ج ۶ ص۳۲) **۴۷ھ** یہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے اور وعدۂ نصرت کا دوسری بار اعادہ ہے۔ اگر معاندین اتنے واضح بیانات کے باوجود انکار سے باز نہیں آتے تو آپ آزردۂ
خاطر اور ملول نہ ہوں، ان کی ایذاؤں پر صبر کریں اللہ تعالیٰ کا وعدۂ نصرت حق ہے۔ اللہ تعالیٰ لامحالہ آپ کے دشمنوں کو ذلیل ورسوا اور مقہور ومغلوب کرے گا اور
آپ کو اور آپ کے متبعین کو بدر میں ان پر فتح وغلبہ عطا فرمائے گا۔ وَلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الخ ان منکرین توحید ورسالت اور جاحدین بعث ونشور کا معاندانہ رویہ آپ کی
گھبراہٹ یا عجلت میں ان کے لئے بددعا کرنے کا باعث نہ بننے پائے کیونکہ اگر وہ اسی ڈگر پر قائم رہے تو ہمارا عذاب ان پر آکر رہے گا۔ ای لا یحملنك هؤلاء الذین
لا یوقنون بالاخرة علی الخفة والعجلة فی الدعاء علیهم بالعذاب اولا یحملنك علی الخفة والقلق جزعا مما یقولون ویفعلون (مدارک ج ۳ ص۲۱۳)

* * *

سورۂ روم میں آیات توحید

اور اس کی خصوصیات

۱۔ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ۔ (۱ع) فتح وشکست اللہ کے اختیار میں ہے۔

۲۔ وَلَمْ یَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ شُفَعٰٓؤُا (۲ع) نفی شفاعت قہری۔

۳۔ وَمِنْ اٰیٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ ــــ تا ــــ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝ (۳ع) نفی شرک فی التصرف۔

۴۔ ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ الخ (۴ع) نفی تصرف واختیار از معبودانِ باطلہ۔

۵۔ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا ــ تا ــ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَیْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝ توحید تمام پیغمبروں کا دین ہے۔

۶۔ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ ــ تا ــ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ۝ نفی شرک فی التصرف۔

۷۔ وَمِنْ اٰیٰتِهٖٓ اَنْ یُّرْسِلَ الرِّیَاحَ ــ تا ــ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ (۵ع) نفی شرک فی التصرف۔

۸۔ اَللّٰهُ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ ــ تا ــ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ نفی شرک فی التصرف۔

۹۔ كَذٰلِكَ یَطْبَعُ اللّٰهُ الخ جو لوگ حق واضح ہوجانے اور حجت خداوندی قائم ہوجانے کے بعد بھی محض ضد و عناد کی وجہ سے حق کو نہ مانیں ان کے دلوں پر مہر جباریت ثبت کرکے ان سے قبول حق کی توفیق واستعداد سلب کرلی جاتی ہے۔

(آج بتاریخ ۲۰ر ربیع الاول ۱۳۸۶ھ مطابق ۶ر جولائی ۱۹۶۶ء بروز پنج شنبہ
قبل دوپہر سورۂ روم کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ تعالیٰ اولاً وآخراً والصلوٰۃ
والسلام علی رسولہ دائماً ابداً وعلی سائر عبادہ الصالحین متوالیاً سرمداً۔)

سورۂ لقمان

ربط سورۂ لقمان کو ماقبل کے ساتھ نامی ربط یہ ہے کہ سورۂ روم میں کہا گیا رومیو! اگر تم توحید پر قائم رہے تو اس مغلوبیت کے بعد تمھیں مشرکین پر غلبہ دیدیا جائیگا۔ سورۂ لقمان میں بتایا جائے گا کہ مسئلہ توحید جس کی برکت سے رومیوں کو مشرکین پر غلبہ حاصل ہوگا اس قدر اہم ہے کہ لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے وقت مسئلہ توحید کو تمام نصائح میں سرفہرست رکھا۔

سورۂ لقمان کو ماقبل کے ساتھ معنوی ربط یہ ہے کہ سورۂ روم میں بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ضرور فتح عطا کریگا بشرطیکہ تم شرک نہ کرو اور توحید پر قائم رہو۔ اب اس سورت میں بیان توحید اور نفی شرک علی وجہ الکمال ہوگی گویا یہ سورت سورۂ روم کے لئے بمنزلہ تتمہ ہے۔

خلاصہ تمہید مع ترغیب کے بعد نفی شرک پر ایک نقلی دلیل اور آٹھ عقلی دلیلیں پیش کی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک علی سبیل الاعتراف من الخصم ہے نیز آٹھ میں دو نفی شرک فی العلم پر اور باقی چھ نفی شرک فی التصرف پر دلالت کرتی ہیں۔ دو بار دلائل کا ثمرہ ذکر کیا گیا ہے ایک بار اجمالی۔ تیسری دلیل عقلی کے بعد قل الحمد للہ میں اور ایک بار تفصیلی چھٹی عقلی دلیل کے بعد ذٰلک بان اللہ ھو الحق الخ میں تلک اٰیٰت الکتٰب الحکیم۔ تا ـــــ وھو العزیز الحکیم تمہید مع ترغیب ہے۔ اس میں انسانوں کی دو قسمیں بیان کی گئی ہیں ایک محسنین یعنی نیک روش اختیار کرنیوالے۔ ان کے لئے قرآن سراپا ہدایت و رحمت ہے۔ دوم غیر محسنین یعنی معاندین اور کج روی اختیار کرنیوالے جو قرآن کو سننے کے بجائے مشرکانہ قصے کہانیاں اور آلات لہو و لعب سے دلچسپی لیتے اور ان کو غور سے سنتے ہیں۔ قرآن کے انکار کی وجہ سے ان کی گمراہی اور عمیٰ میں مزید اضافہ ہوگا وہ انوار قرآن سے محروم رہیں گے اور جہنم کا ایندھن بنیں گے۔

خلق السمٰوٰت ـــــ تا ـــــ فی ضلٰل مبین نفی شرک فی التصرف پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو پیدا کر کے اپنی قدرت سے تھام رکھا ہے، یہ پہاڑ بھی اُسی نے بنائے، یہ ساری مخلوق بھی اسی نے پیدا کی اور آسمان سے بارش برسا کر گونا گون نباتات اسی نے پیدا کی۔ جب ساری کائنات کا خالق اور اس میں متصرف وہی ہے تو سب کا کارساز بھی وہی ہے۔ مشرکین اللہ کے سوا جن کو کارساز سمجھتے ہیں انہوں نے تو کچھ بھی پیدا نہیں کیا اس لئے وہ کارساز بھی نہیں ہو سکتے اور نہ دعاء اور پکار کے لائق ہو سکتے ہیں۔

ولقد اٰتینا لقمٰن الحکمۃ (ع ۲) یہ توحید پر دلیل نقلی ہے لقمان سے واذ قال الخ یہ بیان حکمت ہے۔ حضرت لقمان بھی چونکہ محسنین میں سے تھے اس لئے انہوں نے بیٹے کو نصیحت کرتے وقت سب سے پہلے شرک سے منع کیا۔ ووصینا الانسان الخ یہ ادخال الٰہی ہے۔ یٰبنی انھا ان تک الخ کلام حضرت لقمان۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر اور ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ یٰبنی اقم الصلوٰۃ ذکر امر مصلح۔ ولا تصعر خدک ـــ تا ـــ لصوت الحمیر اخلاق فاضلہ کی تعلیم۔

الم تروا ان اللہ سخر الخ (ع ۳) توحید پر دوسری عقلی دلیل۔ زمین و آسمان میں جو کچھ بھی ہے سب اللہ ہی کے ملک و تصرف میں ہے اور ہر چیز کو اسی ہی نے انسان کی خدمت میں لگا رکھا ہے اور یہ تمام ظاہری و باطنی انعامات بھی اسی ہی نے عطاء فرمائے ہیں لہٰذا وہی سب کا کارساز ہے اور کوئی نہیں ومن الناس الخ یہ زجر ہے۔ توحید پر ایسے واضح دلائل کے باوجود معاندین پھر بھی اس میں جھگڑتے ہیں حالانکہ ان کے پاس نہ کوئی عقلی دلیل ہے نہ دلیل وحی نہ دلیل نقلی واذا قیل لھم الخ یہ شکوی ہے اور اگر ان سے کہا جائے کہ آؤ اللہ کی آیتوں پر ایمان لاؤ تو کہہ دیتے ہیں ہم تو اسی عقیدے پر قائم رہیں گے جس پر ہمارے باپ دادا تھے ومن یسلم وجھہ الخ محسنین کے لئے بشارت ہے ومن کفر الخ یہ تخویف اخروی مع تسلی ہے۔

ولئن سألتھم الخ یہ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے لیکن علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ جب مشرکین خود اعتراف کرتے ہیں کہ زمین و آسمان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے تو پھر اس میں کیا شبہ رہ جاتا ہے کہ سارے جہان میں متصرف اور سب کا کارساز بھی وہی ہے۔ قل الحمد للہ یہ دلائل مذکورہ کا ثمرہ ہے ان دلائل سے معلوم ہوا کہ تمام صفات کارسازی اللہ کے ساتھ مختص ہیں اور ان میں کوئی اسکا شریک نہیں۔ للہ ما فی السمٰوٰت والارض الخ یہ توحید پر چوتھی عقلی دلیل ہے۔ جب ساری کائنات کا مالک اور اس میں متصرف وہی ہے تو سب کا کارساز بھی وہی ہے۔

ولو ان ما فی الارض الخ یہ توحید پر پانچویں عقلی دلیل ہے اور اس سے نفی شرک فی العلم مقصود ہے۔ اللہ تعالیٰ کے معلومات اس قدر زیادہ اور بے شمار ہیں کہ اگر ساری دنیا کے درختوں کی قلمیں بنا لی جائیں اور تمام سمندر سیاہی ہو جائیں بلکہ سات گنا سمندر مزید بھی ہوں تو یہ تمام سمندر ختم ہو جائینگے لیکن اللہ تعالیٰ کے معلومات پھر بھی احاطۂ تحریر میں نہیں آسکیں گے۔ الم تر ان اللہ یولج الخ یہ توحید پر چھٹی عقلی دلیل ہے یہ سارا نظام کائنات اللہ تعالیٰ کے اختیار و تصرف میں ہے اس لئے سب کا کارساز بھی وہی ہے ذٰلک بان اللہ ھو الحق الخ یہ دلائل مذکورہ کا تفصیلی ثمرہ ہے یعنی دلائل بالا سے واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ ہی کارساز اور معبود برحق ہے اور وہی دعاء اور پکار کے لائق ہے اور اللہ سے ورے مشرکین جن کو کارساز سمجھ کر پکارتے ہیں وہ باطل ہے الم تر ان الفلک تجری الخ (ع ۴) یہ توحید پر ساتویں عقلی دلیل ہے اللہ تعالیٰ جو محض اپنی مہربانی سے دریاؤں اور سمندروں میں کشتیوں اور جہازوں کو کنارے لگاتا ہے وہی سب کا کارساز ہے واذا غشیھم موج الخ یہ مشرکین پر زجر ہے۔ جب ان کی کشتیاں پانی کی موجوں میں گھر جاتی ہیں تو خالصۃً اللہ کو پکارتے ہیں لیکن اللہ ان کو صحیح سلامت کنارے لگا دیتا ہے تو ان میں سے بہت کم لوگ حق پر (خالص اللہ کی پکار پر) قائم رہتے ہیں اور

اکثر پھر شرک کرنے لگتے ہیں یایھا الناس اتقوا الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ ان اللہ عندہ علم الساعۃ الخ یہ توحید پر آٹھویں عقلی دلیل ہے اس سے بھی نفی شرک فی العلم مقصود ہے۔ قیامت کب آئیگی؟ بارش کب ہوگی اور کس قدر ہوگی؟ مادہ کے رحم میں کیا ہے؟ نر یا مادہ، کالا یا گورا، سعید یا شقی۔ کل کیا ہوگا؟ اور آدمی کو موت کب اور کہاں آئیگی؟ یہ پانچوں امور مفاتح الغیب ہیں جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ جب سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے تو سب کا کارساز اور حاجت روا بھی وہی ہے اور کوئی نہیں ے۲ تلک ایت الخ یہ تمہید مع ترغیب ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ اس کتاب حکیم سے محسنین کیا اثر قبول کرتے ہیں اور ان کی جزاء کیا ہوگی نیز معاندین پر اس کا کیا اثر ہوتا ہے اور ان کی سزا کیا ہوگی۔ الحکیم ای ذی الحکمۃ (روح ج ۲۱ ص ۶۵) یعنی یہ قرآن حکمت و دانائی سے لبریز مضامین پر مشتمل ہے الکتاب کی صفت الحکیم سے اس طرف اشارہ ہے کہ اس سورت میں زیادہ تر دلائل عقلیہ مذکور ہوں گے۔ چنانچہ اس سورت میں آٹھ دلائل عقلیہ اور صرف ایک دلیل نقلی مذکور ہے ے۳ ھدی الخ المحسنین نیک روی اختیار کرنیوالے اور اخلاص کے ساتھ اعمال حسنہ بجالانیوالے المحسنین الذین یعملون الحسنات (بحر ج ۷ ص ۱۸۳) یعنی جو بیان آگے آرہا ہے وہ محسنین کے لئے سراپا ہدایت و رحمت ہے۔ اس سورت کو رحمت و ہدی اس لئے کہا گیا کہ اس میں توحید کا علی وجہ الکمال بیان ہے اور غیر اللہ سے بالتفصیل علم غیب کی نفی کی گئی ہے۔ الذین یقیمون الصلوۃ الخ یہ المحسنین کی صفت کاشفہ ہے۔ زکوۃ سے یا زکوۃ اموال مراد ہے کیونکہ زکوۃ کی نفس فرضیت مکہ میں ہوچکی تھی البتہ تعیین نصابات مدینہ میں ہوئی۔ ان الزکوۃ ایجابھا کان بمکۃ کالصلوۃ وتقدیر الانصباھو الذی کان بالمدینۃ (روح ج ۲۱ ص ۶۴) یا زکوۃ سے عقائد و اعمال کی طہارت مراد ہے یعنی وہ اپنے عقائد و اعمال کو شرک کی پلیدی سے پاک رکھتے ہیں ے۴ اولئک علی ھدی الخ یہ محسنین کے لئے بشارت اخروی ہے یعنی مذکورہ بالا اوصاف والے لوگ واقعی اللہ کی توفیق سے سیدھی راہ پر ہیں اور آخرت میں نجات و فلاح کے مستحق بھی یہی لوگ ہوں گے ے۵ ومن الناس الخ یہ محسنین کے مقابلے میں معاندین پر زجر اور ان کے لئے تخویف اخروی ہے محسنین کے مقابلے میں کچھ ایسے بدکردار اور ضدی لوگ بھی موجود ہیں جو ہر باطل اور بیہودہ بات کی پیروی کرتے اور لوگوں کے دلوں میں شبہات شرکیہ ڈال کر ان کو راہ راست سے بہکاتے ہیں۔ لھو الحدیث کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں اس سے گانا اور آلات لہو مراد ہیں۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں ھو

سُوْرَةُ لُقْمٰنَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ
سورۂ لقمٰن لہ مکہ میں نازل ہوئی اس کی چونتیس آیتیں ہیں اور چار رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓمّٓ ① تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ② هُدًى وَّرَحْمَةً
یہ ے۲ آیتیں ہیں پکی کتاب کی ہدایت ہے ے۳ اور مہربانی

لِّلْمُحْسِنِيْنَ ③ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ
نیکی کرنیوالوں کے لئے جو کہ قائم رکھتے ہیں نماز اور دیتے ہیں

الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ④ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ
زکوٰۃ اور وہ ہیں جو آخرت پر ان کو یقین ہے انہوں نے پائی ہے راہ ے۴

رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ⑤ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ
اپنے رب کی طرف سے اور وہی مراد کو پہنچے اور ایک وہ لوگ ہیں ے۵ کہ خریدار ہیں

لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا
کھیل کی باتوں کے ف۱ تا بچلائیں اللہ کی راہ سے بن سمجھے اور ٹھہرائیں اسی کو ہنسی

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ⑥ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا
وہ جو ہیں ان کو ذلت کا عذاب ہے ف۱ اور جب سنائے اس کو ہماری آیتیں ے۶ پیٹھ دے جائے غرور سے

كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْۤ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ⑦
گویا ان کو سنا ہی نہیں گویا اس کے دونوں کان بہرے ہیں سو خوشخبری دے اس کو دردناک عذاب کی

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ ⑧ خٰلِدِيْنَ
جو لوگ ے۷ یقین لائے اور کئے بھلے کام انکے واسطے ہیں نعمت کے باغ ہمیشہ رہا کریں

فِيْهَا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ⑨ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
ان میں وعدہ ہوچکا اللہ کا سچا اور وہ زبردست ہے حکمتوں والا بنائے آسمان ے۸

ر۱ تمہید مع ترغیب ۱۲

ر۲ بشارت اخروی برائے محسنین ۱۲

ر۳ غیر محسنین پر زجر اور ان کیلئے تخویف اخروی ۱۲

ح تخویف اخروی

۵ بشارت اخروی ۱۲

۶ توحید پر پہلی عقلی دلیل ۱۲

موضح قرآن ف۱ ایک کافر تھا جس کو دیکھتا کہ نرم دل ہوا مسلمانی کی طرف جھکا اپنے گھر لے جاتا۔ شراب پلاتا اور راگ و ناچ دکھاتا۔ اس رندی کی مجلس سے ایمان کا اثر مٹ جاتا اس کو یہ فرمایا۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی مثل قصہ رستم و اسفندیار ۱۲۔

الغناء و اشباھہ یعنی اس سے گانا بجانا اور اسی طرح کے دیگر باطل اور بیہودہ کام مراد ہیں۔ حضرت حسن رح کہتے ہیں ہر وہ بیہودہ اور خرافات جو اللہ کی عبادت سے روکے کل ماشغلک عن عبادۃ اللہ تعالےٰ و ذکرہ من السمر والاضاحیک والخرافات والغناء ونحوھا۔ امام ضحاک رح کہتے ہیں اس سے مراد شرک ہے ان لھو الحدیث الشرک (الکل من الروح ج ۲۱ ص۶۶) اسی طرح حضرت حسن بصری سے بھی منقول ہے وعن الحسن ایضا ھو الکفر والشرک (قرطبی ج ۱۴ ص۵۲) اس سے معلوم ہوا کہ گانا بجانا اور ہر قسم کے آلات لہو ولعب مثلاً سارنگی، طاؤس درباب وغیرہ سب حرام اور ناجائز ہیں گانا بجانا اور آلات لہو کی حرمت پر تمام اماموں کا اجماع ہے۔ بلکہ یہ ہر دین میں حرام رہا ہے جیسا کہ فتاوےٰ تاتار خانیہ میں ہے۔ اعلم ان التغنی حرام فی جمیع الادیان (روح ج ۲۱ ص۶۸) امام ابوحنیفہ، سفیان ثوری، حماد بن ابی سلیمان، ابراہیم نخعی، امام شعبی، تمام علماء کوفہ اور تمام علماء بصرہ کے نزدیک گانا بجانا بالاتفاق حرام ہے ان الامام اباحنیفۃ یکرہ الغناء ویجعلہ من الذنوب وکذلک مذھب اھل الکوفۃ سفیان وحماد وابراھیم والشعبی وغیرھم لا اختلاف بینھم فی ذلک ولا نعلم خلافا بین اھل البصرۃ فی کراھۃ ذلک والمنع منہ انتھی وکان مرادہ بالکراھۃ الحرمۃ (روح ج ۲۱ ص۶۹) امام مالک رح سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا یہاں کے فاسق و فاجر لوگ یہ کام کرتے ہیں انما یفعلہ عندنا الفساق (قرطبی ج ۱۴ ص۵۵ و روح) امام شافعی نے فرمایا گانا بجانا ایک ناپسندیدہ لہو ہے جو باطل سے مشابہ ہے ان الغناء لھو مکروہ یشبہ الباطل (روح و قرطبی) امام احمد بن حنبل سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا اس سے دل میں نفاق پیدا ہوتا ہے۔ وعن عبد اللہ بن الامام احمد انہ قال سألت ابی عن الغناء فقال ینبت النفاق فی القلب (روح) طبری کہتے ہیں تمام علمائے امصار کا غناء کی حرمت پر اجماع ہے۔ قال الطبری فقد اجمع علماء الامصار علی کراھۃ الغناء والمنع منہ (قرطبی ج ۱۴ ص۵۶) ابن الصلاح نے بھی اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ قال ابن الصلاح فی فتاواہ بعد کلام طویل فاذن ھذا السماع حرام باجماع اھل الحل والعقد من المسلمین انتھی (روح) اسی طرح یہ صوفیوں کا سماع جسے قوالی کہا جاتا ہے بدعت سیئہ اور حرام ہے فاما ما ابتدعتہ الصوفیۃ الیوم من الادمان علی سماع المغانی بالآلات المطربۃ من الشبابات والطار والمعازف والاوتار فحرام (قرطبی ج ۱۴ ص۵۴)

آیت کا حاصل یہ ہوا کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو قرآن سننے کے بجائے لہو ولعب میں منہمک رہتے ہیں اور لوگوں کے دلوں میں شبہات شرکیہ ڈال کر ان کو راہِ توحید سے برگشتہ کرتے ہیں اور آیات قرآنیہ کا مذاق اڑاتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے قرآن عمی اور رد قرہے ان کے لئے ذلت آمیز اور رسوا کن عذاب تیار ہے۔

۶ و اذا تتلی الخ ان معاندین پر جب اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ کبر و غرور اور کمال بے اعتنائی کے ساتھ ان سے منہ موڑ لیتے ہیں گویا کہ وہ کانوں سے بہرے ہیں اور انہوں نے ان کو سنا ہی نہیں فبشرہ بعذاب الیم معاندین کے لئے تخویف اخروی ہے یعنی جس طرح دنیا میں اللہ کی آیتیں سننے سے انہیں تکلیف ہوتی تھی اسی طرح وہ آخرت میں عذاب جہنم کی تکلیف میں مبتلا ہوں گے ای یوم القیامۃ یؤلمہ کما تألم بسماع کتاب اللہ وآیاتہ (ابن کثیر ج ۳ ص۴۴۳)۔

۷ ان الذین الخ یہ محسنین کے لئے بشارت اخروی ہے یعنی جو لوگ اللہ کی خالص توحید پر ایمان لائے اور پورے اخلاص کے ساتھ نیک عمل کئے ان کیلئے بے شمار نعمتوں کے باغ ہوں گے جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا نہایت ہی پختہ وعدہ ہے جو لامحالہ پورا ہوگا۔

۸ خلق السموٰت الخ تمہید کے بعد توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ یعنی اللہ تعالےٰ نے آسمانوں کو پیدا کیا اور ستونوں کے بغیر ان کو تھام رکھا ہے، زمین پر پہاڑ رکھ دیئے تاکہ وہ ڈانواں ڈول نہ ہو اور اس پر ہر قسم کی مخلوق پیدا کی اور آسمان سے بارش برسا کر زمین سے انواع واقسام کی عمدہ اور نفع بخش نباتات پیدا کی۔ بغیر عمد ترونھا۔ یعنی وہاں سرے سے ستون ہیں ہی نہیں۔ اس لئے نظر کیا آئیں۔ ان تمید بکم بمعنی لئلا تمید بکم (قرطبی ج ۱۴ ص۵۸)

۹ھ هذا خلق اللہ الخ یہ تمام مذکورہ چیزیں تو اللہ کی مخلوق ہیں اے مشرکین! اللہ کے سوا جن کو تم نے متصرّف و کارساز سمجھ رکھا ہے ذرا دکھاؤ تو سہی انہوں نے کیا کچھ پیدا کیا ہے۔ جب ساری کائنات کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے تو لامحالہ سب کا کارساز بھی وہی ہے اور وہی ہر قسم کی عبادت اور پکار کا مستحق ہے اور معبودان باطلہ چونکہ ایک ذرّے کے بھی خالق نہیں اس لئے وہ معبود اور کارساز ہونے کے لائق بھی نہیں ماذا خلق الذین من دونہ مما اتخذتموهم شرکاء له سبحانہ فی العبادة حتی استحقوا بہ المعبودیة (روح ج ۲۱ ص ۸۲) بل الظلمون الخ یہ ماقبل سے اضراب ہے یعنی یہ بات نہیں کہ معبودان باطلہ کی کوئی مخلوق دیکھ کر انہوں نے ان کے مستحق عبادت ہونے پر استدلال کیا ہے بلکہ یہ صریح گمراہی میں ہیں اور ان سے قوّت فہم سلب کر لی گئی ہے اور وہ ضلالت وجہالت کی اس حد کو پہنچ چکے ہیں کہ مخلوق کی عبادت اور پکار میں مصروف ہیں ۱۰ھ ولقد اٰتینا الخ یہ توحید پر نقلی دلیل ہے یعنی جس طرح عقل سے بطلان شرک واضح ہے اسی طرح نقل بھی بطلان شرک پر شاہد ہے۔ چنانچہ لقمان جو محسنین میں سے تھا اس کو ہم نے حکمت اور دانائی عطا کی تو اس نے اپنے بیٹے کو حکیمانہ پند و نصائح کرتے وقت سب سے پہلے شرک سے بچنے کی نصیحت کی جمہور مفسرین کا قول ہے کہ لقمان ولی تھا نبی نہیں تھا عکرمہ اور شعبی کا قول ہے کہ وہ نبی تھے وعلیٰ هذا جمهور اهل التاویل انہ کان ولیا ولم یکن نبیا وقال بنبوتہ عکرمة والشعبی (قرطبی ج ۱۴ ص ۵۹) ان اشکرلی سے پہلے قلنا مقدر ہے۔ ہم نے لقمان کو حکمت دی اور کہا اس نعمت عظمیٰ کا شکر ادا کرو جو شخص اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہے اسکا فائدہ اسی کو ہے اور جو کفران نعمت کرتا ہے اس کا نقصان بھی اسی ہی کو ہوگا۔ اللہ تعالیٰ تو بے نیاز ہے اور صفات کمال کا مالک ہے اس کا اس سے کچھ نقصان نہیں۔ ثواب الشکر لا یحصل الا للشاکرین اذ هو تعالیٰ غنی عن الشکر فشکر الشاکر لا ینفعہ وکفر من کفر لا یضرہ (بحر ج ۷ ص ۱۸۶) ۱۱ھ واذ قال لقمٰن الخ یہاں سے لیکر رکوع کے آخر تک لقمان کی حکیمانہ پند و نصائح کا ذکر ہے۔ پند و نصیحت میں حضرت لقمان نے بلاشبہ حکیمانہ انداز اختیار کیا۔ سب سے پہلے خالق حقیقی کا حق بتایا۔ اس کے بعد دوسری باتوں کی وصیت کی۔ لا تشرک باللہ اللہ کے عبادت، دعاء اور پکار میں کسی کو شریک مت بنانا بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ اما الاشراک فوضع المعبودیة فی غیر اللہ تعالیٰ ولا یجوز ان یکون غیرہ معبودا

بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَأَلْقَىٰ فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ
بغیر ستونوں کے دیکھتے ہو تم انکو اور رکھ دیئے زمین پر پہاڑ کہ
تَمِيدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ ۚ وَأَنْزَلْنَا
تم کو لے کر جھک نہ پڑے اور بکھیر دیئے اس میں سب طرح کے جانور اور اتارا ہم نے
مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ
آسمان سے پانی پھر اگائے زمین میں ہر قسم کے جوڑے
كَرِيمٍ ⑩ هَٰذَا خَلْقُ اللَّهِ فَأَرُونِي مَاذَا خَلَقَ
خاصے یہ سب کچھ بنایا ہوا ہے اللہ کا ۹ھ اب دکھلاؤ مجھ کو کیا بنایا ہے
الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ ۚ بَلِ الظَّالِمُونَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ⑪
اوروں نے جو اس کے سوا ہیں کچھ نہیں پر بے انصاف صریح بھٹک رہے ہیں
وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ أَنِ اشْكُرْ لِلَّهِ ۚ وَمَنْ
اور ہم نے دی لقمان کو ۱۰ھ عقلمندی کہ حق مان اللہ کا اور جو کوئی
يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ
حق مانے اللہ کا تو مانے گا اپنے بھلے کو اور جو کوئی منکر ہوگا تو اللہ بے پرواہ ہے
حَمِيدٌ ⑫ وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا
سب تعریفوں والا ف۱ اور جب کہا لقمان نے ۱۱ھ اپنے بیٹے کو جب اس کو سمجھانے لگا اے بیٹے
تُشْرِكْ بِاللَّهِ ۖ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ⑬ وَوَصَّيْنَا
شریک نہ ٹھہرائیو اللہ کا بے شک شریک بنانا بھاری بے انصافی ہے اور ہم نے تاکید کر دی
الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ
انسان کو ۱۲ھ اس کے ماں باپ کے واسطے پیٹ میں رکھا اس کو اس کی ماں نے تھک تھک کر ف۲ اور دودھ
فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ ⑭
چھڑانا ہے اس کا دو برس میں کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا آخر مجھی تک آنا ہے ف۳

ع ۱ ۱۰

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

النصف

۱ توحید پر نقلی دلیل ۱۲

۲ ارضاء الٰہی ۱۲

موضح قرآن ف۱ حضرت لقمان غلام تھے حبشی حضرت داؤد کے وقت میں اللہ نے ان کو حکمت دی یعنی عقل کی راہ سے وہ باتیں کھولیں جو موافق ہوں پیغمبروں کے حکم کے ف۲ یہ کلام بیچ میں اللہ صاحب فرماتا ہے لقمان نے بیٹے کو ماں باپ کا حق نہ کہا تھا کہ اپنی غرض معلوم ہوتی۔ اللہ صاحب نے شرک کے پیچھے اور نصیحتوں سے پہلے ماں باپ کا حق فرمایا کہ بعد اللہ کے حق کے ماں باپ کا حق ہے۔ باپ نے اللہ کا حق بتایا۔ اللہ نے باپ کا اور رسول کا اور مرشد کا، حق اللہ ہی کی طرف میں ہے کہ اسی کے نائب ہیں۔

حاشیہ الرحمٰن ف۱ یعنی [illegible] وقت سے [illegible] واللہ اعلم ۱۲

وَاِنۡ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنۡ تُشۡرِكَ بِىۡ مَا لَيۡسَ لَكَ بِهٖ
اور اگر وہ دونوں تجھ سے اڑیں ۱۳ اس بات پر کہ شریک مان میرا اس چیز کو جو تجھ کو
عِلۡمٌ فَلَا تُطِعۡهُمَا وَصَاحِبۡهُمَا فِى الدُّنۡيَا مَعۡرُوۡفًا
معلوم نہیں۔ تو ان کا کہنا مت مان اور ساتھ دے ان کا دنیا میں دستور کے موافق
وَّاتَّبِعۡ سَبِيۡلَ مَنۡ اَنَابَ اِلَىَّ ۚ ثُمَّ اِلَىَّ مَرۡجِعُكُمۡ
اور راہ چل اس کی جو رجوع ہوا میری طرف پھر میری طرف ہے تم کو پھر آنا
فَاُنَبِّئُكُمۡ بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۵﴾ يٰبُنَىَّ
پھر میں جتلا دوں گا تم کو جو کچھ تم کرتے تھے ف اے بیٹے ۱۴
اِنَّهَاۤ اِنۡ تَكُ مِثۡقَالَ حَبَّةٍ مِّنۡ خَرۡدَلٍ فَتَكُنۡ
اگر کوئی چیز ہو برابر رائی کے دانے کی پھر وہ ہو
فِىۡ صَخۡرَةٍ اَوۡ فِى السَّمٰوٰتِ اَوۡ فِى الۡاَرۡضِ يَاۡتِ
کسی پتھر میں یا آسمانوں میں یا زمین میں لا حاضر کرے
بِهَا اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيۡفٌ خَبِيۡرٌ ﴿۱۶﴾ يٰبُنَىَّ اَقِمِ
اس کو اللہ بے شک اللہ جانتا ہے چھپی ہوئی چیزوں کو خبردار ہے اے بیٹے قائم رکھ
الصَّلٰوةَ وَاۡمُرۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَانۡهَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ وَ
نماز ۱۵ اور سکھلا بھلی بات اور منع کر برائی سے اور
اصۡبِرۡ عَلٰى مَاۤ اَصَابَكَ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ مِنۡ عَزۡمِ الۡاُمُوۡرِ ﴿۱۷﴾
تحمل کر جو تجھ پر پڑے بے شک یہ ہیں ہمت کے کام ف۲
وَلَا تُصَعِّرۡ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمۡشِ فِى الۡاَرۡضِ مَرَحًا ؕ
اور اپنے گال مت پھلا لوگوں کی طرف ۱۶ اور مت چل ۱۷ زمین پر اترا تا
اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخۡتَالٍ فَخُوۡرٍ ﴿۱۸﴾ وَاقۡصِدۡ فِىۡ مَشۡيِكَ
بیشک اللہ کو نہیں بھاتا کوئی اترانا بڑائیاں کرنیوالا ف۳ اور چل ۱۸ بیچ کی چال

اصلا (کبیر ج ۶ ص ۷۳۵) ۱۲ ووصینا الخ یہ ادخال الٰہی ہے۔ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو اللہ کا حق ادا کرنے کی نصیحت کی تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے والدین کے حقوق ادا کرنے اور ان سے حسن سلوک کا حکم دیا اور ساتھ ہی فرما دیا کہ والدین کا اگرچہ بہت حق ہے انہوں نے تیری پرورش کی اور تیری خاطر بڑی تکلیفیں اٹھائیں اس لئے ان کی اطاعت اور ان سے نیک سلوک تجھ پر فرض ہے لیکن اگر وہ تجھ کو شرک پر مجبور کریں تو اس معاملے میں ہرگز ان کی اطاعت نہ کرنا۔ وھنا علے وھن کمزوری پر کمزوری یعنی جس قدر جنین نشو نما پاتا ہے اسی قدر والدہ کمزوری کا شکار ہوتی جاتی ہے۔ پھر دو سال بچے کو دودھ پلاتی ہے۔ والدہ چونکہ بچے کی خاطر بہت تکلیف اٹھاتی ہے اس لئے وہ زیادہ شکرگزاری کی مستحق ہے ان اشکرلی الخ ان تفسیریہ اور یہ وصینا کا بیان ہے۔ تفسیر لوصینا کما اختارہ النحاس فان تفسیریۃ (روح ج ۲۱ ص ۸۶) ۱۳ وان جاھدک الخ اگر ماں باپ تجھ پر زور ڈالیں اور تجھے شرک پر مجبور کریں تو اس معاملے میں ان کی ہرگز اطاعت نہ کر البتہ دنیا میں ان کے دوسرے حقوق ادا کرتا رہ اور اطاعت صرف اسی کی کر جو توحید پر قائم ہو اور شرک سے بیزار ہو۔ ای رجع الی بالتوحید والاخلاص بالطاعۃ (روح ج ۲۱ ص ۸۷) پھر قیامت کے دن تم سب میرے سامنے حاضر ہو گے تو وہاں ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزا و سزا دی جائیگی ۱۴ یٰبنی انھا الخ یہ کلام لقمان ہے اس میں ایک طرف تو جزاء و سزا کی طرف اشارہ ہے اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کے علم غیب کلی اور اس کی قدرت کاملہ کا بیان ہے انھا کی ضمیر سے حسنہ اور سیئۃ مراد ہے یعنی نیکی (توحید وغیرہ) اور گناہ (شرک وغیرہ) اگر رائی کے برابر بھی ہوگا اور زمین و آسمان میں کہیں بھی ہوگا اللہ تعالیٰ اسے حاضر کرے گا اور اس پر جزا، و سزا دے گا کیونکہ وہ باریک سے باریک چیز کو جانتا ہے اور ہر چیز سے باخبر ہے۔ انھا ای الحسنۃ والسیئۃ ان کانت فی الصغر مثل حبۃ خردل ۔ ۔ ۔ ۔ لا تخفی علے اللہ (کبیر ج ۶، ص ۷۳۶) ۱۵ یٰبنی اقم الخ بیان توحید کے بعد بیٹے کو امر مصلح یعنی نماز قائم کرنے کا حکم دیا جو توحید پر قائم رہنے اور اعمال صالحہ بجا لانے میں ممد و معاون ہے وأمر بالمعروف الخ اپنی تکمیل کے بعد دوسروں کی تکمیل کی طرف قدم اٹھاؤ توحید اور حسنات کی طرف دوسروں کو دعوت دو اور شرک اور دیگر منکرات سے دوسروں کو منع کرو۔ عن ابی جبیر انہ قال وأمر بالمعروف یعنی التوحید وانہ عن المنکر یعنی الشرک (روح ج ۲۱ ص ۸۹) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سلسلے میں تمہیں جس قدر مصائب و مشکلات کا سامنا کرنا پڑے ان کو صبر و ہمت سے برداشت کرنا۔ راہ حق میں اور تبلیغ و ارشاد پر، مصائب و آلام پر صبر کرنا نہایت اہم امور اور بلند مکارم اخلاق میں سے ہے ۱۶ ولا تصعر خدک الخ عبادا

ر۱: کلام لقمان ۱۲

ر۲: ذکر امر مصلح ۱۲

موضح قرآن ف۱ شریک ماں جو معلوم نہیں یعنی شبہ میں بھی نہ مان اور یقین سمجھ کر تو کیوں مانے ف۲ نماز کے ساتھ زکوٰۃ نہیں کہی ایسے لوگوں پاس مال کہاں رہتا ہے ف۳ گال نہ پھلا یعنی غرور سے نہ دیکھ۔

کے بعد حضرت لقمان نے اپنے فرزند ارجمند کو مکارم اخلاق اور حسن معاشرت کی نصیحت فرمائی۔ یعنی دوسروں کو حقیر سمجھ کر اور کبر و غرور کی بناء پر ان سے منہ نہ موڑ بلکہ عاجزی، تواضع اور انس و محبت کے ساتھ ان سے برتاؤ کر۔ یقول لا تتکبر فتحتقر عباد اللہ وتعرض عنھم بوجھک اذا کلموک (ابن کثیر ج ۳ ص ۴۴۶) فالمعنی اقبل علیھم متواضعا مؤنسا مستأنسا (قرطبی ج ۱۴ ص ۷) ۱۷ ولا تمش الخ اور زمین میں اکڑ کر اور اترا کر نہ چل کیونکہ اللہ تعالیٰ تکبر کی چال چلنے والے اور لاف و گزاف مارنے والے کو پسند نہیں فرماتا۔ ان اللہ لا یحب الخ جملہ ماقبل کے لئے تعلیل ہے ۱۸ واقصد الخ چلنے میں میانہ روی اختیار کر اور اپنی آواز بھی قدرے پست رکھ کیونکہ سب سے قبیح اور کریہہ آواز گدھوں کی آواز ہے۔ گویا بلند اور کریہہ آواز سے گفتگو کرنا آداب کلام اور حسن معاشرت کے خلاف ہے ان انکر الاصوات الخ جملہ ماقبل کے لئے تعلیل ہے۔ حضرت لقمان نے اپنے فرزند کو افعال و اقوال میں میانہ روی اختیار کرنے کی نصیحت فرمائی۔ واقصد فی مشیک اشارۃ الی الافعال واغضض من صوتک اشارۃ الی الاقوال فنبہ علی التوسط فی الافعال وعلی الاقلال من فضول الکلام (بحر ج ۷ ص ۱۸۹) ۱۹ الم تروا الخ یہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے جس سے نفی شرک فی التصرف مقصود ہے تم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنی قدرت سے زمین و آسمان کی ہر چیز کو تمہارے کاموں میں لگا دیا ہے اور تمام ظاہری اور باطنی نعمتیں بتمام و کمال تمہیں عطاء فرمائی ہیں ان تمام امور میں اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں لہذا وہی سب کا کارساز ہے اور وہی عبادت اور پکار کے لائق ہے اور کوئی نہیں ۲۰ ومن الناس الخ یہ معاندین پر زجر ہے یعنی ہم تو مسئلہ توحید کو عقل و نقل کے دلائل واضحہ کے ساتھ بیان کرتے ہیں لیکن لوگ ماننے کے بجائے الٹا توحید میں مجادلہ کرتے ہیں حالانکہ انکے پاس نہ عقل و نقل کی کوئی دلیل ہے نہ وحی کی فی اللہ یعنی اللہ کی توحید اور اس کے کمال قدرت میں ای فی توحیدہ عزوجل وصفاتہ جل شانہ کالمشرکین المنکرین وحدتہ سبحانہ وعموم قدرتہ جلت قدرتہ وشمولھا للبعث (روح ج ۲۱ ص ۹۴) علم سے دلیل عقلی، ھدی سے دلیل وحی اور کتاب منیر سے دلیل نقل مراد ہے ۲۱ واذا قیل الخ یہ شکوہ ہے اور جب ان مشرکین سے کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے جو نور ہدایت نازل فرمایا اس کی پیروی کرو اور اسے مان لو تو صاف کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو اپنے باپ دادا کے دین پر ہی چلیں گے اولو کان الشیطن الخ اس کا معطوف علیہ مقدر ہے ای ایتبعونھم ولو کان الشیطان یدعوھم فیما ھم علیہ من الشرک الی عذاب السعیر (ابو السعود ج ۶ ص ۴۴۲) یہ مشرکین پر انکار و تعجب ہے یعنی اگرچہ شیطان ان کے باپ دادا کو شرک میں مبتلا کر کے جہنم کی طرف بلاتا رہا ہو تو کیا پھر بھی وہ انہی کے دین پر چلیں گے ۲۲ ومن یسلم الخ محسنین کے لئے بشارت اخروی ہے یعنی باپ دادا کی اندھا دھند پیروی سے آخرت میں نجات نہیں ہوگی بلکہ فلاح و نجات نیک روی سے ملیگی۔ جس شخص نے اپنے تمام امور کو اللہ کے سپرد کر دیا اور اپنے ارادوں سے دستبردار ہو گیا وھو محسن اور وہ تمام اعمال میں مخلص اور رضاء الٰہی کا طالب ہو تو اس نے سب سے مضبوط کڑی کو پکڑ لیا۔ بس فلاح و نجات ایسے محسنین کے لئے ہے والی اللہ عاقبۃ الامور تمام معاملات اللہ کے سپرد ہیں وہی ہر چیز میں متصرف ہے اور ہر چیز

وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۭ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ
اور نیچی کر آواز اپنی بے شک بری سے بری آواز
لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ (۱۹) اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ
گدھے کی آواز ہے کیا تم نے نہیں دیکھا ۱۹ کہ اللہ نے کام میں لگائے
لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ
تمہارے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں اور پوری کر دیں
عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ۭ وَمِنَ
تم پر اپنی نعمتیں کھلی اور چھپی اور لوگوں
النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى
میں ایسے ہیں ۲۰ جو جھگڑتے ہیں اللہ کی بات میں نہ سمجھ رکھیں اور نہ سوجھ
وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ (۲۱) وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَا
اور نہ روشن کتاب اور جب ان کو کہیے ۲۱ چلو اس حکم پر جو
اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا
اتارا اللہ نے کہیں نہیں ہم تو چلیں گے اس پر جس پر پایا ہم نے
عَلَيْهِ اٰبَاۗءَنَا ۭ اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ
اپنے باپ دادوں کو بھلا اور جو شیطان بلاتا ہو ان کو
اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ (۲۰) وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ
دوزخ کے عذاب کی طرف تو بھی اور جو کوئی تابع کرے اپنا منہ ۲۲
اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ
اللہ کی طرف اور وہ ہو نیکی پر سو اس نے پکڑ لیا ۲۳
بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۭ وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ (۲۲)
مضبوط کڑا اور اللہ کی طرف ہے آخر ہر کام کا

ع ۲ ۸ ۱۱

ر ۱ توحید پر دوسری عقلی دلیل ۱۲
ر ۲ زجر برائے معاندین ۱۲
ر ۳ شکوی برائے ۱۲
ر ۴ بشارت اخروی ۱۲

وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ۭ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ
اور جو کوئی منکر ہوا ف۲۳ تو تو غم نہ کھا اس کے انکار سے ہماری طرف پھر آنا ہے انکو

فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ
پھر ہم جتلا دینگے ان کو جو انہوں نے کیا ہے البتہ اللہ جانتا ہے جو بات ہے

الصُّدُوْرِ ㉓ نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ
دلوں میں کام چلا دیں گے ہم ان کا تھوڑے دنوں پھر پکڑ بلائیں گے ان کو

اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ ㉔ وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ
گاڑھے عذاب میں اور اگر تو پوچھے ان سے ف۲۴ کس نے بنائے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۭ قُلِ
آسمان اور زمین تو کہیں اللہ نے تو کہہ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ㉕
سب خوبی اللہ کو ہے پر بہت لوگ سمجھ نہیں رکھتے

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ
اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمان ف۲۵ اور زمین میں بیشک اللہ وہی ہے بے پرواہ

الْحَمِيْدُ ㉖ وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ
سب خوبیوں والا اور اگر جتنے ف۲۶ درخت ہیں زمین میں

اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ
قلم ہوں اور سمندر ہو اس کی سیاہی اس کے پیچھے ہوں سات سمندر

مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ㉗
نہ تمام ہوں باتیں اللہ کی ف۱ بے شک اللہ زبردست ہے حکمتوں والا

مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ
تم سب کا بنانا ف۲۷ اور مرے پیچھے جلانا ایسا ہی ہے جیسا ایک جی کا بے شک اللہ

منزل ۵

کا انجام بھی اسی کے اختیار میں ہے اسلئے اس کے سوا کوئی متصرف و مختار نہیں۔ تقدیم ظرف حصر کیلئے ہے والتقدیم (الی اللہ) للحصر ردا علی الکفرۃ فی زعمھم مرجعیۃ آلھتھم لبعض الامور (روح ج ۲۱ ص ۹۵) ف۲۳ ومن کفر الخ یہ معاندین کے لئے تخویف اُخروی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ یعنی اگر مشرکین ضد و عناد کی وجہ سے انکار کرتے ہیں تو اس سے آپ غمگین نہ ہوں قیامت کے دن یہ سب میرے سامنے حاضر ہوں گے تو میں ان کے تمام اعمال ان کے سامنے رکھونگا میں تو ان کے دلوں کی باتیں بھی جانتا ہوں نمتعھم قلیلا الخ دنیا میں ان کو جو میں نے زندگی دے رکھی ہے یہ تو صرف چند روزہ ہے اس کے بعد انہیں چار و ناچار شدید ترین عذاب میں مبتلا ہونا ہے وہاں اپنے تمام کرتوتوں کی پوری پوری سزا پائیں گے ف۲۴ ولئن سألتھم الخ یہ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ یعنی مشرکین کو خود اس بات کا اعتراف ہے کہ زمین و آسمان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے جب ہر چیز کا خالق اللہ ہے تو لامحالہ ہر چیز میں متصرف اور سب کا کارساز بھی وہی ہوگا قل الحمد للہ یہ دلائل مذکورہ کا ثمرہ ہے یعنی دلائل مذکورہ سے ثابت ہوا کہ تمام صفات کارسازی کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے سوا کوئی کارساز اور متصرف و مختار نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق ہے لیکن مشرکین کی جہالت و نادانی کا یہ عالم ہے کہ وہ اس حقیقت سے سراسر جاہل ہیں ف۲۵ للہ ما فی السمٰوٰت الخ یہ توحید پر چوتھی عقلی دلیل ہے۔ ساری کائنات کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے اور اس کا مالک اور اس میں متصرف بھی وہی ہے اور پھر وہ سب سے بے نیاز بھی اور تمام صفات کمال سے متصف بھی۔ لہذا عبادت اور پکار کے لائق بھی وہی ہے اور کوئی نہیں۔ للہ ما فی السمٰوٰت والارض خلقا و ملکا و تصرفا لیس لاحد سواہ عزوجل استقلالا و لا شرکۃ فلا یستحق العبادۃ فیھما غیرہ سبحانہ و تعالیٰ بوجہ من الوجوہ (روح ج ۲۱ ص ۹۶) ف۲۶ ولو ان الخ یہ توحید پر پانچویں عقلی دلیل ہے اور اس سے نفی شرک فی العلم مقصود ہے یعنی جس طرح سب کچھ کرنیوالا اللہ تعالیٰ ہے اسی طرح سب کچھ جاننے والا بھی وہی ہے۔ لو شرطیۃ، ما فی الارض اسم اَنّ، من شجرۃ بیان ما، اقلام خبر اَنّ، والبحر مبتدا، یمدہ الخ جملہ خبر، یہ جملہ ما موصولہ سے یا فی الارض کے متعلق مقدر کے فاعل سے حال ہے ما نفدت الخ لو کا جواب ہے۔ اور ما نفدت سے پہلے کلام مقدر ہے۔ ای وکتبت بتلک الاقلام وبذلک المداد کلمات اللہ ما نفدت الخ (الکل من الروح) یہاں اللہ تعالیٰ کے معلومات کے لامحدود اور غیر متناہی ہونے کا بیان ہے یعنی دنیا کے تمام درختوں کی قلمیں بنالی جائیں اور بحر محیط سیاہی بن جاتے اور پھر ایسے ہی سات سمندر اور سیاہی کے ہوں پھر ان قلموں سے اس سیاہی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے معلومات کو لکھا جائے تو سب قلمیں گھس جائیں گی اور تمام سیاہی ختم ہوجائے گی لیکن اللہ تعالیٰ کے معلومات حیطۂ تحریر میں نہیں آسکیں گے ف۲۷ ما خلقکم الخ

ر۱ معاندین کے لئے تخویف اخروی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ۱۲

ر۲ تیسری عقلی دلیل اعترافی ۱۲

ر۳ ثمرہ دلائل مذکورہ ۱۲

ر۴ چوتھی عقلی دلیل ۱۲

ر۵ پانچویں عقلی دلیل برائے نفی شرک فی العلم ۱۲

ر۶ تخویف اخروی ۱۲

فتح الرحمن

ف۱ یعنی معلومات او ۱۲

یہ تخویف اخروی ہے۔ تم سب کو پہلے پیدا کرنا اور پھر دوبارہ پیدا کرنا اللہ کے لئے کوئی مشکل نہیں۔ ساری مخلوق کی پیدائش یا بعث اور ایک جان کی پیدائش یا بعث اللہ کے لئے یکساں ہے اس لئے وہ ضرور سب کو دوبارہ پیدا کرے گا اور ہر ایک کو اس کے اعمال کی جزاء و سزا دے گا۔ ان اللہ سمیع بصیر یہ ماقبل کے لئے علت ہے یعنی جس طرح وہ ہر بات کو سنتا اور ہر چیز کو دیکھتا ہے اسی طرح اسکی قدرت کاملہ ہر کام پر حاوی ہے ۲۸ الم تر الخ یہ توحید پر چھٹی دلیل ہے۔ یعنی یہ حقیقت اس قدر واضح اور روشن ہے کہ اسے ہر کس و ناکس جانتا ہے کہ یہ سارا نظام عالم (نظام شمسی) اللہ کے اختیار و تصرف میں ہے۔ دن کے بعد رات، رات کے بعد دن، دن رات میں کمی بیشی، سورج اور چاند کا طلوع و غروب اور ہر ایک کا ایک معین اور مقرر پروگرام کے مطابق چلنا یہ سب کچھ اللہ کے اختیار میں ہے جب سارا نظام کائنات اس کے تصرف میں ہے اور وہ ہر چیز سے باخبر بھی ہے اور کوئی چیز اس کے تصرف و اختیار اور اس کے علم سے باہر نہیں تو لامحالہ اس کے سوا کارساز اور معبود بھی کوئی نہیں وہ سارے جہان کا کارساز ہے اور ہر قسم کی عبادت اور دعاء کا مستحق بھی وہی ہے ۲۹ ذٰلک الخ یہ دلائل مذکورہ کا تفصیلی ثمرہ ہے۔ بان کا متعلق محذوف ہے ای ذٰلک البیان بالادلۃ لتستیقنوا بان اللہ الخ یہ تمام دلائل واضحہ اس لئے ذکر کئے گئے ہیں تاکہ تمہیں یقین ہو جائے کہ معبود برحق اور حاجات میں غائبانہ پکارے جانے کے لائق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اللہ کے سوا مشرکین جن معبودوں کو پکارتے ہیں ان کی عبادت اور پکار باطل ہے اور وہ پکار کے لائق نہیں ہیں اللہ تعالیٰ جو اپنی صفات میں برتر اور ذات میں سب سے بڑا ہے وہی عبادت کے لائق ہے یعنی ذٰلک الذی ھو قادر علی ھذہ الاشیاء التی ذکرت ھو الحق المستحق للعبادۃ (وان ما یدعون من دونہ الباطل) یعنی لا یستحق العبادۃ (وان اللہ ھو العلی) یعنی فی صفاتہ لہ الصفات العلیا والاسماء الحسنی (الکبیر) فی ذاتہ لانہ اکبر من کل کبیر (خازن ج ۵ ص ۱۸۲) ۳۰ الم تر الخ یہ توحید پر ساتویں عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور اسکی رحمت شاملہ سے ہماری کشتیاں دریاؤں اور سمندروں میں صحیح سلامت سفر کرتی ہیں اس میں ہر صابر و شاکر بندے کے لئے عبرت ہے اور اس میں اللہ کی وحدانیت کا واضح نشان موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری کشتیوں کو صحیح سلامت کنارے لگا کر ہمیں اپنی وحدانیت اور قدرت کاملہ کا مشاہدہ کرانا چاہتا ہے لیریکم من اٰیٰتہ ای بعض دلائل الوھیتہ تعالیٰ ووحدتہ سبحانہ وقدرتہ جل شانہ وعلمہ عز وجل (روح ج ۲۱ ص ۱۰۵ و ابو السعود ج ۶ ص ۴۲۷) ۳۱ واذا غشیھم الخ یہ زجر ہے۔ دریاؤں اور سمندروں میں اگر ان کی کشتیوں کو پہاڑوں ایسی بلند و بالا موجیں گھیر لیں تو وہ اپنے تمام خود ساختہ کارسازوں

سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۲۸﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي
سب کچھ سنتا دیکھتا ہے تونے نہیں دیکھا ف۲۸ کہ اللہ داخل کرتا ہے رات کو
النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ
دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں اور کام میں لگا دیا ہے سورج
وَالْقَمَرَ ۡ كُلٌّ يَّجْرِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّاَنَّ اللّٰهَ
اور چاند کو ہر ایک چلتا ہے ایک مقرر وقت تک اور یہ کہ اللہ
بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ
خبر رکھتا ہے اس کی جو تم کرتے ہو یہ اس لئے ف۲۹ کہا کہ اللہ وہی ہے ٹھیک
وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ
اور جس کسی کو پکارتے ہیں اس کے سوائے سو وہی جھوٹ ہے اور اللہ
هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿۳۰﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ
وہی ہے سب سے اوپر بڑا تونے نہ دیکھا ف۳۰ کہ جہاز چلتے ہیں
فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ ۭ اِنَّ
سمندر میں اللہ کی نعمت لے کر تاکہ دکھلائے تم کو کچھ اپنی قدرتیں البتہ
فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۳۱﴾ وَاِذَا
اس میں نشانیاں ہیں ہر ایک تحمل کرنیوالے احسان ماننے والے کے واسطے اور جب
غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ
سر پر آئے ف۳۱ ان کے موج جیسے بادل پکارنے لگیں اللہ کو خالص کر کر
لَهُ الدِّيْنَ ڬ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ
اسی کے لئے بندگی پھر جب بچا دیا ان کو جنگل کی طرف تو کوئی ہوتا ہے ان میں
مُّقْتَصِدٌ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۲﴾
بیچ کی چال پر اور منکر وہی ہوتے ہیں ہماری قدرتوں سے جو قول کے جھوٹے ہیں حق نہ ماننے والے ف

ع ۳ ۱۱ ۱۲

ر۱ چھٹی عقلی دلیل ۱۲

ر۲ تفصیلی ثمرہ برائے دلائل مذکورہ ۱۲

ر۳ ساتویں عقلی دلیل ۱۲

ر۴ زجر ۱۲

موضح قرآن ف۱ ٹھیرا وعدہ یا قیامت ہے یا ہر ایک کا دورہ ف۲ کوئی ہے بیچ کی چال پر یعنی وہ چال جو خوف کے وقت تھی سو تو کسی کو نہیں رہتی مگر نرا بھول بھی نہ جاوے ایسے بھی کم ہیں نہیں تو اکثر منکر ہوتے ہیں قدرت سے اپنی تدبیر پر رکھتے ہیں یا کسی ارواح کی مدد پر۔

يَآيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا
اے لوگو ۳۲ بچتے رہو اپنے رب سے اور ڈرو
يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ
اس دن سے کہ کام نہ آئے کوئی باپ اپنے بیٹے کے بدلے
وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا
اور نہ کوئی بیٹا ہو جو کام آئے اپنے باپ کی جگہ کچھ بھی
اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ
بے شک اللہ کا وعدہ ٹھیک ہے سو تم کو نہ بہکائے دنیا کی
الدُّنْيَا وقفۃ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۳۳﴾
زندگانی اور نہ دھوکہ دے تم کو اللہ کے نام سے وہ دغاباز ف
اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَ
بے شک ۳۳ اللہ کے پاس ہے قیامت کی خبر اور
يُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ؕ
اتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ ہے ماں کے پیٹ میں
وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ
اور کسی جی کو معلوم نہیں کہ کل کو کیا کرے گا
وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ
اور کسی جی کو خبر نہیں کہ کس زمین میں
تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ
مریگا تحقیق اللہ سب کچھ جاننے والا
خَبِيْرٌ ﴿۳۴﴾
خبردار ہے۔

ع ۴ ۱۳

سے مایوس ہوکر خالص اللہ کو پکارنے لگتے ہیں موحدین لہ لایدعون لخلاصہم سواہ (قرطبی ج ۱۴ ص۸۰) فلما نجٰھم الخ جب اللہ تعالیٰ ان کو طوفان سے بچاکر کنارے لگا دیتا ہے تو ان میں سے کچھ لوگ تو راہ اعتدال اختیار کر لیتے ہیں اور حق یعنی توحید پر قائم ہوجاتے ہیں فمنہم مقیم علی التوحید (روح ج ۲۱ ص۱۰۶) البتہ عہد شکنی اور ناشکری جن کی طبیعت ثانیہ بن چکی ہو وہ ایسے واضح اور روشن دلائل سے بھی نہیں سمجھتے بلکہ ضد اور عناد کی وجہ سے جحود و انکار پر اڑتے رہتے ہیں

۳۲ یایھا الناس الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن اللہ کے عذاب سے ڈرو۔ اس دن میں باپ بیٹے کے کام نہیں آئیگا اور بیٹا باپ کو کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکیگا اور نہ دنیا کا سازوسامان اور مال و زر ہی کسی کام آئیگا جس پر آج تم نازاں ہو اور جس پر مغرور ہوکر توحید سے منہ موڑ رہے ہو۔ الغرور دھوکہ دینے والا یعنی شیطان اور شیطان کے دھوکے میں بھی نہ آنا جو تمہیں جھوٹی آرزوئیں اور تمنائیں دلا کر اسکی توحید، اسلام اور آخرت سے غافل کرتا ہے **۳۳** ان اللہ الخ یہ توحید پر آٹھویں عقلی دلیل ہے اور اس سے بھی نفی شرک فی العلم مقصود ہے۔ اس آیت میں پانچ امور کے علم کا اللہ تعالیٰ کیساتھ مخصوص ہونا ذکر کیا گیا ہے (۱) قیامت کب آئیگی؟ (۲) بارش کب ہوگی؟ (۳) مادہ کے رحم میں کیا ہے؟ (۴) آدمی کل کیا کرے گا؟ اور (۵) اسکے موت کہاں آئے گی؟ ان پانچوں امور کو مفاتح الغیب یعنی غیب کے خزانے کہا جاتا ہے۔ اور اللہ کے سوا ان کو کوئی نہیں جانتا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کیا کہ قیامت کب آئیگی تو آپ نے فرمایا فی خمس لا یعلمھن الا اللہ ثم تلا النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ عندہ علم الساعۃ الایۃ (صحیح بخاری ص۱۲، صحیح مسلم ج ۱ ص۲۹، نسائی ج ۲ ص۲۶۳، ابن ماجہ ص۷) یعنی قیامت کا علم ان پانچ امور میں سے ہے جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر آپ نے سورۂ لقمان کی یہی آیت تلاوت فرمائی۔ ایک حدیث میں ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مفاتح الغیب خمس لا یعلمھا الا اللہ (صحیح بخاری ج ۲ ص۶۹۸) یعنی غیب کے خزانے پانچ ہیں اور ان کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اس کے بعد آپ نے مذکورہ بالا پانچ امور گنائے۔ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ ان پانچ امور کا علم اللہ تعالیٰ نے کسی نبی مرسل اور کسی ملک مقرب کو بھی عطاء نہیں فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ سے منقول ہے۔ ھذہ الخمسۃ لا یعلمھا الا اللہ تعالیٰ ولا یعلمھا ملک مقرب ولا نبی مرسل فمن ادعی انہ یعلم شیئا من ھذہ فقد کفر بالقرآن لانہ خالفہ (قرطبی ج ۱۴ ص۸۲، خازن ج ۵ ص۱۸۳) حضرت مجاہد رح فرماتے ہیں وھی مفاتیح الغیب التی قال اللہ تعالیٰ وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو (ابن کثیر ج ۳ ص۴۵۵) امام قتادہ رح فرماتے ہیں اشیاء استأثر اللہ بھن فلم

۱ تخویف اخروی ۱۲

۲ آٹھویں عقلی دلیل برائے نفی شرک فی العلم ۱۲

موضح قرآن ف یعنی شیطان دھوکہ دے کہ اللہ غفور رحیم ہے اور دنیا کا جینا بہکا دے جس کو یہاں بھلا ہے اس کو وہاں بھی بھلا ہے۔

یطلع علیھن ملکا مقربا ولا نبیا مرسلا (ابن کثیر ج ۳ صہ ۴۵۵، روح ج ۲۱ صہ ۱۱)۔

ایک بار خلیفہ منصور نے خواب میں ملک الموت کو دیکھا تو اس سے پوچھا میری عمر کتنی باقی رہ گئی ہے؟ تو ملک الموت نے پانچ انگلیوں سے اشارہ کیا اور غائب ہوگیا۔ منصور نے اپنا خواب علماء تعبیر کے سامنے بیان کیا تو کسی نے کہا اس میں اشارہ ہے کہ آپ کی عمر پانچ سال باقی ہے کسی نے کہا پانچ ماہ مراد ہیں اور کسی نے کہا پانچ دن مراد ہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ رح سے جب پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا۔ ھو اشارۃ الی ھذہ العلوم الخمسۃ لا یعلمھا الا اللہ (مدارک ج ۳ صہ ۲۱۹) یعنی ملک الموت نے پانچ انگلیوں سے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ یہ ان پانچ علوم میں سے ہے جن کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔

مذکورہ احادیث، اقوال صحابہ وتابعین وعبارات مفسرین سے ثابت وواضح ہوگیا کہ ان پانچوں چیزوں کا علم اللہ کے ساتھ خاص ہے اور اللہ کے سوا ان کو کوئی نہیں جانتا۔ البتہ ان پانچوں علوم میں سے چار علوم کے بعض جزئیات کا حصول بشر کے لئے ممکن ہے اسکی تفصیل آگے آرہی ہے لیکن پہلی چیز یعنی قیامت کا علم اللہ تعالیٰ نے کسی کو عطا نہیں کیا۔ اس کا صرف ایک ہی فرد ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے قرآن مجید کی متعدد آیتوں میں اس کی صراحت ہے (۱) یسئلونک عن الساعۃ ایان مرسھا قل انما علمھا عند ربی الآیۃ (اعراف ع ۲۳)۔ (۲) ان الساعۃ اٰتیۃ اکاد اخفیھا (طٰہٰ ع ۱)۔ (۳) یسئلک الناس عن الساعۃ قل انما علمھا عند اللہ الآیۃ (احزاب ع ۸)۔ (۴) وما یدریک لعل الساعۃ قریب (شوریٰ ع ۲)۔ (۵) الیہ یرد علم الساعۃ (حم السجدۃ ع ۶)۔ (۶) ویقولون متیٰ ھذا الوعد ان کنتم صٰدقین ○ قل انما العلم عند اللہ (ملک ع ۲، یونس) (۷) یسئلونک عن الساعۃ ایان مرسٰھا ○ فیما انت من ذکرٰھا ○ الی ربک منتھٰھا ○ (نازعات ۲)۔

ان تمام آیتوں میں اس بات کی صراحت ہے کہ قیامت کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے۔ قیام قیامت کے معین وقت کا علم اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی عطاء نہیں فرمایا۔ ان آیتوں کی تفسیر اپنی اپنی جگہ مذکور ہے۔ قیامت کے بارے میں خود حضور علیہ السلام سے بھی منقول ہے کہ اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور آپ کو اس کا علم نہیں دیا گیا۔ چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مجھ سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہو حالانکہ اس کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول قبل ان یموت بشھر تسئلونی عن الساعۃ وانما علمھا عند اللہ (صحیح مسلم ج ۲ صہ ۳۱۰) چند حدیثیں پہلے مذکور ہوچکی ہیں۔

تمام مفسرین نے بھی اس بات کی تصریح کی ہے کہ قیامت کا علم اللہ تعالیٰ نے کسی نبی مرسل اور کسی ملک مقرب کو بھی نہیں دیا۔ قدوۃ المفسرین، حبر الامت حضرت عبد اللہ بن عباس رض فرماتے ہیں یعنی اجل یوم القیامۃ لا یدریہ احد لا نبی مرسل ولا ملک مقرب (قرطبی ج ۱۱ صہ ۳۵) حضرت قتادہ رح فرماتے ہیں لقد اخفاھا اللہ من الملئکۃ المقربین ومن الانبیاء المرسلین (ابن جریر ج ۱۶ صہ ۹۹) امام سدی کبیر رح سے منقول ہے لم یعلم قیامھا متی تقوم ملک مقرب ولا نبی مرسل (ابن جریر ج ۹ صہ ۹۸) امام بغوی رقمطراز ہیں۔ استأثر اللہ بعلمھا ولا یعلمھا الا ھو (معالم ج ۲ صہ ۲۶۵) ابن کثیر فرماتے ہیں ای لا یعلم وقت ذلک علی التعیین الا اللہ عزوجل (ابن کثیر ج ۴ صہ ۴۹۹) قاضی بیضاوی لکھتے ہیں قل انما علمھا عند اللہ لم یطلع علیھا ملکا ولا نبیا (تفسیر بیضاوی) امام نسفی فرماتے ہیں۔ ای علم وقت ارسائھا عندہ قد استأثر بہ ولم یخبر بہ احدا من ملک مقرب ولا نبی مرسل (مدارک ج ۲ صہ ۷۶) مفسر ابن صفی حنفی فرماتے ہیں، قل انما علمھا عند اللہ لم یطلع علیہ احدا (جامع البیان صہ ۳۶۶) ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں الخفاء مستمر الی یوم القیامۃ امام ابو السعود فرماتے ہیں:۔ معنی کونہ عندہ تعالیٰ خاصۃ انہ قد استأثر بہ بحیث لم یخبر بہ احدا من ملک مقرب او نبی مرسل (ارشاد العقل السلیم برحاشیہ کبیر ج ۴ صہ ۲۴۴) ایک اور جگہ لکھتے ہیں ان اللہ تعالیٰ قد استأثر بہ ولم یطلع علیہ نبیا ولا ملکا (ایضاج ۶ صہ ۲۰۰، خازن ج ۵ صہ ۲۲۶ واللفظ لہ) نیز مفسر خازن رقمطراز ہیں :۔ ای لا یعلم الوقت الذی تقوم فیہ الا اللہ استأثر اللہ بعلمھا فلم یطلع علیہ احد (خازن ج ۲ صہ ۲۶۵) علامہ سید محمود آلوسی حنفی فرماتے ہیں ای العلم بوقتہ عند اللہ عزوجل لا یطلع علیہ غیرہ عزوجل (روح ج ۲۹ صہ ۲)

مذکورہ بالا احادیث صحیحہ، اقوال صحابہ وتابعین اور تصریحات مفسرین سے یہ بات صاف معلوم ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ نے علم قیامت پر کسی نبی مرسل، کسی ملک مقرب اور کسی ولی کامل کو بھی مطلع نہیں فرمایا اور اسے اپنی ذات کے لئے مخصوص کر رکھا ہے

اعتراض:۔ اہل بدعت کی طرف سے اعتراض کیا جاتا ہے کہ غزوۂ بدر میں آغاز جنگ سے ایک دن پہلے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دے دی کہ فلاں فلاں رؤساء مشرکین کل قتل ہوں گے اور ان کے قتل ہونے کی جگہیں بھی متعین فرما دیں ھذا مصرع فلان غدا ان شاء اللہ (صحیح بخاری) اسی طرح حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی پیدائش سے پہلے ہی آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اطلاع دیدی تھی کہ فاطمہ رض کے بیٹا پیدا ہوگا چنانچہ آپ نے ام الفضل رض سے فرمایا رأیت خیرا تلد فاطمۃ ان شاء اللہ غلاما۔ ایک موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا کل میں جھنڈا ایک ایسے شخص کو دونگا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عطاء فرمائیگا اگلے دن آپ نے حضرت علی رض کو جھنڈا دیا۔ لاعطین الرأیۃ غدا رجلا یفتح اللہ علی یدیہ یحب اللہ ورسولہ (مشکوٰۃ) اسی طرح حضور علیہ السلام نے قرب قیامت کی نشانیاں بیان فرمائیں مثلاً آپ نے فرمایا قیامت سے پہلے خروج یأجوج ومأجوج کے بعد ایک عالمگیر بارش ہوگی جس سے کوئی بستی اور کوئی جگہ خالی نہ رہے گی تو اس سے معلوم ہوا کہ ان غیوب کا علم اللہ کے سوا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی حاصل تھا اسی طرح آج کل ماہرین موسمیات پہلے ہی بتا دیتے ہیں کہ فلاں وقت بارش ہوگی۔

جواب:- مفاتح الغیب یعنی مذکورہ پانچوں امور میں سے چار امور تو کلی ہیں اور ہر کلی کے تحت بے شمار افراد ہیں، لیکن قیامت ایک امر جزئی اور فرد معین ہے، اس لئے قیامت کا علم تو اللہ تعالیٰ نے کسی کو دیا ہی نہیں اسی طرح باقی چاروں امور کلیہ کا بالاستیعاب اور کلی علم بھی اللہ تعالیٰ نے کسی کو نہیں دیا۔ البتہ ان چار امور کلیہ کے بعض جزئیات کا علم بطور معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا۔ اعتراض میں جن علوم کا ذکر کیا گیا ہے وہ اسی قبیل سے ہیں اللہ تعالیٰ نے بہت سے جزئیات کا علم وحی کے ذریعہ حضور علیہ السلام کو عطاء فرمایا لیکن آپ کو یہ قدرت نہ دی کہ آپ جب چاہیں، جس فرد کو چاہیں جان لیں اس لئے اگر بعض جزئیات غیب کا علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بواسطۂ وحی حاصل ہو جائے تو وہ اس آیت کے منافی نہیں کیونکہ آیت کا مفاد یہ ہے کہ ان امور غیب کی تمام اور مکمل تفصیلات کلی طور پر اور بالاستیعاب کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ المراد بالعلم الذی استأثر سبحانہ بہ العلم الکامل باحوالہ کل علی التفصیل (روح ج ۲۱ ص ۱۱۲) باقی رہی یہ بات کہ ماہرین وقت سے پہلے آمد باراں کی خبر دے دیتے ہیں تو اسکا جواب یہ ہے کہ ماہرین آلات وعلامات کے ذریعہ بارش کی پیشگوئی کرتے ہیں اس لئے اسے علم غیب نہیں کہا جائیگا کیونکہ علم غیب تو وہ ہوتا ہے جو بلا توسط اسباب حاصل ہو اور بطور ملکہ ہو کہ جب چاہے اور جو کچھ چاہے اس کا علم حاصل ہو جائے۔

یہاں ایک بات یہ بھی قابل ذکر ہے کہ تمام غیوب جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا وہ ان پانچ امور کلیہ میں منحصر نہیں ہیں۔ یہ آیت ایک سوال کے جواب میں نازل ہوئی، سوال میں چونکہ ان پانچ امور کا ذکر تھا اس لئے آیت میں بھی انہی پانچ امور کے ذکر پر اکتفا کیا گیا۔ ایک شخص حارث نامی حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! قیامت کب آئیگی، ملک میں قحط ہے بارش کب ہوگی، میری عورت امید سے ہے اس کے لڑکا ہوگا یا لڑکی یہ تو مجھے معلوم ہے میں کہاں پیدا ہوا یہ بتائیے میں کہاں مروں گا؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں۔ ینبغی ان یعلم ان کل غیب لا یعلمہ الا اللہ عزوجل ولیس المغیبات محصورۃ بھذہ الخمس وانما خصت بالذکر لوقوع السؤال عنہا (روح ج ۲۱ ص ۱۱۲) اسی طرح قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں:- ولیست خزائن الغیب منحصرۃ فی الخمس المذکورۃ بل کل مالم یوجد اولم یظہر بعد (مظہری ج ۳ ص ۲۴۳).

سورۂ لقمان میں آیاتِ توحید

اور اس کی خصوصیات!

۱:- ھذا خلق اللہ فارونی ماذا خلق الذین من دونہ (ع ۱) نفی شرک فی التصرف۔

۲:- یٰبنی لا تشرک باللہ (ع ۲) نفی شرک ہر قسم۔

۳:- وان جاھداک علی ان تشرک (ع ۲) والدین کا اولاد پر بہت بڑا حق ہے لیکن اگر وہ اولاد کو شرک پر مجبور کریں تو اس معاملے میں ان کی اطاعت جائز نہیں۔

۴:- ولئن سألتھم من خلق السمٰوٰت ــ تا ــ ھو الغنی الحمید (ع ۳) نفی شرک فی التصرف۔

۵:- ولو ان ما فی الارض ــ تا ــ ان اللہ عزیز حکیم ٥ نفی شرک فی العلم۔

۶:- ذلک بان اللہ ھو الحق ــ تا ــ وان اللہ ھو العلی الکبیر (ع ۳) نفی معبودیت و الوہیت از معبودان باطلہ۔

۷:- ان اللہ عندہ علم الساعۃ ــ تا ــ ان اللہ علیم خبیر (ع ۴) نفی شرک فی العلم۔

(آج بتاریخ ۱۹ شعبان ۱۳۸۷ھ مطابق ۲۲ نومبر ۱۹۶۷ء بروز چہار شنبہ تین بجے بعد دوپہر سورۃ لقمان کی تفسیر ختم ہوئی فالحمد للہ تعالیٰ اولاً وآخراً والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ دائماً ابداً وعلی سائر عبادہ الصالحین لیلاً ونہاراً۔
ناچیز سجاد بخاری عفا اللہ تعالیٰ عنہ)

سورۃ طٰہٰ میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ مِمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ ـــ تا ـــ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ○ متصرف و مختار اور عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے لہذا حاجات میں مافوق الاسباب صرف اسی کو پکارو۔

۲۔ اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰهُ ـــ تا ـــ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ ○ نفی شرک فی التصرف۔

۳۔ فَاَلْقٰهَا فَاِذَا هِیَ حَيَّةٌ تَسْعٰى ـــ تا ـــ سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى ○ نفی علم غیب از موسیٰ علیہ السلام۔

۴۔ قَالَ رَبُّنَا الَّذِیْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ـــ تا ـــ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ○ (ع ۳) نفی شرک فی التصرف۔

۵۔ فَاَوْجَسَ فِیْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى ○ قُلْنَا لَا تَخَفْ (ع ۳) نفی تصرف از موسیٰ علیہ السلام۔

۶۔ اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۙ وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا (ع ۴) نفی شرک فی التصرف۔

۷۔ اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ ـــ تا ـــ وَسِعَ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا (ع ۵) نفی شرک فی التصرف۔

۸۔ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ (ع ۶) معبود برحق اللہ تعالیٰ ہی ہے جو عظیم الشان شہنشاہ ہے۔

۹۔ دعوت توحید سب سے بڑے بادشاہ کی طرف سے ہے اس لئے اس کی تبلیغ میں اگر کوئی تکلیف آجائے تو کوئی بڑی بات نہیں۔

۱۰۔ آخرت میں شفاعت صرف مؤمنوں کے حق میں ہوگی، مشرکوں کے حق میں شفاعت کرنے کی اجازت ہی نہیں ہوگی۔

۱۱۔ دعوت توحید کی تبلیغ و اشاعت میں ثابت قدم رہنا چاہئے اور عزم و استقلال میں ضعف نہ آنا چاہئے۔

۱۲۔ دولتِ دنیا کافروں کے حق میں فتنہ ہے۔

(بحمد اللہ تعالیٰ وعونہ آج بتاریخ ۳ ذی الحجہ ۱۳۸۴ھ مطابق ۶ اپریل
۱۹۶۵ء بروزِ منگل سورۃ طٰہٰ کی تفسیر ختم ہوئی۔ وآخر دعوانا ان الحمد
للہ رب العلمین۔)

سُورۃُ السجدہ

ربط سورۃ السجدہ کو ماقبل سے نامی ربط یہ ہے کہ سورۃ لقمان میں حضرت لقمان کی نصیحت کا ذکر کیا گیا ہے۔ یٰبنی لا تشرك باللّٰہ ان الشرك لظلم عظیم (ع ۲) لقمان نے بیٹے کو نصیحت فرمائی کہ شرک نہ کرنا اللہ کے سوا کسی کو برکات دہندہ سمجھ کر نہ پکارنا۔ کیونکہ شرک بہت بڑی بے انصافی ہے۔ اور سورۃ سجدہ میں فرمایا انما یؤمن بایٰتنا الذین اذا ذکروا بھا خروا سجدا الخ (ع ۲) اللہ کی توحید پر ایمان رکھنے والوں اور اللہ ہی کو برکات دہندہ سمجھنے والوں کو جب قرآن سنایا جاتا ہے تو وہ عاجزی کے ساتھ سجدہ ریز ہوجاتے ہیں۔

سورۃ سجدہ کا ماقبل کے ساتھ معنوی ربط یہ ہے۔ سورۃ الفرقان سے لے کر سورۃ لقمان تک یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں لہذا اس کے سوا کسی کو حاجات میں مافوق الاسباب مت پکارو۔ اب مشرکین کی طرف سے یہ عذر ہوسکتا تھا کہ ہم اپنے خود ساختہ معبودوں کو اس لئے نہیں پکارتے کہ وہ برکات دہندہ ہیں بلکہ ہم ان کو خدا کے یہاں شفیع غالب سمجھ کر پکارتے ہیں کہ ان کے ذریعے سے ہمیں برکات حاصل ہوں۔ اس لئے سورۃ سجدہ میں ترقی کر کے فرمایا جس طرح اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں اسی طرح اللہ کے یہاں شفیع غالب بھی کوئی نہیں۔ لہذا جس طرح غیر خدا کو برکات دہندہ سمجھ کر پکارنا جائز نہیں۔ اسی طرح غیر اللہ کو خدا کے یہاں شفیع غالب سمجھ کر پکارنا بھی ناجائز ہے۔

خلاصہ اس سورۃ کا مرکزی مضمون شفاعتِ قہری کی نفی ہے جس پر دو عقلی دلیلیں اور ایک نقلی دلیل مذکور ہے ابتداء میں تنزیل الکتٰب الخ تمہید مع ترغیب ہے۔ یہ قرآن بلاشبہ ربّ العالمین نے نازل فرمایا ہے۔ اس لئے اس کا دعویٰ حق ہے اسے مانو۔ ام یقولون افترٰہ شکویٰ ہے بل ھو الحق الخ یہ جواب شکویٰ ہے یہ قرآن محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا ساختہ نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے۔

اللّٰہ الذی خلق السمٰوات الخ یہ نفی شفاعتِ قہری پر عقلی دلیل ہے یعنی زمین و آسمان کا خالق بھی اللہ ہے مالکم من دونہ من ولی ولا شفیع الخ۔ یہ مقصودی جملہ ہے اور ماقبل پر مرتب ہے یعنی جب تمام اختیارات کا مالک اللہ تعالےٰ ہی ہے تو اس کے سوا نہ کوئی خود برکات دہندہ اور کارساز ہے اور نہ کوئی اس کے یہاں شفیع غالب ہے۔ یدبر الامر من السماء الی الارض الخ سارے جہان کی تدبیر کار بھی اسی کے ہاتھ میں ہے ذالك عٰلم الغیب الخ وہی عالم الغیب ہے الذی احسن کل شیئ ـــــ تا ـــــ قلیلا ما تشکرون ہر چیز کو اسی نے پیدا کیا اسی نے انسان کو پیدا کیا اور اسے سننے، دیکھنے اور سوچنے کی توفیق عطا فرمائی۔

وقالوا ءاذا ضللنا الخ یہ شکویٰ ہے۔ مشرکین نہ صرف توحید کا انکار کرتے تھے بلکہ وہ حشر و نشر کو بھی نہیں مانتے تھے اور کہتے جب ہم مر کر مٹی میں مل کر گم ہوجائیں گے تو پھر کس طرح دوبارہ زندہ ہوں گے؟ قل یتوفٰکم ملك الموت الخ یہ جواب شکویٰ ہے جس طرح موت اللہ کے اختیار میں ہے اور وہ ملک الموت کے ذریعے تمہاری جانیں قبض کرتا ہے اسی طرح وہ تمہیں دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔

ولو تریٰ اذ المجرمون الخ (ع ۲) یہ منکرین توحید او بعث و نشور کے لئے تخویف اخروی ہے۔ انما یؤمن بایٰتنا الخ یہ توحید کے ماننے والوں اور ہر حال میں اللہ کو پکارنے والوں کے لئے بشارت اخروی ہے افمن کان مؤمنا الخ اعادہ بشارت و تخویف بطور لف و نشر غیر مرتب اما الذین اٰمنوا الخ تفصیل بشارت واما الذین فسقوا الخ تفصیل تخویف ومن اظلم الخ زجر مع تخویف۔

ولقد اٰتینا موسیٰ الخ (ع ۳) یہ دعویٰ سورت (نفی شفاعتِ قہری) پر نقلی دلیل ہے از تورات و موسیٰ علیہ السلام و علماء بنی اسرائیل۔ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو تورات دی اس میں بھی یہی دعویٰ تھا۔ کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز نہیں۔ بنی اسرائیل کے علماء حق بھی اسی مسئلہ کی دعوت دیتے رہے۔ اولم یھد لھم الخ یہ تخویف دنیوی ہے ان سے پہلے ہم نے بڑی زبردست اقوام کو اسی جرم کی پاداش میں ہلاک کیا کہ انھوں نے دعوتِ توحید کو رد کیا۔ مشرکین مکہ کو اسی سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔

اولم یروا انا الخ یہ دعویٰ سورت پر دوسری عقلی دلیل ہے اور اس سے حشر و نشر بھی ثابت ہوتا ہے اللہ تعالےٰ آسمان سے مینہ برسا کر بنجر اور ناکارہ زمین کو زرخیز بنا دیتا ہے وہی برکات دہندہ اور کارساز ہے اور جس طرح وہ مردہ زمین کو حیاتِ نو عطا فرما کر سرسبز و شاداب بنا دیتا ہے اسی طرح ف ۵ مُردوں کو بھی دوبارہ زندگی عطا کرنے پر قادر ہے۔

ویقولون متیٰ الخ یہ شکویٰ ہے مشرکین از راہِ عناد کہتے اچھا تو وہ قیامت کا دن کب آئے گا جس میں ہر چیز کا فیصلہ ہوگا۔ قل یوم الفتح الخ یہ جواب شکویٰ ہے۔ یہ سوال بے فائدہ ہے کہ قیامت کب آئے گی اصل چیز یہ ہے کہ قیامت کے دن کے لئے تیاری کرو یعنی دنیا کی زندگی میں توحید کو مان کر اعمال صالحہ بجا لاؤ ورنہ قیامت کے دِن کا ایمان کسی کام نہ آئے گا۔

سُوْرَۃُ السَّجْدَۃِ مَکِّیَّۃٌ وَّهِیَ ثَلٰثُوْنَ اٰیَۃً وَّثَلٰثُ رُکُوْعَاتٍ

سورہ سجدہ مکہ میں نازل ہوئی اس کی تیس آیتیں ہیں اور تین رکوع ہیں

① بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بےحد مہربان نہایت رحم والا ہے

② الٓمّٓ ۚ ① تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ لَا رَیْبَ فِیْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اتارنا کتاب کا ہے اس میں کچھ دھوکا نہیں پروردگار عالم کیطرف سے

اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ

کیا کہتے ہیں کہ یہ جھوٹ باندھ لایا ہے۔ کوئی نہیں وہ ٹھیک ہے تیرے رب کیطرف سے تاکہ تو ڈر سنائے

③ قَوْمًا مَّاۤ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِیْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ یَهْتَدُوْنَ

ان لوگوں کو جن کے پاس نہیں آیا کوئی ڈرانے والا تجھ سے پہلے تاکہ وہ راہ پر آئیں

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ

اللہ ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے

سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ

چھ دن کے اندر پھر قائم ہوا عرش پر کوئی نہیں تمہارا اس کے سوائے

مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا شَفِیْعٍ ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ④ یُدَبِّرُ

حمائتی اور نہ سفارشی پھر تم کیا دھیان نہیں کرتے تدبیر سے اتارتا ہے

الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ یَعْرُجُ اِلَیْهِ فِیْ

کام آسمان سے زمین تک پھر چڑھتا ہے وہ کام اس کی طرف ایک

یَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ⑤ ذٰلِكَ

دن میں جس کا پیمانہ ہزار برس کا ہے تمہاری گنتی میں ف۱ ف۱ یہ ہے

عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ⑥ الَّذِیْۤ اَحْسَنَ

جاننے والا چھپے اور کھلے کا زبردست رحم والا جس نے خوب بنائی

۲ھ تنزیل الکتٰب الخ یہ تہدید مع ترغیب ہے۔ یہ رب العالمین اور شہنشاہ کا حکم نامہ ہے اسے غور سے سنو اور دل وجان سے اس پر عمل کرو اس کے من جانب اللہ ہونے میں کوئی شک نہیں تنزیل الکتٰب مبتدا، لاریب فیہ جملہ معترضہ اور من رب العلمین خبر محققین نے اسی ترکیب کو اختیار کیا ہے علامہ زمخشری، ابوحیان اور آلوسی نے اسی کو ترجیح دی ہے قال ابوحیان الذی اختارہ ان یکون (تنزیل) مبتدأ و (لاریب فیہ) اعتراض لا محل لہ من الاعراب و (من رب العلمین) الخبر وضمیر (فیہ) راجع لمضمون الجملۃ اعنی کونہ منزلا من رب العلمین لا للتنزیل ولا للکتاب کانہ قیل: لاریب فی ذلک ای فی کونہ منزلا من رب العلمین وھذا ما اعتمد علیہ الزمخشری (روح ج ۲۱ ص ۱۱۷)

۳ھ ام یقولون الخ یہ شکوی ہے۔ یہ قرآن بلا شک وشبہ رب العالمین کی طرف سے نازل ہوا ہے لیکن مشرکین ماننے کے بجائے اسے اللہ کا کلام ہی نہ سمجھتے بلکہ اسے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا افترا کہتے ہیں۔ کہ آپ نے اپنی طرف سے تصنیف کر کے (عیاذاً باللہ) غلط طور سے اللہ کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ بل ھو الحق الخ یہ جواب شکوی ہے۔ یہ قرآن کسی کا ساختہ پرداختہ نہیں۔ بلکہ وہ سراپا حق ہے اور تیرے پروردگار کی طرف سے نازل ہوا ہے یا مطلب یہ ہے بلکہ حق بات یہ ہے کہ یہ بات تیرے رب کی طرف سے ہے پہلی صورت میں من ربک خبر بعد خبر ہے اور دوسری صورت میں الحق کے متعلق ہے لتنذر الخ کتاب کا مقصد یہ ہے کہ آپ ایک ایسی قوم کو اللہ کے عذاب سے ڈرائیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ تاکہ وہ شرک وضلالت کو چھوڑ کر توحید و ہدایت کی راہ اختیار کر

عرب میں قریش کی طرف حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بعد کوئی پیغمبر مبعوث نہیں ہوا حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام صرف بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوتے تھے۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے بعد زمان فترت میں کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا۔ واما العرب غیر المعاصرین فلم یأتھم من عھد اسمٰعیل علیہ السلام نبی منھم بل لم یرسل الیھم نبی مطلقا وموسیٰ و عیسیٰ وغیرھما من انبیاء بنی اسرائیل علیھم الصلوۃ والسلام لم یبعثوا الیھم علی الاظھر (روح ج ۲۱ ص ۱۱۹) وقال ابن عباس ومقاتل وذلک فی الفترۃ التی کانت بین عیسیٰ ومحمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ (خازن ومعالم ج ۵ ص ۱۸۳، قرطبی ج ۱۴ ص ۸۵)

۱ تہدید مع ترغیب ۱۲
۲ شکوی ۱۲
۳ جواب شکوی ۱۲
۴ دعوی سورت یعنی نفی شفاعت
تخصیص [illegible]

موضح قرآن ف۱ بڑے بڑے کام کا حکم عرش سے مقرر ہو کر نیچے اترتا ہے سب اسباب اس کے آسمان و زمین سے جمع ہو کر بن جاتا ہے پھر ایک مدت جاری رہتا ہے پھر اٹھ جاتا ہے اللہ کی طرف دوسرا رنگ اترتا ہے جیسے بڑے پیغمبر جن کا اثر قرنوں تک رہا یا بڑی قوم میں سرداری جو عمروں چلی وہ ہزار برس اللہ کے یہاں ایک دن ہے۔ از شاہ عبد القادر صاحبؒ

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی اگر مردمان نزول تدبیر و عروج او تصور کنند در کم از ہزار سال خیال نمایند و آن ہمہ پیش خدا تعالیٰ در یک روز تمام میشود دغرض آنست کہ اوہام ایشان بقدرت او نمی رسند ۱۲

كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنْسَانِ مِنْ طِينٍ ⑦ ثُمَّ
جو چیز بنائی اور شروع کی ۷ انسان کی پیدائش ایک گارے سے پھر
جَعَلَ نَسْلَهُ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ مَاءٍ مَهِينٍ ⑧ ثُمَّ سَوَّاهُ
بنائی اس کی اولاد نچڑے ہوئے بے قدر پانی سے پھر اس کو برابر کیا
وَنَفَخَ فِيهِ مِنْ رُوحِهِ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ
اور پھونکی اس میں اپنی ایک جان اور بنا دئے تمہارے لئے کان اور آنکھیں
وَالْأَفْئِدَةَ قَلِيلًا مَا تَشْكُرُونَ ⑨ وَقَالُوا أَإِذَا ضَلَلْنَا
اور دل تم بہت تھوڑا شکر کرتے ہو ف۱ اور کہتے ہیں ۸ کیا جب ہم رل گئے
فِي الْأَرْضِ أَإِنَّا لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ بَلْ هُمْ بِلِقَاءِ
زمین میں کیا ہم کو نیا بننا ہے کچھ نہیں وہ اپنے رب
رَبِّهِمْ كَافِرُونَ ⑩ قُلْ يَتَوَفَّاكُمْ مَلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي
کی ملاقات سے منکر ہیں تو کہہ قبض کر لیتا ہے تم کو ۹ فرشتہ موت کا جو
وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ ⑪ وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ
تم پر مقرر ہے پھر اپنے رب کی طرف پھر جاؤ گے ف۲ اور کبھی تو دیکھے ۱۰ جس وقت کہ
الْمُجْرِمُونَ نَاكِسُو رُءُوسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ رَبَّنَا أَبْصَرْنَا
منکر سر ڈالے ہوئے ہوں گے اپنے رب کے سامنے اے رب ہم نے دیکھ لیا
وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا إِنَّا مُوقِنُونَ ⑫ وَلَوْ
اور سن لیا اب ہم کو پھر بھیج دے کہ ہم کریں بھلے کام ہم کو یقین آ گیا اور اگر
شِئْنَا لَآتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدَاهَا وَلَٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّي
ہم چاہتے ۱۱ تو سمجھا دیتے ہر جی کو اس کی راہ لیکن ٹھیک پڑ چکی میری کہی بات کہ
لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ⑬
مجھ کو بھرنی ہے دوزخ جنوں سے اور آدمیوں سے اکٹھے۔

ع

[illegible] ۱۲

٤ اللہ الذی الخ یہ دعویٰ سورت پر پہلی عقلی دلیل ہے زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے۔ ساری کائنات کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ سارے نظامِ عالم کی تدبیر اور عنان اقتدار و تصرف بھی اس کے اپنے ہی ہاتھ میں ہے اور نظامِ کائنات میں تصرف کا کوئی اختیار اس نے کسی کو نہیں دیا۔ استویٰ علی العرش کی پوری تحقیق سورہ اعراف کی تفسیر میں گذر چکی ہے ملاحظہ ہو ص۳۶۶ وحاشیہ ۶۳ مالکم من دونہ الخ یہ سورت کا مقصودی حصہ ہے اللہ تعالیٰ خود ہی سارے عالم میں متصرف و مختار ہے اور اس نے اپنے اختیارات کسی کے سپرد نہیں کر رکھے تو جس طرح اس کے سوا کوئی کارساز نہیں اسی طرح اس کے یہاں کوئی شفیع غالب بھی نہیں جو اس سے کام کرا سکے۔ اس لئے تم نے اپنے معبودانِ باطلہ کو کیوں شفعاء بنا رکھا ہے ای مالکم اذا جاوزتم رضا تعالیٰ احد ینصرکم ویشفع لکم و یجیرکم من بأسہ الخ (ابو السعود ج ۶ ص ۴۷۹) **٥** یدبر الامر الخ نظام عالم کی تدبیر اور کائنات کا نظم و نسق اسی کے ہاتھ میں ہے وہ اپنے تکوینی احکام بندوں پر نازل کرتا ہے اور بندوں کے اعمالِ صالحہ اس کی طرف چڑھتے ہیں۔ یہ سب کچھ روزانہ ہوتا ہے حالانکہ نزول و عروج کی مسافت ہمارے حساب سے ایک ہزار برس کا راستہ ہوگی۔ معناہ واللہ اعلم ان امرہ ینزل من السماء علی عبادہ وتعرج الیہ اعمالھم الصالحۃ الصادرۃ علی موافقۃ ذلک الامر … ان نزول الامر وعروج العمل فی المسافۃ الف سنۃ مما تعدون وہ یوم فان بین السماء والارض مسیرۃ خمسمائۃ سنۃ فینزل فی مسیرۃ خمسمائۃ سنۃ ویعرج فی مسیرۃ خمسمائۃ فھو مقدار الف سنۃ (کبیر ج ۶ ص ۵۵۷) **٦** ذلک علم الغیب الخ اللہ تعالیٰ جس طرح خالق کائنات اور مدبر عالم ہے اسی طرح عالم الغیب بھی وہی ہے الذی احسن الخ اس نے ہر چیز کو حکمت و اتقان کے ساتھ بنایا اور کوئی چیز بھی حکمت و مصلحت سے خالی نہیں اور اس کی مخلوقات میں سے کوئی چیز بھی خوبی سے خالی نہیں ومعنی احسن حسّن لانہ ما من شیٔ خلقہ الا وھو مرتب علی ما تقتضیہ الحکمۃ فالمخلوقات کلھا حسنۃ الخ (بحر ج ۷ ص ۱۹۹) **٧** وبدأ الخ اور انسان کی پیدائش مٹی سے شروع کی یعنی سب سے پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا۔ ثم جعل نسلہ الخ اس کے بعد نطفہ سے اس کی نسل کا سلسلہ شروع فرمایا سلالۃ خلاصہ۔ غذا کا خلاصہ خون ہے اور منی خون کا خلاصہ اور لب لباب ہے اس لئے سلالہ سے تعبیر فرمایا ثم سوّٰہ الخ رحم مادر میں نطفہ بمقدار سے انسان کے تمام اعضاء درست کئے اور پھر ان میں جان ڈالی اور اسے سننے دیکھنے اور سمجھنے سوچنے کی قوتیں عطا فرمائیں تاکہ تم اللہ کے ان انعامات کا شکر بجا لاؤ۔ اس کی توحید کو مانو۔ تمام انواع عبادت صرف اسی کے لئے بجا لاؤ۔ اور اس کے احکام کی تعمیل کرو مگر اس کے باوجود تم اس کی ناشکری کرتے ہو اور تم نے اس کے

موضح قرآن ف۱ اپنی جان میں سے جو مخلوق ہے اسی کا مال ہے مگر جس کو عزت دی اس کو اپنا کہا جیسے فرمایا ان عبادی سو انسان کی جان غیب سے آئی ہے مٹی پانی سے نہیں بنی اس کو اپنی کہا اور یہ نہ سمجھے کہ اللہ کی جان جان ہو تو بدن بھی ہو بدن ہو تو ترکیب ہو ذاتِ پاک کہاں رہی ۱۲ منہ ف۲ یعنی تم آپ کو دھڑ سمجھتے ہو کہ خاک میں رل گئے تم جان ہو وہ فرشتہ لے جاتا ہے فنا نہیں ہو جاتے ہو ۱۲ منہ

فَذُوقُوا بِمَا نَسِيتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ إِنَّا نَسِينٰكُمْ

سو اب چکھو مزہ ۱۲ه جیسے تم نے بھلا دیا تھا اس اپنے دن کے ملنے کو ہم نے بھی بھلا دیا تم کو

وَذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ⑭ إِنَّمَا

اور چکھو عذاب سدا کا عوض اپنے کئے کا ہماری

يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا

باتوں کو ۱۳ه وہی مانتے ہیں کہ جب ان کو سمجھائے ان سے گر پڑیں سجدہ کر کر

وَّسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ⑮ تَتَجَافٰى

اور پاک ذات کو یاد کریں اپنے رب کی خوبیوں کے ساتھ اور وہ بڑائی نہیں کرتے جدا رہتی ہیں ۱۴ه

جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ

ان کی کروٹیں اپنے سونے کی جگہ سے پکارتے ہیں اپنے رب کو ڈر سے اور

طَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُونَ ⑯ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ

لالچ سے اور ہمارا دیا ہوا کچھ خرچ کرتے ہیں ف۱ سو کسی جی کو معلوم نہیں ۱۵ه

مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ ۚ جَزَاءًۢ بِمَا كَانُوا

جو چھپا دھری ہے ان کے واسطے آنکھوں کی ٹھنڈک بدلہ اس کا جو

يَعْمَلُونَ ⑰ أَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ۚ

کرتے تھے بھلا ایک جو ہے ۱۶ه ایمان پر برابر ہے اس کے جو نافرمان ہے

لَا يَسْتَوٗنَ ⑱ أَمَّا الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

نہیں برابر ہوتے سو وہ لوگ جو یقین لائے ۱۷ه اور کئے کام بھلے

فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَأْوٰى ۫ نُزُلًا بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ⑲

تو ان کے لئے باغ ہیں رہنے کے مہمانی ان کاموں کی وجہ سے جو کرتے تھے

وَأَمَّا الَّذِينَ فَسَقُوا فَمَأْوٰىهُمُ النَّارُ ۖ كُلَّمَا أَرَادُوا

اور وہ لوگ جو نافرمان ہوئے ۱۸ه سو ان کا گھر ہے آگ جب چاہیں۔

السجدة ۸

وقف غفران ع

۱۳ بشارت اخروی

۱۲ تخویف اخروی

سوا اوروں کو کارساز اور شفعاء بنا رکھا ہے ۸ه وقالوا الخ یہ شکویٰ ہے مشرکین ایسے ناشکر گزار اور کج فہم ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ایسی قدرت کاملہ اور ایسی نعمت شاملہ کے باوجود حشر ونشر کا انکار کرتے اور کہتے ہیں جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے۔ اور ہمارے جسموں کا ذرہ ذرہ مٹی میں مل کر گم ہو جائے گا تو پھر دوبارہ کس طرح زندہ ہوں گے؟ بل هم بلقاء الخ وہ نہ صرف بعث ونشور کے منکر ہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کے روبرو حساب کتاب کے بھی منکر ہیں ای لیس لهم جحود قدرة الله عن الاعادة لانهم یعترفون بقدرته ولکنهم اعتقدوا ان لاحساب علیهم وانهم لایلقون الله تعالیٰ (قرطبی ج ۱۴ ص ۹۲) ۹ه قل یتوفٰکم الخ یہ جواب شکویٰ ہے۔ تمہارا یہ خیال ہے کہ تم محض اجساد ہو جو مٹی میں مل جاتے ہیں لیکن یہ خیال غلط ہے تم حقیقت میں روح اور جان ہو جسے ملک الموت تمہارے بدنوں سے نکال لیتا ہے اور روح فنا نہیں ہوتی۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمہارے بدنوں کے اجزائے منتشرہ کو یکجا کر کے تمہاری جانیں ان میں لوٹا دے گا تو تم دوبارہ زندہ ہو جاؤ گے شاہ عبد القادر رح فرماتے ہیں "تم آپ کو محض دھڑ اور بدن سمجھتے ہو کہ خاک میں رل مل کر برابر ہو گئے ایسا نہیں تم حقیقت میں جان ہو جسے فرشتہ لے جاتا ہے بالکل فنا نہیں ہو جاتے" (موضح قرآن) یا مطلب یہ ہے کہ جس نے تمہیں پہلے پیدا کر لیا وہ موت کے بعد دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ اہل بدعت اس آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ جب ملک الموت ایک ہے اور وہ بیک وقت دنیا کے مختلف حصوں میں ہزاروں کی جانیں قبض کر سکتا ہے تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ بھی اسی طرح بیک وقت مختلف جگہوں میں حاضر ہو سکتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ جان قبض کرنے والے فرشتے ہزاروں ہیں جو عزرائیل کے ماتحت ہیں اور اس کے حکم سے دنیا کے مختلف علاقوں میں لوگوں کی جانیں قبض کرتے ہیں۔ لفظ ملک الموت اسم جنس ہے جو ان سب کو شامل ہے قرآن مجید کی دوسری آیتوں میں بھی اس کی تائید ہوتی ہے حتی اذا جاء احدکم الموت توفته رسلنا (انعام ع ۱۹) اور ولو تری اذ یتوفی الذین کفروا الملئکة (انفال ع ۷) اس لئے یہاں لفظ... ملک الموت سے مخصوص فرشتہ (عزرائیل) مراد نہیں بلکہ جنس ملک الموت مراد ہے لہذا اہل بدعت کا استدلال ساقط ہے ۱۰ه ولو تری الخ یہ تخویف اخروی ہے قیامت کے دن یہ مجرمین یعنی منکرین بعث ندامت اور شرمساری کی وجہ سے سر جھکائے کھڑے ہوں گے! اور کہہ رہے ہونگے کہ بارے خدایا! آج ہم نے قیامت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اب ہم تیرے پیغمبروں کی باتیں دل وجان سے سنیں گے ہمیں ایک بار دنیا میں واپس بھیج دے ہم نیک عمل کریں گے آج ہمیں حشر ونشر اور حساب کتاب کا پورا پورا یقین ہو گیا ہے ابصرنا البعث وما وعدتنا به وسمعنا قول الرسل ای سمعناه سمع طاعة (روح ج ۲۱ ص ۱۲۷) ۱۱ه ولو شئنا الخ یہ مشرکین کے قول فارجعنا کا جواب ہے حاصل یہ ہے کہ اگر انہیں دنیا میں واپس بھیج دیا جائے تو پھر بھی وہ وہی کچھ کریں گے جو پہلے کرتے رہے کیونکہ انہوں نے ضد اور عناد اور سوء اختیار سے گمراہی کا راستہ اختیار کر رکھا تھا۔ اگر ہم چاہتے تو زبردستی ہر انسان کو راہ ہدایت پر جمع کر دیتے۔ لیکن یہ حکمت ابتلاء کے خلاف تھا نیز ہم فیصلہ کر چکے ہیں کہ شیطان کی پیروی کرنے

موضح قرآن ف۱ اللہ سے لالچ بُرا نہیں نہ اس سے ڈر اور اس واسطے بندگی کرے تو قبول ہے ڈر اور لالچ دنیا کا ہو یا آخرت کا اگر کسی اور کے خوف ورجا سے بندگی کرے تو ریا ہے کچھ قبول نہیں ۱۲ منہ

أَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ أُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا
کہ نکل پڑیں اس میں سے الٹا دیئے جائیں پھر اسی میں اور کہیں ان کو چکھو
عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ⑳ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ
آگ کا عذاب جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے اور البتہ چکھائیں گے ہم انکو
مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ
۱۱؎ تھوڑا عذاب ورے اس بڑے عذاب سے تاکہ وہ
يَرْجِعُوْنَ ㉑ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ
پھر آئیں ف۱ اور کون بے انصاف زیادہ اس سے ۱۲؎ جس کو سمجھایا گیا اسکے رب کی باتوں سے پھر
أَعْرَضَ عَنْهَا ۭ إِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ㉒ وَلَقَدْ
ان سے منہ موڑ گیا مقرر ہم کو ان گنہگاروں سے بدلہ لینا ہے اور ہم
اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ وَ
نے دی ہے ۱۳؎ موسیٰ کو کتاب سو تو مت رہ دھوکے میں اس کے ملنے سے اور
جَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ إِسْرَآءِيْلَ ㉓ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ
کیا ہم نے اس کو ہدایت بنی اسرائیل کے واسطے ف۲ اور کئے ہم نے ان میں ۱۴؎
أَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ۭ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا
پیشوا جو راہ چلاتے تھے ہمارے حکم سے جب وہ صبر کرتے رہے اور رہے ہماری باتوں پر
يُوْقِنُوْنَ ㉔ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
یقین کرتے ف۳ تیرا رب جو ہے ۱۵؎ وہی فیصلہ کرے گا ان میں دن قیامت کے
فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ㉕ أَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ أَهْلَكْنَا
جس بات میں کہ وہ اختلاف کرتے تھے کیا ان کو سوجھ نہ آئی ۱۶؎ اس سے کہ کھپا دیں ہم نے
مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ۭ إِنَّ فِيْ
ان سے پہلے جماعتیں کہ پھرتے ہیں یہ ان کے گھروں میں اس میں

ع ۲
۱۱
۱۵

والے انسانوں اور جنوں سے جہنم کو بھرنا ہے اس لئے یہ ناممکن ہے کہ یہ کفار و مشرکین دوبارہ دنیا میں جاکر راہ ہدایت اختیار کریں فهو موجب ذلك القول لنشأ اعطاء الهدى على العموم بل منعناه من اتباع ابليس الذين انتم من جملتهم حيث صرفتم اختياركم الى الغي باغوائه الخ (ابو السعود ج ۶ ص ۷۵۵) ۱۲؎ فذوقوا الخ چونکہ تم نے قیامت کے دن کو اور اس کے حساب کتاب اور جزا و سزا کو بھلا دیا تھا۔ اور توحید اور اعمالِ صالحہ سے اس کے لئے کوئی تیاری نہیں کی تھی۔ اس لئے آج ہم نے بھی تمہیں عذاب میں چھوڑ دیا ہے۔ لہذا اب اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے دائمی عذاب کا مزہ چکھتے رہو ۱۳؎ انما یؤمن الخ مشرکین کے مقابلے میں مومنین کی صفات کا ذکر۔ ایمان صرف ان لوگوں کو نصیب ہوتا ہے جن کے دلوں میں انابت ہو۔ وہ اللہ کی آیتوں کے ساتھ فوراً ایمان لے آتے ہیں۔ اور جب انہیں آیاتِ خداوندی سنائی جاتی ہیں تو وہ اللہ کے خوف سے سراپا عجز و نیاز بن جاتے ہیں وسبحوا بحمد ربهم وہ اللہ تعالیٰ کو ہر قسم کے شریکوں سے پاک اور منزہ سمجھتے اور اس کو تمام صفات کارسازی سے متصف مانتے ہیں قرآن مجید میں ہر جگہ لفظ تسبیح سے نفی عن الشریک اور حمد سے صفات کارسازی مراد ہیں یعنی اللہ تعالیٰ ہر شریک سے پاک اور تمام صفات کارسازی سے متصف ہے لہذا سارے عالم میں وہی متصرف و مختار اور کارساز ہے ای نزهوه وحمدوه (قرطبی ج ۱۴ ص ۹۹) وهم لا يستكبرون اور وہ اللہ کی عبادت اور اس کی تسبیح و تمجید سے استکبار نہیں کرتے ۱۴؎ تتجافی الخ یہ بھی ان مومنین کاملین کی صفت ہے کہ وہ میٹھی اور پرسکون نیند پر اللہ کی عبادت کو ترجیح دیتے ہیں جمہور کے نزدیک اس سے نماز تہجد مراد ہے التنفل بالليل قاله الجمهور من المفسرين وعليه اكثر الناس (ایضاً ص ۱۰۰) يدعون ربهم الخ ان کاملین کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ اللہ کے عذاب سے ڈر کر اور اس کی رحمت کی امید میں دن رات اپنی حاجات و مشکلات میں صرف اللہ ہی کو پکارتے ہیں اور اللہ کی دی ہوئی دولت میں سے اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ۱۵؎ فلا تعلم الخ یہ ان مومنین کاملین کے لئے بشارت ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے آرام و آسائش کا جو سامان عالم آخرت میں تیار کر رکھا ہے اس کی تفصیلات کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ یہ سب کچھ ان کے ایمان خالص اور عمل صالح کی جزا ہے نعیم جنت کا اجمالی ذکر تو قرآن و حدیث میں موجود ہے اس لئے یہاں نفی علم سے علم علی سبیل التفصیل کی نفی مراد ہے ۱۶؎ افمن کان الخ یہ لف و نشر غیر مرتب کے طریق پر تخویف و بشارت کا اجمالی اعادہ ہے جس طرح صفات بالا میں مومن و فاسق برابر نہیں اسی طرح جزاء آخرت میں بھی وہ برابر نہیں ہونگے مومنین الطاف ربانیہ کے مستحق اور فساق غضب خداوندی کے مورد ٹھہریں گے آگے فریقین کی جزاء کی تفصیل مذکور ہے ۱۷؎ اما الذین امنوا الخ۔ یہ بشارت اخروی ہے۔ یہ فریقین کے مراتب اخرویہ کی تفصیل ہے ثم بين مراتب الفريقين بعد نفي استوائهما (روح ج ۲۱ ص ۱۳۳) مومنین کاملین دنیا کے آرام و آسائش کو عبادت الٰہی پر قربان کرتے ہیں اس لئے اس کے بدلے اللہ

موضح قرآن ف۱ یعنی دنیا میں لوٹ مار بندے دیکھ لیں گے ۱۲ منہ ف۲ دھوکہ نہ کر اس کے ملنے میں یعنی کتاب کے یا موسیٰ کے معراج کی رات ان سے ملے تھے اور بھی کئی بار ۱۲ منہ ف۳ یعنی تم بھی ٹھہرے رہو تو تم میں بھی وہی چال ہو آخر ہوئی ۱۲ منہ

تعالیٰ انہیں آخرت میں جنت الماویٰ عطا فرمائے گا جس میں ہر قسم کی راحت اور آسائش میسر ہوگی اور وہ اس میں معزز مہمانوں کی طرح رہیں گے ۱۸ف واما الذین فسقوا الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ لیکن فساق وکفار کا ٹھکانا جہنم ہے جس سے وہ کبھی باہر نہیں نکل سکیں گے۔ وہ اس سے نکلنے کی ہزار کوشش کریں گے لیکن ہر بار ان کی کوشش ناکام ہوگی اور دوبارہ جہنم میں دھکیل دیئے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا آج اس عذابِ جہنم کا مزہ چکھو جس کا تم انکار کیا کرتے تھے ۱۹ف ولنذیقنھم الخ یہ تخویف دنیوی ہے عذاب ادنیٰ سے مصائب دنیا اور عذابِ اکبر سے عذابِ جہنم مراد ہے یعنی ہم دنیا میں ان فساق وکفار کو مبتلائے مصائب کریں گے تاکہ وہ اس سے عبرت حاصل کریں اور توبہ کرکے راہ ہدایت اختیار کریں۔ قال الحسن وابو العالیۃ والضحاک و ابی بن کعب وابراھیم النخعی العذاب الادنی مصائب الدنیا واسقامھا مما یبتلی بہ العبید حتی یتوبوا وقالہ ابن عباس ولاخلاف ان العذاب الاکبر عذاب جھنم الخ (قرطبی ج ۱۴ ص ۱۰۷) ۲۰ف ومن اظلم الخ زجر مع تخویف دنیوی۔ ایک وہ مومنین کاملین ہیں جو آیاتِ الٰہی سن کر سربسجود ہوجاتے ہیں اور اللہ کی تسبیح وتحمید کرتے ہیں۔ اور ایک وہ مجرمین ہیں جو آیاتِ الٰہی کو سن کر کمال بے اعتنائی کے ساتھ ان سے اعراض کرتے ہیں یہ لوگ سب سے بڑے بے انصاف ہیں اور ہم ان سے اس اعراض وانکار کا ضرور انتقام لیں گے۔ ای لا اظلم ممن ذکرہ اللہ بآیاتہ وبینھا لہ ووضحھا ثم بعد ذلک ترکھا وجحدھا واعرض عنھا وتناساھا کانہ لا یعرفھا (ابن کثیر ج ۳ ص ۴۶۲) مجرمین سے مشرکین مراد ہیں من المجرمین یعنی المشرکین (خازن ومعالم ج ۵ ص ۹۹) ۲۱ف ولقد اٰتینا الخ یہ توحید پر نقلی دلیل ہے یعنی ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو بھی کتاب دی اور اس میں بھی یہی دعویٰ مذکور تھا کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز اور عالم الغیب نہیں۔ اس لئے صرف اسی ہی کو پکارو اور اس کے سامنے شفیع غالب بھی کوئی نہیں جو اس سے کام کرا سکے۔ تو جس طرح مشرکین قرآن کے من جانب اللہ ہونے میں شک کرتے ہیں اسی طرح منکرین نے تورات کے بارے میں بھی شک کیا حالانکہ دونوں یعنی قرآن اور تورات من جانب اللہ ہیں لہٰذا تورات کے منزل من اللہ ہونے میں بھی کسی کو شک وشبہ نہیں ہونا چاہیئے۔ . . لقائہ لقاء مصدر اپنے مفعول کی طرف مضاف ہے یا فاعل کی طرف پہلی صورت میں فاعل مقدر ہوگا اور دوسری صورت میں مفعول۔ یعنی موسیٰ علیہ السلام کے کتاب (تورات) کو پالینے یا کتاب کے موسیٰ علیہ السلام کو پہنچنے میں کوئی شک نہ کرے ولقاء مصدر مضاف الی مفعولہ وفاعلہ موسیٰ ای من لقاء موسی الکتاب او مضاف الی فاعلہ ومفعولہ موسیٰ ای من لقاء الکتاب موسی ووصولہ الیہ (روح ج ۲۱ ص ۱۲۷) اور فلا تکن کا خطاب ہر مخاطب سے ہے اس سے ہر مخاطب کو شک کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ وجعلنہ ھدًی الخ جیسا کہ سورۂ بنی اسرائیل رکوع ۱ میں فرمایا وجعلنہ ھدی لبنی اسرائیل ان لا تتخذوا من دونی وکیلا یعنی تورات میں ہم نے بنی اسرائیل کے لئے یہ ہدایت نازل کی ہے کہ میرے سوا کسی کو کارساز مت سمجھو اور مصائب وحاجات میں میرے سوا کسی کو مت پکارو۔ بعینہٖ یہی مضمون اب قرآن میں نازل کیا گیا ہے ۲۲ف وجعلنا

ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ؕ اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۲۶﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ
بہت نشانیاں ہیں کیا وہ سنتے نہیں کیا دیکھا نہیں انہوں نے ۲۵ف کہ ہم ہانک دیتے ہیں
الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ
پانی کو ایک زمین چٹیل کی طرف پھر ہم نکالتے ہیں اس سے کھیتی کہ کھاتے ہیں اس سے
اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ ؕ اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَيَقُوْلُوْنَ
ان کے چوپائے اور خود وہ بھی پھر کیا دیکھتے نہیں اور کہتے ہیں ۲۶ف
مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۸﴾ قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ
کب ہوگا یہ فیصلہ اگر تم سچے ہو تو کہہ کہ فیصلہ کے دن ۲۷ف
لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۲۹﴾
کام نہ آئے گا منکروں کو ان کا ایمان لانا اور نہ ان کو ڈھیل ملے گی
فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ﴿۳۰﴾
سو تو خیال چھوڑ ان کا ۲۸ف اور منتظر رہ وہ بھی منتظر ہیں

سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ احزاب لف مدینہ میں نازل ہوئی اور اس کی تہتر آیتیں ہیں اور نو رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ ؕ
اے نبی ۲ف ڈر اللہ سے ۳ف اور کہا نہ مان منکروں کا اور دغابازوں کا
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۙ﴿۱﴾ وَّاتَّبِعْ مَا يُوْحٰۤى اِلَيْكَ
مقرر اللہ ہے سب کچھ جاننے والا حکمتوں والا ف اور چل اسی پر ۴ف جو حکم آئے تجھ کو
مِنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۙ﴿۲﴾ وَّ
تیرے رب کی طرف سے بے شک اللہ تمہارے کام کی خبر رکھتا ہے اور

السجدة

ع ۳
۱۶

سے توحید پر دوسری
عقلی دلیل ۱۲ سے ۳
شکوی ۱۲ سے جواب
شکوی ۱۲
اشارہ بعذاب دنیوی
۱۲ ف امر اول ۱۲
۲ امر ثانی ۱۲

موضح قرآن ف کافر چاہتے تھے اپنی طرف نرم کرنا اور منافق چاہتے تھے اپنی چال سکھانی اور پیغمبر کو اللہ پر بھروسہ ہے اس سے داتا کون۔

منھم الخ موسیٰ علیہ السلام کے بعد ہم نے بنی اسرائیل میں ایسے ائمہ اور پیشوا پیدا کیے جو تورات میں ہمارے احکام کے مطابق لوگوں کو توحید اور صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرتے تھے اور توحید کی تبلیغ اور اشاعت پر تکلیفیں اور مصیبتیں برداشت کرتے تھے اور خود بھی ایمان و یقین میں مضبوط اور ثابت قدم تھے **۲۳؎** ان ربك الخ مومنین اور منکرین کے درمیان اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فیصلہ فرمائے گا۔ اور ہر فریق کو اس کے اعمال کے مطابق جزاء و سزا دے گا۔ ای یقضی ویحکم بین المؤمنین والکفار، فیجازی کلا بما یستحق (قرطبی جلد ۱۴، ص ۱۰۹) **۲۴؎** اولم یھد لھم الخ یہ تخویف دنیوی ہے۔ کیا یہ چیز ان کی ہدایت کا باعث نہ ہوئی۔ کہ ان سے پہلے ہم نے توحید کا انکار کرنے والوں کے قرنوں کے قرن تباہ و برباد کر دیئے۔ حالانکہ یہ لوگ اپنے تجارتی سفروں میں ان تباہ شدہ قوموں کے ویران شہروں کے کھنڈروں پر اکثر گذرتے ہیں اور ان کی تباہی و ہلاکت کے آثار کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہیں ان اقوام متمردہ کی تباہی و بربادی میں عبرت و نصیحت کے بے شمار نشان موجود ہیں۔ بشرطیکہ ان میں فکر و تدبر سے کام لیا جائے **۲۵؎** اولم یروا الخ یہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے اور حشر و نشر پر بھی دلیل ہے کیا یہ لوگ مشاہدہ نہیں کرتے کہ ہم بے آب و گیاہ زمین پر مینہ برسا کر اس میں لہلہاتے کھیت پیدا کر دیتے ہیں اور اس طرح ان کے اور ان کے مویشیوں کے لئے روزی مہیا کرتے ہیں۔ مینہ برسانا اور کھیتیاں اگانا جس خدائے قادر و قیوم کے اختیار و تصرف میں ہے وہی ساری کائنات کا کارساز ہے اور جو زمین سے انواع و اقسام نبات پیدا کر سکتا ہے وہ مُردوں کو بھی دوبارہ پیدا کرنے پر قادر ہے **۲۶؎** ویقولون الخ یہ شکویٰ ہے! ان منکرین کا حال بھی عجیب ہے کہ قیامت کو ماننے اور احوال قیامت اور عذاب جہنم سے ڈرنے کے بجائے تمسخر اڑاتے اور استہزاء کرتے ہیں کہ وہ فیصلہ کا دن کب آئے گا اگر تم سچے ہو تو اس کی معین تاریخ بتاؤ **۲۷؎** قل یوم الخ یہ جواب شکویٰ اور تخویف ہے ان استہزاء کرنے والوں سے کہہ دیجئے کہ عجلت سے کام نہ لو۔ بلکہ صبر کرو۔ جب قیامت کا دن آجائے گا اس دن تم دنیا میں ایمان نہ لانے اور اعمال صالحہ بجا نہ لانے پر حسرت و ندامت کا اظہار کرو گے اور اب جن حقائق کا انکار کرتے ہو قیامت کے دن ان کی سچائی کا تمہیں خود بخود یقین ہو جائے گا مگر اس ایمان اور یقین سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اور انہیں جہنم میں داخل کر دیا جائیگا۔ اور ذرا مہلت نہ دی جائیگی (لا ینظرون، لا یمھلون لیتوبوا ویعتذروا (معالم و خازن جلد ۵ ص ۱۸۹) **۲۸؎** فاعرض الخ آپ ان سے اعراض فرمائیں اور ان کے انکار و استہزاء کی پروا نہ کریں اور اللہ کی مدد و نصرت اور اعداء دین کی ہلاکت کا وقت قریب ہے۔ آپ میرے وعدے کا انتظار کریں مشرکین بھی اس انتظار اور آرزو میں ہیں مسلمان حوادث زمان اور مصائب دہر سے نیست و نابود ہو جائیں گے (وانتظر) ای موعدی لك (انھم منتظرون) ای ینتظرون بکم حوادث الزمان (قرطبی جلد ۱۴ ص ۱۱۲) آخر جنگ بدر میں اللہ کا وعدۂ نصرت پورا ہوا۔ کلمۂ اسلام بلند ہوا۔ اور مسلمانوں کو فتح و کامرانی نصیب ہوئی اور ان کے مقابلے میں کفر سرنگوں ہوا۔ مشرکین خائب و خاسر ہوئے! اور ان کی تمام آرزوئیں خاک میں مل گئیں فالحمد للہ علی ذلك حمدًا کثیرًا۔

سورۃ سجدہ کی خصوصیات

اور اسمیں

آیات توحید

۱۔ اللہ الذی خلق السمٰوٰت والارض ــــ تا ــــ افلا تتذکرون ٥ (ع ۱) **نفی شفاعت قہریہ۔**
۲۔ یدبر الامر من السماء ــــ تا ــــ العزیز الرحیم ٥ **نفی شرک فی التصرف والعلم۔**
۳۔ اولم یروا انا نسوق الماء ــــ تا ــــ افلا یبصرون **نفی شرک فی التصرف۔**

سورۂ احزاب

ربط: سورۂ احزاب کو سورۂ سجدہ کے ساتھ نامی ربط یہ ہے کہ سورۂ سجدہ میں فرمایا مالکم من دونہ من ولی ولا شفیع یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا تمہارا کوئی کارساز نہیں اس کے سوا کسی کو مت پکارو اور نہ خدا کے یہاں کوئی شفیع غالب ہے تم اس عقیدے پر قائم رہو۔ اور اس کی تبلیغ کرو۔ اگرچہ عرب کے تمام قبائل (احزاب) مل کر تمہارے مقابلے میں آجائیں معنوی ربط یہ ہے کہ سورۂ سجدہ میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کوئی شفیع غالب نہیں لہٰذا کسی کو شفیع غالب سمجھ کر حاجات میں غائبانہ مت پکارو۔ اب سورۂ احزاب میں مذکور ہوگا کہ اس معاملے میں مشرکین کی بات نہ ماننا کیونکہ اب وہ خود بخود نرم ہو کر صلح کرنا چاہتے ہیں۔ کہ ان کے معبودانِ باطلہ کو کم از کم عند اللہ شفیع غالب مان لیا جائے اس لئے سورۂ احزاب میں حکم دیا گیا کہ مشرکین کی اس پیشکش کو ٹھکرا دینا اور اس معاملے میں نرمی اختیار کر کے کسی کو بھی شفیع غالب تسلیم نہ کرنا اور صاف کہہ دینا کہ جو معبود عند اللہ شفیع نہیں ہیں وہ تمہارے بنانے سے شفیع نہیں بن سکتے۔

خلاصہ: اس سورۃ میں مشرکین کی تین خرابیوں کو دور کرنا مقصود ہے جن میں سے ایک اصول میں تھی اور دو فروع میں اصولی خرابی یہ تھی کہ وہ اپنے معبودوں کو عند اللہ شفیع غالب سمجھتے تھے فروعی خرابیاں یہ تھیں **اوّل** یہ کہ وہ اپنی بیوی سے ظہار کے بعد اسے بالکل ماں کی طرح سمجھتے اور کفارہ کے بعد بھی اسے اپنی بیوی نہ بناتے **دوم** اپنے متبنّیٰ یعنی منہ بولے بیٹے کی بیوی کو حقیقی بیٹے کی بیوی کا درجہ دیتے اور متبنیٰ کی وفات یا تطلیق کے بعد اس کی بیوی سے نکاح کو حرام سمجھتے تھے اصل مقصود تو عقیدہ شرکیہ یعنی شفاعتِ قہری کا ابطال ہے باقی دو جاہلانہ رسموں کا ذکر بطور نظیر ہے۔ حاصل یہ ہے کہ تمہارے زعم اور خیال سے تمہارے معبود شفیع غالب نہیں بن جاتے جس طرح ظہار سے بیوی حقیقی ماں نہیں بن جاتی اور کسی کو بیٹا بنا لینے سے وہ حقیقت میں بیٹا نہیں بن جاتا۔ شروع میں یایہا النبی اتق اللہ الخ میں حضور علیہ السلام کو مشرکین کی پیشکش ٹھکرانے اور وحی ربانی کے اتباع کا حکم دیا گیا۔ وما جعل ازواجکم الخ میں نظیر اوّل مذکور ہے اور وما جعل ادعیاءکم ابناءکم میں دوسری نظیر کا ذکر ہے اس کے بعد تمام سورۃ میں دوسری نظیر سے متعلق تفصیلات مذکور ہیں اللہ تعالیٰ کو خود حضور علیہ السلام کے اپنے عمل سے اس رسم کو توڑنا منظور تھا اس لئے اس کے اسباب مہیا فرما دیئے۔ پہلے حضور علیہ السلام کی قریبی رشتہ دار حضرت زینبؓ کا نکاح آپ کے متبنیٰ زید بن حارثہ کے ساتھ کرایا۔ خاوند بیوی کی بن نہ آئی حضرت زید نے طلاق دے دی تو اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو حضرت زینب کے ساتھ نکاح کرنے کا حکم دیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی نکاح کر دیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے خود آپؐ کے عمل سے اس جاہلانہ رسم کا خاتمہ کر دیا۔ یہ رسم چونکہ لوگوں کے دلوں میں راسخ ہو چکی تھی اس لئے اس کے خلاف حضور علیہ السلام کا عمل مشرکین اور منافقین کے لئے آپؐ کے خلاف پروپیگنڈے کا باعث بن سکتا تھا ممکن تھا کہ اس مخالفانہ پروپیگنڈے سے بتقاضائے بشریت بعض مسلمان اور خود آپؐ کی ازواج مطہرات بھی متاثر ہو جائیں اس بات کا بھی امکان تھا کہ خود حضور علیہ السلام کے دل میں بھی کوئی خیال آجائے اس لئے اللہ تعالیٰ نے دوسری رسم ختم کرنے کے بعد اس سورۃ میں ۱۹ انیس احکام نازل فرما دیئے۔ آٹھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے۔ نو مومنین کے لئے اور دو ازواج مطہرات کے لئے۔ مقصد یہ ہے کہ اے ایمان والو! اس رسم کو توڑنے کی وجہ سے مشرکین اور منافقین میرے پیغمبر کی مخالفت اور آپ کی عزت پر حملے کریں گے۔ تم ان کی مخالفت سے مت دبنا۔ ہر حال میں پیغمبر علیہ السلام کا ساتھ دینا اور ان کی عزت و ناموس کو اپنی جانوں سے بھی زیادہ عزیز سمجھنا۔ اے ازواجِ پیغمبر! اس معاملے میں تم بھی نرمی اختیار نہ کرنا۔ اور ایسی بات زبان پر نہ لانا جس سے پیغمبر علیہ السلام کی عزت پر حرف آئے اور اے پیغمبر! اس معاملے میں مشرکین سے نرمی کا معاہدہ ہرگز نہ کرنا اور ہمارے عہد و پیمان کے مطابق شرک اور رسوم جاہلیہ کے خلاف پوری قوت کے ساتھ آواز بلند کرنا۔ ساتھ ساتھ فتنہ پھیلانے والے مشرکین اور منافقین کے لئے تخویفیں اور زجریں بھی مذکور ہیں۔ النبی اولی بالمومنین الخ یہ مومنین کے لئے پہلا حکم ہے اے ایمان والو! میرے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے جاہلیت کی رسم کو توڑا ہے مشرکین اور منافقین آپؐ کی مخالفت کریں گے تم میرے پیغمبر کا ہر حال میں ساتھ دینا اور آپؐ کی عزت و آبرو کے لئے اپنی جانیں بھی قربان کر دینا اور آپؐ کی ازواج مطہرات کو اپنی مائیں سمجھنا۔ دیکھو ان کی عزت و حرمت پر حرف نہ آنے پائے۔ واذ اخذنا من النبیین الخ یہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلا خطاب ہے مشرکین اور منافقین ان برائیوں کو ختم کرنے کی وجہ سے ضرور آپ کی مخالفت کریں گے لیکن آپ اس معاملے میں نرمی سے ہرگز کام نہ لیں اور حسب عہد و میثاق میرے احکام کی تبلیغ کریں۔ یایہا الذین اٰمنوا الخ (رکوع ۲) یہ مومنوں کے لئے دوسرا حکم ہے۔ اے ایمان والو! دشمنوں کی مخالفت سے خائف نہ ہونا اور ہمت نہ ہارنا اور میرے پیغمبر کا ساتھ ہرگز نہ چھوڑنا میں تمہارا ناصر اور مددگار ہوں جیسا کہ تمہاری بے سروسامانی کے باوجود کئی موقعوں پر میں نے تمہاری مدد کی۔ اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے غزوہ احزاب (غزوہ خندق) کا واقعہ بطور مثال ذکر فرمایا۔ کہ دیکھو ناسازگاریٔ اسباب اور منافقین کے مخالفانہ پروپیگنڈے کے باوجود میں نے تمہاری مدد کی اس واقعہ کی تفصیلات اذ جاءتکم جنود (ع ۲) سے وکان اللہ علے کل شئ قدیرا (ع ۳) تک میں مذکور ہیں۔ یایہا النبی قل لازواجک الخ (ع ۴) یہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسرا خطاب ہے کہ آپ اپنی بیویوں کو صاف لفظوں میں آگاہ فرما دیں کہ اگر تم دنیا کی دولت یا زینت چاہتی ہو تو میں تمہیں اپنے حبالہ نکاح سے آزاد کرنے کو تیار ہوں لیکن اگر تم اللہ کو اس کے رسول کو اور آخرت کو چاہتی ہو اور رسم جاہلیت کو توڑنے میں پیغمبر علیہ السلام کا ساتھ دینا چاہتی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی بہت عمدہ جزا عطا فرمائے گا۔ یانساء النبی الخ یہ ازواج مطہرات سے پہلا خطاب ہے۔ اے

ج پیغمبر! اگر تم میں سے کسی نے منافقین کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر پیغمبر علیہ السلام کے خلاف کوئی بات کہہ دی تو میں اسے دوگنا سزا دوں گا۔ اور جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گی۔ اور اس رسمِ جاہلیت کو توڑنے میں میرے پیغمبر کی حمایت کرے گی۔ اسے دوہرا اجر دوں گا۔ یٰنِسَآءَ النبی لستن الخ یہ ازواجِ مطہرات سے دوسرا خطاب ہے۔ اے ازواجِ پیغمبر! اگر تم تقویٰ اختیار کرو تو تم دوسری عام عورتوں جیسی نہیں ہو۔ اس لئے تم اس معاملے میں نرم بات نہ کرنا کہ پیغمبر علیہ السلام اپنی مرضی والے ہیں جو چاہیں کریں۔ اگر یہ بات منافقوں تک پہنچ گئی تو وہ خوش ہوں گے کہ اس بارے میں پیغمبر کے اپنے گھر میں بھی اختلاف موجود ہے بلکہ صاف صاف کہو۔ پیغمبر علیہ السلام نے اپنے متبنی کی مطلقہ کے ساتھ اللہ کے حکم سے نکاح کیا ہے۔ اپنے گھروں میں رہو اور رسومِ جاہلیت سے اپنا دامن بچاؤ۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری عزت و ناموس کو ہر بدنما داغ سے پاک صاف رکھنا چاہتا ہے

انَّ المسلمین والمسلمات الخ (ع ۵) یہ مومنوں کے لئے تیسرا حکم ہے۔ ہر مومن مرد اور عورت جو پورے اخلاص کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے بخشش اور اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے۔ اور جو اللہ و رسول کا نافرمان ہوگا وہ صریح گمراہ ہے۔ اور اس کا ٹھکانہ جہنم میں ہوگا۔

و اذ تقول الخ یہ حضور علیہ السلام سے تیسرا خطاب ہے۔ آپؐ کی خواہش تھی کہ زید حضرت زینبؓ کو اپنے نکاح میں باقی رکھے۔ اور اسے طلاق نہ دے۔ کیونکہ اب صورتِ حال یہ تھی۔ اگر زید طلاق دے دیتے ہیں تو اب حضرت زینب کی دلجوئی صرف اسی طرح ممکن تھی کہ آپ خود اس سے نکاح کرلیں لیکن آپ ایسا نہیں کرنا چاہتے تھے کہ منافقین اعتراض کرینگے کہ اپنے متبنی کی مطلقہ سے نکاح کرلیا۔ لیکن اللہ تعالےٰ چاہتا تھا کہ خود آپ کے عمل سے اس رسم کو توڑا جائے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے اس خطاب میں آپ کو تنبیہہ فرمائی اور آپؐ کو حکم دیا کہ زید کی طلاق کے بعد زینب آپ کی بیوی ہے۔

مَا کَانَ عَلَی النَّبِیِّ الخ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چوتھا خطاب ہے۔ اللہ تعالےٰ نے جو فیصلہ فرمادیا ہے۔ پیغمبر علیہ السلام اس بارے میں اپنے دل میں کسی قسم کی تنگی محسوس نہ کریں۔ کیونکہ میرے پیغمبروں کی شان یہی ہے کہ وہ صرف اللہ سے ڈریں۔ اور دین میں لوگوں کی ملامت کا خیال نہ کریں۔

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ الخ یہ مؤمنوں کے لئے چوتھا حکم ہے۔ اے ایمان والو! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں۔ لہٰذا آپؐ زید کے بھی باپ نہیں اس لئے زید کی مطلقہ سے آپ کے نکاح کرلینے میں کوئی برائی اور قباحت نہیں۔ اس بارے میں تم اپنے دلوں کو صاف رکھنا۔ اور منافقین و مشرکین کی باتوں سے متاثر ہو کر پیغمبر علیہ السلام کے بارے میں کسی قسم کی بدگمانی نہ کرنا۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا الخ (ع ۶) یہ مؤمنوں کے لئے پانچواں حکم ہے۔ اے ایمان والو! اللہ کو بہت یاد کرو اور صبح و شام اس کی حمد و ثناء اور تسبیح و تقدیس میں مصروف رہو۔ اگر بتقاضائے بشریت تمہارے دلوں میں پیغمبر علیہ السلام کے بارے میں کوئی بدگمانی پیدا ہونے کا کوئی اندیشہ یا وسوسہ ظاہر ہو تو اللہ کی یاد سے اسے دفع کرلو۔

یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ الخ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچواں خطاب ہے۔ میرے پیغمبر! میں نے تجھے حق بیان کرنے کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے اس لئے آپ صاف صاف اعلان فرمادیں کہ متبنی کی مطلقہ سے نکاح حلال ہے اور لوگوں کی مخالفت کی پرواہ نہ کریں وَلَا تُطِعِ الْکٰفِرِیْنَ الخ یہ سورت کے ابتدائی مضمون کا اعادہ ہے۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ چھٹا حکم برائے مؤمنین۔ اگر تم خلوت سے قبل ہی اپنی بیویوں کو طلاق دے دو تو ان پر کوئی عدت نہیں اور وہ فوراً دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہیں۔ اس لئے ہم نے زید کے طلاق دینے کے فوراً بعد زینب کے ساتھ پیغمبر (علیہ السلام) کا نکاح کردیا کیونکہ وہ غیر مدخول بہا تھیں۔

یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا الخ یہ حضور علیہ السلام سے چھٹا خطاب ہے۔ حسب ذیل عورتوں کے ساتھ آپ کے لئے نکاح کرنا حلال ہے ان کے سوا اور عورتیں آپ کے لئے حلال نہیں۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا الخ (ع ۷) ساتواں حکم برائے مؤمنین۔ ایمان والوں کو پیغمبر علیہ السلام کے گھر کے بارے میں کچھ آداب سکھلائے گئے تاکہ منافقین اور کفار کے لئے غلط پروپیگنڈے کی گنجائش باقی نہ رہے۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ الخ آٹھواں حکم برائے مؤمنین۔ ایمان والو! میرے پیغمبر (علیہ السلام) نے مشرکین و منافقین کی شدید مخالفت کے باوجود جاہلیت کی رسم کو توڑ دیا۔ اور مسئلہ حق کو واضح کردیا ہے۔ اس لئے تم آپؐ پر صلوٰۃ و سلام بھیجو۔ اور اللہ سے آپؐ کے لئے رحمت کی دعا مانگو۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ الخ یہ مشرکین و منافقین کے لئے تخویف اخروی ہے۔

یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ الخ (ع ۸) حضور علیہ السلام سے ساتواں خطاب۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں، آپ کی صاحبزادیوں اور تمام مؤمن عورتوں کو حکم دیا گیا کہ جب وہ کسی کام کے لئے گھروں سے نکلیں تو پردہ کر کے نکلیں تاکہ ان کی عزت و ناموس محفوظ رہے اور بدقماش لوگوں کو اتہام کا موقع نہ مل سکے۔ لَئِنْ لَّمْ یَنْتَہِ الْمُنٰفِقُوْنَ الخ یہ منافقین پر زجر اور تخویف دنیوی ہے۔ اگر منافق اور بدقماش لوگ اس کے باوجود اپنی شرارتوں سے باز نہ آئے تو انہیں قتل کرنے کے احکام صادر کردیئے جائیں گے۔

یَسْئَلُکَ النَّاسُ الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن ان کفار و مشرکین کا حال بہت برا ہوگا اور وہ اللہ کے عذاب سے کسی صورت بچ نہیں سکیں گے۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَکُوْنُوْا الخ (ع ۹) یہ مؤمنین کے لئے نواں حکم ہے۔ ایمان والوں کو حکم دیا گیا کہ وہ پیغمبر علیہ السلام کے بارے میں کسی قسم کی بدگمانی نہ کریں۔ اور نہ کوئی خلافِ شان بات آپ کی طرف منسوب کر کے آپ کو ایذا پہنچائیں۔ بلکہ اللہ سے ڈریں اور سچائی کو اپنا شعار بنائیں۔ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ الخ منافقین و مشرکین کے لئے زجر و تخویف اور ایمان والوں کے لئے بشارتِ اخروی۔

۵۲ یایھا النبی الخ صلح حدیبیہ کے بعد مشرکین و منافقین کا ایک وفد جو ابوسفیان، عکرمہ بن ابوجہل، عبداللہ بن ابی اور معتب بن قشیر وغیرہ پر مشتمل تھا حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا۔ اے محمد! ہم تم سے یہ چاہتے ہیں کہ تم ہمارے معبودوں کو برائی سے یاد کرنا چھوڑ دو۔ اور صرف اتنی بات مان لو کہ وہ عند اللہ شفیع ہیں اور نفع پہنچا سکتے ہیں تو تمہیں آزادی ہے کہ بیشک تم اپنے خدائے واحد کی عبادت کرو، اور دوسرے احکام کی تبلیغ کرو، ہم تم سے کوئی تعرض نہ کریں گے۔ یہ بات آپ کو بہت ناگوار گذری اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ قالوا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارفض ذکر الھتنا وقل انھا تشفع وتنفع وندعك وربك فشق ذلك على النبي صلى الله عليه وسلم والمؤمنين وهموا بقتلهم فنزلت (روح جلد ۲۱ ص ۱۴۳) وكذا فى المعالم والخازن وغيرہما۔ مشرکین چاہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اگر نرم ہو جائیں تو وہ بھی اپنا رویہ نرم کرلیں گے لیکن اللہ نے آپ کو اس معاملہ میں نرمی اختیار کرنے سے منع فرمادیا اور حکم دیا کہ تبلیغ توحید میں ذرہ برابر کوتاہی یا نرمی نہ ہونے پائے جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا ودوا لو تدهن فيدهنون (القلم) اور مائدہ میں فرمایا بلغ ما انزل اليك وان لم تفعل فما بلغت رسالته اور بنی اسرائیل میں ارشاد ہے لقد كدت تركن اليهم شيئا قليلا اذا لاذقناك ضعف الحيوة وضعف الممات الخ یہ آیتیں تین امر اور ایک نہی پر مشتمل ہیں ۵۳ اتق اللہ الخ یہ پہلا امر ہے یعنی تقویٰ اور خوف خدا پر قائم رہیں اور اللہ کے احکام کے خلاف ہرگز کوئی قدم نہ اٹھائیں والمقصود الدوام والثبات عليها (روح ج ۲۱ ص ۱۴۳) ولا تطع الكفرين الخ یہ نہی ہے کفار اور منافقین نے آپ سے جو نرمی کرنے کا مطالبہ کیا ہے آپ ان کی بات ہرگز نہ مانیں اور مسئلہ توحید بیان کرنے میں ہرگز ان کی رو رعایت نہ فرمائیں اللہ تعالیٰ علیم و حکیم ہے اگر آپ کی نرمی سے ان کے ایمان لانے کا امکان ہوتا تو آپ کو نرمی کرنے سے روکا نہ جاتا ودل بقوله "ان الله كان عليما حكيما" على انه كان يميل اليهم استدعاء لهم الى الاسلام اى لو علم الله عز وجل ان ميلك اليهم فيه منفعة لما نهاك عنه لانه حكيم (قرطبی جلد ۱۴ ص ۱۱۵) ۵۴ واتبع الخ یہ دوسرا امر ہے اللہ کی طرف سے آپ پر جو امور و احکام دین وحی ہو رہے ہیں آپ انکی پیروی کریں کفار اور منافقین کی باتوں کی پیروی نہ کریں اللہ تعالیٰ تم سب کے اعمال سے باخبر ہے اہل ایمان کو صلاح و تقویٰ کی راہیں سمجھاتا ہے اور کفار و منافقین کے مکر و فریب سے باخبر کر دیتا ہے ان الله خبير بما يعمله كلا الفريقين فيرشدك الى ما فيه صلاح حالك وانتظام امرك ويطلعك على ما

تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ③ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ

بھروسہ رکھ ۵۵ اللہ پر اور اللہ کافی ہے کام بنانے والا اللہ نے رکھے نہیں ۵۶ کسی مرد کے

مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۚ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰۗـِٔيْ

دو دل اس کے اندر اور نہیں کیا تمہاری جوروؤں کو کہ جن کو

تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَاۗءَكُمْ اَبْنَاۗءَكُمْ ۭ

ماں کہہ بیٹھے ہو سچی مائیں تمہاری اور نہیں کیا تمہارے پالکوں کو ۵۷ تمہارے بیٹے

ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ

یہ تمہاری بات ہے ف۱ اپنے منہ کی اور اللہ کہتا ہے ٹھیک بات اور وہی

يَهْدِي السَّبِيْلَ ④ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَاۗىِٕهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ

سمجھاتا ہے راہ ۵۸ ف۱ پکارو لے پالکوں کو ۵۹ ان کے باپ کی طرف نسبت کر کے یہی پورا انصاف ہے

اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَاۗءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ

اللہ کے یہاں پھر اگر نہ جانتے ہو ان کے باپ کو تو تمہارے بھائی ہیں دین میں

وَمَوَالِيْكُمْ ۭ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ ۙ

اور رفیق ہیں ۶۰ اور گناہ نہیں تم پر جس چیز میں چوک جاؤ

وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ⑤

پر وہ جو دل سے ارادہ کرو اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان ف۲

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ

نبی سے لگاؤ ہے ۶۱ ایمان والوں کو اپنی جان سے زیادہ اور اس کی عورتیں

اُمَّهٰتُهُمْ ۭ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ

ان کی مائیں ہیں ف۳ اور قرابت والے ۶۲ ایک دوسرے سے لگاؤ رکھتے ہیں

كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا

اللہ کے حکم میں زیادہ سب ایمان والوں سے اور ہجرت کرنے والوں سے مگر یہ کہ کرنا چاہو ۶۳

۱۲ امر ثابت ۱۲
۲/ نظیر اول ۱۲
۳/ نظیر ثانی ۱۲
مرجع حکم اول بر مؤمنین ۱۲

موضح قرآن ف۱ کفر کے وقت کوئی جورو کو ماں کہتا تو ساری عمر وہ اس سے جدا ہوتی اور کسی کو بیٹا کہہ بولتا تو سچا بیٹا ہو جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں حکم بدل دیئے۔ جورو کو ماں کہنا سورۂ قد سمع اللہ میں آویگا اور لے پالک کا حکم آگے بیان ہے ان دو کے ساتھ تیسری بات بھی سنادی کہ ایسی باتیں کہنے کی بہتیری ہیں ان پر عمل نہیں ہو سکتا جیسے مستقل مرد کو کہتے ہیں اس کے دو دل ہیں مگر چھاتی چیر کر دیکھو تو کسی کے دو دل نہیں۔ ف۲ یعنی چوک کا گناہ تو کسی چیز میں نہیں اور ارادے کا ہے اس میں بھی اللہ چاہے تو بخشے چوک یہ کہ منہ سے نکل گیا فلانے کا بیٹا فلانا۔

فتح الرحمٰن ف۱ کہ درین آیت رد است بر قول کافری کہ مرا دو دل داده اند بر آنچہ اہل جاہلیت مقرر کرده بودند کہ مظاہره مثل مادر حرام مؤبد میشود و تعریض است بجواب طعن کافران و منافقان بہ نسبت حضرت رسالت ۲ چون زینب را تزوج فرمود کہ زن پسر خود را بزنی گرفت ۱۲ ف۲ پس باین لقب بخوانید ۱۲ ف۳ یعنی در حرمت نکاح ۳

یعلمونه من المکائد والمفاسد (ابو سعود ج ۶ ص ۲۶۳) ف۵ وتوکل الخ یہ تیسرا امر ہے آپ بلا خوف وخطر توحید کی تبلیغ کرتے جائیں اور اگر کوئی ڈر خطرہ ہو تو اللہ پر بھروسہ کریں اور اپنے تمام معاملات خدا کے سپرد کریں اس سے بہتر کوئی کارساز اور حافظ و ناصر نہیں ف۶ ماجعل اللہ الخ یہ ماقبل کی دلیل ہے بطور تمثیل فرمایا جسطرح ایک جوف میں دو دل جمع نہیں ہو سکتے اسی طرح ایک دل میں دو اعتقاد جمع نہیں ہو سکتے اس لئے یہ ناممکن ہے کہ آپ اللہ کو بھی نافع وضار سمجھیں اور مشرکین کے باطل معبودوں کو بھی لایجتمع الکفر والایمان باللہ تعالیٰ فی قلب کما لایجتمع قلبان فی جوف فالمعنی لایجتمع اعتقادان متغایران فی قلب الخ (قرطبی ج ۱۴ ص ۱۱۷) یا دو دل ہونے سے دو رُخ ہونا مراد ہے کہ خدا کو بھی نافع سمجھے اور غیر اللہ کو بھی، خدا سے بھی ڈرے اور غیر خدا سے بھی،

دو دل بودن بجز بے حاصلی نیست ؎

یکے بین یکے دان و یکے گو
یکے خواہ و یکے خوان و یکے جو

ف۷ وماجعل ازواجکم الخ یہ ماقبل کے لئے پہلی نظیر ہے زمانۂ جاہلیت میں رواج تھا جب کوئی شخص اپنی بیوی سے ظہار کرلیتا یعنی اپنی بیوی سے کہہ دیتا کہ تو میرے لئے میری ماں کی مانند ہے تو وہ اسے طلاق کا درجہ دیتا اور کسی صورت میں بیوی کے طور پر

إِلَىٰٓ أَوْلِيَآئِكُم مَّعْرُوفًا ۚ كَانَ ذَٰلِكَ فِى ٱلْكِتَٰبِ
اپنے رفیقوں سے احسان یہ ہے کتاب میں

مَسْطُورًا ⑥ وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ ٱلنَّبِيِّۦنَ مِيثَٰقَهُمْ وَمِنكَ
لکھا ہوا ف۱ اور جب لیا ہم نے ف۲ نبیوں سے ان کا اقرار اور تجھ سے

وَمِن نُّوحٍ وَإِبْرَٰهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَى ٱبْنِ مَرْيَمَ
اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور عیسیٰ سے جو بیٹا مریم کا

وَأَخَذْنَا مِنْهُم مِّيثَٰقًا غَلِيظًا ⑦ لِّيَسْـَٔلَ ٱلصَّٰدِقِينَ
اور لیا ہم نے ان سے گاڑھا قرار ف۲ تا کہ پوچھے اللہ سچوں سے

عَن صِدْقِهِمْ ۚ وَأَعَدَّ لِلْكَٰفِرِينَ عَذَابًا أَلِيمًا ⑧ يَٰٓأَيُّهَا
ان کا سچ اور تیار رکھا ہے منکروں کیلئے دردناک عذاب ف۳ ف اے

ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱذْكُرُوا۟ نِعْمَةَ ٱللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَآءَتْكُمْ
ایمان والو یاد کرو ف۵ احسان اللہ کا اپنے اوپر جب چڑھ آئیں تم پر

جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا ۚ وَ
فوجیں پھر ہم نے بھیج دی ان پر ہوا اور وہ فوجیں جو تم نے نہیں دیکھیں اور

كَانَ ٱللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ⑨ إِذْ جَآءُوكُم مِّن
ہے اللہ جو کچھ تم کرتے ہو دیکھنے والا ف۴ جب چڑھ آئے تم پر ف۶ اوپر

فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ ٱلْأَبْصَٰرُ وَ
کی طرف سے اور نیچے سے اور جب بدلنے لگیں آنکھیں اور

بَلَغَتِ ٱلْقُلُوبُ ٱلْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِٱللَّهِ ٱلظُّنُونَا۠ ⑩
پہنچے دل گلوں تک اور اٹکلنے لگے تم اللہ پر طرح طرح کی اٹکلیں ف۵

هُنَالِكَ ٱبْتُلِىَ ٱلْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا۟ زِلْزَالًا شَدِيدًا ⑪
وہاں جانچے گئے ف۷ ایمان والے اور جھڑ جھڑائے گئے زور کا جھڑ جھڑانا

ع ۱/۸ ۱۷

ما خطاب اول بجانب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

حکم دوم بجانب مومنین ۱۲

موضح قرآن ف۱ نبی نائب ہے اللہ کا اپنی جان و مال میں اپنا تصرف نہیں چلتا جتنا نبی کا، اپنی جان دہکتی آگ میں ڈالنی روا نہیں اور نبی حکم کرے تو فرض ہے اور اس کی عورتیں سب کی مائیں حرمت میں پردے میں ہیں اور حضرت کے ساتھ جنہوں نے وطن چھوڑا بھائی بندوں سے ٹوٹے ان کو حضرت نے آپس میں بھائی کر دیا تھا دو دو کو پیچھے ان کے ناتے والے مسلمان ہوئے فرمایا کہ اس بھائی چارے سے ناتا مقدم ہے میراث ہے ناتے ہی پر اور سب حکم مگر احسان اور سلوک اس کا بھی کئے جاؤ یہ کتاب میں لکھا ہے یعنی قرآن میں ہمیشہ کو یہ حکم جاری رکھا یا توریت میں بھی یہی حکم ہوگا۔ ف۲ اوپر پیغمبر کو فرمایا کہ سب لوگوں پر تصرف رکھتا ہے ان کی جان سے زیادہ یہاں فرمایا کہ یہ درجہ نبیوں کو ملا کہ ان پر محنت بھی زیادہ ہے ساری خلق سے مقابل ہونا اور کسی سے خوف و رجا نہ رکھنا ان پانچ پیغمبروں کو کہتے ہیں الوالعزم کہ ان کی ہدایت کا اثر ہزاروں برس رہا۔ اور جب تک دنیا ہے رہیگا۔ ان میں پہلے نام فرمایا ہمارے نبی کا ف۳ یعنی ان کی زبانی اپنے حکم خلق کو پہنچائے تب ہر ایک سے پوچھ کریگا اور منکروں کو سزا دے گا ف۴ ہجرت سے چوتھے برس یہود بنی نضیر جو مدینے سے نکالے گئے تھے سورۂ حشر میں آئیگا۔ ہر قوم میں پھرے اور قریش کو اور فزارہ اور غطفان کو اور بنی قریظہ کو جو مدینے کے پاس تھے جمع کر کر حضرت پر چڑھا لائے بارہ ہزار آدمی مسلمان کم تھے تین ہزار مدینہ سے باہر لشکر پڑا گرد خندق کھودی جب فوجیں آئیں دور دور سے لڑتے رہے قریب ایک مہینہ تک پھر ایک رات اللہ نے بُروا باؤ بھیجی تند کافروں کی آگیں بجھ گئیں بھوکے رہے اور خیمے گر پڑے گھوڑے چھوٹ گئے۔ سب لشکر برباد ہوا لاچار اٹھ کر چلے گئے یہ جنگ احزاب کہلاتی ہے اور جنگِ خندق بھی جاڑے کے موسم میں اناج کی تنگی لڑائی لڑنی اور خندق کھودنی اور گرد سب مخالف اس میں منافق دل کی باتیں بولنے لگے اور مومن ثابت رہے اس جنگ میں حضرت نے فرمایا اب سے ہم جاویں گے کفار پر وہ ہم پر نہ آویں گے وہی ہوا۔ ف۵ اوپر سے اور نیچے سے یعنی مدینے کی شرقی طرف سے جو اونچی ہے اور غربی طرف سے جو نیچی ہے اور آنکھیں ڈگنے لگیں یعنی تیور بدلنے لگے لوگوں کی دہشتی جتانے والے لگے آنکھیں چرانے اور دل پہنچے گلوں تک دھڑک دھڑک کرتے ڈر سے اور کئی کئی اٹکلیں مسلمانوں نے سمجھا کہ اب کے اور سخت آزمائش آئی اور کچے ایمان والوں نے سمجھا کہ اب کی بار نہ بچیں گے

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی صلۂ ارحام واجب است و توارث ہجرت و اسلام منسوخ شد بتوارث بقرابت و ارحام ۱۲ ف۲ مترجم گوید کفار در غزوۂ احزاب بر مدینہ ہجوم کردند و آنحضرت بخندق متحصن شدند و از منافقان سخنان نفاق سر زد مخلصان استقامت ورزیدند و آخر کار فتح اسلام واقع شد خدا تعالیٰ در ذم ایشان و مدح آنان و منت نہادن بر ایشان نازل ساختند واللہ اعلم ۱۲

اپنے پاس نہ رکھتا اور اسے ہمیشہ اپنی ماں کے مانند سمجھتا اسلام نے اس رسم جاہلیت کو اٹھایا اور کفارۂ ظہار ادا کرنے کے بعد تعلقات زوجیت بحال رکھنے کا حکم دیا اس آیت میں ارشاد فرمایا تم اپنی بیویوں کو ظہار کے بعد اپنی مائیں سمجھ بیٹھتے ہو تمہارے اس زعم سے تمہاری مائیں نہیں بن جاتیں بتمہاری مائیں وہی ہیں جنہوں نے تمہیں جنم دیا ہے بعینہٖ اسیطرح کسی کے کہنے اور سمجھنے سے معبودانِ باطل خدا کے یہاں شفیع غالب ور نافع وضار نہیں بن جاتے نافع وضار وہی ذات پاک ہے جس کے قبضہ و اختیار میں سارا نظام کائنات ہے ۸ وماجعل ادعیاءکم الخ یہ دعویٰ سورت کی دوسری نظیر ہے اور ایک قدیم رواج یہ بھی تھا کہ کسی کو اپنا بیٹا بنا لیا یہاں تک کہ آدمی اور اس کے متبنّٰی کے درمیان وراثت بھی جاری ہوتی اور متبنّٰی کی بیوی کو حقیقی بہو سمجھا جاتا یہاں تک کہ متبنیٰ کی بیوہ یا مطلقہ سے نکاح کرنا حرام سمجھا جاتا تھا چنانچہ اس رواج کے مطابق حضور علیہ السلام نے بعثت سے پہلے زید بن حارثہ کو اپنا متبنّٰی بنا لیا تھا۔ اسلام نے اس رسم کو بھی اٹھا دیا ابطال لما کان فی جاھلیۃ وصدر من الاسلام من انہ اذا تبنی الرجل ولد غیرہ اجریت احکام البنوۃ علیہ وقد تبنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قبل البعثۃ زید بن حارثۃ (روح ج ۲۱ ص ۱۴۶) جس طرح کسی کے بیٹے کو بیٹا بنا لینے سے وہ بیٹا نہیں بن جاتا اسی طرح زبانی دعویٰ سے معبودانِ باطل شفیع اور نافع وضار نہیں بن جاتے ۔ ۹ ذلکم قولکم الخ یہ تمہارے منہ کی باتیں ہیں حقیقت اور نفس الامر سے ان کا کوئی تعلق نہیں ۔ اللہ تعالیٰ ایسی بے سروپا باتوں کی اجازت نہیں دیتا وہ تو حق بیان کرتا اور سیدھی راہ دکھاتا ہے اس لئے ظہار اور تبنّی کے بارے میں اللہ نے حق بات ظاہر فرما دی اور اس بارے میں جو سیدھی راہ اور منصفانہ روش تھی واضح کر دی ۱۰ ادعوھم الخ جسے متبنّٰی بنا لیا جاتا تھا اسے اس کے منہ بولے باپ کیطرف منسوب کر کے پکارتے تھے مثلاً زید بن محمد، سالم بن ابی حذیفہ، عامر بن خطاب وغیرہ حالانکہ ان تینوں کے نسبی باپ اور تھے ۔ فرمایا ان کو ان کے اصل باپوں کی طرف منسوب کر کے بلایا کرو کیونکہ اللہ کے نزدیک یہی طریقہ عدل و صدق کے مناسب ہے اور اگر تمہیں ان کے باپ نہ معلوم ہوں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔ انھیں اپنے بھائی کہہ کر آواز دے لیا کرو غلطی سے جو پہلے ہوتا رہا معاف ہے اب آئندہ حکم واضح ہو جانے کے بعد اگر ان کو ان کے اصل باپوں کے سوا منہ بولے باپوں کی طرف منسوب کروگے تو یہ بہت بڑا جرم اور گناہ ہوگا ۱۱ النبی اولی الخ یہ مومنوں سے پہلا خطاب ہے پیغمبر علیہ السلام کا ایمان والوں پر ان کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ حق ہے۔ اس لئے اے ایمان والو پیغمبر علیہ السلام نے رسم جاہلیت توڑا ہے اب کفار و منافقین آپ کی مخالفت کرینگے تم آپ کا ساتھ دینا اور بوقت ضرورت اپنی جانیں بھی آپ پر قربان کر دینا اور آپ کی ازواج مطہرات کو اپنی ماؤں کیطرح قابل حرمت سمجھنا اگر دشمن ان کی عزت پر حملہ کریں تو ان کی عزت و آبرو

وَإِذْ يَقُولُ الْمُنٰفِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا

اور جب کہنے لگے منافق ۱۸ اور جن کے دلوں میں روگ ہے جو

وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُولُهٗٓ إِلَّا غُرُورًا ⑫ وَإِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ

وعدہ کیا تھا ہم سے اللہ نے اور اس کے رسول نے سب فریب تھا ف۱ اور جب کہنے لگی ایک جماعت

مِّنْهُمْ يٰٓأَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوا ۚ وَيَسْتَأْذِنُ

ان میں اے یثرب والو ۱۹ تمہارے لئے ٹھکانا نہیں سو پھر چلو اور رخصت مانگنے لگا

مع ۱۰

فَرِيقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُولُونَ إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ ۛ

ایک فرقہ ان میں نبی سے ۲۰ کہنے لگے ہمارے گھر کھلے پڑے ہیں۔

وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۛ إِنْ يُّرِيدُونَ إِلَّا فِرَارًا ⑬ وَلَوْ

اور وہ کھلے نہیں پڑے ان کی کوئی غرض نہیں مگر بھاگ جانا ف۲ اور اگر

دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ أَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا

شہر میں کوئی گھس آئے ان پر اس کے کناروں سے ۲۱ پھر ان سے چاہے دین سے بچلنا تو مان لیں

وَمَا تَلَبَّثُوا بِهَآ إِلَّا يَسِيرًا ⑭ وَلَقَدْ كَانُوا عٰهَدُوا

اور دیر نہ کریں اس میں مگر تھوڑی ف۲ اور اقرار کر چکے تھے

اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّونَ الْأَدْبٰرَ ۚ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ

اللہ سے پہلے کہ نہ پھیریں گے پیٹھ ۲۲ اور اللہ کے قرار کی

مَسْئُولًا ⑮ قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ إِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ

پوچھ ہوتی ہے ف۳ تو کہہ کچھ کام نہ آویگا تمہارے یہ بھاگنا ۲۳ اگر بھاگو گے

الْمَوْتِ أَوِ الْقَتْلِ وَإِذًا لَّا تُمَتَّعُونَ إِلَّا قَلِيلًا ⑯ قُلْ

مرنے سے یا مارے جانے سے اور پھر بھی پھل نہ پاؤ گے مگر تھوڑے دنوں تو کہہ

مَنْ ذَا الَّذِي يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ إِنْ أَرَادَ بِكُمْ سُوٓءًا أَوْ

کون ہے کہ ۲۴ ف۴ تم کو بچائے اللہ سے اگر چاہے تم پر برائی یا

[illegible]

[illegible]

موضح قرآن ف۱ بعضے منافق کہنے لگے پیغمبر کہتا ہے کہ میرا دین پہنچے گا مشرق اور مغرب یہاں جائے ضرور کو نکل نہیں سکتے مسلمان کو چاہیئے اب بھی ناامیدی کے وقت بے ایمانی کی باتیں نہ بولے ف۲ یثرب نام تھا مدینے کا یعنی سارے عرب ہمارے دشمن ہوئے تو ہم کو رہنے کا ٹھکانا کہاں اس لشکر سے جدا ہو جاؤ اور حضرت لشکر کے ساتھ باہر کھڑے تھے شہر میں محکم حویلیوں کے ناکے بند کر کر زنانے ان میں رکھدیئے تھے یہ بہانہ کرنے لگے کہ ہمارے گھر کھلے ہیں اور وہ جھوٹ بات تھی ف۳ جنگ احد کے بعد یہ اقرار کیا تھا کہ پھر ہم ایسی بات نہ کرینگے ف۴ یعنی جسکی قسمت میں موت ہے اسکو بچاؤ نہ ہوگا بھاگنے سے اور اگر موت نہیں تو بھاگ کر بچا کئی دن

فتح الرحمن ف۱ حاصل کلام آنست کہ در جہاد توقف میکنند و اگر جنگ در مقدمہ نفسانی میشد توقف نمیکردند ۱۲۔

واحترام اورحرمت نکاح میں ماؤں کے حکم میں ہیں باقی حجاب اور وراثت کے احکام میں اجنبیات کے حکم میں ہیں۔ ای منزلات منزلۃ الامھات فی التحریم واستحقاق التعظیم واما فیما عدا ذلک فھن کالاجنبیات (ابوالسعود ج ۷ ص ۹۶) ۱۲ـہ واولوا الارحام الخ ابتداء اسلام میں دینی اخوت کی بنا پر وراثت جاری تھی ۔ دو مسلمان آپس میں دینی اخوت کی بنا پر معاہدہ کر لیتے اور ایک دوسرے کے وارث ہوتے تھے اسی طرح ہجرت بھی بناء توارث تھی۔ ایک غیر مہاجر مسلمان اور مہاجر مسلمان کے درمیان وراثت جاری نہ تھی اقرب غیر مہاجر کی موجودگی میں ابعد مہاجر وارث ہوتا تھا۔ اس آیت سے یہ دونوں احکام منسوخ ہو گئے۔ اور صرف قرابت کو بناء وراثت قرار دے دیا گیا کان المسلمون یتوارثون بالھجرۃ وقیل آخی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بین الناس فکان یؤاخی بین الرجلین فاذا مات احدھما ورثہ الاٰخر دون عصبتہ حتی نزلت واولوا الارحام الخ (خازن ج ۵ ص ۱۹۲) فی کتاب اللہ ای فیما فرض اللہ اور من المؤمنین الخ اولی کا صلہ ہے یعنی رشتہ دار وراثت میں مومنین و مہاجرین سے زیادہ حقدار ہیں اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ازواج مطہرات حرمت نکاح میں ماؤں کے حکم میں ہیں نہ کہ احکام وراثت میں کیونکہ وراثت کی بنا قرابت پر ہے ۱۳ـہ الا ان تفعلوا الخ ان تفعلوا تاویل مصدر مبتدا ہے اور اس کی خبر جائز محذوف ہے ای الا فعلکم معروفا ای احسانا جائز الخ معروف سے مراد وصیت ہے اور اولیاء سے مؤمنین اور مہاجرین مراد ہیں اس میں اجنبی مؤمنین اور مہاجرین کے لئے وصیت کرنے کی اجازت دی۔ المراد بالمعروف الوصیۃ وذلک ان اللہ لما نسخ التوارث بالحلف والھجرۃ اباح ان یوصی الرجل لمن یتولاہ بما احب من ثلثہ (معالم ج ۵ ص ۱۹۲) ۱۴ـہ واذ اخذنا الخ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلا خطاب ہے ہم تمام نبیوں سے عموماً آپ سے اور نوح ابراہیم موسیٰ وعیسیٰ ابن مریم علیہم السلام سے خصوصاً تبلیغ رسالت اور دعوت الی الحق کا نہایت ہی پختہ اور محکم عہد لے چکے ہیں۔ ہم نے تمام نبیوں سے یہ عہد مؤکد بالایمان لیا تھا کہ تبلیغ رسالت کا فریضہ کما حقہ ادا کرنا اور حق بیان کرنے میں نرمی یا سستی سے کام نہ لینا۔ اس لئے اب آپ دیگر احکام کی تبلیغ کے ساتھ ساتھ رسوم جاہلیت کو ختم کرنے میں کسی رواداری یا تساہل کو روا نہ رکھیں اور کفار و منافقین کے شدید مخالفت کے باوجود تبلیغ رسالت اور دعوت الی الحق کا فریضہ انجام دینے میں ذرا نرمی اختیار نہ فرمائیں۔ المیثاق الغلیظ الیمین باللہ تعالیٰ فیکون بعد ما اخذ اللہ سبحانہ من النبیین المیثاق بتبلیغ الرسالۃ والدعوۃ الی الحق اکد بالیمین باللہ تعالیٰ علی الوفاء بما حملوا الخ (روح ج ۲۱ ص ۱۵۴)

اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ۭ وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا
چاہے تم پر مہربانی اور نہ پائیں گے اپنے واسطے اللہ کے سوائے کوئی حمایتی

وَّلَا نَصِيْرًا ⑰ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَاۗىِٕلِيْنَ
اور نہ مددگار ف۱ اللہ کو معلوم ہیں جو اٹکانے والے ہیں تم میں سے اور کہتے ہیں

لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا ⑱
اپنے بھائیوں کو چلے آؤ ہمارے پاس اور لڑائی میں نہیں آتے مگر کبھی

اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ښ فَاِذَا جَاۗءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ
دریغ رکھتے ہیں تم سے ف۱ پھر جب آئے ڈر کا وقت تو تو دیکھے انکو کہ تکتے ہیں

اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ
تیری طرف پھرتی ہیں آنکھیں ان کی جیسے کسی پر آئے بیہوشی موت کی

فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً
پھر جب جاتا رہے ڈر کا وقت چڑھ چڑھ بولیں تم پر تیز تیز زبانوں سے گرے پڑتے ہیں

عَلَي الْخَيْرِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ۭ
مال پر وہ لوگ یقین نہیں لائے پھر اکارت کر ڈالے اللہ نے انکے کئے کام

وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرًا ⑲ يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ
اور یہ ہے اللہ پر آسان ف۲ سمجھتے ہیں کہ فوجیں کفار کی ابھی

لَمْ يَذْهَبُوْا ۚ وَاِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ يَوَدُّوْا لَوْ
نہیں پھر گئیں اور اگر آجائیں وہ فوجیں تو آرزو کریں کسی طرح

اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِي الْاَعْرَابِ يَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَاۗىِٕكُمْ ۭ
ہم باہر نکلے ہوئے ہوں گاؤں میں پوچھ لیا کریں تمہاری خبریں ف۲

وَلَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ مَّا قٰتَلُوْٓا اِلَّا قَلِيْلًا ⑳ لَقَدْ كَانَ
اور اگر ہوں تم میں لڑائی نہ کریں مگر تھوڑی ف۳ تمہارے لئے

ملا زجر برمنافقین ۔ ملا ترغیب اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی عرب کی مخالفت سے ڈرتے ہو اگر اللہ حکم دے تو مسلمان تم کو قتل کر ڈالیں ف۲ یعنی برے وقت رفاقت سے جی چراتے ہیں اور ڈر کے مارے جان نکلتی ہے اور فتح کے بعد مردانگی جتاتے ہیں سب سے زیادہ اور غنیمت پر ڈھکتے ہیں اور جہاں حبط اعمال کا ذکر ہے تو فرمایا ہے یہ اللہ پر آسان ہے یعنی حکمت میں اللہ کی کسی کی محنت ضائع کرنی تعجب لگتی ہے لیکن جب حبط کرنے پر آوے اس عمل ہی میں ایسا نقصان پکڑے جس سے وہ درست ہی نہیں ہوا جیسے عمل بے ایمان کا کہ شرط ہے ہر عمل کی ایمان ف۳ یعنی نامردی کے مارے یقین نہیں آتا کہ فوجیں پھر گئیں اور باتوں میں تمہاری خیر خواہی جتادیں اور لڑائی میں کام نہ کریں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی در معاونت شما ۱۲ ف۲ یعنی از ہر آئندہ و روندہ ۱۲ ـ

لیسئل الصدقین الخ یہ اخذنا کے متعلق ہے اور اس میں اخذ میثاق کی علت بیان کی گئی ہے۔ الصادقین سے انبیاء علیہم السلام مراد ہیں تاکہ قیامت کے دن اللہ تعالے نبیوں سے پوچھے کہ ان سے تبلیغ حق کا جو عہد لیا گیا تھا انہوں نے پورا کیا یا نہ۔ تاکہ سرِ محشر انبیاء علیہم السلام کی صداقت واضح ہو جائے۔ اور جن لوگوں نے انبیاء علیہم السلام کی دعوت کو نہ مانا ان کے لئے دردناک عذاب تیار ہے ۱۵ه یایھا الذین آمنوا اذکروا الخ یہ مومنوں کے لئے دوسرا حکم ہے۔ اے ایمان والو! پیغمبر علیہ السلام نے جاہلیت کی رسم کو توڑا ہے۔ کفار و منافقین آپ کی مخالفت کر رہے ہیں۔ تم ہمارے پیغمبر علیہ السلام کا ساتھ دینا اور کفار و منافقین کی مخالفت سے مت ڈرنا۔ میں تمہارا ناصر و حامی ہوں جس طرح اسباب کی ناموافقت کے باوجود غزوۂ احزاب میں میں نے تمہاری مدد کی۔ غزوۂ احزاب کو غزوۂ خندق بھی کہتے ہیں۔ سنہ چار یا پانچ ہجری کو مشرکینِ عرب و یہود نے متحد ہو کر فیصلہ کیا کہ عرب کے تمام معروف قبائل سے ایک عظیم فوج تیار کر کے مدینہ پر حملہ کیا جائے اور مسلمانوں کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جائے۔ چنانچہ مختلف قبائل کے جوان اپنے اپنے سرداروں کے زیرِ کمان مدینہ کی جانب روانہ ہو گئے۔ قریش کا قائد ابو سفیان بن حرب، بنو اسد کا طلیحہ، غطفان کا عیینہ، بنو عامر کا عامر بن طفیل، بنو سلیم کا ابو الاعور سلمی۔ بنو نضیر کا حیی بن اخطب وغیرہ اور بنو قریظہ کا کعب بن اسد تھا۔ ان کی مجموعی تعداد دس اور پندرہ ہزار کے درمیان تھی۔ جب حضور علیہ السلام کو ان کی روانگی کا علم ہوا تو آپ نے سلمان فارسی کے مشورے سے مدینہ منورہ کے گرد خندق کھودنے کا کام شروع کرا دیا جو مشرکین کی فوج پہنچنے سے قبل مکمل ہو گیا۔ مسلمانوں کی تعداد صرف تین ہزار تھی۔ دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے۔ درمیان میں خندق حائل تھی۔ اسی حال میں تقریباً ایک ماہ گذر گیا۔ اس دوران میں سنگباری اور تیراندازی کے بغیر کوئی باقاعدہ جنگ نہ ہوئی سوا چند انفرادی جھڑپوں کے۔ مشرکین نے مدینہ کو چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا اور ہر طرف خوف و ہراس پھیل گیا۔ اور منافقین نے بھی اپنے قول و فعل سے مسلمانوں میں بددلی اور بے اعتمادی کی فضا پیدا کرنے کی پوری پوری کوشش کی۔ ان حالات میں اللہ تعالٰی نے مدد کے لئے فرشتوں کی فوج اتار دی اور ساتھ ہی تیز و تند طوفانِ باد بھی بھیج دیا جس سے ان کے خیموں کی میخیں اکھڑ گئیں۔ رسیاں ٹوٹ گئیں۔ گھوڑے بدک کر بھاگنے لگے ان کی آنکھیں مٹی سے بھر گئیں اور ان کے دلوں پر ایسا رعب طاری ہوا کہ مشرکین کی فوجیں تتر بتر ہو گئیں اور شکست کھا کر بھاگ نکلیں۔ اذکروا نعمۃ اللہ۔ یہاں اللہ کے انعام سے غزوۂ خندق میں فتح و نصرت مراد ہے جو اللہ تعالٰی نے یہود و مشرکین کی عظیم فوجوں پر مسلمانوں کو عطا فرمائی۔ ۱۶ه اذ جآءوکم الخ یہ اذ جاءتکم سے بدل ہے۔ فوق سے جانب مشرق اور اسفل سے جانب مغرب و جنوب مراد ہے۔ یا یہ چاروں طرف سے کنایہ ہے۔ یعنی کافروں کی فوجیں چاروں طرف سے آپہنچیں اور انہوں نے مدینہ منورہ کا ہر طرف سے محاصرہ کر لیا۔ واذ زاغت الابصار فوجوں کی کثرت سے تمہاری آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں اور شدتِ خوف سے تمہارے کلیجے منہ کو آنے لگے و تظنون باللہ الظنونا خطاب مخلص مومنین سے ہے باللہ ای فی حق اللہ۔ مسلمانوں کی تعداد دشمن کے مقابلے میں بہت کم تھی اور دشمن کی فوجیں چاروں طرف سے مسلمانوں کو گھیرے ہوئے تھیں۔ اور بظاہر فتح کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ اس لئے بتقاضائے بشریت مسلمانوں کے دلوں میں مختلف خیالات رونما ہونے لگے۔ بعض کا خیال تھا کہ شاید آج ہمیں فتح نصیب نہ ہو۔ بعض کا خیال تھا کہ فتح ہماری ہی ہو گی۔ اور بعض مسلمانوں کے دلوں میں یہ خیال بھی آیا کہ آج کافر مدینہ پر قبضہ کر لیں گے لیکن بالآخر اللہ تعالٰے مسلمانوں کو ان پر غلبہ عطا فرمائے گا۔ وغیر ذلک من الروح وغیرہ۔ یا یہ خطاب ان تمام لوگوں سے ہے جو علی الاطلاق ایمان کا اظہار کرتے تھے خواہ اخلاص کے ساتھ خواہ نفاق کے ساتھ۔ اس طرح یہ خطاب مخلصین اور منافقین سب کو شامل ہو گا۔ اور ظنون سے مختلف انواعِ ظنون مراد ہوں گے۔ مخلصین یہ خیال کر رہے تھے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور یقیناً ہماری فتح ہو گی۔ جیسا کہ مخلصین کے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے قالوا ھذا ما وعدنا اللہ ورسولہ وصدق اللہ ورسولہ وما زادھم الا ایمانا وتسلیما اور منافقین کا گمان تھا کہ وعدۂ نصرت جھوٹا ہے اور آج مسلمانوں کا دنیا سے نام و نشان مٹ جائے گا۔ جیسا کہ منافقین کے بارے میں فرمایا واذ یقول المنافقون والذین فی قلوبھم مرض ما وعدنا اللہ ورسولہ الا غرورا۔ قال الحسن ظن المنافقون ان المسلمین یستأصلون وظن المؤمنون انھم ینصرون (قرطبی ج ۱۴ ص ۱۴۵) وکذا فی الروح وغیرہ ۱۷ه ھنالک الخ اس موقع پر ایمان والوں کو کڑی آزمائش میں ڈالا گیا۔ اور شدتِ خوف سے ان کے دل ہلا دئے گئے۔ مخلص مومنین شدتِ خوف اور اضطرابِ شدید کے باوجود ثابت قدم رہے۔ ان کے ایمان و یقین اور وعدۂ خداوندی پر اطمینان میں ذرہ بھر فرق نہ آیا۔ جب کہ منافقین نے اللہ کے بارے میں طرح طرح کی بدگمانیاں کیں۔ اور اپنے نفاق کا بھانڈا چوراہے میں پھوڑ دیا ۱۸ه واذ یقول الخ یہ اذ زاغت پر معطوف ہے (روح) والذین فی قلوبھم مرض سے منافقین ہی مراد ہیں اور عطف تغایرِ وصف کی وجہ سے ہے جوزان یکون المراد بھم المنافقین انفسھم والعطف لتغائر الوصف (روح ج ۲۱ ص ۱۵۸) غزوۂ خندق میں حضور علیہ السلام نے ایک پتھر کو توڑنے کے لئے اس کو ضرب لگائی تو اس میں سے بجلی کی سی روشنی اور چمک نمودار ہوئی۔ اس وقت آپ نے تمام صحابہ رضؓ کو فارس، روم، یمن اور حبشہ کی فتح کی خوشخبری دی۔ یہ بات منافقین نے بھی سنی تو بطور استہزاء و تمسخر کہنے لگے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیں قیصر و کسریٰ کے خزانوں پر قابض ہونے کی خبر دیتا ہے۔ اور آج ہمارا حال یہ ہے کہ ہم قضائے حاجت کے لئے بھی باہر نہیں جا سکتے۔ اس لئے یہ ویسے ہی ہوائی اور جھوٹے وعدے ہیں۔ اس آیت میں منافقین کی اس شر انگیز گفتگو کا ذکر کیا گیا ہے۔ ایسی باتوں سے منافقین کی غرض یہ تھی کہ مسلمانوں میں بددلی پیدا ہو۔ اور ان کی حوصلہ شکنی ہو۔ وذلک ان طعمۃ بن ابیرق ومعتب بن قشیر وجماعۃ نحوا من سبعین رجلا قالوا یوم الخندق کیف یعدنا کنوز کسریٰ وقیصر ولا یستطیع احدنا ان یتبرز (قرطبی ج ۱۴ ص ۱۴۷) غرورا ای باطلا من القول (قرطبی) یعنی یہ وعدہ (عیاذاً باللہ) سراسر جھوٹا ہے۔ قال الشیخ رحمہ اللہ غرورا ای وعد اصحاب غرور ای کذب۔ ۱۹ه واذ قالت الخ اس میں منافقین کی ایک اور شرارت کا ذکر ہے۔ اہلِ یثرب سے مدینہ والے تمام مسلمان مراد ہیں۔ منافقین اپنی خفیہ ریشہ دوانیوں سے مسلمانوں میں بددلی کی فضا پیدا کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ وہ مسلمانوں سے کہنے لگے اب مشرکین کی ان فوجوں کے سامنے تمہارا ٹھہرنا اور اپنی جان بچانا مشکل اور ناممکن ہے۔ اس لئے اب ایمان کو چھوڑ کر اپنے پہلے دینِ شرک میں واپس آجاؤ۔ یا ان کا مطلب یہ تھا کہ مشرکین کے مقابلے میں ٹھہرنا ناممکن ہے۔ اس لئے اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے جاؤ۔ اس سے منافقین کا مقصد یہ تھا کہ مسلمان میدان چھوڑ کر بھاگ جائیں۔

لامقام لکم فی حومۃ القتال والممانعۃ فارجعوا الی بیوتکم ومنازلکم امروھم بالھرب عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وقیل فارجعوا الی دینکم الاول واسلموہ الی اعداءہ (بحر ج ۷ صـ۲۱۸) ۲۰ھ ویستاذن الخ منافقین کی ایک جماعت جھوٹے اور لنگڑے بہانوں کے ذریعہ حضور علیہ السلام سے گھروں کو واپسی کی اجازت لے رہی تھی منافقین حضور علیہ السلام سے کہہ رہے تھے کہ ہمارے گھر خطرہ میں ہیں اور ان کی حفاظت کا کوئی سامان نہیں بچوں اور بوڑھوں کے سوا ان میں کوئی نہیں الیہ ہو کہ دشمن موقع پاکر نقصان پہنچائیں۔ حالانکہ ان کے گھروں کو کوئی خطرہ نہ تھا۔ کیونکہ نبی علیہ السلام نے تمام حفاظتی تدابیر اختیار فرمالی تھیں وہ صرف جہاد اور مسلمانوں کی مدد سے بھاگنا چاہتے تھے ۲۱ھ ولو دخلت الخ یہ منافقین کے نفاق اور فساد باطن کی ایک نہایت عمدہ تمثیل ہے دخلت کا نائب فاعل بیوت کی ضمیر ہے اقطارھا کی ضمیر مدینہ سے کنایہ ہے الفتنۃ سے مراد قتال ہے۔ فرض کرو اگر یہ منافقین اپنے گھروں میں موجود ہوں اور مدینہ کی چاروں سمتوں سے فسادی لوگ ان کے گھروں میں آگھسیں، پھر پیغمبر علیہ السلام کے علاوہ کوئی اور شخص ان کو فتنہ وفساد کی خاطر لڑائی کی دعوت دے تو اپنے گھروں کو اس طرح خطرے میں چھوڑ کر فوراً فتنے کی آگ میں کود پڑیں گے اور ذرا توقف وتامل نہ کریں گے اس لئے یہ گھروں کے خطرے میں ہونے کا عذر محض جہاد اور نصرت اسلام سے جان بچانے کے لئے کر رہے ہیں یا فتنہ سے مراد شرک ہے اور مطلب یہ ہے کہ اگر مشرکین ان کے گھروں میں جا گھسیں اور انہیں شرک کرنے پر آمادہ کریں تو یہ لوگ بلا توقف فوراً شرک کرنے لگیں گے۔ اور کفر کو قبول کرلیں گے۔ یہ ہے ان کے ایمان کی کمزوری کا حال (روح)

۲۲ھ ولقد کانوا الخ حالانکہ یہ منافقین جو اس وقت راہ فرار تلاش کر رہے ہیں اللہ سے عہد کر چکے ہیں کہ آئندہ وہ میدانِ جہاد سے کبھی پیٹھ نہیں پھیریں گے اور عہد وپیمان کو توڑنا ناقابل مواخذہ جرم ہے یہ وہ منافقین تھے جو جنگِ بدر میں شریک نہ ہوئے لیکن جب بدر میں انہوں نے مسلمانوں کی شاندار فتح اور کامیابی دیکھی تو پچھتائے اور حضور علیہ السلام سے عہد کیا کہ اب اگر اللہ نے ہمیں کبھی جہاد کا موقع دیا تو ہم کبھی پیچھے نہ رہیں گے اور نہ میدانِ جہاد سے بھاگیں گے لیکن اب غزوہ خندق میں بھاگنے کے بہانے تراش رہے ہیں قال قتادۃ وذلک انھم غابوا عن بدر وراؤا ما اعطی اللہ اھل بدر من الکرامۃ والنصر فقالوا لئن اشھدنا اللہ قتالا لنقاتلن (قرطبی ج ۱۴ صـ۱۵۰)

۲۳ھ قل لن ینفعکم الخ ان راہ فرار ڈھونڈنے والوں سے کہہ دیجئے کہ بھاگ کر تم تقدیر الٰہی سے نہیں بچ سکتے۔ موت یا قتل جو بھی تمہارے مقدر میں ہے اس سے تم کہیں بھی بھاگ نہیں سکتے اور اگر جہاد سے فرار ہو کر تم نے اپنی جان بچا بھی لی، تم کو اس بچاؤ سے صرف چند روزہ فائدہ ہوگا۔ ہمیشہ کے لئے موت سے تھوڑا ہی بچ جاؤ گے آخر موت اپنے وقت پر لامحالہ آئے گی تو بھاگنے سے کیا فائدہ؟

۲۴ھ قل من الخ اس آیت میں حذف ہے از قبیل علفتہا تبنا وماء باردا اصل میں تھا۔ او من ذا الذی یمنع رحمۃ اللہ منکم ان اراد بکم رحمۃ (روح ج ۲۱ صـ۱۶۳) اس آیت میں پہلی آیت ہی کے مضمون کو ایک نئے انداز میں اور ذرا تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کی قضاء وقدر کے آگے کسی کا بس نہیں چل سکتا۔ اللہ کی طرف سے تمہارے لئے جو تکلیف اور دکھ مقدر ہے اس سے تمہیں کوئی نہیں بچا سکتا۔ اور نہ اللہ کی رحمت ہی سے تمہیں کوئی محروم کر سکتا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی کسی کا کارساز اور یار ومددگار نہیں جو تکلیف اور مصیبت سے کسی کو بچا سکے۔ ۲۵ھ قد یعلم اللہ الخ یہ ان منافقین پر زجر ہے جو لوگوں کو جہاد سے روکتے اور ان کی ہمت شکنی کرتے تھے۔ اے منافقین! اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو تم میں سے جہاد میں جانے والوں کو جہاد سے روکتے ہیں۔ اور اپنے بھائی بند منافقوں سے کہتے ہیں "ہمارے پاس آجاؤ" اور اپنے گھروں میں، باغوں میں اور درختوں کے سایوں میں آرام سے بیٹھو۔ اس شدت کی گرمی میں جنگ کر کے اپنا آرام کیوں غارت کرتے ہو۔ اور وہ خود بھی بہت شاذ ونادر انتہائی مجبوری کی صورت میں شریک جہاد ہوتے ہیں اشحۃ علیکم اور جب بامر مجبوری جہاد میں شریک ہوتے ہیں تو اپنے جسم وجان اور مال کا انتہائی بخل کرتے ہیں۔ کیا مجال کہ دشمن سے مقابل ہو کر لڑیں اور اپنے جسم پر آنچ آنے دیں اور ایک کوڑی ہی جہاد میں خرچ کر ڈالیں۔ اشحۃ علیکم ای بانفسھم وابدانھم (کبیر جلد ۶ صـ۷۷۷) ای بخلاء علیکم بالنفقۃ والنصرۃ (روح ج ۲۱ صـ۱۶۴)

۲۶ھ فاذا جاء الخ پھر جب دشمن کی طرف سے کوئی خطرہ لاحق ہو تو ایسے دہشت زدہ ہو کر آپ کی طرف دیکھتے ہیں جیسے کسی پر سکرات الموت طاری ہو اور جب خوف زائل ہو جائے تو مالِ غنیمت کے لالچ میں تندی وتیزی کے ساتھ آپ لوگوں سے زبان درازی کرتے ہیں۔ ابھی ہمیں بھی دو ناں۔ سارا مال خود ہی سمیٹ لئے جا رہے ہو۔ تم ہم سے زیادہ حقدار نہیں ہو، فتح تو ہماری ہی مدد سے نصیب ہوئی ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس آیت میں منافقین کی انتہائی بزدلی اور دنیا کی حرص وآرزو کا ذکر کیا گیا ہے۔ الخیر سے یہاں مال غنیمت مراد ہے اشحۃ سلقوا کے فاعل سے حال ہے اولئک لم یؤمنوا الخ یہ لوگ سرے سے ایمان لائے ہی نہیں محض زبانی اقرار کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس لئے ان کے تمام اعمال رائیگاں ہیں اور ان کا کوئی اجر وثواب نہیں۔ وکان ذلک الخ حضرت شیخ فرماتے ہیں اشارہ عذاب کی طرف ہے جو ما قبل یعنی احبط اللہ اعمالھم سے مفہوم ہے یعنی اللہ نے ان کے تمام اعمال باطل کر دیئے جس کا نتیجہ عذاب ہے اور عذاب دینا اللہ پر کوئی مشکل نہیں ۲۷ھ یحسبون الخ یہ منافقین کی انتہائی بزدلی ہے مشرکین وکفار کی فوجیں ناکام ہو کر واپس جا چکی ہیں لیکن منافقین مارے خوف کے ابھی یہی سمجھ رہے ہیں کہ فوجیں ابھی اپنے مورچوں سے نہیں ہٹیں۔ ای ھم من الجزع والدھشۃ لمزید جبنھم وخوفھم بحیث ھزمھم اللہ تعالی الاحزاب فرحلوا وھم یظنون انھم لم یرحلوا (روح ج ۲۱ صـ۱۶۶) حضرت شیخ فرماتے ہیں یحسبون کی ضمیر معوقین اور قائلین دونوں فریقوں سے کنایہ ہے وان یأت الاحزاب الخ اور اگر بالفرض کافروں کی فوجیں دوبارہ چڑھ آئیں تو وہ آرزو کریں گے کہ کاش وہ مدینہ سے باہر دیہات میں ہوتے اور جہاد میں شریک ہوئے بغیر باہر ہی سے تمہاری خبریں پوچھتے رہتے کہ مسلمان جنگ میں کیسے رہے، جیتے یا ہارے؟ ولو کانوا فیکم الخ اور اگر اس بار بھی وہ تم ہی میں رہے تو بھی جہاد میں حصہ نہ لیں گے

۲۸ف لقد کان الخ اس میں اتباع رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی ترغیب ہے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے خندق کھودنے اور کفار کا مقابلہ کرنے میں صبر و استقلال اور سکون و ثبات کا جو بہترین عملی نمونہ پیش فرمایا ہے مسلمانوں کو اس کی پیروی کرنا چاہیئے تھی یہاں مخلصین سے فرمایا جو بتقاضائے بشریت کافروں کی فوجوں سے خوف زدہ ہو گئے تھے اسوۃ حسنۃ خصلۃ حسنۃ حقھا ان یؤتسیٰ بھا کالثبات فی الحرب ومقاساۃ الشدائد (ابو السعود ج ۶ ص ۱۷۷) لمن کان یرجوا الخ یہ لکم سے بدل ہے یعنی جو لوگ اللہ سے اور قیامت کے دن سے ڈرتے ہیں اور اللہ کو کثرت سے یاد کرتے ہیں ان کے لئے پیغمبر علیہ السلام کی زندگی اتباع و اطاعت کا بہترین نمونہ ہے۔ یہ آیت اگر چہ معاملہ جہاد میں حضور علیہ السلام کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کرنے میں نازل ہوئی ہے لیکن اس کا مفہوم عام ہے۔ اور زندگی کے تمام شعبوں اور پہلوؤں پر حاوی ہے اس اعتبار سے یہ آیت شریعت کا بہت بڑا اصول بیان کر رہی ہے والاٰیۃ وان سیقت للاقتداء بہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فی امر الحرب من الثبات ونحوہ فھی عامۃ فی کل افعالہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا لم یعلم انھا من خصوصیاتہ (روح ج ۲۱ ص ۱۶۷) ھذہ الاٰیۃ الکریمۃ اصل کبیر فی التاسی برسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی اقوالہ وافعالہ واحوالہ ولھذا امر تبارک وتعالیٰ الناس بالتاسی بالنبی صلے اللہ علیہ وسلم یوم الاحزاب فی صبرہ ومصابرتہ ومرابطتہ ومجاھدتہ الخ (ابن کثیر ج ۳ ص ۴۷۴) **۲۹ف** ولما راٰ المومنون الخ منافقین کے نفاق، ان کی بزدلی اور ان کی شرارتوں کا ذکر کرنے کے بعد اب مخلصین کے اخلاص و ایثار اور ان کے ثبات و استقلال کا ذکر کیا جاتا ہے مخلص مومنوں نے جب دیکھا کہ کفار و مشرکین کی فوجیں مدینہ پر چڑھ آئی ہیں تو وہ فوراً بول اٹھے کہ یہ وہی آزمائش ہے جس کی اللہ اور اس کے رسول نے خبر دی تھی اور وہ خبر سچی تھی جس کی صداقت ہم نے آنکھوں سے دیکھ لی۔ اور ان کی فوجوں کو دیکھ کر ان کا ایمان و یقین اور مضبوط ہو گیا۔ کیونکہ انہیں یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کی فوجوں کے مقابلے میں ان کی مدد کرے گا اور تسلیم و اطاعت کا جذبہ اور بڑھ گیا۔ وعدہ سے مراد سورہ بقرہ کی یہ آیت ہے ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ ولما یاتکم مثل الذین خلوا من قبلکم (قرطبی و روح) اس آیت سے مسلمان سمجھ گئے تھے کہ ان پر اللہ کی طرف سے کوئی کڑی آزمائش آنے والی ہے **۳۰ف** من المومنین الخ ایمان والوں میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جنھوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا پورا کر دکھایا اس سے وہ مخلصین مراد ہیں جو سوءِ اتفاق سے جنگ بدر میں شریک نہ ہو سکے بعد میں نادم ہوئے اور اللہ سے عہد کیا کہ اگر آئندہ کوئی جہاد کا موقع ہاتھ آیا تو وہ پورے استقلال کیساتھ

۲ لا امر بیان ۱۲
ثابت
انعام اول ۱۲
انعام دوم ۱۲

لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا
تھی تم کو ۲۸ف سیکھنی رسول اللہ کی چال اس کے لئے جو کوئی امید رکھتا ہے
اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا (۲۱) وَلَمَّا رَاَ
اللہ کی اور پچھلے دن کی اور یاد کرتا ہے اللہ کو بہت سا اور جب دیکھی
الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ
مسلمانوں نے فوجیں ۲۹ف بولے یہ وہی ہے جو وعدہ دیا تھا ہم کو اللہ نے اور
رَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ز وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ
اس کے رسول نے اور سچ کہا اللہ نے اور اس کے رسول نے اور ان کو اور بڑھ گیا
اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا (۲۲) مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا
یقین اور اطاعت کرنا ف ایمان والوں میں ۳۰ف کتنے مرد ہیں کہ سچ کر دکھلایا
مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ج فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ
جس بات کا عہد کیا تھا اللہ سے پھر کوئی تو ان میں پورا کر چکا اپنا ذمہ ف اور کوئی ہے
مَّنْ يَّنْتَظِرُ ز وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا (۲۳) لِّيَجْزِيَ اللّٰهُ
ان میں راہ دیکھ رہا اور بدلا نہیں ایک ذرہ ف تاکہ بدلا دے اللہ
الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ
سچوں کو ۳۱ف ان کے سچ کا اور عذاب کرے منافقوں پر اگر چاہے
اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (۲۴) ج
یا توبہ ڈالے انکے دل پر بے شک اللہ ہے بخشنے والا مہربان
وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا
اور پھیر دیا اللہ نے ۳۲ف منکروں کو اپنے غصہ میں بھرے ہوئے ہاتھ نہ لگی
خَيْرًا ط وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ط وَكَانَ اللّٰهُ
کچھ بھلائی اور اپنے اوپر لے لی اللہ نے مسلمانوں کی لڑائی اور ہے اللہ

موضح قرآن ف۱ یعنی رسول کو دیکھو ان سختیوں میں کیا استقلال رکھتا ہے سب سے زیادہ محنت اور اندیشہ اس پر ہے ف۲ وعدہ اللہ کا یہ کہ فرمایا تھا تکلیف پاؤ گے کافروں کے ہاتھ سے آخر تم کو غلبہ ہے اور یہ ہے کہ رسول نے فرمایا تھا کہ آٹھ دس دن میں تم پر فوجیں آتی ہیں ف۳ ذمہ پورا کر چکا یعنی جہاد ہی میں جان دے چکا جیسے شہدائے بدر و احد اور دیکھتا یعنی اور اصحاب پر جو جہاد پر مستعد ہیں موت کی راہ دیکھتے ہیں لیکن رسول نے فرمایا کہ طلحہ ان میں ہے جو شہید ہو چکے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی شہید شد ۱۲

خون کے آخری قطرے تک لڑیں گے چنانچہ جنگ احد اور غزوہ خندق میں ان مخلصین نے پوری جانثاری سے کام لیا۔ فمنهم من قضى الخ ان مخلصین کی خواہش تھی کہ اپنی اللہ کی راہ میں شہادت نصیب ہو چنانچہ ان میں سے کچھ تو ایسے تھے جن کی خواہش پوری ہوگئی اور وہ غزوہ خندق میں شہید ہوگئے! ور کچھ ایسے ہیں جو ابھی انتظار میں ہیں لیکن ان کے اخلاص اور جذبۂ ایثار میں ذرہ بھر فرق نہیں آیا **ف۳۱** لیجزی الخ حضرت شیخ نے فرمایا لام عاقبت کا ہے یعنی عاقبت یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ مخلصین کو ایفائے عہد اور ثابت قدمی کی جزا دے اور اگر انہیں عذاب نہ دینا چاہے تو ان کو توبہ کی توفیق دے اور ان کی توبہ قبول فرمالے کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسا مہربان ہے کہ جو بھی توبہ کرے اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے ای ان شآ ان یعذبھم ای لم یوفقھم للتوبۃ وان لم یشأ ان یعذبھم تاب علیھم قبل الموت (قرطبی ج ۱۴ ص ۱۶۰) **ف۳۲** وردّ اللہ الخ اس میں غزوہ احزاب میں اللہ کیطرف سے مسلمانوں کی فتح وظفر اور انعامات خداوندی کی تفصیل مذکور ہے جن کا فارسلنا علیھم ریحا الخ میں اجمالاً ذکر کیا گیا ہے تفصیل لتتمۃ النعمۃ المشار الیھا اجمالاً بقولہ تعالٰے (فارسلنا علیھم ریحا وجنودا لم تروھا) (روح ج ۲۱ ص ۱۷۲) یہاں پانچ انعامات کا ذکر کیا گیا ہے اول ورد اللہ الخ اللہ تعالیٰ نے کفار کی فوجوں کو بے نیل مرام شکست خوردہ اور غیظ وغضب کی آگ میں سوزان وبریان واپس کر دیا جس سے مسلمانوں کو انتہائی خوشی ہوئی لیکن کفار ومشرکین حسد اور بغض میں جل بھن گئے اور حسرت وپشیمانی سے سرنگوں ہوگئے۔ دوم وکفی اللہ الخ اللہ تعالٰے نے مومنوں کو قتال اور جنگ سے بچا لیا اور جنگ کے بغیر ہی کافروں کی فوجوں کو شکست دیدی اور ایسے حالات پیدا کر دیے کہ وہ میدان چھوڑ کر بھاگنے پر مجبور ہوگئے اللہ تعالٰے اپنے تمام ارادوں کو پورا کرنے پر قادر اور ہر چیز پر غالب ہے۔ وہ جو چاہے

قَوِيًّا عَزِيْزًا ﴿٢٥﴾ وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ

زور آور زبردست اور اتار دیا ان کو جو ان کے پشت پناہ ہوئے تھے اہل

الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ

کتاب سے ف۱ ان کے قلعوں سے اور ڈال دی ان کے دلوں میں دھاک

فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ﴿٢٦﴾ وَاَوْرَثَكُمْ

کتنوں کو تم جان سے مارنے لگے اور کتنوں کو قید کرلیا ف۱ اور تم کو دلائی

اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا ۚ

ان کی زمین اور ان کے گھر اور ان کے مال اور ایک زمین کہ جس پر نہیں پھیرے تم نے اپنے

وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿٢٧﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ

ف۲ اور ہے اللہ سب کچھ کرسکتا ف۲ ف۳ اے نبی ۳۳ کہدے

لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ

اپنی عورتوں کو اگر تم چاہتی ہو دنیا کی زندگانی اور

زِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا

یہاں کی رونق تو آؤ کچھ فائدہ پہنچادوں تم کو اور رخصت کردوں بھلی طرح سے

جَمِيْلًا ﴿٢٨﴾ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ

رخصت کرنا اور اگر تم چاہتی ہو اللہ کو اور اسکے رسول کو اور پچھلے

الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٢٩﴾

گھر کو تو اللہ تعالٰے نے رکھ چھوڑا ہے ان کیلئے جو تم میں نیکی پر ہیں بڑا ثواب ف۳

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ

اے نبی کی عورتو جو کوئی کر لائے تم میں کام بے حیائی کا صریح ف۴ دونا ہو

لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿٣٠﴾

اس کو عذاب ف۳۴ دوہرا اور ہے یہ اللہ پر آسان

۳ ع ۱۹

۱ انعام [illegible] چہارم [illegible] سوم خطاب [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ـ منہ ۵ خطاب [illegible] اول باز وج مطہرات ۱۲

موضح قرآن ف۱ یہ یہود تھے بنی قریظہ نزدیک مدینے کے رہتے تھے پہلے حضرت سے صلح رکھتے تھے اس ہنگامے میں پھر گئے اس لڑائی سے فارغ ہوئے کہ جبرئیل حکم لائے ان کو جا گھیرا پچیس دن گھرا کر تھکے راضی ہوئے کہ ہم نکلتے ہیں جو ہمارے حق میں سعد بن معاذ کہے سو قبول رکھو حضرت نے قبول کیا سعد نے یہی حکم کیا جوانوں کے قتل کرنیکا اور عورتوں لڑکوں کو بندی لینے کا خدا اور رسول کی مرضی یہی تھی اور ان کی بدعہدی کی سزا ف۲ یہ زمین جو مدینے کے نزدیک ہاتھ لگی حضرت نے مہاجرین کو بانٹی ان کو گذران کا ٹھکانا ہو گیا اور انصار پر سے ان کا خرچ ہلکا ہوا اور دوسری زمین سے مراد ہے زمین خیبر کی دو برس کے پیچھے یہودیوں سے وہ ہاتھ لگی اس سے حضرت کے سب اصحاب آسودہ ہوگئے ف۳ حضرت کی ازواج نے دیکھا کہ لوگ آسودہ ہوئے چاہا کہ ہم بھی آسودہ ہوں بعضوں نے بول چال کی حضرت نے قسم کھائی کہ ایک مہینہ گھر میں نہ جاویں پھر مہینے کے بعد یہ آیت اتری حضرت گھر میں آئے اور اول حضرت عائشہ سے کہا انھوں نے اللہ اور رسول کی مرضی اختیار کی پھر اسی طرح سب نے حضرت کے یہاں ہمیشہ فقر وفاقہ تھا اپنے اختیار سے جو آتا تھا شتاب اٹھا ڈالتے تھے پھر قرض لینا پڑتا یہ جو فرمایا کہ جو نیکی پر ہیں ان کو بڑا نیگ ہے حضرت کی ازواج سب نیک ہی رہیں الطیبات للطیبین مگر حق تعالیٰ صاف خوشخبری کسی کو نہیں دیتا تا نڈر نہ ہو جاویں، خاتمہ کا ڈر لگا رہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی قریظہ را فرود آوردند ۱۲ ف۲ یعنی خیبر ۱۲ ف۳ ازواج آنحضرت آنچہ نزدیک آنحضرت بود از زینت دنیا طلب میکردند خدا تعالیٰ ایشان را پند داد و زجر فرمود و احکام معاشرت با ایشان نازل ساخت و زینب در عقد زید بود در میان ایشان ناسازگاری پدید آمد و رفتہ رفتہ بطلاق منجر شد و بعد انقضاء عدت خدا تعالیٰ او را داخل ازواج طاہرات گردانید۔ منافقان زبان طعن کشادند کہ زن پسر خود را بزنی گرفت. خدا تعالیٰ در بیان آنکہ پسر خواندہ حکم پسر ندارد نازل ساخت ۱۲ ف۴ مراد اینجا ایذاء پیغامبر است بزبان درازی ۱۲

کرسکتا ہے۔ سوم جن یہودیوں نے غزوۂ احزاب میں مشرکین کی مدد کی تھی اللہ نے ان پر بھی مسلمانوں کو غلبہ عطا کیا اور جب مسلمانوں نے ان کے مضبوط قلعوں کا محاصرہ کرلیا تو وہ مجبور ہو کر اپنے قلعوں سے نیچے اتر آئے من اھل الکتاب۔ الذین کا بیان ہے اور من صیاصیھم انزل سے متعلق ہے۔ صیاصی۔ صیصۃ کی جمع ہے۔ یعنی قلعہ۔ چہارم وقذف الخ یہودیوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایسا رعب ڈال دیا کہ وہ اترنے پر مجبور ہوگئے۔ اور اللہ نے ایمان والوں کو ان پر ایسا تسلط عطا کیا کہ انہوں نے ان (یہود) کے مردوں کو قتل کردیا اور ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنالیا۔ پنجم اللہ نے ان کی زمینوں۔ ان کے مکانوں اور ان کے اموال کا مسلمانوں کو مالک بنا دیا۔

الجزء الثانی والعشرون ۲۲

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ
اور جو کوئی تم میں اطاعت کرے اللہ کی اور اس کے رسول کی اور عمل کرے
صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا
اچھے دیویں ہم اس کا ثواب دوبار اور رکھی ہے ہم نے اس کے واسطے روزی
كَرِيْمًا ﴿٣١﴾ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ
عزت کی ف۱ اے نبی کی عورتو ف۳۵ تم نہیں ہو جیسے ہر کوئی عورتیں
اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ
اگر تم ڈر رکھو سو تم دب کر بات نہ کرو پھر لالچ کرے کوئی
فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿٣٢﴾ ج وَقَرْنَ
جس کے دل میں روگ ہے اور کہو بات معقول ف۲ اور قرار پکڑو
فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى
اپنے گھروں میں ف۳۶ اور دکھلاتی نہ پھرو جیسا کہ دکھانا دستور تھا پہلے جہالت کے وقت میں ف۳
وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَ
اور قائم رکھو نماز اور دیتی رہو زکوٰۃ اور اطاعت میں رہو اللہ کی اور
رَسُوْلَهٗ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ
اس کے رسول کی اللہ یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے گندی باتیں
اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴿٣٣﴾ ج وَاذْكُرْنَ مَا
اے نبی کے گھر والو اور ستھرا کر دے تم کو ایک ستھرائی سے ف۴ اور یاد کرو جو
يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ
پڑھی جاتی ہیں تمہارے گھروں میں اللہ کی باتیں اور عقلمندی کی مقرر اللہ ہے
كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ﴿٣٤﴾ اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَ
بھید جاننے والا خبردار تحقیق مسلمان مرد ف۳۷ اور مسلمان عورتیں اور

ع ۴
۱

اور ایک ایسا علاقہ بھی ان کو دیدیا جس پر ابھی تک انھوں نے پاؤں نہیں رکھے۔ اس سے بعض نے ارض خیبر بعض نے ارض حنین اور بعض نے ارض مکہ مراد لی ہے واللہ اعلم غزوۂ احزاب کے بعد حضور ؐ نے مسلمانوں کو حکم دیا اور یہود بنی قریظہ کے قلعوں کا محاصرہ کرلیا جنہوں نے مشرکین کی مدد کی تھی۔ ۲۰، ۲۵ دن محاصرہ جاری رہا۔ اسی اثنا میں یہودی مجبور ہوگئے اور ان کے دلوں میں اللہ نے مسلمانوں کی ہیبت ڈال دی اور انھوں نے خود ہی قلعوں سے باہر آنے کی پیشکش کردی اور حضرت سعد بن معاذ ؓ کا فیصلہ قبول کر لیا۔ حضرت سعد ؓ قبیلہ اوس میں سے تھے جو بنی قریظہ کا حلیف تھا۔ حضرت سعد بن معاذ ؓ نے فیصلہ دیا کہ ان کے مردوں کو قتل کردیا جائے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنالیا جائے اور ان کے اموال و املاک کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے چنانچہ حضور علیہ السلام نے حضرت سعد بن معاذ ؓ کے فیصلہ پر عمل فرمایا (روح وغیرہ) یہاں تک غزوۂ خندق کی تفصیلات مذکور ہوئیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس غزوہ میں بظاہر اسباب فتح مفقود تھے اور یہ ایک نہایت ہی کٹھن معرکہ تھا لیکن اس کے باوجود اللہ تعالےٰ نے تم کو فتح عطا فرمائی۔ اس لئے اے ایمان والو! ان رسوم جاہلیت کو ختم کرنے کے سلسلے میں اگر منافقین و مشرکین پیغمبر علیہ السلام کی مخالفت کریں تو تم پیغمبر علیہ السلام کا ساتھ دینا اور دشمن کی طاقت کو خاطر میں نہ لانا اللہ تمہاری مدد کرے گا

۱۔ خطاب دوم
۲۔ بازواج مطہرات ؓ
۳۔ تکملہ ثلاث
بحوالہ امہات مومنین ؓ

ف۳۳ یایھا النبی الخ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے دوسرا خطاب ہے اس میں حضور علیہ السلام کو حکم دیا گیا ہے کہ آپ اپنی بیویوں سے کہہ دیں کہ اگر دنیا کی عیش اور شان و شوکت چاہتی ہو تو یہ چیز تمہیں میرے گھر میں نہیں مل سکتی آؤ میں تمہیں طلاق دے کر اور جوڑا دے کر رخصت کر دیتا ہوں۔ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کو اور آخرت کی عیش کو پسند کرتی ہو تو اللہ تعالےٰ تمہیں اس کا بہت بڑا اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ ارشاد فرماتے ہیں پہلے مومنوں سے فرمایا کہ وہ رسم جاہلیت کو توڑنے میں پیغمبر علیہ السلام کا ساتھ دیں اور کفار و منافقین کی مخالفت کا مقابلہ کریں اور ہرگز نہ ڈریں۔ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے۔ اب ازواج مطہرات کو تلقین فرمائی کہ تم بھی کفار و منافقین کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر اس بارے میں پیغمبر علیہ السلام کے خلاف لب کشائی نہ کرنا اور پیغمبر علیہ السلام نے جو کچھ کیا ہے، یعنی اپنے متبنیٰ کی مطلقہ سے نکاح کرلیا ہے اس میں آپ کی تائید کرنا اور اس کو دل و جان سے تسلیم کرنا۔ کیونکہ آپ اللہ کے پیغمبر ہیں۔ آپنے جو کچھ کیا ہے اللہ کے حکم سے کیا ہے

موضح قرآن ف۱ یہ بڑے درجے کو لازم ہے نیکی کا ثواب دونا اور برائی کا عذاب دونا، پیغمبر کو بھی فرمایا لاذقناك ضعف الحیوة ف۲ یہ ایک ادب سکھایا کہ کسی مرد سے بات کہو تو اس طرح کہو کہ جیسے ماں کہے بیٹوں کو ف۳ یعنی کفر کے وقت بے پردہ تھیں عورتیں ف۴ یہ خطاب ہے ازواج کو اور داخل ہیں حضرت کے سب گھر والے۔

الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَ
ایماندار مرد اور ایماندار عورتیں اور بندگی کرنیوالے مرد اور بندگی کرنیوالی عورتیں اور
الصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ
سچے مرد اور سچی عورتیں اور محنت جھیلنے والے مرد اور محنت جھیلنے والی عورتیں
وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ
اور دبے رہنے والے مرد اور دبی رہنے والی عورتیں اور خیرات کرنیوالے مرد اور خیرات کرنیوالی عورتیں
وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَ
اور روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں اور حفاظت کرنیوالے مرد اپنی شہوت کی جگہ کو اور
الْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَ
حفاظت کرنیوالی عورتیں اور یاد کرنیوالے مرد اللہ کو بہت سا اور یاد کرنیوالی عورتیں رکھی ہے
اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۳۵﴾ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ
اللہ نے ان کے واسطے معافی اور ثواب بڑا ف۱ اور کام نہیں کسی ایماندار مرد کا
وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ
اور نہ ایماندار عورت کا جب کہ مقرر کر دے اللہ ۳۸ف اور اسکا رسول کوئی کام کہ ان کو
لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
رہے اختیار اپنے کام کا اور جس نے نافرمانی کی اللہ کی اور اسکے رسول کی
فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴿۳۶﴾ ؕ وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ
سو وہ راہ بھولا صریح چوک کر ف۲ اور جب تو کہنے لگا اس شخص کو جس پر
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَ
اللہ نے احسان کیا اور تو نے احسان کیا ف ۳۹ف رہنے دے اپنے پاس اپنی جورو کو اور
اتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى
ڈر اللہ سے اور تو چھپاتا تھا اپنے دل میں ایک چیز جس کو اللہ کھولا چاہتا ہے اور تو ڈرتا تھا

جب یہ آیت نازل ہوئی حضور علیہ السلام نے عائشہ رضؓ کو سنائی اور فرمایا۔ اس بارے میں جلدی نہ کرو۔ اپنے والدین سے مشورہ کر لو۔ حضرت عائشہ رضؓ نے عرض کیا۔ "یا رسول اللہ! کیا آپ کے بارے میں میں والدین سے مشورہ کروں؟ میں اللہ اور اللہ کے رسول کو دنیا کی عیش و زینت پر ترجیح دیتی ہوں" باقی ازواجِ مطہرات نے بھی یہی جواب دیا۔ ۳۴ف یٰنساء النبی الخ یہ ازواجِ مطہرات سے پہلا خطاب ہے۔ فاحشۃ مبینۃ سے نشوز، خاوند کی نافرمانی اور آپ کو تنگ کرنا مراد ہے۔ ینبغی ان تحمل الفاحشۃ علیٰ حقوق الزوج وفساد عشرتہ (بحر ج ۷، ص۲۲۵) اے ازواج نبی اگر تم میں سے کوئی پیغمبر علیہ السلام کی نافرمانی کریگی۔ یا اپنی زبان سے آپ کو ایذا دے گی۔ مثلاً تم میں سے کوئی حضور علیہ السلام کے اپنے متبنیٰ کی مطلقہ سے نکاح کرنے پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ کہہ دے کہ پیغمبر زور والا اور اپنی مرضی والا ہے اسے کون روک سکتا ہے تو ایسا کلام فاحشہ مبینہ ہوگا اور اللہ تمہیں اس کی دگنی سزا دے گا۔ ومن یقنت الخ لیکن تم میں سے جس نے اللہ و رسول کی اطاعت اور تسلیم و رضا کو اپنا شعار بنا لیا ہے اسے ہم ثواب بھی دوگنا دیں گے۔ اور آخرت میں اس کے لئے باعزت روزی تیار ہے۔

۳۵ف یٰنساء النبی الخ یہ ازواجِ مطہرات سے دوسرا خطاب ہے۔ اس میں ان کو ایسی ہدایات دی گئی ہیں جن پر عمل کرنے سے ان کا بلند مقام قائم رہے اور ان کی عزت و آبرو ہر شک و شبہ سے بالا رہے۔ اے ازواجِ نبی اگر تم تقوےٰ اختیار کرو تو دنیا کی کوئی عورت تمہارے برابر نہیں ہو سکتی فلا تخضعن بالقول اس لئے تم پیغمبر علیہ السلام کے مذکورہ بالا معاملے میں ہرگز نرم رویہ اختیار نہ کرنا اور فاحشہ مبینہ سے احتراز کرنا۔ اس بارے میں ہرگز نہ کہنا کہ پیغمبر اپنی مرضی والا ہے اسے اپنے متبنیٰ کی مطلقہ کے ساتھ نکاح کرنے سے کون روک سکتا ہے اگر تمہاری ایسی نرم پالیسی کا منافقین کو پتہ چل گیا تو وہ خوش ہوں گے کہ چلو ہمارا مقصد پورا ہو گیا ہے۔ پیغمبر کے گھر میں کچھ تو مخالفت رونما ہو گئی ہے وقلن الخ اس نرم گفتگو کے بجائے بالکل صاف اور سیدھے لفظوں میں کہو۔ پیغمبر علیہ السلام نے جو کچھ کیا ہے اللہ کے حکم سے کیا ہے اور بالکل درست اور صحیح کیا ہے اور اس میں اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں۔

۳۶ف وقرن الخ اپنے گھروں میں رہو اور جاہلیت کی بناوٹ

۳۰ ترک اطاعت پر تخویف و تہدید ۱۲ ۳۱ خطاب سوم بجانب آنحضرت صلی اللہ علیہ ۱۳

موضح قرآن ف۱ حضرت کی ایک بی بی نے کہا تھا کہ قرآن میں سب ذکر مردوں کا ہے عورتوں کا کہیں نہیں اس پر یہ آیت اتری نیک عورتوں کی خاطر کو نہیں تو جو حکم مردوں پر کیا سو عورتوں پر بھی آیا ہر بات جدا کہنے کی حاجت نہیں ف۲ حضرت زینبؓ رسول پاک کی پھپھی کی بیٹی اور قوم میں اشراف، حضرت نے چاہا کہ ان کا نکاح کر دیں زید بن حارثہ سے، یہ زید اصل عرب تھے، ظالم پکڑ لے گیا لڑکا پن میں شہر مکہ میں حضرت نے مول لیا دس برس کی عمر میں ان کے باپ بھائی خبر پا کر آئے مانگنے کو حضرت دینے پر راضی ہوئے یہ گھر جانے پر راضی نہ ہوئے حضرت کی محبت سے پھر حضرت نے ان کو بیٹا کر لیا۔ اسلام سے پہلے اس وقت کے رواج کے موافق حضرت زینب اور ان کے بھائی راضی نہ ہوئے اس بات پر یہ آیت اتری پھر راضی ہوئے اور نکاح کر دیا۔

فتح الرحمن ف۱ درین آیت تعریض است بآن قصہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نخست زینب را برائے زید خطبہ فرمود و آن را زینب و برادرش مکروہ داشتند و این معنی مناسب حال ایشان نبود ۱۲

اور تصنع سے پرہیز کرو۔ نماز قائم کرو، زکوٰۃ دیا کرو۔ اور ہر معاملے میں اللہ و رسول کی اطاعت کیا کرو۔ انما یرید اللہ الخ الرجس عام ہے اور اس سے ہر قسم کی اخلاقی نجاست اور گناہوں کی گندگی مراد ہو۔ الرجس یقع علی الاثم وعلی العذاب وعلی النجاسۃ وعلی النقائص والمراد بہ ھھنا ما یعم کل ذلک (روح ج ۲۲ ص۱۲) اے ازواج نبی! اللہ نے یہ احکام تمہیں اس لئے دئے ہیں تاکہ ان کے ذریعے تم ہر قسم کی اخلاقی کمزوریوں سے محفوظ رہو اور اللہ و رسول کی نافرمانی کے جرم اور گناہ سے پاک صاف رہو۔ واذکرن الخ قرآن کی آیتوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو اپنے گھروں میں بار بار پڑھا کرو۔ اور ان کو دہرایا کرو۔ تاکہ اللہ و رسول کے احکام ہر وقت تمہارے ذہنوں میں تازہ رہیں۔ اور ان کے اتباع میں آسانی ہو۔ یہاں لفظ اھل البیت سے روافض "پنج تن" مراد لیتے ہیں۔ جو قرآن کے سیاق و سباق کے سراسر خلاف اور لغت و عربیت کی رُو سے قطعًا غلط ہے۔ جس آیت میں یہ لفظ وارد ہے اس سے پہلے پانچ آیتوں میں ازواجِ مطہرات سے خطاب چلا آرہا ہے۔ اور اس سے بعد والی آیت میں بھی ازواج ہی سے خطاب ہے۔ ان تمام آیتوں میں جمع مونث مخاطب کے صیغے استعمال کئے گئے ہیں۔ اور خود اس آیت میں اس لفظ سے پہلے چھ صیغے جمع حاضر کے موجود ہیں جن سے ازواجِ مطہرات مخاطب ہیں۔ اس لئے لامحالہ یہاں "اہل بیت" سے حضور علیہ السلام کی ازواجِ مطہرات ہی مراد ہیں۔ اگر اس سے پنج تن مراد لئے جائیں تو نظمِ قرآن مختل ہو جائے گا۔ علاوہ ازیں حضرت ابنِ عباس رضؓ، عکرمہ رحؒ اور عروہ رحؒ سے مروی ہے کہ یہاں اہل بیت سے ازواجِ نبی علیہ السلام ہی مراد ہیں۔ عن ابن عباس رضؓ نزلت (انما یرید۔ الآیۃ) فی نساء النبی صلے اللہ علیہ وسلم

از خطاب چہارم بآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۱۳

خطاب چہارم بمؤمنین ۱۲-۳ خطاب پنجم بمؤمنین ۱۲۰

النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ

لوگوں سے اور اللہ سے زیادہ چاہیئے ڈرنا تجھ کو پھر جب زید تمام کر چکا

مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَیْ لَا یَكُوْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ

اس عورت سے اپنی غرض ہم نے اسکو تیرے نکاح میں دیدیا تا نہ رہے مسلمانوں پر کچھ

حَرَجٌ فِیْۤ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآىِٕهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ

گناہ نکاح کر لینا جورؤں میں اپنے لے پالکوں کی جب وہ تمام کریں ان سے اپنی غرض

وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۳۷﴾ مَا كَانَ عَلَی النَّبِیِّ مِنْ

اور ہے اللہ کا حکم بجا لانا ف۱ ف۲ نبی پر کچھ

حَرَجٍ فِیْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ؕ سُنَّةَ اللّٰهِ فِی الَّذِیْنَ

مضائقہ نہیں اس بات میں جو مقرر کر دی اللہ نے اسکے واسطے جیسے دستور رہا ہے اللہ کا ان لوگوں میں

خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَا ﴿۳۸﴾

جو گذرے پہلے اور ہے حکم اللہ کا مقرر ٹھہر چکا

الَّذِیْنَ یُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَیَخْشَوْنَهٗ وَلَا

وہ لوگ جو پہنچاتے ہیں پیغام اللہ کے اور ڈرتے ہیں اس سے اور نہیں

یَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَكَفٰی بِاللّٰهِ حَسِیْبًا ﴿۳۹﴾ مَا كَانَ

ڈرتے کسی سے سوائے اللہ کے اور بس ہے اللہ کفایت کرنیوالا ف۱

مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ

محمد باپ نہیں ف۲ کسی کا تمہارے مردوں میں سے لیکن رسول ہے اللہ کا اور

خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ﴿۴۰﴾ یٰۤاَیُّهَا

مہر سب نبیوں پر ف۲ اور ہے اللہ سب چیزوں کو جاننے والا ف۳ اے

الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا ﴿۴۱﴾ وَّسَبِّحُوْهُ

ایمان والو ف۳ یاد کرو اللہ کی بہت سی یاد اور پاکی بولتے رہو

ع ۵ ۲

منزل ۵

موضح قرآن ف۱ حضرت زینب زید کے نکاح میں آئیں تو وہ ان کی آنکھوں میں حقیر لگتا۔ مزاج کی موافقت نہ ہوئی جب لڑائی ہوتی تو زید حضرت سے آکر شکایت کرتے اور کہتے میں اسے چھوڑتا ہوں حضرت منع کرتے کہ میری خاطر سے اس نے تجھ کو قبول کیا اب چھوڑ دینا دوسری ذلت ہے جب بار بار تصفیہ ہوا حضرت کے دل میں آیا کہ اگر ناچار زید چھوڑے گا تو زینب کی دلجوئی بغیر اس کے نہیں کہ میں نکاح کروں لیکن منافقوں کی بدگوئی سے اندیشہ کیا کہ کہیں گے کہ اپنے بیٹے کی جورو گھر میں رکھی حالانکہ لے پالک کو حکم بیٹے کا نہیں کسی بات میں اللہ تعالےٰ نے حضرت زینب کی خاطر رکھی بعد طلاق کے حضرت کے نکاح میں دے دیا اللہ کے فرمانے سے ہی نکاح بندھ گیا۔ ظاہر میں نکاح کی حاجت نہ ہوئی۔ جیسے اب کوئی مالک اپنی لونڈی غلام کا نکاح باندھ دے۔ غرض تمام کر لی یعنی چھوڑ دی ۱۲ منہ ف۲ یعنی پیغمبر کو ایک کام کرنا جو شرع میں روا ہو گیا مضائقہ رہنا ہے ہمیشہ پیغمبروں کو اس کے سوا کسی کا ڈر نہیں رہا یا یہ کہ بعضے حکم ہمیشہ پیغمبروں کو خاص رہے ہیں۔ جیسے عورتوں کی گنتی حضرت داؤد علیہ السلام کو سو عورتیں تھیں اور کوئی اپنی حد سے زیادہ کرے تو گناہ ہے اور جن کو روا ہوا ان کو خاص بعضے حکم اس سے ہیں کہ خدا کے خلاف حکم نہیں کرتے ۱۲ منہ ف۳ حضرت کی اولاد یا لڑکے گذر گئے یا بیٹیاں رہیں کوئی مرد ہوا نہیں یعنی کسی کو اس کا بیٹا نہ جانو مگر رسول اللہ کا ہے اس حساب سے سب اس کے بیٹے ہیں اور پیغمبروں پر مہر ہے اس کے بعد کوئی پیغمبر نہیں یہ بڑائی اس کو سب پر ہے ۱۲ منہ

فتح الرحمٰن ف۱ درین آیت تعریض است بآنقصہ کہ در خاطر مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میگذشت کہ اگر درمیانِ زید و زینب مفارقت واقع شود آنرا در سلک ازواج طاہرات داخل فرمایند لیکن برائے رعایت مراسم نیکو خواہی بحسن معاشرت دلالت میفرمود ۱۲ ف۲ یعنی بعد از وی ہیچ پیغمبر نباشد ۱۲

خاصة ۔۔۔۔ قال عکرمة من شاء باهلته انها نزلت فی شان نساء النبی صلے اللہ علیہ وسلم ۔۔۔ عن عروۃ یعنی ازواج النبی صلے اللہ علیہ وسلم (روح ج ۲۲ ص ۱۳
ابن کثیر ج ۳ ص ۴۸۳) قال عطاء وعکرمة وابن عباس ھم زوجته خاصة (قرطبی ج ۱۴ ص ۱۸۲) بعض لوگوں کو عنکم اور لیطہرکم کی ضمیر مذکر سے دھوکا ہوا ہے حالانکہ
یہ محاورات لغت سے ناواقفی کی دلیل ہے لفظ اھل چونکہ مذکر ہے اس لئے باعتبار لفظ اس کے لئے ضمیر جمع مذکر ہی کی استعمال کی جاتی ہے اگرچہ اس سے مراد صرف ایک بیوی ہو
یحتمل ان یکون خرج علی لفظ الاھل کما یقول الرجل لصاحبہ کیف اھلك ای امرأتك ونساءك فیقول ھم بخیر (قرطبی ج ۱۴ ص ۱۸۳) قرآن مجید میں حضرت ابراہیم
علیہ السلام کی بیوی کو اہل بیت کہہ کر جمع مذکر حاضر کے صیغوں سے مخاطب کیا ہے اتعجبین من امر اللہ، رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اھل البیت (سورۃ ھود ع ۷) اسی
طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی بیوی کو خطاب فرمایا۔ قال لاھلہ امکثوا انی اٰنست نارا لعلی اٰتیکم منھا بخبر او جذوۃ من النار لعلکم تصطلون (القصص ع۴)
اس لئے اس آیت میں بھی اہل بیت سے مراد حضور علیہ السلام کی ازواج ہی مراد ہیں اور یہ آیتیں ان ہی کے بارے میں نازل ہوئی ہیں **۳۷؁** ان المسلمین الخ یہ مومنین کے لئے تیسرا حکم ہے اس
میں ایمان والوں کو ترغیب دی گئی ہے کہ وہ اپنے اندر یہ اوصاف پیدا کریں تو ان کے لئے بخشش اور ثواب عظیم ہے مومن مردوں اور عورتوں کو چاہیئے کہ تسلیم و رضا، اطاعت واخلاص
اور صدق وصفا کو اپنا شعار بنائیں۔ ایمان واطاعت پر قائم رہیں۔ اللہ کے آگے عاجزی کریں، زکوٰۃ، صدقات دیا کریں، صوم وصلوٰۃ کی پابندی کریں، بدکاری سے بچیں اور ہر وقت
اللہ کو یاد رکھیں **۳۸؁** وما کان الخ یہ ترک اطاعت پر تخویف وتہدید ہے مومن مرد اور عورت کو یہ اختیار نہیں کہ جب اللہ اور اس کے رسول کوئی فیصلہ کردیں تو وہ اسے ماننے میں پس وپیش
کریں متبنیٰ کی مطلقہ سے نکاح کا جواز اللہ و رسول کا فیصلہ ہے اس لئے کوئی مومن مرد وعورت دل وجان سے اسے تسلیم کرنے میں توقف نہ کرے جو اللہ اور رسول کی نافرمانی کرے وہ
صریح گمراہ ہے **۳۹؁** واذ تقول الخ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے تیسرا خطاب ہے اس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو تنبیہ فرمائی۔ آپ نے اپنی حقیقی پھوپھی کی بیٹی حضرت زینب
بنت جحش کا نکاح اپنے متبنیٰ حضرت زید بن حارثہ کے ساتھ کر دیا۔ لیکن خاوند بیوی کے درمیان موافقت نہ ہو سکی اس لئے زیدؓ نے طلاق دینے کا فیصلہ کر لیا اور حضور علیہ السلام کی خدمت
میں حاضر ہو کر اس کا اظہار کیا۔ آپ نے زیدؓ کو عتاب فرمایا اور سختی سے حکم دیا کہ خدا سے ڈرو اور اپنی بیوی کو طلاق مت دے۔ اصل میں حضور علیہ السلام نے زیدؓ کو طلاق دینے سے اس لئے منع فرمایا
کہ اگر زید طلاق دیدے تو زینب کے دل آزردہ کا مداوا صرف اسی میں ہے کہ آپ خود ان سے نکاح کرلیں لیکن یہ بھی نہیں چاہتے تھے کیونکہ اس میں منافقین کے اعتراض اور پروپیگنڈے کا
ڈر تھا۔ اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ اس رسم جاہلیت کو خود آپ کے اپنے عمل سے ختم کرے اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو تنبیہ فرمائی کہ آپ لوگوں کے اعتراض سے ڈرتے ہیں حالانکہ آپ
کو اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرنا چاہیئے۔ الذی انعم اللہ الخ زید بن حارثہ مراد ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا اس پر انعام تھا۔ ایمان کی توفیق، معیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور غلامی سے آزادی
حضور علیہ السلام کا اس پر انعام یہ تھا کہ آپ نے اسے آزاد کیا، بچوں کی طرح اس کی پرورش کی اور اپنی ایک قریبی عورت سے اس کا نکاح کیا وتخفی فی نفسك الخ اس کے تحت بعض
متساہل اور غیر محقق مفسرین نے لکھا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کے دل میں حضرت زینب کی محبت تھی لیکن بظاہر آپ زید سے کہتے اسے مت طلاق دو۔ لیکن یہ سراسر غلط
اور باطل ہے اور حضور علیہ السلام کی شان کے منافی ہے اس لئے یہاں آپ جو کچھ دل میں چھپا رہے تھے اس سے مراد وہی ہے جسے اللہ نے ساتھ ہی وتخشی الناس سے ظاہر فرمادیا
یعنی آپ دل میں منافقین کے اعتراض اور پروپیگنڈے سے ڈر رہے ہیں۔ الظاھر ان اللہ تعالیٰ لما اراد نسخ تحریم زوجۃ المتبنی اوحی الیہ علیہ الصلوٰۃ
والسلام ان یتزوج زینب اذا طلقھا زید فلم یبادر لہ صلے اللہ علیہ وسلم مخافۃ طعن الاعداء فعوتب علیہ وھو توجیہ
وجیہ قالہ الخفاجی (روح ج ۲۲ ص ۲۵)
۴۰؁ فلما قضیٰ زید الخ وطر سے مراد طلاق ہے ای طلقھا کما روی عن قتادۃ وھو کنایۃ عن ذلك (روح) حضرت زینب کا مدخولہ ہونا ثابت
نہیں قالت (زینب) ماکنت امتنع منہ غیر ان اللہ منعنی منہ وقیل انہ منذ تزوجھا لم یتمکن من الاستمتاع بھا۔
(بحر ج ۷ ص ۲۳۵) جب زید نے زینب کو طلاق دے دی تو ہم نے آپ کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا اور اس رسم جاہلیت کو توڑ دیا تاکہ متبناؤں کی مطلقہ عورتوں کے
ساتھ نکاح کرنے میں کوئی حرج اور تنگی باقی نہ رہے وکان امر اللہ مفعولا اللہ کا حکم اور فیصلہ ہر حال میں نافذ ہو کر رہتا ہے اسے کوئی روک نہیں سکتا۔ اللہ کا
ارادہ تھا کہ اس رسم جاہلیت کو خود حضور علیہ السلام کے عمل سے ختم کرے۔ اگرچہ آپ کا ارادہ اس سے بچنے کا تھا لیکن اللہ کا ارادہ ہو کر رہا۔
۴۱؁ ما کان علی الخ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے چوتھا خطاب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر علیہ السلام کے لئے جو حکم صادر و مقدر فرما دیا ہے اس پر عمل
کرنے میں اس کے دل میں کسی قسم کی تنگی نہ ہونی چاہیئے اور نہ اس سے پیغمبر علیہ السلام پر کوئی الزام ہی آسکتا ہے۔ گذشتہ انبیاء علیہم السلام میں بھی اللہ کی سنت
جاریہ یہی تھی کہ جائز کاموں کے کرنے میں ان پر کوئی الزام واعتراض کی گنجائش نہ تھی۔ ای من قبلك من الانبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام حیث لم یحرج
جل شانہ علیھم الاقدام علی ما احل لھم ووسع علیھم فی باب النکاح وغیرہ (روح جلد ۲۲ ص ۲۷) اب اللہ تعالیٰ جل شانہ نے چونکہ
متبنیٰ کی مطلقہ سے نکاح کو جائز کر دیا ہے اس لئے زید کی مطلقہ سے نکاح کر لینے میں آپ پر کوئی الزام نہیں۔ الذین یبلغون الخ یہ الذین خلوا الخ کی صفت ہے
وہ انبیاء سابقین علیہم السلام جو اللہ تعالیٰ کے پیغام لوگوں تک پہنچاتے اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرتے تھے اور نہ کسی کی ملامت کی پرواہ کرتے تھے۔ وکفی باللہ حسیبا
اللہ تعالیٰ مخاوف وخطرات میں کافی ہے اس لئے اس کے سوا کسی سے ڈرنے کی ضرورت ہی نہیں ای کافیا للمخاوف (روح)
۴۲؁ ماکان الخ یہ مومنین سے چوتھا خطاب ہے۔ اے ایمان والو محمد صلے اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں۔ نہ زید کے نہ کسی اور کے۔ تو زید کی
بیوی آپ صلے اللہ علیہ وسلم کی بہو نہ تھی اس لئے آپ (صلے اللہ علیہ وسلم) نے اگر زید کی مطلقہ سے نکاح کر لیا ہے تو اس میں کونسی برائی ہے اور اعتراض کا
کیا موقع ہے؟ اس میں جسمانی اور حقیقی ابوت کی نفی کی گئی ہے رجال، رجل کی جمع ہے اور رجل بالغ مرد کو کہا جاتا ہے۔ جس
کا حاصل یہ ہے کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم کسی ایسے مذکر انسان کے باپ نہیں جو سن بلوغ کو پہنچا ہو کیونکہ آپ کے چاروں صاحبزادے حضرات ابراہیم، قاسم، طیب

اور طاہر بچپن میں ہی اللہ کو پیارے ہو چکے تھے۔ اور صرف آپ کی صاحبزادیاں ہی سن بلوغ کو پہنچیں ولکن رسول اللہ یہ ماقبل سے استدراک ہے اور اس سے مجازی روحانی ابوت کا اثبات مقصود ہے۔ کیونکہ ہر پیغمبر اپنی امت کا روحانی باپ ہوتا ہے۔ استدراكٌ من نفى الابوة الحقيقية الشرعية التى يترتب عليها حرمة المصاهرة ونحوها الى اثبات الابوة المجازية اللغوية التى من شان الرسول عليه الصلوٰة والسلام وتقتضى التوقير من جانبهم والشفقة من جانبه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم (روح ج ۲۲ ص ۲۳) ۵۴۳ وخاتم النبيين الخ اس میں حضور علیہ السلام کی امت پر کمالِ شفقت اور خیر خواہی کی طرف اشارہ ہے لان النبى الذى يكون بعده نبى ان ترك شيئا من النصيحة والبيان يستدركه من ياتى بعده واما من لا نبى بعده يكون اشفق على امته واهدى لهم واجدى اذ هو كوالد لولده الذى ليس له غيره من احد (كبير ج ۶ ص ۲۷)

تحقیق لفظ خاتم النبیّین

لفظ خاتم میں دو قراُتیں ہیں۔ اول بفتح تا اور وہ اسم آلہ ہے یعنی جس سے مہر لگا کر کسی چیز کو بند کر دیا جاتا ہے کہ اب اس میں باہر سے کوئی چیز داخل نہ کی جاسکے اور نہ اس کے اندر سے کوئی چیز باہر نکالی جاسکے والخاتم اسم اٰلة لما يختم به كالطابع لما يطبع به فمعنى خاتم النبيين الذى ختم النبيّون به ومآله اٰخر النبيّين (روح ج ۲۲ ص ۳۴) الخاتم بفتح تا کے ایک معنی یہ ہیں جس سے کسی چیز کو ختم کر دیا جائے اور وہ سب سے آخر میں ہو۔ تو خاتم النبیّن کے معنی ہوں گے تمام نبیوں کے آخر میں آنے والا۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے خاتم القوم یعنی قوم کا آخری فرد۔ والخاتم اٰخر القوم كالخاتم ومنه قوله تعالىٰ وخاتم النبيين اى اٰخرهم (تاج العروس شرح قاموس ج ۸ ص ۲۶۷) وختام القوم وخاتِمهم وخاتَمهم اٰخرهم (لسان العرب ج ۱۲ ص ۱۶۴) دوسری قرأت بکسر تا ہے یعنی بصیغۂ اسم فاعل جس کے معنی ختم کرنے والے اور آخر میں آنے والے کے ہیں۔ وقرء الجمهور (وخاتم) بكسر التاء على انه اسم فاعل اى الذى ختم النبيّين والمراد به اٰخرهم ايضا (روح ج ۲۲ ص ۳۴)

خاتم النبیین کے معنی نبیوں کو ختم کرنے والے اور سب سے آخر میں آنے والے کے ہیں جس کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہو۔ یہ لفظ اس مفہوم میں نص صریح ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ اور آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔ اس آیت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے میں نص صریح ہونے اور اس آیت کے ناقابلِ تاویل ہونے پر امت کا اجماع ہے اور اس پر بھی امت محمدیہ کا اجماع ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا مدعی دجال وکذاب اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں سے بھی جو درجۂ تواتر کو پہنچ چکی ہیں، خاتم النبیین کا یہی مفہوم واضح ہوتا ہے۔ چند حدیثیں ملاحظہ ہوں۔

احادیث نبویہ

۱۔ عن ثوبان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انه سيكون فى امتى كذّابون ثلاثون كلهم يزعم انه نبى وانا خاتم النبيّين لا نبى بعدى (صحيح مسلم ج ص)

حضرت ثوبان رض سے روایت ہے۔ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے جن میں سے ہر ایک دعوٰی کریگا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

۲۔ عن حذيفة قال قال رسول الله صلے الله عليه وسلم فى امتى كذابون دجالون سبعة وعشرون منهم اربع نسوة وانى خاتم النبيين لا نبى بعدى (مشکل الآثار امام طحاوی ج ۴ ص ۱۰۴) مسند احمد ج ص)

حضرت حذیفہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں ۲۷ دجال وکذاب ہیں جن میں سے چار عورتیں ہیں۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

۳۔ عن ابى هريرة رض ان النبى صلى الله عليه وسلم قال مثلى ومثل الانبياء من قبلى كمثل رجل بنى بنيانا فاحسنه واجمله الا موضع لبنة من زاوية فجعل الناس يطوفون به ويعجبون له ويقولون هلا وضعت هٰذه اللبنة قال فانا اللبنة وانا خاتم النبيين (صحیح بخاری ص، صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۴۸، مسند احمد ج ۲ ص ۳۹۸ واللفظ له۔)

حضرت ابو ہریرہ رض بیان کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اور مجھ سے پہلے پیغمبروں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نہایت ہی حسین وجمیل مکان بنائے۔ لیکن ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دے۔ لوگ سے چاروں طرف سے دیکھ کر تعجب کریں اور اس سے کہیں تو نے یہاں اینٹ کیوں نہیں لگائی (یہ مثال نبوت کے محل کی ہے) اور اس میں خالی جگہ کو پُر کرنیوالی اینٹ میں ہوں۔ اور میں آخری نبی ہوں۔

ان حدیثوں میں خود حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتم النبیین کی ایسی واضح تفسیر فرما دی ہے کہ اب اس میں تاویل کی گنجائش نہیں۔ ان تینوں حدیثوں سے یہ حقیقت عیاں ہوگئی کہ خاتم النبیین کا مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی۔ ظلی یا بروزی، حقیقی یا مجازی، تشریعی یا غیر تشریعی مبعوث نہیں ہوگا اور آپ پر ہر قسم کی نبوت بند ہو چکی ہے۔ یہ آیت چونکہ اس مفہوم میں نصِ صریح ہے اسلئے علمائے اسلام نے اس میں تاویل کر کے جدید نبوت کے لئے گنجائش پیدا کرنے کو کفر کہا ہے

چنانچہ امام غزالی رح فرماتے ہیں ان الامۃ قد فھمت من ھذا اللفظ انہ افھم عدم نبی بعدہ ابدا وعدم رسول بعدہ ابدا وانہ لیس فیہ تاویل و لاتخصیص فمنکر ھذا لایکون الامنکر الاجماع (کتاب لاعتقاد ص۱۱۳) (ترجمہ" امت نے لفظ خاتم النبیین سے یہ سمجھا ہے کہ یہ آیت یہ بتا رہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ رسول۔ اور اُمت نے یہ سمجھا ہے کہ اس آیت میں تاویل اور تخصیص کی کوئی گنجائش نہیں۔ اور جو شخص اس کا انکار کرتا ہے وہ اجماع کا منکر ہے۔" جس طرح اس آیت کے غیر مؤول ہونے پر اُمت کا اجماع ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین اور آخری نبی ہونے پر بھی امت کا اجماع ہے۔ علامہ آلوسی رح فرماتے ہیں وکونہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین مما نطق بہ الکتاب وصدعت بہ السنۃ واجمعت علیہ الامۃ فیکفر مدعی خلافہ ویقتل ان اصر (روح ج ۲۲ ص۳۸) (ترجمہ" اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ایک ایسی حقیقت ہے جسے قرآن و حدیث نے واشگاف کیا ہے اور امت کا اس پر اجماع ہے۔ اس لئے اس کے خلاف دعوٰی کرنے والا کافر ہے۔ اگر توبہ نہ کرے تو واجب القتل ہے۔" علامہ قرطبی رح فرماتے ہیں۔ قال ابن عطیہ ھٰذہ الالفاظ عند جماعۃ علماء الامۃ خلفا سلفا متلقاۃ علی العموم التام مقتضیۃ نصا انہ لانبی بعدہ صلی اللہ علیہ وسلم (قرطبی ج ۱۴ ص۱۹۶) (ترجمہ" ابن عطیہ نے کہا ہے ان الفاظ کو جمہور علماء امت سلف و خلف سے عموم تام پر محمول کرنا ہی منقول چلا آرہا ہے اور یہ الفاظ اس پر نص ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔" امام طبری رح فرماتے ہیں۔ ولکنہ رسول اللہ وخاتم النبیین الذی ختم النبوۃ فطبع علیہا فلا تفتح لاحد بعدہ الی قیام الساعۃ وبنحو الذی قلنا قال اھل التاویل (ابن جریر ج ۲۲ ص۱۱) (ترجمہ) "لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں جنہوں نے نبوت کو ختم کر دیا اور اس پر مہر لگا دی۔ اس لئے اب قیامت تک نبوت کسی کے لئے نہیں کھولی جائے گی۔ تمام مفسرین نے اس آیت کا یہی مفہوم بیان کیا ہے۔" علامہ ابو السعود فرماتے ہیں خاتم النبیین ای کان آخرھم الذی ختموا بہ (ابو السعود ج ۶ ص۹۹) مفسر ابو حیان رقمطراز ہیں۔ وقرأ الجمہور وخاتم بکسر التاء بمعنی انہ ختمھم ای جاء آخرھم (بحر ج ۷ ص۲۳۶) امام ابن کثیر فرماتے ہیں۔ وقد اخبر اللہ تبارک وتعالےٰ فی کتابہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی السنۃ عنہ انہ لانبی بعدہ لیعلموا ان کل من ادعی ھذا المقام بعدہ فھو کذاب افاک دجال ضال مضل ولو تخرق وشعبد واتی بانواع السحر والطلاسم والنیرنجیات (ابن کثیر ج ۳ ص۴۹۴) علامہ خازن رح لکھتے ہیں ختم اللہ بہ النبوۃ فلا نبوۃ بعدہ (خازن ج ۵ ص۲۱۸) ۴۳ یا ایہا الذین آمنوا الخ یہ مومنین سے پانچواں خطاب ہے۔ اے ایمان والو! پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے رسم جاہلیت کو توڑنے اور

بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۴۲﴾ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ

اس کی صبح اور شام وہی ہے جو رحمت بھیجتا ہے ۴۴ تم پر اور اسکے فرشتے

لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ

تاکہ نکالے تم کو اندھیروں سے اجالے میں اور ہے ایمان والوں پر

رَحِيْمًا ﴿۴۳﴾ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ښ وَاَعَدَّ لَهُمْ

مہربان دعا انکی ف۱ ۴۵ جس دن اس سے ملیں گے سلام ہے اور تیار رکھا ہے انکے واسطے

اَجْرًا كَرِيْمًا ﴿۴۴﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا

ثواب عزت کا ف۲ اے نبی ۴۶ ہم نے تجھ کو بھیجا بتانے والا

وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۴۵﴾ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ

اور خوشخبری سنانیوالا اور ڈرانے والا اور بلانے والا اللہ کی طرف اس کے حکم سے اور

سِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴿۴۶﴾ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ

چمکتا ہوا چراغ اور خوشخبری سنادے ایمان والوں کو ۴۷ کہ ان کے لئے ہے

اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ﴿۴۷﴾ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ

خدا کی طرف سے بڑی بزرگی ف۲ اور کہا مت مان منکروں کا اور دغا بازوں کا

وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۴۸﴾

اور چھوڑ دے انکا ستانا اور بھروسہ کر اللہ پر اور اللہ بس ہے کام بنانے والا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ

اے ایمان والو ۴۸ جب تم نکاح میں لاؤ مسلمان عورتوں کو پھر

طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ

ان کو چھوڑ دو پہلے اس سے کہ ان کو ہاتھ لگاؤ سو ان پر تم کو حق نہیں

مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا

عدت میں بٹھلانا کہ گنتی پوری کراؤ سو ان کو دو کچھ فائدہ اور رخصت کرو بھلی طرح سے

مرا خطاب بہ پیغمبر بآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ – مر

ششم خطاب بہ مومنین ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی اللہ ان پر سلام بھیجے گا اور آپس میں بھی یہی دعا ہے اور ہوگی ۱۲ امنہ ف۲ سب امتوں سے بہتر یہی امت ہے۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی از جانب خدا و فرشتگان ۱۲۔

جَمِيلًا ﴿۴۹﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيٓ

سے ف اے نبی ۴۹ھ ہم نے حلال رکھیں تجھ کو تیری عورتیں جن کے

اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ

مہر تو دے چکا ہے اور جو مال ہو تیرے ہاتھ کا جو ہاتھ لگا دے تیرے اللہ

عَلَيْكَ وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَ

ف۱ اور تیرے چچا کی بیٹیاں اور پھوپھیوں کی بیٹیاں اور تیرے ماموں کی بیٹیاں اور

بَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ ۫ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً

تیری خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے وطن چھوڑا تیرے ساتھ اور جو عورت ہو مسلمان

اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا ۗ

اگر بخش دے اپنی جان نبی کو ف۲ اگر نبی چاہے کہ اس کو نکاح میں لائے

خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ قَدْ عَلِمْنَا مَا

یہ خاص ہے تیرے لئے سوائے سب مسلمانوں کے ہم کو معلوم ہے ۵۰ھ جو

فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ

مقرر کر دیا ہے ہم نے ان پر ان کی عورتوں کے حق میں اور ان کے ہاتھ کے مال میں

لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۵۰﴾

تا نہ رہے تجھ پر تنگی اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان ف۳ ف

تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـــْٔوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ ۭ وَ

پیچھے رکھ دے تو ۵۱ھ جس کو چاہے ان میں اور جگہ دے اپنے پاس جس کو چاہے اور

مَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ۭ ذٰلِكَ

جس کو جی چاہے تیرا ان میں سے جن کو کنارے کر دیا تھا تو نے کچھ گناہ نہیں تجھ پر اس میں

اَدْنٰٓى اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَآ

قریب ہے ۵۲ھ کہ ٹھنڈی رہیں آنکھیں ان کی اور غم نہ کھائیں اور راضی رہیں اس پر جو

اپنے متبنّٰی کی مطلقہ سے نکاح کر لینے کے بارے میں اگر تمہارے دل میں کوئی شک یا بدگمانی پیدا ہوئی ہو تو اللہ تعالیٰ کا بکثرت ذکر کرو۔ اور صبح و شام اس کی تسبیح و تقدیس کرو۔ تاکہ تمہارا یہ قصور معاف ہو جائے ذکر کثیر میں زبانی ذکر کے علاوہ ہر نیکی و طاعت بھی داخل ہے اور یہ کہ کسی حال میں اس سے غافل نہ رہو کل طاعۃ وکل خیر من جملۃ الذکر (کشاف، قال ابن عباس الذکر الکثیر ان لا ینسی جل شانہ وروی ذٰلک عن مجاھد ایضًا (روح ج ۲۲ ص ۴۲) ۴۴ھ ھو الذی الخ اللہ تعالیٰ مومنوں پر بہت مہربان ہے اور مسلسل ان پر رحمت نازل فرماتا ہے اور انہیں گمراہی کی تاریکیوں سے نکال کر ہدایت کی روشنی سے معمور و منور کرتا ہے اور اللہ کے فرشتے بھی مومنوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے رحمت کی درخواست کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تم پر ایسا مہربان ہے تو تم بھی اسے یاد رکھو۔ اس کی اطاعت کرو اور اس کی تسبیح و تمجید میں مصروف رہو۔ تو وہ تمہارے تمام گناہ معاف فرما دے گا۔ ۴۵ھ تحیتھم الخ جس طرح اللہ تعالیٰ دنیا میں مومنوں پر مہربان ہے اسی طرح آخرت میں بھی مومنوں پر مہربان ہوگا۔ اور قیامت کے دن اللہ کے حکم سے فرشتے ان کا استقبال کریں گے اور عذاب جہنم سے ان کو امن و سلامتی کی خوشخبری سنائیں گے اور وہ اللہ کی طرف سے بہت عمدہ صلہ پائیں گے ۴۶ھ یا ایھا النبی الخ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچواں خطاب ہے۔ میرے پیغمبر! میں نے تجھے اس لئے رسول بنا کر بھیجا ہے تاکہ حق کو کھول کر بیان کرے۔ سننے والوں کو خوشخبری دے اور منکرین کو عذاب سے ڈرائے اور میں نے تجھے توحید کی دعوت کے لئے اور کفر و شرک کے اندھیروں میں سراج منیر بنا کر بھیجا ہے اس لئے آپ حق بات کو واضح کر کے بیان کریں۔ اگرچہ کفار و مشرکین اور منافقین مخالفت کریں۔ مثلاً متبنّٰی کی مطلقہ سے نکاح کرنے کے بارے میں صاف اعلان کر دیں کہ یہ جائز ہے اور مخالفین کی مخالفت کی ذرا بھر پرواہ نہ کریں شاھدًا کلمۂ توحید کا اقرار و اعلان کرنے والا اور وحدانیت کی شہادت دینے والا قیل المراد شاھدًا بان لا الٰہ الا اللہ (روح جلد ۲۲ ص ۴۵) ثانیھا انہ شاھد ان لا الٰہ الا اللہ (کبیر جلد ۶ ص ۷۹۹) داعیا الی اللہ اللہ کی توحید کی طرف بلانے والا قال ابن عباس شھادۃ ان لا الٰہ الا اللہ (بحر جلد ۷ ص ۲۳۹ الدعا الی اللہ ھو تبلیغ التوحید و

ششم خطاب بآنحضرت صلی اللہ
رکوع ۳ ۱۲۰

موضح قرآن ف۱ بغیر صحبت ہوئے جو مرد چھوڑ دے عورت کو اگر اس کا مہر بندھا تھا تو آدھا دے اگر نہ بندھا تھا تو کچھ فائدہ دے یعنی ایک جوڑا پوشاک اور اسی وقت چاہے تو اور نکاح کر لے عدت نہیں اور اگر خلوت ہوئی گو صحبت نہ ہوئی تو مہر بھی پورا دینا اور عدت بھی بیٹھنا۔ یہ مسئلہ یہاں فرمایا حضرت کے ازواج کے ذکر میں۔ شاید اس واسطے کہ حضرت نے ایک عورت نکاح کی تھی جب اس کے نزدیک گئے کہنے لگی اللہ تجھ سے پناہ دے۔ حضرت نے اس کو جواب دیا کہ تو نے بڑے کی پناہ پکڑی اس پر یہ حکم فرمایا ہو۔ اور خطاب فرمایا ایمان والوں کو تا معلوم ہو کہ پیغمبر کا خاص حکم نہیں سب مسلمانوں پر یہی حکم ہے ۱۲ منہ ف۲ جو عورتیں تیری ہیں جن کا مہر دیا یعنی اب نکاح میں ہیں خواہ قریش سے ہوں اور مہاجر ہوں یا نہ ہوں۔ یہ حلال ہیں اور ماموں چچا کی بیٹیاں یعنی قریش میں کی بشرط ہجرت کے اگر ہجرت نہ کی تو حلال نہیں اور جو عورت بخشے نبی کو اپنی جان یعنی بن مہر آپ کو نیاز کرے یہ خاص پیغمبر کو ہے اور مسلمانوں پر وہی حکم ہے ان تبتغوا باموالکم بن مہر نکاح نہیں خواہ ذکر میں آیا خواہ پیچھے ٹھہرا لیا خواہ نہ ٹھہرایا تو جو قوم کا مہر ہے سو لازم آیا حضرت کی بیبیاں دس مشہور ہیں حضرت خدیجہ اول تھیں ان کے بعد سب نکاح میں آئیاں نو بیبیاں رہیں وفات کے بعد حضرت عائشہ حضرت حفصہ حضرت سودہ بنت زمعہ حضرت ام سلمہ حضرت زینب حضرت ام حبیبہ حضرت جویریہ حضرت میمونہ حضرت صفیہ پچھلی تین قریشی نہیں ۱۲ منہ

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی از کفار بتو رسانیده است ۱۲ ف۲ یعنی بغیر مہر در نکاح آید ۱۲ ف۳ یعنی در باب نکاح چیز

الاخذ به و مکافحة الکفرة (قرطبی ج ۱۴ ص ۲۰۰) سراجا منیرا ای هادیا من ظلم الضلالة (ایضا ص ۲۰۱) ۴۷ وبشر المؤمنین الخ جو مومنین آپ کے لائے ہوئے احکام شریعت بلاچوں وچرا مانتے ہیں اور اس رسم جاہلیت کو توڑنے میں آپ کے ساتھ ہیں انھیں اللہ کی طرف سے اجرِ عظیم کی خوشخبری سنا دیں ولا تطع الکٰفرین الخ یہ ابتداءِ سورت کے مضمون کا اعادہ ہے اور کفار ومنافقین کی بات ہرگز نہ مانیں وہ چاہتے ہیں کہ آپ مسئلہ توحید میں نرمی اختیار کریں تاکہ وہ بھی نرم رویہ اختیار کرلیں فنهی عن مداراتهم فی امر الدعوة ولین الجانب فی التبلیغ والمسامحة فی الانذار (روح ج ۲۲ ص ۴۷) و ابو السعود ج ۶ ص ۷۹۱) ودع اذٰهم الخ تبلیغِ حق پر آپ کو ان کی طرف سے جو ایذا پہنچے، آپ اس کی پرواہ نہ کریں اور خدا کے بھروسے پر اپنا فریضہ ادا کرتے رہیں اللہ تعالےٰ آپ کا ناصر ومددگار ہے۔ ۴۸ یا ایها الذین آمنوا الخ یہ مومنوں سے چھٹا خطاب ہے۔ اے ایمان والو! تم جب مومن عورتوں سے نکاح کرو۔ اور پھر صحبت سے قبل ہی ان کو طلاق دیدو تو ان پر کوئی عدت نہیں انھیں ثیاب متعہ (قمیص اور دوپٹہ) دے کر چھوڑ دو۔ وہ جہاں چاہیں نکاح کرلیں حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا حضرت زینب کا عدت گذارنا اگرچہ ثابت ہے لیکن یہاں غیر مدخول بہا کے لئے عدت نہ ہونے کے ذکر کی مناسبت اور ماقبل سے ربط اس صورت میں زیادہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت زینب کی عدت نہ ہو بلغة الحیران میں حضرت شیخ قدس سرہٗ کا طرز یعنی عدت کی نسبت قصور تعبیر سے ناشی ہے ۴۹ یا ایها النبی الخ یہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے چھٹا خطاب ہے۔ اس میں حضور علیہ السلام سے فرمایا کہ آپ کے لئے حسب ذیل چار قسم کی عورتیں حلال ہیں۔ اور ان کے علاوہ اور آپ کے لئے حلال نہیں اوّل التی اٰتیت اجورهن یعنی وہ بیویاں جو آپ کے نکاح میں ہیں اور آپ ان کا مہر ادا کرچکے ہیں وہ قریش سے ہوں یا غیر قریش سے مہاجرہ ہوں یا غیر مہاجرہ دوم وما ملکت یمینک الخ جو باندیاں مال غنیمت میں سے اللہ نے آپ کو دی ہیں۔ سوم وبنٰت عمک الخ قریش کی وہ عورتیں جو آپ کے ساتھ ہجرت کرچکی ہیں۔ چہارم وہ ایمان والی عورت جو بلا مہر اپنے کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح کے لئے پیش کردے۔ خالصة لک الخ بلا مہر نکاح کرنا یہ صرف آپ کے لئے خاص حکم ہے دوسرے مومنوں کے لئے یہ جائز نہیں۔ ۵۰ قد علمنا الخ بیویوں اور باندیوں کے بارے میں ایمان والوں کے مناسب حال جو احکام ہیں۔ وہ اللہ کو معلوم ہیں اور وہ ان احکام کے پابند ہیں لیکن آپ ان احکام کے پابند نہیں ہیں تاکہ آپ کے پیغمبرانہ مقاصد و مصالح میں حرج واقع نہ ہو۔ مومنوں پر چار بیویوں سے زائد حرام ہیں اور ان پر مہر بھی واجب ہے مگر آپ پر یہ پابندیاں نہیں ہیں ۵۱ ترجی الخ آپ

اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِىْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ

تونے دیا ان کو سب کی سب اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اور ہے اللہ

عَلِيْمًا حَلِيْمًا ﴿۵۱﴾ لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَاۤ اَنْ

سب کچھ جاننے والا تحمل والا ف۱ حلال نہیں تجھ کو ۵۳ عورتیں اس کے بعد ف۲ اور نہ یہ کہ

تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا

ان کے بدلے کرلے اور عورتیں اگرچہ خوش لگے تجھ کو ان کی صورت مگر جو

مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ رَّقِيْبًا ﴿۵۲﴾ يٰۤاَيُّهَا

مال ہو تیرے ہاتھ کا اور ہے اللہ ہر چیز پر نگہبان ف۳ ف۴ اے

۶ ع ۱۲ ۳

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِىِّ اِلَّاۤ اَنْ يُّؤْذَنَ

ایمان والو ۵۴ مت جاؤ نبی کے گھروں میں مگر جو تم کو حکم

لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ

ہو کھانے کے واسطے نہ راہ دیکھنے والے اسکے پکنے کی لیکن جب تم کو بلائے

فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ

تب جاؤ پھر جب کھا چکو تو آپ آپ کو چلے جاؤ اور نہ آپس میں جی لگا کر بیٹھو

لِحَدِيْثٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِى النَّبِىَّ فَيَسْتَحْىٖ مِنْكُمْ

باتوں میں اس بات سے تمہاری تکلیف تھی نبی کو پھر تم سے شرم کرتا ہے

وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْىٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا

اور اللہ شرم نہیں کرتا ٹھیک بات بتلانے میں اور جب مانگنے جاؤ بیبیوں سے ۵۵ کچھ چیز کام کی

فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ

تو مانگ لو پردہ کے باہر سے اس میں خوب ستھرائی ہے تمہارے دل کو

وَقُلُوْبِهِنَّ ؕ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ

اور ان کے دلوں کو اور تم کو نہیں پہنچتا کہ تکلیف دو ۵۶ اللہ کے رسول کو اور

خطاب بمومنین

[illegible]

موضح قرآن ف۱ کسی مرد کو جو کئی عورتیں ہوں اس پر واجب ہے باری سے سب کے پاس رہنا برابر حضرت پر یہ واجب نہ رکھا اس واسطے کہ عورتیں اپنا حق نہ سمجھیں تو جو دیں راضی ہو کر قبول کریں پر حضرت نے فرق نہیں کیا۔ سب کی باری برابر رکھی ہے ایک حضرت سودہؓ نے اپنی باری بخش دی تھی حضرت عائشہ کو ۱۲ منہ ف۲ یعنی جتنی قسمیں کہدیں اس سے زیادہ حلال نہیں اور جو ہیں ان کو بدلنا نہیں حلال یہ ضرور ہیں اور ہاتھ کا مال حضرت کی دو حرم مشہور ہیں یا تین ایک ماریہ جنکے شکم سے فرزند ہوئے ابراہیم ایک ریحانہ یا شمعونہ یا دونوں حضرت عائشہ نے فرمایا منع آخر کو موقوف ہوا سب عورتیں حلال ہوگئیں ۱۲ منہ۔ **فتح الرحمن** ف۱ یعنی بعد ازیں دو صفت قرشیہ مہاجرہ مہیرہ یا واہبہ نفس غیر مہیرہ ۱۲ ف۲ یعنی این آیت ناسخ آیت سابقہ

اپنی بیویوں میں سے جسے چاہیں اپنے پاس رکھیں اور جسے چاہیں اپنے سے دور رکھیں۔ اور جن کو آپ نے اپنے سے دور کر رکھا تھا، ان کو پھر طلب کرلیں تو بھی آپ پر گناہ نہیں۔ جس طرح عام مسلمانوں پر اپنی متعدد بیویوں کے درمیان وقت کی تقسیم لازم ہے۔ حضور علیہ السلام پر یہ پابندی بھی نہ تھی۔ هذه الاية تدل على ان القسم بينهن لم يكن واجبًا على النبى صلى الله عليه وسلم وانه كان مخيرا فى القسم لمن شاء منهن وترك من شاء منهن (جصاص) ۵۲ ذٰلك الخ حقوقِ زوجیت کے بارے میں جو پابندیاں عام مسلمانوں پر عائد ہیں وہ حضور علیہ السلام پر عائد نہیں ہیں۔ اور آپ کی بیویوں کو ان امور میں آپ پر کوئی دعویٰ نہیں۔ یہ آپ کی مرضی اور مصلحت پر ہے۔ آپ اپنی صوابدید کے مطابق ان کی دلجوئی فرماتے رہیں۔ جب ازواج کا آپ پر تقسیم میں کوئی استحقاق باقی نہ رہا۔ اور ان کو معلوم ہوگیا کہ یہ دستور حق تعالیٰ کی جانب سے ہے تو وہ اس تفریق سے آزردہ خاطر نہ ہوں گی۔ بلکہ ان کی تعمیل ہی میں خوشی محسوس کرینگی لانهن اذا علمن ان هذا التفويض من عند الله اطمأنت نفوسهن وذهب التغاير وحصل الرضاء (مدارک) والله يعلم الخ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کی باتیں بھی جانتا ہے لیکن کمالِ علم کی وجہ سے تمہارے گناہوں پر جلدی گرفت نہیں کرتا۔ ۵۳ لا يحل لك الخ مذکورہ بالا چار اقسام کی عورتوں کے علاوہ آپ کے لئے کسی اور عورت سے نکاح کرنا حلال نہیں اور نہ موجودہ بیویوں میں سے کسی کو طلاق دے کر اس کی جگہ کسی دوسری عورت سے نکاح جائز ہے اى من بعد الاصناف التى سميت قال ابى بن كعب وعكرمة وابو رزين وهو اختيار محمد بن جرير (قرطبی ج ۱۴ ص ۲۲۰) شاہ عبدالقادر دہلوی رح فرماتے ہیں۔ "جتنی قسمیں کہہ دیں اس سے زیادہ حلال نہیں اور جو ہیں ان کا بدلنا حلال نہیں" اس طرح یہ آیت منسوخ نہیں بلکہ محکم ہے۔ شاہ ولی اللہ رح اور دوسرے کئی علماء نے اس آیت کو منسوخ قرار دیا ہے۔ ان کے نزدیک اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو نو عورتیں اس وقت آپ کے نکاح میں ہیں۔ اور جنہوں نے دنیا پر آپ کو ترجیح دی ہے۔ ان کے بعد اب آپ کے لئے کسی دوسری عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں لا يحل لك النساء من بعد هؤلاء التسع اللاتى اخترنك اى لقد حرم عليك تزوج غيرهن (روح ج ۲۲ ص ۶۵) الا ما ملكت الخ یہ ماقبل سے استثناء ہے یعنی باندیوں کا تبدل آپ کے لئے جائز ہے۔ وكان الله على كل شىء شهيدا۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر مطلع اور خبردار ہے اس لئے اس کے احکام و حدود سے تجاوز مت کرو۔ ۵۴ یا ایہا الذین الخ یہ مومنوں سے ساتواں خطاب ہے۔ ایمان والوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی ازواجِ مطہرات کے کچھ حقوق و آداب تعلیم کئے گئے۔ تاکہ ایک طرف خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ازواج مطہرات اس تکلیف و اذیت سے محفوظ رہیں جو ان آداب کو نظر انداز کرنے کی صورت میں ہوسکتی تھی۔ اور دوسری طرف کفار و منافقین کو افواہیں پھیلانے کا موقع ہاتھ نہیں آئے گا۔ پہلا اور دوسرا ادب

لَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ؕ اِنَّ
نہ یہ کہ نکاح کرو اس کی عورتوں سے اس کے پیچھے کبھی البتہ
ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ﴿۵۳﴾ اِنْ تُبْدُوْا شَيْئًا اَوْ
یہ تمہاری بات اللہ کے یہاں بڑا گناہ ہے اگر کھول کر کہو تم کسی چیز کو ۵۴ یا
تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۵۴﴾ لَا جُنَاحَ
اس کو چھپاؤ سو اللہ ہے ہر چیز کو جاننے والا ف۱ گناہ نہیں ۵۵
عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَآئِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَ
ان عورتوں کو سامنے ہونے کا اپنے باپوں سے اور نہ اپنے بیٹوں سے اور نہ اپنے بھائیوں سے اور
لَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ
نہ اپنے بھائی کے بیٹوں سے اور نہ اپنی بہن کے بیٹوں سے اور نہ اپنی عورتوں سے
وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
اور نہ اپنے ہاتھ کے مال سے اور ڈرتی رہو اے عورتو اللہ سے بے شک اللہ
كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿۵۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ
کے سامنے ہے ہر چیز ف۲ بے شک اللہ ۵۶ اور اس کے فرشتے
يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ
رحمت بھیجتے ہیں رسول پر اے ایمان والو رحمت بھیجو اس پر
وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
اور سلام بھیجو سلام کہہ کر ف۳ جو لوگ ۵۷ ستاتے ہیں اللہ کو اور اسکے رسول کو
لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا
ان کو پھٹکارا اللہ نے دنیا میں اور آخرت میں اور تیار رکھا ہے ان کے واسطے ذلت
مُّهِيْنًا ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ
کا عذاب اور جو لوگ تہمت لگاتے ہیں ۵۸ مسلمان مردوں کو اور مسلمان عورتوں کو

از خطاب شش نمبر ۱۳
مدرسین ۱۳
محمد یوسف دیوبندی
۱۱ خردی ۱۲

موضح قرآن

ف یہ اللہ تعالےٰ نے ادب سکھائے مسلمانوں کو۔ کبھی کھانے کو حضرت کے گھر میں جمع ہوتے تو پیچھے باتیں کرنے لگ جاتے۔ حضرت کا مکان آرام کا وہی تھا۔ شرم سے نہ فرماتے کہ اٹھ جاؤ۔ اللہ نے ان کے واسطے فرمادیا۔ اور اس آیت میں حکم ہوا پردے کا کہ مرد حضرت کے ازواج کے سامنے نہ جاویں سب مسلمانوں کی عورتوں پر یہ حکم واجب نہیں۔ اگر عورت سامنے ہو کسی مرد کے سب بدن کپڑوں میں ڈھکا تو گناہ نہیں۔ اور اگر نہ سامنے ہو تو بہتر ہے۔ ۱۲ منہ ف۲ اپنی عورتوں کا اور ہاتھ کے مال کا ذکر ہوچکا سورۂ نور میں ف۳ یہ حکم ادا ہوتا ہے نماز میں السلام علیک ایہا النبی اللھم صل علی محمد۔ اللہ سے رحمت مانگنے اپنے پیغمبر پر اور انکے گھرانے پر بڑی قبولیت رکھتی ہے۔ ان پر ان کے لائق رحمت اترتی ہے اور دس

لا تدخلوا بیوت النبی الخ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر میں بلا اجازت داخل نہ ہو جاؤ۔ اور جب کبھی آپ کھانے پر تمہیں بلائیں تو کھانا تیار ہونے سے پہلے ہی آپ کے گھر نہ پہنچ جاؤ۔ اور کھانا تیار ہونے کا انتظار کرنے لگو۔ تیسرا ادب ولکن اذا دعیتم فادخلوا۔ جب کھانا تیار ہونے کے بعد تم کو بلایا جائے اس وقت آپ کے گھر میں جاؤ۔ چوتھا ادب فاذا طعمتم فانتشروا الخ اور جب کھانے سے فارغ ہو جاؤ تو فوراً چلے جاؤ۔ اور وہاں بیٹھ کر باتوں میں مصروف نہ ہو جاؤ۔ ان ذلکم کان یؤذی النبی الخ کیونکہ ان آداب کے خلاف کرنے کو پیغمبر علیہ السلام گراں اور ناگوار محسوس فرماتے ہیں لیکن تقاضائے مروت زبان سے کچھ نہیں کہتے۔ یہ آداب مجلس اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نازل ہوئے ہیں لیکن اب یہ مسلمانوں کے لئے عام ہیں۔ وھذا الحکم وان نزل خاصا فی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وازواجہ فالمعنی عام فیہ وغیرہ (جصاص)

۵۵ واذا سألتموھن الخ یہ ازواجِ مطہرات کے بارے میں ادب سکھایا جب ازواجِ مطہرات سے کوئی چیز مانگنا ہو تو پردے سے ورے باہر ہی سے آواز دو۔ تاکہ تمہارے دل ان کے قلوب ہر قسم کے وساوس و خطرات سے محفوظ رہیں

۵۶ وما کان لکم ان تؤذوا الخ اے ایمان والو! تمہارے لئے یہ جائز نہیں کہ تم ایسا رویہ اختیار کرو جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچے اور نہ تمہارے لئے یہ جائز ہے کہ تم پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی بیویوں سے نکاح کرو۔ اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑی بات ہے۔ اسی سورت کے رکوع اول میں گذر چکا ہے وازواجہ امھاتھم پیغمبر علیہ السلام کی بیویاں تعظیم اور حرمتِ نکاح میں مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ جو چیز وازواجہ امھاتھم سے مفہوم تھی اس آیت میں اس کی تصریح فرما دی۔ پیغمبر علیہ السلام کی بیویاں چونکہ مسلمانوں کی مائیں ہیں اس لئے ان کے لئے جائز نہیں کہ وہ حضور علیہ السلام کی بیوہ سے نکاح کریں۔ ولھذا اجمع العلماء قاطبۃ علی ان من توفی عنھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ازواجہ انہ یحرم علی غیرہ تزوجھا من بعدہ لانھن ازواجہ فی الدنیا والاخرۃ وامھات المؤمنین کما تقدم (ابن کثیر ج ۳ ص ۵۰۶)

۵۷ ان تبدوا الخ بعض منافقین نے مذکورہ بالا حکم نازل ہونے سے پہلے دل میں تہیہ کر رکھا تھا کہ حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد وہ آپ کی زوجہ مطہرہ سے نکاح کریگا۔ اور بعض خبیث منافقین نے برملا اس کا اظہار کیا تھا تو اللہ نے فرمایا۔ میں تو تمہاری ہر ظاہر و باطن کی حرکت کو جانتا ہوں۔ اگر تم شرارتوں سے باز نہیں آؤ گے تو سخت سزا دوں گا۔ فیجازیکم بما صدر منکم من المعاصی البادیۃ والخافیۃ لا محالۃ (روح جلد ۲۲ ص ۷۷)

۵۸ لا جناح الخ یہاں ان رشتہ داروں کا ذکر کیا گیا ہے جن سے ازواجِ مطہرات پر حجاب لازم نہ تھا! وہ یہ ہیں باپ، بیٹا، بھائی، بھتیجا، بھانجہ، یہاں لی

ع ۷

بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَّإِثْمًا مُّبِينًا ﴿٥٨﴾
بدوں گناہ کئے تو اٹھایا انہوں نے بوجھ جھوٹ کا اور صریح گناہ کا ف۱

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ
اے نبی ۶۳ کہہ دے اپنی عورتوں کو اور اپنی بیٹیوں کو اور مسلمانوں کی عورتوں کو

يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ۚ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ
نیچے لٹکا لیں اپنے اوپر تھوڑی سی اپنی چادریں اس میں بہت قریب ہے کہ

يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٥٩﴾ لَئِنْ
پہچانی پڑیں تو کوئی ان کو نہ ستائے اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان ف۲ البتہ اگر

لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ وَّ
باز نہ آئے ۶۴ منافق اور جن کے دل میں روگ ہے اور

الْمُرْجِفُونَ فِي الْمَدِينَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا
جھوٹی خبریں اڑانے والے مدینہ میں تو ہم لگا دینگے تجھ کو انکے پیچھے پھر نہ

يُجَاوِرُونَكَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا ﴿٦٠﴾ مَّلْعُونِينَ ۛ أَيْنَمَا ثُقِفُوا
رہنے پائیں گے تیرے ساتھ اس شہر میں مگر تھوڑے دنوں ف۳ پھٹکارے ہوئے جہاں پائے گئے

أُخِذُوا وَقُتِّلُوا تَقْتِيلًا ﴿٦١﴾ سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا
پکڑے گئے اور مارے گئے جان سے دستور پڑا ہوا ہے اللہ کا ۶۶ ان لوگوں میں جو پہلے

مِنْ قَبْلُ ۖ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ﴿٦٢﴾ يَسْأَلُكَ
ہو چکے ہیں اور تو نہ دیکھے گا اللہ کی چال بدلتی ف۴ لوگ تجھ سے

النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللَّهِ ۚ وَمَا
پوچھتے ہیں ۶۵ قیامت کو تو کہہ اس کی خبر ہے اللہ ہی کے پاس اور تو کیا

يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُونُ قَرِيبًا ﴿٦٣﴾ إِنَّ اللَّهَ لَعَنَ
جانے شاید وہ گھڑی پاس ہی ہو ف۵ بیشک اللہ نے ۶۶ پھٹکار دیا ہے

الربع

خطاب بعنوان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

[illegible] ۱۲

موضح قرآن ف۱ یہ منافق تھے کہ پیٹھ پیچھے بدگوئی کرتے رسول کی یا ان کی زوجہ پر بہتان لگایا۔ سورۂ نور میں ان کے کلام ذکر ہو چکے ۱۲ منہ ف۲ پہچانی پڑیں کہ لونڈی نہیں بی بی ہے صاحب ناموس یا بد ذات نہیں نیک بخت ہے تو بدنیت لوگ اس سے نہ الجھیں۔ گھونگھٹ اس کا نشان رکھا۔ یہ حکم بہتری کا ہے۔ آگے فرما دیا اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۱۲ منہ ف۳ جو لوگ بدنیت تھے مدینے میں عورتوں کو چھیڑتے ٹوکتے اور جھوٹی خبریں اڑاتے مخالفوں کے زور کی اور مسلمانوں کے نیچے کی ان کو یہ فرمایا اور توریت میں بھی تقید ہے کہ مفسدوں کو اپنے بیچ سے باہر کر دو۔ ۱۲ منہ ف۴ شاید یہی منافقوں نے ہتھکنڈہ پکڑا ہو گا کہ جس چیز کا جواب نہیں وہی سوال کریں بار بار۔ اس پر یہاں ذکر کر دیا۔ ۱۲ منہ

فتح الرحمن ف۱ یعنی عفت ایشاں ظاہر شود و فاسقے تعرضِ ایشاں نہ کند ۱۲ ف۲ یعنی جلا وطن کردہ شوند ۱۲۔

عورتیں اور باندیاں واتقین اللہ ۔ اس میں خطاب ازواج مطہرات سے ہے ۔ فرمایا تم بھی اللہ سے ڈرتی رہو اور اللہ کے اوامر ونواہی میں اس کی اطاعت کرتی رہو۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز سے باخبر ہے اور ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزا وسزا دے گا **۵۹** ان اللہ الخ یہ ایمان والوں سے آٹھواں خطاب ہے۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے چونکہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل اور دعوتِ توحید کی تبلیغ واشاعت میں اور رسوم جاہلیت کو توڑنے میں پوری ہمت و جرأت اور کامل ثبات واستقلال سے کام لیا۔ اور حق تبلیغ ادا کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو خراجِ تحسین پیش کیا اور فرشتوں کے سامنے آپ کی مدح وثنا اور عظمت کا اظہار فرمایا اور آپ کی قدر ومنزلت سے بندوں کو بھی آگاہ کیا۔ تاکہ وہ بھی آپ کی قدر ومنزلت کو پہچانیں اور آپ کو خراجِ تحسین پیش کریں والمقصود من ھذہ الآیۃ ان اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اخبر عبادہ بمنزلۃ عبدہٖ ونبیہ فی الملاء الاعلیٰ بانہ یثنی علیہ عند الملائکۃ المقربین وان الملائکۃ تصلی علیہ ثم امر تعالیٰ اھل العالم السفلی بالصلوٰۃ والتسلیم علیہ لیجتمع الثناء علیہ من اھل العالمین العلوی والسفلی (ابن کثیر ج ۳ ص۵۰۷) ھی (الصلوٰۃ) عند عز وجل ثناء علیہ عند ملٰئکتہ وتعظیمہٗ (رواہ البخاری عن ابی العالیۃ وغیرہ عن الربیع بن انس وجری علیہ الحلیمی فی شعب الایمان (روح جلد ۲۲ ص۷۶) فصلوٰۃ اللہ ثناءہ علیہ عند ملٰئکتہ (خازن جلد ۵ ص۲۲۵) قال البخاری قال ابو العالیۃ صلوٰۃ اللہ تعالیٰ ثناءہ علیہ عند الملائکۃ وصلوٰۃ الملائکۃ الدعاء وروی مثلہٗ عن الربیع ایضاً (ابن کثیر جلد ۳ ص۵۰۶) بعض قاصرین نے جنہیں اعتراض کرنے کا شوق ہوتا ہے حضرت شیخ کے کلام کا مفہوم نہ سمجھنے کی وجہ سے اعتراض کیا ہے کہ صلوٰۃ کا یہ معنی صحیح نہیں حالانکہ متعدد بزرگوں سے یہ منقول ہے جیسا کہ حوالہ بالا سے ظاہر ہے کہ امام ابو العالیہ، ربیع بن انس اور حلیمی نے یہی معنی مراد لئے ہیں لیکن اکثر مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ صلوٰۃ اللہ کی طرف سے رحمت وخوشنودی، فرشتوں کی طرف سے دعا واستغفار اور بندوں کی طرف سے دعا وتعظیم ہے والصلوٰۃ من اللہ رحمتہٗ ورضوانہٗ ومن الملائکۃ الدعاء والاستغفار ومن الامۃ الدعاء والتعظیم لامرہ (قرطبی جلد ۴ ص۲۳۲) یعنی اللہ تعالیٰ حضرت پیغمبر علیہ السلام پر رحمت وبرکت نازل فرماتا ہے اور فرشتے بھی آپ کے لئے اللہ سے رحمت اور رفع درجات کی دعا کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے اے ایمان والو! تم بھی آپ کے لئے اللہ سے رحمت وبرکت کی دعا مانگا کرو اور آپ کی مدح وثنا کیا کرو **۶۰** ان الذین الخ یہ کفار ومنافقین کے لئے دنیوی اور اخروی تخویف ہے اللہ اور اس کے رسول کی ایذا سے مراد ہے کہ ان کے احکام کی مخالفت کی جائے اور ان کے ناپسندیدہ افعال واعمال کا ارتکاب کیا جائے عبر بایذاء اللہ ورسولہ عن فعل ما لا یرضی بہ اللہ ورسولہ کالکفر (مدارک) اوربد بالایذاء ارتکاب ما لا یرضیانہ من الکفر وکبائر المعاصی مجازا لانہ سبب او لازم لہ (روح جلد ۲۲ ص۸۵) لعنھم اللہ الخ اللہ تعالیٰ انہیں دنیا وآخرت میں اپنی رحمت وبرکت سے محروم کر دے گا اور ان کو آخرت میں رسوا کن عذاب میں مبتلا کرے گا۔ یا اللہ کی ایذا سے شرک کرنا اور حضور علیہ السلام کی ایذاء سے آپ کو ساحر ومجنون وغیرہ کہنا مراد ہے قال الجمہور معناہ (ایذاء اللہ) بالکفر ونسبۃ الصاحبۃ والولد والشریک الیہ ووصفہ بما لا یلیق بہ ..... الخ (قرطبی ج ۴ ص۲۳۷) **۶۱** والذین یؤذون الخ یہاں ایمان والوں کو ایذا دینے کی مذمت فرمائی۔ جو لوگ مومن مردوں اور عورتوں کو بلا وجہ اور بلا قصور ایذا پہنچاتے ہیں وہ بہت بڑا گناہ اور صریح جرم اپنے ذمے لیتے ہیں۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ جو لوگ پیغمبر علیہ السلام اور مومنین ومومنات پر ناحق اور ناکردہ گناہ کا اتہام دھرتے ہیں وہ صریح گناہ کرتے ہیں ای ینسبون الیھم ما ھم برآء منہ لم یفعلوہ ولم یعملوہ (ابن کثیر ج ۳ ص۵۱۷) **۶۲** یا یھا النبی الخ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ساتواں خطاب ہے۔ نزولِ حجاب سے قبل جب مسلمان عورتیں رات کو قضائے حاجت کے لئے باہر جاتیں تو منافقین انہیں تنگ کرتے اور آوازیں دیتے جب ان سے کہا جاتا تم ایسا کیوں کرتے ہو تو کہتے ہم نے سمجھا یہ فلاں عورت ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ شکایت پہنچی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی کہ مسلمان عورتیں جب باہر نکلیں تو چادریں اوڑھ لیا کریں۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ آزاد اور شریف عورت ہے کانت المرأۃ من نساء المومنین قبل نزول ھذہ الآیۃ تتبرز للحاجۃ فیتعرض لھا بعض الفجار یظن انھا امۃ فتصیح بہ فیذھب فشکوا ذٰلک الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ونزلت الآیۃ بسبب ذٰلک (قرطبی ج ۴ ص۲۴۳) اے پیغمبر اپنی بیویوں، اپنی بیٹیوں اور تمام مسلمان عورتوں کو یہ حکم دے دو کہ وہ چادریں اوڑھ کر گھروں سے نکلا کریں۔ اس طرح ان میں اور باندیوں میں امتیاز ہو جائے گا اور منافقین وفجار ان کی ایذاء کے درپے نہ ہوں گے۔ کیونکہ وہ عام طور پر لونڈیوں سے تعرض کرتے تھے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بَنٰتِکَ فرمایا ہے لفظ بنات جو بنت کی جمع ہے اس کو ضمیر خطاب کی طرف مضاف کیا ہے جس سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مخاطب ہیں اس طرح قرآن کی نص صریح سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کا تعدد ثابت ہو گیا۔ اور معلوم ہو گیا کہ آپ کی صرف ایک صاحبزادی نہ تھی۔ بلکہ ایک سے زیادہ تھیں۔ اور جمع کا صیغہ کم از کم تین کے لئے ہوتا ہے اس لئے قرآن سے حضور علیہ السلام کی صاحبزادیوں کی تعداد کم از کم تین ثابت ہوتی ہے۔ اس سے کم نہیں اور تاریخ ومستند روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی صاحبزادیاں چار تھیں سنی اور شیعہ مؤرخین ومحدثین کا اس پر اتفاق ہے خود شیعہ مصنفین نے تسلیم کیا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کی تعداد چار تھی۔ اور چاروں ہی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے تھیں۔ چنانچہ علامہ یعقوب کلینی شیعہ محدث نے لکھا ہے وتزوج خدیجۃ وھو ابن بضع وعشرین سنۃ فولد لہ منھا قبل مبعثہ علیہ السلام القاسم ورقیۃ وزینب وام کلثوم وولد لہ بعد المبعث الطیب والطاھر وفاطمۃ علیھا السلام۔ کافی کلینی اصول ج ا ص۴۳۹ طبع طہران)۔ (ترجمہ) حضور علیہ السلام نے کچھ اوپر بیس سال کی عمر میں حضرت خدیجہ سے نکاح کیا تو ان کے بطن سے قبل از نبوت قاسم۔ رقیہ۔ زینب اور ام کلثوم پیدا ہوئیں اور بعد از نبوت طیب، طاہر اور فاطمہ پیدا ہوئی۔ اور ملا باقر مجلسی شیعہ لکھتے ہیں در قرب الاسناد بسند معتبر از حضرت صادق روایت کردہ است کہ از برائے رسول خدا از خدیجہ متولد شدند طاہر و قاسم وفاطمہ وام کلثوم ورقیہ وزینب (حیات القلوب ج ۲ ص۵۸۸ مطبوعہ طہران) بعض روافض کہتے ہیں بنات سے یہاں امت کی عورتیں مراد ہیں کیونکہ وہ حضور علیہ السلام کی روحانی بیٹیاں ہیں۔ اس کا پہلا جواب یہ ہے کہ امت کی عورتوں کا بعد میں بصراحت ذکر موجود ہے ونساء المومنین اس لئے لفظ بنات کو اس پر محمول کرنا غلط ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ بنات سے امت کی عورتیں مراد لینا مجازی معنی ہے۔ اور حقیقی معنی صلبی بیٹیاں ہیں۔ اور یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ مجازی معنی اس وقت مراد لیا جاتا ہے جب حقیقی معنی مراد لینا متعذر ہو۔ لیکن یہاں حقیقی معنی متعذر نہیں۔ کیونکہ جب یہ آیت نازل ہوئی اس وقت آپؐ کی تین صاحبزادیاں بقید حیات موجود تھیں۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا جو ۸ھ میں اللہ کو پیاری ہوئیں۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا جن کا ۹ھ میں انتقال ہوا۔ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جن کی حضور علیہ السلام کے بعد وفات ہوئی۔ یہ آیت ۸ھ سے بہت پہلے نازل ہوئی۔ اس لئے بنات سے یہاں حضور علیہ السلام کی صلبی بیٹیاں ہی مراد ہیں۔ نہ کہ روحانی۔ ۶۳ لئن لم ینتہ الخ یہ منافقین پر زجر اور تخویف دنیوی ہے۔ والذین فی قلوبہم مرض سے بدکار اور فجار مراد ہیں۔ جن کے دلوں میں بدکاری کے خیالات کی بیماری تھی۔ والمرجفون فی المدینۃ۔ یہود مدینہ جو عام مسلمانوں اور خصوصًا مسلمان عورتوں کے بارے میں غلط افواہیں اڑاتے تھے تاکہ ان کے خلاف بدگمانی پھیلے اور انہیں ذہنی اذیت پہنچے۔ والمرجفون فی المدینۃ من الیہود المجاورین لہا عما ہم علیہ من نشر اخبار السوء عن سرایا المسلمین وغیر ذلک من الاراجیف الملفقۃ المستتبعۃ للاذیۃ ..... سألت عکرمۃ عن الذین فی قلوبہم مرض فقال ہم اصحاب الفواحش وعن عطاء انہ فسرہم بذلک ایضًا (روح ج ۲۲ ص ۹۰) اس آیت میں ان افراد کو متنبہ فرمایا۔ اور شرارتوں سے باز نہ آنے کی صورت میں سخت سزا کی تہدید فرمائی۔ حکم حجاب نازل کرنے سے ان منافقین و فجار کا یہ عذر تو باطل ہوگیا کہ ان سے غلطی ہوئی وہ پہچان نہیں سکے۔ کیونکہ اب مسلمان عورتوں کا بڑی بڑی چادریں اوڑھ کر گھر سے نکلنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ شریف مسلمان آزاد عورتیں ہیں۔ اس لئے اگر اب بھی یہ شرار اپنی شرارتوں اور خباثتوں سے باز نہ آئے تو ہم ان کو دنیا ہی میں ذلیل و رسوا کردینگے۔ لنغرینک بہم۔ ہم آپ کو ان پر تسلط و اختیار دیدینگے۔ اور انہیں مدینہ اور اس کے قرب وجوار سے جلاوطن کرنے کے احکام صادر کردینگے۔ اور وہ ہمیشہ کے لئے یہاں سے دور ہوجائیں گے اور آپؐ کے قرب وجوار میں نہیں رہ سکیں گے الاقلیلا صرف اتنی دیر اس علاقے میں رہ سکینگے جتنی دیر سامان اور اہل وعیال کو دوسری جگہ منتقل کرنے میں لگے گی۔ یا اس قلیل وقت سے اخراج کا حکم آنے تک کا

الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا (٦٤) خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ۚ
منکروں کو اور رکھی ہے ان کے واسطے دہکتی ہوئی آگ رہا کریں اسی میں ہمیشہ

لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا (٦٥) يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ
نہ پائیں کوئی حمایتی اور نہ مددگار جس دن اوندھے ڈالے جائیں گے انکے منہ

فِى النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَاۤ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا (٦٦)
آگ میں کہیں گے کیا اچھا ہوتا جو ہم نے کہا مانا ہوتا اللہ کا اور کہا مانا ہوتا رسول کا

وَقَالُوْا رَبَّنَاۤ اِنَّاۤ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا
اور کہیں گے اے رب ہم نے کہا مانا اپنے سرداروں کا اور اپنے بڑوں کا پھر انہوں نے چوکا دیا ہم کو

السَّبِيْلَا (٦٧) رَبَّنَاۤ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ
راہ سے اے رب ان کو دے دونا عذاب اور پھٹکار انکو

لَعْنًا كَبِيْرًا (٦٨) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ
بڑی پھٹکار اے ایمان والو ف۵ تم مت ہو ان جیسے جنہوں نے

اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ۗ وَكَانَ عِنْدَ
ستایا موسیٰ کو پھر بے عیب دکھلا دیا اسکو اللہ نے انکے کہنے سے اور تھا اللہ کے

اللّٰهِ وَجِيْهًا (٦٩) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا
یہاں آبرو والا ف۱ اے ایمان والو ف۲ ڈرتے رہو اللہ سے اور کہو

قَوْلًا سَدِيْدًا (٧٠) يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ
بات سیدھی کہ سنوار دے تمہارے واسطے تمہارے کام اور بخشدے تم کو

ذُنُوْبَكُمْ ۗ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا
تمہارے گناہ اور جو کوئی کہنے پر چلا اللہ کے اور اس کے رسول کے اس نے پائی بڑی

عَظِيْمًا (٧١) اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
مراد ہم نے دکھلائی ف۳ امانت ف۴ آسمانوں کو اور زمین کو

ع ۱۰ ۵

خطاب بمومنین ۱۲

زجر و تخویف اخروی ۱۲

موضح قرآن ف۱ بعضے مفسد حضرت موسیٰؑ کو تہمت لگانے لگے کہ حضرت ہارونؑ کو جنگل میں لے جا کر مار آئے تا کہ شریک ریاست نہ رہیں۔ پھر ان کا جنازہ آسمان سے نظر آیا۔ اور ان کی آواز آئی کہ میں اپنی موت سے مرا ہوں۔ اور کتنوں نے کہا یہ جو چھپ کر نہاتے ہیں ان کے بدن میں کچھ عیب ہے۔ بدن کی سفیدی یا خصیہ پھولا۔ ایک روز حضرت موسیٰؑ اکیلے نہانے لگے۔ کپڑے ایک پتھر پر رکھے وہ پتھر کپڑے لے کر بھاگا حضرت موسیٰؑ عصا لے کر اس کے پیچھے دوڑے۔ جہاں سب لوگ دیکھتے تھے، کھڑا ہوگیا۔ سب نے ننگے دیکھ لیا بے عیب۔ پھر اس پتھر کو کئی عصا مارے۔ اس میں نقش پڑ گیا۔ ۱۲ منہ

فتح الرحمن ف۱ مترجم گوید یعنی موسیٰؑ وقت غسل ستر میکرد۔ جہال بنی اسرائیل گفتند اُدرہ است۔ روزی بحسب اتفاق بر کنارۂ آب غسل میکرد و جامہائے خود بر سنگ نہادہ بود۔ بفرمان خدائے تعالیٰ آں سنگ رواں شد و موسیٰؑ عقب سنگ دوید تا آنکہ جماعۂ از بنی اسرائیل عریاں دیدند و گفتند اُدرہ ندارد و اُدرۃ انتفاخ خصیہ را گویند۔ واللہ اعلم۔
ف۲ یعنی استعداد تکلیف را باوامر و نواہی۔ ۱۲۔

وقت مراد ہے ملعونین یہ لا یجاورونک کے فاعل سے حال ہے یعنی جو تھوڑا سا وقت وہ مدینہ کے قریب رہیں گے خدا کی رحمت اور آپ کے حسنِ سلوک سے مطرود ہی رہیں گے اور جب جلاوطن کر دیئے جائیں گے اس کے بعد بھی ان کے لئے کوئی جائے پناہ نہ ہوگی۔ جہاں ملیں گے انہیں قید و قتل کرنے کی اجازت ہوگی۔ ای فی ذلک الوقت الذی یجاورونک فیہ یکونون ملعونین مطرودین من باب اللہ وبابک واذا خرجوا لاینفکون عن المذلۃ ولا یجدون ملجأ بل انما یکونون یطلبون ویؤخذون ویقتلون (کبیر ج ۶ ص ۷۹۹) ۶۴ سنۃ اللہ الخ شر پسند اور فساد انگیز عناصر اور باغیوں کے بارے میں گذشتہ شریعتوں میں بھی اللہ تعالیٰ کا یہی دستور تھا اور اب بھی یہی دستور ہے۔ اب کوئی نیا طریق کار نافذ نہیں کیا جائے گا۔

وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا

اور پہاڑوں کو پھر کسی نے قبول نہ کیا ت۱ کہ اس کو اٹھائیں اور اس سے ڈر گئے اور اٹھا لیا اس کو

الْإِنْسَانُ ۖ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا (72) لِيُعَذِّبَ اللَّهُ

انسان نے یہ ہے بڑا بے ترس نادان ف تا کہ عذاب کرے اللہ ت۲

الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ وَيَتُوبَ

منافق مردوں کو اور عورتوں کو اور شرک والے مردوں کو اور عورتوں کو اور معاف کرے

اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا

اللہ ایمان دار مردوں کو اور عورتوں کو اور ہے اللہ بخشنے والا

رَحِيمًا (73) ع

مہربان

سُورَةُ سَبَإٍ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ أَرْبَعٌ وَخَمْسُونَ آيَةً وَسِتُّ رُكُوعَاتٍ

سورۂ سبا لہ مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں چون آیتیں ہیں اور چھ رکوع

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَ

سب خوبی اللہ کی ہے ت۱ جس کا ہے جو کچھ کہ ہے آسمانوں اور زمین میں اور

لَهُ الْحَمْدُ فِي الْآخِرَةِ ۚ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ ① يَعْلَمُ مَا

اسی کی تعریف ہے ت۲ آخرت میں اور وہی ہے حکمتوں والا سب کچھ جاننے والا ف جانتا ہے جو کچھ کہ

يَلِجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَ

اندر گھستا ہے ت۳ زمین کے اور جو کچھ کہ نکلتا ہے اس سے اور جو اترتا ہے آسمان سے اور

مَا يَعْرُجُ فِيهَا ۚ وَهُوَ الرَّحِيمُ الْغَفُورُ ② وَقَالَ الَّذِينَ

جو چڑھتا ہے اس میں اور وہی ہے رحم والا بخشنے والا ف اور کہنے لگے

۶۵ یسئلک الناس الخ یہ تخویفِ اخروی ہے۔ مشرکین از راہِ طنز و استہزا سوال کرتے تھے کہ قیامت کب آئے گی۔ فرمایا جواب میں کہہ دو آئے گی ضرور لیکن اس کے آنے کا معین وقت صرف اللہ ہی کو معلوم ہے۔ اس کے سوا کسی کو اس کا علم نہیں تمہیں کیا معلوم شاید قیامت قریب ہی ہو۔ ۶۶ ان اللہ الخ قیامت جب بھی آئے، آئے گی ضرور۔ اس دن کفار و مشرکین کا حشر یہ ہوگا کہ وہ خدا کی رحمت سے محروم ہونگے اور بھڑکتی آگ میں ڈالے جائیں گے۔ اور اس میں ہمیشہ رہیں گے اور وہاں ان کا کوئی حامی و مددگار نہ ہوگا جو انہیں اللہ کے عذاب سے بچالے یوم تقلب الخ قیامت کے دن جب ان کے چہروں کو آگ پر الٹ پلٹ کیا جائے گا تو وہ حسرت و ندامت سے کہیں گے۔ کاش! ہم نے دنیا میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی ہوتی۔ اس کے بعد وہ اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہو کر بطورِ معذرت کہیں گے ربنا انا اطعنا الخ اے ہمارے پروردگار! ہم اس معاملے میں بے قصور ہیں۔ ہم دنیا میں علماءِ دین اور پیشوایانِ مذہب ہی کی اطاعت اور پیروی کرتے رہے مگر ان ظالموں نے ہمیں ہدایت اور توحید کی راہ دکھانے کے بجائے توحید سے گمراہ کر دیا اور شرک و کفر کی راہ پر لگا دیا۔ سادۃ اور کبراء سے علماءِ سوء اور پیشوایانِ دین مراد ہیں جو کفر و شرک کی تبلیغ کرتے تھے۔ والمراد بھم العلماء الذین لقنوھم الکفر و زینوہ لھم وعن قتادۃ رؤساؤھم فی الشر والشرک (روح ج ۲۲ ص ۹۳) والاظھر العموم فی القادۃ والرؤساء فی الشرک والضلالۃ ای اطعناھم فی معصیتک وما دعونا الیہ فاضلونا السبیلا ای عن السبیل وھو التوحید (قرطبی ج ۱۴ ص ۲۴۹) ربنا اٰتھم الخ یہ بھی ماقبل ہی سے متعلق ہے۔ اے ہمارے پروردگار! یہ ظالم خود بھی گمراہ تھے اور انہوں نے ہمیں بھی گمراہ کر دیا۔ اسلئے

ا ـ امر برائے ۲
ماثبت ۱۱ سورت ۲
دعوائے
پہلی عقلی دلیل ۱۲
شکوی ۱۲

ع ۹ ۵ ۶

موضح قرآن ف یعنی اپنی جان پر ترس نہ کھایا امانت کیا پرائی چیز رکھنی اپنی خواہش کو روک کر زمین و آسمان میں اپنی خواہش کچھ نہیں یا ہے تو وہی ہے جس پر قائم ہیں۔ آسمان کی خواہش پھرنا زمین کی خواہش ٹھہرنا انسان میں خواہش اور ہے اور حکم خلاف اس کے۔ اس پرائی چیز کو برخلاف اپنے جی کے تھامنا بڑا زور چاہتا ہے۔ اس کا انجام یہ کہ منکروں کو قصور پر پکڑنا اور ماننے والوں کا قصور معاف کرنا۔ اب بھی یہی حکم ہے کسی کی امانت کوئی جان کر ضائع کرے تو بدلا ہے اور بے اختیار ضائع ہو تو بدلا نہیں ۱۲ منہ ف۲ دنیا میں ظاہر اور کسی کی بھی تعریف ہوتی ہے کہ وہ پردہ ہے اللہ کے فعل کا۔ آخرت میں پردہ نہیں جو ہے سو اسی کی طرف سے ۱۲ منہ ف۳ زمین میں بیٹھتے ہیں جانور کیڑے اور مینھ نکلتا ہے۔ سبزہ کھیتی آسمان سے اترتا ہے مینھ فرآن تقدیر چڑھتا ہے عمل اور دعا اور روح مرے کی۔ اور سب بنتی اس کی رحمت سے ہے۔

فتح الرحمٰن : ف۱ یعنی بالفعل عدالت و علم ندارد و قابلیت آنہا دارد۔

انہیں دگنا عذاب دے۔ اور اپنی رحمت سے انہیں کوسوں دور فرمائے ٦٧ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ یہ مومنوں سے نواں خطاب ہے۔ مومنوں کو تلقین فرمائی کہ خبردار رہو۔ منافقین اور فجار کی غلط افواہوں اور جھوٹی رپورٹوں سے متاثر ہو کر کہیں وہ کچھ نہ کر بیٹھنا جو موسیٰ علیہ السلام کے وقت کے لوگوں نے کیا تھا اور انہیں سخت ایذا پہنچائی تھی۔ ان لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جھوٹی تہمت لگا کر انھیں بدنام کرنے کی کوشش کی لیکن اللہ تعالےٰ نے ان کی برات اور پاکدامنی کا اظہار فرمادیا۔ کیونکہ موسیٰ علیہ السلام خدا کے یہاں بلند قدر و منزلت کے مالک تھے۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں قارون اور اس کے ہمنواؤں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر زنا کی جھوٹی تہمت لگا کر انھیں ایذا دی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم کو وعظ فرمایا کہ زنا سے بچو۔ جو شخص زنا کریگا۔ اسے قتل کیا جائے گا۔ قارون نے کہا اگرچہ تو ہو؟ فرمایا یہ حکم سب کے لئے یکساں ہے۔ قارون نے ایک فاحشہ عورت کو کثیر دولت کا لالچ دے کر تیار کیا۔ تاکہ وہ برسر عام اقرار کرے کہ (عیاذاً باللہ) موسیٰ علیہ السلام نے اس کے ساتھ برا کیا ہے۔ چنانچہ قارون نے مجمعِ عام میں کہا۔ فلاں عورت کہتی ہے کہ تم نے اس کے ساتھ بدکاری کی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس عورت کو خدا کی قسم دلا کر پوچھا سچ سچ بتاؤ۔ تو اس عورت نے اقرار کیا کہ قارون نے مجھے دولت کا لالچ دے کر اکسایا ہے کہ میں آپ پر جھوٹا بہتان باندھوں۔ اس طرح تمام لوگوں کے سامنے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی برات ظاہر ہوگئی۔ اور قارون کا منصوبہ خاک میں مل گیا وقال بعضهم قارون قرر مع امرأة فاحشة حتى تقول عند بني اسراءيل ان موسى زنى بي فلما جمع قارون القوم والمرأة حاضرة القى الله فى قلبها انها صدقت ولم تقل ما لقنت (کبیر ج ٦ ص ٨٠) قال ابو العالية هو ان قارون استاجر مومسة اى زانية لتقذف موسى بنفسها على رأس الملأ فعصمها الله تعالى وبرأ موسى من ذلك وكان ذلك سبب الخسف بقارون ومن معه (السراج المنیر ج ٣ ص ٢٥٥) وهم قارون وقومه اذ رموه بالزنا بامرأة مومسة استاجروها لتقذفه بنفسها (فبرأه الله مما قالوا) باقرارها انهم استاجروها لهذا القذف فخسف الله بهم الارض (مہائمی ج ٢ ص ١٦٥) ٦٨ يٰۤاَيُّهَا الذين اٰمنوا الخ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو۔ غلط بیانی اور اتہام تراشی سے دور رہو۔ اور ہمیشہ صدق اور راست گوئی کو اپنا شعار بناؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو قبول فرمائے گا اور ان کا اجر عطا کرے گا۔ يصلح لكم اعمالكم بالقبول والاثابة عليها على ما روى عن ابن عباس ومقاتل (روح ج ٢٢ ص ٩٥) اور تمہارے گناہ معاف فرمائے گا۔ دارین میں سب سے بڑی کامیابی اسے نصیب ہوگی جو اللہ اور اس کے رسول کا مطیع و فرمانبردار ہوگا۔ ٦٩ انا عرضنا الخ یہ منافقین و مشرکین پر زجر اور ان کے لئے تخویفِ اخروی ہے۔ ہم نے زمین و آسمان پر ان کے مناسبِ حال جو احکام مقرر کئے انہوں نے ان کو بخوشی قبول کر لیا اور ان کی تعمیل کی۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ فقال لها وللارض ائتيا طوعا او كرها۔ قالتا اتينا طائعين (حم السجدة ع ١) لیکن کافر و مشرک اور منافق انسان نے امانت میں خیانت کی اور احکامِ خداوندی کو پسِ پشت ڈال دیا۔ امانت سے مراد کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ سب سے بہتر اور جامع قول یہ ہے کہ اس سے تمام احکامِ الٰہی اور تکالیفِ شرعیہ مراد ہیں قال ابن عباس يعني بالامانة الطاعة (ابن کثیر ج ٣ ص ٥٢٢) قال مجاهد الامانة الفرائض وحدود الدين وقال ابو العالية ما امروا به ونهوا عنه (معالم ج ٥ ص ٢٢٩) والامانة تعم جميع وظائف الدين على الصحيح من الاقوال وهو قول الجمهور (قرطبی ج ١٤ ص ٢٥٣) لیکن غیر ذوی العقول کے لئے امانت سے تکوینی فرائض مراد ہونے چاہئیں۔ ٧٠ فابين الخ ابین کی ضمیر جمع مونث سمٰوٰت، ارض اور جبال کی طرف راجع ہے۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں ان یحملن، حمل سے ہے۔ جس کے معنی یہاں خیانت کے ہیں۔ قوله تعالى فابين ان يحملنها واشفقن منها وحملها الانسان اى يخنها وخانها الانسان ونص الازهرى عرفنا تعالى انها لم تحملها اى ادتها وكل من خان الامانة فقد حملها (تاج العروس ج ٧ ص ٢٨٠) وحمل الامانة و محتمل لها يريد انه لا يؤديها الى صاحبها الخ (بحر ج ٧ ص ٢٥٤) يريد بالامانة الطاعة لله وبحمل الامانة الخيانة يقال فلان حامل للامانة ومحتمل لها اى لا يؤديها الى صاحبها حتى تزول عن ذمته الخ (مدارک) اور الانسان سے کافر و منافق انسان مراد ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ہم نے ساری مخلوق پر بارِ امانت پیش کیا۔ زمین و آسمان اور پہاڑوں نے اس امانت کو اٹھاتے ہوئے عہد کیا کہ وہ اس امانت کا حق ادا کرینگے۔ اور اس میں ہرگز خیانت نہیں کرینگے۔ اور مفوضہ فرائض احسن طریق سے انجام دیں گے۔ واشفقن منها یعنی امانت میں خیانت کرنے سے ڈر گئے (اسی طرح مومنین نے بھی امانت کو اٹھالیا اور اسے پورا کرنے کا عہد کیا) لیکن کافر و منافق انسان نے اس امانت میں خیانت کی۔ اور اللہ کی اطاعت کا حق ادا نہ کیا۔ اور اس خیانت کی وجہ سے اس نے اپنے اوپر بہت بڑا ظلم کیا اور جہالت و نادانی سے اس میں خیانت کی (وحملها الانسان) اى خان فيها وابى ان يؤديها (انه كان ظلوما) لكونه تاركا لاداء الامانة (جهولا) لاخطائه ما يسعده مع تمكنه منه وهو اداءها قال الزجاج الكافر والمنافق حملا الامانة اى خانا ولم يطيعا ومن اطاع من الانبياء والمؤمنين فلا يقال كان ظلوما جهولا (مدارک) حضرت شیخ کے نزدیک حمل بمعنی خیانت راجح ہے۔ اگرچہ اکثر مفسرین نے حمل کو اٹھانے کے معنی پر محمول کیا ہے۔ ٧١ ليعذب الخ لام برائے عاقبت ہے۔ منافق و مشرک انسان کے امانت میں خیانت کرنے اور مومنوں کے حق امانت ادا کرنے کا انجام یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ منافق اور مشرک مردوں اور عورتوں کو عذاب میں مبتلا کرے گا۔ اور ایمان والے مردوں اور عورتوں کی توبہ قبول فرمائے گا۔ اور ان کے اعمال کا ان کو اجر و ثواب عطا کرے گا۔ کیونکہ وہ غفور رحیم ہے۔ اور اس کی بخشش و رحمت کا تقاضا یہی ہے۔ وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين۔

سورۂ احزاب میں آیاتِ توحید اور اسکی خصوصیات

۱ - یَاَیُّهَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْکٰفِرِیْنَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ ؕ (ع ۱) آپ کافروں اور منافقوں کی بات ہرگز نہ مانیں۔ اور ان کے مزعومہ معبودوں سے شفاعتِ قہری کی نفی کرتے رہیں۔

۲ - وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَکُمُ ـــــــــــ تا ـــــــــــ ذٰلِکُمْ قَوْلُکُمْ بِاَفْوَاهِکُمْ ؕ (ع ۱) جن بیویوں سے تم نے ظہار کیا ہے، وہ تمہاری مائیں نہیں بن سکتیں۔ اور نہ تمہارے منہ بولے بیٹے حقیقی بیٹے بن سکتے ہیں۔ اسی طرح زبانی دعوی سے تمہارے مزعومہ معبود شفیع غالب نہیں بن سکتے۔

۳ - اس سورت میں متبنے کی بیوہ یا مطلقہ سے نکاح کو حرام سمجھنے کی جاہلانہ رسم کو موقوف کیا گیا ہے۔

سورۂ سبا

ربط سورۂ احزاب میں بیان کیا گیا تھا کہ تم توحید پر قائم رہو۔ اگرچہ احزاب (مشرکین کے جتھے) تمہارے مقابلہ میں آجائیں فتح اور کامیابی تمہاری ہی ہوگی۔ جیسا کہ غزوۂ احزاب میں مشرکین کے مقابلہ میں تمہیں فتح دی اب سورۂ سبا میں فرمایا۔ مشرکین اگر مسئلہ توحید کو مان لیں تو ان کے لئے بہتر ہے۔ ورنہ انہیں انکار و عناد پر وہی سزا دی جائے گی جو قوم سبا کو دی گئی۔

سورۂ سبا کو سورۂ احزاب کے ساتھ معنوی ربط یہ ہے کہ سورۂ احزاب میں ذکر کیا گیا ہے کہ اپنی بیوی کو ماں کہہ دینے سے وہ ماں نہیں بن جاتی۔ اور منہ بولے بیٹے کو بیٹا کہہ دینے سے وہ بیٹا نہیں بن جاتا۔ اور کسی کو شفیع غالب کہہ دینے سے وہ فی الواقع شفیعِ غالب نہیں بن جاتا۔ اب سورۂ سبا میں انبیاء، ملائکہ اور جنات کے بارے میں مشرکین کے شبہات کا جواب دیا جائے گا کہ وہ شفیع غالب نہیں ہیں۔

خلاصہ سورۂ سبا سے قرآن مجید کا چوتھا حصہ شروع ہوتا ہے۔ اس حصے کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں جو اپنی مرضی کے مطابق اللہ تعالےٰ سے کام کرا لے۔ اس لئے حاجات و مشکلات میں اور مصائب و بلیات میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو۔ اور صرف اسی کی عبادت کرو۔ اور اس کی پکار اور عبادت میں کسی کو شریک نہ کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس حصے کے مرکزی مضمون دو ہیں۔ (۱) نفی شفاعت قہری اور (۲) نفیِ عبادتِ غیر اللہ۔ چنانچہ سورۂ سبا میں نفیِ شفاعتِ قہری کا بیان ہے۔ اور سورۂ فاطر میں بطور نتیجہ و ثمرہ بیان کیا گیا کہ جب اللہ کے یہاں کوئی شفیعِ غالب نہیں تو پھر غیر اللہ (انبیاء کرام و ملائکہ) کی عبادت کیوں کرتے ہو۔ اور انہیں حاجات میں مافوق الاسباب کیوں پکارتے ہو۔؟

اس کے بعد یٰسین۔ صافات اور صٓ میں مضمون اول (نفی شفاعتِ قہری) کو بطریقِ ترقی بیان کیا گیا۔ چنانچہ سورۂ یٰسین میں ذکر کیا گیا کہ ہم نے معاندین اور منکرینِ توحید کو پکڑا مگر ان کے مزعومہ سفارشیوں میں سے کوئی بھی انہیں ہماری گرفت سے نہ چھڑا سکا۔ اور سورۂ صافات میں فرمایا چھڑانا تو درکنار جن خاصانِ خدا یعنی انبیاء علیہم السلام کے بارے میں مشرکین کا گمان ہے کہ وہ عند اللہ شفیع غالب ہیں وہ تو خود اللہ تعالےٰ کے سامنے مصائب و بلیات میں انتہائی عاجزی اور زاری کا اظہار کر رہے ہیں۔ اور اس کے بعد سورۂ صٓ میں فرمایا وہ نہ صرف اللہ کے سامنے اپنے عجز کا اعتراف کر رہے ہیں بلکہ بطور ابتلا بعض جسمانی مصائب و تکالیف میں خود گرفتار ہیں۔ اس طرح یہ تینوں سورتیں، سورۂ سبا پر مرتب و مبنی ہیں۔ نیز سورۂ زمر میں بھی یہ مضمون مذکور ہے کہ اللہ کے سامنے کوئی شفیع غالب نہیں۔ اس طرح سورۂ زمر بھی سبا پر مبنی ہے۔ اسی طرح سورۂ فاطر میں عبادت اور پکار کا مسئلہ بیان کیا گیا اور پھر سورۂ زمر اور حوامیم میں ہر قسم کے دلائل سے اس کی توضیح کی گئی۔ اور شبہات کا جواب دیا گیا۔ اس طرح سورۂ زمر اور حوامیم سبعہ سورۂ فاطر پر مرتب اور اس کی تفصیل ہیں۔ چونکہ سورۂ سبا، یٰسین، صافات اور صٓ کا دیباچہ اور مبدأ ہے۔ اور اسی طرح سورۂ فاطر، زمر اور حوامیم کا مبدأ اور دیباچہ ہے۔ اس لئے ان دونوں سورتوں کو الحمد للہ سے شروع کیا گیا ہے۔ حوامیم کے بعد تا آخر قرآن زیادہ تر تخویفاتِ اخرویہ اور قیامت کا بیان ہے۔ اس لئے مناسب یہ ہے کہ حوامیم کے بعد سے تا آخر مستقل پانچواں حصہ قرار دیا جائے۔

سورۂ سبا میں مرکزی مضمون نفیِ شفاعتِ قہری ہے۔ جسے چھ دلائل سے ثابت کیا گیا ہے۔ جن میں سے ایک دلیل نقلی اور ایک دلیل وحی ہے۔ اور چار عقلی دلیلیں ہیں۔ جن میں سے ایک علی سبیل الاعتراف من الخصم ہے۔ اور اصل مضمون کے بارے میں چار شبہات کا ازالہ کیا گیا ہے۔ پہلا شبہ حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں۔ دوسرا حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں۔ اور تیسرا جنات کے بارے میں اور چوتھا ملائکہ کے بارے میں ہے۔ آٹھ طریقہائے تبلیغ۔ تین درمیان میں اور پانچ آخر میں مذکور ہیں۔ موقع بموقع تخویفات اور زجریں وغیرہ بھی ہیں۔

تفصیلی خلاصہ

الحمد للہ الخ یہ پہلی عقلی دلیل ہے۔ تمام صفاتِ کارسازی اس ذاتِ پاک کے ساتھ مختص ہیں جو سارے جہاں کی خالق و مالک اور ساری کائنات میں متصرف و مختار ہے دنیا میں بھی وہی کارساز ہے اور آخرت میں بھی یعلم ما یلج فی الارض الخ یہ پہلی دلیل کا دوسرا حصہ ہے۔ وہ عالم الغیب ہے اور کائنات کے ذرے ذرے سے باخبر ہے۔ اس لئے ایسے حکیم و خبیر اور ایسی قدرت و سلطنت کے مالک کی بارگاہ میں سب عاجز و درماندہ ہیں اور کوئی اس کے یہاں شفیع غالب نہیں۔

وقال الذین کفروا الخ یہ شکوہ ہے۔ کفار نہ صرف غیر اللہ کو خدا کے یہاں شفیعِ غالب سمجھتے ہیں بلکہ قیامت کا بھی انکار کرتے ہیں۔ قل بلی و ربی الخ یہ جواب شکویٰ اور توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے۔ قیامت ضرور آئے گی۔ اور ہر آدمی کو اس کے اعمال کے مطابق جزا و سزا ملے گی۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ جواب کو قسم کے ساتھ مؤکد کیا گیا۔ مقسم بہ (ربی) کے ایسے اوصاف ذکر کئے گئے ہیں جو توحید کی عقلی دلیل ہیں۔ یعنی وہ عالم الغیب ہے۔ کوئی ذرہ بھی اس سے پوشیدہ نہیں۔ لیجزی الذین اٰمنوا الخ یہ مومنوں کے لئے بشارتِ اخروی ہے۔ والذین سعوا الخ یہ معاندین کے لئے تخویفِ اخروی ہے۔

ویری الذین الخ یہ مومنین اہلِ کتاب سے نقلی دلیل ہے یعنی اہلِ کتاب میں سے جو لوگ ایمان لاچکے ہیں وہ اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعوتِ توحید پیش کی ہے وہ سراپا حق ہے۔

وقال الذین الخ یہ شکویٰ ہے بل الذین لا یؤمنون الخ جوابِ شکویٰ۔ افلم یسیروا الخ یہ منکرینِ توحید اور جاحدینِ بعث کے لئے تخویفِ دنیوی ہے۔ ولقد آتینا داؤد الخ یہ شبہٗ اولیٰ کا جواب ہے۔ شبہٗ اولیٰ یہ تھا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ پہاڑ اور پرندے بھی تسبیح پڑھتے تھے۔ اور لوہا ان کے ہاتھوں میں موم کی طرح نرم تھا جب انہیں اس قدر تصرف حاصل تھا تو کیا وہ خدا کے یہاں شفیع غالب نہ ہوں گے؟ تو اس کا جواب فرمایا کہ یہ تمام فضیلت و بزرگی ہم نے ان کو دی تھی یہ ان کے اختیار میں نہیں تھی۔ اس لئے وہ شفیع غالب نہیں بن سکتے۔ ولسلیمٰن الریح الخ یہ دوسرے شبہ کا جواب ہے شبہ یہ تھا کہ ہوا اور جن حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابعِ فرمان تھے! ور یہ چیزیں ان کے اپنے اختیار میں تھیں اور وہ شفیعِ غالب تھے۔ فرمایا سلیمان علیہ السلام بے شک بڑے مرتبہ کے پیغمبر اور بادشاہ تھے۔ لیکن یہ چیزیں ان کے اپنے اختیار و تصرف میں نہ تھیں بلکہ ان کو ہم نے اپنے حکم سے ان کے ماتحت کر دیا تھا اور وہ انسان کے فائدے کے لئے ہمارے حکم سے کام کرتے تھے۔

فلما قضینا الخ تیسرے شبہ کا جواب ہے۔ مشرکین کا جنات کے بارے میں بھی گمان ہے کہ وہ غیب جانتے ہیں حضرت سلیمان علیہ السلام جنوں کو کام میں لگا کر خود عبادت خانے میں لاٹھی سے ٹیک لگا کر عبادت میں مصروف ہوگئے اور اسی حال میں ان کی روح رفیقِ اعلیٰ سے جا ملی۔ لیکن لاٹھی کے سہارے کی وجہ سے ان کا بدنِ مبارک اسی طرح کھڑا رہا اور جن بھی ان کو زندہ سمجھ کر کام میں لگے رہے۔ عرصہ کے بعد جب لاٹھی کو دیمک لگ گئی اور وہ ٹوٹ گئی تو حضرت سلیمان علیہ السلام کا بدن مبارک زمین پر گر پڑا تو جنوں کو معلوم ہوا کہ وہ تو وفات پاچکے ہیں۔ اب جنوں کی حقیقت ظاہر ہوگئی کہ وہ غیب نہیں جانتے۔ اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو اتنا عرصہ اس محنت شاقہ میں کیوں مبتلا رہتے۔

لقد کان الخ یہ تخویفِ دنیوی ہے۔ قومِ سبا کو دنیا میں کس قدر آرام و راحت اور عیش و عشرت کی زندگی سے ہمکنار کیا گیا۔ لیکن جب انہوں نے ناشکری کی تو ان کے لہلہاتے کھیتوں اور سرسبز و شاداب باغوں کو تباہ و ویران کر دیا گیا۔

قل ادعوا الخ (ع ۳) چوتھے شبہ کا جواب ہے۔ مشرکین فرشتوں کو بھی عند اللہ شفیع غالب مانتے تھے۔ فرمایا ان کے اختیار میں تو کچھ بھی نہیں۔ اس لئے وہ شفیع غالب نہیں بن سکتے۔ ولا تنفع الشفاعۃ الخ یہ نفیٔ شفاعت قہری ہے یعنی خدا کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں۔ قیامت کے دن جب ملائکہ سے پوچھا جائے گا تو وہ صحیح صحیح بیان دیدیں گے

قل من یرزقکم الخ یہ دوسری عقلی دلیل ہے لیکن علی سبیل الاعتراف من الخصم جب تم مانتے ہو کہ سارے جہاں کا رازق اللہ تعالیٰ ہی ہے تو اس سے ظاہر ہے کہ ساری کائنات میں متصرف و مختار بھی وہی ہے۔ وانا او ایاکم الخ یہ پہلا طریقِ تبلیغ ہے۔ اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ مشرکین سے خطاب میں لب و لہجہ نرم اختیار کیا جائے۔ قل لا اسئلکم الخ یہ دوسرا طریقِ تبلیغ ہے۔ ہر شخص اپنے اپنے اعمال کے لئے جوابدہ ہے۔ قل یجمع بیننا و بینکم الخ یہ تیسرا طریقِ تبلیغ ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہم سب کو جمع کر کے فیصلہ فرمائے گا۔ اور ہر ایک اپنے اعمال کی جزا و سزا پائے گا۔ ویقولون متی الخ یہ شکویٰ ہے۔ یہ وعدہ کب پورا ہوگا اس کا معین وقت بتایا جائے قل لکم میعاد الخ یہ جوابِ شکویٰ ہے۔ اس کا وقت مقرر ہے۔ وہ اپنے وقت پر ضرور آئے گا۔ اور اس میں ہرگز کمی بیشی نہ ہوگی۔

وقال الذین کفروا الخ (ع ۴) یہ شکویٰ ہے۔ ولو تری الخ یہ تخویفِ اخروی ہے۔ جن لوگوں نے دنیا میں گمراہی اختیار کی اور دوسروں کو گمراہ کیا، قیامت کے دن جب عذاب کو دیکھیں گے تو سخت نادم ہوں گے مگر بے سود۔ وما ارسلنا الخ یہ تخویفِ دنیوی ہے۔

قل ان ربی الخ یہ تیسری عقلی دلیل ہے۔ روزی کی فراخی اور تنگی اللہ کے اختیار میں ہے۔ اور وہی سارے جہاں میں متصرف و مختار ہے۔ وما اموالکم الخ یہ زجر ہے۔ من آمن و عمل الخ بشارتِ اخروی والذین یسعون الخ زجر مع تخویفِ اخروی۔ قل ان ربی الخ اعادہ دلیلِ ثالث ویوم یحشرھم الخ تخویفِ اخروی واذا تتلی علیھم الخ شکویٰ۔ وکذب الذین الخ تخویفِ دنیوی۔

قل انما اعظکم الخ (ع ۵) یہ ترغیب الی التوحید اور چوتھا طریقِ تبلیغ ہے۔ قل ما سألتکم الخ پانچواں طریقِ تبلیغ۔ تبلیغِ حق پر میں تم سے کچھ معاوضہ نہیں مانگتا۔ قل ان ربی الخ یہ چھٹا طریقِ تبلیغ ہے۔ میرا رب حق کھول کر بیان فرماتا ہے۔ اور وہی علام الغیوب ہے۔ قل جآء الحق الخ یہ ساتواں طریقِ تبلیغ ہے۔ دینِ حق کو غلبہ حاصل ہوچکا ہے۔ دلائلِ حق کے سامنے باطل ہمیشہ مغلوب رہیگا۔ قل ان ضللت الخ یہ آٹھواں طریقِ تبلیغ ہے۔ تمہیں اپنے اعمال درست کرنے کی کوشش کرنا چاہئے۔ میرے اعمال کے تم ذمہ دار نہیں ہو۔ ولو تری اذ فزعوا۔ تا۔ فی شک مریب۔ تخویفِ اخروی۔

۵۲ الحمد لله الخ یہ اصل مدعا پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ اس دلیل کے دو حصے ہیں اوّل ساری کائنات میں متصرف ومختار اور سارے جہان کا مالک اللہ ہی ہے دوّم وہ عالم الغیب ہے۔ کائنات کی کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں پہلی آیت میں دلیل کا پہلا حصہ مذکور ہے یعنی تمام صفاتِ کارسازی کا مالک اللہ ہے۔ ساری کائنات اسی کے ملک اور تصرف میں ہے۔ اس عالم کون وفساد میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے وہ اسی کے اختیار وتصرف سے ہو رہا ہے اس میں غیر خدا کا سر مو دخل نہیں ہی للہ عز وجل خلقا وملکا وتصرفا بالایجاد والاعدام والاحیاء والاماتۃ جمیع ما وجد فیہما داخلا فی حقیقتہما او خارجا عنہما متمکنا فیہما فکانہ قیل لہ ھذا العالم بالاسر (روح ج ۲۲ ص ۱۰۳) ۵۳ ولہ الحمد الخ جس طرح دنیا میں سب کچھ دینے والا اور سب کچھ کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اسی طرح آخرت میں بھی وہی متصرف ومختار ہوگا اور آخرت کی تمام نعمتیں بھی وہی عطا فرمائے گا اس لئے دنیا و آخرت ہر دو سرا میں وہی صفاتِ کارسازی کا مالک ہے چنانچہ الحمد لله ۔تا۔ فی الارض میں دنیا کی نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کے لائق حمد (صفات کارسازی) ہونے کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور ولہ الحمد فی الاٰخرۃ میں اخروی انعامات پر باری تعالیٰ کا مستحق حمد (صفات کارسازی) ہونا ذکر کیا گیا ہے جس طرح دنیا میں وہ متصرف ومختار اور لائق حمد ہے اسی طرح آخرت میں بھی وہی مالک ومختار اور لائق حمد (صفات کارسازی) ہے فھو المحمود فی الاٰخرۃ کما انہ المحمود فی الدنیا وھو المالک للاٰخرۃ کما انہ المالک للاولیٰ (قرطبی جلد ۱۴ ص ۲۵۹) وھو الحکیم الخبیر یہ ماقبل کی دوسری علت ہے وہ حکمت وتدبیر کا مالک اور ہر چیز سے باخبر ہے اس کا کوئی کام حکمت اور دانائی سے خالی نہیں ہوتا اور وہ ہر محتاج اور مصیبت زدہ سے باخبر ہے اور سب کی کارسازی فرماتا ہے ۵۴ یعلم ما یلج الخ یہ پہلی عقلی دلیل کا دوسرا حصہ ہے یعنی وہ عالم الغیب ہے اور کائنات کے ذرّے ذرّے جانتا ہے۔ جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے، بیج وغیرہ جس سے پیداوار ہوتی ہے اور جو کچھ زمین سے نکلتا یعنی سبزہ جو کچھ آسمان سے نازل ہوتا ہے بارش، اولے برکات اور اللہ کے فرشتے وغیرہ اور جو کچھ آسمان کی طرف جاتا ہے اعمال۔ ارواح۔ فرشتے مقصد تعمیم واحاطہ ہے یعنی وہ ہر چیز کو جانتا ہے اور کوئی چیز اس سے مخفی نہیں وھو الرحیم الغفور۔ یہ بھی بمنزلہ علت ہے اس دلیل کے دونوں حصوں سے ثابت ہوگیا کہ سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور وہی مہربان اور بخشائش گر ہے اور کوئی اس سے زبردستی کام کرانے والا نہیں ہے اور اس کی بارگاہ میں کسی کو شفیع غالب نہ سمجھو۔ الرحیم مہربان جو پکڑنے میں جلدی نہیں کرتا الغفور توبہ کرنے والوں کو معاف کرنے والا ہے ۵۵ وقال الذین کفروا الخ یہ شکوہ ہے کفار نہ صرف توحید کا انکار کرتے ہیں بلکہ وہ قیامت کے بھی منکر ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ قیامت نہیں آئے گی قل بلیٰ الخ یہ جواب شکوہ ہے اور توحید کی دوسری عقلی دلیل ہے۔ فرمایا جواب دو کیوں نہیں آئیگی؟ ضرور آئے گی مجھے اپنے مالک ومربی کی قسم جو عالم الغیب ہے اور زمین وآسمان میں ایک ذرہ بلکہ اس سے بھی کوئی چھوٹی چیز بھی اس سے اوجھل نہیں۔ ہر چھوٹی بڑی چیز اس کے علم میں ہے کتاب مبین سے یا تو لوح محفوظ یعنی علم الٰہی مراد ہے یا صحائف ملائکہ حضرت شیخ قدس سرہ کے نزدیک یہی راجح ہے یعنی تمام اعمال صغیرہ وکبیرہ کو فرشتے اپنے صحائف میں لکھ رہے ہیں تاکہ ان کے مطابق جزا اور سزا دی جائے ۵۶ لیجزی الذین الخ یہ بشارت اخروی ہے اور "لام" لتاتینکم کے متعلق ہے اور یہ اس کی علت ہے یعنی قیامت ضرور آئے گی۔ تاکہ مومنوں کو ان کے اعمال کی جزا دی جائے ایمان والوں کی جزا یہ ہوگی۔ کہ ان کی کوتاہیوں سے درگذر کیا جائیگا

كَفَرُوا لَا تَأْتِينَا السَّاعَةُ ۖ قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتَأْتِيَنَّكُمْ
منکر ۵۵ نہ آئے گی ہم پر قیامت تو کہہ کیوں نہیں قسم ہے میرے رب کی البتہ آئیگی تم پر

عَالِمِ الْغَيْبِ ۖ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ
اس عالم الغیب کی غائب نہیں ہوسکتا اس سے کچھ ذرہ بھر آسمانوں میں

وَلَا فِي الْأَرْضِ وَلَا أَصْغَرُ مِنْ ذَٰلِكَ وَلَا أَكْبَرُ إِلَّا
اور نہ زمین میں اور کوئی چیز نہیں اس سے چھوٹی اور نہ اس سے بڑی جو نہیں

فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ③ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا
ہے کھلی کتاب میں تاکہ بدلہ دے ان کو ۵۶ جو یقین لائے اور کئے

الصَّالِحَاتِ ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ④
بھلے کام وہ لوگ جو ہیں ان کیلئے ہے معافی اور عزت کی روزی ف۱

وَالَّذِينَ سَعَوْا فِي آيَاتِنَا مُعَاجِزِينَ أُولَٰئِكَ لَهُمْ
اور جو لوگ دوڑے ہماری آیتوں کے ہرانے کو ان کو بلا کا

عَذَابٌ مِنْ رِجْزٍ أَلِيمٌ ⑤ وَيَرَى الَّذِينَ أُوتُوا
عذاب ہے دردناک اور دیکھ لیں جن کو ۵۸ ملی ہے

الْعِلْمَ الَّذِي أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَ
سمجھ کہ جو تجھ پر اترا تیرے رب سے وہی ٹھیک ہے اور

يَهْدِي إِلَىٰ صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ⑥ وَقَالَ
سجھاتا ہے راہ اس زبردست خوبیوں والے کی ف۲ اور کہنے

الَّذِينَ كَفَرُوا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ يُنَبِّئُكُمْ
لگے منکر ۵۹ ہم بتلائیں تم کو ایک مرد کہ تم کو خبر دیتا ہے

إِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ إِنَّكُمْ لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ ⑦
جب تم پھٹ کر ہو جاؤ ٹکڑے ٹکڑے تم کو پھر نئے سرے سے بننا ہے

منزل ۵

۵۵ جواب شکوی اور دوسری عقلی دلیل ۱۲
۵۶ بشارت اخروی ۱۲
۵۷ تخویف اخروی۔ سوم دلیل

نقل از علماء اہل کتاب ۱۲
۵۹ شکوی ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی قیامت اس واسطے آنی ضرور ہے ۱۲ منہ ف۲ یعنی اس واسطے قیامت آنی ہے کہ جنکو یقین تھا وہ آنکھوں سے دیکھ لیں ۱۲ منہ

اور جنت میں انھیں باعزت زندگی نصیب ہوگی والذین سعوا الخ یہ تخویف اخروی ہے جولوگ نہایت بیباکی سے ہماری آیتوں میں الحاد وزندقہ سے کام لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ خداوند تعالیٰ کے ہاتھ نہیں آسکیں گے ان کو شدید ترین عذاب میں مبتلا کیا جائیگا ۷ ویری الذین الخ یہ علماء اہل کتاب سے دلیل نقلی ہے وہ علماء اہل کتاب مراد ہیں جو ایمان لاچکے ہیں۔ یعنی مؤمنی اھل الکتاب عبد اللہ بن سلام واصحابہ (خازن ومعالم ج ۵ ص ۲۳۲) اور ویری یہاں بمعنی یعلم ہے ای ویعلم (روح، مدارک) ھو الحق میں ھو ضمیر فصل ہے یعنی اہل کتاب میں سے جولوگ تورات وانجیل کے صحیح عالم تھے وہ بھی جانتے ہیں اور اس پر شاہد ہیں کہ آپ پر جو قرآن نازل کیا گیا ہے وہ سراسر حق ہے اور توحید وتقویٰ کی راہ دکھاتا ہے یھدی الی صراط العزیز الحمید یہ دلیل عقلی کی طرف اشارہ ہے یعنی اس قرآن کی نہ صرف علمائے اہل کتاب تصدیق کرتے ہیں بلکہ خود قرآن کی اندرونی شہادتیں بھی اس کی سچائی کو واضح کرتی ہیں۔ کیونکہ قرآن کی تعلیمات توحید وتقویٰ پر مشتمل ہیں جو اس خدائے واحد کی سیدھی راہ ہے جو سب پر غالب ہے اور تمام صفات کمالی سے متصف ہے ۸ وقال الذین کفروا الخ یہ بھی شکوہ ہے۔ کفار تعجب وحیرت کے ساتھ ایک دوسرے سے کہتے ہیں آؤ ہم تمہیں ایک ایسا آدمی دکھائیں جو کہتا ہے جب تم مرنے کے بعد گل سڑکر اور ذرہ ذرہ ہوکر مٹی میں مل جاؤگے تو اس کے بعد پھر دوبارہ تمہیں از سر نو پیدا کیا جائے گا افتری علی اللہ الخ کیا اس شخص نے خدا کے ذمہ جھوٹ لگا دیا ہے کہ وہ انسانوں کو دوبارہ زندہ کرے گا یا (عیاذاً باللہ) یہ دیوانہ ہے کہ دیوانوں کی سی باتیں کرتا ہے بل الذین لا یؤمنون الخ یہ جواب شکوہ ہے فرمایا کافروں کا خیال وزعم باطل ہے پیغمبر علیہ السلام نے نہ خدا پر افترا کیا ہے اور نہ انہیں جنون ہے بلکہ یہ کافر خود انتہائی حماقت اور گمراہی میں مبتلا ہیں جس کا نتیجہ سخت عذاب کی صورت میں ان کو حاصل ہوگا۔ ان سے بڑا کم عقل اور گمراہ کون ہوگا جنہوں نے اللہ کی قدرت وحکمت اور اس کے وعدے وعید کو جھٹلا دیا۔ لیس الامر کما زعموا بل ھم فی کمال اختلال العقل وغایۃ الضلال عن الفھم والادراک الذی ھو الجنون حقیقۃ وفیما یؤدی الیہ ذلک من العذاب حیث انکروا حکمۃ اللہ تعالیٰ فی خلق العالم وکذبوہ عز وجل فی وعدہ ووعیدہ وتعرضوا لسخطہ (روح ج ۲۲ ص ۱۱۱) فی العذاب وہ عذاب میں ہیں یعنی ایسی گمراہی میں مبتلا ہیں جو موجب عذاب ہے اس طرح والضلال البعید کا عطف ماقبل پر تفسیری ہوگا ۹ افلم یروا الخ یہ تخویف دنیوی ہے۔ یہ لوگ کسقدر بیباک اور نڈر ہیں اور کیسی ڈھٹائی سے اللہ کی کتاب، مسئلہ توحید، پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور قیامت کے دن کی تکذیب کر رہے ہیں کیا انہوں نے آنکھیں کھول کر اپنے اوپر اور نیچے زمین وآسمان کو کبھی نہیں دیکھا جنہوں نے ان کو ہر طرف سے گھیر رکھا ہے؟ ان کا انکار وعناد تو اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ انھیں دنیا ہی میں ہولناک عذاب سے ہلاک کر دیا جائے۔ اگر ہم چاہیں تو اقوام گذشتہ کی طرح انکار اور تکذیب کے جرم میں ان کو زمین میں دھنسا کر یا آسمان سے پتھر برسا کر تباہ وبرباد کردیں استئناف مسوق لتھویل ما اجترؤا علیہ من تکذیب آیات اللہ تعالیٰ واستعظام ما قالوا فی حقہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وانہ من العظائم الموجبۃ لنزول اشد العقاب وحلول افظع العذاب من غیر ریث

اَفۡتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَمۡ بِہٖ جِنَّۃٌ ؕ بَلِ الَّذِیۡنَ لَا
کیا بنالایا ہے اللہ پر جھوٹ یا اس کو سودا ہے کچھ بھی نہیں پر جو
یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَۃِ فِی الۡعَذَابِ وَ الضَّلٰلِ الۡبَعِیۡدِ ⑧
یقین نہیں رکھتے آخرت کا آفت میں ہیں اور دور جا پڑے غلطی میں
اَفَلَمۡ یَرَوۡا اِلٰی مَا بَیۡنَ اَیۡدِیۡہِمۡ وَ مَا خَلۡفَہُمۡ مِّنَ
کیا دیکھتے نہیں ۹ جو کچھ ان کے آگے ہے اور پیچھے ہے
السَّمَآءِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ اِنۡ نَّشَاۡ نَخۡسِفۡ بِہِمُ الۡاَرۡضَ اَوۡ
آسمان اور زمین سے اگر ہم چاہیں دھنسا دیں ان کو زمین میں یا
نُسۡقِطۡ عَلَیۡہِمۡ کِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً
گرا دیں ان پر ٹکڑا آسمان سے تحقیق اس میں نشانی ہے
لِّکُلِّ عَبۡدٍ مُّنِیۡبٍ ⑨ وَ لَقَدۡ اٰتَیۡنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضۡلًا ؕ
ہر بندے رجوع کرنیوالے کے واسطے اور ہم نے دی ہے داؤد کو ۱۰ اپنی طرف سے بڑائی
یٰجِبَالُ اَوِّبِیۡ مَعَہٗ وَ الطَّیۡرَ ۚ وَ اَلَنَّا لَہُ الۡحَدِیۡدَ ۙ ⑩
اے پہاڑو خوش آوازی سے پڑھو اسکے ساتھ اور اڑتے جانوروں کو۔ اور نرم کردیا ہم نے اسکے آگے لوہا ۱۱
اَنِ اعۡمَلۡ سٰبِغٰتٍ وَّ قَدِّرۡ فِی السَّرۡدِ وَ اعۡمَلُوۡا صَالِحًا ؕ
کہ بنا زرہیں کشادہ اور اندازے سے جوڑ کڑیاں اور کرو تم سب کام بھلا
اِنِّیۡ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ ⑪ وَ لِسُلَیۡمٰنَ الرِّیۡحَ غُدُوُّہَا
میں جو کچھ تم کرتے ہو دیکھتا ہوں ف۱ اور سلیمان کے آگے ہوا کو ۱۲ صبح کی منزل اسکی
شَہۡرٌ وَّ رَوَاحُہَا شَہۡرٌ ۚ وَ اَسَلۡنَا لَہٗ عَیۡنَ الۡقِطۡرِ ؕ
ایک مہینہ کی اور شام کی منزل ایک مہینہ کی اور بہادیا ہم نے اسکے واسطے ۱۳ چشمہ پگھلے ہوئے تانبے کا
وَ مِنَ الۡجِنِّ مَنۡ یَّعۡمَلُ بَیۡنَ یَدَیۡہِ بِاِذۡنِ رَبِّہٖ ؕ
اور جنوں میں کتنے لوگ تھے جو محنت کرتے اس کے سامنے اسکے رب کے حکم سے

ع ۱ ۹ ۷

۱/ جواب شکوی ۲
۲/ تخویف دنیوی ۳
۳/ جواب شبہ
اول ۱۲ بعد جواب
شبہ ثانی ثم ۱۲

موضح قرآن ف۱ حضرت داؤد جو تھے دن جنگل میں نکلتے۔ اپنے گناہ پر روتے اور زبور پڑھتے خوش آواز اس کے اثر سے پہاڑ بھی ساتھ پڑھتے اور روتے اور جانور پاس آبیٹھ کر اسی طرح آواز کرتے اس مجلس میں لوگوں کے بہت جنازے نکلتے اور کڑیوں کی زرہ پہلے انہی سے نکلی کہ کشادہ رہے ۱۲ منہ

وتأخیر (ابو السعود جلد ۷ صـ۶) اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ الخ اس میں اللہ کی طرف رجوع کرنے والے اور فرمانبردار بندوں کے لئے اللہ کی قدرت کاملہ پر واضح دلیل ہے اور اس سے عیاں ہے کہ اللہ تعالیٰ دوبارہ پیدا کرنے پر قادر ہے اور یہ کام اس کے لئے کوئی مشکل نہیں۔ ای لدلالۃ واضحۃ علی کمال قدرۃ اللہ عز وجل وانہ لا یعجزہ البعث بعد الموت وتفرق الاجزاء المحاطۃ بھا (روح ج ۲۲ صـ۱۱۲) ف۱۰ ولقد اٰتینا داؤد الخ یہ پہلے شبہ کا جواب ہے داؤد علیہ السلام کو ہم نے بڑی بزرگی دی۔ پہاڑ اور پرندے ان کے ساتھ مل کر اللہ کی تسبیح وتقدیس کرتے اور لوہا ان کے ہاتھ میں موم کر دیا لیکن اتنی خوبیوں کے باوجود وہ شفیع غالب نہیں بن سکتے کیونکہ یہ تمام خوبیاں اور طاقتیں ان کے قبضہ میں نہ تھیں بلکہ یہ سب کچھ ہمارے قبضہ وتصرف میں تھا اور یہ خوبیاں ہم ہی نے ان کو عطا کی تھیں۔ یٰجِبَال اس سے پہلے قُلْنَا مقدر ہے یعنی ہم نے فرمایا۔ اے پہاڑو! اس کے ساتھ مل کر تسبیح کا ورد کرو جب حضرت داؤد علیہ السلام اللہ کی تسبیح کرتے تو اللہ کے حکم سے پہاڑ بھی زبان قال سے ان کے ساتھ بآواز بلند تسبیح کرتے۔ (روح، مدارک وغیرہ) والطیر ابو عمرو کے نزدیک سَخَّرْنَا مقدر کا مفعول ہے ای وسخرنا الطیر حضرت شیخ قدس سرہٗ کے نزدیک یہی راجح ہے لیکن سیبویہ کے نزدیک یہ مفعول معہ ہے (قرطبی ج ۱۴ صـ۲۶۶) پہلی صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ ہم نے پرندوں کو بھی حکم دیا کہ وہ بھی تسبیح اور تقدیس میں داؤد علیہ السلام کے ساتھ شریک ہو جائیں ف۱۱ والنا لہ الحدید الخ اور ہم نے لوہے کو داؤد علیہ السلام کے لئے نرم کر دیا حضرت ابن عباس، حسن اور مقاتل رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں لوہا حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھ میں موم اور گندھے ہوئے آٹے کی طرح نرم تھا۔ وہ جو چیز چاہتے آگ اور ہتھوڑے کے بغیر ہی نہایت آسانی سے بنا لیتے۔ بعض نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس قدر قوت عطا فرما دی تھی کہ وہ لوہے کی سختی کے باوجود جس طرح چاہتے موڑ لیتے اور ہاتھ کی قوت ہی سے اس کی تاریں کھینچ لیتے۔ (خازن۔ ابن کثیر۔ قرطبی) سابغات پوری اور مکمل زرہیں۔ جو انسان کے سارے بدن کو ڈھانپ لیں۔ سابغات ای دروعًا سابغات ای کوامل تامات واسعات (قرطبی ج ۱۴ صـ۲۶۷) اور ان اعمل سے پہلے قلنا مقدر ہے وقدر فی السرد۔ السرد خرز ما یخشن ویغلظ (امام راغب) یعنی سخت اور درشت چیز کو جوڑنا مراد زرہ بننا اور اس کے حلقوں کو باہم جوڑنا ہے قدر فی السرد یعنی زرہوں کے حلقے بنانے میں ایک انداز کو قائم رکھو اور حلقوں

جواب شبہ ثانیہ ۱۲

تضعیف غیبیوں ۱۲

وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ⑫

اور جو کوئی پھرے ان میں سے ہمارے حکم سے چکھائیں ہم اس کو آگ کا عذاب ف

يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ

بناتے اسکے واسطے ف۱ جو کچھ چاہتا قلعے اور تصویریں اور لگن

كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ؕ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ؕ

جیسے تالاب اور دیگیں چولہوں پر جمی ہوئی کام کرو اے داؤد کے گھر والو احسان مان کر

وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ⑬ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ

اور تھوڑے ہیں میرے بندوں میں احسان ماننے والے پھر جب مقرر کیا ہم نے ف۲ اس پر

الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ

موت کو نہ جتلایا ان کو اس کا مرنا مگر کیڑے نے گھن کے

تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا

کھاتا رہا اس کا عصا پھر جب وہ گر پڑا معلوم کیا جنوں نے کہ اگر خبر

يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ⑭

رکھتے ہوتے غیب کی نہ رہتے ذلت کی تکلیف میں ف

لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ

تحقیق ف۳ قوم سبا کو تھی ان کی بستی میں نشانی دو باغ

يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ ۬ؕ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَ

داہنے اور بائیں کھاؤ روزی اپنے رب کی اور

اشْكُرُوْا لَهٗ ؕ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ ⑮

اس کا شکر کرو شہر ہے پاکیزہ اور رب ہے گناہ بخشنے والا ف

فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَ

سو دھیان میں نہ لائے ف پھر چھوڑ دیا ہم نے ان پر ایک نالا زور کا ف۱ اور

موضح قرآن ف۱ حضرت سلیمان کا تخت تھا جس پر سب لشکر چلتا باؤ اس کو لے چلتی شام سے یمن اور یمن سے شام آدھ دن میں لے پہنچتی اور پگھلے تانبہ کا چشمہ اللہ نے نکال دیا یمن کی طرف اس کو سانچوں میں ڈھال کر جن باسن بناتے بہت بڑے لشکر کے موافق کھانا پکتا اور بٹتا ۱۲ منہ ف۲ حضرت سلیمان جنوں کے ہاتھ سے مسجد بیت المقدس بنواتے تھے جب معلوم ہوا کہ میری موت پہنچی جنوں کو عمارت کا نقشہ بتا کر آپ شیشے کے مکان میں در بند کر کر بندگی میں مشغول ہوئے بعد وفات کے برس دن تک جن بناتے رہے کہ پوری بن چکی جس عصا پر ٹیک کر کھڑے تھے گھن کے کھانے سے گرا تب سب پر وفات معلوم ہوئی اور جن جو آدمیوں پاس دعویٰ کرتے تھے علم غیب کا قائل ہوئے ۱۲ منہ ف۳ بلقیس جو سبا کی بادشاہ تھی ملک یمن میں اپنے دیس کو خوب بسا گئی تھی پانی جھیلوں کا سب سمیٹ کر ایک جگہ روکا اور نیچے تین کھڑکیاں رکھیں اونچی اور نیچی زمینوں کے واسطے سارے برس مینہ کا پانی موجود رہتا جتنا چاہتے خرچ کرتے خوب سرسبز و آباد ملک ہوا ۱۲ منہ۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی باسیلی کہ برپشتہا بند کردہ بودند ۱۲۔

کی مقداروں میں تناسب کو مدنظر رکھو حلقے چھوٹے بڑے نہ ہوں والمعنی اقتصد فی نسج الدروع بحیث تتناسب حلقہا (روح ج ۲۲ ص ۱۱۵) واعملوا صالحا خطاب حضرت داؤد علیہ السلام اور ان کی آل سے ہے۔ کسب معاش کے لئے بے شک مذکورہ بالا کام کرو لیکن اعمال صالحہ بجا لانا اصل مقصد زندگی ہے اس سے غافل نہ ہونا۔ میں تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہوں اور ہر عمل کی جزاء دوں گا۔ ای لستم مخلوقین الا للعمل الصالح فاعملوا ذلک واکثروا منہ والکسب قدروا فیہ (کبیر جلد ۷ ص ۸۰) **۱۲** ولسلیمٰن الخ یہ دوسرے شبہ کا جواب ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام ایک عظیم المرتبت پیغمبر اور ایک کبیر الشان بادشاہ تھے۔ ہوا ان کے ماتحت تھی اور جن ان کے فرمانبردار تھے۔ ایسی شان وعظمت کے باوجود وہ عند اللہ شفیع غالب نہیں بن سکتے کیونکہ یہ تمام چیزیں ان کے اپنے قبضہ واختیار میں نہ تھیں بلکہ ہم نے اپنے حکم سے ہوا کو ان کی مطیع کر دیا۔ وہ جہاں چاہتے ہوا ان کے تخت کو اٹھا کرلے جاتی۔ غدوھا شھر الخ ہوا اس قدر تیز رفتاری سے چلتی کہ ایک مہینہ کی پیدل مسافت دن کے پہلے حصے میں اور ایک ماہ کی مسافت دن کے پچھلے حصے میں طے کر لیتی قال قتادۃ کانت تقطع فی الغدو الی قرب الزوال مسیرۃ شھر وفی الرواح من بعد الزوال الی الغروب مسیرۃ شھر (بحر جلد ۷ ص ۲۶۶) **۱۳** واسلنا الخ ہم نے سلیمان علیہ السلام کے لئے تانبے کا چشمہ جاری کر دیا۔ بغیر آگ کی حرارت کے تانبہ پانی کی طرح سیال تھا اور ان سے دیگیں، پیالے اور جو چاہتے آسانی سے بنوا لیتے اذاب اللہ لسلیمان النحاس کما الان لداؤد الحدید (خازن ج ۵ ص ۲۳۳) ومن الجن الخ ای وسخرنا من الجن من یعمل (مدارک) ہم نے جنوں کو سلیمان علیہ السلام کے تابع کر دیا جو ہمارے حکم سے اس کے سامنے اس کی مرضی کے مطابق مختلف خدمات انجام دیتے تھے۔ ومن یزغ الخ جنوں میں سے جو ہمارے حکم کے مطابق سلیمان علیہ السلام کی اطاعت نہ کرتا بلکہ ان کی اطاعت سے سرتابی کرتا تو ہم اسے آگ کا عذاب چکھاتے۔ ان جنوں پر اللہ کی طرف سے ایک فرشتہ مقرر تھا جس کے ہاتھ میں آگ کا کوڑا ہوتا تھا۔ یہ فرشتہ جنوں کو نظر نہیں آتا تھا۔ جو جن نافرمانی کرتا فرشتہ اسے آگ کے کوڑے سے مارتا (خازن، روح) بہ قال الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ، لیکن اکثر مفسرین فرماتے ہیں کہ اس سے آخرت کا عذاب مراد ہے ای عذاب النار فی الاخرۃ کما قال اکثر المفسرین وروی ذلک عن ابن عباس (روح ج ۲۲ ص ۱۱۶) **۱۴** یعملون لہ الخ محاریب، محراب کی جمع ہے۔ مراد عبادتخانے، امام قتادہ رح فرماتے ہیں محاریب سے عالیشان محلات اور مساجد مراد ہیں (بحر، روح) تماثیل، تمثال کی جمع اکثر مفسرین کے نزدیک اس سے جاندار تصاویر مراد ہیں اور حضرت سلیمان ع کی شریعت میں تصویر سازی جائز تھی۔ لیکن ہماری شریعت میں حرام ہے وھذا ایدل علی ان التصویر کان مباحا فی ذلک الزمان ونسخ ذلک بشرع محمد صلے اللہ علیہ وسلم (قرطبی ج ۱۴ ص ۲۷۲) بعض مفسرین کے نزدیک اس سے غیر جاندار اشیاء کی تصویریں یا پتھر، تانبے اور شیشے سے بنی ہوئی مختلف اشیاء مراد ہیں قیل کانت من زجاج ونحاس ورخام تماثیل اشیاء لیست بحیوان (ایضاً) امام رازی فرماتے ہیں محاریب سے عالیشان محلات اور تماثیل سے ان کی دیواروں پر بنائے گئے نقش ونگار مراد ہیں المحاریب اشارۃ الی الابنیۃ الرفیعۃ ... والتماثیل مایکون فیہا من النقوش (کبیر ج ۷ ص ۱۰۱) لیکن حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں ممکن ہے تمثیل سے چارپائیاں مراد ہوں چونکہ چارپائی انسان کے قد وقامت کے برابر ہوتی ہے اس لئے اسے تمثال اور مثال کہا جاتا ہے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نزلت عن المثال یعنی میں چارپائی سے اتر آئی۔ اس کے بعد حضرت شیخ نے لکھا ہے مثال کے معنی چارپائی اہل لغت نے لکھے ہیں لیکن تمثال کے معنی چارپائی ہم نے نہیں دیکھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ جفان، جفنۃ کی جمع ہے اور الجواب، جابیۃ کی جمع ہے یعنی حوض تو جفان سے ایسی بڑی بڑی صحنکیں مراد ہیں جن میں بیک وقت پوری جماعت کھانا کھا سکے قدور راسیٰت ایسی بڑی اور بھاری دیگیں جو ایک جگہ قائم رہیں اور اٹھائی ہی نہ جا سکیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام یہ تمام چیزیں جنوں سے بنواتے تھے۔ جو اللہ کے حکم سے ان کے ماتحت تھے اعملوا آل داؤد شکرا الخ اس سے پہلے قلنا محذوف ہے یعنی ہم نے کہا آل داؤد سے حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے متعلقین مراد ہیں۔ اے آل داؤد! ان بے پایاں انعامات خداوندی کا شکر بجا لاؤ۔ یعنی نیک عمل کرو۔ میرے بندوں میں شکر گذار اور اعمال صالحہ بجا لانے والے بہت کم ہیں **۱۵** فلما قضینا الخ ای اوقعنا علی سلیمان الموت حاکمین بہ علیہ روح ج ۲۲ ص ۱۲۱) یعنی جب ہم نے اپنے فیصلے کے مطابق سلیمان علیہ السلام پر موت واقع کر دی مادلھم ضمیر مفعول جنوں کی طرف عائد ہے جیسا کہ مشہور ہے فالضمیر فی دلھم عائد علی الجن الذین یعملون لہ (بحر ج ۷ ص ۲۶۶) یا اس سے جن اور آل داؤد اور دوسرے لوگ بھی مراد ہیں (مادلھم) ای الجن وآل داؤد (مدارک) دابۃ الارض سے دیمک مراد ہے جو ایک قسم کا کیڑا ہے اور لکڑی کو کھاتا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے مسجد بیت المقدس کی تعمیر کا کام شروع کیا۔ لیکن اس کی تکمیل سے پہلے ہی ان کی وفات ہو گئی۔ اور وفات سے پہلے حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس کی تکمیل کی وصیت فرما گئے۔ انھوں نے والد بزرگوار کی وصیت کے مطابق بیت المقدس کی تکمیل کے کام پر جنوں کو مامور فرمایا اور خود کام کی نگرانی فرماتے تھے ابھی تعمیر کا کام پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچا کہ ان کی اجل قریب آپہنچی چنانچہ ایک روز وہ (حضرت سلیمان علیہ السلام) حسب دستور جنوں کو کام میں مصروف پاکر خود عبادتخانے میں لاٹھی پر ٹیک لگا کر عبادت میں مصروف ہو گئے اور اسی حال میں روح مبارک قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ طویل مدت تک آپ اسی ہیئت میں رہے۔ جن اور دوسرے لوگ یہی سمجھتے رہے کہ آپ زندہ ہیں۔ اور عبادت میں مصروف ہیں۔ اور جن بھی باقاعدہ اپنے کام میں مصروف رہے۔ ادھر جنوں نے تعمیر کا کام مکمل کر لیا ادھر اللہ کے حکم سے حضرت سلیمان علیہ السلام کی لاٹھی کو دیمک نے یہاں تک کھا لیا کہ وہ ٹوٹ گئی اور حضرت سلیمان علیہ السلام گر پڑے۔ اب جنوں کو اور دوسرے لوگوں کو معلوم ہوا کہ ان کی موت تو عرصہ سے واقع ہو چکی ہے اور اتنا عرصہ ان کا جسم لاٹھی کے سہارے اپنی وضع پر قائم رہا ہے اب جنوں پر یہ حقیقت بھی واضح ہو گئی کہ وہ غیب نہیں جانتے۔ ان کا غیب دانی کا دعویٰ غلط ہے۔ اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو اتنا طویل عرصہ اس ذلت آمیز محنت ومشقت میں کیوں مبتلا رہتے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کو اللہ تعالیٰ نے دو حکمتوں کے لئے پوشیدہ رکھا۔ اول اس لئے کہ بیت المقدس کی تعمیر کا کام مکمل ہو جائے۔ اگر جنوں کو ان کی وفات کا علم ہو جاتا تو وہ کام کو وہیں چھوڑ دیتے۔ دوم۔ جنوں کو دعویٰ تھا کہ وہ غیب جانتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی موت کو ان سے پوشیدہ رکھ کر ان کے اس جھوٹے دعوے کا پول ظاہر فرما دیا قال قتادۃ وغیرہ کانت الجن تدعی علم الغیب، فلما مات سلیمان علیہ السلام وخفی موتہ علیھم (تبینت الجن ان لو کانوا یعلمون الغیب ما لبثوا فی العذاب المھین) (قرطبی) یہ تیسرے شبہ کا جواب ہے مشرکین جنوں کو عالم الغیب اور شفیع غالب مانتے ہیں حالانکہ یہ واقعہ ان کے دعوے کو رد کرتا ہے جن کو یہ بھی پتہ نہ چل سکا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور وہ ان کو زندہ سمجھ کر ان کے ڈر سے سال بھر ذلت آمیز محنت ومشقت میں مبتلا رہے وہ کسی طرح بھی غیب دان اور شفیع غالب نہیں ہو سکتے۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں تبینت فعل لازم ہے اور ان لو کانوا الخ جملہ الجن سے بدل الاشتمال ہے اور

مطلب یہ ہے کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام گر پڑے تو جن ظاہر ہو گئے یعنی ان کے بارے میں یہ بات ظاہر ہو گئی کہ اگر وہ غیب داں ہوتے تو اتنا عرصہ عذاب مہین میں گرفتار نہ رہتے ۱۶ لقد کان الخ یہ تخویف دنیوی ہے۔ ملک سبا وہی علاقہ ہے جسے اب یمن کہا جاتا ہے یمن کا سب سے پہلا بادشاہ سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان تھا یہ ملک اسی کے نام سے موسوم ہوا۔ سبا کے دس بیٹے تھے جن سے اس کی نسل پھیلی۔ سبا سے یہاں سبا کی اولاد اور اس کا قبیلہ مراد ہے (مدارک، روح) شکرگذار بندوں کے ذکر کے بعد سرکش اور ناشکرگذار لوگوں کا ذکر کیا گیا تاکہ مشرکین قریش اس سے عبرت حاصل کریں۔ جس طرح قوم سبا کو سرکشی اور ناشکری کی وجہ سے تمام نعمتوں سے محروم کر دیا گیا اسی طرح مشرکین قریش پر اللہ کا عتاب آ سکتا ہے۔ آیۃ۔ اللہ تعالیٰ کی کمال قدرت کی نشانی اور اس کی وحدانیت کی دلیل آیۃ دلالۃ علی وحدانیتنا وقدرتنا (معالم بر خازن ج ۵ ص ۲۳۵) جنتٰن کی خبر مقدم محذوف ہے۔ ای لھم جنتان یا یہ آیۃ سے بدل ہے۔ امام قتادہ فرماتے ہیں جنتان سے دو باغ مراد نہیں بلکہ باغوں کے دو سلسلے مراد ہیں۔ ایک شہر کے دائیں طرف اور دوسرا بائیں جانب پھیلا ہوا تھا۔ المراد بالجنتین علیٰ ما روی عن قتادۃ جماعتان من بساتین جماعۃ عن یمین بلدھم و جماعۃ عن شمالہ (روح ج ۲۲ ص ۱۳۵) باغوں کے یہ دونوں سلسلے سینکڑوں میلوں میں پھیلے ہوئے تھے اور یہ باغات لذیذ میووں اور پھلوں اور خوشبودار درختوں پر مشتمل تھے ملک کی آب و ہوا بھی بہت عمدہ اور لطیف تھی کلوا من رزق ربکم الخ ای قلنا۔ کیونکہ جب گذشتہ زمانے کے صیغۂ امر کی حکایت ہو تو اس سے پہلے قلنا محذوف ہوتا ہے آئی گونا گوں نعمتیں رب مہربان نے ان کو عطا فرمائیں اور مطالبہ صرف یہ تھا کہ ان نعمتوں کا شکر ادا کرو اور اللہ کے فرمانبردار بندے بن جاؤ۔ ایسی ایسی نعمتیں اللہ نے عطا کیں اور ایسا مہربان آقا کہ غلطیوں اور نافرمانیوں پر سچے دل سے معافی مانگو تو فوراً معاف فرما دے ایسے مہربان رب اور محسن مالک کی نافرمانی اور ناشکری وہی کر سکتا ہے جو پرلے درجے کا بدبخت اور سرکش ہو ۱۵ فاعرضوا الخ قوم سبا نے اللہ کے شکر سے اعراض کیا اور عیش و عشرت اور مال و دولت کے نشہ میں مخمور خدا کا احسان ہی بھول گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ناسپاسی اور کفران کی سزا یہ دی کہ ان پر ایک نہایت ہی زبردست سیلاب بھیجا جو ان کے باغوں، کھیتوں اور مکانوں کو تباہ و برباد کر کے بہا لے گیا۔ اور خوشبودار اور لذیذ میوہ دار درختوں کے طویل و عریض باغات کا نام و نشان مٹ گیا اور جنگلی خود رو جھاڑ، بدمزہ پھل جھاؤ کے درخت اور کچھ بیری کے درخت باقی رہ گئے۔ اس صورت میں یہ موصوف صفت ہوں گے امام ابو عبیدہ کے نزدیک خمط ہر بدمزہ اور خاردار جھاڑ کو کہتے ہیں۔ اس صورت میں خمط "اکل" سے بدل ہوگا۔ کذا فی الروح واختارہ الشیخ قدس سرہٗ۔

بَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّ

دیئے ہم نے ان کو بدلے میں ان دو باغوں کے دو اور باغ جن میں کچھ میوہ کسیلا تھا اور

اَثْلٍ وَّ شَیْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِیْلٍ ⑯ ذٰلِكَ جَزَیْنٰهُمْ بِمَا

جھاؤ اور کچھ بیر تھوڑے سے ف۱ یہ بدلہ ۱۷ دیا ہم نے انکو اسپر کہ

كَفَرُوْا ؕ وَ هَلْ نُجٰزِیْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ ⑰ وَ جَعَلْنَا بَیْنَهُمْ

ناشکری کی اور ہم یہ بدلہ اسی کو دیتے ہیں جو ناشکر ہو اور رکھی تھیں ہم نے ان میں ۱۸

وَ بَیْنَ الْقُرَی الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا قُرًی ظَاهِرَةً وَّ

اور ان بستیوں میں جہاں ہم نے برکت رکھی ہے ایسی بستیاں جو راہ پر نظر آتی تھیں اور

قَدَّرْنَا فِیْهَا السَّیْرَ ؕ سِیْرُوْا فِیْهَا لَیَالِیَ وَ اَیَّامًا اٰمِنِیْنَ ⑱

منزلیں مقرر کر دیں ان میں آنے جانے کی پھرو ان میں راتوں کو اور دنوں کو امن سے ف۲

فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَیْنَ اَسْفَارِنَا وَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

پھر کہنے لگے اے رب ۱۹ دراز کر دے ہمارے سفروں کو اور آپ اپنا برا کیا

فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِیْثَ وَ مَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ؕ اِنَّ

پھر کر ڈالا ہم نے ان کو کہانیاں اور کر ڈالا چیر کر ٹکڑے ٹکڑے اس

فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ⑲ وَ لَقَدْ صَدَّقَ

میں پتے کی باتیں ہیں ہر صبر کرنیوالے شکر گذار کو ف۳ اور سچ کر دکھلائی

عَلَیْهِمْ اِبْلِیْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِیْقًا مِّنَ

ان پر ۲۰ ابلیس نے اپنی اٹکل پھر اسی کی راہ چلے مگر تھوڑے سے

الْمُؤْمِنِیْنَ ⑳ وَ مَا كَانَ لَهٗ عَلَیْهِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ

ایماندار ف۴ اور اس کا ۲۱ ان پر کچھ زور نہ تھا

اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ یُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِیْ

مگر اتنے واسطے کہ معلوم کر لیں ہم اسکو جو یقین لاتا ہے آخرت پر جدا کر کے اس سے جو رہتا ہے آخرت کیطرف سے

۱۷ اعادہ لقد کان لسبا الخ بوجہ بعد عہد ۱۲ سے اعادہ

فاعرضوا الخ بوجہ بعد عہد ۱۸

موضح قرآن ف۱ جب اللہ نے چاہا کہ عذاب بھیجے گھونس پیدا ہوئے اس پانی کے بند میں اس کی جڑ کرید ڈالی ایک بار پانی نے زور کیا بند کو توڑ دیا وہ پانی عذاب کا تھا سرخ رنگ جس زمین پر پھر گیا، کام سے جاتی رہی پیچھے وہ قوم ویران ہو کر جدا جدا ہو گئی۔ اور کچھ جو رہے ان باغوں کے بدلے یہ چیزیں پانے لگے ف۲ برکت والی بستیاں یعنی ملک شام ان کے ملک سے شام تک راہ میں آبادی بستیاں پاس پاس سفر تھا جیسے سیر ف۳ آرام میں مستی آئی، لگے تکلیف مانگنے کہ جیسے اور ملکوں کی خبر سنتے ہیں سفروں میں پانی نہیں ملتا آبادی نہیں ملتی ویسا ہم کو بھی ہو یہ بڑی ناشکری ہوئی چیر کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا یعنی متفرق ہو گئے کسی کسی ملک میں ف۴ پہلے دن ابلیس نے کہا لاحتنکن ذریتہ الا قلیلا۔ ویسے ہی نکلے۔

۲ ع ۸

شَكٍّ ۗ وَرَبُّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ﴿٢١﴾ قُلِ ادْعُوا

دھوکے میں اور تیرا رب ہر چیز پر نگہبان ہے تو کہہ پکارو ان

الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ

ان کو جن کو ف۲۳ گمان کرتے ہو سوائے اللہ کے وہ مالک نہیں ایک ذرہ

ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا

بھر کے آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہ ان کا ان دونوں میں

مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ﴿٢٢﴾ وَلَا تَنْفَعُ

کچھ ساجھا اور نہ ان میں کوئی اس کا مددگار اور کام نہیں آتی

الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ۭ حَتّٰٓى اِذَا

سفارش ف۲۴ اس کے پاس مگر اس کو کہ جسکے واسطے حکم کر دے یہاں تک کہ جب ف۲۵

فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ۭ

گھبراہٹ دور ہو جائے انکے دل سے کہیں کیا فرمایا تمہارے رب نے

قَالُوا الْحَقَّ ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿٢٣﴾ قُلْ مَنْ

وہ کہیں فرمایا جو واجبی ہے ف۱ اور وہی ہے سب سے اوپر بڑا ف تو کہہ کون

يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلِ اللّٰهُ ۙ وَ

روزی دیتا ہے تم کو ف۲۶ آسمان سے اور زمین سے بتلا دے کہ اللہ اور

اِنَّآ اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٢٤﴾

یا ہم یا تم ف۲۷ بے شک ہدایت پر ہیں یا پڑے ہیں گمراہی میں صریح ف۲

قُلْ لَّا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّآ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْـَٔلُ عَمَّا

تو کہہ تم سے پوچھ نہ ہوگی ف۲۸ اس کی جو ہم نے گناہ کیا اور ہم سے پوچھ نہ ہوگی اس کی جو

تَعْمَلُوْنَ ﴿٢٥﴾ قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا

تم کرتے ہو تو کہہ جمع کرے گا ف۲۹ ہم سب کو رب ہمارا پھر فیصلہ کرے گا ہم میں

[illegible]

العرم مضبوط بند جو پانی کو روکنے کے لئے بنایا گیا ہو۔ اس سے مراد وہ بند ہے جو ملک سبا میں بارشوں کے پانی کا ذخیرہ کرنے کے لئے بنایا گیا تھا۔ یہ دو پہاڑوں کو آپس میں ملاتا تھا اور اسے ملکہ سبا نے بنایا تھا۔ ان بلقیس کانت عمدت الی جبال بینہا شعب فسدت الشعب حتی کانت میاہ الامطار والعیون یجتمع فیہا وتصیر کالبحر (کبیر ج ۷، ص ۱۲) جب اللہ تعالےٰ نے قوم سبا سے ناسپاسی کا انتقام لینا چاہا۔ اس بند کو توڑ کر ذخیرہ آب کو ایک قیامت خیز سیلاب کی صورت میں ان پر مسلط کر دیا اکل خمط بدمزہ پھل اثل جھاؤ کا درخت سدر بیری کا درخت ف۱۸ ذٰلک جزینٰہم الخ یہ ہم نے ان کو ناشکری اور کفرانِ نعمت کی سزا دی اور ہم ایسی سزا ناسپاس اور احسان فراموش لوگوں ہی کو دیا کرتے ہیں ف۱۹ وجعلنا الخ یہ لقد کان لسبا فی مسکنہم الخ کا اعادہ ہے بوجہ بعد عہد یعنی انعام دیگر کا ذکر ہے۔ یہ بھی اہل سبا پر اللہ تعالیٰ کا ایک انعام تھا۔ القری التی بٰرکنا فیہا سے ملک شام کے شہر مراد ہیں۔ یہ سرزمین سرسبز و شاداب اور ہر قسم کے پھلوں اور دیگر نعمتوں سے مالامال تھی۔ والمراد بالقری التی بورک فیہا قری الشام وذلک بکثرۃ اشجارہا واثمارہا والتوسعۃ علی اہلہا (روح ج ۲۲ ص ۱۲۹) اور قری ظاہرۃ وہ بستیاں جو برلب سڑک واقع تھیں قال قتادۃ معنی ظاہرۃ متصلۃ علی الطریق۔ (قرطبی ج ۱۴ ص ۲۸۹) وقدرنا فیہا السیر راستے پر واقع ان بستیوں کا باہمی فاصلہ ایسا مناسب کہ ایک بستی سے چل کر جلدی ہی دوسری آبادی میں پہنچ جائیں اور ضروریاتِ سفر حاصل کرنے میں کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ اہل سبا اکثر تجارت پیشہ لوگ تھے۔ اور ان کی زیادہ تر تجارت اہل شام سے تھی ان کے تجارتی قافلے دن رات سفر کرتے تھے۔ اور سفر اس قدر آسان تھا کہ کسی قسم کی تکلیف نہ تھی۔ راستے میں بستیاں چونکہ قریب قریب آباد تھیں اس لئے انھیں نہ تو کہیں جنگل میں رات کاٹنے کی ضرورت پڑتی اور نہ دیگر ضروریات حاصل کرنے میں کوئی دشواری پیش آتی۔ آبادیاں قریب قریب ہونے کی وجہ سے ان کے قافلے چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی محفوظ رہتے اور بے کھٹکے رات دن اپنا سفر جاری رکھ سکتے ف۲۰ فقالوا الخ یہ فاعرضوا فارسلنا علیہم الخ کا اعادہ ہے بوجہ بعد عہد یعنی انعام ثانی کی ناشکری کی سزا کا ذکر ہے۔ انھیں چاہئے تھا کہ وہ اللہ کے ان انعامات و احسانات کا شکر کرتے مگر انھوں نے اس کے بجائے ناشکری کی اور اللہ کی ان نعمتوں کی قدر نہ پہچانی اور کہنے لگے اللہ! ہمارے پروردگار! ہمارے سفر دراز کر دے یعنی بستیوں کے درمیان فاصلہ زیادہ ہو تاکہ ایک بستی سے دوسری بستی تک دیر سے اور مشقت اٹھا کر پہنچیں ایسے آرام و راحت کے سفر میں سیر کا کوئی مزہ نہیں آتا۔ نیز جس قدر مشقت و محنت اٹھا کر سامانِ تجارت لایا جائے گا اسی قدر اس کی قیمت بھی زیادہ ہوگی۔ انھوں نے یہ مطالبہ کر کے اپنی

موضح قرآن ف۱ یعنی اللہ تعالیٰ کے یہاں سفارش عوام چاہتے ہیں اولیاء سے وہ انبیاء سے وہ فرشتوں سے۔ فرشتوں کا یہ حال ہے جو فرمایا جب اوپر سے اللہ کا حکم اترتا ہے آواز آتی ہے جیسے پتھر پر زنجیر۔ فرشتے ڈر سے تھرتھرانے ہیں جب تسکین آئی اور کلام اتر چکا ایک دوسرے سے پوچھتا ہے کیا حکم ہوا اوپر والے بتاتے ہیں نیچے کھڑوں کو جو اللہ کی حکمت کے موافق ہے اور آگے سے قاعدہ معلوم ہے وہی حکم ہوا۔ ف۲ یعنی دونوں فرقے تو سچ نہیں کہتے ایک مقرر سچا ہے ایک جھوٹا ہے۔ تو لازم ہے کہ سوچو اور سچی بات پکڑو۔ اس میں ان کا جواب ہے جو اس زمانے میں بعضے لوگ کہتے ہیں دونوں فرقے ہمیشہ سے چلے آئے ہیں کیا ضرورت ہے جھگڑنا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی اذن شفاعت داد ۱۲

جانوں پر ظلم کیا اور اپنا بہت بڑا نقصان کیا۔ ممکن ہے انھوں نے زبان قال سے یہ دعا مانگی ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ زبان حال سے ہو۔ یعنی انھوں نے جب ان نعمتوں کی ناشکری کی تو گویا یہ مطالبہ کیا کہ بستیاں برباد کر کے ان کے سفروں کو دراز کر دیا جائے۔ بہ قال الشیخ رحمہ اللہ تعالی۔ ویمکن ان یقال قالوا ربنا باعد بلسان الحال ای لما کفروا فقد طلبوا ان یبعد بین اسفارھم وتخریب المعمور من دیارھم (کبیر ج ۷، ص ۱۴۳) اہل سبا نے ناشکری کی تو ہم نے ان کو افسانہ بنا دیا یعنی ان پر طوفان بھیج کر ان کے باغوں اور ان کی آبادیوں کو تباہ و ویران کر دیا اور ان کی جمعیت کو متفرق و منتشر کر دیا۔ اس طرح ان کا حال لوگوں کے لئے افسانہ بن گیا۔ ہر صابر اور شکر گذار بندے کے لئے ان کے حال میں عبرت و نصیحت کی نشانیاں ہیں۔

۲۱ھ ولقد صدق الخ ابلیس کا گمان ان کے بارے میں صحیح نکلا۔ ابلیس نے کہا تھا ولا تجد اکثرھم شٰکرین (اعراف ع ۲) اے اللہ! تو اولاد آدم میں سے بہتوں کو شکر گذار نہیں پائے گا۔ میں ان کو سبز باغ دکھا کر اپنے پیچھے لگا لوں گا۔ چنانچہ اہل سبا ابلیس کے ورغلانے میں آگئے اور اس کے پیچھے لگ گئے۔ البتہ مومنوں کی ایک جماعت نے ابلیس کی پیروی نہ کی اور حق پر ثابت قدم رہے۔ من المومنین میں من بیانیہ ہے ای الا فریقا منھم المومنون لم یتبعوہ علی ان "من" بیانیۃ (روح جلد ۲۲ ص ۱۳۲)

۲۲ھ وما کان الخ بنی آدم کو گمراہ کرنے پر شیطان کو مسلط کرنے کی تکوینی مصلحت امتحان و ابتلا ہے تاکہ یہ حقیقت واضح اور آشکارا ہو جائے کہ مخلص مومن کون ہے اور منافق اور مذبذب کون ہے۔ یعنی مومن و منافق متعین ہو جائیں اور ان میں امتیاز ہو جائے ویسے اللہ تعالیٰ تو سب کو جانتا ہی ہے اسے تو معلوم ہی ہے کہ مومن کون ہے یعنی لنری ونمیز المومن من الکافر واراد علم الوقوع والظہور اذ کان معلوما عندہ لانہ عالم الغیب (خازن ومعالم ج ۵ ص ۲۳۵)

۲۳ھ قل ادعوا الخ امر برائے توبیخ ہے یہ چوتھے شبہ کا جواب ہے مشرکین فرشتوں کو بھی عند اللہ شفیع غالب سمجھتے تھے اور اسی لئے ان کی عبادت و تعظیم بجا لاتے تاکہ وہ خوش ہو کر خدا کے یہاں ان کی سفارش کریں۔ والرابعۃ قول من قال انا نعبد الاصنام التی ھی صور الملائکۃ لیشفعوا لنا الخ (کبیر ج ۷، ص ۱۵۱) فرمایا جن کو تم اپنے کارساز اور سفارشی سمجھتے ہو انہیں حاجات میں پکار تو دیکھو ان میں سے کوئی بھی تمہارے کام نہیں آئے گا اور وہ تمہارے کام آبھی کس طرح سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ خود عاجز اور بے بس ہیں اور زمین وآسمان میں ایک ذرے کا اختیار بھی نہیں رکھتے۔ نہ زمین وآسمان کے پیدا کرنے میں ان کا کوئی حصہ ہے اور نہ اس کائنات کو پیدا کرنے میں اور سارے جہان کا نظم ونسق چلانے میں اللہ تعالیٰ کو ان میں سے کسی کے تعاون کی ضرورت ہی ہے **۲۴ھ** ولا تنفع الشفاعۃ الخ اس میں نفی شفاعت قہری کا بیان ہے اور فرشتوں کے شفیع مستقل ہونے کا رد ہے باقی رہا سفارش کا معاملہ تو یہ مزعومہ سفارشی تمہاری سفارش بھی نہیں کر سکتے۔ کیونکہ سفارش اللہ کی طرف سے اجازت پر موقوف ہے اور مشرک کے حق میں کسی نبی، ولی یا فرشتے کو سفارش کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ قال تعالیٰ فی ابطال قولھم ولا تنفع الشفاعۃ عندہ الا لمن اذن لہ فلا فائدۃ لعبادتکم غیر اللہ فان اللہ لا یاذن فی الشفاعۃ لمن یعبد غیرہ (کبیر) الا لمن اذن لہ اس سے مراد مشفوع لہ ہے یعنی صرف اس شخص کے حق میں سفارش نافع ہوگی جس کی سفارش کرنے کی اجازت دی جائے گی مراد مومن ہے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے الا من شھد بالحق (زخرف ع ۷) یعنی حق (توحید) کی شہادت دے اور ایک جگہ ارشاد ہے الا لمن ارتضیٰ (انبیاء ع ۲) یعنی جس کو اللہ پسند فرمائے۔ حاصل یہ ہے کہ مشرک کے حق میں سفارش کرنے کی اجازت ہی نہیں ہوگی اس کی پوری تحقیق سورۂ بقرہ کی تفسیر میں گذر چکی ہے ملاحظہ ہو حاشیہ (۱۰۵، ص ۱۲۵)

۲۵ھ حتی اذا الخ یہ ماقبل سے ترقی ہے یعنی فرشتوں کا شفیع غالب ہونا تو ایک طرف رہا وہ تو اللہ کا حکم سن کر ہی ہیبت سے کانپ اٹھتے ہیں۔ یہاں اللہ تعالیٰ کی ہیبت وجبروت اور فرشتوں کی عاجزی کا بیان ہے جب اللہ کی طرف سے فرشتوں کو کوئی حکم ملتا ہے تو گھبراہٹ اور ہیبت کی وجہ سے فرشتوں میں ہلچل پیدا ہو جاتی ہے اور جب گھبراہٹ اور ہیبت دور ہو جاتی ہے تو نیچے والے فرشتے اوپر والوں سے پوچھتے ہیں ذات باری تعالیٰ نے کیا ارشاد فرمایا ہے تو وہ جواب دیتے ہیں کہ حق ہی ارشاد ہوا ہے، خطرے کی کوئی بات نہیں۔ تب انھیں سکون وقرار حاصل ہوتا ہے جن فرشتوں کا یہ حال ہو کہ بارگاہ ایزدی سے کوئی حکم سن کر ہی کانپ اٹھیں بھلا انھیں یہ جرأت کیسے ہو سکتی ہے کہ وہ اس کی بارگاہ میں ابتداءً سفارش کے لئے لب کشائی کر سکیں۔ وھو العلی الکبیر یہ علیحدہ جملہ ہے یعنی وہ بہت بلند شان اور عظمت وکبریاء کا مالک ہے۔ اور کوئی اس کے سامنے دم نہیں مار سکتا۔ نہ اس کے ملک اور اختیار و تصرف میں کوئی دست اندازی کر سکتا ہے **۲۶ھ** قل من یرزقکم الخ یہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے۔ (علی سبیل الاعتراف من الخصم) مشرکین سے پوچھیں کہ آسمان سے مینہ برسا کر اور زمین پر نباتات اگا کر تمہاری روزی کا سامان کون کرتا ہے اس سوال کا جواب چونکہ ایک ہی ہے جس سے مشرکین کو بھی انکار نہیں اس لئے حضور علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ آپ ہی جواب دیدیں کہ اللہ ہی سب کا رازق ہے اس لئے ساری کائنات میں وہی متصرف ومختار ہے اور وہی سب کا حاجت روا اور کارساز ہے اور مشرکین کے مزعومہ آلہہ اور کارساز کائنات میں تصرف کا کچھ بھی اختیار نہیں رکھتے۔ امر صلی اللہ علیہ وسلم ان یقول تبکیتا للمشرکین بحملھم علی الاقرار بان آلھتھم لا یملکون مثقال ذرۃ فی السموٰت ولا فی الارض وان الرزاق ھو اللہ عزوجل فانھم لا ینکرونہ (روح جلد ۲۲ ص ۱۴۰)

۲۷ھ وانا او ایاکم الخ یہ پہلا طریق تبلیغ ہے یقیناً ہم یا تم مسئلہ توحید وشرک میں راہ راست پر ہیں یا صریح گمراہی میں ہیں تعریض وکنایہ کے ساتھ اہل توحید کا راہ راست پر ہونا اور مشرکین کا کھلی گمراہی میں ہونا بیان کیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ سارے جہان کے خالق، قادر مطلق اور متصرف علی الاطلاق کو کارساز سمجھنے والے اور عاجز وبے بس مخلوق کو کارساز سمجھنے والے دونوں ہی حق پر ہوں اس لئے لامحالہ اہل توحید ہی حق پر ہیں۔ اور مشرکین باطل پر ہیں۔ اس طریق تبلیغ سے یہ تعلیم ملتی ہے کہ تبلیغ میں نرم لب ولہجہ اور موثر ترین انداز اختیار کیا جائے۔

۲۸ھ لا تسئلون الخ یہ دوسرا طریق تبلیغ ہے ہر شخص اپنے اپنے اعمال کا جوابدہ ہوگا۔ تمہارے کفر وشرک کا مجھے کوئی نقصان نہیں میں جو تمہیں توحید کی دعوت دیتا ہوں تو اس سے صرف تمہاری بھلائی اور بہتری مقصود ہے ای انما اقصد بما ادعوکم الیہ الخیر لکم، لا انہ ینالنی ضرر کفرکم (قرطبی ج ۱۴ ص ۲۹۹)

۲۹ھ قل یجمع الخ یہ تیسرا طریق تبلیغ ہے۔ دنیا میں تو واضح اور کھلے دلائل کے باوجود تم حق کا انکار کرتے ہو اور دلائل کا فیصلہ نہیں مانتے ہو آخر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اہل حق کو جنت میں اور اہل شرک کو جہنم میں داخل کر کے اپنا فیصلہ ظاہر فرمائیگا تو اس فیصلے کے ماننے سے تمہارے لئے انکار کی کوئی گنجائش نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فیصلہ عدل پر مبنی اور سراسر حق ہوگا۔

بِالْحَقِّ ؕ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ ﴿۲۶﴾ قُلْ اَرُوْنِيَ الَّذِيْنَ
انصاف کا اور وہی ہے قصہ چکانے والا سب کچھ جاننے والا تو کہہ مجھ کو دکھلاؤ تو سہی ۳۰؎ جن کو

اَلْحَقْتُمْ بِهٖ شُرَكَآءَ كَلَّا ؕ بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۷﴾
اس سے ملاتے ہو ساجھی قرار دے کر کوئی نہیں وہی اللہ ہے زبردست حکمتوں والا

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّ
اور تجھ کو جو ہم نے بھیجا ۳۱؎ سو سارے لوگوں کے واسطے خوشی اور ڈر سنانے کو

لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى
لیکن بہت لوگ نہیں سمجھتے کہتے ہیں ۳۲؎ کب ہے

هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۹﴾ قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ
یہ وعدہ اگر تم سچے ہو تو کہہ تمہارے لئے وعدہ ہے

يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۰﴾
ایک دن کا نہ دیر کروگے اس سے ایک گھڑی نہ جلدی

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَلَا
اور کہنے لگے منکر ۳۳؎ ہم ہرگز نہ مانیں گے اس قرآن کو اور نہ

بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ؕ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ
اس سے اگلے کو کبھی تو دیکھے جب کہ گنہگار کھڑے کئے جائیں

عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚۖ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ ِۨ الْقَوْلَ ۚ
اپنے رب کے پاس ایک دوسرے پر ڈالتا ہے بات کو

يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ
کہتے ہیں وہ لوگ جو کمزور سمجھے جاتے تھے بڑائی کرنے والوں کو اگر تم نہ ہوتے

لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ
تو ہم ایماندار ہوتے کہنے لگے بڑائی کرنے والے ۳۴؎ ان سے جو کہ

۳۰ ثمرہ دلائل گذشتہ ۱۲ ۳۱ جواب سوال مقدر ۱۲ ۳۲ شکوہ ۱۲ ۳۲ جواب شکوی ۱۲ ۳۳ شکوہ مع تخویف اخروی ۱۲

ع ۳ / ۹

۳۰؎ قل ارونی الخ یہ دلائلِ سابقہ کا ثمرہ ہے۔ جب سابقہ دلائل سے معلوم ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ ہی سارے جہان کا خالق اور وہی ساری کائنات میں متصرف و مختار ہے اور مشرکین کے مزعومہ الٰہہ عاجز اور بے بس ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ آپ مشرکین سے فرمائیں مجھے کوئی دلیل تو بتاؤ کہ یہ معبودانِ باطلہ جنہیں تم نے خدا کا شریک بنا رکھا ہے جو نہ تمہیں روزی دیتے ہیں۔ نہ تدبیرِ عالم میں انہیں کوئی اختیار ہے وہ خدائے ذوالجلال کے کس طرح شریک بن سکتے ہیں۔ کلّا ہرگز نہیں! یہ معبودانِ باطلہ ہرگز خدا کے شریک نہیں بن سکتے۔ بل ھو اللہ الخ بلکہ وہ اللہ جو تمام صفاتِ کارسازی کا مالک، ہر ایک پر غالب اور حکیم مطلق ہے۔ وہی اکیلا سب کا کارساز اور معبودِ برحق ہے۔ اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ ای ارونی بالحجۃ والدلیل کیف وجہ الشرکۃ وھل یملکون مثقال ذرۃ او یرزقونکم (بحر ج ۷ ص ۲۸۰)

۳۱؎ وما ارسلنٰک الخ یہ سوالِ مقدر کا جواب ہے، مشرکین کہتے تھے ہمارا منہ مانگا معجزہ دکھا دو تو ہم تمہیں رسول صادق مان لیں گے۔ بقرینۃ ویقولون متی ھذا الوعد ان کنتم صٰدقین۔ جواب میں ارشاد فرمایا ہم نے آپ کو کائنات میں متصرف و مختار بنا کر نہیں بھیجا کہ ہر شخص کا مطالبہ پورا فرما دیں بلکہ آپ کو تو ہم نے تمام انسانوں کے لئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے کہ آپ اللہ کا پیغام اللہ کے بندوں کو پہنچائیں۔ ماننے والوں کو جنت کی خوشخبری سنائیں اور نہ ماننے والوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرائیں۔ لیکن اکثر لوگ اس حقیقت کو نہیں جانتے۔ اور وہ اپنی جہالت اور حماقت کی وجہ سے بے جا اور غیر متعلق سوالات پوچھنے لگتے ہیں۔

۳۲؎ ویقولون الخ یہ شکوہ ہے مشرکین از راہِ استہزاء و تمسخر کہتے ہیں وہ قیامت کب آئے گی جب محق و مبطل کے درمیان آخری فیصلہ ہوگا؟ اگر تم سچے ہو تو اس کی آمد کا معین وقت بتاؤ۔ قل لکم الخ یہ جواب شکوی ہے۔ فرمایا اس وعدے یعنی قیامت کی آمد کا ایک وقت مقرر ہے۔ اور وہ اپنے مقررہ وقت پر ضرور آئے گی۔ اور اللہ تعالیٰ ان نادانوں کی عجلت پسندی کی وجہ سے اپنا فیصلہ تبدیل نہیں فرمائے گا۔ اس لئے قیامت اپنے مقررہ وقت سے نہ پہلے آئے گی۔ اور نہ اس سے ایک لمحہ متاخر ہوگی

۳۳؎ وقال الذین کفروا الخ شکوہ مع تخویفِ اخروی۔ یہ کفار دنیا میں تو بڑے طمطراق سے کہتے ہیں کہ ہم نہ قرآن کو مانیں گے نہ ان کتابوں کو مانیں گے جو اس سے پہلے نازل ہو چکی ہیں یعنی تورات و انجیل وغیرہ جن میں مسئلہ توحید بیان کیا گیا ہے۔ کیونکہ اصل وجۂ نزاع یہی ہے ای ما نزل قبل القراٰن من کتب اللہ (مدارک) لیکن انہوں نے یہ کبھی نہیں سوچا کہ ان کے اس عناد و انکار کا انجام کس قدر ہولناک ہونے والا ہے۔ ولو تریٰ ـــ تا ـــ ما کانوا یعملون۔ تخویفِ اخروی ہے۔ اور اس میں کفار و مشرکین کے انجامِ بد اور میدانِ حشر میں اپنے راہنماؤں سے ان کی گفتگو کا ذکر ہے۔ قیامت کے دن جب یہ ظالم مشرکین اپنے مولائے حقیقی کے سامنے کھڑے ہوں گے تو ان کے اور ان کے مشرک پیشواؤں کے درمیان حسب ذیل گفتگو ہوگی۔ اور دونوں ایک دوسرے کو ملامت کریں گے۔ یقول الذین استضعفوا الخ اتباع و مریدین اپنے بڑوں اور پیشواؤں سے جنہوں نے ان کو اپنے پیچھے لگا کر گمراہ کیا، کہیں گے اگر تم ہمیں راہِ راست پر چلنے اور حق و صداقت کو قبول کرنے سے نہ روکتے تو یقیناً ہم توحید و رسالت پر ایمان لے آتے اور راہِ ہدایت پر گامزن ہو جاتے۔ مگر تم نے ہمیں ہدایت کو قبول کرنے سے روکا اور گمراہ کر دیا۔

۳۴؎ قال الذین استکبروا الخ پیشوایانِ شرک اور صنادیدِ کفر اپنے اتباع و اذناب کو جواب دیں گے۔ کیا جب تمہارے پاس ہدایت آ چکی تھی اور تم نے اسے قبول کرنے کا پختہ عزم کر لیا تھا تو کیا ہم نے تمہیں اس پر ایمان لانے اور اسے قبول کرنے سے روکا تھا؟ یہ استفہام انکاری

ہے یعنی تم غلط کہتے ہو ہم نے تمہیں ایمان لانے سے ہرگز نہیں روکا تھا بلکہ تم خود مجرم ہو۔ تم نے اپنی مرضی سے ایمان پر کفر کو اور توحید پر شرک کو ترجیح دی اور ہدایت کو ٹھکرا کر گمراہی قبول کی۔ ای لسنا نحن الذین حلنا بینکم وبین الایمان بعد اذ صممتم علی الدخول فیه بل انتم منعتم انفسکم حظها باجرامکم وایثارکم الکفر علی الایمان (روح ج ۲۲ ص ۱۴۵) ۳۵ وقال الذین استضعفوا الخ اتباع ومریدین اپنے پیشواؤں کے جواب میں کہیں گے نہیں! نہیں! ہم خود گمراہ نہیں ہوئے۔ بلکہ تمہاری چالوں اور تدبیروں ہی نے گمراہ کیا جو تم رات اور دن میں سوچا کرتے تھے۔ مکر اللیل۔ مکر کا مضاف الیہ حذف کرکے ظرف کو اس کے قائم مقام رکھا گیا ہے۔

اسْتُضْعِفُوٓا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ
کمزور کئے گئے تھے کیا ہم نے روکا تم کو حق بات سے تمہارے پاس
اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ (۳۲) وَقَالَ الَّذِيْنَ
پہنچ چکنے کے بعد کوئی نہیں تم ہی تھے گنہگار اور کہنے لگے وہ لوگ جو
اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَ
کمزور کئے گئے تھے ۳۵ بڑائی کرنے والوں کو کوئی نہیں پر فریب سے رات
النَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ
دن کے ف۱ جب تم ہم کو حکم کیا کرتے کہ ہم نہ مانیں اللہ کو اور ٹھہرائیں اسکے ساتھ
اَنْدَادًا ۭ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۭ وَ
برابر کے ساجھی اور چھپے چھپے پچتانے لگے ۳۶ جب دیکھ لیا عذاب اور
جَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْٓ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ هَلْ يُجْزَوْنَ
ہم نے ڈالے ہیں طوق گردنوں میں منکروں کے وہی بدلہ پاتے ہیں
اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۳۳) وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ
جو عمل کرتے تھے اور نہیں بھیجا ہم نے ۳۷ کسی بستی میں کوئی
نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ
ڈرانے والا مگر کہنے لگے ہیں وہاں کے آسودہ لوگ جو تمہارے ہاتھ بھیجا گیا
كٰفِرُوْنَ (۳۴) وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۙ وَّ
ہم اس کو نہیں مانتے اور کہنے لگے ہم زیادہ ہیں مال اور اولاد میں اور
مَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ (۳۵) قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ
ہم پر آفت نہیں آنے والی تو کہہ میرا رب ہے ۳۸ جو کشادہ کردیتا ہے روزی
لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (۳۶)
جس کو چاہے اور ماپ کر دیتا ہے لیکن بہت لوگ سمجھ نہیں رکھتے

ع ۴
۱۰

۳۷ تخویف دنیوی ۱۲
۳۸ توحید پر تیسری عقلی دلیل اور کفار کے مذکورہ بالا زعم باطل کا جواب ۱۲

ای بل صدنا مکرکم بنا باللیل والنهار فحذف المضاف الیه واقیم مقامه الظرف اتساعاً (ابو السعود ج ۷، ص ۲۲۳) ۳۶ واسروا الخ مشرک اتباع و متبوعین چونکہ دونوں گروہ ہی مجرم ہیں اور دونوں کو اپنے اپنے مجرم ہونے کا احساس بھی ہوگا لیکن ذلت ورسوائی سے بچنے کے لئے وہ کئی بہانے اور باتیں بنائیں گے۔ آخر جب کوئی بہانہ کام نہ آئے گا اور وہ عذاب کا مشاہدہ کرلیں گے جو ان کے لئے تیار ہے تو وہ اپنی رسوائی پر مزید پردہ ڈالنے کے لئے اپنی پشیمانی اور ندامت کو چھپائیں گے۔ اور پشیمانی کے قول وفعل سے اظہار کے بجائے دل ہی دل میں نادم وپشیمان ہوں گے۔ اب ان مجرموں کے گلوں میں لوہے کے طوق ڈالکر انہیں جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ جیسے برے ان کے اعمال تھے ویسی ہی ان کو سخت سزا ملیگی۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ "اسرار" کے تین معنی ہیں۔ اظہار، اخفاء، اور دل میں پشیمان ہونا۔ یہاں تینوں معنی بن سکتے ہیں لیکن تیسرا معنی زیادہ مناسب ہے ۳۷ وما ارسلنا الخ یہ تخویفِ دنیوی ہے۔ ہم نے جب کبھی کسی بستی میں کوئی پیغمبر بھیجا تو وہاں کے دولت مند اور غرور پسند طبقے نے متکبرانہ انداز میں ان سے کہا تم جو پیغام لے کر آئے ہو ہم اسے ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ وقالوا نحن اکثر اموالا الخ ہم تم سے مال و دولت اور آل و اولاد میں زیادہ ہیں۔ اس لئے ہمیں کسی قسم کا کوئی عذاب نہیں ہوگا اگر ہم اللہ کے نزدیک ناپسندیدہ اور لائق سزا ہوتے تو وہ وفورِ دولت وکثرتِ اولاد سے کیوں اعزاز واکرام فرماتا۔ ارادوا انهم اکرم علی اللہ من ان یعذبهم نظرا الی احوالهم فی الدنیا وظنوا انهم لو لم یکرموا علی اللہ لما رزقهم اللہ (مدارک) ۳۸ قل ان ربی الخ یہ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے۔ اور کافروں کے مذکورہ بالا زعمِ باطل کا جواب بھی ہے۔ رزق جو ہر جاندار کی بنیادی ضرورت ہے وہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اور پھر رزق کی تنگی اور فراخی بھی اسی کے اختیار میں ہے۔ اس لئے وہی ساری کائنات کا الٰہ اور کارساز ہے۔ نیز رزق کی فراخی اور تنگی اللہ تعالیٰ کی تکوینی مصلحتوں پر مبنی ہے۔ اس لئے کثرتِ دولت عند اللہ معزز ومحترم ہونے کی دلیل نہیں۔ نہ قلت مال عند اللہ مبغوض ہونے کی دلیل ہے۔ لہٰذا مشرکین کا کثرتِ مال واولاد پر اترانا اور فخر کرنا بے سود ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی مکر شما کہ پیوستہ در سعی آں بودید ۱۲

وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا

اور تمہارے مال ۳۹ اور تمہاری اولاد وہ نہیں کہ نزدیک کردیں ہمارے پاس

زُلْفٰٓى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۫ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ

تمہارا درجہ پر جو کوئی یقین لایا اور بھلا کام کیا سو ان کے لئے ہے

جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِى الْغُرُفٰتِ

بدلہ دونا ان کے کئے کام کا اور وہ جھروکوں میں بیٹھے ہیں

اٰمِنُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَالَّذِيْنَ يَسْعَوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ

دل جمعی سے اور جو لوگ دوڑتے ہیں ۴۰ ہماری آیتوں کے ہرانے کو وہ

فِى الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿۳۸﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ

عذاب میں پکڑے ہوئے آتے ہیں تو کہہ میرا رب ہے ۴۱ جو کشادہ کر دیتا ہے روزی

لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۭ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ

جس کو چاہے اپنے بندوں میں اور ماپ کر دیتا ہے اور جو خرچ کرتے ہو

مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۳۹﴾ وَيَوْمَ

کچھ چیز وہ اس کا عوض دیتا ہے اور وہ بہتر ہے روزی دینے والا اور جس دن

يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ

جمع کرے گا ۴۲ ان سب کو پھر کہے گا فرشتوں کو کیا یہ لوگ تم کو

كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿۴۰﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ

پوجا کرتے تھے وہ کہیں گے پاک ذات ہے تیری ہم تیری طرف میں ہیں

دُوْنِهِمْ ۚ بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ ۚ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ

نہ ان کی طرف میں نہیں پر پوجتے تھے جنوں کو ف۱ یہ اکثر انہی پر

مُّؤْمِنُوْنَ ﴿۴۱﴾ فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا

اعتقاد رکھتے تھے آج ۴۳ تم مالک نہیں ایک دوسرے کے بھلے کے

۳۹ وما اموالکم الخ یہ زجر ہے۔ زلفی۔ تقرب کا مفعول مطلق ہے من غیر لفظہ۔ یہ خطاب کفار سے ہے یعنی مال و اولاد کی کثرت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قرب و کرامت کی دلیل نہیں ہے الا من اٰمن الخ استثناء منقطع ہے اور یہ مومنین کے لئے بشارتِ اخروی ہے فاولئک کی خبر محذوف ہے۔ ای مقربون اور لھم جزاء الضعف الخ جملہ ماقبل کا معلول ہے قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالےٰ یعنی جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے وہ خدا کے یہاں مقرب ہیں اور اسی وجہ سے انہیں ان کے اعمال کی دگنی جزا ملے گی۔ اور وہ جنت کے بالاخانوں میں امن و سکون سے رہیں گے۔ جزاء الضعف میں اضافت بیانیہ ہے۔ ۴۰ والذین یسعون الخ یہ کافروں کے لئے تخویفِ اخروی ہے جو قرآنی دلائل کے باطل کرنے کے زعمِ باطل میں آیتوں پر محض عناداً طعن و تشنیع کرتے ہیں اور اپنے خیال میں سمجھتے ہیں کہ وہ ہم سے سبقت لے جائیں گے۔ ایسے معاندین کو عذاب جہنم میں مبتلا کیا جائے گا۔ معٰجزین ہرانے کی غرض سے مقابلہ کرنے والے ۴۱ قل ان ربی الخ یہ تیسری عقلی دلیل کا اعادہ ہے۔ وما انفقتم الخ رزق کی فراخی اور تنگی چونکہ اللہ کے اختیار میں ہے۔ اس لئے جو لوگ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اس کا بدل عطا فرمائے گا دنیا میں یا آخرت میں یا ہر دو سرا میں۔ ای یعطیکم خلفہ وبدلہ وذلک البدل اما فی الدنیا واما فی الاخرۃ (قرطبی ج ۱۴ ص ۳۰۶) ۴۲ ویوم یحشرھم الخ یہ مشرکین کے لئے تخویفِ اخروی ہے جنہوں نے فرشتوں کو سفارشی اور کارساز سمجھ رکھا ہے۔ قیامت کے دِن جب عابدین و معبودین کو جمع کیا جائے گا تو اللہ تعالےٰ فرشتوں سے فرمائے گا "کیا یہ (فرشتوں کے پجاریوں کی طرف اشارہ ہے) دنیا میں تمہاری عبادت کیا کرتے تھے۔ اور حاجات میں تمہیں پکارا کرتے تھے؟" قالوا سبحٰنک الخ فرشتے جواب میں عرض کریں گے۔ بارے الٰہا! تو تو ہر قسم کے شریک سے پاک ہے۔ ہمارے اور ان کے درمیان ولایت و موالات کا کوئی تعلق نہیں تو ہی ہمارا ولی و ناصر ہے ای انت الذی نوالیہ من دونھم لاموالاۃ بیننا وبینھم۔ (روح ج ۲۲ ص ۱۵۱) سبحٰنک ننزھک عن ان یکون غیرک معبودا وانت معبودنا ومعبود کل شیٔ (کبیر ج ۷ ص ۲۲) بل کانوا الخ حقیقت میں یہ لوگ جنات کی عبادت کیا کرتے تھے اور انہیں کارساز سمجھ کر پکارا کرتے تھے اور ان میں سے بہت سے جنوں کے کارساز ہونے کا اعتقاد رکھتے تھے۔ قبیلہ خزاعہ کی شاخ بنو ملیح جنات کی عبادت کرتے تھے۔ جنات کبھی ان کے سامنے ظاہر بھی ہوجاتے تو وہ سمجھتے یہ فرشتے ہیں اور یہ اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ ان حیا یقال لھم بنو ملیح من خزاعۃ کانوا یعبدون الجن و یزعمون ان الجن تراءی لھم وانھم ملائکۃ وانھم بنات اللہ الخ (قرطبی ج ۱۴ ص ۳۰۹) ۴۳ فالیوم الخ آج تمہارے یہ مزعومہ معبود اور سفارشی تمہیں کسی قسم کا نفع نہیں پہنچا سکیں گے اور نہ تمہیں عذاب ہی سے بچا سکیں گے۔ اس لئے آج جہنم کے اس ہولناک عذاب کا مزہ چکھو جسے تم جھٹلایا کرتے تھے ای لا یقع لکم نفع ممن کنتم ترجون نفعہ الیوم من الانداد والاوثان التی ادخرتم عبادتھا لشدائدکم وکربکم الیوم لا یملکون لکم نفعا ولا ضرا (ابن کثیر ج ۳ ص ۵۴۲)

۱۔ زجر ۱۲
۲۔ بشارت اخروی ۱۲
۳۔ تخویف اخروی ۱۲
۴۔ تیسری عقلی دلیل کا اعادہ ۱۲
۵۔ تخویف اخروی ۱۲

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی عبادتِ ملائکہ بجہتِ وسوسۂ شیاطین بود پس گویا عبادتِ شیاطین کردند۔ ۱۲۔

وَّلَا ضَرًّا ؕ وَنَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ
نہ برے کے اور کہیں گے ہم ان گنہگاروں کو چکھو تکلیف اس آگ کی
الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا
جس کو تم جھوٹ بتلاتے تھے اور جب پڑھی جائیں ۴۴ انکے پاس ہماری
بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَنْ يَّصُدَّكُمْ
آیتیں کھلی کھلی کہیں اور کچھ نہیں مگر یہ ایک مرد ہے چاہتا ہے کہ روک دے تم کو
عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ ۚ وَقَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّآ اِفْكٌ
ان سے جن کو پوجتے رہے تمہارے باپ دادے اور کہیں اور کچھ نہیں یہ جھوٹ ہے
مُّفْتَرًى ؕ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ اِنْ
باندھا ہوا اور کہتے ہیں منکر حق بات کو جب پہنچے ان تک اور کچھ
هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴۳﴾ وَمَآ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ
نہیں یہ ایک جادو ہے صریح اور ہم نے نہیں دیں ان کو ۴۵ کچھ کتابیں کہ جن کو
يَّدْرُسُوْنَهَا وَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَّذِيْرٍ ؕ ﴿۴۴﴾
پڑھتے ہوں اور بھیجا نہیں ان کے پاس تجھ سے پہلے کوئی ڈرانے والا ف
وَكَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۙ وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَآ اٰتَيْنٰهُمْ
اور جھٹلایا ہے ۴۶ ان سے اگلوں نے اور یہ نہیں پہنچے دسویں حصہ کو اسکے جو ہم نے انکو دیا
فَكَذَّبُوْا رُسُلِيْ ۫ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۴۵﴾ قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ
پھر جھٹلایا انہوں نے میرے بھیجے ہوؤں کو تو کیسا ہوا انکار میرا تو کہہ میں تو ایک ہی نصیحت ۴۷
بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ
کرتا ہوں تم کو کہ اٹھ کھڑے ہو اللہ کے نام پر دو دو اور ایک ایک پھر
تَتَفَكَّرُوْا ۫ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ
دھیان کرو کہ اس تمہارے رفیق کو کچھ سودا نہیں یہ تو ایک ڈرانے والا ہے ۴۸

ع ۵
۱۱

یہ شکوہ ہے ۱۲
سے تخویف دنیوی ۱۲
سے ترغیب الی التوحید اور
چوتھا طریق تبلیغ ۱۲

۴۴ واذا تتلی الخ یہ شکویٰ ہے مشرکین ضد وعناد میں اس حد تک بڑھ چکے ہیں کہ جب ان کے سامنے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہماری واضح اور روشن آیتیں پڑھتے ہیں تو ان میں غور فکر کرنے اور انہیں ماننے کے بجائے وہ کہتے ہیں کہ اصل میں یہ شخص چاہتا ہے کہ ہمیں اپنے باپ دادا کے معبودوں اور ان کے دین سے ہٹا کر اپنے پیچھے لگالے اور خود بڑا بن کر ہمیں اپنے ماتحت کرلے۔ وقالوا ماھذا الا الخ اور یہ جو قرآن پڑھتا ہے اور جو دین ہمارے سامنے پیش کرتا ہے اور یہ سب کچھ خدا کی طرف سے بتاتا ہے یہ سب اس کا اپنا ساختہ پرداختہ ہے۔ اللہ کی طرف سے نہیں ہے وقال الذین کفروا الخ الحق سے نبوت اور معجزات مراد ہیں۔ للحق ای لامر النبوة التی معھا من خوارق العادة مامعھا (روح ج ۲۲ ص ۱۵۲) مشرکین ضد وعناد میں آکر نبوت اور معجزات کو صریح جادو قرار دیتے ہیں ۴۵ وما اتینھم الخ ان مشرکین مکہ کے پاس ہم نے کوئی آسمانی کتابیں بھی نہیں بھیجیں جنہیں وہ پڑھتے پڑھاتے رہے ہوں اور ان میں شرک کی تعلیم ہو، نہ آپ سے پہلے ہم نے ان میں کوئی رسول مبعوث کیا ہے جس نے انہیں شرک کی دعوت دی ہو اور ترک شرک پر انہیں عذاب کی دھمکی دی ہو۔ اس لئے وہ توحید کے انکار میں اور شرک پر قائم رہنے میں ہرگز معذور نہیں ہیں اور ان کا کوئی عذر اور شبہ انہیں تکذیب کی گنجائش نہیں دے سکتا۔ ای لم یقرء وا فی کتاب اوتوه بطلان ماجئت به ولا سمعوه من رسول بعث الیھم ...... فلیس لتکذیبھم وجه یتشبث به (قرطبی ج ۱۴ ص ۳۱۲) وہ اپنے گمراہ اور مشرک باپ دادا کے عمل کو دلیل بنائے ہوئے ہیں جسے دلائل عقلیہ اور براہین نقلیہ کے مقابلے میں پیش کرنا جہالت وحماقت ہے فالآیات البینات لاتعارض الا بالبراھین العقلیة ولم یأتوا بھا او بالنقلیات وماعندھم کتاب ولا رسول غیرک الخ (کبیر ج ۷ ص ۲۴۳) ۴۶ وکذب الخ یہ تخویف دنیوی ہے مبلغوا کی ضمیر فاعل سے مشرکین عرب مراد ہیں اور اتینھم کی ضمیر مفعول الذین من قبلھم سے کنایہ ہے۔ قالہ الشیخ قدس سرہ۔ یعنی مشرکین مکہ سے پہلے جو قومیں گذر چکی ہیں انہیں ہم نے اس قدر دولت، قوت، شان وشوکت اور دنیوی ساز و سامان کی فراوانی عطا فرمائی تھی کہ مشرکین مکہ کے تمام وسائل و اسباب ان کے وسائل کا عشر عشیر بھی نہیں جب ان قوموں نے ہمارے پیغمبروں کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو بری طرح پکڑا اور ذلیل و رسوا کر کے انہیں تہس نہس کردیا اور ان کی ساری دولت و شوکت اور شیخی دھری کی دھری رہ گئی۔ یہ مشرکین مکہ تو ان کے مقابلے میں کسی شمار میں بھی نہیں ہیں ۴۷ قل انما الخ یہ ترغیب فی التوحید اور چوتھا طریق تبلیغ ہے۔ مشرکین از راہ عناد وتعنت حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر جنون کی پھبتی کستے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ دیانت وامانت سے اس معاملے کا فیصلہ کرنے کی مشرکین کو دعوت دیں اور اپنی سچائی جانچنے کا انہیں یہ طریقہ بتائیں۔ آؤ تم دیانت اور اخلاص نیت سے خدا کو حاضر و ناظر جان کر دو دو ہو کر یا تنہا تنہا ہو کر سوچو اور غور و فکر کرو کہ میں عرصہ دراز سے تم میں رہ رہا ہوں، میری امانت، راست گوئی۔ اصابت رائے اور میری فکری و ذہنی صلاحیتوں کا تم ذاتی تجربہ رکھتے ہو کیا میرا دماغ چکرا گیا ہے اور مجھے جنون ہو گیا ہے کہ میں نے رسالت کا دعویٰ کردیا ہے۔ توحید کو حق اور شرک کو باطل کہتا ہوں اور دوبارہ جی اٹھنے اور آخرت کے حساب کتاب کو حق قرار دیتا ہوں ثم تتفکروا فی انتفاء الجنة عن محمد صلی اللہ علیہ وسلم فان اثبات ذلك لا یمکن ان یتصف به من کان ارجح قریش عقلا واثبتھم ذھنا واصدقھم قولا وانزھھم نفسا ومن ظھر علی یدیه ھذا القرآن المعجز فیعلمون بالفکرة ان نسبته للجنون لایمکن (کبیر ج ۷ ص ۲۹۱) ۴۸ ان ھو الا الخ اسے جنون

موضح قرآن ف یعنی چاہیئے غنیمت جانیں۔

لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ﴿٤٦﴾ قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ

تم کو ایک بڑی آفت کے آنے سے تو کہہ جو میں نے تم سے مانگا ہو ۴۹

مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۚ وَهُوَ عَلٰى

کچھ بدلہ سو وہ تم ہی رکھو میرا بدلہ ہے اسی اللہ پر اور اس کے

كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿٤٧﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَقْذِفُ بِالْحَقِّ ۚ عَلَّامُ

سامنے ہے ہر چیز تو کہہ میرا رب ۵۰ پھینک رہا ہے سچا دین اور وہ جانتا

الْغُيُوْبِ ﴿٤٨﴾ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا

ہے چھپی چیزیں ف۱ تو کہہ آیا دین سچا ۵۱ اور جھوٹ تو کسی چیز کو نہ پیدا کرے اور نہ

يُعِيْدُ ﴿٤٩﴾ قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰى نَفْسِيْ ۚ وَ

پھیر کر لائے تو کہہ اگر میں بہکا ہوا ہوں ۵۲ تو بہکوں گا اپنے ہی نقصان کو اور

اِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوْحِيْٓ اِلَيَّ رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ ﴿٥٠﴾

اگر میں ہوں سیدھے رستہ پر تو اس سبب سے کہ وحی بھیجتا ہے مجھ کو میرا رب۔ بیشک وہ سب کچھ سنتا ہے نزدیک

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ

اور کبھی تو دیکھے ۵۳ جب یہ گھبرائیں پھر نہ بچیں بھاگ کر اور پکڑے ہوئے آئیں نزدیک

قَرِيْبٍ ﴿٥١﴾ وَّقَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍۢ

جگہ سے ف۱ اور کہنے لگیں ہم نے اس کو یقین مان لیا ۵۴ اور اب کہاں ان کا ہاتھ پہنچ سکتا ہے

بَعِيْدٍ ﴿٥٢﴾ وَّقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ

بعید جگہ سے ف ۲ اور اس سے منکر رہے ۵۵ پہلے سے اور پھینکتے رہے بن دیکھے نشانہ پر

مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ﴿٥٣﴾ وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ

دور کی جگہ سے اور رکاوٹ پڑ گئی ۵۶ ان میں اور ان کی آرزو میں جیسا کہ کیا گیا ہے

بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ ﴿٥٤﴾

ان کے طریقہ والوں کے ساتھ اس سے پہلے وہ لوگ تھے ایسے تردد میں جو چین نہ لینے دے

ع ۶ ۱۲

نہیں وہ تو اللہ کا سچا پیغمبر ہے اور تمہارا مخلص خیرخواہ ہے جو تمہیں ہولناک عذاب کی آمد سے پہلے ہی تمہیں اس سے خبردار کر رہا ہے ۴۹ قل ماسألتکم الخ یہ پانچواں طریق تبلیغ ہے آپ فرمادیں میں تبلیغ حق پر تم سے کوئی اجرت یا چندہ وغیرہ نہیں مانگتا۔ اگر میں کوئی چندہ یا اجرت مانگوں تو وہ تم ہی لے لینا۔ یہ سرے سے اجرت نہ لینے سے کنایہ ہے۔ والمراد نفی السؤال رأسا (روح ج ۲۲ ص ۱۵۵) ان اجری الخ میری اجرت تو اللہ کے ذمہ ہے جو ہر چیز سے باخبر ہے اور میری سچائی اور خلوصِ نیت کو جانتا ہے ۵۰ قل ان ربی الخ یہ چھٹا طریق تبلیغ ہے۔ میرا پروردگار جو ہر چھپی چیز کو جانتا ہے حق کو خوب کھول کر بیان کرتا ہے اور وحی کے ذریعہ انبیاء علیہم السلام پر نازل فرماتا ہے تاکہ وہ اس کی تبلیغ واشاعت کریں۔ یقذف بالحق یلقیہ وینزلہ الیٰ انبیائہ (مدارک) ای یبین الحجۃ ویظہرہا (قرطبی) ۵۱ قل جاء الخ یہ ساتواں طریق تبلیغ ہے۔ آپ فرمادیجئے اب حق کا مقابلہ کرنا موت کو دعوت دینا ہے۔ کیونکہ اب حق غالب آچکا ہے اور باطل بے جان ہوچکا ہے۔ باطل میں اب حق کا مقابلہ کرنے کی سکت باقی نہیں رہی ای ذہب واضمحل بحیث لم یبق لہ اثر (روح ج ۲۲ ص ۱۵۶) یا باطل سے معبودانِ باطلہ مراد ہیں یعنی معبودِ باطل نہ ابتداءً کسی کو پیدا کر سکتا ہے نہ کسی مرے ہوئے کو زندہ کر سکتا ہے ۵۲ قل ان ضللت الخ یہ آٹھواں طریق تبلیغ ہے۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں، غلط بات اور گمراہی کی دعوت نہیں دے رہا ہوں۔ اگر میں جھوٹ کہوں گا اور تمہیں گمراہی کی دعوت دوں گا تو اس کا وبال مجھ پر پڑے گا۔ اور اگر میں راہِ راست پر چل رہا ہوں تو وحی ربانی کی بدولت فبما یوحی الی ربی۔ با سببیہ ہے اور یہ توحید پر دلیل وحی ہے۔ میں جس صراطِ مستقیم اور راہِ توحید کی طرف بلا رہا ہوں اس کی راہنمائی مجھے وحی الٰہی سے ہوئی ہے ۵۳ ولو تری الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ فلا فوت یعنی بھاگ نہ سکیں گے واخذوا الخ یہ بھی اسی سے کنایہ ہے قیامت کے دن جب وہ میدانِ حشر کی ہولناکی سے گھبرائیں گے تو اس وقت وہ کہیں بھاگ کر جان نہیں بچا سکیں گے۔ اور انہیں پکڑ لینا نہایت ہی آسان ہوگا۔ وحیثما کانوا فہم من اللہ قریب لا یفوتونہ ولا یعجزونہ (معالم و خازن ج ۵ ص ۲۴۳) ۵۴ وقالوا اٰمنا الخ التناوش پکڑنا۔ اور مکان بعید سے مراد دنیا ہے جو ایمان لانے کی جگہ تھی جو آخرت سے اب دور نکل چکی ہے۔ آخرت کا عذاب دیکھ کر مشرکین و کفار کہیں گے ہم اللہ کی توحید اور اس کے پیغمبروں کی رسالت پر ایمان لے آئے لیکن جو ایمان قابل اعتبار ہے وہ تو دنیا کا ایمان ہے اور دنیا اب بہت دور نکل چکی ہے اور اتنی دور سے اب وہ کسی طرح بھی ایمان حاصل نہیں کر سکتے! انی لہم تناول الایمان فی الاٰخرۃ وقد کفروا بہ فی الدنیا (قرطبی ج ۱۴ ص ۳۱۶) ۵۵ وقد کفروا بہ الخ ای یقال یعنی کہا جائے گا۔ آخرت سے پہلے وہ دنیا میں کفر کرچکے ہیں جو ایمان لانے کی جگہ تھی اس لئے اب ایمان لانا بے فائدہ ہے۔ ویقذفون الخ جب دنیا میں تھے تو حق سے بہت دور تھے اور اٹکل کے تیر چلاتے تھے یعنی آخرت جو ان دیکھی چیز تھی۔ کے بارے میں دنیا میں جو آخرت سے بہت دور تھی اٹکل سے باتیں کرتے تھے۔ اور حشر و نشر اور آخرت کا انکار کرتے تھے ۵۶ وحیل الخ حیل و فعل دونوں بمعنی مضارع ہیں مشرکین قیامت کے دن کئی آرزوئیں کریں گے۔ توبہ قبول ہوجائے۔ ایمان قبول ہو۔ دنیا میں واپس بھیجدیئے جائیں۔ عذاب سے نجات مل جائے وغیرہ وغیرہ لیکن ان کی کوئی آرزو

۱ پانچواں طریق تبلیغ ۱۲ ۲ چھٹا طریق تبلیغ ۱۲ ۳ ساتواں طریق تبلیغ

۱ آٹھواں طریق تبلیغ ۱۲ ۲ توحید پر دلیل وحی ۱۲ ۳ تخویف اخروی ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی اوپر سے اتارتا ہے ف۲ یعنی ایمان لانے کا وقت نہ رہا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی گرفتہ شوند بآسانی ۱۲ ف۲ یعنی بظن می گویند ۱۲

پوری نہ ہونے دی جائے گی۔ ان کے اور ان کی آرزوؤں کے درمیان آڑ حائل کر دی جائے گی۔ جیسا کہ ان کے دوسرے ہم مشربوں سے بھی یہی سلوک کیا جائے گا جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں۔ یہ لوگ دنیا میں بھی دین اسلام کی سچائی اور توحید کے بارے میں بڑے شک اور تذبذب میں تھے اور انہیں اطمینان قلب نصیب نہ ہوا۔ اس لئے آخرت میں بھی وہ حیران وسرگرداں رہیں گے۔ اور انہیں سکون میسر نہ ہوگا۔ فی شك ای من امر الرسل والبعث والجنة والنار وقیل فی الدین والتوحید والمعنی واحد (قرطبی ج ۱۴ ص ۳۱۶) شك مریب ایسا شک جو نہایت قوی ہو اور انسان کو قلق اور اضطراب میں ڈال دے قال ابن عطیة الشك المریب اقوی ما یکون من الشك (روح ج ۲۲ ص ۱۶۱)

سورۃ سبا میں آیاتِ توحید

اور

اُس کی خصوصیات

۱۔ الحمد للّٰہ الذی لہ ما فی السمٰوات وما فی الارض ۔ تا ۔ وھو الرحیم الغفور ہ (ع ۱) نفی شرک فی التصرف ونفی شرک فی العلم۔

۲۔ علم الغیب لا یعزب عنہ مثقال ذرۃ ۔ تا ۔ الا فی کتاب مبین۔ (ع ۱) نفی شرک فی العلم۔

۳۔ قل ادعوا الذین زعمتم۔ تا۔ وما لہ منھم من ظھیر ہ (ع ۳) نفی شرک فی التصرف (شرک اعتقادی)

۴۔ ولا تنفع الشفاعۃ ۔ تا ۔ وھو العلی الکبیر ہ (ع ۳) نفی شفاعت قہری۔

۵۔ قل من یرزقکم من السمٰوات والارض ط قل اللّٰہ ط (ع ۳) نفی شرک فی التصرف

۶۔ قل ارونی الذین الحقتم بہ شرکآء کلا ط بل ھو اللّٰہ العزیز الحکیم (ع ۳) نفی شرک ہر قسم۔

۷۔ قل ان ربی یبسط الرزق لمن یشآء ویقدر ولکن اکثر الناس لا یعلمون ہ (ع ۴) نفی شرک فی التصرف۔

۸۔ ویوم یحشرھم جمیعا۔ تا ۔ التی کنتم بھا تکذبون ہ (ع ۵) نفی شرک فی التصرف ونفی شفاعتِ قہری۔

سورۂ فاطر لہ

ربط سورۂ فاطر کو سورۂ سبا کے ساتھ نامی ربط یہ ہے کہ سورۂ سبا میں نفی شفاعتِ قہری کا مسئلہ ذکر کیا گیا اور شبہات کا جواب دیا گیا اور بتایا گیا کہ قوم سبا کو انکار و کفران کی دنیا ہی میں سزا دی گئی۔ اب سورۂ فاطر میں دلائل مذکور ہوں گے الحمد للہ فاطر السمٰوات الخ تمام صفاتِ کارسازی اللہ کے ساتھ خاص ہیں جو زمین و آسمان کا فاطر (خالق) ہے جس کے نہ ماننے سے عذاب دیا گیا۔

معنوی ربط یہ ہے۔ سورۂ سبا میں نفی شفاعتِ قہری کا مضمون ذکر کیا گیا اور انبیاء علیہم السلام، ملائکہ کرام اور جنات کے بارے میں شبہات کا جواب دیا گیا کہ وہ ہرگز شفیع غالب نہیں ہوسکتے۔ اب سورۂ فاطر میں مذکور ہوگا کہ (جب اللہ تعالیٰ کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں تو) ہر قسم کی عبادت اللہ ہی کے لئے بجا لاؤ۔ اور حاجات میں مافوق الاسباب صرف اسی ہی کو پکارو۔

خلاصہ اس سورت میں نفی شرک اعتقادی (شرک فی التصرف) کا مضمون ذکر کیا گیا ہے کہ ساری کائنات کا مالک اور خالق اور سارے عالم میں متصرف و مختار اور عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اس لئے حاجات و مشکلات میں صرف اسی ہی کو پکارو۔ اس دعوے پر بارہ دلائل ذکر کئے گئے ہیں۔ گیارہ عقلی اور ایک دلیل وحی۔ دلائل کے ساتھ ساتھ تین جگہ دلائل کا ثمرہ بھی ذکر کیا گیا ہے ایک جگہ اجمالاً اور دو جگہ تفصیلاً اور ساتھ ہی موقع بموقع تخویفیں، بشارتیں اور زجریں بھی مذکور ہیں۔

تفصیلی خلاصہ

پہلی عقلی دلیل الحمد للہ فاطر السمٰوات ۔ تا ۔ علی کل شیء قدیر ہ تمام صفات کارسازی اللہ کے ساتھ مختص ہیں۔ زمین و آسمان کا خالق بھی وہی ہے۔ فرشتوں کو بھی اسی نے پیدا فرمایا اور مختلف خدمات ان کے ذمے لگا دیں۔ تو فرشتے خدام ہوئے نہ کہ کارساز، کارساز وہی ہے جو تمام صفاتِ کارسازی کا مالک اور ساری کائنات اور فرشتوں کا خالق ہے جو خدام ہیں۔ دوسری عقلی دلیل ما یفتح اللہ للناس ۔ تا ۔ وھو العزیز الحکیم ہ رحمت و برکت کا دروازہ کھولنا اور بند کرنا اللہ ہی کے اختیار میں ہے اس لئے وہی کارساز ہے اور حاجات میں اسی کو پکارو۔ یا یھا الناس اذکروا الخ یہ ترغیب الی التوحید ہے۔ ساری نعمتیں اللہ کی طرف سے ہیں۔ اس کی نعمتوں کو یاد رکھو اور اللہ کا شکر ادا کرو اور اللہ کو وحدہٗ لاشریک مانو۔ تیسری عقلی دلیل ھل من خالق ۔ تا ۔ فانی تؤفکون ہ یہ پہلا اور مختصر ثمرہ بھی ہے جو پہلی دونوں دلیلوں پر مرتب ہے۔ اللہ کے سوا تمہارا کوئی رازق نہیں لہذا اس کے سوا کارساز اور حاجت روا بھی کوئی نہیں۔ پہلی اور دوسری دلیل سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہی ساری کائنات کا خالق ہے اور رحمت و برکت بھی اسی کے ہاتھ میں ہے تو اس کا نتیجہ و ثمرہ یہ ہوا کہ اللہ کے سوا کوئی خالق و رازق نہیں۔ وان یکذبوک الخ تسلی برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا یھا الناس ان وعد اللہ حق تا ۔ لھم عذاب شدید ہ تخویف اخروی ہے والذین آمنوا الخ یہ مومنوں کے لئے بشارت اخروی ہے افمن زین لہ ۔ تا ۔ یصنعون (۲۶) زجر ہے جن لوگوں کو اپنی بداعمالیاں بھی اچھی معلوم ہوتی ہیں ان کے راہ راست پر آنے کی کوئی صورت نہیں۔ اس لئے آپ ان کی وجہ سے اپنی جان کو دکھ میں نہ ڈالیں۔

چوتھی عقلی دلیل واللہ الذی ارسل ۔ تا ۔ کذالک النشور ہ اللہ تعالیٰ ہی آسمان سے مینہ برسا کر بنجر اور ناکارہ زمین کو زرخیز اور شاداب بناتا ہے لہذا وہی کارساز ہے من کان یرید العزۃ الخ یہ ایک شبہ کا ازالہ ہے مشرکین اس خیال سے معبودانِ باطلہ کو پکارتے ہیں کہ انہیں عزت و شوکت حاصل ہوجائے۔ فرمایا جو لوگ عزت و عظمت چاہتے ہیں ان کو لازم ہے کہ وہ خالصۃً اللہ ہی کو حاجات میں پکارا کریں کیونکہ عزت و ذلت اللہ کے اختیار میں ہے۔ والذین یمکرون السیّات الخ یہ منکرین کے لئے تخویف اخروی ہے۔

پانچویں عقلی دلیل۔ واللہ خلقکم ۔ تا ۔ علی اللہ یسیر ہ اللہ تعالیٰ نے کمال قدرت سے تمہارے جدِ اعلیٰ آدم (علیہ السلام) کو مٹی سے پیدا کیا۔ اور پھر قطرۂ آب سے اس کی نسل کا سلسلہ جاری کیا۔ شکم مادر میں بچہ پر جو کچھ گذرتا ہے وہ سب کچھ جانتا ہے اور ہر ایک کی عمر کا اندازہ بھی اسے معلوم ہے۔ سب کا خالق بھی وہی اور عالم الغیب بھی وہی اس لئے کارساز بھی وہی ہے لہذا حاجات میں مافوق الاسباب اسی کو پکارو۔

چھٹی عقلی دلیل۔ وما یستوی البحران ۔ تا ۔ ولعلکم تشکرون ہ شیریں اور کھاری پانی کے سمندر بھی اسی نے پیدا کئے۔ پھر ان میں تمہاری خوراک کے لئے مچھلیاں اور زینت و آرائش کے لئے قیمتی جواہرات پیدا کئے اور وہی سمندروں میں چلنے والی کشتیوں کو سہارا دیتا ہے تاکہ تم ان کے ذریعے تجارت سے نفع کماؤ۔ جس نے یہ ساری نعمتیں عطا فرمائی ہیں وہی سب کا حاجت روا اور کارساز ہے۔

ساتویں عقلی دلیل۔ یولج الیل فی النھار ۔ تا ۔ یجری لاجل مسمّٰی ط رات دن کی آمد و رفت، ان کا گھٹنا اور بڑھنا۔ سورج اور چاند دوسرے لفظوں میں سارا نظام شمسی جو ساری کائنات سے عبارت ہے۔ اللہ کے اختیار و تصرف میں ہے۔ ذلکم اللہ ربکم ۔ تا ۔ ولا ینبئک مثل خبیر۔ یہ دلائل سابقہ کا دوسرا اور تفصیلی ثمرہ ہے مذکورہ دلائل میں جو اوصاف ذکر کئے گئے ہیں ان سے جو ذات متصف ہے حقیقت میں وہی تم سب کی مالک اور کارساز ہے۔ ساری کائنات میں اسی کا تصرف و سلطان ہے اور وہی ہر چیز کا مالک ہے۔ اے مشرکین! اللہ کے سوا تم جن خود ساختہ معبودوں کو پکارتے ہو۔ وہ تو ایک تنکے کے بھی مالک نہیں۔ اور پھر تمہاری دعا اور پکار کو سن بھی نہیں سکتے اور اگر بفرض محال سن بھی

لیں تو تمہاری مقصد برآری نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ان کے اختیار میں کچھ بھی نہیں۔ تمہاری دعا اور پکار سے ان کی بے خبری کا یہ عالم ہے کہ قیامت کے دن وہ صاف کہہ دیں گے کہ ہمیں تو ان کے اس مشرکانہ فعل کی خبر تک نہ تھی۔ جن کے عجز اور بے خبری کا یہ حال ہو وہ کس طرح کارساز بن سکتے ہیں۔

آٹھویں عقلی دلیل یا یھا الناس انتم الفقراء ۔ تا ۔ وما ذلك علی اللہ بعزیز ہ (ع ۳) جن و بشر اور فرشتے سب اللہ کے محتاج ہیں لیکن اللہ سب سے بے نیاز ہے۔ وہ چاہے تو سب انسانوں کو یکدم ختم کر کے ان کی جگہ اور انسان پیدا کر لے۔ یہ اس کے لئے کچھ بھی مشکل نہیں۔ اس لئے وہی متصرف و مختار اور سب کا کارساز ہے ولا تزر وازرۃ الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ انما تنذر الذین یخشون ربھم الخ یہ بشارت اخروی ہے وما یستوی الاعمی والبصیر ۔ تا ۔ من فی القبور ہ یہ مومن و کافر اور توحید و شرک کی تمثیلات ہیں۔ ان انت الا نذیر ۔ تا ۔ خلا فیہا نذیر تسلیہ برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وان یکذبوك ۔ تا ۔ فکیف کان نکیر ہ تسلیہ مع تخویف دنیوی ۔

نویں عقلی دلیل۔ الم تر ان اللہ ۔ تا ۔ مختلف الوانہ کذلك (ع ۴) آسمان سے مینہ برسانا اور زمین سے مختلف الوان و اقسام کے پھل اور میوے پیدا کرنا پہاڑوں میں سفید، سرخ اور سیاہ وغیرہ مختلف رنگوں کے پتھر، انسانوں اور چوپاؤں میں رنگوں کا اختلاف۔ یہ سب اس کے کمال قدرت و صنعت کی نشانیاں ہیں۔ اس قادر و توانا کے سوا کوئی کارساز نہیں۔ انما یخشی اللہ الخ یہ زجر ہے۔ ان الذین یتلون ۔ تا ۔ انہ غفور شکور ہ بشارت اخروی ہے۔

دلیل وحی۔ والذی اوحینا ۔ تا ۔ لخبیر بصیر ہ قرآن کی صورت میں ہم نے آپ کے پاس جو وحی بھیجی ہے اس میں جو مسئلہ توحید بیان کیا ہے وہ سراپا حق ہے۔ ثم اورثنا الکتب ۔ تا ۔ ولا یمسنا فیہا لغوب ہ کتاب اللہ کی خدمت کرنے والوں کے لئے بشارت اخروی۔ والذین کفروا ۔ تا ۔ من نصیر ہ منکرین کے لئے تخویف اخروی۔

دسویں عقلی دلیل۔ ان اللہ علم غیب السموات الخ (ع ۵) زمین و آسمان کی ہر پوشیدہ چیز کو اور دلوں میں چھپے ہوئے رازوں کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اس لئے وہی کارساز اور حاجت روا ہے ھو الذی جعلکم ۔ تا ۔ ولا یزید الکفرین کفرھم الا خسارا ہ ترغیب الی الشکر مع تخویف اخروی۔ قل ارءیتم شرکاءکم ۔ تا ۔ الا غرورا یہ دلائل سابقہ کا دوسرا تفصیلی ثمرہ ہے گذشتہ دلائل سے واضح ہو گیا ہے کہ ساری کائنات کا خالق و مالک بلا شرکت غیرے اللہ تعالیٰ ہی ہے لہذا اس کے سوا کوئی کارساز اور پکارے جانے کے لائق نہیں۔ اب جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو۔ کیا زمین و آسمان کے پیدا کرنے میں ان کا کوئی حصہ ہے؟ اور اگر خالق ہوئے بغیر ہی وہ کارساز اور دعا پکار کے مستحق ہو گئے ہیں۔ تو اس کی کیا دلیل ہے؟ مشرکین سے دلیل عقلی اور نقلی کا مطالبہ کیا گیا اور وحی کا چونکہ امکان ہی نہیں ہے اس لئے اس کا مطالبہ نہیں کیا گیا۔

گیارہویں عقلی دلیل۔ ان اللہ یمسك السموات ۔ تا ۔ انہ کان حلیما غفورا ہ زمین کو اور آسمانوں کو اپنی اپنی جگہ اللہ ہی نے روک رکھا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی ان کو روک نہیں سکتا۔ اس لئے ساری کائنات کا سہارا اور کارساز بھی وہی ہے۔ پہلی دلیل میں فرمایا زمین و آسمان کو پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اور آخری دلیل میں فرمایا زمین اور آسمان کا نگہبان اور ان کو قائم رکھنے والا بھی وہی ہے۔ واقسموا باللہ ۔ تا ۔ ولن تجد لسنت اللہ تحویلا ہ زجر مع تخویف دنیوی اولم یسیروا فی الارض الخ یہ تخویف دنیوی ہے۔

سُوْرَةُ فَاطِرٍ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّخَمْسُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ فاطر مکہ میں نازل ہوئی اس میں پینتالیس آیتیں ہیں اور پانچ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ
سب خوبی اللہ کو ہے ۲؎ جس نے بنا نکالے آسمان اور زمین ۳؎ جس نے ٹھہرایا فرشتوں کو
رُسُلًا اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۭ يَزِيْدُ فِي
پیغام لانیوالے جن کے پر ہیں دو دو اور تین تین اور چار چار بڑھا دیتا ہے
الْخَلْقِ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ① مَا يَفْتَحِ
پیدائش میں جو چاہے بے شک اللہ ۴؎ ہر چیز کر سکتا ہے ف۱ جو کچھ کہ کھولدے
اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ
اللہ ۵؎ لوگوں پر رحمت میں سے تو کوئی نہیں اس کو روکنے والا اور جو کچھ روک رکھے
فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ②
تو کوئی نہیں اس کو بھیجنے والا اس کے سوائے ف۲ اور وہی ہے زبردست حکمتوں والا
يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۭ هَلْ مِنْ
اے لوگو ۶؎ یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر کیا کوئی ہے
خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۭ لَآ
بنانے والا ۷؎ اللہ کے سوائے روزی دیتا ہے تم کو آسمان سے اور زمین سے کوئی
اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ڮ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ③ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ
حاکم نہیں مگر وہ پھر کہاں الٹے جاتے ہو اور اگر تجھ کو جھٹلائیں ۸؎ تو
كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ④
جھٹلائے گئے کتنے رسول تجھ سے پہلے اور اللہ تک پہنچتے ہیں سب کام

۲؎ الحمد للہ الخ اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ حاجات و مشکلات اور مصائب و بلیات میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو۔ اس کے سوا کسی پیغمبر، فرشتے اور جن و بشر کو مت پکارو اس مضمون کو بارہ دلائل سے ثابت کیا گیا ہے جن میں گیارہ دلائل عقلیہ ہیں اور ایک دلیل وحی۔ بعض دلائل میں بیان کیا گیا ہے کہ سب کچھ کرنے والا اور ہر چیز پر قادر اللہ تعالیٰ ہی ہے اور بعض میں مذکور ہے کہ سب کچھ جاننے والا بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ کارساز اور حاجت روا بھی وہی ہے لہذا مافوق الاسباب صرف اسی کو پکارو۔ یہ پہلی عقلی دلیل ہے جس کا پہلا جزو یعنی (الحمد للہ) تمام صفات کمال کا جامع ہے۔ یعنی تمام صفاتِ کارسازی اللہ کے ساتھ خاص ہیں وہ ہر چیز پر قادر بھی ہے اور ہر چیز کو جاننے والا بھی لہذا کارساز اور پکارے جانے کے لائق بھی وہی ہے ۳؎ فاطر السمٰوات الخ سارے جہان کو اللہ ہی نے پیدا فرمایا۔ فرشتوں کو پیدا کرنے والا بھی وہی ہے بعض فرشتوں کو دو دو پر عطا فرمائے بعض کو تین تین اور بعض کو چار چار۔ فرشتوں کو اس نے مختلف خدمات میں لگا دیا۔ اسطرح فرشتے اس کے خدام اور اس کے حکم کے بندے ہیں لہذا وہ معبود اور کارساز نہیں ہو سکتے۔ یزید فی الخلق الخ وہ جس طرح چاہتا ہے پیدائش میں اضافہ کرتا ہے۔ وہ چار سے زیادہ بھی پر عطا فرما سکتا ہے۔ جیسا کہ جبرئیل علیہ السلام کو چھ سو پر عطا فرمائے قال ابن مسعود فی قولہ عز وجل (ولقد رأی من اٰیات ربہ الکبریٰ) قال رأی جبریل فی صورتہ لہ ستمائۃ جناح (خازن جلد ۵ ص۲۹۶) ۴؎ ان اللہ الخ یہ یزید فی الخلق الخ کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ عام ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت عامہ کا ذکر ہے کہ وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور سب کچھ کر سکتا ہے لہذا حاجات میں غائبانہ صرف اسی کو پکارو۔ فرشتے اس کے محکوم بندے ہیں وہ پکارے جانے کے لائق نہیں ہیں ۵؎ ما یفتح اللہ الخ یہ دوسری عقلی دلیل ہے۔ رحمت و برکت اللہ کے قبضے میں ہے۔ جس پر چاہے رحمت کے دروازے کھولدے اور جس پر چاہے بند کردے۔ وہ جس پر رحمت کے دروازے کھولدے انہیں کوئی بند نہیں کر سکتا اور جس پر بند کردے انہیں کوئی کھول نہیں سکتا۔ وہ سب پر غالب ہے کوئی اس کے ارادے پر غالب نہیں آسکتا۔ اور اس کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں جب رحمت و برکت کے دروازے کھولنا اور بند کرنا اسی کے اختیار میں ہے تو کارساز بھی وہی ہے لہذا مافوق الاسباب صرف اسی کو پکارو ۶؎ یا ایہا الناس الخ یہ ترغیب الی التوحید ہے۔ تمام انسانوں کو اپنی نعمتیں یاد دلا کر ترغیب دی کہ اپنے خالق و مالک اور منعم حقیقی کو پہچانو، اس کی توحید پر ایمان لاؤ اسے ذات و صفات میں اور عبادت اور پکار میں وحدہٗ لا شریک مانو ۷؎ ھل من خالق الخ یہ تیسری عقلی دلیل ہے اور پہلی دونوں دلیلوں کا ثمرہ بھی ہے یہ پہلا اور مختصر ثمرہ ہے یعنی دونوں دلیلوں سے ثابت ہو گیا کہ ساری کائنات کا خالق اور رحمت کے دروازے کھولنے والا۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے تو اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ اس کے سوا کوئی اور نہ خالق ہے نہ رازق۔ لہذا لا الٰہ الا ھو اس کے سوا کوئی کارساز نہیں جسے حاجات میں دور و نزدیک سے پکارا جائے فانی تؤفکون۔ جب خالق بھی وہی ہے اور رازق بھی تو پھر تمہیں کہاں سے دھکا لگ رہا ہے اور تم کدھر بہکے جا رہے ہو کہ اپنے خالق و رازق کے علاوہ اس کی عاجز مخلوق کو کارساز سمجھ کر پکار رہے ہو یعنی ای وجہ تصرفون من التوحید الی الاشراک مع اعترافکم بانہ الخالق والرازق لا غیر (مظہری ج ۸ ص۲۳) ۸؎ وان یکذبوک الخ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیہ ہے۔ اگر یہ مشرکین آپ کو جھٹلاتے ہیں اور ضد و عناد میں آکر نہیں

۱/ پہلی عقلی دلیل
۲/ دوسری عقلی
دلیل ۱۲ ۳/ تیسری
عقلی دلیل ۱۲ ۴/
دلائل مذکورہ کا
ثمرہ ۱۲

موضح قرآن ف۱ بڑھاتا ہے یعنی چار سے زیادہ پر ہیں بعضوں کے، جبرئیل کے چھ سو ہیں۔ فتح الرحمٰن ف۱ یعنی غیر وی ۱۲

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ

اے لوگو ۹ بے شک اللہ کا وعدہ ٹھیک ہے سو نہ بہکائے تم کو دنیا کی

الدُّنْيَا وقفۃ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ⑤ اِنَّ الشَّيْطٰنَ

زندگانی اور نہ دغا دے تم کو اللہ کے نام سے وہ دغاباز تحقیق شیطان

لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ۭ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ

تمہارا دشمن ہے سو تم بھی سمجھ رکھو اسکو دشمن وہ تو بلاتا ہے اپنے گروہ کو

لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۭ ⑥ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ

اسی واسطے کہ ہوں دوزخ والوں میں جو منکر ہوئے ۱۰ ان کو

عَذَابٌ شَدِيْدٌ ڛ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

سخت عذاب ہے اور جو یقین لائے اور کئے بھلے کام

لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ⑦ اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْۗءُ عَمَلِهٖ

ان کے لئے ہے معافی اور بڑا ثواب بھلا ایک شخص کہ بھلی سمجھائی گئی اسکو ۱۱ اسکے کام کی برائی

فَرَاٰهُ حَسَنًا ۭ فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْ مَنْ

پھر دیکھا اس نے اسکو بھلا کیونکہ اللہ بھٹکاتا ہے جس کو چاہے اور سجھاتا ہے جس کو

يَّشَاۗءُ ڮ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

چاہے سو تیرا جی نہ جاتا رہے ۱۲ ان پر پچھتا پچھتا کر اللہ کو

عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ⑧ وَاللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ

معلوم ہے جو کچھ کرتے ہیں اور اللہ ہے جس نے ۱۳ چلائی ہیں ہوائیں

فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحْيَيْنَا بِهِ الْاَرْضَ

پھر وہ اٹھاتی ہیں بادل کو پھر ہانک لے گئے ہم اسکو ایک مردہ دیس کی طرف پھر زندہ کر دیا ہم نے اس سے زمین کو

بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ⑨ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ

اس کے مرجانے کے بعد اسی طرح ہوگا جی اٹھنا جس کو چاہیے ۱۴ عزت

ع ۱
۱۳

۱۰ تخویف اخروی
۱۱ بشارت اخروی
۱۲ زجر
۱۳ دلیل عقلی
۱۴ جواب شبہ
۱۵ ازالہ

ماننے تو آپ اس سے دل گیر نہ ہوں۔ اس سے آپ کی سچائی میں کوئی فرق نہیں آسکتا۔ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ اُس دور کے مشرکین نے بھی یہی سلوک کیا تھا۔ اس لئے آپ ان کی تکذیب کی پرواہ نہ کریں۔ اور اپنا فریضۂ تبلیغ ادا کئے جائیں۔ اور ہر کام کا انجام اللہ کے اختیار میں ہے وہ ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزاء و سزا دیگا ۹ یا یھا الناس الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ الغرور بفتح غین دھوکہ دینے والا مراد شیطان ہے۔ اور بضم غین مصدر ہے یعنی دھوکہ دینا۔ وعد اللہ سے قیامت اور جزاء و سزا مراد ہے وعد اللہ بالبعث والجزاء (مدارک ج ۳ ص ۲۵۵) اللہ کی توحید کو مان لو ورنہ آخرت میں دردناک سزا ملیگی۔ قیامت کا آنا اور جزاء و سزا برحق ہے اس میں تخلف نہیں ہوگا۔ دنیا کی لذات اور عیش و نشاط سے دھوکا نہ کھاؤ کہ یہ ہمیشہ رہیں گی اور نہ شیطان کے بہکانے سے فریب کھاؤ ان الشیطن الخ شیطان کی انسان دشمنی اور اس کے فریب کا بیان ہے کہ شیطان تمہارا پرانا دشمن ہے اسے دشمن ہی سمجھنا کہیں اس کے فریب میں آکر اس کی بات نہ مان لینا کیونکہ وہ اپنے اتباع و اذناب کو جہنم کی طرف بلاتا ہے اور مکر و فریب سے ان کو راہِ توحید سے بہکاتا ہے ۱۰ الذین کفروا الخ یہ کفار و مشرکین کے لئے تخویف اخروی ہے والذین آمنوا الخ یہ مومنین کے لئے بشارت اخروی ہے ۱۱ افمن زین الخ یہ زجر ہے۔ جب آدمی ضد و عناد میں آکر حق کا انکار کرتا ہے تو اس کا دل قبول حق کی صلاحیت سے محروم ہو جاتا ہے اس کی فطرت ایسی مسخ ہو جاتی ہے کہ اسے اپنی تمام بداعمالیاں نیکیاں دکھائی دیتی ہیں۔ اور مشرکانہ اعمال کو برا سمجھنے کے بجائے اچھا سمجھنے لگتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی صفت قہاریت کا اثر ہے اور اسی کو مہر جباریت سے تعبیر کیا جاتا ہے افمن زین کی جزاء محذوف ہے ای فمن یھدیہ یعنی جس شخص کو اللہ کے قہر و غضب سے اپنی برائیاں نیکیاں نظر آئیں اسے کون راہِ راست پر لا سکتا ہے؟ قال الشیخ رحمہ اللہ یا مقدر ہے کمن لم یزین لہ (مدارک) یا کمن ھداہ اللہ (مدارک خازن۔ معالم) فان اللہ یضل الخ جو لوگ ضد و عناد سے حق کا انکار کریں انکو توفیق ہدایت نصیب نہیں ہوتی جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا وما یضل بہ الا الفاسقین (بقرہ) اور جو لوگ انابت کرتے ہیں اور سچے دل سے حق کے طالب ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ ہدایت کی توفیق عطا فرماتا ہے ۱۲ فلا تذھب الخ اس لئے جو ضدی اور معاند لوگ گمراہی پر قائم ہیں۔ اور راہِ راست پر نہیں آتے آپ ان کی وجہ سے اپنی جان کو غم و ایذا میں نہ ڈالیں۔ ذہاب کے تین معنی ہیں رفتن (جانا) گذشتن (گذرنا) بردن (لے جانا) اس کے تین معنے ہو سکتے ہیں اوّل متعدی یعنی نہ لیجائے تیرا نفس ان کے پیچھے حسرتوں کو اس صورت میں حسرات مفعول لہ ہوگا۔ حسرات مفعول لہ یعنی فلا تھلک نفسک للحسرات (مدارک) سوم۔ لا تذھب بمعنی لا تغتم باعتبار تضمین یعنی غمناک ہو جان تیری ان کے کفر کی وجہ سے درانحالیکہ تو افسوس کرنے والا ہو۔ والمعنی لا تغتم بکفرھم وھلاکھم ان لم یومنوا (خازن ج ۵ ص ۲۳۲) اس آیت کا مفہوم دوسری جگہ اس طرح مذکور ہے۔ لعلک باخع نفسک علی آثارھم ان لم یؤمنوا بھذا الحدیث اسفا (کہف ۱۶) ان اللہ علیم بما یصنعون یہ ماقبل کے لئے بمنزلہ علت ہے اور معاندین کے لئے تخویف اخروی کی طرف اشارہ ہے ۱۳ واللہ الذی الخ یہ چوتھی عقلی دلیل ہے ہواؤں کے دوش پر بادلوں کو اڑا کر اِدھر سے اُدھر لے جانا اور پھر ان سے مینہ برسا کر خشک اور ناکارہ زمین کو زرخیز بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے اس لئے کارساز بھی وہی ہے کذلک النشور یہ جملہ معترضہ ہے برائے اثبات حشر و نشر۔ اللہ تعالیٰ جس طرح مردہ زمین کو بارانِ رحمت سے زندہ کر لیتا ہے اسی طرح وہ قیامت کے دن مردہ انسانوں کو بھی دوبارہ زندہ کرلے گا ۱۴ من کان یرید الخ یہ ایک شبہ کا جواب ہے یعنی اگر تم اس غلط فہمی میں مبتلا ہو کہ ان معبودانِ باطلہ کی پرستش

اور پکارنے میں عزت حاصل ہوگی۔ تو یہ خیال دل سے نکالدو، عزت اللہ کے اختیار میں ہے۔ اور اسی کی عبادت اور خدمت سے ملتی ہے۔ اس لئے تم حاجات و مصائب میں صرف اسی کو پکارو۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے واتخذوا من دون اللّٰہ اٰلھۃ لیکونوا لھم عزا ہ کلا سیکفرون بعبادتھم ویکونون علیھم ضدا (مریم) ۱۵ؔ الیہ یصعد الخ یعنی اللہ تعالیٰ ہی کلمات طیبات کو قبول فرماتا ہے الکلم الطیب سے کلمۂ توحید اور صفات باری تعالیٰ مراد ہیں۔ التوحید والتحمید وذکر اللّٰہ و نحو ذلک وقال ابن عباس شھادۃ ان لا الٰہ الا اللّٰہ (بحر ج ۷، ص ۳۰۳) یرفعہ کی ضمیر مرفوع اللہ کی طرف اور ضمیر منصوب العمل الصالح کی طرف راجع ہے۔ اور یہ کنایہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عمل صالح کو قبول فرماتا ہے ۱۶ؔ والذین یمکرون الخ یہ تخویف اخروی ہے جو لوگ دین اسلام کو مٹانے کے لئے اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور مومنوں کے خلاف برے منصوبے اور پروگرام بناتے رہتے ہیں ان کے لئے سخت ترین سزا مقرر ہے اور ان کا ہر مکر و فریب اور منصوبہ ناکام اور بیکار رہے وہ اپنے مکر و فریب میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا ویمکرون ویمکر اللّٰہ واللّٰہ خیر الماکرین ہ ( ) یبور ای یفسد (روح) یعنی بیکار اور ناکام ہے ۱۷ؔ واللّٰہ خلقکم الخ یہ پانچویں عقلی دلیل ہے اللہ تعالیٰ نے کمال قدرت سے تمہارے جدِ اعلیٰ آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا پھر قطرۂ آب سے سلسلۂ نسل جاری کیا اور تم میں نر و مادہ کو پیدا فرمایا۔ یہ اس کی قدرت کا کمال ہے۔ اور اس کے علم کا کمال یہ ہے کہ وہ ہر مادہ کے پیٹ میں استقرار حمل سے لیکر وضع حمل تک جنین کے تمام احوال و کوائف کو بخوبی جانتا ہے اور پھر ہر جاندار کی عمر کی مقدار بھی اسے معلوم ہے غرضیکہ سب کچھ علم الٰہی میں موجود ہے۔ سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے لہذا کارساز و حاجت روا بھی وہی ہے اور کوئی نہیں اس لئے مافوق الاسباب صرف اسی کو پکارو۔ عمر میں کمی بیشی تقدیر معلق کے اعتبار سے ہے جیسا کہ بعض اعمال صالحہ کی وجہ سے عمر میں اضافہ ہو جاتا ہے جیسا کہ ارشاد ہے اعبدوا اللّٰہ واتقوہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ویؤخرکم الی اجل مسمّٰی (نوح) اور حدیث میں ہے من احب ان یبسط لہ فی رزقہ وینسأ لہ فی اثرہ فلیصل رحمہ (قرطبی ج ۱۴ ص ۳۳۳) یا یہ عمروں کے اختلاف کی طرف اشارہ ہے یعنی کسی کو زیادہ عمر عطا کرتے ہیں اور کسی کو کم ان ذلک علی اللّٰہ یسیر۔ یعنی اللہ کے لئے آسان ہے اور اس کے قبضہ و اختیار میں ہے ۱۸ؔ وما یستوی الخ یہ چھٹی عقلی دلیل ہے یہ بھی اس کے کمال قدرت کی دلیل ہے کہ ایک دریا کا پانی نہایت میٹھا اور خوشگوار بنا دیا اور دوسرے کا نہایت بدمزہ اور کھاری اور دونوں میں مچھلیاں پرورش پاتی ہیں۔ لیکن ان کا گوشت یکساں طور پر لذیذ ہوتا ہے اور دونوں سے جواہرات نکلتے ہیں

فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا ؕ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ

تو اللہ کے لئے ہے ساری عزت ۔ اسی کی طرف چڑھتا ہے ۱۵ؔ کلام ستھرا اور کام

الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ؕ وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ لَهُمْ

نیک اس کو اٹھا لیتا ہے اور جو لوگ داؤ میں ہیں برائیوں کے ۱۶ؔ ان کے لئے

عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ وَمَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُوْرُ ⑩ وَاللّٰهُ

سخت عذاب ہے اور ان کا داؤ ہے ٹوٹے کا ف۱ اور اللہ

خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا ؕ

نے تم کو بنایا ۱۷ؔ مٹی سے پھر بوند پانی سے پھر بنایا تم کو جوڑے جوڑے

وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ؕ وَمَا يُعَمَّرُ

اور نہ پیٹ رہتا ہے کسی عورت کو اور نہ وہ جنتی ہے بن خبر اسکے اور نہ عمر پاتا ہے

مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ

کوئی بڑی عمر والا اور نہ گھٹتی ہے کسی کی عمر مگر لکھا ہے کتاب میں بیشک

ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ⑪ وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ ۖ هٰذَا عَذْبٌ

یہ اللہ پر آسان ہے ف۲ اور برابر نہیں ۱۸ؔ دو دریا یہ میٹھا ہے

فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ؕ وَمِنْ كُلٍّ

پیاس بجھاتا ہے خوشگوار پینے میں اور یہ کھارا کڑوا اور دونوں میں سے

تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ

کھاتے ہو گوشت تازہ اور نکالتے ہو گہنا جس کو پہنتے ہو

وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ

اور تو دیکھے جہازوں کو اس میں کہ چلتے ہیں پانی کو پھاڑتے تاکہ تلاش کرو اس کے فضل سے اور تاکہ تم

تَشْكُرُوْنَ ⑫ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِيْ

حق مانو ف۳ رات گھساتا ہے ۱۹ؔ دن میں اور دن گھساتا ہے

۱۔ تخویف اخرویٰ
۲۔ پانچویں عقلی دلیل
۳۔ چھٹی عقلی دلیل
۴۔ ساتویں عقلی دلیل ۱۲۔

موضح قرآن ف۱ یعنی عزت اللہ کے ہاتھ میں ہے تمہارے ذکر اور بھلے کام چڑھتے جاتے ہیں جب اپنی حد کو پہنچیں گے تب بدی پر غلبہ کریں گے اور کفر دفع ہوگا اسلام کو عزت ہوگی ف۲ یعنی ہر کام سہج سہج ہوتا ہے جیسے آدمی کا بننا ف۳ یعنی کفر اور اسلام برابر نہیں۔ خدا کفر کو مغلوب ہی کرے گا۔ اگرچہ تم کو دونوں سے فائدہ ملے گا۔ مسلمانوں سے قوت دین اور کافروں سے جزیہ خراج گوشت میٹھے اور کھارے دونوں سے نکلتا ہے یعنی مچھلی اور گہنا یعنی موتی مونگا اور جواہر اکثر کھارے سے اور کبھی میٹھے سے یہ جو فرمایا گہنا جو پہنتے ہو معلوم ہوا جواہر نرا پہننا مردوں کو حرام نہیں۔

جو زینت و آرائش کے کام آتے ہیں۔ اور دونوں میں کشتیاں پانی کو چیرتی ہوئی سفر کرتی ہیں جن میں تم ایک جگہ سے دوسری جگہ مال تجارت کو منتقل کرکے نفع کماتے ہو یہ سب کچھ اللہ کی مہربانی اور اس کا **فضل و احسان** ہے تاکہ تم اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرو۔ اس کی عبادت کرو اور اس کی توحید پر ایمان لاؤ۔ تعرفون حقوقه تعالى فتقومون بطاعته عز وجل و توحيده **سبحانه** (روح جلد ۲۲ ص۱۸۱) **۹۲ یولج الیل** الخ یہ ساتویں عقلی دلیل ہے۔ رات دن کی آمدورفت اور سورج اور چاند دوسرے لفظوں میں سارا نظام کائنات اللہ کے قبضۂ قدرت میں ہے اور اس میں تنہا وہی متصرف و مختار ہے لہذا وہی سب کا کارساز ہے **ذلکم اللہ** یہ گذشتہ تمام دلائل پر متفرع ہے یعنی جو ذات پاک مذکورہ بالا تمام صفات سے متصف

الَّيْلِ ۙ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ

رات میں اور کام میں لگا دیا سورج اور چاند کو ہر ایک چلتا ہے ایک مقرر وعدہ تک

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۭ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ

یہ اللہ ہے تمہارا رب اسی کے لئے بادشاہی ہے اور جن کو تم پکارتے ہو ۳۰ اس

دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ⑬ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا

کے سوائے وہ مالک نہیں کھجور کی گٹھلی کے ایک چھلکے کے ف۱ اگر تم ان کو پکارو سنیں نہیں

دُعَاۗءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ۭ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ

تمہاری پکار اور اگر سنیں پہنچیں نہیں تمہارے کام پر اور قیامت کے دن

يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ۭ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ⑭ يٰٓاَيُّهَا

منکر ہوں گے تمہارے شریک ٹھہرانے سے اور کوئی نہ بتلائے گا تجھ کو جیسا بتلائے خبر رکھنے والا ف۲ اے

النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَاۗءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ⑮

لوگو ۳۱ تم ہو محتاج اللہ کی طرف اور اللہ وہی ہے بے پرواہ سب تعریفوں لا

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ⑯ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى

اگر چاہے تم کو لے جائے اور لے آئے ایک نئی خلقت اور یہ بات

اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ⑰ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ وَاِنْ

اللہ پر مشکل نہیں اور نہ اٹھائے گا کوئی اٹھانے والا ۳۲ بوجھ دوسرے کا اور اگر

تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا

پکارے کوئی بوجھل اپنا بوجھ بٹانے کو کوئی نہ اٹھائے اس میں سے ذرا بھی اگرچہ ہو

قُرْبٰى ۭ اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَ

قرابتی تو تو ڈر سنا دیتا ہے ان کو جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے بن دیکھے اور

اَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۭ وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ۭ وَ

قائم رکھتے ہیں نماز اور جو کوئی سنورے گا تو یہی ہے کہ سنورے گا اپنے فائدہ کو اور

ع ۲ ۱۴

مر ۱ دلائل سابقہ کا تفصیلی ثمرہ ۱۲ مر ۲ آٹھویں عقلی دلیل ۱۲ ۳ تخویف اخروی ۱۲ ۴ بشارت اخروی ۱۲

ہے **وہی اللہ** تم سب کا مالک ہے اور ساری کائنات میں اسی کی حکومت اور اسی کا اختیار و تصرف ہے اس لئے کارساز اور حاجت روا بھی وہی ہے۔ اور وہی ہر قسم کی عبادت کا مستحق ہے اور وہی دعا و پکار کے لائق ہے **۳۰ والذین تدعون** الخ یہ دلائل سابقہ کا تفصیلی ثمرہ ہے۔ دلائل سابقہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہی ساری کائنات کا خالق و مالک ہے رحمت و برکت اسی کے ہاتھ میں ہے۔ سب کا رازق بھی وہی ہے سارے جہان میں اسی کا تصرف و اختیار چلتا ہے۔ اور وہ سب کچھ جانتا ہے سارے جہان کی کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں۔ اور اللہ کے سوا یہ صفتیں کسی اور میں نہیں پائی جاتیں۔ لہذا ہر قسم کی عبادت اسی کا حق ہے اور وہی سب کا کارساز ہے اور حاجات میں پکارے جانے کے لائق بھی وہی ہے۔ باقی رہے تمہارے خودساختہ کارساز جن کو تم حاجات و بلیات میں غائبانہ پکارتے ہو۔ وہ تو ایک چھلکے کا اختیار بھی نہیں رکھتے۔ اختیار رکھنا تو درکنار اگر تم ان کو پکارو تو وہ تمہاری پکار سن بھی نہیں سکتے۔ اور اگر بالفرض وہ تمہاری پکار سن بھی لیں تو تمہاری حاجت برآری نہیں کر سکتے اور قیامت کے دن تمہارے خودساختہ معبود جن کو تم دنیا میں پکارتے تھے ہو تمہارے اس شرک (غائبانہ پکار) کا انکار کریں گے یعنی صاف کہیں گے کہ ہمیں تو تمہاری آہ و فغاں اور پکار کا کوئی علم ہی نہیں جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے فکفی باللہ شھیدا بیننا و بینکم ان کنا عن عبادتکم لغفلین ○ (یونس) **ولا ینبئک** الخ اللہ تعالیٰ جو تمام حالات سے باخبر ہے اور ظاہر و باطن کو جانتا ہے اس سے بہتر کوئی بھی حقیقت سے پردہ نہیں اٹھا سکتا۔ وہ فرما رہا ہے کہ تمہارے خودساختہ کارساز نہ تمہاری پکار سنتے ہیں نہ تمہاری حاجت روائی کی طاقت رکھتے ہیں۔ اس آیت میں **من دونه** سے تمام معبودان باطلہ مراد ہیں۔ من دونه ای غیرہ وھم الاصنام وغیرھا وکل شیئ دونه (شربینی ج ۳ ص۳۰۱) **محتمل ان** یکون (الکلام **مع** عبدتها (الاصنام) وعبدة الملائکة وعیسی وغیرهم من المقربین (روح ۲۲ ص۱۸۲) ثم یجوز ان یرجع هذا الی المعبودین مما یعقل کالملائکة والجن والانبیاء والشیاطین (قرطبی جلد ۱۴ ص۳۳۶) **۳۱ یا یھا الناس** الخ یہ آٹھویں عقلی دلیل ہے یعنی تم سب خدا کے محتاج ہو اور وہ کسی کا محتاج نہیں اور تمام صفات کمال سے متصف ہے لہذا اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں وہ اگر چاہے تو تم سب کو مار ڈالے اور دوسروں کو پیدا کر لے لیکن تمہارے مزعومہ معبودوں میں یہ قدرت نہیں جب انھیں اتنا بھی اختیار نہیں تو ان عاجزوں کو کیوں عبادت

موضح قرآن ف۱ یعنی رات دن کی طرح کبھی کفر غالب ہے کبھی اسلام اور سورج چاند کی طرح ہر چیز کی مدت بندھی دیر سویر نہیں ہوتی۔ پھر اسی میں سے اللہ کی واحدانیت نکلی قطمیر کہتے ہیں چھلکے کو جو کھجور کی گٹھلی پر ہوتا ہے **ف۲** یعنی اللہ سے زیادہ احوال کون جانے وہی فرماتا ہے کہ یہ شریک غلط ہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید ولا ینبئک مثل خبیر بمنزلہ مثل است چوں سخن بلیغ گویند بتحقیق بنہایت رسانند این کلمہ گویند واللہ اعلم ۱۲

جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے ان اراد ان یھلک المسیح بن مریم و امه و من فی الارض جمیعًا (المائدہ) وہ ان سب کو ہلاک کر سکتا ہے تو وہ معبود کس طرح بن سکتے ہیں نیز فرمایا ان یشأ یذھبکم و یستخلف من بعدکم ما یشآء (انعام) انسان جو اشرف المخلوقات ہے جب وہ خدا کا محتاج ہے تو فرشتے اور جن بطریقِ اولیٰ خدا کے محتاج ہوں گے۔ وما ذلك علی اللہ بعزیز۔ عزیز۔ مشکل اور دشوار۔ یعنی یہ کام اللہ کے لئے کوئی مشکل نہیں۔ ۲۲ ولا تزر وازرۃ الخ یہ تخویفِ اخروی ہے۔ قیامت کے دن ہر شخص اپنے اپنے اعمال کا جوابدہ ہوگا اور کوئی کسی کا بوجھ اٹھا کر اس کا ہاتھ نہیں بٹائے گا اگرچہ قریب ترین رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ انما تنذر الخ یہ بشارت اخروی ہے۔ تبلیغ و انذار سے صرف انہی لوگوں کو فائدہ پہنچ سکتا ہے جو اللہ سے ڈرتے اور نماز قائم کرتے ہیں جو شخص تقویٰ اختیار کرتا اور اپنے نفس کو پاک کرتا ہے اس کا فائدہ بھی اسی کو پہنچے گا۔ ۲۳ وما یستوی الخ یہ مومن و کافر اور توحید و شرک کی تمثیلات ہیں۔ جس طرح اندھا ظاہری روشنی سے محروم ہے اسی طرح کافر و مشرک نورِ ایمان و توحید سے محروم ہے۔ علیٰ ہذا جس طرح سوانکھا ظاہری بینائی رکھتا ہے اسی طرح مومن کا دل نورِ توحید سے روشن ہوتا ہے۔ الاعمٰی والبصیر مثلان للکافر والمومن کما قال قتادۃ والسدی وغیرھما (روح ج ۲۲ ص ۱۸۶) الظلمات کفر و شرک کے اندھیرے۔ النور ایمان و توحید کی روشنی الظل سایہ اس سے ثواب یا جنت مراد ہے۔ الحرور شدتِ گرما لیکن بقرینہ تقابل یہاں دھوپ کے معنی میں ہے۔ اور اس سے مراد عذاب یا جہنم ہے (قرطبی، خازن، روح) وما یستوی الاحیاء الخ احیاء (زندے) سے مراد مومنین اور اموات (مردے) سے مراد کفار ہیں۔ دل کی زندگی اور موت ایمان اور کفر ہے اس لئے مؤمنوں کو زندوں سے اور کافروں کو مردوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ ضد و عناد کی وجہ سے ان کافروں کے دلوں پر مہر جباریت ثبت ہو چکی ہے اور ان کے دلوں سے قبولِ حق کی صلاحیت سلب کر لی گئی ہے۔ اس لئے تبلیغ و انذار سے انہیں کوئی فائدہ نہ ہوگا ای کما لا تسمع من مات کذلك لا تسمع من مات قلبه (قرطبی ج ۱۴ ص ۳۴۰) ۲۵ ان انت الخ آپ کو ہم نے دینِ حق اور پیغامِ توحید دے کر اور بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے۔ آپ کا کام پیغامِ حق پہنچانا۔ ماننے والوں کو خوشخبری دینا اور منکرین کو عذاب سے ڈرانا ہے۔ منوانا آپ کا کام نہیں۔ اسی طرح ہر امت میں ڈرانے والے ہوئے ہیں۔ وان یکذبوك الخ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ اگر مشرکین عرب ضد و عناد سے آپ کی تکذیب کرتے ہیں اور دعوتِ توحید کو نہیں مانتے تو آپ غم نہ کریں۔ گذشتہ قوموں نے بھی اپنے پیغمبروں کے ساتھ یہی سلوک کیا ہے۔ ان کے پاس انبیاء علیہم السلام معجزات، صحیفے اور کتابیں لے کر آئے لیکن انہوں نے پھر بھی نہ مانا من الامم العاتیة فلا تحزن من تکذیب ھؤلاء ایاك (روح ج ۲۲ ص ۱۸۸) ۲۶ ثم اخذت الخ

اِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ⑱ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ⑲ وَلَا
اللہ کی طرف ہے سب کو پھر جانا اور برابر نہیں ۲۳ اندھا اور دیکھتا اور نہ
الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ⑳ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ㉑ وَمَا
اندھیرا اور نہ اجالا اور نہ سایہ اور نہ لو اور
يَسْتَوِي الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ
برابر نہیں جیتے ۲۴ اور نہ مردے اللہ سناتا ہے جس کو چاہے
وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ㉒ اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ ㉓
اور تو نہیں سنانے والا قبر میں پڑے ہوؤں کو تو تو بس ۲۵ ڈر کی خبر پہنچانیوالا ہے ف۲
اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۭ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ
ہم نے بھیجا ہے تجھ کو سچا دین دے کر خوشی اور ڈر سنانے والا اور کوئی فرقہ نہیں
اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ㉔ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ
جس میں نہیں ہو چکا کوئی ڈر سنانیوالا ف۲ اور اگر وہ تجھ کو جھٹلائیں تو آگے جھٹلا چکے ہیں جو لوگ
مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ
ان سے پہلے تھے پہنچے ان کے پاس رسول انکے لے کر کھلی باتیں اور صحیفے اور روشن
الْمُنِيْرِ ㉕ ثُمَّ اَخَذْتُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ㉖ ع ۳ ۱۴ ۱۵
کتاب پھر پکڑا میں نے ۲۶ منکروں کو سو کیسا ہوا انکار میرا
اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ
کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے ۲۷ اتارا آسمان سے پانی پھر ہم نے نکالے اس سے
ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا ۭ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ وَّ
میوے طرح طرح کے ان کے رنگ اور پہاڑوں میں گھاٹیاں ہیں سفید اور
حُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ ㉗ وَمِنَ النَّاسِ
سرخ طرح طرح کے ان کے رنگ اور بھجنگے کالے ف۳ اور آدمیوں میں

۱۲ تمثیل ہے کفر و ایمان [illegible] توحید و شرک [illegible] ۱۲ تبلیغ مع تخویف

دنیوی ۱۲ نور عقلی ۱۲ مردہ دلیل ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی سب خلق برابر نہیں جن کو ایمان دینا ہے انہی کو ملیگا تو بہتیری آرزو کرے تو کیا ہوتا ہے اور یہ جو فرمایا نہ اندھیرا نہ اجالا یعنی نہ اندھیرا برابر اجالے کے نہ اجالا برابر اندھیرے کے اور فرمایا تو نہیں سناتا قبر میں پڑوں کو۔ حدیث میں آیا ہے کہ مردوں سے سلام علیک کرو وہ سنتے ہیں اور بہت جگہ مردے کو خطاب کیا ہے اس کی حقیقت یہ کہ مردے کی روح سنتی ہے اور قبر میں پڑا ہے دھڑ وہ نہیں سن سکتا۔ ف۲ ڈرانے والا خواہ نبی ہو خواہ نبی کی راہ پر ہو ف۳ سفید بھی کئی درجے اور سرخ بھی کئی درجے۔ یہ سب بیان ہے قدرت رنگارنگ کا۔ اسی طرح انسان ہیں ہر ایک کی طرح جدا ہے۔ اسی طرح مومن اور کافر ایک دوسرا سا ہو جاوے کب ہو سکے۔ یہ تسلی ہے حضرت کو۔

یہ تخویف دنیوی ہے جب اقوام سابقہ نے انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کی تو ہم نے ان کو دنیا ہی میں دردناک عذاب میں مبتلا کر دیا۔ مشرکین مکہ اگر اسی طرح تکذیب و انکار پر قائم رہے تو ان کا بھی یہی حشر ہوگا۔ **۲۷ الم تر ان اللہ الخ** یہ توحید پر نویں عقلی دلیل ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے کمال قدرت کی نشانیاں ہیں کہ وہ آسمان سے مینہ برسا کر زمین سے رنگا رنگ پھل اور میوے پیدا فرماتا ہے۔ ایک ہی پہاڑ میں مختلف رنگوں کے پتھر اس نے محض اپنی قدرت سے پیدا کئے کوئی سفید، کوئی سرخ اور کوئی نہایت ہی سیاہ۔ جدد، جُدّۃ کی جمع ہے یعنی ٹکڑا اور خط غرابیب، غربیب کی جمع ہے۔ سخت سیاہ یہ اکثر اسود کا تابع واقع ہوتا ہے اس لئے کلام میں تقدیم و تاخیر ہے اصل میں تھا۔ سود غرابیب (کالے سیاہ) فی الکلام ... تقدیم و تاخیر والمعنی ومن الجبال سود غرابیب (قرطبی ج ۱۴ ص ۳۴۳) ومن الناس الخ اسی طرح انسانوں چوپایوں اور مویشیوں کو بھی مختلف رنگوں میں پیدا کیا۔ یہ اس کے کمالِ قدرت و صنعت اور اس کی وحدانیت کی دلیل ہے اس لئے صرف اسی کی عبادت کرو اور صرف اسی کو غائبانہ پکارو تفرد بتوحدانیتہ تعالیٰ بادلۃ سماویۃ و ارضیۃ الخ (روح ج ۲۲ ص ۱۸۸ و بحر جلد ۷ ص ۳۱۱) **۲۸ انما یخشی الخ** یہ گذشتہ دلیل توحید کا حصہ نہیں بلکہ علیحدہ زجر ہے ایسے دلائل واضحہ کی موجودگی میں چاہیئے تو تھا کہ مشرکین راہ راست پر آجاتے اور صرف اللہ سے ڈرتے لیکن وہ خدا سے ڈرنے کے بجائے اپنے خود ساختہ معبودوں سے ڈرتے ہیں۔ صرف علماء جو اللہ کے دین اور اس کی توحید کو جانتے ہیں اور اس کے ساتھ شرک نہیں کرتے اور اس کے احکام کی پیروی کرتے ہیں۔ وہی اللہ سے ڈرتے ہیں عن ابن عباس العالم بالرحمٰن من عبادہ من لم یشرک بہ شیئا واحل حلالہ وحرم حرامہ وحفظ وصیتہ وایقن انہ ملاقیہ ومحاسب بعملہ (ابن کثیر ج ۳ ص ۵۵۳) ان اللہ عزیز غفور یہ وعدۂ غفران ہے۔ وہ گناہوں کی سزا بھی دے سکتا ہے لیکن اگر اس کے بندے اس سے معافی مانگیں تو معاف بھی فرما دیتا ہے۔ **۲۹ ان الذین الخ** یہ قرآن پڑھنے والوں اور اس پر عمل کرنے والوں کے لئے بشارت اخروی ہے۔ اسم موصول سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تمام مومنین مراد ہیں قال السدی هم اصحاب الرسول صلے اللہ علیہ وسلم ورضی عنهم وقال عطاء هم المومنون (بحر ج ۷ ص ۳۱۲) اور کتاب اللہ سے قرآن مراد ہے والمراد بکتاب اللہ القرآن (روح ج ۲۲ ص ۱۹۲) اور تلاوت سے مراد ہے کما حقہٗ تلاوت یعنی اس کے احکام کی پیروی کرنا جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے یتلونہ حق تلاوتہ (البقرہ ع) اور تجارت سے مراد ثواب ہے۔ والمراد من التجارۃ ما وعد اللہ من الثواب (خازن ج ۵ ص ۲۴۸) حضرت شیخ فرماتے ہیں یرجون صورۃً خبر اور معنًی انشاء ہے ای لیرجوا یعنی جو لوگ قرآن کی تلاوت کرتے اور اس کے احکام کا اتباع کرتے ہیں، نماز قائم کرتے اور اللہ کی دی ہوئی دولت سے جائز مصارف میں خرچ کرتے ہیں وہ اللہ سے ایسے

وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ؕ اِنَّمَا
اور کیڑوں میں اور چوپاؤں میں کتنے رنگ ہیں اسی طرح
يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ﴿۲۸﴾
اللہ سے ڈرتے وہی ہیں ۲۸ اسکے بندوں میں سے جن کو سمجھ ہے تحقیق اللہ زبردست ہے بخشنے والا
اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا
جو لوگ ۲۹ پڑھتے ہیں کتاب اللہ کی اور سیدھی کرتے ہیں نماز اور خرچ کرتے ہیں
مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ﴿۲۹﴾
کچھ ہمارا دیا ہوا چھپے اور کھلے امیدوار ہیں ایک بیوپار کے جس میں ٹوٹا نہ ہو
لِيُوَفِّيَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ
تاکہ پورا دے ان کو ثواب ان کا اور زیادہ دے اپنے فضل سے تحقیق وہ ہے بخشنے والا
شَكُوْرٌ ﴿۳۰﴾ وَالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ
قدردان اور جو ہم نے اتاری ۳۰ تجھ پر کتاب وہی ٹھیک ہے
مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۳۱﴾
تصدیق کرنے والی اپنے سے اگلی کتابوں کی بے شک اللہ اپنے بندوں سے خبردار ہے دیکھنے والا
ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ
پھر ہم نے وارث کئے ۳۱ کتاب کے وہ لوگ جن کو چن لیا ہم نے اپنے بندوں میں سے ف۱ پھر کوئی ان میں
ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ
برا کرتا ہے اپنی جان کا اور کوئی ان میں ہے بیچ کی چال پر اور کوئی ان میں آگے بڑھ گیا ہے لیکر خوبیاں
بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿۳۲﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ
اللہ کے حکم سے یہی ہے بڑی بزرگی ف۲ باغ ہیں بسنے کے ۳۲
يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۚ
جن میں وہ جائینگے وہاں ان کو گہنا پہنایا جائے گا کنگن سونے کے اور موتی کے

زجر ۲۸ مع بشارت
اخروی ۲۹ ۳۰

دلیل وحی ۳۱ مع ۳۲
بشارت اخروی
برائے خدام کتاب اللہ

موضح قرآن ف۱ یعنی سب آدمی ڈرنے والے نہیں ڈرنا اللہ سے سمجھ والوں کی صفت ہے اور اللہ کی معاملت بھی دو طرح ہے زبردست بھی ہے کہ ہر خطا پر پکڑے اور غفور بھی ہے کہ گنہگار کو بخشے ف۲ یعنی پیغمبر کے بعد کتاب کے وارث کئے ایک اور چنے بندے یعنی یہ امت اُن میں تین درجے بتائے ایک میانہ ایک گنہگار ایک اعلیٰ سب کو گنا۔ چنے بندوں میں امید ہے کہ آخر سب بہشتی ہوں رسول نے فرمایا ہمارا گنہگار معاف ہے اور میانہ سلامت ہے اور آگے بڑھے سو سب سے آگے بڑھے اللہ کریم ہے اس کے ہاں کمی نہیں۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی از پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم بامت محمدیہ رسید ۱۲

ثواب کی امید رکھیں جو ضائع نہیں ہوگا۔ کیونکہ انھوں نے تمام اعمال اخلاص کے ساتھ کیے ہیں۔ تاکہ اللہ انہیں انکے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے اور اپنے فضل سے زائد از استحقاق بھی عطا فرمائے انہ غفور شکور وہ بڑے بڑے گناہوں کو معاف کر دیتا اور چھوٹی چھوٹی نیکیوں کو قبول کر لیتا ہے **۳۰ ف** والذی اوحینا الخ یہ توحید پر دلیل وحی ہے ہم نے آپ پر جو کتاب نازل کی ہے وہ سراپا حق ہے اس میں ہم نے مسئلہ توحید کو وضاحت سے بیان کیا ہے۔ اور ہم ہی نے آپ کو مسئلہ توحید بیان کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ کتاب کتب سابقہ میں بیان شدہ عقائد اور اصول احکام کی تصدیق و تائید کرتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ مسئلہ توحید کتب سابقہ میں بھی مذکور تھا۔ ان اللہ بعبادہ لخبیر بصیر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے تمام ظاہری اور باطنی

وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ ﴿۳۳﴾ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ
اور ان کی پوشاک وہاں ریشمی ہے **ف** اور کہیں گے شکر اللہ کا جس نے دور کیا
عَنَّا الْحَزَنَ ۖ إِنَّ رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَكُورٌ ﴿۳۴﴾ الَّذِي أَحَلَّنَا
ہم سے غم بے شک ہمارا رب بخشنے والا قدردان ہے **ف۲** جس نے اتارا ہم کو **۳۳ ف**
دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهِ لَا يَمَسُّنَا فِيهَا نَصَبٌ وَلَا يَمَسُّنَا
آباد رہنے کے گھر میں اپنے فضل سے نہ پہنچے ہم کو اس میں مشقت اور نہ پہنچے ہم کو
فِيهَا لُغُوبٌ ﴿۳۵﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا يُقْضَىٰ
اس میں تھکنا **ف۳** اور جو لوگ منکر ہیں **۳۳ ف** ان کے لئے ہے آگ دوزخ کی نہ ان پر حکم
عَلَيْهِمْ فَيَمُوتُوا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُم مِّنْ عَذَابِهَا ۚ كَذَٰلِكَ
پہنچے کہ مر جائیں اور نہ ان پر ہلکی ہو وہاں کی کچھ کلفت یہ
نَجْزِي كُلَّ كَفُورٍ ﴿۳۶﴾ وَهُمْ يَصْطَرِخُونَ فِيهَا رَبَّنَا
سزا دیتے ہیں ہم ہر ناشکر کو اور وہ چلائیں اس میں اے رب
أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ ۚ أَوَلَمْ
ہم کو نکال کہ ہم کچھ بھلا کام کر لیں وہ نہیں جو کرتے رہے کیا
نُعَمِّرْكُم مَّا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَن تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ
ہم نے عمر نہ دی تھی تم کو اتنی کہ جس میں سوچ لے جس کو سوچنا ہو اور پہنچا تمہارے پاس
النَّذِيرُ ۖ فَذُوقُوا فَمَا لِلظَّالِمِينَ مِن نَّصِيرٍ ﴿۳۷﴾
ڈرانے والا اب چکھو کہ کوئی نہیں گنہگاروں کا مددگار **ف۴**
إِنَّ اللَّهَ عَالِمُ غَيْبِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ
اللہ **۳۵ ف** بھید جاننے والا ہے آسمانوں کا اور زمین کا اس کو خوب معلوم ہے
بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿۳۸﴾ هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ
جو بات ہے دلوں میں وہی ہے جس نے کیا تم کو قائم مقام

ع ۱۱ ۱۶

منزل ۵

[illegible] ۱۲

مردود دعوی بلا دلیل ۱۲

احوال کو جانتا ہے اس لئے آپ کو مستحق اور لائق جان کر ہی آپ پر یہ سراپا حق کتاب نازل فرمائی ہے۔ جو کتب سابقہ کے لئے معیار اور کسوٹی ہے۔ فعلمک وابصر احوالک وراٰک اھلا لان یوحی الیک مثل ھذا الکتاب المعجز الذی ھو عیار علی سائر الکتب (مدارک) **۳۱ ف** ثم اورثنا ــــ تا ــــ ولا یمسنا فیھا لغوب۔ یہ وارثان کتاب اللہ (قرآن) کے لئے بشارت اخروی ہے الذین اصطفینا سے امت محمدیہ کے علماء مراد ہیں جو کتاب اللہ کو سمجھیں اور اس کے احکام پر عمل کریں المراد بالمصطفین علماء الامۃ من الصحابۃ ومن بعدھم ممن یسیر بسیرتھم (روح ج ۲۲ ص ۱۹۵) پھر ان میں تین گروہ ہوئے اوّل ظالم لنفسہ جنہوں نے کتاب اللہ پر عمل کرنے اور اس کی خدمت کرنے میں بہت زیادہ کوتاہی اور سستی کی۔ دوم۔ مقتصد جن کے عمل بالکتاب اور مخالفت کے پلڑے برابر رہے سوم سابق بالخیرات جن کے عمل بالکتاب اور اعمال صالحہ کا پلڑا بھاری ہوا۔ قال الحسن الظالم من خفت حسناتہ والمقتصد من استوت والسابق من رجحت (روح) لیکن یہ تینوں جماعتیں، جنت میں جائیں گی جیسا کہ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے بروایت ابو سعید خدری ھؤلاء کلھم بمنزلۃ واحدۃ وکلھم فی الجنۃ اخرجہ احمد والطیالسی وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن مردویہ والبیھقی والترمذی وحسنہ (روح ج ۲۲ ص ۱۹۷) نیز آپ کا ارشاد گرامی ہے سابقنا سابق ومقتصدنا ناج وظالمنا مغفور لہ (قرطبی ج ۱۴ ص ۳۴۶) باذن اللہ اللہ کی توفیق و تیسیر سے ذٰلک ھو الفضل الکبیر وراثت قرآن کے لئے امت میں سے خاص بندوں کو چن لینا اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان اور فضل ہے **۳۲ ف** جنّٰت عدن الخ یہ مبتدا ہے اور یدخلونھا خبر اول یحلون الخ خبر ثانی و لؤلؤا من اساور کے محل پر معطوف ہے یا لؤلؤا فعل مقدر کا مفعول ہے مثلاً یؤتون (روح وغیرہ) حضرت شیخ نے یلبسون محذوف مانا ہے یدخلون اور یحلون کی ضمیروں سے تینوں جماعتیں مراد ہیں یعنی وہ سب جنات عدن میں داخل ہوں گے۔ اور انہیں سونے کے کنگن اور موتیوں کے زیور پہنائے جائیں گے۔ اور ان کا لباس ریشمی ہوگا۔ وقالوا الحمد للہ الخ جب وہ جنت میں داخل ہوں گے تو اللہ کی حمد و ثنا کریں گے اور اس کی نعمتوں کا اعتراف کریں گے کہ جس طرح دنیا میں تو ہی منعم اور کارساز تھا اسی طرح آج آخرت میں بھی تو ہی کارساز اور مہربان ہے

موضح قرآن ف۱ سونا اور ریشم مسلمانوں کو وہاں ہے رسولؐ نے فرمایا جو کوئی ریشم پہنے دنیا میں نہ پہنے آخرت میں **ف۲** غم دنیا کا دفع کیا بخشتا ہے گناہ قبول کرتا ہے طاعت **ف۳** رہنے کا گھر اس سے پہلے کوئی نہ تھا۔ ہر جگہ چل چلاؤ اور روزی کا فکر و غم اور دشمنوں کا ڈر رنج اور مشقت وہاں پہنچ کر سب گئے **ف۴** وہ نہیں جو کرتے تھے یعنی اس وقت تو اسی کو بھلا سمجھتے تھے پر اب وہ نہ کریں گے۔

ہر قسم کی حمد و ثنا کے لائق وہی ذات پاک ہے جس نے ہمیں ہر غم سے آزاد کیا۔ بیشک ہمارا پروردگار گناہ گاروں پر مہربان اور چھوٹی چھوٹی نیکیوں کو بھی قبول فرماتا ہے عن ابن عباس انہ قال فی ذٰلک غفر لنا العظیم من ذنوبنا وشکر لنا القلیل من اعمالنا (روح ج ۲۲ ص ۱۹۹) **۳۳ الذی احلنا** الخ دار المقامۃ بمصدر میمی ہے یعنی دار الاقامہ جس میں ہمیشہ رہیں گے مراد جنت ہے نصب تکلیف، رنج لغوب۔ تھکاوٹ۔ جس نے ہمیں محض اپنے فضل سے ایسے دار الاقامۃ (قیامگاہ۔ جنت) میں اتارا ہے جس میں ہمارا قیام دائمی ہوگا اور جس میں کسی قسم کی تکلیف اور مشقت نہیں **۳۴ والذین کفروا** الخ یہ کافروں کے لئے تخویف اخروی ہے کافروں کو جہنم میں داخل کیا جائے گا۔ اور جہنم میں ان پر موت نہیں آئے گی تاکہ وہ عذاب سے راحت پائیں۔ اور نہ عذاب میں کچھ تخفیف اور کمی ہی کی جائے گی۔ کفر و عناد میں انتہا کو پہنچنے والوں کو ہم ایسی سخت سزا دیتے ہیں وھم یصطرخون وہ دوزخ میں فریاد کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں ایک بار اس عذاب سے نکال کر دوبارہ دنیا میں بھیج ہم اپنے سابقہ اعمال کے برعکس اچھے کام کریں گے اولم نعمرکم الخ یہ اللہ کی طرف سے زجر و توبیخ کے طور پر جواب دیا جائے گا۔ کیا پہلے ہم نے تمہیں اس قدر طویل زندگی نہیں دی تھی جس میں ہر وہ شخص جو عبرت حاصل کرنا اور راہِ راست پر آنا چاہتا عبرت حاصل کر سکتا تھا اور تمہارے پاس اللہ کی طرف سے پیغام سنانے والے بھی آئے لیکن اس کے باوجود تم نے ہدایت سے کوئی اثر نہ لیا۔ اور کفر پر قائم رہے اس لئے اب اپنے کئے کی سزا کا مزہ چکھو۔ تم ایسے بے انصافوں کا کوئی مددگار نہیں جو تمہیں عذاب الٰہی سے بچا سکے **۳۵ ان اللہ** الخ یہ دسویں عقلی دلیل ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے غیب داں ہونے کا اثبات ہے زمین و آسمان کی ہر پوشیدہ چیز کو ہر جاندار کے دل کی پوشیدہ باتوں کو جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے لہٰذا وہی سب کا فریادرس اور کارساز ہے اس لئے مصائب و حاجات میں مافوق الاسباب صرف اسی کو پکارا کرو **۳۶ ھو الذی** الخ یہ ترغیب الی الایمان مع تخویف اخروی ہے۔ تمہارے باپ دادے کی جگہ اللہ نے اب تمہیں زمین کا وارث بنایا اور ان کا جانشین بنا لیا ہے۔ اس لئے اگر تم نے بھی ناشکری کی اور شرک کیا تو اس کی سزا پاؤ گے۔ یاد رکھو جس قدر زیادہ کفر کرو گے اسی قدر زیادہ اللہ کے قہر و غضب کے مستحق بنو گے اور اسی قدر زیادہ خسارے اور نقصان میں رہو گے۔ اس لئے اگر اللہ کے عذاب سے، اس کے قہر و غضب سے اور خسارۂ آخرت سے بچنا چاہتے ہو تو اس کی توحید پر اور تمام ضروریاتِ دین پر ایمان لے آؤ اور اس کے فرمانبردار بندے بن جاؤ **۳۷ قل ارءیتم** الخ یہ دلائل مذکورہ کا دوسرا تفصیلی ثمرہ ہے۔ جب ثابت ہو گیا کہ سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے تو پھر غیر اللہ کی عبادت کیوں کرتے ہو۔ اور حاجات میں غیر اللہ کو کیوں پکارتے ہو۔ بتاؤ تو سہی جن خود ساختہ معبودوں کو تم پکارتے ہو ان کے عبادت اور پکار کے لائق ہونے کی دلیل کیا ہے؟ ارونی ماذا ۱۲ الخ یہ عقلی دلیل کا مطالبہ ہے یعنی مستحق عبادت تو صرف وہی ہو سکتا ہے جو خالق ہو۔ تو کیا تمہارے ان معبودوں نے زمین کا کوئی خطہ پیدا کیا ہے یا آسمانوں کی تخلیق ہی میں ان کا کوئی حصہ ہے ذرا دکھاؤ تو اعبدتموھم لان لھم شرکۃ فی خلق السموات ام خلقوا من الارض شیئا (قرطبی ج ۱۴ ص ۳۰۶)

۳۸ ام اٰتینٰھم الخ یہ نقلی دلیل کا مطالبہ ہے کیا ہم نے ان پر کوئی کتاب نازل کی ہے جس میں ان معبودانِ باطلہ کی عبادت کی اجازت دی گئی ہے دونوں جگہوں میں استفہام انکاری ہے یعنی نہ زمین و آسمان کی تخلیق میں ان کا کوئی حصہ ہے اور نہ کسی آسمانی کتاب میں غیر اللہ کی عبادت کی اجازت دی گئی ہے۔ چونکہ وحی کا امکان نہ تھا اس لئے دلیل وحی کا مطالبہ نہیں کیا گیا۔

فِی الْاَرْضِ ؕ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَیْهِ كُفْرُهٗ ؕ وَلَا یَزِیْدُ الْكٰفِرِیْنَ

زمین میں پھر جو کوئی ناشکری کرے تو اس پر پڑے اسکی ناشکری اور منکروں کو نہ بڑھے گی

كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا مَقْتًا ۚ وَلَا یَزِیْدُ الْكٰفِرِیْنَ

ان کے انکار سے ان کے رب کے سامنے مگر بیزاری اور منکروں کو نہ بڑھے گا

كُفْرُهُمْ اِلَّا خَسَارًا ﴿۳۹﴾ قُلْ اَرَءَیْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِیْنَ

ان کے انکار سے مگر نقصان ف۲ تو کہہ بھلا دیکھو تو ۳۷ اپنے شریکوں کو جن کو

تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ

پکارتے ہو اللہ کے سوائے دکھلاؤ تو مجھ کو کیا بنایا انہوں نے

الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِی السَّمٰوٰتِ ۚ اَمْ اٰتَیْنٰهُمْ كِتٰبًا

زمین میں یا کچھ ان کا ساجھا ہے آسمانوں میں یا ہم نے دی ہے انکو ۳۸ کوئی کتاب

فَهُمْ عَلٰی بَیِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ بَلْ اِنْ یَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ

سو یہ سند رکھتے ہیں اس کی کوئی نہیں پر جو وعدہ بتلاتے ہیں ۳۹ گنہگار ایکدوسرے کو

بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۴۰﴾ اِنَّ اللّٰهَ یُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَ

سب فریب ہے تحقیق اللہ ۴۰ تھام رہا ہے آسمانوں کو اور

الْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ۬ وَلَئِنْ زَالَتَاۤ اِنْ اَمْسَكَهُمَا

زمین کو کہ ٹل نہ جائیں اور اگر ٹل جائیں تو کوئی نہ تھام سکے ان کو

مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۱﴾ وَ

اس کے سوائے ف۱ وہ ہے تحمل والا بخشنے والا اور

اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِیْرٌ

قسمیں کھاتے تھے اللہ کی ۴۱ تاکید کی قسمیں اپنی کہ اگر آئے گا ان کے پاس کوئی ڈر سنانیوالا

لَّیَكُوْنُنَّ اَهْدٰی مِنْ اِحْدَی الْاُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ

البتہ بہتر راہ چلیں گے ہر ایک امت سے پھر جب آیا انکے پاس ۴۲

منزل ۵

یہ دلائل سابقہ کا دوسرا تفصیلی ثمرہ ہے ۱۲ مڑ

یہ بارہویں عقلی دلیل ہے ۱۲ ترغیب مع تخویف دنیوی ۱۲

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی غیر خدا ۱۲۔ **موضح قرآن** ف۱ قائم مقام کیا زمین میں یعنی رسولوں کے پیچھے ریاست دی یا اگلی امتوں کے پیچھے اب اس کا حق ادا کرو۔

نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرَا ﴿۴۲﴾ اِسْتِكْبَارًا فِى الْاَرْضِ
ڈرسنانیوالا اور زیادہ ہوگیا ان کا بدکنا غرور کرنا ملک میں

وَمَكْرَ السَّيِّئِ ۭ وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ۭ
اور داؤ کرنا بُرے کام کا اور برائی کا داؤ الٹے گا انہی داؤں والوں پر

فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ
پھر اب وہی راہ دیکھتے ہیں ۴۳ف پہلوں کے دستور کی سو تو نہ پاوے گا اللہ کا

اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۥ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ﴿۴۳﴾ اَوَلَمْ
دستور بدلتا اور نہ پاوے گا اللہ کا دستور ٹلتا ف کیا

يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
پھرے نہیں ۴۴ف ملک میں کہ دیکھ لیں کیسا ہوا انجام

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۭ وَمَا كَانَ
ان لوگوں کا جو ان سے پہلے تھے اور تھے ان سے بہت سخت زور میں اور

اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ فِى السَّمٰوٰتِ وَلَا فِى الْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ
اللہ وہ نہیں جس کو تھکائے کوئی چیز آسمانوں میں اور نہ زمین میں وہی ہے

كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا ﴿۴۴﴾ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا
سب کچھ جانتا کر سکتا اور اگر پکڑ کرے اللہ ۴۵ف لوگوں کی ان کی

كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰي ظَهْرِهَا مِنْ دَاۗبَّةٍ وَّلٰكِنْ
کمائی پر نہ چھوڑے زمین کی پیٹھ پر ایک بھی ہلنے چلنے والا پر ان کو

يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَاۗءَ اَجَلُهُمْ
ڈھیل دیتا ہے ایک مقررہ وعدہ تک پھر جب آئے ان کا وعدہ ۴۶ف

فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ﴿۴۵﴾
تو اللہ کی نگاہ میں ہیں اس کے سب بندے

ع ۵
۱۷

والمعنى ان عبادة هؤلاء اما بالعقل ولا عقل يحكم بصحة عبادة من لا يخلق جزءً اما من الارض ولا له شرك في السماء واما بالنقل ولم نؤت المشركين كتابا فيه الامر بعبادة هؤلاء (روح ج ۲۲ ص ۲۰۳) ۳۹ف بل ان يعد الخ یہ ماقبل سے اضراب ہے یعنی مشرکین کے پاس شرک کے حق میں کوئی عقلی یا نقلی دلیل تو موجود نہیں اور وہ کسی دلیل کی بنا پر شرک نہیں کرتے بلکہ شرک کی اصل وجہ یہ ہے کہ ان کے اسلاف اور پیشواؤں نے ان کو جھوٹی آرزوئیں دلا کر گمراہ کر دیا ہے کہ یہ شرکاء خدا کے یہاں ان کے سفارشی ہیں۔ اور ان کی عبادت و تعظیم قرب خداوندی کا باعث ہے۔ لما نفى انواع الحجج فى ذلك اضرب عنه بذكر ما حملهم عليه و هو تقرير الاسلاف للاخلاف واضلال الرؤساء للاتباع بانهم شفعاء عند الله يشفعون لهم بالتقرب اليه (ابو السعود ج ۷ ص ۵۳) ۴۰ف ان الله الخ یہ توحید پر گیارہویں عقلی دلیل ہے زمین و آسمان کو اللہ تعالیٰ ہی نے تھام رکھا ہے اور وہ اپنی جگہ اِدھر اُدھر نہیں ہٹ سکتے۔ اگر بفرض محال وہ اپنی جگہ سے ہٹ جائیں تو اللہ کے سوا کوئی انہیں تھامنے والا نہیں اس سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور معبودانِ باطلہ کے عجز کا پتہ چلتا ہے اس لئے یہ عاجز معبود اور کارساز نہیں ہو سکتے۔ لما بين ان آلهتهم لا تقدر على خلق شيء من السموات والارض بين ان خالقهما وممسكهما هو الله فلا يوجد حادث الا بايجاده ولا يبقى الا بابقائه (قرطبی ج ۱۴ ص ۳۰۶) انه كان حليما غفورا ہ وہ ایسا بردبار ہے کہ مشرکین کو فوراً نہیں پکڑتا اور ایسا مہربان ہے کہ توبہ کرنیوالوں کی توبہ قبول فرما لیتا ہے یہ دلیل پہلی دلیل سے متعلق ہے اس میں فرمایا تھا کہ زمین و آسمان کو پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اور اس دلیل میں فرمایا کہ زمین و آسمان کو تھامنے والا بھی وہی ہے۔ ۴۱ف واقسموا الخ یہ زجر ہے مع تخویف دنیوی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے قریش کو معلوم ہوا کہ یہود اور نصاریٰ میں پیغمبر آئے تو انھوں نے ان کو جھٹلا دیا اور ان کا اتباع نہ کیا اس پر قریش یہود و نصاریٰ کو ملامت کرتے تھے کہ خدا ان پر لعنت کرے انھوں نے اپنے پیغمبروں کو جھٹلا دیا۔ خدا کی قسم اگر ہم میں اللہ کا رسول مبعوث ہو تو ہم ان جھٹلانیوالی تمام امتوں سے زیادہ ہدایت کو قبول کرنے والے اور اپنے پیغمبر کی اطاعت کرنے والے ہوں گے۔ قریش کی آرزو تھی کہ ان میں اللہ کا رسول مبعوث ہو۔ اور وہ نہایت ہی پختہ قسمیں کھاتے کہ وہ رسول کی پیروی کریں گے۔ احدی الامم میں اضافت استغراقی ہے یعنی ہر امت سے اہدی ہوتے قال الشیخ رحمہ اللہ یا الف لام عہد کے لئے ہے اور مراد جھٹلانے والی امتیں ہیں (روح) ۴۲ف فلما جاءهم الخ جب ان کی آرزو اور تمنا کے مطابق انہی میں سے ایک عظیم الشان اور اشرف الرسل حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم رسول اور داعی حق ہو کر آگئے تو وہ ان کے پاس سے بھاگ نکلے ایمان لانے سے غرور و استکبار نے ان کو روک دیا اور پیغمبر علیہ السلام کی حمایت کے بجائے وہ آپ کے خلاف نہایت ہی برے اور خطرناک منصوبے سوچنے لگے اور خود ایمان لانے کے بجائے دوسروں کو بھی ایمان لانے سے روکنے لگے۔ لیکن ایسے مکر و فریب کا وبال انہی لوگوں پر پڑتا ہے جو اس کے لائق اور اہل ہوں لہٰذا اس کا وبال خود انہی پر پڑے گا کیونکہ وہی اس کے اہل ہیں نہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں پر کیونکہ وہ اس کے اہل نہیں چنانچہ جنگ بدر میں یہ لوگ خود ہی اپنے مکر و فریب کا شکار ہوئے۔ وقد حاق مكرهم هؤلاء بهم يوم بدر (روح جلد ۲۲ ص ۲۰۶) ۴۳ف فهل ينظرون الخ کیا یہ ہمارے عذاب کا انتظار کر رہے ہیں جو پہلے زمانے کے کافروں پر نازل

زجر مع تخویف دنیوی
تنبیہ ۲

موضح قرآن ف عرب کے لوگ جو سنتے یہود کی بے حکمیاں اپنے نبی سے تو کہتے کبھی ہم میں ایک نبی آوے تو ہم ان سے بہتر رفاقت کریں سو منکروں نے اور عداوت کی۔

ہوا تو اگر یہ تکذیب و انکار پر قائم رہے تو ہمارا عذاب ان پر ضرور آئے گا۔ کیونکہ ہماری سنت جاریہ بدل نہیں سکتی۔ بین ان سنتہ التی ھی الانتقام من مکذبی الرسل سنۃ لایبدلھا فی ذاتھا ولایحولھا عن اوقاتھا وان ذالك مفعول لامحالۃ (مدارك) ۴۴ اولم یسیروا الخ یہ تخویف دنیوی ہے یہ ماقبل کی تنویر و تفصیل ہے یعنی اگر وہ ہماری سنت جاریہ کا مشاہدہ کرنا چاہیں تو زمین میں چل پھر کر گذشتہ سرکش قوموں کی تباہ شدہ بستیوں کو دیکھیں وہ لوگ قوت و شوکت میں ان سے بڑھ کر تھے لیکن جب انھوں نے ہمارے پیغمبروں کی تکذیب کی تو ہم نے ان کو تہس نہس کرکے رکھ دیا۔ کیونکہ زمین و آسمان میں کوئی بھی اس پر غالب نہیں اور کوئی اس سے قوی تر نہیں۔ وہ سب کچھ جاننے والا اور ہر چیز پر قدرت والا ہے۔ وہ معاندوں اور سرکشوں کو جانتا بھی ہے اور ان کو پکڑنے کی قدرت بھی رکھتا ہے ۴۵ ولو یؤاخذ الخ اللہ تعالیٰ کے حلم کا بیان ہے کہ وہ نہ تو ہر گناہ پر گرفت کرتا ہے اور نہ گنا ہگار کو فوراً ہی پکڑ لیتا ہے بلکہ بہت سے گناہوں سے درگذر فرماتا ہے اور قابل مؤاخذہ گناہوں کے بعد مہلت دیتا ہے اگر اللہ تعالیٰ بنی آدم پر ہر گناہ کی وجہ سے مؤاخذہ فرماتا تو زمین پر کوئی بھی انسان اب تک زندہ موجود نہ ہوتا بلکہ سب کسی نہ کسی گناہ کے بدلے ہلاک ہوچکے ہوتے۔ دآبۃ سے خاص انسان مراد ہیں۔ قیل المراد بالدآبۃ الانس وحدھم واید بقولہ تعالیٰ ولکن یؤخرھم الخ (روح ج ۲۲ ص۲۰۶) یا دآبۃ سے ہر ذی روح مراد ہے تو مطلب یہ ہوگا کہ بنی آدم کے گناہوں کی شوم اور نحوست سے ہر جاندار ہلاک ہوجاتا۔ ای من حیوان یدب علی الارض لشؤم المعاصی (روح) حضرت شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ اس بات سے کنایہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی بھاگ نہیں سکتا ۴۶ فاذا جاء الخ اذا کی جزا محذوف ہے ای اخذھم یعنی جب ان کے مؤاخذے کا وقت آئے گا تو وہ ان کو پکڑ لے گا۔ فان اللہ کان بعبادہ بصیرا یہ ماقبل کے لئے بمنزلہ تعلیل ہے وہ اپنے بندوں کے احوال کو خوب جانتا ہے اسے معلوم ہے کون عذاب کا مستحق ہے اور کون نہیں۔

سورۂ فاطر میں آیاتِ توحید

۱۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ـــــ تا ـــــ فَاَنّٰی تُؤْفَكُوْنَ ۝ (ع ۱) نفیِ شرک فی التصرف

۲۔ وَاللّٰهُ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ ـــــ تا ـــــ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِیْعًا (ع ۲) نفیِ شرک فی التصرف

۳۔ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ـــــ تا ـــــ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرٌ ۝ (ع ۲) نفیِ شرک فی التصرف و نفیِ شرک فی العلم

۴۔ وَمَا یَسْتَوِی الْبَحْرٰنِ ـــــ تا ـــــ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ (ع ۲) نفیِ شرک فی التصرف

۵۔ وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ـــــ تا ـــــ وَلَا یُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِیْرٍ ۝ (ع ۲) نفیِ شرک فی الدعاء

۶۔ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ـــــ تا ـــــ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِیْزٍ ۝ (ع ۳) نفیِ شرک فی التصرف

۷۔ وَمَا یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ ـــــ تا ـــــ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ ۝ (ع ۳) تمثیل مؤمن و کافر و مشرک و موحد

۸۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ ـــــ تا ـــــ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ (ع ۴) نفیِ شرک فی التصرف

۹۔ اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَیْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (ع ۵) نفیِ شرک فی العلم۔

۱۰۔ قُلْ اَرَءَیْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ ـــــ تا ـــــ اِنَّهٗ كَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا ۝ (ع ۵) نفیِ شرک فی العبادۃ و نفیِ شرک فی التصرف

(بحمد اللہ تعالیٰ و احسانہٖ و انعامہٖ و حسن توفیقہٖ آج بتاریخ ۱۱ صفر المظفر ۱۳۸۹ھ مطابق ۲۹ اپریل ۱۹۶۹ء بروز سہ شنبہ بوقت دس بجے قبل دوپہر سورۂ فاطر کی تفسیر ختم ہوئی۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ محمد و آلہٖ وصحبہٖ وسائر عبادہ الصالحین اجمعین)

سُورۂ یٰسٓ ۱ـه

ربط سورۂ سبا میں نفی شفاعتِ قہری کا مضمون مذکور ہوا۔ سورۂ یٰسین، الصافات، صٓ اور زمر کا کچھ حصہ سورۂ سبا پر مرتب ہے یعنی مضمونِ (نفی شفاعت قہری) ان سورتوں میں بطریق ترقی ذکر کیا گیا ہے۔ سورۂ سبا میں اس دعوے کے بارے میں شبہات کا ازالہ کیا گیا اب سورۂ یٰسین میں فرمایا کہ یہ مزعومہ سفارشی جب مشرکین کو خدا کی گرفت سے نہیں بچا سکتے تو وہ شفیع غالب کس طرح بن سکتے ہیں۔

خلاصہ تمہید مع ترغیب درمیان میں دعویٰ سورت کا ذکر اور دعوے پر پانچ دلائل عقلیہ چار درمیان میں ایک آخر میں شکوے زجریں تخویفیں بشارتیں اور سب سے آخر میں سورت کا خلاصہ۔

تفصیل !

یٰسٓ — تا — فبشرہ بمغفرۃ واجر کریم ۰ تمہید مع ترغیب۔ قرآن حکیم الہی عظیم الشان کتاب آپ کی صداقت پر شاہد ہے لیکن اکثر لوگ بوجہ مہر جباریت ایمان نہیں لائیں گے۔ انا نحن نحی الموتیٰ الخ تخویف اخروی ہے واضرب لھم — تا — فاذا ھم خامدون ۰ (۲۶) اصحاب القریہ کا قصہ کسقدر عبرت آموز ہے انھوں نے ہمارے پیغمبروں کو جھٹلایا اور ایک مومن ناصح کو شہید کر ڈالا۔ ہم نے ان کو عذاب میں پکڑ لیا۔ لیکن ان کے سفارشی ان کو ہماری گرفت سے نہ چھڑا سکے۔ اس قصے کے ضمن میں دعویٰ سورت بھی آگیا۔ ء اتخذ من دونہٖ اٰلھۃ ان یردن الرحمٰن بضر لا تغن عنی شفاعتھم شیئا ولا ینقذون یعنی اللہ کے سامنے کوئی شفیع غالب نہیں جو کسی کو اس کی گرفت سے بچا سکے۔ یحسرۃ علی العباد الخ یہ شکوہ ہے الم یروا — تا — محضرون ۰ یہ پہلی عقلی دلیل ہے۔ ہم نے کتنی ہی سرکش اور مشرک قوموں کو ہلاک کیا۔ اور ان کے شفعاء نے ان کو ہلاکت سے نہ بچایا۔ واٰیۃ لھم الارض — تا — ومما لا یعلمون ۰ (۳۶) یہ دوسری عقلی دلیل ہے مردہ زمین کو زندہ کر کے اس سے غلہ پیدا کرنا کھجور اور انگور اور پھلوں کے باغات پیدا کرنا۔ زمین سے پانی کے چشمے جاری کرنا۔ یہ ہمارا کام ہے ان کے شفعاء اس میں شریک نہیں ہیں۔ تمہارے مزعومہ شفعاء اور معبود (فرشتے، جن، انبیاء علیہم السلام) ان کاموں میں سے ایک کام بھی نہیں کرسکتے پھر وہ شفیع اور معبود کیسے بن سکتے ہیں۔ واٰیۃ لھم الیل — تا — وکل فی فلک یسبحون ۰ یہ تیسری عقلی دلیل ہے یہ سارا نظام شمسی اللہ تعالیٰ کے تصرف سے چل رہا ہے۔ اس کائنات کے نظم و نسق میں آج تک سر مو فرق نہیں آیا۔ اگر کوئی شفیع غالب ہے تو اس نظام میں ادنیٰ سے ادنیٰ تبدیلی کر کے دکھا دے۔ واٰیۃ لھم انا حملنا — تا — ومتاعا الی حین ۰ یہ چوتھی عقلی دلیل ہے ہم ان کو کشتیوں اور بحری جہازوں میں صحیح سلامت پار اتارتے ہیں۔ اور جب چاہیں غرق کر دیں لیکن ان کے مزعومہ سفارشی اور کارساز انہیں غرق ہونے سے نہ بچا سکیں۔ واذا قیل لھم اتقوا — تا — فی ضلٰل مبین ۰ شکوہ ہے۔ ویقولون متی ھذا الوعد — تا — ما کنتم تعملون ۰ (۴۶) یہ تخویف اخروی ہے ان اصحٰب الجنۃ — تا — سلٰم قولا من رب رحیم یہ بشارت اخروی ہے۔ وامتازوا الیوم — تا — بما کانوا یکسبون۔ یہ بھی تخویف اخروی ہے۔ ولو نشاء لطمسنا — تا — افلا یعقلون ۰ یہ تخویف دنیوی ہے۔ وما علمنٰہ الشعر — تا — ویحق القول علی الکٰفرین ۰ (۵۶) یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی دلیل ہے۔ مشرکین کہتے ہیں یہ (پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) شاعر ہے اور یہ قرآن شعر ہے فرمایا قرآن شعر نہیں اور نہ ہم نے پیغمبر علیہ السلام کو شاعری کی استعداد ہی عطا فرمائی ہے۔ کیونکہ شاعری آپ کی شان کے لائق ہی نہیں۔ اولم یروا — تا — افلا یشکرون ۰ یہ پانچویں عقلی دلیل ہے یہ انواع واقسام کے چوپائے جن میں سے کچھ تو سواری اور بار برداری کے کام آتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جن کا وہ گوشت کھاتے اور دودھ پیتے ہیں۔ یہ سب ہم ہی نے پیدا کئے ہیں ان کے مزعومہ معبودوں کا ان کی تخلیق میں کوئی حصہ نہیں۔ اس لئے وہ معبود اور شفیع نہیں ہوسکتے۔ واتخذوا من دون اللہ الخ جن کو ان مشرکین نے اپنا کارساز بنا رکھا ہے تاکہ بوقت حاجت ان کے کام آئیں وہ سب مل کر بھی ان کی مدد نہیں کر سکتے۔ فلا یحزنک قولھم الخ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی اور مشرکین کے لئے تخویف اخروی ہے۔ اولم یر الانسان — تا — وھی رمیم ۰ یہ شکویٰ ہے۔ انسان کسقدر احسان فراموش ہے۔ ہم نے اس کو ایک ناچیز قطرۂ آب سے پیدا کیا۔ لیکن بڑا ہو کر وہ ہماری توحید اور قدرت میں جھگڑنے لگا۔ اور کہنے لگا بھلا ان بوسیدہ ہڈیوں کو بھی کوئی زندہ کر سکتا ہے اس موقع پر اس نے اپنی پیدائش بھلا دی۔ قل یحییھا الذی انشاھا اول مرۃ — تا — کن فیکون یہ جواب شکویٰ۔ اور قیامت کا ثبوت ہے۔ جس ذاتِ پاک نے پہلی بار ہر چیز کو نیست سے ہست کر لیا۔ مردہ انسانوں کو دوبارہ پیدا کرے گا۔ جس کی قدرت کا ایک ادنیٰ کرشمہ یہ ہے کہ وہ سرسبز درخت سے آگ پیدا کر سکتا ہے پھر جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرما لیا وہ انسانوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر قادر نہیں ؟ حالانکہ اس کے لئے کوئی کام دشوار اور مشکل نہیں کسی کام کے پایۂ تکمیل کو پہنچنے کے لئے صرف اس کا ارادہ ہی کافی ہے۔ فسبحٰن الذی بیدہ الخ یہ سورت کا لب لباب ہے۔ ساری کائنات کا مکمل نظم و نسق صرف اسی کے ہاتھ میں ہے اس لئے اللہ کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں۔ اور قیامت ضرور آئے گی جس میں سب اللہ کے سامنے حاضر ہوں گے۔

۲ والقراٰن — تا — واجر کریم ۰ یہ تمہید مع ترغیب ہے اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت، قرآن کی عظمت اور مشرکین کے عناد و انکار کا ذکر کیا گیا ہے۔ انک لمن المرسلین۔ جواب قسم ہے اور علی صراط مستقیم خبر بعد خبر ہے تنزیل العزیز الرحیم یہ نزل مقدر کا مفعول مطلق ہے (مظہری قرطبی) اور یہ جملہ القراٰن سے حال واقع ہے یہ حکمت و دانش سے لبریز قرآن اس پر شاہد ہے کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اور سیدھی راہ پر گامزن ہیں یہ قرآن خدائے عزیز و رحیم نے آپ

پر نازل فرمایا ہے جو منکرین کو سزا دینے اور ماننے والوں پر رحمت کرنے والا ہے اس لئے ایسی عظیم الشان کتاب پر ضرور ایمان لانا چاہیئے۔

ف۳ لتنذر الخ یہ المرسلین سے متعلق ہے آپ کو اس لئے بھیجا گیا ہے تاکہ آپ ایک ایسی قوم کو ڈرائیں جن کے باپ دادا کے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا اور وہ تعلیمات الٰہیہ سے بے خبر ہیں مراد مشرکین عرب ہیں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بعد ان میں کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد فرمایا لتنذر قوما ما اتٰھم من نذیر من قبلک... حیث لم یبعث بمکۃ نبی بعد اسماعیل علیہ السلام فھم اشد احتیاجا الی الرسالۃ من غیرھم (مظہری جلد ۸ ص ۶)

ف۴ لقد حق الخ یہ زجر ہے آپ کی خواہش تو یہ ہے کہ تمام کفار ایمان لے آئیں، لیکن یہ ایسے ضدی اور بدبخت ہیں کہ ایسی عظیم الشان کتاب کو بھی نہیں مانتے۔ ان میں سے اکثر کے حق میں تو فیصلہ ہو چکا ہے کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے کیونکہ ضد، تعنت اور عناد و مکابرہ کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے فھم لا یؤمنون جملہ القول کا بیان ہے۔

ف۵ انا جعلنا الخ یہ ان کے ایمان نہ لانے کی علت ہے یعنی مہر جباریت کا بیان ہے ثم بین سبب ترکھم الایمان فقال (انا جعلنا فی اعناقھم اغلالا) (قرطبی جلد ۱۵ ص ۷) یہ مہر جباریت کی پہلی تمثیل ہے مشرکین جو ضد اور عناد کی وجہ سے حق کا انکار کرتے ہیں ان کی مثال ان لوگوں جیسی ہے جن کے گلوں میں ٹھوڑیوں تک طوق ڈالے گئے ہوں اور ان کے سر اوپر کو اٹھ جائیں اور وہ نیچے نگاہ کر کے رستہ نہ دیکھ سکیں اور نہ گردنوں کو ادھر ادھر موڑ سکیں یہی حال ان معاندین کا ہے کہ عناد و مکابرہ کی وجہ سے وہ حق کی طرف التفات نہیں کرتے نہ حق کے سامنے سر جھکاتے ہیں وجعلنا من بین ایدیھم سدا الخ یہ دوسری تمثیل ہے ان معاندین کی مثال ان لوگوں کی مانند ہے جو ایک طرف تو چار دیواری میں گھرے ہوئے ہوں اور علاوہ ازیں اندھے بھی ہوں جس طرح انھیں بھی کچھ نظر نہیں آتا اسی طرح معاندین ضد اور عناد کی چار دیواری میں گھرے ہوئے ہیں طغیان اور تعنت نے انھیں نور بصیرت سے محروم کر دیا ہے اس لئے وہ راہ حق کو نہیں دیکھ سکتے۔ ھذا علی طریق التمثیل ولم یکن ھناک غل ولا سد اراد اللہ سبحانہ انا منعناھم عن الایمان بموانع فجعل الاغلال و السد مثلا لذلک فھو تقریر لتصمیمھم علی الکفر والطبع علی قلوبھم بحیث لا یغنی عنھم الآیات والنذر الخ (مظہری ج ۸ ص ۷۳) ف۶ وسواء الخ یہ ماقبل ہی کی توضیح و تنویر ہے۔ جب ان کے دلوں پر مہر جباریت ثبت ہو چکی ہے تو ان کے لئے آپ کا وعظ و انذار بے سود ہے آپ کا ان کو ڈرانا، اور نہ ڈرانا برابر ہے وہ ایمان نہیں لائیں گے ف۷ انما تنذر الخ یہ بشارت اخروی ہے اور معاندین کے مقابلے میں مخلصین کی صفات کا ذکر ہے آپ کے وعظ و تذکیر سے صرف وہی لوگ فائدہ اٹھائیں گے جو نصیحت پر عمل کریں اور خلوت میں بھی خدا سے ڈریں ایسے لوگوں کو گناہوں کی بخشش اور اجر عظیم کی خوشخبری سنا دیں۔ ای خاف فی السر والعلن (خازن ج ۶ ص ۳)

سُوْرَةُ یٰسٓ مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ ثَلٰثٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰیَۃً وَّخَمْسُ رُکُوْعَاتٍ
سورہ یٰسین مکہ میں نازل ہوئی اس میں تراسی آیتیں ہیں اور پانچ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

یٰسٓ ① وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ② اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ③
قسم ہے اس پکے قرآن کی ف۲ تو تحقیق ہے بھیجے ہوؤں میں سے

عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ④ تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ ⑤
اوپر سیدھی راہ کے اتارا زبردست رحم والے نے ہے

لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُھُمْ فَھُمْ غٰفِلُوْنَ ⑥ لَقَدْ
تاکہ تو ڈرائے ف۳ ایک قوم کو کہ ڈر نہیں سنا ان کے باپ دادوں نے سو انکو خبر نہیں ف۱ ثابت

حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓی اَکْثَرِھِمْ فَھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ⑦ اِنَّا
ہو چکی ہے بات ف۴ ان میں بہتوں پر سو وہ نہ مانیں گے ہم نے

جَعَلْنَا فِیْٓ اَعْنَاقِھِمْ اَغْلٰلًا فَھِیَ اِلَی الْاَذْقَانِ فَھُمْ
ڈالے ہیں ف۵ ان کی گردنوں میں طوق سو وہ ہیں ٹھوڑیوں تک پھر ان کے

مُّقْمَحُوْنَ ⑧ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْھِمْ سَدًّا وَّمِنْ
سر اُلل رہے ہیں اور بنائی ہم نے ان کے آگے دیوار اور

خَلْفِھِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰھُمْ فَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ ⑨ وَسَوَآءٌ
پیچھے دیوار پھر اوپر سے ڈھانک دیا سو ان کو کچھ نہیں سوجھتا ف۲ اور برابر ہے

عَلَیْھِمْ ءَاَنْذَرْتَھُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ⑩ اِنَّمَا
ان کو ف۶ تو ڈرائے یا نہ ڈرائے یقین نہیں کرینگے تو تو

تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّکْرَ وَخَشِیَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَیْبِ
ڈر سنائے ف۷ اسکو جو چلے سمجھائے پر اور ڈرے رحمٰن سے بن دیکھے

ف۱ تنبیہ مع ترغیب ۱۲
ف۲ زجر ۱۲
ف۳ بیان جبر
جباریت تمثیل اول
ف۴ تمثیل ثانیہ ۱۲
ف۵ دوسری ... ۱۲
ف۶ بشارت ۱۲
ف۷ ... ری ۱۲

فائدۃ الرحمٰن ف۱ یعنی در بنی اسمٰعیل ہیچ پیغامبرے مبعوث نشدہ بود ف۲ و ف۳ ایں ہر دو آیت تمثیل و تصویر است یأس ایشان را از شناختن حق ۱۲

۹۸ انا نحن الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ ہم مُردوں کو ضرور زندہ کریں گے۔ اور ہر ایک کو اس کے اعمال و آثار کے مطابق جزا و سزا ملے گی۔ کیونکہ ہم سب کے اعمال خیر و شر لکھوا رہے ہیں۔ نیک اور بُرے کاموں کے جو نمونے قائم کر چکے ہیں ان کا بھی ہمارے پاس ریکارڈ موجود ہے اسی و نکتب ماسنوا من سنة حسنة او سیئة (خازن و معالم ج ۶ ص ۳) امام مبین سے نامہ اعمال یا لوح محفوظ مراد ہے۔ ای کتاب اعمالھم الشاھد علیھم بما عملوہ من خیرا و شر (ابن کثیر جلد ۳ ص ۵۶۶) یعنی اللوح المحفوظ (مدارک ج ۴ ص ۳) حاصل یہ کہ ہم ان کے تمام اعمال و افعال کو نگاہ میں رکھتے اور ان کو ان کے اعمالناموں میں لکھوا رہے ہیں **۹۹** واضرب لھم الخ یہ تخویف دنیوی ہے **اصحاب القریہ** (بستی والوں) کا قصہ بیان کرکے اہل مکہ کو متنبہ کرنا مقصود ہے کہ انھوں نے ہمارے رسول کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو ہلاک کر دیا لیکن ان کے مزعومہ سفارشیوں میں سے کسی نے بھی ان کو اللہ کی گرفت سے نہ چھڑایا۔ اذجاءھا المرسلون حصن حصین میں ہے کہ یہ اجابت دعا کا مقام ہے القریة سے اکثر مفسرین کے نزدیک شہر انطاکیہ مراد ہے اور المرسلون سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے فرستادہ مبلغ مراد ہیں یعنی یحییٰ۔ یونس اور شمعون (کما فی التفاسیر) لیکن بعض ائمہ تفسیر کو اس پر اشکال ہے کہ قریہ سے انطاکیہ اور مرسلین سے رسل عیسیٰ علیہ السلام مراد ہوں چنانچہ مفسر ابن کثیر نے اس پر نہایت محققانہ گفتگو کی ہے وقد استشکل بعض الائمة کونھا انطاکیة بما سنذکرہ بعد تمام القصة ان شاء اللہ تعالیٰ (ابن کثیر ج ۲ ص ۵۶۷) ابن کثیر نے آگے چل کر اس پر چار اشکال وارد کئے ہیں۔ **اول** نظم قرآن کے الفاظ کا ظاہر اسی پر دلالت کرتا ہے۔ کہ یہ تینوں رسول اللہ کے رسول تھے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے فرستادہ نہ تھے۔ اگر وہ حضرت مسیح علیہ السلام کے حواری ہوتے تو نظم قرآن میں ان کے رسل عیسیٰ ؑ ہونے کی طرف کچھ اشارہ ہوتا۔ ان ظاھر القصة یدل علی ان ھؤلاء کانوا رسل اللہ عزوجل لا من جھة المسیح علیہ السلام کما قال تعالیٰ (اذ ارسلنا الیھم اثنین فکذبوھما فعززنا بثالث فقالوا انا الیکم مرسلون) الی ان قالوا (ربنا یعلم انا الیکم لمرسلون ہ وما علینا الا البلغ المبین) ولو کان ھؤلاء من الحواریین لقالوا عبارة تناسب انھم من عند المسیح علیہ السلام (ابن کثیر ج ۳ ص ۵۶۹) **دوم** اگر وہ حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف سے ہوتے تو مشرکین ان پر یہ اعتراض نہ کرتے کہ تم ہماری طرح بشر ہو۔ کیونکہ بشریت کو وہ رسالت اور نبوت کے منافی سمجھتے تھے۔ ثم لو کانوا رسل المسیح لما قالوا لھم (ان انتم الا بشر مثلنا) (ایضاً) **سوم**۔ اہل انطاکیہ جن کے پاس حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے حواری بھیجے تھے وہ سب کے سب ایمان لے آئے تھے اور اللہ کے عذاب سے محفوظ رہے لیکن جن اہل قریہ کا یہاں ذکر ہے انھوں نے رسولوں کی تکذیب کی اور عذاب خداوندی سے ہلاک ہوئے۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ یہ قصہ اہل انطاکیہ اور رسل مسیح علیہ السلام سے متعلق نہیں۔

فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ ⑪ اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا

سو اس کو خوشخبری دے معافی کی اور عزت کے ثواب کی ۔ ہم ہیں جو زندہ کرتے ہیں مردوں کو اور لکھتے ہیں جو

قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ۚ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ⑫ وَ

آگے بھیج چکے اور جو نشان ان کے پیچھے رہے اور ہر چیز گن لی ہے ہم نے ایک کھلی اصل میں ف اور

اضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۘ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ⑬ اِذْ اَرْسَلْنَآ

بیان کر ان کے واسطے ایک مثل ان گاؤں کے لوگوں کی جب کہ آئے اس میں بھیجے ہوئے جب بھیجے ہم نے

اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ

ان کی طرف دو تو ان کو جھٹلایا پھر ہم نے قوت دی تیسرے سے تب کہا انھوں نے ہم تمہاری طرف

مُّرْسَلُوْنَ ⑭ قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ

آئے ہیں بھیجے ہوئے ف۲ وہ بولے تم تو یہی انسان ہو جیسے ہم اور رحمٰن نے کچھ نہیں اتارا

مِنْ شَيْءٍ ۙ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ⑮ قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ اِلَيْكُمْ

اتارا تم سارے جھوٹ کہتے ہو کہا ہمارا رب جانتا ہے ہم بیشک تمہاری طرف

لَمُرْسَلُوْنَ ⑯ وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ⑰ قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ

بھیجے ہوئے آئے ہیں اور ہمارا ذمہ یہی ہے پیغام پہنچا دینا کھول کر بولے ہم نے نامبارک دیکھا تم کو

لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ⑱ قَالُوْا

اگر تم باز نہ ہوگے تو ہم تم کو سنگسار کریں گے اور تم کو پہنچے گا ہمارے ہاتھ سے عذاب دردناک کہنے لگے

طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ ۭ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ⑲ وَ

تمہاری نامبارکی تمہارے ساتھ ہے کیا اتنی بات پر کہ تم کو سمجھایا کوئی نہیں پر تم لوگ ہو کہ حد پر نہیں رہتے ف۳ اور

جَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا

آیا شہر کے پرلے سرے سے ایک مرد دوڑتا ہوا بولا اے قوم چلو راہ پر

الْمُرْسَلِيْنَ ⑳ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ㉑

بھیجے ہوؤں کی چلو راہ پر ایسے شخص کی جو تم سے بدلا نہیں چاہتے اور وہ ٹھیک راستہ پر ہیں

ع ۱ ۱۸

۱ تخویف اخروی ۱۲

۲ تخویف دنیوی ۱۲

فاذ القرآن انطاکیة اول مدینة آمنت فاھل ھذہ القریة ذکر اللہ تعالیٰ انھم کذبوا رسلہ وانہ اھلکھم بصیحة واحدة اخمدتھم واللہ اعلم ۱۲ منہ

موضح قرآن ف جو آگے بھیج چکے اپنے اعمال اور پیچھے رہی نشانی اولاد اور عمارت اور رسم ڈالی نیک یا بد ف۲ یہ شہر تھا انطاکیہ حضرت عیسےٰ کے دو یار وہاں پہنچے شہر والوں نے ٹال دیا پھر تیسرے یار بھی پہنچے یہ تیسرے بڑے یار تھے۔ ف۳ شاید کفر کی شامت سے قحط ہوا ہوگا اس کو نامبارکی سمجھی یا آپس میں اختلاف ہوا کسی نے مانا کسی نے نہ مانا اس کو کہا ہر طرح شامت ان ہی کی ہے۔

چہارم اہل انطاکیہ اور رسل عیسیٰ علیہ السلام کا واقعہ لامحالہ نزول تورات کے بعد پیش آیا اور نزول تورات کے بعد اللہ تعالیٰ نے کسی پوری کی پوری قوم کو ہلاک نہیں فرمایا بلکہ مومنین کو مشرکین سے جہاد کرنے کا حکم دیا۔ اس سے بھی واضح ہوگیا کہ یہ قصہ اہل انطاکیہ اور حوارین سے متعلق نہیں ان قصۃ انطاکیۃ من الحواریین اصحاب المسیح بعد نزول التوراۃ وقد ذکر ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ وغیر واحد من السلف ان اللہ تبارک وتعالیٰ بعد انزالہ التوراۃ لم یھلک امۃ من الامم الی آخرھم بعذاب یبعثہ علیھم بل امر المؤمنین بعد ذلک بقتال المشرکین (ایضاً) ان وجوہات سے ثابت ہوا کہ جس قریہ (بستی)

الجزء الثالث والعشرون ۲۳

وَمَا لِیَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ (۲۲)

اور مجھ کو کیا ہوا کہ میں بندگی نہ کروں اس کی جس نے مجھ کو بنایا اور اسی کی طرف سب پھر جاؤ گے

ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً اِنْ یُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ

بھلا میں پکڑوں اس کے سوائے اوروں کو پوجنا کہ اگر مجھ پر چاہے رحمٰن تکلیف

لَّا تُغْنِ عَنِّیْ شَفَاعَتُهُمْ شَیْـًٔا وَّلَا یُنْقِذُوْنِ (۲۳) اِنِّیْۤ اِذًا

تو کچھ کام نہ آئے مجھ کو ان کی سفارش اور نہ وہ مجھ کو چھڑائیں تو تو میں بہکا

لَّفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ (۲۴) اِنِّیْۤ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ (۲۵) قِیْلَ

بھٹکتا رہوں صریح میں یقین لایا تمہارے رب پر مجھ سے سن لو ف۱ حکم ہوا

ادْخُلِ الْجَنَّةَ ؕ قَالَ یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ (۲۶) بِمَا غَفَرَ

چلا جا بہشت میں ۱۸ہ بولا کسی طرح ۱۹ہ میری قوم معلوم کر لیں کہ بخشا

لِیْ رَبِّیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُكْرَمِیْنَ (۲۷) وَمَاۤ اَنْزَلْنَا عَلٰی

مجھ کو میرے رب نے اور کیا مجھ کو عزت والوں میں ف۲ اور اتاری نہیں ہم نے ۲۰ہ

قَوْمِهٖ مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِیْنَ (۲۸)

اس کی قوم پر اس کے پیچھے کوئی فوج آسمان سے اور ہم فوج نہیں اتارا کرتے

اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ (۲۹) یٰحَسْرَةً

بس یہی تھی ایک چنگھاڑ پھر اسی دم سب بجھ گئے کیا افسوس ہے

عَلَی الْعِبَادِ ۚ مَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ

بندوں پر ۲۱ہ کوئی رسول نہیں آیا ان کے پاس جس سے

یَسْتَهْزِءُوْنَ (۳۰) اَلَمْ یَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ

ٹھٹھا نہیں کرتے کیا نہیں دیکھتے ۲۲ہ کتنی غارت کر چکے ہم ان سے پہلے

الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَیْهِمْ لَا یَرْجِعُوْنَ (۳۱) وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا

جماعتیں کہ وہ ان کے پاس پھر کر نہیں آئیں گی اور ان سب میں کوئی نہیں ۲۳ہ

کا ان آیتوں میں ذکر ہے وہ انطاکیہ کے علاوہ کوئی اور بستی ہے اور مرسلین سے رسل اللہ مراد ہیں نہ کہ رسل مسیح علیہ السلام فعلی ھذا یتعین ان ھذہ القریۃ المذکورۃ فی القرآن قریۃ اخری غیر انطاکیۃ کما حقق ذلک غیر واحد من السلف ایضاً (ابن کثیر ج ۳ ص۵۷۰) حضرت شیخ قدس سرہ کی تحقیق بھی بعینہٖ یہی ہے اور ان رسولوں کے اسماء گرامی یہ ہیں۔ صادق، صدوق اور شلوم علیہم السلام جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ، کعب الاحبار اور وہب بن منبہ سے منقول ہے امام طبری نے بھی یہی نام لکھے ہیں۔ (قرطبی، ابن کثیر وغیرہ) قیل رسل من اللہ علی الابتداء (قرطبی جلد ۱۵ ص۱۴) اگر مفسرین سلف کی عبارتوں میں کہیں اس قریہ کا نام انطاکیہ وارد ہوا ہے تو بشرط صحت روایت ہو سکتا ہے کہ اس قریہ کا نام بھی انطاکیہ ہی ہو لیکن لامحالہ یہ وہ انطاکیہ نہیں جس میں مسیح علیہ السلام نے اپنے حواری بھیجے تھے کیونکہ اس انطاکیہ پر اللہ تعالیٰ کا عذاب کبھی نہیں آیا۔ نہ حضرت مسیحؑ کے زمانے میں نہ ان سے پہلے۔ او تکون انطاکیۃ ــــ ان کان لفظھا محفوظاً فی ھذہ القصۃ ــــ مدینۃ اخری غیر ھذہ المشھورۃ المعروفۃ فان ھذہ لم یعرف انھا اھلکت لا فی الملۃ النصرانیۃ ولا قبل ذلک واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم (ابن کثیر جلد ۳ ص۵۷۰) ۱۰ہ اذ ارسلنا الخ پہلے ہم نے ان کے پاس دو پیغمبر بھیجے بستی والوں نے ان کو جھٹلا دیا۔ تو ہم نے ان کی تائید اور تقویت کے لئے مزید ایک پیغمبر بھیجدیا۔ تب تینوں نے ان سے کہا ہم اللہ کے رسول ہیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمہارے پاس بھیجا ہے قالوا ما انتم الخ بستی والوں نے جواب میں کہا تم تو ہماری طرح بشر ہو اور بشر پیغمبر نہیں ہو سکتا اس لئے تم نہ پیغمبر ہو نہ اللہ نے تم پر وحی نازل کی ہے اور تم دعویٰ رسالت میں جھوٹے ہو۔ مشرکین ہمیشہ اس دھوکے میں رہے ہیں کہ پیغمبر فرشتہ ہونا چاہئے نہ کہ بشر وانما الرسول ملک وھذا اشبھۃ اکثر الکفرۃ ان الرسول لابد ان یکون ملکاً (جامع ص۳۷۲) ۱۱ہ قالوا ربنا الخ مشرکین کے انکار پر پیغمبروں نے نہایت زوردار موکد بالقسم اسلوب کے ساتھ اپنا دعویٰ دہرایا کہ خدا شاہد ہے کہ ہم اللہ کے رسول ہیں اور ہمیں اللہ نے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ اگر تم ہماری دعوت کو قبول نہیں کرو گے تو اس سے ہمارا کوئی بھی نقصان نہیں کیونکہ ہمارا کام تو صرف دعوت توحید کو تم تک پہنچانا ہے اگر تم نہیں مانو گے تو اس کا وبال تم پر پڑے گا۔ ربنا یعلم قسم کے قائم مقام ہے ربنا یعلم جار مجرور

ف ذکر دعوائے نبوت ۱۲

ف دعوائے نبوت پر پہلی عقلی دلیل ۱۲

ف انذار ۱۲

تخویف اخروی ۱۲

موضح قرآن ف۱ آگے نقل کرتے ہیں کہ قوم نے اس کو شہید کیا۔ اور بعضے کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جیتا اٹھا لیا ف۲ قوم نے اس سے دشمنی کی کہ مار ڈالا اس کو بہشت میں بھی قوم کی خیرخواہی رہی کہ اگر معلوم کریں میرا حال تو سب ایمان لا دیں ۱۲ منہ

فتح الرحمٰن ← اہل دیہ آنرا شہید ساختند ۱۲

مجاری القسم فی التوکید وکذلک قولھم شھد اللہ وعلم اللہ (مدارک ج ۴ ص ۶) **۱۲** قالوا انا الخ جب مشرکین سے کوئی معقول جواب نہ بن پڑا تو گھٹیا باتوں پر اتر آئے اور اللہ تعالیٰ نے بطور ابتلاء اور امتحان کچھ عرصہ کے لئے بارش روک دی تو کافر کہنے لگے یہ تمہاری نحوست کا اثر ہے (عیاذاً باللہ) کہ بارش نہیں ہوتی اس لئے تم اپنی تبلیغ بند کر دو۔ اگر تم اس سے باز نہ آؤ گے تو ہم تمہیں سنگسار کر دیں گے اور دردناک سزا دیں گے **۱۳** قالوا طائرکم الخ پیغمبروں نے جواب دیا شؤم و نحوست خود تمہارے اندر موجود ہے بارش کے بند ہونے کی وجہ تمہارا کفر و شرک اور طغیان و عصیان ہے۔ ائن ذکرتم۔ جزا محذوف ہے ای تطیرتم وجواب الشرط مضمر تقدیرہ تطیرتم (مدارک) کیا ہم نے تمہیں نصیحت کی ہے، اللہ کی توحید کی طرف بلایا ہے اور شرک سے روکا ہے اس لئے تم نے اس قسم کی لایعنی باتوں سے ہمارا مقابلہ شروع کر دیا ہے اور ہمیں دھمکیاں دینے لگے ہو اور اپنے اعمال بد کی شامت کو ہماری طرف منسوب کرنے لگے ہو۔ نہایت بے انصاف اور حد سے تجاوز کرنے والے لوگ ہو۔ ای من اجل انا ذکرناکم وامرناکم بتوحید اللہ واخلاص العبادۃ لہ قابلتمونا بھذا الکلام وتوعدتمونا وتھددتمونا (ابن کثیر ج ۳ ص ۵۶۷) **۱۴** وجاء رجل الخ رجل سے حبیب بن مری نجار مراد ہے جو اسی بستی کے ایک کنارے رہتا تھا یہ نہایت نیک، فیاض اور سلیم الفطرت انسان تھا۔ اور انبیاء علیہم السلام کی دعوت کو قبول کر چکا تھا۔ (قرطبی) جب قوم کا انکار و عناد انتہا کو پہنچ گیا اور انھوں نے پیغمبروں کو شہید کر دینے کا ارادہ کر لیا تو یہ شخص اپنے گھر سے دوڑتا ہوا آیا اور اپنی قوم کو نہایت ہی ناصحانہ انداز میں تبلیغ کرنے لگا۔ میری قوم! ان رسولوں کی بات مان لو جو اللہ کی طرف سے آئے ہیں۔ او محض تمہاری بھلائی کے لئے تمہیں سیدھی راہ دکھاتے ہیں اور تبلیغ حق پر تم سے کچھ اجرت بھی نہیں مانگتے وہ ہیں بھی راہ راست پر۔ اللہ کی توحید اور شرک کے بارے میں ان کا موقف بالکل درست ہے وھم مھتدون فیما یدعونکم الیہ من عبادۃ اللہ وحدہ لاشریک لہ (ابن کثیر ج ۳ ص ۵۶۸) **۱۵** ومالی الخ حبیب نجار نے جب قوم کے سامنے تقریر کی تو انھوں نے کہا اچھا! تو بھی ان کا ساتھی ان کے عقیدے پر ہے۔ اور ہمارے دین کا مخالف ہے فلما قال ذلک قالوا لہ وانت مخالف لدیننا ومتابع دین ھؤلاء الرسل (مظہری ج ۸ ص ۷۷) اس پر اس نے کہا ومالی لا اعبد الخ آخر کیا وجہ ہے کہ میں اس ذات پاک کی بلا شرکت غیرے خالص عبادت نہ کروں جس نے مجھے زندگی عطا فرمائی ہے اور آخر کار جزاء و سزا کے لئے قیامت کے دن تم سب اس کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے، اس لئے بہتر ہے کہ تم بھی اس کے رسولوں پر ایمان لے آؤ اور اس کی توحید کو مان لو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔ والیہ ترجعون بعد الموت فیجازیکم باعمالکم فاعبدوا انتم ایضا وحدہ وصدقوا رسلہ (جامع ص ۳۷۵) **۱۶** ءاتخذ الخ اس آیت میں دعوی سورت مذکور ہے یعنی نفی شفاعت قہری جیسا کہ اس بستی والوں کو ہم نے پکڑا مگر ان کے مزعومہ شفعاء نے ان کو نہ بچایا۔ حبیب نجار نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے مزید کہا کیا یہ بھی کوئی عقلمندی ہے کہ میں اپنے خالق و منعم کے علاوہ ایسی عاجز اور بے بس مخلوق کو معبود اور کارساز بنا لوں کہ اگر خدائے رحمٰن مجھے کسی مصیبت میں گرفتار کرنا چاہے تو اس کی بارگاہ میں نہ ان کی سفارش مجھے کام آسکے اور نہ وہ مجھے اس کی گرفت سے چھڑا ہی سکیں اب تم خود ہی بتاؤ کیا ایسے عاجز معبود، خدا کے یہاں شفیع غالب اور کارساز ہو سکتے ہیں؟ **۱۷** انی اذا الخ اگر میں اللہ کے سوا اوروں کو معبود اور کارساز بنا لوں اور ان کو خدا کی بارگاہ میں شفیع غالب سمجھنے لگوں تو میں صریح گمراہی میں ہوں گا۔ اس کے بعد مشرکین نے اس پر پتھر برسانے شروع کر دیئے اس نے اسی حال میں اپنی قوم سے خطاب کر کے اپنا آخری اعلان کیا۔ میری قوم! سن لو، میں تمہارے خالق و مالک کی توحید پر ایمان لا چکا ہوں تمہیں بھی اس پر ایمان لانا چاہیئے۔ یا یہ خطاب رسولوں سے ہے۔ جب مشرکین نے اسے قتل کرنا چاہا تو اس نے رسولوں سے مخاطب ہو کر کہا جس رب نے تمہیں بھیجا ہے میں اس پر ایمان لا چکا ہوں اس لئے میرا اقرار و اعلان سن لو اور اس پر گواہ رہنا (قرطبی، ابن کثیر، ابن جریر) **۱۸** قیل ادخل الخ اس سے پہلے اندراج ہے ولما قتل قیل لہ ادخل الجنۃ (مدارک ج ۴ ص ۵) یعنی جب اسے قتل کر دیا گیا تو اس سے کہا گیا جنت میں داخل ہو جاؤ۔ حبیب نجار چونکہ شہید تھا اس لئے دیگر شہداء کی طرح اس کی روح کو پرندے کے قالب میں جنت میں داخل کر دیا گیا۔ فادخلہ اللہ الجنۃ وھو حی فیھا یرزق یعنی حیوۃ الشھداء (مظہری ج ۸ ص ۷۷) **۱۹** قال یلیت الخ جب اس نے جنت میں اپنا بے پایاں اعزاز و اکرام اور بے حد و حساب نعمتیں دیکھیں تو تمنا کرنے لگا کہ کاش! میری قوم کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کس چیز کے سبب بخش دیا اور جنت میں داخل کیا ہے۔ اور اپنی بے حساب نوازشوں سے نوازا یعنی اللہ کی توحید پر ایمان اور اس کے پیغمبروں کی تصدیق۔ اس تمنا سے اس کا مقصود یہ تھا کہ اللہ نے اسے جس انعام و اکرام سے نوازا ہے اگر انھیں اس کا علم ہو جائے تو وہ بھی ایمان لے آئیں بایمانی بربی وتصدیق المرسلین ومقصودہ انھم لو اطلعوا علی ماحصل لی من الثواب والجزاء والنعیم المقیم لقادھم ذلک الی اتباع الرسل فرحمہ اللہ ورضی عنہ فلقد کان حریصا علی ھدایۃ قومہ (ابن کثیر ج ۳ ص ۵۶۸) **۲۰** وما انزلنا الخ یہ حبیب نجار کی قوم کے انجام بد کا بیان ہے کہ ہم نے اس کی شہادت کے بعد اس کی قوم کو ہلاک کرنے کے لئے آسمان سے فرشتوں کا کوئی لشکر نہیں اتارا اور نہ ہمیں اس کی ضرورت ہی تھی کیونکہ ان کو ہلاک کرنا ہمارے لئے کوئی مشکل کام نہ تھا ان کانت الا صیحۃ واحدۃ الخ ان پر ہم نے جو عذاب نازل کیا وہ تو بس ایک خوفناک چیخ تھی جس سے ساری کی ساری قوم یکبارگی ہلاک ہو کر رہ گئی سروی ان اللہ تعالی بعث علیھم جبریل علیہ السلام حتی اخذ بعضادتی باب المدینۃ ثم صاح بھم صیحۃ واحدۃ فماتوا جمیعا (روح ج ۲۳ ص ۲) **۲۱** یحسرۃ الخ قصہ کے اختتام پر حسب عادت مستمرہ ارشاد فرمایا۔ انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کرنے والے اور توحید کا انکار کرنے والے بندوں پر افسوس! ان کے پاس جو بھی رسول توحید کا پیغام لے کر آیا۔ ماننے کے بجائے یہ اس سے استہزاء کرنے لگے۔ یہ اظہار حسرت تینوں رسولوں کی طرف سے تھا یا فرشتوں کی طرف سے قال الضحاک انھا حسرۃ الملائکۃ علی الکفار حین کذبوا الرسل ...... وقیل ان الرسل الثلاثۃ ھم الذین قالوا لما قتل القوم ذلک الرجل الذی جاء من اقصی المدینۃ یسعی، وحل بالقوم العذاب یا حسرۃ علی ھؤلاء کانھم تمنوا ان یکونوا قد امنوا (قرطبی ج ۱۵ ص ۲۳) ما یأتیھم ماضی استمراری کے معنوں میں ہے یعنی ان کے پاس جو بھی رسول آتے رہے وہ ان سے استہزاء کرتے رہے اس سے حال یا استقبال مراد نہیں تاکہ اس سے اجراء نبوت پر استدلال کیا جا سکے۔ جیسا کہ مرزائیوں کا خیال ہے **۲۲** الم یروا الخ یہ دعوائے سورت پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ یہ مشرکین دیکھتے نہیں کہ ان سے پہلے ہم نے مشرکین کے قرنوں کے قرن تباہ و برباد کر دیئے جو اپنے مزعومہ معبودوں کو کارساز اور شفیع غالب سمجھتے تھے اور ان کے بارے میں ان کا عقیدہ تھا کہ مصائب

وشکلات میں وہ ان کے کام آئیں گے لیکن جب ہم نے ان کو عذاب میں پکڑا تو ان کا کوئی کارساز اور سفارشی انھیں ہمارے عذاب سے چھڑا کر دنیا میں واپس نہ لا سکا انهم الیهم لا یرجعون۔ جملہ ماقبل کے مضمون سے بدل ہے۔ بدل من کم اهلکنا علی المعنی (مدارک ج ۴ ص۶) کذا افادہ الشیخ قدس سرہ۔ یا اس سے ان لوگوں کا رد مقصود ہے جو کہتے تھے۔ ان هی الا حیاتنا الدنیا نموت ونحیا (مومنون ع ۳) یعنی کوئی قیامت اور جزا و سزا نہیں۔ بس زندگی صرف یہی اس دنیا ہی میں ہے۔ جو مرتا ہے وہ دوبارہ کسی دوسرے قالب میں زندہ ہو کر آجاتا ہے۔ اور یہ مرنے جینے کا سلسلہ اسی طرح جاری رہیگا۔ یہ عقیدہ "تناسخ" کے نام سے معروف ہے۔ هم القائلون بالدور من الدهریة وهم الذین یعتقدون جهلا منهم انهم یعودون الی الدنیا کما کانوا فیها فرد الله تبارك وتعالی علیهم باطلهم (ابن کثیر ج ۳ ص۵۷۰) اس سے روافض کے عقیدۂ رجعت کا بطلان بھی واضح ہو گیا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور بعض دیگر ائمہ کی قیامت سے قبل دنیا میں رجعت کے قائل ہیں۔ وردّ بالآیة علی القائلین بالرجعة کما ذهب الیه الشیعة (روح ج ۲۳ ص۵) وفی الآیة ردّ علی من زعم ان من الخلق من یرجع قبل القیامة بعد الموت (قرطبی ج ۱۵ ص۲۴) ۲۳ وان کل الخ مرنے کے بعد دنیا میں تو کوئی واپس نہیں آئے گا۔ البتہ ان سب کو قیامت کے دن ہم دوبارہ زندہ کرینگے اور یہ سب حساب کتاب کے لئے ہمارے سامنے پیش کئے جائیں گے یہ تخویف اخروی کی طرف اشارہ ہے۔ ۲۴ وآیة لهم الارض الخ یہ دوسری عقلی دلیل ہے۔ ہم نے مردہ زمین کو بارانِ رحمت سے زندہ کیا اور اس میں انسانوں کی غذا کے لئے انواع واقسام کے غلے، انگوروں اور کھجوروں کے باغات پیدا کئے۔ زمین سے پانی کے چشمے رواں کر دئے یہ سب کچھ ہم نے کیا ہے یہ انکے ہاتھوں کی کمائی نہیں اور نہ وہ ان امور پر قادر ہی ہیں لیکن وہ پھر بھی اللہ کا شکر نہیں کرتے اور اس کی عبادت میں غیر اللہ کو شریک کرتے ہیں انکار واستقباح لعدم شکرهم للمنعم بالنعم المعدودة بالتوحید والعبادة (روح ج ۲۳ ص۹) حضرت شیخ رح فرماتے ہیں ایدیهم میں ضمیر مجرور سے جنس مخلوق مراد ہے۔ اور اس میں جن وانس اور فرشتے سب داخل ہیں۔ جس طرح قل لو انتم تملکون خزائن رحمة ربی الآیة (بنی اسرائیل ع ۱۱) میں انتم سے خطاب عام مراد ہے۔ یعنی یہ تمام نعمتیں اور برکتیں اللہ نے عطا فرمائی ہیں۔ جن کو تم اپنے معبود قرار دیتے ہو ان میں سے کسی کا بھی ان کاموں میں کوئی دخل نہیں۔ جب تخلیق میں وہ خدا کے شریک نہیں تو عبادت اور پکار میں بھی وہ اس کے شریک نہیں ہو سکتے اور نہ اسکی بارگاہ میں شفیع غالب ہی ہو سکتے ہیں ۲۵ سبحن الخ

ع ۲ / ۱

جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ ﴿٣٢﴾ وَآيَةٌ لَّهُمُ الْأَرْضُ الْمَيْتَةُ ج

جو اکٹھے ہو کر نہ آئیں ہمارے پاس پکڑے ہوئے اور ایک نشانی ہے انکے واسطے زمین مردہ ۲۴

أَحْيَيْنَاهَا وَأَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَأْكُلُونَ ﴿٣٣﴾ وَجَعَلْنَا

اس کو ہم نے زندہ کر دیا اور نکالا اس میں سے اناج سو اسی میں سے کھاتے ہیں اور بنائے ہم نے

فِيهَا جَنَّاتٍ مِّن نَّخِيلٍ وَأَعْنَابٍ وَفَجَّرْنَا فِيهَا مِنَ

اس میں باغ کھجور کے اور انگور کے اور بہا دئے اس میں بعضے

الْعُيُونِ ﴿٣٤﴾ لِيَأْكُلُوا مِن ثَمَرِهِ وَمَا عَمِلَتْهُ أَيْدِيهِمْ ط

چشمے کہ کھائیں اس کے میووں سے اور اس کو بنایا نہیں انکے ہاتھوں نے

أَفَلَا يَشْكُرُونَ ﴿٣٥﴾ سُبْحَانَ الَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا

پھر کیوں شکر نہیں کرتے پاک ذات ہے جس نے ۲۵ بنائے جوڑے سب چیز کے

مِمَّا تُنبِتُ الْأَرْضُ وَمِنْ أَنفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٦﴾

اس قسم سے جو اگتا ہے زمین میں اور خود ان میں سے اور ان چیزوں میں جنکی انکو خبر نہیں

وَآيَةٌ لَّهُمُ اللَّيْلُ صلے نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَإِذَا هُم مُّظْلِمُونَ ﴿٣٧﴾

اور ایک نشانی ہے ان کے واسطے رات ۲۶ کھینچ لیتے ہیں ہم اس پر سے دن کو پھر تبھی یہ رہ جاتے ہیں اندھیرے میں

وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ط ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ

اور سورج چلا جاتا ہے اپنے ٹھہرے ہوئے رستہ پر یہ سادھا ہے اس زبردست

الْعَلِيمِ ﴿٣٨﴾ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتَّىٰ عَادَ كَالْعُرْجُونِ

باخبر نے اور چاند کو ہم نے بانٹ دی ہیں ۲۷ منزلیں یہاں تک کہ پھر آ رہا جیسے ٹہنی

الْقَدِيمِ ﴿٣٩﴾ لَا الشَّمْسُ يَنبَغِي لَهَا أَن تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَ

پرانی ف نہ سورج سے ہو کہ پکڑ لے چاند کو اور

لَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ج وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ﴿٤٠﴾ وَآيَةٌ

نہ رات آگے بڑھے دن سے ف۱ اور ہر کوئی ایک چکر میں پھرتے ہیں ف اور ایک نشانی ہے

۲۴ دوسری عقلی دلیل ۱۲ - ۲۵ تیسری دلیل عقلی ۱۲ ۲۶ چوتھی عقلی دلیل ۱۲

موضح قرآن ف چاند اور سورج ملتے ہیں مہینے کے آخر تو چاند چھپ گیا۔ جب آگے بڑھا تو نظر آیا۔ پھر منزل منزل بڑھتا چلا جب تک پھر اسی طرح آ پہنچا ٹہنی سا نظر آیا۔ پھر ٹہنی سا ہو کر چھپا۔ بیچ میں بڑھ کر پورا ہوا اور گھٹا منزلیں ہیں اٹھائیس ۱۲ منہ رح ف۱ سورج چاند ملتے ہیں تو چاند پکڑتا ہے سورج کو۔ سورج نہیں پکڑتا چاند کو اور رات دن میں کوئی آگے بڑھے یہ کہ دن پر کوئی دوسرا دن آوے بن بیچ رات آوے۔ اور ہر ستارہ ایک ایک گھیرا رکھتا ہے۔ اسی راہ پر پھرتا ہے۔ معلوم ہوا کہ ستارے آپ چلتے ہیں یہ نہیں کہ آسمان میں گڑے ہیں اور آسمان چلتا ہے نہیں تو پھرنا نہ فرماتے۔ ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی پیش از انقضاء روز نمی آید ۱۲

لَهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۴۱﴾ وَخَلَقْنَا

انکے واسطے ۲۸ کہ ہم نے اٹھا لیا ان کی نسل کو اس بھری ہوئی کشتی میں ف۱ اور بنا دیا ہم نے

لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا

انکے واسطے کشتی جیسی چیزوں کو جس پر سوار ہوتے ہیں اور اگر ہم چاہیں تو ان کو ڈبا دیں پھر کوئی نہ

صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا

پہنچے ان کی فریاد کو اور نہ وہ چھڑائے جائیں مگر ہم اپنی مہربانی سے اور انکا کام چلانے کو

اِلٰى حِيْنٍ ﴿۴۴﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَ

ایک وقت تک اور جب کہئے ان کو ۲۹ بچو اس سے جو تمہارے سامنے آتا ہے اور

مَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ

جو پیچھے چھوڑتے ہو شاید تم پر رحم ہو اور کوئی حکم نہیں پہنچتا انکو ۳۰ اپنے

مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَاِذَا قِيْلَ

رب کے حکموں سے جس کو وہ ٹلاتے نہ ہوں ف۲ اور جب کہئے

لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

ان کو ۳۱ خرچ کرو کچھ اللہ کا دیا ہوا کہتے ہیں منکر

لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ ۖ اِنْ

ایمان والوں کو ہم کیوں کھلائیں ایسے کو کہ اللہ چاہتا تو اس کو کھلا دیتا

اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۷﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا

تم لوگ تو بالکل بہک رہے ہو صریح ف۳ اور کہتے ہیں ۳۲ کب ہوگا یہ

الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۸﴾ مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً

وعدہ اگر تم سچے ہو یہ تو راہ دیکھتے ہیں ایک چنگھاڑ

وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ ﴿۴۹﴾ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

کی جو ان کو آ پکڑیگی جب آپس میں جھگڑ رہے ہونگے ف۴ پھر نہ کر سکیں گے

ف۱ یعنی کشتی ۱۲
ف۲ یعنی کشتی نوح ۱۲
ف۳ تخویف اخروی ۱۲

جن مزعومہ معبودوں کو مشرکین نے شرکاء اور شفعاء بنا رکھا ہے! اللہ تعالیٰ ان سے پاک ہے۔ زمین سے انواع و اقسام کی اشیاء، میوے، پھل پھول، غلے وغیرہ وہی پیدا کرتا ہے ومن انفسھم اور انسانوں کی اولادیں نر و مادہ کا خالق بھی وہی ہے۔ وہ ایسی بے شمار مخلوق کا بھی خالق ہے جس کا انکو علم بھی نہیں۔ یہ دلیلِ ثانی کا تتمہ ہے ۲۶ و اٰیۃ لھم الیل الخ یہ تیسری عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی ایک دلیل یہ ہے کہ یہ نظامِ شمسی اسکے قبضہ و تصرف میں ہے۔ دن رات کی آمد و رفت اسی کے اختیار میں ہے۔ جب دن کی روشنی غائب ہو جاتی ہے تو ہر طرف اندھیرا چھا جاتا ہے۔ والشمس تجری الخ اور سورج اپنی آخری حد اور منزل تک باقاعدگی کے ساتھ سفر کر رہا ہے۔ آخری منزل سے یا تو قیامت کا دن مراد ہے یا اس کے سالانہ دورے کی آخری منزل مراد ہے جہاں پہنچ کر وہ دوبارہ اسی جگہ سے اپنا سفر شروع کرتا ہے جہاں سے ایک سال قبل شروع کیا تھا۔ قال قتادۃ ومقاتل تجری الی وقت لھا لا تعداہ۔ قال الواحدی وعلیٰ ھذا مستقرھا انتھاء سیرھا عند انقضاء الدنیا (روح ج ۲۳ ص ۱۲) لحد لھا موقت مقدر تنتھی الیہ من فلکھا فی اٰخر السنۃ ..... او لانتھاء امرھا عند انقضاء الدنیا (مدارک ج ۴ ص ۷) دن رات کی مقدار اور سورج کی رفتار کا اندازہ اللہ تعالیٰ نے خود مقرر فرمایا جو ایسا غالب ہے کہ اس اندازے میں تبدیلی نہیں کی جا سکتی اور ایسا علیم و باخبر ہے کہ اس نے جو اندازے مقرر فرمائے ہیں وہ نہایت مناسب اور صحیح ہیں ۲۷ والقمر الخ اور چاند کی ہم نے منزلیں مقرر کی ہیں جن سے گذرتا ہوا وہ ایک ماہ میں اپنا دورہ پورا کر لیتا ہے اور جب وہ اپنی آخری منزل میں پہنچتا ہے تو خشک اور خمیدہ ٹہنی کی مانند باریک اور منحنی نظر آتا ہے۔ چاند کی اٹھائیس منزلیں ہیں۔ اور وہ کم و بیش ایک دن رات ایک منزل میں سفر کرتا ہے لا الشمس ینبغی لھا الخ سورج اور چاند کی حکومت کے اوقات مختلف ہیں۔ سورج کی حکومت دن کو اور چاند کی حکومت رات کو ہوتی ہے یہ دونوں اپنی حدود کے پابند ہیں کہ ایک دوسرے کے دائرۂ حکومت میں دخل نہیں دے سکتے اور دونوں اپنی اپنی راہ پر گامزن ہیں یہ سارا نظام اللہ کی تدبیر و تقدیر سے رواں دواں ہے۔ اگر مشرکین کے مزعومہ معبود واقعی کارساز اور شفیعِ غالب ہیں تو وہ اس نظام میں معمولی سی ترمیم کر کے دکھا دیں۔ ۲۸ و اٰیۃ لھم انا الخ یہ چوتھی عقلی دلیل ہے۔ یہ بھی اللہ کی وحدانیت اور قدرتِ کاملہ کی دلیل ہے کہ ہم ان کو آدمیوں سے بھری کشتیوں میں سوار کر کے دریاؤں اور سمندروں سے صحیح سلامت پار اتارتے ہیں اور کشتیوں کے مانند اور بھی کئی چیزیں ہم نے انکی سواری کیلئے پیدا کی ہیں اگر ہم چاہیں تو ان کو غرق کر دیں اسوقت انکے مزعومہ کارساز انکی فریاد رسی نہ کر سکیں اور نہ انہیں غرق ہونے سے بچا سکیں مگر یہ کہ ہم خود ہی اپنی مہربانی سے انکو بچا لیں! ور ایک معین وقت (وقت موت) تک انہیں دنیوی نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کی مہلت دیدیں۔ من مثلہ ما یرکبون سے مراد اونٹ ہیں جو خشکی میں سواری کے لئے پیدا کئے۔ روی عن ابن عباس ان معنی من مثلہ للابل خلقھا لھم للرکوب فی البر مثل لسفن المرکوبۃ فی البحر (قرطبی ج ۱۵ ص ۳۵) حضرت شیخ رح فرماتے ہیں سیاقِ آیت کی روشنی میں ممکن ہے کہ من مثلہ سے ٹلے (تُلے) مراد ہوں یعنی سرکنڈوں کے گٹھے جنہیں رسیوں سے مضبوط باندھ لیا جاتا ہے اور انکے ذریعے سے تیر کر دریا کو عبور کر لیا جاتا ہے۔ ۲۹ واذا قیل الخ چار دلیلوں کے بعد مشرکین پر شکویٰ ہے اور اذا کا جواب محذوف ہے ای اعرضوا (روح) ما بین ایدیکم اقوامِ سابقہ پر نازل ہونے والا عذاب وما خلفکم آخرت کا عذاب (خازن، معالم) جب انہیں راہِ خیرخواہی

موضح قرآن ف۱ یعنی حضرت نوح ؑ کے وقت نہیں تو انسان کا تخم نہ رہتا ۱۲ منہ رح ف۲ سامنے آتا ہے جزا کا دن پیچھے چھوڑے اعمال ۱۲ منہ رح ف۳ یہی گمراہی ہے نیک کام میں تقدیر کے حوالہ کرنا اور اپنے مزے میں لالچ پر دوڑنا ۱۲ منہ رح ف۴ یعنی قیامت ناگہاں آوے گی اور وہ اپنے معاملات میں غرق ہوں گے۔ ۱۲ منہ رح

ان سے کہا جائے کہ اقوامِ گذشتہ ایسے انجام سے ڈرو کہیں تم بھی عذابِ الٰہی سے ہلاک نہ کردیئے جاؤ اور آخرت کے عذاب سے ڈرو جو معاندین کے لئے تیار کیا گیا ہے یعنی ایمان لے آؤ تاکہ تم اللہ کی رحمت کے مستحق ہوجاؤ تو وہ ایسی پند ونصیحت سے اعراض کرتے ہیں۔ ۳۰؎ وماتاتیھم الخ ان کی عادت ہی یہی ہے کہ جب بھی انھیں اللہ کی آیتیں، جو اسکی توحید اور کمالِ قدرت پر دلالت کرتی ہیں، سنائی جاتی ہیں تو وہ ان سے اعراض کرتے ہیں۔ اور ان میں غور وفکر کرکے انہیں سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ ای ماظھرت لھم اٰیۃ من الایات التی من جملتھا ما ذکر من شئونہ تعالیٰ الشاھدۃ بوحدانیتہ سبحانہ وتفردہ تعالیٰ بالالوھیۃ الا کانوا عنھا معرضین تارکین النظر الصحیح فیھا المؤدی الی الایمان بہ عزوجل (روح ج ۲۳ ص۲۹) ۳۱؎ واذا قیل الخ یہ شکوٰی ہے۔ اس سے معاندین کے عناد وتعنت کی طرف اشارہ ہے۔ جب ان سے کہا جاتا ہے! اللہ نے تمہیں جو رزق عطا فرمایا ہے اس میں سے کچھ اللہ کی راہ میں غرباء ومساکین کو بھی دیا کرو۔ قال الذین کفروا الخ تو وہ ازراہِ عناد وتمسخر جواب دیتے ہیں کہ ہم اللہ کی مشیت اور اس کے معاملات میں دخل دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ غریبوں اور مسکینوں کو خود خدا ہی نے محتاج بنایا ہے اگر وہ چاہتا تو ان کو دولتمند بنا دیتا جب اس نے خود ہی ان کو دولتمند نہیں بنایا تو اس کے کام میں دخل دے کر ہم ان مسکینوں کو کیوں دولتمند بنائیں۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنھما کان بمکۃ زنادقۃ فاذا امروا بالصدقۃ علی المساکین قالوا لا واللہ۔ ایفقرہ اللہ ونطعمہ نحن (مدارک ج ۴ ص۹) ۳۲؎ ویقولون الخ یہ تخویفِ اخروی ہے۔ اور اس کے ضمن میں شکوٰی ہے۔ مشرکین کہتے ہیں یہ قیامت والا وعدہ کب پورا ہوگا؟ اگر تم سچے ہو تو اس کے وقوع کا صحیح صحیح وقت بتاؤ؟ ماینظرون الخ یہ ان کے سوال کا جواب ہے کہ قیامت قائم ہونے کا معین وقت اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں اور اللہ کی حکمت بالغہ کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اس کے معین وقت کو پوشیدہ رکھا جائے اور اس کا وقوع اچانک ہو۔ چنانچہ جس چیز کا وہ انتظار کررہے ہیں وہ اچانک ایک ہولناک چیخ کی صورت میں ظاہر ہوگی جو اچانک سب کو پکڑ لے گی جبکہ وہ دنیا کے جھگڑوں میں مصروف ہونگے۔ فلا یستطیعون الخ اس ہولناک آواز کے بعد سب فوراً ہی مرجائیں گے اور انھیں اتنی بھی مہلت نہ مل سکیگی کہ وہ کوئی وصیت ہی کرسکیں یا اپنے گھروں ہی کو لوٹ سکیں صیحۃ واحدۃ سے نفخۂ اولیٰ مراد ہے جس سے ہر جاندار موت کی نیند سوجائے گا وھی النفخۃ الاولیٰ فی الصّور التی یموت بھا اھل الارض (روح ج ۲۳ ص۳۱)

ع ۳ ۱۸ ۲

تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَنُفِخَ فِى الصُّوْرِ

کہ کچھ کہہ ہی مریں اور نہ اپنے گھر کو پھر کر جا سکیں گے اور پھونکی جائے صور ۳۳؎

فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ قَالُوْا

پھر تبھی وہ قبروں سے اپنے رب کی طرف پھیل پڑینگے کہیں گے

يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا مَا وَعَدَ

اے خرابی ہماری کس نے اٹھا دیا ہم کو ہماری نیند کی جگہ سے یہ وہ ہے جو وعدہ کیا تھا

الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۲﴾ اِنْ كَانَتْ اِلَّا

رحمٰن نے اور سچ کہا تھا پیغمبروں نے بس ایک ۳۴؎

صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ﴿۵۳﴾

چنگھاڑ ہوگی پھر اسی دم وہ سارے ہمارے پاس پکڑے چلے آئیں گے

فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ

پھر آج کے دن ظلم نہ ہوگا کسی جی پر ذرا اور وہی بدلہ پاؤ گے جو

تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۴﴾ اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِىْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ﴿۵۵﴾

کرتے تھے ○ تحقیق بہشت کے لوگ ۳۵؎ آج ایک مشغلہ میں ہیں باتیں کرتے

هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِىْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ ﴿۵۶﴾

وہ اور ان کی عورتیں سایوں میں تختوں پر بیٹھے ہیں تکیہ لگائے

لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ ﴿۵۷﴾ سَلٰمٌ ۣ قَوْلًا

ان کے لئے ہے وہاں میوہ اور ان کے لئے ہے جو کچھ مانگیں سلام بولنا ہے

مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ﴿۵۸﴾ وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۵۹﴾

رب مہربان سے اور تم الگ ہوجاؤ آج ۳۶؎ اے گنہگارو

اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِىْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ

میں نے نہ کہہ رکھا تھا تم کو اے آدم کی اولاد کہ نہ پوجیو شیطان کو

وقف غفران وقف منزل

۱ تخویف اخروی ۱۲ ۲ بشارت اخروی

۱ تخویف ۲ زجر اخروی ۱۲

۳۳؎ ونفخ فی الصّور الخ یہ تخویفِ اخروی ہے۔ اجداث، جدث کی جمع ہے یعنی قبور ینسلون، یسرعون، دوڑ رہے ہوں گے۔ اس سے نفخۂ ثانیہ مراد ہے جس سے تمام مردے جی اٹھیں گے۔ اور میدانِ محشر کیطرف دوڑ پڑینگے۔ قالوا من بعثنا الخ قیامت کا منظر ایسا ہولناک اور دہشت انگیز ہوگا کہ کفار قبروں کے عذاب کو بھول جائینگے! اور سمجھیں گے کہ ہم اب تک سوئے رہے ہیں اسلئے جب قبروں سے اٹھیں گے تو ایکدوسرے سے پوچھیں گے ہمیں نیند سے کس نے جگایا ہے والقوم لاختلاط عقولھم ظنوا انھم کانوا نیاماً ولم یکن لھم ادراک لعذاب القبر لذلک فاستفھموا عن موقظھم (روح ج ۲۳ ص۳۲) ھذا ماوعد الرحمن الخ لیکن جب وہ دیکھیں گے کہ ہر طرف ٹڈی دل کی طرح انسانوں کا ایک سیلاب ہے، سب پریشان اور حواس باختہ ہیں۔ اور سب پر خوف وہراس کی کیفیت طاری ہے تو سمجھ جائیں گے کہ یہ وہی قیامت کا منظر ہے جس سے دنیا میں ہمیں اللہ کے پیغمبر ڈراتے تھے۔ اس لئے اپنے سوال کا خود جواب دیں گے کہ یہ تو وہی قیامت ہے جس کی آمد کا وعدہ اللہ نے فرمایا تھا۔ بے شک اللہ کے رسول سچے تھے۔ ان کے کہنے کے مطابق قیامت آ ہی گئی ہے

۳۴ ان کانت الخ یہ نفخۂ ثانیہ کی طرف اشارہ ہے یعنی یہ نفخہ ایک ہولناک آواز ہوگی جس سے سب مردے زندہ ہو کر فوراً ہمارے سامنے حاضر ہو جائیں گے یعنی ان احیاء ھم وبعثھم کان بصیحۃ واحدۃ (قرطبی ج ۱۵ ص ۴۳) فالیوم لا تظلم نفس الخ یہ خطاب صرف کافروں سے ہوگا۔ یا مومنوں اور کافروں دونوں سے ہوگا یعنی آج کسی فرد بشر سے نیک ہو یا بد ذرہ بھر بے انصافی نہیں ہوگی اور ہر ایک کو اس کے اپنے ہی اعمال کی جزاء و سزا ملے گی۔ اور کسی کو ناکردہ گناہ کی سزا نہیں ملے گی ۳۵ ان اصحب الخ یہ بشارت اخروی ہے۔ اہل جنت، جنت کی پُر سکون فضا میں عیش و طرب کی مصروفیتوں میں خوش و خرم ہوں گے۔ وہ اپنی بیویوں کے

اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ (٦٠) وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ
وہ کھلا دشمن ہے تمہارا اور یہ کہ پوجو مجھ کو

هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ (٦١) وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ
یہ راہ ہے سیدھی اور وہ بہکا لے گیا تم میں سے ۳۷

جِبِلًّا كَثِيْرًا ۭ اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ (٦٢) هٰذِهٖ
بہت خلقت کو پھر کیا تم کو سمجھ نہ تھی یہ

جَهَنَّمُ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ (٦٣) اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ
دوزخ ہے ۳۸ جس کا تم کو وعدہ تھا جا پڑو اس میں آج کے دن

بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ (٦٤) اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓي
بدلا اپنے کفر کا آج ۳۹ ہم مہر لگا دیں گے

اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ
ان کے منہ پر اور بولیں گے ہم سے ان کے ہاتھ اور بتلائیں گے ان کے پاؤں

بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (٦٥) وَلَوْ نَشَاۗءُ لَطَمَسْنَا
جو کچھ وہ کماتے تھے اور اگر ہم چاہیں ۴۰ مٹا دیں

عَلٰٓي اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ (٦٦)
ان کی آنکھیں پھر دوڑیں رستہ پانے کو پھر کہاں سے سوجھے

وَلَوْ نَشَاۗءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰي مَكَانَتِهِمْ فَمَا
اور اگر ہم چاہیں صورت مسخ کر دیں انکی جہاں کی تہاں پھر نہ

اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ (٦٧) وَمَنْ
آگے چل سکیں گے اور نہ وہ الٹے پھر سکیں اور جس کو

نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ۭ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ (٦٨)
ہم بوڑھا کریں ۴۱ اوندھا کریں اس کی پیدائش میں پھر کیا ان کو سمجھ نہیں ف

ساتھ ٹھنڈی چھاؤں میں عالیشان تختوں پر تکیہ لگائے آرام کریں گے۔ اور جنت میں انہیں نہ صرف ہر میوہ ملیگا بلکہ ہر وہ چیز جس کی وہ تمنا کریں گے اور جو چیز وہ طلب کریں گے، انہیں ملے گی۔ سلم قولا من رب رحیم۔ سلام خبر مقدم محذوف کا مبتدا ہے ای لھم اور قولا فعل مقدر کا مفعول مطلق ہے اور یہ جملہ سلام کی صفت ہے۔ اہل جنت کا یہ سب سے بڑا اعزاز ہوگا کہ باری تعالیٰ خود انہیں سلام فرمائیگا ای سلام یقال لھم قولا من جھۃ رب رحیم ای یسلام علیھم من جھتہ تعالیٰ بلا واسطۃ تعظیما لھم (روح ج ۲۳ ص ۳۸) ۳۶ وامتازوا الخ یہ اہل جنت کے مقابلے میں اہل جہنم کا ذکر ہے اور تخویف اخروی ہے۔ میدان حشر میں کفار و مشرکین کو علی رؤس الخلائق حکم ہوگا اے مجرمو! نیک لوگوں سے الگ ہو جاؤ اور ایک طرف اپنی صفیں بنا لو الم اعھد الخ کفار و مشرکین کی حسرت و ندامت میں اضافہ کرنے کے لئے ان سے کہا جائے گا۔ اے اولاد آدم! کیا میں نے اپنے پیغمبروں کی وساطت سے تمہیں یہ پیغام نہیں دیا تھا کہ شیطان کی پیروی نہ کرنا اور اس کے فریب میں آکر میرے ساتھ شرک نہ کرنا۔ کیونکہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور صرف میری ہی عبادت کرنا اور میری عبادت اور پکار میں کسی کو شریک نہ کرنا اور کسی کو میرے یہاں شفیع غالب نہ سمجھنا۔ اعبدونی وحدونی واطیعونی (مدارک ج ۴ ص ۹) ھذا صراط مستقیم یعنی شیطان کے اغوا میں آکر غیر اللہ کی عبادت نہ کرنا اور صرف اللہ کی عبادت کرنا یہی صراط مستقیم (سیدھی راہ) ہے جس پر تمام انبیاء علیہم السلام کو گامزن رہنے کا حکم دیا گیا۔ ای عبادتہ تعالیٰ اذ الم تنفس دعن عبادۃ... غیرہ سبحانہ لا تسمی صراطا مستقیما (روح جلد ۲۳ ص ۴۰) ۳۷ ولقد اضل الخ اس شیطان نے بے شمار اولاد آدم کو گمراہ کیا یہ اس کی انسان دشمنی کی ایک واضح دلیل ہے لیکن پھر بھی تم نے عقل سے کام نہ لیا اور نہ غور کیا کہ شیطان ہمارا دشمن ہے اور ہمیں جہنم میں دھکیلنا چاہتا ہے اس لئے اس کے فریب سے بچنا چاہیئے۔ اور اس کی بات ماننے کے بجائے اپنے خالق حقیقی کی خالص عبادت کرنی چاہیئے۔ اور اس کے احکام کا اتباع کرنا چاہیئے ۳۸ ھذا الخ توبیخ و تبکیت کے بعد ارشاد ہوگا لو اب دیکھو یہ وہی جہنم ہے جس کا پیغمبروں کی زبانی تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ اصلوھا الیوم الخ آج اس میں داخل ہو جاؤ اور یہ تمہارے کفر و شرک اور تکذیب انبیاء کی سزا ہے ۳۹ الیوم الخ یہ قیامت کے دن کفار و مشرکین کا حال ہوگا۔ قیامت کے دن وہ اپنے جرموں کا انکار کریں گے جیسا کہ دوسری جگہ ان کا قول نقل کیا گیا ہے واللہ ربنا

ماکنا مشرکین (انعام ۶ ع ۳) تو اس وقت ان کی زبانیں بند کردی جائیں گی اور ان سے قوت گویائی سلب کر لی جائے گی اور اللہ کے حکم سے ان کے ہاتھ پاؤں بول اٹھیں گے اور جو کرتوت انھوں نے کئے ہوں گے وہ سب بیان کردیں گے دفی الحدیث انھم یجحدون ویختصمون فیختم علی افواھھم وتتکلم ایدیھم وارجلھم (بیضاوی) ۴۰ ولو نشاء الخ اور اگر ہم چاہیں تو ان کی آنکھیں محو کردیں اور ان کی آنکھوں کی جگہ چہرے کے ساتھ ہموار کردیں، پھر وہ راستے کی طرف بڑھیں تو کس طرح دیکھ سکیں گے یعنی جس طرح ان کے عناد و اصرار کی وجہ سے ہم نے ان کے دل کی آنکھوں کو بصیرت سے محروم کردیا ہے اور ان سے ایمان کی توفیق سلب کرلی ہے اگر ہم چاہیں تو انکی ظاہری آنکھوں کو بھی بصارت سے محروم کردیں ولو نشاء لمسخنٰھم الخ اور اگر ہم چاہیں تو انہیں جہاں کہیں وہ ہیں سل پتھر بنادیں اور وہ نہ آگے جاسکیں اور نہ واپس لوٹ سکیں جس طرح ہم نے ان سے قوت عقلیہ سلب کرلی ہے اسی طرح اگر ہم چاہیں تو ان سے قوت جسمانیہ بھی سلب کرلیں اور وہ جماد محض ہوجائیں (کذا فی الکبیر) یہ لوگ طغیان و عصیان اور ضد و عناد میں اس قدر آگے بڑھ گئے تھے کہ اس کے مستحق ہوچکے تھے کہ ان کی ظاہری آنکھوں کی بینائی اور جسمانی قوت سلب کرلی جائے لیکن اللہ تعالےٰ نے اپنی رحمت شاملہ اور حکمت بالغہ کے پیش نظر ایسا نہیں کیا۔ ومعنی ھذہ الاٰیۃ والاٰیۃ السابقۃ علےٰ تاویل الحسن انھم لکفرھم ونقضھم العھد احقاء ان یفعل بھم ذٰلک لکنا لم نفعل لشمول الرحمۃ لھم فی الدنیا واقتضاء الحکمۃ امھالھم (مظہری ج ۸ ص ۹۶)

۴۱ ومن نعمرہ الخ یہ زجر ہے۔ ہم نے تمہیں اس قدر عمر عطا کی کہ جو شخص صدق دل سے حق کو سمجھنے کا ارادہ رکھتا ہو وہ اتنے عرصہ میں حق کو سمجھ سکتا ہے۔ جب جوانی میں تم نے حق کو نہیں سمجھا جبکہ تمام قوائے جسمانیہ تندرست اور جوان ہوتے ہیں تو بڑھاپے میں کیا سمجھو گے جبکہ تمام قوتیں کمزور ہوجاتی ہیں۔ کیونکہ جسے ہم زیادہ عمر دیتے ہیں اسے روز بروز ضعف کی طرف لے جاتے ہیں۔ امام رازی فرماتے ہیں یہاں کافروں کے عذر کو قطع کیا گیا ہے، قیامت کے دن کافر کہیں گے ہمیں تو دنیا میں مہلت ہی کم ملی اگر ہم لمبی عمر پاتے تو ضرور ایمان لے آتے تو فرمایا سمجھنے سوچنے کے لئے تو تمہیں کافی عمر دی گئی تھی اور مزید زیادہ میں تو قوتیں معطل ہوجاتی ہیں۔ اس وقت سمجھنے سوچنے کی صلاحیت ہی باقی نہیں رہتی شرع فی عذر اٰخر وھو ان الکافر یقول لم یکن لبثنا فی الدنیا الا یسیرا ولو عمرتنا لما وجدت منا تقصیرا فقال تعالی افلا تعقلون انکم کلما دخلتم فی السن ضعفتم وقد عمرناکم مقدار ما تتمکنون من البحث والادراک الخ (کبیر) ۴۲ وما علمنٰہ الخ یہ مشرکین کے ایک شبہ کا جواب ہے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی ایک واضح دلیل ہے مشرکین کہتے ہیں محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) شاعر ہے۔ اور یہ قرآن اس کا شاعرانہ کلام ہے۔ فرمایا شاعری کا علم اور شاعری کی استعداد ہم نے اپنے پیغمبر کو عطا ہی نہیں کی اور نہ شاعری آپ کے شایانِ شان ہی ہے۔ یہ کلام اللہ کی طرف سے پند و نصیحت ہے اور واضح طور پر اللہ کی طرف سے نازل شدہ قرآن ہے اور ایسا معجز ہے کہ بشر کی طاقت ہی سے ماوراء ہے۔ شاعر نہ ہونے کے باوجود ایسا بے مثل اور معجز کلام پیش کرنا، جو بشر کے حیطۂ استطاعت سے باہر ہو۔ آنحضرت صلے اللہ

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ؕ اِنْ هُوَ
اور ہم نے نہیں سکھایا اس کو ۴۲ شعر کہنا اور یہ اس کے لائق نہیں یہ تو
اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ۟ۙ (۶۹) لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ
خالص نصیحت ہے اور قرآن ہے صاف تاکہ ڈر سنائے ۴۳ اس کو جس میں
حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ (۷۰) اَوَلَمْ
جان ہو ف اور ثابت ہو الزام منکروں پر کیا اور نہیں
يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَاۤ
دیکھتے وہ ۴۴ کہ ہم نے بنا دیے انکے واسطے اپنے ہاتھوں کی بنائی ہوئی چیزوں سے
اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ (۷۱) وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ
چوپائے پھر وہ ان کے مالک ہیں اور عاجز کر دیا ان کو انکے آگے
فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ (۷۲) وَلَهُمْ
پھر ان میں کوئی ہے انکی سواری اور کسی کو کھاتے ہیں اور انکے واسطے
فِيْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ؕ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ (۷۳) وَ
چارپایوں میں فائدے ہیں اور پینے کے گھونٹ پھر کیوں شکر نہیں کرتے اور
اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ (۷۴)
پکڑتے ہیں ۴۵ اللہ کے سوائے اور حاکم کہ شاید ان کی مدد کریں
لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ ۙ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ
نہ کرسکیں گے ان کی مدد اور یہ ان کی فوج ہوکر
مُّحْضَرُوْنَ (۷۵) فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّا
پکڑے آئیں گے اب تو غمگیں مت ہو ۴۶ ان کی بات سے ہم
نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ (۷۶) اَوَلَمْ يَرَ
جانتے ہیں جو وہ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں کیا دیکھتا نہیں

۱ جواب شبہ مشرکین ۲ دو دلیل صداقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ۳ پیچیدہ عقلی دلیل ۱۲

۴ زجر ۱۲ ۵ تسلیہ ۱۲ ۶ جواب شبہ ۱۲

موضح قرآن ف جس میں جان ہو یعنی نیک اثر پکڑتا ہو اس کے فائدے کو اور منکروں پر الزام اتارنے کو ۱۲ منہ

فتح الرحمان و ا یعنی صاحب فہم باشد ۱۲

الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيْمٌ
انسان ۴۷ کہ ہم نے بنایا اس کو ایک قطرہ سے پھر تبھی وہ ہوگیا جھگڑنے
مُّبِيْنٌ ﴿۷۷﴾ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ط
بولنے والا اور بٹھلاتا ہے ہم پر ایک مثل اور بھول گیا اپنی پیدائش
قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ﴿۷۸﴾ قُلْ
کہنے لگا کون زندہ کرے گا ہڈیوں کو جب کھوکھری ہوگئیں تو کہہ
يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ أَنْشَأَهَآ أَوَّلَ مَرَّةٍ ط وَهُوَ
ان کو زندہ کریگا ۴۸ جس نے بنایا ان کو پہلی بار اور وہ
بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۹﴾ لا الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ
سب بنانا جانتا ہے جس نے بنا دی ۴۹ تم کو
الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا فَإِذَآ أَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ﴿۸۰﴾
سبز درخت سے آگ پھر اب تم اس سے سلگاتے ہو ۵۰
أَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ
کیا جس نے ۵۱ بنائے آسمان اور زمین
بِقٰدِرٍ عَلٰٓى أَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ط بَلٰى ق وَهُوَ
نہیں بنا سکتا ان جیسے کیوں نہیں اور وہی ہے
الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿۸۱﴾ إِنَّمَآ أَمْرُهٗٓ إِذَآ أَرَادَ شَيْئًا
اصل بنانے والا سب کچھ جاننے والا اس کا حکم یہی ہے کہ جب کرنا چاہے کسی چیز کو
أَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۸۲﴾ فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ
تو کہے اس کو ہو وہ اسی وقت ہوجائے سو پاک ہے وہ ذات جس کے ۵۲
بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّإِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾
ہاتھ ہے حکومت ہر چیز کی اور اسی کی طرف پھر کر چلے جاؤ گے

وقف غفران

ع ۵ ۱۶ ۴

جواب انکوئی
۲ فاطر سورت
۱۲

علیہ وسلم کی نبوت کا ایک بہت بڑا نشان ہے وجعل اللہ جل وعز ذلک علما من اعلام نبیہ علیہ السلام لئلا تدخل الشبھۃ علی من ارسل الیہ فیظن انہ قوی علی القرآن بما فی طبعہ من القوۃ علی الشعر (قرطبی ج ۱۵ ص ۵۵) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو شعر پسند ہی نہیں تھا۔ نہ کبھی آپ نے شعر موزوں کرنے کی کوشش ہی فرمائی نہ شعر آپ سے موزوں ہو ہی سکتا تھا۔ وما یصح لہ الشعر ولا یتأتی لہ ان اراد قرضہ علی ما اختبرتم طبعہ نحوا من اربعین سنۃ (بیضاوی) ای جعلناہ بحیث لو اراد قرض الشعر لم یتأت لہ ولم یتسھل کما جعلناہ امیا لا یھتدی الی الخط لتکون الحجۃ اثبت والشبھۃ ادحض (مدارک ج ۴ ص ۱۰) اس آیت نے اہل بدعت کے اس دعوے کی بھی قلعی کھول دی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو عطاء الٰہی سے ماکان ومایکون کا کلی علم غیب حاصل تھا۔ اس آیت نے بالکل کھلے اور واضح لفظوں میں اعلان کردیا کہ شعر کا علم آپ کو اللہ تعالےٰ نے عطا نہیں فرمایا اس لیے کلی علم غیب کا دعوےٰ باطل ہوگیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے جو بعض موزوں اور مقفٰی عبارتیں صادر ہوتیں مثلاً انا النبی لا کذب ۔ انا ابن عبد المطلب وغیرہ یہ شعر کے زمرے میں داخل نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ عبارتیں بلا قصد وارادہ محض اتفاقی طور پر موزوں ہوگئی تھیں اور شعر قصد وارادے سے موزوں ومقفٰی کیا جاتا ہے وھذا مما اتفق لہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من غیر قصد لوزنہ ومثلہ یقع کثیرا فی الکلام المنثور ولا یسمی شعرا ولا قائلہ شاعرا (روح ج ۲۳ ص ۴۸) ۴۳ لینذر الخ یہ قرآن شعر نہیں بلکہ اللہ کا کلام ہے جو اس نے اپنے پیغمبر پر اتارا ہے تاکہ وہ سمجھنے والوں کو اس کا پیغام سنائے اور وہ اس پر عمل کریں اور کافروں پر اللہ تعالےٰ کی حجت قائم ہوجائے حی سے مومن مراد ہے ایمان کو حیات سے تشبیہ دی گئی ہے کیونکہ ایمان سے دل کی حیات ہے (من کان حیا) یعنی مؤمنا حی القلب لان الکافر کالمیت الذی لا یتدبر ولا یتفکر (معالم وخازن ج ۶ ص ۱۶) ۴۴ اولم یروا الخ یہ پانچویں عقلی دلیل ہے ہم نے ان کے لئے مختلف انواع کے چوپائے پیدا کئے ہیں جو ان کے زیر تصرف ہیں اور ہمارے حکم تکوینی سے ان کے مطیع وفرمانبردار ہیں کچھ ان میں سے سواری اور باربرداری کے لئے ان کے کام آتے ہیں۔ کچھ ایسے ہیں جن کا وہ دودھ پیتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان میں اور بھی گوناگوں فوائد ومنافع ہیں لیکن پھر بھی وہ اللہ کا شکر نہیں کرتے اور اس کی عبادت اور پکار میں اوروں کو شریک کرتے اور انہیں عند اللہ شفیع غالب سمجھتے ہیں، حالانکہ ان چوپایوں کی تخلیق میں اور ان انعامات کے عطا کرنے میں ان کا کوئی حصہ نہیں اس لئے وہ کارساز اور شفیع غالب بھی نہیں ہوسکتے ۴۵ واتخذوا الخ یہ زجر ہے۔ اللہ کے ایسے انعامات کے باوجود مشرکین نے اللہ کے سوا اوروں کو معبود اور شفعاء بنا رکھا تھا۔ تاکہ بوقت ضرورت وہ ان کی مدد کریں۔ لیکن بوقت ضرورت وہ ہرگز ان کی مدد نہ کرسکیں گے حالانکہ کفار اپنے زعم میں ان معبودوں کو اپنے مددگار اور شفیع سمجھتے ہیں۔ قال الشیخ قدس سرہٗ وھم لھم جند محضرون ای معبوداتھم لھم ای للکفار جند فی زعمھم حاضرون لتشفع لھم (بلغۃ ص ۲۸۳) یا مطلب یہ ہے کہ ان کے مزعومہ معبود ان کی کیا مدد کریں گے جبکہ وہ خود اپنی مدد اور حفاظت نہیں کرسکتے۔ بلکہ ان کے پجاری ان کی دیکھ بھال اور حفاظت کرتے ہیں۔ (اعوان وشیعۃ یخدمونھم ویذبون عنھم (مدارک ج ۴ ص ۱۱) ۴۶ فلا یحزنک الخ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی اور مشرکین کے لئے تخویف اخروی ہے مشرکین

موضح قرآن ف یعنی پتھر سے نکالتے ہیں یا بعضے درخت سے سرسبز ٹہنیاں اس کی آپس میں رگڑتی ہیں تو آگ نکلتی ہے جیسے بانس یا مرخ یا عفار ۱۲ امنہ رح

کی تکذیب اور طعن وتشنیع سے آپ آزردہ خاطر نہ ہوں، ہم ان کی تمام شرارتوں اور خباثتوں کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ اور انہیں ان کی شرارتوں کی پوری پوری سزا دیں گے **۴۷** اولم یر الانسان الخ یہ زجر وشکویٰ ہے انسان یہ نہیں سوچتا کہ ہم نے اس کو ایک حقیر نطفے سے پیدا کیا ہے۔ لیکن سوچنے کے بجائے بڑا ہو کر ہمارا مدمقابل بن گیا۔ اور جھگڑنے لگا اور دوبارہ زندہ کرنے پر ہماری قدرت کے لئے عجیب وغریب مثالیں بیان کرنے لگا مثلاً کہتا ہے بھلا ان بوسیدہ اور خاک درخاک شدہ ہڈیوں کو وہ کس طرح زندہ کرے گا۔ گویا ہماری قدرت کو اپنی قدرت پر قیاس کرنے لگا لیکن اپنی پیدائش کو بھول جاتا ہے کہ وہ بالکل معدوم تھا اور اسے ہم نے پیدا کر لیا۔ (ضرب لنا مثلا) امرا عجیبا وھو نفی القدرۃ علی احیاء الموتی وتشبیھہ لخلقہ بوصفہ بالعجز عنہ (بیضاوی) **۴۸** قل یحییھا الخ یہ جواب شکویٰ ہے اور مسئلہ بعث ونشور (قیامت) پر عقلی دلیل بھی ہے فرما دیجئے، بوسیدہ ہڈیوں میں از سر نو وہی جان ڈالے گا جس نے ان کو پہلے نیست سے ہست کیا اور وہ ہر مخلوق کو جانتا ہے ہر مردے کے متفرق اور بکھرے ہوئے اجزا اسے معلوم ہیں اور بدن میں ہر جزء کا مقام بھی اسے معلوم ہے یعلم جل وعلا بجمیع الاجزاء المتفتتۃ المتبددۃ لکل شخص من الاشخاص اصولھا وفروعھا واوضاع بعضھا من بعض من الاتصال والانفصال والاجتماع والافتراق فیعید کلا من ذلک علی الخط السابق مع القوی التی کانت قبل (روح ج ۲۳ ص ۵۵) **۴۹** الذی جعل الخ اس کی قدرت کاملہ کا ایک ادنیٰ کرشمہ یہ ہے کہ وہ سبز درخت سے آگ نکالتا ہے جسے تم روشن کرتے ہو۔ سبز درخت سے عفار بالس اور مرخ مراد ہیں۔ ان تینوں درختوں کی تازہ لکڑیوں کو باہم رگڑ کر آگ حاصل کی جاتی تھی۔ وھی الزناد التی توری بھا الاعراب واکثرھا من المرخ والعفار (مدارک ج ۴ ص ۱۳) **۵۰** اولیس الخ جس قادر وتوانا اور قیوم ودانا نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کر لیا۔ کیا وہ انسانوں کو دوبارہ اپنی پہلی شکلوں پر پیدا نہیں کر سکتا؟ کیوں نہیں! ضرور پیدا کر سکتا ہے جبکہ وہ ساری کائنات کا خالق اور سب کچھ جاننے والا ہے انما امرہ الخ اس کے لئے کسی چیز کا پیدا کرنا کوئی مشکل نہیں، بلکہ نہایت ہی آسان ہے۔ وہ جب کسی چیز کو پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے، تو اس کے ارادہ کرتے ہی وہ چیز خلعتِ وجود پہن لیتی ہے اسی طرح انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنے کے لئے صرف اس کا ارادہ کافی ہے **۵۱** فسبحن الخ یہ آخر میں ساری سورت کا خلاصہ ہے اللہ تعالیٰ ان تمام شرکوں سے برتر اور پاک ہے جن کو مشرکین اللہ کے سوا معبود اور شفعاء بنائے ہوئے ہیں۔ ساری کائنات کا مکمل قبضہ اس کے ہاتھ میں ہے۔ ساری کائنات میں وہی مختار کل اور متصرف مطلق ہے اور آخرت میں بھی سب اسی کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے اس لئے اس کے سوا کوئی معبود اور کارساز نہیں اور نہ کوئی اس کی بارگاہ میں شفیع غالب ہے اس لئے حاجات ومشکلات میں مافوق الاسباب اسی کو پکارا کرو۔ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

سورۂ یٰسین میں آیاتِ توحید

۱۔ وَمَالِیَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ ——— تا ——— لَا تُغْنِ عَنِّیْ شَفَاعَتُهُمْ شَیْئًا وَّ لَا یُنْقِذُوْنِ ٥ (ع ۲) نفیٔ شرکِ اعتقادی ونفی شفاعت قہری۔
۲۔ وَاٰیَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَیْتَةُ ——— تا ——— فَلَا صَرِیْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ یُنْقَذُوْنَ ٥ (ع ۳) نفیٔ شرک فی التصرف
۳۔ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ ——— تا ——— وَّقُرْاٰنٌ مُّبِیْنٌ ٥ (ع ۵) نفیٔ علم شعر از نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم و دلیلِ صداقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔
۴۔ اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا ——— تا ——— اَفَلَا یَشْکُرُوْنَ ٥ (ع ۵) نفیٔ شرک فی التصرف
۵۔ فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ٥ (ع ۵) نفیٔ شرک ہر قسم ونفیٔ شفاعتِ قہری۔

لہ سورۃ الصّافات

ربط سورۃ یٰسین کے بعد الصافات بھی سورۃ سبا پر مرتب ہے اور اس سُورت میں سورۃ یٰسین کی نسبت بطور ترقی شفاعت قہری کی نفی کی گئی ہے سورۃ یٰسین میں فرمایا ہم نے ان مشرکین کو پکڑا لیکن ان کے مزعومہ شفعاء ان کو ہماری گرفت سے نہ چھڑا سکے اور الصافات میں مذکور ہوگا چھڑانا تو درکنار وہ (ملائکہ۔ جن اور انبیاء علیہم السلام جن کو مشرکین عند اللہ شفیع غالب سمجھتے تھے) تو خدا کے سامنے نہایت ہی عاجز ہیں اور اپنی عاجزی اور بے بسی کا برملا اعتراف کر رہے ہیں اس لئے وہ شفیع غالب نہیں ہو سکتے۔ نامی ربط یہ ہے کہ سورۃ سبا میں تھا کہ جو لوگ ان معبودوں کو شفیع غالب سمجھتے ہیں وہ قوم سبا کے عبرتناک انجام سے سبق سیکھیں اور الصافات میں فرمایا خود فرشتے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں صف بستہ کھڑے ہو کر کہہ رہے ہیں کہ تم سب کا معبود ایک ہے۔

خلاصہ سورۃ الصافات میں ابتداء میں فرشتوں اور اس کے بعد جنوں کے عجز کا ذکر ہے اس کے بعد شکوے، زجریں، تخویفیں اور بشارتیں مذکور ہیں۔ پھر سات انبیاء علیہم السلام کا اس انداز میں ذکر ہے کہ وہ تو خود مصائب و آفات میں اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی عاجزی اور نیازمندی کا اقرار و اعتراف کر رہے ہیں۔ اس کے بعد دوبارہ فرشتوں کے ذکر کا اور ایک بار جنوں کے ذکر کا اعادہ ہے اور پھر انبیاء علیہم السلام کے ذکر کا ایک بار اجمالی اعادہ ہے اور آخر میں پوری سورت کا خلاصہ مذکور ہے۔

تفصیلی خلاصہ

والصّٰفّٰت صفا۔ تا۔ ورب المشارق ٥ فرشتوں کا حال تو یہ ہے کہ وہ خدا کے سامنے دست بستہ کھڑے ہیں اور خدا کی بارگاہ میں خدام ہیں اور اعلان کر رہے ہیں کہ اے زمین والو! تم سب کا الٰہ ایک ہے بھلا وہ کس طرح معبود اور شفیع غالب بن سکتے ہیں اللہ تعالیٰ جو ساری کائنات کا خالق و مالک ہے وہی سب کا کارساز ہے۔ انا زینا السماء۔ تا۔ فاتبعہ شھاب ثاقب ٥ جنات کا حال یہ ہے کہ وہ چوری چھپے ملأ اعلیٰ کی باتیں سننے کے لئے جاتے ہیں تو آگ کے شعلے انکا پیچھا کر کے انکو واپس کر دیتے ہیں اور ان کیلئے عذاب لازم ہے بھلا وہ کس طرح شفیع بن سکتے ہیں۔ فاستفتھم اھم اشد۔ تا۔ او اباؤنا الاولون ٥ یہ شکویٰ ہے بضمن تخویف اخروی۔ قل نعم۔ تا۔ انا کذٰلک نفعل بالمجرمین ٥ (ع ۲) یہ محض تخویف اخروی ہے۔ انھم کانوا اذا قیل لھم۔ وصدق المرسلین ٥ یہ شکویٰ ہے مع جواب شکویٰ۔ انکم لذائقوا العذاب۔ تا۔ الا عباد اللہ المخلصین ٥ تخویف اخروی اولٰئک لھم رزق معلوم۔ تا لمثل ھٰذا فلیعمل العٰملون ٥ بشارت اخروی۔ اذلک خیر۔ تا۔ الا عباد اللہ المخلصین ٥ تخویف اخروی۔

ولقد نادٰنا نوح۔ تا۔ ثم اغرقنا الاٰخرین ٥ (ع ۳) یہ نفی شفاعت قہری کیلئے پہلا قصہ ہے۔ نوح علیہ السلام تو بصد عجز و نیاز ہمیں پکار رہے ہیں اور ہم ہی نے انکو اور ان کے ماننے والوں کو غرق سے بچایا اور ان کے دشمنوں کو ہم ہی نے غرق کیا۔ پھر وہ کس طرح معبود اور شفیع غالب بن سکتے ہیں۔ و ان من شیعتہ لابراھیم ٥۔ تا۔ وظالم لنفسہ مبین ٥ (۳) یہ دوسرا قصہ ہے ابراھیم علیہ السلام کو بھی ہم ہی نے آگ سے بچایا۔ وہ اللہ کے ایسے فرمانبردار تھے کہ اللہ کے حکم سے اپنے پیارے فرزند کو اللہ کی راہ میں ذبح کرنے پر تیار ہو گئے۔ اس لئے وہ بھی کارساز اور شفیع غالب نہیں ہو سکتے۔

ولقد مننا علٰی موسٰی وھٰرون ٥۔ تا۔ انھما من عبادنا المؤمنین ٥ (ع ۴) یہ تیسرا اور چوتھا قصہ ہے۔ موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو ہم ہی نے محض اپنے فضل و احسان سے سختیوں سے بچایا وہ تو خود محتاج و عاجز تھے، اس لئے کارساز اور شفیع غالب نہ تھے۔

و ان الیاس لمن المرسلین ٥۔ تا۔ انہ من عبادنا المؤمنین ٥ یہ پانچواں واقعہ ہے الیاس علیہ السلام کو قوم کے ہاتھوں قتل اور رسوائی سے ہم ہی نے بچایا۔ و ان لوطا لمن المرسلین ٥۔ تا۔ وبالیل افلا تعقلون ٥ یہ چھٹا قصہ ہے۔ لوط علیہ السلام کو اور ان کے ماننے والوں کو ہم ہی نے بچایا اور ان کے دشمنوں کو ہم ہی نے ہلاک کیا۔ الیاس اور لوط علیہما السلام ہماری مدد کے محتاج تھے اس لئے شفیع غالب نہ تھے۔

و ان یونس لمن المرسلین ٥۔ تا۔ فمتعنٰھم الٰی حین ٥ (ع ۵) یہ ساتواں قصہ ہے یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں ہمیں پکارا اور پھر ہم ہی نے ان کو مچھلی کے پیٹ سے صحیح سلامت باہر نکالا، لہٰذا وہ بھی کارساز اور شفیع غالب نہیں تھے۔

فاستفتھم الربک البنات الخ یہ پہلے فاستفتھم کا اعادہ ہے برائے تنویر و توضیح۔ ام خلقنا الملٰئکۃ اناثا۔ تا۔ الا من ھو صال الجحیم میں فرشتوں اور جنوں کے ذکر کا لف و نشر مرتب کے طور پر پہلی بار اعادہ ہے۔ اور وما منا الا لہ مقام معلوم۔ تا۔ وانا لنحن المسبحون ٥ میں فرشتوں کے ذکر کا دوسری بار اعادہ ہے۔ و ان کانوا لیقولون۔ تا۔ فسوف یعلمون ٥ یہ شکویٰ ہے اور ضمناً تخویف اخروی۔ ولقد سبقت کلمتنا۔ تا۔ و ان جندنا لھم الغٰلبون ٥ یہ انبیاء علیہم السلام کے ذکر کا اعادہ ہے اور ان کے لئے بشارت دنیوی ہے۔ فتول عنھم حتٰی حین ٥۔ تا۔ وابصر فسوف یبصرون ٥ یہ تخویف دنیوی ہے۔ سبحٰن ربک رب العزۃ عما یصفون الخ یہ سورت کا خلاصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ اس کا کوئی شریک یا اسکی بارگاہ میں کوئی شفیع غالب ہو۔ انبیاء علیہم السلام کو سلامتی کی عطا فرماتا ہے۔ اور وہ پروردگار عالم ہی تمام صفات کارسازی کا مالک ہے۔

سُوْرَةُ الصّٰٓفّٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّاثْنَتَانِ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّخَمْسُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ صافات مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ایک سو بیاسی آیتیں اور پانچ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ① فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ② فَالتّٰلِيٰتِ

قسم ہے صف باندھنے والوں کی قطار ہو کر ف۱ پھر ڈانٹنے والوں کی جھڑک کر ف۲ پھر پڑھنے والوں کی

ذِكْرًا ③ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ④ رَبُّ السَّمٰوٰتِ

یاد کر کر بے شک حاکم تم سب کا ایک ہے ۲ے ف۱ رب آسمانوں کا

وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ⑤

اور زمین کا اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے اور رب مشرقوں کا ف۲ ف۳

اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ ِالْكَوَاكِبِ ⑥

ہم نے رونق دی ۳ے ورلے آسمان کو ایک رونق جو تارے ہیں ف۳

وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ⑦ لَا يَسَّمَّعُوْنَ

اور بچاؤ بنایا ۴ے ہر شیطان سرکش سے ف۴ سن نہیں سکتے

اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ

اوپر کی مجلس تک اور پھینکے جاتے ہیں ان پر ہر طرف

جَانِبٍ ⑧ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ⑨

سے بھگانے کو اور ان پر مار ہے ہمیشہ کو

اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ

مگر جو کوئی اچک لایا جھپ سے پھر پیچھے لگا اس کے انگارا

ثَاقِبٌ ⑩ فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا

چمکتا اب پوچھ ان سے کیا یہ ۵ے بنانے مشکل ہیں

المنزل السادس ۶

۲ے والصّٰفّٰتِ الخ قسم ہے ان فرشتوں کی جو صفیں باندھ کر اللہ کی عبادت میں مصروف ہیں۔ فالزّٰجرات زجرًا پھر قسم ہے ان فرشتوں کی جو شیاطین کو ملاءِ اعلیٰ کے قریب آنے سے روکنے والے ہیں۔ فالتّٰلیٰتِ ذکرًا پھر قسم ہے ان فرشتوں کی جو اللہ کے ذکر اور اس کی حمد و ثنا اور تسبیح و تقدیس میں مصروف ہیں۔ ان الٰھکم لواحد الخ یہ جوابِ قسم ہے۔ تینوں انواع کے فرشتے جن کی قسم کھائی گئی ہے ان کے یہ احوال اس پر شاہد اور اس کی واضح دلیل ہیں کہ سب کا معبود اور کارساز ایک ہے جو آسمانوں اور زمین کا اور ساری مخلوق کا اور مشرق و مغرب کا مالک ہے۔ فرشتوں کے مذکورہ احوال سے معلوم ہوا کہ ان کی حیثیت بارگاہِ الٰہی میں خدام کی ہے اور وہ اللہ کے حکم سے مختلف فرائض کی انجام دہی میں مصروف ہیں۔ اس لئے وہ کارساز اور شفیع غالب نہیں ہیں۔ ۳ے اِنَّا زَیَّنَّا الخ یہ جنات کا حال ہے کہ جب وہ ملاءِ اعلیٰ کی طرف چوری چھپے کوئی بات سننے جاتے ہیں تو ہر طرف سے آگ کے شعلے ان کا پیچھا کرتے اور انہیں واپس دھکیل دیتے ہیں اور شیاطین جن کے لئے دنیا کے اس عذاب کے علاوہ آخرت میں بھی عذاب لازم ہوگا تو ایسے راندۂ بارگاہِ خداوندی کسی طرح شفیع غالب نہیں ہو سکتے۔ اِنَّا زَیَّنَّا السماءَ الدنیا الخ ہم نے سب سے نچلے آسمان کو ستاروں کی زینت سے آراستہ اور مزین کر دیا۔ اہلِ ہیئت کی تحقیق یہ ہے کہ سبعہ سیارہ کے علاوہ باقی تمام ستارے (ثوابت) ساتویں آسمان سے اوپر آٹھویں آسمان (کرسی) میں نصب ہیں۔ اگرچہ اس دعویٰ پر کوئی قطعی دلیل موجود نہیں، لیکن اگر اسے صحیح بھی مان لیا جائے تو ستاروں کا پہلے آسمان کے لئے زینت و آرائش ہونا اپنی جگہ درست ہے، ستارے خواہ کہیں ہوں لیکن دیکھنے میں تو پہلا آسمان ہی ان سے آراستہ نظر آتا ہے۔ کیونکہ تمام آسمان شیشے کی مانند شفاف ہیں وعلٰی فرض صحتہ لایقدح فی الایۃ لانہ یکفی لصحتہ کون السماءِ الدنیا مزیّنۃ بالکواکب کونھا کذلک فی رأی العین (روح ج ۲۳ ص ۶۸) ۴ے وحفظا الخ یہ فعلِ مقدر کا مفعول مطلق ہے ای وحفظناھا حفظا (مظہری ج ۸ ص ۱۰۶) ستاروں کو آسمانِ دنیا کے لئے زینت بھی بنایا۔ اور ان ستاروں کے ذریعے سے ہر سرکش شیطان سے اس کی حفاظت بھی کی۔ لایسّمّعون الی الملأ الاعلٰی الخ تاکہ شیاطین ملأ اعلیٰ تک پہنچ کر فرشتوں کی باہمی گفتگو نہ سن سکیں۔ ویقذفون الخ جب شیاطین اوپر جانے کی کوشش کرتے ہیں تو انہیں بھگانے کے لئے ہر طرف سے ان پر شہابِ ثاقب پھینکے جاتے ہیں۔ دحورا یقذفون کا مفعول لہٗ ہے۔ الّا من استرق السّمع الخ لایسّمّعون سے استثنا ہے۔ اس انتظام کی وجہ سے شیاطین فرشتوں کی باتیں نہیں سن سکتے۔ البتہ اگر کوئی شیطان چالاکی سے کوئی ادھوری سی بات اچک لے تو فورًا ایک شہابِ ثاقب اس کا پیچھا کر کے اسے جلا دیتا ہے۔ تمام ستارے جو بظاہر آسمانِ دنیا کی زینت ہیں بقولِ فلاسفہ آٹھویں آسمان میں مرکوز ہیں تو پھر ان سے شیاطین کو بھگانے کا کام کس طرح لیا جا سکتا ہے۔؟ اوّل تو یہی مسلّم نہیں کہ ستارے آٹھویں آسمان میں ہیں۔ اور بصورتِ تسلیم ممکن ہے کہ ان ستاروں کی شعاعیں جب ہوا میں موجود خاص کیفیت کے حامل ذرات پر پڑیں تو اس سے شعلے

ملہ فرشتوں کے عجز کا بیان ۱۲

ملہ جنات کے عجز کا بیان ۱۲

ملہ شیطان کے لئے شہاب ۱۲

موضح قرآن ف۱ فرشتے کھڑے ہوتے ہیں قطار ہو کر سننے کو حکم اللہ کا۔ پھر جھڑکتے ہیں شیطانوں کو جو سننے کو جا لگتے۔ پھر جب اتر چکا اس کو پڑھتے ہیں ایک دوسرے کے بتانے کو ۱۲ منہ رح ف۲ شمال سے جنوب تک ایک طرف مشرقین ہے سورج کو ہر روز جدا اور ہر ستارے کو جدا اور دوسری طرف اتنی ہی مغربین۔ ۱۲ منہ رح ف۳ معلوم ہوتا ہے تارے سب ورلے آسمان میں ہیں اگرچہ پھیر ہر ایک کا اوپر ہو یا نیچے ہو۔ ۱۲ منہ رح ف۴ انہی تاروں کی روشنی سے آگ نکلتی ہے جس سے شیطانوں کو مار پڑتی ہے۔ جیسے سورج اور آتشی شیشے سے ۱۲ منہ رح

فوائد الرحمٰن:- ف۱ یعنی نزدیک پروردگار خود ۱۲ ف۲ یعنی شیاطین را ۱۲ ف۳ یعنی و مغربہا نیز ۱۲

اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ

یا جتنی خلقت کہ ہم نے بنائی ف۱ ہم نے ہی ان کو بنایا ہے ایک چپکتے

لَّازِبٍ ⑪ بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ ⑫ وَاِذَا

گارے سے بلکہ تو ف۲ کرتا ہے تعجب اور وہ کرتے ہیں ٹھٹھے ف۳ اور جب

ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ ⑬ وَاِذَا رَاَوْا اٰيَةً

ان کو سمجھائے نہیں سوچتے ف۴ اور جب دیکھیں کوئی نشانی

يَّسْتَسْخِرُوْنَ ⑭ وَقَالُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ

ہنسی میں ڈال دیتے ہیں اور کہتے ہیں اور کچھ نہیں یہ تو کھلا جادو

مُّبِيْنٌ ⑮ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا

ہے ف۵ کیا جب ہم مر گئے اور ہو گئے مٹی اور ہڈیاں

ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ⑯ اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ⑰ ؕ

تو کیا ہم کو پھر اٹھائیں گے کیا اور ہمارے اگلے باپ دادوں کو بھی

قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ⑱ فَاِنَّمَا هِيَ

تو کہہ کہ ہاں اور تم ذلیل ہو گے سو وہ اٹھانا تو یہی ہے

زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ يَنْظُرُوْنَ ⑲ وَ

ایک جھڑکی پھر اسی وقت یہ لگیں گے دیکھنے اور

قَالُوْا يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ ⑳ هٰذَا

کہیں گے اے خرابی ہماری یہ آگیا دن جزاء کا ف۶ یہ ہے

يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ㉑ ع

دن فیصلہ کا جس کو تم جھٹلاتے تھے

اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا

جمع کرو ف۷ گنہگاروں کو اور ان کے جوڑوں کو ف۸ اور جو کچھ

منزل ۶

ع ۱ ۵

۱ شکوی ۱۲

۲ جواب شکوی مع تخویف اخروی ۱۲

۳ مشرکین معاندین اور ان کے اتباع کے بارے میں ۱۲ اصنام واوثان ۱۲

پیدا ہوں اور شیاطین کے ناری اجسام کی مخصوص خاصیت کی بنا پر ان کا پیچھا کریں اور ان تک پہنچ کر ان کو جلا دیں و لعل قرب لاحتمالات فی امر الشهب ان الکوکب یقذف بشعاع من نوره فیصل اشره الی هواء متکیف بکیفیة مخصوصة یقبل بها الاشتعال بما یقع علیه من شعاع الکوکب بالخاصیة فیشتعل فیحصل ما یشاهد من الشهب (روح ج ۲۳ ص ۷۲) ۵ فاستفتهم الخ یہ مشرکین کے لئے زجر ہے جو توحید کے ساتھ ساتھ حشر و نشر کا بھی انکار کرتے تھے۔ فرمایا ان سے پوچھو تو کہ ان کی پیدائش مشکل ہے یا ان کے علاوہ دوسری مخلوقات کی۔ مثلاً فرشتے، آسمان، زمین، ستارے وغیرہ۔ انا خلقنٰهم من طین لازب۔ ان کو تو ہم نے چپکنے والی مٹی سے پیدا کیا ہے۔ اور ان کی پیدائش فرشتوں اور زمین و آسمان کی پیدائش کے مقابلے میں بہت معمولی بات ہے۔ تو جو ذاتِ پاک ایسی اہم اور غیر معمولی مخلوقات کو پیدا کرنے پر قادر ہے، وہ انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ ومن قدر علی خلق هذه الاشیاء قدر علی خلق ما لا یعتد به بالاضافة الیها (بیضاوی) ۶ بل عجبت الخ فاستفتهم سے اضراب ہے، یعنی چھوڑیئے ان سے اس سوال کا کیا فائدہ؟ وہ انتہا درجہ کے معاند ہیں۔ ایسے واضح اور پختہ دلائل کو بھی وہ کافی نہیں سمجھتے۔ بلکہ ان دلائل کے حسن اور ان کی قطعیت پر آپ تو متعجب اور خوش ہیں لیکن وہ ظالم ضد و عناد میں آکر ماننے کے بجائے آپ سے اور قرآن سے استہزاء کر رہے ہیں۔ بل عجبت مما نزل علیك من القرآن وهم یسخرون به (قرطبی ج ۱۵ ص ۶۹) ۷ واذا ذکروا الخ اور ان کی عادت ہی یہی ہے کہ جب کوئی نصیحت کی جاتی ہے تو وہ اس کی پرواہ نہیں کرتے اور اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ واذا رأوا اٰیة یستسخرون ۰ اور جب کوئی معجزہ دیکھ لیتے ہیں، تو ماننے کے بجائے ازراہِ استہزاء و تمسخر اسے جادو وغیرہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ ۸ وقالوا الخ یہ شکوی ہے اور ان معاندین کے استہزاء کی تفسیر ہے وہ معجزات کو جادو قرار دیتے ہیں اور قیامت کے دن دوبارہ جی اٹھنے کا محض ظن و تخمین سے انکار کرتے ہیں۔ قل نعم الخ یہ جواب شکوی ہے مع تخویفِ اخروی۔ ہاں۔ ہاں! تم ضرور دوبارہ زندہ کر کے خدا کے سامنے ذلت و رسوائی کے ساتھ پیش کئے جاؤ گے۔ فانما هی زجرة واحدة۔ الخ۔ انسانوں کو دوبارہ زندہ کرنا کونسا مشکل ہوگا۔ بس ایک ہولناک آواز ہوگی اور سب لوگ زندہ ہو کر کھڑے ہوں گے اور قیامت کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں گے۔ زجرة واحدة سے نفخۂ ثانیہ مراد ہے والمراد بها النفخة الثانیة فی الصور (روح ج ۲۳ ص ۷۹) ۹ وقالوا یٰویلنا الخ منکرین قیامت قیامت کا ہولناک منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ کر بول اٹھیں گے مارے گئے! یہ تو وہی روز جزا ہے جس سے ہمیں دنیا میں ڈرایا گیا۔ مگر ہم نے اس کا انکار کیا هٰذا یوم الفصل الخ یہ بھی منکرین قیامت ہی کا کلام ہے۔ وہ آپس میں ایک دوسرے سے کہیں گے یہ وہی فیصلے کا دن ہے جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔ یا یہ فرشتوں کا کلام ہے وہ کافروں سے مخاطب ہو کر توبیخ و تہدید کے طور پر یہ الفاظ کہیں گے (مدارک، روح) ۱۰ احشروا الذین ظلموا الخ ای یقال للملٰئکة۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ یہ آیت مشرک پیشواؤں اور ان کے اتباع و اذناب کے بارے میں ہے الذین ظلموا سے مشرکین مراد ہیں۔ کیونکہ شرک سب سے بڑا ظلم ہے۔ الذین ظلموا یعنی شرکوا

موضح قرآن ف یعنی تجھ کو ان سے تعجب آتا ہے کہ ایمان کیوں نہیں لاتے۔ اور ان کو تجھ سے ٹھٹھا ۱۲ منہ رح

فتح الرحمٰن۔ ف۱ یعنی ملائکہ و جن و سمٰوٰت وغیر آں ۱۲۔ ف۲ یعنی باشیاطین ۱۲

فان الشرك لظلم عظيم (مظهری ج ۸ ص۱۱۲) احشروا الذين ظلموا۔ احشروا المشرکین (قرطبی ج ۱۵ ص۷۳) وفی ھذا[عله] العطف دلالة علی ان الذین ظلموا المشرکون وھم الاحقاء بھذا الوصف فان الشرك لظلم عظیم (روح ج ۲۳ ص۸۰) اور اَزْوَاجَھُمْ سے ان مشرکین کے ہم عقیدہ، ہم مسلک اور ہم مشرب (پیر بھائی) لوگ مراد ہیں جو مشرکانہ عقائد و اعمال میں ان کے ہمنوا تھے عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ (احشروا الذین ظلموا وازواجھم) قال اخوانھم (ابن کثیر ج ۴ ص۴) وازواجھم ای اشیاعھم واتباعھم وامثالھم (معالم ج ۶ ص۲) وازواجھم ای اشیاعھم فی الشرك (قرطبی ج ۱۵ ص۷۳) وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الخ سے وہ اصنام واوثان مراد ہیں جو انبیاء علیہم السلام، اولیاء کرام اور ملائکہ عظام کے ناموں پر بنائے گئے۔ نیز وہ شیاطین الانس والجن بھی اس میں شامل ہیں جو لوگوں کو شرک کی تعلیم دیتے تھے۔ اسی طرح وہ دین فروش علماء اور فریب کار پیر اور درویش بھی اس میں داخل ہیں جنہوں نے فوت شدہ بزرگوں کی قبروں اور خانقاہوں کو شرک و بدعت کے اڈے بنا دیا اور ان کی اپنی بھی یہی خواہش تھی کہ مرنے کے بعد ان کی قبروں سے بھی یہی سلوک کیا جائے و(ما) قیل عام فی کل معبود حتی الملائكة والمسیح وعزیر علیهما السلام لکن خص منه البعض بقوله (ان الذین سبقت لھم منا الحسنی) الآیة (روح ج ۲۳ ص۸۰) یعنی الاوثان والطواغیت وقال مقاتل یعنی ابلیس (مظہری ج ۸ ص۱۱۲) اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتوں کو حکم ہوگا کہ تمام صنادید و پیشوایانِ شرک کو اور ان کے تمام اتباع واذناب کو اکٹھا کرو اور ان کو جہنم کی راہ دکھا دو اور انہیں جہنم میں داخل کر دو۔ دنیا میں انہیں صراطِ مستقیم کی طرف دعوت دی گئی لیکن انہوں نے اس پر چلنا پسند نہ کیا آج انہیں جہنم کی راہ دکھا دو۔ یہ حکم حساب کتاب کے آخر میں ہوگا ۱۱له وقفوھم الخ جب فرشتے ان کو جہنم کی طرف لیکر چلیں گے اس وقت حکم صادر ہوگا، ان کو روکو، ان سے کچھ پوچھنا ہے۔ مشرکین (اتباع ومتبوعین) کی مزید تذلیل واہانت کے لئے انہیں واپس کرکے ان سے سوال کیا جائے گا۔ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ۔ کیا بات ہے؟ آج تم ایک دوسرے کی مدد کیوں نہیں کرتے؟ آج ہی تو مدد کرنے اور مدد لینے کا موقع ہے۔ آج تمہارے مزعومہ سفارشی تمہیں اللہ کے عذاب سے کیوں نہیں بچاتے۔ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ۔ آج وہ کسی کی کیا مدد کریں گے۔ آج تو وہ مارے ندامت کے ذلت و رسوائی سے سر افگندہ ہیں اور سزا کھانے کے لئے منقاد ہیں۔ ای لایقدر بعضھم علی نصر بعض بل ھم منقادون للعذاب او مخذولون (روح ج ۲۳ ص۸۱) ۱۲له واقبل بعضھم الخ اب مشرکین ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر آپس میں سوال و جواب کا سلسلہ شروع کر دیں گے۔ قالوا انکم الخ اتباع

كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿۲۲﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ
پوجتے تھے اللہ کے سوائے پھر چلاؤ ان کو
اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ﴿۲۳﴾ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ
دوزخ کی راہ پر ف۱ اور کھڑا رکھو ان کو ۱۱له ان سے
مَّسْئُوْلُوْنَ ﴿۲۴﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ﴿۲۵﴾ بَلْ هُمُ
پوچھنا ہے ف۲ کیا ہوا تم کو ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے کوئی نہیں وہ
الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى
آج اپنے آپ کو پکڑوانے والے ہیں اور منہ کیا بعضوں نے ۱۲له
بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ قَالُوْٓا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ
بعضوں کی طرف لگے پوچھنے بولے تم ہی تھے کہ
تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ ﴿۲۸﴾ قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا
آتے تھے ہم پر داہنی طرف سے ف۳ وہ بولے کوئی نہیں ۱۳له پر تم ہی نہ تھے
مُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ
یقین لانے والے اور ہمارا تم پر کچھ زور نہ تھا
بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ ﴿۳۰﴾ فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ
پر تم رہی تھے لوگ حد سے نکل چلنے والے سو ثابت ہو گئی ف۴ ہم پر بات
رَبِّنَآ ۖ اِنَّا لَذَآئِقُوْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا
ہمارے رب کی بے شک ہم کو مزہ چکھنا ہے ہم نے تم کو گمراہ کیا ۱۵له جیسے ہم خود تھے
غٰوِيْنَ ﴿۳۲﴾ فَاِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِى الْعَذَابِ
گمراہ سو وہ سب اس دن تکلیف میں
مُشْتَرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ
شریک ہیں ہم ایسا ہی کرتے ہیں ۱۶له

موضح قرآن ف۱ یہ حکم ہوگا فرشتوں کو ان کے جوڑے یا تو جوروؤں کو کہا یا ایک قسم کے گنہگار جو اکٹھے ہیں، ان کو کہا۔ ۱۲ منہ رح ف۲ حکم کے بعد ٹھیر کر آپس میں لڑوا دیں گے۔ ۱۲ منہ رح ف۳ یعنی تم چڑھے آتے تھے بہکانے کو زور سے اور رعب سے داہنا ہاتھ زور کا ہے ۱۲ منہ رح ف۴ بات رب کی وہی لاملئن جھنم منك ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی وازجانب چپ نیز بجہت گمراہ کردن ۱۲۔

عله ای فی عطف قوله تعالی (وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ) علی قوله تعالی (الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا) ۱۲۔ سجاد بخاری عفا اللہ تعالیٰ عنہ۔

بِالْمُجْرِمِيْنَ ۝۳۴ اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ
گنہگاروں کے حق ہیں وہ تھے کہ ؎ ان سے جب کوئی کہتا کسی کی بندگی نہیں سوائے
اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝۳۵ وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا
اللہ کے تو غرور کرتے اور کہتے کیا ہم
لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ۝۳۶ بَلْ جَآءَ
چھوڑ دیں گے اپنے معبودوں کو کہنے سے ایک شاعر دیوانے کے کوئی نہیں وہ لیکر آیا
بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝۳۷ اِنَّكُمْ
ہے سچا دین ؎ اور سچا مانتا ہے سب رسولوں کو بے شک تم کو
لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ ۝۳۸ وَمَا تُجْزَوْنَ
چکھنا ہے عذاب دردناک ؎ اور وہ ہی بدلہ پاؤ گے
اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۳۹ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ
جو کچھ تم کرتے تھے مگر جو بندے اللہ کے
الْمُخْلَصِيْنَ ۝۴۰ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ۝۴۱
ہیں چنے ہوئے ؎ ؎ وہ لوگ جو ہیں ان کے واسطے روزی ہے مقرر ؎
فَوَاكِهُ ۚ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ ۝۴۲ فِيْ جَنّٰتِ
میوے اور ان کی عزت ہے نعمت کے
النَّعِيْمِ ۝۴۳ عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ۝۴۴ يُطَافُ
باغوں میں تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے لوگ لئے پھرتے ہیں
عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ۝۴۵ بَيْضَآءَ لَذَّةٍ
ان کے پاس ؎ پیالہ شراب صاف کا سفید رنگ مزہ دینے والی
لِّلشّٰرِبِيْنَ ۝۴۶ لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا
پینے والوں کو نہ اس میں سر پھرتا ہے ؎ اور نہ وہ اس کو پی کر

منزل ۶

۱ زجر ۵ تخویفی ۲

۲ بیان مشرکین ۳ جواب ۳

۲ تخویف اخروی ۱۲

۳ بشارت اخروی ۱۲

متبوعین سے اور مریدین اپنے پیروں اور پیشواؤں سے کہیں گے دنیا میں تو تم دین کی راہ سے ہمارے پاس آتے تھے اور دینِ حق سے ہمیں متنفر کر کے ہمیں گمراہ کرتے تھے اور شرک و بدعت کو خوبصورت پیرائے میں ہمارے سامنے پیش کر کے ہمیں مطمئن کرتے تھے اور دعوٰی کیا کرتے تھے کہ تم جو کچھ کہہ رہے ہو وہ حق ہے اور اس کے سوا جو کچھ ہے وہ باطل اور گمراہی ہے۔ تاتوننا من قِبَل الدّین فتھونون علینا امر الشریعۃ وتنفروننا عنھا ...... والیمین بمعنی الدین ای کنتم تزینون لنا الضلالۃ (قرطبی ج ۱۵ ص۷۵) یعنی من قِبَل الدین فتضلوننا وتروننا ان الدین ما تضلوننا بہ قالہ الضحاک (معالم وخازن ج ۶ ص۲۱) قال السدی تاتوننا من قبل الحق وتزینون لنا الباطل و تصدوننا عن الحق (ابن کثیر ج ۴ ص۵) اتباع و مریدین اپنے پیشواؤں سے کہیں گے دنیا میں تو تم نے دیندار بنکر ہم کو راہِ حق سے بھٹکا دیا اور ہمیں شرک کی تعلیم دی۔ آج ہمارے بچاؤ کی کوئی صورت ہو سکتی ہے تو کرو۔ ؎۱۳ قالوا بل الخ متبوعین و پیشوایانِ سوء اپنے اتباع و مریدین کو جواب دینگے کہ یہ بات قطعاً غلط ہے کہ ہم نے تم کو گمراہ کیا بلکہ تم خود ہی گمراہ اور ایمان سے عاری تھے۔ اگر تم مومن تھے اور ہدایت پر گامزن تھے تو ہمارے کہنے سے تم کیوں گمراہ ہوئے؟ مَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ۔ ہمیں تم پر کسی قسم کا غلبہ و تسلط تو حاصل نہ تھا نہ ہم نے تمہیں اپنی بات ماننے پر مجبور کیا۔ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ بلکہ تم خود ہی عصیان و عناد میں حد سے تجاوز کر چکے تھے۔ حق بتلانے والوں نے تمہیں ہر طرح سمجھانے کی کوشش کی مگر تم عصیان و طغیان پر مصر رہے اور ان ناصحین کی ایک نہ سنی اور حق کے مقابلے میں باطل کو قبول کیا اور اسی کی طرفداری کی۔ ای بل کان فیکم طغیان ومجاوزۃ للحق فلھذا استجبتم لنا وترکتم الحق الذی جاءتکم بہ الانبیاء واقاموا لکم الحجج علی صحۃ ما جاءوکم بہ فخالفتموہ (ابن کثیر ج ۴ ص۵) ؎۱۴ فحق علینا الخ تم اور ہم چونکہ سب ہی مومن نہیں تھے اس لئے ہم سب کے لئے اللہ تعالٰی کا فیصلہ یہی ہے کہ آج ہم لامحالہ اللہ کے عذاب کا مزہ چکھیں گے۔ ہمارے اور تمہارے لئے آج عذابِ خداوندی کا فیصلہ قطعی ہے اس لئے آج ہم کسی طرح بھی تمہیں اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکتے۔ کیونکہ ہم خود مستحقِ عذاب ہیں۔ نیز تم ہمیں ملامت نہ کرو کیونکہ تم بھی ہمارے ساتھ برابر کے مجرم ہو۔ انا لذائقون یہ قولِ ربنا کا بیان ہے۔ ؎۱۵ فاغوینکم الخ ہم نے تمہیں زبردستی گمراہ نہیں کیا۔ اصل بات یہ ہے کہ ہم تو گمراہ تھے ہی، اس لئے ہم نے تمہیں بھی گمراہی کی دعوت دی تو تم نے اپنی مرضی سے بلا جبر و اکراہ گمراہی کو قبول کرلیا۔ اس لئے ہمیں ملامت نہ کرو۔ انا کنا غٰوین۔ جملہ ما قبل کے لئے تعلیل ہے۔ فَاِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ الخ چونکہ دونوں فریق مجرم ہیں اس لئے دونوں عذاب میں شریک ہوں گے۔ چونکہ گمراہی میں سب شریک تھے۔ رؤسائے شرک، علمائے سوء، پیرانِ سیہ کار عوام کو شرک و بدعت کی تعلیم دیتے اور انہیں گمراہ کرتے تھے اور عوام نے ان کے اغواء و اضلال سے گمراہی کا راستہ اختیار کیا اس لئے دونوں فریق (متبوعین و اتباع) مجرم ہیں۔ لہذا دونوں جہنم کا ایندھن ہوں گے۔ ؎۱۶ انا کذلک الخ مشرکین (خواہ شرک کے

موضح قرآن ف یعنی ان کے گناہوں کا بدلا نہیں معاف ہوئے۔ ۱۲ منہ رح

فتح الرحمٰن ف یعنی آنانکہ پاک ساختہ شدہ اند از شرک و معاصی۔ ۱۲

امام اور پیشوا ہوں، خواہ مشرک پیشواؤں کے پیرو ہوں) سے ہم یہی سلوک کیا کرتے ہیں، ان کے لئے عذاب جہنم کا فیصلہ اٹل ہے اور ان کے لئے معافی کی کوئی صورت نہیں مجرمین سے مشرکین مراد ہیں قال ابن عباس الذین جعلوا للّٰہ شرکاء (خازن و معالم ج ۶ ص ۲۲) ۱۷ انہم کانوا الخ یہ زجر ہے مع شکوی۔ ان مجرمین کا جرم کیا ہے جس کی وجہ سے انہیں جہنم میں ڈالا جائے گا؟ ان کا جرم یہ ہے کہ دنیا میں جب ان کو توحید کی دعوت دی جاتی اور ان سے کہا جاتا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اللہ کے سوا کوئی کارساز، حاجت روا، مشکل کشا اور متصرف و مختار نہیں۔ ہر قسم کی عبادت اور دعا پکار کے لائق بھی اس کے سوا کوئی نہیں تو یہ اس دعوت کو نہیں مانتے تھے اور اس کے قبول کرنے سے استکبار کرتے تھے۔

ویقولون ائنا لتارکوا اٰلھتنا الخ نیز یہ مجرمین کہا کرتے تھے کیا ہم اس دیوانے شاعر کے کہنے سے اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں؟ مشرکین کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں شاعر مجنون کہنا سراسر ہذیان تھا۔ اس سے ان کا مقصود رسالت کا انکار تھا۔ اگلی آیت میں مشرکین کے اس ہذیان کا جواب ہے ۱۸ بل جاء بالحق الخ یہ مشرکین کے ہذیان کا جواب ہے ہمارا پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) شاعر ہے نہ دیوانہ بلکہ وہ تو توحید کا پیغام حق لے کر آیا ہے جس کی سچائی اور حقانیت پر تمام انبیاء علیہم السلام کا اجماع ہے اور جس پر عقل و نقل و انفس و آفاق کے دلائل قائم ہیں۔ اس طرح آپ نے تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کی دعوتِ توحید میں تصدیق کی ہے۔ اس لئے آپ شاعر ہیں نہ مجنون۔ کیونکہ شعراء کا کلام حق و باطل اور رطب و یابس پر مشتمل ہوتا ہے اور دیوانوں کی باتیں بے تکی اور لایعنی ہوتی ہیں لیکن پیغمبر علیہ السلام کی دعوت اور آپ کا لایا ہوا قرآن شعر و جنون کی خامیوں اور کمزوریوں سے بالکل پاک و مبرا ہے ردّ علیھم و تکذیب لھم ببیان ان ما جاء بہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من التوحید ھو الحق الثابت الذی قام علیہ البرھان واجمع علیہ کافۃ المرسلین فاین الجنون والشعر من ساحتہ صلی اللہ علیہ وسلم الرفیعۃ الشان (روح ج ۲۳ ص ۸۴) ۱۹ انکم لذائقوا الخ یہ مشرکین کے لئے تخویف اخروی ہے۔ اے مشرکین! (اتباع و متبوعین) تم دردناک عذاب ضرور چکھو گے تم پر زیادتی نہیں ہوگی۔ بلکہ یہ تمہارے اپنے اعمال ہی کی سزا ہوگی۔ الا عباد اللہ الخ یہ بشارتِ اخروی ہے اور استثناء منقطع ہے۔ لیکن جو اللہ کے خاص بندے ہیں جو شرک و عصیان سے دور ہے ان کا حال ان مشرکین سے جداگانہ ہے اگلی آیتوں میں ان مخلصین کے احوال و مراتب کی تفصیل ہے ۲۰ اولٰئک الخ اللہ کے ان مقبول بندوں کے لئے ایسی روزی ہوگی جس کی صفتیں معروف ہیں۔ یعنی وہ منقطع نہیں ہوگی۔ خوش ذائقہ اور خوش رائحہ ہوگی۔ ایسی خوبیوں والی روزی نہ کسی آنکھ نے کبھی دیکھی نہ کسی کان نے کبھی سنی۔ فواکہ یہ رزق سے بدل ہے۔ جنت کی خوراک میووں اور پھلوں کی صورت میں ہوگی۔ وھم مکرمون الخ اور وہ خدا کے یہاں معزز و مکرم ہوں گے۔ گوناگوں نعمتوں کے باغات ان کے مسکن ہوں گے۔ جنت جو مومنوں کا مسکن ہوگا وہ نعمتوں کا گھر ہوگا۔ اس میں ہر نعمت ایک سے ایک بڑھ کر ہوگی۔ وہ لعل و جواہر سے مرصع تختوں پر فروکش ہوں گے اور آمنے سامنے بیٹھ کر خوش و خرم ہوں گے ۲۱ یطاف علیھم الخ غلمانِ جنت تازہ بتازہ، سفید شفاف، لذت و

يُنْزَفُوْنَ (۴۷) وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ (۴۸)

بکیں اور ان کے پاس ہیں ۲۳ عورتیں نیچی نگاہ رکھنے والیاں بڑی آنکھوں والیاں ۲۴

كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ (۴۹) فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى

گویا وہ انڈے ہیں ۲۵ چھپے دھرے پھر منہ کیا ۲۶ ایک نے دوسرے کی طرف

بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ (۵۰) قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّيْ كَانَ

لگے پوچھنے بولا ایک بولنے والا ان میں میرا تھا

لِيْ قَرِيْنٌ (۵۱) يَّقُوْلُ اَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ (۵۲) ءَاِذَا

ایک ساتھی کہا کرتا کیا تو یقین کرتا ہے ف۱ کیا جب

مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ (۵۳) قَالَ

ہم مرگئے اور ہوگئے مٹی اور ہڈیاں کیا ہم کو جزا ملے گی کہنے لگا

هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ (۵۴) فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِيْ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ (۵۵)

بھلا تم جھانک کر دیکھو گے ف۲ ف۳ پھر جھانکا ۲۷ تو اس کو دیکھا بیچوں بیچ دوزخ کے

قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ (۵۶) وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّيْ

بولا قسم اللہ کی تو تو مجھ کو ڈالنے لگا تھا گڑھے میں اور اگر نہ ہوتا میرے رب کا فضل

لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ (۵۷) اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ (۵۸) اِلَّا

تو میں بھی ہوتا انہی میں جو پکڑے ہوئے آئے کیا اب ہم کو مرنا نہیں ۲۸ مگر جو

مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ (۵۹) اِنَّ هٰذَا لَهُوَ

پہلی بار مر چکے اور ہم کو تکلیف نہیں پہنچے گی ف۴ بے شک یہی ہے

الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (۶۰) لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ (۶۱) اَذٰلِكَ

بڑی مراد ملنی ایسی چیزوں کے واسطے چاہئے محنت کریں محنت کرنے والے کیا یہ

خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ (۶۲) اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً

بہتر ہے ۲۹ مہمانی یا درخت سینہڈ کا ہم نے اس کو رکھا ہے ایک بلا

موضح قرآن ف۱ بعضے کہتے ہیں مراد ہیں شتر مرغ کے انڈے کہ بہت خوش رنگ ہوتے ہیں ف۲ یعنی وہ ساتھی پڑا ہے دوزخ میں اسکو جھانک کر دیکھیں کس حال میں ہے ف۳ یہ کہنے لگا اپنی خوشی سے ۱۲ منہ رح

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی حشر را ۱۲ ف۲ یعنی دوزخیاں را۔ ۱۲۔

سروں سے بھرپور شراب کے لبریز ساغروں سے اہلِ جنت کی تواضع کریں گے۔ معین، جاری۔ یہ شراب، شراب کی ان نہروں میں سے ہوگی جو جنت میں رواں ہوں گی۔ بیضاءَ سفید شفاف۔ جنت کی شراب بالکل سفید ہوگی۔ جن آبگینوں میں شراب پیش کی جائے گی وہ بھی سفید شفاف ہوں گے۔ اس طرح شراب جنت کے لبریز ساغر بھی بالکل سفید اور شفاف نظر آئیں گے ۲۲ لا فیہا غول الخ یہ جنت کی شراب کے امتیازی اوصاف ہیں۔ دنیا کی شراب میں بظاہر لذت و سرور ہے لیکن اس میں ایک خطرناک پوشیدہ ضرر بھی ہے۔ شراب دماغی اور دیگر بدنی اعصاب کے لئے سخت مضر ہے اور یہ ضرر اکثر ہلاکت کا سبب بنتا ہے لیکن جنت کی شراب ہر قسم کے ضرر اور مفاسد سے پاک ہوگی۔ قال الراغب الغول اھلاک الشیء من حیث لا یحس بہ (روح ج ۲۳ ص۸۵) اسی طرح دنیا کی شراب نشہ لاکر عقل کو مختل اور ذہن کو پریشان کردیتی ہے لیکن جنت کی شراب ہر قسم کے نشے سے مبرا ہوگی۔ ای لا تذھب عقولھم بشربہا (قرطبی ج ۱۵ ص۷۷) عن ابن عباس فی الخمر اربع خصال السکر والصداع والقیء والبول فذکر اللہ خمر الجنۃ فنزھھا عن ھذہ الخصال (ابن کثیر ج ۴ ص۷)

۲۳ وعندھم الخ سامانِ خورد و نوش کے علاوہ جنت میں جنسی جذبات کی تسکین کا بھی سامان موجود ہوگا۔ قٰصِرٰتُ الطرف موصوفِ مقدر کی صفت ہے ای ازواج (مظہری) اہلِ جنت کو جنت میں جو بیویاں (حوریں) ملیں گی وہ اپنی نگاہیں اپنے خاوندوں ہی پر مرکوز رکھیں گی۔ ان خاوندوں کو ایسا حسن و جمال عطا ہوگا کہ حوریں ان میں محو ہوں گی۔ اور ان کے سوا کسی کی طرف نگاہ اٹھا کر نہ دیکھیں گی۔ یہ ان کی عفت اور پاکدامنی کی علامت ہے۔ نساء عفیفات قصرن ابصارھن علٰی ازواجھن لا ینظرن الی غیرھم (جامع البیان ص۳۸۴) حابسات الاعین علٰی ازواجھن لا ینظرن الی غیرھم لحسنھم عندھن (جلالین) ۲۴ عین یہ عیناء کی جمع ہے اور مبتدا مقدر کی خبر ہے ای ھن عین (مظھری) یعنی موٹی آنکھوں والی۔ موٹی آنکھیں حسن و جمال کی علامت ہیں۔ اس لئے بعض مفسرین نے اس کا معنی ہی خوبصورت آنکھوں والی کیا ہے۔ عظام العیون الواحدۃ عیناء وقالہ السدی و مجاھد (عین) حسان العیون (قرطبی ج ۱۵ ص۸۰) ۲۵ کانھن الخ اس میں حورِ جنت کے رنگ روپ کا ذکر ہے۔ بیض، بیضۃ کی جمع ہے۔ اور اس سے شتر مرغ کا انڈا مراد ہے، جس کا رنگ سفید زردی مائل ہوتا ہے۔ مادہ شتر مرغ اپنے انڈوں کو بال و پر سے ڈھانک کر رکھتی ہے تاکہ وہ گرد و غبار سے محفوظ رہیں۔ حوراِن جنت کا رنگ بیض نعام (شتر مرغ) کی مانند سفید زردی مائل ہوگا۔ اور ان کے چہروں کا رنگ نکھرا ہوا صاف شفاف ہوگا۔ عورتوں کا یہی رنگ مرغوب و محمود شمار ہوتا ہے۔ شبھھن ببیض النعام المصئون عن الغبار ونحوہ فی الصفاء والبیاض المخلوط بادنی

لِّلظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۳﴾ اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ﴿۶۴﴾
ظالموں کے واسطے ف۱ وہ ایک درخت ہے کہ نکلتا ہے دوزخ کی جڑ میں
طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۶۵﴾ فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ
اس کا خوشہ جیسے سر شیطان کے ف۲ سو وہ کھائیں گے ۲۶
مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۶۶﴾ ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا
اس میں سے پھر بھریں گے اس سے پیٹ پھر ان کے واسطے اس کے اوپر
لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿۶۷﴾ ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِالَى الْجَحِيْمِ ﴿۶۸﴾
ملونی ہے جلتے پانی کی پھر ان کو لے جانا آگ کے ڈھیر میں ف۳
اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّيْنَ ﴿۶۹﴾ فَهُمْ عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ
انہوں نے پایا اپنے باپ دادوں کو بہکے ہوئے ۲۷ سو وہ انہی کے قدموں پر
يُهْرَعُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۷۱﴾
دوڑتے ہیں اور بہک چکے ۲۸ ہیں ان سے پہلے بہت لوگ اگلے
وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۷۲﴾ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ
اور ہم نے بھیجے ہیں ان میں ڈر سنانے والے اب دیکھ کیسا ہوا
عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۷۳﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۷۴﴾ ع
انجام ڈرائے ہوؤں کا مگر جو بندے اللہ کے ہیں چنے ہوئے ف۴
وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَنَجَّيْنٰهُ
اور ہم کو پکارا تھا نوح نے ۲۹ سو کیا خوب پہنچنے والے ہیں ہم پکار پر اور بچا دیا اس کو
وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۶﴾ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ
اور اس کے گھر کو اس بڑی گھبراہٹ سے اور رکھا اس کی اولاد کو
هُمُ الْبٰقِيْنَ ﴿۷۷﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۷۸﴾ سَلٰمٌ
وہی باقی رہنے والے ف۵ اور باقی رکھا ۳۰ کہ اس پر پچھلے لوگوں میں کہ سلام ہے

ع ۲ ۵ ۶

م ۱ پہلا نقشہ

موضح قرآن ف۱ یعنی آخرت میں اسکو کھاویں گے اور گلے میں پھنسے گا۔ ایک عذاب یہ بھی ہوگا یا خراب کر لینا میں یہ کہ سنکر گمراہ ہوتے ہیں کہ سبز درخت دوزخ میں کیونکر اگا۔ وہ ایک درخت ہے جو نکلتا ہے دوزخ کی جڑ میں۔ ف۲ یعنی بدنما یا شیطان کہا سانپوں کو۔ ف۳ یعنی بہت بھوکے ہوں گے تو آگے سے ہٹا کر یہ کھانا پانی کھلا پلا کر پھر آگ میں ڈالیں گے ف۴ ڈر سبھی کو سناتے ہیں ان میں نیک بچتے ہیں اور بد کھپتے ہیں ف۵ کشتی میں اسی یا اسی آدمی بچے تھے۔ ان کی اولاد نہیں چلی۔ انہی کے تینوں بیٹوں سے چلی۔ سام بسا بیچ زمین کے عرب و ایران اور توران پیدا ہوئے۔ یافث بسا شمال کو ترک اور خلیج یاجوج ماجوج پیدا ہوئے۔ حام بسا جنوب کو ہند اور حبش پیدا ہوئے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بعد خوردن و نوشیدن ایشاں را بدوزخ باز برند ۱۲

صفرة فانه احسن الوان الابدان (بیضاوی) والبیاض المشوب بقلیل صفرة فی النساء مرغوب فیه جدا (روح ج ٢٣ ص ٨٩) ٢٦ـه فاقبل الخ اہل جنت جب کھانے پینے میں مصروف ہوں گے تو ان کے درمیان مختلف موضوعات پر گفتگو ہوگی۔ دنیا کے احوال پر بھی تبصرہ ہوگا۔ چنانچہ ان میں سے ایک دیگر شرکاءِ محفل سے کہیگا دنیا میں ایک منکرِ قیامت میرا ساتھی اور ہمنشین تھا جو مجھے ایمان بالآخرۃ کے عقیدے پر ڈانٹا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کیا تو مانتا ہے کہ قیامت آئے گی؟ اور جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے اور ہماری ہڈیاں تک گل سڑ جائیں گی کیا اس کے باوجود بھی ہم دوبارہ زندہ کئے جائیں گے اور جزا و سزا کا معاملہ ہوگا۔؟ کیا تو ان باتوں پر یقین رکھتا ہے؟ قال ھل انتم مطلعون۔ آؤ ذرا دوزخ میں جھانک کر دیکھیں تو سہی کہ اس کا کیا حال ہے؟ والمراد من الاستفهام العرض الخ (روح) ٢٧ـه فاطلع الخ چنانچہ جب وہ دوزخ میں جھانک کر دیکھے گا تو وہ ساتھی اسے جہنم کے عین وسط میں نظر آئے گا۔ اور اسے خطاب کر کے کہیگا۔ خدا کی قسم! تو تو مجھے بھی گمراہ کر کے اس ہلاکت کے گڑھے میں ڈالنے ہی والا تھا لیکن توفیق الٰہی نے میری دستگیری کی۔ اگر اللہ کا فضل و احسان اور اس کی توفیق میرے شاملِ حال نہ ہوتی تو آج میں بھی تیرے ساتھ اس دردناک عذاب میں شریک ہوتا۔ ٢٨ـه افما نحن الخ یہ بھی اسی جنتی ہی کا قول ہے۔ خطاب بدستور قرین سے ہے یا دیگر یارانِ محفل سے۔ وہ شدتِ مسرت کا اظہار اور اللہ تعالیٰ کے فضلِ عظیم و احسانِ عمیم کا ذکر کرتے ہوئے کہیگا۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ اب ہم پر موت نہیں آئے گی۔ جو موت ہمارے لئے مقدر تھی وہ دنیا میں آچکی اور ہم کفار و مشرکین کی طرح اب عذاب میں بھی مبتلا نہیں ہوں گے۔ سب سے بڑی کامیابی یہی ہے کہ آدمی عذاب سے بچ جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے من زحزح عن النار و ادخل الجنة فقد فاز (آلِ عمران ع ١٩) ایسی سعادتِ عظمیٰ اور فلاحِ کامل کی تحصیل کے لئے عاملوں کو عمل کرنا چاہیئے۔ نہ کہ حظوظ و لذاتِ دنیا کی تحصیل کے لئے۔ ٢٩ـه اذلك خیر الخ یہ بشارت و تخویف اخروی ہے۔ اذلك خیر نزلا لبشارت و ام شجرة الزقوم تا۔ ثم ان مرجعهم لالی الجحیم تخویف اخروی ہے۔ ذلك سے نعیم جنت کی طرف اشارہ ہے جو اس سے قبل اولئک لھم رزق معلوم (الآیات) میں مذکور ہیں۔ و ھو متعلق بقوله تعالیٰ (اولئک لھم رزق معلوم) (روح ج ٢٣ ص ٩٤) المعنی نعیم الجنة خیر نزلا (قرطبی ج ١٥ ص ٨٥) شجرة الزقوم۔ یہ نہایت ہی خبیث اور زہر قاتل درخت جہنم میں دوزخیوں کی خوراک ہوگا۔ یہ درخت دنیا کے درخت تھوہر کے مشابہ ہوگا۔ فتنة۔ عذاب۔ آتشِ دوزخ کے علاوہ اس درخت کے کھانے سے بھی دوزخی سخت اذیت اور عذاب محسوس کرینگے۔ یہ درخت جہنم کی تہ میں پیدا ہوگا۔ اس درخت کے شگوفے شیطانوں کے سروں کی طرح نہایت قبیح اور کریہ المنظر ہوں گے۔ شیاطین کی شناعت و کراہیت منظر دلوں میں مرکوز ہے۔ اس لئے ان سے تشبیہ دی گئی۔ و انما شبهها برؤس الشیاطین وان لم تکن معروفة عند المخاطبین لانه قد استقر فی النفوس ان الشیاطین قبیحة المنظر (ابن کثیر ج ٤ ص ١١) ٣٠ـه فانهم لآکلون الخ دوزخی بھوک مٹانے کے لئے اس شجرۂ خبیثہ سے پیٹ بھر کھائیں گے لیکن اس سے ان کی تسلی نہیں ہوگی۔ بلکہ اس سے انہیں سخت پیاس لگے گی۔ اس پر انہیں کھولتا ہوا پانی پینے کے لئے دیا جائے گا جو ان کی انتڑیوں کو بھی کاٹ ڈالے گا۔ اس پانی میں غلیظ و متعفن مواد مخلوط ہوگا۔ لشربا من غساق او صدید بماء حمیم یقطع امعاءهم (بیضاوی) اس کے بعد ان کو جہنم میں اپنے اپنے ٹھکانوں میں پہنچا دیا جائے گا۔ گرم پانی پلانے کے لئے جہنم میں ایک علیحدہ طبقہ ہوگا۔ فالقوم مخرجون من محل قرارهم حیث تاجج النار ویساقون الی موضع آخر مما دارت علیه جهنم فیه ذلك الشراب لیردوه ویسقوا منه ثم یردون الی محلهم الخ (روح ج ٢٣ ص ٩٦) ٣١ـه انهم الفوا الخ یہ ما قبل کے لئے تعلیل ہے۔ اس میں ان کے استحقاقِ عذاب کا سبب بیان کیا گیا۔ انھوں نے اپنے باپ دادا کو گمراہ پایا۔ اور ان کی گمراہی ان پر واضح ہوگئی۔ کیونکہ وقتاً فوقتاً ہمارے پیغمبر اور ان کے جانشین ان کو ہدایت کی راہ بتاتے رہے۔ اور حق و باطل کو کھلی دلیلوں سے ان پر واضح کرتے رہے۔ مگر یہ لوگ انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کو ماننے کے بجائے آنکھیں بند کر کے اپنے گمراہ باپ دادا کے نقشِ قدم پر تیزی سے چلتے رہے ٣٢ـه ولقد اضل الخ ان سے پہلی قوموں کے اکثر لوگ بھی اپنے گمراہ باپ دادا کی راہ و رسم سے چمٹ کر گمراہ ہوئے۔ حالانکہ ان کی رہنمائی کے لئے بھی ہم نے پیغمبر بھیجے۔ آخر انھوں نے پیغمبران علیہم السلام کی تعلیم سے سرتابی کی۔ تو انہیں دنیا ہی میں عبرتناک سزاؤں سے ہلاک کر دیا گیا۔ عذابِ الٰہی سے صرف وہی لوگ بچے جو معاند اور ضدی نہ تھے بلکہ منیب و منصف تھے۔ اور اللہ نے اپنی توفیق سے ان کو ایمان و عمل صالح کے لئے چن لیا۔ ٣٣ـه ولقد نادٰینا الخ زجر و شکویٰ اور تبشیر و تخویف کے بعد سات انبیاء علیہم السلام کے قصے ذکر کئے گئے جو اس پر دلالت کرتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام بھی خدا کے یہاں شفیع غالب نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ وہ تو خود اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی عاجزی اور نیازمندی کا اعتراف کر رہے ہیں۔ اور مصائب و بلیات میں اللہ تعالیٰ کو پکار رہے ہیں۔ پہلا قصہ حضرت نوح علیہ السلام کا ہے۔ دیکھو! نوح (علیہ السلام) نے اپنی قوم کی ہلاکت اور اپنی نجات کے لئے ہمیں پکارا۔ ہم کیسے ہی اچھے قبول کرنے والے ہیں۔ چنانچہ ہم نے اس کو اور اس کے متبعین کو بہت بڑی مصیبت (غرق) سے بچا لیا۔ اور تمام مشرکین کو طوفان میں غرق کر دیا۔ اور صرف نوح (علی نبینا و علیہ السلام) کی اولاد ہی سے آئندہ کے لئے سلسلۂ نسل باقی رکھا۔ کشتی میں جو دوسرے مومنین سوار تھے ان کی اولاد کا سلسلہ آگے نہیں بڑھا۔ حضرت نوح علیہ السلام کے جو تین بیٹے (حام، سام اور یافث) ساتھ تھے۔ انہی کی نسل سے دنیا پھر سے آباد ہوئی۔ والاکثرون علی ان الناس کلهم فی مشارق الارض ومغاربها من ذریة نوح علیه السلام۔ ولذا قیل له آدم الثانی (روح ج ٢٣ ص ٩٥) ٣٤ـه وترکنا الخ ہم نے آئندہ نسلوں میں قیامت تک نوح (علیہ السلام) کی یادگار قائم کر دی۔ سَلٰمٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ۔ یہ ما قبل کی تفصیل ہے۔ یعنی ہم نے آئندہ نسلوں میں نوح (علیہ السلام) کے لئے یہ کلام جاری کر دیا کہ نوح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے ساتھ طوفان سے سلامت رکھا آئندہ بھی جہاں یہ آیت آئے گی وہاں بھی اس کا یہی مفہوم ہوگا۔ قاله الشیخ رحمه الله تعالیٰ۔ یا یہ جملہ دعائیہ ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ ہم نے نوح (علیہ السلام) کے لئے جن و انس اور فرشتوں میں یہ دعا تا قیامت جاری کر دی۔ ای ثبت هذه التحیة فیهم جمیعا ولا یخلو احد منهم منها کانه قیل ثبت الله التسلیم علی نوح و ادامه فی الملائکة والثقلین یسلمون علیه عن آخرهم (مدارک ج ٤ ص ١١)

۳۵ اناکذلك الخ ہم نیکوکار لوگوں کو ایسی ہی جزا دیا کرتے ہیں ۔ بیشک وہ ہمارے کامل الایمان بندوں میں سے تھے ۔ ان کو اور ان کے متبعین کو ہم نے غرق ہونے سے بچا لیا ۔ اور دوسروں یعنی کفار کو غرق کر کے ہلاک کر دیا ۔ ۳۶ وان من الخ یہ دوسرا قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے ۔ ابراہیم علیہ السلام اللہ کے نہایت ہی مطیع اور فرمانبردار بندے تھے ۔ ان پر زندگی میں ایک نہایت ہی کٹھن وقت آیا ۔ جب وقت کے بادشاہ نے انہیں آگ میں ڈال دیا ۔ اس نازک وقت میں انھوں نے اللہ ہی کے سامنے عاجزی کی ۔ اور اللہ ہی سے اس مصیبت سے نجات کی دعا کی ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بچا لیا ۔ اور آگ کو ان پر سرد کر دیا ۔ اس لئے وہ بھی خدا کے یہاں شفیع غالب نہیں ہو سکتے ۔ من شیعتہ یعنی وہ اصول دین میں حضرت نوح علیہ السلام کے ہمنوا اور تابع تھے ۔ قال ابن عباس ای من اھل دینہ (قرطبی ج ۱۵ ص ۹۱) ای ممن شایع نوحا و تابعہ فی اصول الدین (روح ج ۲۳ ص ۹۹) درمیان میں ان کی فرمانبرداری کا قصہ بیان کیا کہ وہ اس قدر اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار تھے کہ اس کی راہ میں بیٹے کو ذبح کرنے پر تیار ہو گئے ۔ قلب سلیم ۔ جو دل کے عقیدے اور اخلاق کی خرابی سے محفوظ ہو ۔ اور اس کا اصل رشتہ دنیا کے بجائے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو ، وہ قلب سلیم ہے ۔ سلیم ای مخلص من الشرك والشك (قرطبی) ای سالم من جمیع الافات کفساد العقائد والنیات السیئۃ والصفات القبیحۃ کالحسد والغل وغیر ذلك (روح ج ۲۳ ص ۱۰۰) سلیم من الاشتغال بغیر اللہ تعالیٰ خالیا عن الغیر وحبہ کما یدل علیہ قصۃ ذبح ابنہ لامتثال امر ربہ (مظہری ج ۸ ص ۱۲۱) ۳۷ اذ قال الخ یہ پہلے اِذْ سے بدل ہے ۔ اور یہ ان کے دل کی سلامتی کا بیان ہے کہ جب انھوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم کو شرک کرتے دیکھا تو فوراً اس پر انکار کیا ۔ اور فرمایا سوچو تو سہی تم اللہ کے سوا کس کی عبادت کرتے اور کس کو پکارتے ہو ؟ کیا وہ عبادت اور پکارے جانے کے لائق ہیں ؟ افك بدترین جھوٹ والافك اسوأ الکذب (جلالین) اٰلھۃ ۔ افكًا سے بدل الکل ہے ۔ کیا تم باطل یعنی معبودانِ غیر اللہ کے خواہشمند اور طلبگار ہو ؟ پھر اس رب العالمین کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جو حقیقت میں عبادت کا مستحق ہے ؟ کیا اس کی قدرت و عظمت میں اور اس کی ربوبیت عامہ میں تم کسی شک و شبہ میں پڑ گئے ہو کہ اس کے سوا اس کی عاجز مخلوق کو بھی کارساز متصرف و مختار اور مستحق عبادت سمجھ بیٹھے ہو ؟ یا مطلب یہ ہے کہ جب تم اللہ کے سوا اوروں کی بھی عبادت کرتے ہو ، تو پھر جب تم اللہ کے سامنے حاضر ہو گے تو تمہارا اس کے بارے میں کیا خیال ہے ۔ کیا وہ تمہیں اس کی سزا نہیں دے گا ؟ اس صورت میں یہ تخویف ہو گی ۔ ای شئ ظنکم بمن ھو حقیق بالعبادۃ لکونہ ربًّا للعلمین ۔ أشککتم فیہ حتی ترکتم عبادتہ الخ (روح ج ۲۳ ص ۱۰۱) ای ماظنکم بہ اذا لقیتموہ وقد عبدتم غیرہ ، فھو تحذیر (قرطبی ج ۱۵ ص ۹۲) ۳۸ فنظر نظرۃ الخ حضرت

عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ (٧٩) اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ (٨٠)

نوح پر سارے جہان والوں میں ف۱ ہم یوں بدلہ دیتے ہیں نیکی والوں کو ۳۵

اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ (٨١) ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِیْنَ (٨٢)

وہ ہے ہمارے ایمان دار بندوں میں پھر ڈبا دیا ہم نے دوسروں کو

وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِیْمَ (٨٣) اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ

اور اسی کی راہ والوں میں ہے ابراہیم ۳۶ جب آیا اپنے رب کے پاس لیکر دل

سَلِیْمٍ (٨٤) اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ (٨٥)

نردگا ف۲ جب کہا اپنے باپ کو ۳۷ اور اس کی قوم کو تم کیا پوجتے ہو

اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِیْدُوْنَ (٨٦) فَمَا ظَنُّكُمْ

کیا جھوٹ بنائے ہوئے حاکموں کو اللہ کے سوائے چاہتے ہو پھر کیا خیال کیا ہے تم نے

بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (٨٧) فَنَظَرَ نَظْرَةً فِی النُّجُوْمِ (٨٨) فَقَالَ

پروردگار عالم کو پھر نگاہ کی ایک بار تاروں میں ۳۸ ف۳ پھر کہا

اِنِّیْ سَقِیْمٌ (٨٩) فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِیْنَ (٩٠) فَرَاغَ اِلٰٓی

میں بیمار ہونے والا ہوں پھر پھر گئے وہ اس سے پیٹھ دے کر ۳۹ پھر جا گھسا ان کے

اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ (٩١) مَا لَكُمْ لَا

بتوں میں پھر بولا تم کیوں نہیں کھاتے ف۴ تم کو کیا ہے کہ نہیں

تَنْطِقُوْنَ (٩٢) فَرَاغَ عَلَیْهِمْ ضَرْبًۢا بِالْیَمِیْنِ (٩٣)

بولتے پھر گھسا ان پر ۴۰ مارتا ہوا داہنے ہاتھ سے ف۵

فَاَقْبَلُوْٓا اِلَیْهِ یَزِفُّوْنَ (٩٤) قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا

پھر لوگ آئے اس پر دوڑ کر گھبراتے ہوئے ۴۱ ف۶ بولا کیوں پوجتے ہو ۴۲ جو آپ

تَنْحِتُوْنَ (٩٥) وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ (٩٦) قَالُوْا

تراشتے ہو اور اللہ نے بنایا تم کو اور جو تم بناتے ہو بولے

وقف لازم

دوسرا قصہ ۲

ع ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی ہمیشہ خلق ان پر سلام بھیجتے ہیں سارا جہان ف۲ یعنی گمراہی اور عیب سے پاک ۔ ف۳ وہ لوگ نجومی تھے ۔ ان کے دکھانے کو تاروں کی طرف دیکھ کر کہا ۔ یا نجوم کی کتاب میں دیکھ کر کہا ، میں بیمار ہوں یعنی ہوا چاہتا ہوں ۔ وہ شہر سے باہر نکلتے تھے ایک عید کو اور بت پوجنے کو ۔ ان کو چھوڑ کر چلے گئے ۔ یہ ایک جھوٹ ہے اللہ کی راہ میں عذاب نہیں ثواب ہے ۔ ف۴ ان کے آگے کھانے رکھ گئے تھے ۔ ف۵ یعنی زور سے مار مار کر توڑا ۔ ف۶ یعنی الزام دینے لگے جب ثابت ہو چکا ۔

ابراہیم علیہ السلام اس انتظار میں تھے کہ انھیں کبھی ایسا موقع ہاتھ آئے جس پر وہ معبودانِ باطلہ کی بےبسی اور بےچارگی کو مشرکین پر واضح کر سکیں۔ چنانچہ مشرکین کی عید کا دن آگیا جس میں وہ سب شہر سے باہر چلے جاتے۔ اور ایک مخصوص جگہ میں عید مناتے مشرکین نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی عید کی خوشی میں شریک ہونے کی دعوت دی۔ وہ تو ایسے موقع کی تلاش میں تھے کہ یہ مشرکین سب باہر چلے جائیں اور وہ اکیلے شہر میں رہ جائیں تاکہ ان کے ٹھاکروں کو توڑ پھوڑ سکیں۔ چنانچہ انھوں نے غور وفکر اور سوچ بچار کے بعد یہی فیصلہ کیا کہ انہیں کسی بہانے سے ٹال کر خود شہر ہی میں رہنا چاہیئے پھر شاید یہ موقع ہاتھ نہ آئے۔ اس لئے آپ نے ان سے فرمادیا۔ انی سقیم۔ بھیا میں تو سقیم ہوں اس لئے تمہارے ساتھ عید کی خوشی میں شریک ہونے سے معذور رہوں۔ لفظ سقیم دو معنوں کا حامل ہے اول سقیم النفس یعنی بیزار۔ اراد انی سقیم النفس لکفرکم۔ (مدارک ج ۴ ص۱۹) دوم مریض، بیمار۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس لفظ سے دوسرا معنی مراد لیا یعنی میں تمہارے کفر وشرک کی وجہ سے تم سے بیزار ہوں اور تمہاری عید میں شریک نہیں ہو سکتا لیکن مشرکین اس سے پہلا معنی سمجھے! اس اسلوب کلام کو تعریض یا توریہ کہا جاتا ہے جو حقیقت میں صحیح اور مطابق واقعہ ہوتا ہے۔ لیکن بظاہر جھوٹ معلوم ہوتا ہے نظر نظرۃ فی النجوم یہ محاورہ ہے جس کے معنی غور وفکر کرنے کے ہیں۔ قال الحسن المعنی انهم لما کلفوه الخروج معهم تفکر فیما یعمل ...... الخلیل والمبرد، یقال للرجل اذا فکر فی الشئ یدبره، نظر فی النجوم۔ (قرطبی ج ۱۵ ص۹۲) یا اس سے حقیقۃً ستاروں میں غور وفکر کرنا مراد ہے۔ یہ قوم چونکہ ستارہ پرست تھی اور ستاروں کے مختلف احوال واوضاع کو نظام عالم میں مؤثر سمجھتی تھی اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بطور ایہام ستاروں میں دیکھ کر جواب دیا تاکہ انھیں یہ گمان ہو کہ ابراہیم علیہ السلام نے ستاروں کا حساب لگا کر جواب دیا ہے! ور انہیں جواب کی صحت کا یقین ہو جائے کان قومه نجامین او هم بها استدلاله علی مرضه بعلم النجوم (جامع البیان ص۳۸۵) ۳۹ فتولوا عنه الخ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جواب سنکر مشرکین نے ان پر مزید اصرار نہ کیا۔ اور صبح اپنی عید میں شرکت کے لئے سب شہر سے باہر چلے گئے۔ ابراہیم علیہ السلام جو ایسے ہی موقع کی تلاش میں تھے ان کے ٹھاکر دوارے میں جا گھسے۔ دیکھا ٹھاکروں کے آگے مختلف کھانے رکھے ہیں جو ان کے پجاریوں نے رکھے تھے تاکہ وہ بابرکت ہو جائیں اور عید سے واپسی پر انہیں کھائیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بطور استہزاء ٹھاکروں سے خطاب کرکے فرمایا: یہ کھانے جو رکھے ہیں کھاتے کیوں نہیں ہو؟ جب انہوں نے کوئی جواب نہ دیا تو بطور استہزاء دوسرا سوال کر دیا

ابْنُوا لَهُ بُنْيَانًا فَأَلْقُوهُ فِي الْجَحِيمِ ﴿٩٧﴾ فَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا
بناؤ اس کے واسطے ایک عمارت ف۱ پھر ڈالو اس کو آگ کے ڈھیر میں پھر چاہنے لگے اس پر بُرا داؤ
فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَسْفَلِينَ ﴿٩٨﴾ وَقَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَىٰ رَبِّي
کرنا پھر ڈالا ہم نے انہی کو نیچے اور بولا میں ف۲ جاتا ہوں اپنے رب کی طرف
سَيَهْدِينِ ﴿٩٩﴾ رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ ﴿١٠٠﴾ فَبَشَّرْنَاهُ
وہ مجھ کو راہ دے گا ف اے رب بخش مجھ کو ف۳ کوئی نیک بیٹا پھر خوشخبری دی ہم نے اس کو
بِغُلَامٍ حَلِيمٍ ﴿١٠١﴾ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي
ایک لڑکے کی جو ہوگا تحمل والا ف پھر جب پہنچا ف۴ اس کے ساتھ دوڑنے کو کہا اے بیٹے میں
أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرَىٰ ۚ قَالَ يَا أَبَتِ
دیکھتا ہوں خواب میں کہ تجھ کو ذبح کرتا ہوں پھر دیکھ تو تو کیا دیکھتا ہے بولا اے باپ ف۵
افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۖ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ ﴿١٠٢﴾
کر ڈال جو کچھ تجھ کو حکم ہوتا ہے تو مجھ کو پائے گا اگر اللہ نے چاہا سہارنے والا ف۶
فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ ﴿١٠٣﴾ وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ ﴿١٠٤﴾
پھر جب دونوں نے حکم مانا اور پچھاڑا اس کو ماتھے کے بل ف۷ اور ہم نے اس کو پکارا یوں کہ اے ابراہیم
قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا ۚ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿١٠٥﴾
تو نے سچ کر دکھایا خواب ہم یوں دیتے ہیں بدلہ نیکی کرنے والوں کو ف۸
إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ ﴿١٠٦﴾ وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ ﴿١٠٧﴾
بے شک یہی ہے ف۹ صریح جانچنا اور اس کا بدلہ دیا ہم نے ایک جانور ذبح کرنا بڑا ف
وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ﴿١٠٨﴾ سَلَامٌ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ﴿١٠٩﴾
اور باقی رکھا ہم نے ف۱۰ اس پر پچھلے لوگوں میں کہ سلام ہے ابراہیم پر
كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿١١٠﴾ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ﴿١١١﴾
ہم یوں دیتے ہیں بدلہ نیکی کرنے والوں کو ف وہ ہے ہمارے ایماندار بندوں میں

موضح قرآن ف۱ یعنی جب باپ نے گھر سے نکالا بادشاہ کی خاطر سے ف۲ اس سے بڑا تحمل کیا کہ آپ کو ذبح کروایا ف۳ کہتے ہیں آٹھویں شب ذی الحجہ کی خواب دیکھا کہ بیٹے کو ذبح کرتا ہوں کل کو فکر میں رہے کہ اس کی تعبیر کیا۔ پھر نویں شب دیکھا ذبح کرتے تو پہچانا کہ ذبح ہی کرنا ہے پھر رہے تدبیر میں۔ پھر دسویں شب دیکھا وہی خواب۔ تب بیٹے پاس گئے، کہا انھوں نے بھی شتاب قبول کر لیا۔ ہزار رحمت اس باپ پر اور بیٹے پر ف۴ تا بیٹے کا منہ سامنے نظر نہ آوے کہ محبت جوش کرے۔ کہتے ہیں یہ بات بیٹے نے سکھائی۔ آگے اللہ نے نہیں فرمایا کہ کیا گذرا یعنی کہنے میں نہیں آتا جو حال گذرا اس کے دل پر اور فرشتوں پر ف۵ یعنی ایسے مشکل حکم کر کر آزماتے ہیں پھر ان کو قائم رکھتے ہیں۔ تب درجے بلند دیتے ہیں۔ ف۶ یعنی بڑے درجے کا بہشت سے آیا۔ ایک دنبہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنی آنکھیں پٹی سے باندھ کر چھری چلائی زور سے۔ اللہ کے حکم سے گلا نہ کٹا۔ حضرت جبرئیلؑ نے بیٹے کو سرکا دیا۔ ایک دنبہ رکھ دیا۔ آنکھیں کھولیں تو ایک دنبہ ذبح ہوا پڑا تھا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی آنجا آتش بسیار جمع نمایند ۱۲ ف۲ یعنی بجائے کہ رضائے پروردگار ما باشد ۱۲۔

مالکم لا تنطقون تمہیں کیا ہے، تم بولتے کیوں نہیں۔ اور میری بات کا جواب کیوں نہیں دیتے؟ ف۴۰ فراغ علیهم الخ اس کے بعد دونوں ہاتھوں کی پوری قوت سے کلہاڑے کے ساتھ ان پر چوٹیں لگانا اور انہیں توڑنا پھوڑنا شروع کر دیا۔ الیمین قوت سے کنایہ ہے۔ بالیمین ای بالقوة علی ان الیمین مجاز عنها روی انه علیه السلام کان یجمع یدیه فی الآلة التی یضرب بها وهی الفأس فیضربها بکمال قوته۔ (روح ج ۲۳ ص۱۲۳) ف۴۱ فاقبلوا الخ اس سے پہلے اندماج ہے۔ جب مشرکین عید منا کر واپس ٹھاکر دوارے میں آئے تو ٹھاکروں کو پاش پاش دیکھ کر آپس میں کہنے لگے یہ ناشائستہ حرکت کس نے کی ہے۔ انہی میں سے بعض نے شبہ ظاہر کیا کہ یہ کام ابراہیم ہی کا ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وہ ان معبودوں کو ہمیشہ برائی سے یاد کرتا ہے؟ چنانچہ وہ دوڑتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے اور کہنے لگے اے ابراہیم! ہم تو ان ٹھاکروں کی پوجا پاٹ کرتے تھے تم نے یہ کیا حرکت کی کہ ان کو توڑ پھوڑ دیا۔ ثم قالوا باجمعهم نحن نعبدها وانت تکسرها (مدارک ج ۴ ص۱۹) ف۴۲ قال اتعبدون الخ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب میں فرمایا: کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے، جن ٹھاکروں کو اپنے ہاتھوں سے تراش کر بناتے ہو۔ اور جن کی شکل وصورت تمہاری تراش خراش اور تمہارے اوزاروں کی محتاج ہے پھر انہی کی عبادت کرتے ہو۔ حالانکہ عبادت تو اپنے خالق کی کرنی چاہیئے۔ اور خالق سب کا (تمہارا اور تمہارے ٹھاکروں کا) اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس لئے ہر قسم کی عبادت کا مستحق بھی وہی ہے۔ ٹھاکروں کو تراشنے والے اگرچہ مشرکین ہیں، لیکن ان کے مادے کا خالق اللہ ہی ہے۔ اور ان کی اشکال واوضاع جو مشرکین کے فعل وقوت سے حاصل ہوئی ہیں۔ اس فعل و قوت کا خالق بھی اللہ ہی ہے فان جوهرها بخلقه وشکلها وان کان بفعلهم ولذلک جعل من اعمالهم فباقداره ایاهم علیه وخلقه ما یتوقف فعلهم من الدواعی والعدد (بیضاوی) ف۴۳ قالوا ابنوا له الخ جب مشرکین حضرت ابراہیم علیہ السلام کی گفتگو سے لاجواب ہو گئے تو انہوں نے انتقام لینے اور عوام پر اثر ڈالنے کے لئے انہیں آگ میں جلانے کا فیصلہ کیا۔ لما قهرهم بالحجة قصدوا تعذیبه بذلک لئلا یظهر للعامة عجزهم (روح ج ۲۳ ص۱۲۶) چنانچہ انہوں نے ایک سو بیس گز (ذراع) مربع چار دیواری بنائی جس کی بلندی تیس گز تھی (مدارک) اور اسے ایندھن سے بھر کر آگ لگا دی۔ جب آگ سلگ کر خوب انگارے بن گئے۔ اور آگ کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس بھڑکتی آگ میں پھینک دیا۔ وارادوا به کیدًا الخ انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس تدبیر سے ہلاک کرنا چاہا، لیکن اللہ تعالیٰ نے آگ کو ان کے لئے سرد کر کے اور ان کو آگ سے صحیح سلامت بچا کر مشرکین کو اس مقصد میں ناکام، خائب وخاسر اور عوام کے سامنے ذلیل ورسوا کر دیا۔ بلکہ یہ واقعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سچائی پر ایک دلیلِ واضح اور برہانِ قاطع بن گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں ڈالا گیا اس وقت حسبِ ذیل کلمات ان کے وردِ زبان تھے۔ حسبی الله ونعم الوکیل (قرطبی) اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام خود ایک مصیبت میں گرفتار ہوئے۔ اور اس میں اللہ کو پکارا اور اس کی بارگاہ میں عاجزی کا اظہار کیا۔ اس لئے وہ کسی طرح شفیع غالب نہیں ہو سکتے۔ ف۴۴ وقال انی الخ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنی قوم کی طرف سے انتہائی ضد وعناد کا مشاہدہ کر لیا اور ان کے ایمان سے مایوس ہو گئے تو اللہ نے آپ کو ملک شام اور بیت المقدس کی جانب ہجرت کرنے کا حکم دے دیا۔ اس ہجرت میں آپ کے ہمراہ صرف حضرت لوط اور حضرت بی بی سارہ تھے۔ الی ربی الی حیث امرنی (روح) ف۴۵ رب هب لی الخ ملک شام میں پہنچنے کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے فرزند عطا کرنے کی دعا کی۔ فبشرنه الخ فرمایا ہم نے اسے ایک بلند حوصلہ فرزند کی خوشخبری دی۔ اس سے مراد حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ علیہ السلام ہیں لیکن یہود کی غلط بیانی اور تحریف سے کام لیتے ہوئے حضرت اسحٰق علیہ السلام کو ذبیح قرار دیتے ہیں۔ علماءِ اسلام میں بھی دونوں قول موجود ہیں لیکن راجح یہی ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہی ذبیح ہیں۔ کیونکہ ہجرت کے بعد حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی بشارت دی گئی۔ اور واقعہ ذبح ذکر کرنے کے بعد حضرت اسحاق علیہ السلام کی بشارت ہوئی تو اس سے معلوم ہوا حضرت اسحاق علیہ السلام کی ولادت ہی اس واقعہ کے بعد ہوئی۔ والاظهر ان المخاطب اسمٰعیل علیه السلام لانه الذی وهب له اثر الهجرة ولان البشارة باسحاق بعد معطوفة علی البشارة بهذا الغلام (بیضاوی) ف۴۶ فلما بلغ الخ جب بیٹا ذرا بڑا ہو کر کاموں میں والد گرامی کا ہاتھ بٹانے لگا۔ اور سات آٹھ برس کا ہو گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ وہ اپنے اکلوتے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں۔ متواتر تین دن انہوں نے یہ خواب دیکھا تو سمجھ گئے کہ یہ اللہ کا حکم ہے۔ چنانچہ بیٹے سے فرمایا بیٹا! میں نے خواب میں دیکھا ہے، کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ بتاؤ اب تمہاری کیا رائے ہے۔ بیٹا فوراً سمجھ گیا کہ یہ اللہ کی طرف سے مجھے ذبح کرنے کا حکم ہے۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے خواب وحی کا حکم رکھتے ہیں۔ ف۴۷ قال یا ابت الخ چنانچہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے جواب میں عرض کیا: ابا جان! اللہ نے آپ کو جو حکم دیا ہے آپ اس کی تعمیل فرمائیں۔ میری طرف سے کسی پس وپیش یا جزع فزع کا اظہار نہیں ہوگا۔ انشاء اللہ آپ مجھے صابرین میں سے پائیں گے۔ فلما اسلما الخ جب دونوں باپ بیٹا اللہ کے حکم کی تعمیل پر آمادہ ہو گئے اور حلیم باپ نے اپنے حلیم فرزند کو ذبح کرنے کی غرض سے پہلو کے بل زمین پر لٹا دیا تو اللہ کی طرف سے آواز آئی یا ابراهیم الخ اے ابراہیم! تو نے اپنا خواب سچا کر دکھایا۔ ہمارا مقصد اسمٰعیل کی جان لینا نہیں، بلکہ تیرے جذبۂ اطاعت وتسلیم کا امتحان مقصود ہے جسے تو نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا ہے۔ ای حصل المقصود من تلک الرؤیا حیث ظهر منه کمال الطاعة والانقیاد لامر الله تعالیٰ۔ وکذلک الولد (خازن ج ۶ ص۲۹) یہ ندا حلق پر چھری چلانے سے پہلے ہی آئی۔ اخرج الامام احمد عن ابن عباس انه علیه السلام لما اخذ الشفرة واراد ان یذبحه نودی من خلفه ان یا ابراهیم قد صدقت الرؤیا (روح ج ۲۳ ص۱۳) ذبح کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند ارجمند کو پہلو کے بل لٹایا جس طرح عام طور پر جانور کو ذبح کرتے وقت لٹایا جاتا ہے۔ اس طرح لٹانے سے چونکہ جبین بھی زمین پر گر جاتی ہے۔ اس لئے تله للجبین فرمایا۔ یعنی اس کو جبین کے بل پچھاڑ دیا۔ صرعه علی شقه فوقع جبینه علی الارض (روح) جبین پیشانی کے اس حصے کو کہا جاتا ہے جو دائیں اور بائیں جانبوں میں واقع ہے۔ اور سامنے والے حصہ کو جبهة کہا جاتا ہے۔ صرعه علی شقه فوقع جبینه علی الارض وهو احد جانبی الجبهة (بیضاوی) تله للجبین۔ صرعه علیه ولکل انسان جبینان بینهما الجبهة (جلالین)۔

واقعہ ذبح کے سلسلہ میں بہت سی تفصیلات ذکر کی جاتی ہیں جو روایت ودرایت کے اعتبار سے ضعیف ہیں۔ مثلاً حضرت اسماعیل علیہ السلام کا والد گرامی سے کہنا کہ آپ اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لیں۔ اور میرے ہاتھ پیر بھی رسی سے باندھ دیں اور مجھے پیشانی کے بل لٹا کر گردن کی طرف سے ذبح کریں۔ اسی طرح چھری کا بار بار تیز کرنا اور

وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ

اور خوشخبری دی ۵۰ ہم نے اس کو اسحٰق کی جو نبی ہوگا نیک بختوں میں ف۱ اور برکت دی ہم نے اس پر

وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ ۭ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ

اور اسحٰق پر اور دونوں کی اولاد میں نیکی والے ہیں اور بد کار بھی ہیں اپنے حق میں

مُبِيْنٌ ﴿۱۱۳﴾ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَنَجَّيْنٰهُمَا

صریح ف۲ اور ہم نے احسان کیا ۵۱ موسٰی اور ہارون پر اور بچا دیا ہم نے ۵۲ ان کو

ع

وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۱۵﴾ وَنَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا

اور ان کی قوم کو اس بڑی گھبراہٹ سے اور ان کی ہم نے مدد کی تو رہے

هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَ

وہی غالب اور ہم نے دی ان کو کتاب واضح اور

هَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۱۸﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي

سجھائی ان کو سیدھی راہ اور باقی رکھا ان پر

الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۲۰﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ

پچھلے لوگوں میں کہ سلام ہے موسٰی اور ہارون پر ہم یوں دیتے

نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲۱﴾ اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَ

ہیں بدلہ نیکی کرنے والوں کو تحقیق وہ دونوں ہیں ہمارے ایمان دار بندوں میں

اِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا

اور تحقیق الیاس ہے رسولوں میں ۵۳ جب اس نے کہا اپنی قوم کو کیا

تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخٰلِقِيْنَ ﴿۱۲۵﴾

تم کو ڈر نہیں کیا تم پکارتے ہو بعل کو اور چھوڑتے ہو بہتر بنانے والے کو

اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَاۗىِٕكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ

جو اللہ ہے رب تمہارا اور رب تمہارے اگلے باپ دادوں کا ف۳ پھر اس کو جھٹلایا ۵۴ سو وہ

یہ تیسرا اور چوتھا قصہ

پانچواں قصہ نفی شفاعت قہری ۱۲

بار بار حلق پر چلانا۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ تفصیلات صحیح روایتوں سے ثابت نہیں ہیں۔ انا کذلک نجزی المحسنین ہم اپنے مخلص و فرمانبردار بندوں کو ایسی ہی جزا دیا کرتے ہیں۔ اور اس طرح ان کو شدائد و بلیات سے نجات دیتے ہیں۔ ای نجزیہم بالخلاص من الشدائد فی الدنیا والاخرۃ (قرطبی ج ۱۵ ص ۱۰۲) **۴۸** ان ھذا الخ یہ ایک ایسا ابتلاء و امتحان تھا کہ اس سے مخلص و غیر مخلص کا واضح طور سے امتیاز ہو سکتا تھا۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اخلاص و انقیاد ظاہر ہوا۔ وفدینٰہ الخ اسمٰعیل (علیہ السلام) کی جگہ ہم نے ایک عظیم الشان جانور بطور فدیہ دے دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب یہ ندا سنی یا ابراھیم قد صدقت الرؤیا تو سر اوپر اٹھا کر دیکھا تو جبرئیل علیہ السلام مینڈھا لیکر آ رہے تھے۔ بیٹے کی جگہ اس کی قربانی دی۔ روی انہ لما سمع ابراھیم النداء نظر الی السماء فاذا ھو بجبریل ومعہ کبش املح اقرن وقال ھذا فداء لابنک فاذبحہ دونہ (مظہری ج ۸ ص ۱۳۲) **۴۹** وترکنا علیہ الخ اس کی تفسیر گذر چکی ہے۔ **۵۰** وبشرنٰہ الخ سیاق و سباقِ قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام ہجرت کر کے شام میں سکونت پذیر ہوئے تو انھوں نے اللہ تعالیٰ سے فرزند عطا کرنے کی دعا کی۔ اس دعا کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے ایک غلام حلیم کی ولادت کی خوشخبری دی۔ جب یہ غلام حلیم بڑا ہوا تو اس کو ذبح کرنے کا حکم آگیا۔ پھر جب واقعۂ ذبح گذر گیا تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دوسرے فرزند حضرت اسحاق علیہ السلام کی خوشخبری دی۔ قرآن کا یہ سیاق واضح دلیل ہے کہ ذبیح حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہیں اور حضرت اسحاق علیہ السلام کی ولادت ہی اس واقعہ کے بعد ہوئی۔ بٰرکنا علیہ الخ ابراہیم و اسحاق پر ہم نے دین و دنیا کی برکتیں نازل کیں۔ ان کی نسل کو دنیا میں پھیلایا۔ انکی اولاد میں انبیاء اور سلاطین پیدا کیے۔ ومن ذریتہما الخ۔ لیکن ان کی ساری نسل ان کے دین پر قائم نہ رہی۔ کچھ تو ان کے مسلک ایمان و احسان پر رہے۔ اور کچھ ظلم و اسراف کی راہ پر گامزن ہوئے۔ بہرحال خلاف کی بے راہ روی سے اسلاف پر کوئی حرف نہیں آسکتا۔ اور نہ نسب کو ہدایت و ضلالت میں کوئی دخل ہے۔ وفی ذلک تنبیہ علی ان النسب لا اثر لہ فی الھدی والضلال و ان الظلم فی اعقابہما لا یضرھما (مظہری ج ۸ ص ۱۳۳) **۵۱** ولقد مننا الخ یہ تیسرا اور چوتھا قصہ ہے حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کی قوم کو فرعون نے غلام بنا رکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اور ان کی قوم کو فرعون کی غلامی سے نجات دی۔ اور پھر فرعون کے لشکر سے دریا میں معجزانہ راستے بنا کر ان کو بچایا۔ وہ تو خود مصائب میں خداوند تعالیٰ کے محتاج ہیں اس لیے شفیع غالب کس طرح ہو سکتے ہیں۔ مننا میں احسان سے دینی اور دنیوی احسانات مراد ہیں انعمنا علیہما بالنبوۃ وغیرھا من المنافع الدینیۃ والدنیویۃ (روح ج ۲۳ ص ۱۳۵) **۵۲** ونجینٰہما الخ یہ

موضح قرآن ف۱ معلوم ہوا کہ وہ پہلے خوشخبری اسمٰعیلؑ کی اور سارا قصہ ذبح کا انھیں پر تھا۔ یہود کہتے ہیں ذبح کیا اسحٰق کو لیکن خلاف ہے۔ اسحاق کی خوشخبری کے ساتھ خبر تھی یعقوب کی بھی۔ سورۂ ہود میں ہو چکا۔ اور خبر ہے نبی ہونے کی۔ یہ سنکر حضرت ابراہیم پوچھتے کہ ابھی دونوں باتیں ظہور میں نہیں آئیں۔ ذبح کیونکر ہوگا۔ ف۲ یہ دونوں کہا دونوں بیٹوں کو۔ دونوں سے بہت اولاد پھیلی۔ اسحاق کی اولاد میں نبی گذرے بنی اسرائیل کے اور اسمٰعیل کی اولاد میں عرب جن میں ہمارے پیغمبر ہوئے۔ ف۳ حضرت الیاس اولاد میں حضرت ہارون کے ہیں شہر بعلبک کی طرف ان کو اللہ نے بھیجا۔ وہ پوجتے تھے بت۔ اس کا نام بعل تھا۔ ۱۲

اوراس کا مابعد عطفِ خاص علی العام کے قبیل سے ہے کیونکہ ان آیتوں میں خاص انعامات کا ذکر ہے۔ یہ ایک دنیوی انعام تھا کہ اللہ نے موسیٰ و ہارون علیہما السلام اوران کی قوم کو فرعون اوراس کی قوم کے مظالم سے نجات دی۔ ونصرنٰھم الخ یہ بھی اللہ کا ایک انعام ہے ہم نے ان کی مدد کی اور قومِ فرعون پران کو غلبہ عطا فرمایا۔ واٰتینٰھما الکتاب المستبین الخ یہ دینی انعامات کا ذکر ہے۔ ہم نے ان کو ایک واضح اور مفصل کتاب (تورات) عطا فرمائی۔ اور اس کتاب کے ذریعے سے صراطِ مستقیم کی طرف راہنمائی کی۔ وترکنا علیھما الخ تا۔ من عبادنا المومنین۔ اس کی تفسیر گذرچکی۔ ۵۳ھ وان الیاس الخ یہ پانچواں قصہ ہے جو نفیٔ شفاعتِ قہری پر دلالت کرتا ہے۔ قوم نے حضرت الیاس علیہ السلام کی تبلیغِ توحید سے چڑ کر انھیں شہید کرنے کا ارادہ کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو کفار کے ہاتھوں قتل اور رسوائی سے بچالیا۔ اس لئے وہ شفیعِ غالب نہیں ہوسکتے۔ اتدعون بعلا الخ بعل قومِ الیاس ؑ کے معبود کا نام ہے جس کا انہوں نے بت بنا رکھا تھا اوراس کی عبادت کرتے اور اس سے حاجات مانگتے تھے۔ ھو علم لصنمھم لھم قالہ الضحاک والحسن وابن زید (بحر ج ۷ ص۳۷۳) اتعبدونہ وتطلبون الخیر (ابو السعود ج ۷ ص۱۶۱) یہ بت سونے کا تھا جس کی لمبائی چوبیس گز تھی۔ چار سو خدام اس پر مقرر تھے شیطان اس بت کے اندر داخل ہوکر باتیں کرتا اور گمراہی کی تعلیم دیتا تھا اوراس کے مجاور اس گمراہی کی لوگوں کو تعلیم دیتے۔ فکان الشیطٰن یدخل فی جوف بعل ویتکلم بشریعۃ الضلالۃ والسدنۃ یحفظونھا ویعلمونھا الناس (قرطبی ج ۱۵ ص۱۱۷) حضرت الیاس علیہ السلام ان کو اس کی عبادت اور پکار سے روکتے اور فرماتے: کچھ عقل و ہوش سے کام لو یہ کیا بے عقلی ہے کہ بے بس اور عاجز بعل کو پکارتے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ جو احسن الخالقین ہے اور تمہارا اور تمہارے باپ دادوں کا رب اور منعم ہے اس کی عبادت اور پکار سے اعراض کرتے ہو ۵۴ھ فکذبوہ الخ لیکن مشرکین نے حضرت الیاس علیہ السلام کو جھٹلایا اوران کے قتل پر آمادہ ہوگئے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو قتل سے بچالیا اور جھٹلانے والے عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ الا عباد اللّٰہ المخلصین۔ یہ کذبوہ کی ضمیرِ فاعل سے استثنائِ متصل ہے۔ یعنی ان کی قوم کے مخلصین نے ان کو نہیں جھٹلایا۔ یا یہ محضرون سے استثنائِ منقطع ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ قومِ الیاس علیہ السلام جنہوں نے ان کو جھٹلایا، عذابِ جہنم میں حاضر کی جائے گی لیکن جو اللہ کے مخلص اور برگزیدہ بندے ہوتے ہیں وہ عذاب سے محفوظ رہتے ہیں۔ ۵۵ھ وان لوطا الخ یہ نفیٔ شفاعتِ قہری پر چھٹا واقعہ ہے۔ لوط علیہ السلام اوران کے متبعین کو ہم نے عذاب سے بچالیا۔ البتہ ان کی بیوی کو معذَّبین میں شامل کردیا۔ اوراس بدکردار قوم کا تختہ الٹ کراسے نیست ونابود کردیا۔ لوط علیہ السلام کو عذاب سے ہم نے بچایا اور وہ عذاب سے نجات میں ہمارے محتاج تھے۔ اس لئے وہ شفیعِ غالب نہیں ہوسکتے۔ وانکم لتمرون الخ یہ مشرکینِ عرب سے خطاب ہے کہ تم صبح وشام قومِ لوط کی تباہ شدہ بستی سے گذرتے ہو لیکن پھر بھی تمہیں عبرت نہیں

لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ

آنے والے ہیں پکڑے ہوئے ف۱ مگر جو بندے ہیں اللہ کے چنے ہوئے اور باقی رکھا ہم نے اس پر

فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۲۹﴾ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي

پچھلے لوگوں میں کہ سلام ہے الیاس پر ف۱ ہم یوں دیتے ہیں بدلہ

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَاِنَّ

نیکی کرنے والوں کو وہ ہے ہمارے ایمان دار بندوں میں اور تحقیق

لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ اِذْ نَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۳۴﴾

لوط ہے رسولوں میں سے ۵۵ھ جب بچا دیا ہم نے اس کو اور اس کے سارے گھر والوں کو

اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ﴿۱۳۵﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَ

مگر ایک بڑھیا کہ رہ گئی رہ جانے والوں میں پھر جڑ سے اکھاڑ پھینکا ہم نے دوسروں کو اور

اِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَبِالَّيْلِ ۭ اَفَلَا

تم گزرتے ہو ان پر صبح کے وقت اور رات کو بھی پھر کیا نہیں

تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ اِذْ اَبَقَ

سمجھتے ف۲ اور تحقیق یونس ہے رسولوں میں سے ۵۶ھ جب بھاگ کر

اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۴۰﴾ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ ﴿۱۴۱﴾

پہنچا اس بھری کشتی پر پھر قرعہ ڈلوایا تو نکلا خطا وار ف۳

فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ ﴿۱۴۲﴾ فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ

پھر لقمہ کیا اس کو مچھلی نے اور وہ الزام کھایا ہوا تھا پھر اگر نہ ہوتی یہ بات کہ وہ ۵۷ھ

الْمُسَبِّحِيْنَ ﴿۱۴۳﴾ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴۴﴾ النصف

یاد کرتا تھا پاک ذات کو تو رہتا اسی کے پیٹ میں جس دن تک کہ مُردے زندہ ہوں

فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَاۗءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ ﴿۱۴۵﴾ وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ

پھر ڈال دیا ہم نے اس کو چٹیل میدان میں ۵۸ھ اور وہ بیمار تھا اور اگایا ہم نے اس پر

۱ چھٹا قصہ ۳

۲ ساتواں قصہ ۱۲

ع ۴ ۵ ۸

النصف

موضح قرآن ف۱ الیاس کو الیاسین بھی کہتے ہیں۔ جیسے طور سینا اور طور سینین۔ اور آلِ یاسین بھی پڑھا ہے تو کہا یاسین ان کے باپ کا نام ہے ف۲ قومِ لوط کی بستیاں الٹی ہوئی نظر آتی تھیں شام کی راہ میں۔ ف۳ کشتی دریا میں چکر کھانے لگی لوگوں نے کہا اس میں کوئی غلام ہے مالک سے بھاگا ہوا۔ ہر ایک کے نام پر قرعہ ڈالا۔ ان کا نام نکلا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی در دوزخ ۱۲

ہوتی اور تم سمجھتے نہیں ہو کہ بدکردار اور سرکش قوموں کا انجام یہی ہوا کرتا ہے۔ **۵۶** و ان یونس الخ یہ نفیٔ شفاعتِ قہری کے لئے ساتواں قصہ ہے۔ یونس (علیہ السلام) کو مچھلی نے ہمارے حکم سے نگل لیا۔ یہ ایک تنبیہ تھا۔ انھوں نے ہمیں پکارا تو ہم نے ان کو اس مصیبت سے نجات دی۔ اس لئے جو خود اس قدر محتاج و عاجز ہو وہ کسی طرح شفیع غالب نہیں ہو سکتا۔ اذ ابق الخ حضرت یونس علیہ السلام نے جب قوم پر تبلیغِ حق سے حجت قائم کر دی۔ اور قوم تکذیب و انکار پر اڑی رہی تو انہوں نے اللہ کے حکم سے اعلان فرما دیا کہ اگر تم ایمان نہیں لاؤ گے تو تین دن تک تم پر اللہ کا عذاب نازل ہوگا۔ حضرت یونس علیہ السلام قوم کے ایمان سے مایوس تھے اور تیسرے دن نزولِ عذاب کا بھی انھیں یقین تھا۔ اس لئے تیسرے دن اللہ کی طرف سے اجازت کے بغیر ہی بستی سے نکل کھڑے ہوئے انھیں یقین تھا کہ یہ قوم آج عذاب سے ہلاک ہو جائے گی لیکن قوم نے جب عذاب کے آثار دیکھے تو گڑگڑا کر توبہ کی اور ایمان لے آئے۔ تو اللہ نے ان سے عذاب ہٹا لیا۔ ادھر یونس علیہ السلام دورانِ سفر میں دریا عبور کرنے کے لئے کشتی میں سوار ہوئے کشتی ایک جگہ پہنچ کر رک گئی۔ ملاح نے کہا، مسافروں میں کوئی ایسا غلام ہے جو اپنے آقا کی اجازت کے بغیر گھر سے نکلا ہے۔ فساھم فکان من المدحضین۔ چنانچہ تمام مسافروں میں قرعہ اندازی کی گئی تو تین بار حضرت یونس علیہ السلام کے نام کا قرعہ نکلا۔ اس پر انھوں نے خود ہی دریا میں چھلانگ لگا دی۔ تو اللہ کے حکم سے ایک بہت بڑی مچھلی نمودار ہوئی جس نے پانی میں گرنے سے پہلے ہی ان کو نگل لیا۔ اخرجہ احمد و غیرہ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ (روح ج ۲۳ ص۱۴۲) وھو ملیم۔ اب حضرت یونس علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ یہ بلا اذن قوم کو چھوڑ آنے پر عتاب ہے، اس لئے اپنے آپ کو ملامت کرنے لگے۔ ھو ملیم نفسہ (ابو السعود، روح) **۵۷** فلولا انہ الخ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں اللہ کی حمد و ثنا اور تسبیح و تقدیس میں مصروف ہو گئے۔ اور اپنی لغزش کا اعتراف کیا تو اللہ تعالےٰ نے اس مصیبت سے نجات عطا فرمائی۔ جیسا کہ سورۂ انبیاء (ع ۶) میں ہے۔ فنادی فی الظلمٰت ان لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین۔ اگر یونس علیہ السلام اللہ کو نہ پکارتے اور اس کی تسبیح و تقدیس میں مصروف نہ ہوتے تو وہ قیامت تک مچھلی کے پیٹ ہی میں رہتے۔ **۵۸** فنبذناہ الخ ہم نے اس کو ایک میدان میں ڈال دیا جہاں کوئی سایہ دار درخت نہ تھا۔ اس وقت وہ مچھلی کے پیٹ میں رہنے کی وجہ سے نحیف اور مضمحل تھے تو ہم نے اس پر ایک بیلدار درخت پیدا کر دیا۔ جس میں وہ اپنے بدن کو لپیٹ کر مکھیوں سے محفوظ رہیں۔ یقطین ہر اس درخت کو کہتے ہیں جو بے ساق اور بیلدار ہو۔ کل شجرۃ لا تقوم علی ساق کالدباء والبطیخ والحنظل ونحو ذلک فھی عند العرب یقطین (ابن جریر) بعض روایتوں میں آتا ہے کہ اس سے مراد لوکی ہے۔ الجمھور علی انہ القرع وفائدتہ ان الذباب لا یجتمع عندہ (مدارک) **۵۹** وارسلنٰہ الخ حضرت یونس علیہ السلام کو جس قوم کی طرف مبعوث کیا گیا تھا اس کی تعداد ایک لاکھ سے زائد تھی۔ او بمعنی بل ہے۔ قال الفراء او بمعنی بل (قرطبی۔ مدارک) فامنوا الخ قوم یونس علیہ السلام نے آثارِ عذاب دیکھ کر توبہ کر لی تھی۔ اور وہ حضرت یونس علیہ السلام پر ایمان لے آئے تھے۔ اس لئے اللہ نے ان کو عذاب سے بچا لیا۔ اور حینِ حیات میں انھیں دنیوی منافع سے متمتع ہونے کا موقع دیا۔ **۶۰** فاستفتہم الخ یہ فاستفتہم اھم اشد خلقا والے زجر کا اعادہ ہے برائے تنویر اور ابتدائے سورت سے متعلق ہے۔ یہاں سے لے کر الا من ھو صال الجحیم تک فرشتوں اور جنوں کے حال کا اعادہ ہے بطور لف و نشر مرتب۔

شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ﴿۱۴۶﴾ وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ

ایک درخت بیل والا اور بھیجا اسکو ۵۹ لاکھ آدمیوں پر یا

يَزِيْدُوْنَ ﴿۱۴۷﴾ فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۱۴۸﴾ فَاسْتَفْتِهِمْ

اس سے زیادہ پھر وہ یقین لائے پھر ہم نے فائدہ اٹھانے دیا ان کو ایک وقت تک اب ان سے

اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ ﴿۱۴۹﴾ اَمْ خَلَقْنَا

پوچھ ۶۰ کیا تیرے رب کے یہاں بیٹیاں ہیں اور ان کے یہاں بیٹے یا ہم نے بنایا ۶۱

الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ شٰهِدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ

فرشتوں کو عورت اور وہ دیکھتے تھے سنتا ہے وہ اپنا

اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَدَ اللّٰهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۵۲﴾

جھوٹ بنایا کہتے ہیں کہ اللہ کے اولاد ہوئی اور وہ بے شک جھوٹے ہیں

اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ مَا لَكُمْ كَيْفَ

کیا اس نے پسند کیں بیٹیاں بیٹوں سے کیا ہو گیا ہے تم کو کیسا

تَحْكُمُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۵﴾ اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ

انصاف کرتے ہو کیا تم دھیان نہیں کرتے ہو یا تمہارے پاس کوئی سند ہے

مُّبِيْنٌ ﴿۱۵۶﴾ فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۵۷﴾ وَ

کھلی تو لاؤ اپنی کتاب اگر ہو تم سچے اور

جَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ط وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ

ٹھہرایا ہے انہوں نے ۶۲ خدا میں اور جنوں میں ناتا اور جنوں کو تو معلوم ہے ۶۳ کہ

اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۵۹﴾

تحقیق وہ پکڑے ہوئے آئیں گے ف۱ اللہ پاک ہے ان باتوں سے جو یہ بتاتے ہیں

اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۶۰﴾ فَاِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۶۱﴾

مگر جو بندے ہیں اللہ کے چنے ہوئے ف۲ سو تم اور جن کو تم پوجتے ہو ۶۴

۶۰ اعادہ زجر فاستفتہم اھم اشد خلقا الخ برائے تنویر و اعادہ حال ملائکہ و جنات بطریق لف و نشر مرتب ۱۲

۶۳ اعادہ حال جنات ۱۲

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی برائے حساب و عذاب ۱۲ ف۲ یعنی بیان مخلصان موافق واقعہ است ۱۲

مشرکین فرشتوں کو تو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے۔ اور ان کو خدا کے یہاں سفارشی سمجھ کر پکارا کرتے تھے لیکن اپنے لئے بیٹے پسند کرتے تھے۔ یہاں بطور زجر اس دعویٰ باطلہ پر ان سے دلیل طلب کی گئی۔ یہ دعویٰ چونکہ خلاف عقل اور سراسر باطل ہے اس لئے اس پر کوئی دلیل قائم نہیں کی جا سکتی۔ فاستخبر هؤلاء الكفرة عن وجه كون البنات وهن اوضع الجنسين له تعالىٰ بزعمهم والبنين الذين هم ارفعهما لهم فانهم لا يستطيعون ان يثبتوا له وجها لانه في غاية البطلان لا يقوله من له ادنى شئ من العقل (روح ج ۲۳ ص ۱۴۹) ۶۱؎ ام خلقنا الخ کیا فرشتوں کو ہم نے ان کے سامنے مؤنث پیدا کیا ہے کہ وہ ان کو خدا کی بیٹیاں کہتے ہیں؟ الا انهم الخ اصل بات یہ ہے کہ اس پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ وہ محض جھوٹ بولتے ہیں۔ اور اللہ کی طرف ولد کی نسبت کر کے اس کی ذاتِ پاک پر محض افترا کرتے ہیں۔ اور وہ اس دعوے میں سراسر جھوٹے ہیں۔ اصطفى البنات الخ کیا اللہ نے اپنے لئے بیٹوں کے بجائے بیٹیوں کو منتخب کیا ہے؟ تمہیں کیا ہو گیا ہے، کیسا بیہودہ حکم لگا رہے ہو؟ کیا تم سوچ سے ذرا کام نہیں لیتے؟ ام لكم سلطن الخ یا تمہارے پاس کوئی واضح دلیل بھی موجود ہے۔ تو لاؤ اگر تم سچے ہو تو وہ دلیل ہی پیش کرو۔ ۶۲؎ وجعلوا الخ یہ جنوں کے حال کا اعادہ ہے۔ بعض مشرکین نے اللہ تعالیٰ اور جنات کے درمیان بھی (عیاذًا باللہ) رشتہ قائم کر رکھا تھا ان کے خیال میں فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں۔ اور ان کی مائیں شاہانِ جنات کی شہزادیاں ہیں۔ قال مجاهد والسدى ومقاتل ايضا القائل بذلك كنانة وخزاعة قالوا ان الله خطب الى سادات الجن فزوجوه من سروات بناتهم فالملائكة بنات الله من سروات بنات الجن (قرطبی ج ۱۵ ص ۱۳۵) یا نسب سے مراد مناسبت ہے یعنی انہوں نے شیاطین کو اللہ کی عبادت میں شریک کر لیا۔ اور ان کو شفیعِ غالب سمجھنے لگے۔ او اريد جعلوا بينه سبحانه وبينهم مناسبة حيث اشركوهم به تعالىٰ في استحقاق العبادة (روح ج ۲۳ ص ۱۵۱) ۶۳؎ ولقد علمت الخ حالانکہ شیاطین کو یقین ہے کہ وہ سب جہنم کا ایندھن ہیں تو بتائیے پھر ان شیاطین کا اللہ تعالیٰ سے کیا رشتہ ہو سکتا ہے اور وہ کس طرح شفیعِ غالب ہو سکتے ہیں سبحن الله عما يصفون مشرکین جو کچھ کہتے ہیں یعنی فرشتوں اور جنوں کا خدا سے نسبی تعلق ہونا اور فرشتوں اور جنوں کا خدا کے یہاں شفیعِ غالب ہونا اللہ تعالیٰ ان افتراءات سے پاک ہے۔ لہٰذا اللہ کو پکارنے میں ان شرکیوں سے پاک سمجھو۔ الا عباد الله المخلصين۔ یہ محضرون سے استثنائِ منقطع ہے۔ کما مر تفسیرہ فی (ص ۵۳) ۶۴؎ فانكم الخ خطاب مشرکین سے ہے۔ اے مشرکین! تم اور تمہارے معبود از جنسِ جنات و شیاطین اپنے مکر و فریب سے اللہ کے مقابلے میں کسی کو گمراہ نہیں کر سکتے۔ البتہ جس کا علم الٰہی میں جہنمی ہونا مقدر ہو چکا ہے وہی تمہارے دام فریب میں آئے گا۔ لعلمه تعالىٰ بانه يصبر على الكفر بسوء اختياره ويصير من اهل النار لا محالة (ابو السعود ج ۷ ص ۱۶۷) ۶۵؎ وما منا الخ یہاں سے لنحن المسبحون

۱۔ اعادہ حال ملائکہ دوسری بار ۲؎

۲۔ شکوی مع تخویف ۳؎

۳۔ بشارت دنیوی ۲؎

۴۔ زجر مع تخویف دنیوی و تسلیہ ۲؎

مَآ اَنۡتُمۡ عَلَيۡهِ بِفٰتِنِيۡنَ ﴿۱۶۲﴾ اِلَّا مَنۡ هُوَ صَالِ

کسی کو اس کے ہاتھ سے بہکا کر نہیں لے سکتے مگر اسی کو جو پہنچنے والا ہے

الۡجَحِيۡمِ ﴿۱۶۳﴾ وَمَا مِنَّاۤ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعۡلُوۡمٌ ﴿۱۶۴﴾ وَّ

دوزخ میں ف۱ اور ہم میں جو ۶۵؎ ہے اس کا ایک ٹھکانا ہے مقرر ف۲ اور

اِنَّا لَنَحۡنُ الصَّآفُّوۡنَ ﴿۱۶۵﴾ وَاِنَّا لَنَحۡنُ الۡمُسَبِّحُوۡنَ ﴿۱۶۶﴾

ہم ہیں صف باندھنے والے ف۳ اور ہم ہی ہیں پاکی بیان کرنے والے ف۴

وَاِنۡ كَانُوۡا لَيَقُوۡلُوۡنَ ﴿۱۶۷﴾ لَوۡ اَنَّ عِنۡدَنَا ذِكۡرًا مِّنَ

اور یہ تو کہا کرتے تھے ۶۶؎ اگر ہمارے پاس ہوتا کچھ احوال ہوتا

الۡاَوَّلِيۡنَ ﴿۱۶۸﴾ لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الۡمُخۡلَصِيۡنَ ﴿۱۶۹﴾ فَكَفَرُوۡا

پہلے لوگوں کا تو ہم ہوتے بندے اللہ کے چنے ہوئے ف۵ سو اس سے منکر

بِهٖ فَسَوۡفَ يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۷۰﴾ وَلَقَدۡ سَبَقَتۡ كَلِمَتُنَا

ہو گئے اب آگے جان لیں گے اور پہلے ہو چکا ۶۷؎ ہمارا حکم

لِعِبَادِنَا الۡمُرۡسَلِيۡنَ ﴿۱۷۱﴾ اِنَّهُمۡ لَهُمُ الۡمَنۡصُوۡرُوۡنَ ﴿۱۷۲﴾

اپنے بندوں کے حق میں جو کہ رسول ہیں بے شک انہی کو مدد دی جاتی ہے

وَاِنَّ جُنۡدَنَا لَهُمُ الۡغٰلِبُوۡنَ ﴿۱۷۳﴾ فَتَوَلَّ عَنۡهُمۡ حَتّٰى

اور ہمارا لشکر جو ہے بے شک وہی غالب ہے سو تو اُن سے پھر آ ایک

حِيۡنٍ ﴿۱۷۴﴾ وَّاَبۡصِرۡهُمۡ فَسَوۡفَ يُبۡصِرُوۡنَ ﴿۱۷۵﴾ اَفَبِعَذَابِنَا

وقت تک اور ان کو دیکھتا رہ کہ وہ آگے دیکھ لیں گے کیا ہماری آفت کو

يَسۡتَعۡجِلُوۡنَ ﴿۱۷۶﴾ فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمۡ فَسَآءَ صَبَاحُ

جلد مانگتے ہیں ۶۸؎ پھر جب اُترے گی ان کے میدان میں تو بُری صبح ہوگی

الۡمُنۡذَرِيۡنَ ﴿۱۷۷﴾ وَتَوَلَّ عَنۡهُمۡ حَتّٰى حِيۡنٍ ﴿۱۷۸﴾ وَّاَبۡصِرۡ

ڈرائے ہوؤں کی ف۶ پھر آ اُن سے ایک وقت تک اور دیکھتا رہ

موضح قرآن ف۱ یعنی تم انسان اور تمہارے ننیس شیطان بے مرضی اللہ کے گمراہ نہیں کر سکتے۔ گمراہ وہی ہوگا جس کو اس نے دوزخی لکھ دیا ۱۲ منہ ف۲ یہاں سے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی زبان سے فرمایا جیسے دعائیں فرمائی ہیں آدمیوں کی زبان سے۔ ٹھکانا مقرر یعنی اپنی حد ہے اس سے آگے بڑھنا نہیں۔ یہ اس پر فرمایا کہ کافر کہتے فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں جنوں کی بیٹیوں سے پیدا ہوئیں۔ سو جنوں کو اپنا حال معلوم ہے اور فرشتے یوں کہتے ہیں ۱۲ منہ ف۳ یعنی اپنی اپنی حد پر ہر کوئی کھڑا رہتا ہے ۱۲ منہ ف۴ یہاں تک ہو چکا فرشتوں کا کلام ۱۲ منہ ف۵ عرب لوگ بنیار کا نام سنتے تھے ان کے علم سے خبردار نہ تھے تو یہ کہتے تھے۔ اب جو اپنے اندر نبی پیدا ہوا تو پھر گئے ۱۲ منہ ف۶ یہ ہوا فتحِ مکہ کے دن۔ ۱۲ منہ رح

تک فرشتوں کے حال کا دوسری بار اعادہ ہے۔ فرشتے خود اپنی عبودیت کا اعتراف کر رہے ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک کا اللہ کی بارگاہ میں ایک معین مقام ہے جس سے وہ ذرا آگے پیچھے نہیں ہو سکتا۔ ہم سب اللہ کے سامنے صف بستہ کھڑے رہتے ہیں اس کی عبادت میں مصروف یا اس کے احکام کے منتظر۔ اور ہم اللہ کی تنزیہہ و تقدیس کرتے اور مشرکین کے شرک سے اللہ تعالیٰ کی برتری اور اس کی تنزیہہ کا اعلان کرتے ہیں۔ فرشتے خود اعلان کر رہے ہیں کہ وہ نہ معبود ہیں، نہ خدا کی بیٹیاں اور نہ اس کی بارگاہ میں شفیع غالب والمراد انہم یخبرون انہم یعبدون اللہ بالتسبیح والصلوٰۃ ولیسوا معبودین ولا بنات اللہ (قرطبی ج ۱۵ ص ۱۳۵) ۶۶؎ وان کانوا الخ یہ شکوی مع تخویف دنیوی ہے۔ نزولِ قرآن سے پہلے مشرکین قریش کہا کرتے تھے کہ جس طرح پہلے لوگوں (یہود و نصاریٰ) پر کتابیں اتریں۔ اگر اس طرح کی کوئی کتاب ہم پر نازل ہوتی تو ہم اللہ کے برگزیدہ بندے ہوتے۔ اور خالص اس کی عبادت کرتے۔ جب اللہ کی طرف سے ان کے پاس آخری کتاب (قرآن) آگئی تو فوراً اس کا انکار کر دیا۔ اس کفر و انکار کا انجام عنقریب ہی دیکھ لیں گے۔ ۶۷؎ ولقد سبقت الخ یہ بشارتِ دنیوی ہے۔ ہمارا فیصلہ انبیاء علیہم السلام کے حق میں صادر ہو چکا ہے کہ آخر الامر وہ اور ان کے متبعین غالب و منصور اور ان کے دشمن مغلوب و مقہور رہوں گے۔ فتول عنہم الخ یہ مشرکین پر زجر اور تخویفِ دنیوی ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیہ ہے۔ کچھ دیر تک آپ ان سے تعرض نہ فرمائیں اور دیکھیں ان کا انجام کیا ہوتا ہے۔ اس وقت وہ خود بھی اپنا انجام دیکھ لیں گے حین سے جنگِ بدر تک کا وقفہ اور انجام سے جنگِ بدر میں ان کا قتل اور قید ہونا مراد ہے۔ الی حین۔ المراد الی یوم بدر (کبیر) فسوف یبصرونہا وما یحل بہم من العذاب والاسر والقتل (بحر ج ۷ ص ۳۸۰) ۶۸؎ افبعذابنا الخ یہ کیسے نادان ہیں کہ ہمارا عذاب جلدی مانگتے ہیں۔ حالانکہ جس دن ہمارا عذاب ان پر آنازل ہوگا وہ دن ان کے لئے بہت برا دن ہوگا۔ وتول عنہم الخ اچھا آپ فی الحال ان سے تعرض نہ فرمائیں اور انتظار فرمائیں کہ ان کا انجام کیا ہوتا ہے۔ وہ خود بھی اپنا انجام اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔ ۶۹؎ سبحٰن ربك الخ یہ سورت کا خلاصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ جو آپ کا مربی ہے۔ اور جس کے ہاتھ میں عزت و غلبہ ہے مشرکین کے شرک و افترا سے پاک ہے۔ وسلام علی المرسلین انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے نہایت برگزیدہ اور عاجز بندے ہیں۔ وہ خدائی اختیارات میں اس کے بالکل شریک نہیں۔ بلکہ مصائب و بلیات میں وہی ان کو نجات اور سلامتی عطا فرماتا ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۵ صفاتِ کارسازی اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں جو ساری کائنات کا رب ہے۔ ان میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ اور نہ اس کی بارگاہ میں کوئی شفیعِ غالب ہے۔ لہٰذا ہر قسم کی عبادت اسی کی بجا لاؤ۔ اور مصائب و مشکلات میں مافوق الاسباب صرف اسی کو پکارو۔ و آخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین۔

فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا

اب آگے دیکھ لیں گے پاک ذات ہے تیرے رب کی وہ پروردگار عزت والا پاک

يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ

ہے ان باتوں سے جو بیان کرتے ہیں اور سلام ہے رسولوں پر اور سب خوبی ہے اللہ کو جو

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ ع ۵ ۹

رب ہے سارے جہان کا ف۹

سُوْرَةُ صٓ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّخَمْسُ رُكُوْعَاتٍ

لہ سورہ ص مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں اٹھاسی آیتیں اور پانچ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِي الذِّكْرِ ﴿۱﴾ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ

قسم ہے اس قرآن سمجھانے والے کی ٹہ بلکہ جو لوگ منکر ہیں

عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ ﴿۲﴾ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ

غرور میں ہیں اور مقابلہ میں بہت غارت کر دیں ہم نے ان سے پہلے جماعتیں کہ

فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ ﴿۳﴾ وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ

پھر لگے پکارنے اور وقت نہ رہا تھا خلاصی کا کہ اور تعجب کرنے لگے اس بات پر کہ آیا

مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿۴﴾

ان کے پاس ایک ڈر سنانے والا انہی میں سے اور کہنے لگے منکر یہ شہ جادوگر ہے جھوٹا

اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ

کیا اس نے کر دی اتنوں کی بندگی کے بدلے ایک ہی کی بندگی لہ یہ بھی ہے ایک بڑے

عُجَابٌ ﴿۵﴾ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا

تعجب کی بات اور چل کھڑے ہوئے کئی پنچ ان میں سے کہ کہ چلو اور

۱۔ سورت کا خلاصہ ۱۲

۲۔ صفات کارسازی ۱۲

۳۔ تمہید مع ترغیب ۱۲

۴۔ تخویف دنیوی ۱۲

۵۔ شکوی ۱۲

موضح قرآن ف۱ شاید پہلا وعدہ دنیا کے عذاب کا اور پچھلا آخرت کا۔ ۱۲ منہ رح

سُورۂ صٓفّٰت میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ـــــ تا ـــــ وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۝ (ع ۱) نفیِ شفاعت قہری از ملائکہ
۲۔ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ۝ ـــــ تا ـــــ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ۝ (ع ۱) نفی شفاعت از شیاطین
۳۔ اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ـــــ تا ـــــ اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ۝ (ع ۱) نفیِ شفاعت از رہنمایانِ سوء۔ وذکر انجام بدِ تابعان ومتبوعان
۴۔ سات پیغمبروں کے قصے برائے نفیِ شفاعتِ قہری۔
۵۔ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ـــــ تا ـــــ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (ع ۵) نفیِ شرک ہمہ اقسام

(بحمد اللہ تعالیٰ آج بتاریخ ۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۹ھ، مطابق ۲۷ جولائی ۱۹۶۹ء، بروز اتوار صبح ۱۱ بجے مسجد پرانا قلعہ، راولپنڈی میں سورۃ الصافّات کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ رب العالمین۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الرسل وخاتم النبیین وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین وعلیٰ سائر عباد اللہ الصالحین۔ سجاد بخاری عفا اللہ تعالیٰ عنہ)

سُورۂ صٓ

ربط سورۂ صافات میں بتایا گیا کہ جن کو مشرکین کارساز اور خدا کے یہاں شفیع غالب سمجھتے ہیں وہ تو خود عاجز ہیں اور اپنے عجز کا خدا کے سامنے اظہار کر رہے ہیں اور حاجات میں خدا کو پکار رہے ہیں، بھلا وہ خود کس طرح کارساز اور شفیعِ غالب ہو سکتے ہیں۔ اب سورۂ صٓ میں بطور ترقی مذکور ہوگا کہ مشرکین جن بندگانِ خدا کو شفیعِ غالب سمجھتے ہیں وہ اپنی عاجزی اور بیچارگی ظاہر کرنے کے علاوہ خود بعض جسمانی تکلیفوں اور آزمائشوں میں مبتلا ہیں، اس لئے وہ کسی طرح بھی کارساز اور شفیع غالب نہیں ہو سکتے۔

خلاصہ تمہید مع ترغیب، تخویف، زجر، شکوٰی۔ دعویٰ پر پانچ نقلی دلیلیں۔ ایک عقلی دلیل اور ایک دلیل وحی۔ آخر میں فرشتوں اور جنات کے عجز کا بیان۔

تفصیلی خلاصہ

صٓ وَالْقُرْاٰنِ — تا — فِیْ عِزَّۃٍ وَّشِقَاقٍ تمہید مع ترغیب۔ یہ قرآن سراپا نصیحت ہے اسے مانو۔ عناد و استکبار کی وجہ سے اس سے اعراض نہ کرو۔ کم اھلکنا الخ تخویفِ دنیوی۔ ان سے پہلے منکرین کو ہم نے عذاب سے ہلاک کر دیا۔ و عجبوا ان جاءھم الخ یہ شکوٰی ہے مشرکین کو تعجب ہے کہ ایک بشر کو نبی بنایا گیا، اس لئے وہ نبی نہیں بلکہ جادوگر ہے۔ اور مسئلۂ توحید کا ایک نیا ڈھونگ رچائے ہوئے ہے۔ ام عندھم خزآئن ربك الخ یہ زجر ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام خزانوں کا مالک اور زمین و آسمان کا بادشاہ ہے۔ اسے معلوم ہے کون نبوت کا مستحق ہے۔ کذبت قبلھم الخ یہ تخویف دنیوی ہے۔ ان سے پہلے بڑی بڑی طاقتور قومیں انکارِ حق کے جرم میں تہس نہس کر دی گئیں۔ یہ مشرکین بھی اسی طرح کے انجام کے منتظر ہیں۔ و قالوا ربنا عجل لنا الخ (ع ٢) یہ شکوٰی ہے۔ یہ معاندین کس قدر بے باک ہیں کہ آخرت کا عذاب دنیا ہی میں مانگتے ہیں۔ اصبر علیٰ مایقولون۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔

واذکر عبدنا داؤد الخ یہ پہلی نقلی دلیل ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کیسے عظیم المرتبت پیغمبر تھے۔ دینی اور دنیوی نعمتوں سے مالامال تھے مگر اس کے باوجود ایک لغزش پر ان کو بھی تنبیہ کی گئی۔ جس پر انھوں نے انتہائی عاجزی اور زاری کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی۔ اس لئے وہ کارساز اور شفیع غالب ہرگز نہیں ہو سکتے۔

وما خلقنا السمآء الخ (ع ٣) یہ توحید پر عقلی دلیل ہے۔ زمین و آسمان اور یہ ساری کائنات یونہی بیکار نہیں پیدا کی گئی۔ بلکہ کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی قدرتِ کاملہ کی دلیل ہے۔ فویلٌ للذین کفروا من النار۔ تخویفِ اخروی۔ ام نجعل الذین اٰمنوا الخ یہ زجر ہے۔

کتٰب انزلنٰہ الیك الخ یہ دلیلِ وحی ہے۔ یہ سراپا برکت کتاب (قرآن) جس میں مسئلہ توحید اور دوسرے احکام کھول کر بیان کئے گئے ہیں، ہم نے اس لئے نازل کی تاکہ سمجھنے والے اس میں غور کر سکیں۔ اور اسے سمجھیں۔

ووھبنا لداؤد سلیمٰن — تا — لزلفٰی وحسن مآب (ع ٣) دوسری نقلی دلیل ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام بڑے مرتبے کے پیغمبر اور بادشاہ تھے۔ وہ بھی ایک ابتلاء میں گرفتار ہو گئے۔ آخر اللہ تعالیٰ کے سامنے آہ و زاری کی تو اس ابتلاء سے نجات پائی۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ کارساز اور شفیع غالب نہ تھے۔

واذکر عبدنا ایوب الخ (ع ٤) تیسری نقلی دلیل۔ حضرت ایوب علیہ السلام سخت جسمانی تکلیف میں مبتلا ہوئے۔ آخر اپنے مولائے مہربان کی بارگاہ میں گڑگڑا کر دعا کی تو اس نے محض اپنی رحمت سے انہیں شفائے کامل عطا فرمائی۔ جو خود ایسی تکلیفوں میں مبتلا ہوں اور مصائب سے اپنی حفاظت نہ کر سکیں۔ بھلا وہ کس طرح شفیع غالب اور کارساز ہو سکتے ہیں

واذکر عبادنا ابراھیم الخ یہ چوتھی نقلی دلیل ہے۔ حضرت ابراہیم، اسحاق اور یعقوب علیہم السلام ہمارے مخلص اور برگزیدہ بندے تھے اور ہمیشہ آخرت کی تیاری میں مصروف رہتے تھے اس لئے وہ نہ کارساز ہو سکتے ہیں، نہ شفیع غالب۔

واذکر اسمٰعیل الخ یہ پانچویں نقلی دلیل ہے۔ حضرت اسمٰعیل، الیسع اور ذوالکفل علیہم السلام سب نیکوکار اور ہمارے فرمانبردار بندے تھے، وہ کارساز اور شفیعِ غالب نہ تھے۔

وان للمتقین لحسن مآب — تا — ماله من نفاد۔ بشارتِ اخروی ہے۔ وان للطٰغین لشر مآب — تا — ان ذلك لحق تخاصم اھل النار۔ یہ تخویفِ اخروی ہے۔ قل انما انا منذر — تا — انتم عنه معرضون (ع ٥) دلائل عقلیہ و نقلیہ کے بعد دعوائے سورت کا ذکر ہے۔ جلیل القدر انبیاء علیہم السلام کا تو یہ حال ہے کہ بطورِ امتحان و ابتلاء خود مصائب و بلیات میں ماخوذ ہیں اور بارگاہِ الٰہی میں عاجزی کر رہے ہیں اس لئے خدائے واحد و قہار اور مولائے عزیز و غفار کے سوا کوئی کارساز اور متصرف و مختار نہیں۔ اور انبیاء علیہم السلام میں سے کوئی بھی اس کی بارگاہ میں شفیعِ غالب نہیں۔

ما کان لی من علم — تا — انما انا نذیر مبین۔ یہ سوالِ مقدر کا جواب ہے۔ مشرکین کہتے تھے اگر تم سچے پیغمبر ہو تو ہمیں آئندہ حوادث کی قبل از وقوع اطلاع دو۔ نیز بتاؤ جس عذاب سے تم ہمیں ڈراتے ہو وہ کب آئے گا۔ فرمایا جواب دو کہ مجھے کچھ علم نہیں کہ ملاء اعلیٰ میں آئندہ حوادث کے بارے میں کیا طے ہو رہا ہے۔ مجھے تو جو چیز بتائی جاتی ہے وہ وحی کے ذریعے سے بتائی جاتی ہے۔ اور وحی کا تعلق بھی اکثر انہی امور سے ہوتا ہے جن کی دین و شریعت میں ضرورت ہو۔

اذ قال ربك للملٰئكة — تا — فسجد الملٰئكة كلھم اجمعون۔ ان آیتوں میں فرشتوں کا حال مذکور ہے کہ وہ تو خود اللہ تعالیٰ کے عاجز اور فرمانبردار بندے ہیں اور اس کے سامنے دم نہیں مار سکتے۔ اس لئے وہ بھی کسی طرح شفیعِ غالب نہیں ہو سکتے۔ الا ابلیس ط استکبر وکان من الکٰفرین — تا — وممن تبعك منھم اجمعین۔

جنات کا یہ حال ہے کہ ان کے جد اعلٰے کو حکم خداوندی سے بغاوت کی بنا پر ملعون و مردود کر دیا گیا اور اس کو اور اس کی ذریت کو جہنم کا ایندھن بنایا جائے گا۔ اس لئے ایسی ملعون ومطرود جماعت بھی عند اللہ شفیع غالب نہیں ہو سکتی۔ قل ما اسئلکم — تا - آخر سورت، میں اس ناصحانہ تبلیغ اور ان واضح بیانات کا تم سے کچھ معاوضہ نہیں مانگتا اور نہ تکلف سے اپنے دل سے باتیں بناتا ہوں۔ بلکہ اللہ کی وحی تم کو سناتا ہوں۔ اب تم نہیں مانتے قیامت کے دن غیر اللہ کو کارساز اور شفیع غالب سمجھنے کا انجام بدخود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے **۲ھ** والقرآن — تا - وشقاق یہ تمہید مع ترغیب ہے والقرآن الخ قسم ہے اور جواب قسم محذوف ہے ای مابقی موضع شبهة یعنی یہ پند و نصیحت سے لبریز قرآن اس پر شاہد ہے کہ مسئلہ توحید میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی کفار کے نہ ماننے کی وجہ یہ نہیں کہ مسئلہ میں کوئی شبہ باقی ہے بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ یہ کفار و مشرکین کبر و غرور اور عناد و عداوت میں پڑے ہیں۔ اس لئے انکار و جحود پر کمربستہ ہیں اور ان کے غرور و استکبار کا سبب دنیوی سامان عیش کی فراوانی ہے۔ بل متعت ھٰؤلاء وآباءھم حتی نسوا الذکر وکانوا قوما بورا (الفرقان ۲۶) جب سورۂ صافات میں بیان ہو چکا کہ تمام انبیاء علیہم السلام فرشتے اور جن سب اللہ کی بارگاہ میں عاجز ہیں اور سب کچھ کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے تو اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ وہ خدا کے یہاں شفیع غالب نہیں ہیں اور اس توضیح و تفصیل سے شک وشبہ کی کوئی گنجائش باقی نہ رہی۔ لیکن اس کے باوجود کفار غرور و عناد کی وجہ سے نہیں مانتے۔ ہذا ما افادہ الشیخ قدس سرہٗ۔ بعض مفسرین نے انک لمن المرسلین (بیشک تو البتہ رسولوں میں سے ہے) بعض نے ما الامر کما قال کفار مکۃ من تعدد الالھۃ (بات یوں نہیں جس طرح کفار مکہ کہتے ہیں کہ معبود ایک سے زیادہ ہیں) بعض نے ما الامر کما یقولون انک ساحر کذاب (بات یوں نہیں جس طرح مشرکین کہتے ہیں کہ تو جادوگر اور جھوٹا ہے) وغیرہ جواب قسم مقدر مانا ہے (روح۔ قرطبی۔ جلالین) اس ذکر و نصیحت والے قرآن کو تو ماننا چاہیئے تھا لیکن کفار ضد میں آ کر اس کا انکار کر بیٹھے **۳ھ** کم اھلکنا الخ یہ تخویف دنیوی ہے لات یہ لا مشبہ بلیس ہے۔ تائے تانیث تاکید کیلئے زیادہ کی گئی ہے حین مناص اس کی خبر ہے مناص۔ خلاص ھی لا المشبھۃ بلیس عند سیبویہ زیدت علیھا تاء التانیث لتاکید معناھا وھو النفی (روح ج ۲۳ ص ۱۶۳) ای لیس الحین حین مناص (بیضاوی) ان سے پہلے ہم نے کئی قوموں کو ہلاک کر دیا۔ جب ہمارا عذاب آ پہنچا تو پکارنے لگے۔ حالانکہ یہ وقت عذاب سے بچنے اور خلاصی پانے کا نہیں ہوتا مشرکین مکہ بھی ایسے عذاب کے لئے تیار ہیں یعنی انھم یھلکون کما ھلک من قبلھم (مظہری ج ۸ ص ۱۵۴) **۴ھ** وعجبوا الخ یہ زجر ہے یہاں سے بل ھم فی شک من ذکری تک کفار مکہ کے استکبار و عناد کا ذکر ہے منہ ۱۲

زجر بلیغ مع تشنیع ۱۲

تخویف دنیوی ۱۲

اصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ ⑥ مَا سَمِعْنَا

جمے رہو اپنے معبودوں پر بے شک اس بات میں کوئی غرض ہے یہ نہیں سنا ہم

بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۚ اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ⑦

نے اس ۵ھ پچھلے دین میں ملہ اور کچھ نہیں یہ بات بنائی ہوئی ہے ملہ

ءَاُنْزِلَ عَلَیْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَیْنِنَا ؕ بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ

کیا اسی پر ملہ اتری نصیحت ہم سب میں سے کوئی نہیں ان کو دھوکا ہے

مِّنْ ذِكْرِیْ ۚ بَلْ لَّمَّا یَذُوْقُوْا عَذَابِ ⑧ اَمْ عِنْدَهُمْ

میری نصیحت میں کوئی نہیں ابھی انہوں نے چکھی نہیں میری مار کیا ان کے پاس ہیں ملہ

خَزَآئِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِیْزِ الْوَهَّابِ ⑨ اَمْ لَهُمْ

خزانے تیرے رب کی مہربانی کے جو کہ زبردست ہے بخشنے والا فلہ یا ان کی

مُّلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا ۫ فَلْیَرْتَقُوْا

حکومت ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے تو ان کو چاہیئے کہ چڑھ

فِی الْاَسْبَابِ ⑩ جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ

جائیں رسیاں تان کر ملہ ایک لشکر یہ بھی وہاں تباہ ہوا ان سب ملہ

الْاَحْزَابِ ⑪ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ

لشکروں میں ملہ جھٹلا چکے ہیں ان سے پہلے نوح کی قوم ملہ اور عاد اور فرعون

ذُو الْاَوْتَادِ ⑫ وَثَمُوْدُ وَقَوْمُ لُوْطٍ وَّاَصْحٰبُ لْـَٔیْكَةِ ؕ

میخوں والا ملہ اور ثمود اور لوط کی قوم اور ایکہ کے لوگ

اُولٰٓئِكَ الْاَحْزَابُ ⑬ اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ

وہ بڑی بڑی فوجیں یہ جتنے تھے سب نے یہی کیا کہ جھٹلایا رسولوں کو پھر ثابت

عِقَابِ ⑭ ع وَمَا یَنْظُرُ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا

ہوئی میری طرف سے سزا اور راہ نہیں دیکھتے یہ لوگ ملہ مگر ایک چنگھاڑ کی جو بیچ میں

ع ۱ ۱۴ ۱۰

موضح قرآن ف۱ پچھلا دین کہتے تھے اپنے باپ دادوں کو یعنی آگے تو سنے ہیں کہ اگلے لوگ ایسی باتیں کہتے تھے پر ہمارے بزرگ تو یوں نہیں کہہ گئے۔ ف۲ وہ جو کہتے تھے کہ ہم پر کیوں نہ اترا ف۳ یعنی اگلی قومیں برباد ہوئیں اگر چڑھ جاویں تو ان میں ایک یہ بھی برباد ہوں ف۴ وہ ظالم آدمی جو میخا کر کر مارتا تھا اس کا یہ نام پڑ گیا ہے بعضے کہتے ہیں کہ لشکر کے گھوڑوں کی میخیں رکھتا تھا سونے اور روپے کی۔

فتح الرحمٰن ملہ یعنی قرآن کہ آخر ما آنرا در یافتیم ۱۲ ملہ یعنی بر آسمان ہم آویختہ ہم نمی توانند کہ باسمان روند فکیف پادشاہی ۱۲ ملہ یعنی از جنس گروہہا کہ با انبیاء مخالفت کردند ۲
ملہ یعنی چہار میخ بستہ تعذیب می کردند ۱۲

منھم انہیں اس پر بھی حیرت اور تعجب ہے کہ انہی میں سے ایک بشر کو رسول بنا کر ان کی طرف بھیج دیا گیا ہے۔ (منذر منھم) رسول لبشر من انفسھم (جامع البیان ص۳۸۹) ۵ھ وقال الکفرون الخ یہ شکوئی ہے کفار کے عناد کا۔ کافروں نے کہا یہ تو کوئی جادوگر ہے۔ اس کے ہاتھ پر جادوگروں کی طرح شعبدے ظاہر ہوتے ہیں اور وحی و نبوت کے دعوے میں جھوٹا ہے۔ خدا پر جھوٹ باندھتا ہے۔ (العیاذ باللہ) معجزات کو جادو کے شعبدات قرار دینا اور ایک ایسے راست گو انسان کی طرف جھوٹ کی نسبت کرنا جس نے ساری زندگی میں کبھی جھوٹ نہ بولا ہو۔ سراسر ضد وعناد پر مبنی ہے ۶ھ اجعل الخ تمام معبودوں کی الوہیت کی یکسر نفی کر کے اس نے الوہیت کو صرف ایک ذات پاک کے ساتھ مختص قرار دے دیا ہے اور کہتا ہے کہ ایک خدا کے سوا کوئی الہ (معبود) نہیں اور نہ ہی کوئی کارساز ہے اور اس کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں۔ یہ بات تو نہایت ہی حیرت انگیز اور تعجب افزا ہے۔ عجاب صیغہ مبالغہ ہے۔ والعجاب الذی قد تجاوز حد العجب (قرطبی ج ۱۵ ص۱۵۰) جن لوگوں نے خدا کے علاوہ سینکڑوں ہزاروں معبود اور کارساز بنا رکھے ہوں ان کے لئے مسئلہ توحید واقعی نہایت ہی تعجب انگیز ہے ۷ھ وانطلق الخ ابوجہل۔ عتبہ۔ شیبہ۔ امیہ بن خلف عقبہ بن ابی معیط۔ عاص بن وائل وغیرہ صنادید قریش کا ایک وفد ابوطالب کے پاس آیا تاکہ وہ اپنے بھتیجے کو ان کے معبودان باطلہ کی توہین سے روکیں یعنی وہ ہمارے معبودوں کے بارے میں یہ نہ کہا کرے کہ وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ وہ ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دے اور ہم اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیتے ہیں۔ ابوطالب نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بلا کر کہا کہ میرے بھتیجے یہ اشراف قریش اس مقصد کے لئے آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں ان سے صرف ایک بات مان لینے کا مطالبہ کرتا ہوں، اگر یہ اس کو مان لیں تو سارا عرب ان کا مطیع ہو جائے۔ ابوجہل فوراً بول اٹھا ایسی تو ہم دس باتیں بھی ماننے کے لئے تیار ہیں۔ آپ نے فرمایا وہ ایک بات یہ ہے لا الہ الا اللہ یہ سن کر بول اٹھے اجعل الالھۃ الھا واحدا اور اٹھ کر چلے گئے اور آپس میں کہنے لگے چلو اور اپنے معبودوں کی عبادت پر قائم رہو۔ ان آیتوں میں اسی طرف اشارہ ہے (روح، قرطبی، خازن، معالم) ۸ھ ان ھذا الخ یہ بھی کافروں ہی کا مقولہ ہے۔ اسے چھوڑ دو یہ تمہاری کوئی بات نہیں مانے گا۔ یہ ریاست اور بڑائی چیز ہی ایسی ہے جس کی ہر شخص کو تمنا ہے اور محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) بھی اسی آرزو کی تکمیل کے لئے توحید وغیرہ کا نعرہ بلند کر رہا ہے ان ھذا الذی یدعیہ محمد من التوحید او الذی یقصد من الریاست والترفع علے العرب والعجم لشئ یتمنی او یرید ہ کل احد (مظہری ج ۸ ص۱۵۶) ۹ھ ماسمعنا الخ ھذا سے مسئلہ توحید کی طرف اشارہ ہے اور الملۃ الآخرۃ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دین یا آباء واجداد کا دین مراد ہے۔ ہم نے آج تک یہ مسئلہ توحید نہ تو دین عیسوی کے عالموں سے سنا ہے بلکہ اس کے برعکس تمام پوپ اور پادری تثلیث کے قائل ہیں اور نہ اپنے باپ دادا ہی سے ہم نے مسئلہ توحید سنا ہے۔ اس لئے لامحالہ یہ مسئلہ توحید خدا کی طرف سے نہیں بلکہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کا اپنا ساختہ پرداختہ ہے۔ فی ملۃ عیسیٰ التی ھی اخر الملل لان النصاری مثلثۃ غیر موحدۃ او فی ملۃ قریش التی ادرکنا علیھا اباءنا (مدارک ج ۴ ص۲۷) ۱۰ھ ءانزل الخ یہ بھی ان کے بغض وحسد اور عناد پر مبنی ہے۔ کیا ہم سب میں سے یہی اس لائق تھا کہ اس کو نبوت دی جاتی اور اس پر قرآن نازل کیا جاتا۔ ہم ایسے اشراف اور عظماء میں سے کوئی بھی اس مرتبے کے لائق نہ تھا؟ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان کا انکار محض حسد اور عناد کی وجہ سے تھا۔ وامثال ھذہ المقالات الباطلۃ دلیل علی ان مناط تکذیبھم لیس الا الحسد و قصر النظر علی حطام الدنیا (روح ج ۲۳ ص۱۶۸) ۱۱ھ بل ھم الخ یہ ماقبل مذکورہ امور سے اضراب ہے یعنی ان کی تکذیب کے اصل وجوہ وہ نہیں جو اوپر مذکور ہوئے۔ وہ تو محض تکذیب کے لئے جھوٹے بہانے ہیں۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ وہ اس قرآن ہی کے بارے میں شک میں سرگرداں ہیں جو دلائل توحید سے لبریز ہے یہی وجہ ہے کہ کبھی اسے جادو کہتے ہیں اور کبھی شعر سے تعبیر کرتے ہیں۔ (روح) بل لما یذوقوا عذاب یہ دونوں سے اضراب ہے یعنی ان کو نہ حسد مانع ہے نہ شک، بلکہ ابھی تک انھوں نے میرے عذاب کا مزہ نہیں چکھا۔ جب عذاب کا مزہ چکھ لیں گے تو نہ حسد رہے گا نہ شک بلکہ پورا پورا یقین آجائے گا۔ لیکن بے سود ای لم یذوقوا عذابی بعد فاذا ذاقوہ زال عنھم ما بھم من الحسد والشک حینئذ (روح) ۱۲ھ ام عندھم الخ یہ مشرکین کے قول ءانزل علیہ الذکر الخ کا جواب ہے یہ لوگ ایسے بلند بانگ دعوے کرتے اور اپنے سے بڑا کسی کو نہیں سمجھتے کیا اللہ کی رحمت کے خزانے ان کے قبضہ میں ہیں اور کیا اللہ کی رحمت کی تقسیم ان کے اختیار میں ہے کہ وہ جسے مستحق سمجھیں اسے نبوت عطا کریں۔ استفہام انکاری ہے یعنی ایسا نہیں ہے ۱۳ھ ام لھم الخ یا زمین وآسمان کی حکومت ان کے قبضہ میں ہے جس کی وجہ سے وہ خدا کے کاموں میں دخل دیتے ہیں۔ تو پھر تمام ممکنہ اسباب کو بروئے کار لا کر ساری کائنات کا نظم ونسق چلائیں اور جسے چاہیں نبوت کے مقام پر فائز کر کے اس پر وحی نازل کریں یہ مشرکین کی خرافات پر تہکم واستہزاء ہے۔ نہ تو اللہ کی رحمت کے خزانے ان کے ہاتھ میں ہیں۔ نہ زمین وآسمان کی حکومت ان کے قبضے میں لیکن باتیں ایسی تعلی سے کرتے ہیں گویا سب کچھ ان کے اختیار میں ہے دایا ماکان ففی امرھم بذلک تھکم بھم لایخفی (روح جلد ۲۳ ص۱۶۹) یا مطلب یہ ہے کہ اگر ان کا کوئی اختیار چل سکتا ہے تو وہ آسمان پر چڑھ جائیں اور وحی کو روک لیں ای فلیصعدوا الی السموات ولیمنعوا الملائکۃ من انزال الوحی علی محمد (قرطبی ج ۱۵ ص۱۵۳) ۱۴ھ جند ما الخ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے اور مشرکین مکہ کے منہزم ومغلوب ہونے کی پیشگوئی ہے یہ مشرکین کا ایک نہایت ہی حقیر سا لشکر ہے جو عنقریب مغلوب ومقہور ہونے والا ہے۔ یہ بھی ان جماعتوں میں سے ایک ہے جنھوں نے انبیاء علیہم السلام کے خلاف نبرد آزمائی کی اور آخر ذلیل ورسوا ہوئے یہ وعدہ جنگ بدر میں پورا ہوا اور ھنالک سے مشرکین کے قتل ہو کر گرنے کی طرف اشارہ ہے یعنی ان قریشا من جملۃ الاجناد الذین تجمعوا وتحزبوا علی الانبیاء بالتکذیب فقھروا واھلکوا۔ اخبر اللہ سبحانہ وتعالی نبیہ صلے اللہ علیہ وسلم وھو بمکۃ انہ سیھزم جند المشرکین فجاء تاویلھا یوم بدر وھنالک اشارۃ الی مصارعھم ببدر (خازن ج ۶ ص۴۲) ۱۵ھ کذبت الخ یہ تخویف دنیوی ہے۔ قوم نوح، عاد، فرعون ثمود، قوم لوط اور اصحاب الایکہ یہ وہ احزاب ہیں جنھوں نے انبیاء علیہم السلام سے ٹکر لی اور ان کی تکذیب کی تو ان سب پر ہمارا عذاب نازل ہوا۔ اور ہم نے ان کو تہس نہس کر کے رکھ دیا اور ان پر اپنے پیغمبروں کو غلبہ عطا فرمایا۔ فرعون کو ذوالاوتاد اس لئے کہا کہ اس کا ملک نہایت مضبوط اور مستحکم تھا گویا اس کی حکومت کو اس گھر سے تشبیہ دی گئی جس کے ستون نہایت مضبوط ہوں۔ ذو الاوتاد ذو الملک الثابت (جامع البیان ص۳۹۰) شبہ ھنا فرعون فی ثبات ملکہ ورسوخ سلطنتہ ببیت ثابت اقیم عمادہ وثبتت اوتادہ (روح ج ۲۳ ص۱۷۰) اور اصحاب الایکہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم ہے ۱۶ھ ومایننظر الخ فواق۔ اونٹنی کو ایک بار دوہنے کے بعد کچھ دیر کے لئے چھوڑ دیتے ہیں تاکہ وہ مزید دودھ اپنے تھنوں میں اتار دے اس درمیانی وقفے کو فواق کہا جاتا ہے۔

مِنْ فَوَاقٍ ⑮ وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ

دم نہ لے گی اور کہتے ہیں اے رب جلد دے ہم کو ۱۴ھ چٹھی ہماری پہلے حساب

الْحِسَابِ ⑯ اِصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا

دن سے تو تحمل کرتا رہ اس پر جو وہ کہتے ہیں ۱۵ھ اور یاد کر ہمارے بندے

دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ ۚ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ⑰ اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ

داؤد قوت والے کو ۱۶ھ وہ تھا رجوع رہنے والا ہم نے تابع کئے پہاڑ ۱۷ھ

مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ ⑱ وَالطَّيْرَ

اس کے ساتھ پاکی بولتے تھے شام کو اور صبح کو اور اڑتے جانور

مَحْشُوْرَةً ۭ كُلٌّ لَّهٗٓ اَوَّابٌ ⑲ وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَاٰتَيْنٰهُ

جمع ہو کر ۱۸ھ سب تھے اس کے آگے رجوع رہتے اور قوت دی ہم نے اس کی سلطنت کو ۱۹ھ اور دی اس کو

الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ⑳ وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ

تدبیر اور فیصلہ کرنا بات کا اور پہنچی ہے تجھ کو خبر دعوے والوں کی ۲۰ھ

وقف لازم

اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ㉑ اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ

جب دیوار کود کر آئے عبادت خانہ میں جب گھس آئے داؤد کے پاس تو ان سے گھبرایا وہ

قَالُوْا لَا تَخَفْ ۚ خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ

وہ بولے مت گھبرا ہم دو جھگڑتے ہیں زیادتی کی ہے ایک نے دوسرے پر سو فیصلہ

بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَآ اِلٰى سَوَاۗءِ الصِّرَاطِ ㉒

کر دے ہم میں انصاف کا اور دور نہ ڈال بات کو اور بتلا دے ہم کو سیدھی راہ

اِنَّ هٰذَآ اَخِيْ ۣ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِيَ نَعْجَةٌ

یہ جو ہے بھائی ہے میرا اس کے یہاں ہیں ننانوے دنبیاں اور میرے یہاں ایک

وَّاحِدَةٌ ۣ فَقَالَ اَكْفِلْنِيْهَا وَعَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ ㉓ قَالَ

دنبی پھر کہتا ہے حوالے کردے میرے وہ بھی اور زبردستی کرتا ہے مجھ سے بات میں بولا

والفَواق والفُواق ما بین الحلبتین من الوقت۔ لانها تحلب ثم تترك سويعة يرضعها الفصيل لتدر ثم تحلب (قرطبی ج ۱۵ ص ۱۵۶) یہ کفار مکہ قیامت کے انتظار میں ہیں۔ جب قیامت بپا ہوگی اس وقت ایمان لائیں گے صیحۃ واحدۃ سے نفخۂ اولیٰ مراد ہے جو خاصا طویل و مسلسل ہوگا اور اس کے درمیان معمولی سا وقفہ بھی نہیں ہوگا۔ ۱۴ھ وقالوا الخ یہ شکوی ہے اور ابتدائے سورت سے متعلق ہے۔ بل الذین کفروا الخ کفار و مشرکین غرور و استکبار میں مست ہیں۔ اور از راہِ تعنت و استہزاء کہتے ہیں قیامت کے دن ہمارے لئے جو عذاب تیار ہے وہ ہمیں دنیا ہی میں دیدو۔ قطنا ای قسطنا من العذاب الذی توعدنا به (بیضاوی) ۱۵ھ اصبر الخ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ اور نفیٔ شفاعت قہری پر پہلی نقلی دلیل ہے۔ آپ صبر و تحمل سے کام لیں۔ ہم ان کو ان کی گستاخانہ روش کی سخت سزا دینگے۔ اور ان کو داؤد علیہ السلام کا قصہ سنائیں کہ اس قدر جلالت شان کے باوجود ایک خلافِ اولیٰ فعل پر ان کو بھی تنبیہ کی گئی۔ بھلا یہ سرکش اور گستاخ کس طرح چھوڑے جاسکتے ہیں (واذکر عبدنا داؤد) وکرامته علی اللہ کیف زل تلك الزلة اليسيرة فلقی من عتاب اللہ ما لقی (مدارک ج ۴ ص ۲۵) ساتھ ہی نفیِ شفاعت قہری پر یہ دلیل نقلی بھی ہے یعنی داؤد علیہ السلام ایسے جلیل القدر پیغمبر جو نہایت ہی عابد و زاہد اور ساتھ ہی ایک عظیم بادشاہ بھی تھے لیکن بایں ہمہ ان سے ایک لغزش ہوگئی جس کی بنا پر انہیں تنبیہ کی گئی۔ اس لئے وہ کسی طرح بھی خدا کی بارگاہ میں شفیعِ غالب نہیں ہوسکتے۔

دلیلِ نقلی از انبیاء دو قسم کی ہوتی ہے۔ اول یہ کہ انبیاء علیہم السلام کے اقوال و ان کی تعلیمات کو نقل کیا جائے۔ دوم یہ کہ ان کے احوال نقل کئے جائیں اور ان سے استشہاد کیا جائے۔ اس سورت میں دلیلِ نقلی کی قسم ثانی مراد ہے ۱۶ھ ذا الاید الخ یہ حضرت داؤد علیہ السلام کی صفت ہے اید بمعنی قوت و طاقت۔ حضرت داؤد علیہ السلام اللہ کی عبادت میں نہایت مضبوط اور چاک و چوبند رہتے تھے ہر

۱۴ شکوی ۱۲
۱۵ تسلی ۱۲
۱۶ پہلی نقلی دلیل برائے نفی شفاعت قہری ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی صور کی آواز۔ ف۲ جب وعدہ قیامت کا سنتے تو کہتے ہمارا حصہ ابھی ہم کو دے۔ یہ ٹھٹھے تھے ان کے۔ ف۳ اس جگہ ان کو یاد دلوایا، کہ انھوں نے بھی طالوت کی حکومت میں بہت صبر کیا۔ آخر حکومت ان کو ملی اور مخالفوں کو جہاد سے زیر کیا۔ یہی نقشہ ہوا ہمارے پیغمبر کا۔ ہاتھ کے بل والا یعنی قوت سلطنت یا لوہا نرم کرنے والا یا ہاتھ کا بل یہ کہ سلطنت کا مال نہ کھاتے تھے، اپنے ہاتھ کا کسب کھاتے۔ ف۴ حضرت داؤد نے باری رکھی تھی تین دن کی۔ ایک دن دربار کا۔ ایک دن اپنی عورتوں پاس۔ ایک دن خلوت کا۔ اس دن خلوت میں رہتے تھے۔ دربان کسی کو آنے نہ دیتے۔ کئی شخص دیوار کود کر ان کے پاس آئے۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی بسوئے خدا ۱۲ ف۲ مترجم گوید که داؤد علیه السلام نود و نه زن داشت۔ معهذا زنِ دیگر که در خطبۂ شخصے یا در نکاحِ او بود، درخواست کرد۔ خدائے تعالیٰ فرشتگان را بجهتِ تنبیه داؤد بشکلِ خصوم متمثل ساخت اشارت بایں قصه است دریں آیات۔ واللہ اعلم۔ ۱۲

رات نصف شب اللہ کی عبادت میں گذارتے اور ہر دوسرے دن روزہ رکھتے تھے۔ یہ ان کی ساری زندگی کا معمول تھا۔ اوّاب اللہ کی طرف بہت زیادہ رجوع رکھنے والا اور اس کی عبادت وطاعت میں لگا رہنے والا (روح) ۲۰؎ انا سخرنا الخ پہاڑوں کو ہم نے اپنے حکم سے اس کے مطیع بنا دیا کہ جب وہ صبح وشام اللہ کی تسبیح وتقدیس میں مصروف ہوتے تو پہاڑ بھی زبانِ قال سے ان کے ساتھ اللہ کی تسبیح وتقدیس میں شامل ہو جاتے۔ پہاڑوں کی تسبیح زبان قال سے مراد ہے نہ کہ زبانِ حال سے۔ کیونکہ تسبیح حالی ان دو وقتوں سے مخصوص نہیں۔ وتسبیحهن تقدیس بلسان قال لائق بهن الخ (روح ج ۲۳ ص۱۷۱) وان ذلک تسبیح مقال علی الصحیح من الاقوال (قرطبی ج ۱۵ ص۱۵۹) ۲۱؎ والطیر الخ یہ الجبال پر معطوف ہے۔ یہ آیت قرینہ ہے کہ سورۂ سبا میں الطیر سے پہلے سخرنا مقدر ہے۔ محشورة، الطیر سے حال ہے۔ جب حضرت داؤد علیہ السلام تسبیح وتقدیس میں مصروف ہوتے تو پہاڑوں کی شمولیت کے علاوہ پرندے بھی ان کے گرد جمع ہو جاتے اور اللہ کی تسبیح کرتے۔ ای مجتمعة الیه من کل جانب تسبح معه (مظہری ج ۸ ص۱۶۱) کل له اواب۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی تسبیح کی وجہ سے سب اللہ کی تسبیح کرتے۔ اللام تعلیلیة والضمیر لداؤد ای کل واحد من الجبال والطیر لاجل تسبیحه رجاع الی التسبیح (روح ج ۲۳ ص۱۷۱) ۲۲؎ وشددنا الخ ہم نے اس کے ملک کو ذاتی ہیبت ووجاہت۔ غیبی مدد ونصرت، کثرت عساکر اور گوناگوں نعمتوں کی فراوانی سے مضبوط ومستحکم کر دیا۔ اور اس کو نبوت اور کمالِ علم وعمل سے سرفراز فرمایا۔ اور اسے فیصلہ کن اندازِ گفتگو کا ملکہ عطا کیا (خازن، روح وغیرہما) ۲۳؎ وھل الخ تسوروا دیوار پھاند کر داخل ہوئے۔ ولا تشطط حق سے تجاوز نہ کرنا۔ نعجة، ولد الضأن۔ دنبے کا بچہ، اکفلنیھا۔ وہ مجھے دیدے۔ عزّنی۔ مجھ پر غالب آگیا۔ یہاں سے لے کر وقلیل ما ھم تک ایک واقعہ کا ذکر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام ایک دن عبادت خانے میں محو عبادت تھے۔ اور عبادت خانے کے دروازے اندر سے بند تھے کہ اچانک دو آدمی دیوار پھاند کر اندر داخل ہوئے۔ حضرت داؤد علیہ السلام ان کے بلا اجازت اور پھر اس انداز سے داخل ہونے سے گھبرا گئے کہ شاید قتل کے ارادے سے آئے ہیں۔ آنے والوں نے کہا، گھبراؤ نہیں! ہم ایک جھگڑے کا فیصلہ لینے آئے ہیں۔ آپ صحیح فیصلہ صادر فرما کر ہماری راہنمائی فرمائیں۔ بات یہ ہے کہ یہ میرا بھائی ہے، اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس صرف ایک ہے۔ اور یہ میرا بھائی وہ ایک دنبی بھی مجھ سے زبردستی لینا چاہتا ہے۔ اور گفتگو میں مجھ پر غالب آچکا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک فریق کی بات سنکر فرمایا بیشک اس شخص نے تم پر ظلم کیا ہے۔ اور لوگوں کا دستور ہی یہ ہے کہ اکثر لوگ اپنے ساتھیوں پر ظلم وزیادتی کرتے ہی رہتے ہیں البتہ مؤمنین صالحین ایسا نہیں کرتے لیکن ان کی تعداد بہت کم ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہے وظن داؤد الخ داؤد علیہ السلام کو خیال آیا کہ یہ تو میرا امتحان تھا لیکن مجھ سے لغزش ہو گئی۔ اس لئے فوراً سجدے میں گر پڑے۔ اور اللہ سے معافی مانگی۔

اس واقعہ میں چونکہ دیوار پھاندنے والوں اور حضرت داؤد علیہ السلام کی لغزش کا بالتعیین ذکر نہیں اس لئے ان دونوں کی تعیین میں مفسرین کے درمیان خاصا اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں دشمنانِ اسلام یہودیوں نے بھی اپنی خود ساختہ خرافات کو مسلمانوں میں رائج کرنے کی کوشش کی ہے۔ بعض مفسرین نے یہودیوں کی ان خرافات کو اپنی تفسیروں میں بلا نکیر ذکر کر دیا ہے لیکن اکثر محقق مفسرین نے اس اسرائیلی قصے کو بالکلیہ رد کر دیا ہے۔ اس اسرائیلی جھوٹے قصے کی رُو سے حضرت داؤد علیہ السلام کی ننانوے بیویاں تھیں۔ اور ایک دن اپنے ایک امتی کی بیوی پر اتفاقاً نظر پڑ گئی۔ اور اس کے حسن وجمال کی بنا پر وہ اسے چاہنے لگے۔ چنانچہ اس کے خاوند کو جہاد میں بھیج کر مروا دیا۔ اور اس کی بیوی سے شادی کر لی۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرشتے بھیج کر انہیں اس پر متنبہ فرمایا۔ یہ قصہ سراسر جھوٹا اور حضرت داؤد علیہ السلام پر افترا اور ان کی شانِ بلند کے قطعاً منافی ہے۔ یہ حرکت تو ایک کامل مومن سے بھی سرزد نہیں ہو سکتی۔ چہ جائیکہ ایک جلیل القدر پیغمبر اس کا ارتکاب کرے۔ چونکہ یہ واقعہ عصمتِ انبیاء علیہم السلام کے خلاف ہے۔ اس لئے تمام محققین نے اسے باطل ومردود قرار دیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جو شخص حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں یہ واقعہ بیان کرے گا میں اس کو ایک سو ساٹھ درے ماروں گا جو انبیاء علیہم السلام پر بہتان باندھنے کی سزا ہے۔ قال علی رضی اللہ عنه من حدثکم بحدیث داؤد علیه السلام علی ما یرویه القصاص جلدته مائة وستین وھو حد الفریة علی الانبیاء (مدارک ج ۴ ص۲۹، خازن ج ۶ ص۴۹، بیضاوی ج ۲ ص۲۴۵، روح ج ۲۳ ص۱۸۵، قرطبی ج ۱۵ ص۱۸۱، جامع البیان ص۳۹۱) مفسر ابن کثیر فرماتے ہیں۔ قد ذکر المفسرون ھھنا قصة اکثرھا ماخوذ من الاسرائیلیات ولم یثبت فیھا عن المعصوم حدیث یجب اتباعه (ابن کثیر ج ۴ ص۳۱) امام قاضی عیاض رح فرماتے ہیں۔ لا یجوز ان یلتفت الی ما سطرہ الاخباریون من اھل الکتاب الذین بدلوا وغیروا ونقله بعض المفسرین ولم ینص اللہ تعالیٰ علی شیء من ذلک ولا ورد فی حدیث صحیح والذی نص علیه اللہ فی قصة داؤد وظن داؤد انما فتناہ ولیس فی قصة داؤد واوریا خبر ثابت (خازن ج ۶ ص۴۹) علامہ معین الدین بن صفی رقمطراز ہیں۔ وما ذکرہ القصاص لیس له اصل یعتمد علیه (جامع البیان ص۳۹) امام بیضاوی تحریر فرماتے ہیں وما قیل انه ارسل اوریا الی الجھاد مراراً وامر ان یقدم حتی قتل فتزوجھا، ھراء وافتراء (بیضاوی) امام ابوحیان فرماتے ہیں۔ ونعلم قطعاً ان الانبیاء علیھم السلام معصومون من الخطایا لا یمکن وقوعھم فی شیء منھا، ضرورة اذ لو جوزنا علیھم شیئاً من ذلک بطلت الشرائع ولم نثق بشیء مما یذکرون انه اوحی اللہ به الیھم۔ فما حکی اللہ تعالیٰ فی کتابه یمر علی ما ارادہ تعالیٰ۔ وما حکی القصاص مما فیه غض من منصب النبوة طرحناہ (بحر ج ۷ ص۳۹۳)

اب سوال یہ ہے کہ اصل لغزش کیا تھی تو اس کا جواب یہ ہے کہ اصل لغزش جو بھی ہو، وہ ترکِ اولیٰ کے قبیل سے ہو سکتی ہے، از قبیلِ گناہ نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ باجماعِ اہلِ سنت حضرات انبیاء علیہم السلام ہر قسم کے گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں۔ البتہ اپنے منصبِ جلیل کے پیشِ نظر وہ ترکِ اولیٰ کو بھی اپنے حق میں گناہ سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے اس طرح الحاح وتضرع سے اس کی معافی مانگتے ہیں جس طرح ہمیں کبیرہ گناہوں پر مانگنی چاہیئے ولابد من القول بانه لم یکن منه علیه السلام الا ترک ما ھو الاولیٰ بعلی شانه والاستغفار منه وھو لا یخل بالعصمة (روح ج ۲۳ ص۱۸۶) اصل لغزش کی تعیین میں مفسرین کے اقوال مختلف ہیں۔ بعض کے نزدیک لغزش یہ تھی کہ ان کے پڑوس میں ایک عورت عریاں نہا رہی تھی وہ کھڑکی کی طرف بڑھے تو اچانک بلا قصد وارادہ ان کی نگاہ اس پر پڑ گئی۔ لیکن انہوں نے فوراً نگاہ پھیر لی (قرطبی) یہ فعل اگرچہ گناہ نہیں۔ لیکن یہاں یہ مراد نہیں ہو سکتا کیونکہ اس صورت میں دنبیوں کے ذکر کا

کا کوئی فائدہ باقی نہیں رہتا۔ بعض نے لکھا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک مسلمان سے کہا تھا کہ تم اپنی بیوی کو میری خاطر طلاق دے دو۔ اور ایسا کرنا ان کے یہاں جائز اور مروج تھا لیکن حضرت داؤد علیہ السّلام کی شانِ رفیع کے خلاف تھا اس لئے تنبیہ کی گئی۔ اور بعض نے کہا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السّلام نے ایک مسلمان کے خِطبہ پر خطبہ کیا تھا وغیرہ (روح)

لیکن سب سے زیادہ موزوں اور مناسب توجیہ وہ ہے جو بعض مفسرین نے لکھی ہے۔ اور رئیس المفسرین حضرت الشیخ قدس سرہٗ نے جسے ترجیح دی ہے! اس توجیہ میں نہ اسرائیلیات کا سہارا لینے کی ضرورت ہے۔ نہ ظواہرِ نظم کو ظاہر سے پھیرنے کی حاجت اور لغزش بھی خود سیاق نظم ہی سے متعین ہو رہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دیوار پھاند کر اندر داخل ہونے والے انسان نہیں تھے بلکہ فرشتے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السّلام کے امتحان کے لئے بھیجا تھا۔ روی ان اللہ تعالیٰ بعث الیہ ملکین فی صورۃ انسانین فطلبا ان یدخلا علیہ فوجداہ فی یوم عبادتہ فمنعھما الحرس فتسوروا المحراب (مدارک ج ۴ ص ۲۹) اور پھر انہوں نے جو صورتِ قضیہ حضرت داؤد علیہ السّلام کے سامنے پیش کی، وہ نفس الامر میں واقع نہیں تھی، بلکہ ایک مفروضہ صورت تھی۔ گویا وہ یوں کہتے ہیں کہ اگر ہمارے درمیان یہ صورت پیش آجائے تو اس کا کیا حکم ہے۔ جس طرح اہلِ نحو فاعل و مفعول کی تمثیل میں کہتے ہیں۔ ضرب زید عمرا۔ حالانکہ فی الواقعہ وہاں ضرب نہیں ہوتی۔ قال الحسین بن الفضل: ھذا من الملکین تعریض وتنبیہ کقولھم ضرب زید عمرا۔ وما کان ضرب ولا نعاج علی التحقیق۔ کانہ قال نحن خصمان ھذہ حالنا۔ قال ابو جعفر النحاس واحسن ما قیل فی ھذا ان المعنی یقول خصمان بغی بعضنا علی بعض علی جھۃ المسئلۃ۔ کما تقول: رجل یقول لامرأتہ کذا ما یجب علیہ (قرطبی ج ۱۵ ص ۱۷۳) اس کے بعد حضرت داؤد علیہ السّلام نے مدعیٰ علیہ کو صفائی کا موقع دئے بغیر ہی اپنا فیصلہ صادر فرمایا۔ یہی لغزش تھی قال النحاس: فیقال ان ھذہ کانت خطیئۃ داؤد علیہ السّلام، لانہ قال، لقد ظلمک من غیر تثبت ببینۃ ولا اقرار من الخصم (قرطبی ج ۱۵ ص ۱۷۵) وقیل ان ذنب داؤد الذی استغفر منہ لیس ھو بسبب وریا والمرأۃ وانما ھو بسبب الخصمین وکونہ قضی لاحدھما قبل سماع کلام الاخر (خازن ج ۶ ص ۵۵) حضرت داؤد علیہ السلام پہلے تو یہی سمجھے تھے کہ فریقین انسان ہیں۔ اور قضیۂ واقعیہ کے بارے میں فیصلہ لینے آئے ہیں لیکن جب انھوں نے دیکھا کہ فیصلہ سننے کے بعد دونوں سائل ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر مسکرائے اور پھر انکے سامنے ہی آسمان کی طرف چڑھ گئے تو سمجھے کہ یہ تو اللہ کی طرف سے ابتلا تھا جس میں مجھ سے لغزش سرزد ہو گئی اس لئے فوراً سربسجود ہو گئے اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی و قیل لما قضی بینھما نظر احدھما الی صاحبہ فضحک ثم صعدا الی السماء حیال وجھہ فعلم بذلک ان اللہ تعالیٰ ابتلاہ (روح ج ۲۳ ص ۱۸۲) ۲۴ فغفرنا الخ ہم نے ان کی لغزش معاف کر دی وہ ہمارے نہایت ہی مقرب اور برگزیدہ بندے ہیں اور آخرت میں ہمارے یہاں ان کا انجام بہت عمدہ اور ان کا مقام بہت بلند ہے ۲۵ یداؤد الخ حضرت داؤد علیہ السلام کو دنیا میں جو شان و منزلت عطا کی گئی اس کا ذکر ہے اور ساتھ ہی ہدایات بھی ہیں۔ ہم نے آپ کو زمین میں حکومت عطا کی اور آپ کو لوگوں کے معاملات کا متولی بنایا ہے۔ اس لئے لوگوں کے باہمی تنازعات کا تصفیہ پوری چھان بین اور تحقیق سے کیا کریں اور عدل و انصاف کو اپنا شعار بنائیں۔ محاکمات میں اور دیگر تمام امور میں خواہشِ نفس دخل انداز نہ ہونے پائے ورنہ وہ راہِ حق اور جادۂ عدل سے منحرف

لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ إِلَىٰ نِعَاجِهِ ۖ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ

وہ بے انصافی کرتا ہے تجھ پر کہ مانگتا ہے تیری دنبی ملانے کو اپنی دنبیوں میں اور اکثر

الْخُلَطَاءِ لَيَبْغِي بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَ

شریک زیادتی کرتے ہیں ایک دوسرے پر مگر جو یقین لائے ہیں اور

عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَقَلِيلٌ مَّا هُمْ ۗ وَظَنَّ دَاوُودُ أَنَّمَا فَتَنَّاهُ

کام کئے نیک اور تھوڑے لوگ ہیں ایسے اور خیال میں آیا داؤد کے کہ ہم نے اس کو جانچا

فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ ۩ ﴿۲۴﴾ فَغَفَرْنَا لَهُ

پھر گناہ بخشوانے لگا اپنے رب سے پھر گر پڑا جھک کر اور رجوع ہوا پھر ہم نے معاف کر دیا اس کو

ذَٰلِكَ ۖ وَإِنَّ لَهُ عِندَنَا لَزُلْفَىٰ وَحُسْنَ مَآبٍ ﴿۲۵﴾ يَا دَاوُودُ

وہ کام ۲۴ اور اس کے لئے ہمارے پاس مرتبہ ہے اور اچھا ٹھکانا اے داؤد ۲۵

إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُم بَيْنَ النَّاسِ

ہم نے کیا تجھ کو نائب ملک میں سو تو حکومت کر لوگوں میں

بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۚ

انصاف سے اور نہ چل جی کی خواہش پر پھر وہ تجھ کو بچلا دے اللہ کی راہ سے

إِنَّ الَّذِينَ يَضِلُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ

مقرر جو لوگ بچلتے ہیں اللہ کی راہ سے ان کے لئے سخت عذاب ہے

بِمَا نَسُوا يَوْمَ الْحِسَابِ ﴿۲۶﴾ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ

اس بات پر کہ بھلا دیا انہوں نے دن حساب کا اور ہم نے نہیں بنایا آسمان اور زمین ۲۶

وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ۚ ذَٰلِكَ ظَنُّ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ فَوَيْلٌ

اور جو ان کے بیچ میں ہے نکما یہ خیال ہے ان کا جو منکر ہیں سو خرابی ہے

لِّلَّذِينَ كَفَرُوا مِنَ النَّارِ ﴿۲۷﴾ أَمْ نَجْعَلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَ

منکروں کے لئے آگ سے ۲۷ کیا ہم کر دیں گے ۲۸ ایمان والوں کو جو

السجدۃ ۹

ع ۲ ۱۱

۱ اور تجربہ عقلی دلیل ۱۲

۲ تخویف اُخروی ۱۲

موضحِ قرآن داؤد کے لشکر میں اوریا نام ایک شخص تھا ایک عورت سے اس کے نکاح کا پیغام تھا قریب تھا کہ نکاح ہو جائے اس عورت کے وارثوں کو اوریا سے کچھ خلش تھی۔ اسواسطے اس عورت کو اسکے نکاح میں نہ دیا ۱۸ تب حضرت داؤد نے اس عورت کے نکاح کا پیغام دیا۔ اور انکے ننانوے بی بی موجود تھیں اگرچہ اس میں کچھ خلافِ شرع نہ ہوا مگر اتنا بھی پیغمبروں کی شان کے خلاف ہے کہ شاید کوئی شبہ کرے اس پر یہ جانچ ہوئی۔ تفسیر حسینی میں لکھا

کریں گے۔ جو لوگ خواہشِ نفس کے تابع ہو کر راہِ حق سے بھٹک جائیں گے، ان کے لئے سخت ترین عذاب ہے۔ کیونکہ انھوں نے قیامت کے دن کو بھلا دیا ہے ف۲ وما خلقنا الخ یہ عقلی دلیل ہے۔ زمین و آسمان کو اور ساری کائنات کو ہم نے یوں ہی بے مقصد پیدا نہیں کیا۔ بلکہ یہ ساری کائنات اللہ تعالےٰ کی وحدانیت اور اس کے تفرد بالالوہیت پر دلالت کرتی ہے۔ کائنات کے نظم و نسق کو برقرار رکھنا اور نہایت ہی حکیمانہ تدبیر سے نظامِ کائنات کو چلانا معبود برحق کے سوا کسی اور کا کام نہیں۔ وہ جو کچھ کرتا ہے اپنے ارادے سے کرتا ہے۔ اس لئے کوئی ایسا شفیعِ غالب نہیں جو اس کے کاموں میں دخل دے سکے۔ کافروں کا یہ گمان کہ یہ کارخانۂ کائنات محض بے مقصد ہے۔ یا یہ کہ ان کے معبودانِ باطلہ خدا کے کاموں میں دخل دے سکتے ہیں اور اس کی بارگاہ میں شفیعِ غالب ہیں، سراسر باطل ہے۔ فویل للذین کفروا الخ یہ ایسے کافروں کے لئے تخویفِ اخروی ہے۔ ف۳ ام نجعل الخ یہ زجر ہے۔ قیامت کا انکار دراصل جزاء و سزا کا انکار ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ایمان والے جن کی زندگی صلاح و تقویٰ میں بسر ہو وہ ان فساق و فجار کے برابر ہو جائیں جن کی زندگیوں کا مشن ہی شر و فساد بپا کرنا ہے اگر جزاء و سزا نہیں تو متقین جزاءِ اعمال سے محروم اور مفسدین بدعملی کی سزا سے محفوظ رہیں گے حالانکہ یہ سراسر بے انصافی اور خلافِ عقل ہے۔ والمراد انہ لو بطل الجزاء کما یقول الکفار لاستوت احوال من اصلح وافسد واتقی وفجر ومن سوّی بینہم کان سفیہا ولم یکن حکیما (مدارک)

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ اَمْ نَجْعَلُ

کرتے ہیں نیکیاں برابر ان کے جو خرابی ڈالیں ملک میں کیا ہم کر دیں گے

الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ﴿٢٨﴾ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ

ڈرنے والوں کو برابر ڈھیٹھ لوگوں کے ایک کتاب ہے ف۴ جو اتاری ہم نے تیری طرف برکت کی

لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿٢٩﴾ وَوَهَبْنَا

تا دھیان کریں لوگ اس کی باتیں اور تا سمجھیں عقل والے اور دیا ہم نے

لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿٣٠﴾ؕ اِذْ عُرِضَ

داؤد کو سلیمان ف۵ بہت خوب بندہ وہ ہے رجوع رہنے والا جب دکھلانے کو لائے

عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ﴿٣١﴾ۙ فَقَالَ اِنِّىْٓ اَحْبَبْتُ

اس کے سامنے ف۶ شام کو گھوڑے بہت خاصے تو بولا میں نے دوست رکھا

حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ ۚ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ﴿٣٢﴾ وقفة

مال کی محبت کو اپنے رب کی یاد سے یہاں تک کہ سورج چھپ گیا اوٹ میں ف۱

رُدُّوْهَا عَلَيَّ ۭ فَطَفِقَ مَسْحًۢا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ ﴿٣٣﴾ وَ

پھیر لاؤ ان کو میرے پاس پھر لگا جھاڑنے ان کی پنڈلیاں اور گردنیں ف۲ ف۱ اور

لَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰي كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ﴿٣٤﴾

ہم نے جانچا سلیمان کو ف۳ اور ڈال دیا اس کے تخت پر ایک دھڑ پھر وہ رجوع ہوا

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ

بولا اے رب میرے معاف کر ف۲ اور بخش مجھ کو وہ بادشاہی کہ مناسب نہ ہو کسی کو میرے

بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿٣٥﴾ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ

پیچھے بے شک تو ہے سب کچھ بخشنے والا ف۳ پھر ہم نے تابع کر دیا اس کے ہوا کو ف۴ ف۳

تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَاۗءً حَيْثُ اَصَابَ ﴿٣٦﴾ۙ وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ

چلتی تھی اس کے حکم سے نرم نرم جہاں پہنچنا چاہتا اور تابع کر دیے شیطان سارے

ف۱ زجر ۱۲

ف۲ دلیلِ وحی ۱۲

ف۳ دوسری نقلی دلیل

ف۴ بشارتِ اخروی ۱۲

موضح قرآن ف۱ حضرت سلیمانؑ نے سنا کہ سمندر کے کنارے پر دریائی گھوڑے نکلتے ہیں۔ خاصی گھوڑیاں وہاں باندھ رکھیں وہ ان سے جفت ہوئے بچے ہوئے تحفہ ان کے قدم جیسے پر ناوہ تیار ہو کر آئے دیکھنے میں بے خبر ہوگئے۔ وظیفے کا وقت جاتا رہا عصر کا سورج اوٹ میں آگیا۔ پھر غصہ ہوئے۔ ان گھوڑوں کو منگا کر کاٹ ڈالا یہ اللہ کی محبت کا جوش تھا ان کی تعریف فرمائی۔ ف۲ حضرت سلیمانؑ استنجے کو جاتے تو انگشتری ایک خادمہ کو سپرد کرتے۔ اس میں لکھا تھا اسم اعظم، ایک جن تھا صخر نام۔ اس خادمہ کو بہکا کر انگشتری لے گیا اپنی صورت بنائی سلیمانؑ کی سی۔ تخت پر بیٹھ کر لگا حکم کرنے حضرت سلیمان یہ معلوم کر کر نکل گئے کہ مجھ کو مروا نہ ڈالے ایک گاؤں میں چھپ کر رہے چھ مہینے کے بعد صخر تھا شراب کی مستی میں انگشتری دریا میں گر پڑی۔ ایک مچھلی نگل گئی۔ وہ شکار ہوئی حضرت سلیمان کے ہاتھ۔ پیٹ میں سے انگشتری نکلی لیکر پھر آئے اپنے تخت سلطنت پر۔ یہ جانچ ہوئی اس پر کہ ان کے گھر میں ایک عورت تھی اپنے باپ مر گئے کو یاد کر کر رویا کرتی۔ اس کو بنا دی جنوں نے تصویر اس کے باپ کی کہ جن پکڑے وہ لگی پوجنے انھوں نے خبر نہ لی۔ یا خبر پاکر تغافل کیا۔ بعضے کہتے ہیں جانچ یہ کہ اپنے امیروں سے خفا ہوئے کہ جہاد میں کمی کرتے تھے۔ چاہا ایک رات جاویں اپنی ستر عورتوں پاس۔ ہر ایک سے ایک ایک بیٹا ہو۔ وہ خاطر خواہ جہاد کریں۔ فرشتے نے دل میں ڈالا انشاء اللہ کہنے سے انھوں نے تغافل کیا۔ ستر عورتوں میں ایک کو حمل ہوا۔ دفعت پر ہوا آدھا آدمی۔ وہ لاکر رکھ دیا انکے تخت پر۔ یہ نادم ہوئے انشاء اللہ نہ کہنے پر ف۳ یعنی کسی کا حوصلہ نہ ہو کہ لے سکے ۱۲

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی نمازِ عصر فوت شد ۱۲ ف۲ یعنی ذبح کرد و ساق آنہا را برید از جہت غیرت بر ذکر خدا ابتغائی ۱۲ ف۳ سلیمانؑ از امرائے خود متغض شد و بخاطر آورد کہ امشب با صد زن صحبت دارم و ہر زنی پسری زاید۔ و ہر یکے شہسوارے باشد جہاد کنندہ۔ و مرا احتیاج بتملق امرا نماند۔ فرشتہ گفت انشاء اللہ تعالیٰ بگو۔ سلیمانؑ سہو کرد۔ پس ہیچ زن حاملہ نہ شد۔ الا یک زن طفل ناقص الخلقت را زاد۔ و آں طفل را بر تخت سلیمان انداختند۔ سلیمانؑ متنبہ شد و رجوع برب العزت کرد ۱۲

۲۸ه کتٰب الخ یہ دلیل وحی ہے۔ یہ کتاب جو دین و دنیا کی برکات کی حامل ہے۔ ہم نے اس لئے نازل کی ہے تاکہ لوگ اس کی آیات میں غور و فکر کریں اور عقل سلیم اور فہم مستقیم رکھنے والے لوگ اس سے نصیحت حاصل کریں اور سمجھیں کہ اللہ کے سوا کوئی شفیع غالب نہیں۔ اس وحی الٰہی نے پوری صراحت سے شفاعت قہری کی نفی کی ہے **۲۹ه** ووھبنا الخ یہ دوسری نقلی دلیل ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام بڑے پایہ کے پیغمبر اور بادشاہ تھے۔ ان پر بھی اللہ کی طرف سے ابتلاء آ گیا آخر انھوں نے اللہ تعالیٰ سے استغفار کیا اور توبہ کی۔ وہ تو خود اللہ کے سامنے ایسے عاجز تھے اس لئے وہ شفیع غالب نہیں ہو سکتے داؤد (علیہ السلام) کو ہم نے سلیمان (علیہ السلام) ایسا نیک اور لائق فرزند عطا کیا جو اللہ تعالیٰ کا نہایت فرمانبردار بندہ تھا **۳۰ه** اذ عرض الخ ایک دفعہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو جہاد کی ضرورت پیش آئی تو پچھلے پہر کے وقت اصطبل سے گھوڑے پیش کرنے کا حکم دیا جن کی تعداد کم و بیش ایک ہزار تھی چنانچہ گھوڑے ان کے سامنے پیش کئے گئے۔ چونکہ وہ گھوڑوں کے اوصاف سے بخوبی واقف تھے جب انھوں نے دیکھا کہ تمام گھوڑے عمدہ نسل کے، اصیل اور سبک رفتار ہیں تو بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے۔ یہ مال (گھوڑوں) کی محبت بھی یاد الٰہی کی وجہ سے ہے یہ دنیوی محبت نہیں۔ اسی دوران میں گھوڑے آنکھوں سے اوجھل ہو چکے تھے۔ اس لئے دوبارہ حکم دیا کہ ان کو دوبارہ واپس لاؤ جب وہ واپس لائے گئے تو ان کی گردنوں اور پنڈلیوں پر پیار سے تھپکی دینے لگے۔ (ابن جریر، کبیر، خازن) الصافنات صافن کی جمع ہے۔ صافن اس گھوڑے کو کہتے ہیں جو ایک پاؤں کو اوپر اٹھا کر اس کے کھر پر کھڑا ہو۔ یہ گھوڑوں کی عمدہ صفات میں شمار ہوتی ہے۔ الجیاد، جواد کی جمع ہے جواد تیز اور سبک رفتار کو کہتے ہیں۔ الخیر سے مال مراد ہے۔ عن ذکر ربی میں عن بمعنی من ہے عن ذکر ربی من ذکر ربی (صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۸۶) توارت کی ضمیر الصافنات الجیاد کی طرف راجع ہے آیت کا مذکورہ بالا مفہوم امام ابن جریر طبری، امام رازی، خطیب شربینی اور خازن نے ذکر کیا ہے اور یہ مفہوم حبر الامت حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بسند متصل امام طبری نے روایت کیا ہے، رازی اور طبری نے اسی مفہوم کو ترجیح دی ہے امام رازی نے اس کو امام زہری اور ابن کیسان کی طرف بھی منسوب کیا ہے والذی ذھبنا الیہ قول الزھری وابن کیسان (السراج المنیر للخطیب الشربینی ج ۳ ص ۳۹) لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دیگر مفسرین کے نزدیک آیت کا مطلب یہ ہے کہ گھوڑوں کی دیکھ بھال میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی نماز عصر جاتی رہی جو ان پر فرض تھی۔ نماز عصر قضا ہونے کا سبب گھوڑے تھے اس لئے گھوڑوں کو واپس منگا کر ذبح کر دیا (بحر، روح، معالم، مدارک، ابن جریر، ابن کثیر) اس صورت میں توارت کی ضمیر الشمس (سورج) کی طرف راجع ہو گی جو العشی سے مفہوم ہے اور عن اپنے اصل معنی پر ہی ہو گا۔ لیکن امام رازی نے اس پر کئی اعتراضات وارد کئے ہیں۔ اول یہ کہ الصافنات کا ذکر آیت میں صریح ہے اور الشمس کا کوئی ذکر نہیں اس لئے الصافنات کی طرف ضمیر لوٹانا بہتر ہے دوم مسح بالسوق کو ذبح پر محمول کرنا صحیح نہیں ورنہ فامسحوا برؤسکم کے معنی بھی قطع کرنے کے ہوتے البتہ مسح بالسیف قطع کے معنوں میں آتا ہے لو کان مسح السوق والاعناق قطعھا لکان معنی قولہ وامسحوا برؤسکم وارجلکم قطعھا وھذا مما لا یقولہ عاقل بل لو قیل مسح راسہ بالسیف فربما فھم منہ ضرب العنق (کبیر ج ۷ ص ۲۰۶) سوم سینکڑوں گھوڑوں کو بے مقصد ذبح کر دینا جبکہ وہ ہوں بھی بے قصور ایک پیغمبر کی شان سے بعید ہے **۳۱ه** ولقد فتنا الخ سلیمان علیہ السلام کو ہم نے آزمائش میں ڈالا اور ان کے تخت پر ایک جسد ڈال دیا اس آیت میں جسد اور آزمائش کی تعیین نہیں کی گئی اس لئے اس کی تعیین میں بھی اختلاف ہے بعض مفسرین نے لکھا ہے حدیث میں ہے کہ ایک دفعہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے قسم کھائی کہ آج رات میں اپنی تمام بیویوں سے مقاربت کروں گا تو ہر ایک کے بچہ پیدا ہو گا۔ اور ہر بچہ مجاہد ہو گا لیکن انشاء اللہ نہ کہا چنانچہ ایک بیوی کے سوا کسی کے بچہ پیدا نہ ہوا اور وہ بھی ناقص الخلقت۔ اس کے بعد حضور علیہ السلام نے فرمایا اگر سلیمان علیہ السلام انشاء اللہ کہہ لیتے تو تمام بیویوں کے بچے پیدا ہوتے اور سب مجاہد و شہسوار ہوتے۔ حدیث کے الفاظ صرف یہاں تک ہیں۔ اس حدیث کو نقل کر کے بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ دایہ نے اس کو لا کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے تخت پر ڈال دیا اس پر حضرت سلیمان علیہ السلام متنبہ ہوئے کہ یہ انشاء اللہ نہ کہنے کا نتیجہ ہے چنانچہ فوراً توبہ و استغفار کیا یہ حدیث صحیح ہے جو صحیح بخاری (ج ۱ ص ۳۹۵) ج ۲ ص ۹۹۴) کے علاوہ دوسری کتابوں میں بھی موجود ہے لیکن اس حدیث کے کسی بھی طریق میں بھی ادنیٰ سا اشارہ بھی ایسا نہیں ملتا جس سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ یہ حدیث اس آیت کی تفسیر ہے حدیث میں جو واقعہ مذکور ہے وہ اپنی جگہ ہے لیکن وہ واقعہ اس آیت کی تفسیر نہیں۔ البتہ مفسرین نے اس کو اس آیت کی تفسیر میں ذکر کر دیا ہے بعض مفسرین نے جسد سے خود حضرت سلیمان علیہ السلام کا جسد مراد لیا ہے وہ بیماری سے اس قدر بے ہوش اور لاغر ہو گئے کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جسد بلا روح ہیں وقال قوم مرض سلیمان مرضا کالاغماء حتی صار علی کرسیہ جسدا کانہ بلا روح (بحر ج ۷ ص ۳۹۷) ولقد فتنا سلیمان بسبب مرض شدید القاہ اللہ علیہ والقینا علی کرسیہ منہ جسدا اذ ذلک لشدۃ المرض والعرب تقول فی الضعیف انہ لحم علی وضم وجسم بلا روح ثم اناب ای رجع الی حال الصحۃ (کبیر ج ۷ ص ۲۰۳) حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جہاد کے گھوڑوں کی دیکھ بھال میں اس قدر محو ہو گئے کہ نماز عصر اپنے اصل وقت سے مؤخر ہو گئی (اگرچہ سورج غروب نہیں ہوا تھا) اللہ تعالیٰ نے اس ادنیٰ تغافل پر بطور تنبیہ حضرت سلیمان علیہ السلام سے حکومت لے کر ان کی جگہ ایک بیکار شخص کو تخت نشین کر دیا۔ جب انھوں نے استغفار کیا تو انھیں ان کا ملک واپس کر دیا اور گھوڑوں کے عوض ہوا کو ان کے تابع کر دیا۔ جسد سے وہی بیکار شخص مراد ہے۔

اس کے علاوہ بعض مفسرین نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی کو ایک جن (شیطان) کے قبضے میں لے لینے اور ان کی حکومت پر مسلط ہونے کا قصہ ذکر کیا ہے وہ سراسر جھوٹا اور یہود و زنادقہ کا افتراء ہے۔ اس کا ذکر کرنا بھی جائز نہیں۔ قال ابو حیان وغیرہ ان ھذہ المقالۃ من اوضاع الزنادقۃ السوفسطائیۃ ولا ینبغی لعاقل ان یعتقد صحۃ ما فیھا (روح ج ۲۳ ص ۱۹۹) قال القاضی عیاض وغیرہ من المحققین لا یصح ما نقلہ الاخباریون من تشبہ الشیطان بہ وتسلیطہ علی ملکہ وتصرفہ فی امتہ بالجور فی حکمہ وان الشیاطین لا یسلطون علی مثلہ وقد عصم اللہ تعالیٰ الانبیاء من مثل ھذا (خازن جلد ۶ ص ۴۹)

---

[1] یہ عبارت علامہ خطیب شربینی المتوفی ۹۷۷ھ نے امام رازی سے اپنی تفسیر میں نقل کی ہے لیکن تفسیر کبیر کے مطبوعہ نسخہ میں یہ عبارت موجود نہیں۔ یہ نسخوں کا اختلاف ہے یا طباعت کی غلطی ہے واللہ اعلم ۱۲ سجاد بخاری عفا اللہ تعالیٰ عنہ۔

واما ما یروی من حدیث الخاتم والشیطان وعبادۃ الوثن فی بیت سلیمان علیہ السلام فمن اباطیل الیہود (مدارک) **۳۲** قال رب الخ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالٰی سے بخشش کی دعا کی۔ انبیاء علیہم السلام کا شیوہ ہے کہ وہ ہر وقت اللہ سے استغفار کرتے رہتے ہیں جس سے درجات کی بلندی اور گناہوں سے حفاظت کی طلب مقصود ہوتی ہے اس لیے استغفار کیلئے تقدم ذنب ضروری نہیں وھب لی ملکا الخ حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ بھی دعا کی کہ مجھے ایسی حکومت عطا فرما جو میرے سوا کسی اور کو نہ ملے۔ والصحیح انہ سائل من اللہ تعالی ملکا لا یکون لاحد من بعدہ من البشر مثلہ (ھذا) ھو ظاھر السیاق من الایۃ (ابن کثیر) **۳۳** فسخرنا الخ چنانچہ ہم نے سلیمان (علیہ السلام) کی دعا قبول کرلی اور ہوا کو اور جنات کو ان کے تابع کردیا۔ اصاب ای اراد (روح) حضرت سلیمان علیہ السلام جہاں چاہتے ہوا سبک رفتاری سے ان کا تخت اٹھا کر لے جاتی۔ اور جنات کو بھی ان کا مطیع بنا دیا ان میں سے کچھ تو تعمیرات کے کام پر لگا دیئے اور کچھ غوطہ زن تھے جو سمندر کی تہ سے جواہرات اور دیگر قیمتی اشیاء نکال کر دیتے۔ اور جو شیاطین زیادہ سرکش اور طاغی تھے ان کو زنجیروں میں جکڑ کر قید میں ڈال رکھا تھا **۳۴** ھذا الخ یہ اللہ کی طرف سے حضرت سلیمان علیہ السلام سے خطاب ہے، یہ ملک عظیم اور انعامات بے پایاں ہم نے تجھے دیئے ہیں اب تجھے اختیار ہے کہ اس میں سے اوروں کو بھی دے یا نہ دے قال ابن عباس رضی اللہ عنہما اعط من شئت وامنع من شئت بغیر حساب ای لیس علیک حرج فیما اعطیت وفیما امسکت (کبیر ج ۷ ص ۲۰۵) وان لہ عندنا الخ اس دنیوی سلطنت تسخیر ریح وشیاطین کے علاوہ سلیمان علیہ السلام کا ہمارے یہاں مرتبہ بہت بلند ہے اور ان کی عاقبت بھی محمودہ ہے اور وہ ہمارے مقبول اور برگزیدہ بندے ہیں **۳۵** واذکر الخ یہ تیسری نقلی دلیل ہے حضرت ایوب علیہ السلام کی قوم مسئلہ توحید کی وجہ سے ان کی مخالف ہوگئی اور اللہ کی طرف سے ایک شدید بیماری کی شکل میں ان پر ابتلا آیا جس کی وجہ سے شہر والوں نے ان کو شہر سے نکال دیا آخر انھوں نے اللہ تعالٰی سے دعا کی تو اللہ نے ان کو اس بیماری سے شفا عطا فرمائی جس کا اپنا یہ حال ہو وہ کسی طرح شفیع غالب نہیں بن سکتا۔ انی مسنی الشیطن الخ نصب، شدت تکلیف حضرت ایوب علیہ السلام کی بیماری طول پکڑ گئی اور وہ اٹھارہ سال اس میں مبتلا رہے اس بیماری کی وجہ سے انھوں نے سخت تکلیف اٹھائی۔ ایک دن ان کی بیوی کسی کام سے جارہی تھیں۔ راستے میں ایک طبیب دیکھا جو حقیقت میں شیطان تھا اور انسانی شکل میں متمثل ہو کر سامنے آیا۔ اس سے اپنے خاوند کی بیماری کا ذکر کیا تو شیطان (بصورت طبیب) نے کہا کہ میں اس شرط پر علاج کروں گا کہ جب تمہارا خاوند

بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ ﴿۳۷﴾ وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿۳۸﴾

عمارت کرنے والے اور غوطے لگانے والے اور بہت سے اور جو باہم جکڑے ہوئے ہیں بیڑیوں میں ف۱

هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۹﴾ وَاِنَّ

یہ ہے بخشش ۳۴ ہماری اب تو احسان کر یا رکھ چھوڑ کچھ حساب نہ ہوگا اور اس

لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۴۰﴾ وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ م

کا ہمارے یہاں مرتبہ ہے اور اچھا ٹھکانا ف۲ اور یاد کر ہمارے بندے ایوب کو ۳۵

اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ﴿۴۱﴾

جب اس نے پکارا اپنے رب کو کہ مجھ کو لگا دی شیطان نے ایذا اور تکلیف

اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ج هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ﴿۴۲﴾ وَ

لات مار اپنے پاؤں سے ۳۶ یہ چشمہ نکلا نہانے کو ٹھنڈا اور پینے کو اور

وَهَبْنَا لَهٗٓ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى

بخشے ہم نے اس کو اس کے گھر والے اور ان کے برابر ان کے ساتھ اپنی طرف کی مہربانی سے اور یاد رکھنے

لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۴۳﴾ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا

کو عقل والوں کے ف۳ اور پکڑ اپنے ہاتھ میں ۳۷ سینکوں کا مٹھا پھر اس سے مار لے ف۴ اور

تَحْنَثْ ط اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ط نِعْمَ الْعَبْدُ ط اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۴۴﴾

قسم میں جھوٹا نہ ہو ہم نے اس کو پایا جھیلنے والا بہت خوب بندہ تحقیق وہ ہے رجوع رہنے والا

وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِي الْاَيْدِيْ

اور یاد کر ہمارے بندوں کو ۳۸ ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب ہاتھوں والے ف۵

وَالْاَبْصَارِ ﴿۴۵﴾ اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ﴿۴۶﴾ وَاِنَّهُمْ

اور آنکھوں والے ۳۹ ہم نے امتیاز دیا ان کو ایک چنی ہوئی بات کا وہ یاد اس گھر کی اور وہ سب

عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ﴿۴۷﴾ وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَ

ہمارے نزدیک ہیں چنے ہوئے نیک لوگوں میں اور یاد کر اسمٰعیل کو ۴۰ اور

۳۔ تیسری نقلی دلیل ۱۲

۴۔ چوتھی نقلی دلیل ۱۲

۵۔ پانچویں نقلی دلیل ۱۲

موضح قرآن ف۱ ساری دنیا میں جہاں معلوم کرتے کہ کوئی جن سنا تا ہے آدمیوں کو اس کو قید کر لیتے یا دریا میں بند کر کر ڈال دیا اور یا زمین میں گاڑ دیا بعضے اب تک بند ہیں ف۲ یہ او رمہربانی کہ اتنی دنیا دی اور مختار کر دیا حساب معاف کر کر لیکن وہ کھاتے تھے اپنے ہاتھ ہی کی محنت ٹوکری بنا کر ف۳ جب اللہ نے چاہا کہ ان کو چنگا کرے ایک چشمہ نکالا ان کے لات مارنے سے اسی سے نہایا کرتے اور پیتے۔ وہی ان کی شفا ہوئی۔ اور ان کے بیٹے بیٹیاں چھت کے نیچے دب مرے تھے ان کو جلایا اور اتنی ہی اولاد اور دی ف۴ مرض میں خفا ہو کر قسم کھائی تھی کہ اپنی عورت کو سو لکڑیاں ماریں اگر چنگے ہوں وہ بی بی اس حال کی رفیق تھی اور بے تقصیر اللہ تعالٰی نے قسم اس طرح سچی کروا دی ف۵ یعنی ہاتھوں سے بندگی کرتے اور آنکھوں سے قدرتیں دیکھ کر یقین لاتے۔ **فتح الرحمٰن** ف۱ یعنی زن خود را ۱۲ ف۲ یعنی ایوب سوگند خوردہ بود کہ زن خود را صد حزبہ بزند خدا تعالٰی بروی سہل ساخت ۱۲ ف۳ یعنی علم وعمل ہر دو کمال داشتند ۱۲

میرے علاج سے تندرست ہو جائے تو تم غیر اللہ کے نام کی قربانی دو گی۔ بیوی صاحبہ چونکہ حضرت ایوب علیہ السلام کی بیماری کی وجہ سے نہایت غمزدہ اور دلگیر تھیں اس لئے ان کے دل میں شیطان کے قول کی طرف کچھ میلان ہو گیا انھوں نے یہ واقعہ حضرت ایوب علیہ السلام سے ذکر کیا تو وہ فوراً سمجھ گئے کہ وہ شیطان ہے اور اس سے انھیں نہایت ہی شدید روحانی تکلیف پہنچی اور نہایت عاجزی اور زاری سے اللہ کی بارگاہ میں دعا کی بارے الہا! میری طویل مصیبت کی وجہ سے اب تو شیطان کو بھی یہ توقع ہو چلی ہے کہ ہم شرک کرنے پر آمادہ ہو جائیں گے میرے پروردگار! شیطان نے اپنے اس بول سے مجھے سخت اذیت دی ہے اب مجھ پر مہربانی فرما اور اس مصیبت سے نجات عطا کر۔ ان الشیطان تعرض لامرأته بصورة طبیب، فقالت له ان ههنا مبتلی فهل لك ان تداويه ...... ان الشیطان طلب منها ان تذبح لغير الله تعالى اذا عالجه وبرأ فمالت لذلك، فعظم عليه۔ عليه السلام۔ الامر فنادى الخ (روح ج ۲۳ ص۲۱) اشار بقوله مسني الشيطن الى تعريضه لامرأته وطلبه ان تشرك بالله وكانه يتشكى هذا الامر۔ كان عليه اشد من مرضه (بحر ج ۷ ص ۴۰۰)

۳۶ ارکض الخ اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی فرمایا زمین پر اپنا پاؤں مارو۔ فوراً ٹھنڈے پانی کا چشمہ نمودار ہو گا۔ اس سے غسل کرو اور اس سے پیو۔ چنانچہ انھوں نے زمین پر پاؤں مارا اس ٹھنڈے پانی کا چشمہ ابل پڑا اس میں غسل کیا اور اس میں سے پیا تو فوراً تندرست ہو گئے گویا بیمار تھے ہی نہیں۔ ووهبنا له اهله الخ ابتلا میں ان کی جو اولاد فوت ہو گئی تھی اس کو دوبارہ زندہ کر دیا اور اس کے علاوہ بھی اولاد عطا فرمائی یہ سب اللہ کی مہربانی تھی۔ نیز اس میں عقلمند لوگوں کے لئے عبرت ہے کہ مصائب و شدائد میں صبر کرنے کا یہ ثمرہ ہے **۳۷** وخذ الخ حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی نے جب طبیب (شیطان) والا قصہ ان سے بیان کیا اور اپنی طبیعت کا رجحان ظاہر کیا تو حضرت ایوب علیہ السلام نے ناراض ہو کر قسم کھائی کہ اللہ نے اگر مجھے صحت عطا فرمائی تو میں تجھے ایک سو چھڑی ماروں گا لیکن انکی بیوی کا جذبۂ ایثار و خدمت، اس کی وفاداری اور مصیبت میں پیغمبر علیہ السلام کی مخلصانہ خدمت اللہ تعالیٰ کو بہت پسند تھی اس لئے اللہ نے محض اپنی مہربانی سے قسم کو پورا کرنے کا یہ حیلہ بتایا کہ پتلی پتلی سو شاخوں کا ایک مٹھا اٹھا کر اس کے مار دو تمہاری قسم پوری ہو جائے گی اور تم حانث نہیں ہو گے تمثل الشیطان لها فی صورة ناصح او مداو وعرض لها شفاء ايوب على يديه على شرط لا يمكن وقوعه من مؤمن فذكرت ذلك له فعلم ان الذی عرض لها هو الشيطان وغضب لعرضها ذلك عليه فحلف ...... فحلل الله يمينه باهون شیٔ عليه وعليها لحسن خدمتها اياه ورضاه عنها (بحر جلد ۷ ص۴۰۱) یہ حیلہ حضرت ایوب علیہ السلام کے ساتھ مختص تھا۔ اس پر قیاس کر کے حیلۂ اسقاط وغیرہ کو جائز کہنا درست نہیں۔ ہر وہ حیلہ جس سے حکمت

ر، بشارت اخروی ۱۲

الْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ ۖ وَكُلٌّ مِّنَ الْأَخْيَارِ ﴿٤٨﴾ هَٰذَا ذِكْرٌ ۚ وَ

الیسع کو اور ذوالکفل کو اور ہر ایک تھا خوبی والا۔ یہ ایک مذکور ہو چکا اور

إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ لَحُسْنَ مَآبٍ ﴿٤٩﴾ جَنَّاتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً

تحقیق ڈر والوں کے لئے ہے اچھا ٹھکانا باغ ہیں سدا بسنے کے کھولے رکھے ہیں ان

لَّهُمُ الْأَبْوَابُ ﴿٥٠﴾ مُتَّكِئِينَ فِيهَا يَدْعُونَ فِيهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ وَ

کے واسطے دروازے تکیہ لگائے بیٹھے ان میں منگواتے ہیں میوے بہت اور

شَرَابٍ ﴿٥١﴾ وَعِندَهُمْ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ أَتْرَابٌ ﴿٥٢﴾

شراب اور ان کے پاس عورتیں ہیں نیچی نگاہ والیاں ایک عمر کی

هَٰذَا مَا تُوعَدُونَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿٥٣﴾ الثلثة إِنَّ هَٰذَا

یہ وہ ہے جو تم سے وعدہ کیا گیا حساب کے دن پر یہ ہے

لَرِزْقُنَا مَا لَهُ مِن نَّفَادٍ ﴿٥٤﴾ صلے هَٰذَا ۚ وَإِنَّ لِلطَّاغِينَ

روزی ہماری دی ہوئی اس کو نہیں نمٹنا یہ سُن چکے اور تحقیق شریروں کے واسطے ہے بُرا

۲۔ تخویف اخروی ۱۲

لَشَرَّ مَآبٍ ﴿٥٥﴾ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا فَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿٥٦﴾

بُرا ٹھکانا دوزخ ہے جس میں ان کو ڈالیں گے سو کیا بُری آرام کرنے کی جگہ ہے

هَٰذَا فَلْيَذُوقُوهُ حَمِيمٌ وَغَسَّاقٌ ﴿٥٧﴾ وَآخَرُ مِن

یہ ہے اب اس کو چکھیں گرم پانی اور پیپ اور کچھ اور اسی

شَكْلِهِ أَزْوَاجٌ ﴿٥٨﴾ هَٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۖ لَا

شکل کی طرح طرح کی چیزیں یہ ایک فوج ہے دھنستی آرہی ہے تمہارے ساتھ ان کو جگہ نہ

مَرْحَبًا بِهِمْ ۚ إِنَّهُمْ صَالُو النَّارِ ﴿٥٩﴾ قَالُوا بَلْ أَنتُمْ

ملیو ان کو یہ ہیں گھسنے والے آگ میں وہ بولے بلکہ تم ہی ہو

لَا مَرْحَبًا بِكُمْ ۖ أَنتُمْ قَدَّمْتُمُوهُ لَنَا ۖ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿٦٠﴾

کہ نہ جگہ ملیو تم کو تم ہی پیش لائے ہمارے یہ بلا سو کیا بُری ٹھہرنے کی جگہ ہے

موضح قرآن ف ۱ الیسع خلیفہ تھے حضرت الیاس کے نبی ہوئے (ف ۲) جب بہشت میں داخل ہو چکے ہر کوئی بن بتائے اپنے گھر میں چلا جائے گا۔

فتح الرحمٰن ف ۱ چوں تابعان خواہند کہ بدوزخ در آیند متبوعان را گفتہ شود ۱۲

[۱] مروجہ حیلہ اسقاط کئی وجوہ سے ناجائز ہے تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو کتب فقہ نیز رسالہ توثیق الکلام فی رد حیلۃ الاسقاط المروجۃ فیما بین الانام شائع کردہ کتبخانہ رشیدیہ مدینہ مارکیٹ راولپنڈی

تشریع باطل ہو جائے ناجائز اور حرام ہے۔ مروجہ حیلۂ اسقاط سے بھی حکمت تشریع باطل ہو جاتی ہے اس لئے وہ بھی جائز نہیں ۔ کل حیلة اوجبت ابطال حکمة شرعية لاتقبل الخ (روح جلد ۲۳ صـ۲۰۹) انا وجدنه صابرا الخ یہ اللہ کی طرف سے حضرت ایوب علیہ السلام کی تعریف وتحسین ہے بیشک ہم نے ایوب (علیہ السلام) کو صابر پایا۔ اتنی طویل مصیبت میں وہ ایک بار بھی حرف شکایت زبان پر نہ لائے۔ وہ ہمارے بہت ہی اچھے بندے اور ہماری طرف رجوع وانابت کرنے والے تھے۔ اپنی تکلیف ومصیبت میں انھوں نے ہمارے سوا کسی کو نہیں پکارا ۳۸ واذکر عبدنا الخ یہ چوتھی نقلی دلیل ہے ہمارے بندوں ابراہیم، اسحٰق اور یعقوب علیہم السلام کا ذکر کرو جو ظاہری اعمال طاعت اور باطنی علوم اور دینی بصیرت میں کامل تھے۔ (اولی الایدی والابصار) اولی القوة فی الطاعة والبصیرة فی الدین او اولی الاعمال الجلیلة والعلوم الشریفة (ابو السعود جلد ۷ صـ۲۰۹) ہم نے ان کو یاد آخرت کے لئے خاص کر دیا اور ان کی تمام تر توجہ اللہ کی طاعت اور عبادت اور اس کی رضا جوئی پر مرکوز تھی گویا وہ ہر وقت آخرت کی تیاری میں مصروف رہتے تو جن کا اپنا یہ حال ہو بھلا وہ شفیع غالب کس طرح ہو سکتے ہیں۔ بیشک وہ ہمارے مقبول، برگزیدہ اور نیک بندے تھے لیکن شفیع غالب نہ تھے ۳۹ واذکر اسمٰعیل الخ یہ پانچویں نقلی دلیل ہے۔ ہمارے بندوں اسمٰعیل، الیسع اور ذوالکفل کا ذکر بھی کرو یہ سب نیک اور برگزیدہ بندے تھے هذا ذکر انبیاء علیہم السلام کا ذکر خیر سراپا عبرت ونصیحت ہے دنیا میں اگر ان پر کوئی تکلیف آتی ہے تو محض آزمائش کے لئے ورنہ آخرت میں تو ان کا مرتبہ بہت بلند ہوگا۔

قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ ﴿۶۱﴾

وہ بولے اے رب ہمارے ۲۲ جو کوئی لایا ہمارے پیش یہ سو بڑھا دے اس کو دونا عذاب آگ میں ف۱

وَقَالُوْا مَا لَنَا لَا نَرٰى رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ﴿۶۲﴾

اور کہیں گے کیا ہوا کہ ہم نہیں دیکھتے ان مردوں کو کہ ہم ان کو شمار کرتے تھے برے لوگوں میں ف۲

اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ ﴿۶۳﴾ اِنَّ ذٰلِكَ

کیا ہم نے ان کو ٹھٹھے میں پکڑا تھا یا چوک گئیں ان سے ہماری آنکھیں ف۳ یہ بات ۲۴

لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ ﴿۶۴﴾ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ ۖ وَّمَا

ٹھیک ہونی ہے جھگڑا کرنا آپس میں دوزخیوں کا تو کہہ میں تو یہی ہوں ڈر سنانے والا ۲۵ اور کوئی

مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۶۵﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ

حاکم نہیں مگر اللہ اکیلا دباؤ والا رب آسمانوں کا اور

الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ﴿۶۶﴾ قُلْ هُوَ نَبَؤٌا

زمین کا اور جو ان کے بیچ میں ہے زبردست گناہ بخشنے والا تو کہہ یہ ایک بڑی

عَظِيْمٌ ﴿۶۷﴾ اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ ﴿۶۸﴾ مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ

خبر ہے ۲۶ ف۱ کہ تم اس کو دھیان میں نہیں لاتے مجھ کو کچھ خبر نہ تھی ۲۷

بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰٓى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۶۹﴾ اِنْ يُّوْحٰٓى اِلَيَّ اِلَّآ اَنَّمَآ

اوپر کی مجلس کی جب وہ آپس میں تکرار کرتے ہیں مجھ کو تو یہی حکم آتا ہے کہ اور کچھ نہیں

اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷۰﴾ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ

میں تو ڈر سنانے والا ہوں کھول کر جب کہا تیرے رب نے ۲۸ فرشتوں کو میں بناتا ہوں

بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ ﴿۷۱﴾ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ

ایک انسان مٹی کا پھر جب ٹھیک بنا چکوں اور پھونکوں اس میں ایک

رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ﴿۷۲﴾ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ

اپنی جان سو تم گر پڑو اس کے آگے سجدہ میں پھر سجدہ کیا فرشتوں نے سب نے

ع ۱۴

ف۱ ذکر دعویٰ سورت ۱۲

ف۲ جواب سوال مقدر ۱۲

ف۳ بیان حال ملائکہ ۱۲

منزل ۶

موضح قرآن ف دوزخ کے کنارے پر یہ دوزخیوں کو فرشتے لا لا کر جمع کرتے ہیں اس تنگی اور بے قراری میں اگلے پیچھے پچھلوں کو کوسنے لگے اور اگلے وہ تھے جو دنیا میں سردار تھے پچھلے وہ جو ادنیٰ تھے۔ آپس میں پھٹکار بولیں گے ف۲ وہاں دیکھیں گے سب بیچارے لوگ ادنیٰ اعلیٰ دوزخ کے واسطے جمع ہوتے ہیں اور جن مسلمانوں کو پہچانتے تھے اور سب سے بُرا جانتے تھے۔ وہ نظر نہیں آتے تو حیران ہو کر کہیں گے کہ ہم نے ان کو غلط پکڑا تھا ٹھٹھے میں وہ اس قابل نہ تھے کہ آج دوزخ کے نزدیک نہیں یا اسی جگہ کہیں ہیں پر ہماری آنکھیں چوک گئیں ہمارے دیکھنے میں نہیں آتے ف۳ یعنی قیامت کے احوال یا اس دین کا نازل ہونا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی فقراء مسلمین ۱۲

اَجۡمَعُوۡنَ ﴿۷۳﴾ اِلَّاۤ اِبۡلِيۡسَ ؕ اِسۡتَكۡبَرَ وَكَانَ مِنَ الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۷۴﴾
اکٹھے ہوکر مگر ابلیس نے ف۴۳ غرور کیا اور تھا وہ منکروں میں ف۱
قَالَ يٰۤاِبۡلِيۡسُ مَا مَنَعَكَ اَنۡ تَسۡجُدَ لِمَا خَلَقۡتُ بِيَدَىَّ ؕ
فرمایا اے ابلیس ف۴۴ کس چیز نے روک دیا تجھ کو کہ سجدہ کرے اس کو جس کو میں نے ف۲ بنایا اپنے دونوں
اَسۡتَكۡبَرۡتَ اَمۡ كُنۡتَ مِنَ الۡعَالِيۡنَ ﴿۷۵﴾ قَالَ اَنَا خَيۡرٌ مِّنۡهُ ؕ
ہاتھوں سے یہ تونے غرور کیا یا تو بڑا تھا درجہ میں ف۳ بولا میں بہتر ہوں اس سے
خَلَقۡتَنِىۡ مِنۡ نَّارٍ وَّخَلَقۡتَهٗ مِنۡ طِيۡنٍ ﴿۷۶﴾ قَالَ فَاخۡرُجۡ
مجھ کو بنایا تونے آگ سے اور اس کو بنایا مٹی سے ف۴ فرمایا تو تو نکل
مِنۡهَا فَاِنَّكَ رَجِيۡمٌ ۚ ﴿۷۷﴾ وَّاِنَّ عَلَيۡكَ لَعۡنَتِىۡۤ اِلٰى يَوۡمِ
یہاں سے کہ تو مردود ہوا اور تجھ پر میری پھٹکار ہے اس جزا کے
الدِّيۡنِ ﴿۷۸﴾ قَالَ رَبِّ فَاَنۡظِرۡنِىۡۤ اِلٰى يَوۡمِ يُبۡعَثُوۡنَ ﴿۷۹﴾
دن تک ف۵ بولا اے رب مجھ کو ڈھیل دے جس دن تک کہ مُردے جی اٹھیں
قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الۡمُنۡظَرِيۡنَ ۙ ﴿۸۰﴾ اِلٰى يَوۡمِ الۡوَقۡتِ
فرمایا تو تجھ کو ڈھیل ہے اسی وقت کے دن تک جو
الۡمَعۡلُوۡمِ ﴿۸۱﴾ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغۡوِيَنَّهُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ ﴿۸۲﴾
معلوم ہے بولا تو قسم ہے تیری عزت کی میں گمراہ کروں گا ان سب کو
اِلَّا عِبَادَكَ مِنۡهُمُ الۡمُخۡلَصِيۡنَ ﴿۸۳﴾ قَالَ فَالۡحَقُّ ۖ وَالۡحَقَّ اَقُوۡلُ ﴿۸۴﴾
مگر جو بندے ہیں تیرے ان میں چُنے ہوئے فرمایا تو ٹھیک بات یہ ہے اور میں ٹھیک
لَاَمۡلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنۡكَ وَمِمَّنۡ تَبِعَكَ مِنۡهُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ ﴿۸۵﴾
ہی کہتا ہوں مجھ کو بھرنا ہے دوزخ تجھ سے اور جو ان میں تیری راہ چلے ان سب سے
قُلۡ مَاۤ اَسۡـَٔلُكُمۡ عَلَيۡهِ مِنۡ اَجۡرٍ وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الۡمُتَكَلِّفِيۡنَ ﴿۸۶﴾
تو کہہ میں مانگتا نہیں تم سے ف۴۵ اس پر کچھ بدلہ اور میں نہیں اپنے آپ کو بنانے والا

بیان حال جنات

وان للمتقین - تا - مثلہ من نفاد - یہ بشارتِ اخروی ہے عام متقی اور پرہیزگار لوگوں کے لئے۔ اس سے انبیاء علیہم السلام کی شان کا اندازہ لگا لینا چاہیئے کہ ان کو تو اس سے بھی زیادہ نعمتیں میسر ہونگی۔ اللہ کے احکام کی اطاعت کرنے والوں اور اس کی نافرمانی سے بچنے والوں کا انجام اچھا ہوگا۔ آخرت میں ان کو دائمی نعمتوں کے باغات (جنات عدن) عطا ہونگے جن کے دروازے ان کی آمد سے پہلے ہی کھول دیئے جائیں گے۔ وہ ان میں کوچوں پر تکیہ لگائے آرام کرینگے۔ اور قسم قسم کے میوے اور مشروبات سے ان کی تواضع ہوگی۔ وہاں انہیں پاکدامن، عفیف اور ہم عمر بیویاں ملیں گی۔ اور ان سے کہا جائے گا، یہ تمام نعمتیں وہی ہیں جن کا تم سے دنیا میں وعدہ کیا گیا تھا۔ ف۴۰ وان للطغین۔ تا۔ تخاصم اھل النار۔ یہ تخویفِ اخروی ہے۔ فرمانبردار مومنین کے مقابلے میں سرکشوں کا انجام نہایت برا ہوگا۔ "طاغین" سے سرکش کفار و مشرکین کے سردار و رؤسا مراد ہیں جو ان کو شرک کی دعوت دیتے تھے۔ وہ جہنم میں داخل ہوں گے۔ اور ان سے کہا جائے گا۔ یہ دنیا میں تمہاری سرکشی کی سزا ہے۔ اب اس کا مزہ چکھو۔ کھولتا ہوا پانی اور دوزخیوں کے زخموں سے بہنے والی پیپ انہیں پینے کے لئے دی جائے گی۔ اور ان کے لئے اس سے ملتے جلتے عذاب اور مشروبات کی اور بھی کئی قسمیں تیار ہوں گی۔ الغساق ما یغسق من صدید اھل النار (مدارک) ولھم مذوقات او انواع عذاب اٰخر (روح ج ۲۳ ص ۲۱۵) ف۴۱ ھذا فوج الخ جب رؤسائے مشرکین اور داعیانِ شرک جہنم میں داخل ہو جائیں گے تو ان کے بعد ان کے اتباع و اذناب کی فوج جہنم میں داخل کیجائیگی اور ان کے متبوعین سے کہا جائے گا یہ فوج بھی تمہارے ساتھ جہنم میں داخل ہوگی تو وہ کہیں گے ان پر خدا کی مار وہ بھی دوزخ میں داخل ہو رہے ہیں۔ قالوا بل انتم الخ اس کے جواب میں اتباع اپنے سرداروں سے کہیں گے بلکہ تم پر خدا کی مار ہو تم ہی نے ہمیں گمراہ کیا اور تمہاری وجہ ہی سے ہم اس برے انجام کو پہنچے ہیں۔ "ھذا فوج مقتحم" کلام الخزنۃ لرؤساء الکفرۃ فی اتباعھم و "لا مرحبا بھم انھم صالوا النار" کلام الرؤساء (مدارک) انتم قدمتموہ لنا یعنی و تقول الاتباع للقادۃ انتم بدأتم بالکفر قبلنا و شرعتموہ لنا وقیل معناہ انتم قدمتم لنا ھذا العذاب بدعائکم ایانا الی الکفر (خازن ومعالم ج ۶ ص ۵۲) ف۴۲ قالوا ربنا الخ رؤسائے شرک کے پیرو کہیں گے اے ہمارے پروردگار، جن کی وجہ سے ہم اس انجام کو پہنچے ہیں یعنی کفر و شرک کی تعلیم دینے والوں کو جہنم کی آگ میں ہم سے دوگنا عذاب دے۔ وقالوا ما لنا الخ دنیا میں مشرکین اہلِ توحید کو برا سمجھتے ہیں اور توحید بیان کرنیوالوں کو شر و فساد بپا کرنے والے تصور کرتے ہیں۔ قیامت کے دن مشرکین جہنم میں اور اہلِ توحید جنت میں ہوں گے۔ اس وقت مشرکین اہلِ توحید کے بارے میں آپس میں گفتگو کریں گے اور کہیں گے کیا بات ہے آج جہنم میں ہمیں وہ لوگ نظر نہیں آرہے جن کو ہم دنیا میں شرارتی اور فسادی کہا کرتے تھے۔ آتخذنٰھم سخریا الخ کیا دنیا میں ہم نے غلطی سے انکو شرارتی

موضح القرآن ف۱ یہ جن تھا۔ وہ اکثر خدا کے حکم کے منکر تھے لیکن رہنے لگا فرشتوں میں۔ ف۲ دو ہاتھوں سے یعنی بدن کو ظاہر کے ہاتھ سے اور روح کو غیب کے ہاتھ سے۔ اللہ غیب کی چیزیں بناتا ہے ایک طرح کی قدرت سے اور ظاہر کی چیزیں ایک طرح کی قدرت سے۔ اس انسان میں دونوں طرح کی قدرت خرچ کی۔ ف۳ آگ گرم ہے پُرجوش اور مٹی سرد اور خاموش۔ اس نے اُس کو خوب سمجھا۔ اور اللہ نے اُس کو پسند رکھا۔ ف۴ یعنی تب تک پھٹکار پڑتی جاوے گی تیرے اعمال سے۔ یہاں سے نکل یعنی بہشت سے فرشتوں کی صحبت میں جاتا تھا۔ اب نکالا گیا۔

سمجھ کر ان کا مذاق اڑایا لیکن حقیقت میں نیک لوگ تھے۔ اور آج وہ جنت میں ہیں۔ یا وہ ہیں تو کہیں دوزخ ہی میں لیکن ہمیں نظر نہیں آرہے۔ و المعنی مالنا لانراهم فی النار الیسوا فیہا فلذلك لانراهم۔ بل ازاغت عنہم ابصارنا فلانراهم۔ وهم فیہا (روح ج ۲۳ ص ۲۱۲) ۴۳ ان ذلك الخ اہل جہنم کی یہ گفتگو، راہنمایانِ شرک اور ان کے پیروؤں کا باہمی جھگڑا اور دوزخیوں کا موحدین اور مبلغینِ توحید کے بارے میں سوال وجواب یہ سب برحق ہے اور ضرور ہوگا۔ ۴۴ قل انما۔ تا۔ العزیز الغفار۔ دلائل عقلی ونقلی اور وحی کے بعد دعویٰ سورت کا بصراحت ذکر ہے۔ دلائل سابقہ سے ثابت ہوگیا کہ انبیاء علیہم السلام تو بوقتِ مصائب خود اللہ کو پکارتے اور اس کے سامنے عاجزی کرتے ہیں۔ اس لئے وہ شفیع غالب نہیں ہوسکتے۔ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق، کارساز، اپنی صفات میں یگانہ اور سب پر غالب ہے۔ ساری کائنات کا مالک اور سارے جہاں میں متصرف ومختار وہی ہے۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور اس کی بارگاہ میں کوئی شفیع قاہر نہیں ۴۵ قل ھو الخ ضمیر ہو آیاتِ سابقہ کے مضمون یعنی دعوتِ توحید سے کنایہ ہے یعنی مسئلہ توحید ایک نہایت اہم اور عظیم الشان امر ہے جس کی میں تمہیں بامرِ الٰہی خبر دے رہا ہوں اور وہ اس لائق ہے کہ اسے دل وجان سے قبول کیا جائے۔ اور اس سے تغافل نہ کیا جائے لیکن تم اپنی کم عقلی اور بدبختی سے اس کو پسِ پشت ڈال رہے ہو (ھو) ای ھٰذا الذی انبأتکم بہ من کونی رسولا منذرا وان اللہ واحد لا شریك لہ (روح، مدارك) ۴۶ ما کان لی الخ یہ سوال مقدر کا جواب ہے مشرکین کہتے اگر تو واقعی خدا کا پیغمبر ہے اور تمہارے پاس وحی آتی ہے تو ہمیں بتاؤ جس عذاب سے تو ہمیں ڈراتا ہے وہ کب آئے گا۔ جواب دیا گیا کہ بے شک میں اللہ کا پیغمبر ہوں اور مجھ پر وحی آتی ہے لیکن ملاءِ اعلیٰ میں جو کچھ ہو رہا ہے مجھے اس کا کوئی علم نہیں۔ اس لئے میں نہیں بتا سکتا کہ عذاب کب آئے گا۔ اور اللہ کی طرف سے مجھ پر وحی اسی لئے نازل ہوتی ہے کہ میں اس کا پیغمبر اور بشیر ونذیر ہوں ۴۷ اذ قال الخ یہاں سے فرشتوں کا حال بیان کیا گیا ہے کہ وہ بھی اللہ کے حکم کے بندے ہیں۔ اس لئے وہ شفیع غالب نہیں ہوسکتے۔ فقعوا۔ قعوا، وقع یقع (فتح) سے جمع مذکر امرِ حاضر کا صیغہ ہے۔ ای فاسقطوا لہ (روح) اللہ نے تخلیقِ آدم علیہ السلام سے قبل فرشتوں سے فرمایا کہ میں مٹی سے بشر کو پیدا کرنے والا ہوں اور خلافتِ ارضی کو اس کے سپرد کرنے والا ہوں۔ لہٰذا جب میں اس کی شکل و صورت کو مکمل کرکے اس میں روح پھونک دوں اور وہ ایک کامل انسان کی صورت میں ظاہر ہو جائے تو تم سب اس کے سامنے سجدے میں گر پڑنا۔ سجود لغیر اللہ کی پوری تحقیق سورۂ یوسف کی تفسیر حاشیہ نمبر (۸۳) میں گذر چکی ہے۔ فسجد الملئکۃ الخ چنانچہ جب آدم علیہ السلام کی پیدائش مکمل ہوگئی تو تمام فرشتے یکبارگی سربسجود ہوگئے۔ ۴۸ الا ابلیس الخ یہ جنات کا حال ہے کہ ابلیس جو بہت بڑے اور اونچے رتبے کا مالک تھا۔ بڑا عبادت گذار اور مقرب تھا۔ صد ہزاراں سال ابلیس لعیں۔ بود از ابدال میر المؤمنین۔ لیکن اللہ کی نافرمانی کی وجہ سے ملعون ومطرود ہوا۔ اس لئے وہ بھی شفیع غالب نہیں بن سکتا۔ یا اس کا ربط یہ ہے کہ

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ (۸۷) وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ (۸۸) ع

یہ تو ایک فہمائش ہے سارے جہان والوں کو اور معلوم کرلوگے اس کا احوال تھوڑی دیر کے پیچھے ۴۹

ع ۵/۱۴ ۱۴

سُوْرَةُ الزُّمَرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّثَمَانِيَةُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ زمر مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں پچھتر آیتیں ہیں اور آٹھ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ (۱) اِنَّآ اَنْزَلْنَآ

اتارنا ہے کتاب کا ۱ اللہ سے جو زبردست ہے حکمتوں والا ہم نے اتاری ہے ۲

اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ (۲)

تیری طرف کتاب ٹھیک ٹھیک سو بندگی کر اللہ کی خالص کر کر اس کے واسطے بندگی ۳

اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ۭ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ

سنتا ہے اللہ ہی کے لئے ہے بندگی خالص ۴ ف۱ اور جنہوں نے پکڑ رکھے ہیں اس سے ورے ۵

اَوْلِيَاۗءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ۭ

حمایتی کہ ہم تو ان کو پوجتے ہیں اس واسطے کہ ہم کو پہنچا دیں اللہ کی طرف

وقف لازم

اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ڛ اِنَّ

قریب کے درجے میں بے شک اللہ فیصلہ کردے گا ۶ ان میں جس چیز میں وہ جھگڑ رہے ہیں البتہ

اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ (۳) لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ

اللہ راہ نہیں دیتا اس کو جو ہو جھوٹا حق نہ ماننے والا اگر اللہ چاہتا ۷

اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۙ

کہ اولاد کرلے تو چن لیتا اپنی خلقت میں سے جو کچھ چاہتا

سُبْحٰنَهٗ ۭ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (۴) خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

وہ پاک ہے وہی ہے اللہ اکیلا دباؤ والا ف۲ بنائے آسمان ۸

۱ تمہید مع ترغیب ۱۲

۲ پہلی دلیل وحی ۱۲

۳ پہلی بار ذکر دعویٰ ۱۲

۴ زجر اول ۱۲

۵ تخویف اخروی ۱۲

۶ پہلی عقلی دلیل ۱۲

موضح قرآن ف ۱ بیٹیاں کیوں لیتا چنی چیز لیتا بیٹے ۱۲

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی مقبول نزدیک اوست ۱۲ ف ۲ یعنی بغیر شرک ۱۲

دیکھو شیطان کی پیروی نہ کرو اور دعویٰ توحید کو مان لو۔ استکبر۔ ابلیس نے تکبر کیا۔ اور آدم خاکی کو اپنے مرتبے سے کم جان کر حقیر سمجھا۔ وَکَانَ۔ ای وصار منھم باستکبارہ وتعاظمہ علی امر اللہ تعالیٰ (روح ج ۲۳ ص ۲۲۵) اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابلے میں غرور واستکبار کی وجہ سے کافر ہوگیا یا کَانَ اپنے اصل ہی پر ہے اور مطلب یہ ہے کہ ابلیس علمِ الٰہی میں تھا ہی کافر۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اس سے استکبار کا صدور ہوگا۔ ویجوز ان یکون المعنی وکان من الکافرین فی علم اللہ تعالیٰ لعلمہ عزوجل انہ سیعصیہ و یصدر عنہ ما یصدر باختیارہ وخبث طویتہ واستعدادہ (روح) ۴۹ قال یا ابلیس الخ فرمایا۔ اے ابلیس! جس آدم کو میں نے اپنے دستِ قدرت سے پیدا کیا ہے تو نے اس کو سجدہ کیوں نہیں کیا؟ کیا تو نے اس سے بڑا بننے کی کوشش کی ہے۔ یا تو واقعی اس سے فائق ہے اس لئے اس کو سجدہ نہیں کیا؟ تکبرت من غیر استحقاق او کنت ممن علا واستحق التفوق (بیضاوی) قال انا خیر منہ الخ ابلیس نے جواب دیا کہ میں واقعی آدم سے افضل ہوں کیونکہ مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو مٹی سے۔ اور ظاہر ہے کہ آگ مٹی سے افضل ہے۔ قال فاخرج الخ فرمایا۔ یہاں (جنت یا آسمان) سے نکل جا۔ تو رحمت وکرامت سے محروم کردیا گیا ہے۔ اور قیامت تک کیلئے لعنت وملامت کا مورد قرار دیدیا گیا ہے۔ قال رب الخ ابلیس نے عرض کی۔ بارِ الٰہا! قیامت تک مجھے مہلت دیدے اور مجھے طویل زندگی عطا فرمادے۔ فرمایا، قیامت تک نہیں بلکہ فنائے عالم یعنی نفخۂ اولیٰ تک تجھے مہلت ہے۔ کہنے لگا مجھے تیرے غلبہ وسلطان کی قسم میں بھی اس آدم کی اولاد کو گمراہ کرکے چھوڑوں گا، البتہ تیرے مخلص بندے میری دسترس سے باہر ہوں گے۔ قال فالحق الخ فالحق مبتدا ہے اور یمینی اس کی خبر مقدر ہے۔ فرمایا میری قسم بھی سراپا حق ہے۔ اور میں حق ہی کہتا ہوں۔ لاملئن جھنم الخ یہ قسم مقدر کا جواب ہے۔ ای واللہ لاملئن۔ فالحق قسمی قسم ہے اور لاملئن اس کا جواب ہے۔ اور والحق اقول جملہ معترضہ ہے (روح، بیضاوی، قرطبی، جلالین) منک، من جنسک وھم الشیاطین (وممن تبعک منھم) من ذریۃ آدم (مدارک ج ۴ ص ۳۵) مجھے اپنی ذات کی قسم میں بھی جہنم تیری ذریت اور اولادِ آدم میں سے تیری پیروی کرنے والوں ہی سے بھروں گا۔ ۵۰ قل ما اسئلکم الخ اس ناصحانہ وعظ وتبلیغ پر میں تم سے کچھ معاوضہ نہیں مانگتا اور نہ تکلف اپنے پاس سے باتیں بنا کر تمہیں سناتا ہوں۔ بلکہ یہ تو اللہ کی طرف سے تمام انسانوں کے لئے ایک نصیحت نامہ ہے۔ جیسا کہ ابتداءِ سورت میں فرمایا۔ والقراٰن ذی الذکر۔ سورت کی انتہاء، ابتداء سے متعلق ہے۔ ۵۱ ولتعلمن الخ حین سے موت یا قیامت مراد ہے یعنی اب دنیا میں تو نہیں مانتے ہو لیکن ایک وقت ایسا آئے گا کہ تم اپنے کفر وانکار کا انجام اپنی آنکھوں سے دیکھ لوگے۔ اور قرآن میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے۔ اس کی سچائی کا بچشم خود مشاہدہ کرلوگے۔ لیکن اس وقت تلافی کی کوئی صورت نہ ہوگی۔ واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین۔

سورۂ ص میں آیاتِ توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا (ع ۱) نفیٔ شرک فی التصرف۔
۲۔ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ ــــ تا ــــ فَلْيَرْتَقُوْا فِي الْاَسْبَابِ ۝ نفیٔ شرک فی التصرف
۳۔ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ ــــ تا ــــ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ (ع ۵) نفیٔ شرک فی التصرف ونفیٔ شفاعتِ قہری۔

سورۃ زمر

ربط سورۂ زمر کا سورۂ ص کے ساتھ نامی ربط یہ ہے کہ سورۂ ص میں واضح کیا گیا کہ جن کو تم شفعاء سمجھتے ہو وہ تو خود بطورِ امتحان و ابتلاء بعض جسمانی تکالیف میں ماخوذ ہیں اسلئے اللہ کی بارگاہ میں کوئی شفیعِ غالب نہیں۔ اب سورۂ زمر میں بیان کیا جائے گا کہ اہلِ توحید اور اہلِ شرک (غیر اللہ کو شفیعِ غالب ماننے والے وغیرہ) مختلف گروہوں (زُمر) میں بٹ جائیں گے۔ اہلِ توحید جنت میں اور اہلِ شرک جہنم میں جائیں گے۔ سورۂ زمر کو ماقبل کے ساتھ معنوی ربط یہ ہے کہ سورۂ سبا میں نفیِ شفاعتِ قہری کا مضمون مذکور تھا اور سورۂ فاطر میں بطورِ تفریع مذکور تھا کہ کارساز اور عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ حاجات میں مافوق الاسباب صرف اسی کو پکارو۔ اس کے بعد سورۂ یٰسین، صافات اور ص سورۂ سبا پر مرتب ہیں۔ کیونکہ ان تینوں سورتوں میں علی سبیل الترقی نفی شفاعتِ قہری کا ذکر ہے۔ اور سورۂ زمر سورۂ فاطر پر مرتب ہے۔ اور اس کا کچھ حصہ سورۂ سبا پر بھی مرتب ہے یعنی والذین اتخذوا من دونہٖ اولیاء ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفیٰ (ع ۱) اور ام اتخذوا من دون اللہ شفعاء (ع ۵) جب اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب اور کارساز نہیں اور نہ اس کی بارگاہ میں کوئی شفیع غالب ہے تو ہر قسم کی عبادت صرف اسی کی بجالاؤ اور حاجات میں صرف اسی کو پکارو۔

خلاصہ تمہید مع ترغیب، ذکرِ دعویٰ تین بار، تفریع بر دعویٰ۔ دلائل عقلیہ علی سبیل الترقی سات۔ بیانِ ثمرہ دلائل چار بار۔ چھ دلائل وحی۔ ایک دلیل نقلی ضمناً۔ بیان زجر چار بار تقابل مومنین و کافرین تین بار۔ ترغیب الی الہجرت۔

تفصیل

تنزیل الکتٰب الخ تمہید مع ترغیب۔ یہ بہت بڑے غالب و حکیم کا حکمنامہ ہے اسے مانو۔ اس سورت کو مضمون کے اعتبار سے چھ سلسلہائے مضامین میں تقسیم کیا جا سکتا ہے (۱) سلسلہ مضمون ذکر دعویٰ (۲) سلسلہ دلائلِ عقلیہ (۳) سلسلہ دلائل وحی (۴) سلسلہ بیان ثمرات (۵) سلسلہ ذکر زجرات اور (۶) سلسلہ تقابل بین المؤمنین و المشرکین۔

۱۔ سلسلہ مضمون ذکر دعویٰ

دعویٰ سورت کو تین بار ذکر کیا گیا ہے۔ اول فاعبد اللہ مخلصا لہ الدین (ع ۱) یہ دعویٰ سوَر سابقہ پر متفرع ہے۔ جب اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب و رکارساز نہیں۔ اور کوئی اس کی بارگاہ میں شفیع قاہر نہیں تو صرف اسی کی عبادت کرو۔ الا للہ الدین الخالص۔ یہ تنبیہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ ھو اللہ الواحد القھار۔ یہ دعویٰ پر تفریع ہے کہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے اور سب پر غالب ہے۔ ذکر دعویٰ دوسری بار۔ قل اللہ اعبد مخلصا لہ دینی (ع ۲) میں تو صرف اللہ ہی کی عبادت کروں گا اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہیں کرونگا۔ ذکر دعویٰ تیسری بار۔ قل افغیر اللہ تأمرونّی اعبد ایھا الجاھلون (ع ۷) یہ اعادۂ دعویٰ بطور زجر ہے۔ اے نادانو! اتنے واضح دلائل کے باوجود تم مجھ سے کہتے ہو کہ میں غیر اللہ کی عبادت کروں؟ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔

۲۔ سلسلہ دلائل عقلیہ علی سبیل الترقی۔

پہلی عقلی دلیل۔ خلق السمٰوٰت والارض۔ تا۔ الا ھو العزیز الغفار (ع ۱) زمین و آسمان کو اللہ نے پیدا فرمایا۔ یہ دن رات کی آمد و رفت اور سورج اور چاند کا میعاد معین تک چلنا یہ سب اللہ کے اختیار میں ہے۔ اس کائنات میں غور و فکر کرو۔ یہ سب اللہ کی وحدانیت اور اس کی قدرت کے دلائل ہیں۔

دوسری عقلی دلیل۔ خلقکم من نفس واحدۃ۔ تا۔ فی ظلمٰت ثلٰث (ع ۱) یہ دلیل اول سے بطور ترقی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف نظامِ شمسی کو پیدا فرمایا بلکہ خود تمہیں بھی اسی نے پیدا فرمایا۔ رحمِ مادر میں مختلف حالات سے گذار کر تمہاری پیدائش کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

تیسری عقلی دلیل۔ الم تر ان اللہ انزل۔ تا۔ لذکری لاولی الالباب (ع ۲) یہ دوسری دلیل سے بطور ترقی ہے۔ اللہ نے تمہیں پیدا کر کے ایسے ہی نہیں چھوڑ دیا۔ بلکہ تمہاری زندگی کی تمام ضروریات خصوصاً خوراک بھی مہیا فرما دی۔ اس لئے صرف اسی کی عبادت بجالاؤ۔ ضرب اللہ مثلا رجلا الخ (ع ۳) تمثیل برائے مؤمن و مشرک۔

چوتھی عقلی دلیل۔ ولئن سالتھم۔ تا۔ لیقولن اللہ (ع ۴) یہ دلیل علی سبیل الاعتراف من الخصم ہے۔ جب تم مانتے ہو کہ زمین و آسمان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے تو لامحالہ اس کے سوا کوئی معبود اور پکار کے لائق بھی نہیں ہوگا۔

پانچویں عقلی دلیل۔ اللہ یتوفی الانفس۔ تا۔ یتفکرون (ع ۵) پہلی اور دوسری دلیل میں ابتدائی حالات کا ذکر تھا۔ اب اس دلیل میں انسان کی انتہائی حالت کا ذکر ہے حاصل یہ کہ انسان کی ابتداء و انتہاء اللہ تعالیٰ کے تصرف و اختیار میں ہے اس لئے وہی معبود برحق ہے۔

چھٹی عقلی دلیل۔ اولم یعلموا۔ تا۔ یؤمنون (ع ۵) انسان کے ابتدائی اور انتہائی حالات کے بعد اس دلیل میں اس کے درمیانی حالات کا ذکر کیا گیا ہے کہ زندگی میں انسان کو روزی دینے والا بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اور جو خالق و رازق ہو وہی معبود ہو سکتا ہے۔

ساتویں عقلی دلیل۔ اللہ خالق کل شیءٍ۔ تا۔ لہ مقالید السمٰوٰت والارض (ع ۶) ہر چیز کا خالق بھی وہی ہے اور ہر چیز کا محافظ و نگران بھی وہی ہے۔ لہذا

سب کا معبود بھی وہی ہے۔

۳۔ سلسلۂ دلائل وحی

پہلی دلیل وحی۔ انا انزلنا الیک الکتاب بالحق الخ (ع ۱) ہم نے آپ پر ایک عظیم الشان کتاب نازل فرمائی جس کا سب سے اہم اور اولین پیغام یہ ہے کہ صرف اللہ کی عبادت کرو۔ یہ مسئلہ کسی کا خود ساختہ نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے ہے۔

دوسری دلیلِ وحی۔ قل انی امرت ان اعبد اللہ۔ تا۔ اول المسلمین ٥ (ع ۲) مجھے وحی کے ذریعے سے حکم دیا گیا ہے کہ میں خالصتہً خدائے واحد کی عبادت کروں اس سے معلوم ہوا کہ تخصیصِ عبادت کا مسئلہ میرا من گھڑت نہیں، بلکہ من عند اللہ ہے۔

تیسری دلیلِ وحی۔ اللہ نزل احسن الحدیث۔ تا۔ فماله من هاد ٥ (ع ۳) یہ عمدہ اور پر تاثیر کتاب اللہ نے نازل فرمائی ہے۔ ایمان والے اس کی آیتیں سنکر کانپ اٹھتے ہیں۔ یہ کتاب میں نے اپنے پاس سے نہیں بنائی۔

چوتھی دلیلِ وحی۔ انا انزلنا الیك الکتٰب للناس بالحق (ع ۴) ہم نے آپ پر پیغامِ حق کے ساتھ یہ عمدہ اور پر تاثیر کتاب نازل کی ہے تاکہ آپ اس کا پیغام لوگوں تک پہنچائیں۔ آپ تو ہمارا پیغام سناتے ہیں اپنی طرف سے کوئی دعوٰی نہیں کرتے۔

پانچویں دلیل وحی علی سبیل الترقی۔ واتبعوا احسن ما انزل الیکم من ربکم (ع ۶) یہ ترقی من الادنیٰ الی الاعلیٰ ہے۔ پہلے فرمایا اعلان کرو کہ میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا جو کہتا ہوں اللہ کی وحی سے کہتا ہوں۔ پھر فرمایا یہ کیسی عمدہ اور پر تاثیر کتاب ہے (دلیل وحی سوم) یہاں فرمایا اس احسن و اعلیٰ کتاب کی دل و جان سے پیروی کرو۔

چھٹی دلیلِ وحی۔ ولقد اوحی الیك۔ تا۔ وکن من الشاکرین ٥ (ع ۷) اللہ کی جانب سے میری طرف وحی بھیجی گئی ہے کہ شرک سے تمام اعمالِ صالحہ ضائع ہو جاتے ہیں جس طرح توحید کی طرف اللہ کے حکم سے دعوت دیتا ہوں۔ اسی طرح شرک کا رد بھی اسی کے حکم ہی سے کرتا ہوں۔ اس دلیل وحی کے ضمن میں دلیلِ نقلی بھی آگئی والی الذین من قبلك انبیاء سابقین علیہم السلام پر بھی یہ وحی نازل کی گئی کہ شرک سے تمام اعمال برباد ہو جاتے ہیں۔

۴۔ سلسلہ بیان ثمراتِ دلائل

ثمرات چار ہیں۔ پہلے دو چھوٹے اور آخری دو بڑے۔

پہلا چھوٹا ثمرہ لا اله الا هو (ع ۱) یہ پہلی دو عقلی دلیلوں کے بعد ذکر کیا گیا ہے۔ ان دونوں دلیلوں سے واضح ہو گیا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

دوسرا چھوٹا ثمرہ۔ الحمد للہ (ع ۳) تیسری عقلی دلیل اور تمثیل مومن و کافر کے بعد دلیل اور تمثیل کا ثمرہ بیان کیا گیا ہے کہ ان سے معلوم ہو گیا کہ تمام صفات کارسازی اللہ کے ساتھ خاص ہیں۔

پہلا بڑا ثمرہ قل افرأیتم ما تدعون۔ تا۔ یتوکل المتوکلون ٥ (ع ۴) گذشتہ دلائل سے واضح اور روشن ہو گیا کہ ساری کائنات میں متصرف و مختار صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ لہٰذا اللہ کے سوا مشرکین جن کو پکارتے ہیں وہ تکلیف کو دور کرنے اور نفع پہنچانے کی قدرت نہیں رکھتے۔

دوسرا بڑا ثمرہ قل اللّٰهم فاطر السمٰوٰت والارض۔ تا۔ یختلفون ٥ (ع ۵) یہ لوگ ایسے روشن اور واضح دلائل سے بھی نہیں مانتے اور انکار و جحود پر مصر ہیں۔ اس لئے آپ اللہ سے عرض کریں کہ اے اللہ! ہمارے اور ان کے درمیان آخری فیصلہ قیامت کے دن تو ہی فرمائے گا۔

۵۔ سلسلہ بیانِ زجرات

زجر اول والذین اتخذوا من دونه اولیاء۔ تا۔ من هو کاذب کفار ٥ (ع ۱) مشرکین جو خود ساختہ معبودوں کی عبادت کرتے ہیں ان کا دعوٰی ہے کہ وہ ان معبودوں کو بالاستقلال مستحقِ عبادت نہیں سمجھتے۔ بلکہ ان کی عبادت و تعظیم کو قربِ خداوندی کا ذریعہ و وسیلہ اور ان کو عند اللہ شفیع سمجھتے ہیں۔ فرمایا دنیا میں دلائل سے انہوں نے تسلیم نہیں کیا۔ آخرت میں ان کو جہنم میں ڈال کر اس اختلاف کا قطعی فیصلہ کروں گا۔

زجر دوم واذا مس الانسان ضر۔ تا۔ عن سبیله ط (ع ۱) جب مشرک آدمی پر مصیبت آتی ہے تو وہ خود ساختہ شفعاء سے مایوس ہو کر معبودِ حق کو پکارتا ہے لیکن اللہ اس کو اپنی مہربانی سے مصیبتوں سے نجات عطا فرما دیتا ہے تو وہ خدا کو بھول جاتا ہے۔ اور خدا کے انعامات کو معبودانِ باطل کی طرف منسوب کر دیتا ہے۔

زجر سوم ام اتخذوا من دون اللہ شفعاء۔ تا۔ اذا هم یستبشرون ٥ (ع ۵) یہ زجر اول کی تشریح ہے۔ مشرکین اپنے معبودانِ خود ساختہ کو عند اللہ شفیع غالب سمجھتے ہیں۔ حالانکہ وہ سراپا عاجز ہیں اور کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتے۔

زجر چہارم فاذا مس الانسان ضر۔ تا۔ ولکن اکثرهم لا یعلمون ٥ (ع ۵) یہ زجر بطورِ شکوٰی ہے۔ مشرک انسان جب معبودانِ باطلہ سے مایوس ہو کر اپنی مصیبت میں اللہ کو پکارتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس پر مہربانی فرما کر اس کو مصیبت سے نجات عطا فرماتا ہے تو وہ اس کامیابی کو اپنے علم و فہم کا کمال قرار دیتا ہے اور کہتا ہے میں نے فلاں حیلہ کیا۔ اور فلاں بزرگ کو سفارشی بنایا جس کی وجہ سے مصیبت ٹل گئی۔

۶۔ سلسلہ تقابل بین المومن و الکافر

اوّل۔ امن ھو قانت۔ تا۔ انما یتذکر اولوا الالباب ۝ (ع ۱) دلیل کے بعد مومن و کافر کی صفات میں تقابل کا ذکر کیا گیا۔ ایک وہ (مومن) ہے جو راتوں کو اللہ کی بارگاہ میں سربسجود ہوتا اور عبادت کرتا ہے اور آخرت کے عذاب سے ڈرتا اور رحمتِ خداوندی کی امید رکھتا ہے۔ اس کے مقابلے میں کافر ہے جو ان صفات سے عاری ہے۔

دوم۔ افمن شرح اللہ صدرہ۔ تا۔ ضلٰل مبین ۝ (ع ۳) ایک وہ مومن ہے جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا ہے۔ اور اس کا سینہ نورِ اسلام سے منور ہو چکا ہے۔ اور ایک وہ کافر ہے جس کا دل پتھر کی مانند سخت ہے۔ اور اس میں قبولِ اسلام کی صلاحیت ہی موجود نہیں۔ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔

سوم۔ افمن یتقی بوجھہ سوٓء العذاب یوم القیمۃ (ع ۳) ایک وہ کافر ہے جس کے دونوں ہاتھ قیامت کے دن اس کی گردن کے ساتھ جکڑے ہوں گے اور جہنم کی آگ سے وہ اپنے چہرے کی اوٹ سے بچنے کی کوشش کرے گا۔ اور اس کے مقابلے میں مومن ہے جو عذابِ جہنم سے مامون و محفوظ رہے گا۔ کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں۔ ؟

ابتدائے سورت میں دو دلیلوں کے بعد ثمرہ بیان کیا گیا اور سورت کے آخر میں تمام دلائل کے بعد بھی ثمرہ بیان کیا گیا۔ سبحٰنہ و تعالٰی عما یشرکون ۝ (ع ۷) تاکہ معلوم ہو جائے کہ تمام دلائل دعوٰی کو صراحت سے ثابت کر رہے ہیں۔ اس سورت میں وارض اللہ واسعۃ (ع ۲) ہجرت کی ترغیب کی طرف اشارہ ہے۔ سورت میں جا بجا تخویف و تبشیر کا بھی ذکر ہے

۲ تنزیل الخ تنزیل الکتٰب مبتدا۔ من اللہ خبر ہے۔ یا تنزیل مبتدا محذوف کی خبر ہے۔ اور من اللہ الخ تنزیل کے متعلق ہے۔ قال الفراء والزجاج ھو مبتدأ و قولہ تعالٰی (من اللہ العزیز الحکیم) خبرہ۔ او خبر مبتدأ محذوف۔ ای ھذا المذکور تنزل، و (من اللہ) متعلق بتنزیل والوجہ الاول اوجہ (روح ج ۲۳ ص ۲۳۳) یہ تمہید مع ترغیب ہے۔ یہ حکمنامہ اس بادشاہ کی طرف سے ہے جو سب پر غالب و رسب کچھ جاننے والا ہے۔ اس کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں۔ اس نے اب تک اگر معاندین کو نہیں پکڑا تو اس میں حکمت ہے کہ منکرین کو مزید غور و فکر کا موقع مل جائے اور وہ راہِ راست پر آجائیں۔ اس لئے اس غالب و رحکیم بادشاہ کے حکمنامے کو مان لو۔

۳ انا انزلنا الخ یہ پہلی دلیلِ وحی ہے۔ یہ کتاب جو سراپا حق ہے اور عقائد اور احکامِ حقہ پر مشتمل ہے، ہم نے نازل فرمائی ہے۔ آپ جو کچھ بیان فرماتے ہیں ہمارے حکم سے بیان فرماتے ہیں اپنے پاس سے کچھ نہیں کہتے۔ فاعبد اللہ مخلصًا لہ الدین۔ یہ دعوائے سورت ہے۔ سورت کا یہ دعوٰی پہلی سورتوں پر عمومًا اور سورۂ فاطر پر خصوصًا متفرع ہے۔ سورۂ سبا، یٰسین، صآفات اور صٓ میں ثابت کیا گیا کہ اللہ کی بارگاہ میں کوئی شفیع قاہر نہیں۔ اور سورۂ فاطر میں بیان کیا گیا، لہٰذا اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب اور کارساز نہیں جب ثابت ہو گیا کہ اس کے سوا کوئی کارساز اور عالم الغیب نہیں اور نہ کوئی اس کی بارگاہ میں شفیعِ غالب ہے تو خالصتہً صرف اسی کی عبادت کرو۔ اور کسی کو اس کی عبادت میں شریک بناؤ اور لوگوں کو بھی اسی خالص توحید کی دعوت دو۔ ای فاعبد اللہ وحدہٗ لا شریک لہ وادع الخلق الی ذلک واعلمھم انہ لا تصلح العبادۃ الا لہ وحدہ وانہ لیس لہ شریک ولا عدیل ولا ندید (ابن کثیر ج ۴ ص ۴۵)

۴ الا للہ الخ یہ تنبیہ ہے کہ عبادت خالصتہً اللہ تعالٰی ہی کا حق ہے۔ اللہ کے سوا کوئی اور عبادت کے لائق نہیں۔

۵ والذین اتخذوا الخ یہ زجر اول ہے اور اس کے آخر میں تخویفِ اخروی کی طرف اشارہ ہے۔ اسم موصول سے مشرکین اور اولیآء سے مشرکین کے مزعومہ کارساز مراد ہیں۔ خواہ فرشتے ہوں یا پیغمبر یا اولیاء کرام۔ فالموصول عبارۃ عنھم (ثلثۃ احیاء من المشرکین، عامر وکنانۃ وبنی سلمۃ) او عبارۃ عما یعمھم واضرابھم من عبدۃ غیر اللہ سبحانہ وھو الظاھر فیکون الاولیآء عبارۃ عن کل معبود باطل کالملٰئکۃ وعیسی علیھما السلام والاصنام (روح ج ۲۳ ص ۲۳۵) امام قتادہ رح فرماتے ہیں جب مشرکین سے پوچھا جاتا کہ تمہارا خالق و مالک کون ہے؟ اور زمین و آسمان کو کس نے پیدا کیا۔ اور آسمان سے مینہ کون برساتا ہے؟ تو کہتے! اللہ! پھر ان سے کہا جاتا کہ پھر غیر اللہ کی عبادت کیوں کرتے ہو؟ تو جواب دیتے، لیقربونا الی اللہ زلفٰی ویشفعوا لنا عندہٗ (قرطبی ج ۱۵ ص ۲۳۳) ہم ان خود ساختہ معبودوں کی عبادت اس لئے کرتے ہیں تاکہ وہ سفارش کر کے ہیں بارگاہِ خداوندی میں مقرب بنا دیں اور ہمارے دنیوی کام اس سے کرا دیں۔ کیونکہ آخرت کے وہ قائل ہی نہ تھے۔ ای انما یحملھم علی عبادتھم لھم انھم عمدوا الی اصنام اتخذوھا علی صور الملائکۃ المقربین فی زعمھم فعبدوا تلک الصور تنزیلا لذلک منزلۃ عبادتھم الملٰئکۃ لیشفعوا لھم عند اللہ تعالٰی فی نصرھم ورزقھم وما ینوبھم من امور الدنیا فاما المعاد فکانوا جاحدین لہ کافرین بہ (ابن کثیر ج ۴ ص ۴۵) زلفٰی، لیقربونا کا مفعول مطلق ہے من غیر لفظہ۔

۶ ان اللہ الخ یہ تخویفِ اخروی ہے۔ دنیا میں مشرکین دلائل سے تو مانتے نہیں کہ اللہ کی بارگاہ میں کوئی شفیعِ غالب نہیں اور اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اس لئے محق و مبطل کے درمیان آخری اور قطعی فیصلہ قیامت کے دن ہو گا جب اہلِ حق کو جنت میں اور اہلِ باطل کو دوزخ میں داخل کر دیا جائے گا۔ ان اللہ یحکم بینھم و بین المسلمین فی ما ھم یختلفون فی امر الدین بادخال المحق الجنۃ والمبطل النار (مظہری۔ بیضاوی) ان اللہ لا یھدی الخ جو لوگ از راہِ ضد و عناد کفر و افترا (اللہ کے لئے نائب یا شفیعِ غالب ثابت کرنا) پر اڑے ہوئے ہیں۔ انہیں اللہ تعالٰی ہدایت قبول کرنے کی توفیق نہیں دیتا۔

۷ لو اراد اللہ الخ اس میں مشرکین کے گذشتہ دعوے کا ابطال و امتناع کیا گیا ہے کہ اگر بفرضِ محال اللہ تعالٰی کو منظور ہوتا کہ کسی کو اپنا نائب بنائے تو اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتا اپنی نیابت کے لئے منتخب فرما لیتا۔ آخر تمہارے خود ساختہ معبود ہی کیوں اس کے نائب بن گئے۔ سبحٰنہٗ الخ یہ مذکورہ دعوے پر تفریع ہے یعنی اللہ تعالٰی شریک اور نائب سے پاک ہے۔ وہ وحدہٗ لا شریک ہے۔ اور قہار و بے نیاز ہے۔ اس کو نائب کی ضرورت ہی نہیں۔

۸ خلق السمٰوٰت الخ یہ پہلی عقلی دلیل ہے۔ جو اللہ تعالٰی کے بلا شرکتِ غیرے استحقاقِ عبادت پر دلالت کرتی ہے۔ البتہ اس میں غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے۔ زمین و آسمان کو اس نے عبث اور بے فائدہ پیدا نہیں کیا۔ بلکہ اس ساری کائنات کو اس نے ایک عظیم مقصد کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ لوگ کائنات کے

ذرے ذرے سے صانع عالم کی قدرت اور اس کی وحدانیت پر استدلال کریں۔ بالحق ای متلبسا بالحق غیر عابث بل لیکون دلیلا علی الصانع (مظہری ج ۸ ص ۱۹۷) وہ دن کو رات میں اور رات کو دن میں چھپا دیتا ہے۔ سورج اور چاند بھی اس کے مطیعِ امر ہیں۔ اور اس کے حکم سے دونوں اپنے اپنے دورے کی تکمیل میں رواں دواں ہیں۔ یہ کارخانۂ عالم جس عزیز و غفار نے پیدا کیا ہے۔ اور جو اس میں متصرف و مختار ہے وہی ہر قسم کی عبادت کا مستحق ہے۔ ۹ خلقکم الخ یہ دوسری عقلی دلیل ہے اول سے علی سبیل الترقی یعنی اس نے نہ صرف زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے۔ بلکہ تمہارا خالق بھی وہی ہے۔ اپنی پیدائش میں غور و فکر کرو کہ کس کمالِ قدرت اور حسنِ تدبیر سے اس نے تمہاری ابتداء ایک جان (حضرت آدم علیہ السلام) سے فرمائی۔ اور پھر بشری سلسلۂ نسل کو زوجین کے ذریعے سے آگے بڑھایا۔ پھر رحم مادر میں نطفہ سے لے کر کمالِ تخلیق تک جو مختلف احوال پیش آتے ہیں ان میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ کی کمالِ قدرت کی دلیل ہے۔ پھر اس نے تمہارے فائدے کی خاطر مختلف انواع و اقسام کے چوپائے پیدا فرمائے۔ جن کا تم گوشت کھاتے، دودھ پیتے اور بعض سے اس کے علاوہ سواری اور باربرداری کا کام بھی لیتے ہو۔ وہ اللہ جس نے محض اپنی مہربانی سے اور اپنی قدرت کاملہ سے یہ سب کچھ کیا ہے، وہی ساری کائنات کا مالک اور وہی تمہارا معبودِ برحق ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ من نفسٍ واحدۃ حضرت آدم علیہ السلام منہا ضمیر نفس واحدۃ کی طرف راجع ہے اور اس کا مضاف مقدر ہے۔ ای من جنسہا یعنی جنسِ آدم و بشر ہی سے اس کا جوڑا پیدا فرمایا۔ ۱ انزل، قال سعید بن جبیر خلق (قرطبی) ثمٰنیۃ ازواج چوپایوں کی یہ آٹھ انواع سورۂ انعام ع ۱۷ میں مفصل گذر چکی ہیں۔ یعنی اِبل (اونٹ، اونٹنی) بَقَر (گائے بیل، بھینس، بھینسا بھی بقر میں داخل ہیں) ضأن۔ (دنبی دنبہ اور بھیڑ مینڈھا) معز (بکری بکرا) خلقا من بعد خلق۔ نطفہ سے عَلَقہ (خون منجمد) عَلَقہ سے مُضغہ (بوٹی) مُضغہ سے عِظَام (ہڈیاں) اور پھر اس ڈھانچے سے انسان تام الخلقۃ اس کی تفصیل سورۂ مؤمنون ع ۱ میں مذکور ہے فی ظلمٰت ثلٰث۔ تینوں اندھیروں سے پیٹ، رحم اور مشیمہ (وہ پردہ جس میں جنین محفوظ ہوتا ہے) کے اندھیرے مراد ہیں (روح، جامع وغیرہما) ۱۰ ذلکم اللہ الخ یہ تنبیہ ہے۔ اور دلائلِ مذکورہ کا اجمالاً استحضار ہے تاکہ اس پر آئندہ حکم اور ثمرہ مرتب ہوسکے۔ صفاتِ بالا سے متصف ذاتِ بابرکات ہی تمہارا رب اور مالک ہے اور اس کائنات میں اور خود تمہارے اندر وہی متصرف ہے لا الٰہ الا ھو۔ یہ دلائلِ سابقہ کا ثمرہ ہے۔ جب سب کا خالق و مالک اور سارے عالم میں متصرف و مختار وہی ہے اور کوئی نہیں تو عبادت کے لائق بھی اس کے سوا اور کوئی نہیں۔ لہٰذا ہر قسم کی عبادت صرف اسی کے لئے بجا لاؤ۔ فانّٰی تؤفکون۔ پھر اس بیانِ شافی کے بعد کس دلیل سے اللہ کی خالص عبادت سے پھرے جاتے ہو۔ اور غیر اللہ کی عبادت کرتے ہو، یعنی دلائلِ عقلیہ تو اللہ کی وحدانیت پر قائم ہیں۔ اس لئے تمہارا شرک کرنا محض بے دلیل ہے۔ ۱۱ ان تکفروا الخ یہ

۱ دوسری عقلی دلیل

۲ ثمرہ دلائل سابقہ ۱۲

۳ تخویف اخروی ۱۲

وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ
اور زمین ٹھیک لپیٹتا ہے رات کو دن پر اور لپیٹتا ہے دن کو
عَلَى الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ
رات پر اور کام میں لگا دیا سورج اور چاند کو ہر ایک چلتا ہے ایک ٹھہری
مُّسَمًّى ۗ اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۝۵ خَلَقَكُمْ مِّنْ
ہوئی مدت پر سنتا ہے وہی ہے زبردست گناہ بخشنے والا بنایا تم کو ۹
نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ
ایک جی سے پھر بنایا اسی سے اس کا جوڑا اور اتارے تمہارے واسطے
مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۭ يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ
چوپاؤں سے آٹھ نر و مادہ ف۱ بناتا ہے تم کو ماں کے
اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ۭ
پیٹ میں ایک طرح پر دوسری طرح کے پیچھے تین اندھیروں کے بیچ ف۲
ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى
وہ اللہ ہے رب تمہارا اسی کا راج ہے ۱۰ کسی کی بندگی نہیں اس کے سوائے پھر
تُصْرَفُوْنَ ۝۶ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ ۣ
کہاں سے پھرے جاتے ہو ف۳ اگر تم منکر ہوگئے ۱۱ تو اللہ پروا نہیں رکھتا تمہاری
وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۚ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ
اور پسند نہیں کرتا اپنے بندوں کا منکر ہونا اور اگر اس کا حق مانو گے تو اس کو تمہارے
لَكُمْ ۭ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ
لئے پسند کرے گا اور نہ اٹھائے گا کوئی اٹھانے والا بوجھ دوسرے کا ۱۲ پھر اپنے رب کی طرف تم کو
مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۭ اِنَّهٗ
پھر جانا ہے تو وہ جتلائے گا تم کو جو تم کرتے تھے مقرر اس کو

موضح قرآن ف۱ لپیٹتا ہے یعنی ایک پر دوسرا چلا آتا ہے۔ توڑا نہیں پڑتا۔ ف۲ ایک پیٹ ایک رحم ایک جھلی۔ وہ جھلی ساتھ نکلتی ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی نر و مادہ از شتر و گاو و گوسفند و بز ۱۲۔ ف۲ یعنی مشیمہ و رحم و بطن ۱۲

تخویف اخروی ہے۔ ایسے دلائل واضحہ کے باوجود بھی اگر تم کفر پر قائم رہو تو سن لو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان و شکر سے بے نیاز ہے۔ تمہارے کفر سے اس کا کچھ بگڑ تا نہیں اور تمہارے ایمان و تشکر سے اس کا کچھ سنورتا نہیں۔ ولا یرضی الخ البتہ محض بندوں کی خیر خواہی کے لئے وہ سامانِ ہدایت فراہم فرماتا ہے۔ اور کفر و ناشکر گذاری کو اپنے بندوں کے لئے پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ اس میں بندوں کا سراسر دنیوی اور اخروی نقصان ہے۔ وان تشکروا الخ اور اگر تم اس کا شکر کرو اس کی توحید پر ایمان لاؤ اور پیغمبر علیہ السلام کی ہدایت کے مطابق اعمال صالحہ بجالاؤ تو اس کو تمہارے لئے پسند فرماتا ہے۔ کیونکہ اس میں تمہارا دنیا اور آخرت

عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ⑦ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ
خبر ہے دلوں کی بات کی اور جب آ لگے انسان کو ۱۳ سختی
دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ
پکارے اپنے رب کو رجوع ہو کر اسی کی طرف پھر جب بخشے اس کو نعمت اپنی طرف سے
نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْۤا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ
بھول جائے اس کو کہ جس کے لئے پکار رہا تھا پہلے سے اور ٹھہرائے اللہ کی
اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا ۖ
برابر اوروں کو تاکہ بہکائے اس کی راہ سے تو کہہ برت لے ساتھ اپنے کفر کے تھوڑے دنوں ۱۴
اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ⑧ اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ
تو ہے دوزخ والوں میں بھلا ایک جو بندگی میں ۱۵ لگا ہوا ہے رات کی
سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ؕ
گھڑیوں میں سجدے کرتا ہوا اور کھڑا ہوا خطرہ رکھتا ہے آخرت کا اور امید رکھتا ہے اپنے رب کی
قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا
مہربانی کی تو کہہ کوئی برابر ۱۶ ہوتے ہیں سمجھ والے اور
يَعْلَمُوْنَ ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ⑨ قُلْ يٰعِبَادِ
بے سمجھ سوچتے وہی ہیں جن کو عقل ہے تو کہہ اے بندو میرے
الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ
جو یقین لائے ہو ڈرو اپنے رب سے ۱۷ جنہوں نے نیکی کی اس
الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ؕ اِنَّمَا يُوَفَّى
دنیا میں ان کے لئے ہے بھلائی اور زمین اللہ کی کشادہ ہے ف۱ صبر کرنے والوں
الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ⑩ قُلْ اِنِّيْۤ اُمِرْتُ
ہی کو ملتا ہے ان کا ثواب بے شمار تو کہہ مجھ کو حکم ہے ۱۸

ع ۱۵

۱۰ زجر دوم بصورت شکوی

۱۲ زجر سوم بہ تہدید ۱۲

۱۳ تقابل مومنین و مشرکین بار اول ۱۲

۱۷ بشارت دنیوی و اخروی ۱۲

۱۸ دوسری دلیل ...

کا فائدہ ہے (ولا یرضی لعبادہ الکفر) لما فیہ من الضرر علیھم (وان تشکروا یرضہ لکم) لما فیہ من نفعکم (روح ج ۲۳ ص ۲۴۲) ۱۲ ولا تزر الخ تمہارے کفر و انکار اور ناشکر گذاری کا نقصان صرف تمہیں ہی ہے اور قیامت کے دن اس کی سزا بھی تم ہی پاؤ گے دنیا میں تمہیں اپنی بداعمالیوں کا انجام بد سمجھ میں نہیں آتا نہ نظر ہی آتا ہے۔ قیامت کے دن جب اللہ کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے اس وقت وہ تمہیں تمہارے اعمال سے باخبر کریگا۔ وہ چونکہ دلوں کے بھید بھی جانتا ہے اس لئے اس پر تمہارا کوئی ظاہر یا پوشیدہ عمل مخفی نہیں ۱۳ واذا مس الخ یہ زجر دوم ہے بصورت شکوی۔ الانسان سے انسانِ کافر مراد ہے (مدارک، قرطبی) انسانِ کافر و مشرک کا یہ حال ہے کہ اس پر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ اپنے مزعومہ کارسازوں سے ناامید ہو کر پوری توجہ اور یکسوئی قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے پھر جب اللہ تعالیٰ اسے اپنے انعام و احسان سے سرفراز فرما دیتا ہے تو اس منعمِ حقیقی کو بھول جاتا ہے۔ جسے پہلے مصیبت کے وقت پوری تضرع و عاجزی سے پکارتا رہا۔ یا اس مصیبت کو بھول جاتا ہے جس کی خاطر اللہ کو پکارتا رہا۔ اور پھر سے اللہ کے ساتھ عبادت اور پکار میں شرک کرنے لگتا ہے۔ اور اللہ کے انعامات کو معبودانِ باطلہ کا احسان قرار دیتا ہے۔ نسی ما کان یدعوا الیہ ای نسی ربہ الذی کان یتضرع الیہ …… او نسی الضر الذی کان یدعوا اللہ الی کشفہ (مدارک ج ۴ ص ۴۲) وجعل للہ اندادا ای فی حال العافیۃ یشرک باللہ ویجعل لہ اندادا (ابن کثیر ج ۴ ص ۴۶) لیضل عن سبیلہ تاکہ لوگوں کو یہ شبہ ڈالے کر اللہ کی راہ (توحید) سے گمراہ کرے کہ اسکو مصیبت سے اسکے خود ساختہ معبودوں نے نجات دی ہے (لیضل) الناس بذلک (عن سبیلہ) عن وجل الذی ھو التوحید (روح ج ۲۳ ص ۲۴۵) ۱۴ قل تمتع الخ یہ تہدید ہے۔ اچھا تو اگر ان واضح دلیلوں کے باوجود کفر پر ہی قائم رہنا چاہتے ہیں اور اسی میں اپنا فائدہ سمجھتا ہے تو چند دن اس سے فائدہ اٹھالے آخر کار تیرا ٹھکانا جہنم ہے ۱۵ امن ھو الخ یہ پہلی بار مومنین اور مشرکین کی صفات کے درمیان تقابل کا ذکر ہے ایک وہ مومن ہے جو راحت و آرام کو چھوڑ کر رات کی گھڑیوں میں اٹھ اٹھ کر اللہ کی عبادت کرتا ہے کبھی قیام میں ہاتھ باندھے کھڑا ہے اور کبھی اسکی بارگاہ میں جبین نیاز زمین پر رکھے سجدہ بجا لا رہا ہے۔ آخرت کا خوف اس پر طاری رہتا ہے لیکن وہ مایوس نہیں ہوتا بلکہ اللہ کی رحمت کا امیدوار رہتا ہے رحمۃ ربہ کے بعد کمن ھو لیس کذلک مقدر ہے یعنی کیا مذکورہ بالا صفات کا حامل مومن اس کافر کی مانند ہو سکتا ہے جو ان خوبیوں سے عاری ہو۔ قال الشیخ قدس سرہ امن ھو قانت کمن ھو غیر قانت (معالم و خازن ج ۶ ص ۶۹) ۱۶ قل ھل الخ یہ مقابل کیلئے مثال و نظیر کی صورت میں تائید ہے۔ یا عملی تفاوت کے بعد علمی تفاوت کا بیان ہے یعنی مومن و کافر عمل کیطرح علم میں بھی برابر نہیں یا مطلب

فتح الرحمٰن ف۱ دریں آیت تعریض است بہجرت حبشہ ۱۲

عالم اور ایک جاہل برابر نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح مومن و کافر بھی باہم برابر نہیں۔ نفی لاستواء الفریقین باعتبار القوۃ العلمیۃ بعد نفیہ باعتبار القوۃ العملیۃ علی وجہ ابلغ لمزید فضل العلم وقیل تقریر للاول علی سبیل التشبیہ ای کما لا یستوی العالمون والجاہلون لا یستوی القانتون والعاصون (بیضاوی) انما یتذکر الخ ایسے واضح اور مدلل بیانات سے صرف عقل و فکر رکھنے والے ہی نصیحت و عبرت حاصل کرتے ہیں **۱۷؎** قل یعباد الخ یہ ایمان والوں کے لئے دنیوی اور اخروی بشارت ہے۔ میرے مومن بندوں سے کہہ دو کہ اپنے پروردگار سے ڈرتے رہیں اس کے احکام کی تعمیل اور اس کے منہیات سے احتراز کرتے رہیں۔ جو لوگ پورے اخلاص کے ساتھ ایمان و تقویٰ پر قائم رہیں گے دنیا میں بھی ان پر انعام و اکرام کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ یہ اس صورت میں ہے جبکہ فی ھذہ الدنیا، حسنۃ کے متعلق ہو۔ اور اگر فی الدنیا، احسنوا کے متعلق ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ جو لوگ دنیا میں اعمال صالحہ بجا لائیں گے وہ آخرت میں اس کا اجر و ثواب پائیں گے وارض اللہ واسعۃ یہ ہجرت کی ترغیب ہے اگر غلبۂ کفار کی وجہ سے تم اپنے وطن میں اللہ کے دین پر قائم نہیں رہ سکتے اور نہ کما حقہٗ اس کی عبادت کر سکتے ہو تو اللہ کی زمین فراخ ہے کسی دوسری جگہ چلے جاؤ۔ جہاں تم اطمینان سے اپنے دین کو قائم کر سکو۔ جو لوگ ہجرت کے مصائب و شدائد پر صبر کرتے اور خندہ پیشانی سے انہیں برداشت کرتے ہیں انہیں آخرت میں بے حساب اجر و ثواب ملے گا۔ انما یوفی الصابرون الذین صبروا علی الھجرۃ ومفارقۃ المحاب والاقتداء بالانبیاء والصالحین اجرھم بغیر حساب (روح جلد ۲۳ ص ۲۴۸) قل یعباد الخ اللہ تعالیٰ کا مقولہ ہے جسے بعینہٖ بندگان خدا تک پہنچانے کا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے یعباد الخ حضور علیہ السلام کا مقولہ نہیں تاکہ اس سے یہ استدلال کیا جا سکے کہ تمام مومنین آپ کے بندے ہیں جیسا کہ اہل بدعت بیان کرتے ہیں۔ ای قل لھم قولی ھذا بعینہ وفیہ تشریف لھم باضافتھم الی ضمیر الجلالۃ (روح جلد ۲۳ ص ۲۴۸) ای قل یا محمد لعبادی المومنین۔ قرطبی ج ۱۵ ص ۲۴۰) **۱۸؎** قل انی امرت الخ یہ دلیل وحی ہے مجھے وحی کے ذریعے سے حکم دیا گیا ہے کہ میں خالصۃً اللہ کی عبادت کروں اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کروں اور یہ حکم مجھے اس لئے دیا گیا ہے تاکہ دنیا و آخرت میں میں تمام مسلمانوں پر مقدم و سابق رہوں۔ یا مطلب یہ ہے کہ میں اس امت میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والا ہوں۔ ای امرت بالاخلاص لاجل ان اکون مقدمھم فی الدنیا والاخرۃ لان قصب السبق انما ھو بالاخلاص او لکونی اول من اسلم من قریش ومن دان بدینھم (مظہری، بیضاوی، روح) **۱۹؎** قل انی اخاف الخ تمہارے دل چونکہ خوف خدا سے خالی ہیں۔ اس لئے تم کفر و شرک اور دیگر بداعمالیوں کا بے محابا ارتکاب کرتے ہو لیکن میں تو خدا کے عذاب سے ڈرتا ہوں مجھے تو ڈر ہے کہ اگر میں اخلاص عبادت میں کوتاہی کروں اور تمہاری طرح شرک

۱۔ دوسری بار ذکر توحید
۲۔ اہم تمہید و تخویف اخروی ۱۲
۳۔ بشارت اخروی ۱۲

أَنْ أَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ⑪ وَأُمِرْتُ لِأَنْ أَكُوْنَ

کہ بندگی کروں اللہ کی خالص کر کر اس کیلئے بندگی اور حکم ہے کہ میں ہوں

أَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ⑫ قُلْ إِنِّيْٓ أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ

سب سے پہلے فرمانبردار تو کہہ میں ف۱ ڈرتا ہوں اگر حکم نہ مانوں اپنے رب کا

عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ⑬ قُلِ اللّٰهَ أَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِيْ ⑭

ایک بڑے دن کے عذاب سے تو کہہ میں تو اللہ کو پوجتا ہوں خالص کر کر اپنی بندگی اس کیلئے

فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ۭ قُلْ إِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ

اب تم پوجو جس کو چاہو اس کے سوائے تو کہہ بڑے ہارنے والے وہ جو

خَسِرُوْٓا أَنْفُسَهُمْ وَأَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ أَلَا ذٰلِكَ هُوَ

ہار بیٹھے اپنی جان کو اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے دن ف۲ سنتا ہے یہی ہے

الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ⑮ لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ

صریح ٹوٹا ان کے واسطے اوپر سے بادل ہیں آگ کے

وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ۭ ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ۭ

اور نیچے سے بادل اس چیز سے ڈراتا ہے اللہ اپنے بندوں کو

يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ⑯ وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ أَنْ

اے بندو میرے تو مجھ سے ڈرو اور جو لوگ بچے شیطانوں ف۳ سے کہ ان

يَّعْبُدُوْهَا وَأَنَابُوْٓا إِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ⑰

کی عبادت کریں اور اللہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں وہ مستحق خوشخبری سنانے کے ہیں سو آپ میرے ان بندوں

الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ أَحْسَنَهٗ ۭ أُولٰٓئِكَ

کو خوشخبری سنا دیجئے جو اس کلام کو کان لگا کر سنتے ہیں پھر اس کی اچھی اچھی باتوں پر چلتے ہیں۔ یہی ہیں جن کو

الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَأُولٰٓئِكَ هُمْ أُولُوا الْأَلْبَابِ ⑱

اللہ نے ہدایت کی اور یہی ہیں جو اہل عقل ہیں

موضح قرآن ف۱ چلتے ہیں اس کے نیک پر یعنی حکم پر چلنا کہ اس کو کرتے ہیں منع پر چلنا کہ اس کو نہیں کرتے۔ اس کا کرنا نیک ہے۔ اس کا نہ کرنا نیک ہے ۱۲ منہ رح

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی از شرک ۱۲ ف۲ یعنی ہلاک کرد خود را و اہل خانہ خود را بضلال و اضلال ۱۲

اَفَمَنۡ حَقَّ عَلَیۡهِ كَلِمَةُ الۡعَذَابِؕ اَفَاَنۡتَ

بھلا جس پر ٹھیک ہوچکا ۲۳ عذاب کا حکم بھلا تو

تُنۡقِذُ مَنۡ فِی النَّارِ ⑲ لٰكِنِ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا رَبَّهُمۡ

خلاص کرسکے گا اس کو جو آگ میں پڑچکا لیکن جو ڈرتے ہیں ۲۴ اپنے رب سے

لَهُمۡ غُرَفٌ مِّنۡ فَوۡقِهَا غُرَفٌ مَّبۡنِیَّةٌۙ تَجۡرِیۡ مِنۡ

ان کے واسطے ہیں جھروکے ان کے اوپر اور جھروکے چنے ہوئے ان کے نیچے

تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ۬ؕ وَعۡدَ اللّٰهِؕ لَا یُخۡلِفُ اللّٰهُ الۡمِیۡعَادَ ⑳

بہتی ہیں ندیاں وعدہ ہوچکا اللہ کا اللہ نہیں خلاف کرتا اپنا وعدہ

اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ

تونے نہیں دیکھا کہ اللہ نے ۲۵ اتارا آسمان سے پانی پھر چلایا وہ پانی

یَنَابِیۡعَ فِی الۡاَرۡضِ ثُمَّ یُخۡرِجُ بِهٖ زَرۡعًا مُّخۡتَلِفًا

چشموں میں زمین کے پھر نکالتا ہے اس سے کھیتی کئی کئی

اَلۡوَانُهٗ ثُمَّ یَهِیۡجُ فَتَرٰىهُ مُصۡفَرًّا ثُمَّ یَجۡعَلُهٗ

رنگ بدلتے اس پر پھر آئے تیاری پر تو تو دیکھے اسکا رنگ زرد پھر کر ڈالتا ہے اسکو

حُطَامًاؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِكَ لَذِكۡرٰی لِاُولِی الۡاَلۡبَابِ ㉑

چورا چورا بیشک اس میں نصیحت ہے عقلمندوں کے واسطے

ع ۲ ۱۶

اَفَمَنۡ شَرَحَ اللّٰهُ صَدۡرَهٗ لِلۡاِسۡلَامِ فَهُوَ

بھلا جس کا سینہ ۲۶ کھول دیا اللہ نے دین اسلام کے واسطے سو وہ

عَلٰی نُوۡرٍ مِّنۡ رَّبِّهٖؕ فَوَیۡلٌ لِّلۡقٰسِیَةِ قُلُوۡبُهُمۡ

روشنی میں ہے اپنے رب کی طرف سے سو خرابی ہے انکو جن کے دل سخت ہیں

مِّنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِؕ اُولٰٓئِكَ فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ㉒ اَللّٰهُ

اللہ کی یاد سے وہ پڑے پھرتے ہیں بھٹکتے صریح اللہ نے

۱۹ تخویف اخروی ۲۰ بشارت اخروی ۲۱-۲۲ تفاوت بین المومن والکافر

۲۱ تیسری عقلی دلیل

کی طرف مائل ہوجاؤں تو مجھے وہ عذاب میں گرفتار کردے۔ اس سے مقصود مشرکین سے تعریض ہے۔ کیونکہ آپ معصوم ہیں اور آپ سے معصیت کا صدور محال ہے وھذا شرط معناہ تعریض بغیرہ بطریق الاولی والاحری (ابن کثیر ج ۴ ص ۴۸) **۲۰** قل اللہ اعبد الخ یہ دوسری بار دعوے کا ذکر ہے۔ فرمایا دوبارہ اعلان کردو کہ میں تو صرف اللہ ہی کی عبادت کرتا ہوں۔ اور ہمیشہ اسی پر قائم رہوں گا۔ اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہیں کروں گا۔ فاعبدوا الخ یہ امر تہدید اور تخویف اخروی ہے۔ تمہیں اختیار ہے اللہ کے سوا جس کی چاہو عبادت کرتے رہو۔ لیکن ایک بات یاد رکھو۔ قیامت کے دن سخت خسارے اور ناقابل تلافی نقصان میں رہو گے۔ جب جرم شرک کی پاداش میں بلاحساب وکتاب جہنم میں جھونک دیئے جاؤ گے۔ تم لوگ مال ودولت کے نقصان کو نقصان شمار کرتے ہو حالانکہ اصل نقصان یہ نہیں۔ اصل نقصان آخرت کا نقصان ہے اور درحقیقت خسارے میں وہ لوگ رہیں گے جو قیامت کے دن اپنی جانوں کو اور اپنے اتباع واذناب کو تلف اور برباد کریں گے۔ کیونکہ انھوں نے خود بھی شرک وکفر اختیار کیا اور اپنے اتباع ومریدین کو بھی اس روش پر ڈالا اس لئے سب مل کر جہنم میں جائیں گے۔ (خسروا انفسھم واھلیھم) باختیارھم الکفر لھما فالمراد بالاھل اتباعھم الذین اضلوھم ای اضاعوا انفسھم واضاعوا اھلیھم واتلفوھما (یوم القیمۃ) حین یدخلون النار الخ (روح جلد ۲۳ ص ۲۵۱) **۲۱** لھم من الخ یہ عذاب جہنم کی تفصیل ہے جہنم میں جہاں ان کا ٹھکانا ہوگا۔ ان کے نیچے اور اوپر آگ کے بے شمار طبقات ہوں گے جن میں محبوس ومحصور ہوں گے۔ اور جہاں سے وہ کہیں نکل بھاگ نہیں سکیں گے ذلک یخوف اللہ الخ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈرانے کے لئے عذاب جہنم کے یہ ہولناک مناظر بیان فرماتا ہے تاکہ ان سے بچنے کے لئے ایمان اور اعمال صالحہ کی طرف مائل ہوں۔ میرے بندو! میرے عذاب سے میری اطاعت وعبادت سے بچنے کی کوشش کرو **۲۲** والذین الخ یہ ایمان والوں کے لئے بشارت اخروی ہے جو اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرتے الطاغوت سے ہر معبود غیر اللہ مراد ہے قال الراغب: ھو عبارۃ عن کل متعد وکل معبود من دون اللہ تعالیٰ (روح جلد ۲۳ ص ۲۵۴) طاغوت کی مزید تحقیق سورہ بقرہ کی تفسیر حاشیہ (۵۰۴) میں ص ۱۲۶ پر گذر چکی ہے۔ فراجعہ۔ ان یعبدوھا۔ الطاغوت سے بدل الاشتمال ہے وانابوا الی اللہ میں واو تفسیریہ ہے یعنی جن لوگوں نے غیر اللہ کی عبادت سے اجتناب کیا اور اللہ کی خالص عبادت میں منہمک ہوگئے ان کے لئے آخرت میں جنت کی بشارت ہے فبشر عباد الخ اس لئے آپ میرے ان بندوں کو خوشخبری سنادیں جو بات کو بغور سنتے اور حق وباطل میں امتیاز کرکے حق بات کو مان لیتے اور اس کی پیروی کرتے ہیں۔ ان لوگوں کو اللہ نے ہدایت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور حقیقت میں عقلمند لوگ یہی ہیں۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں احسن القول سے مسئلہ توحید مراد ہے۔

۲۳ افمن حق الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ جس شخص کے بارے میں اس کے مسلسل انکار وجحود اور تعنت وعناد کی وجہ سے عذاب جہنم کا فیصلہ ہوچکا ہو کیا تو اسے عذاب سے چھڑا سکتا ہے؟ استفہام انکاری ہے یعنی تو اس کو عذاب سے نہیں چھڑا سکتا **۲۴** الکن الذین الخ یہ بشارت اخروی ہے۔ لیکن جو لوگ دنیا میں اپنے پروردگار کے عذاب سے ڈر کر اس کی عبادت واطاعت میں سرگرم رہے ان کے لئے جنت میں منزل بر منزل بالاخانے ہوں گے۔ اور نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی یہ اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں فرماتا **۲۵** الم تر ان اللہ الخ یہ تیسری عقلی دلیل ہے یہ پہلی دونوں دلیلوں سے بطور ترقی ہے ان دونوں میں زمین وآسمان اور خود حضرت انسان کی پیدائش کا ذکر تھا اور اس میں پیدائش کے بعد

نَزَّلَ اَحۡسَنَ الۡحَدِيۡثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ق صلے

اتاری ف۲۷ بہتر بات کتاب آپس میں ملتی دوہرائی ہوئی

تَقۡشَعِرُّ مِنۡهُ جُلُوۡدُ الَّذِيۡنَ يَخۡشَوۡنَ رَبَّهُمۡ ج

بال کھڑے ہوتے ہیں اس سے ف۱ کھال پر ان لوگوں کے جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے

ثُمَّ تَلِيۡنُ جُلُوۡدُهُمۡ وَقُلُوۡبُهُمۡ اِلٰى ذِكۡرِ اللّٰهِ ط

پھر نرم ہوتی ہیں ان کی کھالیں اور ان کے دل اللہ کی یاد پر

ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهۡدِيۡ بِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ ط

یہ ہے راہ دینا اللہ کا اس طرح راہ دیتا ہے جس کو چاہے

وَمَنۡ يُّضۡلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنۡ هَادٍ ﴿۲۳﴾ اَفَمَنۡ

اور جس کو راہ بھلائے اللہ اس کو کوئی نہیں سمجھانے والا ف۱ بھلا ایک وہ جو

يَّتَّقِيۡ بِوَجۡهِهٖ سُوۡٓءَ الۡعَذَابِ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ ط

روکتا ہے ف۲۸ اپنے منہ پر برا عذاب دن قیامت کے ف۲

وَقِيۡلَ لِلظّٰلِمِيۡنَ ذُوۡقُوۡا مَا كُنۡتُمۡ تَكۡسِبُوۡنَ ﴿۲۴﴾

اور کہے گا بے انصافوں کو ف۲۹ چکھو جو تم کماتے تھے

كَذَّبَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ فَاَتٰىهُمُ

جھٹلا چکے ہیں ان سے اگلے پھر پہنچا ان پر

الۡعَذَابُ مِنۡ حَيۡثُ لَا يَشۡعُرُوۡنَ ﴿۲۵﴾ فَاَذَاقَهُمُ

عذاب ایسی جگہ سے کہ ان کو خیال بھی نہ تھا پھر چکھائی اُن کو

اللّٰهُ الۡخِزۡيَ فِي الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ۚ وَلَعَذَابُ

اللہ نے رسوائی دنیا کی زندگی میں اور عذاب

الۡاٰخِرَةِ اَكۡبَرُ ۘ لَوۡ كَانُوۡا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۲۶﴾

آخرت کا تو بہت ہی بڑا ہے اگر ان کو سمجھ ہوتی

وقف لازم

انسان کی تربیت اور ضروریات زندگی مہیا کرنے کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے مینہ برسا کر پانی کو ندی نالوں اور دریاؤں کی صورت میں زمین پر بہا دیا جس سے زمینیں سیراب ہو کر مختلف الوان و اقسام کے غلے پیدا کرتی ہے۔ سرسبز و شاداب کھیت پکنے پر آتے ہیں تو زرد پڑ جاتے ہیں۔ اور جب بالکل تیار ہو جاتے ہیں تو خشک ہو کر ٹوٹنے لگتے ہیں۔ اصحاب عقل و بصیرت کے لئے اس میں بہت بڑی عبرت ہے۔ وہ اس سے ایک طرف اللہ کی وحدانیت اور اس کی قدرت پر استدلال کرتے ہیں۔ اور دوسری طرف اس حیاتِ دنیا کی بے ثباتی کا سبق سیکھتے ہیں۔ الذین یتذکرون بھذا فیعتبرون الی ان الدنیا ھکذا تکون خضرۃ نضرۃ حسناء ثم تعود عجوزا شوھاء (ابن کثیر جلد ۴ ص ۵۰)

ف۲۶ افمن شرح الخ یہ دوسری بار مومن و کافر کے اوصاف میں تقابل کا ذکر ہے۔ دلیل ثالث کے بعد یہ بیان مقصود ہے۔ ایک وہ مومن ہے جس نے اسلام اور توحید کی حقانیت کے دلائل میں غور و فکر کیا تو اللہ نے قبول اسلام کے لئے اس کا سینہ کھول دیا۔ اور اسلام کی سچائی پر اس کا دل مطمئن ہو گیا اور اللہ کی مہربانی اور اس کی توفیق سے اس کا سینہ نور توحید اور ضیاء اسلام سے روشن اور مستنیر ہو گیا۔ کیا یہ اس سنگدل کافر کی مانند ہو سکتا ہے جس کے دل پر مہر جباریت ثبت ہو چکی ہو اور اسے قبول حق کی استعداد سے محروم کر دیا گیا ہو۔؟ ہرگز نہیں۔ یہاں بھی کمن ھو لیس کذالک مقدر ہے قال الشیخ قدس سرہٗ یا کمن لم یشرح صدرہ (معالم ج ۶ ص ۶۹) یا کمن طبع اللہ تعالیٰ علی قلبہ فلم یھتد (خازن ج ۶ ص ۷۲) یا کمن اقسی اللہ قلبہ (جامع البیان ص ۳۹۶) فویل للقاسیۃ الخ جن کے دلوں پر مہر لگ چکی ہے اور ان کے دل ایسے سخت ہو چکے ہیں کہ ہدایت کو قبول نہیں کر سکتے اور آیاتِ ربانی سن کر اور سخت ہو جاتے ہیں۔ وہ کھلی گمراہی میں ہیں۔ ہلاکت ہے ان کے لئے جو ایسے واضح اور کھلے دلائل کے باوجود نہیں سمجھتے۔ اذا ذکر اللہ عندھم او ایاتہ ازدادت قلوبھم قساوۃ (مدارک ج ۴ ص ۴۲)

ف۲۷ اللہ نزل الخ یہ تیسری دلیل وحی ہے یہ پہلی دونوں دلیلوں سے علی سبیل الترقی ہے یعنی میں اپنی طرف سے کچھ بھی نہیں کہتا اللہ کے حکم اور اس کی وحی سے کہتا ہوں۔ یہ کتاب جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے وہ ہر کلام سے بہتر اور محاسن کلام میں سب پر فائق اور برتر ہے مُتَشَابِهًا اس کے بعض حصے بعض سے حسن و خوبی میں ملتے جلتے ہیں اور ایک دوسرے کی تائید و تصدیق کرتے ہیں۔ یشبہ بعضہ بعضا فی الحسن والحکمۃ ویصدق بعضہ بعضا (قرطبی جلد ۱۵ ص ۲۴۹) مثانی اس کی بعض آیتوں اور بعض مضامین کو بار بار دہرایا گیا ہے تاکہ اچھی طرح ذہن نشین ہو جائیں۔ قال الضحاک مثانی تردید القول لیفھموا عن ربھم تبارک وتعالیٰ (ابن کثیر ج ۴ ص ۵۰)۔ تقشعر منہ الخ قرآن مجید چونکہ وعدہ وعید اور بشارت و تخویف دونوں پر مشتمل ہے اس لئے جن لوگوں کے دلوں میں خدا کا خوف ہے جب وہ تہدید و تخویف اور وعید عذاب پر مشتمل آیتوں کی تلاوت کرتے ہیں تو خوفِ الٰہی سے کانپ اٹھتے ہیں۔ اور مارے خوف کے ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں پھر جب آیاتِ رحمت و مغفرت پر پہنچتے ہیں تو ان کے

۲۔ تقابل اوصاف
بین مومن و [illegible]
۱۲

۱۔ تخویف اخروی ۱۲ - ۲۔ تخویف دنیوی ۱۲

موضح قرآن ف۱ کتاب آپس میں ملتی یعنی خوبی میں کوئی آیت کم نہیں۔ دوہرائی ہوئی یعنی ایک مدعا کئی طرح تقریر کیا ۱۲

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی وعدہ با وعید و انذار با بشارت ۱۲ ف۲ یعنی بجز روئے چیزے نباید کہ عذاب را بآں نگاہ دارد مانند اہل نجات باشند ۱۲

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ

اور ہم نے بیان کی ف۳۰ لوگوں کے واسطے اس قرآن میں

مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾

سب چیز کی مثل تاکہ وہ دھیان کریں

قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ

قرآن ہے عربی زبان کا جس میں کجی نہیں تاکہ وہ

يَتَّقُوْنَ ﴿۲۸﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا

بچ کر چلیں اللہ نے بتلائی ف۳۱ ایک مثل ایک مرد ہے

فِيْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا

کہ اس میں شریک ہیں کئی ضدی اور ایک مرد ہے

سَلَمًا لِّرَجُلٍ ؕ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ؕ

پورا ایک شخص کا کیا برابر ہوتی ہیں دونوں مثل

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۹﴾

سب خوبی اللہ کے لئے ہے ف۳۲ پر وہ بہت لوگ سمجھ نہیں رکھتے ف۱

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ

بے شک تو بھی مرتا ہے ف۳۳ اور وہ بھی

مَّيِّتُوْنَ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ

مرتے ہیں پھر مقرر تم

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ

قیامت کے دن اپنے رب کے آگے

تَخْتَصِمُوْنَ ﴿۳۱﴾

جھگڑو گے ف۲

۳ ع ۱۰ ۱۷

ربط تمہید ۳۰
تمثیل ۱۲ ـ ۳۰
تمثیل مومن و مشرک
ف ۲
۱۲ ـ ۳ بیانِ تق

بدن نرم ہو جاتے ہیں اور دلوں میں سکون و طمانیت کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ ذلک ھدی اللہ الخ ذلک سے کتاب کی طرف اشارہ ہے یہ کتاب اللہ کی ہدایت، اس کی توحید اور اس کے سچے دین کے احکام پر حادی ہے وہ جسے چاہتا ہے اس ہدایت کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرماتا ہے یعنی ان لوگوں کو جو ضد نہیں کرتے اور نیک نیتی سے طلب حق کا جذبہ رکھتے ہیں اور جنہیں وہ گمراہ کر دے یعنی ان کے مسلسل عناد و تعنت کی وجہ سے انہیں قبولِ حق کی توفیق سے محروم کر دے اسے کوئی بھی راہ راست پر نہیں لا سکتا ف۲۸ افمن یتقی الخ یہ تیسری بار مومن و کافر کے اوصاف میں تقابل کا ذکر ہے۔ الانسان ہمیشہ اپنے چہرے کو آفات سے اپنے ہاتھوں کے ذریعے سے بچاتا ہے لیکن کافروں کو جب جہنم میں پھینکا جائے گا۔ ان کے ہاتھ ان کی گردنوں کے ساتھ بندھے ہونگے اس لئے وہ اپنے چہروں کو آگ کے شعلوں سے ہاتھوں کی مدد سے نہیں بچا سکیں گے بلکہ آگ کے شعلوں کو وہ اپنے چہروں پر لینگے۔ والکافر حین یلقی فی النار تکون یداہ مغلولتین الی عنقہ فلا یستطیع ان یتقی الا بوجہہ (مظہری ج ۸ ص ۲۱۰) کیا جہنم کی بھڑکتی آگ کے شعلوں میں گھرا ہوا کافر اس مومن کی مانند ہو سکتا ہے جو عذاب جہنم سے محفوظ و مامون ہو۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں یہاں بھی کمن ھو لیس کذالک مقدر ہے۔ یا کمن ھو امن من العذاب محذوف ہے (معالم، مظہری) ف۲۹ وقیل للظلمین الخ یہ تخویف اُخروی ہے۔ قیامت کے دن مشرکین سے کہا جائیگا کہ دنیا میں جو مشرکانہ افعال کرتے رہے ہو آج ان کی سزا کا مزہ بھی چکھ لو۔ کذب الذین الخ یہ تخویف دنیوی ہے امم سابقہ کے کفار و مشرکین نے توحید و رسالت اور دیگر امور حقۂ دینیہ کی تکذیب کی تو اچانک ہی انہیں عذاب نے آلیا۔ اور ہمیشہ کے لئے ان کا نام و نشان ہی مٹا دیا۔ فاذاقہم اللہ الخ دنیا میں اللہ تعالیٰ نے ان کو ذلت و رسوائی کے عذاب کا مزہ چکھایا اور آخرت کا عذاب اس سے بھی سخت اور ہولناک ہوگا ف۳۰ ولقد ضربنا الخ یہ آئندہ تمثیل کے لئے تمہید ہے۔ ہم نے قرآن میں ہر نوع کی مثالیں بیان کی ہیں جن کی موقع و محل کے مطابق ضرورت تھی تاکہ لوگ خوب سمجھیں اور نصیحت حاصل کریں۔ جیسا کہ مومن اور مشرک کی ایک مثال آگے آرہی ہے قرانا عربیا الخ یہ ھذا سے حال واقع ہے (روح) یہ قرآن خالص عربی میں ہے فصاحت و بلاغت، مضامین کی سنجیدگی، دلائل کی پختگی، واقعات کی صحت اور دیگر ہر پہلو سے وہ کامل و مکمل ہے اس میں کسی قسم کی کمی، کجی اور کوتاہی نہیں، یہ بلند پایہ کتاب اس لئے نازل کی گئی تاکہ لوگ اس کی تعلیمات کو مانیں اور ان پر عمل کریں اور اللہ کی نافرمانی اور معصیت سے بچیں ف۳۱ ضرب اللہ الخ یہ مومن اور مشرک کی تمثیل ہے ایک وہ غلام ہے جس میں بہت سے آدمی شریک ہیں۔ جو نہایت بداخلاق، جھگڑالو اور انصاف ناپسند ہیں۔ ان میں سے ہر ایک بوقتِ ضرورت اس کو اپنی خدمت کے لئے بلاتا ہے۔ اب وہ پریشان حیران ہے کہ کس کے حکم کی تعمیل کرے۔ ایک کو خوش رکھتا ہے تو دوسرا ناخوش ہے۔ دوسرے کو راضی کرتا ہے

موضح قرآن ف۱ ایک غلام جو کئی کا ہو۔ کوئی اس کو اپنا نہ سمجھے تو اس کی پوری خبر نہ لے اور ایک غلام جو سارا ایک کا ہو وہ اس کو اپنا سمجھے اور پوری خبر لے یہ مثال ہے جو ایک رب کے بندے ہیں۔ اور جو کئی رب کے بندے ۱۲ ف۲ کافر منکر ہوں گے کہ ہم کو کسی نے حکم نہیں پہنچایا پھر فرشتوں کی گواہی سے اور آسمان و زمین کی اور ہاتھ پاؤں کی گواہی سے ثابت ہوگا ۱۲

تو تیسرا ناراض ہے۔ اور ایک وہ غلام ہے جس کا صرف ایک آقا ہے اور وہ پورے اخلاص کے ساتھ اس کی خدمت کرتا اور اس کو خوش رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ خود ہی فیصلہ کرو، یہ دونوں غلام برابر ہو سکتے ہیں؟ کیا ان کا حال یکساں ہے؟ اگر نہیں تو دونوں میں سے کس کا حال اچھا ہے؟ مشرک کی مثال پہلے غلام کی سی ہے جو بے شمار خداؤں کی عبادت کرتا ہے اور مومن کی مثال دوسرے غلام کی سی ہے جو صرف خدائے واحد کی عبادت کرتا اور حاجات میں صرف اسی کو پکارتا اور صرف اسی کی رضا جوئی کے لئے اسی کے نام کی نذریں منتیں دیتا ہے۔ ظاہر ہے کہ مومن کا حال مشرک سے بدرجہا بہتر ہے وھذا مثل ضربہ اللہ تعالیٰ للکافر الذی یعبد الٰھۃ شتی والمؤمن الذی یعبد اللہ وحدہٗ فکان حال المؤمن الذی یعبد الٰھًا واحدًا احسن واصلح من حال الکافر الذی یعبد اٰلھۃ شتی (خازن ج ۶ ص ۷۲) ۳۲ الحمد للہ یہ دلیلِ سابق کا ثمرہ ہے۔ جب یہ بات واضح ہوگئی کہ آسمان سے بارش برسا کر لہلہاتے کھیت پیدا کرنا اور مخلوق کو روزی بہم پہنچانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ تمام صفات کارسازی بھی اسی کے ساتھ مختص ہیں اور وہی ہر قسم کی عبادت کے لائق ہے۔ بل اکثرھم لا یعلمون۔ ایسے مدلل اور روشن بیانات کے بعد شبہ کی گنجائش تو نہ تھی لیکن پھر بھی اکثر لوگ نادان ہیں ان میں غور و فکر نہیں کرتے۔ ۳۳۔

انک میت الخ یہ شبہۂ مقدرہ کا جواب ہے۔ شبہ یہ تھا مشرکین کہتے تھے جب تک یہ زندہ ہیں اس وقت تک تو یہ ہمارا اور ہمارے معبودوں کا پیچھا نہیں چھوڑے گا۔ ہاں البتہ موت ہی اس سے ہمیں خلاصی دلا سکتی ہے۔ جب یہ مر جائے گا تو قصہ پاک ہو جائے گا۔ جیسا کہ دوسری جگہ ان کا قول اس طرح نقل کیا گیا ہے۔ ام یقولون شاعر نتربص بہ ریب المنون (طور ع ۲) جواب میں ارشاد فرمایا موت سے کسی کو مفر نہیں۔ اگر وہ آپ کیلئے موت کے منتظر ہیں تو وہ خود کب تک زندہ رہیں گے۔ جس طرح آپ موت سے دوچار ہونے والے ہیں اسی طرح وہ بھی لقمۂ اجل بننے والے ہیں۔ پھر قیامت کے دن تم خدا کے سامنے جھگڑا کروگے۔ مشرکین کہیں گے۔ ما جاءنا من نذیر ہمارے پاس تو کوئی پیغمبر آیا ہی نہیں۔ آپ فرمائیں گے میں نے اللہ کا پیغام تم تک پہنچا دیا مگر تم نے نہ مانا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ محق و مبطل کے درمیان آخری فیصلہ فرمائے گا کانوا یتربصون برسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم موتہ فاخبران الموت یعمھم فلا معنے للتربص وشماتۃ الفانی بالفانی (مدارک ج ۴ ص ۴۴)

انک میت وانھم میتون۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور کفار پر موت کے ورود کو دو مستقل اور مؤکد جملوں میں اس لئے ذکر فرمایا تاکہ مشرکین جو موت سے غافل ہو چکے ہیں خوابِ غفلت سے بیدار ہو جائیں۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر موت کے ورود کو کوئی مستبعد نہ سمجھے۔ وتاکید الجملۃ فی (انھم میتون) للاشعار بانھم فی غفلۃ عظیمۃ کانھم ینکرون الموت وتاکید الاولے دفعا للاستبعاد موتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام (روح ج ۲۳ ص ۲۶۳) چنانچہ جب حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا سانحۂ فاجعہ پیش آیا، حضرت عمرؓ نے شدتِ حزن و غم سے بے اختیار ہو کر آپ کی موت کا انکار کر دیا۔ اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جن آیتوں سے استدلال کر کے حضرت عمرؓ کو آپکی موت

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ

پھر اس سے زیادہ ظالم کون ۳۴ جس نے جھوٹ بولا اللہ پر اور جھٹلایا سچی بات کو

اِذْ جَآءَهٗ ؕ اَلَیْسَ فِیْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِیْنَ ﴿۳۲﴾ وَالَّذِیْ

جب پہنچی اسکے پاس کیا نہیں دوزخ میں ٹھکانا منکروں کا ف۱ اور جو

جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۳۳﴾

لیکر آیا ۳۵ سچی بات اور سچ مانا جس نے اسکو وہی لوگ ہیں ڈر والے ف۲

لَهُمْ مَّا یَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا

ان کے لئے ہے جو وہ چاہیں ۳۶ اپنے رب کے پاس یہ ہے بدلا

الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۳۴﴾ ۚ لِیُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِیْ

نیکی والوں کا تاکہ اتارے اللہ ان پر سے برے کام جو

عَمِلُوْا وَیَجْزِیَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِیْ كَانُوْا

انہوں نے کئے تھے اور بدلا میں دے ان کو ثواب بہتر کاموں کا جو وہ

یَعْمَلُوْنَ ﴿۳۵﴾ اَلَیْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ؕ وَیُخَوِّفُوْنَكَ

کرتے تھے کیا اللہ بس نہیں ہے اپنے بندہ کو ۳۷ اور تجھ کو ڈراتے

بِالَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۶﴾

ہیں ان سے جو اس کے سوائے ہیں اور جس کو راہ بھلائے اللہ تو کوئی نہیں اسکو راہ دینے والا

وَمَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ؕ اَلَیْسَ اللّٰهُ بِعَزِیْزٍ

اور جس کو راہ سمجھائے اللہ ۳۸ تو کوئی نہیں اس کو بھلانیوالا کیا نہیں ہے اللہ زبردست

ذِی انْتِقَامٍ ﴿۳۷﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ

بدلہ لینے والا ف۳ اور جو تو ان سے پوچھے ۳۹ کس نے بنائے آسمان اور

الْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَرَءَیْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ

زمین تو کہیں اللہ نے تو کہہ بھلا دیکھو تو جن کو پوجتے ہو

۱۰۔ زجر مع تخویف اخروی ۳۲
۱۱۔ بیان حال اہل ایمان و بشارت اخروی ۳۳
۱۲۔ جواب شبہ ۳۶ عقلی دلیل [illegible] پہلا حقیقی ثمرہ ۱۲۵

موضح قرآن ف۱ یعنی اگر نبی نے جھوٹ خدا کا نام لیا تو اس سے برا کون۔ اور اگر وہ سچا تھا اور تم نے جھٹلایا تو تم سے برا کون ۱۲ منہ رح ف۲ لایا سچ تو نبی اور مانا سچ یہ مومن ۱۲ منہ رح ف۳ تجھ کو ڈراتے ہیں یعنی تو بتوں کو نہیں مانتا وہ تو تجھ پر غضب ہونگے کچھ تیرا برا کر دینگے۔ سو جس کی مدد پر اللہ ہو اس کا برا کون کر سکے۔ ۱۲ منہ رح

کالیقین دلایا ان میں یہ آیت بھی تھی۔ ھذہ الآیۃ من الآیات التی استشھد بھا الصدیق رضی اللہ عنہ عند موت الرسول صلی اللہ علیہ وسلم حتی تحقق الناس موتہ (ابن کثیر ج ۴ ص ۵۲) اخبرہ بموتہ وموتھم۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لئلا یختلفوا فی موتہ کما اختلفت الامم فی غیرہ۔ حتی ان عمر رضی اللہ عنہ لما انکر موتہ احتج ابوبکر رضی اللہ عنہ بھذہ الآیۃ فامسک (قرطبی ج ۱۵ ص ۲۵۴)

دو مستقل جملے استعمال کرنے سے دونوں موتوں کی نوعیت یا کیفیت کے اختلاف کی طرف اشارہ کرنا مقصود نہیں، جیسا کہ بعض کا خیال ہے بلکہ مستقل اور مؤکد جملوں سے درجات میں تفاوت کے باوجود دونوں کا موت میں تساوی ہونا علی وجہ التاکید بیان کرنا مقصود ہے۔ الخامس لیعلم ان اللہ تعالیٰ قد سوّی فیہ بین خلق مع تفاضلھم فی غیرہ لتکثر فیہ السلوۃ وتقل فیہ الحسرۃ (ایضا) باقی رہی انبیاء علیہم السلام کی دنیا سے رخصت ہونے کے بعد عالم برزخ میں زندگی، تو اس پر تمام اہلسنت والجماعت کا اتفاق ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو عالم برزخ میں نہایت اعلیٰ وارفع برزخی حیات حاصل ہے جو بعض اعتبارات سے دنیوی حیات سے بھی اقویٰ ہے۔ حیات انبیاء علیہم السلام کی تحقیق سورۂ آل عمران کی تفسیر میں حاشیہ ۲۶۰ ص ۱۹۲ پر گذر چکی ہے۔ ۳۴ فمن اظلم الخ یہ زجر ہے مع تخویف اخروی۔ سب سے بڑا ظالم اور بے انصاف وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کرے اور حق بات کو جھٹلائے۔ خدا پر جھوٹ باندھنے سے مراد یہ ہے کہ اس کے لئے شریک اور نائب متصرف ثابت کرے اور الصدق سے قرآن اور وہ تمام شریعت مراد ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی طرف سے لائے۔ (قرطبی، مدارک، خازن، بیضاوی) الیس فی جھنم الخ اب تم ہی انصاف سے بتاؤ کہ جب اللہ کی توحید اور دین اسلام کی صداقت ایسے واضح اور روشن دلائل سے ثابت ہو چکی تو اس کے بعد بھی جو شخص اللہ کے لئے شریک تجویز کرے اور حق وصداقت کا انکار کرے، کیا ایسے ضدی اور معاند منکرین کا ٹھکانا جہنم میں نہیں ہوگا؟ کیوں نہیں؟ ان کا ٹھکانا جہنم ہی ہوگا۔ ۳۵ والذی جاء الخ یہ منکرین کے مقابلے میں مومنین کا حال اور ان کے لئے بشارت اخروی ہے۔ جو شخص پیغام حق لیکر آیا۔ صرف لیکر ہی نہیں آیا بلکہ دل وجان سے اسے مانتا بھی ہے تو ایسے لوگ ہی حقیقت میں خدا سے ڈرنے والے اور پرہیزگار ہیں۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بالتبع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مراد ہیں اور الصدق سے پیغام حق یعنی پیغام توحید مراد ہے۔ الموصول عبارۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کما اخرجہ ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن مردویہ والبیھقی فی الاسماء والصفات عن ابن عباس وفسر الصدق بلا الٰہ الا اللہ۔ والمؤمنون داخلون بدلالۃ السیاق وحکم التبعیۃ الخ (روح ج ۲۴ ص ۲) ۳۶ لھم ما یشاءون الخ انہیں اپنے مہربان رب کی طرف سے ہر وہ چیز ملیگی جس کی وہ خواہش کرینگے۔ اخلاص اور للّٰہیت کے ساتھ نیک کام

دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِیَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ
اللہ کے سوائے اگر چاہے اللہ مجھ پر کچھ تکلیف تو وہ ایسے ہیں کہ کھولدیں تکلیف اسکی ڈالی ہوئی
اَوْ اَرَادَنِیْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ؕ
یا وہ چاہے مجھ پر مہربانی تو وہ ایسے ہیں کہ روک دیں اس کی مہربانی کو
قُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ ؕ عَلَیْهِ یَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۳۸﴾ قُلْ
تو کہہ مجھ کو بس ہے اللہ اسی پر بھروسہ رکھتے ہیں بھروسہ رکھنے والے تو کہہ
یٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰی مَكَانَتِكُمْ اِنِّیْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾
اے قوم کام کئے جاؤ اپنی جگہ پر میں بھی کام کرتا ہوں اب آگے جان لوگے
مَنْ یَّاْتِیْهِ عَذَابٌ یُّخْزِیْهِ وَ یَحِلُّ عَلَیْهِ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ﴿۴۰﴾
کس پر آتی ہے آفت کہ اس کو رسوا کرے اور اترتا ہے اس پر عذاب سدا رہنے والا
اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰی
ہم نے اتاری ہے تجھ پر کتاب لوگوں کے واسطے سچے دین کے ساتھ پھر جو کوئی راہ پر آیا
فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیْهَا ۚ وَ مَاۤ اَنْتَ عَلَیْهِمْ
سو اپنے بھلے کو اور جو کوئی بہکا سو یہی بات ہے کہ بہکا اپنے برے کو اور تو ان کا
بِوَكِیْلٍ ﴿۴۱﴾ اَللّٰهُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَ الَّتِیْ لَمْ
ذمہ دار نہیں اللہ کھینچ لیتا ہے جانیں جب وقت ہو انکے مرنے کا اور جو نہیں
تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا ۚ فَیُمْسِكُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْهَا الْمَوْتَ وَ یُرْسِلُ
مریں انکو کھینچ لیتا ہے انکی نیند میں پھر رکھ چھوڑتا ہے جن پر مرنا ٹھہرا دیا ہے اور بھیج دیتا ہے
الْاُخْرٰۤی اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ
اوروں کو ایک وعدہ مقرر تک اس بات میں پتے ہیں ان لوگوں کو
یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ ؕ
جو دھیان کریں کیا انہوں نے پکڑے ہیں اللہ کے سوائے کوئی سفارش والے

ع ۴

۱۔ تخویف اخروی
۲۔ [illegible] دلیل وحی
۳۔ [illegible] دلیل عقلی
۴۔
دلیل [illegible]
[illegible]

موضح القرآن ف وہ دنیا میں یہ آخرت میں ۱۲ منہ رح ف یعنی نیند میں ہر روز جان کھینچتا ہے پھر بھیجتا ہے یہی نشان ہے آخرت کا معلوم ہوا نیند میں بھی جان کھنچتی ہے جیسے موت میں اگر نیند میں کھنچ کر رہ گئی وہی موت ہے مگر یہ جان وہ ہے جس کو ہوش کہتے ہیں۔ اور ایک جان جس سے دم چلتا ہے۔ اور نبضیں اچھلتی ہیں اور کھانا ہضم ہوتا ہے وہ موت سے پہلے نہیں کھنچتی۔ ۱۲ منہ رح

کرنے والوں کی یہی جزا ہے لیکفر اللہ عنھم الخ یہ لھم مایشاءون الخ کی علت ہے یعنی یہ انعام واکرام اس لئے ہے تاکہ ان کے تمام قصور معاف کردے اور ان کے اعمالِ صالحہ کا ان کو بدلہ دے **۳۷** الیس اللہ بکاف عبدہٗ۔ یہ تنبیہ ہے مشرکین کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے معبودوں سے ڈراتے تھے متنبہ اور خبردار فرمایا کہ اللہ تعالےٰ اپنے بندۂ خاص محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے کافی ہے جو ہر خوف وخطر سے محفوظ رکھے گا۔ ویخوفونک الخ دلائل، ثمرات اور تنبیہ کے بعد مشرکین کے خیالِ خام کا رد فرمایا مشرکین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دھمکی دیتے تھے کہ آپ ہمارے معبودوں کی توہین کرتے ہیں۔ آپ اس سے باز آجائیں۔ ورنہ وہ آپ کو تکلیف پہنچائیں گے۔ قالوا: اتسب الھتنا؟ لئن لم تکف عن ذکرھا لنخبلنک او تصیبنک بسوء (قرطبی ج ۱۵ ص ۲۵۵) اس کا تفصیلی رد آگے ثمرہ میں آرہا ہے۔ ومن یضلل الخ ان کا یہ خیال سراسر گمراہی پر مبنی ہے۔ بھلا یہ عاجز اور خودساختہ معبود کیا کرسکتے ہیں اور ان کے اختیار میں کیا ہے؟ لیکن ہدایت اور گمراہی اللہ کے اختیار میں ہے۔ دراصل وہ گمراہ ہیں اور گمراہی کی باتیں ہی ان کے مونہوں سے نکلتی ہیں اور یہ لوگ محض ضد وعناد کی وجہ سے حق کا انکار کرتے ہیں اس لئے ایسے لوگوں کو ہدایت نصیب نہیں ہوتی۔ کیونکہ ان کے دلوں پر مہرِ جباریت لگ چکی ہے۔ **۳۸** ومن یھد الخ اور جن لوگوں کے سینے اللہ ایمان کے لئے کھول دیتا ہے۔ اور نورِ ہدایت ان کے گوشت پوست میں سما جاتا ہے وہ کسی کے بہکانے پھسلانے سے ہرگز گمراہ نہیں ہوسکتے۔ اللہ تعالےٰ ان کو اپنی مہربانی اور توفیق سے راہِ ہدایت پر قائم اور ثابت قدم رکھتا ہے۔ الیس اللہ الخ کیا اللہ تعالیٰ غالب اور انتقام لینے پر قادر نہیں؟ استفہامِ انکاری ہے یعنی وہ اپنے دشمنوں پر غالب اور ان سے انتقام لینے پر قادر ہے۔ معاندین کو توفیقِ ہدایت سے محروم کردینا بھی انتقام میں داخل ہے۔ **۳۹** ولئن سالتھم الخ یہ چوتھی عقلی دلیل ہے لیکن علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ اگر آپ مشرکین سے سوال کریں کہ بتاؤ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو یقیناً یہی جواب دینگے کہ "اللہ نے" قل افرءیتم الخ یہ پہلا ثمرہ ہے۔ یہ گذشتہ دلائلِ توحید کا مفصل ثمرہ ونتیجہ ہے۔ دلائل سابقہ تو تم نے سن ہی لئے اب ذرا سوچ سمجھ کر اور انصاف سے بتاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے کسی تکلیف میں مبتلا کرنا چاہے تو کیا تمہارے مزعومہ کارساز جن کو تم اللہ کے سوا مصائب میں پکارتے ہو، وہ اللہ کی لائی ہوئی تکلیف کو دور کرسکیں گے؟ یا اگر اللہ مجھ پر رحمت فرمانا چاہے تو کیا وہ اس کی رحمت کو مجھ سے روک سکیں گے؟ ہرگز نہیں۔ حاصل یہ کہ جن خودساختہ کارسازوں سے مجھے ڈراتے ہو وہ بالکل بے بس اور عاجز ہیں اور خدا کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں کرسکتے۔ قل حسبی اللہ الخ اس لئے آپ اعلان فرمادیں کہ تمام مصائب ومشکلات میں مجھے اللہ کافی ہے اور اگر کسی کو بھروسہ کرنا ہے تو اسی قادر وقیوم پر کرنا چاہیئے نہ کہ اس کی عاجز مخلوق پر **۴۰** قل یقوم الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ آپ اپنی قوم کے مشرکین سے فرمادیں، اچھا اگر تم ضد وعناد کی وجہ سے حق کو نہیں مانتے ہو تو تم اپنی ڈگر پر چلتے رہو اور میں بھی اپنی راہ پر گامزن ہوں۔ قیامت کے دن جان لوگے کون سچا ہے اور کون جھوٹا اور رسواکن اور دائمی عذاب کس کے حصے میں آتا ہے اور جنت کی نعمتیں اور آرام وراحت کس کے لئے مقدر ہے **۴۱** انا انزلنا الخ یہ چوتھی دلیلِ وحی ہے۔ یہ کتاب جو پیغامِ حق یعنی فاعبد اللہ مخلصا لہ الدین (صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرو) پر مشتمل ہے ہم ہی نے آپ پر نازل کی ہے۔ تاکہ آپ سے لوگوں تک پہنچائیں۔ آپ اپنی طرف سے کوئی دعویٰ پیش نہیں کرتے۔ فمن اھتدیٰ الخ

قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَعْقِلُوْنَ ㊸ قُلْ

تو کہہ اگرچہ ان کو اختیار نہ ہو کسی چیز کا اور نہ سمجھ تو کہہ

لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ؕ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

اللہ کے اختیار میں ہے ۴۵ ساری سفارش اسی کا راج ہے آسمان اور زمین میں

ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ㊹ وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ

پھر اسی کی طرف پھیرے جاؤ گے ف اور جب نام لیجئے ۴۶ خالص اللہ کا رک جاتے ہیں

قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ

دل ان کے جو یقین نہیں رکھتے پچھلے گھر کا اور جب نام لیجئے

الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ㊺ قُلِ اللّٰهُمَّ

اس کے سوا اوروں کا تب وہ لگیں خوشیاں کرنے تو کہہ اے اللہ ۴۷

فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ

پیدا کرنیوالے آسمانوں کے اور زمین کے جاننے والے چھپے کے اور کھلے کے تو ہی

تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ㊻ وَلَوْ

فیصلہ کرے اپنے بندوں میں جس چیز میں وہ جھگڑ رہے تھے اور اگر

اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ

۴۸ گنہگاروں کے پاس ہو جتنا کچھ کہ زمین میں ہے سارا اور اتنا ہی اور اسکے ساتھ

لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَبَدَا لَهُمْ

تو سب دے ڈالیں اپنے چھڑوانے میں بری طرح کے عذاب سے دن قیامت کے اور نظر آئے انکو

مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ㊼ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا

اللہ کی طرف سے جو خیال بھی نہ رکھتے تھے اور نظر آئیں ان کو برے کام اپنے جو

كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ㊽ فَاِذَا مَسَّ

کماتے تھے اور الٹ پڑے ان پر وہ چیز جس پر ٹھٹھا کرتے تھے سو جب آلگتی ہے ۴۹

۱ مشرکین کے زعم
۲ ابطال [illegible] ۱۲
۳ [illegible] ۱۲
۴ تخویف اخروی ۱۲
۵ زجر چہارم ۱۲

موضح قرآن ف یعنی اللہ کے روبرو سفارش ہے پر اللہ کے حکم سے نہ تمہارے کہے سے۔ جب موت آوے کسی کے کہے سے عزرائیل نہیں چھوڑتا ۱۲ منہ رح

جس نے اس کتاب کی ہدایت کو قبول کیا اس نے اپنی جان کو فائدہ پہنچایا اور جس نے گمراہی اختیار کی اس نے اپنا ہی نقصان کیا فمن اختار الھدی فقد نفع نفسہ ومن اختار الضلالۃ فقد ضرھا (مدارک ج ۴ ص ۵۶) آپ انکو راہ راست پر لانے کے ذمہ دار نہیں ہیں آپ نے کما حقہٗ اللہ کا پیغام ان تک پہنچا کر اپنا فرض ادا کر دیا۔

۴۲ف اللہ یتوفی الخ یہ پانچویں عقلی دلیل ہے یہ ادلہٗ سابقہ سے بطور ترقی ہے۔ پہلے انسان کے ابتدائی حالات کا ذکر تھا۔ یعنی اس کی پیدائش کا اس کے بعد پیدائش سے بعد کے حالات یعنی اس کی پرورش اور روزی رسانی کا ذکر کیا گیا۔ اور یہاں اس کی زندگی کے آخری حالات کا تذکرہ ہے۔ حاصل یہ کہ انسان ہر حال میں اللہ کا محتاج ہے اور اس کے تمام احوال وکوائف اللہ تعالیٰ ہی کے تصرف واختیار میں ہیں۔ توفی یہاں عموم مجاز پر محمول ہے یعنی مطلق قبض خواہ صرف ظاہراً ہو جیسا کہ نیند کی حالت میں ہوتا ہے۔ یا ظاہراً و باطناً ہو جیسا کہ موت کی حالت میں ہوتا ہے۔ (مظہری) یعنی اللہ تعالیٰ موت کے وقت روحوں کو قبض کرتا ہے اس طرح کہ ارواح کا ابدان سے بالکلیہ تعلق منقطع ہو جاتا ہے۔ ظاہراً و باطناً اور جن کی موت کا ابھی وقت نہیں آیا۔ نیند کی حالت میں بظاہر ان کی روحیں بھی قبض کر لیتا ہے یہاں تک کہ اس حالت میں سونے والے سے ارادی حس وحرکت سلب ہو جاتی ہے ای یقبضھا عن الابدان امابان یقطع تعلقھا عنہا بالکلیۃ فلا یمکن لھا التصرف فیہا ظاھرا ولا باطنا و ذلک حین موتھا ونزعھا عنہا وامابان یقبضھا ظاھرا لبعض القبض بان یسلب عنہا الحس وحرکتہ الارادیۃ الخ (مظہری ج ۸ ص ۲۱۷)

۴۳ف فیمسک التی الخ نیند کی حالت میں ہی جس کے لئے موت کا فیصلہ ہو چکا ہو اس کی روح روک لی جاتی ہے۔ اور جس کی موت کا فیصلہ نہ ہو اس کی روح آزاد کر دی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کی موت کا معین وقت آجائے۔ اس توفی وارسال میں غور وفکر کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور اس کی وحدانیت کے نشانات موجود ہیں۔ جو شخص ضد وعناد سے بالاتر ہو کر اس میں غور وفکر کرے گا اسے یقین ہو جائے گا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی قادر علی الاطلاق اور معبود برحق نہیں۔

۴۴ف ام اتخذوا الخ یہ زجر سوم ہے اور زجر اول کی تشریح وتفصیل ہے۔ ایسے واضح دلائل اور روشن بیانات کے باوجود پھر بھی مشرکین غیر اللہ کو معبود سمجھ کر خدا کی بارگاہ میں شفیع قاہر مانتے ہیں۔ حالانکہ وہ کسی چیز کا بھی اختیار نہیں رکھتے ان میں نہ قدرت ہے نہ علم وفہم کی صلاحیت ہے۔ پھر معبود اور شفیع غالب کس طرح بن گئے۔ یہ شاید فوت شدہ بزرگوں کے بارے میں ہے یا اس سے وہ اوثان واصنام مراد ہیں۔ جو اللہ کے نیک بندوں کی شکلوں اور ان کے ناموں پر بنائے گئے۔ اور ان کے ساتھ معبود کا سا معاملہ کیا گیا۔ اس آیت میں شفاعتِ قہری کی نفی ہے۔ یہاں اور ابتدائے سورت میں، سورۂ سبا کا مضمون ذکر کیا گیا ہے اور باقی سورت میں، سورۂ فاطر کا مضمون ذکر کیا گیا ہے یعنی حاجات میں غائبانہ صرف اللہ ہی کو پکارو۔ اس طرح اس سورت میں دونوں مضمون جمع کر دیئے گئے ہیں۔

۴۵ف قل للہ الخ یہ مشرکین کے زعم باطل کا جواب ہے کہ مشرکین کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے مزعومہ معبودوں کو عند اللہ شفیع غالب مانیں۔ شفاعت تو اللہ کے ساتھ مختص ہے وہ جسے چاہے اور جس کے حق میں چاہے سفارش کرنے کی اجازت دے۔ شفاعت کی اجازت صرف انبیاء علیہم السلام اور صلحائے امت کو ملے گی۔ اور وہ بھی صرف ان لوگوں کے حق میں جنھوں نے اپنی زندگی میں شرک نہیں کیا اور اگر کیا ہے تو مرنے سے پہلے توبہ کر لی ہے۔ لہ ملک السموات الخ ساری کائنات کی حکومت وسلطنت اللہ کے لئے ہے۔ اور وہ اپنی مرضی اور اختیار سے اس میں تصرف کرتا ہے اس لئے اس کی بارگاہ میں کوئی شفیع قاہر نہیں۔ آخرت میں بھی سب اس کے سامنے حاضر ہوں گے۔ وہاں بھی بلا شرکتِ غیرے وہی متصرف ومختار ہوگا۔

۴۶ف واذا ذکر الخ یہ شکویٰ ہے۔ ان کا حال بھی عجیب ہے۔ اگر واقعی حقیقت ان کے سامنے پیش کی جائے یعنی کہا جائے کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرو تو اس سے ان کے دل متنفر ہوتے ہیں۔ لیکن اگر غیر اللہ کی پرستش اور عبادت کی اجازت دی جائے یا اللہ کے ساتھ ان کے معبودوں کا ذکر ہی کیا جائے تو بہت خوش ہوتے ہیں (واذا ذکر اللہ وحدہ) ای قیل لا الہ الا اللہ (اشمأزت) انقبضت ونفرت (قلوب الذین لا یؤمنون بالاخرۃ واذا ذکر الذین من دونہ) ای الاوثان (اذا ھم یستبشرون) سواء ذکر اللہ معھم اولم یذکر (جامع البیان ص ۳۹۸) ۴۷ف قل اللھم الخ یہ دوسرا مفصل ثمرہ ہے اللھم موصوف فاطر السموات الخ اس کی صفت۔ مقصود بالنداء آخر میں مقدر ہے۔ مقصود بالمنادیٰ کوئی تخصیص نہیں البتہ بقرینہ حدیث بعض مفسرین نے اھدنی لما اختلف فیہ من الحق مقدر مانا ہے (جلالین خازن) ایسے روشن اور قطعی دلائل کے بعد بھی اگر معاندین نہ مانیں تو آپ اللہ سے یوں دعا مانگا کریں کہ اے اللہ ان صفات مذکورہ والے مجھے اس ہدایت پر قائم رکھ اور قیامت کے دن ہمارے اور ان منکرین کے درمیان فیصلہ فرما ۴۸ف ولو ان الخ یہ تخویف اخروی ہے دنیا میں تو ضد میں آکر توحید کو نہ مانا اور اللہ کے سوا اوروں کو معبود بنایا اور سیدھی راہ بتانے والوں کی ایک نہ سنی آخرت میں ان کا حال یہ ہوگا کہ وہ خواہش کریں گے کہ اگر آج ساری دنیا کی دولت اور اتنی ہی اور دولت ان کے پاس ہو تو وہ فدیہ دیکر قیامت کے عذاب سے بچ جائیں۔ قیامت کے دن اللہ کیطرف سے انہیں ایسی ایسی سزائیں ملیں گی۔ جو انکے وہم وگمان میں بھی نہیں ہونگی۔ اور انکے سارے کرتوت اور جرائم ان کے سامنے ہوں گے اور جس عذاب کا مذاق اڑایا کرتے تھے وہ انہیں گھیر لیگا ۴۹ف فاذا مس الخ یہ زجر چہارم ہے بطور شکویٰ الانسان سے یا تو جنس انسان کی طرف اشارہ ہے اور جنس بشر کی صفت غالبہ کا بیان مقصود ہے اور یہ صفت مشرکین ہی میں اکثر پائی جاتی ہے یا لام عہد یہ ہے اور اس سے مراد کفار ہیں۔ اخبار عن الجنس بما یغلب فیہ (بیضاوی) وقیل المراد بالانسان الکفرۃ (روح) مشرک انسان چونکہ ایک اللہ پر صابر وقانع نہیں ہوتا۔ اس لئے ایک عجیب تذبذب میں مبتلا رہتا ہے جب کسی مصیبت میں گرفتار ہو جاتا ہے اپنے خیالی کارسازوں سے مایوس ہو کر اسی خدائے وحدہٗ لاشریک کو پکارتا ہے جس کی وحدانیت کے ذکر سے ناک بھوں چڑھاتا تھا۔ فاذا رکبوا فی الفلک دعوا اللہ مخلصین لہ الدین (عنکبوت ع ۷) پھر جب اللہ تعالیٰ محض اپنی مہربانی سے اس پر انعام واکرام کی بارش فرما کر اس کی تمام تکلیفیں دور کر دیتا ہے تو اللہ کا شکر ادا کرنے کے بجائے اللہ کے احسانات کو اپنے حسن تدبر اور لطفِ حیل کا مرہون منت قرار دیتا ہے مثلاً کہتا ہے میں نے فلاں حیلہ کیا۔ فلاں بزرگ کو پکارا۔ فلاں پیر صاحب کی نذر مانی وغیرہ وغیرہ جیسا کہ ہمارے آباؤ اجداد کیا کرتے تھے۔ تائید۔ فرحوا بما عندھم من العلم (حم السجدہ ع ۹) نیز قالوا انا وجدنا اباءنا علی امۃ وانا علی اثارھم مقتدون (زخرف ع ۲) پہلے زجر بطور شکویٰ میں مذکور تھا کہ جب ہم ان پر انعام کرتے ہیں تو وہ مصیبت کو بھول جاتے ہیں گویا ان پر کبھی مصیبت آئی ہی نہ تھی اب بطور ترقی کہا گیا۔ بلکہ الٹا کہتے ہیں ہم نے فلاں تدبیر اور حیلہ سے کام لیا تھا اسلئے مصیبت دور ہوئی۔ ہذا ما افادہ الشیخ قدس سرہٗ۔

الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ز ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا لا قَالَ اِنَّمَآ
آدمی کو کچھ تکلیف ہم کو پکارنے لگتا ہے پھر جب بخشیں ہم اس کو اپنی طرف سے کوئی نعمت کہتا ہے یہ تو
اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ ط بَلْ هِىَ فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (۴۹)
مجھ کو ملی کہ پہلے سے معلوم تھی کوئی نہیں یہ جانچ ہے ۵۰ پر وہ بہت سے لوگ نہیں سمجھتے وا
قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا
کہہ چکے ہیں یہ بات ۵۱ ان سے اگلے پھر کچھ کام نہ آیا ان کو جو
يَكْسِبُوْنَ (۵۰) فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ط وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا
کماتے تھے پھر پڑ گئیں ان پر ۵۲ برائیاں جو کمائی تھیں اور جو گنہگار ہیں
مِنْ هٰٓؤُلَآءِ سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا لا وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ (۵۱)
ان میں سے ان پر بھی اب پڑتی ہیں برائیاں جو کمائی ہیں اور وہ نہیں تھکانے والے
اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ط
اور کیا نہیں جان چکے ۵۳ کہ اللہ پھیلاتا ہے روزی جس کے واسطے چاہے اور ماپ کر دیتا ہے
اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (۵۲) قُلْ يٰعِبَادِىَ الَّذِيْنَ
البتہ اس میں پتے ہیں ان لوگوں کے واسطے جو مانتے ہیں ف۲ کہہ دے اے بندو میرے ۵۴ جنہوں نے
اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ
کہ زیادتی کی ہے اپنی جان پر آس مت توڑو اللہ کی مہربانی سے بیشک اللہ
يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ط اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (۵۳) وَ
بخشتا ہے سب گناہ وہ جو ہے وہی ہے گناہ معاف کرنیوالا مہربان اور
اَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ
رجوع ہو جاؤ اپنے رب کی طرف اور اس کی حکمبرداری کرو پہلے اس سے کہ آئے تم پر
الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ (۵۴) وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ
عذاب پھر کوئی تمہاری مدد کو نہ آئیگا ف۳ اور چلو ۵۵ بہتر بات پر جو اتری

ع ۵ ۲

پہلی عقلی دلیل ۱۲

۲ ترغیب الی التوحید ۱۲

۵۰ بل ھی الخ یہ ان کے خیالِ باطل کا رد ہے۔ یہ نعمت تمہاری تدبیر سے تمہیں نہیں ملی بلکہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے۔ اور مصیبت سے بھی تمہیں تمہارے حیلے نے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے خلاصی دی ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش اور استدراج کے طور پر ہے اس پر تمہیں اس قدر اترانا اور خوش نہیں ہونا چاہیئے۔ لیکن اکثر لوگ اس حقیقت کو نہیں سمجھتے ۵۱ قد قالھا الخ یہ تخویفِ دنیوی ہے۔ یہی بات ان سے پہلے مشرکین نے بھی کہی تھی لیکن جب ہمارے عذاب نے دنیا ہی میں ان کو آلیا تو غیر اللہ کی پکار سے انہیں کوئی فائدہ نہ ہوا۔ اور نہ ان کے خود ساختہ معبودوں نے انہیں اللہ کے عذاب سے بچایا۔ نہ کفر و شرک کام آیا۔ نہ مال و اولاد نے سہارا دیا۔ ای من اموال الدنیا و من اعمالھم و عقائدھم، (جامع البیان ص ۳۹۹) فما اغنی عنھم الکفر من العذاب شیئا (معالم و خازن ج ۶ ص ۹۷) ۵۲ فاصابھم الخ وہ اپنے کئے کی سزا پا کر رہے۔ والذین ظلموا الخ یہ مشرکین قریش کے لئے تخویفِ دنیوی ہے۔ جس طرح اقوامِ گذشتہ کے مشرکین کو دنیا ہی میں اپنے کئے کی سزا مل گئی اسی طرح مشرکینِ قریش بھی دنیا میں اپنے کئے کی سزا پائیں گے۔ اور وہ اللہ کے عذاب کو نہ روک سکیں گے ورنہ اس کے عذاب سے بچ ہی سکیں گے۔ چنانچہ اللہ کا یہ عذاب مشرکینِ قریش پر قتل و قحط کی صورت میں نازل ہوا۔ ای سیصیبھم مثل ما اصاب اولٰئک فقتل صنادیدھم ببدر وحبس عنھم الرزق فقحطوا سبع سنین (مدارک ج ۴ ص ۴۳) ۵۳ اولم یعلموا الخ یہ چھٹی عقلی دلیل ہے گذشتہ دلائل سے علیٰ سبیل الترقی۔ اس سے قبل انسان کے ابتدائی اور انتہائی احوال کا ذکر تھا۔ یہاں درمیانی حال مذکور ہے۔ یعنی رزق کی تنگی اور فراخی اللہ کے قبضہ و اختیار میں ہے۔ ایمان والوں کے لئے اس میں اللہ کی قدرتِ کاملہ کے واضح نشانات ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سب کچھ اللہ کے اختیار میں ہے اور وہی فاعلِ حقیقی ہے۔ لاٰیات دالۃ علٰے ان الحوادث کافۃ من اللہ تعالیٰ شانہ والاسباب فی الحقیقۃ ملغاۃ (روح ج ۲۴ ص ۱۳) ۵۴ قل یعبادی الخ یہ ترغیب الی التوحید ہے۔ میرے پیغمبر! میرے ان بندوں سے کہہ دیں جنہوں نے شرک کی وجہ سے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے کہ وہ میری رحمت سے ناامید نہ ہوں۔ بلکہ شرک سے سچی توبہ کر کے صرف مجھے ہی پکاریں تو میں ان کے سارے گناہ معاف کروں گا۔ کیونکہ غفور و رحیم میں ہی ہوں۔ ان اھل مکۃ قالوا یزعم محمد ان من عبد الوثن وقتل النفس بغیر حق لم یغفر لہ فکیف ولم نھاجر وقد عبدنا الاوثان و قتلنا النفس فنزلت (بیضاوی) شانِ نزول اگرچہ خاص ہے لیکن مفہوم کے لحاظ سے آیت کا حکم عام ہے۔ اور اس میں ہر گنہگار کو اللہ کی رحمت و مغفرت کی امید دلائی گئی ہے۔ وانیبوا الی ربکم الخ اور معاصی کو ترک کر کے اللہ کی طرف رجوع کرو اور اس کے احکام کی پیروی کرو قبل اس کے

موضح قرآن ف۱ آگے سے معلوم تھی یعنی قیاس یہی چاہتا تھا کہ یوں ہو اللہ کی قدرت کا قائل نہ ہو یہ جانچ ہے کہ عقل اس کی دوڑنے لگتی ہے تا اپنی عقل پر بہکے وہی عقل رہتی ہے ور آفت آ پہنچتی ہے۔ ۱۲ منہ رح ف۲ یعنی عقل دوڑانے میں کوئی کمی نہیں کرتا پھر ایک کو روزی کشادہ ہے ایک کو تنگ۔ جان لو کہ عقل کا کام نہیں ۱۲ منہ رح

ف۳ جب اللہ تعالیٰ نے اسلام غالب کیا جو کافر دشمنی میں لگے تھے یہی سمجھے کہ برحق اس طرف اللہ ہے اور پچتائے لیکن شرمندگی سے مسلمان نہ ہوتے کہ اب ہماری مسلمانی کیا قبول ہوگی دشمنی کی لڑائی لڑے جانیں ماریں۔ تب اللہ نے یہ فرمایا کہ ایسا گناہ کوئی نہیں جس کی توبہ اللہ تعالیٰ نہ قبول کرے۔ ناامید مت ہو۔ توبہ لاؤ اور رجوع ہو۔ بخشے جاؤ گے۔ مگر جب سر پر عذاب آیا۔ موت نظر آنے لگی۔ تب کی توبہ قبول نہیں۔ ۱۲ منہ رح

اِلَیۡکُمۡ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ یَّاۡتِیَکُمُ الۡعَذَابُ بَغۡتَۃً

تمہاری طرف تمہارے رب سے پہلے اس سے کہ پہنچے تم پر عذاب اچانک

وَّاَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ (۵۵) اَنۡ تَقُوۡلَ نَفۡسٌ یّٰحَسۡرَتٰی عَلٰی مَا

اور تم کو خبر نہ ہو کہیں کہنے لگے کوئی جی اے افسوس اس بات پر کہ

فَرَّطۡتُّ فِیۡ جَنۡۢبِ اللّٰہِ وَاِنۡ کُنۡتُ لَمِنَ السّٰخِرِیۡنَ (۵۶) اَوۡ

میں کوتاہی کرتا رہا اللہ کی طرف سے اور میں تو ہنستا ہی رہا یا

تَقُوۡلَ لَوۡ اَنَّ اللّٰہَ ہَدٰىنِیۡ لَکُنۡتُ مِنَ الۡمُتَّقِیۡنَ (۵۷) اَوۡ

کہنے لگے اگر اللہ مجھ کو راہ دکھاتا تو میں ہوتا ڈرنے والوں میں یا

تَقُوۡلَ حِیۡنَ تَرَی الۡعَذَابَ لَوۡ اَنَّ لِیۡ کَرَّۃً فَاَکُوۡنَ مِنَ

کہنے لگے جب دیکھے عذاب کو کسی طرح مجھ کو پھر جانا ملے تو میں ہو جاؤں

الۡمُحۡسِنِیۡنَ (۵۸) بَلٰی قَدۡ جَآءَتۡکَ اٰیٰتِیۡ فَکَذَّبۡتَ بِہَا وَ

نیکی والوں میں کیوں نہیں پہنچ چکے تھے تیرے پاس میرے حکم ۵۶ پھر تو نے ان کو جھٹلایا اور

اسۡتَکۡبَرۡتَ وَکُنۡتَ مِنَ الۡکٰفِرِیۡنَ (۵۹) وَیَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ تَرَی

غرور کیا اور تو تھا منکروں میں اور قیامت کے دن ۵۷ تو دیکھے

الَّذِیۡنَ کَذَبُوۡا عَلَی اللّٰہِ وُجُوۡہُہُمۡ مُّسۡوَدَّۃٌ ؕ اَلَیۡسَ فِیۡ

ان کو جو جھوٹ بولتے ہیں اللہ پر کہ ان کے منہ ہوں سیاہ کیا نہیں

جَہَنَّمَ مَثۡوًی لِّلۡمُتَکَبِّرِیۡنَ (۶۰) وَیُنَجِّی اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا

دوزخ میں ٹھکانا غرور والوں کا اور بچائے گا اللہ ۵۸ ان کو جو ڈرتے رہے

بِمَفَازَتِہِمۡ ۫ لَا یَمَسُّہُمُ السُّوۡٓءُ وَلَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ (۶۱) اَللّٰہُ

ان کے بچاؤ کی جگہ نہ لگے ان کو برائی اور نہ وہ غمگین ہوں اللہ

خَالِقُ کُلِّ شَیۡءٍ ۫ وَّہُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ وَّکِیۡلٌ (۶۲) لَہٗ مَقَالِیۡدُ

بنانے والا ہے ۵۹ ہر چیز کا اور وہ ہر چیز کا ذمہ لیتا ہے اسی کے پاس ہیں کنجیاں

کہ تمہارے عصیان وطغیان کی پاداش میں تم پر اللہ کا عذاب آجائے پھر اس کے عذاب سے چھڑانے والا بھی کوئی نہیں ہوگا۔ **۵۵** واتبعوا الخ یہ پانچویں دلیل وحی ہے علی سبیل الترقی من الادنی الی الاعلیٰ۔ پہلے فرمایا اعلان کرو میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا جو کچھ کہتا ہوں اللہ کی وحی سے کہتا ہوں۔ پھر فرمایا یہ کیسی عمدہ اور پر تاثیر کتاب ہے (دلیل وحی سوم) یہاں فرمایا اس احسن و اعلیٰ کتاب کی دل و جان سے پیروی کرو جو تمہارے خالق و مالک کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ قبل اس کے کہ اس کتاب کے احکام کی خلاف ورزی کی وجہ سے اچانک ہی تم پر اللہ کا عذاب آپہنچے اور تمہیں پتہ بھی نہ ہو۔ ان تقول الخ ای لئلا تقول الخ (روح) فی جنب اللہ اللہ کی جانب میں یعنی اس کی اطاعت اور توحید میں۔ یعنی اس احسن و اعلیٰ کتاب کی پیروی کرو تاکہ اس کی مخالفت کی وجہ سے تمہیں حسرت و ندامت سے دوچار نہ ہونا پڑے۔ اور قیامت کے دن یہ کہنے کا موقع ہی نہ آئے کہ ہائے افسوس! میں نے اللہ کی اطاعت میں کوتاہی کی اور اللہ کے احکام کا مذاق ہی اڑاتا رہا۔ او تقول الخ اور نہ یہ کہنے کا موقع آئے کہ کاش اگر اللہ مجھے سیدھی راہ دکھاتا تو میں راہ حق کو قبول کرکے اللہ کی نافرمانیوں سے بچتا۔ اور نہ یہ آرزو کرنے کی ضرورت پیش آئے کہ اگر ایک بار پھر مجھے دنیا میں بھیج دیا جائے تو میں دل و جان سے اللہ کی فرمانبرداری کرونگا۔ **۵۶** بلیٰ الخ قیامت کے دن جب نافرمان لوگ مذکورہ بالا حیلے بہانے بنائیں گے تو جواب دیا جائے گا دنیا میں اللہ کی روشن کتاب تمہارے پاس آئی جس نے تم پر ہدایت کی راہ واضح کردی لیکن تم نے اس کو جھٹلایا اور غرور و تکبر سے اس کا انکار کیا اور ضد و عناد میں آکر حق بات کا اقرار نہ کیا۔ الکافرین ای الساترین للحق عنادًا۔ قال الشیخ رح۔ **۵۷** ویوم القیٰمۃ الخ یہ تخویف اخروی ہے جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں۔ مثلاً اس کے لئے شریک اور نائب متصرف ثابت کرتے ہیں، قیامت کے دن تم دیکھو گے کہ ان کے چہرے سیاہ ہیں اور جہنم میں ان کا ٹھکانا ہے کیا ایسے متکبر لوگوں کا ٹھکانا جہنم میں نہیں ہوگا۔ جو غرور و نخوت کے نشے میں حق کا انکار کرتے ہیں۔ کذبھم علی اللہ تعالیٰ بوصفھم له سبحانه بان له شریکا ونحو ذلك تعالیٰ عما یصفون علوا کبیرا (روح ج ۲۴ ص ۱۹) **۵۸** وینجی الخ یہ ایمان والوں کے لئے بشارت اخروی ہے۔ جو لوگ کفر و شرک اور اللہ کی نافرمانی سے اور تمام متکبرانہ اوصاف سے بچتے رہے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ جہنم سے بچا کر فوز و فلاح سے ہمکنار فرمائے گا اور عذاب یا حزن و غم انہیں چھوئے گا بھی نہیں۔ **۵۹** اللہ خالق الخ یہ ساتویں عقلی دلیل ہے اور دلائل سابقہ کے لئے بمنزلہ ثمرہ ہے۔ پہلی چار دلیلوں کا حاصل یہ تھا کہ ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ پانچویں دلیل کا حاصل یہ تھا کہ بندوں کی ارواح اللہ کے قبضے میں ہیں اور وہی سب کا محافظ ہے۔ چھٹی دلیل کا خلاصہ یہ تھا کہ روزی رساں بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ روزی کی فراخی اور تنگی اسی کے اختیار میں ہے۔ ساتویں دلیل میں فرمایا کہ ہر چیز کا خالق بھی وہی ہے۔ اور ہر چیز کا محافظ اور نگہبان بھی وہی ہے۔ اور زمین و آسمان کے خزانوں کی کنجیاں بھی اسی کے قبضے میں ہیں۔ اس کائنات میں وہی متصرف و مختار اور قادر علی الاطلاق ہے لا یملك امرھا ولا یتمکن من التصرف فیھا غیرہ (بیضاوی) مقالید السموٰت خزائن الرحمۃ والرزق والمطر ومقالید الارض النبات (خازن ج ۶ ص ۸۳) یعنی له مفاتیح خزائن السموٰت والارض، بیدہ ملکوتھا لا یتمکن من التصرف فیھا غیرہ (مظھری ج ۸ ص ۲۳) **۶۰** والذین کفروا الخ یہ تخویف اخروی ہے جو لوگ اللہ کی آیتوں اور اس کی وحدانیت اور بلا شرکت غیرے کائنات میں متصرف و مختار ہونے کے دلائل کا انکار کرتے ہیں۔ حقیقت میں خسارہ پانے والے ہی لوگ ہیں۔ کیونکہ وہ اللہ کی رحمت اور ثواب

لے ای لئلا تقول ۱۲

۲ے تخویف اخروی ۱۲

۳ے بشارت اخرویہ ۱۲

۴ے ساتویں عقلی دلیل ۱۲

سے محروم ہو کر ابدالآباد جہنم میں رہینگے۔ والمراد بآیات اللہ دلائل قدرتہ واستبدادہ بامر السمٰوٰت والارض او کلمات توحیدہ وتمجیدہ، وتخصیص الخسار بھم لان غیرھم ذو حظ من الرحمۃ والثواب (بیضاوی ج ۲ ص۲۶) ۶۱ قل افغیر الخ یہ تیسری بار ذکر دعویٰ ہے بطور زجر۔ نادانو! کیا اللہ کی وحدانیت کے ایسے براہینِ قاطعہ اور دلائلِ واضحہ کے بعد اب بھی تمہیں مجھ سے یہ توقع ہے کہ میں تمہارے دین کی طرف مائل ہو جاؤنگا اور تم مجھے غیر اللہ کی عبادت کی دعوت دیتے ہو؟ یہ تمہاری سراسر نادانی ہے۔ اس خیالِ خام سے اپنے ذہنوں کو خالی کر لو۔ وذلك حین دعوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی ماھم علیہ من عبادۃ الاوثان وقالوا ھو دین آبائك (قرطبی ج ۱۵ ص۲۷۶) ۶۲ ولقد اوحی الخ یہ چھٹی دلیلِ وحی ہے۔ اور اس کے ضمن میں والی الذین من قبلك سے دلیلِ نقلی کی طرف اشارہ ہے۔ فرمایا: میرے پیغمبر! تیری طرف بھی وحی کی جا رہی ہے اور تم سے پہلے انبیاء علیہم السلام کی طرف بھی وحی کی جا چکی ہے کہ اگر بفرضِ محال تم نے شرک کا ارتکاب کر لیا تو تمہارے تمام اعمال برباد ہو جائینگے اور تم خسارہ پانے والوں یعنی اللہ کی رحمت ومغفرت سے محرومین میں شامل ہو جاؤ گے۔ انبیاء علیہم السلام سے شرک کا صدور محال ہے۔ لیکن یہ کلام فرضِ محال کے طریق پر ہے۔ تاکہ شرک کی قباحت علی الوجہ الاتم ظاہر ہو جائے اور مشرکین اس امید میں نہ رہیں کہ انہیں معافی مل جائے گی وایا ما کان فھو کلام علی سبیل الفرض لتھییج المخاطب المعصوم واقناط الکفرۃ والایذان بغایۃ شناعۃ الاشراك وقبحہ وکونہ بحیث ینھی عنہ من لایکاد یباشرہ فکیف بمن عداہ (روح ج ۲۴ ص۲۴) جب شرک پر اتنی سخت وعید ہے تو یہ کسی طرح بھی ممکن نہیں کہ میں تمہاری بات مان لوں۔ ۶۳ بل اللہ الخ یہ مشرکین کے مطالبے کا جواب ہے، کہ تم کہتے ہو میں غیر اللہ کی عبادت میں تمہارے ساتھ شریک ہو جاؤں لیکن اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان یہ ہے کہ میں صرف اسی کی عبادت کروں اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بناؤں۔ اور اسی کا شکرگذار بندہ بنوں۔ کیونکہ منعم ومحسن وہی ہے۔ یعنی لا تعبد ما امروك بل اعبدہ وحدہ۔ فھو رد لما امروہ بہ (جامع البیان ص۴۰۲) ۶۴ وما قدروا اللہ الخ نادانوں نے اللہ کی عظمتِ قدر اور جلالتِ شان کو کما حقہٗ نہیں پہچانا۔ وہ ساری کائنات کا خالق ومالک ہے، ہر جاندار کا رازق اور ہر چیز کا محافظ ہے۔ زمین وآسمان کے خزانے اس کے زیرِ تصرف واختیار ہیں۔ مگر مشرکین نے اللہ کے سوا اوروں کو معبود بنا رکھا ہے۔ والارض جمیعا الخ یہ کلام علی سبیل التمثیل ہے۔ اور اللہ کی قدرت وعظمت سے کنایہ ہے۔ اس کی عظمت وجبروت اور قدرت وملکوت جس طرح دنیا میں ہر چیز پر حاوی ہے۔ اسی طرح قیامت کے دن بھی سب اس کی عظمت وکبریائی کے سامنے سرافگندہ ہوں گے اور اسی کی قدرت اور اسی کا تصرف ہی وہاں نافذ ہوگا۔ مشرکین کے تمام ارضی وسماوی معبود اسکی عظمت و سلطان کے سامنے عاجز ہوں گے۔ والکلام عند کثیر من الخلف تمثیل لحال عظمتہ تعالیٰ ونفاذ قدرتہ عزوجل... وفیہ رمز الی ان ما یشرکونہ معہ عزوجل اضحی کا لارض والسماوات

۶ ع ۳

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ
آسمانوں کی اور زمین کی ف۱ اور جو منکر ہوئے ۶۰ اللہ کی باتوں سے وہ لوگ جو ہیں وہی ہیں

الْخٰسِرُوْنَ ﴿۶۳﴾ قُلْ اَفَغَیْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّیْٓ اَعْبُدُ اَیُّهَا
ٹوٹے میں پڑے تو کہہ اب اللہ کے سوائے ۶۱ کسی کو بتلاتے ہو کہ پوجوں اے

الْجٰهِلُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْكَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ
نادانو اور حکم ہو چکا ہے تجھ کو ۶۲ اور تجھ سے اگلوں کو

لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۶۵﴾
یہ کہ اگر تو نے شریک مان لیا تو اکارت جائینگے تیرے عمل اور تو ہوگا ٹوٹے میں پڑا

بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِیْنَ ﴿۶۶﴾ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ
نہیں بلکہ اللہ کو پوج ۶۳ اور رہ حق ماننے والوں میں اور نہیں سمجھے اللہ کو ۶۴

حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ
جتنا کچھ وہ ہے اور زمین ساری ایک مٹھی ہے اسکی دن قیامت کے اور

السَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌۢ بِیَمِیْنِهٖ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿۶۷﴾
آسمان لپٹے ہوئے ہوں اسکے داہنے ہاتھ میں ف۱ وہ پاک ہے ۶۵ اور بہت اوپر ہے اس سے کہ شریک بتلاتے ہیں ف۲

وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ
اور پھونکا جائے صور میں ۶۶ پھر بیہوش ہو جائے جو کوئی ہے آسمانوں میں اور زمین میں

اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ ثُمَّ نُفِخَ فِیْهِ اُخْرٰی فَاِذَا هُمْ قِیَامٌ یَّنْظُرُوْنَ ﴿۶۸﴾
مگر جس کو اللہ چاہے پھر پھونکی جائے دوسری بار تو فوراً وہ کھڑے ہو جائیں ہر طرف دیکھتے ف۳

وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِایْٓءَ
اور چمکے زمین ۶۷ اپنے رب کے نور سے اور لا دھریں دفتر اور حاضر آئیں

بِالنَّبِیّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا
پیغمبر اور گواہ اور فیصلہ ہو ان میں انصاف سے اور ان پر

۱ تخویف اخروی ۱۲۔

۲ تیسری بار ذکر دعویٰ ۱۲۔

۳ چھٹی دلیل وحی ۱۲۔

۴ مشرکین کے مطالبہ کا جواب ۱۲۔

۵ ثمرہ دلائل گزشتہ ۱۲۔

۶ تخویف اخروی ۱۲۔

موضح قرآن ف۱ اللہ کے فرمائے موافق داہنا ہاتھ کہیئے اور بایاں نہ کہیئے ۱۲ منہ رح ف۲ ایک بار نفخ صور ہے عالم کی فنا کا۔ دوسرا زندہ ہونے کا۔ یہ تیسرا ہے بیہوشی کا بعد حشر کے۔ چوتھا خبردار ہونے کا۔ اس کے بعد اللہ کے سامنے ہو جاویںگے۔ ۱۲

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی مختار و متصرف اوست۔ ۱۲

مقهور تحت سلطانه جل شانه وعز سلطانه فالقبضة مجاز عن الملك او التصرف واليمين مجاز عن القدرة التامة (روح ج ۲۴ ص ۲۶) ۶۵ہ سبحٰنه الخ یہ تمام گذشتہ دلائل کا ثمرہ ہے۔ سورت کی ابتداء میں دو دلیلوں کے بعد ثمرہ ذکر کیا گیا۔ اور پھر یہاں تمام دلائل کے بعد بھی ثمرہ ذکر کیا گیا۔ تاکہ واضح ہو جائے کہ تمام دلائل دعوائے سورت کو صراحت سے ثابت کر رہے ہیں۔ یعنی ان تمام مذکورہ بالا دلائل سے روز روشن کی طرح ظاہر و عیاں ہو گیا کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں وہ ہر شریک سے پاک ہے اور ہر قسم کی عبادت صرف اسی کے لئے ہے اور اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ۶۶ہ ونفخ الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ آخرت میں بھی منصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہوگا۔ اور وہ خود ہی تخت بادشاہی پر جلوہ افروز ہوگا۔ اور مشرکین کے خود ساختہ... سفارشی وہاں ان کے کام نہیں آئیں گے اور اللہ کی بارگاہ میں کوئی شفیع ظاہر نہیں ہوگا۔ نفخ سے نفخۂ اولیٰ مراد ہے جس سے تمام جاندار موت کی نیند سو جائیں گے صعق سے مراد موت ہے فنفخة الفزع هي نفخة الصعق والصعق هنا الموت (بحر ج ۷ ص ۴۴۱) الا من شاء الله مستثنیٰ کون ہیں اس بارے میں مختلف اقوال ہیں ایک قول کے مطابق جبرائیل، میکائیل، اسرافیل۔ ملک الموت۔ خازن جنت، زبانیہ وغیرہ یہ ضحاک کا قول ہے۔ حسن بصری فرماتے ہیں۔ مستثنیٰ ذات باری تعالیٰ ہے۔ بعض کے نزدیک وہ لوگ مستثنیٰ ہیں جو اس نفخہ سے پہلے موت کا جام پی چکے ہوں گے واللہ اعلم (کبیر، بحر، روح) ثم نفخ فیه الخ یہ نفخۂ ثانیہ یا نفخۂ بعث ہے جس کے بعد سب زندہ ہو کر دیکھنے لگیں گے ۶۷ہ واشرقت الارض الخ جب اللہ تعالیٰ میدان حشر میں فصل قضاء کے لئے جلوہ افروز ہوں گے اس وقت میدان حشر ان کے انوار و تجلیات سے جگمگا اٹھے گا یا یہ عدل و انصاف سے کنایہ ہے یعنی میدان حشر اللہ تعالےٰ کے عدل و انصاف کے نور سے منور ہو جائے گا۔ وذلك حين يتجلى الرب تبارك وتعالى لفصل القضاء بين خلقه (خازن و معالم ج ۶ ص ۷۱) بما اقام فيها من العدل استعير له النور لانه يزين البقاع ويظهر الحقوق (ابو السعود ج ۷ ص ۲۸۰) سب کے اعمال نامے عدالت میں پیش کئے جائیں گے اور وہاں عدالت میں انبیاء علیہم السلام کو بھی حاضر کیا جائے گا تاکہ وہ اپنی امتوں کے منکرین کے خلاف گواہی دیں۔ اور شہداء یعنی امت محمدیہ کو بھی حاضر کیا جائیگا تاکہ وہ انبیاء علیہم السلام کے حق میں گواہی دیں کہ بیشک انھوں نے اللہ کا پیغام اپنی امتوں کو پہنچا دیا۔ وجيء بالنبيين ليشهدن واعلى اممهم والشهداء ..... امة محمد صلے اللہ علیہ وسلم یشهدون للرسل (بحر ج ۷ ص ۴۴۲) مخلوق میں عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا اور کسی کی بھی حق تلفی نہ ہوگی ۶۸ہ ووفیت الخ ہر شخص کو اس کے اعمال کی پوری پوری جزاء و سزا دی جائے گی لہٰذا کسی شخص کا کوئی عمل نظر انداز نہیں کیا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کو مخلوق کے تمام اعمال کا پورا پورا علم ہے ۶۹ہ وسیق الخ یہ بھی تخویف اخروی ہے قیامت کے دن فصل قضاء کے بعد کفار و مشرکین کو ٹولیوں کی صورت میں جہنم کی طرف ہانک کر لے جایا جائے گا۔ جب وہ جہنم کے دروازوں پر پہنچیں گے تو ان کے لئے جہنم کے

يُظْلَمُونَ ﴿٦٩﴾ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَا

ظلم نہ ہوگا ف۱ اور پورا ملے ۶۸ہ ہر جی کو جو اس نے کیا اور اس کو خوب خبر ہے جو کچھ

يَفْعَلُونَ ﴿٧٠﴾ وَسِيقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ ع ۷ ۴

کرتے ہیں ف۲ اور ہانکے جائیں جو ۶۹ہ منکر ہیں دوزخ کی طرف گروہ گروہ یہاں تک کہ

تخویف اخروی ۱۲

إِذَا جَاءُوهَا فُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ

جب پہنچ جائیں اس پر کھولے جائیں اسکے دروازے اور کہنے لگیں ان کو اسکے داروغہ کیا نہ پہنچے تھے تمہارے پاس

رُسُلٌ مِّنكُمْ يَتْلُونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِ رَبِّكُمْ وَيُنذِرُونَكُمْ

رسول تم میں کے پڑھتے تھے تم پر باتیں تمہارے رب کی اور ڈراتے تھے تم کو

لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا ۚ قَالُوا بَلَىٰ وَلَٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ

اس تمہارے دن کی ملاقات سے بولیں کیوں نہیں پر ثابت ہوا حکم عذاب کا

عَلَى الْكَافِرِينَ ﴿٧١﴾ قِيلَ ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ

منکروں پر حکم ہووے کہ داخل ہو جاؤ دروازوں میں دوزخ کے سدا رہنے کو اس میں

فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ ﴿٧٢﴾ وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ

سو کیا بری جگہ ہے رہنے کی غرور والوں کو اور ہانکے جائیں وہ لوگ ۷۰ہ جو ڈرتے تھے اپنے رب سے

بشارت اخروی ۱۲

إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ

جنت کو گروہ گروہ یہاں تک کہ جب پہنچ جائیں اس پر اور کھولے جائیں اسکے دروازے اور کہنے لگیں

لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ ﴿٧٣﴾ وَ

ان کو داروغہ اسکے سلام پہنچے تم پر تم لوگ پاکیزہ ہو سو داخل ہو جاؤ اس میں سدا رہنے کو اور

قَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا

وہ بولیں شکر اللہ کا جس نے سچا کیا ہم سے اپنا وعدہ اور وارث کیا ہم کو

الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ ۖ فَنِعْمَ

اس زمین کا گھر لے لیں بہشت میں سے جہاں چاہیں سو کیا خوب

موضح قرآن ف۱ گواہ ہر وقت کے نیک لوگ احوال بتائیں گے بُروں کی برائی اور بھلوں کی بھلائی جو دیکھتے تھے ۱۲ ف۲ یعنی گواہ آنے ہیں ان کے الزام کو نہیں تو اللہ تعالےٰ پر کیا چھپا ہے ۱۲۔

أَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۷۴﴾ وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ
بدلا ہے محنت کرنے والوں کا ف۱ اور تو دیکھے فرشتوں کو ف۲ گھر رہے ہیں عرش

الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ
کے گرد پاکی بولتے ہیں اپنے رب کی خوبیاں اور فیصلہ ہوتا ہے ان میں انصاف کا

وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۵﴾
اور یہی بات کہتے ہیں کہ سب خوبی ہے اللہ کی جو رب ہے سارے جہان کا ف۳

الربع ع ۸ ۵ ۵

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعُ رُكُوْعَاتٍ
سورۂ مومن مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں پچاسی آیتیں ہیں اور نو رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ ﴿۱﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۲﴾ غَافِرِ
اتارنا کتاب کا اللہ سے ہے جو زبردست ہے، خبردار گناہ

الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ۙ ذِي الطَّوْلِ ۭ لَآ
بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا سخت عذاب دینے والا مقدور والا کسی

إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ۭ إِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۳﴾ مَا يُجَادِلُ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ إِلَّا
کی بندگی نہیں سوائے اس کے اسی کی طرف پھر جانا ہے وہی جھگڑتے ہیں اللہ کی باتوں میں جو

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ﴿۴﴾ كَذَّبَتْ
منکر ہیں سو تجھ کو دھوکہ نہ دے یہ بات کہ وہ چلتے پھرتے ہیں شہروں میں جھٹلا چکے ہیں

قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّالْأَحْزَابُ مِنْ بَعْدِهِمْ ۠ وَهَمَّتْ كُلُّ
ان سے پہلے قوم نوح کی اور کتنے فرقے ان سے پیچھے اور ارادہ کیا ہر

أُمَّةٍۢ بِرَسُوْلِهِمْ لِيَأْخُذُوْهُ وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا
امت نے اپنے رسول پر کہ اس کو پکڑ لیں اور لائے جھوٹے جھگڑے

مر ۱ تمہید مشتمل بر چہار عنوانات ۱۲

مر ۲ پہلا عنوان ۱۲

مر ۳ دوسرا عنوان ۱۲

مر ۴ اصلاح کا پہلا طریقہ ۱۲

مر ۵ اصلاح کا دوسرا طریقہ ۱۲

دروازے کھول دیئے جائیں گے اس وقت جہنم پر مقرر فرشتے ان سے پوچھیں گے کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے اللہ کا پیغام پہنچانے والے نہیں آئے تھے۔ جو تمہیں اللہ کی آیتیں پڑھ کر سناتے اور تمہیں آج کے دن میں اللہ کی بارگاہ میں پیشی سے ڈراتے تھے؟ وہ جواب دیں گے۔ کیوں نہیں؟ آئے تو تھے لیکن بدقسمتی سے ہم کافروں پر اللہ کے عذاب کا فیصلہ نافذ ہوگیا۔ کیونکہ ہم نے محض ضد و عناد سے حق کا انکار کیا۔ قیل ادخلوا الخ اس وقت ان سے کہا جائے گا اچھا اب جہنم میں داخل ہوجاؤ جو تمہارا ہمیشہ کے لئے ٹھکانا ہے۔ جہنم منکرین کے لئے نہایت ہی برا ٹھکانا ہے **۷۳** وسیق الخ یہ مومنین کے لئے بشارت اخروی ہے۔ اللہ سے ڈر کر اس کی فرمانبرداری کرنے والوں اور اس کی نافرمانی سے بچنے والوں کو قیامت کے دن جماعتوں کی شکل میں جنت کی طرف لے جایا جائے گا۔ جب وہ جنت میں دروازوں تک پہنچیں گے تو جنت کے دروازے پہلے ہی سے کھلے ہوں گے۔ جنت کے دربان فرشتے ان کو سلام کریں گے۔ اور خوش آمدید کہیں گے اور ان سے درخواست کریں گے آپ جنت میں تشریف لے چلیے۔ یہ آپ لوگوں کا ہمیشہ کا گھر ہے اور آپ اس میں ہمیشہ رہیں گے **۷۴** وقالو الخ اہل جنت اس وقت اللہ تعالیٰ کی حمد و ستائش کریں گے اور کہیں گے کہ جس طرح دنیا میں تمام صفات کارسازی اللہ کے ساتھ خاص تھیں آخرت میں بھی وہی کارساز اور مفیض برکات ہے اور ہر قسم کے شریکوں سے پاک ہے ہر حمد و ثناء اس ذات پاک کے لئے ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ پورا فرمایا اور ہمیں ارض جنت کا وارث بنایا۔ کہ جنت میں ہم جہاں چاہیں رہیں۔ عمل کرنے والوں کا اجر و ثواب کتنا اچھا ہے وعدے سے حشر و نشر اور اجر و ثواب کا وعدہ مراد ہے جو انبیاء علیہم السلام کے ذریعے سے کیا گیا تھا (روح)، اور ارض سے ارض جنت مراد ہے والمراد بالارض ارض الجنۃ (کبیر جلد ۷، ص ۲۹۸) **۷۵** وتری الخ اللہ تعالیٰ کی شان عظمت و جبروت کا بیان ہے قیامت کے دن تم دیکھو گے کہ فرشتے عرش کے گرد گھیرا ڈالے کھڑے ہوں گے اور اپنے مالک حقیقی کی حمد و ثنا اور تسبیح و تقدیس میں مصروف ہوں گے تمام فرشتوں کی زبانوں پر جاری ہوگا کہ اللہ کی ذات گرامی ہر شریک سے پاک اور تمام صفات کمال سے متصف ہے ایسے جاہ و جلال کے باوجود کہ کوئی بازپرس کرنے والا نہیں کسی کی حق تلفی نہیں ہوگی۔ اور ہر فیصلہ عدل و انصاف سے ہوگا۔ وقیل الحمد للہ رب العالمین اس وقت ہر طرف سے مالک کائنات اور رب ہر دو سرا کی حمد و ثنا کا غلغلہ بلند ہوگا۔ فرشتے اور مومنین بول اٹھیں گے ہر حمد و ثنا اس ذات پاک اور رب جہاں کو زیبا ہے جس نے مومنین اور مشرکین کے درمیان عدل و انصاف سے فیصلہ فرمایا پہلی حمد و ثناء انجاز وعدہ پر تھی اور یہ عدل و انصاف پر حمدھم الاول علی انجاز وعدہ سبحانہ وایراثھم الارض یتبوءون من الجنۃ ماشاءوا، وحمدھم ھذا علی القضاء بالحق بینھم فلا تکرار (روح ج ۲۴ ص ۳۷) واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۰

موضح قرآن ف۱ انکو حکم ہے کہ جہاں چاہیں رہیں لیکن ہر کوئی وہی جگہ چاہے گا جو اسکے واسطے رکھی ہے ف۲ فرشتوں میں فیصلہ یہ کہ ہر ایک اپنے قاعدے پر ایک تدبیر بولتا ہے پھر اللہ تعالیٰ ایک کی بات جاری کرتا ہے وہی ہوتی ہے حکمت کے موافق یہ ماجرا اب بھی ہے اور قیامت میں بھی ف۳ یعنی آشنائیاں رکھتے ہیں سرداروں سے اس کا اندیشہ نہ کر۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی در اختتام ملاء اعلی ۱۲

سورۂ زمر میں آیاتِ توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ فَاعْبُدِ اللّٰہَ مُخْلِصًا لَّہُ الدِّیْنَ ؕ اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ ؕ (ع ۱) نفیٔ شرک فی الدعاء
۲۔ وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا ــــــ تا ــــــ فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ۔ (ع ۱) نفیٔ شفاعتِ قہری۔
۳۔ قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰہَ ــــــ تا ــــــ اَوَّلَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ (ع ۱) نفیٔ شرک فی الدعاء
۴۔ قُلِ اللّٰہَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّہٗ دِیْنِیْ۔ (ع ۲) نفیٔ شرک فی الدعاء
۵۔ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا رَّجُلًا ــــــ تا ــــــ بَلْ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ (ع ۳) تمثیل مشرک وموحد
۶۔ قُلْ اَفَرَءَیْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ ــــــ تا ــــــ یَتَوَکَّلُ الْمُتَوَکِّلُوْنَ۔ (ع ۴) نفیٔ شرک فی التصرف
۷۔ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ــــــ تا ــــــ ثُمَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ۔ (ع ۵) نفیٔ شفاعتِ قہری۔
۸۔ قُلِ اللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ ــــــ تا ــــــ فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ۔ (ع ۵) نفیٔ شرک فی العلم
۹۔ قُلْ اَفَغَیْرَ اللّٰہِ تَاْمُرُوْٓنِّیْٓ اَعْبُدُ اَیُّھَا الْجٰھِلُوْنَ۔ (ع ۷) نفیٔ شرک فی العبادۃ۔

(آج بتاریخ ۲۲ رجب ۱۳۸۹ھ مطابق ۵ اکتوبر ۱۹۶۹ء بروز اتوار بوقت ½ ۱۰ بجے دن سورۂ زمر کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ اولاً وآخراً والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہٖ دائماً ابداً وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وسائر عبادہٖ الصالحین لیلاً ونہاراً)

ﮧ سورۃ مؤمن

ربط سورۃ مؤمن کا سورۃ زمر کے ساتھ نامی ربط یہ ہے کہ سورۃ زمر میں دو زمروں (گروہوں) کا ذکر کیا گیا ہے فریق فی الجنۃ و فریق فی السعیر ایک جنّتی گروہ اور دوسرا دوزخی اور سورۃ مؤمن میں، مؤمن آل فرعون کی زبان سے وہ مسئلہ ذکر کیا گیا ہے یعنی مسئلہ توحید جسے ماننے والا گروہ جنتی ہے اور نہ ماننے والا دوزخی۔

اور اس سورت کا ماقبل سے معنوی ربط یہ ہے کہ سورۃ زمر کا مرکزی دعوےٰ ہے فاعبد اللہ مخلصا لہ الدین (ع ۱) صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرو۔ اور سورۃ مؤمن، حٰمٓ سجدہ اور شوریٰ میں جزو اعلیٰ اور مغز عبادت یعنی دعاء اور پکار کا مسئلہ مفصل و مدلل بیان کیا گیا ہے۔ نیز سورۃ زمر میں نفی شفاعت قہری کا بیان بھی ہے ام اتخذوا من دون اللہ شفعاء (ع ۵) جسے مؤمن، سجدہ اور شوریٰ کے بعد زخرف میں بیان کیا گیا ہے۔

خلاصہ سورت کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ از ابتدائے سورت تا الحمد للہ رب العلمین ٥ (ع ۷) اور دوسرا حصہ از قل انی نہیت ان اعبد الذین تدعون من دون اللہ (ع ۷) تا آخر سورت۔ پہلا حصہ:۔ چار عنوانوں پر مشتمل تمہید، اس کے بعد ترغیب، دعوائے سورت کا تین بار ذکر، اثبات دعویٰ کیلئے ایک دلیل وحی، ایک دلیل نقلی اور دو عقلی دلیلیں۔ ہر عقلی دلیل کے بعد ایک ایک ثمرہ، تخویف دنیوی کا مفصل نمونہ اور دو بار تسلّی برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ دوسرا حصہ: پہلے حصّے کے مضامین کا اعادہ۔

تفصیلی خلاصہ

حٰمٓ ــ تا ــ فالحکم للہ العلی الکبیر۔ تمہید ہے جو چار عنوانوں پر مشتمل ہے۔ عنوان اوّل تنزیل الکتٰب ــ تا ــ الیہ المصیر ٥ یہ حکمنامہ اس شہنشاہ کی طرف سے ہے جو سب پر غالب اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ مہربان ایسا کہ ہر توبہ کرنے والے کو معاف دیدے اور زبردست ایسا کہ سرکشوں کو سخت عذاب میں گرفتار کرلے۔ عنوان دوم:۔ ما یجادل ــ تا ــ انہم اصحٰب النار ٥ اس ظاہر و باہر حکمنامے کا انکار صرف معاندین ہی کریں گے اور اقوام گذشتہ کی طرح اس جدال و انکار کی سزا دنیا ہی میں پالینگے عنوان سوم۔ الذین یحملون ــ تا ــ و ذلک ھو الفوز العظیم ٥ جو لوگ اس حکمنامے کو مان لیں گے، ان کو یہ شرف حاصل ہوگا کہ عرش الٰہی کو اٹھانے والے اور عرش کے گرد تسبیح و تقدیس کرنیوالے فرشتے ان کیلئے اللہ سے دعائیں کرتے رہیں گے۔ عنوان چہارم ان الذین کفروا ــ تا ــ العلی الکبیر ٥ (ع ۲) جو لوگ اس حکمنامے کو نہیں مانیں گے وہ آخرت میں غضب خداوندی کا مورد بنیں گے۔ ھو الذی یریکم اٰیٰتہ (الآیۃ) یہ حکم نامہ ماننے کی ترغیب ہے۔

ذکر دعویٰ

سورت کا مرکزی دعویٰ تین بار ذکر کیا گیا ہے۔ پہلی بار فادعوا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکٰفرون ٥ (ع ۲) مصائب و حاجات میں غائبانہ صرف اللہ ہی کو پکارو اگرچہ مشرکین کو یہ بات ناگوار گذرے اور وہ غیظ و غضب سے جل جائیں۔ رفیع الدرجٰت ــ تا ــ سریع الحساب ٥ دعویٰ کی اہمیت کا ذکر ہے۔ یہ حکمنامہ کوئی معمولی چیز نہیں بلکہ یہ بلند شان والے عرش عظیم کے مالک کی طرف سے ہے جو ہمیشہ سے اپنے پیغمبروں پر اپنا حکمنامہ نازل فرماتا رہا ہے۔ و انذرھم یوم الاٰزفۃ الخ تخویف اخروی ہے۔ واللہ یقضی بالحق (الآیۃ) متعلق بدعویٰ ہے۔ واللہ یقضی بالحق یہ امر اول ہے یعنی اللہ تعالیٰ اپنے ہر ارادے کے مطابق فیصلہ کرلیتا ہے والذین یدعون من دونہٖ الخ یہ امر دوم ہے یعنی معبودان باطلہ ایسا نہیں کرسکتے۔ ان اللہ ھو السمیع البصیر ٥ یہ ماقبل کی دونوں باتوں کی دلیل ہے۔

ذکر دعویٰ دوسری بار:۔ وقال ربکم ادعونی استجب لکم۔ الآیۃ (ع ۶) اپنے مالک اور پروردگار کا حکم ہے کہ حاجات میں غائبانہ صرف مجھ ہی کو پکارو، جو لوگ صرف مجھے ہی پکارنے کے پابند نہیں، بلکہ میرے سوا اوروں کو بھی پکارتے ہیں، میں انھیں ذلیل و رسوا کرکے جہنم میں داخل کرونگا۔

ذکر دعویٰ تیسری بار:۔ ھو الحی لا الٰہ الا ھو فادعوہ مخلصین لہ الدین۔ الآیۃ (ع ۷) اللہ تعالیٰ ہی زندۂ جاوید ہے، اس پر کبھی موت نہیں آئیگی، اس لئے مصائب و آفات اور حاجات و مشکلات میں خالصۃً اسی کو پکارو، تمام صفات الوہیت اسی کی ذات پاک کے ساتھ مختص ہیں۔

دلیل وحی

تنزیل الکتٰب من اللہ العزیز العلیم ٥ (ع ۱) یہ حکمنامہ جو دعوائے توحید پر مشتمل ہے کسی انسان کا ساختہ پرداختہ نہیں، بلکہ اللہ کی طرف سے ہے جو سب پر غالب اور سب کچھ جاننے والا ہے۔

دلیل نقلی

ولقد اٰتینا موسی الھدیٰ۔ الآیتین (ع ۶) موسیٰ علیہ السلام کو ہم نے جو کتاب دی تھی، جو بنی اسرائیل کیلئے ضابطۂ ہدایت تھی، اس میں بھی ہم نے حکم دیا تھا کہ میرے سوا کوئی کارساز نہیں، اس لئے مصائب و حاجات میں صرف مجھے ہی پکارو۔ دلیل نقلی کے بعد فاصبر ان وعد اللہ حق (الآیۃ) میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلّی ہے اور اس سے پہلے انا لننصر رسلنا الخ میں بھی تسلیہ ہے۔ ان الذین یجادلون (الآیۃ) زجر برائے معاندین۔ لخلق السمٰوٰت والارض (الآیۃ) ثبوت قیامت پر دلیل اِنّی۔ وما یستوی

الدعی والبصیر (الآیۃ) ثبوت قیامت پر دلیل لمی۔ ان الساعۃ لاٰتیۃ (الآیۃ) دعوائے قیام قیامت

پہلی عقلی دلیل

اللہ الذی جعل لکم الیل (الآیۃ ع۷) رات اور دن ایسی نعمتیں اور ان کے علاوہ دیگر انعامات سب اللہ کی طرف سے ہیں۔ ذلکم اللہ ربکم الخ یہ ثمرۂ دلیل ہے۔ وہی منعم و محسن اللہ تم سب کا مالک و خالق ہے اس کے سوا کوئی کارساز نہیں، اس لئے حاجات میں، مافوق الاسباب صرف اسی کو پکارو کذلک یؤفک الخ یہ زجر ہے۔

دوسری عقلی دلیل

اللہ الذی جعل لکم الارض الخ (ع۷) اللہ نے تمہاری خاطر زمین و آسمان کو پیدا فرمایا، تمہیں خوبصورت شکلیں عطا کیں اور تمہارے لئے حلال اور پاکیزہ روزی کا انتظام فرمایا۔ ذلکم اللہ ربکم (الآیۃ) یہ دوسری عقلی دلیل کا ثمرہ ہے۔ مذکورہ بالا صفتوں والا اللہ ہی تمہارا رب اور کارساز ہے اور وہی سب کا پروردگار ہے اس لئے غائبانہ صرف اسی کو پکارو۔

تخویف دنیوی

اولم یسیروا فی الارض ـــ تا ـــ انہ قوی شدید العقاب ۰ (ع۳) یہ مشرکین مکہ زمین میں چل پھر کر ان سرکش قوموں کا انجام نہیں دیکھتے جو ان سے قوت اور کارناموں میں بہت زیادہ تھے، جب ہم نے گناہوں کی پاداش میں ان کو پکڑا تو ان کے وہ معبود انہیں ہمارے عذاب سے نہ چھڑا سکے جنہیں وہ دنیا میں کارساز سمجھ کر پکارا کرتے تھے۔

اس کے بعد ولقد ارسلنا موسیٰ بایٰتنا (ع۴) ـــ تا ـــ وحاق باٰل فرعون سوء العذاب (ع۵) تخویف دنیوی کا ایک مفصل نمونہ ذکر کیا گیا ہے۔ النار یعرضون علیہا ـــ تا ـــ وما دعاء الکفرین الا فی ضلل ۰ (ع۵) یہ تخویف اخروی ہے۔ انا لننصر رسلنا۔ الآیۃ (ع۶) یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پہلی بار تسلی کا ذکر ہے۔ اس کے بعد فاصبر ان وعد اللہ حق (الآیۃ) میں دوبارہ تسلی ہے۔

دوسرا حصّہ

دوسرے حصے میں پہلے حصے کے مضامین کا اعادہ ہے۔

۱[اعادہ دلیل وحی

قل انی نھیت ان اعبد الذین تدعون من دون اللہ۔ الآیۃ (ع۷) غیر اللہ کی دعا اور عبادت کو میں نے از خود شرک نہیں کہا بلکہ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے سے مجھے منع کر دیا ہے کہ میں معبودان باطلہ کو پکاروں اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کا فرمانبردار بندہ ہو کر رہوں جو ساری کائنات کا مالک اور کارساز ہے۔

اعادہ پہلی نقلی دلیل

الذین کذبوا بالکتب وبما ارسلنا بہ رسلنا (ع۸) یہ دلیل نقلی اجمالی کی طرف اشارہ ہے۔ اور ما ارسلنا بہ سے مسئلہ توحید مراد ہے۔

دوسری نقلی دلیل

ولقد ارسلنا رسلا من قبلک۔ الآیۃ (ع۸) یہ بھی دلیل نقلی اجمالی کی طرف اشارہ ہے۔

اعادہ دلیل عقلی اول

ھو الذی خلقکم ـــ تا ـــ کن فیکون ۰ (ع۷) اللہ تعالیٰ ہی نے تمام انسانوں کو پیدا کیا۔ رحم مادر میں تخلیق کے تمام مدارج سے گذار کر حسن تقویم میں پیدا کیا اور دنیا کی زندگی میں تمام ضروریات مہیا کیں۔ زندگی اور موت اسی کے قبضہ میں ہے۔ اسلئے وہی کارساز اور حاجت روا ہے، حاجات میں غائبانہ اسی کو پکارنا چاہیئے۔

دلیل عقلی دوم

اللہ الذی جعل لکم الانعام ـــ تا ـــ فای اٰیت اللہ تنکرون ۰ (ع۹) اللہ تعالیٰ نے انسانوں کیلئے چوپائے پیدا فرمائے جن میں سے کچھ تو سواری اور بار برداری کے کام آتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جن کا گوشت کھایا اور دودھ پیا جاتا ہے جس محسن حقیقی نے یہ سب نعمتیں عطا فرمائیں وہی مالک و معبود اور متصرف و کارساز ہے، مصائب و حاجات میں صرف اسی کو پکارنا چاہیئے۔

۲[اعادہ تخویف دنیوی

افلم یسیروا فی الارض فینظروا ـــ تا ـــ وخسر ھنالک الکفرون ۰ (ع۹) مشرکین مکہ نے ان سرکش قوموں کا انجام نہیں دیکھا جو ان سے زیادہ طاقتور اور زیادہ دولتمند تھے۔ انہوں نے ہمارے پیغمبروں کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو دنیا ہی میں پکڑ لیا۔ سرکش لوگوں کے لئے ہمارا یہی دستور ہے۔

۲ حٰمٓ ۰ سورۃ مؤمن حوامیم سبعہ میں سے پہلی ہے۔ عبداللہ بن عباس رضہ سے منقول ہے کہ حٰمٓ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہے۔ قال ابن عباس حٰمٓ اسم اللہ الاعظم (قرطبی، مدارک، معالم، خازن) حضرت ابن عباس ہی سے منقول ہے کہ ہر چیز کا مغز اور خلاصہ ہوتا ہے اور قرآن مجید کا خلاصہ حوامیم ہیں۔ یعنی مصائب و حاجات میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو ان لکل شیء لبابا وان لباب القراٰن الحوامیم (روح ج ۲۴ ص ۳۹، خازن ومعالم ج ۶ ص ۸۷) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے الدعاء مخ العبادۃ مصائب و حاجات میں پکارنا ہی عبادت کا مغز اور لب لباب ہے اور حوامیم میں چونکہ اسی مغز عبادت کا بیان ہے۔ اس لئے حضرت ابن عباس رضہ نے حوامیم کو سارے قرآن کا لب لباب فرمایا اور اسی لئے حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ حوامیم قرآن مجید کا اعلیٰ ترین حصہ ہیں الحوامیم دیباج القراٰن (روح ج ۲۴ ص ۳۹، قرطبی ج ۱۵ ص ۲۸۸) یہ الفاظ مرفوعاً بھی مروی ہیں۔ (بحر ج ۷ ص ۴۴۸ قرطبی)

۳ تنزیل الکتب الخ یہاں سے لیکر فالحکم للہ العلی الکبیر ۰ (ع۲) تک تمہید ہے جو چار عنوانات پر مشتمل ہے۔ عنوان اوّل تنزیل الکتب ـــ تا ـــ الیہ المصیر ۰ اور یہ دلیل وحی بھی ہے۔ یہ حکمنامہ بڑے شہنشاہ کی طرف سے ہے جو سب پر غالب اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ جو اس کے حکمنامے کو مان لیں اور اسکی طرف رجوع و انابت کریں ان کے گناہ معاف فرماتا اور ان کے رجوع کو قبول کرتا ہے، لیکن یہ بھی خیال رہے کہ سرکشوں اور نہ ماننے والوں کے لئے اس کا عذاب بھی بہت سخت ہے اور وہ صاحب دسترس ہے

جب چاہے مجرموں کو پکڑلے کوئی اس کی دسترس سے باہر نہیں اور توبہ قبول کرنے اور گناہ معاف کرنے کی بھی دسترس اور قدرت اسی کو حاصل ہے اس کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں جس کی پناہ خدا کی گرفت سے بچا سکے، سب اسی کے پاس حاضر ہوں گے، کوئی اس سے بھاگ نہیں سکتا۔ یہ عظیم الشان حکمنامہ ایسے عالی مرتبت شہنشاہ کا ہے، اسے مانو اور اس سے سرتابی مت کرو، غافر الذنب وقابل التوب دونوں لفظ جلالت کی صفتیں ہیں ان کو واؤ کے ذریعے سے اس لئے ملا دیا کہ دونوں کا مجموعہ حقیقت میں ایک ہی صفت ہے قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ لا الٰہ الا ھو اور الیہ المصیر یہ دونوں جملے یا تو مستانفہ ھیں یا لفظ جلالت سے حال واقع ہیں یا اسکی صفتیں ہیں۔ لیکن ان کے صفت ہونے کی صورت میں اعتراض وارد ہوتا ہے کہ لفظ جلالت اعرف المعارف ہے اور جملہ، معرفہ کی صفت نہیں بن سکتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب مضمون جملہ اس معرفہ میں منحصر ہو تو جملہ اس کی صفت بن سکتا ہے اور یہاں ایسا ہی ہے لہذا اعتراض ساقط ہے۔ قالہ الشیخ قدس سرہٗ۔

۵۴ ما یجادل الخ یہ عنوان دوم ہے۔ اٰیٰت اللہ میں وضع الظاہر موضع المضمر ایضاح اور حکمنامے کی عظمت شان ظاہر کرنے کے لئے ہے۔ اصل میں فیہ کہنا تھا۔ الذین کفروا ای ستروا الحق عنادا (مدارک فی موضع آخر) یعنی یہ حکمنامہ بہت بڑے بادشاہ کی طرف سے ہے اور سراپا حق اور ظاہر و باہر ہے، اب اس میں صرف معاند ہی جدال (جھگڑا) کریگا۔ دوسرے لوگ جو ضدی نہیں مان لیں گے۔ اس کے بعد منکرین دعویٰ کی اصلاح کے تین طریقے مذکور ہیں۔

۵۵ فلا یغررك الخ اصلاح کا پہلا طریقہ۔ تقلب مصدر تقلیل وتحقیر کے لئے ہے۔ جیسا کہ آگے آرہا ہے انما ھٰذہ الحیٰوۃ الدنیا متاع وان الاٰخرۃ ھی دار القرار (ع ۵) متاع۔ محض نفع گرفتن۔ اور سورۂ حدید (ع ۳) میں اس مضمون کو یوں بیان فرمایا اعلموا انما الحیٰوۃ الدنیا لعب ولھو وزینۃ وتفاخر بینکم وتکاثر فی الاموال والاولاد ط دنیا محض تفاخر اور تکاثر فی الاموال والاولاد ہے۔ یعنی آخرت کے مقابلہ میں قلیل وحقیر ہے۔ اور سورۂ آل عمران (ع ۲۰) میں تقلیل وتحقیر دنیا کی اس طرح صراحت فرمائی لا یغرنك تقلب الذین کفروا فی البلاد ہ متاع قلیل قف ثم ماوٰھم جھنم ط وبئس المھاد ہ حاصل یہ ہوا کہ حکمنامہ خداوندی میں جدال کرنے والوں اور اسے نہ ماننے والوں کی پُرعیش زندگی، بڑے بڑے شہروں میں ان کے وسیع تجارتی کاروبار اور ان کے یہاں دولت کی ریل پیل آپ کو دھوکے میں نہ ڈالے، یہ تو محض دنیا میں چندروزہ نفع ہے، ان کی عاقبت تباہی اور دائمی عذاب ہے۔ لا یغرنك ما ھم فیہ من الخیر والسعۃ فی الرزق فانہ متاع قلیل فی الدنیا (قرطبی ج ۱۵ ص ۲۹۲)

۵۶ کذبت الخ یہ اصلاح منکرین کا دوسرا طریقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ جدال کی وجہ سے ہمیشہ معاندین کو دنیا ہی میں عذاب دیتا رہا ہے مثلاً قوم نوح اور اس کے بعد دوسری قومیں جنہوں نے حق کو جھٹلایا۔ لیکن صرف تکذیب (جھٹلانا) اگرچہ غضب الٰہی کا موجب ہے، لیکن دنیوی عذاب کا موجب نہیں بن سکتی تھی۔ ان قوموں نے دو اور بڑے جرموں کا ارتکاب کیا جسکی وجہ سے وہ دنیا ہی میں مورد عذاب ٹھہرے۔ اول ہر امت کے معاندین نے پیغام حق لانے والے رسول کی ایذا رسانی بلکہ اس کے قتل تک کی کوشش کی دوم انھوں نے باطل کے ذریعے سے حق کو گرانے اور اس کو مغلوب کرنے کی کوشش کی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے دنیا ہی میں انکو پکڑ لیا اور ایسا عذاب بھیجا کہ ان کا نام ونشان ہی مٹ گیا کہو، ہمارا عذاب کیسا رہا۔ تم ان تباہ شدہ بستیوں کے پاس سے گذرتے ہو اور عذاب الٰہی کے آثار آنکھوں سے دیکھتے ہو۔ کسی اللہ کے ولی کا قول ہے۔

چیست خدایا، ہرکرا بیند ازی بما اندازی؟

خدایا کیا وجہ ہے کہ جس کو تو گرانے کا ارادہ کرتا ہے، تو ہمارے ساتھ اس کا مقابلہ کرا دیتا ہے۔ یعنی وہ ہمیں مارنے پر آمادہ ہو جاتا ہے تو تُو اس کو عذاب میں مبتلا فرما دیتا ہے۔ مولوی معنوی نے کہا ہے ؎

ہیچ قومے را خدا رسوا نہ کرد
تا دلِ صاحبدلے نامد بدرد

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا (بنی اسرائیل ع ۲) دوسری جگہ فرمایا جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ۔ (القمر رکوع ۱)

۵۷ بالباطل۔ شبہات واہیہ جو ان کے مشرک رہنماؤں نے وضع کر رکھے تھے جن سے وہ شرک کی تائید کرتے تھے۔ قال یحیی بن سلام: جادلوا الانبیاء بالشرک لیبطلوا بہ الایمان (قرطبی ج ۱۵ ص ۲۹۳) جادلوا رسلھم بالباطل ای بایراد الشبھات لیدحضوا بہ الحق ای ان یزیلوا بسبب ایراد تلك الشبھات الحق والصدق (کبیر ج ، ص ۲۹۴)

۵۸ وکذلك الخ یہ تیسرا طریق اصلاح ہے۔ کذلك میں کاف بمعنی لام تعلیلیہ ہے ای لذلك یعنی اسی جدال کی وجہ سے تیرے رب کی بات ان معاندین پر ثابت ہو چکی ہے کہ وہ جہنمی ہیں۔ انھم اصحٰب النار کلمۃ سے بدل ہے۔ وجوز ان یکون فی محل رفع علی انہ بدل من (کلمۃ ربك) بدل کل من کل۔ (روح ج ۲۴ ص ۴۴)

۵۹ الذین یحملون الخ یہ تیسرا عنوان ہے۔ جو لوگ اس حکمنامے کو مان لیں گے، حاملان عرش الٰہی ان کے لئے ان کے آباء واجداد اور انکی آل اولاد کیلئے یوں دعائیں کرینگے یعنی جو لوگ اس حکمنامے کو مانتے جائینگے وہ فرشتوں کی دعاؤں میں شامل ہوتے جائینگے، یہ مراد نہیں کہ وہ دعاؤں میں ان آدمیوں کا نام لیتے ہیں، کیونکہ وہ عالم الغیب نہیں ہیں۔ اَلذین یحملون العرش اس سے وہ فرشتے مراد ہیں جو حاملان عرش الٰہی ہیں۔ حاملان عرش اور دوسرے فرشتے جو عرش کے چاروں طرف صف بستہ کھڑے ہیں ان کی ہمہ وقت ڈیوٹی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور اسکی تسبیح وتقدیس میں مصروف ہیں، اللہ پر ان کا ایمان نہایت ہی کامل ہے۔ یا اس حکمنامے پر انکا ایمان مستحکم ہے۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالےٰ۔ فرشتوں کے ایمان کے ذکر کی اگرچہ ضرورت نہ تھی لیکن ایمان اور اھل ایمان کی فضیلت ظاہر کرنے کے لئے اس کا ذکر کیا گیا (روح)

ف۱۰ ویستغفرون الخ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور تسبیح و تقدیس کے ساتھ ساتھ وہ فرشتے ایمان والوں کیلئے یوں دعائیں کرتے رہتے ہیں۔ ربنا وسعت الخ ہمارے پروردگار، تیری رحمت ہر چیز کو شامل اور تیرا علم ہر چیز پر حاوی ہے۔ ان ایمان والوں کے گناہ معاف فرما جو سچی توجہ کریں اور راہ ہدایت اور صراط مستقیم پر چلیں اور انکو جہنم کے عذاب سے بچا۔

ف۱۱ ربنا وادخلھم الخ ربنا کا اعادہ بُعد عہد کیوجہ سے ہے۔ اے ہمارے پروردگار، انکو ان جناتِ عدن میں داخل فرما جن کا تو نے ایمان اور عمل صالح پر اُن سے وعدہ فرما رکھا ہے اور ان کے ساتھ ان کے ماں باپ، انکی بیویوں اور انکی آل اولاد کو بھی جنت میں داخل فرما جنہوں نے ضد نہیں کی اور ان کی پیروی میں ایمان قبول کیا اور نیک عمل بجالائے۔ بیشک تو غالب ہے جو چاہے کر سکتا ہے، حکمت والا ہے، کسی کو متبوع اور کسی کو تابع بنا کر جنّت میں داخل کر سکتا ہے۔ ومن صلح الخ بیٹا ایمان لے آیا، ماں باپ نے ضد نہ کی اور بالتبع بیٹے کی وجہ سے ایمان لے آئے۔ خاوند کی تبعیت میں بیوی یا ماں باپ کی تبعیت میں اولاد ایمان لے آئی۔ جب انھوں نے ضد نہ کی اور بالتبع ایمان لے آئے تو ان کا یہ ایمان قبول ہوگا اور وہ بالتبع جنت میں داخل ہوں گے۔ قال الشیخ قدس سرہ والظاھر العطف علی الاول والدعاء بالادخال فیہ صریح وفی الثانی ضمنی والظاھر ان المراد بالصلاح الصلاح المصحح لدخول الجنۃ وان کان دون صلاح المتبوعین (روح ج ۲۴ ص۶۵)

بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ⑤ وَكَذٰلِكَ
سچے دین کو پھر میں نے انکو پکڑ لیا کہو پھر کیسا ہوا میرا سزا دینا ف۹ اور اسی طرح
حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ
ٹھیک ہو چکی بات تیرے رب کی منکروں پر کہ یہ ہیں دوزخ
النَّارِ ⑥ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ
والے ف۹ جو لوگ اٹھا رہے ہیں عرش کو اور جو اسکے گرد ہیں پاکی بولتے ہیں
بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
اپنے رب کی خوبیاں اور اس پر یقین رکھتے ہیں اور گناہ بخشواتے ف۱۰ ہیں ایمان والوں کے
رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ
اے پروردگار ہمارے ہر چیز سمائی ہوئی ہے تیری بخشش اور خبر میں سو معاف کر ان کو جو
تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ⑦ رَبَّنَا
توبہ کریں اور چلیں تیری راہ پر اور بچا انکو آگ کے عذاب سے اے رب ہمارے
وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ۣالَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ
اور ف۱۱ داخل کر انکو سدا بسنے کے باغوں میں جن کا وعدہ کیا تو نے ان سے اور جو کوئی نیک ہو انکے
اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ⑧
باپوں میں اور عورتوں میں اور اولاد میں بیشک تو ہی ہے زبردست حکمت والا ف۱
وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ۭ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ۭ
اور ف۱۲ بچا انکو برائیوں سے اور جس کو تو بچائے برائیوں سے اس دن اُس پر مہربانی کی تو نے
وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ⑨ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنَادَوْنَ
اور یہ جو ہے یہی ہے بڑی مراد پانی ف۲ جو لوگ ف۱۳ منکر ہیں انکو پکار کر کہیں گے
لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ
اللہ بیزار ہوتا تھا زیادہ اس سے جو تم بیزار ہوئے ہو اپنے جی سے جس وقت تمکو بلاتے تھے

م وقف لازم

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ع ۹ ۶

ر ۱ اصلاح کا ثمرہ ۱۲

ر ۲ تیسرا عنوان

ر ۳ اعادہ بوجہ بعد عہد ۱۲

ر ۴ چوتھا عنوان ۱۲

ف۱۲ وقھم الخ السیئات سے مراد عقوبات ہیں یا جزاء السیئات علی حذف المضاف۔ ای العقوبات لان جزاء السیئۃ سیئۃ مثلھا او جزاء السیئات علی حذف المضاف (ابو السعود ج ۷ ص۲۹۶) اور ان کو گناہوں کی سزا سے بچا اور جس کو تو نے اس دن یعنی دنیا میں یا آخرت میں سزا سے بچا لیا تو اس پر تیری خاص رحمت ہوگئی اور یہی سب سے بڑی کامیابی ہے کہ انسان محض اللہ کی رحمت سے اُس کے عذاب سے بچ جائے

ف۱۳ ان الذین الخ یہ چوتھا عنوان ہے جس نے اس حکمنامے کو نہ مانا اس پر اللہ کا غضب ہوگا۔ جب ان کو جہنم میں داخل کیا جائیگا تو انھیں پکار کر کہا جائیگا کہ آج تم جس قدر اپنی جانوں پر غضبناک ہو کہ دنیا میں حق کو کیوں قبول نہ کیا، اس سے کہیں زیادہ اللہ تعالیٰ تم پر غضبناک تھا جب دنیا میں تمہیں ایمان کی دعوت دی جاتی تھی تو تم انکار کرتے تھے جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ الذین یجادلون فی اٰیٰت اللہ بغیر سلطٰن اتٰھم کبر مقتا عند اللہ وعند الذین اٰمنوا (ع ۴) اذ ظرف کا عامل مقدر ہے ای یمقتکم اور یہ ظرف مقتکم انفسکم سے متعلق نہیں ہو سکتی کیونکہ اس میں آخرت کا حال مذکور ہے اور اذ تدعون میں دنیا کے حال کی طرف اشارہ ہے۔ اسی طرح لمقت اللہ سے بھی متعلق نہیں ہو سکتی کیونکہ اس صورت میں مصدر مبتداء کا معمول اس کی خبر سے مؤخر ہو جائیگا اور یہ جائز نہیں (مدارک۔ بحر) لیکن علامہ ابن حاجب کہتے ہیں کہ ظرف میں اسکی گنجائش ہے۔ وفی امالی ابن حاجب لا بأس بذلک لان الظروف متسع فیھا (روح ج ۲۴ ص۵)

موضح قرآن ف۱ یعنی اگرچہ بہشت ہر کسی کو ملنی ہے اپنے عمل سے جورو بیٹا اور ماں باپ کام نہیں آتا۔ لیکن تیری حکمتیں ایسی بھی ہیں کہ ایک کے سبب سے کتنوں کو اعلیٰ درجہ میں پہنچا دے اپنے عمل سے زیادہ اور بدلہ ہو اپنے ہی عمل کا یہ آرزو رکھتے ہوں کہ ہم بھی اسی کی چال چلیں یہ نیت قبول پڑ جاوے۔ ف۲ یعنی تیری مہر ہی ہو کر برائیوں سے بچے۔ اپنے عمل سے کوئی نہیں بچ سکتا تھوڑی بہت برائی سے کون خالی ہے۔

ف۱۴ قالوا الخ جہنم میں داخل ہونے کے بعد مشرکین جہنم سے نکلنے کی راہیں تلاش کریں گے اور کہیں گے اے ہمارے پروردگار، تونے دوبار ہمیں موت سے دوچار کیا اور دوبار ہمیں زندگی بخشی، ہم اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں اور جس حشر ونشر کا انکار کیا کرتے تھے آج اس پر ایمان لاتے ہیں۔ کیا اب کوئی صورت ہے کہ ہمیں دوزخ سے نکال کر ایک بار پھر دنیا کی زندگی مل جائے تو ہم تیری پوری پوری فرمانبرداری کریں گے والمراد طلب الخروج نظیره (فارجعنا نعمل صالحا)۔ (روح) پہلی موت سے مراد عدم ہے جب وہ اصلاب آباء میں تھے اور دوسری موت وہ ہے جو دنیا کی زندگی کا خاتمہ کردیتی ہے۔ اور پہلی بار احیاء سے دنیا میں پیدا کرنا مراد ہے اور دوسری بار احیاء سے بعث بعد الموت مراد ہے۔ قال ابن مسعود و ابن عباس و قتادة والضحاك۔ كانوا امواتا فی اصلاب اباءهم ثم احیاهم ثم اماتهم الموتة التی لابد منها فی الدنیا، ثم احیاهم للبعث والقیامة، فهاتان حیاتان وموتتان وهو قوله تعالیٰ كیف تكفرون باللہ وكنتم امواتا فاحیاكم ثم یمیتكم ثم یحییكم (قرطبی ج ۱۵ ص ۲۹۷)

إِلَى الْإِيمَانِ فَتَكْفُرُونَ ⑩ قَالُوا رَبَّنَا أَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ
یقین لانے کو پھر تم منکر ہوتے تھے ف۱ ف۱۴ بولیں گے اے ہمارے رب تو موت دے چکا ہم کو دو بار

وَأَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوبِنَا فَهَلْ إِلَىٰ
اور زندگی دے چکا دو بار اب ہم قائل ہوئے اپنے گناہوں کے پھر اب بھی ہے

خُرُوجٍ مِّن سَبِيلٍ ⑪ ذَٰلِكُم بِأَنَّهُ إِذَا دُعِيَ اللَّهُ
نکلنے کو ف۲ کوئی راہ ف یہ ف۱۵ تم پر اس واسطے ہے کہ جب کسی نے پکارا اللہ کو

وَحْدَهُ كَفَرْتُمْ ۖ وَإِن يُشْرَكْ بِهِ تُؤْمِنُوا ۚ فَالْحُكْمُ
اکیلا تو تم منکر ہوتے اور جب اس کیساتھ شریک کو تو تم یقین لانے لگے ف۱۶ اب حکم وہی

لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ ⑫ هُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ آيَاتِهِ وَيُنَزِّلُ
جو کرے اللہ سب سے اوپر بڑا ف۱۷ وہی ہے تم کو دکھلاتا اپنی نشانیاں اور اتارتا ہے

لَكُم مِّنَ السَّمَاءِ رِزْقًا ۚ وَمَا يَتَذَكَّرُ إِلَّا مَن يُنِيبُ ⑬
تمہارے واسطے آسمان سے روزی اور سوچ وہی کرے جو رجوع رہتا ہو

فَادْعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ⑭
سو پکارو ف۱۸ اللہ کو خالص کر کر اس کیواسطے بندگی اور ف۱۹ پڑے برا مانیں منکر

رَفِيعُ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ
ف۲۰ وہی ہے اونچے درجوں والا مالک عرش کا ف۲۱ اتارتا ہے بھید کی بات اپنے حکم سے

عَلَىٰ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ لِيُنذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ⑮ يَوْمَ
جس پر چاہے اپنے بندوں میں تاکہ وہ ڈرائے ملاقات کے دن سے ف۲۲ جس دن

هُم بَارِزُونَ ۖ لَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۚ لِّمَنِ
وہ لوگ نکل کھڑے ہوں گے چھپی نہ رہے گی اللہ پر انکی کوئی چیز کس کا

الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۖ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ⑯ الْيَوْمَ
راج ہے اس دن اللہ کا ہے جو اکیلا ہے دباؤ والا ف۲۳ آج

ر جواب بتقدیر ہے ۱۲

یہ علت جواب بتقدیر ۱۲

ف۱۵ ذلکم الخ اصل میں یہ جواب نہیں، بلکہ جواب کی علت ہے اور جواب کے قائم مقام ہے اور جواب مقدر ہے ای لا سبیل الی خروج یعنی اب جہنم سے نکلنے کی کوئی صورت نہیں کیونکہ دنیا میں تمہارا یہ حال تھا کہ جب خدائے واحد کو پکارا جاتا تھا تو تم اسکی وحدانیت کا انکار کرتے تھے اور جب اس کے ساتھ کوئی شرک کرتا تو شرک پر ایمان لے آتے تھے۔ جواب میں اختصار کے بجائے علت جواب بیان کرنے کے لئے تفصیل بیان کی گئی۔ نیز یہ بیان کیا گیا کہ کسی دوسرے کو بھی نکالنے کی طاقت نہیں۔ وفی الكلام متروك تقديره فاجيبوا بان لا سبيل الى الرد وذلك لانكم اذا دعی اللہ وحده الخ (قرطبی) ای ذلکم الذی انتم فیه وان لا سبیل لكم الی خروج قط بسبب كفركم بتوحید اللہ وایمانكم بالاشراك به (مدارک)

ر پہلی بار ذکر دعوی ۱۲

ف۱۶ فالحکم الخ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو بھی طاقت نہیں کہ وہ ان کو دوزخ سے نکال سکے کیونکہ فیصلہ اللہ تعالیٰ ہی کا نافذ ہوگا جو بلند و برتر ہے اب کلی طور پر حکومت اسی کے قبضہ واختیار میں ہے اور اس کا فیصلہ یہی ہے کہ مشرکین ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہیں۔ اس میں اس بات کی دلیل بیان کی گئی ہے کہ کسی دوسرے کو بھی طاقت نہیں کہ انھیں دوزخ سے نکال سکے۔

ر تخویف اخروی ۱۲

ف۱۷ ھو الذی الخ تمہید کے بعد حکمنامے کو ماننے کی ترغیب ہے وہ ایسا مہربان بادشاہ ہے کہ اپنی قدرت و وحدانیت کے دلائل بھی تمہیں دکھلاتا ہے اور آسمان سے مینہ برسا کر تمہاری روزی کا انتظام بھی فرماتا ہے، اس لئے اسکا حکمنامہ ضرور ماننا چاہیئے وما یتذکر الخ لیکن مانیگا وہی جو ضد وعناد کو چھوڑ کر آیات الہی میں غور و فکر کریگا اور اللہ کی طرف رجوع کرے گا۔ وما

موضح قرآن ف۱ یعنی آج تم اپنے جی کو پھٹکارتے ہو۔ دنیا میں جب کفر کرتے تھے اللہ اس سے زیادہ تم کو پھٹکارتا تھا اُسی کا بدلہ آج پاؤ گے ف۲ پہلے مٹی تھے یا نطفہ تو مردے ہی تھے۔ پھر جان پڑی تو جی پایا پھر مرے پھر جئے یہ ہوئیں دو موتیں دو حیاتیں۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی در دوزخ برخود بددعا میکنند ومیگویند کاشکی معدوم شوند واین دشمن داشتن است خود را واللہ اعلم ولیکن کہ معنی چنیں باشد بتحقیق دشمن داشتن خدا شمارا سخت تر است از دشمن داشتن شما خود را وقتیکہ خوانده میشوید بسوی ایمان پس کافر ماندید یعنی قبول نکردن ایمان عداوت نفس خود است اگرچہ این رانمی دانستند پس جزاء این عداوت نفس خود عداوت خدا شد الیشانرا لیکن شدت وعذاب واصرار درینجا ظاہر شد ۱۲ ف۲ مترجم گوید نطفہ بودند خدا یتعالیٰ جان داد بعد ازان قبض روح کرد باز زنده ساخت واللہ اعلم ۱۲۔

یتعظ و ما یعتبر بآیات اللہ الا من یتوب من الشرك و یرجع الی اللہ فان المعاند لا یتذکر و لا یتعظ (مدارک ناٹید):- اللہ یجتبی الیہ من یشآء و یھدی الیہ من ینیب ۝ (شوریٰ ع ۲)۔ من خشی الرحمٰن بالغیب وجآء بقلب منیب ۝ (ق ع ۳)۔ واتبع سبیل من اناب الی (لقمان ع ۲)

۱۸ فادعوا الخ تمہید اور ترغیب کے بعد پہلی بار دعوے کا ذکر ہے۔ فاء فصیحہ ہے اور اسکی شرط محذوف ہے۔ ای اذا کان الامر کما ذکر من اختصاص التذکر بمن ینیب فاعبدوہ ایھا المؤمنون مخلصین لہ دینکم الخ (ابو السعود ج ۷، ص ۳۰۱) یعنی جب معاملہ یہ ہے کہ صرف انابت کرنیوالے ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں، تو ایمان والو! تم خالصۃً اللہ ہی کو پکارو۔ لیکن حضرت شیخ قدس سرہ کے نزدیک فادعوا اللہ مخلصین لہ الدین اس سورت کا مرکزی دعوے ہے جو ابتدائے سورت سے لیکر یہاں تک بیان شدہ تمہید و ترغیب کے سارے مضمون پر مترتب ہے جس کا حاصل یہ ہے جب تمہیں معلوم ہوگیا کہ یہ حکمنامہ جو فادعوا اللہ الخ کے مضمون پر مشتمل ہے، بہت بڑے شہنشاہ کی طرف سے ہے جو مہربان بھی ہے اور شدید العقاب بھی، اس میں جدال صرف معاندین ہی کرینگے، لیکن جو لوگ اس حکمنامے کو مان لیں گے اللہ کے فرشتے ان کے لئے دعائیں کریں گے اور جو اس حکمنامے کو ٹھکرا دیں گے، وہ غضب خداوندی کا مورد بنیں گے۔ یہ حکمنامہ بڑے مہربان اور محسن بادشاہ کا ہے جو تمہیں اپنی توحید کے نشانات دکھاتا ہے، لیکن مانیں گے وہی جو اللہ کی طرف انابت کرینگے۔ جب تم یہ سب کچھ سُن چکے تو اب حاجات و مصائب میں مافوق الاسباب صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو اور اس کی پکار میں کسی کو شریک نہ کرو۔ تقدیر عبارت یوں ہوگی۔ اذا سمعتم ما ذکر فادعوا اللہ مخلصین لہ الدین۔

۱۹ ولو کرہ الکافرون تم ہر حال میں صرف اللہ ہی کو پکارو اگرچہ مشرکین جو تمہارا نام و نشان مٹانے پر تلے ہوئے ہیں اسکو ناپسند کریں اور غیظ و غضب سے جل بُھن جائیں ای اعبدوہ مخلصین لہ الدین من الشرك علیٰ کل حال حتی فی حال غیظ اعدائکم المتمالئین علیکم و علیٰ استئصالکم (بحر ج ۷، ص ۴۵۴) حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ قتل کا ذکر نہیں کیا، اس لئے کہ دعاء اور پکار کا تعلق زبان سے ہے اور بصورت اکراہ قتل سے بچنے کیلئے زبان سے کلمہ شرک کہنے کی رخصت ہے بشرطیکہ دل ایمان پر قائم ہو جیسا کہ ارشاد ہے:۔ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان (النحل ع ۱۴)

۲۰ رفیع الدرجات۔ یہ دعوائے سورت کی اہمیت کی طرف اشارہ ہے۔ یہ حکمنامہ جس کے لئے اتنی لمبی چوڑی تمہید ذکر کی گئی ہے کوئی معمولی نہیں بلکہ یہ رفیع الشان، عرش عظیم کے مالک بادشاہ کا حکمنامہ ہے، جو اس سے پہلے بھی اپنے پیغمبروں پر اپنا حکمنامہ نازل فرماتا رہا ہے، تاکہ اس کے بندے اس کی تعمیل کرکے اور اس کو مان کر قیامت کی سختیوں اور تکلیفوں سے بچ جائیں۔ رفیع الدرجات بلند و برتر، عظمت و شان والا ھو المرتفع بعظمتہ فی صفات جلالہ وکمالہ و وحدانیتہ المستغنی عن کل ماسواہ وکل الخلق فقراء الیہ (خازن ج ۶، ص ۷۷) عبارۃ عن رفعۃ شأنہ وعلو سلطانہ کما ان قولہ ذو العرش عبارۃ عن ملکہ وبنحوہ فسرہ ابن زید قال: عظیم الصفات (بحر ج ۷، ص ۴۵۵)

۲۱ یلقی۔ صیغہ مضارع ماضی استمراری کے مفہوم میں ہے یعنی ڈالتا رہا ہے۔ والاستمرار التجددی المفہوم من (یلقی) ظاھر فان الالقاء لم یزل من لدن آدم علیہ السلام الی انتھاء زمان نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (روح ج ۲۴ ص ۵۶) اس صورت میں الروح سے مطلق وحی مراد ہوگی وحی کو روح اس لئے فرمایا کہ جس روح سے بدن کو حیات حاصل ہوتی ہے، اسی طرح وحی الٰہی سے جو احکام نازل ہوتے ہیں وہ دلوں کی حیات کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ الوحی الذی تحیا بہ القلوب (مدارک) حیاۃ الارواح بالمعارف الالٰھیۃ والجلایا القدسیۃ فاذا کان الوحی سببا لحصول ھذہ الارواح سمی بالروح فان الروح سبب لحصول الحیاۃ والوحی سبب لحصول ھذہ الحیاۃ الروحانیۃ (کبیر ج ۷، ص ۳۰۳) حاصل یہ ہے کہ یہ وحی اور پیغام توحید جس سے دلوں کی حیات وابستہ ہے اس قدر اہم ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو ہمیشہ اپنے پیغمبروں پر نازل فرماتا رہا ہے، تاکہ وہ انبیاء علیہم السلام کی وساطت سے بندوں کو قیامت کے دن کی آفات سے خبردار کرے اور وہ اللہ کے حکمنامے کو مان کر ان سے نجات پالیں۔ لیکن اگر الروح سے قرآن مجید مراد ہو جیسا کہ حضرت ابن عباس رضؓ (بحر، روح) اور ابن زید رضؓ (قرطبی) سے منقول ہے تو اس صورت میں یلقی حال مستمر پر محمول ہو گا۔ یعنی ڈال رہا ہے اور اتار رہا ہے۔ پہلی صورت میں من یشآء الخ سے تمام انبیاء علیہم السلام مراد ہوں وھم الانبیاء، یشاء ھو ان یکونوا انبیاء ولیس لاحد فیھم مشیئۃ (قرطبی ج ۱۵ ص ۲۹۹) اور دوسری صورت میں اس سے حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم مراد ہوں گے۔

۲۲ یوم ھم بارزون۔ یہ یوم التلاق سے بدل ہے۔ قیامت کے دن تمام انسان ایک میدان میں سامنے ہوں گے اور کوئی بھی اسکی نظروں سے اوجھل نہیں ہوگا اور نہ ان کا کوئی حال اور عمل ہی اس سے مخفی ہوگا۔ لمن الملك الیوم اس وقت اللہ کی طرف سے سوال ہوگا۔ آج بادشاہی کس کی ہے؟ یہ سوال اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایک منادی پیش کریگا۔ اس کے جواب میں سب مؤمن و کافر کہیں گے للہ الواحد القھار۔ آج بادشاہی اللہ تعالیٰ ہی کی ہے جو واحد اور زبردست ہے (روح، قرطبی)

۲۳ الیوم تجزی۔ آج من کل الوجوہ خدائے واحد و قہار کی حکومت ہے جس کے یہاں ظلم نہیں، اس لئے آج ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ ملے گا، کسی پر ظلم و زیادتی نہیں ہوگی۔ کسی کی حق تلفی نہیں ہوگی اور کسی کو ناکردہ گناہ کی سزا نہیں ملے گی۔ ان اللہ سریع الحساب اس قدر مخلوق سے حساب کتاب لینا اور پھر سب کو ان کے اعمال کے مطابق جزاء و سزا دینا بظاہر مشکل معلوم ہوتا ہے، لیکن یہ اشکال ہماری نظروں میں ہے۔ اس واحد و قہار اور قادر مطلق کیلئے کوئی مشکل نہیں، وہ بہت جلد ساری مخلوق سے حساب لے لیگا ای سریع حسابہ تماما اذ لا یشغلہ تعالیٰ شأن عن شأن فیحاسب الخلائق قاطبۃ فی اقرب زمان (ابو السعود ج ۷، ص ۳۰۳)

۲۴ وانذرھم۔ یوم الازفۃ سے قیامت کا دن مراد ہے الازفۃ کا موصوف محذوف ہے والازفۃ صفۃ لمحذوف تقدیرہ یوم الساعۃ الازفۃ او الطامۃ الازفۃ (بحر ج ۷، ص ۴۵۶) الازفۃ القریبۃ۔ جیسا کہ سورہ معارج ع ۱ میں ارشاد ہے انھم یرونہ بعیدا ونرٰہ قریبا ۝ کاظمین شدید رنج و غم اور درد و کرب میں مبتلا ہوں گے اور انکا پیمانۂ غیظ لبریز ہوگا کاظمین ای مکروبین والکاظم الساکت حال امتلائہ غمًا وغیظا (کبیر ج ۷، ص ۳۱۱) یہ حکمنامہ الٰہی سے متعلق تخویف اخروی ہے، ان کو اس قریب ہی آنے والی ہولناک آفت (قیامت) سے خبردار کرو جب شدتِ خوف سے منکرین کے کلیجے منہ کو آرہے ہونگے اور وہ غم و اندوہ میں گھٹ رہے

تُجۡزٰى كُلُّ نَفۡسٍۭ بِمَا كَسَبَتۡ ؕ لَا ظُلۡمَ الۡيَوۡمَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
بدلہ ملے گا ہر جی کو جیسا اس نے کمایا بالکل ظلم نہیں آج بیشک اللہ
سَرِيۡعُ الۡحِسَابِ ⑰ وَاَنۡذِرۡهُمۡ يَوۡمَ الۡاٰزِفَةِ اِذِ
جلد لینے والا ہے حساب ۲۴ اور خبر سنا دے انکو اُس نزدیک آنیوالے دن کی جو وقت
الۡقُلُوۡبُ لَدَى الۡحَنَاجِرِ كٰظِمِيۡنَ ؕ مَا لِلظّٰلِمِيۡنَ
دل پہنچیں گے گلوں کو تو وہ دبا رہے ہوں گے ۲۵ کوئی نہیں گنہگاروں کا
مِنۡ حَمِيۡمٍ وَّلَا شَفِيۡعٍ يُّطَاعُ ⑱ يَعۡلَمُ خَآئِنَةَ الۡاَعۡيُنِ
دوست اور نہ سفارشی کہ جس کی بات مانی جائے ۲۶ وہ جانتا ہے چوری کی نگاہ
وَمَا تُخۡفِى الصُّدُوۡرُ ⑲ وَاللّٰهُ يَقۡضِىۡ بِالۡحَقِّ ؕ وَالَّذِيۡنَ
اور جو کچھ چھپا ہوا ہے سینوں میں ۲۷ اور اللہ فیصلہ کرتا ہے انصاف سے اور جن کو
يَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖ لَا يَقۡضُوۡنَ بِشَىۡءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ
پکارتے ہیں اس کے سوائے نہیں فیصلہ کرتے کچھ بھی بیشک اللہ جو ہے وہی
السَّمِيۡعُ الۡبَصِيۡرُ ⑳ اَوَلَمۡ يَسِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ
ہے سننے والا دیکھنے والا ۲۸ کیا وہ پھرے نہیں ملک میں
فَيَنۡظُرُوۡا كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيۡنَ كَانُوۡا مِنۡ
کہ دیکھتے انجام کیسا ہوا ان کا جو تھے اُن سے
قَبۡلِهِمۡ ؕ كَانُوۡا هُمۡ اَشَدَّ مِنۡهُمۡ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِى
پہلے وہ تھے ان سے سخت زور میں اور نشانیوں میں جو چھوڑ گئے
الۡاَرۡضِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوۡبِهِمۡ ؕ وَمَا كَانَ
زمین میں ف۱ پھر اُن کو پکڑا اللہ نے اُن کے گناہوں پر اور نہ ہوا
لَهُمۡ مِّنَ اللّٰهِ مِنۡ وَّاقٍ ㉑ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ كَانَتۡ تَّاۡتِيۡهِمۡ
اُن کو اللہ سے کوئی بچانے والا ۲۹ یہ اس لئے کہ انکے پاس آتے تھے

۲ ع ۷

۱؎ متعلق بدعوی ۱۲

۲؎ دلیل ماقبل ۱۲

۳؎ تخویف دنیوی ۱۲

۴؎ ماقبل کی تفصیلی علت ۱۲

ہوں گے۔ اگر وہ اس ہولناک دن کی آفتوں سے بچنا چاہتے ہیں تو انہیں چاہیئے کہ وہ اس حکمنامے کو مان لیں **۲۵** قیامت کے دن مشرکین کا کوئی حامی و مددگار نہیں ہوگا اور نہ کوئی ایسا سفارشی ہی میسر آسکے گا جس کی سفارش ان کے حق میں قبول کی جاسکے۔ ای لیس للذین ظلموا انفسھم بالشرک باللہ من قریب منھم ینفعھم ولا شفیع یشفع فیھم (ابن کثیر ج ۴ ص) **۲۶** یعلم خائنۃ الاعین یہ اضافت صفت بموصوف کے قبیل سے ہے اور اصل میں الاعین الخائنۃ ہے یعنی وہ خیانت کرنے والی نگاہوں کو خوب جانتا ہے۔ یا الخائنۃ مصدر ہے العافیۃ اور العاقبۃ کی مانند آنکھوں کی خیانت سے غیر محرموں کو دیکھنا مراد ہے۔ یعلم خائنۃ الاعین کقولہ۔ و ان سقیت کرام الناس ای الناس وجوز ان تکون خائنۃ مصدرا کالعافیۃ والعاقبۃ ای یعلم خیانۃ الاعین (بحر ج ۷، ص ۴۵۴) وہ ایسا علیم و خبیر ہے کہ آنکھوں کی خیانت کو بھی جانتا ہے اور جو باتیں دلوں میں پوشیدہ ہیں ان سے بھی باخبر ہے، اس لئے قیامت کے دن وہ سب کے اعمال کی پوری پوری جزا و سزا دے گا **۲۷** واللہ یقضی بالحق یہ اصل دعوے کی تائید ہے امر اوّل واللہ یقضی بالحق یعنی اللہ تعالیٰ تو ایسا قادر و متصرف ہے کہ وہ جس کام کا ارادہ فرماتا ہے، اسے اپنے ارادے اور فیصلے کے مطابق سرانجام دے لیتا ہے امر دوم والذین یدعون من دونہ لیکن مشرکین، اللہ کے سوا جن خود ساختہ معبودوں کو مصائب و حاجات میں پکارتے ہیں وہ ایسے عاجز و بے بس ہیں کہ کچھ بھی نہیں کرسکتے جیسا کہ فرمایا د اذا قضی امرا فانما یقول لہ کن فیکون ہ (بقرہ ع ۱۴) اور دوسری جگہ فرمایا قولہ الحق (انعام ع ۹) اس کا ارشاد سراپا حق ہے اور اس کے ارشاد و ارادہ کے مطابق کام کا ہو جانا یہ اسی کی صفت ہے، معبودانِ باطلہ ایسا نہیں کرسکتے ان اللہ ھو السمیع البصیر یہ ماقبل کی علت ہے۔ اللہ تعالیٰ جو چاہے کرسکتا ہے کیونکہ وہ السمیع لکل شیئ (ہر بات کو سننے والا) اور البصیر لکل شیئ (ہر چیز کو دیکھنے والا) ہے، لیکن معبودانِ باطلہ میں یہ صفت نہیں ہے اس لئے مصائب و حاجات میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارنا چاہیئے جو سب کچھ دیکھتا سنتا ہے اور سب کچھ کرسکتا ہے۔ **۲۸** اولم یسیروا۔ یہ تخویف دنیوی ہے۔ ان مشرکین نے زمین میں چل پھر کر ان لوگوں کا انجام نہیں دیکھا، جو قوت میں اور کارناموں میں ان سے کہیں زیادہ تھے۔ جب انھوں نے انبیاء علیہم السلام کو جھٹلایا اور شرک پر قائم رہے تو اللہ نے انھیں پکڑ لیا۔ مگر ان کے خود ساختہ کارسازوں نے انھیں اللہ کی گرفت سے نہ چھڑایا جن کو وہ خدا کے یہاں سفارشی سمجھتے تھے۔ اٰثارا فی الارض زمین پر انہوں نے جو مضبوط قلعے بنائے اور محفوظ شہر آباد کئے۔ مثل القلاع المحکمۃ والمدائن الحصینۃ (روح ج ۲۴ ص ۶۱) بذنوبھم ان کے گوناگوں گناہوں کی وجہ سے مثلاً اللہ تعالیٰ کی توحید اور اسکی وحی (حکمنامے) کا انکار،

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی محلہا وقلعہا بسیار بنا کردند ۱۲۔

رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَكَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ ۭ اِنَّهٗ قَوِيٌّ
ان کے رسول کھلی نشانیاں لے کر پھر منکر ہوگئے تو اُن کو پکڑا اللہ نے بیشک وہ زور آور
شَدِيْدُ الْعِقَابِ ㉒ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَ
ہے سخت عذاب دینے والا اور ۳۰ ہم نے بھیجا موسیٰ کو اپنی نشانیاں دیکر اور
سُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ㉓ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَقَارُوْنَ
کھلی سند فرعون اور ھامان اور قارون کے پاس
فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ㉔ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ
پھر کہنے لگے یہ جادوگر ہے جھوٹا ف۱ ۳۱ پھر جب پہنچا ان کے پاس لیکر سچی بات ہمارے
عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوْٓا اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَ
پاس سے بولے مار ڈالو بیٹے ان کے جو یقین لائے ہیں اس کیساتھ اور
اسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ ۭ وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ㉕
جیتی رکھو انکی عورتیں اور جو ۳۲ داؤ ہے منکروں کا سو غلطی میں
وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ
اور بولا ۳۳ فرعون مجھ کو چھوڑو کہ مار ڈالوں موسےٰ کو اور پڑا پکارے اپنے رب کو
اِنِّىْٓ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِى
میں ڈرتا ہوں کہ بگاڑ دے تمہارا دین یا پھیلائے
الْاَرْضِ الْفَسَادَ ㉖ وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنِّىْ عُذْتُ بِرَبِّىْ
ملک میں خرابی ف۲ اور کہا ۳۴ موسےٰ نے میں پناہ لے چکا ہوں اپنے
وَرَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ㉗
اور تمہارے رب کی ہر غرور والے سے جو یقین نہ کرے حساب کے دن کا ف۳
وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ ۖ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗٓ
اور بولا ۳۵ ایک مرد ایمان دار فرعون کے لوگوں میں جو چھپاتا تھا اپنا ایمان

ع ۳ ۸

منزل ۶

ر۱ تخویف دنیوی کا ایک مفصل نمونہ ۱۲

ر۲ ادخال الٰہی ۱۲

انبیاء علیہم السلام کی تکذیب اور حشر و نشر کا انکار وغیرہ من واق ۔ انھیں اللہ کے عذاب سے ان کے مزعومہ کارساز بھی نہ بچا سکے۔ جیسا کہ ارشاد ہے:۔ فما اغنت عنھم اٰلھتھم التی یدعون من دون اللہ من شیئ لما جاء امر ربک (ھود ع ۹)۔ نیز فرمایا:۔ فلولا نصرھم الذین اتخذوا من دون اللہ قربانا اٰلھۃ (احقاف ع ۴) ۲۹ ذلک بانھم۔ یہ ماقبل کی تفصیل علت ہے، دنیا ہی میں اللہ نے انکو اس لئے پکڑ لیا کہ ان کے پاس اللہ کے رسول واضح احکام اور کھلی دلیلیں لے کر آئے، تو انھوں نے انکار کر دیا اور ایک نہ سُنی۔ وہ بڑی طاقت والا اور سخت عذاب والا ہے، وہ جس کو چاہے پکڑلے اور کوئی اس کی گرفت سے چھڑا نہ سکے۔ ۳۰ ولقد ارسلنا۔ یہ تخویف دنیوی کا ایک مفصل نمونہ ہے۔ اس میں ذکر کیا گیا ہے کہ کس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون اور اس کی قوم کے پاس معجزات اور آیات بینات لیکر آئے، کس طرح فرعون اور اس کی قوم نے ان کو جھٹلایا، اللہ کی توحید اور اس کے حکمنامے کو نہ مانا، تو پھر کس طرح ان کو رسوا کن عذاب سے ہلاک کیا گیا۔ اس کے ضمن میں مؤمن آل فرعون کا قصہ بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اس تفصیل میں ایک طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلّی ہے۔ اور دوسری، طرف مشرکین مکّہ کے لئے جائے عبرت۔ اٰیٰت سے معجزات مراد ہیں اور سلطان مبین حجت قاہرہ جو ان معجزات سے قائم ہوئی۔ (ابوالسعود، روح) ہامان فرعون کا وزیر۔ قارون، اگرچہ موسےٰ علیہ السلام کی قوم سے تھا، لیکن کفر و طغیان میں فرعون اور اس کے وزراء میں شامل تھا یہ مقربین فرعون میں سب سے زیادہ سرمایہ دار تھا۔ فقالوا سٰحر کذاب اس سے پہلے ادماج ہے۔ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے دلیل رسالت کا مطالبہ کیا تو انھوں نے عصا اور ید بیضاء کے معجزے دکھائے، یہ معجزے دیکھ کر کہنے لگے یہ تو جادوگر ہے اور دعوائے نبوت میں جھوٹا ہے۔ العیاذ باللہ ۳۱ فلما جاءھم جب فرعون اور اس کے ارکان دولت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے سے عاجز آگئے، تو غیظ و غضب میں آکر اور قوم موسیٰ علیہ السلام کو موسےٰ علیہ السلام کے تعاون سے روکنے کے لئے انہوں نے ایمان لانے والوں کے بچوں کو قتل کرنے اور عورتوں کو زندہ رکھنے کا حکم نافذ کر دیا۔ فرعون نے بنی اسرائیل کے بیٹوں کو قتل کرنے کا دوبار حکم دیا تھا۔ ایک تو موسےٰ علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے اور دوم حضرت موسےٰ علیہ السلام کی بعثت کے بعد۔ (قرطبی، مدارک، روح وغیرہ) ۳۲ وما کید الکفرین یہ ادخال الٰہی ہے فرعون اور اس کے مشیروں کی یہ تدبیر ناکام، ثابت ہوئی۔ اللہ تعالےٰ نے جلد ہی فرعون اور اس کی قوم پر انواع عذاب کا سلسلہ شروع کر دیا۔ جیسا کہ ارشاد ہے فارسلنا علیھم الطوفان والجراد والقمل والضفادع والدم اٰیٰت مفصلات (اعراف ع ۱۶) یہ سلسلہ بنی اسرائیل کے مصر سے چلے جانے تک جاری رہا۔ اس طرح قوم فرعون اس منصوبے پر عمل کرنے کے بجائے اپنے حال میں مشغول رہی فشغلھم اللہ عن ذلک بما انزل علیھم من انواع العذاب، کالضفادع والقمل والدم والطوفان الی ان خرجوا من مصر، فاغرقھم اللہ۔ وھذا معنی قولہ تعالےٰ وما کید الکفرین الا فی ضلل۔ (قرطبی ج ۱۵ ص ۳۰۵) ۳۳ وقال فرعون۔ فرعون نے سوچا موسیٰ (علیہ السلام) ہی اس نئے دین کی جڑ ہے، اس لئے اسے ہی ختم کرنا چاہئے۔ چنانچہ اب ان کے قتل کا فیصلہ ہوا۔ فرعون نے کہا مجھے چھوڑ دو کہ میں اسے قتل کرا دوں، اور وہ اپنے رب کو اپنی مدد کے لئے بلالے، ہم دیکھیں گے کس طرح وہ اسے قتل سے بچائیگا۔ فرعون کے

موضح قرآن ف۱ قارون تھا قوم بنی اسرائیل میں لیکن مرضی میں موافق تھا فرعون والوں کی اور انہی کی دولت سے کماتا تھا مال۔ ف۲ فرعون نے کہا مجھ کو چھوڑو شاید اس کے ارکان مشورہ نہ دیتے ہونگے مارنے کا اس سبب سے کہ معجزہ دیکھ کر ڈر گئے تھے کہیں اسکا رب بدلہ نہ لے ف۳ جس کو حساب کا یقین ہو وہ ظلم کاہے کو کرے۔

اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّىَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ
کیا مارے ڈالتے ہو ایک مرد کو اس بات پر کہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور لایا تمہارے پاس

بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ
کھلی نشانیاں تمہارے رب کی اور اگر ۳۶ وہ جھوٹا ہو گا تو اس پر پڑے گا اسکا جھوٹ اور

يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِىْ يَعِدُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
اگر وہ ۳۷ سچا ہوگا تو تم پر پڑے گا کوئی نہ کوئی وعدہ جو تم سے کرتا ہے ۳۸ بیشک اللہ

لَا يَهْدِىْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ﴿۲۸﴾ يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ
راہ نہیں دیتا اس کو جو ہو بے لحاظ جھوٹا ف اے میری ۳۹ قوم آج تمہارا راج

الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ فِى الْاَرْضِ ۫ فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْ بَاْسِ
ہے چڑھ رہے ہو ملک میں پھر کون مدد کریگا ہماری اللہ کی آفت

اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا ؕ قَالَ فِرْعَوْنُ مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰى
سے اگر آگئی ہم پر بولا فرعون میں تو وہی بات سجھاتا ہوں تمکو جو سوجھی مجھ کو

وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ ﴿۲۹﴾ وَقَالَ الَّذِىْٓ
اور وہی راہ بتلاتا ہوں جس میں بھلائی ہے اور کہا ۴۰ اس

اٰمَنَ يٰقَوْمِ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِّثْلَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ ﴿۳۰﴾
ایماندار نے اے قوم میری میں ڈرتا ہوں کہ آئے تم پر دن اگلے فرقوں کا سا

مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ
جیسے حال ہوا قوم نوح کا اور عاد اور ثمود کا اور جو لوگ ان کے

بَعْدِهِمْ ؕ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ﴿۳۱﴾ وَيٰقَوْمِ اِنِّىْٓ
پیچھے ہوئے اور اللہ بے انصافی نہیں چاہتا بندوں پر اور اے قوم میری ۴۱ میں

اَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ﴿۳۲﴾ يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ ۚ
ڈرتا ہوں کہ تم پر آئے دن ہانک پکار کا ف جسدن بھاگو گے پیٹھ پھیر کر

ر ۱ ارشاد الہی و سوال وجواب مقدر ۱۲

ر ۲ تخویف اخروی ۱۲

اس اندازِ کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دہریہ تھا اور خدا کے وجود کا قائل نہ تھا۔ انی اخاف اس میں فرعون نے موسےٰ علیہ السلام کے قتل کی وجہ بیان کی ہے کہ مجھے اندیشہ ہے کہ تمہارا دین بدل دے اور تمہاری قوم (شاہی خاندان) اس کا دین قبول کرلے اور وہ میری عبادت چھوڑ کر اس کے رب کی عبادت کرنے لگیں۔ اور اگر وہ اس میں کامیاب نہ بھی ہو تو قوم میں اختلاف ڈال کر کچھ لوگوں کو اپنی پارٹی ہی میں شامل کرلے۔ (انی اخاف ان یبدل دینکم) ای عبادتکم لی الی عبادۃ ربہ (او ان یظہر فی الارض الفساد) ان لم یبدل دینکم فانہ یظہر فی الارض الفساد۔ ای یقع بین الناس بسببہ الخلاف (قرطبی) ۳۴ وقال موسےٰ۔ جب موسےٰ علیہ السلام کو علم ہوا کہ ان کے قتل کا منصوبہ بن رہا ہے، تو اپنی قوم کو اطمینان دلایا کہ میں ہر ایسے متکبر و مغرور کے شر سے جو یوم حساب پر کبھی یقین نہ رکھتا ہو، اپنے اور تمہارے پروردگار کی پناہ میں آچکا ہوں۔ میرا پروردگار مجھے ان کے شر سے محفوظ رکھیگا۔

۳۵ وقال رجل جب فرعون کے دربار میں موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا پروگرام بن رہا تھا اس وقت قوم فرعون ہی کا ایک آدمی اس گھناؤنے جرم کے خلاف آواز اٹھاتا ہے۔ یہ آدمی فرعون کا چچا زاد بھائی تھا اور درپردہ موسےٰ علیہ السلام پہ ایمان لا چکا تھا۔ مؤمن، من آل فرعون، یکتم ایمانہ تینوں رجل کی صفات ہیں۔ دوسری صفت کو تیسری صفت پر اس لئے مقدم کیا گیا ہے تاکہ واضح ہو جائے کہ وہ رجل مؤمن، آل فرعون سے تھا، اگر اس کا عکس ہوتا تو من آل فرعون یکتم سے متعلق ہو جاتا۔ اور اس طرح وہ فائدہ حاصل نہ ہوتا۔ مؤمن آل فرعون اگرچہ اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھا، لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا پروگرام سُن کر اُس سے نہ رہا گیا اور بول اٹھا۔ اتقتلون رجلا الخ تم ایک شخص کو ناحق قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے میں اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہیں کرونگا؟ تو یہ بات تو قتل کی وجہ نہیں بن سکتی، کیونکہ اس کا یہ دعوے غلط نہیں، بلکہ سراپا حق ہے اور وہ اپنی سچائی اور اپنے دعوے کی حقانیت پر تمہارے پروردگار کی طرف سے کھلے دلائل اور واضح معجزات لیکر آیا ہے جن کا تم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر چکے ہو۔ اس لئے اسے قتل کرنے کے لئے تمہارے پاس کوئی وجہ جواز نہیں، تم اس سے باز آجاؤ۔

۳۶ وان یک کاذبا یہ انھیں قتل سے روکنے کا دوسرا انداز ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں دو ہی احتمال ہیں یا تو وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہے یا سچا دونوں صورتوں میں اسکا قتل قرین عقل نہیں۔ فرض کرو اگر وہ جھوٹا ہے تو تمہیں اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے اُسے قتل کرنے کی ضرورت ہی نہیں، بلکہ تم اس کو اپنے دین کے اظہار سے روک دو تو اس طرح اس کے جھوٹ کا وبال اسی پر پڑیگا اور دوسرے لوگ اس سے بچ جائینگے اور اس طرح اس کا مشن اپنی موت آپ ہی مرجائیگا۔ لاحاجۃ بکم فی دفع شرہ الی قتلہ بل یکفیکم ان تمنعوہ عن اظہار ہذہ المقالۃ ثم تترکوا قتلہ فان کان کاذبا فخینئذ لایعود ضررہ الا الیہ وان کان صادقا انتفعتم بہ (کبیر ج ۷، ص ۳۱۵) ۳۷ وان یک صادقا۔ اور اگر وہ سچا ہے اور تم اسکی تکذیب کرتے رہے تو جن انواع عذاب سے وہ تمہیں ڈراتا ہے ان میں سے کچھ تو ضرور تمہیں پہنچکر رہیگا جیسا کہ سورۂ طٰہٰ ع ۲ میں فرمایا

موضح قرآن ف یعنی اگر جھوٹا ہے تو جس پر جھوٹ بولتا ہے وہی سزا دے رہے گا۔ اور شاید سچا ہو تو اپنا فکر کرو ف ۲ ہانک پکار کا دن اُن پر آیا جس دن غرق ہوتے قلزم میں ایک دوسرے کو پکارنے لگا ڈوبنے میں یہ اس کو کشف سے معلوم ہوا ہوگا۔ یا قیاس سے کہ ہر قوم پر عذاب اسی طرح آتا ہے۔

انا قد اوحی الینا ان العذاب علی من کذب و تولی۔ مومن آل فرعون کا تو ایمان تھا کہ موعود عذاب کی تمام انواع ان پر آئیں گی، لیکن فرعون اور اس کی قوم کے لحاظ سے بعض کہا، تاکہ یہ ان کے لئے تسلیم کرنا آسان ہو مقصد یہ ہے کہ اگر وہ سچا ہے تو کم از کم موعودہ عذاب سے کچھ تو ضرور آئے گا اور اس میں بھی تمہاری ہلاکت ہے اس لئے اسے قتل کرنے کا خیال ترک کر دو اور اسکی پیروی اختیار کر لو، تاکہ موعود عذاب سے بچ جاؤ۔ لم یقل کل الذی یعدکم مع انہ وعد من نبی صادق القول، مداراۃ لھم و سلوکا لطریق الانصاف، فجاء بما ھو اقرب الی تسلیمھم لہ ولیس فیہ نفی اصابۃ الکل، فکانہ قال لھم: اقل ما یکون فی صدقہ ان یصیبکم بعض ما یعدکم و ھو العذاب العاجل وفی ذلک ھلاککم (مدارک)

ف۳۸ ان اللہ۔ یہ ادخال الٰہی ہے۔ اور اس سوال کا جواب ہے کہ مومن آل فرعون کی اس تقریر سے فرعون پر کچھ اثر ہوا یا نہ۔ فرمایا فرعون ایسے حدود اللہ کو توڑنے والے سرکشوں اور دجالوں کو اللہ تعالےٰ ھدایت قبول کرنے کی توفیق نہیں دیتا۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ یا یہ بھی مومن ہی کا مقولہ ہے اور اس سے اس کا مقصد قوم فرعون کو یہ بتانا ہے کہ اگر موسےٰ علیہ السلام جیسا کہ تم کہتے ہو جادوگر اور کذاب ہوتے تو اللہ تعالیٰ ان کی ان دلائل واضحہ کی طرف راہنمائی نہ کرتا اور نہ ان معجزات قاہرہ سے ان کی تائید ہی فرماتا۔ انہ لو کان مسرفا کذابا لما ھداہ اللہ تعالےٰ الی البینات ولما عضدہ بتلک المعجزات (روح ج ۲۴ ص۶۵)

ف۳۹ یٰقوم لکم الملک۔ میری قوم! آج تو ملک مصر کی حکومت تمہارے ہاتھ میں ہے اور ارض مصر میں تم بنی اسرائیل پر غالب اور حکمران ہو، لیکن مجھے یہ تو بتاؤ کہ اگر موسیٰ (علیہ السلام) سچے ہوں اور پھر ہم ان کو نہ مانیں، بلکہ الٹا اس کے قتل کے درپے ہو جائیں تو اس وجہ سے اگر ہم پر اللہ کا عذاب آگیا تو اس سے ہمیں کون بچائے گا؟ قال فرعون۔ جب فرعون نے محسوس کیا کہ مومن کی گفتگو نہایت مدلل اور معقول ہے، تو سامعین پر سے اسکا اثر زائل کرنے کے لئے بول اٹھا ما اریکم الا ما اریٰ میں تو تمہیں اب بھی وہی مشورہ دیتا ہوں جو میری اپنی رائے ہے اور جسے میں صحیح سمجھتا ہوں اور جو میں پہلے تمہیں بتا چکا ہوں کہ موسے کو قتل کئے بغیر یہ فتنہ فرو نہیں ہوگا۔ اور میں تمہیں بھلائی اور بہتری کی راہ ہی دکھا رہا ہوں۔ ای ما اشیر علیکم الا الذی اراہ واستصوبہ من قتلہ یعنی لا استصوب الا قتلہ (ابو السعود، بحر، روح واللفظ لہ)

ف۴۰ وقال الذی اٰمن۔ فرعون کی گفتگو کے بعد اس مومن نے پھر سب کو خطاب کرکے ناصحانہ انداز میں کہنا شروع کیا۔ اے میری قوم! اگر تم اسی طرح موسےٰ علیہ السلام کی تکذیب اور ان کی ایذاء کے درپے رہے، تو مجھے ڈر ہے کہ تم پر اسی طرح کا قہر وغضب عذاب کی شکل میں نازل ہو جس طرح گذشتہ امتوں مثلاً قوم نوح، عاد، ثمود اور ان کے بعد کی قوموں کے سرکشوں پر نازل ہوا اور ان کو دیکھتے ہی دیکھتے تہس نہس کرکے رکھ دیا۔ گذشتہ امتوں کے ان سرکشوں سے اللہ تعالےٰ نے جو سلوک فرمایا وہ ظلم نہیں تھا۔ وہ مستحق ہی اس عذاب کے تھے۔ ظلم کرنا تو درکنار، اللہ تعالیٰ تو بندوں پر ظلم کرنے کا ارادہ بھی نہیں فرماتا۔ امم سابقہ کے پاس اللہ تعالیٰ نے آیات بیّنات کیساتھ اپنے پیغمبر بھیجے، انہوں نے ان کی تکذیب کی اور ان سے جدال وقتال پر آمادہ ہو گئے، اس لئے انھیں دنیا ہی میں کیفر کردار تک پہنچا دیا گیا۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں وما اللہ یرید ظلما للعباد ادخال الٰہی ہے اور اس میں اس شبہے کا ازالہ کیا گیا ہے کہ ان اقوام کو اس کثرت تعداد کے باوجود ہلاک کرنا ظلم نہیں تھا۔ ؟

ف۴۱ ویٰقوم انی اخاف۔ پہلے انھیں دنیوی عذاب سے ڈرایا، اب اخروی عذاب سے ڈراتا ہے۔ یوم التناد ایک دوسرے کو پکارنے کا دن، مراد قیامت کا دن ہے۔ قیامت کے دن وہ ایک دوسرے کو مدد کے لئے پکاریں گے۔ دوسرا یوم، پہلے یوم سے بدل ہے۔ مومن نے کہا: اے میری قوم! دنیا میں ہلاکت و بربادی اور ذلت و رسوائی کے علاوہ مجھے تمہارے لئے قیامت کے دن کے عذاب کا بھی ڈر ہے، جب تم ایک دوسرے کو مدد کے لئے بلاؤ گے، لیکن کوئی کسی کی نہ سنیگا اور نہ کوئی کسی کی مدد کر سکیگا اس دن تم عذاب کو دیکھ کر بھاگنے کی کوشش کرو گے تاکہ عذاب سے بچ سکو، لیکن بھاگ کر عذاب سے اپنی جان نہیں بچا سکو گے۔ اس دن میں کوئی بھی تمہیں اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکیگا۔ وہاں نہ کوئی تدبیر چل سکے گی، نہ کوئی سفارشی ہی کام آئیگا۔ ومن یضلل اللہ الخ ضد وعناد کی وجہ سے تکذیب و انکار پر ڈٹ چکے ہو، اس لئے میری مدلل اور ناصحانہ تقریر تم پر اثر انداز ہو کر تمہیں راہ راست پر نہیں لا سکتی، کیونکہ منکرین کے ضد وعناد کی وجہ سے جب اللہ تعالیٰ انھیں قبول حق کی توفیق سے محروم کر دے تو پھر انھیں کوئی بھی راہ راست پر نہیں لا سکتا۔ یہ الفاظ مومن نے ان کے ایمان اور قبول نصیحت سے مایوس ہو کر کہے۔ ولما یئس المؤمن من قبولھا قال ومن یضلل اللہ فما لہ من ھاد (بحر ج ۷، ص ۴۶۴)

ف۴۲ ولقد جاءکم یوسف۔ اب مومن نے اپنی قوم کو ان کی گذشتہ بد اعمالیوں پر کوسنا شروع کیا۔ فرمایا: موسیٰ علیہ السلام سے پہلے حضرت یوسف علیہ السلام بھی اسی ملک مصر میں دلائل و معجزات کے ساتھ تمہارے پاس آچکے ہیں، تو اس وقت بھی تم ان کی رسالت اور اللہ کی وحدانیت کے بارے میں شکوک و شبہات کی بیماری میں مبتلا رہے اور تم نے ان کو نہ مانا۔ یہانتک کہ جب ان کی وفات ہو گئی تو تم ان کی نبوت کے تو تم پہلے ہی سے قائل نہ تھے، لیکن ان کی وفات کے بعد تم نے صاف صاف کہنا شروع کر دیا کہ ہمیشہ کے لئے یہ جھگڑا ختم ہو گیا۔ کذلک الخ کاف بمعنی لام تعلیلیہ ہے؛ اسی وجہ سے یعنی اللہ کی توحید میں شک کرنے کی وجہ سے حد سے گذرنے والوں اور شک میں پڑنے والوں کو ھدایت نہیں دیتا گمراہی میں ڈالے رکھتا ہے۔ قالہ الشیخ قدس سرہٗ۔

ف۴۳ الذین یجادلون۔ جو محض ضد وعناد کی وجہ سے دلیل وحجت کے بغیر ہی اللہ کی آیتوں میں جدال اور جھگڑا کرتے رہتے ہیں۔ کبر مقتا الخ یہ بات یعنی اللہ کی توحید اور اسکی آیتوں میں جھگڑنا اللہ تعالیٰ اور ایمان والوں کے نزدیک نہایت ہی ممقوت و مبغوض اور قابل مذمت فعل ہے۔ کذلک ای لذلک یعنی مبدأ توحید (آیات الٰہی) میں جدال و نزاع کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہر مغرور اور جابر کے دل پر مہر جباریت ثبت کر دیتا ہے، چونکہ وہ حق جوئی کے جذبے سے عاری اور ضد پر قائم ہوتے ہیں، اس لئے انہیں ھدایت قبول کرنے کی توفیق نہیں ملتی۔ جب آدمی توحید کے دلائل واضحہ اور آیات بینات دیکھ کر پھر بھی شک میں رہا، تو یہ شک اسکی گمراہی کا سبب بنیگا۔ گمراہی کے بعد اگر

مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ

کوئی نہیں تمکو اللہ سے بچانے والا اور جسکو غلطی میں ڈالے اللہ تو کوئی نہیں اسکو

مِنْ هَادٍ (۳۳) وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ

سمجھانے والا ف۱ اور ف۴۲ تمہارے پاس آچکا ہے یوسف اس سے پہلے کھلی باتیں لے کر

فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ۭ حَتّٰٓى اِذَا هَلَكَ

پھر تم رہے دھوکے ہی میں اُن چیزوں سے جو وہ تمہارے پاس لیکر آیا۔ جہانتک کہ جب مر گیا

قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ۭ كَذٰلِكَ يُضِلُّ

لگے کہنے ہرگز نہ بھیجے گا اللہ اس کے بعد کوئی رسول اسی طرح بھٹکاتا ہے

اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُ (۳۴) ۨ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ

اللہ اسکو جو ہو بے باک شک کرنے والا ف۲ وہ جو کہ ف۴۳ جھگڑتے ہیں

اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۭ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَ

اللہ کی باتوں میں بغیر کسی سند کے جو پہنچی ہو ان کو بڑی بیزاری ہے اللہ کے یہاں اور

عِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ قَلْبِ

ایمانداروں کے یہاں اسی طرح مہر کر دیتا ہے اللہ ہر دل پر

مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ (۳۵) وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا

غرور والے سرکش کے اور بولا ف۴۴ فرعون کہ اے ہامان بنا میرے واسطے ایک محل

لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ (۳۶) ۙ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰٓى

شاید میں جا پہنچوں رستوں میں رستوں میں آسمانوں کے پھر جھانک کر دیکھوں

اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّىْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ۭ وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ

موسے کے معبود کو اور میری اٹکل میں تو وہ جھوٹا ہے ف۴۵ اور اسی طرح بھلے دکھلائے فرعون کو

سُوْۗءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ ۭ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا

اسکے بُرے کام اور روک دیا گیا سیدھی راہ سے اور جو داؤ تھا فرعون کا سو

آیات بینات میں نیک نیتی سے غور و فکر کرنے کے بجائے کجروی اور جدال کرنے لگا، تو شقاوت کی انتہا، کو پہنچ جائے گا اور اس کے دل پر مہر جباریت لگ جائے گی۔ یہاں ان چاروں منزلوں کو اسی ترتیب سے ذکر کیا گیا ہے: (۱) شک؛ (۲) شک کے بعد ضلال۔ گمراہی (۳) ضلال کے بعد جدال اور (۴) جدال کے بعد طبع۔ یعنی مہر جباریت۔ **ف۴۴** وقال فرعون۔ فرعون کو اندیشہ ہوا کہ مبادا مومن کے کلام سے قوم متاثر ہو جائے، اس لئے اس نے قوم کو دوسری طرف مشغول کرنے کے لئے اپنے وزیر ہامان کو حکم دیا کہ ایک نہایت ہی بلند مینار تعمیر کرائے تاکہ وہ اس پر چڑھ کر موسیٰ کے خدا کو دیکھے تو سہی جس کی عبادت کی وہ دعوت دیتا ہے۔ لیکن یاد رکھو یہ صرف تمہارے اطمینان کے لئے ہے ویسے مجھے تو اپنی جگہ یقین ہے کہ موسے اپنے اس دعوے میں جھوٹا ہے کہ میرے سوا کوئی اور بھی الٰہ ہے (العیاذ باللہ) یہاں ظن بمعنی یقین ہے۔ (ان الظن بمعنی الیقین ای وانا (تیقن) انہ کاذب وانما اقول ما اقولہ لازالۃ الشبھۃ عمن لا یتیقن ما تیقنہ (قرطبی ج ۱۵ ص ۳۱۵)۔

ف۴۵ وکذلک زین۔ یوں فرعون کے لئے اس کے مشرکانہ اعمال اور اس کی متکبرانہ حرکات اس کی نگاہوں میں مزین کر دی گئیں۔ اور اسے راہ راست پر آنے سے روک دیا گیا۔ یعنی اس کے ضد و عناد کی وجہ سے اسے قبول حق کی توفیق سے محروم کر دیا گیا۔ وما کید فرعون الخ یہ ادخال الٰہی ہے۔ فرعون کی ہر چال اور اس کا ہر فریب بیکار اور رائیگاں تھا۔ وہ کسی تدبیر سے بھی اپنے کو سوء عاقبت سے نہ بچا سکا۔ آخر لاؤ لشکر سمیت غرق ہو کر رہا۔

موضح قرآن

ف۱ حضرت یوسف کی زندگی میں قائل نہ ہوئے بعد انکی موت کے جب مصر کی سلطنت کا بندوبست بگڑ گیا تو کہنے لگے یوسف کا قدم اس شہر پر کیا مبارک تھا ایسا بھی کوئی نہ ہوگا یا وہ انکار رہا یہ اقرار یہی زیادہ گوئی کم

ع ۴ ۹

فِیْ تَبَابٍ ﴿۳۷﴾ وَقَالَ الَّذِیْٓ اٰمَنَ یٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ

تباہ ہونے کے واسطے اور کہا ۴۶ اس ایمان دار نے اے قوم راہ چلو میری پہنچا دوں تم کو

سَبِیْلَ الرَّشَادِ ﴿۳۸﴾ یٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا

نیکی کی راہ پر اے میری قوم یہ جو زندگی ہے دنیا کی سو

مَتَاعٌ ز وَّ اِنَّ الْاٰخِرَةَ هِیَ دَارُ الْقَرَارِ ﴿۳۹﴾ مَنْ عَمِلَ

کچھ برت لینا ہے اور وہ گھر جو پچھلا ہے وہی ہے جم کر رہنے کا گھر جسنے کی ہے

سَیِّئَةً فَلَا یُجْزٰٓی اِلَّا مِثْلَهَا ج وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ

برائی تو وہی بدلہ پائے گا اس کے برابر اور جس نے کی ہے بھلائی

ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ

مرد ہو یا عورت اور وہ یقین رکھتا ہو سو وہ لوگ جائیں گے بہشت میں

یُرْزَقُوْنَ فِیْهَا بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴿۴۰﴾ وَیٰقَوْمِ مَا لِیْٓ اَدْعُوْكُمْ

روزی پائیں گے وہاں بے شمار اور اے قوم ۴۷ مجھ کو کیا ہوا ہے بلاتا ہوں تم کو

اِلَی النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَی النَّارِ ﴿۴۱﴾ تَدْعُوْنَنِیْ لِاَكْفُرَ

نجات کی طرف اور تم بلاتے ہو مجھ کو آگ کی طرف ف۱ تم بلاتے ہو مجھ کو کہ منکر ہو جاؤں

بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ بِهٖ مَا لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ ز وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ

اللہ سے اور شریک ٹھہراؤں اسکا اس کو جس کی مجھ کو خبر نہیں اور میں بلاتا ہوں تمکو

اِلَی الْعَزِیْزِ الْغَفَّارِ ﴿۴۲﴾ لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْهِ

اس زبردست گناہ بخشنے والے کی طرف آپ ہی ظاہر ہے ۴۸ کہ جس کی طرف تم مجھ کو بلاتے ہو

لَیْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِی الدُّنْیَا وَلَا فِی الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ مَرَدَّنَآ

اُس کا بلاوا کہیں نہیں دنیا میں اور نہ آخرت میں اور یہ کہ ہمکو پھر جانا ہے

اِلَی اللّٰهِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِیْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ﴿۴۳﴾ فَسَتَذْكُرُوْنَ

اللہ کے پاس اور یہ کہ زیادتی والے وہی ہیں دوزخ کے لوگ ۴۹ سو آگے یاد کروگے

النصف

۴۶ وقال الذی اٰمن۔ مرد مومن نے کہا: میرے بھائیو! میری بات مان لو، میں تمہیں ٹھیک اور سیدھی راہ بتا رہا ہوں۔ یٰقوم۔ میری قوم! یہ دنیا کی زندگی تو محض چند روزہ نفع کی چیز ہے اور دائمی گھر اور ہمیشہ رہنے کی جگہ تو دار آخرت ہے، اس لئے تم دنیا کے چند روزہ اور فانی منافع کی خاطر آخرت کی دائمی خوشحال زندگی کو قربان نہ کرو۔ آخرت کی دائمی زندگی حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ تم موسےٰ علیہ السلام پر ایمان لے آؤ اور نیک کام کرو۔ من عمل سیئۃ جو شخص بُرے کام کرے گا۔ اس کو اس کے گناہوں سے زیادہ سزا نہیں ملیگی، لیکن جس مرد یا عورت نے ایمان لاکر نیک کام کئے۔ اللہ کی توحید کو اور تمام بنیادی عقائد کو مانا اور اس کے مطابق اعمال صالحہ بجالائے تو وہ جنت میں داخل ہونگے اور وہاں انھیں ہر نعمت محض اللہ کے فضل سے بلا حساب اور ناپ تول کے بغیر ملیگی۔ جنت میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو ہمارے اعمال سے کوئی نسبت نہ ہوگی، اعمال کے مقابلے میں نعیم جنت کئی گنا زیادہ ہوں گی۔ ای بغیر تقدیر و موازنۃ بالعمل بل اضعافا مضاعفۃ فضلا من اللہ عز وجل و رحمۃ (ابو السعود ج ۷ ص ۳۲۵) **۴۷** ویٰقوم مالی۔ میرے بھائیو! یہ کیا ہے کہ میں تو تمہیں نجات کے رستے کی طرف بلاتا ہوں، لیکن تم مجھے دوزخ کی طرف بلاتے ہو۔ میں تمہیں توحید کی دعوت دے رہا ہوں، جو عذاب جہنم سے نجات پانے کا ذریعہ ہے اور تم مجھے کفر و شرک کی طرف بلاتے ہو جو عذاب دوزخ کا موجب ہے۔ تدعوننی لاکفر باللہ الخ یہ ماقبل کی تفسیر ہے و اشرک میں واؤ تفسیریہ ہے۔ بہ ای بمعبودیتہ (جلالین) تم مجھے دعوت دے رہے ہو کہ میں اس کو خدا کا شریک بناؤں جس کے معبود ہونے کی میرے پاس (بلکہ تمہارے پاس بھی) کوئی دلیل نہیں، لیکن میں اس خدائے عزیز و غفار کی توحید کی طرف بلا رہا ہوں جو سرکشوں سے انتقام لینے پر قادر ہے اور ایمان والوں پر نہایت مہربان ہے اور ان کی لغزشوں سے درگذر فرماتا ہے۔ **۴۸** لاجرم۔ یہ یقینی اور قطعی بات ہے کہ جن خود ساختہ معبودوں کی طرف تم مجھے بلا رہے ہو وہ پکارے جانے کے قابل نہ دنیا میں ہیں نہ آخرت میں۔ وہ نہ تو دنیا میں کسی کی فریاد پکار سن سکتے ہیں اور نہ آخرت میں کسی کے کام آسکیں گے اور یقیناً ہم سب کو اللہ کی طرف لوٹنا ہے اور حد سے گذرنے والے (مشرکین) قطعاً جہنم کا ایندھن ہونگے اس لئے میں تمہاری بات مان کر کیوں جہنم میں اپنا ٹھکانا بناؤں؟ یعنی لیست لہ (استجابۃ دعوۃ لاحد فی الدنیا ولا فی الاخرۃ (خازن ج ۶ ص ۸۰)۔ المسرفین، قال قتادۃ و ابن سیرین یعنی المشرکین (قرطبی ج ۱۵ ص ۳۱۷) **۴۹** فستذکرون۔ اس مرد مومن نے آخر میں نہایت دلسوزی سے کہا: آج تو تم میری باتوں کی پرواہ نہیں کر رہے ہو، لیکن جب دنیا میں یا آخرت میں تم پر اللہ کا عذاب آئیگا تو تم اس وقت میری باتوں کو یاد کروگے اور کہوگے کہ واقعی ہمارا بھائی سچ کہتا تھا، اس نے جو کچھ کہا وہ بالکل ٹھیک اور درست تھا۔ اچھا خدا حافظ! میں اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں اور اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں، وہ اپنے بندوں کو اچھی طرح دیکھ رہا ہے۔

موضح قرآن ف۱ اپنے اوپر دھر کر کہا ان کو سنایا۔

مَآ اَقُوۡلُ لَكُمۡ ؕ وَاُفَوِّضُ اَمۡرِیۡۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیۡرٌۢ
جو میں کہتا ہوں تم کو اور میں سونپتا ہوں اپنا کام اللہ کو بے شک اللہ کی نگاہ میں

بِالۡعِبَادِ ㊹ فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِ مَا مَكَرُوۡا وَحَاقَ بِاٰلِ
ہیں بندے ۵۰ پھر بچا لیا مومن کو اللہ نے بُرے داؤ سے جو کرتے تھے اور الٹ پڑا

فِرۡعَوۡنَ سُوۡٓءُ الۡعَذَابِ ㊺ اَلنَّارُ یُعۡرَضُوۡنَ عَلَیۡهَا غُدُوًّا
فرعون والوں پر بُری طرح کا عذاب ۵۱ وہ آگ ہے کہ دکھلا دیتے ہیں انکو صبح

وَّعَشِیًّا ۚ وَیَوۡمَ تَقُوۡمُ السَّاعَةُ ۟ اَدۡخِلُوۡۤا اٰلَ فِرۡعَوۡنَ
اور شام اور جس دن قائم ہوگی قیامت حکم ہوگا داخل کرو فرعون والوں کو

اَشَدَّ الۡعَذَابِ ㊻ وَاِذۡ یَتَحَآجُّوۡنَ فِی النَّارِ فَیَقُوۡلُ
سخت سے سخت عذاب میں ف۱ اور جب ۵۲ آپس میں جھگڑینگے آگ کے اندر پھر کہیں گے

الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِیۡنَ اسۡتَكۡبَرُوۡۤا اِنَّا كُنَّا لَكُمۡ تَبَعًا فَهَلۡ
کمزور غرور کرنے والوں کو ہم تھے تمہارے تابع پھر کچھ

اَنۡتُمۡ مُّغۡنُوۡنَ عَنَّا نَصِیۡبًا مِّنَ النَّارِ ㊼ قَالَ الَّذِیۡنَ
تم ہم پر سے اٹھا لو گے حصہ آگ کا کہیں گے جو

اسۡتَكۡبَرُوۡۤا اِنَّا كُلٌّ فِیۡهَاۤ ۙ اِنَّ اللّٰهَ قَدۡ حَكَمَ بَیۡنَ
غرور کرتے تھے ہم سب ہی پڑے ہوئے ہیں اسمیں بے شک اللہ فیصلہ کر چکا بندوں

الۡعِبَادِ ㊽ وَقَالَ الَّذِیۡنَ فِی النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ
میں ف۲ اور کہینگے ۵۳ جو لوگ پڑے ہیں آگ میں دوزخ کے داروغوں کو

ادۡعُوۡا رَبَّكُمۡ یُخَفِّفۡ عَنَّا یَوۡمًا مِّنَ الۡعَذَابِ ㊾ قَالُوۡۤا
مانگو اپنے رب سے کہ ہم پر ہلکا کر دے ایک دن تھوڑا عذاب وہ بولے ۵۴

اَوَلَمۡ تَكُ تَاۡتِیۡكُمۡ رُسُلُكُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ ؕ قَالُوۡا بَلٰى ؕ
کیا نہ آتے تھے تمہارے پاس تمہارے رسول کھلی نشانیاں لیکر کہیں گے کیوں نہیں

۵۰ فوقٰہ اللہ۔ مرد مومن کو یقین تھا کہ میری اس تقریر کے بعد یہ لوگ مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے، اس لئے وہاں سے بھاگ نکلا اور پہاڑوں کا رُخ کیا، فرعون نے اس کے تعاقب میں ایک ہزار آدمی روانہ کیا، لیکن وہ اسے پکڑنے میں کامیاب نہ ہو سکے، کچھ تو وہاں پہاڑوں میں درندوں نے پھاڑ کھائے اور کچھ پیاس سے ہلاک ہوئے اور جو واپس آئے انھیں فرعون نے سولی دیدی، اسے شبہ ہوا کہ انہوں نے دیدہ دانستہ اسکو گرفتار نہیں کیا اور اسے چھوڑ کر واپس آگئے ہیں (مدارک، بحر) اس طرح اللہ تعالیٰ نے مرد مومن کو ان کے مکر و فریب سے بچا لیا اور قوم فرعون کے آدمیوں کو جو اس کے تعاقب میں نکلے تھے بُری طرح کے عذاب سے ہلاک کیا۔ یا آلِ فرعون سے قوم فرعون مع فرعون مراد ہے اور سوء العذاب سے عذاب غرق مراد ہے۔ **۵۱** النار یعرضون۔ یہ تخویف اخروی ہے۔ اس میں عالم برزخ اور قیامت دونوں کے عذاب کا ذکر ہے۔ قوم فرعون کو ہلاکت اور غرق کے بعد عالم برزخ میں روزانہ صبح شام آگ کا عذاب دیا جاتا ہے۔ یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہیگا۔ اور جب قیامت قائم ہوگی، تو حکم ہوگا کہ قوم فرعون کو اب اس پہلے سے بھی زیادہ سخت عذاب میں داخل کر دو۔ یہ آیت عذاب قبر (عالم برزخ) کے ثبوت پر نص صریح ہے اور تمام اہل سنت وجماعت عذاب قبر کے اثبات پر متفق ہیں۔ اس آیت میں دو عذابوں کا ذکر ہے ایک النار یعرضون الخ دوم ادخلوا اٰل فرعون الخ دونوں کے درمیان ویوم تقوم الساعۃ وارد ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ النار یعرضون الخ میں جس عذاب کا ذکر کیا گیا ہے، وہ قیام قیامت سے پہلے ہے۔ اور یہ عالم برزخ کے عذاب کے سوا اور کوئی نہیں۔ وھذہ الاٰیۃ دلیل علی عذاب القبر (مدارک) والجمھور علی ان ھذا العرض فی البرزخ.... ھذہ الاٰیۃ تدل علی عذاب القبر فی الدنیا (قرطبی ج ۱۵ ص ۳۱۹-۳۱۸) دل علی ان المراد النار یعرضون علیھا غدوا وعشیا قبل القیامۃ (جصاص ج ۳ ص ۳۷۴) ھذہ الاٰیۃ تدل علی عذاب القبر (جصاص ج ۳ ص ۳۷۴) ان ھذا العرض انما حصل بعد الموت وقبل یوم القیامۃ وذلک یدل علی اثبات عذاب القبر الخ (کبیر ج ۷ ص ۳۳۰) وھذہ الاٰیۃ اصل کبیر فی استدلال اھل السنۃ علی عذاب البرزخ فی القبور (ابن کثیر ج ۴ ص ۸۱) اور یہ عالم برزخ کا عذاب اجسام مثالیہ کی وساطت سے ارواح پر وارد ہوتا ہے چنانچہ حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں آل فرعون کی روحوں کو سیاہ پرندوں کے اجواف میں داخل کرکے انہیں آگ پر پیش کیا جاتا ہے۔ ارواح اٰل فرعون فی اجواف طیور سود یعرضون علی النار الخ (معالم۔ قرطبی۔ روح) اور یہ صُوَر مثالیہ ان کے اعمال کی اشکال سے پیدا کی جاتی ہیں۔ وھذہ الطیر صور تخلق لھم من صور اعمالھم (روح ج ۲۴ ص ۷۳) **۵۲** اذ یتحاجون۔ جب مشرک رہنما اور ان کے متبعین دوزخ میں داخل کردیئے جائینگے تو وہ آپس میں جھگڑینگے اور ہر فریق دوسرے کو الزام دے گا۔ ضعفاء یعنی کمزور اور زیردست لوگ جنہوں نے بڑوں اور راہنماؤں کے کہنے پر کفر و شرک اختیار کیا وہ اپنے ان پیشواؤں سے کہیں گے جنہوں نے از راہ استکبار توحید کو قبول نہیں کیا تھا اور عوام کو بھی توحید سے روکا تھا کہ ہم تمہارے ماتحت اور متبع تھے اور اسی کے نتیجے میں آج دوزخ میں پڑے ہیں تو کیا آج تم ہم سے عذاب میں کچھ تخفیف کرا سکتے ہو۔ قال الذین استکبروا تو وہ بڑے جواب دینگے کہ ہم تو خود اسی عذاب میں پڑے ہیں۔

تخویف اخروی
۱۸/

موضح قرآن ف۱ یہ عالم قبر کا حال ہے کافر کو اس کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے اور قیامت کو اس میں بیٹھے گا اور مومن کو بہشت۔ ف۲ یعنی اب جگہ نہیں رہی کہ کوئی کسی کے کام آسکے۔

اگر ہم میں کچھ قدرت ہوتی تو خود ہی اس عذاب سے بچ جاتے اور اب تو اللہ تعالےٰ اپنے بندوں میں فیصلہ فرما چکا ہے۔ اب اللہ تعالےٰ کے اس قطعی اور حتمی فیصلہ کے بعد ہو ہی کیا سکتا ہے۔ **۵۳** و قال الذین فی النار۔ اہل جہنم اپنے مشرک سرداروں کی طرف سے مایوس کن جواب سن کر اور مشرک سردار اور پیشوا اپنے تمام حیلوں اور بہانوں کو ناکام پا کر سب جہنم پر متعین فرشتوں سے درخواست کریںگے کہ وہ اللہ کی بارگاہ میں ان کے لئے سفارش کریں کہ ان کی سزا میں صرف ایک ہی دن کی کمی فرما دے۔ (وقال الذین فی النار) من الضعفاء و المستکبرین جمیعا لما ضاقت بھم الحیل وعیت بھم العلل (روح ج ۲۴ ص ۷۵) **۵۴** قالوا اولم تک۔ فرشتے تہدید و توبیخ کے طور پر ان سے کہیں گے کیا تمہارے پاس انبیاء علیہم السلام معجزات اور واضح دلائل لیکر نہیں آتے تھے؟ قالوا بلےٰ جواب دینگے۔ کیوں نہیں، آتے تو تھے۔ انہوں نے ہمیں اللہ کے احکام سنائے۔ ماننے والوں کو جنت کی خوشخبری دی اور منکرین کو خدا کے عذاب سے ڈرایا۔ لیکن بدقسمتی سے ہم نے ان کی نہ سنی۔ قالوا فادعوا۔ اوقات دعا اور اسباب قبولیت کو تو تم نے دنیا میں ضائع کر دیا اور تم وہاں متنبہ نہ ہوئے، تم ایسے لوگوں کے حق میں دعا کرنا ہمارے لئے تو ممکن نہیں۔ ہم نہ تمہارے لئے دعا کر سکتے ہیں، نہ تمہاری درخواست قبول کر سکتے ہیں، بلکہ ہم تو تم سے ہیں ہی بیزار۔ اس لئے تم خود ہی اللہ سے دعا مانگو لیکن یہ بھی سن لو کفار و مشرکین کی دعا رائیگاں جاتی ہے اور قبول نہیں ہوتی۔ (فادعوا) ای انتم لانفسکم فنحن لا ندعوا لکم ولا نسمع منکم ولا نود خلاصکم نحن منکم براء ثم نخبرکم انہ سواء دعوتم اولم تدعوا لا یستجاب لکم ولا یخفف عنکم (ابن کثیر ج ۴ ص ۸۳) یا مطلب یہ ہے کہ اب اللہ کو پکارنے کی درخواست کرتے ہو اب بھی اپنے ان خود ساختہ معبودوں ہی کو پکارو جن کو دنیا میں مصائب و حاجات میں پکارا کرتے تھے۔ یہ انکی حسرت و ندامت میں مزید اضافہ کرنے کے لئے کہا جائیگا۔ **۵۵** انا لننصر رسلنا۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے تسلی ہے۔ ہم اپنے پیغمبروں اور ایمان والوں کی دنیا میں مدد کرتے ہیں، دشمنوں کے ہاتھوں ہم انھیں ذلیل ہونے نہیں دیتے اور آخرت میں بھی انھیں بہترین جزا دینگے اور ان کو اعلیٰ درجات پر فائز کریں گے۔ ویوم یقوم الاشھاد یہ علفتھا تبنا وماء باردا کے قبیل سے ہے۔ اور اصل میں ہے ونجزیھم جزاء حسنا یوم یقوم الاشھاد۔ قالہ الشیخ قدس سرہٗ۔ یوم لاینفع۔ یہ یوم یقوم سے بدل ہے۔ جس دن انبیا علیہم السلام، فرشتے اور دوسرے گواہ اللہ کی بارگاہ میں کھڑے ہونگے۔ وہاں پورا پورا انصاف ہوگا۔ اس دن مشرکین کا کوئی حیلہ و بہانہ کامیاب نہ ہوگا اور وہ اللہ کی رحمت سے دُور کر دیئے جائیں گے اور انکا ٹھکانہ نہایت ہی بُرا ہوگا۔ یعنی جہنم۔ **۵۶** ولقد اٰتینا موسیٰ۔ یہ دعوےٰ سورت پر دلیل نقلی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے۔ یعنی ہم نے موسیٰ کو تورات میں یہی پیغام ہدایت دیا تھا۔ اور بنی اسرائیل کے لئے اس کو دستور بنایا تھا کہ میرے سوا کسی کو کارساز نہ بنانا۔ جیسا کہ سورۂ بنی اسرائیل رکوع ۱ میں ارشاد فرمایا واٰتینا موسی الکتٰب وجعلنٰہ ھدی لبنی اسرائیل

۵ ع ۱۳ ۱۰

قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ㊿ اِنَّا
بولے پھر پکارو اور کچھ نہیں کافروں کا پکارنا مگر بھٹکنا ف۱ ہم ۵۵

لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ
مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی دنیا کی زندگانی میں اور جب

يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ (51) يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ
کھڑے ہوں گے گواہ ف۱ جس دن کام نہ آئیں منکروں کو اُن کے بہانے

وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ (52) وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى
اور ان کو پھٹکار ہے اور ان کے واسطے برا گھر اور ۵۶ ہم نے دی موسیٰ کو

الْهُدٰى وَاَوْرَثْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ (53) هُدًى وَّ
راہ کی سوجھ اور وارث کیا بنی اسرائیل کو کتاب کا سجھانے اور

ذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ (54) فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ
سمجھانے والی عقلمندوں کو سو تو ٹھہرا رہ ۵۷ بیشک وعدہ اللہ کا

حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَ
ٹھیک ہے اور بخشوا اپنا گناہ اور پاکی بول اپنے رب کی خوبیاں شام کو اور

الْاِبْكَارِ (55) اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ
صبح کو ف۲ جو ۵۸ لوگ جھگڑتے ہیں اللہ کی باتوں میں بغیر

سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۙ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ
کسی سند کے جو پہنچی ہو انکو اور کوئی بات نہیں انکے دلوں میں غرور ہے کہ کبھی نہ

بِبَالِغِيْهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ (56)
پہنچیں گے اس تک سو تو پناہ مانگ ۵۹ اللہ کی بیشک وہ سنتا دیکھتا ہے ف۳

لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَ
البتہ پیدا کرنا ۶۰ آسمانوں کا اور زمین کا بڑا ہے لوگوں کے بنانے سے ف۴

ف۱ دعوی سورت پر دلیل نقلی ۱۲

ف۲ دوسری بار تسلی کا ذکر ۱۲

ف۳ ثبوت قیامت پر دلیل اول ۱۲

موضح قرآن ف۱ دوزخ کے فرشتے کہیں گے سفارش کرنا ہمارا کام نہیں ہے ہم تو عذاب پر مقرر ہیں سفارش کام ہے رسولوں کا رسولوں سے تو تم برخلاف ہی تھے ف۲ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم دن میں سو سو بار استغفار کرتے گناہ سے ہر بندے سے قصور ہے اسکے موافق ہر کسی کو ضرور ہے استغفار ف۳ غرور یہ کہ اس پیغمبر سے ہم اوپر رہیں یہ ہونا نہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی فرشتگان گواہی دہند ۱۲ ف۲ یعنی اعادۃ الیشان ۱۲۔

ان لا تتخذوا من دونی وکیلا ہ اور پھر بنی اسرائیل کو اس کتاب (تورات) کا وارث بنایا جو اس پیغام ہدایت (توحید) پر مشتمل اور اہلِ دانش اور ارباب بصیرت کے لئے سراپا پند و نصیحت تھی۔

۵۷ فاصبر۔ یہ دوسری بار تسلّی کا ذکر ہے۔ دعوتِ توحید کے سلسلے میں مشرکین کی طرف سے آپ کو تکلیفیں اور اذیتیں پہنچیں گی۔ آپ صبر و تحمل سے ان کو برداشت کریں، اللہ کا وعدہ برحق ہے وہ ضرور آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو مشرکین پر غالب فرمائے گا۔ لیکن یہ وعدہ اپنے وقت معین پر پورا ہوگا جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام اور اُن کی قوم نے اسی پیغام توحید کی خاطر فرعون کے ہاتھوں مصیبتیں اٹھائیں۔ آخر اللہ نے ان کو غالب و منصور فرمایا اور فرعون اور اس کی قوم کو ان کی آنکھوں کے سامنے ذلیل و رسوا کر کے ھلاک کیا۔ آپ ان مصائب کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اللہ کا پیغام پہنچاتے رہیں اور صبح شام شرک سے اللہ کی تنزیہ و تقدیس اور اس کی حمد و ثنا میں مصروف رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے شرک سے پاک ہے اور سب کچھ کرنے والا وہی ہے۔ اس سلسلے میں اگر آپ سے کوئی ایسی لغزش صادر ہو جائے جو اگرچہ فی نفسہٖ گناہ نہ ہو، لیکن آپ کی شانِ رفیع کے شایاں بھی نہ ہو تو اس کے لئے اللہ سے بخشش کی دعا مانگیں اور اس کی تلافی کی کوشش فرمائیں (واستغفر لذنبك) اقبل علی امر الدین وتلاف ماربما یفرط مما یعد بالنسبۃ الیك ذنبا وان لم یکنہ (روح ج ۲۴ ص ۷۷)

۵۸ ان الذین یجادلون۔ یہ مجادلہ اور کٹ حجتی کرنے والوں پر زجر ہے۔ جو لوگ اللہ کی آیتوں میں دلیل و حجت کے بغیر جھگڑتے ہیں، وہ محض ضدی اور معاند ہیں۔ اصل میں ان کے دلوں میں کبر و غرور ہے۔ ان کا خیال ہے کہ اگر وہ پیغمبر علیہ السلام کو مان لیں تو انھیں متبع اور فرمانبردار بننا پڑیگا اور اس طرح ان کی سرداری اور بڑائی جاتی رہے گی۔ لیکن اگر پیغمبر (علیہ السلام) کو نہ مانیں تو ان کی عظمت و ریاست قائم رہیگی۔ فرمایا ان کا یہ خیال خام ہے پیغمبر علیہ السلام کی مخالفت و عداوت سے وہ اپنی بڑائی اور عظمت کو قائم نہیں رکھ سکیں گے۔ ہم ان کی اس آرزو کو خاک میں ملا دیں گے اور دنیا میں ان کو ذلیل و رسوا کر دیں گے۔ ھٰؤلاء قوم رأوا انھم ان اتبعوا النبی صلے اللہ علیہ وسلم قل ارتفاعھم ونقصت احوالھم وانھم یرتفعون اذا لم یکونوا تبعا، فاعلم اللہ عز وجل انھم لا یبلغون الارتفاع الذی املوہ بالتکذیب (قرطبی ج ۱۵ ص ۳۲۴)

۵۹ فاستعذ باللہ۔ آپ ان معاندین کی شرارتوں اور کج بحثیوں پر برافروختہ نہ ہوں، بلکہ صبر و تحمل سے کام لیں، اگر کسی وقت بتقاضائے بشریت طبیعت میں تیزی آجائے تو آپ اس سے اللہ کی پناہ مانگیں قال الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ یا مطلب یہ ہے کہ ان حُسّاد اور معاندین کے مکر و فریب سے اللہ کی پناہ مانگیں کیونکہ وہی سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے۔ وہ معاندین کے جدالِ خصام سے بھی باخبر ہے اور آپ کے حال سے بھی۔ ہر ایک کو اس کے حال کے مطابق جزاء و سزا دے گا۔ انہ ھو السمیع البصیرؕ یہ ماقبل کے لئے علت ہے یعنی اسی سے پناہ اس لئے مانگیں کہ سب کچھ سننے والا اور سب کچھ دیکھنے والا وہی ہے۔

۶۰ لخلق السمٰوٰت۔ یہ ثبوت قیامت پر دلیل انی ہے۔ النار یعرضون علیھا الخ میں تخویف اخروی کا ذکر تھا۔ اور تخویف اخروی تب ہی ہو سکتی ہے کہ قیامت آئے، اس لئے یہاں قیام قیامت پر دلیل ذکر کی گئی۔ یہ مجادلین اور معاندین جنہیں تعداد میں اکثریت حاصل ہے اتنا بھی نہیں سوچتے کہ زمین و آسمان کو پیدا کرنا انسانوں کے پیدا کرنے سے کہیں زیادہ بڑا کام ہے، تو جس قادر مطلق نے زمین و آسمان کو پیدا کر لیا۔ جیسا کہ تمام مشرکین کا بھی ایمان ہے۔ اس کے لئے انسانوں کو دوبارہ پیدا کر لینا کون مشکل کام ہے وما یستوی الاعمٰی والبصیر۔ یہ ثبوت قیامت پر دلیل لمی ہے۔ اندھا (کافر) جو دلائل قدرت اور آیات توحید کو نہیں دیکھتا اور ان میں غور و فکر نہیں کرتا اور بصیر (مومن) جو آیاتِ قدرت اور دلائل وحدانیت کو دیکھتا اور ان کو مانتا ہے یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے، بعنوانِ دیگر مومن صالح اور کافر بدکار باہم یکساں نہیں ہیں۔ اول الذکر اللہ کی طرف سے ثواب جزیل اور اجر عظیم کے مستحق ہیں جبکہ آخر الذکر عقاب شدید اور عذاب الیم کے مستحق ہیں۔ لیکن یہ جزاء و سزا دنیا میں تو ظاھر نہیں ہوتی۔ اس لئے لامحالہ اس دنیا کی زندگی کے بعد کوئی ایسا وقت ہونا چاہیئے جس میں مومن و کافر کی جزاء و سزا کماحقہ ظاہر ہو، اسی کا نام دار آخرت ہے۔

۶۱ ان الساعۃ۔ یہ ثبوتِ قیامت کا دعوےٰ ہے۔ قیامت لامحالہ آنے والی ہے، اس کے آنے میں کوئی شک نہیں لیکن اس کے باوجود اکثر لوگ یعنی کفار ایسی یقینی اور قطعی چیز کا بھی انکار کرتے ہیں۔

۶۲ وقال ربکم۔ یہ دعوائے سورت کا دوسری بار ذکر ہے، تمہارے پروردگار کا اعلانِ عام ہے میرے بندو! مصائب و حاجات میں مافوق الاسباب صرف مجھے ہی پکارو، اگر میں چاہوں گا تو تمہاری دعا کو قبول کر لوں گا۔ استجب لکم ان شئت۔ جیسا کہ دوسری جگہ ہے عجلنا لہ فیھا ما نشاء لمن نرید (بنی اسرائیل ع ۲) نیز فرمایا ویکشف ما تدعون الیہ ان شاء (انعام ع ۴) یا مطلب یہ ہو گا کہ تم مجھے پکارو، تمہاری دعائیں قبول کرنے کی طاقت مجھ ہی میں ہے میرے سوا کوئی دعا اور پکار کو نہ سُن سکتا ہے، نہ قبول کر سکتا ہے۔ ان الذین یستکبرون جو لوگ صرف مجھے

ہی پکارنے سے استکبار کرتے ہیں، صرف مجھے ہی پکارنے پر اکتفا نہیں کرتے اور میرے سوا اوروں کو بھی پکارتے ہیں وہ لامحالہ ذلیل و رسوا ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔ عبادت کے معنی یہاں دعا اور پکار کے ہیں کیونکہ دعا عبادت کا مغز ہے۔ عن عبادتی عن دعائی والدعاء مخ العبادة (جامع البیان ص ۴۰۷) ای عن دعائی وتوحیدی (ابن کثیر ج ۴ ص ۸۶) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان الدعاء هو العبادة تو اس کے بعد آپ نے بطور استدلال یہی آیت تلاوت فرمائی وقال ربکم ادعونی (الآیة) اس حدیث کو ائمہ حدیث وتفسیر ابن جریر، ابو داؤد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ، ابن ابی حاتم نے تخریج کی ہے (ابن کثیر) اسی طرح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الدعاء مخ العبادة (خازن ج ۶ ص ۱۰۱ بحوالہ ترمذی) دعاء عبادت کا مغز ہے اور اسکا اعلیٰ ترین فرد ہے ه۶۳ اللہ الذی جعل۔ یہ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی نے رات کو تمہارے آرام کے لئے تاریک اور دن کو تمہارے کام کاج کے لئے روشن بنایا۔ بیشک اللہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان اور متفضل ہے، لیکن اکثر لوگ اس کے انعامات کا شکر ادا نہیں کرتے۔ ذلکم اللہ ربکم الخ یہ دلیل کا نتیجہ و ثمرہ ہے۔ یہ اللہ جو صفات بالا سے متصف ہے، نظام شمسی (نظام کائنات) جس کے ہاتھ میں ہے وہی تمہارا رب ہے ہر چیز کا خالق، لہذا اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، بس صرف اسی کی عبادت کرو اور مصائب و حاجات میں مافوق الاسباب صرف اسی کو پکارو۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے ایسے روشن دلائل کے باوجود تم کدھر الٹے جا رہے ہو، تمہاری عقل و فکر کو کیا ہو گیا ہے۔ اللہ کے سوا ایسوں کو معبود اور کارساز ٹھہرا رکھا ہے جو بالکل عاجز ہیں۔ فکیف ومن ای جهة تصرفون من عبادته سبحانه الی عبادة غیره عزوجل۔ (روح ج ۲۴ ص ۸۳) كذلك يؤفك الخ جو لوگ محض ضد و عناد کی وجہ سے اللہ کی آیتوں کا انکار کریں اور انصاف سے ان میں غور و فکر نہ کریں انکی عقل اسی طرح ماری جاتی ہے اور وہ سیدھی راہ سے بھٹک جاتے ہیں ای کل من جحد بآیات الله ولم یتأملها ولم یطلب الحق افك کما افکوا (مدارک ج ۴ ص ۶۴) ه۶۴ الله الذی۔ یہ دوسری عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی نے تمہارے لئے زمین کو جائے قرار اور آسمان کو چھت بنا دیا اور تمہیں نہایت ہی حسین و جمیل شکل و صورت میں پیدا فرمایا اور پھر نہایت عمدہ اور پاکیزہ چیزوں سے تمہیں روزی عطا فرمائی۔ ذلکم اللہ ربکم یہ دلیل ثانی کا ثمرہ ہے۔ یہ اللہ جو صفات بالا سے متصف ہے وہی تمہارا رب اور کارساز ہے۔ کیسا عالیشان ہے وہ اللہ برکات دہندہ، جگ داتا، سارے جہانوں کا پروردگار۔ هو الحی الخ اس کے علاوہ وہ زندۂ جاوید ہے اس پر کبھی موت نہیں آئیگی، اس کے سوا کوئی معبود اور کارساز نہیں۔ فادعوه مخلصین له الدین ط یہ تیسری بار دعوائے سورت کا ذکر ہے۔ فاء فصیحہ ہے۔ جب وہ زندۂ جاوید ہے اور اس کے سوا کوئی معبود اور کارساز نہیں تو پھر مصائب وحاجات میں صرف اسی کو پکارو اور

لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى

لیکن بہت لوگ نہیں سمجھتے ف۱ اور برابر نہیں اندھا

وَالْبَصِيْرُ ۙ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا

اور آنکھوں والا اور نہ ایماندار جو بھلے کام کرتے ہیں اور نہ

الْمُسِيْٓءُ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۸﴾ اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ

بدکار تم بہت کم سوچ کرتے ہو ف۲ ه۶۱ تحقیق قیامت آنی ہے

لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَقَالَ

اس میں دھوکا نہیں ولیکن بہت لوگ نہیں مانتے اور کہتا ہے

رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ

ه۶۲ تمہارا رب مجھ کو پکارو کہ پہنچوں تمہاری پکار کو بے شک جو لوگ تکبر کرتے ہیں

عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ﴿۶۰﴾ اَللّٰهُ

میری بندگی سے اب داخل ہوں گے دوزخ میں ذلیل ہو کر ف۳ اللہ ہے

الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۭ

جس نے ه۶۳ بنایا تمہارے واسطے رات کو کہ اس میں چین پکڑو اور دن بنایا دیکھنے کا

اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ

اللہ تو فضل والا ہے لوگوں پر اور لیکن بہت

النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۶۱﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ

لوگ حق نہیں مانتے وہ اللہ ہے رب تمہارا ہر

كُلِّ شَيْءٍ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۡ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۶۲﴾ كَذٰلِكَ

چیز بنانے والا کسی کی بندگی نہیں اسکے سوائے پھر کہاں سے پھرے جاتے ہو اسی طرح

يُؤْفَكُ الَّذِيْنَ كَانُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۶۳﴾ اَللّٰهُ

پھرے جاتے ہیں جو لوگ کہ اللہ کی باتوں سے منکر ہوتے رہتے ہیں اللہ ه۶۴ ہے

۶ ع ۱۰ ۱۱

ر۱ ثبوت قیامت پر دلیل نقلی ۱۲۔

ر۲ دعویٰ ثبوت قیامت ۱۲۔

ر۳ ذکر دعوی بار دوم ۱۲۔

ر۴ توحید پر پہلی دلیل عقلی ۱۲۔

ر۵ ثمرہ دلیل اول ۱۲

ر۶ دوسری عقلی دلیل ۱۲۔

موضح قرآن ف۱ یعنی دوسری بار پیدا ہونا محال جانتے ہیں ف۲ یعنے ایک دن چاہیئے کہ اُن کا فرق کھلے۔ ف۳ بندگی کی شرط ہے اپنے ربّ سے مانگنا نہ مانگنا غرور ہے۔ اگر دنیا نہ مانگے تو مغفرت ہی مانگے اور اس سے معلوم ہوا کہ اللہ پکار کو پہنچتا ہے سو برحق بات ہے مگر یہ نہیں کہ ہر بندے کی ہر دعا قبول کرے اپنی مرضی کے موافق مالک ہے اپنی خوشی کرتا ہے۔

اس کی پکار میں کسی کو شریک نہ کرو الحمد للہ رب العالمین ٥ یہ ماقبل کی دلیل ہے صرف اسی کو پکارو، اس لئے کہ تمام صفات کارسازی اسی کے ساتھ مختص ہیں اور وہ سالے جہانوں کا پروردگار اور مرّبی ہے۔ یہانتک سورت کا پہلا حصّہ ختم ہوا۔

دوسرا حصّہ

ف۶۵ قل انی نہیت۔ یہاں سے سورت کا دوسرا حصّہ شروع ہوتا ہے۔ اس حصّے میں پہلے حصّے کے مضامین کا اعادہ کیا گیا ہے۔ اس آیت میں دلیل وحی کا اعادہ ہے۔ میرے پروردگار نے مجھ پر وحی کے ذریعے سے آیات بینات اور دلائل و براہین نازل فرما کر مجھے روک دیا ہے کہ میں ان معبودانِ باطلہ کی عبادت کروں اور ان کو پکاروں جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو۔ نیز مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں رب العالمین کا فرمابردار بندہ رہوں اور اس کے سوا کسی کو نہ پکاروں **ف۶۶** و ھوالذی خلقکم۔ یہ دلیل عقلی کا اعادہ ہے۔ وہ اللہ تعالےٰ ہی ہے جس نے تمہارے باپ آدم کو مٹی سے پیدا فرمایا پھر نطفے سے اس کی نسل کا سلسلہ شروع کیا، نطفے کو رحم مادر میں محض اپنی قدرت سے گوشت کے لوتھڑے کی شکل میں تبدیل کر دیا، پھر اس سے کامل الخلقت بچّہ پیدا کیا، پھر تمہیں زندگی عطا کی یہانتک کہ تم جوانی کو پہنچے پھر مزید زندگی عطا فرمائی یہانتک کہ تم بڑھاپے کو پہنچ گئے۔ لتبلغوا اور لتکونوا دونوں سے پہلے یبقیکم مقدر ہے (مدارک) تم میں سے کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو جوانی یا بڑھاپے سے پہلے ہی موت کا جام پی لیتے ہیں۔ یہ سب کچھ اس لئے کرتا ہے تاکہ تم اپنے معین وقت (اجل موت) تک پہنچ جاؤ اور اس کے کمال قدرت میں غور و فکر کر کے اس کی ربوبیت اور اس کی وحدانیت کو سمجھ جاؤ۔ ھو الذی یحی ویمیت جیسے زندگی اس کے ہاتھ میں ہے اسی طرح موت بھی اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے، بلکہ سارا نظام کائنات ہی اس کے زیر تصرف ہے۔ اس کے لئے کوئی کام مشکل نہیں، وہ جس کام کا فیصلہ فرما لیتا ہے، اس کے سرانجام ہونے کے لئے اس کا ارادہ ہی کافی ہوتا ہے۔ ادھر ارادہ فرمایا، اُدھر کام مکمل ہو گیا۔ بس یہی قادر مطلق اور متصرف علے الاطلاق تم سب کا معبود اور کارساز ہے، اس کے سوا کسی کو حاجات میں غائبانہ مت پکارو۔

ربط ثمرہ دلیل دوم ۱۲/

ربط ذکر دعویٰ بار سوم ۱۲/

ربط اعادہ دلیل وحی ۱۲/

ربط اعادہ دلیل عقلی ۱۲/

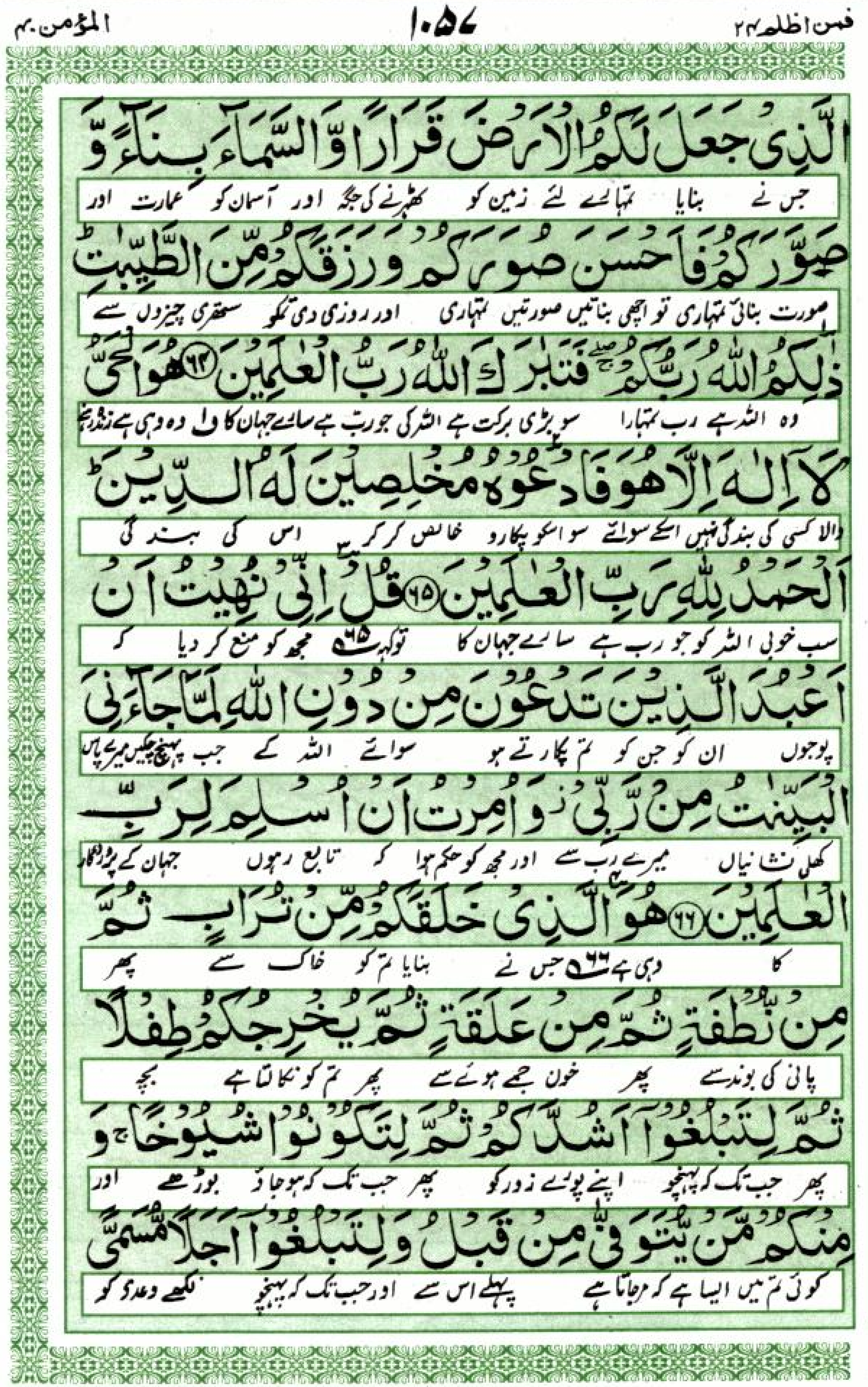

فمن اظلم ۲۴ ۱۰۵۷ المؤمن ۴۰

الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّ

جس نے بنایا تمہارے لئے زمین کو ٹھہرنے کی جگہ اور آسمان کو عمارت اور

صَوَّرَکُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَکُمْ وَرَزَقَکُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ ؕ

صورت بنائی تمہاری تو اچھی بنائیں صورتیں تمہاری اور روزی دی تمکو ستھری چیزوں سے

ذٰلِکُمُ اللّٰهُ رَبُّکُمْ ۚۖ فَتَبٰرَکَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۶۴﴾ هُوَ الْحَیُّ

وہ اللہ ہے رب تمہارا سو بڑی برکت ہے اللہ کی جو رب ہے سارے جہان کا ف۱ وہ وہی ہے زندہ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ؕ

والا کسی کی بندگی نہیں اسکے سوائے سو اسکو پکارو خالص کر کر اس کی بندگی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۶۵﴾ قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ

سب خوبی اللہ کو جو رب ہے سارے جہان کا تو کہہ ف۶۵ مجھ کو منع کر دیا کہ

اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِیَ

پوجوں ان کو جن کو تم پکارتے ہو سوائے اللہ کے جب پہنچ چکیں میرے پاس

الْبَیِّنٰتُ مِنْ رَّبِّیْ ۫ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ

کھلی نشانیاں میرے رب سے اور مجھ کو حکم ہوا کہ تابع رہوں جہان کے پروردگار

الْعٰلَمِیْنَ ﴿۶۶﴾ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ

کا وہی ہے ف۶۶ جس نے بنایا تم کو خاک سے پھر

مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ یُخْرِجُکُمْ طِفْلًا

پانی کی بوند سے پھر خون جمے ہوئے سے پھر تم کو نکالتا ہے بچہ

ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّکُمْ ثُمَّ لِتَکُوْنُوْا شُیُوْخًا ۚ وَ

پھر جب تک کہ پہنچو اپنے پورے زور کو پھر جب تک کہ ہو جاؤ بوڑھے اور

مِنْکُمْ مَّنْ یُّتَوَفّٰی مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّی

کوئی تم میں ایسا ہے کہ مر جاتا ہے پہلے اس سے اور جب تک کہ پہنچو لکھے وعدے کو

منزل ۶

موضح قرآن

ف۱ سب جانوروں سے انسان کی صورت بہتر اور روزی ستھری ہے۔

وَلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ (۶۷) هُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ فَاِذَا

اور تاکہ تم سوچو ف۱ وہی ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے پھر جب

قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (۶۸) اَلَمْ ع ۱۲

حکم کرے کسی کام کو تو یہی کہے اس کو کہ ہو جا وہ ہو جاتا ہے تو نے نہ

تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ اَنّٰى يُصْرَفُوْنَ (۶۹)

دیکھا ان کو ۶۷ جو جھگڑتے ہیں اللہ کی باتوں میں کہاں سے پھیرے جاتے ہیں

الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَبِمَآ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا ۛ قف

وہ لوگ کہ جنہوں نے ۶۸ جھٹلایا اس کتاب کو اور اسکو کہ بھیجا ہمنے اپنے رسولوں کیساتھ

فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ (۷۰) اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَ

سو آخر جان لیں گے جب طوق پڑیں ان کی گردنوں میں اور

السَّلٰسِلُ ۭ يُسْحَبُوْنَ (۷۱) فِي الْحَمِيْمِ ڏ ثُمَّ فِي النَّارِ

زنجیریں بھی گھسیٹے جائیں جلتے پانی میں پھر آگ میں ان کو

يُسْجَرُوْنَ (۷۲) ثُمَّ قِيْلَ لَهُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ (۷۳)

جھونک دیں پھر ۶۹ انکو کہیں کہاں گئے جن کو تم شریک بتلایا کرتے تھے

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا

اللہ کے سوائے بولیں وہ ہم سے چوک گئے کوئی نہیں ہم تو پکارتے نہ تھے

مِنْ قَبْلُ شَيْـًٔـا ۭ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ (۷۴)

پہلے کسی چیز کو اسی طرح بچلاتا ہے اللہ منکروں کو ف۲

ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ

یہ بدلہ ۷۰ اسکا جو تم اتراتے پھرتے تھے زمین میں ناحق

وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ (۷۵) اُدْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ

اور اسکا جو تم اکڑتے تھے داخل ہو جاؤ دروازوں میں دوزخ کے

۶۷ الم تر الی الذین ۔ یہ مجادلین پر زجر کا اعادہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معاندین کے قابل تعجب رویے کی طرف متوجہ کرنا مقصود ہے۔ ان ضدی لوگوں کا حال بھی عجیب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آیاتِ بیّنات میں خواہ مخواہ کٹ حجتی اور جدال کرتے ہیں، حالانکہ یہ آیات ایسی واضح اور روشن ہیں کہ ان میں غور و فکر ان کو دولتِ ایمان و ایقان تک پہنچا دے اور بے معنی جدال و نزاع سے انھیں روک دے، لیکن اس کے باوجود کس طرح وہ ہدایت سے پھیرے جا رہے ہیں **۶۸** الذین کذبوا بالکتب۔ یہاں سے لیکر فبئس مثوی المتکبرین تک تخویف اخروی کا اعادہ ہے۔ الذین کذبوا۔ الذین یجادلون سے بدل ہے۔ یا اسکی صفت ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کی کتاب کو جھٹلایا اور خاص طور سے اس مسئلہ توحید کا انکار کیا جس کی تبلیغ کے لئے ہم نے تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کو بھیجا۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیہ انہ لا الٰہ الا انا فاعبدون ۝ (الانبیاء ع ۲) ان لوگوں کو تکذیب و انکار اور جدال و خصام کے انجام بد کا اس وقت خوب پتہ چلیگا جب قیامت کے دن ان کی گردنوں میں طوق اور ان کے پاؤں میں بیڑیاں ہوں گی اور انھیں بھڑکتی آگ میں جھونک دیا جائیگا الاغلل، غل کی جمع ہے یعنی گلے کا طوق اور السلاسل، سلسلۃ، کی جمع ہے یعنی بیڑی جو قیدیوں کے پاؤں میں ڈالی جاتی ہے اس لئے یہاں والسلسل کی خبر محذوف ہے اور یہ علفتہا تبنا و ماء باردا کے قبیل سے ہے اصل میں تھا اذ الاغلل فی اعناقھم والسلاسل فی ارجلھم (جلالین) کیونکہ بیڑیاں پاؤں میں ڈالی جاتی ہیں **۶۹** ثم قیل لھم تحیر و توبیخ کے طور پر فرشتے ان سے کہیں گے کہ آج کہاں ہیں تمہارے کارساز اور شفعاء (سفارشی) جن کو تم اللہ کی الوہیت میں شریک کیا کرتے تھے؟ آج ان کو بلاؤ نا تاکہ تمہیں جہنم کے عذاب سے بچائیں۔ قالوا ضلوا عنا فوری طور پر جواب دینگے کہ جی آج تو وہ کہیں نظر نہیں آتے، ہم بلائیں کس کو؟ اس کے فوراً بعد وہ سنبھلیں گے اور خیال کرینگے کہ ہم نے اپنے جرم کا اقبال کرلیا، جرم کا سرے سے انکار کرو شاید اس طرح بچاؤ کی کوئی صورت نکل آئے چنانچہ اس کے فوراً بعد کہیں گے۔ نہیں! نہیں!! ہم بھول گئے، بلکہ ہم تو دنیا میں اللہ کے سوا کسی کو پکارتے ہی نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ کافروں کو ان کے جدال و عناد کی وجہ سے یوں بھٹکائیگا اور حیران و سرگرداں کردیگا کہ وہ دروغ گوئی پر اتر آئینگے حالانکہ انھیں یقین ہوگا کہ یہاں جھوٹ اور غلط بیانی سے بھی کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ انہ تعالٰی یحیرھم فی امرھم حتی یفزعون الی الکذب مع علمھم بانہ لا ینفعھم (روح ج ۲۴ ص ۸۶) یا مطلب یہ ہے کہ آج ہم پکاریں کس کو؟ آج ہم پر یہ حقیقت کھل گئی ہے کہ دنیا میں ہم کسی معتد بہ چیز کو پکارتے ہی نہ تھے، ہم جنہیں کارساز سمجھ کر پکارتے رہے وہ نہ نافع تھے نہ ضار ہماری وہ ساری محنت ضائع ہوئی۔ ای بل تبین لنا الیوم انا لم نکن نعبد فی الدنیا شیئا یعتد بہ (روح) لم نکن ندعوا من قبل شیئا ینفعنا او یدفع عنا المکروہ (مظہری ج ۸ ص ۲۷۶) **۷۰** ذلکم بما کنتم

موضح قرآن ف یعنے اتنے احوال تم پر گذرے شاید ایک حال اور بھی گذرے وہ مر کر جینا **ف۲** اول منکر ہو چکے تھے کہ ہم نے شریک نہیں پکڑا اب گھبرا کر منہ سے نکل جاویگا پھر سنبھل کر انکار کرینگے تو وہ انکار ان کا اللہ نے بچلا دیا اس حکمت سے ۔

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۷۶﴾ فَاصْبِرْ
سدا رہنے کو اس میں سو کیا برا ٹھکانا ہے غرور والوں کا سو تو ٹھہرا رہ
اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ
بیشک ۱ے وعدہ اللہ کا ٹھیک ہے پھر اگر ہم دکھلا دیں تجھ کو کوئی وعدہ جو
نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۷۷﴾ وَلَقَدْ
ہم ان سے کرتے ہیں یا قبض کر لیں تجھ کو ہر حالت میں ہماری ہی طرف پھر آئینگے اور ۲ے ہم
اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ
نے بھیجے ہیں بہت رسول تجھ سے پہلے بعضے ان میں وہ ہیں کہ سنایا ہمنے تجھ کو انکا احوال
وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ؕ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ
اور بعضے ہیں کہ نہیں سنایا اور کسی رسول کو مقدور نہ تھا
اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ
کہ لے آتا کوئی نشانی مگر اللہ کے حکم سے پھر جب آیا حکم اللہ کا
قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۷۸﴾ اَللّٰهُ
فیصلہ ہو گیا انصاف سے اور ٹوٹے میں پڑے اس جگہ جھوٹے اللہ ہے ۳ے
الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَ
جس نے بنا دیئے تمہارے واسطے چوپائے تاکہ سواری کرو بعضوں پر اور
مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوْا
بعضوں کو کھاتے ہو اور ان میں تمکو بہت فائدے ہیں اور تاکہ پہنچو
عَلَيْهَا حَاجَةً فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى
ان پر چڑھ کر کسی کام تک جو تمہارے جی میں ہو اور ان پر اور
الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ ۖ فَاَيَّ اٰيٰتِ
کشتیوں پر لدے پھرتے ہو اور دکھلاتا ہے تم کو اپنی نشانیاں پھر کون کونسی نشانیوں کو

ع ۸ ۱۰ ۱۳

یہ دردناک عذاب تمہیں اس لئے دیا جائے گا کہ دنیا میں غیر الحق (باطل) یعنی شرک اور معاصی پر خوش و خرم رہتے تھے۔ بغیر الحق وھو الشرك وعبادة الاوثان (مدارک ج ۴ ص ۵۹) وھو الشرك والمعاصی (روح ج ۲۴ ص ۸۷) اور مشرک پیشواؤں کے پیدا کردہ شبہات میں پھنس کر باطل پر مسرور و مطمئن ہو کر اکڑتے اور اتراتے تھے اور اہل حق کو حقیر جانتے تھے ادخلوا ابواب جھنم۔ لہٰذا اب جہنم کے سوا تمہارا کوئی ٹھکانا نہیں۔ اب جہنم کے ساتوں دروازوں سے جہنم میں ہمیشہ رہنے کے لئے داخل ہو جاؤ۔ یہ جہنم متکبرین کا کیسا ہی بدترین ٹھکانا ہے ۱ے فاصبر ان وعد اللہ حق۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی کا اعادہ ہے۔ آپ مشرکین کی ایذاؤں پر صبر کریں آخر کار غلبہ آپ ہی کو نصیب ہوگا۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے جو برحق ہے اور اپنے وقت پر ضرور پورا ہوگا۔ فاما نرینك الخ یہ تخویف دنیوی ہے۔ ہمارا وعدہ ہے کہ آپ غالب و منصور ہوں گے اور آپ کے دشمن مغلوب و مقہور۔ اب ہم آپ کی زندگی ہی میں آپ کے دشمنوں کو بعض موعودہ سزا دیدیں گے اور آپ بچشم خود دنیا ہی میں ملاحظہ فرمالیں گے جیسا کہ جنگ بدر وغیرہ میں قتل اور قید و بند۔ اور اگر ہم اُن کو سزا دینے سے پہلے ہی آپ کو وفات دے دیں تو آخرت میں ان کو سزا دینگے کیونکہ وہ ہمارے پاس واپس آئیں گے اور میدان حشر میں ہمارے سامنے حاضر کئے جائینگے ۲ے ولقد ارسلنا۔ یہ دلیل نقلی کا اعادہ ہے۔ یہ دلیل نقلی اجمالی ہے تمام انبیاء علیہم السلام سے۔ تمام گذشتہ انبیاء علیہم السلام کو اسی دعوے کیساتھ بھیجا گیا۔ ان میں سے بعض کا ذکر ہم نے آپ سے کیا ہے اور بعض کا ذکر نہیں کیا۔ لیکن ہر حال دعوت سب کی ایک ہی تھی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود اور کارساز نہیں۔ لہٰذا حاجات و مصائب میں صرف اُسی کو پکارو۔ وما کان لرسول الخ یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ مشرکین از راہِ عناد کہتے ہم تب مانیں گے اگر پیغمبر علیہ السلام ہمیں مطلوبہ معجزہ دکھائے فرمایا معجزہ دکھانا پیغمبر کے اختیار میں نہیں کہ جب کوئی اس سے مطالبہ کرے فوراً دکھا دے، بلکہ معجزہ اللہ کے اختیار میں ہے، جب اللہ تعالیٰ چاہے بتقاضائے حکمت بالغہ، پیغمبر علیہ السلام کے ہاتھ پر ظاہر فرما دے۔ فالمعجزات علی تشعب فنونها عطایا من الله تعالی قسمها بینهم حسبما اقتضته مشیئته المبنیة علی الحکم البالغة کسائر القسم لیس لهم اختیار فی ایثار بعضها والاستبداد باتیان المقترح بها (روح ج ۲۴ ص ۸۹)۔ فاذا جاء امر اللہ الخ جب اللہ کے عذاب کا معین وقت آپہنچتا ہے تو حق بات کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے یعنی انبیاء علیہ السلام اور ان کے متبعین کو غالب کیا جاتا ہے اس وقت باطل پرست خسارے میں رہتے ہیں۔ کیونکہ ان کو رسوا کن اور ذلت آمیز عذاب کے ساتھ تباہ و برباد کر دیا جاتا ہے ۳ے اللہ الذی جعل یہ بھی دلیل عقلی کا اعادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بے پایاں انعامات و احسانات دیکھو۔ اسی نے تمہارے لئے کئی قسم کے چوپائے پیدا فرمائے ہیں۔ کچھ تو ایسے ہیں جن پر تم سواری کرتے ہو، مثلاً اونٹ اور گھوڑے اور کچھ ایسے ہیں جن کا گوشت کھاتے ہو مراد حلال مویشی ہیں اس کے علاوہ ان سے تم اور کئی قسم کے فوائد و منافع حاصل کرتے ہو۔ دودھ، اون اور چمڑے وغیرہ سے اور اپنی نہایت اہم ضرورتیں پوری کرتے ہو مثلاً اپنا ساز و سامان اور مال تجارت وغیرہ ایک جگہ سے دوسری جگہ ان پر لاد کر لے جاتے ہو۔ یہ سواریاں تو خشکی کے سفر میں کام آتی ہیں اور دریاؤں اور سمندروں کا سفر طے کرنے کے لئے کشتیوں اور بحری جہازوں پر سواری کرتے ہو۔ ویریکم آیاتہ الخ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی وحدانیت اور کمال قدرت کی کس قدر نشانیاں دکھاتا ہے۔ بتاؤ کس کس نشانی کا انکار کرو گے اور اس کی وحدانیت کو چھوڑ کر غیر اللہ کو پکارو گے؟ ای آیاتہ الدالة علی وحدانیتہ و

۱ تسلی برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

۲ اعادہ دلیل نقلی ۱۲

۳ جواب سوال مقدر ۱۲

۴ اعادہ دلیل عقلی دوسری بار ۱۲

اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ (٨١) اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا

اپنے رب کی نہ مانو گے کیا ۷۴ھ پھرے نہیں وہ ملک میں کہ دیکھ لیتے

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْۤا

کیسا انجام ہوا ان سے پہلوں کا وہ تھے

اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَمَاۤ

ان سے زیادہ اور زور میں سخت اور نشانیوں میں جو چھوڑ گئے زمین پر پھر

اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (٨٢) فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ

کام نہ آیا ان کے جو وہ کماتے تھے پھر جب ۷۵ھ پہنچے انکے پاس

رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ

رسول اُن کے کھلی نشانیاں لے کر اترانے لگے اس پر جو ان کے پاس تھی خبر

وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ (٨٣) فَلَمَّا

اور الٹ پڑی اُن پر وہ چیز جس پر ٹھٹھا کرتے تھے پھر جب ۷۶ھ

رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا

انھوں نے دیکھ لیا ہماری آفت کو بولے ہم یقین لاتے اللہ اکیلے پر اور ہم نے چھوڑ دیں

بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ (٨٤) فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ

وہ چیزیں جن کو شریک بتلاتے تھے پھر نہ ہوا کہ کام آئے اُن کو

اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ؕ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ

یقین لانا اُن کا جس وقت دیکھ چکے ہمارا عذاب رسم پڑی ہوئی اللہ کی جو

قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ وَخَسِرَ هُنَالِكَ

چلی آئی ہے اس کے بندوں میں اور خراب ہوئے اس جگہ

الْكٰفِرُوْنَ (٨٥)

منکر

ع ۹ ۱۴

اعادہ تخویف دنیوی ۱۲

قدیر (قرطبی ج ۱۵ ص ۳۳۵) ۷۴ھ افلم یسیروا فی الارض۔ یہ تخویف دنیوی کا اعادہ ہے۔ کیا ان مشرکین مکہ نے زمین میں چل پھر کر ان سرکش قوموں کا انجام نہیں دیکھا جو ان سے پہلے گذر چکی ہیں جو تعداد میں ان سے زیادہ، قوت میں ان سے بڑھ کر اور کارناموں میں اُن سے بہت آگے تھیں۔ جب انھوں نے عناد و سرکشی سے کام لیا اور پیغام توحید کو ٹھکرا دیا، تو ہم نے ان کو دنیا ہی میں ہلاکت کے گڑھے میں دھکیل دیا۔ اس وقت نہ مال و دولت ان کے کام آئی اور نہ ان کے معبودانِ باطلہ ہی نے اُن کو ہماری گرفت سے بچایا جن کو وہ دنیا میں کارساز سمجھ کر پکارا کرتے تھے۔ جیسا کہ سورہ ہود ع ۹ میں فرمایا:۔ فما اغنت عنھم اٰلھتھم التی یدعون من دون الله من شیٔ لما جآء امر ربك۔ نیز فرمایا فلولا نصرھم الذین اتخذوا من دون الله قربانا اٰلھة (احقاف ع ۴) ۷۵ھ فلما جآءتھم رسلھم جب انبیاء علیہم السلام کھلے معجزات اور روشن دلائل لے کر ان کے پاس آئے تو ان کی پیروی کرنے کے بجائے وہ اپنے علم و عقیدے پر ہی خوش اور مطمئن رہے کہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں درست ہے اور جن معبودانِ غیر اللہ کو پکارتے ہیں وہ ان کی پکار سنتے اور ان کی مدد کرتے ہیں۔ انھوں نے چونکہ اپنے باپ دادا کو اسی روش پر پایا ہے، اس لئے وہ ان کی روش پر ہی چلیں گے۔ کما قال تعالیٰ۔ انا وجدنا اٰبآءنا علیٰ امة فانا علیٰ اٰثارھم مقتدون (زخرف ع ۲) المراد بالعلم عقائدھم الزائغة و شبھھم الداحضة (روح ج ۲۴ ص ۹۱) یہ مشرکین اپنے عقائد باطلہ پر نازاں تھے اور انبیاء علیہم السلام اور ان کی تعلیمات حقہ سے استہزاء و تمسخر کرتے تھے۔ آخر اس استہزاء و تمسخر کا مزہ ان کو دنیا ہی میں چکھایا گیا۔ ۷۶ھ فلما رأوا باسنا۔ جب ہمارے پیغمبروں نے دلائل و براہین کے ساتھ ان کو مسئلہ توحید سمجھایا۔ یا اس وقت تو نہ سمجھے، بلکہ ضد میں آکر انکار کر دیا، لیکن جب ہمارا عذاب آپہنچا، تو خود بخود ہی مان لیا اور صاف صاف کہنے لگے:۔ ہم خدائے واحد کی وحدانیت پر ایمان لائے اور جن معبودوں کو خدا کے شریک ٹھہراتے تھے ان سب سے منکر اور بیزار ہوئے۔ فلم یك ینفعھم الخ لیکن ہمارا عذاب دیکھ کر اضطراراً جو ایمان لائے اس سے انھیں کوئی فائدہ نہ ہوا اور وہ اللہ کے عذاب سے نہ بچ سکے، کیونکہ اضطراری ایمان معتبر اور قابل قبول نہیں۔ ایمان وہی معتبر ہے جو اختیاری ہو۔ سنة الله الخ یہ فعل مقدر کا مفعول مطلق ہے ای سن الله سنة یعنی اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں میں سنت جاریہ یہی ہے کہ منکرین پر اللہ کا عذاب نازل ہو اور نزول عذاب کے وقت کا ایمان قبول نہ ہو۔ جب اللہ کا عذاب آجاتا ہے، اس وقت کفار بڑے خسارے میں رہتے ہیں کیونکہ دنیا بھی گئی اور آخرت بھی

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

ھ ای سن الله ذلك سنة ماضیة فی العباد ان الایمان عند نزول العذاب لا ینفع و ان العذاب نازل علی مکذبی الرسل۔۔۔۔۔ قال الزجاج الکافر خاسر فی کل وقت ولکن یتبین لھم خسرانھم اذا رأوا العذاب (مظہری ج ۸ ص ۲۷۹) و اٰخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین ۰

بحث متعلقہ مرکزی مضمون سورۂ مومن

سورۂ مومن میں یہ مسئلہ مذکور ہوا کہ حاجات و مصائب میں مافوق الاسباب صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو اور غیر خدا کو مت پکارو۔ حاجات میں صرف اللہ ہی کو پکارنا عبادت ہے اور غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے اور اس شرک کا مبدأ و منشا یہ ہے کہ پکارنے والا یہ اعتقاد رکھے کہ جس غیرِ خدا (پیر و مرشد، ولی، نبی، فرشتہ، جن وغیرہ) کو وہ پکار رہا ہے وہ اسکی پکار اور نداء کو سن رہا ہے اور اس کے حال زار سے بخوبی واقف ہے۔

مشرکین کے اس مشرکانہ اعتقاد و عمل کی قرآن نے جڑ کاٹ دی۔ جیسا کہ سورۂ فاطر سے لیکر آخر حوامیم تک میں مذکور ہوا۔ شرک کی یہ بیماری شیعوں کی وساطت سے مسلمانوں میں بھی پھیل گئی۔ اسلام میں سب سے پہلا فرقہ شیعوں کا ہے جس نے اس مشرکانہ اعتقاد کی تجدید کی کہ امام غیب جانتے ہیں، اور کوئی چیز ان سے پوشیدہ نہیں، کوئی نعمت ان کی وساطت کے بغیر نہیں مل سکتی اور کوئی دعاء اور کوئی عمل ان کی معرفت کے بغیر قبول نہیں ہوسکتا۔ اہلِ سنّت کے بے خبر اور جہلاء میں یہ شرک شیعوں کی طرف سے آیا ہے۔ ذیل میں شیعوں کی چند مستند روایات درج کی جاتی ہیں جس سے یہ حقیقت واضح ہوجائے گی۔

۱۔ امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ آیت وللہ الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بہا میں الاسماء الحسنیٰ سے مراد ہم ہیں اور اللہ تعالیٰ ہماری معرفت کے بغیر بندوں کا کوئی عمل قبول نہیں فرماتا۔ عن ابی عبد اللّٰہ " وللہ الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بہا، قال نحن وللّٰہِ **اسماء الحسنیٰ** لا یقبل اللہ من العباد عملا الا بمعرفتنا (اصول کافی ص ۸۳ طبع قدیم) امام جعفر صادق رضؓ پر یہ سراسر افترا ہے یہ ان کا فرمان نہیں ہے۔

۲۔ اماموں کو علم غیب پر دسترس حاصل ہے جب وہ کسی چیز کو جاننا چاہیں معلوم کرلیتے ہیں۔ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام ان الامام اذا شاء ان یعلم علم (اصول کافی ج ۱ ص ۲۵۸ طبع طہران)۔

۳۔ اماموں کو اپنی موت کا وقت معلوم ہوتا ہے اور مرنا نہ مرنا ان کے اپنے اختیار میں ہوتا ہے۔ ان الائمۃ علیہم السلام یعلمون متیٰ یموتون وانہم لا یموتون الا باختیار منہم (ایضاً)

۴۔ امام کل غیب جانتے ہیں، کوئی چیز ان سے پوشیدہ نہیں، زمین و آسمان کی ہر چیز کو جانتے ہیں اور جو کچھ جنت اور دوزخ میں ہے وہ بھی ان کے علم میں ہے۔ (ا) ان الائمۃ علیہم السلام یعلمون علم ما کان وما یکون وانہ لا یخفی علیہم الشئ صلوات اللہ علیہم (اصول کافی ج ۱ ص ۲۶۰) (ب) قال ابو عبد اللہ انی لاعلم ما فی السمٰوٰت وما فی الارض واعلم ما فی الجنۃ واعلم ما فی النار واعلم ما کان وما یکون (ایضاً ج ۱ ص ۲۶۱) استغفر اللہ! معاذ اللہ! یہ تو خدا کی شان ہے۔

۵۔ امام کا علم پیغمبروں سے بھی زیادہ ہے اور اماموں کے پاس ایسے علوم موجود ہیں جو پیغمبروں کے پاس بھی نہیں ہیں اور امام جو کچھ ہو رہا ہے اور جو کچھ قیامت تک ہوتا رہے گا سب کچھ جانتے ہیں۔ قال ابو عبد اللہ لو کنت بین موسیٰ والخضر لاخبرتہما انی اعلم منہما ولا نبئتہما بما لیس فی ایدیہما لان موسیٰ والخضر علیہما السلام اعطیا علم ما کان ولم یعطیا علم ما یکون وما ھو کائن حتی تقوم الساعۃ۔ وقد ورثناہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وراثۃ (اصول کافی ج ۱ ص ۲۶۱)

۶۔ امام ہر آدمی کے بارے میں سب کچھ جانتے ہیں اور کسی کی کوئی بات ان سے مخفی نہیں۔ قال ابو جعفر علیہ السلام لو کان لالسنتکم اوکیۃ لحدثت کل امرئ بما لہ وعلیہ (اصول کافی ج ۱ ص ۲۶۴)

۷۔ اماموں کے پاس اولین و آخرین، تمام انبیاء و مرسلین اور تمام علماء و اوصیاء کے جملہ علوم موجود ہوتے ہیں اور وہ گذشتہ اور آئندہ ہر بات کو جانتے ہیں (ا) وعندنا الجفر وما یدریہم ما الجفر؟ .... وعاء من ادم فیہ علم النبیین والوصیین وعلم العلماء الذین مضوا من بنی اسرائیل .... وان عندنا لمصحف فاطمۃ علیہا السلام وما یدریہم ما مصحف فاطمۃ علیہا السلام .... مصحف فاطمۃ فیہ مثل قرآنکم ھذا ثلاث مرات، واللہ ما فیہ من قرآنکم حرف واحد .... ثم قال ان عندنا علم ما کان وعلم ما ھو کائن الی ان تقوم الساعۃ (اصول کافی ج ۱ ص ۲۴۰) (ب) قال ابو عبد اللہ واللہ انی لاعلم کتاب اللہ من اولہ الی اخرہ کانہ فی کفی۔ فیہ خبر السماء والارض وخبر ما کان وخبر ما ھو کائن (اصول کافی ج ۱ ص ۲۲۹)۔

ان حوالوں سے واضح ہوگیا کہ اسلام میں اس مشرکانہ عقیدے کے موجد شیعہ ہیں حالانکہ قرآن مجید اس کا ردّ کررہا ہے اور قرآنی تصریحات کے مطابق اہل سنت کا مسلک یہی ہے کہ علم غیب خاصّہ خدا ہے اور غیر اللہ کے لئے علم غیب ثابت کرنا شرک اور کفر ہے چنانچہ فقہاء اسلام نے صراحت کی ہے اعلم ان الانبیاء والاولیاء لم یعلموا من المغیبات الا ما اعلمہم اللہ تعالیٰ احیانا وقد ذکر الحنفیۃ تصریحا بتکفیر من اعتقد ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب ( )

شیعہ جس طرح زندہ پیغمبر اور اماموں کو عالم الغیب سمجھتے ہیں اسی طرح ان کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ پیغمبر علیہ السلام اور آئمہ کرام وفات کے بعد بھی لوگوں کے

اعمال سے باخبر ہوتے ہیں اور روزانہ دوبار تمام بندوں کے اعمال ان کے سامنے پیش ہوتے ہیں۔

(ا) قال ابو عبد اللہ تعرض الاعمال علےٰ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اعمال العباد کل صباح ابرارھا و فجارھا فاحذ روھا (اصول کافی ج ا ص ۲۱۹)

(ب) قال الرضا ان اعمالکم لتعرض علیّ فی کل یوم و لیلۃ (ایضا) اس سے معلوم ہوا کہ بندوں کے اعمال زندہ اماموں کے سامنے پیش ہوتے ہیں۔ یہ عرض اعمال کا عقیدہ بھی شیعوں کا خود ساختہ ہے۔

شیعوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ روضۂ اقدس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ازواج مطہرات بھی تشریف لاتی ہیں اس لئے روضۂ انور میں کسی کو جھانکنا جائز نہیں۔ قال ابو عبد اللہ ما احب لاحد منھم ان یعلو فوقہ ولا آمنہ ان یری شیئا یذھب منہ بصرہ او یراہ قائما یصلی او یراہ مع بعض ازواجہ (اصول کافی ج ا ص ۴۵۲) اھل بدعت نے یہ عقیدہ بھی شیعوں ہی سے لیا ہے۔ چنانچہ امام اہل بدعت نے لکھا ہے۔

* انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبور مطہرہ میں ازواجِ مطہرات پیش کی جاتی ہیں۔ وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں۔ (ملفوظات حصہ سوم ص ۲۶)۔

ایک شبہ اور اسکا جواب باقی رہا یہ شبہ کہ حدیث میں وارد ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عرضت علی اجور امتی حتے القذاۃ یخرجھا الرجل من المسجد و عرضت علیّ ذنوب امتی فلم ار ذنبا اعظم من سورۃ القرآن او آیۃ اوتیھا رجل ثم نسیھا (ابوداؤد، باب کنس المساجد ص ۶۶) اس سے معلوم ہوا کہ آپ پر امت کے اعمال پیش ہوئے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث سے تفصیلی عرض اعمال مراد نہیں، بلکہ مراد یہ ہے کہ میری امت کے نیک اور بد اعمال کی فہرست پیش کی گئی کہ یہ اعمال موجب ثواب ہیں اور یہ باعثِ عقاب۔ اور عرضت بصیغۂ ماضی اس بات کی دلیل ہے کہ یہ معاملہ ایکبار ہوا روزانہ عرض اعمال سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ نیز اس حدیث کی سند میں مُطّلب بن عبد اللہ بن حنطب ہیں جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کر رہے ہیں حالانکہ مُطّلب کی روایت کسی صحابی سے ثابت نہیں یہ روایت منقطع ہے اور حضرت انس رضؓ سے اسکا سماع ثابت نہیں جیسا کہ امام الجرح والتعدیل ابو حاتم رازی فرماتے ہیں لم یسمع من جابر ولا زید بن ثابت ولا من عمران بن حصین ولم یدرک احدا من الصحابۃ لا سھل بن سعد و من فی طبقتہ (تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۱۷۹) مسئلہ عرض اعمال کی مزید تحقیق سورۂ توبہ زیر آیت فسیری اللہ عملکم و رسولہ (الآیۃ) گذر چکی ہے۔ فلیراجع۔

سُورۂ مؤمن میں آیاتِ توحید اور اسکی خصوصیات

۱:- فادعوا اللہ مخلصین لہ الدین (ع۲) نفی شرک اعتقادی
۲:- واللہ یقضی بالحق — تا — ان اللہ ھو السمیع البصیر ٥ (ع۲) نفی شرک فی التصرف
۳:- وقال ربکم ادعونی — تا — سیدخلون جھنم داخرین ٥ (ع۶) نفی شرک اعتقادی
۴:- ذلکم اللہ ربکم — تا — فانی تؤفکون ٥ (ع۷) نفی شرک ہر قسم
۵:- ذلکم اللہ ربکم فتبارک اللہ رب العلمین ٥ برکات دہندہ اللہ تعالیٰ ہی ہے۔
۶:- ھو الحی لا الہ الا ھو — تا — الحمد للہ رب العلمین ٥ نفی شرک اعتقادی
۷:- قل انی نھیت ان اعبد — تا — و امرت ان اسلم لرب العلمین ٥ نفی شرک اعتقادی

سورۂ حٰمٓ السجدۃ

ربط اس سورت کا ماقبل سے ربط یہ ہے کہ ماقبل یعنی سورۂ مومن میں یہ دعویٰ مذکور ہوا کہ حاجات و مشکلات میں مافوق الاسباب صرف اللہ ہی کو پکارو۔ اب اس سورت میں ایک شبہے کا جواب دیا جائے گا۔ شبہہ یہ ہے کہ بسا اوقات دیکھا گیا ہے کہ ایک شخص مصیبت میں گرفتار ہو جاتا ہے، جب وہ غیر اللہ کو پکارتا اور غیر اللہ کی خوشنودی کے لئے اس کی نذر مانتا ہے تو اس مصیبت سے چھوٹ جاتا ہے۔ یا کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ آدمی ایسے خواب دیکھتا ہے جن سے شرک کی تائید ہوتی ہے مثلاً خواب میں کسی پیر فقیر کو دیکھا جو اسے کہتا ہے تم پر یہ سختی اس لئے آئی ہے کہ تم نے ہماری نذر و نیاز میں قصور کیا ہے وغیرہ اس کا جواب وقیضنا لھم قرناء (الآیۃ) میں دیا گیا کہ یہ سب قرنا (شیاطین) کی شرارت ہے کہ وہ انسان کو مسِ شیطانی سے تکلیف پہنچاتے اور پھر اس سے شرک کرا کر اسے چھوڑ دیتے ہیں۔ یا خوابوں میں مختلف شکلوں میں آ کر انسانوں کی شرک کی تعلیم دیتے ہیں۔ اس لئے حکم دیا فاستقیموا الیہ واستغفروہ (الآیۃ) کہ اللہ کی توحید پر قائم رہو اور اس سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو۔ اسی طرح حٰمٓ مومن کے بعد ہر حٰمٓ میں ایک شبہہ کا جواب دیا جائے گا۔ اور ہر سورت اپنے سے پہلی سورت کے مضامین کی مؤید ہوگی۔

خلاصہ تمہید مع ترغیب، چار عقلی دلیلیں علی سبیل الترقی ہر دلیل کے بعد تخویف دنیوی یا اخروی، چار شکوے علی سبیل الترقی دوسرے اور تیسرے شکوے کے درمیان طریق تبلیغ کا بیان اور چاروں شکووں کے بعد ایک ایسی آیت جس کا تعلق چاروں شکووں سے ہے۔ تین شبہات کے جوابات اور ایک دلیل وحی ضمناً۔

تفصیل

حٰمٓ تنزیل من الرحمٰن - تا - بشیرا ونذیرا (ع ١) تمہید مع ترغیب یہ حکمنامہ (کتاب) بڑے مہربان بادشاہ کا ہے جس کی ہر آیت اور ہر بات نہایت واضح اور مفصل ہے، اس کی زبان نہایت فصیح و بلیغ عربی ہے۔ جو اللہ کی طرف انابت (رجوع) کرنے والوں کے لئے سراپا ہدایت ہے اور بشارت و تخویف پر مشتمل ہے یہ ایک ایسا عظیم الشان اور اہم حکمنامہ ہے کہ اسے ضرور ماننا چاہیے۔

دعوائے سورت

قل انما انا بشر (تا) واستغفروہ (ع ١) اس میں صراحۃً دعوائے سورت کا ذکر ہے اور ضمناً دلیل وحی کا۔ تم سب کا معبود اور کارساز ایک ہے اور یہ بات میں اپنی طرف سے نہیں کہتا، بلکہ اللہ کی وحی سے کہتا ہوں۔ اس لئے اسی کی طرف سیدھی راہ پر چلو، توحید کو مانو اور اسی سے اب تک جو شرک کیا ہے اس کی اور دوسرے گناہوں کی معافی مانگو۔ کسی اور سے نہ مانگو وویل للمشرکین (تا) ھم الکٰفرون یہ تخویف اخروی ہے اور جو اس کی طرف سیدھی راہ (راہِ توحید) پر نہ چلا وہ مشرک ہے اور مشرکین کے لئے ویل (ہلاکت یا دوزخ کا مخصوص طبقہ) ہے جو اللہ کی توحید اور آخرت کو نہیں مانتے ان الذین اٰمنوا (تا) غیر ممنون یہ بشارت اخروی ہے سیدھی راہ پر چلنے والوں کے لئے۔

جواب شبہہ

اس دعوے کے بارے میں یہ شبہہ کیا جاتا ہے کہ بعض اوقات مصیبت زدہ انسان غیروں کو پکارتا ہے تو وہ مصیبت سے چھوٹ جاتا ہے۔ یا بعض خواب ایسے نظر آتے ہیں جن سے غیر اللہ کو پکارنے کی تائید ہوتی ہے۔ تو اس کا جواب دیا وقیضنا لھم قرناء - تا - انھم کانوا خٰسرین (ع ٣) یعنی یہ مسِ شیطانی کا اثر ہے نیز شیاطین خواب دکھا کر شرک کی تلقین کرتے ہیں۔

چار شکوے علی سبیل الترقی

پہلا شکویٰ فاعرض اکثرھم (تا) اننا عٰملون ٥ (ع ١) یہ زجر بھی ہے۔ آپ ان مشرکین کو ایسی عظیم الشان کتاب سناتے ہیں لیکن وہ اس سے اعراض کرتے ہیں اور سنتے بھی نہیں اور کہتے ہیں مسئلہ توحید سے ہمارے دل پردے میں ہیں اور ہمارے کان بہرے ہیں یعنی تمہاری بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی، بلکہ ہم تو ایسی باتوں کو سننے کے لئے بھی تیار نہیں ہیں۔ جاؤ میاں اپنا کام کرو۔ ہم تو وہی کچھ کریں گے جو پہلے کرتے ہیں۔ دوسرا شکویٰ وقال الذین کفروا - تا - لعلکم تغلبون ٥ (ع ٤) یہ شکویٰ پہلے شکوے سے علیٰ سبیل الترقی ہے۔ یہ معاندین نہ صرف یہ کہ خود قرآن نہیں سنتے بلکہ دوسروں کو بھی سننے سے روکتے ہیں۔ اور کہتے ہیں جب قرآن پڑھا جائے تو شور بپا کر دیا کرو، تاکہ تمہارے شور و شغب میں قرآن پڑھنے والے کی آواز دب کر رہ جائے۔ فلنذیقن الذین کفروا (تا) من الاسفلین ٥ (ع ٤) دوسرے شکوے کے بعد تخویف اخروی کا ذکر ہے۔ کفار و مشرکین کو ان کی بداعمالیوں کا شدید ترین عذاب دیا جائے گا جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ ان الذین قالوا ربنا اللہ - تا - نزلا من غفور رحیم ٥ (ع ٤) یہ اللہ کی توحید کو ماننے والوں اور اس پر قائم رہنے والوں کے

لئے بشارت اخرویہ ہے ان کو جنت میں ہر آسائش اور ہر منہ مانگی نعمت ملے گی۔

ومن احسن قولا ۔ تا ۔ انه هو السميع العليم ○ (ع ۵) یہ دوسرے شکوے سے متعلق ہے۔ اور اس میں ترغیب و ترہیب اور طریق تبلیغ کا بیان ہے۔ جب آپ ان کو حکمنامۂ خداوندی سنائیں گے، وہ شور مچائیں گے۔ اور گالیاں دیں گے، اس وقت آپ صبر کریں۔ اور ان کی سختی اور درشتی کا نرمی سے جواب دیں، تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ بھی نرم پڑ جائیں گے اور آپ کی بات سنیں گے۔ لیکن اگر کبھی بتقاضائے بشریت آپ کو غصہ آجائے تو شیطان کے شر سے خدا کی پناہ مانگیں۔

تیسرا شکویٰ۔ ان الذين كفروا ۔ تا ۔ تنزيل من حكيم حميد ○ (ع ۵) یہ تیسرے شکوے کی تمہید ہے۔ مشرکین از راہ عناد آپ پر اعتراضات کریں گے آپ اس سے تنگدل نہ ہوں، حالانکہ یہ ایک ایسی سچی کتاب ہے کہ اس پر اعتراض کی گنجائش ہی نہیں۔ کیونکہ باطل اس کے قریب بھی نہیں پھٹک سکتا۔ کیونکہ وہ حکمت والے اور ہر صفت سے متصف بادشاہ کا حکم نامہ ہے ما يقال لك الا ما قد قيل للرسل من قبلك (الآیہ) تمہید کے بعد یہ اصل شکویٰ ہے۔ اور ضمناً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلّی ہے مشرکین آپ پر جو اعتراضات کر رہے ہیں یہ کوئی نئی بات نہیں۔ بلکہ آپ سے پہلے انبیاء و رسل علیہم السلام کے ساتھ ان کے معاصر مشرکین نے بھی یہی رویّہ اختیار کیا۔ اس کے بعد تین شبہات یا اعتراضات کا جواب ہے۔ یہ شکویٰ دوسرے شکوے سے بطور ترقی ہے۔ اول تو وہ سنتے ہی نہیں، خود سننا تو درکنار بلکہ وہ دوسروں کو بھی سننے سے روکتے ہیں۔ اور اگر وہ حسنِ تبلیغ اور نرمی گفتار سے متاثر ہو کر قرآن سن بھی لیں تو اس کا اثر قبول کرنے کے بجائے الٹے اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ لیکن آپ اس سے غمگین نہ ہوں، کیونکہ سابق انبیاء علیہم السلام کو بھی اس قسم کے حالات سے سابقہ پڑ چکا ہے۔

تین شبہات کا جواب

پہلے شبہے کا جواب:۔ ولو جعلنه قرانا الخ مشرکین کا شبہہ یہ تھا کہ قرآن کسی عجمی (غیر عربی) زبان میں کیوں نازل نہیں کیا گیا۔ یہ عربی قرآن تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خود بنا کر سناتا ہے۔ اس کا جواب دیا کہ اگر قرآن کسی عجمی زبان میں اترتا تو یہ لوگ اعتراض کرتے کہ یہ قرآن واضح اور مفصل کیوں نہیں، وہ ہماری تو سمجھ ہی میں نہیں آتا یہ قرآن ماننے والوں کے لئے سراسر ہدایت اور نسخۂ شفا ہے۔ لیکن جو اسے سنتے ہی نہیں، اس لئے وہ گمراہی کی تاریکی ہی میں گم رہیں گے۔

دوسرے شبہے کا جواب ولقد اتينا موسى الكتب الخ شبہہ یہ تھا کہ یہ قرآن سارے کا سارا ایک ہی دفعہ کیوں نازل نہیں ہوا، معلوم ہوتا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے پاس سے تھوڑا تھوڑا بنا کر سناتا ہے۔ نیز اگر یہ سچی کتاب ہوتی تو اس کے بارے میں اختلاف نہ ہوتا بلکہ سب لوگ ہی اس پر ایمان لے آتے۔ تو اس کے جواب میں فرمایا کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو جو کتاب دی تھی وہ ایک ہی دفعہ میں ساری نازل کی گئی تھی اور وہ تھی بھی سچی کتاب لیکن پھر بھی اس میں اختلاف کیا گیا۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ انکار محض عناد کی وجہ سے ہے۔

تیسرے شبہے کا جواب ولولا كلمة سبقت من ربك الخ شبہہ یہ تھا کہ جب ہم مانتے نہیں، تو ہم پر عذاب کیوں نہیں آتا؟ تو اس کا جواب دیا گیا کہ عذاب کی آمد کا ایک وقت مقرر ہے وہ آئے گا ضرور لیکن اپنے وقت پر اس سے پہلے نہیں آسکتا۔

چوتھا شبہہ لا يسئم الانسان ۔ تا ۔ فذو دعاء عريض ○ (ع ۶) انسان مشرک، معبودانِ باطلہ سے مانگتا ہوا تھکتا نہیں۔ لیکن جب اسے ان سے کچھ حاصل نہ ہو، تو فوراً ناامید ہو جاتا ہے اور خدا کو پکارنے لگتا ہے۔ اس کے بعد اگر اللہ تعالےٰ اپنی مہربانی سے اس کی تکلیف دُور کر دے، تو صاف کہہ دیتا ہے بیشک میں اس انعام کا مستحق تھا، کیونکہ میں نے فلاں معبود یا بزرگ کو پکارا تھا۔ اور یہ قیامت جس کی آمد آمد کا ڈھنڈورہ پیٹا جا رہا ہے اول تو آئے گی ہی نہیں اور اگر بالفرض آگئی تو وہاں بھی میرا بھلا ہی ہوگا۔ کیونکہ میرے یہ معبود اور بزرگ وہاں میرے سفارشی ہوں گے۔ مشرک انسان مذبذب اور ڈانواں ڈول رہتا ہے اور ایک حال پر قائم نہیں رہتا۔ جب اللہ تعالیٰ اس پر انعام فرماتا ہے تو وہ فخر و غرور سے اتراتا ہے اور خدا کا شکر نہیں بجالاتا۔ اور اگر اس پر کوئی مصیبت آجائے تو معبودانِ باطلہ سے مایوس ہو کر خدا کو پکارنے لگتا ہے اس شکوے کے درمیان فلننبئن الذين كفروا الخ میں تخویف اخروی مذکور ہے

قل ارءيتم ان كان (الآیۃ) یہ چاروں شکوؤں سے متعلق ہے، یعنی یہ بتاؤ کہ اگر یہ قرآن واقعی اللہ کی طرف سے ہو اور تم اس سے کفر کرو، نہ خود اسے سنو اور نہ کسی اور کو سننے دو اور اگر کبھی سن ہی لو تو اس سے اثر پذیر ہونے کے بجائے اس پر از راہِ عناد اعتراضات ہی کرتے رہو اور معبودانِ باطلہ کی دعا پکار کو ترک نہ کرو تو کیا یہ چیز تمہارے حق میں نقصان دہ نہ ہوگی؟ ضرور ہوگی۔ اور ایسے معاند لوگ سب سے بڑے گمراہ ہیں۔

سنريهم ايتنا ۔ تا ۔ انه الحق (ع ۶) یہ تخویف دنیوی ہے۔ ہم اپنے متصرف فی الامور ہونے کی نشانیاں اطراف والے لوگوں میں اور خود ان میں دکھائیں گے جس سے انہیں معلوم ہو جائے گا کہ واقعی اللہ تعالےٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

چار عقلی دلیلیں علیٰ سبیل الترقی

اس سورت میں چار عقلی دلیلیں مذکور ہیں۔ پہلی دو دلیلوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہر چیز پر قادر اور ساری کائنات میں وہی متصرف و مختار ہے اور آخری دو دلیلوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہی عالم الغیب ہے۔ جب وہی متصرف و مختار اور عالم الغیب ہے تو اس کے سوا کسی کو مصائب و حاجات میں پکارنا جائز نہیں۔ ہر عقلی دلیل کے بعد تخویف مذکور ہے۔

پہلی عقلی دلیل:۔ قل ائنكم لتكفرون ۔ تا ۔ ذلك تقدير العزيز العليم ○ (ع ۲) حاصل یہ کہ تم کیسے نادان ہو کہ اس ذاتِ پاک کے ساتھ اوروں کو شریک بناتے ہو جس نے اپنی قدرتِ کاملہ اور حکمتِ بالغہ سے زمین و آسمان کو پیدا فرمایا، آسمان کو ستاروں سے زینت بخشی اور زمین کو رزق کے خزانوں سے مالامال کر دیا۔ لیکن تمہارے خود ساختہ معبود جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو ان میں سے کوئی بھی یہ کام انجام نہیں دے سکتا۔ فان اعرضوا فقل انذرتكم ۔ تا ۔ بما كانوا يكسبون ○ (ع ۳) یہ پہلی عقلی دلیل کے بعد تخویف دنیوی ہے۔ اگر مشرکین مکہ اس حکمنامے سے اعراض کریں تو ان کا انجام بھی وہی ہوگا جو قوم عاد و ثمود کا ہوا۔ انہوں نے بھی اس حکم (الا تعبدوا الا الله) کا انکار

یا تو قوم عاد کو طوفان بادسے اور قوم ثمود کو آسمانی کڑک سے ہلاک کر دیا گیا ونجینا الذین اٰمنوا (الاٰیۃ) یہ اس حکم نامے کو ماننے والوں کے لئے بشارت اخروی ہے ویوم یحشر اعداء اللہ ۔ تا ۔ فما ھم من المعتبین ۰ (۳۶) یہ تخویف اخروی ہے، دنیوی عذاب کے علاوہ ان منکرین کے لئے آخرت میں بھی سخت عذاب تیار ہے۔ آخرت میں ان کے کان ان کی آنکھیں، ان کے چہرے بلکہ ان کے تمام اعضاء ان کے خلاف گواہی دیں گے۔ اس طرح ان کا کوئی جرم پوشیدہ نہیں رہے گا۔ اور انہیں ہر جرم اور گناہ کی پوری پوری سزا ملے گی۔

دوسری عقلی دلیل۔ یہ دلیل پہلی دلیل سے ترقی اور ان کی تفصیل ہے۔ اور اس میں قیامت کا اثبات بھی ہے ومن اٰیتہ الیل والنھار ۔ تا ۔ ان کنتم ایاہ تعبدون (۵۴)

سُوْرَةُ حٰمٓ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ حٰم السجدہ لہ مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں چون آیتیں ہیں اور چھ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ ① تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ② كِتٰبٌ فُصِّلَتْ

اتارا ہوا ہے ٹہ بڑے مہربان نہایت رحم والے کیطرف سے ایک کتاب ہے کہ جدی جدی کی ہیں

اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ③ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ج

اسکی آیتیں قرآن عربی زبان کا ایک سمجھ والے لوگوں کو سنانے والا خوشخبری اور ڈر

فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ④ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا

پر دھیان میں نہ لائے وہ بہت لوگ ٹہ سو وہ نہیں سنتے اور کہتے ہیں ہمارے دل

فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْ

غلاف میں ہیں اس بات سے جس طرف تو ہم کو بلاتا ہے اور ہمارے کانوں میں بوجھ ہے اور

بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ⑤ قُلْ

ہمارے اور تمہارے بیچ میں پردہ ہے سو تو اپنا کام کر ہم اپنا کام کرتے ہیں ٹہ تو کہہ

اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ

میں بھی آدمی ہوں ٹہ جیسے تم حکم آتا ہے مجھ کو کہ تم پر بندگی ایک حاکم کی

وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ وَوَيْلٌ

ہے سو سیدھے رہو اس کی طرف اور اس سے گناہ بخشواؤ اور خرابی ہے

لِّلْمُشْرِكِيْنَ ⑥ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ

شریک کرنے والوں کو ٹہ جو نہیں دیتے زکوٰۃ اور وہ

بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ⑦ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

آخرت سے منکر ہیں ف البتہ جو لوگ یقین لائے لہ اور کئے

[illegible]

۱۔ تمہید مع ترغیب
۲۔ زجر مع تنبیہ
شکوی۔ ۳۔
زجر۔ دعوی مع رد شبہ
دلیل وحی
ضمناً ۱۲۔ تخویف
اخروی ۱۲۔ ۵
بشارت
اخروی ۱۲۔

یہ پہلی دلیل کے ایک حصے (یعنی آسمان سے متعلق) کی تفصیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نشانات قدرت میں سے دن، رات اور سورج وچاند ہے۔ یہ چیزیں اسی کے اختیار و تصرف میں ہیں۔ اور اس کے تابع فرمان ہیں۔ لہٰذا ان کو کارساز سمجھ کر ان کی عبادت و تعظیم بجا نہ لاؤ۔ ومن اٰیتہ انک تری ۔ تا ۔ انہ علیٰ کل شیءٍ قدیر ہ یہ پہلی دلیل کے ارضی (زمین سے متعلق) حصے کی تفصیل ہے۔ یہ بھی اس کی قدرت کے نشانات میں سے ہے کہ بنجر اور خشک زمین کو وہ مینہ برسا کر زندہ کرتا اور اس میں لہلہاتا سبزہ پیدا کر دیتا ہے۔ جو اس مردہ زمین کو زندہ کر سکتا ہے وہ قیامت کے دن مردہ انسانوں کو بھی زندہ کرے گا۔ یہی قادر و قیوم تم سب کا معبود اور کارساز ہے اس کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں۔

ان الذین یلحدون ۔ تا ۔ انہ بما تعملون بصیر (ع ۵) یہ دوسری عقلی دلیل کے بعد تخویف اخروی ہے اور ضمناً بشارت اخروی ہے۔ ملحد اور مومن اللہ سے پوشیدہ نہیں۔ ملحدین کو جہنم میں ڈال جائے گا۔ اور مومنین کاملین جہنم سے محفوظ رہیں گے۔ دونوں جماعتوں میں سے وہی جماعت بہتر ہے۔ جو قیامت کے دن جہنم کے عذاب سے مامون رہے گی۔

تیسری عقلی دلیل الیہ یرد علم الساعۃ ۔ تا ۔ ولا تضع الا بعلمہ ط (۴۶) اس دلیل سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ غیب کی کنجیاں اس نے کسی کے ہاتھ میں نہیں دیں۔

ویوم ینادیھم این شرکاءی ۔ تا ۔ ما لھم من محیص ۰ (۴۶) یہ تیسری دلیل کے بعد تخویف اخروی ہے قیامت کے دن مشرکین کے خود ساختہ سفارشی ان کے کام نہیں آئیں گے۔ اور انہیں کہیں پناہ نہیں ملے گی۔

چوتھی عقلی دلیل۔ اولم یکف بربک انہ علی کل شیءٍ شھید ہ (۴۶) اس دلیل سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہیں۔ کیا یہ بات کافی نہیں کہ تیرا پروردگار ہر چیز سے باخبر اور اپنے علم محیط سے ہر جگہ حاضر و ناظر ہے؟ پھر اس کے سوا اوروں کو کیوں پکارا جائے جو عالم الغیب اور ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں ہیں۔

الا انھم فی مریۃ (الاٰیۃ) یہ چوتھی دلیل کے بعد تخویف دنیوی و اخروی ہے۔ ان منکرین توحید کا قیامت پر بھی ایمان نہیں۔ انہیں خبردار رہنا چاہیئے کہ وہ کسی بھی وقت اس کی دسترس سے باہر نہیں ہو سکتے۔ وہ جب چاہے دنیا میں انہیں پکڑے اور قیامت کے دن بھی وہ اس کی دسترس سے باہر نہیں ہوں گے۔ اور وہاں بھی وہ سزا پائیں گے۔

موضح قرآن ف ۱ بعضے کہتے ہیں یہاں زکوٰۃ سے کلمہ کہنا مراد ہے۔ زکات کے معنی ستھرائی۔

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی بر طور خود ۱۲۔

۲ تنزیل (الاٰیۃ) یہ تمہید مع ترغیب ہے۔ یہ مبتدا مقدر یعنی ھذا یا حٰمٓ (اگر یہ سورت کا نام ہو) کی خبر ہے اور من الرحمٰن الرحیم خبر بعد خبر ہے (روح) یہ حکم نامہ بڑے مہربان اور رحیم بادشاہ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے جس پر عمل کرنے میں تمہاری دین و دنیا کی کامیابی و فلاح ہے۔ اس لئے اس کو مانو، آنکھوں سے لگاؤ، اس میں غور و فکر کرو اور اسے اپنی زندگی کا لائحۂ عمل بناؤ۔ کتٰب فصلت اٰیٰتہ یہ حسب سابق یا تو خبر بعد خبر ہے یا تنزیل سے بدل ہے یا مبتدا محذوف کی خبر ہے اور فصلت اٰیٰتہ۔ کتاب کی صفت ہے (مدارک و روح) یعنی یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ اس کی تمام آیتیں ایک دوسری سے الگ اور ممتاز ہیں اور اپنے اپنے مفہوم میں واضح ہیں۔ قالہ الشیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ۔ قراٰنا عربیا۔ یہ کتاب سے حال ہے یعنی کتاب عربی زبان میں نازل کی گئی۔ لقوم یعلمون اہل علم و نظر کے لئے جو اس کی زبان کو جانتے ہوں اور اس میں غور و فکر کریں اور دل میں انابت ہو ضد نہ ہو نزل منزلۃ اللازم ای لقوم ذوی علم و نظر لا لمن اعرض عنھا (مظہری جلد ۸ صفحہ ۲۸۰) حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں یعلمون ای ینیبون یہ بھی تفسیر باللازم ہے کیونکہ صحیح علم و نظر کو انابت لازم ہے بشیرا و نذیرا یہ قراٰنا کی صفتیں ہیں (مدارک) یہ قرآن ماننے والوں کو جنت کی خوشخبری دیتا اور نہ ماننے والوں کو عذاب سے ڈراتا ہے۔

۳ فاعرض اکثرھم۔ تا۔ اننا عٰملون یہ منکرین پر زجر ہے اور پہلا شکوی ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ وہ ایسی عظیم الشان اور جلیل القدر کتاب کو سینوں سے لگاتے۔ لیکن انہوں نے اس سے اس طرح منہ موڑا کہ اسے سمجھنا اور اس میں غور و فکر کرنا تو درکنار وہ اسے سنتے بھی نہیں۔ ان کے نہ سننے اور اعراض کو آگے تین تعبیروں سے ذکر کیا گیا ہے۔ اوّل وقالوا قلوبنا فی اکنۃ مما تدعونا الیہ۔ ما تدعونا الیہ سے مسئلۂ توحید مراد ہے جو سورۂ مومن کا دعوی ہے ما تدعونا الیہ من التوحید (مدارک مظہری) یعنی ہمارے دل تہ بتہ پردوں میں لپٹے ہوئے ہیں اس لئے تیرے اس مسئلہ کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ یہ بات ہماری سمجھ سے بالاتر ہے کہ ہمارے یہ معبود سب عاجز ہیں اور کچھ نہیں کرسکتے اور یہ کہ ہمارے باپ دادا سب باطل پرست اور گمراہ تھے۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ سمجھتے تو تھے لیکن اپنے عقیدے کے مخالف ہونے کی وجہ سے انکار کرتے تھے محض ضدًا اور عنادًا۔

دوسری تعبیر و فی اٰذاننا وقر ہمارے کان تیرے کلام سے بہرے ہیں، تیرا کلام ہمارے کانوں میں داخل ہی نہیں ہو سکتا۔ تیسری تعبیر۔ ومن بیننا و بینک حجاب تیرے اور ہمارے درمیان ایک پردہ حائل ہے یعنی ہمارا دین تیرے دین سے الگ ہے ہم بہت سے معبودوں کے پجاری ہیں اور تو صرف ایک خدا کا قائل ہے

الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ⑧ قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ

بھلے کام ان کو ثواب ملتا ہے جو موقوف نہ ہو تو کہہ کیا تم ۵ منکر ہو

بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗۤ اَنْدَادًا ؕ

اس سے جس نے بنائی زمین دو دن میں اور برابر کرتے ہو اس کے ساتھ اوروں کو

ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ⑨ وَجَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ مِنْ فَوْقِهَا

وہ ہے رب جہان کا اور رکھے اس میں بھاری پہاڑ ۶ اوپر سے

وَبٰرَكَ فِیْهَا وَقَدَّرَ فِیْهَاۤ اَقْوَاتَهَا فِیْۤ اَرْبَعَةِ اَیَّامٍ ؕ

اور برکت رکھی اس کے اندر اور ٹھہرائیں اس میں خوراکیں اس کی چار دن میں

سَوَآءً لِّلسَّآئِلِیْنَ ⑩ ثُمَّ اسْتَوٰۤی اِلَی السَّمَآءِ وَهِیَ

پورا ہوا پوچھنے والوں کو ۹ ف پھر چڑھا ۱۰ آسمان کو اور وہ

دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِیَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ؕ قَالَتَاۤ

دھواں ہو رہا تھا پھر کہا اس کو ۱۱ اور زمین کو آؤ تم دونوں خوشی سے یا زور سے ف۲ وہ بولے

اَتَیْنَا طَآئِعِیْنَ ⑪ فَقَضٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ فِیْ یَوْمَیْنِ وَ

ہم آئے خوشی سے پھر کر دیئے وہ سات آسمان دو دن میں اور

اَوْحٰی فِیْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ؕ وَزَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ ۖ

اتارا ہر آسمان میں حکم اس کا اور رونق دی ہم نے سب سے ورلے آسمان کو ۱۲ چراغوں سے

وَحِفْظًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ⑫ فَاِنْ

اور محفوظ کر دیا یہ سادھا ہوا ہے زبردست خبردار کا ۱۳ ف۳ پھر اگر

اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ

وہ ٹلائیں ۱۴ تو تو کہہ میں نے خبر سنا دی تم کو ایک سخت عذاب کی جیسے عذاب آیا عاد

وَّثَمُوْدَ ⑬ اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ وَ

اور ثمود پر جب آئے ان کے پاس رسول ۱۵ آگے سے اور

ع ۱ ۱۵

ملے پہلی دلیل عقلی ۱۲ مر

ع تفسیر بغوی ۱۲

موضح قرآن ف۱ اس کی خوراک یعنی اہل زمین کی پورا ہوا یعنی جواب پورا ہوا۔ ف۲ دو دن میں زمین بنائی اور دو دن میں پہاڑ اور درخت سبزہ جو خلق کی خوراک ہے پھر آسمان سارا ایک بھاپ دھواں سا اس کو بانٹ کر سات کئے۔ اور ہر ایک کا کارخانہ جدا ٹھہرایا پھر آسمان زمین کو بلایا خوشی سے آؤ۔ یا زور سے یعنی ارادہ کیا کہ ان دونوں کے ملاپ سے دنیا بنا دے اپنی طبیعت سے ملیں تو اور زور سے ملیں اور وہ دونوں آملے طبیعت سے آسمان کی شعاع سے گرمی پڑی تو بادیں اٹھیں ان سے گرد اور بھاپ اوپر چڑھے پانی ہو کر برسے چار عنصر زمین پر جمع ہوں، مخلوقات پیدا ہوں اور پہلے زمین میں رکھی تھیں خوراکیں یعنی اس میں قابلیت تھی۔ ان چیزوں کے نکلنے اور ہر آسمان کا حکم جدا یہ رب کو معلوم ہے کہ وہاں کون خلق بستے ہیں۔ ان کا کیا اسلوب ہے اتنی زمین میں ہزاروں ہزار کارخانے ہیں۔ اس قدر آسمان کب خالی پڑے ہوں گے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی منقاد حکم من شوید ۱۲

یہ اختلاف دین ایک ایسا دبیز پردہ ہے جو ہمیں تیری بات سننے اور سمجھنے سے روکتا ہے یہ سب اعراض اور عدم قبول سے کنایات اور اس کی تمثیلات ہیں۔ فاعمل اننا عٰملون ہ جا میں تو اپنا کام کر تیری بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔ ہم تو وہی کچھ کریں گے جو ہمارے باپ دادا کرتے آ رہے ہیں۔ ٤ قل انما انا بشر یہ مشرکین کے قول ومن بیننا وبینک حجاب یعنی ہمارے اور تیرے درمیان پردہ حائل ہے کا جواب ہے۔ فرمایا کہ اس کے جواب میں کہہ دو کہ میں کوئی فرشتہ یا جن نہیں ہوں کہ جس سے افہام و تفہیم میں دشواری ہو، بلکہ میں تو ایک بشر اور انسان ہوں جس کی بات تم آسانی سے سمجھ سکتے ہو۔ اگر ایک بار بات سمجھ میں نہ آئے، تو بار بار دریافت کر کے اطمینان کر سکتے ہو۔ لست ملکا ولا جنیا لا یمکنکم التلقی منہ وھو رد لقولھم بیننا وبینک حجاب (روح ج ۲۴ ۔ ص ۹۷) یوحی الی انما الٰھکم الٰہ واحد یہ مشرکین کے قول قلوبنا فی اکنۃ الخ۔ کا جواب ہے یعنی میں تمہیں کسی ایسی بات کی دعوت نہیں دے رہا جو عقل و فہم سے بالاتر ہو بلکہ میں تو تمہیں اللہ کی توحید کی طرف دعوت دیتا ہوں جو دلائل عقل و نقل سے ثابت ہے۔ ای ولا ادعوکم الی ما تنبو عنہ العقول وانما ادعوکم الی التوحید الذی دلت علیہ دلائل العقل وشھدت لہ شواھد السمع وھذا جواب عن قولھم قلوبنا فی اکنۃ مما تدعونا الیہ وفی اٰذاننا وقر (روح) اس لئے تم توحید اور اخلاص عبادت کے ساتھ سیدھے اللہ کی طرف چلو۔ اس سیدھی راہ سے دائیں بائیں نہ جھکو، غیر اللہ کو معبود اور کارساز نہ بناؤ، اور شرک کی خدا سے معافی مانگو۔ فاستووا الیہ بالتوحید واخلاص العبادۃ غیر ذاھبین یمینا وشمالا ولا ملتفتین الی ما یسول لکم الشیطان من اتخاذ الاولیاء والشفعاء (مدارک ج ۴ ص ۶۷) ۵ وویل للمشرکین (الاٰیتین) شکویٰ اولیٰ کے بعد تخویف اخروی ہے۔ جو لوگ اللہ کی طرف سیدھے نہ چلیں، بلکہ راہِ توحید کو چھوڑ دیں وہ مشرک ہیں اور ان مشرکین کے لئے ہلاکت اور بربادی ہے جو اللہ کی توحید کو نہیں مانتے اور آخرت کا بھی انکار کرتے ہیں۔ یہ سورت مکی ہے اور زکوٰۃ مدینہ میں ہجرت کے دوسرے سال فرض ہوئی۔ اس لئے یہاں زکوٰۃ سے زکوٰۃ مال نہیں بلکہ زکوٰۃ نفس مراد ہے یعنی شرک اور تمام رذائل اخلاق سے نفس کو پاک رکھنا حضرت ابن عباس اور عکرمہ فرماتے ہیں یعنی الذین لا یشھدون ان لا الٰہ الا اللہ (ابن کثیر ج ۴ ص ۹۴، خازن ومعالم ج ۶ ص ۱۰۴، قرطبی ج ۱۵ ص ۳۴۰، روح ج ۲۴ ص ۹۸)

۶ ان الذین اٰمنوا (الاٰیۃ) یہ سیدھی راہ پر چلنے والوں اور توحید پر قائم رہنے والوں کے لئے بشارت اخروی ہے ان لوگوں کے لئے آخرت میں جو اجر و ثواب اور انعام و اکرام مقدر ہے وہ دائمی ہوگا، اور کبھی ختم نہیں ہوگا۔ غیر ممنون قال ابن عباس غیر مقطوع (قرطبی ج ۱۵ ص ۳۴۱) ۷ قل ائنکم ۔ تا ۔ ذالک تقدیر العزیز العلیم ہ یہ پہلی عقلی دلیل ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی متصرف اور مالک و مختار نہیں۔ حاصل دلیل یہ ہے کہ

مِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ قَالُوْا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا

پیچھے سے کہ نہ پوجو کسی کو سوائے اللہ کے کہنے لگے اگر ہمارا رب چاہتا

لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً فَاِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ⑭ فَاَمَّا

تو بھیجتا فرشتے سو ہم تمہارا لایا ہوا نہیں مانتے ف۱ سو وہ

عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ

جو عاد تھے ۶ وہ تو غرور کرنے لگے ملک میں ناحق اور کہنے لگے کون ہے

اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ؕ اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ خَلَقَهُمْ هُوَ

ہم سے زیادہ زور میں کیا دیکھتے نہیں کہ اللہ جس نے ان کو بنایا وہ

اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ وَكَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَجْحَدُوْنَ ⑮ فَاَرْسَلْنَا

زیادہ ہے ان سے زور میں اور تھے ہماری نشانیوں سے منکر ف۲ پھر بھیجی ہم نے

عَلَیْهِمْ رِیْحًا صَرْصَرًا فِیْٓ اَیَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِیْقَهُمْ

ان پر ۷ ہوا بڑے زور کی کئی دن جو مصیبت کے تھے تاکہ چکھائیں ان کو

عَذَابَ الْخِزْیِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ

رسوائی کا عذاب دنیا کی زندگانی میں اور آخرت کے عذاب میں تو

اَخْزٰی وَهُمْ لَا یُنْصَرُوْنَ ⑯ وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَیْنٰهُمْ

پوری رسوائی ہے اور ان کی کہیں مدد نہیں ف۳ اور وہ جو ثمود تھے ۸ سو ہم نے ان کو راہ بتلائی

فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰی عَلَی الْهُدٰی فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ

پھر ان کو خوش لگا اندھا رہنا راہ سوجھنے سے پھر پکڑا ان کو کڑک نے ذلت کے

الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ⑰ وَنَجَّیْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

عذاب کی بدلہ اس کا جو کماتے تھے ف۴ اور بچا دیا ہم نے ان لوگوں کو جو یقین لائے تھے

وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ ⑱ وَیَوْمَ یُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَی النَّارِ

ف۵ اور بچ کر چلتے تھے اور جس دن جمع ہوں گے ۹ دشمن اللہ کے دوزخ پر

ع ۲ ۱۶

منزل ۶

بشارت ۲
دنیوی ۱۲ ، ۲
تخویف اخروی ۱۲

موضح قرآن ف۱ رسول آئے آگے سے اور پیچھے سے یعنی ہر طرف سے شاید رسول بہت آئے ہوں گے مشہور یہی دو رسول ہیں حضرت ہود اور صالح ف۲ ان کے جسم بڑے بڑے ہوتے تھے۔ بدن کی قوت پر غرور آیا غرور کا دم مارنا اللہ کے یہاں وبال لاتا ہے ف۳ ان کا غرور توڑنے کو کمزور مخلوق سے ان کو تباہ کروایا۔ کہتے ہیں وہ لو کے مہینے میں آخر کے آٹھ دن تھے جن میں وہ باؤ آئی ف۴ زلزلہ آیا ساتھ ایک آواز تند کے اس آواز سے جگر پھٹ گئے۔

کیا تم اس قادر مطلق کے ساتھ کفر کرتے اور غیروں کو اس کے شریک ٹھہراتے ہو جو یہ سب کام سرانجام دینے والا ہے اور جن کو تم اس کے سوا متصرف اور کارساز سمجھ کر پکارتے ہو وہ ان کاموں میں سے کوئی کام بھی نہیں کر سکتے۔ وتجعلون لہ اندادا یہ تکفرون بالذی الخ کی تفسیر ہے واؤ تفسیریہ ہے اور دوسرے جملے کا پہلے جملے پر عطف تفسیری ہے کیونکہ مشرکین مکہ ذات باری تعالیٰ کے منکر نہیں تھے۔ جیسا کہ لیقولن اللہ سے ان کا اعتراف ظاہر ہے ذالک رب العلمین یعنی جس طرح پیدا کرنے والا وہی ہے اسی طرح مربی اور پرورش کنندہ بھی وہی ہے۔

۸ وجعل فیہا رواسی زمین پر پہاڑ رکھ دیئے تاکہ وہ اپنی جگہ قائم رہے وبارک فیہا اور اس میں انسانوں کے لئے برکات و منافع ودیعت فرما دیئے اور ساری مخلوق کے لئے پورے اندازے کے ساتھ روزی اور معاش کا سامان اس میں رکھ دیا۔ زمین کو ساری مخلوق (انسان، جن، چوپائے، پرندے، حشرات الارض وغیرہ وغیرہ) کی تمام ضروریاتِ زندگی کا مخزن بنا دیا جس سے مخلوق خدا حسبِ ضرورت قیامت تک استفادہ کرتی رہے گی۔ اور زمین کے خزانوں سے ان کی تمام ضروریات زندگی پوری ہوتی رہیں گی۔ کوئی چیز ایک علاقے میں وافر پیدا کر دی اور کوئی چیز دوسرے علاقہ میں۔ تاکہ لوگ مل جل کر اور امداد باہمی کے ساتھ زندگی بسر کریں اور ہر علاقہ کے لوگوں کو ضروریاتِ زندگی میسر ہوں قال عکرمۃ والضحاک معنی (قدر فیہا اقواتہا) ای ارزاق اھلہا وما یصلح لمعاشہم من التجارات والاشجار والمنافع فی کل بلدۃ مالم یجعلہ فی الاخری لیعیش بعضہم من بعض بالتجارۃ والاسفار من بلد الی بلد (قرطبی ج ۱۵ ص ۳۴۳، خازن ومعالم ج ۶ ص ۱۰۵، مدارک ج ۴ ص ۶۸)

اگر آبادی میں اضافہ ہو جائے تو روٹی کا مسئلہ حل کرنے کے لئے خاندانی منصوبہ بندی (پیدائش کو روکنے کا منصوبہ) کی ضرورت نہیں اور نہ یہ منصوبہ اس مسئلہ کا صحیح حل ہے۔ بلکہ اس مسئلہ کا صحیح حل یہ ہے کہ ہر انسان کو اپنی تمام جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں اور مالی وسائل کو بروئے کار لانے کا موقع دیا جائے تاکہ ہر انسان زمین میں پوشیدہ خدائی خزانوں سے اپنی روزی حاصل کر سکے۔ فی اربعۃ ایام یعنی دو دن میں زمین پیدا کی اور دو دن میں برکات ومنافع اور ارزاق واقوات مقدر کئے گئے۔ اس طرح یہ سارا کام چار دنوں میں مکمل ہوا اور مراد چار دنوں کی مدت کا اندازہ ہے، کیونکہ اس وقت دن رات کا وجود نہیں تھا۔

۹ سواءً للسائلین۔ سواءً میں تینوں قرائتیں ہیں۔ اول مجرور، اس صورت میں یہ ایام کی صفت ہوگی۔ دوم مرفوع۔ اس صورت میں یہ مبتدا محذوف کی خبر ہوگی اور جملہ ایام کی صفت ہوگا۔ سوم منصوب۔ اس صورت میں سواءً اربعۃ ایام سے حال ہوگا۔ تینوں صورتوں میں وقف سواءً پر ہوگا اور مطلب یہ ہوگا کہ پورے چار دنوں کے اندازے میں یہ سب کام مکمل ہوا۔ اس میں ایک منٹ کا بھی فرق نہ تھا اور ہر حال میں للسائلین، قدر سے متعلق ہوگا۔ اور سائلین بمعنی محتاجین ہوگا یعنی محتاجوں کے لئے زمین میں رزق کے خزانے رکھ دیئے یا سواءً فعل متعدی سوّی کا فعل مطلق ہے اور للسائلین، سوّی سے متعلق ہے۔ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ جن لوگوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا کہ یہ کام کتنی مدت میں مکمل ہوا۔ تو جواب میں فرمایا یہ تعداد سائلین کے علم کے موافق اور مطابق ہے۔ کیونکہ ان سائلین کو کتب آسمانی تورات وانجیل کے پڑھنے سے یا علماء اہل کتاب سے سننے کی وجہ سے اس کا علم تھا۔ قالہ الشیخ قدس سرہٗ۔

۱۰ ثم استوی پھر اس نے آسمانوں کی تخلیق کا ارادہ فرمایا۔ تو ان کا مادہ بخار کی مانند تھا۔ فقضٰھن الخ تو دو یوم کی مقدار میں اس مادۂ دخانیہ سے ساتوں آسمان پیدا فرمائے اور اس طرح زمین و آسمان کی تخلیق چھ ایام میں مکمل ہوئی جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے ان ربکم الذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام (الاعراف ع ۷) واوحٰی فی کل سماء امرھا یعنی ہر آسمان میں فرشتے پیدا کئے اور ان کو اپنے اوامر سے آگاہ فرمایا۔ قالہ الشیخ قدس سرہٗ۔ یا مطلب یہ ہے کہ ہر آسمان میں اپنی حکمت بالغہ کے مطابق فرشتے پیدا کئے اور دیگر امور کا فیصلہ فرمایا۔ ای ورتب مقدرا فی کل سماء ما تحتاج الیہ من الملئکۃ وما فیہا من الاشیاء التی لا یعلمہا الا ھو۔ (ابن کثیر ج ۴ ص ۹۳)

۱۱ فقال لہا۔ آسمانوں اور زمین کی تخلیق کے بعد دونوں کو حکم دیا کہ تمہیں جن منافع اور مصالح ومقاصد کے لئے پیدا کیا گیا ہے ان کو ادا کرو اور ان کو بجا لاؤ۔ یہ کام تمہیں کرنا ہی ہوگا خوشی خاطر ہو یا مجبور ہو کر۔ تو دونوں نے زبانِ حال سے جواب دیا۔ ہم اس خدمت کو انجام دینے کے لئے بخوشی حاضر ہیں۔ ای ائتیا ما امرتکما بہ ای افعلاہ ...... وقال طاؤس عن ابن عباس ائتیا اعطیا یعنی اخرجا ما خلقت فیکما من المنافع لمصالح العباد۔ (خازن ومعالم ج ۶ ص ۱۰۶) جیسا کہ سورۂ احزاب رکوع ۹ میں ہے انا عرضنا الامانۃ علی السموات والارض والجبال (الآیۃ) زمین و آسمان نے بخوشی اللہ تعالیٰ کی اطاعت قبول کر لی۔ لیکن انسان کے سپرد جو امانت کی گئی کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرے اور صرف اسی کو پکارے اور اس کے تمام احکام بجا لائے اس نے اس امانت کا حق ادا نہ کیا۔ اللہ کے ساتھ شریک بنائے اور اس کے احکام کی مخالفت کی۔ قال بعض الکلام علی التقدیم والتاخیر والاصل ثم استوی الی السماء وھی دخان فقضٰھن سبع سموات، الخ فقال لہا وللارض ائتیا الخ وھو ابعد عن القیل والقال الا انہ خلاف الظاہر (روح جلد ۲۴ ص ۱۰۳)

۱۲ وزینا السماء، وحفظاً فعل مقدر حفظناھا کا مفعول مطلق ہے اور ہم نے سب سے نچلے آسمان کو شمعوں کی مانند روشن ستاروں سے آراستہ کر دیا اور آسمانوں کو ہر قسم کی آفات وحادثات یا شیاطین سے محفوظ کر دیا۔ ستارے فضا میں معلق ہوں۔ جیسا کہ جدید سائنسدانوں کا خیال ہے یا آسمانوں سے اوپر کرسی (آٹھویں آسمان) میں مرکوز ہوں جیسا کہ قدیم ریاضی دانوں کا نظریہ ہے۔ ہر حال میں وہ پہلے آسمان ہی کی زینت و آرائش ہیں **۱۳** ذالک تقدیر العزیز العلیم۔ یہ سب کچھ اس قادر وعلیم کی تدبیر وتقدیر ہے جو ہر چیز پر قادر اور سب پر غالب ہے اور جس کے علمِ محیط سے کوئی چیز باہر نہیں۔ یہ سارا نظام کائنات اس نے ایک نہایت ہی محکم طریقہ و تدبیر سے برپا کیا ہے۔ اور یہ اس کی قدرت وحکمت سے قائم ہے

۱۴ فان اعرضوا۔ یہ پہلی عقلی دلیل کے بعد زجر اور تخویف دنیوی ہے۔ اگر وہ توحید سے اعراض کرتے ہیں تو آپ فرما دیں، اچھا قوم عاد وثمود کا حال سنو، اعراض وجحود کی وجہ سے ان کا کیا حشر ہوا۔ اعراض وانکار اور جحود وعناد پر قائم رہو گے تو میں تمہیں اسی قسم کے ہولناک عذاب سے ڈراتا ہوں جس طرح کا عذاب عاد وثمود پر نازل ہوا۔ ای انذرکم عذابا مثل عذابہم قالہ قتادۃ (روح جلد ۲۴ صفحہ ۱۰۹) **۱۵** اذ جاءتہم جب ان کے پاس اللہ کے پیغمبر ہر طرف سے آئے یعنی انہوں نے ہر ممکن طریق سے ان کو سمجھایا الا تعبدوا الا اللہ کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور حاجات میں مافوق الاسباب اس کے سوا کسی کو نہ پکارو یہ وہ دعوٰی محکمہ ہے جو سورۂ مومن میں ذکر کیا گیا ہے والمراد باتیانہم من جمیع الجہات بذل الوسع فی دعوتہم علی طریق الکنایۃ (روح ج ۲۴ ص ۱۱۰)

فَهُمْ يُوزَعُوْنَ ⑲ حَتّٰۤى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ

تو ان کی جماعتیں بنائی جائیں گی یہاں تک کہ جب ۲۱ھ پہنچیں اس پر بتائیں گے ان کو

سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ⑳

ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کے چمڑے جو کچھ وہ کرتے تھے

وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ؕ قَالُوْۤا اَنْطَقَنَا

اور وہ کہیں گے اپنے چمڑوں کو ۲۲ھ تم نے کیوں بتلایا ہم کو وہ بولیں گے ہم کو بلوایا

اللّٰهُ الَّذِیْۤ اَنْطَقَ كُلَّ شَیْءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ

اللہ نے جس نے بلوایا ہے ہر چیز کو اور اسی نے بنایا تم کو پہلی بار اور

اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ㉑ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ یَّشْهَدَ

اسی کی طرف پھیرے جاتے ہو ف۱ اور تم پردہ نہ کرتے تھے ۲۳ھ ف۱ اس بات سے کہ تم کو

عَلَیْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَاۤ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ

بتلائیں گے تمہارے کان اور نہ تمہاری آنکھیں اور نہ تمہارے چمڑے پر

ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا یَعْلَمُ كَثِیْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ㉒ وَ

تم کو یہ خیال تھا کہ اللہ نہیں جانتا بہت چیزیں جو تم کرتے ہو ف۲ اور

ذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِیْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ

یہ وہی تمہارا خیال ہے ۲۴ھ جو تم رکھتے تھے اپنے رب کے حق میں اسی نے تم کو غارت کیا

فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ㉓ فَاِنْ یَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ

پھر آج رہ گئے ٹوٹے میں پھر اگر وہ صبر کریں تو آگ

مَثْوًی لَّهُمْ ۚ وَاِنْ یَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِیْنَ ㉔

ان کا گھر ہے اور اگر وہ منایا چاہیں تو ان کو کوئی نہیں مناتا ف۳

وَقَیَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَیَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ

اور لگا دیے ہم نے انکے پیچھے ۲۵ھ ف۲ ساتھ رہنے والے پھر انہوں نے خوبصورت بنا دیا ان کی آنکھوں میں اسکو جو انکے آگے ہے ۲۶ھ اور

تو مشرکین نے انبیاء علیہم السلام کی دعوت کے جواب میں کہا کہ ہم ان پیغمبروں کو نہیں مانتے جو بشر ہیں اور کھانے پینے کے محتاج ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کو پیغمبر بھیجنا منظور ہی تھا تو وہ فرشتوں کو پیغمبر بنا کر بھیجتا، اس لئے ہم اس پیغامِ توحید کو نہیں مانتے جسے تم لے کر آئے ہو۔ ۱۶ھ فاما عاد۔ قومِ عاد کو اپنی قوت وشوکت پر ناز تھا اس لئے کبر اور غرور پر اتر آئے اور کہنے لگے کون ہے جو قوت میں ہم سے فائق اور برتر ہے؟ اولم یروا ان اللہ الخ یہ ادخالِ الٰہی ہے۔ فرمایا ان نادانوں نے یہ نہیں سوچا کہ جس اللہ نے ان کو پیدا کیا اور قوت عطا کی وہ ان سے بھی زیادہ قوی اور طاقت ور ہے لیکن انہیں یہ سمجھنے کی توفیق نہ ملی اور وہ ہماری آیتوں کا مسلسل انکار ہی کرتے رہے بلکہ غرور واستکبار کی وجہ سے ان کو سننا بھی گوارہ نہ کیا۔ ۱۷ھ فارسلنا علیہم۔ قومِ عاد کا متکبرانہ دعوےٰ تھا کہ قوت اور طاقت میں ان سے بڑھ کر کوئی نہیں۔ تو اللہ تعالےٰ نے اپنی مخلوق میں سے ایک معمولی سی چیز یعنی تند وتیز ہوا بھیج کر ان کے غرور واستکبار کی گردن توڑ دی اور اس سے سب کو ہلاک کر کے دنیا ہی میں ذلیل ورسوا کر دیا۔ ایام نحسات نحس اور بُرے دن یہ نحس اور بُرے قومِ عاد کے حق میں تھے اس لئے کہ اسلام میں کوئی دن فی نفسہٖ نحس نہیں۔ یہ رسوائی تو دنیا میں ہوئی اور آخرت میں انہیں جو عذاب دیا جائے گا وہ اس سے بھی زیادہ ذلت آمیز اور رسوا کن ہوگا۔ اور پھر کہیں سے مدد بھی نہیں مل سکے گی تا کہ اللہ کے عذاب سے چھوٹ سکیں۔ ۱۸ھ واما ثمود قومِ ثمود کو بھی ہم نے حضرت صالح علیہ السلام کے ذریعے سے مسئلہ توحید سنایا۔ لیکن انہوں نے سننے کے بعد ہدایت پر گمراہی کو ترجیح دی تو ذلت آمیز عذاب کی بجلی نے ان کو آ لیا اور سب کو بھسم کر کے رکھ دیا۔ یہ سزا ان کو ان کے اعمالِ مشرکانہ کی وجہ سے دی گئی۔ قومِ عاد قومِ ثمود سے زیادہ سرکش تھی۔ کیونکہ اسے تو مسئلہ توحید کو سننا بھی گوارہ نہ تھا۔ اور طغیان وعدوان پر اتر آئے۔ ان دونوں قوموں میں یہی فرق تھا۔ جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا تھا۔ انا نخاف ان یفرط علینا او ان یطغیٰ یعنی ہمیں ڈر ہے کہ وہ ہماری بات ہی نہ سنے اور زیادتی پر اتر آئے قومِ عاد کی طرح یا بات تو سن لے لیکن طغیان وتعدی پر کمر باندھے قومِ ثمود کی طرح قال الشیخ قدس سرہٗ۔ ۱۹ھ ونجینا الذین اٰمنوا (الآیۃ) یہ ایمان والوں کے لئے بشارت دنیوی ہے۔ قومِ عاد وثمود میں سے جو لوگ اللہ کی توحید پر ایمان لائے اور انبیاء علیہم السلام کی پیروی میں نیک عمل کئے اللہ نے انہیں دنیا کے رسوا کن عذاب سے بچا لیا۔ ۲۰ھ ویوم یحشر۔ تا۔ فما ہم من المعتبین تخویف دنیوی کے بعد تخویف اخروی کا بیان ہے۔ قیامت کے

۱۳ کلام بر اعضاء [illegible]
اور فعالِ الٰہی ۱۲
۱۴ تنبیہ بر [illegible]
شکوی دوم اور
سورت کا مقصودی
مقام ۱۲

موضح قرآن ف۱ کافر کے اعمال جب فرشتے لادیں گے لکھے ہوئے وہ منکر ہوں گے کہ یہ ہمارے دشمن ہیں دشمنی سے ہم پر جھوٹ لکھ دیا تب آسمان اور زمین سے گواہی دلوا دے گا۔ کہیں گے یہ بھی دشمن ہیں، اے پروردگار تیرے ہاں ظلم نہیں کوئی ہمارا دوست گواہی دے تو سند ہے تب ان کے ہاتھ پاؤں بولیں گے۔ وما کنتم تستترون اس کا ترجمہ فتح الرحمٰن میں یوں کیا ہے اور پردے میں نہیں چھپے تھے یعنی دنیا میں اس خوف سے کہ گواہی دیں تم پر کان تمہارے اور آنکھیں تمہاری اور چمڑے تمہارے ف۲ یعنی غیرے چھپ کر گناہ کرتے تھے یہ خبر نہ تھی کہ ہاتھ پاؤں بتا دیں گے۔ ان سے بھی پردہ کریں ف۳ یعنی دنیا میں بعضی بلا صبر سے آسان ہوتی ہے۔ وہاں صبر کریں یا نہ کریں دوزخ گھر ہو چکا ہے اور بعضی بلا ٹلتی ہے منت کرنے سے وہاں بہتیرا چاہیں کہ منت کریں کوئی قبول نہیں کرتا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی در دنیا از خوف ۱۲ ف۲ یعنی از شیاطین ۱۲۔

وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ

جو ان کے پیچھے ہے ف۱ اور ٹھیک پڑچکی ان پر عذاب کی بات ان فرقوں کے ساتھ جو گذر چکے

قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ وَقَالَ

ان سے پہلے جنوں کے اور آدمیوں کے بے شک وہ تھے ٹوٹے والے ف۱ اور کہنے لگے

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ

منکر ۲۵ مت کان دھرو اس قرآن کے سننے کو اور بک بک کرو اس کے پڑھنے میں

لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ﴿۲۶﴾ فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا

شاید تم غالب ہو ف۲ سو ہم کو ضرور چکھانا ہے ۲۶ منکروں کو سخت

شَدِيْدًا ۙ وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾

عذاب اور ان کو بدلہ دینا ہے بڑے سے بڑے کاموں کا جو وہ کرتے تھے

ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ ۚ لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ ۭ

یہ سزا ہے اللہ کے دشمنوں کی آگ ان کا اسی میں گھر ہے سدا کو

جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ

بدلہ اس کا جو ہماری باتوں سے انکار کرتے تھے اور کہیں گے وہ لوگ جو ۲۹

كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ

منکر ہیں اے رب ہمارے ہم کو دکھلادے وہ دونوں جنہوں نے ہم کو بہکایا جو جن ہے اور جو آدمی

نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّ

کر ڈالیں ہم ان کو اپنے پاؤں کے نیچے کہ وہ رہیں سب سے نیچے تحقیق

الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ

جنہوں نے کہا ۳۰ رب ہمارا اللہ ہے پھر اسی پر قائم رہے ان پر اترتے ہیں ۳۱

الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ

فرشتے کہ تم مت ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور خوشخبری سنو اس بہشت کی جس کا

ع ۳
۱۷

مر ۱ ردوم ۱ تسلی ۱۳
مر ۲ تخویف اخروی ۱۳
مر ۳ بشارات اخروی
۱۲

دن جب دشمنانِ خدا (کفار و مشرکین) کو دوزخ کی طرف ہانک کرلے جایا جائے گا۔ تو جہنم کے کنارے پر انہیں روک دیا جائے گا۔ تاکہ سب جمع ہو جائیں۔ قال قتادۃ والسدی یحبس اولھم علیٰ اٰخرھم حتی یجتمعوا (قرطبی ج ۱۵ ص ۳۵۰)

۲۱ حتی اذا ما۔ جب تمام مشرکین جہنم کے دروازے پر جمع ہو جائیں گے تو کہیں گے بار الٰہا! ہمیں کراماً کاتبین کی گواہی منظور نہیں انہوں نے خواہ مخواہ ہمارے اعمالناموں میں ایسے گناہ لکھ دیئے ہیں جو ہم نے کبھی نہیں کئے تھے۔ اس لئے ہمیں اپنے گھر کے گواہوں کے سوا کسی کی گواہی پر اعتماد نہیں۔ اس وقت اللہ تعالےٰ ان کے مونہوں پر مہر لگا دے گا۔ اور ان کے ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضاء کو بولنے کی طاقت عطا کر دے گا۔ تو وہ اعضاء ان کے خلاف گواہی دیں گے۔ الیوم نختم علی افواھھم وتکلمنا ایدیھم وتشھد ارجلھم بما کانوا یکسبون ۰ (یٰسٓ ع ۴) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عجبت من مجادلۃ العبد ربہ یوم القیامۃ یقول ای رب الیس وعدتنی ان لا تظلمنی قال بلی، فیقول فانی لا اقبل علیّ شاھدا الا من نفسی فیقول اللہ تبارک وتعالیٰ اولیس کفیٰ بی شھیدا وبالملائکۃ الکرام الکاتبین؟ قال فیردد ھٰذا الکلام مرارا۔ قال فیختم علیٰ فیہ وتتکلم ارکانہ بما کان یعمل (ابن کثیر ج ۴ ص ۹۵) **۲۲** وقالوا لجلودھم جب مشرکین اپنے ہی اعضاء کی اپنے خلاف گواہی سنیں گے تو اپنے اعضاء سے کہیں گے تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی حالانکہ ہم دنیا میں تمہاری ہر آفت سے حفاظت کرتے تھے۔ تو اعضاء جواب دیں گے کہ ہم اپنے اختیار سے نہیں بولے۔ ہمیں تو اس ذاتِ قادر و قیوم نے بولنے کی طاقت دی ہے جس نے ہر ناطق کو قوتِ نطق عطا فرمائی ہے۔ اور جو تمہیں پہلی بار اور پھر دوسری بار پیدا کرنے کی طاقت رکھتا ہے جب اس نے ہمیں بولنے کی قوت دی اور پھر بول کر تمہارے خلاف گواہی دینے کا حکم فرمایا، تو ہم کس طرح اس کے حکم کی تعمیل نہ کرتے **۲۳** وما کنتم تستترون۔ تا۔ فاصبحتم من الخٰسرین ۰ یہ اعضاء کا کلام ہے یا دخال الٰہی ہے ان یشھد سے پہلے من مقدر ہے۔ تم گناہ کرتے وقت انسانوں سے تو چھپ سکتے تھے، لیکن اپنے ہی اعضاء سے تم نہیں چھپ سکتے تھے کہ مبادا وہ تمہارے خلاف گواہی دیدیں۔ بلکہ گناہوں کا ارتکاب تم نے ان ہی اعضاء سے کیا۔ اس لئے ان سے چھپنا ناممکن تھا۔ بلکہ تمہارے اعمال سے تمہارے آخرت سے اعراض اور لذاتِ عیش میں انہماک سے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تم یہ سمجھتے تھے کہ خدا خود بھی تمہارے اکثر اعمال سے باخبر نہیں۔ یعنی پوشیدہ اعمال کو نہیں جانتا۔ ممکن ہے بعض کفار کا فی الحقیقۃ یہی اعتقاد ہو جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے منقول ہے۔ کان الکفار یقولون ان اللہ لا یعلم ما فی انفسنا ولکنہ یعلم ما یظھر (خازن ج ۶ ص ۱۰۹) **۲۴** وذلکم ظنکم، ذلکم موصوف ظنکم الخ صفت۔ موصوف صفت مبتدا۔ اردٰکم خبر (مدارک)

موضح قرآن **ف۱** یعنی ان پر شیطان تعینات تھے کہ ان کے بُرے کام بھلے دکھائے اور ٹھیک پڑے بات لا مُحَالَہ **ف۲** یہ جاہلوں کا زور ہے شور مچا کر سننے نہ دینا۔

فتح الرحمٰن **ف۱** یعنی وسوسہ انداختند کہ دنیا قابل رغبت است و آخرت قابل رغبت نیست ۱۲

كُنْتُمْ تُوعَدُونَ (۳۰) نَحْنُ أَوْلِيَآؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ

تم سے وعدہ کیا تھا ہم ہیں تمہارے رفیق دنیا میں

الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِيٓ أَنْفُسُكُمْ

اور آخرت میں اور تمہارے لئے وہاں ہے جو چاہے جی تمہارا

وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ (۳۱) نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ (۳۲)

اور تمہارے لئے وہاں ہے جو کچھ مانگو مہمانی ہے اس بخشنے والے مہربان کی طرف سے ف۱

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ إِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ

اور اس سے بہتر کس کی بات ۳۲ جس نے بلایا اللہ کی طرف اور کیا

صَالِحًا وَّقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ (۳۳) وَلَا تَسْتَوِي

نیک کام اور کہا میں حکم بردار ہوں اور برابر نہیں

الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۭ اِدْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ

نیکی ۳۳ اور نہ بدی جواب میں وہ کہہ جو اس سے بہتر ہو

فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ

پھر تو دیکھ لے کہ تجھ میں اور جس میں دشمنی تھی گویا دوستدار ہے

حَمِيمٌ (۳۴) وَمَا يُلَقّٰىهَآ إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا ۚ وَمَا يُلَقّٰىهَآ

قرابت والا ف۲ اور یہ بات ملتی ہے ان ہی کو جو سہار رکھتے ہیں اور یہ بات ملتی ہے

إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ (۳۵) وَإِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ

اسی کو جس کی بڑی قسمت ہے ف۳ اور جو کبھی چوک لگے تجھ کو ۳۴ شیطان کے

نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (۳۶)

چوک لگانے سے تو پناہ پکڑ اللہ کی بے شک وہی ہے سننے والا جاننے والا ف۴

وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۭ لَا

اور اس کی قدرت کے نمونے ہیں رات اور دن ۳۵ اور سورج اور چاند

ع ۴ ۱۸

ر: متعلق بہ تخویفی
تذنیب و تبشیر تبلیغی
سکہ بیان ۳۰-

۳ دوسری عقلی
دلیل علی بطلان الشرک
۱۲-

اس عالم الغیب والشہادہ کے بارے میں تمہارے اسی گمان نے، کہ وہ تمہارے چھپے اعمال نہیں جانتا۔ تم کو تباہ و برباد کیا۔ اسی خیال سے تم گناہوں میں منہمک رہے اور دین و دنیا میں خسارہ اٹھایا۔ فان یصبروا (الآیہ)، وہ صبر کریں، تو بھی ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور اگر جزع فزع کریں اور معذرت کریں، تو بھی ان کا کوئی عذر قبول نہیں ہوگا۔ ہرحال میں ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔ اس سے اب ان کے لئے کوئی مفر نہیں۔

۲۵ وقیضنا لھم: یہ دوسرے شکوے کی تمہید ہے اور اس سورت کا مقصودی مقام ہے۔ سورۂ مومن کے مرکزی دعوے پر جو اعتراض اور شبہہ وارد ہوتا تھا۔ اس آیت میں اس کا جواب دیا گیا ہے۔ شبہہ یہ ہے کہ تم کہتے ہو کہ مصائب و حاجات میں اللہ کے سوا کسی کو مت پکارو، اس لیے کہ اس کے سوا کوئی متصرف و مختار اور کارساز نہیں۔ حالانکہ ہم دیکھتے ہیں اگر کوئی شخص کسی مصیبت میں مبتلا ہو جائے اور غیر اللہ کو پکارے یا غیر اللہ کے نام نذر و منت مانے، تو وہ مصیبت سے چھوٹ جاتا ہے۔ نیز بعض اوقات پیر و مرشد اور بزرگانِ دین اپنے عقیدت مندوں کو خواب میں ملتے ہیں یا کبھی بیداری ہی میں سامنے آجاتے ہیں تو کہتے ہیں یہ تکلیف تمہیں اس لیے آئی کہ تم نے ہمیں پکارا نہیں یا ہماری نذر و نیاز میں قصور کیا ہے۔ اور بعض دفعہ وہ پکارنے والے کے سامنے حاضر ہو کر اس کی مدد بھی کرتے ہیں تو اس کا جواب ارشاد فرمایا کہ ایسے ضدی اور معاند لوگ جن کے ضمیر مردہ ہو چکے ہوں اور ان کے دلوں پر مہر جباریت ثبت ہو چکی ہو۔ ان پر شیاطین مسلط کر دیئے جاتے ہیں جو ہر ممکن طریقہ سے انہیں گمراہی میں آگے بڑھاتے رہتے ہیں۔ اور کفر و شرک اور ہر گناہ کو ان کی نظروں میں مزین اور خوب صورت بنا کر پیش کرتے ہیں وہ خود ہی مس شیطانی سے انسان کو تکلیف پہنچاتے ہیں۔ جب وہ غیر اللہ کو پکارتا ہے، تو اسے چھوڑ دیتے ہیں۔ کبھی بزرگان دین اور اولیاء کرام کی شکلوں میں متمثل ہو کر خواب میں یا بیداری میں سامنے آکر گمراہ کرتے ہیں۔ اور شرک کی تعلیم دیتے ہیں۔ سلطنا علیھم قرناء یزینون عندھم المعاصی وھؤلاء القرناء من الجن والشیاطین ومن الانس ایضاً (قرطبی ج ۱۵ ص ۳۵۴) ای بعثنا ووکلنا لھم نظراء من الشیاطین حتی اضلوھم (معالم وخازن ج ۶ ص ۱۱۰) ولا یغرنک ان المستغیث بمخلوق قد تقضی حاجتہ وتنجح طلبتہ، فان ذلک ابتلاء وفتنۃ منہ عز وجل۔ وقد یتمثل الشیطان للمستغیث فی صورۃ الذی استغاث بہ۔ فیظن ان ذلک کرامۃ لمن استغاث بہ، ھیھات ھیھات

موضح قرآن ف۱ فرشتے اترتے ہیں حشر کے دن جس دن ہر کسی کو اپنا فکر و غم ہوگا۔ یا مرنے کے وقت اترتے ہیں اور یہ کہتے ہیں ف۲ برابر نہیں نیکی برائی کے نہ برائی برابر نیکی کے کوئی سخت کلام کہے یا برا معاملہ کرے تو اس کے مقابل کر جو اس سے بہتر ہو اس کرنے سے دشمن ہو جاتے ہیں۔ جیسے دوست اگرچہ دل میں نہ ہوں ف۳ یعنی حوصلہ شاد چاہیئے کہ بری بات سہار کر سامنے سے بھلی کہیئے یہ اقبال مندوں کو ملتا ہے ف۴ یعنی کبھی بے اختیار غصہ چڑھ آوے تو یہ شیطان کا دخل ہے اور

سوسہ ؞

انما ھو شیطان اضلہ واغواہ وزین لہ ھواہ، وذلک کما یتکلم الشیطان فی الاصنام لیضل عبدتھا الطغام (روح ج ٦ ص ١٢٩) یہی مضمون ایک دوسری جگہ اس طرح ذکر کیا گیا ہے۔ ومن یعش عن ذکر الرحمٰن نقیض لہ شیطانا فھو لہ قرین ہ وانھم لیصدونھم عن السبیل و یحسبون انھم مھتدون ہ (زخرف ع ٤) شیخ شہاب الدین سہروردی عوارف المعارف میں فرماتے ہیں کہ جب شیطان کسی کو گمراہ کر لیتا ہے تو اس کو ذکر میں مصروف کر کے اس کا دل بہلاتا ہے۔ تاکہ وہ شرک پر متنبہ نہ ہو جائے۔ عارف رومی نے کہا ہے: بر زبان نام حق، بر جانِ شان ؛ گند و کفر و شرک بر ایمان شان۔

تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ

سجدہ نہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو اور سجدہ کرو اللہ کو جس نے

خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ (٣٧) فَاِنِ

ان کو بنایا اگر تم اسی کو پوجتے ہو پھر اگر

اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّكَ یُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّیْلِ

غرور کریں ف٣٦ تو جو لوگ تیرے رب کے پاس ہیں پاکی بولتے رہتے ہیں اسی کی رات

وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا یَسْـَٔمُوْنَ (٣٨) السجدة وَمِنْ اٰیٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَی

اور دن اور وہ نہیں تھکتے ف اور ایک اس کی نشانی یہ ہے کہ تُو دیکھتا ہے

الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ

زمین کو دبی پڑی پھر جب اتارا ہم نے اس پر پانی تازی ہوئی

وَرَبَتْ اِنَّ الَّذِیْٓ اَحْیَاهَا لَمُحْیِ الْمَوْتٰی اِنَّهٗ

اور ابھری بے شک جس نے اس کو زندہ کیا وہ زندہ کرے گا مُردوں کو وہ

عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (٣٩) اِنَّ الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْٓ

سب کچھ کر سکتا ہے جو لوگ ٹیڑھے چلتے ہیں

اٰیٰتِنَا لَا یَخْفَوْنَ عَلَیْنَا اَفَمَنْ یُّلْقٰی فِی النَّارِ خَیْرٌ

ہماری باتوں میں وہ ہم سے چھپے ہوئے نہیں بھلا ایک جو پڑتا ہے آگ میں وہ بہتر

اَمْ مَّنْ یَّاْتِیْٓ اٰمِنًا یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ

یا ایک جو آئے گا امن سے قیامت کے دن کیے جاؤ جو چاہو

اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ (٤٠) اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ

بے شک جو تم کرتے ہو وہ دیکھتا ہے جو لوگ منکر ہوئے نصیحت سے

لَمَّا جَآءَهُمْ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِیْزٌ (٤١) لَّا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ

جب آئی ان کے پاس اور وہ کتاب ہے نادر اس پر جھوٹ کا دخل نہیں

۱ دفالی نبی ۱۳
۲ دوسری عقلی دلیل
کہ دوسرا حصہ ۱۲
۳ تخویف اخروی

پہلا حصہ ۱۲ شکوی
بار سوم ۱۲

٢٦ ما بین ایدیھم : یہ کنایہ ہے من کل جانب سے یعنی شیاطین، مشرکین کو ہر ممکن طریق سے گمراہ کرتے ہیں۔ اور انہیں شرک کی حمایت کا حیلہ بتاتے ہیں قال الشیخ قدس سرہ یا اس سے دنیوی اور اخروی امور مراد ہیں یعنی شیاطین ان کو اتباع شہوات اور تکذیب آخرت پر آمادہ کرتے ہیں (مظہری) وحق علیھم القول۔ فی بمعنی مع ہے۔ یا مضاف مقدر ہے ای فی جملۃ امم (مدارک، قرطبی) ان مشرکین مکہ پر اور ان سے پہلے جن و انس میں سے جو امم کافرہ گذر چکی ہیں۔ ان سب پر عذاب الٰہی کا فیصلہ ثابت ہو چکا ہے یہ لوگ دنیا میں بھی خائب و خاسر رہے کہ سب اعمال رائیگاں ہوئے اور آخرت میں بھی ناکام و نامراد ہوں گے کہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔

٢٧ وقال الذین (الآیۃ) یہ دوسرا شکوی ہے اور پہلے سے علی سبیل الترقی ہے۔ اس میں کہا گیا تھا کہ وہ خود اعراض کرتے ہیں اور سنتے نہیں۔ یہاں فرمایا کہ یہ منکرین دوسرے لوگوں کو بھی قرآن سننے سے روکتے ہیں اور کہتے ہیں جب قرآن پڑھا جائے تو اُسے مت سنو، بلکہ شور و غوغا بپا کرو۔ تاکہ تم پڑھنے والے (محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) پر غالب آجاؤ۔ اور وہ خود بھی پریشان ہو جائے۔ اور کوئی دوسرا بھی نہ سُن سکے۔ یا مطلب یہ ہے کہ قرآن کا خرافات اور بے ہودہ اعتراضات سے مقابلہ کرو تاکہ قرآن کی طرف لوگوں کے دل مائل نہ ہو سکیں اور تم غالب ہو جاؤ عارضوہ بالخرافات او ارفعوا اصواتکم بھا لتشوشوہ علی القاری (بیضاوی) قال ابو العالیۃ وابن عباس ایضا قعوا فیہ وعیبوہ لعلکم تغلبون محمدا علی قراءتہ فلا یظھر ولا یستمیل القلوب (قرطبی ج ١٥ ص ٣٥٦)

٢٨ فلنذیقن : شکوی ثانی کے بعد تخویف اخروی ہے۔ ہم کفار و مشرکین کو شدید ترین عذاب کا مزا چکھائیں گے۔ اور ان کے بدترین اعمال (کفر و شرک) کی ان کو سخت ترین سزا دیں گے۔ ذلک مبتدا۔ مذکورہ بالا سخت ترین سزا کی طرف اشارہ ہے۔ جزاء الخ خبر اور النار، جزاء کا عطف بیان (مدارک و مظہری) اللہ کے دشمنوں کی جزا یہی ہے۔ آگ، اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے یہ اس جرم کی سزا ہے کہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے **٢٩ وقال الذین (الآیۃ)** یہ آیت مشرک پیشواؤں، گمراہ کن پیروں اور ان کے متبعین کے حق میں ہے قیامت کے دن جب مشرکین جہنم کے عذاب میں گرفتار ہوں گے۔ تو غیظ و غضب سے کہیں گے: ہمارے پروردگار! ذرا ہمیں وہ شیاطین جن اور شیاطینِ انس (گمراہ کرنیوالے

موضح قرآن ف یعنی یہ کیا چیز ہیں اور ان کا غرور کیا چیز ہے۔

مشرک پیشوا) تو دکھاوے جنہوں نے ہمیں سیدھی راہ سے بھٹکایا اور توحید سے ہٹا کر شرک کی راہ پر ڈالا، ہم انہیں اپنے قدموں کے نیچے روند ڈالیں اور مسل دیں اور اس طرح آج ان کو سرِ محشر ذلیل و رسوا کریں۔ یا مطلب یہ ہے کہ ان کو جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ڈالیں۔ تاکہ انہیں سب سے زیادہ سخت عذاب ہو (بیضاوی)

۳۰ھ ان الذین قالوا۔ تخویف منکرین کے بعد مؤمنین کے لئے بشارت اخروی ہے۔ جن لوگوں نے اللہ کی وحدانیت اور اس کی ربوبیت کا اعتراف کیا اور پھر اسی پر قائم رہے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنایا۔ اخلاص و احسان کے ساتھ اس کی اطاعت (ادائے فرائض و اجتناب محرمات) پر گامزن رہے اور ترک اطاعت کیلئے حیلے بہانے تلاش نہ کئے۔ عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ انہ قال ثم استقاموا لم یشرکوا باللہ شیئا ...... عن عمر رضی اللہ عنہ استقاموا واللہ علی الطریقۃ لطاعتہ ثم لم یروغوا روغان الثعالب وقال عثمان رضی اللہ عنہ ثم اخلصوا العمل للہ وقال علی رضی اللہ عنہ ثم ادوا الفرائض (قرطبی ج ۱۵ ص ۳۵۸)

۳۱ھ تتنزل، قیامت کے دن اللہ کی طرف سے فرشتے انہیں خوشخبری سنائیں گے کہ آج تمہیں کوئی خوف اور غم نہیں۔ تمہیں وہ باغِ بہشت مبارک ہو جس کا تمہیں دنیا میں وعدہ کیا گیا تھا۔ نحن اولیاؤکم۔ یہ بھی فرشتوں کا کلام ہے۔ دنیا اور آخرت میں ہم تمہارے قرین اور ساتھی ہیں۔ دنیا میں بھی تمہارے ساتھ رہے اللہ کے حکم سے تمہاری نگہبانی کرتے رہے تمہیں نیک کاموں کی طرف مائل کرتے اور تمہارے اعمال کو نوٹ کرتے رہے۔ اور آخرت میں بھی تمہارے ساتھ ہونگے پلصراط پر، میدانِ حشر میں اور جنت میں۔ جنت میں تمہیں ہر وہ نعمت میسر ہوگی۔ جس کی تمہارے دل میں خواہش ہو اور جو منہ سے مانگو گے، فوراً حاضر ہوگا۔ یہ سب کچھ معاف کرنے والے مہربان خدا کی مہمانی ہوگی۔ بھلا پھر وہاں کس چیز کی کمی ہو سکتی ہے؟ **۳۲ھ** ومن احسن یہ دوسرے شکوے کے ساتھ متعلق ہے۔ اس میں ترغیب وتہذیب اور طریق تبلیغ کا بیان ہے۔ جب آپ ان معاندین کو اللہ تعالیٰ کا حکمنامہ (قرآن) سنائیں گے۔ تو وہ شور بپا کریں گے۔ اور خرافات بکیں گے، تو آپ ان کی شرارتوں کا سختی سے جواب نہ دیں۔ بلکہ نرمی سے سمجھائیں۔ اور نہایت معقول اور سنجیدہ طرز اختیار کریں۔ تاکہ وہ کم از کم اس قرآن کو سن تو لیں۔ ان معاندین کی بدبختی دیکھو کہ وہ دعوتِ توحید ایسے احسن و افضل قول کو ٹھکراتے ہیں، جسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایسے جامع کمالات اور ناصح مشفق ان کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ بھلا اس شخص سے بھی کسی کا قول بہتر اور اعلیٰ ہو سکتا ہے جو توحید باری تعالیٰ کی دعوت دے رہا ہو، خود بھی اس کے مطابق عمل کرے اور اللہ تعالیٰ کا نہایت ہی فرمانبردار بندہ ہو؟ استفہام انکاری ہے یعنی اس سے بہتر کوئی نہیں۔ ھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا الی التوحید (مدارک ج ۴ ص ۲۷)، **۳۳ھ** ولا تستوی الحسنۃ۔ مدارات اور درشتی، حسنِ اخلاق اور بدخلقی برابر نہیں ہیں۔ الحسنۃ المداراۃ والسیئۃ الغلظۃ (قرطبی ج ۱۵ ص ۳۶۱) جو شخص درشتی، کج خوئی اور بدکلامی سے پیش آتا ہے، اس سے نرمی، خوش کلامی، حلم اور

مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ۭ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ
آگے سے اور نہ پیچھے سے اتاری ہوئی ہے حکمتوں والے
حَمِيْدٍ ﴿٤٢﴾ مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ
سب تعریفوں والے کی تجھے وہی کہتے ہیں ۳۳ھ جو کہہ چکے ہیں سب رسولوں سے
قَبْلِكَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّذُوْ عِقَابٍ اَلِيْمٍ ﴿٤٣﴾
تجھ سے پہلے تیرے رب کے ہاں معافی بھی ہے اور سزا بھی ہے دردناک
وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ۭ
اور اگر ہم اس کو کرتے قرآن ۳۴ھ اوپری زبان تو کہتے اس کی باتیں کیوں نہ کھولی گئیں
ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ ۭ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّ
کیا اوپری زبان کی کتاب اور عربی لوگ تو کہہ یہ ۳۵ھ ایمان والوں کے لئے سوجھ ہے اور
شِفَاۗءٌ ۭ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّ
روگ کا دور کرنیوالا اور جو یقین نہیں لاتے ان کے کانوں میں بوجھ ہے اور
هُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ۭ اُولٰۗىِٕكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ﴿٤٤﴾
یہ قرآن ان کے حق میں اندھاپا ہے ف۱ ان کو پکارتے ہیں دور کی جگہ سے
وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ
اور ہم نے دی تھی موسیٰ کو کتاب ۳۶ھ پھر اس میں اختلاف پڑا اور نہ ہوتی ایک بات ف۲
سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ
جو پہلے نکل چکی تیرے رب کی طرف سے تو ان میں فیصلہ ہو جاتا اور وہ ایسے دھوکے میں ہیں اس
مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿٤٥﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ
قرآن سے جو چین نہیں لینے دیتا ف۳ جس نے کی ۳۷ھ بھلائی سو اپنے واسطے اور جس نے
اَسَاۗءَ فَعَلَيْهَا ۭ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿٤٦﴾
کی برائی سو وہ بھی اسی پر اور تیرا رب ایسا نہیں کہ ظلم کرے بندوں پر

قرء حفص بتسهيل الهمزة الثانية

ع ۵ ۱۹

یعنی [illegible] تسلی [illegible] اور [illegible] ۱۲ [illegible] جواب بتشبیہ اول میں جواب [illegible] ۱۲ [illegible] تخویف ۱۲

موضح قرآن ف۱ یہ اُن پر اندھاپا یعنی یہ ان پر پوشیدہ ہے ف۲ بات وہی نکل چکی کہ فیصلہ ہے آخرت میں۔

إِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ۗ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ

اسی کی طرف حوالہ ہے ۴۶ قیامت کی خبر کا اور نہیں نکلتے کوئی میوے

مِّنْ اَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ۚ

اپنے غلاف سے اور نہیں رہتا حمل کسی مادہ کو اور نہ وہ جنے کہ جس کی اس کو خبر نہیں ہو

وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ اَيْنَ شُرَكَآءِيْ ۙ قَالُوْٓا اٰذَنّٰكَ ۙ مَا مِنَّا

اور جس دن ان کو پکارے گا ۴۷ کہاں ہیں میرے شریک بولیں گے ہم نے تجھ کو کہہ سنایا ہم میں کوئی

مِنْ شَهِيْدٍ ﴿۴۷﴾ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَدْعُوْنَ مِنْ

اس کا اقرار نہیں کرتا اور چوک گیا ان سے جو پکارتے تھے

قَبْلُ وَظَنُّوْا مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ﴿۴۸﴾ لَا يَسْـَٔمُ الْاِنْسَانُ

پہلے اور سمجھ گئے کہ ان کو کہیں نہیں خلاصی نہیں تھکتا آدمی ۴۸

مِنْ دُعَآءِ الْخَيْرِ ۫ وَاِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَـُٔوْسٌ قَنُوْطٌ ﴿۴۹﴾ وَ

مانگنے سے بھلائی اور اگر لگ جائے اس کو برائی تو آس توڑ بیٹھے ناامید ہو کر اور

لَئِنْ اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ

اگر ہم چکھا دیں اس کو کچھ ۴۹ اپنی مہربانی پیچھے ایک تکلیف کے جو اس کو پہنچی تھی تو کہنے لگے وہ

هٰذَا لِيْ ۙ وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ رُّجِعْتُ

یہ ہے میرے لائق اور میں نہیں سمجھتا کہ قیامت آنے والی ہے اور اگر میں پھر بھی گیا

اِلٰى رَبِّيْٓ اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيْنَ

اپنے رب کی طرف بیشک میرے لئے ہے اس کے پاس خوبی سو ہم جتلا دیں گے

كَفَرُوْا بِمَا عَمِلُوْا ۡ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۵۰﴾

منکروں کو جو انہوں نے کیا ہے اور چکھائیں گے ان کو ایک گاڑھا عذاب

وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا

اور جب ہم نعمتیں بھیجیں ۵۰ انسان پر تو ٹلا جائے اور موڑ لے اپنی کروٹ اور جب

بردباری کا سلوک کریں تو خواہ وہ کتنا ہی بڑا دشمن ہوگا۔ اس کا دل نرم ہو جائے گا۔ اور وہ گہرا اور مخلص دوست بن جائے گا۔ اذا فعلت ذلك صار عدوك المشاق مثل الولي الشفيق (بیضاوی) لیکن یہ خصلت وخو صرف انہی لوگوں کے نصیب میں ہوتی ہے۔ جو حوصلہ مند اور حلیم الطبع ہوں اور تزکیۂ نفس کی عظیم دولت سے وافر حصہ پا چکے ہوں **۳۴** واما ینزغنك: اگر کبھی بتقاضائے بشریت، آپ کو ان معاندین کی خرافات پر غصہ آجائے تو آپ شر شیطان سے اللہ کی پناہ مانگیں، تاکہ اس کا اثر زائل ہو جائے۔ انه هو السميع العليم ه یہ ماقبل کے لئے علت ہے۔ کیونکہ سب کچھ سننے اور سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ وان صرفك الشيطان عما وصيت به من الدفع بالتي هي احسن (فاستعذ بالله) اي من شره (خازن جلد ۶ صفحہ ۱۱۲) **۳۵** ومن اٰيته۔ تا۔ انه على كل شيء قدير ه یہ دوسری عقلی دلیل ہے علی سبیل الترقی۔ اس میں پہلی دلیل کے دونوں حصوں پر مزید روشنی ڈالی گئی ہے۔ پہلی دلیل میں آسمانوں کے پیدا کرنے کا ذکر تھا۔ اس دلیل میں نظام شمسی کا ذکر کیا گیا ہے کہ رات دن کی آمدورفت اور چاند سورج کی گردش یہ سارا نظام بھی اللہ کی وحدانیت اور اس کے کمال قدرت کے دلائل میں سے ہے۔ سورج اور چاند کی گردش سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ایک بہت بڑی طاقت کے ماتحت اور اس کے فرمانبردار ہیں، جو ہر وقت اس کی اطاعت میں مصروف رہتے ہیں اور وہ معبود اور کارساز نہیں ہیں۔ اس لیے سورج اور چاند کو معبود سمجھ کر ان کی عبادت نہ کرو۔ اور نہ مصائب میں ان کو پکارو، بلکہ اس اللہ کو پکارو اور صرف اسی کی عبادت کرو جس نے سورج اور چاند کو پیدا کیا ہے۔ اگر تم واقعی خداوند تعالیٰ کی عبادت کرتے ہو، تو ان خود ساختہ وسائل کو چھوڑ دو۔ ولعل ناسا منهم كانوا يسجدون للشمس والقمر كالصابئين في عبادتهم الكواكب ويزعمون انهم يقصدون بالسجود لهما السجود لله تعالىٰ فنهوا عن هذه الواسطة (مدارک ج ۴ ص ۷۲) **۳۶** فان استكبروا: یہ ادخال الٰہی ہے اور پُرغرور معاندین پر زجر ہے۔ اگر یہ لوگ کبر وغرور سے انکار وجحود پہ قائم رہیں اور اللہ کی خالص عبادت نہ کریں تو کیا ان کے سوا اللہ کی خالص عبادت کرنے والا کوئی نہیں؟ اللہ کے فرشتے جن کی تعداد اس کے سوا کوئی نہیں جانتا، ہر وقت رات دن اللہ کی تسبیح وتقدیس میں لگے رہتے ہیں۔ اور پھر تھکتے اور اکتاتے بھی نہیں اس لئے اللہ کی عبادت کرنے یا نہ کرنے میں تمہارا ہی نفع یا نقصان ہے۔ اگر تم عبادت کرو گے تو ہمیں اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ اور اگر نہیں کرو گے تو اس میں ہمارا کوئی نقصان نہیں **۳۷** ومن اٰيته۔ یہ دوسری دلیل عقلی کا دوسرا حصہ ہے جو پہلی عقلی دلیل کے پہلے حصے سے متعلق ہے اس میں تھا کہ اللہ نے زمین کو پیدا فرمایا اور اس میں تمام خاصیتیں رکھ دیں۔ اور یہاں اس کی بعض خاصیتوں کا ذکر کیا گیا۔ اس کی قدرت اور وحدانیت کے دلائل میں سے یہ بھی ہے کہ وہ خشک اور دبی ہوئی زمین کو مینہ برسا کر اس میں نرمی اور نشو ونما کے آثار پیدا فرما دیتا ہے اور اس میں سرسبز وشاداب اور لہلہاتے کھیت پیدا کر دیتا ہے۔ ان الذی احیاھا (الآیۃ) یہ جملہ معترضہ ہے، جس ذات پاک میں مردہ اور بنجر زمین کو تری وتازگی عطا فرمانے کی قدرت ہے

۱ تیسری عقلی دلیل علی سبیل ترقی ۱۲
۲ تخویف اخروی ۱۲
۳ چوتھا شکوی ۱۲

فتح الرحمٰن ۱ یعنی خاطر جمع کند وخوف از دل او زائل شود ۱۲

وہ مُردوں کو بھی دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہے۔ کیوں کہ اس کی قدرتِ کاملہ ہر چیز پر حاوی ہے اور کوئی چیز اس کی قدرت سے باہر نہیں۔ دنیا میں ہر کام کا اس کی قدرت کے تحت ہونا اس بات پر شاہد ہے کہ وہ انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنے پر قادر ہے۔

۳۸؎ ان الذین یلحدون۔ الآیہ۔ یہ دوسری دلیل کے بعد تخویف اخروی ہے۔ یہ تخویف دلیل اوّل کے بعد والی تخویف سے بطور ترقی ہے۔ کیوں کہ اس سے اقرار و اعتراف کرانا مقصود ہے۔ جیسا کہ آرہا ہے۔ جو لوگ ہماری آیتوں میں کجروی اور کج بحثی اختیار کرتے ہیں اور ماننے کے بجائے ان پر طعن کرتے اور ان میں کیڑے نکالتے ہیں۔ وہ ہم سے اوجھل اور پوشیدہ نہیں ہیں۔ ہم ان کو خوب جانتے ہیں۔ اور ان کے تمام اعمال بھی ہمارے سامنے ہیں، اس لئے وہ جہنم کی آگ سے نہیں بچ سکتے۔ انہیں ان کے اعمال کی پُوری پُوری سزا دی جائے گی۔ افمن یُلقیٰ الخ یہ ملحدین تو جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ اب تم خود ہی بتاؤ ایک وہ ملحد ہے جسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ ایک وہ مومن ہے جو قیامت کے دن ہر قسم کے عذاب سے محفوظ و مامون ہوگا۔ ان دونوں میں سے کون اچھا رہا؟ یہ استفہام ہے اور مقصود اعتراف کرانا ہے کہ بلاشبہ دونوں میں اچھا مومن ہی ہے جو عذاب سے محفوظ رہے گا۔ اب بھی اگر تم باز نہ آؤ، تو جو جی میں آئے کرتے چلے جاؤ۔ تمہارا کوئی کام اللہ سے مخفی نہیں۔ وہ تمہارے سب کاموں کو دیکھتا ہے۔

۳۹؎ انّ الذین کفروا: یہ تیسرے شکوے کی تمہید ہے۔ اِنَّ کی خبر محذوف ہے۔ ای معاندون (بیضاوی) الذکر سے قرآن مراد ہے۔ یعنی جو لوگ قرآن ایسی عظیم الشان، سراپا حق اور مدلل و مبرہن کتاب کا انکار کرتے ہیں۔ وہ محض ضدی اور معاند ہیں۔ وانہ لکتاب عزیز الخ یہ گویا ماقبل کی دلیل ہے کہ قرآن ایک نہایت ہی رفیع القدر اور پُرشوکت کتاب ہے کسی بھی جانب سے اور کسی بھی حیلے سے اس میں باطل داخل نہیں ہو سکتا، وہ ہر قسم کے باطل سے محفوظ ہے اور نازل اس نے فرمائی ہے جو حکمت کا بادشاہ ہر خوبی کا مالک ہے اس لئے یہ قرآن ہر شک وشبہ سے بالاتر اور ہر طعن و اعتراض سے مبرّا ہے۔ لیکن معاندا ور ضدی لوگ محض عناد سے اس پر طعن کرتے ہیں۔ اور اس میں شبہات پیدا کرتے ہیں۔

۴۰؎ مایقال لك: یہ تیسرا شکوہ ہے علی سبیل الترقی اور ضمناً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تسلیہ ہے۔ جب آپؐ نرمی اور حُسنِ اخلاق سے ان کو قرآن سنائیں گے۔ تو وہ سُن تو لیں گے لیکن سُن کر اس سے متاثر ہونے کے بجائے اس پر اعتراض کریں گے۔ اور خواہ مخواہ اس میں شبہات نکالیں گے۔ آپ ان کی اس روش سے تنگدل اور آزردہِ خاطر نہ ہوں کیوں کہ انبیاء و رسل سابقین علیہم السلام کے ساتھ بھی ان کے ہمعصر معاندین نے یہی سلوک کیا اور ان پر بھی اسی قسم کے اعتراضات کئے گئے۔ تمہارا پروردگار مومنوں کے لئے معاف کنندا ور مہربان ہے۔ اور معاندین کو دردناک عذاب دینے والا ہے۔ اب آگے مشرکین کے تین شبہات کا جواب دیا گیا ہے۔

۴۱؎ ولوجعلنٰہ: یہ پہلے شبہے کا جواب ہے۔ مشرکین نے کہا یہ قرآن کسی عجمی (غیر عربی) زبان میں کیوں نازل نہیں کیا گیا۔ یہ تو محمد خود ہی عربی زبان میں بنا کر ہمیں سنا دیتا ہے۔ اس کا جواب ارشاد فرمایا، اگر قرآن کو عربی کے علاوہ کسی دوسری عجمی زبان میں نازل کرتے، تو پھر ان کا یہ اعتراض ہوتا کہ قرآن ایسی زبان میں نازل کیا گیا ہے جسے ہم سمجھتے ہی نہیں اسے ہماری زبان میں کیوں نازل نہ کیا گیا، تاکہ ہم اسے سمجھ لیتے بھلا یہ کیا تک ہے۔ کہ کلام عجمی ہو اور اس کے مخاطبین عربی ہوں۔ قال الکفار اقتراحا وتعنتا ھلا انزل القراٰن بلغۃ العجم الخ (مظہری ج ۸ ص ۳۰۱)

۴۲؎ قل ھو۔ معاندین تو قرآن پر طرح طرح کے اعتراض کرتے رہیں گے اور اس کی ہدایت سے محروم رہیں گے البتہ مومنین اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ قرآن سے ان کو صراطِ مستقیم کی طرف راہنمائی ہوگی۔ اور اس کے مطالعہ سے ان کے دل شکوک وشبہات کی بیماری سے شفایاب ہو جائیں گے۔ والذین لا یؤمنون۔ اور جو لوگ اسے نہ ماننے کا تہیہ کر چکے ہیں۔ وہ اُسے سنتے ہی نہیں اور اگر کبھی سُن ہی لیں تو عناد و تعنت سے اس کا انکار کرتے ہیں اور اس طرح ان کی گمراہی میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ یہ لوگ قریب ہونے کے باوجود قرآن کو نہیں سنتے۔ اور اس سے دُور بھاگتے ہیں۔ ان کی مثال اس آدمی کی سی ہے جو بہت دُور ہو اور اسے خواہ کتنی ہی بلند آواز سے پکاریں، وہ نہ سُن سکے گا۔ اور نہ کچھ سمجھے گا۔ یہی حال ان کا ہے کہ وہ پاس بیٹھے ہوئے بھی کچھ سُنتے اور سمجھتے نہیں۔ ای ھم کالمنادی من مکان بعید لا یسمع ولا یفھم ما ینادی بہ (جلالین)

۴۳؎ ولقد اٰتینا موسیٰ: یہ معاندین کے دوسرے شبہہ کا جواب ہے۔ مشرکین کہتے ہیں قرآن دفعۃً سارا کیوں نازل نہیں ہوا۔ شاید محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تھوڑا تھوڑا کر کے خود ہی بنالاتا ہے۔ جیسا کہ سورۂ فرقان (ع ۳) میں ان کا قول نقل کیا گیا ہے۔ وقالوا لولا نزل علیہ القراٰن جملۃ واحدۃ نیز وہ کہتے اگر یہ قرآن سچا ہوتا تو سب لوگ اسے مان لیتے، لیکن ہم دیکھ رہے ہیں کہ اکثر لوگ جن میں علماءِ اہل کتاب بھی شامل ہیں اس کو نہیں مانتے۔ اس کا جواب دیا گیا کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام پر جو کتاب نازل کی تھی وہ ساری ایک ہی بار نازل کی اور وہ تھی بھی سچی کتاب۔ لیکن پھر بھی اس میں اختلاف کیا گیا۔ اس لئے تمہارا انکار محض عناد اور ضد پر مبنی ہے۔

۴۴؎ ولولا کلمۃ۔ یہ تیسرے شبہے کا جواب ہے۔ معاندین کہتے اگر یہ قرآن سچا ہے اور ہم اس کو نہیں مانتے۔ تو ہم پر عذاب کیوں نہیں آتا؟ فرمایا: عذاب کے لئے ایک وقت معیّن ہے، وہ اس سے پہلے نہیں آسکتا۔ اگر اس کا وقت معیّن نہ ہوتا تو ان کا قصّہ کبھی کا پاک ہو چکا ہوتا۔ یہ لوگ عذاب کے بارے میں مسلسل شک میں پڑے ہیں اور انہیں اس پر یقین نہیں آتا۔

۴۵؎ من عمل: الآیہ۔ یہ بشارت وتخویف ہے۔ جو شخص نیک عمل کرے گا اس کا فائدہ اسی کو ملے گا۔ اور جو بُرے کام کرے گا ان کا وبال بھی اسی پر پڑے گا۔ نیک لوگوں کو نیکیوں کی جزا ملے گی۔ اور بُرے لوگوں کو ان کی برائیوں کی سزا۔ اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم اور زیادتی نہیں فرماتا اور نہ کسی کی حق تلفی کرتا ہے۔ کسی شخص کی کوئی نیکی ضائع نہیں کی جائے گی اور کسی کو ناکردہ گناہ کی سزا نہیں ملے گی۔

۴۶؎ الیہ یرد: یہ تیسری عقلی دلیل ہے علی سبیل الترقی الیہ کی تقدیم مفید حصر ہے۔ اس دلیل سے غیر اللہ سے علم غیب کی نفی کی گئی ہے۔ یعنی جس طرح متصرف و کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جیسا کہ پہلی دونوں عقلی دلیلوں سے ثابت ہو چکا ہے۔ اسی طرح عالم الغیب بھی وہی ہے اور اس نے غیب کی کنجیاں کسی کو نہیں دیں۔ قیامت قائم ہونے کا معیّن وقت صرف اسی کو معلوم ہے اور یہ علم اسی کے حوالے کیا جاتا ہے۔ ای علم وقت قیامھا یرد الیہ یعنی یجب علی کل من سئل عنھا ان یقول اللہ اعلم اذلا یعلمھا الا ھو (مظہری ج ۸ ص ۳۰۳) جو پھل اور میوے اپنے پردوں سے نمودار ہوتے ہیں۔ جو مادہ بارآور ہوتی ہے اور جو بچہ جنتی ہے یہ سب کچھ اللہ کے علم محیط میں ہے

اور اس کے سوا کوئی بھی ان امور پر حاوی نہیں ۴۷ ویوم ینادیہم: تیسری عقلی دلیل کے بعد تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مشرکین سے پوچھے گا کہاں ہیں وہ جنہیں تم نے دنیا میں میرا شریک بنا رکھا تھا۔ جواب دیں گے۔ بار الٰہا، ہم تو عرض کر چکے کہ اب ہم میں سے کوئی بھی ان کی الوہیت کا قائل نہیں رہا۔ اب جبکہ ہم نے اصل حقیقت کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لیا ہے، ہم ان سے بیزار ہو چکے ہیں اور صدقِ دل سے موحد بن چکے ہیں۔ دنیا میں وہ جن کو کارساز سمجھ کر پکارا کرتے تھے، قیامت کے دن سب غائب ہوں گے اور کوئی ان کے کام نہ آئے گا۔ اور مشرکین کو یقین ہو جائے گا کہ آج عذاب الٰہی سے بچنے کی کوئی صورت نہیں۔ ای ما منا احد الیوم یشہد بان لک شریکا وما منا الا من موحد لک (مدارک ج ۴ ص ۵۷)۔

۴۸ لا یسئم الانسان: یہ چوتھا شکوی ہے۔ انسان سے انسانِ کافر مراد ہے (مظہری) دعاء الخیر مصدر، مفعول کی طرف مضاف ہے (روح) مشرک اور کافر انسان اپنے خود ساختہ معبودوں سے دنیوی نعمتیں مانگنے سے اکتاتا نہیں اور مسلسل مانگتا ہی چلا جاتا ہے۔ لیکن اگر اسے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور اس کی مصیبت بدستور باقی رہتی ہے، تو اپنے معبودوں سے مایوس اور ناامید ہو جاتا ہے اور سمجھ لیتا ہے کہ وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ اور ان کے اختیار میں کچھ نہیں۔ اس لئے معبودانِ باطلہ سے مایوس ہو کر اللہ تعالیٰ سے لمبی چوڑی دعائیں کرنے لگتا ہے قنوط من الصنم ذو دعاء اللہ تعالٰے۔ (مدارک ج ۴ ص ۵۷)، (مظہری ج ۸ ص ۳۰۵)۔

۴۹ ولئن اذقنہ: پھر اگر اللہ تعالیٰ اپنی رحمتِ واسعہ سے اس کو نعمت عطا فرما دیتا ہے اور اس کی تکلیف دور کر دیتا ہے۔ تو وہ اللہ کا شکر کرنے کے بجائے کہتا ہے کہ یہ نعمت تو مجھے ملنی ہی چاہیے تھی، کیونکہ میں اس کا مستحق تھا۔ اور میں نے فلاں فلاں حیلہ اور تدبیر اختیار کی۔ اس لیے مجھے یہ نعمت میسر ہوئی۔ میں نے فلاں معبود کو پکارا۔ فلاں بزرگ کی نذر مانی۔ میں نے یہ حیلہ کیا۔ وہ حیلہ کیا وغیرہ وغیرہ۔ ای ھذا من عندی (قرطبی) ای استحقہ بعملی (خازن) جیسا کہ دوسری جگہ وارد ہے انما اوتیتہ علی علم عندی (القصص ع۸) تائید: ثم اذا خولہ نعمۃ منہ نسی ما کان یدعوا الیہ من قبل وجعل للہ اندادا (الزمر ع ۱) باقی رہا قیامت کا قصہ تو میرا خیال یہ ہے کہ قیامت نہیں آئے گی۔ لیکن اگر بالفرض آ ہی گئی تو آخرت میں بھی میں خوشحال ہونگا جس طرح دنیا میں میں آرام و راحت اور عیش و عشرت کا مستحق ہوں اسی طرح آخرت میں بھی ان نعمتوں کا مستحق ہونگا یا آخرت میں میرے بزرگ اور میرے معبود میرے لیے سرِ راحت اور نعمت کا سامان بہم پہنچا دیں گے۔ قال الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ فلننبئن الذین کفروا الخ یہ شکوے کے درمیان تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن ہم ان مشرکین کو ان کے اعمال کی حقیقت سے آگاہ کریں گے۔ اور انہیں معلوم ہو جائے گا کہ اصل حقیقت ان کے زعمِ باطل کے خلاف ہے اور وہ نعمت و کرامت کے نہیں، بلکہ ذلت اور اہانت کے مستحق ہیں۔ اور ہم انھیں ایسے سخت عذاب میں گرفتار کریں گے۔ جس سے ان کا چھٹکارا حاصل کرنا ناممکن ہوگا۔ لنعلمنہم بحقیقۃ اعمالہم ولنبصرنہم بعکس ما اعتقدوا فیہا یظہر لہم انہم مستحقون للاہانۃ لا الکرامۃ کما توہموا (روح ج ۲۵ ص ۶)

مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِيْضٍ ﴿۵۱﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ
لگے اس کو برائی تو دعائیں کرے چوڑی ف۱ تو کہہ بھلا دیکھو تو ۵۱ اگر

كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ
یہ ہو اللہ کے پاس سے پھر تم نے اس کو نہ مانا پھر اس سے گمراہ زیادہ کون جو

فِيْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ ﴿۵۲﴾ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ
دور چلا جائے مخالف ہو کر اب ہم دکھلائیں گے ان کو اپنے نمونے ۵۲ دنیا میں اور خود

اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ۭ اَوَلَمْ يَكْفِ
ان کی جانوں میں یہاں تک کہ کھل جائے ان پر کہ یہ ٹھیک ہے کیا تیرا ۵۳

بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۵۳﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ فِيْ مِرْيَةٍ
رب تھوڑا ہے ہر چیز پر گواہ ہونے کے لئے سنتا ہے وہ ۵۴ دھوکے میں ہیں

مِّنْ لِّقَاۗءِ رَبِّهِمْ ۭ اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ ﴿۵۴﴾
اپنے رب کی ملاقات سے سنتا ہے وہ گھیر رہا ہے ہر چیز کو

سُوْرَةُ الشُّوْرٰى مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّخَمْسُ رُكُوْعَا
لہ سورۂ شوریٰ مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں ترپن آیتیں ہیں اور پانچ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ ﴿۱﴾ عٓسٓقٓ ﴿۲﴾ كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ
اسی طرح وحی بھیجتا ہے تیری طرف اور تجھ سے

مِنْ قَبْلِكَ ۙ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۳﴾ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
پہلوں کی طرف اللہ زبردست حکمتوں والا اسی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں

وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴿۴﴾ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ
اور زمین میں اور وہی ہے سب سے اوپر بڑا قریب ہے کہ

ع ۲ ۱

ملے جواب محذوف ہے اور یہ چاروں شکووں سے متعلق
تخویف دنیوی ۱، ۲، ۳ ۔ عقلی دلیل ۲، ۳ ۔ تخویف اخروی ۲۔

موضح قرآن ف۱ یہ سب بیان ہے انسان کے نقصان کا نہ سختی میں صبر ہے اور نہ نرمی میں شکر۔

۵۰ واذا انعمنا ۔ یہ انسان کافر کا حال ہے ۔ جب ہم اس کو دنیا میں انعام و راحت سے نوازتے ہیں تو شکر کرنے کے بجائے وہ حق سے اعراض کرتا اور تکبر و غرور سے اتراتا ہے ۔ لیکن اس حال پر بھی قائم نہیں رہ سکتا ۔ انعام و راحت کے بعد اگر اس پر کوئی مصیبت آجائے تو اس کی ساری شیخی دھری کی دھری رہ جاتی ہے ، اور گڑگڑا کر خدا سے دعائیں مانگنے لگتا ہے ۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے ، واذا مسکم الضر فی البحر ضل من تدعون الا ایاہ (بنی اسرائیل ع ۷)، اور فاذا رکبوا فی الفلک دعوا اللّٰہ مخلصین لہ الدین (عنکبوت ع ۷)، **۵۱** قل ارأیتم : الآیہ ۔ یہ آیت چاروں شکووں سے متعلق ہے اور جواب محذوف ہے ۔ ای افلا یضرکم ذلک یعنی یہ تو بتاؤ کہ اگر یہ قرآن واقعی اللہ کی طرف سے ہو لیکن تم اس کا انکار کرو ، نہ خود اسے سنو ، نہ اوروں کو سننے دو ، اور اگر کبھی سن ہی لو ، تو اس سے متاثر ہونے اور اسے ماننے کے بجائے از راہِ عناد اس پر طعن ہی کرتے رہو اور اس میں شبہات نکالتے رہو اور معبودانِ باطلہ کی دعا اور پکار کو ترک نہ کرو ، تو کیا یہ چیز تمہارے حق میں مضر نہ ہوگی ؟ اس لیے تمہیں چاہیئے کہ اعراض نہ کرو ، جب قرآن پڑھا جائے تو اسے غور سے سنو اور شور نہ کرو لو اور طعن کرنے سے باز رہو اور غیر اللہ کی پکار چھوڑ دو اور دلائل و براہین کی روشنی میں چلو ۔ من اضل یہ علیحدہ جملہ ہے یعنی اس سے بڑا گمراہ کون ہے جو سخت عناد اور ضد میں ہو اور محض عناد و تعنت سے حق کا انکار کرے ۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ ۔ **۵۲** سنریھم اٰیٰتنا ۔ یہ تخویف دنیوی ہے ۔ ہم ان کو اپنے متصرف و مختار اور قادرِ مطلق ہونے کے دلائل و نشانات اطراف میں یعنی امم سابقہ کی تباہ شدہ بستیوں کے کھنڈرات میں یا زمین و آسمان اور ساری مخلوق کی تخلیق اور نظام کائنات کی تنسیق میں اور خود ان (دیکھنے والوں) کی اپنی جانوں میں دکھائیں گے ۔ جس سے ان پر واضح ہو جائے گا کہ انّہٗ وہ حکمنامہ توحید برحق ہے ۔ جب دنیا میں ان پر اللہ کا عذاب آئے گا اور ان کے مزعومہ کارساز ان کو اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکیں گے ، تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ واقعی اللہ کے سوا کوئی کارساز اور دعا و پکار کے لائق نہیں ۔ فی الآفاق یعنی خراب منازل الامم الخالیۃ (قرطبی ج ۱۵ ص ۳۷۴) یعنی فی اقطار السمٰوات والارض من الشمس والقمر والنجوم والنبات والاشجار والانھار (مظہری ج ۸ ص ۳۰۵) وفی انفسھم یعنی یوم بدر (مظہری)، قال قتادۃ فی الآفاق یعنی وقائع اللہ فی الامم وفی انفسھم یوم بدر (معالم ج ۶ ص ۱۱۵) **۵۳** اولم یکف : یہ چوتھی عقلی دلیل ہے ۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہے لہٰذا مصائب و حاجات میں صرف اسی کو پکارنا چاہیئے ۔ بربک پر باء زائدہ ہے اور یہ لم یکف کا فاعل ہے اور انہ فاعل سے بدل الاشتمال ہے ۔ یعنی کیا ان کو گناہوں سے اور غیر اللہ کو پکارنے سے روکنے کے لیے یہ بات کافی نہیں کہ تیرا پروردگار ہر چیز سے باخبر ہے اور انہیں ان کے تمام گناہوں کی سزا دے گا ۔ نیز جب وہ ہر چیز سے باخبر ہے اور کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں اور یہ صفت اس کے سوا کسی اور میں نہیں پائی جاتی تو کیا یہ حقیقت اس بات کے لئے کافی نہیں کہ اس کے سوا کسی اور کو مصائب میں مافوق الاسباب نہیں پکارنا چاہیئے ۔ الم یکف الانسان رادعا عن المعاصی انہ تعالیٰ مطلع علی کل شیٔ لا یخفی علیہ خافیۃ (بیضاوی) یا بربک میں باء بمعنی فی ہے اور انہ الخ لم یکف کا فاعل ہے اولم یکف بربک ای فی توحید ربک کیا تیرے رب کی توحید اور اس کے لیے اخلاصِ عبادت و دعاء کے لیے یہ دلیل کافی نہیں کہ وہ ہر چیز سے باخبر ہے اور کوئی چیز اس کے علم سے باہر نہیں ۔ استفہام انکاری ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا عالم الغیب ہونا اس بات کے لیے کافی دلیل ہے کہ اس کے سوا کوئی کارساز نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی دعا اور پکار کے لائق ہے ۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ **۵۴** الا انھم یہ چوتھی عقلی دلیل کے بعد تخویف اخروی ہے ۔ یہ لوگ قیامت کے بارے میں شک و تردد اور نزاع و جدال میں پڑے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو احاطہ کئے ہوئے ہے ۔ اور کوئی چیز اس کے علم و قدرت سے باہر نہیں اور ان کے تمام اعمال پر بھی اس کا علم حاوی ہے اس لئے وہ ان کو ان کے تمام اعمالِ بد کی سزا دے گا ۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۔ سجاد بخاری عفا اللہ تعالیٰ عنہ

سورۂ حٰم السجدہ میں آیاتِ توحید اور اس کی خصوصیات

۱ ۔ قل ائنکم لتکفرون ــــ تا ــــ ذلک تقدیر العزیز العلیم ٥ (ع ۲) نفی شرک فی التصرف ۔
۲ ۔ وقیضنا لھم قرناء ــــ الآیہ ــــ (ع ۳) شیاطین انسانوں کو بیداری میں اور خواب میں مختلف طریقوں سے گمراہ کرتے ہیں ۔
۳ ۔ ومن اٰیٰتہ الیل والنھار ــــ تا ــــ انہ علی کل شیٔ قدیر ٥ (ع ۵) نفی شرک فی التصرف واثبات حشر و نشر ۔
۴ ۔ الیہ یرد علم الساعۃ ــــ تا ــــ ولا تضع الا بعلمہ (ع ۶) نفی شرک فی العلم
۵ ۔ اولم یکف بربک انہ علی کل شیٔ شھید ٥ (ع ۶) نفی شرک فی العلم

بحث متعلقہ مرکزی مضمون سورۂ حٰمٓ السجدة

سورۂ مؤمن میں مذکور ہوا کہ اللہ کے سوا حاجات میں کسی کو مت پکارو۔ اس پر یہ شبہ ہو سکتا تھا کہ یہ دیکھا گیا ہے کہ غیر اللہ کو پکارنے سے بعض اوقات انسان مصائب سے بچ جاتا ہے۔ نیز بعض اوقات جن کو پکارا جائے وہ خواب یا بیداری میں مل کر مدد کرتے ہیں۔ تو سورۂ حٰمٓ السجدہ میں اس کا جواب دیا گیا۔ وقیضنا لھم قرنآء (الآیہ) جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ سب شیاطین کی کارستانی ہے جو مختلف شکلوں میں متمثل ہو کر ان کو گمراہ کرتے ہیں۔

بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ مصیبت زدہ انسان دفع مصیبت کے لئے اپنے زندہ یا فوت شدہ پیر و مرشد کو پکارتا ہے۔ تو شیاطین اُس کی شکل میں متمثل ہو کر سامنے آجاتے ہیں اور اُسے مصیبت سے بچا لیتے ہیں۔ وہ آدمی سمجھتا ہے کہ سچ مچ اس کا پیر ظاہر ہو کر اس کی مدد کر گیا ہے۔ حالانکہ وہ شیطان تھا۔ اس کو مشرکانہ عقیدے میں پختہ کرنے کے لئے اس کے پیر کی شکل میں ظاہر ہوا تھا۔ جیسا کہ امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں۔ وکثیرا ما یستغیث الرجل بشیخه الحی او المیت، فیأتونه فی صورة ذلك الشیخ وقد یخلصونه مما یکره، فلا یشك ان الشیخ نفسه جاء ...... ولا یعلم ان ذلك الذی تمثل انما هو الشیطان، لما اشرك باللّٰه اضلته الشیاطین (الفرقان بین الحق والباطل ص ٦٦)

عمدة المفسرین علامہ سید محمود آلوسی فرماتے ہیں۔ وقد یتمثل الشیطان للمستغیث فی صورة الذی استغاث به - فیظن ان ذلك کرامة لمن استغاث به، هیهات هیهات انما هو شیطان اضله واغواه، وزین له هواه (روح المعانی ج ٦ ص ١٢٩)

بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی آدمی اپنے شیخ کو غائبانہ پکارتا ہے تو شیطان اس کے کلام کو انسانی آواز اور لہجے میں اس کے پیر کے کانوں میں ڈال دیتا ہے جس سے اس کا پیر بھی دھوکہ کھا جاتا ہے کہ اس نے اتنی مسافت سے اپنے مرید کی بات سُن لی ہے اور جب پیر اس کی پکار کا جواب دیتا ہے اور اس کی مصیبت ٹالنے کے لئے کوئی اشارہ کرتا ہے تو شیطان اس کے کلام کو اس کی آواز کے مماثل آواز میں مرید کے کانوں میں ڈال دیتا ہے جس سے وہ سمجھ لیتا ہے کہ اس کے پیر و مرشد نے اس کی پکار سُن کر اس کی مدد کی ہے اور اس طرح دونوں پیر و مرشد اور مرید گمراہی میں پڑے رہتے ہیں چنانچہ امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں۔ وتارة یکون الذی قد نادی لشیخه وهتف به یا سیدی فلان فینقل الجنی ذلك الکلام الی الشیخ بمثل صوت الانسی حتی یظن الشیخ انه صوت الانسی بعینه ثم ان الشیخ یقول نعم ویشیر اشارة یدفع بها ذلك المکروه، فیأتی الجنی بمثل ذلك الصوت والفعل فیظن ذلك الشخص انه شیخه نفسه وهو الذی اجابه، وهو الذی فعل ذلك (الفرقان بین الحق والباطل ص ٦١)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں بعض دفعہ بعض لوگوں کو صرف آواز سنائی دیتی ہے اور بعض اوقات آدمی بھی نظر آتا ہے۔ جو خلاف شریعت بات کہتا ہے۔ تو لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ کوئی ولی اللہ تھا۔ حالانکہ وہ شیطان ہوتا ہے۔ فمن هؤلاء من یسمع خطابا او یری من یأمره بقضیة ویکون ذلك الخطاب من الشیطان ویکون ذلك الذی یخاطبه الشیطان وهو یحسب انه من اولیاء اللّٰه من رجال الغیب (الفرقان ص ٥٢)

بعض اوقات شیطان انسانی شکل میں نمودار ہو کر لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے دعویٰ کرتا ہے کہ وہ فلاں بزرگ ہے مثلاً کہتا ہے میں خضر ہوں۔ یا الیاس ہوں یا شیخ عبد القادر جیلانی ہوں وغیرہ وغیرہ، تو اس طرح لوگ دھوکے میں آکر سمجھتے ہیں کہ اولیاء اللہ زندہ ہیں۔ اور ہر جگہ موجود ہیں۔ قالوا هذا هو الخضر وهذا هو الیاس وهذا هو ابوبکر وعمر وهذا هو الشیخ عبد القادر او الشیخ عدی او الشیخ احمد الرفاعی او غیر ذلك ظن ان الامر کذلك فهنا لم یغلط، لکن غلط عقله حیث لم یعرف ان هذه شیاطین تمثلت علی صور هؤلاء (الفرقان ص ٥٧)

اس سے معلوم ہوا کہ خوابوں، غیبی آوازوں اور اولیاء اللہ کی طرف منسوب اشکال و امثال سے جو غیر اللہ کی پکار پر استدلال کیا جاتا ہے۔ وہ سراسر باطل ہے اور یہ سب شیطانی افعال ہیں جن کے ذریعے سے شیاطین انسانوں کو گمراہ کرتے اور ان کو شرک سکھاتے ہیں۔

لہ سورۃ الشوریٰ

ربط سورۂ حٰمٓ السجدہ میں یہ شبہہ دور کیا گیا کہ خواب میں یا بیداری میں بعض دفعہ بزرگوں کی زیارت ہو جاتی ہے تو انکی گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر اللہ کو حاجات میں پکارنا اور انکی نذریں منتیں ماننا جائز ہے، تو اس کا جواب دیا گیا کہ یہ سب شیاطین کی شرارت ہے وہ خواب میں یا بیداری میں بزرگوں کی شکلوں میں متمثل ہو کر سامنے آتے اور لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ اب سورۂ شوریٰ میں ایک دوسرے شبہے کا جواب دیا جائے گا۔ یعنی مشرکین کہتے ہیں کہ ہمیں کتب سابقہ میں ایسی عبارتیں ملتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر اللہ کو پکارنے کی اجازت ہے، تو اس کا جواب دیا گیا کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی طرف یہی وحی بھیجی گئی کہ سب کچھ کرنیوالا اور سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے، اس لئے حاجات و مصائب میں صرف اسی کو پکارو۔ انبیاء علیہم السلام پر جو کتابیں نازل کی گئیں ان میں یہی مضمون تھا، لیکن اب اگر ان کتابوں میں اس کے خلاف کوئی چیز ملتی ہے جس سے شرک کی تائید ہوتی ہو، تو وہ خدا کی توحید اور انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات سے باغی علماء اور گمراہ کن پیشواؤں کی تحریف ہے اور انہوں نے خود ہی ایسے مشرکانہ مضامین لکھ کر ان کتابوں میں شامل کر دیئے ہیں، اس لئے بعد والے لوگ جو ان کی تحریفات کو دیکھ کر گمراہ ہوتے وہ معذور نہیں ہونگے۔

اس قسم کے تین شبہات کا جواب گذشتہ سورتوں میں گذر چکا ہے اوّل حضرت سلیمان علیہ السلام سے ایسے کلمات ملتے ہیں جن میں غیر اللہ کو پکارنا لکھا ہے تو سورۂ بقرہ ع ۱۲ میں اسکا جواب دیا گیا وما کفر سلیمٰن ولکن الشیاطین کفروا (الآیۃ) کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف غیر اللہ کو پکارنے اور جادو کرنے کی نسبت غلط ہے یہ شیاطین کی شرارت ہے کہ انہوں نے خود کتابیں تصنیف کر کے ان میں اپنی طرف سے حضرت سلیمان علیہ السلام کے حق میں ایسے کلمات منسوب کر دیئے۔ اسی طرح اولیاء کرام کی طرف بعد کے مفسد لوگوں نے گمراہ کن اور مشرکانہ باتیں منسوب کر دی ہیں جن سے وہ بزرگ بری ہیں۔ دوم۔ عیسائیوں نے کہا تھا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام خود ہی ہمیں تعلیم دے گئے ہیں کہ حاجات میں مجھے پکارا کرنا۔ اس کا جواب سورۂ آل عمران (ع ۸) ما کان لبشر ان یؤتیہ اللہ الکتٰب (الآیۃ) میں دیا گیا کہ یہ بھی عیسےٰ علیہ السلام پر بہتان ہے، وہ تو اللہ کے پیغمبر تھے اور اللہ کے پیغمبر سے یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ اللہ کی توحید کے خلاف لوگوں کو تعلیم دے۔ سوم حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے بارے میں انجیل اور قرآن میں جو کلمات ملتے ہیں مثلاً ابن اللہ (انجیل)، کلمۃ اللہ، روح اللہ (قرآن) ان سے شبہہ ہوتا ہے کہ ان کو اللہ کی بارگاہ میں ایسا قرب حاصل ہے کہ شاید ان کو نظام کائنات میں کچھ اختیارات بھی دیئے گئے ہوں۔ اسکا جواب سورۂ آل عمران (ع ۱) ھو الذی انزل الکتاب منہ اٰیٰت محکمٰت ھن ام الکتٰب واخر متشٰبھٰت ط (الآیۃ) میں دیا گیا کہ یہ کلمات متشابہات میں سے ہیں اور دین و شریعت کے احکام کی بنیاد محکمات ہیں، نہ کہ متشابہات اور متشابہات کی حقیقت اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ان جوابات کی تفصیل اپنے اپنے مقام پر گذر چکی ہے۔

خلاصہ ازالۂ شبہہ اور اس کے بعد اس سے متعلق دونوں دعووں کے بارے میں آیات۔ پہلا دعویٰ تمام انبیاء علیہم السلام کی طرف یہی وحی کی گئی تھی کہ عالم الغیب اور کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، اس لئے صرف اسی کو پکارو۔ دوسرا دعویٰ انبیاء علیہم السلام کی اس متفق علیہ تعلیم کے خلاف جو کچھ ان کی طرف منسوب کیا گیا ہے وہ باغی اور گمراہ علماء کا کارنامہ ہے۔ یہ تحریفات بعد کے لوگوں کے لئے قابل عذر نہیں ہیں جس طرح گوسالۂ سامری کا آواز نکالنا گوسالہ پرستوں کے لئے قابل معذرت نہیں تھا پھر دونوں دعووں کے متعلق آیات ہونگی اور درمیان میں دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ کا بیان ہوگا آخر سورت میں تینوں دلائل عقلی، نقلی اور وحی

تفصیل

کذلک یوحی الیک — تا — وھو العلی العظیم ٥ (ع ۱) انبیاء علیہم السلام کی طرف یہی وحی بھیجی گئی کہ اس سارے جہان میں اللہ تعالیٰ ہی منفرد و مختار اور کارساز ہے۔ تکاد السمٰوت یتفطرن — تا — ھو الغفور الرحیم ٥ فرشتے بھی شرک سے اللہ تعالیٰ کی تقدیس کرتے ہیں اور اہل توحید کیلئے اللہ سے استغفار کرتے ہیں۔ والذین اتخذوا من دونہ (الآیۃ) مشرکین پر زجر مع تخویف ہے

وکذلک اوحینا الیک الخ ترغیب الی القرآن و بشارت و تخویف اخروی۔ ام اتخذوا من دونہ اولیاء الخ اعادۂ زجر۔ فاطر السمٰوت والارض — تا — انہ بکل شیء علیم ٥ یہ لہ ما فی السمٰوت وما فی الارض سے متعلق ہے یعنی یہ مضامین بھی تمام انبیاء علیہم السلام کی طرف وحی کئے گئے کہ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب اور مالک و مختار ہے اور اسکا کوئی شریک نہیں۔

شرع لکم من الدین — تا — ویھدی الیہ من ینیب ٥ (ع ۲) تمام انبیاء علیہم السلام کو ایک ہی دین کو قائم کرنے یعنی اللہ کی توحید کی تبلیغ کرنے اور غیر اللہ کی پکار سے روکنے کا حکم دیا گیا۔ تمام پیغمبر اللہ کی توحید پر متفق تھے۔ وما تفرقوا الا من بعد الخ یہ اس سورت کے مرکزی

شبہہ کا جواب ہے۔ شبہہ یہ ہے کہ جب تمام انبیاء علیہم السلام مسئلہ توحید پر متفق تھے، تو پھر کتب سابقہ میں اس کے خلاف لکھا ہوا کیوں ملتا ہے تو اسکا جواب دیا گیا کہ یہ بعد کے باغی پیشواؤں کی تحریف ہے، انہوں نے مسئلہ توحید کو سمجھنے اور جاننے کے بعد ضد وعناد کی وجہ سے توحید میں اختلاف ڈالا۔ ولو لا کلمۃ سبقت الخ یہ ایک سوال کا جواب ہے۔ ان باغیوں اور سرکشوں پر عذاب کیوں نہیں آتا جو توحید کا انکار کرتے ہیں۔ جواب دیا گیا کہ عذاب کا ایک وقت مقرر ہے اور وہ اپنے وقت پر آئیگا۔ وان الذین اورثوا الکتٰب الخ ان گمراہ کن اور باغی علماء کے بعد جو لوگ آئے وہ انکی محرف کتابوں کو دیکھ کر توحید کے بارے میں شکوک وشبہات کا شکار ہو گئے۔ فلذلک فادع ۔ تا ۔ والیہ المصیر ٥ یہ ما قبل پر چار امور متفرعہ ہیں۔ (۱) فلذلک فادع آپ اسی حکمنامہ کی دعوت دیتے رہیں (۲) واستقم کما امرت اسی پر قائم رہیں۔ (۳) ولا تتبع اھواءھم ان کی خواہشات کی پیروی نہ کریں۔ (۴) قل اٰمنت الخ میرا اسی پر ایمان ہے جو خدا نے نازل فرمایا۔ باغیوں کی تحریفات کو نہیں مانونگا۔ وامرت لاعدل بینکم مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تمہارے درمیان انصاف کروں۔ حاصل یہ ہے کہ وہ لوگ شکوک میں پڑے رہیں اور باغیوں کی تحریرات کو مانتے رہیں، لیکن آپ مسئلہ توحید کی دعوت کو جاری رکھیں اور اسی پر قائم رہیں اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کو حاجات میں پکاریں اور اسی کی تبلیغ کریں۔ اور اعلان کر دیں کہ میں اسی چیز کو مانونگا جو اللہ نے نازل فرمائی ہے اور مجھے انصاف کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

والذین یحاجون فی اللہ الخ باغی اور گمراہ علماء کی تحریفات کی پیروی کرتے ہوئے جن لوگوں نے اللہ کی توحید کو چھوڑا وہ اس بارے میں معذور نہیں ہیں، کیونکہ اول تو اللہ تعالیٰ نے کتاب نازل فرما دی ہے جو حق و باطل کے درمیان میزان ہے۔ دوم اس مسئلہ کو انبیاء علیہم السلام اور علماءِ حق تسلیم کر چکے ہیں اس لئے ان مشرکین کا عذر قابل قبول نہیں جیسا کہ گوسالہ سامری کا آواز نکالنا گوسالہ پرستوں کے لئے معذور ہونے کا سبب نہ بن سکا۔ وما یدریک لعل الساعۃ قریب ۔ تا ۔ لفی ضلل بعید ٥ یہ مشرکین کے لئے تخویف اخروی ہے۔

اللہ لطیف بعبادہ (الآیۃ) یہ آیت پہلے دعوے سے متعلق ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہی کارساز ہے، اس لئے غائبانہ اسی کو پکارو من کان یرید الخ (ع ۳) یہ ترغیب فی الآخرۃ وتزہید فی الدنیا ہے۔ ام لھم شرکاء الخ یہ دوسرے دعوے سے متعلق ہے۔ خدا کی شریعت میں تو یہی تھا کہ صرف اللہ ہی کو پکارو، کیا تمہارے پیشواؤں اور معبودوں نے اسکی شریعت کے خلاف کوئی نئی شریعت بنالی ہے؟ ولو لا کلمۃ الفصل ۔ تا ۔ وھو واقع بھم ط تخویف اخروی ہے۔ والذین اٰمنوا ۔ تا ان اللہ غفور شکور ٥ یہ بشارت اخرویہ ہے اور درمیان میں قل لا اسئلکم الخ سے ترغیب ہے۔ ام یقولون افتری۔ (الآیۃ) یہ شکوی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گذشتہ انبیاء علیہم السلام اور کتب سابقہ کے مطابق دعوت پیش کرتے ہیں، لیکن معاندین پھر بھی آپ کو مفتری کہتے ہیں۔ وھو الذی یقبل التوبۃ (الآیۃ) یہ پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی معاف کنندہ اور غیب داں ہے، اسی سے گناہ بخشواؤ اور اسی کو پکارو۔ ویستجیب الذین اٰمنوا الخ بشارت اخرویہ والکفرون لھم عذاب شدید ٥ تخویف اخروی ولو بسط اللہ الرزق (الآیۃ) یہ ایک سوال کا جواب ہے، وہ ایسا مہربان ہے تو سب کو فراخی سے رزق کیوں نہیں دیتا؟ اگر وہ سبکو فراخی سے رزق دیتا تو سب ہی اس کے احکام سے باغی ہو جاتے، اس لئے وہ اپنی حکمت سے ہر ایک کو ایک خاص اندازے سے دیتا ہے۔ وھو الذی ینزل الغیث ۔ تا ۔ اذا یشاء قدیر ٥ یہ پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ کارساز اور متصرف و مختار وہی ہے، اس لئے حاجات میں اسی کو پکارو یہ پہلے دعوی پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ وما اصابکم من مصیبۃ ۔ تا ۔ فمتاع الحیوۃ الدنیا (ع ۴) یہ تخویف دنیوی ہے۔ وما عند اللہ ۔ تا ۔ فاولئک ما علیھم من سبیل ٥ یہ ایمان والوں کے لئے بشارت اخرویہ ہے۔ اور اس میں دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ کا بیان بھی ہے۔ (۱) شرک نہ کرو۔ للذین اٰمنوا وعلی ربھم یتوکلون (۲) ظلم نہ کرو الذین یجتنبون الخ اور (۳) احسان کرو واذا ما غضبوا ھم یغفرون۔ انما السبیل علی الذین یظلمون (الآیۃ) یہ تخویف اخروی ہے۔ ومن یضلل اللہ الخ (ع ۵) یہ دوسرے دعوے سے متعلق ہے یعنی جو شخص محض ضد و عناد کی وجہ سے باطل پرست علماء کی تحریفات کو مان کر گمراہ ہو گیا، اسے راہ راست پر کوئی نہیں لا سکتا۔ وتری الظلمین ۔ تا ۔ فما لہ من سبیل یہ تخویف اخروی ہے۔

استجیبوا لربکم ۔ تا ۔ وما لکم من نکیر ٥ یہ دوسرے دعوے سے متعلق ہے اور تخویف اخروی بھی ہے۔ یعنی باغیوں اور گمراہوں کی تحریفات کی پیروی نہ کرو اور صرف اللہ ہی کو پکارو۔ فان اعرضوا الخ یہ زجر مع تسلیہ ہے۔ اگر معاندین اعراض کرتے ہیں، تو آپ غمگین نہ ہوں آپکا کام سنانا اور سمجھانا ہے نہ کہ منوانا۔ وانا اذا اذقنا (الآیۃ) یہ زجر ہے۔ للہ ملک السمٰوت ۔ تا ۔ انہ علیم قدیر ٥ یہ پہلے دعوی پر عقلی دلیل ہے اور پہلے دعوی سے متعلق ہے۔ ساری کائنات میں وہی متصرف و مختار ہے اور اولاد دینا بھی اسی کے اختیار میں ہے۔ اس لئے حاجات میں اسی کو پکارو۔ وما کان لبشر (الآیۃ) یہ دوسرے دعوے سے متعلق ہے اور شرع لکم من الدین کے ساتھ بھی اور دلیل نقلی کی طرف اشارہ ہے گذشتہ انبیاء علیہم السلام اور آپ کے ساتھ تین ہی طریقوں سے کلام کیا گیا۔ جو چیز اس وحی کے خلاف ہو گی وہ مفسد اور گمراہ کن پیشواؤں کی ایجاد اور تحریف ہو گی۔ وکذلک اوحینا الیک الخ یہ دلیل وحی ہے۔ ان ہی تین طریقوں سے ہم نے آپ کی طرف وحی بھیجی ہے اور انبیاء سابقین علیہم السلام کی طرح آپکو بھی توحید ہی کے لئے مبعوث کیا ہے۔ صراط اللہ الذی لہ ما فی السمٰوت (الآیۃ) یہ دلیل عقلی کی طرف اشارہ ہے ۲ کذلک یوحی الیک۔ اس سورت میں جو مضمون توحید نازل کیا گیا ہے یہی مضمون ہم اس سے پہلی سورتوں میں آپکی طرف نازل کرتے رہے ہیں، اور یہی مضمون توحید گذشتہ انبیاء علیہم السلام کی طرف وحی کرتے رہے ہیں۔ کلام مستأنف وارد لتحقیق ان مضمون

السورة موافق لما فی تضاعیف الکتب المنزلة علی سائر الرسل المتقدمین فی الدعوة الی التوحید والارشاد الی الحق (روح ج ٢٥ ص ١٠) کذلک یعنی اس کی مانند یہ تعبیر اس لئے اختیار کی گئی کہ عبارت وہ نہیں، البتہ مضمون وہی ہے۔ ای مثل ذلک الوحی (مدارک، جامع البیان) یوحی میں حال گذشتہ کو مضارع سے تعبیر کیا گیا تاکہ استمرار و دوام پر دلالت کرے۔ وذکر المضارع للاستمرار وبیان العادة (جامع البیان ص ٤١٤) **ف٣** لہ ما فی السموٰت۔ اس سے پہلے قولوا مقدر ہے یعنی انبیاء علیہم السلام کی طرف وحی میں انھیں حکم دیا گیا کہو، زمین و آسمان میں جو کچھ ہے، سب اللہ کا ہے اور ساری کائنات میں وہی متصرف و مختار ہے وھو العلی العظیم وہ نہایت بلند اور بڑی شان والا ہے، کوئی اس پر جبر نہیں کر سکتا اور کوئی اس سے اپنی مرضی کے مطابق کام نہیں کرا سکتا۔ قال الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ یا یہ استیناف ہے اللہ تعالیٰ کی عظمت و حکمت کی تقریر و تبیین کیلئے۔ استیناف مقرر لعزتہ تعالی وحکمتہ عز وجل (روح ج ٢٥ ص ١١) **ف٤** تکاد السموٰت۔ (الآیة) اس میں اللہ تعالیٰ کی عظمت شان اور ہیبت و جلال کا بیان ہے۔ قریب ہے کہ اللہ کے خوف اور اس کی ہیبت و خشیت سے آسمان اوپر سے پھٹ پڑیں ای یتشققن من عظمة اللہ وجلالہ (قرطبی ج ١٦ ص ٤) اسکی عظمت شان کا یہ عالم ہے کہ فرشتے بھی ہر قسم شرک سے اسکی تنزیہ و تقدیس میں مصروف ہیں اور کہتے ہیں کہ ہر حمد و ثنا کا مستحق اللہ تعالیٰ ہے، اسلئے کہ ہر نعمت اسی کے قبضہ و اختیار میں ہے اور وہ سب کا پروردگار ہے۔ بحمد ربھم میں باء برائے تلبس ہے (روح) اللہ کے فرشتے ایک طرف تو اللہ کی تسبیح و تحمید کر رہے ہیں اور دوسری طرف ان لوگوں کے لئے استغفار بھی کرتے ہیں جنہوں نے شرک سے توبہ کی اور اللہ کی توحید کا راستہ (صراط مستقیم) اختیار کیا۔ من فی الارض سے مومنین مراد ہیں جیسا کہ سورۂ مومن (ع ١) میں گذر چکا ہے۔ فاغفر للذین تابوا واتبعوا سبیلک (الآیات) **ف٥** والذین اتخذوا (الآیات) یہ زجر مع تخویف ہے جن لوگوں نے اللہ کے سوا کئی اور کارساز بنا رکھے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے اعمال و احوال کا نگران ہے اور ان کے تمام اعمال اس کے احاطۂ علم میں ہیں، اس لئے وہ انھیں ان کے اعمال کی پوری پوری سزا دے گا۔ لیکن آپ ان کے ذمہ دار نہیں ہیں، کیونکہ آپ تو انذار و تبلیغ کیلئے بھیجے گئے ہیں اور آپ نے اپنا فریضہ ادا کر دیا **ف٦** وکذلک اوحینا (الآیة) کاف بیان کمال کے لئے ہے یعنی ہم نے یوں اسقدر واضح کر کے یہ مضمون (توحید) عربی زبان میں نازل کیا ہے تاکہ مکہ اور اس کے گرد و نواح کے لوگوں کو اس کے احکام سے خبردار کریں اور انکو قیامت کے دن سے ڈرائیں جس میں سب لوگوں کو اکٹھا کیا جائیگا اور جسکی آمد میں کوئی شک نہیں۔ اس دن تمام انسان دو جماعتوں میں تقسیم ہوں گے ایک ایمان والوں کی جماعت یہ جنت میں جائیگی اور دوسری کفار و مشرکین کی جماعت یہ جہنم کا ایندھن ہوگی۔ یہ مشرکین اگر ایسا واضح قرآن [illegible]

ن زجر مع تخویف ١٢

ن کاف بیان کمال کے لئے ہے ١٢

ن اعادہ زجر ١٢

يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ

پھٹ پڑیں ف٤ آسمان اوپر سے ف١ اور فرشتے پاکی بولتے ہیں خوبیاں اپنے رب کی

وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ

اور گناہ بخشواتے ہیں زمین والوں کے سنتا ہے وہی ہے معاف کرنیوالا

الرَّحِيْمُ ⑤ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ اللّٰهُ

مہربان ف٢ اور جنھوں نے پکڑے ہیں ف٥ اس کے سوائے رفیق اللہ کو

حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ ڮ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ⑥ وَكَذٰلِكَ

وہ سب یاد ہیں اور تجھ پر نہیں ان کا ذمہ اور ف٦ اسی طرح

اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ

اتارا ہم نے تجھ پر قرآن عربی زبان کا کہ تو ڈر سنا دے بڑے گاؤں کو اور اس کے

حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ فَرِيْقٌ فِي

آس پاس والوں کو اور خبر سنا دے جمع ہونیکے دن کی اس میں دھوکہ نہیں ایک فرقہ

الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ⑦ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ

بہشت میں اور ایک فرقہ آگ میں ف٣ اور ف٥ اگر چاہتا اللہ تو سب لوگوں کو کرتا

اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَاۗءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ

ایک ہی فرقہ ولیکن وہ داخل کرتا ہے جس کو چاہے اپنی رحمت میں

وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ⑧ اَمِ اتَّخَذُوْا

اور گنہگار جو ہیں ان کا کوئی نہیں رفیق اور نہ مددگار کیا ف٦ انھوں نے

مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ ۚ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى ۡ

پکڑے ہیں اس سے ورے کام بنانیوالے سو اللہ جو ہے وہ ہی ہے کام بنانیوالا اور وہی جلاتا ہے مُردوں کو

وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ⑨ وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ

اور وہ ہر چیز کر سکتا ہے اور جس ف٩ بات میں جھگڑا کرتے ہو تم لوگ کوئی چیز

ع ١ ٢

موضح قرآن ف١ آسمان پھٹ پڑیں رب کی عظمت کے زور سے۔ یا فرشتوں کے ذکر کی کثرت سے تاثیر ہو اور پھٹ پڑے حضرت نے فرمایا آسمانوں میں چار انگشت جگہ نہیں جہاں کوئی فرشتہ سر نہیں رکھ رہا سجدے میں ف٢ بڑا گاؤں فرمایا مکے کو کہ سارے عرب کا مجمع وہاں ہوتا ہے اور ساری دنیا میں گھر اللہ کا وہیں اس پاس اول عرب بعد اسکے ....

فتح الرحمٰن ف١ یعنی از ہیبت الٰہی ١٢

کبھی نہیں مانتے، توجہنم کے لئے تیار رہیں ف۷ ولو شآء اللہ (الآیۃ) اللہ تعالیٰ قادر و متصرف ہے، اگر وہ چاہتا تو تمام بنی آدم کو جبراً توحید پر قائم کردیتا اور اس طرح ساری انسانیت ایک ہی امت ہوتی، لیکن جبری ایمان مطلوب نہیں، اس طرح جزاء و سزا کی حکمت فوت ہوجاتی ہے اور امتحان و ابتلاء کا سلسلہ ختم ہوجاتا ہے جسکی خاطر انسان کو پیدا فرمایا۔ الذی خلق الموت والحیٰوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا (ملک ع ۱) اور سورہ مائدہ (ع ۷) میں ارشاد ہے ولو شآء اللہ لجعلکم امۃ واحدۃ ولکن لیبلوکم فی ما اٰتٰکم (الآیۃ) ولکن یدخل الخ یہ اسی امتحان و ابتلاء کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی انسان کو اختیار دیدیا اور دونوں راستے اس پر واضح کردیئے گئے۔ اب وہ دونوں راستوں میں جو بھی اختیار کرے گا، اسی کے مطابق اسکا انجام ہوگا۔ اگر صراط مستقیم کو اختیار کریگا تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت میں داخل کریگا، کیونکہ ایسے لوگوں ہی کو وہ اپنی رحمت میں داخل کرنا چاہتا ہے۔ اور جو کفر و شرک اختیار کرے گا ایسے ظالم اور بے انصاف اس کے غضب کے مستحق ہوں گے اور انکا کوئی یار و مددگار نہیں ہوگا جو ان کو اللہ کے غضب سے بچا سکے ف۸ ام اتخذوا من دونہ اولیآء۔ یہ زجر کا اعادہ ہے۔ کیا ان لوگوں نے اللہ کے سوا اوروں کو کارساز اور مددگار بنا رکھا ہے، تاکہ آڑے وقت میں ان کے کام آئیں؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ ہی سب کا یار و مددگار اور سب کا کارساز ہے، اسکی شان یہ ہے کہ وہ مُردوں کو بھی زندہ کرسکتا ہے اور ہر چیز اور ہر کام پر قدرت رکھتا ہے۔ یہ صفات اللہ کے سوا کسی میں نہیں پائی جاتیں۔ اس لئے اس کے سوا کسی اور کو اپنا مددگار اور کارساز نہ سمجھو یعنی ان من یکون بھذہ الصفۃ فھو الحقیق بان یتخذ ولیا ومن لا یکون بھذہ الصفۃ فلیس بولی (خازن ج ۶ ص ۱۱۷) ف۹ وما اختلفتم فیہ (الآیۃ) یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی حکایت ہے، آپ نے مسلمانوں سے فرمایا جن شرائع میں تمہارے درمیان اور مشرکین اور اہل کتاب کے درمیان اختلاف ہوجائے تو اس کا فیصلہ اللہ کے سپرد ہے اور اسمیں اسی کا حکم قطعی ہے وہی اللہ میرا مالک و کارساز ہے اسی پر میرا بھروسہ ہے میں ہر معاملے میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ یہ ہے کہ سچا دین، دین اسلام ہے جو توحید کی تعلیم دیتا ہے، نہ کہ دینِ مشرکین۔ اسی طرح شریعت سازی اللہ کا کام ہے۔ احبار و رہبان کو اللہ کی شریعت میں ترمیم و اضافہ اور تحریف و تبدیل کا کوئی اختیار نہیں۔ ای ما خالفکم فیہ الکفار من اھل الکتاب والمشرکین من امر الدین، فقولوا لھم حکمہ الی اللہ لا الیکم وقد حکم ان الدین ھو الاسلام لا غیرہ، و امور الشرائع انما تتلقی من بیان اللہ (قرطبی ج ۱۶ ص ۷) ف۱۰ فاطر السموت والارض۔ یہ لہ ما فی السموت وما فی الارض ہی سے متعلق ہے۔ گویا مضمون کے اعتبار سے یہ سب یوحی کا مفعول بہ ہے۔ یعنی تمام انبیاء علیہم السلام کی طرف وحی بھیجی گئی کہ کارساز اور عالم الغیب ہونے میں اللہ کا کوئی شریک نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فطرۃ زمین و آسمان

فَحُكْمُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّيْ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖۗ وَاِلَيْهِ
اس کا فیصلہ ہے اللہ کے حوالے وہ اللہ ہے رب میرا اسی پر ہے مجھ کو بھروسہ اور اسی کی طرف
اُنِيْبُ ⑩ فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ
میری رجوع ہے بنا نکالنے والا آسمانوں کا ف۱۰ اور زمین کا بنا دیئے تمہارے واسطے
اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا ۚ يَذْرَؤُكُمْ
تم ہی میں سے جوڑے اور چوپایوں میں سے جوڑے بکھیرتا ہے تم کو اسی
فِيْهِ ؕ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ⑪ لَهٗ
طرح نہیں ہے اس کی طرح کا سا کوئی اور وہی ہے سننے والا دیکھنے والا اسی کے پاس ہیں
مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ
کنجیاں آسمانوں اور زمین کی ف۱۱ پھیلا دیتا ہے روزی جس کے واسطے
يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ⑫ شَرَعَ لَكُمْ
چاہے اور ماپ کر دیتا ہے وہ ہر چیز کی خبر رکھتا ہے راہ ڈال دی تمہارے لئے
مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَ
دین میں ف۱۲ وہی جس کا حکم کیا تھا نوح کو اور جس کا حکم بھیجا ہم نے تیری طرف اور
مَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا
جس کا حکم کیا ہم نے ابراہیم کو اور موسیٰ کو اور عیسیٰ کو یہ کہ قائم رکھو
الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ؕ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا
دین کو اور اختلاف نہ ڈالو اس میں بھاری ہے شرک کرنیوالوں کو وہ چیز
تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ؕ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ
جس کی طرف تو ان کو بلاتا ہے اللہ چن لیتا ہے اپنی طرف سے جس کو چاہے اور راہ دیتا ہے
اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ⑬ وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ
اپنی طرف اس کو جو رجوع لائے ف اور جنہوں نے اختلاف ڈالا سو سمجھ آچکنے کے بعد ف۱۳

مر متعلق بہ لہ ما فی السموت وما فی الارض ۱۲

مر ایضاً ۱۲

مر اعادۂ دعویٰ

تمام پیغمبروں کا دین ایک ہے ۱۲

مر جواب شبہہ و دعویٰ ثانیہ ۱۲

موضح قرآن ف اصل دین ہمیشہ سے ایک ہی ہے اس کو قائم کرنے کے طریق ہر وقت میں اللہ نے جدا ٹھیرا دیئے ہیں۔ **فتح الرحمٰن** ف یعنی بحق حاصل آنست کہ انبیاء علیہم السلام در اصول دین متفق اند و اختلاف شرائع در فروع است وبس ۱۲۔

میں وہی تعلق رکھا ہے جو مادہ اور نر میں ہوتا ہے۔ جس طرح اس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا اور ان دونوں کے خواص کے ملاپ سے یہ ساری نعمتیں اور برکتیں رونما ہوئیں، اسی طرح اس نے انسانوں کی جنس ہی سے ان کی بیویاں پیدا کیں جیساکہ سورہ نساء (ع ۱) میں ہے الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منہا زوجہا ای من جنسہا اور سورۂ نحل (ع ۱۰) میں فرمایا واللہ جعل لکم من انفسکم ازواجا (الآیۃ) ای من جنس انفسکم۔ (جعل لکم من انفسکم) خلق لکم من جنسکم (مدارک ج ۴ ص ۷۷) اور اس نے چوپایوں کے بھی جوڑے (نر و مادہ) پیدا کئے۔ یذرؤکم فیہ۔ ضمیر غائب الجعل کی طرف راجع ہے جو جَعَلَ سے مفہوم ہے فکانہ قال یخلقکم ویکثرکم فی الجعل (قرطبی ج ۱۶ ص ۸) یعنی جوڑوں کی صورت میں وہ تمہیں نسلاً بعد نسل پھیلا رہا ہے۔ لیس کمثلہٖ شیٔ وہ اپنی ذات وصفات میں تخلیق کائنات میں اور تدبیر عالم میں یگانہ، بے مثل اور بے نظیر ہے، کوئی بھی اس سے مشابہ اور اس کے مانند نہیں، کیونکہ وہ ہر بات کو سننے والا اور ہر چیز کو دیکھنے والا ہے۔ والذی یعتقد فی ھذا الباب ان اللہ جل اسمہ فی عظمتہ وکبریائہ وملکوتہ وحسنی اسمائہ وعلیٰ صفاتہ لا یشبہ شیئا من مخلوقاتہ ولا یشبّہ بہ (قرطبی ج ۱۶ ص ۸) ف۱۱ لہ مقالید السمٰوٰت (الآیۃ) یہ بھی لہ ما فی السمٰوٰت الخ سے متعلق ہے۔ جس طرح ساری کائنات کا خالق اور مالک وہی ہے، اسی طرح زمین و آسمان کے خزانوں کی کنجیوں کا مالک بھی وہی ہے۔ تمام خزانۂ رحمت و رزق اسی کے ہاتھ میں ہیں، تندرستی، دولت، اولاد، عزت وغیرہ اور ان کے اضداد سب اسی کے قبضہ و اختیار میں ہیں، وہ جسے چاہتا ہے فراخی سے روزی دیتا ہے اور جس پر چاہتا ہے روزی تنگ کر دیتا ہے۔ وہ ہر چیز کو اچھی طرح جانتا ہے، اس لئے جو کچھ بھی کرتا ہے اپنے علم و حکمت کے تقاضے کے مطابق کرتا ہے۔ ابتداء سورت سے یہاں تک واضح ہو گیا کہ سارے عالم میں اللہ تعالیٰ ہی متصرف و مختار ہے اور وہی غیب داں ہے، کوئی چیز اس کے علم و قدرت سے باہر نہیں اور ان صفات میں کوئی جن و بشر، کوئی ملک و مرسل اس کا شریک نہیں۔ اس سے واضح ہو گیا کہ جب وہی کارساز اور عالم الغیب ہے، تو حاجات میں مافوق الاسباب صرف اسی کو پکارنا چاہئے۔

ف۱۲ شرع لکم من الدین (الآیۃ) تمہارے لئے ہم نے وہی دین مقرر کیا ہے جس کو قائم کرنے کا نوح کو حکم دیا تھا، اور جس کا آپ کو وحی کے ذریعے سے حکم دیا ہے اور جسے قائم کرنے کا ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ (علیہم السلام) کو حکم دیا تھا۔ ہم نے ان تمام اولوا العزم پیغمبروں کو حکم دیا تھا کہ اس دین (دین توحید) کو قائم کرو اور اس میں اختلاف نہ کرو۔ دین کو قائم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی توحید اور تمام ضروریات دین پر ایمان لائیں اور اس کے احکام کی اطاعت کریں۔ ای دین الاسلام الذی ھو توحید اللہ تعالیٰ وطاعتہ والایمان بکتبہ ورسلہ وبیوم الجزاء وسائر مایکون العبد بہ مؤمنا (روح ج ۲۵ ص ۲۱) فیہ ای فی التوحید یعنی توحید جو تمام انبیاء علیہم السلام کا دین تھا۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ ولا تکونوا من المشرکین ومن الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعا (روم ع ۴) ما تدعوھم الیہ یعنی توحید کو مانو اور شرک کو چھوڑ دو ای من التوحید ورفض الاوثان (خازن ج ۶ ص ۱۱۹) مشرکین پر یہ بات نہایت گراں گذرتی ہے جب انھیں توحید کی دعوت دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز اور غیب داں نہیں، اس لئے حاجات میں صرف اسی کو پکارو۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنے دین اور توحید کے لئے چن لیتا ہے اور اسے قبول حق کی توفیق دیدیتا ہے اور جنتا کس کو ہے اور قبول ہدایت کی توفیق کس کو دیتا ہے جو اخلاص اور صدق نیت سے اسکی طرف رجوع کرے اور انصاف سے راہ حق کی تلاش کرے، ضد اور عناد سے دُور رہے۔ حاصل یہ ہے کہ ایک اللہ کی عبادت کرو اس کیساتھ شرک نہ کرو یہ تمام نبیوں کا دین ہے۔ وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیہ انہ لا الٰہ الا انا فاعبدون (انبیاء ع ۲)

ف۱۳ وما تفرقوا۔ یہ ایک شبہہ کا جواب ہے کہ جب تمام انبیاء علیہم السلام کا دین ایک ہی تھا اور مسئلہ توحید سب کا اجماعی دین تھا، تو جو کتابیں اور صحیفے ان پر نازل ہوئے، ان میں مسئلہ توحید کے خلاف مضامین کیوں پائے جاتے ہیں؟ اسکا جواب دیا گیا کہ بے شک تمام انبیاء علیہم السلام مسئلہ توحید پر متفق تھے اور یہی مسئلہ ان کی طرف وحی کیا گیا، لیکن بعد میں دنیا پرست، باغی اور گمراہ کن علماء اور پیشواؤں نے حق کو سمجھنے کے بعد جان بوجھ کر کتب سابقہ میں تحریف کر ڈالی اور ان میں توحید کے خلاف عبارتیں اپنی طرف سے درج کر دیں اور یہ سب کچھ انہوں نے محض ضد و عناد کی وجہ سے کیا ہے۔ اس سے تین باتیں معلوم ہوئیں اوّل یہ کہ توحید میں اختلاف کس نے ڈالا؟ مشرک پیشواؤں اور گمراہ کن اور زر پرست علماء نے۔ دوم اختلاف کب ڈالا؟ جب ان کے پاس علم آگیا اور ان کو حق معلوم ہو گیا، گویا یہ اختلاف انہوں نے جان بوجھ کر ڈالا ہے، کسی غلط فہمی کی بنا پر نہیں ڈالا۔ سوم۔ اختلاف کیوں ڈالا؟ محض ضد و عناد اور سرکشی کی وجہ سے۔ ولولا کلمۃ سبقت۔ یہ اس شبہہ کا جواب ہے کہ پھر ان معاندین پر فوراً عذاب کیوں نہ آیا؟ فرمایا:۔ عذاب کے لئے ایک وقت مقرر تھا (قیامت کا دن یا اواخر حیات) اگر وقت معین نہ ہوتا تو اسی وقت ہی ان کا قصہ تمام کر دیا جاتا۔ اجل مسمی ھو یوم القیامۃ او اخر اعمارھم المقدرۃ (بیضاوی) وان الذین اورثوا الکتاب الخ ان محرّف اور گمراہ کن پیشواؤں سے وہ کتابیں جب بعد میں آنے والے لوگوں کو ملیں، تو وہ بھی ان محرّف اور تبدیل شدہ کتابوں کو پڑھ کر مسئلہ توحید کے بارے میں شکوک و شبہات کا شکار ہو گئے۔ آگے چار امور مذکور ہیں جو ماقبل پر متفرع ہیں۔

۱۴ فلذلك فادع۔ یہ پہلا امر متفرع ہے یہ اصل میں فادع لذلك، لذلك فادع۔ پہلے جملے سے ادع حذف کر دیا گیا اور دوسرے سے لذلك کو تاکہ تکرار مع اختصار ہو جائے فبذلك فلیفرحوا کی ترکیب بھی یہی ہے۔ نقلہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ عن الرضی۔ جب تمام انبیاء علیہم السلام کی دعوت ایک ہی تھی، لیکن باغیوں نے اس میں ضد و عناد سے اختلاف ڈالدیا ہے، تو آپ اسی دینِ توحید کی دعوت دیتے رہیئے جسکی تمام انبیاء علیہم السلام کو تاکید کی گئی و استقم کما امرت یہ دوسرا امر متفرع ہے اور جس طرح آپ کو حکم دیا گیا ہے، آپ اسی طرح دعوت پر قائم رہیں و لا تتبع اھواء ھم یہ تیسرا امر متفرع ہے اور ان گمراہ کُن پیشواؤں اور شرک کے رہنماؤں کی خواہشات کا اتباع نہ کریں۔ ای الی ما وصی اللہ تعالی بہ الانبیاء من التوحید (معالم وخازن ج ۶ ص ۱۱۹) **۱۵** وقل اٰمنت یہ چوتھا امر متفرع ہے اور آپ فرماویں میں تو صرف اسی کتاب پہ ایمان لایا ہوں جو اللہ نے نازل فرمائی ہے، ان باغیوں اور گمراہی پھیلانے والوں کی تحریرات اور تحریفات کو ماننے کیلئے تیار نہیں ہوں۔ و امرت لاعدل بینکم یہ پانچویں امر متفرع میں داخل ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تبلیغ توحید اور فصل احکام میں تمہارے درمیان برابری کروں یہ مسئلہ سب کو سناؤں اور کسی کی طرفداری نہ کروں۔ فی تبلیغ الشرائع و الحکم بین المتخاصمین (مظہری ج ۸ ص ۳۱۴) اللہ تعالیٰ ہی ہمارا مالک وکارساز ہے اور تمہارا بھی۔ ہم اپنے اعمال کے ذمہ دار ہیں اور تم اپنے اعمال کے ذمہ دار ہو۔ ہمارے اعمالِ خیر کا تمہیں کوئی فائدہ نہیں اور تمہارے اعمال شرک کا ہمیں کوئی نقصان نہیں اسکا دوسرا مطلب یہ ہے کہ ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں۔ یعنی شرک سے پاک ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لئے ہیں یعنی تمہارے اعمال سراسر مشرکانہ ہیں۔ رہا یہ کہ ہم تمہیں اسلام اور توحید کی دعوت کیوں دیتے ہیں تو محض تمہاری خیر خواہی کے لئے لاحجۃ بیننا و بینکم اس لئے خصومت اور جھگڑے کی کوئی وجہ نہیں۔ لان اعمالکم لا یضرنا و اعمالنا لا یضرکم انما ندعوکم الی الاسلام نصحا لکم، فلا وجہ للخصومۃ والعداوۃ (مظہری) یا مطلب یہ ہے کہ دین حق حجت و دلیل کے اعتبار سے غالب ہو چکا ہے اور تم پر حجت خداوندی قائم ہو چکی ہے، اس لئے اب تم پر احتجاج کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی اور تمہارے انکار کی عناد و مکابرہ کے سوا کوئی توجیہہ نہیں ہو سکتی۔ ای لا احتجاج ولا خصومۃ لان الحق قد ظھر، فلم یبق للاحتجاج حاجۃ ولا للمخالفۃ محمل سوی المکابرۃ والعناد (روح ج ۲۵ ص ۲۵) قیامت کے دن اللہ تعالےٰ ہم سب کو جمع کریگا اور سر محشر محق و مبطل کے درمیان آخری اور قطعی فیصلہ فرمائیگا۔ فریق فی

الْعِلْمُ بَغْیًا بَیْنَهُمْ ؕ وَ لَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰۤی

آپس کی ضد سے اور اگر نہ ہوتی ایک بات جو نکلی ہے تیرے رب سے ایک

اَجَلٍ مُّسَمًّی لَّقُضِیَ بَیْنَهُمْ ؕ وَ اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ

مقررہ وعدہ تک تو فیصلہ ہو جاتا انمیں اور جن کو ملی ہے کتاب

مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِیْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِیْبٍ ﴿۱۴﴾ فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَ

ان کے پیچھے وہ البتہ اُس کے دھوکے میں ہیں ف۱ سو تو اسی طرف بلا ۱۴ اور

اسْتَقِمْ كَمَاۤ اُمِرْتَ ۚ وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ۚ وَ قُلْ

قائم رہ جیسا کہ فرما دیا ہے تجھ کو اور مت چل ان کی خواہشوں پر اور کہہ

اٰمَنْتُ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَ اُمِرْتُ لِاَعْدِلَ

میں یقین لایا ۱۵ ہر کتاب پر جو اتاری اللہ نے اور مجھ کو حکم ہے کہ انصاف کروں

بَیْنَكُمْ ؕ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَ رَبُّكُمْ ؕ لَنَاۤ اَعْمَالُنَا وَ لَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ؕ

تمہارے بیچ میں اللہ رب ہے ہمارا اور تمہارا ہم کو ملیں گے ہمارے کام اور تمکو تمہارے کام

لَا حُجَّةَ بَیْنَنَا وَ بَیْنَكُمْ ؕ اَللّٰهُ یَجْمَعُ بَیْنَنَا ۚ وَ اِلَیْهِ الْمَصِیْرُ ﴿۱۵﴾

کچھ جھگڑا نہیں ہم میں اور تم میں اللہ اکٹھا کرے گا ہم سب کو ف۱ اور اسی کیطرف پھر جانا ہے ف۲

وَ الَّذِیْنَ یُحَآجُّوْنَ فِی اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا اسْتُجِیْبَ لَهٗ

اور جو لوگ جھگڑا ڈالتے ہیں ۱۶ اللہ کی بات میں جب لوگ اسکو مان چکے ف۲ ان کا

حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ عَلَیْهِمْ غَضَبٌ وَّ لَهُمْ

جھگڑا باطل ہے ان کے رب کے یہاں اور ان پر غصہ ہے اور انکو

عَذَابٌ شَدِیْدٌ ﴿۱۶﴾ اَللّٰهُ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ

سخت عذاب ہے ف۳ اللہ وہی ہے جس نے اتاری کتاب سچے دین پر

وَ الْمِیْزَانَ ؕ وَ مَا یُدْرِیْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِیْبٌ ﴿۱۷﴾

اور ترازو بھی ف۴ اور تجھ کو کیا خبر ہے شاید وہ ف۱ گھڑی پاس ہو ۱۷

مر۱ پہلا امر متفرع ۱۲
مر۲ دوسرا امر متفرع ۱۲
مر۳ تیسرا امر متفرع ۱۲
مر۴ چوتھا امر متفرع ۱۲

۵ ایک سوال کا جواب

مر۶ عذر قبول نہ ہونے کی پہلی دلیل ۱۲
مر۷ عذر قبول نہ ہونے کی دوسری دلیل ۱۲
مر۸ تخویف اخروی ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی پہلے لوگ تو ضد سے اپنی بات ثابت کرنے کو کتاب کے معنی بدل دیتے اور پیچھے والے مختلف معنے دیکھتے ہیں تو حیران ہوتے ہیں کہ معنی اُس طرح یا اسطرح یہ اختلاف بُرا ہے جن معنوں میں خلاف نکلتا ہو اور کئی طرح معنے کئے جن میں خلاف نہیں نکلتا اسکا منع نہیں ف۲ پہلی کتاب والوں سے اسطرح کلام کرنا چاہیئے ف۳ یہ ان کتاب والوں کو کہا جو سمجھے لوگوں کو بہکاتے ہیں شبہے ڈالکر ف۴ ترازو فرمایا دین حق کو جسمیں بات پوری ہے نہ کم نہ زیادہ

فتح الرحمن ف۱ یعنی روز قیامت ۱۲۔ ف۲ یعنی جمعی در اسلام داخل شدند ۱۲۔

يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

جلدی کرتے ہیں اس گھڑی کی وہ لوگ کہ یقین نہیں رکھتے اس پر اور جو یقین رکھتے ہیں

مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ ؕ اَلَآ اِنَّ الَّذِيْنَ

ان کو اس کا ڈر ہے اور جانتے ہیں کہ وہ ٹھیک ہے سنتا ہے جو لوگ

يُمَارُوْنَ فِي السَّاعَةِ لَفِيْ ضَلٰلٍۭ بَعِيْدٍ ⑱ اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ

جھگڑتے ہیں اس گھڑی کے آنے میں وہ بہک کر دور جا پڑے اللہ نرمی رکھتا ہے

بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ⑲

اپنے بندوں پر روزی دیتا ہے جس کو چاہے ف۱ اور وہی ہے زور آور زبردست

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ

جو کوئی چاہتا ہو آخرت والی کی کھیتی زیادہ کریں ہم اس کیواسطے اسکی کھیتی اور جو

كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۙ وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ

کوئی چاہتا ہو دنیا کی کھیتی اسکو دیویں ہم کچھ اسمیں سے اور اس کے لئے نہیں آخرت

مِنْ نَّصِيْبٍ ⑳ اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ

میں کچھ حصہ ف۲ کیا ان کے لئے اور شریک ہیں کہ راہ ڈالی ہے انہوں نے ان کے واسطے دین کی

مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ

کہ جس کا حکم نہیں دیا اللہ نے اور اگر نہ مقرر ہو چکی ہوتی ایک بات فیصلہ کی تو فیصلہ ہو جاتا

وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ㉑ تَرَى الظّٰلِمِيْنَ

ان میں اور بیشک جو گنہگار ہیں ان کو عذاب ہے دردناک ف۳ تو دیکھے گا گنہگاروں کو

مُشْفِقِيْنَ مِمَّا كَسَبُوْا وَهُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

کہ ڈرتے ہونگے اپنی کمائی سے اور وہ پڑ کر رہے گا ان پر اور جو لوگ یقین لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ ۚ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ

اور بھلے کام کئے باغوں میں ہیں جنت کے ان کیلئے ہے جو وہ چاہیں

ع ٢

١ متعلق بدعوی اولیٰ ١٢

٢ ترغیب آخرت ١٢

٣ متعلق بدعوی ثانیہ ١٢

٤ تخویف اخروی ١٢

٥ بشارت اخروی ١٢

نہ وفریق فی السعیر **١٦** والذین یحاجون۔ یہ ایک سوال کا جواب ہے کہ جب بعد کے لوگوں نے پہلے لوگوں کی تحریرات کو پڑھا اور گمراہ ہوگئے، تو کہ وہ اس معاملے میں معذور نہیں ہوں گے۔ فرمایا وہ معذور نہیں ہیں، ان کا یہ عذر اللہ کے نزدیک ساقط اور مردود ہے، فی اللّٰہ ای فی توحید اللہ ان کا یہ عذر قبول نہ ہونیکی دو دلیلیں بیان کی گئی ہیں۔ دلیل اوّل من بعد ما استجیب لہ اس مسئلے کو تو علماء اہل کتاب بھی مان چکے ہیں، مراد وہ علما ہیں جو اسلام لا چکے تھے تو علماء ثقات کا اسے مان لینا اس کے حق ہونے کی دلیل ہے، تو ان لوگوں نے ان باغیوں اور گمراہوں کی بات کیوں مانی، ان علماء ثقات کے نقشِ قدم پر کیوں نہیں چلے؟ جب ان کے حق پر علماء مان چکے تو انکا انکار محض مکابرہ ہے۔ من بعد ما استجاب لہ اھل الکتاب بان اقروا بنبوتہ واستفتحوا بہ (بیضاوی) ایسے لوگوں پر جو ایسی حجتِ واضحہ کے باوجود نہیں مانتے، اللہ کا غضب ہے اور ان کے لئے سخت ترین عذاب تیار رہے تائید (١) اولم یکن لھم اٰیۃ ان یعلمہ علمٰٓؤا بنی اسرائیل (شعراء ع ١١)۔ (٢) الذین اٰتینٰھم الکتٰب یتلونہ حق تلاوتہ ط اولٰئک یؤمنون بہ (بقرہ ع ١٤) دلیل ثانی اللہ الذی نزل الخ اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی عظیم الشان کتاب نازل فرما دی ہے جس میں حق (مسئلہ توحید اور دیگر ضروریاتِ دین) کو خوب واضح اور روشن کرکے بیان کر دیا گیا ہے اور ایک ایسی شریعت نازل فرما دی ہے، جو حق و باطل، عدل و انصاف اور تمام حقوق کیلئے ترازو ہے، تو ان لوگوں نے اس کتاب کی طرف کیوں توجہ نہ کی اور اس میں غور و فکر کرکے اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنیکی کوشش کیوں نہ کی؟ اس لئے ان کا عذر قابل قبول نہیں۔ جیسا کہ بنی اسرائیل کا یہ شبہہ اور عذر قبول نہ ہوا کہ گوسالہ سامری آواز کرتا تھا چنانچہ ارشاد فرمایا الم یروا انہ لا یکلمھم ولا یھدیھم سبیلا اتخذوہ وکانوا ظلمین (اعراف ع ١٨) اسی طرح آج بھی اگر کوئی عبارت یا روایت مسئلہ توحید کے خلاف مل جائے تو حجت نہیں ہوگی اور گوسالہ سامری کی آواز سے زیادہ اسکی حیثیت نہیں ہوگی **١٧** وما یدریک۔ یہ تخویف اخروی ہے۔ قیامت سر پہ کھڑی ہے اس لئے آپ اللہ کی کتاب پر عمل کریں، اپنی دعوت پیش کرنے میں مصروف رہیں، نہ ماننے والوں کے لئے آخرت کا عذاب تیار ہے۔ یستعجل بھا الخ جو لوگ قیامت کے آنے پر ایمان نہیں رکھتے وہ از راہ تمسخر و استہزاء کہتے ہیں قیامت کب آئیگی وہ جلدی کیوں نہیں آتی؟ لیکن ایمان والے قیامت کا نام سن کر کانپ اٹھتے ہیں کیونکہ وہ قیامت کے آنے پر اور اس کی ہولناکی پر ایمان رکھتے ہیں۔ جو لوگ قیامت کے بارے میں جھگڑتے ہیں اور اس پر ایمان نہیں لاتے وہ ہدایت اور راہِ راست سے بہت ہی دور ہیں۔ یہاں تک دو دعوے بیان ہوئے۔ اوّل تمام انبیاء علیہم السلام کی طرف اللہ تعالیٰ یہی وحی فرماتا رہا کہ کارساز اور غیب دان صرف اللہ ہی ہے، حاجات میں صرف اسی کو پکارو۔ دوّم مسئلہ توحید

موضح قرآن ف۱ جسکو چاہے جتنی چاہے ف۲ دنیا کے واسطے جو محنت کرے موافق قسمت کے ملے پھر اس محنت کا فائدہ آخرت میں نہیں ف۳ یعنی فیصلے کا وعدہ ہے اپنے وقت پر۔

کے خلاف جو کچھ لکھا گیا ہے وہ دنیا پرست اور گمراہ پیشواؤں نے محض ضد و عناد کی وجہ سے لکھا ہے جو دوسرے لوگوں کے لئے حجت نہیں۔ اب اس کے بعد آخر سورت تک جو آیات ہیں وہ بطور تنویر انہی دو دعووں سے متعلق ہیں **ف۱۸** اَللّٰهُ لطیف (الآیۃ) یہ آیت پہلے دعوے سے متعلق ہے اور اسکی تائید ہے۔ القوی القادر علی کل شیٔ، العزیز ای لا یغالب ولا یدافع قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے حسب حکمت کسی کو زیادہ اور کسی کو کم رزق دیتا ہے، وہ ہر چیز پر قادر اور سب پر غالب ہے۔ لہذا سب کچھ کرنے والا اور کارساز وہی ہے، اس لئے حاجات میں صرف اسی کو پکارو **ف۱۹** من کان یرید (الآیۃ) اس میں آخرت کی ترغیب اور دنیا سے تنفیر و تزہید ہے۔ جو شخص آخرت کی کھیتی چاہتا ہے اور اس کیلئے نیک کام کرتا ہے، تو ہم اس کے ثواب میں اضافہ کر دیتے ہیں، اور ایک نیکی کے بدلے دس سے لیکر سات سو گنا اور اس سے بھی زیادہ ثواب دیتے ہیں اور جو لوگ دنیا چاہتے ہیں اور آخرت سے انھیں کوئی واسطہ نہیں انھیں دنیا ہی میں سے تھوڑا سا حصہ دے دیتے ہیں لیکن آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہ ہوگا، وہاں جہنم کی آگ کے سوا ان کے حصے میں کچھ نہیں آئیگا تائید: من کان یرید العاجلة عجلنا له فيها ما نشآء لمن نرید ثم جعلنا له جهنم (بنی اسرائیل ع ۲) **ف۲۰** ام لهم شرکآء۔ یہ دوسرے دعوے سے متعلق ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی شریعت تو یہی تھی کہ صرف اللہ کی عبادت کرو اور صرف اسی کو پکارو، تو کیا ان کے گمراہ پیشواؤں نے اللہ کی شریعت کے خلاف کوئی ایسی شریعت ان کے لئے بنا دی ہے اور ان کو غیر اللہ کو پکارنے کی اجازت دی ہے جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی؟ حاصل یہ ہے کہ شریعت حقہ وہی ہے جو اللہ نے تمام رسولوں کے پاس بھیجی اس کے خلاف کسی کو اپنی طرف سے اختراع و ایجاد کی اجازت نہیں۔ ولولا کلمة الفصل۔ تا۔ وهو واقع بهم یہ تخویف اخروی ہے کلمة الفصل یعنی عذاب کے لئے اجل معین اگر ان کے عذاب کے لئے وقت معین نہ ہوتا، تو کبھی کا ان کا قصہ پاک کیا جا چکا ہوتا۔ ایسے ظالموں کیلئے جو خدا کی شریعت کے مقابلے میں احکام وضع کرتے ہیں اور جو ان پر عمل کرتے ہیں، نہایت ہی دردناک عذاب تیار ہے۔ قیامت کے دن تو ان مشرکین کو دیکھے گا کہ وہ اپنے کرتوتوں کی سزا سے خائف اور لرزاں ہوں گے، لیکن اس سے کچھ فائدہ نہ ہوگا اور انکے اعمال کی سزا ان کو مل کر رہے گی **ف۲۱** والذین اٰمنوا۔ تا۔ وعملوا الصّٰلحٰت ط یہ ایمان والوں کے لئے بشارت اخرویہ ہے۔ قیامت کے دن وہ جنت کے باغوں میں خوش و خرم ہوں گے، جنت میں وہ جو چاہیں گے، انھیں پروردگار کی طرف سے ملیگا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا اتنا بڑا فضل و احسان ہے کہ حد بیان سے باہر ہے۔ یہ ہے اس کا فضل و احسان اور

عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿۲۲﴾ ذٰلِكَ الَّذِيْ
اپنے رب کے پاس یہی ہے بڑی بزرگی یہ ہے جو
يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ
خوشخبری دیتا ہے اللہ اپنے ایماندار بندوں کو جو کرتے ہیں بھلے کام
قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ؕ
تو کہہ میں مانگتا نہیں ف۲۲ تم سے اس پر کچھ بدلا مگر دوستی چاہیے قرابت میں ف۱
وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ
اور جو کوئی کمائے گا نیکی ف۲۳ ہم اس کو بڑھا دیں گے اسکی خوبی بے شک اللہ
غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿۲۳﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۚ
معاف کرنیوالا حق ماننے والا ہے ف۱ کیا وہ کہتے ہیں کہ اس نے ف۲۴ باندھا اللہ پر جھوٹ
فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ ؕ وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَ
سو اگر اللہ چاہے مہر کردے تیرے دل پر اور مٹاتا ہے اللہ جھوٹ ف۲۵ کو اور
يُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۲۴﴾ وَ
اور ثابت کرتا ہے سچ کو اپنی باتوں سے اس کو معلوم ہے جو دلوں میں ہے ف۲ اور
هُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ
وہی ہے جو قبول کرتا ہے توبہ ف۲۶ اپنے بندوں کی اور معاف کرتا ہے
السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَيَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ
برائیاں اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو ف۳ اور دعا سنتا ہے ایمان
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ
والوں کی جو بھلے کام کرتے ہیں اور زیادہ دیتا ہے ان کو اپنے فضل سے اور
الْكٰفِرُوْنَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴿۲۶﴾ وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ
جو منکر ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے اور اگر پھیلا دے اللہ ف۲۷ روزی

منزل ۶

ف۱ تصدیق رسالت اور اعمال صالحہ کی ترغیب ۱۲

ف۲ شکوی ۱۲

ف۳ جواب شکوی ۱۲

ف۴ متعلق بدعوی اولی ۱۲

ف۵ جواب سوال مقدر ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی قرآن پہنچانے پر کچھ نہیں چاہتا مگر قرابت کی دوستی یعنی میں تمہارا بھائی ہوں ذات کا مجھ سے بدی نہ کرو ف۲ یعنی اللہ اپنے اوپر کیوں جھوٹ بولنے دے دل کو بند کر دے مضمون نہ آوے جسکو باندھے اور چاہے تو کفر مٹا دے بن بھیجے مگر وہ اپنی باتوں سے دین ثابت کرتا ہے اسواسطے نبی پر کلام بھیجتا ہے ف۳ یعنی نبی پیغام پہنچاتا ہے اور بندوں کو سب معاملہ اپنے رب سے ہے۔ **فتح الرحمٰن** ف۱ یعنی با من صلۂ رحمی کنید وایذا نرسانید ۱۲۔

انعام واکرام جسکی وہ اپنے ان بندوں کو خوشخبری دیتا ہے، جو اسکی توحید پر اور تمام اعتقادیات پر ایمان لائیں اور اس کے شرائع و احکام کی پیروی کریں **۲۲** قل لا اسئلکم۔ یہ تصدیق رسالت اور اعمال صالحہ کی ترغیب ہے۔ القربیٰ سے قرابت مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ تم میری قرابت اور رشتہ داری کا لحاظ کرو اور صلۂ رحمی کے طور پر میری تصدیق کرو یا کم از کم مجھے اذیت نہ پہنچاؤ اور میرے کام میں روڑے نہ اٹکاؤ۔ لا اسئلکم علے ھذا البلاغ والنصح لکم مالا تعطونیہ وانما اطلب منکم ان تکفوا شرکم عنی وتذرونی ابلغ رسالات ربی ان لم تنصرونی فلا تؤذونی بما بینی وبینکم من القرابۃ (ابن کثیر ج ۴ ص ۱۱۲) عن ابن عباس یعنی ان تحفظونی لقرابتی وتودونی وتصلوا رحمی (مظہری ج ۸ ص ۳۱۷) ان تودونی فی قرابتی منکم، ای تراعوا ما بینی وبینکم فتصدقونی (قرطبی ج ۱۶ ص ۲۱) جمہور مفسرین نے یہی معنی اختیار کیا ہے۔ یا القربیٰ مصدر ہے بمعنی القربۃ یعنی تقرب جیسا کہ الزلفی اور الزلفۃ ہے اور استثناء منقطع ہے یعنی میں تبلیغ پر تم سے کوئی اجرت اور تنخواہ نہیں مانگتا، میرا تم سے مطالبہ صرف یہ ہے کہ تم دین حق کو قبول کر لو اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے شوق و محبت سے اسکی اطاعت کرو۔ یہ قول ابن عباس، حسن بصری، قتادہ اور دوسرے مفسرین سے منقول ہے۔ الا ان توادوا اللہ وتتقربوا الیہ بطاعتہ (خازن ج ۶ ص ۱۲۲، قرطبی ج ۱۶ ص ۲۲) یا مطلب یہ ہے کہ میں تمہیں توحید کی تبلیغ کوئی اجر یا چندہ مانگنے کیلئے نہیں کرتا۔ بلکہ اس قرابت اور رشتہ داری کا لحاظ کرتے ہوئے جس کی وجہ سے تمام بنی آدم ایکدوسرے کے رشتہ دار ہیں، تمہیں تبلیغ کرتا ہوں تاکہ تم ہلاکت سے بچ جاؤ۔ تائید:۔ وذکر بہ ان تبسل نفس بما کسبت (انعام ع ۸) قال الشیخ قدس سرہٗ بعض لوگوں نے القربیٰ سے ذوی القربیٰ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار اور اہل قرابت (اہل بیت) مراد لئے ہیں، لیکن یہ قول مرجوح ہے اوّل اس لئے کہ کسی صحابی سے منقول نہیں اور مذکورہ بالا پہلے دونوں معنی امام المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے باسانید صحیحہ ثابت ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ تبلیغ رسالت پر اپنے کنبے اور اہل بیت کی محبت کی اجرت مانگنا شان رسالت کے شایان نہیں۔ اور اس میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر کنبہ پروری اور قرابت نوازی کا الزام آتا ہے۔ علامہ آلوسیؒ نے یہ آخری مفہوم نقل کرنے کے بعد لکھا ہے۔ وقد ذہب الجمہور الی المعنی الاول وقیل فی ہذا المعنی انہ لا یناسب شأن النبوۃ لما فیہ من التہمۃ فان اکثر طلبۃ الدنیا یفعلون شیئا ویسألون علیہ ما یکون فیہ نفع لاولادہم وقراباتہم (روح ج ۲۵ ص ۳۳) **۲۳** ومن یقترف (الآیۃ) آیت کے اس حصے سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ القربیٰ سے اعمال صالحہ اور حسنات مراد ہیں جن سے قرب خداوندی حاصل ہوتا ہے۔ جو شخص رضائے الٰہی کے لئے نیکی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اجر و ثواب میں اضافہ فرما کر اس کو چار چاند لگا دیتا ہے کیونکہ وہ خطا کاروں کی خطائیں معاف کرنیوالا اور نیکیوں کا قدر شناس ہے **۲۴** ام یقولون۔ یہ شکوی ہے مشرکین از راہ عناد و مکابرہ الزام لگاتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا پر افتراء کرتا ہے یعنی اس کا یہ کہنا کہ خدا نے مجھے اس بات کی تبلیغ کرنے کا حکم دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کارساز نہیں اور اس کے سوا کسی کو حاجات میں غائبانہ مت پکارو یہ خدا پر افتراء ہے۔ فان یشأ اللہ الخ یہ جواب شکوی ہے اور آپ کے مفتری ہونے کا رد ہے۔ اللہ پر افتراء وہی کر سکتا ہے جس کے دل پر مہر ثبت ہو یعنی وہ نور بصیرت اور معرفت الٰہیہ سے بے بہرہ ہو اور آپ نے جو دعوت پیش کی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز نہیں اور اس کے سوا کسی کو مت پکارو، یہ سراسر عقل کے مطابق اور انبیاء سابقین کی تعلیمات کے عین موافق ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو آپ کے دل پر مہر لگا دیتا اور آپ افتراء کرتے تو آپ کی زبان سے ایسی باتیں ہرگز نہ نکلتیں جو عقل و نقل کے عین مطابق ہوں اور جن سے توحید کے بارے میں مشرکین کے شبہات (کتب سابقہ سے غیر اللہ کی پکار کا جواز معلوم ہوتا ہے) زائل ہوتے ہوں۔ جملۃ معترضۃ اوردت استبعاد الافتراء عن مثلہ بالاشعار علی انہ لا یجتری علیہ الا من کان مختوما علی قلبہ جاہلا بربہ، فاما من کان ذا بصیرۃ ومعرفۃ بربہ فلا، وکانہ قال ان یشأ اللہ خذلانک یختم علی قلبک لتجتری بالافتراء علیہ (مظہری ج ۸ ص ۳۲۱) **۲۵** ویمح اللہ الباطل۔ یہ استیناف ہے اور جزا پر معطوف نہیں، اصل میں یمحو تھا کتابت میں واؤ ساقط ہے جیسا کہ ویدع الانسان میں ساقط ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعوت پیش کی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز نہیں اور اس کے سوا کسی کو نہ پکارو، یہ افتراء نہیں، بلکہ سراپا حق ہے۔ اللہ تعالیٰ اس قرآن کے ذریعے سے شرک کو اور توحید پر کئے گئے شبہات کو (مثلاً یہ کہ ہمیں پہلے لوگوں کی تحریروں سے غیر اللہ کی پکار کا جواز ملتا ہے) مٹاتا اور توحید کو ثابت اور واضح کرتا ہے اور وہ دل کی باتوں کو بھی خوب جانتا ہے، توحید کے بارے میں مشرکین کے وہ شبہات جو ان کے دلوں میں پوشیدہ ہیں، قرآن میں ان کا بھی ازالہ کر دیا گیا ہے **۲۶** وھو الذی یقبل۔ یہ آیت پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ وہ اپنے بندوں پر ایسا مہربان ہے کہ ان کی توبہ قبول فرماتا اور ان کے گناہوں سے درگذر کرتا ہے اور ان کے تمام اعمال و افعال کو جانتا ہے۔ وہی کارساز اور غیب دان ہے، اس لئے حاجات میں اسی کو پکارنا چاہیئے۔ ویستجیب الذین آمنوا الخ۔ یہ بشارت دنیویہ و اخرویہ ہے۔ ایمان والے اللہ تعالیٰ سے جب دعاء مانگتے ہیں، تو وہ انکی دعائیں قبول فرماتا اور محض اپنے فضل و احسان سے ان کے سوال و استحقاق سے زیادہ عطاء فرماتا ہے۔ ای ویجیب اللہ تعالیٰ الذین آمنوا اذا دعوا وحاصلہ یجیب دعاءہم ...... (ویزیدہم) علی ما سألوا واستحقوا (من فضلہ) الواسع جل شانہ (روح ج ۲۵ ص ۳۷) والکٰفرون لہم عذاب شدید ۵ یہ تخویف اخروی ہے اور کفار و مشرکین کیلئے سخت ترین عذاب تیار ہے **۲۷** ولو بسط اللہ۔ یہ سوال مقدر کا جواب ہے جب اللہ تعالیٰ اس قدر مہربان ہے کہ بندوں کی توبہ قبول فرما لیتا ہے اور ان کو روزی بھی دیتا ہے، لیکن سب کی روزی فراخ اور وسیع کیوں نہیں کرتا، فرمایا اگر وہ سب کو وسعت اور فراخی سے دولت دیدے تو سب ہی حدود بندگی کو پھاند کر اللہ کے باغی ہو جائیں اور کبر و غرور میں

لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا

اپنے بندوں کو تو دھوم اٹھادیں ملک میں و لیکن اتارتا ہے ماپ کر جتنی

يَشَآءُ ۭ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۲۷﴾ وَهُوَ الَّذِيْ

چاہتا ہے بے شک وہ اپنے بندوں کی خبر رکھتا ہے دیکھتا ہے اور وہی ہے جو

يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ ۭ وَ

اتارتا ہے مینہ ف۲۵ بعد اس کے کہ آس توڑ چکے اور پھیلاتا ہے اپنی رحمت اور

هُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۸﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ

وہی ہے کام بنانیوالا سب تعریفوں کے لائق اور ایک اسکی نشانی ہے بنانا آسمانوں کا اور

الْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ ۭ وَهُوَ عَلٰي جَمْعِهِمْ

زمین کا اور جس قدر بکھیرے ہیں ان میں جانور اور وہ جب چاہے ان سب

اِذَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ ﴿۲۹﴾ وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا

کو اکٹھا کر سکتا ہے اور جو پڑے تم پر ف۲۹ کوئی سختی سو وہ بدلا

كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ﴿۳۰﴾ وَمَآ اَنْتُمْ

ہے اسکا جو کمایا تمہارے ہاتھوں نے اور معاف کرتا ہے بہت سے گناہ ف۱ اور تم

بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ښ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ

تھکا دینے والے نہیں بھاگ کر زمین میں اور کوئی نہیں تمہارا اللہ کے سوائے

وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۳۱﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ

کام بنانے والا اور نہ مددگار اور ایک اسکی نشانی ہے کہ جہاز چلتے ہیں دریا میں

كَالْاَعْلَامِ ﴿۳۲﴾ اِنْ يَّشَاْ يُسْكِنِ الرِّيْحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ

جیسے پہاڑ ف۳۰ اگر چاہے تھام دے ہوا کو پھر رہیں سارے دن ٹھہرے ہوئے

عَلٰي ظَهْرِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۳۳﴾

اسکی پیٹھ پر مقرر اس بات میں پتے ہیں ہر قائم رہنے والے کو جو احسان مانے

مست ہو کر شر و فساد پھیلاویں، لیکن اللہ تعالیٰ اپنی حکمتِ بالغہ سے ہر شخص کو جتنا چاہتا ہے دیتا ہے، وہ اپنے بندوں کو خوب جانتا ہے، اسے معلوم ہے کہ کون کس مقدار کا مستحق ہے۔ بقدر موصوف ما یشآء صفت، اور صلہ میں ضمیر عائد محذوف ہے ای یشاءہ **۲۵ف** و ھو الذی ینزل۔ یہ آیت پہلے دعوے سے متعلق ہے اور توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے جب لوگ بارش سے ناامید ہو جاتے ہیں اور انھیں خشک سالی کا اندیشہ لاحق ہو جاتا ہے، اس وقت اللہ تعالیٰ ہی باران رحمت نازل فرما کر اپنی رحمت کو عام کر دیتا ہے۔ وہی تمام صفات الوہیت کا مالک اور وہی سب کا کارساز ہے۔ و من ایٰته الخ اسکی وحدانیت اور قدرت کاملہ کے دلائل میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے زمین و آسمان کو پیدا فرمایا اور زمین

دی اور

جب چاہے سب کو اکٹھا بھی کر سکتا ہے اور جس طرح اس نے سب کو پہلی بار پیدا کر لیا اسی طرح وہ موت کے بعد دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ فیھما ان دونوں میں حالانکہ جس جاندار مخلوق پر لفظ دابہ صادق آتا ہے وہ صرف زمین پر ہے۔ جو چیز دونوں میں سے ایک پر ہو اس پر یہ کہنا صحیح ہے کہ یہ چیز ان میں ہے جیسا کہ فرمایا یخرج منھما اللؤلؤ والمرجان حالانکہ موتی اور مونگا دونوں نہیں نکلتے بلکہ صرف سمندر شور سے نکلتا ہے۔ اور اسکی تائید سورہ بقرہ (ع ۲۰) کی آیت سے ہوتی ہے اس میں ہے وبث فیھما من کل دابۃ وما فی احد الشیئین یصدق انه فیھما فی الجملة، فالاٰیة علی اسلوب (یخرج منھما اللؤلؤ والمرجان) وذلك لقوله تعالیٰ فی البقرة (وبث فیھا من کل دابة)۔ (روح ج ۲۵ ص ۳۹) **۲۹ف** وما اصابکم۔ تا۔ فمتاع الحیٰوة الدنیا۔ یہ تخویف دنیوی ہے۔ مصیبت سے مراد مشرکین کے لئے عذاب دنیوی ہے جو ان کے عناد و تعنت اور مشرکانہ اعمال کی سزا ہے اور مؤمن کے لئے وہ تکلیفیں مراد ہیں جو بطور امتحان و ابتلاء یا بطور کفارۂ گناہ اس پر آتی ہیں۔ یہ مضمون قرآن مجید کی متعدد آیتوں میں مذکور ہے۔ (۱) ظھر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس لیذیقھم بعض الذی عملوا لعلھم یرجعون ۰ (روم ع ۵) (۲) ما اصاب من مصیبة الا باذن اللہ (تغابن ع ۲) (۳) وما اصاب من مصیبة فی الارض ولا فی انفسکم الخ (حدید ع ۳)۔ (۴) اولما اصابتکم مصیبة قد اصبتم مثلیھا (آل عمران ع ۱۷)۔ (۵) وما اصابکم یوم التقی الجمعان فباذن اللہ (   ) ان تمام آیتوں سے مراد یا مشرکین کے لئے عذاب دنیوی ہے یا مؤمنوں کے لئے تکالیف مراد ہیں جو بطور امتحان و ابتلاء ان پر آتی ہیں۔ لیکن وہ گناہ جن سے اللہ تعالیٰ درگذر فرماتا اور ان کی سزا دنیا میں نہیں دیتا وہ ان گناہوں سے کہیں زیادہ ہیں جنکی سزا دنیا میں مل گئی۔ وما انتم بمعجزین۔ اور تم اللہ تعالیٰ کو مصائب و آفات سے عاجز و درماندہ نہیں کر سکتے اور جب اسکی طرف سے مصائب آجائیں، تو اس کے سوا کوئی تمہارا حمایتی اور مددگار نہیں جو تمہیں ان مصائب سے نجات دلا سکے **۳۰ف** و من ایٰته الجوار۔ یہ بظاہر تو

مر۱ متعلق بدعوی اولیٰ، توحید پر پہلی عقلی دلیل ۱۲

مر۲ تخویف دنیوی ۱۲

ع ۳ ۴

موضح قرآن ف۱ یہ خطاب عاقل بالغ لوگوں کو ہے گنہگار ہوں یا نیک مگر نبی نہیں داخل اور لڑکے انکو کچھ اور واسطے ہوگا اور سختی دنیا کی بھی آگئی اور قبر کی اور آخرت کی

اَوْ يُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا وَيَعْفُ عَنْ كَثِيْرٍ ﴿۳۴﴾ وَّيَعْلَمَ

یا تباہ کردے انکو بسبب ان کی کمائی کے اور معاف بھی کرے بہتوں کو اور تاکہ جان لیویں

الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا ۭ مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ﴿۳۵﴾ فَمَآ

وہ لوگ جو جھگڑتے ہیں ہماری قدرتوں میں کہ نہیں ان کے لئے بھاگنے کی جگہ ف۱ سو جو کچھ

اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَا عِنْدَ

ملا ہے تم کو کوئی چیز ہو سو وہ برت لینا ہے دنیا کی زندگانی میں اور جو کچھ اللہ کے

اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۳۶﴾

یہاں ہے بہتر ہے ف۲ اور باقی رہنے والا واسطے ایمان والوں کے جو اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں

وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰۗىِٕرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا

اور جو لوگ کہ بچتے ہیں بڑے گناہوں سے اور بے حیائی سے اور جب

مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ ۚ وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ

غصہ آوے تو وہ معاف کردیتے ہیں اور جنہوں نے ف۳ حکم مانا اپنے رب کا

وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۠ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۠ وَمِمَّا

اور قائم کیا نماز کو اور کام کرتے ہیں مشورہ سے آپس کے اور ہمارا

رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳۸﴾ ۚ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ

دیا کچھ خرچ کرتے ہیں ف۴ اور وہ لوگ کہ جب ان پر ہووے چڑھائی

هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ﴿۳۹﴾ وَجَزٰۗؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ

تو وہ بدلا لیتے ہیں ف۵ ف۱ اور برائی کا بدلہ ہے ف۶ برائی ویسی ہی

فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَي اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ

پھر جو کوئی معاف کرے اور صلح کرے سو اسکا ثواب ہے اللہ کے ذمے بیشک اس کو پسند نہیں آتے

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ مَا

گنہگار اور جو کوئی بدلا لے اپنے ف۷ مظلوم ہونے کے بعد سو ان پر کچھ نہیں

اللہ کی قدرت کاملہ اور اس کی وحدانیت کے دلائل ہیں، لیکن اس میں تخویف دنیوی کا پہلو بھی نمایاں ہے۔ پہاڑوں کی مانند بلند بحری جہاز اور بادبانی کشتیاں جو سمندروں اور دریاؤں میں چلتی ہیں، اللہ کی قدرت کاملہ کی واضح دلیل ہے ان یشأ یسکن الریح۔ اگر وہ چاہے تو ہوا کو ساکن کردے اور کشتیاں دریا کی سطح پر کھڑی رہیں۔ ہر وہ شخص جو مصائب پر صابر ہو اور خوشحالی میں شکر گذار ہو، اس کیلئے اس میں اللہ کی قدرت وعظمت کے واضح دلائل ہیں ان المؤمنین لا یخلو من ان یکون فی السراء والضراء، فان کان فی الضراء کان من الصابرین وان کان فی السراء کان من الشاکرین (کبیر) او یوبقھن الخ یہ یسکن پر معطوف ہے (روح) یا اگر چاہے تو تند و تیز طوفان سے انکی کشتیوں کو الٹ کر ان کو غرق کردے اور اس طرح انکو ان کے گناہوں کا مزہ چکھائے اور بہت سوں کو معاف کردے اور ان کو غرق سے بچالے یعف یوبق پر معطوف ہے اور بوجہ جزم واؤ ساقط ہے یا یوبق کا معطوف علیہ محذوف ہے یعصفھن یا یرسلھا عاصفۃ (روح) اس طرح یہ علفتھا تبنا وماءبارد اکے قبیل سے ہوگا لیکن یظللن پر معطوف نہیں ہوسکتا، کیونکہ ہلاکت کا تعلق سکون ریح سے نہیں ہوسکتا۔ ویعلم الخ یہ معطوف علیہ مقدر پر معطوف ہے۔ ای لینتقم منھم یا لیظھر عظیم قدرتہ (روح) تاکہ وہ مجرموں سے انتقام لے یا اپنی قدرت کاملہ کو ظاہر کرے اور ہماری آیتوں میں جدال کرنیوالوں اور توحید میں اختلاف ڈالنے والوں کو یعنی ان باغیوں کو جنہوں نے توحید کے خلاف لکھا ہے اور انکو جنہوں نے باغیوں کی تحریروں کو پڑھ کر غیر اللہ کو پکارنا شروع کردیا یقین ہوجائے کہ عذاب الٰہی سے بچنے کی کوئی صورت نہیں۔ فما اوتیتم الخ تخویف دنیوی کے بعد فرمایا کہ تم اس دنیا کی چند روزہ زندگی پر مغرور نہ رہو یہ آخرت کے مقابلے میں ہیچ ہے آؤ ایمان قبول کرو اللہ کے حکمنامے کو مان لو تاکہ آخرت کے عذاب سے بچ جاؤ ف۳۱ وما عند اللہ۔ یہ بشارت اخروی ہے اور یہاں ان تین امور کا بیان بھی ہے جو عذاب خداوندی سے بچاتے ہیں (۱) شرک نہ کرو۔ (۲) ظلم نہ کرو۔ اور (۳) احسان کرو۔ اللہ کی توحید پر ایمان لانے والوں، شرک نہ کرنیوالوں اور ہر معاملے میں اپنے خدا پر بھروسہ کرنیوالوں کے لئے اللہ کے یہاں جو اجر و ثواب اور انعام وعطاء محفوظ ہے وہ دنیوی ساز و سامان سے کہیں بہتر اور پائیدار ہے۔ اس میں عذاب سے بچنے کیلئے امر اوّل کا بیان ہے۔ والذین یجتنبون الخ ان کی دوسری صفت یہ ہے کہ وہ کبائر اور فواحش سے اجتناب کرتے ہیں۔ ظلم بھی کبیرہ گناہ ہے اور ان کی تیسری صفت یہ ہے کہ جب ان کو غصہ آجائے تو احسان کرتے اور درگذر کرتے ہیں ف۳۲ والذین استجابوا اس میں دوسرے عنوان سے امور ثلاثہ کا اعادہ کیا گیا ہے برائے تاکید۔ اپنے رب کا حکمنامہ قبول کرتے ہیں اور شرک نہیں کرتے۔ نماز قائم کرتے ہیں اور اپنے

۱؎ بشارت اخروی مع ذکر امور ثلاثہ ۱۲

۲؎ اعادہ امور ثلاثہ ۱۲

۳؎ قانون انتقام کا ذکر ۱۲

۴؎ تنویر مضمون آیۃ سابقہ ۱۲

موضح قرآن ف۱ جو لوگ ہر چیز اپنی تدبیر سے سمجھتے ہیں اسوقت عاجز رہ جاویں ف۲ مشورت سے کام کرنا پسند ہے دین کا ہو یا دنیا کا ف۳ یعنی کافروں سے جہاد کرتے ہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید یعنی اگر بر ضعیفی ظالم تعدی کند بزرگان قبیلہ متفق شوند و انتقام کشند واللہ اعلم ۱۲۔

عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ؕ ㊶ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ
کچھ الزام الزام تو ان پر ہے جو
يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ
ظلم کرتے ہیں لوگوں پر اور دھوم اٹھاتے ہیں ملک میں ناحق
اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ㊷ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ
ان لوگوں کے لئے ہے عذاب دردناک اور البتہ جس نے سہا اور معاف کیا
اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ㊸ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ
بے شک یہ کام ہمت کے ہیں ف۱ ف۲ اور جس کو راہ بھلائے ۳۵ اللہ
فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا
تو کوئی نہیں اسکا کام بنانیوالا اس کے سوا اور تو دیکھے گنہگاروں کو جس وقت
رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ㊹
دیکھیں گے عذاب کہیں گے کسی طرح پھر جانیکی بھی ہو گی کوئی راہ
وَتَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ
اور تو دیکھے ان کو کہ سامنے لائے جائیں آگ کے آنکھیں جھکائے ہوئے ذلت سے دیکھتے ہونگے
مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ؕ وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ
چھپی نگاہ سے اور کہیں وہ لوگ جو ایماندار تھے مقرر ٹوٹے والے وہی
الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَآ
ہیں جنہوں نے گنوایا اپنی جان کو اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے دن سنتا
اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ㊺ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ
ہے گنہگار پڑے ہیں سدا کے عذاب میں اور کوئی نہ ہوئے ان کے
اَوْلِيَآءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ
حمایتی ف۳ جو مدد کرے ان کی اللہ کے سوائے اور جس کو بھٹکائے اللہ

ع ۴ ۵

ف۱ متعلق بدعوی ثانیہ ۱۲

ف۲ تخویف اخروی ۱۲

ف۳ متعلق بخسروا ۱۲

تمام امور باہمی مشورے سے طے کرتے ہیں۔ یہ امر اول ہے اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور لوگوں پر احسان کرتے ہیں۔ یہ امر ثانی ہے اور جب ان پر کوئی زیادتی کرے تو وہ صرف زیادتی کا بدلہ ہی لیتے ہیں لیکن اپنی طرف سے ظلم زیادتی نہیں کرتے ۳۳ وجزاء سیئة۔ اس میں قانون انتقام کا ذکر کیا گیا ہے جس شخص سے برائی کی جائے اگر وہ اس کا بدلہ لے لے تو جائز ہے لیکن زیادتی نہ کرے۔ اور جو شخص دوسرے کے ظلم وزیادتی کو معاف کردے اور اس سے بدلہ نہ لے، بلکہ اس سے صلح کرلے تو اس کا اجر اللہ کے پاس ہے، اللہ تعالیٰ اس کو اس کا اجر عطا فرمائیگا اور اس کا یہ عفو و احسان ضائع نہ ہوگا ایسے لوگوں کو اللہ پسند فرماتا ہے لیکن لوگوں پر ظلم و زیادتی کرنیوالوں کو اللہ پسند نہیں فرماتا۔ من ترك القصاص واصلح بينه وبين الظالم بالعفو (فاجره على الله) اي ان الله يأجره على ذلك (قرطبی ج ۱۶ ص ۴۰) ۳۴ ولمن انتصر بعد ظلمه۔ یہ گذشتہ آیت کے مضمون کی تنویر ہے۔ جو شخص مظلوم ہو اگر وہ ظالم سے ظلم کا بدلہ لے لے تو وہ طعن وملامت کا مستحق نہیں، انما السبيل الخ یہ ظالم وطاغی کیلئے تخویف اخروی ہے اور یہ پہلی صورت کے مقابلہ میں انتقام کی دوسری صورت ہے۔ یا ابتدأ ظلم وتعدی کرنیوالے مراد ہیں۔ جو لوگ اپنا انتقام لیتے وقت یا ابتداءً ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق شرو فساد برپا کرتے اور شرک پھیلاتے ہیں ایسے لوگ قابل مؤاخذہ ہیں اور ان کے لئے نہایت دردناک عذاب تیار ہے ولمن صبر وغفر الخ اس میں عفو و درگذر کی ترغیب ہے۔ جو شخص ظالم سے درگذر کرے اور صبر کرے اور اس سے انتقام نہ لے، تو یہ ایک عمل ہے جو شرعاً مطلوب ہے اور اللہ نے اسکا حکم دیا ہے (مظہری، جلالین) ۳۵ ومن يضلل الله یہ دوسرے دعوے سے متعلق ہے جو شخص انصاف کی آنکھیں بند کرکے اور محض ضد وعناد کی وجہ سے باغی اور گمراہی پھیلانیوالے پیشواؤں کی تحریفات کو دیکھ کر گمراہ ہوگیا، شرک کرنے لگا اور حاجات میں غیر اللہ کو پکارنے لگا اور اللہ نے اسے توفیق ہدایت سے محروم کردیا، تو اب اس کا کوئی حمایتی اور مددگار نہیں جو اسے راہ راست پر لاسکے یا اسے اللہ کے عذاب سے بچاسکے۔ وتری الظلمین الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن تم یہ منظر دیکھوگے کہ جب مشرکین عذاب جہنم کا مشاہدہ کرینگے تو التجا کرینگے کہ کیا دنیا میں واپس جانے کی کوئی سبیل ہے۔ تاکہ ہم وہاں جا کر نیک عمل کریں؟ اور تم یہ بھی دیکھوگے کہ جب انکو دوزخ میں ڈالدیا جائیگا تو وہ ذلت وخواری سے سر جھکائے ہوں گے اور جھکی جھکی آنکھوں سے دیکھیں گے ان پر ذلت و رسوائی اسقدر غالب ہوگی کہ آنکھ اٹھا کر دیکھ بھی نہیں سکیں گے۔ وقال الذين امنوا الخ اس وقت ایمان والے خوش ہوں گے اور کہیں گے یا دنیا میں یوں کہتے ہیں۔ یوم القيامة، خسروا کے متعلق ہے (ردح) یعنی دراصل تو خسارے میں وہ لوگ ہیں جو قیامت کے دن اپنی جانوں اور اپنے اہل وعیال کا خسارہ اٹھائیں گے جب خود بھی اور ان کے مشرک اہل وعیال

فتح الرحمن ف۱ مترجم گوید مغفرت درحق خود عزیمت است وانتقام رخصت۔ ودرحق ضعفاء قوم انتقام لازم است مگر آنکہ آن ضعفاء درگذرند واللہ اعلم ۱۲

جہنم میں ڈالے جائیں گے اور دائمی عذاب میں گرفتار ہو جائینگے سن لو، بیشک مشرکین دائمی عذاب میں مبتلا ہوں گے **۳۶؎** وما کان لھم (الآیۃ) قیامت کے دن جب مشرکین عذاب جہنم میں گرفتار ہوں گے تو اس وقت کوئی انکا حمایتی اور مددگار نہیں ہوگا جو اللہ کے عذاب سے بچا سکے۔ دنیا میں جن کو کارساز سمجھ کر پکارتے رہے وہاں ان میں سے کوئی بھی کام نہ آئیگا اور جس کو اللہ تعالیٰ اس کے عناد و تعنت کی وجہ سے اور مہر جباریت کی وجہ سے گمراہ کر دے اور توفیق ہدایت سے محروم کر دے تو دنیا میں راہِ راست پر آنے کی اور آخرت میں جنت تک پہنچنے کی اس کیلئے کوئی سبیل نہیں۔ کوئی اس کا حمایتی اور مددگار اس سے یہ شقاوت دُور نہیں کر سکتا

فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۶﴾ اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ
اس کے لئے کہیں نہیں راہ مانو اپنے رب کا حکم اُس ۳۷؎ سے پہلے کہ
يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ
آئے وہ دن جس کو پھرنا نہیں اللہ کے یہاں سے نہیں ملے گا تم کو بچاؤ
يَّوْمَئِذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ ﴿۴۷﴾ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ
اس دن اور نہ ملے گا الوپ ہو جانا پھر اگر وہ ۳۸؎ منہ پھیریں تو
اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ؕ اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَاِنَّآ
تجھ کو نہیں بھیجا ہمنے ان پر نگہبان تیرا ذمہ تو بس یہی ہے پہنچا دینا اور ہم
اِذَآ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ
جب چکھاتے ہیں آدمی کو اپنی طرف سے رحمت اسپر پھولا نہیں سماتا اور اگر پہنچتی ہے ان کو
سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ ﴿۴۸﴾
کچھ برائی بدلے میں اپنی کمائی کے تو انسان بڑا ناشکرا ہے
لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ
اللہ کا راج ہے آسمانوں میں اور زمین میں ۳۹؎ پیدا کرتا ہے جو چاہے بخشتا ہے
لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ﴿۴۹﴾ اَوْ
جس کو چاہے بیٹیاں اور بخشتا ہے جس کو چاہے بیٹے یا
يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ؕ
ان کو دیتا ہے جوڑے بیٹے اور بیٹیاں اور کر دیتا ہے جسکو چاہے بانجھ
اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿۵۰﴾ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ
وہ ہے سب کچھ جانتا کر سکتا اور ۴۰؎ کسی آدمی کی طاقت نہیں کہ اس سے باتیں کرے اللہ
اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا
مگر اشارہ سے یا پردہ کے پیچھے سے یا بھیجے کوئی پیغام لانے والا

۱؎ متعلق بدعوی ثانیہ ثمرہ و تخویف اخروی ۱۲

۲؎ تسلیہ برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وزجر برمشرکین ۱۲

۳؎ متعلق بدعوی اولیٰ و دلیل عقلی ۱۲

۴؎ متعلق بہر دو دعوی و اشارہ بدلیل وحی ۱۲

من سبیل ای وصول الی الحق فی الدنیا و الجنۃ فی العقبیٰ (معالم وخازن ج ۶ ص ۱۲۸) **۳۷؎** استجیبوا لربکم۔ یہ دوسرے دعوے سے متعلق ہے اور ثمرہ ہے اور تخویف اخروی بھی ہے یعنی جب باغیوں کی تحریریں حجت نہیں ہیں تو اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کے احکام کو قبول کرو اور صرف اسی کی عبادت کرو اور اسی کو پکارو اور گمراہوں کی تحریفات کے پیچھے نہ جاؤ اجیبوہ بالتوحید والعبادۃ (جلالین) قبل اس کے کہ اللہ کی طرف سے وہ دن آجائے جسکی آمد کوئی روک نہیں سکتا۔ اور وہ لامحالہ آکر رہیگا۔ مراد قیامت کا دن ہے یا موت کا دن۔ ای لا یقدر احد علی دفعہ وھو یوم القیامۃ وقیل ھو یوم الموت (خازن ج ۶ ص ۱۲۸) من اللہ، یأتی کے متعلق ہے یا یوم کی صفت ہے۔ (روح) وہ دن نہایت ہولناک ہو گا اس دن نہ تو تم کہیں بھاگ کر جان بچا سکو گے اور نہ اپنے گناہوں کا انکار ہی کر سکو گے کیونکہ وہ تو تمہارے اعمالناموں میں محفوظ ہوں گے **۳۸؎** فان اعرضوا یہ زجر ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تسلی ہے اگر مشرکین آپ کی دعوت کو نہیں مانتے اور اس سے اعراض ہی کرتے ہیں، تو آپ غم نہ کریں، کیونکہ آپ کو انکا نگران نہیں مقرر کیا گیا کہ ان کو کفر و شرک سے روک کر اسلام پر لائیں۔ آپ کا فریضہ تو صرف تبلیغ دعوت ہے۔ اگر مانتے ہیں تو بہتر، اس میں انہی کا فائدہ ہے اور اگر نہیں مانتے تو اس کی آپ سے بازپرس نہیں ہوگی۔ وانا اذا اذقنا الخ یہ زجر ہے۔ اور انسان سے کافر مراد ہے (قرطبی) انسان کا فر کا یہ حال ہے کہ جب ہم اس کو اپنی نعمت و رحمت سے ہمکنار کرتے ہیں تو ناحق اور ناجائز قسم کی خوشی پر اُتر آتا ہے۔ یعنی کبر و غرور سے اکڑ جاتا ہے اور غیر اللہ کی پکار پر خوش ہوتا ہے۔ تائید، ذلکم بما کنتم تفرحون فی الارض بغیر الحق (حٰمٓ مومن ع ۸) فرح بھا بطر لاجلھا (مدارک ج ۴ ص ۸۵) لیکن اگر اس کے گناہوں کی شامت سے اس پر کوئی مصیبت آجائے تو ایسا ناشکر گذار اور احسان فراموش ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کے گذشتہ انعام و احسان کو یکسر بھلا دیتا ہے اور مصیبتوں کو یاد رکھتا ہے (روح، قرطبی) حضرت شیخ فرماتے ہیں مشرک پر جب اللہ کی طرف سے کوئی نعمت آجائے تو اسے اپنے معبودان باطلہ کی مہربانی سمجھتا ہے، لیکن جب اس پر کوئی مصیبت آجائے تو اپنے معبودوں سے مایوس ہو کر انکا احسان فراموش ہو جاتا اور خدا کو پکارنے لگتا ہے **۳۹؎** للہ ملک السمٰوٰت یہ عقلی دلیل ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ زمین و آسمان میں وہی متصرف و مختار ہے اور وہی ہر چیز کا خالق ہے۔ اولاد دینا اور اولاد سے محروم کرنا بھی اسی کے اختیار میں ہے، اس معاملے میں، بلکہ ساری کائنات کے نظام میں کوئی دخیل نہیں۔ وہ جسے چاہتا ہے صرف بیٹیاں عطا کرتا ہے جیسا کہ حضرت لوط اور حضرت

شعیب علیہما السلام اور جسے چاہتا ہے صرف بیٹے ہی عطا کرتا ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور جسے چاہتا ہے بیٹے اور بیٹیاں دونوں نعمتیں عطا فرما دیتا ہے جیسا کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ کے چار صاحبزادے ابراہیم، قاسم، طیب اور طاہر تھے اور چار ہی صاحبزادیاں زینب، ام کلثوم رقیہ اور فاطمہ تھیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اور جسے چاہتا ہے دونوں نعمتوں ہی سے محروم کر دیتا ہے اور وہ ساری عمر اس آرزو میں جیتے ہیں اور آخر اس آرزو کو اپنے سینوں ہی میں لیکر دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں۔ زعم بعضهم ان الآية في الانبياء عليهم الصلوة والسلام حيث وهب سبحانه شعيبا ولوطا عليهما السلام اناثا ولابراهيم عليه السلام ذكورا ولرسوله محمد صلى الله عليه وسلم ذكورا واناثا وجعل عيسى ويحيى عليهما السلام عقيمين (روح ج ۲۵ ص ۵۴) اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا، اور ہر چیز پر قادر ہے، وہ اپنی حکمت بالغہ کے مطابق جو چاہتا ہے کرتا ہے ۵۱ وما کان لبشر (الآیۃ) یہ آیت شرع لکم من الدین (الآیۃ) کی طرح دوسرے دعوے سے متعلق ہے اور دلیل نقلی کی طرف اشارہ ہے۔ انبیاء سابقین علیہم السلام اور خود حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے تین طریقوں سے کلام فرمایا ہے اور انہی تین طریقوں سے ان کی طرف احکام کی وحی فرمائی ہے اول یہ کہ اللہ تعالیٰ بیداری میں یا خواب میں کوئی بات دل میں ڈالدے دوسرے لفظوں میں اسے الہام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے ان روح القدس نفث في روعي (قرطبی ج ۱۶ ص ۵۳) الا وحيا الهاما كما روي نفث في روعي او رؤيا في المنام كقوله عليه السلام رؤيا الانبياء وحي وهو كامر ابراهيم عليه السلام بذبح الولد (مدارک ج ۴ ص ۸۵) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذبح اسمٰعیل ؑ کے بارے میں وحی اسی نوع کی تھی۔ دوم یہ کہ درمیان میں کوئی واسطہ نہ ہو اور اللہ کا کلام پردے کے پیچھے سے سنائی دے جیسا کہ کوہ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی ہوئی۔ سوم یہ کہ اللہ تعالیٰ فرشتے کو انسان کی شکل میں بھیجکر اپنا پیغام دے جیسا کہ جبریل امین کی وساطت سے انبیاء علیہم السلام پر وحی نازل ہوتی رہی۔ اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کی طرف انہی تین طریقوں سے مسئلہ توحید وحی فرماتا رہا ہے اور حکم دیتا رہا ہے کہ صرف میری ہی عبادت کرو اور صرف مجھے ہی پکارو۔

فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ ۚ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ ﴿٥١﴾ وَكَذَٰلِكَ
پھر پہنچا دے اس کے حکم سے جو وہ چاہے تحقیق وہ سب سے اوپر ہے حکمتوں والا ف۱ اور اسی طرح
أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا ۚ مَا كُنتَ تَدْرِي مَا
بھیجا ہم نے ۱؎ تیری طرف ایک فرشتہ اپنے حکم سے تو نہ جانتا تھا کہ کیا ہے
الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلَٰكِن جَعَلْنَاهُ نُورًا نَّهْدِي
کتاب اور نہ ایمان ولیکن ہم نے رکھی ہے یہ روشنی اس کر راہ سمجھا
بِهِ مَن نَّشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا ۚ وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَىٰ صِرَاطٍ
دیتے ہیں جسکو چاہیں اپنے بندوں میں اور بے شک تو سمجھاتا ہے سیدھی
مُّسْتَقِيمٍ ﴿٥٢﴾ صِرَاطِ اللَّهِ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَ
راہ راہ اللہ کی ۲؎ اسی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں
مَا فِي الْأَرْضِ ۗ أَلَا إِلَى اللَّهِ تَصِيرُ الْأُمُورُ ﴿٥٣﴾
اور زمین میں سنتا ہے اللہ ہی تک پہنچتے ہیں سب کام

سُورَةُ الزُّخْرُفِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ تِسْعٌ وَثَمَانُونَ آيَةً وَسَبْعُ رُكُوعَاتٍ
۱؎ سورۃ زخرف مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی نواسی آیتیں ہیں اور سات رکوع

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

حم ﴿١﴾ وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ ﴿٢﴾ إِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا
قسم ہے اس کتاب واضح کی ۳؎ ہم نے رکھا اس کو قرآن عربی زبان کا
لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٣﴾ وَإِنَّهُ فِي أُمِّ الْكِتَابِ لَدَيْنَا
تا کہ تم سمجھو اور تحقیق یہ قرآن لوح محفوظ میں ہمارے پاس ہے
لَعَلِيٌّ حَكِيمٌ ﴿٤﴾ أَفَنَضْرِبُ عَنكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا أَن
برتر مستحکم ف۲ کیا پھیر دینگے ہم تمہاری طرف سے یہ کتاب موڑ کر اس سبب سے

۱؎ دلیل ذکی ۱۲۔ ۲؎ علت برائے اقبل ۱۲۔

۳؎ اشارہ بدلیل عقلی ۱۲۔

رکوع ۵ ع ۲

عند المتقدمین ۱۲

۴؎ تمہید مع ترہیب ۱۲۔

۵؎ زجر استفہام انکاری ہے

موضح قرآن ف۱ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام ہوئے تھے پردہ کے پیچھے سے۔

فتح الرحمن ف۱ مترجم گوید اشارت عبارت از دیدن خواب است واز القائے علم در خاطر بطریق الہام واز پس پردہ عبارت از آنست کہ آواز شنود وکسی را نہ بیند وقسم ثالث آنست کہ فرشتہ بصورت آدمی متمثل شود وسخن گوید واللہ اعلم ۱۲۔ ف۲ مترجم گوید قسم خوردن بچیزی برائے اثبات ہماں چیز یا لازم آن چیز کنایت است بآنکہ این چیز خود دلیل است چنانکہ گویند قسم بلب میگون تو وزلف شبگون تو کہ تو معشوق دلربائی واللہ اعلم ۱۲۔

۱؎ حضرت عیسیٰ اور یحییٰ علیہما السلام کی مثال دینا درست نہیں کیونکہ انہوں نے تو شادیاں ہی نہیں کی تھیں نیز انکو عقیم کہنا بھی درست نہیں جبکہ صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ ؑ نزول کے بعد نکاح کرینگے اور انکے اولاد بھی ہوگی۔

جو باتیں اس وحی ربانی کے خلاف محرفین نے وضع کی ہیں جن میں غیر اللہ کو پکارنے کی اجازت دی ہے وہ باطل اور مردود ہیں۔ اسکی ذات نہایت بلند ہے اور اس کی بات محکم اور پختہ ہے ۵۲ وکذلک اوحینا۔ یہ دلیل وحی ہے اور ہم نے انہی تین طریقوں سے آپ کی طرف روح کو وحی کیا ہے۔ روح سے مراد مسئلہ توحید ہے یا قرآن جسکی تعلیمات (توحید، رسالت، قیامت، احکام شریعت) دلوں کے لئے حیاتِ جاودانی کا باعث ہیں۔ وسماہ روحا لان القلوب تحیا بہ (بیضاوی)، ماکنت تدری الخ یہ ما قبل کے لئے علت ہے چونکہ آپ نزول وحی سے قبل قرآن کو اور ایمان کی تفصیلی حقیقت کو نہیں جانتے تھے اسلئے ہم نے آپ پر وحی سے قرآن نازل کیا اور اس قرآن کو ہدایت کا چراغ روشن اور سراج منیر بنایا تاکہ اس کے ذریعے سے ہر اس شخص کو ہدایت کی راہ دکھائیں جسے ہم چاہیں یعنی جو اخلاص کے ساتھ حق کی تلاش کرے، ضد وعناد سے دُور رہے اور نظر انصاف سے اس میں غور و فکر کرے۔ ایمان کی حقیقت میں جسطرح توحید، تقدیر، حشر نشر وغیرہ داخل ہیں، اسی طرح رسالت بھی ایمان کا جزو ہے۔ اور جسطرح دوسرے لوگوں پر دیگر ایمانیات کے ساتھ ساتھ رسالت پر ایمان لانا ضروری ہے اسی طرح خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی اپنی رسالت پر ایمان لانا ضروری تھا اور وحی سے قبل چونکہ ابھی آپکو اپنی نبوت کا علم نہیں تھا، اس لئے فرمایا کہ آپ وحی سے پہلے ایمان کی تفصیلی حقیقت سے باخبر نہیں تھے الایمان ھو التصدیق باللہ تعالی وبرسولہ علیہ الصلوۃ والسلام والنبی صلی اللہ علیہ وسلم مخاطب بالایمان برسالۃ نفسہ کما ان امتہ مخاطبون بذلک ولاشک انہ علیہ السلام قبل الوحی لم یکن یعلم انہ رسول اللہ وما علم ذلک الا بالوحی (روح ملخصا ج ۲۵ ص ۵۸) اور آپ بیشک صراط مستقیم کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ یعنی اللہ کی توحید کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور حاجات میں مافوق الاسباب اللہ کے سوا کسی کو نہ پکارو۔ اور دیگر شرائع اسلام ۵۳ صراط اللہ الخ۔ اس میں دلیل عقلی کی طرف اشارہ ہے یعنی صراط مستقیم (سیدھی راہ) اس اللہ کی راہ ہے جو زمین و آسمان اور ساری کائنات کا مالک اور اسمیں متصرف و مختار ہے۔ اس کائنات میں ہر معاملہ اسی کے علم و قدرت سے وابستہ ہے اور یہاں جو کچھ بھی ہوتا ہے اسی کے اختیار و تصرف سے ہوتا ہے۔ وہی متصرف و کارساز ہے اور وہی دعا اور پکار کا مستحق۔

سورۂ شوریٰ میں آیاتِ توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ لہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض ط وھو العلی العظیم ○ (ع ۱) نفی شرک فی التصرف۔

۲۔ فاطر السمٰوٰت والارض ـــــ تا ـــــ انہ بکل شیٔ علیم ○ (ع ۲) نفی شرک فی التصرف ونفی شرک فی العلم

۳۔ شرع لکم من الدین ـــــ تا ـــــ ولا تتفرقوا فیہ ط (ع ۲) تمام انبیاء علیہم السلام کی طرف یہی وحی بھیجی گئی کہ صرف اللہ ہی کو پکارو تمام پیغمبروں کا دین ایک تھا۔

۴۔ وما تفرقوا الا من بعد ما جاءھم العلم بغیا بینھم ط (ع ۲) باغیوں نے مسئلہ توحید کو سمجھنے کے بعد محض ضد و عناد کی وجہ سے اس میں اختلاف ڈالا۔

۵۔ وھو الذی ینزل الغیث ـــــ تا ـــــ اذا یشآء قدیر ○ (ع ۳) نفی شرک فی التصرف۔

۶۔ للہ ملک السمٰوٰت والارض ـــــ تا ـــــ انہ علیم قدیر (ع ۵) نفی شرک فی التصرف۔

سورۂ زخرف

ربط سورۃ شوریٰ میں ذکر کیا گیا ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی تعلیم یہی تھی کہ اللہ تعالیٰ ہی متصرف وکارساز ہے۔ اس لئے حاجات میں صرف اسی کو پکارو انبیاء علیہم السلام کی متفق علیہ تعلیم کے خلاف کتب سابقہ میں جو مواد ملتا ہے، وہ باغی اور گمراہ کن پیشواؤں کی تحریفات ہیں جو انہوں نے محض ضد سے لکھ کر ان میں شامل کر دیں اور اس طرح لوگوں کو گمراہ کر دیا۔ اب سورۂ زخرف میں مشرکین کے ایک اور شبہے کا جواب دیا گیا ہے کہ ہم نے مان لیا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی متصرف ومختار نہیں اور ہمارے معبود حاجت روا نہیں ہیں کیونکہ سب کچھ کرنیوالا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور ہم اپنے معبودوں کی عبادت اس لئے کرتے اور انھیں اس لئے پکارتے ہیں کہ وہ خدا کی بارگاہ میں ہمارے شفیع (سفارشی) ہیں اور خدا سے ہمارے کام کرا دیتے ہیں۔ سورت کے آخر میں ولا یملک الذین یدعون من دونہ الشفاعۃ (الآیۃ) میں اسکا جواب دیا گیا کہ اللہ کی بارگاہ میں کوئی شفیع غالب نہیں اور قیامت کے دن صرف انہی لوگوں کے حق میں شفاعت قبول ہوگی جنہوں نے دنیا میں توحید کی شہادت دی، اس لئے مشرکین کے حق میں کوئی شفاعت نہیں ہوگی۔

خلاصہ تمہید مع ترغیب، تین عقلی دلیلیں جن میں سے دو علی سبیل الاعتراف من الخصم ہیں ایک شروع میں اور ایک آخر میں، چار نقلی دلیلیں۔ تین تفصیلی اور ایک اجمالی اور ایک دلیل وحی اور آخر سورت میں دعویٰ مذکور ہے یعنی شبہہ کا ازالہ اور درمیان میں ایک نہایت اہم زجر اور ایک شکویٰ۔ اس کے علاوہ تخویف وتبشیر اور عام زجریں اور شکوے۔

تفصیل

حٰمٓ ۝ والکتب ـــ تا ـــ لعلی حکیم ۝ تمہید مع ترغیب ہے اور عظمتِ کتاب کا بیان ہے۔ یہ روشن اور واضح کتاب جس کا نام لوح محفوظ میں علیٌ حَکِیمٌ ہے، اس کو سمجھو اور اس پر عمل کرو۔ أفنضرب عنکم الخ زجر ہے۔ وکم ارسلنا من نبی ـــ تا ـــ ومضی مثل الاولین ۝ تخویف دنیوی ہے۔ ہم نے گذشتہ امتوں میں پیغمبر بھیجے، انہوں نے ماننے کے بجائے ان کا مذاق اڑایا، تو ہم نے ان سرکشوں کو ہلاک کر دیا جو ان مشرکین قریش سے بھی زیادہ طاقتور اور تنومند تھے۔

ولئن سألتہم ـــ تا ـــ العزیز العلیم ۝ یہ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف۔ اگر ان مشرکین سے پوچھو کہ زمین وآسمان کو کس نے پیدا کیا ہے، تو کہیں گے کہ اللہ نے۔ جب ہر چیز کا خالق وہی ہے تو کارساز بھی وہی ہے

الذی جعل لکم الارض ـــ تا ـــ ما ترکبون ۝ یہ دلیل عقلی پر تنویرات ہیں۔ زمین وآسمان کا خالق وہی ہے جسنے زمین کو ہموار بنایا اور اس میں راستے بنائے اور آسمان سے مینہ برسا کر مردہ زمین کو زندہ کیا اور ہر چیز کا جوڑا پیدا کیا اور سواری کے لئے کشتیاں اور چوپائے پیدا کئے یہ سب کچھ اس لئے کیا تاکہ تم کائنات کو دیکھ کر اس میں غور وفکر کر کے سمجھ لو کہ سب کچھ کرنیوالا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں اور تم اس کی طرف رجوع کرو۔

وجعلوا لہ من عبادہ جزءًا ـــ تا ـــ غیر مبین ۝ (ع ۲) یہ زجر ہے۔ دلیل عقلی اور اس کی تنویر سے یہ ثابت کرنے کے بعد کہ سب کچھ کرنیوالا اللہ تعالیٰ ہی ہے مشرکین کے اس عقیدے کا رد کیا گیا ہے کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اور کائنات میں اللہ کی طرف سے نائب متصرف ہیں اور پھر اللہ کی طرف نسبت کی تو بیٹیوں کی، حالانکہ خود بیٹیوں سے نفرت کرتے ہیں۔ وجعلوا الملئکۃ الخ یہ اعادۂ زجر ہے اور پہلے جعلوا کی تفسیر ہے۔ وقالوا لو شاء الرحمٰن الخ یہ شکویٰ ہے۔ مشرکین سے جب کوئی جواب نہیں بن پڑتا تو مشیتِ ایزدی کا سہارا لیتے ہیں کہ اگر اللہ چاہتا تو ہم ان کی عبادت نہ کرتے۔ حالانکہ یہ دلیل نہیں۔ شریعت دلیل عقلی، دلیل نقلی یا دلیل وحی سے ثابت ہوتی ہے۔ مالہم بذلک من علم الخ لیکن ان کے پاس کوئی عقلی دلیل نہیں۔ ام اٰتینٰہم کتٰبا الخ اور ان کے پاس کوئی نقلی دلیل بھی نہیں ہے۔ بل قالوا انا وجدنا اور دلیل وحی تو ان کے پاس ہو ہی نہیں سکتی۔ ان کے پاس اگر کوئی دلیل ہے تو صرف یہ کہ ہمارے باپ دادا چونکہ اسی دین (شرک) پر تھے، اس لئے ہم بھی انہی کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ وکذلک ارسلنا من قبلک الخ یہ شکوے سے متعلق ہے۔ آپ سے پہلے ہم نے جس بستی میں بھی مسئلہ توحید پہنچانے کے لئے اپنا پیغمبر بھیجا، وہاں کے دنیادار اور دولتمند لوگوں نے بھی یہی جواب دیا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی دین پر پایا ہے، اس لئے ہم انہی کے نقش قدم پر چلیں گے۔ فانتقمنا منہم الخ یہ تخویف دنیوی ہے۔ ہم نے ان معاندین سے دنیا ہی میں انتقام لے لیا اور ان کا انجام بد کسی سے پوشیدہ نہیں۔

واذ قال ابراھیم لابیہ الخ (ع ۳) یہ پہلی دلیل نقلی تفصیلی ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اس دعوے پر کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت، دعا اور پکار

کے لائق نہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے صاف صاف کہہ دیا تھا کہ میں تمہارے تمام معبودانِ باطلہ کی عبادت اور پکار سے بیزار ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس دعوتِ ابراہیمی (دعوت توحید) کو ان کی اولاد میں جاری فرمادیا اور اسکی تبلیغ کے لئے پیغمبر مبعوث کئے۔ بل متعت ھؤلاء الخ یہ اہل مکہ کی طرف التفات ہے۔ دلائل قاہرہ سے اہل مکہ پر مسئلہ توحید واضح ہوچکا ہے، اس لئے اب شبہے کی تو کوئی گنجائش نہیں، بلکہ ان کے انکار کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے ان کو اور ان کے باپ دادا کو دنیا میں متاعِ عیش سے مالامال کردیا، تو دنیوی عیش اور دولت کے نشے میں مخمور ہوکر انہوں نے انکار کردیا۔ وقالوا لولا نزل الخ یہ شکوی ہے۔ دولتِ دنیا نے انہیں اسقدر مسحور کیا کہ وہ نبوت کو بھی اپنا حق سمجھنے لگے۔ اھم یقسمون رحمت ربك یہ جواب شکوی ہے۔ اگر ہم نے دنیا میں ان کو دولت زیادہ دیدی ہے، تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ کی رحمت (جس میں نبوت بھی داخل ہے) کی تقسیم بھی ان کے اختیار میں ہے۔ ولولا ان یکون الناس امۃ واحدۃ الخ یہ وقالوا لولا نزل الخ (شکوی) سے متعلق ہے۔ یہ لوگ دولتِ دنیا پر مغرور ہوکر الٹے سیدھے سوال کرتے ہیں، حالانکہ اللہ کے نزدیک آخرت کے مقابلے میں دنیا کی کوئی وقعت ہی نہیں۔

ومن یعش عن ذکر الرحمٰن ـــ تا ـــ فی العذاب مشترکون ٥ (۴۳) زجر مع تخویف اخروی ہے اور مشرکین کے نہ ماننے کی وجہ۔ جو لوگ محض ضد وعناد کی وجہ سے توحید کو نہیں مانتے، ان پر شیاطین مسلط ہوجاتے ہیں جو انھیں سیدھی راہ سے روکتے اور شرک کو مزین کرکے ان کو دکھاتے ہیں اور وہ شرک کو ہدایت سمجھتے ہیں۔ لیکن قیامت کے دن جب انھیں اپنے انجام کا پتہ چلے گا تو اُن سے بیزار ہونگے۔ لیکن اسوقت اس سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ افانت تسمع الصم الخ یہ زجر ہے۔ ان کے دلوں پر مہرِ جباریت لگ چکی ہے، آپ ان کو راہ راست پر نہیں لاسکتے۔ فاما نذھبن بك الخ یہ تخویف دنیوی ہے۔ یہ لوگ انتقام سے نہیں بچ سکتے، خواہ دنیا سے آپ کے رخصت ہوجانے کے بعد خواہ آپ کی زندگی میں، بہرحال وہ دنیوی عذاب اور رسوائی سے نہیں بچ سکتے۔

فاستمسك بالذی اوحی الیك الخ یہ دلیل وحی ہے۔ آپ حق پر اور سیدھی راہ پر ہیں، اس لئے آپ کی طرف جو کچھ وحی کیا گیا ہے کہ صرف اللہ کی عبادت کرو اور صرف اسی کو پکارو، آپ اسی پر قائم رہیں۔ وسئل من ارسلنا الخ یہ تمام انبیاء علیہم السلام سے دلیل نقلی اجمالی ہے۔ اپنے جدِ امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حال تو تم نے سن ہی لیا، بھلا یہ بتاؤ کہ ان کے علاوہ جتنے بھی رسول ہم نے دنیا میں بھیجے ہیں کیا ان میں سے کسی کو ہم نے غیر اللہ کی عبادت کرنے اور غیر اللہ کو پکارنے کی اجازت دی تھی؟ ولقد ارسلنا موسیٰ ـــ تا ـــ ومثلا للاٰخرین ٥ (۴۵) دوسری دلیل نقلی تفصیلی از موسیٰ علیہ السلام نیز متعلق بہ شکوی وقالوا لولا نزل ھذا القراٰن الخ وتخویف دنیوی جس طرح مشرکین مکہ آپ پر اعتراض کرتے ہیں، فرعون نے بھی موسیٰ علیہ السلام پر اسی قسم کے اعتراضات کئے۔ آخر جب فرعون نے استکبار وعناد اور تحقیرِ حق وتوہینِ اہلِ حق سے اللہ کے غضب کو دعوت دی، تو اللہ تعالیٰ نے اسے ساری قوم کے ساتھ غرق کرکے ان سے انتقام لیا اور پچھلوں کیلئے عبرت ونصیحت کا ایک نمونہ بنادیا۔

ولما ضرب ابن مریم الخ (۴۶) جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر آتا ہے تو مشرکین مکہ تالیاں بجاتے ہیں کہ ان کی بھی تو عبادت کی گئی تھی، اس کا جواب آگے آرہا ہے کہ انھوں نے تو یہی تعلیم دی تھی کہ اللہ کے سوا کسی کو مت پکارو اور انھوں نے اپنی عبادت کا کسی کو حکم نہیں دیا تھا بلکہ ان کے رفع کے بعد باغیوں نے انکی عبادت شروع کردی۔ ولو نشاء لجعلنا منکم ملٰئکۃ الخ یہ ایک شبہہ کا جواب ہے۔ مشرکین نے کہا ہمارے معبود تو فرشتے ہیں نہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ تو فرمایا فرشتہ ہونا معبود ہونے کا موجب نہیں، اگر ہم چاہیں تو تم میں سے فرشتے پیدا کردیں۔ ولما جاء عیسیٰ بالبینٰت (الاٰیۃ) تیسری دلیل نقلی تفصیلی از حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دلائل وبینات کے ساتھ آئے، تو انھوں نے یہی اعلان فرمایا کہ میرا اور تم سب کا مالک اور کارساز اللہ تعالیٰ ہی ہے، اس لئے صرف اسی کی عبادت کرو اور حاجات میں مافوق الاسباب صرف اسی کو پکارو۔ یہی صراط مستقیم (سیدھی راہ) ہے۔ فاختلف الاحزاب الخ یہ سوال مقدر کا جواب ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف اللہ ہی کی عبادت کرنے کی تعلیم دے رہے ہیں اور انھوں نے اپنی عبادت کرنے کا کسی کو حکم نہیں دیا تھا۔ تو پھر انکی عبادت کیوں کی گئی۔ تو اس کا جواب دیا گیا کہ بعد میں باغیوں نے توحید میں اختلاف ڈالا اور حضرت مسیح علیہ السلام کو معبود بنالیا۔ فویل للذین ظلموا الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ یٰعباد لاخوف علیکم ـــ تا ـــ منہا تأکلون ٥ (۴۷) یہ بشارت اخرویہ ہے۔ ایمان والوں کو قیامت کے دن کوئی خوف اور غم نہیں ہوگا۔ جنت میں ان کو ہر نعمت ملیگی۔ وہاں ان کی ہر نعمت ملیگی اور وہاں ان کی ہر خواہش پوری کی جائیگی۔ ان المجرمین ـــ تا ـــ انکم مٰکثون ٥ یہ تخویف اخروی ہے۔ مجرمین عذاب جہنم میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ عذاب ان سے کبھی منقطع نہیں ہوگا اور نہ اس میں تخفیف ہی ہوگی۔

لقد جئنٰکم بالحق الخ یہ اہل مکہ کی طرف التفات ہے۔ ام ابرموا امرا فانا مبرمون یہ زجر ہے۔ مشرکین پیغمبر علیہ السلام کو ایذا پہنچانے کے منصوبے بنا رہے ہیں اور ہم نے آپ کی حفاظت کا فیصلہ کر رکھا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ ہم ان کے پوشیدہ پروگراموں سے بے خبر ہیں۔ حالانکہ ان کی ہر بات فرشتوں کے پاس محفوظ ہے۔ قل ان کان للرحمٰن ولد الخ یہ ابتداء سورت وجعلوا لہ من عبادہ جزءا سے متعلق ہے۔ یعنی اگر اللہ تعالیٰ کا کوئی نائب ہوتا، تو میں سب سے پہلے اس بات کو مانتا اور اسکی اطاعت کرتا، لیکن اللہ تعالیٰ جو زمین وآسمان اور عرش عظیم کا مالک ہے، وہ نائب سے پاک اور منزّہ ہے۔ فذرھم یخوضوا الخ یہ زجر مع تخویف ہے۔ وھو الذی فی السماء الٰہ ـــ تا ـــ والیہ ترجعون ٥ یہ دوسری عقلی دلیل ہے۔ زمین وآسمان میں وہی معبودِ برحق اور متصرف وکارساز ہے، ساری کائنات اسی کے قبضہ واختیار میں ہے اور قیامت کا علم بھی صرف اسی کو ہے۔ جب

ساری کائنات میں وہی معبود اور متصرف و مختار ہے تو کوئی اس کا نائب بھی نہیں۔ ولا یملك الذین یدعون (الآیۃ) یہ سورت کا مرکزی دعوی ہے اور مشرکین کے ایک شبہے کا جواب ہے کہ ہم نے مانا کہ اللہ کے سوا کوئی حاجت روا نہیں اور سب کچھ کرنیوالا اللہ ہی ہے، لیکن ہم اپنے معبودوں کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہمارے سفارشی ہیں۔ فرمایا مشرکین جن کو اللہ کے سوا پکارتے ہیں انہیں ان کے حق میں شفاعت کا کوئی اختیار نہیں ہوگا۔ ولئن سألتهم من خلقهم (الآیۃ) یہ تیسری عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم مشرکین اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ ان کا اور ان کے معبودان باطلہ کا خالق اللہ ہے، لیکن وہ پھر نہیں سمجھتے اور اللہ کیلئے ولد اور نائب تجویز کرتے ہیں۔ وقیله یرب الخ یہ تخویف ہے۔ یہ لوگ ایسے سرکش اور ضدی ہیں کہ ایمان لانے کا نام نہیں لیتے۔ آپ ان سے اعراض کریں۔ وہ عنقریب ہی دنیا میں اور پھر آخرت میں اپنا انجام دیکھ لیں گے اور حقیقت ان پر واضح ہوجائیگی ۲ والکتب المبین یہ تمہید مع ترغیب ہے اور قرآن کی عظمتِ شان کا بیان ہے۔ واؤ قسمیہ ہے اور جواب محذوف ہے ای انك لمن المرسلین او انك لرسول صادق اور اناجعلنه الخ استیناف ہے یعنی یہ واضح اور روشن کتاب اس پر شاہد ہے کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ قال الشیخ رح یا اناجعلنه الخ جواب قسم مذکور ہے۔ یعنی یہ کتاب جو واضح اور فصیح و بلیغ عربی زبان میں ہے بذات خود اس پر شاہد ہے کہ ہم نے اس کو عربی زبان میں نازل کیا ہے تاکہ تم اسے اپنی مادری زبان میں اچھی طرح سمجھ سکو۔ (روح)۔ گویا یہ قرآن خود ہی اپنا شاہد ہے ع۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب: ۔ تائید لکن اللہ یشهد بما انزل الیك انزله بعلمه قسم کی دو قسمیں ہیں (۱) جس میں مقسم بہ کو مافوق الاسباب قادر اور عالم الغیب سمجھ کر قسم کھائی جاتی ہے اور اس میں یہ تصور ہوتا ہے کہ اگر اس کی مخالفت کی گئی تو وہ ضرر پہنچائیگا یہ قسم غیر اللہ کی جائز نہیں (۲) مقسم بہ کو جواب قسم پر بطور شاہد پیش کیا جاتا ہے یہاں قسم اسی قبیل سے ہے اور یہ قسم غیر اللہ کی جائز ہے۔ وانه فی ام الکتب الخ ام الکتاب سے لوح محفوظ مراد ہے یعنی قرآن کی عظمتِ شان کا یہ حال ہے کہ لوح محفوظ میں وہ تمام کتابوں پر فائق اور حاکم ہے اور ہر قسم کی لفظی اور معنوی فساد و خلل سے پاک ہے۔ وهذا فیه تشریف للقرآن وترفیع بکونه لدیه علیا علی جمیع الکتب وعالیا عن وجوه الفساد حکیما ای حاکما علی سائر الکتب او محکما بکونه فی غایة البلاغة والفصاحة وصحة المعانی

كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ ۝٥ وَكَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ فِي
کہ تم ہو ایسے لوگ کہ حد پر نہیں رہتے ف۱ اور بہت بھیجے ہیں ہم نے نبی پہلوں

الْاَوَّلِيْنَ ۝٦ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ
میں اور نہیں آتا لوگوں کے پاس کوئی پیغام لانیوالا جس سے

يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝٧ فَاَهْلَكْنَآ اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّمَضٰى
ٹھٹھا نہیں کرتے پھر برباد کر ڈالے ہم نے ان سے سخت زور والے ف۱ اور چلی آئی ہے

مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ ۝٨ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
مثال پہلوں کی اور اگر تو ان سے پوچھے کس نے بنائے آسمان

وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ۝٩ الَّذِيْ
اور زمین تو کہیں بنائے اُس زبردست خبردار نے وہی ہے

جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّجَعَلَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا
جس نے بنا دیا تمہارے لئے زمین کو بچھونا اور رکھ دیں واسطے تمہارے اس میں راہیں

لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝١٠ وَالَّذِيْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً
تاکہ تم راہ پاؤ ف۲ اور جس نے اتارا آسمان سے پانی

بِقَدَرٍ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۝١١
ماپ کر پھر ابھار کھڑا کیا ہم نے اس سے ایک دیس مردہ کو اسی طرح تم کو بھی نکالیں گے ف۲

وَالَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ
اور جس نے بنائے سب چیز کے جوڑے اور بنا دیا تمہارے واسطے

الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ ۝١٢ لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ
کشتیوں اور چوپایوں کو جس پر تم سوار ہوتے ہو تاکہ چڑھ بیٹھو تم اس کی پیٹھ پر

ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَ
پھر یاد کرو اپنے رب کا احسان جب بیٹھ چکو اس پر اور

منزل۶

۱ تخویف دنیوی ۔ ۱۲

۲ توحید پر پہلی عقلی دلیل علی سبیل الاعتراف من الخصم ۱۲

۳ تنویر دلیل اول ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی اس سبب سے کہ تم نہیں مانتے کیا بھیجنا موقوف کریں گے حکم کا۔ ف۲ یعنی جہاں تک انسان بستے ہیں آپس میں مل سکیں ایک دوسرے تک راہ پاویں۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی عاد و ثمود از قریش قوی تر بودند ۱۲۔ ف۲ یعنی از قبور ۱۲

تَقُولُوا سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ

کہو پاک ذات ہے وہ جس نے بس میں کردیا ہمارے اسکو اور ہم نہ تھے اس کو

مُقْرِنِیْنَ ⑬ وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ⑭ وَجَعَلُوْا

قابو میں لا سکتے اور ہمکو اپنے رب کی طرف پھر جانا ہے ف۹ اور ٹھہرائی ہے

لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِیْنٌ ⑮ ع

حق تعالیٰ کے واسطے اولاد اسکے بندوں میں سے تحقیق انسان بڑا ناشکر ہے صریح

اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا یَخْلُقُ بَنٰتٍ وَّاَصْفٰىكُمْ بِالْبَنِیْنَ ⑯ وَ

کیا اس نے رکھ لیں اپنی مخلوقات میں سے ۳ بیٹیاں اور تم کو چن کر دیدیے بیٹے اور

اِذَا بُشِّرَ اَحَدُھُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ

جب ان میں کسی کو خوشخبری ملے اُس چیز کی جس کو رحمٰن کے نام لگایا ف۱ تو سارے دن

وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّھُوَ كَظِیْمٌ ⑰ اَوَمَنْ یُّنَشَّؤُا فِی

رہے منہ اس کا سیاہ اور وہ دل میں گھٹ رہا ہے کیا ایسا شخص کہ پرورش پاتا ہے ۴

الْحِلْیَةِ وَھُوَ فِی الْخِصَامِ غَیْرُ مُبِیْنٍ ⑱ وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ

زیور میں اور وہ جھگڑے میں بات نہ کہہ سکے یہ اور ٹھہرایا انہوں نے فرشتوں

الَّذِیْنَ ھُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا ؕ اَشَھِدُوْا خَلْقَھُمْ ؕ

کو جو ۳ بندے ہیں رحمٰن کے عورتیں کیا دیکھتے تھے اُن کا بننا

سَتُكْتَبُ شَھَادَتُھُمْ وَیُسْـَٔلُوْنَ ⑲ وَقَالُوْا لَوْ شَآءَ

اب لکھ رکھیں گے ان کی گواہی اور ان سے پوچھ ہوگی ف اور کہتے ہیں اگر ۴ چاہتا

الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰھُمْ ؕ مَا لَھُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۗ اِنْ

رحمٰن تو ہم نہ پوجتے ان کو کچھ خبر نہیں اُن کو اس کی یہ

ھُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ ⑳ ؕ اَمْ اٰتَیْنٰھُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَھُمْ

سب اٹکلیں دوڑاتے ہیں ف۲ کیا ہم نے ۵ کوئی کتاب دی ہے ان کو اس سے پہلے سو

(بحرج ۸ ص ۵) یا مطلب یہ ہے کہ لوح محفوظ میں اس قرآن کا نام علیٌّ حکیمٌ ہے۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ ۳ افنضرب عنکم (الآیۃ) یہ زجر ہے اور الذکر سے یا قرآن مراد ہے یا دعوت توحید یا تذکرہ وتخویف۔ (کبیر، بحر) اور صفحا، نضرب کا مفعول مطلق ہے من غیر لفظہ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ وکذا فی الروح اان کنتم سے پہلے لام اجلیہ مقدر ہے ای لان کنتم (بیضاوی) مطلب یہ ہے کہ کیا ہم قرآن کا نازل کرنا بند کردیں اور تمہیں توحید کی دعوت دینا چھوڑ دیں محض اس وجہ سے کہ تم انصاف کی حدود کو پھاند چکے ہو اور ضد وعناد پر اُتر آئے ہو اور خداوند قادر وقیوم کے لئے نائب تجویز کرنے لگے ہو؟ یا صفحا مفعول لہ ہے مفعول لہ علی معنی افنعزل عنکم انزال القرآن والزام الحجۃ بہ اعراضا عنکم (بحرج ۸ ص ۶) اور استفہام انکاری ہے۔ یعنی ایسا نہیں ہوسکتا، بلکہ ہم تمہیں توحید کی دعوت دینگے اور نہ ماننے کی صورت میں سزا بھی دیں گے۔ وھذا استفہام علی سبیل الانکار یعنی انا لانترك ھذا الاعذار والانذار بسبب کونکم مسرفین۔۔۔۔ بل نلزمکم العمل وندعوکم الی الدین ونؤاخذکم متی اخللتم بالواجب وقدمتم علی القبیح (کبیرج ۷ ص ۴۳۰) ۴ وکم ارسلنا ـــ تا ـــ مثل الاولین ۰ یہ تخویف دنیوی ہے۔ اور اس سے مقصود ترغیب ہے۔ مشرکین مکہ کا انکار کوئی نئی بات نہیں، ان سے پہلے بھی ہم نے گذشتہ امتوں میں پیغمبر بھیجے۔ ان کے پاس جو پیغمبر بھی آیا انہوں نے اس کو جھٹلایا اور اس کا تمسخر اڑایا تو ہم نے شرک کے ان متمرد اور سرکش سرغنوں کو تباہ وبرباد کردیا جو ان مشرکین قریش سے زیادہ سخت گیر، ان سے زیادہ طاقتور اور ان سے کہیں بڑے اور مضبوط جتھے والے تھے امم سابقہ کی مثال گذر چکی ہے اس لئے مشرکین قریش کو ڈرنا چاہیئے کہ کہیں ان پر بھی ویسا ہی عذاب نازل نہ ہو جائے جیسا کہ گذشتہ سرکش قوموں پر نازل ہوا۔ ای فلیحذر قریش ان یحل بھم مثل ما حل بالاولین مکذبی الرسل من العقوبۃ (بحرج ۸ ص ۶) ۵ ولئن سالتہم (الآیۃ) یہ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ یعنی اللہ کی توحید اور اس کے شریک اور نائب متصرف سے منزہ ہونے پر ایک ایسی حقیقت سے استدلال کیا گیا ہے جسے مشرکین قریش تسلیم کرتے اور اسکا اعتراف کرتے تھے۔ یعنی ان سے پوچھو تو سہی کہ زمین وآسمان کا خالق اور موجد کون ہے؟ تو صاف اقرار کریں گے کہ اللہ تعالیٰ جو سب پر غالب اور سب کچھ جاننے والا ہے وہی زمین وآسمان کا خالق ہے۔ جب تم نے تسلیم کرلیا کہ عالم علوی اور عالم سفلی کا خالق اور موجد اللہ تعالیٰ ہی ہے اور ساری کائنات کی ایجاد میں اس کا کوئی شریک اور معاون ومشیر نہیں ہے، تو معبودانِ باطلہ کو اس کائنات کے اندر تصرف واختیار میں خدا کے شریک اور نائب ماننا تمہارے پہلے اقرار واعتراف کے خلاف ہے۔ جب ایجاد

۱۔ تشکوی ۱۲

۲۔ استفہام انکاری

۳۔ برائے تعجب ۱۲

۳۔ اعادہ شکوی ۱۲

۴۔ استفہام انکاری ۱۲

۵۔ شکوی ۱۲

۶۔ جواب شکوی اشارہ بدلیل عقلی ۱۲

۷۔ دلیل نقلی ۱۲

موضح قرآن ف اس سفر سے آخرت کا سفر یاد کرو حضرت سوار ہوتے تو یہ تسبیح کہتے۔ ف۲ یہ جو فرمایا کہ بندے رحمٰن کے ہیں یعنی بیٹیاں نہیں اور معلوم ہوا کہ فرشتے اگرچہ نہ مرد نہ عورت پر بولی مردانی بولیں ف۳ خبر نہیں یعنی یہ تو سچ ہے کہ بن چاہے خدا کے کوئی چیز نہیں پر اسکا بہتر ہونا نہیں نکلتا اُسنے تو نت بھی پیدا کیا اور زہر بھی زہر کون کھاتا ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بتولد دختری ۱۲۔

کائنات میں اس کا کوئی شریک نہیں، تو تصرف و اختیار میں اس کا نائب بھی کوئی نہیں۔ خلقھن العزیز الحکیم یہ مشرکین کے جواب کی تعبیر بالمعنی ہے یہ مطلب نہیں
کہ انہوں نے یہی الفاظ کہے ہیں، کیونکہ دوسری جگہ لیقولن اللہ وارد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مشرکین زمین و آسمان کی تخلیق کو اس ذات کی طرف منسوب کرینگے جو ان
صفات سے متصف ہے ۶ الذی جعل لکم — تا — ما ترکبون ٥ یہ پہلی عقلی دلیل پر تنویر ہے۔ یعنی یہ تمام اوصاف اسی خالق کائنات کے ساتھ مختص ہیں
اور یہ سب کام وہی کر سکتا ہے، اس کے سوا اور کوئی نہیں کر سکتا۔ الذی جعل لکم الارض مھدا الخ اس نے زمین کو ہمارے لئے آرام و راحت کی جگہ بنا دیا
جس سے ہمیں ہر ضرورت اور ہر آسائش آسانی سے میسّر ہو سکتی ہے۔ اس پر چلنا پھرنا، مکانات تعمیر کرنا۔ کھیتی باڑی کرنا، نہریں کھودنا سب کچھ آسان ہے اور
پھر زمین میں راستے بنا دئیے جن کے ذریعے سے ہم بآسانی سفر طے کر سکتے ہیں۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت و حکمت کا کرشمہ ہے۔ والذی نزل من السماء
ماءً الخ وہی آسمان سے باران رحمت نازل فرما کر بیکار اور خشک زمین کو زرخیز بنا کر اسے حیاتِ نو بخشتا ہے اس لئے کون ہے جو یہ کام کر سکتا ہے؟ کذلک
تخرجون ٥ یہ جملہ معترضہ ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ مردہ زمین کو زرخیز کر سکتا ہے، اسی طرح وہ انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ گویا یہ دلیل جس
طرح اللہ کے متصرف و کارساز اور قدیر و حکیم ہونے پر دلالت کرتی ہے اسی طرح اس دلیل سے حشر و نشر بھی ثابت ہوتا ہے ۷ والذی خلق الازواج
(الآیۃ) اُسی ہی نے مخلوق کی یہ تمام انواع و اقسام پیدا کی ہیں، جو رنگ میں، بُو میں، ذائقے میں اور جنس میں مختلف اور گوناگون ہیں۔ قال ابن عباس
الازواج الضروب والانواع کالحلو والحامض والابیض والاسود والذکر والانثیٰ (روح ج ۲۵ ص ۶۷) اور اسی ہی نے کشتیاں اور سواری کے
جانور پیدا کئے تاکہ تم خشکی اور تری کا سفر آرام اور آسانی سے کر سکو۔ ان تمام افعال و صفات میں اللہ تعالیٰ یکتا اور منفرد ہے اور وہی تنہا متصرف و کارساز
ہے، اس لئے کوئی اس کا نائب نہیں ۸ لتستوا علی ظھورہ۔ اس میں مذکورہ بالا نعمت کا شکر ادا کرنے کے طریق کی تعلیم دی۔ یہ سواری کے چوپائے
اس لئے پیدا کئے تاکہ جب تم ان پر سواری کرو، تو اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو اور زبان سے اسکی یوں تسبیح و تقدیس کرو کہ وہ ہر شریک اور نائب سے اور
ہر نقص و عیب سے پاک اور منزہ ہے جس نے یہ دیو ہیکل اور گرانڈیل چوپائے ہمارے تابع کر دیئے ہیں، حالانکہ ہم میں ان کو اپنے تابع اور اپنے قبضے
میں کرنیکی قدرت نہیں ہے۔ جانوروں پر سواری کرتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہئیے یعنی سبحٰن الذی سخر لنا ھذا وما کنا لہ مقرنین ٥ وانا الی
ربنا لمنقلبون ٥ ۹ وانا الی ربنا لمنقلبون۔ یہ سب کچھ اللہ نے اس لئے پیدا کیا ہے، تاکہ تم ان کو دیکھو اور ان میں غور و فکر کرو اور سمجھ لو
کہ سب کچھ کرنیوالا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں اور آخر کار سب اللہ کی طرف رجوع کرنیوالے ہیں اور قیامت کے دن اس کی عدالت میں حاضر ہونے
والے ہیں۔ اس سورت میں دو دعوے مذکور ہیں اوّل یہ کہ متصرف و کارساز اور خالق کائنات اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ دوّم یہ کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی نائب نہیں۔ یہانتک
ایک دعویٰ ثابت ہو گیا کہ سب کچھ پیدا کرنیوالا اور سب کچھ کرنیوالا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ پہلا جزء مشرکین کے اعتراف سے اور دوسرا جزء دلیل عقلی پر لائی گئی تنویر سے
دوسرا دعویٰ آگے دلائل نقلیہ سے ثابت کیا جائیگا ۱۰ وجعلوا لہ — تا — عاقبۃ المکذبین ٥ شکویٰ ہے۔ مشرکین کے اعتراف (دلیل عقلی) سے اور پھر دلیل
پر تنویر سے ثابت ہو گیا کہ ہر چیز کا خالق اور سب کچھ کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اب مشرکین مکہ پر شکویٰ کیا گیا جو فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں اور اس کے نائب متصرف
مانتے تھے۔ جزءا ای ولدا۔ ولد کو جزء سے تعبیر کیا گیا اور مراد اس سے نائب متصرف ہے نہ کہ حقیقی ولد جیسا کہ کئی جگہوں میں اس مضمون کو اتخاذ ولد (بیٹا
بنا لینا) سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ای قالوا الملائکۃ بنات اللہ (مدارک ج ۴ ص ۸۰) یا جزء کے معنی برابر اور ہمسر کے ہیں۔ امام قتادہ فرماتے ہیں جزء سے معبود غیر اللہ
مراد ہے۔ حاصل یہ ہے کہ اس اعتراف کے باوجود کہ ساری کائنات کا خالق اللہ ہے، پھر بھی مشرکین اس کی مخلوق کو اور اس کے بندوں کو اسکی عبادت و
تعظیم میں اور اسکی صفات میں اسکا شریک بناتے ہیں۔ جزءا ای عدلا؟ عن قتادۃ یعنی ما عبد من دون اللہ عزوجل (قرطبی ج ۱۶ ص ۶۹) وقال قتادۃ
جزءا ای ندا (بحر ج ۸ ص ۸) بیشک انسان نہایت ہی ناشکر گذار ہے اور اسکی ناشکر گذاری بالکل واضح اور ظاہر ہے کہ وہ اپنے خالق و مالک کو اور ساری
کائنات کے بادشاہ کو بھی اپنی صفات میں یگانہ اور وحدہٗ لاشریک لہٗ نہیں مانتا اور العیاذ باللہ اسے نائبین کا محتاج سمجھتا ہے ۱۱ ام اتخذ مما یخلق (الآیۃ)
استفہام انکاری ہے برائے تعجب۔ کیا تمہارے خیال باطل کے مطابق اللہ نے اپنی مخلوق میں سے اپنے لئے بیٹیاں منتخب کر لیں اور بیٹوں کو تمہارے لئے
مختص کر دیا ہے۔ یہ مشرکین کی جہالت و سرکشی پر اظہار تعجب ہے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف ایک ایسی چیز (بیٹیوں) کی نسبت کی جسے وہ خود نہایت
ہی حقیر اور ذلیل سمجھتے ہیں واذا بشر احدھم الخ یہ انکی حماقت و جہالت کا مزید بیان ہے۔ ضرب ای جعل، مثلا ای صفۃ او حالا۔ قالہ الشیخ
رحمہ اللہ تعالیٰ یا مثلاً بمعنی شبہا ہے۔ ای بالجنس الذی جعلہ لہ مثلا ای شبہا (مدارک ج ۴ ص ۸۸) اور ان مشرکین کا اپنا حال یہ ہے کہ جس جنس
(اناث) کو انھوں نے خداوند تعالیٰ کے مماثل و مشابہ قرار دیا ہے اور اس کی طرف جس کی نسبت کی ہے جب وہ ان میں سے کسی کے گھر آوارد ہو
اور اسے یہ خبر ملے کہ اس کے گھر میں لڑکی پیدا ہوئی ہے تو حزن و ملال اور تأسف و ندامت سے اس کا چہرہ اتر جاتا اور وہ غم و اندوہ میں ڈوب جاتا
ہے ۱۲ او من ینشأ فی الحلیۃ (الآیۃ) یہ بھی مشرکین کے قول کی مزید شناعت و قباحت کا بیان ہے۔ کیا انہوں نے اس جنس کو خدا کی طرف منسوب کیا ہے
جس کی نشو و نما زیوروں میں ہوتی ہے یعنی بیٹیاں اور یہ ان کے نازک اور ضعیف ہونیکی دلیل ہے اور لڑائی جھگڑے میں وہ اپنے مدعا پر واضح دلیل اور
روشن برہان پیش نہیں کر سکتیں یہ ان کے عقلی اور ذہنی نقصان کی علامت ہے۔ مشرکین کا یہ قول کس قدر قبیح اور گستاخانہ ہے کہ انھوں نے ایک اخس و
اذل جنس کو خدا کی طرف منسوب کیا اور اسے خدا کا نائب متصرف ٹھہرایا ۱۳ وجعلوا الملٰئکۃ (الآیۃ) یہ اعادہ ہے اور وجعلوا لہ من عبادہ جزءا
کی تفسیر ہے۔ ان ظالموں نے فرشتوں کے بارے میں یہ کہا کہ وہ خدا کی بیٹیاں ہیں، حالانکہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار اور عبادت گذار بندے ہیں۔ بندگی

بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ ﴿۲۱﴾ بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى
انہوں نے اسکو مضبوط پکڑ رکھا ہے ف۱ بلکہ کہتے ہیں ہم نے پایا اپنے باپ دادوں کو ایک
اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَكَذٰلِكَ مَآ
راہ پر اور ہم انہی کے قدموں پر ہیں راہ پائے ہوئے اور اسی طرح جس کسی کو
اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ
ف۲ بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے ڈر سنانے والا کسی گاؤں میں سو کہنے لگے
مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى
وہاں کے خوش حال لوگ ہم نے تو پایا اپنے باپ دادوں کو ایک راہ پر اور ہم انہی کے
اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ﴿۲۳﴾ قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى
قدموں پر چلتے ہیں وہ بولا اور جو میں لا دوں تم کو اس سے زیادہ سوجھ کی
مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ ؕ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ
راہ جس پر تم نے پایا اپنے باپ دادوں کو تو یہی کہنے لگے ہم تمہارا لایا ہوا
بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۲۴﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ
نہیں مانیں گے پھر ہم نے اُن سے بدلا لیا ف۳ سو دیکھ لے کیسا ہوا
عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۵﴾ ع وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ
انجام جھٹلانے والوں کا اور جب کہا ابراہیم نے ف۴ اپنے باپ کو
وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۶﴾ ۙ اِلَّا الَّذِيْ
اور اس کی قوم کو میں الگ ہوں اُن چیزوں سے جنکو تم پوجتے ہو مگر جس نے
فَطَرَنِيْ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ ﴿۲۷﴾ وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً
مجھ کو بنایا سو وہ مجھ کو راہ سمجھائے گا ف۲ اور یہی بات ف۵ پیچھے چھوڑ گیا
فِيْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾ بَلْ مَتَّعْتُ هٰٓؤُلَآءِ وَ
اپنی اولاد میں تا کہ وہ رجوع رہیں ف۱ کوئی نہیں پر میں نے برتنے دیا ف۲ انکو اور

ف۱ متعلق بہ مستمسکون
ف۲ تخویف
دنیوی ۱۲

ع ۲ / ۸ النصف
ف۲ تخویف دنیوی ۱۲
ف۳ یہی دلیل نقلی تفصیلی ۱۲

اور فرزندی میں تضاد واضح ہے جو بندہ ہو وہ فرزند اور ولد نہیں ہو سکتا۔ نیز جو خود ہر وقت اللہ کی عبادت و اطاعت میں لگا رہے وہ اس لائق نہیں ہو سکتا کہ اسے خدا کا نائب سمجھا جائے اور اسکی عبادت کی جائے۔ والعباد جمع عبد وھو الزم فی الحجاج مع اھل العناد لتضاد بین العبودیۃ والولاد (مدارک ج ۴ ص ۸۰) و ذکر العباد مدح لھم، ای کیف عبد و امن ھو فی نھایۃ العبادۃ (قرطبی ج ۱۶ ص ۷۳) اشھدوا خلقھم الخ کیا فرشتوں کی پیدائش کے وقت وہ وہاں حاضر اور موجود تھے اور انہوں نے اپنی آنکھوں سے ان کے اناث ہونے کا مشاہدہ کیا ہے؟ استفہام انکاری ہے یعنی ایسا نہیں ہے، لیکن وہ ظن و تخمین سے ایک بات کہے جا رہے ہیں جس پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ فرشتوں کے بارے میں انکا یہ بیان کہ وہ اناث (عورتیں) ہیں لکھا جا چکا ہے اور قیامت کے دن ان سے اس پر باز پرس ہو گی۔ یہ تخویف اخروی کی طرف اشارہ ہے ۱۴ وقالوا لو شآء۔ یہ شکوی ہے۔ جب مشرکین لاجواب ہو جاتے ہیں تو مشیت خداوندی کی آڑ لیتے ہیں کہ اگر اللہ کو منظور ہوتا تو ہم فرشتوں کی عبادت نہ کرتے اور انھیں خدا کے نائب نہ بناتے۔ یعنی اگر اللہ چاہتا تو ہمیں اس سے زبردستی روک دیتا جب وہ ہمارے اور انکی عبادت کے درمیان حائل نہیں ہوا، تو معلوم ہوا کہ وہ اس پر خوش ہے مالھم بذلك من علم الخ یہ جواب شکوی ہے اللہ تعالیٰ کی مشیت اور اسکا ارادہ کسی فعل کے جواز کی دلیل نہیں بن سکتا، کیونکہ اس کائنات میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ حسن و قبیح اور خیر و شر سب اس کے ارادے ہی سے ہو رہا ہے اس کے ارادے کے بغیر تو پتہ بھی نہیں ہل سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے ذریعے سے اور دلائل انفس و آفاق سے حق و باطل کو واضح کر کے ہر انسان کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنے اختیار سے دونوں میں سے ایک کو منتخب کر لے تاکہ امتحان و ابتلاء کا تقاضا پورا ہو، لیکن اسکی رضا اور خوشنودی صرف نیک کاموں ہی سے متعلق ہے۔ باقی رہا کسی فعل کے جواز کی دلیل کا سوال، تو دلیل، عقل و نقل اور وحی ہی سے پیش کی جا سکتی ہے۔ اور ان مشرکین کے پاس شرک کے حق میں ان تینوں دلیلوں میں سے کوئی بھی دلیل موجود نہیں۔ مالھم بذلك من علم الخ اس میں دلیل عقلی کی نفی کی گئی ہے کہ ان کے پاس فرشتوں کے معبود اور نائب خدا ہونے پر کوئی عقلی دلیل موجود نہیں، وہ جو کچھ کہتے ہیں محض اٹکل اور تخمین ہی سے کہتے ہیں۔ ای یقولون قولا باطلا بالظن والتخمین (مظہری ج ۸ ص ۳۴۳) ۱۵ ام اٰتینٰھم کتٰبا (الآیۃ) اس میں دلیل نقلی کی نفی کی گئی ہے اور استفہام انکاری ہے یعنی ان کے پاس کتب سابقہ میں بھی کوئی ایسی دلیل نہیں جس

موضح قرآن ف۱ یعنی بہتر ہونا اس طرح ثابت ہوتا ہے ف۲ یہاں یہ قصہ اس پر کہا کہ تمہارے پیشوا نے باپ کی راہ غلط دیکھ کر چھوڑ دی تم بھی وہی کرو

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی انبیاء و اولیاء در اولاد حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا شدند ۱۲۔

سے تمسک کرکے وہ فرشتوں کو معبود ٹھہراتے ہوں۔ بان یعبدوا غیر اللہ تعالیٰ وینسبوا الیہ الولد (جامع البیان ص ۴۲) بل قالوا الخ دلیل عقلی اور نقلی کی نفی کے بعد دلیل وحی خود بخود منتفی ہو جاتی ہے، کیونکہ وحی ربانی بھی ان کے خلاف ہے۔ اس لئے ہر طرف سے لاجواب ہو کر وہ کہتے ہیں ہمارے پاس عقل و نقل اور وحی کی تو کوئی دلیل نہیں جس کا تم مطالبہ کرتے ہو، بلکہ ہم نے یہ عقیدہ اور عمل اپنے باپ دادا سے اخذ کیا ہے۔ ہم نے ان کو اسی دین اور طریقہ پر پایا ہے وہ فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے، ان کی عبادت و تعظیم بجالاتے تھے اور ان کو نائب خدا اور عند اللہ شفیع غالب سمجھتے تھے، اس لئے ہم بھی، آنکھیں بند کرکے ان کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔

۱۶ وکذلک ما ارسلنا (الآیۃ) یہ متعلق بہ شکوی ہے اور تخویف دنیوی کی تمہید ہے۔ گذشتہ امتوں کا حال بعینہٖ مشرکین مکہ کی طرح ہے کہ ان کے پاس جو بھی اللہ کی طرف سے اللہ کی توحید کا داعی آیا، اسے یہی جواب دیا گیا۔ جب اللہ کا پیغمبر انھیں توحید کی دعوت دیتا اور اس کے عذاب سے ڈراتا، تو دولت و طاقت کے نشے میں مست، سرکش اور معاند طبقہ ان کی دعوت کے جواب میں کہتا: تیری بات تو ہم ماننے کیلئے تیار نہیں ہیں، ہم نے اپنے باپ دادا کو جس دین اور طریقے پر پایا ہے ہم اسی کی پیروی کرینگے اور اسی راہ پر گامزن رہیں گے۔ قل اولو جئتکم۔ اس کے جواب میں پیغمبر علیہ السلام انھیں کہتے:۔ میں تمہارے سامنے ایک ایسا دین پیش کر رہا ہوں جو تمہارے باپ دادا کے دین سے اچھا اور اللہ تعالیٰ کی ہدایت و رہنمائی کے عین مطابق ہے، تو کیا پھر بھی تم اس کے مقابلے میں اپنے باپ دادا کے جھوٹے دین ہی کو مانوگے؟ تو اس کے جواب میں مشرکین نہایت سرکشی اور بیباکی سے کہتے جو دین تم لیکر آئے ہو اس کو ہم کسی حال میں بھی نہیں مانیں گے اور اسکا تو ہم انکار ہی کرینگے۔

۱۷ فانتقمنا منهم (الآیۃ) یہ تخویف دنیوی ہے۔ جب ان کفار و مشرکین نے عناد و تعنت اور سرکشی کی انتہاء کردی، دعوت توحید کو ٹھکرایا۔ انبیاء علیہم السلام کو ایذا دی اور انکا تمسخر اڑایا، تو ہم نے گوناگون مصائب و آفات سے اور مختلف انواع عذاب سے دنیا ہی میں ان کو تہس نہس کرکے ان سے انتقام لے لیا۔ اب دیکھ لو جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا۔ مشرکین قریش کو بھی اس قسم کے انجام سے ڈرنا چاہیئے۔ اور آپ کو ان کی تکذیب کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے۔ اس میں آپ کیلئے ایک گونہ تسلی ہے۔ تسلیۃ لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وارشاد الی عدم الاکتراث بتکذیب قومہ ایاہ علیہ الصلوۃ والسلام (روح ج ۲۵ ص ۷۶)

۱۸ واذ قال ابراهیم۔ پہلی دلیل نقلی تفصیلی از حضرت ابراہیم علیہ السلام۔ الا الذی میں استثناء منقطع ہے (مدارک وبحر) حضرت ابراہیم علیہ السلام جو جد الانبیاء اور مشرکین قریش کے جد اعلیٰ تھے ان کی تعلیم یہ تھی کہ انہوں نے اپنے باپ آزر اور اپنی قوم کے سامنے واشگاف الفاظ میں اعلان فرما دیا تھا کہ تم جن معبودان باطلہ کی عبادت و تعظیم بجالاتے ہو اور جنہیں حاجات و مشکلات میں غائبانہ پکارتے ہو، میں ان سب سے سخت بیزار ہوں۔ البتہ وہ ذات پاک جس نے مجھے پیدا کیا ہے میں اسی کی عبادت کرتا ہوں اور اسی ہی کو حاجات میں پکارتا ہوں۔ وہی مجھے اس ہدایت پر قائم رکھے ہوئے ہے۔ سیہدین میں سین تاکید کے لئے ہے، استقبال کے لئے نہیں (روح)۔ یہدین ای یثبتنی علی الهدایۃ (مدارک)

۱۹ وجعلها کلمۃ (الآیۃ) ضمیر مؤنث کلمۂ توحید یا دعوت توحید سے کنایہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے توحید کو ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں دوام و بقاء عطا فرمایا کہ ان کی اولاد میں توحید باقی رہے گی اور ان کی اولاد میں انبیاء اور علماء ہوتے رہیں گے جو توحید کی تبلیغ کرتے رہیں گے یہاں تک کہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو جائے گی، لیکن توحید کی دعوت و تبلیغ کا کام علماء کے ذریعے سے قیامت تک جاری رہے گا، تاکہ شرک کرنیوالے ان کی دعوت و تبلیغ سے متاثر ہو کر شرک سے باز آجائیں۔ والضمیر المنصوب لکلمۃ التوحید اعنی لا الہ الا اللہ کما روی عن قتادۃ ومجاهد والسدی (روح ج ۲۵ ص ۷۷) فی عقبہ ای فی ذریتہ۔ ۔ ۔ ۔ فلا یزال فیهم من یوحد اللہ ویدعو الی توحیدہ (بحر ج ۸ ص ۱۲)

۲۰ بل متعت هؤلاء۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں توحید کو اللہ تعالیٰ نے قائم و دائم کر دیا تو پھر یہ مشرکین مکہ جو ان کی اولاد میں سے ہیں، یہ کیونکر مشرک ہو گئے؟ کیا توحید کے بارے میں ان کے دلوں میں شبہات ہیں؟ اس کا جواب دیا گیا کہ توحید پر ایسے واضح اور روشن دلائل قائم ہو جانے کے بعد کوئی جائے شبہ ہی ہے۔ قرآن تمام شبہات کو دور کرتا ہے بلکہ ہم نے ان کو اور ان کے باپ دادا کو دنیا کے مال و متاع اور ساز و سامان سے مالا مال کر دیا اور وہ دنیوی عیش اور لذت میں محو ہو کر توحید سے منحرف ہو گئے یہاں تک کہ اب پھر ان کے پاس حق (قرآن) کی دعوت پہنچ گئی اور توحید کو واضح اور روشن کرنے والا پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آگیا۔ آپ اسی دعوت ابراہیمیہ کو لے کر آئے ہیں۔ الحق ای القرآن ورسول ای محمد علیہ السلام (مدارک ج ۴ ص ۸۹) ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم بالتوحید والاسلام الذی هو اصل دین ابراهیم وهو الکلمۃ التی بقاها اللہ فی عقبہ (قرطبی ج ۱۶ ص ۸۲) ولما جاءهم الحق الخ اور جب قرآن آگیا جو انھیں خواب غفلت سے بیدار کرنے والا اور دعوت توحید کا حامل ہے، تو تحقیر و عناد کے لہجے میں کہنے لگے یہ تو جادو ہے۔ اور ہم اسے نہیں مانتے۔

اٰبَآءَهُمْ حَتّٰى جَآءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۹﴾ وَ
ان کے باپ دادوں کو یہانتک کہ پہنچا ان کے پاس دین سچا اور رسول کھول کر سنا دینے والا اور
لَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ وَّاِنَّا بِهٖ
جب پہنچا ان کے پاس سچا دین کہنے لگے یہ جادو ہے اور ہم اس کو
كٰفِرُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى
نہ مانیں گے اور کہتے ہیں کیوں نہ اترا ف۱ یہ قرآن کسی
رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ﴿۳۱﴾ اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ
بڑے مرد پر ان دونوں بستیوں میں کے ف ف۲ کیا وہ بانٹتے ہیں
رَحْمَتَ رَبِّكَ ۭ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ
تیرے رب کی رحمت کو ہم نے بانٹ دی ہے ان میں روزی ان کی دنیا کی زندگانی
الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ
میں اور بلند کر دیئے درجے بعض کے بعض پر کہ ٹھہراتا ہے
بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ۭ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا
ایک دوسرے کو خدمت گار۔ ف۳ اور تیرے رب کی رحمت بہتر ہے ان چیزوں سے
يَجْمَعُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَلَوْلَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً
جو سمیٹتے ہیں ف۴ اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ سب لوگ ف۵ ہو جائیں ایک دین پر
لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ
تو ہم دیتے ان لوگوں کو جو منکر ہیں رحمٰن سے ان کے گھروں کے واسطے چھت
فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا
چاندی کی اور سیڑھیاں جن پر چڑھیں اور ان کے گھروں کیواسطے دروازے
وَّسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِـُٔوْنَ ﴿۳۴﴾ وَزُخْرُفًا ۭ وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ
اور تخت جن پر تکیہ لگا کر بیٹھیں اور سونے کے اور یہ سب کچھ نہیں ہے

۲۱؎ وقالوا لولا نزل۔ یہ شکوی ہے۔ یہ مشرکین کی جہالت اور ان کے عناد و انکار کی ایک اور طرح ہے۔ وہ اپنی جہالت و نادانی سے یہ سمجھتے تھے کہ اول تو کوئی بشر پیغمبر ہو ہی نہیں سکتا اور اگر اللہ کو یہی منظور تھا کہ وہ کسی انسان و بشر ہی کو یہ رتبہ عطاء فرمائے، تو اس کے لئے کوئی ایسا آدمی منتخب ہونا چاہیئے جو دنیوی اعتبار سے بہت بڑا آدمی ہو یعنی اس کے پاس دولت زیادہ ہو اور وہ دنیوی شان و شوکت اور وجاہت میں سب پر فائق ہو۔ اسلئے یہ قرآن محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر کیوں نازل ہوا جس کے پاس دولت ہے نہ جائیداد اور مکہ و طائف دونوں شہروں میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہ ہوا؟ اھم یقسمون۔ یہ جواب شکوی ہے لیتخذ میں لام برائے عاقبت ہے۔ یعنی دنیا میں ان کی روزی تو ہمارے ہاتھ میں ہے اور روزی کی یہ تقسیم ہم ہی نے کی کسی کو زیادہ اور کسی کو کم تاکہ ہم امتحان لیں۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اکثر مالدار اس امتحان میں ناکام رہے اور بجائے اللہ کا شکر کرنے کے غریبوں اور مسکینوں کا مذاق اڑانے لگے۔ ان کی روزی تو میرے قبضے میں ہے، تو کیا میری رحمت جس کا فرد اعلیٰ نبوت ہے ان کے ہاتھ میں ہے کہ وہ اسے تقسیم کریں اور جسے چاہیں دیدیں۔ استفہام انکاری ہے ان کا یہ خیال باطل ہے جس طرح روزی اور تمام خزائن رحمت اس کے اپنے ہی قبضے میں ہیں اسی طرح نبوت بھی اس کے اختیار میں ہے وہ جسے چاہے محض اپنی رحمت سے نبوت کیلئے منتخب فرمالے تائید:۔ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ (انعام، ع ۱۵) المراد بہا النبوۃ وھو الانسب کما قیل وعلیہ اکثر المفسرین (روح ج ۲۵ ص ۸۰) ورحمۃ ربک خیر مما یجمعون اور اللہ کی رحمت و برکت، ایمان اور توفیق ہدایت اور جنت دنیا کے مال و متاع سے کہیں زیادہ بہتر ہے **۲۲؎** ولولا ان یکون۔ یہ قالوا لولا نزل ھذا القراٰن الخ (شکوی) سے متعلق ہے امۃ واحدۃ سے امت کافرہ مراد ہے لولا کراھۃ ان یجتمعوا علی الکفر ویطبقوا علیہ (مدارک ج ۴ ص ۹۰) سُقُفًا، چھتیں یہ سَقْفٌ کی جمع ہے۔ معارج سیڑھیاں، سُرُرًا، سریر کی جمع ہے بمعنی چارپائی، پلنگ۔ زخرف سونا الزخرف ھنا الذھب عن ابن عباس وغیرہ (قرطبی ج ۱۶ ص ۸۷) اور زخرفا فعل محذوف کا مفعول ہے۔ ای ولاعطیناھم زخرفا قال الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ ان آیتوں میں دولت دنیا کی قلت و حقارت کا بیان ہے جس پر مغرور ہو کر مشرکین کہتے ہیں کہ وحی ان پر کیوں نازل نہ ہوئی، حالانکہ دنیا کی دولت اور زر و جواہر آخرت کے مقابلہ میں بالکل بے قدر اور ہیچ ہیں۔ سونا چاندی اور دنیوی زینت و آرائش ہمارے نزدیک اس قدر حقیر اور بے قدر ہے کہ اگر یہ بات

۱؎ شکوی ۱۲

۲؎ جواب شکوی، استفہام انکاری ہے ۱۲

۳؎ یہ شکوی مذکورہ سے متعلق ہے ۱۲۔

۴؎ ماقبل کا تتمہ ۱۲۔

موضح قرآن ف۱ یعنی مکے اور طائف کے کسی سردار پر ف۲ یعنی اللہ نے روزی دُنیا کی تو ان کی تجویز پر نہیں بانٹی، پیغمبری کیونکر دے اُن کی تجویز پر۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی یکے از متمولان مکہ و طائف ۱۲ ف۲ یعنی بچشم حقارت نگرد ۱۲۔

نہ ہوتی کہ لوگ کافروں کو عیش وتنعم میں دیکھ کر سب کفر ہی پر جمع ہو جائیں گے، تو ہم کافروں پر سونا چاندی بارش کی طرح برسا دیتے، ان کے گھروں کی چھتیں، اور چھتوں پر چڑھنے کی سیڑھیاں، ان کے گھروں کے دروازے اور ان کے پلنگ غرضیکہ ہر چیز چاندی کی ہوتی اور انھیں ہم سونا بھی اس قدر عطا کر دیتے کہ وہ چاہتے تو یہ تمام چیزیں سونے کی بنوا لیتے۔ حاصل یہ ہے کہ اگر سب لوگوں کے کفر پر جمع ہو جانے کا احتمال نہ ہوتا تو یہ حقیر اور ناچیز دولتِ دنیا بدترین مخلوق (کفار و مشرکین) پر ہر لحاظ سے مکمل طور پر وسیع کر دی جاتی، لیکن اسی وجہ سے کفار پر کامل توسیع نہیں کی گئی۔ (استیناف مبین لحقارۃ متاع الدنیا و دناءۃ قدارہ عند اللہ عزوجل، والمعنی ان حقارۃ شأنہ بحیث لولا کراہۃ ان یجتمع الناس علی الکفر ویطبقوا علیہ لاعطیناہ علی اتم وجہ من ہو شر الخلائق و ادناہم منزلۃ فکراہۃ الاجتماع علی الکفر ہی المانعۃ من تمتیع کل کافر والبسط علیہ (روح ج ۲۵ ص ۷۹) **۲۳** و ان کل ذلک (الآیۃ) یہ ماقبل کا ثمرہ ہے۔ اِنْ نافیہ اور لما بمعنی الا ہے۔ (بحر ج ۸ ص ۱۵) یہ سب کچھ چند روزہ دنیوی زندگی کی فانی متاع اور ایک عارضی نفع ہے اور دار آخرت کی دائمی اور لازوال نعمتیں ان لوگوں کے لئے مخصوص ہیں جنہوں نے تقوی کو اپنا شعار بنایا۔ شرک اور تمام معاصی سے اجتناب کیا اور امر الٰہی کی تعمیل میں سرگرم رہے **۲۴** ومن یعش۔ یہ زجر مع تخویف اخروی ہے اور مشرکین کے نہ ماننے کی وجہ کا بیان ہے۔ جو شخص جان بوجھ کر اللہ کے قرآن سے اندھا بن جائے اور محض ضد و عناد کی وجہ سے اس کا انکار کرے، تو ہم اس سے قبولِ حق کی صلاحیت سلب کر لیتے ہیں اور شیاطین کو ان پر مسلط کر دیتے ہیں جو ہر وقت ان کے ساتھ رہتے اور انھیں راہ توحید سے گمراہ کرتے ہیں مختلف حیلوں سے اور جھوٹی آرزوئیں دلا کر انھیں غیر اللہ کی عبادت اور پکار پر اکساتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہدایت یافتہ ہیں اور سیدھی راہ پر چل رہے ہیں۔ حتی اذا جاءنا الخ یعنی اب تو مشرکین آنکھیں بند کر کے شیاطین کی پیروی کر رہے ہیں اور حق کو نہیں مانتے اور اللہ کی توحید سے اعراض کرتے ہوئے اس کے لئے نائب تجویز کرتے ہیں، لیکن جب قیامت کے دن ہمارے سامنے حاضر ہوں گے اور ان پر حقیقت حال واضح ہو جائے گی، تو ہر کافر اپنے شیطان قرین سے کہیگا اے کاش دنیا میں، میں تیرا منہ بھی نہ دیکھتا، میرے اور تیرے درمیان مشرق و مغرب کا فاصلہ ہوتا، تو کیسا ہی بدترین ساتھی تھا۔ تو نے مجھے گمراہ کر کے میری عاقبت برباد کر دی **۲۵** ولن ینفعکم (الآیۃ) اذ ظلمتم، مضمون جملہ کی علت ہے اور جملہ کے درمیان واقع ہے۔ اور انکم فی العذاب مشترکون جملہ بتأویل مفرد، لن ینفع کا فاعل ہے۔ (مدارک) قیامت کے دن مشرکین

لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ
مگر برتنا ۲۳ دنیا کی زندگانی کا اور آخرت تیرے رب کے یہاں

لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿٣٥﴾ ع وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ
انہیں کیلئے ہے جو ڈرتے ہیں ف اور جو کوئی آنکھیں چرائے ۲۴ رحمٰن کی یاد سے ہم اس پر مقرر کر

لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ﴿٣٦﴾ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ
دیں ایک شیطان پھر وہ رہے اس کا ساتھی اور وہ انکو روکتے رہتے ہیں راہ

السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿٣٧﴾ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَنَا
سے اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم راہ پر ہیں یہاں تک کہ جب آئے ہمارے پاس

قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ
کہے کسی طرح مجھ میں اور تجھ میں فرق ہو مشرق مغرب کا سا کہ کیا برا

الْقَرِيْنُ ﴿٣٨﴾ وَلَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ
ساتھی ہے ف اور کچھ فائدہ نہیں تم کو ۲۵ آج کے دن جبکہ تم ظالم ٹھہر چکے اس بات سے

فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿٣٩﴾ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ
کہ تم عذاب میں شامل ہو ف سو کیا تو سنائے گا ۲۶ بہروں کو یا

تَهْدِي الْعُمْيَ وَمَنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٤٠﴾ فَاِمَّا
سمجھائے گا اندھوں کو اور صریح غلطی میں بھٹکتوں کو پھر کبھی

نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ﴿٤١﴾ لا اَوْ نُرِيَنَّكَ
ہم تجھکو یہاں سے ۲۷ لے جائیں تو ہم کو ان سے بدلا لینا ہے یا تجھ کو دکھا دیں

الَّذِيْ وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا عَلَيْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ ﴿٤٢﴾ فَاسْتَمْسِكْ
جو ان سے وعدہ ٹھیرایا ہے تو یہ ہمارے بس میں ہیں سو تو مضبوط ۲۸ تھامے

بِالَّذِيْۤ اُوْحِيَ اِلَيْكَ ج اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٤٣﴾
پکڑے رہ اسی کو جو تجھ کو حکم پہنچا تو ہے بے شک سیدھی راہ پر

ع ۳ ۹

۱: زجر مع تخویف ۱۲

۲: علت مضمون جملہ ۱۲

۳: زجر با استفہام انکاری ہے ۱۲

۴: تخویف دنیوی ۱۲

۵: دلیل وحی ۱۲

موضح قرآن ف یعنی کافر کو اللہ نے پیدا کیا۔ کہیں تو اس کو آرام دے۔ آخرت میں تو عذاب ہے دنیا ہی میں آرام ملتا۔ مگر ایسا ہو تو سب وہی کفر پکڑ لیں۔ ف۲ یعنی دنیا میں شیطان کے مشورے پر چلتا ہے اور وہاں اسکی صحبت سے پچھتاوے گا اس طرح کا ساتھی کسی کو جن ملتا ہے۔ کسی کو آدمی۔ ف۳ یعنی کافر کہیں گے خوب ہوا کہ انہوں نے ہمیں عذاب میں ڈلوایا یہ بھی نہ بچے۔ لیکن اس کو کیا فائدہ اگر دوسرا بھی پکڑا گیا۔

تمنا کرینگے کہ وہ شیاطین جن والنس جنہوں نے انھیں گمراہ کیا ہے انھیں بھی ان کے ساتھ عذاب میں شریک کیا جائے۔ ان سے کہا جائیگا چونکہ تم خود بھی ظالم اور مشرک ہو، اس لئے اس سے تمہیں کچھ بھی فائدہ نہیں ہوگا۔ کہ تمہارے ساتھ تمہارے پیشوایان شرک بھی شریکِ عذاب ہوں، کیونکہ ان کے شریکِ عذاب ہونے سے تم عذاب سے بچ نہیں جاؤگے اور نہ تمہارے عذاب میں کوئی تخفیف ہی ہوگی۔ یعنی لاینفعکم الاشتراک فی العذاب و لایخفف الاشتراک عنکم العذاب لان لکل واحد من الکفار والشیاطین الحظ الاوفر من العذاب (معالم وخازن ج ۶ ص ۱۳۵) **۲۶** افانت تسمع۔ الآیۃ۔ یہ زجر ہے

وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ۚ وَسَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَ
اور یہ مذکور رہے گا تیرا اور تیری قوم کا اور آگے تم سے پوچھ ہوگی اور
سْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ ۫ اَجَعَلْنَا
پوچھ دیکھ جو رسول بھیجے ہم نے ف تجھ سے پہلے کبھی ہم نے رکھے
مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا
ہیں رحمٰن کے سوائے اور حاکم کہ پوجے جائیں ف اور ہم نے بھیجا
مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَقَالَ اِنِّىْ رَسُوْلُ
موسیٰ کو ف اپنی نشانیاں دیکر فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس تو کہا میں بھیجا ہوا ہوں
رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰيٰتِنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا
جہان کے رب کا پھر جب لایا ان کے پاس ہماری نشانیاں وہ تو لگے ان پر
يَضْحَكُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَمَا نُرِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ اِلَّا هِىَ اَكْبَرُ مِنْ
ہنسنے اور جو دکھلاتے گئے ہم انہیں نشانی سو پہلی سے
اُخْتِهَا ۡ وَاَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۴۸﴾
بڑی اور پکڑا ہم نے انکو تکلیف میں تا کہ وہ باز آئیں
وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَ السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ
اور کہنے لگے اے جادوگر ف۱ پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو جیسے سکھلا رکھا ہے تجھ کو
اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ ﴿۴۹﴾ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِذَا هُمْ
ہم ضرور راہ پر آجائیں گے و۱ پھر جب اٹھالی ہمنے ان پر سے تکلیف تبھی وہ
يَنْكُثُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَنَادٰى فِرْعَوْنُ فِىْ قَوْمِهٖ قَالَ يٰقَوْمِ
وعدہ توڑ ڈالتے اور پکارا فرعون نے اپنی قوم میں ف بولا اے میری قوم
اَلَيْسَ لِىْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِىْ ۚ
بھلا میرے ہاتھ میں نہیں حکومت مصر کی اور یہ نہریں چل رہی ہیں میرے محل کے نیچے

ع ۱۰

۲۵ دلیل نقلی اجمالی از انبیاء علیہم السلام ۱۲

۲۶ دوسری دلیل نقلی تفصیلی ۱۲

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین کو توحید کی دعوت دینے میں انتہائی کوشش فرماتے اور افہام و تفہیم کا ہر ممکن طریقہ اختیار کرتے مگر ان کی طرف سے انکار و جحود کے سوا کچھ بھی ظاہر نہ ہوتا۔ تو اللہ تعالے نے فرمایا جو لوگ حق سے اعراض کی انتہا کو پہنچ چکے ہوں جن سے مہر جباریت کی وجہ سے حق کو سمجھنے کی صلاحیتیں ہی سلب کر لی گئی ہوں اور وہ کھلی اور خود اختیار کردہ گمراہی میں مستغرق ہوں، کیا آپ ان کو راہ راست پر لا سکتے ہیں؟ استفہام انکاری ہے۔ یہ لوگ حق کو سننے سے بہرے اور دیکھنے سے اندھے ہو چکے ہیں، اس لئے وہ ھدایت کو کبھی قبول نہیں کریں گے **۲۷** فاما نذھبن بک۔ (الآیتین) یہ تخویف دنیوی ہے۔ یہ معاندین اور کفر و شرک کے سرغنے دنیا میں بھی ہماری گرفت سے نہیں بچ سکتے ہم انہیں ان کے عناد و تعنت اور انکار و جحود کی دنیا ہی میں سخت سزا دیں گے اور اگر دنیا میں ہم نے کسی مصلحت سے کسی معاند و سرکش کو نہیں پکڑا تو آخرت کے عذاب سے تو کسی حال میں نہیں بچ سکے گا، اگر ہم آپ کو دنیا سے اٹھا لیں اور آپ کے سامنے ان کو عذاب نہ دیں تو بھی ان سے دنیا یا آخرت میں انتقام لیکر چھوڑینگے اور اگر ہم چاہیں کہ ان پر آنے والا عذاب آپ کو دکھا دیں اور آپ انکو بچشم خود عذاب میں مبتلا دیکھ لیں، تو ہم ایسا بھی کر سکتے۔ جیسا کہ جنگ بدر کے موقع پر قتل اور قید و بند کا جو عذاب اللہ نے مشرکین پر مسلط فرمایا، اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف اپنی آنکھوں سے دیکھا، بلکہ اپنے ہاتھوں سے اسکی تکمیل فرمائی۔ قال ابن عباس قد اراہ اللہ ذلک یوم بدر (قرطبی ج ۱۶ ص ۹۲) **۲۸** فاستمسک (الآیتین) یہ دلیل وحی ہے۔ معاندین اگر نہیں مانتے، تو آپ اس سے غمگین نہ ہوں اور اس سے آپ کو یہ وہم بھی نہ ہو کہ شاید آپ صحیح راستے پر نہیں ہیں۔ آپ اللہ کی وحی سے تمسک کریں اور دعوت توحید کو نہ چھوڑیں، آپ سیدھی راہ پر ہیں، آپ کا دین سچا اور آپکی دعوت سراپا حق ہے اور معاندین اس لئے نہیں مانتے کہ ان کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے وانہ لذکر لک (الآیۃ) ذکر کے معنی شرف کے ہیں یا پند و نصیحت یعنی یہ قرآن آپ کیلئے

موضح قرآن ف یعنی کسی دین میں شرک روا نہیں رکھا اور پوچھ دیکھ یعنی جس وقت ان کی ارواح سے ملاقات ہو یا ان کے احوال کتابوں سے تحقیق کرو۔

فتح الرحمن و۱ یعنی مسلمان شویم ۱۲۔

اور آپ کی قوم کے لئے ایک بہت بڑا شرف ہے کیونکہ یہ قرآن ان کی زبان میں اور انہی میں سے ایک فرد پر نازل ہوا ہے۔ اس لئے انہیں چاہیئے کہ وہ اسکو مان لیں تاکہ دنیا و آخرت میں اسکی برکات سے بہرہ یاب ہوسکیں۔ یہ قرآن آپ کے لئے اور آپکی قوم کے لئے پند و نصیحت اور صحیفۂ موعظت ہے جو تمام بنیادی عقائد اور ضروری شرائع و احکام پر مشتمل ہے۔ قیامت کے دن قرآن کے بارے میں تم سب سے سوال ہوگا کہ تم نے اس سے کیا برتاؤ کیا، اس پر عمل کرنے کا حق ادا کیا یا نہیں؟ یعنی القراٰن شرف لك ولقومك من قریش، اذ نزل بلغتهم وعلی رجل منهم (قرطبی ج ۱۶ ص ۹۳) قال الحسن القوم هنا امته و المعنی و انه لتذکرة وموعظة (بحر ج ۸ ص ۱۸)

۲۹ ف وسئل من ارسلنا (الآیۃ) دلیل نقلی تفصیلی کے بعد یہ دلیل نقلی اجمالی ہے از جملہ انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ یعنی اپنے جدِ اعلیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حال تو تم نے سُن لیا کہ وہ توحید کے بہت بڑے داعی تھے۔ اب یہ بتاؤ کیا دیگر انبیاء سابقین علیہم السلام میں سے کسی کو ہم نے غیر اللہ کی عبادت اور پکار کا حکم دیا تھا؟ یعنی ہم نے تو اسکا حکم نہیں دیا تھا پھر تم نے یہ مسئلہ کہاں سے نکال لیا؟ انبیاء علیہم السلام سے سوال کرنے سے حقیقۃً سوال کرنا مراد نہیں، بلکہ مجازاً ان سے سوال کرنا مراد ہے جسکی دو صورتیں ہیں اوّل یہ کہ ان کی اصلی اور غیر محرّف کتابوں اور ان کے صحیفوں کی روشنی میں ان کے ادیان کی تحقیق و جستجو کرو۔ کیا ان میں کہیں غیر اللہ کی عبادت اور پکار کا کوئی حکم یا جواز موجود ہے؟ لیس المراد بسٔوال الرسل حقیقة السؤال ولکنه مجاز عن النظر فی ادیانهم والفحص عن مللهم هل جاءت عبادة الاوثان قط فی ملة من ملل الانبیاء (مدارک ج ۴ ص ۹۱) دوّم یہ کہ گذشتہ پیغمبروں کی امتوں اور ان کے انصاف پسند علماء (مومنین اہل کتاب) سے دریافت کیا کرو ان کے دینوں میں غیر اللہ کی عبادت اور پکار کی اجازت ہے؟ وقال اکثر المفسرین معناه واسئل امم من ارسلنا من قبلك وعلماء دینهم یعنی مؤمنی اهل الکتاب وهذا قول ابن عباس فی سائر الروایات و مجاهد وقتادة والضحاك والسدی والحسن والمقاتلین (مظہری ج ۸ ص ۳۵۳) اس سے اہل بدعت کا استدلال باطل ہوگیا کہ اس آیت میں تمام انبیاء علیہم السلام سے سوال کرنے کا حکم ہے اور سوال اسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ وہ سب آپ کے پاس موجود ہوں تو اس سے ثابت ہوا کہ تمام انبیاء علیہم السلام حاضر و ناظر تھے۔ گذشتہ تفصیل کر اس استدلال کا بطلان ظاہر ہے کیونکہ اس آیت میں انبیاء علیہم السلام سے حقیقۃً سوال کرنا مقصود نہیں بلکہ ان کی غیر محرّف کتابوں اور ان کی امتوں کے حق پسند علماء سے تحقیق کرنا مقصود ہے۔

۳۰ ف ولقد ارسلنا موسٰی۔ یہ دوسری دلیل نقلی تفصیلی ہے از موسیٰ علیہ السلام اور لولا نزل هذا القراٰن الخ سے متعلق ہے۔ جس طرح مشرکین عرب آپ پر از راہِ عناد و مکابرہ اعتراض کرتے ہیں، اسی طرح کے اعتراضات فرعون نے موسےٰ علیہ السلام پر کئے تھے۔ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو دلائل و معجزات دے کر فرعون اور اس کے ارکان سلطنت کے پاس بھیجا، جب وہ ہماری آیات کے ساتھ ان کے پاس آئے تو وہ ان کو دیکھتے ہی استہزاء و تمسخر کے انداز میں ہنسنے لگے اور معجزات کو جادو کہنے لگے وما نریهم من اٰیة الخ ہم نے ان کو ایک سے ایک بڑھ کر اپنے نشانات اور معجزات دکھائے اور انھیں مختلف اقسام عذاب میں گرفتار کیا تاکہ وہ انکار و جحود سے باز آجائیں۔ والمراد وصف الکل بالکبر کقولك رأیت رجالا بعضهم افضل من بعض (بیضاوی)

۳۱ ف وقالوا یاٰیه السحر (الآیۃ) ان کے عناد و استکبار کی انتہا تھی کہ جب وہ کسی عذاب میں مبتلا ہوجاتے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جادوگر کہہ کر پکارتے اور کہتے اپنے رب کو پکار کہ وہ اپنا وعدہ پورا کرے کہ اگر یہ ایمان لے آئیں تو ان سے عذاب ہٹا لیا جائیگا۔ اس لئے اللہ سے دعا مانگ کہ اس عذاب کو ہٹالے تو ہم پختہ عہد کرتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئیں گے اور ہدایت قبول کرلینگے۔ ای بما اخبرنا عن عهده الیك انا ان اٰمنا کشف عنا، فسله یکشف عنا انا لمهتدون ای فیما یستقبل (قرطبی ج ۱۶ ص ۹۸) فلما کشفنا عنهم (الآیۃ) یہ بار بار ان کی عہد شکنی کا بیان ہے۔ ہر عذاب کے بعد وہ موسیٰ علیہ السلام سے پختہ عہد کرتے کہ اگر یہ عذاب ہم سے اٹھالیا جائے تو ہم ایمان لے آئیں گے، لیکن جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے اللہ تعالیٰ عذاب کو اٹھالیتا تو وہ اپنا عہد پورا نہ کرتے اور ایمان لانے کے بجائے اپنے گذشتہ کفر و طغیان پر قائم رہتے۔ ینکثون ینقضون العهد بالایمان ولا یفون به (مدارک ج ۴ ص ۹۲)

۳۲ ف ونادی فرعون — تا — مقترنین ۵ فرعون کے غرور و استکبار اور اسکی تعلّی کا بیان ہے۔ فرعون نے جب دیکھا کہ بار بار موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے عذاب ہٹ جاتا ہے، تو اسے خطرہ لاحق ہوا کہیں اسکی قوم کے دلوں میں اسکی عظمت نہ بیٹھ جائے اور ان کے دل اس کی طرف مائل نہ ہوجائیں اس لئے اپنی ساری رعیت میں یہ اعلان کرایا تاکہ اسکی حکومت و سلطنت اور شان و شوکت کا رعب قوم کے دلوں پر مضبوط ہوجائے۔ اور وہ موسےٰ علیہ السلام پر اسکو ترجیح دیں۔ میری قوم کے لوگو! کیا تم دیکھتے نہیں کہ میں ملک مصر کا مطلق العنان حکمران ہوں اور یہ نہریں میرے حکم سے چل رہی ہیں۔ کیا میں جو اس وسیع سلطنت کا بادشاہ اور اس ملک میں پورے اختیارات کا مالک ہوں تمہارے لئے بہتر ہوں۔ یا یہ موسیٰ جو میرے مقابلہ میں نہایت حقیر اور ناچیز ہے اور اپنے مدعا پر واضح اور روشن حجت بھی پیش نہیں کرسکتا۔ یا صاف اور روانی سے بول بھی نہیں سکتا۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام کی زبان میں معمولی سی لکنت باقی تھی لیکن فرعون نے مبالغہ آرائی سے کام لیتے ہوئے اور اپنی بات میں زور پیدا کرنے کے لئے ولا یکاد یبین کہہ دیا۔ یا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے مدعا پر واضح برہان نہیں لاسکتا اس صورت میں بھی یہ کلام محض عناد و مکابرہ پر مبنی ہے لا یبین حجته الدالة علی صدقه فیما یدعی (بحر ج ۸ ص ۲۳)

أَفَلَا تُبْصِرُونَ (۵۱) أَمْ أَنَا خَيْرٌ مِّنْ هَٰذَا الَّذِي هُوَ
کیا تم نہیں دیکھتے ف۱ بھلا میں ہوں بھی بہتر اس شخص سے جس کو کچھ
مَهِينٌ ۙ وَلَا يَكَادُ يُبِينُ (۵۲) فَلَوْلَا أُلْقِيَ عَلَيْهِ أَسْوِرَةٌ
عزت نہیں اور صاف نہیں بول سکتا ف۲ ف۱ پھر کیوں نہ آپڑے اسپر کنگن ۳۳ف
مِّن ذَهَبٍ أَوْ جَاءَ مَعَهُ الْمَلَائِكَةُ مُقْتَرِنِينَ (۵۳)
سونے کے یا آتے اس کے ساتھ فرشتے پرا باندھ کر ف۳
فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهُ فَأَطَاعُوهُ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا
پھر عقل کھودی اپنی قوم کی ۳۴ف پھر اسی کا کہنا مانا مقرر وہ تھے لوگ
فَاسِقِينَ (۵۴) فَلَمَّا آسَفُونَا انتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنَاهُمْ
نا فرمان پھر جب ہم کو غصہ دلایا تو ہم نے ان سے بدلا لیا پھر ڈبو دیا اُن
أَجْمَعِينَ (۵۵) فَجَعَلْنَاهُمْ سَلَفًا وَمَثَلًا لِّلْآخِرِينَ (۵۶) وَ
سب کو پھر کر ڈالا انکو گئے گذرے اور ایک نظیر پچھلوں کے واسطے اور
لَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ
جب مثال لائے مریم کے بیٹے کی ۳۵ف تبھی قوم تیری اُس سے
يَصِدُّونَ (۵۷) وَقَالُوا أَآلِهَتُنَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ ۚ مَا ضَرَبُوهُ
چلانے لگتے ہیں ف۴ ف۲ اور کہتے ہیں ہمارے معبود بہتر ہیں یا وہ یہ مثال جو ڈالتے ہیں
لَكَ إِلَّا جَدَلًا ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ (۵۸) إِنْ هُوَ إِلَّا
تجھ پر سو جھگڑنے کو بلکہ یہ لوگ ہیں جھگڑالو وہ کیا ہے ایک
عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ (۵۹)
بندہ ہے کہ ہم نے اس پر فضل کیا اور کھڑا کر دیا اسکو بنی اسرائیل کے واسطے
وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنكُم مَّلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ
اور اگر ہم چاہیں نکالیں تم میں سے فرشتے رہیں زمین میں

ع ۵
۱۱

ف۳۳ فلو لا القی علیہ (الآیۃ) امام مجاہدؒ فرماتے ہیں اس زمانے کا دستور تھا کہ جس شخص کو سرداری کیلئے منتخب کرتے اسے سونے کے کنگن اور سونے کا طوق پہناتے یہ چیز سیادت کی علامت سمجھی جاتی تھی۔ فرعون نے کہا اگر واقعی اللہ نے موسیٰ کو رسالت کے لئے چنا ہے جیسا کہ اس کا خیال ہے تو یہ تو بہت بڑی سیادت ہے پھر اس کو اس کے خدا نے سونے کے کنگن کیوں نہیں پہنائے؟ گویا جو پیغمبر ہو اُسے دنیوی شان و شوکت بھی حاصل ہونی چاہیئے جیسا کہ مشرکین عرب کا خیال تھا کہ رسالت مکہ اور طائف کے کسی بڑے رئیس کو ملنی چاہیئے تھی۔ یا اگر وہ واقعی خدا کا رسول ہے تو فرشتوں کی ایک جماعت ہر وقت اس کے ساتھ رہتی۔ وہ اسکی تصدیق کرتے اور اس کے مخالفوں کے مقابلے میں اسکی مدد کرتے۔ **ف۳۴** فاستخف قومہ فرعون نے اپنی قوم کو جاہل اور خفیف العقل پایا۔ اور انہیں گمراہی پر اکسایا، تو ساری قوم اس کے پیچھے چل پڑی وہ سب تھے ہی فاسق اور بدکردار اس لئے فوراً ہی انہوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی اور اس کے اشاروں پر ناچنے لگے۔ استخف عقولھم فدعاھم الی الضلالۃ فاستجابوا لہ۔ (ابن کثیر ج ۴ ص ۱۳۰) فلما اسفونا انتقمنا۔ جب فرعون اور اس کی قوم نے عناد و مکابرہ اور غرور و استکبار سے دعوتِ توحید کو ٹھکرا کر ہمارے پیغمبر موسیٰ علیہ السلام کو اور ایمان والوں کو ہولناک اذیتیں پہنچا کر اور حق والوں کا تمسخر اڑا کر ہمارے غیظ و غضب کو دعوت دی تو ہم نے ان سب کو دریا میں غرق کر کے ان سے انتقام لیا۔ فجعلنھم سلفا (الآیۃ) اور ان کو بعد میں آنیوالے کفار و مشرکین کے لئے قصہ پارینہ اور عبرت و موعظت کا ایک نمونہ اور ضرب المثل بنا دیا۔ تاکہ بعد میں آنیوالے ان کے انجام سے عبرت حاصل کریں یعنی جعلنا المتقدمین الماضین عبرۃ و موعظۃ لمن یجیٔ من بعدھم (خازن ج ۶ ص ۱۳۸) حدیثا عجیب الشان سائرا مسیر المثل یضرب بھم الامثال ویقال مثلکم مثل قوم فرعون (مدارک ج ۴ ص ۹۲) **ف۳۵** ولما ضرب ابن مریم مثلا ـــ تا ـــ من عذاب یوم الیم ۵۔ یصدون یصیحون و یضحکون (بحر، جلالین) یعنی شور مچاتے ہیں اور ہنستے ہیں۔ جب عیسیٰ ابن مریم کی مثال بیان کی جاتی ہے، تو آپ کی قوم یعنی مشرکین قریش مارے خوشی کے آپے سے باہر ہو جاتے ہیں ہنستے اور شور مچاتے ہیں۔ ان آیتوں کا ماقبل سے ربط چار طرح پر ہے۔ سب سے زیادہ مناسب شاہ ولی اللہ دہلویؒ کا قول ہے، کیونکہ اس کے مطابق اس آیت کا ماقبل سے ربط واضح تر ہے۔ وسئل من ارسلنا من

موضح قرآن ف۱ اس گرد و پیش کے ملکوں میں مصر کا حاکم بڑا ہوتا تھا اور نہریں اسی نے بنائی تھیں۔ نیل دریا کا پانی اپنے باغ میں لایا تھا کاٹ کر ف۲ یہ کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ف۳ وہ آپ کنگن پہنتا تھا جواہر کے مکلف اور جس پر مہربان ہوتا سونے کے کنگن پہناتا اور اس کے سامنے فوج کھڑی ہوتی تھی پرا باندھ کر ف۴ یعنی قرآن میں ان کا ذکر آوے تو اعتراض کرتے ہیں کہ ان کو بھی خلق پوجتے ہیں انھیں کیوں خوبی سے یاد کرتے ہو اور ہمارے پوجوں کو بُرا کہتے ہو۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی در زبان حضرت موسیٰ علیہ السلام لکنت بود ۱۲ ف۲ مترجم گوید بدین مسئلہ کہ ہیچکس غیر خدا بتعالیٰ معبود نیست مشرکان ایراد کردند کہ ترسایان عیسیٰ را می پرستند و اگر وی نیز معبود نبود راضی شدیم کہ آلہہ ما با عیسیٰ باشند و گمان کردند کہ بحجت غالب آمدند خدا بتعالیٰ کشف شبہہ فرمود واللہ اعلم ۱۲۔

قبذلك الخ سے ثابت ہو گیا کہ کسی پیغمبر کی شریعت میں غیر اللہ کی عبادت کی اجازت نہیں تھی، کیونکہ اللہ کے سوا کوئی معبود (لائق عبادت) نہیں۔ اس پر مشرکین نے اعتراض کیا کہ نصاریٰ عیسےٰ علیہ السلام کی پرستش کرتے ہیں، اگر حقیقت میں وہ بھی عبادت کے لائق نہیں تھے، جیسا کہ ہمارے معبودوں کے بارے میں تم کہتے ہو تو ہم راضی ہیں کہ ہمارے معبود اور عیسیٰ (علیہ السلام) ایک ہی جگہ میں ہوں گے، تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے شبہے کا ازالہ فرمایا (فتح الرحمٰن) جواب شبہہ آگے آ رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی عبادت کا کسی کو حکم نہیں دیا تھا، بعد میں باغیوں نے اُن کی عبادت شروع کر دی۔ دوم یہ ہے کہ جب آیت انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم انتم لها واردون ۵ (انبیاء ع ۷) نازل ہوئی، تو عبداللہ بن الزبعری نے کہا اگر یہ صحیح ہے کہ تمام معبود غیر اللہ بھی جہنم میں جائیں گے، تو نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام کی اور یہود عزیر علیہ السلام کی عبادت کرتے ہیں، تو کیا وہ بھی دوزخ میں جائینگے؟ اس تمثیل پر مشرکین بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے ہمارے معبود اچھے ہیں یا عیسیٰ علیہ السلام اور اگر عیسےٰ معبود ہونے کی وجہ سے دوزخ میں جائیں گے (عیاذاً باللہ) تو ہمارے معبود اگر جہنم میں چلے گئے تو کوئی بات نہیں ہمیں منظور ہے ای ءالهتنا خير عندك ام عيسى عليه السلام، فان كان فى النار فلتكن ءالهتنا معه (بیضاوی)، اس کا جواب سورۂ انبیاء کی محولہ بالا آیات کے متصل بعد ہی مذکور ہے کما مر ملاحظہ ہو تفسیر سورۂ انبیا ص ۲۵، حاشیہ (۱۷) مشرکین نے یہ تمثیل حق سمجھنے اور حق و باطل میں تمیز کرنے کے لئے نہیں بیان کی بلکہ محض جدال و مخاصمت کی غرض سے بیان کی ہے اور یہ لوگ ہیں ہی نہایت جھگڑالو۔ ان هو الا عبد الخ عیسیٰ علیہ السلام ہمارے نہایت ہی عظیم المرتبت رفیع المنزلت بندے ہیں جن پر ہم نے بڑے بڑے احسانات کئے اور ان کو بغیر باپ پیدا کر کے بنی اسرائیل کے لئے ان کی ذات کو ایک اعجوبۂ روزگار اور ضرب المثل بنا دیا مگر اس کے باوجود وہ معبودیت کے مستحق نہیں تھے۔ فهو مرفوع المنزلة على القدر لكن ليس له من استحقاق المعبودية من نصيب (روح ج ۲۵ ص ۹۳) سوم مشرکین کہتے ہم تو فرشتوں کی عبادت کرتے ہیں اور ہمارے معبود فرشتے ہیں۔ تو کیا ہمارے معبود اچھے ہیں یا عیسیٰ؟ تو اگر وہ معبود اور ابن اللہ ہو سکتا ہے تو ہمارے معبود بطریق اولیٰ خدا کی بیٹیاں ہیں۔ ءالهتنا الملائكة خير ام عيسى عليه السلام فاذا جاز ان يعبد ويكون ابن الله كانت ءالهتنا اولى بذلك (بیضاوی) اس کا جواب دیا گیا کہ ولو نشاء لجعلنا (الآیۃ) یعنی فرشتہ ہونا یا فرشتوں کے بعض آثار کا حامل ہونا تو معبود ہونے کی کوئی دلیل نہیں اگر ہم چاہیں تو تمہیں ہلاک کر کے زمین میں تمہاری جگہ فرشتے پیدا کر دیں منکم بدلکم (مدارک) اس صورت میں یہ تخویف دنیوی ہے یا اگر چاہیں تو تمہاری نسل سے فرشتے پیدا کر دیں۔ موضح قرآن

۱ تخویف اخروی ۱۲

۲ تیسری دلیل نقلی تفصیلی ۱۲

۳ ازالہ شبہہ مشرکین ۱۲

۴ جواب سوال مقدر ۱۲

۵ تخویف اخروی ۱۲

۶ بشارت اخروی ۱۲

يَخْلُفُونَ (٦٠) وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا

تمہاری جگہ ف۱ اور وہ نشان ہے قیامت کا ف۲ سو اس میں شک مت کرو

وَاتَّبِعُونِ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ (٦١) وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ

اور میرا کہا مانو یہ ایک سیدھی راہ ہے ف۳ اور نہ روک دے تم کو

الشَّيْطٰنُ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ (٦٢) وَلَمَّا جَاءَ عِيسٰى

شیطان وہ تو تمہارا دشمن ہے صریح اور جب آیا عیسیٰ ف۳

بِالْبَيِّنٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَلِأُبَيِّنَ لَكُمْ

نشانیاں لے کر بولا میں لایا ہوں تمہارے پاس پکی باتیں اور بتلانے کو

بَعْضَ الَّذِي تَخْتَلِفُونَ فِيهِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُونِ (٦٣)

بعضی وہ چیز جس میں تم جھگڑتے تھے سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو

إِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ هٰذَا صِرَاطٌ

بیشک اللہ جو ہے وہی ہے ف۳ رب میرا اور رب تمہارا سو اسی کی بندگی کرو یہ ایک سیدھی

مُّسْتَقِيمٌ (٦٤) فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ فَوَيْلٌ

راہ ہے پھر پھٹ گئے کتنے ف۵ فرقے ان کے بیچ سے سو خرابی ہے

لِّلَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ أَلِيمٍ (٦٥) هَلْ

گنہگاروں کو آفت سے دکھ والے دن کی ف۶ اب یہی ہے

يَنْظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَنْ تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا

کہ راہ دیکھتے ہیں قیامت کی ف۷ کہ آ کھڑی ہو اُن پر اچانک اور ان کو

يَشْعُرُونَ (٦٦) اَلْأَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ

خبر بھی نہ ہو جتنے دوست ہیں اُس دن ایک دوسرے کے

عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ (٦٧) يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ

دشمن ہوں گے مگر جو لوگ ہیں ڈر والے ف۸ اے بندو میرے نہ ڈر ہے تم پر آج کے دن

ع ۱۱ ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی عیسےٰ ع میں آثار فرشتوں کے سے تھے اس سے معبود نہیں ہوتا ہم چاہیں تو تمہاری نسل سے ایسے لوگ پیدا کر دیں۔ ف۲ حضرت عیسیٰ ع کا آنا نشانِ قیامت کا ہے۔ ف۳ یہود اُن کے منکر ہوئے اور نصاریٰ قائل ہوئے۔ پھر نصاریٰ پیچھے کئی فرقے ہوئے کوئی خدا کا بیٹا بتا دیں کوئی خدا کو تین جگہ کوئی اور کچھ کہیں۔ ف۴ اُس دن دوست سے دوست بھاگے گا کہ اس کے سبب سے کہیں میں نہ پکڑا جاؤں۔

میں ہے۔ یعنی عیسیٰ میں آثار فرشتوں کے سے تھے، اس سے معبود نہیں ہوتا، اگر چاہیں تمہاری نسل سے ایسے لوگ پیدا کریں۔ لجعلنا منکم ای لخلقنا منکم ای من الانس (مظہری ج ۸ ص ۳۵۹) فرشتے بھی چونکہ مخلوق ہی ہیں، اس لئے معبود نہیں ہو سکتے۔ چہارم شاہ عبدالقادر دہلوی رح فرماتے ہیں۔ مشرکین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے کہ تم ہمارے معبودوں کو برا کہتے ہو، لیکن عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر آتا ہے تو ان کو خوبی سے یاد کرتے ہو حالانکہ لوگ (نصاریٰ) ان کی بھی پوجا کرتے ہیں۔ اس کا جواب دیا گیا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے لوگوں کو اپنی عبادت کا حکم نہیں دیا وہ تو توحید ہی کی تعلیم دیتے تھے اور قابل مذمت وہ معبود ہے جو اپنی عبادت آپ کرائے۔

ف۳۶ وانہ لعلم للساعۃ۔ یہ تخویف اخروی ہے۔ انہ کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونا قیامت کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ جو عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ پیدا کر سکتا ہے وہ انسان کو موت کے بعد دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ یا مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا آخری زمانے میں نزول قرب قیامت کی علامت ہے۔ وقال ابن عباس ومجاھد وقتادۃ والحسن والسدی والضحاک وابن زید ای وان خروجہ لعلم للساعۃ یدل علی قرب قیامھا اذ خروجہ شرط من اشراطھا وھو نزولہ من السماء فی اٰخر الزمان (بحر ج ۸ ص ۲۵) قیامت میں شک مت کرو۔ وہ ضرور آنیوالی ہے اور میری شریعت اور میرے احکام کی پیروی کرو یہی سیدھی راہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا مقولہ ہے یا واتبعون سے پہلے قل مقدر ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے کہ آپ اعلان کریں کہ توحید میں اور تمام شرائع میں میرا اتباع کرو یہی صراط مستقیم اور سیدھا راستہ ہے۔ واتبعون واتبعوا ھدای او شرعی (بیضاوی) وقل لھم اتبعون علی التوحید ھذا الذی اٰمرکم بہ صراط مستقیم (جلالین) واتبعون ای فی التوحید وفیما ابلغکم عن اللہ (قرطبی ج ۱۶ ص ۱۰۷) اور دیکھنا شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے، اس سے خبردار رہنا، کہیں وہ تم کو اس سیدھی راہ سے ہٹا کر شرک وضلالت کی راہ پر نہ ڈالدے۔

ف۳۷ ولما جاء عیسیٰ ــــ تا ــــ ھذا صراط مستقیم ○ تیسری دلیل نقلی تفصیلی از حضرت عیسیٰ علیہ السلام نیز جواب شبہۂ مشرکین۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب بنی اسرائیل کے پاس دلائل واضحہ اور معجزات قاہرہ لے کر آئے، تو فرمایا میں تمہارے پاس ایک ایسی کتاب (انجیل) لے کر آیا ہوں جو علم وحکمت سے لبریز اور شرائع واحکام الٰہیہ کی ترجمان ہے اور میں اس لئے آیا ہوں تاکہ تورات کے جن مسائل میں تم باہم مختلف ہو چکے ہو ان کو واضح کروں اور ان میں صحیح فیصلے سے تمہیں آگاہ کروں۔ بالحکمۃ ای الانجیل کما قال القشیری والماوردی (روح ج ۲۵ ص ۹۶) بالحکمۃ ای بالانجیل والشرائع (مدارک ج ۴ ص ۹۴) اس لئے اللہ سے ڈرو، میری مخالفت نہ کرو اور میری اطاعت کرو۔

ف۳۸ ان اللہ ربی (الآیۃ) یہ مشرکین کے شبہے کا جواب ہے۔ نیز یہ وہ حکم ہے جس میں انھوں نے بنی اسرائیل کو اپنی اطاعت کا حکم دیا تھا۔ یہ ہے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی تعلیم کہ اللہ تعالےٰ میرا اور تم سب کا مالک وکارساز ہے۔ اس لئے صرف اسی کی عبادت کرو اور حاجات میں مافوق الاسباب صرف اسی کو پکارو، اس کی عبادت اور پکار میں کسی کو شریک نہ بناؤ۔ یہی صراط مستقیم اور سیدھی راہ ہے۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے کسی کو بھی اپنی عبادت کا حکم نہیں دیا تھا، بلکہ بعد میں مفسد اور گمراہ پادریوں نے ان کی عبادت کی اور لوگوں کو اس شرک کی تعلیم بھی دی۔ بیان لما امرھم بالطاعۃ فیہ وھو اعتقاد التوحید والتعبد بالشرائع (ھذا) ای ھذا التوحید والتعبد بالشرائع (صراط مستقیم) لا یضل سالکہ (روح ج ۲۵ ص ۹۷)

ف۳۹ فاختلف الاحزاب (الآیۃ) یہ ایک سوال مقدر کا جواب ہے۔ جب حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے خود اپنی عبادت کا حکم نہیں دیا تھا تو پھر انھیں کیوں پکارا گیا، تو جواب دیا گیا کہ ان کے رفع کے بعد ان کے متبعین میں اختلاف پڑ گیا اور وہ مختلف فرقوں میں تقسیم ہو گئے اور ان میں سے بعض فرقوں نے ان کو معبود بنا لیا تو ایسے ظالموں کے لئے دردناک عذاب سے ہلاکت وتباہی ہے۔

ف۴۰ ھل ینظرون۔ یہ مشرکین قریش کے لئے تخویف اخروی ہے۔ یہ مشرکین ایمان نہیں لاتے۔ وہ قیامت کے انتظار میں ہیں کہ وہ اچانک ان پر آجائے۔ تمام مشرکین جو دنیا میں نہایت ہی گہرے دوست ہیں قیامت کے دن ایکدوسرے کے دشمن ہوں گے اور ایک دوسرے کو طعن وملامت کرینگے۔ اور ہر ایک گمراہی کی ذمہ داری دوسرے پر ڈالے گا۔ یعادی بعضھم بعضا ویلعن بعضھم بعضا (قرطبی ج ۱۶ ص ۱۰۹) البتہ ایمان والوں کی باہمی دوستی قائم رہے گی اور اس میں کوئی فرق رونما نہیں ہوگا۔ الا المتقین استثناء منقطع ہے اور الا بمعنی لکن ہے۔

ف۴۱ یٰعباد لاخوف ــــ تا ــــ تأکلون۔ بشارت اخرویہ ہے۔ قیامت کے دن جب میدان حشر میں سب لوگ جمع ہوں گے تو سب پریشان اور گھبرائے ہوں گے اس وقت اللہ کی طرف سے منادی کرنے والا اعلان کرے گا کہ اے میرے بندو! تم پر آج کوئی خوف نہیں اور نہ تمہیں کوئی غم ہوگا۔ آج تم ہر قسم کے خوف وہراس اور غم واندوہ سے آزاد ہو۔ یہ اعلان سن کر کافر بھی اس کے امیدواروں میں شامل ہو جائیں گے اس کا دوسرا اعلان ہوگا۔ الذین اٰمنوا باٰیٰتنا وکانوا مسلمین یعنی میرے وہ بندے خوف وغم سے آزاد ہیں جو دنیا میں میری وحدانیت اور تمام ایمانیات پر ایمان لائے اور میرے فرمانبردار رہے۔ یہ اعلان سن کر کفار مایوس ہو جائیں گے اور ایمان والے اللہ کی رحمت کے امیدوار ہوں گے۔ اس وقت انہیں حکم

وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿٦٨﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا
اور نہ تم غمگین ہوگے جو یقین لائے ہماری باتوں پر اور رہے

مُسْلِمِيْنَ ﴿٦٩﴾ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ
حکم بردار چلے جاؤ بہشت میں تم اور تمہاری عورتیں

تُحْبَرُوْنَ ﴿٧٠﴾ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّ
کہ تمہاری عزت کریں لئے پھریں گے ان کے پاس ۴۲ رکابیاں سونے کی اور

اَكْوَابٍ ۚ وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ ۚ
آب خورے اور وہاں ہے جو دل چاہے اور جس سے آنکھیں آرام پائیں

وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٧١﴾ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ
اور تم ان میں ہمیشہ رہو گے اور یہ وہی بہشت ہے جو

اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٧٢﴾ لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ
میراث پائی تم نے بدلے میں ان کاموں کے جو کرتے تھے تمہارے واسطے ان میں بہت

كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿٧٣﴾ اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ عَذَابِ
میوے ہیں ان میں سے کھاتے رہو ف۱ البتہ جو لوگ کہ گنہگار ہیں ۴۳ وہ دوزخ کے

جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿٧٤﴾ لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيْهِ
عذاب میں ہمیشہ رہنے والے ہیں نہ ہلکا ہوتا ہے ان پر سے اور وہ اسی میں پڑے

مُبْلِسُوْنَ ﴿٧٥﴾ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٧٦﴾
ہیں آس ٹوٹے اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن تھے وہی بے انصاف

وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ؕ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ﴿٧٧﴾
اور پکاریں گے اے مالک کہیں ہم پر فیصل کرچکے تیرا رب وہ کہے گا تم کو ہمیشہ رہنا ہے ف۲

لَقَدْ جِئْنٰكُمْ بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿٧٨﴾
۴۴ ہم لائے ہیں تمہارے پاس سچا دین پر تم بہت لوگ سچی بات سے برا مانتے ہو

ہوگا۔ ادخلوا الجنة (الآیۃ) تم اور تمہاری مومن بیویاں خوش وخرم جنت میں داخل ہوجاؤ۔ (کبیر۔ خازن۔ مدارک) ۴۲ یطاف علیہم۔ جنت میں خوبرو غلمان ان کی خدمت میں ہوں گے اور کھانے پینے کی اشیا، سونے کی پلیٹوں اور پیالوں میں انھیں پیش کی جائیں گی۔ اس کے علاوہ انہیں جنت میں ہر وہ چیز میسر ہوگی جسکی ان کے دلوں میں خواہش پیدا ہوگی اور جس چیز کو دیکھنے کا ان کی آنکھوں کو شوق ہوگا اور وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔ نہ ان پر موت آئیگی اور نہ جنت کی نعمتیں ہی فنا ہوں گی۔ اہل جنت سے کہا جائے گا دنیا میں جو تم نیک عمل کرتے رہے یہ جنت اور یہ تمام نعمتیں اسی وجہ سے تمہیں عطا ہوئیں۔ اس میں تمہارے لئے بے شمار انواع و اصناف کے میوے اور پھل ہیں جو کبھی ختم نہ ہوں گے خواہ کس قدر تم کھاؤ جس قدر تم کھاؤ گے اس سے دگنے اور پیدا ہوجائیں گے۔ فاکھة کثیرة بحسب الانواع والاصناف.... وعن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا ینزع رجل فی الجنة من ثمرها الا نبت مثلاها مکانها (ابوالسعود ج ۷، ص ۴۵۴) ۴۳ ان المجرمین ــ تا ــ انکم مکثون ۝ یہ تخویف اخروی ہے۔ مشرکین جہنم کے عذاب میں ہمیشہ رہیں گے، جہنم کا عذاب نہ کبھی ختم ہوگا اور نہ اس میں کوئی تخفیف اور کمی ہی ہوگی اور وہ عذاب میں نجات سے مایوس ہوکر خاموش ہونگے جس طرح ایک آدمی مایوس اور ناامید ہوکر خاموش ہوجاتا ہے۔ والمبلس الیائس الساکت سکوت یائس من فرج (کبیر ج ۷، ص ۴۵۵) اس دائمی عذاب میں مبتلا کرکے ہم نے ان پر کوئی زیادتی اور ان سے کوئی بے انصافی نہیں کی، بلکہ دنیا میں ہمارے احکام کی خلاف ورزی کرکے انہوں نے خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کیا اور یہ عذاب ان کے اپنے ہی گناہوں کی سزا ہے۔ جب وہ ہر طرف سے ناامید ہوجائیں گے تو خازن جہنم سے التجاء کریں گے کہ اللہ کی بارگاہ میں درخواست کرے کہ وہ موت سے ہمارا خاتمہ کردے تاکہ ہم اس عذاب اور مصیبت سے بچ جائیں، تو وہ جواب دے گا کہ موت تمہیں نہیں آئیگی کیونکہ موت تو عذاب سے نجات کی ایک صورت ہے اور تمہارے لئے نجات نہیں ہے۔ انما لا یفعله لانه نجاة ولا نجاة لکم (مہائمی ج ۲ ص ۲۵۹) ۴۴ لقد جئنکم التفات بسوئے اہل مکہ۔ ہم نے اپنا رسول تمہارے پاس حق و صداقت کا پیغام (توحید و شرائع دین) دے کر بھیجا ہے لیکن تم میں سے اکثر لوگ حق کو پسند نہیں کرتے اور توحید اور خدائے واحد کی عبادت اور پکار کے مقابلے میں غیر اللہ کی عبادت کرتے ہیں اما الحق المعهود الذی هو التوحید او القرآن فکلهم کارهون له مشمئزون منه (ابوالسعود ج ۷، ص ۴۵۴)

۱- تخویف اخروی ۱۲

۲- التفات بسوئے اہل مکہ ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی چن چن کر۔ ف۲ مالک نام ہے فرشتے کا جو دوزخ کا داروغہ ہے۔ کہتے ہیں ہزار برس چلاویں گے تب وہ ایک جواب دیگا ناامیدی کا فیصلہ کرچکے یعنی مار ڈال چکے عذاب کر کر۔

أَمْ أَبْرَمُوٓا أَمْرًا فَإِنَّا مُبْرِمُونَ ﴿٧٩﴾ أَمْ يَحْسَبُونَ أَنَّا لَا
کیا انہوں نے ٹھیرا لی ۵؎ ہے ایک بات تو ہم بھی کچھ ٹھیرائیں گے ف۱ کیا خیال رکھتے ہیں کہ ہم نہیں
نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ ۭ بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُونَ ﴿٨٠﴾
سنتے ان کا بھید اور انکا مشورہ کیوں نہیں اور ہمارے بھیجے ہوئے ان کے پاس لکھتے رہتے ہیں ف۲
قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۖ فَأَنَا أَوَّلُ الْعٰبِدِينَ ﴿٨١﴾
تو کہہ اگر ہو رحمٰن کے واسطے اولاد ۶؎ تو میں سب سے پہلے پوجوں
سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا
پاک ذات ہے وہ رب آسمانوں کا اور زمین کا صاحب عرش کا ان باتوں سے
يَصِفُونَ ﴿٨٢﴾ فَذَرْهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا حَتّٰى يُلٰقُوا
جو یہ بیان کرتے ہیں اب چھوڑ دے ۷؎ انکو بک بک کریں اور کھیلیں یہانتک کہ ملیں
يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ﴿٨٣﴾ وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَآءِ إِلٰهٌ
اپنے اس دن سے جس کا انکو وعدہ دیا ہے اور وہی ہے جس کی بندگی ہے آسمان ۸؎ میں
وَفِي الْأَرْضِ إِلٰهٌ ۚ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ ﴿٨٤﴾ وَتَبٰرَكَ
اور اس کی بندگی ہے زمین میں اور وہی ہے حکمت والا سب خبردار اور بڑی برکت ہے
الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ وَ
اس کی جس کا راج ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے اور
عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٨٥﴾ وَلَا يَمْلِكُ
اسی کے پاس ہے خبر قیامت کی اور اسی تک پھر کر پہنچ جاؤ گے اور اختیار نہیں رکھتے
الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنْ شَهِدَ
۹؎ وہ لوگ جنکو یہ پکارتے ہیں سفارش کا مگر جس نے گواہی دی
بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٨٦﴾ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ
سچی اور ان کو خبر تھی ف۳ اور اگر تو ان سے پوچھے ۱۰؎ کہ انکو کس نے بنایا

۴۵ؔ ام ابرموا امرا۔ یہ زجر ہے۔ یہ مشرکین مکہ ایک کام کا پختہ فیصلہ کرچکے ہیں یعنی وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے اور دین اسلام کو مٹانے کا منصوبہ بنا چکے ہیں، لیکن ہم ان کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملانے، پیغمبر علیہ السلام کو ان کے ناپاک ہاتھوں سے محفوظ رکھنے اور دین اسلام کو تمام ادیان پر غالب کرنے کا فیصلہ کرچکے ہیں۔ ام یحسبون الخ کیا ان کا خیال ہے کہ ہم ان کی پوشیدہ باتوں اور سرگوشیوں کو نہیں جانتے اور سنتے؟ کیوں نہیں؟ ہم سنتے ہیں اور خوب جانتے ہیں اور اس کے علاوہ ہمارے فرشتے (کراماً کاتبین) بھی ان کے ساتھ ہوتے ہیں اور ان کی ہر بات لکھ رہے ہیں۔ اس لئے ان کا کوئی منصوبہ کامیاب نہیں ہوگا ہمنے پیغمبر علیہ السلام کو ان کی نظروں سے بچا کر صحیح سلامت مدینہ پہنچایا اور پھر جنگ بدر میں مسلمانوں اور فرشتوں کے ہاتھوں مشرکین کو ذلت و رسوائی سے قتل کرایا اور بعض کو قیدی بنایا۔ کچھ میدان چھوڑ کر بھاگ گئے اور ان میں اکثر اسلام کے حلقہ بگوش ہوگئے ۴۶ؔ قل ان کان۔ یہ ابتدائے سورت میں وجعلوا لہ من عبادہ جزءا سے متعلق ہے۔ قرآن مجید کا یہ قاعدہ ہے کہ کبھی ابتدائے سورت کے مضمون کو آخر سورت میں بھی بانداز دیگر ذکر کیا جاتا ہے۔ تاکہ سورت کی ابتدا اور انتہا میں اتحاد و مناسبت ہوجائے۔ دلائل واضحہ اور براہین قاطعہ سے یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی ولد اور نائب نہیں، لیکن اگر بالفرض مشرکین مکہ کے قول کے مطابق اللہ کے لئے ولد اور نائب ثابت ہوجائے تو میں سب سے پہلے اسے مانوں گا اور اسکی تعظیم بجالاؤں گا۔ اور اس کے مطابق اللہ کی عبادت کرونگا یہ تمثیل نفی ولد میں بطور مبالغہ ذکر کی گئی ہے معنی الآیۃ ان کان للرحمٰن ولد وصح وثبت ذلک ببرھان صحیح تورد ونہ وحجۃ واضحۃ تدلون بھا فانا اول من یعظم ذلک الولد واسبقکم الی طاعتہ والانقیاد لہ کما یعظم الرجل ولد الملک لتعظیم ابیہ وھذا کلام وارد علی سبیل الفرض والتمثیل لغرض وھو المبالغۃ فی نفی الولد والاطناب فیہ (کشاف) سبحٰن رب السمٰوٰت الخ لیکن اللہ تعالیٰ جو زمین و آسمان اور عرش عظیم کا مالک ہے اور ساری کائنات میں مدبر و متصرف ہے وہ ولد اور نائب سے پاک اور منزہ ہے ۴۷ؔ فذرھم (الآیۃ) زجر مع تخویف اخروی ان معاندین کو انذار کا حق ادا ہوچکا اور حجت خداوندی ان پر قائم ہوچکی اب انکو کفر و شرک اور عناد و مکابرہ میں گھسنے دو اور دنیا میں لہو و لعب اور عیش و نشاط میں منہمک رہنے دو یہانتک کہ قیامت کے دن

۵؎ زجر برائے مشرکین ۱۲۔
۶؎ متعلق با ابتدائے سورت ۱۲۔
۷؎ زجر مع تخویف اخروی ۱۲۔
۸؎ دلیل نقلی ۱۲۔
۹؎ ردِ دعوائے ثبوت و جواب شبہ مشرکین ۱۲۔
۱۰؎ دلیل عقلی علی سبیل الاعتراف من الخصم ۱۲۔

موضح قرآن ف۱ کافروں نے مل کر مشورہ کیا کہ تمہارے تغافل سے اس نبی کی بات بڑھی اب سے جو اس دین میں آوے اسی کے ناتے والے اُس کو مار مار کر الٹا پھیریں اور جو شہر میں اوپری آوے اس کو پہلے سُنا دو کہ اس شخص کے پاس نہ بیٹھے سو اللہ نے ٹھیرایا اُن کا خراب کرنا ف۲ ہر آدمی کے ساتھ فرشتے رہتے ہیں ہر کام اسکا لکھتے ہیں ف۳ یعنی اپنی سفارش کرسکتے ہیں کہ جس نے کلمۂ اسلام کہا انکی خبر ہیں اسکی گواہی دیتے ہیں بغیر کلمۂ اسلام کسی کے حق میں نہیں کہہ سکتے سو اتنی سفارش بھی جو نیک ہیں کریں گے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی توحید را شفاعت کنند ۱۲۔

لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ (۸۷) وَقِيْلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ
تو کہیں گے اللہ نے پھر کہاں سے الٹ جاتے ہیں قسم ہے رسول کے اس کہنے کی ۵ کہ اے رب
هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ (۸۸) فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ
یہ لوگ ہیں کہ یقین نہیں لاتے ف۱ سو تو منہ پھیرے انکی طرف سے اور کہہ سلام ہے
فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ (۸۹) ع
اب آخر کو معلوم کر لیں گے

سُوْرَةُ الدُّخَانِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ
۱ سورۂ دخان مکہ میں نازل ہوئی اور اسمیں اُنسٹھ آیتیں ہیں اور تین رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بےحد مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ (۱) وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ (۲) اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ
قسم ہے اس کتاب واضح کی ۲ ہم نے اُس کو اتارا ایک برکت کی
مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ (۳) فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ
رات میں ۳ ہم ہیں کہ سنانے والے ف۲ اُسی میں ۴ جدا ہوتا ہے ہر کام
حَكِيْمٍ (۴) اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ (۵) رَحْمَةً
جانچا ہوا ف۳ حکم ہو کر ہمارے پاس سے ۵ ہم ہیں بھیجنے والے ۶ ف۴ رحمت
مِّنْ رَّبِّكَ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (۶) رَبِّ السَّمٰوٰتِ
سے تیرے رب کی وہی ہے سننے جاننے والا ۸ رب آسمانوں کا
وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ (۷) لَآ اِلٰهَ
اور زمین کا اور جو کچھ انکے بیچ ہے اگر تم کو یقین ہے کسی کی بندگی نہیں
اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ (۸)
سوائے اس کے ۹ جلاتا ہے اور مارتا ہے رب تمہارا اور رب تمہارے اگلے باپ دادوں کا

ع ۷ وقف لازم ۱۳

ع ۲ عند المتقدمین ۱۲

وقف لازم

از تمہید مع تہذیب ۱۲

کو پالیں جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے وہاں اپنے کئے کی پوری سزا پالیں گے ۴۸ وھو الذی ــ تا ــ والیه ترجعون ۵ یہ توحید پر دلیل عقلی ہے۔ اللہ تعالیٰ جو زمین و آسمان اور ساری کائنات کا خالق ہے وہی آسمان اور زمین میں معبود برحق ہے اور وہی ساری کائنات میں متصرف و کارساز ہے۔ وہی حکیم و مدبر ہے اور وہی غیب داں ہے اسلئے اُسے کسی نائب و متصرف کی ضرورت نہیں۔ و تبارک الخ زمین و آسمان میں متصرف اور غیب داں بھی وہی ہے اور برکات دہندہ بھی وہی ہے۔ ساری کائنات کا بادشاہ وہی ہے اور قیامت کا علم بھی اس کے ساتھ مخصوص ہے۔ قیامت کے دن سب اُسی کے سامنے حاضر ہوں گے جب ساری کائنات میں متصرف بھی وہی ہے اور عالم الغیب بھی وہی ہے تو اُسے کسی نائب متصرف کی حاجت نہیں ۴۹ ولا یملك (الآیة) اس سورت میں چونکہ یہی ایک زائد مضمون مذکور ہے اس لئے یہی سورت کا دعویٰ ہے اور مشرکین کے شبہہ کا جواب ہے۔ کہ ہم نے مان لیا کہ ہمارے معبود حاجت روا نہیں ہیں اور ساری کائنات میں متصرف اور سب کچھ کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن ہم ان کی عبادت صرف اس خیال سے کرتے ہیں کہ وہ ہمارے سفارشی ہیں اور خدا سے ہمارے کام کرا دیتے ہیں۔ تائید:- ویعبدون من دون اللہ ما لا یضرھم ولا ینفعھم و یقولون ھؤلآء شفعآؤنا عند اللہ (یونس ع ۴) تو جواب دیا گیا کہ مشرکین اللہ کے سوا جن کو حاجات میں پکارتے ہیں انھیں شفاعت کا کوئی اختیار نہیں الا من شھد الخ یہ استثناء منقطع ہے اور شہادت حق سے کلمۂ توحید کی شہادت مراد ہے اور من دون اللہ سے وہ معبود مراد ہیں جو اپنی عبادت پر خوش تھے اور اگر من دون اللہ کو عام کیا جائے تو اس میں فرشتے عیسیٰ اور عزیر علیہما السلام بھی شامل ہوں گے بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام جن کو معبود بنا لیا گیا، تو مستثنیٰ متصل ہوگا اور مطلب یہ ہوگا کہ شفاعت کرنے کی اجازت صرف ان لوگوں کو ہوگی جنہوں نے کلمۂ توحید کو مانا اور جو اپنی عبادت پر خوش نہ تھے انہیں شفاعت کی اجازت ہی نہیں ملے گی وہ تو خود جہنم میں ہوں گے ای ولکن من شھد بالحق بکلمة التوحید وھم یعلمون ان اللہ ربھم حقا ویعتقدون ذلك ھو الذی یملك الشفاعة وھو استثناء منقطع او متصل لان فی جملة الذین یدعون من دون اللہ الملائکة (مدارک) اس صورت میں من شھد سے شفاعت کرنیوالے مراد ہوں گے اور شفاعت سے وہ شفاعت مراد ہے جو قیامت کے دن گنہگاروں کے حق میں اللہ کے اذن سے ہوگی یا الذین یدعون الخ سے مراد صرف نیک لوگ ہوں۔ جن کو ان کی مرضی

موضح قرآن ف۱ اس کی قسم ہے۔ یعنی اس پر رحم کرتا ہے اللہ۔ ف۲ یعنی ہمیشہ دستور رہا ہے رات برکت کی شب قدر ہے جیسے اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ میں فرمایا ف۳ جدا ہوتا ہے یعنی لوح محفوظ میں سے جدا کر کر اُس کام والوں کو لکھ دیتے ہیں ف۴ یعنی فرشتوں کو ہر کام پر۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی لیلة القدر ۱۲۔ ف۲ یعنی پیغامبر را ۱۲۔

کے خلاف معبود بنایا گیا اور من شہد سے مشفوع لہ مراد ہوں یعنی وہ لوگ جن کے حق میں شفاعت ہوگی ای الا لمن شہد الخ اور مطلب یہ ہوگا کہ ان کو صرف ان لوگوں کے حق میں شفاعت کی اجازت ہوگی جنہوں نے کلمۂ توحید کو مانا لیکن ان مشرکین کے حق میں شفاعت کی اجازت کسی کو نہیں ملے گی۔ قیل المراد بالذین یدعون من دونہ عیسی وعزیر والملائکۃ فان اللہ لا یملك لاحد من ھٰؤلاء الشفاعۃ الا لمن شھد بالحق وھی کلمۃ الاخلاص وھی لا الٰہ الا اللہ (خازن ج ۶ ص ۱۹۱) **۵۰** ولئن سألتھم (الآیۃ) یہ عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ اگر ان مشرکین سے آپ پوچھیں کہ یہ تو بتاؤ کہ تمہیں اور تمہارے معبودوں کو جن کو تم عند اللہ شفیع سمجھتے ہو، کس نے پیدا کیا ہے، تو جواب دینگے کہ ان کو اللہ نے پیدا کیا ہے۔ پھر اس کی عبادت سے کیوں پھرے جاتے ہیں اور اس اقرار کے باوجود اللہ کی وحدانیت سے منہ موڑ کر کس طرف الٹے جا رہے ہیں **۵۱** وقیلہ۔ واؤ بمعنی رُبَّ ہے یعنی بہت بار پیغمبر علیہ السلام کا یہ کلمہ کہنا ہوا ان ھٰؤلاء قوم لا یؤمنون ٥ مشرکین کے ایمان سے مایوس ہو کر آپ اللہ سے مشرکین کی شکایت کرتے تھے کہ میرے پروردگار یہ قوم ایسی سرکش ہوچکی ہے کہ اب وہ ایمان نہیں لائیگی۔ قال ابن عباس شکا الی اللہ تعالی تخلف قومہ عن الایمان وقال قتادۃ ھذا نبیکم یشکو قومہ الی ربہ (خازن ج ۶ ص ۱۹۱) حضرت شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں قسم ہے اس کے کہنے کی یعنی اس کے یہ کہنے اور دعاء مانگنے کے سبب سے میں ان کو سزا دوں گا۔ تائید:۔ فدعا ربہ ان ھٰؤلآء قوم مجرمون ٥ یا واؤ قسمیہ ہے اور ان ھٰؤلآء قوم لا الخ جواب قسم ہے یعنی مجھے پیغمبر کے یارب کہنے اور مجھ سے دعاء مانگنے کی قسم یہ لوگ ایمان نہیں لائینگے اور پیغمبر علیہ السلام کی دعا کی وجہ سے میں انہیں سزا دونگا۔ کانہ قیل واقسم بقیلہ یارب، ان ھٰؤلآء قوم لا یؤمنون (مدارک) فاصفح عنھم الخ اس میں مشرکین سے اعراض کرنے اور ضمناً بد دعا نہ کرنے کا حکم ہے، گویا وہ اپنے اعمال کی وجہ سے عذاب کے مستحق ہوچکے ہیں بد دعا کرنے کی ضرورت ہی نہیں، عنقریب ہی وہ اپنا انجام بد دیکھ لیں گے۔ چنانچہ جلد ہی جنگ بدر میں انہوں نے اپنا انجام دیکھ لیا۔ اور سلام سے سلام متارکت مراد ہے جو تمام تعلقات منقطع کر لینے پر دلالت کرتا ہے۔ امرہ بان یصفح عنھم وفی ضمنہ منعہ من ان یدعو علیھم بالعذاب والصفح ھو الاعراض ثم قال وقل سلام قال سیبویہ انما معناہ المتارکۃ (کبیر ج ۷، ص ۴۶۲) وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

سورۂ زخرف میں آیاتِ توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ ولئن سألتھم ــــ تا ــــ ما ترکبون ٥ (ع ۱) نفی شرک فی التصرف

۲۔ وجعلوا لہ من عبادہ جزءا ــــ تا ــــ وانا علی اٰثارھم مھتدون ٥ (ع ۲) ۔ نفی شرک فی التصرف

۳۔ واذ قال ابراھیم ــــ تا ــــ لعلھم یرجعون ٥ (ع ۳) نفی شرک فی العبادۃ والدعاء

۴۔ وسئل من ارسلنا من قبلك من رسلنا (الآیۃ، ع ۴) کسی پیغمبر کی شریعت میں غیر اللہ کی عبادت اور پکار کو جائز نہیں رکھا گیا۔

۵۔ ان اللہ ربی وربکم فاعبدوہ ھٰذا صراط مستقیم ٥ (ع ۶) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم یہ تھی کہ صرف اللہ کی عبادت کرو، انہوں نے اپنی عبادت کا حکم نہیں دیا تھا۔

۶۔ وھو الذی فی السماء الٰہ ــــ تا ــــ والیہ ترجعون ٥ (ع ۷) نفی شرک فی العبادۃ والتصرف ونفی شرک فی العلم۔

۷۔ ولا یملك الذین یدعون من دونہ (الآیۃ ع ۷) نفی شفاعتِ قہریہ ۔ ونفی شفاعت بحق مشرکین۔

سورۃ الدخان[۱]

ربط سورۂ زخرف میں مشرکین کے اس شبہے کو دور کیا گیا ہے کہ ان کے معبودان باطلہ خدا کے نائب اور اس کی بارگاہ میں شفیع غالب ہیں وہاں دلائل عقل و نقل اور وحی سے ثابت کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ ہی ساری کائنات کا خالق و مالک اور وہی ساری کائنات میں متصرف و کارساز ہے اور اس کا کوئی نائب نہیں اور نہ اس کی بارگاہ میں کوئی شفیع غالب ہے۔ اب سورۂ دخان میں مشرکین کے ایک اور شبہے کا جواب دیا گیا ہے یعنی ہم نے مان لیا کہ ہمارے معبود خدا کے نائب اور شفیع غالب نہیں ہیں، لیکن وہ ہماری دعائیں پکاریں سنتے اور ہمارے حالات کو جانتے ہیں اسلئے اگر وہ ہماری پکاریں سُنکر اللہ کی بارگاہ میں ہماری سفارش کر ڈالیں، خواہ وہ قبول کرے یا نہ کرے، تو اس میں کیا حرج ہے؟ تو اسکا جواب دیا گیا۔ انہ ھو السمیع العلیم ۝ (۶) کہ سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور وہی حاجت روا اور مشکل کُشا ہے اور کوئی نہیں۔

خلاصہ تمہید مع ترغیب، دعوائے سورت (انہ ھو السمیع العلیم) تخویف دنیوی، تخویف اخروی، بشارت اخرویہ اور درمیان میں توحید پر ایک دلیل عقلی (وما خلقنا السمٰوٰت ــــ تا ــــ الا بالحق)

تفصیل

حٰمٓ ۝ والکتٰب المبین ۝ ــــ تا ــــ رحمۃ من ربک ط تمہید مع ترغیب۔ یہ ایک عظیم الشان حکمنامہ ہے جسے ہم نے برکت والی رات میں اتارا، جس سے مقصود انذار ہے اگر نہ مانو گے تو اللہ کا عذاب آئیگا وہ حکمنامہ کیا ہے؟ انہ ھو السمیع العلیم ۝ یہ ہے وہ حکمنامہ جو سُورت کا مقصودی دعویٰ ہے اور مشرکین کے ایک شبہے کا جواب ہے۔ فارتقب ــــ تا ــــ انا منتقمون ۝ تخویف دنیوی ہے۔ مشرکین مکہ پر عنقریب قحط سالی کی صورت میں عذاب الٰہی آنیوالا ہے، اسوقت خدا کو پکاریں گے کہ یہ عذاب دُور کردے تو ہم ایمان لے آئینگے، لیکن جب ہم عذاب دُور کردینگے تو وہ پھر سرکشی کرینگے آخر میدان بدر میں ہم ان کو ہمیشہ کیلئے ختم کردیں گے۔ ولقد فتنا قبلھم ــــ تا ــــ وما کانوا منظرین ۝ تخویف دنیوی کا ایک نمونہ۔ فرعون اور اس کی قوم کا انجام دیکھ لو انھیں تکذیب، غرور و استکبار اور سرکشی کی کیا سزا ملی۔ جب ہمارا عذاب آیا تو کوئی چیز کام نہ آئی۔ دولت وسلطنت نہ لاؤ لشکر۔ ولقد نجینا بنی اسرائیل ــــ تا ــــ بلٰٓؤ مبین ۝ (۲۶) بشارت دنیویہ کا نمونہ۔ بنی اسرائیل کو صبر و استقلال کا پھل ملا۔ فرعون کے عذاب سے نجات ملی اور اپنے زمانے کے لوگوں پر اللہ نے ان کو فضیلت عطاء فرمائی۔

ان ھٰؤلآء لیقولون ــــ تا ــــ ان کنتم صٰدقین ۝ التفات بسوئے اہل مکہ، یہ شکوی ہے۔ نہ صرف یہ کہ وہ توحید کا انکار کرتے ہیں، بلکہ قیامت اور دوبارہ جی اٹھنے کو بھی نہیں مانتے۔ اھم خیر ام قوم تبع (الآیۃ) تخویف دنیوی کا دوسرا نمونہ۔ مشرکین مکہ قوم تُبّع سے زیادہ طاقتور اور دولتمند نہیں ہیں۔ جب انھیں شرک اور استکبار کے جُرم میں ہلاک کردیا، تو یہ بیچارے کس باغ کی مولی ہیں

وما خلقنا السمٰوٰت ــــ تا ــــ لایعلمون ۝ یہ توحید پر دلیل عقلی ہے۔ زمین و آسمان اور اس سارے جہان کو ہم نے یونہی بیکار پیدا نہیں کیا، بلکہ ہر چیز کو اظہار حق کیلئے پیدا کیا ہے۔ کائنات کا ذرہ ذرہ ہماری وحدانیت اور قدرت کاملہ کی دلیل ہے۔ ان یوم الفصل (الآیتین) تخویف و بشارت اخرویہ ہے۔ ان شجرت الزقوم ــــ تا ــــ ان ھذا ما کنتم بہ تمترون ۝ (۳۶) یہ تخویف اخروی ہے۔ کفار کو جہنم میں کھانے کو زقوم اور پینے کو کھولتا ہوا پانی دیا جائیگا۔ ان المتقین فی مقام امین ۝ ــــ تا ــــ ذلک ھو الفوز العظیم ۝ یہ بشارت اخرویہ ہے۔ متقی لوگ جنت میں ہوں گے جو ایک پرامن مقام ہوگا۔ پہننے کے لئے اعلیٰ درجہ کا لباس ہوگا، حوران بہشتی رفاقت میں ہوں گی، ہر میوہ میسر ہوگا۔ اور یہ تمام نعمتیں دائمی اور غیر فانی ہوں گی۔

فانما یسرنٰہ (الآیۃ) یہ تمام سُورت سے متعلق ہے۔ فارتقب انھم مرتقبون ۝ یہ تخویف دنیوی، فارتقب یوم تأتی السمآء الخ کیساتھ متعلق ہے۔

۲ہ والکتٰب المبین۔ یہ تمہید مع ترغیب ہے۔ کتاب سے یا تو قرآن مراد ہے۔ اس صورت میں قرآن کو لیلۂ مبارکہ میں نازل کرنے کا مطلب یہ ہوگا کہ اس رات میں قرآن کا نازل کرنا شروع ہوا۔ وقال غیر واحد المراد ابتداء انزالہ فی تلک اللیلۃ علی التجوز (روح ج ۲۵ ص ۱۱۱) بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ اس برکت والی رات میں سارا قرآن لوح محفوظ سے یکبارگی آسمان دنیا پر اترا اور وہاں سے تھوڑا تھوڑا حسب ضرورت تیئس سال میں اُترا لیکن اس بارے میں جو حدیث ذکر کی جاتی ہے وہ قوی نہیں یا سورت مراد ہے جیسا کہ فرمایا یتلوا صحفا مطھرۃ فیھا کتب قیمۃ ۝ (البینۃ) یہاں کُتُب سے

سورتیں مراد ہیں۔ اس صورت میں انزلنٰه فی لیلة مبٰرکة میں تاویل کی ضرورت نہ ہوگی اور مطلب یہ ہوگا کہ اس سورت کو ہم نے برکت والی رات میں نازل کیا ہے۔ تیسری توجیہہ یہ ہے کہ الکتاب سے سورت کا دعویٰ مراد ہے۔ یعنی انا انزلنا ھذا الحکم الاٰتی فی لیلة مبارکة فعلیکم ان تأتمروا به و تنذرکم من مخالفته و فی ھذہ اللیلة افرق عذاب من لم یؤمن بھذا الحکم و انزلنا ھذا الحکم رحمة بکم و ھو انه ھو السمیع لکل شئ العلیم بکل شئ لا غیر (الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ) اللہ تعالیٰ نے محض اپنی رحمت سے یہ حکم بھیجا ہے، اسکی برکات کے آثار ہمیشہ کے لئے باقی ہیں چنانچہ لیلة القدر جس میں نزول قرآن کا آغاز ہوا ایک ہزار مہینے سے بہتر ہے، سال میں جب وہ رات آتی ہے تو آثار رحمت کا ظہور ہوتا ہے۔ والکتٰب المبین قسم ہے اور جواب قسم محذوف ہے ای ما بقی موضع شبھة یعنی یہ کتاب جو حق کو واضح اور روشن کرنیوالی ہے اس پر شاھد ہے کہ مسئلہ توحید ہر پہلو سے عیاں ہوچکا ہے اور اب کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہا۔ قاله الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ یا انا انزلنٰه الخ جواب قسم مذکور ہے (روح وغیرہ) یا یہ جملہ معترضہ ہے برائے بیان عظمت قرآن اور انا کنا منذرین جواب قسم ہے۔ قال ابن عطیة لا یحسن وقوع القسم علیه ای علی انا انزلناہ وھو اعتراض یتضمن تفخیم الکتاب ویکون الذی وقع علیه القسم انا کنا منذرین انتھی (بحر ج ۸ ص ۳۲) قرآن مجید میں جو قسمیں وارد ہوئی ہیں ان سے مقصود دلائل و شواہد ہیں جنہیں بصورت اقسام ذکر کیا گیا ہے۔ ان الایمان التی حلف اللہ تعالیٰ بھا کلھا دلائل اخرجھا فی صورۃ الایمان مثاله قول القائل لمنعمه وحق نعمك الکثیرۃ انی لا ازال اشکرك فیذکر النعم وھی سبب مفید لدوام الشکر (کبیر ج ص الذاریات)

ف۳ لیلة مبارکة۔ جمہور کے نزدیک لیلۂ مبارکہ (برکت والی رات) سے لیلة القدر (شب قدر) مراد ہے جو رمضان میں آتی ہے بقرینہ انا انزلنٰه فی لیلة القدر (القدر) و شھر رمضان الذی انزل فیه القراٰن (البقرۃ ع ۲۳) اس سے معلوم ہوا کہ لیلة البراءت یعنی شعبان کی پندرہویں رات مراد نہیں۔ قال ابوبکر بن العربی وجمھور العلماء علی انھا لیلة القدر ومنھم من قال انھا لیلة النصف من شعبان وھو باطل لان اللہ تعالیٰ قال فی کتابه الصادق القاطع شھر رمضان الذی انزل فیه القراٰن۔ (قرطبی ج ۱۶ ص ۱۲۷) ھی لیلة القدر علی ما روی عن ابن عباس وقتادۃ وابن جبیر ومجاھد وابن زید والحسن وعلیه اکثر المفسرین والظواھر معھم (روح ج ۲۵ ص ۱۱۰) شب براءت کے بارے میں فضائل کی جو حدیثیں وارد ہیں ان میں سے بہت کم پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہیں اور باقی سب بے اصل ہیں بعض علما نے تو سب ہی کو غیر ثابت قرار دیا ہے۔ ولیس فی لیلة النصف من شعبان حدیث یعول علیه لا فی فضلھا ولا فی نسخ الاٰجال فیھا فلا تلتفتوا الیھا (قرطبی ج ۱۶ ص ۱۲۸) انا کنا منذرین اس کتاب کے انزال سے مقصود انذار ہے یعنی لوگوں کو پیغام توحید سنانا اور نہ ماننے والوں کو عذاب الٰہی سے خبردار کرنا۔ لیلة القدر امت محمدیہ کی خصوصیت ہے (موطا مالک، بحر، ابن کثیر) اور جمہور کے نزدیک یہ رات ہمیشہ رمضان ہی میں ہوتی ہے، پہلے یہ رات متعین تھی لیکن بعد میں اللہ تعالیٰ نے اسکی تعیین اٹھا لی یعنی اب وہ رات ہمیشہ رمضان کی ایک متعین تاریخ کو نہیں ہوا کرے گی بلکہ رمضان کے عشرۂ اخیرہ میں دائر رہیگی۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ لیلة القدر کو رمضان کی ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷ اور ۲۹ میں تلاش کرو (ابن کثیر ج ۴ ص ۵۳۳)

ف۴ فیھا یفرق۔ اس رات میں ہر اہم معاملہ مثلاً آجال موت، ارزاق وغیرہ قحط اہل مکہ اور جنگ بدر میں ان کی رسوائی بھی ایسے امور میں داخل ہے ایسے اہم امور جو پہلے ہی سے اس سال کے لئے مقدر ہوتے ہیں وہ ان فرشتوں پر ظاہر کر دئیے اور انھیں لکھوا دئیے جاتے ہیں جن کے وہ فرائض ہوں ومعنی یفرق یفصل ویکتب کل امر من ارزاق العباد و اٰجالھم (مدارک ج ۴ ص ۹۷) ومعنی ھذا ان اللہ یظھر لملائکته ویأمرھم بفعل ما ھو من وظیفتھم بان یکتب لھم ما قدرہ فی تلك السنة ویعرفھم ایاہ (خازن ج ۷ ص ۱۲۷، القدر) صرف بڑے بڑے امور ملائکہ کے حوالے کئے جاتے ہیں تمام امور چھوٹے بڑے امور مراد نہیں، کیونکہ فرشتوں کو تمام امور کا علم نہیں ہوتا۔ اس میں تخویف دنیوی کا پہلو بھی ہے کہ ہم نے یہ حکمنامہ برکت والی رات میں نازل کیا ہے۔ اب بھی اگر انہوں نے نہ مانا تو انھیں دنیا ہی میں عذاب دیا جائیگا اور یہ رات ایسی ہے کہ اس میں بڑے بڑے امور طے ہوتے ہیں مثلاً قحط اور قوموں کی تباہی وغیرہ، اس لئے مشرکین کو ڈرنا چاہیئے۔ اور دعوے کو مان لینا چاہیئے۔ چنانچہ مشرکین مکہ نے نہ مانا اور ان پر قحط سالی کا اور جنگ بدر میں قتل، قید و بند اور ذلت و رسوائی کا عذاب مسلط کیا گیا۔ امر حکیم محکم اور اٹل حکم جو واپس نہ ہو سکے الحکیم بمعنی المحکم لانه لا یبدل ولا یغیر بعد ابرازہ للملائکة علیھم السلام (روح ج ۲۵ ص ۱۱۳)

ف۵ امرا من عندنا۔ امرا منصوب علی الاختصاص ہے اور اس سے مقصود ان طے شدہ امور کی اہمیت و عظمت کا اظہار ہے یعنی اس سے ہر عظیم اور اہم امر مراد ہے جو ہماری حکمت و تدبیر کے مطابق ہو۔ الزمخشری "امرا" نصب علی الاختصاص جعل کل امر جزلا فخما بان وصفه بالحکیم، ثم زادہ جزالة وکسبه فخامة بان قال اعنی بھذا الامر امرا حاصلا من عندنا، کائنا من لدنا، وکما اقتضاہ علمنا وتدبیرنا (قرطبی ج ۱۶ ص ۱۲۹) **ف۶** انا کنا مرسلین۔ اس کا تعلق یا تو والکتٰب المبین سے ہے بایں معنی کہ ہم ہی اس کتاب کے ساتھ اپنے پیغمبر کو بھیجنے والے ہیں جو تیرے پروردگار کی طرف سے محض رحمت ہے۔ یا یہ لیلة مبٰرکة سے متعلق ہے یعنی اس رات میں فرشتوں کو نئے فرائض سونپ کر اپنے اپنے کام پر بھیجتے ہیں یا مرسلین سے مراد یہ ہے کہ ہم اپنے بندوں کے پاس انبیاء و رسل بھیجتے رہے ہیں بندوں پر رحمت کے لئے تاکہ وہ ہدایت

پائیں رحمۃ مفعول بہ ہے مرسلین کا یہ مفعول لہ یا مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا مفعول لہ علی معنی انا انزلنا القرآن لان من شأننا وعادتنا ارسال الرسل بالکتب الی عبادنا لاجل الرحمۃ علیھم (مدارک ج ۴ ص ۹۷) وجوزوا فی رحمۃ ان یکون مصدرا ای رحمنا رحمۃ .... وان یکون مفعولا بمرسلین والرحمۃ توصف بالارسال (بحر ج ۷ ص ۳۳) ایک قراءت میں رحمۃٌ بالرفع ہے اس صورت میں وہ مبتدا محذوف کی خبر ہوگی۔ وقرأ الحسن رحمۃٌ علی تلک ھی رحمۃ (قرطبی ج ۱۶ ص ۱۲۹) یعنی یہ کتاب تیرے رب کی طرف سے رحمت ہے **۷** انہ ھو السمیع العلیم یہ سورت کا مقصودی دعوی ہے اور مشرکین کے ایک شبہے کا جواب ہے۔ جیسا کہ ربط میں ذکر کیا گیا ہے **۸** رب السموٰت۔ اس میں دو قراءتیں ہیں اول جر اس صورت میں یہ من ربک میں ربک سے بدل ہے۔ دوم رفع اس صورت میں یہ انّ کی دوسری خبر ہوگی یا مبتدا محذوف کی خبر ہوگی ای ھو رب السموٰت الخ اس قراءت پر لا الٰہ الا ھو یحیی و یمیت اور ربکم ورب اٰبائکم الاولین سب انّ کی خبریں ہوں گی یا جمل مستأنفہ یا مبتداءات محذوفہ کی خبریں ہوں گی اور پہلی قراءت پر یہ جمل مستأنفہ ہیں یا مبتداءات محذوفہ کی خبریں (کذا فی الروح) وہ زمین و آسمان اور ساری کائنات کا مالک ہے اگر واقعی تمہارا اس پر ایمان ہے جیسا کہ تم اس کا اقرار کرتے ہو اور تمہارا اقرار ایمان و ایقان سے ناشی ہے تو پھر اس سے جو مدعا ثابت ہوتا ہے اسے بھی تمہیں ماننا چاہیئے کہ اس کے سوا کوئی متصرف و کارساز اور عالم الغیب نہیں۔ ان ھذا الرب ھو السمیع العلیم الذی انتم مقرون بہ و معترفون بانہ رب السموٰت والارض و ما بینھما ان کان اقرارکم عن علم و ایقان (مدارک ج ۴ ص ۹۷) **۹** لا الٰہ الا ھو (الآیۃ) صفات بالا سے جو متصف ہے وہی الٰہ ہے، وہی متصرف و کارساز اور عالم الغیب ہے۔ زندگی اور موت اسی کے اختیار میں ہے۔ وہ تمہارا بھی مالک و کارساز ہے اور تمہارے باپ دادا کا مالک اور کارساز بھی وہی تھا جب سب کا مالک و خالق وہی ہے، تو اس کے سوا کوئی کارساز اور غیب داں بھی نہیں **۱۰** بل ھم فی شک یلعبون۔ یہ مقدر سے استدراک ہے۔ ای ما بقی موضع شبھۃ۔ یعنی ان کو چاہیئے تھا کہ مان لیتے کیونکہ مسئلہ اس قدر واضح ہو چکا ہے

بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ يَّلْعَبُوْنَ ⑨ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي

کوئی نہیں وہ دھوکے میں ہیں کھیلتے ف۱ سو تو انتظار کر اس دن کا کہ ف۱ لائے

السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ⑩ يَّغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ

آسمان دھواں صریح جو گھیر لیوے لوگوں کو ف۲ یہ ہے عذاب

اَلِيْمٌ ⑪ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ ⑫

دردناک اے رب کھول دے ہم پر سے یہ آفت ہم یقین لاتے ہیں

اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى وَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ⑬ ثُمَّ

کہاں ملے ان کو سمجھنا ف۳ اور آچکا ان کے پاس رسول کھول کر سنانیوالا پھر

تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ ⑭ اِنَّا كَاشِفُوا

اس سے پیٹھ پھیری اور کہنے لگے سکھایا ہوا ہے باؤلا ف۴ ہم کھولے دیتے ہیں

الْعَذَابِ قَلِيْلًا اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ ⑮ يَوْمَ نَبْطِشُ

یہ عذاب تھوڑی مدت تک تم پھر وہی کروگے ف۵ جس دن پکڑیں گے ہم

الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ ⑯ وَلَقَدْ فَتَنَّا

بڑی پکڑ تحقیق ہم بدلہ لینے والے ہیں ف۶ ف۱ اور جانچ چکے ہیں ہم

قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَآءَهُمْ رَسُوْلٌ كَرِيْمٌ ⑰ اَنْ

ان سے پہلے ف۷ فرعون کی قوم کو اور آیا ان کے پاس رسول عزت والا کہ

اَدُّوْٓا اِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ⑱ وَّاَنْ

حوالے کرو میرے بندے خدا کے ف۲ میں تمہارے پاس آیا ہوں بھیجا ہوا معتبر ف۸ اور یہ کہ

لَّا تَعْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِنِّيْٓ اٰتِيْكُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ⑲ وَاِنِّيْ

چڑھے نہ جاؤ اللہ کے مقابل میں لاتا ہوں تمہارے پاس سند کھلی ہوئی اور میں

عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ اَنْ تَرْجُمُوْنِ ⑳ وَاِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا

پناہ لے چکا ہوں اپنے رب اور تمہارے رب کی ف۹ اس بات سے کہ تم مجھے سنگسار کرو ف۵ اور اگر تم نہیں یقین کرتے

ر ۱ تخویف دنیوی ۱۲

وقف لازم وقف لازم

موضح قرآن ف۱ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دھوئیں کا مذکور ہے کہ اس وقت سمجھنا کام نہیں آتا۔ قیامت میں یہ دھواں گھیرے گا نیک آدمی کو زکام سا ہوگا اور بد کو سر میں چڑھے گا بیہوش ہو کر گر پڑے گا۔ ف۲ یعنی عادت یونہی ہے ف۳ یعنی آخر کا عذاب نہیں ٹلتا۔ ف۴ یعنی بنی اسرائیل کو رخصت کرو۔ ف۵ شاید وہ ڈراتے ہوں گے اس سے۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید ایں وعدہ محقق شد و خدائے تعالیٰ در قریش قحط انداخت آنکہ از شدت جوع یا از کثرت ابخرہ چوں دودی محسوس میشد و ایشان بہ خدایتعالیٰ رجوع کردند۔ خدایتعالیٰ قحط را دور فرمود باز بر کفر اصرار کردند خدایتعالیٰ روز بدر از ایشان انتقام کشید کہ ہفتاد کس را از رؤسای ایشان کشت و ہفتاد کس را اسیر ساخت واللہ اعلم ۱۲ ف۲ یعنی بنی اسرائیل را بمن حوالہ کنید و بندہ مگیرید ۱۲۔

کہ شک وشبہہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں ہی لیکن وہ پھر بھی نہیں مانتے، بلکہ شک و تردد میں لعب و استہزاء کر رہے ہیں۔ یعنی اس طرح استہزاء کر رہے ہیں گویا انھیں مسئلہ میں ابھی شک ہے۔ ای داخلین فی صورۃ الشك قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۱۱ فارتقب۔ یہ تخویف دنیوی ہے۔ دخان سے قحط مراد ہے کیونکہ بھوکے آدمی کو شدت جوع سے فضا میں بادل اور آنکھوں کے سامنے ہوائیاں اڑتی نظر آتی ہیں۔ جب مشرکین قریش عناد وتمرد میں حد سے بڑھ گئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر بد دعا کی کہ اے اللہ! ان پر یوسف علیہ السلام کے زمانے کے قحط کی طرح قحط مسلط فرمادے تو ان پر ایسا شدید قحط ڈالا گیا کہ وہ مردار تک کھانے پر مجبور ہو گئے۔ یعنی اگر وہ نہیں مانتے تو آپ اس وقت کا انتظار فرمائیں جب ان پر سخت قحط مسلط کر دیا جائے گا۔ قال عبد اللہ انما کان ھذا لان قریشا لما استعصت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا علیھم بسنین کسنی یوسف، فاصابھم قحط وجھد حتی اکلوا العظام، فجعل الرجل ینظر الی السماء فیری ما بینہ وبینھا کھیئۃ الدخان من الجھد (قرطبی ج ۱۶ ص ۱۳۱)

۱۲ یغشی الناس۔ یعنی وہ قحط تمام مشرکین کو اپنی لپیٹ میں لے لیگا اور وہ کہیں گے یہ تو بڑا ہی دردناک عذاب ہے یا یہ ادخال الٰہی ہے اللہ کا ارشاد ہے کہ یہ ان کے لئے ایک دردناک عذاب ہے۔ ای یقولون ھذا الخ او یقال لھم ھذا (روح) جب مشرکین مارے بھوک کے مردار اور ہڈیاں کھانے لگے تو ابوسفیان نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر صلہ رحمی کا واسطہ دیا اور عہد کیا کہ اگر یہ عذاب اٹھا لیا جائے تو ہم سب ایمان لے آئیں گے۔ ربنا اکشف عنا العذاب الخ ای یقولون۔ لما اشتد القحط بقریش مشی ابوسفیان الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وناشدہ الرحم وواعدہ ان دعا لھم وزال ما بھم امنوا (روح ج ۲۵ ص ۱۱۹)

۱۳ انی لھم الذکری۔ مشرکین کے نفاق اور ان کی دروغگوئی کا بیان ہے۔ یعنی وہ جھوٹا عہد کر رہے ہیں اس سے ان کا مقصود صرف عذاب ہٹوانا ہے۔ صرف اتنی سی بات سے وہ کس طرح نصیحت حاصل کریں گے حالانکہ ان کے پاس مسئلہ توحید کو کھول کھول کر بیان کرنے والا رسول آ چکا ہے۔ وہ اس کے وعظ وارشاد سے متاثر نہیں ہوتے، بلکہ اس سے اعراض کیا اور کبھی کہتے ہیں وہ کسی سے سیکھ کر آتا ہے اور کبھی اسے دیوانہ کہتے ہیں۔ حالانکہ یہ دونوں باتیں ہی غلط ہیں۔ ایسے معاندین سے راہ راست پر آنے کی کیا توقع کی جا سکتی ہے۔ انا کاشفوا العذاب۔ اچھا ہم کچھ وقت کے لئے عذاب اٹھا لیتے ہیں لیکن تم حسب وعدہ ایمان نہیں لاؤ گے، بلکہ کفر ہی پر قائم رہو گے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء سے بارش ہوئی اور قحط دور ہو گیا، لیکن مشرکین ایمان نہ لائے۔ یوم نبطش الخ یہ دنیوی عذاب کے آخری فیصلے کا اعلان ہے اور اس سے یوم بدر کا عذاب مراد ہے (مدارک، بحر وغیرہ) یعنی بدر کے دن جب ہم ان کو بڑی سخت گرفت میں لیں گے اس دن ان سے انتقام لے کر چھوڑیں گے۔ یوم نبطش کا ناصب مقدر ہے ای ننتقم جس پر انا منتقمون قرینہ ہے۔ یوم نبطش ظرف لفعل دل علیہ انا منتقمون (بیضاوی)

۱۴ ولقد فتنا ـــ تا ـــ ما فیہ بلٰؤا مبین یہ تخویف دنیوی کا ایک نمونہ ہے اور فارتقب یوم الخ سے متعلق ہے جس طرح ان سے پہلے فرعون اور اسکی قوم کو دنیا ہی میں سرکشی کی سزا ملی اسی طرح ان کو بھی دنیا میں سزا ملے گی۔ ان سے پہلے ہم نے فرعون اور اس کی قوم کو آزمایا یعنے اپنے احکام کی اطاعت کا حکم دیا اور ان کے پاس ایک نہایت معزز رسول یہ پیغام لے کر آیا کہ اے اللہ کے بندو، جو حقوق تم پر واجب ہیں میری طرف ادا کرو۔ اس صورت میں عباد اللہ منادی ہو گا اور حرف ندا مقدر ہو گا۔ حقوق واجبہ سے ایمان اور قبول دعوت مراد ہے۔ ادوا الی حق اللہ تعالیٰ من الایمان وقبول الدعوۃ یا عباد اللہ علی ان مفعول (ادوا) محذوف وعباد منادی (روح ج ۲۵ ص ۱۲۱) یا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے بندوں کو میرے حوالے کرو اس صورت میں عباد اللہ، ادوا کا مفعول ہو گا اور اس سے مراد وہ اسرائیلی ہیں جنہیں قوم فرعون نے غلام بنا رکھا تھا اطلقوھم وسلموھم الی، والمراد بھم بنو اسرائیل الذین کان فرعون مستعبدھم (ایضا) انی لکم رسول امین میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اور اسکی وحی پر امین ہوں، اس لئے میری پند ونصیحت کو قبول کرو اور مسئلہ توحید کو مان لو اور سرکشی اور غرور واستکبار نہ کرو اور اللہ کے احکام مت ٹھکراؤ۔ میں تمہارے پاس ایسے دلائل واضحہ لے کر آیا ہوں جو میرے دعوے کی سچائی کا کھلا ثبوت ہیں۔

۱۵ وانی عذت۔ اس سے پہلے ادماج ہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا سرکشی نہ کرو تو انہوں نے ان کو قتل کرنے کی دھمکی دی تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا میں اپنے اور تمہارے رب کی پناہ لیتا ہوں کہ تم مجھے سنگسار کر سکو۔ مطلب یہ ہے کہ میں اپنے رب کی حفاظت میں ہوں۔ تم مجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکتے۔ لما قال ان لا تعلوا علی اللہ، توعدوہ بالقتل، فقال ذلك (روح) وان لم تؤمنوا الخ اور اگر تم مجھ پر ایمان نہیں لاتے ہو تو مجھ سے الگ ہو جاؤ اور میرے ساتھ کوئی سروکار نہ رکھو اور میری ایذاء رسانی سے باز آجاؤ یہانتک کہ اللہ تعالیٰ خود ہی حق وباطل کا فیصلہ فرمادے۔ کیا ایک ناصح مہربان کی یہی جزا ہے کہ اسے ستایا جائے کونوا بمعزل منی وانا بمعزل منکم الی ان یحکم اللہ بیننا (قرطبی ج ۱۶ ص ۱۳۵) ولا تتعرضوا لی بشر کم واذاکم فلیس جزاء من دعاکم الی ما فیہ فلاحکم ذلك (مدارک ج ۴ ص ۹۸)

ف۱۶ فدعا ربہ۔ جب فرعون اور اسکی قوم تکذیب پر مصر ہوگئی اور عناد و سرکشی سے باز نہ آئی تو موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے ان کی شکایت کی یہ لوگ سخت مجرم ہیں اور اپنے جرم شرک سے باز آنے والے نہیں ہیں اس لئے انہیں قرار واقعی سزا دی جائے۔ مجرمون مشرکون (جلالین) ان ھٰؤلآء قوم مجرمون تناھی امرھم فی الکفر وانت اعلم بھم فافعل بھم ما یستحقونہ (روح ج ۲۵ ص ۱۲۲) فاسر بعبادی الخ اس سے پہلے حذف ہے یہ قاعدہ ہے کہ جب گذشتہ زمانے کے امر کی حکایت کی جائے تو اس سے پہلے قلنا یا کوئی اور مناسب فعل محذوف ہوتا ہے۔ ای فاجبنا دعاءہ واوحینا الیہ ان اسر بعبادی (قرطبی ج ۱۶ ص ۱۳۶) ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اسے حکم دیا کہ میرے بندوں۔ مؤمنین بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر راتوں رات نکل جاؤ، تمہارا تعاقب کیا جائیگا۔ فرعون لاؤ لشکر سمیت تمہارے پیچھے تمہیں پکڑنے کے لئے نکلے گا۔ **ف۱۷** واترک البحر رھوا ط رھوا ساکنا (بحر، روح، قرطبی) اس سے پہلے اندماج ہے یعنی القصہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو ساتھ لیکر دریا کے کنارے پہنچا تو اللہ کے حکم سے اس پر اپنی لاٹھی ماری جس سے اس میں بارہ خشک راستے بن گئے، جب وہ ان راستوں سے گذر کر پار ہوگئے اس وقت فرعون بھی لاؤ لشکر کے ساتھ دریا پر پہنچ گیا تو موسیٰ علیہ السلام نے ارادہ کیا تاکہ وہ دریا پر دوبارہ لاٹھی ماریں تاکہ وہ جاری ہوجائے اور فرعون آگے نہ بڑھ سکے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ دریا کو ابھی ساکن ہی رہنے دو، کیونکہ ہم فرعون کے لشکر کو انہی راستوں میں گھیر کر غرق کرنا چاہتے ہیں۔ **ف۱۸** کم ترکوا۔ فرعونی کس قدر عمدہ باغات اور چشمے، سرسبز و شاداب کھیتیاں، عالیشان محلات اور عیش و عشرت کا سامان چھوڑ گئے جس میں وہ خوش و خرم زندگی بسر کرتے تھے۔ کذلک بات یونہی ہے اور ہم نافرمانوں اور سرکشوں سے ایسا ہی معاملہ کیا کرتے ہیں۔ واورثنھا الخ قوما آخرین سے بنی اسرائیل مراد ہیں۔ جیساکہ دوسری جگہ اس کی تصریح موجود ہے کذلک واورثنھا بنی اسرآئیل (شعراء ع ۴) یعنی فرعون کی حکومت اور تمام دولت کا ہم نے بنی اسرائیل کو وارث بنادیا۔ اس کی ایک صورت تو یہ ہے کہ بنی اسرائیل ملک شام سے مصر کی طرف واپس آگئے ہوں جیسا کہ قتادہؒ اور حسنؒ نے کہا ہے ان بنی اسرائیل رجعوا الی مصر بعد ھلاک فرعون (بحر ج ۸ ص ۳۶) باقی یہ اعتراض کہ بنی اسرائیل کی مصر میں واپسی کا ذکر تاریخوں میں نہیں ملتا، قابل التفات نہیں، کیونکہ کتب تاریخ میں کذب و تحریف کا امکان ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان سراپا حق ہے۔ ولا اعتبار بالتواریخ فالکذب فیھا کثیر وکلام اللہ صدق، قال تعالیٰ فی سورۃ الشعراء کذلک و اورثنھا بنی اسرآئیل (بحر) وقالوا لا اعتبار بالتواریخ وکذا الکتب التی بید الیھود الیوم لما ان الکذب

الثلث

لِي فَاعْتَزِلُونِ ﴿۲۱﴾ فَدَعَا رَبَّهُۥٓ أَنَّ هَٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُونَ ﴿۲۲﴾

مجھ پر تو مجھ سے پرے ہو جاؤ ف۱ پھر دعا کی اپنے رب سے ۱۶ف کہ یہ لوگ گنہگار ہیں

فَأَسْرِ بِعِبَادِي لَيْلًا إِنَّكُم مُّتَّبَعُونَ ﴿۲۳﴾ وَاتْرُكِ الْبَحْرَ

پھر لے نکل رات سے میرے بندوں کو البتہ تمہارا پیچھا کریں گے اور چھوڑ جا دریا کو

رَهْوًا ۖ إِنَّهُمْ جُندٌ مُّغْرَقُونَ ﴿۲۴﴾ كَمْ تَرَكُوا مِن جَنَّاتٍ

تھما ہوا ۱۷ف البتہ وہ لشکر ڈوبنے والے ہیں بہت سے چھوڑ گئے باغ ۱۸ف

وَعُيُونٍ ﴿۲۵﴾ وَزُرُوعٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ ﴿۲۶﴾ وَنَعْمَةٍ كَانُوا

اور چشمے اور کھیتیاں اور گھر خاصے اور آرام کا سامان جس میں

فِيهَا فَاكِهِينَ ﴿۲۷﴾ كَذَٰلِكَ ۖ وَأَوْرَثْنَاهَا قَوْمًا آخَرِينَ ﴿۲۸﴾

باتیں بنایا کرتے تھے یونہی ہوا اور وہ سب ہاتھ لگا دیا ہمنے ایک دوسری قوم کے ف۲

ع ۱ ۱۹ ۱۴

فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا كَانُوا مُنظَرِينَ ﴿۲۹﴾

پھر نہ رویا ان پر آسمان ۱۹ف اور زمین اور نہ ملی ان کو ڈھیل ف۳

وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِينِ ﴿۳۰﴾

اور ہمنے بچا نکالا ۲۰ف بنی اسرائیل کو ذلت کی مصیبت سے

مِن فِرْعَوْنَ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَالِيًا مِّنَ الْمُسْرِفِينَ ﴿۳۱﴾ وَ

جو فرعون کی طرف سے تھی بے شک وہ تھا چڑھ رہا حد سے بڑھ جانے والا اور

لَقَدِ اخْتَرْنَاهُمْ عَلَىٰ عِلْمٍ عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿۳۲﴾ وَآتَيْنَاهُم مِّنَ

ان کو ہم نے پسند کیا جان بوجھ کر جہان کے لوگوں سے ف۴ اور دیں ہمنے ان کو

الْآيَاتِ مَا فِيهِ بَلَاءٌ مُّبِينٌ ﴿۳۳﴾ إِنَّ هَٰٓؤُلَآءِ لَيَقُولُونَ ﴿۳۴﴾

نشانیاں جن میں تھی مدد صریح ف۵ یہ لوگ کہتے ہیں ۲۱ف

إِنْ هِيَ إِلَّا مَوْتَتُنَا الْأُولَىٰ وَمَا نَحْنُ بِمُنشَرِينَ ﴿۳۵﴾ فَأْتُوا

اور کچھ نہیں ہمارا یہی مرنا ہے پہلا اور ہم کو پھر اٹھنا نہیں بھلا لے تو آؤ

[illegible]

موضح قرآن ف۱ یعنی اپنی قوم کو لیجاؤں تم راہ نہ روکو ف۲ یعنی بنی اسرائیل کو جیسے سورۃ شعراء میں ہے معلوم ہوتا ہے فرعون کے غرق ہوئے پیچھے بنی اسرائیل کا دخل ہوا مصر میں ف۳ حدیث میں فرمایا مسلمان کے مرنے پر روتا ہے دروازہ آسمان کا جس سے اس کی روزی اترتی تھی اور زمین جہاں وہ نماز پڑھتا تھا ف۴ یعنی اگرچہ ان میں یعنی بنی اسرائیل میں برائیاں بھی معلوم تھیں ف۵ یعنی حضرت موسیٰ کے ہاتھ سے۔

بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۶﴾ اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ

ہمارے باپ دادوں کو اگر تم سچے ہو بھلا یہ بہتر ہیں یا تبع کی قوم

وَّالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ اَهْلَكْنٰهُمْ ؗ اِنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۳۷﴾

اور جو ف۲۲ اُن سے پہلے تھے ہمنے انکو غارت کردیا بے شک وہ تھے گنہگار ف۱

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ﴿۳۸﴾

اور ہم نے جو بنایا آسمان ف۲۳ اور زمین اور جو ان کے بیچ ہے کھیل نہیں بنایا

مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾

ان کو تو بنایا ہم نے ٹھیک کام پر بہت لوگ نہیں

اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيْقَاتُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۴۰﴾ يَوْمَ لَا يُغْنِيْ

تحقیق فیصلہ کا دن ف۲۴ وعدہ ہے اُن سب کا جس دن کام نہ آئے

مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَيْئًا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾ اِلَّا مَنْ

کوئی رفیق کسی رفیق کے کچھ بھی اور نہ اُن کو مدد پہنچے مگر جس پر

رَّحِمَ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۴۲﴾ اِنَّ شَجَرَتَ

رحمت کرے اللہ بے شک وہی ہے زبردست رحم والا مقرر درخت

الزَّقُّوْمِ ﴿۴۳﴾ طَعَامُ الْاَثِيْمِ ﴿۴۴﴾ كَالْمُهْلِ ۚ يَغْلِيْ فِي

سیہنڈ کا ف۲۵ کھانا ہے گنہگار کا جیسے پگھلا ہوا تانبا کھولتا ہے

الْبُطُوْنِ ﴿۴۵﴾ كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ ﴿۴۶﴾ خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى

پیٹوں میں جیسے کھولتا پانی پکڑو اس کو اور دھکیل کرلے جاؤ بیچوں

سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ

بیچ دوزخ کے پھر ڈالو اُس کے سر پر جلتے پانی کا

الْحَمِيْمِ ﴿۴۸﴾ ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ ﴿۴۹﴾ اِنَّ

عذاب یہ چکھ تو ہی ہے بڑا عزت والا سردار ف۲ یہ

ع ۱۴ ۱۵ ۳ مع عند المتاخرین ۱۲

۱ ترجیح بنی اسرائیل ۔۱۲

۲ تخویف اخروی ۔۱۲

۳ تخویف اخروی ۔۱۲

فیما کثیر وحسبنا کتاب اللہ تعالیٰ وھو سبحانہ اصدق القائلین وکتابہ جل وعلا مأمون من تحریف المحرفین (روح ج ۲۵ ص ۱۲۴) ف۱۹ فما بکت یہ کنایہ ہے اس سے کہ فرعون کی ہلاکت کوئی اہم اور بڑا حادثہ نہیں ہے، بلکہ ایک حقیر اور معمولی سی بات تھی ان کی ہلاکت سے کوئی فرق نہیں آیا۔ مجاز عن عدم الاکتراث بھلاکھم والاعتداد بوجودھم (بیضاوی) ف۲۰ ولقد نجینا۔ فرعون اور اسکی قوم کو ہلاک کرکے ہم نے بنی اسرائیل کو اس رسوا کن اور ذلت آمیز عذاب سے نجات دی جو وہ فرعون کے ہاتھوں برداشت کرتے تھے۔ بیشک فرعون نہایت سرکش، مغرور اور حد سے زیادہ ظالم و جابر تھا من فرعون کا متعلق محذوف ہے اور یہ ماقبل سے حال ہے۔ حال من المھین بمعنی واقعا من جھتہ (بیضاوی) ولقد اخترنھم الخ اور ہم نے بنی اسرائیل کو اس وقت کی تمام اقوام پر شرف و فضیلت عطاء فرمائی، ان کو یہ امتیاز ان کے ایمان و عمل، اور صبر و استقلال کی وجہ سے حاصل ہوا علی علم یعنی ہمنے ان کو مستحق جان کر یہ شرف عطا کیا۔ و اٰتینٰھم الخ یہ مزید انعامات کا ذکر ہے جو بنی اسرائیل پر کئے گئے۔ ہم نے بنی اسرائیل کو ایسے نشانات دیئے جن میں انعام و احسان کا پہلو نمایاں اور امتحان و ابتلاء کی صورت واضح تھی مثلاً دریا میں راستے بنانا۔ بادلوں کا ان پر سایہ کرنا، من و سلویٰ کا اتارنا وغیرہ یہ انعامات تھے اور ان میں ان کا امتحان بھی مقصود تھا کہ وہ کس طرح ان کا شکر ادا کرتے ہیں۔ بلآء مبین نعمۃ ظاھرۃ او اختبار ظاھر لننظر کیف تعملون (مدارک ج ۴ ص ۹۹) ف۲۱ ان ھؤلآء۔ یہ اہل مکہ کی طرف التفات اور شکوی ہے۔ مشرکین مکہ کہتے ہیں کہ بس اس پہلی زندگی کے ختم ہو جانے سے قصہ تمام ہو جائیگا اور اس کے بعد پھر کوئی زندگی نہیں ہوگی اور ہمیں دوبارہ نہیں اٹھایا جائیگا۔ یعنی یہ جو پہلے آنیوالی موت ہے اس کو تو ہم مانتے ہیں، لیکن اس کے بعد جو دوسری زندگی بتائی جاتی ہے اسے ہم نہیں مانتے۔ اب یہ اعتراض نہ رہا کہ کفار موت کو تو مانتے تھے اور انکار دوسری حیاتی کا کرتے تھے اس لئے ان ھی الا حیاتنا الاولیٰ کہنا چاہیئے تھا۔ فاتوا باٰبآئنا الخ خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مؤمنین سے ہے یعنی اگر تم اس دعوے میں سچے ہو کہ انسان مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہوں گے تو ہمارے باپ دادا کو زندہ کرکے ہمیں دکھا دو تو ہم مان لیں گے ف۲۲ اھم خیر کیا یہ مشرکین مکہ قوم تبع اور ان سے پہلے مشرکین سے بہتر ہیں؟ نہیں۔ یہ بھی عذاب کے مستحق ہیں اور جس طرح اُن اقوام سابقہ کو ہلاک کیا گیا ان کو بھی ہلاک کیا جائیگا۔ ھذا استفھام انکار، ای انھم مستحقون فی ھذا القول العذاب اذ لیسوا خیرا من قوم تبع والامم المھلکۃ، واذا اھلکنا اولئک فکذا ھؤلآء (قرطبی ج ۱۶ ص ۱۴۴) جب ہم نے قوم تبع اور ان سے پہلے مشرکین کو اس لئے ہلاک کیا کہ وہ مجرم تھے۔ تعلیل لاھلاکھم ای اھلکنا ھم بسبب کونھم مجرمین فلیحذر کفار قریش الاھلاک

موضح قرآن ف تبع بادشاہ تھا یمن کا سب قوم اس کی بُت پرست۔ اسکو یقین آیا تورات پر اپنی قوم کے سامنے آزمایا کہ سچّا دین کون سا بڑی آگ جلائی عالم یہود کے توراۃ بغل میں لیکر اُس میں گھس گئے نہ جلے۔ وہ بُت پرست بُت کو بغل میں لیکر چلے، جلنے لگے، الٹے بھاگے۔ اُس کی قوم اس کی دشمن ہوئی۔ آخر خراب ہوئے۔ ف۲ وہ آپ کو دنیا میں ایسا سمجھتا۔

هٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ (۵۰) اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ

وہی ہے جس میں تم دھوکے میں پڑے تھے بے شک ڈرنے والے گھر میں ہیں

اَمِيْنٍ (۵۱) فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ (۵۲) يَّلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ

چین کے ف۲۶ باغوں میں اور چشموں میں پہنتے ہیں پوشاک ریشمی پتلی

وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ (۵۳) كَذٰلِكَ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ

اور گاڑھی ایکدوسرے کے سامنے اسیطرح ہوگا اور بیاہ دیں ہم انکو حوریں

عِيْنٍ (۵۴) يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِيْنَ (۵۵) لَا

بڑی آنکھوں والیاں منگوائیں گے وہاں ف۲۷ ہر میوہ دل جمعی سے نہ

يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى وَوَقٰهُمْ

چکھیں گے وہاں موت مگر جو پہلے آچکی اور بچایا انکو

عَذَابَ الْجَحِيْمِ (۵۶) فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ

دوزخ کے عذاب سے فضل سے تیرے رب کے یہی ہے بڑی

الْعَظِيْمُ (۵۷) فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ (۵۸)

مراد ملنی سو یہ قرآن آسان کیا ہم نے ف۲۸ اسکو تیری بولی میں تاکہ وہ یاد رکھیں

فَارْتَقِبْ اِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ (۵۹)

اب تو راہ دیکھ ف۲۹ وہ بھی راہ تکتے ہیں

سُوْرَةُ الْجَاثِيَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سَبْعٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

ف۱ سورہ جاثیہ مکہ میں نازل ہوئی اسمیں سینتیس آیتیں ہیں اور چار رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ (۱) تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ (۲) اِنَّ

اتارنا ف۲ کتاب کا ہے اللہ کی طرف سے جو زبردست ہے حکمتوں والا بیشک

۳ ع ۶ ۱۶

ربط: بشارت اخروی ۱۲

ربط: خلاصہ سورت ۱۲

ر ۲ تخویف اخروی

ر ۳ تعلق با ابتدائے سورت واشارۃ ببعثت پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام ۱۲

ر ۴ تنبیہ مع ترغیب ۱۲

ر ۵ توحید پر پہلی عقلی دلیل ۱۲

لاجرامہم (روح ج ۲۵ ص ۱۴۰) تبع حمیری کا اصل نام اسعد یا سعد تھا اور کنیت ابو کرب تھی۔ یہ نیک اور صالح آدمی تھا، شرک سے بیزار اور توحید پرست تھا۔ اپنے زمانے کے علماء سے اس نے سُنا تھا کہ مکہ میں حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوں گے اور مدینہ (یثرب) آپ کا دار الہجرت ہوگا تو وہ اسی وقت آپ پر ایمان لے آیا۔ اس نے بیت اللہ کا حج کیا اور وہ پہلا شخص ہے جس نے بیت اللہ کو غلاف پہنایا اور اپنے جانشینوں کو وصیت کی کہ اس کے بعد ہر سال خانہ کعبہ کو غلاف پہنایا جائے (قرطبی، روح وغیرہ) تبع کی زندگی کے بعد اس کی قوم مشرک ہوگئی، اسی قوم کا یہاں ذکر کیا گیا ہے **۲۳** وماخلقنا السمٰوٰت۔ یہ توحید پر دلیل عقلی ہے۔ ہم نے زمین و آسمان اور ساری کائنات کو محض کھیل کے طور پر بے مقصد نہیں پیدا کیا، بلکہ اس ساری کائنات کو ایک نہایت اہم مقصد کے لئے پیدا کیا ہے اور وہ مقصد اظہار حق ہے تاکہ اس کائنات کے ذرّے ذرّے سے اللہ کی وحدانیت اور اس کی قدرت کاملہ پر استدلال کیا جائے لیکن اکثر لوگ جاہل ہیں اور اس حقیقت کو نہیں سمجھتے۔ بالحق ای لاظہار الحق۔ تائید (۱) ھل من خالق غیر اللہ (فاطر رکوع ۱) ۲۔ لو اردنا ان نتخذ لھوا لاتخذناہ من لدنا ان کنا فاعلین ہ بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغہ فاذا ھو زاھق (انبیاء ع ۲) **۲۴** ان یوم الفصل۔ یہ تخویف اخروی ہے۔ سب کے حساب کتاب اور جزاء و سزا کے لئے فیصلے کا دن مقرر ہے جس میں حق و باطل اور محق و مبطل کے درمیان آخری فیصلہ کیا جائیگا یوم لا یغنی مولی الخ اس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ بھی کام نہ آسکے گا اور نہ ان کا کوئی حامی و ناصر ہی ہوگا جو انھیں اللہ کے عذاب سے چھڑا سکے۔ البتہ جن پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوگی وہ عفو و مغفرت سے یا نیک لوگوں کی شفاعت کے باعث عذاب سے بچ جائیں گے۔ یہ ینصرون کی ضمیر سے بدل ہے یا استثناء منقطع ہے اور اس سے مراد مومنین ہیں الا من رحمہ اللہ بالعفو وقبول الشفاعۃ فیہ ومحلہ الرفع علی البدل من الواو او النصب علی الاستثناء (روح۔ بیضاوی) بے شک اللہ تعالیٰ سب پر غالب اور مہربان ہے جسے وہ عذاب دینا چاہے اُسے کوئی چھڑا نہیں سکتا اور جسے چاہے اپنی مہربانی سے معاف کر دے **۲۵** ان شجرت الزقوم۔ یہ تخویف اخروی ہے۔ زقوم دوزخ کا ایک نہایت ہی کریہہ المنظر اور خبیث درخت ہے جس کا ادنی سا نمونہ دنیا کا خاردار تھوہر ہے۔ الاثیم سے مراد کافر ہے۔ (روح، ابن کثیر) المہل پگھلی ہوئی دھات (روح، بحر) دوزخ میں کافروں کی خوراک شجرۂ خبیثہ زقوم (تھوہر) ہوگی اور وہ پگھلی ہوئی دھات کیطرح گرم ہوگا اور ان کے پیٹ میں اس طرح کھولے گی جس طرح سخت گرم پانی کھولتا ہے۔ خذوہ الخ ای یقال للزبانیۃ (مدارک) فاعتلوہ اسے گھسیٹ کر لے جاؤ۔ فجروہ بقہر (روح) دوزخ کے فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اس مجرم کو گھسیٹ کر بھڑکتی آگ کے وسط میں لے جاؤ اور اس کے سر پر کھولتا ہوا پانی ڈالو تاکہ اوپر سے بھی وہ عذاب کا مزہ چکھے یا مطلب یہ ہے کہ ان کے سروں کے اوپر سے ان کے مونہوں میں کھولتا ہوا پانی ڈالو قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ذق ای و یقال (روح) اور اس سے کہا جائیگا اس عذاب کا مزہ چکھ تو دنیا میں بڑا عزیز و کریم بنا ہوا تھا اور کہا کرتا تھا بھلا عزت و عظمت اور شان و کرامت

میں مجھ سے بھی کوئی بڑا تھا۔ یا یہ اہانت وتحقیر اور استہزاء وتمسخر کے طور پر کہا جائیگا۔ وقیل علی معنی الاستخفاف والتوبیخ والاستہزاء والاہانۃ والتنقیص (قرطبی ج ۱۶ ص ۱۵۱) ان ھذا ما کنتم بہ تمترون یہ وہی عذاب ہے جس سے دنیا میں تمہیں ڈرایا گیا، لیکن تم برابر اس میں شک کرتے رہے اور تمہیں ڈرانے والوں کی باتوں پر یقین نہ آیا ۲۶ ان المتقین ــــ تا ــــ ذلک ھو الفوز العظیم یہ بشارت اخرویہ ہے۔ فی جنّت وعیون، مقام امین سے بدل ہے متقی اور پرہیزگار لوگ اور شرک سے بچنے والے قیامت کے دن پر امن مقام یعنی باغات جنت اور چشموں میں ہوں گے جہاں وہ ہر قسم کے خوف و ہراس اور تکلیف وعذاب سے محفوظ ومامون ہوں گے اور انھیں زندگی کی ہر راحت وآسائش میسر ہوگی یلبسون من سندس الخ وہاں وہ باریک اور موٹے ریشم کے کپڑے پہنیں گے یعنی جس قسم کا لباس چاہیں گے انھیں ملیگا۔ سندس باریک ریشم، استبرق موٹا ریشم سندس مارق من الدیباج و استبرق ماغلظ منہ (مدارک ج ۴ ص ۱۰۰) وہ جنت میں محبت والفت اور مسرت وشادمانی کے اظہار کے لئے ایکدوسرے کے آمنے سامنے بیٹھیں گے متقابلین فی مجالسھم لیستأنس بعضھم ببعض (روح ج ۲۵ ص ۱۳۵) ایسی ہی بے شمار نعمتیں ان کو ملیں گی اور موٹی آنکھوں والی خوبصورت حوریں جنت میں ان کی رفیق حیات ہوں گی ۲۷ یدعون فیھا۔ وہ جنت میں جو میوہ چاہیں گے طلب کریں گے یعنی وہاں انھیں ہر منہ مانگا میوہ ملے گا اور وہ ہر ضرر وتکلیف سے محفوظ ہوں گے۔ لایذوقون الخ جنت میں ان پر موت نہیں آئیگی ایکبار جو موت ان کے لئے مقدر تھی اس کا مزہ وہ دنیا میں چکھ چکے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ انھیں دوزخ کے عذاب سے بھی بچائیگا۔ یہ ساری نعمتیں انھیں محض اللہ کے فضل وکرم سے حاصل ہونگی۔ اور اصل میں یہی بڑی کامیابی ہے کہ جنت میں ہر نعمت میسر ہو، تکلیف کا شائبہ تک نہ ہو، نہ نعیم جنت کو زوال ہو، جنت والوں پر فنا آئے، دائمی راحت اور دائمی زندگی ۲۸ فانما یسرنہ یہ ساری سورت سے متعلق ہے گویا ساری سورت کا خلاصہ ہے۔ ہم نے اس (کتاب مبین) قرآن کو یا اس حکمنامے کو آپ کی زبان پر نہایت آسان زبان واسلوب میں بیان کر دیا ہے تاکہ لوگ اسے آسانی سے سمجھ لیں اور اس کی تعلیمات پر عمل کریں۔ وھذا فذلکۃ واجمال لما فی السورۃ بعد تفصیل تذکیرا لما سلف مشروحا فیھا فالمعنی ذکرھم بالکتاب المبین فانما یسرنہ بلسانک کی یفھموہ ویتذکروا بہ ویعملوا بموجبہ (روح ج ۵ ص ۱۳۷) ۲۹ فارتقب انھم مرتقبون ہ یہ تخویف دنیوی ہے اور ابتداء سورت (فارتقب یوم تأتی الخ) سے متعلق ہے تاکہ سورت کا آخر ابتداء پر منطبق ہو جائے۔ آپ ان کے انجام اور اپنی کامیابی کا انتظار کریں اور وہ بھی انتظار میں ہیں کہ آپ کا انجام کیا ہوتا ہے اور ان کا حشر کیا ہوتا ہے۔ یہ ایک طرف مشرکین کے لئے تخویف دنیوی ہے اور دوسری طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے وعدہ نصرت ہے۔ قال اللہ تعالیٰ لرسولہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلیا لہ وواعدا لہ بالنصر ومتوعدا لمن کذبہ بالعطب والھلاک فارتقب انھم مرتقبون (ابن کثیر ج ۴ ص ۱۴۷)

سورۂ دخان میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ انّہٗ ھو السمیع العلیم ــــ تا ــــ ربکم ورب اٰبآئکم الاولین ہ نفی شرک اعتقادی
۲۔ وما خلقنا السمٰوٰت والارض ــــ تا ــــ انہ ھو العزیز الرحیم ہ (۴۲) نفی شفاعت قہریہ ودلیل عقلی برائے اثبات توحید

سُورۂ جاثیہ

ربط سورۂ دخان میں اس شبہہ کا جواب دیا گیا کہ ہم ان معبودانِ باطلہ کو اس لئے پکارتے ہیں کہ وہ ہماری پکار سنکر خدا کی بارگاہ میں سفارش کرینگے۔ وہ سفارش قبول کرے یا نہ کرے یہ اس کی مرضی تو اس کا جواب دیا گیا کہ ہر بات کو سننے اور جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ اب سورۂ جاثیہ میں ایک اور شبہے کا جواب دیا گیا ہے کہ ہم نے مان لیا کہ ہمارے معبود شفیع غالب بھی نہیں اور ہماری پکاریں بھی نہیں سنتے، لیکن ہم ان کو اس لئے پکارتے ہیں کہ ہمارے آباء و اجداد ان کو پکارا کرتے تھے اور اگر اللہ تعالیٰ ان کو ہماری پکار سنادے اور وہ اللہ کی بارگاہ میں ہماری سفارش کردیں تو بہتر ورنہ زیادہ سے زیادہ ہمارا پکارنا لغو ہو جائے گا تو اس کا جواب دیا گیا کہ دلائل عقل و نقل سے ثابت ہو چکا ہے کہ سب کچھ سننے اور جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں، اس لئے صرف اسی کو پکارو اور غیر اللہ کو مت پکارو نیز ہم نے دین کی راہ واضح اور روشن کردی ہے اس پر چلو اور گمراہ لوگوں کی خواہشاتِ نفسانیہ کا اتباع کرتے ہوئے غیر اللہ کو نہ پکارو۔ ثم جعلنٰک علی شریعۃ من الامر فاتبعھا۔ الآیۃ۔

خلاصہ تمہید مع ترغیب، توحید پر پانچ عقلی دلیلیں اور ایک دلیل نقلی، زجریں، تخویفیں، بشارتیں اور شکوے اور درمیان میں ثم جعلنٰک علی شریعۃ الخ سورت کا مقصودی دعوے۔

تفصیل

حٰمٓ ۝ تنزیل الکتٰب الآیۃ، تمہید مع ترغیب۔ یہ حکمنامہ غالب اور حکمت والے بادشاہ کا ہے اسے مانو۔ ان فی السمٰوٰت والارض — تا — فبای حدیث بعد اللہ واٰیٰتہ یؤمنون ۝ یہ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے علی سبیل الترقی والتدریج۔ صرف زمین و آسمان ہی میں ایمان والوں کیلئے خوشخبری اللہ کی وحدانیت کے کافی دلائل موجود ہیں۔ پھر انسانوں اور دیگر تمام جانوروں کی پیدائش میں رات دن کی آمد و رفت میں آسمان اور زمین سے روزی کا سامان بہم پہنچانے میں اور مختلف قسم کی ہوائیں چلانے میں عقل و بصیرت والوں کے لئے اس کی قدرت و وحدانیت کے بے شمار نشانات موجود ہیں۔ اگر مشرکین ان آیات و نشانات کو دیکھ کر بھی اللہ کی وحدانیت پر ایمان نہیں لائینگے، تو پھر اس سے واضح تر تو کوئی دلیل نہیں۔ ویل لکل افاک — تا — فبشرہ بعذاب الیم ۝ یہ زجر ہے مع تخویف اخروی۔ اس جھوٹے اور مجرم کے لئے ہلاکت ہے جو اللہ کی آیات بینات سُنتا ہے اور غرور و استکبار سے اسطرح ان سے اعراض کرتا ہے گویا اس نے ان کو سُنا ہی نہیں، ایسے مجرم کو دردناک عذاب کی خوشخبری سُنا دو۔ واذا علم من اٰیٰتنا — تا — لھم عذاب من رجز الیم ۝ یہ زجر ثانی ہے مع تخویف اخروی۔ یہ لوگ ایسے معاند ہیں کہ جب کوئی آیت سُن پاتے ہیں تو اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے نہایت ذلت آمیز عذاب تیار ہے۔ اللہ کے عذاب سے نہ انھیں دنیا کی دولت بچاسکیگی اور نہ ان کے معبودانِ باطلہ ہی نجات دلاسکیں گے۔ ایسے لوگوں کے لئے نہایت ہی ذلت آمیز عذاب تیار ہے۔

اللہ الذی سخر لکم — تا — لقوم یتفکرون (ع ۲) یہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے بطور ترقی۔ نہ صرف زمین میں بہنے والے دریا اور سمندر اس نے اپنے حکم سے تمہارے کام میں لگا رکھے ہیں، بلکہ اس کے علاوہ زمین و آسمان کی ہر چیز کو اس نے اپنے حکم سے تمہاری خدمت میں لگا رکھا ہے۔ غور و فکر کرنے والوں کے لئے اس میں اللہ کی وحدانیت و قدرت کے کافی دلائل موجود ہیں۔ قل للذین اٰمنوا — تا — ثم الی ربکم ترجعون ۝ یہ تخویف دنیوی ہے۔ جو لوگ اللہ کے عذاب پر ایمان نہیں رکھتے اور بیباک ہو کر اللہ کے حکمنامے کا انکار کرتے ہیں ان پر دنیا ہی میں اللہ کا عذاب آئیگا۔

ولقد اٰتینا بنی اسرائیل — تا — یختلفون ۝ یہ دلیل نقلی ہے۔ ہم نے توراۃ میں بھی یہی حکم دیا تھا کہ میرے سوا کسی اور کو کارساز نہ بنانا۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کے بعد علماء سوء نے دیدہ دانستہ محض ضد کی وجہ سے اس مسئلے میں اختلاف کیا۔ ثم جعلنٰک علی شریعۃ — تا — واللہ ولی المتقین یہ سورت کا مقصودی دعویٰ ہے۔ ہم نے آپ کو واضح اور روشن شریعت عطا کی ہے آپ اس کی پیروی کریں اور ان نادانوں کی خواہشاتِ نفسانیہ کا اتباع نہ کریں جو اندھا دھند اپنے مشرک باپ دادا اور گمراہ پیروں اور رہنماؤں کی پیروی میں خود ساختہ معبودوں کو پکارتے ہیں۔ ان کی اطاعت میں کچھ فائدہ نہیں۔ ام حسب الذین اجترحوا السیئات (الآیۃ) یہ زجر ہے ان بدکردار اور منکرین کا خیال ہے کہ ہم ان کو مومنین صالحین کے برابر درجہ دیں گے۔ یہ خیال محض باطل ہے۔

وخلق اللہ السمٰوٰت والارض۔ ع ۳ (الآیۃ) یہ تیسری عقلی دلیل ہے مع تخویف اخروی۔ زمین و آسمان کو اللہ تعالیٰ نے اظہار حق کے لئے پیدا فرمایا ہے اور ہر شخص کو اس کے اعمال کے موافق جزاء و سزاء ملیگی اور کسی پر زیادتی نہیں ہوگی۔ افرأیت من اتخذ الٰھہ ھواہ (الآیۃ) یہ زجر ہے۔ یہ مشرکین اپنی خواہشات کی پیروی میں دلائل عقل و نقل کے بغیر ہی غیر اللہ کو معبود بنا کر پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے ضد و عناد کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر جباریت ثبت کردی ہے، اس لئے وہ راہ راست پر نہیں آسکتے۔ وقالوا ما ھی الا حیاتنا الدنیا (الآیۃ) یہ شکوی اولیٰ ہے۔ یہ لوگ نہ صرف توحید باری تعالیٰ کے منکر ہیں بلکہ وہ قیامت کے بھی منکر ہیں اور نہ اس بات کو مانتے ہیں کہ یہ دنیوی عذاب ان کے گناہوں کی سزا ہے وہ اسے حوادث زمانہ کا

فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ③ وَفِيْ
آسمانوں میں ف۳ اور زمین میں بہت نشانیاں ہیں ماننے والوں کے واسطے اور
خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ④
تمہارے بنانے میں ف۴ اور جسقدر پھیلا رکھے ہیں جانور نشانیاں ہیں ان لوگوں کے واسطے جو یقین رکھتے ہیں
وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ
اور بدلنے میں رات دن کے اور وہ جو اتاری اللہ نے آسمان سے
مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِيْفِ
روزی ف۱ پھر زندہ کردیا اس سے زمین کو اس کے مرجانے کے بعد اور بدلنے میں
الرِّيٰحِ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ⑤ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا
ہواؤں کے نشانیاں ہیں ان لوگوں کیواسطے جو سمجھ سے کام لیتے ہیں ف۵ یہ باتیں ہیں اللہ کی ہم سناتے ہیں
عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ⑥
تجھ کو ٹھیک ٹھیک پھر کونسی بات کو اللہ اور اسکی باتوں کو چھوڑ کر مانیں گے
وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ⑦ يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ
خرابی ہے ہر جھوٹے ف۶ گنہگار کے لئے کہ سنتا ہے باتیں اللہ کی کہ اس کے پاس پڑھی جاتی
ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ
ہیں پھر ضد کرتا ہے غرور سے گویا سنا ہی نہیں سو خوشخبری سنادے اسکو ایک عذاب
اَلِيْمٍ ⑧ وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْئَا ۨاتَّخَذَهَا هُزُوًا ؕ
دردناک کی اور جب ف۸ خبر پائے ہماری باتوں میں سے کسی کی اسکو ٹھہرائے ٹھٹھا
اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ؕ ⑨ مِنْ وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ ۚ
ایسوں کو ذلت کا عذاب ہے پرے ان کے دوزخ ہے
وَلَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ مَّا كَسَبُوْا شَيْئًا وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ
اور کام نہ آئے گا ان کے جو کمایا تھا ذرا بھی اور نہ وہ کہ جن کو پکڑا تھا

نتیجہ قرار دیتے ہیں۔ واذا تتلی علیھم اٰیٰتنا (الآیۃ) یہ شکوی ثانیہ ہے۔ جب ان کے سامنے بعث ونشور کے دلائل نقل کئے جاتے ہیں تو سوائے اس کے ان کے پاس کوئی جواب نہیں ہوتا کہ اگر تم سچے ہو کہ مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنا ہے تو ہمارے مرے ہوئے باپ دادا کو زندہ کرکے دکھادو۔ قل اللّٰہ یحییکم ثم یمیتکم (الآیۃ) یہ دونوں شکووں کا جواب ہے۔ جس ذات قادر و قیوم نے تمہیں نیست سے ہست کیا اور جس کے اختیار میں موت ہے اس کو دوبارہ زندہ کرنے کی بھی قدرت ہے اور وہ لامحالہ سب کو دوبارہ زندہ کرکے میدان حشر میں جمع کرے گا۔ و للّٰہ ملک السموٰت والارض ط (ع ۴) زمین و آسمان کی حکومت اللہ ہی کے لئے مختص ہے اور ساری کائنات میں وہی متصرف و مختار ہے، اس لئے اس کے سوا کوئی معبود، کارساز اور پکارے جانے کے لائق نہیں۔ ویوم تقوم الساعۃ ــــ تا ــــ ما کنتم تعملون ۰ یہ تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن باطل پرست بہت بڑے خسارے میں رہیں گے۔ ہر شخص کا اعمالنامہ جس میں اس کے تمام اعمال کا مکمل ریکارڈ ہوگا اُسی کے مطابق سب کو سزائیں دی جائیں گی۔ فاما الذین اٰمنوا (الآیۃ) یہ بشارت اخرویہ ہے۔ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے وہ اللہ کی رحمت میں ہوں گے اور عذاب سے محفوظ ہوں گے۔ واما الذین کفروا ــــ تا ــــ ولا ھم یستعتبون ۰ یہ تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن کفار و مشرکین سے کہا جائیگا کہ کیا تمہیں اللہ کی آیتیں نہیں پڑھ کر سنائی جاتی تھیں، لیکن تم غرور و استکبار سے ان کو جھٹلاتے تھے اور جب تم سے کہا جاتا تھا کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے، اور قیامت ضرور آئے گی تو تم کہتے تھے ہم قیامت کو کیا جانیں، ہم نہیں مانتے۔ قیامت کے دن ان کے تمام اعمال بد کا نتیجہ ظاہر ہو جائے گا اور ان کا خمیازہ بھگتیں گے وقیل الیوم ننسٰکم الخ قیامت کے دن اُن سے یہ بھی کہا جائیگا کہ جس طرح تم نے آخرت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس کے لئے کوئی تیاری نہ کی اسی طرح آج تمہارے ساتھ بھی یہی سلوک ہوگا اور تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے۔ کیونکہ تم نے اللہ کی آیتوں کا مذاق اڑایا اور دنیوی زندگی پر مغرور ہو گئے۔ آج تمہیں اللہ کے عذاب سے بچانیوالا کوئی نہیں فللّٰہ الحمد رب السموٰت (الآیتین) یہ پانچویں دلیل عقلی ہے اور چوتھی دلیل پر متفرع ہے جب زمین و آسمان کی بادشاہی اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ تو تمام صفات کارسازی بھی اسی کے ساتھ مختص ہیں کیونکہ وہ زمین و آسمان اور ساری کائنات کا خالق اور مربی ہے اس ساری کائنات میں بڑائی اور برتری بھی اسی ہی کی صفت ہے، عظمت و کبریا کا مالک وہی ہے ف۲ تنزیل الکتٰب (الآیۃ) یہ تمہید مع ترغیب ہے۔ یہ حکمنامہ اس شہنشاہ کا ہے جو سب پر غالب اور حکمت والا ہے، جس کا ہر حکم اور ہر فعل حکمتِ بالغہ کا آئینہ دار ہوتا ہے، اسے مانو اور اس پر عمل کرو ف۳ ان فی السموٰت ــ تا ــ فبای حدیث بعد اللّٰہ واٰیٰتہ یؤمنون ۰ یہ توحید پر پہلی عقلی ہے۔ علی سبیل التدریج۔ اس میں درجہ بدرجہ ایسے امور بیان کئے گئے

۱؎ زجر مع تخویف اخروی ۱۲۔

۲؎ زجر ثانی ۱۲۔

ف۱ فتح الرحمن ف۱ یعنی باران را ۱۲۔

دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ⑩ هٰذَا

اللہ کے سوائے رفیق اور ان کیواسطے بڑا عذاب ہے یہ

هُدًى ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ

سمجھا دیا ہے اور جو منکر ہیں اپنے رب کی باتوں سے ان کے لئے عذاب

مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ⑪ اَللّٰهُ الَّذِيْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ

ہے ایک بلا کا دردناک اللہ وہ ہے جسنے بس میں کردیا ہے تمہارے دریا کو

لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيْهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ

چلیں اس میں جہاز اس کے حکم سے اور تاکہ تلاش کرو اس کے فضل سے اور

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ⑫ وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَ

تاکہ تم حق مانو اور کام میں لگا دیا تمہارے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور

مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

جو کچھ ہے زمین میں سب کو اپنی طرف سے اس میں نشانیاں ہیں

لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ⑬ قُلْ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَغْفِرُوْا

ان لوگوں کے واسطے جو دھیان کرتے ہیں کہدے ایمان والوں کو ف درگذر کریں

لِلَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ اَيَّامَ اللّٰهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِمَا

ان سے جو امید نہیں رکھتے اللہ کے ف دنوں کی تاکہ وہ سزا دے ایک قوم کو بدلا اسکا

كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ⑭ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَ

جو کماتے تھے ف جس نے بھلا کام کیا تو اپنے واسطے اور

مَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ۡ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ⑮ وَ

جس نے برا کیا سو اپنے حق میں پھر اپنے رب کی طرف پھیرے جاؤ گے اور

لَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ

ہم نے دی بنی ف اسرائیل کو کتاب اور حکومت اور پیغمبری

ع ۱
۱۱
۱۷

ف دوسری عقلی دلیل بطور ترقی ۱۲

ف ترغیب و تنبیہ ۱۲

ف ترغیب و ترہیب و تسلی ۱۲

ہیں جو اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور اسکی وحدانیت کی دلیل ہیں۔ اس عظیم الشان سورت کا مضمون یہ ہے کہ نفس آسمان و زمین ہی ایمان والوں کے لئے اللہ کی قدرت و وحدانیت پر کافی دلیل ہیں۔ زمین و آسمان میں عجائب المخلوقات اور کائنات کی ہر چیز ایک مستقل دلیل ہے ان انفسهما لآيات لما فيهما من فنون الدلالة على القادر الحكيم جل شانه (روح ج ۲۵ ص ۱۳۹) لآيات لدلالات على وحدانيته (مدارک ج ۴ ص ۱۰۱) پھر آسمان کا ستونوں کے بغیر محض اس کے حکم سے قائم رہنا اور زمین کا فضا میں کسی ظاہری سہارے کے بغیر معلق رہنا یہ سب اسکی وحدانیت اور قدرت کے دلائل ہیں جیسا کہ فرمایا ومن اٰيٰته ان تقوم السماء والارض بامره (روم ع ۳) **ف۴** وفی خلقکم الآیۃ۔ اس سے بڑھ کر تم خود اپنی پیدائش کو دیکھو کہ کس طرح اس نے اپنی قدرت کاملہ سے تمہیں ایک قطرۂ آب سے پیدا فرمایا اور پھر زمین میں بے شمار انواع و اقسام کے چوپائے پھیلا دیئے ماننے والوں کے لئے اس میں کھلے دلائل ہیں واختلاف اللیل والنهار (الآیۃ) پھر اس سے آگے بڑھو اور رات دن کے یکے بعد دیگرے آنے جانے اور ان کے گھٹنے بڑھنے میں غور و فکر کرو اور دیکھو وہ آسمان سے مینہ برسا کر بنجر اور ناکارہ زمین کو زرخیز بنا دیتا ہے اور ہوائیں اسکے حکم سے چلتی ہیں عقل و دانش رکھنے والوں کے لئے ان تمام چیزوں میں توحید الٰہی اور قدرت خداوندی کی عظیم الشان نشانات موجود ہیں۔ رزق سے مراد بارش ہے بطریق تسمیۃ الشئ باسم المسبب من رزق من مطر سماه رزقا لانه سببه (بیضاوی) **ف۵** تلک اٰیٰت اللہ۔ الآیۃ۔ یہ اللہ کی وحدانیت کو دلائل و براہین ہیں جو ہم آپ کو سناتے ہیں یہ سراپا حق و صدق ہیں اور ان میں کوئی بات غلط اور باطل نہیں۔ اگر یہ معاندین ان آیات کو دیکھ سن کر بھی ایمان نہیں لاتے تو پھر وہ کونسا بیان ہے اور وہ کونسے دلائل ہیں جن کا وہ مطالبہ کرتے ہیں، کیونکہ اس سے واضح تر کوئی بیان نہیں اور ان سے مضبوط تر کوئی دلیل نہیں ای هذه اٰيٰت الله؛ ای حججه وبراهينه الدالة على وحدانيته وقدرته (قرطبی ج ۱۶ ص ۱۵۸) لابیان ازید من هذا البیان ولا آیة ادل من هذه الآیة (روح ج ۲۵ ص ۱۴۲) **ف۶** ویل لکل افاک۔ یہ زجر ہے مع تخویف اخروی۔ اس بہت بڑے جھوٹے اور مجرم کے لئے ویل (ہلاکت یا جہنم کی ایک وادی) ہے جو اللہ کی آیتوں کو سنتا ہے لیکن غرور و استکبار سے ان کی پرواہ نہیں کرتا اور اپنے کفر و عناد پر قائم رہتا ہے اور آیات الٰہیہ سے اس طرح اعراض کرتا ہے گویا اس نے ان کو سنا ہی نہیں ایسے معاندین و مستکبرین کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے یہ عذاب اس کے غرور و استکبار، کفر پر اصرار اور آیات الٰہیہ سے اعراض کی سزا ہے۔

موضح قرآن۔ ف معاف کریں یعنی بدلے کا فکر نہ کریں اللہ پر چھوڑیں۔

فتح الرحمن۔ ف یعنی معتقد نیستند کہ حوادث جزائی اعمال ایشان باشد ۱۲۔

وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۚ ⑯
اور کھانے کو دیں ستھری چیزیں اور بزرگی دی انکو جہان پر

وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْۢ
اور دیں انکو کھلی باتیں دین کی پھر انہوں نے پھوٹ جو ڈالی تو

بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ۙ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ
سمجھ آ چکنے کے بعد آپس کی ضد سے بے شک تیرا رب فیصلہ کریگا

بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ⑰ ثُمَّ
اُن میں قیامت کے دن جس بات میں وہ جھگڑتے تھے پھر

جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ
تجھ کو رکھا ہم نے ایک رستہ پر دین کے کام کے سو تو اسی پر چل اور مت چل

اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ⑱ اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ
خواہشوں پر نادانوں کی وہ ہرگز کام نہ آئینگے تیرے بھلے

مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ
اللہ کے سامنے ذرا بھی اور بے انصاف ایک دوسرے کے رفیق

بَعْضٍ ۚ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ⑲ هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ
میں اور اللہ رفیق ہے ڈرنے والوں کا یہ سوجھ کی باتیں ہیں لوگوں کیواسطے

وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ⑳ اَمْ حَسِبَ
اور راہ کی اور رحمت ہے ان لوگوں کے لئے جو یقین لاتے ہیں کیا خیال رکھتے

الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ
ہیں جنھوں نے کمائی ہیں برائیاں کہ ہم کر دینگے اُن کو برابر ان لوگوں کے

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ؕ
کہ جو یقین لائے اور کئے بھلے کام ایک سا ہے اُن کا جینا اور مرنا

۱۔ دعوئ سورت و جواب شبہ مشرکین ۔۱۲

۲ زجر و شکوی۔ استفہام انکاری ہے ۔۱۲

۵۷ واذا علم۔ یہ زجر ثانی ہے۔ ہماری آیتوں کو ماننا تو درکنار جب ہماری آیات میں سے کوئی آیت اس تک پہنچ جاتی ہے تو اس سے استہزاء کرتا ہے۔ ایسے بدبختوں کے لئے ذلت آمیز اور رسواکن عذاب تیار ہے۔ من ورائهم جهنم یہ لوگ دنیا کی عیش میں اور کفر و طغیان میں منہمک ہیں، لیکن اس سے غافل اور بے خبر ہیں کہ ان کے آگے ان کے لئے جہنم ہے جس کے عذاب سے ان کو نہ تو معبودان باطلہ کی پکار بچا سکیگی اور نہ ان کے خودساختہ کارساز اور سفارشی ہی ان کو اس سے نجات دلاسکیں گے اور نہ دنیا میں کمائی ہوئی دولت ہی وہاں کچھ کام آئیگی۔ ما کسبوا سے مال و اولاد مراد ہے۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ کے نزدیک اس میں غیر اللہ کی پکار ماسوی اللہ کی نذر و منت بھی داخل ہے۔ اور ما اتخذوا من دون اللّٰه اولیاء سے معبودان باطلہ مراد ہیں۔ ای ولا تغنی عنهم الالهة التی عبدوها من دون اللّٰه شیئا (ابن کثیر ج ۴ ص ۱۴۸، معالم و خازن ج ۶ ص ۱۵۱) یہ تخویف اخروی مقصود سورت سے متعلق ہے یعنی تمہارے خودساختہ معبود اور سفارشی آخرت میں تمہیں کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکیں گے

۵۸ هذا هدی۔ الاٰیۃ۔ هذا یا تو اس سورت میں مذکورہ بالا مضامین کی طرف اشارہ ہے یا اس سے قرآن مراد ہے۔ جمہور مفسرین نے یہی لکھا ہے یہ قرآن سراپا رشد و ہدایت ہے۔ والذین کفروا الخ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات بینات کا انکار کرتے ہیں ان کے لئے سخت ترین اور دردناک عذاب کی سزا ہے

۵۹ اللّٰه الذی سخر ــــ تا ــــ لقوم یتفکرون ۝ یہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے بطور ترقی۔ پہلی دلیل میں عجائب قدرت اور غرائب فطرت کا ذکر تھا اب اس سے اگلا درجہ ذکر فرمایا کہ اس نے یہ ساری کائنات کیا علوی کیا سفلی پیدا فرما کر اپنے حکم و اختیار سے تمہارے کام میں لگا رکھی ہے۔ دریاؤں اور سمندروں کو اس نے اپنے حکم سے تمہارے کام میں لگا رکھا ہے کہ اس میں کشتیاں چلتی ہیں تاکہ اپنا سامان اور مال تجارت ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجاکر نفع کماؤ اور اس انعام الٰہی پر اس کا شکر بجا لاؤ۔ اس کے علاوہ زمین و آسمان میں جو کچھ بھی ہے سب ہی اللہ کے حکم سے تمہاری خدمت میں مصروف ہے۔ جمیعا اور منه دونوں ما فی السمٰوٰت وما فی الارض سے حال ہیں (مدارک، روح) مطلب یہ ہے کہ اللہ نے ان تمام اشیاء کو مسخر کیا ہے اور یہ سب کچھ اسی کی طرف سے ہے اور وہی ہر چیز کا خالق ہے۔ اور یہ سب اسی کا انعام و احسان ہے۔ جمیعا منه یعنی ان ذلك فعله وخلقه و احسان منه و انعام (قرطبی ج ۱۶ ص ۱۶۰) والمعنی سخر هذه الاشیاء جمیعا کائنة منه وحاصلة من عنده یعنی انه سبحانه مکونها و موجدها بقدرته وحکمته ثم مسخرها لخلقه (روح ج ۲۵ ص ۱۴۵، بحر ج ۸ ص ۴۵) اس میں سوچ بچار کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ، قدرت کاملہ اور اسکی وحدانیت کے بے شمار نشانات موجود ہیں

۶۰ قل للذین۔ الاٰیۃ۔ یہ تخویف دنیوی ہے۔ یغفروا ای یعفوا ویصفحوا (روح) لا یرجون لا یأمنون او لا یخافون (قرطبی) او لا یعتقدون (الشیخ قدس سرہ) ایام اللّٰه سے مجازاً وقائع و حوادث مراد ہیں جو اللہ اپنے دشمنوں پر لاتا ہے (بحر) لیجزی کا متعلق محذوف ہے لتأتین ایام اللّٰه (الشیخ رحمہ اللہ) یا یہ یغفروا سے متعلق ہے۔ (روح) مطلب یہ ہے کہ ایمان والوں سے

فرماویں کہ وہ ان لوگوں سے نزاع وجدال نہ کریں بلکہ درگذر کریں جو دنیا میں اللہ کے عذاب کی توقع ہی نہیں رکھتے یا اس کے آنے پر ان کا ایمان ہی نہیں اللہ کا عذاب مختلف وقائع وحوادث کی شکل میں ضرور آئے گا تاکہ ان منکرین کو ان کے کئے کی سزا دی جائے۔ یا مطلب یہ ہے کہ ایمان والے درگذر کریں تاکہ اللہ ان مجادلین کو سزا دے من عمل صالحا فلنفسہ جو شخص نیک عمل کرتا ہے وہ اپنے ہی لئے کرتا ہے اور اس کا فائدہ اسی کو ہوتا ہے ومن اساء فعلیہا اور جو برے کام کرے انکا وبال اور نقصان بھی اسی کو ہوتا ہے۔ پھر آخرت میں سب اللہ کے سامنے حاضر ہوں گے اور وہ ہر ایک کو اس کے اعمال کی جزاء وسزا دے گا ۱۱ہ ولقد اٰتینا ـــ تا ـــ یختلفون ٥ یہ توحید پر دلیل نقلی ہے۔ ہم نے بنی اسرائیل کو ایک عظیم الشان کتاب (تورات) عطاء فرمائی اور ان میں بادشاہ پیدا کئے جو لوگوں پر حکم چلاتے اور ان کے امور ومعاملات کے فیصلے کرتے تھے اور ہم نے ان میں بہت سے انبیاء علیہم السلام مبعوث کئے جو تورات ہی کے مطابق اپنی امتوں کو تبلیغ کرتے اور دین کی تعلیم دیتے تھے تورات جو تمام انبیاء بنی اسرائیل کے لئے دستور العمل تھی اس میں ہم نے یہی حکم دیا تھا کہ میرے سوا کسی کو کارساز نہ بنانا۔ واٰتینا موسی الکتٰب وجعلنٰہ ھدی لبنی اسرآئیل الا تتخذوا من دونی وکیلا ٥ (بنی اسرائیل ع ۱) ۱۲ہ ورزقنٰھم۔ بنی اسرائیل پر ہم نے بے پایاں احسانات کئے۔ انواع و اقسام کی حلال اور خوشگوار روزی عطاء کی جیسا کہ من وسلوی وغیرہ اور اس وقت کی تمام اقوام عالم پر ان کو روحانی اور مادی لحاظ سے فوقیت دی۔ واٰتینٰھم بینٰت من الامر اور دین کے معاملے میں ہم نے ان کو واضح دلائل وبراہین دیکر امور دین کو خوب روشن کر دیا لیکن دین کے واضح علم کے باوجود بعد میں دنیا پرست علماء نے محض حسد وعناد کی وجہ سے تورات کی اصل تعلیم (توحید) کو بدل ڈالا اور بنی اسرائیل میں توحید کے بارے میں اختلاف کی ایک وسیع خلیج پیدا کر دی اور ہر فریق اپنے باطل نظریات کو برحق قرار دینے لگا۔ اس اختلاف کا آخری فیصلہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان باطل پرستوں کو جہنم میں ڈال کر فرمائے گا۔ یعنی ان کا آخری فیصلہ عذاب جہنم ہوگا اب بھی آخری کتاب قرآن مجید نازل ہوچکا ہے جس میں مسئلہ توحید دلائل عقل ونقل اور وحی سے مدلل، واضح اور روشن ہوچکا ہے اس لئے اب جو لوگ اس مسئلہ میں اختلاف کریں گے وہ بھی محض حسد وضد اور عناد ومکابرہ کی وجہ سے کرینگے ۱۳ہ ثم جعلنٰک علی شریعۃ ـــ تا ـــ رحمۃ لقوم یوقنون یہ سورت کا مقصودی دعوی ہے اور اس شبہہ کا جواب ہے کہ ہم نے مان لیا کہ ہمارے معبود شفیع غالب نہیں اور ہماری پکاریں بھی نہیں سنتے لیکن ہم ان کو صرف اس لئے پکارتے ہیں کہ ہمارے باپ دادا، ہمارے پیر اور رہنما ایسا کرتے چلے آئے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ ہماری پکار ان کو سنوا دے اور وہ ہماری سفارش کردیں تو بہتر ورنہ ہماری دعا اور پکار بے کار جائیگی۔ تو اس کا جواب ارشاد فرمایا کہ جب دلائل عقل ونقل سے ثابت ہوچکا کہ سب کچھ سننے اور جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے تو صرف اسی کو پکارو اور غیر اللہ کو مت پکارو۔ نیز ہمنے دین اسلام کی راہ واضح اور روشن کرکے اس پر آپ کو گامزن کردیا ہے آپ اسی پر گامزن رہیں اور اس سے سرمو ادھر اُدھر نہ ہوں اور ان نادانوں اور خواہشات کے بندوں کی خواہشات نفسانیہ کی پیروی کرتے ہوئے غیر اللہ کو نہ پکاریں۔ تائیدات:۔ واذا قیل لھم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ اٰبآءنا الآیۃ (البقرہ ع ۲۱) ۲۔ ولا تتبعوا اھواء قوم قد ضلوا من قبل واضلوا کثیرا وضلوا عن سواء السبیل (مائدہ ع ۱۰) ۳۔ واذا قیل لھم تعالوا الی ما انزل اللہ والی الرسول قالوا حسبنا ما وجدنا علیہ اٰباءنا (مائدہ ع ۱۴) ۴۔ واذا قیل لھم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما وجدنا علیہ اٰباءنا (لقمان ع ۳) ۵۔ ذلکم اللہ ربکم لہ الملک والذین تدعون من دونہ ما یملکون من قطمیر ٥ ان تدعوھم لا یسمعوا دعاءکم ولو سمعوا ما استجابوا لکم ویوم القیمۃ یکفرون بشرککم ولا ینبئک مثل خبیر ٥ (فاطر ع ۲) ۶۔ ام اٰتینٰھم کتٰبا من قبلہ فھم بہ مستمسکون بل قالوا انا وجدنا اٰباءنا علی امۃ وانا علی اٰثٰرھم مھتدون (زخرف ع ۲) ۷۔ ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لا یستجیب لہ الی یوم القیمۃ وھم عن دعآئھم غٰفلون ٥ (احقاف ع ۱) ۸۔ واتل علیھم نبا ابراھیم اذ قال لابیہ وقومہ ما تعبدون ٥ قالوا نعبد اصناما فنظل لھا عٰکفین ٥ قال ھل یسمعونکم اذ تدعون ٥ او ینفعونکم او یضرون ٥ قالوا بل وجدنا اٰباءنا کذلک یفعلون ٥ (شعراء ع ۵) ۹۔ ان الذین تدعون من دون اللہ عباد امثالکم فادعوھم فلیستجیبوا لکم ان کنتم صٰدقین ٥ (اعراف ع ۲۴) ۱۴ہ انھم لن یغنوا۔ الآیۃ۔ جو لوگ اپنی خواہشات نفسانیہ اور آراء باطلہ کے بندے ہیں ان کی پیروی سے کچھ بھی نفع نہیں ہوگا نہ ان کے اتباع سے اللہ کی راہ نصیب ہوگی اور نہ اتباع باطل کے خدائی عذاب ہی سے وہ بچا سکیں گے۔ ایمان والوں کو کیا پڑی ہے کہ وہ ان ظالموں سے تعلق رکھیں اور ان کی پیروی کریں۔ ان مشرکین کی دوستی ان کے ہم جنس مشرکوں ہی سے ہوسکتی ہے اور وہی ان کے پیچھے چلینگے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ انما اتخذتم من دون اللہ اوثانا مودۃ بینکم فی الحیٰوۃ الدنیا (عنکبوت ع ۳) متقی اور شرک سے بچنے والے لوگوں کی محبت کا مرکز ذات باری تعالیٰ ہے اس لئے انھیں اسی کے ارشادات کی اطاعت وتعمیل کرنی چاہیئے۔ ھذا بصائر للناس۔ الآیۃ۔ یہ قرآن یا مذکورہ بالا احکام لوگوں کے قلوب واذہان میں روشنی اور نور ہدایت پیدا کرنے کا ذریعہ ہیں اور ماننے والوں کیلئے سراپا ہدایت اور رحمت خداوندی ہیں۔ ایمان والوں کو ان کی پیروی کرنی چاہیئے اور بندگان نفس امارہ کی خواہشات اور ان کے خود تراشیدہ دین سے اجتناب کرنا چاہیئے ۱۵ہ ام حسب الذین۔ الآیۃ۔ یہ زجر وشکوی ہے استفہام انکاری ہے، اجترحوا، اکتسبوا سواء، کاف بمعنی مثل سے بدل ہے اور محیاھم ومماتھم سواء بمعنی مستو کا فاعل ہے (بحر روح، مدارک) جو لوگ دین حق سے اعراض کرکے ہمہ تن عصیان وطغیان میں مصروف ہیں کیا ان کا خیال یہ ہے کہ ہم اُن کو ان ایمان والوں کے برابر کر دینگے جو ہر وقت اللہ کی اطاعت میں منہمک ہیں یعنی ہم ان کی دنیوی اور اخروی زندگی ایک جیسی بنا دینگے۔ ان کا یہ فیصلہ نہایت برا اور ان کا یہ خیال غلط ہے اور

ع ۲ ۱۰ ۱۸

سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ㉑ وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
بُرے دعوے ہیں جو کرتے ہیں اور بنائے اللہ نے آسمان ۱۶ اور زمین

بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا
جیسے چاہئیں اور تاکہ بدلہ پائے ہر کوئی اپنی کمائی کا اور ان پر ظلم

يُظْلَمُوْنَ ㉒ اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَ
نہ ہوگا بھلا دیکھ تو ۱۷ جس نے ٹھہرا لیا اپنا حاکم اپنی خواہش کو اور

اَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَ
راہ سے بچلا دیا اسکو اللہ نے جانتا بوجھتا اور مہر لگا دی اس کے کان پر اور دل پر اور

جَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ط فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ
ڈالدی اسکی آنکھ پر اندھیری پھر کون راہ پر لائے اسکو اللہ کے

اللّٰهِ ط اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ㉓ وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا
سوائے سو کیا تم غور نہیں کرتے اور کہتے ہیں اور کچھ نہیں بس یہی ہے ۱۸ ہمارا

الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ ج وَ
جینا دنیا کا ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہم جو مرتے ہیں سو زمانہ سے اور

مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ج اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ㉔ وَ
ان کو کچھ خبر نہیں اس کی محض اٹکلیں دوڑاتے ہیں ف اور

اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ اِلَّآ
جب سنائی جائیں اُن کو ۱۹ ہماری آیتیں کھلی کھلی اور کچھ دلیل نہیں انکی مگر

اَنْ قَالُوا ائْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ㉕
یہی کہ کہتے ہیں لے آؤ ہمارے باپ دادوں کو اگر تم سچے ہو

قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اِلٰى
تو کہہ اللہ ہی جلاتا ہے تم کو پھر مارے گا تم کو پھر اکٹھا کریگا تم کو قیامت

۱۶ توحید پر تیسری عقلی دلیل ۱۲

۱۷ تخویف اخروی ۱۲

۱۸ زجر ۱۲

۱۹ شکوی اولیٰ ۱۲

۲۰ شکوی ثانیہ ۱۲

۲۱ جواب ہر دو شکوی ۱۲

انھیں یہ خیال کبھی بھی اپنے دل میں نہیں لانا چاہیئے۔ مومن وکافر اور مطیع وعاصی برابر نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ مومن دنیا و آخرت دونوں جہانوں میں اللہ کی رحمت کا مورد ہے لیکن مشرک، دنیا میں اگرچہ اللہ کی رحمت سے حصہ پاتا ہے مگر آخرت میں رحمتِ الٰہیہ سے بالکلیہ محروم ہوگا۔ نیز دنیا میں بھی دونوں کی زندگیاں یکساں نہیں ہیں۔ ایک کی زندگی اللہ تعالیٰ کی محبت و اطاعت میں گذرتی ہے اور دوسرا اپنی ساری زندگی اللہ کی نافرمانی اور ناشکری میں گذار دیتا ہے والمعنی انکار ان یستوی المسیئون والمحسنون محیا وان یستووا مماتا لافتراق احوالھم احیاء حیث عاش ھؤلاء علی القیام بالطاعات واولئك علی اقتراف السیئات، ومماتا حیث مات ھؤلاء علی البشری بالرحمة والکرامة واولئك علی الیأس من الرحمة والندامة۔ (مدارک ج ۴ ص ۱۰۴)

۱۶ وخلق اللّٰہ۔ الآیۃ یہ توحید کی تیسری عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان اور اس ساری کائنات کو اظہار حق کے لئے پیدا فرمایا ہے تاکہ کائنات کا ذرہ ذرہ اسکی قدرت کاملہ اور اسکی صفات کارسازی پر دلالت کرے اور اسطرح اسکی وحدانیت ہر ذرۂ کائنات سے ظاہر ہو۔ بالحق لیدل علی قدرته (مدارک ج ۴ ص ۱۰۴) ای لیدل علی وجوده وقدرته وصفات کماله (مظہری ج ۸ ص ۳۸۶) ولتجزی کل نفس الخ یہ تخویف اخروی ہے اور بالحق پر معطوف ہے (روح) اس کائنات کو پیدا کرنے میں ایک حکمت یہ بھی ہے تاکہ بندوں کا امتحان ہو اور ان میں نیکوکار اور بدکار کے درمیان امتیاز ہو جائے اور ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزاء و سزا دی جائے اور کسی کی حق تلفی نہ ہو اور کسی پر زیادتی نہ ہونے پائے۔

۱۷ افرأیت۔ الآیۃ۔ یہ زجر ہے۔ کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا ہے جو محض اپنی خواہش نفس کا بندہ ہو جو دلیل عقل ونقل کے بغیر محض خواہش نفس سے غیر اللہ کو پکارتا ہے گویا اس نے اپنی خواہش ہی کو معبود بنا رکھا ہے۔ علی علم، اضلہ کی ضمیر منصوب سے حال ہے یعنی طریق ہدایت کو جانتے ہوئے اور یہ سمجھتے ہوئے کہ جن کو وہ پکار رہا ہے وہ اسکی پکار نہیں سنتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو باوجود اس علم کے کہ جن کو وہ پکارتا ہے وہ سنتے نہیں، گمراہ کر دیا ہو اور اس کے کانوں پر اور اس کے دل پر مہر جباریت لگا دی ہو اور اسکی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہو، تو بتائیے اسے اب کون راہ راست پر لا سکتا ہے۔ یعنی اس کے راہ راست پر آنے کی کوئی صورت نہیں کیونکہ اس کی ضد اور اس کے عناد ومکابرہ کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کے قہر کی زد میں آچکا ہے اور اس پر مہر جباریت لگ چکی ہے اور اسے توفیق ہدایت اور قبول حق سے محروم کر دیا گیا ہے

۱۸ وقالوا ما ھی ــــ تا ــــ یظنون ۝ یہ شکوی اولیٰ ہے۔ یہ حشر ونشر کے بھی منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ زندگی صرف یہی دنیا کی زندگی ہی ہے، اس زندگی کے ختم ہو جانے کے بعد اور کوئی زندگی نہیں۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ کچھ لوگ مر رہے ہیں اور کچھ لوگ پیدا ہو رہے ہیں بس

موضح قرآن ف یعنی زمانہ نام ہے دہر کا وہ کچھ کام کرنیوالا نہیں مگر کسی اور چیز کو کہتے ہیں جو معلوم نہیں ہوتی اور دنیا میں تصرف اس کا چلتا ہے پھر اللہ ہی کو کیوں نہ کہیں۔ اسی معنی پر حدیث میں آیا ہے کہ دہر اللہ ہے اس کو بُرا نہ کہئے۔

يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ
کے دن تک اس میں کچھ شک نہیں پر بہت

النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ ع وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ
لوگ نہیں سمجھتے اور اللہ ہی کا راج ہے آسمانوں میں

وَالْاَرْضِ ؕ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ
اور زمین میں ۲۰ اور جس دن قائم ہوگی قیامت اس دن

يَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ
خراب ہوں گے جھوٹے اور تو دیکھے ہر فرقہ کو

جَاثِيَةً قف كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰٓى اِلٰى كِتٰبِهَا ط
کہ بیٹھے ہیں گھٹنوں کے بل ہر ۱ فرقہ بلایا جائے اپنے اپنے دفتر کے پاس

اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾ هٰذَا
آج بدلا پاؤ گے جیسا تم کرتے تھے ۱ یہ

كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّا كُنَّا
ہمارا دفتر ہے بولتا ہے تمہارے کام ٹھیک ہم لکھواتے

نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ
جاتے تھے جو کچھ تم کرتے تھے سو جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ
یقین لائے ہیں اور ۲۱ بھلے کام کئے سو ان کو داخل کریگا ان کا رب

فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ﴿۳۰﴾ وَاَمَّا
اپنی رحمت میں یہ جو ہے یہی ہے صریح مراد ملنی اور جو

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قف اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ
منکر ہوئے ۲۲ کیا تمکو سنائی نہ جاتی تھیں باتیں میری

ع ۳ ۵ ۱۹

یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے گا اور ہماری موت تو حوادث زمانہ اور نوازل دَہر کا نتیجہ ہے۔ یہ مشرکین کے ایک گروہ کا خیال ہے جو تمام وقائع وحوادث کو وقت اور زمانے کی طرف منسوب کرتے تھے وھؤلاء معترفون بوجود اللہ تعالیٰ فھم غیر الدھریۃ۔۔۔۔ والکل یقول باستقلال الدھر بالتأثیر (روح ج ۲۵ ص ۱۰۳) یہ لوگ جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ محض بے علمی سے ناشی ہے۔ ان کے پاس کوئی عقلی یا نقلی دلیل نہیں۔ محض ظن وتخمین سے دعوی کر رہے ہیں **۱۹** واذا تتلی۔ الآیۃ۔ یہ دوسرا شکویٰ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی آیات بینات ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں اور ان میں کہیں حشر ونشر کا ذکر آجاتا ہے تو اس کے انکار کیلئے ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہوتی سوائے اس کے کہ کٹ حجتی کے طور پر کہنے لگتے ہیں کہ اگر تم اس دعوے میں سچے ہو کہ واقعی ہم مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جائیں گے تو ہمارے اطمینان کے لئے ہمارے باپ دادا کو زندہ کرکے دکھلا دو۔ قل اللہ یحییکم۔ الآیۃ۔ یہ دونوں شکووں کا جواب ہے کہ دنیا میں پیدا کرنے والا بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے اور عمر ختم ہو جانے کے بعد مارتا بھی وہی ہے اور تمام حوادث دَہر اسی کے اختیار وتصرف میں ہیں اور جب قیامت قائم ہونے کا وقت آئے گا جس کی آمد میں کوئی شک نہیں تو تم سب کو زندہ کرکے میدان حشر میں جمع کردے گا۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے اور یہ یقین نہیں کرتے حالانکہ یہ حقیقت ہے۔ باقی رہا ان کے مطالبے پر ان کے باپ دادا کو زندہ کرنا تو اللہ تعالیٰ اگرچہ اس پر بھی قادر ہے لیکن قیامت سے پہلے انکو زندہ کرنا اسکی حکمت تشریعیہ کے خلاف ہے **۲۰** و للہ ملک السموٰت والارض ط یہ چوتھی عقلی دلیل ہے اور دلائل سابقہ کا خلاصہ ہے کہ زمین وآسمان کی بادشاہت اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے۔ اور ساری کائنات میں بلا شرکت غیرے صرف وہی متصرف ومختار ہے، لہٰذا اس کے سوا کسی کو مت پکارو۔ ویوم تقوم الساعۃ الخ یہ تخویف اخروی ہے اور جب قیامت قائم ہوگی اس دن باطل پرست (کفار ومشرکین) بہت بڑے نقصان اور خسارے میں رہیں گے کیونکہ انھیں جہنم میں دھکیل دیا جائیگا جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہی سب سے بڑا خسارہ ہے وتری کل امۃ جاثیۃ۔ قیامت کے دن تم ہر ملت کے لوگوں کو دیکھو گے کہ خوف وہراس کی وجہ سے گھٹنوں کے بل گرے پڑے ہیں اور ہر امت کے لوگوں کو ان کے صحائف اعمال کی طرف بلایا جائیگا کہ ادھر آؤ اور اپنے اعمالنامے خود ہی پڑھو، آج تمہیں تمہارے اعمال کی جزاء دی جائیگی۔ ھٰذا کتبنا ینطق الخ ہماری یہ کتاب تم پر سچی گواہی دے گی، کیونکہ جب تم دنیا میں کوئی عمل بجالاتے تھے، ہم اسی وقت فرشتوں سے لکھواتے جا رہے تھے **۲۱** فاما الذین

۲۰ یہ چوتھی عقلی دلیل ۱۲

۲۱ بشارت اخروی ۱۲

۲۲ تخویف اخروی ۱۲

موضح قرآن ف زانو پر بیٹھے عاجزی کرنے کو اور دفتر وہی اعمال جو لکھے گئے ہیں۔

فتح الرحمٰن ۱ یعنی برائے سوال وجواب مہیا شد ۱۲۔

امنوا۔ الآیۃ۔ یہ بشارت اخرویہ ہے۔ لیکن مومنین صالحین کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنی رحمت میں پناہ دے گا، ان کے گناہ معاف فرمائیگا اور انھیں جنت میں داخل کرے گا۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی رحمت میں داخل ہو جانا ہی نمایاں کامیابی ہے جو مومنین کو حاصل ہو گی **۲۲** واما الذین کفروا تا ولا ھم یستعتبون ۰ یہ تخویف اخروی ہے جس میں کچھ تفصیلات بھی مذکور ہیں۔ افلم تکن سے پہلے فیقال لھم محذوف ہے۔ قیامت کے دن اللہ کی طرف سے کفار و مشرکین سے سرزنش اور توبیخ کے طور پر کہا جائیگا:۔ کیا دنیا میں تمہیں میری آیتیں نہیں سنائی جاتی تھیں، لیکن غرور و تکبر سے انکار انکار کرتے تھے اور تم عادی مجرم اور مشرک تھے۔ میرے پیغمبروں کی تبلیغ اور ان کے وعظ و نصیحت کے باوجود تم شرک اور دوسرے جرائم سے باز نہیں آتے تھے۔ **مجرمین** ای مشرکین تکسبون المعاصی (قرطبی ج ۱۶ ص ۱۷۶) واذا قیل۔ الآیۃ۔ اور جب تم سے کہا جاتا تھا کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور وہ ضرور بالضرور تمہیں دوبارہ زندہ کریگا اور قیامت لامحالہ آئیگی، اس میں کوئی شک نہیں، تو تم انتہائی سرکشی سے کہا کرتے تھے کہ ہم نہیں جانتے قیامت کیا ہوتی ہے، تمہارے بار بار کہنے سے ہمارے دلوں میں ایک معمولی اور کمزور سا خیال تو کبھی آجاتا ہے لیکن اس کا یقین ہمیں کبھی نہیں آیا ان نظن الاظنا ضعیفا (روح، بحر) یا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے بارے میں ہمارے دلوں میں سوائے شک اور تردد کے اور کوئی چیز نہیں اور اس میں ہمیں ایسا تردد ہے کہ ایسا تردد کسی اور چیز میں نہیں (روح)

۲۳ وبدا لھم۔ الآیۃ۔ سیئات بداعمالیوں کے نتائج بد یعنی بداعمالیوں کی سزائیں ظاہر ہو جائیں گی اور استہزا اور تمسخر کی سزا ان پر نازل ہو گی۔ وقیل الیوم ننسکم الخ چونکہ نسیان کے حقیقی معنی کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف محال ہے، اس لئے مجازاً عذاب میں چھوڑ دینا مراد ہے از قبیل تسمیۃ المسبب باسم السبب یعنی جس طرح تم نے قیامت کے دن بارگاہ ایزدی میں پیشی کو بھلا دیا تھا اس سے بالکل ہی غافل ہو گئے تھے، اسی طرح آج ہم تمہیں دائمی عذاب میں داخل کریں گے اور ہمیشہ کے لئے تمہیں اس میں چھوڑ دیں گے، اس طرح جہنم تمہارا دائمی ٹھکانا ہو گا اور آج کوئی تمہارا یار و مددگار اور ناصر و غمگسار نہیں جو تمہیں اللہ کے عذاب سے بچا سکے۔

۲۴ ذلکم بانکم اتخذتم۔ الآیۃ۔ یہ دائمی عذاب تمہیں اس لئے نصیب ہوا کہ تم اللہ کی آیتوں کو ماننے اور ان پر عمل کرنے کی بجائے ان کا مذاق اڑاتے اور ان پر لایعنی اعتراضات کیا کرتے تھے۔ اور دنیوی زندگی کی ظاہری شان و شوکت میں ایسے کھو گئے کہ اسی ہی کو اصل زندگی سمجھنے لگے اور آخرت کا انکار کر دیا، اس لئے آج ان کو اس دائمی عذاب میں جھونک دیا جائے گا جس سے وہ کبھی نہ نکل سکیں گے اور نہ ان کو ایمان و عمل اور توبہ سے اللہ کو راضی کرنے ہی کا موقعہ میسر آسکے گا۔ ای لا

فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿٣١﴾ وَاِذَا

پھر تم نے غرور کیا اور ہو گئے تم لوگ گنہگار اور جب

قِيْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا

کہئے کہ وعدہ اللہ کا ٹھیک ہے اور قیامت میں کچھ شبہ نہیں

قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ مَا السَّاعَةُ ۙ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا

تم کہتے تھے ہم نہیں سمجھتے کیا ہے قیامت ہم کو آتا تو ہے ایک خیال سا اور ہم کو

نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ ﴿٣٢﴾ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا

یقین نہیں ہوتا اور کھل جائیں ان پر برائیاں ۲۳ ان کاموں کی

وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٣٣﴾ وَقِيْلَ

جو کئے تھے اور الٹ پڑے ان پر وہ چیز جس پر ٹھٹھا کرتے تھے اور حکم ہو گا

الْيَوْمَ نَنْسٰىكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَ

کہ آج ہم تم کو بھلا دینگے جیسے تم نے بھلا دیا تھا اپنے اس دن کی ملاقات کو اور

مَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿٣٤﴾ ذٰلِكُمْ

گھر تمہارا دوزخ ہے اور کوئی نہیں تمہارا مددگار ف یہ تم پر

بِاَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّغَرَّتْكُمُ الْحَيٰوةُ

اس واسطے کہ ۲۴ تم نے پکڑا اللہ کی باتوں کو ٹھٹھا اور بہکے رہے دنیا کی

الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿٣٥﴾

زندگی پر سو آج نہ ان کو نکالنا منظور ہے وہاں سے اور نہ ان سے مطلوب ہے توبہ ف

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٣٦﴾

سو اللہ ہی کے واسطے ہے خوبی جو رب ہے آسمانوں کا اور رب ہے زمین کا رب سارے جہان کا

وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۪ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٣٧﴾

اور اسی کے لئے بڑائی ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور وہی ہے زبردست حکمت والا

۴ ع ۱۱ ۲۰

رفاہ تزییہ، پانچویں عقلی دلیل ۱۲

موضح قرآن ف۱ بھلاویں گے۔ یعنی تم پر مہربانی نہ کریں گے۔ ف۲ دنیا کے جینے پر بہکے جانا کہ جیسے ہم دنیا میں مسلمان اور کافر مقابل ہیں وہاں بھی ہمارا یہی زور چلے گا۔

یطلب منہم ان یرضوا ربہم بالتوبۃ لغوات او انہ (مظہری ج ۸ ص ۳۹۲)

۲۵ فللّٰہ الحمد رب السمٰوٰت۔ الآیتین۔ فا، تفریعیہ ہے۔ اور یہ پانچویں عقلی دلیل ہے اور دلیل چہارم پر متفرع ہے۔ جب زمین و آسمان کی بادشاہت اللہ تعالیٰ ہی کے قبضے میں ہے تو تمام صفات کارسازی کا مالک بھی وہی ہے، زمین و آسمان اور ساری کائنات کا خالق و مالک اور سب کا پروردگار وہی ہے، ساری کائنات میں برتری، بڑائی، عظمت اور شان کبریائی اسی کا حصہ ہے اس میں کوئی اس کا شریک و سہیم نہیں۔ وہ سب پر غالب ہے اور اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں۔

سُورۂ جاثیہ کی خصُوصیَات

اور

اسمیں آیات توحید

۱۔ وَفِیْ خَلْقِکُمْ وَمَا یَبُثُّ مِنْ دَآبَّۃٍ ـــــ تا ـــــ اٰیٰتٌ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ۝ (۱ع) نفی شرک فی التصرف
۲۔ اَللّٰہُ الَّذِیْ سَخَّرَ لَکُمُ الْبَحْرَ ـــــ تا ـــــ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ ۝ (۲ع) نفی شرک فی التصرف
۳۔ وَلِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ (۴ع) نفی شرک فی التصرف۔
۴۔ فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ ـــــ تا ـــــ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝ (۴ع) نفی شرک فی التصرف و اثبات تمام صفاتِ کارسازی برائے اللہ تعالیٰ۔

سورۃ الاحقاف

ربط سورۂ جاثیہ میں یہ شبہہ دُور کیا گیا کہ ہمارے معبود بے شک سنتے نہیں، اگر اللہ چاہے اور ہماری پکار ان کو سنوا دے اور وہ ہمارے لئے سفارش کر دیں تو فبہا ورنہ زیادہ سے زیادہ ہماری پکار لغو جائیگی۔ تو اس کا جواب دیا گیا ثم جعلنك علی شریعۃ (الآیۃ) ہم نے آپ کو ایک واضح قانون دیدیا ہے کہ وہ نہیں سنتے آپ اس کا اتباع کریں اور مشرکین کی خواہشات نفسانیہ کا اتباع نہ کریں۔ اب سورۂ احقاف میں اس شبہہ کا جواب دیا گیا ہے کہ مانا ہمارے معبود سنتے نہیں لیکن ان کی پکار میں تاثیر اور برکت ضرور ہے، کیونکہ جب ہم ان کو پکارتے ہیں اور ان کے نام کے وظیفے پڑھتے ہیں تو ہم تمام مصائب سے محفوظ ہو جاتے ہیں اور ہمارے کام درست ہو جاتے ہیں۔ سُورت کے آخر میں اس کا جواب دیا گیا ان کی پکار میں اگر کوئی تاثیر اور برکت ہوتی، تو ہماری گرفت سے وہ ان کو خلاصی دلا دیتے۔ فلولا نصرھم الذین اتخذوا من دون اللہ قربانا اٰلھۃ۔

خلاصہ دعوائے سورت پر چار تفصیلی دلائل، ایک دلیل عقلی اور ایک دلیل وحی۔ ابتدا میں تمہید مع ترغیب کے بعد مشرکین سے دلیل عقل و نقل کا مطالبہ اور آخر میں سورت کے مرکزی مضمون کا ذکر، زجر و تخویف، شکوی، تخویف و تبشیر اور آخر میں ایک دلیل عقلی برائے اثبات قیامت، خاتمہ میں ایک آیت متعلقہ تمام حوامیم۔

تفصیل

تنزیل الکتٰب۔ الآیۃ۔ تمہید مع ترغیب۔ یہ حکمنامہ غالب و حکیم بادشاہ کا ہے اسے مانو۔ ماخلقنا السمٰوات۔ دلیل توحید عقلی۔ اس ساری کائنات کو ہم نے اظہار حق کے لئے پیدا کیا ہے، کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ، اس کی صفات کارسازی اور اسکی وحدانیت کی دلیل ہے۔ والذین کفروا الخ یہ زجر ہے، لیکن اس کے باوجود کفار اعراض کرتے ہیں۔ قل ارءیتم۔ الآیۃ۔ اس میں مشرکین سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ غیر اللہ کی الوہیت اور پکار کے لائق ہونے پر کوئی عقلی یا نقلی دلیل پیش کریں۔ جن کو وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں کیا وہ کسی چیز کے خالق ہیں، یا کسی آسمانی کتاب یا کسی پیغمبر کے ارشاد و عمل سے ان کا دعوی ثابت ہے، تو پیش کریں۔ ومن اضل ممن ـــ تا ـــ بعبادتھم کٰفرین ٥ یہ مذکورہ مطالبے کا ثمرہ ہے، جب تمہارے پاس کوئی عقلی اور نقلی دلیل موجود نہیں تو پھر ان کو کیوں پکارتے ہو۔ جو شخص ایسے خود ساختہ معبودوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک بھی کسی کی پکار کا جواب نہ دے سکیں اور پکارنے والوں کی پکار سے بے خبر ہوں، اس سے بڑا گمراہ کون ہوسکتا ہے۔ واذا تتلیٰ علیھم۔ الآیۃ۔ یہ پہلا شکوی ہے۔ جب ان کے سامنے ہماری واضح اور روشن آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ ان کو جادو بتاتے ہیں۔ ام یقولون افتراہ۔ یہ دوسرا شکوی ہے۔ کہتے ہیں یہ قرآن عیاذاً باللہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خود ساختہ ہے۔ قل ان افتریتہ۔ الآیۃ۔ یہ دوسرے شکوے کا جواب ہے اور ضمناً دلیل وحی ہے۔ میں اپنے پاس سے نہیں کہہ رہا، بلکہ اللہ کی وحی سے کہہ رہا ہوں اور اگر میں نے اللہ پر افترا کیا ہے، تو تم مجھے اللہ کی گرفت سے نہیں چھڑا سکتے۔ قل ماکنت بدعا۔ الآیۃ۔ یہ دلیل وحی پر ایک سوال کا جواب ہے کہ اگر تمہارے پاس وحی آتی ہے تو بتاؤ ہمارے ساتھ کیا ہوگا جواب دیا گیا کہ فرما دیجئے مجھے تو اپنے حال کی بھی خبر نہیں بجز اس کے کہ اللہ کی طرف سے وحی آئے۔ قل ارءیتم ان کان۔ الآیۃ۔ یہ زجر ہے اور اس کے ضمن میں پہلی دلیل نقلی تفصیلی کا ذکر ہے۔ اے منکرین! یہ بتاؤ اگر یہ قرآن فی الواقع اللہ کی طرف سے ہو اور علماء اہل کتاب بھی اسکی تصدیق کرچکے ہوں، لیکن پھر بھی تم ایمان نہ لاؤ تو کیا تم سب سے بڑے گمراہ نہیں ہوگے؟ وقال الذین کفروا۔ الآیۃ۔ یہ شکوی ہے۔ مشرکین، ایمان والوں کے بارے میں کہتے ہیں اگر توحید اور قرآن کوئی اچھی چیز ہوتی تو وہ اسے قبول کرنے میں ہم پر سبقت نہ لیجاتے کیونکہ ہم ہمیشہ نیک کاموں میں آگے آگے ہوتے ہیں یہ ان کا زعم باطل تھا۔ حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے ان کو قبول حق کی توفیق ہی نہیں دی اس لئے وہ اس کو افترا بتاتے ہیں۔

ومن قبلہ کتب موسی اماما ورحمۃ۔ یہ پہلی تفصیلی نقلی دلیل ہے از تورات۔ اور اس سے پہلے تورات میں بھی یہی مضمون بیان کیا جاچکا ہے۔ اس لئے قرآن نے اسکی تصدیق کی ہے کوئی نئی بات پیش نہیں کی۔ ان الذین قالوا ـــ تا ـــ کانوا یعملون ٥ (۲۶) یہ بشارت اخرویہ ہے۔ جن لوگوں نے اللہ کی وحدانیت کا اقرار کیا اور پھر تادم واپسیں اس پر قائم رہے انھیں آخرت میں کوئی خوف و غم نہیں ہوگا۔ اور وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔ ووصینا الانسان بوالدیہ ـــ تا ـــ الذی کانوا یوعدون اگر کوئی شخص چالیس برس کی عمر میں کفر و شرک سے توبہ کرلے، تو اس کے بھی گناہ معاف کردیئے جائینگے اور اسے جنت میں داخل کردیا جائیگا۔ والذی قال لوالدیہ ـــ تا ـــ انھم کانوا خٰسرین ٥ یہ زجر ہے مع تخویف اخروی۔ لیکن جو لوگ اپنے توحید پرست والدین کی بات نہیں مانتے، شرک اور انکار آخرت پر اڑے رہتے ہیں ان کے لئے آخرت میں دائمی خسارہ ہے۔ ویوم یعرض الذین کفروا۔ الآیۃ۔ یہ بھی تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن مشرکین و کفار سے کہا جائیگا تم دنیا میں عیش و عشرت کے مزے اڑا چکے اور تمام لذات سے دنیا میں متمتع ہوچکے ہو اس لئے آج تمہیں کبر و غرور اور عناد و استکبار کی سزا میں رسوا کن عذاب دیا جائیگا۔

واذکر اخا عاد ـــ تا ـــ ماکانوا بہ یستھزءون ٥ (۳۶) یہ دوسری تفصیلی نقلی دلیل ہے از ہود علیہ السلام مع تخویف دنیوی۔ قوم عاد کے پاس حضرت ہود علیہ السلام آئے، انھیں اللہ کا پیغام پہنچایا، لیکن وہ انکار و استکبار پر قائم رہے تو اللہ نے ان کو عذاب سے ہلاک کردیا۔ لیکن ان کے خود ساختہ

سُوْرَةُ الْاَحْقَافِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ احقاف مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں پینتیس آیتیں ہیں اور چار رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ ① تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ②

اتارنا کتاب کا ہے ۲ اللہ زبردست حکمت والے کی طرف سے

مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ

ہم نے جو بنائے آسمان اور زمین ۳ اور جو ان کے بیچ میں ہے سو ٹھیک کام

وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا

پر اور ایک ٹھہرے وعدہ پر اور جو لوگ منکر ہیں وہ ڈر کو سن کر

مُعْرِضُوْنَ ③ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ

منہ پھیر لیتے ہیں تو کہہ بھلا دیکھو تو جن کو تم پکارتے ہو ۴ اللہ کے

اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ

سوائے دکھلاؤ تو مجھ کو انہوں نے کیا بنایا زمین میں یا انکا کچھ ساجھا ہے

فِي السَّمٰوٰتِ ۭ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ

آسمانوں میں لاؤ میرے پاس کوئی کتاب اس سے پہلے کی یا کوئی علم

مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ④ وَمَنْ اَضَلُّ

جو چلا آتا ہو اگر ہو تم سچے اور اس سے زیادہ گمراہ کون جو

مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ

جو پکارے اللہ کے سوائے ایسے کو کہ نہ پہنچے اس کی پکار کو

اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَاۗىِٕهِمْ غٰفِلُوْنَ ⑤ وَ

دن قیامت تک اور ان کو خبر نہیں ان کے پکارنے کی اور

ر ۱ تمہید مع ترغیب ۱۲-

ر ۲ توحید پر عقلی دلیل ۱۲-

ر ۳ مطالبہ دلیل از مشرکین ۱۲

معبودوں نے ان کی کوئی مدد نہ کی۔ ولقد اھلکنا ما حولکم ـــ تا ـــ وما کانوا یفترون ٥ (۴۶) یہ سورت کا مرکزی مضمون ہے۔ ہم نے مکہ کے گرد و نواح میں بہت سی بستیوں کو ہلاک کیا مثلاً قوم عاد، قوم ثمود اور اصحاب حجر کی بستیاں۔ جب ان قوموں پر ہمارا عذاب آیا تو جن معبودوں کو انہوں نے کارساز اور متصرف و مختار سمجھ رکھا تھا ان میں سے کوئی بھی ان کی مدد کو نہ پہنچا اور کسی نے بھی ان کو خدا کے عذاب سے نہ چھڑایا۔ و اذ صرفنا الیک ـــ تا ـــ اولئک فی ضلل مبین ٥ یہ تیسری تفصیلی نقلی دلیل ہے از جنات۔ جنات کو دیکھو کہ وہ بھی کلام الٰہی سن کر نہ صرف خود اس پر ایمان لے آئے بلکہ واپس جا کر اپنی قوم کو بھی دعوت دینے لگے کہ تم بھی اللہ کی اس آخری کتاب پر ایمان لے آؤ۔ اولم یروا ان اللہ۔ الآیۃ۔ یہ حیات بعد الممات کے اثبات پر عقلی دلیل ہے جس ذات پاک نے زمین و آسمان ایسی بڑی چیزوں کو پیدا فرما لیا ہے کیا وہ مردوں کو زندہ کرنے پر قادر نہیں، وہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔ ویوم یعرض۔ الآیۃ۔ یہ تخویف اخروی ہے فاصبر کما صبر اولوا العزم۔ الآیۃ۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تسلیہ ہے۔ آپ انبیاء اولی العزم علیہم السلام کی طرح صبر و تحمل سے کام لیں اور معاندین کے لئے جلدی عذاب نہ مانگیں۔ ہمارا عذاب ضرور آئیگا جب وہ عذاب میں مبتلا ہوں گے تو انھیں اپنی زندگی کی ساری خوشیاں اور عشرتیں بھول جائیںگی **۲** تنزیل الکتٰب۔ الآیۃ۔ یہ تمہید مع ترغیب ہے تنزیل الکتٰب مبتدا اور من اللہ العزیز الحکیم خبر ہے۔ یہ عظیم الشان کتاب عزت و عظمت کے مالک شہنشاہ کی طرف سے ہے جس کا کوئی حکم اور کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں، اس لئے اسے مانو اور اس پر عمل کرو **۳** ما خلقنا السمٰوٰت۔ یہ توحید پر عقلی دلیل ہے۔ زمین و آسمان اور ان کے درمیان ساری مخلوق کو ہم نے یونہی بیکار پیدا نہیں کیا بلکہ ہر چیز کو اظہار حق (توحید) کیلئے پیدا کیا ہے، کیونکہ کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اسکی قدرت کاملہ، حکمت بالغہ اور اسکی صفت کارسازی پر دلالت کرتا ہے۔ وفیہ من الدلالۃ علی وجود الصانع وصفات کمالہ و ابتناء افعالہ علی حکم بالغۃ (روح ج ۲۶ ص ۴) اس کائنات کی ہر چیز کی ایک انتہا ہے۔ یہ کائنات اظہار حق کے لئے سمجھانے اور عبرت دلانے کے لئے پیدا کی گئی ہے اور اس کے لئے آخر فنا ہے اسے ہمیشہ قائم رکھنے کے لئے پیدا نہیں کیا گیا۔ اس میں یہود کے قول لولا عزیر لما خلقت السمٰوٰت والارض اور نصاریٰ کے قول لولا عیسی لما خلقت السمٰوٰت والارض کا بھی رد ہے نیز شیعوں کی خودساختہ حدیث لولا علی لما خلقت السمٰوٰت اور موضوع حدیث لولاک لما خلقت الافلاک بھی اس آیت کے خلاف ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو اظہار حق کی خاطر پیدا فرمایا ہے۔ لولاک لما خلقت الافلاک کی اگر یہ توجیہہ کی جائے کہ اگر آپکو خاتم النبیین بنا کر آپ پر آخری کتاب نازل کر کے آپ کے ذریعے توحید کی تکمیل اور تمام ادیان باطلہ پر دین حق کا اظہار مقصود نہ ہوتا تو میں کچھ بھی پیدا نہ کرتا۔ تو معنی درست ہوتا، لیکن یہ الفاظ بہر حال موضوع ہیں۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ عن العارف الرومی قدس سرہٗ۔ والذین کفروا الخ یہ زجر ہے، لیکن کفار اس کائنات میں غور نہیں کرتے اور اس عالم کے فنا کے بعد آنیوالی قیامت جس سے ان کو ڈرایا جاتا ہے اس سے اعراض کرتے ہیں **۴** قل ارءیتم۔ الآیۃ۔ اس آیت میں مشرکین سے دو قسم کی دلیلوں کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ مشرکین! تم اللہ کے سوا جن کو پکارتے

اِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّ كَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ

جب لوگ جمع ہوں گے وہ ہوں گے ان کے دشمن اور ہوں گے ان کے پوجنے

كٰفِرِيْنَ ۝۶ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ

سے منکر اور جب ف سنائی جائیں ان کو ہماری باتیں کھلی کھلی کہتے ہیں

كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۷ اَمْ

منکر سچی بات کو جب ان کے پاس پہنچی یہ جادو ہے صریح کیا

يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ

کہتے ہیں ف یہ بنا لایا ہے تو کہہ اگر میں یہ بنا لایا ہوں تو تم میرا بھلا نہیں کر

لِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ۭ

سکتے اللہ کے سامنے ذرا بھی اس کو خوب خبر ہے ف جن باتوں میں تم لگ رہے ہو

كَفٰى بِهٖ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۭ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝۸

وہ کافی ہے حق بتانے والا میرے اور تمہارے بیچ اور وہی ہے بخشنے والا مہربان

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ اَدْرِيْ مَا

تو کہہ میں کچھ ف نیا رسول نہیں آیا اور مجھ کو معلوم نہیں کیا

يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ ۭ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ وَمَآ

ہونا ہے مجھ سے اور تم سے میں اسی پر چلتا ہوں جو حکم آتا ہے مجھ کو اور میرا کام تو

اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۹ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ

یہی ہے ڈر سنا دینا کھول کر تو کہہ بھلا دیکھو تو ف اگر یہ آیا ہو

عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ

اللہ کے یہاں سے اور تم نے اس کو نہیں مانا اور گواہی دے چکا ایک گواہ بنی اسرائیل

اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

کا ایک ایسی کتاب کی پھر وہ یقین لایا اور تم نے غرور کیا بیشک اللہ

۱ـ شکوی ۱۲-

۲ـ شکوی ۱۲-

۳ـ جواب شکوی وضمناً اشارہ بدلیل وحی ۱۲-

۴ـ دلیل وحی پر سوال کا جواب ۱۲

۵ـ زجر و دلیل نقلی اول ۱۲-

ہو گیا ان کی الوہیت اور پکار کے لائق ہونے پر تمہارے پاس کوئی عقلی یا نقلی دلیل ہے تو پیش کرو۔ عقلی دلیل کا مطالبہ۔ ۱۔ ارونی ماذا خلقوا الخ مجھے دکھاؤ تو سہی انہوں نے زمین کا کوئی حصہ پیدا کیا ہے یا آسمانوں کے پیدا کرنے میں ان کا کوئی عمل دخل ہے؟ اگر وہ کسی ایک چیز کے بھی خالق نہیں تو پکارے جانے کے لائق بھی نہیں۔ نقلی دلیل از کتب سابقہ و انبیاء سابقین علیہم السلام کا مطالبہ۔ ایتونی بکتٰب الخ اگر دلیل عقلی نہیں تو کتب سابقہ میں سے کوئی ایک حوالہ ہی پیش کر دو یا اولین کے علوم میں سے کوئی عملی ثبوت ہی مہیا کر دو جس سے غیر اللہ کو پکارنے کا جواز نکلتا ہو۔ والمراد نفی استحقاق اٰلھتھم للعبودیۃ علی اتم وجہ (روح ج ۲۶ ص ۵) ای لا دلیل لکم لا نقلیا ولا عقلیا علی ذٰلک (ابن کثیر ج ۴ ص ۱۵۴) **۵** ومن اضل۔ یہ سابقہ آیت میں مذکور مطالبہ پورا کرنے میں ناکامی کا ثمرہ اور نتیجہ ہے جب کسی عقلی یا نقلی دلیل سے یہ ثابت نہیں کہ جن کو مشرکین اللہ کے سوا پکارتے ہیں، وہ پکاریں سنتے اور حاجات برآری کر سکتے ہیں۔ تو اسکا واضح نتیجہ یہ ہے کہ وہ شخص سب سے بڑا گمراہ ہے جو ایسوں کو پکارے جو قیامت تک بھی اس کی حاجت برآری نہ کر سکیں، بلکہ اسکی دعا اور پکار سے سراسر ہوں ہی بے خبر و اذا حشر الناس۔ الاٰیۃ۔ پکارنے والوں کی پکار سے مزعومہ معبودوں کی بے خبری اور اس فعل پر ان کی ناراضی کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ قیامت کے دن میدان حشر میں جب سب لوگ جمع ہوں گے تو جن مقبولان بارگاہِ الٰہی کو دنیا میں پکارا گیا، وہ پکارنے والوں کے سخت خلاف ہوں گے اور پکارنیوالوں کو جھٹلائیں گے اور ان کی عبادت سے بیزاری اور براءت کا اعلان کریں گے۔ مکذبین قائلین تبرأنا الیک ما کانوا ایانا یعبدون (مظہری ج ۸ ص ۳۹۴) تائیدا۔ ۱۔ فکفی باللہ شہیدا بیننا وبینکم ان کنا عن عبادتکم لغفلین ۝ (یونس ع ۳)۔ ۲۔ ویوم یحشرھم جمیعا ثم یقول للملئکۃ اھؤلاء ایاکم کانوا یعبدون ۝ قالوا سبحنک انت ولینا من دونھم بل کانوا یعبدون الجن اکثرھم بھم مؤمنون ۝ (سبا ع ۵) ۳۔ ان تدعوھم لا یسمعوا دعاءکم ولو سمعوا ما استجابوا لکم ؕ ویوم القیمۃ یکفرون بشرککم ؕ (فاطر ع ۲) **۶** واذا تتلی۔ الاٰیۃ یہ شکوی ہے جب مشرکین کو قرآن کی واضح اور روشن آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں جو سراپا حق و صداقت ہیں اور جن کا مثل پیش کرنا قوت بشر سے باہر ہے تو وہ کہہ اٹھتے ہیں کہ یہ تو کھلا جادو ہے یعنی وہ آیتوں میں غور و فکر کر کے ان کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے، بلکہ سنتے ہی بلا تامل محض ضد و عناد سے ان کو جادو کا نام دیدیتے ہیں۔ انھم لم یتأملوا ما یتلی علیھم، بل بادروا اول سماعہ الی نسبتہ الی السحر عنادا وظلما (بحر ج ۸ ص ۵۶) **۷** ام یقولون افتراہ۔ یہ بھی شکوی ہے اور اس میں مشرکین کا پہلے سے بھی شنیع قول ذکر کیا گیا ہے یعنی یہ جادو بھی نہیں، بلکہ یہ خدا کی ذات پر افتراء ہے۔ اس میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خدا کی طرف ایسی باتیں منسوب کر دی ہیں جو اس نے نہیں فرمائیں۔ العیاذ باللہ قل ان افتریتہ الخ یہ اس شکوے کا جواب ہے اور ضمناً دلیل وحی کی طرف اشارہ ہے یعنی میں جو کچھ کہتا ہوں اپنے پاس سے نہیں کہتا ہوں بلکہ وحی سے کہتا ہوں۔ اگر

موضح قرآن ف یعنی اب بھی باز آؤ تو بخشے جاؤ۔

بالفرض میں نے اللہ پر افتراء کیا ہے تو وہ جلد ہی مجھے اس کی سزا دے گا۔ لیکن تم میں سے کوئی بھی مجھے اسکی گرفت سے نہیں بچا سکیگا۔ توکیا میں جان بوجھ کر خدا پر افترا کرکے اس کے عذاب کو دعوت دے رہا ہوں، حالانکہ کوئی ایسے اقدام کی ہمت نہیں کرسکتا۔ جبکہ کسی طرف سے مدد کی کوئی توقع بھی نہ ہو۔ ای لا تقدرون ان تردوا عنی شیئا من عذاب اللہ فکیف اجترئ علی اللہ و اعرض نفسی للعقاب من غیر توقع نفع ولا دفع ضرر من قبلکم (مظہری ج ۸ ص ۳۹۵)

۸ ھو اعلم۔ جس جھگڑے میں تم پڑے ہوئے ہو اس سے جو تمہارا مقصد ہے اسے اللہ خوب جانتا ہے۔ قرآن کو جادو یا افتراء کہنا یہ تو محض باتیں ہیں ان سے تمہارا مقصد تکذیب ہے۔ میرے اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ کافی اور بہتر شاہد ہے جو میری صداقت اور تمہاری تکذیب کی شہادت دے رہا ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ وہ منکرین کو فوراً کیوں نہیں پکڑتا تو یہ اسکی شان غفران و رحمت ہے کہ وہ مجرموں کو مہلت دیتا ہے تاکہ انھیں غور و فکر کا مزید موقع مل جائے۔ انکار بسیار کے بعد بھی جو مان لے اور سچی توبہ کرلے وہ اس کے گناہ معاف فرما کر اسے اپنی رحمت سے نواز دیتا ہے **۹** قل ماکنت الآیۃ میں کوئی نئی بات لیکر نہیں آیا، نہ انبیاء سابقین علیہم السلام کی تعلیمات کے خلاف کوئی چیز میں نے پیش کی، میں نے وہی دعوت توحید پیش کی ہے جو پہلے پیغمبروں کی دعوت تھی یعنی لست مبتدعا لامر یخالف امورھم بل جئت بما جاءوا بہ من الدعوۃ الی التوحید (روح ج ۲۶ ص ۸) وما ادری ما یفعل بی الخ یہ دلیل وحی پر سوال کا جواب ہے سوال یہ تھا کہ اگر تم پر وحی آتی ہے تو ہمیں بتاؤ ہمارے ساتھ کیا ہونے والا ہے، توجواب دیا گیا کہ مجھے تو ابھی تک اپنے بارے میں بھی علم نہیں کہ دنیا میں میرے ساتھ کیا ہونے والا ہے، کیونکہ اس بارے میں ابھی تک کوئی وحی نہیں آئی۔ نمیدانم چہ کردہ شود بامن و شما در دنیا (فتح الرحمٰن) عن الحسن وما ادری ما یفعل بی ولا بکم فی الدنیا (قرطبی ج ۱۶ ص ۱۸۶) قال ابوجعفر و ھذا اصح قول و احسنہ لایدری صلی اللہ علیہ وسلم مایلحقہ و ایاھم من مرض و صحۃ و رخص و غلاء و غنی و فقر (ابن جریر) آپکو اپنا اخروی انجام تو بالیقین معلوم تھا اس لئے یہاں وہ مراد نہیں عن الحسن اما فی الآخرۃ فمعاذ اللہ تعالیٰ، قد علم صلی اللہ علیہ وسلم ما یلحقہ الجنۃ (روح ج ۲۶ ص ۹) ان اتبع الخ میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا، جو کچھ بھی کہتا یا کرتا ہوں وہ وحی ربانی کے اتباع ہی میں کرتا ہوں اور میرا کام یہ ہے کہ میں تمہیں اللہ کا پیغام پہنچاؤں اور نہ ماننے والوں کو اس کے عذاب سے ڈراؤں۔ اس تقریر سے معلوم ہوگیا کہ یہ آیت محکم ہے اور اسے منسوخ ماننے کی ضرورت ہی نہیں، منسوخ ماننے کی ضرورت اس صورت میں پیش آسکتی ہے کہ آیت سے امور آخرت مراد ہوں جیسا کہ حضرت ابن عباس سے ایک روایت ہے لیکن یہ قول اکثر محققین کے نزدیک روایت و درایت دونوں پہلوؤں سے ضعیف ہے۔ (کبیر) **۱۰** قل ارأیتم الآیۃ۔ یہ زجر ہے اور ایک عالم بنی اسرائیل سے پہلی دلیل نقلی تفصیلی کا بیان ہے۔ ان کان شرط کی جزاء محذوف ہے فمن اضل منکم (روح) اور شاہد بنی اسرائیل

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
راہ نہیں دیتا گنہگاروں کو ف اور کہنے لگے ف۱۱ منکر

لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ ۭ وَاِذْ لَمْ
ایمان والوں کو اگر یہ دین بہتر ہوتا تو یہ نہ دوڑتے اُسپر ہم سے پہلے اور جب راہ

يَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ ﴿۱۱﴾ وَمِنْ
پر نہیں آئے اس کے بتلانے سے تو یہ اب کہیں گے یہ جھوٹ ہے بہت پرانا ف۲ اور اس سے

قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ۭ وَهٰذَا كِتٰبٌ
پہلے کتاب ف۱۲ موسیٰ کی تھی راہ ڈالنے والی اور رحمت اور یہ کتاب ہے

مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ڰ وَ
اس کی تصدیق کرتی عربی زبان میں تاکہ ڈر سنائے گنہگاروں کو اور

بُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ
خوشخبری نیکی والوں کو مقرر جنہوں نے ف۱۳ کہا رب ہمارا اللہ ہے پھر

اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۳﴾
ثابت قدم رہے تو نہ ڈر ہے اُن پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ جَزَاۗءًۢ بِمَا
وہ لوگ ہیں بہشت والے سدا رہیں گے اس میں بدلا ہے اُن کاموں

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ
کا جو کرتے تھے اور ہم نے حکم کر دیا انسان کو ف۱۴ اپنے ماں باپ سے

اِحْسٰنًا ۭ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۭ وَ
بھلائی کا پیٹ میں رکھا اسکو اسکی ماں نے تکلیف سے اور جنا اس کو تکلیف سے اور

حَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ
حمل میں رہنا اسکا اور دودھ چھوڑنا تیس مہینے میں ہے یہاں تک کہ جب پہنچا اپنی قوت کو

ع ۱ ۱

۱ شکوی ۱۲

۲ دلیل نقلی دوم ۱۲

۳ بشارت اخروی ۱۲

۴ متعلق بشارت اخرویہ ۱۲

موضح قرآن ف مکے میں کوئی عالم یہود کا آیا تھا کام کو اس سے پوچھا کافروں نے اس نے بتایا ایک رسول اور کتاب آنی مقرر ہے اس شہر میں اور یہ وہی لگتا ہے ف۲ مدت کا یعنی ہمیشہ لوگ ایسی باتیں کہا کرتے ہیں۔

سے عبداللہ بن سلام مراد نہیں کیونکہ وہ مدینہ میں اسلام لائے تھے اور یہ سورت مکیہ ہے، بلکہ اس سے مراد تو بادشاہ حبشہ ہے جو اپنے ملک ہی میں مسلمان ہو گیا تھا یا وہ یہودی مراد ہے جو مکہ میں کسی کام کو آیا اور آپ پر ایمان لے آیا تھا۔ لیکن جمہور مفسرین کے نزدیک شاہد سے مراد عبداللہ بن سلام ہیں اور یہ آیت مدنیہ ہے اگرچہ باقی تمام سورت مکیہ ہے (روح۔ قرطبی۔ ابن کثیر۔ مدارک وغیرہ) یعنی یہ بتاؤ اگر یہ قرآن فی الواقع اللہ کی طرف سے ہو اور پھر بھی تم اس کا انکار کرو اور بنی اسرائیل کا عالم بھی اس کی سچائی کی گواہی دے اور اس پر ایمان بھی لے آئے، لیکن تم اسے ماننے اور اس پر ایمان لانے سے استکبار ہی کرتے رہو تو خود ہی بتاؤ تم سے بڑا گمراہ کون ہو گا۔ کیونکہ تم محض ضد و عناد کی وجہ سے انکار کر رہے ہو اور ایسے ظالموں اور بے انصافوں کو اللہ تعالیٰ قبول ہدایت کی توفیق ہی نہیں دیتا۔ **ف۱۱** وقال الذین۔ الآیۃ۔ یہ بھی شکوی ہے۔ للذین اٰمنوا ای فی شأنھم (روح) مشرکین اس زعم باطل میں مبتلا تھے کہ دینی برکات دُنیوی عزت و شان اور مال و دولت کے تابع ہوتی ہیں اس لئے وہ ایمان والے غرباء کے بارے میں کہتے تھے کہ اگر قرآن پر ایمان لانا کوئی خیر و برکت کا کام ہوتا تو یہ غرباء اسے قبول کرنے میں ہم پر سبقت نہ لیجاتے، بلکہ ہم ان سے پہلے اسے قبول کرتے۔ واذ لم یھتدوا بہ الخ اور وہ چونکہ قرآن پر ایمان لانے کی توفیق سے محروم کر دیئے گئے ہیں، اس لئے کہتے ہیں کہ یہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ یہ تو پرانا جھوٹ ہے۔ یعنی پہلے لوگوں کی بنائی ہوئی باتیں ہیں جنہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنا لیا ہے۔ یعنی اختلق ھذا الافک من اھل الزمان السابق ثم تلقاہ منھم محمد (مظہری ج ۸ ص ۴۰۱) **ف۱۲** ومن قبلہ۔ الآیۃ۔ یہ دوسری تفصیلی نقلی دلیل ہے از تورات۔ یہ مسئلہ توحید کوئی نیا مسئلہ نہیں جسے قرآن نے بیان کیا ہو بلکہ اس سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کی کتاب تورات میں بھی یہی مسئلہ ذکر کیا گیا تھا جو اپنے زمانے میں دین کی رہنما تھی اور اللہ کی رحمت کا باعث تھی جیسا کہ ارشاد ہے:۔ واٰتینا موسی الکتٰب وجعلنٰہ ھدی لبنی اسرائیل ان لا تتخذوا من دونی وکیلا (بنی اسرائیل ع ۱) اور یہ کتاب یعنی قرآن بھی مسئلہ توحید اور دیگر اصول دین میں تورات کی تصدیق کر رہا ہے اور فصیح و بلیغ عربی زبان میں مشرکین کو اللہ کے

مرا زجر مع تخویف اخروی ۱۲ ـ

وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ

اور پہنچ گیا چالیس برس کو کہنے لگا اے رب میرے میری قسمت میں کر کہ شکر کروں

نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰي وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ

تیرے احسان کا جو تو نے مجھ پر کیا اور میرے ماں باپ پر اور یہ کہ کروں

صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ۚ اِنِّيْ تُبْتُ

نیک کام جس سے تو راضی ہو اور مجھ کو دے نیک اولاد میری میں نے توبہ کی

اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ⑮ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

تیری طرف اور میں ہوں حکمبردار ف یہ وہ لوگ ہیں جن سے

نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ

ہم قبول کرتے ہیں بہتر سے بہتر کام جو کئے ہیں اور معاف کرتے ہیں ہم برائیاں ان کی

فِيْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ۭ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا

رہنے والے جنت کے لوگوں میں سچا وعدہ جو ان سے

يُوْعَدُوْنَ ⑯ وَالَّذِيْ قَالَ لِوَالِدَيْهِ اُفٍّ لَّكُمَآ

کیا جاتا تھا اور جس شخص نے کہا اپنے ماں باپ کو ف۱۵ میں بیزار ہوں تم سے

اَتَعِدٰنِنِيْٓ اَنْ اُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِيْ ۚ

کیا مجھ کو وعدہ دیتے ہو کہ میں نکالا جاؤنگا قبر سے اور ف۱ گذر چکی ہیں بہت جماعتیں مجھ سے پہلے

وَهُمَا يَسْتَغِيْثٰنِ اللّٰهَ وَيْلَكَ اٰمِنْ ڰ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ

اور وہ دونوں ف۲ فریاد کرتے ہیں اللہ سے کہ اے خرابی تیری تو ایمان لے آ بے شک وعدہ اللہ کا

حَقٌّ ښ فَيَقُوْلُ مَا ھٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ⑰

ٹھیک ہے پھر کہتا ہے یہ سب نقلیں ہیں پہلوں کی ف۲

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ

یہ وہ لوگ ہیں ف۱۶ کہ جن پر ثابت ہوئی بات عذاب کی شامل اور فرقوں میں جو گذر چکے

موضح قرآن ف پیٹ میں رہنا اور دودھ چھوڑنا تیس مہینے میں لڑکا اس قدر قوی ہو تو اکیس مہینے میں دودھ چھوڑتا ہے اور نو مہینے ہیں حمل کے یہ آیت کسی حال کا بیان نہیں حضرت نے ماں باپ کے حق میں دعا نہیں کی۔ صدیق اکبر چالیس برس کی عمر میں مسلمان ہوئے اور ان کے ماں باپ بھی مسلمان ہوئے، یہ بات اور کسی صحابی کو میسر نہیں ہوئی۔ لیکن باپ اس وقت نہیں مسلمان ہوا تو یہ احوال فرضی ہے یعنی سعادتمند لوگ ایسے ہوتے ہیں ف۲ یہ اسکا حال ہے جو کافر ہے اور ماں باپ سمجھاتے ہیں ایمان کی بات وہ نہیں سمجھتا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی از قبر ۱۲ ف۲ یعنی ہیچکس از ایشان باز زندہ نشد ۱۲ ـ

عذاب سے ڈراتا اور ایمان والوں کو جنت کی خوش خبری دیتا ہے۔ **ف۱۳** ان الذین۔ الآیۃ۔ یہ بشارت اخرویہ ہے۔ جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کیا اور زندگی بھر اس پر قائم رہے اور اس کے عملی تقاضے پورے کرتے رہے قیامت کے دن وہ ہر قسم کے خوف و ہراس اور اندوہ وغم سے محفوظ رہیں گے، ان کا ٹھکانہ جنت میں ہوگا اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ انعام و اکرام انھیں ایمان و عمل کی جزا کے طور پر حاصل ہوگا۔ **ف۱۴** ووصینا الانسان۔ یہ بھی بشارت اخرویہ میں داخل ہے۔ انسان پر اپنے ماں باپ کا بھی حق ہے۔ اگر کوئی شخص والدین کے کہنے پر جوانی میں بلکہ چالیس برس کی عمر میں بھی شرک سے توبہ کر کے توحید کو قبول کر لے تو بھی اس کی توبہ قبول ہو گی اور وہ اہل جنت میں شامل ہو جائے گا انسان کو ہم نے والدین سے حسن سلوک کا حکم دیا اور پھر والدہ کا تو بہت ہی زیادہ حق ہے۔ کیونکہ وہ ایام حمل میں بچے کی وجہ سے بہت تکلیف اٹھاتی ہے، پھر پیدائش کے وقت بھی مشقت برداشت کرتی ہے اور پھر اس کے بعد اڑھائی سال تک اسے دودھ پلاتی اور اسے ہاتھوں میں اٹھا کر کھلاتی ہے۔ وقال ابوحنیفۃ رضی اللہ عنہ المراد به الحمل بالاکف (مدارک ج ۴ ص ۱۰۸) امام ابویوسف اور امام محمد کے نزدیک حمل سے اصطلاحی معنی مراد ہے۔ اور تیس ماہ میں اقل مدت حمل چھ ماہ اور اکثر مدت رضاع دو سال کا ذکر ہے۔ (مدارک) اس کی بنا ایک خبر واحد پر ہے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ اور بعض کے نزدیک یہاں حمل اور رضاع دونوں کی مدت تیس تیس ماہ مراد ہے جو خلاف متبادر ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا قول راجح ہے۔ حتیٰ اذا بلغ اس کے بعد زندہ رہا یہانتک کہ جوانی کو بلکہ چالیس سال کی عمر کو پہنچ گیا تو اب اللہ تعالیٰ سے یوں دعا مانگتا ہے کہ اے میرے پروردگار مجھے ہمت دے اور توفیق عطا فرما کہ میں تیری ان نعمتوں کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر فرمائی ہیں، نیز مجھے توفیق عطا فرما کہ میں نیک کام کروں جن پر تو راضی ہو۔ اور میری اولاد کو نیک اور صالح بنا۔ میں اب تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ اولئك الذین نتقبل الآیۃ ایسے لوگوں کے نیک اعمال کو ہم قبول کر لیتے ہیں اور ان کے گناہوں سے درگذر فرما کر انہیں اہل جنت میں شامل کر لیتے ہیں یہ ایک سچا وعدہ ہے جو ان سے کیا

مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ⑱

ہیں ان سے پہلے جنوں کے اور آدمیوں کے بیشک وہ تھے ٹوٹے میں پڑے

وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۚ وَلِيُوَفِّيَهُمْ اَعْمَالَهُمْ وَهُمْ

اور ہر فرقہ کے کئی درجے ہیں اپنے کئے ف۱ کاموں کے موافق اور تاکہ پورے دے ان کو کام ان کے اور ان

لَا يُظْلَمُوْنَ ⑲ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ؕ

پر ظلم نہ ہوگا ف۲ اور جس دن لائے جائینگے ف۱۸ منکر آگ کے کنارہ پر

اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ

ضائع کئے تم نے اپنے مزے دنیا کی زندگانی میں اور ان کو برت چکے

بِهَا ۚ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ

اب آج سزا پاؤگے ذلت کا عذاب بدلا اسکا جو تم

تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ

غرور کرتے تھے ملک میں ناحق اور اسکا جو تم

تَفْسُقُوْنَ ⑳ ع وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ ؕ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ

نافرمانی کرتے تھے ف۱ ف۲ اور یاد کر ف۳ عاد کے بھائی کو جب ڈرایا اپنی قوم کو

بِالْاَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ

احقاف میں اور گذر چکے تھے ڈرانے والے اس کے آگے سے اور

مِنْ خَلْفِهٖۤ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ

پیچھے سے ف۲ کہ بندگی نہ کرو کسی کی اللہ کے سوائے میں ڈرتا ہوں تم پر

عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ㉑ قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ

آفت سے ایک بڑے دن کی ف۳ بولے کیا تو آیا ہے ف۲ ہمارے پاس کہ پھیرے ہمکو ہمارے

اٰلِهَتِنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ㉒

معبودوں سے سو لے آ ہم پر جو وعدہ کرتا ہے اگر ہے تو سچا

۱؎ متعلق بہر دو فریق مومنین و کفار ۱۲

۲؎ تخویف اخروی ۱۲

ع ۲/۲

۳؎ تمہید تفصیل نقلی دلیل ۱۲

موضح قرآن ف۱ یہ جنت والے بھی کئی درجے میں ہیں اور دوزخ والے بھی اسی طرح اپنے اعمال سے ف۲ جن لوگوں نے آخرت نہ چاہی فقط دنیا ہی چاہی ان کی نیکیوں کا بدلا اسی دنیا میں مل چکا ف۳ یعنی حضرت ہود علیہ السلام نے عاد کو ڈرایا احقاف ایک ضلع ہے یمن میں اس کے معنی ریت کی ٹھل۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید این تصویر است حال سعید و شقی را پس سعید حق خدا تعالیٰ و حق ابوین بجامی آرد و بانواع نعم محظوظ میشود و در جمیع امور بحق تعالیٰ رجوع میکند و شقی جمع میکند میان کفر و عقوق والدین و انکار معاد و صورت سعید منطبق است بر حضرت ابوبکر صدیق رض و بر غیر ایشان نیز واللہ اعلم ۱۲ ف۲ یعنی از ہر جانب ۱۲۔

جارہا ہے۔

۱۵ والذی قال۔ یہ زجر مع تخویف اخروی ہے۔ مؤمن بیٹے کے ذکر کے بعد والدین کے اس بیٹے کا ذکر ہے جو والدین کے کہنے پر ایمان نہیں لاتا اور شرک و کفر پر قائم رہتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے اس شخص کا ذکر ہے جو والدین کے کہنے پر ایمان لے آئے یعنی ایک بیٹا تو وہ ہے جو والدین کے کہنے پر ایمان لے آئے اور ایک وہ ہے جو والدین کی مشفقانہ پند و نصیحت کے جواب میں نہایت گستاخانہ رویّہ اختیار کر کے کہتا ہے تم نے مجھے کس قدر دق کر رکھا ہے، تم کہتے ہو کہ میں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جاؤں گا حالانکہ مجھ سے پہلے قرنوں کے قرن گذر چکے ہیں، لیکن آج تک کسی مرنے کو زندہ ہوتے تو ہم نے نہیں دیکھا وھما یستغیثان اللہ۔ ایک طرف گستاخ بیٹے کی معاندانہ گفتگو ہے، لیکن دوسری طرف والدین نہایت دلسوزی سے اس کو ایمان کی طرف بلاتے اور اللہ سے دعا مانگتے ہیں کہ اُسے ہدایت کی توفیق عطاء فرمائے اور اسے مسلسل ایمان کی دعوت دیئے جا رہے ہیں کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت ضرور آئیگی لیکن وہ کہے جا رہا ہے کہ یہ وعدۂ قیامت اگلے لوگوں کی خود ساختہ باتوں میں سے ایک ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں۔

۱۶ اولئك الذین الآیۃ۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ کا فیصلہ ثابت ہو چکا ہے کہ ان کو جہنم کا ایندھن بنایا جائے گا جن و انس کی ان سرکش اور معاند امتوں کے ساتھ جو پہلے گذر چکی ہیں۔ یہ لوگ بہت بڑے خسارے میں ہیں فی امم ای مع امم (قرطبی) حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ظرف کا متعلق یدخلون مقدر ہے۔ اللہ کے فیصلے سے مراد اللہ تعالیٰ کا وہ ارشاد ہے جو ابلیس سے خطاب کر کے فرمایا۔ لاملئن جھنم منك و ممن تبعك منھم اجمعین (روح)

۱۷ ولکل درجت۔ یہ دونوں فریقوں سے متعلق ہے۔ مومنین اور کفار میں سے ہر ایک کے لئے اس کے اعمالِ خیر اور افعالِ شر کے مطابق جزاء و سزا کے مختلف درجات و منازل ہوں گے۔ منازلِ جنت بھی اعمالِ حسنہ کی کمی بیشی کے مطابق بلند و پست ہونگے۔ اسی طرح درکاتِ عذاب بھی گناہوں کی کثرت و قلت کے مطابق مختلف ہوں گے۔ تفاوت درجات و درکات عین عدل و انصاف ہے کہ ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزاء و سزا دی جائے اور کسی پر زیادتی نہ ہونے پائے۔ اور نہ کسی کی حق تلفی ہی ہو۔

۱۸ و یوم یعرض۔ الآیۃ۔ تخویف اخروی۔ قیامت کے دن جب کفار و مشرکین کو دوزخ میں ڈالا جائیگا تو ان سے کہا جائیگا کہ تم عیش و عشرت کی تمام لذتوں سے دنیا میں لطف اندوز ہو چکے ہو اور احکامِ الٰہیہ سے باغی ہو کر ان سے پورا پورا فائدہ اٹھا چکے ہو۔ اس لئے اب آخرت میں تمہارے لئے کوئی راحت و لذت نہیں۔ دنیا میں تم نے قبول حق سے استکبار کیا اور محض وساوس شیطانیہ اور شبہات واہیہ کے درپے ہو کر توحید کو ٹھکرایا اور خدا کی نافرمانیوں اور فسق و فجور پر کمربستہ رہے۔ اس لئے آج تمہیں ان بد اعمالیوں کا بدلہ ذلت آمیز اور رسوا کن عذاب کی شکل میں دیا جائیگا۔

۱۹ واذکر اخا عاد۔ یہ تیسری تفصیلی نقلی دلیل ہے از ہود علیہ السلام مع تخویف دنیوی۔ الاحقاف، حقف کی جمع ہے جس کے معنی ریت کے ٹیلے کے ہیں۔ قوم عاد ریت کے ٹیلوں پر سکونت پذیر تھی۔ حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو توحید کا پیغام پہنچایا اور اُسے اللہ کے عذاب سے ڈرایا قوم ہود سے پہلے اور اس کے بعد جتنے بھی اللہ کی طرف سے پیغمبر آئے سب نے اپنی اپنی قوم کو یہی دعوت دی۔ ان لا تعبدوا الا اللہ کہ اللہ کے سوا کسی کو حاجات میں غائبانہ مت پکارو۔ اگر پیغام توحید کو ٹھکراؤ گے تو ایک بہت بڑے اور دردناک عذاب کا خطرہ ہے۔

۲۰ قالوا اجئتنا۔ قوم کے سرکش افراد نے نہایت معاندانہ جواب دیا کہ اے ہود! کیا تو ہمیں ہمارے معبود سے ہٹانے کے لئے آیا ہے؟ تو خوب سن لے ہم ان کو کبھی نہیں چھوڑیں گے اور جس عذاب کی تو ہمیں دھمکیاں دیتا ہے اگر سچا ہے تو اسے لے آ۔ دیر کیوں کر رہا ہے۔ قال انما العلم الآیۃ۔ ہود علیہ السلام نے فرمایا عذاب لانا میرے اختیار میں نہیں، مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں کہ عذاب کب آئیگا، اسکی آمد کا معین وقت صرف اللہ ہی کو معلوم ہے، البتہ میرا کام یہ ہے کہ میں خدا کا پیغام تم تک پہنچاؤں وہ میں نے پہنچا دیا، لیکن تم ایسے نادان ہو اور جاہلوں کی سی باتیں کرتے ہو اور مجھ سے ایسے مطالبے کرتے ہو جو نہ میرے فرائض میں شامل ہیں اور نہ میرے بس اور اختیار میں ہیں شأنکم الجھل و من آثار ذلك انکم تقترحون علی ما لیس من وظائف الرسل من الاتیان بالعذاب (روح ج ۲۶ ص ۲۵)

۲۱ف فلما راوہ۔ جب عذاب کا وقت آگیا اور سیاہ بادل کی صورت میں اس کے آثار نمودار ہونے لگے اور بادل ان کی وادیوں پر منڈلانے لگے تو وہ بہت خوش ہوئے کیونکہ عرصہ سے بارش نہیں ہوئی تھی اس لئے بادلوں کو دیکھ کر کہنے لگے کہ یہ بادل آگئے ہیں اور آج خوب بارش ہوگی بل ھو ما استعجلتم بہ تو زبان حال نے ان سے کہا نہیں نہیں، یہ باران رحمت لیکر نہیں آئے، بلکہ ان بادلوں میں وہ عذاب ہے جس کے جلدی آنے کا تم مطالبہ کیا کرتے تھے۔ یہ ایک ہولناک طوفان باد ہے جو اللہ کے قہر و عذاب کو لے کر آ رہا ہے جو اللہ کے حکم سے ہر چیز کو تہس نہس کرتا چلا جائیگا، چنانچہ وہ اس طرح مٹ مٹا گئے کہ ان کے مکانوں کے سوا کوئی چیز وہاں نظر نہیں آتی تھی مجرموں کو ہم ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔ قوم ہود پر جب ہمارا عذاب آیا تو جن معبودان باطلہ کو وہ پکارا کرتے تھے ان میں سے کسی نے بھی ان کی مدد نہ کی اور اللہ کے عذاب سے ان کو نہ چھڑایا **۲۲ف** ولقد مکنّٰھم۔ الآیۃ۔ یہ اہل مکہ کی طرف التفات ہے۔ ان نافیہ ہے۔ اے اہل مکہ! قوم ہود کو ہم نے جو دنیوی قوت و دولت اور شان و شوکت دی تھی وہ تمہیں نہیں دی، وہ تم سے زیادہ طاقتور اور دولتمند تھے، ان کو ہم نے سننے کے لئے کان، دیکھنے کے لئے آنکھیں اور سوچنے کے لئے دل دیئے۔ لیکن ان نعمتوں سے انہیں کوئی فائدہ نہیں ہوا کیونکہ کانوں سے انہوں نے حق بات کو نہ سنا اور آنکھوں سے خدا کی قدرت و وحدانیت کے تکوینی دلائل کو بغور نہ دیکھا اور دلوں کو معرفت خداوندی کی تحصیل میں استعمال نہ کیا، اس لئے ان ساری قوتوں کے باوجود وہ دولت ایمان سے محروم رہے اور اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جس عذاب کا وہ مذاق اڑاتے تھے آخر اس کی لپیٹ میں آکر اور ہلاک ہو کر رہے مکہ والو! تم بھی قوم عاد کی ڈگر پر چل رہے ہو، یاد رکھو تمہارا بھی وہی حشر ہوگا **۲۳ف** ولقد اھلکنا۔ تخویف دنیوی۔ یہ بھی مکے والوں ہی سے خطاب ہے گرد و نواح سے قوم ہود، قوم ثمود اور اصحاب حجر وغیرہ کی بستیاں مراد ہیں۔ ہم نے ان کے پاس اپنے پیغمبر بھیجے اور گوناں گون طریقوں سے ان کو سمجھایا۔ مگر وہ شرک و کفر سے باز نہ آئے اور آخر ہم نے ان کو ہلاک کر دیا۔ فلولا نصرھم الآیۃ۔ یہ سورت کا مقصودی مضمون ہے۔ اس میں مشرکین کی اس بات کا جواب ہے کہ ہم نے مان لیا کہ ہمارے معبود سنتے نہیں اور ان کو پکارنا جائز نہیں، لیکن ان کے پکارنے میں تاثیر اور برکت ضرور ہے، کیونکہ ان کو پکارنے سے کاموں میں برکت ہو جاتی ہے تو جواب دیا گیا کہ جن لوگوں نے معبودانِ باطلہ کو قرب خداوندی کا وسیلہ اور ذریعہ بنا رکھا تھا اور مصائب و حاجات میں ان کو پکارتے تھے۔ جب ہم نے ان کو پکڑا تو انہوں نے ان کی کوئی مدد نہ کی اور نہ ان کی پکارنے ان پر کوئی تاثیر و برکت ہی ظاہر ہوئی، بلکہ دور دور تک ان کے خود ساختہ کارسازوں کا نام و نشان تک نہ ملا یہ ایک محض جھوٹ تھا اور خود ساختہ بات تھی کہ وہ کارساز ہیں اور ان کی پکار میں برکت ہے۔ ھلا نصرھم الھتھم التی تقربوا بھا بزعمھم الی اللّٰہ لتشفع لھم حیث قالوا ھؤلاء شفعاؤنا

قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۖ وَاُبَلِّغُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖ
کہا یہ خبر تو اللہ ہی کو ہے اور میں تو پہنچا دیتا ہوں جو کچھ بھیجا میرے ہاتھ

وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا
لیکن میں دیکھتا ہوں تم لوگ نادانی کرتے ہو پھر جب دیکھا اس کو ابر ف۲۱

مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ ۙ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ۭ بَلْ
سامنے آیا ان کے نالوں کے بولے یہ ابر ہے ہم پر برسے گا کوئی نہیں

هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ۭ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۴﴾ تُدَمِّرُ
یہ تو وہ چیز ہے جس کی تم جلدی کرتے تھے ہوا ہے جس میں عذاب ہے دردناک اکھاڑ پھینکے

كُلَّ شَيْءٍۢ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰٓى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ۭ
ہر چیز کو اپنے رب کے حکم سے پھر کل کو رہ گئے کہ کوئی نظر نہیں آتا تھا سوائے ان کے گھر

كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۲۵﴾ وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَآ
یوں ہم سزا دیتے ہیں گنہگار لوگوں کو اور ہم نے مقدور ف۲۲ دیا تھا انکو

اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّاَبْصَارًا وَّ
ان چیزوں کا جنکا تم کو مقدور نہیں دیا اور ہم نے ان کو دیئے تھے کان اور آنکھیں اور

اَفْـِٕدَةً ڮ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَآ اَبْصَارُهُمْ وَ
دل پھر کام نہ آئے ان کے کان ان کے اور نہ آنکھیں ان کی اور

لَآ اَفْـِٕدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ اِذْ كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ
نہ دل ان کے کسی چیز میں اس لئے کہ منکر ہوتے تھے اللہ کی باتوں سے اور

حَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۲۶﴾ ع وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا
الٹ پڑی ان پر جس بات سے کہ وہ ٹھٹھا کرتے تھے ف۱ اور ہم غارت کر چکے ہیں ف۲۳

مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۷﴾
جتنی تمہارے آس پاس ہیں بستیاں اور طرح طرح سے پھیر کر سنائیں ان کو باتیں تاکہ وہ لوٹ آئیں

۱۔ التفات بسوئے اہل مکہ ۲۲۔

۲۔ تخویف دنیوی ۲۷۔

۳ ع ۴

موضح قرآن ف۱ ان کو دل کان اور آنکھ دیئے تھے یعنی دنیا کے کام میں عقلمند تھے وہ عقل نہ آئی جس میں آخرت بھلی ہو۔

عند اللہ) و منعتهم من الهلاك الواقع بهم (قرطبی ج ۱۶ ص ۲۰۹) **ف۲۴** واذ صرفنا۔ یہ چوتھی تفصیلی نقلی دلیل ہے از جنات۔ جنات نے بھی کلام الٰہی سنکر اس کو مان لیا اور اللہ کی توحید پر ایمان لے آئے اور واپس جا کر اپنی قوم کو بھی تبلیغ کرنے لگے اور دلائل عقل د نقل اور وحی سے قوم کے سامنے مسئلہ بیان کرنے لگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوق عکاظ کی طرف جاتے ہوئے راستے میں وادی نخلہ میں فجر کی نماز پڑھا رہے تھے کہ جنوں کی ایک جماعت جو سات یا نو افراد پر مشتمل تھی وہاں سے گذری، جب تلاوت قرآن کی آواز ان کے کانوں میں پڑی تو نہایت خاموشی سے اسے سننے لگے (ابن کثیر) جب تلاوت ختم ہوئی تو ان کے سینے نور ایمان سے روشن ہو چکے تھے اس لئے اب وہ واپس پہنچ کر ازراہ خیر خواہی و ہمدردی اپنی قوم کو بھی اسلام کی دعوت دینے لگے۔

ف۲۵ قالوا یٰقومنا۔ جنات نے اپنی قوم کو ہر قسم کے دلائل سے سمجھانے کی کوشش کی انا سمعنا کتابا یہ دلیل نقلی کی طرف اشارہ ہے اور انزل من بعد موسےٰ یہ دلیل وحی کی طرف اشارہ ہے اور یهدی الی الحق الخ یہ دلیل عقلی کی طرف اشارہ ہے یہ جن حضرت موسےٰ علیہ السلام کی امت میں سے تھے اس لئے انہوں نے ان کا نام لیا۔ (روح) اے ہماری قوم! ہم ایک ایسی عظیم کتاب سن کر آئے ہیں جو موسےٰ علیہ السلام کے بعد نازل ہوئی ہے اور پہلی آسمانی کتابو کی تصدیق کرتی ہے اور عقائد حقہ اور سیدھی راہ کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔ یٰقومنا اجیبوا الاٰیۃ اے ہماری قوم! اللہ کے اس داعی قرآن کو مان لو اور اس پر ایمان لے آؤ اللہ تمہارے گناہ معاف فرما دیگا اور تمہیں دوزخ کے عذاب سے بچا لیگا۔ ومن لا یجب داعی اللہ الاٰیۃ۔ جو شخص اللہ کے داعی کو قبول نہیں کرے گا وہ کھلا گمراہ ہے اور عذاب جہنم کا مستحق ہے، وہ نہ تو کہیں بھاگ کر اللہ کے عذاب سے بچ سکتا ہے اور نہ کوئی اس کا حامی و ناصر اور اسکا کوئی خود ساختہ معبود و کارساز ہی اس کو اللہ کی گرفت سے چھڑا سکتا ہے۔

۱ چوتھی تفصیلی نقلی دلیل ۱۲

۲ دلیل عقلی برائے اثبات قیامت ۱۲

فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا

پھر کیوں نہ مدد پہنچی انکو ان لوگوں کی طرف سے جنکو پکڑا تھا اللہ سے ورے معبود

اٰلِهَةً ؕ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا

بڑے درجہ پانے کو کوئی نہیں گم ہو گئے ان سے اور یہ جھوٹ تھا ان کا اور جو اپنے جی سے

يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ

باندھتے تھے ف۱ اور جس وقت متوجہ کر دیئے ہمنے تیری طرف کتنے اک لوگ جنوں میں سے

يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ

ف۲۴ سننے لگے قرآن پھر جب وہاں پہنچ گئے بولے چپ رہو

فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۲۹﴾ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ

پھر جب ختم ہوا الٹے پھرے اپنی قوم کو ڈر سناتے ہوئے ف۱ بولے اے قوم ہماری

اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا

ہم نے سنی ف۲۵ ایک کتاب جو اتری ہے موسےٰ کے بعد سچا کرنیوالی سب

بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۰﴾

اگلی کتابوں کو سمجھاتی ہے سچا دین اور ایک راہ سیدھی ف۲

يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ

اے قوم ہماری مانو اللہ کے بلانے والے کو اور اس پر یقین لاؤ کہ بخشے تم کو کچھ

ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۱﴾ وَمَنْ لَّا يُجِبْ

تمہارے گناہ اور بچاوے تم کو ایک عذاب دردناک سے اور جو کوئی نہ مانے گا

دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ

اللہ کے بلانے والے کو تو وہ نہ تھکا سکے گا بھاگ کر زمین میں اور کوئی نہیں اس کا

مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ ۭ اُولٰۗئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۲﴾ اَوَلَمْ

اس کے سوائے مددگار وہ لوگ بھٹکتے ہیں صریح ف۳ کیا

موضح قرآن ف۱ حضرت نکلے تھے حج کے دنوں میں شہر سے باہر نماز صبح پڑھنے لگے اپنے یاروں کے ساتھ اس وقت کتنے جن سن گئے اور مسلمان ہوئے پھر اپنی قوم کو جا کر سمجھایا اس بار حضرت سے نہیں ملے پھر بہت لوگ مسلمان ہو کر ایک رات مکہ سے باہر آئے حضرت اکیلے باہر گئے سب نے قرآن سیکھا اور دین قبول کیا۔ سورۂ جن میں ان کی باتیں مفصل ہیں اور جب سے حضرت کو وحی آتی تب سے جنوں پر خبر آسمان کی بند ہوئی ان کو سبب معلوم نہ تھا قرآن جب سنا تو جانا کہ اس کا نزول ہوتا ہے اس سے خبر بند کی ہے۔ ف۲ حضرت سلیمان علیہ السلام کے وقت سے توریت مشہور تھی ف۳ بھاگ کر زمین میں اوپر سے فرشتے مارتے ہیں تو زمین ہی کو بھاگتے ہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید چند کس از جن پیش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آمدند و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درانحالت نماز فجر می گذارد در بطن نخل و قرآن استماع کردند و چون بازگشتند قوم خود ...... انذار نمودند اشارت بایں قصہ است در حق آیات ثابت واللہ اعلم ۱۲

۲۶ اولم یروا۔ الآیۃ۔ یہ قیامت اور بعث بعد الموت پر عقلی دلیل ہے۔ استفہام انکاری ہے کیا وہ اس بات کو نہیں جانتے اور اس میں غور نہیں کرتے جس خدائے ذوالجلال مالک صفاتِ کمال نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور ان کے پیدا کرنے سے تھک ہار کر بیٹھ نہیں گیا اور نہ اسکی قوت و طاقت میں اس سے کوئی ضعف ہی پیدا ہوا ہے فان قدرتہ ذاتیۃ لاینقص ولاینقطع بالایجاد ابد الآبدین (مظہری ج ۸ ص ۴۱۶) کیا وہ مردوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر قادر نہیں؟ بلیٰ کیوں نہیں، نہ صرف مُردوں کو زندہ کرنے پر بلکہ وہ تو ایسی قدرت کاملہ کا مالک ہے کہ ہر چیز پر قادر ہے اور کوئی چیز اسکی قدرت سے باہر نہیں **۲۷** ویوم یعرض یہ تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن جب کافروں کو دوزخ میں داخل کیا جائیگا تو ان سے کہا جائیگا کہ دنیا میں تم اس عذاب کا انکار کیا کرتے تھے اور وعدۂ عذاب کا مذاق اڑایا کرتے تھے اب بتاؤ کیا یہ عذاب برحق نہیں ہے اور وہ وعدۂ عذاب سچا نہیں تھا؟ قالوا بلیٰ وربنا اس کے جواب میں کافر کہیں گے کہ کیوں نہیں، ہمارے پروردگار کی قسم وہ سراپا حق ہے۔ پھر آواز آئیگی اچھا اب اپنے کفر و انکار کا مزہ چکھو **۲۸** فاصبر۔ الآیۃ۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیہ ہے۔ اولوا العزم انبیاء سے حضرات نوح، ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام مراد ہیں (ابن کثیر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین کی مسلسل مخالفت اور ان کے معاندانہ رویہ سے سخت آزردہ خاطر تھے اور آپ کے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ ان پر عذاب نازل ہو تو آپ کو تسلی دی گئی کہ آپ حوصلہ کریں اور اولوا العزم پیغمبروں کی طرح صبر و تحمل سے کام لیں اور ان معاندین کے لئے فوری عذاب کی دعا نہ فرمائیں۔ ان پر عذاب ضرور آئیگا لیکن اپنے وقت پر آئیگا۔ ای لا تدع علی کفار قریش بنزول العذاب علیہم فانا بہم فی وقتہ لامحالۃ۔ کانہ ضجر وضاق قلبہ بکثرۃ مخالفات قومہ فاحب ان ینزل العذاب بمن ابی منہم فامر بالصبر وترک الاستعجال (مظہری ج ۸ ص ۴۱۸) **۲۹** کانہم یوم یرونہا۔ یہ معاندین دنیا میں بھی عذاب کا مزہ چکھیں گے اور قیامت بھی تو کوئی دور نہیں جب وہ سخت ترین عذاب میں مبتلا کئے جائینگے جب وہ قیامت کے ہولناک عذاب میں مبتلا ہونگے تو انھیں دنیا کا آرام و سکون بھول جائیگا اور انہیں دنیا کی زندگی محض یکروزہ معلوم ہوگی اور انہیں ایسا محسوس ہوگا کہ دنیا میں وہ صرف ایک گھڑی سے زیادہ نہیں ٹھہرے۔ بلغ۔ ای ہذا بلغ یہ تمام حوامیم کی طرف اشارہ ہے یعنی یہ مضامین جو تمہیں سنائے گئے ہیں یہ کافی دعوت و تبلیغ ہے اور ان سے اتمام حجت ہوچکی ہے اب اسکے بعد نہ ماننے والے فساق و فجار اور خدا کے باغیوں کیلئے دنیا میں تباہی کے سوا کچھ نہیں۔

۱ تخویف اخروی ۱۲

۲ تسلیہ برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

۳ اتمام حجت ۱۲

يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ

نہیں دیکھتے ۲۶ کہ وہ اللہ جس نے بنائے آسمان اور زمین اور نہ

يَعْیَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْیِۦَ الْمَوْتٰى ؕ بَلٰٓى اِنَّهٗ

تھکا ان کے بنانے میں وہ قدرت رکھتا ہے کہ زندہ کرے مردوں کو کیوں نہیں وہ

عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۳﴾ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

ہر چیز کر سکتا ہے اور جس دن سامنے لائیں ۲۷ منکروں کو

عَلَى النَّارِ ؕ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ؕ قَالَ

آگ کے کیا یہ ٹھیک نہیں کہیں گے کیوں نہیں قسم ہے ہمارے رب کی کہا

فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۴﴾ فَاصْبِرْ

تو چکھو عذاب بدلہ اسکا جو تم منکر ہوتے تھے سو تو ٹھہرا رہ

كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ؕ

جیسے ٹھہرے رہے ہیں ہمت والے ۲۸ رسول اور جلدی نہ کر ان کے معاملہ

كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ ۙ لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا

میں یہ لوگ ۲۹ جس دن دیکھ لیں گے اس چیز کو جس کا ان سے وعدہ ہے جیسے ڈھیل نہ پائی تھی مگر

سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ؕ بَلٰغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ

ایک گھڑی ف۱ دن کی یہ پہنچا دینا ہے اب وہی غارت ہوں گے جو لوگ

الْفٰسِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ ع

نافرمان ہیں ف۱

سُوْرَةُ مُحَمَّدٍ مَّدَنِيَّةٌ وَّهِىَ ثَمَانٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ محمد ۱ مدینہ میں نازل ہوئی اور اسمیں اڑتیس آیتیں ہیں اور چار رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

ع ۴

الربع

موضح قرآن ف۱ ڈھیل نہ پائی تھی دنیا میں یعنی اب تو دیر سمجھتے ہیں کہ عذاب جلد کیوں نہیں آتا اس دن جانیں گے کہ بہت شتاب آیا دنیا میں ہم ایک ہی گھڑی رہے یا عالم قبر کا رہنا ایک گھڑی معلوم ہوگا یہ دستور ہے کہ گذری مدت تھوڑی معلوم ہوتی ہے۔ **فتح الرحمن** ف۱ یعنی در دنیا ۱۲۔

سورۂ احقاف میں آیاتِ توحید

۱۔ قل ارأیتم ما تدعون من دون اللہ۔ تا۔ وہم عن دعائہم غفلون ۵ (ع ۱) **نفی شرک اعتقادی۔**

۲۔ قل ماکنت بدعا من الرسل۔ الآیۃ۔ **نفی علم غیب از نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم**

۳۔ الا تعبدوا الا اللہ۔ (ع ۳) **نفی شرک فی العبادۃ۔** ۴۔ فلولا نصرہم الذین اتخذوا من دون اللہ۔ الآیۃ (ع ۴) **نفی شرک فی التصرف۔**

۱ سورۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ربط سورۃ احقاف میں واضح کردیا گیا کہ مشرکین جن مزعومہ شفعاء کو پکارتے ہیں، وہ کسی چیز کے مالک نہیں نہ متصرف و مختار ہیں، نہ انکی دعاء پکار ہی سنتے ہیں۔ اب سورۃ محمد ص میں فرمایا مرد بنو اور مسئلہ توحید کی خاطر جہاد کرو۔

خلاصہ مسئلہ توحید کا مفصل اور واضح بیان سورۃ احقاف تک ہوچکا ہے اب اگلی سورتوں میں زیادہ تر قیامت کا بیان ہوگا اور مسئلہ توحید چونکہ مقصود اصلی ہے، اس لئے تھوڑا تھوڑا ذکر اس کا بھی آتا رہیگا اور جہاد کا ذکر بھی ہوگا۔ اس لئے اگر سورۃ محمدؐ سے آخر تک کو قرآن مجید کا پانچواں حصّہ قرار دے دیا جائے تو یہ بھی درست ہے۔

سورہ محمد، فتح اور حجرات تینوں باہم مرتبط ہیں گویا تینوں میں ایک ہی مضمون مذکور ہے۔ اگلی سورتوں میں بھی ایسا ہوگا کہ ایک مضمون متعدد سورتوں میں بیان کیا جائے گا۔ سورۃ محمدؐ میں قتال کا حکم ہے کہ مرد بنو اور جہاد کرو اور سورۃ فتح میں فتوحات کا وعدہ ہے اور سورۃ حجرات میں نظم ونسق کے قواعد وضوابط اور اصول وآداب ذکر کئے گئے ہیں یعنی اگر جہاد کروگے تو اللہ تمہیں فتوحات عطا فرمائے گا اور جب فتوحات ہوجائیں تو ان قواعد وضوابط کے مطابق نظم ونسق چلاؤ۔ سورہ محمدؐ کے مضمون کے اعتبار سے دو حصّے ہیں۔ پہلا حصّہ ابتداء سے لے کر واللہ یعلم متقلبکم ومثوٰکم (ع ۲) تک ہے اور دوسرا حصّہ ویقول الذین اٰمنوا (۳۶) سے لیکر آخر سورت تک ہے۔

پہلے حصّے میں مومنین اور مشرکین کی صفات کا مقابلہ اور دونوں کی جزاء مذکور ہے نیز حکم جہاد و ترغیب الی الجہاد کی علتیں اور وہ مقصد یعنی مسئلہ توحید جس کی خاطر جہاد فرض ہے۔

دوسرے حصّے میں منافقین پر زجریں ہوں گی جو نہ جہاد میں شریک ہونا چاہتے تھے اور نہ جہاد میں مال ہی خرچ کرنا چاہتے تھے۔ اور آخر میں احوال مشرکین کا بیان۔

حصّہ اوّل تقابل احوال مومنین وکفار وحکم قتال

۲ الذین کفروا۔ الاٰیۃ۔ بیان حال مشرکین۔ صدّوا لازم ومتعدی دونوں طرح مستعمل ہے۔ خود اللہ کی راہ سے رک گئے اور اس پر نہ چلے یا دوسروں کو اللہ کی راہ پر چلنے سے روک دیا۔ اللہ کی راہ سے مراد اسلام ہے۔ ای اعرضوا عن الاسلام وسلوک طریقۃ او منعوا غیرھم عن ذلک علی ان صدّ لازم او متعد (روح ج ۲۶ ص ۳۶) جن لوگوں نے توحید کا انکار کیا، قبول اسلام سے اعراض کیا یا اوروں کو توحید اور اسلام سے روکا ان کے اعمال رائیگاں ہیں۔ ان سے مراد اہل مکہ ہیں قال ابن عباس ومجاھد: ھم اھل مکۃ کفروا بتوحید اللہ، وصدوا انفسھم والمؤمنین عن دین اللہ وھو الاسلام بنھیھم عن الدخول فیہ (قرطبی ج ۱۶ ص ۲۲۳) حاصل یہ ہے کہ مشرکین کی نیکیاں حق سے اعراض اور شرک کی وجہ سے برباد ہیں اور مومنوں کی برائیاں ایمان اور اعمال صالحہ کی برکت سے معاف ہوں گی۔

۳ والذین اٰمنوا الاٰیۃ۔ مقابلے میں مومنین کے حال کا ذکر اور بشارت ہے۔ اور جو لوگ اللہ کی وحدانیت پر ایمان لائے اور نیک کام کئے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کچھ بھی نازل کیا گیا ہے (قرآن اور تمام دیگر احکام) سب پر ایمان لائے، ہر بات پر آپکی تصدیق کی اور کسی چیز میں آپ کی مخالفت نہ کی۔ آپ پر جو کچھ بھی نازل کیا گیا ہے وہ سراپا حق ہے اور اللہ کی طرف سے ہے۔ ایسے لوگوں کے اللہ تعالیٰ گناہ معاف فرمائیگا اور دنیا و آخرت میں ان کے احوال ومعاملات درست کرے گا۔

۴ ذلک بان۔ الاٰیۃ۔ یہ بطریق لف ونشر مرتب ماقبل کی علت ہے۔ باء سببیہ ہے اور اس کا متعلق محذوف ہے یعنی مشرکین کی نیکیوں کا ضائع ہونا اس لئے ہے کہ انہوں نے حق سے اعراض کرکے باطل کا اتباع کیا اور مومنوں کے گناہوں کا معاف ہونا اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے باطل سے منہ موڑ کر حق کو قبول کیا اور اسکی پیروی کی۔ ای ذلک کائن بسبب اتباع الاولین الباطل، واتباع الاٰخرین الحق (روح ج ۲۶ ص ۳۸) یا بأکنستیقنوا سے متعلق ہے۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ یعنی تمہیں یقین ہوجائے کہ مختلف جزاء اس لئے دی جائے گی کہ کفار نے باطل کی پیروی کی اور مومنوں نے حق کا اتباع کیا۔ اس لئے کفار کے اعمال برباد اور مومنوں کے گناہ معاف ہوں گے اس طرح اللہ تعالیٰ لوگوں کو سمجھانے کے لئے فریقین (مومنین وکفار) کے احوال بیان فرماتا ہے۔

۵ فاذا لقیتم۔ الاٰیۃ۔ بیان احوال فریقین کے بعد جہاد کا حکم دیا گیا۔ فضرب یہ اصل میں فعل محذوف کا مفعول مطلق ہے جسے حذف فعل کے بعد اس کے مفعول بہ کی طرف مضاف کردیا گیا ہے۔ ای فاضربوا الرقاب ضربا (مدارک ج ۴ ص ۱۱۳) اور ضرب رقاب (گردنیں مارنا) قتل سے کنایہ ہے (بحر) اے ایمان والو! مذکورہ بیان سے جب تمہیں معلوم ہوگیا کہ مشرکین توحید کے دشمن اور شرک و باطل کے پجاری ہیں اور دوسروں کو بھی اسلام و توحید سے روکتے

ہیں تو دنیا میں ان سے وہی معاملہ کرو جس کے وہ مستحق ہیں۔ جب میدان جنگ میں ان سے آمنا سامنا ہو جائے تو انھیں ہرگز معاف نہ کرو، جہاد میں کمزوری نہ دکھاؤ، ہمت نہ ہارو بلکہ مرد بنو اور میدان جہاد میں مشرکین کی کثیر تعداد کو تہ تیغ کر چکو تو جو باقی بچیں ان کو قید کر لو اور مضبوطی سے انھیں باندھ لو اس کے بعد تمہیں اختیار ہے کہ چاہو تو ان پر احسان کر کے بلا فدیہ انہیں آزاد کر دو یا ان سے فدیہ لے کر انھیں چھوڑ دو۔ یہ احکام جہاد اس وقت تک نافذ رہیں گے جب تک کہ مشرکین مغلوب ومقہور ہو کر ہتھیار نہ ڈالدیں۔ اور کفر کی قوت وشوکت ختم نہ ہو جائے۔ منًّا اور فدآء دونوں مفعول مطلق ہیں اور ان کے افعال مقدر ہیں۔ ای فاما تمنون منا واما تفدون ف۱ (روح ج ۲۶ ص ۳۹) تضع الحرب۔ الحرب سے اہل الحرب مراد ہیں۔ یعنی لڑنے والے کفار ومشرکین ہتھیار ڈالدیں اور ضعیف ومغلوب ہو کر جنگ کرنے سے باز رہیں۔ ذٰلک۔ ای الامر ذٰلک الذی ذکرت وبینت (قرطبی ج ۱۶ ص ۲۲۹) یعنی حکم وہی ہے جو پہلے بیان ہو چکا ہے اگر اللہ چاہتا تو ویسے ہی کسی آفت ناگہانی سے ان کو ہلاک کر کے ان سے انتقام لے لیتا، لیکن جہاد کا حکم دے کر وہ تمہیں آزمانا چاہتا ہے کہ کون جہاد میں شریک ہوتا ہے اور کون اس سے جی چراتا ہے۔ نیز جہاد کرنیوالوں کو وہ دنیا وآخرت میں اجر وثواب دینا چاہتا ہے۔ والذین قتلوا الخ یہ ترغیب الی الجہاد کی پہلی علت ہے اور شہداء کے لئے بشارت دنیویہ ہے۔ جو لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہو جائینگے ان کے اعمال ضائع نہیں ہوں گے اللہ تعالیٰ انہیں ہر نیک عمل کی احسن جزا عطا فرمائے گا ف۲ سیھدیھم۔ شہداء کے لئے بشارت اخرویہ ۱۲۔ اللہ کی راہ میں شہید ہونے والوں کو وہ جنت کی راہ دکھائیگا بقرینہ ویدخلھم الجنۃ الخ کیونکہ شہید ہو جانے کے بعد ہدایت کا معروف معنی تو مراد ہو ہی نہیں سکتا۔ یا مطلب یہ ہے کہ منکر ونکیر کے سوال کے وقت درست جواب تلقین فرمائے گا اور ان کو جنت میں داخل کریگا جہاں ہر ایک کو اپنا اپنا مقام معلوم ہوگا۔ ہر آدمی کسی سے پوچھے بغیر ہی اپنی منزل میں چلا جائے گا گویا وہ اپنے اس گھر کو پہلے ہی سے جانتا ہے۔ (سیھدیھم) الی طریق الجنۃ او الی الصواب فی جواب منکر ونکیر (ویصلح بالھم) یرضی خصماءھم ویقبل اعمالھم (مدارک ج ۴ ص ۱۱۴)

اَلَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ (۱)

جو لوگ کہ منکر ہوئے ف۱ اور روکا اوروں کو اللہ کی راہ سے کھو دیئے اللہ نے انکے کام

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی

اور جو ف۲ یقین لائے اور کئے بھلے کام اور مانا اسکو جو اترا

مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَ

محمد پر اور وہی ہے سچا دین ان کے رب کی طرف سے اُن پر سے اتاریں ان کی برائیاں اور

اَصْلَحَ بَالَهُمْ (۲) ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ

سنوارا ان کا حال ف۱ یہ اس لئے کہ جو ف۳ منکر ہیں وہ چلے جھوٹی بات پر

وَاَنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ كَذٰلِكَ

اور جو یقین لائے انہوں نے مانی سچی بات اپنے رب کی طرف سے یوں

یَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ (۳) فَاِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ

بتلاتا ہے اللہ لوگوں کو ان کے احوال سو جب تم سامنے ہو منکروں

كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ؕ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا

کے ف۴ تو مارو گردنیں یہاں تک کہ جب خوب قتل کر چکو ان کو تو مضبوط

الْوَثَاقَ ۙ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً حَتّٰی تَضَعَ الْحَرْبُ

باندھ لو قید پھر یا احسان کیجیو یا معاوضہ لیجیو جب تک کہ رکھ دے لڑائی

اَوْزَارَهَا ۛ ۚ ذٰلِكَ ؕ وَلَوْ یَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ

اپنے ہتھیار ف۱ یہ سُن چکے اور اگر چاہے اللہ تو بدلا لے ان سے پر

لِّیَبْلُوَا بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ؕ وَالَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ

جانچنا چاہتا ہے تمہارے ایک سے دوسرے کو اور جو لوگ مارے گئے اللہ کی راہ میں

فَلَنْ یُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ (۴) سَیَهْدِیْهِمْ وَیُصْلِحُ بَالَهُمْ (۵)

تو نہ ضائع کریگا وہ ان کے کئے کام ان کو راہ دیگا اور ف۵ سنواریگا انکا حال

ؔقف مستحب لقولہ ذٰلک وولٰکن حسن
مع اتصالہ بما قبلہ وترتبہ علی ذلک ۱۲

ر۱ بیان احوال کفار ۱۲

ر۲ ذکر احوال مومنین ۱۲

ر۳ علت تقابل بطریق لف ونشر مرتب ۱۲

ر۴ امر بالجہاد ۱۲

ر۵ ترغیب الی الجہاد کی پہلی علت وبشارت دنیوی ۱۲

ر۶ بشارت اخرویہ برائے شہداء فی سبیل اللہ ۱۲

موضح قرآن ف۱ پہلے زمانے میں سب خلق کو تکلیف نہ تھی۔ ایک شرع کی۔ اس وقت سب جہان کو ایک حکم ہے اب سچا دین یہی ہے اور کام بھلے بُرے مسلمان بھی کرتے ہیں اور کافر بھی لیکن سچا دین ماننے سے یہ قبولیت ہے کہ نیکی ثابت اور برائی معاف اور نہ ماننے کی یہ سزا ہے کہ نیکی برباد اور گناہ لازم۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی جنگ موقوف شود واحتیاج بسلاح نماند ۱۲۔

۷ یٰایھا الذین۔ الآیۃ۔ بیان حال مومنین دشمن کے مقابلے میں ایمان والوں کی فتح وظفر کا راز بیان فرمایا۔ اللہ کی مدد کرنے سے مجازاً اللہ کے دین اور کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنا مراد ہے۔ (روح) اے ایمان والو! اگر تم مال وجان سے اللہ کے دین اور اللہ کے رسول کی مدد کرو گے، اور محض رضائے الٰہی اور اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر جہاد کرو گے، تو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا دشمن کے مقابلے میں تمہیں ثبات واستقلال عطا فرمائیگا اور فتح وظفر سے تمہیں ہمکنار فرمائے گا۔ ۸ والذین کفروا۔ الآیۃ۔ بیان حال کفار۔ مومنین کے مقابلے میں کفار کے لئے دنیا میں قتل وہلاکت اور آخرت میں رسوا کن عذاب ہے اور ان کے اعمال بیکار و رائیگاں ہیں۔ ذٰلک بانھم الخ یہ مشرکین کے انجام کا سبب ہے۔ ان کا یہ انجام اس وجہ سے ہوا کہ انہوں نے توحید اور دیگر احکام پر مشتمل اللہ کی کتاب کو نفرت وکراہیت کی نگاہوں سے دیکھا اس لئے ان کے تمام اعمال ضائع کردیئے اگر ان کے اعمال کے ساتھ ایمان کی دولت بھی ہوتی، تو ان پر اجر وثواب ملتا۔ ما انزل اللہ من القران لما فیہ من التوحید وسائر الاحکام المخالفۃ لما الفوہ واشتھتہ انفسھم الامارۃ (روح ج ۲۶ ص ۴۵) ۹ افلم یسیروا۔ الآیۃ۔ احوال مشرکین وتخویف دنیوی ہے۔ یہ سرکش لوگ اپنے گھروں میں بیٹھے رہتے ہیں کیا وہ زمین میں چلے پھرے نہیں تاکہ اپنے سے پہلے سرکش لوگوں کا انجام اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے۔ اللہ نے ان کو اور ان کے اہل وعیال اور اموال کو تباہ کردیا۔ ان سرکشوں کے لئے ایسے انجام بد کی بہت سی مثالیں ہیں۔ گذشتہ اقوام متمردہ کی ہلاکت وتباہی میں ان کے لئے بیشمار عبرتیں ہیں۔ ذٰلک۔ معاملہ اسی طرح ہے۔ بان اللہ الخ یہ لیستیقنوا کے متعلق ہے اور ترغیب الی الجہاد کی دوسری علت ہے یعنی اللہ تعالیٰ مومنوں کا مددگار ہے اور کافروں کا کوئی یار ومددگار نہیں ۱۱ ان اللہ۔ بشارت اخرویہ و بیان احوال مومنین۔ جو مومنین زیور عمل صالح سے آراستہ ہوں گے ان کو اللہ تعالیٰ جنت کے ایسے باغوں میں داخل فرمائے گا جن میں نہریں جاری ہونگی والذین کفروا۔ تخویف اخروی مع بیان احوال مشرکین۔ کفار آخرت سے ایسے غافل ہیں کہ ہر وقت دنیوی منافع حاصل کرنے اور عیش اڑانے میں مشغول ہیں اور چوپایوں کی طرح فکر آخرت اور انجام عاقبت سے بے خبر ہو کر کھانے پینے میں منہمک رہتے ہیں۔ ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔ وکاین من قریۃ۔ الآیۃ۔ یہ مشرکین کیلئے تخویف دنیوی ہے اور ضمناً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے قریۃ سے مجازاً اہل قریہ مراد ہیں۔ بہت سی بستیاں جن میں سے ہر بستی والے آپ کی اس بستی (مکہ) والوں سے زیادہ طاقت ور تھے۔ جنہوں نے آپ کو اس بستی سے نکالا

۷ بیان مومنین ۱۲

۸ بیان حال کفار و تخویف اخروی ۱۲

۹ تخویف دنیوی ۱۲

۱۰ ترغیب الی الجہاد کی دوسری علت ۱۲

۱۱ بشارت اخرویہ و بیان احوال مومنین ۱۲

۱۲ تخویف اخروی ۱۲

۱۳ تخویف دنیوی ۱۲

وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ⑥ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

اور داخل کرے گا ان کو بہشت میں جو معلوم کرادی ہے انکو ف اے ایمان والو ف

اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ⑦ وَالَّذِيْنَ

اگر تم مدد کرو گے اللہ کی تو وہ تمہاری مدد کریگا اور جمائے گا تمہارے پاؤں اور جو لوگ کہ

كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ⑧ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

منکر ہوئے سو وہ گرے منہ کے بل اور کھوئے ان کے کئے کام ف یہ اس لئے کہ ان کو

كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ⑨ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا

پسند نہ ہوا جو اتارا اللہ نے پھر اکارت کردیئے ان کے کئے کام کیا وہ پھرے نہیں

فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ

ف ملک میں کہ دیکھیں کیسا ہوا انجام ان کا جو

قَبْلِهِمْ ؕ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۫ وَلِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا ⑩ ذٰلِكَ

ان سے پہلے تھے ہلاکی ڈالی اللہ نے ان پر اور منکروں کو ملتی رہتی ہیں ایسی چیزیں یہ اس لئے

بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى

کہ اللہ رفیق ہے انکا جو یقین لائے اور یہ کہ جو منکر ہیں ان کا رفیق

لَهُمْ ⑪ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ع ۱ ۱۱ ۵

نہیں کوئی مقرر اللہ داخل کریگا ان کو جو یقین لائے اور کئے بھلے کام

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں اور جو لوگ منکر ہیں

يَتَمَتَّعُوْنَ وَيَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ

برت رہے ہیں اور کھاتے ہیں جیسے کہ کھائیں چوپائے اور آگ ہے

مَثْوًى لَّهُمْ ⑫ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً

گھر ان کا ف۳ اور کتنی تھیں بستیاں جو زیادہ تھیں زور میں

موضح قرآن ف جب تک کافر کا زور نہیں ٹوٹا تب تک قتل ہی چاہیئے اور جب زور ٹوٹ چکا تب قید بھی کفایت ہے تا ڈر کر مسلمان ہوں یا احسان کرکر چھوڑ دیجئے تو ہمیشہ احسان مانیں اور دین کی محبت آوے یا اپنے چھڑوائی لیکر چھوڑ دیجئے۔ تو دو فائدے اب اختلاف ہے کہ کافر قید میں آوے تو اسکو پھر اپنے گھر جانے دیجئے یا نہیں۔ اگر چھوڑ دیجئے تو اس طرح کہ رعیت ہو کر رہے ف۲ اللہ چاہے تو ابھی کافروں کو مسلمان کر ڈالے۔ پر یہ بھی منظور نہیں جانچنا منظور ہے سو بندے کی طرف سے کمر باندھنی اور اللہ کی طرف سے کام بنانا ف۳ جانور کا سا کھایا یعنی حرص سے اور مسلمان کھاویں دفع حاجت کو۔

ہم نے ان کو ہلاک کردیا مگر ان کا کوئی یار و مددگار ان کی مدد کو نہ آیا۔ آپ گھبرائیں نہیں آخر کار ان سرکشوں کی بھی جڑ کاٹ دی جائیگی اور انجام کار غلبہ آپ ہی کو نصیب ہوگا ؎۱۱ افمن کان۔ بیان حال اہل ایمان و اہل طغیان۔ وہ مؤمن جس کے پاس اس کے پروردگار کی طرف سے ایک واضح بیان (قرآن) موجود ہے اور وہ اسکی روشنی میں چلتا اور اس کے مطابق عمل کرتا ہے کیا وہ اس مشرک کے برابر ہوسکتا ہے جو کفر و شرک کو اچھا اور نیک کام سمجھتا ہو اور خواہشات نفسانیہ کی پیروی کرتا ہو توحید اور حق کو جھٹلاتا ہو۔ استفہام انکاری ہے یعنی یہ دونوں برابر نہیں ہوسکتے ؎۱۲ مثل الجنۃ بشارت اخرویہ اور نعیم جنت کی

مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْٓ اَخْرَجَتْكَ ۚ اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ

اس تیری بستی سے جس نے تجھ کو نکالا ہم نے ان کو غارت کردیا پھر کوئی نہیں انکا

لَهُمْ ⑬ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰي بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ كَمَنْ زُيِّنَ

مددگار بھلا ایک جو چلتا ہے واضح راستہ پر ؎۱ اپنے رب کے برابر ہے اسکے جسکو بھلا دکھلایا

لَهٗ سُوْۗءُ عَمَلِهٖ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَاۗءَهُمْ ⑭ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ

اسکا برا کام اور چلتے ہیں اپنی خواہشوں پر احوال اس بہشت کا جس کا

وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۭ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّاۗءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَاَنْهٰرٌ

وعدہ ؎۲ ہوا ہے ڈرنے والوں سے اُسمیں نہریں ہیں پانی کی جو بُو نہیں کر گیا اور نہریں ہیں

مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ

دودھ کی جس کا مزہ نہیں پھرا اور نہریں ہیں شراب کی جس میں مزہ ہے

لِّلشّٰرِبِيْنَ ڬ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۭ وَلَهُمْ فِيْهَا

پینے والوں کے واسطے اور نہریں ہیں شہد کی جھاگ اتارا ہوا ؎ اور اُن کیلئے وہاں

مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ۭ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ

سب طرح کے میوے ہیں اور معافی ہے ان کے رب سے یہ برابر ہے اسکے جو سدا رہے

فِي النَّارِ وَسُقُوْا مَاۗءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَاۗءَهُمْ ⑮ وَ

آگ میں اور پلایا جائے انکو کھولتا پانی تو کاٹ نکالے اُن کی آنتیں ۱ ف اور

مِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ حَتّٰٓي اِذَا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ

بعضے انمیں ؎۱۳ وہ ہیں کہ کان رکھتے ہیں تیری طرف یہاں تک کہ جب نکلیں تیرے پاس سے

قَالُوْا لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا ۣ اُولٰۗىِٕكَ

کہتے ہیں انکو جن کو علم ملا ہے کیا کہا تھا اِس شخص نے ابھی یہ وہی ہیں

الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَاۗءَهُمْ ⑯

جن کے دلوں پر مہر لگادی ہے اللہ نے اور چلتے ہیں اپنی خواہشوں پر ف۲

؎۱ بیان حال اہل ایمان و اہل طغیان ۱۲۔

؎۲ بشارت اخرویہ ۱۲

؎۳ تخویف اخروی ۱۲

؎۴ زجر و بیان حال منافقین ۱۲۔

صفت کا بیان ہے۔ متقی اور پرہیزگار لوگوں کیلئے جس جنت کا وعدہ کیا گیا ہے اسکی صفت اور اسکی نعمتوں کا حال یہ ہے کہ اس میں بہنے والی پانی کی نہروں کا پانی ہمیشہ خوش رنگ اور خوش ذائقہ رہے گا اور اس کے رنگ و بو میں کبھی تبدیلی نہیں آئیگی۔ اسی طرح ایسے دودھ کی نہریں جاری ہونگی جس کا مزہ کبھی نہیں بگڑے گا۔ حالانکہ دنیا کا دودھ تھوڑی دیر میں متغیر ہوجاتا ہے۔ جنت میں شراب کی بھی نہریں جاری ہوں گی لیکن دنیوی شرابوں کے برعکس جنت کی شراب نہایت لذیذ اور پرلطف ہوگی، بدبُو، بدمزگی اور نشہ سے پاک ہوگی اور صاف شفاف شہد کی نہریں ہونگی جو ہر قسم کے فضلات اور کثافت سے پاک صاف ہوگا۔ مشروبات کے علاوہ کھانے کیلئے ہر قسم کے پھل اور میوے ہونگے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ان کے گناہوں پر پردہ ڈالدیا جائیگا ان پر نہ مؤاخذہ ہوگا اور نہ کبھی ان سے ان کا ذکر ہی کیا جائیگا تاکہ وہ شرمسار نہ ہوں اور ان کے عیش و سکون میں فرق نہ آئے۔ کمن ھو خالد الخ بیحال کفار و تخویف اخروی۔ ایک وہ شخص ہے جسے جنت میں مذکورہ بالا نعمتیں نصیب ہونگی کیا ایسا سعادتمند انسان اس شخص کے برابر ہوسکتا ہے جو ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اور جسے وہاں پینے کے لئے سخت ترین گرم پانی دیا جائیگا جو پیتے ہی اسکی انتڑیاں ٹکڑے ٹکڑے کردے گا؟ ؎۱۳ ومنھم الآیۃ زجر و بیان حال منافقین۔ منافقین بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے اور عدم توجہ اور بے اعتنائی سے آپ کی باتیں سنتے اور جب آپ کی مجلس سے اٹھ کر آتے تو اہل علم صحابہ رضی اللہ عنہم سے بطور استہزاء و تمسخر سوال کرتے کہ ابھی ابھی آپ نے کیا فرمایا ہے؟ میں اچھی طرح سُن نہیں سکا۔ علی جھۃ الاستھزاء، ای انا لم التفت الی قولہ (قرطبی ج ۱۶ ص ۲۳۸) فرمایا اصل بات یہ ہے کہ ہم نے ان کے تعنت و عناد کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر جباریت لگادی ہے اور ان کو توفیق ہدایت سے محروم کردیا ہے، اس لئے وہ آپؐ کے کلام ہدایت التیام کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے اور خواہشات نفسانیہ کے

موضح قرآن ف۱ وہاں کا شراب با مزہ ہے جیسا یہاں بے مزہ بہشت میں ہر کسی کے گھر میں چار نہریں مقرر ہیں اور بعضوں کے زیادہ۔ ف۲ یعنے کند ذہن جن کو سمجھ نہ یاد۔

فتح الرحمن ف۱ مترجم گوید از ینجا تا آخر سورہ در باب تہدید مردم ضعیف الایمان نازل شد ۱۲۔

بیدار کار بن چکے ہیں، اس لئے ہر بری بات اور ہر برے کام کی طرف فوراً متوجہ ہو جاتے ہیں ۱۴ والذین اھتدوا۔ بیان حال مؤمنین۔ اور جو لوگ ہدایت قبول کر چکے ہیں جب وہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے کلام الٰہی اور آپ کا وعظ و نصیحت سنتے ہیں تو ان کی بصیرت اور ان کے علم و یقین کو تقویت ملتی ہے اور انھیں اللہ سے ڈرنے اور اس کے احکام پر عمل کرنے کی توفیق عطاء ہوتی ہے زادھم ھدی ای بصیرۃ وعلما (مدارک ج ۴ ص ۱۱۶) ۱۵ فھل ینظرون۔ تخویف دنیوی۔ جو امور عبرت و نصیحت حاصل کرنے کا موجب تھے وہ تو سب سامنے آچکے مثلاً قرآن، معجزات وغیرہ، لیکن ان منافقین اور مشرکین نے عبرت حاصل نہیں کی اور ہدایت کو قبول نہیں کیا اب صرف ایک چیز باقی رہ گئی ہے کہ اچانک قیامت آ جائے مگر علامات تو قیامت کی بھی ظاہر ہو چکی ہیں مثلاً بعثت حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم و علیہم اجمعین اور شق قمر، لیکن اس کے باوجود وہ ایمان نہیں لائے، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ضد و حسد اور بغض و عناد کی وجہ سے ایمان نہ لانے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ قال المفسرون من اشراط الساعۃ انشقاق القمر وبعثۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (خازن ج ۶ ص ۱۷۹، ابن کثیر ج ۴ ص ۱۷۷) انّٰی لھم خبر مقدم ہے اور ذکراھم مبتدا موخر اور اذا جاءتھم جملہ معترضہ ہے (روح) یعنی جب قیامت آپہنچے گی تو پھر وہ کس طرح عبرت حاصل کریں گے اس وقت تو اس کا کوئی فائدہ نہ ہوگا ۱۶ فاعلم انہ۔ بنیادی دعویٰ اور مسئلہ توحید کا ذکر ہے جس کی خاطر جہاد فرض ہے یعنی اس بات کا دل سے یقین کر اور اس یقین پر قائم رہ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود اور الٰہ نہیں۔ اس کے سوا کوئی مالک و مختار، عالم الغیب اور دعا پکار کے لائق نہیں۔ واستغفر لذنبک۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ معصوم ہیں اس لئے استغفار سے یہاں گناہوں سے معافی مانگنا مراد نہیں بلکہ اس سے تواضع، کسر نفس کا اظہار اور قصور کا اعتراف مراد ہے الاستغفار کنایۃ عن عما یلزمہ من التواضع و ھضم النفس والاعتراف بالتقصیر لانہ صلی اللہ علیہ وسلم معصوم او مغفور (روح ج ۲۶ ص ۵۵) یہی وجہ ہے کہ آپ روزانہ سو بار استغفار کرتے تھے۔ جیسا کہ صحاح ستہ میں موجود ہے وانی لاستغفر اللہ کل یوم مائۃ مرۃ۔ (نسائی، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ) یا اس سے زلات (معمولی لغزشیں) اور امور

۱؎ بیان حال مؤمنین ۱۲

۲؎ تخویف دنیوی ۱۲

۳؎ بنیادی دعوی یعنی مسئلہ توحید کا ذکر ۱۲۔

۴؎ سورت کا دوسرا حصہ۔ بیان احوال منافقین ۱۲۔

۵؎ خطاب بہ منافقین ۱۲

وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰىهُمْ تَقْوٰىهُمْ ⑰

اور جو لوگ راہ پر آئے ہیں انکو اور بڑھ گئی اس سے سوجھ اور انکو اس سے ملا بچ کر چلنا ف

فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً ۚ فَقَدْ

اب یہی انتظار کرتے ہیں قیامت کا کہ آکھڑی ہو ان پر اچانک سو

جَآءَ اَشْرَاطُهَا ۚ فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ ⑱

آچکی ہیں اس کی نشانیاں پھر کہاں نصیب ہوگا انکو جب وہ آپہنچے ان پر سمجھ پکڑنا ف۲

فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَ

سو تو جان لے کہ کسی کی بندگی نہیں سوائے اللہ کے اور معافی مانگ اپنے گناہوں کے واسطے

لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَ

اور ایماندار مردوں اور عورتوں کے لئے اور اللہ کو معلوم ہے بازگشت تمہاری اور

مَثْوٰىكُمْ ⑲ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ ۚ

گھر تمہارا ف۳ اور کہتے ہیں ایمان والے کیوں نہ اتری ایک سورت

۲ ع ۶

فَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّذُكِرَ فِيْهَا الْقِتَالُ ۙ

پھر جب اتری ایک سورت جانچی ہوئی اور ذکر ہوا اس میں لڑائی کا

رَاَيْتَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ

تو تو دیکھتا ہے انکو جن کے دل میں روگ ہے تکتے ہیں تیری طرف

نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۭ فَاَوْلٰى لَهُمْ ⑳ طَاعَةٌ

جیسے تکتا ہے کوئی بیہوش پڑا ہوا مرنے کے وقت سو خرابی ہے انکی ف۴ حکم ماننا ہے

وَّقَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ ۣ فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ ۣ فَلَوْ صَدَقُوا

اور بھلی بات کہنی ف۵ پھر جب تاکید ہو کام کی تو اگر سچے رہیں

اللّٰهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ㉑ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ

اللہ سے تو ان کا بھلا ہے ف۶ پھر تم سے یہ بھی توقع ہے ف۷ کہ اگر تمکو حکومت ملجائے

موضح قرآن ف۱ یعنی حضرتؐ کے کلام سے اثر پایا اور گناہوں سے بچ چلنے لگے ف۲ بڑی نشانی قیامت کی ہمارے نبی کا پیدا ہونا سب نبی راہ دیکھتے تھے خاتم النبیین کی جب وہ آچکے اب قیامت ہی رہی باقی ف۳ یعنی جتنے پردوں میں پھروگے پھر بہشت یا دوزخ میں پہنچو گے اپنے گھر ہیں ف۴ مسلمان سورت مانگتے تھے یعنی کافروں کی ایذاء سے عاجز ہو کر آرزو کرتے تھے کہ اللہ حکم دے جہاد کا تو جو ہو سکے کر گذریئے جب حکم آیا جہاد کا تو کچے لوگوں پر بھاری پڑا مرنے کی طرح بے رونق آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ کاش ہمکو اس حکم سے معاف رکھیں۔ بیحد خوف میں بھی آنکھ کی رونق نہیں رہتی جیسے مرتے وقت ف۵ یعنی حکم شرع کو نہ ماننے سے کافر ہو ہر طرح سے ماننا ہی چاہیئے۔ پھر رسول بھی جانتا ہے کہ نامردوں کو کیوں لڑوائیے اور جو بہت ہی تاکید آپڑی اسی وقت ضرور ہوگا لڑنا تو لڑنے والے بہت ہیں۔

فتح الرحمن ف۱ حاصل این آیات ذم آن شخص است کہ بمجلس علم درآید و بفہم حقیقت آن نرسد بسبب ہجوم ہوائی نفس بزل او محتاج استفسار دیگران گردد ف۲ تخویف است بقیامت مثل

ابن کثیر ص ۱۱ ۔۱۲

خلاف اولیٰ مراد ہیں جو حقیقت میں گناہ نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے دنیوی انجام اور اخروی مقام کو خوب جانتا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ وہ سب کچھ جانتا ہے اور تمہارا کوئی حال اس سے پوشیدہ نہیں، اس لئے ہر حال میں اس سے ڈرو۔ ۱۷؎ ویقول الذین۔ یہ سورت کا دوسرا حصہ ہے اور منافقین کے احوال کا بیان ہے ایمان والوں کی یہ خواہش اور آرزو تھی کہ قرآن میں جہاد کا حکم نازل ہو تاکہ وہ جہاد کر کے مشرکین سے انتقام لیں، اللہ کے دین کو سر بلند کریں اور اجر و ثواب حاصل کریں توجب کوئی ایسی سورت نازل ہوتی جس میں واضح اور غیر مبہم الفاظ میں جہاد و قتال کا حکم ہوتا، تو منافقوں پر سکتہ طاری ہو جاتا اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس طرح دیکھتے جیسے کسی پر موت کی غشی طاری ہو اور اس کے اوسان خطا ہو چکے ہوں، کیونکہ بظاہر مسلمانوں میں شامل ہونے کی وجہ سے ان کیلئے دو ہی راستے ہیں یا تو بادل ناخواستہ جہاد میں شریک ہو کر جن مشرکین کے ساتھ ان کی دلی ہمدردیاں ہیں، ان سے لڑیں یا پھر جہاد میں شریک نہ ہوں اور منافقت کا الزام لیکر ذلیل و رسوا ہوں (روح، بحر، قرطبی) فاولیٰ لھم یہ کلمہ بددعاء کے طور پر استعمال ہوتا ہے ھو فی الاصل دعاء علیھم بان یرجع امرھم الی الھلاک، والمعنی اذا اھلکھم اللہ تعالیٰ الاان الترکیب مبتدأ وخبر (روح ج ۲۶ ص ۶۷) اس سے معلوم ہوا کہ الذین اٰمنوا سے مخلص مومنین مراد ہیں اور الذین فی قلوبھم مرض سے منافقین مراد ہیں لیکن حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ الذین اٰمنوا سے اٰمنوا باللسان یعنی منافقین مراد ہیں۔ منافقین بطور منافقت فرضیت جہاد کی آرزو کا اظہار کرتے تھے ۱۸؎ طاعۃ معطوف مع معطوف علیہ مبتدا ہے اور اسکی خبر محذوف ہے ای طاعۃ وقول معروف خیر لھم او امثل (روح ج ۲۶ ص ۶۸، بحر ج ۸ ص ۸۱) ان کے لئے بہتر اور اچھا تو یہی تھا کہ وہ مخلصین کی طرح اطاعت کو اپنا شعار بناتے اور دل سے سچی بات کہتے اور زبانوں سے جہاد کی سچی آرزو کا اظہار کرتے۔ فاذا عزم۔ یہ شرط ہے اور جملہ شرطیہ فلو صدقوا الخ اسکی جزا ہے۔ صدقوا سچ کہتے صدق بمعنی راست گفتن و راست کردن (صراح) یعنی جب معاملہ پختہ ہو گیا اور جہاد کا اعلان ہو گیا تھا تو اسوقت اگر یہ لوگ قول و فعل میں راستبازی اختیار کرتے تو یہ ان کے لئے بہتر ہوتا ۱۹؎ فھل عسیتم۔ خطاب منافقین سے ہے جب تم پر جہاد فرض کر دیا گیا جو بیشمار دینی فوائد رکھتا ہے مثلاً اللہ کے دین کی سربلندی، باطل کی شکست اور ثواب آخرت وغیرہ مگر اس سے تم نے اعراض کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تم محض دنیا پرست ہو تو کیا پھر تم سے یہی توقع کی جائے کہ اگر تمہیں حکومت مل جائے تو تم زمین میں شر و فساد بپا کرو، رعایا کی حق تلفی کرو اور ان پر ظلم ڈھاؤ اور اپنے رشتہ داروں کے حقوق بھی پامال کر دو ۲۰؎ اولئک۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے اپنی رحمت

اَنۡ تُفۡسِدُوۡا فِی الۡاَرۡضِ وَتُقَطِّعُوۡۤا اَرۡحَامَكُمۡ ﴿۲۲﴾ اُولٰٓئِكَ
تو خرابی ڈالو ملک میں اور قطع کرو اپنی قرابتیں ف۱ ایسے
الَّذِیۡنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمۡ وَاَعۡمٰۤی اَبۡصَارَهُمۡ ﴿۲۳﴾ اَفَلَا
لوگ ہیں جن پر ۲؎ لعنت کی اللہ نے پھر کر دیا ان کو بہرا اور اندھی کر دیں ان کی آنکھیں ف۲ کیا
یَتَدَبَّرُوۡنَ الۡقُرۡاٰنَ اَمۡ عَلٰی قُلُوۡبٍ اَقۡفَالُهَا ﴿۲۴﴾ اِنَّ
دھیان نہیں کرتے ۱۲؎ قرآن میں یا دلوں پر لگ رہے ہیں ان کے قفل بے شک
الَّذِیۡنَ ارۡتَدُّوۡا عَلٰۤی اَدۡبَارِهِمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُمُ
جو لوگ اُلٹے پھر گئے اپنی پیٹھ پر بعد اس کے کہ ظاہر ہو چکی ان پر
الۡهُدَی ۙ الشَّیۡطٰنُ سَوَّلَ لَهُمۡ ؕ وَاَمۡلٰی لَهُمۡ ﴿۲۵﴾ ذٰلِكَ
سیدھی راہ شیطان نے بات بنائی ان کے دل میں اور دیر کے وعدے کئے ف۳ یہ اس واسطے
بِاَنَّهُمۡ قَالُوۡا لِلَّذِیۡنَ كَرِهُوۡا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِیۡعُكُمۡ
کہ انہوں نے کہا اُن ۲۲؎ لوگوں سے جو بیزار ہیں اللہ کی اتاری کتاب سے ف۱ ہم تمہاری بات بھی مانیں گے
فِیۡ بَعۡضِ الۡاَمۡرِ ۚ وَاللّٰهُ یَعۡلَمُ اِسۡرَارَهُمۡ ﴿۲۶﴾ فَكَیۡفَ اِذَا
بعضے کاموں میں اور اللہ جانتا ہے ان کا مشورہ کرنا ف۲ پھر کیسا ہو گا حال ۲۳؎
تَوَفَّتۡهُمُ الۡمَلٰٓئِكَةُ یَضۡرِبُوۡنَ وُجُوۡهَهُمۡ وَاَدۡبَارَهُمۡ ﴿۲۷﴾
جب کہ فرشتے جان نکالیں گے انکی مارتے جاتے ہوں ان کے منہ پر اور پیٹھ پر ف۵
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوۡا مَاۤ اَسۡخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوۡا رِضۡوَانَهٗ
یہ اس لئے کہ وہ چلے اس راہ جس سے اللہ بیزار ہے اور ناپسند کی اسکی خوشی
فَاَحۡبَطَ اَعۡمَالَهُمۡ ﴿۲۸﴾ ع اَمۡ حَسِبَ الَّذِیۡنَ فِیۡ قُلُوۡبِهِمۡ
پھر اس نے اکارت کر دیئے ان کے کئے کام کیا خیال رکھتے ہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں
مَّرَضٌ اَنۡ لَّنۡ یُّخۡرِجَ اللّٰهُ اَضۡغَانَهُمۡ ﴿۲۹﴾ وَلَوۡ نَشَآءُ
روگ ہے ۲۴؎ کہ اللہ ظاہر نہ کرے گا ان کے کینے اور اگر ہم چاہیں

۳ ع ۷

۱؎ زجر برائے منافقین ۱۲

۲؎ تخویف دنیوی ۱۲

۳؎ ترغیب منافقین ۱۲

موضح قرآن ف آرزو کرتے ہو جہاد کی جان سے تنگ ہو کر اور اگر اللہ تمہی کو غالب کرے تو فساد نہ کرو گے یعنی حکومت کے غرور میں ظلم کرنے لگے پھر کسی کا سمجھایا نہ سمجھے ف۳ یعنی منافق قرآن کو نہیں سمجھے کہ جہاد میں کئی فائدے ہیں اور اقرار ایمان سے پھرے جاتے ہیں کہ لڑائی میں نہ جاویں گے تو دیر تک جیویں گے ف۴ صاحب نے کافروں سے کہا کہ ہم مسلمان ہوئے ہیں لیکن تم سے نہ لڑیں گے ف۵ یعنی تب موت سے کیونکر بچیں گے اور تب نفاق کا مزہ چکھیں گے۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی منافقان با یہود میگفتند ۱۲۔

لَاَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ؕ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ

تجھ کو دکھلادیں وہ لوگ سو تو پہچان تو چکا ہے انکو ان کے چہرہ سے ف۱ اور آگے پہچان لے گا بات کے

الْقَوْلِ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۰﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ

ڈھب سے اور اللہ کو معلوم ہیں تمہارے سب کام اور البتہ ہم تمکو جانچیں گے تا معلوم کرلیں ف۲۵

الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ ۙ وَنَبْلُوَا۟ اَخْبَارَكُمْ ﴿۳۱﴾

جو تم میں لڑائی کرنے والے ہیں اور قائم رہنے والے اور تحقیق کرلیں تمہاری خبریں

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَشَاۗقُّوا

جو لوگ منکر ہوئے اور روکا انھوں نے اللہ کی راہ سے ف۲۶ اور مخالف ہو

الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى ۙ لَنْ يَّضُرُّوا

گئے رسول سے بعد اس کے کہ ظاہر ہوچکی ان پر سیدھی راہ نہ بگاڑ سکیں گے

اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَسَيُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ ﴿۳۲﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا

اللہ کا کچھ اور وہ اکارت کردیگا ان کے سب کام اے ایمان والو

اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۳﴾

حکم پر چلو اللہ کے ف۲۷ اور حکم پر چلو رسول کے اور ضائع مت کرو اپنے کئے ہوئے کام ف ف۲

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتُوْا

جو لوگ منکر ہوئے ف۲۸ اور روکا لوگوں کو اللہ کی راہ سے پھر مر گئے

وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ﴿۳۴﴾ فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْۤا

اور وہ منکر ہی رہے تو ہرگز نہ بخشے گا ان کو اللہ سو تم بودے نہ ہوجاؤ اور لگو بلانے

اِلَى السَّلْمِ ۖۗ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ۖۗ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ

صلح ف۲۹ اور تم ہی رہوگے غالب اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور

يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۵﴾ اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ

نقصان نہ دیگا تمکو تمہارے کاموں میں ف۳۰ یہ دنیا کا جینا تو کھیل ہے اور تماشا ف۳۱

۱ بیان احوال منافقین ۱۲

۲ تشجیع علی القتال ۱۲

۳ بیان حال کفار و تخویف اخروی ۱۲

۴ ترغیب مؤمنین بہمت و ثبات در جہاد ۱۲

سے دور کرکے ان کے دلوں پر مہر جباریت لگا کر انہیں ہدایت سے محروم کردیا ہے انہیں حق سننے سے بہرہ کردیا ہے اور ان کی آنکھوں کو اندھا کردیا ہے وہ انفس و آفاق میں بے شمار دلائل توحید دیکھتے ہیں، لیکن ان میں اور ایک نابینا میں کوئی فرق نہیں جیسے نابینا راہ نہیں دیکھ سکتا اسی طرح وہ بھی راہِ ہدایت نہیں دیکھتے ف۲۱ افلا یتدبرون۔ یہ منافقین پر زجر ہے کیا یہ لوگ قرآن کی آیات بینات میں غور و تدبر ہی نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے لگے ہیں اور وہ ایسے بے شعور ہیں کہ ان میں تدبر و تفکیر کی صلاحیت ہی نہیں۔ اگر یہ لوگ حکم جہاد میں ذرا غور سے کام لیتے تو جہاد کے دینی اور دنیوی فوائد ان پر واضح ہوجاتے۔ ان الذین ارتدوا۔ الآیۃ۔ منافقین اسلام کا اقرار کرنے کے بعد جہاد میں شرکت نہیں کرتے اور اپنے قول و اقرار سے پھر جاتے ہیں شیطان نے ان کے دلوں میں یہ بات ڈالدی ہے کہ جہاد میں جاؤ گے تو قتل ہوجاؤ گے اور ان کی امیدوں میں یہ کہہ کر اضافہ کیا کہ گھر میں ہوگے تو زیادہ عرصہ تک زندہ رہوگے اس لئے چھوڑو جہاد کو۔ المعنی وعدھم بالبقاء الطویل (روح ج ۲۶ ص ۷۵) ف۲۲ ذٰلک بانھم الآیۃ۔ الذین کرھوا الخ سے یہود اور مشرکین مراد ہیں منافقوں نے جب ظاہری طور پر اسلام قبول کرلیا تو انہوں نے یہود اور مشرکین کو یقین دلایا کہ اگرچہ بظاہر ہم مسلمان ہیں لیکن مسلمانوں کے ساتھ مل کر تم سے نہیں لڑیں گے بلکہ جب موقع پائیں گے تمہاری مدد کریں گے اللہ تعالیٰ ان کی ان سرگوشیوں اور خفیہ سازشوں کو خوب جانتا ہے ف۲۳ فکیف اذا۔ یہ تخویف دنیوی ہے جب فرشتے ان کی جانیں قبض کریں گے تو ان کے چہروں اور ان کی پیٹھوں کو خوب پیٹیں گے اور جس موت اور مار سے بھاگے تھے اس کا خوب مزہ چکھیں گے۔ ذٰلک بانھم الآیۃ۔ مرتے وقت یہ ہولناک سزا انہیں اس لئے دی جائیگی کہ انہوں نے کفر و شرک اور عصیان و طغیان کی راہ اختیار کی جو سراسر اللہ کے غضب اور اسکی ناراضی کا باعث تھی اور اللہ کی خوشنودی و رضاجوئی کا راستہ ترک کیا اس لئے ان کے سب اعمال بیکار کر دیئے گئے آخرت کی زندگی میں ان کو ان سے کوئی فائدہ نہ پہنچیگا ف۲۴ ام حسب۔ الآیۃ۔ منافقین پر زجر ہے۔ انکا یہ خیال غلط ہے کہ اسلام پیغمبر علیہ السلام اور مسلمانوں کے خلاف ان کے دلوں میں جو کینہ و عداوت پوشیدہ ہے اللہ اس کو ظاہر نہیں کرے گا اور ان کے مکر و فریب اور ان کی منافقت کا پردہ چاک نہیں کریگا۔ ضرور کریگا اور ایسے حالات پیدا فرمائے گا کہ ان کا خبث باطن خود کھل کر سامنے آجائے۔ ولو نشآء۔ الآیۃ۔ اگر ہم چاہیں تو منافقین کو آپ کے سامنے کردیں اور آپ ان کو دیکھ کر ان کی صورتیں پہچان لیں کہ یہ منافق ہیں لیکن ابھی اس قسم کے دو ٹوک فیصلے کو ہماری حکمت مقتضی نہیں۔ ویسے آپ انکو ان کے انداز گفتگو سے پہچان لینگے کیونکہ منافق خواہ کتنی ہی چاپلوسی کرے اور چکنی چپڑی باتیں

موضح قرآن ف یعنی جہاد کرنا یا کچھ محنت کرنی اللہ کی راہ میں جب قبول ہے کہ موافق ہو حکم کے اپنی چاؤ پر کوئی کام نہ کرے۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۲ محنت سے بھاگ کر صلح نہ چاہیئے اور اگر بھلائی نظر آوے تو اس میں تو درست ہے آگے آویگا سورہ فتح میں ۱۲ منہ رحمہ اللہ۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی ظلمت نفاق بر روئے ایشان ظاہر میشود ۱۲ ف۲ یعنی بارتداد و ریا و سمعہ ۱۲۔

کرے اس کے کلام میں وہ خلوص نہیں پیدا ہو سکتا جو ایک مخلص مومن کی سیدھی سادھی باتوں میں پایا جا سکتا ہے ۲۵ ولنبلونکم۔ الآیۃ۔ ہم حکم جہاد سے تمہاری آزمائش کرنا چاہتے ہیں اور ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ کون تم میں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنا چاہتا اور راہ حق میں مصائب برداشت کرنا چاہتا ہے اور کون ایسا نہیں کرنا چاہتا اس سے بھی مخلص و منافق میں امتیاز ہو جائیگا اور مخلص و منافق کے عمل سے اسکی اندرون دل کیفیت ظاہر ہو جائیگی۔ یعنی انا نأمرکم بالجہاد حتی یظہر المجاہد ویتبین من یبادر منکم ویصبر علیہ من غیرہ (خازن ج ۶ ص ۱۸۴) ۲۶ ان الذین کفروا۔ یہ آخر سورت میں پھر احوال مشرکین کا ذکر ہے۔ جو لوگ راہ ہدایت کے بالکل واضح اور روشن ہو جانے کے بعد بھی توحید کا انکار کرتے اور اسلام سے لوگوں کو روکتے ہیں اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت میں حد سے گذر چکے ہیں اور آپ کے احکام کی نافرمانی کرتے ہیں، وہ اللہ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے وہ سراسر اپنا ہی نقصان کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسلام پیغمبر اسلام اور اہل ایمان کے خلاف ان کے تمام منصوبوں کو ناکام کر کے ان کی تمام آرزوؤں کو خاک میں ملا دیگا (سیحبط اعمالہم) التی عملوہا فی مشاقۃ الرسول ای سیبطلہا فلا یصلون منہا الی اغراضہم (مدارک ج ۴ ص ۱۱۸) ۲۷ یایہا الذین امنوا۔ الآیۃ۔ یہ تشجیع علی القتال ہے۔ امر جہاد میں اللہ اور رسول کے احکام کی پیروی کرو۔ جہاد میں اور راہ دین میں اپنی مرضی اور صوابدید پر نہ چلو، بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات پر چلو اور ان کے احکام کی اطاعت کرو۔ اللہ اور اس کے

وَإِن تُؤۡمِنُوا۟ وَتَتَّقُوا۟ یُؤۡتِكُمۡ أُجُورَكُمۡ وَلَا یَسۡـَٔلۡكُمۡ

اور اگر تم یقین لاؤگے اور بچکر چلوگے دے گا تمکو تمہارا بدلہ اور نہ مانگے گا تم سے

أَمۡوَٰلَكُمۡ ۝٣٦ إِن یَسۡـَٔلۡكُمُوهَا فَیُحۡفِكُمۡ تَبۡخَلُوا۟ وَیُخۡرِجۡ

مال تمہارے ف۱ اگر مانگے تم سے وہ مال پھر تمکو تنگ کرے تو بخل کرنے لگو اور ظاہر کر

أَضۡغَـٰنَكُمۡ ۝٣٧ هَـٰۤأَنتُمۡ هَـٰۤؤُلَاۤءِ تُدۡعَوۡنَ لِتُنفِقُوا۟ فِی

دے تمہارے دل کی خفگیاں سنتے ہو تم لوگ تمکو بلاتے ہیں کہ خرچ کرو ف۲ اللہ

سَبِیلِ ٱللَّهِ فَمِنكُم مَّن یَبۡخَلُۖ وَمَن یَبۡخَلۡ فَإِنَّمَا

کی راہ میں پھر تم میں کوئی ایسا ہے کہ نہیں دیتا اور جو کوئی نہ دیگا سو وہ

یَبۡخَلُ عَن نَّفۡسِهِۦۚ وَٱللَّهُ ٱلۡغَنِیُّ وَأَنتُمُ ٱلۡفُقَرَاۤءُۚ وَإِن

نہ دے گا آپ کو ف۲ اور اللہ بے نیاز ہے اور تم محتاج ہو اور اگر

تَتَوَلَّوۡا۟ یَسۡتَبۡدِلۡ قَوۡمًا غَیۡرَكُمۡ ثُمَّ لَا یَكُونُوۤا۟ أَمۡثَـٰلَكُم ۝٣٨

تم پھر جاؤگے تو بدل لے گا اور لوگ تمہارے سوائے پھر وہ نہ ہوں گے تمہاری طرح کے

ع ۴ ۸

سُوۡرَةُ الۡفَتۡحِ مَدَنِیَّةٌ وَّهِیَ تِسۡعٌ وَّعِشۡرُوۡنَ اٰیَةً وَّاَرۡبَعُ رُكُوۡعَاتٍ

سورۃ فتح ف۱ مدینہ میں نازل ہوئی اسکی انتیس آیتیں ہیں اور چار رکوع ہیں

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِیمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

إِنَّا فَتَحۡنَا لَكَ فَتۡحًا مُّبِینًا ۝١ لِّیَغۡفِرَ لَكَ ٱللَّهُ مَا تَقَدَّمَ

ہم نے فیصلہ کر دیا تیرے واسطے صریح فیصلہ ف۳ تا معاف کرے تجھ کو اللہ جو آگے ہو چکے

مِن ذَنۢبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَیُتِمَّ نِعۡمَتَهُۥ عَلَیۡكَ وَیَهۡدِیَكَ

تیرے گناہ ف۴ اور جو پیچھے رہے اور پورا کرے تجھ پر اپنا احسان اور چلائے تجھ کو

صِرَٰطًا مُّسۡتَقِیمًا ۝٢ وَیَنصُرَكَ ٱللَّهُ نَصۡرًا عَزِیزًا ۝٣

سیدھی راہ اور مدد کرے اللہ تیری زبردست مدد ف۵

[illegible] منزل ۶ [illegible]

زجر برائے منافقین ۱۲

بشارت فتح [illegible] ۱۲

[illegible]

موضح قرآن ف۱ حقتعالیٰ نے ملک فتح کر دیئے اور ان مسلمانوں کو زر خرچ کرنا تھوڑے دنوں ہی پڑا۔ سو جتنا خرچ کیا تھا اس سے سو سو برابر ہاتھ لگا۔ اسو اسطے فرمایا ہے کہ اللہ کو قرض دو ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۲ تاکید جو سنتے ہو مال خرچ کرنیکی یہ نہ جانو کہ اللہ مانگتا ہے یا رسول یہ تمہارے بھلے کو فرماتا ہے پھر ایک ایک کے ہزار ہزار پاؤ گے اور اللہ کو کیا پروا ہے اور اسکے رسول کو ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۳ ہجرت سے چھ برس پر حضرت نے خواب دیکھا کہ مکہ میں گئے ہیں عمرے کو فراغت سے حلق کرتے ہیں ارادہ کیا عمرے کا اگرچہ قریش سے دشمنی تھی لیکن دستور تھا کہ دشمن کو بھی حج اور عمرے سے مانع نہ ہوتے تھے اور حرم میں بیر نہ لیتے پندرہ سو آدمی کے ساتھ چلے قریش نے لوگ جمع کئے شہر سے باہر جا پڑے لڑنے کو جب حضرت پہنچے قریب جہاں سے مکہ نظر آیا سواری کی اونٹنی بیٹھ گئی ہرگز نہ اٹھی تب حضرت نے قسم کھائی، میں ادب کعبہ رکھونگا، اگرچہ یہ لوگ چڑھ چڑھ بولیں تب وہ اٹھی، حضرت مقابلہ چھوڑ کر حدیبیہ کے میدان میں اترے پیغام دیا کہ اگر چاہو مجھ سے صلح کرو ایک مدت دم لو، اتنے میں ہم اوروں کو مسلمان کریں پھر چاہو کہ مسلمان میں ہو جیو چاہو گے لڑ لو۔ آخر صلح ہوئی لیکن اس برس عمرہ نہ کرنے دیا اگلے سال قضا کیا، اس صلح کے بعد یہ سورت اتری ۱۲ منہ

فتح الرحمن ف۱ یعنی جمیع مال را ۱۲ ف۲ یعنی منفعت انفاق را از خود باز میدارد ۱۲ ف۳ مترجم گوید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بخواب دیدند گویا آنحضرت با اصحاب در مکہ داخل شدند و باطمینان خاطر بحلق وقصر مشغول اند پس آن سال بقصد عمرہ متوجہ کعبہ شدند و چون بحدیبیہ رسیدند کفار قریش از وصول بکعبہ مانع آمدند و بعد تشویش بسیار با کفار صلح کردہ بغیر از وصول بکعبہ باز گشتند خدا یتعالیٰ آن عمل را از ایشان قبول فرمود و از ان بیعت کہ اثناء تشویش بجہت تاکید عزم با آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کردہ بودند راضی شد و بثواب آن عمل فتوح بسیار نصیب ایشان گردانید بتخصیص فتح خیبر کہ بعد ازین سفر بلا تراخی واقع شد و غنائم خیبر را مخصوص بحاضران بیعت گردانید و غیر ایشان را از ان غزوہ منع نمود و مضمون رؤیا سال آئندہ بظہور رسیدہ۔ پس در باب وعدہ فتوح در د:

رسول کی مخالفت کرتے اور اپنی مرضی سے کام کرکے اپنی محنت اور اپنے عمل کو برباد نہ کرو۔ اس آیت سے فقہاء نے یہ مسئلہ استنباط کیا ہے کہ اگر کوئی شخص نفلی نماز یا روزہ شروع کرکے توڑ دے تو ان کی قضاء لازم ہے۔ (مظہری وغیرہ) اگر صرف لاتبطلوا اعمالکم کے الفاظ سے یہ استنباط کیا جائے تب درست ہے۔ لیکن آیت کا سیاق و سباق اس کا متحمل نہیں۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ ۲۸ ان الذین کفروا۔ الآیۃ۔ بیان حال مشرکین مع تخویف اخروی۔ جن لوگوں نے خود کفر و شرک اختیار کیا اور دوسروں کو اسلام سے روکا اور پھر اسی کفر و شرک کی حالت میں مر گئے تو ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ ہرگز معاف نہیں فرمائیگا اور وہ لامحالہ جہنم کے دائمی عذاب میں مبتلا کئے جائینگے۔

۲۹ فلا تھنوا۔ الآیۃ۔ یہ ایمان والوں کو جہاد میں ثابت قدم رہنے کی ترغیب ہے تدعوا، تھنوا پر معطوف ہے یعنی جہاد میں سستی اور بزدلی مت دکھاؤ اور دب کر صلح کا ہاتھ مشرکین کی طرف مت بڑھاؤ۔ جب تک تمہارا پلہ بھاری ہے ہمت نہ ہارو، اللہ کی مدد تمہارے ساتھ ہے، وہ تمہاری محنت کو ضائع نہیں کرے گا، بلکہ تمہیں ثابت قدم فرما کر تمہیں فتح و غلبہ عطا کرے گا۔ لیکن اگر صورت حال ایسی پیش آجائے کہ مادی اعتبار سے مسلمان کفار کے مقابلے میں کمزور ہوں اور صلح میں اسلام اور مسلمانوں کا فائدہ ہو تو صلح کر لینے میں مضائقہ نہیں۔ فاما اذا الکفار فیھم قوۃ وکثرۃ بالنسبۃ الی جمیع المسلمین ورأی الامام فی المھادنۃ والمعاھدۃ مصلحۃ فلہ ان یفعل ذلک کما فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین صدہ کفار قریش عن مکۃ ودعوہ الی الصلح و وضع الحرب الخ (ابن کثیر ج ۴ ص ۱۸۰)

۳۰ انما الحیوۃ الدنیا۔ راہ خدا میں خرچ کرنے کی ترغیب ہے۔ یہ دنیا تو محض ایک کھیل تماشا ہے اور آخرت کے مقابلے میں کوئی چیز ہی نہیں اگر تم ایمان و تقوی اختیار کروگے اور اس کھیل تماشے سے بچ کر رہو گے، تو اللہ تمہیں نہایت عمدہ اجر دے گا اور وہ تم سے سارا مال بھی طلب نہیں فرماتا۔ بلکہ سارے مال میں سے تھوڑا سا حصہ طلب کرتا ہے اور وہ بھی تمہارے ہی فائدے میں خرچ ہوتا ہے۔ ان یسئلکموھا الخ یحفکم، یسئلکموھا پر معطوف ہے۔ یہ بھی اللہ کی مہربانی ہے کہ یہ سب کچھ اسی نے دیا ہے مگر پھر بھی سارا مال خرچ کرنے کا حکم نہیں فرماتا۔ اور اگر وہ تمہیں سارا مال خرچ کرنے کا حکم دے بھی دے، تو کوئی بھی اس پر عمل نہ کرے گا بلکہ بخل کرکے اپنی تنگدلی کا مظاہرہ کرے گا۔ الا ما شاء اللہ۔

۳۱ ھانتم۔ زجر برائے منافقین۔ تمہیں جب اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی دعوت دی جاتی ہے تو تم میں سے بعض بخل کرتے ہیں حالانکہ اپنے ہی فائدے کے کام میں خرچ کرنا ہے۔ اس لئے جو خرچ نہیں کرتا وہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے اور خرچ نہ کرکے بہت سے دینی اور دنیوی فوائد سے محروم رہتا ہے۔ اور اللہ جو خرچ کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اس سے یہ نہ سمجھو کہ وہ تمہارے مال کا محتاج ہے، وہ تو بے نیاز ہے اور تم سب محتاج اور ضرورتمند ہو اور وہ تمہاری حاجات و ضروریات ہی میں تمہیں خرچ کرنیکا حکم فرماتا ہے۔ اور یاد رکھو! اللہ تعالیٰ جن مقاصد کی تکمیل کے لئے تمہیں خرچ کرنے کا حکم دیتا ہے وہ تم پر منحصر نہیں۔ اگر تم سب بخیل ہو جاؤ اور اسکی راہ میں خرچ نہ کرو، تو وہ تمہاری جگہ کسی دوسری قوم کو کھڑا کردے گا جو تمہاری طرح بخیل نہ ہوگی اور فراخدلی سے اللہ کی راہ میں خرچ کرے گی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ ان مصالح کی تکمیل فرما لیگا، لیکن تم اس کار خیر میں حصہ لینے کی سعادت سے محروم ہو جاؤ گے۔

سورۂ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات اور اسمیں آیات توحید

۱۔ مومنوں اور کافروں کی صفات کا تقابل۔
۲۔ ترغیب الی الجہاد اور اسکی علتیں۔
۳۔ فاعلم انہ لا الٰہ الا اللہ۔ نفی شرک ہمہ انواع و اثبات ہمہ صفات کارسازی برائے اللہ تعالیٰ جل شانہ وعز برہانہ۔

سُورہ فتح ۱

ربط سورۂ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں اعلان جہاد کیا گیا تھا۔ اب سورۂ فتح میں، فتح کی خوشخبری سنائی جا رہی ہے کہ جب تم جہاد کروگے تو اللہ تمہیں فتح دے گا۔

خلاصہ مضمون کے اعتبار سے اس سورت کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ از ابتداء تا عذابا الیما آخر رکوع ۲۔ اس میں دو بشارتیں اور ان کی علتیں مذکور ہیں۔ اور ترغیب الی الجہاد اور زجر برائے منافقین سورۂ محمد سے بطور ترقی مسئلہ توحید کا بیان یعنی تسبحوہ شرک کی نفی کرو۔ اور دوسرا حصہ لقد رضی اللہ ابتداء رکوع ۳ تا آخر سورت اعادہ مضامین حصہ اوّل اور آخر میں لقد صدق اللہ الخ سے ایک شبہے کا ازالہ۔

تفصیل ۔ پہلا حصہ

انا فتحنا لك ۔ یہ پہلی خوشخبری ہے۔ صلح حدیبیہ کی ظاہری شرائط کو دیکھ کر اسے شکست نہ سمجھو یہ حقیقت میں تمہاری فتح عظیم ہے۔ ھو الذی انزل السکینۃ ۔ یہ دوسری بشارت ہے اللہ نے مومنوں کے دل پر طمانیت نازل فرما کر ان کے دلوں کو مضبوط کر دیا۔ لیزدادوا ایمانا الخ یہ دوسری بشارت کی پہلی علت ہے یعنی تاکہ ان کا ایمان مضبوط ہو جائے۔ لیدخل المومنین الخ یہ دوسری بشارت کی دوسری علت ہے۔ درمیان میں وللہ جنود السمٰوٰت الخ جملہ معترضہ ہے برائے اتمام بشارت یعنی وہ فتح دینا اور سکینہ اتارنا اس کے اختیار میں ہے۔ ویعذب المنٰفقین الخ یدخل پر معطوف ہے وللہ جنود السمٰوٰت الخ اعادہ، جملہ معترضہ برائے تاکید۔ انا ارسلنٰک الخ بیان توحید بطور ترقی از سورۂ محمد بعد بیان دو بشارت۔ ان الذین یبایعونك الخ ترغیب فی الجہاد۔ آپ کے ہاتھ پر بیعت کرکے اسے پورا کرنیوالے بڑا اجر و ثواب پائینگے۔ سیقول لك الخ یہ ان منافقین پر زجر ہے جو واقعہ حدیبیہ میں شریک نہیں ہوئے۔ یہ لوگ آپ کے پاس آکر لنگڑے بہانے بنائیں گے اور جھوٹ بولیں گے۔ یہ لوگ مصائب و تکالیف سے بچنے کیلئے ساتھ نہیں گئے تو اگر اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کے گھروں ہی میں مصیبت ڈالدے تو تمہیں ان سے کون بچائے گا۔ بل ظننتم الخ یقولون بالسنتھم کی تفسیر ہے۔ تم نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ رسول اور مومنین زندہ سلامت واپس نہیں آئینگے۔ مشرکین ان کا تکہ بوٹی کر دینگے۔ ومن لم یؤمن ۔ الآیۃ۔ تخویف اخروی۔ وللہ ملك السمٰوٰت الخ جملہ معترضہ سیقول المخلفون۔ الآیۃ۔ زجر برائے منافقین۔ یہ لوگ سفر مکہ میں آپ کے ساتھ نہیں گئے کیونکہ جان کا خطرہ تھا۔ لیکن جنگ خیبر میں شریک ہونا چاہتے ہیں، کیونکہ مسلمانوں کا پلہ بھاری ہے اور انہیں مال غنیمت سے حصہ مل جانے کی توقع ہے انہیں فرما دیجئے تمہیں ہمارے ساتھ شریک ہونے کی اجازت نہیں۔ قل للمخلفین من الاعراب ۔ الآیۃ تمہیں عنقریب ایک اور موقع دیا جائیگا جس میں تمہاری آزمائش ہو گی اگر اس میں تم نے اخلاص و اطاعت کا ثبوت دیا تو تمہیں بہت اچھا بدلہ دیا جائے گا۔ لیس علی الاعمٰی ۔ الآیۃ۔ یہ لوگ معذور ہیں جہاد میں شریک نہ ہونے کی وجہ سے ان پر کوئی گناہ نہیں۔

تفصیل ۔ دوسرا حصہ

لقد رضی اللہ عن المؤمنین ـــ تا ـــ وکان اللہ بکل شیء علیما (۲۶) مضامین حصہ اوّل میں سے مومنین کے لئے بشارت اخرویہ اور مشرکین پر غلبہ حاصل ہونے کی خوشخبری کا اعادہ۔ اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت کا ذکر۔ لقد صدق اللہ ـــ تا ـــ فتحا قریبا ہ جواب شبہہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ آپ صحابہ کی معیت میں مسجد حرام میں داخل ہو رہے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہ ہو سکا اور آپ کو صحابہ رضہ سمیت مقام حدیبیہ سے واپس مدینہ جانا پڑا تو جواب دیا گیا کہ خواب سچا ہو کر رہے گا اور آپ مع صحابہ رضہ ضرور مسجد حرام میں داخل ہوں گے اور عمرہ ادا کرینگے اس سال نہ سہی اگلے سال یہ خواب پورا ہو گا۔ کیونکہ خواب میں سال کی کوئی تعیین نہیں کی گئی تھی۔ ھو الذی ارسل رسولہ ـــ تا ـــ محمد رسول اللہ ۔ جواب شبہہ کے بعد اتباع رسول اور مسئلہ توحید کی ترغیب والذین معہ ۔ الآیۃ۔ مدح و بیان اوصاف صحابہ رضی اللہ عنہم تاکہ بعد والے ان کا اتباع کریں۔

پہلا حصہ

ع انا فتحنا ۔ سنہ ۶ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ آپ صحابہ رضہ کی ایک جماعت کے ہمراہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے ہیں، کچھ لوگ سر منڈا رہے ہیں اور کچھ بال چھوٹے کرا رہے ہیں۔ آپ نے یہ خواب صحابہ رضہ کو سنایا تو وہ بہت خوش ہوئے اس کے بعد ماہ ذیقعدہ میں آپ صحابہ کرام رضہ کی ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ زیارت بیت اللہ کے ارادے سے روانہ ہوئے۔ مقام حدیبیہ میں موجود صحابہ رضہ کی تعداد چودہ سو تھی۔ جب آپ یہاں پہنچے تو آپ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو اپنا پیغام دے کر مکہ روانہ فرمایا تاکہ وہ آپکا پیغام قریش کو پہنچائیں۔ پیغام یہ تھا کہ میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ بیت اللہ کی زیارت کے لئے آیا ہوں، لڑائی اور جنگ کی خاطر نہیں آیا ہوں، اس لئے تم مزاحمت نہ کرنا۔ قریش نے زیارت بیت اللہ کی اجازت نہ دی اور حضرت عثمان رضہ

سے کہا اگر تم چاہو تو بیت اللہ کا طواف کر سکتے ہو، لیکن انہوں نے جواب دیا کہ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر اکیلا طواف کر لوں چنانچہ حضرت عثمان رض طواف کئے بغیر واپس چلے گئے۔ آخر قریش کی طرف سے سہیل بن عمرو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کے ساتھ ایک معاہدہ کیا جس کی شرطیں یہ تھیں ۱۔ مشرکین کا کوئی آدمی اگر مسلمانوں کے پاس چلا جائے تو اسے واپس کر دیا جائے گا ۲۔ اگر کوئی مسلمان مشرکین کے پاس پہنچ جائے تو وہ واپس نہیں کریں گے ۳۔ مسلمان امسال بیت اللہ کی زیارت نہیں کر سکیں گے، بلکہ آئندہ سال آئیں گے اور شرط یہ ہے کہ ہتھیاروں کے بغیر مکہ میں داخل ہوں۔ صلح کی شرائط بظاہر مسلمانوں کی کمزوری ظاہر کر رہی تھیں۔ اسلئے اکثر مسلمانوں کے چہرے اداس ہو گئے۔ صلح کے بعد جب آپ مقام حدیبیہ سے روانہ ہوئے تو راستے میں یہ سورت نازل ہوئی۔ (روح، خازن، معالم وغیرہ) انا فتحنا۔ یہ پہلی بشارت ہے ای حکمنا لك بالفتح یعنی ہم نے آپکو عظیم الشان فتح عطا کرنیکا فیصلہ کر لیا ہے اور فتح مبین سے فتح مکہ مراد ہے۔ یا مطلب یہ ہے کہ ہم نے آپ کو ایک شاندار فتح عطاء فرمائی ہے اور اس سے صلح حدیبیہ مراد ہے۔ صلح حدیبیہ حقیقت میں ایک عظیم الشان فتح تھی جو فتح مکہ کا سبب بنی اور جس کی بناء پر مشرکین کو مسلمانوں کے اندر رہ کر ان کے احوال واطوار کا مطالعہ ومشاہدہ کرنے کا موقع ملا اور اسلام کی خوبیاں ان کے دلوں میں جاگزیں ہو گئیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صلح حدیبیہ سے لیکر فتح مکہ تک دو سالوں میں اس قدر لوگ اسلام میں داخل ہوئے کہ فتح مکہ میں آپ کے ہمراہیوں کی تعداد دس ہزار سے زیادہ تھی قال الزهری لم یکن فتح اعظم من صلح الحدیبیة اختلط المشرکون بالمسلمین وسمعوا کلامهم وتمکن الاسلام فی قلوبهم واسلم فی ثلاث سنین خلق کثیر وکثر بهم سواد الاسلام (روح ج ۲۶ ص ۸۴) قال الزهری لقد کان الحدیبیة اعظم الفتوح وذلك ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم جاء الیها فی الف واربعمائة فلما وقع الصلح مشی الناس بعضهم فی بعض وعلموا وسمعوا عن اللّٰه، فما اراد احد الاسلام الا تمکن منه، فما مضت تلك السنتان الا والمسلمون قد جاء وا الی مكة فی عشرة الاف (قرطبی ج ۱۶ ص ۲۶۱)

۳ لیغفر لك۔ ذنب (گناہ) سے اسکا حقیقی معنی مراد نہیں، کیونکہ گناہ کا صدور انبیاء علیہم السلام سے محال ہے۔ اس لئے ذنب سے یہاں ترک اولیٰ مراد ہے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام عالی کے اعتبار سے وہ ذنب ہے اگرچہ حقیقت میں ذنب نہیں۔ از قبیل حسنات الابرار سیئات المقربین یا وہ امور مراد ہیں جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نظروں میں ذنب (گناہ) سمجھتے تھے اگرچہ وہ حقیقت میں گناہ نہ تھے بلکہ خلاف اولیٰ بھی نہ تھے۔ والمراد بالذنب ما فرط من خلاف الاولی بالنسبة الی مقامه علیه الصلوة والسلام فهو من قبیل حسنات الابرار سیئات المقربین وقد یقال المراد ما هو ذنب فی نظره العالی صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم وان لم یکن ذنبا ولا خلاف الاولی عنده تعالیٰ (روح ج ۲۶ ص ۹۱) حضرت علامہ انور شاہ کاشمیری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ذنب سے مراد الزام ہے یعنی آپ پر لگائے گئے مشرکین ومنافقین کے تمام جھوٹے الزامات سے بری اور پاک فرمائے۔ لیغفر میں لام ارادہ کا ہے اور اس کے بعد فعل اَرَادَ اور اَنْ مصدریہ مقدر ہے ای اراد غفران ذنوبك اور یهدیك میں ہدایت سے معنی موضوع لہ مراد نہیں، بلکہ اثبات علی الهدایة مراد ہے ای لیثبتك علی الهدایة یعنی آپ کو راہ راست پر قائم رکھے۔ قاله الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ ای یثبتك علی الهدی الی ان یقبضك الیه (قرطبی ج ۱۶ ص ۲۶۳) یا لام برائے عاقبت یا علت غائیہ ہے۔ (روح۔ جلالین) اتمام نعمت سے دین کا غلبہ، اسلام کی ملک بھر میں نشر واشاعت اور آئندہ معرکوں میں فتح ونصرت اور دیگر دینی ودنیوی نعمتیں مراد ہیں۔ (بحر، روح) نصرا عزیزا ایسی مدد جس سے آپ کو دشمن پر غلبہ حاصل ہو جائے اور آپ کو کوئی مغلوب نہ کر سکے (مدارک، روح) یعنی یہ فتح مبین ہم نے آپ کو اس لئے عطاء فرمائی ہے تاکہ اس سے آپ کو یہ چاروں مقصد حاصل ہو جائیں۔ اس کی خاطر آپ نے جو مصائب وشدائد برداشت کئے ہیں ان کی بدولت آپ کے تمام گناہ (بتفسیر مذکور) معاف کر دیئے جائیں اور اس کے نتیجہ میں دین اسلام کو اور آپ کو دشمنوں پر غلبہ عطا کیا جائے اور آپ کو صراط مستقیم پر قائم ودائم رکھا جائے اور اس کے اندرون پردہ آپکی اس طرح مدد ونصرت کی جائے کہ آئندہ آپ ہی غالب رہیں اور آپ پر کوئی غلبہ نہ پا سکے۔ (بحر۔ روح۔ قرطبی وغیرہ)

۴ هو الذی۔ یہ دوسری بشارت ہے۔ دیکھو اللہ تعالیٰ ہی نے اس صلح کے ذریعے تمہارے دلوں کو سکون واطمینان کی نعمت عطا کی اور تمہیں ثابت قدم رکھا یعنی انتہائی جوش وخروش اور مشرکین کے خلاف فرط غیظ کے باوجود تمہارے دلوں کو مضبوط کر دیا اور تمہیں جنگ کرنے سے باز رکھا۔ جس کا ثمرہ یہ ہوگا کہ اس کی وجہ سے مشرکین کے دلوں پر تمہاری جرأت وشجاعت کا رعب بیٹھ جائیگا۔ تائید۔ سالقی فی قلوب الذین کفروا الرعب (انفال ع ۲) لیزدادوا ایمانا مع ایمانهم یہ دوسری بشارت کا ثمرہ ہے۔ ہم نے ایمان والوں کے دلوں میں سکون واطمینان اس لئے ڈال دیا تاکہ ان کے یقین وایمان میں مزید قوت وشدت پیدا ہو جائے اور وہ دشمن کے مقابلے میں ثابت قدم رہ سکیں۔ یقینا مع یقینهم برسوخ العقیدة واطمینان النفس علیها (بیضاوی)

۵ وللّٰه جنود السمٰوٰت۔ یہ جملہ معترضہ ہے۔ یہ ترغیب الی الجہاد اور بشارت فتح کی طرف اشارہ ہے یعنی زمین وآسمان کی تمام فوجیں اللہ کے قبضے میں اور اس کے حکم کے تابع ہیں اور وہ سب کچھ جانتا ہے اور اسکا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ وہ مومنوں کے دلوں میں سکون واطمینان نازل فرما سکتا اور ان کو فتح دے سکتا ہے۔

۶ لیدخل۔ الآیة۔ یہ دوسری بشارت کا دوسرا ثمرہ ہے۔ اللہ نے مومنوں کے دلوں میں سکون وطمانیت کا جذبہ پیدا کیا تاکہ وہ ثابت قدم رہیں اور جم کر دشمن کا مقابلہ کریں اور اللہ کی اس نعمت کا شکر ادا کریں تاکہ اللہ تعالیٰ انھیں جنت کی پر تکلف اور دائمی نعمتیں عطا فرمائے اور ان کے سارے گناہ معاف کرے اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بہت بڑی کامیابی ہے کہ دوزخ سے بچکر جنت میں داخل ہو جائے۔ من زحزح عن النار

وادخل الجنة فقد فاز (اٰل عمران ۱۸۵ پ۴) اس سے مراد وہ مومنین ہیں جو اس صلح کے دوران ایمان لائینگے یعنی ہم نے مومنوں کے دلوں میں لڑائی نہ کرنے کا خیال مضبوط کر دیا تاکہ صلح ہو جائے اور اس طرح اللہ بہت سے مشرکین کو اسلام کی توفیق دے کر جنت میں داخل فرمائے **۵۷** و یعذب المنٰفقین الاٰیۃ۔ یہ لیدخل پر معطوف ہے اور دوسری بشارت کا تیسرا ثمرہ ہے اور وہ منافقوں اور مشرکوں کے دلوں کو تمہارے خلاف غیظ و حسد سے بھر دے گا اور ساتھ ہی ان پر تمہاری بہادری اور تمہارے ثبات و استقلال کا ان کے دلوں پر رعب طاری کر دے گا اور تمہارے ہاتھوں ذلت آمیز شکست دے کر ان کو رسوا کن سزا دے گا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو خدا سے بدگمانی کرتے ہیں۔ اور جن کا خیال یہ ہے کہ اللہ اپنے پیغمبر (علیہ السلام) اور مومنوں کی مدد نہیں کرے گا۔ لیکن اس بدگمانی کا نتیجہ خود ان ہی کو بھگتنا پڑے گا۔ دنیا میں اللہ ان کو اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے ہاتھوں مغلوب و مقہور فرمائے گا اور وہ اللہ کے غضب و لعنت کا مورد بنیں گے اور انکا دائمی ٹھکانا جہنم میں ہوگا جو نہایت ہی برا ٹھکانا ہے۔ وللہ جنود السمٰوٰت۔ یہ سابقہ جملہ معترضہ کا اعادہ ہے برائے تاکید۔ اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کی فوجوں کا مالک ہے اور سب پر غالب اور حکمت کا بادشاہ ہے وہ منافقوں اور مشرکوں کو مغلوب و رسوا اور اہل ایمان کو غالب و معزز کر سکتا ہے۔ فلو اراد اھلاک المنافقین والمشرکین لم یعجزہ ذلك ولکن یؤخرھم الی اجل مسمی (قرطبی ج ۱۶ ص ۲۶۶)۔ **۵۸** انا ارسلنٰك۔ الاٰیۃ۔ ایمان اور نصرت پیغمبر علیہ السلام کی ترغیب ہے شاھد کے معنی بتانے والے اور بیان کرنے والے کے ہیں (شاہ ولی اللہ رح و شاہ عبدالقادر رح) نہ کہ حاضر و ناظر۔ لہذا اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب پر استدلال درست نہیں لتؤمنوا باللہ۔ امام ابن کثیر اور ابو عمرو کی قراءت میں چاروں افعال بصیغۂ غائب ہیں اس صورت میں مفہوم واضح ہے۔ باقی ائمۂ قراءت کی روایتوں میں چاروں افعال بصیغۂ خطاب ہیں۔ لتؤمنوا الخ میں خطاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور امت سے ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔ یٰایھا النبی اذا طلقتم النساء (الطلاق ع۱) یہ تغلیب مخاطب علی الغائب کے قبیل سے ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی رسالت پر ایمان لانے کے مکلف ہیں۔ الخطاب للنبی صلی اللہ علیہ وسلم و امتہ کقولہ سبحانہ (یٰایھا النبی اذا طلقتم النساء) و ھو من باب التغلیب غلب فیہ المخاطب علی الغیب فیفید ان النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مخاطب بالایمان برسالتہ کالامۃ و ھو کذلك (روح ج ۲۶ ص ۹۵) تعزروہ یعنی اس کی مدد کرو توقروہ یعنی اس کی تعظیم

هُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ
وہی ہے جس نے اتارا ف۱ اطمینان دل میں ایمان والوں کے
لِیَزْدَادُوْۤا اِیْمَانًا مَّعَ اِیْمَانِهِمْ ؕ وَ لِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ
تاکہ اور بڑھ جائے انکو ایمان اپنے ایمان کے ساتھ اور اللہ کے ہیں سب لشکر ۵۵ آسمانوں کے
وَ الْاَرْضِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَكِیْمًا ④ لِّیُدْخِلَ الْمُؤْمِنِیْنَ
اور زمین کے اور اللہ ہے خبردار حکمت والا ف تاکہ پہنچا دے ۵۶ ایمان والے
وَ الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ
مردوں کو اور ایمان والی عورتوں کو باغوں میں نیچے بہتی ہیں ان کے نہریں ہمیشہ رہیں اُن
فِیْهَا وَ یُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ ؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ
میں اور اتار دی ان پر سے انکی برائیاں اور یہ ہے اللہ کے یہاں
فَوْزًا عَظِیْمًا ۙ⑤ وَّ یُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتِ وَ
بڑی مراد ملنی ف۲ اور تاکہ عذاب کرے ۵۷ دغاباز مردوں کو اور دغاباز عورتوں کو اور
الْمُشْرِكِیْنَ وَ الْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّیْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ؕ
شرک والے مردوں کو اور شرک والی عورتوں کو جو اٹکلیں کرتے ہیں اللہ پر بری اٹکلیں
عَلَیْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ۚ وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَ لَعَنَهُمْ
انہیں پر پڑے پھیر مصیبت کا اور غصہ ہوا اللہ ان پر اور لعنت کی انکو
وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتْ مَصِیْرًا ⑥ وَ لِلّٰهِ جُنُوْدُ
اور تیار کی ان کیواسطے دوزخ اور بری جگہ پہنچے ف۳ اور اللہ کے ہیں سب لشکر
السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِیْزًا حَكِیْمًا ⑦ اِنَّاۤ
آسمانوں کے اور زمین کے اور ہے اللہ زبردست حکمت والا ہم نے
اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ۙ⑧ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ
تجھ کو بھیجا ۵۸ احوال بتانے والا اور خوشی اور ڈر سنانے والا تاکہ تم لوگ یقین لاؤ اللہ پر

۱؎ دوسری دنیوی بشارت ۱۲-

۲؎ دوسری بشارت دنیویہ کا پہلا ثمرہ و نتیجہ ۱۲-

۳؎ دوسرا ثمرہ ۱۲-

۴؎ معطوف ہے لیدخل پر تیسرا ثمرہ ۱۲-

۵؎ بیان توحید بطور ترغیب مع ترغیب ایمان و نصرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲-

---

موضح قرآن ف چین اتارا یعنی رسول کے حکم پر رہے۔ ضدیوں کے ساتھ ضد نہ کرنے لگے اس میں انکا ایمان کا درجہ بڑھا ۱۲ منہ رحمہ اللہ ف۲ لوگ جو کہتے ہیں جنت کی طلب نقصان ہے یہاں سے معلوم ہوا کہ اللہ کے یہاں یہی بڑا کمال ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۳ بڑی اٹکلیں یہ کہ مدینہ سے چلتے وقت منافق بہانے کر کر بیٹھ رہے جانا کہ یہ لڑائی میں تباہ ہونگے وطن سے دور ہیں اور فوج کم اور دشمن کا دیس اور کافروں نے جانا کہ عمرے کے نام سے آئے ہیں دغا سے چاہتے ہیں کہ شہر مکہ لے لیں ۱۲ منہ رح

وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ؕ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ
اور اس کے رسول پر اور اس کی مدد کرو اور اسکی عظمت رکھو اور اسکی پاکی بولتے رہو صبح اور
اَصِيْلًا ⑨ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ
شام تحقیق جو لوگ ف۹ بیعت کرتے ہیں تجھ سے وہ بیعت کرتے ہیں اللہ سے
يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى
اللہ کا ہاتھ ہے اوپر ان کے ہاتھ کے پھر جو کوئی قول توڑے سو توڑتا ہے اپنے
نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا
نقصان کو اور جو کوئی پورا کرے اس چیز کو جس پر اقرار کیا اللہ سے تو وہ اسکو دیگا بدلہ
عَظِيْمًا ⑩ ع سَيَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ
بہت بڑا ف۱۰ اب کہیں گے تجھ سے پیچھے رہ جانے والے ف گنوار ف۱
شَغَلَتْنَآ اَمْوَالُنَا وَاَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ يَقُوْلُوْنَ
ہم کام میں لگے رہ گئے اپنے مالوں کے اور گھر والوں کے سو ہمارا گناہ بخشوا وہ کہتے ہیں
بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ
اپنی زبان سے جو ان کے دل میں نہیں تو کہہ کس کا کچھ بس چلتا ہے ف
مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ؕ
اللہ سے تمہارے واسطے اگر وہ چاہے تمہارا نقصان یا چاہے تمہارا فائدہ
بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ⑪ بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ
بلکہ اللہ ہے تمہارے سب کاموں سے خبردار کوئی نہیں تم نے تو خیال کیا تھا
لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰٓى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا
کہ پھر کر نہ آئیگا رسول اور مسلمان اپنے گھر کبھی
وَّزُيِّنَ ذٰلِكَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ ۖۚ وَكُنْتُمْ
اور کھب گیا تمہارے دل میں یہ خیال اور اٹکل کی تم نے بری اٹکلیں اور تم

ع ۱ / ۱۰ / ۹

۱۔ ترغیب جہاد ۱۲

۲۔ ترہیب ناقضین ۱۲

۳۔ منزلہ تفسیر برائے سیقول لک المخلفون ۱۲

کرو دونوں جگہ ضمیر غائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کنایہ ہے اور اس میں خطاب سے غیبت کی طرف التفات ہے اور تسبحوہ میں ضمیر غائب لفظ جلالت کیطرف راجع ہے۔ یہ توحید اور رسالت کا بیان ہے۔ ہم نے آپکو بیان کرنے والا اور بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے تاکہ سب لوگ اللہ کی وحدانیت پر ایمان لائیں، اسکی تسبیح و تقدیس کریں اور شرک سے اسکی پاکیزگی بیان کریں اور اللہ کے رسول پر ایمان لائیں اور مشرکین کے مقابلے میں اسکی مدد کریں اور اس کا اکرام و احترام کریں۔ آپ کے اکرام و احترام کے کچھ آداب سورۂ حجرات میں آرہے ہیں۔ یہ احکام پہلی دونوں بشارتوں پر مبنی ہیں یعنی جب اللہ نے تمہیں مذکورہ بالا دو بشارتیں دی ہیں تو تم اس کا شکر کرو اسکی تسبیح و تنزیہ میں رطب اللسان رہو اور اس کو ہر شریک سے پاک سمجھو اور عبادت اور پکار میں کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ بناؤ اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرو اور آپ کی تعظیم بجالاؤ، کیونکہ یہ سارے انعامات آپ ہی کی وساطت سے تمہیں ملے ہیں۔ نیز تسبحوہ میں مسئلہ توحید بطور ترقی مذکور ہے۔ سورۂ محمد میں فرمایا کہ اللہ کے سوا پکار کے لائق کوئی نہیں اور سورۂ فتح میں فرمایا وتسبحوہ یعنی پکار میں اس کو شریکوں سے پاک سمجھیں

ف۹ ان الذین۔ یہ جہاد اور بیعت میں ثابت قدم رہنے کی ترغیب ہے۔ بیعت سے بیعت رضوان مراد ہے جس کا ذکر آرہا ہے۔ جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے ہیں حقیقت میں وہ اللہ سے بیعت کر رہے ہیں۔ کیونکہ اس بیعت اور اطاعت پیغمبر علیہ السلام سے اصل مقصود اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے من یطع الرسول فقد اطاع اللہ (النساء پ۵) ید اللہ فوق ایدیھم یہ پہلے مضمون کی دوسری تعبیر ہے اور اسی کی تاکید ہے بطریق تخییل کیونکہ اللہ تعالیٰ جوارح سے منزہ ہے اور مفہوم یہ ہے کہ عقد بیعت حقیقت میں اللہ سے ہے۔ لما قال سبحانہ (انما یبایعون اللہ) اکدہ علی طریقۃ التخییل فقال تعالیٰ (ید اللہ فوق ایدیھم) وانہ سبحانہ منزہ عن الجوارح وصفات الاجسام وانما المعنی تقریر ان عقد المیثاق مع الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کعقدہ مع اللہ تعالیٰ من غیر تفاوت بینھما (مدارک ج ۴ ص ۱۲۰، روح ج ۲۶ ص ۹۶، بحر ج ۸ ص ۹۱ بحوالہ کشاف) گویا یہ عقد بیعت کوئی معمولی چیز نہیں بلکہ یہ ایک نہایت ہی پختہ اور محکم عقد ہے جسکی پاسداری نہایت ضروری اور لابدی ہے۔ اب جو شخص اس بیعت کو توڑیگا اس کا وبال اسی پر پڑے گا اور وہی اس جرم کی سزا پائے گا۔ اور اجر ایفاء سے محروم رہیگا اور جو اس عہد پر قائم رہیگا اسے اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطاء فرمائیگا

ف۱۰ سیقول۔ یہاں سے لیکر لا یفقھون الا قلیلا ۃ تک ان منافقین پر زجر ہے جو صلح حدیبیہ میں شریک نہیں ہوئے تھے۔ المخلفون یعنی جو لوگ اللہ کے قہر سے پیچھے چھوڑ دیئے گئے۔ اور رفاقت پیغمبر علیہ السلام سے محروم کر دیئے گئے۔ جب آپ اس سفر سے واپس مدینہ پہنچیں گے تو منافقین آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر ساتھ نہ جانے کے لئے کئی بہانے تراشیں گے مثلاً کہیں گے کہ حضرت ہمارے اموال اور

موضح قرآن ف ہاتھ ملاتے تھے قول کے وقت اول مسلمانوں کا قول ہوتا تھا۔ پھر جس بات کا تقید منظور ہوا لڑائیوں میں قول مرنے تک نہ بھاگنے کا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی آنانکہ در سفر حدیبیہ موافقت نہ کردند ۱۲ ۔

اہل وعیال کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہیں تھا اس لئے ہم آپ کے ہمراہ نہ جاسکے، بیشک ہم سے یہ گناہ سرزد ہوا ہے، اب آپ بھی ہم پر راضی ہوجائیں اور اللہ سے بھی ہمارے لئے معافی کی درخواست کریں۔ تائید۔ یقولون ان بیوتنا عورۃ ط وماھی بعورۃ (احزاب ع ۲) یقولون بالسنتھم جو بہانے وہ زبان سے بیان کررہے ہیں وہ حقیقت کے خلاف ہیں۔ نہ جانے کی اصل وجہ انہوں نے دلوں میں چھپا رکھی ہے، لیکن زبانوں سے اس کے خلاف کہہ رہے ہیں۔ اصل وجہ کا ذکر اگلی آیات میں آرہا ہے ۱۱؎ قل فمن یملك۔ یہ مفسَّر اور مفسِّر کے درمیان منافقین کے خیال کو رد کرنے کے لئے جملہ معترضہ ہے۔ فمن یملك لکم من اللہ ای من عذاب اللہ

قَوْمًا بُوْرًا ⑫ وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّآ
لوگ تھے تباہ ہونے والے اور جو کوئی یقین نہ لائے ۱۳؎ اللہ پر اور اس کے رسول پر تو ہم نے

اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا ⑬ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ
تیار کر رکھی ہے منکروں کیواسطے دہکتی آگ اور اللہ کیلئے ہے راج آسمانوں کا اور

الْاَرْضِ ۭ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَ
زمین کا بخشے جس کو چاہے اور عذاب میں ڈالے جس کو چاہے اور

كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ⑭ سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا
ہے اللہ بخشنے والا مہربان اب کہیں گے پیچھے رہ گئے ہوئے ۱۴؎ جب

انْطَلَقْتُمْ اِلٰى مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ ۚ
تم چلو گے غنیمتیں لینے کو ف۱ چھوڑو ہم بھی چلیں تمہارے ساتھ

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ ۭ قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ
چاہتے ہیں کہ بدل دیں اللہ کا کہا تو کہدے تم ہمارے ساتھ ہرگز نہ چلو گے یونہی

قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا ۭ بَلْ
کہدیا اللہ نے پہلے سے پھر اب کہیں گے نہیں تم تو جلتے ہو ہمارے فائدہ سے کوئی نہیں

كَانُوْا لَا يَفْقَهُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ⑮ قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ
پر وہ نہیں سمجھتے ہیں مگر تھوڑا سا ف کہہ دیجئے پیچھے رہ جانیوالے ۱۵؎ گنواروں

الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ
سے آئندہ تم کو بلائیں گے ایک قوم پر بڑے سخت لڑنے والے ف۲

تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ ۚ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا
تم ان سے لڑو گے یا وہ مسلمان ہوں گے پھر اگر حکم مانو گے دے گا تم کو اللہ بدلہ

حَسَنًا ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ
اچھا اور اگر پلٹ جاؤ گے جیسے پلٹ گئے تھے پہلی بار دے گا تمکو ایک عذاب

مر تخویف اخروی ۱۲-

مر زجر برائے منافقین ۱۲-

یعنی نفع وضرر اللہ کے اختیار میں ہے۔ اگر وہ تمہیں ضرر (تکلیف) میں ڈالنا چاہے تو اس سے تمہیں کون بچا سکتا ہے؟ تمہارا یہ خیال غلط ہے کہ اگر تم جہاد میں شریک نہ ہوگے تو تکلیف ومشقت سے بچ جاؤ گے (وہ گھروں میں بیٹھ رہنے والوں کو بھی مبتلائے عذاب کرسکتا ہے اور اگر وہ تمہیں نفع دینا چاہے تو بھی اسے کوئی روک نہیں سکتا۔ وہ میدان جہاد میں تیروں کی بارش میں بھی حفاظت کرسکتا ہے وہ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے اور پوری پوری جزا دے گا۔ اس تقریر سے معلوم ہوا کہ اراد بکم نفعا سے پہلے من یمنع النفع مقدر ہے بقرینہ سیاق قالہ الشیخ قدس سرہٗ ۱۲؎ بل ظننتم۔ الآیۃ۔ یقولون بالسنتھم الخ کیلئے بمنزلہ تفسیر ہے۔ ان کے دلوں میں کچھ اور ہے لیکن زبانوں سے کچھ اور ہی کہتے ہیں۔ اصل میں یہ لوگ اس خیال کی بناء پر سفر عمرہ میں آپ کے ہمراہ نہیں گئے تھے کہ مشرکین کے تمام قبائل مل کر پیغمبر (علیہ السلام) اور مسلمانوں کا وہیں خاتمہ کردینگے اور ان میں سے کوئی بھی اپنے گھروں کو زندہ سلامت واپس نہیں آسکیگا۔ اس لئے اگر ہم بھی ان کے ہمراہ گئے تو ہمیں مارے جائیں گے۔ اور اس خیال کو انھوں نے نہایت معقول سمجھا اور یہ بات ان کے دلوں میں جاگزیں ہوگئی اور وہ اس بدگمانی میں مبتلا ہوگئے کہ اللہ پیغمبر علیہ السلام اور مسلمانوں کی مدد نہیں کرے گا۔ اصل میں یہ لوگ تباہ شدہ اور عذاب الٰہی کے مستوجب ہیں۔ یہ سارے شکوک ان کے فساد عقیدہ اور سُوءِ نیت سے پیدا ہو رہے تھے۔ قوما بورا ھالکین لفساد عقیدتکم وسوء نیتکم مستوجبین سخطہ تعالیٰ وعقابہ جل شأنہ (روح ج ۲۶ ص ۱۰۰) ۱۳؎ ومن لم یؤمن الآیۃ۔ یہ تخویف اخروی ہے۔ ان پیچھے رہ جانیوالوں کی طرح جو لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لائیں ان کے لئے ہم نے جہنم کی آگ تیار کر رکھی ہے، کیونکہ وہ کافر ہیں اور کافروں کی یہی سزا ہے۔ وللہ ملك السمٰوٰت۔ الآیۃ۔ زمین وآسمان کی بادشاہی اللہ کے ہاتھ میں ہے اور اس کائنات میں وہی متصرف ومختار ہے۔ وہ ایمان والوں اور معافی مانگنے والوں کو معاف فرماتا اور کفار ومشرکین اور منافقین کو سزا دیتا ہے اور وہ ایسا مہربان ہے

موضح قرآن ف جب مکہ سے پھرے وہاں ہی سے حکم ہوا خیبر پر چلو اور ان کے سوا کوئی ساتھ نہ چلے۔ مدینہ میں تین دن رہ کر ارادہ کیا جو لوگ پہلے سفر میں ٹل کر رہ گئے تھے اس سفر میں لالچ کو تیار ہوئے ان کو اللہ کا منع سنا دیا۔ خیبر میں یہود تھے جو جنگ احزاب میں قوموں کو چڑھا لائے تھے۔ ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی غنیمتہائی خیبر ۱۲ ف۲ یعنی فارس و روم و این معنی در زمان حضرت ابوبکر رض وحضرت عمر رض متحقق شد ۱۲۔

کہ توبہ کرنے والوں کو معاف فرما کر ان پر مزید مہربانیاں فرماتا ہے۔

ف۱۵ سیقول المخلفون۔ یہ بھی منافقین کے لئے زجر ہے۔ مغانم سے غنائم خیبر مراد ھیں جن کا اللہ تعالیٰ نے بیعۃ الرضوان میں شریک ہونیوالوں سے وعدہ فرمایا تھا جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ و اثابھم فتحا قریبا و مغانم کثیرۃ یأخذونھا۔ اور کلام اللہ سے یہی وعدہ الٰہی مراد ہے۔ معناہ ان یغیروا وعدہ لاھل الحدیبیۃ بغنیمۃ خیبر و ذلك انہ وعدھم ان یعوضھم من مغانم مكۃ خیبر اذا قفلوا موادعین لا یصیبون منھا شیئا۔ قالہ مجاھد وقتادہ وعلیہ عامۃ اھل التأویل (بحر ج ۸ ص ۹۳) یا ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وحی غیر متلو کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی ہو کہ غنائم خیبر خالصۃً اہل حدیبیہ کے لئے ہیں اور مخلفین کا ان میں کوئی حصہ نہیں۔ قال الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ یعنی جب آپ غزوۂ خیبر کے لئے روانہ ہوں گے تو منافقین اہل خیبر کی کمزوری کے پیش نظر آپ کے ساتھ اس غزوے میں شریک ہونے کی درخواست کرینگے کہ حضرت! ہمیں بھی اس مہم میں اپنے ساتھ جانے کی اجازت مرحمت فرمائیے اصل میں یہ درخواست اخلاص پر مبنی نہیں ہوگی بلکہ اس سے ان کا مقصد محنت و مشقت کے بغیر مال غنیمت حاصل کرنا ہوگا وہ اللہ کے اس فیصلے کو بدلنا چاہتے ہیں کہ غنائم خیبر صرف اہل حدیبیہ کے لئے ہیں۔ جب وہ درخواست کریں، تو آپ ان سے فرما دیں کہ تم اس غزوے میں ہمارے ساتھ ہرگز نہیں جا سکو گے یعنی تمہیں ہمارے ساتھ جانے کی اجازت ہرگز نہیں دی جائیگی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہماری حدیبیہ سے واپسی سے پہلے ہی یہ فیصلہ فرما چکا ہے کہ غنائم خیبر اہل حدیبیہ کے ساتھ

عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۶﴾ لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ

دردناک ف اندھے پر ف۱ تکلیف نہیں اور نہ لنگڑے پر

حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

تکلیف اور نہ بیمار پر تکلیف ف۲ اور جو کوئی حکم مانے اللہ کا اور اسکے رسول کا

يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّ

اس کو داخل کرے گا باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں اور جو کوئی پلٹ جائیگا

يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۷﴾ ع لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ

اسکو عذاب دے گا دردناک ف تحقیق اللہ خوش ہوا ف۴ ایمان والوں سے

اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ

جب بیعت کرنے لگے تجھ سے اس درخت کے نیچے پھر معلوم کیا جو ان کے جی میں تھا

فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۱۸﴾

پھر اتارا ان پر اطمینان اور انعام دیا ان کو ایک فتح نزدیک ف

وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۹﴾

اور بہت غنیمتیں جن کو لیں گے ف۲ اور ہے اللہ زبردست حکمت والا ف۲

وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ

وعدہ کیا ہے تم سے اللہ نے بہت غنیمتوں کا کہ تم ان کو لو گے سو جلدی پہنچا دی تمکو

هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ

یہ غنیمت ف۳ اور روکدیا لوگوں کے ہاتھوں کو تم سے ف۲ اور تاکہ ایک نمونہ ہو قدرت کا ایمان والوں

وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۲۰﴾ وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا

کیواسطے اور چلائے تم کو سیدھی راہ ف ف۵ اور ایک فتح اور جو تمہارے بس میں نہ آئی

عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿۲۱﴾

وہ اللہ کے قابو میں ہے اور اللہ ہر چیز کر سکتا ہے ف۶

النصف ع ۲ ۱۰

۱ استثناء معذورین از عتاب ۱۲

۲ اعادہ بشارت مؤمنین ۱۲

۳ اعادہ بشارت دنیویہ ۱۲

موضح قرآن ف۱ بڑی لڑائی حق تعالیٰ فرماتا ہے فارس کے لوگوں کی انکی سلطنت ہمیشہ سے زبردست رہی ہے۔ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے وقت فارس کا ملک فتح ہوا اور کچھ مسلمان ہوئے بن لڑے وہاں سے غنیمت بہت ہاتھ لگی ۱۲ منہ رح۔

ف۲ یعنی جہاد ان معذور لوگوں پر فرض نہیں ۱۲ منہ۔

ف۳ جب صلح کا سوال جواب تھا۔ حضرت نے بھیجا مکہ میں حضرت عثمان کو یہاں خبر جھوٹی اڑی کہ ان کو مار ڈالا، حضرت نے فرمایا کہ اب مجھ کو لڑنا ان سے حلال ہوا کہ پہل انہوں نے کی اور وہ خبر جھوٹ تھی اور یہ بھی کہ اسی آدمی مکہ کے لشکر کے گرد آئے کہ اکیلے دکیلے کو ماریں وہ سب جیتے پکڑ لئے۔ اسپر حضرت نے ارادہ کیا لڑنے کا تو ایک کیکر کے درخت کے نیچے بیٹھے اور کہا کہ مجھ سے قول کرو کہ مرنے تک کوتاہی نہ کرو سب نے قول دیا۔ ایک منافق تھا جد بن قیس اس کے سوا کوئی نہ رہا وہ بیعت اللہ کے یہاں قبول پڑی۔ اللہ نے جانا جو ان کے دل میں تھا یعنی ظاہر کا اندیشہ اور دل کا توکل اور انعام میں دیا یہ فتح خیبر اس سے مسلمان آسودہ ہوئے ۱۲ منہ رح ف۴ یہ بھی انعام میں داخل ہے حضرت نے فرمایا اس جگہ کا بیعت کرنیوالا دوزخ میں نہ جاویگا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۵ روکے لوگوں کے ہاتھ یعنی لڑائی نہ ہونے دی ۱۲ منہ رح

ف۶ یعنی اس بیعت کے انعام میں فتح خیبر دی اور مکہ کی فتح جو اسوقت ہاتھ نہ لگی وہ بھی مل ہی چکی ہے ۱۲ منہ رح

فتح الرحمن ف۱ یعنی در تخلف از مثل این سفر ۱۲ ف۲ یعنی غنائم خیبر و غیر آن تا روز قیامت ۱۲ ف۳ یعنی غنائم خیبر ۱۲۔ ف۴ یعنی در حدیبیہ ۱۲ ف۵ یعنی کفار قریش جمع شدند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را تشویشی رسانند خدا تعالیٰ دست ایشان را از قتال باز داشت و ھم بصلح انجامید ۱۲ ف۶ یعنی غنائم فارس و روم ۱۲۔

منتقص ہیں۔ ای من قبل سا جوعنا من الحدیبیة ان غنیمة خیبر لمن شهد الحدیبیة خاصة (قرطبی ج ۱۶ ص ۲۷۱) فسیقولون الخ جب آپ ان کو ساتھ جانے کی اجازت نہیں دینگے تو وہ ازراہ جہالت تم پر حسد کا طعن دھریں گے کہ اصل میں تم ہمارا حسد کرتے ہو کہ مبادا یہ لوگ مال غنیمت میں ہمارے ساتھ حصّہ دار بن جائیں۔ لیکن حقیقت حال یہ ہے کہ منافقین محض جہل ونادانی کی وجہ سے تمہیں حسد کا طعن دینگے، کیونکہ اللہ تعالیٰ انھیں شریک نہ کرنے کا خود ہی فیصلہ فرما چکا ہے مگر یہ کم فہم اسے سمجھتے نہیں۔ سوائے دنیوی حرص اور لالچ کے انھیں سوجھتا ہی کچھ نہیں **۱۵؎** قل للمخلفین حدیبیہ میں شریک نہ ہونے والوں کو غزوۂ خیبر میں شریک ہونے سے روک دیا گیا کیونکہ اس میں شرکت سے ان کے ایمان کا امتحان نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لئے ان سے وعدہ کیا گیا کہ عنقریب ہی تمہیں ایک نہایت ہی جنگجو اور بہادر قوم کے مقابلے میں جہاد کے لئے دعوت دی جائیگی تاکہ تم ان سے لڑو یہانتک کہ وہ اسلام قبول کرلیں او بمعنی الی ان ہے اور اس قوم سے اہل طائف مراد ہیں جن کا آپ نے ۸ھ میں غزوہ حنین کے بعد محاصرہ کیا تھا۔ یا اس سے ہوازن اور ثقیف مراد ہیں جن سے مقام حنین میں جنگ ہوئی اگر تم نے اس وقت اطاعت کی اور جہاد میں شریک ہوگئے تو اللہ تمہیں بہت اچھی جزا دے گا اور اگر حدیبیہ کی طرح اس میں بھی شریک نہ ہوئے تو تمہیں سخت ترین سزا دے گا۔ چنانچہ غزوہ خیبر کے بعد جن منافقین نے نفاق سے توبہ کرلی اور مخلصانہ ایمان لے آئے وہ ان بعد والے غزوات میں شریک ہوئے۔ اور کوئی منافق ان میں شریک نہ ہوا۔ ان الذین غزوا بعد لم یغزوا حتی اخلصوا ولم یبقوا منافقین۔ واللہ تعالیٰ اعلم (روح ج ۲۶ ص ۱۰۲) **۱۶؎** لیس علی الاعمیٰ۔ یہ لوگ معذور ہونے کی وجہ سے زجر وعتاب سے مستثنیٰ ہیں۔ اندھے۔ لنگڑے اور بیمار۔ جو لوگ پورے اخلاص کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں ان کے لئے جنت کی دائمی اور ابدی نعمتیں ہیں اور جو اطاعت سے اعراض کریں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

حصّہ دوم

۱۷؎ لقد رضی اللہ۔ حصّہ اوّل کے مضامین میں سے بشارت مؤمنین کا اعادہ ہے۔ اور المؤمنین سے وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مراد ہیں جنہوں نے مقام حدیبیہ کے ایک درخت کے نیچے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ یہ بیعت، بیعۃ الرضوان کے نام سے مشہور ہے، کیونکہ اس بیعت میں شریک ہونیوالوں کے لئے اللہ کی رضا اور خوشنودی کا پروانہ نازل ہوا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضؓ کو اہل مکہ کے پاس اپنا پیغام دے کر بھیجا تھا۔ ان کی واپسی میں دیر ہوگئی اور یہ خبر پھیل گئی کہ مشرکین نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کردیا ہے جب یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو فرمایا قتل عثمان کا فوری بدلہ لئے بغیر ہم یہاں سے نہیں ہٹیں گے۔ چنانچہ آپ نے تمام صحابہ رضؓ کو بیعت کے لئے بلایا اور کیکر کے درخت کے نیچے چودہ سو جان نثاروں اور سرفروشوں نے پورے اخلاص کے ساتھ میدان جہاد میں ثبات واستقلال بلکہ جان تک دیدینے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا نبرح حتی نناجز القوم ودعا الناس الی البیعة، فبایعوه علی ان یناجزوا قریشا ولا یفروا تحت الشجرة وکانت سمرة وکان عدد المبایعین الفا واربعمائة (مدارک ج ۴ ص ۱۲۲) ما فی قلوبهم یعنی ان کا ایمان واخلاص، صدق نیّت دین سے محبت اور مشرکین کے مقابلے میں شدّت وجلادت (روح) السکینة۔ اطمینان اور **ربط قلب**۔ فتحا قریبا، فتح خیبر مغانم کثیرة غنائم خیبر۔ (بحر، روح، قرطبی، کبیر) اللہ تعالیٰ کو اصحاب شجرہ کی، ایمان واخلاص۔ صدق نیّت اور جذبہ جاں نثاری کے ساتھ پیغمبر علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کرنیکی ادا اس قدر پسند آئی کہ ان کے لئے اپنی رضاء وخوشنودی کا پروانہ نازل فرما کر ان کے اہل جنّت ہونے کا اعلان فرمادیا، کیونکہ آخرت میں رضائے الٰہی کا مظہر اور مقام جنت ہی ہے۔ آخرت میں اہل جنت کو جو سب سے بڑی نعمت حاصل ہوگی وہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہے جس کا دوسرے مومنوں کے لئے جنت میں داخل ہونے کے بعد اعلان ہوگا مگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کیلئے رضائے خداوندی کا اعلان دنیا ہی میں کردیا گیا۔ فیا لہ من شرف۔ اور دنیا میں بھی انھیں ایک فتح قریب اور بہت سے اموال غنیمت (فتح خیبر اور غنائم خیبر) عطا کرنے کا وعدہ فرمایا۔ اور یہ وعدہ بہت جلد یعنی ماہِ صفر سنہ، ہجری میں پورا ہوا

اہل شجرہ سے اللہ تعالیٰ کی یہ رضامندی کوئی وقتی نہ تھی، بلکہ دائمی تھی، کیونکہ اس کی بنیاد ان کے ایمان واخلاص پر تھی اور ایمان واخلاص کو اللہ تعالیٰ نے ان کی صفت لازمہ بنا دیا تھا جو زندگی بھر ان سے جدا نہیں ہو سکتی تھی جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ والزمهم کلمة التقوی (فتح ع ۳) اور سورۂ حجرات ع ۱ میں فرمایا ولکن اللہ حبب الیکم الایمان وزینه فی قلوبکم۔ الآیة۔ یہی وجہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ اس بیعت میں شریک تھے انہیں سے کوئی ایک بھی دوزخ میں نہیں جائیگا۔ لا یدخل النار ان شاء اللہ من اصحاب الشجرة احد من الذین بایعوا تحتها (صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۰۳)

امام نووی رحؒ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ آپؐ کا انشاء اللہ کہنا محض بطور تبرک تھا نہ کہ بطور شک اس لئے علماء اہل سنّت نے کہا ہے کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اصحاب شجرہ میں سے قطعًا اور یقینًا کوئی بھی دوزخ میں داخل نہیں ہوگا۔ قال العلماء معناه لا یدخلها احد منهم قطعا کما صرح به فی الحدیث الذی قبله حدیث حاطب، وانما قال ان شاء اللہ للتبرک لا للشك (نووی شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۰۳) مغانم فتحا پر معطوف ہے یا اس کا ناصب وعدکم محذوف ہے بقرینہ ما بعد۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ وکان اللہ عزیزا حکیما ۰ اگر اللہ چاہتا تو صلح کے بجائے تمہیں قریش سے بھڑا کر غالب کر سکتا تھا، لیکن اس نے صلح کرادی جو اسکی حکمتِ بالغہ کی رو سے لڑائی کی نسبت اسلام اور اہل اسلام کے لئے زیادہ مفید اور نافع تھی۔ چنانچہ ہوا بھی ایسا ہی کما مر۔ اس موقع پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جو اعزازات نصیب ہوئے وہ کسی اور کو نہ مل سکے اول یہ کہ یہ بیعت ان کے قتل

وَلَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ

اور اگر لڑتے تم سے ف۱ کافر تو پھیرتے پیٹھ پھر نہ پاتے کوئی

وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۲۲﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۚ

حمایتی اور نہ مددگار رسم پڑی ہوئی اللہ کی جو چلی آتی ہے پہلے سے

وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾ وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ

اور تو ہرگز نہ دیکھے گا اللہ کی رسم کو بدلتے اور وہی ہے جس نے روک ف۲ رکھا انکے ہاتھ

عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ

کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے بیچ شہر مکہ کے بعد اس کے کہ

اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ﴿۲۴﴾ هُمُ

تمہارے ہاتھ لگا دیا ان کو اور ہے اللہ جو تم کرتے ہو دیکھتا ف۱ وہ یہی

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ

لوگ ہیں جو منکر ہوئے اور روکا تم کو ۱؎ مسجد حرام سے اور نیاز کی قربانی

مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ ۭ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَاۗءٌ

کو بھی بند پڑی ہوئی اس بات سے کہ پہنچے اپنی جگہ تک اور اگر نہ ہوتے کتنے ایک مرد ایمان والے اور کتنی عورتیں

مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَـُٔوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ

ایمان والیاں جو تم کو معلوم نہیں ۲؎ یہ خطرہ کہ تم ان کو پیس ڈالتے پھر تم پر انکی وجہ

مَّعَرَّةٌۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ

سے خرابی پڑجاتی بیخبری سے ف۲ کہ اللہ کو داخل کرنا ہے اپنی رحمت میں جس کو چاہے

لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۲۵﴾

اگر وہ لوگ ایک طرف ہوجاتے تو آفت ڈالتے ہم منکروں پر عذاب دردناک کی ف۳

اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ

جب رکھی منکروں نے ف۴ اپنے دلوں میں کد نادانی کی ضد

منزل ۶

کا بدلہ لینے کیلئے لی گئی۔ دوم یہ کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عثمان رضؓ کے ایمان و اخلاص اور ان کے جذبۂ ایثار و قربانی پر اس قدر اعتماد تھا کہ اپنے بائیں ہاتھ کو حضرت عثمان رضؓ کا ہاتھ قرار دے کر اپنے دائیں ہاتھ پر ان کی طرف سے خود بیعت فرمائی، کیونکہ آپ کو یقین تھا کہ اگر وہ یہاں زندہ موجود ہوتے تو ضرور بیعت کرتے اس طرح ان کو وہاں موجود نہ ہونے کے باوجود بیعۃ الرضوان کی فضیلت حاصل ہوگئی ف۱۸ وعدکم اللہ. یہاں مغانم کثیرۃ سے وہ تمام اموال غنیمت مراد ہیں جو قیامت تک مسلمانوں کو حاصل ہوتے رہیں گے۔ ھی علی ما قال ابن عباس ومجاھد وجمھور المفسرین ما وعد اللہ تعالی المومنین من الغنائم الی یوم القیامۃ (روح ج ۲۶ ص ۱۰۹) اور ھذہ سے غنائم خیبر کی طرف اشارہ ہے ایدی الناس. ناس سے اہل خیبر اور ان کے حلفاء بنی اسد و غطفان مراد ہیں۔ اہل خیبر کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کا ایسا رعب ڈالدیا کہ انہیں مقابلے کی ہمت نہ ہوئی اور جب ان کے حلفاء بنی اسد و غطفان ان کی مدد کے لئے آئے تو وہ بھی مرعوب اور خوفزدہ ہو کر واپس چلے گئے (خازن، مدارک) یا اس سے اہل مکہ کے اسی آدمیوں کی وہ جماعت مراد ہے جو حدیبیہ کے دن ہتھیاروں سے لیس ہو کر مسلمانوں پر حملہ آور ہوئی۔ مسلمانوں نے ان کو پکڑ لیا اور آپ نے انہیں معافی دے کر چھوڑ دیا (روح) ولتکون کا معطوف علیہ محذوف ہے ای لتنتفعوا ولتکون (روح) و اُخری یہ ھٰذہ پر معطوف ہے اور اسکا موصوف مقدر ہے ای مغانم اخری (مدارک، روح) غنائم خیبر جو بہت جلد تمہارے ہاتھ آنے والی ہیں ان کے علاوہ کچھ اور غنائم ہیں جن پر تاحال تم قابض نہیں ہو سکے لیکن وہ اللہ کے احاطۂ اختیار و قدرت میں ہیں اور وہ ان پر بھی تمہیں قابض فرمائیگا۔ اس سے وہ فتوحات مراد ہیں جو خیبر کے بعد ہوئیں مثلاً حنین وغیرہ (قرطبی، روح) ہم نے پروانۂ خوشنودی عطا کرنے کے علاوہ تمہیں دنیوی نعمتوں سے بھی مالا مال کرنے کا فیصلہ فرمایا ہے چنانچہ تمہیں بہت سے اموال غنیمت ملنے کا وعدہ دیا ہے جن میں سے یہ غنائم خیبر تو بہت جلدی تمہیں مل جائینگے اور اہل خیبر اور ان کے حلفاء کے ہاتھ تم سے روک دیئے جائینگے اور وہ تم سے لڑنے کی جرأت نہیں کر سکیں گے تاکہ تم ان غنائم سے فائدہ اٹھاؤ اور ایمان والوں کیلئے یہ صدق پیغمبر علیہ السلام کی دلیل ہو اور تاکہ تمہیں صراط مستقیم پر ثابت قدم رکھے۔ اور کچھ اور غنائم ہیں جن پر تم ابھی تک قابض نہیں ہوسکے وہ اللہ کے احاطۂ قدرت

۱؎ جنگ روکنے کی پہلی حکمت ۱۲۔

۲؎ جنگ روکنے کی دوسری حکمت ۱۲۔

۳؎ جنگ روکنے کی تیسری حکمت ۱۲۔

موضح قرآن ف۱ یعنی اسی آدمی جو پکڑے گئے بیچ میں شہر مکہ کے یعنی قریب شہر کے گویا شہر کا بیچ ہی ہے ۱۲ منہ رح ف۲ یعنی اس ماجرے میں ساری ضد اور بے ادبی کعبے کی انہیں سے ہوئی۔ تم باادب رہے۔ انہوں نے عمرے والوں کو منع کیا اور قربانی نہ پہنچنے دی۔ وہ جگہ قابل تھی کہ اسی وقت تمہارے ہاتھ سے فتح ہوتی مگر بعضے مسلمان چھپے ہوئے تھے مرد و زن اور بعضے کو جو آپ مسلمان ہونا مقدور تھا اس روز کی فتح مکے میں وہ پیسے جاتے آخر دو برس کی صلح میں جتنے مسلمان ہونے کو تھے ہو چکے اور نکلنے والے نکل آئے۔ تب اللہ نے مکہ فتح کر دیا۔

فتح الرحمن ف۱ تعریض است بآن قصہ کہ بعد انعقاد صلح ہفتاد تن از اوباش قریش خواستند کہ بے خبر بر صحابہ تاخت آرند صحابہ ہمہ را اسیر کردہ پیش آنحضرت آوردند آنحضرت عفو فرمود واللہ اعلم. ظاہر نزدیک بندہ ضعیف آنست کہ این آیت بشارت است بفتح مکہ و آوردن لفظ ماضی راجہت تحقق وقوع بشارت است ۱۲ ف۲ یعنی تصدیق رؤیا بالفعل متحقق شدی و فتح عاجلاً میسر گشتی ۱۲

میں ہیں ان پر بھی وہ تمہیں قابض فرمائیگا، کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے اور کوئی چیز اسکی قدرت سے باہر نہیں ف ۱۹ ولو قاتلکم الذین کفروا سے اہل مکہ مراد ہیں۔ صلح کے بجائے اگر کفار مکہ آپ سے بر سر پیکار ہو جاتے تو انہیں شکست فاش ہوتی اور وہ میدان میں جم کر لڑنے کے بجائے پیٹھ پھیر کر میدان سے بھاگ نکلتے اور کوئی مددگار اور حمایتی ان کو ذلت آمیز شکست سے نہ بچا سکتا۔ سنۃ اللہ۔ الآیۃ۔ یہ اللہ تعالیٰ کا دستور قدیم ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے پیغمبروں کو دشمنوں پر غالب فرمایا کرتا ہے اور اس کا یہ دستور بدل نہیں سکتا۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی (المجادلہ ع ۳) ف ۲۰ وھو الذی کف۔ الآیۃ۔ ببطن مکہ سے مقام حدیبیہ مراد ہے اور یہ اہل مکہ کے ان ستر اسی آدمیوں کی طرف اشارہ ہے جو ہتھیار پہن کر مقام حدیبیہ میں مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے۔ مسلمانوں نے ان کو پکڑ لیا، حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اس حرکت سے درگذر فرمایا اور انہیں چھوڑ دینے کا حکم دیا۔ یعنی اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی لطیف حکمت تھی کہ اس نے مقام حدیبیہ میں لڑائی نہیں ہونے دی حالانکہ مشرکین حملہ آور ہو چکے تھے اور تم ان پر غلبہ وقبضہ بھی حاصل کر چکے تھے، کیونکہ اگر لڑائی ہو جاتی تو پھر صلح معرض وجود میں نہ آتی جو بے شمار دینی برکات اور دنیوی منافع کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ یہ جنگ کو روکنے کی پہلی حکمت تھی ف ۲۱ ھم الذین والھدی، کم ضمیر خطاب پر معطوف ہے معکوفا الھدی سے حال ہے یعنی رکی ہوئی۔ ان یبلغ محلہ یہ الھدی سے بدل الاشتمال ہے (روح) ان مشرکین نے تمہیں بیت اللہ تک پہنچنے سے روکا۔ اور قربانی کے جانور جو مقام حدیبیہ میں رُکے ہوئے تھے ان کو قربان گاہ یعنی مقام منیٰ میں پہنچنے سے روکا۔ اس لحاظ سے مشرکین مکہ مجرم اور ظالم ہیں، اور اس لائق نہیں تھے کہ انھیں معاف کیا جاتا اور ان سے جنگ نہ کیجاتی لیکن مکہ میں کچھ ایسے مسلمان مرد اور عورتیں موجود تھیں جنہیں تم نہیں جانتے تھے، بصورت قتال وہ بیچارے بھی جنگ میں کچل دیئے جاتے اور بعد میں تمہیں اس پر افسوس اور پشیمانی لاحق ہوتی۔ اگر یہ مسلمان ان میں نہ ہوتے تو تمہیں اہل مکہ سے بھڑا کر تمہارے ہاتھوں ان کو قتل وقید کی صورت میں ہم دردناک سزا دیتے۔ یہ جنگ کو روکنے کی دوسری حکمت تھی رجال مؤمنون الخ موصوف مبدل منہ لم تعلموھم صفت۔ ان تطؤھم بدل الاشتمال ہے یعنی مکہ میں ان کا ہونا بایں معنی کہ تمہارے پاؤں تلے ان کے کچلے جانیکا احتمال نہ ہوتا۔ فتصیبکم الخ تمہارے ان کو روندنے کی وجہ سے تمہیں دلی رنج ہوتا۔ اور تم تکلیف ومشقت میں پڑ جاتے۔ لو تزیلوا یہ بعد عہد کی وجہ سے لولا رجال الخ کا اعادہ ہے اور لعذبنا۔ لولا کا جواب ہے۔ اور لیدخل اللہ الخ درمیان میں ترک عذاب کی علت کا بیان ہے اور اس کا متعلق

فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ وَ
پھر اتارا اللہ نے اپنی طرف کا اطمینان اپنے رسول پر اور مسلمانوں پر اور

اَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْۤا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا ؕ وَ
قائم رکھا انکو ادب کی بات پر اور وہی تھے اس کے لایق اور اس کام کے اور

كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ؑ (۲۶) لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ
ہے اللہ ہر چیز سے خبردار ف ۱ اللہ نے ف ۲۳ سچ دکھلایا اپنے رسول کو

الرُّءْیَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ
خواب تحقیق کہ تم داخل ہو رہوگے مسجد حرام میں اگر اللہ نے چاہا

اٰمِنِیْنَ مُحَلِّقِیْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِیْنَ لَا تَخَافُوْنَ ؕ
آرام سے بال مونڈتے ہوئے اپنے سروں کے اور کترتے ہوئے بے کھٹکے

فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِیْبًا (۲۷)
پھر جانا وہ جو تم نہیں جانتے پھر مقرر کر دی اس سے ورے ایک فتح نزدیک

هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ
وہی ہے جس نے بھیجا ف ۲۴ اپنا رسول سیدھی راہ پر اور سچے دین پر تاکہ اوپر رکھے اسکو

عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًا (۲۸) مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ
ہر دین سے اور کافی ہے اللہ حق ثابت کرنیوالا ف ۲ محمد ف ۲۵ رسول اللہ کا

وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ
اور جو لوگ اس کے ساتھ ہیں زور آور ہیں ف ۲۶ کافروں پر نرم دل ہیں آپس میں

تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ؗ
تو دیکھے ان کو رکوع میں اور سجدے میں ف ۲۷ ڈھونڈتے ہیں اللہ کا فضل اور اس کی خوشی

سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ
نشانی ان کی ان کے منہ پر ہے سجدہ کے اثر سے یہ شان ہے ان کی

ع ۳
۱۱

ف ۱ ازالۂ شبہ متعلقہ بہ رؤیائے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۲

ف ۲ ترغیب سوئے توحید واتباع پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۲

ف ۳ جلالت شان پیغمبر علیہ السلام وعظمت کس صحابہ رضی اللہ عنہم وسیادت بے نظیر حاصل بود ۱۲

موضح قرآن ف ایک ضد یہ کہ اب کی برس عمرہ نہ کرنے دیا اور یہ کہ جو مسلمان ہجرت کر کے جاوے اس کو پھر بھیجو اور اگلے سال عمرے کو آؤ۔ تین دن سے زیادہ نہ ہو اور ہتھیار کھلے نہ لاؤ۔ حضرت نے یہ سب قبول کر لیا ۱۲ منہ رح ف۲ اس دین کو اللہ نے ظاہر میں بھی سب دین پر غالب کر دیا ایک مدت تک اور دلیل سے ہمیشہ غالب ہے

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی جماعۂ از مسلمانان این صلح را کارہ بودند آخر الامر خدایتعالیٰ اطمینان را بدل ایشان انداخت تا برضی صلی اللہ علیہ وسلم رضا دادند ۱۲۔

محذوف ہے کفھا لیدخل یا ترکنا العذاب لیدخل۔ یہ کفِ قتال کی تیسری حکمت ہے، یعنی جنگ کو روک کر اللہ تعالیٰ نے مشرکین مکہ میں سے بہت بڑی تعداد کو اسلام کی توفیق عطاء فرما کر اپنی رحمت میں لے لیا۔ (من الروح والمدارک)

ف۲۲ اذ جعل۔ الآیۃ۔ ظرف عذبنا سے متعلق ہے یعنی اگر ہم نے ان کو عذاب دینا ہوتا تو ہم مسلمانوں کے ہاتھوں کو ان سے نہ روکتے اور ان کو اس وقت عذاب دیتے جب وہ جاہلیت کا کبر وغرور دلوں میں لئے غیر شریفانہ حرکات پر اتر آتے تھے، لیکن ہم نے ان کی نخوت اور حمیّت جاہلیت کی وجہ سے اپنے پیغمبر (علیہ السلام) اور مسلمانوں کو اشتعال میں آنے نہیں دیا اور ان کے دلوں پر سکون و اطمینان نازل کر کے ان کو پُر وقار بنا دیا اور جنگ کرنے کا خیال ان کے دلوں سے نکال دیا اور کلمۂ تقویٰ کو ان کے لئے لازم کر دیا اور ان کے دلوں میں اس کو جاگزیں کر دیا۔ کیونکہ وہ اس کلمۂ تقویٰ کے سب سے زیادہ مستحق اور اہل تھے اس لئے ان کو اس کے اختیار کرنے کی توفیق دیگئی اور مشرکین کو اس کے اختیار سے محروم کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے اسے معلوم ہے کہ کون اس کا مستحق ہے۔ اور کون اس کا اہل نہیں کلمۃ التقویٰ سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس کلمہ کے اختیار کرنے اور اس پر قائم رہنے کا حکم دیا، اس لئے انہوں نے مشرکین کے متکبرانہ رویے کے جواب میں سکون و وقار سے کام لیا اور کوئی ناشائستہ حرکت نہ کی، کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے انھیں جوابی کارروائی کرنے کا کوئی حکم نہیں تھا۔ المراد بالزامھم ایاھا ثباتھم علیھا بترک الحمیۃ (مظہری ج ۹ ص ۴۳) یا کلمۃ التقوی سے جنگ نہ کرنے کا عزم مراد ہے یعنی اللہ نے مسلمانوں کے دلوں میں سکون و اطمینان ڈالدیا اور ان کو آمادۂ پیکار نہ ہونے دیا۔ کیونکہ مسلمان ہی سکینہ و وقار کے لائق اور طمانیتِ قلب کے مستحق تھے۔

ف۲۳ لقد صدق۔ یہ ایک شبہہ کا جواب ہے، شبہہ یہ تھا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ آپ مع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیت اللہ میں داخل ہوتے اور سر منڈاتے اور بال کٹواتے آپ نے یہ خواب صحابہ رضؓ کے سامنے بیان کیا تو وہ بہت خوش ہوئے۔ یہ خواب آپ نے سفر عمرہ سے پہلے دیکھا تھا، اس لئے صحابہ رضؓ نے یہی سمجھا کہ آپ کا خواب اسی سال پورا ہوگا لیکن ایسا نہ ہوسکا۔ آپ کو مع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مقام حدیبیہ سے واپس ہونا پڑا تو جواب ارشاد فرمایا کہ اللہ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا خواب دکھایا تھا اور وہ خواب لامحالہ پورا ہو کر رہے گا۔ اراہ الرؤیا الصادقۃ (روح) تم نے یہ سمجھ لیا کہ خواب اسی سال پورا ہوگا، حالانکہ اس کیلئے سال کی کوئی تعیین نہیں کی گئی تھی۔ یہ خواب آئندہ سال پورا ہوگا اور تم سب بلاخوف وہراس، امن و امان کے ساتھ مسجد حرام میں داخل ہوگے اور مناسک عمرہ بغیر کسی روک ٹوک کے ادا کروگے اور مناسک عمرہ ادا کرنے کے بعد احرام سے نکلنے کے لئے سر منڈاؤگے اور بال کٹواؤگے تحلیق کو تقصیر پر مقدم کر کے اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ تحلیق، تقصیر سے افضل ہے۔ فعلم مالم تعلموا الخ خواب کی تعبیر کے ظہور کی تاخیر میں جو حکمت ہے وہ تمہیں معلوم نہیں، لیکن اللہ کو معلوم ہے اور وہ یہ ہے کہ خواب کا مصداق ظاہر ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ تمہیں بہت جلد ایک فتح عطاء فرمانا چاہتا ہے۔ اس فتح سے مراد فتح خیبر ہے جو صلح حدیبیہ سے فوراً بعد ماہ صفر میں ہوئی تاکہ اس فتح سے مسلمانوں کے دل میں سکون پیدا ہو اور موعودہ فتح عظیم (فتح مکہ) کا پیش خیمہ ثابت ہو۔ وھو فتح خیبر لتستروح الیہ قلوب المؤمنین الی ان یتیسر الفتح الموعود (مدارک ج ۴ ص ۱۲۴)

ف۲۴ ھو الذی۔ جواب شبہہ کے بعد توحید اور اتباع رسول کی ترغیب۔ الھدیٰ۔ توحید، دین الحق۔ دین اسلام (مدارک) اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام توحید اور دین اسلام دے کر بھیجا ہے تاکہ توحید اور دین اسلام کو تمام ادیان باطلہ پر غالب و فائق کرے اور اللہ تعالیٰ اس وعدے پر خود شاہد ہے اور وہ اس وعدے کو ضرور پورا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا یہ وعدہ پورا فرمایا اور اسکی جھلک خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی زندگی میں دیکھ لی۔ دین اسلام نے گذشتہ ادیان کو منسوخ کر دیا، اسلام کو علمی اور دلائل کے اعتبار سے باقی دینوں پر غالب فرمایا اور جس غیر مسلم قوم نے مسلمانوں سے ٹکر لی اسے مسلمانوں کے ہاتھوں مغلوب و مقہور کر دیا۔ لیعلیہ علی جنس الدین کلہ بنسخ ما کان حقا واظہار فساد ما کان باطلا او بتسلیط المسلمین علی اھلہ اذ ما من اھل دین الا وقد قھرھم المسلمون (بیضاوی) دین اسلام کو اللہ نے اس اعتبار سے بھی باقی تمام دینوں پر غالب فرمایا کہ انسانی زندگی کے تمام شعبوں مثلاً عبادت، معاشرت، معیشت، سیاست، حکومت، عدالت وغیرہ کے مسائل کا جو حل اسلام نے پیش کیا ہے وہ ہر لحاظ سے باقی تمام ازموں کے پروگرام سے بہتر اور سب پر فائق ہے۔ اسلامی نظام حیات کی باقی نظامہائے زندگی پر برتری اور فوقیت عقل و تجربہ کی روشنی میں ثابت ہو چکی ہے۔

ف۲۵ محمد رسول اللہ۔ جس عظیم الشان رسول کی وساطت سے دین حق کو غلبہ عطا کرنا ہے اس کے اسم گرامی کی تصریح اور ان جاں نثار اور سرفروش صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل و مناقب کا بیان جنہوں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں دین اسلام کو پھیلانے اور اسکو باقی دینوں پر غالب کرنے کے لئے تن من دھن کی بازی لگادی تاکہ آنے والی نسلیں ان کے نقش قدم پر چلیں اور اپنے اندر ایسی صفات پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ محمد، مبتدا مقدر کی خبر ہے اور رسول اللہ عطف بیان ہے یا نعت یا بدل۔ اور یہ جملہ ھو الذی ارسل رسولہ الآیۃ کا بیان ہے ای ھو او ذلک الرسول المرسل بالھدیٰ و دین الحق محمد، علی ان الاسم الشریف خبر مبتدا محذوف و (رسول اللہ) عطف بیان او نعت او بدل، والجملۃ استئناف مبین لقولہ تعالیٰ (ھو الذی ارسل رسولہ) وھذا ھو الوجہ الارجح الانسب بالمساق کما فی الکشف (روح ج ۲۶ ص ۱۲۳)

ف۲۶ والذین معہ۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں اس سے وہ صحابہ مراد ہیں جو صلح حدیبیہ میں آپ کے ہمراہ تھے۔ قال ابن عباس: اھل الحدیبیۃ اشداء علی الکفار، ای غلاظ علیھم کالاسد علی فریستہ۔ (قرطبی ج ۱۶ ص ۲۹۲) یعنی وہ کافروں پر اس طرح سخت گیر ہیں جس طرح شیر

اپنے شکار پر لیکن جمہور مفسرین کے نزدیک اس سے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم مراد ہیں۔ وقال الجمهور جميع اصحابه صلى الله تعالى عليه وسلم ورضي الله تعالے عنهم (روح) وكون الصفات في جملة اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم هو الاشبه (قرطبی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رض کی شان یہ ہے کہ کافروں پر وہ بہت سخت ہیں، دین کے معاملے میں کفار کیلئے رأفت و رحمت کا جذبہ ان کے دامنگیر نہیں ہوتا، جب وہ اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو کفر کی حمایت میں میدان کارزار میں اپنے سامنے دیکھتے ہیں تو شیر کی طرح ان پر جھپٹ پڑتے ہیں، لیکن آپس میں ایک دوسرے کیلئے نہایت مہربان اور رحمدل ہیں۔ اسلام نے ان کو ایک ایسی دینی برادری اور اخوت کے سلسلے میں جوڑ دیا ہے کہ ان کی باہمی محبت والفت اور شفقت ورحمت حقیقی بھائیوں کی محبت وشفقت سے بھی زیادہ مضبوط اور گہری ہے اور زمانۂ جاہلیت کی عداوتیں اور دشمنیاں ان کے دلوں سے حرف غلط کی طرح محو ہو چکی ہیں۔ اس آیت نے ان لوگوں کی آرزوں کو خاک میں ملا دیا جو بے اصل اور باطل تاریخی روایتوں کی بناء پر صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان باہمی بغض وعداوت ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ رغم انف الروافض الذين يزعمون ان اصحاب محمد كانوا يتباغضون بينهم (مظہری ج ۹ ص ۳۶) ف۲۷ ترٰهم ركعا۔ یہ صحابہ رض کی کثرت نماز کی طرف اشارہ ہے کہ تو اکثر ان کو نماز میں مصروف پائیگا۔ اور پھر نماز سے ان کا مقصود ریاکاری نہیں، بلکہ وہ اللہ کے فضل ورحمت اور اسکی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے نمازیں پڑھتے ہیں۔ یہ ان کے صدق نیت اور اخلاص باطن کی شہادت ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام کس قدر بلند ہے کہ خود اللہ تعالیٰ گواہی دے رہا ہے کہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں محض میری رضا جوئی اور خوشنودی کی خاطر کر رہے ہیں۔ وكفى بذلك شرفا۔ سيماهم الخ ان کے صدق واخلاص کی علامات انکے

فِي التَّوْرٰىةِ ۛ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ
تورات میں اور مثال ان ۲۸ کی انجیل میں جیسے کھیتی نے نکالا
شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ
اپنا پٹھا پھر اسکی کمر مضبوط کی پھر موٹا ہوا پھر کھڑا ہو گیا اپنی نال پر خوش لگتا ہے
الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۭ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ
کھیتی والوں کو ف۱ تاکہ جلائے ان سے جی کافروں کا وعدہ کیا ہے ف۲ اللہ نے ان سے جو یقین لائے ہیں اور
عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾ ع
کئے ہیں بھلے کام معافی کا اور بڑے ثواب کا ف۱

سُوْرَةُ الْحُجُرٰتِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ
سورہ حجرات ف۱ مدینہ میں نازل ہوئی اور اسکی اٹھارہ آیتیں ہیں اور دو رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے ف۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ
اے ایمان والو ف۲ آگے نہ بڑھو اللہ ف۳ سے اور اسکے رسول
وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
سے اور ڈرتے رہو اللہ سے اللہ سنتا ہے جانتا ہے ف۴ اے ایمان
اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا
والو ف۵ بلند نہ کرو اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اوپر اور اس
تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ
سے نہ بولو تڑخ کر جیسے تڑختے ہو ایک دوسرے پر کہیں اکارت نہ ہو
اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿۲﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ
جائیں تمہارے کام اور تم کو خبر بھی نہ ہو ف۳ جو لوگ ف۴ دبی آواز سے

مع ۱۵

ع ۳ ۱۳

۱ بشارت اخرویہ برائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ۱۲

۲ پہلا قانون معاشرت ۱۲

۳ دوسرا قانون معاشرت ۱۲

۴ بشارت اخرویہ ۱۲

۵ زجر بے ادبی ۱۲

موضح قرآن ف۱ جو تندی اور نرمی اپنی خو ہو وہ سب جگہ برابر چلے اور جو ایمان سے سنور کر کر آوے وہ تندی اپنی جگہ اور نرمی اپنی جگہ ہے ان کا بانا یعنی تہجد کی نمازوں سے صاف نیت سے چہرے پر ان کے نور ہے۔ حضرت کے اصحاب اور لوگوں میں پہچانے پڑتے چہرے کے نور سے اور کھیتی کی کہاوت یہ کہ اوّل ایک آدمی تھا اس دین پر پھر دو ہوئے پھر قوت بڑھتی گئی حضرت کے وقت اور خلیفوں کے وقت اور یہ وعدہ دیا ان کو جو ایمان لاتے ہیں اور بھلے کام کرتے حضرت کے اصحاب سب ایسے ہی ہیں مگر خاتمے کا اندیشہ چاہیئے۔ حق تعالیٰ بندوں کو ایسی خوشخبری نہیں دیتا کہ نڈر ہو جاویں مالک سے اتنی شاباش بھی غنیمت ہے ۱۲ منہ رح ف۲ یعنی مجلس میں اگر کوئی کچھ پوچھے تو حضرت کی راہ دیکھو کہ کیا فرماویں تم اپنی عقل سے آگے جواب نہ دے بیٹھو ۱۲ منہ رح ف۳ اس سورہ میں حق تعالیٰ نے آداب سکھائے رسول کے اور آپس کے۔ ایک ادب یہ ہے کہ مجلس میں شور نہ کرو کہ حضرت کی بات سنی نہ جاوے دوسرا یہ کہ خطاب کرو ادب سے گھگ کر نہ بولو ۱۲ منہ رح

فتح الرحمٰن ف۱ حاصل این مثل آنست که اسلام در اوّل حال ضعیف بود و مسلمانان کم بودند رفته رفته غالب و بسیار شدند ۱۲ ف۲ خدا تعالیٰ این سوره برای تعلیم ادب فرود آورد که از حضرت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم در امر و نہی پیش دستی نکنند و با آنحضرت باواز بلند خطاب نکنند و اگر فاسق چیزی گوید بغیر تفتیش حال مضائی عزیمت نمایند و در صورتیکه میان ایشان خانه جنگی واقع شود اصلاح آن بکنند قسم کنند و از استهزاء با یکدیگر و لقب بد نهادن و غیبت کردن و ظن بد مقرر کردن و بعلو نسب بر دیگران فخر کردن منع کرد و ضعیف الایمان را بضعف ایمان تنبیه فرمود ۱۲

چہروں میں، کثرتِ سجود اور عبادت پر مداومت کی برکت سے، نورانیت، وقار اور خشوع و تواضع کی صورت میں نمایاں ہیں قال قوم هو السمت الحسن والخشوع والتواضع وهي رواية الوالبي عن ابن عباس (مظہری) اس سے ماتھے کا وہ نشان مراد نہیں جو اکثر نمازیوں کی پیشانیوں پر نمودار ہو جاتا ہے جسے عرف عام میں ماتھے کا محراب کہتے ہیں کیونکہ، یہ نشان کوئی حقیقی علامت نہیں ہے ذلك مثلهم الخ صحابہ رضی اللہ عنہم کے یہ اوصاف جو اُوپر بیان کئے گئے ہیں اسی طرح تورات میں بھی مذکور ہیں۔

۲۸ ومثلهم في الانجيل۔ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیلئے ایک تمثیل ہے۔ کزرع مبتدا محذوف کی خبر ہے۔ ای هم کزرع یعنی انکی مثال ایسی ہے۔ جیسے کھیت میں ایک پودا پھوٹتا ہے پھر کچھ دنوں کے بعد اس کا کمزور تنا مضبوط ہو جاتا ہے، پھر آہستہ آہستہ تنا اس قدر موٹا ہو جاتا ہے کہ پودا اس پر کھڑا ہو جاتا ہے تو کاشتکار اور کھیت کے مالک اسے دیکھ کر بہت خوش ہوتے ہیں۔ یہی مثال صحابہ رض کی ہے کہ ابتداء اسلام میں بہت کم تھے پھر ان کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ ایک نہایت مضبوط اور مستحکم جماعت معرض وجود میں آگئی جسے دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوتے۔ وهو مثل ضربه الله تعالى للصحابة رضي الله تعالى عنهم بدء الاسلام ثم كثروا واستحكموا فترقى امرهم يوما فيوما بحيث اعجب الناس (روح ج ۲۶ ص ۱۲۷) یغیظ الخ اس کا متعلق محذوف ہے ای فعل الله هذا لمحمد صلى الله عليه وسلم واصحابه يغيظ بهم الكفار (قرطبی ج ۱۶ ص ۲۹۵) اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رض کو ضعف کے بعد قوت عطاء فرمائی اور قلّت کے بعد ان کی جماعت میں اس قدر اضافہ فرمایا کہ وہ ایک ناقابل تسخیر قوت بن گئے، تاکہ کفار و مشرکین حسد اور غیظ و غضب کی آگ میں جل اٹھیں۔

۲۹ وعد الله الآیۃ۔ یہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے بشارت اخروی ہے اور منهم میں مِنْ بعضیہ نہیں، بلکہ مؤکدہ ہے یا بیانیہ۔ من مؤكدة للكلام والمعنى وعدهم الله كلهم مغفرة واجرا عظيما (قرطبی ج ۱۶ ص ۲۹۶) ابن عطية وقوله منهم، لبيان الجنس وليست للتبعيض لانه وعد مرح الجميع (بحر ج ۸ ص ۱۰۳)

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کی بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ جس شخص کے دل میں کسی صحابی کے بارے میں ذرّہ بھر بغض ہوگا وہ لیغیظ بهم الكفار کا مصداق ٹھہرے گا۔ قال مالك من اصبح من الناس في قلبه غيظ من اصحاب رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فقد اصابته هذه الاية (روح ج ۲۶ ص ۲۲۸) تمام صحابہ رض عدول و ثقات ہیں، ان کی دیانت و امانت شک و شبہ سے بالا ہے، وہ سارے کے سارے اولیاء اللہ اور انبیاء علیہم السلام کے بعد اللہ کی ساری مخلوق سے برگزیدہ ہیں۔ اہل سنت کا یہی مسلک ہے۔ فالصحابة كلهم عدول، اولياء الله تعالى واصفيائه وخيرته من ائمة هذه الامة (قرطبی ج ۱۶ ص ۲۹۹)

سورۂ فتح میں آیاتِ توحید اور اسکی خصوصیات!

۱۔ انا ارسلنك شاهدا ومبشرا ــــ تا ــــ وتسبحوه بكرة واصيلا ○ نفی شرک ہر قسم۔
قل فمن يملك لكم من الله۔ الآیۃ نفی شرک فی التصرف۔
ولله ملك السموت والارض۔ الآیۃ۔ نفی شرک فی التصرف۔

سورۂ الحجرات

ربط سورۂ فتح میں اعلان فتح کے بعد سورۂ حجرات میں مسلمانوں کو منظم اور متفق رکھنے کے لئے آداب بیان کئے گئے ہیں۔

خلاصہ حصہ اوّل میں آداب پیغمبر علیہ السلام۔ تنویر۔ مسلمانوں کو باہمی معاشرت کے آداب کی تعلیم۔ حصہ دوم میں اعراب پر شکوی اور بیان توحید بر سبیل ترقی سورہ محمد میں فرمایا لا الٰہ الا اللّٰہ کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں پھر سورہ فتح میں فرمایا تسبحوہ یعنی معبود وہی ہے کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ کیونکہ عالم الغیب وہی ہے اور کوئی نہیں یہ حجرات کے آخر میں فرمایا ان اللّٰہ یعلم غیب السمٰوٰت والارض

تفصیل

اس سورت کے دو حصّے ہیں۔ پہلا حصہ ابتدائے سورت سے لیکر ان اللّٰہ علیم خبیر ٥ تک ہے اور دوسرا حصّہ قالت الاعراب سے لیکر آخر سورت تک ہے۔

پہلا حصّہ

اس میں سات معاشرتی قوانین مذکور ہیں جن میں سے پہلے دو حضرت رسول خدا صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے آداب سے متعلق ہیں اور باقی پانچ عام معاشرہ سے متعلق ہیں۔ پہلا قانون یا یھا الذین اٰمنوا لا تقدموا۔ الآیۃ۔ اے ایمان والو! اللّٰہ اور رسول ص کی اطاعت کرو اور مخالفت نہ کرو۔ دوسرا قانون یا یھا الذین اٰمنوا لا ترفعوا ـــــ تا ـــــ واجر عظیم ٥ پیغمبر خدا صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی خدمت میں گفتگو کرتے وقت تمہاری آواز آپ کی آواز سے بلند نہ ہونے پائے اور آپ کی مجلس میں پست آواز میں گفتگو کرو۔ ان الذین ینادونک ـــــ تا ـــــ واللّٰہ غفور رحیم ٥ یہ ان دیہاتیوں پر زجر ہے جنہوں نے آپ کے حجرات مبارکہ سے باہر کھڑے ہو کر آپ کو بلند آواز سے پکارنا شروع کیا۔ تیسرا قانون۔ یا یھا الذین اٰمنوا ان جاءکم۔ الآیۃ کسی خبر کی بناء پر کوئی اقدام کرنے سے پہلے اس کی پوری تحقیق کر لو۔ تاکہ بعد میں اپنے اقدام پر پشیمان ہونا پڑے۔ واعلموا ان فیکم رسول اللّٰہ ـــــ تا ـــــ واللّٰہ علیم حکیم ٥ یہ قانون اوّل سے متعلق ہے یعنی تم پر رسول خدا صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی اطاعت فرض ہے نہ کہ آپ پر تمہاری اطاعت۔ چونکہ تمہارے دلوں میں ایمان کو محبوب کرنا، کفر و فسق اور عصیان سے تمہیں دور رکھنا مقصود ہے اس لئے تم پر پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت فرض کی گئی ہے۔

چوتھا قانون۔ وان طائفتٰن من المؤمنین اقتتلوا ـــــ تا ـــــ لعلکم ترحمون ٥ اگر مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرا دو۔ اگر دونوں میں سے کوئی ایک فریق صلح پر آمادہ نہ ہو تو اس سے قتال کرو یہاں تک کہ وہ حکم الٰہی کے سامنے جھک جائے۔ پانچواں قانون یا یھا الذین اٰمنوا لا یسخر قوم۔ الآیۃ۔ آپس میں ایک دوسرے کا مذاق نہ اڑاؤ، نہ ایک دوسرے کے عیبوں کا طعنہ دو اور نہ ایک دوسرے کا نام بگاڑو۔

چھٹا قانون یا یھا الذین اٰمنوا اجتنبوا ـــــ تا ـــــ ان اللّٰہ تواب رحیم ٥ کسی کے بارے میں بلا وجہ بدگمانی نہ کرو۔ دوسروں کی عیب جوئی نہ کرو اور کسی کی پس پشت بدگوئی (غیبت) نہ کرو۔ ساتواں قانون۔ یا یھا الناس انا خلقنٰکم۔ الآیۃ۔ شرف نفس پر فخر نہ کرو، عظمت شان کا مدار نسب نہیں، بلکہ ایمان و تقویٰ ہے۔

دوسرا حصّہ

قالت الاعراب اٰمنا۔ الآیۃ۔ یہ ان دیہاتیوں پر زجر ہے جنہوں نے اپنے ایمان کا اظہار کر کے پیغمبر علیہ السلام پر احسان کرنا چاہا۔ فرمایا ایمان کامل یہ ہے کہ ایمان کے بعد شک پیدا نہ ہو اور اللّٰہ کی راہ میں جان و مال سے جہاد کیا جائے اور پھر یہ تمہارا کونسا احسان ہے۔ احسان تو اللّٰہ تعالیٰ کا ہے جس نے تمہیں ایمان کی راہ دکھائی اور اسلام قبول کرنے کی توفیق عطاء فرمائی۔ ان اللّٰہ یعلم غیب السمٰوٰت۔ الآیۃ۔ آخر میں مسئلہ توحید کا بیان ہے علی سبیل الترقی۔ چونکہ عالم الغیب اللّٰہ تعالیٰ ہی ہے، اس لئے اس کے سوا کوئی معبود اور پکارے جانے کے لائق نہیں اور اس کا کوئی شریک نہیں۔

پہلا حصّہ

۲ ۵ یا یھا الذین اٰمنوا لا تقدموا۔ الآیۃ۔ بشارت فتح کے بعد آداب و قوانین کا بیان ہے تاکہ نظم و نسق درست رہے۔ یہ پہلا قانون ہے جو باقی قوانین

أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ

بولتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہی ہیں جن کے دل کو

اللّٰهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ۚ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّأَجْرٌ عَظِيمٌ ③ إِنَّ

جانچ لیا ہے اللہ نے ادب کیواسطے ان کے لئے معافی ہے اور ثواب بڑا جو

الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ④

لوگ پکارتے ہیں تجھ کو ف دیوار کے پیچھے سے وہ اکثر عقل نہیں رکھتے ف

وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتّٰى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَ

اور اگر وہ صبر کرتے جب تک تو نکلتا ان کی طرف تو ان کے حق میں بہتر ہوتا اور

اللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ⑤ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوٓا إِنْ جَآءَكُمْ

اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف اے ایمان والو ف اگر آئے تمہارے پاس

فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوٓا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا

کوئی گنہگار خبر لے کر تو تحقیق کر لو کہیں نہ جا پڑو کسی قوم پر نادانی سے پھر کل کو

عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِينَ ⑥ وَاعْلَمُوٓا أَنَّ فِيكُمْ رَسُولَ

اپنے کئے پر لگو پچھتانے ف اور جان لو ف کہ تم میں رسول ہے

اللّٰهِ ۚ لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِّنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ

اللہ کا اگر وہ تمہاری بات مان لیا کرے بہت کاموں میں تو تم پر مشکل پڑے پر اللہ نے

حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ

محبت ڈالدی تمہارے دل میں ایمان کی اور کھبا دیا اسکو تمہارے دلوں میں اور نفرت ڈالدی تمہارے

الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ ۚ أُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُونَ ⑦

دل میں کفر اور گناہ اور نافرمانی کی وہ لوگ وہی ہیں نیک راہ پر

فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ۚ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ⑧ وَإِنْ

اللہ کے فضل اور احسان سے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے حکمتوں والا ف اور اگر

کی بنیاد اور اساس ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے آگے پیشقدمی نہ کرو یعنی اللہ و رسول کے احکام کی مخالفت نہ کرو بلکہ انکی اطاعت کرو۔ المراد النهي عن مخالفة الكتاب والسنة (روح ج ۲۶ ص ۱۳۲) اور اللہ سے ڈرو یعنی اس کے احکام کی مخالفت نہ کرو اور اس کی اطاعت کرو۔ وہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے تمہارے اقوال و افعال سے وہ اچھی طرح باخبر ہے، وہ مطیع و عاصی کو خوب جانتا ہے اور ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزا اور سزا دے گا۔ یہ قانون تمام قوانین کا اصل الاصول ہے کیونکہ تمام قوانین اللہ و رسول ﷺ کے احکام ہی تو ہیں **۲** یایها الذین اٰمنوا لا ترفعوا۔ یہ دوسرا قانون ہے اور اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرنے اور آپکی مجلس میں باہم باتیں کرنے کا ادب سکھایا گیا ہے فرمایا جب تم پیغمبر علیہ السلام سے گفتگو کرو تو تمہاری آواز آپ ﷺ کی آواز سے اونچی نہ ہونے پائے، بلکہ تمہاری آواز آپ ﷺ کی آواز سے پست رہے۔ نیز جب تم آپ ﷺ کی مجلس میں باہم باتیں کرو تو اس وقت بھی پست آواز سے باتیں کرو اور تمہاری آوازیں آپ کی مجلس میں بلند نہ ہونے پائیں۔ یا مطلب یہ ہے کہ آپ سے خطاب کرتے وقت بلند آواز سے باتیں نہ کرو جس طرح تم آپس میں ایکدوسرے سے اونچی آواز میں باتیں کرتے ہو۔ اور آپکو آپ کے نام سے بھی نہ پکارو بلکہ اوصاف سے پکارو جس طرح بادشاہوں کے درباروں میں آوازیں بلند نہیں کی جاتیں۔ یہ بادشاہوں کے درباروں کے آداب میں سے ہے۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو بادشاہوں کے بھی مقتداء ہیں یہ بات آپ کی مجلس کے بھی آداب میں سے ہے۔ یعنی لا ترفعوا اصواتكم عنده ولا تنادوه كما ينادي بعضكم بعضا بان تخاطبوه باسمه او كنيته بل يجب عليكم تبجيله وتعظيمه ومراعاة اٰدابه وخفض الصوت بحضرته وخطابه بالنبي والرسول ونحو ذلك (مظہری ج ۹ ص ۱۴) كانه قيل لا ترفعوا اصواتكم فوق صوته اذا نطق ونطقتم ولا تجهروا له بالقول اذا سكت وتكلمتم (روح ج ۲۶ ص ۱۳۵) ان تحبط الخ یہ ماقبل کی علت ہے اور لا ترفعوا اور لا تجهروا کا علی سبیل التنازع مفعول لہ ہے وان تحبط مفعول له والعامل

لہ تنبیہ بر اعراب ۱۲

۲ تیسرا قانون معاشرت ۱۲

۳ متعلق بہ قانون اول ۱۲۔

۴ چوتھا قانون معاشرت ۱۲۔

موضح قرآن ف۱ بنی تمیم آئے ملنے کو حضرت گھر میں تھے باہر سے لگے پکارنے چاہیئے آدمی کی زبانی خبر کرنا ۱۲ منہ رح ف۲ ایک شخص کو حضرت نے بھیجا ایک قوم پر زکوٰۃ لینے کو وہ نکلے اس کے استقبال کو اسلام سے پہلے اس قوم میں بیر تھا۔ یہ ڈرا کہ میرے مارنے کو نکلے الٹا بھاگا مدینہ میں آکر مشہور کر دیا کہ فلانی قوم مرتد ہوئی۔ حضرت ان پر فوج بھیجنے پر ہوئے اس سے معلوم ہوا کہ شہادت فاسق کی قبول نہیں۔ فاسق وہ جس پر بے شرع کام عیاں ہوں ۱۲ منہ رح ف۳ یعنی تمہاری مشورت قبول نہ ہو تو برا نہ مانو، رسول عمل کرتا ہے اللہ کے حکم پر اس میں تمہارا بھلا ہے، اگر تمہاری بات مانا کرے تو ہر کوئی اپنے بھلے کی کہے کس کس کی بات پر چلے ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید این تعریض است بحال قومی از بنی تمیم کہ بجہت مہمی پیش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آمدند و چون در مسجد نیافتند و نمیدانستند کہ در کدام حجرہ تشریف دارند نزدیک حجرہ ہا باآواز بلند ندا کردن شروع کردند واللہ اعلم ۱۲۔

نیہ ولا تجہروا علی مذاہب البصریین فی الاختیار ولا ترفعوا علی مذاہب الکوفیین فی الاختیار (بحر ج ۸ ص ۱۰۶) مقصد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رفع اصوات اور شور وغوغا سے آپ کی اذیت کا اندیشہ ہے اور آپکو اذیت دینا کفر اور حبطِ اعمال کا موجب ہے۔ گویا یہ نہی سدِ ذریعہ کے طور پر ہے اور یہ ضروری نہیں کہ رفع صوت اور ہر جہر موجب ایذارسول ہو۔ کیونکہ یہ صرف اسی وقت ہوگا جب رفع صوت اہانت و استخفاف کے طور پر ہو۔ النھی عن الفعل المعلل باعتبار التأدیۃ لان فی الجھر والرفع استخفافا قد یؤدی الی الکفر المحبط وذلك اذا انضم الیہ قصد الاھانۃ وعدم المبالاۃ (بیضاوی) فورد النھی عما ھو مظنۃ لاذی النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سواء وجد ھذا المعنی اولا ھدما للذریعۃ وحسما للمادۃ (روح ج ۲۶ ص ۱۳۶) ۴ ان الذین یغضون۔ یہ آواز پست رکھنے والوں کے لئے بشارت اخرویہ ہے۔ امتحن اللہ الخ اللہ نے ان کے دلوں کو امتحان و ابتلا میں ڈال کر غل وغش اور کھوٹ سے پاک اور نکھار کر کے ان کو تقوی اور خوفِ خدا کے لئے مخصوص کر دیا ہے۔ قال الفراء ای اخلصھا للتقوی و قال ابن عباس طھرھم من کل قبیح، وجعل فی قلوبھم الخوف من اللہ والتقوی (قرطبی ج ۱۶ ص ۳۰۸) جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کے آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے آپ کے سامنے آواز پست رکھتے ہیں ان کے دلوں کو اللہ نے تقوی سے لبریز کر دیا ہے اور آداب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پاس اور لحاظ ان کے دلوں کی اسی قلبی کیفیت ہی کا نتیجہ ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے گناہوں کی معافی ہے اور ان کے لئے بہت بڑا اجر و ثواب ہے ۵ ان الذین ینادونك۔ یہ دیہاتیوں کی ایک جماعت پر زجر ہے۔ بنی تمیم کے اعرابیوں کا ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ حاضر ہوا۔ جب وہ لوگ مسجد نبوی میں پہنچے اس وقت آپ اپنے کسی حجرے میں تشریف فرما تھے انہوں نے آپ کی حجرۂ شریفہ سے باہر تشریف آوری کا انتظار کئے بغیر ہی باہر سے یا محمد اخرج الینا کہنا شروع کر دیا یعنی اے محمد! آپ باہر آئیں۔ ان کی تنبیہ کیلئے یہ آیتیں نازل ہوئیں (روح) جو لوگ حجروں سے باہر کھڑے ہو کر آوازیں دیتے ہیں ان میں اکثر نادان ہیں اور آدابِ نبوت سے بے خبر ہیں۔ اگر وہ ذرا صبر و تحمل سے کام لیتے اور آپؐ کی باہر تشریف آوری کا انتظار کرتے تو یہ ان کے لئے بہت بہتر بات تھی جس کی وجہ سے ان کا وقار اور انکی عزت بھی قائم رہتی اور وہ ثواب کے مستحق بھی ہوتے۔ لیکن بے خبری اور نادانی میں جب کسی سے کوئی گناہ ہو جائے اور علم کے بعد انسان اس سے اجتناب کرے، تو اللہ تعالیٰ پہلے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ یہ اسکی انتہائی رحمت اور مہربانی ہے۔

۶ یا ایہا الذین امنوا ان جاءکم۔ یہ تیسرا قانون ہے کہ جب تمہیں کسی قوم کے بارے میں مخالفت کی خبر ملے تو اس کے خلاف کسی قسم کی جنگی کارروائی کرنے سے پہلے اس خبر کی پوری تحقیق کر لو ایسا نہ ہو کہ تم نادانی سے کسی قوم کو نقصان پہنچا دو اور بعد میں تمہیں اپنے کئے پر نادم و پشیمان ہونا پڑے۔ ان تصیبوا ای لئلا تصیبوا او کراھیۃ ان تصیبوا (روح) بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ولید بن عقبہ رضؓ کو بنی مصطلق میں صدقات وصول کرنے کا کیلئے بھیجا۔ جب بنی مصطلق کو ان کی آمد کا علم ہوا تو وہ استقبال کے لئے گاؤں سے باہر نکل آئے۔ اسلام سے پہلے ان کے اور ولید بن عقبہ رضؓ کے درمیان مخالفت تھی۔ انہوں نے سمجھا شاید یہ لوگ مجھے مارنے پر آمادہ ہیں چنانچہ وہیں سے واپس آ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سارا ماجرا بیان کیا لیکن تحقیق حال کے بعد حقیقت اس کے برعکس نکلی اور ولید بن عقبہ رضؓ کو محض غلط فہمی ہوئی تھی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ بعض لوگوں نے اس سے یہ غلط نتیجہ نکالا کہ اس آیت میں ولید بن عقبہ رضؓ کو فاسق کہا گیا ہے۔ لیکن یہ بات کئی وجوہ سے درست نہیں۔ اوّل اس لئے کہ جن روایتوں میں ولید بن عقبہ رضؓ کا نام مذکور ہے ان میں سے کوئی روایت بھی صحیح اور جرح سے خالی نہیں وہ سب روایتیں منقطع ہیں (العواصم۔ حواشی از محب الدین خطیب) دوم صحیح روایت سے ثابت ہے کہ فتح مکہ کے دن ولید بن عقبہ رضؓ خورد سالہ بچوں میں تبریک کی خاطر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کئے گئے، آپ نے سب کے سروں پر ہاتھ پھیرا مگر ان کے سر پر ہاتھ نہ پھیرا، کیونکہ ان کے سر میں خلوق (ایک قسم کی خوشبو) لگی تھی اور وہ آپ کو ناپسند تھی۔ جو شخص فتح مکہ کے دن بچوں میں شامل ہے وہ چند ماہ بعد اس قابل کس طرح ہو گیا کہ اسے بنی مصطلق میں عامل بنا کر بھیج دیا گیا۔ عن الولید بن عقبۃ قال لما فتح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکۃ جعل اھل مکۃ یأتونہ بصبیانھم فیمسح علی رؤسھم ویدعولھم فجیء بی الیہ وانی مطیب بالخلوق ولم یمسح علی رأسی ولم یمنعہ من ذلك الا ان امی خلقتنی بالخلوق فلم یمسنی من اجل الخلوق (مسند احمد ج ۴ ص ۳۲، سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۵۷۶) سوم اس لئے کہ یا ایہا الذین امنوا میں خطاب عام مومنین سے ہے اور فاسق سے بھی عام فاسقین مراد ہیں اور فاسق کا ذکر مبالغہ فی الحکم کے لئے ہے یہ مقصود نہیں کہ جس قصہ میں اسکا نزول ہوا ہے اس سے متعلق شخص کو فاسق کہا گیا ہے لہذا اس سے حضرت ولید رضؓ کا فاسق ہونا لازم نہیں آتا۔ افادہ الشیخ التھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۷ واعلموا ان فیکم۔ یہ پہلے قانون سے متعلق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت نہ کرو۔ آپ پر تمہاری اطاعت ضروری نہیں، بلکہ تم پر آپ کی اطاعت لازم و فرض ہے۔ اگر پیغمبر علیہ السلام تم میں سے ہر ایک کے مشورے پر عمل کرنے لگیں تو اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہارے بعض خلاف صواب مشوروں پر عمل کرنے کی وجہ سے تم کئی مشقتوں میں پڑ جاؤ گے۔ تم میں اللہ کا رسول موجود ہے اس لئے تم آپ کے احکام کی پیروی کرو اور اپنی ہر بات منوانے پر زور نہ دو۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بنی مصطلق کے ارتداد کی خبر ملی جو خلاف واقع تھی۔ اس وقت بہت سے صحابہ رضؓ نے یہ رائے دی کہ فوراً ان پر چڑھائی کرنی چاہیئے، لیکن آپ نے پہلے کشف حقیقت اور تحقیق حال کا حکم فرمایا اس آیت میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔ ولکن اللہ الخ ان کی طرف سے اس فوری اقدام کے مشورے کا عذر بیان کیا گیا ہے کہ ایمان سے فرطِ محبت اور کفر و عصیان سے دلی نفرت کی وجہ سے انہوں نے یہ مشورہ دیا تھا مگر حقیقت میں صحیح اقدام وہی تھا جس کا پیغمبر علیہ السلام نے حکم دیا تھا کہ تحقیق حال سے پہلے حملہ نہ کیا جائے۔ ومعنی الآیۃ لکن ما صدر منکم من ترك التثبت انما کان لحبکم الایمان وبغضکم الکفر فلا لوم علیکم ولا اثم (مظہری ج ۹ ص ۷۴) استدراك ببیان عذرھم وھو ان فرط حبھم الایمان وکراھتھم الکفر

حملهم علی ذلك (بیضاوی) حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ لکن معنی موضوع لہ کے اعتبار سے ماقبل کے ساتھ مرتبط نہیں ہو سکتا اس لئے سباق وسیاق کے اعتبار سے معنی یہ ہوگا کہ لیکن اللہ تعالیٰ کو تمہارے دلوں میں ایمان کو محبوب بنانا اور تمہیں کفر اور فسوق وعصیان سے متنفر کرنا مقصود ہے اس لئے اس نے تم پر پیغمبر علیہ السلام کی اطاعت فرض کی ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نہایت بلند مناقب بیان فرمائے ہیں۔ ایمان کو ان کے دلوں کا محبوب بنا دیا اور ایمان سے ان کے دلوں کو منوّر و مزین فرما دیا۔ اور ان کے دلوں کو کفر اور فسوق وعصیان سے متنفر کر دیا۔ پھر فرمایا یہ لوگ ہی درحقیقت رُشد وہدایت کی راہ پر گامزن ہیں۔ اور یہ ان پر اللہ کا فضل وانعام ہے کہ اس نے ان کو ایمان کے اس بلند مقام پر فائز فرمایا یہ سب کچھ ان کے ایمان واخلاص، اطاعت وجاں نثاری اور ظاہر وباطن کی سچائی کا ثمرہ ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ سب کچھ جاننے والا ہے اور اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں **ف۸** وان طائفتن۔ یہ چوتھا قانون ہے پیغمبر علیہ السلام کی اطاعت کے بعد تم پر لازم ہے کہ تم مسلمانوں کے درمیان اصلاح کی کوشش کرو، تاکہ مسلمانوں میں اتحاد واتفاق قائم رہے۔ اگر مسلمانوں کی دو جماعتوں میں لڑائی جھگڑا ہو جائے تو ان کے درمیان صلح صفائی کرا دو۔ اگر دونوں میں ایک جماعت پند ونصیحت کو قبول نہیں کرتی اور صلح پر آمادہ نہیں ہوتی، بلکہ ناحق زیادتی پر اتر آتی ہے تو اس باغی جماعت سے یہاں تک قتال کرو کہ وہ اللہ کے حکم یعنی صلح پر آمادہ ہو جائے۔ اگر باغی جماعت صلح پر آمادہ ہو جاتے تو دونوں کے درمیان عدل وانصاف کے ساتھ صلح کرا دو اور کسی پر زیادتی نہ ہونے دو۔ اللہ تعالیٰ عدل وانصاف کرنیوالوں کو پسند کرتا ہے **ف۹** انما المؤمنون۔ یہ ماقبل سے متعلق ہے اور اصلاح احوال کی ترغیب وتلقین ہے تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں ان کے درمیان اسلامی اخوت کا جو رشتہ ہے وہ ناقابل انقطاع ہے۔ اس لئے اگر دو مسلمان بھائیوں کے درمیان کبھی تلخی پیدا ہو جائے تو اس کی اصلاح کرنیکی کوشش کرو اور اسے ہوا دینے کی کوشش نہ کرو۔ اور ہمیشہ خدا سے ڈرتے رہو اور مسلمانوں کے درمیان صلح کرانے میں کبھی کوتاہی اور سستی نہ کرو تاکہ تم پر اللہ کی رحمت نازل ہو **ف۱۰** یا ایها الذین امنوا لا یسخر۔ الآیۃ۔ یہ پانچواں قانون ہے جس میں معاشرت کے کئی آداب ذکر کئے گئے ہیں۔ اوّل یہ کہ مردوں پر لازم ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائیوں کی تحقیر وتوہین نہ کریں اور ان کا مذاق نہ اڑائیں اور نہ ان کے عیوب ونقائص کو اس انداز میں بیان کریں جس سے ان کی تحقیر ہو اور وہ لوگوں کے لئے ہنسی مذاق بن جائیں۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ جن کا وہ مذاق اڑائیں وہ ایمان وعمل صالح کی وجہ سے خدا کے نزدیک ان سے بہتر ہوں۔ اسی طرح عورتوں کو بھی چاہیئے کہ وہ اپنی

۱؎ متعلق بہ قانون چہارم اصلاح احوال کی ترغیب ۱۲۔

۲؎ پانچواں قانون معاشرت ۱۲۔

۳؎ چھٹا قانون معاشرت ۱۲۔

طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا ۚ
دو فریق ف۸ مسلمانوں کے آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں ملاپ کرا دو
فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ
پھر اگر چڑھا چلا جائے ایک ان میں سے دوسرے پر تو تم سب لڑو اس چڑھائی والے سے
حَتّٰى تَفِیْٓءَ اِلٰۤى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا
یہاں تک کہ پھر آئے اللہ کے حکم پر پھر اگر پھر آیا تو ملاپ کرا دو ان میں
بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ ۝۹ اِنَّمَا
برابر اور انصاف کرو بے شک اللہ کو خوش آتے ہیں انصاف والے ف۱ مسلمان
الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْكُمْ وَاتَّقُوا
جو ہیں سو بھائی ہیں ف۹ سو ملاپ کرا دو اپنے دو بھائیوں میں اور ڈرتے رہو
اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝۱۰ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ
اللہ سے تاکہ تم پر رحم ہو اے ایمان والو ف۱۰ ٹھٹھا نہ کریں
قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ
ایک لوگ دوسروں سے شاید وہ بہتر ہوں ان سے اور نہ عورتیں
مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْۤا
دوسری عورتوں سے شاید وہ بہتر ہوں اُن سے اور عیب نہ لگاؤ
اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ
ایک دوسرے کو اور نام نہ ڈالو چڑانے کو ایک دوسرے کے بُرا نام ہے گنہگاری
بَعْدَ الْاِیْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۱۱
پیچھے ایمان کے اور جو کوئی توبہ نہ کرے تو وہی ہیں بے انصاف ف۲ ف۱
یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ
اے ایمان والو بچتے رہو ف۱۱ بہت تہمتیں کرنے سے مقرر

ع ۱ ۱۳

موضح قرآن ف۱ یعنی جب حکم شرع کے تابع ہوں تو انصاف سے صلح کرا دو، ایک کی طرفداری نہ کرو یہ حکم ہے خانہ جنگی کا جو مسلمان آپس میں لڑ پڑیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ ف۲ جہاں کسی پر برا نام پڑ گیا فاسق آگے تھا مومن اس پر عیب لگایا نہ لگا ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بگناہی کہ در جاہلیت کردہ باشند بعد از اسلام نشان مند نباید ساخت ۱۲۔

بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ
بعضی تہمت گناہ ہے اور بھید نہ ٹٹولو کسی کا اور برا نہ کہو پیٹھ پیچھے ایک

بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا
دوسرے کو بھلا خوش لگتا ہے تم میں سے کسی کو کہ کھائے گوشت اپنے بھائی کا جو مردہ ہو

فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ⑫
سو گھن آتا ہے تمکو اس سے اور ڈرتے رہو اللہ سے بے شک اللہ معاف کرنے والا ہے مہربان ف۱

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَ
اے آدمیو ع ہم نے تم کو بنایا ایک مرد اور ایک عورت سے اور

جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ
رکھیں تمہاری ذاتیں اور قبیلے تاکہ آپس کی پہچان ہو تحقیق عزت اللہ

عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ⑬ قَالَتِ
کے یہاں اسی کو بڑی جسکو ادب بڑا اللہ سب کچھ جانتا ہے خبردار ف۲ کہتے ہیں ع

الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا
گنوار کہ ہم ایمان لائے تو کہہ تم ایمان نہیں لائے پر تم کہو ہم مسلمان ہوئے

وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَاِنْ تُطِيْعُوا
اور ابھی نہیں گھسا ایمان تمہارے دلوں میں اور اگر حکم پر چلو گے

اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْئًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ
اللہ کے اور اس کے رسول کے کاٹ نہ لیگا تمہارے کاموں میں سے کچھ اللہ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑭ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
بخشتا ہے مہربان ہے ف۳ ایمان والے وہ لوگ ہیں جو ع ایمان لائے

بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ
اللہ پر اور اس کے رسول پر پھر شبہ نہ لائے اور لڑے اللہ کی راہ میں اپنے مال

مسلمان بہنوں کا مذاق نہ اڑائیں۔ ہوسکتا ہے کہ جن کی تحقیر کر رہی ہوں وہ اللہ کے نزدیک ان سے بہت بہتر ہوں۔ اور جو اپنے سے بہتر ہو اس کو حقیر سمجھنا بہت بڑا جرم ہے، بلکہ ایک مسلمان کی یہ شان ہی نہیں۔ دوم ولا تلمزوا انفسکم، انفسکم سے مومنین مراد ہیں گویا تمام مسلمان ایک جان کی مانند ہیں اور جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو طعنہ دیتا ہے گویا وہ خود اپنی ذات کو طعنہ دے رہا ہے یعنی ایک دوسرے کو طعنے مت دو۔ اور اگر کسی میں کوئی عیب دیکھو تو اچھے طریقے سے اسکی اصلاح کرو۔ لا یعب بعضکم بعضا واشارۃ لان المؤمنین کنفس واحدۃ فمتی عاب المؤمن المؤمن فکانہ عاب نفسہ (روح ج ۲۶ ص ۱۵۳) سوم ولا تنابزوا بالالقاب۔ اپنے بھائیوں کو برے ناموں سے نہ بلاؤ اور نہ ان کے ناموں کو بگاڑو کسی شخص کو ایسے لقب سے پکارنا جسے وہ ناپسند کرتا ہو یا اس کے نام کو بگاڑنا ناجائز اور حرام ہے والنبز لقب السوء والتلقیب المنھی عنہ ھو ما یتداخل المدعو بہ کراھۃ لکونہ تقصیرا بہ وذما لہ واما ما یحبہ فلا باس بہ (مدارک ج ۴ ص ۱۳۰) وہ لقب بہت ہی برا ہے جس سے ایک مسلمان کو یاد کیا جائے جو ایمان کے بعد قائل کے فسق کا موجب ہو یعنی جسکی وجہ سے کہنے والا فاسق ہو جائے اس لئے مسلمانوں کو اس سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ اور جن لوگوں نے ان مذکورہ بالا تینوں افعال مذمومہ سے توبہ نہ کی وہ ظالم اور بے انصاف ہیں اور اپنے آپ کو عذاب خداوندی کا نشانہ بنا رہے ہیں ﷲ یا یھا الذین امنوا اجتنبوا۔ الآیۃ۔ یہ چھٹا قانون ہے۔ اس میں بھی تین آداب معاشرت مذکور ہیں۔ اول یہ کہ بدگمانی سے اجتناب کرو اور محض ظن وتخمین کی بناء پر کوئی حکم نہ لگاؤ اور نہ کسی کو الزام دو، کیونکہ بعض گمان غلط اور موجب گناہ ہوتے ہیں لیکن اگر ایسے قرائن موجود ہوں جو ظن کو غالب اور یقین کے قریب کر دیں اور اس کے خلاف کوئی قرینہ بھی موجود نہ ہو تو اس پر عمل کیا جائیگا۔ باقی صلحاء امت خصوصاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تو ہر حال میں حسن ظن رکھنے کا حکم ہے۔ ان کے بارے میں بدگمانی کرنا جائز نہیں۔ دوم ولا تجسسوا یعنی ایک دوسرے کی جاسوسی نہ کرو۔ مطلب یہ ہے کہ لوگوں کے عیوب ونقائص نہ تلاش کرو اور ان کے پوشیدہ احوال کی جستجو نہ کرو۔ والمراد ھھنا لا تبحثوا عن عیوب الناس ولا تتبعوا عوراتھم حتی لا یظھر علیکم ما سترہ اللہ منھا (مظہری ج ۹ ص ۴۵) سوم۔ ولا یغتب بعضکم بعضا اور پس پشت کسی کی برائی اور غیبت نہ کرو۔ مسلمان بھائی کی پیٹھ پیچھے برائی کرنا اور اسکی عزت و آبرو کو پامال کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھا لیا جس طرح تم اسکو ناپسند کرو گے اس طرح مسلمان بھائی کی غیبت اور پس پشت بدگوئی سے بھی نفرت کرو۔ اللہ کے ان احکام کی تعمیل کرو اور اس کی نافرمانی سے بچو، جو لوگ اسکی اطاعت کرتے اور اس کی نافرمانی سے بچتے ہیں ان پر وہ بہت ہی مہربان ہے اور جو گناہ ہوں

ساتواں قانون معاشرت ۱۲

شکوہ بر اعراب ۱۲

صفات مومنین کاملین ۱۲

موضح قرآن ف۱ تہمت لگانی اور بھید ٹٹولنا اور پیٹھ پیچھے بد کہنا کسی جگہ نہیں بہتر مگر اسمیں جہاں کچھ دین کا فائدہ ہو اور نفسانیت کی غرض نہ ہو ۱۲ منہ رح ف۲ یعنی بڑائیاں قوم کی اور ذات کی عیب ہیں صفت نیک چاہیئے بڑی ذات کس کام کی ۱۲ منہ رح ف۳ ایک کہنا ہے کہ ہم مسلمان ہیں یعنی دین مسلمانی ہم نے قبول کیا۔ اس کا مضائقہ نہیں اور ایک کہنا ہے کہ ہمکو پورا یقین ہے جو یقین پورا ہے تو اس کے آثار کہاں جسکو سچ یقین ہو اسکو دعویٰ کرتے ڈر آتا ہے۔ کاٹ نہ رکھے گا یعنی تمہارے عملوں سے کم نہ کریگا ۱۲ منہ۔

وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ (۱۵)
اور اپنی جان سے وہ لوگ جو ہیں وہی ہیں سچے

قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي
تو کہہ کیا تم جتلاتے ہو اللہ کو اپنی دینداری ف۱ اور اللہ کو تو خبر ہے جو کچھ ہے

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (۱۶)
آسمانوں میں اور زمین میں اور اللہ ہر چیز کو جانتا ہے ف

يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ؕ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ
تجھ پر احسان ف۲ رکھتے ہیں کہ مسلمان ہوئے تو کہہ مجھ پر احسان نہ رکھو

اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ
اپنے اسلام لانے کا بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تم کو راہ دی

لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (۱۷) اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ
ایمان کی اگر سچ کہو ف اللہ جانتا ہے چھپے

غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (۱۸)
بھید آسمانوں کے اور زمین کے اور اللہ دیکھتا ہے جو تم کرتے ہو

سُوْرَةُ قٓ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ
ف سورۂ ق مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں پینتالیس آیتیں ہیں اور تین رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ (۱) بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ
ف قسم ہے اس قرآن بڑی شان والے کی بلکہ ان کو تعجب ہوا کہ آیا ان کے پاس

مُنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَيْءٌ
ڈر سنانیوالا انہی میں کا تو کہنے لگے منکر یہ تعجب کی چیز ہے

ع ۲

المنزل السابع

۱ زجر برائے اعراب ۱۲

۲ زجر برائے اغنیاء ۱۲

۳ بیان مسئلہ توحید علی وجہ الترقی ۱۲

۴ ترغیب مع زجر بیان عظمت قرآن ۱۲

۵ شکوی ۱۲

سے توبہ کرتے ہیں ان کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ لانہ تعالیٰ تواب رحیم لمن اتقی واجتنب ما نہی عنہ و قاب مما فرط منہ (روح ج ۲۶ ص ۱۵۹)

ف ۱۲ یا ایہا الناس۔ الآیۃ۔ یہ ستائیسواں قانون ہے۔ اس میں نسبی تفاخر سے منع فرمایا کہ اللہ کی بارگاہ میں عزت و کرامت کا مدار حسب و نسب نہیں بلکہ ایمان و تقویٰ اور عمل صالح ہے۔ شعوب، شعب کی جمع ہے یعنی بڑا خاندان جس کے نیچے کئی چھوٹے چھوٹے قبیلے ہوں۔ قبائل، قبیلہ کی جمع ہے یعنی بڑے خاندان کی شاخیں۔ کسی انسان کو کسی انسان پر آدمی اور انسان ہونے کی حیثیت سے کوئی امتیاز حاصل نہیں، کیونکہ سب ایک ہی ماں باپ یعنی آدم و حوا علیہما السلام کی اولاد ہیں باقی رہے قبیلے اور خاندان تو وہ محض اس لئے بنائے گئے ہیں تاکہ باہمی جان پہچان ہو، صلہ رحمی کا احساس ہو اور وراثت و ولدیت کا سلسلہ قائم رہے۔ اس لئے شعوب و قبائل عظمت و حقارت کا سبب نہیں ہیں اور نہ ان کی وجہ سے تفاخر کرنا چاہیئے ای جعلناکم کذلک لیعرف بعضکم بعضا فتصلوا الارحام و تبینوا الانساب والتوارث، لا لتفاخروا بالآباء و القبائل (روح ج ۲۶ ص ۱۶۲) باقی رہا خدا کے یہاں شرف و کرامت اور فضل و عظمت کا مدار تو وہ خاندانی اور نسبی امتیاز پر نہیں بلکہ اللہ کی اطاعت اور ایمان و تقویٰ پر ہے جو سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوگا وہی اس کی بارگاہ میں سب سے زیادہ مکرم و محترم ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سب کے ظاہری اعمال اور باطنی احوال سے اچھی طرح باخبر ہے وہ خوب جانتا ہے کہ کس کا باطن ظاہر کے مطابق ہے اور صحیح معنوں میں کون متقی اور پرہیزگار ہے۔

دوسرا حصہ

ف ۱۳ قالت الاعراب۔ الآیۃ۔ یہ ان اعراب پر شکویٰ ہے جو اپنے ایمان کے اظہار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ممنون کرنا چاہتے تھے۔ فرمایا تم لوگ ایمان کامل کا دعویٰ نہ کرو، البتہ یوں کہو کہ ہم اسلام لے آئے ہیں کیونکہ تم نے ابھی صرف ظاہری طور پر ہی اسلام و انقیاد کا اعتراف کیا ہے اور ابھی تک ایمان و یقین تمہارے دل کی گہرائیوں میں نہیں اترا۔ یہ آیت بنی اسد بن خزیمہ کی ایک جماعت کے حق میں نازل ہوئی جو قحط سے متاثر ہو کر مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام کا اظہار کیا، لیکن ان کے دل دولتِ ایمان سے خالی تھے۔ انہوں نے اموال غنیمت اور دنیوی منافع کی خاطر اسلام کا اظہار کیا تھا اور آپ پر احسان دھرنے کیلئے کہنے لگے کہ عرب کے تمام قبائل نے آپ سے لڑائی کی ہے مگر صرف ہم ہی ایسے لوگ ہیں جنہوں نے جدال و قتال کے بغیر ہی آپ کی اطاعت کو اور دین اسلام کو قبول کر لیا ہے (روح، ابن کثیر، خازن، معالم) وان تطیعوا۔ الآیۃ۔ اگر تم اپنے دلوں کو نفاق اور دنیوی اغراض سے پاک کر کے پورے اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو گے تو تمہیں اپنے عملوں کا پورا پورا اجر و ثواب ملیگا اور اس سے پہلے تم سے جو کوتاہیاں اور نافرمانیاں ہوئی ہیں ان سے اللہ تعالیٰ درگذر فرمائے گا۔ ف ۱۴ انما المؤمنون۔ الآیۃ۔ ان اعراب کے ادعائے ایمان کے مقابلے میں مومنین کاملین کی صفات کا ذکر ہے۔ صرف زبانی

موضح قرآن ف۱ یعنی اگر سچا دین تم کو ہے تو کہے سے کیا ہوگا جس سے معاملہ ہے وہ آپ خبردار ہے ۱۲ منہ رح ف۲ جو نیکی اپنے ہاتھ سے ہوا اپنی تعریف نہیں رب کی تعریف ہے جس نے وہ نیکی کروائی ۱۲ منہ رح

اظہار ایمان سے آدمی مومن نہیں بن جاتا، بلکہ مؤمنین کاملین تو وہ ہیں جو دل وجان سے اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائیں اور پھر توحید و رسالت اور تمام ضروریاتِ دین کے بارے میں ان کے دلوں میں کوئی شک وشبہ یا کھٹکا پیدا نہ ہو۔ اور جب کبھی ضرورت پیش آجائے تو اللہ کی راہ میں مال وجان سے جہاد کرنے میں پیش پیش ہوں۔ یہ لوگ ہیں حقیقت میں سچے اور پکے مومن۔ ای ھم الذین ایمانھم ایمان صدق وحق (مدارک ج ۴ ص ۱۳۳)

۱۵ قل اتعلمون۔ الآیۃ۔ زجر برائے اعراب۔ آپ ان سے فرمادیں کیا تم (امنا ہم ایمان لے آئے ہیں) کہہ کر خدا کو بتانا چاہتے ہو کہ تم ایمان لاچکے ہو؟ تو کیا اللہ تعالیٰ جو زمین و آسمان کی ہر چیز کو جانتا ہے اور جسے ہر بات معلوم ہے، وہ تمہارے دلوں کے پوشیدہ نفاق کو نہیں جانتا؟ وہ خوب جانتا ہے کہ تمہارا یہ دعوائے ایمان محض زبانی ہے اور تمہارے دلوں میں ابھی تک ایمان نہیں اترا۔

۱۶ یمنون علیک۔ الآیۃ۔ یہ بھی زجر ہے۔ یہ اعرابی اپنے اسلام لانے سے آپ کو اپنا ممنونِ احسان بنانا چاہتے ہیں۔ آپ فرمادیں اپنے اسلام کا مجھ پر احسان نہ رکھو، بلکہ اگر واقعی تم ادعائے ایمان میں سچے ہو، تو پھر تو اللہ تعالیٰ کا تم پر احسان ہے جس نے تمہیں ایمان لانے کی توفیق دی، اس لئے تم مجھ پر احسان رکھنے کے بجائے تمہیں اللہ کا شکر بجا لانا چاہیئے جو تمہیں کفر سے نکال کر اسلام میں لے آیا۔

۱۷ ان اللہ۔ الآیۃ۔ آخر میں مسئلہ توحید کا علی وجہ الترقی بیان ہے سورۂ محمد میں فرمایا لا الہ الا اللہ یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کے بعد سورۂ فتح میں فرمایا تسبحوہ یعنی معبود وہی ہے کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ اور یہاں سورۂ حجرات میں فرمایا ان اللہ یعلم (الآیۃ) یعنی عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے لہذا معبود اور کارساز بھی وہی ہے کسی کو اسکی عبادت میں شریک نہ بناؤ اور حاجات ومشکلات میں اس کے سوا کسی کو غائبانہ مت پکارو۔

سورۂ حجرات میں آیت توحید

۱۔ ان اللہ یعلم غیب السموٰت والارض ط واللہ بصیر بما تعملون ہ نفی شرک اعتقادی۔

سورۂ ق

ربط سورۂ محمدؐ، فتح اور حجرات ایک حصّہ تھا جس میں مسئلہ جہاد کا ذکر تھا اب سورۂ قٓ، الذاریات اور الطور ایک الگ حصّہ ہے جس میں حشر و نشر اور جزاء و سزاء کا ذکر ہوگا۔ دوسرے حصّے کا پہلے حصّے کے ساتھ ربط یہ ہے کہ پہلے حصّے کا مضمون یہ تھا کہ مشرکین سے جہاد کرو، اس لئے کہ وہ شرک کرتے ہیں اور انہوں نے اللہ کے سوا کئی اور الٰہ بنا رکھے ہیں۔ اب دوسرے حصّے میں یہ مذکور ہوگا کہ شرک کرنے کے علاوہ وہ قیامت اور جزاء و سزا کا بھی انکار کرتے ہیں۔ مشرکین توحید کا بھی انکار کرتے تھے اور قیامت کا بھی۔

خلاصہ دعویٰ سورت یعنی حشر و نشر پر دو عقلی دلیلیں پہلی مفصل اور دوسری مختصر۔ ابتداء میں کفار کے لئے زجر اور آخر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیہ اور درمیان میں دعویٰ توحید کا ذکر علیٰ سبیل الترقی بنسبت سُوَر سابقہ، منکرین دعویٰ (کذالك الخروج) کیلئے تخویف دنیوی و اخروی اور ماننے والوں کیلئے بشارت اور ذکر واقعات اشارۃً۔

تفصیل

سورۂ ق، الذاریات اور الطور تینوں سُورتوں میں ایک ہی مضمون مذکور ہے یعنی ثبوت قیامت پھر اس مضمون کے تین حصّے ہیں اوّل حشر و نشر یہ سورۂ قٓ میں کذالك الخروج (ع ۲۶) میں مذکور ہے۔ دوّم جزاء سوم سزا۔ سورہ الذاریات میں جزاء و سزاء کا وقوع ثابت کیا گیا ہے۔ وان الدین لواقع (ع ۱) اور سورۂ الطور میں سزاء کا ذکر ہے۔ ان عذاب ربك لواقع (ع ۱)

قٓ والقرآن المجید یہ ترغیب مع زجر ہے۔ یہ جلال و عظمت والا قرآن شاہد ہے کہ آپ سچے رسول ہیں اور قیامت ضرور آئیگی اس کے بعد شبہے کی تو کوئی گنجائش نہ تھی، لیکن وہ محض از راہِ عناد اعتراض کرتے ہیں کہ رسول بشر ہے اس لئے ہم نہیں مانتے فقال الکٰفرون الخ یہ شکویٰ ہے۔ کافر کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنا بڑی ہی عجیب بات ہے جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے تو پھر دوبارہ زندگی حاصل کرنا تو بعید از فہم بات ہے قد علمنا ما تنقص الخ جواب شکویٰ ہے۔ مرنے والوں کو ہم خوب جانتے ہیں ان کے ابدان کا ذرّہ ذرّہ ہمیں معلوم ہے۔ ہم ایک ایک کو دوبارہ زندہ کرلیں گے بل کذبوا بالحق الآیۃ۔ انہوں نے حشر و نشر کا انکار کیا ہے جو کہ حق صریح ہے اور انکار کی ان کے پاس کوئی معقول دلیل نہیں۔

افلم ینظروا الی السماء ـــ تا ـــ واحیینا بہ بلدۃ میتا (ع ۱) یہ حشر نشر پر پہلی اور مفصل عقلی دلیل ہے یہ منکرین قیامت اس میں غور نہیں کرتے کہ ہم نے آسمانوں کو کس طرح محفوظ و محکم بنایا، زمین کو پیدا کرکے اس پر پہاڑ رکھدیئے اور اس میں ترو تازہ پھل پیدا کئے، ہم آسمان سے مینہ برسا کر باغات اور غلّے پیدا کرتے ہیں اور بارش سے مردہ زمین کو زندگی اور تازگی عطاء فرماتے ہیں۔ کذالك الخروج یہ سورت کا دعویٰ ہے۔ یعنی جس طرح ہم مذکورۂ بالا کاموں پر قدرت رکھتے ہیں اسی طرح مردوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہیں اور جس طرح ہم نے مینہ برسا کر مردہ اور بنجر زمین میں جان ڈالدی اور اس سے طرح طرح کی سبزیاں اور درخت اگائے، اسی طرح ہم مردوں کو دوبارہ زندہ کرکے زمین سے نکال لیں گے۔

کذبت قبلھم ـــ تا ـــ فحق وعید ۝ یہ تخویف دنیوی ہے بل کذبوا بالحق سے متعلق ہے۔ کفار قریش سے پہلے بہت سی قومیں گذر چکی ہیں مثلاً قوم نوح ع، اصحاب الرس، ثمود، عاد، قوم فرعون، قوم لوط، اصحاب الایکہ اور قوم تبّع ان سب نے پیغمبروں کی تکذیب کی، اللہ کی توحید اور حشر و نشر کا انکار کیا تو دنیا ہی میں سب پر اللہ کی گرفت آگئی۔ افعیینا بالخلق الاول الخ یہ زجر ہے۔ کیا ہم پہلی بار انسانوں کو پیدا کرکے تھک گئے ہیں کہ اب دوبارہ انھیں پیدا کرنے کی ہم میں قدرت باقی نہیں رہی؟ نہیں یہ بات نہیں، بلکہ کافروں کو مرنے کے بعد دوبارہ زندگی میں شک ہے۔

ولقد خلقنا الانسان ـــ تا ـــ وتقول ھل من مزید ۝ (ع ۳) یہ تخویف اخروی ہے۔ ہم انسان کی پیدائش سے لیکر اس کے تمام ظاہری اور باطنی اعمال کو جانتے ہیں، اسکی ہر بات کو قلمبند کرنے کے لئے دائیں بائیں فرشتے متعین ہیں جب اس پر موت کا وقت آئیگا تو اسے کہا جائیگا یہی وہ چیز ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔ قیامت کے دن جب اسے دوبارہ زندہ کیا جائیگا تو اس سے کہا جائیگا کہ تو آج کے دن سے غافل تھا۔ آج تیری آنکھوں سے پردہ اٹھا دیا گیا ہے اور حقیقت تیرے سامنے عیاں ہے پھر حکم ہوگا کہ ایسے سرکشوں، شریروں اور حق کے دشمنوں کو جنہوں نے اللہ کے سوا اور الٰہ بنائے، سخت ترین عذاب میں ڈالدو الذی جعل مع اللہ الٰہا آخر میں مسئلہ توحید کا بیان ہے علیٰ سبیل الترقی۔ جب ان سرکش کفار و مشرکین کو جہنم میں ڈالدیا جائیگا تو جہنم ھل من مزید کا نعرہ لگائیگا کہ میرا پیٹ ابھی نہیں بھرا مجھے اور سرکش چاہئیں۔

وازلفت الجنۃ ـــ تا ـــ ولدینا مزید ۝ یہ ایمان والوں کیلئے بشارت اخرویہ ہے۔ جنّت کو شرک سے بچنے والوں کے قریب کردیا جائیگا اور ان سے کہا جائیگا کہ یہ ہے جنّت جس کا اللہ کی طرف رجوع کرنے والے ہر مومن سے وعدہ کیا گیا تھا اے خدا سے ڈرنے والو! امن و سلامتی کے ساتھ ان میں داخل ہو جاؤ اور اس میں ہمیشہ رہو۔ ان کو جنت میں خواہش کی ہر چیز ملے گی اور وہاں ان کی خواہشوں سے بڑھ کر نعمتیں ہوں گی۔

وکم اھلکنا قبلھم ـــــ تا ـــــ وھو شھید ٥ یہ بھی تخویف دنیوی ہے۔ ہم نے ان مکے والوں سے زیادہ طاقتور قوموں کو تباہ و برباد کیا مگر کوئی ان کو ہماری گرفت سے چھڑا نہ سکا۔ اس میں ہر عقلمند اور توجہ سے کام لینے والے کیلئے عبرت و نصیحت ہے۔ ولقد خلقنا السمٰوٰت۔ الآیۃ۔ یہ ثبوت قیامت پر دوسری اور مختصر عقلی دلیل ہے۔ ہم نے اس ساری کائنات کو صرف چھ دنوں میں پیدا کر لیا اور ہم تھکے نہیں تو انسانوں کو دوبارہ پیدا کر لینا کونسا مشکل کام ہے جو ہم سے نہ ہو سکے گا۔ ۹ فاصبر علی ما یقولون۔ الآیتین۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تسلّی ہے۔ آپ منکرین کے طعن و تشنیع پر صبر کریں اور اللہ کی عبادت اور اسکی تسبیح و تحمید میں مصروف رہیں اور انتظار کریں کہ قیامت کے دن ان کا کیا حشر ہوگا جب صُور پھونکا جائیگا تو سب اٹھ کھڑے ہونگے۔ انا نحن نحیی الخ موت وحیات ہمارے اختیار میں ہے۔ قیامت کے دن زمین پھٹ جائیگی اور سب لوگ تیزی سے نکلتے آئینگے ہمارے لئے تو یہ بہت ہی آسان ہے نحن اعلم بما یقولون۔ الآیۃ۔ یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تسلّی ہے۔ ہم ان کی باتوں کو خوب جانتے ہیں آپ ان کی پرواہ نہ کریں اور ایمان والوں کو قرآن سے نصیحت فرماتے رہیں ۲ قٓ والقرآن المجید ٥ یہ ترغیب مع زجر ہے۔ المجید ذوالمجد والشرف (مدارک، روح) بزرگی اور شرف والا۔ ایسا کلام، جو صفاتِ جلالیہ کا حامل ہے اور جس سے صاحبِ کلام کا جلال وجبروت اور کبریائی وعظمت نمایاں ہے جوابِ قسم محذوف ہے۔ اخفش، مبرد اور زجاج کے نزدیک لتبعثن (خازن) ابوحیان کے نزدیک انک جئتھم منذرا بالبعث (بحر ج ۸ ص ۱۲۰) حضرت شیخ رح کے نزدیک انک لرسول حق وان الساعۃ لاتیۃ۔ یعنی یہ صفاتِ جلالیہ کا حامل قرآن شاہد ہے کہ قیامت ضرور آئیگی اور آپ سچے رسول ہیں ۳ بل عجبوا۔ یہ شکویٰ ہے بل اضراب کے لئے ہے اور اس کا معطوف علیہ محذوف ہے ای فشکوا بل عجبوا الخ (روح ج ۲٦ ص ۱۷۲) یعنی قرآن کی شہادت کے باوجود ان کو قیامت میں شک ہے، نہیں شک بھی نہیں، بلکہ صرف اس لئے نہیں مانتے کہ انہیں ایک بشر کے رسول ہونے پر حیرت وتعجب ہے۔ حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ما بقی موضع شبھۃ بل عجبوا الخ یعنی ان کا انکار کسی شبہے پر مبنی نہیں کیونکہ شبہے کی گنجائش ہی نہیں بلکہ انہیں تعجب ہے کہ انہی میں سے ایک بشر ان کے پاس رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔ فقال الکفرون الخ یہ ان کے تعجب کی تفسیر اور محل تعجب کا بیان ہے۔ جب کفار سے کہا گیا کہ تم مرنے کے بعد اٹھائے جاؤ گے تو کہنے لگے یہ تو بڑی ہی حیرت انگیز بات ہے۔ ء اذا متنا الخ اذا کی جزا مقدر ہے ای نحشر (الشیخ) یا نرجع (روح) کیا جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے تو پھر بھی اٹھائے

عَجِيْبٌ ۝٢ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعٌۢ
ہے کیا جب ہم مر چکیں اور ہو جائیں مٹی یہ پھر آنا

بَعِيْدٌ ۝٣ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَ
بہت دور ہے ہم کو ۱ معلوم ہے جتنا گھٹاتی ہے زمین ان میں سے ف۱ اور

عِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ ۝٤ بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا
ہمارے پاس کتاب ہے جس میں سب کچھ محفوظ ہے ف۲ کوئی نہیں پر جھٹلاتے ہیں ۲ سچے دین کو جب

جَآءَهُمْ فَهُمْ فِيْٓ اَمْرٍ مَّرِيْجٍ ۝٥ اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى
ان تک پہنچا سو وہ پڑ رہے ہیں الجھی ہوئی بات میں کیا نہیں دیکھتے ۳ آسمان

السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ
کو اپنے اوپر کیسا ہم نے اسکو بنایا اور رونق دی اور اس میں نہیں کوئی

فُرُوْجٍ ۝٦ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ
سوراخ اور زمین کو پھیلایا اور ڈالے اس میں بوجھ

وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۝٧ تَبْصِرَةً وَّ
اور اگائی اس میں ہر ہر قسم کی رونق کی چیز سمجھانے کو اور

ذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝٨ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ
یاد دلانے کو اس بندہ کے لئے جو رجوع کرے اور اتارا ہم نے آسمان سے

مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ ۝٩
پانی برکت کا پھر اگائے ہم نے اس سے باغ اور اناج جس کا کھیت کاٹا جاتا ہے ف۲

وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ۝١٠ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۙ
اور کھجوریں لمبی ان کا خوشہ ہے تہ بر تہ روزی دینے کو بندوں کے

وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۭ كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ۝١١ كَذَّبَتْ
اور زندہ کیا ہم نے اس سے ایک مردہ دیس کو یونہی ہوگا نکل کھڑے ہونا ف۳ جھٹلا چکے ۴

۱ جواب شکویٰ ۔۱۲

۲ اضراب از بل عجبوا۔ ۱۲

۳ حشر و نشر پر پہلی اور مفصل عقلی دلیل ۔۱۲

۴ تخویف دنیوی ۔۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی سارے مٹی نہیں ہو جاتے جان سلامت رہتی ہے ۱۲ منہ رح ف۲ اناج وہی جس کے ساتھ اس کا کھیت کبھی کٹ جاوے اور درخت پھل ٹوٹ کر قائم رہتا ہے ۱۲ منہ رح ف۳ یعنی قبر سے نکلنا ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی آنچہ میخورد از جثۂ ایشان ۱۲۔ ف۲ یعنی لوح محفوظ ۱۲۔

جائیں گے؟ یہ بات تو بالکل ناممکن اور غیر معقول ہے اور عقل و امکان سے بہت دُور ہے بعید عن العقل (الشیخ) بعید عن الامکان (بیضاوی، روح)

۴ قد علمنا۔ الآیۃ۔ یہ جواب شکوی ہے۔ یہ کفار کے اس استبعاد کا رد ہے کہ جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے تو پھر کس طرح زندہ ہوں گے۔ فرمایا مُردوں کے اجساد کے جو حصّے زمین کھا جاتی ہے وہ ہمیں خوب معلوم ہیں کوئی ذرّہ ہمارے علم سے باہر نہیں۔ اس لئے انکو دوبارہ زندہ کر لینا ہمارے لئے کوئی مشکل نہیں ای ما تاکل الارض من لحومھم و دمائھم وعظامھم لا یعزب عن علمنا شئی (معالم و خازن ج ۶ ص ۲۳۴) رد لاستبعادھم الرجع لان من لطف علمہ حتی علم ما تنقص الارض من اجساد الموتی و تأکلہ من لحومھم وعظامھم کان قادرا علی رجعھم احیاء کما کانوا (مدارک ج ۴ ص ۱۴۳) ہمارے پاس ایک ایسی کتاب بھی ہے جس میں تمام تفاصیل اشیاء اور اعمال بنی آدم محفوظ ہیں۔ اس سے مراد لوح محفوظ اور علم الٰہی ہے حاصل یہ ہے کہ ہر چیز علم الٰہی میں موجود ہے۔

۵ بل کذبوا۔ الآیۃ۔ یہ بل عجبوا سے اضراب ہے۔ الحق الامر الظاھر البین اور اس سے مراد بعث بعد الموت ہے المراد بالحق الاخبار بالبعث (روح ج ۲۶ ص ۱۷۵) مریج مضطرب، ملبس، مختلط (خازن، روح) مریج فاسد یقال مرجت امانات الناس ای فسدت (صراح) قال الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ انہوں نے حشر و نشر پر نہ صرف تعجب و حیرت کا اظہار کیا ہے بلکہ اس واضح اور روشن حقیقت کا صاف صاف انکار کیا ہے اور وہ اس بارے میں مضطرب اور متردد ہیں کبھی شک و تعجب کا اظہار کرتے ہیں اور کبھی صاف انکار کر دیتے ہیں یا وہ ایک غلط اور باطل خیال پر قائم ہیں۔

۶ افلم ینظروا ـــ تا ـــ و احیینا بہ بلدۃ میتا ط یہ ثبوت قیامت اور حشر نشر پر پہلی اور مفصل عقلی دلیل ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جو ان تمام امور پر قادر ہے، وہ مُردوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ افلم ینظروا الی السماء الخ یہ عالم علوی سے استدلال ہے۔ کیا ان منکرین نے اپنے اوپر آسمان کی طرف کبھی نہیں دیکھا کہ ہم نے اسے کس خوبی سے محکم بنایا اور ستونوں کے بغیر اسے تھام رکھا ہے۔ اور جگمگاتے ستاروں سے اسے زینت و آرائش بخشی ہے اور اس میں کوئی سوراخ اور شگاف نہیں۔ والارض مددنھا۔ الآیۃ۔ یہ عالم سفلی کی طرف اشارہ ہے اور زمین کو ہم نے کس طرح بچھا دیا ہے اور اس پر پہاڑ رکھ دیئے ہیں تاکہ اس میں اضطراب پیدا نہ ہو اور اس میں ہم نے ہر قسم کا ترو تازہ سبزہ پیدا کیا جس سے زمین کی خوبصورتی اور رونق میں اضافہ ہو گیا۔

تبصرۃ و ذکری۔ الآیۃ۔ یہ مذکورہ بالا افعال کی علت ہے یعنی ہم نے یہ سب کچھ اس لئے کیا ہے تاکہ خدا کی طرف رجوع کرنیوالے اور سمجھنے کا ارادہ رکھنے والے ہر بندے کو سمجھائیں اور نصیحت کریں۔

۷ و نزلنا من السماء۔ یہاں پھر عالم علوی کا ذکر ہے۔ مبارکا۔ کثیر المنافع۔ الحصید کھیتی جو پکنے کے بعد کاٹی جاتی ہے۔ باسقات، بلند۔ طلع نضید پھل کے تہ بتہ گچھے۔ اور ہم نے آسمان سے مینہ برسایا جس میں بے شمار برکات و منافع ہیں اور اس کے ذریعے سے لہلہاتے باغات اور مختلف اقسام کے غلوں کے سرسبز و شاداب کھیت پیدا کئے اور کھجور کے بلند و بالا درخت پیدا کئے۔ پھل کے تہ بتہ خوشوں سے لدے ہوتے ہیں۔ یہ سب بندوں کی روزی کا سامان ہے۔ و احیینا بہ الخ یہاں پھر عالم سفلی سے دلیل لائی گئی ہے اور اس باران رحمت سے ہم مردہ اور بنجر زمین میں جان ڈالدیتے ہیں اور اسے زرخیز اور قابل کاشت بنا دیتے ہیں۔ کذلک الخروج ٥ یہ سورت کا مرکزی دعوی ہے۔ جس طرح بارش سے مردہ زمین زندہ ہو جاتی ہے اسی طرح مردے زندہ ہو کر زمین سے نکلیں گے۔ ای کما حییت ھذہ البلدۃ المیتۃ کذلک تخرجون احیاء بعد موتکم (مدارک ج ۴ ص ۱۴۳)

۸ کذبت قبلھم ـــ تا ـــ فحق وعید ٥ یہ تخویف دنیوی ہے برائے مکذبین رسل و منکرین قیامت۔ اور یہ بل کذبوا بالحق سے متعلق ہے یعنی اقوام گذشتہ کی طرح کفار قریش بھی قیامت اور حشر و نشر کا انکار کر رہے ہیں۔ جس طرح ان سرکش قوموں پر اللہ کا عذاب آیا۔ اسی طرح کفار قریش پر بھی آئے گا۔ اصحاب الرس یہ لوگ ایک کنوئیں پر آباد تھے اور بت پرستی کرتے تھے۔ ان کی طرف حضرت حنظلہ بن صفوان علیہ السلام مبعوث ہوئے (بیضاوی، روح) اصحاب الایکۃ۔ ان کی طرف حضرت شعیب علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ قوم تبع۔ تبع حمیری مراد ہے جو ایمان لا چکا تھا، لیکن اس کی دعوت اور کوشش کے باوجود اسکی قوم ایمان نہ لائی۔ کل کذب الرسل الخ ان میں سے ہر قوم نے اپنے اپنے پیغمبر کو جھٹلایا اور ان کے آوردہ پیغام توحید اور حشر و نشر وغیرہ کا انکار کیا تو وعدۂ عذاب ان پر ثابت ہو گیا اور ان کو مختلف انواع عذاب سے دنیا میں تباہ و برباد کر دیا گیا۔

ف۹ افعیینا - الآیۃ - یہ زجر ہے۔ منکرین قیامت بعث بعد الموت کو نہیں مانتے۔ کیا ان کا خیال ہے کہ ہم مخلوق کو پہلی بار پیدا کر کے تھک گئے اور اب دوبارہ پیدا کرنے کی ہم میں قدرت باقی نہیں رہی۔ ؟ بل ھم فی لبس الخ نہیں یہ بات نہیں، ہماری قدرت میں تو کوئی فرق نہیں آیا۔ بلکہ وہ خود ہی دوسری پیدائش یعنی بعث بعد الموت کے بارے میں شک و شبہ میں پڑے ہوئے ہیں اور اسے بعید از قیاس سمجھے بیٹھے ہیں **ف۱۰** ولقد خلقنا ــــ نا ــــ و تقول ھل من مزید یہ تخویف اخروی ہے نفسہ کے بعد محاسبہ مقدر ہے قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ یعنی ہم نے انسان کو پیدا کیا اور ہم اس کے دل کے وساوس و خطرات کو بھی اچھی طرح جانتے ہیں۔ ہم اس کا محاسبہ کریں گے حبل الورید میں اضافت بیانی ہے اور اس سے مراد رگ حیات ہے جو سر سے شروع ہو کر حلق سے گذرتی ہوئی دل تک پہنچتی ہے اذ یتلقی میں اذ، اقرب سے متعلق ہے۔ یعنی جب آدمی کے دائیں بائیں بیٹھے ہوئے کراماً کاتبین اسکی باتیں لکھ رہے ہوتے ہیں اس وقت ہم اسکی رگ حیات سے بھی زیادہ اس کے قریب ہوتے ہیں۔ مایلفظ من قول الخ آدمی جو بات بھی زبان سے نکالتا ہے اسے لکھنے کیلئے ایک نگران ہر وقت تیار ہوتا ہے۔ نیک بات ہو تو صاحب الیمین (دائیں جانب والا) اور اگر گناہ کی بات ہو تو صاحب الشمال (بائیں جانب والا) لکھ لیتا ہے۔

ف۱۱ وجاءت - الآیۃ - یہ سکرات الموت کا منظر ہے ذلک سے پہلے یقال لہ مقدر ہے۔ بالحق ای حقیقۃ الامر (بیضاوی) یعنی موت کی شدت حقیقۃً اور واقعۃً ضرور آئیگی اس وقت منکرین بعث سے کہا جائے گا کہ یہی وہ موت ہے جس سے تم بھاگتے تھے اور جو قیامت اور حشر و نشر کا دیباچہ ہے۔ و نفخ فی الصور الخ اس کے بعد صور پھونکا جائیگا اور یہ وعید عذاب کے پورا ہونے کا دن ہوگا۔ اس سے مراد نفخہ ثانیہ ہے جس سے ساری مخلوق ایک دم جی اٹھے گی۔ وجاءت کل نفس - الآیۃ - اس کے بعد ہر شخص میدان حشر میں حاضر ہوگا اور ہر آدمی کے ساتھ دو فرشتے ہوں گے ایک اسے میدان حشر کی طرف لیکر جائیگا اور دوسرا اس کے اعمال کا گواہ ہوگا۔ ایک حدیث میں ہے اس سے نیکیاں اور برائیاں لکھنے والے دو فرشتے مراد ہیں ایک سائق ہوگا اور دوسرا شہید۔ و فی حدیث اخرج ابو نعیم فی الحلیۃ عن جابر مرفوعا تصریح بان ملک الحسنات و ملک السیئات احدھما سائق و الآخر شہید (روح ج ۲۶ ص ۱۸۳)

مرا زجر ۱۲

مرا تخویف اخروی ۱۲

قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَّأَصْحٰبُ الرَّسِّ وَثَمُودُ ⑫ وَعَادٌ
ہیں ان سے پہلے نوح کی قوم اور کنوے والے اور ثمود اور عاد
وَّفِرْعَوْنُ وَإِخْوَانُ لُوطٍ ⑬ وَّأَصْحٰبُ الْأَيْكَةِ وَ
اور فرعون اور لوط کے بھائی اور بن کے رہنے والے اور
قَوْمُ تُبَّعٍ ۚ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيدِ ⑭
تبع کی قوم ان سب نے جھٹلایا رسولوں کو پر ٹھیک پڑا میرا ڈرانا
أَفَعَيِينَا بِالْخَلْقِ الْأَوَّلِ ۚ بَلْ هُمْ فِي لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ
اب کیا ہم تھک گئے پہلی بار بنا کر ف۹ کوئی نہیں ان کو دھوکہ ہے ایک نئے بنانے
جَدِيدٍ ⑮ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ
میں اور البتہ ہم نے بنایا انسان کو ف۱۰ اور ہم جانتے ہیں جو باتیں آتی رہتی
بِهِ نَفْسُهُ ۖ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ ⑯
ہیں اس کے جی میں اور ہم اس سے نزدیک ہیں دھڑکتی رگ سے زیادہ ف۱
إِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيَانِ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ
جب لیتے جاتے ہیں دو لینے والے داہنے بیٹھا اور بائیں
قَعِيدٌ ⑰ مَا يَلْفِظُ مِن قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ
بیٹھا ف۲ ف۱ نہیں بولتا کچھ بات جو نہیں ہوتا اس کے پاس ایک راہ دیکھنے
عَتِيدٌ ⑱ وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ۖ ذٰلِكَ
والا تیار ف۳ ف۲ اور وہ آئی بیہوشی موت کی ف۱۱ تحقیق یہ وہ
مَا كُنتَ مِنْهُ تَحِيدُ ⑲ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ ۚ ذٰلِكَ يَوْمُ
ہے جس سے تو ٹلتا رہتا تھا اور پھونکا گیا صور یہ ہے دن
الْوَعِيدِ ⑳ وَجَاءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَائِقٌ وَّشَهِيدٌ ㉑
ڈرانے کا اور آیا ہر ایک جی اس کے ساتھ ہے ایک ہانکنے والا اور ایک حال بتلانے والا ف۳

ع ۱۵
۱۵

موضح قرآن ف۱ گردن کی رگ مراد ہے جس میں جان پھرتی ہے دل سے دماغ تک اس کے کٹنے سے موت ہے اللہ اندر سے نزدیک ہے اور رگ آخر باہر ہے جان سے ۱۲ منہ رح ف۲ جو اس کے منہ سے نکلے وہ لکھ لیتے ہیں نیکی داہنے والا اور بدی بائیں والا ۱۲ منہ رح ف۳ یعنی لکھنے کو تیار ہے ۱۲ منہ ف۴ ایک فرشتہ ہانکے لاتا ہے اور ایک پاس نامۂ اعمال ساتھ ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی کرام الکاتبین ۱۲ ف۲ مترجم گوید یعنی اگر کلمۂ حق باشد فرشتہ دست راست می نویسد و اگر کلمۂ باطل باشد فرشتہ دست چپ می نویسد، واللہ اعلم ۱۲ ف۳ مراد جنس روان کنندہ و گواہی دہندہ است ۱۲۔

ف۱۲ لقد کنت۔ الآیۃ۔ اس سے پہلے یقال لہ مقدر ہے (روح) ھذا سے کتاب اعمال (حضرت الشیخ) یا یوم حشر مراد ہے مجرم کے ہاتھ میں اس کا اعمالنامہ تھما کر اس سے کہا جائیگا کہ تو اب تک اس سے بے خبر رہا یا یوم حشر سے غافل رہا آج ہم نے تیری آنکھوں سے پردہ ہٹا دیا ہے اور تیری نظر تیز ہو چکی ہے اور تو اپنا اعمالنامہ خود پڑھ سکتا ہے اور شدائد حشر اور انواع عذاب کا خود مشاہدہ کر رہا ہے۔ یا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن ہر کافر کو بھی بصیرت حاصل ہو جائیگی اور وہ حق کو مان لیں گے لیکن باوجود کل احد یکون یوم القیامة مستبصرا حتی الکفار فی الدنیا یکونون یوم القیامة علی الاستقامة لکن لا ینفعهم ذلك (ابن کثیر ج ۴ ص ۲۲۵)

لَقَدْ كُنْتَ فِیْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ

تو بے خبر رہا ف۱۲ اس دن سے اب کھولدی ہم نے تجھ پر سے تیری اندھیری

فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ﴿۲۲﴾ وَقَالَ قَرِيْنُهٗ هٰذَا مَا لَدَیَّ

سو تیری نگاہ آج تیز ہے اور بولا فرشتہ اس کے ف۱۳ ساتھ والا یہ جو میرے پاس

عَتِيْدٌ ﴿۲۳﴾ اَلْقِيَا فِیْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۲۴﴾ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ

تھا حاضر ف۱ فد۱ ڈالدو تم دونوں دوزخ میں ہر ناشکر مخالف کو فد۲ نیکی سے روکنے

مُعْتَدٍ مُّرِيْبِ ﴿۲۵﴾ الَّذِیْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِيٰهُ

والا حد سے بڑھنے والا شبہ ڈالنے والا جس نے ٹھہرایا ف۱۴ اللہ کے ساتھ اور کو پوجنا سو ڈالدو اس کو

فِی الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ ﴿۲۶﴾ قَالَ قَرِيْنُهٗ رَبَّنَا مَاۤ اَطْغَيْتُهٗ وَ

سخت عذاب میں بولا شیطان فد۲ اسکا ساتھی اے رب ہمارے میں نے اسکو شرارت میں نہیں ڈالا

لٰكِنْ كَانَ فِیْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۲۷﴾ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَیَّ

پر یہ تھا راہ کو بھولا دور پڑا ہوا ف۲ فرمایا جھگڑا نہ کرو ف۱۵ میرے پاس

وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ ﴿۲۸﴾ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ

اور میں پہلے ہی ڈرا چکا تھا تمکو عذاب سے بدلتی نہیں بات میرے پاس

وَمَاۤ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۲۹﴾ يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ

اور میں ظلم نہیں کرتا بندوں پر ف۳ جس دن ہم کہیں دوزخ کو ف۱۶ تو

امْتَلَاْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ﴿۳۰﴾ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ

بھر بھی چکی اور وہ بولے کچھ اور بھی ہے ف۴ فد۳ اور نزدیک لائی جائے ف۱۷ بہشت

لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ﴿۳۱﴾ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ

ڈرنے والوں کے واسطے دور نہیں یہ ہے جسکا وعدہ ہوا تھا تم سے ہر ایک رجوع رہنے والے یاد

حَفِيْظٍ ﴿۳۲﴾ مَنْ خَشِیَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبِۨ ﴿۳۳﴾

رکھنے والے کیواسطے جو ڈرا رحمٰن سے ف۱۸ بن دیکھے اور لایا دل رجوع ہونیوالا

ع ۳ ۱۶

۱ بیان توحید علی سبیل الترقی ۱۲

۲ بشارت اخرویہ ۱۲

ف۱۳ وقال قرینہ۔ الآیۃ۔ قرین سے مراد فرشتہ ہے جو آدمی کے اعمال پر متوکل ہے وہ کافر کا اعمالنامہ پیش کرکے عرض کرے گا کہ میرے پاس تو یہی اس کے اعمال ہیں جو کمی بیشی کے بغیر حاضر ہیں۔ القیا فی جھنم۔ بعض کے نزدیک القیا صیغہ واحد ہے اور الف نون ثقیلہ سے مبدل ہے۔ اور بعض کے نزدیک تثنیہ تکرار کے لئے ہے برائے افادۂ تاکید (روح) اور بعض کے نزدیک صیغۂ تثنیہ ہے لیکن خطاب واحد کو ہے کیونکہ عرب عام طور پر واحد کو صیغۂ تثنیہ سے خطاب کرتے ہیں (ابن کثیر) امام ابن جریر اور دیگر حضرات کے نزدیک خطاب تثنیہ سائق اور شہید سے ہے (ابن جریر) اور حضرت الشیخ قدس سرہ فرماتے ہیں تثنیہ حقیقت پر محمول ہے اور اس سے تکرار وغیرہ مراد نہیں بلکہ اس سے وہ دونوں فرشتے مراد ہیں جو سر اور پاؤں سے پکڑ کر اسے دوزخ میں پھینکیں گے جیسا کہ ارشاد ہے۔ یعرف المجرمون بسیماھم فیؤخذ بالنواصی والاقدام (الرحمٰن ع ۲) ﷲ در الشیخ رح افاد فاجاد۔ عنید۔ سرکش، مناع للخیر اسلام سے شدت کے ساتھ روکنے والا، معتد بے انصاف حدود حق سے تجاوز کرنے والا اور توحید کا منکر۔ مریب اللہ کی وحدانیت اور حشر و نشر میں شک کرنیوالا اور دوسروں کو شبہات میں ڈالنے والا (ابن کثیر، بیضاوی، مظہری خازن) ان دونوں فرشتوں کو حکم ہوگا کہ ان بھڑووں کو جہنم کے سخت ترین عذاب میں ڈالدو۔ یہ ان تمام برائیوں سے بڑھ کر خدا کے ساتھ شرک بھی کیا کرتے تھے۔

ف۱۴ الذی جعل۔ الآیۃ۔ مسئلہ توحید کا ذکر ہے علی سبیل الترقی بنسبت سُوَر سابقہ یعنی جس نے اللہ کے سوا کسی اور کو معبود اور کارساز بنایا اور غیر اللہ متصرف و مختار جان کر حاجات میں مصائب میں پکارا اسے سخت ترین عذاب میں پھینک دو۔ قال قرینہ۔ الآیۃ یہاں قرین سے شیطان مراد ہے یہ ایک کلام مقدر کا جواب ہے۔ کافر معذرت کرے گا کہ بارے الہا! میرا کوئی قصور نہیں، مجھے تو شیطان نے گمراہ کیا ہے تو شیطان (قرین) جواب دیگا ہمارے پروردگار! میں نے اسے گمراہ نہیں کیا، بلکہ وہ خود گمراہ تھا اور راہ ہدایت سے کوسوں دور تھا (مدارک، روح) ف۱۵ قال لا تختصموا

موضح قرآن ف۱ وہ فرشتہ اعمال حاضر کرے گا۔ ف۲ یہ ساتھی شیطان ہے آپ کو بے گناہ کیا چاہتا ہے ف۳ بدلتی نہیں بات یعنی کافر بخشا نہیں جاتا ۱۲ منہ رح ف۴ دوزخ کا پھیلاؤ اس قدر لوگوں سے نہ بھریگا۔ ۱۲ منہ رح

فتح الرحمٰن فد۱ عادت پادشاہان است کہ اسیر را پیش ایشان دو دو کس گرفتہ می آرند ازین جہت دو فرشتہ را خطاب شود ۱۲ فد۲ یعنی از شیاطین الانس والجن ۱۲ فد۳ یعنی ہرچند در وی اندازند زیادہ طلب کند ۱۲۔

ادْخُلُوهَا بِسَلٰمٍ ۭ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ (۳۴) لَهُمْ مَّا يَشَاۗءُوْنَ فِيْهَا وَ
چلے جاؤ اس میں سلامت یہ دن ہے ہمیشہ رہنے کا ف ان کیواسطے ہے وہاں جو وہ چاہیں اور

لَدَيْنَا مَزِيْدٌ (۳۵) وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ
ہمارے پاس ہے کچھ زیادہ بھی ف اور کتنی تباہ کر چکے ہم ان سے پہلے جماعتیں ف۲ کہ انکی قوت زبردست تھی

بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ ۭ هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ (۳۶) اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
ان سے پھر لگے کریدنے شہروں میں کہیں ہے بھاگ جانیکو ٹھکانا اس میں

لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ (۳۷)
سوچنے کی جگہ ہے ف۲ اسکو جس کے اندر دل ہے یا لگائے کان دل لگا کر

وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ڰ
اور ہم نے بنائے ف۱ آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے چھ دن میں

وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ (۳۸) فَاصْبِرْ عَلٰي مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ
اور ہم کو نہ ہوا کچھ تکان سو تو سہتا رہ جو کچھ ف۲ وہ کہتے ہیں اور پاکی بولتا رہ خوبیاں

رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ (۳۹) وَمِنَ
اپنے رب کی پہلے سورج کے نکلنے سے اور پہلے ڈوبنے سے ف۳ اور کچھ

الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ (۴۰) وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ
رات میں بول اسکی پاکی اور پیچھے سجدہ کے ف۴ اور کان رکھ جس دن پکارے ف۵

الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ (۴۱) يَّوْمَ يَسْمَعُوْنَ الصَّيْحَةَ
پکارنے والا نزدیک کی جگہ سے ف۶ و۱ جس دن سنیں گے چنگھاڑ

بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوْجِ (۴۲) اِنَّا نَحْنُ نُحْيٖ وَ
تحقیق وہ ہے دن نکل پڑنے کا ہم ہیں جلاتے ف۱۱ اور

نُمِيْتُ وَاِلَيْنَا الْمَصِيْرُ (۴۳) يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ
مارتے اور ہم تک ہے سبکو پہنچنا جس دن زمین پھٹ کر نکل پڑیں وہ

ف۱ تخویف دنیوی ۱۲

ف۲ حشر ونشر پہ دو دعوی اور مختصر عقلی دلیل ۱۲

ف۳ تسلیہ [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

حکم ہوگا اب مت جھگڑو، اب جھگڑنے سے کوئی فائدہ نہیں، میں تم سب کیلئے دنیا ہی میں عذاب کا فیصلہ کر چکا ہوں۔ اس سے لاملئن جهنم منك وممن تبعك منهم اجمعين (سورہ ص) مراد ہے (خازن، روح) اس لئے تم سب تابع ومتبوع جہنم میں جاؤ گے مایبدل القول لدی۔ الآیۃ۔ میرے یہاں فیصلے تبدیل نہیں ہوا کرتے۔ میں فیصلہ کر چکا ہوں کہ ابلیس کی پیروی کرنے والوں کو جہنم کا ایندھن بناؤنگا اور میں بندوں پر ظلم بھی نہیں کرتا اور کسی کو ناکردہ گناہ کی سزا نہیں دیتا ہوں۔ حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں القول میں الف لام عہد خارجی کے لئے ہے اور اس سے القیا فی جهنم الخ والا قول مراد ہے یعنی میں ان مجرموں کو جہنم میں ڈالنے کا حکم دے چکا ہوں اور اب اس میں تبدیلی نہیں ہوسکتی ف۱۶ یوم نقول الآیۃ۔ یوم فعل مقدر انذر کا مفعول ہے یا ظلام سے متعلق ہے یعنی اس دن سے لوگوں کو ڈرا دیا جس دن ہم جہنم سے پوچھیں گے کیا کفار ومشرکین سے تیرا پیٹ بھر گیا ہے اور تو سیر ہوگئی ہے اور وہ عرض کرے گی میرا پیٹ تو ابھی نہیں بھرا کیا ابھی مزید کفار ومشرکین ہیں؟ اس دن ہم بندوں سے بے انصافی نہیں کریں گے۔ اور کسی کو بلاقصور سزا نہیں دیں گے ف۱۷ وازلفت ــ تا ــ ولدینا مزید ٥ یہ بشارت اخرویہ ہے غیر بعید، مصدر محذوف کی صفت ہے اور ازلفت کا مفعول مطلق ہے برائے تاکید۔ ای ازلافا غیر بعید (روح) جو لوگ شرک اور معاصی سے بچنے والے ہیں جنت بالکل ان کے قریب اور سامنے کردی جائیگی ھذا ما توعدون۔ الآیۃ۔ اس سے پہلے ویقال لهم مقدر ہے اور ان سے کہا جائیگا یہ ہے وہ جنت جس کا تم میں سے ہر اللہ کی طرف رجوع کرنیوالے اور اپنے گناہوں کو یاد کرکے توبہ کرنے والے کے لئے وعدہ کیا جاتا تھا۔ قال لی مجاهد: الا انبئك بالاواب الحفيظ؟ هو الرجل يذكر ذنبه اذا خلا فيستغفر الله تعالى منه (روح ج ۲۶ ص ۱۸۹) ف۱۸ من خشی الآیۃ یہ المتقین یا اواب سے بدل ہے (بحر، روح) اس صورت میں ادخلوها سے پہلے یقال لهم مقدر ہوگا یا مبتدا ہے اور ادخلوها بتقدیر یقال لهم اسکی خبر ہے (مدارک) یا یہ منادی ہے اور حرف نداء محذوف ہے ای یا من خشی الرحمن الخ اور ادخلوها الخ مقصود بالنداء ہے (الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ) بالغیب یعنی اللہ کو دیکھے بغیر اس کے عذاب سے ڈرتا رہا یعنی خشی عقابه وهو غائب من الله تعالى يعني فی الدنيا حين لم يره (مظہری ج ۹ ص ۷۳) قلب منیب اللہ کی طرف رجوع وانابت کرنیوالا دل۔ یعنی یہ جنت ان لوگوں کے لئے ہے جو بغیر دیکھے

موضح قرآن ف۱ اس دن جس کو جو کچھ ملا سو ہمیشہ رہے گا۔ اس سے پہلے ایک بات پر ٹھہراؤ نہ تھا ۱۲ منہ رح ف۲ جو نعمتیں ان کے خیال میں نہیں ۱۲ منہ رح۔ ف۳ یہ دو وقت یاد کے ہیں اس وقت دعا اور عبادت بہت قبول ہوتی ہے۔ ف۴ یعنی نماز کے بعد ۱۲ منہ رح ف۵ کہتے ہیں صور پھونکا جاویگا بیت المقدس کے پتھر پر یا اس کی آواز ہر جگہ نزدیک لگے گی ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمن ف۱ وایں تصویر است آنرا کہ ہمہ در استماع ندا مساوی باشند ۱۲۔

خدا کے عذاب سے ڈرتے رہے اور اللہ ہی سے لَو لگائے رکھی، اس کے اوامر کی اطاعت کرتے رہے اور معاصی سے مجتنب رہے۔ بسلام یعنی جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ یہاں عذاب اور ہر فکر و غم سے محفوظ و سلامت رہو گے، جنت کی نعمتیں زوال سے محفوظ ہوں گی اور تم موت سے محفوظ ہو گے۔ ذلك یوم الخلود اس طرح آج کا دن خلود اور دائمی زندگی کی ابتداء ہے۔ لھم ما یشاؤن۔ الآیۃ۔ جنت میں انھیں ہر وہ چیز ملے گی جس کی وہ خواہش کریں گے بلکہ وہاں اور بھی بے شمار نعمتیں ہوں گی جو اُن کے وہم و خیال اور انکی خواہش سے باہر ہوں گی **ع۱۹** وکم اھلکنا۔ یہ تخویف دنیوی ہے۔ بطشا۔ قوت یا شدید گرفت۔ نقبوا فی البلاد انہوں نے مختلف حیلوں اور تدبیروں سے شہروں پر قبضہ جمایا اور ان کو تابع کر لیا۔ اس صورت میں ھل من محیص علیحدہ جملہ ہوگا یعنی انہوں نے شہروں کو تو تابع کر لیا لیکن کیا ہمارے عذاب سے بھی بچ سکے؟ یا مطلب یہ ہے کہ ہمارے عذاب کے وقت اس سے بچنے کے لئے بہت حیلے کئے، لیکن کیا ہمارے عذاب سے خلاصی ہوئی؟ اب یہ جملہ ماقبل کے ساتھ مرتبط ہوگا۔ دُور دراز شہروں کے سفر کرتے رہے۔ ساروا فیھا یبتغون الارزاق و المتاجر والمکاسب اکثر مما تخاطفتم انتم بھا؟ (ابن کثیر ج ۴ ص ۲۲۹) مکے والوں سے پہلے ہم نے بہت سی قوموں کو ہلاک کیا ہے جو قوت و شوکت میں ان سے زیادہ تھیں اور ذرائع دولت بھی ان کے پاس زیادہ تھے اور عذاب سے بچنے کے لئے بھی انہوں نے بہت بھاگ دوڑ کی اور بہت حیلے کئے تو کیا کسی چیز نے قوت و شوکت نے، مال و دولت نے یا حیلہ سازی نے ان کو اللہ کی قضاء سے اور اس کے عذاب سے بچا لیا استفہام انکاری ہے یعنی کوئی چیز بھی ان کو اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکی **ع۲۰** ان فی ذلك۔ الآیۃ۔ قلب عقل، القی السمع۔ غور سے سُنا۔ اقوام گذشتہ کی تباہی میں ہر اس شخص کے لئے عبرت و نصیحت ہے جو صاحب عقل و ہوش ہو اور دل کو حاضر کر کے غور سے سننے کا عادی ہو (خازن) **ع۲۱** ولقد خلقنا الآیۃ۔ یہ ثبوت قیامت کے لئے دوسری اور مختصر عقلی دلیل ہے۔ لغوب۔ تھکاوٹ۔ ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور ان کے درمیان جو مخلوق ہے سب کو چھ دنوں میں پیدا کیا اور اس سے ہمیں کسی قسم کی تھکن اور کمزوری لاحق نہیں ہوئی۔ جو ذات قادر و توانا ساری کائنات کو پیدا کر کے بھی نہ تھکے اور کمزور نہ ہو وہ مُردوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ من قدر علی خلق العالم فھو قادر علی بعثھم والانتقام منھم (مظہری ج ۹ ص ۷۵) **ع۲۲** فاصبر۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔

سِرَاعًا ؕ ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَیْنَا یَسِیْرٌ ﴿۴۴﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَقُوْلُوْنَ وَمَآ

سب دوڑتے ہوئے یہ اکٹھا کرنا ہمکو آسان ہے ہم خوب جانتے ہیں جو کچھ وہ کہتے ہیں ف اور

اَنْتَ عَلَیْهِمْ بِجَبَّارٍ ۟ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ یَّخَافُ وَعِیْدِ ﴿۴۵﴾ ع

تو نہیں ہے ان پر زور کرنیوالا سو تو سمجھا قرآن سے اسکو جو ڈرے میرے ڈرانے سے

۳ ع ۱۷

سُوْرَةُ الذّٰرِیٰتِ مَكِّیَّةٌ وَّهِیَ سِتُّوْنَ اٰیَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

ف۱ سورۃ ذاریات مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی ساٹھ آیتیں ہیں اور تین رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالذّٰرِیٰتِ ذَرْوًا ﴿۱﴾ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ﴿۲﴾ فَالْجٰرِیٰتِ یُسْرًا ﴿۳﴾

ف۲ قسم ہے ان ہواؤں کی جو بکھیرتی ہیں اڑا کر پھر اٹھانیوالیاں بوجھ کو پھر چلنے والیاں نرمی سے

فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ﴿۴﴾ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ﴿۵﴾ وَّاِنَّ

پھر بانٹنے والیاں حکم سے ف۱ بے شک جو وعدہ کیا ہے تم سے سو سچ ہے اور بے شک

الدِّیْنَ لَوَاقِعٌ ﴿۶﴾ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ ﴿۷﴾ اِنَّكُمْ لَفِیْ قَوْلٍ

انصاف ہونا ضروری ہے قسم ہے آسمان جالدار کی ف۲ ف۳ تم پڑ رہے ہو ایک

مُّخْتَلِفٍ ﴿۸﴾ یُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ ﴿۹﴾ قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ ﴿۱۰﴾ الَّذِیْنَ

جھگڑے کی بات میں اس سے باز رہے وہی جو پھیرا گیا ف مارے پڑے ف۳ اٹکل دوڑانیوالے وہ

هُمْ فِیْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ﴿۱۱﴾ یَسْـَٔلُوْنَ اَیَّانَ یَوْمُ الدِّیْنِ ﴿۱۲﴾ یَوْمَ هُمْ عَلَی

جو غفلت میں ہیں بھول رہے ف پوچھتے ہیں کب ہے دن انصاف کا جس دن وہ آگ

النَّارِ یُفْتَنُوْنَ ﴿۱۳﴾ ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ ؕ هٰذَا الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۱۴﴾

پر الٹے سیدھے پڑینگے چکھو مزہ اپنی شرارت کا یہ ہے جس کی تم جلدی کرتے تھے

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ ﴿۱۵﴾ اٰخِذِیْنَ مَآ اٰتٰهُمْ رَبُّهُمْ ؕ اِنَّهُمْ

البتہ ڈرنیوالے ف۵ باغوں میں ہیں اور چشموں میں لیتے ہیں جو دیا انکو ان کے رب نے وہ

ربط تسلیہ ۱۲

۲ شواہد بر حشر و نشر ۱۲

۳ جواب قسم ۱۲

۴ نیز شاہد بر قیامت جواب قسم محذوف ہے لتحشرون ۱۲

۵ زجر برائے منکرین قیامت ۱۲

۶ تخویف اخروی ۱۲

۷ بشارت اخروی بیان امور رضی و دفع عذاب ۱۲

موضح قرآن ف۱ یہ قسم ہے باؤں کی کہ اوّل آندھی چلتی ہے کہ غبار اڑتا ہے اور بادل بنتے ہیں پھر ان میں پانی بنتا ہے اس بوجھ کو لئے پھرتیاں ہیں پھر برسنے کے قریب نرم باؤ چلتی ہے پھر ہانک کر اور جگہ کا حصّہ وہاں پہنچاتی ہیں حکم کے موافق ۱۲ منہ رح ف۲ آسمان جالیدار یعنی تارے ہیں اس میں جال سے اور جھگڑے کی بات آخرت کا جینا، جو اسکو نہ مانے وہ درگاہ سے پھیر اگیا ۱۲ منہ رح ف۳ دین کی بات میں اٹکل دوڑاتے ہیں ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی ارزاق و بلایا را ۱۲۔ ف۲ یعنی صور تہائے مختلف وارد مانند شکل شیر و شکل برہ و شکل عقرب ۱۲۔

طلوع آفتاب سے قبل نماز فجر، غروب آفتاب سے قبل نماز ظہر اور عصر۔ اور من اللیل نماز مغرب اور عشاء اور ادبار السجود، فرائض کے بعد سنن و نوافل (خازن، مظہری، مدارک وغیرہ) حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ اس آیت کے نزول کے وقت صرف دو نمازیں فجر اور عصر اور رات کو نماز تہجد شروع تھی قبل طلوع الشمس سے نماز فجر، قبل الغروب سے نماز عصر، من اللیل سے نماز تہجد اور ادبار السجود سے نوافل مراد ہیں۔ یعنی مشرکین کی بے تکی باتوں اور ان کے بے جا مطاعن و اعتراضات پر آپ صبر کریں اور اللہ کی تسبیح و تحمید بجالاتے رہیں۔ سبح بحمد ربك میں عذاب الٰہی سے بچنے کے لئے توحید کا بیان ہے۔

۲۳ واستمع۔ یوم، استمع سے متعلق ہے۔ المناد۔ منادی کرنے والا، جبریل علیہ السلام (روح) مکان قریب۔ ہر شخص یہ خیال کرے گا کہ منادی کرنے والا یہاں کہیں نزدیک ہی ہے اور اس کی آواز ہر شخص سن سکیگا۔ بالحق۔ یعنی صیحہ (نفخ صور) کی آواز واقعی اور حقیقی ہوگی، وہم و خیال نہیں ہوگا۔ ذلک یوم الخروج یہ استمع کا مفعول ہے اور انتظار کرو جب حشر و نشر کیلئے اسرافیل علیہ السلام دوسری بار صور پھونکیں گے جسے ہر آدمی حقیقۃً سُنے گا۔ اس دن ان کے اس اعلان کو غور سے سننا کہ آج کا دن قبروں سے زندہ ہو کر نکلنے کا دن ہے۔ اور یہ وہی دن ہے جس کا کفار و مشرکین انکار کیا کرتے تھے۔

۲۴ انا نحن نحی۔ جس طرح دنیا میں موت و حیات ہمارے اختیار میں تھی اور اس میں کسی دوسرے کا کوئی دخل نہ تھا اسی طرح اب دوبارہ زندہ ہونے کے بعد سب کی پیشی بھی ہمارے ہی آگے ہوگی۔ یوم تشقق الخ ظرف المصیر کے متعلق ہے یعنی جس دن زمین پھٹ جائیگی اور سب لوگ دوڑ کر قبروں سے نکلیں گے اس دن سب ہمارے ہی سامنے پیش ہوں گے۔ اور یہ انسانوں کو دوبارہ زندہ کرنا ہمارے لئے ایک آسان بات ہے

۲۵ نحن اعلم۔ الآیۃ۔ یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تسلی ہے۔ معاندین کی باتوں سے ہم بخوبی آگاہ ہیں ان کی طرف سے توحید و رسالت اور بعث و نشور کا انکار ہم سے پوشیدہ نہیں، اسکی سزا دینا ہمارا کام ہے اور آپ ان پر جبر کر کے تو ان کو منوا نہیں سکتے کیونکہ آپ جبار نہیں ہیں، بلکہ مبلغ و ناصح ہیں اسلئے جو لوگ ہمارے عذاب سے ڈرتے ہیں یعنی مومنین آپ ان کو قرآن سناتے رہیں اور پند و نصیحت فرماتے رہیں، معاندین نہیں مانیں گے، تو ایمان والوں کو تو اس سے ضرور فائدہ پہنچے گا۔ فذکر فان الذکری تنفع المؤمنین قرآن جو جلال و عظمت اور شوکت و ہیبت سے لبریز اللہ کا کلام ہے اور توحید و رسالت اور حشر و نشر پر شاہد ہے آپ اسکی تبلیغ میں مصروف رہیں۔ جو لوگ خداوند تعالےٰ سے ڈرنے والے ہیں وہ اس سے مستفید ہوں گے اور اس سے نصیحت حاصل کریں گے۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

سورۂ قٓ میں آیت توحید

۱۔ الذی جعل مع اللہ الٰھا اٰخر۔ نفی شرک ہر قسم۔

سورۃ الذاریات

ربط | سورۃ قٓ میں مذکور ہوا کہ قیامت اور قبروں سے زندہ ہو کر نکلنا اور حشر ونشر برحق ہے اب سورۃ الذاریات میں لطور ترقی مذکور ہوگا کہ صرف حشر ونشر ہی نہیں بلکہ جزاء وسزا بھی ہوگی انما توعدون لصادق ○ وان الدین لواقع ○

خلاصہ | ابتداء میں جزاء وسزا پر ایک شاہد اور حشر ونشر کا ایک نمونہ۔ اثبات دعویٰ کیلئے دو عقلی دلیلیں۔ دونوں دلیلوں کے درمیان تخویف دنیوی کے پانچ نمونے اور دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ کا بیان۔

تفصیل

والذاریات ذروا ـــ تا ـــ فالمقسمت امرا ○ یہ جزاء وسزا پر شاہد ہے جس طرح ہوائیں بادلوں کو اٹھا کر چلتی ہیں، کہیں باران رحمت ہوتی ہے اور کہیں اولے پڑتے ہیں اسی طرح قیامت کے دن مومنوں پر اللہ کی رحمت ہوگی اور کافروں پر اس کا عذاب ہوگا۔ والسماء ذات الحبك یہ حشر ونشر کا نمونہ ہے جس طرح رات کو آسمان پر ستاروں کا ایک وسیع جال نمودار ہو جاتا ہے اسی طرح مردے زمین سے نمودار ہوں گے۔ انکم لفی قول ـــ تا ـــ من افك یہ زجر ہے ایسے دلائل وشواہد کے باوجود تم پھر بھی باطل پر قائم ہو۔ قتل الخراصون ـــ تا ـــ تستعجلون ○ یہ تخویف اخروی ہے اٹکل پچو سے باتیں کرنے والے اور جزا وسزا میں شک کرنے والے خدا کی رحمت سے دور ہو کر جہنم کا ایندھن بنیں گے ان المتقین۔ الآیۃ۔ یہ بشارت اخرویہ ہے متقی اور شرک سے بچنے والے لوگ جنت میں ہوں گے اور اللہ کی دی ہوئی نعمتوں سے متمتع ہوں گے۔ انهم کانوا ـــ تا ـــ والمحروم ○ یہ متقین کی صفات ہیں کہ وہ احسان کیا کرتے تھے راتوں کو کم سوتے تھے۔ رات کا اکثر حصّہ عبادت واستغفار میں گذارتے تھے اور ہر سائل ومحتاج کی مالی اعانت کرتے تھے۔ یہاں دفع عذاب کیلئے امور ثلاثہ کا ذکر ہے یعنی شرک نہ کرنا۔ ظلم نہ کرنا اور احسان کرنا۔

وفی الارض اٰیٰت ـــ تا ـــ افلا تبصرون ○ یہ ثبوت قیامت پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ یعنی زمین میں اور خود تمہاری اپنی جانوں میں نشانیاں موجود ہیں ذرا غور وفکر کی ضرورت ہے

وفی السماء ـــ تا ـــ تنطقون ○ آسمان سے بارش بھی نازل ہوتی ہے اور اولے بھی برستے ہیں یہ جزا وسزا کا نمونہ ہے۔ زمین وآسمان کے رب کی قسم حشر ونشر برحق ہے جس طرح تم اپنے مونہوں سے الفاظ نکالتے ہو اسی طرح تم بھی زمین سے نکالے جاؤ گے۔

هل اتٰك ـــ تا ـــ العذاب الالیم ○ (۴۶) یہ تخویف دنیوی کے پانچ نمونوں میں سے پہلا نمونہ ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصّہ بطور تمہید ہے اور قوم لوط علیہ السلام کا عبرتناک حشر تخویف دنیوی کا پہلا نمونہ ہے۔ یہ لوگ آخرت کی جزا وسزا سے غافل ہو کر گناہوں میں منہمک تھے کہ اللہ نے دردناک عذاب سے ان کو ہلاک کر دیا۔ وفی موسیٰ ـــ تا ـــ وهو ملیم ○ یہ تخویف دنیوی کا دوسرا نمونہ ہے۔ فرعون اور اسکی قوم کو کفر وشرک اور انکار وعناد کی پاداش میں غرق کر دیا گیا۔ وفی عاد ـــ تا ـــ کالرمیم ○ یہ تخویف دنیوی کا تیسرا نمونہ ہے۔ قوم عاد کو تند وتیز طوفان باد سے ہلاک کیا گیا۔ وفی ثمود ـــ تا ـــ منتصرین ○ یہ تخویف دنیوی کا چوتھا نمونہ ہے۔ قوم ثمود کو ایک دلدوز کڑک سے تباہ کیا گیا جس کے سامنے وہ ایک لمحہ نہ ٹھہر سکے۔ وقوم نوح۔ الآیۃ۔ یہ تخویف دنیوی کا پانچواں نمونہ ہے ان سب سے پہلے قوم نوح علیہ السلام کے سرکشوں کو طوفان میں غرق کر دیا گیا۔

والسماء بنینٰها ـــ تا ـــ لعلکم تذکرون ○ تخویف دنیوی کے پانچ نمونے ذکر کرنے کے بعد دعوائے سورت پر دوسری عقلی دلیل ہے۔ ایسا وسیع وعریض آسمان پیدا کرنا، زمین کو بچھونے کی مانند ہموار بنانا اور ہر چیز کی کئی کئی قسمیں پیدا کرنا ہماری قدرت کاملہ کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔ اس لئے انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنا بھی ہماری قدرت سے بعید نہیں۔ ففروا الی اللہ۔ الآیتین۔ بیان توحید علی سبیل الترقی۔ اللہ کی طرف رجوع کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔ کذلك ما اتی ـــ تا ـــ قوم طاغون ○ شکویٰ برائے مشرکین۔ ان سے پہلے جو مشرکین وکفار گذرے ہیں ان کا بھی یہی حال تھا کہ جب بھی ان کے پاس کوئی رسول آیا اسے جادوگر اور مجنون کہنے لگے کیا وہ اپنی نسلوں کو بھی اس بات کی وصیت کر گئے تھے؟ نہیں، بلکہ یہ بھی سرکش اور طاغی ہیں اور خود ہی ایسی باتیں کر رہے ہیں۔ فتول عنهم۔ الآیتین۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تسلی ہے۔ آپنے ان کو تبلیغ کا حق ادا کر دیا ہے آپ مومنین کو پند ونصیحت فرماتے رہیے، کیونکہ اس سے ان کو فائدہ پہنچتا ہے وما خلقت الجن۔ الآیۃ۔ یہ ما قبل کے لئے علت ہے۔ آپ ان کو عبادت کرنے کی تلقین فرماتے رہیں، اس لئے کہ ان کو اسی مقصد کیلئے پیدا کیا گیا ہے۔ ان کو پیدا کرنے سے مجھے کوئی ذاتی غرض مقصود نہیں، بلکہ میں خود ان کی سب کی اغراض وحاجات پوری کرتا ہوں۔ فان للذین ظلموا۔ الآیتین۔ یہ تخویف دنیوی ہے۔ ان ظالموں کو بھی پہلے ظالموں کی طرح عذاب کا حصّہ ضرور ملیگا۔ انہیں جلدی نہیں کرنی چاہیئے۔ جس دن ان پر موعود عذاب آئے گا وہ دن ان کے لئے نہایت ہلاکت وتباہی کا دن ہوگا۔

ف٢ والذاریات ذروا ـــ تا ـــ فالمقسمت امرا یہ حشر ونشر اور جزاء پر شاہد ہے۔ قسم ہے ہواؤں کی جو اٹھاتی اور پھیلاتی ہیں۔ پھر بوجھ (پانی بادلوں کی شکل میں) کو اٹھاتی اور آہستہ آہستہ چلتی ہیں پھر اللہ کے حکم سے امر الٰہی کو تقسیم کرتی ہیں۔ یعنی کہیں بارش برستی ہے اور کہیں اولے پڑتے ہیں۔ انما توعدون ـــ تا ـــ لواقع یہ جواب قسم ہے جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جارہا ہے یعنی حشر ونشر وہ حق ہے اور قیامت کے دن جزاء وسزا ضرور ہوگی۔ انما توعدون لصادق پہلے دو قسموں سے متعلق ہے یعنی جس طرح ہوا بادلوں کو اٹھاتی ہے اسی طرح تم بھی اٹھائے جاؤگے یہ دنیا میں حشر ونشر کا ایک نمونہ ہے وان الدین لواقع یہ دوسری دونوں قسموں سے متعلق ہے جسطرح ہوائیں بادلوں کو لیکر چلتی ہیں اور اللہ کے حکم سے کہیں باران رحمت ہوتی ہے اور کہیں اولے پڑتے ہیں اسی طرح قیامت کے دن جزاء وسزا ہوگی مومنوں پر بارش کی طرح اللہ کی رحمت ہوگی اور کافروں پر اولوں کی طرح اللہ کا عذاب نازل ہوگا۔ یہ دنیا میں جزا وسزا کا نمونہ ہے ف٣ والسماء ذات الحبك۔ زینت وآرائش بالستارے (بیضاوی، مدارک) جواب قسم محذوف ہے۔ ای انکم لتحشرون ٥ اس آسمان کی قسم جس پر ستاروں کی زینت وآرائش کا جال بچھا ہے تم ضرور مرنے کے بعد اٹھائے جاؤگے۔ یہ حشر ونشر پر شاہد ہے یعنی جس طرح رات کو آسمان پر اچانک ستارے نمودار ہوجاتے ہیں اسی طرح تم بھی اچانک زمین سے نکل آؤگے۔ یہاں تک دعوی ثبوت قیامت وجزا وسزا مکمل ہوگیا ف٤ انکم لفی یہ زجر ہے کافروں کے لئے جو ایسے واضح نمونے دیکھ کر بھی ایمان نہیں لاتے یہ لوگ ایک مختلف بات پر قائم ہیں کوئی حشر ونشر میں شک کرتا ہے اور کوئی اسکا انکار کرتا ہے وہ خود کسی ایک متفق علیہ اور باہم موافق بات پر قائم نہیں ہیں۔ ہر وہ شخص جس کو اللہ نے حق سے پھیر دیا ہے وہ قیامت پر ایمان لانے سے بھی پھیر دیا گیا ہے۔ انهم في قول مختلف في وقوعه فمنهم شاك ومنهم جاحد ثم قال يؤفك عن الاقرار بامر القيامة من هو المأفوك (مدارک ج ٤ ص ١٣٩) ف٥ قتل الخراصون ـــ تا ـــ تستعجلون ٥ یہ منکرین قیامت کے لئے تخویف اخروی ہے۔ قتل۔ لعن الخراصون۔ جھوٹے اور ظن وتخمین سے حکم لگانے والے۔ غمرة جہالت وغفلت، یفتنون۔ آگ میں جلائے جائینگے (مظہری، روح، مدارک) قیامت کو محض ظن وتخمین سے جھٹلانے والے جو جہالت وغفلت میں بے ہوش وبے خبر پڑے ہیں ملعون اور خدا کی رحمت سے محروم ہیں۔ اور محض استہزاء وانکار کی غرض سے سوال کرتے ہیں کہ جزاء وسزا کا دن کب آئیگا۔ یوم کا عامل مقدر ہے۔ ای هو كائن يعني الجزاء (بحر) یعنی جزا وسزا لامحالہ اس دن ہونے والی ہے جسدن وہ

كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ ؕ (١٦) كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا

تھے اس سے پہلے نیکی والے وہ تھے رات کو تھوڑا

يَهْجَعُوْنَ (١٧) وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (١٨) وَفِيْۤ اَمْوَالِهِمْ

سوتے اور صبح کے وقتوں میں معافی مانگتے اور ان کے مال میں

حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ (١٩) وَفِي الْاَرْضِ اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ (٢٠) وَ

حصہ تھا مانگنے والوں کا اور ہارے ہوؤں کا ف١ اور زمین میں نشانیاں ہیں یقین لانیوالوں کے واسطے

فِيْۤ اَنْفُسِكُمْ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ (٢١) وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ (٢٢)

اور خود تمہارے اندر سو کیا تم کو سوجھتا نہیں اور آسمان میں ہے روزی تمہاری اور جو تم سے وعدہ کیا گیا ف٢

فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَاۤ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ (٢٣) ع هَلْ

سو قسم ہے رب آسمان اور زمین کی کہ یہ بات تحقیق ہے جیسے کہ تم بولتے ہو ف٣ ف٤ کیا

اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ (٢٤) اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ

پہنچی ہے تجھ کو بات ف٥ ابراہیم کے مہمانوں کی جو عزت والے تھے جب اندر پہنچے اسکے پاس

فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ (٢٥) فَرَاغَ اِلٰۤى اَهْلِهٖ

تو بولے سلام وہ بولا سلام ہے یہ لوگ ہیں اوپرے پھر دوڑا اپنے گھر کو

فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ۙ (٢٦) فَقَرَّبَهٗۤ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ (٢٧)

تو لے آیا ایک بچھڑا گھی میں تلا ہوا پھر ان کے سامنے رکھا کہا کیوں تم کھاتے نہیں

فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ ؕ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ (٢٨)

پھر جی میں گھبرایا ان کے ڈر سے بولے تو مت ڈر اور خوشخبری دی اسکو ایک لڑکے ہوشیار کی

فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوْزٌ

پھر سامنے سے آئی اسکی عورت بولتی ہوئی ف٦ پھر پیٹا اپنا ماتھا اور کہنے لگی کہیں بڑھیا

عَقِيْمٌ (٢٩) قَالُوْا كَذٰلِكِ ۙ قَالَ رَبُّكِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ (٣٠)

بانجھ ف٧ وہ بولے یوں ہی کہا تیرے رب نے وہ جو ہے وہی ہے حکمت والا خبردار

ع ١ ٢٣ ١٨ وقف لازم

ف٣ ثبوت قیامت پر عقلی دلیل ۱۲۔

ف٤ [illegible] پہلا نمونہ ۱۲

موضح قرآن ف١ ہارا وہ جو محتاج ہے اور مانگتا نہیں پھرتا ۱۲ منہ رح ف٢ آنیوالی جو بات ہے اس کا حکم آسمان ہی سے اترتا ہے ۱۲ منہ رح ف٣ یعنی جیسا اپنے بولنے کا شبہہ نہیں ویسا اس کلام میں شبہ نہیں ۱۲ منہ رح ف٤ یعنی کیونکر جنے گی ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمن ف١ یعنی پیش از وجود خارجی در عالم ملکوت رزق وعقوبت وامثال آن متصور میشود ۱۲۔ ف٢ یعنی چنانکہ در گفتن خود یقین دارید کہ ما البتہ میگوئیم ہمچنین بایں خبر یقین باید آورد ۱۲۔

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ

بولا پھر کیا مطلب ہے تمہارا اے بھیجے ہوؤ وہ بولے ہم کو بھیجا ہے

اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۲﴾ لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ ﴿۳۳﴾

ایک گنہگار قوم پر کہ چھوڑیں ہم ان پر پتھر مٹی کے

مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۴﴾ فَاَخْرَجْنَا مَنْ

نشان پڑے ہوئے تیرے رب کے یہاں سے حد سے نکل چلنے والوں کیلئے پھر بچا نکالا ہم نے جو

كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۵﴾ فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ

تھا وہاں ایمان والا پھر نہ پایا ہم نے اس جگہ سوائے ایک گھر کے

مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۶﴾ وَتَرَكْنَا فِيْهَآ اٰيَةً لِّلَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ

مسلمانوں سے اور باقی رکھا ہم نے اسمیں نشان ان لوگوں کے لئے جو ڈرتے ہیں

الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۳۷﴾ وَفِيْ مُوْسٰٓى اِذْ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى

عذاب دردناک سے ف۱ اور ۱ نشانی ہے موسیٰ کے حال میں جب بھیجا ہم نے اس کو فرعون

فِرْعَوْنَ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۸﴾ فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ وَقَالَ سٰحِرٌ

کے پاس دے کر کھلی سند پھر اس نے منہ موڑ لیا اپنے زور پر اور بولا یہ جادوگر

اَوْ مَجْنُوْنٌ ﴿۳۹﴾ فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِى الْيَمِّ

یا دیوانہ پھر پکڑا ہم نے اسکو اور اسکے لشکروں کو پھر پھینک دیا انکو دریا میں

وَهُوَ مُلِيْمٌ ﴿۴۰﴾ وَفِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ ﴿۴۱﴾

اور اس پر لگا الزام اور نشانی ہے عاد میں ۲ جب بھیجی ہم نے ان پر ہوا خیر سے خالی ف۱

مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ ﴿۴۲﴾

نہیں چھوڑتی کسی چیز کو جس پر گذرے کہ نہ کر ڈالے اسکو جیسے چورا

وَفِيْ ثَمُوْدَ اِذْ قِيْلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوْا حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۴۳﴾ فَعَتَوْا عَنْ

اور نشانی ہے ثمود میں ۳ جب کہا انکو برت لو ایک وقت تک پھر شرارت کرنے لگے

۱ تخویف دنیوی کا دوسرا نمونہ ۱۲

۲ تخویف دنیوی کا تیسرا نمونہ ۱۲۔

۳ چوتھا نمونہ

آگ میں جلائے جائیں گے اور ان سے کہا جائیگا آج اپنے کئے کی سزا چکھو یہ وہی عذاب ہے جس کے جلدی آنے کا تم مطالبہ کیا کرتے تھے۔ ذوقوا سے پہلے یقال لہم **ف۶** ان المتقین ـــ تا ـــ والمحروم یہ بشارت اخرویہ ہے اور دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ کا بیان ہے یعنی شرک نہ کرو، ظلم نہ کرو اور احسان کرو المتقین شرک سے بچنے والے۔ یہ امر اول کا بیان ہے۔ یہ لوگ جنت کے باغوں اور چشموں میں ہوں گے اور وہاں اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو حاصل کریں گے اور ان سے متمتع ہوں گے انہم کانوا قبل ذلک محسنین یہ امر دوم کا بیان ہے یعنی وہ اس سے پہلے دنیا میں ظلم نہیں کرتے تھے۔ کانوا قلیلا۔ الآیۃ ما زائدہ ہے وہ رات کو اللہ کی عبادت میں مصروف رہتے اور نیند کم کیا کرتے تھے۔ وبالاسحار۔ الآیۃ۔ اور بوقت سحر اٹھ اٹھ کر خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگا کرتے تھے۔ وفی اموالہم۔ الآیۃ۔ اور ان کے مال میں ہر سائل اور سوال نہ کرنے والے پر محتاج کا حصہ تھا یعنی محتاجوں اور مسکینوں پر احسان کیا کرتے تھے **ف۷** وفی الارض ـــ تا ـــ تنطقون یہ ثبوت قیامت پر عقلی دلیل ہے۔ زمین میں اور خود تمہاری جانوں میں بھی یقین لانے والوں کے لئے دلائل موجود ہیں تم غور و فکر کر کے انہیں سمجھنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے؟ اللہ نے زمین کو کیسی قدرت و حکمت سے پیدا فرمایا وہ دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے وفی السماء رزقکم الخ یعنی آسمان سے باران رحمت نازل فرماتا ہے جس سے مختلف انواع و اقسام کا رزق پیدا ہوتا ہے وما توعدون یعنی اولے بھی آسمان ہی سے گرتے ہیں۔ فورب السماء۔ الآیۃ۔ زمین و آسمان کے رب کی قسم حشر و نشر اسی طرح حق ہے جس طرح تم بولتے اور منہ سے الفاظ نکالتے ہو اسی طرح تم بھی قبروں سے نکالے جاؤ گے۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ یا مطلب یہ ہے کہ بولتے وقت جس طرح تمہیں یہ یقین ہوتا ہے کہ تم بول رہے ہو اسی طرح حشر و نشر بھی قطعی اور یقینی ہے۔ کما انہ لا شک لکم فی انکم تنطقون ینبغی ان لا تشکوا فی تحقق ذلک (بیضاوی) **ف۸** ہل اتک ـــ تا ـــ العذاب الالیم یہ تخویف دنیوی کے پانچ نمونوں میں سے پہلا نمونہ ہے اصل نمونہ تو قوم لوط علیہ السلام کی ہلاکت ہے اور اس سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ اسکی تمہید ہے۔ کیا ابراہیم علیہ السلام کے معزز مہمانوں کا قصہ آپ تک نہیں پہنچا؟ یہ معزز مہمان فرشتے تھے جو خوبصورت نوجوانوں کی شکل میں ان کے پاس آئے۔ اذ دخلوا۔ الآیۃ۔ جب وہ مہمان حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہنچے تو سلام کہا۔ انہوں نے بھی سلام کا جواب دیا اور دل میں کہا یہ اجنبی ہیں معلوم نہیں کون ہیں۔ خیال آیا پہلے ان کے کھانے پینے کا انتظام کر لیا جائے بعد میں ان کا اتہ پتہ معلوم کر لیا جائیگا۔ فراغ الی اھلہ الخ چنانچہ فوراً

موضح قرآن ف۱ نشانی ہے عاد میں یعنی عاد کے ہلاک ہونے میں۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی آثار آن سنگ باران موجود است ۱۲۔

گھر تشریف لے گئے اور بہت جلد ایک موٹا تازہ بچھڑا بھون تل کر لے آئے۔ اور ان کے سامنے رکھ دیا۔ لیکن جب دیکھا کہ وہ کھانے کے لئے بچھڑے کی طرف ہاتھ نہیں بڑھا رہے، تو فرمایا تم کھاتے کیوں نہیں؟ اور دل میں ڈرے بھی کیونکہ اس زمانے کا دستور تھا جو شخص کسی کو نقصان پہنچانا چاہتا یا اس کے یہاں چوری کرنے کا ارادہ رکھتا تھا وہ اس کے گھر کی روٹی نہیں کھاتا تھا تاکہ نمک حرامی نہ ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سمجھے کہ شاید یہ کسی بُرے ارادے سے آئے ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس عظمت شان کے باوجود غیب دان نہ تھے جب تک فرشتوں نے بتایا نہیں، ہم اللہ کے فرشتے ہیں اور ساتھ ہی ایک ذی علم فرزند کی خوشخبری بھی دیدی۔ یہ فرزند حضرت اسحاق علیہ السلام ہیں۔

ف۹ فاقبلت امرأته۔ صرة چیخ۔ اونچی آواز۔ جب یہ خوشخبری حضرت سارہ علیہا السلام نے سُنی تو چیخ کر بولیں اور تعجب سے ہاتھ کی انگلیاں منہ پر رکھیں کہ ہیں مرگئی!! میں بڑھیا اور بانجھ ہو کر بچہ جنوں گی؟ یویلتیٰ ءالد وانا عجوز وھذا بعلی شیخا (   ) ضربت باطراف اصابعھا جبھتھا فعل التعجب (مدارک ج ۴ ص ۱۴۱) جہلائے شیعہ اس سے ماتم ثابت کرتے ہیں جو سراسر جہالت و حماقت ہے۔ ماتم شیعہ سے حضرت سارہ کے اس فعل کو ادنیٰ تعلق بھی نہیں۔ ماتم اظہار غم و اندوہ کے لئے میت پر کیا جاتا ہے لیکن حضرت سارہ کا فعل بیٹے کی خوشخبری سن کر اظہار تعجب کے لئے تھا نیز ماتم میں منہ اور سینہ پیٹا جاتا ہے۔ لیکن انھوں نے عورتوں کی عادت کے مطابق ہاتھ تیزی سے منہ پر رکھ کر تعجب کیا تھا۔ قالوا کذلك الآیۃ۔ فرشتوں نے مائی صاحبہ کو جواب دیا بی بی! تیرے رب نے یوں ہی فرمایا ہے کہ آپ کے اسی حالت میں فرزند ہوگا وہ بڑی حکمتوں کا مالک اور سب کچھ جاننے والا ہے وہ ایک بوڑھے خاوند سے ایک بانجھ عورت کے فرزند پیدا کر سکتا ہے اس کے لئے یہ کوئی مشکل نہیں۔

ف۱۰ قال فما خطبکم۔ اب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا اے اللہ کے فرستادو! تم کس مہم پر جا رہے ہو؟ قالوا انا ارسلنا الخ کہا ہمیں ایک مجرم قوم (قوم لوط) کی طرف بھیجا گیا ہے۔ تاکہ ان حدود سے تجاوز کرنے والوں پر مٹی کی پختہ اینٹوں کی بارش برسائیں جن پر ان کے نام لکھے ہوں اور اس طرح ان کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیں۔ مسومة معلمة علی کل واحد منھا اسم من یھلك بہ (مظہری ج ۹ ص ۸۷)

ف۱۱ فاخرجنا۔ الآیۃ۔ عذاب نازل کرنے سے پہلے ہم نے قوم لوط کی بستیوں سے مومنوں کو باہر نکال لیا۔ فما وجدنا فیھا۔ الآیۃ۔ ان بستیوں میں مسلمان تھے کتنے؟ سوا ایک گھر والوں کے ہم نے کوئی مسلمان وہاں نہیں پایا اور وہ بھی لوط علیہ السلام کا گھر تھا۔ وترکنا فیھا اٰیۃ۔ الآیۃ۔ جو لوگ خدا کے دردناک عذاب سے ڈرتے اور آثار عذاب دیکھ کر عبرت حاصل کرتے ہیں ان کے لئے ہم نے قوم لوط کی تباہ شدہ بستیوں میں عذاب کی بعض نشانیاں باقی رہنے دیں، تاکہ لوگ اس سے عبرت حاصل کریں۔ نشانی سے مراد وہ پتھر ہیں جو ان پر برسائے گئے ہیں یا سیاہ رنگ کا بدبودار پانی مراد ہے جو ان بستیوں میں پھیل گیا۔ (ابن کثیر۔ مظہری) یا مطلب یہ ہے کہ ہم نے اس دردناک عذاب ہی کو ڈرنے والوں کے لئے عبرت و نصیحت کی علامت بنا دیا (خازن و معالم)

ف۱۲ وفی موسیٰ۔ یہ تخویف دنیوی کا دوسرا نمونہ ہے اور فیھا پر معطوف ہے ای وترکنا فی موسیٰ اٰیۃ (روح، مدارک) موسیٰ علیہ السلام کے قصے کو ہم نے عبرت و نصیحت کا سامان بنا دیا۔ جب ہم نے ان کو فرعون کے پاس دلائل واضحہ اور معجزات قاہرہ دے کر بھیجا تو اس نے اپنے اراکین سلطنت اور لاؤ لشکر سمیت انکار و اعراض کیا اور موسیٰ علیہ السلام کو جادوگر اور مجنون کہنے لگا۔ معجزات و خوارق دیکھ کر کہنے لگا یہ تو جادوگر ہے اور جب توحید اور حشر و نشر کی باتیں سنیں جو اسکی عقل ناقص سے بالاتر تھیں تو انھیں مجنون قرار دے دیا۔ (مظہری) فاخذناہ۔ الآیۃ۔ چنانچہ ہم نے اسکو، اس کے ارکان دولت کو اور اس کے لاؤ لشکر کو پکڑ کر دریا میں ڈال کر غرق کر دیا۔ فرعون اپنے کفر و عناد اور غرور و استکبار کی وجہ سے تھا ہی قابل ملامت اور لائق مذمت چنانچہ اس کو دنیا میں بھی اسکی سزا مل گئی۔

ف۱۳ وفی عاد۔ یہ تخویف دنیوی کا تیسرا نمونہ ہے اور معطوف علیہ سابق پر معطوف ہے۔ قوم عاد کی ہلاکت کو بھی ہم نے عبرت کا نشان بنایا جب کہ ہم نے ان پر ایک ہوا مسلط کی جو ہر قسم کی خیر و برکت اور ہر نوع نفع سے خالی تھی اور تند و تیز اس غضب کی کہ جس چیز پر اس کا گذر ہو گیا اسے چورہ کر کے رکھ دیا۔

ف۱۴ وفی ثمود۔ یہ تخویف دنیوی کا چوتھا نمونہ ہے۔ قوم ثمود کی تباہی بھی عبرتناک تھی جب ان سے کہا گیا اللہ کی نعمتوں سے زندگی فائدہ اٹھاؤ اور اللہ کے پیغمبر کا اتباع کرو، لیکن انھوں نے اللہ کے حکم سے سرکشی کی تو دیکھتے ہی دیکھتے ایک خوفناک گرج اور کڑک نے انھیں آلیا اور وہ اس کے سامنے ایک لمحہ بھی نہ ٹھہر سکے اور اس سے اپنے کو نہ بچا سکے، نہ اس عذاب کا مقابلہ ہی کر سکے۔

ف۱۵ وقوم نوح۔ الآیۃ۔ یہ تخویف دنیوی کا پانچواں نمونہ ہے۔ قوم نوح فعل مقدر کا مفعول ہے۔ ای واھلکنا قوم نوح۔ (مظہری ج ۹ ص ۸۹) اور ان تمام سرکش قوموں سے پہلے قوم نوح ع کو ہلاک کیا وہ لوگ بھی سرکش اور خدا کے باغی اور نافرمان تھے۔

اَمْرِ رَبِّهِمْ فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ (۴۴) فَمَا
اپنے رب کے حکم سے پھر پکڑا ان کو کڑک نے اور وہ دیکھتے تھے پھر نہ

اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِيَامٍ وَّمَا كَانُوْا مُنْتَصِرِيْنَ (۴۵) لا وَقَوْمَ
ہو سکا ان سے کہ اٹھیں اور نہ ہوئے کہ بدلا لیں اور

نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ (۴۶) ع وَالسَّمَاۗءَ
ہلاک کیا ۱ے نوح کی قوم کو اس سے پہلے تحقیق وہ تھے لوگ نافرمان اور بنایا ہمنے ۲ے ۱۶

بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ (۴۷) وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا
آسمان ہاتھ کے بل سے اور ہم کو سب مقدور ہے اور زمین کو بچھایا ہم نے

فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ (۴۸) وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ
سو کیا خوب بچھانا جانتے ہیں ہم اور ہر چیز کے بنائے ہم نے جوڑے

لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (۴۹) فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنِّىْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ
تاکہ تم دھیان کرو ۱ے سو بھاگو اللہ کی طرف ۳ے میں تم کو اس کی طرف سے ڈر

مُّبِيْنٌ (۵۰) ج وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۭ اِنِّىْ لَكُمْ مِّنْهُ
سناتا ہوں کھول کر اور مت ٹھہراؤ اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود میں تم کو اس کی طرف

نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ (۵۱) ج كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ
سے ڈر سناتا ہوں کھول کر اسی طرح ان سے پہلے ۴ے لوگوں کے پاس جو

رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ (۵۲) ج اَتَوَاصَوْا بِهٖ ۚ
رسول آیا اسکو یہی کہا کہ جادوگر ہے یا دیوانہ کیا یہی وصیت کر مرے ہیں

بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ (۵۳) ج فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ
ایکدوسرکو کوئی نہیں پر یہ لوگ شریر ہیں سو تو لوٹ آ ان کی طرف سے اب تجھ پر نہیں

بِمَلُوْمٍ (۵۴) ق وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ (۵۵)
ہے الزام اور سمجھاتا رہ کہ سمجھانا کام آتا ہے ایمان والوں کو

۲
ع
۱

۱۶ والسمآء — تا — تذکرون ۰ تخویف دنیوی کے پانچ نمونے ذکر کرنے کے بعد دعوی سورت پر دوسری عقلی دلیل ہے۔ اید۔ طاقت و قوت، موسعون۔ قادرون (مدارک) ہم نے آسمان کو اپنی قدرت و قوت سے پیدا کیا ہے اور ہماری قدرت ہر چیز پر حاوی ہے۔ زمین کو ہم نے بچھونے کی طرح ہموار بنایا۔ کون ہے جو اس کام کو ہم سے بہتر سرانجام دے سکے؟ ہم نے ہر چیز کا جوڑا پیدا کیا۔ حیوانات میں نر و مادہ اور باقی اشیاء میں مختلف انواع و اقسام مثلاً رنگ، ذائقہ اور بُو کی قسمیں، میووں، پھلوں اور غلوں، ترکاریوں کی مختلف اجناس لیس المراد تعین تعدد التثنیة بل المراد اصناف المخلوقات یعنی خلقنا من کل شئ اصناف ذات عدد فوق الواحد (مظہری ج ۹ ص ۸۹) یہ سب کچھ اس لئے کیا تاکہ تم عبرت حاصل کرو۔ عجائب المخلوقات میں غور کر کے اپنے خالق اور معبود حقیقی کو پہچانو اور اس کی قدرت کاملہ اور حکمت غامضہ پر ایمان لاؤ کہ جس قادر مطلق نے یہ سب کچھ پیدا کیا ہے وہ مُردوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے **۱۷** ففروا الی اللہ۔ یہ بیان توحید ہے علی سبیل الترقی۔ دلائل بالا میں غور و فکر کرو اور اللہ کی طرف دوڑو یعنی شرک کو چھوڑ کر اللہ کی توحید کو مانو، کفر و انکار سے باز آؤ، شیطان کی اطاعت ترک کرو، اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے احکام کی تعمیل کرو۔ ای من الشرك الی الایمان باللہ او من طاعة الشیطان الی طاعة الرحمٰن (مدارک ج ۴ ص ۱۴۳) میں اللہ کی طرف سے کھول کر بیان کرنے والا اور اس کے عذاب سے ڈرانے والا ہوں۔ ولا تجعلوا مع اللہ۔ الآیۃ۔ اللہ کے ساتھ خود ساختہ معبودوں کو شریک نہ بناؤ اور حاجات میں اللہ کے سوا کسی کو مت پکارو میں اللہ کی طرف کھلا ڈرانے والا ہوں اور ہر بات کو واضح اور روشن کر کے بیان کرتا ہوں **۱۸** کذلك ما اتی۔ یہ مشرکین پر شکوی اور آنحضرت کیلئے تسلیہ ہے۔ مشرکین کا ہمیشہ سے یہی طریقہ رہا ہے کہ جب کبھی ان کے پاس کوئی پیغمبر آیا اُسے جادوگر اور دیوانہ کہنے لگے۔ اتواصوا به الآیۃ۔ کیا پہلے زمانے کے مشرکین اپنی نسلوں کو وصیت کر گئے ہیں کہ وہ ہر پیغمبر کو انہی القاب سے یاد کریں؟ نہیں، بلکہ یہ پچھلی نسلیں خود ہی سرکش اور باغی ہیں اور خود ہی خبث باطن کی وجہ سے ایسی بیہودہ باتیں کر رہے ہیں۔ فتول عنهم۔ آپ ان کی باتوں کی پروا نہ کریں اور ان سے اعراض فرمائیں آپ پر کوئی طعن و ملامت نہیں، کیونکہ آپ نے افہام و تفہیم اور وعظ و تبلیغ کا حق ادا کر دیا ہے اور ان پر حجت خداوندی قائم کر دی ہے البتہ مومنوں کو وعظ و تذکیر فرماتے رہا کریں، کیونکہ اس سے ان کو بہت فائدہ ہوتا ہے اس سے ان کا ایمان تازہ اور یقین محکم ہو جاتا ہے۔

۱ے پانچواں نمونہ ۱۲

۲ے دعوائے سورت پر عقلی دلیل ۱۲

۳ے بیان توحید علی سبیل الترقی ۱۲

۴ے شکوی مع تسلیہ ۱۲

فتح الرحمٰن ۱ے یعنی اعلیٰ و ادنیٰ ۱۲ ۔

۱۹ وما خلقت۔ یہ ماقبل کی علت ہے یعنی ان کو پند و نصیحت کرنا اور دعوت توحید دینا اس لئے ہے کہ ان کو اور ان کے علاوہ جنّوں کو میں نے پیدا ہی اس لئے کیا ہے تاکہ وہ میری اطاعت کریں اور میری عبادت بجالائیں اور میری عبادت اور پکار میں کسی کو شریک نہ بنائیں۔ ان کی تخلیق میں میرا کوئی ذاتی مفاد نہیں تھا۔ ما ارید منھم۔ ان کے پیدا کرنے سے میرا مقصد یہ نہیں تھا کہ میں تحصیل رزق اور کسب معاش میں ان سے تعاون حاصل کروں جس طرح دنیوی آقاؤں کا دستور ہے میں تو رزق و معیشت سے بے نیاز ہوں (کشاف، بحر) یا مطلب یہ ہے کہ میں نے انکو اس لئے پیدا نہیں کیا تاکہ وہ اپنی اور میری دوسری مخلوق کے رزق و معاش کا انتظام کریں بلکہ انکو میں نے اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے اور مخلوق کی روزی کا کفیل میں آپ ہوں اس صورت میں یطعمون میں حذف مضاف ہوگا۔ ای یطعموا عبیدی (ابن کثیر، خازن) **۲۰** ان اللہ۔ الآیۃ۔ اللہ تعالیٰ خود ہی ساری مخلوق کا رزاق اور سب کی روزی کا کفیل ہے وہ بڑی قوت کا مالک اور صاحب اقتدار ہے۔ ساری مخلوقات کے رزق کی کفالت اس کیلئے معمولی بات ہے **۲۱** فان للذین۔ الآیۃ۔ یہ تخویف دنیوی ہے۔ مکہ کے ان ظالموں اور مشرکوں کے لئے عذاب کا ایک حصّہ مخصوص ہے جس طرح اقوام سابقہ کے ان جیسے ظالموں کو عذاب کا حصّہ چکھایا گیا اس لئے وہ جلدی نہ کریں ان کے حصّے کا عذاب ان کو مل کر رہیگا۔ عذاب کا معین وقت آنے کی دیر ہے فویل للذین کفروا۔ الآیۃ۔ جس یوم عذاب کا ان کافروں سے وعدہ کیا گیا ہے وہ دن ان کے لئے نہایت ہی ہلاکت خیز اور ان کی تباہی و بربادی کا دن ہوگا۔ اس دن سے جنگ بدر کا دن مراد ہے۔ جس میں کفر و شرک کے سرغنوں نے مٹھی بھر اور بے ہتھیار مسلمانوں کے ہاتھوں قتل اور قید و بند کے ذلّت آمیز عذاب کا مزہ چکھا۔ یا اس سے قیامت کا دن مراد ہے (بحر، خازن) اس صورت میں یہ تخویف اخروی ہوگی۔ یعنی آخرت میں موجودہ اور گذشتہ ظالموں اور سرکشوں کے لئے ایک ہی جیسا عذاب ہے، اس لئے وہ جلدی نہ کریں۔ قیامت کے دن سب اگلے پچھلے مشرکین و ظالمین عذاب کا مزہ چکھ لیں گے۔ وہ دن ان کی ہلاکت و تباہی کا دن ہوگا۔

۱ علت برائے ماقبل ۱۲

۲ تخویف ۱۲

ع ۳ ۱۴ ۲

۱ دعویٰ سورت ...

نقلی دلیل ۱۲

۳ دوسری نقلی دلیل ۱۲

۴ دلیل وحی ۱۲

۵ پہلی عقلی دلیل ۱۲

۶ دوسری عقلی دلیل ۱۲

۷ تخویف اخروی ۱۲

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (۵۶) مَا أُرِيدُ

اور میں نے جو بنائے جن اور آدمی ف۱ سو اپنی بندگی کو میں نہیں چاہتا

مِنْهُمْ مِنْ رِزْقٍ وَمَا أُرِيدُ أَنْ يُطْعِمُونِ (۵۷) إِنَّ اللَّهَ

ان سے روزینہ اور نہیں چاہتا کہ مجھ کو کھلاویں اللہ جو ہے

هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ (۵۸) فَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا

وہی ہے روزی دینے والا زور آور مضبوط ف۲ سو ان گنہگاروں کا بھی ڈول

ذَنُوبًا مِثْلَ ذَنُوبِ أَصْحَابِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُونِ (۵۹) فَوَيْلٌ

بھر چکا ہے انکے جیسے ڈول بھرا ان کے ساتھیوں کا اب مجھ سے جلدی نہ کریں سو خرابی ہے

لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ يَوْمِهِمُ الَّذِي يُوعَدُونَ (۶۰)

منکروں کو ان کے اس دن سے جس کا ان سے وعدہ ہو چکا ہے

سُورَةُ الطُّورِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ تِسْعٌ وَأَرْبَعُونَ آيَةً وَفِيهَا رُكُوعَانِ

سورۃ طور مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی ۴۹ انچاس آیتیں ہیں اور اس میں دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالطُّورِ (۱) وَكِتَابٍ مَسْطُورٍ (۲) فِي رَقٍّ مَنْشُورٍ (۳) وَ

قسم ہے طور کی ف۱ اور لکھی ہوئی کتاب کی کشادہ ورق میں ف۲ اور

الْبَيْتِ الْمَعْمُورِ (۴) وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوعِ (۵) وَالْبَحْرِ

آباد گھر کی ف۳ اور اونچی چھت کی ف۴ اور ابلتے ہوئے

الْمَسْجُورِ (۶) إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ (۷) مَا لَهُ مِنْ

دریا کی ف۵ بے شک عذاب ف۶ تیرے رب کا ہو کر رہے گا اس کو کوئی نہیں

دَافِعٍ (۸) يَوْمَ تَمُورُ السَّمَاءُ مَوْرًا (۹) وَتَسِيرُ الْجِبَالُ

ہٹانے والا جس دن لرزے آسمان کپکپا کر ف۷ اور پھریں پہاڑ

سورۃ الذاریات میں آیات توحید

۱- ولا تجعلوا مع اللہ الٰھا اٰخر۔ نفی شرک ہر قسم۔

موضح قرآن ف۱ شاید لوح محفوظ کو کہا ۱۲ منہ رح ف۲ کعبہ کو کہا یا ساتویں آسمان پر کعبہ ہے فرشتوں کے طواف کرنے کا ۱۲ منہ رح ف۳ یعنی آسمان کی ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ف۴ او یہ ایک دریا ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید یعنی آدمیان بندہ میگیرند تا در مأکل و مشرب معاونت کند بخلاف خدا۔ واللہ اعلم ۱۲۔ ف۲ یعنی توریت یا قرآن ۱۲۔ ف۳ یعنی آسمان ۱۲۔

۱؎ سُورۃ الطور

ربط سورۃ الذاریات میں فرمایا تھا ان الدین لواقع یعنی جزاء و سزا ضرور ہو گی اب سورۃ الطور میں بطور ترقی فرمایا ان عذاب ربك لواقع ٥ ماله من دافع ٥ منکرین پر قیامت کے دن اللہ کا عذاب واقع ہو گا اور اللہ کے عذاب اور جزاء و سزا کو کوئی روک نہ سکے گا اور نہ کوئی اس سے بھاگ کر اپنی جان بچا سکیگا۔

خلاصہ دعوای سورت پر دو عقلی اور دو نقلی دلیلیں (ایک موسی علیہ السلام سے اور ایک کتب سابقہ سے) اور ایک دلیل وحی۔ درمیان میں اور آخر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی۔ باقی تخویف و بشارت اور زجرات۔

تفصیل

والطور یہ دلیل نقلی کی طرف اشارہ ہے یعنی کوہ طور گواہ ہے جہاں موسے علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی۔ وکتٰب مسطور۔ یہ دلیل نقلی کتب سابقہ سے ہے یعنی کتب سابقہ بھی شاہد ہیں کہ جزاء و سزا واقع ہو گی اور اسے کوئی روکنے والا نہیں والبیت المعمور یہ دلیل وحی کی طرف اشارہ ہے۔ بیت معمور جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی تھی وہ بھی گواہ ہے وہاں آپ پر یہی حکم نازل ہوا تھا۔ والسقف المرفوع یہ پہلی عقلی دلیل ہے۔ آسمان بلند کے احاطہ سے تم باہر نہیں نکل سکتے۔ سمندر نے تمہیں ہر طرف سے گھیر رکھا ہے اسی طرح تم اللہ کے حیطۂ قدرت سے باہر نہیں جا سکتے۔ اور سمندر کی طرح اللہ کا عذاب تمہیں ہر طرف سے گھیر لے گا۔ اسی طرح عذاب ربك ـــ تا ـــ دافع ٥ یہ جواب قسم ہے اور مذکورہ بالا پانچوں شاہد ہیں کہ جزاء و سزا ضرور واقع ہو گی اور اسے کوئی نہیں ہٹا سکتا۔

یوم تمور السماء ـــ تا ـــ ما کنتم تعملون ٥ یہ جزاء و سزا میں سے ایک شق یعنی تخویف اخروی کا بیان ہے۔ جس دن آسمان لرز اٹھیگا۔ اور پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائیں گے۔ وہ جھٹلانیوالوں کی ہلاکت کا دن ہو گا۔ جنہوں نے اپنی ساری عمر بیہودگیوں میں گذار دی۔ اس دن ان کو جہنم میں دھکیل کر ان سے کہا جائیگا یہ وہی جہنم ہے جسے تم مانتے نہ تھے کیا یہ بھی جادو ہے؟ کیا یہ بھی تمہیں دکھائی نہیں دے رہا۔ جس طرح دنیا میں حق کو جادو کہا اور دلائل واضحہ دیکھنے کے باوجود کہا ہمیں تو کچھ نظر آتا ہی نہیں۔ اب صبر کرو یا بے صبری کا اظہار کرو، اپنے اعمال بد کی سزا کا مزہ تو چکھنا ہی ہو گا۔

ان المتقین ـــ تا ـــ هو البر الرحیم ٥ (۱۶) یہ جزاء و سزا کی دوسری شق یعنی بشارت اخروی کا بیان ہے۔ شرک سے بچنے والے جنت کی نعمتوں میں خوش و خرم ہوں گے اور عذاب سے محفوظ ہوں گے۔ ہر قسم کے ماکولات و مشروبات حاضر ہوں گے۔ تختوں پر آرام کریں گے۔ حوران بہشتی کی رفاقت ہو گی۔ اونچے رتبے والے مومنوں کی کم درجہ کی مومن اولاد کو جنت میں ان کے آباء و اجداد کے اونچے درجے میں جگہ دیجائیگی ہر قسم کے میوے اور ہر قسم کا گوشت مہیا ہو گا۔ شراب طہور کا دور چلتا ہو گا۔ سچے موتیوں کی طرح حسین و جمیل خدام حاضر خدمت ہوں گے اہل جنت آپس میں گفتگو کریں گے کہ ہمیں تو بہت خطرہ اور ڈر تھا۔ لیکن اللہ نے محض اپنے فضل و احسان سے ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا لیا۔ کیونکہ ہم دنیا میں صرف اسی محسن و مہربان کو پکارتے تھے اور اس کی پکار میں کسی کو شریک نہ کرتے تھے۔ اس آیت میں بیان توحید ہے علی سبیل الترقی اور ثمرۂ توحید ہے۔

فذکر فما انت ـ الآیۃ۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تسلی ہے۔ آپ وعظ و تبلیغ میں مصروف رہیں آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ اللہ کی مہربانی سے آپ نہ کاہن ہیں نہ مجنون جیسا کہ معاندین کہتے ہیں

ام یقولون۔ الآیۃ ـ یہ شکوی ہے۔ کبھی کہتے ہیں وہ شاعر ہے، اچھا صبر کرو آخر موت اس کا خاتمہ کر دے گی۔

قل تربصوا ـ الآیۃ ـ جواب شکوی۔ تم بھی انتظار کرو میں بھی منتظر ہوں عنقریب دونوں کا انجام ظاہر ہو جائے گا۔ ام تأمرهم الآیۃ ـ پیغمبر علیہ السلام کے بارے میں وہ جو کچھ کہتے ہیں اس کا منشا عقل و فہم نہیں، بلکہ ان کی سرکشی اور عناد کا نتیجہ ہے۔

ام یقولون تقوله ـ الآیۃ ـ شکوی۔ کبھی کہتے ہیں یہ اپنے پاس سے بناتا ہے۔ فلیأتوا ـ الآیۃ ـ جواب شکوی۔ اگر وہ اس دعوے میں سچے ہیں تو ایسا کلام وہ بھی بنا کر لے آئیں۔

ام خلقوا من غیر شئ ــــ تا ــــ سحاب مرکوم ٥ یہ زجرات ہیں۔ مشرکین کے مختلف خیالات باطلہ پر ان کو تنبیہ کی گئی ہے۔ کیا انھیں کسی مقصد کے بغیر پیدا کیا گیا ہے یا وہ خود ہی اپنے خالق ہیں کہ وہ خالق حقیقی کی عبادت نہیں کرتے؟ یا وہ زمین و آسمان کے خالق ہیں کہ اصل خالق کی عبادت سے اعراض کرتے ہیں؟ کیا وہ خدا کے خزانوں کے مالک اور نگران ہیں کہ نبوت اور رزق وغیرہ جسے چاہیں عطا کریں؟ یا ان کو آسمان پر جا کر فرشتوں کا کلام سننے اور امور غیبیہ کا علم حاصل کرنے پر قدرت حاصل ہے اور وہ معلوم کر آئے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ان سے پہلے موت آئیگی؟ ان کی سفاہت و جہالت کا حال یہ ہے کہ خود تو بیٹیوں کو پسند نہیں کرتے، لیکن فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے ہیں۔ کیا آپ ان سے تبلیغ پر تنخواہ مانگتے ہیں کہ وہ اس مالی بوجھ کی وجہ سے آپ کا اتباع نہیں کرتے؟ کیا وہ غیب جانتے ہیں کہ دعوے کرتے ہیں کہ قیامت نہیں آئیگی؟ کیا وہ پیغمبر علیہ السلام اور مسلمانوں کے خلاف کوئی منصوبہ بنا رہے ہیں؟ یاد رکھیں کافروں کے منصوبے خود انہی پر الٹ دیئے جاتے ہیں۔ کیا اللہ کے سوا ان کا کوئی اور الٰہ (کارساز) ہے جو انھیں اللہ کے عذاب سے بچا لیگا؟ ان کی سرکشی اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ اگر آسمان کا ایک ٹکڑا بصورت عذاب ان پر نازل کر دیا جائے تو اسے دیکھ کر کہیں گے کہ یہ عذاب نہیں، بلکہ بارانِ رحمت سے لبریز بادل ہے۔

فذرھم حتی یلقوا۔ آپ ان معاندین سے اعراض فرمائیں اور اس دن کا انتظار فرمائیں۔ جب ان پر بیہوشی طاری ہو گی اور ان کا کوئی حیلہ ان کو اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکیگا اور نہ کوئی انکی مدد ہی کرے گا۔ و ان للذین ظلموا۔ الآیۃ یہ تخویف دنیوی ہے ان ظالموں اور سرکشوں کے لئے اس سے پہلے دنیا میں بھی عذاب ہے۔ واصبر لحکم ربك۔ الآیۃ۔ یہ آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دوسری بار تسلّی کا ذکر ہے۔ آپ اللہ کے حکم کا انتظار فرمائیں ہم آپ کے محافظ و نگہبان ہیں اور اوقات نماز میں اللہ کی تسبیح و تحمید میں مصروف رہا کریں۔

۲ والطور یہ دعویٰ سورت پر پہلی نقلی دلیل ہے از موسیٰ علیہ السلام یعنی وہ کوہ طور بھی شاہد ہے کہ حشر و نشر اور جزاء و سزا حق ہے۔ جہاں موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی تھی کہ ان الساعۃ اٰتیۃ اکاد اخفیھا لتجزی کل نفس بما تسعی (طٰہٰ ع ۱) یہ ذکر مکان اور ارادہ مکین کے قبیل سے ہے۔ وکتاب مسطور فی رق منشور یہ دوسری نقلی دلیل ہے از کتب سابقہ رق باریک چمڑا وغیرہ جس پر وہ لکھی جاتی ہیں۔ یعنی کتب سابقہ بھی شاہد ہیں کہ جزاء و سزا واقع ہوگی کیونکہ ان میں بھی یہ مضمون نازل کیا جا چکا ہے۔ والبیت المعمور یہ دلیل وحی ہے بیت معمور ساتویں آسمان پر خانۂ کعبہ کے بالمقابل فرشتوں کا عبادتخانہ ہے جہاں روزانہ ستّر ہزار فرشتے عبادت کیلئے آتے ہیں۔ جو ایک بار آچکے پھر قیامت تک ان کی باری نہیں آئیگی (صحیحین) یعنی بیت اللہ بھی گواہ ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر وحی نازل ہوئی تھی یعنی بیت معمور میں بھی یہی حکم ہوا تھا۔

۳ والسقف المرفوع ٥ یہ پہلی عقلی دلیل ہے اور سقف مرفوع سے آسمان بلند مراد ہے یعنی آسمان بلند جو تم سب کو محیط ہے، بھی گواہ ہے کہ تم احاطہ سے نکل کر بھاگ نہیں سکتے۔ تائید:۔ یٰمعشر الجن و الانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السمٰوٰت والارض فانفذوا لا تنفذون الا بسلطان ٥ (ع ۲) والبحر المسجور ٥ یہ دوسری عقلی دلیل ہے۔ المسجور پانی سے لبریز قال قتادۃ البحر المسجور المملوء وھذا معروف من اللغۃ رجحہ الطبری (طبری، بحر) یہ پانی سے بھرا ہوا سمندر بھی گواہ ہے کہ جس طرح اس نے تم کو ہر طرف سے گھیرا ہوا ہے، اسی طرح قیامت کے دن اللہ کا عذاب تم کو ہر جانب سے گھیر لے گا۔

۴ ان عذاب۔ یہ مذکورہ بالا پانچ شواہد بصورت اقسام کا جواب ہے یعنی حشر و نشر کے بعد جزاء و سزا بھی ہوگی اور اللہ کے عذاب سے کوئی بھاگ نہیں سکیگا اور نہ کوئی کسی سے عذاب کو ہٹا ہی سکیگا۔

۵ یوم تمور۔ یہ تخویف اخروی ہے۔ تمور، تدور و تضطرب (ابن کثیر، روح) آسمان گھومیگا اور لڑکھڑا اٹھیگا اور پھر ریزہ ریزہ ہو کر زمین پر گر پڑیگا۔ یوم، فویل مؤخر کیساتھ متعلق ہے۔ یعنی جب آسمان چکنا چور ہو کر گر پڑیگے اور پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل کر زمین کے ساتھ ہموار ہو جائیں گے، اس دن توحید، قیامت اور دیگر اعتقادیات کو جھٹلانیوالوں کے لئے ہلاکت و تباہی ہو گی جنہوں نے اپنی زندگیاں بیہودگیوں اور خرافات میں گنوا دیں اور ہمیشہ تائید باطل اور تکذیب حق میں مشغول و منہمک رہے۔

۱۳ یوم یدعون۔ یُدَعُّوْنَ انہیں دھکا دیکر پھینکا جائیگا یدفعون الیها بعنف (بیضاوی) هٰذه النار سے پہلے فیقال لهم مقدر ہے (مدارک) جس دن جھٹلانے والوں کو دھکے دے دے کر جہنم میں پھینکا جائے گا اس وقت ان سے کہا جائیگا یہ وہی جہنم ہے جس سے ہمارے پیغمبر (علیهم الصلوٰۃ والسلام) تمہیں ڈراتے تھے لیکن تم اس کو نہ مانتے تھے۔ افسحر هذا۔ الآیة۔ اب بتاؤ کیا یہ بھی جادو ہی ہے اور تمہاری نظر بندی کر دی گئی ہے جس کی وجہ سے تمہیں یہ دوزخ نظر آرہا ہے، لیکن حقیقت میں کچھ بھی نہیں؟ جس طرح دنیا میں تم معجزاتِ انبیاء علیهم السلام کو جادو اور نظر بندی سے تعبیر کیا کرتے تھے کیا یہ جہنم بھی تمہیں نظر نہیں آرہا؟ جس طرح دنیا میں دلائل و معجزات دیکھ کر بھی تم کہا کرتے تھے کہ ہمیں تو کچھ سنائی نہیں دیتا اور نہ ہمیں کچھ نظر ہی آتا ہے۔ یہ بطور استہزاء و تہکم ان سے کہا جائیگا۔ یعنی اب بھی کہو ناں کہ یہ سب جادو ہے اور ہمیں کچھ نظر نہیں آتا کنتم تقولون للوحی هذا سحر افهذا المصداق ایضا سحر (ام انتم لا تبصرون) هذا ایضا کما کنتم لا تبصرون فی الدنیا ما یدل علیه وتقریع وتهکم (بیضاوی)

۱۶ اصلوها۔ الآیة۔ اب صبر کرو یا بے صبری کرو واویلا کرو اور چیخو چلاؤ، تمہارے لئے برابر ہے اس سے تمہیں کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اب تو تمہیں اس عذاب جہنم میں داخل ہونا ہی ہوگا۔ اس میں تم سے کوئی زیادتی اور بے انصافی نہیں کی گئی یہ تمہارے اپنے ہی اعمال یعنی کفر و شرک اور عناد و تکذیب کی سزا ہے جن میں تم عمر بھر لگے رہے **۱۷** ان المتقین۔ یہ بشارت اخرویہ ہے۔ شرک و تکذیب سے اور اللہ کی نافرمانیوں سے بچنے والے قیامت کے دن جنت کے باغوں میں اور انواع و اقسام نعمت میں مصروف عیش ہونگے فکهین۔ اللہ کی دی ہوئی عزت و کرامت اور انعامات بے پایاں میں خوش و خرم ہوں گے اور جہنم کے عذاب سے بھی محفوظ ہوں گے کلوا و اشربوا۔ اس سے پہلے یقال لهم مقدر ہے۔ ان سے کہا جائیگا کہ جنّت کے ماکولات و مشروبات میں سے جو چاہو کھاؤ اور پیو یہاں کی ہر چیز خوشگوار اور صحت افزا ہے۔ یہ تمہارے اعمال صالحہ کا انعام ہے۔ متکئین یہ کلوا کی ضمیر سے حال ہے حال من الضمیر فی کلوا و اشربوا (مدارک ج ۴ ص ۵۴۱) قطار در قطار تختوں پر عزت و اکرام اور راحت و آرام سے

بشارات اخرویہ -۱۲

وقف لازم

سَيْرًا ⑩ فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ⑪ الَّذِيْنَ هُمْ
چل کر سو خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کو جو باتیں
فِيْ خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ ⑫ يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ
بنا رہے ہیں کھیلتے ہوئے جس دن کہ دھکیلے جائیں دوزخ کی طرف
دَعًّا ⑬ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ⑭
دھکیل کر یہ ہے وہ آگ جس کو تم جھوٹ جانتے تھے
اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ⑮ اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْٓا
اب بھلا یہ جادو ہے یا تم کو نہیں سوجھتا چلے جاؤ اس کے اندر پھر تم صبر کرو
اَوْ لَا تَصْبِرُوْا ۚ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ ۭ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ
یا نہ صبر کرو تم کو برابر ہے وہی بدلا پاؤ گے جو کچھ تم
تَعْمَلُوْنَ ⑯ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَعِيْمٍ ⑰ فٰكِهِيْنَ
کرتے تھے جو ڈرنے والے ہیں وہ باغوں میں ہیں اور نعمت میں میوے کھاتے ہیں
بِمَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۚ وَوَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ⑱
جو ان کو دیئے ان کے رب نے اور بچایا ان کے رب نے دوزخ کے عذاب سے
كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ⑲ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى
اور کھاؤ پیو رچتا ہوا بدلہ ان کاموں کا جو تم کرتے تھے تکیہ لگائے بیٹھے
سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ ۚ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ⑳ وَالَّذِيْنَ
تختوں پر برابر بچھے ہوئے قطار باندھ کر اور بیاہ دیں ہم نے انکو گوریں بڑی آنکھوں والیاں اور جو لوگ
اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ
یقین لائے **۲۱** اور انکی راہ پر چلی ان کی اولاد ایمان سے پہنچا دیا ہم نے ان تک ان کی اولاد کو
وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ كُلُّ امْرِئٍۢ بِمَا كَسَبَ
اور گھٹایا نہیں ہم نے ان سے ان کا کیا ذرا بھی ہر آدمی اپنی کمائی میں

تکیہ لگائے۔ حور، حوراء کی جمع ہے یعنی ایسی آنکھوں والی جس کی سیاہ جگہ کی سیاہی اور سفید جگہ کی سفیدی بہت زیادہ ہو۔ عین، عیناء کی جمع ہے یعنی موٹی آنکھوں والی۔ یعنی جنت میں ہم ایسی حسین و جمیل حوروں کو ان کی بیویاں بنا دیں گے۔ حاصل یہ کہ جنت میں ان کو ہر قسم کی لذّت و عیش حاصل ہو گی **۲۱** والذین امنوا۔ الآیة۔ ما التنهم ای ما نقصناهم (خازن، روح) یعنی ہم کم نہیں کریں گے۔ جو مؤمنین اپنے ایمان و عمل کی وجہ سے جنت کے بہت اونچے درجات میں ہوں گے ہم ان کی اولاد جو ایمان و عمل میں انکا اتباع کرتی رہی، لیکن ان کے رتبے کو نہ پہنچ سکی، ہم انکو

رَهِيْنٌ ﴿۲۱﴾ وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۲۲﴾
پھنسا ہے ف۱ اور تار لگا دیا ہم نے ان پر ۱۰ میووں کا اور گوشت کا جس چیز کو جی چاہے
يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا لَّا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ ﴿۲۳﴾ وَيَطُوْفُ
جھپٹتے ہیں وہاں پیالہ نہ بکنا ہے اس شراب میں اور نہ گناہ میں ڈالنا اور پھرتے ۱۱
عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿۲۴﴾ وَاَقْبَلَ
ہیں ان کے پاس چھوکرے ان کے گویا وہ موتی ہیں اپنے غلاف کے اندر اور منہ کیا
بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ
بعضوں نے ۱۲ دوسروں کی طرف آپس میں پوچھتے ہوئے بولے ہم بھی تھے اس سے پہلے
فِيْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ ﴿۲۶﴾ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰىنَا عَذَابَ
اپنے گھروں میں ڈرتے رہتے پھر احسان کیا اللہ نے ہم پر اور بچا دیا ہم کو لُو کے
السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ
عذاب سے ف۲ ہم پہلے سے پکارتے تھے اسکو ۱۳ بیشک وہی ہے نیک سلوک والا
الرَّحِيْمُ ﴿۲۸﴾ ع فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّ
مہربان اب تو سمجھا دے کہ تو اپنے رب ۱۴ کے فضل سے نہ جنوں سے خبر لینے والا
لَا مَجْنُوْنٍ ﴿۲۹﴾ ؕ اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ
ہے اور نہ دیوانہ کیا کہتے ہیں یہ شاعر ہے ۱۵ ہے ہم منتظر ہیں اس پر گردش
الْمَنُوْنِ ﴿۳۰﴾ قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ ﴿۳۱﴾
زمانہ کے تو کہہ تم منتظر رہو کہ میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں
اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَآ اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ﴿۳۲﴾
کیا ان کی عقلیں یہی سکھلاتی ہیں انکو یا یہ لوگ شرارت پر ہیں
اَمْ يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ ۚ بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾ ۚ فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ
یا کہتے ہیں یہ قرآن خود بنا لایا ۱۶ کوئی نہیں پر وہ یقین نہیں کرتے پھر چاہیئے کہ لے آئیں کوئی بات

ع ۱ ۲۸ ۲

بھی جنت میں ان کے آباء و اجداد کے درجات میں جگہ دے دیں گے۔ اور اسکی وجہ سے ان کے آباء و اجداد کے درجہ و رتبہ میں کسی قسم کی کمی نہیں کریں گے اور نہ ان کے کسی عمل کا ثواب ہی کم کریں گے لیکن ہر کافر و مشرک اپنے اعمال مشرکانہ کی وجہ سے جہنم میں گرا ہوگا خواہ اس کے ماں باپ کتنے ہی نیک اور صالح ہوں۔ مشرک اور کافر اولاد کو ماں باپ کی نیکی سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ کل امرئ کافر بما عمل من الشرک مرتھن فی النار (معالم ج ۶ ص ۲۵۱) قال الجمهور و ابن عباس و ابن جبير وغيرهما ان المؤمنين الذين اتبعتهم ذريتهم فی الايمان يكونون فی مراتب اٰبائهم وان لم يكونوا فی التقوى والاعمال مثلهم كرامة لاٰبائهم فبايمان متعلق بقوله واتبعتهم (بحر ج ۸ ص ۱۴۸) بایمان کے اتبعتهم کے ساتھ متعلق ہونے کی تائید اس آیت سے ہوتی ہے ومن صلح من اٰبائهم وازواجهم وذرّيّٰتهم (مؤمن ع ۱) ۱۰ وامددنھم اہل جنت کے لئے مزید نعمتوں کا ذکر ہے۔ مذکورہ نعمتوں کے علاوہ ہم ان کو ان کی مرضی اور خواہش کے میوہ جات اور مختلف انواع کا گوشت بھی مہیا کریں گے اور وہاں شراب طہور کے ساغر پہ ساغر چلیں گے۔ وہ شراب ایسی پاکیزہ ہوگی جو نشہ اور بدمزگی سے مبرّا ہوگی۔ اور اس کے پینے سے کوئی بیہودگی، کوئی لغو بات اور کوئی گناہ کی چیز ظاہر نہیں ہوگی جیسا کہ دنیا کی شراب بیہودگی اور گناہ کا سرچشمہ ہے ای لا یکون فیہا ما یؤثمہم ولا یجری بینہم ما فیہ لغو واثم کما یجری بین شربۃ الخمر فی الدنیا (خازن ج ۶ ص ۲۵۱) ۱۱ ویطوف۔ الاٰیۃ۔ وہاں ان کی خدمت کیلئے ایسے نوجوان موجود ہوں گے جو حسن و جمال میں ایسے سچے اور آبدار موتیوں کی طرح ہوں گے جنہیں چھپا کر رکھا گیا ہو، اور انسانی ہاتھوں نے ان کو چھوا تک نہ ہو ۱۲ واقبل بعضہم۔ یہ اہل جنت کی باہمی گفتگو ہے جس میں وہ اللہ کے انعام و اکرام کا اعتراف اور اس کے احسان کا شکر کریں گے۔ یتساءلون۔ آپس میں گفتگو کریں گے اور دنیا کے بعض احوال کا ذکر کریں گے۔ وہ کہیں گے دنیا میں تو ہم بہت ہی خائف تھے اور ہمیں ڈر تھا کہ ہم بڑے گنہگار ہیں، اللہ کے عذاب سے کس طرح بچیں گے۔ فمن اللہ الاٰیۃ۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم گنہگاروں پر کتنا بڑا احسان فرمایا کہ محض اپنی رحمت سے ہمارے گناہ معاف فرما دیئے اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا لیا ۱۳ انا کنا من۔ الاٰیۃ۔ یہ ماقبل کی علت ہے اور بیان توحید ہے علی سبیل الترقی از سورۂ سابقہ اور یہ ثمرۂ توحید۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ہمارے گناہ معاف فرمائے۔ اور ہمیں جہنم سے بچا لیا، اس لئے کہ ہم دنیا میں صرف حاجات و مصائب میں اُسی کو پکارتے تھے اور اس کی پکار میں کسی کو شریک نہیں کرتے تھے۔ یہ عذاب سے محفوظ رہنا توحید پر قائم رہنے ہی کا ثمرہ و نتیجہ ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑا ہی محسن و مہربان ہے ۱۴ فذکر۔ الاٰیۃ۔ یہ آنحضرت

ر۱ علت برائے ماقبل بیان توحید علی سبیل الترقی وثمرہ توحید ۱۲

ر۲ تسلی اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

ر۳ شکوی ۱۲

ر۴ جواب شکوی ۱۲

ر۵ شکوی ۱۲

ر۶ جواب شکوی ۱۲

موضح قرآن ف۱ نیکوں کی اولاد کو یہ فائدہ ہے کہ اگر ایمان رکھیں اور ان کی راہ پر چلیں تو ان کے درجے میں پہنچیں نیکوں کا عمل انکو نہیں بانٹ دیتے پر انکی خوشی کو ان پر مہر کی اور ان کی راہ نہ چلیں تو جیسے اور ۱۲ منہ رح ف۲ یعنی دوزخ کی بھاپ بھی نہ لگی۔ ۱۲ منہ رح۔

مِّثْلِهٖۤ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ؕ ﴿۳۴﴾ اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ

اسی طرح کی اگر وہ سچے ہیں کیا وہ بن گئے ہیں آپ ہی آپ ف۱۷ یا

هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ؕ ﴿۳۵﴾ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ بَلْ لَّا

وہی ہیں بنانے والے یا انہوں نے بنایا آسمانوں کو اور زمین کو کوئی نہیں

يُوْقِنُوْنَ ؕ ﴿۳۶﴾ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ

پر وہ یقین نہیں کرتے کیا ان کے پاس ہیں خزانے تیرے رب کے ف۱۸ یا وہی

الْمُصَيْطِرُوْنَ ؕ ﴿۳۷﴾ اَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَّسْتَمِعُوْنَ فِيْهِ ۚ فَلْيَاْتِ

داروغہ ہیں کیا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے جس پر سن آتے ہیں تو چاہیئے لے آئے

مُسْتَمِعُهُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ؕ ﴿۳۸﴾ اَمْ لَهُ الْبَنٰتُ وَلَكُمُ

جو سنتا ہے ان میں ایک سند کھلی ہوئی کیا اس کے یہاں بیٹیاں ف۱۹ ہیں اور تمہارے یہاں

الْبَنُوْنَ ؕ ﴿۳۹﴾ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ﴿۴۰﴾

بیٹے کیا تو مانگتا ہے ان سے کچھ بدلا سو ان پر تاوان کا بوجھ ہے

اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ؕ ﴿۴۱﴾ اَمْ يُرِيْدُوْنَ كَيْدًا ؕ

کیا ان کو خبر ہے بھید کی ف۲۰ سو وہ لکھ رکھتے ہیں کیا چاہتے ہیں کچھ داؤ کرنا

فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا هُمُ الْمَكِيْدُوْنَ ؕ ﴿۴۲﴾ اَمْ لَهُمْ اِلٰهٌ غَيْرُ

سو جو منکر ہیں وہی آتے ہیں داؤں میں کیا ان کا کوئی حاکم ہے اللہ

اللّٰهِ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۴۳﴾ وَاِنْ يَّرَوْا كِسْفًا

کے سوائے وہ اللہ پاک ہے ف۲۱ ان کے شریک بنانے سے اور اگر دیکھیں ایک تختہ

مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا يَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْكُوْمٌ ﴿۴۴﴾ فَذَرْهُمْ

آسمان سے گرتا ہوا کہیں یہ بادل ہے گاڑھا سو تو چھوڑ دے انکو

حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ فِيْهِ يُصْعَقُوْنَ ﴿۴۵﴾ يَوْمَ لَا

یہاں تک کہ دیکھ لیں ف۲۲ اپنے اس دن کو جس میں ان پر پڑیگی بجلی کی کڑک ف جس دن

صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تسلی ہے۔ فرمایا آپ وعظ وتبلیغ کا سلسلہ جاری رکھیں اور مشرکین کے آپ کو کاہن اور مجنون کہنے سے افسردہ خاطر نہ ہوں۔ آپ اللہ کی مہربانی سے نہ کاہن ہیں نہ مجنون آپ پر اللہ کا بہت بڑا احسان ہے اور آپ اللہ کے سچے رسول ہیں، اس لئے آپ اپنے فرض منصبی کو ادا فرماتے رہیں۔ **ف۱۵** ام یقولون۔ یہ شکوی ہے۔ ریب المنون حوادث زمانہ یا حادثہ موت۔ (خازن، مدارک) معاندین کبھی تو کہتے کہ وہ شاعر ہے جب تک زندہ ہے اس کے اشعار کو عروج ہے اور ہم اس کی موت کے منتظر ہیں جونہی اس نے آنکھیں بند کیں یہ سارا کھیل ختم ہو جائیگا۔ قل تربصوا۔ الآیۃ۔ جواب شکوی ہے۔ آپ فرما دیجئے ہاں تم بھی انتظار کرو میں بھی انتظار کرتا ہوں موت تو سب پر آئیگی، لیکن تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ عزت کی موت کس کی ہوگی اور ذلت و رسوائی کی موت کس کے حصے میں آئیگی چنانچہ ان معاندین نے میدان بدر میں دیکھ لیا کہ آخر ذلت و رسوائی ان ہی کیلئے مقدر تھی (مظہری، خازن) ام تأمرہم۔ الآیۃ۔ مشرکین عقل وفہم کے مدعی تھے اور اپنے کو حلماء (عقلاء) کہتے تھے۔ ام منقطعہ ہے بمعنی بل۔ یعنی کیا ان کی عقلیں انہیں اس تضاد بیانی پر آمادہ کرتی ہیں کہ پیغمبر علیہ السلام کو کبھی کاہن و مجنون اور کبھی شاعر کہتے ہیں۔ نہیں! بلکہ یہ لوگ سرکشی اور عناد میں حد سے گذر چکے ہیں اور یہ سب بیہودگیاں ان کے عناد و استکبار اور طغیان وعدوان سے ناشی ہیں **ف۱۶** ام یقولون تقولہ یہ بھی شکوی ہے کبھی کہتے ہیں اس نے یہ قرآن اپنے پاس سے بنا لیا ہے، یہ بات نہیں، بلکہ وہ چونکہ ایمان نہیں لانا چاہتے، اس لئے محض ضد وعناد کر ایسی باتیں کرتے ہیں۔ فلکفرہم وعنادہم یرمونہ بہذہ المطاعن مع علمہم ببطلان قولہم وانہ لیس بمتقول لعجز العرب عنہ (مدارک ج ۴ ص ۱۴۶) فلیأتوا بحدیث۔ الآیۃ۔ یہ جواب شکوی ہے۔ اگر وہ اس دعوے میں سچے ہیں کہ یہ قرآن محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے پاس سے بنایا ہے۔ تو وہ بھی ایسا ہی کلام بنا کر لے آئیں۔ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم محض اہل زبان ہونے کی وجہ سے ایسا کلام بنا سکتے ہیں تو یہ بھی اہل زبان ہیں۔ ایسا کلام بنا کر لے آئیں، لیکن یہ بات ان کی طاقت و قدرت سے باہر ہے جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور کسی بشر کا ساختہ نہیں **ف۱۷** ام خلقوا۔ تا۔ مرکوم ۵ زجرات ہیں، مشرکین کو ان کے ضد وعناد پر متنبہ کیا گیا ہے۔ من غیر شئ ای من اجل لا شئ من العبادۃ والمجازاۃ (مظہری ج ۹ ص ۹۹) کیا انہوں نے سمجھ رکھا ہے کہ انھیں عبادت اور جزاء سزا کے لئے پیدا نہیں کیا گیا بلکہ انھیں بالکل ہی بے مقصد پیدا کیا گیا ہے؟ اور اسی وجہ سے نیک کاموں میں انھیں کوئی رغبت نہیں یا وہ خود ہی کو اپنا خالق سمجھتے ہیں؟ اور اسی لئے اپنے خالق کا حق نہیں پہچانتے ام خلقوا السمٰوٰت الخ کیا زمین و آسمان کو خود انہوں نے پیدا کیا ہے اور اس لئے خالق حقیقی کا شکر اور

موضح قرآن ف چھوڑ دے ان کو یعنی باتیں بنا دیں اور کھیلیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

اس کی عبادت نہیں کرتے ؟ بل بلکہ وہ یقین لانا چاہتے ہی نہیں۔ اس لئے دلائل قدرت میں غور وفکر ہی نہیں کرتے تاکہ بات انکی سمجھ میں آجائے (مدارک) یعنی ان باتوں میں سے کوئی بات بھی نہیں مانتے۔

ف۱۸ ام عندھم۔ کیا وہ اللہ کے خزانوں کے مالک ہیں۔ کیا اللہ کی رحمت، نبوت اور رزق وغیرہ ان کے ہاتھ میں ہے یا وہ خدائی خزانوں کے نگران اور تقسیم کنندگان ہیں کہ جسے چاہیں جو چیز چاہیں دیں اور جسے چاہیں نہ دیں۔ کیا وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اس لئے انکار کرتے ہیں کہ نبوت کی تقسیم ان کے ہاتھ میں ہے اور انہوں نے آپکو نبوت نہیں دی ؟ نہیں انکا محض عناداً ہے۔ ام لھم سلم الخ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کے منتظر ہیں اور انھوں نے سمجھ رکھا ہے کہ آپ کی وفات ان سے پہلے ہو گی۔ کیا انہوں نے آسمان میں سیڑھی لگا رکھی ہے اور وہ آسمان پر چڑھ کر فرشتوں کی باتیں اور ان پر اللہ کی طرف سے جو احکام نازل ہوتے ہیں وہاں سے سن لیتے ہیں اور انھیں اس طرح معلوم ہو چکا ہے کہ آپ کی وفات ان سے پہلے ہو گی ؟ (مدارک) اگر واقعی ایسا ہے تو ان میں سے جو وہاں سے سنکر آیا ہے وہ اسکا ثبوت پیش کرے۔

ف۱۹ ام لہ البنات۔ الآیۃ۔ یہ ان کی جہالت وحماقت کا بیان ہے کہ بیٹیوں کو اپنے لئے تو پسند نہیں کرتے، لیکن فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے ہیں اور ان کو خدا کی بارگاہ میں سفارشی سمجھ کر پکارتے ہیں۔ ام تسئلھم اجرا۔ الآیۃ۔ کیا ان کے انکار کی وجہ یہ ہے کہ آپ تعلیم وتبلیغ اور وعظ ونصیحت پر ان سے تنخواہ یا کوئی معاوضہ مانگتے ہیں ؟ اور انھیں اس تاوان کے بوجھ تلے دب جانے کا اندیشہ ہے کہ اگر مان لیا تو تنخواہ دینی پڑے گی۔ بات اصل وہی ہے کہ عناد وطغیان کی وجہ سے نہیں مانتے۔

ف۲۰ ام عندھم۔ الآیۃ۔ کیا وہ غیب جانتے ہیں اور انھوں نے آئندہ واقع ہونے والی غیب کی باتیں لوح محفوظ سے نوٹ کر لی ہیں ؟ کہ دعوے کرتے پھر رہے ہیں کہ اوّل تو قیامت آئے گی ہی نہیں اور اگر آ بھی گئی تو ہم عذاب سے محفوظ رہیں گے۔ ام یریدون کیدا۔ الآیۃ کیا وہ پیغمبر علیہ السلام کے خلاف کوئی منصوبہ بنا رہے ہیں ؟ یاد رکھیں کافروں کے منصوبے انہی پر الٹ دیئے جاتے ہیں اور پیغمبروں کو ان سے محفوظ رکھا جاتا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنیکا ان کا منصوبہ ناکام کر دیا گیا اور خود ان کو جنگ بدر میں قتل اور قید وبند کی سزا دی گئی۔

ف۲۱ ام لھم الٰہ۔ الآیۃ۔ کیا اللہ کے سوا ان کا کوئی اور کارساز ہے ؟ جو ان کو روزی دیتا ہے، ان کی مدد کرتا ہے یا اللہ کے عذاب سے ان کو بچاتا ہے ؟ نہیں ! نہیں !! اللہ شرک سے پاک ہے اور اس کے سوا کوئی کارساز نہیں۔ کوئی رازق، کوئی ناصر اور کوئی اس کے عذاب سے بچانے والا نہیں۔ وان یروا۔ الآیۃ۔ ان کے عناد وتعنت کا یہ حال ہے کہ اگر ہم ان پر آسمان کا کوئی ٹکڑا بغرض عذاب گرا دیں تب بھی وہ ایمان نہیں لائینگے اور اسے دیکھ کر کہیں گے یہ تو بادل آ رہا ہے اور ابھی ہم پر بادل برسائے گا بارانِ رحمت۔ وہ اس کے نیچے دب کر ہلاک ہو جائیں گے لیکن ایمان نہیں لائیں گے یعنی لو عذبناھم باسقاط بعض من السماء علیھم لم ینتھوا عن کفرھم حتے یھلکوا (مظہری ج ۹ ص ۱۰۰)۔

ف۲۲ فذرھم۔ یومھم سے نفخۂ اولیٰ کا دن مراد ہے جبکہ سب پر بیہوشی طاری ہو جائے گی (مدارک) آپ اُنسے اعراض فرمائیں اور اس دن کا انتظار فرمائیں۔ جب دہشت وخوف سے ان پر حقیقت طاری ہو گی اس دن ان پر حقیقت حال واضح ہو جائے گی لیکن اب اس سے ان کو کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ اس دن عذاب الٰہی سے بچنے کے لئے ان کا کوئی حیلہ کامیاب نہ ہو سکے گا اور نہ ان کو اپنے خودساختہ معبودوں، گمراہ کرنے والے پیشواؤں اور دیگر سفارشیوں کی طرف ہی سے کچھ مدد مل سکے گی اور وہ کسی بھی طرح سے خدا کے عذاب سے نہیں بچ سکیں گے۔

سے پہلے یعنی قیامت کے عذاب سے پہلے بھی عذاب دردناک ہے لیکن یہ جانتے نہیں اس سے جنگ بدر میں قتل و قید، قحط سالی اور قبر کا عذاب مراد ہے۔ وھو القتل ببدر و القحط سبع سنین و عذاب القبر (مدارک ج ۴ ص ۱۴۷، خازن ج ۶ ص ۲۵۴) **۲۴ ۔** واصبر لحکم ربک الآیۃ۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دوسری بار تسلی کا ذکر ہے آپ ان کی ایذاؤں پر صبر کریں اور ان کی پرواہ نہ کریں اور اللہ کے فیصلے کے مطابق ان پر آنے والے عذاب کا انتظار کریں وہ آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے، کیونکہ آپ ہماری حفاظت اور نگرانی میں ہیں۔ ای اصبر علی اذاھم ولا تبال بھم فانک بمرأی منا و تحت کلائتنا و اللہ یعصمک من الناس (ابن کثیر ج ۴ ص ۲۴۵) حین تقوم یعنی جب دن کو اٹھو دن بھر حسب اوقات فرصت اللہ کی تسبیح و تحمید کرو۔ اور شرک سے اللہ تعالیٰ کی تنزیہ کرو۔

ومن اللیل اور پھر اگلی رات میں بھی۔ و ادبار النجوم اور اس کے بعد آنے والے دن میں بھی الغرض ہر وقت اللہ کی یاد اور اسکی تسبیح و تحمید میں مصروف رہو۔ وہی آپ کا ناصر و حامی ہے دشمن آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔ وہ خود عنقریب ہی اللہ کی گرفت میں آنے والے ہیں۔ ادبار النجوم سے دوسرا دن مراد ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔ وھو الذی یتوفاکم باللیل و یعلم ما جرحتم بالنہار ثم یبعثکم فیہ (انعام ع ۷) یہاں فیہ سے دوسرا دن مراد ہے۔

يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿٤٦﴾ وَاِنَّ

کام نہ آئے گا ان کو انکا داؤ ذرا بھی اور نہ ان کو مدد پہنچے گی اور ان

لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا

گنہگاروں ۲۳ کے لئے عذاب ہے اس سے ورے پر بہت اُن میں کے نہیں

يَعْلَمُوْنَ ﴿٤٧﴾ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ

جانتے اور تو ٹھہرا رہ ۲۴ منتظر اپنے رب کے حکم کا تو تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے اور

بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿٤٨﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَ

بیان کر اپنے رب کی خوبیاں جس وقت تو اٹھتا ہے اور کچھ رات میں بول اس کی پاکی اور

اِدْبَارَ النُّجُوْمِ ﴿٤٩﴾

پیٹھ پھیرتے وقت تاروں کے

ع ۲ ۲ ۴

سُوْرَةُ النَّجْمِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اثْنَتَانِ وَسِتُّوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

لہ سورۃ نجم مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی باسٹھ آیتیں ہیں اور تین رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

۳ وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ﴿١﴾ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ﴿٢﴾

لہ قسم ہے تارے کی جب گرے ف بہکا نہیں تمہارا رفیق ف ۱ اور نہ بے راہ چلا

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ﴿٣﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ﴿٤﴾

اور نہیں بولتا لہ اپنے نفس کی خواہش سے یہ تو حکم ہے بھیجا ہوا

عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ﴿٥﴾ ذُوْ مِرَّةٍ فَاسْتَوٰى ﴿٦﴾ وَهُوَ

اسکو سکھایا ہے سخت قوتوں والے نے لہ زور آور نے پھر سیدھا بیٹھا اور وہ

بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ﴿٧﴾ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ﴿٨﴾ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ

تھا اونچے کنارے پر لہ آسمان کے پھر نزدیک آیا اور لٹک آیا پھر رہ گیا فرق دو کمان کی برابر

لہ تخویف دنیوی ۱۲

لہ ذکر تسلیہ بار دیگر ۱۲

۳ تمہید برائے بیان صداقت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

سورۃ والطور میں

آیات توحید

۱:۔ ام لھم الہ غیر اللہ (ع ۲) نفی شرک ہر قسم۔

۲:۔ وسبح بحمد ربک حین تقوم و من اللیل فسبحہ و ادبار النجوم ۵

نفی شرک ہر قسم۔

موضح قرآن ف یعنی ڈوبے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

فتح الرحمن ف ۱ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲۔

لہ سورۃ النجم

ربط سورۂ طور میں مذکور ہوا کہ جزاء و سزا برحق ہے اور قیامت کے دن کوئی کسی سے عذاب کو دفع نہیں کر سکے گا۔ اب سورۃ النجم میں فرمایا کہ خدا کی بارگاہ میں کوئی شفیع غالب نہیں جو کسی کو عذاب الٰہی سے محفوظ رکھ سکے نہ لات و منوۃ اور عزّی اور نہ فرشتے اور نہ یہ پکار کے لائق ہیں

خلاصہ یہ سورت پہلی سورتوں پر متفرع ہے اور اس کا مقصود بالذات مضمون شفاعت قہریہ کی نفی ہے تمہید مع ترغیب۔ دعویٰ اولیٰ لات، منات اور عزّی کو مت پکارو۔ دعویٰ ثانیہ فرشتوں کو شفیع غالب مت سمجھو۔ اعادہ ہر دو دعوی بطریق لف و نشر مرتب۔ آخر میں تسلی زجر اور دلیل نقلی از انبیاء علیہم السلام۔ آخر میں دعوی سورت کا اعادہ۔

تفصیل

والنجم اذا ھوی ــــ تا ــــ لقد رأی من اٰیٰت ربہ الکبری ۝ یہ تمہید ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا بیان ہے۔ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں، جو کچھ کہتے ہیں اللہ کی طرف سے وحی کی بنا پر کہتے ہیں۔ جبریل علیہ السلام ایسا قوی و امین فرشتہ ان پر وحی لاتا ہے، اور وہ اس کو دوبارہ اس کی اصل صورت میں بھی دیکھ چکے ہیں اس سے معلوم ہوا آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اور آپ پر اللہ کی وحی نازل ہوتی ہے لہٰذا اس کو مانو۔

افرأیتم اللّٰت والعزّٰی ۝ ومنٰوۃ الثالثۃ الاخری۔ یہ سورت کا پہلا دعویٰ ہے کہ ان معبودان باطلہ کو حاجات میں مت پکارو۔ ألکم الذکر ــــ تا ــــ ضیزی ۝ یہ دوسرا دعوی ہے کہ فرشتوں کو شفیع غالب مت سمجھو اور ان کو حاجات میں نہ پکارو۔ ان ھی الا اسمآء ــــ تا ــــ والاولی ۝ یہ پہلے دعوے کا اعادہ ہے بطریق لف و نشر مرتب۔ مشرکین نے اپنے خود ساختہ معبودوں کو یہ القاب خود دے رکھے ہیں کہ وہ حاجت روا، کارساز اور نافع و ضار ہیں حالانکہ وہ حقیقت میں ان صفات سے عاری ہیں۔ مشرکین کے کہنے سے وہ حاجت روا اور کارساز نہیں بن سکتے۔ وکم من ملک ــــ تا ــــ من الحق شیئا ۝ (ع ۲) یہ دوسرے دعوی کا اعادہ ہے یعنی فرشتے شفیع غالب نہیں ہیں۔ وہ تو اللہ کے حکم کے بغیر زبان بھی نہیں کھول سکتے۔ یہ مشرکین کا محض زعم باطل ہے کہ فرشتے شفیع قاہر ہیں۔

فاعرض ــــ تا ــــ اعلم بمن اھتدی ۝ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی اور مشرکین پر زجر ہے اور ان ربک ھو اعلم۔ الآیۃ۔ جملہ معترضہ برائے بیان وسعت علم الٰہی یعنی اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے۔ وللہ ما فی السمٰوٰت والارض جملہ معترضہ برائے بیان توحید لیجزی الذین اساءوا تخویف اخروی۔ ویجزی الذین احسنوا ــــ تا ــــ واسع المغفرۃ ط بشارت اخرویہ۔ افرأیت الذی تولی ــــ تا ــــ فھو یری یہ زجر ہے۔ کیا یہ مشرکین غیب سے جانتے ہیں کہ فرشتے انکی شفاعت کریں گے۔

ام لم ینبأ بما ــــ تا ــــ فغشّٰھا ما غشّی ۝ یہ دلیل نقلی ہے صحف موسےٰ و ابراہیم علیہما السلام سے۔ فبای اٰلآء ربک تتمارٰی ۝ یہ زجر ہے۔ ھذا نذیر ــــ تا ــــ کاشفۃ ۝ یہ تخویف اخروی ہے۔ افمن ھذا ــــ تا ــــ سٰمدون ۝ یہ زجر ہے۔ فاسجدوا للہ واعبدوا یہ سورت کا خلاصہ ہے کہ صرف اللہ کی عبادت کرو اور صرف اسی کو پکارو اور لات و منات اور عزّی کو نہ پکارو اور نہ فرشتوں کو شفیع غالب سمجھو۔

ٹہ والنجم ــــ تا ــــ الکبری ۝ یہ تمہید ہے برائے اثبات صداقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما ضل جواب قسم ہے۔ ضلال یعنی راستہ نہ ملنا اور غوایۃ راستہ ملنے کے بعد بھٹک جانا الضلال ضد الھدایۃ والغیّ ضد الرشد یعنی ھو مھتد راشد (مظہری ج ۹ ص ۱۱۰) قسم ہے ستارے کی جب وہ نیچے گرتا ہے یعنی غروب ہوتا ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم غلط راہ پر نہیں ہیں، بلکہ راہ راست پر قائم ہیں۔ یعنی ستارے کا نیچے آنا شاہد ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر آسمان سے فرشتہ اترتا اور وحی لاتا ہے اور آپکا یہ فرمانا کہ مجھ پر وحی آتی ہے غلط نہیں اور نہ بعید از قیاس ہے۔

سہ وما ینطق۔ الآیۃ۔ اللہ کی طرف سے آپ جو قرآن پیش کرتے ہیں وہ اپنی رائے اور خواہش سے بنا کر نہیں لاتے، بلکہ اللہ کی طرف سے آپ پر اس کی باقاعدہ وحی ہوتی ہے۔ ای ما یصدر نطقہ فما اتاکم بہ من جھتہ عزوجل کالقراٰن او من القراٰن عن ھوی نفسہ ورأیہ اصلا (روح ج ۲۷ ص ۴۶) ان ھو۔ الآیۃ۔ ھو سے مراد قرآن ہے یعنی یہ قرآن وحی ہے جو اللہ کی طرف سے آپ کے پاس بھیجی جاتی ہے (بیضاوی روح۔ وغیرہما)۔

اَوْ اَدْنٰى ⑨ فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى ⑩ مَا كَذَبَ
برابر اس سے بھی نزدیک پھر حکم بھیجا اللہ نے اپنے بندے پر ف جو بھیجا جھوٹ نہیں کہا

الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ⑪ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ⑫ وَلَقَدْ
رسول کے دل نے جو دیکھا اب کیا تم اس سے جھگڑتے ہو اس پر جو اُسنے دیکھا ف اور

رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ⑬ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ⑭ عِنْدَهَا
اسکو اسنے دیکھا ہے ف اترتے ہوئے ایک بار اور بھی سدرہ المنتہٰی کے پاس اس کے پاس ہے

جَنَّةُ الْمَاْوٰى ⑮ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ⑯ مَا زَاغَ
بہشت آرام سے رہنے کی جب چھا رہا تھا اس بیری پر جو کچھ چھا رہا تھا ف بہکی نہیں

الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ⑰ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ⑱
نگاہ اور نہ حد سے بڑھی بے شک دیکھے ف اس نے اپنے رب کے بڑے نمونے ف

اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ⑲ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ⑳
بھلا تم دیکھو تو ف لات اور عزّٰی کو اور منات اور تیسرے پچھلے کو

اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ㉑ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ㉒
کیا تم کو تو ملے بیٹے اور اسکو بیٹیاں ف یہ بانٹا تو بہت بھونڈا ف

اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ
یہ سب نام ہیں جو رکھ لئے ہیں ف تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے اللہ نے

اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا
نہیں اتاری ان کی کوئی سند محض اٹکل پر چلتے ہیں ف۱۳ اور جیون کی

تَهْوَى الْاَنْفُسُ ۚ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ㉓
امنگ ہے اور پہنچی ہے انکو ان کے رب سے راہ کی سوجھ

اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى ㉔ فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰى ㉕ ع و
کہیں آدمی کو ملتا ہے جو کچھ چاہے ف۱۳ سو اللہ کے ہاتھ ہے سب بھلائی پچھلی اور پہلی ف اور

ع ۵ ۲۵ ۱

۱؎ سورت کا پہلا دعویٰ ۲؎ مشرکین کے سوالات میں ... ۱۲ ۳؎ سورت ...

۴؎ سورت کے مقصود دعویٰ توحید کا ذکر۔ نفی شفاعت قہری ۱۲

۵؎ اعادہ دعویٰ اولیٰ ۱۲

۶؎ علت برائے ماقبل ۱۲۔

ف۴ علمہ شدید القوی۔ شدید القوی مضبوط قوتوں والا مراد جبریل علیہ السلام ہیں جن کی قوتوں کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ انہوں نے قوم لوط علیہ السلام کی بستیوں کو اٹھا کر بلندی سے الٹا کر پھینک دیا اور ملا اعلیٰ سے زمین تک کا سفر آنکھ جھپکنے میں طے کر لیتے تھے۔ اور ان کی ایک دلدوز چیخ سے قوم ثمود کے جگر پھٹ گئے (قرطبی) ذو مرۃ عقل و فہم میں کامل یا حسین وجمیل اور خوش منظر وطویل القامۃ ذو منظر حسن (مدارک ج ۴ ص ۱۴۷) ذو هيئة حسنة قيل هو جسم طويل حسن (بحر ج ۸ ص ۱۵۷) ذو مرة حصافة فی عقله ورأيه (بیضاوی) حاصل یہ ہے کہ یہ قرآن آپ نے اپنے پاس سے نہیں بنایا ہے۔ بلکہ جبریل علیہ السلام ایسے شدید و قوی عقیل و فہیم اور حسین وجمیل فرشتہ نے اللہ کی طرف سے آپ پر اتارا ہے **ف۵** فاستوی۔ یہ غار حراء کے پاس پیش آنے والے واقعہ کی طرف اشارہ ہے الافق الاعلیٰ آسمان کا وہ حصہ جو دور سے زمین کے ساتھ ملا ہوا نظر آتا ہے قاب وہ فاصلہ جو کمان کے وسط سے وتر تک ہوتا ہے اس طرح ہر کمان میں صرف ایک قاب ہوا۔ اس لئے ترکیب میں قلب ماننے کی ضرورت نہیں جیسا کہ بعض نے کہا ہے کہ یہ اصل میں قابی قوس تھا۔ عن مجاهد والحسن ان قاب القوس ما بين وترها ومقبضها، ولا حاجة الى القلب (روح ج ۲۷ ص ۴۸) حضرت شیخ رح فرماتے ہیں یہ اصل میں قاب قوسٍ تھا پھر اسکو تثنیہ کیا گیا اور جب مرکب کا تثنیہ بنایا جائے تو علامت تثنیہ کبھی صرف ایک حرف کے ساتھ اور کبھی دونوں جزؤں کے ساتھ لگائی جاتی ہے یہاں علامت تثنیہ دوسرے جزء کے ساتھ لگائی گئی ہے (رضی) اس طرح اس کا اصل قابی قوسین ماننے کی ضرورت نہیں اہل عرب کا طریقہ تھا کہ جب دو آدمی آپس میں دوستی اور بھائی چارہ بناتے تو اپنی اپنی کمانوں کو ایکدوسرے کے ساتھ ملا دیتے اس طرح کہ ایک کا قاب دوسری کے قاب پر منطبق ہو جاتا اور پھر ان کو جدا کرکے ان سے ایک ایک تیر چلاتے جس سے انکا مقصد یہ ہوتا کہ آج وہ دونوں بھائی ہیں اور ایک کی رضا دوسرے کی رضا ہے اور ایک کی ناراضی دوسرے کی ناراضی ہے۔ (روح) او بمعنی بل ہے (مدارک۔ روح) یعنی جبریل علیہ السلام اپنی اصلی اور حقیقی صورت میں افق آسمانی پر سیدھے کھڑے ہوئے نمودار ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انکو دیکھا تو بیہوش ہو گئے۔ جبریل علیہ السلام انسانی شکل میں

موضح قرآن ف حضرت کو اول نبوت میں حضرت جبریل نظر آئے اپنی اصل صورت پر ایک کرسی پر بیٹھے آسمان ان سے بھر رہا کنارے سے کنارے تک یہ دیکھ کر گھبرائے تو سورۂ مدثر اتری۔ شدید القوی ذو مرّہ کی صفتیں سورۂ کورت میں حضرت جبریل کی کہی ہیں ف۲ دوسری بار جبریل کو اپنی صورت دیکھا معراج کی رات میں سات آسمان سے اوپر جہاں درخت ہے بیری کا وہ حد ہے نیچے اور اوپر کی نیچے کے لوگ اوپر نہیں پہنچتے اور اوپر کے لوگ نیچے نہیں اترتے اس کے پاس بہشت کو دیکھا اس بیری پر چھا رہے پروانے سنہرے ایسے خوشرنگ جس کے دیکھنے سے دل کھنچا جائے اور نمونے جو دیکھے سو اللہ ہی کو خبر ہے ف۳ یہ نام ہیں بتوں کے کافر کہتے تھے یہ بیٹیاں ہیں اللہ کی انکی ماں جنوں کی بیٹیاں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۴ یعنی بت پوجنے سے کیا ملتا ہے وہی جو اللہ دے پچھلی اور پہلی یعنی آخرت اور دنیا کی بادشاہی ۱۲۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی وقتیکہ نور الٰہی از ہر جانب سدرہ را احاطہ کرد و این در شب معراج بود ۱۲۔

آگے بڑھے اور آپ کے قریب سے قریب تر ہوتے چلے گئے یہاں تک کہ دو کمانوں کی مقدار، بلکہ اس سے بھی زیادہ قریب ہو گئے اور آپ کو سینے سے لگا کر دبایا جب آپ ہوش میں آئے تو فرمایا اے جبریل! میرے تو خیال میں بھی نہیں تھا کہ اللہ کی کوئی مخلوق ایسی شکل و صورت پر بھی ہے۔ یہ پہلی وحی کے بعد کا واقعہ ہے۔ وكانت هذه الرؤية الاولى فى اوائل البعثة بعد ما جاءه جبريل عليه السلام اول مرة فاوحى الله اليه صدر سورة (اقرأ) ثم فتر الوحى ..... حتى تبدى له جبريل ورسول الله صلى الله عليه وسلم بالابطح فى صورته التى خلقه الله عليها (ابن کثیر ج ۴ ص ۲۴۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کو اپنی زندگی میں دو بار اس کی اصلی صورت میں دیکھا ہے ایکبار زمین میں جس کا زیر تفسیر آیتوں میں ذکر ہے اور ایکبار آسمان میں جس کا ذکر آگے ولقد راٰه نزلة اخرى میں آرہا ہے آپ کے علاوہ کسی پیغمبرؑ نے جبریلؑ کو اصلی صورت میں نہیں دیکھا قيل ما راٰه احد من الانبياء فى صورته غير محمد عليه الصلوة والسلام مرتين، مرة فى السماء ومرة فى الارض (بیضاوی)

٦ فاوحى۔ اوحى کا فاعل جبریل علیہ السلام ہے۔ عبدہ کی ضمیر مجرور ذات باری تعالیٰ سے کنایہ ہے (فاوحى) جبريل عليه السلام (الى عبدهٖ) الى عبد الله (مدارک ج ۴ ص ۱۸۴) جبریلؑ نے اللہ کے عظیم الشان اور جلیل القدر بندے کو وحی پہنچائی۔ وحی کا ابہام تفخیم و تعظیم کے لئے ہے (روح، قرطبی) مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ۔ الآیۃ۔ آپ نے اپنی آنکھوں سے جس چیز کا مشاہدہ کیا آپ کے دل نے اسے پہچان لیا کہ یہ جبریل امین ہے آپ کے دل نے یہ نہیں کہا کہ میں نے اس کو پہچانا نہیں۔ حاصل یہ ہے کہ آپ نے جبریل علیہ السلام کو ان کی اصلی صورت میں پورے یقین اور وثوق سے دیکھا ہے۔ اور اس بارے میں آپ کے دل میں کوئی شک و شبہ واقع نہیں ہوا۔ يعنى انه راٰه بعينه وعرفه بقلبه ولم يشك فى ان ما راٰه حق (مدارک) اَفَتُمٰرُوْنَهٗ۔ الآیۃ۔ اس میں خطاب مشرکین سے ہے جو کہتے تھے کہ یہ سب خواب و خیال ہے بیداری میں اس نے کچھ نہیں دیکھا تمارونه، مراء سے ہے اى تجادلونه (روح) یعنی جس چیز کا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر چکے ہیں کیا اس چیز کے بارے میں تم اس سے جھگڑتے اور بحث کرتے ہو؟ کوئی مشکوک اور مشتبہ بات ہوتی تو بحث و جدال کی کوئی گنجائش بھی تھی لیکن یہ ایک مشاہدہ تھا جو ہر قسم کے شک و شبہ سے بالا تھا۔

٧ ولقد راٰه۔ یہ جبریل علیہ السلام کو دوسری بار اصلی صورت میں دیکھنے کا ذکر ہے۔ یہ واقعہ شب معراج میں پیش آیا۔ عند اور اذ ظرف راٰى سے متعلق ہیں۔ سدرة المنتهىٰ بیری کے مانند ساتویں آسمان پر ایک درخت ہے جس کا پھل بڑے بڑے مٹکوں کے برابر ہے۔ اسی کے قریب جبریل علیہ السلام کا مقام ہے اور یہی اس کے پرواز کی منتہا ہے ما يغشى سے اللہ کا نور اور فرشتے مراد ہیں۔ اس پر اس قدر فرشتے تھے کہ درخت ان میں چھپ گیا تھا۔ غشيها نور الرب والملائكة تقع عليها كما يقع الغربان على الشجرة (قرطبی ج ۱۷ ص ۹۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل امین کو اس کی اصلی صورت میں صرف زمین پر ایک ہی بار نہیں دیکھا بلکہ دوسری بار آسمان میں سدرة المنتهى کے پاس بھی اس کو اصلی صورت میں دیکھا ہے، وہاں سدرة المنتهى کے پاس ہی جنة الماوىٰ بھی ہے جو متقین کا مقام ہے۔ اس وقت سدرة المنتهى نور ربی اور تجلی الٰہی سے جگمگا رہا تھا اور اس پر فرشتوں کا اس قدر جھرمٹ تھا کہ درخت ان کے نیچے چھپ گیا تھا وہاں بھی آپ نے جبریل کو صاف صاف دیکھا اس کے دیکھنے میں آپ کی نگاہ نہ اِدھر اُدھر ہٹی اور نہ اس سے آگے بڑھ کر کسی دوسری چیز کی طرف اٹھی۔ گویا یہاں بھی آپ نے جبریلؑ کو پورے یقین و وثوق سے دیکھا۔ قال ابن عباس اى ما عدل يمينا ولا شمالا ولا تجاوز الحد الذى راٰى (ابن کثیر، قرطبی) اى اثبت ما راٰه اثباتا مستيقنا صحيحا من غير ان يزيغ بصره او يتجاوزه (کشاف)

٨ لقد راٰى۔ الآیۃ۔ اس کے علاوہ بھی آپ نے بہت سے قدرت کے بڑے بڑے اور عظیم الشان نشانات کا مشاہدہ کیا۔ ان تمام باتوں سے معلوم ہوا کہ آپ اللہ کے سچے پیغمبر ہیں، کیونکہ یہ مشاہدات صرف ایک پیغمبر ہی کو نصیب ہو سکتے ہیں اور غیر پیغمبر تو ان کی تاب ہی نہیں لا سکتا اور جبریل امینؑ آپ پر اللہ کی طرف سے وحی لاتے ہیں، اس لئے آپ کی رسالت پر ایمان لاؤ اور اللہ کی وحی کو مانو اور اس پر عمل کرو۔

٩ افرأيتم۔ تمہید کے بعد سورت کے پہلے دعوے کا ذکر ہے یعنی حاجات و مصائب میں ان خود ساختہ معبودوں کو غائبانہ مت پکارو۔ جب ثابت ہو گیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں اور آپ پر وحی آتی ہے تو اس وحی ربانی کو مانو جو یہ کہتی ہے کہ مصائب و حاجات میں معبودان باطلہ کو مت پکارو۔ اللات اس میں دو قراءتیں ہیں اول بتخفیف تاء، دوم بتشدید تاء۔ پہلی صورت میں یہ لوی سے مشتق ہے جس کے معنی لپٹنے اور گھومنے کے ہیں۔ مشرکین اس بت کے پاس عبادت کے لئے اعتکاف کرتے اور اس کا طواف کرتے تھے اس لئے وہ اس نام سے موسوم کیا گیا۔ والاصل لوية بزنة فعلة من لوى لانهم كانوا يلوون عليه ويعتكفون للعبادة، او يلتوون عليه اى يطوفون مخفف بحذف الياء وبدلت واوه الفا، وعوض عن الياء تاء فصارت كتاء اخت وبنت (روح ج ۲۷ ص ۵۵) دوسری قراءت کے مطابق یہ لَتَّ يَلُتُّ کا اسم فاعل ہوگا اور اس کے معنی ہونگے گھولنے والا۔ عرب میں ایک آدمی تھا حج کے موسم میں حاجیوں کو گھی میں ستو ملا کر کھلاتا تھا اور اللاتّ اس لئے لوگ اس کو اچھا سمجھتے تھے جب وہ فوت ہو گیا تو اس کی شکل کا بت بنا کر اسکی پوجا پاٹ شروع کر دی اور اسے پکارنے لگے۔ اللات بالتشديد على انه سمى به لانه صورة رجل كان يلت السويق بالسمن ويطعم الحاج (بیضاوی) العُزّٰى یہ ایک شیطانہ (مادہ جن) تھی جو وادی نخلہ میں واقع کیکر کے تین درختوں میں رہتی تھی، وہاں مشرکین نے ایک عبادتگاہ بھی بنا رکھی تھی اور عزّٰی کے نام پر کئی بت بھی تراش کر مختلف جگہوں میں رکھ لئے تھے۔ مشرکین جب وادی نخلہ میں عزّٰی کی عبادتگاہ میں

اسکی عبادت اور پکار کے لئے آتے تو وہ شیطانہ ان سے باتیں بھی کرتی تھی۔ وکانت بوادی نخلة الشامیة فوق ذات عرق فبنوا علیها بیتا وکانوا یسمعون منها الصوت ۔۔۔۔۔ عن ابن عباس کانت العزی شیطانة تأتی ثلاث سمرات ببطن نخلة (قرطبی ج ۱۷ص ۹۹)

فتح مکہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید کو حکم دیا کہ وہ ان تینوں درختوں کو کاٹ ڈالیں چنانچہ جب وہ دو درختوں کو کاٹ کر تیسرے کو کاٹنے لگے تو اس سے ایک ڈائن نمودار ہوئی جس کے بال پراگندہ تھے اور واویلا کرنے لگی۔ حضرت خالد بن ولید نے اسے قتل کر دیا۔ (روح خازن، قرطبی) مناة یہ ایک بت تھا جس کا استھان مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع تھا۔ مشرکین اس کی قربان گاہ پر اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے قربانیاں دیتے اور اس کی برکت سے بارش طلب کرتے تھے۔ کانوا یریقون عندہ الدماء یتقربون بذلك الیه (قرطبی ج ۱۷ص ۱۰۱)

ایک قراءت میں مناءۃ ہے۔ ومناءة مکی مفعلة من النوء کانهم کانوا یستمطرون عندها الانواء تبرکا بها (مدارک ج ۴ص ۱۴۹)

أفرأیتم بمعنی اخبرونی ہے یعنی مجھے بتاؤ تو سہی یہ لات وعزّیٰ اور منات جن کو تم پکارتے ہو کیا وہ تمہارے نفع نقصان کا اختیار رکھتے ہیں؟ کیا وہ قادر ومتصرف ہیں؟ کہ تم نے ان کو عبادت اور پکار میں خدا کا شریک بنا رکھا ہے۔ افرأیتم هذہ الالهة هل نفعت اوضرت حتی تکون شرکاء لله (قرطبی ج ۱۷ص ۱۰۲)

أخبرونی عن الهتکم هل لها شئ من القدرة والعظمة التی وصف بها رب العزة فی الای السابقة وقیل المعنی أظننتم ان هذہ الاصنام التی تعبدونها تنفعکم (روح ج ۲۷ص ۵۶) استفہام انکاری ہے یعنی وہ نہ قادر ومتصرف ہیں نہ نفع ونقصان کے مختار، اس لئے مصائب وحاجات میں ان کو مت پکارو۔

۱۰ف الکم الذکر۔ یہ سورت کے دوسرے دعوے کا بیان ہے یعنی اللہ کی بارگاہ میں کوئی شفیع غالب نہیں۔ مشرکین اپنے لئے تو بیٹے پسند کرتے لیکن اس کے ساتھ ہی فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے یعنی فرشتے اللہ تعالیٰ کو اس قدر محبوب ہیں جس طرح ایک باپ کو بیٹیاں محبوب ہوتی ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ فرشتوں کی شفارش کو ہرگز رد نہیں کرتا۔ فرمایا یہ تقسیم تو سراسر بے انصافی پر مبنی اور عدل وانصاف سے ہٹی ہوئی ہے، کیونکہ وہ جس چیز کو خود ناپسند کرتے ہیں اس کی نسبت خدا کی طرف کرنے میں کوئی باک محسوس نہ کرتے۔ اس لئے انکا یہ کہنا غلط ہے اور بے انصافی پر مبنی ہے کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں اور اس کی بارگاہ میں شفیع قاہر ہیں۔

۱۱ف ان ھی۔ یہ پہلے دعوے کا اعادہ ہے بطریق لف ونشر مرتب۔ یہ معبودان باطلہ محض نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے اپنی خواہشات کے مطابق تجویز کر رکھے ہیں۔ ان کو معبود، کارساز، حاجت روا کہنا محض تمہارے الفاظ ہیں لیکن حقیقت میں وہ ان صفات سے سراسر عاری ہیں۔ وہ نہ معبود و کارساز ہیں، نہ شفیع وحاجت روا ان کو ان ناموں سے موسوم کرنا صریح گمراہی ہے۔ کیونکہ ان خودساختہ معبودوں کے معبود ہونے پر اللہ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی۔ ماجعل اللہ علی الوهیتها واستحقاقها للعبادة حجة (مظہری ج ۹ص ۱۱۸)

۱۲ف ان یتبعون۔ خطاب سے غیبت کی طرف التفات ہے یہ اس طرف اشارہ ہے کہ یہ سفہاء لائق خطاب ہی نہیں ہیں جیسا کہ بعد میں ارشاد ہے فاعرض عن من تولی الخ ان معبودان باطلہ کو ان صفات سے پکارنے کے لئے مشرکین کے پاس کوئی دلیل نہیں وہ محض ظن وتخمین سے اور، باپ دادا کی دیکھا دیکھی اور خواہشات نفس کی پیروی میں یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ ولقد جاءھم۔ الآیۃ۔ حالانکہ ان کے پاس اللہ کی طرف سے ہدایت آچکی ہے۔ اللہ کا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ کی کتاب کے سامنے رشد وہدایت کی روشنی کے مینار ہیں، مگر وہ ان سے روشنی حاصل کرنے کے بجائے اپنی خواہشات کے پیچھے دوڑتے ہیں۔

۱۳ف ام للانسان۔ الآیۃ۔ ام منقطعہ ہے اور استفہام انکار کے لئے ہے (بیضاوی) یعنی یہ نہیں ہوسکتا کہ انسان جس چیز کی آرزو اور تمنا کرے وہ اسے مل جائے یا اسکی تمنا کے مطابق ہو جائے لہذا یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ مشرکین اپنی خواہشات سے لات ومنات اور عزّیٰ وغیرہا کو معبود، کارساز، حاجت روا اور سفارشی بنالیں تو ان کے بنانے سے وہ یہ سب کچھ بن جائیں اور ان کی یہ تمنا اور آرزو پوری ہو جائے کہ یہ معبود خدا کی بارگاہ میں ان کی سفارش کریں اور قرب خداوندی کا وسیلہ بنیں۔ ای لیست الاشیاء والشهوات تحصل بالامانی بل لله الامر وقولکم ان الهتکم تشفع وتقرب زلفی لیس لکم ذلك (بحر ج ۸ص ۱۶۳) والمراد نفی ان یکون للکفرة ما کانوا یطمعون فیه من شفاعة الألهة والظفر بالحسنی عند الله تعالی یوم القیامة (روح ج ۲۷ص ۵۸)

۱۴ف فللہ الاخرۃ والاولی۔ یہ ماقبل کی علت ہے یعنی دنیا اور آخرت کے تمام امور ومعاملات اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص اور اسی کے ہاتھ میں ہیں اور وہی بلا شرکت غیرے ان میں متصرف ومختار ہے، تو پھر یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ اللہ کے فیصلے کے خلاف انکی یہ تمنا پوری ہو کہ ان کے خودساختہ معبود خدا کی بارگاہ میں انکی سفارش کریں گے۔

وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا اِلَّا
بہت فرشتے ہیں آسمانوں میں ۱۵ کچھ کام نہیں آتی ان کی سفارش مگر
مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَرْضٰى (۲۶) اِنَّ الَّذِيْنَ
جب حکم دے اللہ جس کے واسطے چاہے اور پسند کرے جو لوگ ۱۶
لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى (۲۷)
یقین نہیں رکھتے آخرت کا وہ نام رکھتے ہیں فرشتوں کے زنانے نام
وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ ۚ وَاِنَّ
اور ان کو اسکی کچھ خبر نہیں محض اٹکل پر چلتے ہیں اور
الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ۚ (۲۸) فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ
اٹکل کچھ کام نہ آئے ٹھیک بات میں سو تو دھیان نہ کر اس پر جو
تَوَلّٰى ۙ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ؕ (۲۹) ذٰلِكَ
منہ موڑے ہماری یاد سے ۱۷ اور کچھ نہ چاہے مگر دنیا کا جینا بس یہیں
مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ
تک پہنچی ان کی سمجھ ف۱ تحقیق تیرا رب ہی ۱۸ خوب جانے اس کو جو بہکا اسکی راہ
سَبِيْلِهٖ ۙ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى (۳۰) وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
سے اور وہی خوب جانے اس کو جو راہ پر آیا اور اللہ کا ہے ۱۹ جو کچھ آسمانوں
وَمَا فِي الْاَرْضِ ۙ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَ
میں اور زمین میں تاکہ وہ بدلا دے برائی والوں کو ان کے کئے کا ۲۰ اور
يَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ۚ (۳۱) اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ
بدلا دے بھلائی والوں کو بھلائی سے جو کہ بچتے ہیں
كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ
بڑے گناہوں سے اور بے حیائی کے کاموں سے مگر کچھ آلودگی بے شک تیرے رب کی بخشش

۱۵ وکم من ملك۔ الآیۃ۔ یہ سورت کے دوسرے دعوے کا اعادہ ہے۔ اللہ کے بے شمار فرشتے جو آسمانوں میں رہتے ہیں اور ہر وقت اللہ کی عبادت میں مصروف اور اس کی اطاعت پر کمربستہ ہیں، اس قرب و تقدس کے باوجود وہ بھی اللہ کے اذن کے بغیر کسی کی سفارش نہیں کر سکتے، اس لئے وہ بھی شفیع قاہر نہیں ہیں بلکہ اللہ کے حکم کے پابند ہیں۔ فرشتے صرف ان لوگوں کی شفاعت کرینگے جن کی شفاعت اللہ کو پسند ہوگی اور وہ صرف اہل توحید ہیں جن سے گناہ سرزد ہوئے۔ مشرکین کے حق تو فرشتوں کو شفاعت کی اجازت ہی نہیں ملے گی۔ لمن یشآء ویرضی ای من اھل التوحید (معالم وخازن ج ۶ ص ۲۲۶) ان الذین۔ یہ مشرکین کے لئے زجر ہے۔ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ فرشتوں کو عورتوں کی صفات سے متصف کرتے ہیں اور کہتے ہیں فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں۔ عیاذاً باللہ۔ ان کا یہ دعوے سراسر بے دلیل اور ان کی جہالت وسفاہت پر مبنی ہے، وہ محض ایک خیال باطل اور وہم فاسد کے پیچھے دوڑ رہے ہیں جو انہوں نے اپنے مشرک باپ دادا سے حاصل کئے ہیں۔ بھلا وہم وخیال سے بھی حقیقت ثابت ہو سکتی ہے؟ حقیقت کو ثابت کرنے کے لئے تو یقینی اور قطعی دلیلوں کی ضرورت ہے **۱۷** فاعرض الآیۃ۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے اور مشرکین کے لئے زجر ہے۔ ذکر سے مراد قرآن ہے (فتح) جو لوگ قرآنی تعلیمات سے اعراض کرتے ہیں، توحید و رسالت اور حشر ونشر کے منکر ہیں ان سے اعراض کریں آپ حق تبلیغ ادا کر چکے ہیں لیکن یہ لوگ محض ضد وعناد کی وجہ سے انکار وجحود پر تل گئے ہیں اور آخرت کے مقابلہ میں دنیوی زندگی ہی کو اصل زندگی سمجھتے ہیں انکا مبلغ علم بھی یہی ہے انکی عقل وفہم کی رسائی بس یہیں تک ہے۔ ان کی نظریں دنیائے فانی کی چہل پہل، رونق و آرائش اور چند روزہ عیش وتنعم پر مرکوز ہو کر رہ گئی ہیں اور عالم آخرت ان کی نگاہوں سے اوجھل ہے ایسے لوگوں کو آپ جتنی تبلیغ کرینگے اس سے ان کے عناد وتعنت میں مزید اضافہ ہوگا، اس لئے آپ ان سے اعراض فرمائیں **۱۸** ان ربك۔ یہ جملہ معترضہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ سب کو اچھی طرح جانتا ہے جو لوگ گمراہی پر مُصر ہیں اور ہدایت قبول نہیں کرنا چاہتے وہ ان کو بھی جانتا ہے اور وہ بھی اس کے علم میں جو ہدایت قبول کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ یہ لوگ قبیل اول سے ہیں، اس لئے آپ انکی خاطر اپنی جان نہ ماریں اور مشقت نہ اٹھائیں۔ ھو جل شأنہ المبالغ فی العلم بمن لا یرعوی عن الضلال ابدا، و بمن یقبل الاھتداء فی الجملة لا غیرہ سبحانہ فلا تتعب نفسك فی دعوتھم ولا تبالغ فی الحرص علیھا فانھم من القبیل الاول (روح ج ۲۷ ص ۶۰) **۱۹** وللہ ما فی السموت وما فی الارض یہ جملہ معترضہ برائے بیان توحید ہے ساری کائنات فرش سے لیکر عرش تک اللہ کی مخلوق ومملوک ہے وہی اس میں متصرف ومختار ہے اور تصرف واختیار میں کوئی اسکا شریک نہیں، وہ اپنے ارادے اور اپنی مرضی سے جو چاہتا ہے کرتا ہے، کسی کو اس کے آگے دم مارنے کی جرأت نہیں اور نہ کوئی اس کی بارگاہ میں شفیع غالب ہے **۲۰** لیجزی الذین

۱ اعادہ دعوی ثانیہ ۱۲

۲ زجر برائے مشرکین ۱۲

۳ زجر مع تسلیہ ۱۲

۴ جملہ معترضہ ۱۲

۵ جملہ معترضہ برائے بیان توحید ۱۲

۶ لام برائے عاقبت ۱۲

فتح الرحمن ف۱ یعنی این است نہایت علم ایشان ۱۲۔

الْمَغْفِرَةِ ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاِذْ اَنْتُمْ
میں بڑی سمائی ہے وہ تم کو خوب جانتا ہے جب بنا نکالا تم کو زمین سے اور جب تم

اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ هُوَ
بچے تھے ماں کے پیٹ میں سو مت بیان کرو اپنی خوبیاں وہ

اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى (۳۲) ع اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ تَوَلّٰى (۳۳) وَاَعْطٰى
خوب جانتا ہے اسکو جو بچکر چلا بھلا تو نے دیکھا اس کو ف۲۱ جسنے منہ پھیر لیا اور لایا

قَلِيْلًا وَّاَكْدٰى (۳۴) اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرٰى (۳۵) اَمْ
تھوڑا سا اور سخت نکلا ف۱ کیا اس کے پاس خبر ہے غیب کی ف۲۲ سو وہ دیکھتا ہے کیا

لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِيْ صُحُفِ مُوْسٰى (۳۶) وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰٓى (۳۷)
اسکو خبر نہیں پہنچی اسکی جو ہے ورقوں میں ف۲۳ موسیٰ کے اور ابراہیم کے جسنے کہ اپنا قول پورا اتارا ف۲

اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى (۳۸) وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ
کہ اٹھاتا نہیں ف۲۴ کوئی اٹھانیوالا بوجھ کسی دوسرے کا اور یہ کہ آدمی کو وہی ملتا ہے

اِلَّا مَا سَعٰى (۳۹) وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى (۴۰) ثُمَّ يُجْزٰىهُ
جو اس نے کمایا اور یہ کہ اس کی کمائی اسکو دکھانی ضرور ہے پھر اسکو بدلا ملنا ہے

الْجَزَاۗءَ الْاَوْفٰى (۴۱) وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى (۴۲) وَاَنَّهٗ
پورا بدلا اور یہ کہ تیرے رب تک سبکو پہنچنا ہے اور یہ کہ وہی

هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى (۴۳) وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْيَا (۴۴) وَاَنَّهٗ
ہے ہنساتا ف۲۵ اور رلاتا اور یہ کہ وہی ہے مارتا اور جلاتا اور یہ کہ

خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى (۴۵) مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا
اس نے بنایا جوڑا نر اور مادہ ایک بوند سے جب

تُمْنٰى (۴۶) وَاَنَّ عَلَيْهِ النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى (۴۷) وَاَنَّهٗ هُوَ
ٹپکائی جائے اور یہ کہ اس کے ذمہ ہے دوسری دفعہ اٹھانا اور یہ کہ اس نے

۲ ع ۶

۲ زجر ۱۲

۳ دلیل نقلی از صحف ابراہیم و موسےٰ علیہما ۱۲

۴ اللہ تعالیٰ کی عظمت شان اور قدرت کاملہ کا بیان ۱۲

لام عاقبت کیلئے ہے اور یہ اعلم بمن ضل کے ساتھ او یجزی الذین احسنوا۔ اعلم بمن اھتدی کیساتھ متعلق ہے بطریق لف و نشر مرتب۔ اللہ تعالیٰ گمراہوں کو اور ہدایت والوں کو خوب جانتا ہے جس کا انجام یہ ہے کہ وہ گمراہوں اور برے لوگوں کو ان کے اعمال کی سزا دے گا اور نیک لوگوں کو ان کے اچھے کاموں کی ضرور جزا دے گا۔ الذین یجتنبون۔ الآیۃ۔ یہ الذین احسنوا سے بدل ہے یا اسکی صفت ہے یعنی محسنین وہ لوگ ہیں جو کبیرہ گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے کلی اجتناب کرتے ہیں، لیکن صغائر اور معمولی لغزشیں ان سے سرزد ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بخشش و رحمت اس قدر وسیع ہے کہ وہ کبیرہ گناہوں سے بچنے والوں کے صغیرہ گناہوں کو محض اپنی مہربانی سے معاف فرما دیتا ہے اور صرف یہی نہیں بلکہ شرک سے بچنے والوں کے چاہے تو کبائر بھی معاف فرما دے۔ ھو اعلم بکم۔ الآیۃ۔ اللہ تعالیٰ تم سب کو اس وقت سے جانتا ہے جب اس نے تمہارے جد اعلیٰ آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا، پھر تم اپنی ماؤں کے رحموں میں بصورت جنین ہوتے ہو اس وقت بھی وہ تم کو جانتا ہے یعنی وہ تمہاری ساری حقیقت سے باخبر ہے اور تمہاری کوئی چیز اور تمہارا کوئی عمل اس سے پوشیدہ نہیں اس لئے تم خود اپنی بزرگی اور تقوی و طہارت کے دعوے نہ کرو۔ جو لوگ واقعی متقی ہیں اور اپنے اللہ کے احکام کی پابندی کر کے اپنے ظاہر و باطن کو رذائل و خبائث سے پاک کر چکے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو خوب جانتا ہے اسے کسی کے بتانے کی ضرورت نہیں ف۲۱ أفرأیت ــــ تا ــــ یری یہ معاندین کے لئے زجر ہے۔ یہ آیت ولید بن مغیرہ کے حق میں نازل ہوئی۔ شروع میں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھتا اور وعظ و نصیحت سنتا تھا اور اسلام سے متاثر ہو چلا تھا۔ قرآن کی تعریف بھی کرتا تھا۔ بعض، مشرکین نے اسکو حق گوئی اور اسلام میں رغبت کا طعنہ دیا اور کہا اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ کر انہیں گمراہ قرار دیتا ہے اس نے جواب دیا میں تو اللہ کے عذاب سے ڈرتا ہوں اس پر اس مشرک نے کہا عذاب سے تمہیں بچانے کی میں ذمہ داری لیتا ہوں۔ چنانچہ وہ پھر گیا اور زبان سے جو حق بات کہتا تھا اس سے رک گیا۔ کان الولید مدح القرآن ثم امسك عنه فنزل (واعطی قلیلا) ای من الخیر بلسانه (واکدی) ای قطع ذلك و امسك عنه (قرطبی ج ۱۷ ص ۱۱۱) ف۲۲ أعنده۔ الآیۃ۔ کیا وہ غیب جانتا ہے اور پردۂ غیب سے ورے دیکھ رہا ہے اور اسے معلوم ہو گیا ہے کہ وہ کسی کی سفارش اور حمایت سے اللہ کے عذاب سے بچ جائیگا؟ استفہام انکاری ہے یعنی وہ غیب نہیں جانتا اور فرشتوں کی شفاعت سے یا کسی کی ضمانت و حمایت کی بناء پر عذاب الٰہی سے نہیں بچ سکتا ف۲۳ ام لم ینبأ ــــ تا ــــ ما غشی ہ یہ دلیل نقلی ہے۔ ابراہیم اور موسے علیہما السلام کے صحیفوں سے ان لا تزر وازرۃ سے لیکر اظلم واطغی تک دونوں صحیفوں کا مشترکہ بیان ہے اور والمؤتفکۃ۔ الآیۃ۔ ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں نہیں کیونکہ یہ قوم لوط کی بستیاں ہیں جو صحف ابراہیم علیہ السلام کے بعد تباہ ہوئیں۔ الذی وفی وہ ابراہیم جس نے اللہ کے احکام کو پورا کیا اور ان تمام

موضح قرآن ف۱ یعنی تھوڑا سا ایمان لانے لگا اس کا دل سخت ہو گیا ف۲ یعنی اللہ کا حق ۱۲ منہ رح

أَغْنٰى وَأَقْنٰى ﴿۴۸﴾ وَأَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى ﴿۴۹﴾ وَأَنَّهٗٓ أَهْلَكَ

دولت دی اور خزانہ اور یہ کہ وہی ہے رب ۲۶ شعری کا ف۱ اور یہ کہ اسنے غارت کیا

عَادًا الْأُولٰى ﴿۵۰﴾ وَثَمُودَا۟ فَمَآ أَبْقٰى ﴿۵۱﴾ وَقَوْمَ نُوحٍ مِّنْ

عاد ۲۷ پہلے کو اور ثمود کو پھر کسی کو باقی نہ چھوڑا اور نوح کی قوم کو پہلے کو

قَبْلُ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا هُمْ أَظْلَمَ وَأَطْغٰى ﴿۵۲﴾ وَالْمُؤْتَفِكَةَ

پہلے ان سے وہ تو تھے ظالم اور شریر اور الٹی بستی کو ۲۸

أَهْوٰى ﴿۵۳﴾ فَغَشّٰهَا مَا غَشّٰى ﴿۵۴﴾ فَبِأَيِّ آلَآءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى ﴿۵۵﴾

پٹک دیا پھر آپڑا اس پر جو کچھ کہ آپڑا ف۲ اب تو کیا کیا نعمتیں اپنے ۲۹ رب کی جھٹلائیگا

هٰذَا نَذِيرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْأُولٰى ﴿۵۶﴾ أَزِفَتِ الْآزِفَةُ ﴿۵۷﴾

یہ ایک ڈرسنانیوالا ہے پہلے سنانے والوں میں کا آپہنچی آنے والی ۳۰

لَيْسَ لَهَا مِن دُونِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ﴿۵۸﴾ أَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيثِ

کوئی نہیں اسکو اللہ کے سوائے کھول کر دکھانے والا کیا تم کو اس بات سے ۳۱

تَعْجَبُونَ ﴿۵۹﴾ وَتَضْحَكُونَ وَلَا تَبْكُونَ ﴿۶۰﴾ وَأَنتُمْ سٰمِدُونَ ﴿۶۱﴾

تعجب ہوتا ہے اور ہنستے ہو اور روتے نہیں اور تم کھلاڑیاں کرتے ہو

فَاسْجُدُوا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوا ﴿۶۲﴾ السجدۃ

سو سجدہ کرو اللہ کے آگے اور بندگی ۳۲ کرو

سُورَةُ الْقَمَرِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسٌ وَخَمْسُونَ آيَةً وَثَلٰثُ رُكُوعَاتٍ

سورۂ قمر مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی پچپن آیتیں ہیں اور تین رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانشَقَّ الْقَمَرُ ﴿۱﴾ وَإِن يَرَوْا آيَةً

پاس آلگی ۱ قیامت اور پھٹ گیا چاند ف۲ اور ۲ اگر وہ دیکھیں کوئی نشانی

عہود و مواعید سے عہدہ برآ ہوئے جو اللہ نے ان سے لئے تھے **۲۴** ان لا تزر ان صحیفوں کا مضمون یہ ہے کہ کوئی نفس کسی دوسرے کے گناہوں کا بوجھ نہیں اٹھائیگا۔ جس طرح ہر انسان کو اپنی ہی کمائی کی نیکیوں کا ثواب ملیگا اور دوسرے شخص کی نیکیاں اس کے اعمالنامے میں درج نہیں ہوں گی۔ قیامت کے دن ہر آدمی کی سعی و کوشش کا نتیجہ سامنے ہوگا اور ہر شخص کو اس کے اپنے ہی اعمال کے مطابق پوری پوری جزاء و سزا دی جائے گی۔ اور قیامت کے دن سب کا منتہا اللہ کی ذات ہوگی اور سب اس کے سامنے حاضر ہوں گے۔ اس آیت سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ایک انسان کی دعا بھی دوسرے کے حق میں فائدہ مند نہیں ہو سکتی حالانکہ قرآن اور حدیث سے دوسروں کے لئے دعا کرنے کی ترغیب ثابت ہے۔ حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں یہ حکم پہلی امتوں میں تھا اب امت محمدیہ کے حق میں منسوخ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد الحقنا بھم ذریتھم الآیۃ۔ (الطور ع ۱) یعنی باپ دادا کی نیکی سے ان کی اولاد کو ان کے درجات عطا ہوں گے قال ابن عباس رضؓ ھذا منسوخ الحکم فی ھذہ الشریعۃ بقولہ (الحقنا بھم ذریتھم ..... قال عکرمۃ کان ذلک لقوم ابراھیم وموسی فاما ھذہ الامۃ فلھم ما سعوا وما سعی لھم غیرھم (معالم وخازن لج ص ۲۶۵) اور اگر ما سعٰی سے مراد ایمان ہو جیسا کہ سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے تو اس صورت میں منسوخ ماننے کی ضرورت نہیں۔ یعنی کسی انسان کو اس کے ایمان کے بغیر کسی چیز کا کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ ایمان کے بغیر کسی کی نہ دعا مفید ہے نہ اپنا کوئی نیک عمل۔ تحقیق یہ ہے کہ ایک شخص کے دعا و استغفار کے دوسرے مومن کے حق میں کوئی نزاع و اختلاف نہیں یہ سب کے نزدیک جائز اور مفید ہے اور قرآن سے ثابت ہے (۱) وصل علیھم ان صلوٰتک سکن لھم ()۔ (۲) ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان (حشر، ع ۲) اختلاف اس میں ہے کہ ایک شخص کے عمل کا ثواب دوسرے شخص کو ملتا ہے یا نہیں۔ چنانچہ معتزلہ اور شوافع اس کے قائل نہیں، علامہ ابن قیم رحؒ نے اس حدیث کا جواب دیتے ہوئے جس میں دوسرے شخص کی طرف سے غلام آزاد کرنے کا ذکر ہے، لکھا ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ دوسرے شخص کی طرف سے غلام آزاد کر کے اس کیلئے دعا کی جائے۔ البتہ عبادتِ مالیہ کا ثواب احناف، شوافع وغیرہ سب کے نزدیک دوسرے کو بخشنا جائز ہے۔ باقی رہا تلاوتِ قرآن کا ثواب تو حنفیہ کے نزدیک اسکا ہبہ جائز ہے لیکن شافعیہ کے نزدیک جائز نہیں۔ امام ابن ہمام نے فتح القدیر میں اس پر متعدد حدیثیں پیش کی ہیں باقی رہا یہ شبہ کہ مال مویشی کا ثواب کسی میت کو ہبہ کرنا وجعلوا للہ مما ذرأ من الحرث والانعام

۱ تخویف دنیوی ۱۲

۲ تخویف اخروی ۱۲

۳ ترغیب ۱۲

ع ۳ السجدۃ ۷

۴ خلاصہ صورت ۱۲

۵ تمہید برائے تخویف اخروی ۱۲

موضح قرآن ف۱ شعری ایک تارا ہے بہت بڑا۔ اسکو بعضے عرب پوجتے تھے۔ ۱۲ منہ رح ف۲ یعنی پتھروں کا مینہ ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی سنگباران کرد ۱۲۔ ف۲ اشارت است بآن قصہ کہ کافران از حضرت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم معجزہ طلب کردند خدا تعالیٰ ماہ را دو قطعہ ساخت یکی بر کوہ ابوقبیس و دیگر بر کوہ قیقعان ۱۲۔

نصیبا فقالوا ھذا للہ بزعمھم وھذا لشرکائنا۔ الآیۃ (پ۸ سورۂ انعام) کے خلاف ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ اس آیت کا ایصال ثواب سے کوئی ٹکراؤ نہیں کیونکہ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ مشرکین اپنے معبودان باطلہ کو حاجت روا، کارساز اور مافوق الاسباب نافع وضار سمجھ کر انکی خوشنودی اور انکا تقرب حاصل کرنے کے لئے جانوروں میں ان کے حصے مقرر کرتے تھے جو صریح شرک ہے لیکن ایصال ثواب میں یہ چیز نہیں پائی جاتی ۲۵ وانہ ھو۔ یہاں سے اللہ تعالیٰ کی عظمت شان اور اسکی قدرت کاملہ کا بیان ہے۔ ہر چیز اسی کے تصرف و اختیار میں اور اسی کے زیر اقتدار ہے ہنسانا اور رلانا اسی کے اختیار میں ہے جسے چاہتا ہے آرام و راحت اور خوشی عطاء کر کے ہنساتا ہے اور جسے چاہتا ہے مصائب و آلام میں مبتلا کر کے خون کے آنسو رلاتا ہے۔ موت و حیات بھی اسی کے قبضہ و تصرف میں ہے وانہ خلق الزوجین۔ تمنٰی یعنی نطفہ رحم مادہ میں ڈالا جاتا ہے۔ ای تدفق فی الرحم (روح) جب نر کا نطفہ رحم مادہ میں پہنچ جاتا ہے تو محض اپنی قدرت کاملہ سے وہ اسی نطفہ سے نر اور اسی سے مادہ کو پیدا فرما لیتا ہے وان علیہ۔ الآیۃ۔ پھر قیامت کے دن دوبارہ زندہ کرنا بھی اسی کا کام ہے جسنے ایک نطفۂ بے جان سے نر و مادہ کو پیدا کر لیا وہ انسانوں کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ وانہ ھو اغنی واقنی۔ پیدا بھی اسی نے کیا پھر زندگی میں دولت کی تقسیم بھی اسی کے ہاتھ میں ہے وہ اپنی حکمت بالغہ کے مطابق جسے چاہتا ہے غنی اور دولت مند کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے فقیر اور تنگدست کر دیتا ہے۔ قال الاخفش اقنٰی افقر۔ (روح، قرطبی) قال ابن زید اغنٰی من شاء وافقر من شاء (قرطبی ج ۱۷ ص ۱۱۸، ابن کثیر ج ۴ ص ۲۵۹) ۲۶ وانہ ھو رب الشعریٰ۔ الشعریٰ ایک روشن ستارہ ہے جسکی بعض قبائل عرب پرستش کرتے تھے یعنی شعریٰ ستارے کا خالق و مالک بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس لئے اس عاجز مخلوق کے بجائے اس کے خالق کی عبادت کرنی چاہیئے اور لات و منات کی طرح شعریٰ بھی عبادت اور پکار کا مستحق نہیں۔ ھو کوکب یطلع بعد الجوزاء فی شدۃ الحر وکانت خزاعۃ تعبدھا (مدارک ج ۴ ص ۱۵۱) وتخصیصھا فی الذکر ھھنا للاشعار بانھا مخلوقۃ للہ تعالیٰ لا یستحق العبادۃ مثل اللات والعزیٰ ولعل قوما عبدوھا فی زمن ابراھیم علیہ السلام ایضا ولذلک ورد التخصیص بذکرھا فی صحف ابراھیم وموسی (مظہری ج ۹ ص ۱۳۲) ۲۷ وانہ اھلک۔ عادًا اولٰی سے قوم ہود علیہ السلام مراد ہے کیونکہ وہ قوم نوح (علیہ السلام) کے بعد باقی تمام سرکش قوموں سے پہلے ہلاک ہوئی، اسی لئے اسے الاولیٰ کہا گیا۔ یا یہ صفت عاد ثانیہ سے ممتاز کرنے کیلئے ہے جس سے یا تو قوم ثمود مراد ہے یا عمالقہ کا قبیلہ بنو سقیم بن ہزال (روح) یعنی گذشتہ سرکش اور کافر قوموں مثلاً عاد و ثمود اور ان سے پہلے قوم نوح ؑ کو اللہ تعالیٰ ہی نے ہلاک کیا ہے اور ان میں سے کسی کو بھی نہیں چھوڑا اس لئے کہ وہ بڑے بے انصاف اور حد سے تجاوز کرنیوالے تھے انکی بے انصافی یہ تھی کہ وہ خدا کی عاجز مخلوق کو خدائے قادر و قیوم کا شریک بناتے اور خدا کے سوا ان کو پکارتے تھے اور ان کے عناد و طغیان کا یہ حال تھا کہ حق کو سمجھ لینے کے باوجود محض ضد و حسد کی وجہ سے ٹھکراتے تھے ۲۸ والمؤتفکۃ۔ اس سے قوم لوطؑ کی بستیاں مراد ہیں اور یہ صحف موسیٰ کا مضمون ہے۔ المؤتفکۃ جسے الٹا کر گرا دیا گیا ہو۔ قوم لوطؑ کی بستیوں کو نیچے سے اوپر اٹھا کر اور الٹا کر زمین پر پھینک دیا یعنی مدائن قوم لوط علیہ السلام ائتفکت بھم ای انقلبت وصار عالیھا سافلھا (قرطبی ج ۱۷ ص ۱۲۰) فغشھا۔ الآیۃ۔ ان بستیوں کو الٹا کر ان پر پتھروں کی بارش کی گئی۔ اسقدر پتھر برسائے گئے بس کیا پوچھنا ان کی تمام بستیاں ان کے نیچے دب گئیں۔ کیسا عبرتناک انجام تھا ان قوموں کا! ۲۹ فبای الاء۔ الآیۃ۔ تخویف دنیوی۔ یہ خطاب ہر سرکش اور مکذب سے ہے تو اللہ کی کونسی نعمت میں شک کرتا ہے اور اسے اللہ کی طرف سے نہیں سمجھتا اور غیر اللہ کو پکارتا ہے۔ ھذا نذیر۔ الآیۃ۔ اشارہ قرآن یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے۔ حضرت محمدؐ گذشتہ ڈرانے والے پیغمبروں کے قافلہ کے آخری رکن ہیں۔ جس طرح گذشتہ سرکش قوموں نے اپنے اپنے زمانے کے پیغمبروں کو جھٹلایا اور تباہ و برباد ہوئیں اے مشرکین مکہ! سن لو، ہمارے آخری پیغمبر علیہ السلام کو جھٹلانیوالو! اگر تم ضد و عناد سے باز نہ آئے تو تمہارا حشر بھی انہی قوموں کا سا ہوگا ۳۰ ازفت الازفۃ۔ یہ تخویف اخروی ہے الآزفۃ بہت جلد آنیوالی یہ قیامت کا نام ہے کاشفۃ یا نفس مقدر کی صفت ہے یا مصدر ہے۔ (روح) یعنی قیامت سر پر پہنچ چکی ہے اور اللہ کے سوا اس کے معین وقت پر سے کوئی پردہ نہیں اٹھا سکتا۔ باوجودیکہ قیامت بہت ہی قریب ہے، لیکن اس کے ظہور کا معین وقت اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں ۳۱ یہ منکرین کیلئے زجر ہے۔ اے قریش مکہ تم اس قرآن پر متحیر ہو اور کج فہمی کی وجہ سے اسکا انکار کرتے اور اسکا مذاق اڑاتے ہو، لیکن ہمیں آیات وعد و وعید سنکر اپنی سرکشی پر اور بدعنوانیوں پر تمہیں کبھی رونا نہیں آیا اور تم حق سے منہ پھیرے سراسر غفلت میں پڑے ہو (افمن ھذا الحدیث) ای القراٰن (تعجبون) انکارا (وتضحکون) استھزاء (ولا تبکون) تحزنا علی ما فرطتم (بیضاوی) ولا تبکون لسماع وعدہ و وعیدہ (جلالین) ۳۲ فاسجدوا للہ واعبدوا۔ یہ آخر میں سورت کا خلاصہ ہے یعنی صرف اللہ ہی کو سجدہ اور صرف اسی کی عبادت کرو، مصائب و حاجات میں فرشتوں لات و عزّیٰ اور منات وغیرہ کو مت پکارو اور نہ کسی کو اللہ کی بارگاہ میں شفیع قاہر سمجھو۔ فاسجدوا للہ خاصۃ واعبدوا للہ خاصۃ (الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ) ای اعبدوہ دون غیرہ (مظہری ج ۹ ص ۱۳۴) واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین واٰلہ واصحابہ اجمعین۔

سورۂ النجم میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ افرأیتم اللات والعزّٰی ○ ومنوۃ الثالثۃ الاخریٰ ○ (ع ۱) نفی شرک فی التصرف۔ ۲۔ الکم الذکر ولہ الانثٰی ○ تلک اذا قسمۃ ضیزیٰ ○ نفی شفاعت قہریہ از ملائکہ علیہم السلام۔ ۳۔ ان ھی الا اسماء سمیتموھا ــ تا ــ فللہ الاخرۃ والاولیٰ ○ نفی شرک اعتقادی و نفی شفاعت قہریہ از معبودان باطلہ ۴۔ وکم من ملک فی السمٰوٰت ــــ وان الظن لا یغنی من الحق شیئا ○ (ع ۲) نفی شفاعت قہریہ از ملائکہ کرام علیہم السلام۔ ۵۔ وانہ ھو اضحک وابکی ــــ فغشّٰھا ما غشّٰی ○ (ع ۳) نفی شرک فی التصرف و بیان قدرت و تصرف و اختیار باری تعالیٰ۔ ۶۔ فاسجدوا للہ واعبدوا ○ نفی شرک ہر قسم و امر اخلاص عبادت برائے ذات حق جل شانہ۔

(آج بتاریخ ۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۰ھ مطابق ۲۴ جولائی ۱۹۷۰ء بروز جمعہ بعد نماز جمعہ بوقت ۳½ بجے سورۃ النجم کی تفسیر ختم کی۔ فللہ الحمد فی الاولیٰ والآخرۃ والصلوۃ والسلام علی الشفیع المشفع یوم الآزفۃ وعلیٰ آلہ وصحبہ الذین کانوا اتقی الامۃ واھدی الائمۃ۔ سجاد بخاری عفا اللہ تعالیٰ)

سُورۃ القمر

ربط سورۃ النجم میں یہ مذکور تھا کہ اللہ کے سوا کسی کو مت پکارو اور کسی کو اس کی بارگاہ میں شفیع غالب نہ سمجھو اب سورۃ القمر میں اس کی علت اور دلیل ذکر کی گئی ہے یعنی اس لئے کہ کارساز اور ہر چیز کو ایک اندازے سے پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ سورۃ قمر کا یہ دعویٰ سورت کے آخر میں انا کل شیئ خلقنٰہ بقدر ٥ میں مذکور ہے۔ سورۃ قمر سے لیکر سورۃ حدید تک ہر سورت کا دعویٰ اس کے آخر میں مذکور ہے۔

خلاصہ ابتدا میں اور آخر میں شکویٰ، تسلی، زجر، تخویف اخروی، بشارت اخرویہ اور درمیان میں تخویف دنیوی کے پانچ نمونے اور اس کے بعد التفات بسوئے اہل مکہ بغرض تنبیہہ اور آخر میں دعویٰ سورت۔

تفصیل

اقتربت الساعۃ وانشق القمر تمہید برائے تخویف اخروی مع زجر و ان یروا ـــ تا ـــ فما تغن النذر ٥ یہ شکویٰ ہے۔ معجزہ شق قمر ظاہر ہوچکا ہے جو قرب قیامت کی دلیل ہے لیکن مشرکین سرکشی میں سرگرداں ہیں۔ معجزات کو جادو کہتے ہیں اور اپنی خواہشات کے پیچھے دوڑ رہے ہیں حالانکہ ان کے پاس قرآن ایسی حکمت و ہدایت سے لبریز کتاب آچکی ہے اور وہ گذشتہ سرکش قوموں کے عبرتناک انجام کے قصے بھی سن چکے ہیں فتول عنھم تسلی برائے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، ان متمردین پر حجت خداوندی قائم ہوچکی ہے اب انذار وتبلیغ سے انھیں کوئی فائدہ نہیں، اس لئے آپ ان سے اعراض فرمائیں۔

یوم یدع الداع ـــ تا ـــ ھذا یوم عسر ٥ یہ تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن جب صور پھونکا جائیگا تو سب لوگ قبروں سے نکل کر خوف و ہراس کے عالم میں ٹڈی دل کی طرح بلانے والے کی طرف دوڑیں گے۔ اس دن کفار کہیں گے آج کا دن بہت ہی کٹھن اور دشوار ہے۔ کذبت قبلھم قوم نوح ـــ تا ـــ فھل من مدکر ٥ یہ تخویف دنیوی کا پہلا نمونہ ہے۔ مشرکین قریش سے پہلے قوم نوح علیہ السلام نے ہمارے پیغمبر نوح علیہ السلام کو جھٹلایا اور انکو طرح طرح سے مطعون کیا۔ آخر اس سرکش اور طاغی قوم کو طوفان سے ہلاک کر دیا گیا۔ یہ قصہ پچھلوں کے لئے باعث عبرت ہے۔ اس لئے قرآن کی نصیحت پر عمل کرو تاکہ ان جیسے انجام سے بچ جاؤ۔

کذبت عاد ـــ تا ـــ فھل من مدکر ٥ یہ تخویف دنیوی کا دوسرا نمونہ ہے۔ قوم عاد نے بھی ہمارے پیغمبر ہود علیہ السلام کو جھٹلایا تو دیکھا ہم نے ان پر کیسا دردناک عذاب مسلط کیا۔ ہوا کے ایک تُند و تیز طوفان سے انکا صفایا کر دیا گیا اور آنے والی نسلوں کیلئے ان کو عبرت بنا دیا۔ کذبت ثمود ـــ تا ـــ فھل من مدکر ٥ یہ تخویف دنیوی کا تیسرا نمونہ ہے۔ قوم ثمود نے بھی پیغمبروں کا انکار کیا ہماری ہدایت کیلئے بشر ہی رہ گئے تھے کہ ہم ان کی پیروی کریں۔ یہ تو دیوانگی اور حماقت ہو گی۔ آخر کار انھیں پتھر سے اونٹنی کے نکلنے کا معجزہ بھی دکھایا گیا، لیکن پھر بھی عناد و انکار پر قائم رہے اور اونٹنی کو قتل کر دیا اور خدا کے عذاب سے تباہ و برباد کر دیئے گئے۔

کذبت قوم لوط ـــ تا ـــ فھل من مدکر ٥ یہ تخویف دنیوی کا چوتھا نمونہ ہے۔ قوم لوط نے بھی پیغمبروں کی تکذیب کی اور حضرت لوط علیہ السلام کو ان کے مہمانوں کے بارے میں پریشان کیا تو ان کو بھی ایک ہولناک عذاب سے ختم کر دیا گیا۔ ولقد جاء اٰل فرعون ـــ تا ـــ عزیز مقتدر ٥ یہ پانچواں نمونہ ہے۔ فرعون اور اس کی قوم نے بھی تکذیب کی اور تمام معجزات کو جھٹلایا تو ان پر بھی شدید گرفت آئی اور ان کو دریا میں غرق کر دیا گیا۔

اکفارکم خیر۔ الآیۃ۔ التفات بسوئے اہل مکہ یہ زجر ہے۔ مشرکین مکہ نہ تو پہلے کفار سے اچھے ہیں اور نہ ان کے لئے عذاب سے کوئی براءت نامہ ہے اس لئے ان کا انجام بھی وہی ہوگا جو پہلی سرکش قوموں کا ہوچکا ہے۔ ام یقولون ـــ تا ـــ امر ٥ یہ شکویٰ ہے۔ مشرکین کہتے ہیں کہ ہمارا جتھا انتقام لے گا لیکن بہت جلد شکست کھا کر بھاگیں گے۔ یہ تو معمولی عذاب ہے اصل عذاب تو قیامت کے دن ہوگا جو نہایت ہی ہولناک ہے۔ ان المجرمین ـــ تا ـــ مس سقر ٥ یہ تخویف اخروی ہے۔ مجرمین جو دنیا میں گمراہی اور سرکشی کے نشہ میں گم رہے جب انھیں جہنم میں گھسیٹا جائے گا اس وقت ان سے کہا جائیگا۔ اب ذرا یہ بھڑکتی آگ بھی تاپ لو۔

انا کل شیئ خلقنٰہ ـــ تا ـــ بالبصر ٥ یہ سورت کا دعویٰ ہے یعنی ہر چیز کو پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور ساری کائنات میں وہی متصرف و مختار اور کارساز ہے۔ لہٰذا اس کے سوا حاجات میں کسی اور کو مت پکارو اور نہ کسی کو اس کے آگے شفیع قاہر سمجھو۔ ولقد اھلکنا ـــ تا ـــ مستطر ٥ یہ تخویف دنیوی و اخروی ہے۔ تم جیسے سرکشوں اور طاغیوں کو ہم پہلے ہلاک کر چکے ہیں، ان کے انجام بد سے عبرت حاصل کرو اور تمہاری ہر بات لکھی جا رہی ہے، قیامت کے دن ہر عمل کی پوری پوری جزاء و سزا ملیگی۔ ان المتقین ـــ تا ـــ ملیک مقتدر ٥ یہ بشارت اخرویہ ہے۔ متقی اور پرہیزگار لوگ جنت کی نعمتوں میں اللہ تعالیٰ کے پاس خوش و خرم ہوں گے۔

٢ه اقتربت الساعة ـــ تا ـــ فما تغن النذر ٥ یہ تخویف اخروی کیلئے تمہید اور زجر مع شکوی ہے یعنی جس طرح چاند دو ٹکڑے ہو گیا اسی طرح تم بھی فنا ہو جاؤ گے اور جس طرح چاند کے دونوں ٹکڑے دوبارہ مل گئے اسی طرح تم بھی دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے جاؤ گے انشق القمر سے چاند کے دو ٹکڑے ہونے کا معجزہ مراد ہے جو مشرکین مکہ کے مطالبے پر اللہ نے ظاہر فرمایا۔ جب مشرکین نے اس کا مطالبہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے التجا کی کہ ان کو یہ معجزہ دکھایا جائے شاید وہ ایمان لے آئیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے چودہویں رات کے چاند کو دو ٹکڑے کر کے توحید و رسالت کی سچائی پر ایک نہایت ہی روشن اور واضح دلیل قائم فرمادی۔ انشق القمر وذلك على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم قبل الهجرة بنحو خمس سنين فقد صح من رواية الشيخين وابن جرير عن انس ان اهل مكة سألوه عليه الصلوٰة والسلام ان يريهم اٰية فاراهم القمر شقتين حتى رأوا حراء بينهما (روح ج ٢٧ ص ٧٤) وكانت ليلة البدر، فسأل رسول الله صلى الله عليه وسلم ربه ان يعطيه ما قالوا فانشق القمر فرقتين (قرطبی ج ١٧ ص ١٢٧) ٣ه وان يروا۔ الآية۔ مستمر مضبوط اور پختہ یا چلتا ہوا۔ مستمر قوى شديد يعلو كل سحر (مظہری ج ٩ ص ١٣٥) اى مار ذاهب يزول ولا يبقى (مدارک ج ٤ ص ١٥٢) مشرکین کا عناد و تعنت اور ضد وحسد اس حد کو پہنچ چکا تھا کہ ایسا حیرت انگیز معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہ لاتے اور اسے بہت مضبوط اور لاجواب جادو قرار دیا۔ ان کی تو عادت ہی یہی تھی کہ جب بھی کوئی معجزہ دیکھتے اسے چلتا ہوا جادو قرار دیتے اور کہتے کہ یہ کوئی پائیدار چیز نہیں ابھی اس کا اثر زائل ہونے والا ہے ٤ه وكذبوا۔ الآية۔ ان سرکشوں نے ایسے عظیم معجزے کو بھی جھٹلا دیا اور اپنی خواہشات کے پیچھے ہی دوڑے، لیکن ان کی تکذیب سے اللہ کے فیصلے پر کوئی اثر نہیں پڑا۔ اللہ تعالیٰ فیصلہ فرما چکا ہے کہ دین حق کو غالب اور اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کو کامیاب فرمائے اور دشمنانِ اسلام کو ذلیل و رسوا کرے اسی لئے اللہ تعالیٰ کا ہر فیصلہ اپنے منتہا کو پہنچ کر رہے گا۔ اى وكل امر من الامور منته الى غاية يستقر عليها لا محالة ومن جملتها امر النبى صلى الله عليه وسلم فسيصير الى غاية يتبين عندها حقيته و علو شانه (روح ج ٢٧ ص ٧٨) ٥ه ولقد جاءهم۔ مزدجر۔ رک جانے کا مقام اور جائے عبرت۔ حكمة بالغة یہ ما سے بدل ہے یا مبتدا محذوف

يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ﴿٢﴾ وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْٓا
تو ٹلا جائیں اور کہیں یہ جادو ہے پہلے سے چلا آتا ف١ اور جھٹلایا اور چلے ٣ه اپنی
اَهْوَآءَهُمْ وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ﴿٣﴾ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ
خوشی پر اور ہر کام ٹھہر رکھا ہے وقت پر ف٢ اور پہنچ چکے ہیں ٥ه ان کے پاس
الْاَنْۢبَآءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ ﴿٤﴾ حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ
احوال جن میں ڈانٹ ہو سکتی ہے پوری عقل کی بات ہے پھر ان میں کام نہیں
النُّذُرُ ﴿٥﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَيْءٍ
کرتے ڈر سنانیوالے سو تو ہٹ آ انکی طرف سے جسدن پکارے پکارنے والا ٦ه ایک ناگوار
نُّكُرٍ ﴿٦﴾ خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ
چیز کی طرف ف٣ آنکھیں جھکائے نکل پڑیں قبروں سے
كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ﴿٧﴾ مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ يَقُوْلُ
جیسے ٹڈی پھیلی ہوئی دوڑتے جائیں اس پکارنے والے کے پاس کہتے جائیں
الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ﴿٨﴾ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ
منکر یہ دن مشکل آیا جھٹلا چکی ہے ٧ه ان سے پہلے نوح کی
فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا وَقَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّازْدُجِرَ ﴿٩﴾ فَدَعَا
قوم پھر جھوٹا کہا ہمارے بندے کو اور بولے دیوانہ ہے اور جھڑک لیا اسکو پھر پکارا
رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ﴿١٠﴾ فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ
اپنے رب کو ٨ه کہ میں عاجز ہو گیا ہوں تو بدلہ لے پھر ہم نے کھول دیئے دہانے آسمان کے
بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ﴿١١﴾ وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ
پانی ٹوٹ کر برسنے والے سے اور بہا دیئے زمین سے چشمے پھر مل گیا سب پانی
عَلٰٓى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ﴿١٢﴾ وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ ﴿١٣﴾
ایک کام پر جو ٹھہر چکا تھا ف١ اور ہم نے اسکو سوار کر دیا ٩ه ایک تختوں اور کیلوں والی پر

وقف لازم

١ تخویف اخروی ١٢

٢ تخویف دنیوی کا پہلا نمونہ ١٢-

موضح قرآن ف١ حج کے دنوں میں آدھی رات کو کافر جمع تھے حضرت ان کو سمجھاتے تھے انہوں نے مانگی کچھ نشانی، حضرت نے فرمایا دیکھو آسمان کی طرف چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ ایک ان میں سے مشرق کو آیا۔ ایک مغرب کو جب تک خوب دیکھ لیا۔ پھر آپس میں مل گیا یہ نشانی تھی قیامت کی کہ آگے سب کچھ یوں ہی پھٹے گا۔ ف٢ یعنی انکا عذاب بھی ایک وقت آویگا ١٢ منہ رح ف٣ یعنی حساب کو ١٢ منہ رح۔

فتح الرحمن ف١ یعنی ہلاکت قوم ١٢-

کی خبر ہے مبدل من ما او علی ھو حکمۃ (مدارک ج ۴ ص ۱۰۳) یعنی ان معاندین کے پاس قرآن میں گذشتہ سرکش قوموں کے عبرتناک انجام کے اس قدر واقعات آچکے ہیں کہ ان میں کافی سامانِ عبرت ہے اور جو شخص اخلاص کے ساتھ سرکشی اور عناد سے باز آنا چاہے اس کے لئے ان واقعات میں زجر وتہدید کا کافی مواد موجود ہے اور وہ سراپا حکمت و دانش ہے اور اسکی ہر بات حکمتِ زجر کی انتہاء کو پہنچی ہوئی ہے یعنی القرآن حکمۃ تامۃ قد بلغت الغایۃ فی الزجر (معالم وخازن ج ۶ ص ۲۷۴) فما تغن النذر مصدر ہے بمعنی الانذار یعنی جو لوگ ایسے عظیم معجزات دیکھے اور قرآن ایسی حکمت سے لبریز کتاب سننے اور گذشتہ سرکش قوموں کا عبرتناک انجام جاننے کے باوجود ایمان نہیں لاتے اب انکو تبلیغ وانذار سے کچھ بھی فائدہ نہیں ہوگا۔ فتول عنھم یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیہ ہے یعنی آپ نے تبلیغ و انذار کا حق ادا کردیا ہے اور مشرکین پر حجتِ خداوندی قائم فرمادی ہے اب مزید وعظ ونصیحت کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوگا کیونکہ ان کے دلوں پر مہرِ جباریت لگ چکی ہے اس لئے اب آپ ان سے اعراض کریں یعنی ای شیئ تغنی النذر عمن کتب اللہ علیہ الشقاوۃ وختم علی قلبہ (ابن کثیر ج ۴ ص ۲۶۳) فتول عنھم لعلمک ان الانذار لا یغنی فیھم (مدارک ج ۴ ص ۱۰۳) جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ فاعرض عمن تولی عن ذکرنا (النجم ع ۲) **۶** یوم یدع۔ یہ تخویف اخروی ہے اور ظرف یخرجون متاخر کے ساتھ متعلق ہے اور خشعا ابصارھم جملہ یخرجون کی ضمیر سے حال ہے نکر ایک دہشتناک چیز جس سے پہلے کبھی واسطہ نہ پڑا ہو قیامت کا ہول اور خوف وہراس مراد ہے (مدارک) اور داعی سے مراد حضرت اسرافیل علیہ السلام ہیں۔ (روح) جس دن حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے اور سب کو میدان حشر میں قیامت کے ہولناک اور دہشت انگیز منظر کی طرف بلائیں گے تو سب لوگ قبروں سے نکل آئینگے، دہشت وخوف سے ان کی آنکھیں جھکی ہوں گی اور وہ ٹڈی دل کی طرح زمین پر پھیلے ہوں گے اور بلانے والے کی طرف دوڑ رہے ہوں گے کفار ومشرکین اسوقت پکار اٹھیں گے کہ آج کا دن نہایت ہی دشوار اور کٹھن ہے کیونکہ انھیں اپنا انجام نظر آجائے گا۔ قیامت کا دن بلاشبہ کفار کے لئے نہایت شدید ہوگا لیکن مومنین اس دن کی شدت سے محفوظ ہوں گے اگرچہ منظر قیامت کی ہولناکی سے وقتی گھبراہٹ ان پر بھی طاری ہوجائیگی وفیہ اشارۃ الی ان ذلک الیوم یوم شدید علی الکافرین لا علی المؤمنین (خازن ج ۶ ص ۲۷۴) **۷** کذبت قبلھم۔ یہ تخویف دنیوی کا پہلا نمونہ ہے۔ گذشتہ سرکش قوموں کا حال بیان کرکے معاندین قریش کو عبرت دلانا مقصود ہے۔ پہلی قوموں نے اپنے اپنے وقت کے پیغمبروں اور صحیفوں کو جھٹلایا آخر اسی جرم کی پاداش میں تباہ وبرباد کردیئے گئے۔ مشرکین قریش کے پاس اللہ کا آخری پیغمبر اور اسکی آخری کتاب آچکی ہے جسکا سمجھنا ہم نے ان کے لئے آسان کردیا ہے۔ اگر وہ اپنی موجودہ روشِ عناد پر قائم رہے تو انکا حشر بھی اقوام سابقہ کا سا ہوگا۔ کفار قریش سے پہلے قوم نوح ہمارے بندے نوح علیہ السلام کی تکذیب کرچکی ہے۔ اور صرف تکذیب ہی نہیں کی بلکہ از راہ عناد وسرکشی ان کو تحقیر واستہزاء کا نشانہ بھی بنایا اور ان کی شان میں گستاخیاں بھی کیں انہیں دیوانہ بتایا کیونکہ وہ سینکڑوں برس سے صرف ایک ہی بات (اللہ کی توحید) کی رٹ لگا رہا ہے اسکی عقل ٹھکانے نہیں رہی، معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے جن معبودوں کی مخالفت کرتا ہے انھوں نے ناراض ہوکر اسکی عقل وفہم سلب کرلی ہے۔ عیاذا باللہ تعالیٰ۔ جس طرح قوم عاد کے طاغیوں نے حضرت ہود علیہ السلام سے کہا تھا ان نقول الا اعترٰک بعض الھتنا بسوٓء (ھود ع ۵-) قال مجاھد وازدجر استطیر جنونا (ابن کثیر، بحر)

۸ فدعا ربہ۔ جب نوح علیہ السلام اپنی قوم سے مایوس ہوگئے تو اللہ سے دعا کی کہ میں ان کے عناد وتعنت کی وجہ سے مغلوب ہوچکا ہوں اور اب وہ ایمان نہیں لائینگے، اس لئے اب ان کو ہلاک کردے اور ان سے انتقام لے لے، کیونکہ میں تو ان سے انتقام نہیں لے سکتا۔ ففتحنا ابواب السمآء الخ تو ہم نے آسمان کے دروازے کھولدیئے اور پرنالوں کی طرح آسمان سے پانی بہنے لگا۔ آسمان کے دروازے کھولنا کثرت بارش سے کنایہ ہے۔ اور زمین سے پانی کے چشمے جاری کردیئے۔ فالتقی المآء الخ زمین وآسمان کا پانی مل کر اس اندازے کو پہنچ گیا جو اللہ نے مقرر فرمایا تھا یعنی پانی کی سطح اس قدر بلند ہوگئی جتنی اللہ کو منظور تھی۔ یا علی تعلیلیہ ہے اور مطلب یہ ہے کہ زمین وآسمان کا پانی اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے مل گیا جو اللہ نے پہلے سے مقدر کر رکھا تھا یعنی قوم نوح علیہ السلام کی ہلاکت اور تباہی۔ او علی امر قدرہ اللہ تعالیٰ وکتبہ فی اللوح المحفوظ وھو ھلاک قوم نوح بالطوفان و (علیٰ) علیہ للتعلیل (روح ج ۲۷ ص ۸۲)

۹ وحملنہ۔ دُسُر، دسار کی جمع ہے یعنی میخیں۔ تختوں اور میخوں والی سے مراد کشتی ہے جو لکڑی کے تختوں کو میخوں سے باہم جوڑ کر تیار کی گئی تھی۔ باعیننا ہماری آنکھوں کے سامنے یعنی ہماری حفاظت اور نگرانی میں۔ (بیضاوی، مدارک) نوح اور اس کے ساتھ ایمان والوں کو ہم نے کشتی میں سوار کردیا جو ہماری حفاظت اور نگرانی میں چل رہی تھی، اس طرح ان کو طوفان سے محفوظ رکھا اور تمام مشرکین کو غرق کردیا یہ ہم نے ان سے اس شخص کا انتقام لیا جس کی انہوں نے ناشکری کی تھی۔ اس سے مراد نوح علیہ السلام ہیں، کیونکہ ہر پیغمبر اپنی قوم کے لئے اللہ کی نعمت ہوتا ہے جس کی قدر دانی یہ ہے کہ اس پر ایمان لایا جائے اور اسکی اطاعت کی جائے۔ ای فعلنا ذلک جزآءً لنوح علیہ السلام فانہ کان نعمۃ انعمھا اللہ تعالیٰ علی قومہ فکفروھا وکذا کل نبی نعمۃ من اللہ تعالیٰ علی امتہ (روح ج ۲۷ ص ۸۳)

ف۱۰ ولقد ترکنھا۔ ہم نے اس قصے کو عبرت و نصیحت کی ایک دلیل اور نشانی بنا دیا، کیا ہے کوئی اس سے عبرت حاصل کرنے والا؟ نذر مصدر ہے بمعنی انذار اور استفہام تعظیم و تعجب کیلئے یعنی میرا ڈراوا اور میرا عذاب کس قدر ہولناک اور عبرت آموز ہے ولقد یسرنا القراٰن۔ الآیۃ۔ چاروں قصوں کے بعد یہ مذکور ہے گویا ہر قصہ کے بعد ولقد جاءھم من الانباء۔ الآیۃ۔ کا مضمون یاد دلایا اور متنبہ فرمایا کہ ہر قصہ اپنی جگہ عبرت آموزی میں کافی اور مستقل ہے۔ ہم نے قرآن کو ان کی زبان میں نازل کر کے، اس میں دلائل، اخبار امم ماضیہ اور وعد و وعید ذکر کر کے پند و نصیحت حاصل کرنے کے لئے آسان کر دیا ہے، کیا ہے کوئی جو اس سے نصیحت حاصل کرے اور اس کے انوار و برکات سے اپنا سینہ روشن کر لے؟ **ف۱۱** کذبت عاد۔ یہ تخویف دنیوی کا دوسرا نمونہ ہے۔ قوم عاد کا انجام بھی نہایت ہی عبرتناک ہے۔ ہم نے کس طرح پیغمبر بھیجکر ان کو ڈرایا اور تکذیب و انکار پر پھر کس قدر ہولناک عذاب سے ان کو ہلاک کیا۔ صرصر نہایت تند و تیز طوفان باد۔ یوم نحس مستمر وہ دن اس قوم کے لئے دائمی بدبختی کا دن تھا کیونکہ اس دن سے لیکر قیامت تک عالم برزخ کے عذاب میں رہیں گے اور اس کے بعد عذاب جہنم میں ہمیشہ کیلئے داخل ہوں گے۔ مستمر، یوم کی صفت ہے یا نحس کی۔ نخل اسم جنس ہے اسلئے مذکر و مونث دونوں طرح مستعمل ہے باعتبار لفظ مذکر ہے جیسا کہ یہاں ہے نخل منقعر اور باعتبار معنی مونث ہے جیسا کہ سورہ الحاقہ میں کانھم اعجاز نخل خاویۃ، منقعر۔ اکھڑا ہوا۔ ہم نے قوم عاد پر نہایت ہی تند و تیز طوفانی ہوا کو مسلط کیا اور وہ دن ان کی دائمی بدبختی کا دن ثابت ہوا۔ ہوا کا طوفان ایسا تیز اور زوردار تھا کہ انسانوں کو زمین سے اٹھا اٹھا کر پھینک رہا تھا اور وہ کھجور کے اکھڑے ہوئے تنوں کی طرح ہوا میں اڑ اڑ کر گر رہے تھے۔ فکیف کان عذابی — تا — فھل من مدکر ہمارا عذاب کیسا ہولناک تھا، اس طرح ہم قرآن میں گذشتہ قوموں کے احوال بیان کرتے ہیں تاکہ کوئی ان سے عبرت حاصل کرے قرآن سے پند و نصیحت سیکھنا آسان ہے لیکن کوئی سیکھنے والا تو ہو۔ **ف۱۲** کذبت ثمود۔ یہ تخویف دنیوی کا تیسرا نمونہ ہے۔ النذر نذیر کی جمع ہے تمام انبیاء علیہم السلام کا چونکہ پیغام ایک ہی ہے اس لئے ایک پیغمبر کی تکذیب گویا سب کی تکذیب ہے۔ فان تکذیب احدھم وھو صالح علیہ السلام ھنا تکذیب للکل لاتفاقھم علی اصول الشرائع (روح ج ۲۷ ص ۸۷) بشرا کا ناصب محذوف علی شریطۃ التفسیر ہے (مدارک، روح) سعر جنون اور دیوانگی (قرطبی) قوم ثمود کے سرکش اور مغرور سرداروں نے

۱ تخویف دنیوی کا دوسرا نمونہ ۱۲

۲ تخویف دنیوی کا تیسرا نمونہ ۱۲

تَجْرِیْ بِاَعْيُنِنَا ۚ جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ ⑭ وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَآ
بہتی تھی ہماری آنکھوں کے سامنے بدلا لینے کو اس کی طرف سے جس کی قدر نہ جانی تھی ف۱ اور اسکو ہم نے رہنے
اٰيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ⑮ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِیْ وَنُذُرِ ⑯
دیا نشانی کیلئے پھر کوئی ہے سوچنے والا ف۲ پھر کیسا تھا میرا عذاب اور میرا کھڑکھڑانا
وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ⑰ كَذَّبَتْ
اور ہم نے آسان کر دیا قرآن سمجھنے کو پھر ہے کوئی سوچنے والا جھٹلایا
عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِیْ وَنُذُرِ ⑱ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ
عاد نے ف۱ پھر کیسا ہوا میرا عذاب اور میرا کھڑکھڑانا ہم نے بھیجی ان پر
رِيْحًا صَرْصَرًا فِیْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ⑲ تَنْزِعُ النَّاسَ
ہوا تند ایک نحوست کے دن جو چلے گئے ف۳ اکھاڑ مارا لوگوں کو
كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ ⑳ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِیْ وَ
گویا وہ جڑیں ہیں کھجور کی اکھڑی پڑی پھر کیسا رہا میرا عذاب اور
نُذُرِ ㉑ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ㉒ ع
میرا کھڑکھڑانا اور ہم نے آسان کردیا قرآن سمجھنے کو پھر ہے کوئی سوچنے والا
كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ ㉓ فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا
جھٹلایا ثمود نے ڈر سنانیوالوں کو ف۲ پھر کہنے لگے کیا ایک آدمی ہم میں کا اکیلا
نَّتَّبِعُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّفِیْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ㉔ ءَاُلْقِیَ الذِّكْرُ
ہم اس کے کہے پر چلینگے تو تو ہم غلطی میں پڑے اور سودا میں کیا اتری ف۳ اسی پر نصیحت
عَلَيْهِ مِنْۢ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ ㉕ سَيَعْلَمُوْنَ غَدًا
ہم سب میں سے کوئی نہیں یہ جھوٹا ہے بڑائی مارتا ہے اب جان لیں گے کل کو
مَّنِ الْكَذَّابُ الْاَشِرُ ㉖ اِنَّا مُرْسِلُوا النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ
کون ہے جھوٹا بڑائی مارنے والا ہم بھیجتے ہیں ف۴ اونٹنی ان کے جانچنے کیواسطے

ع ۱ ۲۲ ۸

موضح قرآن ف۱ یعنی حضرت نوح ۱۲ منہ رح ف۲ یعنی دنیا میں تب سے کشتی رہی یا وہ کشتی رہ گئی جودی پہاڑ پر نظر آتی۔ قرنوں تک اس امت کے لوگوں نے بھی دیکھی ۱۲ منہ رح۔ ف۳ یعنی نحوست نہ اٹھی جب تک تمام نہ ہو چکے۔ نحوست کا دن انھیں پر تھا یہ نہیں کہ ہمیشہ کو ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی برائی انتقام حضرت نوح علیہ السلام ۱۲

فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ㉗ وَنَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌۢ بَيْنَهُمْ ۚ
سو انتظار کر انکا اور سہتا رہ اور سنا دے ان کو کہ پانی کا بانٹا ہے ان میں
كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ㉘ فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ ㉙
ہر باری پر پہنچنا چاہیے ف۱ پھر پکارا انہوں نے اپنے رفیق کو پھر ہاتھ چلایا اور کاٹ ڈالا ف۲
فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِىْ وَنُذُرِ ㉚ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً
پھر کیسا ہوا میرا عذاب اور میرا کھڑکھڑانا ہم نے بھیجی ان پر ۱۵ ایک چنگھاڑ
وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ ㉛ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ
پھر رہ گئے جیسے روندی ہوئی باڑ کانٹوں کی ف۱ اور ہم نے آسان کر دیا قرآن
لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ㉜ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍۢ بِالنُّذُرِ ㉝
سمجھنے کو پھر ہے کوئی سوچنے والا جھٹلایا لوط کی قوم ۱۶ نے ڈر سنانیوالوں کو
اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ۭ نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ㉞
ہم نے بھیجی ان پر آندھی پتھر برسانے والی سوائے لوط کے گھر کے انکو ہمنے بچا دیا پچھلی رات سے
نِّعْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِىْ مَنْ شَكَرَ ㉟ وَلَقَدْ
فضل سے اپنی طرف کے ہم یوں بدلا دیتے ہیں اسکو جو حق مانے اور
اَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ㊱ وَلَقَدْ رَاوَدُوْهُ
ڈرا چکا تھا ان کو ہماری پکڑ سے پھر لگے مکرانے ڈرانے کو اور اس سے لینے لگے
عَنْ ضَيْفِهٖ فَطَمَسْنَآ اَعْيُنَهُمْ فَذُوْقُوْا عَذَابِىْ وَنُذُرِ ㊲
اس کے مہمانوں کو ۱۷ پس ہم نے مٹا دیں انکی آنکھیں اب چکھو میرا عذاب اور میرا ڈرانا
وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ ㊳ ۚ فَذُوْقُوْا عَذَابِىْ
اور پڑا ان پر صبح سویرے عذاب جو ٹھہر چکا تھا اب چکھو میرا عذاب
وَنُذُرِ ㊴ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ㊵ ع
اور میرا ڈرانا اور ہم نے آسان کر دیا قرآن سمجھنے کو پھر ہے کوئی سوچنے والا

ع ۲ ۱۸ ۹

منزل ۷

ف۱ تخویف دنیوی کا چوتھا نمونہ ۱۲-

نے کہا کیا ہم اپنی قوم کے ایک بشر کو پیغامبر مان لیں اور اس کے حکمبردار بن جائیں؟ اگر ہم ایسا کریں گے تو ہمارا یہ فعل سراسر غلط ہو گا اور یہ کھلی دیوانگی ہو گی۔ کہ ہم ایک بشر کے پیرو کار اور فرمانبردار بن جائیں، کیونکہ اس میں ہماری صریح توہین و تذلیل ہے اور یہ سب سے بڑا خسارہ ہے۔ یقولون لقد خبنا وخسرنا ان سلمنا کلنا قیادنا لواحد منا (ابن کثیر ج ۴ ص ۲۶۵) **۱۳** ء القی الذکر۔ اپنی حیرت کا اظہار کرتے ہوئے انہوں نے کہا کیا یہ صالح ہی رہ گیا تھا کہ اس پر وحی بھیجی جاتی حالانکہ ہم میں بہت سے "بڑے لوگ" موجود ہیں جو صالح (علیہ السلام) کے مقابلے میں مہبط وحی بننے کے زیادہ مستحق ہیں اس لئے وہ العیاذ باللہ۔ غلط بیانی کر رہا ہے اور ہم پر بڑائی چاہتا ہے۔ وہ کند ذہن دنیوی دولت اور شان و شوکت کو استحقاق نبوت کی دلیل سمجھتے تھے سیعلمون غدا۔ الآیۃ۔ اس سے پہلے قیل مقدر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام سے فرمایا کل جب ان پر عذاب آئیگا تو انھیں معلوم ہو جائے گا کہ کذاب اور متکبر کون ہے۔ حکایۃ لما قالہ سبحانہ وتعالی لصالح علیہ السلام وعدا لہ ووعیدا لقومہ (روح ج ۲۷ ص ۸۸) **۱۴** انا مرسلوا الناقۃ۔ ہم اونٹنی کو ان کے ابتلاء و امتحان کے لئے بھیجنے والے ہیں، آپ انتظار کریں اور ان کی ایذاؤں پر صبر کریں اور دیکھیں وہ اونٹنی سے کیا سلوک کرتے ہیں۔ ونبئھم ان المآء۔ الآیۃ۔ شرب پانی کا حصہ یا پانی پینے کی باری۔ اور آپ ان کو مطلع کر دیں کہ کنوئیں کے پانی پر اب باری مقرر ہو گی اور ہر فریق اپنی نوبت میں حاضر ہو کر پانی حاصل کرے گا۔ ایک دن اونٹنی پانی پیئے گی اور اس کی باری کے دن تم لوگ اپنے مویشیوں کو پانی نہیں پلاؤ گے اور تمہاری نوبت کے دن میں اونٹنی پانی نہیں پیئے گی۔ فنادوا صاحبھم۔ الآیۃ۔ لیکن زیادہ عرصہ تک وہ اس پر قائم نہ رہ سکے اور اونٹنی کو قتل کرنے کا پروگرام بنایا اور ایک جوان کو بلا کر اس کام پر آمادہ کیا چنانچہ اس نے اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیا اور اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ کر اسکو قتل کر دیا۔ فتعاطی فاجترأ علی تعاطی الامر العظیم غیر مکترث ..... او فتعاطی الناقۃ فعقرھا او فتعاطی السیف (مدارک ج ۴ ص ۱۰۰) فکیف کان عذابی ونذر ۵ **۱۵** انا ارسلنا علیھم۔ الآیۃ۔ ہم نے ان پر ایک دلدوز چیخ بھیجی جس سے وہ روندے ہوئے خشک چارے کی مانند چورہ چورہ ہو گئے۔ ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر ۵ **۱۶** کذبت قوم لوط۔ یہ تخویف دنیوی کا چوتھا نمونہ ہے۔ حاصب پتھر جو قوم لوط کی بستیوں پر برسائے گئے۔ قوم لوط علیہ السلام نے بھی انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کی تو ہم نے ان کی بستیوں کو الٹ کر

موضح قرآن ف۱ وہ اونٹنی جس پانی پر جاتی سب جانور بھاگتے تو اللہ نے باری ٹھہرا دی کہ ایک دن وہ جاوے اور ایک دن سب جانور ۱۲ منہ رح ف۲ ایک بدکار عورت تھی اس کے مواشی بہت تھے اپنے ایک آشنا کو سکھایا۔ اس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمن ف۱ حظیرہ احاطہ است کہ از شاخہائے خشک و خار برائے گوسفند بنا کنند و آن بمرور زمان پایمال مواشی میگردد خدا تعالی بآن پایمال شدہ تشبیہ فرمود ۱۲۔

وَلَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ﴿۴۱﴾ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا

اور پہنچے فرعون والوں کے پاس ۱۸ ڈرانیوالے جھٹلایا انہوں نے ہماری نشانیوں کو سب کو

فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۴۲﴾ اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ

پھر پکڑا ہمنے ان کو پکڑنا زبردست کا قابو میں لے کر اب تم میں جو منکر ہیں کیا یہ بہتر ہیں

اُولٰٓئِكُمْ اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِي الزُّبُرِ ﴿۴۳﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِيْعٌ

ان سب ۱۹ سے یا تمہارے لئے فارغ خطی لکھدی گئی ورقوں میں کیا کہتے ہیں ۲۰ ہم سب کا مجمع ہے

مُّنْتَصِرٌ ﴿۴۴﴾ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ﴿۴۵﴾ بَلِ السَّاعَةُ

بدلا لینے والے کا اب شکست کھائیگا یہ مجمع بھاگیں پیٹھ پھیر کر بلکہ قیامت ہے

مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ ﴿۴۶﴾ اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ

ان کے وعدہ کا ۲۱ وقت اور وہ گھڑی بڑی آفت ہے اور بہت کڑوی جو لوگ گنہگار ہیں غلطی

فِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ﴿۴۷﴾ يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ

میں پڑے ہیں اور سودا میں جس دن گھسیٹے جائینگے ۲۲ آگ میں اوندھے منہ

ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ﴿۴۸﴾ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴿۴۹﴾ وَمَآ

چکھو مزہ آگ کا ہم نے ہر چیز ۲۳ بنائی پہلے ٹھہرا کر اور

اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ ﴿۵۰﴾ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَآ

ہمارا کام تو یہی ایک دم کی بات ہے جیسے پلک نگاہ کی ف۱ اور ہم برباد کر چکے ۲۴ ہیں

اَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۵۱﴾ وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْهُ فِي

تمہارے ساتھ والوں کو پھر ہے کوئی سوچنے والا اور جو چیز انہوں نے کی ہے لکھی

الزُّبُرِ ﴿۵۲﴾ وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ ﴿۵۳﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ

گئی ورقوں میں اور ہر چھوٹا اور بڑا لکھا جاچکا جو لوگ ۲۵ ڈرنیوالے ہیں

فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ ﴿۵۴﴾ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۵۵﴾

باغوں میں ہیں اور نہروں میں بیٹھے بیٹھے سچی بیٹھک میں نزدیک بادشاہ کے جسکا سب پر قبضہ ہے

وقف لازم

ع ۳ ۵ ۱۰

۱ تخویف دنیوی کا پانچواں نمونہ ۱۲

۲ التفات بسوئے اہل مکہ و زجر برائے ایشان ۱۲

۳ شکوی ۱۲

۴ جواب شکوی ۱۲

۵ ذکر دعوی سورت ۱۲

۶ تخویف دنیوی ۱۲

۷ بشارت اخرویہ ۱۲

ان پر پتھروں کی بارش کی اور اس سے پہلے صبح صبح ہی لوط علیہ السلام اور مؤمنوں کو بستی سے نکل جانے کا حکم دے کر ان کو اس عذاب سے محفوظ رکھا۔ یہ ان پر ہمارا انعام و احسان تھا، کیونکہ وہ ہمارے شکرگزار بندے تھے اور شکر کرنیوالوں کو ہم ایسی جزاء دیا کرتے ہیں۔ ولقد انذرھم۔ الآیۃ۔ حضرت لوط علیہ السلام نے ان کو ہماری پکڑ سے خبردار کیا لیکن انھوں نے ان کے انذار کو جھٹلایا اور اس میں شک کیا اور اس پر یقین نہ لائے۔ ای شکوا فیما انذرھم بہ الرسول ولم یصدقوہ (قرطبی ج ۱۷ ص ۱۴۴) **۱۷** ولقد راودوہ۔ الآیۃ۔ جب حضرت لوط علیہ السلام کے پاس خوبصورت نوجوانوں کی شکلوں میں فرشتے آئے تو قوم لوط کے بدکردار لوگوں نے ان مہمانوں کو اپنی ہوس کا نشانہ بنانے کی خاطر حضرت لوط علیہ السلام سے مطالبہ کیا وہ ان کے کام میں حائل نہ ہوں اور اپنے مہمانوں کی ان سے حفاظت نہ کریں جب وہ بری نیت سے ان کے گھر میں گھس آئے تو جبرائیل علیہ السلام نے ان پر اپنا بازو مارا جس سے وہ سب اندھے ہو گئے اور ہم نے فرمایا ابھی وہ عذاب تمھیں چکھنا ہے جس سے لوط علیہ السلام تمہیں ڈراتے تھے۔ ولقد صبحھم۔ الآیۃ۔ چنانچہ علی الصباح ان پر وہ عذاب آ پہنچا اور ان کو ختم کر کے چھوڑا فذوقوا عذابی ونذر ۵ اب اس عذاب کا مزہ چکھو جس سے لوط علیہ السلام تمھیں ڈرایا کرتے تھے ای ما انذرتکم بہ علی لسان لوط من العذاب (مظہری ج ۹ ص ۱۴۱) ولقد یسرنا۔ الآیۃ۔ ہم نے قرآن کو پند و نصیحت کے لئے آسان کر دیا ہے کیا کوئی ہے جو اس سے نصیحت سیکھے؟ **۱۸** ولقد جآء آل فرعون النذر ۵ یہ تخویف دنیوی کا پانچواں نمونہ ہے۔ فرعون اور اسکی قوم کے پاس بھی ہم نے ڈرانے والے بھیجے اور دلائل و معجزات سے انکو سمجھایا، لیکن اس نے ہمارے تمام معجزات کا انکار کیا تو ہمنے انکو دریا میں غرق کر کے جہنم میں ڈالا اور ان کو اس طرح پکڑا جس طرح ایک بڑا ہی طاقتور اور صاحب اقتدار بادشاہ مجرموں کو پکڑتا ہے جسے نہ کوئی مغلوب کر سکے اور نہ کوئی اسے انتقام سے روک سکے **۱۹** اکفارکم۔ الآیۃ۔ یہ التفات اہل مکہ کی طرف ہے اور زجر ہے اے عرب کے لوگو! کیا تمہاری قوم کے کفار قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود، قوم لوط اور قوم فرعون کے کفار سے اچھے ہیں اور ان سے زیادہ زور آور اور طاقتور ہیں کہ اپنی قوت و طاقت اور دنیوی شان و شوکت کے بل بوتے پر وہ ہمارے عذاب سے بچ جائیں گے۔ یا کسی آسمانی کتاب میں ان کے لئے عذاب سے معافی کا کوئی پروانہ نازل ہو چکا ہے؟ استفہام انکاری ہے یعنی دونوں میں سے کوئی بات بھی نہیں اس لئے اے کفار عرب تم اللہ کے عذاب سے ہرگز نہیں بچ سکو گے **۲۰** ام یقولون۔ الآیۃ۔ یہ شکوی ہے کیا کفار عرب اپنی قوت و شوکت پر مغرور ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم ایک مضبوط جماعت ہیں اس لئے ہم مغلوب و مقہور نہیں ہو سکتے اور اپنے دشمنوں سے بدلے لے سکتے ہیں۔ سیھزم الجمع۔ الآیۃ۔ یہ جواب شکوی ہے اور مشرکین کے قول کا رد ہے نیز تسلی ہے برائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عنقریب وہ وقت آنے والا ہے کہ انکا کبر و غرور خاک میں مل جائیگا اور وہ ذلت آمیز شکست اٹھائیں گے اور میدان میں ان کے پاؤں جم نہ سکیں گے اور وہ بزدلوں کی طرح پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلیں گے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی در سرعت وجود مراد آسان بودن ۱۲۔

یہ آیت مہ مکرمہ میں نازل ہوئی جب ابھی جہاد فرض بھی نہیں ہوا تھا اور ہجرت کے بعد میدان بدر میں یہ سچی پیشگوئی ظاہر ہوئی۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق کی دلیل ہے وقد کان ھذا یوم بدر وھو من دلائل النبوۃ لان الآیۃ مکیۃ وقد نزلت حیث لم یفرض جھاد ولا کان قتال (روح ج ۲۷ ص ۹۲)

۲۱ھ بل الساعۃ۔ الآیۃ۔ یہ تو معمولی عذاب ہوگا اور یہ ان کے کرتوتوں کی پوری سزا نہیں، ان کی پوری سزا کا دن تو قیامت کا دن ہے جسکی دہشت وہیبت اور جس کے عذاب کی شدت سب سے زیادہ ہوگی اور جس کا عذاب ہر عذاب اور سزا سے زیادہ تلخ اور سب سے بڑھ کر المناک ہوگا۔ ان المجرمین۔ الآیۃ۔ یہ تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن تمام مجرمین ہلاکت اور بھڑکتی آگ میں ہوں گے یا دنیا میں خسارے اور جنون میں ہیں۔ قرآن ایسی روشن کتاب سے ہدایت حاصل نہ کرنا سراسر جنون اور خسارہ ہے فی ضلال وسعر فی ھلاك ونیران (مدارک ج ۴ ص ۱۰۶) وقال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما: فی خسران وجنون (روح ج ۲۷ ص ۹۳)

۲۲ھ یوم یسحبون۔ الآیۃ۔ اس سے پہلے یقال لھم مقدر ہے۔ قیامت کے دن جب مجرمین کو مونہوں کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈالا جائیگا اسوقت ان سے کہا جائیگا دنیا میں عیش وآرام کے مزے لیتے رہے آج بھڑکتی آگ کے درد والم کا مزہ بھی چکھو۔

۲۳ھ اناکل شئ۔ الآیۃ۔ یہ آخر میں سورت کا دعوی ہے کہ ہر چیز کو اندازے کے ساتھ پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے لہذا وہی کارساز ہے اور حاجات میں صرف اسی کو پکارو۔ وما امرنا۔ الآیۃ۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا بیان ہے۔ فرمایا ہر چیز کے بارے میں ہمارا حکم صرف ایک کلمۂ کن ہوتا ہے یعنی آنکھ کے اشارے کی مانند۔ یعنی جب ہم کسی کام کا ارادہ کرتے ہیں تو وہ کام اسی لمحہ مکمل ہو جاتا ہے۔ وما امرنا لشئ نرید تکوینہ الا ان نقول لہ کن فیکون (مدارک ج ۴ ص ۱۵۶)

۲۴ھ ولقد اھلکنا۔ الآیۃ۔ یہ تخویف دنیوی ہے۔ اشیاعکم ای اشباھکم فی الکفر من الامم الخالیۃ (قرطبی ج ۱۷ ص ۱۴۹) اے مشرکین عرب! تم سے پہلے ہم ایسی سرکش اور متمرد قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں۔ کیا ان کے عبرتناک انجام سے بھی تم کوئی سبق نہیں سیکھتے۔ وکل شئ فعلوہ۔ الآیۃ۔ یہ کفار جو کچھ بھی کر رہے ہیں ان کی ہر بات اور ان کا ہر کام ان کے اعمالناموں میں لکھا جا رہا ہے۔ اس لئے انہیں ان کے ہر عمل کی سزا ملیگی۔ وکل صغیر۔ الآیۃ۔ ہر چھوٹی اور بڑی بات لوح محفوظ میں تحریر ہے۔ اس لئے قضاء وقدر کا کوئی فیصلہ ٹل نہیں سکتا۔

۲۵ھ ان المتقین۔ یہ بشارت اخرویہ ہے۔ مقعد صدق وہ مقام جو اھل صدق وصفا کیلئے مقرر ہے متقی اور پرہیزگار لوگ قیامت کے دن عظیم الشان باغوں میں ہوں گے جس میں ہر چیز کی نہریں بہتی ہونگی یہ مقام جنت ہے جو اہل صدق وصفا کیلئے تیار ہے جہاں عظیم الشان اور جلیل القدر شاہنشاہ کا انھیں قرب بھی نصیب ہوگا۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

سورۂ القمر میں آیت توحید

۱۔ اناکل شئ خلقنٰه بقدر ○ دلیل برنفی شرک اعتقادی ۔

ے سُورَۃُ الرحمٰن

ربط سورۂ قمر میں مذکور ہوا کہ ساری کائنات کا خالق اور سب کا کارساز اللہ تعالیٰ ہی ہے اب سورہ الرحمٰن میں اس سے ترقی کرکے فرمایا کہ جب کارساز وہی ہے تو برکت والا نام بھی اسی کا ہے اور اسی کو برکات کا سرچشمہ سمجھو۔ سورت کا یہ دعویٰ اس کے آخر میں تبرک اسم ربك ذی الجلال والاکرام ہ میں مذکور ہے

خلاصہ ابتداء میں دعوی پر نو عقلی دلیلیں ایک خاص انداز سے علی سبیل التفصیل ذکر کی گئی ہیں۔ دوسرے رکوع میں منکرین دعوی کے لئے تخویف دنیوی و اخروی اور آخری رکوع میں ماننے والوں کے لئے بشارت اخرویہ مذکور ہے۔ اس سورت میں اللہ نے اپنی بے شمار نعمتیں یاد دلا کر فرمایا کہ بتاؤ ان میں سے کونسی نعمت کا تم انکار کروگے کہ وہ خدا کی طرف سے نہیں یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں اگر اس دعوے کو نہیں مانوگے تو آخرت میں سخت عذاب ہوگا اور اگر مان لوگے تو آخرت میں جنت کی نعمتیں عطاء ہونگی۔

تفصیل

الرحمٰن ــــ تا ــــ والریحان ہ یہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، اسکی رحمت وقدرت اور اسکی نعمتوں کا بیان ہے ہر چیز کو اسی نے پیدا کیا اور ہر نعمت اسی نے عطاء کی۔ الرحمٰن ہ علم القراٰن ہ یہ پہلی عقلی دلیل ہے۔ اس مہربان نے انسان کو قرآن سکھایا خلق الانسان الخ یہ دوسری عقلی دلیل ہے اور اس کو ما فی الضمیر کے اظہار کی استعداد عطاء فرمائی۔ والسماء رفعہا الخ یہ تیسری عقلی دلیل ہے۔ تمام علویات وسفلیات اس کے سامنے عاجز و درماندہ ہیں۔ اس نے انسان کو عقل دی کہ ہر چیز کا مقام پہچان کر اس کے مناسب سلوک کرے۔ اس نے زمین کو اپنی مخلوق کیلئے بنایا تاکہ اس میں پھل میوے پھول اور غلے پیدا ہوں۔ خلق الانسان ــــ تا ــــ من نار ہ یہ چوتھی عقلی دلیل ہے۔ جس نے انسان کو مٹی سے اور جنات کو آگ سے پیدا کیا شان اور برکت والا اسی کا نام ہے۔ رب المشرقین ورب المغربین ہ یہ پانچویں عقلی دلیل ہے۔ مشرق ومغرب یعنی ساری کائنات کا مالک بھی وہی ہے۔ مرج البحرین ــــ تا ــــ والمرجان ہ یہ چھٹی عقلی دلیل ہے۔ اس نے میٹھے اور کڑوے پانی کے دو دریا ایک ساتھ بہا دیئے جو آپس میں ساتھ ساتھ ہونے کے باوجود ایک دوسرے میں خلط ملط نہیں ہوتے اور ان سے بڑے اور چھوٹے حجم کے موتی برآمد ہوتے ہیں۔ ولہ الجوار المنشئٰت فی البحر کالاعلام ہ یہ ساتویں عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت سے دریاؤں اور سمندروں میں پہاڑوں کی طرح اونچے جہاز امن وسلامتی سے رواں دواں ہیں۔ کل من علیہا ــــ تا ــــ والاکرام ہ (ع ۲) یہ آٹھویں عقلی دلیل ہے۔ یہ ساری مخلوق فنا ہونے والی ہے۔ صرف ایک ذات ذی الجلال ہی باقی رہیگی۔ یسئلہ من فی السمٰوٰت۔ الآیۃ۔ یہ نویں عقلی دلیل ہے۔ زمین وآسمان کی ساری مخلوق اللہ کی محتاج اور اسکی سائل ہے اور ساری کائنات میں وہ خود ہی اپنی مرضی سے تصرف کرتا رہتا ہے۔ ان تمام دلائل سے ثابت اور واضح ہے کہ جس کی قدرت ورحمت کا یہ حال ہو برکات کا سرچشمہ اسی کی پاک ذات ہوسکتی ہے۔

سنفرغ لکم ایہا الثقلن ہ یہ تخویف کی تمہید ہے۔ یٰمعشر الجن والانس۔ الآیۃ۔ یہ تخویف دنیوی کی طرف اشارہ ہے۔ اگر تم اللہ کے عذاب سے بچنے کے لئے زمین وآسمان کی سرحدوں کو پار کرکے کہیں جانے کی کوشش کرو تو تم ایسا نہیں کرسکتے۔ یرسل علیکما ــــ تا ــــ حمیم اٰن ہ منکرین کے لئے تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن تمہیں آگ کے شعلوں میں جھونک دیا جائیگا اور تم ان سے محفوظ نہیں رہ سکوگے۔ قیامت کے دن جب آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگا اس وقت اس کا رنگ لال سرخ ہوگا۔ قیامت کے دن جن وانس سے ان کے گناہوں کے بارے میں سوال کی ضرورت ہی نہیں ہوگی، کیوں کہ مجرموں کی پہچان ان کے چہروں ہی سے ہوجائیگی اور ان کے اعضاء وجوارح خود بول کر سارے گناہوں کی تفصیل بتا دیں گے۔ ھٰذہ جہنم الخ یہی ہے وہ جہنم جس سے مشرکین کو ڈرایا جاتا تھا اور وہ اس کو نہیں مانتے تھے۔ اب جہنم کی آگ اور کھولتے پانی کے درمیان ہی چکر کاٹتے رہیں گے۔

ولمن خاف ــــ تا ــــ وعبقری حسان ہ (ع ۳) یہ بشارت اخرویہ ہے۔ جو لوگ قیامت کے دن خدا کی عدالت میں پیشی سے ڈرتے ہیں اور اسکی نافرمانیوں سے بچتے ہیں ان کے لئے قسم قسم کے باغ ہوں گے جن میں ہر قسم کے میوہ دار درخت ہوں گے اور ان میں مشروبات کے چشمے رواں ہوں گے۔ ہر میوہ کئی انواع واقسام میں ہوگا۔ متکئین الخ اعلیٰ قسم کے ریشمی بستروں پر آرام کریں گے اور درختوں کے میوے اس قدر قریب ہوں گے۔ کہ بستروں سے بھی ان تک ہاتھ پہنچ سکیں فیہن قٰصرٰت الطرف الخ جنت میں ان کے لئے ایسی حوریں ہوگی جو شرم وحیاء سے آنکھیں جھکائے ہونگی اور ان سے پہلے کسی جن و انس نے انھیں چھوا تک نہیں ہوگا۔ حسن صورت اور صفاء رنگ میں یاقوت ومرجان کی مانند ہونگی۔ دنیا میں انہوں نے اچھے کام کئے تو اس کی جزاء بھی

انھیں اچھی ملی۔ ومن دونہما جنتٰن الخ اس کے علاوہ انہیں اور بھی باغ ملیں گے جن میں چشمے جاری ہوں گے۔ حسن وجمال کا مرقع اور پاکدامن حوریں ہوں گی، اعلیٰ قسم کے فروش اور غالیچوں پر آرام کریں گے۔ تبٰرک اسم ربك ذی الجلال والاکرام ہ آخر میں سورت کے مرکزی دعوے کا ذکر ہے یعنی برکت دینے والا اللہ ہی ہے اور برکت اسی کے نام میں ہے **سہ** الرحمٰن ہ تا والریحان ہ اللہ کی وحدانیت کا بیان ہے جس نے یہ سب کچھ پیدا کیا اور یہ ساری نعمتیں عطا کیں وہی کارساز اور برکات دہندہ ہے۔ یہ صفت اللہ تعالیٰ کی رحمت عامہ پر دلالت کرتی ہے۔ ایسی رحمت عامہ جس میں مومن وکافر اور دشمن ودوست کے درمیان کوئی امتیاز نہ ہو چنانچہ الرحمٰن کے بعد جن انعامات کا ذکر ہے وہ سب کیلئے مشترک ہیں اور ان کے ذکر میں ایک خاص ترتیب ملحوظ ہے۔ تمام علویات وسفلیات کا خالق ومالک وہی ہے اور یہ سارے انعامات بھی اسی کی طرف سے ہیں اس لئے دونوں کو ساتھ ساتھ یکے بعد دیگرے ذکر فرمایا۔ الرحمٰن ہ علم القراٰن ہ یہ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ اس بادشاہ نے جو بڑا ہی مہربان ہے اوپر سے قرآن نازل فرمایا اور اپنے پیغمبر کو اسکی تعلیم دی اور آپ کی وساطت سے تمام انسانوں تک پہنچایا۔ جو بنی آدم کے لئے اس کا سب سے بڑا انعام واحسان ہے اور جس پر دینی ودنیوی سعادت کا مدار ہے ای علمہ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی اداہ الی جمیع الناس (قرطبی ج ۱۷ ص ۱۰۲) خلق الانسان ہ علمہ البیان ہ یہ توحید کی دوسری عقلی دلیل ہے۔ نیچے زمین پر انسان کو پیدا کیا اور اپنے دل کی بات کو دوسروں تک پہنچانے کے لئے اس کو بیان کا ملکہ اور سلیقہ عطا فرمایا تاکہ جس طرح اس نے خود قرآن کو سمجھا ہے اسی طرح دوسروں کو بھی سمجھا سکے لان البیان ھو الذی بہ یتمکن عادۃً من تعلم القراٰن وتعلیمہ (روح ج ۲۷ ص ۹۹)۔ **سہ** الشمس والقمر۔ الآیۃ۔ یہ توحید کی تیسری عقلی دلیل ہے۔ جو اشیاء اس کی قدرت کاملہ اور صنعت غریبہ پر دلیل ہیں ان کو اسی ترتیب سے ذکر فرمایا پہلے اوپر والی چیزیں۔ بحسبان کا متعلق محذوف ہے ای یجریان بحسبان (روح) سورج اور چاند ایک حساب اور مقررہ اندازے کے مطابق چل رہے ہیں ان کی رفتار معین، ان کا راستہ متعین اور انکی مسافت معلوم جیسے انہوں نے ایک مدت متعینہ سال یا مہینے

۱ بیان توحید ۱۲۔

۲ توحید پر پہلی عقلی دلیل ۱۲۔

۳ دوسری عقلی دلیل ۱۲۔

۴ تیسری عقلی دلیل ۱۲۔

۵ چوتھی عقلی دلیل ۱۲۔

۶ پانچویں عقلی دلیل ۱۲۔

سُوْرَةُ الرَّحْمٰنِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

لہ سورہ رحمٰن مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی اٹھتر آیتیں ہیں اور تین رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلرَّحْمٰنُ ① عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ② خَلَقَ الْاِنْسَانَ ③ عَلَّمَهُ

ٹہ رحمٰن نے سکھلایا قرآن بنایا آدمی پھر سکھایا اسکو

الْبَيَانَ ④ اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ⑤ وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ

بات کرنا سورج سہ اور چاند کے لئے ایک حساب ہے اور جھاڑ اور درخت

يَسْجُدٰنِ ⑥ وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ⑦ اَلَّا تَطْغَوْا

مشغول ہیں سجدہ میں اور آسمانوں کو کہ اونچا کیا اور رکھی ترازو کہ زیادتی نہ کرو

فِي الْمِيْزَانِ ⑧ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا

ترازو میں اور سیدھی ترازو تولو انصاف سے اور مت گھٹاؤ

الْمِيْزَانَ ⑨ وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ⑩ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّ

تول کو اور زمین کو ٹہ بچھایا واسطے خلق کے اس میں میوہ ہے اور

النَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ ⑪ وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَ

کھجوریں جن کے میوہ پر غلاف اور اس میں اناج ہے جس کے ساتھ بھس ہے اور

الرَّيْحَانُ ⑫ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ⑬ خَلَقَ الْاِنْسَانَ

پھول خوشبودار ھہ تم کیا کیا نعمتیں ۶ہ رب اپنے کی جھٹلاؤ گے تم دونوں ف۱ بنایا آدمی کو ۷ہ

مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ⑭ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ

کھنکھناتی مٹی سے جیسے ٹھیکرا اور بنایا جن کو آگ کی لپٹ

مِّنْ نَّارٍ ⑮ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ⑯ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ

سے پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے تم دونوں مالک دو مشرق کا ۸ہ

موضح قرآن اس سورت کے نازل ہونے کا سبب جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کو رحمٰن کے نام کی خبر دی انہوں نے کہا کہ ہم رحمٰن کو نہیں جانتے اور کہتے ہیں کہ مکہ کے لوگ طعنہ مارتے تھے کہ فلانے فلانے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قرآن پہنچاتے ہیں ان کے قول کے رد کو یہ سورت اتری، تفسیر حسینی میں یوں لکھا ہے ...... ف۱ یعنی جن اور انس ۱۲ منہ رحمہ ۱۲۔

فتح الرحمٰن ف۱ اشارہ بآنست کہ برگ حبوب غاذیہ علف دواب ایشان میشود پس این علاوہ نعمت است ۱۲۔

میں طے کرنا ہے۔ اس کے بعد پھر نیچے والی چیزوں کا ذکر فرمایا۔ والنجم والشجر یسجدان۔ النجم سے وہ نباتات مراد ہے جو زمین سے نکل کر زمین کی سطح پر ہی پھیل جاتی ہے اور تنے پر نہیں اٹھتی یعنی بیل اور الشجر وہ نباتات ہے جو تنے پر اٹھتی اور قدآور ہو جاتی ہے۔ یعنی درخت یا پودا (مدارک، روح، بحر) یعنی تمام اقسام نبات بھی اللہ کے سامنے سربسجود اور اس کے حکم کی مطیع و منقاد ہیں سجود نبات کامل انقیاد اور کلی طور پر زیر تصرف ہونے سے کنایہ ہے یعنی زمین پر جسقدر سبزہ اور روئیدگی ہے سب اللہ کے تکوینی احکام کی پابند ہے ینقاد ان للّٰہ فیما یرید بھما طبعا انقیاد الساجد من المکلفین طوعا (بیضاوی) لما ذکر تعالیٰ ما انعم بہ من منفعۃ الشمس والقمر وکان ذٰلک من الآیات العلویۃ ذکر فی مقابلتھما من الآثار السفلیۃ النجم والشجر (بحر ج ۸ ص ۱۸۹) اُوپر سورج چاند رواں دواں ہیں اور نیچے جڑی بوٹیاں اور درخت پیدا کر دیئے اور ان میں سورج چاند سے اثر قبول کرنے کی استعداد رکھ دی ۴ھ والسماء۔ علویات کا ذکر۔ اوپر آسمان کو بلند کیا اور اس کی بلندی کا ایک انداز مقرر کیا۔ المیزان سے عدل و انصاف مراد ہے عن مجاھد وقتادۃ والسدی ای وضع فی الارض العدل الذی امر بہ (قرطبی ج ۷ اص ۴۱۰) یعنی اس نے حکم دیا ہے کہ ہر کام میں عدل و انصاف سے کام لو اس صورت میں عدل کا معیار قرآن ہو گا کیونکہ اس معاملے میں قرآن ہی میزان اور معیار ہو سکتا ہے علی ھذا المیزان القرآن لان فیہ بیان ما یحتاج الیہ وھو قول الحسین بن الفضل (قرطبی) اس صورت میں ان آیتوں کا حاصل یہ ہو گا کہ دنیا میں قرآن میزان عدل ہے ہر بات کو اس کی روشنی میں جانچو اور اس میزان کو نظر انداز نہ کرو اور اس میزان کے فیصلے سے تجاوز نہ کرو واقیموا الوزن الایۃ۔ ہر چیز کو نیک نیتی سے اس میزان پر ٹھیک ٹھیک تولو اور اس میں کمی نہ کرو۔

حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ المیزان سے مراد عقل ہے اور یہ ایک تمثیل ہے۔ انسان تولنے میں تین طریقوں سے نقصان کرتا ہے۔ اوّل یہ کہ میزان یعنی ترازو ہی میں کوئی نقص ڈالتا ہے۔ دوم یہ کہ ترازو تو درست ہوتا ہے لیکن ہاتھ سے ترازو کو ایک طرف جھکا دیتا ہے۔ سوم یہ کہ ہاتھ سے جھٹکا بھی نہیں دیتا لیکن کسی اور تدبیر سے کم تولتا ہے یہاں ان تینوں طریقوں سے منع فرمایا۔ حاصل تمثیل یہ ہے کہ جس طرح ترازو اس لئے ہے کہ اس سے ہر چیز کو عدل و انصاف سے تولا جائے اسی طرح عقل و انصاف کے ترازو سے ان تمام امور کو تولو اور فیصلہ کرو جس ذاتِ پاک کے صفات و افعال وہ ہوں جو یہاں مذکور ہیں کیا اس کے سوا کوئی اور برکات دہندہ ہو سکتا ہے۔

۵ھ والارض وضعھا۔ سفلیات کا ذکر۔ اور اللہ نے زمین کو لوگوں کے لئے پیدا کر کے رکھدیا ہے تاکہ وہ اس سے ہر قسم کا فائدہ اٹھائیں۔ جس میں ہر قسم کے پھل اور میوے پیدا ہوتے ہیں خصوصاً کھجور کے درخت جس کے بھاری بھر کم گچھے آویزاں ہیں۔ والحب ذوالعصف اور ہر قسم کے غلے پیدا ہوتے ہیں جن کے باقی اجزاء بھوسے کی شکل میں مویشیوں کے چارے میں کارآمد ہیں۔ والریحان غذائی اجناس اور میووں کے علاوہ زمین میں خوشبودار پودے بھی ہوتے ہیں جن کی خوشبو دل و دماغ کو معطر اور تازہ کر دیتی ہے۔ ھو کل مشموم طیب الریح من النبات (روح ج ۲۷ ص ۱۰۳)

۶ھ فبای اٰلآء۔ الآیۃ۔ یہ آیت اس سورت میں بار بار آئی ہے اور اس میں جنوں اور انسانوں سے خطاب ہے۔ ہر نعمت کے ذکر کے بعد اس آیت کو دہرا کر جن و انس کو متنبہ کیا گیا ہے کہ یہ ساری نعمتیں اللہ کی طرف سے ہیں اور تم کونسی نعمت کا انکار کر سکتے ہو کہ وہ اللہ کی طرف سے نہیں۔ حاصل یہ ہے کہ ہر نعمت اسی کی طرف سے ہے لہٰذا وہی برکات دہندہ ہے اور اسی کے نام میں برکت ہے۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ الرحمٰن صحابہ رضہ کو پڑھ کر سنائی تو وہ خاموش رہے۔ آپ نے فرمایا تم سے جنوں ہی نے اچھا جواب دیا۔ جب میں نے ان پر یہ سورت پڑھی اور جب میں فبای اٰلاء ربکما تکذبان پر پہنچتا تو وہ ہر بار جواب دیتے لا بشیء من نعمک ربنا نکذب فلک الحمد اے ہمارے پروردگار! ہم تیری کسی بھی نعمت کا انکار نہیں کرتے تمام صفتیں تیرے ہی لئے ہیں۔ اس کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم بھی اسی طرح جواب دینے لگے (ابن کثیر، روح)

۷ھ خلق الانسان۔ یہ توحید کی چوتھی عقلی دلیل ہے۔ الانسان سے حضرت آدم علیہ السلام مراد ہیں صلصال خشک مٹی جو بجانے سے آواز دے الفخار ٹھیکری یعنی وہ مٹی جو آگ میں پکا لی گئی ہو۔ مارج آگ کا شعلہ جس میں دھواں نہ ہو۔ اللہ نے انسان کو مٹی سے پیدا فرمایا اور جانّ جنوں کے جداعلیٰ کو آگ کے شعلے سے پیدا فرمایا اے جن و انس ذرا سوچو تو سہی تمہاری تخلیق بھی اللہ کا تم پر انعام ہے تم اسکی کونسی نعمت کو نہیں مانو گے پھر یہ اسکی قدرت و صفت کا کمال ہے کہ مٹی اور آگ سے اس نے کس خوبی سے پیدا فرمایا یہ اسکی قدرت و وحدانیت کی دلیل ہے۔

۸ھ رب المشرقین و رب المغربین ہ یہ توحید کی پانچویں عقلی دلیل ہے دو مشرق اور دو مغرب سے موسم سرما اور موسم گرما کے مشرق و مغرب مراد ہیں۔ سورج کو سال بھر کے دوران میں مختلف جگہوں سے نکالنا اور مختلف جگہوں میں غروب کرنا یہ بھی اللہ ہی کا کام ہے نیز اس سے چونکہ موسم بدلتے ہیں اس لئے یہ مشرق و مغرب کی تبدیلی میں انسانوں کے لئے بے شمار منافع ہیں اور یہ تبدیلی بھی اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ یہ ساری برکتیں اور نعمتیں اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہیں۔

وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ⑰ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ⑱ مَرَجَ
اور مالک دو مغرب کا ف۱ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے تم دونوں چلائے
الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ⑲ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ⑳ فَبِاَيِّ
دو دریا ۹؎ ملکر چلنے والے ان دونوں میں ہے ایک پردہ جو ایکدوسرے پر زیادتی نہ کرے پھر کیا
اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ㉑ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ㉒
کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے نکلتا ہے ان دونوں سے موتی اور مونگا
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ㉓ وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي
پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے اور اسی کے ہیں ۱۰؎ جہاز اونچے کھڑے
الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ㉔ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ㉕ كُلُّ
دریا میں جیسے پہاڑ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے جو کوئی
مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ㉖ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ㉗
ہے زمین پر ۱۱؎ فنا ہونیوالا ہے اور باقی رہیگا منہ تیرے رب کا بزرگی اور عظمت والا
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ㉘ يَسْـَٔلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ
پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے اس سے مانگتے ہیں ۱۲؎ جو کوئی ہے آسمانوں میں اور
الْاَرْضِ ؕ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ㉙ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
زمین میں ہر روز اس کو ایک دھندا ہے ف۲ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی
تُكَذِّبٰنِ ㉚ سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ ㉛ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ
جھٹلاؤ گے ہم جلد فارغ ہونیوالے ۱۳؎ ہیں تمہاری طرف اے دو بھاری قافلو ف۳ پھر کیا کیا نعمتیں
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ㉜ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ
اپنے رب کی جھٹلاؤ گے اے گروہ جنوں کے اور انسانوں کے اگر تم سے ہو سکے
اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ؕ
کہ نکل بھاگو آسمانوں اور زمین کے کناروں سے تو نکل بھاگو

ع ۲۵ ۱ ۱۱ النصف

۱؎ چھٹی عقلی دلیل ۱۲

۲؎ ساتویں عقلی دلیل ۱۲

۳؎ آٹھویں عقلی دلیل ۱۲

۴؎ نویں عقلی دلیل ۱۲

۵؎ تمہید برائے تخویف ۱۲

۹؎ مرج البحرین۔ یہ توحید کی چھٹی دلیل ہے مرج ای سل و اجری بہادیا۔ جاری کر دیا۔ دو دریا میٹھا اور کھاری۔ اسکی قدرت کاملہ کا کرشمہ دیکھو کہ اس نے دو دریا ساتھ ساتھ چلائے ہیں جن کا پانی ساتھ ساتھ جارہا ہے اور ان کے درمیان ظاہری طور پر کوئی حجاب حاجز بھی نہیں محض اللہ کی قدرت کا پردہ ہے جو اُن کو آپس میں ملنے نہیں دیتا اور دونوں دریا اپنی حدوں سے نکل کر ایکدوسرے کی حد میں داخل نہیں ہوسکتے۔ ان دونوں سے ہر حجم میں چھوٹے اور بڑے سچے موتی نکلتے ہیں۔ اللؤلؤ بڑے موتی۔ المرجان چھوٹے موتی۔ اللؤلؤ والمرجان کبار الدر وصغارہ (بیضاوی، ابن کثیر) ۱۰؎ ولہ الجوار۔ الآیۃ۔ یہ توحید کی ساتویں عقلی دلیل ہے۔ یہ کشتیاں اور پہاڑوں کی مانند اونچے اونچے بحری جہاز اللہ تعالیٰ ہی کے تصرف اور قبضۂ اختیار میں ہیں وہی ان کو اپنی قدرت تامہ اور تدبیر صائب سے چلاتا اور منزل مقصود تک پہنچاتا ہے۔ بتاؤ اللہ کی کونسی نعمت سے آنکھیں بند کروگے۔ اسی قادر و مختار اور منعم و محسن کے نام میں برکت ہے ۱۱؎ کل من علیہا فان۔ یہ توحید کی آٹھویں عقلی دلیل ہے۔ یہ ساری مخلوق آخر فنا ہوجائیگی صرف اللہ اپنی شان بے نیازی اور صفت فضل و انعام کے ساتھ باقی رہے گا۔ فسر بعض المحققین (الجلال) بالاستغناء المطلق و (الاکرام) بالفضل التام (روح ج ۲۷ ص ۱۰۹) جو فانی ہیں وہ کسی طرح بھی مستحق ربوبیت نہیں ہوسکتے، اس لئے صرف اللہ تعالیٰ ہی کارساز اور برکات دہندہ ہے جو سب سے بے نیاز لیکن سب کا منعم و مربی ہے جس کی نعمتیں حد و حساب سے باہر ہیں ۱۲؎ یسئلہ۔ الآیۃ۔ یہ توحید کی نویں عقلی دلیل ہے۔ زمین و آسمان کی ساری مخلوق فرشتے، پیغمبر، اولیاء اللہ، جن اور ان کے علاوہ سب اپنے وجود و بقاء میں اللہ کے محتاج ہیں اور ہر حاجت اسی سے مانگتے ہیں اور وہ ہر لحظہ کسی نہ کسی شان میں ہوتا ہے۔ ساری کائنات کا نظام اسی کے ہاتھ میں ہے اور یہ نظم و نسق مسلسل بلا انقطاع چل رہا ہے اس طرح ہر لحظہ بے شمار شئون و افعال اس کی ذات سے وابستہ ہیں۔ جس ذات بے چون و چگون کے سب محتاج و سائل ہیں اور جس کی بے پایاں نعمتوں کے بوجھ کے نیچے سب دبے پڑے ہیں وہی سب کا کارساز اور وہی برکات کا سرچشمہ ہے۔ یوم سے مراد مطلق وقت ہے ای کل وقت وحین یحدث امورا و یجدد احوالا کما روی انہ علیہ السلام تلاھا فقیل لہ وما ذلک الشأن فقال من شأنہ ان یغفر ذنبا ویفرج کربا ویرفع قوما و یضع آخرین (مدارک ج ۴ ص ۱۰۹) ۱۳؎ سنفرغ لکم۔ الآیۃ۔ یہ تخویف کے لئے تمہید ہے۔ یہ ایک کام سے دوسرے کام میں مشغول ہونے سے کنایہ ہے

موضح قرآن ف۱ یعنی جاڑے۔ گرمی کے دو مشرقین اسی طرح دو مغربین ف۲ یعنی تمہارے حساب کرنیکا جلد قصد کریں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی در زمستان آفتاب مشرق و مغرب دیگر و در تابستان مشرق و مغرب دیگر ۱۲ ف۲ یعنی تعذیب یا تنعیم اسعاد یا اشقاء احیاء یا اماتہ ۱۲۔

اور یہاں اس سے محض تہدید مراد ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو ایک شغل دوسرے شغل سے مانع نہیں ہے۔ یعنی اے جن وانس میں عنقریب ہی تمہیں سزا دینے والا اور تم سے انتقام لینے والا ہوں۔ یٰمعشر الجن۔ الآیۃ۔ یہ تخویف دنیوی ہے اے جن وانس اگر تم میں یہ قدرت واستطاعت موجود ہے کہ تم موت سے اور میرے عذاب سے بچنے کے لئے زمین وآسمان کی سرحدوں کو پار کر کے کسی محفوظ مقام میں پہنچ جاؤ تو ذرا نکل کر دکھاؤ تو سہی، لیکن یاد رکھو! خدا کے مقابلے میں قوت وشوکت اور قہر وغلبہ کے بغیر تم کہیں نہیں جا سکتے مگر یہ قوت وغلبہ تمہیں کہاں سے نصیب ہوگا اس لئے جہاں بھی جاؤ گے خدا کے ملک ہی میں رہو گے اور پکڑے جاؤ گے **۱۴** یرسل علیکما۔ الآیۃ۔ یہ تخویف اخروی ہے اے جن وانس کے منکرین قیامت کے دن تم پر بھڑکتی آگ کے شعلے مسلط کئے جائینگے اور تمہارے سروں پر پگھلا ہوا تانبہ ڈالا جائیگا اور تم کسی بھی حیلے اس المناک عذاب سے اپنے کو محفوظ نہیں رکھ سکو گے نہ کوئی تمہارا خود ساختہ سفارشی تمہاری کوئی مدد کر سکیگا۔ لامحالہ تمہیں یہ عذاب چکھنا ہی ہوگا۔ ای فلا تمتنعان من اللہ ولا یکون لکم ناصر (خازن ج ۷ ص ۷) **۱۵** فاذا انشقت۔ الآیۃ۔ وردۃ گلاب کا پھول۔ الدھان سرخ چمڑا۔ قیامت کے دن جب آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگا اس وقت وہ شدت حرارت سے گلاب کے پھول کی مانند بلکہ اس سے بھی زیادہ سرخ رنگ کے چمڑے کی طرح ہو جائیگا۔ وردۃ کالدھان دونوں کان کی خبریں ہیں یا کالدھان وردۃ کی صفت ہے (روح) یہ ہولناک منظر قیامت بپا ہونے کے وقت ہوگا **۱۶** فیومئذ۔ الآیۃ ظرف یعرف سے متعلق ہے اور اصل میں فاء یعرف پر تھی ظرف کو مقدم کیا گیا تو فاء اس پر رکھ دی گئی (رضی) حاصل یہ ہے کہ قیامت کے دن مجرم جنوں اور انسانوں سے ان کے گناہوں کے بارے میں پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں ہوگی بلکہ مجرمین اپنی مخصوص علامات سے پہچان لئے جائینگے اور انکو پیشانی کے بالوں اور پاؤں سے پکڑ کر جہنم میں ڈالا جائیگا ایک فرشتہ بالوں سے اور دوسرا پاؤں سے پکڑیگا جیسا کہ سورہ قٓ میں ارشاد ہے القیا فی جہنم۔ الآیۃ۔ صیغہ تثنیہ دو پر دلالت کرتا ہے اور حقیقت پر محمول ہے تثنیہ سے تکرار مراد نہیں۔ سیماھم ان کے چہروں پر اہل جہنم کی مخصوص علامات ہوں گی جن سے وہ پہچانے جائیں گے مثلاً چہروں کی سیاہی آنکھوں کا نیلا پن اور حزن وملال کے آثار وغیرہ وسیماھم علی ماروی عن الحسن سواد الوجوہ و زرقۃ العیون وقیل ما یعلوھم من الکابۃ والحزن (روح ج ۲۷ ص ۱۱۴) **۱۷** ھذہ جہنم۔ اس سے پہلے یقال مقدر ہے۔ جب مجرمین کو گھسیٹ کر جہنم میں پھینکا جائے گا اس وقت کہا جائیگا یہ وہی جہنم ہے جس کو مجرمین نہیں مانتے تھے۔ اب جہنم کی آگ اور انتہائی گرم اور کھولتے ہوئے پانی سے ان کی تواضع کی جائیگی ان ایسا

لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ (٣٣) فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (٣٤)
نہیں نکل سکتے کے بدون سند کے ف۱ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے

يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۙ وَّنُحَاسٌ فَلَا
چھوڑے جائینگے ۱۴ تم پر شعلے آگ کے صاف اور دھواں ملے ہوئے پھر

تَنْتَصِرٰنِ (٣٥) فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (٣٦) فَاِذَا انْشَقَّتِ
تم بدلا نہیں لے سکتے پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے پھر جب پھٹ ۱۵ جائے

السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ (٣٧) فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
آسمان تو ہو جائے گلابی جیسے نری پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی

تُكَذِّبٰنِ (٣٨) فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْئَلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖٓ اِنْسٌ وَّلَا
جھٹلاؤ گے پھر اس دن ۱۶ پوچھ نہیں اس کے گناہ کی کسی آدمی سے اور نہ

جَآنٌّ (٣٩) فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (٤٠) يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ
جن سے پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے پہچانے پڑیں گے گنہگار

بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ (٤١) فَبِاَيِّ اٰلَآءِ
اپنے چہرے سے پھر پکڑا جائیگا پیشانی کے بال سے اور پاؤں سے پھر کیا کیا نعمتیں

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (٤٢) هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ يُكَذِّبُ بِهَا
اپنے رب کی جھٹلاؤ گے یہ دوزخ ہے ۱۷ جس کو جھوٹ بتاتے تھے

الْمُجْرِمُوْنَ (٤٣) يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ (٤٤) فَبِاَيِّ
گنہگار پھریں گے بیچ اس کے اور کھولتے پانی کے پھر کیا کیا

اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (٤٥) وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ
نعمتیں اپنے رب کی تم جھٹلاؤ گے اور جو کوئی ڈرا ۱۸ کھڑے ہونے سے اپنے رب کے آگے

جَنَّتٰنِ (٤٦) فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (٤٧) ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ (٤٨)
اس کیلئے ہیں دو باغ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے جن میں بہت شاخیں ولے

ل تخویف اخروی ۱۲

ع ۲ وقف لازم ۱۲

ل بشارت اخرویہ ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی دو باغ ہیں جن میں درخت میوہ دار ہیں ۱۲ منہ رح

فتح الرحمن ف۱ یعنی وآن قوت کجا است ۱۲۔

گرم پانی جو حرارت کے انتہائی درجہ تک گرم ہو۔ ان متناه اناه وطبخه بالغ فی الحرارۃ اقصاها۔ ۔ ۔ ۔ اذا استغاثوا من النار جعل غیاثہم الحمیم (روح ج ۲۷ ص ۱۱۵) ۱۸ف ولمن خاف۔ یہ ماننے والوں کے لئے بشارت اخرویہ ہے مقام سے قیامت کے دن حساب کتاب کے لئے بارگاہ خداوندی میں کھڑے ہونے کی جگہ مراد ہے۔ ظاہر ہے جس کو حساب کتاب کا ڈر ہوگا وہ اپنی کتاب اعمال کو برائیوں سے پاک رکھنے کی کوشش کریگا۔ موقفہ الذی یقف فیہ العباد للحساب یوم القیامۃ فترک المعاصی (مدارک ج ۴ ص ۱۶۰) جنتٰن سے دو باغ مراد نہیں بلکہ تثنیہ تکرار کے لئے ہے یعنی قسم قسم کے باغات (رضی) اور ضمائر کا تثنیہ باعتبار لفظ ہے۔ جو شخص آخرت کے حساب کتاب سے ڈر کر اللہ کی اطاعت کو اپنا دستور زندگی بنا لے قیامت کے دن اسکو کئی باغات ملیں گے جن میں ہر قسم کی نعمتیں موجود ہونگی۔ ذواتا افنان ۵ یہ فنن کی جمع ہے جس کے معنی نوع اور قسم کے ہیں۔ یا یہ فنن بمعنی شاخ (ٹہنی) کی جمع ہے۔ یعنی ان باغوں میں مختلف انواع و اقسام کے میوہ دار درخت ہوں گے۔ یا مطلب یہ ہے کہ جنت کے درخت لمبی لمبی شاخوں والے ہوں گے جس کی وجہ سے سایہ اور پھل بکثرت ہوگا۔ ای ذواتا انواع من الاشجار والثمار۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ و تفسیرہ بالاغصان علی انہ جمع فنن روی عن ابن عباس ایضا (روح ج ۲۷ ص ۱۱۷) ۱۹ف فیہما عینٰن تجریان ۵ ان باغوں میں دو چشمے جاری ہوں گے جن کا پانی صاف شفاف میٹھا اور خوشبودار ہوگا اس سے مراد تسنیم اور سلسبیل ہیں قال الحسن البصری احدٰہما یقال لہا تسنیم والاخری السلسبیل (ابن کثیر ج ۴ ص ۲۷۷) فیہما من کل فاکہۃ زوجٰن۔ جنت کا ہر میوہ کم از کم دو قسم کا ہوگا ہر ایک کی لذت جداگانہ ہوگی۔ متکئین علی فرش۔ بطائن، بطانۃ کی جمع ہے مراد اندرونی حصہ ہے۔ استبرق موٹا ریشم جن بستروں پر وہ آرام کریں گے انکا اندرونی حصہ اعلیٰ قسم کے موٹے ریشم کا ہوگا اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ پھر وہ بستروں کے غلاف تو اس سے زیادہ اعلیٰ قسم کے ہوں گے۔ (من استبرق) من دیباج ثخین و اذا کانت البطائن کذلک فما ظنک بالظہائر (بیضاوی) وجنی الجنتین دان۔ اور ان باغوں کے درختوں کا میوہ نہایت ہی قریب ہوگا کہ بیٹھے اور لیٹے بھی اس تک ہاتھ پہنچ سکے ۲۰ف فیہن قٰصرٰت الطرف۔ الآیۃ۔ کھانے پینے کی چیزوں کے علاوہ جنت میں جنسی تسکین کی خاطر حوریں بھی ہونگی جن میں ایک اچھی رفیقۂ حیات کے تمام اوصاف موجود ہوں گے وہ سراپا شرم و حیا ہونگی اور اپنے شوہروں کے علاوہ کسی طرف نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھیں گی اور وہ کنواری ہونگی۔ جن کو ملیں گی ان سے پہلے کسی دوسرے جنّ یا انسان نے انھیں چھوا تک نہیں ہوگا۔ کانہن

فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۹﴾ فِيْهِمَا عَيْنٰنِ تَجْرِيٰنِ ﴿۵۰﴾

پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے ان دونوں ۱۹ میں دو چشمے بہتے ہیں

فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۱﴾ فِيْهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ

پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی تم جھٹلاؤ گے ان دونوں میں ہر میوہ قسم قسم

زَوْجٰنِ ﴿۵۲﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۳﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى

کا ہو گا پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے تکیہ لگائے بیٹھے

فُرُشٍۭ بَطَاۗىِٕنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ ۭ وَجَنَا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ﴿۵۴﴾

بچھونوں پر جن کے استر تافتہ کے اور میوہ ان باغوں کا جھک رہا ف۱

فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۵﴾ فِيْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ

پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے ان میں ۲۱ عورتیں ہیں نیچی نگاہ والیاں

لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَاۗنٌّ ﴿۵۶﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ

نہیں قربت کی ان سے کسی آدمی نے ان سے پہلے اور نہ کسی جن نے پھر کیا کیا نعمتیں

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۷﴾ كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۵۸﴾

اپنے رب کی جھٹلاؤ گے وہ کیسی جیسے کہ لعل اور مونگا

فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۹﴾ هَلْ جَزَاۗءُ الْاِحْسَانِ

پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے اور کیا بدلہ ہے ف۲ نیکی کا

اِلَّا الْاِحْسَانُ ﴿۶۰﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۱﴾ وَمِنْ

مگر نیکی ف پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے اور ان

دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ ﴿۶۲﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۳﴾

دو کے سوائے ۲۲ اور دو باغ ہیں پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے

مُدْهَاۗمَّتٰنِ ﴿۶۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۵﴾ فِيْهِمَا

گہرے سبز جیسے سیاہ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے ان میں

موضح قرآن ف نیک بندگی اسکا بدلہ نیک ثواب ۱۲ منہ رح

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بسہولت توان گرفت ۱۲۔

الیاقوت والمرجان ٥ اخلاقی حسن کے علاوہ وہ ظاہری حسن وجمال کی بھی تصویر ہونگی۔ وہ حسن صورت میں، رنگ روپ میں، چہرے کی چمک دمک میں اور رنگت کی آب وتاب میں یاقوت و مرجان اور لعل وجواہر کی مانند ہوں گی۔ یہ بے شمار نعمتیں اہل جنت کو ملیں گی یہ سب اللہ کا انعام واحسان ہوگا۔ **۲۱ف** هل جزاء الاحسان۔ الآیۃ۔ پہلے احسان سے احسان عقیدہ واحسان عمل مراد ہے اور دوسرے احسان سے ثواب اور جنت۔ عقیدے اور عمل کو درست رکھنے کی جزا ثواب آخرت اور جنت کے سوا کچھ نہیں۔ ای ماجزاء الاحسان فی العمل الا الاحسان فی الثواب وقیل المراد ماجزاء التوحید الا الجنۃ (روح ج ۲۷ ص ۱۲۰)

عَيْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ (٦٦) فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (٦٧) فِيْهِمَا

دو چشمے ہیں ابلتے ہوئے پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے ان میں

فَاكِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ (٦٨) فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (٦٩)

میوے ہیں اور کھجوریں ۲۳ف اور انار پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے

فِيْهِنَّ خَيْرٰتٌ حِسَانٌ (٧٠) فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (٧١)

ان سب باغوں میں عورتیں ہیں خوبصورت پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے

حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي الْخِيَامِ (٧٢) فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

حوریں ہیں رکی رہنے والیاں خیموں میں پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی

تُكَذِّبٰنِ (٧٣) لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ (٧٤) فَبِاَيِّ

جھٹلاؤ گے نہیں ہاتھ لگایا ان کو کسی آدمی نے ان سے پہلے اور نہ کسی جن نے پھر کیا کیا

اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (٧٥) مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّ

نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے تکیہ لگائے بیٹھے ۲۴ف سبز مسندوں پر اور

عَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ (٧٦) فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (٧٧) تَبٰرَكَ

قیمتی بچھونے نفیس پر پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے بڑی برکت ہے

اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ (٧٨)

نام کو تیرے رب کی جو ۲۵ف بڑائی والا اور عظمت والا ہے ف

ع ۳ ۳ ۱۳

سُوْرَةُ الْوَاقِعَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتٌّ وَّتِسْعُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

۱ف سورہ واقعہ مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی چھیانوے آیتیں ہیں اور تین رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ (١) لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ (٢) خَافِضَةٌ

جب ہو پڑے ہو پڑنے والی ۲ف نہیں ہے اس کے ہو پڑنے میں کچھ جھوٹ ذلیت کرنیوالی ہے

وقف لازم

ف خلاصۂ سورت ۱۲۔

ف تمہید برائے بیان احوال جماعۃ ثلاثہ ۱۲۔

۲۲ف ومن دونهما جنتٰن ٥ یہاں بھی تثنیہ تکرار کے لئے ہے جیساکہ ثم ارجع البصر کرتین۔ الآیۃ (ملک ع ۱) یعنی مذکورہ بالا باغوں کے علاوہ ان کو اور باغات بھی ملیں گے۔ مدهامّتٰن ان باغوں کے درخت نہایت ہی سبز ہونگے اور شدّت رنگ کی وجہ سے سیاہی مائل نظر آئینگے یہ انکی شادابی کی دلیل ہوگی ای سودا وان من شدۃ الخضرۃ من الری (قرطبی ج ۱۷ ص ۱۸۵) نضاختٰن ابلنے والے یعنی ان باغوں میں فواروں کی طرح چشمے ابلتے ہوں گے۔ فوارتان بالماء لاینقطعان (مدارک ج ۴ ص ۱۶۱) **۲۳ف** فیهما فاکهة۔ الآیۃ۔ ان باغوں میں ہر قسم کے میوے ہوں گے اور ان کے علاوہ کھجور اور انار کے درخت بھی ہوں گے۔ فیهن خیرات حسان ٥ ان میں ایسی حوریں بھی ان کے لئے ہوں گی جو ظاہری اور باطنی حسن وجمال سے آراستہ ہوں گی خیرات حسن اخلاق اور حسان حسن وجمال ظاہری کی طرف اشارہ ہے فسر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم لام سلمۃ ذلك فقال خیرات الاخلاق حسان الوجوہ (بحر ج ۸ ص ۱۹۹) حور مقصورات فی الخیام ٥ خیام خیمة کی جمع ہے یہ خیمہ ایک ہی بہت بڑے سُچّے موتی کا ہوگا جو اندر سے خالی ہوگا اور اسکی اندرونی وسعت کئی فرسخ ہوگی (روح وغیرہ) یعنی وہ حوریں ان خیموں میں پردہ نشین ہوں گی۔ حور الخ خیرات سے بدل ہے (روح) لم یطمثهن۔ الآیۃ۔ ان سے پہلے کسی جن یا انسان نے انھیں ہاتھ تک نہیں لگایا، ہوگا اور وہ پہلی بار انہی کو ملیں گی **۲۴ف** متکئین الآیۃ۔ رفرف۔ سبز رنگ کی چادر جو بستر پر ڈالی جاتی ہے فی الصحاح الرفرف ثیاب خضر تتخذ منها المجالس الواحد الرفرفة (قرطبی ج ۱۷ ص ۱۹۱) عبقری موٹے ریشم کی چادریں یا فرش پر بچھانے کیلئے منقش مفروشات یعنی غالیچے اور قالین وغیرہ۔ عن مجاهد انه الدیباج الغلیظ (روح)

موضح قرآن ف ہر آیت میں نعمت جتائی کوئی اب نعمت ہے اور کسی کی خبر دینی نعمت ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی ہمہ مسلمان شوند کفر و افتراء آنجا نباشد ۱۲۔

العبقری ثیاب منقوشة تبسط ... . والعبقری الطنافس الثخان (قرطبی) جہاں وہ آرام کریں گے وہاں فرش پر سبز دریاں اور ان پر اعلیٰ قسم کے خوبصورت قالین بچھے ہوں گے۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں نیچے سبز دریاں ہوں گی اور اوپر پتلے غالیچے ہوں گے یہ اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں ہیں ان میں سے کونسی نعمت کا انکار کرو گے۔ یہ انعام و اکرام ان لوگوں کو نصیب ہوگا جنہوں نے دعوت کو مان لیا کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز اور برکات دہندہ نہیں اور برکت اسی کے نام میں ہے۔

۲۵ تبرک اسم ربك۔ الآیۃ۔ آخر میں سورت کا دعویٰ مذکور ہے یعنی برکت دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اسی کے نام میں برکت ہے۔ اور یہ دعویٰ سورت میں مذکورہ تمام دلائل اور انواع نعمت کا ثمرہ اور نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ساری کائنات کا مالک اور سارے عالم میں متصرف و مختار ہے۔ اور یہ تمام نعمتیں بھی اسی ہی نے عطا کی ہیں اس لئے وہی ساری کائنات میں کارساز ہے اور وہی برکات دہندہ ہے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۰

سُورۃ الرحمٰن میں آیاتِ توحید

اور

اس کی خصوصیات

۱۔ الرحمٰن ۰ علم القراٰن ـــــ تا ـــــ کل یوم ھو فی شأن ۰ نفی شرک اعتقادی پر دلائل عقلیہ۔

۲۔ تبرک اسم ربك ذی الجلال والاکرام ۰ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

سورۃ الواقعہ

ربط سورۃ الرحمٰن میں فرمایا تھا تبٰرک اسم ربك ذی الجلل و الاکرام ٥ یعنی برکت والا نام اللہ تعالیٰ کا ہے اور وہی برکات دہندہ ہے اب سورۃ الواقعہ میں دو بار ارشاد فرمایا فسبح باسم ربك العظیم ٥ یعنی اس صفت (برکت دینے) میں اللہ تعالیٰ کو شریکوں سے پاک سمجھو۔

خلاصہ

اذا وقعت الواقعۃ ــــ تا ــــ فکانت ھباٗ منبثا ٥ احوال قیامت بطور تمہید برائے بیان احوال گروہائے سہ گانہ۔ وکنتم ازواجا ثلٰثۃ ــــ تا ــــ والسّٰبقون السابقون ٥ تینوں جماعتوں کا اجمالی ذکر یعنی اصحاب المیمنۃ (دائیں جانب والے) اور السابقون (سب پر سبقت لے جانے والے) اولٰئك المقربون ــــ تا ــــ الا قیلا سلٰما سلٰما ٥ یہ السابقون کے احوال کا بیان ہے بطریق لف و نشر غیر مرتب۔ ان لوگوں کو خصوصی قرب حاصل ہوگا اور وہ نعمتوں کے باغوں میں ہوں گے۔ اس جماعت میں امت کے پہلے لوگوں سے زیادہ ہوں گے اور پچھلوں میں سے کچھ لوگوں کو بھی یہ رتبہ نصیب ہوگا۔ ان کے لئے تخت بچھے ہوں گے اور کم عمر لڑکے ان کی خدمت میں مختلف قسم کے مشروبات پیش کریں گے۔ مرضی کے میوے اور گوشت حاضر ہوگا۔ سچّے موتیوں کی مانند خوبصورت حوروں کی رفاقت ہوگی۔ وہاں کوئی بیہودہ بات نہیں ہوگی اور ان کو ہر طرف سے سلام کا تحفہ ملیگا۔

واصحٰب الیمین ــــ تا ــــ وثلۃ من الاٰخرین ٥ یہ پہلی جماعت کے احوال کا بیان ہے۔ جن لوگوں کو دائیں ہاتھ میں اعمالنامے ملیں گے ان کو ایسے باغوں میں سکونت میسر ہوگی جن میں بے شمار اور عجیب و غریب میوے ہوں گے۔ وہاں کی بیریاں کانٹوں کے بغیر ہوں گی، میوے نہ کبھی ختم ہوں گے اور نہ کبھی ان کے تناول کی ممانعت ہوگی۔ وسیع سایہ وافر پانی اور ہمعمر حوریں زوجیت میں ہوں گی۔ اس فریق میں پہلوں اور پچھلوں میں سے جماعتوں کی جماعتیں شامل ہوں گی۔

واصحٰب الشمال ــــ تا ــــ ھذا نزلھم یوم الدین ٥ (ع ۲) یہ دوسرے فریق کے احوال کا بیان ہے۔ اصحاب الشمال کو گرم ہوا اور کھولتا ہوا پانی ملیگا اور یہ سایہ بھی نصیب نہیں ہوگا۔ وہ دنیا میں اکڑتے تھے اور گناہوں پر اصرار کرتے تھے اور قیامت کو نہیں مانتے تھے۔ بے شک قیامت کے دن تمام اولین و آخرین کو جمع کیا جائے گا اور گمراہوں کو جہنم میں کھانے کے لئے زقوم دیا جائیگا جس سے وہ پیٹ بھر کر کھائیں گے اور اوپر سے پیاسے اونٹ کی مانند کھولتا ہوا پانی پئیں گے۔ قیامت کے دن ان کی اس طرح تواضع کی جائیگی۔

نحن خلقنٰکم ــــ تا ــــ فلو لا تذکرون ٥ یہ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ میں ہی تم سب کا خالق ہوں پھر تم کیوں نہیں مانتے؟ یہ بتاؤ! نطفہ بے جان سے خوبصورت انسان کس نے پیدا کیا؟ اور پھر موت کس کے قبضہ و اختیار میں ہے؟ ہم تمہاری جگہ تمہاری مانند اور مخلوق پیدا کرنے پر بھی قادر ہیں اور اسی طرح قیامت کے دن دوبارہ پیدا کرنے کی بھی قدرت رکھتے ہیں۔

افرأیتم ما تحرثون ــــ تا ــــ بل نحن محرومون ٥ (ع ۲) یہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے۔ بتاؤ یہ لہلہاتے کھیت کون اگاتا ہے؟ اگر ہم چاہیں تو کھیتوں کو ویران کر ڈالیں اور تم باتیں ہی بناتے رہ جاؤ۔

افرأیتم الماءَ الذی تشربون ــــ تا ــــ فلو لا تشکرون ٥ یہ توحید کی تیسری عقلی دلیل ہے۔ اچھا یہ بتاؤ یہ پانی جو تم پیتے ہو اسے تم نے اتارا ہے یا ہم نے؟ اگر ہم چاہیں تو اسے کڑوا بنا دیں، ہماری ان نعمتوں کا تم شکر کیوں نہیں بجالاتے اور ہماری دی ہوئی برکات کو غیروں کی طرف کیوں منسوب کرتے ہو؟

افرأیتم النار التی تورون ٥ ــــ تا ــــ ومتاعا للمقوین ٥ یہ توحید کی چوتھی عقلی دلیل ہے۔ نیز یہ تو بتاؤ کہ یہ آگ جسے تم روشن کرتے ہو اسکا درخت کس نے پیدا کیا ہے۔ آگ کو لکڑیوں کی باہم رگڑ سے پیدا کرنا باعث عبرت ہے اور مسافروں کے لئے فائدے کی چیز ہے کہ جنگل میں بھی آگ حاصل کر سکتے ہیں

فسبح باسم ربك العظیم ٥ دلائل کے بعد دعویٰ سورت کا ذکر ہے۔ اپنے عظمت والے رب کے نام کی تسبیح کر اور برکت دینے میں اس کو ہر شریک سے پاک سمجھ۔

فلا اقسم بمواقع النجوم ٥ ــــ تا ــــ انکم تکذبون ٥ (ع ۳) عظمت قرآن کا بیان اور تصدیق بالقرآن کی ترغیب ہے یہ قرآن ایک نہایت ہی عظیم الشان کتاب ہے، لوح محفوظ میں مکتوب ہے، اسے صرف پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں وہ رب العٰلمین کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ کیا ایسی عظیم کتاب کی تم پرواہ نہیں کرتے ہو اور اسکو جھٹلانے پر کمر باندھ چکے ہو؟ فلو لا اذا بلغت الحلقوم ٥ ــــ تا ــــ ان کنتم صٰدقین ٥ یہ زجر ہے

اگر تم اس دعوے میں سچے ہو کہ قیامت نہیں آئیگی اور جزاء و سزا نہیں ہوگی، تو تمہارے سامنے جب کسی کی جان نکل رہی ہو تو اسے ہی اس کے بدن میں واپس لوٹا کر دکھا دو۔ و اما ان کان ــــ تا ــــ اصحٰب الیمین ٥ یہ پہلی جماعت کے حال کا اعادہ ہے۔ عام اہل جنت کو جنت میں سلام کا تحفہ ملیگا۔ و اما ان کان ــــ تا ــــ تصلیۃ جحیم ٥ یہ دوسری جماعت کے حال کا اعادہ ہے۔ گمراہوں کو کھولتا ہوا پانی نصیب ہوگا اور جہنم میں جلنا ہوگا ان ھذا لھو حق الیقین ٥ یہ سب کچھ حق ہے اور یقینی ہے۔ فسبح باسم ربك العظیم آخر میں دعوی سورت کا اعادہ ہے یعنی برکت دینے میں اللہ کو شریکوں سے پاک سمجھو۔

رَّافِعَةٌ ﴿٣﴾ إِذَا رُجَّتِ الْأَرْضُ رَجًّا ﴿٤﴾ وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ

ﻪ بلند کرنیوالی ف جب لرزنے زمین ﻪ کپکپا کر اور ریزہ ریزہ ہوں پہاڑ

بَسًّا ﴿٥﴾ فَكَانَتْ هَبَاءً مُّنْبَثًّا ﴿٦﴾ وَّكُنْتُمْ أَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ﴿٧﴾

ٹوٹ پھوٹ کر پھر ہو جائیں غبار اڑتا ہوا اور تم ہو جاؤ ﻪ تین قسم پر

فَأَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۙ مَا أَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ﴿٨﴾ وَأَصْحٰبُ

پھر داہنے والے کیا خوب ہیں داہنے والے اور بائیں

الْمَشْئَمَةِ ۙ مَا أَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ﴿٩﴾ وَالسّٰبِقُوْنَ

والے کیا برے لوگ ہیں بائیں والے اور اگاڑی والے ف۲

السّٰبِقُوْنَ ﴿١٠﴾ أُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿١١﴾ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿١٢﴾

تو اگاڑی والے وہ لوگ ہیں ﻪ مقرب ف باغوں میں نعمت کے

ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِيْنَ ﴿١٣﴾ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿١٤﴾ عَلٰى

انبوہ ہے ﻪ پہلے میں سے ف۱ اور تھوڑے ہیں پچھلوں میں سے ف۲ ف بیٹھے

سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ﴿١٥﴾ مُّتَّكِئِيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ ﴿١٦﴾ يَطُوْفُ

ہیں ﻪ جڑاؤ تختوں پر تکیہ لگائے ان پر ایکدوسرے کے سامنے لئے پھرتے ہیں

عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ﴿١٧﴾ بِأَكْوَابٍ وَّأَبَارِيْقَ ۙ وَ

ان کے پاس لڑکے سدا رہنے والے آبخورے اور کوزے اور

كَأْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿١٨﴾ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ ﴿١٩﴾

پیالہ نتھری شراب کا جس سے نہ ﻪ سر دکھے اور نہ بکواس لگے

وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ﴿٢٠﴾ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿٢١﴾

اور میوہ ﻪ جو نسا پسند کر لیں اور گوشت اڑتے جانوروں کا جس قسم کو جی چاہے

وَحُوْرٌ عِيْنٌ ﴿٢٢﴾ كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ﴿٢٣﴾ جَزَآءً بِمَا

اور عورتیں گوری بڑی آنکھوں والیاں جیسے موتی کے دانے اپنے غلاف کے اندر ف بدلہ ان کاموں کا

ف۱ تیسری جماعت کا ذکر ۱۲

مختصر خلاصہ

ابتداء میں تینوں جماعتوں کا اجمالی ذکر اصحاب المیمنۃ، اصحاب المشئمۃ، السابقون۔ پھر ان جماعتوں کے احوال کا تفصیلی بیان بطریق لف و نشر غیر مرتب اور آخر میں تینوں کے احوال کا اجمالی اعادہ۔ درمیان میں توحید کے چار عقلی دلائل کا بیان۔ اس کے بعد عظمت قرآن کا بیان اور تصدیق بالقرآن کی ترغیب اور اس کے بعد زجر۔ دو بار دعوی سورت کا ذکر۔ ایکبار درمیان میں اور ایکبار آخر میں ف۲ اذا وقعت ــ تا ــ ھباءً منبثا ٥ یہ تینوں جماعتوں کے احوال کی تمہید ہے یعنی جب لوگ تین جماعتوں میں منقسم ہونگے اس وقت کیا سماں ہوگا۔ حاصل یہ ہے کہ جب قیامت قائم ہوگی اور حشر بپا ہوگا اس وقت سب لوگ تین جماعتوں میں تقسیم ہو جائینگے۔ الواقعۃ سے قیامت مراد ہے۔ کاذبۃ فاعل بمعنی مصدر ہے یہ جملہ معترضہ ہے برائے تاکید جملۂ اولیٰ یعنی اسکا وقوع جھوٹ نہیں بلکہ حق ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں۔ ویجوز جعل الکاذبۃ بمعنی الکذب علی معنی لیس للوقعۃ کذب بل ھی وقعۃ صادقۃ.... اوعلی معنی لیس ھی فی وقت وقوعھا کذب لانہ حق لاشبھۃ فیہ (روح ج ۲۷ ص ۱۳۰) ف۳ خافضۃ رافعۃ یہ مبتدا محذوف کی خبر بعد خبر ہے یعنی قیامت کچھ لوگوں کو پست اور ذلیل وخوار کرنے والی ہے ان سے اصحاب الشمال (کفار و مشرکین) مراد ہیں اور کچھ لوگوں کو بلند کرنیوالی ہوگی اس سے السابقون اور اصحٰب الیمین مراد ہیں۔ ای ھی خافضۃ رافعۃ ترفع اقواما و تضع اٰخرین (مدارک ج ۴ ص ۱۶۲) ف۴ اذا رجت۔ الآیۃ۔ یہ اذا وقعت سے بدل ہے۔ رجّ نہایت ہی شدت سے ہلانا قیامت کے دن زمین کو اس شدت سے ہلایا جائیگا کہ زمین پر کوئی چیز کھڑی نہ رہیگی، تمام عمارتیں گر جائینگی یہانتک کہ پہاڑ بھی ریزہ ریزہ ہو کر ہموار ہو جائینگے۔ بسّ باریک کرنا، پہاڑوں کو اس طرح باریک کر دیا جائے گا کہ وہ غبار کی طرح متفرق ہو

موضح قرآن ف۱ یعنی ایک گروہ کو نیچے لے جاتی ہے اور ایک کو اوپر اٹھاتی ہے۔ ف۲ یعنی سبقت لے جانیوالے وہی ہیں جو ایمان میں سبقت لے گئے۔ ف۳ یعنی اللہ کی رحمت میں مقرب ہیں ف۴ پہلے کہا پہلی امتوں کو اور پچھلی یہ امت یا پہلے پچھلے اسی امت کے یعنی اعلیٰ درجہ کے لوگ پہلے بہت ہو چکے ہیں پیچھے کم ہوتے ہیں۔ ف۵ یعنی حور عین گرد پھیریں صدف میں چھپے موتی کے مانند۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی از امم سابقہ ۱۲ ف۲ یعنی از امت محمدیہ ۱۲۔

جائینگے۔ ای حرکت تحریکا شدیدا بحیث ینھدم ما فوقھا من بناء وجبل (وبست) فتت فتا حتی صارت کالسویق المبسوس وھو الملتوت (مظہری ج ۹ ص ۱۶۵)

۵ وکنتم ازواجا ثلثة اس وقت تم لوگ تین قسموں میں بٹ جاؤگے فاصحٰب المیمنة ـــ تا ـــ السبقون ٥ یہ تینوں قسموں کا اجمالی ذکر ہے فاصحٰب المیمنة مرکب اضافی مبتدا ہے ما اصحٰب المیمنة جملہ خبر ہے اور استفہام تعجب کے لئے ہے۔ علیٰ ہذا القیاس و اصحٰب المشئمة۔ الآیة۔ یہ اور والسابقون السابقون ٥ دونوں اصحٰب المیمنة پر معطوف ہیں اور معطوف علیہ مع معطوفین اذا وقعت کی جزاء ہے (روح) شرط اور جزا کا حاصل مفہوم یہ ہوگا۔ جب قیامت قائم ہوجائیگی جس کے قیام میں کوئی شک وشبہ نہیں جو بعض کو اونچا کرنیوالی اور بعض کو نیچا کرنیوالی ہوگی جب زمین کو نہایت شدت سے ہلایا جائیگا۔ اور پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کرکے غبار کی مانند بنا دیا جائیگا اور سب لوگ تین جماعتوں میں بٹ جائینگے، اس وقت اصحٰب الیمین کا حال نہایت اعلیٰ اور اکمل ہوگا۔ اور اصحاب الشمال نہایت ہی بدترین حال میں ہوں گے اور سابقین کا کیا کہنا وہ تو ہیں ہی سابقین ان کا تو حساب کتاب بھی نہیں ہوگا۔ والمراد تعجیب السامع من شأن الفریقین فی الفخامة والفظاعة کانہ قیل (فاصحٰب المیمنة) فی غایة حسن الحال (واصحٰب المشئمة) فی نہایة سوء الحال (روح ج ۲۷ ص ۱۳۱) اصحٰب المیمنہ سے ہر امت کے عام مؤمنین مراد ہیں جن کو اعمالنامے دائیں ہاتھوں میں دیئے جائیں گے اور اصحاب المشئمہ سے کفار ومشرکین مراد ہیں جن کے اعمالنامے ان کے بائیں ہاتھوں میں ہوں گے قال عطاء ومحمد بن کعب اصحٰب المیمنة من اوتی کتابہ بیمینہ و اصحٰب المشأمة من اوتی کتابہ بشمالہ (قرطبی ج ۱۷ ص ۱۹۸) السابقون وہ نیک لوگ جو ہر نیکی اور طاعت میں پیش پیش ہوں یہ انبیاء علیہم السلام اور ان کے کامل متبعین ہیں۔ السابقون الی الاسلام والطاعة ومراتب القرب لی اللہ تعالیٰ وھم الانبیاء علیہم السلام۔۔۔۔ ومن لحقھم من الامم بکمال متابعتھم (مظہری ج ۹ ص ۱۶۶)

۶ اولئک۔ یہ تیسری جماعت یعنی السابقون کے احوال کا بیان ہے بطریق لف ونشر غیر مرتب۔ فی جنّٰت المقربون کے متعلق ہے۔ نعمتوں کے باغوں میں یعنی جنت میں اللہ تعالیٰ کا اصل قرب تو ان سابقین ہی کو حاصل ہوگا۔ قرب خداوندی کا جو درجہ ان کو ملیگا وہ اور کسی کو نصیب نہیں ہوگا

۷ ثلة من الاولین۔ الآیة۔ ثلة کثیرة یعنی بکثرت۔ یہ مبتدا محذوف کی خبر ہے۔ خبر مبتدأ محذوف ای ھم ثلة (مظہری ج ۹ ص ۱۶۷) ای ھم ثلة والثلة الامة من الناس کثیرة (مدارک ج ۴ ص ۱۶۳) اوّلین سے مراد امت محمدیہ کے اولین اور آخرین سے امت محمدیہ کے آخرین مراد ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ امت محمدیہ سے جو لوگ سابقین کا رتبہ پائیں گے وہ اکثر اور زیادہ تر صدر اول کے مومنین (صحابہ، تابعین اور اتباع تابعین، رضی اللہ عنہم) ہوں گے اور بعد والوں میں یہ رتبہ پانے والے تھوڑے ہوں گے کیونکہ یہ مرتبہ کامل اتباع سے ملتا ہے اور کمال اتباع صدر اوّل ہی میں تھا اور اس کے بعد مرور ایام کے ساتھ ساتھ اتباع میں ضعف آتا چلا گیا لیکن اس کے باوجود بعد کے کچھ لوگوں کو بھی اللہ تعالیٰ اتباع کامل کی توفیق عطا فرمائیگا اور وہ سابقین میں شامل ہوں گے۔ فالقول الثانی فی ھذا المقام ھو الراجح وھو ان یکون المراد بقولہ تعالیٰ (ثلة من الاولین) ای من صدر ھذہ الامة (وقلیل من الاٰخرین) ای من ھذہ الامة (ابن کثیر ج ۴ ص ۲۸۴) یعنی من الصدر الاوّل من ھذہ الامة وھم القرون الثلاثة الصحابة والتابعین واتباعھم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر امتی قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم الخ (مظہری ج ۹ ص ۱۶۷)

۸ علی سرر۔ یہ ضمیر مقدر کی خبر بعد خبر ہے۔ موضونة زربافتہ ایسی چارپائیاں جو سونے کی تاروں سے بُنی ہوں اور ان میں ہیرے جواہرات جڑے ہوں۔ خبر اٰخر للضمیر المحذوف ای الموضونة المنسوجة بالذھب مشبکة بالدر والیاقوت (بیضاوی) متکئین اور متقابلین دونوں علی سرر کے متعلق کے فاعل سے حال ہیں۔ وہ جنت میں زربافتہ چارپائیوں پر تکیہ لگائے آمنے سامنے بیٹھیں گے۔ یطوف علیھم۔ ولدان مخلدون ان کی خدمت کیلئے اور انھیں کھلانے پلانے پر جو خدام مقرر ہیں وہ نہایت خوبصورت کم عمر لڑکے ہوں گے اور ہمیشہ اسی عمر میں رہیں گے بڑے نہیں ہونگے انھم یبقون دائما فی سن الولدان لایکبرون ولا یتحولون عن شکل الوصافة (بحر ج ۸ ص ۲۰۵) باکواب واباریق۔ الآیة۔ جار مجرور یطوف کے متعلق ہے۔ اکواب، کوب کی جمع ہے یعنی پیالے جن کے ٹونٹی بھی نہ ہو اور دستہ بھی۔ اباریق، ابریق کی جمع ہے وہ برتن جس کے ٹونٹی بھی ہو اور دستہ بھی۔ یہ شراب پینے کے مخصوص برتن ہیں (باکواب) بآنیة لاعری لھا ولا خراطیم والظاھر انھا الاقداح وبذلک فسرھا عکرمة وھی جمع کوب (واباریق) جمع ابریق وھو اناء لہ خرطوم قیل وعروة وفی البحر انہ من اوانی الخمر (روح ج ۲۷ ص ۱۳۶) معین جاری مراد شراب ہے جس کے جنت میں چشمے جاری ہوں گے اور اگر معن سے فعیل ہو تو بمعنی کثیر اور وافر ہوگا۔ المراد فی ھذا الموضع الخمر الجاریة من العیون۔۔۔۔ وقیل ھو فعیل من المعن وھو الکثرة (قرطبی ج ۱۷ ص ۲۰۳)

۹ لا یصدعون۔ الآیة۔ شراب جنت دنیا کی شراب سے بالکل مختلف ہوگی۔ لا یصدعون عنھا شراب جنت سے نہ تو سر کا درد ہوگا ولا ینزفون اور نہ اس سے نشہ کی کیفیت طاری ہوگی۔ ای لا تصدع رؤسھم من شربھا ولا یغلب علی عقولھم ولا یسکرون منھا (خازن ج ۷ ص ۱۶)

۱۰ وفاکھة۔ فاکھة اور لحم دونوں اکواب پر معطوف ہیں۔ وہ غلمان جنت میں سابقین کی خدمت میں ان کی مرضی اور پسند کے میوے پیش

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ㉔ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا ㉕
عمل کرتے تھے نہیں سنیں گے ۱۱؎ وہاں بکواس اور نہ گناہ کی بات
اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ㉖ وَاَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ
مگر ایک بولنا سلام سلام اور داہنے ۱۲؎ والے کیا کہنے داہنے
الْيَمِيْنِ ㉗ فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ㉘ وَّطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ ㉙ وَّ
والوں کے رہتے ہیں بیری کے درختوں میں جسمیں کانٹا نہیں اور کیلے تہ بہ تہ اور
ظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ㉚ وَّمَآءٍ مَّسْكُوْبٍ ㉛ وَّفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ ㉜
سایہ لمبا اور پانی بہتا ہوا اور میوہ ۱۳؎ بہت
لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ ㉝ وَّفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ㉞
نہ اسمیں ٹوٹا اور نہ روکا ہوا ف۱ اور بچھونے اونچے
اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ㉟ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ㊱ عُرُبًا
ہمنے اٹھایا ان عورتوں کو ایک اچھے اٹھان پر پھر کیا انکو کنواریاں پیار دلانے والیاں
اَتْرَابًا ㊲ لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ㊳ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ㊴
ہمعمر ف۲ واسطے داہنے والوں کے انبوہ ہے ۱۴؎ پہلوں میں سے
وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ㊵ وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ
اور انبوہ ہے پچھلوں میں سے ف۲ اور ۱۵؎ بائیں والے کیسے بائیں
الشِّمَالِ ㊶ فِيْ سَمُوْمٍ وَّحَمِيْمٍ ㊷ وَّظِلٍّ مِّنْ يَّحْمُوْمٍ ㊸
والے تیز بھاپ میں اور جلتے پانی میں اور سایہ میں دھوئیں کے جلے
لَّا بَارِدٍ وَّلَا كَرِيْمٍ ㊹ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُتْرَفِيْنَ ㊺
نہ ٹھنڈا اور نہ عزت کا وہ لوگ تھے ۱۶؎ اس سے پہلے خوش حال
وَكَانُوْا يُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيْمِ ㊻ وَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ ۙ
اور ضد کرتے تھے اس ف۲ بڑے گناہ پر اور کہا کرتے تھے

ع ۳۸ ۱۴

ل۱ پہلی جماعت کا ذکر ۱۲۔

ل۲ دوسری جماعت کا ذکر ۱۲۔

کریں گے اور ان کی خواہش کے مطابق پرندوں کا گوشت حاضر کریں گے وحور الخ یہ ولدان پر معطوف ہے یا یہ مبتدأ ہے اور اسکی خبر محذوف ہے۔ ای لھم حور کامثال اللؤلؤ الخ یہ حور کی صفت ہے یا اس سے حال ہے (روح) حوروں کی سچے موتیوں سے تشبیہ چہرے کی چمک دمک اور صفائ بشرہ میں ہے۔ جنت میں ان کے لئے ایسی عورتیں ہونگی جن کی آنکھیں سیاہ اور موٹی ہوں گی اور وہ حسن وجمال اور چہرے کی چمک دمک میں ان سچے موتیوں کی مانند ہوں گی جن کو گرد و غبار سے بچا کر بحفاظت رکھا گیا ہو۔ جزاء بما کانوا یعملون ہ جزاءً فعل مقدر کا مفعول لہ ہے یا مفعول مطلق ہے۔ مفعول لہ ای یفعل بھم ذلک کلہ لجزاء اعمالھم او مصدر ای یجزون جزاء (مدارک ج ۴ ص ۱۶۳) یہ سارے انعامات ان کے اعمال صالحہ کا صلہ ہوں گے

۱۱؎ لا یسمعون۔ جنت ہر لحاظ سے پر امن اور سلامتی کی جگہ ہوگی، وہاں کوئی جسمانی اور ذہنی اذیت نہیں ہوگی، وہاں جس طرح کام و دہن کی لذتیں حاصل ہوں گی اسی طرح اہل جنت کے کان بھی پسندیدہ آوازوں سے لطف اندوز ہوں گے اور ہر ایذا رساں آواز سے ان کے کان محفوظ ہوں گے۔ وہاں کوئی بیہودہ بات اور خلاف طبع ہذیان وغیرہ سنائی نہیں دے گا۔ وہاں ہر طرف سے سلام کی آوازیں آئیگی فرشتے اہل جنت کو سلام کا تحفہ پیش کرینگے اور اہل جنت آپس میں بھی ایکدوسرے کا اسی تحیہ سے خیر مقدم کریں گے۔ (ابن کثیر، مظہری)

۱۲؎ واصحٰب الیمین ہ یہ پہلی جماعت یعنی اصحاب المیمنہ کے احوال کا بیان ہے۔ اصحاب الیمین کا کیا کہنا انکا حال نہایت اچھا اور اعلیٰ ہوگا فی سدر مخضود ہ مخضود کانٹوں کے بغیر۔ جنت کے میوہ دار درخت کانٹوں سے عاری ہوں گے تاکہ میوہ تناول کرتے وقت کانٹے رنگ میں بھنگ نہ ملادیں۔ چنانچہ بیری کا درخت دنیا میں کانٹوں سے لیس ہوتا ہے، لیکن جنت میں جو بیری کے مشابہ درخت ہوں گے وہ کانٹوں سے عاری ہوں گے اور انکا پھل حجم میں مٹکوں کے برابر ہوگا اور نہایت خوش ذائقہ اور خوشبودار ہوگا۔ سدر فی الجنۃ شجر علی خلقۃ لہ ثمر کقلال ھجر طیب الطعم والریح (مخضود عا) من الشوک (بحر ج ۸ ص ۲۰۶) وطلح منضود اور کیلے کی پھلیاں تہ بہ تہ ہوں گی زمین سے لیکر سارا درخت پھلیوں سے لدا ہوا گا۔ اشارہ کثرت کی طرف ہے۔ وظل ممدود وہاں سایہ وسیع اور دائمی ہوگا اور کبھی گرمی محسوس نہ ہوگی وماء مسکوب اور پانی جنت میں ہر جگہ دستیاب اور جاری ہوگا اور اس کے حاصل کرنے میں کوئی تکلیف نہیں ہوگی **۱۳؎** وفاکھۃ۔ تمام انواع واقسام کے میوے بکثرت ہوں لامقطوعۃ ہمیشہ دستیاب ہوں گے اور کسی بھی وقت منقطع نہیں ہوں گے۔ ولا ممنوعۃ جب چاہیں گے کسی بھی وقت کوئی ممانعت اور پابندی نہیں ہوگی۔ وفرش مرفوعۃ اور نہایت عالیشان اور پرتکلف فرش اور بچھونے ہوں گے۔ امام ابو عبیدہ کے نزدیک فرش سے مراد عورتیں (حوریں) ہیں

موضح قرآن ف۱ یعنی اس میں سے کچھ نہیں ٹوٹ چکا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۲ داہنا اور بایاں یہ کہ کاغذ اعمال کا جس کے داہنے میں آیا وہ بہشتی اور بائیں میں آیا تو دوزخی ۱۲ منہ رحمہ اللہ۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی بغنج و دلال ہمعمر بایکدیگر ۱۲ ف۲ یعنی شرک ۱۲۔

کیونکہ عرف میں عورت کو فراش کہا جاتا ہے اور مرفوعۃ سے قدر و منزلت کی بلندی مراد ہے۔ انا انشأنٰھن اس پر قرینہ ہے۔ (روح) حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں یہاں مضاف مقدر ہے ای ذوات فرش اور مراد حوریں ہیں انا انشأنٰھن اس پر شاہد ہے۔ انشأنٰھن ہم نے حوروں کو از سر نو پیدا کیا ہے۔ اس طرح حوریں ایک جدید مخلوق ہوں گی جنہیں ولادت کے بغیر اللہ تعالیٰ پیدا فرمائے گا۔ فالمعنی انا ابتدأنٰھن ابتداءً جدیدًا من غیر ولادۃ ولا خلق اول (روح ج ۲۷ ص ۱۴۲) اس سے بعض زائغین کے خیال کا بطلان واضح ہو گیا جو کہتے ہیں کہ مشرکین کی بلوغ سے پہلے مرنے والی لڑکیوں کو حوریں بنایا جائے گا۔

ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۴۷﴾

کیا جب ہم مر گئے اور ہو چکے مٹی اور ہڈیاں کیا ہم پھر اٹھائے جائینگے

اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ ﴿۴۹﴾

اور کیا ہمارے اگلے باپ دادے بھی تو کہدے ف۱ اگلے اور پچھلے

لَمَجْمُوْعُوْنَ ۵ اِلٰى مِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۵۰﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا

سب اکٹھے ہونیوالے ہیں ایک دن مقرر کے وقت پر پھر تم جو ہو اے

الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ﴿۵۱﴾ لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ﴿۵۲﴾

بہکے ہوؤ جھٹلانے والو البتہ کھاؤ گے ایک درخت سینڈ کے سے

فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ﴿۵۴﴾

پھر بھرو گے اس سے پیٹ پھر پیو گے اس پر ایک جلتا پانی

فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ ﴿۵۵﴾ هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿۵۶﴾

پھر پیو گے جیسے پئیں اونٹ تونسے ہوئے مہمانی ہے ف۱ انکی انصاف کے دن

نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ ﴿۵۷﴾ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ﴿۵۸﴾

ہمنے تم کو بنایا ف۱ پھر کیوں نہیں سچ مانتے ف ۲ بھلا دیکھو جو ف۲ پانی تم ٹپکاتے ہو ف

ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿۵۹﴾ نَحْنُ قَدَّرْنَا

اب تم اس کو بناتے ہو یا ہم ہیں بنانے والے ف۳ ہم ٹھہرا چکے

بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ﴿۶۰﴾ عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ

تم میں مرنا اور ہم عاجز نہیں اس بات سے کہ بدلے میں لے آئیں

اَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ

تمہاری طرح کے لوگ اور اٹھا کھڑا کریں تمکو وہاں جہاں تم نہیں جانتے ف اور تم جان چکے ہو کہ

النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فَلَوْلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۶۲﴾ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ﴿۶۳﴾

پہلا اٹھان پھر کیوں نہیں یاد کرتے بھلا دیکھو تو جو ف۲ تم بوتے ہو

مر۱ توحید پر عقلی دلیل ۱۲۔

مر۲ دوسری عقلی دلیل ۱۲۔

ابکارا کنواری ہونگی عربًا۔ عروب کی جمع ہے یعنی وہ اپنے شوہروں سے بہت محبت کریں گی۔ اتراب، ترب کی جمع ہے یعنی ہمعمر۔ اصحاب الیمین کیلئے ہم از سر نو جنت میں حوریں پیدا کریں گے جو کنواری اور شوہروں کو اپنے حسن و جمال اور حسن اخلاق کی وجہ سے نہایت محبوب ہونگی اور عمر میں ان کے برابر ہونگی **۱۴** ثلۃ من الاولین۔ اصحاب الیمین امت محمدیہ کے صدر اوّل اور صدر آخر کے مؤمنین بکثرت ہونگے عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھما جمیعا من امتی (ابن کثیر ج ۴ ص ۲۹۴) **۱۵** واصحٰب الشمال۔ یہ دوسری جماعت کے احوال کا بیان ہے۔ اصحاب الشمال کا کیا پوچھتے ہو ان کا حال نہایت برا اور ناگفتہ بہ ہو گا۔ فی سموم الخ مبتدا "ھم" محذوف ہے اور یہ اصحاب الشمال کے حال بد کا بیان ہے۔ ان کو ٹھنڈی ہوا اور ٹھنڈے پانی کے بجائے نہایت ہی گرم اور زہریلی ہوا اور کھولتا ہوا پانی نصیب ہو گا اور گرمی سے بچنے کے لئے کوئی سایہ نہ ہو گا سوا اس دھواں کے جو جہنم کی آگ سے اٹھیگا۔ اہل دوزخ دوڑ کر اس کے سائے میں پناہ لینے کی کوشش کریں گے۔ لا بارد ولا کریم مگر وہ سایہ نہ ٹھنڈا ہو گا اور نہ کسی حد تک مفید ہو گا۔ اس سے ان کے عذاب میں کسی قسم کی کمی واقع نہیں ہو گی السموم الریح الحارۃ التی تؤثر تأثیر السم (مفردات راغب) حمیم وھو الماء الشدید الحرارۃ (روح ج ۲۷ ص ۱۴۳) (یحموم) ای دخان شدید السواد...... (لا بارد) کسائر الظل (ولا کریم) ای لا نافع بوجہ ما (مظہری ج ۹ ص ۱۷۶) **۱۶** انھم۔ مترفین۔ عیش و عشرت اور شہوات نفسانیہ کے اتباع میں منہمک۔ الحنث العظیم بہت بڑا گناہ یعنی شرک و کفر۔ یہ لوگ دنیا میں عیش و عشرت اور خواہشات نفسانیہ کے پیچھے پڑے رہے اور شرک و کفر ایسے عظیم گناہ پر بضد رہے اور قیامت کا انکار کرتے رہے اور اس کو عقل و قیاس سے بعید سمجھ کر کہتے تھے کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم اور ہمارے باپ دادا مر کر مٹی ہو جائیں اور ہماری ہڈیاں

موضح قرآن ف۱ یعنی دوسرا بنانا ۱۲ منہ رح ف۲ یعنی تم کو اور جہان میں لے جاویں تمہاری جگہ یہاں اور خلقت بسا دیں ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی اعادہ را ۱۲۔ ف۲ یعنی منی را ۱۲۔ ف۳ یعنی تقلیب می کنیم منی را از حال بحال تا آدمی پیدا شود ۱۲۔

بوسیدہ ہو جائیں اور پھر بھی ہم دوبارہ زندہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوں۔ قل ان الاولین ۵ یہ مشرکین کے انکار و تعجب کا جواب ہے۔ آپ فرما دیں اللہ تعالیٰ کیلئے یہ کوئی مشکل نہیں وہ تمام اگلے اور پچھلے لوگوں کو اس معلوم و متیقن دن میں ضرور جمع کریگا۔ ثم انکم۔ الآیۃ۔ یہ اہل جہنم کی طرف التفات ہے لے گمراہو اور جھٹلانیوالو! قیامت قائم ہونے کے بعد تم سبکو جہنم میں ڈالا جائے گا۔ اور وہاں تمہیں زقوم ایسا پُرخار اور نہایت ہی تلخ درخت کھانے کیلئے ملیگا۔ جسے تم خوب پیٹ بھر کر کھاؤ گے۔ پھر جب شدت کی پیاس لگیگی تو اسپر نہایت ہی گرم کھولتا ہوا پانی پینے کو ملیگا جسے تم اس طرح پیوگے جس طرح پیاسے اونٹ پیتے ہیں۔ پیاسا اونٹ خوب سیر ہو کر پانی پیتا ہے اور پھر اپنے پیٹ میں پانی کا ذخیرہ بھی کر لیتا ہے تاکہ بعد میں کام آئے حاصل یہ ہے کہ دوزخی پیاس کے مارے کھولتے ہوئے پانی پر پیاسے اونٹ کی طرح ٹوٹ پڑینگے لیکن اس سے کچھ بھی تسکین نہ ہوگی، بلکہ وہ پانی ان کی انتڑیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ ۱۸ ھذا نزلھم۔ الآیۃ

ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ﴿۶۴﴾ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ
کیا تم اسکو کرتے ہو کھیتی یا ہم ہیں کھیتی کر دینے والے اگر ہم چاہیں تو کر ڈالیں اسکو

حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ﴿۶۵﴾ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ بَلْ نَحْنُ
روندا ہوا گھاس پھر تم سارے دن رہو باتیں بناتے ہم تو قرضدار رہ گئے بلکہ ہم

مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۶۷﴾ اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ﴿۶۸﴾ ءَاَنْتُمْ
بے نصیب ہو گئے ف۱ بھلا دیکھو تو پانی کو ۲۳ جو تم پیتے ہو کیا تم نے

اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ﴿۶۹﴾ لَوْ نَشَآءُ
اتارا اس کو بادل سے یا ہم ہیں اتارنے والے اگر ہم چاہیں

جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِيْ
کر ڈالیں اسکو کھارا پھر کیوں نہیں احسان مانتے بھلا دیکھو تو آگ ۲۴ جس کو

تُوْرُوْنَ ﴿۷۱﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَآ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ ﴿۷۲﴾
تم سلگاتے ہو کیا تم نے پیدا کیا اس کا درخت یا ہم ہیں پیدا کرنے والے ف۲

نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ﴿۷۳﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ
ہمنے ہی تو بنایا وہ درخت یاد دلانے کو اور برتنے کو جنگل والوں کے ف۳ سو بول پاکی اپنے

رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۷۴﴾ فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ﴿۷۵﴾ وَ
رب کے نام کی ۲۵ جو سب سے بڑا سو میں قسم کھاتا ہوں ۲۶ تاروں کے ڈوبنے کی ف۴ اور

اِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ﴿۷۶﴾ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ﴿۷۷﴾
یہ قسم ہے ۲۷ سمجھو تو بڑی قسم بے شک یہ قرآن ہے عزت والا

فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ﴿۷۸﴾ لَّا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ﴿۷۹﴾
لکھا ہوا ہے ایک پوشیدہ کتاب میں اسکو وہی چھوتے ہیں جو پاک بنائے گئے ہیں ف۵

تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۰﴾ اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْتُمْ
اتارا ہوا ہے ۲۸ پروردگار عالم کی طرف سے اب کیا اس بات میں تم

ع ۲ ۳۶ ۱۵

۱ تیسری عقلی دلیل ۱۲۔

۲ چوتھی عقلی دلیل ۱۲۔

۳ ذکر دعویٰ بار اول ۱۲

۴ بیان عظمت قرآن ۱۲۔

قیامت کے دن دوزخ میں کفار و مشرکین (اصحاب الشمال) کی اس طرح تواضع اور مہمان نوازی کی جائیگی۔ کھانے کیلئے زقوم اور پینے کیلئے کھولتا ہوا پانی، اسے مہمانی استہزاء و تہکم کے طور پر کہا گیا ای رزقھم الذی یعد لھم، کالنزل الذی یعد للاضیاف تکرمۃ لھم، وفیہ تھکم (قرطبی ج ۱۷ ص ۲۱۵) ۱۹ نحن خلقنکم۔ یہ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ نیز قیامت کی دلیل ہے۔ ہر دلیل میں افرأیتم سے متنبہ کیا گیا ہے کہ ہر دلیل بالکل واضح اور روشن ہے تم خود ہی سوچ کر بتاؤ کہ دلائل میں جو حقائق مذکور ہیں وہ درست ہیں یا نہیں پہلی دلیل میں فرمایا تم خوب جانتے ہو کہ پہلی بار ہم نے تمکو پیدا کیا ہے تو پھر دوبارہ زندہ ہونے کو کیوں نہیں مانتے ہو؟ جسنے تمہیں پہلی بار پیدا کر لیا ہے وہ دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے اور جو تم سب کا خالق ہے وہی برکات دہندہ ہے اور کوئی نہیں۔ افرأیتم۔ یہ اس دلیل کی تفصیل ہے۔ بھلا یہ تو بتاؤ کہ بیویوں کے رحموں میں تم جو مادہ منویہ ڈالتے ہو کیا اس سے کامل و مکمل انسان تم پیدا کرتے ہو یا ہم پیدا کرتے ہیں؟ مشرکین اس بات کے معترف تھے کہ خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ نحن ۲۰ قدرنا الخ اور ہمنے تم میں سے ہر ایک کی موت کا ایک وقت مقرر کر دیا ہے جسمیں کوئی تقدیم و تاخیر نہیں ہو سکتی جس طرح تمکو پیدا ہمنے کیا ہے اسی طرح تمہاری موت بھی ہمارے ہی اختیار میں ہے وما نحن بمسبوقین الخ مسبوقین مغلوبین یعنی اس سے ہم عاجز و مغلوب نہیں کہ تمہاری جگہ تمہاری مانند اور انسانوں کو پیدا کر لیں اور تمہاری انسانی شکلیں مسخ کر کے تمہیں ایسی شکلوں میں منتقل کر دیں جنکا تمہیں وہم و گمان بھی نہ ہو۔ اظہار قدرت کیساتھ تہدید و تخویف کیطرف بھی اشارہ ہے ای لا یغلبنا احد علی ان نذھبکم و نأتی مکانکم اشباھکم من الخلق (روح ج ۲۷ ص ۱۴۷) قال الحسن ای نجعلکم قردۃ و خنازیر کما فعلنا باقوام قبلکم (قرطبی ج ۱۷ ص ۲۱۷) ۲۱ ولقد علمتم الآیۃ پہلی پیدائش کو تو تم خوب جانتے ہو اور مانتے ہو کہ پہلی بار تمہیں اللہ ہی نے پیدا کیا ہے تو پھر اس سے کیوں عبرت نہیں پکڑتے ہو؟ کہ جو ابتداءً پیدا کرتا ہے وہ دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے (فلولا تذکرون) ای بانی قادر علی اعادتکم کما قدرت علی ابداءکم اول مرۃ (خازن و معالم ج ۷ ص ۲۳) ۲۲ افرأیتم ما تحرثون۔ یہ دوسری عقلی دلیل ہے اب یہ بتاؤ یہ جو تم زمین میں ہل چلا کر بیج ڈال دیتے ہو کیا ان دانوں سے سر سبز و شاداب اور لہلہاتے کھیت تم خود ہی پیدا کر لیتے ہو یا ہم پیدا کرتے ہیں؟ اگر تمہارے اختیار میں ہو تو تم کوئی موسم نہ دیکھو اور ہر وقت ہی ہر چیز

موضح قرآن ف۱ یعنی تم کہو کہ ہمنے تاوان اٹھایا بلکہ ہم محروم ہیں ف۲ کئی درخت ہیں سبز جن کو رگڑنے سے آگ نکلتی ہے آگے سورہ یٰسین میں اسکا بیان ہو چکا ہے ف۳ یاد یہ کہ اس آگ سے دوزخ کی آگ یاد آوے اور جنگل والوں کو آگ سے بہت کام ہو جاڑوں میں اور سبھی کام چلتا ہے اس سے ف۴ ایک معنی یہ کہ آیتیں اترنے کی پیغمبروں کے دل میں ۱۲ منہ ف۵ یعنی فرشتے اس کتاب کو ہاتھ لگاتے ہیں وہ کتاب یہی قرآن لکھا ہوا ہے فرشتوں کے ہاتھوں میں یا لوح محفوظ میں

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی شہب ۱۲۔ ف۲ یعنی در لوح محفوظ ۱۲۔

اگاتے رہو۔ مشرکین کو اس کا بھی اقرار تھا کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ اگاتا ہے اور وہی کھیتوں اور باغوں کو پروان چڑھاتا ہے۔ لو نشآء۔ الآیۃ اگر ہم چاہیں تو لہلہاتے کھیتوں کو ناگہانی آفتوں سے چورہ کر کے رکھ دیں تو تم باتیں ہی بناتے رہ جاؤ کہ ہم تو مارے گئے، بلکہ سال بھر کی روزی سے بھی محروم ہو گئے۔ التفکہ التکلم فیما لایعنیک (قرطبی ج ۱۷، ص ۲۱۹)

ف۲۳ افرأیتم الماء الخ یہ تیسری عقلی دلیل ہے۔ اچھا اب یہ بتاؤ کہ یہ میٹھا اور خوشگوار پانی جو تم پیتے ہو یہ بادلوں سے تم نے اتارا ہے یا ہم ہی اسے اتارتے ہیں؟ اگر تم خود مینہ برسا سکتے ہو تو خشک سالی میں خود ہی بارش برسا لیا کرو، خدا سے کیوں دعائیں مانگتے ہو؟ مشرکین کو اس کا بھی اعتراف تھا کہ بارش اللہ ہی برساتا ہے۔ لو نشآء الآیۃ۔ اگر ہم چاہیں تو پانی کو بدمزہ اور کڑوا بنا دیں جو پینے کے قابل نہ رہے تو بتاؤ کیا تم مجھے ایسا کرنے سے روک سکتے ہو؟ ہرگز نہیں، تو پھر اللہ کی ان نعمتوں کا شکر کیوں نہیں بجالاتے ہو؟ اور صرف اسی ہی کو منعم و محسن اور برکات دہندہ کیوں نہیں سمجھتے ہو؟ اور غیر اللہ کو برکت دینے میں اسکا شریک کیوں بناتے ہو؟ یہ تو انتہائی سفاہت و شقاوت ہے۔

ف۲۴ افرأیتم النار الخ یہ توحید پر چوتھی عقلی دلیل ہے بعض درخت ایسے ہیں کہ اگر ان کی لکڑیوں کو ایکدوسری پر رگڑا جائے تو ان سے آگ نمودار ہو جاتی ہے۔ قدیم زمانے میں آگ حاصل کرنیکا یہی طریقہ تھا۔ عرب میں مَرخ اور عَفار نامی دو درخت مشہور تھے۔ جن میں آگ پیدا کرنے کی صلاحیت دوسرے درختوں کی نسبت زیادہ تھی۔ اب آخر میں یہ بتاؤ کہ یہ جو لکڑیوں کو باہم رگڑ کر تم روشن کر لیتے ہو کیا یہ درخت تم نے پیدا کئے ہیں یا ہم نے؟ ظاہر ہے کہ ہر نبات اور ہر نجم و شجر کا خالق وہی ہے۔ نحن جعلنٰھا۔ الآیۃ ہم نے اس دنیا کی آگ کو عبرت بنا دیا ہے کہ اس سے آخرت میں دوزخ کی آگ کا اندازہ لگا لیا جائے جو اس سے کئی گنا زیادہ سخت ہوگی۔ اور مسافروں کیلئے جو جنگلوں اور بیابانوں میں پڑاؤ ڈالیں آگ کو ایک نہایت ہی مفید اور ضرورت کی چیز بنا دیا ہے۔ آگ کی ضرورت تو ہر جگہ ہے لیکن مسافروں کو اس کی زیادہ ضرورت رہتی ہے کیونکہ دوران سفر جنگلوں میں پکا پکایا کھانا انہیں میسر نہیں آسکتا۔

ف۲۵ فسبح باسم۔ الآیۃ۔ دلائل اربعہ کے بعد پہلی بار دعویٰ سورت کا ذکر ہے۔ خطاب ہر مخاطب سے ہے ہر وہ شخص جو مذکورہ بالا دلائل عقلیہ میں غور و فکر کرے اس پر لازم ہے کہ وہ ان سے اللہ کی قدرت کاملہ اور اسکی وحدانیت کا سبق حاصل کرے اور ایسے عظیم مالک اور اعلیٰ صفات پروردگار کو ہر شریک سے پاک سمجھے اسی کو کارساز اور برکات دہندہ مانے۔

ف۲۶ فلا اقسم۔ یہاں سے عظمت قرآن کا بیان شروع ہوتا ہے نیز اس میں تصدیق بالقرآن کی ترغیب دی گئی ہے۔ فلا اقسم میں لا زائدہ ہے محاورات میں قسم پر اکثر لا زائدہ استعمال ہوتا ہے جیسا کہ لا و اللہ وغیرہ۔ امام آلوسی نے فرمایا ہے کہ یہ لا زائدہ ہے برائے تاکید (روح) اور مواقع النجوم سے ستاروں کے غروب ہونے کی جگہیں مراد ہیں۔ ستاروں کا غروب ان کے فنا اور زوال کی دلیل ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بالاتر طاقت کے زیر تصرف ہیں جس طرح آسمان کے جگمگاتے ستارے چھپ جاتے اور ان کی روشنی زائل ہو جاتی ہے اسی طرح یہ سارا جہان ایک وقت فنا ہو جائے گا۔ لا مزیدۃ مؤکدۃ (مدارک) بمواقع النجوم ای بمساقط کواکب السماء و مغاربھا...... تخصیصھا بالقسم لما فی غروبھا من زوال اثرھا والدلالۃ علی وجود مؤثر دائم لایتغیر۔ ولذا استدل الخلیل علیہ بالافول علی وجود الصانع جل وعلا (روح ج ۲۷ ص ۱۵۲)

ف۲۷ وانہ لقسم۔ یہ قسم اور جواب قسم کے درمیان جملہ معترضہ ہے۔ برائے بیان عظمت قسم یعنی اگر تمہیں اسکی حقیقت کا علم ہو تو یہ ایک نہایت عظیم الشان قسم اور شاہد ہے۔ انہ لقرآن الخ یہ جواب قسم ہے یہ قرآن نہایت اعلیٰ اور احسن کتاب ہے جو دینی اور دنیوی منافع کا بیش بہا خزینہ ہے فی کتٰب مکنون ۝ وہ لوح محفوظ میں محفوظ اور ہر قسم کے تغیر و تبدل سے مامون و مصئون ہے۔ لا یمسہ الا المطھرون ۝ جملہ کتاب مکنون کی صفت ہے اور المطھرون سے مراد فرشتے ہیں جو ہر قسم کے گناہوں اور نجاستوں سے پاک ہیں۔ اور مس کنایہ ہے لوح محفوظ کے علوم پر اطلاع سے حاصل یہ ہوا کہ لوح محفوظ کے علوم پر فرشتوں کے سوا کوئی مطلع نہیں ہو سکتا۔ ونفی مسہ کنایۃ عن لازمہ وھو نفی الاطلاع علیہ وعلی ما فیہ (روح ج ۲۷ ص ۱۵۴) یا یہ قرآن کی صفت ہے اور المطھرون سے وہ لوگ مراد ہیں جو حدث اصغر اور حدث اکبر سے پاک ہوں اور نفی بمعنی نہی ہے اور مراد یہ ہے قرآن مجید کو صرف وہی لوگ ہاتھ لگائیں جو باوضو ہوں۔ المراد بالمطھرون، المطھرون عن الحدث الاصغر والحدث الاکبر والمعنی لاینبغی ان یمس القرآن الا من ھو علی طھارۃ من الناس فالنفی بمعنی النھی بل ابلغ من النھی الصریح (روح ملخصاً) اسی بناء پر جمہور فقہاء کا مذہب یہ ہے کہ بے وضو آدمی قرآن مجید کو ہاتھ نہ لگائے امام بخاری رح اسکی اجازت دیتے ہیں۔

ف۲۸ تنزیل۔ یہ بھی قرآن کی صفت ہے یہ قرآن اُس شہنشاہ کی طرف سے نازل ہوا ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اور ساری کائنات کا مالک ہے۔ افبھذا الحدیث انتم مدھنون ۝ تو کیا تم ایسی خوبیوں والی کتاب اور مالک کائنات کے ایسے عظیم الشان حکمنامے سے بے اعتنائی برت رہے ہو؟ اور بجائے اس کے کہ تم اس نعمتِ عظمیٰ کی قدر کرتے۔ اس کا شکر بجالاتے اور اس پر ایمان لا کر اس پر عمل کرتے، تم نے اسے جھٹلا دیا ہے اور اس کا انکار کر دیا ہے۔ یہ انتہائی نادانی اور بدبختی ہے۔ رزقکم ای شکرکم قال ابن عباس: تجعلون شکرکم التکذیب (قرطبی ج ۱۷، ص ۲۲۸)

حضرت شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:۔

" تم تکذیب قرآن کو اپنا نصیب (حصہ) بناتے ہو۔"

مُّدۡهِنُوۡنَ ﴿۸۱﴾ وَ تَجۡعَلُوۡنَ رِزۡقَكُمۡ اَنَّكُمۡ تُكَذِّبُوۡنَ ﴿۸۲﴾
سستی کرتے ہو ۔ اور اپنا حصہ تم یہی لیتے ہو کہ اسکو جھٹلاتے ہو

فَلَوۡلَاۤ اِذَا بَلَغَتِ الۡحُلۡقُوۡمَ ﴿۸۳﴾ وَاَنۡتُمۡ حِيۡنَئِذٍ تَنۡظُرُوۡنَ ﴿۸۴﴾
پھر کیوں نہیں ف۲۹ جس وقت جان پہنچے حلق کو اور تم اس وقت دیکھ رہے ہو

وَنَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَيۡهِ مِنۡكُمۡ وَلٰكِنۡ لَّا تُبۡصِرُوۡنَ ﴿۸۵﴾ فَلَوۡلَاۤ
اور ہم اس کے پاس ہیں تم سے زیادہ پر تم نہیں دیکھتے پھر کیوں نہیں

اِنۡ كُنۡتُمۡ غَيۡرَ مَدِيۡنِيۡنَ ﴿۸۶﴾ تَرۡجِعُوۡنَهَاۤ اِنۡ كُنۡتُمۡ
اگر تم نہیں ہو کسی کے حکم میں تو کیوں نہیں پھیر لیتے اس روح کو اگر ہو تم

صٰدِقِيۡنَ ﴿۸۷﴾ فَاَمَّاۤ اِنۡ كَانَ مِنَ الۡمُقَرَّبِيۡنَ ﴿۸۸﴾
سچے ف۱ سو جو اگر ف۳۰ وہ ہوا مقرب لوگوں میں

فَرَوۡحٌ وَّرَيۡحَانٌ ۙ وَّجَنَّتُ نَعِيۡمٍ ﴿۸۹﴾ وَاَمَّاۤ اِنۡ
تو راحت ہے اور روزی ہے اور باغ نعمت کا اور جو ف۳۱ اگر

كَانَ مِنۡ اَصۡحٰبِ الۡيَمِيۡنِ ﴿۹۰﴾ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنۡ
وہ ہوا داہنے والوں میں تو سلامتی پہنچے تجھ کو داہنے

اَصۡحٰبِ الۡيَمِيۡنِ ﴿۹۱﴾ وَاَمَّاۤ اِنۡ كَانَ مِنَ الۡمُكَذِّبِيۡنَ
والوں سے ف اور جو اگر وہ ہوا ف۳۲ جھٹلانے والوں

الضَّآلِّيۡنَ ﴿۹۲﴾ فَنُزُلٌ مِّنۡ حَمِيۡمٍ ﴿۹۳﴾ وَّتَصۡلِيَةُ
بہکنے والوں میں سے تو مہمانی ہے جلتا پانی اور ڈالنا

جَحِيۡمٍ ﴿۹۴﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الۡيَقِيۡنِ ﴿۹۵﴾ فَسَبِّحۡ
آگ میں بے شک یہ بات یہی ہے لائق یقین کے سو بول پاکی

بِاسۡمِ رَبِّكَ الۡعَظِيۡمِ ﴿۹۶﴾
اپنے رب کے نام سے ف۳۳ جو سب سے بڑا

ع ۳
۲۲
۱۶

منزل ۷

ف۲۹ فلولا اذا بلغت الحلقوم - یہ معاندین پر زجر ہے۔ اذا ترجعون مؤخر سے متعلق ہے اور یہی لولا کا جواب ہے حینئذ تنظرون اور ونحن اقرب الیہ منکم ولکن لاتبصرون دونوں جملہ سابقہ کے مضمون سے حال ہیں۔ اور فلولا ثانی، بعد عہد کی وجہ سے لولا اوّل کا اعادہ ہے۔ اور ان کنتم صٰدقین ۝ ان کنتم غیر مدینین ۝ کا اعادہ ہے غیر مدینین ای غیر مملوکین و لا مقهورین (قرطبی ج ۱۷ ص ۲۳۱) غیر مجزیین (روح) و ترجعونہا جواب لقولہ تعالیٰ فلولا اذا بلغت الحلقوم الخ، (ایضاً)، اب ترتیب عبارت یوں ہوگی فلولا ترجعونہا اذا بلغت الحلقوم ان کنتم غیر مدینین، (کشاف) حاصل معنی یہ ہوا کہ اگر تم اس دعوے میں سچے ہو کہ تم اللہ کے مملوک اور اسکی قدرت کے آگے مغلوب و مقہور نہیں ہو اور جزا و سزا کا دن نہیں آئیگا تو جب تم میں سے کسی کی جان نکلنے لگے اور حلقوم تک پہنچ جائے تو اسکو واپس کیوں نہیں لوٹا لیتے۔ حالانکہ تم اسوقت وہاں موجود ہوتے ہو لیکن ہم اس مرنیوالے آدمی سے تمہاری نسبت زیادہ نزدیک ہوتے ہیں مگر تم دیکھ نہیں سکتے اور اس وقت ہماری گرفت کے سامنے تم سب عاجز ہوتے ہو۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ تم سب اللہ تعالیٰ کے مملوک اور اسی کے سامنے مقہور و مغلوب ہو۔ قیامت ضرور آئیگی اور ہر شخص اپنے اعمال کی جزاء و سزا پائیگا۔ ف۳۰ فاما ان کان من المقربین یہ تیسری جماعت کے حال کا اعادہ ہے فروح و ریحان یہ خبر مقدم محذوف کا مبتدا ہے ای فلہ روح (روح) روح، رحمت ریحان رزق (روح، بحر، قرطبی)، یا روح راحت اور آرام اور ریحان بوئے خوش (قرطبی)، مقربین کو آخرت میں نعمتوں سے مالا مال ایسے باغ ملینگے جن میں ہر قسم کی راحت ہوگی مختلف اقسام کا پاکیزہ رزق اور گلہائے رنگا رنگ سے ان کے مشام دماغ مسرور و معطر ہونگے یہ سب اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اسکا فضل ہوگا۔ ف۳۱ واما ان کان من اصحاب الیمین یہ پہلی جماعت کے حال کا اعادہ ہے فسلام سے پہلے یقال مقدر ہے اور من ابتدائیہ ہے یعنی جب کوئی اصحاب الیمین کا آدمی فوت ہوتا ہے تو اسے کہا جاتا ہے کہ اصحاب الیمین کی طرف سے تجھے سلام ہو۔ ای فیقال لذلك المتوفی منہم سلام لك یا صاحب الیمین من اخوانك اصحاب الیمین ای یسلمون علیك (روح ج ۲۷ ص ۱۶۰) یا من اصحاب الیمین مبتدا محذوف کی خبر ہے یعنی اسے فرشتوں کی طرف سے سلام کا تحفہ ملتا ہے اور اسے یہ خوشخبری بھی سناتے ہیں کہ تو اصحاب الیمین میں سے ہے معناہ فسلام لك، انت من اصحاب الیمین (طبری) ف۳۲ واما ان کان من الخ یہ دوسری جماعت کے حال کا اعادہ ہے۔ اگر وہ جھٹلانیوالوں اور گمراہوں میں سے ہوگا تو کھولتے ہوئے پانی سے اسکی تواضع کی جائیگی اور اسے جہنم میں داخل کیا جائیگا جسمیں وہ ہمیشہ کیلئے رہیگا اور اس سے اسکو کبھی نکلنا نصیب نہ ہوگا۔ ان ھذا لھو حق الیقین ۝ یہ سب کچھ برحق اور یقینی ہے ف۳۳ فسبح باسم ربك العظیم ۝ آخر میں دعوٰی سورت کا اعادہ ہے برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں اس لئے برکت دینے میں اسکو شریکوں سے پاک سمجھو اور ہر قسم کے شرک سے اسکی پاکیزگی اور تنزیہہ بیان کرو۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

۱ زجر برائے معاندین ۱۲

۳ اعادہ ذکر جماعت سوم ۱۲

۲ اعادہ ذکر جماعت اوّل ۱۲

۴ اعادہ ذکر جماعت دوم ۱۲

۵ اعادہ دعوٰی سورت ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی خاطر جمع رکھ ان کی طرف سے ۱۲ منہ رح۔ فتح الرحمٰن ف۱ لفظ لولا داخل ست بر ترجعونہا و اعادہ آن برائے تاکید است ۱۲۔

سورہ واقعہ میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات:۔ فسبح باسم ربك العظیم دو مرتبہ

سورۃ الحدید

ربط سورۃ النجم میں واضح کیا گیا کہ اللہ کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی حاجات میں پکارنے کے لائق ہے۔ اس کے بعد سورۃ القمر میں بیان کیا گیا کہ ہر چیز کو اندازے کے ساتھ پیدا کرنے والا بھی وہی ہے پھر سورۃ الرحمٰن میں بطور ترقی فرمایا گیا کہ جب خالق و مالک اور کارساز بھی وہی ہے۔۔ تو برکات دہندہ بھی وہی ہے پھر سورۃ واقعہ میں کہا گیا کہ صرف اللہ ہی کو برکات دہندہ سمجھو اور اس صفت میں کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ اب سورۃ الحدید میں مذکور ہوگا کہ جب تم اس مسئلے کو سمجھ چکے ہو تو اب اسکی اشاعت کیلئے اپنا مال بھی خرچ کرو اور جہاد بھی کرو۔

سورۃ مجادلہ سے لیکر سورہ تحریم تک مضمون کے اعتبار سے تمام سورتیں، سورہ الحدید ہی سے متعلق ہیں۔ سورہ الحدید میں دو مضمون مذکور ہیں اوّل اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنیکا۔ حکم دوم جہاد کی ترغیب۔ اس کے بعد چار سورتیں المجادلہ، الحشر، الممتحنہ اور الصف) سورہ الحدید کے دوسرے مضمون (ترغیب الی القتال فی سبیل اللہ) پر بطور لف ونشر غیر مرتب متفرع ہوں گی۔ اور اگلی چار سورتیں (الجمعہ، المنافقون) التغابن اور الطلاق) سورہ الحدید کے پہلے مضمون (النفاق فی سبیل اللہ) پر متفرع ہیں اس کے بعد سورۃ التحریم میں سورہ الحدید کے دونوں مضمونوں کا بطریق لف ونشر مرتب بمنزلہ تتمہ اعادہ کیا گیا ہے۔ پہلی چاروں سورتوں میں سے ہر دوسری سورت کو اور دوسری چاروں سورتوں میں سے ہر پہلی سورت کو تسبیح سے شروع کیا گیا ہے تاکہ اصل مسئلہ یعنی نفی شرک ذہن میں رہے اور اس سے ذہول نہ ہونے پائے اور معلوم ہوجائے کہ جہاد اسی مسئلہ کے لئے کیا جارہا ہے۔ پہلے مجموعے کی آخری سورت (الصف) اور دوسرے مجموعے کی پہلی سورت (الجمعہ) میں تسبیح کو جمع کردیا گیا اس لئے سورۃ الجمعہ سے سورۃ الحدید کا دوسرا مضمون شروع ہونے والا تھا اس طرح ایک مضمون کے اختتام اور دوسرے مضمون کی ابتدا میں امتیاز ہوگیا۔

خلاصہ تمہید، انفاق فی سبیل اللہ کا حکم، اسکے پانچ وجوہ۔ ترغیب الی القتال، بشارت فتح۔

تفصیل

سورۃ الحدید میں دو مضمون مذکور ہیں اوّل اشاعتِ توحید کی خاطر مال خرچ کرنیکا حکم دوم۔ اللہ کی راہ میں جہاد کی ترغیب سبح للّٰہ ما فی السمٰوٰت والارض ــــ تا ــــ وھو علیم بذات الصدور ٥ میں بطور تمہید مسئلہ توحید کا ذکر ہے جس کی خاطر انفاق اور جہاد ہوگا۔ یہاں توحید کو تینوں مراتب مذکور ہیں۔ دو صراحتًہ اور ایک ضمنًا۔ پہلا مرتبہ ساری کائنات کا خالق تعالیٰ ہی ہے یحی و یمیت وھو علی کل شیءٍ قدیر دوسرا مرتبہ تخت بادشاہی پر وہ خود ہی مستوی ہے اور کوئی اختیار اس نے کسی کو سپرد نہیں کر رکھا ثم استوی علی العرش۔ تیسرا مرتبہ جب خالق و مالک اور متصرف و مختار وہی ہے تو کارساز اور معبود بھی وہی ہے۔ اٰمنوا باللّٰہ۔ الآیۃ۔ یہ پہلا مضمون ہے۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنیکا حکم اور خرچ کرنے والوں کے لئے بشارت۔ وانفقوا مما جعلکم ــــ تا ــــ ان کنتم مومنین ٥ یہ انفاق کی پہلی وجہ ہے۔ یہ مال میرا ہے، میں نے چند روز کے لئے تمہارے تصرف میں دیا ہے اور تم اللہ سے عہد کرچکے ہو کہ اس کے احکام مانوگے۔ اب اسکا حکم آگیا ہے کہ اس کی راہ میں مال خرچ کرو۔ لہٰذا اسکا حکم مانو اور مال خرچ کرو، وہ خرچ کرنے پر تمہیں اجر بھی دے گا۔ ھوالذی ینزل۔ الآیۃ۔ یہ ترغیب ہے یعنی ایسے رحیم و کریم بادشاہ کا حکم مانو۔ دوسری وجہ۔ وما لکم الا تنفقوا فی سبیل اللہ وجہ اول سے بطور ترقی فرمایا گیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ہو حالانکہ تمہیں مرنا ہے اور سب کچھ یہیں چھوڑ جانا ہے۔ اب وقت ہے خرچ کرلو۔ جب وقت ہاتھ سے نکل گیا تو افسوس کروگے۔ تیسری وجہ من ذا الذی یقرض اللّٰہ۔ الآیۃ۔ (رع ۲) مان لیا کہ مال تمہارا ہی ہے اور تم نے خود کمایا ہے، لیکن دنیا میں بطور قرض دیدو میں دنیا ہی میں اس سے کئی گنا زیادہ دیدونگا۔

یوم تری المومنین والمؤمنات الآیۃ۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کے لئے بشارت اخرویہ ہے انفاق فی سبیل اللہ کی وجہ سے قیامت کے دن ان کے آگے پیچھے نور ہوگا اور وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔

یوم یقول المنٰفقون والمنٰفقٰت ــــ تا ــــ وبئس المصیر ٥ یہ منافقین کے لئے تخویف اخروی ہے وہ نور انفاق سے محروم ہونگے وہ مومنین سے توجہ کا مطالبہ کرینگے تاکہ انھیں کچھ روشنی نصیب ہو۔ لیکن فریقین کے درمیان دیوار حائل کردی جائیگی اور منافقین عذاب میں مبتلا ہوں گے اور فدیہ وغیرہ کسی حیلے سے عذاب سے نہیں بچ سکیں گے۔

الم یأن للذین اٰمنوا۔ الآیۃ۔ یہ ایمان والوں کے لئے زجر ہے اور قبول حق اور حق پر قائم رہنے کی ترغیب ہے۔ ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ کے احکام

سُوْرَۃُ الْحَدِیْدِ مَدَنِیَّۃٌ وَّھِیَ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰیَۃً وَّاَرْبَعُ رُکُوْعَاتٍ

سورۃ حدید مدینہ میں نازل ہوئی اور اس کی انیس آیتیں ہیں اور چار رکوع

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ①

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور وہی ہے زبردست حکمتوں والا

لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ ۚ وَھُوَ عَلٰی

اسی کیلئے ہے راج آسمانوں کا اور زمین کا جلاتا ہے اور مارتا ہے اور وہ سب

کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ② ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَ

کچھ کر سکتا ہے وہی ہے سب سے پہلا اور سب سے پچھلا اور باہر اور

الْبَاطِنُ ۚ وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ③ ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ

اندر اور وہ سب کچھ جانتا ہے وہی ہے جس نے بنائے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی

آسمان اور زمین چھ دن میں پھر قائم ہوا

الْعَرْشِ ؕ یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَمَا یَخْرُجُ مِنْھَا وَمَا

تخت پر جانتا ہے جو اندر جاتا ہے زمین کے اور جو اس سے نکلتا ہے اور جو

یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا یَعْرُجُ فِیْھَا ؕ وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَ

کچھ اترتا ہے آسمان سے اور جو کچھ اس میں چڑھتا ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں

مَا کُنْتُمْ ؕ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ④ لَہٗ مُلْکُ

کہیں تم ہو اور اللہ جو تم کرتے ہو اسکو دیکھتا ہے اسی کے لئے ہے راج

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاِلَی اللّٰہِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ⑤

آسمانوں کا اور زمین کا اور اللہ ہی تک پہنچتے ہیں سب کام

کے آگے سر تسلیم خم کر دینا چاہیئے اور اہل کتاب کی طرح سنگدل نہیں ہو جانا چاہیئے۔ اعلموا ان اللہ یحیی الارض بعد موتہا۔ الآیۃ۔ یہ انفاق کی تیسری وجہ سے متعلق ہے اللہ کی راہ میں خرچ کرنیوالوں کی دولت میں اس طرح کئی گنا اضافہ ہوتا ہے جس طرح زمین میں ایک دانہ بو دینے سے کئی سو گنا دانے پیدا ہوتے ہیں ان المصدقین والمصدقات۔ الآیۃ ترغیب الی الانفاق۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنیوالوں کی دولت میں کئی گنا اضافہ کے علاوہ وہ بہت بڑے اجر و ثواب کے بھی مستحق ہیں۔ والذین اٰمنوا باللہ ورسلہ۔ الآیۃ اللہ کی راہ میں خرچ کرنیوالے مومنین کے لئے بشارت اخرویہ۔ ان لوگوں کو صدیقوں اور شہیدوں کا مرتبہ نصیب ہوگا۔ والذین کفروا وکذبوا۔ الآیۃ۔ یہ کفار کے لئے تخویف اخروی ہے انفاق کی چوتھی وجہ:۔ اعلموا انما الحیٰوۃ الدنیا الآیۃ (ع ۳) اگر دنیا میں اس کا بدلہ نہ بھی ملا تو غم نہ کرنا چاہیئے یہ دنیا چیز ہی کیا ؟ یہ محض چند روزہ زینت و آرائش اور فخر و نمائش کی جگہ ہے جس طرح لہلہاتے کھیت آن کی آن میں تباہ ہو جاتے ہیں دنیا کی چہل پہل بھی اسی طرح فانی ہے۔ سابقوا الی مغفرۃ من ربکم۔ الآیۃ۔ اگر دنیا میں کچھ نہ ملا تو آخرت میں اسکا بے حساب اجر و ثواب ملیگا اور جنت میں زمین و آسمان کی وسعت سے بھی زیادہ مربعے ملیں گے۔ پانچویں وجہ:۔ ما اصاب من مصیبۃ فی الارض۔ الآیۃ اگر تم اللہ کی راہ میں اس لئے مال خرچ نہیں کرتے ہو تاکہ وہ مصیبتوں میں کام آئے تو یہ خیال بھی غلط ہے کیونکہ جو مصیبت مقدر ہو چکی ہے وہ ضرور آئیگی دولت سے دفع نہیں کی جا سکتی۔ لکیلا تاسوا علی مافاتکم ـــ تا ـــ ھو الغنی الحمید ٥ مذکورہ بالا توضیح کی علت ہے اور بخیلوں اور دوسروں کو بخل پر اکسانے والوں کے لئے تخویف و تہدید ہے۔ لقد ارسلنا رسلنا بالبینٰت ـــ تا ـــ ان اللہ قوی عزیز ٥ یہ سورت کے دوسرے مضمون یعنی جہاد فی سبیل اللہ کا بیان ہے۔ ہم نے بنی آدم کی ہدایت کیلئے پیغمبر بھیجے اور ان پر کتابیں نازل کیں اور لوہے ایسی نہایت مفید اور اہم دھات پیدا کی تاکہ لوگ اس سے گوناگوں فوائد حاصل کریں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس سے مختلف قسم کے ہتھیار بنا کر اللہ کی راہ میں جہاد کریں اور اس طرح اللہ کے دین کی مدد کرنے والے دوسروں سے ممتاز ہو جائیں ولقد ارسلنا نوحا و ابراھیم ـــ تا ـــ و کثیر منھم فسقون ٥ (ع ۴) ہم نے نوح و ابراہیم (علیہما السلام) کی اولاد میں مسلسل پیغمبر مبعوث کئے یہانتک کہ عیسیٰ (علیہ السلام) آئے مسئلہ توحید میں مشرکین سے مقابلہ ہوا تو حواریین نے عیسیٰ (علیہ السلام) کا ساتھ دیا اور ہم نے بھی ان کو مشرکین پر فتحیاب اور غالب کیا۔ لیکن بعد کے لوگوں نے گوشہ نشینی اختیار کر لی، مگر اس پر بھی پورے نہ اترے اور فسق و فجور کی راہ اختیار کر لی۔ یایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ۔ الآیۃ۔ اہل کتاب کو ایمان لانے اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دینے کی ترغیب ہے۔ اے اہل کتاب جو عیسیٰ (علیہ السلام) پر ایمان لا چکے ہو ! خدا سے ڈرو اور اس کے آخری رسول پر بھی ایمان لے آؤ اور اس کا اسی طرح ساتھ جس طرح حواریوں نے عیسیٰ (علیہ السلام) کا ساتھ دیا تھا، اللہ تعالیٰ تمہیں دوگنا ثواب عطا فرمائیگا لئلا یعلم الآیۃ۔ تاکہ اہل کتاب یہ نہ سمجھیں کہ اب وہ جہاد نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ان کا امام اور امیر کوئی نہیں۔ لہذا اب میرا آخری پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) امام اور امیر ہے، اب وہ اسپر ایمان لا کر، اس کے ساتھ مل کر جہاد کریں ۵۲ سبح للہ۔ الآیۃ۔ اس آیت میں مسئلہ توحید کا بیان ہے جس کی خاطر مال خرچ کرنے اور جہاد کرنیکا حکم آگے

۱ بیان توحید ۱۲

۲ توحید کا پہلا مرتبہ ۱۲

۳ دوسرا مرتبہ ۱۲

۴ توحید کے تیسرے مرتبے کا اعادہ ۱۲

آرہا ہے۔ ما فی السمٰوٰت والارض زمین وآسمان کی ساری مخلوق اور پورا نظام کائنات ہر قسم کے شرک سے اللہ تعالیٰ کے تنزہ وتقدس پر شاہد ہے۔ کائنات کا ذرہ ذرہ زبانِ حال اور زبان قال سے گواہی دے رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے۔ علم وقدرت میں، حکمت وصنعت میں، اختیار وتصرف میں اور تمام صفاتِ کارسازی میں کوئی اس کا شریک نہیں اس کے بعد توحید کے تین مراتب کا ذکر ہے۔ دو کا صراحۃً اور ایک کا تبعًا۔ **۳** له ملك السمٰوٰت والارض الاٰیۃ توحید کا پہلا مرتبہ ہے۔ یعنی سب کا خالق اور پروردگار اللہ تعالیٰ ہی ہے، موت وحیات اسی کے ہاتھ میں ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ کوئی چیز اس کے تصرف واقتدار سے باہر نہیں۔ وہ علی الاطلاق موجود اوّل ہے اس سے پہلے کوئی چیز نہ تھی۔ وہ ازلی ہے اس کی کوئی ابتداء نہیں نہ آخر ہے۔ ہر چیز فنا ہوگی، مگر وہ ابدی ہے اس پر فنا نہیں آئے گی۔ والظاھر وہ سب پر غالب اور سب سے برتر ہے اس سے اوپر کوئی نہیں اور اس کے سوا کائنات میں کوئی متصرف ومختار نہیں والباطن وہ ہر پوشیدہ بات کو جانتا ہے۔ کوئی چیز اس سے مخفی نہیں۔ یا اس سے مراد یہ ہے کہ اس کے سوا کوئی ملجأ وماویٰ اور جائے پناہ نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان الفاظ کی تفسیر اس طرح منقول ہے۔ اللھم رب السمٰوٰت السبع ورب العرش الکریم..... انت الاوّل فلیس قبلك شیٔ وانت الاٰخر فلیس بعدك شیٔ وانت الظاھر فلیس فوقك شیٔ وانت الباطن فلیس دونك شیٔ اقض عنا الدین واغننا من الفقر وقال الطیبی المعنی بالظاھر فی التفسیر النبوی الغالب الذی یغلب ولا یغلب فیتصرف فی المکونات علی سبیل الغلبة والاستیلاء اذ لیس فوقه احد یمنعه وبالباطن من لا ملجأ ولا منجی دونه یلتجئ الیه ملتجئ (روح ج ۲۷ ص ۱۶۷) عنی بالظاھر الغالب والباطن العالم (قرطبی ج ۱۷ ص ۲۳۶) وھو بکل شیٔ علیم کائنات کی کوئی چیز اسکے علم سے باہر نہیں **۴** ھو الذی خلق السمٰوٰت یہ توحید کے دوسرے مرتبے کا بیان ہے یعنی ساری کائنات کو پیدا کرنیکے بعد تخت بادشاہی پر خود ہی مستوی ہے کائنات کا تمام نظم ونسق اسکے اپنے ہاتھ میں ہے اور کوئی معاملہ اسنے کسی کے حوالے نہیں کر رکھا، نہ اختیار وتصرف میں اسکا کوئی حصہ دار ہے اور نہ علم غیب میں اسکا کوئی شریک ہے۔ وہ زمین وآسمان کی ہر چیز کو جانتا ہے علم وقدرت کے اعتبار سے ہر شخص کے ساتھ ہے اور ہر فرد بشر کا ہر عمل اس کی نگاہوں میں ہے **۵** له ملك السمٰوٰت۔ یہ توحید کے تیسرے مرتبے کا اعادہ ہے خالق ومالک بھی وہی ہے اور تخت بادشاہی پر بھی وہی مستوی ہے اور کائنات کے تمام معاملات اسی کی طرف راجع ہیں۔ اور کائنات میں وہی متصرف ومختار ہے۔ یولج الیل فی النھار۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اختیار وتصرف کا ایک نمونہ ہے یعنی رات دن کا آنا جانا اور ان کا گھٹنا اور بڑھنا اللہ کے اختیار میں ہے اور اس کا علم اس قدر محیط اور کامل ہے کہ وہ سینوں کے پوشیدہ رازوں کو بھی اچھی طرح جانتا ہے۔ جب ساری کائنات کا خالق ومربی اور ساری کائنات میں بلاشرکت غیرے متصرف ومختار وہی ہے تو

يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۭ وَهُوَ
داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں اور اس کو

عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ⑥ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَ
خبر ہے جیوں کی بات کی یقین لاؤ ف اللہ پر اور اس کے رسول پر

اَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
اور خرچ کرو اس میں سے ف جو تمہارے ہاتھ میں دیا ہے اپنا نائب کرکر ف سو جو لوگ

مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ⑦ وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ
تم میں یقین لائے ہیں اور خرچ کرتے ہیں انکو بڑا ثواب ہے اور تم کو کیا ہوا کہ یقین نہیں لاتے

بِاللّٰهِ ۚ وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ اَخَذَ
اللہ پر اور رسول بلاتا ہے تم کو کہ یقین لاؤ اپنے رب پر اور لے چکا ہے

مِيْثَاقَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ⑧ هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰى
تم سے عہد ف پکا اگر ہو تم ماننے والے ف وہی ہے جو اتارتا ف ہے اپنے

عَبْدِهٖٓ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ
بندے پر آیتیں صاف کہ نکال لائے تم کو اندھیروں سے اجالے میں

وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ⑨ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا
اور اللہ تم پر نرمی کرنے والا ہے مہربان اور کیا تم کو ہوا ہے کہ خرچ نہیں

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ لَا
کرتے اللہ کی راہ میں اور اللہ ہی کو بچ رہتی ہر شے آسمانوں میں اور زمین میں ف برابر

يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ۭ
نہیں تم میں جس نے کہ خرچ کیا فتح مکہ سے پہلے اور لڑائی کی

اُولٰۗىِٕكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ
ان لوگوں کا درجہ بڑا ہے ان سے جو کہ خرچ کریں اس کے بعد

۱؎ ذکر مضمون انفاق وترغیب انفاق بطریق خمس ۱۲-
۲؎ طریق اول ۱۲
۳؎ ترغیب انفاق وبشارت ۱۲-
۴؎ طریق دوم ۱۲-

موضح قرآن۔ ف اللہ قرار لے چکا ہے دنیا میں آنے سے پہلے اور اس کا اثر رکھ دیا ہے دل میں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی روز الست بربکم ۱۲ ف۲ مترجم گوید یعنی ہر کہ بمیرد آنچہ بگذارد در ملک خدا باشد پس بآن بخل کردن نہایت شنیع است واللہ اعلم ۱۲۔

لامحالہ وہی سب کا کارساز ہے۔ اور حاجات و مصائب میں مافوق الاسباب پکارکے لائق بھی وہی ہے۔ یہ توحید کا تیسرا مرتبہ ہے۔ توحید کے یہ تینوں مراتب سُورۂ انعام کی ابتداء میں بھی مذکور ہوئے ہیں اور اسی طرح سورۂ حشر کی آخری آیتوں اور پھر سورۃ الناس کی ابتدائی آیتوں میں بھی مذکور ہوں گے۔

۶ اٰمنوا باللّٰہ۔ یہ سورۃ الحدید کے پہلے مضمون یعنی انفاق فی سبیل اللہ کا بیان ہے اور پانچ طریقوں سے خرچ کرنیکی ترغیب دی گئی ہے۔ یہ خطاب چونکہ مؤمنین کو ہے اس لئے یہاں اٰمنوا حقیقت پر محمول نہیں ہوگا یعنی "ایمان لاؤ" بلکہ مراد یہ ہے کہ ایمان پر قائم رہو، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام مانو اور ان پر عمل کرو، کیونکہ یہی ایمان کا تقاضا ہے۔ وانفقوا یہ اٰمنوا پر معطوف ہے۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ کے نزدیک یہ عطف تفسیری ہے اور ایمان کے بعض تقاضوں کی تفسیر ہے حاصل یہ ہے کہ اللہ کے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی تعمیل کرو جن میں سے فی الوقت سب سے زیادہ ضروری اور اہم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی، توحید کی اشاعت اور کفر و شرک کو مٹانے کے لئے مال خرچ کرو۔ امر تعالیٰ عبادہ المؤمنین بالثبات علی الایمان و ادامتہ والنفقۃ فی سبیل اللہ (بحر ج ۸ ص ۲۱۸)

۷ مما جعلکم مستخلفین فیہ یہ ترغیب الی الانفاق کا پہلا طریق ہے۔ حاصل یہ ہے کہ درحقیقت یہ مال تو ہے ہی میرا میں نے چند دنوں کیلئے تم کو اس میں جانشین اور متصرف بنایا ہے۔ اب اگر تم اس مال میں سے کچھ میری راہ میں خرچ کروگے تو اپنے پاس سے تو کچھ بھی نہیں دو گے، بلکہ میری اپنی ہی چیز مجھے واپس دوگے اس انداز بیان میں حکمت یہ ہے کہ اگر یہ بات لوگوں کے ذہنوں میں اتر جائے تو اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ان پر دشوار نہیں رہیگا بلکہ آسان ہوجائے گا اور وہ خوشی سے دین کی خدمت میں مال خرچ کرینگے۔ عبر جل شأنہ عما بایدیھم من الاموال بذلک تحقیقا للحق وترغیبا فی الانفاق، فان من علم انہا للہ تعالیٰ و انما ھو بمنزلۃ الوکیل یصرفہا الی ما عینہ اللہ تعالیٰ من المصارف ھان علیہ الانفاق (روح ج ۲۷ ص ۱۶۹)

۸ فالذین اٰمنوا۔ یہ ترغیب الی الانفاق اور بشارت ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی کس قدر مہربانی اور نوازش ہے کہ لوگوں کے پاس جو مال ہے وہ ہر بھی اُسی کا، لیکن پھر بھی جو لوگ اس کی راہ میں خرچ کریں گے انہیں دنیا اور آخرت میں ثواب اور جنت مرحمت فرمائیگا۔ وما لکم لا تؤمنون الاٰیۃ خطاب مومنوں سے ہے اور ایمان سے حاصل معنی مراد ہے یعنی انفاق فی سبیل اللہ ای و مالکم لا تنفقون فی سبیل اللہ۔ اسی طرح لتؤمنوا بربکم ای لتنفقوا فی سبیل ربکم۔ اور میثاق سے عہد الست مراد نہیں بلکہ اس سے وہ عہد مراد ہے جو انھوں نے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کرتے وقت باندھا تھا کہ ہم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام احکام کو مانیں گے۔ حاصل یہ ہوا کہ کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ہو؟ حالانکہ خدا کا پیغمبر تمہیں خرچ کرنے کی ترغیب دے رہا ہے اور حکم فرما رہا ہے اور تم سمع اور طاعت کا عہد بھی کرچکے ہو۔ اگر تم واقعی سچے مومن ہو تو اس حکم کی تعمیل کرو اور اللہ کی راہ میں بڑھ چڑھ کر خرچ کرلو۔ ہذا ما قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۹ ھو الذی ینزل۔ یہ ایک دوسرے انداز سے انفاق کی ترغیب ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندۂ خاص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر واضح آیتیں اور روشن دلیلیں نازل فرما رہا ہے تاکہ تمہیں کفر و شرک اور جاہلیت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں سے نکال کر ایمان و توحید کی روشنی میں داخل فرمائے۔ اللہ جو کیسا مہربان اور رحیم و کریم بادشاہ ہے اسکا حکم ضرور مانو اور ایمان و توحید کی روشنی کو سارے جہان میں پھیلانے کیلئے بے دریغ مال خرچ کرو۔

۱۰ ومالکم الا تنفقوا۔ یہ ترغیب الی الانفاق کا دوسرا طریق ہے۔ پہلے بطور ترقی فرمایا یہ مال و دولت یہیں رہیگا لیکن تم نہ رہو گے اب وقت ہے خرچ کرلو جب یہ موقع ہاتھ سے نکل جائیگا تو پچھتاؤ گے خرچ کروگے تو اس کے بدلے اور اجر ملے گا اور اگر خرچ نہیں کرو گے تو اصل مال بھی آخر ہاتھ سے چلا جائیگا۔ ان اللہ یرث کل شئ فیہا ولا یبقی لاحد مال واذا کان کذلک فانفاقہ بحیث انہ یستخلف عوضا وھو الثواب اولیٰ (مظہری ج ۹ ص ۱۹) یہ زمین جو مختلف شکلوں میں دولت اگلتی ہے اور یہ آسمان جہاں سے بارش، گرمی اور روشنی وغیرہ آکر دولت اگلنے میں زمین سے تعاون کرتی ہیں میرے پاس رہ جائینگی اور تم دنیا سے رخصت ہوجاؤگے۔

۱۱ لا یستوی منکم۔ فتح سے غلبۂ اسلام مراد ہے۔ خاص فتح مراد نہیں۔ قالہ الشیخ قدس سرہٗ اور بعض کے نزدیک اس سے صلح حدیبیہ مراد ہے۔ لیکن جمہور مفسرین کے نزدیک اس سے فتح مکہ مراد ہے۔ فتح مکہ سے پہلے چونکہ عرب میں ہر طرف کفر کا غلبہ تھا اور اسلام قبول کرنا گویا اپنے کو مصائب و آفات میں جھونک دینے کے مرادف تھا اور اس دور میں اسلام کی خاطر مالی اور جانی قربانیوں کی ضرورت بھی زیادہ تھی اور فتح مکہ کے بعد اسلام کو غلبہ حاصل ہوگیا اور حالات کا رُخ یکسر بدل گیا۔ اس لئے فرمایا جن لوگوں نے فتح مکہ سے پہلے اسلام قبول کیا۔ اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا اور جہاد کیا وہ رتبہ میں اور اجر و ثواب میں ان لوگوں سے بڑھ کر اور ان پر فائق ہیں جو فتح مکہ کے بعد اسلام لائے اور مال خرچ کیا اور جہاد میں شریک ہوئے لیکن اس فرق مراتب کے باوجود ایک انعام میں سب شریک ہیں اور وہ جنت کا وعدہ ہے اور وہ سب جنت کے مستحق ہیں۔ یہ آیت تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اہل جنت قرار دیتی ہے اور یہ ان حضرات کی بہت بڑی فضیلت ہے اس لئے ان کے بارے میں زبانِ طعن کھولنے کی اجازت نہیں (وکلا وعد اللہ الحسنیٰ) ای المتقدمون المتناھون السابقون والمتأخرون اللاحقون وعدھم اللہ جمیعا الجنۃ مع تفاوت الدرجات (قرطبی ج ۱۷ ص ۲۴۱)۔

۱۲ه من ذا الذی۔ یہ ترغیب انفاق کا تیسرا طریق ہے۔ فیضٰعفہ جواب استفہام ہے۔ اس لئے منصوب ہے۔ اور قرأت رفع میں یقرض پر معطوف ہے قال ابن عطیة هنا الرفع یعنی فی یضاعفه علی العطف .... و قرأ عاصم فیضاعفه بالنصب بالفاء علی جواب الاستفهام (بحر ج ۸ ص ۲۱۹) حاصل یہ ہے کہ قرض کر لیا مال تمہارا ہی ہے، تم نے خود کمایا ہے اور باپ دادا سے میراث میں پایا ہے، تو چلو بطور قرض ہی دے دو۔ دنیا ہی میں اس سے کئی گنا زیادہ واپس کر دوں گا اور آخرت کا اجر و ثواب اس کے علاوہ ہوگا ۱۳ه یوم تری۔ ظرف، لہ اجر کریم کے متعلق مقدر سے متعلق ہے اور یہ مومنوں کے لئے بشارت اخروی ہے جو اللہ کی راہ

وَقٰتَلُوْا ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

اور لڑائی کریں اور سب سے وعدہ کیا ہے اللہ نے خوبی کا اور اللہ کو خبر ہے جو کچھ تم کرتے

خَبِيْرٌ ﴿۱۰﴾ ع مَنْ ذَا الَّذِىْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا

ہو ف کون ہے ایسا کہ ف قرض دے ۱۲ه اللہ کو اچھی طرح

فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗۤ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ﴿۱۱﴾ يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ

پھر وہ اسکو دونا کر دے اس کیواسطے اور اسکو ملے ثواب عزت کا جسدن تو دیکھے ایمان والے مردوں

وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ

کو اور ایمان والی عورتوں کو دوڑتی ہوئی چلتی ہے انکی روشنی ان کے آگے اور ان کے داہنے

بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

خوشخبری ہے تم کو آج کے دن باغ ہیں کہ نیچے بہتی ہیں جن کے نہریں سدا رہو

فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۲﴾ يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ

ان میں یہ جو ہے یہی ہے بڑی مراد ملنی ف جس دن کہیں گے ۱۴ه دغاباز مرد اور

وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ

عورتیں ایمان والوں کو راہ دیکھو ہماری ہم بھی روشنی لے لیں تمہارے نور سے

قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ؕ فَضُرِبَ

کوئی کہے گا لوٹ جاؤ پیچھے پھر ڈھونڈھ لو روشنی ف پھر کھڑی کردی

بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ؕ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ

جائے انکے بیچ میں ایک دیوار جسمیں ہوگا دروازہ اس کے اندر رحمت ہو گی اور باہر

مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ﴿۱۳﴾ يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ؕ

کی طرف عذاب یہ ان کو پکاریں گے کیا ہم نہ تھے ف تمہارے ساتھ

قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَ

کہیں گے کیوں نہیں لیکن تم نے بچلا دیا اپنے آپ کو اور راہ دیکھتے رہے ف۲ اور

ع ۱
۱۷

۱ طریق سوم برائے انفاق ۱۲

۲ زجر و تخویف برائے منافقین ۱۲

میں دل کھول کر مال خرچ کرتے ہیں۔ قیامت کے دن جب مومنین پلصراط پر سے گذریں گے اس وقت ان کے آگے اور ان کی دائیں جانب روشنی ہوگی جس میں وہ پلصراط پر سے صحیح سلامت گذر جائیں گے یہ روشنی ایمان اور اعمال صالحہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، انفاق فی سبیل اللہ وغیرہ کی ہوگی۔ اس لئے اعمال صالحہ کے مطابق ان کی روشنی کم و بیش ہوگی عن ابن مسعود یؤتون نورهم علی قدر اعمالهم (قرطبی ج ۱۷ ص ۲۴۴)۔

بشرٰکم الیوم اس سے پہلے یقال لهم مقدر ہے۔ جنت کے دروازوں پر فرشتے ان کے استقبال کے لئے کھڑے ہوں گے اور ان سے کہیں گے تمہیں نعمتوں کو باغات مبارک ہوں جن میں ہر قسم کے مشروبات کی نہریں بہہ رہی ہیں اور یہ تمہارا دائمی ٹھکانہ ہے تم ان میں ہمیشہ رہو گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ ای یقال لهم ذلك والقائل الملائکة الذین یتلقونهم (روح ج ۲۷ ص ۱۷۵) ۱۴ه یوم یقول الاٰیۃ۔ یہ پہلے یوم سے بدل ہے اور یہ منافقین کے لئے زجر و تخویف ہے۔ انظرونا منافقین، مومنین سے کہیں گے ہماری طرف دیکھو تاکہ تمہارے نورانی چہروں سے نور کی شعاع ہم تک پہنچے اور ہم بھی اس کی روشنی میں راستہ دیکھ سکیں یا انظرونا کے معنی ہیں انتظرونا یعنی جلدی جلدی نہ چلو ذرا ٹھہر جاؤ تاکہ تمہاری روشنی میں ہم بھی پلصراط عبور کر سکیں۔ نقتبس۔ انظروا۔ امر کا جواب ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے۔ (مظہری) قیل ارجعوا۔ جس طرح منافقین دنیا میں مومنوں سے استہزا کیا کرتے تھے۔ اسی طرح قیامت کے دن مومنین بطور استہزا منافقوں سے کہیں گے کہ اب اس طرح مانگنے سے روشنی نہیں ملتی۔ جاؤ واپس دنیا میں اور وہاں ایمان لاؤ، نیک عمل کرو، صدقہ خیرات دو تو روشنی حاصل ہوگی، لیکن اب دنیا میں واپس

موضح قرآن ف۱ ہر کچھ بچ رہتا ہے یعنی مالک فنا ہوتا ہے اور ملک اللہ کو بچ رہتی ہے اور ہمیشہ اسی کا مال تھا فتح سے پہلے یعنی فتح مکہ سے پہلے جنہوں نے خرچ کیا اور جہاد کیا وہ بڑے درجے لے گئے ۱۲ منہ رح ف۲ قرض کے معنی یہ کہ اس وقت خرچ کرو جہاد میں پھر تمہیں دولتیں برتو گے اور یہی معنی دونے کے مالک میں اور غلام میں بیاج نہیں جو دیا سو اسکا اور جو نہ دیا سو اس کا ۱۲ منہ رح ف۳ جس وقت پلصراط پر چلیں گے سخت اندھیرا ہوگا اپنے ایمان کی روشنی ساتھ ہوگی آگے اور داہنے کہ نیک عمل داہنی طرف جمع ہوتے ہیں ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمن ف۱ مترجم گوید یعنی در دنیا روید و تحصیل نور کنید کہ اینجا تحصیل نور نیست واللہ اعلم ۱۲ ف۲ یعنی ہزیمت مسلمانا نرا

جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ فضرب بینہم اس کے بعد دونوں جماعتوں کے درمیان دیوار حائل کردی جائیگی۔ یہ جنّت اور دوزخ کے درمیان ہوگی جس میں دروازہ ہوگا اس دیوار کے اندر کی طرف اللہ کی رحمت ہوگی اور باہر کی جانب عذاب ہوگا فضرب بینہم بسور ای بحائط حائل بین شق الجنة وشق النار (مدارک ج ۴ ص ۱۷۰) **ف۱۵** ینادونہم۔ منافقین مومنوں سے کہیں گے کیا دنیا میں ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟ دنیا میں ہم تمہارے دین پر تھے اور تمہارے ساتھ مل کر نمازیں بھی پڑھا کرتے تھے اس لئے آج کچھ تو ہماری مدد کرو۔ قالوا بلی۔ مومنین جواب دیں گے بے شک تم ہمارے ساتھ تھے لیکن تم نے منافقت کرکے اپنی جانوں کو ہلاکت میں ڈال لیا۔ تم کہلاتے تو مسلمان تھے لیکن ہمیشہ مسلمانوں کے مصائب میں مبتلا ہونے کے منتظر اور آرزومند رہتے تھے اور حقیقت یہ ہے کہ تمہیں اللہ کی توحید میں اور دین اسلام کی صداقت میں شک تھا اور تم دل سے مسلمان تھے ہی نہیں وغرتکم الامانی تمہیں مختلف جھوٹی آرزوں نے دھوکے میں ڈالے رکھا تم نے یہ سمجھا کہ ابھی چند دنوں کے اندر اندر اسلام کا نام ونشان مٹنے والا ہے اس لئے تم نے دو غلی پالیسی اختیار کئے رکھی یہاں تک کہ موت نے تمہیں آ لیا الامانی الفارغة التی من جملتہا الطمع فی انتکاس الاسلام (روح ج ۲۷ ص ۱۷۷) وغرکم باللہ الغرور الغرور بفتح غین صفت مشبہ ہے اور اس سے مراد شیطان ہے۔ شیطان نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں تمہیں دھوکے میں رکھا اور تمہیں باور کراتا رہا کہ کوئی حشر ونشر اور حساب کتاب نہیں اور اگر بالفرض کچھ ہوا بھی تو اللہ تعالیٰ بڑا مہربان ہے معاف فرمادے گا۔ وغرکم الشیطان بان اللہ عفو کریم لا یعذبکم او بانہ لا بعث ولا حساب (مدارک ج ۴ ص ۱۷۰)

ف۱۶ فالیوم۔ اس لئے آج تم کسی صورت جہنم سے نہیں بچ سکتے۔ آج تم سے اور کافروں سے کسی قسم کا فدیہ اور معاوضہ قبول نہیں کیا جائیگا اور نہ تمہارا کوئی حامی اور مددگار ہی تمہیں عذاب سے بچا سکے گا۔ آج لامحالہ تمہیں جہنم میں جانا ہے، وہی تمہارا دائمی ٹھکانہ ہے اور آج جہنم ہی تمہاری حامی اور مددگار ہے اور وہی تمہاری جائے پناہ ہے جو نہایت ہی بدترین ٹھکانا ہے **ف۱۷** الم یأن۔ یہ زجر ہے بعض مسلمانوں میں انفاق کے معاملے میں کچھ تکاسل آگیا تھا یہ ان پر زجر وعتاب ہے یا یہ منافقین پر زجر ہے جو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے کتراتے تھے

زجر ۱۲

متعلق بطریق ۱۲

ترغیب انفاق ۱۲

ارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ

دھوکے میں پڑے اور بہک گئے اپنے خیالوں پر یہانتک کہ آپہنچا حکم خدا اللہ کا اور تمکو بہکادیا

بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ⑭ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا

اللہ کے نام سے اس دغا باز نے ف۱۶ سو آج تم سے قبول نہ ہوگا فدیہ ف۱۶ دینا اور نہ

مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ۭ هِيَ مَوْلٰىكُمْ ۭ وَ

منکروں سے تم سب کا گھر دوزخ ہے وہی ہے رفیق تمہاری اور

بِئْسَ الْمَصِيْرُ ⑮ اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ

بُری جگہ جا پہنچے کیا وقت نہیں آیا ف۱۷ ایمان والوں کو کہ گڑگڑائیں

قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ وَلَا يَكُوْنُوْا

ان کے دل اللہ کی یاد سے اور جو اترا ہے سچا دین اور نہ ہوں

كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ

ان جیسے جن کو کتاب ملی تھی اس سے پہلے پھر دراز گذری ان پر

الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ⑯

مدت پھر سخت ہو گئے ان کے دل اور بہت ان میں نافرمان ہیں ف۲

اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ قَدْ بَيَّنَّا

جان رکھو ف۱۸ کہ اللہ زندہ کرتا ہے زمین کو اسکے مرجانے کے بعد ہم نے کھولکر سنا

لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ⑰ اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ

دیئے تمکو پتے اگر تم کو سمجھ ہے ف۳ تحقیق جو لوگ خیرات کرنیوالے ہیں مرد

وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ

اور عورتیں ف۱۹ اور قرض دیتے ہیں اللہ کو اچھی طرح انکو ملتا ہے دونا

لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ⑱ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ

اور ان کو ثواب ہے عزت کا اور جو لوگ یقین لائے ف۲۰

موضح قرآن ف پلصراط پر کافر نہ چلیں گے۔ وہ پہلے ہی دوزخ میں پڑینگے مگر جو امت ہے کسی نبی کی سچی یا کچی جب اندھیرا گھیرے گا ایمان والوں کیساتھ روشنی ہو گی منافق روشنی میں چلنے لگے مومن شتاب نکل گئے یہ پیچھے رہے پکارتے کہ ہم کو بھی روشنی دو کسی نے کہا پیچھے سے روشنی لاؤ وہ پیچھے ہٹے ان کے انکے بیچ دیوار کھڑی ہوگئی یعنی روشنی دنیا میں کمائی جاتی ہے وہ جگہ پیچھے چھوڑ آئے ۱۲ منہ ف۲ یعنی ایمان وہی ہے کہ دل نرم ہو پیغمبروں کی صحبت میں یہ پاتے تھے مدت کے بعد سخت ہوگئے اور اب یہ صفت مسلمانوں کو چاہیئے ۱۲ منہ ف۳ یعنی عرب لوگ جاہل تھے جیسے مردہ زمین اب ان کو جلایا ان میں سب کمال پیدا کر دیئے۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی اجل ۱۲۔

اس صورت میں اٰمنوا سے اٰمنوا باللسان مراد ہوں گے لیکن سیاق وسباق سے مناسب یہی ہے کہ اس سے بعض مخلص مومنین ہی مراد ہیں کیونکہ اکثر مخلصین تو ہمیشہ ہی اللہ تعالیٰ کے احکام کے آگے سرنگوں رہے ہیں۔ والمعاتب علی ماقاله الزجاج طائفة من المؤمنين والا فمنهم من لم يزل خاشعا منذ اسلم الی ان ذهب الی ربه (روح ج ۲۷ ص ۱۷۸) الم يأن من انی الامر يأنی اذا جاء اناه ای وقته (مدارک) اور ولا يكونوا، تخشع پر معطوف ہے یا استیناف ہے بصیغہ امر غائب (بحر، مظہری) ان تخشع میں ان مصدریہ ہے اور جملہ بتأویل مفرد لم یأن کا فاعل ہے اور وما نزل، ذکر اللہ پر معطوف ہے۔ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ یعنی ان کے اور ان کے پیغمبروں کے درمیان زیادہ وقفہ گذر گیا یا کفر ومعاصی میں ڈوبے ان کو کافی زمانہ گذر گیا۔ حاصل یہ ہے کہ کیا ایمان والوں کے لئے ابھی وقت نہیں آیا کہ اللہ کے ذکر قرآن کی آیتوں کے آگے یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام کے سامنے ان کے دل تسلیم ورضاء کے ساتھ عاجز ہوجائیں اور ان کا سر اطاعت ان کے آگے جھک جائے اور وہ ان اہل کتاب (یہود ونصاریٰ) کی مانند نہ ہوجائیں جو کفر وعصیان میں انہماک یا انبیاء علیہم السلام کی اصل تعلیمات اور ان کی صحبت سے محروم ہوجانے کی وجہ سے ایسے سنگدل ہوچکے ہیں کہ اللہ کے کسی حکم کا، زجر وتہدید کا اور تبشیر وتخویف کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوتا، بلکہ ان میں سے بہت سے تو صریح طور پر خدا کے نافرمان اور باغی ہوچکے ہیں۔ اور ایمان والوں میں تو اللہ کا رسول موجود ہے اور اللہ کے تازہ بتازہ احکام نازل ہورہے ہیں اس لئے انھیں تو اللہ کے احکام کے آگے سراپا تسلیم ورضا بن جانا چاہیئے۔ بعض روایتوں میں موجود ہے کہ جن مسلمانوں سے احکام الٰہیہ کی تعمیل میں کچھ سستی ہوئی تھی اس آیت کے نزول کے بعد انہوں نے اس کی تلافی کرلی۔

۱۸ہ اعلموا ان اللہ۔ یہ ترغیب انفاق کے تیسرے طریق سے متعلق ہے اور اللہ کی راہ میں خرچ کئے ہوئے مال کے بدلے کئی گنا واپس دینے کی ایک تمثیل ہے۔ جس طرح اللہ تعالےٰ مردہ اور خشک زمین پر مینہ برسا کر اسے تازگی اور زندگی عطاء فرماتا اور اس میں بوئے ہوئے دانہ سے کئی سو گنا دانے حاصل ہوتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی راہ میں خرچ کئے ہوئے مال میں اضافہ فرماتا ہے۔ یہ آیتیں اور یہ مضامین ہم اس لئے کھول کر بیان کرتے ہیں تاکہ تم ان کو سمجھو اور ان پر عمل کرو۔

۱۹ہ ان المصدقين۔ یہ ترغیب فی الانفاق ہے۔ المصدقين اور المصدقات میں الف لام اسم موصول ہے۔ بالترتیب بمعنیٰ "الذين" اور "اللاتی" اور دونوں اسم فاعل بمعنی ماضی ہیں یعنی تصدقوا اور تصدقن بقرینہ معطوف "اقرضوا"۔ اسم موصول ہمیشہ جملہ پر داخل ہوتا ہے اور یہاں اسم فاعل پر اس کا داخل ہونا بظاہر خلافِ قاعدہ معلوم ہوتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قاعدہ ان اسماء موصولہ کے لئے ہے جو صورۃً ومعنیً اسماء ہیں اور الف لام موصولہ چونکہ صورۃً حرف ہے اور معنیً اسم ہے، اس لئے مدخول بھی اگرچہ صورۃً مفرد (اسم فاعل) ہے لیکن معنیً جملہ اور بمعنی فعل ماضی ہے بقرینہ معطوف "اقرضوا" اب اصل عبارت یوں ہوگی ان الذين اصّدّقوا و اقرضوا اللہ الخ (کشاف روح، مدارک) جو مرد اور عورتیں اللہ کی راہ میں خرچ کر رہی ہیں وہ گویا خدا کو قرض دے رہی ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اس کا کئی گنا معاوضہ عطاء فرمائے گا۔ اور آخرت کا اجر وثواب اس کے علاوہ ہے۔

۲۰ہ والذين اٰمنوا۔ جو لوگ صدق دل سے اللہ پر اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور ان کے احکام کے آگے سرتسلیم خم کردیا اور دین حق کی سربلندی اور توحید کی اشاعت کے لئے دل کھول کر مال خرچ کیا، ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صدیقین اور شہداء کے رتبے میں ہوں گے اور آخرت میں ان کو وہی اجر وثواب اور نور عطاء ہوگا جو صدیقین اور شہداء کے لئے ہوگا۔ يريد ان المؤمنين بالله ورسوله هم عند الله بمنزلة الصديقين والشهداء وهم الذين سبقوا الى التصديق واستشهدوا فی سبيل الله (مدارک ج ۴ ص ۱۷۱) چونکہ

چونکہ ایک شخص صدق دل سے ایمان لا کر، اللہ کی کمال اطاعت بجالا کر اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کرکے صدّیق اور شہید کا مرتبہ حاصل کرسکتا ہے۔ اس لئے یہاں فرمایا هم الصديقون والشهداء لیکن کوئی شخص ایمان اور عمل صالح میں انتہائی اخلاص کے باوجود نبی نہیں بن سکتا۔ البتہ نبیوں کی معیت حاصل کرسکتا ہے اس لئے سورۂ نساء ع ۹ میں فرمایا:

ومن يطع الله والرسول فاولٰئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين والصديقين۔ الاٰية:

أُولَٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيقُونَ ۖ وَالشُّهَدَآءُ عِندَ رَبِّهِمْ ۖ لَهُمْ

وہی ہیں سچے ایمان والے اور لوگوں کا احوال بتلانے والے اپنے رب کے پاس ان کیواسطے

أَجْرُهُمْ وَنُورُهُمْ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَآ أُولَٰٓئِكَ

ہے انکا ثواب اور انکی روشنی اور جو لوگ منکر ہوئے اور جھٹلایا ۱ہ ہماری باتوں کو وہ ہیں

أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ⑲ اعْلَمُوٓا أَنَّمَا الْحَيَوٰةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ

دوزخ کے لوگ جان رکھو کہ دنیا کی ۲ہ زندگانی یہی ہے کھیل

وَّلَهْوٌ وَّزِينَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَ

اور تماشا اور بناؤ اور بڑائیاں کرنی آپس میں اور بہتات ڈھونڈنی مال کی اور

الْأَوْلَادِ ۖ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ

اولاد کی جیسے حالت ایک ۳ہ مینہ کی جو خوش لگا کسانوں کو اسکا سبزہ پھر زور پر آتا ہے پھر تو دیکھے

مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُونُ حُطَامًا ۖ وَفِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيدٌ

زرد ہو گیا پھر ہو جاتا ہے روندا ہوا گھاس اور آخرت میں سخت عذاب ہے

وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٌ ۚ وَمَا الْحَيَوٰةُ الدُّنْيَآ إِلَّا مَتَاعُ

اور معافی بھی ہے اللہ سے اور رضامندی اور دنیا کی زندگانی تو یہی ہے مال

الْغُرُورِ ⑳ سَابِقُوٓا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا

دغا کا ف دوڑو ۴ہ اپنے رب کی معافی کی طرف کو اور بہشت کو جسکا پھیلاؤ

كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ أُعِدَّتْ لِلَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ

ہے جیسے پھیلاؤ آسمان اور زمین کا تیار کر رکھی ہے واسطے ان کے جو یقین لائے اللہ پر

وَرُسُلِهِ ۚ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَآءُ ۚ وَاللَّهُ ذُو

اور اسکے رسولوں پر یہ فضل اللہ کا ہے دے اسکو جسکو چاہے اور اللہ کا

الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ㉑ مَآ أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ

فضل بڑا ہے کوئی ۵ہ آفت نہیں پڑتی ملک میں

ع ۲ ۹ ۱۸

۱ تخویف اخروی ۱۲

۲ طریق چہارم برائے ترغیب انفاق ۱۲

۳ تمثیل فناء دنیا ۱۲

۴ طریق پنجم ترغیب انفاق ۱۲

۵ طریق ششم برائے ترغیب انفاق ۱۲

۱ہ والذین کفروا ۔ یہ کفار کے لئے تخویف اخروی ہے ۔ توحید و رسالت اور دیگر ضروریات دین کا انکار کرنے والے اور اللہ کی آیتوں کو جھٹلانے والے جہنم کا ایندھن ہوں گے ۔ ۲ہ اعلموا انما الحیوٰۃ ۔ یہ ترغیب انفاق کا چوتھا طریق ہے ۔ مصدروں پر تنوین تنکیر، ان افعال کی حقارت اور قلت کے اظہار کے لئے ہے ۔ تائید ، متاع قلیل ثم ماوٰھم جھنم (آل عمران ع ۲۰) تنوین تنکیر تحقیر و تقلیل کے لئے کلام میں اکثر آتی ہے (رضی) اللہ کی راہ میں خرچ کی ہوئی دولت کا معاوضہ اگر دنیا میں بصورت اضافہ دولت نہ ملا تو بھی مضائقہ نہیں ۔ یہ دنیا چیز ہی کیا ہے ۔ محض چند روزہ کھیل تماشا ہے، وقتی زینت و آرائش ہے اور یہاں حسب و نسب کی شرافت اور مال و اولاد کی کثرت و فراوانی پر ایک دوسرے کے مقابلے میں اپنی برتری ثابت کرنے اور اپنی بڑائی پر فخر کے سوا کیا ہے؟ اگر تمہیں دنیا ہی میں اس کا عوض مل جاتا تو تم اپنی فضول باتوں میں اس کو اڑا دیتے ۔ اس کا اجر و ثواب محفوظ ہے جو آخرت میں تمہیں ملے گا دنیا کی یہ چہل پہل آنی فانی ہے اس میں دل نہ لگاؤ آخرت کی فکر کرو ۳ہ کمثل غیث ۔ یہ دنیا کی حقارت اور فانی ہونے کی تمثیل ہے ۔ الکفار سے کاشتکار مراد ہیں کیونکہ انہیں اپنا کھیت سرسبز و شاداب دیکھ کر انتہائی خوشی ہوتی ہے ۔ اس صورت میں یہ لفظ اپنے لغوی معنوں پر محمول ہوگا یعنی بیج کو زمین میں چھپانے والے ۔ علی ما روی عن ابن مسعود، لانھم یکفرون ای یسترون البذر فی الارض (روح ج ۲۷ ص ۱۸۴) یا اس سے کافر لوگ مراد ہیں اور ان کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ کفار دنیا کی زینت کو دیکھ کر اس میں گم ہو جاتے ہیں لیکن مومنین دنیا کی ہر خوبصورت چیز سے اللہ تعالیٰ کی قدرت و وحدانیت پر استدلال کرتے ہیں ۔ جیسا کہ ابونواس نے گل نرگس کی تعریف میں کہا ہے ؎

عیون من لجین شاخصات علی اطرافھا ذھب سبیک
علی قضب الزبرجد شاھدات بان اللہ لیس لہ شریک (روح)

دنیا کی ناپائیداری کی مثال ایسی ہے جیسے بارش کی وجہ سے زمین پر سرسبز و شاداب نباتات لہلہانے لگے اور دیکھنے والے انہیں دیکھ کر خوشی سے پھولے نہ سمائیں ۔ یہاں تک کہ نبات اپنے جوبن پر پہنچ جائے ۔ اس کے بعد تم دیکھو گے کہ اس کا رنگ زرد ہو رہا ہے آخر جب وہ پک جائے گی تو کاٹ ڈالی جائے گی اسی طرح اس دنیا کی زینت و آرائش بھی چند روزہ ہے ۔ وفی الاخرۃ عذاب شدید ۔ جو لوگ آخرت سے بے خبر ہو کر دنیا میں منہمک ہو جائیں گے ۔ آخرت میں ان کے لئے سخت ترین عذاب ہوگا ۔ ومغفرۃ من اللہ ورضوان ۔ اور جن لوگوں نے دنیا پر آخرت کو ترجیح دی، اللہ کے احکام کے سامنے سر جھکا دیا اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا ان کو اللہ کی طرف سے بخشش اور رضائے الٰہی کا پروانہ ملے گا ۔ وما الحیوٰۃ الدنیا ۔ جو شخص دنیا کی زندگی کو عیش و طرب میں گذار دے اور آخرت سے غافل ہو جائے اس کے لئے دنیا فریب کا سامان ہے اور اگر حیات دنیا میں آخرت کے لئے تیاری کرتا رہا تو یہ زندگی ایک بہتر زندگی تک پہنچانے کا ذریعہ بن جائے گی ۔

موضح قرآن ف آدمی کو اول عمر میں کھیل چاہیے پھر تماشا پھر بناؤ درست کرنا ۔ پھر ساکھ کرنے اور نام حاصل کرنا اور مرنا قریب آوے تو فکر مال اور اولاد کی کہ پیچھے میرا گھر بار بنا رہے آسودہ ۔ یہ سب دغا کی جنس ہے آگے کام آوے گا اور ہی کچھ اور یہ کچھ کام نہ آویگا ۔

وَلَا فِيٓ أَنفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَٰبٍ مِّن قَبْلِ أَن نَّبْرَأَهَا ۚ
اور نہ تمہاری جانوں میں جو لکھی نہ ہو ایک کتاب میں، پہلے اس سے کہ پیدا کریں ہم اسکو دنیا

إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى ٱللَّهِ يَسِيرٌ (۲۲) لِّكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا
بیشک یہ اللہ پر آسان ہے تاکہ تم غم نہ کھایا کرو اسپر جو

فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَآ ءَاتَىٰكُمْ ۗ وَٱللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ
ہاتھ نہ آیا اور نہ شیخی کیا کرو اسپر جو تم کو اسنے دیا اور اللہ کو ۱؎ خوش نہیں آتا کوئی

مُخْتَالٍ فَخُورٍ (۲۳) ٱلَّذِينَ يَبْخَلُونَ وَيَأْمُرُونَ
اترانے والا بڑائی مارنیوالا وہ جو کہ آپ نہ دیں اور سکھلائیں

ٱلنَّاسَ بِٱلْبُخْلِ ۗ وَمَن يَتَوَلَّ فَإِنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلْغَنِيُّ
لوگوں کو بھی نہ دینا اور جو کوئی منہ موڑے تو اللہ آپ ہے بے پروا

ٱلْحَمِيدُ (۲۴) لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِٱلْبَيِّنَٰتِ وَأَنزَلْنَا
سب خوبیوں کیساتھ موصوف ہم نے بھیجے ہیں اپنے رسول نشانیاں دیکر اور اتاری

مَعَهُمُ ٱلْكِتَٰبَ وَٱلْمِيزَانَ لِيَقُومَ ٱلنَّاسُ بِٱلْقِسْطِ ۖ
ان کے ساتھ کتاب اور ترازو تاکہ لوگ سیدھے رہیں انصاف پر

وَأَنزَلْنَا ٱلْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَٰفِعُ
اور ہم نے اتارا لوہا اس میں سخت لڑائی ہے اور لوگوں کے

لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ ٱللَّهُ مَن يَنصُرُهُۥ وَرُسُلَهُۥ بِٱلْغَيْبِ ۚ
کام چلتے ہیں اور تاکہ معلوم کرے اللہ ۲؎ کون مدد کرتا ہے اسکی اور اس کے رسولوں کی بن دیکھے

إِنَّ ٱللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ (۲۵) وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا وَإِبْرَٰهِيمَ
بے شک اللہ زور آور ہے زبردست ف اور ہم نے بھیجا ۳؎ نوح کو اور ابراہیم کو

وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِمَا ٱلنُّبُوَّةَ وَٱلْكِتَٰبَ ۖ فَمِنْهُم مُّهْتَدٍ ۖ
اور ٹھہرا دی دونوں کی اولاد میں پیغمبری اور کتاب پھر کوئی ان میں راہ پر ہے

ع ۳
۱۹

۱؎ زجر و تہدید برائے متکبران و بخیلان ۱۲

۲؎ ذکر مضمون جہاد ۱۲

۳؎ تفصیل اجمال آیت سابقہ ۱۲

منزل ۷

متاع الغرور) ای لمن عمل لها ولم یعمل للاٰخرۃ فمن اشتغل فی الدنیا بطلب الاٰخرۃ فهی له بلاغ الی ما هو خیر منه (خازن ج ۷، ص ۲۶)

۲۴؎ سابقوا الی مغفرۃ۔ انفاق فی سبیل اللہ کی مزید ترغیب ہے۔ اگر اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا عوض تمہیں دنیا میں نہیں ملا تو کیا ہوا، اللہ تعالیٰ آخرت میں تمہیں اس کا اجر دے گا، تمہارے گناہ معاف فرمائیگا اور جنت میں تمہیں مرتبے عطا فرمائیگا۔ تمہیں اتنا وسیع و عریض جنت عطا ہوگا جس کی صرف چوڑائی زمین و آسمان کی مجموعی چوڑائی کے برابر ہوگی اور لمبائی تو بہرحال اس سے بھی زیادہ ہوگی۔ یا عرض سے مطلق وسعت مراد ہے یعنی اس جنت کی وسعت زمین و آسمان کی مجموعی وسعت کے برابر ہوگی۔ یہ ان لوگوں کے لئے ہے جو اللہ پر اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں۔ اور ان کے احکام کی دل و جان سے تعمیل کریں۔ یہ اللہ کا فضل و احسان ہے وہ جسے چاہے اس سے نوازدے اور بڑے فضل و کرم کا مالک ہے اس کے یہاں کوئی کمی نہیں **۲۵؎** ما اصاب۔ یہ ترغیب انفاق کا پانچواں طریق ہے۔ یعنی اگر تم مال اس لئے خرچ نہیں کرتے ہو کہ مصیبتوں اور تکلیفوں میں کام آئے تو یہ بھی خام خیالی ہے۔ کیونکہ جو آفتیں زمین پر آنے والی ہیں مثلاً قحط سالی، کھیتوں کی تباہی، زلزلے وغیرہ یا جو مصیبتیں انسانوں پر آنے والی ہیں مثلاً بیماری تنگدستی وغیرہ یہ سب روز ازل میں مقدر ہو چکی ہیں اور واقع ہونے سے پہلے ہی لوح محفوظ میں ثبت اور علم الٰہی میں موجود ہیں، اس لئے ان حوادث و بلیات کو مال و دولت یا کسی دوسرے وسائل سے روکنا ناممکن ہے اور ہر چیز کو مقدر کر لینا اللہ تعالیٰ کے لئے نہایت آسان ہے۔ کیونکہ اس کا علم کان وما یکون پر حاوی اور محیط ہے۔ لکیلا تاسوا۔ جار مجرور کا متعلق محذوف ہے۔ ای اخبرناکم بذلک لئلا تحزنوا (روح ج ۲۷ ص ۱۸۷) یعنی ہم نے تمہیں اس حقیقت سے اس لئے باخبر کر دیا ہے تاکہ تم اپنے نقصانات پر غم نہ کرو اور منافع حاصل ہونے پر آپے سے باہر نہ ہو جاؤ، کیونکہ سب کچھ اللہ کی طرف سے مقدر ہے اس میں تمہارے اختیار کو کچھ دخل نہیں **۲۶؎** واللہ لا یحب۔ یہ متکبروں اور بخیلوں کے لئے زجر و تہدید ہے۔ مختال اکڑ کر چلنے والا۔ فخور ڈینگیں مارنیوالا۔ اللہ تعالیٰ کبر و بڑائی سے اکڑنے والوں اور ڈینگیں مارنے والوں کو پسند نہیں کرتا جو نہ خود نیکی کے راستے میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں اور نہ دوسروں کو خرچ کرنے دیتے ہیں۔ بلکہ ان کو بخل کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ اصل میں بخل یہی ہے کہ آدمی اللہ کے دین اور توحید کی اشاعت میں خرچ نہ کرے۔ ومن یتول۔ یہ مذکورہ بالا پانچ وجوہ انفاق سے متعلق ہے شرط کی جزاء مقدر ہے اور فان اللہ هو الغنی الحمید جزائے محذوف کی علت ہے مثلاً ومن یتول فاُفٍّ له قاله الشیخ رحمه الله تعالیٰ یعنی جو شخص اس قدر واضح بیان کے بعد بھی نہ مانے، بلکہ اعراض کرے اور اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرے تو اس پر تُف ہے کیونکہ خرچ کرنے سے اللہ تعالیٰ کو تو کوئی نفع نہیں ہوگا وہ تو ساری کائنات سے بے نیاز ہے اور ہر خوبی کا مالک ہے اور اسے کسی چیز کی ضرورت نہیں **۲۷؎** لقد ارسلنا

موضح قرآن ف کتاب اور ترازو شاید اسی ترازو کو کہا تولنے کی یہ بھی اسباب ہے انصاف کا یا شریعت کو فرمایا جس سے جھوٹا سچا کھل جاوے ۔

وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿٢٦﴾ ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ

اور بہت ان میں نافرمان ہیں پھر پیچھے بھیجے ان کے قدموں پر ف۲۹

بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ ۵

اپنے رسول اور پیچھے بھیجا ہم نے عیسیٰ مریم کے بیٹے کو اور اسکو ہمنے دی انجیل

وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً ط

اور رکھ دی اس کے ساتھ چلنے والوں کے دل میں نرمی اور مہربانی

وَرَهْبَانِيَّةَ ۨ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ

ور ایک ترک کرنا دنیا کا جو انہوں نے نئی بات نکالی تھی ہمنے نہیں لکھا تھا یہ ان پر مگر کیا چاہنے کو

رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ج فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ

اللہ کی رضامندی پھر نہ نباہا اسکو جیسا چاہیئے تھا نباہنا پھر دیا ہمنے ان لوگوں کو

اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ج وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿٢٧﴾ يٰٓاَيُّهَا

جو ان میں ایماندار تھے انکا بدلا ف۱ اور بہت ان میں نافرمان ہیں ف اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ

ایمان والو ف۳۱ ڈرتے رہو اللہ سے اور یقین لاؤ اس کے رسول پر ف۲ دیگا تمکو دو حصے

مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ

اپنی رحمت سے اور رکھ دے گا تم میں روشنی جسکو لئے پھرو اور تمکو معاف

لَكُمْ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٢٨﴾ لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا

کریگا اور اللہ معاف کرنیوالا ہے مہربان ف تاکہ نہ جانیں ف۳۲ کتاب والے کہ

يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ

نہیں سکتے کوئی چیز اللہ کے فضل میں سے اور یہ کہ بزرگی اللہ کے ہاتھ

اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿٢٩﴾

ہے دیتا ہے جس کو چاہے اور اللہ کا فضل بڑا ہے ف۳

ع ۴ ۲

یہاں سے سورت کے دوسرے مضمون یعنی جہاد فی سبیل اللہ کا بیان شروع ہوتا ہے البینٰت معجزات واضحہ، الکتاب سے جنس مراد ہے اور تمام کتب سماویہ کو شامل ہے المیزان کا عطف الکتاب پر تفسیری ہے از قبیل عطف الاسم علی الاسم یعنی یہ دونوں ایک ہی چیز کے نام ہیں اور تغایر محض لفظی اور اعتباری ہے جیسا کہ امام طحاوی رح نے فرمایا ہے کہ حافظوا علی الصلوات والصلوۃ الوسطی اور ایک قراءت میں اس کے بعد وصلوۃ العصر وارد ہے۔ امام طحاوی ؒ اسے عطف الاسم علی الاسم قرار دیتے ہیں۔ حاصل یہ کہ یہ عطف تفسیری ہے ایک ہی چیز کے دو ناموں میں سے ایک کو دوسرے پر معطوف کیا گیا ہے کتب سماویہ چونکہ حق و باطل اور شرائع الٰہیہ کے لئے میزان ہیں اس لئے ان کو میزان کہا گیا۔ انزلنا الحدید یعنی ہم نے لوہا پیدا کیا۔ (انزلنا الحدید) ای انشأناہ وخلقناہ۔ کقولہ تعالیٰ: وانزل لکم من الانعام ثمانیۃ ازواج (قرطبی ج ۷، ص ۲۶۱) باسٌ شدید لوہا شدت کی جنگ کا ذریعہ ہے کیونکہ تمام آلات حرب لوہے سے بنتے ہیں۔ واما الحدید ففیہ البأس الشدید فان آلات الحروب متخذۃ منہ (کبیر) فرمایا ہم نے بنی آدم میں بہت سے پیغمبر بھیجے جنہیں کھلے معجزات اور روشن نشانات دیئے اور ان پر کتابیں نازل کیں جو شرائع سماویہ کا معیار و میزان تھیں تاکہ لوگ ان پر عمل کرکے دنیا میں عادلانہ نظام زندگی قائم کر سکیں اور ہم نے لوہا پیدا کیا جس میں لوگوں کے لئے گوناگوں فائدے ہیں اور سب سے اہم فائدہ یہ ہے کہ اس سے سامان جنگ تیار ہوتا ہے۔ لیعلم اللہ مجاز اظہار حقیقت مراد ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ تو ہر چیز کو جانتا ہے۔ ہم نے لوہا پیدا کیا جس سے آلاتِ حرب اور سامان جنگ تیار کرتے ہیں تاکہ ہم دیکھیں اور ظاہر کریں کہ ان آلاتِ حرب سے اللہ کے دین کو سربلند اور باطل کو سرنگوں کرنے کے لئے کون جہاد کرتا ہے اور کون سر دھڑ کی بازی لگا کر اللہ کے دین اور اس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے۔ ان اللہ قوی عزیز اللہ ایسا طاقتور اور غالب ہے کہ وہ دشمنان اسلام کو آن کی آن میں ختم کر سکتا ہے مگر ابتلاء و امتحان کیلئے اس نے اہل ایمان پر کفار سے جہاد کو فرض قرار دیا **۵۲۸** ولقد ارسلنا نوحا۔ یہ گذشتہ آیت میں اجمال کی تفصیل ہے ہم نے نوح ؑ اور ابراہیم ؑ کو رسالت سے سرفراز فرمایا اور پھر ان کی اولاد میں بھی رسالت و نبوت اور وحی کا سلسلہ جاری کر دیا اور ان کی اولاد میں ہزاروں پیغمبر مبعوث کئے، لیکن اس کے باوجود انکی ساری اولاد ہدایت پر قائم نہ رہی۔ ان میں سے کچھ تو انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کے مطابق ہدایت اور توحید پر قائم

موضح قرآن ف یہ فقیری اور تارک دنیا بننا نصاریٰ نے رسم نکالی جنگل میں تکیہ بنا کر بیٹھتے نہ جورو رکھتے نہ بیٹا نہ کماتے نہ جوڑتے محض عبادت میں رہتے خلق سے نہ ملتے۔ اللہ نے بندوں پر یہ حکم نہیں رکھا مگر جب اپنے اوپر نام رکھا ترک دنیا کا پھر اس پردے میں دنیا چاہنی بڑا وبال ہے ف۲ یعنی اس رسول کے تابع رہو کہ یہ نعمتیں پاؤ اوروں سے دونا ثواب ہر عمل کا اور روشنی لئے پھرو یعنی تمہارا وجود نورانی ہو جاوے ف۳ یعنی اہل کتاب پیغمبروں کا احوال سن کر پچھتاتے کہ ہم ان سے دور پڑے ہمکو وہ درجے ملنے محال ہیں، سو یہ رسول اللہ نے کھڑا کیا اسکی صحبت میں آگے سے دونا کمال مل سکتا ہے اور اللہ کا فضل بند نہیں ہو گیا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ف۲ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲۔

رہے مگر اکثر صراط مستقیم سے بھٹک کر کفر و شرک اور گمراہی میں مبتلا ہو گئے۔ ای خارجون عن الصراط المستقیم (روح) ۲۹؎ ثم قفینا۔ ان کے بعد ہم پے در پے پیغمبر بھیجتے رہے یہاں تک کہ بنی اسرائیل میں سب کے بعد ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو بھیجا اور اس پر کتاب انجیل نازل کی جس میں مسئلہ توحید اور دیگر احکام شریعت کا بیان تھا جن لوگوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی پیروی کی ہم نے ان کے دلوں میں محبت و الفت پیدا کر دی اور وہ آپس میں ایک دوسرے سے نہایت محبت و مودت کا سلوک کرتے تھے۔ ورھبانیۃ ابتدعوھا۔ رھبانیۃ، عزلت، ریاضت، لوگوں سے علیحدگی اختیار کر کے اللہ کی عبادت میں مصروف ہو جانا، اس کا ناصب علی شریطۃ التفسیر محذوف ہے منصوب بفعل مضمر یفسرہ الظاہر ای وابتدعوا رھبانیۃ۔ (روح ج ۲۷ ص ۱۹۰) الا ابتغاء وجہ اللہ کتبنا ھا میں ضمیر مفعول سے بدل ہے یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے متبعین میں سے ایک جماعت نے رہبانیت از خود اختراع کی تھی ہم نے سرے سے ان پر فرض کی ہی نہ تھی ہم نے تو ان پر اللہ کی رضا جوئی فرض کی تھی لیکن جو چیز انہوں نے اپنی طرف سے اپنے اوپر لازم کر لی تھی آخر وہ اس کا بھی حق ادا نہ کر سکے اور رہبانیت پر پورے نہ اتر سکے والمعنی ماکتبنا علیھم الا ابتغاء رضوان اللہ (قرطبی ج ۱۷ ص ۲۶۳) یا استثناء منقطع ہے۔ یعنی رہبانیت کو ہم نے ان پر فرض نہیں کیا تھا بلکہ انہوں نے خود ہی اللہ کی رضا جوئی کے لئے اسے اپنے اوپر لازم کر لیا تھا، لیکن پھر اس کا حق ادا نہ کر سکے۔ استثناء منقطع ای ما فرضنا ھا نحن علیھم رأسا ولکن ابتدعوھا والزموا انفسھم بھا ابتغاء رضوان اللہ تعالیٰ (روح) یا استثناء متصل ہے یعنی رہبانیت کو انہوں نے اختراع کیا اور ہم نے رضاء الٰہی حاصل کرنے کے لئے ان پر اسکو مقرر کر دیا۔ استثناء متصل والمعنی انا ما تعبدنا ھم بھا الا علی وجہ ابتغاء مرضاۃ اللہ تعالیٰ (کبیر) ابتدا میں جن لوگوں نے رہبانیت اختیار کی تھی اسکی وجہ یہ تھی کہ وہ لوگ نہ تو جہاد کی طاقت رکھتے تھے اور نہ امر بالمعروف کی تو انہوں نے عزلت اختیار کر لی مگر بعد میں لوگ اسکی رعایت نہ کر سکے ۳۰؎ فاتینا الذین اٰمنوا۔ اس سے عیسیٰ علیہ السلام کے مخلص جان نثار حواریین مراد ہیں جنہوں نے دین حق کی خاطر جہاد کیا اور لوگوں کو توحید کی دعوت دیتے رہے اور دین عیسوی کے سچے متبع تھے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رض فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن مسعود! بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹ گئے ان میں سے صرف تین فرقے بچے باقی سب ہلاک اور جہنمی ہوئے اول وہ جنہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی دعوت کو قبول کیا اور دشمنوں کے مقابلے میں انکی مدد کی اور کفار سے جہاد کیا۔ ان لوگوں کے بارے میں وارد ہے فایدنا الذین اٰمنوا علی عدوھم فاصبحوا ظٰھرین (صف ع ۲) دوم وہ جو جہاد کی طاقت نہیں رکھتے، لیکن امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے تھے۔ سوم وہ جو ان دونوں کاموں کی طاقت نہیں رکھتے۔ انہوں نے عزلت اور رہبانیت اختیار کی اور اللہ کی عبادت میں مصروف ہو گئے۔ یا ابن مسعود اما علمت ان بنی اسرائیل تفرقوا اثنتین و سبعین فرقۃ کلھا فی النار الا ثلاث فرق، فرقۃ اٰمنت بعیسٰی علیہ السلام، وقاتلوا اعداء اللہ فی نصرتہ حتی قتلوا، و فرقۃ لم یکن لھا طاقۃ بالقتال، فامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر، وفرقۃ لم یکن لھا طاقۃ بالامرین، فلبسوا العباء وخرجوا الی القفار والفیافی (روح ج ۲۷ ص ۱۹۲ و کبیر ج ۸ ص ۱۴۵ واللفظ لہ بتغیر) وکثیر منھم فٰسقون ۝ ان تینوں فرقوں کے علاوہ باقی اکثریت راہ راست سے ہٹ کر کفر و شرک اور تثلیث میں مبتلا ہو گئی ۳۱؎ یا یھا الذین اٰمنوا۔ یہ خطاب یہود و نصاریٰ سے ہے جو موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام پر ایمان لا چکے تھے ان سے فرمایا: اللہ سے ڈرو اور حق بات کو مت چھپاؤ اور اللہ کے آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ، اللہ تمہیں دوگنا رحمت سے ہمکنار کریگا اور دوگنا اجر و ثواب عطا فرمائیگا۔ اور قیامت کے دن تمہیں روشنی عطا کریگا جس میں تم چل سکو گے اور تمہارے تمام گذشتہ گناہ معاف فرما دے گا۔ کیونکہ وہ بڑا ہی بخشنے والا نہایت ہی مہربان ہے۔ دوگنا اجر و ثواب اس لئے کہ ایک ثواب تو ہو گا پہلے پیغمبر پر ایمان لانے کا اور دوسرا ثواب ہو گا حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا۔ المعنی یا یھا الذین اٰمنوا بموسیٰ و عیسیٰ علیھما السلام، اٰمنوا بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم... یؤتکم نصیبین من رحمتہ نصیبًا علی ایمانکم بمن اٰمنتم بہ اولًا ونصیبًا علی ایمانکم بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم اٰخرًا۔ (روح ج ۲۷ ص ۱۹۴) ۳۲؎ لئلا یعلم۔ لا میں دو قول ہیں۔ اول یہ کہ لا زائدہ برائے تاکید۔ اہل کتاب کا زعم تھا کہ رسالت و نبوت اور وحی ربانی کے مستحق صرف بنی اسرائیل ہی ہیں اور کوئی نہیں، اس لئے اب بھی اگر کوئی پیغمبر آسکتا ہے تو صرف بنی اسرائیل سے مبعوث ہو سکتا ہے تو ان کے زعم باطل کا رد فرمایا کہ ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور دوہرا ثواب دینے کا اس لئے وعدہ کیا ہے تاکہ اہل کتاب کو آپ کی نبوت کا یقین ہو جائے اور انہیں معلوم ہو جائے کہ اللہ کے فضل و احسان کی تقسیم ان کے اختیار و قدرت میں نہیں اور نبوت و رسالت جو اللہ کا سب سے بڑا فضل ہے ان کے تصرف میں نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے اختیار و تصرف میں ہے وہ جسے چاہے اس کو نوازے اسے کوئی روکنے والا نہیں۔ دوم یہ کہ لا زائدہ نہیں۔ اس صورت میں یقدرون کی ضمیر فاعل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مؤمنین سے کنایہ ہو گی یعنی تاکہ اہل کتاب یہ نہ سمجھیں کہ پیغمبر اور اہل اسلام اللہ کے فضل و احسان کے مستحق نہیں ہیں۔ والتقدیر: لئلا یعلم اھل الکتاب ان النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) والمؤمنین لا یقدرون علی شیء من فضل اللہ (کبیر) لیکن حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں بھی یقدرون کی ضمیر اہل کتاب کی طرف راجع ہے اور مطلب یہ کہ اہل کتاب یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ اب ہمارا کوئی امام نہیں اسلئے اب ہم جہاد کر کے اللہ تعالیٰ کا فضل اور اسکی رضامندی حاصل نہیں کر سکتے تو اب خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا چکے ہیں، لہٰذا ان پر ایمان لاؤ اور ان کے ساتھ ملکر اللہ کے دین کی سربلندی اور توحید کی اشاعت کیلئے جہاد کرو اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے فضل و رحمت سے نوازیگا اس کے یہاں کسی چیز کی کمی نہیں اور اس کے فضل و احسان کا کوئی کنارہ نہیں۔ و اٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

سورۃ الحدید میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

سبح للہ ما فی السمٰوٰت والارض ـــ تا ـــ وھو علیم بذات الصدور نفی شرک اعتقادی و بیان مراتب ثلاثہ برائے توحید۔ دو کا صراحۃً اور ایک کا تبعاً۔

سُورۃُ المجادلۃ

ربط سورۂ مجادلہ، حشر، ممتحنہ اور صف یہ چاروں سُورۃ حدید کے مضمون ثانی یعنی ترغیب الی القتال فی سبیل اللہ پر متفرع ہیں۔ اور دوسری سورت کو مسئلہ توحید کے بیان سے شروع کیا گیا ہے تاکہ اصل مقصود پیش نظر رہے۔

خلاصہ بطور تمہید مسئلہ ظہار کا بیان۔ چوٹی کے منافقین پر زجریں۔ اصلاح منافقین کیلئے تین قوانین۔ ابتداء و انتہاء میں منافقوں کے لئے تخویف دنیوی و اخروی۔

تفصیل

قد سمع اللہ ــــ تا ــــ و للکٰفرین عذاب الیم ۝ بطور تمہید مسئلہ ظہار کا بیان ہے جو کافروں اور منافقوں کے لئے مبدأ طعن تھا۔ وہ کہنے لگے دیکھو جی یہ کیسا پیغمبر ہے کہ اس نے منہ بولی ماں سے نکاح جائز کر دیا ہے۔ ان الذین یحادون اللہ ــــ تا ــــ واللہ علی کل شیء شہید ۝ زجر و تخویف دنیوی و اخروی برائے کفار و منافقین، جو کفار و منافقین اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پر طعن کرتے اور ان کی مخالفت کرتے ہیں وہ دنیا میں بھی ذلیل و رسوا ہوں گے اور آخرت میں بھی ان کے لئے ذلت آمیز عذاب تیار ہے۔

الم تر ان اللہ یعلم۔ الآیۃ۔ (ع ۲) زجر اوّل برائے منافقین۔ یہ زجریں اوّل درجہ اور چوٹی کے منافقین کے لئے ہیں۔ یہ لوگ جہاد کو ناکام بنانے کے لئے خفیہ مشورے کرتے اور پروگرام بناتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ سے ان کا کوئی مشورہ اور پروگرام مخفی نہیں۔ الم تر الی الذین نہوا عن النجوی۔ الآیۃ زجر ثانی برائے منافقین۔ ان کا خبثِ باطن اور عنادِ قلبی اس حد تک بڑھ چکا ہے کہ باوجود اس کے کہ انہیں ایسے مشورے سے منع کر دیا گیا ہے لیکن پھر بھی باز نہیں آتے اور باقاعدہ اسلام، پیغمبر علیہ السلام اور جہاد کے خلاف منصوبے بناتے رہتے ہیں اور پھر پیغمبر علیہ السلام کی مجلس میں حاضری کے وقت بھی نہایت بدتمیزی کرتے ہیں۔

یا یہا الذین اٰمنوا ــــ تا ــــ وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون ۝ قانون اوّل برائے اصلاح منافقین۔ ان آیتوں میں خطاب مؤمنین سے ہے لیکن مقصود اصلاح منافقین ہے۔ فرمایا جب بھی کوئی مشورہ کرو تو نیک کاموں کا مشورہ کیا کرو اور شر و فساد پھیلانے، عداوتِ اسلام اور مخالفتِ پیغمبر علیہ السلام کے منصوبے نہ بنایا کرو۔ یا یہا الذین اٰمنوا اذا قیل لکم۔ الآیۃ یہ دوسرا قانون ہے۔ منافقین حضور علیہ السلام کی مجلس میں آپ کے بالکل قریب آکر بیٹھ جاتے اور مخلصین اور اکابر صحابہ کی آمد پر بھی ان کو جگہ نہ دیتے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجلس میں آنے والوں کو جگہ دے دیا کرو۔ یایہا الذین اٰمنوا اذا ناجیتم ــــ تا ــــ واللہ خبیر بما تعملون ۝ یہ تیسرا قانون ہے۔ بعض منافقین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مجلس سے علیحدہ لے جا کر آپ کے ساتھ سرگوشیاں کرتے تاکہ لوگ سمجھیں کہ یہ بڑے خاص اور مخلص لوگ ہیں تو اللہ تعالیٰ نے حکم دے دیا کہ جب پیغمبر علیہ السلام کے ساتھ کوئی مشورہ کرنا ہو تو پہلے اللہ کی راہ میں صدقہ دے لیا کرو۔ تاکہ تمہارے کاموں میں برکت ہو۔

الم تر الی الذین تولوا ــــ تا ــــ الا ان حزب الشیطٰن ہم الخٰسرون ۝ (ع ۳) آخر میں پھر منافقین کے لئے زجر اور تخویف دنیوی و اخروی ہے۔ ان بدبخت منافقوں کی دلی دوستی مسلمانوں کے ساتھ نہیں، بلکہ خدا کے دشمنوں کے ساتھ ہے۔ اس دوغلی روش سے انھیں کچھ فائدہ نہیں ہوگا بلکہ دنیا اور آخرت میں خسارہ اٹھائیں گے۔ ان الذین یحآدون اللہ۔ الآیۃ۔ اس کا تعلق ابتداءِ سورت سے ہے کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی۔ الآیۃ۔ بشارت فتح برائے مؤمنین۔ لا تجد قوما یؤمنون باللہ۔ الآیۃ۔ مدح مخلصین و بشارت اخرویہ۔ مخلص مومنوں کی شان یہ ہے کہ دشمنان اللہ و رسول سے وہ دوستی نہیں رکھ سکتے اگرچہ وہ ان کے قریب ترین رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے۔ اور انھیں اسقدر انعام و اکرام سے نوازے گا کہ وہ بھی اس سے راضی ہو جائیں گے۔

لہ قد سمع اللہ۔ بیان حکم ظہار بطور تمہید برائے زجرات منافقین۔ ظہار سے مراد یہ ہے کہ آدمی اپنی بیوی کو اپنی والدہ یا کسی اور ذی رحم محرم پشت سے تشبیہ دیدے۔ زمانہ جاہلیت میں ظہار کو طلاق قرار دیا جاتا تھا۔ اور ظہار کے بعد بالکل بیوی کو الگ کر دیا جاتا۔ حکم ظہار کے نزول سے پہلے اسلام میں بھی سے طلاق ہی سمجھا جاتا تھا۔ وکان الظہار بالمعنی السابق طلاقا فی الجاہلیۃ، قیل واول الاسلام (روح ج ۲۸ ص ۴) ایک شخص اوس بن صامت رضی اللہ عنہ کی اپنی بیوی خولہ بنت ثعلبہ بن مالک رضی اللہ عنہا سے کسی معاملہ میں تکرار ہو گئی تو انہوں نے اس سے ظہار کر بعد میں پشیمان ہوئے۔ ان کی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ عرض کیا یا رسول اللہ! اوس رض نے جوانی میں مجھ سے

شادی کی اور اب جبکہ میں بوڑھی ہو چکی ہوں اور بہت سے بچوں کی ماں بن چکی ہوں اس نے مجھے اپنی ماں سے تشبیہ دیکر مجھے چھوڑ دیا ہے۔ میری حالت نہایت قابل رحم ہے آپ نے فرمایا: میری رائے تو یہی ہے کہ اب تو اس پر حرام ہو چکی ہے ما اراك الا قد حرمت علیه ولم اؤمر فی شانك بشئ۔ خازن و معالم ج ۷، ص ۴۲) وہ بار بار عرض کرتی یا رسول اللہ! میرے لئے کوئی صورت ہو کہ میں دوبارہ اوس رضی کے گھر آباد ہو سکوں، لیکن ہر بار آپ وہی جواب دیتے اور وہ بیچاری مجبور ہو کر اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی و زاری سے اپنے دکھ کا اظہار کرنے لگتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اس عورت کے درمیان بار بار

سُورَةُ الْمُجَادَلَةِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اثْنَتَانِ وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

لے سورۂ مجادلہ مدینہ میں نازل ہوئی اور اس کی بائیس آیتیں ہیں اور تین رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ①

سن لی اللہ نے لے بات اس عورت کی جو جھگڑتی تھی تجھسے اپنے خاوند کے حق اور جھینکتی تھی اللہ کے آگے اور اللہ سنتا تھا سوال و جواب تم دونوں کا بے شک اللہ سنتا ہے دیکھتا ہے ف

اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ۭ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰۗــِٔيْ وَلَدْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ②

جو لوگ سے ماں کہہ بیٹھیں تم میں سے اپنی ف۲ عورتوں کو وہ نہیں ہو جاتیں انکی مائیں ان کی مائیں تو وہی ہیں جنہوں نے ان کو جنا اور وہ بولتے ہیں ایک ناپسند بات اور جھوٹی اور اللہ معاف کرنیوالا بخشنے والا ہے

وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاۗسَّا ۭ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ③

سے اور جو لوگ ماں کہہ بیٹھیں سے اپنی عورتوں کو پھر کرنا چاہیں وہی کام جسکو کہا ہے تو آزاد کرنا چاہیئے ایک بردہ پہلے اس سے کہ آپس میں ہاتھ لگائیں اس سے تمکو نصیحت ہوگی اور اللہ خبر رکھتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو ف

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاۗسَّا ۚ فَمَنْ

پھر جو کوئی نہ پائے تو روزے ہیں شہ دو مہینے کے لگاتار پہلے اس سے کہ آپس میں چھوئیں پھر جو کوئی

سوال و جواب ہوا اور اس عورت نے ہر بار اللہ تعالیٰ سے التجا کی آخر اللہ تعالیٰ نے اس کی آہ و زاری کو قبول فرمایا اور کفارۂ ظہار کا حکم نازل فرمایا کہ کفارہ ظہار کے بعد وہ دوبارہ اپنے خاوند کے پاس رہ سکتی ہے سَمِعَ میں سماع سے مجازاً قبول و اجابت مراد ہے والسماع مجاز عن القبول والاجابۃ (روح) اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی دعا و التجا قبول فرما لی جو اپنے خاوند کے بارے میں آپ سے تکرار کر رہی تھی اور اللہ کے سامنے اپنے حال زار کا اظہار کر رہی تھی اور اللہ تعالیٰ بھی تمہارا سوال و جواب سن رہا تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔ یسمع مضارع برائے ماضی استمراری ہے اور ان اللہ سمیع بصیر جملہ ما قبل کیلئے بمنزلہ علت ہے

سے الذین یظھرون۔ یہ ظہار کرنے والوں کو تنبیہ اور اصل حقیقت کا اظہار ہے۔ جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کر لیتے ہیں اور پھر یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ اب وہ ان پر ماؤں کی طرح ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی ہیں یہ خیال غلط ہے ظہار سے بیویاں مائیں نہیں بن جاتیں، مائیں تو وہی ہیں جنہوں نے ان کو جنم دیا ہے وہ بیویوں کو اپنی ماؤں سے تشبیہ دے کر ایک خلاف شریعت، خلاف عقل اور سراسر غلط بات منہ سے نکالتے ہیں۔ ہاں جو لوگ توبہ کر لیں اللہ تعالیٰ محض اپنی مہربانی سے انکا گناہ معاف فرما دے گا (منکرا من القول) ینکرہ الشرع والعقل والطبع ایضا (وزورا) وکذبا باطلا منحرفا عن الحق (روح، مدارک) اس پر کفار و منافقین نے ازراہ عناد طعن کیا کہ یہ اچھی شریعت کہ جس کو ایک دفعہ ماں کہہ لیا اس کو پھر بیوی بنا لیا۔ لیکن یہ اعتراض سراسر باطل ہے کیونکہ زبان سے ایک سراسر غلط اور خلاف واقعہ بات کہہ دینے

ا۔ ذکر حکم ظہار بطور تمہید
۲۔ بیان زجریات منافقین
۱۲

۲۔ بیان کفارۂ ظہار ۱۲

۳۔ کفارہ کی پہلی صورت ۱۲

۴۔ دوسری صورت ۱۲

۵۔ تیسری صورت ۱۲

موضح قرآن ف اسلام سے پہلے مرد اگر عورت کو کہتا کہ تو میری ماں ہے تو ساری عمر وہ اس پر حرام گنتے حضرت کے وقت میں ایک مسلمان کہہ بیٹھا اپنی عورت کو پھر دونوں پچتائے عورت آئی حضرت کے پاس حضرت نے فرمایا۔ اب کیونکر مل سکتے ہو، وہ شکوہ اور زاری کرنے لگی کہ گھر ویران ہوتا ہے اولاد پریشان ہوتی ہے اسمیں یہ حکم اترا فرمایا کہ جن نے جنا نہیں وہ ماں کیونکر ہو۔ مگر اپنی گستاخی کا بدلہ کفارہ دے تو اس عورت کے پاس جاوے نہیں تو نہ جاوے پر عورت اُسی کی رہی، اس ماں بہن کہنے کو ظہار کہتے ہیں ف۲ پھر وہی کام جس کو کہا ہے۔ یعنی یہ غلط کہا ہے صحبت موقوف کرنے کو صحبت کیا چاہیں تو پہلے بردہ آزاد کریں۔

فتح الرحمٰن ف۱ زنی را شوہر او گفت انت علی کظھر امی تو بر من مانند پشت مادر منی آن زن پیش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آمد و این ماجرا عرض کرد فرمودند حرام شدی۔ آن زن کثرت عیال و قلت مال عرض کرد خدا تعالیٰ این آیت فرستاد ف۲ یعنی تشبیہ می دہند زنان خود را بہ پشت مادر ۱۲۔

سے حقیقت نہیں بدل سکتی ف۴ والذین یظھرون یہ کفارۂ ظہار کا بیان ہے۔ کفارۂ ظہار کی تین صورتیں ہیں۔ اس آیت میں پہلی صورت کا بیان ہے۔ لما قالوا ای لنقض ما قالوا (مدارک) فتحریر رقبۃ یہ خبر مقدر کا مبتدا ہے ای فعلیھم تحریر رقبۃ (مظہری) یعنی جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کر بیٹھیں لیکن اس کے بعد وہ اپنی کہی ہوئی بات کو کالعدم اور اسکی تلافی کرنا چاہیں تو ان پر بطور کفارہ ایک غلام کا آزاد کرنا لازم ہے لیکن اس کیلئے شرط یہ ہے کہ ظہار کے بعد بیوی کے پاس جانے سے پہلے غلام آزاد کریں۔ یہ کفارہ ادا کرنے کا حکم تمہیں تنبیہہ کے لئے کیا جارہا ہے تاکہ تم آئندہ اس فعل شنیع کا ارتکاب نہ کرو اور

لَمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ؕ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا

ہو نہ کر سکے ف۶ تو کھانا دینا ہے ساٹھ محتاجوں کا یہ حکم اس واسطے کہ تابعدار

بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ

ہو جاؤ اللہ کے اور اس کے رسول کے اور یہ حدیں باندھی ہیں اللہ کی اور منکروں کیواسطے عذاب ہے

اَلِيْمٌ ۝۴ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا

دردناک ف۱ جو لوگ کہ ف۷ مخالفت کرتے ہیں اللہ کی اور اسکے رسول کی وہ خوار ہوئے

كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍۢ

جیسے کہ خوار ہوئے ہیں وہ لوگ جو ان سے پہلے تھے اور ہمنے اتاری ہیں آیتیں

بَيِّنٰتٍ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝۵ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ

بہت صاف اور منکروں کے واسطے عذاب ہے ذلت کا جس دن کہ اٹھائیگا

اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ ؕ

اللہ ان سب کو پھر جتلائیگا انکو ان کے کئے کام اللہ نے وہ سب گن رکھے ہیں اور وہ بھول

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝۶ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا

گئے اور اللہ کے سامنے ہے ہر چیز تو نے نہیں دیکھا ف۸ کہ اللہ کو معلوم ہے جو کچھ

فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى

ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں کہیں نہیں ہوتا مشورہ

ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ

تین کا جہاں وہ نہیں ہوتا انمیں چوتھا اور نہ پانچ کا جہاں وہ نہیں ہوتا انمیں چھٹا

وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ

اور نہ اس سے کم اور نہ زیادہ جہاں وہ نہیں ہوتا ان کیساتھ جہاں

مَا كَانُوْا ۚ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ

کہیں ہوں پھر جتلا دے گا انکو جو کچھ انہوں نے کیا قیامت کے دن بے شک

ع ۲ ۱

لہ زجر برائے کفار و منافقین و تخویف اخروی و دنیوی ۱۲

[illegible] اول ۱۲

اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے وہ خوب جانتا ہے کون اسکی شریعت کا اتباع کرتا ہے اور کون نہیں کرتا ذٰلکم توعظون بہ ای تزجرون بہ (ابن کثیر ج ۴ ص ۳۲۱) ف۵ فمن لم یجد کفارۂ ظہار کی دوسری صورت، جس کی مالی حالت کمزور ہو اور وہ غلام آزاد کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو اس پر دو ماہ کے مسلسل روزے رکھنے لازم ہیں۔ اسمیں ایک شرط تو وہی ہے کہ بیوی کے پاس جانے سے پہلے دو ماہ کے روزے رکھے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ روزے لگاتار رکھے درمیان میں ناغہ نہ کرے۔ اگر کسی شخص نے دو ماہ کے دوران ایک دن کا روزہ ناغہ کر دیا، یا اس دوران میں رات کو اس بیوی سے صحبت کرلی جس سے ظہار کیا ہے تو دونوں صورتوں میں ازسرنو دو ماہ کے متواتر روزے رکھنے لازم ہوں گے ف۶ فمن لم یستطع۔ یہ کفارۂ ظہار کی تیسری صورت ہے۔ اگر کوئی شخص بیماری یا بڑھاپے یا کسی دوسری مانع کی وجہ سے روزے رکھنے سے قاصر ہو تو اس کیلئے کفارۂ ظہار ادا کرنے کی صورت یہ ہے کہ وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاوے اسکی کئی صورتیں ہیں۔ اوّل ایک مسکین کو ساٹھ دن دو وقت پیٹ بھر کھانا کھلاوے دوم، ساٹھ مسکینوں کو ایک ہی دن میں دو وقت پیٹ بھر کھانا کھلاوے۔ سوم، ساٹھ آدمیوں کو فی کس دو سیر گندم یا گندم کا آٹا یا فی کس چار سیر جو یا جو کا آٹا دیدے۔ ان صورتوں میں سے جو صورت چاہے اختیار کرے کفارہ ادا ہو جائیگا۔ کفارۂ ظہار کی تیسری صورت میں مجامعت پر اسکی تقدیم شرط نہیں۔ اگر کسی شخص نے ایک مسکین کو ایک ماہ یا کم وبیش کھانا کھلانے کے بعد بیوی سے صحبت کرلی تو اس میں کوئی حرج نہیں کھانا کھلانا ازسرنو لازم نہیں ہوگا۔ ذلك لتؤمنوا بالله ورسوله یہ حدود واحکام اس لئے بیان کئے گئے ہیں تاکہ تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا ایمان قائم رکھو اور ان کے احکام کی تعمیل کرو۔ یہ احکام وشرائع اللہ کی حدود ہیں جن کی پابندی کرنا اہل ایمان کا شیوہ ہے۔ لیکن کفار جو اللہ کی حدود کو توڑتے اور شرائع الٰہیہ پر طعن کرتے ہیں ان کے لئے نہایت دردناک عذاب تیار ہے ف۷ ان الذین یحادون۔ یہ ان کفار ومنافقین کے لئے زجر اور تخویف دنیوی واخروی ہے جو خدا اور رسول ؐ کے احکام کی مخالفت کرتے اور احکام شریعت پر طعن کرتے ہیں۔ ان کو دنیا میں ذلیل ورسوا کیا جائیگا۔ جس طرح گذشتہ امتوں کے کافروں کو کیا

موضح قرآن ف۱ بردے کا مقدور ہو تو روزہ نہیں۔ روزہ ہوسکے تو کھانا نہیں آخر کو کھانا ہے اگر پکا کر کھلاوے تو سالن روٹی دو وقت کھلاوے پیٹ بھر کر اور اگر اناج دے تو ہر ہر کو دو سیر گیہوں۔

اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ⑦ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ
اللہ کو معلوم ہے ہر چیز تو نے نہ دیکھا ف۵ ان لوگوں کو جنکو منع ہوئی

النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَيَتَنٰجَوْنَ بِالْإِثْمِ
کانا پھوسی ف۱ پھر بھی وہی کرتے ہیں جو منع ہو چکا ہے اور کان میں باتیں کرتے ہیں گناہ

وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ ۫ وَإِذَا جَآءُوْكَ
کی اور زیادتی کی اور رسول کی نافرمانی کی اور جب آئیں تیرے پاس

حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ وَيَقُوْلُوْنَ فِيْٓ أَنْفُسِهِمْ
تجھکو وہ دعا دیں ف۱ جو دعا نہیں دی تجھ کو اللہ نے اور کہتے ہیں ف۲ اپنے ف۳ دل میں

لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ۭ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ
کیوں نہیں عذاب کرتا ہمکو اللہ اس پر جو ہم کہتے ہیں ف۳ کافی ہے انکو دوزخ داخل ہوں گے

فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ⑧ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا إِذَا تَنَاجَيْتُمْ
سو بری جگہ پہنچے ف۱ اے ف۲ ایمان والو جب تم کان میں بات کرو

فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ
تو مت کرو بات گناہ کی اور زیادتی کی اور رسول کی نافرمانی کی

وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ إِلَيْهِ
اور بات کرو احسان کی اور پرہیزگاری کی اور ڈرتے رہو اللہ سے جس کے پاس

تُحْشَرُوْنَ ⑨ إِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ
تمکو جمع ہونا ہے ف۲ یہ جو ہے کانا پھوسی ف۳ سو شیطان کا کام ہے تاکہ دلگیر کرے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَآرِّهِمْ شَيْئًا إِلَّا بِإِذْنِ اللّٰهِ ۭ
ایمان والوں کو اور وہ انکا کچھ نہ بگاڑے گا بدون اللہ کے حکم کے

وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ⑩ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ
اور اللہ پر چاہیے کہ بھروسہ کریں ایمان والے ف۳ اے ایمان والو ف۴

گیا۔ حالانکہ ہم اسلام، قرآن اور پیغمبر علیہ السلام کی صداقت پر واضح اور روشن دلائل قائم کر چکے ہیں کہ انکار و مخالفت کی کوئی گنجائش ہی باقی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان معاندین کو دنیا میں مسلمانوں کے ہاتھوں مختلف مواقع پر نہایت ذلیل و رسوا کیا۔ جنگ بدر یا جنگ احزاب میں یا دونوں ہی مراد ہوں (بحر، روح) وللکفرین عذاب مھین ط دنیا میں اس ذلت و ناکامی کے علاوہ آخرت میں ان کے لئے اس سے بھی زیادہ رسواکن عذاب تیار ہے یوم یبعثھم اللہ۔ ظرف مھین سے متعلق ہے یا متعلق لام سے منصوب بالظرف المستقر اعنی للکافرین او بمھین۔ (مظہری ج ۹ ص ۲۲۱) قیامت کے دن جب اللہ ان سب کو میدان حشر میں جمع کرے گا، تو انہیں ان کی تمام بداعمالیوں سے آگاہ فرمائے گا جن کو وہ بھول چکے ہوں گے، لیکن اللہ تعالیٰ کے پاس ان کی تمام تفصیلات محفوظ ہوں گی، کیونکہ اللہ تعالیٰ علم و قدرت کے اعتبار سے ہر جگہ موجود ہے اور کوئی چیز اس سے پوشیدہ اور اوجھل نہیں **۵ الم تر ان اللہ یعلم۔** یہ نہایت ہی سرکش اور بدترین قسم کے منافقوں پر پہلی زجر ہے۔ یہ منافقین اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سرگوشیاں کرتے اور سمجھتے کہ ان کی ان پوشیدہ باتوں کا کسی کو علم نہیں، حالانکہ ان کی کوئی خفیہ سازش اللہ تعالیٰ سے چھپ نہیں سکتی اللہ تعالیٰ تو زمین و آسمان کی ہر بات اور چیز کو جانتا ہے اور کوئی بات اس سے چھپی نہیں رہ سکتی۔ اگر کسی جگہ تین آدمی چھپ کر کوئی مشورہ کریں تو چوتھا اللہ تعالیٰ ہوتا ہے اور اگر پانچ آدمی کوئی خفیہ پروگرام بنائیں تو ان کے پاس بھی وہ موجود ہوتا ہے۔ الغرض اس سے کم ہوں یا اس سے زیادہ جہاں کہیں بھی چھپ کر کوئی مشورہ کریں اللہ تعالیٰ ان کے پاس موجود اور ان کی ہر بات سے باخبر ہوتا ہے۔ ثم ینبئھم بما عملوا۔ دنیا میں تو وہ مکر جائیں گے کہ ہم نے کوئی مخالفانہ پروگرام نہیں بنایا لیکن قیامت کے دن انکار نہیں کر سکیں گے۔ اس دن اللہ ان کو علی رؤس الاشہاد ذلیل و رسوا کرنے کے لئے ان کے تمام کرتوت ظاہر کر دے گا، کیونکہ وہ ہر چیز کو جانتا ہے اور کوئی بات اس سے مخفی نہیں **۹ الم تر الی الذین** زجر ثانی برائے منافقین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ آیت یہود اور منافقین کے بارے میں نازل ہوئی۔ قال ابن عباس نزلت فی الیھود والمنافقین (قرطبی ج ۱۷ ص ۲۹۱) جب مسلمانوں کی ایک جماعت کہیں جہاد میں شریک ہوتی تو منافقین دوسرے مسلمانوں کے سامنے الگ ٹولی بنا کر کھسر پھسر کرتے اور آنکھوں اور ہاتھوں سے مسلمانوں کی طرف اشارے کر کے ان کے وہم

ف۱ زجر یہود و مشر ۱۲

ف۲ جرم شرارت منافقین یہود ۱۲

ف۳ قانون اوّل برائے اصلاح منافقین ۱۲

ف۴ دوسرا قانون ۱۲

موضح قرآن ف۱ حضرت کی مجلس میں بیٹھ کر منافق کان میں باتیں کرتے مجلس کے لوگوں پر ٹھٹھے کرتے اور عیب پکڑتے اور حضرت کی بات سن کر کہتے یہ مشکل کام ہم سے کب ہوسکے گا پہلے سورۂ نساء میں اسکا منع آچکا تھا، پھر وہی کرتے تھے اور دعا یہ کہ یہود آتے تو سلام علیک کے بدلے السام علیک کہتے یہ بددعا ہے کہ تجھ پر پڑے مرگ۔ پھر آپس میں کہتے... کہ اگر یہ رسول ہے تو ہم پر عذاب کیوں نہیں آتا اور کوئی منافق بھی کہتا ہوگا۔ ف۲ سورۂ نساء میں ہو چکا کہ کان میں کونسی بات کہنی چاہیئے ف۳ مجلس میں دو شخص کان میں بات کریں تو دیکھنے والے کو غم ہو کہ مجھ سے کیا حرکت ہوئی جو یہ چھپ پر کہتے ہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی یہود کہ از ایشان در ایذاء مسلمین بود ۱۲ ف۲ یعنی بجائی سلام علیک السام علیک گویند یعنی مرگ بر تو باد ۱۲۔ ف۳ یعنی اگر پیغامبر راست است بایستی کہ مارا عذاب رسیدی ۱۲۔

میں ڈالتے کہ ان کے اقارب تو وہاں کام آچکے ہیں اب وہ واپس نہیں آئیں گے اور اگر وہ کسی مسلمان کو تنہا گذرتے دیکھتے تو فوراً سر جوڑ کر اور اس کی طرف سر اور آنکھوں سے اشارے کر کے سرگوشی شروع کر دیتے جس سے وہ سمجھے کہ یہ میرے قتل کا پروگرام بنا رہے ہیں اور خوف زدہ ہو جائے۔ ان کی ایسی شرارتوں سے مسلمانوں کو سخت صدمہ پہنچتا اور ایذاء ہوتی تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس کا شکوہ کیا اس پر آپ نے ان منافقین کو ڈانٹا اور اس طرح سرگوشیاں کرنے سے ان کو روکا مگر وہ پھر بھی باز نہ آئے چنانچہ اس آیت میں ان پر زجر کیا گیا۔ (روح، ابن کثیر) یہ لوگ کیسے معاند اور بدطینت ہیں کہ جس جرم وگناہ سے ان کو منع کیا گیا وہ پہلے سے بڑھ چڑھ کر اس کا ارتکاب کر رہے ہیں النجوی الف لام عہد خارجی کے لئے ہے یعنی خلاف اسلام مشورے۔ لما نھوا عنہ ای لفعل ما نھوا عنہ ان کو منع کیا گیا تھا کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مشورے نہ کیا کریں لیکن وہ اس سے باز نہیں آئے اور بدستور ایسے منصوبے بناتے ہیں جو سراسر خلاف اسلام اور گناہ ہیں اور جن کا مقصد مسلمانوں پر ظلم و زیادتی کرنا اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت و عداوت پر اکسانا ہے **۱۰** واذا جاءوك۔ یہ یہود اور منافقین کی ایک اور شرارت کا ذکر ہے۔ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تو السلام علیک کی بجائے السام علیک کہتے۔ السام کے معنی موت کے ہیں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی کی طرف سے تحیۂ سلام نازل ہوتا ہے اور امت کو بھی تحیۂ سلام پیش کرنیکا حکم ہے لیکن یہود و منافقین اپنے کمال خبث باطن کا اظہار کرتے ہوئے السام علیک کہتے اللہ تعالی نے اس آیت میں ان کی اس شرارت و خباثت پر زجر فرمائی **۱۱** ویقولون فی انفسھم اور پھر آپس میں کہتے ہیں کہ ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اس طرح تحقیر و توہین کرتے ہیں اگر واقعی وہ اللہ کا پیغمبر ہے تو اللہ ہمیں اس کی سزا کیوں نہیں دیتا اور ہم سے انتقام کیوں نہیں لیتا ای یقولون فیما بینھم لو کان نبیا لعاقبنا اللہ بما نقولہ (مدارک ج ۴ ص ۱۷۷) تو اللہ تعالی نے فرمایا حسبھم جہنم الخ اگر دنیا میں ان کو ان شرارتوں کی سزا نہیں ملی تو کیا ہوا آخرت میں انکی سزا کے لئے جہنم ہی کافی ہے جس میں وہ داخل ہوں گے جو نہایت ہی برا ٹھکانا ہے **۱۲** یا یھا الذین امنوا اذا ناجیتم یہ اصلاح منافقین کیلئے پہلا قانون ہے اور خطاب منافقین سے ہے اور ایمان سے ایمان باللسان مراد ہے۔ ای امنوا بالسنتھم و ھو خطاب للمنافقین

تیسرا قانون ۱۴

[illegible]

اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا

جب کوئی تم کو کہے کہ کھل کر بیٹھو مجلسوں میں تو کھل جاؤ

يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ

اللہ کشادگی دے تمکو اور جب کوئی کہے کہ اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہو اللہ

اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ۭ

بلند کریگا ان کے لئے جو کہ ایمان رکھتے ہیں تم میں سے اور جنھیں دیا گیا علم اچھے درجے

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ⑪ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا

اور اللہ کو خبر ہے جو کچھ تم کرتے ہو ف۱ اے ایمان والو ۱۲ جب

نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ۭ

تم کان میں بات کہنا چاہو رسول سے تو آگے بھیجو اپنی بات کہنے سے پہلے خیرات

ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ ۭ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ

یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اور بہت ستھرا پھر اگر نہ پاؤ تو اللہ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑫ ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ

بخشنے والا مہربان ہے ف۱ ف۲ کیا تم ڈر گئے ۱۳ کہ آگے بھیجا کرو کان کی

نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ۭ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ

بات سے پہلے خیراتیں سو جب تم نے نہ کیا اور اللہ نے معاف کردیا تمکو

فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ

تو اب قائم رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ اور حکم پر چلو اللہ کے اور

رَسُوْلَهٗ ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ⑬ ۧ اَلَمْ تَرَ اِلَى

اس کے رسول کے اور اللہ کو خبر ہے جو کچھ تم کرتے ہو ف۳ کیا تو نے نہ دیکھا ان

الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۭ مَا هُمْ مِّنْكُمْ

لوگوں کو ۱۴ جو دوست ہوئے ہیں اس قوم کے جن پر غصہ ہوا ہے اللہ ف۲ نہ وہ تم میں ہیں

ع ۲

موضح قرآن ف۱ یہ آداب ہیں مجلس کے کوئی آوے اور جگہ نہ پاوے تو سب تھوڑا تھوڑا ہٹیں تامکان حلقہ کا کشادہ ہو جاوے یا اٹھ کر پرے حلقہ کرلیں اتنی حرکت کرنے میں غرور نہ کریں خوئے نیک پر اللہ مہربان ہے اور بدخو سے اللہ بیزار ف۲ منافق بیفائدہ باتیں حضرت سے کان میں کرتے کہ لوگوں میں اپنی بڑائی جتاویں حضرت خلق کے سبب منع نہ کرتے، جب یہ حکم اترا منافقوں نے مارے بخل کے وہ عادت چھوڑی پھر وہ حکم تو موقوف ہوا ف۳ یعنی وہ حکم جو ہرگز موقوف نہیں انھیں پر لگے رہو معلوم ہوتا ہے کسی نے یہ

[illegible]

فتح الرحمن ف۱ مترجم گوید این حکم منسوخ است بآیتی که می آید واللہ اعلم ۱۲۔ ف۲ یعنی منافقان با یہود دوستی کردند واللہ اعلم ۱۲۔

(مدارک) یا مؤمنین کو تنبیہ کرنا مقصود ہے کہ وہ کفار و منافقین کی طرح نہ ہوں۔ قال اللہ تعالیٰ مؤدبا عبادہ المؤمنین ان لایکونوا مثل الکفرۃ و المنافقین (ابن کثیر ج ۴ ص ۳۲۳) کوئی ایسا پروگرام نہ بناؤ اور ایسا مشورہ نہ کرو جو سراسر گناہ ہو یا جس کا مقصد مسلمانوں پر ظلم و تعدی کرنا یا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی مخالفت ہو۔ بلکہ ہمیشہ ایسے کاموں کے باہم مشورے کرو جو نیکی اور تقوی کے کام ہوں یعنی احکام شریعت کی تعمیل اور مخالفت شریعت سے اجتناب۔ اور ہمیشہ اللہ سے ڈرتے ہو جس کی عدالت میں تم سب جمع کرکے پیش کئے جاؤگے۔ (وتناجوا بالبر) باداء الفرائض والطاعات وما یتضمن خیر المؤمنین (والتقوی) ای الاحتراز من معصیۃ الرسول (مظہری ج ۹ ص ۲۲۳) **ف۱۳** انما النجوی الف لام عہد خارجی کیلئے ہے یعنی وہ مشورہ جو مؤمنوں کو ایذا دینے کیلئے کیا جائے یعنی ایسے مشوروں پر شیطان اکساتا ہے، تاکہ اس سے مؤمنین کو دکھ پہنچے اور وہ آزردہ ہوں لیکن ایمان والوں کو نقصان پہنچانا شیطان کے بس کی بات نہیں، انھیں وہی ضرر پہنچ سکتا ہے جو اللہ نے مقدر فرمایا ہے اور ایمان والوں کا بھروسہ اور اعتماد ہمیشہ اللہ تعالیٰ پر ہوتا ہے کیونکہ اس کے حکم کے بغیر کچھ بھی نقصان نہیں ہوسکتا۔ **ف۱۴** یایھا الذین اٰمنوا اذا قیل۔ یہ اصلاح منافقین کیلئے دوسرا قانون ہے۔ منافقین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آپ کے قریب آکر بیٹھ جاتے اور جگہ روک لیتے یہاں تک کہ اکابر صحابہ رض کی آمد پر بھی وہ ان کے لئے جگہ خالی نہ کرتے اور بدستور آپ کے قریب بیٹھے رہتے اور بعض اوقات اکابر صحابہ رض کو جگہ نہ ملنے کی وجہ سے کھڑے رہنا پڑتا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ فرمایا جب مجلس میں جگہ کافی ہو اور تمہیں کھلے ہو کر بیٹھنے کا حکم دیا جائے تو کھلے ہو کر بیٹھ جایا کرو تم میں سے جو مخلص مؤمن ہیں اللہ تعالیٰ اس تعمیل حکم پر ان کے درجات بلند فرمائیگا اور ان میں سے جو اہل علم ہیں ان کے درجات اور بھی بلند ہوں گے حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں چونکہ منافقین بھی ہوتے تھے اور بعض دفعہ امور خاصہ کا اظہار ان کے سامنے مضر ہوتا اس لئے فرمایا جب تم کو اٹھ جانے کا حکم دیا جائے تو اٹھ جایا کرو تاکہ منافقین بھی مجلس سے چلے جایا کریں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکابر صحابہ کے ساتھ امور مہمہ پر تبادلۂ خیالات فرمالیا کریں۔ **ف۱۵** یایھا الذین اٰمنوا اذا ناجیتم۔ یہ اصلاح منافقین کے لئے تیسرا قانون ہے۔ بعض منافقین جو بظاہر مسلمانوں ہی میں شمار ہوتے تھے۔ ریاکاری کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دوسرے لوگوں سے الگ لیجا کر آپ کے ساتھ بلا مقصد طویل سرگوشیاں کرنے لگتے تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ یہ بڑے مخلص لوگ ہیں اور حضور علیہ السلام کے خاص آدمی ہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلندیٔ اخلاق اور وسعت ظرف کی وجہ سے کسی کو رد نہ فرماتے تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمادیا کہ جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی مشورہ کرنا ہو تو پہلے مشورہ کرلیا کرو اس حکم کے نزول کے بعد ریاکاروں اور منافقوں نے آپ کے ساتھ سرگوشیاں کرنا چھوڑدیں روی عن ابن عباس وقتادۃ ان قوما من المسلمین کثرت مناجاتھم للرسول علیہ الصلوۃ والسلام فی غیر حاجۃ الا لتظھر منزلتھم وکان صلی اللہ علیہ وسلم سمحا لا یرد احدا فنزلت ھذہ الاٰیۃ (روح ج ۲۸ ص ۳۰) مناجات رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے صدقہ دینا تمہارے لئے بہتر ہے اور نفوس کی بھی پاکیزگی کا ذریعہ ہے۔ فان لم تجدوا۔ لیکن جس کے پاس صدقہ کرنے کے لئے کوئی چیز نہ ہو تو وہ صدقہ دئے بغیر ہی آپ سے مشورہ کرلے۔ اللہ تعالیٰ مہربان ہے اسے معاف فرمائیگا۔ اس سے بظاہر صدقہ دینے کا وجوب ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ قبل مشورہ صدقہ نہ دینے کی رخصت صرف ان کو دی گئی ہے جن کے پاس مال نہ ہو (روح) یہ حکم صرف چند یوم یا صرف ایک ساعت جاری رہا اس کے بعد منسوخ ہوگیا۔ قیل کان ذلک عشر لیال ثم نسخ وقیل ما کان الا ساعۃ من نہار ثم نسخ (مدارک ج ۴ ص ۱۷۸) اس دوران میں صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی کو اس آیت پر عمل کرنے کا موقع ملا۔ قبل اس کے کہ کوئی دوسرا آدمی اس پر عمل کرے اس آیت کا حکم منسوخ ہوگیا (ابن کثیر، مدارک وغیرہما) حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ حکم صدقہ کے بعد منافقین، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بے مقصد سرگوشیاں کرنے سے رک گئے تھے اس لئے مسلمانوں پر آسانی کے لئے اس حکم کو اٹھا لیا۔ کیونکہ اب منافقین، حسب سابق سرگوشیاں کرنے سے شرماتے تھے کہ حکم صدقہ کے دوران مشورے نہیں کرتے تھے، لہذا اب بھی نہ کریں۔ حضرت شیخ رح کے نزدیک یہ آیت منسوخ نہیں کیونکہ یہ حکم استحبابی تھا اور اس کا استحباب اب بھی باقی ہے اگر باہمی مشورے سے قبل صدقہ کرلیا جائے تو بہتر ہے۔

ف۱۶ ءاشفقتم۔ کیا تمہیں ڈر ہے کہ مشورے سے پہلے صدقہ دینے سے تم محتاج ہوجاؤگے؟ اچھا اگر تم اس حکم صدقہ پر عمل نہیں کرسکے اور اللہ نے بلا وجہ مشورہ کرنے کی اجازت دیدی ہے، تو اب فرائض میں کوتاہی نہ کرنا۔ نماز قائم کرنا۔ زکوٰۃ دینا، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر تمام احکام کی پیروی کرنا۔ اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے اور ہر عمل کی پوری پوری جزا و سزا دے گا۔

ف۱۷ الم تر الی الذین تولوا۔ یہ منافقین پر تیسرا زجر ہے مغضوب علیھم (جن پر اللہ کا غضب ہوا) سے یہود مراد ہیں۔ الکذب جھوٹ اور خلاف حقیقت بات، اس سے منافقین کا ادعائے اسلام مراد ہے وہ دعوی کرتے کہ ہم مؤمن ہیں لیکن ان کے دلوں میں بدستور کفر جاگزیں تھا اور ایمان کا ان کے دلوں میں شائبہ تک نہ تھا۔ (الکذب) وھو ادعاء الاسلام (مظہری ج ۹ ص ۲۲۷) منافقین کا اسلام چونکہ دنیوی منافع اور وقتی مصالح کی بنا پر تھا، اس لئے در پردہ ان کا گٹھ جوڑ یہودیوں سے تھا جو اپنی سرکشی اور شرارتوں کی وجہ سے غضب خداوندی کے مستحق ٹھہر چکے تھے دوسری طرف مسلمانوں کے سامنے قسمیں کھاتے کہ وہ مخلص مؤمن ہیں۔ فرمایا کیا آپ نے ان لوگوں کا حال ملاحظہ نہیں فرمایا جن کی دوستی ان یہودیوں کے ساتھ ہے جن پر اللہ کا غضب مقدر ہوچکا ہے۔ حقیقت میں پرلے درجہ کے مکار ہیں وہ نہ تمہارے دوست ہیں اور نہ یہودیوں کے، وہ دونوں فریقوں کو دھوکہ دے کر اپنا مطلب نکالنا چاہتے ہیں اور جان بوجھ کر جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں۔ کہ وہ مؤمن ہیں اور تمہارے ساتھ ہیں حالانکہ یہ سراسر جھوٹ ہے۔

۱۸ اعد اللہ۔ یہ منافقین کے لئے تخویف اخروی ہے۔ دنیا میں وقتی منافع حاصل کرلیں، لیکن آخرت میں ان کے لئے نہایت ہی سخت سزا تیار ہے کیونکہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں نہایت ہی برا کر رہے ہیں اتخذوا ایمانھم جنۃ۔ انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے کہ جب کبھی ان کی کسی شرارت پران کا مؤاخذہ ہوتا ہے تو قسمیں کھا کھا کر اپنے اخلاص ایمان اور اپنی براءت کا اظہار کرتے ہیں۔ اور جب انھیں ان قسموں کی آڑ میں امن مل جاتا ہے تو طرح طرح سے مسلمانوں کو دین اسلام سے برگشتہ کرتے ہیں اور جو لوگ اسلام میں داخل ہونا چاہیں ان کو اسلام میں داخل ہونے سے روکتے ہیں۔ ان خبثاء کے لئے نہایت ہی ذلت آمیز اور رسوا کن عذاب تیار ہے (فصدوا الناس (عن سبیل اللہ) فی خلال امنھم بتثبیط من لقوا عن الدخول فی الاسلام وتضعیف امر المسلمین عندھم (روح ج ۲۸ ص ۳۳) **۱۹** لن تغنی عنھم۔ ان کے اموال و اولاد جن پر انکو فخر و غرور ہے عذاب الٰہی کے مقابلہ میں ان کے کسی کام نہیں آئینگے ان کی سزا جہنم ہے اور وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ یوم یبعثھم اللہ۔ ظرف لن تغنی سے متعلق ہے۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ یا فلھم عذاب مھین سے متعلق ہے (مظہری) خالدون سے متعلق نہیں، کیونکہ اس سے مفہوم درست نہیں ہوتا۔ یہ منافقین جس طرح مسلمانوں کے سامنے جھوٹی قسمیں کھا کر دنیا میں مؤاخذے سے بچ جاتے ہیں اسی طرح قیامت کے دن خداوند تعالیٰ کے سامنے بھی قسمیں کھائیں گے اور سمجھیں گے کہ ان جھوٹی قسموں سے انھیں کچھ فائدہ ہو جائیگا جیسا کہ دنیا میں پہنچ جاتا تھا لیکن بے سود قیامت کے دن خدا کی عدالت میں بھی وہ جھوٹی قسمیں کھائیں گے۔ یہ جھوٹ بولنے پر انکی جسارت کی انتہا ہوگی **۲۰** استحوذ علیھم الشیطن۔ شیطان ان کے دل و دماغ پر غالب آچکا ہے اور وہ اس کے اشاروں پر ناچ رہے ہیں۔ اس نے ان کو یاد الٰہی سے بالکلیہ غافل کر رکھا ہے اور وہ شیطان کے پورے پورے فرمانبردار اور اسکی ٹولی بن چکے ہیں۔ اور یاد رکھو شیطان کی ٹولی انتہائی خسارے میں رہیگی کیونکہ آخرت میں اس کو نعیم مقیم (دائمی نعمتوں) کے بجائے عذاب الیم (ابدی اور دردناک عذاب) نصیب ہوگا **۲۱** ان الذین یحادون۔ یہ ابتدائے سورت کے ساتھ متعلق ہے اور کفار و منافقین کیلئے زجر و تخویف ہے جو خدا تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی مخالفت کرتے ہیں۔ یہ لوگ اللہ کی ذلیل ترین اور مبغوض ترین مخلوق میں شامل ہیں اس لئے شدید ترین عذاب کے مستحق ہیں **۲۲** کتب اللہ۔ یہ اہل اسلام کے لئے بشارت فتح ہے اللہ تعالیٰ لوح محفوظ میں لکھ چکا یا فیصلہ فرما چکا ہے کہ آخر غلبہ میرے پیغمبر اور ان کے متبعین ہی کو نصیب ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی قوت و شوکت اور عزت و غلبہ کا مالک ہے اور وہ ہمیشہ اپنی جماعت (حزب اللہ) کو شیطانی جماعتوں (حزب الشیطان)، پر غلبہ عطا فرماتا ہے۔ اثبت فی اللوح المحفوظ او قضی وحکم (روح)

وَلَا مِنْهُمْ وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ⑭
اور نہ ان میں ہیں اور قسمیں کھاتے ہیں جھوٹ بات پر اور ان کو خبر ہے ف

اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ اِنَّهُمْ سَاۗءَ مَا كَانُوْا
تیار رکھا ہے ۱۸ اللہ نے ان کیلئے سخت عذاب بے شک وہ برے کام ہیں جو وہ

يَعْمَلُوْنَ ⑮ اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ
کرتے ہیں بنا رکھا ہے اپنی قسموں کو ڈھال پھر روکتے ہیں اللہ

سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ⑯ لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ
کی راہ سے تو انکو ذلت کا عذاب ہے کام نہ آئیں گے ان کو

اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا ۭ اُولٰۗىِٕكَ
ان کے ۱۹ مال اور نہ انکی اولاد اللہ کے ہاتھ سے کچھ بھی وہ لوگ ہیں

اَصْحٰبُ النَّارِ ۭ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ⑰ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ
دوزخ کے وہ اسی میں پڑے رہیں گے جس دن جمع کریگا اللہ

جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَيَحْسَبُوْنَ
ان سب کو پھر قسمیں کھائینگے اس کے آگے جیسے کھاتے ہیں تمہارے آگے اور خیال رکھتے ہیں

اَنَّهُمْ عَلٰي شَيْءٍ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ⑱ اِسْتَحْوَذَ
کہ وہ کچھ بھلی راہ پر ہیں سنتا ہے وہی ہیں اصل جھوٹے قابو کر لیا ہے

عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰىهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حِزْبُ
۲۰ ان پر شیطان نے پھر بھلا دی انکو اللہ کی یاد وہ لوگ ہیں گروہ

الشَّيْطٰنِ ۭ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ⑲
شیطان کا سنتا ہے جو گروہ ہے شیطان کا وہی خراب ہوتے ہیں

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَاۗدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اُولٰۗىِٕكَ فِي
جو لوگ خلاف کرتے ہیں ۲۱ اللہ کا اور اس کے رسول کا وہ لوگ ہیں

منزل ۷

۱۔ تخویف اخروی برائے ایشان ۱۲

۲۔ متعلق بآغاز سورۃ و زجر و تخویف برائے منافقین و کفار ۱۲

موضح قرآن ف اللہ غصے ہوا کافروں پر خصوصاً یہود پر اور ان کے رفیق منافق۔

الْاَذَلِّیْنَ ﴿۲۰﴾ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
سب بیقدر لوگوں میں اللہ لکھ چکا کہ میں غالب ہونگا ۲۲؎ اور میرے رسول بے شک اللہ
قَوِیٌّ عَزِیْزٌ ﴿۲۱﴾ لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ
زور آور ہے زبردست تو نہ پائے گا کسی قوم کو ۲۳؎ جو یقین رکھتے ہوں اللہ پر اور پچھلے
الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْۤا
دن پر کہ دوستی کریں ایسوں سے جو مخالف ہوئے اللہ کے اور اس کے رسول کے خواہ
اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ ؕ
وہ اپنے باپ ہوں یا اپنے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے گھرانے کے
اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَ اَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ
ان کے دلوں میں اللہ نے لکھ دیا ہے ایمان اور ان کی مدد کی ہے اپنے غیب کے فیض سے
وَ یُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ
اور داخل کریگا انکو باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں ۲۴؎ ہمیشہ رہیں
فِیْهَا ؕ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ
ان میں اللہ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی وہ لوگ ہیں گروہ
اللّٰهِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۲۲﴾
اللہ کا سنتا ہے جو گروہ ہے اللہ کا وہی مراد کو پہنچے ف

۳ ع ۹ ۳

سُوْرَةُ الْحَشْرِ مَدَنِیَّةٌ وَّ هِیَ اَرْبَعٌ وَّ عِشْرُوْنَ اٰیَةً وَّ ثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ
ف۱؎ سورہ حشر مدینہ میں نازل ہوئی اور اسکی چوبیس آیتیں ہیں اور تین رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ۚ وَ هُوَ
اللہ کی پاکی بیان کرتا ہے ۲؎ جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور وہی

۲۳؎ لاتجد قوما۔ آخر میں حزب الشیطان (شیطانی ٹولے) کے مقابلے میں حزب اللہ (اللہ کی جماعت) یعنی مخلص مؤمنین کی مدح اور ان کے لئے دنیوی و اخروی بشارت کا ذکر ہے۔ یہ منافقین جن کا گٹھ جوڑ اور جن کی درپردہ دوستی کفار و یہود سے ہے جو خدا اور رسول کے سخت دشمن ہیں، کیا یہ مسلمان کہلانے کے مستحق ہیں؟ حالانکہ تم دنیا میں کہیں بھی ایسے لوگ نہیں پاؤگے جو دل و جان سے مؤمن ہوں اور پھر ایسے لوگوں سے دوستی بھی کریں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہوں اگرچہ وہ ان کے باپ، بیٹے، بھائی اور قریب ترین رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔ کتب فی قلوبهم الایمان ایمان کو ان کے دلوں میں محکم کردیا۔ روح سے مراد وحی الٰہی (قرآن) ہے۔ کتب فی قلوبهم الایمان ای اثبته فیها..... وایدهم بروح منه ای بکتاب انزله فیه حیاة لهم (مدارک ج ۴ ص ۱۷۹) حضرت شیخ رح فرماتے ہیں روح سے فیض غیبی مراد ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے فیض غیبی سے ان کی تائید کی ہے۔ انکے دلوں میں اطمینان پیدا کردیا ہے والمراد بالروح نور القلب وهو نور یقذفه اللّٰه تعالیٰ فی قلب من یشاء من عباده تحصل به الطمانینة (روح ج ۲۸ ص ۳۶) جن لوگوں کے دلوں میں ایمان اس طرح محکم ہو اور توحید خالص ان کے دلوں میں جاگزیں ہو، خدا تعالیٰ و رسول ص کے دشمنوں سے انھیں ہرگز انس نہیں ہوسکتا۔ قال سهل: من صحح ایمانه واخلص توحیده فانه لا یأنس بمبتدع ولا یجالسه ویظهر له من نفسه العداوة (مدارک) **۲۴؎** ویدخلهم۔ ان مخلصین کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل فرمائیگا جس میں ہر قسم مشروب کی نہریں جاری ہونگی اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ ان کے ایمان محکم، انکی توحید خالص اور انکی مخلصانہ اطاعت کی وجہ سے اللہ ان سے راضی ہے اور آخرت میں بے حد و حساب اجر و ثواب پاکر وہ بھی اللہ سے راضی ہوجائیں گے اور انہیں کوئی شکوہ باقی نہ رہے گا کہ ان کے اجر میں کوئی کمی ہوئی ہے یہ اللہ کی جماعت ہے اور یاد رکھو اللہ کی جماعت ہی کامیاب و کامران ہے اللہ کی یہ جماعت دنیا میں اللہ کے دین کی داعی اور مددگار رہی اسلئے سعادت دارین بھی اسی جماعت کا حصہ ہے۔ والفائزون بخیر الدنیا والاخرة الآمنون من کل مرهوب (مظہری ج ۹ ص ۲۲۸) وآخر دعوانا ان الحمد للّٰه رب العالمین۔

۱؎ بشارت فتح و نصرت ۱۲

۲؎ مدح مؤمنین و بشارت دنیوی و اخروی برائے ایشان ۱۲

۳؎ اعادہ دعوائے توحید ۱۲

موضح قرآن ف یعنی جو دوستی نہیں رکھتے اللہ کے مخالف سے اگرچہ باپ بیٹے ہوں وہی سچے ایمان والے ہیں انکو یہ درجے ہیں۔

فتح الرحمن ف۱؎ مترجم گوید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چون بمدینہ آمدند با بنی نضیر صلح کردند ایشان از شقاوت ازلی سعی در عداوت آنحضرت پیش گرفتند آنحضرت ارادہ فرمود کہ آن جماعہ را جلاء وطن فرماید، منافقان آن ملاعین را پیغام فرستادند کہ شما قتال کنید و در جنگ استواری ورزید کہ ما رفیق شمائیم خدا تعالیٰ برخلاف ارادہ منافقان در اول جمع کردن لشکر رعب بر یہود القاء فرمود تا عاجز آمدند و جلاء وطنی اختیار کردند و سخن اہل نفاق را نشنیدند و بکرار جمع رجال احتیاج نیفتاد و اموال ایشان فیٔ شد و فیٔ آنرا گویند کہ بغیر قتال بدست مسلمانان افتد خدا تعالیٰ منت بر مسلمانان نہاد و حکم فیٔ بیان فرمود از ارادہ منافقان خبر داد واللہ اعلم ۱۲۔

سورۃ الحشر

ربط سورۂ مجادلہ میں بدترین قسم کے منافقوں پر زجریں تھیں اب سورۂ حشر میں علی سبیل التنزیل ان سے کمتر درجہ کے منافقوں پر زجریں ہوں گی۔

خلاصہ

اعادۂ دعویٰ، تخویف دنیوی، تقسیم فئ، زجرات منافقین، اعادۂ دعوی توحید مع دلائل۔

تفصیل

سبح للہ۔ الآیۃ۔ دعوی توحید جو اصل مقصود ہے کا اعادہ۔ تاکہ اصل مسئلہ کی طرف دھیان رہے ھو الذی اخرج الذین کفروا۔ تا۔ و لیجزی الفسقین تخویف دنیوی کا ایک نمونہ۔ یہود بنی النضیر جو اپنے زعم میں نہایت مضبوط قلعوں میں اپنے کو خدا کے عذاب سے محفوظ کئے ہوئے تھے، مسلمانوں کے ایک ہی حملے کی تاب نہ لا سکے اور انھیں اپنا سب کچھ چھوڑ چھاڑ جلاوطن ہونا پڑا۔ اس دنیوی سزا کے علاوہ آخرت میں بھی ان کے لئے دردناک سزا تیار ہے۔ وما افآء اللہ علی رسولہ ـــ تا ـــ انک رؤف رحیم ۰ اموال بنی نضیر بطور فئ مسلمان کو ہاتھ آئے تھے اس لئے ان کی تقسیم کا طریق کار بیان فرمایا۔

الم تر الی الذین نافقوا ـــ تا ـــ و ذلک جزؤ الظلمین ۰ (ع ۲) یہ منافقین کے لئے زجر و تخویف ہے۔ یہ منافقین بنی قریظہ یہود سے وعدے کرتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھی اور مددگار ہیں۔ ان کے وعدے سراسر جھوٹ ہیں اور وقت آنے پر یہ پیچھے ہٹ جائیں گے اور ان کا ساتھ نہیں دینگے اور ساتھ ہی مسلمانوں کو خوشخبری دی گئی کہ اب کفر کی طاقت منتشر ہو چکی ہے اور اب کفار متحد ہو کر اور جم کر کہیں بھی مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے اور ان پر مسلمانوں کا رعب طاری رہے گا۔ جب یہود بنی نضیر جو نہایت محکم قلعوں میں محفوظ تھے مسلمانوں کے ایک حملے کی بھی تاب نہ لا سکے۔ تو یہ بیچارے کیا چیز ہیں۔ یایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ ـــ تا ـــ لعلھم یتفکرون ۰ (ع ۳) یہ پہلے سے کمتر منافقین کے لئے زجر ہے اور مومنوں کو ترغیب الی القتال ہے۔

ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو ـــ تا ـــ وھو العزیز الحکیم ۰ یہ اصل دعوی یعنی سبح للہ۔ الایۃ سے متعلق ہے۔ ان آیتوں میں توحید کے تینوں مراتب مذکور ہیں۔ پہلی آیت میں تیسرا مرتبہ، دوسری میں دوسرا مرتبہ اور تیسری آیت میں توحید کا پہلا مرتبہ مذکور ہے۔

۲؎ سبح للہ ما فی السموٰت۔ یہ دعوائے توحید کا اعادہ ہے تا کہ یہ حقیقت مسلمانوں کے ذہنوں میں رہے کہ جہاد و قتال سب اسی مسئلہ کی خاطر ہے اور جہاد سے کوئی دنیوی غرض مقصود نہیں۔ زمین و آسمان اور ساری کائنات کی ہر چیز اللہ کی وحدانیت پر شاہد ہے اور ہر چیز زبان حال و قال سے اللہ کی تسبیح تنزیہ میں مصروف ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور وہ شریکوں سے پاک ہے۔ وہ سب پر غالب اور تدبیر محکم کا مالک ہے۔ اے بنی آدم! جس طرح کائنات کا ہر ذرہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا معترف اور اسکی تسبیح و تقدیس میں مصروف ہے تم بھی صرف اسی کو اپنا معبود اور کارساز سمجھو اور صفات کارسازی میں کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ اور اس مسئلے کی خاطر جہاد کرو۔ آگے جہاد سے جی چرانے والے منافقوں پر زجریں ہوں گی

۳؎ ھو الذی اخرج۔ یہ تخویف دنیوی کا ایک نمونہ ہے اور الذین کفروا سے یہود بنی نضیر مراد ہیں جو خیبر اور مدینہ کے نواح میں آباد تھے یہ اللہ تعالیٰ ہی کا تصرف تھا کہ اس نے اپنی قدرتِ کاملہ اور تدبیر عمیق سے یہود بنی نضیر کو مسلمانوں کے ایک ہی حملے سے ان کے گھروں سے نکال دیا اور انکو مسلمانوں کے سامنے ہتھیار ڈالدینے پر مجبور کر دیا۔ یہود بنی نضیر کی قوت و کثرت، دولت و ثروت، سامان جنگ اور مضبوط قلعوں کی وجہ سے مسلمانوں کو یہ گمان بھی نہیں تھا کہ وہ اپنے قلعوں سے بیدخل ہو سکیں گے اور خود یہود کو بھی یہی گمان تھا کہ ان کے محکم قلعے ان کو اللہ کے عذاب سے بچا لیں گے۔ من اللہ یعنی اللہ کے عذاب سے جو مسلمانوں کے ہاتھوں ان پر آنیوالا تھا لیکن ان پر اللہ کا عذاب اسی طرف سے آیا جس طرف سے انکو وہم و گمان بھی نہیں تھا یعنی مسلمانوں کے ہاتھوں اور ان کے دلوں میں مسلمانوں کی ہیبت ڈالدی اور وہ مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کی ہمت نہ کر سکے اور خود ہی اپنے گھروں کو ویران کرنے لگے اور مسلمانوں نے بھی ان کے گھروں کو ویران کیا۔ جب یہود خیبر کا مسلمانوں نے محاصرہ کر لیا تو یہودی اپنے گھروں کی چھتیں اور دروازے اکھیڑ کر شہتیروں اور کواڑوں سے گلیوں کو بند کرنے لگے تاکہ مسلمان اندر نہ گھس آئیں اور باہر سے مسلمان ان کے مکانوں کو توڑ پھوڑ رہے تھے تاکہ وہ بستی کے اندر داخل ہو سکیں۔

اول الحشر سے مسلمانوں کا پہلا حملہ مراد ہے۔ کیونکہ یہود پر مسلمانوں کا یہ پہلا حملہ تھا۔ المعنی اخرجھم من دیارھم لاول جمع حشرہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم او حشرہ اللہ عز وجل لقتالھم لانہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم یکن قبل قصد قتالھم، وفیہ من المناسبۃ لوصف العزۃ ما لا یخفی (روح ج ۲۸ ص ۴۰) (روح ج ۲۸ ص ۴۰) یہودی مسلمانوں کے اس ایک حملے کی بھی تاب نہ لاسکے اور دوسرے حملے کی ضرورت ہی نہ رہی۔ بعض نے اول الحشر سے یہود کی پہلی جلاوطنی مراد لی ہے اور دوسری جلاوطنی سے حضرت عمرؓ کا یہود کو نکالنا مراد ہے، لیکن حضرت شیخ رح فرماتے ہیں اول تو یہ محاورے کے خلاف ہے۔ دوم یہ کہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں یہود صرف خیبر سے نکالے گئے تھے اور مدینہ کے اطراف سے نہیں نکالے گئے تھے فاعتبروا اے عقل و بصیرت رکھنے والو، اس سے عبرت حاصل کرو کہ اللہ تعالیٰ کے تصرف و اقتدار کے سامنے ظاہری اسباب بیکار ہو جاتے ہیں اور تمرد و سرکشی کا انجام ایسا برا ہوتا ہے۔ **۴** ولولا ان کتب۔ یہود کو جلاوطن ہونا پڑا اگر دنیا میں جلاوطنی کی ذلت و رسوائی ان کے لئے مقدر نہ ہوتی تو دنیا میں ان کو کسی دوسری نوع کے ذلت آمیز عذاب میں مبتلا کردیا جاتا اور آخرت میں ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے۔ ذلک بانھم۔ دنیا اور آخرت میں ان یہودیوں کے لئے ذلت آمیز اور دردناک عذاب اس لئے مقدر کیا گیا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری پوری مخالفت کی ہے، دعوتِ اسلام کو ٹھکرادیا ہے، اسلام، پیغمبر علیہ السلام اور مسلمانوں کے خلاف خطرناک سازشیں کی ہیں اور ایسے سرکش لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کا عذاب نہایت سخت ہے۔ **۵** ما قطعتم۔ جب بنی نضیر کا محاصرہ کیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ یہودیوں کے باغوں کو اجاڑ دیں چنانچہ مسلمانوں نے کھجوروں کے درخت کاٹنے شروع کر دیئے بعض صحابہؓ نے خراب خراب درخت کاٹے اور بعض نے اچھے اچھے۔ یہودیوں نے اعتراض کیا کہ اے محمدؐ، تم تو فساد سے منع کرتے ہو اور باغوں کو اجاڑنا سراسر فساد ہے۔ ممکن ہے اس قسم کا وسوسہ بعض مسلمانوں کے دلوں میں بھی پیدا ہوا ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے بطور تسلیہ فرمایا تم نے جو کچھ کیا ہے سب ٹھیک ہے۔ تم نے جو کھجور کے درخت کاٹے ہیں اور جو کھڑے چھوڑ دیئے ہیں یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے ارادے اور اس کی مشیت سے ہوا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے تم سے اس لئے کرایا ہے تاکہ اس سے مسلمانوں کو عزت عطا فرمائے اور ان بدکردار یہودیوں کو رسوا کرے۔ لینۃ کھجور کا درخت، اللینۃ

الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ① هُوَ الَّذِي أَخْرَجَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ
ہے زبردست حکمت والا ف وہی ہے جس نے نکالدیا ف۲ ان کو جو منکر ہیں

أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِأَوَّلِ الْحَشْرِ ۚ مَا ظَنَنْتُمْ أَنْ
کتاب والوں میں ان کے گھروں سے پہلے ہی اجتماع پر لشکر کے تم نہ اٹکل کرتے تھے کہ

يَخْرُجُوا ۖ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ مَانِعَتُهُمْ حُصُونُهُمْ مِنَ اللَّهِ
نکلیں گے اور وہ خیال رکھتے تھے کہ ان کو بچا لیں گے ان کے قلعے اللہ کے ہاتھ سے

فَأَتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوا ۖ وَقَذَفَ فِي
پھر پہنچا ان پر اللہ جہاں سے ان کو خیال نہ تھا اور ڈال دی ان کے

قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ ۚ يُخْرِبُونَ بُيُوتَهُمْ بِأَيْدِيهِمْ وَ
دلوں میں دھاک اجاڑنے لگے اپنے گھر اپنے ہاتھوں اور

أَيْدِي الْمُؤْمِنِينَ ۖ فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ ② وَ
مسلمانوں کے ہاتھوں سو عبرت پکڑو اے آنکھ والو ف اور

لَوْلَا أَنْ كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ۖ
اگر نہ ہوتی یہ بات کہ لکھ دیا تھا اللہ نے ان پر جلاوطن ہونا تو ان کو عذاب دیتا دنیا میں ف

وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ③ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا
اور آخرت میں ہے ان کے لئے آگ کا عذاب ف یہ اس لئے کہ وہ مخالف ہوئے

اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۖ وَمَنْ يُشَاقِّ اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ
اللہ سے اور اسکے رسول سے اور جو کوئی مخالف ہو اللہ سے تو اللہ کا عذاب سخت

الْعِقَابِ ④ مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً
ہے جو کاٹ ڈالا ف تم نے کھجور کا درخت یا رہنے دیا کھڑا

عَلَىٰ أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللَّهِ وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِينَ ⑤ وَمَا
اپنی جڑ پر سو اللہ کے حکم سے اور تاکہ رسوا کرے نافرمانوں کو ف اور جو

منزل ۷

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

تخویف دنیوی کا ایک نمونہ ۱۲

بیان مال فئ ۱۲

موضح قرآن ف۱ مدینے کے چار پانچ کوس ایک قوم یہود کے گڑھ تھے بنی نضیر انکا نام اول حضرت سے صلح رکھتے تھے پھر مکے کے کافروں سے پیغام کرنے لگے اور حضرت جہاں بیٹھے تھے اوپر سے بھاری چکی ڈالدی اگر لگے تو آدمی مرجاوے۔ اللہ نے بچا دیا۔ حضرت نے مسلمانوں کو جمع کیا۔ ارادہ یہ کہ ان سے لڑیے جب ان کے گڑھ گھیر لئے وہ ڈر گئے التجا کی حضرت نے ان کی جان بخشی اور جو مال اٹھا سکے اور باغ اور کھیت قبضے میں آئے حق تعالیٰ نے وہ زمین غنیمت کی طرح تقسیم کروائی۔ حضرت کے اختیار پر رکھی حضرت نے مہاجرین کو جن کا خرچ انصار کے ذمہ تھا اکثر تقسیم کی مہاجر اور انصار دونوں کو فائدہ ہوا اور اپنے گھر کا خرچ اس پر مقرر رکھا وہی ذکر ہے اس سورت میں ف۲ اپنے گھر اجاڑنے لگے کڑی تختے کواڑ لگے اکھاڑنے لیجانے کو اور مسلمانوں نے بھی مدد کی اللہ پہنچا جہاں سو خیال نہ تھا یعنی دل کے اندر سے ف۳ جب یہ قوم شام کے ملک سے بھاگی تھی نصاریٰ کے غلبہ میں تو اُن کے بڑوں نے کہا تھا کہ تم کو یہاں سے ویران ہو کر پھر جانا ہوگا شام میں سو وقت اجڑ کر خیبر میں رہے پھر وہاں سے اجڑ کر شام کو گئے ف۴ جب وہ قلعہ میں بند ہوئے حضرت نے حکم کیا کہ ان کے باغ کاٹو اور کھیت اجاڑو تاکہ اس کے درد سے باہر نکلکر لڑیں۔ پھر کاٹنے لگے وہ لگے طعن کرنے کہ ہمکو تو کافر کہتے ہو اسلئے مارتے ہو کیا درخت بھی کافر ہے جو کاٹتے ہو، بعضے مسلمانوں کو شبہ آنے لگا یہ آیت اتری۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بنوعی دیگر ۱۲ ف۲ یعنی قطع درخت میوہ دار وقت جہاد جائز است و ترک آن نیز جائز ۱۲ ۔

النخلة من الالوان (مدارک ج ۴ ص ۱۸۱) ولیخزی میں واؤ زائدہ ہے اور لیخزی اَذِنَ مقدر کے متعلق ہے یا واؤ عاطفہ ہے اور لیخزی کا معطوف علیہ مقدر ہے جو اَذِنَ مقدر کے متعلق ہے۔ (ولیجزی الفسقین) متعلق بمقدر علی انہ علة لہ وذلك عطف علی مقدر ای اخزای اذن لھم فی القطع والترك لیعز المؤمنین ولیخزی الفاسقین (روح) **۶** وما افاء یہ مبتداء ہے اور ما افاء اللہ بُعدِ عہد کی وجہ سے اعادہ ہے اور درمیان میں فما اوجفتم سے فیٔ کی تشریح کی گئی ہے اور فللہ وللرسول الخ اسکی خبر ہے۔ یہاں سے لیکر انك رؤف رحیم ہ تک مال فیٔ کی تقسیم کا دستور بیان کیا گیا ہے۔ بنی نضیر کے اموال چونکہ بطور فیٔ حاصل ہوئے اس لئے انکی تقسیم کار کا دستور بیان فرمایا۔ مال فیٔ اس مال کو کہا جاتا ہے جو قتال و جہاد کے بغیر کفار سے مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ جیسا کہ یہود بنی نضیر نے مسلمانوں کے حملے سے مرعوب ہو کر صلح کر لی اور اپنے اموال بلا قتال مسلمانوں کے حوالے کر دیئے اسکا ذکر وما افاء اللہ علی رسولہ منھم میں ہے یہود بنی نضیر کے علاوہ اور کئی بستیوں کے یہودیوں نے بھی اسی طرح صلح کر کے اپنے اموال مسلمانوں کے حوالے کر دیئے تھے۔ مثلاً اہل فدک، عرینہ اور بنی قریظہ وغیرہ۔ اس کا ذکر ما افاء اللہ علی رسولہ من اہل القری میں ہے دستور تقسیم سب کا ایک ہے (من اہل القری) قال ابن عباس ھی قریظة والنضیر وھما بالمدینة، وفدك وھی علی ثلاثة ایام من المدینة وخیبر وقری عرینة وینبع (قرطبی ج ۱۸ ص ۱۲) بنی نضیر، اہل فدک، اہل عرینہ وغیرہ کے جو اموال اللہ نے بطور فیٔ اپنے پیغمبر علیہ السلام کو دیئے ہیں تم نے ان پر اونٹ اور گھوڑے نہیں دوڑائے اور وہ قتال کے بغیر ہی حاصل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نہایت ہی قادر و توانا ہے وہ جس پر چاہتا ہے اپنے پیغمبروں علیہم السلام کو مسلط فرما دیتا ہے جس طرح اس نے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہودیوں کی ان بستیوں پر مسلط فرما کر ان کی ساری دولت آپ کے قدموں پر ڈال دی۔ **۷** فللہ وللرسول۔ یہ تقسیم فیٔ کا دستور العمل ہے۔ للہ اللہ کیلئے، اللہ تعالیٰ کا ذکر تبرک و تشرف کیلئے ہے اور مقصد یہ ہے کہ اس مال کا مالک حقیقی اللہ ہے وہ جس طرح چاہے اس کی تقسیم کا حکم نافذ فرمائے اور بعض کے نزدیک ایک حصہ اللہ کے نام کا نکالا جائے جو خانہ کعبہ اور دوسری مسجدوں پر صرف کیا جائے۔ یصرف سھم اللہ فی عمارة الکعبة وسائر المساجد وقیل ذکر اللہ للتعظیم (بیضاوی)

اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ

مال کہ لوٹا دیا اللہ نے ۶ اپنے رسول پر ان سے سو تم نے نہیں دوڑائے اس پر

خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰی مَنْ

گھوڑے اور نہ اونٹ ولیکن اللہ غلبہ دیتا ہے اپنے رسولوں کو جس پر

يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ⑥ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰی

چاہے اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے ف جو مال لوٹایا اللہ نے اپنے

رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی

رسول پر بستیوں والوں سے ۷ سو اللہ کے واسطے اور رسول کے اور

الْقُرْبٰی وَالْيَتٰمٰی وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَیْ لَا

قرابت والے کے ف۱ اور یتیموں کے اور محتاجوں کے اور مسافر کے تاکہ نہ

يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ؕ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ

آئے لینے دینے میں دولتمندوں کے تم میں سے اور جو دے تم کو رسول

فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ

سو لے لو اور جس سے منع کرے سو چھوڑ دو اور ڈرتے رہو اللہ سے بیشک

اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ⑦ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ

اللہ کا عذاب سخت ہے ف۲ واسطے ان مفلسوں ۸ وطن چھوڑنے والے کے

اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ

جو نکالے ہوئے آئے ہیں اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے ڈھونڈتے آئے ہیں اللہ کا فضل

اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ

اور اس کی رضامندی اور مدد کرنے کو اللہ کی اور اسکے رسول کی وہ لوگ

هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ⑧ ۚ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّءُو الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ

وہی ہیں سچے اور جو لوگ جگہ پکڑ رہے ہیں ۹ ف۲ اس گھر میں اور ایمان

وقف لازم

سا۔ تقسیم فیٔ کا...... دستور العمل ۱۲

ے۲ ای [illegible] انفاق [illegible] ۱۲

موضح قرآن ف۱ یہی فرق رکھا غنیمت اور فیٔ میں جو مال لڑائی سے ہاتھ لگا وہ غنیمت ہے اس میں پانچواں حصہ اللہ کی نیاز اور چار حصے لشکر کو بانٹے اور جو بغیر جنگ ہاتھ لگا وہ سارا خزانے میں مسلمانوں کے رہے جو کام ضرور ہو اس پر خرچ ہو۔ ف۲ یعنی فتح پر قبضہ رسول کا اور رسول کے پیچھے سردار کا کہ سردار پر یہ خرچ پڑتے ہیں۔ اللہ سب ہی کا مالک ہے مگر کعبہ کا خرچ اور مسجدوں کا بھی اس میں آ گیا اور ناتے والے حضرت کے روبرو انکے ناتے والے اور پیچھے بھی وہی لوگ ان پر چاہیئے خرچ کرنا دولتمند کو اگر سردار دے تو لینے منع نہیں ۱۲

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی خویشاوندان پیغامبر را ۱۲۔ ف۲ یعنی بمدینہ ۱۲۔

و للرسول ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ آپ کی زندگی میں تھا جسے آپ اپنی ذات پر، اور ازواج مطہرات پر خرچ فرماتے جو بچ جاتا اسے رفاہ مسلمین پر خرچ فرما دیتے ۔ آپ کی زندگی کے بعد آپ کا حصہ ختم ہو چکا ہے اور ازواج مطہرات کے لئے بیت المال سے وظائف مقرر کر دیئے گئے ۔ ولذی القربی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار جن پر صدقات واجبہ حرام ہیں اور اس سے بنی ہاشم اور بنی المطلب مراد ہیں ۔ (ولذی القربی یعنی بنی ہاشم و بنی المطلب (خازن ج ۷ ص ۶۰) ان کے علاوہ یتامی، مساکین اور وہ مسافر جو دوران سفر حاجت مند ہو جائے ۔ کی لایکون دولۃ یہ فعل مقدر کی علت ہے ۔ ان اموال فئ کی تقسیم کا حکم اس لئے دیا گیا تاکہ یہ دولت ایک ہی خاندان کے اغنیاء میں نہ گھومتی رہے، بلکہ فقراء اور مساکین بھی اس سے فائدہ اٹھائیں ۔ ما اتٰکم الرسول ۔ یہ دین وشریعت کا ایک نہایت ہی اہم اصول ہے ۔ اللہ کا رسول، اللہ کی طرف سے جو حکم بھی لائے اسے بسر وچشم قبول کرو جن میں سے ایک تقسیم فئ کا حکم ہے ۔ اور جس کام سے وہ منع فرما دے اس سے باز آجایا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو ۔ اس کے احکام کی نافرمانی نہ کرو، نافرمانوں کے لئے اللہ کا عذاب نہایت سخت ہے ۔

۸ للفقراء ۔ ای انفقوا للفقراء یہاں تبعًا ان جماعتوں پر انفاق کی ترغیب ہے ۔ یا یہ مع المعطوفین ، لذی القربی مع المعطوفات سے بدل الکل ہے یعنی ان انواع اربعہ سے فقراء مہاجرین و انصار مراد ہیں ۔ فکأنہ قیل أعنی باولئك الاربعۃ ھؤلاء الفقراء والمهاجرین (کبیر) بدل من قولہ تعالیٰ (لذی القربی) والمعطوف علیہ (کشاف) اس ضمن میں مہاجرین اور انصار کے فضائل بھی ذکر کئے گئے ہیں ۔ الذین اخرجوا ۔ وہ مہاجرین جن کو مشرکین مکہ نے اپنے گھروں سے نکلنے اور اپنے مالوں کو چھوڑنے پر مجبور کیا ۔ چونکہ وہ بے وطن ہیں اور سارا مال چھوڑ کر آگئے ہیں اس لئے مال فئ میں ان کا بھی حصہ ہے ۔ اس کے بعد ان کی عظمت شان کا ذکر ہے ۔ یبتغون فضلا من اللہ و رضوانا یہ اخرجوا کے نائب فاعل سے حال ہے مہاجرین نے اپنے گھروں کو اور اپنے اموال و املاک کو محض اللہ کی رضا جوئی کے لئے چھوڑا اس میں ان کی کوئی دنیوی غرض نہیں تھی اپنی قوم سے ان کی مخالفت ذاتی نہ تھی ، بلکہ محض خدا کے لئے تھی ۔ ای خرجوا من دیارھم وخالفوا قومھم ابتغاء مرضاۃ اللہ و رضوانہ ۔ (ابن کثیر ج ۴ ص ۳۳۷) وینصرون اللہ ۔ یہ یبتغون پر معطوف ہے یہ مہاجرین کی ایک اور صفت ہے ۔ ان کا اپنے گھروں سے نکلنا اور اپنی جائیدادوں کو چھوڑنا محض اللہ کے دین اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد اور تائید کے لئے تھا ۔ ای ینصرون دین اللہ ویعینون رسولہ مدارک) اولئک ھم الصدقون ۔ یہ مہاجرین اپنے دعوائے ایمان میں سچے اور جہاد و انفاق میں اور دین حق کی حمایت و تائید میں مخلص ہیں الکاملون فی الصدق فی دعواھم الایمان (روح) یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مہاجرین کے ایمان و اخلاص کی شہادت ہے کہ انہوں نے اپنی جان پر جس قدر تکلیفیں اٹھائیں اور جس قدر مالی نقصان اٹھایا اور اپنے رشتہ داروں سے مخالفت مول لی یہ سب کچھ انہوں نے کسی دنیوی لالچ کے لئے نہیں کیا ، بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے لئے کیا ہے ۔ قال قتادۃ المهاجرون الذین ترکوا الدیار والاموال والعشائر وخرجوا حبا للہ ولرسولہ واختاروا الاسلام علی ما کانوا فیہ من شدۃ ۔ (خازن ومعالم ج ۷ ص ۶۲) مہاجرین میں سے کسی شخص کے بارے میں منافقت کا اعتقاد رکھنا اس آیت کا صریح انکار اور کفر ہے ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں تمام مہاجرین کو ایمان و عمل میں مخلص اور صادق فرمایا ہے ۔ الصدقون فی ادعاء ایمانھم وحالھم علی ضد دعواھم فمن قال من الروافض انھم کانوا منافقین و کانوا کاذبین فی ادعاء الایمان کفر لاستلزام انکار ھذہ الایۃ (مظہری ج ۹ ص ۲۴۲)

۹ والذین تبوؤ الدار ۔ یہ الفقراء پر معطوف ہے اور اس میں انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضل و شرف کا ذکر ہے ۔ الدار سے مدینہ منورہ مراد ہے جو دار الہجرت ہے ۔ الایمان کا عامل مقدر ہے ۔ ای حصلوا (الشیخ رح) یا اخلصوا ۔ (روح) اور یہ علفتها تبنا وماء باردا کے قبیل سے ہے ۔ الکلام من باب ۔ علفتها تبنا وماء باردا ۔ ای تبوؤ الدار واخلصوا الایمان (روح ج ۲۸ ص ۵۱) مہاجرین کے علاوہ اس مال فئ سے انصار پر بھی خرچ کرو جو مہاجرین کی مدینہ میں آمد سے پہلے اس میں سکونت پذیر تھے اور ان کے آنے سے پہلے مخلصانہ ایمان لا چکے تھے ۔ یحبون من ھاجر الیھم مہاجرین سے ان کو دلی محبت ہے اور ان کے دلوں میں مہاجرین کے لئے ہمدردی اور غمگساری کا جذبہ موجزن ہے ۔ چنانچہ مہاجرین کو جو کچھ دیا جاتا ہے ۔ اس کی وجہ سے وہ آزردہ نہیں ہوتے اور اس سے ان کے دلوں میں تنگی نہیں آتی ۔ بلکہ وہ اپنی ذات پر مہاجرین کو ترجیح دیتے ہیں ۔ اگرچہ وہ خود بھی ضرورت مند کیوں نہ ہوں ۔ حاجۃ تنگی اور حسد حاجۃ حسدا (مدارک) خصاصۃ حاجت، ضرورت، (روح) یہ اس بات کی دلیل ہے کہ انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دل دنیوی لالچ اور بخل کی بیماری سے پاک تھے ۔ اور جو لالچ اور بخل سے بچ گیا وہ کامیاب ہو گیا اصل میں الشُّحّ ۔ یہ ہے کہ آدمی دولت کے لالچ اور طمع میں اس قدر منہمک ہو کہ ظلم و زیادتی سے دوسروں کے مال پر قبضہ کر لے ۔ انما الشُّحُّ الذی ذکرہ اللہ تعالیٰ فی القرآن ان تأکل مال اخیك ظلما (قرطبی ج ۱۸ ص ۳۰)

ف۱۰ والذین جآءو من بعدھم۔ یہ بھی الفقراء پر معطوف ہے۔ مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم کے بعد جو اہل ایمان مستحق ہوں گے ان کو بھی اس مال سے حصہ دیا جائے لیکن ان کے لئے ضروری ہے کہ مہاجرین و انصار رض کے بغض سے ان کے دل پاک ہوں بلکہ ان کی محبت سے لبریز ہوں اور وہ ہمیشہ مہاجرین و انصار رض کو دعاء خیر سے یاد کریں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بغض سے دل کو صاف رکھنا اور ان کے حق میں دعاء کرنا بعد والوں کے لئے لازم ہے۔ یہانتک کہ امام مالک رح فرماتے ہیں جس شخص کے دل میں کسی بھی صحابی کا بغض ہوگا مال فئی میں اسکا کوئی حصہ نہیں۔ وفی الایۃ حث علی الدعاء للصحابۃ و تصفیۃ القلوب من بغض احد منھم (روح ج ۲۸ ص ۵۴) وما احسن ما استنبط الامام مالک رحمہ اللہ من ھذہ الاٰیۃ الکریمۃ ان الرافضی الذی یسب الصحابۃ لیس لہ فی مال الفئ نصیب لعدم اتصافہ بما مدح ھؤلاء فی قولھم ربنا اغفر لنا ولاخواننا الخ (ابن کثیر ج ۴ ص ۳۳۹) ف۱۱ الم تر۔ تمہید کے بعد ان منافقین پر زجر ہے جو سورۂ مجادلہ میں مذکور منافقین سے کمتر تھے۔ اہل کتاب سے یہود بنی قریظہ مراد ہیں، کیونکہ بنی نضیر تو وہاں سے پہلے نکالے جا چکے تھے منافقین اگرچہ زبان سے اسلام کے دعویدار تھے لیکن ان کے دلوں میں بدستور کفر موجود تھا اس لئے کفار اہل کتاب کو ان کے بھائی فرمایا۔ نیز یہ منافقین بھی اکثر یہود ہی میں سے تھے۔ منافقین جھوٹے وعدوں سے یہود بنی قریظہ کو مسلمانوں کے خلاف اکساتے تھے منافقین جس طرح اسلام میں مخلص نہیں تھے اسی طرح یہودیوں سے کئے گئے وعدوں میں بھی مخلص نہ تھے۔ وہ یہ وعدے محض پیش بندی کے طور پر کرتے تھے کہ اگر بالفرض بنی قریظہ کا پلہ بھاری ہوگیا تو ان کی مدد کریں گے اور اگر مسلمانوں کا پلہ بھاری رہا تو ان کا ساتھ دیں گے۔ منافقین یہودیوں سے کہتے کہ اگر بنی نضیر کی طرح تم کو بھی اپنے گھروں سے نکالا گیا تو ہم بھی یہاں نہیں رہیں گے۔ بلکہ جہاں تم جاؤ گے وہاں تمہارے ساتھ ہی جائینگے اور تمہارے بارے میں ہم کسی کی کوئی بات نہیں مانینگے۔ مثلاً اگر مسلمانوں نے ہم سے کہا کہ ہم تمہارا ساتھ چھوڑ دیں یا تم سے جنگ کریں تو ہم ان کا یہ حکم ہرگز نہیں مانیں گے بلکہ اگر مسلمانوں نے تم سے لڑائی چھیڑ دی تو ہم الٹا تمہاری مدد کریں گے۔ واللہ یشھد انھم لکذبون اللہ نے منافقین کی تکذیب فرمادی کہ وہ ان وعدوں میں جھوٹے ہیں اور انہیں پورا نہیں کرینگے اور ایسا ہی ہوا قبل از وقت آئندہ بات کی اطلاع دینا

مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ

ہیں ان سے پہلے سے وہ محبت کرتے ہیں اس سے جو وطن چھوڑ کر آئے انکے پاس اور نہیں پاتے اپنے

صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ

دل میں تنگی اس چیز سے جو مہاجرین کو دیا جائے اور مقدم رکھتے ہیں انکو اپنی جان کر

وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۗ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ

اور اگرچہ ہو اپنے اوپر فاقہ اور جو بچایا گیا اپنے جی کے لالچ سے

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ⑨ وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ

تو وہی لوگ ہیں مراد پانے والے ف۱ اور واسطے ان لوگوں کے جو آئے ان

بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ

کے بعد کہتے ہوئے اے رب بخش ہم کو اور ہمارے بھائیوں کو جو

سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا

ہم سے پہلے داخل ہوئے ایمان میں اور نہ رکھ ہمارے دلوں میں بیر

لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ⑩ اَلَمْ تَرَ

ایمان والوں کا اے رب تو ہی ہے نرمی والا مہربان ف۲ کیا تو نے نہیں

ع ۱ ۴

اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

دیکھا ان لوگوں کو جو دغاباز ہیں کہتے ہیں اپنے بھائیوں کو جو کافر ہیں

مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَ

اہل کتاب میں سے اگر تم کو کوئی نکال دیگا تو ہم بھی نکلینگے تمہارے ساتھ اور

لَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ

کہا نہ مانیں گے کسی کا تمہارے معاملہ میں کبھی اور اگر تم سے لڑائی ہوئی تو ہم تمہاری مدد کرینگے

وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ⑪ لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا

اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں ف۳ اگر وہ نکالے جائیں گے

منزل ۷

موضح قرآن ف۱ پہلی آیت سے مہاجرین مراد ہیں اور اس آیت سے انصار جو اس گھر میں رہتے ہیں پہلے سے یعنی مدینہ میں اور مہاجرین کی خدمت کرتے ہیں اپنی حاجت بند رکھ کر اور ان کو ملے تو حسد نہیں کرتے بلکہ خوش ہوتے ہیں۔۔۔۔ اول رکھتے ہیں اپنی جانوں سے اگرچہ ہو انکو بھوک یعنی صدقہ کرتے ہیں اپنی جانوں پر اگرچہ ان کو احتیاج ہو ف۲ یہ آیت سب مسلمانوں کے واسطے ہے جو اگلوں کا حق مانیں اور انکیں کے پیچھے چلیں اور ان سے بیر نہ رکھیں ف۳ یہ منافق ان کافروں کو چھپے چھپے پیغام دیتے تھے آخر وہ نکالے گئے

فتح الرحمن ف۱ مترجم گوید از این آیت معلوم شد کہ در فئ ہر مسلمان را حق است پس احوج فالاحوج را باید داد تا آنکہ مال فئ کفایت کند واللہ اعلم ۱۲۔

يُخْرَجُونَ مَعَهُمْ ۚ وَلَئِنْ قُوتِلُوا لَا يَنْصُرُونَهُمْ ۚ وَلَئِنْ
نکلیں گے ان کے ساتھ اور اگر ان سے لڑائی ہوئی یہ مدد نہ کرینگے ان کی اور اگر
نَّصَرُوهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْأَدْبَارَ قف ثُمَّ لَا يُنْصَرُونَ ⑫ لَأَنْتُمْ
مدد کریں گے تو بھاگیں گے پیٹھ پھیر کر پھر کہیں مدد نہ پائیں گے البتہ ۱۳ تمہارا
أَشَدُّ رَهْبَةً فِي صُدُورِهِمْ مِّنَ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ
ڈر زیادہ ہے ان کے دلوں میں اللہ کے ڈر سے یہ اس لئے کہ وہ
قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ ⑬ لَا يُقَاتِلُونَكُمْ جَمِيعًا إِلَّا فِي قُرًى
لوگ سمجھ نہیں رکھتے ف۱ لڑ نہ سکیں گے تم سے ۱۴ سب مل کر مگر بستیوں کے کوٹ
مُّحَصَّنَةٍ أَوْ مِنْ وَّرَاءِ جُدُرٍ ۚ بَأْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيدٌ ۚ
میں یا دیواروں کی اوٹ میں ان کی لڑائی آپس میں سخت ہے
تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَّقُلُوبُهُمْ شَتَّىٰ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ
تو سمجھے وہ اکٹھے ہیں اور ان کے دل جدا جدا ہو رہے ہیں یہ اس لئے کہ وہ لوگ
لَّا يَعْقِلُونَ ⑭ كَمَثَلِ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيبًا ذَاقُوا
عقل نہیں رکھتے ف۲ جیسے قصہ ان لوگوں کا ۱۵ جو ہو چکے ہیں ان سے پہلے قریب ہی چکھی
وَبَالَ أَمْرِهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ⑮ كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ
انہوں نے سزا اپنے کام کی اور ان کے لئے عذاب دردناک ہے ف۳ جیسے قصہ ۱۶ شیطان کا
إِذْ قَالَ لِلْإِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ
جب کہے انسان کو تو منکر ہو پھر جب وہ منکر ہوگیا کہے میں الگ ہوں
مِّنْكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ ⑯ فَكَانَ
تجھ سے میں ڈرتا ہوں اللہ سے جو رب سارے جہان کا ف۴ پھر
عَاقِبَتَهُمَا أَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ
انجام ۱۷ ان دونوں کا یہی کہ وہ دونوں ہیں آگ میں ہمیشہ رہیں اسی میں اور یہی ہے

اور اس اطلاع کے مطابق اس کا واقع ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی دلیل ہے کہ واقعی آپ اللہ کے رسول ہیں اور آپ پر وحی آتی ہے۔ (الکاذبون) فی مواعیدھم للیھود وفیہ دلیل علی صحۃ النبوۃ لانہ اخبار بالغیب (مدارک ج ۴ ص ۱۸۳) **۱۲؎** لئن اخرجوا۔ یہ منافقین کے جھوٹ کی تفصیل ہے یعنی ان کے دونوں وعدے ہی جھوٹے ہیں۔ اگر یہودیوں کو ان کے گھروں سے نکالا گیا تو یہ ہرگز ان کے ساتھ نہیں جائیں گے اور اگر ان یہودیوں سے جنگ چھڑ گئی تو یہ ہرگز ان کی مدد نہیں کرینگے اور اگر بالفرض وہ ان کی مدد کیلئے نکلے بھی تو شکست خوردہ ہو کر بھاگیں گے اور پھر کہیں سے بھی انھیں کمک اور نصرت حاصل نہیں ہوگی۔ جب یہود بنی نضیر کو جلا وطن کیا گیا تو منافقین عبداللہ بن ابی وغیرہ ان کے ساتھ نہ نکلے اور جب یہود بنی قریظہ سے مسلمانوں کی لڑائی ہوئی اور پھر ان کو قتل کیا گیا تو منافقین نے بنی قریظہ کی کوئی مدد نہ کی۔ وفیہ معجزۃ حیث کان الامر فی المستقبل کذلک فان بنی نضیر اخرجوا ولم یخرج معھم **عبداللہ بن ابی ابن سلول واہ منافقوہ قریظۃ وقریظۃ قوتلو** قوتلوا وقتلوا لم ینصرھم منافقوا مدینۃ (مظہری ج ۹ ص ۲۵۰) **۱۳؎** لانتم اشد۔ یہ مؤمنین کے لئے تسلی ہے۔ یہود اگرچہ مسلمانوں کے سامنے اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے بہت ڈرتے ہیں لیکن اے اہل ایمان حقیقت میں خوف خدا کے مقابلے میں تمہارا رعب و دبدبہ اور تمہاری ہیبت ان کے دلوں میں زیادہ ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ دین کے فہم سے عاری اور اللہ تعالیٰ کی عظمت شان سے بے خبر ہیں اور انھیں یہ حقیقت معلوم نہیں کہ دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف سب سے زیادہ ہونا چاہیئے۔ یعنی انھم یظھرون لکم فی العلانیۃ خوف اللہ و انتم اھیب فی صدورھم (ذلک بانھم قوم لا یفقھون) لا یعلمون اللہ وعظمتہ حتی یخشوہ حق خشیتہ (مدارک ج ۴ ص ۱۸۳) **۱۴؎** لا یقاتلونکم جمیعا۔ یہ مؤمنین کیلئے مزید تسلیہ اور تشجیع ہے۔ فرمایا۔ اے اہل ایمان! یہ منافقین اور یہود متحد ہو کر کبھی بھی تمہارے مقابلے میں نہیں آئینگے وہ تمہاری قوت و شوکت اور تمہارے اتحاد و اتفاق سے اس قدر مرعوب ہیں کہ کھلے میدان میں تم سے لڑنے کی ہرگز جرأت نہیں کریں گے، البتہ وہ محفوظ بستیوں میں اور دیواروں کی اوٹ میں چھپ کر تم سے لڑنے کی جرأت کرسکتے ہیں۔ بأسھم بینھم شدید لیکن یہ خیال نہ کرنا کہ وہ اپنی کمزوری اور بزدلی کی وجہ سے تمہارا مقابلہ نہیں کرسکتے کیونکہ جب وہ آپس میں لڑتے ہیں تو ان کی باہمی لڑائی نہایت شدید ہوتی ہے اور تمہارے سامنے انکی کمزوری محض تمہارے رعب کی وجہ سے ہے۔ بظاہر تمہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ آپس میں متحد ہیں، لیکن ان کے دلوں میں مکمل افتراق ہے۔ ان میں

ل تسلیہ لیے مومنین ۱۲

ل۲ تخویف دنیوی و اخروی ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی نزدیک ہی کے مکے والے بدر کے دن سزا پا چکے ہیں وہی ڈول انکا بھی ہوگا ف۲ شیطان آخرت میں یہ کہے گا اور بدر کے دن بھی ایک کافر کی صورت بنکر لوگوں کو لڑا دیا جب فرشتے نظر آئے تو بھاگا، سورۂ انفال میں بیان ہو چکا یہ کہاوت ہے منافقوں کی ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی از عذاب خدا کہ مؤجل است پروا ندارند ۱۲ ف۲ یعنی بایکدیگر خانہ جنگیہا دارند و مصلحت ایشان یکی نیست ۱۲ ف۳ یعنی چنانکہ اہل بدر مغلوب و منہزم شدند ایشان نیز گشتند ۱۲۔

اس قدر عقل و فہم ہی نہیں کہ وہ باہمی اتحاد و الفت کی اہمیت کو سمجھ سکیں وھذا تجسیر للمؤمنین و تشجیع لقلوبھم علی قتالھم (روح ج ۲۸ ص ۵۸) **ف۱۵** کمثل الذین۔ یہ یہود اور منافقین کے لئے تمثیل اور تخویف ہے اور یہ مبتدا محذوف کی خبر ہے اور الذین من قبلھم سے بنی قینقاع یا مقتولین بدر یا دونوں مراد ہیں (روح) ان منافقین کا حال اور انجام وہی ہونیوالا ہے جو ماضی قریب میں بنی قینقاع اور صنادید قریش کا میدان بدر میں ہوا جو اپنے کفر و عصیان کا مزہ چکھ چکے ہیں اور آخرت میں بھی ان کے لئے دردناک عذاب ہے **ف۱۶** کمثل الشیطن۔ یہ منافقین اور یہود کے لئے دوسری تمثیل ہے منافقین کے یہود سے وعدوں کی مثال شیطان کے وعدول کی سی ہے جو انسان کو مختلف آرزوئیں دلا کر اور اسے سبز باغ دکھا کر کفر و شرک پر آمادہ کرتا ہے اور جب آدمی اس کی چالوں میں آکر کفر کر لیتا ہے اور اس کی پاداش میں عذاب خداوندی میں مبتلا ہو جاتا ہے تو شیطان اسکا ساتھ چھوڑ دیتا ہے اور صاف کہہ دیتا ہے کہ مجھے تو اللہ تعالیٰ پروردگار عالم سے ڈر لگتا ہے اس لئے میں تم سے بری الذمہ ہوں اور تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ یہود سے کئے گئے منافقین کے وعدے بھی اسی طرح پُر فریب ہیں۔ آڑے وقت میں وہ بھی ان کی مدد نہیں کرینگے اور مختلف حیلوں بہانوں سے کنی کترا جائینگے **ف۱۷** فکان عاقبتھما۔ یہ شیطان اور کافر کا انجام ہے۔ دنیا میں تو شیطان انسان کو گمراہ کر کے الگ ہو جاتا ہے لیکن آخرت میں دونوں کا انجام جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور ایسے ظالموں کی یہی سزا ہے بعینہٖ یہی انجام ان منافقوں اور یہودیوں کا ہوگا **ف۱۸** یایھا الذین اٰمنوا۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ کے نزدیک یہ پہلے منافقین سے کمتر منافقوں پر زجر ہے۔ اس صورت میں ایمان سے ایمان باللسان مراد ہوگا۔ یا خطاب ایمان والوں سے ہے اور تنبیہہ منافقین کو مقصود ہے یا یہ منافقین کے زجر و تنبیہہ کے بعد مخلصین کے لئے وعظ و ارشاد ہے اپنے تمام ظاہر و باطن اعمال و افعال میں اللہ سے ڈرو، اس کے اوامر کی تعمیل کرو اور اس کے نواہی سے اجتناب کرو۔ اور ہر فرد بشر یہ دیکھے کہ وہ آخرت کیلئے کیا سامان تیار کر رہا ہے۔ جہاں اس کے ہر نیک و بد عمل کی پوری پوری جزاء ملیگی، کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے تمام ظاہر و باطن اعمال سے باخبر ہے اور کوئی چیز اس سے چھپی نہیں **ف۱۹** ولا تکونوا۔ اور ان لوگوں کی مانند نہ ہو جاؤ جنہوں نے اللہ کے ذکر اور اس کے احکام کی تعمیل کو چھوڑ دیا اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت سے اپنے نفسوں کو خسارۂ آخرت سے بچانے کی تدبیر نہ کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے بھی انکو فضل و رحمت اور انعام و اکرام سے یاد نہ فرمایا۔ یہ لوگ سرکش اور احکام الٰہیہ کے باغی ہیں اور اسی سزا کے مستحق ہیں کہ رحمت

جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۷﴾ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ
سزا گنہگاروں کی اے ایمان ۱۸ والو ڈرتے رہو اللہ سے
لْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
چاہیئے کہ دیکھ لے ہر ایک جی کیا بھیجتا ہے کل کے واسطے ف۱ اور ڈرتے رہو اللہ سے بے شک اللہ
خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ نَسُوا اللّٰهَ
کو خبر ہے جو تم کرتے ہو اور مت ہو ۱۹ ان جیسے جنہوں نے بھلا دیا اللہ
فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۹﴾ لَا یَسْتَوِیْٓ
کو پھر اللہ نے بھلا دیئے انکو ان کے جی وہ لوگ وہی ہیں نافرمان ف۲ برابر نہیں ہیں
اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ؕ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ
دوزخ والے اور بہشت والے بہشت والے جو ہیں وہی ہیں
الْفَآئِزُوْنَ ﴿۲۰﴾ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ
مراد پانے والے اگر ۲۰ ہم اتارتے یہ قرآن ایک پہاڑ پر
لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ
تو تو دیکھ لیتا کہ وہ دب جاتا پھٹ جاتا اللہ کے ڈر سے اور یہ
الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ هُوَ
مثالیں ہم سناتے ہیں لوگوں کو تاکہ وہ غور کریں ف۳ وہ
اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ
اللہ ہے جس کے ۲۲ سوائے بندگی نہیں کسی کی جانتا ہے جو پوشیدہ ہے اور جو ظاہر ہے
هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ﴿۲۲﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا
وہ ہے بڑا مہربان رحم والا وہ اللہ ۲۳ ہے جس کے سوائے بندگی نہیں کسی
هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ
کی وہ بادشاہ ہے پاک ذات سب عیبوں سے سالم امان دینے والا پناہ میں لینے والا

منزل ۷

ف۱ تخویف اخروی و زجر برائے منافقین ۱۲

ف۲ جزاء ... ۱۲

ف۳ دعوی ... ۱۲

ف۴ نفی شرک فی التصرف ۱۲

ف۵ دوسری دلیل ۱۲

موضح قرآن ف ان کے جی بھلا دیئے یعنی اپنے جی کے بچاؤ کا فکر نہ کیا ۱۲ منہ رح ف یعنی کافروں کے دل بڑے سخت ہیں کہ یہ کلام سنکر بھی ایمان نہیں لاتے اگر پہاڑ سمجھے تو وہ بھی دب جاوے ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی برائے روز قیامت ۱۲۔

الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۚ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿۲۳﴾

زبردست دباؤ والا صاحب عظمت پاک ہے اللہ ان کے شریک بتلانے سے

هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى ۚ

وہ اللہ ہے بنانے والا ۲۲ نکال کھڑا کرنیوالا صورت کھینچنے والا اسی کے ہیں سب نام خاصے

يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۲۴﴾ ع ۳/۶

پاکی بول رہا ہے ۲۳ اس کی جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور وہی ہے زبردست حکمتوں والا

سُورَةُ الْمُمْتَحِنَةِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَلٰثَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَفِيهَا رُكُوعَانِ

سورۂ ممتحنہ مدینہ میں نازل ہوئی اور اس کی تیرہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ

اے وہ ایمان والو ۱ نہ پکڑو میرے اور اپنے دشمنوں کو

أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا

دوست تم ان کو پیغام بھیجتے ہو دوستی سے اور وہ منکر ہوئے ہیں اس کے

جَاءَكُمْ مِنَ الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُونَ الرَّسُولَ وَإِيَّاكُمْ أَنْ

جو تمہارے پاس آیا سچا دین نکالتے ہیں رسول کو اور تم کو اس بات

تُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ۖ إِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِي

پر کہ تم مانتے ہو اللہ کو جو رب ہے تمہارا اگر تم نکلے ہو لڑنے کو میری

سَبِيلِي وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِي ۚ تُسِرُّونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۖ

راہ میں اور طلب کرنے کو میری رضامندی تم ان کو چھپا کر بھیجتے ہو دوستی کے پیغام

وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَا أَخْفَيْتُمْ وَمَا أَعْلَنْتُمْ ۚ وَمَنْ يَفْعَلْهُ

اور مجھ کو خوب معلوم ہے جو چھپایا تم نے اور جو ظاہر کیا تم نے اور جو کوئی تم میں یہ کام کرے

۱ دعوئے توحید دلیل ۱۲

۲ ہجرت برائے مومنین علی سبیل التنزیل سورۂ حشر ۱۲

۳ بیان برائے … تلقون ۱۲

خداوندی سے محروم ہوں۔ (نسوا اللہ) ترکوا ذکر اللہ عز وجل وما أمرھم بہ (فانساھم انفسھم) فترکھم من ذکرہ بالرحمۃ والتوفیق۔ (مدارک ج ۴ ص ۱۸۴) **۲۰ف** لا یستوی۔ ان فساق و فجار کے ذہن اس قدر مسخ ہو چکے ہیں کہ ان کے نزدیک نیک و بد میں کوئی تمیز ہی باقی نہیں رہی حالانکہ ایسے بدکردار اور بدگفتار لوگ جو جہنم کا ایندھن ہوں گے ان مومنین صالحین کے برابر نہیں ہو سکتے جو جنت کے باسی ہوں گے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے **۲۱ف** لو انزلنا۔ یہ قرآن مجید میں فکر و تامل کی ترغیب ہے اور پہاڑوں پر قرآن نازل کرنے سے یا تمثیل مراد ہے یا مقصد یہ ہے کہ اگر ہم پہاڑوں ایسی سخت چیز کو عقل دے کر ان پر اس قرآن کو نازل کر دیتے تو قرآن کی اثر انگیزی سے وہ اس قدر متاثر ہوتے کہ خوف سے لرز اٹھتے اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے لیکن ان منافقین کے دل اس قدر سخت ہیں کہ قرآنی مواعظ کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ حث علی تامل مواعظ القرآن وبین انہ لا عذر فی ترک التدبر، فانہ لو خوطب بھذا القرآن الجبال مع ترکیب العقل فیھا لانقادت لمواعظہ ولرأیتھا علی صلابتھا ورزانتھا خاشعۃ متصدعۃ (قرطبی ج ۱۸ ص ۴۴) یہ مثالیں ہم لوگوں کے لئے اس لئے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ ان میں غور و فکر کر کے عبرت و نصیحت حاصل کریں **۲۲ف** ھو اللہ الذی۔ آخر میں توحید کے تینوں مراتب کا ذکر ہے۔ اس آیت کے پہلے حصے میں توحید کا تیسرا مرتبہ مذکور ہے یعنی دعوائے توحید کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں۔ علم الغیب والشھادۃ یہ دعوائے توحید کی علت ہے اس کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں کیونکہ وہی عالم الغیب ہے اور وہی رحمٰن و رحیم ہے تمام دین و دنیا کی نعمتیں اسی کی طرف سے ہیں۔ علم الغیب الخ اس سے پہلے ھو مبتدا محذوف ہے **۲۳ف** ھو اللہ الذی یہ توحید کا دوسرا مرتبہ ہے اور شروع میں دعوائے توحید کا اعادہ ہے اور اس کے بعد دعوے کی دوسری علت مذکور ہے الملک القدوس ای ھو الملک الخ الملک بادشاہ اور متصرف و مختار، القدوس کامل الصفات جس کی ہر صفت کامل ہو (روح) جس کی بادشاہی میں زمانۂ ماضی میں کوئی فرق نہ آیا ہو (الشیخ رحمہ اللہ) السلام جو ہر عیب سے پاک ہو (روح) جس کی بادشاہی مستقبل

موضح قرآن ۱ حضرت کو مکے والوں سے صلح ہوئی (انا فتحنا میں آ چکا) دو برس رہی پھر کافروں کی طرف سے ٹوٹی تب حضرت نے فوج جمع کر کر ارادہ کیا مکے کا اور خبر بند کی کہ کبھی کافر پھر نہ لڑنے لگیں کہ حرم میں لڑنا ضرور ہو ایک مسلمان تھے حاطب مکے والوں کو خط لکھ بھیجا۔ حضرت کو وحی سے معلوم ہوا اس کو راہ سے پکڑ منگایا، حاطب نے عذر میں کہا کہ میرے اہل و عیال ہیں مکے میں ان کافروں سے سلوک کرتا ہوں تا عیال کی خبر لیتے رہیں یہ خطا بڑی ہوئی لیکن حاطب بہشتی ہیں بدر کے لوگوں میں اسی پر یہ سورت اتری ۱۲ منہ رح

فتح الرحمٰن ۱ مترجم گوید کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خواستند کہ بفتح مکہ متوجہ شوند و مرضی شریف آن بود کہ کسی اہل مکہ را بقصد آنحضرت مطلع نکنند تا ناگہان بر سر ایشان رسند یکی از صحابہ بطرف ایشان نامہ نوشت و بر قصد آنحضرت مطلع ساخت خدا تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را اطلاع داد تا آن نامہ از راہ باز آوردند خدا تعالیٰ در باب منع از دوستی کفار نازل ساخت واللہ اعلم ۱۲۔

میں بھی ہر قسم کے نقصان سے محفوظ رہے گی (الشیخ رح) المؤمن امن و سلامتی عطا کرنیوالا۔ المھیمن نگہبان اور محافظ الجبار مخلوق کی اصلاح، کرنیوالا المتکبر عظمت و کبریا میں سب پر فائق (روح) حاصل یہ کہ ساری کائنات میں متصرف و مختار وہی ہے اور خود ہی تختِ شاہی پر متمکن ہے اسکی حکومت و سلطنت ہر قسم کے ضعف و نقصان سے پاک ہے اور حکومت میں اور اختیار و تصرف میں کوئی اس کا شریک اور مشیر نہیں اور نہ کوئی نائب معین۔

۲۴ ھو اللہ الخالق۔ یہ توحید کا پہلا مرتبہ اور دعوائے توحید کی تیسری علّت ہے۔ پیدائش کے تین مراتب ہیں۔ اوّل خلق ہر چیز کی پیدائش کا حسب حکمت منصوبہ تیار کرنا دوم برء عدم سے وجود میں لانا۔ سوم صورت عطا کرنا (الخالق) المقدر لما یوجدہ (البارئ) المخترع المنشئ للاعیان من العدم الی الوجود (المصور) ای یخلق صورۃ الخلق علی ما یریدہ .... فاولا یکون خلقاً ثم برءاً ثم تصویراً (خازن و معالم ج، ص ۳۷) اس کے علاوہ بھی اس کی بہت سی صفتیں ہیں۔ حاصل یہ کہ ساری کائنات کا خالق بھی وہی ہے اور وہی سب کا حاجت روا اور کارساز ہے۔ اس لئے حاجات و مشکلات میں غائبانہ صرف اسی کو پکارو۔

۲۵ یسبح لہٗ۔ یہ ابتداء سورت میں مذکور دعوے کا اعادہ ہے۔ ابتداء میں بصیغۂ ماضی اور یہاں بصیغۂ مضارع تاکہ استمرار تجددی پر دلالت کرے۔ یعنی زمین و آسمان کی ہر چیز مسلسل اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس میں لگی ہوئی ہے اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا کیونکہ وہ جامع کمالات ہے، ہر نقص و عیب سے منزّہ اور علم و قدرت میں کامل ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

سورۂ حشر میں آیات توحید
اور اسکی خصوصیات

۱۔ سبح للہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض الآیۃ۔ نفی شرک ہر قسم۔

۲۔ ھو اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الآیۃ۔ توحید کا تیسرا مرتبہ یعنی اللہ کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں۔
۳۔ ھو اللہ الذی لا الٰہ الا ھو۔ الآیۃ۔ دوسرا مرتبہ۔ وہی متصرف و مختار ہے۔
۴۔ ھو اللہ الخالق البارئ۔ الآیۃ۔ توحید کا پہلا مرتبہ، وہی سب کا خالق ہے۔

سُورۃ الممتحنہ

ربط سورۃ مجادلہ اور حشر میں منافقین پر زجریں تھیں۔ اب الممتحنہ میں علی سبیل التنزیل اُن مومنین کاملین پر زجر ہوگا جن سے جہاد کے بارے میں کوتاہی ہوئی۔

خلاصہ | مؤمنین کاملین پر زجر، قانون برائے مؤمنات مہاجرات، قانون برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دربارہ بیعتِ زنان۔ زجر برائے مؤمنین۔

تفصیل

یا یہا الذین اٰمنوا لا تتخذوا عدوی ــــ تا ــــ واللہ بما تعملون بصیر ٥ یہ ان مومنین کاملین پر زجر ہے جن سے جہاد کے بارے میں منافقوں کا سا فعل سرزد ہوچکا تھا۔ جیسا کہ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ سے غلطی ہوئی کہ انہوں نے ایک مصلحت کی بنار پر مسلمانوں کا ایک اہم جنگی راز مشرکین مکہ کو پہنچانے کی کوشش کی۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ مشرکین ان کے ممنون ہوکر ان کے اہل وعیال کی حفاظت کریں گے فرمایا:۔ اے اہل ایمان، جو لوگ میرے اور تمہارے دشمن ہیں ان سے دوستی کا برتاؤ مت کرو۔ یہ وہی لوگ ہیں جو کل ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اور خود تم کو مکہ سے نکال رہے ہیں۔ ان کی عداوت و دشمنی کا یہ عالم ہے کہ اگر وہ تمہیں کہیں پالیں تو پورے پورے بغض کا اظہار کریں اور تمہیں ہاتھوں اور زبانوں سے ایذار دینے کی کوشش کریں اور یہ آرزو کریں کہ تم دینِ اسلام سے پھر جاؤ۔ تو کیا ایسے لوگ کسی قسم کی دوستی کے لائق ہیں؟ اور جس اہل وعیال کی خاطر تم نے ایسا کیا ہے قیامت کے دن وہ تمہارے کچھ کام نہ آئینگے۔

قد کانت لکم اسوۃ ــــ تا ــــ فان اللہ ھو الغنی الحمید ٥ تمہارے لئے ابراہیم (علیہ السلام) اور ان کے متبعین میں بہت عمدہ نمونہ تھا تمہیں ان کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے تمام کافروں سے مکمل قطع تعلق کرنا چاہیئے تھا جیسا کہ انہوں نے اپنی قوم سے صاف صاف کہہ دیا تھا کہ ہم تم سے اور تمہارے خود ساختہ معبودوں سے بیزار ہیں اور ہمارے اور تمہارے درمیان اس وقت تک بغض و عداوت قائم رہیگی جب تک تم اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان نہ لے آؤ، البتہ ابراہیم (علیہ السلام) حسبِ وعدہ اپنے باپ کے لئے ہدایت کی دعا مانگتے رہے۔ لیکن جب انہیں معلوم ہوگیا کہ اسے ہدایت نصیب نہیں ہوسکتی تو اس کے لئے دعا مانگنا چھوڑ دیا۔

عسی اللہ ان یجعل۔ الآیۃ۔ مسلمانوں کو امید دلائی ہوسکتا ہے کہ دشمنانِ اسلام کو اللہ تعالیٰ اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمادے۔ اور اس طرح تمہارے اور ان کے درمیان دوستی کی راہ ہموار ہوجائے۔

لا ینھٰکم اللہ الآیۃ۔ ان کافروں کا ذکر ہے جن پر احسان کرنے کی ممانعت نہیں یعنی وہ کفار جنہوں نے آج تک دینِ اسلام کو مٹانے کے لئے تم سے لڑائی نہیں کی اور نہ تمہیں گھروں سے نکالا۔

انما ینھٰکم اللہ۔ الآیۃ۔ البتہ ان کافروں سے دوستی اور احسان کا برتاؤ کرنیسے اللہ منع فرماتا ہے جو دین کی وجہ سے تمہارے ساتھ لڑتے رہے ہیں۔ اور جنہوں نے تمہیں تمہارے گھروں سے نکال یا نکالنے میں مدد دی ہے۔

یٰٓایہا الذین اٰمنوا اذا جاءکم المؤمنات ــــ تا ــــ واتقوا اللہ الذی انتم بہ مؤمنون ٥ قانون اول برائے مؤمنات مہاجرات۔ اگر کوئی عورت ایمان قبول کرنے کے بعد ہجرت کرکے تمہارے پاس آجاتے تو اطمینان کرلو کہ واقعی وہ مؤمنہ ہے اگر تمہیں اس کے مؤمنہ ہونے کا یقین ہوجائے تو اب اسے کافروں کی طرف نہ بھیجو، کیونکہ اب نہ وہ کافروں کے لئے حلال ہے اور نہ کافر ہی اس کے لئے حلال ہیں اگر وہ دار الحرب میں شادی شدہ تھی تو اس کے خاوند نے اس پر جو مہر وغیرہ خرچ کیا تھا اسے واپس کردو۔ اس طرح اگر تمہاری کافرہ عورتیں مشرکین کے یہاں چلی جائیں تو تم اپنے اخراجات ان سے طلب کرلو۔ اور اگر تم میں سے کسی کے اخراجات کافروں کی طرف رہ جائیں اور وہ ادا نہ کریں تو جب تمہارے دینے کی باری آئے تو تم ان کو دینے سے پہلے اس مسلمان کا حق اس سے وضع کرلو جس کا کافروں کے ذمہ بقایا ہے۔

یٰٓایہا النبی اذا جاءک المؤمنات ــــ تا ــــ ان اللہ غفور رحیم ٥ یہ دوسرا قانون ہے برائے بیعتِ زنان۔ جب آپ کے پاس عورتیں بیعت کرنے کے لئے حاضر ہوں تو آپ ان شرائط پر انہیں بیعت فرمالیا کریں۔ (۱) اللہ کے ساتھ شرک نہ کریں (۲) چوری نہ کریں (۳) بدکاری نہ کریں (۴) اولاد کو قتل نہ کریں (۵) کسی پر بہتان نہ باندھیں اور (۶) آپ کی نافرمانی نہ کریں۔

یآیہا الذین امنوا۔ الآیۃ۔ یہ مؤمنین پر زجر ہے۔ ان کافروں سے دوستی نہ کرو جو کفر و شرک کی وجہ سے آخرت کے اجر و ثواب سے اسی طرح محروم و مایوس ہیں جس طرح وہ کافر جو مر چکے ہیں۔

۲؎ یآیہا الذین امنوا لا تتخذوا۔ زجر برائے مؤمنین کاملین۔ ان آیتوں کا شان نزول یہ ہے کہ حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ جو ایک جلیل القدر بدری صحابی ہیں ان کی والدہ، ان کے بیٹے اور بھائی مکہ میں تھے اور مکہ میں کوئی ان کا ایسا رشتہ دار نہیں تھا جو ان کی حفاظت کر سکتا۔ اس لئے انہوں نے مشرکین مکہ کو ایک خط لکھا جس میں انکو اطلاع دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک لشکر عظیم لیکر تم پر حملہ کرنا چاہتے ہیں اس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ مشرکین پر انکا احسان ہو جائیگا اور وہ ان کے اہل و عیال کا خیال رکھیں گے۔ لیکن اس کے ساتھ انکا یہ بھی ایمان تھا کہ اگر مشرکین کو قبل از وقت یہ معلوم ہوگیا تو اس سے فتح اسلام میں کوئی فرق نہیں آئیگا۔ کیونکہ اللہ فتح عظیم عطا فرمانے کا وعدہ کر چکا ہے اور یہ وعدہ پورا ہو کر رہے گا اور کوئی طاقت اس فتح کو نہیں روک سکتی چنانچہ اپنے خط میں بھی یہ حقیقت انہوں نے مشرکین پر واضح کردی اور خط کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ یہ کسی راسخ الایمان ہی کے قلم سے نکلے ہیں۔ خط کا متن یہ تھا۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توجہ الیکم بجیش کاللیل یسیر کالسیل، واقسم باللہ لو سار الیکم وحدہ لنصرہ اللہ علیکم فانہ منجز لہ ما وعدہ (روح ج ۲۸ ص ۶۷) ترجمہ:- "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک لشکر عظیم لیکر تم پر حملہ آور ہو رہے ہیں یہ لشکر سیلاب کی طرح امنڈا چلا آئیگا۔ اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر آپؐ تن تنہا تم پر حملہ آور ہوں تو بھی اللہ تعالیٰ تمہارے مقابلے میں آپؐ کی مدد فرمائیگا اور آپ کو تم پر فتح دے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے کئے گئے وعدے کو ضرور پورا کرنیوالا ہے"۔

یہ خط ایک عورت ام سارہ کے ذریعہ مکہ پہنچایا جا رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی سے اسکی اطلاع ہوگئی، تو آپ نے حضرت علی، زبیر، ابو مرثد غنوی اور کئی دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اسکے پیچھے بھیجا اور فرمایا روضۂ خاخ کے مقام پر تم اسے پاؤ گے۔ چنانچہ یہ حضرات وہاں پہنچے اور اس سے خط لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر پیش کیا۔ آپؐ نے حاطب رضی اللہ عنہ کو طلب کر کے اس خط کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اقرار کیا کہ یہ خط میرا ہی ہے آپؐ نے فرمایا یا حاطب، ما ھذا؟ اے حاطب، یہ کیا معاملہ ہے؟ اور تم نے یہ خط کیوں لکھا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنا عذر بیان کیا اور ساتھ ہی عرض کیا کہ اس نے کفر و ارتداد کی وجہ سے ایسا نہیں کیا۔ آپ نے اس کا جواب سنکر تصدیق فرمائی۔ ولم افعلہ کفرا ولا ارتدادا عن دینی ولا رضیً بالکفر بعد الاسلام، فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: صدق (قرطبی ج ۱۸ ص ۵۰) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ۔ مجھے اجازت دیجئے میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اے عمر، کیا وہ اہل بدر سے نہیں؟ اور تمہیں کیا معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے بدر میں شریک ہونیوالوں پر جھانک کر اعلان فرما دیا ہو کہ تم جو چاہو کرو جنت تمہارے لئے لازم ہو چکی ہے اور میں نے تمہارے سارے قصور معاف کر دیئے ہیں۔ یہ سنکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور سارا جوش ٹھنڈا ہو گیا اور کہنے لگے اس معاملے کو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ فقال: الیس من اھل بدر؟ فقال: لعل اللہ اطلع الی اھل بدر، فقال: اعملوا ماشئتم فقد وجبت لکم الجنۃ، او، فقد غفرت لکم، فدمعت عینا عمر، وقال اللہ ورسولہ اعلم (صحیح بخاری ج ۲ ص ۵۶۷ غزوۂ بدر) اس سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان کی غلطیوں کی بناء پر طعن و تشنیع کا نشانہ بنانا جائز نہیں اور انکو ہمیشہ ان کی خوبیوں سے یاد کرنا لازم ہے۔

حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کی نیت میں اگرچہ کوئی فتور نہ تھا اور نہ انہوں نے یہ حرکت اسلام کو نقصان پہنچانے کے لئے کی تھی لیکن بظاہر یہ ایک منافقین کے کاموں سے ملتا جلتا فعل تھا اور یہ بھی ممکن تھا کہ اگر اس طرح مصلحت بینی کا دروازہ کھولدیا جائے تو اس سے کسی وقت اسلام کو سخت نقصان پہنچ جائے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کو بات پسند نہ آئی اور اس پر زجر فرمایا۔

یآیہا الذین امنوا۔ اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمن کو دوست نہ بناؤ اور انھیں کسی قسم کا پیغام دوستی نہ پہنچاؤ۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت حاطب رضؓ بہت خوش ہوئے کہ اللہ نے اسکو ایمان کی صفت سے یاد فرمایا ہے اور فرط مسرت سے ان پر غشی طاری ہوگئی۔ ذکر ان حاطبا لما سمع (یایہا الذین امنوا) غشی علیہ من الفرح بخطاب الایمان (قرطبی ج ۱۸ ص ۵۲)

۳؎ تلقون الیھم۔ یہ ماقبل کا بیان ہے یعنی کافروں کو دوستی کا پیغام نہ بھیجو۔ حالانکہ جو دین حق تمہارے پاس آچکا ہے اور جسے تم قبول کر چکے ہو وہ اس کے منکر ہیں۔ یخرجون الرسول۔ اور ابھی کل کی بات ہے کہ وہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اور تم کو تمہارے گھروں سے نکال رہے ہیں محض اس لئے کہ تم اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لا چکے ہو۔ یعنی وہ تمہارے ایمان کے دشمن ہیں اور تم ان کو پیغام مودّت بھیج رہے ہو۔ ان تؤمنوا میں ان مصدریہ ہے اور اس سے پہلے لام تعلیل مقدر ہے ای لایمانکم (روح)

۴؎ ان کنتم۔ اس شرط کی جزا محذوف ہے بقرینہ ماقبل یعنی لا تتخذوا۔ شرط جوابہ محذوف لدلالۃ ما تقدم علیہ وھو قولہ لا تتخذوا عدوی (بحر ج ۸ ص ۲۵۳) یعنی جب تم جہاد کے لئے اور میری رضاجوئی کے لئے گھروں سے نکلنے لگو تو احتیاط سے کام لو اور دشمنوں کو اپنا کوئی جنگی راز نہ بتاؤ۔ تسرون الیھم الخ یہ تلقون کا بیان اور اس سے بدل ہے (روح) یا استیناف ہے یعنی ایسا نہ کرو کہ ان سے پوشیدہ طور پر دوستی رکھو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز انکو پہنچاؤ۔ ای تفضون الیھم بمودتکم سرا او تسرون الیھم اسرار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسبب المودۃ وھو استیناف (مدارک ج ۴ ص ۱۸۶) وانا اعلم الخ میں تمہاری ہر بات کو جانتا ہوں خواہ تم اسے چھپاؤ یا ظاہر کرو۔ اس تنبیہ کے بعد اب جس نے ایسا کام کیا وہ سیدھی راہ سے بھٹک گیا۔

مِنۡكُمۡ فَقَدۡ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيۡلِ ① اِنۡ يَّثۡقَفُوۡكُمۡ
وہ بھول گیا سیدھی راہ اگر تم انکے ہاتھ آجاؤ
يَكُوۡنُوۡا لَكُمۡ اَعۡدَآءً وَّيَبۡسُطُوۡۤا اِلَيۡكُمۡ اَيۡدِيَهُمۡ وَ
ہو جائیں تمہارے دشمن اور چلائیں تم پر اپنے ہاتھ اور
اَلۡسِنَتَهُمۡ بِالسُّوۡٓءِ وَوَدُّوۡا لَوۡ تَكۡفُرُوۡنَ ② لَنۡ تَنۡفَعَكُمۡ
اپنی زبانیں برائی کے ساتھ اور چاہیں کہ کسی طرح تم بھی منکر ہوجاؤ ہرگز کام نہ آئینگے تمہارے
اَرۡحَامُكُمۡ وَلَاۤ اَوۡلَادُكُمۡ ۚۛ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ ۚۛ يَفۡصِلُ بَيۡنَكُمۡ ؕ
کنبے والے اور نہ تمہاری اولاد قیامت کے دن وہ فیصلہ کریگا تم میں
وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِيۡرٌ ③ قَدۡ كَانَتۡ لَكُمۡ اُسۡوَةٌ
اور اللہ جو تم کرتے ہو دیکھتا ہے تم کو تھی چال چلنی چاہیے
حَسَنَةٌ فِيۡۤ اِبۡرٰهِيۡمَ وَالَّذِيۡنَ مَعَهٗ ۚ اِذۡ قَالُوۡا لِقَوۡمِهِمۡ
اچھی ابراہیم کی اور جو اسکے ساتھ تھے جب انہوں نے کہا اپنی قوم کو
اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنۡكُمۡ وَمِمَّا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ كَفَرۡنَا
ہم الگ ہیں تم سے اور ان سے جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوائے ہم منکر ہو
بِكُمۡ وَبَدَا بَيۡنَنَا وَبَيۡنَكُمُ الۡعَدَاوَةُ وَالۡبَغۡضَآءُ اَبَدًا
تم سے اور کھل پڑی ہم میں اور تم میں دشمنی اور بیر ہمیشہ کو
حَتّٰى تُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَحۡدَهٗۤ اِلَّا قَوۡلَ اِبۡرٰهِيۡمَ لِاَبِيۡهِ
یہاں تک کہ تم یقین لاؤ اللہ اکیلے پر مگر ایک کہنا ابراہیم کا اپنے باپ کو
لَاَسۡتَغۡفِرَنَّ لَكَ وَمَاۤ اَمۡلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنۡ شَىۡءٍ ؕ
کہ میں مانگونگا معافی تیرے لئے اور مالک نہیں تیرے نفع کا اللہ کے ہاتھ سے کسی چیز کا
رَبَّنَا عَلَيۡكَ تَوَكَّلۡنَا وَاِلَيۡكَ اَنَبۡنَا وَاِلَيۡكَ الۡمَصِيۡرُ ④
اے رب ہمارے ہم نے تجھ پر بھروسہ کیا اور تیری طرف رجوع ہوئے اور تیری طرف ہے سب کو پھر آنا

ع ۶-۲

عند المتاخرین ۱۲

۵ ان یثقفوکم۔ یہ کفار کی کھلی عداوت اور دشمنی کا بیان ہے۔ اگر کہیں تم ان کے ہاتھ آجاؤ تو تمہارے بدستور دشمن ہی ہوں گے اور تمہارے پیغامات موت کی ذرہ بھر پرواہ نہیں کریں گے اور ہاتھ اور زبان سے قتل وضرب، گالی گلوچ اور بدزبانی سے تمہیں ایذا پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ تمہیں مسلمان دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتے اور ان کی خواہش ہے کہ تم دین اسلام کو چھوڑ کر پھر سے کافر ہوجاؤ۔ دوسرے لفظوں میں وہ تمہیں دین ودنیا کی مضرتوں میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں یعنی انھم یریدون ان یلحقوا بکم مضار الدنیا والدین جمیعا۔۔۔۔۔ (کشاف، بحر) تو کیا ایسے بدترین دشمن اس لائق ہوسکتے ہیں کہ ان کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کئے جائیں؟ **۶** لن تنفعکم جن رشتہ داروں اور جس اولاد کی خاطر تم مشرکین پر احسانات کررہے ہو قیامت کے دن وہ تمہارے کام نہیں آسکیں گے۔ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ تمہارے اور تمہاری آل اولاد اور خویش واقارب کے درمیان جدائی ڈال دے گا۔ اگر اولاد واقارب کافر ہوں تو جدائی کا حکم ظاہر ہے اور اگر مسلمان ہوں تو ہول محشر کی وجہ سے ہر ایک اپنے رشتہ داروں سے جدا ہوگا۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔ یوم یفر المرء من اخیہ و امہ و ابیہ وصاحبتہ وبنیہ (عبس) ای یفرق اللہ تعالیٰ بینکم بما یکون من الھول الموجب لفرار کل منکم من الاخر۔ (روح ج ۲۸ ص ۶۹) اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے اور تمہیں اعمال کی پوری جزا وسزا دے گا۔ **۷** قد کانت لکم۔ ابراہیم علیہ السلام اور ان کے متبعین کے عمل میں تمہارے لئے اقتداء واتباع کا بہت عمدہ نمونہ تھا۔ انہوں نے اپنے مشرک اعزہ واقارب سے صاف صاف کہہ دیا تھا کہ ہمارے تمہارے تعلقات اب ختم ہیں اور ہم تم سے اور تمہارے خود ساختہ معبودوں سے بیزار ہیں۔ اور جن معبودوں کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو ان کی معبودیت اور کارسازی کا انکار کرتے ہیں اور اب ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لئے بغض وعداوت قائم ہوچکی ہے۔ ہاں اگر تم اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو مان لو اور ہمارا دین قبول کرلو تو تم ہمارے بھائی ہو۔ البتہ ابراہیم (علیہ السلام) حسب وعدہ اپنے باپ کیلئے ہدایت کی دعا مانگتے رہے۔ ساستغفر لک ربی انہ کان بی حفیا (مریم ع ۳) لیکن جب ان کو معلوم ہو گیا کہ ان کے باپ کے دل پر مہر جباریت لگ چکی ہے اور اب اسے ہدایت کی توفیق نہیں مل سکتی تو اس کے لئے ہدایت ومغفرت کی دعا مانگنا ترک کردیا۔ وما کان استغفار ابراھیم لابیہ الا عن موعدۃ وعدھا ایاہ۔ الآیۃ (توبہ ع) قالہ ابن قتیبۃ۔ امام مجاہدؒ اور قتادہؒ اور ابن الانباری کہتے ہیں مطلب یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے ہر فعل کی اقتداء کرو لیکن ان کے اس قول لاستغفرن لک یعنی مشرک باپ کے لئے دعاء مغفرت کرنے میں ان کی اقتدا نہ کرو۔ المعنی قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی کل شئ الا فی قولہ لاستغفرن لک (کبیر ج ۸ ص ۱۸۷) تو تمہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے متبعین کے نقش قدم پر چلنا چاہیے تھا۔ اور مشرکین سے بالکلیہ تعلقات ختم کردینے چاہئیں تھے **۸** وما املک۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہے۔ یعنی میں تو صرف تیرے لئے اللہ تعالیٰ

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی درین قول اقتداء بابراہیم نشاید کردن واستغفار برائے کافر درست نیست ۱۲۔

سے التجا ہی کرسکتا ہوں کہ وہ تجھے ہدایت عطا فرما کر تیری بخشش کا سامان فراہم کرے، لیکن اس کے سوا میرے اختیار میں کچھ نہیں۔ لاستغفرن لك وما فى طاقتی الا هذا (روح) ہمارے پروردگار! ہمارا توکل اور بھروسہ تجھ ہی پر ہے۔ ہر معاملے میں ہم تیری ہی طرف راغب و راجع ہیں اور ہر چیز کی انتہا تیری ہی جانب ہے۔ سب کچھ تیرے ہی تصرّف و اختیار میں ہے کسی اور کے اختیار میں نہیں۔ ربنا عليك توكلنا الخ تینوں جگہوں میں جار مجرور کی تقدیم حصر کے لئے ہے (روح) ربنا ولا تجعلنا الخ اے ہمارے پروردگار! ہمیں مشرکین کے لئے فتنہ نہ بنا دینا یعنی ان کو ہم پر مسلط نہ کر دینا کہ وہ ہمیں ہر طرح تکالیف و مصائب میں مبتلا کر دیں اور ہمارے قصور معاف فرما بے شک تو سب پر غالب اور حکمت والا ہے لا تسلطهم علينا فيفتنونا دیعذبونا (قرطبی ج ۱۸ ص ۵۷) ف۹ لقد كان لكم۔ يرجوا۔ يخاف (جلالین) جس مؤمن کے دل میں خدا کا خوف ہو اور جسے مجازات آخرت کا ڈر ہو اس سے تو یہی توقع ہے کہ وہ مشرک رشتہ داروں اور دوستوں کے بارے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے متبعین کے نقشِ قدم پہ چلے گا۔ ومن يتولهم الخ مؤمن کامل کی شان تو یہی ہے کہ کافروں سے بالکلیہ قطع تعلق کرے لیکن اس واضح بیان کے بعد بھی جو اس سے باز نہ آئے تو اس پہ تُف ہے اور اس سے وہ اللہ تعالیٰ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا بلکہ اپنا ہی نقصان کریگا اور اگر وہ کافروں کی دوستی سے باز آگیا تو اس سے اللہ کو کچھ فائدہ نہیں پہنچیگا بلکہ وہ اپنی عاقبت ہی سنوارے گا کیونکہ اللہ تعالےٰ تو بے نیاز اور ہر خوبی و کمال کا مالک ہے ومن يتولهم شرط کی جزاء محذوف ہے ای فاف له اور فان الله الخ ماقبل یعنی جزاء مقدر کی علت ہے۔ قاله الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۱۰ عسى الله۔ یہ مؤمنین کو ان کے مشرک اقارب کے ایمان لانے کی بشارت ہے یعنی جب تک اہل مکہ اپنے کفر پر قائم ہیں اس وقت تک تم اُن سے دوستی نہیں کرسکتے۔ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اور تمہارے ان کافر رشتہ داروں کے درمیان جن سے تمہیں دین کی وجہ سے عداوت ہے، دوستی اور محبت کا رشتہ قائم کر دے یعنی انکو قبول اسلام کی توفیق دے دے۔ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے اور سچّی توبہ کرنے والوں کے تمام گناہ معاف فرمانیوالا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ فتح مکہ کے موقع پر پورا فرمایا اور ان کافروں کو قبول اسلام سے مشرف فرمایا۔ فلما يسر فتح مكة اظفرهم الله ه

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ج

اے رب ہمارے مت جانچ ہم پر کافروں کو اور ہم کو معاف کر اے رب ہمارے

اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ⑤ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ اُسْوَةٌ

تو ہی ہے زبردست حکمت والا ف البتہ ف۹ تم کو بھلی چال

حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ ط وَمَنْ

چلنی چاہئے ان کی جو کوئی امید رکھتا ہو اللہ کی اور پچھلے دن کی اور جو کوئی

يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ⑥ ع عَسَى اللّٰهُ اَنْ

منہ پھیرے تو اللہ وہی ہے بے پروا تعریفوں والا امید ہے کہ ف۱۰ کر دے

ع ۱ ۶ ۷

يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ط وَ

اللہ تم میں اور جو دشمن ہیں تمہارے ان میں دوستی ف۱ اور

اللّٰهُ قَدِيْرٌ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑦ لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ

اللہ سب کچھ کر سکتا ہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف اللہ تم کو منع ف۱۱ کرتا ہے ان

الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ

لوگوں سے جو لڑے نہیں تم سے دین پر اور نکالا نہیں تم کو تمہارے

دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْا اِلَيْهِمْ ط اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ

گھروں سے کہ ان سے کرو بھلائی اور انصاف کا سلوک بے شک اللہ چاہتا ہے

الْمُقْسِطِيْنَ ⑧ اِنَّمَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ

انصاف والوں کو ف۳ اللہ تو منع ف۱۲ کرتا ہے تمکو ان سے جو لڑے تم سے

فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓى

دین پر اور نکالا تم کو تمہارے گھروں سے اور شریک ہوئے تمہارے

اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ج وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

نکالنے میں کہ ان سے کرو دوستی اور جو کوئی ان سے دوستی کرے سو وہ لوگ وہی

موضح قرآن ف یعنی ابراہیم علیہ السلام نے ہجرت کی پھر اپنی قوم کی طرف منہ نہ کیا تم بھی وہی کرو ایک ابراہیم ؑ نے دعا چاہی تھی باپ کے واسطے جب تک معلوم نہ تھا تمکو معلوم ہو چکا تم کافر کی بخشش نہ مانگو، نہ جانچ ہم پر کافروں کو یعنی ہم پر کافروں کے واسطے محل آزمائش نہ کر ف۲ یعنی انکو مسلمان کر دے پھر تمہاری دوستی بجا ہے ایسا ہی ہوا اس سفر میں مکے کے لوگ سارے مسلمان ہوئے ف۳ مکہ کے لوگوں میں بعضے ایسے بھی تھے کہ آپ مسلمان نہ ہوتے اور ہونیوالوں سے ضد بھی نہ کی ۱۲

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی ایثار توفیق اسلام دہد ۱۲۔

بامنیتہم فاسلم قومہم وتم بینہم الخطاب (مدارک ج ۴ ص ۱۸۷) ۱۱ے لا ینہٰکم۔ یہ ایک قانون کا بیان ہے جو زجر مذکور سے متعلق ہے اور ان کافروں کا ذکر ہے جن پر احسان کرنے اور جن سے عدل وانصاف کا برتاؤ کرنے کی ممانعت نہیں۔ کیونکہ عدل کرنیوالوں کو اللہ پسند فرماتا ہے اور ان سے مراد وہ کافر ہیں، جنہوں نے مسلمانوں سے دین کی وجہ سے عداوت نہیں کی اور نہ ان سے لڑے ہیں اور ان کو گھروں سے نکالنے میں مشرکین مکہ کی مدد نہیں کی ہے۔ یہ وہ قبائل عرب تھے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدہ کر رکھا تھا کہ وہ نہ خود ان سے لڑینگے اور نہ ان کے دشمنوں کی مدد کریں گے۔ نزلت الآیۃ فی خزاعۃ و بنی الحارث بن کعب وکنانۃ ومزینۃ و قبائل من العرب کانوا صالحوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ان لا یقاتلوہ ولا یعینوا علیہ (روح ج ۲۸ ص ۷۵) ۱۲ے انما ینہٰکم۔ یہ ان کافروں کا بیان ہے جن سے موالات اور دوستی جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ان کافروں کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم رکھنے سے منع فرماتا ہے جو دین کیوجہ سے تمہارے ساتھ برسرپیکار رہے ہیں اور جنہوں نے تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا ہے یا نکالنے میں مدد دی ہے اس سے مراد مشرکین مکہ ہیں۔ وھم الرجال المشرکون من اھل مکۃ بعضھم سعوا فی اخراج المؤمنین وبعضھم اعانوا المخرجین (مظہری ج ۹ ص ۲۴۲)

الظّٰلِمُوْنَ ۝٩ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ
ہیں گنہگار ف اے وا ۱ے ایمان والو جب آئیں تمہارے پاس ایمان والی عورتیں

مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ
وطن چھوڑ کر تو ان کو جانچ لو و۲ اللہ خوب جانتا ہے ان کے ایمان کو پھر اگر

عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ لَا
جانو کہ وہ ایمان پر ہیں تو مت پھیرو ان کو کافروں کی طرف نہ

هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ؕ وَاٰتُوْهُمْ مَّآ
یہ عورتیں حلال ہیں ان کافروں کو اور نہ وہ کافر حلال ہیں ان عورتوں کو اور و۳ دیدو ان کافروں کو

اَنْفَقُوْا ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ
جو انکا خرچ ہوا ف۳ ہو اور گناہ نہیں تم کو کہ نکاح کر لو ان عورتوں سے جب انکو دو

اُجُوْرَهُنَّ ؕ وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَسْـَٔلُوْا مَآ
ان کے مہر اور نہ رکھو اپنے قبضہ میں ناموس کافر عورتوں کے اور تم مانگ لو جو

اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْـَٔلُوْا مَآ اَنْفَقُوْا ؕ ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ؕ يَحْكُمُ
تم نے خرچ کیا اور وہ کافر مانگ لیں جو انہوں نے خرچ کیا و۴ یہ اللہ کا فیصلہ ہے تم میں فیصلہ

بَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝١٠ وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ
کرتا ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے ف اور اگر ۵ے جاتی رہیں تمہارے ہاتھ سے کچھ

اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ
عورتیں کافروں کی طرف پھر تم ہاتھ مارو و۵ تو دیدو ان کو جن کی

اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَآ اَنْفَقُوْا ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ
عورتیں جاتی رہی ہیں جتنا انہوں نے خرچ کیا تھا اور ڈرتے رہو اللہ سے جس پر تم کو

بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝١١ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ
یقین ہے و۶ ف اے ۶ے نبی جب آئیں تیرے پاس مسلمان عورتیں

۱ے قانون اول برائے مؤمنین ۱۲

۲ے قانون ثانی برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

موضح قرآن ف۱ اس صلح کے وقت قرار ہوا تھا کہ جو کوئی ہمارا تمہارے پاس جاوے اسکو پھیر بھیجو۔ حضرت نے قبول کیا تھا کئی مرد آئے انکو پھیر دیا۔ پھر کئی عورتیں آئیں ان کو پھیریں تو کافر مرد کے گھر مسلمان عورتیں حرام میں پڑیں تب یہ اگلی آیت اتری ۱۲ منہ رح ف۲ یہ حکم ہوا کہ اگر کسی کافر کی عورت مسلمان ہو کر آوے اس مرد نے جو اس پر خرچ کیا تھا وہ پھیر دینا چاہیئے جو مسلمان اس کو نکاح کرے وہ پھیر دے اور اس عورت کو جدا مہر دے تب نکاح کرے اور اس کے مقابل یہ حکم ہوا کہ جس مسلمان کی عورت کافر رہ گئی ہے وہ اس کو چھوڑ دے پھر جو کافر اس کو نکاح کرے اس مسلمان کا خرچ کیا ہوا پھیر دے یہ حکم اترا تو مسلمان موجود ہوئے دینے کو بھی اور لینے کو بھی لیکن کافروں نے دینا قبول نہ کیا تب اگلی آیت اتری ۱۲ منہ رح ف۳ یعنی جس مسلمان کی عورت گئی اور کافر اسکا خرچ کیا ہوا نہیں پھیرتے تو جس کافر کی عورت آئی اس کا خرچ دینا تھا اس کو نہ دیں اسی مسلمان کو دیں یہ مال گنتی میں رکھا، اس مال کے یہ حکم جب تھا کہ کافروں سے صلح ٹھہر گئی تھی پھیر دینے پر اب یہ حکم نہیں اگر کہیں ایسی صلح کا اتفاق ہو جاوے اور عورتوں کا جانچنا فرمایا کہ دل کی خبر اللہ کو ہے مگر ظاہر میں جانچنا یہ کہ اگلی آیت میں جو حکم ہیں وہ قبول کریں تو انکا ایمان ثابت رکھو یہ آیت ہے بیعت کی حضرت کے پاس بیعت کرتیاں تھیں تو یہی اقرار کر لیتے تھے۔ ۱۲ منہ رح

فتح الرحمٰن ف۱ در صلح بعض نساء کفار ہجرت کردہ بمدینہ می آمدند وبعض نساء مسلمین مرتد گشتہ بکفار ملحق می شدند خدا تعالیٰ حکم آن جماعۃ بیان می فرمود ۱۲ ف۲ یعنی قسم دہید کہ بسبب ناخوشی شوہران خود یا بسبب عشق مردان دیگر نیامدہ اند ۱۲ ف۳ یعنی مہری کہ شوہران کفار دادہ بودند باز گردانید ۱۲ ف۴ یعنی بر نکاح کافر اقامت نباید کرد ۱۲ ف۵ یعنی اگر زنی مرتد شدہ بامشرکان ملحق شود مہر او را باید طلبید ۱۲ و اگر زنی مسلمان شدہ ہجرت کند مہر او را باید داد ۱۲ ف۶ یعنی غنیمت ستانید از ایشان ۱۲ ف۷ اگر کفار معاہد باشند و زنی مرتدہ بایشان ملحق گردد از ایشان مہر باید طلبید چنانچہ در آیت سابقہ معلوم شد و اگر کفار حربیان باشند از غنائم اموال ایشان شوہران مرتدہ را مہر باید داد و بعد فتح مکہ این ہمہ احکام مرتفع شد نزدیک این فقیر نسخ این احکام ثابت نشدہ است پس اگر مثل حالتی کہ در صلح حدیبیہ بود باز روی دہد محتمل کہ برہمین احکام عمل کردہ شود واللہ اعلم ۱۲۔

جو لوگ ایسے دشمنانِ اسلام سے دوستانہ تعلقات رکھیں گے وہ بہت بڑے ظالم ہیں اور اپنی جانوں پر ظلم کر رہے ہیں **۱۳** یا یھا الذین امنوا۔ یہ مؤمنات مہاجرات کے بارے میں قانون ہے۔ صلح حدیبیہ کے شرائط میں مردوں کے بارے میں مذکور تھا کہ اگر کوئی کافر مرد مسلمان ہو کر مسلمانوں کے پاس آجائیگا تو اسکو واپس کر دیا جائیگا لیکن اگر کوئی مسلمان کافروں کے یہاں چلا گیا تو اسکو واپس نہیں کیا جائیگا مگر عورتوں کے بارے میں اس صلحنامہ میں کوئی شرط مذکور نہیں تھی اس لئے عورتوں کے بارے میں قانون بیان کیا گیا یعنی اگر مؤمنات مکہ سے ہجرت کر کے تمہارے پاس آجائیں تو ان کے ایمان کا امتحان کر لو۔ ان سے پوچھ لو کہ وہ مؤمنہ ہیں اگر وہ زبان سے ضروریاتِ دین کا اقرار کر لیں تو یہی کافی ہے، کیونکہ ان کے دل کا ایمان تو اللہ کو معلوم ہے۔ اگر تمہیں اطمینان ہو جائے کہ وہ مؤمنہ ہیں تو ان کو کافروں کے پاس واپس نہ بھیجو۔ اس لئے کہ ان کا ان کے ساتھ نکاح حلال نہیں ای لاحل بین المومنة و المشرک لوقوع الفرقة بینهما بخروجها مسلمة (مدارک ج ۴ ص ۱۸۸) **۱۴** و اٰتوھم۔ جن مشرکین کی بیویاں مسلمان ہو کر تمہارے پاس آچکی ہیں انہوں نے جو مہر وغیرہ ان پر خرچ کیا تھا وہ ان کو واپس کر دو۔ اور اگر تم ان عورتوں سے نکاح کرنا چاہو تو ان کے مہر ادا کر کے تم ایسا کر سکتے ہو۔ اس میں کوئی حرج اور گناہ نہیں۔ و لا تمسکوا بعصم الکوافر عصمت سے مراد نکاح ہے والمراد بالعصمة ھنا النکاح (قرطبی ج ۱۸ ص ۶۵) جس طرح مؤمنہ عورتوں کو کافروں کے پاس واپس بھیجنا جائز نہیں اسی طرح تمہارے لئے بھی یہ جائز نہیں کہ تم کافرہ عورتوں کے اپنے ساتھ نکاحوں کو باقی رکھو۔ بلکہ ان سے علیحدگی اختیار کر لو اور ان کو مشرکین کے پاس واپس بھیجدو اور جو کچھ تم نے ان پر خرچ کیا تھا وہ ان سے طلب کر لو اور وہ تم سے اپنے اخراجات طلب کر لیں۔ یہ اللہ کا حکم ہے جو اس نے مؤمنہ اور کافرہ عورتوں کے بارے میں نافذ کیا ہے جو سراپا علم و حکمت پر مبنی ہے۔

۱۵ و ان فاتکم۔ عاقبتم یہ العقبة سے ماخوذ ہے جس کے معنی باری کے ہیں یعنی جب تمہارے دینے کی باری آئے یا یہ عقاب سے اور اس کے معنی ہیں تم کافروں کو سزا دو اور ان سے قتال کرو اور مال غنیمت ہاتھ آئے۔ ای فجاءت عقبتکم ای نوبتکم من اداء المھر...... فاصبتم فی القتال بعقوبة حتی غنمتم (روح ج ۲۸ ص ۹۷) پہلی صورت میں مطلب یہ ہے کہ اگر تمہاری عورتوں کا مہر کافروں کے پاس ہی رہ جائے اور وہ ادا نہ کریں تو جس وقت تمہارے دینے کی باری آئے تو تم کافروں کو نہ دو بلکہ اس مسلمان کو دیدو جس کا حق کافروں کے پاس رہ گیا ہے اور دوسری صورت میں مطلب یہ ہے کہ جب کبھی مال غنیمت ہاتھ آئے تو اس میں سے ان مسلمانوں کا حق ادا کرو جن کا حق کافروں کے پاس باقی رہ گیا ہے اور اللہ تعالیٰ جس پر تمہارا ایمان ہے اس سے ڈرو اور اس کے احکام وحدود کی خلاف ورزی نہ کرو۔

۱۶ یا یھا النبی۔ یہ عورتوں کی بیعت کا قانون ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ جب مؤمنہ عورتیں آپ سے بیعت کرنے آئیں تو آپ شرائط ذیل کے مطابق انکو بیعت فرما لیا کریں۔ فتح مکہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عورتوں سے بیعت لی تو ان میں ابوسفیان رض کی بیوی ہندہ بنت عتبہ بھی موجود تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرائط بیعت پڑھ کر سنائے تو وہ ہر شرط پر تبصرہ کرتی جاتی تھی۔ ابتداء میں آپ نے اس کو نہ پہچانا لیکن دوران گفتگو قرائن سے آپ نے اس کو پہچان لیا۔ پہلی شرط۔ لا یشرکن باللہ شیئا۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کریں۔ اللہ کے سوا کسی نبی، ولی، فرشتہ، جن وغیرہ کو حاجت روا سمجھ کر مافوق الاسباب نہ پکاریں۔ اللہ کے سوا کسی کو سجدہ نہ کریں اور اس کے سوا کسی کی نذر و منت نہ دیں اس پر حضرت ہندہ رضی اللہ عنہا بولی یہ شرط نہایت ضروری اور اہم ہے اس سے نہ مرد مستثنیٰ ہیں نہ عورتیں۔ دوسری شرط۔ و لا یسرقن چوری نہ کریں۔ اس پر ہندہ رضی اللہ عنہا بولی یا رسول اللہ، میرا خاوند ابوسفیان مجھے کھلا خرچ نہیں دیتا تو میں اسکی اجازت کے بغیر تھوڑا بہت اس کے مال سے لے لیتی ہوں تو کیا یہ میرے لئے جائز ہے؟ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پہچان لیا اور اس کی بات سنکر مسکرائے اور فرمایا تو ہند بنت عتبہ ہے؟ عرض کیا! ہاں، یا رسول اللہ اب ہمارے گذشتہ قصوروں سے درگذر فرمائیے۔ اسی ہندہ رض نے کفر کی حالت میں شیر خدا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرایا تھا۔ ہند رضی اللہ عنہا اسی قصور کی طرف اشارہ فرما رہی تھی۔ تیسری شرط:۔ و لا یزنین۔ زنا نہ کریں۔ اس پر ہند رض بولی بدکاری شریف عورتوں کا کام ہی نہیں یہ تو لونڈیوں اور کمینہ عورتوں کا کام ہے۔ چوتھی شرط۔ و لا یقتلن اولادھن اور اپنی اولاد کو قتل نہ کریں جسطرح دور جاہلیت میں تنگدستی کی وجہ سے بچوں کو مار ڈالتے یا دامادی کے طعن سے بچنے کے لئے لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیتے اس پر ہند رض بولی۔ اب ہم کس کو مارینگی ہم نے تو بچوں کو پال پوس کر جوان کیا اور آپ نے جنگ بدر میں ان کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ پانچویں شرط:۔ و لا یأتین ببھتان الخ بین ایدیھن و ارجلھن۔ یہ کنایہ ہے آمنے سامنے سے یعنی آپس میں آمنے سامنے بیٹھ کر بہتان تراش کر کسی پر مت لگاؤ۔ ہند رضی اللہ عنہا نے کہا بہتان باندھنا تو نہایت ہی برا فعل ہے اور اللہ تعالیٰ مکارم اخلاق کی تعلیم فرماتا ہے۔

چھٹی شرط:۔ و لا یعصینک فی معروف اور آپ جن معروف اور نیک کاموں کا حکم دیں اور جن برے کاموں سے آپ منع فرمائیں اس میں آپ کی نافرمانی نہ کریں۔ ہند رضی اللہ عنہا نے کہا خدا کی قسم جب ہم آپ کی مجلس میں آکر بیٹھی ہیں تو اپنے دلوں سے یہ خیال نکال کر آئی ہیں کہ کسی بھی معاملے میں آپ کی نافرمانی کریں، بلکہ آپ کی اطاعت و فرمانبرداری کا دل و جان سے تہیہ کر کے بیٹھی ہیں (روح، مظہری وغیرہما)۔

فبایعھن۔ فرمایا جب وہ ان شرائط کو مان لیں تو آپ ان کو بیعت فرما لیں اور ان کی غلطیوں اور کوتاہیوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے اور مخلصین کی لغزشوں سے درگذر فرماتا ہے۔

۱۷ یاایھا الذین امنوا۔ آخر میں مومنین پر زجر ہے تاکہ انتہائے سورت ابتدا سے مرتبط ہوجائے۔ مغضوب علیہم سے یہود یا یہود و نصاریٰ یا تمام کفار مراد ہیں۔ (قرطبی، روح) من اصحاب القبور میں من بیانیہ ہے یا ابتدائیہ پہلی صورت میں الآخرۃ سے پہلے ثواب مضاف مقدر ہوگا اور مطلب یہ ہوگا کہ اے ایمان والو! ایسے کفار سے دوستی نہ کرو جن پر اللہ کا قہر و غضب نازل ہوچکا ہے اور وہ آخرت کے اجر و ثواب سے بالکل اسی طرح محروم و مایوس ہو چکے ہیں جس طرح وہ کفار جو مرکر قبروں میں پہنچ چکے ہیں اور دوسری صورت میں الکفار وضع مظہر موضع مضمر کے قبیل سے ہوگا اور مفہوم یہ ہوگا کہ یہ کفار آخرت کی آمد سے اسی طرح مایوس ہیں جس طرح وہ اپنے مرے ہوئے اسلاف کے دوبارہ زندہ ہونے سے مایوس ہیں

قد یئسوا من خیر الاخرۃ وثوابھا.... کما یئس الذین ھم اصحاب القبور ای الکفار الموتی...... وکون (من) بیانیۃ روی عن مجاھد وابن زید وابن جبیروان وھو اختیار ابن عطیۃ وجماعۃ واختار ابوحیان کونھا لابتداء الغایۃ والمعنی ان ھؤلاء القوم المغضوب علیھم قد یئسوا من الاخرۃ کما یئسوا من موتاھم ان یبعثوا ویلقوا فی دار الدنیا وھو مروی عن ابن عباس والحسن وقتادۃ۔ والمراد بالکفار اولئک القوم (روح ج ۲۸ ص ۸۲)

موضح قرآن ف طوفان باندھنا۔ ہاتھ پاؤں میں یہ کہ کسی پر جھوٹا دعوے کریں یا جھوٹی گواہی دیں یا کسی معاملہ میں جھوٹی قسم کھا جاویں اپنی عقل سے بنا کر اور ایک معنی یہ کہ بیٹا جننا کسی اور سے اور لگاویں کسی اور پر یا بن جنا ڈال لیویں اور باپ پر لگاویں حدیث میں فرمایا ہے جو عورت بیٹا لگاوے کسی کا کسی کو تو اس پر بہشت کی بو حرام ہے ۱۲ منہ رح ف ۲ منکروں کو توقع نہیں کہ قبر سے کوئی اٹھے گا۔ یہ کافر بھی ویسے ہی نا امید ہیں۔ ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمن ف ۱ یعنی خدا تعالیٰ حکم بعذاب ایشان کردہ است پس ہرگز ایمان نیارند و ثواب نیابند چنانکہ کافران بعد مردن بر کفر توقع ثواب ندارند ۱۲۔

يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ
بیعت کرنے کو اس بات پر کہ شریک نہ ٹھہرائیں اللہ کا کسی کو اور چوری نہ کریں

وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ
اور بدکاری نہ کریں اور اپنی اولاد کو نہ مار ڈالیں اور طوفان نہ لائیں

بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا
باندھ کر اپنے ہاتھوں اور پاؤں میں اور

يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ
تیری نافرمانی نہ کریں کسی بھلے کام میں تو ان کو بیعت کرلے اور معافی مانگ ان کیواسطے

اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑫ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا
اللہ سے بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف اے ایمان لے والو مت

تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ
دوستی کرو ان لوگوں سے کہ غصہ ہوا ہے اللہ ان پر وہ آس توڑ چکے ہیں پچھلے گھر سے

كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ⑬ ع
جیسے آس توڑی منکروں نے قبروں والوں سے ف ۲

ع ۲ ۸

سُوْرَةُ الصَّفِّ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ
۱ سورۂ صف مدینہ میں نازل ہوئی اور اسکی چودہ آیتیں ہیں اور دو رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ
اللہ کی ۲ پاکی بولتا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں اور وہی ہے زبردست

الْحَكِيْمُ ① يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا
حکمت والا اے ۳ ایمان والو کیوں کہتے ہو منہ سے جو نہیں

۱ زجر برائے تعقیب ۱۲

۲ اعادہ مضمون توحید ۱۲۔

۳ زجر برائے مومنین بر سبیل تنزیل از سورۂ ممتحنہ ۱۲

سورۃ الممتحنہ میں آیات توحید

اور اسکی خصوصیات

۱۔ کفار سے دوستی کی ممانعت۔ ۲۔ احکام نساء مؤمنات مہاجرات و نساء مؤمنین کہ نزد کفار اند ۳۔ شرائط بیعت زنان۔

سُورۃ الصَّف

ربط | سورۂ ممتحنہ میں نہایت ہی بُلند پایہ مؤمنین پر زجریں تھیں اب سورۂ صف میں ان سے کمتر رتبہ کے مؤمنوں پر زجریں ہوں گی جن سے جہاد کے بارے میں کوئی کوتاہی ہوئی۔

خلاصہ | بیان توحید، زجر، ترغیب الی الجہاد، نمونہ از بنی اسرائیل، بشارت فتح۔

تفصیل

سبح للّٰہ ما فی السمٰوٰت۔ الآیۃ۔ بیان مسئلہ توحید جس کی خاطر جہاد لازم کیا گیا۔ یایھا الذین اٰمنوا ــــ تا ــــ بنیان مرصوص خطاب اوّل برائے مؤمنین بطور زجر۔ تم کہتے تھے ہمیں وہ امور معلوم ہو جائیں جن کو بجالانے سے خدا راضی ہو تو ہم ان کی تعمیل کریں گے۔ اب جب اللہ نے جہاد فرض کر دیا ہے جو رضائے الٰہی کا ذریعہ ہے تو اس سے کیوں جی چراتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کو یہ ہرگز پسند نہیں کہ جو کچھ کہو اس پر عمل نہ کرو۔ اللہ کو وہ لوگ پسند ہیں جو اسکی راہ میں دیوار آہنی بن کر لڑیں۔ و اذ قال موسٰی۔ الآیۃ قصّہ یہود برائے زجر۔ دیکھو قوم موسیٰ علیہ السلام نے ان کے ساتھ جہاد کے معاملے میں کجروی اختیار کی تو ان پر غضب کی مہر ماردی گئی۔ تم ان کی مانند نہ بنو۔ واذ قال عیسٰی ــــ تا ــــ ولو کرہ المشرکون ہ قصّہ عیسٰیؑ برائے ترغیب الی القتال۔ عیسیٰ علیہ السلام نے جس آخری نبی کی بشارت دی تھی وہ دلائل و بینات کے ساتھ آچکا ہے لیکن ان معاندین نے اسے جادو اور افتراء قرار دیا ہے اور اللہ تعالیٰ دین حق کو غالب و منصور کرنا چاہتا ہے لہٰذا ان معاندین کے ساتھ جہاد کرو۔ اللہ تمہیں فتح دے گا۔

یایھا الذین اٰمنوا ــــ تا ــــ وبشر المؤمنین ہ خطاب ثانی برائے مومنین۔ ترغیب الی القتال عذاب خداوندی سے بچنے کے لئے سب سے اعلیٰ کاروبار یہ ہے کہ تم ایمان لانے کے بعد اپنے مال و جان سے اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ اللہ تمہیں دشمنوں پر فتح دے گا، تمہارے گناہ معاف فرمائے گا اور دائمی باغوں میں داخل کرے گا۔

یایھا الذین اٰمنوا ــــ تا ــــ فاصبحوا ظٰھرین ہ خطاب سوم برائے مومنین۔ ترغیب الی القتال۔ جس طرح عیسیٰ علیہ السلام کے حواریّین نے ان کا ساتھ دیا اور توحید کی خاطر جہاد کیا تو اللہ نے ان کو دشمن پر فتح دی۔ اسی طرح تم بھی خاتم النبیّین صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد کرو۔ اللہ تمہیں فتح عطا فرمائے گا۔ خطاب اوّل پہلے قصّے کے ساتھ متعلق ہے اور خطاب دوم و سوم دوسرے قصّے کے ساتھ متعلق ہے۔

۲ف سبح للّٰہ۔ ابتداء میں مضمون توحید کا اعادہ کیا گیا تا کہ یہ بات ذہن میں رہے کہ جہاد و قتال اسی مسئلہ کی خاطر ہے۔ اس آیت کی تفسیر کئی بار گذر چکی ہے۔

۳ف یایھا الذین اٰمنوا۔ خطاب اوّل برائے مؤمنین۔ یہ سورۂ ممتحنہ میں مذکور مسلمانوں سے کمتر درجہ کے مسلمانوں پر زجر ہے۔ تم کہتے تھے کہ اگر ہمیں وہ باتیں معلوم ہو جائیں جن پر عمل کرنے سے خدا راضی ہوتا ہے تو ہم ان پر ضرور عمل کریں۔ اب جبکہ تم پر قتال فرض کیا گیا ہے جس سے اللہ راضی ہوتا ہے اور جو دین و دنیا کی بھلائی کا وسیلہ ہے تو تم اس سے جی چرانے لگے ہو۔ یعنی جو کچھ زبان سے کہتے تھے اب اس پر عمل نہیں کرتے ہو کبر مقتا۔ یہ بات اللہ کے یہاں نہایت مبغوض اور ناپسندیدہ ہے کہ تم جو کچھ کہو اس پر عمل نہ کرو۔ ان اللّٰہ یحب۔ اللہ تعالیٰ تو انکو چاہتا اور پسند فرماتا ہے جو اس کی راہ میں آہنی دیوار کی مانند صف بستہ ہو کر لڑتے ہیں۔ مرصوص سیسہ پلائی دیوار مراد نہایت محکم اور مضبوط ھو المعقود بالرصاص ویراد بہ المحکم (روح ج ۲۸ ص ۸۴)

۴ف واذ قال موسٰی۔ قصّہ اوّل متعلقہ زجر۔ بنی اسرائیل کی کجروی مشہور ہے وہ اکثر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت اور نافرمانی کرتے۔ جب انہوں نے ان کو عمالقہ کے ساتھ جہاد کرنیکا حکم دیا تو انہوں نے نہایت ڈھٹائی اور گستاخی سے جواب دیا۔ فاذھب انت و ربک فقاتلا انا ھٰھنا قٰعدون ہ فلما زاغوا۔ زاغوا یعنی انہوں نے انحراف اور کجروی پر اصرار کیا۔ ازاغ اللّٰہ۔ اللہ نے ان کے دلوں کو حق سے پھیر دیا۔ ای اصرّوا علی الزیغ والانحراف (روح ج ۲۸ ص ۸۵) صرفھا عن قبول الحق والمیل الی الصواب (مظہری ج ۹ ص ۲۱۷) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کی کجروی اور ان کے عناد سے تنگ آکر فرمایا اے میری قوم! تم میری مخالفت اور نافرمانی کر کے مجھے ایذاء کیوں دیتے ہو۔ حالانکہ تم یہ بھی جانتے ہو۔

اللہ کا رسول ہوں۔ اور تمہاری طرف مبعوث ہوا ہوں۔ لیکن ان پر اس تقریر کا کوئی اثر نہ ہوا۔ اور بدستور کجروی اور مخالفت پر مصر رہے تو اللہ نے ان کے دلوں کو حق سے پھیر کر ان کو ہدایت سے محروم کر دیا اور ان کے دلوں پر مہر غضب ثبت کر دی۔ ایسے فاسق و فاجر لوگوں کو اللہ تعالےٰ ہدایت کی توفیق ہی نہیں دیتا۔ یہ قصہ مسلمانوں کو تنبیہ و زجر کے طور پر سنایا گیا کہ دیکھنا تم بنی اسرائیل کا سا رویہ اختیار نہ کرنا ورنہ تمہیں بھی وہی سزا ملے گی اور اللہ تعالےٰ کے قہر و غضب کے نیچے آجاؤ گے

۵ واذ قال عیسیٰ یہ دوسرا قصہ ہے اور ترغیب الی القتال سے متعلق ہے۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا۔ میں تمہاری طرف اللہ تعالےٰ کا رسول ہوں اور تورات کی تصدیق کرنے والا ہوں اور اپنے بعد ایک عظیم الشان رسول کی خوشخبری دینے والا ہوں جس کا نام نامی احمد ہے۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی خوشخبری کے مطابق جب حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم دلائل و معجزات کے ساتھ آگئے تو مشرکین نے ان کو جادوگر کہہ کر جھٹلا دیا۔ ومن اظلم ممن افترٰی۔ وہ شخص سب سے بڑا ظالم ہے جسے اسلام کی طرف دعوت دی جائے جو دنیا و آخرت کی سعادت کا ذریعہ ہے تو قبول کرنے کے بجائے وہ پیغمبر علیہ السلام کو جھٹلا کر اور معجزات کو جادو کہہ کر خدا پر افتراء کرنے لگے۔ جس طرح غیر ثابت چیز کو خدا کے لئے ثابت کرنا افتراء ہے۔ اسی طرح ثابت کی نفی بھی افتراء ہے۔ فان الافتراء علی اللہ تعالٰی یعم نفی الثابت واثبات المنفی۔ (روح ج ۸ ص ۸۷)

ایسے ظالم اور بے انصاف لوگوں کو اللہ ہدایت کی توفیق نہیں دیتا جو محض ضد و عناد سے حق کا انکار کریں۔ اور حق کو سمجھنے کی طرف متوجہ نہ ہوں۔

۱۔ ترغیب الی القتال ۱۲

۲۔ قصہ متعلق بہ دعوت ۱۲

تَفْعَلُوْنَ ② كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ③
کرتے بڑی بیزاری کی بات ہے اللہ کے یہاں کہ کہو وہ چیز جو نہ کرو ف۱

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا
اللہ چاہتا ہے ان لوگوں کو جو لڑتے ہیں اس کی راہ میں قطار باندھ کر

كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ④ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ
گویا وہ دیواریں ہیں سیسہ پلائی ہوئی اور جب کہا ۴ موسیٰ نے اپنی قوم کو

يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ
اے قوم میری کیوں ستاتے ہو مجھ کو اور تم کو معلوم ہے کہ میں اللہ کا بھیجا آیا ہوں

اِلَيْكُمْ ۭ فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا
تمہارے پاس پھر جب وہ پھر گئے تو پھیر دیئے اللہ نے ان کے دل اور اللہ راہ

يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ⑤ وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ
نہیں دیتا نافرمان لوگوں کو ف۲ اور جب کہا ۵ عیسیٰ مریم کے بیٹے

مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ
نے اے بنی اسرائیل میں بھیجا ہوا آیا ہوں اللہ کا تمہارے پاس

مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا
یقین کرنیوالا اس پر جو مجھ سے آگے ہے توریت اور خوشخبری سنانیوالا

بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ۭ فَلَمَّا جَاۗءَهُمْ
ایک رسول کی جو آئیگا میرے بعد اسکا نام ہے احمد پھر جب آیا ان کے پاس

بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ⑥ وَمَنْ اَظْلَمُ
کھلی نشانیاں لیکر کہنے لگے یہ جادو ہے صریح ف۳ اور اس سے زیادہ بے انصاف

مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَي اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰٓى اِلَى
کون جو باندھے اللہ پر جھوٹ اور اس کو بلاتے ہیں

موضح قرآن ف۱ بندے کو دعوے کی بات سے ڈرنا چاہیئے کہ اس کے پیچھے مشکل پڑتی ہے ایک جگہ مسلمان جمع تھے کہنے لگے ہم اگر جانیں کہ اللہ تعالےٰ کو کیا کام بہت بھاتا ہے تو وہی اختیار کریں۔ تب یہ آیت اتری آگلی ۱۲ منہ رح ف۲ یعنی بنی اسرائیل ہر بات میں ضد کرتے اپنے رسول سے آخر مردود ہو گئے ۱۲ منہ رح ف۳ حضرت کا نام دنیا میں محمد اور فرشتوں کے درمیان احمد ہے ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمٰن ص۱ یعنی با خدا عہد کنید و بو فا رسانید ۱۲۔

ف٦ یریدون۔ یہ لوگ اپنے مونہوں کی پھونکوں سے اللہ کے نور (دین حق) کو بجھانا چاہتے ہیں اور اللہ تعالےٰ اپنے اس نور اور دینِ حق کو عروج پر پہنچانا چاہتا ہے اگرچہ کافر اس بات کو ناپسند کریں۔
اسلام کے خلاف مشرکین کے تمام حربوں اور منصوبوں کو پھونکوں سے تعبیر کیا گیا ہے جسطرح سورج کی روشنی پھونکوں سے نہیں بجھ سکتی اسی طرح مشرکین کی ان تمام تدبیروں سے اسلام نہیں مٹ سکتا۔

الْاِسْلَامِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ⑦ يُرِيْدُوْنَ
مسلمان ہونے کو اور اللہ راہ نہیں دیتا بے انصاف لوگوں کو ف چاہتے ہیں

لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ
کہ بجھا دیں اللہ کی روشنی اپنے منہ سے اور اللہ کو پوری کرنی ہے اپنی روشنی اور

كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ⑧ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى
پڑے برا مانیں منکر وہی ہے جس نے ف بھیجا اپنا رسول راہ کی سوجھ دیکر

وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ
اور سچا دین کہ اس کو اوپر کرے سب دینوں سے اور پڑے بُرا مانیں

الْمُشْرِكُوْنَ ⑨ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى
شرک کرنے والے اے ایمان والو ف میں بتلاؤں تم کو ایسی

۱ ع ۹ ۹

تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ⑩ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ
سوداگری جو بچائے تم کو ایک عذاب دردناک سے ایمان لاؤ اللہ پر

وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَ
اور اس کے رسول پر اور لڑو اللہ کی راہ میں اپنے مال سے اور

اَنْفُسِكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ⑪
اپنی جان سے یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم سمجھ رکھتے ہو

يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ
بخشے گا وہ تمہارے گناہ اور داخل کریگا تمکو باغوں میں جن کے نیچے بہتی

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ ذٰلِكَ
ہیں نہریں اور ستھرے گھروں میں بسنے کے باغوں کے اندر یہ ہے

الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ⑫ وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ؕ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ
بڑی مراد ملنی اور ایک اور چیز جسکو تم چاہتے ہو مدد اللہ کی طرف سے

ف٧ ھو الذی۔ الھدی یعنی قرآن۔
اللہ تعالےٰ نے قرآن اور دین حق کے ساتھ اپنے پیغمبر کو بھیجا ہی اسی لئے ہے تاکہ اس کو دنیا کے تمام ادیان پر غالب کرے اگرچہ مشرکین اس کو گوارا نہ کریں اور غیظ و غضب میں جل بھن جائیں۔ جس دین کو اللہ تعالیٰ غالب فرمانے کا فیصلہ کر چکا ہو اسے دنیا کی کوئی طاقت نہیں مٹا سکتی۔ حاصل یہ کہ بشارت مسیح علیہ السلام کے مطابق خاتم النبیّین صلی اللہ علیہ وسلم آیات بینات کے ساتھ آچکے ہیں لیکن معاندین اور سفہاء نے ان کو جادو کہہ کر جھٹلا دیا ہے اور اب دین اسلام کو مٹانے کے درپے ہیں اس لئے ان کے ساتھ جہاد فرض ہے۔ تم ان کے مقابلے میں نکلو۔ اللہ تعالےٰ تم کو فتح و غلبہ عطا فرمائیگا اور اسلام کو سربلند کریگا۔

۱۰ خطاب دوسرا برائے مومنین ترغیب الی الجہاد ۱۲
۱۲ جملہ مغفرہ برائے
تجارت ۱۲
۱۲ تفسیر ۱۲

ف٨ یایھا الذین اٰمنوا۔ یہ مومنین سے دوسرا خطاب ہے برائے ترغیب الی القتال۔ مومنو! کیا میں تمہیں ایک کاروبار بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچالے؟ وہ یہ ہے کہ تم اللہ کی وحدانیت پر اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ اور خدا کی راہ میں مال اور جان سے جہاد کرو۔ اگر تم سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہت بہتر ہے۔ اس سے اللہ تمہارے گناہ معاف فرما دیگا اور تم کو جنت کے باغوں میں داخل کرے گا جن میں نہریں بہ رہی ہوں گی اور صاف ستھرے مکانات میں داخل فرمائے گا جو بہشت ہائے جاودانی میں تیار ہیں اور آخرت میں دوزخ سے بچ کر ایسے بہشتوں میں داخل ہونا ہی بڑی کامیابی ہے۔
اور ایک اور چیز بھی تمہیں عطاء ہو گی۔ جسے تم پسند کرتے ہو یعنی ”دنیا میں کفار کے مقابلہ میں تمہیں اللہ کی طرف سے مدد نصیب ہو گی اور بہت جلد تمہاری فتح ہو گی۔ اس کے بعد پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مخاطب کرکے فرمایا۔ یہ خوشخبری مومنوں کو سُنادو۔ واخری سے دنیا میں فتح و نصرت مراد ہے۔ و لکم خلة اخری سوی ذلك فی الدنیا؛ نصر من اللہ لکم علی اعداءکم و فتح قریب یعجله لکم (طبری ج ۲۸ ص ۹۱)۔

موضح قرآن ف یہ فرمایا احوال کتاب والوں کا جو حضرت کی خبر چھپاتے ہیں ۱۲ منہ رح

ف۹ یایھا الذین اٰمنوا۔ یہ مومنوں سے تیسرا خطاب ہے اور اس سے بھی جہاد کی ترغیب مقصود ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریّین با اثر اور امراء تھے۔ اللہ نے ان کو ایمان لانے کی توفیق دی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نصرت و تائید کا بھی ان کو شرف عطا فرمایا۔ ایمان والوں سے فرمایا جس طرح حواریوں نے عیسیٰ علیہ السلام کا ساتھ دیا اور کافروں کا مقابلہ کیا اسی طرح تم بھی اللہ کے دین کے انصار بن جاؤ اور خاتم النبیّین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر کفار سے جہاد کرو۔ آخر کار اللہ تمہیں ان پر غلبہ عطا فرمائے گا۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اعلان فرمایا کہ اللہ کی طرف بلانے اور دعوتِ توحید کے اعلان و اظہار میں میری مدد کون کرے گا؟

اس پر ان حواریّین نے کہا۔ ”ہم ہیں اللہ کے دین کے مددگار اور دعوتِ توحید کے لئے ہر قسم کا تعاون کرنے کے لئے تیار۔ چنانچہ بنی اسرائیل میں سے ایک گروہ تو ایمان لے آیا اور ایک گروہ کافر ہی رہا۔ آخر کار ہم نے ایمان والوں کو ان کے دشمنوں کے مقابلے میں مدد دی اور وہ غالب و فتحیاب ہوئے۔ اس آیت سے مترشح ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں بھی مومنوں اور کافروں میں قتال و مقابلہ ہوا ہے لیکن اکثر مفسّرین کے نزدیک یہ رفع عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کا واقعہ ہے اى قوينا هم بالحجة او بالسيف وذلك بعد رفع عيسى عليه السلام (ابو السعود ج ۸ ص ۲۰۱) یہ حواریّین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مخلص اور اخص الخواص مومنین تھے۔ الحواريون هم صفوة الانبياء الذين خلصوا و اخلصوا فى التصديق بهم وفى نصرتهم (کبیر ج ۲ ص ۶۸۵)

۱ مومنوں سے تیسرا خطاب ۱۲

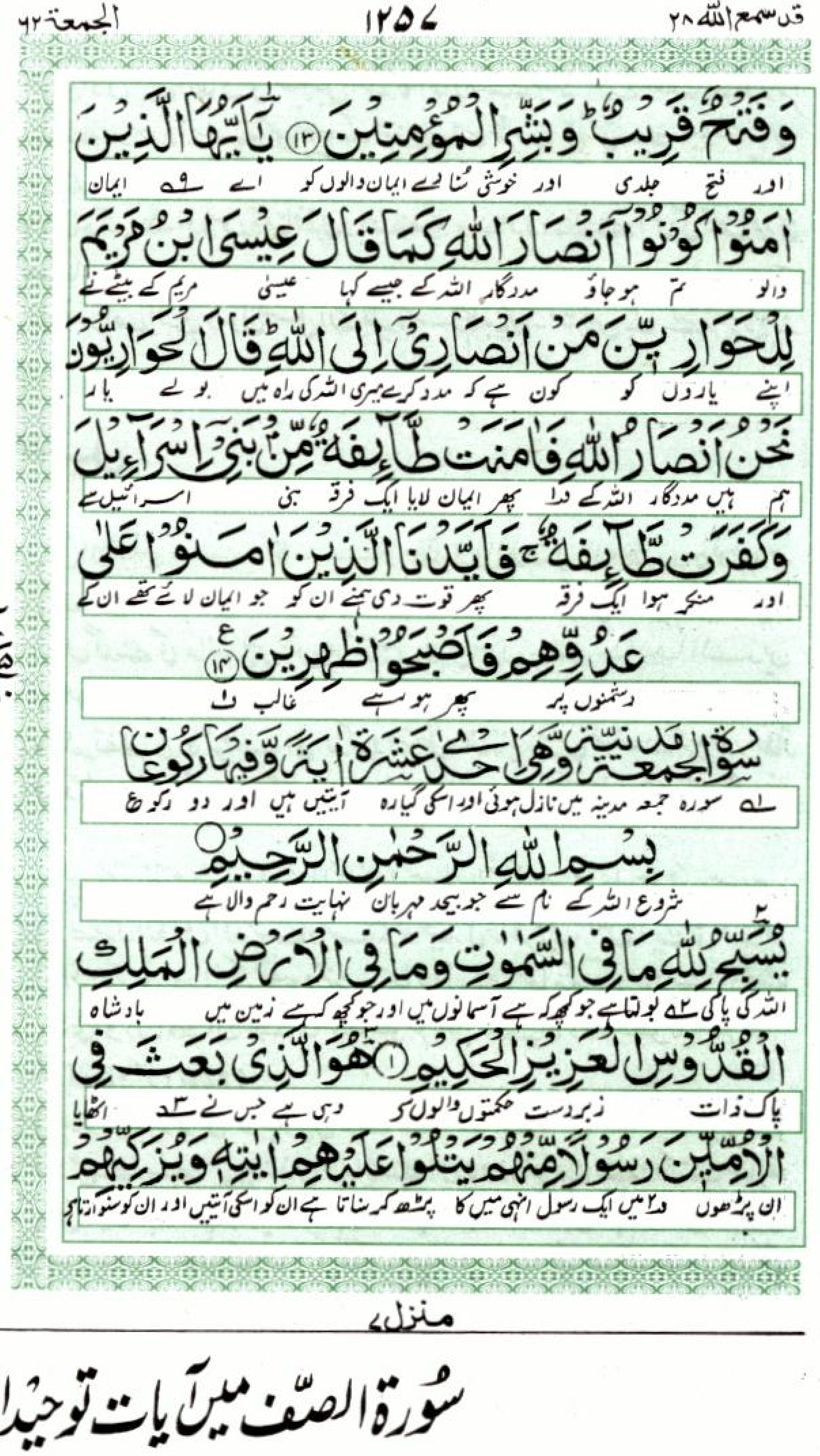

وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اور فتح جلدی اور خوشی سنادے ایمان والوں کو اے ف۹ ایمان

اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ

والو تم ہو جاؤ مددگار اللہ کے جیسے کہا عیسیٰ مریم کے بیٹے نے

لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ

اپنے یاروں کو کون ہے کہ مدد کرے میری اللہ کی راہ میں بولے یار

نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

ہم ہیں مددگار اللہ کے ف۱ پھر ایمان لایا ایک فرقہ بنی اسرائیل سے

وَكَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ ۚ فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى

اور منکر ہوا ایک فرقہ پھر قوت دی ہم نے ان کو جو ایمان لائے تھے ان کے

عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ﴿۱۴﴾ ع

دشمنوں پر پھر ہو رہے غالب ف۲

۲ ع ۵ ۱۰

سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

ف۱ سورہ جمعہ مدینہ میں نازل ہوئی اور اسکی گیارہ آیتیں ہیں اور دو رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ

اللہ کی پاکی ف۲ بولتا ہے جو کچھ کہ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ کہ ہے زمین میں بادشاہ

الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۱﴾ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي

پاک ذات زبردست حکمتوں والوں کو وہی ہے جس نے ف۳ اٹھایا

الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ

ان پڑھوں ف۲ میں ایک رسول انہی میں کا پڑھ کر سناتا ہے ان کو اسکی آیتیں اور ان کو سنوارتا ہے

۲ بیان توحید ۱۲ ۔ ۳ دلیل وحی و بیان صداقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

موضح قرآن ف۱ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کے یاروں نے بڑی محنتیں کی ہیں۔ تب ان کا دین نشر ہوا۔ ہمارے حضرت کے پیچھے بھی خلیفوں نے اس سے زیادہ کیا۔

فتح الرحمٰن ف۱ پس در ترویج دین عیسےٰ سعی کردند ۱۲۔ ف۲ یعنی عرب ۱۲

سُورۃ الصّف میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ سبح للہ ما فی السمٰوٰت۔ الآیۃ۔ نفی شرک ہر قسم۔

سورۂ جمعہ

ربط سورۂ جمعہ سے لیکر سورۂ تحریم تک، سورۂ حدید کے مضمون اوّل یعنی انفاق فی سبیل اللہ کا اعادہ ہے جبکہ سورۂ صف تک دوسرا مضمون یعنی جہاد فی سبیل اللہ مذکور تھا۔ سورۂ صف کے بعد سورۂ جمعہ بھی تسبیح کے عنوان سے شروع کی گئی ہے۔ کیونکہ اس سورت سے نئے مضمون کی ابتداء ہوئی ہے۔ ان چاروں سورتوں میں مقصودی مضمون ہر سورت کے آخری حصے میں ذکر کیا گیا ہے اور ہر پچھلی سورت پہلی سورت کے مضمون کی تفسیر ہے۔ مثلاً سورہ جمعہ میں فرمایا فاسعوا الی ذکر اللہ اور سورۂ منافقون وانفقوا مما رزقنکم سے اس کی تفسیر کردی اور تغابن میں اس سے ترقی کرکے فرمایا ان تقرضوا اللہ قرضا حسنا۔

خلاصہ مسئلہ توحید کا اعادہ۔ توحید پر دلیل وحی اور ضمناً صداقتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان۔ مشرکین کے لئے زجر۔ یہود کو دعوت مباہلہ۔ ترغیب الی الانفاق فی الجہاد۔

تفصیل

یسبح للہ ما فی السمٰوٰت۔ الآیۃ۔ بیان توحید۔ ھوالذی بعث فی الامیّٖن ــــ تا ــــ واللہ ذوالفضل العظیم ٥ توحید پر دلیل وحی اور بیان صداقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ مثل الذین حملوا التورٰاۃ۔ الآیۃ۔ زجر برائے مشرکین۔ تم یہودیوں کی مانند نہ ہوجاؤ جن کو تورات دی گئی مگر انہوں نے اس پر عمل نہ کیا وہ اس گدھے کی مانند ہیں جس پر کتابیں لدی ہوں۔ قل یایھا الذین ھادوا ــــ تا ــــ واللہ علیم بالظلمین ٥ یہود کو دعوت مباہلہ قل ان الموت الذی تفرون منہ۔ الآیۃ۔ ترغیب الی الجہاد۔ یایھا الذین اٰمنوا ــــ تا ــــ لعلکم تفلحون ٥ ترغیب الی الذکر والتعلّم۔ نماز جمعہ میں شمولیت کرو اور انفاق فی سبیل اللہ کے احکام سیکھو۔ واذا راَوا تجارۃ۔ الآیۃ۔ ان مؤمنین پر شکوی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بحالت خطبہ چھوڑ کر غلہ خریدنے چلے گئے تھے۔

۲ف یسبح للہ الخ مضمون توحید کا اعادہ ہے۔ اس سورت سے چونکہ نئے مضمون یعنی انفاق فی سبیل اللہ کی ابتداء ہوئی ہے اس لئے شروع میں مسئلہ توحید کا اعادہ کیا گیا تاکہ یہ حقیقت ذہن میں رہے کہ انفاق اور جہاد مسئلہ توحید کی خاطر ہیں۔ اس آیت کی تفسیر اور الفاظ کے معنی پہلے گذر چکے ہیں۔ کائنات کی ہر چیز اللہ کی توحید کا اقرار کرتی اور اسکی تسبیح وتنزیہ بجا لاتی ہے۔ یہانتک کہ جمادات اپنی مخصوص حیات اور شعور کی بنا پر تسبیح وتقدیس میں مصروف ہیں۔ کل شئ وان کان جمادا فلہ نوع من الحیاۃ والشعور فیقربوا بوحدانیتہ ویسبحہ ولکن لا تفقھون تسبیحھم (مظہری ج ۹ ص ۲۷۵)

۳ف ھوالذی بعث۔ یہ دلیل وحی کی طرف اشارہ ہے یعنی ہمارا پیغمبر دعوائے توحید اپنی طرف سے اور اپنے پاس سے پیش نہیں کررہا بلکہ اللہ نے اسکو مبعوث کیا ہے اور مسئلہ توحید اور اسکی تبلیغ کا حکم وحی کے ذریعے اس پر نازل فرمایا ہے اور وہ جو کچھ کہتا ہے وہ کتب سابقہ کے بھی مطابق ہے۔ یہ آیت ضمناً صداقت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی دلیل ہے۔ آپ جو بیان فرماتے ہیں وہ کتب سابقہ کے مطابق ہے ساحر اور مجنون ایسی سچی خبریں دینے سے عاجز ہوتے ہیں جو واقع کے عین مطابق ہوں۔ یہاں مومنوں کے دو فریق مذکور ہیں اعلیٰ اور ادنیٰ۔ یزکیھم میں فریق اعلیٰ کا ذکر یعنی ان کو عقائد باطلہ خصائل قبیحہ اور خبث جاہلیت سے پاک کرتا ہے۔ ویعلمھم الکتب والحکمۃ میں فریق ادنیٰ کا ذکر ہے جیساکہ دوسری جگہ ان دونوں مرتبوں کا ذکر اس طرح فرمایا۔ لعلہ یزّکّٰی میں مرتبہ اولیٰ اور یذکر میں مرتبہ ثانیہ کا ذکر ہے۔ فریق اوّل کے بارے میں ارشاد ہے اللہ یجتبی الیہ من یشآء اور فریق ثانی کے بارے میں فرمایا ویھدی الیہ من ینیب ــــ ھذا ما افادہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۴ف واٰخرین منھم۔ اس میں ان مومنوں کا ذکر ہے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست تعلیم وتزکیہ حاصل نہیں کیا۔ واٰخرین، الامیّین پر معطوف ہے۔ کیونکہ آپ بعد والوں کی طرف بھی مبعوث ہیں۔ یا یہ یعلمھم کی ضمیر منصوب پر معطوف ہے۔ کیونکہ تعلیم کا سلسلہ معلّم اوّل ہی کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ لان التعلیم اذا تناسق الی اٰخر الزمان کان کلہ مسندا (الخ)

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ

اور سکھلاتا ہے ان کو کتاب اور عقلمندی ف۱ اور اس سے پہلے وہ

لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲﴾ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۭ

پڑے ہوئے تھے صریح بھول میں اور اٹھایا اس رسول کو ف۲ ایک دوسرے لوگوں کے واسطے بھی انہی میں کے جو ابھی نہیں ملے انہی فد۱

وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۳﴾ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ

اور وہی ہے زبردست حکمت والا ۴ یہ بڑائی ۵ اللہ کی ہے دیتا ہے جس کو

يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۴﴾ مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا

چاہے اور اللہ کا فضل بڑا ہے ف۳ مثال ان لوگوں کی ۶ جن پر لادی

التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ۭ

توریت پھر نہ اٹھائی انہوں نے جیسے مثال گدھے کی فد۲ کہ پیٹھ پر لیجاتا ہے کتابیں

بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ لَا

بری مثال ہے ان لوگوں کی جنہوں نے جھٹلایا اللہ کی باتوں کو اور اللہ راہ نہیں

يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵﴾ قُلْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْٓا

دیتا بے انصاف لوگوں کو ف تو کہہ اے یہودی ۷ ہونیوالو

اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَاۗءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا

اگر تم کو دعوی ہے کہ تم دوست ہو اللہ کے سب لوگوں کے سوائے تو مناؤ

الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۶﴾ وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًۢا

اپنے مرنے کو اگر تم سچے ہو ف۴ اور وہ کبھی نہ منائینگے اپنا مرنا

بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۷﴾ قُلْ

ان کاموں کی وجہ سے جنکو آگے بھیج چکے ہیں انکے ہاتھ اور اللہ کو سب معلوم ہیں گنہگار تو کہہ

اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ

موت ۸ جس سے تم بھاگتے ہو سو وہ تم سے ضرور ملنے والی ہے پھر

اولہ الخ (قرطبی ج ۱۸ ص ۹۳) حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ اخرین فعل مقدر یظهر کا مفعول ہے از قبیل علفتها تبنا و ماء و بارداً کیونکہ بعد میں آنیوالوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تزکیہ نصیب نہیں ہوا۔ ای یظهرا کتابہ اخرین ۵ ذلک فضل اللہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل و احسان ہے وہ جسے چاہے اسے سرفراز فرمائے اور اس کے فضل عظیم کے سامنے دنیا کی ہر نعمت حقیر اور ہیچ ہے ۶ مثل الذین حملوا۔ یہ یہودیوں کی بدعملی کی تمثیل ہے اور مشرکین کے لئے زجر ہے کہ تم ان یہودیوں کی مانند نہ ہوجاؤ جنہیں توراۃ دی گئی مگر انہوں نے اس پر عمل نہ کیا ان کی مثال اس گدھے کی سی ہے جس کی پیٹھ پر کتابیں لاد دی جائیں تو اس سے اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ اے اہل عرب! تم اس حمار کی مانند نہ بنو اور اللہ کی آخری کتاب قرآن مجید کا دعوے مان لو۔ تمہارے پاس اللہ کا سچا رسول آیا اور اللہ کی طرف سے اپنے ساتھ کتاب بھی لایا ہے اس پر ایمان لے آؤ اور یہودیوں کی طرح بدعملی کی راہ اختیار کرکے حمار نہ بنو ۷ قل یا یها الذین هادوا۔ یہ یہود کو دعوتِ مباہلہ ہے تم خاتم النبیین کی بعثت سے پہلے فخر کیا کرتے تھے اب وہی رسول آگیا ہے، تو محض اپنی دنیوی ریاست کے تحفظ کی خاطر اس پر ایمان نہیں لاتے ہو، اور دعوی کرتے ہو کہ تم ہی حق پر ہو اور تم اللہ کے محبوب اور برگزیدہ بندے ہو تو آؤ مباہلہ کرلو۔ دونوں فریق ایک کھلے میدان میں نکل کر ایکدوسرے پر بد دعا کریں کہ اللہ جھوٹے کو ہلاک کردے۔ مگر یہود مباہلہ کے لئے ہرگز تیار نہ ہوں گے۔ کیونکہ انہیں اپنے کرتوت معلوم ہیں، اور وہ خوب جانتے ہیں کہ اگر پیغمبر علیہ السلام کے مقابلہ میں مباہلہ کے لئے نکلے تو ان میں سے کوئی بھی زندہ نہیں بچ سکیگا۔ فادعوا بالموت علی الضال من الفئتین ان کنتم صدقین (ابن کثیر ج ۴ ص ۳۶۴) سورۂ بقرہ میں اس سے ملتی جلتی ایک آیت گذر چکی ہے۔ قل ان کانت لکم الدار الاٰخرة۔ الاٰیۃ (بقرہ ع ۱۱) اس آیت کی تفسیر میں تمنی موت سے مباہلہ کا مراد ہونا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ ملاحظہ تفسیر ابن جریر ج ۱ ص ۴۲۴) حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ بھی یہی تفسیر کرتے ہیں۔ ای ادعوا بالموت علے ای الفریقین اکذب (ابن جریر ج ۱ ص ۴۲۵) اسی طرح امام قتادہ رحؒ ابوالعالیہ اور ربیع بن انس رحؒ سے بھی یہی تفسیر منقول ہے۔ امام

۱ زجر بے عملاں مشرکین ۱۲

۲ یہود را دعوت مباہلہ ۱۲۔

۳ ترغیب جہاد ۱۲۔

موضح قرآن ف۱ ان پڑھے عرب لوگ تھے جن کے پاس نبی کی کتاب نہ تھی ف۲ یعنی یہی رسول دوسرے ان پڑھوں کے واسطے بھی ہے وہ فارس کے لوگ جو نبی کی کتاب نہ رکھتے تھے حق تعالیٰ نے اول عرب پیدا کئے اس دین کے تھامنے والے پیچھے عجم میں ایسے کامل لوگ اٹھے۔ ف۳ یہود کے عالم ایسے تھے کتاب پڑھی اور دل میں کچھ اثر نہ ہوا اللہ ہمکو پناہ دے ف۴ جسکو معلوم ہوا کہ مجھ کو اللہ کے ہاں درجہ ہے اور خطرہ نہیں تو بیشک وہ مرنے سے خوش ہوا اور نہ ڈرے

فتح الرحمٰن فد۱ یعنی فارس و سائر عجم ۱۲۔ فد۲ یعنی بر وفق آں عمل نہ کردند ۱۲۔

امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ یہی تفسیر متعین ہے۔ ثم ھذا الذی فسّر بہ ابن عباس الآیۃ ھو المتعین وھو الدعاء علی ای الفریقین اکذب منھم او من المسلمین علی وجہ المباھلۃ ونقلہ ابن جریر عن قتادۃ وابی العالیۃ والربیع بن انس رحمھم اللہ تعالیٰ (ابن کثیر ج ۱ ص ۱۲۷) **ف۸** قل ان الموت الذی۔ یہ آیت ماقبل سے متعلق ہے یعنی جس موت سے تم ڈر رہے ہو اور اس سے بچنے کی لئے مباہلہ کی طرف نہیں آتے ہو اس سے تم کبھی بچ نہیں سکتے۔ موت تو بہرحال آئے گی، اس کے بعد تم اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کئے جاؤ گے جو تمہاری ہر بات کو جانتا ہے

تُرَدُّوْنَ اِلٰی عٰلِمِ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

تم پھیرے جاؤ گے اس چھپے اور کھلے جاننے والے کے پاس پھر جتلادیگا تمکو جو تم

تَعْمَلُوْنَ ⑧ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ

کرتے تھے ف اے ایمان والو ف۹ جب اذان ہو نماز کی

مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا

جمعہ کے دن تو دوڑو اللہ کی یاد کو اور چھوڑ دو

الْبَیْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ⑨ فَاِذَا

خرید و فروخت یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم کو سمجھ ہے ف پھر جب

قُضِیَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا

تمام ہو چکے ف۱۰ نماز تو پھیل پڑو زمین میں اور ڈھونڈو

مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ⑩

فضل اللہ کا اور یاد کرو اللہ کو بہت سا تاکہ تمہارا بھلا ہو ف۲

وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْۤا اِلَیْهَا وَتَرَكُوْكَ

اور جب دیکھیں ف۳ سودا بکتا یا کچھ تماشا متفرق ہو جائیں اس کی طرف اور تجھ کو چھوڑ

قَآئِمًا ؕ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ

جائیں کھڑا ف۴ تو کہہ جو اللہ کے پاس ہے سو بہتر ہے تماشے سے اور

التِّجَارَةِ ؕ وَاللّٰهُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ⑪ ع

سوداگری سے اور اللہ بہتر ہے روزی دینے والا ف۵

سُوْرَةُ الْمُنٰفِقُوْنَ مَدَنِیَّةٌ وَّهِیَ اِحْدٰی عَشْرَةَ اٰیَةً وَّفِیْهَا رُكُوْعَانِ

ف۱ سورۂ منافقون مدینہ میں نازل ہوئی اور اسکی گیارہ آیتیں ہیں اور دو رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

ع ۱ / ۸ / ۱۱

ع ۲ / ۴ / ۱۲

م۱ ترغیب الی الذکر والتعلیم ۱۲-

م۲ [illegible] تنبیہ مؤمنین ۱۲-

ف۹ یایھا الذین آمنوا۔ ترغیب الی الذکر ہے۔ جمعہ کا اجتماع چونکہ سات دنوں میں ایک بار ہوتا تھا اور سب لوگ اکٹھے ہوتے تھے اسلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبۂ جمعہ میں زیادہ اہمیت کے مسائل بیان فرماتے تھے مثلاً جہاد میں خرچ کرنے اور جہاد میں شمولیت کی ترغیب وغیرہ اس لئے ارشاد فرمایا جب جمعہ کی اذان ہو جائے تو تجارت اور دیگر کاروبار چھوڑ کر خطبہ کی طرف دوڑو اور زیادہ اہمیت کے احکام سنو اور ان پر عمل کرو تمہاری دینی اور دنیوی بہتری اسی میں ہے وذروا البیع اور خرید و فروخت کو چھوڑ دو، سے ایک لطیف اشارہ نکلتا ہے کہ نماز جمعہ اسی جگہ قائم کی جائے جہاں تجارتی کاروبار ہوتا ہو، اور ایسی جگہ قصبات یا بڑے شہر ہیں۔ دیہات پر یہ بات صادق نہیں آتی۔ ذکر سے مراد خطبہ ہے یا نماز یا خطبہ مع نماز اکثر مفسرین نے ان تینوں معنوں میں سے کسی ایک کو اختیار کیا ہے **ف۱۰** فاذا قضیت۔ جب نماز جمعہ سے فارغ ہو جاؤ تو بدستور خرید و فروخت اور دیگر کاروبار میں لگ جاؤ اور اپنی روزی تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد رکھو۔ اللہ کی یاد کو صرف نماز ہی سے مختص نہ کرو بلکہ ہر وقت اس کو یاد کرتے رہو۔ اللہ کی یاد زبان سے یاد کرنے ہی میں منحصر نہیں اگر کوئی شخص اپنے کاروبار میں اللہ کو یاد رکھتا ہے تو وہ بھی ذکر اللہ میں مصروف ہے۔ واذکروا اللہ کثیرا فی مجامع احوالکم ولا تخصوا

موضح قرآن ف یہود کی خرابی یہی تھی کہ دین سمجھے بوجھتے دنیا کے واسطے چھوڑ دیتے ایسی بات سے ہم کو منع کیا جمعہ کا تقید بھی ایسا ہی ہے کہ اسوقت دنیا کے کام میں نہ لگو ف۲ ہر اذان کا یہ حکم نہیں کیونکہ جماعت پھر بھی ملے گی اور جمعہ ایک ہی جگہ ہوتا تھا پھر کہاں ملے گا۔ اللہ کی یاد کہا خطبہ کو ایسے وقت جاوے کہ خطبہ سنے ف۳ یہود کے یہاں عبادت کا دن ہفتہ تھا سارے دن سودا منع تھا اس واسطے فرمایا کہ تم نماز کے بعد روزی تلاش کرو اور روزی کی تلاش میں بھی اللہ کی یاد نہ بھولو۔ ف۴ ایک بار جمعہ میں حضرت خطبہ فرماتے تھے اسی وقت بنجارا آیا اس کے ساتھ نقارہ بجتا تھا پہلے سے شہر میں اناج کی کمی تھی لوگ دوڑے کہ اسکو ٹھہرا دیں نماز کو پھر پڑھ لینگے۔ حضرت کے ساتھ بارہ آدمی رہ گئے حضرت نے انہی سے نماز پڑھی یہ اس پر اترا۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی در خطبہ ۱۲ ف۲ مترجم گوید این آیت عتاب ست بر اصحاب و اشارہ است بآں قصہ کہ کاروانی از شام آمد در اثناء خطبہ ایشاں آنرا دیدہ متفرق شدند و در خدمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماند مگر دوازدہ شخص کہ حضرت ابوبکر و عمر از انجملہ بودند و اللہ اعلم ۱۲-

ذکرہ بالصلوۃ الخ (مظہری ج ۹ ص ۲۹۸) اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرنا فلاح دارین کا ذریعہ و وسیلہ ہے

۱۱ـ و اذا راوا۔ یہ مومنین پر زجر ہے۔ ایک دفعہ مدینہ منورہ میں خوراک کی قلت اور نایابی کی وجہ سے لوگوں کو فاقوں کا شکار ہونا پڑا، کیونکہ کیونکہ خوراک کی قیمتیں اس قدر چڑھ گئیں کہ عام لوگوں کی قوتِ خرید سے باہر ہوگئیں۔ ایک دن آپ جمعہ کا خطبہ فرما رہے تھے کہ اچانک ڈھنڈورہ پیٹنے کی آواز سنائی دی جس کا مطلب یہ تھا کہ کوئی تاجر اشیاءِ خوردنی لے کر مدینہ میں آوارد ہوا ہے۔ تو بہت سے مسلمان بھی آپ کو بحالت خطبہ چھوڑ کر بازار چلے گئے تاکہ وہ ضرورت کی چیزیں خرید لیں۔ انہیں ڈر تھا کہ اگر وہ نماز ختم ہونے کا انتظار کرتے ہیں تو سارا مال بک جائے گا اور وہ اس قحط کے زمانے میں اشیاءِ ضرورت سے محروم رہ جائینگے۔ اللہ تعالےٰ کو مسلمانوں کا یہ فعل پسند نہ آیا اس لئے ان کو بغرض تادیب عتاب فرمایا۔ بارہ مرد اور ایک عورت مسجد میں باقی رہ گئے۔ فرمایا ان کو بتا دو کہ اس لہو ولعب اور تجارت کے مقابلہ میں پیغمبر علیہ السلام کے ساتھ نماز ادا کرنے کا اجر و ثواب کہیں زیادہ بہتر ہے۔ رزق اللہ کے ہاتھ میں ہے، اس لئے اس کی اطاعت کرو اور اس کی خوشنودی تلاش کرو۔ وہ روزی کے وسائل خود مہیّا فرمائے گا۔ امام ابوحیان رح کہتے ہیں کہ خطبہ چھوڑ کر جانے کی ابتداء منافقین کی طرف سے ہوئی پھر ان کے بعد بہت سے مسلمان بھی اُٹھ کر چلے گئے۔ یہ استماعِ خطبہ کے وجوب سے پہلے کا واقعہ ہے۔ ان آیتوں کے نزول کے بعد ثابت نہیں کہ کوئی صحابی خطبہ چھوڑ کر کہیں چلا گیا ہو۔ ان آیتوں کے نزول کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ حال تھا کہ جونہی اذان کی آواز کانوں میں پڑتی ہاتھوں کو کاموں سے روک لیتے اور سب کام چھوڑ کر مسجد کی طرف روانہ ہو جاتے۔

سُورۂ جمعہ میں آیت توحید

اور

اُس کی خصُوصیّت

۱۔ یسبح للہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض۔ الآیۃ۔ نفی شرک پر قسم۔

سُورۃ المنافقون

ربط سورۃ جمعہ میں فرمایا تھا کہ خطبۂ جمعہ میں حاضر ہو کر انفاق فی سبیل اللہ کے مسائل سنو۔ اب سورۃ منافقون میں ان منافقوں کا شکوہ کیا گیا جو کہتے تھے پیغمبر کے ساتھیوں پر خرچ نہ کرو اور جو عزّت والے ہیں وہ ذلّت والوں کو مدینے سے نکال دیں گے نیز مسلمانوں کو ترغیب دی گئی ہے کہ وہ خود خرچ کریں اور منافقوں کے محتاج نہ ہوں۔

خلاصہ منافقوں پر زجریں اور شکوے اور ان کے احوالِ خبیثہ کا بیان۔ مومنوں کو زجر کہ تم اپنے بھائیوں پر خود کیوں خرچ نہیں کرتے ہو اور منافقوں کے کیوں محتاج ہوتے ہو۔ تنفیر مومنین از منافقین۔

تفصیل

اذا جاءك المنافقون۔ الآیۃ۔ منافقوں پر شکوی۔ ان کا دعوائے ایمان محض زبانی ہے اور وہ سراسر جھوٹے ہیں۔

اتخذوا ایمانهم جنة۔ تا۔ فهم لا یفقهون ہ منافقوں پر زجر اور ان کی خباثت کا بیان۔ وہ جھوٹی قسمیں کھا کر اپنے ایمان کا یقین دلاتے اور اپنے بن کر لوگوں کو اللہ کے دین سے روکتے ہیں۔

و اذا رأیتهم تعجبك اجسامهم۔ الآیۃ۔ یہ بھی زجر ہے۔ وہ بظاہر تندرست و توانا اور خیر خواہ معلوم ہوتے ہیں۔ مگر درحقیقت وہ بدترین دشمن ہیں ان سے بچ کر رہیئے۔

و اذا قیل لهم تعالوا۔ الآیتین۔ جب ان سے کہا جاتا ہے آؤ توبہ کر لو، خدا کا پیغمبر بھی تمہارے لئے استغفار کرے گا۔ تو غرور و استکبار سے سر ملاتے ہیں کہ ہمیں کچھ نہ کہو۔

هم الذین یقولون لا تنفقوا۔ تا۔ لیخرجن الاعز منها الاذل۔ یہی وہ باتیں ہیں جو انہوں نے کہی تھیں اور پھر ان سے صاف مکر گئے تھے جس کی وجہ سے اللہ نے سُورت کی ابتداء میں فرمایا واللہ یشهد ان المنافقین لکٰذبون۔ تمہید کے بعد اصل مقصود کا بیان یعنی منافقین پر دو شکوے ہیں۔ پہلا شکوی یہ ہے کہ منافقین کا خیال ہے کہ یہ مسلمان ہمارے دست نگر ہیں، اگر ہم ان کی مالی امداد بند کر دیں گے تو وہ خود بخود پیغمبر (علیہ السلام) کو چھوڑ دیں گے۔ دوسرا شکوی یہ ہے کہ ان منافقین کی خباثت اس حد کو پہنچ چکی ہے کہ وہ مسلمانوں کو نہایت حقیر اور ذلیل سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں ہم ان کو مدینہ سے نکال دیں گے۔

وللہ خزائن السمٰوٰت والارض —— وللہ العزة ولرسوله وللمومنین۔ منافقین کی ان باتوں کا جواب ہے۔ دولت کے خزانے اللہ کے تصرف میں ہیں۔ اگر منافقین، مومنوں پر خرچ کرنا بند کر دیں، تو اللہ تعالیٰ مومنوں کو دیگر وسائل سے دولت عطا فرمادے گا۔ اور عزّت و ذلّت بھی اللہ کے اختیار میں ہے اور اللہ کے یہاں معزّز اس کا رسُولؐ اور مومنین ہی ہیں۔

یٰایها الذین اٰمنوا لا تلهکم اموالکم۔ الی آخر السورة۔ مومنوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب اور ضمناً زجر ہے۔

ط اذا جاءك المنافقون۔ تا۔ ان اللہ لا یهدی القوم الفاسقین ہ منافقین پر شکوی ہے۔

منافقین کے اعمالِ خبیثہ اور ان کے ناپاک عزائم کو واشگاف کر کے مسلمانوں کو ان سے متنفر کیا گیا ہے، تاکہ وہ ان سے دور رہیں۔

قالوا نشهد انك لرسول اللہ۔ منافقین جب آپ کے پاس آتے ہیں تو قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ ہم دل و جان سے آپ کو اللہ کا سچا رسول مانتے ہیں۔ منافقین کا یہ دعوٰی چونکہ حق و صداقت کے خلاف تھا، کیونکہ وہ صرف زبان ہی سے رسالت کا اقرار کرتے تھے، لیکن ان کے دل ایمان و تصدیق سے خالی تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے اس دعوے کی تکذیب فرمائی۔

واللہ یشهد انهم لکٰذبون ہ کہ اللہ تعالیٰ اعلان فرماتا ہے کہ منافقین اپنے اس دعوے میں سراسر جھوٹے ہیں۔ درمیان میں واللہ یعلم انك لرسوله۔ جملۂ معترضہ لایا گیا تاکہ یہ وہم نہ کیا جا سکے کہ لکٰذبون کا تعلّق نفسِ خبر انك لرسول اللہ سے ہے۔ تو اب معلوم ہو گیا کہ منافقین کو نفسِ خبر

میں جھوٹا نہیں کہا گیا، بلکہ انہیں ان کے اس دعوے میں جھوٹا کہا گیا ہے کہ ان کا یہ زبانی قول دل کے اعتقاد کے مطابق ہے۔ فالتکذیب راجع الیٰ (نشھد) باعتبار الخبر الضمنی الذی دل علیہ التاکید وھو دعوی المواطاۃ فی الشھادۃ ای واللہ یشھد انھم لکاذبون فیما ضمنوہ قولھم (نشھد) من دعوی المواطاۃ وتوافق اللسان والقلب فی ھذہ الشھادۃ (روح، ج ۲۸ ص ۱۰۸) یا لکٰذبون کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی اس صفائی میں جھوٹے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کے خلاف کوئی بات نہیں کہی۔ (روح) ظاہر قرآن سے اسی مفہوم کی تائید ہوتی ہے۔

وقف لازم

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ

جب آئیں تیرے پاس منافق سلہ کہیں ہم قائل ہیں تو رسول ہے اللہ کا

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ

اور اللہ جانتا ہے کہ تو اس کا رسول ہے اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق

لَكٰذِبُوْنَ ۚ ① اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ

جھوٹے ہیں ف۱ ف۲ انہوں نے رکھا ہے سلہ اپنی قسموں کو ڈھال بنا کر پھر روکتے ہیں اللہ

سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ② ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

کی راہ سے یہ لوگ برے کام ہیں جو کر رہے ہیں ف۳ یہ اس لئے کہ وہ

اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ③

ایمان لائے پھر منکر ہو گئے پھر مہر لگ گئی ان کے دلوں پر سو وہ اب کچھ نہیں سمجھتے

وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ؕ وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ

اور سلہ جب تو دیکھے ان کو تو اچھے لگیں تجھ کو ان کے ڈیل اور اگر بات کہیں سنے تو

لِقَوْلِهِمْ ؕ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ؕ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ

ان کی بات کیسے ہیں جیسے کہ لکڑی لگا دی دیوار سے جو کوئی چیخے جانیں

صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ؕ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ؗ

ہم ہی پر بلا آئی وہی ہیں دشمن ان سے بچتا رہ گردن مارے انکی اللہ

اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ④ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ

کہاں سے پھرے جاتے ہیں ف۳ اور جب کہیے سلہ ان کو آؤ معاف کرا دے تم کو

رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَ

رسول اللہ کا مٹکاتے ہیں اپنے سر اور تو دیکھے کہ وہ رکتے ہیں اور

هُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ⑤ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ

وہ غرور کرتے ہیں برابر ہے ان پر سلہ تو معافی چاہے ان کی

۱ تکذیب منافقین ۱۲

۲ زجر بسبب ایمان منافقین ۱۲

۳ زجر نیز ۱۲

سلہ اتخذوا ایمانھم یہ منافقین پر زجر ہے۔ یہ ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے حضرت زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں کہ غزوۂ مریسیع میں منافقین نے بھی شرکت کی۔ میں نے عبداللہ بن اُبَی رئیس المنافقین کو اپنے ساتھیوں سے یہ کہتے سُنا کہ پیغمبر (علیہ السلام) کے ساتھیوں کی مالی امداد کرنا بند کردو تو وہ بھوکوں مرتے خود بخود اسے چھوڑ کر اس سے الگ ہوجائینگے اور جب ہم مدینہ میں واپس جائیں گے (عیاذاً باللہ) ان ذلیلوں کو مدینہ سے نکال باہر کریں گے۔ میں چونکہ چھوٹا تھا اس لئے براہِ راست حضور علیہ السلام کی خدمت میں حقیقتِ حال واضح کرنے کے بجائے اپنے چچا کو صورتِ حال سے آگاہ کر دیا جنہوں نے سارا ماجرا حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کر دیا۔ آپؐ نے مجھے طلب فرمایا اور عبداللہ بن اُبی اور اُس کے ساتھیوں کو بھی بُلا بھیجا۔ منافقین صاف مُکر گئے اور قسمیں کھا کھا کر حضور علیہ السلام کو اپنی سچائی کا یقین دلایا، چنانچہ آپؐ نے مجھے جھٹلا دیا اور انکو سچا سمجھ لیا۔ اس سے مجھے شدید صدمہ ہوا۔ آخر اللہ نے اس سورت کی ابتدائی آیتیں نازل فرما کر منافقین کی خباثت اور کذب بیانی ظاہر فرما دی۔ یہ بھی دلیل ہے کہ لکٰذبون کا دوسرا مفہوم راجح اور اصح ہے۔ جُنَّۃ ڈھال۔ انہوں نے جھوٹی قسموں کو دنیوی سزا سے بچنے کیلئے ڈھال بنا رکھا ہے اور لوگوں کو دینِ اسلام اور توحید سے روکتے ہیں۔ ان کا یہ کردار نہایت بُرا ہے۔ **سلہ** ذٰلک بانھم۔ یہ اس لئے کہ زبان سے تو انہوں نے ایمان کا اقرار کیا، لیکن دل میں کفر رکھا جو آخر ان کے کردار و گفتار سے ظاہر ہو کر رہا۔ تو اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی اور ان کو ایمانِ خالص کی توفیق اور حقیقتِ ایمان کے فہم سے محروم کر دیا۔

سلہ واذا رأیتھم۔ یہ بھی زجر ہے۔ جب منافقین کو آپ دیکھتے ہیں تو حسن و جمال اور جسمانی ڈیل ڈول کی وجہ سے وہ آپ کو بھلے معلوم ہوتے ہیں اور ان کی باتیں بھی آپ بغور سنتے ہیں، کیونکہ وہ فصاحت و بلاغت، شیریں کلامی اور چرب زبانی میں ماہر ہیں اور اپنی دلیری اور بہادری کی ڈینگیں مارتے ہیں۔ کانّھم

موضح القرآن ف۱ یعنی وہ قائل نہیں غرض کو کہتے ہیں ف۲ اپنی مجلس میں منافق طعن اور عیب مسلمانوں کا کہتے جب ان پر پکڑ ہوتی منکر ہو کر قسم کھا جاتے کہ ہم نے یہ بات نہیں کہی ف۳ یعنی دیکھنے کے مرد آدمی اور دل میں نامرد دغا باز۔

فتح الرحمٰن سلہ مترجم گوید رئیس منافقان در بعض اسفار بکلمات نفاق متکلم شد آنرا شخصی از انصار بعرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسانید۔ منافقان بمجلس شریف آمدہ قسم خوردند کہ مرتکب آن کلمات نشدہ روز۔ این سورت در حکایت آن اقوال و تہدید و تکذیب ایشان نازل شد واللہ اعلم ۱۲

خشب مسندۃ یہ کلام مستأنف ہے اور اس میں منافقین کے ایمان سے خالی ہونے کا بیان ہے جس طرح بیکار لکڑی دیوار کے ساتھ کھڑی کر دی جاتی ہے جو نہ ستون ہو نہ شہتیر نہ کڑی الغرض فائدے سے خالی ہو اسی طرح یہ منافقین جو آپ کی مجلسوں میں دیواروں سے تکیہ لگا کر بیٹھتے ہیں محض بیکار اور ایمان سے خالی ہیں شبھو فی جلوسھم مجالس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مستندین فیھا وما ھم الا اجرام خالیۃ عن الایمان والخیر بخشب منصوبۃ مسندۃ الی الحائط فی کونھم اشباحا خالیۃ عن الفائدۃ الخ (روح ج ۸ ص ۱۱۱) ف۶ یحسبون منافقین کے دلوں میں چونکہ چور ہے اور وہ اپنی خباثتوں کو خوب جانتے ہیں اسلئے ہر وقت خوفزدہ اور ہراساں رہتے ہیں اور جب بھی کوئی آواز سنتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ ہماری خیر نہیں اور یہ ہماری ہی موت کا پیغام اور ہمارے ہی خلاف کوئی اعلان ہے یہ ملعون آپ کے سب سے بڑے دشمن ہیں ان سے بچئے اور ان کی چالوں سے خبردار رہیئے وہ کس طرح حق سے کفر وضلال کی طرف پھیرے جا رہے ہیں۔ ف۷ و اذا قیل لھم۔ یہ بھی منافقین پر زجر ہے۔ جب منافقین کی تکذیب نازل ہوئی تو تمام مسلمانوں نے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو ملامت کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر توبہ کرنے کا مشورہ دیا، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلا بھیجا تاکہ وہ سچے دل کر ایمان لے آئیں اور نفاق سے توبہ کر لیں تو آپ ان کے لئے اللہ سے استغفار کریں اور ان کے لئے معافی کی درخواست کریں۔ تو انہوں نے کمال بے اعتنائی سے کبر وغرور کے ساتھ اس سے اعراض کیا اور خدمت عالیہ میں حاضر ہونے سے انکار کر دیا ف۸ سواء علیھم یہ منافقین، نفاق اور ضد وعناد کی انتہاء کو پہنچ چکے ہیں، اس لئے ان کے دلوں پہ مہر جباریت ثبت ہو چکی ہے اور ان سے توبہ کرنے اور راہ راست پر آنے کی توفیق سلب کر لی گئی ہے، اس لئے آپ ان کیلئے استغفار کریں یا نہ کریں، اللہ انہیں ہرگز معاف نہیں فرمائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسے فساق وفجار کو ہدایت کی توفیق نہیں دیتا جو راہ راست پہ نہ آنا چاہیں ف۹ ھم الذین۔ تمہید کے بعد اصل مقصود کا بیان ہے اور یہ پہلا شکوی ہے۔ منافقین جن باتوں سے انکار کر رہے ہیں کہ انہوں نے نہیں کہی ہیں بے شک انہوں ہی نے وہ باتیں کہی ہیں لیکن اب جھوٹ بول رہے ہیں۔ انہوں نے ہی کہا تھا کہ جو لوگ پیغمبر علیہ السلام کے ارد گرد جمع ہوتے ہیں ہم ہی ان کو کھلاتے پلاتے ہیں اس لئے ان پر خرچ کرنا چھوڑ دو تاکہ وہ

۱: شکوای اول بر منافقین ۱۲-

۲: شکوای دوم ۱۲-

۳: جواب ۱۲-

۴: تنبیہ بر نفاق و زجر ضمنا ۱۲-

أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۚ لَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۚ إِنَّ اللّٰهَ لَا
یا نہ معافی چاہے ہرگز نہ معاف کریگا انکو اللہ بے شک اللہ راہ
يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِينَ ⑥ هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ
نہیں دیتا نافرمان لوگوں کو وہی ہیں جو ف۹ کہتے ہیں
لَا تُنْفِقُوا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوا ۗ
مت خرچ کرو ان پر جو پاس رہتے ہیں رسول اللہ ف۱ کے یہانتک کہ متفرق ہو جائیں
وَلِلّٰهِ خَزَائِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِينَ
اور اللہ کے ہیں خزانے آسمانوں اور زمین کے ولیکن منافق
لَا يَفْقَهُونَ ⑦ يَقُولُونَ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ
نہیں سمجھتے کہتے ہیں ف۱ البتہ اگر ہم پھر گئے مدینہ کو
لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ ۚ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهٖ
تو نکال دیگا جس کا زور ہے وہاں سے کمزور لوگوں کو ف۲ اور زور تو اللہ کا ہے اور اسکے رسول
وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ ⑧ يٰٓأَيُّهَا
اور ایمان والوں کا لیکن منافق نہیں جانتے ف اے
الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ
ایمان والو ف۱۲ غافل نہ کر دیں تمکو تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کی
ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُونَ ⑨
یاد سے اور جو کوئی یہ کام کرے تو وہی لوگ ہیں ٹوٹے میں
وَأَنْفِقُوا مِنْ مَا رَزَقْنٰكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ
اور خرچ کرو ف۱۳ کچھ ہمارا دیا ہوا اس سے پہلے کہ آ پہنچے تم میں کسی کو
الْمَوْتُ فَيَقُولَ رَبِّ لَوْلَا أَخَّرْتَنِي إِلٰى أَجَلٍ قَرِيبٍ ۙ
موت تب کہے اے رب کیوں نہ ڈھیل دی تو نے مجھ کو ایک تھوڑی سی مدت

ع ۱
۸
۱۲

موضح قرآن ف ایک سفر میں دو شخص لڑ پڑے، ایک مہاجرین میں کا ایک انصار کا پھر ان کو حضرت نے ملا دیا منافق پیٹھ پیچھے کہنے لگے ہم انکو اپنے شہر میں جگہ نہ دیتے تو ہم سے مقابلہ کیوں کرتے ایک نے کہا تمہیں خبرگیری کرتے ہو تو لوگ رسول کے ساتھ جمع رہتے ہیں خبرگیری چھوڑ دو آپ ہی متفرق ہو جاویں ایک نے کہا اب کے سفر سے ہم مدینے پہنچیں تو جس کا اُس شہر میں زور ہے چاہیے بے قدروں کو نکال دے۔ ایک صحابی نے یہ باتیں سُنیں حضرت پاس نقل کیں، حضرت نے بلا کر پوچھا تو قسمیں کھا گئے کہ اُس نے ہماری دشمنی سے جھوٹ کہا اللہ نے یہ نازل کیا۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی بر فقراء مہاجرین ۱۲- ف۲ یعنی توانگران اہل نفاق فقراء مسلمین را ۱۲-

فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ⑩ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ

میں خیرات کرتا اور ہو جاتا نیک لوگوں میں اور ہرگز نہ ڈھیل دیگا اللہ

نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ⑪ ع ۲ ۱۴

کسی جی کو جب آ پہنچا اُس کا وعدہ اور اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو

سُوْرَةُ التَّغَابُنِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

۱ے سورۂ تغابن مدینہ میں نازل ہوئی اور اسکی اٹھارہ آیتیں ہیں اور دو رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ لَهُ الْمُلْكُ

پاکی بولتا ہے ۲ے اللہ کی جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں اسی کا راج ہے

وَلَهُ الْحَمْدُ ۡ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ① هُوَ الَّذِيْ

اور اسی کو تعریف ہے اور وہی ہر چیز کر سکتا ہے وہی ہے جس نے

خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

تم کو بنایا ۳ے پھر کوئی تم میں منکر ہے اور کوئی تم میں ایماندار اور اللہ جو تم کرتے ہو

بَصِيْرٌ ② خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ

دیکھتا ہے بنایا آسمانوں کو ۴ے اور زمین کو تدبیر سے اور صورت کھینچی

فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ③ يَعْلَمُ مَا فِي

تمہاری پھر اچھی بنائی تمہاری صورت اور اسکی طرف سب کو پھر جانا ہے ف جانتا ہے جو کچھ ہے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۭ

آسمانوں ۵ے میں اور زمین میں اور جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو کھولکر کرتے ہو

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ④ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا

اور اللہ کو معلوم ہے جیوں کی بات کیا پہنچی نہیں ۶ے تمکو خبر

۱ے اعادہ دعوائے توحید ۱۲-

۲ے توحید پر عقلی دلیل ۱۲-

۳ے شکوی ضمناً ۱۲-

۴ے تخویف دنیوی و اخروی ۱۲-

اس کے پاس سے منتشر ہو جائیں، انہیں یہاں کھانے پینے کو کچھ نہیں ملیگا، تو خود بخود اسکا ساتھ چھوڑدیں گے **ف۱۰** وللہ خزآئن السمٰوٰت جملہ معترضہ برائے ابطال قول منافقین۔ منافقین کا یہ خیال باطل ہے کہ اگر وہ خرچ نہ کرینگے تو مسلمان بھوکوں مرتے پیغمبر علیہ السلام سے الگ ہو جائینگے۔ وہ کسی کے روزی رساں نہیں ہیں۔ روزی رساں تو اللہ ہے، زمین و آسمان کے تمام خزانے اور روزی کے تمام وسائل اسی کے ہاتھ میں ہیں وہ جسے چاہے اور جتنا چاہے دے اور جسے نہ چاہے نہ دے مگر یہ منافقین ایسے کم فہم واقع ہوئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف سوچتے اور کہتے ہیں **ف۱۱** یقولون لئن رجعنا۔ یہ دوسرا شکوی ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے مسلمانوں کو ذلیل و حقیر سمجھا اور اپنے کو معزز اور اشراف قرار دیا اور کہا ہمیں مدینہ میں واپس تو جالینے دو، ہم (عیاذاً باللہ) ان کمینوں اور ذلیلوں کو مدینہ سے نکال باہر کریں گے وللہ العزۃ الخ یہ منافقین کے قول خبیث کا جواب ہے۔ فرمایا عزت۔ غلبہ اور قوت تو اللہ کیلئے ہے اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں کیلئے ہے جن کو اللہ نے عزت اور غلبہ عطا فرمایا ہے اور ان منافقین کیلئے دنیا اور آخرت میں ذلت و رسوائی مقدر ہے ای وللہ تعالیٰ الغلبۃ والقوۃ ولمن اعزہ اللہ تعالیٰ من رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم والمؤمنین لا للغیر (روح ج ۲۸ ص ۱۱۶) لیکن منافقین فرط جہالت کی وجہ سے اس حقیقت کو نہیں جانتے اس لئے اس قسم کے ہذیان کا ارتکاب کررہے ہیں **ف۱۲** یاایہا الذین اٰمنوا یہ مومنوں کو انفاق فی سبیل کی ترغیب ہے۔ ذکر اللہ سے تمام عبادات خصوصاً جہاد اور انفاق فی سبیل اللہ مراد ہے۔ مومنوں کو ارشاد فرمایا مال و اولاد کی تدبیر و اصلاح میں اشتغال و انہماک تمہیں جہاد و انفاق اور دیگر عبادات سے غافل نہ کردے جو لوگ دنیوی امور میں منہمک ہو کر ذکر اللہ سے غافل ہو جائیں وہ انتہائی خسارے میں ہیں **ف۱۳** وانفقوا من ما رزقنکم یہ ذکر اللہ کی تفسیر ہے نیز سورۂ جمعہ کی آخری آیتوں کی تفصیل ہے مقصد یہ ہے کہ عبادت کے وقت عبادت کرو اور فارغ وقت میں تجارت اور دوسرے کاروبار کرو اپنے ہاتھ سے کماؤ خود کھاؤ، فقراء مسلمین پر اور جہاد فی سبیل اللہ میں خرچ کرو تاکہ منافقین کی مالی امداد کی تمہیں حاجت ہی نہ رہے۔ اپنی زندگی میں موت سے پہلے خرچ کرلو، ورنہ پچھتاؤگے اور موت کے وقت آرزو کروگے کہ بار الٰہا! تھوڑی سی مہلت ہی دیدے تاکہ میں خیرات کرلوں اور نیک بن جاؤں اَکُنْ مجزوم ہے فَاَصَّدَّقَ کے محل پر معطوف ہے گویا اصل عبارت اس طرح ہے اخرتنی اصدق و اکن۔ یا مجزوم کا عطف منصوب پر ہے جیسا کہ بعض نحویوں کے نزدیک جائز ہے من الروح و والمتن المتین **ف۱۴** ولن یؤخر اللہ۔ اور جب کسی کی موت کا معین وقت آجائیگا تو اللہ تعالیٰ اس میں ایک لمحہ کی تاخیر بھی نہیں فرمائیگا اور وہ سب کے تمام اعمال سے باخبر ہے، ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزا و سزا دے گا۔

موضح قرآن ف سب جانوروں سے انسان کی خلقت اچھی ہے۔ ۱۲ منہ رح۔

سورۂ منافقون کی خصوصیات } مؤمنین کو انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب۔ منافقین کی خباثتوں کا بیان۔

سورۃ تغابن

ربط سورۂ منافقون میں فرمایا ہماری دی ہوئی دولت میں سے جہاد وغیرہ میں خرچ کرو۔ سورۂ تغابن میں بطور ترقی فرمایا چلو مان لیتے ہیں یہ دولت تمہاری ہی سہی لیکن تم اللہ کو قرض دیدو اور اسکی راہ میں خرچ کرو، وہ تمہیں اس کا کئی گنا زیادہ اجر وثواب عطا فرمائے گا۔

خلاصہ مسئلہ توحید کا اعادہ، توحید پر عقلی دلیل، تخویف دنیوی و اخروی، دعوائے توحید جس کی خاطر انفاق اور جہاد کا حکم دیا گیا۔ بیان انفاق علی سبیل الترقی۔

تفصیل

یسبح للہ۔ الآیۃ۔ دعوائے توحید کا اعادہ، تاکہ اصل مقصود سے غفلت نہ ہونے پائے اور یہ بات ذہن میں رہے کہ انفاق اسی مسئلہ کی خاطر ہے۔ ھو الذی خلقکم ــــ تا ــــ واللہ علیم بذات الصدور ہ توحید پر عقلی دلیل۔ اللہ تعالیٰ کو شریک سے پاک سمجھو، کیونکہ سب کا خالق ومالک اور سب کچھ جاننے والا وہی ہے فمنکم کافر ومنکم مؤمن یہ ضمناً شکوی ہے۔ الم یأتکم نبؤا الذین کفروا ــــ تا ــــ واللہ غنی حمید ہ تخویف دنیوی و اخروی۔ کیا تمہیں پہلے مشرکین کا حال معلوم نہیں کہ کفر وانکار اور شرک کی ان کو کیا سزا ملی؟ زعم الذین کفروا ان لن یبعثوا تخویف اخروی وشکوی۔ فامنوا باللہ ورسولہ ترغیب الی الایمان یوم یجمعکم تخویف اخروی۔ ومن یؤمن باللہ بشارت اخرویہ۔ والذین کفروا وکذبوا بایٰتنا تخویف اخروی اللہ لا الٰہ الا ھو دعوائے توحید کا ذکر جس کی خاطر انفاق اور جہاد کا حکم دیا گیا یایھا الذین اٰمنوا ان من ازواجکم اصلاح احوال اور نظم ونسق قائم رکھنے کا حکم ان تقرضوا اللہ الخ آخر میں انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب باسلوب بدیع۔

۲ یسبح للہ۔ مقصود اصلی مسئلہ توحید کا اعادہ کیا گیا تاکہ قارئین اس سے غافل نہ ہو جائیں اور سمجھ لیں کہ قتال اور انفاق فی القتال اسی مسئلہ کی خاطر ہے۔ زمین وآسمان کی ہر چیز اپنے حال کے مناسب اللہ کی تنزیہ وتقدیس میں مصروف ہے اور اس کے ہر شریک سے پاک ہونے کی مُقر ومعترف ہے۔ لہ الملک ولہ الحمد کیوں نہ ہو؟ ساری کائنات میں اسی کا تصرف واختیار نافذ ہے اس کے علاوہ تمام صفات کارسازی بھی اسی کے ساتھ مختص ہیں اور ہر چیز پر قدرت اور دسترس بھی اسی کو حاصل ہے۔ لہذا اس کائنات میں صرف وہی معبود برحق اور وہی کارساز ہے اور کوئی نہیں۔ لہ الملک ولہ الحمد میں چونکہ حصر ہے، اس لئے وھو علی کل شیء قدیر میں حصر ہوگا، کیونکہ جب کلام کے ایک جزو میں حصر ہو تو اس کے باقی اجزا میں بھی حصر کا مفہوم ملحوظ ہوگا۔

۳ ھو الذی خلقکم۔ توحید پر عقلی دلیل ہے۔ پہلے بیان سے معلوم ہو گیا کہ ساری کائنات میں متصرف وکارساز اور قادر علی الاطلاق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ یہاں بیان ہوگا کہ ساری کائنات کا پیدا کرنے والا اور زمین وآسمان کی ہر ہر چیز کو جاننے والا بھی وہی ہے۔ اسی لئے وہی سب کا کارساز ہے۔ فمنکم کافر ومنکم مؤمن یہ درمیان میں ضمناً شکوی ہے۔ تم سب کو اللہ نے پیدا فرمایا، اس لئے چاہیئے تو یہ تھا کہ تم سب اس کے فرمانبردار اور شکر گذار بندے بن جاتے مگر تم میں سے کچھ لوگ کافر بھی نکلے کہ اللہ کی توحید اور اسکے رسولوں کا انکار کیا اور اس کے احکام سے بغاوت کی لیکن وہ تمہارے اعمال کو خوب جانتا ہے اس لئے تمہیں ان عملوں کی پوری پوری سزا ملے گی۔

۴ خلق السمٰوٰت۔ اس ساری کائنات کو اس نے اظہار حق کیلئے پیدا فرمایا ہے اور کائنات کا ذرّہ ذرّہ اسکی وحدانیت اور اس کی قدرت کاملہ کی دلیل ہے۔ وصورکم فاحسن صورکم۔ منجملہ صنائع قدرت وبدائع صنعت خود تمہاری پیدائش اور تمہاری صورت سازی ہے کہ اس نے تمام مخلوقات میں تمہیں سب سے زیادہ حسن وجمال عطا فرمایا اور ظاہری جمال وکمال کے ساتھ ساتھ تمہارے باطن کی تکمیل وتحسین کے لئے دستور ہدایت نازل فرمایا۔ چونکہ تم سب آخر کار اللہ کی بارگاہ میں حاضر کئے جاؤ گے، اس لئے توحید اور دیگر احکام خداوندی سے سرتابی کر کے اپنے باطن کو نہ بگاڑو تاکہ عذاب جہنم سے تمہارا ظاہری حسن وجمال بھی نہ بگڑ جائے۔ (والیہ المصیر) فاحسنوا سرائرکم حتی لا تمسخ بالعذاب ظواھرکم (بیضاوی ج ۲ ص ۳۷۹)

۵ یعلم ما فی السمٰوٰت۔ جس طرح خالق ومتصرف اور قادر ومختار وہی ہے، اسی طرح عالم الغیب بھی وہی ہے لہذا وہی سب کا حاجت روا اور کارساز ہے۔ وہ زمین وآسمان کی ہر چیز، تمہارے ظاہری اور باطنی اقوال وافعال اور تمہارے دلوں کی باتیں بھی جانتا ہے۔

۶ الم یأتکم۔ یہ تخویف دنیوی و اخروی ہے۔ خطاب مشرکین عرب سے ہے۔ کیا تمہیں ان کافر قوموں کا حال معلوم نہیں جو تم سے پہلے گذر چکی ہیں؟

انہوں نے توحید کا انکار کیا اور خدا سے بغاوت کی، تو ان کو دنیا ہی میں انواع و اقسام عذاب سے تباہ کر کے کفر و شرک اور انکار وجحود کا مزہ چکھا دیا گیا۔ اور آخرت میں بھی ان کیلئے دردناک عذاب تیار ہے ذٰلك بانه كانت تأتيهم۔ دنیا اور آخرت میں وہ اس سزا کے مستحق کیوں ہوئے؟ اس لئے کہ ان کے پاس پیغمبر دلائل و براہین لیکر آئے اور ہر اسلوب و انداز سے مسئلہ توحید کو ان پر واضح کیا، مگر انھوں نے ان کی ایک نہ مانی اور کہنے لگے کیا بشر ہمارے ہادی بن کر آئے ہیں؟ اس لئے انہوں نے ازراہِ عناد ان کا انکار کیا اور ان سے منہ موڑا، تو اللہ نے بھی انکی کوئی پرواہ نہ کی، کیونکہ وہ تو ہر خوبی کا مالک اور بے نیاز ہے، اسے ان کے ایمان و اسلام کی کوئی ضرورت نہیں فقالوا ابشر یهدوننا ہر قوم کے مشرکین نے اس پر تعجب کیا ہے کہ بشر ہو اور پھر ہادی و رسول بن کر آئے۔ انکروا و تعجبوا من کون البشر رسلا من اللہ هداة الیه (مظہری ج ۹ ص ۳۱۲) ان کے نزدیک بشریت اور نبوت میں تضاد ہے یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ پیغمبروں کو بشر کہنے کی وجہ سے کافر ہو گئے جیسا کہ بعض غالی قسم کے اہل بدعت بیان کرتے ہیں **۷** زعم الذین کفروا۔ یہ مشرکین مکہ کے لئے تخویف اخروی اور ان پر شکوی ہے۔ ان مشرکین کا خیال ہے۔ جو سراسر باطل ہے کہ انہیں موت کے بعد دوبارہ ہرگز زندہ نہیں کیا جائے گا۔ قل بلیٰ و ربی۔ یہ ان کے زعم باطل کا جواب ہے۔ فرمایا آپ ان سے فرما دیں کیوں نہیں؟ تمہیں یقیناً دوبارہ اٹھایا جائے گا۔ اور تمہیں تمہارے تمام اعمال سے آگاہ کیا جائے گا۔ انسانوں کو دوبارہ زندہ کرنا اور سب کے اعمال کا مکمل ریکارڈ محفوظ رکھنا اللہ تعالیٰ کے لئے نہایت آسان ہے **۸** فامنوا باللہ۔ یہ گذشتہ بیان پر متفرع ہے۔ جب دلائل واضحہ اور براہین قاطعہ سے ثابت ہو گیا کہ ساری کائنات میں متصرف و مختار اور سب کا کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے نیز معلوم ہو گیا کہ توحید کا انکار کرنے والوں کا دنیا میں بھی بدترین حشر ہو گا اور آخرت میں بھی، لہٰذا تم اللہ کی وحدانیت پر اور اس کے رسول علیہ السلام پر ایمان لے آؤ اور اس کتاب پر بھی ایمان لاؤ جو اللہ نے نازل فرمائی ہے اور جو کفر و شرک اور جاہلیت کے اندھیروں میں سراپا نور ہدایت ہے اگر یہ خطاب مومنوں سے ہے، تو مطلب یہ ہو گا کہ ایمان پر قائم رہو۔ اور اللہ کے احکام کی پوری پوری اطاعت کرو **۹** یوم یجمعکم ظرف لتنبئون سے متعلق ہے (روح) یا اس کا متعلق محذوف ہے ای یتغابنون بقرینہ ذٰلك يوم التغابن قاله الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ یعنی اس دن تم خسارے میں رہو گے اور افسوس کرو گے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہ کی۔ ومن یؤمن باللہ مؤمنین صالحین کے لئے بشارت اخرویہ ہے۔ فرمایا جو لوگ ایمان لے آئیں اور نیک کام کریں، اللہ انکے گناہ معاف فرمائیگا اور ان کو ایسے باغوں میں داخل فرمائے گا جن میں نہریں بہتی ہوں گی۔ اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ان میں رہیں گے۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے کہ جہنم سے بچ کر جنت میں داخل ہو جائیں۔ والذین کفروا و

۱؎ تخویف اخروی و شکوی ۱۲

۲؎ تخویف اخروی ۱۲

۳؎ بشارت اخرویہ ۱۲

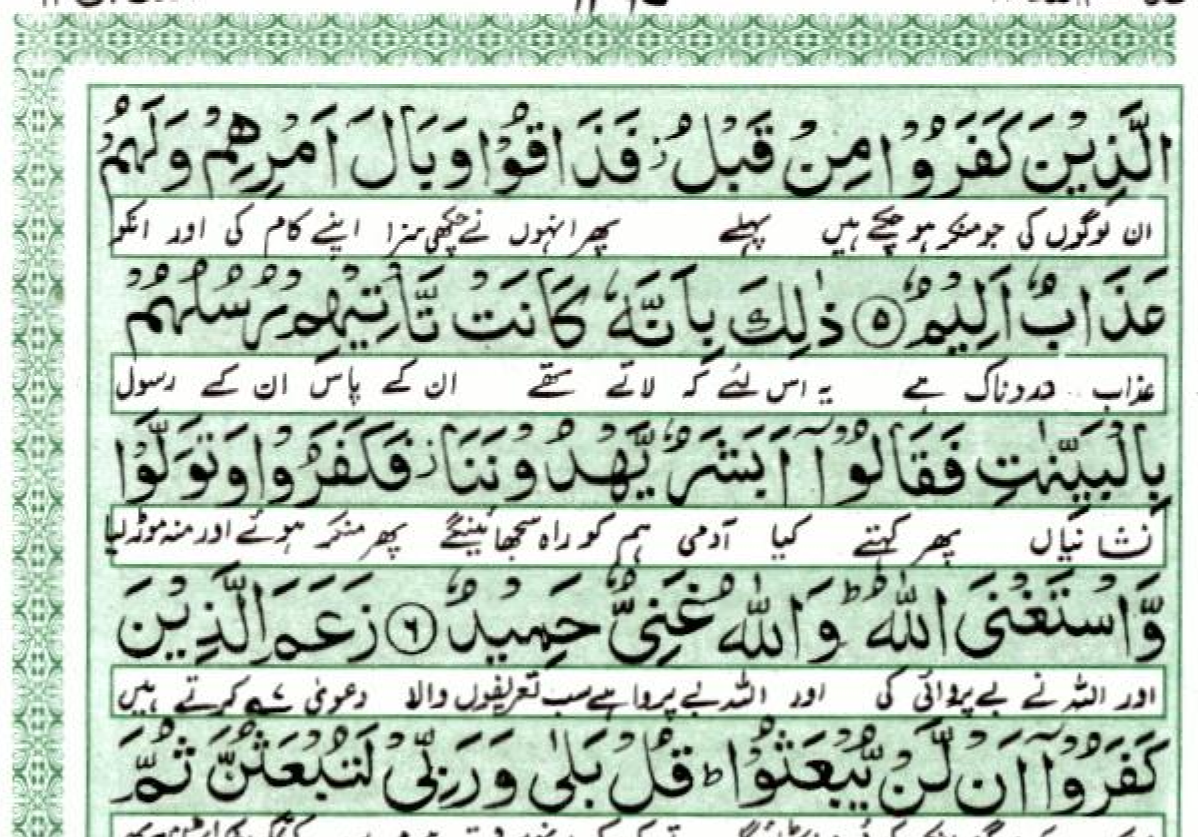

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۫ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ

ان لوگوں کی جو منکر ہو چکے ہیں پہلے پھر انہوں نے چکھی سزا اپنے کام کی اور انکو

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۵ ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ

عذاب دردناک ہے یہ اس لئے کہ لاتے تھے ان کے پاس ان کے رسول

بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا ۫ فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا

نشانیاں پھر کہتے کیا آدمی ہم کو راہ سمجھائینگے پھر منکر ہوئے اور منہ موڑ لیا

وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝۶ زَعَمَ الَّذِيْنَ

اور اللہ نے بے پروائی کی اور اللہ بے پروا ہے سب تعریفوں والا دعوی ۲؎ کرتے ہیں

كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ

منکر کہ ہرگز انکو کوئی نہ اٹھائیگا تو کہہ کیوں نہیں قسم ہے میرے رب کی تمکو بیشک اٹھانا ہے پھر

لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۭ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝۷ فَاٰمِنُوْا

تم کو جتلانا ہے جو کچھ تم نے کیا اور یہ اللہ پر آسان ہے سو ایمان لاؤ

بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا ۭ وَاللّٰهُ بِمَا

اللہ پر ۳؎ اور اس کے رسول پر اور اس نور پر جو ہم نے اتارا ۱؎ اور اللہ کو تمہارے

تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝۸ يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ

سب کاموں کی خبر ہے جس دن تم کو اکٹھا کریگا ۹؎ جمع ہونے کے دن وہ

يَوْمُ التَّغَابُنِ ۭ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا

دن ہے ہار جیت کا اور جو کوئی یقین لائے اللہ پر اور کرے کام بھلا

يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ

اتار دیگا اس پر سے اس کی برائیاں اور داخل کریگا اسکو باغوں میں جن کے نیچے بہتی

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ

ہیں ندیاں رہا کریں ان میں ہمیشہ یہی ہے بڑی

منزل ۷

۱؎ فتح الرحمٰن ۱ یعنی قرآن ۱۲۔

کــذبــوا بـایتنا۔ یہ تخویف اخروی ہے۔ جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ جہنمی ہیں اور جہنم میں ہمیشہ رہیں گے، جو نہایت ہی برا ٹھکانا ہے **۱۰** ما اصاب من مصیبة۔ مسلمانوں کے لئے تسلیہ ہے۔ اگر کفار و مشرکین کے ہاتھوں تمہیں تکلیفیں پہنچیں تو اس سے گھبرانا نہیں، یہ سب بطور آزمائش اللہ کی جانب سے ہے اس لئے اللہ پر بھروسہ کرو اور ایمان پر ثابت قدم رہو، اللہ تمہارے دلوں میں عزم و ثبات کا جذبہ پیدا فرمائے گا اور تمہیں مصائب و آلام پر صبر کرنے کی توفیق دے گا وہ سب کچھ جاننے والا ہے اور مومنوں کے دلوں کا حال اس پر پوشیدہ نہیں۔ اس لئے مصیبت کے وقت ان کے دلوں کو تقویت پہنچاتا اور برداشت کی طاقت عطا فرماتا ہے، مومن پر جب مصیبت آتی ہے تو وہ اسے من جانب اللہ سمجھ کر سر تسلیم خم کر دیتا اور راضی برضا ہو جاتا ہے (یہد قلبہ) عند اصابتہا للصبر والاسترجاع علی ما قیل وعن علقمة للعلم بانہا من عند اللہ تعالیٰ فیسلم لامر اللہ تعالیٰ ویرضی بہا (روح ج ۲۸ ص ۱۲۴) **۱۱** واطیعوا اللہ۔ ترغیب الی الاطاعۃ ہے۔ اللہ اور اس کے رسول صلعم کی اطاعت کرو، اگر تم اطاعت سے روگردانی کرو گے تو اس سے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا تو کچھ نقصان نہیں، کیونکہ آپ کے ذمہ تو ہے تبلیغ جس کا آپ نے حق ادا کر دیا بلکہ اس سے تم اپنے دین و دنیا ہی کا نقصان کرو گے **۱۲** اللہ لا الہ الا ھو۔ اصل مقصود دعوائے توحید کا اعادہ ہے جس کی خاطر انفاق اور جہاد کے احکام نازل کئے گئے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی الہ اور کارساز نہیں اس لئے مومنوں کو اسی پر بھروسہ کرنا چاہئے، مصائب و بلیات میں اسی سے مدد کی امید رکھنا اور مدد کے لئے صرف اسی کو پکارنا چاہئے یہاں تک مضمون توحید کا بیان تھا **۱۳** یا یہا الذین امنوا۔ مسئلہ توحید کی تفصیل کے بعد مسلمانوں کو جماعتی نظم و نسق قائم رکھنے اور باہم اتحاد و اتفاق سے رہنے کی تلقین فرمائی تاکہ وہ دشمنوں کا ڈٹ کر مقابلہ کر سکیں۔ اولاد اور بیویوں کے دشمن ہونے کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ حقیقت ہی میں تمہاری بعض بیویاں اور بعض اولاد تمہاری دشمن ہے اس لئے ان سے ہوشیار رہو۔ بعض بیویاں یا اولاد کی طرف سے مطالبہ ہوتا ہے جسے پورا کرنے کے لئے انسان محرمات و معاصی کے ارتکاب پر مجبور ہو جاتا ہے وقد یحملونہم علی السعی فی اکتساب الحرام وارتکاب الآثام لمنفعة انفسہم (روح ج ۲۸ ص ۱۲۶) دوسرا مطلب یہ ہے کہ اولاد

الْعَظِيمُ ⑨ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ
مراد ملنی اور جو لوگ منکر ہوئے اور جھٹلائیں انہوں نے ہماری آیتیں وہ لوگ

أَصْحَابُ النَّارِ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ⑩ مَا
ہیں دوزخ والے رہا کریں اسی میں اور بری جگہ جا پہنچے ف۱ نہیں

أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ وَمَنْ يُؤْمِنْ
پہنچتی ۱۰ کوئی تکلیف بدون حکم اللہ کے اور جو کوئی یقین لائے

بِاللَّهِ يَهْدِ قَلْبَهُ ۚ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ⑪ وَأَطِيعُوا
اللہ پر وہ راہ بتلائے اس کے دل کو اور اللہ کو ہر چیز معلوم ہے ف۲ اور حکم مانو

اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ ۚ فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَإِنَّمَا عَلَىٰ
اللہ کا ۱۱ اور حکم مانو رسول کا پھر اگر تم منہ موڑو تو ہمارے رسول کا

رَسُولِنَا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ⑫ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ وَ
یہی کام ہے پہنچا دینا کھول کر اللہ ۱۲ اس کے سوائے کسی کی بندگی نہیں اور

عَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ⑬ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ
اللہ پر چاہئے بھروسہ کریں ایمان والے اے ۱۳ ایمان

آمَنُوا إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَكُمْ
والو تمہاری بعض جوروئیں اور اولاد دشمن ہیں تمہارے

فَاحْذَرُوهُمْ ۚ وَإِنْ تَعْفُوا وَتَصْفَحُوا وَتَغْفِرُوا
سو ان سے بچتے رہو ف۲ اور اگر معاف کرو اور درگذر کرو اور بخشو

فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ⑭ إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ
تو اللہ ہے بخشنے والا مہربان ف۳ تمہارے مال ۱۴ اور تمہاری اولاد

فِتْنَةٌ ۚ وَاللَّهُ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ⑮ فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا
یہی ہیں جانچنے کو اور اللہ جو ہے اس کے پاس ہے ثواب بڑا سو ڈرو اللہ سے

ع ۱ التغابن ۱۵

۱۰ تخویف اخروی ۱۲۰

۱۱ ذکر دعوائے توحید ۱۲

موضح قرآن ف۱ دن ہار جیت کا یہ کہ ہر آدمی کا ایک گھر ہے بہشت میں ایک دوزخ میں بہشت والوں نے اپنے گھر لئے اور دوزخیوں نے بھی دوزخی ہارے بہشتی جیتے۔ ف۲ یعنی آدمی جورو بیٹے کے واسطے بہت نیکی کھوتا ہے اور بہت برائی میں پڑتا ہے مگر تو بھی چاہیئے کہ سلوک ان سے نیک ہی رکھے اور آپ بچتا رہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی از آنکہ بر بخل عمل کنند ۱۲۔

وازواج بعض دفعہ دوسروں سے دشمنی کا باعث بن جاتے ہیں مثلاً کسی مسلمان بھائی نے تمہارے اہل وعیال کے بارے میں گستاخی کرڈالی، ان کی شان میں نازیبا الفاظ استعمال کرلئے تو اس سے برسرپیکار نہ ہوجاؤ بلکہ درگذر کرو اور معافی دیدو۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ان تعفوا یعنی مقابلہ نہ کرو۔ وتصفحوا زبانی سرزنش سے بھی اعراض کرو اور اغماض سے کام لو۔ وتغفروا دل سے بھی درگذر کرو اور کدورت نہ رکھو۔ اگر تم مسلمان بھائیوں کو معاف کروگے تو اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کرے گا اور درگذر فرمائے گا **۱۴ف** انما اموالکم۔ یہ مال و اولاد تو آزمائش کے لئے ہے تاکہ ظاہر ہو جائے کہ کون انکی محبت کو مال و اولاد کی محبت پر ترجیح دے گا اللہ کے یہاں اس کیلئے بڑا اجر وثواب ہے۔ فاتقوا اللہ ما استطعتم لہذا جہاں تک ہوسکے اللہ سے ڈرو اس کے احکام بغور سنو اور ان کو بجالاؤ اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے۔ خیرا یا فعل ناقص مقدر کی خبر ہے یا فعل امر مقدر کا مفعول ہے یا مصدر محذوف کی صفت ہے۔ ای یکن خیرا۔ او قصدوا خیرا۔ او انفقوا انفاقا خیرا (روح، بیضاوی) ومن یوق شح نفسہ اور جو لوگ اللہ کی توفیق سے بخل اور کنجوسی کی بیماری سے بچا لئے گئے اور جنہیں اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنیکی توفیق مل گئی، دنیا اور آخرت میں ایسے ہی لوگ کامیاب اور فائز المرام ہوتے ہیں **۱۵ف** ان تقرضوا اللہ۔ آخر میں انفاق فی سبیل اللہ کا بیان ہے اور سورۂ منافقون میں امر انفاق سے بطور ترقی فرمایا کہ تم اللہ کو قرض دیدو وہ تمہیں اس سے کئی گنا زیادہ اجر وثواب عطا فرمائے گا اور تمہارے گناہ بھی معاف کردے گا۔ اللہ کی راہ میں خرچ کیا ہوا مال ضائع نہیں ہوگا۔ کیونکہ یہ مال تم اس ذات بابرکات کو دوگے جو قدرشناس اور تھوڑی سی قربانی کا زیادہ بدلہ دینے والی ہے یعطی الجزیل بمقابلۃ النزر القلیل (روح) **۱۶ف** عالم الغیب۔ وہ عالم غیب وشہادت ہے، اس سے کوئی چیز مخفی نہیں، وہ دلوں کے اخلاص کو بخوبی جانتا ہے اس لئے ہر شخص کو اس کے اخلاص کے مطابق اس کے عمل کی جزا دے گا وہ قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کا مالک ہے کوئی چیز اسکی قدرت سے باہر نہیں اور اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہے۔

ترغیب انفاق فی سبیل اللہ ۱۲۔

۲ طلاق کے بعد عدت اور دیگر احکام کا بیان ۱۲۔

اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ط

جہاں تک ہوسکے اور سنو اور مانو اور خرچ کرو اپنے بھلے کو

وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ⑯

اور جس کو بچا دیا اپنے جی کے لالچ سے سو وہ لوگ وہی مراد کو پہنچے

اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ

اگر قرض دو ۵ف اللہ کو اچھی طرح پر قرض دینا وہ دونا کردے تمکو اور تم کو

لَكُمْ ط وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ⑰ لا عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

بخشے اور اللہ قدردان ہے تحمل والا جاننے والا پوشیدہ ۱۶ف اور ظاہر کا

الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ⑱

زبردست حکمت والا

۲ع۸ ۱۶

سُوْرَةُ الطَّلَاقِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اثْنَتَا عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

۱ف سورۂ طلاق مدینہ میں نازل ہوئی اور اسکی بارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ

اے ۲ف نبی جب تم طلاق دو عورتوں کو تو ان کو طلاق دو

لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ج وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ج

انکی عدت پر ۱ف اور گنتے رہو عدت کو اور ڈرو اللہ سے جو رب ہے تمہارا

لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ

مت نکالو ان کو ۳ف ان کے گھروں سے اور وہ بھی نہ نکلیں مگر جو

يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ط وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ط ق

کریں صریح بے حیائی اور یہ حدیں ہیں باندھی ہوئی اللہ کی اور

فتح الرحمٰن ۱ف یعنی در طہری کہ مساس نہ کردہ، بارشید ۱۲۔

سورۂ تغابن میں آیات توحید

۱۔ یسبح للہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض۔ الآیۃ۔ نفی شرک ہر قسم۔
۲۔ خلق السمٰوٰت والارض بالحق ــ تا ــ واللہ علیم بذات الصدور ۰ نفی شرک فی التصرف۔
۳۔ اللہ لا الہ الا ھو۔ نفی شرک ہر قسم۔

سُورۂ طلاق

ربط اس سورت کا تعلق سورۂ تغابن کے آخری حصّہ کے ساتھ ہے۔ وہاں مؤمنوں کے لئے امور انتظامیہ بیان کئے گئے تھے، تاکہ وہ اپنے جماعتی نظم ونسق کو درست کرکے کافروں کا بخوبی مقابلہ کرسکیں۔ اس کے بعد سورۃ الطلاق میں خانگی امور انتظامیہ ذکر کئے گئے تاکہ گھروں کا انتظام درست ہوجائے اور خانگی تنازعات باہم عداوت اور مخالفت کا باعث نہ بن جائیں۔

خلاصہ طلاق، عدت، نفقہ اور سکنیٰ کے مسائل، تخویف دنیوی، بشارت، توحید پر عقلی دلیل۔

تفصیل

یاایھا النبی اذا طلقتم النساء ــــ تا ــــ قد جعل اللہ لکل شیٔ قدرا ۵ **طلاق کے بعد وجوب عدت کا بیان، معتدہ کو گھر سے نکالنے کی ممانعت، طلاق کے بعد مطلّقہ کو اچھے طریقہ سے دوبارہ اپنے پاس رکھنے یا اچھے طریقہ سے چھوڑ دینے کا بیان یعنی کسی حال میں عورت کو تنگ کرنا مقصود نہ ہو۔** والّٰئی یئسن من المحیض الآیۃ۔ **آئسہ، صغیرہ اور حاملہ کی عدت کی تفصیل۔** اسکنوھن من حیث سکنتم۔ **معتدہ کیلئے مسکنیٰ اور حاملہ اور مرضعہ کے نفقہ کا بیان۔** وکاین من قریۃ عتت عن امرھا **تخویف دنیوی۔ سورت کا یہ حصّہ، سورۂ تغابن کے پہلے حصّہ سے متعلق ہے۔** ومن یومن باللہ۔ الایۃ **مومنین کے لئے بشارت اخروی۔** اللہ الذی خلق سبع سمٰوت۔ الایۃ **توحید پر دلیل عقلی۔ اللہ تعالیٰ جو ساری کائنات کا خالق ہے، وہی قادر مطلق عالم الغیب اور کارساز ہے، اور کوئی نہیں۔**

۲ یاایھا النبی۔ **مطلّقہ کے لئے عدت کا اثبات۔ ندا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مختص کیا گیا، لیکن حکم کا خطاب ساری امت سے فرمایا کیونکہ آپ امت کے امام ہیں یا اصل عبارت اس طرح ہے۔** یاایھا النبی قل لامتک اذا طلقتم الآیۃ۔ **(روح) حنفیہ اور شافعیہ کا اس پر تو اتفاق ہے کہ طلاق طہر کی حالت میں دینی چاہیئے، البتہ اس میں ان کا اختلاف ہے کہ عدّت کا شمار حیض سے ہوگا یا طہر سے۔ حنفیہ کے نزدیک عدّت تین حیض ہے اور شافعیہ کے نزدیک تین طہر۔ اسی اختلاف کی بنا پر** لعدتھن **میں لام کے مفہوم میں اختلاف ہے۔ شافعیہ کے نزدیک لام توقیت کے لئے ہے** ای فی وقت عدتھن **اور حنفیہ کے نزدیک لام بمعنی قبل ہے۔** ای قبل عدتھن **لیکن حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ یہ لام عاقبت کا ہے جیسا کہ،** لیکون لھم عدوا وحزنا **میں ہے۔ مطلب یہ ہوگا کہ جب تم ان کو طلاق دیدو تو طلاق عدت سے ملابس ہو، یعنی انکو گھروں سے نہ نکالو، بلکہ عدّت گذارنے کے لئے ان کو بٹھاؤ۔ اور عدّت کو باقاعدہ شمار کرو اور اس کی مدت پوری کرو۔ اور خدا سے ڈرو اور اپنے طرز عمل سے معتدہ کو ضرر نہ پہنچاؤ۔**

۳ لا تخرجوھن۔ **عدّت گذارنے والی عورتوں کو گھروں سے نکالنے کی ممانعت فرمائی، البتہ اگر وہ اپنی مرضی سے خود بخود نکل جائیں تو تم پر کوئی الزام نہیں۔** فاحشۃ مبینۃ **سے معتدّات کا خود بخود گھروں سے نکل جانا مراد ہے۔** ھی نفس الخروج قبل انقضاء العدۃ **(روح ج ۲۸ ص ۱۳۳) یہ تفسیر حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ، سدّیؒ، ابن السائبؒ، نخعیؒ اور امام ابوحنیفہ رحؒ سے منقول ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی حدیں ہیں جو اس نے اپنے بندوں کیلئے مقرر کی ہیں، جو شخص انکو توڑتا ہے وہ اپنی جان پر ظلم کرتا ہے۔** لا تدری لعل اللہ۔ **کسی کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ آئندہ کیسے حالات پیدا کرنے والا ہے، اس لئے طلاق، عدّت اور سکنیٰ وغیرہ خداوند تعالیٰ کے احکام سے تجاوز نہ کرو اور نہ عورتوں کو ظلم و تعدّی کا نشانہ بناؤ، ممکن ہے طلاق دینے کے بعد تم پشیمان ہوجاؤ اور بیوی سے رجوع کا ارادہ ہوجائے تو آسانی سے مافات کی تلافی کرسکو۔ اگر تم نے بیوی کو مغلظہ طلاق دیدی یا طلاق کے بعد اس سے بدسلوکی کا برتاؤ کیا تو رجوع مشکل ہوجائے گا۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں یہ ماقبل کی علّت ہے۔ معتدّہ کو گھر سے نکالنے کی ممانعت اس لئے کی گئی کہ ہوسکتا ہے کہ اس کے پیٹ میں اپنے خاوند کا حمل ہو۔ اگر اسے گھر سے نکلنے کی اجازت دیدی جائے تو حمل ظاہر ہونے پر تہمت آنیکا اندیشہ ہے۔**

۴ فاذا بلغن۔ ای قاربن انقضاء العدۃ **(قرطبی) جب ان کی عدت اختتام کے قریب ہو، تو اب بھی موقعہ ہے سوچ سمجھ کر آخری فیصلہ کرلو۔ اگر رجوع کرکے اسے اپنے پاس رکھنا چاہو تو رکھ لو، مگر مقصد حسن معاشرت ہو نہ کہ اسے ایذاء دینا۔ اور اگر رجوع کرنے کا ارادہ نہ ہو تو بھی اسے اچھے برتاؤ کے ساتھ عدّت گذارنے کا موقع دو، تاکہ انقضاء عدّت کے بعد وہ اپنی مرضی سے جہاں چاہے نکاح کرلے۔ اس وقت جو بھی فیصلہ کرلو رجعت کا یا فرقت کا، دو قابل اعتماد آدمیوں کو اس پر گواہ بنالو اور ان کو اپنے فیصلے سے آگاہ کردو تاکہ تمہارا فیصلہ شک و ریب سے بالاتر ہوجائے اور بعد نزاع کا اندیشہ نہ رہے۔** واقیموا الشھادۃ للہ **یہ گواہوں کو حکم ہے کہ جب ان کی گواہی کی ضرورت پڑے تو وہ کسی دباؤ یا لالچ کے تحت گواہی کو نہ چھپائیں، بلکہ محض اللہ کی رضا کے لئے صحیح صحیح گواہی ادا کریں۔ یہ پند و نصیحت اس شخص کے لئے ہے جو خدا پر اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو، کیونکہ اس**

فائدہ وہی اٹھائے گا **ف۵** ومن یتق اللہ۔ اس کا تعلق طلاق سے ہے یعنی جو شخص خدا سے ڈرے اور طلاق دیتے وقت حدود اللہ کی پابندی کرے تو اس کے لئے عدت میں رجوع کا موقع موجود ہے۔ قال ابن عباس والشعبی والضحاک ھذا فی الطلاق خاصۃ؛ ای من طلق کما امرہ اللہ یکن لہ مخرج فی الرجعۃ فی العدۃ (قرطبی ج ۱۸ ص ۱۵۹) جو شخص حسن معاشرت کی نیت سے بیوی کو آباد کرنا چاہے وہ روزی کی فکر نہ کرے اللہ اسے ایسی جگہ سے روزی مہیا فرمائے گا جہاں سے لسے وہم وگمان بھی نہیں ہوگا۔ جو شخص بھی اللہ پر بھروسہ کرلے اسے اللہ ہی کافی ہے اور اسے کسی اور کی ضرورت نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسا قادر و متصرف ہے کہ وہ جس کام کا ارادہ فرمالیتا ہے اسے پورا کرلیتا ہے اور کوئی چیز اس کے ارادے کی راہ میں حائل نہیں ہوسکتی۔ ای یبلغ مایریدہ عزوجل ولا یفوتہ مراد (روح ج ۲۸ ص ۱۳۶)

ف قد جعل اللہ۔ ہر چیز کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک اندازہ مقرر فرمادیا خواہ طلاق ہو یا عدت یا کوئی اور چیز اس کی عدت کی مختلف میعادوں کا بیان ہے۔

ف۶ والّٰئی یئسن۔ اس آیت میں عدت کی دو میعادوں کا بیان ہے۔ ایک تین ماہ اور دوم وضع حمل۔ ہر میعاد دو دو قسم کی عورتوں کے لئے پہلی میعاد ان دو عورتوں کے لئے (۱) آئسہ یعنی وہ عورت جس کو بڑھاپے کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو (۲) وہ عورت جس کو ابھی تک حیض آنا شروع ہی نہ ہوا ہو، خواہ صغیرہ ہو یا مراہقہ یا بالغہ بالسن۔ اسی طرح دوسری میعاد یعنی وضع حمل ان دو عورتوں کے لئے (۱) وہ حاملہ جس کو حالت حمل میں طلاق ہوگئی (۲) وہ حاملہ جس کا خاوند فوت ہو گیا ہو۔ ان ارتبتم ای فی مقدار عدتھن۔ والّٰئی مبتدا ہے اور فعدتھن الخ اس کی خبر ہے یعنی اگر ان کی مقدار عدت میں تمہیں شک ہو اور والمطلقٰت یتربصن بانفسھن ثلٰثۃ قروء سے تم ان کی عدت نہیں سمجھ سکے ہو تو سُن لو انکی عدت تین ماہ ہے۔

آئسہ، صغیرہ اور حاملہ کی عدت کا بیان ۔۱۲

مَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ لَا تَدْرِیْ

جو کوئی بڑھے اللہ کی حدوں سے تو اس نے بُرا کیا اپنا اسکو خبر نہیں

لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ① فَاِذَا بَلَغْنَ

شاید اللہ پیدا کردے اس طلاق کے بعد نئی صورت ف۱ پھر جب پہنچیں

اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ

اپنے وعدہ کو ف۲ تو رکھ لو ان کو دستور کے موافق یا چھوڑ دو ان کو

بِمَعْرُوْفٍ وَّاَشْهِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَاَقِيْمُوا

دستور کے موافق اور گواہ کرلو دو معتبر اپنے میں کے اور سیدھی

الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ

ادا کرو گواہی اللہ کیواسطے یہ بات جو ہے اس کو سمجھ جائیگا جو کوئی یقین رکھتا ہوگا اللہ

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ② لا

پر اور پچھلے دن پر اور جو کوئی ف۳ ڈرتا ہے اللہ سے وہ کردے اس کا گزارہ

وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى

اور روزی دے اسکو جہاں سے اسکو خیال بھی نہ ہو اور جو کوئی بھروسہ رکھے اللہ

اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ

پر تو وہ اسکو کافی ہے تحقیق اللہ پورا کرلیتا ہے اپنا کام اللہ نے رکھا ہے

لِكُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا ③ وَالّٰٓئِیْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ

ہر چیز کا اندازہ ف اور جو عورتیں ف۶ مایوس ہوگئیں حیض سے

نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّ

تمہاری عورتوں میں اگر تم کو شبہ رہ گیا تو انکی عدت ہے تین مہینے اور

الّٰٓئِیْ لَمْ يَحِضْنَ ؕ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ

ایسے ہی جنکو حیض نہیں آیا اور جن کے پیٹ میں بچہ ہے انکی عدت یہ کہ جن

موضح قرآن ف۱ طلاق دو عدت پر، عدت تین حیض، تین حیض سے پہلے طلاق دو کہ سارا حیض گنتی میں آوے اور اس پاکی میں نزدیکی نہوا اور جس جگہ وہ عورت رہتی تھی طلاق کے وقت اُسی گھر میں عدت پوری کرے نہ آپ نکلے نہ کوئی نکالے یہ نکلنا بے حیائی ہے اللہ نیا کام نکالے یہ فرمایا اسواسطے کہ شاید پھر دونوں میں صلح ہو جاوے ف۲ طلاق دیجو عدت ہوچکنے سے پہلے اگر چاہے رکھ لینا تو رجعت پر دو گواہ کرلے تاکہ متہم نہ ہو۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی موافقت پدید آید و مراجعت کند ۱۲ ف۱ یعنی از مطلقات ۱۲۔

ف۷ ومن یتق اللہ۔ جو شخص اللہ کے احکام میں اس سے ڈرے اور ان کو بجا لائے تو اللہ اس کے کام آسان کر دے گا اور ایسے نیک کاموں کی توفیق عطا فرمائیگا ذلک امر اللہ۔ یہ مذکورہ احکام اللہ نے تم پر نازل فرمائے ہیں جو شخص اللہ سے ڈرے اور اس کے احکام کی اطاعت کرے، تو اللہ اس کے گناہ معاف فرمائے گا اور اسے بہت بڑا اجر دے گا **ف۸** اسکنوھن۔ معتدہ کے لئے انقضاء عدت تک رہائش کا انتظام خاوند کے ذمہ ہے۔ خاوند اپنی مالی حیثیت کے مطابق رہائش کا انتظام کرے اور اس پر لازم ہے کہ اسے تنگ نہ کرے اور تکلیف نہ دے تاکہ وہ مکان چھوڑنے پر مجبور ہو جائے۔ معتدہ رجعیہ ہو یا بائنہ اس کا نفقہ بھی خاوند کے ذمہ ہے اور سکنیٰ بھی امام ابو حنیفہ رح اور امام ثوری رح کا یہی مسلک ہے وان کن اولات حمل اگر معتدہ حامل ہو تو اسے خرچ بھی دو۔ شرط کا مفہوم مخالف حجت نہیں۔ اس کے علاوہ شرط کا فائدہ یہ ہے کہ وہم ہو سکتا تھا کہ حاملہ کے لئے نفقہ نہ ہو، کیونکہ بعض اوقات مدت حمل بہت طویل ہوتی ہے، تو حاملہ کے لئے نفقہ ثابت ہو گیا تو غیر حاملہ کے لئے بطریق اولیٰ ثابت ہوگا (روح) **ف۹** فان ارضعن لکم مطلقہ حاملہ وضع حمل کے بعد اگر تمہارے بچے کو دودھ پلائی اور اس کی پرورش کرتی ہے تو اسے اس کا معاوضہ ادا کرو اور آپس میں حکم شریعت کے مطابق معاملہ کرو نہ باپ کنجوسی سے کام لے اور نہ والدہ جائز حق سے زائد کا مطالبہ کرے اور اگر خاوند تنگدست ہو اور والدہ اسکی وسعت سے زیادہ معاوضہ طلب کرے، تو اسے چھوڑ دو۔ دودھ پلانے والیاں تمہیں اور بہت مل جائیں گی۔ لینفق ذو سعۃ۔ جو شخص خوشحال ہو وہ اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کرے اور جو تنگدست ہو وہ اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کرے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو اسکی وسعت سے زیادہ کوئی تکلیف نہیں دیتا۔ اگر کوئی تنگدست ہو تو ہو سکتا ہے کہ اللہ اس کے رزق میں فراخی عطا فرما دے۔

مد معتدہ کیلئے سکنیٰ کا بیان ۱۲۔

ف۱۰ وکاین من قریۃ۔ خانگی امور انتظامیہ طلاق، عدت، سکنیٰ، نفقہ اور اضاعت کے احکام بیان کرنے کے بعد تخویف دنیوی و اخروی سنائی گئی، تاکہ احکام خداوندی سے بغاوت کرنیوالوں کو اپنے انجام بد کا علم ہو جائے اور نیک لوگ بھی اس سے عبرت حاصل کریں۔ فرمایا بہت سی بستیاں ایسی تھیں جن کے باشندوں نے اپنے پروردگار اور اس کے رسولوں کے احکام سے سرکشی کی اور روگردانی کی تو ہم نے ان کا سخت محاسبہ کیا اور ان کو نہایت دردناک سزا دی، اس طرح انہوں نے اپنے کرتوتوں کا مزہ چکھ لیا اور انجام کار دین و دنیا کا خسارہ اٹھایا اور پھر آخرت میں بھی اللہ نے ان کے لئے شدید ترین عذاب تیار کر رکھا ہے۔

يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ؕ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ
جنیں پیٹ کا بچہ اور جو کوئی کہ ڈرتا ہے اللہ سے کر دے وہ اس کے کام میں
يُسْرًا ④ ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗۤ اِلَيْكُمْ ؕ وَمَنْ يَّتَّقِ
آسانی ف یہ حکم ہے اللہ کا جو اتارا تمہاری طرف اور جو کوئی ڈرتا ہے
اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗۤ اَجْرًا ⑤ اَسْكِنُوْهُنَّ
اللہ سے اتار دے اس پر سے اسکی برائیاں اور بڑا دے اسکو ثواب انکو گھر دو رہنے کیواسطے
مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ
ف۸ جہاں تم آپ رہو اپنے مقدور کے موافق اور ایذا دینا نہ چاہو ان کو
لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ ؕ وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا
تا کہ تنگ پکڑو ان کو اور اگر رکھتی ہوں پیٹ میں بچہ تو ان پر
عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ
خرچ کرو جب تک جنیں پیٹ کا بچہ پھر اگر ف۹ دودھ پلائیں تمہاری خاطر
فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۚ وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ ۚ وَ
تو دو ان کو انکا بدلہ اور سکھاؤ آپس میں نیکی اور
اِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗۤ اُخْرٰى ؕ ⑥ لِيُنْفِقْ ذُوْ
اگر ضد کرو آپسمیں تو دودھ پلائیگی اسکی خاطر اور کوئی عورت ف چاہیے خرچ کرے
سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ
وسعت والا اپنی وسعت کیموافق اور جس کو نپی تلی ملتی ہے اسکی روزی تو خرچ کرے
مِمَّاۤ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ؕ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَاۤ اٰتٰىهَا ؕ سَيَجْعَلُ
جیسا کہ دیا ہے اسکو اللہ نے اللہ کسی پر تکلیف نہیں رکھتا مگر اسی قدر جو اسکو دیا اب کر دیگا
اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ⑦ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ
اللہ سختی کے پیچھے کچھ آسانی اور کتنی ف۱۰ بستیاں کہ نکل چکیں حکم سے

ع ۱ ۱۷

موضح قرآن ف حضرت نے ایک حرم اپنی موقوف کر دی یا ایک بی بی کے ہاں سے شہد پینا موقوف کر دیا خاطر سے اور بیبیوں کی اس پر اللہ نے یہ فرمایا اور قسم کا کھولنا کفارہ دینا اب جو کوئی اپنے مال کو کہے مجھ پر حرام ہے تو قسم ہو گئی کفارہ دے تو اس کو کام میں لاوے کھانا ہو یا کپڑا یا لونڈی۔

۱۱ فاتقوا اللہ۔ اے عقلمند مؤمنین! اللہ سے ڈرو اور اس کے احکام کی اطاعت کرو۔ اس نے تمہاری رہنمائی کے لئے ایک عظیم الشان کتاب نازل فرمائی ہے جو سراپا نصیحت ہے اور ایک عظیم الشان رسول بھیجا ہے جو اس کی واضح اور روشن آیتیں پڑھ کر سناتا ہے تاکہ مؤمنین صالحین کو گمراہی کے اندھیرو سے نکال کر رشد وہدایت کی روشنی سے ہمکنار کرے۔ رسولا، ذکرا سے بدل ہے، تلاوت قرآن پر مواظبت کی وجہ سے آپ کو ذکر فرمایا یا رسولا کا فعل ناصب مقدر ہے ای ارسل رسولا سدی رح اور ابن عطیہ رح نے اسی کو اختیار کیا ہے (روح) امام زجاج رح (قرطبی) اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی رح (مظہری) اور حضرت شیخ قدس سرہ کے نزدیک بھی یہی مختار ہے اور یہ ترکیب علفتها تبنا و ماء باردا کے قبیل سے ہے **۱۲** ومن یؤمن باللہ۔ یہ مؤمنین کے لئے بشارت اخرویہ ہے۔ جو شخص ایمان لائے اور نیک عمل کرے اسے اللہ ایسے باغوں میں داخل فرمائے گا جن میں ہر اعلیٰ مشروب کی ندیاں بہتی ہوں گی اور وہ ہمیشہ کے لئے ان میں رہیں گے وہاں انہیں جو رزق ملیگا وہ بھی نہایت عمدہ، لذیذ اور اعلیٰ درجہ کا ہوگا **۱۳** اللہ الذی۔ یہ توحید پر عقلی دلیل ہے۔ اس سورت کے آخر میں توحید کا بیان آگیا تاکہ دیگر احکام کے ساتھ ساتھ توحید کی طرف بھی توجہ باقی رہے۔ کیونکہ اصل مقصود یہی ہے۔ زمین وآسمان اور ساری کائنات کا خالق اللہ تعالےٰ ہے اور زمین وآسمان کے درمیان وہی متصرف ومختار ہے اور اسی کا حکم چلتا ہے لتعلموا کا متعلق مقدر ہے ای اخبرتکم او اعلمتکم بذلک لتعلموا (روح ج ۲۸ ص ۱۴۶) یعنی میں نے تمہیں یہ اس لئے بتایا ہے تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور اس کا علم کائنات کے ذرّے ذرّے پر حاوی ہے، لہٰذا وہی سب کا کارساز اور حاجت روا ہے۔ ومن الارض مثلھن جیسے آسمان سات ہیں اسی طرح زمینیں بھی سات ہیں لیکن سات آسمان تو تہ بہ تہ ہیں کیونکہ آسمانوں کے لئے قرآن میں طباقا وارد ہے لیکن زمینیں، اس طرح نہیں ہیں بلکہ اس سے روئے زمین کے سات حصے مراد ہیں مثلاً ایشیا، یورپ، شمالی افریقہ، جنوبی افریقہ، امریکہ۔ نیوزی لینڈ اور آسٹریلیا۔ سات منبسط زمینوں کا مراد ہونا حضرت ابن عباس اور ابوصالح رح سے مروی ہے۔ قال ابو صالح ھی فی کونها سبعا لا غیر فی سبع ارضین منبسطة لیس بعضها فوق بعض یفرق بینها البحار ویظل جمیعها السماء وروی بذلک عن ابن عباس الخ (روح ج ۲۸ ص ۱۴۴) واللہ تعالیٰ اعلم

اَمۡرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ فَحَاسَبۡنٰهَا حِسَابًا شَدِيۡدًا ۙ

اپنے رب کے اور اسکے رسولوں کے پھر ہمنے حساب میں پکڑا انکو سخت حساب میں

وَّعَذَّبۡنٰهَا عَذَابًا نُّكۡرًا ⑧ فَذَاقَتۡ وَبَالَ اَمۡرِهَا

اور آفت ڈالی ان پر بن دیکھی آفت پھر چکھی انہوں نے سزا اپنے کام کی

وَكَانَ عَاقِبَةُ اَمۡرِهَا خُسۡرًا ⑨ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمۡ

اور آخر کو ان کے کام میں ٹوٹا آ گیا تیار رکھا ہے اللہ نے واسطے انکے

عَذَابًا شَدِيۡدًا ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰۤاُولِى الۡاَلۡبَابِ ۛۚ

سخت عذاب سو ۱۱ ڈرتے رہو اللہ سے اے عقل والو

الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا ۛۚ قَدۡ اَنۡزَلَ اللّٰهُ اِلَيۡكُمۡ ذِكۡرًا ۙ ⑩

جن کو یقین ہے بے شک اللہ نے اتاری ہے تم پر نصیحت

رَّسُوۡلًا يَّتۡلُوۡا عَلَيۡكُمۡ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخۡرِجَ

رسول ہے جو پڑھ کر سناتا ہے تم کو اللہ کی آیتیں کھول کر سنانیوالی تاکہ نکالے

الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ

ان لوگوں کو جو کہ یقین لائے اور کئے بھلے کام اندھیروں سے

اِلَى النُّوۡرِ ؕ وَمَنۡ يُّؤۡمِنۡۢ بِاللّٰهِ وَيَعۡمَلۡ صَالِحًا

اجالے میں اور جو کوئی ۱۲ یقین لائے اللہ پر اور کرے کچھ بھلائی

يُّدۡخِلۡهُ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ

اس کو داخل کرے باغوں میں نیچے بہتی ہیں جن کے نہریں سدا رہیں

فِيۡهَاۤ اَبَدًا ؕ قَدۡ اَحۡسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزۡقًا ⑪ اَللّٰهُ الَّذِىۡ

ان میں ہمیشہ البتہ خوب دی اللہ نے اسکو روزی اللہ ۱۳ وہ

خَلَقَ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الۡاَرۡضِ مِثۡلَهُنَّ ؕ يَتَنَزَّلُ

ہے جس نے بنائے سات آسمان اور زمین بھی اتنی ہی اترتا ہے

ع ۲ عندالمتقدمین ۱۲

سورۂ طلاق میں آیت توحید

اللہ الذی خلق سبع سمٰوٰت۔ الآیۃ۔ نفی شرک فی التصرف۔

سورۃ تحریم

ربط سورۃ تحریم میں سورۃ حدید کے دونوں مضمون لف ونشر مرتب کے طریق پر مذکور ہیں پہلے انفاق فی سبیل اللہ اور پھر جہاد فی سبیل اللہ۔

خلاصہ تمہید، خلافِ رضا کاموں سے ممانعت۔ خطاب بمومنین۔ ذکر انفاق بطور اشارہ۔ امر بالجہاد۔ تمثیل برائے کفار و مومنین۔

تفصیل

یا ایھا النبی لم تحرم ــ تا ــ ثیبت و ابکارا ۵ تمہید۔ خطاب بہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ ازواج کو ایسے کاموں سے روک دو جو رضائے الٰہی کے خلاف ہوں۔ یا ایھا الذین اٰمنوا قوا انفسکم۔ الآیۃ۔ خطاب بہ مومنین۔ اہل وعیال کو ایسے کاموں سے بچاؤ جو موجب عذاب نار ہوں یا ایھا الذین کفروا۔ الآیۃ تخویف اخروی یا ایھا الذین اٰمنوا توبوا۔ الآیۃ۔ بشارت اخرویہ برائے مومنین اور ذکر انفاق ضمناً و اشارۃً۔ انفاق فی سبیل اللہ کی وجہ سے قیامت کے دن کو نور عطا ہوگا۔ یا ایھا الذین جاھد الکفار والمنافقین۔ الآیۃ۔ مضمون جہاد کا ذکر۔ ضرب اللہ مثلاً للذین کفروا۔ الآیۃ۔ کافروں کے لئے دو تمثیلیں۔ نوح علیہ السلام کی بیوی اور لوط علیہ السلام کی بیوی۔ دونوں کافرہ تھیں، مگر ان کے پیغمبر خاوندوں کے اعمال صالحہ سے ان کو کوئی فائدہ نہ پہنچا۔ وضرب اللہ مثلاً للذین اٰمنوا۔ الآیتین۔ مومنین کے لئے تمثیل۔ فرعون کا کفر۔ اس کی بیوی کو اور حضرت مریم صدیقہ کے طاعنین کا طعن ان کو کوئی ضرر نہ پہنچا سکا۔

۲ یا ایھا النبی۔ ذکر آداب بطور تمہید۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حلال چیزوں سے قسم کھا کر اجتناب کی ممانعت اور ازواج مطہرات کو خلاف رضائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امور سے اجتناب کی تلقین فرمائی۔ یہ ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شہد بہت مرغوب تھا اور آپ ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رض کے یہاں روزانہ شہد تناول فرماتے۔ حضرت عائشہ رض اور حضرت حفصہ رض نے ازراہ رقابت سوچا کہ زینب رض کو یہ شرف کیوں حاصل ہو۔ کسی ترکیب سے آپ کو شہد سے متنفر کیا جائے۔ چنانچہ دونوں نے طے کیا کہ آپ جس کے پاس بھی آئیں وہ کہہ دے کہ حضرت! آج آپ کے پاس سے مغافیر کی بو آرہی ہے، کیا آپ نے مغافیر تناول فرمائی ہے۔ چنانچہ آپ پہلے حضرت حفصہ رض کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں نے وہی بات کہی جو طے ہو چکی تھی، آپ نے فرمایا نہیں، میں نے زینب رض کے پاس سے شہد استعمال کیا ہے عرض کی گئی ممکن ہے مکھیوں نے عرفط کا رس چوسا ہو۔ مغافیر ایک قسم کا گوند تھا بدبودار جو عرفط درخت سے نکلتا تھا۔ آپ کو بدبودار چیز نہایت ناپسند تھی، اس لئے آپ نے قسم کھالی کہ میں آئندہ شہد نہیں پیوں گا۔ حضرت حفصہ رض کو آپ نے یہ بھی فرما دیا کہ یہ بات کسی کو نہ بتانا، اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں (روح، خازن، معالم، قرطبی، مظہری، ابن کثیر)

فرمایا: اے پیغمبر! جس چیز کو اللہ نے تیرے لئے حلال کیا ہے، تو اس کو حرام کیوں کرتا ہے؟ کیا اپنی بیویوں کی رضا جوئی کی خاطر ایسا کرتا ہے تو یہ چیز آپ کی شان کے زیبا نہیں۔ آپ کے حلف کا مقصد صرف یہ تھا کہ آپ نے ایک حلال چیز سے اجتناب کا پختہ اور مؤکد بالحلف فیصلہ کر لیا تھا یہ مقصد نہیں کہ حلال کو حرام قرار دے کر اسکو ترک کر دیا تھا۔ یہ چیز اگرچہ فی نفسہٖ مباح تھی مگر خلاف اَولیٰ ہونے کی وجہ سے آپ کی شانِ رفیع کے خلاف تھی کہ ازواج کی رضا جوئی کے لئے آپ مرغوبات کو ترک کر دیں۔ آپ کی رفعت شان اور عُلو مرتبت کے پیش نظر خلافِ اَولیٰ کو بمنزلۂ ذنب قرار دے کر فرمایا واللہ غفور رحیم یعنی توبہ کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ ایسا مہربان ہے کہ ان کے گناہ معاف فرما دیتا ہے فیہ تعظیم شأنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بان ترک الاولیٰ بالنسبۃ الیٰ مقامہ العالی الکریم یعد کالذنب وان لم یکن فی نفسہ کذلک (روح ج ۲۸ ص ۱۴۷)

۳ قد فرض اللہ۔ اللہ تعالیٰ نے ایسی قسموں کو توڑنے کی اجازت دے دی ہے جو ترک حلال پر کھائی گئی ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارا ناصر و مددگار ہے جو ایسی مشکل صورتوں میں آسانی کا راستہ بتاتا ہے اور ایسی تحریمات کو کفارۂ یمین ادا کر کے اٹھا دینے کی اجازت دیتا ہے۔ ولیکم و ناصرکم بازالۃ الحظر فیما تحرمونہ علی انفسکم و بالترخیص لکم فی تحلیل ایمانکم بالکفارۃ وبالثواب علی ما تخرجونہ فی الکفارۃ (قرطبی ج ۱۸ ص ۱۸۶)

۴ واذ اسر النبی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کونسی پوشیدہ بات فرمائی اور ازواج مطہرات میں سے کسی سے فرمائی؟ اس

الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۙ

اس کا حکم ان کے اندر تاکہ تم جانو کہ اللہ ہر چیز کر سکتا ہے

وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ⑫ ع

اور اللہ کے علم میں سمائی ہے ہر چیز

ع ۲ ۵ ۱۸

سُورَةُ التَّحْرِيمِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ اثْنَتَا عَشْرَةَ آيَةً وَفِيهَا رُكُوعَانِ

ف۱ سورۂ تحریم مدینہ میں نازل ہوئی اور اسکی بارہ آیتیں ہیں اور دو رکوع

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ ۖ

اے نبی تو کیوں حرام کرتا ہے جو حلال کیا اللہ نے تجھ پر

تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ

چاہتا ہے تو رضامندی اپنی عورتوں کی اور اللہ بخشنے والا ہے

رَحِيمٌ ① قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ ۚ

مہربان ف۲ مقرر کر دیا ہے اللہ نے تمہارے لئے ف۲ کھول ڈالنا تمہاری قسموں کا

وَاللَّهُ مَوْلَاكُمْ ۖ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ② وَإِذْ

اور اللہ مالک ہے تمہارا اور وہی ہے سب کچھ جانتا حکمت والا ف اور جب

أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا ۖ فَلَمَّا

چھپا کر کہی نبی نے اپنی کسی عورت سے ایک بات پھر جب

نَبَّأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهُ

اس نے خبر کر دی اسکی اور اور اللہ نے جتلا دی نبی کو وہ بات تو جتلائی نبی نے اس میں سے

وَأَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ ۖ فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِ قَالَتْ

کچھ اور ٹلا دی کچھ پھر جب وہ جتلائی عورت کو بولی

میں مفسرین کا اختلاف ہے۔ صحیح تر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد شہد کی تحریم ہے جس کا ذکر آپ نے حضرت حفصہ رضؓ سے کہا تھا اور ساتھ ہی فرما دیا تھا کہ اس کا ذکر کسی سے نہ کرنا چنانچہ علامہ آلوسی رحؒ نے بخاری رحؒ، ابن سعد رحؒ عبد بن حمید رحؒ، ابن المنذر رحؒ اور ابن مردویہ رحؒ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ فقال: لا بل شربت عسلا عند زینب بنت جحش ولن اعود وفی روایۃ: وقد حلفت فلا تخبری بذلك احدا الخ (روح ج ۲۸ ص ۱۴۶، ۱۵۰) مگر حضرت حفصہ رضؓ سے نہ رہا گیا اور انہوں نے اس کا ذکر حضرت عائشہ رضؓ سے کر دیا۔ اُدھر اللہ نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس افشار راز پر آگاہ فرما دیا، تو آپ نے حضرت حفصہ رضؓ کو جتا دیا کہ تم نے فلاں بات ظاہر کر دی ہے مگر کچھ حصہ نہ جتلایا اور اس سے اعراض فرمایا، تاکہ وہ زیادہ شرمسار نہ ہوں۔ حضرت حفصہ رضؓ نے عرض کیا: آپ کو کس نے بتایا ہے کہ میں نے راز فاش کر دیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا ہے کہ مجھے علیم و خبیر نے بتایا ہے۔

موضح قرآن ف حضرت نے ایک حرم اپنی موقوف کر دی یا ایک بی بی کے ہاں سے شہد پینا موقوف کر دیا خاطر سے اور بیبیوں کی اس پر اللہ نے یہ فرمایا اور قسم کا کھولنا کفارہ دینا اب جو کوئی اپنے مال کو کہے مجھ پر حرام ہے تو قسم ہو گئی، کفارہ دے تو اسکو کام میں لاوے کھانا ہو یا کپڑا یا لونڈی

فتح الرحمن ف۱ مترجم گوید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ماریہ قبطیہ را سریہ خود ساختہ و ازواج مطہرات غیرت کردند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برائے خاطر داشت ایشان ماریہ بر خود حرام گردانید و آنحضرت سری از اسرار خود با بعض ازواج اظہار فرمود و در کتمان آن مبالغہ کرد آن زوجہ بدیگری اظہار نمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بطریق وحی بر افشاء آن سر مطلع شدند و بنوعی از رمز آن قصہ درمیان نہادند و عتاب فرمودند۔ خدا تعالیٰ درباب پند ازواج طاہرات و تہدید ایشان ساخت۔ واللہ اعلم ۱۲۔ ف۲ یعنی بادائے کفارہ ۱۲۔

ف۵ ان تتوبا۔ جزاء شرط محذوف ہے اور فقد صغت ماقبل کی علت ہے قائم مقام جزاء۔ جزاء محذوف یا تو کان خیرا لکما ہے (قرطبی) یا تقبلا (جلالین) یا یمح اثمکما یا فقد ادیتما ما یجب علیکما او اتیتما بما یحق لکما (روح) یا فذلک یلیق بکما (حضرت شیخ قدس سرہٗ) فقد صغت قلوبکما، کیونکہ تمہارے دل حق بات سے ہٹ چکے ہیں یعنی تم نے اس چیز کو پسند کیا ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناپسند فرماتے تھے، مراد ہے شہد سے اجتناب۔ یا صغت قلوبکما کے معنی ہیں تمہارے دل توبہ کی طرف یا حق کی طرف مائل ہو چکے ہیں۔ حضرت عائشہ رضؓ اور حفصہ رضؓ کو اپنی غلطی اور کوتاہی کا احساس ہو گیا اور ان کے دلوں میں اس غلطی سے توبہ کرنے اور آئندہ کے لئے ادار حق واجب کا جذبہ پیدا ہو گیا وقیل فقد مالت قلوبکما الی التوبۃ (قرطبی ج ۱۸ ص ۱۸۸) ف۶ و ان تظھرا لیکن اگر تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے خلاف مشورے کرتی رہو گی اور اس کام میں باہم تعاون کرتی رہو گی، تو آپ کو کوئی ضرر نہیں پہنچ سکتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہے جبرائیل امین، خیار المومنین اور تمام فرشتے آپ کے حامی اور معاون ہیں۔ صالح المومنین سے جنس مراد ہے اور اس سے خیار المومنین مراد ہیں جن میں خلفاء راشدین بطریق اولیٰ داخل ہیں۔ والمراد بالصالح الجنس ولذلک عم بالاضافۃ (بیضاوی ج ۲ ص ۳۰۴) وانا اقول العموم اولی، وھما (ابوبکر وعمر) وکذا علی کرم اللہ تعالیٰ وجھہ یدخلون دخولا اولیا (روح ج ۲۸ ص ۱۵۴) ف۷ عسی ربہ۔ یہ ازواج مطہرات کو تنبیہ ہے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ و السلام کے گھر کی آبادی اور رونق کوئی تم پر منحصر نہیں کہ اگر تم نہیں ہو گی تو آپ کا گھر غیر آباد ہو جائیگا۔ اگر آپ تم سب کو طلاق دے کر سبکدوش فرما دیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو تمہاری جگہ تم سے بہتر بیویاں عطا فرمائیگا جو ایمان و عمل صلاح و تقویٰ اور جسمانی و روحانی خوبیوں سے متصف اور آراستہ ہوں قٰنتٰتٍ ہمیشہ عبادت و طاعت میں رہنے والیاں تٰئبٰتٍ گناہوں سے باز رہنے والیاں۔ عٰبدٰتٍ عبادت گذار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے سامنے جھکنے والیاں۔ سٰئحٰتٍ۔ روزہ رکھنے والیاں (روح، قرطبی) ف۸ یا یھا الذین امنوا۔ یہ مومنوں سے خطاب ہے۔ فرمایا اے اہل ایمان اپنے کو اور اپنے اہل و عیال کو ان کاموں سے بچاؤ جو عذاب جہنم کا موجب ہوں۔ جہنم کی آگ نہایت سخت ہو

مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ؕ قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ③

تجھ کو کس نے بتلا دی یہ کہا مجھ کو بتایا خبر والے واقف نے

اِنْ تَتُوْبَاۤ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ

اگر ف۱ تم دونوں توبہ کرتی ہو تو جھک پڑے ہیں دل تمہارے

وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ

اور اگر تم دونوں چڑھائی ف۲ کروگی اس پر تو اللہ ہے اس کا رفیق

وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ

اور جبرائیل اور نیک بخت ایمان والے اور فرشتے

بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ④ عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ

اس کے پیچھے مددگار ہیں ف۳ اگر نبی ف۴ چھوڑ دے تم سب کو ابھی

اَنْ يُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ

اسکا رب بدلے میں دیدے اس کو عورتیں تم سے بہتر حکمبردار

مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ

یقین رکھنے والیاں نماز میں کھڑی ہونے والیاں توبہ کرنیوالیاں بندگی بجالانیوالیاں روزہ رکھنے والیاں

ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ⑤ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

بیاہیاں اور کنواریاں اے ایمان ف۵ والو

قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ

بچاؤ اپنی جان کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے جس کی چھپٹیاں ہیں آدمی

وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا

اور پتھر اس پر مقرر ہیں فرشتے تندخو زبردست نافرمانی

يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا

نہیں کرتے اللہ کی جو بات فرمائے ان کو اور وہی کام کرتے ہیں جو

موضح قرآن ف۱ بعضے کہتے ہیں اس حرم کا موقوف کرنا حضرت حفصہ کو کہا اور خبر کرنے سے منع کیا اور اس کے ساتھ کچھ اور بھی تھا۔ پھر انہوں نے حضرت عائشہ رضؓ کو خبر دی کہ دونوں باتوں میں مطلب تھا دونوں کا پھر وحی سے معلوم کر کر حضرت نے بی بی حفصہ کو الزام دیا حرم کی بات کا اور دوسری بات ذکر میں نہ لائے۔ دوسری بات کیا تھی شاید یہ تھی کہ تیرا باپ خلیفہ ہو گا بعد اس کے باپ کے الغیب عند اللہ جو بات اللہ اور رسول نے ٹلا دی ہم کیا جانیں اسی واسطے ٹلا دی کہ چرچے میں آوے تا اور لوگ برا نہ مانیں ف۲ جھک پڑے ہیں دل تمہارے یعنی توبہ ضرور ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی حفصہ و عائشہ ۱۲۔

ہو گی اور اس کی تیزی اور تندھی کو بڑھانے کے لئے ایندھن کے طور پر پتھروں کو جلایا جائیگا۔ "یا الحجارۃ" سے پتھر کے وہ بت مراد ہیں جو مشرکین نے اپنے معبودوں کے ناموں پر بنا رکھے تھے جس طرح "الناس" سے مشرک لوگ مراد ہیں۔ غلاظ۔ تندخو۔ شداد۔ سخت گیر۔ جہنم پر جو فرشتے مقرر ہوں گے وہ نہایت تندخو اور سخت گیر ہوں گے وہ کسی دوزخی کی خوشامد اور منت سماجت پر کان نہیں دھریں گے اور نہ ان کو دوزخیوں کی چیخ و پکار اور نالہ وزاری پر رحم ہی آئیگا وہ تو بس اللہ تعالیٰ کے حکم کے بندے ہوں گے جو اُن کو حکم ہو گا اسے بجا لائیں گے اور اس سے سر مُو انحراف نہیں کرینگے **ف۹** یا یہا الذین کفروا

يُؤْمَرُوْنَ ⑥ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا
انکو حکم ہو ف اے منکر ہونے والو ۹ مت بہانے بتلاؤ

الْيَوْمَ ۭ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ⑦
آج کے دن وہی بدلہ پاؤ گے جو تم کرتے تھے

ع ۱
۱۹

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً
اے ایمان والو ۱۰ توبہ کرو اللہ کی طرف صاف دل

نَّصُوْحًا ۭ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ
کی توبہ امید ہے تمہارا رب اتار دے تم پر سے

سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ
تمہاری برائیاں اور داخل کرے تمکو باغوں میں جن کے نیچے

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ
بہتی ہیں نہریں جس دن کہ اللہ ذلیل نہ کریگا نبی کو

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ
اور ان لوگوں کو جو یقین لائے ہیں اس کیساتھ ان کی روشنی ۱۱ دوڑتی ہے ان

اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا
کے آگے اور اُن کے داہنے کہتے ہیں اے رب ہمارے پوری کر دے ہمکو

نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ⑧
ہماری روشنی اور معاف کر ہمکو بے شک تو سب کچھ کر سکتا ہے ف۲

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ
اے نبی لڑائی کر ۱۲ منکروں سے اور دغابازوں سے اور سختی کر

عَلَيْهِمْ ۭ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ⑨
اُن پر اور انکا گھر دوزخ ہے اور بُری جگہ جا پہنچے ف۳

تخویف اخروی۔ قیامت کے دن کفار و مشرکین جہنم کے عذاب سے بچنے کے لئے حیلے بہانے کریں گے اور قبول حق سے اپنی کئی معذوریاں بیان کریں گے، تو جواب ملیگا آج کوئی عذر مت پیش کرو، آج کوئی عذر معذرت قبول نہ ہوگی۔ آج تمہیں صرف انہی عملوں کی سزا دی جائیگی جو تم کیا کرتے تھے اور کسی بھی صورت سے تم اس سزا سے بچ نہیں سکتے **ف۱۰** یا ایہا الذین امنوا۔ بشارت اخروی برائے تائبین صادقین۔ نصوح۔ خالص یعنی سچی توبہ جس میں گناہوں پر ندامت ہو اور آئندہ کیلئے گناہوں سے بچنے کا پختہ ارادہ ہو۔ تفسیر حضرت ابن عباس رضؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے اور حضرت عمر رضؓ، ابن مسعود رضؓ، ابی بن کعب رضؓ، حسن رحؒ اور مجاہد رحؒ سے بھی یہی منقول ہے۔ قال معاذ بن جبل: یا رسول اللہ ما التوبۃ النصوح؟ قال: ان یندم العبد علی الذنب الذی اصاب فیعتذر الی اللہ تعالیٰ ثم لا یعود الیہ کما لا یعود اللبن الی الضرع و یروی تفسیرھا بما ذکر عن عمر و ابن مسعود و ابی والحسن ومجاھد وغیرھم (روح ج ۲۸ ص ۱۵۷) ایسی سچی توبہ کا نتیجہ یہ ہو گا کہ اللہ تعالیٰ گناہ معاف کر کے ایسے باغوں میں داخل فرمائے گا جن میں انواع و اقسام مشروبات کی نہریں بہتی ہوں گی۔ یہ اس دن میں ہو گا جس دن کفار و مشرکین سر محشر ذلیل و رسوا ہوں گے اور اللہ تعالیٰ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین کو ذلت و رسوائی سے محفوظ رکھیگا **ف۱۱** نورھم یسعیٰ قیامت کے دن مومنین کے چاروں طرف نور اور اجالا ہو گا اور وہ پل صراط اور گھاٹیوں سے بخیر و خوبی گذر جائینگے اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ سے دعا بھی مانگیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! ہمارے گناہ معاف فرما اور ہمیں مزید نور عطا کر کیونکہ تجھے ہر چیز پر قدرت ہے۔ سورۃ "الحدید" میں ارشاد ہے یوم تری المؤمنین والمؤمنات یسعیٰ نورھم بین ایدیھم وبایمانھم۔ الآیۃ۔ یہ نور ان کو انفاق فی سبیل اللہ کی وجہ سے حاصل ہوگا۔ اسی کا یہاں اعادہ فرمایا نورھم یسعیٰ بین ایدیھم وبایمانھم۔ اس طرح اس آیت میں ضمناً انفاق فی سبیل اللہ کا مضمون آگیا **ف۱۲** یا یہا النبی جاھد مضمون

موضح قرآن ف۱ ہر مسلمان کو لازم ہے اپنے گھر والوں کو دین کی راہ پر لاوے لالچ دیکر ڈر دکھا کر پیار سے مار سے اس پر بھی اگر نہ آویں راہ پر تو انکی کمبختی یہ بیگناہ ہے ف۲ صاف دل کی توبہ یہ کہ دل میں پھر خیال نہ رہے اس گناہ کا روشنی ایمان کی دل میں ہے دل سے بڑھے تو سارے بدن میں پھر گوشت پوست میں ف۳ حضرت کا خلق یہانتک ہے کہ اللہ صاحب اوروں کو فرماتا ہے تحمل۔ انکو فرماتا ہے سختی کرو۔

جہاد کا ذکر ہے جو سورۂ حدید کا دوسرا مضمون ہے۔ کفار اور منافقین دونوں فریقوں سے جہاد کا حکم فرمایا مگر دونوں کے ساتھ جہاد کی کیفیت مختلف ہو کافروں کے ساتھ سیف و سنان سے جہاد کرو اور منافقین سے حجت و برہان سے (بیضاوی، مظہری، روح) جہاد اور اقامت حجت میں جہاد سختی اور شدت کو ضرورت ہو وہاں ان پر سختی بھی کریں۔ ان کا ٹھکانا جہنم ہے جو نہایت بری جگہ ہے **ف۱۰** ضرب اللہ مثلاً۔ یہ کافروں کے لئے تمثیل ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت نوح اور لُوط علیہما السلام دونوں جلیل القدر پیغمبر تھے اور ان کی بیویاں کافرہ اور مشرکہ تھیں اور اپنے خاوندوں کی مخالفت میں درپردہ کافروں کی ہمنوا تھیں تو پیغمبروں کی پیغمبری اور ان کے اعمال صالحہ انکی کافرہ بیویوں کو کوئی فائدہ نہ پہنچا سکے۔ اور آخر کار ان کو دوزخیوں کے ساتھ دوزخ میں داخل ہونے کا حکم دیدیا گیا خیانت سے مخالفت میں کافروں کی ہمنوائی اور اپنے خاوندوں کے رازوں کا کافروں پر افشاء مراد ہے خیانت سے بدکاری مراد نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہما السلام کی بیویوں کو اس فعل سے محفوظ رکھا ہے ولیس المراد بقولہ (فخانتاھما) فی فاحشۃ بل فی الدین فان نساء الانبیا معصومات عن الوقوع فی الفاحشۃ لحرمۃ الانبیاء (ابن کثیر ج ۴ ص ۳۹۳) **ف۱۱** وضرب اللہ مثلاً۔ یہ مومنوں کے لئے تمثیل ہے۔ جس طرح خاوند کی نیکی کافرہ بیوی کو مفید نہیں اسی طرح کافر خاوند کا کفر مومنہ بیوی کے لئے مضر نہیں۔ فرعون کے کفر سے اسکی بیوی آسیہ مومنہ کو کوئی نقصان نہ پہنچا۔ آسیہ بنت مزاحم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اے میرے پروردگار! اپنے پاس جنت میں میرا گھر بنا اور فرعون کے نفس خبیثہ اور اس کے عمل سے مجھے نجات عطا فرما اور ان ظالموں سے مجھے بچا عمل فرعون سے اسکا ظلم و تشدد مراد ہے جو وہ ایمان کی وجہ سے اپنی بیوی پر کرتا تھا۔ حضرت ابن عباس رضی سے مروی ہے کہ اس سے صحبت اور جماع مراد ہے (قرطبی روح) **ف۱۲** و مریم ابنت عمران۔ مومنوں کے لئے دوسری تمثیل ہے۔ حضرت مریم صدیقہ کا حال سنو جنکو پاکبازی، صلاح و تقویٰ اور عبادت و طاعت کی بدولت ایسا مرتبۂ بلند عطا ہوا، مگر ان کے طاعنین کے کفر اور ان کے طعن سے انکو کوئی ضرر نہ پہنچ سکا۔ وہ پاکدامن بھی تھی اور اللہ تعالیٰ کی تمام کتابوں اور صحیفوں پر ایمان رکھتی تھی اور اللہ تعالیٰ کے ہاں نہایت فرمانبردار اور عبادت گذار تھی۔ ہم نے محض اپنی قدرت سے اس میں روح پھونک دی جس سے وہ ماردار ہو گئی اور اس طرح ہم نے خاوند کے بغیر ہی اس کو بیٹا عطا فرما دیا۔

ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا لِّلَّذِیۡنَ کَفَرُوا امۡرَاَتَ نُوۡحٍ

اللہ نے ف۱۰ بتلائی ایک مثل منکروں کے واسطے عورت نوح کی

وَّ امۡرَاَتَ لُوۡطٍ ؕ کَانَتَا تَحۡتَ عَبۡدَیۡنِ مِنۡ

اور عورت لوط کی گھر میں تھیں دونوں دو نیک بندوں کے

عِبَادِنَا صَالِحَیۡنِ فَخَانَتٰہُمَا فَلَمۡ یُغۡنِیَا

ہمارے نیک بندوں میں سے پھر انہوں نے انسے چوری کی پھر وہ کام نہ آئے

عَنۡہُمَا مِنَ اللّٰہِ شَیۡئًا وَّ قِیۡلَ ادۡخُلَا النَّارَ

ان کے اللہ کے ہاتھ سے کچھ بھی اور حکم ہوا کہ چلی جاؤ دوزخ میں

مَعَ الدّٰخِلِیۡنَ ⑩ وَ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا لِّلَّذِیۡنَ

جانے والوں کے ساتھ ف۱ اور اللہ نے ف۱۱ بتلائی ایک مثل ایمان

اٰمَنُوا امۡرَاَتَ فِرۡعَوۡنَ ۘ اِذۡ قَالَتۡ رَبِّ ابۡنِ

والوں کیلئے عورت فرعون کی جب بولی اے رب بنا

لِیۡ عِنۡدَکَ بَیۡتًا فِی الۡجَنَّۃِ وَ نَجِّنِیۡ مِنۡ

میرے واسطے اپنے پاس ایک گھر بہشت میں اور بچا نکال مجھ کو

فِرۡعَوۡنَ وَ عَمَلِہٖ وَ نَجِّنِیۡ مِنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ ⑪

فرعون سے اور اس کے کام سے اور بچا نکال مجھ کو ظالم لوگوں سے ف

وَ مَرۡیَمَ ابۡنَتَ عِمۡرٰنَ الَّتِیۡۤ اَحۡصَنَتۡ فَرۡجَہَا

اور مریم بیٹی ف۱۲ عمران کی جس نے روکے رکھا اپنی شہوت کی جگہ کو

فَنَفَخۡنَا فِیۡہِ مِنۡ رُّوۡحِنَا وَ صَدَّقَتۡ

پھر ہم نے پھونکدی اس میں ایک اپنی طرف سے جان اور سچا جانا

بِکَلِمٰتِ رَبِّہَا وَ کُتُبِہٖ وَ کَانَتۡ مِنَ الۡقٰنِتِیۡنَ ⑫ ع

اپنے رب کی باتوں کو اور اسکی کتابوں کو اور وہ تھی بندگی کرنے والوں میں ف۱

وقف لازم

۲ ع ۵ ۲۰

موضح قرآن ف یعنی اپنا ایمان درست کرو نہ خاوند بچا سکے نہ جورو یہ سب کو سنا دیا ہے نہ جانیو کہ حضرت کی بیبیوں پر کہا ان پر وہ کہا ہے۔ الطیبات للطیبین چوری کی یعنی منافق رہیاں ف حضرت موسیٰ کو انہوں نے پالا اور انکی مددگار تھیں ایماندار کہتے ہیں آخر انکو فرعون نے قتل کیا سیاست سے شہید ہو گئیں۔

فتح الرحمن ف۱ یعنے روح حضرت عیسیٰ در رحم مریم در آمد و فرج کنایہ تیست از رحم ۱۲۔

سورۂ تحریم میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ یاایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک الخ تحلیل و تحریم کا اختیار اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔

۲۔ مسئلہ توحید کی انفاق اور جہاد فی سبیل اللہ کا حکم۔

سُورۂ ملک

ربط سورۃ الحدید سے التحریم تک مسئلہ توحید کی خاطر انفاق اور جہاد کا ذکر کیا گیا۔ اب سورۃ ملک سے لیکر سورۃ جن تک اسی مسئلہ کا ایک دوسرا پہلو بیان ہوگا کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں سورہ ملک میں دلائل عقلیہ مذکور ہوں گے اس کے بعد سورۃ القلم" میں ارشاد ہوگا۔ کہ مشرکین نرم ہو رہے ہیں تاکہ آپ بھی مسئلہ کے بیان میں نرمی اختیار کریں لیکن اب مسئلہ کے بیان میں ہرگز نرم نہ ہوں تو مداہنت سے کام نہ لیں ودوا لو تدھن فیدھنون پھر "سورۃ الحاقۃ" میں اس مسئلہ کو نہ ماننے پر تخویف اخروی ہوگی۔ "سورۃ المعارج" میں مشرکین پر زجر کا ذکر ہوگا کہ وہ ماننے کے بجائے اس عذاب کے جلدی آنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اس کے بعد سورہ نوح علیہ السلام سے دلیل نقلی مذکور ہوگی۔ اور پھر "سورۃ الجن" میں جنات سے دلیل نقلی ذکر کی جائیگی۔ اس طرح سورۃ ملک سے لیکر سورۃ جن تک گویا ایک ہی سورت ہے جس میں مسئلہ کو گیارہ دلائل نقلیہ سے ثابت کیا گیا ہے۔

خلاصہ تین دلائل عقلیہ عامہ اور آٹھ دلائل عقلیہ خاصہ۔ تخویف و تبشیر اور بیان طرقِ تبلیغ۔

تفصیل

تبٰرک الذی بیدہ الملک۔ دعوائے سورت کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور پہلی دلیل عقلی عام یعنی ساری کائنات کی بادشاہی اور سلطنت اسی کے ہاتھ میں ہے۔ وھو علی کل شیء قدیر ۵ دوسری دلیل عقلی عام وہ ہر چیز پر قادر ہیں۔ الذی خلق الموت والحیٰوۃ۔ تیسری دلیل عقلی عام۔ اسی نے موت و حیات کو پیدا کیا ہے اور وہی آزمائش کرتا ہے تو کیا برکات دہندہ کوئی اور ہوگا؟

الذی خلق سبع سمٰوٰت طباقاً ــــ تا ــــ وھو حسیر ۵ پہلی دلیل عقلی خاص آسمانوں کو تہ بہ تہ پیدا کرنے والا اور ان کو ہر عیب اور شگاف سے محفوظ بنانے والا وہی ہے تو کیا برکات دہندہ کوئی اور ہوگا۔ ولقد زینا السماء الدنیا۔ الآیۃ۔ دوسری دلیل عقلی خاص آسمانوں کو تو میں نے پیدا کیا تو کیا آسمان دنیا کو ستاروں سے زینت کسی اور نے دی ہے؟ نہیں ہم ہی نے ان کو زینت دی ہے تو کیا برکات دہندہ کوئی اور ہوگا وجعلنٰھا رجوما للشیٰطین تیسری دلیل عقلی خاص اچھا مزین تو ہمنے کیا اور شیاطین کے لئے ان کو رجوم کس نے بنایا۔ تو کیا برکات دہندہ کوئی اور ہوگا؟

وللذین کفروا بربھم ــــ تا ــــ فسحقا لاصحٰب السعیر۔ تخویف اخروی۔ کفار و مشرکین کے لئے جہنم کا عذاب ہے۔ جب ان کو جہنم میں ڈال جائے گا تو وہ غیظ و غضب سے بپھر جائے گا۔ اس وقت وہ کفِ افسوس ملیں گے اور کہیں گے ہائے کاش! اگر ہم دنیا میں ہدایت کی باتیں سنکر یا خود سمجھ کر ان پر عمل کرتے تو آج جہنم میں نہ جاتے

ان الذین یخشون ربھم۔ الآیۃ۔ یہ مومنین کیلئے بشارت اخرویہ ہے۔ واسروا قولکم او اجھروا بہ۔ الآیتین۔ یہ دلائل مذکورہ کا ثمرہ ہے چونکہ وہ ہر چیز کا خالق ہے اس لئے ہر چیز کو جاننے والا ہے اور کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں۔

ھو الذی جعل لکم الارض۔ الآیۃ۔ چوتھی دلیل عقلی خاص۔ اوپر کا حال تم نے سن لیا، اب نیچے دیکھو زمین کو تو ہم نے پیدا کیا، تو اس کو ذلول کس نے بنایا، تو کیا برکات دہندہ کوئی اور ہوگا۔؟

ءامنتم من فی السماء ــــ تا ــــ فکیف کان نکیر ۵ یہ تخویف دنیوی ہے۔ کیا تم اللہ سے نڈر ہو گئے ہو کہ وہ تمہیں زمین میں دھنسا دے یا آسمان سے تم پر پتھروں کی بارش برسا کر تمہیں ہلاک کردے۔ جس طرح اس نے تم سے پہلی قوموں کے مکذبین کو انواع عذاب سے ہلاک کیا۔

اولم یروا الی الطیر۔ الآیۃ۔ یہ پانچویں دلیل عقلی خاص ہے۔ اوپر اور نیچے کا حال تم نے سن لیا اب درمیان کا حال سنو۔ ان پرندوں کو پیدا تو ہم نے کیا۔ لیکن فضا میں ان کو تھامنے والا کوئی اور ہے، ہرگز نہیں۔ خدائے رحمٰن ہی کا کام ہے تو کیا برکات دہندہ کوئی اور ہوگا؟ امن ھٰذا الذی ھو جند لکم ــــ تا ــــ بل لجوا فی عتو و نفور ۵ تخویف دنیوی بطور ثمرہ۔ حاصل یہ ہے کہ جن کو تم نے اپنا برکات دہندہ سمجھ رکھا ہے، وہ خدا کے عذاب سے تمہیں نہیں بچا سکتے اور اگر اللہ تعالیٰ تمہاری روزی بند کردے، تو وہ تمہیں روزی نہیں دے سکتے۔

قل ھو الذی انشأکم۔ الآیۃ۔ زمین و آسمان کے بعد اب اپنی طرف دیکھو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا فرمایا لیکن تمہیں سننے، دیکھنے اور سمجھنے کی قوتیں کسی اور نے عطا کیں؟ نہیں یہ سب اللہ ہی کی عطا ہے۔ تو کیا برکات دہندہ کوئی اور ہے؟

قل ھو الذی ذراکم۔ الآیۃ۔ ساتویں عقلی دلیل خاص۔ اسی ہی نے زمین میں تم کو پھیلا دیا ہے اور قیامت کے دن پھر اسی کے پاس اکٹھے کئے جاؤ گے۔ و

ويقولون متى هذا الوعد۔ الآیۃ شکوی۔ مشرکین کہتے ہیں جس عذاب سے تم ہمیں ڈراتے ہو وہ کب آئے گا؟ قل انما العلم عند الله۔ الآیۃ جواب شکوی۔ فرما دیجئے اس کے معین وقت کا علم تو صرف اللہ ہی کے پاس ہے، میں تو صرف ڈرانے والا ہوں۔ فلما رأوه زلفة۔ الآیۃ۔ تخویف اخروی۔ جب اللہ کا عذاب دیکھ لیں گے تو ان کے چہرے بگڑ جائینگے۔ قل ارأیتم ان اهلكني الله۔ الآیۃ۔ پہلا طریق تبلیغ یہ تو بتاؤ کہ اگر اللہ ہمیں ہلاک کرے یا ہم پر رحم فرمائے تو کافروں کو اللہ کے عذاب سے کون بچائے گا؟ قل هو الرحمن امنا به۔ الآیۃ۔ دوسرا طریق تبلیغ ہمارا معبود خدائے رحمٰن ہے، ہم اس پر ایمان لائے ہیں اور اسی پر ہمارا بھروسہ ہے۔ تمہیں بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ گمراہ کون ہے۔ قل ارأیتم ان اصبح ماؤكم غورا۔ الآیۃ۔ آٹھویں دلیل عقلی خاص۔ اگر اللہ تعالیٰ پانی کو زمین کی انتہائی گہرائی میں لے جائے تو پھر تازہ پانی تمہیں کون مہیا کریگا

٢ تبرك الذی۔ یہ سورت کا دعویٰ ہے کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور ہر نعمت اسی کی طرف سے ہے۔ تائید وما بكم من نعمة فمن الله ( ) ٢۔ وان تعدوا نعمة الله لا تحصوها ( ) شاہ ولی اللہ دہلوی رح یوں تعبیر فرماتے ہیں۔ برکت از وست ہر برکت وخیر اسی کی طرف سے ہے۔ هو الذی جاء بكل بركة وخير یہی دعویٰ "سورۃ الفرقان" کی ابتداء میں اس عنوان سے مذکور ہے۔ تبرك الذی نزل الفرقان علی عبده۔ الآیۃ "سورۃ الرحمٰن" میں فرمایا تبرك اسم ربك ذی الجلل والاكرام ٥ یعنی برکت دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اسی کے نام میں برکت ہے

٣ بیده الملك۔ یہ سورت کے دعوے پر پہلی دلیل عقلی عام ہے کہ ساری کائنات کی سلطنت اور اس میں تصرف و اختیار صرف اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔ وهو علی كل شیء قدیر ٥ دوسری دلیل عقلی عام اور اسکی قدرت ہر چیز پر حاوی ہے، اسلئے ہر نعمت و برکت اسی ہی کی طرف سے ہے بیده الملك ای هو المتصرف فی جمیع المخلوقات بما یشاء لا معقب لحكمه ولا یسئل عما یفعل لقهره وحكمته وعدله (ابن کثیر ج ٤ ص ٣٩٦) جب ساری کائنات کا مالک وہی ہے اور ہر چیز پر قادر بھی وہی ہے تو کیا برکات دہندہ کوئی اور ہو گا؟

٤ الذی خلق الموت۔ یہ تیسری دلیل عقلی عام ہے۔ یہ موت و حیات کا سلسلہ اسی نے پیدا فرمایا تاکہ آزمائش کرے کہ کون نیک عمل کرتا ہے اور کون نہیں اور پھر حساب کتاب بھی وہی لیگا۔ پھر وہ ایسا غالب ہے کہ نہ ماننے والوں کو سزا دے گا اور ایسا مہربان ہے کہ ماننے والوں سے اگر خطائیں ہو جائیں تو ان سے اپنے انعامات چھین نہیں لیتا بلکہ استغفار پر درگذر فرماتا ہے اور معافی عطا کرتا ہے، تو کیا برکات دہندہ کوئی اور ہو گا۔ ؟ **٥** الذی خلق یہ پہلی دلیل عقلی خاص ہے۔ طباقا۔ تہ بہ تہ، یہ قید مدار کلام ہے جیسا کہ علم معانی میں مذکور ہے کہ مدار کلام قید زائد پر ہوتا ہے۔ تفاوت۔ اختلاف اور عدم

سُوْرَةُ الْمُلْكِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ
سورۃ ملک ١ مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی تیس آیتیں ہیں اور دو رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ز وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
بڑی برکت ہے ٢ اسکی جس کے ہاتھ میں ہے ٣ راج اور وہ سب کچھ
قَدِيْرُ ۨ① الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ
کر سکتا ہے جسنے بنایا ٤ مرنا اور جینا تاکہ تم کو جانچے
اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ط وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ② الَّذِيْ
کون تم میں اچھا کرتا ہے کام اور وہ زبردست ہے بخشنے والا ف١ جس نے
خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ط مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ
بنائے ٥ سات آسمان تہ پر تہ کیا دیکھتا ہے تو رحمٰن کے بنانے میں
مِنْ تَفٰوُتٍ ط فَارْجِعِ الْبَصَرَ لا هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ③
کچھ فرق پھر دوبارہ نگاہ کر کہیں نظر آتی ہے تجھ کو دراڑ ف٢
ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ
پھر لوٹا کر نگاہ کر دو دو بار لوٹ آئیگی تیرے پاس تیری نگاہ
خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ④ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاۗءَ الدُّنْيَا
رد ہو کر تھک کر اور ہم نے رونق دی ٦ سب سے ورلے آسمان کو
بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ وَاَعْتَدْنَا
چراغوں سے اور ان سے کر رکھی ہے ہمنے پھینک مار شیطانوں کے واسطے اور رکھا ہے
لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ ⑤ وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ
ان کے واسطے عذاب دہکتی آگ کا اور جو لوگ ٧ منکر ہوئے اپنے رب کے ان کیواسطے ہے

١؎ دعوائے سورت ١٢

٢؎ پہلی دلیل عقلی عام ١٢۔

٣؎ دوسری دلیل عقلی عام ١٢۔

٤؎ تیسری دلیل عقلی عام ١٢۔

٥؎ پہلی دلیل عقلی خاص ١٢۔

٦؎ دوسری دلیل عقلی خاص ١٢۔

٧؎ تیسری دلیل عقلی خاص ١٢۔

٨؎ تخویف اخروی ١٢۔

موضح قرآن ف١ یعنی مرنا نہ ہوتا تو بھلے برے کام کا بدلہ کہاں ملتا ف٢ فرق یعنی جیسے چاہیے ویسا نہ ہو۔

جَهَنَّمَ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ⑥ إِذَا أُلْقُوا فِيهَا سَمِعُوا
عذاب دوزخ کا اور بُری جگہ جا پہنچے جب اس میں ڈالے جاوینگے سنیں گے
لَهَا شَهِيقًا وَهِيَ تَفُورُ ⑦ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ۖ
اس کا ڈھاڑنا اور وہ اچھل رہی ہوگی ایسا لگتا ہے کہ پھٹ پڑیگی جوش سے
كُلَّمَا أُلْقِيَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ
جس وقت پڑے اس میں ایک گروہ پوچھیں ان سے دوزخ کے داروغہ کیا نہ پہنچا تھا تمہارے
نَذِيرٌ ⑧ قَالُوا بَلَىٰ قَدْ جَاءَنَا نَذِيرٌ ۙ فَكَذَّبْنَا وَ
کوئی ڈر سنانیوالا وہ بولیں کیوں نہیں ہمارے پاس پہنچا تھا ڈر سنانیوالا پھر ہمنے جھٹلایا اور
قُلْنَا مَا نَزَّلَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ ۚ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا فِي
کہا نہیں اتاری اللہ نے کوئی چیز تم تو پڑے ہوئے ہو
ضَلَالٍ كَبِيرٍ ⑨ وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا
بڑے بہکاوے میں اور کہینگے اگر ہم ہوتے سنتے یا سمجھتے تو نہ
كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ ⑩ فَاعْتَرَفُوا بِذَنْبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا
ہوتے دوزخ والوں میں سو قائل ہوگئے اپنے گناہ کے اب دفع ہو
لِأَصْحَابِ السَّعِيرِ ⑪ إِنَّ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ
جائیں دوزخ والے جو لوگ ڈرتے ہیں اپنے رب سے
بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ⑫ وَأَسِرُّوا قَوْلَكُمْ
بن دیکھے ان کے لئے معافی ہے اور ثواب بڑا اور تم چھپا کر کہو اپنی بات
أَوِ اجْهَرُوا بِهِ ۖ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ⑬ أَلَا
یا کھول کر وہ خوب جانتا ہے جیوں کے بھید بھلا
يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ۖ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ⑭ هُوَ الَّذِي
وہ نہ جانے جس نے بنایا اور وہی ہے بھید جاننے والا خبردار وہی ہے جس نے

۱ ع ۱۴ ۱

تناسب (روح) فطور شگاف خاسئ ناکام، عاجز۔ حسیر تھکی ہوئی۔ حاصل یہ کہ اوپر آسمانوں کو دیکھو ہم ہی نے ان کو تہ بہ تہ پیدا کیا۔ جو خوبی صنعت میں برابر ہیں، ان کی طرف بار بار غور سے دیکھو کیا کہیں کوئی شگاف نظر آتا ہے؟ جتنی بار پھر دیکھو گے تمہاری نگاہیں تھک ہار کر واپس آجائینگی مگر ہماری صنعت میں انہیں کوئی عیب نظر نہیں آئیگا اس سے معلوم ہوا کہ برکات دہندہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے یہ سب کچھ ہمارے لئے پیدا فرمایا ۶ ولقد زینا۔ دوسری دلیل عقلی خاص۔ دلیل اوّل سے بطور ترقی فرمایا کہ آسمانوں کو تو میں نے پیدا کر دیا، لیکن کیا پہلے آسمان کو ستاروں سے مزین کسی اور نے کیا ہے؟ نہیں نہیں یہ بھی ہم ہی نے کیا ہے۔ اسی طرح وجعلنٰها رجوما للشیٰطین تیسری دلیل عقلی خاص۔ ستاروں کو شیاطین کیلئے رجوم اور ان کی تیز آگ گولان کے لئے عذاب ہم ہی نے بنایا کیا یہ کام کسی دوسرے کا ہے، ہرگز نہیں، اسی طرح برکات دہندہ بھی کوئی اور نہیں عذاب سعیر سے عذاب جہنم نہیں بلکہ شہاب ثاقب کا عذاب مراد ہے یہ تینوں دلائل آسمانی حالات سے متعلق ہیں ۷ وللذین کفروا۔ تخویف اخروی۔ جو لوگ اپنے رب سے کفر کرتے ہیں یعنی اللہ کے سوا اپنے خود ساختہ معبودوں کو برکات دہندہ سمجھتے ہیں ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے جو نہایت ہی بُرا انجام ہے۔ جب ان کفار و مشرکین کو جہنم میں ڈالا جائیگا تو وہ سخت جوش میں آجائیگی اور اس کی ہیبتناک غراہٹ ہوگی۔ وہ دشمنان خدا پر اس قدر غضبناک ہوگی کہ قریب ہوگا کہ غیظ و غضب سے پھٹ جائے کلما القی فیہا فوج جب بھی مشرکین کی کوئی جماعت جہنم میں ڈالی جائیگی تو خازنان جہنم ان سے پوچھیں گے کیا تمہارے پاس ڈرانیوالے نہیں آئے تھے؟ جنہوں نے تمہیں آج کے عذاب سے خبردار کیا ہو۔ قالوا بلیٰ۔ جواب دیں گے کیوں نہیں؟ ہمارے پاس ڈرانیوالے آئے مگر ہم نے ان کو جھٹلایا اور صاف صاف کہہ دیا کہ اللہ نے تمہیں کوئی حکم دے کر نہیں بھیجا اور تمہارا دعوائے نبوت صحیح نہیں ۸ وقالوا لو کنا نسمع۔ اب مشرکین حسرت و ندامت کا اظہار کرتے ہوئے کہیں گے کاش! اگر ہم اللہ کی آیتیں سنکر بلا تفکر و تأمل مان لیتے یا سمجھ سوچ کر ان کو قبول کر لیتے تو آج دوزخیوں کے ساتھ نہ ہوتے۔ اس سے معلوم ہوگیا کہ اگر داعئ حق کی بات محض سنکر بحث و تمحیص کے بغیر ہی اسکی دیانت و امانت پر اعتماد کرکے اس کی دعوت کو قبول کیا جائے تو یہ بھی ذریعۂ نجات ہے۔ ای لوکنا نسمع کلام النذیر فنقبله جملة من غیر بحث وتفتیش اعتمادا علی ما لاح صدقه بالمعجز الخ (روح ج ۲۹ ص ۱۲) فاعترفوا بذنبهم۔ اس طرح مشرکین و کفار اپنے جرم کا اقبال کرلیںگے اور ان جہنمیوں کے لئے خدا کی رحمت سے دوری اور محرومی ہوگی۔ ۹ ان الذین یخشون۔ یہ مومنوں کے لئے بشارت اخرویہ ہے۔ جو لوگ اللہ کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں حالانکہ عذاب آنکھوں سے دیکھا بھی نہیں، ان کے لئے گناہوں کی معافی کے علاوہ بہت بڑا اجر و ثواب تیار ہے۔ واسروا قولکم۔ یہ دلائل سابقہ کا ثمرہ ہے انه علیم بذات الصدور جملہ تعلیلیہ ہے، یہ ماقبل کی علت ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو آہستہ پکارو یا اونچی آواز سے پکارو وہ سنتا ہے، کیونکہ وہ تو دل کی باتیں بھی جانتا ہے قالہ الشیخ رح۔ یا یہ خطاب مشرکین سے مخصوص ہے جو کفر و عداوت کی باتیں کرتے اور آپس میں کہتے آہستہ باتیں کرو کہیں محمد ﷺ کا رب سن کر اس کو اطلاع نہ دیدے

۱؎ بشارت اخرویہ ۱۲

۲؎ ثمرہ دلائل سابقہ ۱۲۔

۳؎ چوتھی دلیل عقلی خاص ۱۲۔

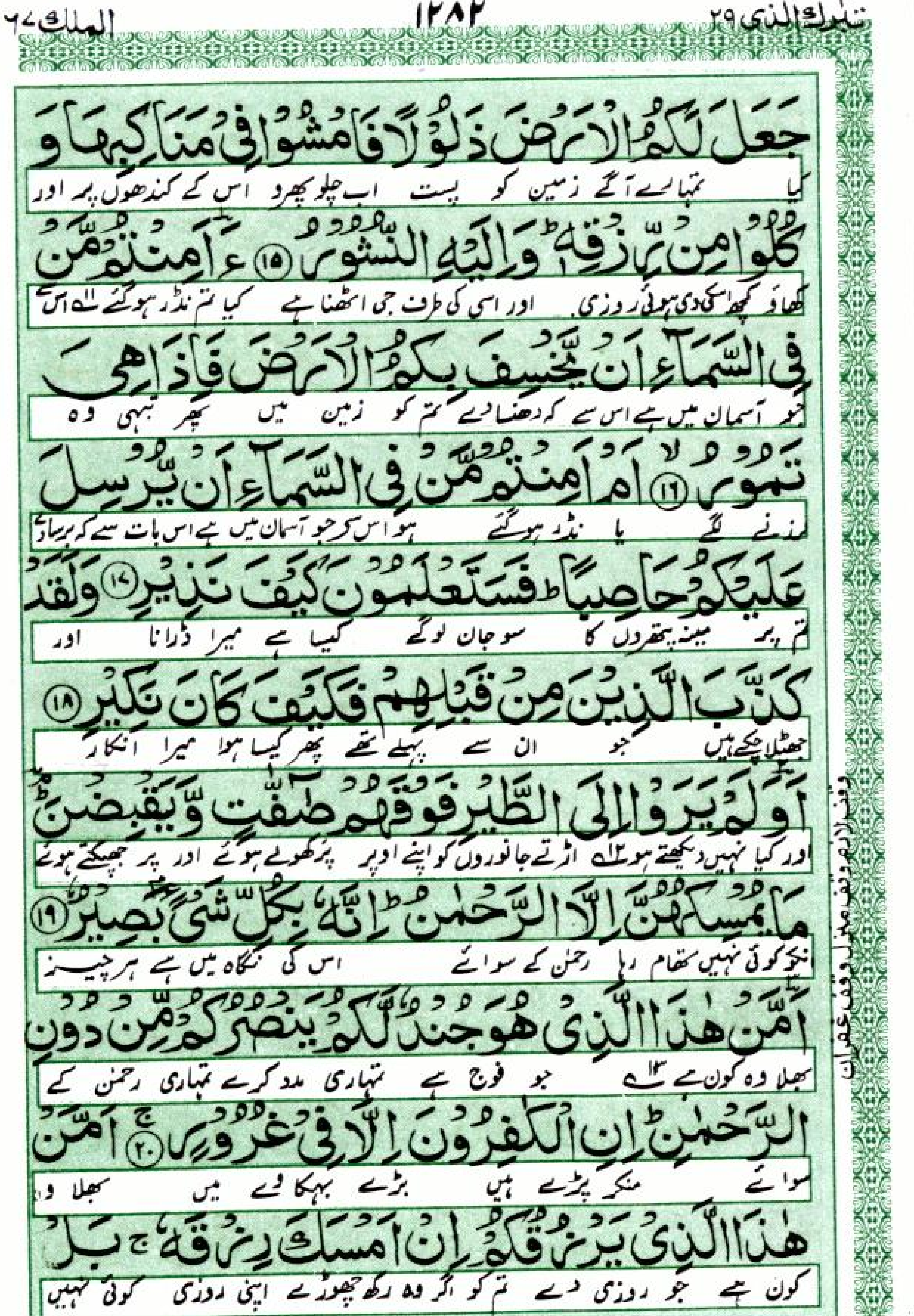

جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ذَلُولًا فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا وَ
کیا تمہارے آگے زمین کو پست اب چلو پھرو اس کے کندھوں پر اور
كُلُوا مِنْ رِزْقِهِ ۖ وَإِلَيْهِ النُّشُورُ ⑮ ءَأَمِنْتُمْ مَنْ
کھاؤ کچھ اسکی دی ہوئی روزی اور اسی کی طرف جی اٹھنا ہے کیا تم نڈر ہو گئے ۱۱ف اس سے
فِي السَّمَاءِ أَنْ يَخْسِفَ بِكُمُ الْأَرْضَ فَإِذَا هِيَ
جو آسمان میں ہے اس سے کہ دھنسا دے تم کو زمین میں پھر تبھی وہ
تَمُورُ ⑯ أَمْ أَمِنْتُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ أَنْ يُرْسِلَ
لرزنے لگے یا نڈر ہو گئے ہو اس سے جو آسمان میں ہے اس بات سے کہ برسا دے
عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ۖ فَسَتَعْلَمُونَ كَيْفَ نَذِيرِ ⑰ وَلَقَدْ
تم پر مینہ پتھروں کا سو جان لوگے کیسا ہے میرا ڈرانا اور
كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ⑱
جھٹلا چکے ہیں جو ان سے پہلے تھے پھر کیسا ہوا میرا انکار
أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صَافَّاتٍ وَيَقْبِضْنَ ۚ
اور کیا نہیں دیکھتے ہو ۱۲ف اڑتے جانوروں کو اپنے اوپر پر کھولے ہوئے اور پر جھپکتے ہوئے
مَا يُمْسِكُهُنَّ إِلَّا الرَّحْمَٰنُ ۚ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ بَصِيرٌ ⑲
ان کو کوئی نہیں تھام رہا رحمٰن کے سوائے اس کی نگاہ میں ہے ہر چیز
أَمَّنْ هَٰذَا الَّذِي هُوَ جُنْدٌ لَكُمْ يَنْصُرُكُمْ مِنْ دُونِ
بھلا وہ کون ہے ۱۳ف جو فوج ہے تمہاری مدد کرے تمہاری رحمٰن کے
الرَّحْمَٰنِ ۚ إِنِ الْكَافِرُونَ إِلَّا فِي غُرُورٍ ⑳ أَمَّنْ
سوائے منکر پڑے ہیں بڑے بہکاوے میں بھلا وہ
هَٰذَا الَّذِي يَرْزُقُكُمْ إِنْ أَمْسَكَ رِزْقَهُ ۚ بَلْ
کون ہے جو روزی دے تم کو اگر وہ رکھ چھوڑے اپنی روزی کوئی نہیں

تو اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ قال ابن عباس و سببه ان بعض المشرکین قال لبعض اسروا قولکم لا یسمعکم الٰہ محمد (بحر ج ۸ ص ۳۰۰) الا یعلم من خلق۔ بھلا جس نے پیدا کیا ہے وہ جانتا نہیں اور ساتھ ہی وہ ظاہر و باطن اور نہاں و عیاں کو جاننے والا بھی ہے؟ استفہام انکاری ہے یعنی وہ سب کچھ جانتا ہے اور اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں **۱۰ف** ھو الذی جعل۔ یہ چوتھی دلیل عقلی خاص ہے۔ اوپر کا حال تو دیکھ لیا اچھا اب نیچے کی طرف دیکھو۔ یہاں ذلولا مدار کلام ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی نے اس زمین کو تمہارے لئے عاجز بنا دیا ہے کہ اسکی راہوں میں چلتے ہو اور اس میں پیدا ہونے والا رزق کھاتے ہو اور پھر آخر اسی کی طرف اٹھ کر جانا ہے جس نے زمین کو ذلول بنایا وہی برکات دہندہ ہے اور کوئی نہیں۔ ذلول یعنی نہ ایسی سخت اور درشت کہ پاؤں کو چھیل ڈالے اور نہ ایسی نرم کہ پاؤں اس میں دھنس جائیں والیہ النشور۔ یہ تخویف اخروی کی طرف اشارہ ہے **۱۱ف** ءأمنتم من فی السماء ــــ تا ــــ فکیف کان نکیر ۰ تخویف دنیوی من فی السماء سے اللہ تعالیٰ مراد ہے اور اللہ تعالیٰ کے آسمانوں میں ہونے سے اللہ تعالیٰ کی جو مراد ہے وہ حق ہے اور اس پر ایمان لانا ضروری ہے اور کیفیت سے بحث کرنا جائز نہیں۔ الآیۃ من المتشابہات لکونہ تعالیٰ منزھا عن التمکین فی السماء فمذھب السلف السکوت (مظہری ج ۱۰ ص ۲۵) وائمۃ السلف لم یذھبوا الی غیرہ تعالیٰ والآیۃ عندھم من المتشابہ وقد قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آمنوا بمتشابھہ ولم یقل اولوہ فھم مؤمنون بانہ عزوجل فی السماء علی المعنی الذی ارادہ سبحانہ مع کمال التنزیہ (روح ج ۲۹ ص ۱۵) فرمایا کیا تم اللہ تعالیٰ سے نڈر ہو گئے ہو اور اس پر مطمئن ہو چکے ہو کہ وہ تمہیں زمین میں نہیں دھنسا دے گا یا آسمان سے پتھر برسا کر تمہیں ہلاک نہیں کریگا۔ جب اس کا عذاب کسی شکل میں آگیا تو تمہیں میرے ڈرانے کا حال معلوم ہو جائیگا اور تم جان لوگے کہ میں کس طرح عذاب لاتا ہوں نذیر مصدر ہے بمعنی انذار (روح) ان سے پہلے بھی گذشتہ قوموں کے کافروں نے تکذیب کی تو ان پر میرا انکار کیسا رہا۔ نکیر بمعنی انکار ہے اور یائے متکلم محذوف ہے جس پر کسرۂ راء دال ہے مقصد عذاب کی شدت و فظاعت کا اظہار ہے **۱۲ف** اولم یروا۔ پانچویں دلیل عقلی خاص۔ مدار کلام صٰفّٰت و یقبضن کیا وہ دیکھتے نہیں کہ فضاء میں پرندے صف در صف پرواز کر رہے ہیں، کبھی پروں کو پھیلا لیتے ہیں اور کبھی سمیٹ لیتے ہیں، فضا میں ان کو تھامنا بھی اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت کا کرشمہ ہے اور پھر کوئی چیز اسکی نگاہوں سے اوجھل نہیں۔ جب یہ سارے کام اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے تو برکات دہندہ بھی وہی ہے اور کوئی نہیں **۱۳ف** امن ھذا۔ یہ تخویف دنیوی ہے اور یہ دونوں آیتیں ما قبل کا ثمرہ ہے۔ یہ بتاؤ کہ تمہارے یہ خود ساختہ معبود جن کو تم برکات دہندہ سمجھتے ہو کیا یہ خدائے رحمٰن کے سوا تمہاری مدد کر سکتے ہیں یا اس کے عذاب سے تم کو پناہ دے سکتے ہیں؟ استفہام انکاری ہے یعنی وہ مدد نہیں کر سکتے۔ یہ مشرکین جو ان عاجزوں کو مددگار اور برکات دہندہ سمجھتے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ وہ ان معبودوں کے حفظ و امان میں ہیں، وہ بہت بڑے دھوکہ میں ہیں۔ وھو استفہام انکار ای لاجند لکم

۱ تخویف دنیوی ۱۲

۲ پانچویں دلیل عقلی خاص ۱۲

۳ تخویف دنیوی ۱۲

یـد نعم عنکم عذاب اللہ (قرطبی ج ۱۸ ص ۲۱۸) ای ما هـم فی زعمهم انهـم محفوظون فی النوائب بحفظ الٰهتهم لا بحفظه تعالیٰ فقط و ان الٰهتهـم تحفظهـم من باس اللہ تعالیٰ الا فی غرور عظیم و ضلال فاحش الخ (روح ج ۲۹ ص ۱۸) **۱۴** أمن هـذا الذی یـرزقکم۔ یہ بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ جو تمہیں روزی دیتا ہے اگر وہ روزی بند کردے تو پھر تمہیں کون روزی دے گا؟ یعنی اس کے سوا کوئی روزی رساں نہیں اس لئے اس کے سوا برکات دہندہ بھی کوئی نہیں۔ بـل لجو فی عتو۔ یہ مقدر سے متعلق ہے ای لم یتأثروا بـذلك ولم یذعنوا للحق (روح) اس بیان سے

لَّجُّوْا فِیْ عُتُوٍّ وَّ نُفُوْرٍ ﴿٢١﴾ اَفَمَنْ یَّمْشِیْ مُكِبًّا عَلٰی

پر اڑ رہے ہیں شرارت اور بدکنے پر بھلا ایک جو چلے ف۱۵ اوندھا اپنے

وَجْهِهٖۤ اَهْدٰۤی اَمَّنْ یَّمْشِیْ سَوِیًّا عَلٰی صِرَاطٍ

منہ کے بل وہ سیدھی راہ پائے یا وہ شخص جو چلے سیدھا ایک سیدھی

مُّسْتَقِیْمٍ ﴿٢٢﴾ قُلْ هُوَ الَّذِیْۤ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ

راہ پر ف۱ تو کہہ وہی ہے جس نے ف۱۶ تم کو بنا کھڑا کیا اور بنا دیئے تمہارے واسطے

السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿٢٣﴾

کان اور آنکھیں اور دل تم بہت تھوڑا حق مانتے ہو

قُلْ هُوَ الَّذِیْ ذَرَاَكُمْ فِی الْاَرْضِ وَاِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿٢٤﴾

تو کہہ وہی ہے جس نے کھنڈا دیا تم کو زمین میں اور اسی کی طرف اکٹھے کئے جاؤ گے

وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿٢٥﴾

اور کہتے ہیں ف۱۷ کب ہوگا یہ وعدہ اگر تم سچے ہو

قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۪ وَاِنَّمَاۤ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿٢٦﴾

تو کہہ خبر تو ہے اللہ ہی کے پاس اور میرا کام تو یہی ڈر سنا دینا ہے کھول کر

فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِیْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا

پھر جب دیکھیں گے ف۱۸ کہ وہ پاس آ لگا تو ف۲ بگڑ جائینگے منہ منکروں کے اور

وَقِیْلَ هٰذَا الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ﴿٢٧﴾ قُلْ اَرَءَیْتُمْ

کہے گا یہی ہے جس کو تم مانگتے تھے تو کہہ بھلا دیکھو تو

اِنْ اَهْلَكَنِیَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِیَ اَوْ رَحِمَنَا ۙ فَمَنْ یُّجِیْرُ

اگر ہلاک کر دے مجھ کو اللہ اور میرے ساتھ والوں کو یا ہم پر رحم کرے پھر وہ کون ہے جو بچائے

الْكٰفِرِیْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿٢٨﴾ قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ

منکروں کو عذاب دردناک سے تو کہہ وہی ف۱۹ رحمٰن ہے

وہ نہ متاثر ہوئے اور نہ حق کو قبول کیا، بلکہ سرکشی اور نفرت میں پوری قوت سے اور آگے بڑھ گئے ہیں **۱۵** افمن یمشی مکبا۔ یہ پہلی دو آیتوں پر متفرع ہے اور اس میں مشرک اور موحد کی مثال بیان کی گئی ہے۔ جب یہ ثابت ہوگیا کہ عذاب سے پناہ دینے والا اور رزق دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں، تو جو شخص اس کے باوجود پھر اللہ تعالیٰ کے احکام سے سرتابی کرے اور شرک کا راستہ اختیار کرے اس کی مثال اس شخص کی مانند ہے جو سر جھکا کر ادھر ادھر دیکھے بغیر جدھر اس کا منہ آجائے اُدھر ہی چلا جائے اور اس طرح سیدھی راہ سے ہٹ کر بھٹکتا رہے یہ مشرک کی مثال ہے جو سوچ بچار کے بغیر ہی مشرک باپ دادا کی راہ چلتا ہے اس کے مقابلے میں وہ شخص ہے جو سوچ سمجھ کر قدم رکھتا ہے اور سیدھا صراط مستقیم پر چل رہا ہے۔ یہ مومن کی مثال ہے بعض مفسرین نے اس آیت کو احوال قیامت سے متعلق قرار دیا ہے بے شک یہ قیامت کے احوال میں سے ایک حال ضرور ہے کہ مشرکین سروں کے بل چلیں گے لیکن یہ اس آیت سے متعلق نہیں دونوں تمثیلوں میں تقابل ہے یمشی مکبا۔ یعنی باپ دادا کے باطل دین پر آنکھیں بند کرکے چلتا ہے اس کے مقابلے میں ہے سویا یعنی توحید کی راہ پر چلتا ہے علی وجهه بلا تأمل و فکر جس طرف اس کا منہ آجائے ادھر ہی چل پڑتا ہے۔ علی صراط مستقیم یعنی سوچ سمجھ کر سیدھی راہ پر چلتا ہے **۱۶** قل هو الذی انشاکم۔ چھٹی دلیل عقلی خاص۔ زمین و آسمان کے احوال کے بعد اب اپنی طرف دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا فرمایا اور تمہیں سننے، دیکھنے اور سمجھنے کی قوتیں عطا کیں، مگر تم اس کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتے ہو۔ جعل لکم السمع الخ مدار کلام ہے۔ جب یہ قوتیں عطا کرنے والا کوئی اور نہیں، تو کیا برکات دہندہ کوئی اور ہوگا؟ قل هو الذی ذرأکم۔ ساتویں دلیل عقلی خاص۔ تمہیں پیدا بھی میں نے کیا اور پھر زمین میں تم کو پھیلایا اور آباد کیا اور پھر آخر سب اسی کے پاس اکٹھے کئے جاؤ گے کیا یہ سب کچھ کسی دوسرے نے کیا ہے؟ نہیں، نہیں! میں ہی نے کیا ہے تو برکات دہندہ کوئی اور ہوگا؟ **۱۷** ویقولون۔ یہ شکوی ہے

چھٹی دلیل عقلی خاص ۱۲

شکوی ۱۲

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید این مثل است کافر و مؤمن را واللہ اعلم ۱۲ ف۲ یعنی سیاہ کردہ شود ۱۲۔

مشرکین ازراہ تعنت وعناد سوال کرتے ہیں کہ وہ (قیامت کا یا عذاب کا) وعدہ کب پورا ہوگا؟ اگر تم سچے ہو تو اس کی متعین تاریخ بتاؤ۔ قل انما العلم عند اللہ جواب شکوی ہے۔ آپ جواب میں فرمادیں اس کے معین وقت کا علم تو صرف اللہ ہی کو ہے۔ میں تو اس کی خبر دینے والا ہوں۔ میں نے جو خبر دی ہے۔ اور اس کے مطابق اللہ کا عذاب ضرور آئیگا ۱۸ فلما رأوہ۔ تخویف اخروی۔ جب مشرکین اللہ کے عذاب کو اپنے قریب دیکھ لیں گے تو خوف وہراس سے ان کے چہرے بگڑ جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا یہ وہی عذاب ہے جس کا تم مطالبہ کرتے تھے۔ قل ارأیتم۔ تخویف دنیوی وطریق تبلیغ اول۔ شرط کی جزا محذوف ہے ای لیس لنا غیرہ من عذابہ۔ حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا عذاب دینے والا اور رحم کرنے والا کوئی نہیں۔ اے مشرکین یہ بتاؤ کہ اگر مجھے اور میرے ساتھیوں کو اللہ ہلاک کر ڈالے جس طرح تمہاری تمنا ہے یا وہ ہم پر مہربانی اور ہمیں عذاب سے محفوظ رکھے تو بتاؤ تمہیں اس کے دردناک عذاب سے کون پناہ دے گا؟ کیونکہ تمہارے معبود تو عاجز اور بے بس ہیں۔ اس لئے تمہارا فائدہ اسی میں ہے کہ تم پیغمبر علیہ السلام کی پیروی کرو جن کا اتباع تمہیں اللہ کے عذاب سے بچا سکتا ہے۔ والحاصل انہ لا فائدۃ لکم فی ہلاکنا حتی تطلبونہ انما یفیدکم ان تتبعوا من یجیرکم من عذاب اللہ الخ (مظہری ج ۱۰ ص ۲۸) ۱۹ قل ہو الرحمن طریق تبلیغ دوم۔ فرما دیجئے عذاب سے پناہ دینے والا رحمن ہی ہے، اس لئے ہم اسی کی توحید پر ایمان لائے ہیں اور مصائب ومشکلات میں اسی پر ہمارا بھروسہ ہے۔ اے مشرکین تمہیں بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ ہدایت پر کون ہے، کیونکہ جب اللہ کا عذاب تم پر نازل ہوگا تو تمہاری آنکھیں کھل جائیں گی ۲۰ قل ارأیتم۔ آٹھویں دلیل عقلی خاص۔ معین بروزن فعیل معن سے ماخوذ ہے یعنی جاری اور بہتا ہوا۔ یا یہ عین سے اسم مفعول ہے یعنی جو آنکھوں سے نظر آئے۔ عن ابن عباس (بماء معین) ای ظاہر تراہ العیون فہو مفعول وقیل ہو من معن الماء ای کثر، فہو علی ہذا فعیل (قرطبی ج ۱۸ ص ۲۲۲) یہ بتاؤ! اگر یہ پانی زمین کی گہرائی میں چلا جائے، تو تازہ اور جاری پانی تمہیں کون لا کر دے گا؟ وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو تمہیں تازہ اور میٹھا پانی عطا فرماتا ہے تو کیا برکات دہندہ کوئی اور ہوگا؟ یہ سب اللہ کی مہربانی ہے، تمہارے خودساختہ معبود یہ کام نہیں کرسکتے۔ **موضح قرآن** ف۱ یعنی تو ان کے بتوں کو بھلا کہہ تو تیری باتوں کو پسند کریں

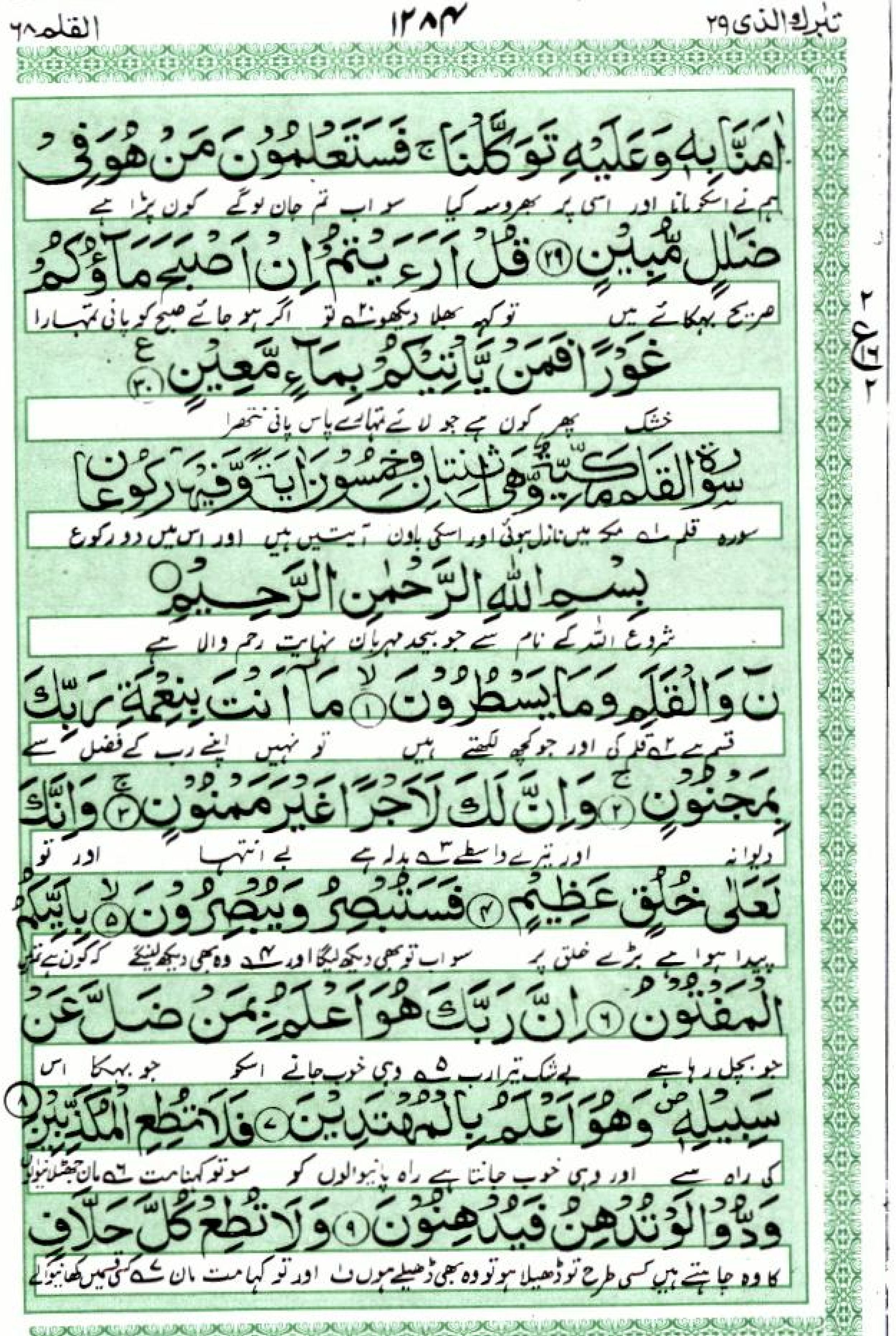

تبٰرک الذی ۲۹ ۱۲۸۴ القلم ۶۸

اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ
ہم نے اسکو مانا اور اسی پر بھروسہ کیا سو اب تم جان لوگے کون پڑا ہے
ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۹﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ
صریح بہکاوے میں تو کہہ بھلا دیکھو ۲ تو اگر ہو جائے صبح کو پانی تمہارا
غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ﴿۳۰﴾ ع
خشک پھر کون ہے جو لائے تمہارے پاس پانی نتھرا
سُوْرَةُ الْقَلَمِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثِنْتَانِ وَخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ
سورہ قلم ۱ مکے میں نازل ہوئی اور اسکی باون آیتیں ہیں اور اس میں دو رکوع
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے
نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ﴿۱﴾ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ
قسم ہے ۲ قلم کی اور جو کچھ لکھتے ہیں تو نہیں اپنے رب کے فضل سے
بِمَجْنُوْنٍ ﴿۲﴾ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ﴿۳﴾ وَاِنَّكَ
دیوانہ اور تیرے واسطے ۳ بدلہ ہے بے انتہا اور تو
لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ﴿۴﴾ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ﴿۵﴾ بِاَيِّكُمُ
پیدا ہوا ہے بڑے خلق پر سو اب تو بھی دیکھ لیگا اور ۴ وہ بھی دیکھ لینگے کہ کون ہے تم
الْمَفْتُوْنُ ﴿۶﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ
جو بچل رہا ہے بے شک تیرا رب ۵ وہی خوب جانے اسکو جو بہکا اس
سَبِيْلِهٖ ۠ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۷﴾ فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۸﴾
کی راہ سے اور وہی خوب جانتا ہے راہ پانیوالوں کو سو تو کہنا مت ۶ مان جھٹلانیوالوں
وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ﴿۹﴾ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ
کا وہ چاہتے ہیں کسی طرح تو ڈھیلا ہو تو وہ بھی ڈھیلے ہوں ف اور تو کہا مت مان ۷ کسی قسمیں کھانیوالے

۲ ع ۲

منزل ۷

سورۃ ملک میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

تبٰرک الذی بیدہ الملک۔ چھ عقلی دلیلوں سے ثابت کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں۔

سورۂ قلم

ربط سورۂ تبارک الذی میں ثابت کیا گیا تھا کہ برکات دہندہ اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اس صفت میں اس کا کوئی شریک نہیں اب سورۂ قلم میں خبردار کیا گیا کہ مشرکین کوشش کریں گے کہ آپ اس مسئلہ میں نرم ہو جائیں، تاکہ وہ بھی آپ کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کریں یا یہ کہ وہ نرم ہو رہے ہیں تاکہ آپ بھی نرم ہو جائیں ان کا مقصد یہ ہے کہ آپ بے شک اللہ تعالیٰ کو برکات دہندہ مانیں، مگر ان کے معبودوں کا ذکر نہ کریں۔ مگر آپ اس میں ہرگز نرم نہ ہوں اور مداہنت نہ کریں ودوا لو تدھن فیدھنون ٥

خلاصہ زجر، تسلیہ، دعوائے سورت، تخویف دنیوی، بشارت، تخویف اخروی۔ تعلق انتہار بابتدار۔

تفصیل

نٓ والقلم وما یسطرون ـــــ تا ـــــ فلا تطع المکذبین ٥ زجر برائے مشرکین اور تسلیہ برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ اہل علم اس پر شاہد ہیں کہ آپ مجنون نہیں ہیں، کیونکہ ایسے علوم و معارف کسی مجنون کی زبان سے نہیں نکل سکتے۔ ان مشرکین کو بہت جلد معلوم ہو جائیگا کہ دیوانہ کون ہے۔ ودوا لو تدھن فیدھنون ٥ یہ سورت کا دعویٰ ہے۔ مشرکین کی خواہش ہے کہ آپ نرمی اختیار کریں تو وہ بھی نرم ہو جائیں یا یہ کہ وہ نرمی اختیار کر رہے ہیں تاکہ آپ بھی نرم ہو جائیں ولا تطع کل حلاف مھین ـــــ تا ـــــ سنسمہ علی الخرطوم ٥ لیکن آپ ان کی کوئی بات نہ مانیں اور مسئلہ کی تبلیغ کرتے رہیں اور صاف صاف ان کے معبودوں کے برکات دہندہ ہونے کی نفی کرتے رہیں

انا بلونٰھم کما بلونا اصحٰب الجنۃ ـــــ تا ـــــ انا الی ربنا راغبون ٥ تخویف دنیوی کا ایک نمونہ۔ جس طرح ان باغ والوں کے خود ساختہ برکات دہندگان انکے باغ کو تباہی سے نہ بچا سکے اسی طرح اہل مکہ اپنے خود ساختہ برکات دہندہ معبودوں کو پکاریں کہ وہ ان سے قحط کو رفع کریں جو ہم نے ان پر مسلّط کیا ہے۔ کذلک العذاب۔ الآیۃ۔ یہ اہل مکہ کو تنبیہہ ہے کہ یہ عذاب تو دنیا میں ہے اور آخرت کا عذاب اس سے بڑا ہے۔

ان للمتقین الآیۃ۔ بشارت اخرویہ برائے مؤمنین۔ افنجعل المسلمین کالمجرمین ٥ ـــــ تا ـــــ فلیاتوا بشرکائھم ان کانوا صٰدقین ٥ زجر برائے مشرکین۔ کیا ہم مسلمانوں کو ان مجرموں کے برابر کر دینگے؟ ہرگز نہیں۔ کیا ان کے پاس کوئی کتاب ہے جس میں ان کی مرضی کی باتیں تحریر ہیں یا ہم نے ان سے کوئی وعدے کر رکھے ہیں۔ یا ان کے شرکار ہیں تو وہ انہی کا کوئی کمال دکھائیں؟ کچھ نہیں، ان میں سے کوئی بات بھی نہیں یوم یکشف عن ساق ـــــ تا ـــــ وھم سالمون ٥ یہ تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن مشرکین کو سجدہ کرنے کو کہا جائے گا تو وہ سجدہ کرنے کی کوشش کریں گے، مگر سجدہ نہیں کر سکیں گے، دنیا میں جب انکو سجدہ کرنے کا حکم دیا جاتا تھا تو وہ سجدہ نہیں کرتے تھے۔

فذرنی ومن یکذب ـــــ تا ـــــ ان کیدی متین ٥ مجھے چھوڑو! میں ان جھٹلانیوالوں کو مزید مہلت دوں گا اور پھر ان کو اچانک پکڑ لونگا۔ ام تسئلھم اجرا۔ الآیتین۔ زجر۔ کیا آپ ان سے اُجرت مانگتے ہیں جسے وہ بوجھ سمجھتے ہیں اس لئے نہیں مانتے یا ان کے پاس غیبی، علوم ہیں جن سے ان کے معبودوں کا برکات دہندہ ہونا ثابت ہوتا ہے اس لئے وہ قرآن کو نہیں مانتے اور اس سے بے نیاز ہیں؟ فاصبر لحکم ربک ـــــ تا ـــــ فجعلہ من الصٰلحین ٥ آخر میں تسلیہ برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح ابتدا میں تھا۔ فرمایا آپ مشرکین کی تکلیفوں سے تنگ آکر عجلت نہ کریں اور ابھی صبر و تحمل سے کام لیں اور ہمارے احکام کا انتظار کریں۔ مچھلی والے (حضرت یونس علیہ السلام) کی طرح جلدی نہ کریں۔ وان یکاد الذین کفروا۔ الیٰ آخرہ۔ یہ سورت کی ابتداء سے متعلق ہے۔ جب آپ قرآن کی تلاوت کرتے اور اسکی تبلیغ فرماتے ہیں تو مشرکین غضب آلود نگاہوں سے گھور کر آپ کو دیکھتے تاکہ آپ ڈر کر تبلیغ چھوڑ دیں اور پھر یہ پروپیگنڈا بھی کرتے ہیں کہ (عیاذاً باللہ) آپ مجنون ہیں، حالانکہ یہ قرآن ساری دنیا کے لئے پند و نصیحت ہے ایسی کتاب کسی دیوانے سے صادر نہیں ہو سکتی جو علم و حکمت اور عبرت و موعظت سے لبریز ہو۔

۲ نٓ والقلم ـــــ تا ـــــ لعلیٰ خلق عظیم ٥ تسلیہ برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ والقلم مع معطوف قسم ہے اور ما انت بنعمۃ ربک بمجنون جواب قسم ہے اور اس کے بعد کا مضمون متأنف ہے ما یسطرون سے مراد کراماً کاتبین ہیں یا اہل علم مراد ہیں جو علوم دین کو قید تحریر میں لاتے ہیں۔ ای الحفظۃ الذین یکتبون اعمال بنی آدم او العلماء الذین یکتبون علوم الدین (مظہری ج ۱۰ ص ۳۰) قلم جس سے علوم دین

جاتے ہیں نیز علماء دین اس پر گواہ ہیں کہ آپؐ بحمد اللہ تعالیٰ مجنون نہیں ہیں، کیونکہ آپ کی باتیں علم و حکمت سے لبریز ہوتی ہیں اور دیوانوں سے ایسی باتوں کا صدور نہیں ہو سکتا۔ نیز آپ نے جو قرآن پیش کیا ہے وہ علوم و معارف کا خزینہ اور اپنی لفظی اور معنوی خوبیوں کے اعتبار سے معجز اور بے مثل ہے۔ کیا کوئی دیوانہ بھی ایسی کتاب لا سکتا ہے ؟

۳ہ وان لك۔ آپ اپنے کام میں ثابت قدم رہیں، راہ حق اور تبلیغ توحید میں آپ نے جو شدائد برداشت کئے ہیں ان کا آپ کو ایسا اجر و ثواب ملے گا جو کبھی ختم نہیں ہوگا۔ ای ثوابا علی ما تحملت من اثقال النبوة (قرطبی ج ۱۸ ص ۲۲۶) وانك لعلی خلق عظیم ؀ خلق سے اخلاق و عادات مراد ہیں آپ کے خلق کو "عظیم" فرمایا، کیونکہ آپ کی ذات گرامی میں تمام مکارم اخلاق علی الوجہ الاتم موجود تھے اور آپ قرآنی اخلاق و آداب کا مجسّم نمونہ تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جب آپ کے خلق کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کان خلقه القرآن کہ آپ کا خلق قرآن ہے یعنی آپ کے تمام اعمال و افعال اور اخلاق و عادات قرآنی تعلیم کے عین مطابق تھے۔ یا خلق سے دین اسلام مراد ہے جو تمام دینوں سے افضل اور خدا کے یہاں سب سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ یہ حضرت ابن عباس رضؓ اور مجاہدؒ سے منقول ہے۔ قال ابن عباس ومجاهد: علی خلق علی دین عظیم من الادیان لیس دین احب الی الله تعالیٰ ولا ارضی عنده منه (قرطبی ج ۱۸ ص ۲۲۷) وهو دین الاسلام (مظہری ج ۱۰ ص ۲۱)

۴ہ فستبصر ویبصرون۔ یہ مشرکین پر زجر ہے۔ المفتون مصدر ہے۔ یعنی الفتنة بمعنی الجنون (روح) بہت جلد دنیا ہی میں جب اسلام کو غلبہ حاصل ہو جائے گا اور یہ صنادید کفر اور اراکین شرک مسلمانوں کے ہاتھوں مغلوب و مقہور ہوں گے تو ان کا سارا غرور خاک میں مل جائے گا اس وقت آپ بھی مشاہدہ کر لیں گے اور وہ خود بھی دیکھ لیں گے کہ حقیقت میں دیوانہ اور مجنون کون ہے ؟

حاصل یہ ہے کہ اس وقت انہیں معلوم ہو جائے گا کہ حقیقت میں دیوانے تو وہ خود ہیں۔ جنہوں نے دین حق سے اعراض کر کے دنیا اور آخرت میں ذلت و رسوائی مول لی اور اللہ کے سچے پیغمبر علیہ السلام کو جھوٹے طعنوں کا نشانہ بناتے رہے۔

۵ہ ان ربك۔ اللہ تعالیٰ دونوں جماعتوں کو خوب جانتا ہے جو سیدھی راہ سے گمراہ ہیں ان کو بھی جانتا ہے اور جو لوگ سیدھی راہ پر گامزن ہیں ان کو بھی، وہ دنیا و آخرت میں ہر ایک کے ساتھ اس کے حال کے موافق معاملہ فرمائے گا۔ جو لوگ حق سے منحرف ہیں حقیقت میں وہی مجانین ہیں اور اہل ایمان کمال عقل سے متّصف ہیں کیونکہ انہوں نے سیدھی راہ اختیار کی ہے۔

۶ہ فلا تطع المکذبین۔ فا تفریعیّہ ہے۔ جب یہ بات واضح ہو گئی کہ آپ بحمد اللہ مجنون نہیں ہیں، بلکہ یہ آپ کے مخالفین مجانین ہیں۔ اسلئے آپ ان حق کا انکار کرنے والوں کی اطاعت نہ کریں اور ان کی کوئی بات نہ مانیں۔

ودوا لو تدهن فیدهنون۔ یہ سورت کا دعویٰ ہے۔ فیدهنون تمنی کا جواب نہیں ورنہ فیدهنوا ۔۔۔۔۔ ہوتا۔ اس لئے یہ اصل میں فهم یدهنون ہے۔ مشرکین کی تمنّا اور خواہش ہے کہ آپ توحید کے معاملے میں نرم ہو جائیں یعنی ان کو شرک سے نہ روکیں اور ان کے معبودوں کی عاجزی اور بے بسی کا ذکر نہ کیا کریں، ویسے خود بڑی خوشی سے اپنے معبود کی عبادت کریں اور اس کے صفات و کمالات بیان کیا کریں اور اس کو برکات دہندہ سمجھیں لیکن ان کے معبودوں کو کچھ نہ کہیں اور یہ صراحت نہ کریں کہ وہ برکات دہندہ نہیں ہیں۔ تو اس صورت میں وہ بھی نرم ہو جائیں گے اور آپ پر طعن نہیں کرینگے اور نہ آپ کو تبلیغ اور خدائے واحد کی عبادت سے روکیں گے یا مطلب یہ ہے کہ وہ تو اب نرم ہو رہے ہیں اس خواہش میں کہ شاید آپ بھی نرم ہو جائیں۔ مگر یاد رکھئے مسئلۂ توحید میں ادنیٰ مداہنت کی بھی اجازت نہیں۔ آپ اس میں نرم نہ ہونا اور صاف صاف بیان کرنا کہ تمہارے خود ساختہ معبود عاجز ہیں اور کچھ نہیں کر سکتے۔ ای فهم یدهنون حینئذ او فهم الان یدهنون طمعا فی ادهانك (روح ج ۲۹ ص ۲۶)

۷ہ ولا تطع کل حلاف۔ اعادۂ صیغۂ نہی بُعد عہد کی وجہ سے ہے۔ حلّاف بات بات پر جھوٹی قسمیں کھانے والا دنیوی کاموں میں بھی اور دینی امور میں بھی مثلاً غیر اللہ کو پکارتا ہے اور پھر قسمیں کھاتا ہے کہ میں نے اپنے فلاں معبود کو پکارا تھا اس لئے میرا کام ہو گیا۔ مهین گھٹیا اور پست ذہنیت رکھنے والا۔ همّاز۔ اہل توحید کی عیب چینی کرنے والا۔ مشاء بنمیم۔ اہل توحید کی چغلی کھانے والا۔ مناع للخیر۔ بھلائی سے روکنے والا۔ معتد حد سے گذرنے والا۔ اثیم بہت بڑا مجرم۔ عتل بد زبان، کج خلق بعد ذلك یعنی اس کے علاوہ زنیم شر و فساد میں معروف۔ من الروح والبیضاوی۔

یہ مکذبین کی صفات ہیں جنکی بات ماننے سے آپ کو منع کیا گیا ہے۔ ان کان ذا مال وبنین۔ لامِ تعلیلیہ مقدر ہے۔ ای لان کان اور یہ لا تطع کی علت ہے۔

حاصل یہ ہے کہ ایسی برائیوں کے حامل کی اس لئے بھی اطاعت نہ کر کہ وہ بڑا مال دار اور کثیر آل اولاد والا ہے۔ ان کی باتوں کی پرواہ مت کر اور اپنا کام "تبلیغ کئے جا۔"

۵ اذا تتلی علیه۔ یہ شکوی ہے، جب ایسے ذمیم اور بہر بدی موصوف کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہہ دیتا ہے کچھ نہیں یہ تو محض گذشتہ لوگوں کے قصے کہانیاں ہی ہیں۔ سنسمه علی الخرطوم۔ ان بدقماشوں کے لئے وعید ہے دنیوی۔ یہ لوگ پیغمبر علیہ السلام کے اتباع سے ناک بھوں چڑھاتے اور آپ کی پیروی میں شرم و عار محسوس کرتے۔ اس لئے ہم دنیا ہی میں ان کو ذلیل و رسوا کرکے ان کی بڑائی خاک میں ملا دیں گے اس طرح یہ تذلیل و تحقیر سے کنایہ ہے۔ وقیل المعنی سنلحق به عارا وسبة حتی یکون کمن وسم علی انفه (قرطبی ج ۱۸ ص ۲۳۷) یا یہ وعید اخروی ہے یعنی جس ناک سے وہ پھول پھول کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیروی سے ناک کٹتی ہے قیامت کے دن ہم اس کی وہی ناک کاٹیں گے اور جہنم کی آگ میں اس کو داغ دینگے۔ وقال بعض هو فی الاخرة ومن القائلین بان هذا وعید بامر یکون فیها من قال هو تعذیب بنار علی انفه فی جهنم (روح ج ۲۹ ص ۲۹) تنبیه۔ یہ آیتیں کسی مخصوص آدمی کے حق میں نہیں ہیں، بلکہ اس سے تمام وہ کفار مراد ہیں جو ان اوصاف سے متصف ہوں۔ شان نزول میں مخصوص شخص کے ذکر کا مطلب یہ ہے کہ وہ مخصوص فرد بھی اس میں شامل ہے، یہ مطلب نہیں کہ یہ آیتیں اس کے ساتھ مخصوص ہیں اور کسی اور کو شامل نہیں ہیں

۹ انا بلونهم۔ یہ تخویف دنیوی کا نمونہ ہے ضمیر منصوب اہل مکہ سے کنایہ ہے۔ "اصحاب الجنۃ" سے گذشتہ زمانے کے وہ بھائی مراد ہیں جنہوں نے ایک نہایت عمدہ باغ اپنے باپ سے وراثت میں پایا تھا۔ صنعاء الیمن کے قرب و جوار میں ایک شخص رہتا تھا جس کا ایک بہت اچھا باغ تھا جس میں ہر قسم کے میووں اور پھلوں کے درخت تھے یہ شخص بہت نیک تھا اور صرف خدا ہی کو برکات دہندہ سمجھتا تھا باغ کی پیداوار میں سے دل کھول کر خدا کی راہ میں خرچ کرتا اور مساکین کو کھلاتا تھا۔ مساکین صبح صبح ہی اس کے باغ میں پہنچ جاتے اور پھل توڑ کر ان کو کھلاتا اور ساتھ لے جانے کے لئے بھی دیتا اس کی وفات ہوئی تو اس کے بیٹوں نے سوچا کہ ہمارا باپ کوئی عقلمند نہیں تھا۔ وہ اپنی دولت فضول مسکینوں اور غریبوں میں بانٹ دیتا تھا اب انہوں نے فیصلہ کیا کہ وہ راتوں رات ہی پھل توڑ کر لے آئیں

مَّهِينٍ ⑩ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيمٍ ⑪ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ

بیقدر کا طعنے دے چغلی کھاتا پھرے بھلے کام سے روکے حد سے بڑھے

أَثِيمٍ ⑫ عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ ⑬ أَن كَانَ ذَا مَالٍ

بڑا گنہگار اجڈ ان سب کے پیچھے بدنام ف۱ اس واسطے کہ رکھتا ہے مال

وَبَنِينَ ⑭ إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ ءَايَٰتُنَا قَالَ أَسَٰطِيرُ ٱلْأَوَّلِينَ ⑮

اور بیٹے ف۲ جب سنائے شے اس کو ہماری باتیں کہے یہ نقلیں ہیں پہلوں کی

سَنَسِمُهُۥ عَلَى ٱلْخُرْطُومِ ⑯ إِنَّا بَلَوْنَٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ

اب داغ دینگے ہم اسکو سونڈ پر ف۳ ہم نے ان کو جانچا ف۴ ہے جیسا جانچا تھا

أَصْحَٰبَ ٱلْجَنَّةِ إِذْ أَقْسَمُوا۟ لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِينَ ⑰

باغ والوں کو جب ان سب ف۵ نے قسم کھائی کہ اسکا میوہ توڑینگے صبح ہوتے

وَلَا يَسْتَثْنُونَ ⑱ فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّن رَّبِّكَ

اور انشاء اللہ نہ کہا ف۶ پھر پھیرا کر گیا ف۱۱ اس پر کوئی پھیرے والا تیرے رب کی طرف سے

وَهُمْ نَآئِمُونَ ⑲ فَأَصْبَحَتْ كَٱلصَّرِيمِ ⑳ فَتَنَادَوْا۟

اور وہ سوتے ہی رہے پھر صبح تک ہو رہا جیسے ٹوٹ چکا ف۵ پھر آپس میں

مُصْبِحِينَ ㉑ أَنِ ٱغْدُوا۟ عَلَىٰ حَرْثِكُمْ إِن كُنتُمْ

بولے صبح ہوتے کہ سویرے چلو اپنے کھیت پر اگر تم

صَٰرِمِينَ ㉒ فَٱنطَلَقُوا۟ وَهُمْ يَتَخَٰفَتُونَ ㉓ أَن

توڑنا ہے پھر چلے اور آپس میں کہتے تھے چپکے چپکے کہ

لَّا يَدْخُلَنَّهَا ٱلْيَوْمَ عَلَيْكُم مِّسْكِينٌ ㉔ وَغَدَوْا۟

اندر نہ آنے پائے اس میں آج تمہارے پاس کوئی محتاج اور سویرے چلے

عَلَىٰ حَرْدٍ قَٰدِرِينَ ㉕ فَلَمَّا رَأَوْهَا قَالُوٓا۟ إِنَّا

لپکتے ہوئے زور کے ساتھ پھر جب اسکو ف۱۲ دیکھا بولے ہم

موضح قرآن ف۱ یہ کافر کے وصف ہیں آدمی اپنے اندر دیکھے اور یہ خصلتیں چھوڑے بدنام یعنی بدی کر مشہور ف۲ یعنی دنیا میں طالع مند ہے ف۳ کہتے ہیں یہ ولید بن مغیرہ تھا قریش میں ایک سردار ناک پر داغ شاید دنیا میں پڑا ہو یا آخرت میں پڑے گا جلنے کا ۱۲ منہ رحمہ اللہ ف۴ پانچ بھائی تھے ان کا باپ چھوڑ مرا ایک باغ میوے کا اس کی پیدائش سے سارا گھر آسودہ تھا جس دن میوہ توڑنا ٹھہرتا شہر کے فقیر سب جمع ہو آتے سب کو کچھ کچھ دیتا اسی سے برکت تھی پیچھے بیٹوں نے سمجھا کہ اتنا جو فقیر لے جاویں اپنا ہی کام آوے پھر مشورہ کیا کہ سویرے ہی توڑ کر گھر لے آویں فقیر جاوینگے تو وہاں کچھ بھی نہ پاوینگے اور اس پر ایسا یقین کیا کہ انشاء اللہ بھی نہ کہا ۱۲ منہ رحمہ اللہ ف۵ رات کو آگ لگی یا دہاڑ ن پڑی سب صاف ہو رہا

مفاتح الرحمن ف۱ یعنی سنت اللہ آنست کہ مردم بد اصل غالباً متصف بایں صفات رذیلہ باشند ۱۲۔

لَضَآلُّوْنَ ﴿٢٦﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿٢٧﴾ قَالَ اَوْسَطُهُمْ
تو راہ بھول آئے ف۱ نہیں ہماری تو قسمت پھوٹ گئی بولا بھلا ان کا

اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ ﴿٢٨﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَآ
میں نے تم کو نہ کہا تھا کہ کیوں نہیں پاکی بولتے ف۲ اللہ کی بولے ف۱۳ پاک ذات ہے ہمارا رب

اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿٢٩﴾ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ
کہ ہم ہی تقصیر وار تھے پھر منہ کر کر ایکدوسرے کی طرف لگے

يَّتَلَاوَمُوْنَ ﴿٣٠﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ﴿٣١﴾
الاہنا دینے بولے ہائے خرابی ہماری ہم ہی تھے حد سے بڑھنے والے

عَسٰى رَبُّنَآ اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَآ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا
شاید ہمارا رب بدل دے ہم کو اس سے بہتر ہم اپنے رب سے

رٰغِبُوْنَ ﴿٣٢﴾ كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ
آرزو رکھتے ہیں یوں آتی ہے ف۱۴ آفت اور آخرت کی آفت تو

اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿٣٣﴾ ع اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ
سب سے بڑی ہے اگر ان کو سمجھ ہوتی البتہ ف۱۵ ڈرنے والوں کو

رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿٣٤﴾ اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ
ان کے رب کے پاس باغ ہیں نعمت کے کیا ہم کر دینگے ف۱۶ حکم برداروں کو

كَالْمُجْرِمِيْنَ ﴿٣٥﴾ ؕ مَا لَكُمْ ۥ وقفہ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿٣٦﴾ ج اَمْ
برابر گنہگاروں کے کیا ہو گیا تمکو کیسے ٹھہراتے ہو بات کیا

لَكُمْ كِتٰبٌ فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ ﴿٣٧﴾ لا اِنَّ لَكُمْ فِيْهِ لَمَا
تمہارے پاس ف۱۷ کوئی کتاب ہے جس میں پڑھ لیتے ہو اس میں ملتا ہے تم کو جو تم

تَخَيَّرُوْنَ ﴿٣٨﴾ ج اَمْ لَكُمْ اَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ اِلٰى
پسند کر لو کیا تم نے ہم سے قسمیں لے لی ہیں ٹھیک پہنچنے والی

۱ ع ۳۳ ۲ وقف لازم

کہ جب مساکین وہاں پہنچیں تو وہ پھل سمیٹ کر واپس آ چکے ہوں۔ ایک کے سوا یہ تمام بھائی مشرک تھے اور اپنے خود ساختہ معبودوں کو برکات دہندہ سمجھتے تھے چنانچہ انہوں نے قسمیں کھا کر یہ فیصلہ کیا اور جب وہ یہ فیصلہ کر رہے تھے اس وقت وہ استثنا نہیں کر رہے تھے یعنی شرک سے اللہ تعالیٰ کی تقدیس وتنزیہ نہیں کر رہے تھے اور برکات دینے میں اللہ کو وحدہٗ لاشریک نہیں سمجھ رہے تھے اور انہیں یہ خیال نہیں آ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی مشیت کے بغیر وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ قال ابوصالح: کان استثنائهم قولهم سبحان الله ربنا (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۴۱) مگر ان میں سے ایک جو علم وفہم اور عقل واعتقاد کے اعتبار سے سب پر فائق تھا اس نے ان کو اس حرکت سے منع کیا تھا اور انہیں سمجھایا تھا کہ وہ خدا کی تسبیح وتقدیس کریں اور اللہ کے سوا کسی اور کو برکات دہندہ نہ سمجھیں مگر انہوں نے اس کی ایک نہ سنی۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے ان کے باغ میں پہنچنے سے پہلے ہی اسکو آفت سماویہ سے تباہ و برباد کر دیا۔ فرمایا ہم نے ان باغ والوں کو دنیوی نعمتوں سے مالا مال کر کے آزمایا۔ مگر انہوں نے ناشکری کی اور اللہ کے سوا اوروں کو برکات دہندہ سمجھنے لگے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کو ان نعمتوں سے محروم کر دیا گیا اسی طرح اہل مکہ کو ہم نے تمام دنیوی نعمتیں اور آسائشیں دیں اور سب سے بڑی نعمت ہم نے ان کو یہ عطا کی کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وعلیہم وسلم کو ان میں مبعوث فرمایا مگر انہوں نے ان تمام نعمتوں کی بے قدری اور ناشکری کی اور اپنے معبودان باطلہ کو برکات دہندہ سمجھا تو ہم نے ان پر سخت ترین قحط مسلط کر دیا ہے ف۱۰ اذا قسموا۔ انہوں نے قسمیں کھا کر پختہ فیصلہ کر لیا کہ بالکل علی الصبح باغ میں پہنچ کر پھل توڑ لیں گے۔ مقصد یہ تھا کہ مساکین کے پہنچنے سے پہلے ہی اپنا کام ختم کر کے واپس آ جائیں۔ ولا یستثنون ای ولا یسبحون بقرینۃ لولا تسبحون۔ اور قالوا سبحان ربنا۔ یعنی وہ شرک سے اللہ تعالیٰ کی تنزیہ وتقدیس نہیں کر رہے تھے اور برکات دہندہ ہونے میں اللہ تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک نہیں مانتے تھے بلکہ اپنے خود ساختہ معبودوں کو بھی برکات دہندہ سمجھتے تھے ف۱۱ فطاف علیہا۔ طائف سے جبریل علیہ السلام مراد ہیں جو عذاب الٰہی لے کر آئے تھے۔ یہ فیصلہ کر کے وہ سو گئے، رات کو اللہ نے اس پر ایسا عذاب نازل فرمایا کہ سارا باغ تباہ و برباد ہو گیا اور زمین اس طرح صاف ہو گئی جس طرح وہاں سے سب کچھ کاٹ لیا گیا ہو۔ فتنادوا مصبحین۔ صبح ہونے کو ہوئی تو سب نے ایکدوسرے کو آواز دی کہ پھل توڑنا ہے تو جلدی جلدی باغ میں پہنچو۔ چنانچہ سب روانہ ہوئے اور آہستہ آہستہ ایکدوسرے سے کہتے جا رہے تھے کہ آج کوئی مسکین ہمارے قریب نہ آنے پائے وغدوا علی حرد قدرین۔ حرد ای روکنا اور نہ دینا۔ چنانچہ جب وہ وہاں پہنچے تو وہ خوش تھے اور اپنے زعم میں سمجھ رہے تھے کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہیں اور آج وہ مسکینوں کو کچھ بھی نہیں دینگے ف۱۲ فلما رأوها۔ جب وہ باغ کی جگہ پہنچے تو اسے اجڑا ہوا دیکھ کر بولے رات کے اندھیرے میں ہم راستہ بھول گئے ہیں اور اپنے باغ کے بجائے

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بوستان دیگر است بوستان ما نیست ۱۲۔ ف۲ یعنی رجوع بسجدا کنید ۱۲۔

کسی دوسری جگہ پہنچ گئے بل نحن محرومون لیکن جب انہوں نے آس پاس کے کھیتوں اور زمینوں کا بغور جائزہ لیا تو سمجھ گئے کہ یہ جگہ تو ہمارے ہی باغ کی ہے اور ہم راستہ نہیں بھولے بلکہ اللہ نے اس کو اجاڑ کر ہمیں اس کے پھل سے محروم کر دیا ہے قال اوسطھم۔ اب ان میں جو سب سے اچھا بھائی تھا، وہ بولا: کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم خدا کی تسبیح و تقدیس کیوں نہیں کرتے ہو اور برکات دینے میں اس کو وحدہ لا شریک کیوں نہیں سمجھتے ہو؟ **۱۳** قالوا سبحٰن ربنا۔ اب ان کے ہوش ٹھکانے آئے اور فوراً بول اٹھے ہمارا پروردگار شرک سے پاک ہے بے شک ہم غیر اللہ کو برکات دہندہ سمجھ کر اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے۔ فاقبل بعضھم اب وہ ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے اور آخر انہوں نے اعتراف کر لیا کہ انہوں نے جو کچھ بھی کیا ہے وہ حدود اللہ سے تجاوز تھا۔ عسٰی ربنا ان یبدلنا۔ ہم اپنے کئے پر نادم ہیں اور اپنے پروردگار سے امید رکھتے ہیں کہ اب جبکہ ہم اپنے کئے سے توبہ کر چکے ہیں، وہ ہمیں اس کے عوض بہتر باغ عطا فرمائیگا کیونکہ اب ہم توبہ کر کے اللہ کی طرف راغب ہو چکے ہیں اور اس کی بارگاہ سے عفو و درگذر کی امید رکھتے ہیں **۱۴** کذلك العذاب۔ یہ اہل مکہ کو تنبیہ ہے یعنی دنیا کا عذاب ایسا ہے جس میں تم کو مبتلا کیا گیا ہے اور آخرت کا عذاب اس سے بھی زیادہ سخت اور ہولناک ہے۔ اگر وہ اس حقیقت کو جان لیں تو کفر و شرک اور تکذیب و انکار سے باز آ جائیں **۱۵** ان للمتقین یہ مومنوں کے لئے بشارت اخرویہ ہے۔ جو لوگ کفر و شرک سے بچنے والے ہیں ان کے لئے نعمتوں کے باغ ہیں جہاں انھیں ہر قسم کی راحت و آسائش اور ہر نعمت میسر ہو گی۔ **۱۶** افنجعل المسلمین۔ یہ مشرکین پر زجر ہے۔ مشرکین جب آخرت اور جنت و دوزخ کا ذکر سنتے تو کہتے اگر بالفرض قیامت آ بھی گئی تو ہمارا اور مسلمانوں کا حال بعینہٖ وہی ہوگا جو آج دنیا میں ہے یعنی ہم ان سے زیادہ دولت و ثروت کے مالک ہونگے اور انکو ہم پر کوئی فوقیت اور بڑائی حاصل نہیں ہو گی بلکہ زیادہ سے زیادہ وہ ہمارے برابر ہی ہونگے اس پر ارشاد فرمایا: کیا ہم مسلمانوں کو ان سرکش اور باغی و طاغی مجرموں کے برابر کر دیں گے؟ ہرگز نہیں، ایسا نہیں ہوگا۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے تم کیسی بے تکی اور بے عقلی کی باتیں کرتے ہو۔ استفہام انکاری ہے **۱۷** ام لکم کتٰب۔ خطاب مشرکین سے ہے۔ کیا تمہارے پاس کوئی آسمانی کتاب ہے جس میں تم پڑھتے ہو کہ اس میں تمہاری مرضی کی باتیں موجود ہیں یعنی کیا اس میں لکھا ہے کہ ان کے معبود برکات دہندہ ہیں یا یہ کہ قیامت کے دن مسلمان ان کے برابر ہوں گے؟ ام لکم ایمان

يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۙ اِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۹﴾ سَلْهُمْ اَيُّهُمْ

قیامت کے دن تک کہ تمکو ملے گا جو کچھ تم ٹھہراؤ گے پوچھ ان سے ش۱ کونسا ان

بِذٰلِكَ زَعِيْمٌ ۚ ﴿۴۰﴾ اَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ ۚ فَلْيَاْتُوْا

میں اس کا ذمہ لیتا ہے کیا ان کے واسطے ف۱ کوئی شریک ہیں پھر تو چاہیئے لے آئیں

بِشُرَكَآئِهِمْ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ﴿۴۱﴾ يَوْمَ يُكْشَفُ

اپنے اپنے شریکوں کو اگر وہ سچے ہیں جسدن ش۲ کھولی جائے

عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۴۲﴾

پنڈلی اور وہ بلائے جائیں سجدہ کرنے کو پھر نہ کر سکیں

خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ وَقَدْ كَانُوْا

جھکی پڑتی ہونگی ف۱ انکی آنکھیں چڑھی آتی ہوگی ان پر ذلت اور پہلے ان

يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَذَرْنِيْ

کو بلاتے رہے سجدہ کرنے کو اور وہ تھے اچھے خاصے ف۲ اب چھوڑ دے مجھ

وَمَنْ يُّكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ ؕ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ

کو اور انکو جو کہ جھٹلائیں اس بات کو اب ہم سیڑھی سیڑھی اتارینگے

مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۴﴾ ۙ وَاُمْلِيْ لَهُمْ ؕ اِنَّ كَيْدِيْ

ان کو جہاں سے انکو پتہ بھی نہیں اور انہیں ڈھیل دیئے جاتا ہوں بے شک میرا داؤ

مَتِيْنٌ ﴿۴۵﴾ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ

پکا ہے کیا تو مانگتا ہے ف۱ ان سے کچھ حق سو ان پر تاوان کا بوجھ

مُّثْقَلُوْنَ ﴿۴۶﴾ اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿۴۷﴾

پڑ رہا ہے کیا ان کے پاس خبر ہے غیب کی سو وہ لکھ لاتے ہیں

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ

اب تو استقلال ف۲ سے راہ دیکھتا رہ اپنے رب کے حکم کی اور مت ہو جیسا وہ ف۳ مچھلی والا

مع ۱۵ عندا المتقدمین ۱۲

وقف لازم

موضح قرآن ف۱ پہلے اپنا مکان پہچانا کہ کہیں اور جا نکلے۔ پیچھے سمجھا کہ ہم بدنصیب ہوئے۔ ف۲ یعنی اللہ کی طرف سے سمجھے یہ نعمت اور فقیر سے دریغ نہ رکھتے۔ ف۳ حشر کے دن ہر امت جس کو پوجتے تھے اس کے ساتھ جاوینگے مسلمان کھڑے رہ جاوینگے پروردگار آویگا۔ جس صورت میں نہ پہچانیں گے فرماوے گا میں تمہارا رب ہوں میرے ساتھ آؤ کہیں گے نعوذ باللہ ہمارا رب آویگا تو ہم پہچان لینگے فرماویگا کچھ اسکا نشان جانتے ہو کہینگے جانتے ہیں پھر ظاہر ہوگا انکی پہچان کیموافق اور پنڈلی کھولیگا تو سجدے میں گرینگے جو سچی نیت سے سجدہ نہ کرتا تھا اسکی پیٹھ نہ مڑے گی الٹا گریگا۔ یہ انکا اعتقاد توحید آزمانے کو تھا کہ صورت پوجنے کو کیسے بیزار ہیں ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمٰن ف۱ ایں کلمہ کنایت است از شدت حال ف۲ و ف۳ یعنی یونس علیہ السلام ۱۲

یا ہم نے تمہارے ساتھ پختہ وعدے کر رکھے ہیں جن کو پورا کرنا قیامت تک ہمارے ذمہ ہے اور جو کچھ تم کہہ رہے ہو، ہم اس کو ضرور پورا کریں گے کہ قیامت کے دن تم مسلمانوں کے برابر ہو گے (بالغة) ای ثابتة لکم الی یوم القیامة لا تخرج عن عهدتها الا یومئذ اذا حکمنا لکم و اعطیناکم ما تحکمون (روح ج ۲۹ ص ۳۴)

۱۸ھ سلهم۔ خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے، فرمایا آپ ان دعویداروں سے سوال تو کریں کہ ان کے اس دعوے کا ضامن کون ہے کہ قیامت کے دن ان کا انجام بھی ویسا ہی ہو گا جیسا کہ مسلمانوں کا ہو گا۔ ای سل یا محمد هؤلاء المتقولین علی ایهم کفیل بما تقدم ذکرہ وهو ان لهم من الخیر ما للمسلمین (قرطبی ج ۱۸ ص ۲۴۷)

۱۹ھ ام لهم شرکاء۔ اچھا اگر مذکورہ بالا باتوں میں سے کوئی بات نہیں تو کیا ان کے شرکاء ہیں جو ان کے اس دعوے کو صحیح کر دکھائیں گے تو وہ اپنے ان شرکاء کو لے آئیں اور ان کا کوئی کمال تو دکھائیں جس سے ثابت ہو کہ وہ واقعی برکات دہندہ ہیں۔

۲۰ھ یوم یکشف۔ یہ تخویف اخروی ہے۔ الکشف عن ساق، پنڈلی کھولنا شدتِ امر اور صعوبتِ کار سے کنایہ ہے کیونکہ جب انسان کوئی کٹھن کام کرتا ہے تو پنڈلی سے تہبند سمیٹ لیتا ہے۔ قیامت کے دن جب شدتِ ہول اور افراتفری کا دور دورہ ہو گا اس وقت ان مشرکین سے سجدہ کرنے کو کہا جائے گا تو وہ فوراً سجدہ کرنے کے لئے جھکنے کی کوشش کریں گے مگر ان کی پیٹھوں کو تختوں کی مانند سخت کر دیا جائے گا اور وہ سجدہ نہیں کر سکیں گے۔ ان کی آنکھیں جھکی ہوں گی اور ان کے چہروں پر ذلت و رسوائی کے آثار نمایاں ہوں گے۔ مومنوں کے چہرے روشن اور درخشاں ہوں گے لیکن کفار و مشرکین کے چہرے نہایت سیاہ ہوں گے۔ دنیا میں ان کو خدائے واحد کی بارگاہ میں سجدہ کرنے کی دعوت دی جاتی تھی تو وہ اکڑتے تھے حالانکہ اس وقت وہ صحیح سالم تھے اور سجدہ کر سکتے تھے۔ دنیا میں وہ سجدہ سے استکبار کرتے تھے تو قیامت میں بھی ان کو سجدہ کرنے کی استطاعت سے محروم کر دیا جائے گا۔

۲۱ھ فذرنی۔ یہ سزا دینے پر تمکن و قدرت سے کنایہ ہے۔ مجھے چھوڑو تو سہی میں ان جھٹلانے والوں کے لئے کافی ہوں اور میں ان کو ٹھیک کر لونگا۔ ہم ان کو مہلت دیں گے اور ان کو نعمتوں سے نوازیں گے اور ان کو معلوم بھی نہ ہو گا کہ یہ ان کے لئے استدراج ہے اور پھر ہم ان کو اچانک پکڑ لیں۔ میری تدبیر ایسی محکم ہے کہ کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی کید سے مراد انتقام ہے بصورت انعام و امہال فالکید من اللہ الانتقام بصورة الانعام (مظہری ج ۱۰ ص ۴۳)

۲۲ھ ام تسئلهم۔ یہ معاندین کیوں نہیں مانتے، کیا آپ تبلیغ و ارشاد پر ان سے کوئی معاوضہ طلب کرتے اور وہ اس تاوان کو بوجھ سمجھ کر آپ سے اعراض کرتے ہیں؟ استفہام انکاری ہے یعنی ایسا نہیں ہے۔ آپ ان سے کسی معاوضہ یا مالی تعاون کا مطالبہ نہیں کرتے، تو پھر ان کے انکار وجحود کی کیا وجہ ہے؟ ام عندهم الغیب یا ان کے پاس غیب سے علم آتا ہے جس میں یہ لکھا ہے کہ ان کے معبود برکات دہندہ ہیں جسے وہ لکھ لیتے ہیں اور پھر اس کے مطابق من مانی باتیں کرتے رہتے ہیں اور اس کی وجہ سے آپ کے علم سے بے نیاز ہیں اور اسی لئے آپ کو نہیں مانتے؟ استفہام انکاری ہے۔ یعنی ایسا نہیں ہے (ام عندهم الغیب فهم یکتبون) ما یحکمون بہ ویستغنون بذلك من علمك (روح ج ۲۹ ص ۳۷)

حاصل یہ ہے کہ آپ ان کو بلا معاوضہ توحید کی دعوت دیتے ہیں اور وہ محض جہالت اور ضد و عناد کی وجہ سے آپ کی تکذیب کر رہے ہیں۔

۲۳ھ فاصبر۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیہ ہے۔ آپ مشرکین کی تکذیب اور ایذاء سے تنگ آکر کوئی اقدام نہ کریں بلکہ صبر و تحمل سے سب کچھ برداشت کریں اور اللہ کے حکم کا انتظار کریں اور مچھلی والے (حضرت یونس علیہ السلام) کی مانند نہ ہوں، ورنہ کسی اور مصیبت میں گرفتار ہو جائیں گے۔ جس طرح یونس علیہ السلام نے عجلت سے کام لیا اور احوال و قرائن سے ہجرت کا جواز سمجھ کر اللہ کے حکم کا انتظار کئے بغیر ہی شہر سے نکل کھڑے ہوئے تو ہم نے بطور تنبیہ ان کو مچھلی کے پیٹ میں قید کر دیا، جہاں انہوں نے کرب و الم کی حالت میں ہم سے فریاد کی اور اپنی لغزش کا اعتراف کیا تو ہم نے محض اپنی رحمت سے ان کو رنج و الم سے نجات دی مکظوم۔ مغموم و مکروب۔

۲۴ھ لولا ان تدارکہ۔ اگر اللہ کی نعمت و رحمت اس کی دستگیری نہ کرتی تو اسے کرامت و حرمت سے محروم کر کے چٹیل میدان میں پھینک دیا جاتا، لیکن اللہ کی رحمت نے اس کی دستگیری کی، تو اللہ نے ان کے اعتراف اور تسبیح کی بدولت ان کے درجات میں مزید ترقی عطا فرمائی اور ان کو کاملین میں داخل فرمایا۔ یہاں تک کہ اس کے بعد کوئی ان سے خلافِ اولیٰ کام سرزد نہ ہوا (من الصلحین) من الکاملین فی الصلاح

بان عصمه من ان یفعل ما ترکه اولی (بیضاوی ج ۲ ص ۳۹۳) **۲۵** و ان یکادوا۔ یہ سورت کی ابتداء سے متعلق ہے۔ جب آپ قرآن کی تلاوت فرماتے اور توحید کی تبلیغ اور صرف اللہ کے برکات دہندہ ہونے کا اعلان کرتے ہیں، تو مشرکین قہر آلود نگاہوں سے آپ کو گھورتے ہیں تاکہ آپ مرعوب ہو کر تبلیغ کا کام چھوڑ دیں اور آپ کو مجنون بھی کہتے ہیں، مگر آپ ثابت قدم رہیں اور تبلیغ کا کام کئے جائیں۔ اللہ آپ کا حافظ و ناصر ہے السدی و سعید بن جبیر: یصرفونك عما انت علیه من تبلیغ الرسالة (قرطبی ج ۱۰ ص ۲۵۶) یصرفونك عما انت علیه من تبلیغ الرسالة و انما اراد انهم ینظرون الیك اذا قرأت القرآن نظرا شدیدا بالعداوة والبغضاء یکاد یسقطك (خازن ج ۷ ص ۱۴۱) **۲۶** وما ھو۔ حالانکہ یہ قرآن تمام دنیا جہان والوں کے لئے نصیحت ہے اور اس میں ان کے تمام ضروری امور کا بیان ہے اور اس کی تعلیمات ان کے لئے فلاحِ دارین کی ضامن ہیں، تو کیا ایسی عظیم الشان کتاب کے حامل کو اس کی تبلیغ سے روکنا اور اسے دیوانگی کا طعن دینا کہاں کی عقلمندی ہے؟

اِذْ نَادٰى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ ﴿۴۸﴾ لَوْلَآ اَنْ تَدٰرَكَهٗ نِعْمَةٌ

جب پکارا اس نے اور وہ غصہ میں بھرا تھا ف اگر نہ سنبھالتا ۲۴ اسکو احسان تیرے

مِّنْ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ مَذْمُوْمٌ ﴿۴۹﴾ فَاجْتَبٰهُ

رب کا تو پھینکا گیا ہی تھا چٹیل میدان میں الزام کھا کر ف۱ پھر نوازا اسکو

رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۵۰﴾ وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ

اس کے رب نے پھر کر دیا اس کو نیکوں میں ف۲ اور **۲۵** منکر تو

كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ

لگ ہی رہے ہیں کہ پھسلا دیں تجھکو اپنی نگاہوں سے جب سنتے ہیں قرآن

وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۵۱﴾ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۵۲﴾ ع

ع ۲ / ۴

اور کہتے ہیں ف۲ وہ تو باولا ہے ف۳ اور یہ **۲۶** قرآن تو یہی نصیحت ہے سارے جہان والوں کو

سُوْرَةُ الْحَآقَّةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اثْنَتَانِ وَخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

ف۱ سورہ حاقہ مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی باون آیتیں ہیں اور اسمیں دو رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلْحَآقَّةُ ﴿۱﴾ مَا الْحَآقَّةُ ﴿۲﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّةُ ﴿۳﴾

وہ ثابت ہو چکنے والی ف۲ کیا ہے وہ ثابت ہو چکنے والی ف۳ اور تو نے کیا سوچا ہے وہ ثابت ہو چکنے والی

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌ بِالْقَارِعَةِ ﴿۴﴾ فَاَمَّا ثَمُوْدُ

جھٹلایا ف۳ ثمود اور ف۴ عاد نے اس کوٹ ڈالنے والی کو سو وہ جو ف۵ ثمود تھے

فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ ﴿۵﴾ وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ

غارت کر دیے گئے ف۵ اچھال کر اور وہ جو عاد تھے سو برباد ہوئے ٹھنڈی

صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ﴿۶﴾ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ

سناٹے کی ہوا سے نکل جائے ہاتھوں ف۶ مقرر کر دیا اسکو ان پر سات رات ف۷ اور آٹھ ف

موضح قرآن

ف۱ یعنی اللہ کا حکم دیکھے تو بد دعا کر اور دیری کے سبب جھنجھلا کر نہ کر حضرت یونس کی طرح ۱۲ منہ ف۲ حضرت نے فرمایا جو کوئی کہے میں بہتر ہوں یونس سے وہ جھوٹا ہے ۱۲ منہ رح ف۳ یعنی گھور گھور کر دیکھتے ہیں کہ ڈر کر چھوڑ دے ۱۲ منہ رح ف۴ یعنی قیامت ۱۲ منہ رح ف۵ یعنی بھونچال سے ۱۲ منہ رح ف۶ یعنی فرشتوں کے ۱۲ منہ رح ف۷ کٹتے یعنے رات دن لگتے تار۔

فتح الرحمٰن

ف۱ یعنی لیکن رحمت در رسید و بد حال نشد ۱۲۔ ف۲ و این کنایت است از شدت عداوت ایشان ۱۲ ف۳ مترجم گوید ظاہر نزدیک بندہ آنست کہ معنی آیت این است عقوبت ثابت چیست آن عقوبت ثابت و چہ چیز مطلع ساخت ترا کہ چیست آن عقوبت ثابت بعد ازان چند عقوبت گذشتہ را بیان فرمود۔ واللہ اعلم ۱۲۔

سورۃ القلم کی خصوصیّت

مسئلہ توحید کے بیان میں نرمی اور مداہنت سے ممانعت اور توحید کی خاطر تکلیفیں برداشت کرنے اور صبر و تحمل اختیار کرنے کی تلقین۔

سُورۃ الحاقّۃ

ربط | سورۃ القلم میں فرمایا تھا کہ تبارك کے دعوٰی میں آپ کو نرم کرنے کے لئے مشرکین نرمی کریں گے مگر آپ اس میں نرم نہ ہوں۔ اب سُورت میں اس دعوے کو نہ ماننے والوں کے لئے تخویفات ہیں دنیویہ بھی اور اخرویہ بھی۔

خلاصہ | تخویف دنیوی کے پانچ نمونے، تخویف اخروی، بشارت اخرویہ، تخویف اخروی، حقانیت وحی پر استدلال۔ دعوائے سُورت۔

تفصیل

الحآقۃ ○ ما الحآقۃ ○ دعوی تبارک کو نہ ماننے والوں کے لئے تخویف، کذبت ثمود و عاد ــــ تا ــــ فھل ترٰی لھم من باقیۃ تخویف دنیوی کا پہلا اور دوسرا نمونہ۔ قوم ثمود اور قوم عاد نے جب اس دعوے کو نہ مانا اور اپنے خود ساختہ معبودوں کو برکات دہندہ سمجھنے پر اڑے رہے تو ان کو سخت ترین عذابوں سے دنیا میں تباہ و برباد کر دیا گیا وجاء فرعون ومن قبلہ والمؤتفکٰت بالخاطئۃ۔ تخویف دنیوی کا تیسرا اور چوتھا نمونہ۔ قوم فرعون اور قوم لوط علیہ السلام نے اپنے اپنے زمانے کے پیغمبروں کی نافرمانی کی تو اللہ نے انہیں سخت عذاب میں پکڑ لیا۔ انا لما طغا الماء حملنٰکم فی الجاریۃ۔ تخویف دنیوی کا پانچواں نمونہ۔ قوم نوح علیہ السلام کے سرکشوں اور منکروں کو طوفان میں غرق کر دیا اور مومنین کو کشتی میں سوار کر کے طوفان سے بچا لیا۔

فاذا نفخ فی الصور نفخۃ واحدۃ ــــ تا ــــ لا تخفٰی منکم خافیۃ۔ تخویف اخروی ہے فاما من اوتی کتٰبہ بیمینہ ــــ تا ــــ فی الایام الخالیۃ۔ بشارت اخرویہ۔ اہل جنت کو اعمالنامے داہنے ہاتھوں میں دیئے جائیں گے اور وہ خوشی سے پھولے نہ سمائیں گے اور فرطِ مسرّت سے ہر ایک کو اپنا اپنا اعمالنامہ دکھائیں گے۔ ان کو جنت میں ہر قسم کی راحت و آسائش میّسر ہو گی۔ و اما من اوتی کتٰبہ بشمالہ ــــ تا ــــ لا یأکلہ الا الخاطؤن۔ تخویف اخروی۔ مشرکین کو بائیں ہاتھوں میں اعمالنامے دیئے جائیں گے، وہ اپنے اعمالنامے دیکھ کر حسرت و تأسف سے کہیں گے ہائے کاش! انہیں اعمالنامے نہ دیئے جاتے اور اپنا حساب نہ جانتے ان کو جہنم کے اندر زنجیروں میں جکڑ کر ڈال دیا جائے گا۔

فلا اقسم بما تبصرون۔ قیامت کی دلیل یہ ہے کہ دنیا میں بہت سی چیزیں نظر نہیں آتیں مگر پھر بھی تم ان کے وجود پر یقین رکھتے ہو۔ اسی طرح اگر تم قیامت کا مشاہدہ نہیں کر سکتے، تو اس کا بھی انکار نہ کرو بے شک یہ قرآن اللہ کا کلام ہے جو رب العلمین نے اپنے سچے رسول پر نازل فرمایا ہے۔ اگر یہ رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہم پر افتراء کرے تو ہم اس کو پکڑ لیں اور اسکی رگِ حیات کاٹ ڈالیں اور کوئی ہم کو اس کام سے روک نہ سکے یہ قرآن ڈرنے والوں کے لئے نصیحت ہے اور جھٹلانے والوں کے لئے باعثِ حسرت ہے فسبح باسم ربك العظیم ○ آخر میں ذکر دعوے ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ ہی کو برکات دہندہ سمجھو، صرف اسی کے نام میں برکت ہے اس لئے حاجات و مصائب میں صرف اسی کے نام کا وظیفہ پڑھو۔

۲ھ الحآقۃ۔ وہ آفت جو سچ مچ آنے والی ہے اور اس پر آنے والی ہے جو اسکا مستحق ہے اور جس کے آنے میں کوئی شک نہیں، وہ کیا ہے؟ اور تجھے کون بتائے وہ کس قدر ہولناک ہے؟ اس کے بعد تخویف دنیوی کے نمونے ذکر کئے گئے ہیں۔

۳ھ کذبت ثمود۔ یہ تخویف دنیوی کا پہلا اور دوسرا نمونہ ہے۔ قوم ثمود اور قوم عاد نے دیگر ضروریاتِ ایمان اور توحید و رسالت وغیرہ کے علاوہ قیامت کا بھی انکار کیا۔ القارعۃ، قیامت، کیونکہ وہ اپنے اہوال و شدائد کی وجہ سے لوگوں کو ہلا دے گی۔ والقارعۃ القیامۃ لانھا تقرع الناس باھوالھا (قرطبی ج ۱۸ ص ۲۵۷) اس کے بعد دونوں قوموں کی ہلاکت کی تفصیل بیان فرمائی۔

۴ھ فاما ثمود۔ الطاغیۃ موصوف مقدر کی صفت ہے ای بالصیحۃ الطاغیۃ یعنی ایسی سخت چنگھاڑ جو شدّت و فظاعت میں حد سے گذر چکی ہو۔ ای بالصیحۃ المجاوزۃ للحد فی الشدۃ (جلالین) و اما عاد فاھلکوا۔ یہ قوم عاد کی ہلاکت کی تفصیل ہے۔ صَرصَرٌ۔ سخت ٹھنڈی۔ شدّت برودت سے جلانیوالی عاتیۃ۔ سخت تند و تیز اور قابو سے باہر۔ حُسومٌ۔ متواتر یا جڑوں سے اکھاڑنے والی یا اس کے معنی ہیں۔ مشئوم یعنی نحس بدلیل فی ایام نحسات (حٰمٓ السجدہ ع ۲) مطلب یہ ہوگا کہ یہ ایام اس قوم کے حق میں نحس تھے، کیونکہ تمام دن برابر ہیں ان میں سعد

اَیَّامٍ ۙ حُسُوْمًا ۙ فَتَرَی الْقَوْمَ فِیْهَا صَرْعٰی ۙ كَاَنَّهُمْ
دن تک لگاتار پھر تو دیکھے کہ وہ لوگ اس میں پچھڑ گئے گویا وہ

اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِیَةٍ ۚ ⑦ فَهَلْ تَرٰی لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِیَةٍ ⑧
ڈھنڈ ہیں کھجور کے کھوکھلے پھر تو دیکھتا ہے کوئی ان میں کا بچا

وَجَآءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهٗ وَالْمُؤْتَفِكٰتُ بِالْخَاطِئَةِ ⑨
اور آیا فرعون اور جو اس سے پہلے تھے اور الٹ جانیوالی بستیاں خطائیں کرتے ہوئے

فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِیَةً ⑩
پھر حکم نہ مانا اپنے رب کے رسول کا پھر پکڑا ان کو پکڑنا سخت

اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِی الْجَارِیَةِ ⑪ ۙ لِنَجْعَلَهَا
ہم نے جسوقت پانی اُبلا لاد لیا تم کو کشتی چلتی میں تا کہ رکھیں اس

لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِیَهَاۤ اُذُنٌ وَّاعِیَةٌ ⑫ فَاِذَا نُفِخَ
کو تمہاری یادگاری کیواسطے اور سنیت کر رکھے اس کو کان سنیت کر رکھنے والا پھر جب کہ پھونکا

فِی الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ⑬ ۙ وَّحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَ
جائے صور میں ایک بار پھونکنا اور اٹھائی جاوے زمین اور

الْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ⑭ ۙ فَیَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ
پہاڑ پھر کوٹ دیے جائیں ایک بار پھر اس دن ہو پڑے

الْوَاقِعَةُ ⑮ ۙ وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِیَ یَوْمَئِذٍ وَّاهِیَةٌ ⑯ ۙ
ہو پڑنے والی اور پھٹ جائے گا آسمان پھر وہ اس دن بکھر رہا ہے

وَّالْمَلَكُ عَلٰۤی اَرْجَآئِهَا ؕ وَیَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ
اور فرشتے ہونگے اس کے کناروں پر اور اٹھائیں گے تخت تیرے رب کا اپنے اوپر

یَوْمَئِذٍ ثَمٰنِیَةٌ ⑰ ؕ یَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰی مِنْكُمْ
اس دن آٹھ شخص ف۱ اس دن سامنے کئے جاؤ گے چھپی نہ رہے گی تمہاری

نحس کی کوئی تفریق نہیں۔ خاویة بوسیدہ، کھوکھلی، اندر سے خالی۔ جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا کانہم اعجاز نخل منقعر (القمر ع ۱) قوم عاد کو ایسی تند و تیز ہوا سے ہلاک کیا گیا جو سخت ٹھنڈی اور بے قابو تھی اور سات راتیں اور آٹھ دن ان پر مسلط رہی۔ وہ لوگ مردہ ہو کر زمین پر اس طرح گر پڑے جس طرح کھجوروں کے بوسیدہ اور کھوکھلے تنے زمین پر گرے پڑے ہوں ان میں سے کوئی زندہ نہ بچ سکا۔ باقیة ای نفس باقیة یا بمعنی مصدر ہے۔ ای بقاء **۵** وجاء فرعون ومن قبلہ۔ تخویف دنیوی کا تیسرا نمونہ۔ والمؤتفکٰت۔ تخویف دنیوی کا چوتھا نمونہ۔ وہ بستیاں جو الٹ دی گئیں مراد اہل المؤتفکٰت ہیں یعنی ان بستیوں کے باشندے، مراد قوم لوط ع ہے کیونکہ ان کی بستیوں کو تہ و بالا کر دیا گیا تھا (قرطبی بیضاوی، روح) الخاطئة مصدر ہے بمعنی الخطا اور اس سے تکذیب رسل مراد ہے جیسا کہ فعصوا رسول ربہم سے اس کی تفصیل کی گئی ہے رابیة فائق اور بڑھ کر یعنی قوم فرعون اور اس سے پہلے مکذبین اور قوم لوط علیہ السلام نے اپنے اپنے وقت کے پیغمبروں کو جھٹلایا تو اللہ تعالےٰ نے ان پر ایسی سخت گرفت کی جو بہت سی سرکش قوموں کی گرفت سے زیادہ شدید اور ہولناک تھی **۶** انا لما طغا الماء۔ یہ تخویف دنیوی کا پانچواں نمونہ ہے۔ طغا الماء۔ یعنی اپنی حد معتاد سے تجاوز کر گیا یہانتک کہ اونچے اونچے پہاڑوں کی چوٹیوں سے بھی کئی گز اوپر چڑھ گیا۔ جاوز حد المعتاد حتی انہ علا علی اعلی جبل خمس عشرة ذراعا (روح ج ۹ ص ۴۲) مراد طوفان نوح علیہ السلام ہے۔ حملنٰکم میں تجوز ہے یعنی تمہارے آبا و اجداد کو کشتی میں اٹھایا اور تم ان کی صلبوں میں تھے حملنٰکم ای فی اصلاب اٰباءکم فی الجاریة (بحر ج ۸ ص ۳۲۲) واللفظ لہ بیضاوی ج ۲ ص ۳۹۴) ہم نے طوفان نوح میں تمام مشرکین کو غرق کر دیا اور تمہارے باپ دادوں کو کشتی نوح ع میں سوار کر کے طوفان سے بچا لیا تا کہ ہم اس واقعہ کو تمہارے لئے عبرت و نصیحت بنا دیں اور کام کی باتیں یاد رکھنے والے کان اس کو سن کر یاد رکھیں اور اس سے فائدہ اٹھائیں۔ اے اہل مکہ تمہیں چاہئے تھا کہ اس مشہور و معروف واقعہ سے عبرت حاصل کرتے اور سبق سیکھتے کہ کہیں اس تمرد و سرکشی اور کفر و شرک میں انہماک پر کسی اسی ہی قسم کے ہولناک عذاب سے دوچار نہ ہونا پڑے **۷** فاذا نفخ۔ یہ تخویف اخروی ہے نفخة سے نفخۂ اولیٰ مراد ہے جس سے سارا نظام کائنات درہم برہم ہو جائیگا یہی وہ وقت ہے جب قیامت قائم ہو گی، زلزلۂ قیامت اس قدر شدید ہو گا کہ زمین اور پہاڑ اپنی اپنی جگہوں سے ہٹ جائینگے اور قدرتِ الٰہیہ سے دونوں کو یکبارگی ایک زبردست جھٹکے سے ایکدوسرے پر اس شدت سے مار دیا جائیگا کہ زمین کے تمام

موضح قرآن ف۱ اب چار کے کندھے پر ہے۔ اس دن چار اور لگیں گے۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ

نشیب و فراز کوہ و دریا اور بحر و بر بالکل ہموار اور برابر ہو جائیں گے اور کہیں بلندی و پستی نظر نہیں آئے گی۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد فرمایا فیذرھا قاعا صفصفا لا تری فیھا عوجا ولا امتا (طٰہٰ ع ۶) ف۸ وانشقت السماء۔ اس دن شدّتِ زلزلہ کی وجہ سے آسمان نہایت کمزور ہوں گے اور ان میں شگاف پڑ جائیں گے اور جو فرشتے آسمانوں میں رہتے ہیں وہ آسمانوں کے ان اطراف و جوانب میں ہوں گے جہاں شگاف نہیں ہوں گے۔ ای جوانب السماء و اطرافھا التی بقیت بعد الانشقاق (مظہری ج ۱۰ ص ۵۲) ویحمل عرش ربك اس دن اللہ تعالیٰ کے عرش کو فرشتوں کی آٹھ صفیں اٹھائے ہوں گی جن کی مجموعی تعداد کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں یہ حضرت ابن عباس رضؓ سے منقول ہے بعض نے کہا مراد آٹھ فرشتے ہیں۔ قال ابن عباس ثمانیة صفوف من الملائکة لا یعلم عددھم الا اللہ۔ و قال ابن زید ھم ثمانیة املاك (قرطبی ج ۱۸ ص ۲۶۶) قیامت کے دن کسی شخص کی کوئی بات اور کسی کا کوئی عمل چھپا نہ رہے گی، بلکہ سب کچھ سامنے آجائیگا۔ کسی کی حق تلفی نہ ہوگی، نہ کسی پر زیادتی ہوگی اور ہر ایک کو اس کے عملوں کی پوری پوری جزاء و سزا ملے گی ف۹ فاما من اوتی کتٰبه بیمینه۔ یہ مومنوں کے لئے بشارت اخرویہ ہے ھآؤم اقرءوا کتابیه سے تنازع فعلین میں بصریوں کے مذہب کی تائید ہوتی ہے۔ بصریوں کے نزدیک عمل دوسرے فعل کو دیا جاتا ہے اور پہلے فعل کا معمول مقدر ہوتا ہے اور کوفیوں کے نزدیک اس کے برعکس۔ یہاں بصریوں کے مذہب کے مطابق کتابیه، اقرءوا کا مفعول ہے اگر وہ ھآؤم کا مفعول ہوتا تو اقرءوا کا مفعول ضمیر ہوتا اور اصل عبارت اقرءوہ ہوتی، کیونکہ جہاں مفعول کا اضمار ممکن ہو وہاں ترکِ اضمار اولیٰ اور مختار کے خلاف ہے اس طرح کوفیوں کا مذہب اختیار کرنے میں خلافِ مختار کا ارتکاب لازم آتا ہے (مظہری۔ روح۔ بیضاوی) کتابیه، حسابیه، مالیه اور سلطانیه میں یاء متکلم کی ہے اور ہاء وقف کی ہے۔ مومن کو جب اعمالنامہ دائیں ہاتھ میں دیا جائیگا تو وہ مسرت و شادمانی سے ہر ایک کو اپنا اعمالنامہ دکھا کر کہے گا یہ لیجئے میرا اعمالنامہ ملاحظہ فرمائیے۔ وہ کہے گا: میرا تو خیال تھا کہ مجھے کسی سخت حساب کتاب کا سامنا کرنا پڑے گا، مگر اللہ کی مہربانی سے کام آسان ہو گیا ہے۔ تو وہ عالیشان باغ میں خوش و خرّم زندگی بسر کرے گا۔ جنت کے درختوں کے میوے اگرچہ نہایت قریب ہوں گے لیکن جب اہل جنت ان کو توڑنا چاہیں گے تو درختوں کی ٹہنیاں جھک جائیں گی اور وہ بیٹھ کر بلکہ لیٹ کر بھی ہاتھ پھیلا کر میوے توڑ لیں گے کلوا واشربوا۔ اس سے پہلے یقال لھم مقدر ہے۔ اہل جنت سے کہا جائے گا جنّت کے خوشگوار ماکولات و مشروبات کا لطف اٹھاؤ

خَافِيَةٌ (١٨) فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ
چھپی بات ۔ سو جس کو ملا ف۵ اسکا لکھا داہنے ہاتھ میں وہ کہتا ہے

هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ (١٩) اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنِّيْ مُلٰقٍ
لیجیو پڑھیو میرا لکھا ف میں نے خیال رکھا اس بات کا کہ مجھ کو ملیگا

حِسَابِيَهْ ۚ (٢٠) فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۙ (٢١) فِيْ جَنَّةٍ
میرا حساب سو وہ ہیں من مانتے گزران میں اونچے باغ

عَالِيَةٍ (٢٢) قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ (٢٣) كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓئًا
میں جس کے میوے جھکے پڑتے ہیں کھاؤ اور پیو رچ کر

بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ (٢٤) وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ
بدلا اسکا جو آگے بھیج چکے ہو تم پہلے دنوں میں اور جس کو ملا

كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ۚ (٢٥)
اسکا لکھا بائیں ہاتھ میں وہ کہتا ہے کیا اچھا ہوتا جو مجھ کو نہ ملتا میرا لکھا

وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ۚ (٢٦) يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ۚ (٢٧)
اور مجھ کو خبر نہ ہوتی کہ کیا ہے حساب میرا کسی طرح وہی موت ختم کر جاتی

مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ ۚ (٢٨) هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ ۚ (٢٩)
کچھ کام نہ آیا مجھ کو میرا مال برباد ہوئی مجھ سے حکومت میری ف۲

خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۙ (٣٠) ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ۙ (٣١) ثُمَّ فِيْ
اس کو پکڑو ۱؎ پھر طوق ڈالو پھر آگ کے ڈھیر میں اس کو ڈالو پھر ایک

سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ۭ (٣٢) اِنَّهٗ
زنجیر میں جس کا طول ستر گز ہے اس کو جکڑ دو وہ تھا

كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ۙ (٣٣) وَلَا يَحُضُّ عَلٰى
کہ یقین نہ ۱۲ف لاتا تھا اللہ پر جو سب سے بڑا اور تاکید نہ کرتا تھا

موضح قرآن ف۱ یعنی خوشی سے ہر کسی کو دکھاتا ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۲ ہر ایک کے اعمال کے کاغذ اڑا دینگے جس کے داہنے ہاتھ میں آیا نشان ہوا بھلائی کا اور جو بائیں ہاتھ میں آیا پیٹھ کی طرف سے تو نشان ہوا برائی کا۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

اور یہ تمہارے ان نیک کاموں کا انعام ہے جو تم نے دنیا کی زندگی میں کئے۔ ۱۰ و اما من اوتی کتبہ بشمالہ۔ یہ تخویف اخروی ہے۔ کافر اور مشرک کو جب اعمالنامہ بائیں ہیں دیا جائے گا تو وہ حسرت و یاس سے کہیگا کاش! مجھے اعمالنامہ دیا ہی نہ جاتا اور نہ میں اپنا حساب کتاب ہی جانتا! اے کاش! موت ہی فیصلہ کن ہوتی اور اس کے بعد مجھے دوبارہ نہ اٹھایا جاتا اور میں اپنے اعمالنامے کو نہ دیکھتا۔ آج نہ مال میرے کسی کام آیا اور سلطنت ہی باقی رہی۔ الغرض اس پر مکمل مایوسی اور نا امیدی چھائی ہوگی۔ یہ معاملہ جزاء و سزا کے فیصلہ سے پہلے کا ہے ۱۱ خذوہ۔ جزاء و سزا کا فیصلہ ہوجانے کے بعد فرشتوں

طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿۳۴﴾ فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ﴿۳۵﴾

فقیر کے کھانے پر   سو کوئی نہیں آج اسکا یہاں   دوستدار

وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ﴿۳۶﴾ لَّا يَاْكُلُهٗۤ اِلَّا

اور کچھ نہ ملے کھانا مگر زخموں کا دھوون   کوئی نہ کھائے اس کو مگر

الْخَاطِئُوْنَ ﴿۳۷﴾ فَلَاۤ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَمَا لَا

وہی گنہگار   سو قسم کھاتا ہوں ۱۳ ان چیزوں کی جو دیکھتے ہو اور جو چیزیں کہ

۱ ع ۳۷ ۵

تُبْصِرُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿۴۰﴾ وَّمَا هُوَ

تم نہیں دیکھتے   یہ کہا ہے ایک پیغام لانے والے سردار کا   اور نہیں ہے یہ

بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَلَا بِقَوْلِ

کہا کسی شاعر کا   تم تھوڑا یقین کرتے ہو   اور نہیں ہے کہا

كَاهِنٍ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنْ

پریوں والے کا   تم بہت کم دھیان کرتے ہو   یہ اتارا ہوا ہے

رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۳﴾ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ﴿۴۴﴾

جہان کے رب کا   اور اگر یہ بنا لاتا ۱۴ ہم پر کوئی بات

لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ﴿۴۵﴾ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ﴿۴۶﴾

تو ہم پکڑ لیتے اس کا داہنا ہاتھ   پھر کاٹ ڈالتے اسکی گردن ف

فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ

پھر تم میں   کوئی ایسا نہیں جو اس سے بچالے ف   اور یہ نصیحت ۱۵ ہے

لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ ﴿۴۹﴾

ڈرنے والوں کو   اور ہم کو معلوم ہے کہ تم میں بعضے جھٹلاتے ہیں

وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۰﴾ وَاِنَّهٗ لَحَقُّ

اور وہ جو ہے پچھتاوا ہے   منکروں پر   اور وہ جو ۱۶ ہے یقین

کو حکم ہوگا کہ اس کی گردن میں طوق ڈالدو اور اسے ستّر گز لمبے زنجیر میں باندھ کر اس کو لٹکاؤ اور اسے جہنم میں پھینک دو۔ اس صورت میں ثمّ تعقیب ذکری کے لئے ہوگا۔ یا مطلب یہ ہے کہ اسے زنجیروں میں جکڑوا اور جہنم میں پھینک دو اور پھر ستّر گز لمبے زنجیر میں اسے جہنم کے اندر جکڑ دو تاکہ وہ ہل جل نہ سکے ۱۲ انہ کان لا یؤمن۔ یہ ماقبل کی علت ہے۔ کافر اور مشرک کی یہ سزا اس لئے ہوگی کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں رکھتے تھے، بلکہ اس کے سوا اپنے خود ساختہ معبودوں کی بھی عبادت کرتے اور ان کو برکات دہندہ سمجھتے تھے نیز وہ مسکینوں کو کھانا کھلانے کی نہ دوسروں کو ترغیب دیتے تھے نہ اپنے مال سے مسکینوں کو خود کھلاتے اور نہ اپنے خادموں کو اس کا حکم دیتے۔ فلیس لہ الیوم۔ اس لئے آج یہاں ان کا کوئی دوست اور غمخوار نہیں۔ نہ آج ان کے لئے کوئی عمدہ خوراک ہے البتہ پیپ ہے جو جہنمیوں کے زخموں سے بہتی ہوگی۔ یہی ان کی خوراک ہوگی اور ان مجرموں کے سوا کوئی اسے نہیں کھائیگا ۱۳ فلا اقسم جواب قسم محذوف ہے۔ لا تبصرون میں وہ تمام چیزیں شامل ہیں جو نظر نہیں آتیں مثلاً جن، اور فرشتے، یہ قیامت کے ثبوت پر استدلال ہے یعنی جس طرح دنیا میں بہت سی چیزیں تمہیں نظر نہیں آتیں مگر اس کے باوجود تم ان کا وجود تسلیم کرتے ہو۔ اس لئے آخرت جو نظر نہیں آتی اس کا بھی انکار نہ کرو بلکہ یہ دیکھو کہ آخرت کی خبر دینے والا کون ہے؟ انہ لقول رسول کریم یہ علیحدہ جملہ ہے۔ یہ ایک مکرم محترم رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی زبان سے نکلی ہوئی بات ہے جسے وہ اپنے پروردگار کی طرف سے تم تک پہنچا رہا ہے یہ اس کی اپنی بنائی ہوئی بات نہیں، نہ کسی شاعر کا قول ہے نہ کاہن کا۔ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں وہ نہ شاعر ہیں، نہ کاہن مگر اس کے باوجود تم بہت کم مانتے اور نصیحت پکڑتے ہو۔ یہ کلام رب العالمین کی طرف سے اترا ہے ۱۴ انہ لقول رسول کریم

موضح قرآن ف یعنی اگر جھوٹ بنا لاتا اللہ پر تو اوّل اس کا دشمن اللہ ہوتا۔ ہاتھ پکڑتا یہ دستور ہے گردن مارنے کا کہ جلّاد اس کا داہنا ہاتھ پکڑ رکھتا ہے اپنے بائیں میں تا سرک نہ جاوے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

فتح الرحمٰن ۱۴ مترجم گوید عادت سیاف آنست کہ دست اسیر را بدست چپ خود بگیرد و شمشیر بگردن او حوالہ کند لہذا بایں اسلوب گفتہ شد ۱۲۔

جواب قسم ہے۔ اور یہ قرآن کے کلام اللہ اور وحی الٰہی ہونے پر استدلال ہے۔ تم بہت سی چیزوں کا مشاہدہ کئے بغیر ہی ان کو تسلیم کرتے ہو، تو وحی کا بھی انکار نہ کرو، اگرچہ تم اس کے نزول کو آنکھوں سے نہیں دیکھتے ہو۔

۱۴؎ ولو تقول۔ یہ صداقت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیل ہے۔ یمین کے معنی قوت و قدرت کے ہیں۔ اگر بالفرض محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ذمہ کوئی جھوٹی بات لگا دیتے، تو ہم ان کو پوری قوت کے ساتھ مواخذہ کرتے اور ان کی رگ حیات کاٹ دیتے اور پھر تم میں سے کوئی بھی ان کو ہماری گرفت سے نہ بچا سکتا۔ چونکہ اللہ کی طرف سے آپ پر کسی قسم کا عذاب نازل نہیں ہوا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپؐ اللہ کے سچے رسول ہیں اور آپ جو کچھ بھی بیان فرماتے ہیں وہ سب اللہ کی طرف سے ہے۔

دجال قادیان مرزا غلام احمد نے اس آیت سے اپنی صداقت پر استدلال کیا ہے کہ اگر وہ جھوٹا ہوتا تو اسکی رگ حیات کاٹ دی جاتی۔ مگر ایسا نہیں ہوا، لہذا وہ اپنے دعوئی میں مفتری نہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت کو اگر قانون کی بنیاد بنایا جائے تو اس سے جو قانون اخذ ہوتا ہے وہ سچے پیغمبروں کے لئے ہے کہ اگر وہ خدا پر افترا کریں تو ان کی رگ حیات کاٹ دی جاتی ہے۔ اس آیت کو نبوت کے جھوٹے دعویداروں سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ جھوٹے دعویداروں کو تو بطور استدراج مہلت دی جاتی ہے، تاکہ اپنی روسیاہی اور بدبختی میں مزید اضافہ کرلیں۔ لہذا اللہ تعالیٰ کا مرزا غلام احمد قادیانی اور اس قسم کے دوسرے دجالوں اور مفتریوں کو مہلت دینا بطور استدراج ہے اور یہ ان کی سچائی کی دلیل نہیں، بلکہ ان کے کاذب اور مفتری ہونے کی واضح برہان ہے۔

۱۵؎ وانه لتذکرة۔ یہ قرآن خدا سے ڈرنے والوں کے لئے سراپا عبرت و نصیحت ہے وانا لنعلم۔ ہم خوب جانتے ہیں کہ تم میں اس قرآن کو جھٹلانے والے بھی ہیں، ہم ان کو اس پر سخت سزا دیں گے اور یہ جھٹلانے والے آخر کفِ افسوس ملیں گے۔ جب وہ مومنوں کا ثواب اور کافروں کا عذاب دیکھیں گے تو انہیں سخت حسرت ہوگی کہ انہوں نے قرآن پر ایمان لاکر اس پر عمل کیوں نہ کیا۔ لحسرة۔ یعنی سبب حسرت۔

۱۶؎ وانه لحق الیقین۔ یہ قرآن ایسا یقینی ہے کہ اس میں کسی شک و ریب کی کوئی گنجائش ہی نہیں۔ اس کے مضامین نہایت محکم اور دلائل نہایت پختہ ہیں۔ فسبح باسم ربك العظیم۔ یہ سورت کا دعوی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہر عیب سے اور ہر نوع شرک سے تنزیہ و تقدیس کرو اور اس کے سوا کسی کو برکات دہندہ نہ سمجھو۔

سُورۃ الحاقہ کی خصوصیّت

۱۔ دعوائے تبارک کو نہ ماننے والوں کے لئے تخویف اخروی۔

۲۔ اللہ تعالےٰ کے سچے پیغمبر خدا پر افترا نہیں کرتے۔

سُورۃ المعارج

ربط سُورۃ الحاقہ میں دعوائے تبارک کو نہ ماننے والوں کے لئے دنیوی اور اخروی تخویف سُنائی گئی اب چاہیئے تو یہ تھا کہ وہ اس دعوے کے انکار سے باز آجاتے اور توحید و رسالت پر ایمان لے آتے، مگر اس کے بجائے وہ الٹا اللہ تعالیٰ سے عذاب کا مطالبہ کرتے ہیں۔ سأل سائل بعذاب واقع (المعارج)۔

خلاصہ زجر، تخویف اخروی، بشارت اخرویہ، زجر برائے مشرکین۔

تفصیل

سأل سآئل ــــ تا ــــ ونرٰىه قريبًا ٥ یہ معاندین اس بڑی شان والے بادشاہ سے عذاب مانگتے ہیں، حالانکہ وہ عذاب تو ہر حال میں آئے ہی گا۔ اتنے بڑے عظیم شہنشاہ سے تو ان کو فضل و رحمت اور عفو و مغفرت کی درخواست کرنا چاہیئے تھی۔ واہ رے عقلمندو!
یوم تکون السمآء ــــ تا ــــ وجمع فاوعیٰ ٥ تخویف اخروی۔ یہ عذاب قیامت کے دن واقع ہوگا۔ جبکہ کوئی دوست اور کوئی رشتہ دار کام نہ آسکے گا۔ ان الانسان خلق هلوعا ــــ تا ــــ و اذا مسه الخیر منوعا ٥ یہ زجر ہے۔ الا المصلین ٥ الذین هم علیٰ صلاتهم دآئمون ٥ ــــ تا ــــ اولٰئك فی جنّٰت مكرمون ٥ یہ بشارت اخرویہ ہے۔ مؤمنین ان صفتوں اور خوبیوں سے متصف ہوں گے وہ خدا کے عذاب سے محفوظ رہیں گے اور جنّت کے باغوں میں اعزاز و اکرام کی زندگی بسر کرینگے۔
فمال الذین كفروا ــــ تا ــــ وما نحن بمسبوقین ٥ زجر۔ یہ معاندین حق سے روگردانی کرتے ہیں اور پھر یہ امید بھی رکھتے ہیں کہ انہیں جنّت میں داخل کیا جائے گا۔ فذرهم یخوضوا ــــ تا ــــ ذٰلك الیوم الذی كانوا یوعدون زجر مع تخویف اخروی، ان کو چھوڑ دیجئے لہو لعب میں اپنا وقت ضائع کرلیں، یہانتک کہ وہ قیامت کے دن ذلّت و رسوائی سے اپنے کئے کا مزہ چکھ لیں گے۔

۲ ف سأل سآئل۔ للكٰفرین، واقع سے متعلق ہے من اللہ، دافع سے متعلق ہے یعنی اس عذاب کے اللہ کی طرف سے وقوع کو کوئی روکنے والا نہیں یا واقع سے متعلق ہے۔ ذی المعارج سیڑھیوں والا مراد آسمان ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عظمتِ شان کی طرف اشارہ ہے۔ فی یوم، تعرج سے متعلق ہے۔ فرشتے جب اپنے اپنے مخصوص مقامات میں واپس جاتے ہیں، تو ان کو اتنا فاصلہ طے کرنا ہوتا ہے جسے طے کرنے کے لئے انسانوں کو پچاس ہزار سال کا عرصہ درکار ہو، لیکن فرشتے اس فاصلے کو چند لمحوں میں طے کرلیتے ہیں۔ ای عروج الملائكة الی المكان الذی هو محلهم فی وقت كان مقداره علی غیرهم لو صعد خمسین الف سنة (قرطبی ج ۱۸ ص ۲۸۱) الروح سے جبریل امین علیہ السلام مراد ہیں (روح) یہ معاندین اللہ سے عذاب مانگتے ہیں، وہ عذاب جو لامحالہ کا فروں پر آنے والا ہے جسے کوئی روکنے والا نہیں۔ بڑی عظمت و شان والے اللہ کی طرف سے۔ جس کی جانب فرشتے انسانوں کے حساب سے پچاس ہزار سال کا فاصلہ طے کرکے پہنچتے ہیں یا فی یوم، واقع سے یا یقع مقدر سے متعلق ہے اور مراد قیامت کا دن ہے یعنی وہ عذاب اس دن میں واقع ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی ای یقع العذاب بهم فی یوم كان مقداره خمسین الف سنة یعنی یوم القیامة (مظہری ج ۱۰ ص ۶۱)
حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں یہ بطور تہکم و استہزاء فرمایا کہ اس عظیم الشان بادشاہ سے مانگنے والے نے کیا مانگا؟ عذاب، جو ان پر آنے ہی والا ہے اس کو مانگیں یا نہ مانگیں۔ واہ! شاباش! کیا ایسے شہنشاہ سے ایسی چیزیں مانگی جاتی ہیں؟

۳ ف فاصبر صبرا۔ تسلیہ برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ مشرکین کا مطالبۂ عذاب ازراہ عناد و استہزاء ہے۔ آپ ان کے تعنّت و عناد اور تکذیب و انکار پر صبر و تحمل سے کام لیں۔ وہ عذاب کو عقل و امکان سے بعید سمجھتے ہیں لیکن ہم اسے بالکل نزدیک دیکھ رہے ہیں جو چیز لامحالہ آنے والی ہو وہ قریب ہی ہوتی ہے۔

۴ ف یوم تكون السمآء۔ تخویف اخروی۔ ظرف کا متعلق محذوف ہے جو سوال مقدر کا جواب ہے۔ یعنی وہ عذاب کب آئیگا؟ جواب دیا گیا جب آسمان تانبہ گداختہ کی مانند ہو جائیں گے۔ كانه قیل متی یقع ذلك العذاب؟ یقع یوم تكون السمآء الخ۔ افادہ الشیخ قدس سرہٗ۔ یا قریبا سے متعلق ہے یا یقع مقدر سے۔ مراد اس سے قیامت کا دن ہے۔ قیامت کا منظر نہایت ہولناک ہوگا۔ قیامت کے دن آسمان پگھلی ہوئی دھات کی مانند سرخ ہو جائینگے اور پہاڑ دھنی ہوئی روئی کے گالوں کی مانند ہوں گے۔ اس دن کوئی مخلص سے مخلص دوست بھی اپنے کسی دوست کی خبر نہیں لے گا، حالانکہ سب دوست آمنے سامنے

ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوں گے مگر کچھ کر نہیں سکیں گے

الیقین ﴿۵۱﴾ فسبح باسم ربک العظیم ﴿۵۲﴾ ع

کرنے کے قابل ہے اب بول پاکی اپنے رب کے نام کی جو ہے سب سے بڑا

۲ ع ۱۵ ۶

سورۃ المعارج مکیۃ وھی اربع واربعون ایۃ وفیہا رکوعان

۱ سورۂ معارج مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی چوالیس آیتیں ہیں اور دو رکوع

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

سال سائل بعذاب واقع ﴿۱﴾ للکفرین لیس لہ

مانگا ۲ ایک مانگنے والے نے عذاب پڑنے والا منکروں کے واسطے کوئی نہیں اسکو

دافع ﴿۲﴾ من اللہ ذی المعارج ﴿۳﴾ تعرج الملٰئکۃ و

ہٹانے والا ف۱ آئے اللہ کی طرف سے جو چڑھتے درجوں والا ہے چڑھیں گے اس کی طرف فرشتے اور

الروح الیہ فی یوم کان مقدارہ خمسین الف

روح اس دن میں جس کا ف۲ لمباؤ پچاس ہزار

سنۃ ﴿۴﴾ فاصبر صبرا جمیلا ﴿۵﴾ انہم یرونہ

برس ہے سو تو صبر کر ۳ بھلی طرح کا صبر کرنا ف وہ دیکھتے ہیں اس کو

بعیدا ﴿۶﴾ ونرٰہ قریبا ﴿۷﴾ یوم تکون السماء

دور اور ہم دیکھتے ہیں اسکو نزدیک جس دن ۴ ہوگا آسمان

کالمہل ﴿۸﴾ وتکون الجبال کالعہن ﴿۹﴾ ولا یسئل

جیسے تانبا پگھلا ہوا اور ہونگے پہاڑ جیسے اون رنگی ہوئی اور نہ پوچھے گا

حمیم حمیما ﴿۱۰﴾ یبصرونہم یود المجرم لو یفتدی

دوستدار دوستدار کو سب نظر آجائینگے ان کو چاہے گا ۵ گنہگار کسی طرح چھڑوائی دیکر

من عذاب یومئذ ببنیہ ﴿۱۱﴾ وصاحبتہ واخیہ ﴿۱۲﴾

اس دن کے عذاب سے اپنے بیٹے کو اور اپنی ساتھ والی کو اور اپنے بھائی کو

۱ سورت کا موضوع ۱۲

۲ تحدید بعض اخروی ۱۲

ف۵ یود المجرم لو یفتدی سے لے کر ثم ینجیہ تک یودّ کا مفعول ہے۔ قیامت کا منظر ایسا ہولناک اور عبرتناک ہوگا کہ اس دن مشرک کی تمنا ہوگی کہ آج وہ اپنے بیٹوں کو، اپنی بیوی کو، اپنے بھائی کو، اپنے خاندان کو جو دنیا میں اس کا ناصر وحامی تھا، بلکہ دنیا میں رہنے والی ساری مخلوق کو بطور فدیہ دے کر عذاب سے اپنی جان بچالے۔ کلا۔ لیکن ایسا ہرگز نہیں ہوگا اور عذاب سے کسی طرح بھی چھٹکارہ نہیں ہوسکیگا۔ انہا لظٰی وہ دوزخ کی آگ بھڑکتا ہوا شعلہ ہوگی اور دوزخیوں کی کھال ادھیڑ دے گی جنہوں نے دنیا میں دینِ حق سے منہ پھیرا اور اعراض کیا مال ودولت کا ذخیرہ کیا اور راہِ حق میں اس کو خرچ نہ کیا، وہ ان کو اپنی طرف بلائے گی اور کہے گی " او مشرک، او منافق، ادھر آ۔ فتقول النار الیّ یا مشرک، الیّ یا منافق، الیّ الیّ (مظہری ج ۱۰ ص ۳۴۶)

ف۶ ان الانسان۔ یہ زجر ہے۔ الانسان سے جنس انسان مراد ہے۔ کافر دل کا نہایت کمزور اور ضعیف ہوتا ہے۔ خیر وشر میں آپے سے باہر ہوجاتا ہے۔ چنانچہ جب اس کا حال برا ہو تو بری طرح جزع فزع کرتا اور ناامید ہوجاتا ہے اور جب خوشحال ہو تو اتراتا ہے اور کارِ خیر میں خرچ نہیں کرتا۔ پچھلی دونوں آیتیں پہلی آیت کی تفسیر ہیں۔ (ان الانسان خلق ھلوعا) ثم فسرہ بقولہ (اذا مسہ الشر جزوعا) ای اذا اصابہ الضر فزع وجزع وانخلع قلبہ من شدۃ الرعب وأیس ان یحصل لہ بعد ذلک خیر (واذا مسہ الخیر منوعا) ای اذا حصلت لہ نعمۃ من اللہ بخل بہا علی غیرہ ومنع حق اللہ تعالیٰ فیہا (ابن کثیر ج ۴ ص ۴۲۱)

ف۷ الا المصلین۔ الا بمعنی لٰکنّ ہے اور استثناء منقطع ہے۔ الا بمعنی لٰکنّ، ناصبِ اسم اور رافعِ خبر ہوا کرتا ہے، اس کی خبر کبھی محذوف ہوتی ہے، کبھی مذکور۔ یہاں مذکور ہے۔ المصلین الخ اس کا اسم ہے اور اولٰئک فی جنّٰت مکرمون اس کی خبر ہے (رضی شرح کافیہ) اور یہ بعذاب واقع کے ساتھ متعلق ہے یعنی کافروں پر عذاب واقع ہوگا لیکن مصلّین (نمازی) جو اللہ کے مقبول بندے ہیں وہ جنّٰتِ نعیم میں ہوں گے۔ یہ ان الانسان خلق ھلوعا کے ساتھ متعلق نہیں، تاکہ یہ معنی بن جائے کہ انسان دل کے خام ہیں، مگر نمازی

موضح قرآن ف یعنی پیغمبر نے تم پر عذاب مانگا ہے وہ کسی سے نہ ہٹایا جاوے گا اور پچاس ہزار برس کا دن قیامت ہے جب سے قبروں سے نکلیں اور جبتک دوزخ بہشت بھر چکے

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی گفتند متی ہذا الوعد ان کنتم صادقین ۱۲ ف۲ یعنی جبرئیل ۱۲۔

وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُـْٔوِيْهِ ⑬ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ
اور گھرانے کو جس میں رہتا تھا اور جتنے زمین پر ہیں سب کو
ثُمَّ يُنْجِيْهِ ⑭ كَلَّا ۭ اِنَّهَا لَظٰى ⑮ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ⑯
پھر اپنے آپ کو بچالے ف۱ ہرگز نہیں وہ تپتی ہوئی آگ ہے کھینچ لینے والی کلیجہ
تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى ⑰ وَجَمَعَ فَاَوْعٰى ⑱ اِنَّ
پکارتی ہے اس کو جسنے پیٹھ پھیری اور پھیر کر چلا گیا اور جوڑا اور سینت کر رکھا بے شک
الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ⑲ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ⑳
آدمی ہے بنا ہے جی کا کچا جب پہنچے ان کو برائی تو بے صبرا
وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ㉑ اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ㉒ الَّذِيْنَ
اور جب پہنچے ان کو بھلائی تو بے توفیقا مگر وہ ف۲ نمازی جو
هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَاۗىِٕمُوْنَ ㉓ وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ
ف۳ اپنی نماز پر قائم ہیں اور جن کے مال میں
حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ㉔ لِّلسَّاۗىِٕلِ وَالْمَحْرُوْمِ ㉕ وَالَّذِيْنَ
حصہ مقرر ہے مانگنے والے اور ہارے ہوئے کا اور جو
يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ㉖ وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ
یقین کرتے ہیں انصاف کے دن پر اور جو لوگ کہ اپنے
عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ㉗ اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ
رب کے عذاب سے ڈرتے ہیں بے شک ان کے رب کے عذاب کا کسی کو ڈر
مَاْمُوْنٍ ㉘ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ㉙ اِلَّا
نہ ہونا چاہیے اور جو اپنی ف۵ شہوت کی جگہ کو تھامتے ہیں مگر
عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ
اپنی جوروؤں سے یا اپنے ہاتھ کے مال سے سو ان پر نہیں کچھ

ع زجر ۱۲

ع بشارت اخروی ۱۲

اس سے مستثنیٰ ہیں، کیونکہ دل کے خام تو سب ہیں۔ افادہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ یہاں دفعِ عذاب کے لئے امور ثلاثہ کا بیان ہے اس سے محفوظ رہنے والے اللہ کے مقبول بندوں کی صفتیں حسب ذیل ہیں۔

ف۳ الذین ھم علیٰ صلاتھم دائمون۔ وہ نمازوں کو قائم کرتے ہیں یعنی نمازوں کو تمام آداب و فرائض کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ دآئمون ای مواظبون (روح) دآئمون ای مقیمون (صراح) ان کے اموال و مواشی میں فقراء و مساکین کا معیّن حق ہے۔ مراد زکوٰۃ فریضہ ہے وہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں یعنی احسان کرتے ہیں السائل وہ فقیر جو سوال کرکے لے لے اور المحروم سے مراد وہ فقیر ہے جو کسی سے سوال نہیں کرتا اور محروم رہتا ہے۔ اس لئے ایسے مستحقین کی جستجو رکھنی چاہیئے اور خود بخود ان کو دینا چاہیئے والذین یصدقون۔ وہ قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور خدا کے عذاب سے ترساں و لرزاں رہتے ہیں۔ ان عذاب ربھم غیر مامون ه جملہ معترضہ ہے جس میں عذابِ خداوندی کی شدت و عظمت کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا عذاب ایک ایسی چیز ہے جس سے کسی کو بھی بے خوف نہیں ہونا چاہیئے بلکہ ہر ایک کو خواہ وہ کتنا ہی نیک کیوں نہ ہو اس سے ڈرتے رہنا چاہیئے۔

ف۵ والذین ھم لفروجھم حفظون ه وہ اپنی شرمگاہوں کو بدکاری سے محفوظ رکھتے ہیں اور ناجائز طریق پر ان کو استعمال نہیں کرتے، البتہ اپنی بیویوں اور لونڈیوں سے استمتاع کرتے ہیں۔ جو شخص بیویوں اور لونڈیوں کے علاوہ شہوت رانی کی کوئی اور راہ تلاش کرے گا وہ حد سے تجاوز کرے گا۔ استمناء بالید، وطی فی الدبر اور نکاحِ متعہ وغیرہ ناجائز طریقوں میں داخل ہیں۔ نکاح متعہ کی تحقیق سورۂ مؤمنون کی تفسیر میں گذر چکی ہے ملاحظہ ص ۸۵۷، حاشیہ ۷۔

ف۶ والذین ھم لامنتھم وعھدھم راعون وہ امانتوں کی حفاظت اور عہد و پیمان کو پورا کرتے ہیں۔ یعنی ظلم نہیں کرتے اور وہ اپنی شہادتیں پوری پوری ادا کرتے ہیں اور گواہی میں کمی بیشی اور ہیر پھیر نہیں کرتے اور وہ نمازوں کی پوری پوری حفاظت کرتے ہیں۔ اولٰئک فی جنّٰت مکرمون۔ یہ الا بمعنی لکنّ کی خبر ہے۔ ان صفتوں سے متصف اللہ کے مقبول بندے جنت کے باغوں میں نہایت عزت و شان سے رہیں گے۔

موضح قرآن ف۱ سب نظر آجاویں گے یعنی دوستی انکی تکتی تھی۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

ااے فمال الذین۔ زجر برائے کفار۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ میں نماز پڑھتے اور قرآن کی تلاوت فرماتے تو مشرکین دوڑتے ہوئے آتے اور ٹولیوں کی صورت میں آپ کے ارد گرد جمع ہوکر استہزا کرتے اور کہتے اگر یہ لوگ جنت میں چلے گئے تو ہم ان سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں مہطعین ای مسرعین۔ عزین، عِزۃ کی جمع ہے ای جماعات فی تفرقۃ۔ مہطعین اور عزین، الذین کفروا سے حال ہیں۔ عزین مہطعین کی ضمیر سے حال ہے یا یہ کان محذوف کی خبر ہے ای کانوا عن الیمین الخ اہل عرب بسا اوقات کان کو مع اسم حذف کرکے خبر کو باقی رکھتے ہیں۔ کما قال ابن مالک فی الفیتہ ؎

یحذفونھا ویبقون الخبر ؛ بعد اِنْ ولَوْ کثیرا اشتہر

افادہ الشیخ قدس سرہٗ۔ یعنی ان کافروں کو کیا ہوا ہے کہ آپ کی طرف دوڑ کر آتے اور چاروں طرف سے ٹولیاں بن کر گھیر اڈال دیتے ہیں اور کلام الٰہی کا تمسخر اڑاتے ہیں

۲اے ایطمع۔ یہ مشرکین کے قول باطل کا جواب ہے کہ اگر یہ لوگ جنت میں گئے تو ہم ان سے پہلے جنت میں جائیں گے۔ کیا ان میں کا ہر آدمی یہ امید رکھتا ہے کہ وہ دوزخ سے بچکر جنت میں داخل ہوجائیگا؟ ہرگز نہیں ایسا نہیں ہوسکتا۔ وہ ہم سے بھاگ کر جنت میں نہیں داخل ہوسکینگے۔ حالانکہ ہمنے انکو ایک چیز سے پیدا کیا ہے جسے وہ خوب جانتے ہیں یعنی ناپاک نطفہ سے تو یہ ناپاک نطفہ جب تک ایمان اور عمل صالح سے اپنی حد کمال کو نہ پہنچ جائے جنت میں داخل نہیں ہوسکتا (روح) ۱۳اے فلا اقسم قدرت کاملہ کا بیان ہے۔ مشرق ومغرب کے مالک کی قسم ہم اس پر قادر ہیں کہ ان کو ہلاک کردیں اور انکی جگہ ایسے انسانوں کو لے آئیں جو ایمان وعمل میں ان سے بہتر ہوں اور اس کام سے ہم عاجز اور درماندہ نہیں ہیں ۱۴اے فذرھم۔ زجر مع تخویف دنیوی۔ فرمایا آپ ان مشرکین کے عناد وتعنت اور استکبار وانکار کی پرواہ نہ کریں اور انکو استہزا ر وانکار اور لہو ولعب میں منہمک ہونے دیں یہانتک کہ وہ اس دن کو پالیں جسکا انسے وعدہ کیا جارہا ہے۔ مراد قیامت کا دن ہے یعنی اب تو لہو ولعب میں کھوئے ہوئے ہیں اور حق کو نہیں مانتے قیامت کو دن سیدھے ہوجائینگے۔ یوم یخرجون۔ یہ وہ دن ہے جب وہ قبروں سے نکلکر جلدی جلدی چلیں گے گویا کہ نشانے کیطرف دوڑ رہے ہیں۔ جیسے انسان نشانے کی طرف سیدھا اور تیز دوڑتا ہے اسی طرح وہ بھی داعی کی طرف سیدھے دوڑینگے یوفضون ای یسرعون (روح) خاشعۃ ابصارھم انکی آنکھیں مارے خوف کے جھکی ہونگی اور ان پر ذلت ورسوائی چھائی ہوگی اور تبکیت وتحقیر کے طور پر ان سے کہا جائیگا کہ یہ ہے وہ دن جسکا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا کہ اگر نہیں مانو گے تو قیامت کے دن دردناک اور رسوا کن عذاب میں مبتلا کئے جاؤ گے۔ ذٰلک الیوم سے پہلے یقال لھم محذوف ہے۔

مَلُوۡمِیۡنَ ﴿۳۰﴾ فَمَنِ ابۡتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ
الاہنا پھر جو کوئی ڈھونڈے اس کے سوائے سو وہی ہیں

الۡعٰدُوۡنَ ﴿۳۱﴾ وَالَّذِیۡنَ ہُمۡ لِاَمٰنٰتِہِمۡ وَعَہۡدِہِمۡ
حد سے بڑھنے والے اور جو لوگ کہ اپنی امانتوں اور اپنے قول کو

رٰعُوۡنَ ﴿۳۲﴾ وَالَّذِیۡنَ ہُمۡ بِشَہٰدٰتِہِمۡ قَآئِمُوۡنَ ﴿۳۳﴾
نباہتے ہیں اور جو اپنی گواہیوں پر سیدھے ہیں

وَالَّذِیۡنَ ہُمۡ عَلٰی صَلَاتِہِمۡ یُحَافِظُوۡنَ ﴿۳۴﴾ اُولٰٓئِکَ
اور جو اپنی نماز سے باخبر ہیں وہ لوگ ہیں

فِیۡ جَنّٰتٍ مُّکۡرَمُوۡنَ ﴿۳۵﴾ فَمَالِ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا قِبَلَکَ
باغوں میں عزت سے پھر کیا اے ہوا ہے منکروں کو تیری طرف

مُہۡطِعِیۡنَ ﴿۳۶﴾ عَنِ الۡیَمِیۡنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِیۡنَ ﴿۳۷﴾
دوڑتے ہوتے آتے ہیں داہنے سے اور بائیں سے غول کے غول

اَیَطۡمَعُ کُلُّ امۡرِیًٴ مِّنۡہُمۡ اَنۡ یُّدۡخَلَ جَنَّۃَ نَعِیۡمٍ ﴿۳۸﴾
کیا طمع ۲اے رکھتا ہے ہر ایک شخص ان میں کہ داخل ہو جائے نعمت کے باغ میں

کَلَّا ؕ اِنَّا خَلَقۡنٰہُمۡ مِّمَّا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۳۹﴾ فَلَاۤ اُقۡسِمُ بِرَبِّ
ہرگز نہیں ہمنے ان کو بنایا ہے جس سے وہ بھی جانتے ہیں ف دا سو ۱۳اے میں قسم کھاتا ہوں

الۡمَشٰرِقِ وَالۡمَغٰرِبِ اِنَّا لَقٰدِرُوۡنَ ﴿۴۰﴾ عَلٰۤی اَنۡ
مشرقوں اور مغربوں کے مالک کی تحقیق ہم کر سکتے ہیں کہ

نُّبَدِّلَ خَیۡرًا مِّنۡہُمۡ ۙ وَمَا نَحۡنُ بِمَسۡبُوۡقِیۡنَ ﴿۴۱﴾ فَذَرۡہُمۡ
بدل کر لے آئیں ان سے بہتر اور ہمارے قابو سے نکل نہ جائیں گے ۱۴اے سو چھوڑ

یَخُوۡضُوۡا وَیَلۡعَبُوۡا حَتّٰی یُلٰقُوۡا یَوۡمَہُمُ الَّذِیۡ یُوۡعَدُوۡنَ ﴿۴۲﴾
دے ان کو کہ باتیں بنائیں اور کھیلا کریں یہاں تک کہ مل جائیں اپنے اس دن سے جس کا ان سے وعدہ ہے

ع ۱ ۴۵ ۷

اے زجر برائے کفار ۱۲

۲ے جنت سے قول باطل کا جواب ۱۲

۳ے زجر مع تخویف دنیوی ۱۲

موضح قرآن ف یعنی منی گہن کی چیز سے وہ کہاں لائق بہشت کے مگر جب ایمان سے پاک ہو ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالےٰ] فتح الرحمٰن ف دا یعنی از منی ۱۲۔

سورۂ نوح علیہ السلام

ربط سورۂ ملک سے لے کر سورۂ جن تک مضمون کے اعتبار سے گویا ایک ہی سورت ہے۔ سورۂ "ملک" میں عقلی دلائل سے ثابت کیا گیا کہ اللہ کے سوا کوئی اور برکات دہندہ نہیں۔ پھر سورۃ "القلم" میں فرمایا اس مسئلہ میں نرمی نہ کریں۔ اس کے بعد "الحاقۃ" میں اس دعوے کو نہ ماننے والوں کے لئے تخویفات اور ماننے والوں کے لئے تبشیرات کا بیان ہوا۔ پھر "المعارج" میں معاندین پر زجر کیا گیا کہ وہ عذاب سے ڈر کر ماننے کے بجائے الٹا عذاب طلب کر رہے ہیں۔ اب سورۂ نوح علیہ السلام اور سورۂ جن میں دلائل نقلیہ کا بیان ہوگا۔ سورۂ نوح علیہ السلام میں دلیل نقلی تفصیلی از حضرت نوح علیہ السلام مذکور ہے۔

خلاصہ

حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت۔ قوم کا انکار و استکبار۔ استیصال کفار کا ایک نمونہ اور حضرت نوح علیہ السلام کی تبلیغ کے ضمن میں دلائل عقلیہ۔ حاصل یہ کہ تبلیغ توحید میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھو۔ اور مشرکین کی مخالفت اور ایذاء پر صبر کرو اور تبلیغ کا کام جاری رکھو۔

تفصیل

انا ارسلنا نوحا ــــ تا ــــ لو کنتم تعلمون ہ دلیل نقلی تفصیلی از حضرت نوح علیہ السلام۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی اور انکار و استکبار کی صورت میں ان کو خدا کے عذاب سے ڈرایا۔

قال رب انی دعوت قومی ــــ تا ــــ ومکروا مکرا کبارا ہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضرت نوح علیہ السلام کی طرف سے اپنی قوم کی شکایت۔ میرے پروردگار، میں نے اپنی قوم کو ہر ممکن طریق سے توحید کی دعوت دی۔ ان کو سمجھانے میں رات دن ایک کر دیا، بھری محفلوں میں بھی ان کو دعوت دی۔ اور فرداً فرداً بھی ان کو سمجھایا اور پھر دلائل عقلیہ کے ساتھ مسئلہ کو واضح کر کے پیش کیا۔ مگر بایں ہمہ ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ میں نے جتنا ان کو سمجھایا وہ اتنا ہی انکار و استکبار میں آگے بڑھے۔ وقالوا لا تذرن الھتکم یہ قوم کے عناد و استکبار کا بیان ہے۔ مما خطیئٰتھم اغرقوا تخویف دنیوی ہے۔ جب اللہ کا عذاب ان پر آیا تو ان کے مزعومہ معبودوں میں سے کوئی بھی ان کی مدد کو نہ پہنچا۔

وقال نوح رب لا تذر الخ آخر حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالےٰ سے درخواست کی کہ مشرکین میں سے کسی ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑ کیونکہ وہ ایمان والوں کو بھی گمراہ کر دیں گے۔ اور ان کی نسل بھی فاجر اور مشرک ہوگی۔

۲؎ انا ارسلنا دلیل نقلی تفصیلی از نوح علیہ السلام۔ ہم نے نوح ؑ کو ان کی قوم کی طرف مبعوث کیا تاکہ وہ اپنی قوم کو سمجھائیں کہ دردناک عذاب کے آنے سے پہلے ہی دعوت توحید کو مان لو۔

قال یٰقوم۔ چنانچہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ میں تم کو واضح اور کھلے لفظوں میں خبردار کرنے آیا ہوں کہ اعبدوا اللہ واتقوہ تم صرف اللہ کی عبادت کرو۔ صرف اسی کو برکات دہندہ سمجھو اور حاجات و مصائب میں صرف اسی کو پکارو۔ اس کے عذاب سے ڈرو اور میری اطاعت کرو

يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا كَاَنَّهُمْ اِلٰى

جس دن نکل پڑیں گے قبروں سے دوڑتے ہوئے جیسے کسی

نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ ㊸ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ

نشانی پر دوڑتے جاتے ہیں جھکی ہوں گی ان کی آنکھیں چڑھی آتی ہوگی

ذِلَّةٌ ؕ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ㊹

ان پر ذلت یہ ہے وہ دن جس کا ان سے وعدہ تھا

رکوع ۲ ۸

سُوْرَةُ نُوْحٍ مَّكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ نوح ؎ مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی اٹھائیس آیتیں ہیں اور دو رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بےحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ

ہمنے بھیجا ؎ نوح کو اس کی قوم کی طرف کہ ڈرا اپنی قوم کو اس

قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ① قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ

سے پہلے کہ پہنچے ان پر عذاب دردناک بولا اے قوم میری میں

لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ② اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَ

تم کو ڈرسناتا ہوں کھول کر کہ بندگی کرو اللہ کی اور اس سے ڈرو اور

اَطِيْعُوْنِ ③ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ

میرا کہنا مانو تاکہ بخشے وہ ؎ تمکو کچھ گناہ تمہارے اور ڈھیل دے تم کو

اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَآءَ لَا يُؤَخَّرُ ۘ

ایک مقرر وعدہ تک وہ جو وعدہ کیا ہے اللہ نے جب آپہنچے گا اسکو ڈھیل نہ ہوگی

وقف لازم

لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ④ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ دَعَوْتُ قَوْمِيْ

اگر تم کو سمجھ ہے ف بولا ؎ اے رب میں بلاتا رہا اپنی قوم کو

۳؎ تخویف اخروی ۱۲

۲؎ دلیل نقلی تفصیلی از نوح علیہ السلام ۱۲

حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال اپنی قوم کو مسئلہ سمجھایا مگر انہوں نے نہ مانا آخر ہلاک کر دیئے گئے۔ اے اہل مکہ، آؤ مسئلہ مان لو ورنہ تم پر بھی خدا کا عذاب آئیگا۔

۳؎ یغفر لکم۔ مجزوم بوجہ جواب امر۔ اگر تم ایمان لے آؤ گے تو اللہ تمہارے گناہ معاف فرمادے گا اور اجل مسمّٰی یعنی موت تک تم کو بلا عذاب مہلت دے گا۔ لیکن اگر تم ایمان نہ لائے تو خدا کا عذاب آجائے گا اور پھر کسی صورت ٹل نہیں سکیگا۔ اجل مسمّٰی سے مراد موت ہے۔ اور اجل اللہ سے دنیوی عذاب کا معین وقت مراد ہے (جلالین)۔ فرشتوں کے یہاں بطور تقدیر معلّق لکھا ہوتا ہے کہ اگر مان لیں تو بہتر، ورنہ ان پر فلاں وقت میں عذاب نازل ہوگا۔ ومعناہ ان اللہ تعالیٰ کان قضی قبل خلقھم انھم ان اٰمنوا بارك فی اعمارھم، وان لم یؤمنوا عوجلوا بالعذاب (قرطبی ج ۱۸ ص ۲۹۹) لو کنتم تعلمون اگر تم جانتے ہوتے کہ ایمان نہ لانے کی صورت میں جب اللہ کا عذاب آگیا تو وہ ٹل نہیں سکے گا تو ایمان کی طرف دوڑتے اور اس میں ذرا تاخیر نہ کرتے۔ لو بمعنی ان ہے یا اپنے اصل پر بمعنی تمنّی ہے، اس صورت میں جواب کی ضرورت نہیں۔

۴؎ قال رب۔ حضرت نوح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی تبلیغی جدوجہد اور مشرکین کے عناد و تعنت کا ذکر کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی قوم کو دعوت توحید دینے میں نہ دن دیکھا ہے، نہ رات۔ جب انھیں موقع ملا انھوں نے ان کو سمجھانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ مگر میں جتنا ان کو توحید کی طرف بلاتا ہوں۔ وہ اتنا ہی دور بھاگتے ہیں۔ وانی کلما دعوتھم میں نے جب بھی ان کو توحید کی طرف دعوت دی تاکہ وہ ایمان لے آئیں اور تو ان کے گناہ معاف فرمادے تو غور سے سننے اور ماننے کے بجائے انہوں نے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں تاکہ وہ میری آواز سن ہی نہ پائیں اور اپنے معبودوں کی توہین نہ سن سکیں اور اپنے اوپر کپڑے لپیٹ کر اپنے کو خوب ڈھانپ لیا کہیں مجھ پر ان کی نظر نہ پڑ جائے کیونکہ جو شخص انکے معبودوں

موضح قرآن ف یعنی بندگی کرو کہ نوع انسان دنیا میں قیامت تک رہے اور قیامت کو تو دیر نہ لگے گی اور جو سب مل کر بندگی چھوڑ دو تو سارے ابھی ہلاک ہوجاؤ طوفان ایسا ہی آیا تھا کہ ایک آدمی نہ بچے حضرت نوح کی بندگی سے ان کا بچاؤ ہوگیا۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

لَيْلًا وَّنَهَارًا ۝٥ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَآءِيْٓ اِلَّا فِرَارًا ۝٦
رات اور دن پھر میرے بلانے سے اور زیادہ بھاگنے لگے

وَاِنِّيْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ
اور میں نے جب کبھی ان کو بلایا تاکہ تو ان کو بخشے ڈالنے لگے انگلیاں اپنے

فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا
کانوں میں اور لپیٹنے لگے اپنے اوپر کپڑے اور ضد کی اور غرور کیا

اسْتِكْبَارًا ۝٧ ثُمَّ اِنِّيْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۝٨ ثُمَّ اِنِّيْٓ
بڑا غرور ف پھر ؎ میں نے ان کو بلایا برملا ؎ پھر میں نے

اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ۝٩ فَقُلْتُ
ان کو کھولکر کہا اور چھپ کر کہا چپکے سے تو میں نے کہا

اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝١٠ يُّرْسِلِ
گناہ بخشواؤ اپنے رب سے بے شک وہ ہے بخشنے والا چھوڑ دیگا

السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۝١١ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ
آسمان کی تم پر دھاریں اور بڑھا دیگا تمکو مال اور

بَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۝١٢ مَا
بیٹوں سے اور بنا دے گا تمہارے واسطے باغ اور بنا دے گا تمہارے لئے نہریں کیا

لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۝١٣ وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ۝١٤
ہوا ہے تمکو کیوں ؎ نہیں امید رکھتے اللہ سے بڑائی کی اور اسی نے ؎ بنایا تمکو طرح طرح سے ؎

اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۝١٥ وَّ
کیا تم نے نہیں دیکھا کیسے بنائے اللہ نے سات آسمان تہہ پر تہہ اور

جَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ۝١٦
رکھا چاند کو ان میں اجالا اور رکھا سورج کو چراغ جلتا ہوا

کے بارے میں کہتا ہو کہ وہ برکات دہندہ نہیں ہیں وہ اسکی شکل بھی دیکھنا گوارا نہیں کرتے یہ ان کے خیال میں ان کے معبودوں کی بے حرمتی ہے یعنی ماننا تو درکنار انہیں تو مجھ سے اس قدر نفرت ہے کہ وہ میری بات سننا اور میری طرف دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے۔ کفر و شرک پر مُصر ہیں اور میری دعوت کو قبول کرنے اور میری بات کو ماننے سے ناک بھوں چڑھاتے ہیں **۵** ثم انی دعوتھم۔ عموم وقت کے بعد عموم کیفیت کا ذکر کرتے ہیں۔ یعنی جس طرح میں نے دعوت کے لئے کوئی وقت نہیں چھوڑا اسی طرح میں نے دعوت و تبلیغ کا ہر طریقہ اور ہر انداز اختیار کیا تاکہ وہ کسی نہ کسی طرح مان لیں۔ چنانچہ میں نے منادی کے ذریعے ان کو ایک جگہ جمع کرکے بھی ان کے سامنے دعوتِ توحید پیش کی۔ ثم انی اعلنت لھم پھر انکی بھری مجلسوں میں خود جا جا کر بھی ان کو سمجھایا واسررت لھم اسرارا۔ پھر ایک ایک کو فرداً فرداً سمجھانے کی بھی کوشش کی۔ میں نے دعوت و تبلیغ میں ترغیب و ترہیب سے بھی کام لیا اور عقلی دلائل سے بھی مسئلہ واضح کیا مگر اس کے باوجود وہ ایمان نہیں لاتے۔

۶ فقلت استغفروا۔ یہ ترغیب ہے۔ مدرارا یرسل کا مفعول مطلق ہے۔ من غیر لفظہ یا یہ صیغہ مبالغہ ہے اور السمآء سے حال ہو السمآء سے مراد بادل یا بارش ہے (مظہری، روح) میں نے ان سے یہ بھی کہا کہ ایمان لے آؤ اور اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو، وہ معاف کرنیوالا ہے وہ تم پر موسلا دھار بارانِ رحمت نازل فرمائے گا۔ ویمددکم باموال۔ تمہارے مال و اولاد میں برکت عطاء فرمائے گا، تمہارے لئے پھلوں اور میووں کے سرسبز و شاداب باغات پیدا فرمائے گا اور نہریں جاری کرے گا

ترغیب ۱۲

۷ مالکم لا ترجون۔ یہ ترہیب اور دلائل عقلیہ کا ذکر ہے ترجون کے معنی ہیں، تخافون یا تعتقدون اور وقار کے معنی ہیں عظمت و جلالت۔ تمہیں کیا ہوا ہے کہ تم اللہ کی عظمت کا اعتقاد نہیں رکھتے ہو جس نے تمہیں اس قدر نعمتوں سے مالا مال فرمایا ہے اور معبودانِ باطلہ کو کیوں نہیں چھوڑتے ہو اور ان کو برکات دہندہ کیوں سمجھتے ہو۔

ترہیب و دلائل عقلیہ کا بیان ۱۲

۸ وقد خلقکم۔ حضرت نوح علیہ السلام نے ان عقلی دلائل کی طرف بھی قوم کو متوجہ کیا کہ اپنی پیدائش پر غور کرو اور دیکھو اللہ نے تمہیں کس طرح مختلف احوال سے گذار کر پیدا فرمایا۔ الم تروا کیف خلق اللہ۔ اپنی پیدائش کے علاوہ ذرا اوپر کی طرف آسمانوں کو تو دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے کیسی قدرت و صنعت سے تہ بتہہ سات آسمانوں کو پیدا فرمایا اور ان میں چاند اور سورج کو روشن کیا قمر کو نور اور شمس کو سراج (چراغ) فرما کر اس طرف اشارہ کیا کہ چاند کی روشنی سورج سے مستفاد ہے، کیونکہ اندھیرے میں روشنی چراغ سے مستفاد

موضح قرآن ف کپڑا اوڑھنے لگے کہ اس کی بات ہمارے دل میں نہ لگ جائے۔ ف۲ یعنی ایسے کام کیوں نہیں کرتے کہ وہ اپنی بڑائی سے تم پر عذاب نہ بھیجے اور طرح طرح بنایا یعنی ماں کے پیٹ میں بھانت بھانت رنگ بدلے۔

ہوتی ہے اور چراغ کی روشنی خود اس کے اندر ہوتی ہے کسی دوسری چیز سے مستفاد نہیں ہوتی ولعله فی قوله تعالیٰ جعل القمر فیھن نورًا وجعل الشمس سراجا اشعارا بان نور القمر مستفاد من الشمس فان النور انما یستفاد من السراج (مظہری ج ۱۰ ص ۷۵) ف۹ واللہ انبتکم۔ نباتا مفعول مطلق ہے۔ من غیر بابہ جیسا کہ تبتل الیہ تبتیلا میں ہے انسانوں کو زمین سے پیدا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ سب کے باوا حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا گیا۔ یا مطلب یہ ہے کہ جن نطفوں سے تم کو پیدا کیا گیا ہے وہ زمین سے حاصل ہونیوالی غذا سے پیدا ہوتے ہیں پھر

وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ﴿۱۷﴾ ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا
اور اللہ ف۹ نے اگایا تم کو زمین سے جما کر پھر مکرر ڈالیگا تم کو اس میں
وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ﴿۱۸﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ
اور نکالے گا تمکو باہر اور اللہ نے بنا دیا تمہارے لئے زمین کو
بِسَاطًا ﴿۱۹﴾ لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ﴿۲۰﴾ قَالَ نُوْحٌ
بچھونا تاکہ چلو اس میں کشادہ رستے کہا ف۱ نوح نے
رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهٗ
اے رب میرے انہوں نے میرا کہا نہ مانا اور مانا ایسے کا جس کو اس کے مال اور
وَوَلَدُهٗٓ اِلَّا خَسَارًا ﴿۲۱﴾ وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا ﴿۲۲﴾ وَ
اولاد سے اور زیادہ ہو ٹوٹا ف۱ اور داؤ کیا ہے بڑا داؤ ف۲ اور
قَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا
بولے ف۳ ہرگز نہ چھوڑیو اپنے معبودوں کو اور نہ چھوڑیو ودّ کو اور نہ
سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ﴿۲۳﴾ وَقَدْ اَضَلُّوْا
سواع کو اور نہ یغوث کو اور یعوق اور نسر کو ف۲ اور بہکا دیا
كَثِيْرًا ۚ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا ضَلٰلًا ﴿۲۴﴾ مِمَّا خَطِيْٓئٰتِهِمْ
بہتوں کو اور تو نہ زیادہ کرنا بے انصافوں کو مگر بھٹکنا ف۳ کچھ وہ ف۳ اپنے گناہوں
اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ
سے ڈبائے گئے پھر ڈالے گئے آگ میں پھر نہ پائے اپنے واسطے انہوں نے اللہ
اللّٰهِ اَنْصَارًا ﴿۲۵﴾ وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى
کے سوائے کوئی مددگار اور کہا ف۴ نوح نے اے رب نہ چھوڑیو زمین
الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ﴿۲۶﴾ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ
پر منکروں کا ایک گھر بسنے والا مقرر اگر تو چھوڑدے گا

ع ۱ ۲ ۹

تضعیف دنیوی و اخروی ۱۲

موت کے بعد تمہیں دوبارہ زمین میں لوٹائے گا اور تم قبروں میں دفن کئے جاؤ گے پھر قیامت کے دن تمہیں زندہ کر کے قبروں سے نکالے گا۔ واللہ جعل لکم الارض بساطا۔ پھر نیچے دیکھو زمین کو اس نے کس طرح نرم اور ہموار بنا دیا ہے جس میں تم کھلے راستے اور چوڑی چوڑی سڑکیں بناتے اور ان میں چلتے ہو۔ ان تمام صفات کا جو مالک ہے اور جس نے یہ تمام نعمتیں عطا فرمائی ہیں وہی تم سب کا معبود حقیقی ہے، اسکی توحید پر ایمان لاؤ اور خود ساختہ معبودوں کی عبادت کو چھوڑ دو ف۱۰ قال نوح حضرت نوح علیہ السلام نے مزید عرض کیا میرے پروردگار، انہوں نے میری نافرمانی کی ہے اور میری کوئی بات نہیں مانی اور ان رؤسا اور صنادید کفر کی پیروی میں لگ گئے جنہیں مال و اولاد سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ بلکہ مال و اولاد اور تمام دنیوی ساز و سامان ان کے لئے سراسر خسارہ اور نقصان کا باعث ہے۔ کیونکہ مال و اولاد کی وجہ سے وہ کبر و غرور میں مبتلا ہو گئے اور ایمان سے استکبار کیا اس طرح دنیوی وجاہت ان کے لئے اخروی خسارے کا باعث بن گئی۔ اتبعوا سے عوام مشرکین مراد ہیں اور من سے رؤسائے مشرکین۔ ای واستمروا علی اتباع رؤسائھم الذین البطرتھم اموالھم وغرتھم اولادھم و صار ذلك سببا لزیادۃ خسارھم فی الاخرۃ۔ الخ (روح ج ۲۹ ص ۷۶) ف۱۱ ومکروا۔ اتبعوا پر معطوف ہے یا لم یزدہ پر اور جمع کا صیغہ من کے مفہوم کے اعتبار سے لایا گیا ہے۔ عوام کا مکر یہ تھا کہ وہ حضرت نوح علیہ السلام کو ہر طرح سے تکلیف و اذیت پہنچاتے اور رؤسا مشرکین کا مکر یہ تھا کہ وہ اپنے عوام کو توحید سے روکتے اور ان کو حضرت نوح علیہ السلام کی ایذاء پر اکساتے تھے (مظہری) کُبّار، کبیر کا مبالغہ ہے ای کبیرا فی الغایۃ (روح) حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کافروں نے اعتراض کیا تھا کہ کُبّار اور عُجاب غیر فصیح ہیں، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی بڈھے

موضح قرآن ف۱ یعنی اپنے مالداروں کا کہا مانا اور ان کے مال اور اولاد میں کچھ خوبی نہیں بلکہ اُن پر ٹوٹا ہے۔ انہیں کے سبب دین سے محروم رہے ف۲ یعنی سب کو سمجھا دیا کہ اس کی بات نہ مانو۔ ف۳ یعنی کوئی تدبیر ان کی بن نہ پڑے اور ودّ اور سواع وغیرہ نام تھے بتوں کے ہر ہر مطلب کا ایک بت تھا

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بروسائی کفار ۱۲ ف۲ و این پنج بت بودند ۱۲۔

آدمی کو لاؤ، جب لیکر آئے تو آپ نے فرمایا اسے دو چار مرتبہ اٹھاؤ بٹھاؤ، اس پر اُس بڈھے نے کہا یا محمد اتخذنی هزوا، انّ هذا لشئ عجاب و انی شیخ کبار۔ واللہ تعالیٰ اعلم **۱۲ﻪ** وقالوا لاتذرن۔ ان مشرکین نے میری دعوت کو قبول کرنے کے بجائے فیصلہ کیا ہے کہ وہ اپنے تمام معبودوں کی عبادت ہرگز نہ چھوڑیں خصوصًا ان پانچ بڑے معبودوں کو تو کسی قیمت پر نہ چھوڑیں یعنی ودّ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر۔ یہ پانچوں حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے بڑے معبود تھے۔ جنہیں وہ اپنی حاجتوں اور مصیبتوں میں پکارتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رض فرماتے ہیں۔ اسماء رجال صالحین من قوم نوح علیه السلام (صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۳۲) یہ پانچوں حضرت نوح علیہ السلام کی قوم میں خدا کے نیک اور برگزیدہ بندے تھے۔ جب وہ فوت ہو گئے تو ان کے متعلقین اور معتقدین نے بہت غم کیا۔ ابلیس انسانی شکل میں ان کے پاس پہنچا اور خیر خواہی کے رنگ میں کہنے لگا تم غم نہ کرو میں تمہاری تسلی کا سامان کر دیتا ہوں چنانچہ وہ ان کی شکلوں پر ان بزرگوں کے بت بنا کر ان کے پاس لے آیا اور کہنے لگا ان بتوں کو ان بزرگوں کے عبادتخانوں میں نصب کر دو اور وقتاً فوقتاً ان کی زیارت کر کے دلوں کو تسلی دے لیا کرنا۔ اس کے بعد رفتہ رفتہ ان کی عبادت ہونے لگی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو دعوت توحید دے کر مبعوث فرمایا۔ (قرطبی، البدایہ والنہایہ) وقد اضلوا کثیرا اور ان رؤسائے مشرکین نے تیری بہت سی مخلوق کو گمراہ کر ڈالا ہے اور ان کو راہ راست پر آنے سے روکا ہے۔ ولا تزد الظلمین الا ضلالا۔ ضلال سے توحید کے خلاف منصوبوں میں ناکامی مراد ہے۔ اے میرے پروردگار! ان ظالموں کے تمام منصوبوں کو ناکام بنا دے اور ان کی آرزوئیں خاک میں ملا دے۔ ولعل المطلوب هو الضلال فی ترویج مکرهم و مصالح دنیاهم لا فی امر دینهم الخ (بیضاوی ج ۲ ص ۴۰۱) **۱۳ﻪ** مما خطیئتهم۔ یہ تخویف ہے اور من سببیہ ہے۔ فادخلوا میں فاء تعقیب بلا تاخیر کے لئے ہے من دون اللہ سے ان کے خود ساختہ معبود ودّ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر وغیرہ مراد ہیں۔ یعنی قوم نوح علیہ السلام کو ان کے گناہوں کی وجہ سے غرق کر دیا گیا پھر فوراً ہی ان کو آگ میں داخل کر دیا گیا۔ تو اللہ کے سوا جن کو وہ پکارتے تھے ان میں سے کوئی بھی ان کی مدد کو نہ پہنچا۔ یہ آیت عذاب قبر کے اثبات پر اہل سنت کی محکم دلیل ہے۔

يُضِلُّوا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا (۲۷) رَبِّ
بہکائیں گے تیرے بندوں کو اور جو جنیں گے سو ڈھیٹ حق کا منکر اے رب
اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّ
معاف کر ﻪ مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور جو آئے میرے گھر میں ایماندار اور
لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۖ وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَارًا (۲۸) ع
سب ایمان والے مردوں کو اور عورتوں کو اور گنہگاروں پر بڑھتا رکھ یہی برباد ہونا

۲ ع ۸

سُورَةُ الْجِنِّ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانٌ وَعِشْرُونَ آيَةً وَفِيهَا رُكُوعَانِ
سورہ جن ﻪ ف۱ مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی اٹھائیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوا
تو کہہ مجھ کو ﻪ حکم آیا کہ سن گئے کتنے لوگ جنوں کے پھر کہنے لگے ﻪ
إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا (۱) يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا
ہم نے سنا ہے ایک قرآن عجیب کہ سمجھاتا ہے نیک راہ سو ہم اس پر یقین
بِهِ ۖ وَلَن نُّشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا (۲) وَأَنَّهُ تَعَالَىٰ جَدُّ رَبِّنَا
لائے اور ہرگز شریک نہ بتلائیں گے ہم اپنے رب کا کسی کو اور یہ کہ ﻪ اونچی ہے شان ہمارے رب کی
مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا (۳) وَأَنَّهُ كَانَ يَقُولُ
نہیں رکھی اس نے جورو نہ بیٹا ف۲ اور یہ کہ ﻪ ہم میں کا
سَفِيهُنَا عَلَى اللَّهِ شَطَطًا (۴) وَأَنَّا ظَنَنَّا أَن لَّن
بیوقوف اللہ پر بڑھا کر باتیں کہا کرتا تھا ف۳ اور یہ کہ ہم ﻪ کو خیال تھا کہ ہرگز نہ
تَقُولَ الْإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا (۵) وَأَنَّهُ
بولیں گے آدمی اور جن اللہ پر جھوٹ ف۴ اور یہ کہ

از دلیل نقلی از جنیات ۱۲

موضح قرآن ف۱ سورۂ احقاف میں گذرا کہ حضرت نماز صبح پڑھتے تھے کتنے جن سنکر ایمان لائے پھر جا کر اپنی قوم سے بیان کیا، یہاں ان کے بیان کو اللہ نے وحی فرمائی رسول پر بعد اس کے بہت بار جن حضرت پاس آکر ملے اور ایمان لائے قرآن سیکھا۔ ف۲ جو گمراہیاں آدمیوں میں تھیں وہ جنوں میں بھی تھیں اللہ کے واسطے جورو بیٹا بتاتے تھے۔ ف۳ یعنی ہم میں جو بے وقوف تھے وہ ایسی باتیں کہتے تھے یا ابلیس کو کہا ہو۔ ف۴ یعنی اس سے ہم بھی بہک گئے۔

فتح الرحمن ف۱ مترجم گوید روزی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز صبح بیرون مکہ میخواندند جماعہ از جن آنرا استماع کردند و ایمان آوردند۔ خدا تعالیٰ از ایمان ایشان و گفتگوئے ایشان با قوم خود درین سورہ خبر داده تا قوله و ان لو استقاموا۔ واللہ اعلم ۱۲۔

کیونکہ غرق کے فوراً بعد ان کو جس آگ میں داخل کیا گیا وہ آخرت کی آگ نہیں، کیونکہ قیامت تو تا ہنوز قائم ہی نہیں ہوئی، اس لئے اس سے لامحالہ عالم برزخ کا عذاب ہی مراد ہے جسے اصطلاح شریعت میں عذابِ قبر سے تعبیر کیا گیا ہے (فادخلوا نارا) فی عالم البرزخ المسمی بالقبر فانہ روضۃ من ریاض الجنۃ او حفرۃ من حفرات النیران فھذہ الآیۃ دلیل علی اثبات عذاب القبر لان الفاء للتعقیب (مظہری ج ۱۰ ص ۷۷) (فادخلوا نارا) ھی نار البرزخ والمراد عذاب القبر (روح ج ۲۹ ص ۷۹) یہ بھی ممکن ہے کہ عذاب سے مراد آخرت کا عذاب ہو اور فادخلوا سے مراد تحکم بدخولھم النار فی الآخرۃ (الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ) یا اغراق اور ادخال جہنم کے درمیانی عرصے کو غیر معتد بہ قرار دے کر ادخال پر فاء داخل کی گئی ہو (روح)

۱۴ وقال نوح۔ حضرت نوح علیہ السلام نے آخر اللہ تعالیٰ سے دعا کی: میرے پروردگار! ان مشرکین میں سے اس دھرتی پر ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑ۔ انک ان تذرھم۔ اگر تو ان کو ہلاک نہیں کرے گا اور ان کو زندہ چھوڑ دے گا تو وہ تیرے مومن بندوں کو بھی مکر و فریب سے گمراہ کر دیں گے اور ان کی نسلوں میں بھی مشرکوں اور فاجروں کے سوا کوئی مومن اور موحد نہیں ہوگا۔ حضرت نوح علیہ السلام کی بددعا پہلے تھی قوم کی غرقابی بعد میں ہوئی لیکن نظم قرآن میں دونوں کا ذکر معکوس ہے یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ واؤ مطلق جمع کے لئے ہوتی ہے اور ترتیب کی مقتضی نہیں۔

اہل بدعت کہتے ہیں اس آیت سے حضرت نوح علیہ السلام کا غیب دان ہونا ثابت ہوتا ہے کیونکہ انہوں نے کہا تھا کہ یہ مشرکین تیرے بندوں کو گمراہ کر دیں گے اور ان کی نسلوں میں فساق و فجار کے سوا کوئی نہیں ہوگا تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے مطلع فرما دیا تھا کہ اب ان میں سے کوئی بھی ایمان نہیں لائے گا اور نہ ان کی نسل سے کوئی مومن پیدا ہوگا۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ واوحی الی نوح انہ لن یومن من قومک الا من قد آمن۔ الآیۃ (ہود، ع ۴) اور جو علم وسائل سے حاصل ہو وہ علم غیب نہیں ہوتا۔

۱۵ رب اغفر لی۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے والدین اور تمام مومنوں کے لئے خواہ ان کی امت کے ہوں یا دوسرے پیغمبروں کی امتوں سے تعلق رکھتے ہوں، سب کے لئے مغفرت کی دعا کی اور مشرکین کے لئے تباہی و بربادی کی بددعا کی۔ مشرکین پر ان کی بددعا تو قبول ہو چکی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بعید نہیں کہ تمام مومنوں کے حق میں بھی ان کی دعا کو قبول فرما لے۔ قد دعا علیہ السلام دعوتین دعوۃ علی الکافرین و دعوۃ للمؤمنین وحیث استجیبت لہ الاولی فلا یبعد ان تستجاب لہ الثانیۃ واللہ تعالیٰ اکرم الاکرمین۔ (روح ج ۲۹ ص ۸۱)

سورۃ نوح علیہ السلام میں آیات توحید

۱۔ اعبدوا اللہ واتقوہ۔ نفی شرک ہر نوع۔ تخصیص ہر نوع عبادت بذات باری تعالیٰ۔
۲۔ وقد خلقکم اطوارا ہ ــ تا ــ لتسلکوا منھا سبلا فجاجا ہ نفی شرک اعتقادی۔
۳۔ فلم یجدوا لھم من دون اللہ انصارا ہ نفی شرک فی التصرف۔

سورۃ الجنّ

ربط گذشتہ سورت میں دعوائے تبارک پر حضرت نوح علیہ السلام سے دلیل نقلی تفصیلی ذکر کی گئی اب سورۂ جنّ میں جنّات سے دلیل نقلی مذکور ہوگی کہ دیکھو جنات بھی قرآن سن کر ایمان لے آئے اور اپنی قوم کو توحید کا وعظ کرنے لگے۔

خلاصہ دلیل نقلی از جنّات، تخویف و تبشیر، دعوائے توحید کا ذکر بطور ثمرہ۔

تفصیل

قل اوحی الی ـــ تا ـــ فکانوا لجهنم حطبا ٥ دلیل نقلی از جنّات دیکھو جنات بھی اپنی قوم کو یہی وعظ کر رہے ہیں کہ سیدھا راستہ یہی ہے کہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کرو۔ و ان لو استقاموا علی الطریقۃ۔ الآیۃ۔ توحید کو ماننے والوں کے لئے بشارت اخرویہ۔ ومن یعرض عن ذکر ربه۔ الآیۃ۔ منکرین توحید کے لئے تخویف۔ وان المساجد لله فلا تدعوا مع الله احدا ۔ مسجدیں اللہ کے لئے ہیں اس لئے اس کے سوا کسی کو مت پکارو۔ سورۂ تبارک سے لے کر اب تک جو دلائل عقلیہ و نقلیہ اور تخویفات و تبشیرات مذکور ہوئیں یہ ان کا ثمرہ ہے۔ و انه لما قام عبد الله۔ الآیۃ۔ یہ شکوی متعلق بہ ثمرہ یعنی جب ہمارا بندہ ایک خدا کو پکارتا ہے تو وہ اسکی مخالفت کرتے ہیں۔ قل انما ادعوا ربی ولا اشرك به احدا ـــ تا ـــ ولن اجد من دونه ملتحدا سورۂ ملک اور حوامیم کا خلاصہ ہے یعنی حاجات اور مصائب میں غائبانہ صرف اللہ ہی کو پکارو۔ میں تم میں سے کسی کے نفع نقصان کا مختار نہیں ہوں اور اللہ کے سوا میرا بھی کوئی کارساز نہیں۔ ومن یعص الله و رسوله ـــ تا ـــ و احصی کل شیٔ عددا ٥ تخویف اخروی و دنیوی۔ دنیوی عذاب کا وقت مقرر ہے جو اپنے وقت پر ضرور آئے گا۔ میں عالم الغیب نہیں ہوں کہ مجھے اس کے معین وقت کا علم ہو۔ اور نہ مجھ کو غیب پر غلبہ دیا گیا ہے کہ جب چاہوں جان لوں۔

۲ قل اوحی دلیل نقلی از جنّات۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ابتداء وحی سے شیاطین کا آسمان پر جاکر فرشتوں کی باتیں سننا بند ہوگیا۔ پہلے وہ اوپر جاکر بیٹھ جاتے اور فرشتوں کی باتیں سنتے تھے، لیکن اب جو اوپر جاتا ہے تو شہاب ثاقب اسکا تعاقب کرتا ہے۔ شیاطین اس سے پریشان ہوئے اور ابلیس سے سارا معاملہ بیان کیا۔ اس نے کہا ضرور کوئی نئی بات رونما ہوئی ہے جس کی وجہ سے تمہارا آسمان پر جانا محال ہوگیا ہے ابلیس نے جنوں کی جماعتیں منظم کرکے مختلف سمتوں میں روانہ کردیں تاکہ وہ اصل حقیقت کا سراغ لگائیں۔ جنوں کی ایک جماعت تہامہ کیطرف روانہ کی گئی۔ یہ جماعت پھرتی پھراتی مقام نخلہ میں پہنچی تو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چند صحابہ رضہ کے ساتھ فجر کی نماز باجماعت ادا فرما رہے ہیں۔ چنانچہ وہ خاموشی کیساتھ بغور قرآن سننے لگے۔ چنانچہ وہ قرآن سن کر ایمان لے آئے اور سمجھ گئے اس وحی کو ہماری دسترس سے محفوظ رکھنے کے لئے ہم پر آسمان پر جانے کی راہیں بند کردی گئی ہیں۔ جنوں کی یہ جماعت اسی جگہ سے اپنی قوم کے پاس واپس پہنچی اور انہیں تبلیغ کرنے لگی۔ جنّوں کی اس جماعت نے اپنی قوم کو جو تبلیغ کی اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی۔ اسی طرح جنوں کے آنے اور قرآن سننے کی اطلاع بھی آپ کو وحی کے ذریعے ہی دی گئی۔ یہی تفصیل یہاں سورۂ جن میں مذکور ہے (مظہری، روح)

۳ فقالوا۔ یہ جنّات جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے قرآن مجید سن کر اور ایمان لاکر اپنی قوم کے پاس واپس آئے تو اپنی قوم سے کہا کہ ہم ایک عجیب و غریب کلام سنکر آئے ہیں جو حسنِ نظم، اسلوب بیان اور تاثیر کے اعتبار سے انسانی کلام سے مختلف ہے اور وہ توحید اور راہ ہدایت کی طرف رہنمائی کرتی ہے اس لئے ہم تو دل و جان سے اس پر ایمان لاچکے ہیں اور ہم نے فیصلہ کرلیا ہے کہ ہم آئندہ کے لئے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔ هو عجب فی نفسه لفصاحة کلامه و حسن مبانیه و دقة معانیه و غرابة اسلوبه و بلاغة مواعظه (بحر ج ۸ ص ۳۴۷) اور الرشد سے مراد عام ہے حق و صواب یا خاص توحید الی الحق والصواب وقیل الی التوحید والایمان (روح)

۴ و انه تعالی۔ یہ بھی جنات کا کلام ہے اور انا سمعنا پر معطوف ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ اگر قائل کا قول بعینہٖ نقل کیا جائے تو اِنَّ مکسورہ ہوگا، اور اگر اس کے کلام کا مضمون نقل کیا جائے تو اَنَّ مفتوحہ ہوگا الجد معنی عظمت و جلال کے ہیں۔ جنوں نے اپنی تقریر میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی اور اس کے استغناء تام کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہمارے پروردگار کی عظمت بہت بلند اور اسکی جلالت شان نہایت اعلیٰ و ارفع ہے اور وہ ایسا بے نیاز اور مستغنی ہے کہ نہ اسکے بیوی ہے جسکی موانست کا وہ محتاج ہو، نہ بیٹا جس کے تعاون و تناصر کی اس کو ضرورت ہو۔ اس کی عظمت و جلالت اور اس کے

استغناء تام کا تقاضا یہ ہے کہ اس ساری کائنات میں وہ بلاشرکت غیرے خود ہی متصرف و مختار ہے اور تصرف میں اختیار میں اس کا کوئی شریک اور نائب نہیں۔ تائید: تعالیٰ عما یقولون علوا کبیرا (بنی اسرائیل ع۵) **ف۵** وانہ کان یقول۔ سفیہنا سے مراد ابلیس ہے یا سرکش اور مشرک جن۔ ان جنوں نے ان مشرک اور سرکش جنوں کی شرارت کا بھی ذکر کردیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایسی بات کہتے ہیں جو حق سے بعید اور حد سے گذری ہوئی ہے۔ مراد ہے خداوند تعالیٰ کے لئے بیوی اور اولاد تجویز کرنا۔ (روح) حاصل یہ کہ جنوں میں سے جو خدا کے لئے بیوی یا بیٹا تجویز کرتا ہے وہ کم عقل اور نادان ہے۔ بھلا اللہ تعالیٰ جس کی عظمت وجلالت کی کوئی انتہا نہیں وہ بیوی بیٹوں کا کب محتاج ہے؟ شططا ای قولا ذا شطط وھو البعد ومجاوزۃ الحد (بیضاوی) **ف۶** وانا ظننا۔ و [illegible] جن اپنی طرف سے معذرت پیش کرتے ہیں کہ وہ ابتک کیوں ان نادانوں کی بات مان کر گمراہی اور شرک میں پھنسے رہے۔ انہوں نے کہا ہم تو اب تک اس خوش فہمی اور حسن ظن میں مبتلا رہے ہیں کہ جن وانس اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی جھوٹی اور غلط بات منسوب نہیں کرسکتے۔ اس لئے ہم یہی سمجھتے رہے کہ ہمارے یہ رہنما جو خدا کے لئے شریک اور نائب تجویز کررہے ہیں وہ درست اور حق پر ہیں۔ مگر اب قرآن سننے سے یہ حقیقت واضح ہوگئی ہے کہ وہ جھوٹے اور مفتری ہیں اور اللہ تعالیٰ شریک سے پاک ہے و انہ کان رجال من الانس۔ یہ اس طرف اشارہ ہے جو مشرکین کا دستور تھا کہ جب کسی جنگل بیابان میں داخل ہوتے شریر جنوں سے ان کے سردار کی پناہ مانگتے اور کہتے اعوذ بسید ھذا الوادی من شر سفہاء قومہ (بیضاوی) اور وہ سمجھتے کہ اب وہ شاہ جنات کی پناہ میں ہیں اس لئے اب انہیں جنوں کی طرف سے کوئی اذیت نہیں پہنچیگی۔ جب جنات ان کی بات سنتے تو ان کے کبر و غرور اور تعنت و طغیان میں مزید اضافہ ہوجاتا اور وہ اپنے کو بڑی شان کے مالک سمجھنے لگتے۔ فزادوھم میں ضمیر فاعل سے انس اور ضمیر مفعول سے جنات مراد ہیں اور رھق کے معنی طغیان اور سرکشی کے ہیں یا ضمیر فاعل جنات سے اور ضمیر مفعول انس سے کنایہ ہے اور رھق کے معنی گمراہی کے ہیں المعنی فزاد الجن الانس غیا بان اضلوھم حتی استعاذوا بھم (مظہری ج۱۰ ص ۸۶) ہادیان جن پہلے تو خود بھی ایسے ہی تھے، لیکن اب ان پر اس گمراہی کا انکشاف ہوا تو اپنی قوم کو اس سے روکنے لگے **ف۷** وانھم ظنوا۔ ضمیر انس کی طرف راجع ہے۔ ظننتم خطاب جنات سے ہے اے قوم شرک کے علاوہ تم حشر ونشر کا بھی انکار کرتے تھے اسطرح بنی آدم کا بھی یہی خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ دوبارہ کسی کو زندہ

كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ

تھے کتنے مرد آدمیوں میں کے پناہ پکڑتے تھے کتنے مردوں کی جنوں میں کے

فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ⑥ وَّاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ

پھر تو وہ اور زیادہ سر چڑھنے لگے ف۱ اور یہ کہ ان کو بھی خیال تھا جیسا تم کو خیال تھا کہ

لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ⑦ وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا

ہرگز نہ اٹھائیگا اللہ کسی کو ف۲ اور یہ کہ ہم نے ٹٹول دیکھا آسمان کو پھر پایا اسکو

مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًا ⑧ وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ

بھر رہے ہیں اس میں چوکیدار سخت اور انگارے ف۳ اور یہ کہ ہم بیٹھا کرتے تھے

مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ؕ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ

ٹھکانوں میں سننے کے واسطے ف۱ پھر جو کوئی اب سننا چاہے وہ پائے اپنے واسطے

شِهَابًا رَّصَدًا ⑨ وَّاَنَّا لَا نَدْرِيْٓ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ

ایک انگارا گھات میں اور یہ کہ ہم ف۲ نہیں جانتے کہ برا ارادہ ٹھہرا ہے زمین

فِی الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ⑩ وَّاَنَّا

کے رہنے والوں پر یا چاہا ہے ان کے حق میں ان کے رب نے راہ پر لانا اور یہ کہ کوئی

مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ؕ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ⑪

ہم میں ف۳ نیک ہیں اور کوئی اس کے سوائے ہم تھے کئی راہ پر پھٹے ہوئے

وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِی الْاَرْضِ وَلَنْ

اور یہ کہ ہمارے خیال میں آگیا کہ ہم چھپ نہ جائینگے اللہ سے زمین میں اور نہ

نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ⑫ وَّاَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰٓى اٰمَنَّا بِهٖ ؕ

تھکا دینگے اس کو بھاگ کر اور یہ کہ جب ہم نے سن لی راہ کی بات تو ہمنے اسکو مان لیا

فَمَنْ يُّؤْمِنْ بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا ⑬ وَّ

پھر جو کوئی یقین لائیگا اپنے رب پر سو وہ نہ ڈرے گا نقصان سے اور نہ زبردستی سے اور

موضح قرآن ف۱ آدمی جتنا جنوں کے آگے التجا کرتے ہیں اتنا وہ مغرور ہوتے ہیں ف۲ یعنی قبروں سے نہ اٹھاوے گا یا رسول نہ کھڑا کرے گا پہلے جو رسول ہوچکے سو ہوچکے۔ ف۳ یعنی جنوں کو انگارے پڑتے ہیں اور خبر نہیں سننے دیتے چوکیدار۔

فتح الرحمن ف۱ اشارتست بآنکہ در جاہلیت چون بجائی فرود می آمدند میگفتند اعوذ بسید ہذا الوادی من سفہاء قومہ ۱۲ ف۲ یعنی برائے شنیدن کلام ملائکہ ۱۲

نہیں کرے گا۔ وانا لمسنا السماء فملئت حرسا شدیدا۔ جنات نے مزید کہا کہ پہلے ہم آسمان کی طرف جاتے تھے اور قریب ہی اطمینان سے بیٹھ کر فرشتوں کی باتیں سنتے تھے، کوئی روک ٹوک نہ تھی اور نہ کوئی چوکیدار وہاں مقرر تھے، لیکن ہم اب آسمان کے قریب جاتے ہیں تو وہاں نہایت سخت پہرہ لگا ہے اور جنوں کو بھگانے کے لئے چمکتے شہابے موجود ہیں اس لئے اب اگر کوئی آسمان کی طرف وہاں کی باتیں سننے کے لئے جائے تو شہاب ثاقب اس کے تعاقب کے لئے تیار اور گھات میں ہوتا ہے۔ یہ سارا انتظام اس لئے کیا گیا ہے کہ اب اللہ کا رسول آچکا ہے تاکہ آپ کا معجزہ ظاہر ہو اور کاہن آسمانوں کی کوئی خبر دینے سے عاجز رہیں **ف۸** وانا

أَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُونَ وَمِنَّا الْقَاسِطُونَ ۖ فَمَنْ أَسْلَمَ
یہ کہ کچھ ہم میں حکمبردار ہیں اور کچھ ہیں ۱ بے انصاف سو جو لوگ حکم میں آ گئے
فَأُولَٰئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ⑭ وَأَمَّا الْقَاسِطُونَ فَكَانُوا
سو انہوں نے اٹکل کر لیا نیک راہ کو اور جو بے انصاف ہیں وہ ہوئے
لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ⑮ وَأَنْ لَوِ اسْتَقَامُوا عَلَى الطَّرِيقَةِ
دوزخ کے ایندھن اور یہ حکم آیا کہ اگر ۱ لوگ سیدھے رہتے راہ پر
لَأَسْقَيْنَاهُمْ مَاءً غَدَقًا ⑯ لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ وَمَنْ
تو ہم پلاتے انکو پانی بھر کر تا کہ ان کو ۱ جانچیں اس میں اور جو کوئی
يُعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ⑰ وَأَنَّ
منہ موڑے اپنے رب کی یاد سے وہ ڈالدیگا اس کو چڑھتے عذاب میں اور یہ کہ
الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا ⑱ وَأَنَّهُ لَمَّا
مسجدیں ۲ اللہ کی یاد کے واسطے ہیں سو مت پکارو اللہ کے ساتھ کسی کو اور یہ کہ جب
قَامَ عَبْدُ اللَّهِ يَدْعُوهُ كَادُوا يَكُونُونَ عَلَيْهِ لِبَدًا ⑲
کھڑا ہوا ۳ ف۲ اللہ کا بندہ کہ اس کو پکارے لوگوں کا بندھنے لگتا ہے اس پر ٹھٹھ ف۳
قُلْ إِنَّمَا أَدْعُو رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا ⑳ قُلْ
تو کہہ میں تو پکارتا ہوں ۳ بس اپنے رب کو اور شریک نہیں کرتا اسکا کسی کو تو کہہ
إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَدًا ㉑ قُلْ إِنِّي
میرے اختیار میں نہیں تمہارا برا اور نہ راہ پر لانا تو کہہ مجھ کو
لَنْ يُجِيرَنِي مِنَ اللَّهِ أَحَدٌ ۙ وَلَنْ أَجِدَ مِنْ دُونِهِ
نہ بچائے گا ۵ اللہ کے ہاتھ سے کوئی اور نہ پاؤنگا اس کے سوا
مُلْتَحَدًا ㉒ إِلَّا بَلَاغًا مِنَ اللَّهِ وَرِسَالَاتِهِ ۚ وَمَنْ
کہیں سرک رہنے کو جگہ مگر پہنچانا ہے اللہ کی طرف سے اور اس کے پیغام لانے اور جو کوئی

ع ۱ ۹ ۱۱

لاندری۔ یہ ماقبل سے متعلق نہیں، بلکہ علیحدہ کلام ہے حاصل یہ کہ رسول کی بعثت کے دو مقصد ہوتے ہیں ایک ہدایت اور ثواب یعنی جو لوگ پیغمبر کی ہدایت قبول کر لیں وہ اجر و ثواب کے مستحق ہوتے ہیں۔ دوم جو لوگ پیغمبر کی تکذیب کریں ان پر اللہ کا عذاب آتا ہے اب یہ رسول آچکا ہے اس لئے اس کی بعثت میں بھی یہی دو مقصد ہیں۔ یا مطلب یہ ہے کہ قرآن سننے سے پہلے ہم نہیں جانتے تھے کہ اب آسمانوں کی حفاظت اور نگرانی سے اللہ تعالیٰ کا کیا ارادہ ہے؟ کیا اس سے مخلوق کی بھلائی مقصود ہے یا برائی؟ لیکن اب قرآن سننے سے یہ حقیقت واضح ہو گئی ہے کہ پیغمبر ع کی بعثت کی وجہ سے اب آسمان کو محفوظ کر دیا گیا ہے تاکہ جنات کاہنوں کو آسمان کی خبر لا کر نہ دے سکیں حاصل یہ ہوا کہ اس سے مقصود مخلوق کے لئے رشد و ہدایت اور خیر و فلاح ہے (مظہری) **ف۹** وانا منا الصلحون۔ یعنی ہم جنات میں سے بعض مشرک ہیں اور بعض موحد۔ جنات یہ وعظ اپنی قوم کو کر رہے ہیں۔ کنا طرائق قددا۔ قدد کے معنی متفرق و مختلف کے ہیں۔ یعنی ہماری قوم بھی مختلف طریقوں پر ہے یعنی کچھ تو احکام پر عامل ہیں اور کچھ عامل نہیں ہیں۔ صیغۂ ماضی سے ماضی کا معنی مراد نہیں۔ وانا ظننا ان لن نعجز اللہ۔ ظننا بمعنی علمنا ہے واعظ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں تو اب یقین آگیا ہے کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں اور ہم اس کو زمین کے کسی بھی حصے میں عاجز نہیں کر سکتے اور نہ کہیں بھاگ کر اسکی گرفت سے بچ سکتے ہیں **ف۱۰** وانا لما سمعنا۔ ہم نے جب قرآن سنا جو سراپا ہدایت ہے، تو ہم تو اس پر ایمان لے آئے ہیں اور جو بھی اپنے پروردگار کی توحید پر ایمان لے آئیگا وہ اپنے عملوں کا پورا ثواب پائیگا، نہ اسکی نیکیوں میں کمی کی جائیگی اور نہ اس کی برائیوں میں اضافہ کیا جائیگا۔ بخسا نیکیوں میں کمی اور رہقا سیئات میں اضافہ۔ وانا منا المسلمون۔ ہم میں سے کچھ تو مسلمان ہیں جو اللہ کی وحدانیت پر ایمان رکھتے ہیں اور کچھ ظالم اور بے انصاف ہیں جو اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں فمن اسلم جس شخص نے اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا، صرف ایک اللہ کی عبادت کی اور اس کے ساتھ شرک نہ کیا تو اس نے سیدھی راہ تلاش کر لی۔ واما القسطون یہ تخویف اخروی ہے لیکن ظالم اور مشرک جہنم کا ایندھن ہونگے ۱۲

لہ تخویف اخروی ۱۲

۲ گزشتہ سورتوں میں بیان کردہ دلائل عقلیہ و نقلیہ کا ثمرہ ۱۲

۳ خلاصہ حوامیم و سورۂ ملک

۴ جملہ سوال مقدر ۱۲

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی ارزانی می شد و قحط نمی آمد ۱۲۔ ف۲ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ف۳ یعنی معاون یکدیگر شوند در ایذاء ۱۲۔

و ان لو استقاموا۔ یہ انہ استمع پر معطوف ہے اور مستقل وحی ہے، یہ جنّات کا کلام نہیں۔ اس میں اہل مکہ کی طرف التفات ہے۔ غدقًا کثیرا یعنی بکثرت۔ وافر۔ مراد خوشحالی ہے۔ یہ بات بھی آپ کو طرف وحی کی گئی کہ اگر اہل مکہ طریقہ مستقیمہ یعنی ملت اسلام پر قائم ہو جائیں، تو ہم دنیا میں ان پر روزی فراخ کر دینگے تاکہ انکی آزمائش کریں کہ ان میں سے کون شکر کرتا ہے اور کون نہیں کرتا۔ ومن یعرض عن ذکر ربہ یہ تخویف ہے۔ صعدا شاقًا یعنی سخت دشوار اور جو شخص اللہ کی کتاب اور اسکی توحید سے اعراض کرے گا اسے وہ نہایت سخت عذاب میں مبتلا کرے گا۔ صعدا شاقا یعلوا المعذب یغلبہ (مظہری ج ۱۰ ص ۹۱)

۱۲ وان المساجد۔ یہ بھی انہ استمع پر معطوف ہے۔ یہ گذشتہ سورتوں میں بیان شدہ دلائل عقلیہ ونقلیہ کا ثمرہ ہے۔ مساجد سے یا مسجدیں اور عبادتگاہیں مراد ہے یا اس سے اعضاء سجدہ مراد ہیں۔ یعنی مسجدیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے مختص ہیں، اسی طرح اعضاء سجود کا مالک بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس لئے حاجات ومشکلات میں اللہ کے سوا کسی کو غائبانہ مت پکارو۔

۱۳ وانہ لما قام۔ عبد اللہ۔ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں جب آپ توحید کی دعوت دیتے اور تبلیغ کرتے ہیں تو مشرکین مخالفت کے لئے آپ پر ٹوٹ پڑتے ہیں

یہ تفسیر حسن رح، قتادہ رح اور ابن زید رح سے منقول ہے۔ ومعناہ علی ماقال الحسن وقتادۃ وابن زید انہ لما قام عبد اللہ بالدعوۃ الی التوحید کاد الجن والانس یکونون مجتمعین لابطال امرہ (مظہری ج ۱۰ ص ۹۳) شاہ عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی بندہ صرف اللہ ہی کو پکارتا ہے اور اس کی عبادت بجا لاتا ہے تو لوگ کمال ذکر وعبادت کی وجہ سے اس بندۂ خدا کو کارخانۂ خدائی میں دخیل سمجھنے لگتے ہیں اور اپنی حاجات کے لئے اس پر ہجوم کر آتے ہیں۔ کوئی اس سے بیٹا مانگتا ہے، کوئی روزی طلب کرتا ہے اور کوئی اس سے حاجت برآری اور مشکل کشائی کی درخواست کرتا ہے۔ اس میں جن وانس دونوں فریق شریک ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ دونوں کی طرف رسول ہیں اس لئے آپ کو حکم دیا کہ اگر آپ کو ثقلین سے یہ اندیشہ ہے کہ وہ آپ کو بھی خدا کا شریک بنائیں گے۔ اور حاجات ومصائب میں آپ کو پکاریں گے تو آپ واشگاف الفاظ میں اعلان فرما دیں کہ میں تو خود صرف اللہ ہی کو پکارتا ہوں اور اس کی پکار میں کسی کو شریک نہیں کرتا اور میں تمہارے نفع ونقصان کا بھی مالک ومختار نہیں ہوں۔ (تفسیر عزیزی پارہ ۲۹ ص ۱۶۹، ۱۷۰)

۱۴ قل انما ادعوا۔ یہ سورۃ ملک اور حوامیم کا خلاصہ ہے۔ آپ اعلان کر دیجئے کہ میں حاجات ومصائب میں غائبانہ نہ صرف اپنے رب ہی کو پکارتا ہوں اور اس کی دعا و پکار میں کسی کو شریک نہیں کرتا ہوں پھر اس سے بطور ترقی حکم دیا قل انی لا املک لکم ضرا ولا رشدا فرمایا یہ بھی اعلان کر دو کہ میں تمہارے نفع ونقصان کا مالک ومختار نہیں اور نہ تمہاری گمراہی اور ہدایت میرے اختیار میں ہے۔ جیسا کہ جن وانس کے گمراہ کن راہنما عوام کو اپنے مالک نفع وضرر ہونے کا یقین دلاتے۔ اگر کوئی کسی حادثہ ومصیبت میں آپ کی پناہ لے تو آپ صاف فرما دیں کہ میرا اپنا حال یہ ہے کہ میں خود خدا کے غضب سے اس کی پناہ کے بغیر نہیں بچ سکتا اس لئے دوسروں کو کس طرح پناہ دے سکتا ہوں ؟ تفسیر عزیزی ص ۱۷۰)

۱۵ قل انی لن یجیرنی۔ یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ کفار کہتے تھے کہ تم اپنی تبلیغ کو ترک کیوں نہیں کر دیتے تو جواب دینے کا حکم دیا گیا کہ میں تبلیغ پر خدا کی طرف سے مامور ہوں۔ اگر میں تبلیغ ترک کر دوں تو اللہ کے عذاب سے مجھے کوئی نہیں بچا سکے گا اور نہ اس کے سوا میرا کوئی ٹھکانا ہوگا۔ تائید۔ انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم (الانعام، ع) الا بلٰغا من اللہ یہ لا املک کے مفعول سے استثناء ہے۔ یعنی مجھے کسی چیز کا اختیار نہیں سوا اللہ تعالیٰ کے پیغامات کی تبلیغ کے۔ میں نافع وضار نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے پیغامات کا مبلغ ہوں۔ ومن یعص اللہ ورسولہ یہ تخویف اخروی ہے۔ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اللہ کی کتاب اور اسکی توحید پر ایمان نہیں لائیگا تو اس کے لئے جہنم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہیگا۔

۱۶ حتی اذا راوا۔ یہ اب تو نہیں مانتے اور ضد وعناد کی وجہ سے انکار وجحود پر اڑے ہوئے ہیں یہانتک کہ جب عذاب موعود کو دیکھ لیں گے تو انہیں یقین ہو جائے گا کہ کن کا مددگار اور حامی وناصر کمزور اور عاجز ہے اور کن کے اعوان وانصار کی تعداد کم ہے؟ مشرکین کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کی یہ حقیقت میدان بدر میں مشرکین پر منکشف ہوئی جبکہ مٹھی بھر اور بے سروسامان مسلمانوں کے ہاتھوں تین گنا مشرکین نے ذلت آمیز ہزیمت اٹھائی حالانکہ وہ ہر قسم کے سامان جنگ سے آراستہ تھے۔ مسلمانوں کی اللہ نے مدد فرمائی اور فرشتوں کو بھیجکر ان کے حامیوں میں اضافہ فرمایا مگر مشرکین کے مزعومہ کارساز اور مددگار ان کی مدد کو نہ پہنچے۔ یا اس سے قیامت کے دن کا عذاب مراد ہے۔ (روح)

کلہ قل ان ادری۔ یہ اس سوال کا جواب ہے کہ یہ وعدہ کب پورا ہوگا، فرمایا جواب میں کہہ دیجئے یہ تو مجھے معلوم نہیں کہ یہ وعدہ بہت جلد پورا ہوگا یا اس میں دیر ہے البتہ یہ بات یقینی اور حتمی ہے کہ اگر تم ایمان نہیں لاؤگے تو وعدہ کے مطابق عذاب ضرور آئے گا ٹلہ علم الغیب۔ یہ جملہ ماقبل کے لئے علت ہے اور ھو مبتدا مقدر ہے۔ الا من ارتضی مستثنیٰ منقطع ہے۔ من ارتضی الخ مبتدا اور فانہ یسلک الخ اس کی خبر ہے۔ حاصل یہ ہے کہ آپ فرما دیجئے مجھے معلوم نہیں کہ قیامت قریب ہے یا بعید، کیونکہ میں عالم الغیب نہیں ہوں اور نہ مجھ کو غیب پر غلبہ ہی دیا گیا ہے کہ جب چاہوں جو چیز چاہوں جان لوں۔ عالم الغیب تو صرف اللہ تعالےٰ ہے جو اپنے غیب پر کسی کو غالب نہیں کرتا۔ البتہ جن بندوں کو اس نے رسالت کے لئے چن لیا ہے ان کے آگے پیچھے نگہبان فرشتے مقرر فرما دیتا ہے۔ تا کہ ان فرشتوں کی شہادت سے ظاہر فرمادے کہ میرے رسولوں نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ علم کے لئے کسی ذریعہ اور وسیلہ کا محتاج نہیں اس کا علم ان سب کے معلومات پر حاوی ہے اور ہر ہر چیز اس کے علمِ محیط میں موجود ہے۔

تحقیق آیت علم الغیب فلا یظہر علیٰ غیبہ احدا الا من ارتضی (الآیۃ)

لفظ اظہار مختلف معنوں میں مستعمل ہے ۱۔ ظاہر کرنا۔ ۲۔ غالب کرنا۔ ۳۔ مطلع کرنا۔ ۴۔ ظہر کے وقت جانا۔ یہاں چوتھا معنی مناسبِ مقام نہیں جیسا کہ ظاہر ہے اسی طرح پہلا معنی بھی یہاں مراد نہیں ہو سکتا، کیونکہ اس صورت میں اس کا استعمال صلہ کے بغیر ہوتا اور غیبہ کو منصوب ہو کر اس کا مفعول ہونا چاہئیے تھا اب رہ گئے دو معنی غالب کرنا۔ یہ دونوں یہاں مراد ہو سکتے ہیں۔

موضح قرآن ف یعنی رسول کو خبر دیتا ہے غیب کی پھر چوکیدار رکھتا ہے اس کے ساتھ کہ اس میں شیطان دخل نہ کرنے پاوے اور اپنا نفس غلط نہ سمجھے یہی معنے ہیں اس بات کے کہ پیغمبروں کو عصمت ہے اوروں کو نہیں اور ان کے معلوم میں شک نہیں اوروں کے معلوم میں شک ہے ف۲ یہ سورۃ اول میں اتری ہے جب وحی کی دہشت سے حضرت کو جاڑا لگا اپنے اوپر کپڑے لپیٹے اللہ نے یہی نام لیکر پکارا رات کو کھڑا رہ یعنی نماز پڑھو رات کو اول اس دین میں رات کی نماز فرض ہوئی مگر کسی رات نہ ہو تو معاف ہے۔

کلہ یہ اس سوال کا
جواب ہے کہ یہ وعدہ
کب پورا ہوگا ۱۲
ٹلہ علت ہے
ماقبل کی ۱۲

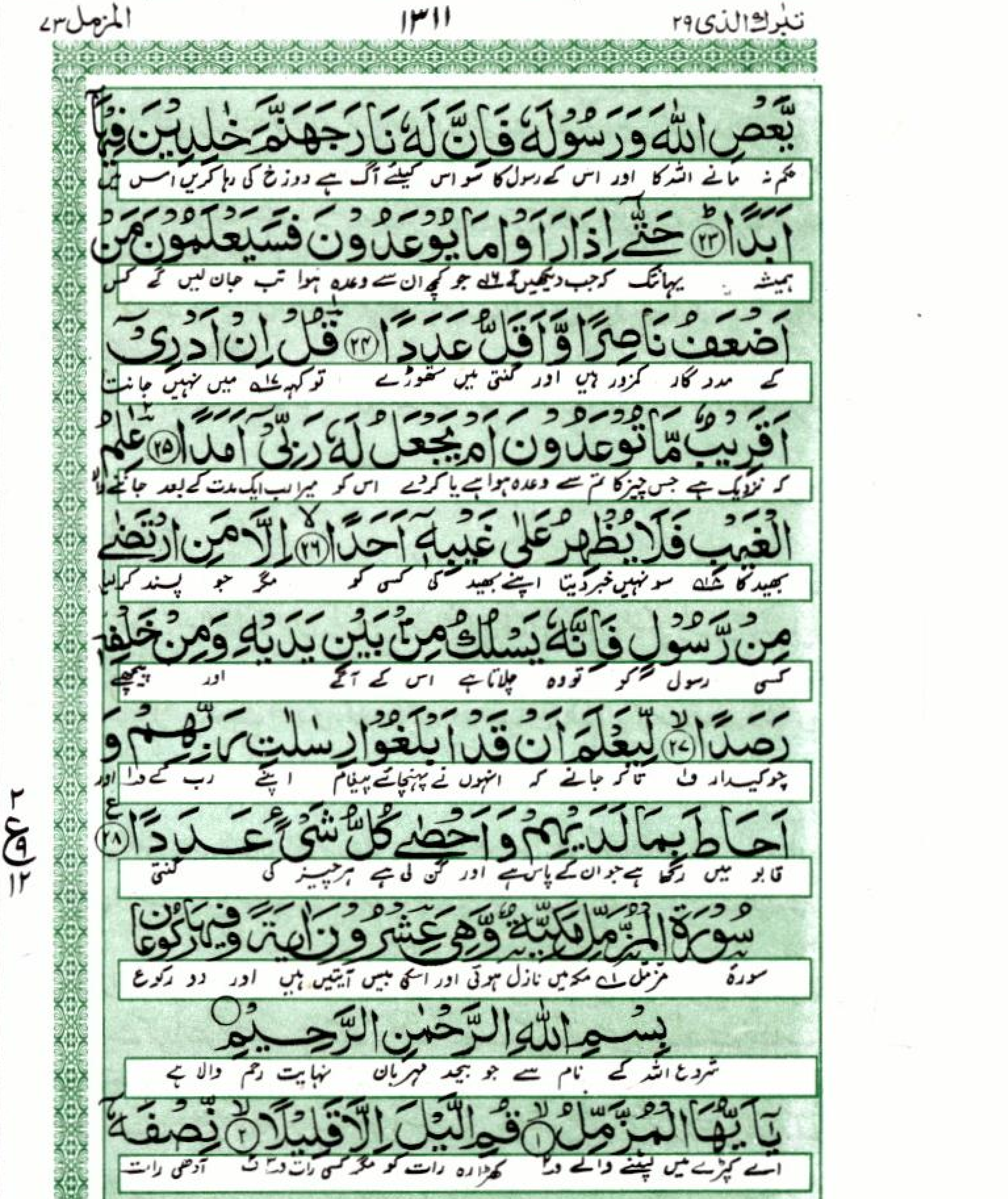

يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ

حکم نہ مانے اللہ کا اور اس کے رسول کا سو اس کیلئے آگ ہے دوزخ کی رہا کریں اس میں

اَبَدًا ﴿۲۳﴾ حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ

ہمیشہ یہانتک کہ جب دیکھیں گے لہ جو کچھ ان سے وعدہ ہوا تب جان لیں گے کس

اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّاَقَلُّ عَدَدًا ﴿۲۴﴾ قُلْ اِنْ اَدْرِيْٓ

کے مددگار کمزور ہیں اور گنتی میں تھوڑے تو کہہ کلہ میں نہیں جانتا

اَقَرِيْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ يَجْعَلُ لَهٗ رَبِّيْٓ اَمَدًا ﴿۲۵﴾ عٰلِمُ

کہ نزدیک ہے جس چیز کا تم سے وعدہ ہوا ہے یا کردے اس کو میرا رب ایک مدت کے بعد جاننے والا

الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى

بھید کا ٹلہ سو نہیں خبر دیتا اپنے بھید کی کسی کو مگر جو پسند کرلیا

مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ

کسی رسول کو تو وہ چلاتا ہے اس کے آگے اور پیچھے

رَصَدًا ﴿۲۷﴾ لِّيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَ

چوکیدار ف تاکہ جانے کہ انہوں نے پہنچائے پیغام اپنے رب کے اور

اَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ﴿۲۸﴾

قابو میں رکھا ہے جو ان کے پاس ہے اور گن لی ہے ہر چیز کی گنتی

ع ۲ ۹ ۱۲

سُوْرَةُ الْمُزَّمِّلِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ عِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ مزمل لہ مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی بیس آیتیں ہیں اور دو رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ﴿۱﴾ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۲﴾ نِّصْفَهٗٓ

اے کپڑے میں لپٹنے والے ف۱ کھڑا رہ رات کو مگر کسی رات ف۲ آدھی رات

فتح الرحمن ف۱ یعنی تبلیغ در خارج متحقق گردد زیرا کہ آں لازم علم است ۱۲۔ ف۲ در ابتداء اسلام قیام لیل بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و بر مسلمانان مؤکد گردانیدہ چون ایں معنی بر ایشان نہایت دشوار آمد بعد یکسال رخصت نازل فرمود ان ربک یعلم الی آخر السورۃ تا ہر کہ خواہد قیام کند و ہر کہ خواہد نکند و ہر قدر کہ خواہد بخواند ۱۲ ف۳ یعنی اگر بعض شبہا نکنی گناہ نباشد ۱۲۔

سورہ جن میں آیات توحید

۱۔ وان المسٰجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احدا ۱ ۔۔۔تا۔۔۔ ولن اجد من دونہ ملتحدا ۱ نفی شرک اعتقادی
۲۔ علم الغیب فلا یظہر علیٰ غیبہ احدا ۱ نفی شرک فی علم الغیب۔

سُورۃ المزّمّل لہ

ربط سورۂ مزّمل اور مدثر دونوں کا ایک ہی مضمون ہے۔ حاصل ربط یہ ہے کہ گذشتہ سورتوں میں مسئلہ توحید کا ایک پہلو یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں۔ علیٰ وجہ الکمال بیان ہوچکا ہے۔ دلائل عقلیہ ونقلیہ، ثمرات دلائل، تخویفات اور تبشیرات کے اسالیب مختلفہ وعنادین متنوعہ کے ساتھ اثبات توحید ونفی شرک کا مضمون مفصل ومدلل ہوچکا۔ اب آپ قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف رہیں، کیونکہ ہدایت کی راہ قرآن ہی سے معلوم ہوتی ہے اور توحید پر ثابت قدم رہیں، یہی مسئلہ سارے قرآن کا خلاصہ اور لُبّ لباب ہے۔ ورتل القرآن ترتیلا (مزّمل) اور پھر صرف تلاوت قرآن ہی پر اکتفا نہ کریں۔ بلکہ اس میں جو احکام مذکور ہیں خصوصًا مسئلہ توحید، ان کی تبلیغ بھی فرماتے رہیں قم فانذر ۵ وربك فکبر ۵ (مدثر)۔

خلاصہ یٰایہا المزّمّل قم الیل ــــ تا ــــ فاتخذہ وکیلا ۵ امر اول۔ رات کا کچھ حصہ قیام کریں اور اس میں قرآن کی تلاوت کریں اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت بجالائیں اور اس کے سوا کسی کو کارساز نہ بنائیں

واصبر علی ما یقولون ــــ تا ــــ ومہلہم قلیلا ۵ امر دوم تسلیہ برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، کفار کی باتوں سے آزردہ خاطر نہ ہوں، ان کو چھوڑ دیں، میں خود ان سے نمٹ لوں گا۔

ان لدینا انکالا ــــ تا ــــ وکانت الجبال کثیبا مہیلا ۵ تخویف اخروی برائے کفار ومشرکین۔ ہم نے ان کے لئے مختلف انواع و اقسام کا عذاب تیار کر رکھا ہے جس میں ان کو قیامت کے دن مبتلا کیا جائے گا۔

انا ارسلنا الیکم رسولا ــــ تا ــــ فاخذنٰہ اخذا وبیلا ۵ تخویف دنیوی۔ ہم نے تمہارے پاس ویسا ہی عظیم الشان رسول بھیجا ہے۔ جو تمہیں توحید کی دعوت دیتا ہے جیسا کہ ہم نے فرعون کے پاس رسولؑ بھیجا تھا۔ فرعون نے اس رسولؑ کی نافرمانی کی اور اسکی دعوت کو قبول نہ کیا تو ہم نے اس کو سخت عذاب کے ساتھ پکڑ لیا۔ اگر تم نے بھی اس عظیم الشان رسولؐ کی دعوت کو رد کردیا تو تمہیں سخت عذاب دیا جائے گا

فکیف تتقون ان کفرتم ــــ تا ــــ کان وعدہ مفعولا ۵ تخویف اخروی۔ کفر وشرک اور عصیان وطغیان کی سزا صرف دنیا ہی میں بس نہیں ہوگی، بلکہ قیامت کے دن بھی اس کی سزا بھگتنا ہوگی، جو کبھی ختم نہ ہوگی۔ ان ھٰذہ تذکرۃ ترغیب الی الایمان و اتباع القرآن۔

ان ربك یعلم انك تقوم۔ الی آخر السورۃ۔ یہ ابتداء سورت سے متعلق ہے۔ فرمایا مجھے معلوم ہے کہ تم میں بیمار اور کمزور بھی ہوں گے مسافر اور مجاہد بھی، اس لئے قیام اللیل میں تم پر سختی نہیں کی گئی، بلکہ تمہیں اختیار دیا گیا ہے کہ جسقدر چاہو قیام کرو اور جس قدر آسانی سے تلاوت کرسکو اسی قدر اس میں تلاوت کرو۔

لہ یٰایہا المزّمّل اصل میں المتزمّل تھا۔ فاء تفعل کی جگہ زاء آگئی اس لئے تاء کو زاء سے بدل کر زاء میں ادغام کردیا گیا المزّمّل کپڑوں کو اپنے اوپر خوب لپیٹنے والا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کپڑے لپیٹ کر رات کو سو رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسی ہیئت سے خطاب فرما کر قیام اللیل کا حکم دیا۔ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نائما باللیل متزملا فی ثیابہ فامر بالقیام للصلوٰۃ الخ (مدارک) حضرت ابن عباس رضؓ اور حضرت عائشہ رضؓ کے نزدیک پہلے قیام اللیل سب پر فرض تھا۔ اس کے بعد اسکی فرضیت منسوخ کردی گئی۔ بعض کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض تھا، امت پر فرض نہیں تھا، بعد میں آپ پر سے بھی اس کی فرضیت منسوخ کردی گئی اور بعض علماء کے نزدیک شروع ہی سے حکم استحبابی تھا البتہ بعد میں اس میں مزید تخفیف کردی گئی۔

۳ہ قم الیل۔ لفظ "قلیل" محاورہ میں نصف سے کم پر بولا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لفلان علیّ الف درھم الا قلیلا میں قلیلا سے مراد پانسو سے کم ہوں گے۔ اب اگر نصفہ کو قلیلا سے بدل بنایا جائے تو یہ ترکیب قلیلاً کے مذکور استعمال کے خلاف ہوگی۔ امام نسفی رحؒ صاحب مدارک نے اس کے دو جواب دیئے ہیں۔

(۱) نصف کو کل اللیل (تمام رات) کے اعتبار سے قلیل کہا گیا ہے، اس اعتبار سے تینوں صورتیں قلیلا میں داخل ہو جائیں گی نصف، نصف سے کم اور نصف سے زائد۔

(۲) نصفہ مستثنیٰ منہ مؤخر ہے اور اللیل سے بدل ہے۔ اور قلیلا مستثنیٰ مقدم ہے اصل میں یوں تھا قم نصف اللیل الا قلیلا من نصف اللیل مگر اس صورت میں تکرار لازم آتا ہے، کیونکہ قم نصف اللیل الا قلیلا اور او انقص منہ (من النصف) قلیلا کا مفہوم ایک ہی ہے

اَوِ انۡقُصۡ مِنۡهُ قَلِيۡلًا ۳ اَوۡ زِدۡ عَلَيۡهِ وَرَتِّلِ الۡقُرۡاٰنَ

یا اس سے کم کر دے تھوڑا سا یا زیادہ کر اس پر اور کھول کھول کر ف۱ پڑھ قرآن

تَرۡتِيۡلًا ۴ اِنَّا سَنُلۡقِىۡ عَلَيۡكَ قَوۡلًا ثَقِيۡلًا ۵ اِنَّ نَاشِئَةَ

کو صاف ہم ڈالنے والے ہیں تجھ پر ایک بات ف۱ وزن دار ف۱ البتہ ف۶ اٹھنا

الَّيۡلِ هِىَ اَشَدُّ وَطۡاً وَّاَقۡوَمُ قِيۡلًا ۶ اِنَّ لَكَ فِى

رات کو سخت روندتا ہے اور سیدھی نکلتی ہے بات ف۲ البتہ ف۷ تجھ کو دن

النَّهَارِ سَبۡحًا طَوِيۡلًا ۷ وَاذۡكُرِ اسۡمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلۡ اِلَيۡهِ

میں شغل رہتا ہے لمبا ف۳ اور پڑھے جا ف۸ نام اپنے رب کا اور چھوٹ کر چلا آ اُس

تَبۡتِيۡلًا ۸ رَبُّ الۡمَشۡرِقِ وَالۡمَغۡرِبِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

کی طرف سب سے الگ ہو کر مالک مشرق ف۹ اور مغرب کا اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں

فَاتَّخِذۡهُ وَكِيۡلًا ۹ وَاصۡبِرۡ عَلٰى مَا يَقُوۡلُوۡنَ وَ

سو پکڑ لے اسکو کام بنانے والا اور سہتا رہ ف۱۰ جو کچھ کہتے رہیں اور

اهۡجُرۡهُمۡ هَجۡرًا جَمِيۡلًا ۱۰ وَذَرۡنِىۡ وَالۡمُكَذِّبِيۡنَ اُولِى

چھوڑ دے انکو بھلی طرح چھوڑنا ف۴ اور چھوڑ دے ف۱۱ مجھکو اور جھٹلانے والوں کو جو

النَّعۡمَةِ وَمَهِّلۡهُمۡ قَلِيۡلًا ۱۱ اِنَّ لَدَيۡنَاۤ اَنۡكَالًا وَّ

آرام میں رہے ہیں اور ڈھیل دے انکو تھوڑی سی البتہ ہمارے پاس ف۱۲ بیڑیاں ہیں اور

جَحِيۡمًا ۱۲ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيۡمًا ۱۳ يَوۡمَ

آگ کا ڈھیر اور کھانا گلے میں اٹکنے والا اور عذاب دردناک جس دن

تَرۡجُفُ الۡاَرۡضُ وَالۡجِبَالُ وَكَانَتِ الۡجِبَالُ كَثِيۡبًا

کہ کانپے گی ف۱۳ زمین اور پہاڑ اور ہو جائینگے پہاڑ ریت کے

مَّهِيۡلًا ۱۴ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلَيۡكُمۡ رَسُوۡلًا ۙ شَاهِدًا عَلَيۡكُمۡ

تودے پھسلتے ہم نے بھیجا ف۱۴ تمہاری طرف رسول بتلانیوالا تمہاری باتوں کا

صاحب مدارک نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ اصل میں تو نصف رات سے کم قیام کا حکم دیا گیا پھر اس میں کچھ وقت بڑھانے میں تخییر فرما دی۔ امام رازی رحمہ فرماتے ہیں کہ قلیلا سے مراد ثلث ⅓ ہے جسے اللیل سے مستثنٰی کیا گیا لہٰذا مقصد یہ ہے کہ رات کے دو ثلث (⅔) قیام کرو اور نصفہ، کسی لفظ سے بدل نہیں، بلکہ مستقل فعل مقدر کا مفعول ہے المراد بالقلیل فی قولہ " قم اللیل الا قلیلاً هو الثلث فاذا قوله " قم اللیل الا قلیلا" معناه قم ثلثی اللیل ثم قال " نصفه " والمعنی او قم نصفه (کبیر ج ۸ ص ۳۳۳) حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ دہلوی فرماتے ہیں کہ الا قلیلا کا مطلب یہ ہے کہ کسی رات کو نہ اٹھو اور (نصفہ) اللیل سے بدل ہے نصفہ او انقص الخ جملہ ما قبل کی تفسیر ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ نصف رات قیام کرو یا اس سے کچھ کم یا اس سے کچھ زیادہ۔ حضرت شاہ صاحب رحمہ کے نزدیک یہ توجیہہ پسندیدہ ہے کیونکہ اس سے مذکورہ بالا اشکال بھی ختم ہو جاتا ہے اور کسی تکلف کے ارتکاب کی ضرورت بھی پیش نہیں آتی **ف۴** و رتل القرآن۔ ترتیل سے قرآن مجید کے ہر ہر لفظ کو جدا جدا اور واضح کر کے پڑھنا، خوبصورتی اور صحت سے ان کو ادا کرنا اور غور و تدبر سے سمجھ کر پڑھنا مراد ہے۔ (قرطبی، مظہری) **ف۵** انا سنلقی۔ قول ثقیل سے مراد قرآن ہے اسے ثقیل (بھاری کٹھن، مشکل) اس لئے فرمایا کہ اس کے مضامین توحید، حشر و نشر وغیرہ مشرکین پر نہایت شاق ہیں یا اس کے احکام و فرائض اور شرائع و حدود پر عمل کرنا نہایت مشکل ہے۔ (مدارک، قرطبی) **ف۶** ان ناشئة اللیل۔ یہ قم اللیل کی علت ہے۔ ناشئة، نشا بمعنی قام کا مصدر ہے جیسا کہ عافیة ہے مراد قیام اللیل ہے وطاً، مواطأة موافقت۔ قیلا سے قراءة قرآن مراد ہے (روح، قرطبی) آپکو راتکو اٹھکر نماز پڑھنے اور تلاوت قرآن کا حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ رات سکون و اطمینان کا وقت ہوتا ہے شور و شغب نہیں ہوتا اسلئے آدمی جو کچھ زبان سے پڑھتا ہے دل پورے سکون کیساتھ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے اس طرح دن کی نسبت رات کے وقت دل اور زبان میں زیادہ توافق کا موقع فراہم ہو جاتا ہے۔ نیز یکسوئی اور سکون کیوجہ سے تلاوت بہت زیادہ درست اور صحیح ادا ہوتی ہے **ف۷** ان لك فی النهار۔ سبحا طویلا مہمات میں طویل تصرف و اشتغال یعنی دن بھر آپ دوسرے مہمات و مشاغل میں مصروف رہتے ہیں اور عبادت کے لئے بالکلیہ فارغ نہیں ہو سکتے، اس لئے رات کے لمحات کو غنیمت جانیں اور رات کو اٹھ کر اللہ کی عبادت بجا لائیں (سبحا طویلا) ای تقلبا و تصرفا فی مهماتك واشتغالا بشواغلك فلا تستطیع ان تتفرغ للعبادة فعلیك بها فی

موضح قرآن ف۱ یعنی ریاضت کر تو بھاری بوجھ آسان ہو ف۲ یعنی بڑی ریاضت یہ کہ نفس روندا جاتا ہے ٹوٹتا ہے اور اس وقت دعا اور ذکر سیدھا ادا ہوتا ہے دل سے ف۳ یعنی دن کو لوگوں کو سمجھانا ہے عبادت کا وقت مقرر کر رات کو ف۴ یعنی خلق سے کنارہ کر لیکن لڑ بھڑ کر نہیں سلوک سے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی دعوت کفار باسلام ۱۲۔

اللیل (روح ج ۲۹ ص ۱۰۵)

۸ واذکر اسم۔ بیان دعوائے توحید۔ ہر وقت اللہ کی یاد میں، اس کی تسبیح و تہلیل اور تمجید و تقدیس میں مصروف رہو، مہمات میں صرف اسی کو پکارو ماسوی سے منقطع ہو کر اللہ کے ہو رہو۔ خالص اسی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔ ادعہ باسمائہ الحسنی (قرطبی) ودم علی ذکرہ فی اللیل والنہار وذکر اللہ یتناول التسبیح والتہلیل والتکبیر والصلاۃ وتلاوۃ القراٰن ودراسۃ العلم (مدارک)۔

(وتبتل الیہ تبتیلا) ای اخلص لہ العبادۃ (ابن کثیر) ای انقطع بعبادتک الیہ ولا تشرک بہ غیرہ (قرطبی ج ۱۹ ص ۴۳)

تائید:۔ واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفۃ ودون الجہر من القول بالغدو والاٰصال ولا تکن من الغفلین ۵ (اعراف ع ۲۴)

۹ رب المشرق۔ یہ مبتدا مقدر کی خبر ہے۔ ای ھو رب المشرق۔ مشرق و مغرب تمام کائنات سے کنایہ ہے۔ فاتخذہ میں فصیحہ ہے جب ساری کائنات کا ربّ اور مالک وہی ہے اور اس کے سوا کوئی الٰہ اور معبود نہیں تو پھر صرف اسی کو اپنا کارساز بناؤ اور اپنے تمام مہمات میں اسی پر تکیہ کرو اور تمام امور میں صرف اسی کو پکارو۔ فالمعنی انہ لما ثبت انہ لا الٰہ الا ھو لزمک ان تتخذہ وکیلا وان تفوض کل امورک الیہ (کبیر ج ۸ ص ۳۴۰)

۱۰ واصبر۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیہ ہے۔ مشرکین کی خرافات اور ان کی تکلیف دہ باتوں کو آپ صبر و تحمل کے ساتھ برداشت کریں اور ان کا معاملہ اپنے کارساز کے حوالے فرمادیں اور عمدہ پیرایہ میں ان سے الگ رہیں۔ دل سے اور عمل سے ان کی مخالفت کریں اور ظاہری مدارات برقرار رکھیں والھجر الجمیل ان یجانبہم بقلبہ وھواہ ویخالفہم فی الافعال مع المداراۃ والاغضاء وترک المکافأۃ (کبیر ج ۸ ص ۳۴۰)

۱۱ وذرنی۔ زجر و تخویف دنیوی یا اخروی۔ نعمۃ عیش و عشرت۔ یہ اسلوب اس سے کنایہ ہے کہ آپ فکر نہ کریں ہم خود ان معاندین سے نمٹ لیں گے۔ ان عیش و عشرت کے دلدادہ جھٹلانیوالوں کو چھوڑ دو اور ان کا معاملہ میرے حوالہ کردو اور تھوڑی سی ان کو مہلت دیدو پھر دیکھو ان کا کیا حشر ہوتا ہے۔ تھوڑی سی مہلت سے مراد مدّت حیات ہے یا جنگ بدر تک کا وقت مراد ہے۔ ان معاندین کو میدان بدر میں ذلّت آمیز عذاب کا مزہ چکھایا گیا اور جو اس عذاب سے بچ گئے وہ مرتے ہی عذاب میں مبتلا ہو جائینگے۔

۱۲ ان لدینا۔ تخویف دنیوی۔ انکال، نِکْلٌ (بکسر نون و فتحہا) کی جمع ہے بھاری اور وزنی بیڑیاں۔ ذا غصۃ۔ گلا گھونٹنے والا، حلق سے نہ اترنے والا۔ دنیوی عذاب کے علاوہ آخرت میں بھی ہم نے ان کے لئے مختلف انواع و اقسام کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ ان کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر ان کو بھڑکتی آگ میں ڈالدیا جائے گا اور کھانے کے لئے زقوم، صدید، غسلین اور دیگر خاردار قسم کی چیزیں ہوں گی جن کو حلق سے اتارنا ہی دشوار ہوگا اس کے علاوہ کئی قسم کی دردناک سزائیں ہونگی۔

۱۳ یوم ترجف۔ یوم کا عامل مقدر ہے ای استقر ذلک العذاب لدینا وظہر یوم تضطرب الارض والجبال وتتزلزل (روح ج ۲۹ ص ۱۰۸) ترجف شدید جھٹکے اور زلزلے سے دوچار ہوں گے کثیبا۔ ریت کا ڈھیر۔ مھیلا نرم، پاؤں کی ٹھوکر سے اڑنے والا۔ یہ عذاب ہمارے پاس تیار ہے اور اس دن ان پر پڑے گا جب زمین اور پہاڑ قیامت کے شدید ترین زلزلے سے دوچار ہوں گے۔ اور پہاڑ نرم ریت کا ڈھیر بن جائیں گے اور آخر زمین کے ساتھ ہموار ہو جائینگے۔ یہ قیامت کے دن کا منظر ہے۔

۱۴ انا ارسلنا۔ یہ تخویف دنیوی ہے۔ شاھد حق بیان کرنے والا۔ بتانے والا (شاہ عبدالقادر رح) لفظ شاہد سے گواہ مراد لے کر اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر ناظر ہونے پر استدلال درست نہیں۔ اس کی تحقیق سورۂ بقرہ کی تفسیر میں گذر چکی ہے۔ (ص ۷۰) خطاب مشرکین سے ہے۔ وبیلا شدیدا غلیظا (مدارک) جس طرح ہم نے فرعون کے پاس ایک رسول (موسیٰ علیہ السلام) بھیجا جس نے فرعون اور اس کی قوم کو توحید کی دعوت دی اسی طرح ہم نے تمہارے پاس بھی ایک عظیم الشان رسول (محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم) بھیجا ہے جو تمہیں توحید کی دعوت دیتا اور سیدھی راہ دکھاتا ہے۔ فعصٰی فرعون۔ فرعون اور اسکی قوم نے اس رسول علیہ السلام کی نافرمانی کی اور اس کی دعوت کو رد کردیا تو ہم نے ان پر سخت گرفت کی اور ان کو دریا میں غرق کردیا۔ اب تم بھی اپنے رسول کی نافرمانی اور اس کی مخالفت کر رہے ہو۔ اگر تم اسی عصیان و طغیان پر قائم رہے تو تمہیں بھی دردناک سزا دی جائے گی، چنانچہ میدان بدر میں ان معاندین کو قتل و قید کے رسواکن عذاب کا مزہ چکھنا پڑا۔

۱۵ فکیف تتقون ۔ تخویف اخروی ۔ ہول قیامت کی شدّت وفظاعت کا بیان ہے ۔ اگر ہم تم میں سے کسی کو کسی مصلحت سے دنیا میں نہ پکڑیں تو قیامت کے عذاب سے تم کسی طرح نہیں بچ سکتے ۔ یہ دن نہایت کٹھن اور ہولناک ہوگا ۔ شدّت ہول اور کثرت حزن وغم میں یہ دن ضرب المثل ہو گا ۔ اس دن کی شدّت سے آسمان بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے اور ایسا ضرور ہوگا ۔ اللہ کے فیصلے میں تخلف نہیں ۔ یجعل الولدان شیبا محاورہ ہے جو شدّت سے کنایہ ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے یوم یشیب نواصی الاطفال (کبیر) یا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن اگر بالفرض یہ معاندین بچے ہوں تو شدّت ہول سے بوڑھے ہو جائیں کیونکہ حزن وغم کی کثرت اور خوف وہراس کی شدّت انسان کو بہت جلد بڑھاپے سے ہمکنار کر دیتی ہے ۔ تائید :- یوم ترونھا تذھل کل مرضعۃ عما ارضعت (حج ع ۱) ان ھٰذہٖ تذکرۃ ۔ یہ تمام مذکورہ بالا بیان عبرت ونصیحت ہے جو شخص چاہے اس سے نصیحت حاصل کرکے اللہ کی بارگاہ میں باریابی اور تقرب کی راہ اختیار کرلے یعنی ایمان لے آئے اور نیک کام کرے جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہو ۔ **۱۷** ان ربک یعلم یہ ابتدائے سورت سے متعلق ہے اکثر مفسرین کے نزدیک یہ سورت ابتدائے سورت میں مذکورہ حکم کی ناسخ ہے کیونکہ اسمیں حکم سابق میں تخفیف کر دی گئی ہے لیکن حضرت شاہ ولی اللہ کے نزدیک حکم سابق منسوخ نہیں پہلے بھی حکم استحبابی ہی تھا اسمیں مزید تخفیف کر دی گئی کہ نصف اور ثلث وغیرہ کا تم صحیح اندازہ نہیں کر سکتے ، اس لئے جس قدر قیام کر سکتے ہو اسی قدر کر لیا کرو ، مذکورہ مقداروں کی پابندی ضروری نہیں ۔ فرمایا ہمیں معلوم ہے کہ آپ رات کا تہائی حصہ ، نصف اور تقریباً دو تہائی تک قیام کرتے ہیں اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت بھی ایسا کرتی ہے ۔ لیکن رات دن گھٹتے بڑھتے رہتے ہیں اس لئے تم ان مقداروں کا صحیح اندازہ نہیں کر سکتے اس لئے جس قدر آسانی سے پڑھ سکو اتنا ہی پڑھ لیا کرو ۔ **۱۸** علم ان سیکون ۔ یہ فتاب علیکم کی علت ہے ۔ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ تم میں بیمار اور ضعیف بھی ہوں گے اور مسافر اور مجاہد فی سبیل اللہ بھی جو اپنے ضعف اور اپنی دن کی مصروفیات سفر و جہاد کی وجہ سے قیام اللیل نہیں کر سکتے اس لئے جس قدر آسانی سے پڑھ سکو پڑھ لیا کرو ۔ البتہ صلوٰۃ فریضہ کی ہر حال میں پابندی کرو ۔ واٰتوا الزکوٰۃ ۔ یہ سورت چونکہ مکیہ ہے اور زکوٰۃ مدینہ یا مکی زندگی کے اواخر میں فرض ہوئی ، اس لئے زکوٰۃ سے یہاں زکوٰۃ الفطر مراد ہے ۔ (کبیر) یا تزکیہ عقائد باستقامت بر لا الٰہ الا اللہ (حضرت شیخ رحمہ اللہ)

كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ⑮ فَعَصٰى فِرْعَوْنُ

جیسے بھیجا فرعون کے پاس رسول پھر کہا نہ مانا فرعون نے

الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا ⑯ فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ

رسول کا پھر پکڑی ہم نے اسکو وبال کی پکڑ پھر کیونکر ۱۵ بچو گے

اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا ⑰ السَّمَآءُ

اگر منکر ہو گئے اس دن سے جو کر ڈالے لڑکوں کو بوڑھا ف۱ آسمان

مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ ۭ كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا ⑱ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ

پھٹ جائے گا اسدن میں اس کا وعدہ ہونیوالا ہے یہ تو ۱۶ نصیحت ہے

فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ⑲ اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ

پھر جو کوئی چاہے بنالے اپنے رب کی طرف راہ بے شک ۱۷ تیرا رب جانتا ہے

اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ

کہ تو اٹھتا ہے نزدیک دو تہائی رات کے اور آدھی رات کے اور تہائی رات کے

وَطَاۗىِٕفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ۭ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَ

اور کتنے لوگ ہیں تیرے ساتھ کے اور اللہ ماپتا ہے رات کو اور

النَّهَارَ ۭ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا

دن کو اس نے جانا کہ تم اسکو پورا نہ کرسکو گے ف۲ سو تم پر معاف کر بھیجدی اب پڑھو

مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ۭ عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى ۙ

جتنا تم کو آسان ہو قرآن سے جانا کہ کتنے ہوں گے ۱۸ تم میں بیمار

وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ

اور کتنے اور لوگ پھریںگے ملک میں ڈھونڈتے اللہ

فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ڮ

کے فضل کو اور کتنے لوگ لڑتے ہونگے اللہ کی راہ میں

ع ۱۹ ۱۴

۱۵ تخویف اخروی ۱۲

۱۶ ترغیب الایمان و اتباع القرآن ۱۲

۱۷ متعلق با ابتدائے سورت ۱۲

۱۸ علت برائے فتاب علیکم ۱۲

موضح قرآن ف۱ اس دن کی شدّت سے یا درازی سے اگرچہ وہاں جیسے ہی تیسے رہیں گے پر مدت اتنی ہے کہ لڑکے بوڑھے ہو جاویں ۔ ف۲ رات جاگنے کا حکم ایک برس رہ کر موقوف ہوا ۔ اگلی آیت اتری ۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی مواظبت نمی توانید کرد ۱۲ ۔

ف۱۹ و اقرضوا۔ اس سے صدقات نافلہ مراد ہیں یا ذکر جہاد کے بعد اس میں انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب ہے۔ وما تقدموا۔ جو مال تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے وہ تمہارے لئے ذخیرۂ آخرت ہے اس لئے بہتر ہے کہ موت کے آثار ظاہر ہونے سے پہلے ہی اللہ کی راہ میں خرچ کر لو۔ کیونکہ جو خیرات تم موت سے پہلے کر لو گے وہ خدا کے نزدیک اجر و ثواب میں اس خیرات سے کہیں زیادہ افضل و اعلیٰ ہے جو تم موت کے وقت کرو۔ قال ابن عباس تجدوہ عند اللہ خیرا و اعظم اجرا من الذی تؤخرہ الی وصیتك عند الموت (کبیر ج ۸ ص ۳۴۶) اعمال صالحہ میں اپنی کوتاہیوں اور تقصیروں کے لئے اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگو بے شک وہ بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے توبہ کرنے والوں اور گناہوں پر پشیمان ہونے والوں کو محض اپنی رحمت سے معاف فرما دیتا ہے۔ ربنا اغفر لنا ذنوبنا واسرافنا فی امرنا و ثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکفرین

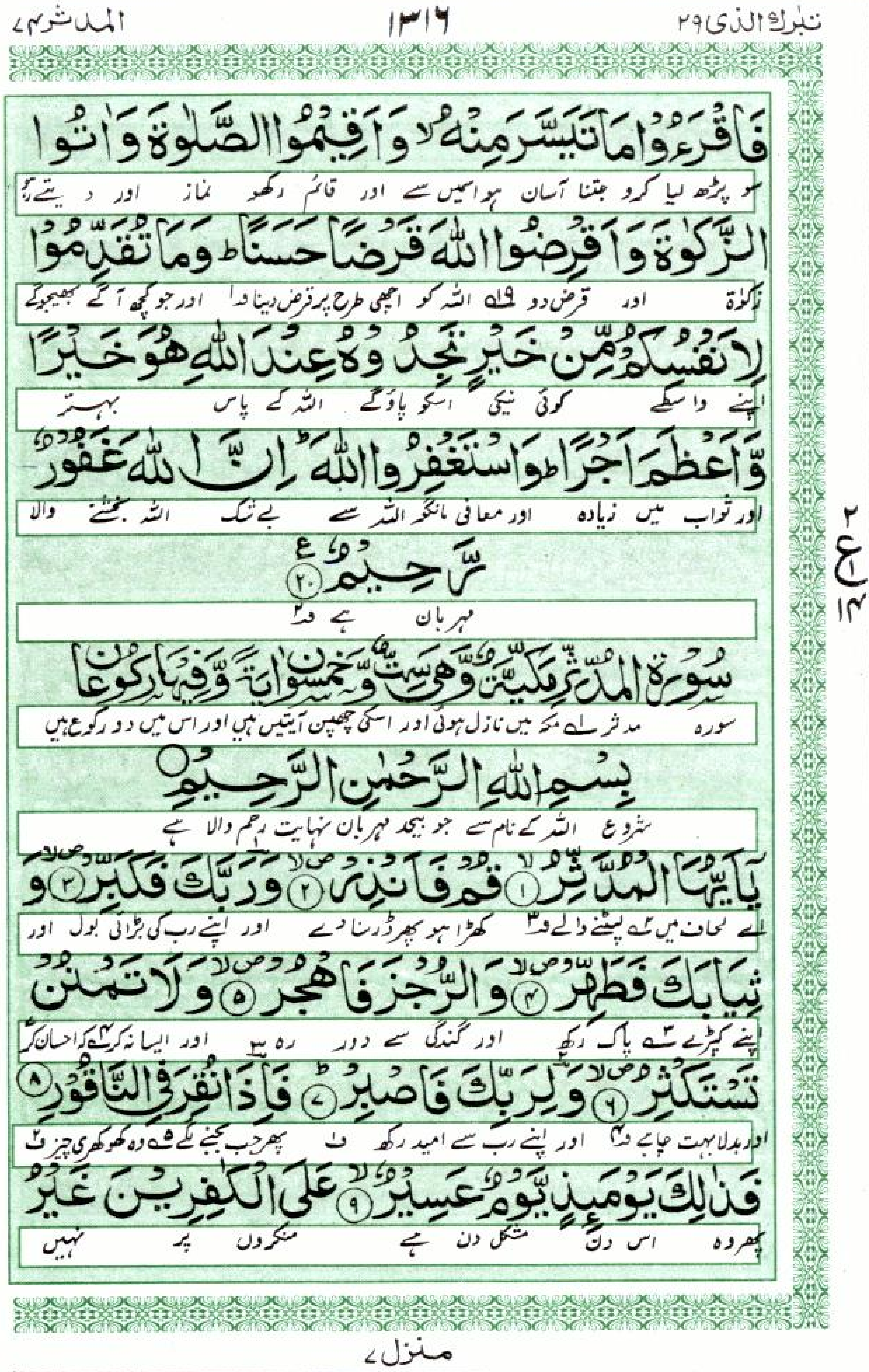
تبٰرك الذی ۲۹ ۱۳۱۶ المدثر ۷۴

فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۙ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا
سو پڑھ لیا کرو جتنا آسان ہو اس میں سے اور قائم رکھو نماز اور دیتے رہو
الزَّكٰوةَ وَ اَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؕ وَ مَا تُقَدِّمُوْا
زکوٰۃ اور قرض دو ف۱ اللہ کو اچھی طرح پر قرض دینا ف۲ اور جو کچھ آگے بھیجو گے
لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا
اپنے واسطے کوئی نیکی اسکو پاؤ گے اللہ کے پاس بہتر
وَّ اَعْظَمَ اَجْرًا ؕ وَ اسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ
اور ثواب میں زیادہ اور معافی مانگو اللہ سے بے شک اللہ بخشنے والا
رَّحِيْمٌ ⑳
مہربان ہے ف۳

ع ۲/۱ ۱۴

سُوْرَةُ الْمُدَّثِّرِ مَكِّيَّةٌ وَّ هِيَ سِتٌّ وَّ خَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّ فِيْهَا رُكُوْعَانِ
سورہ مدثر ف۱ مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی چھپن آیتیں ہیں اور اس میں دو رکوع ہیں
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے
يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ① قُمْ فَاَنْذِرْ ② وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ ③ وَ
اے لحاف میں لپٹنے والے ف۲ کھڑا ہو پھر ڈر سنا دے اور اپنے رب کی بڑائی بول اور
ثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ④ وَ الرُّجْزَ فَاهْجُرْ ⑤ وَ لَا تَمْنُنْ
اپنے کپڑے ف۳ پاک رکھ اور گندگی سے دور رہ ف۴ اور ایسا نہ کر کہ ف۵ احسان کر
تَسْتَكْثِرُ ⑥ وَ لِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ⑦ فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ ⑧
اور بدلا بہت چاہے ف۶ اور اپنے رب سے امید رکھ ف پھر جب بجنے لگے ف۷ وہ کھوکھری چیز ف۲
فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ ⑨ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ
پھر وہ اس دن مشکل دن ہے منکروں پر نہیں

منزل ۷

موضح قرآن ف یہ سورت اتری تب خلق کو دعوت کا حکم ہوا اور نماز کا نماز کے ساتھ تکبیر ہے اور کپڑے پاک رہنے اور گندے سے بچنا یا گندا کہا بت کہ وہ اکثر دودھ اور تیل میں آلودہ رہتا ہے اور یہ ہمت سکھائی کہ جو کسی کو دے اس سے بدلا نہ چاہ اپنے رب کے دینے سے شاکر رہ۔ ف۲ یعنی پھونکے صور

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی صرف مال کنید در جہاد بتوقع ثواب آخرت ۱۲۔ ف۲ مترجم گوید این آیت بعد یک سال نازل شد و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در ہمیں سورہ لاحق کردند بجہت مناسبت ولہذا در اسلوب با سائرہ سورہ نمی ماند واللہ اعلم ۱۲ ف۳ یعنی از ہیبت وحی ۱۲۔ ف۴ یعنی ہدیہ بردن بر کسی تا دی زیادہ از قیمت ہدیہ رعایت کند از اخلاق رویہ است ۱۲۔

۱ دعوای سورت ۱۲

۲ تسلیہ ۱۲

۳ تخویف اخروی ۱۲

سُورۂ مزّمّل میں آیاتِ توحید
اور اسکی
خصُوصیات

۱۔ ورتل القرآن ترتیلا ۵ قرآن کی تلاوت سے مسئلہ توحید پر استقامت نصیب ہوتی ہے۔

۲۔ رب المشرق والمغرب لا الہ الا ھو فاتخذہ وکیلا ۵ نفی شرک فی التصرف۔

(آج بتاریخ ۷، ربیع الاول ۱۳۹۲ھ مطابق ۲۲ مئی ۱۹۷۲ء بروز سہ شنبہ ۴½ بجے شام سورہ مزمل کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات ومن عندہ تتنزل الرحمۃ والبرکات والصلوٰۃ والسلام علی سید الرسل وخاتم النبیین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

(سجاد بخاری عفا اللہ تعالیٰ عنہ)

سُورۃُ المُدَّثِّر

ربط سورہ مزمل میں فرمایا قرآن کی تلاوت میں مصروف رہو اور توحید پر قائم رہو۔ اب سورۂ مدثر میں فرمایا تلاوت قرآن کے ساتھ ساتھ قرآن کی دعوت یعنی مسئلہ توحید اور اس کے دوسرے احکام کی تبلیغ بھی کرو۔

خلاصہ یایھا المدثر ـــــ تا ـــــ ولا تمنن تستکثر ہ یہ سورت کا دعویٰ ہے۔ اللہ کے عذاب سے ڈراؤ، اللہ کی توحید بیان کرو اور شرک سے اس کی تقدیس و تنزیہ کرو۔ ولربك فاصبر ہ تسلیہ برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

فاذا نقر فی الناقور ـــــ تا ـــــ غیر یسیر ہ تخویف اخروی۔ قیامت کا دن کافروں کے لئے نہایت سخت اور دشوار ہوگا۔

ذرنی ومن خلقت وحیدا ـــــ تا ـــــ انہ کان لایتنا عنیدا ہ زجر برائے معاندین۔ یا برائے ولید بن مغیرہ۔ سارھقہ صعودا ـــــ تا وما ھی الا ذکری للبشر ہ تخویف اخروی و زجر۔ کلا والقمر ہ والیل اذ ادبر ـــــ تا ـــــ کل نفس بما کسبت رھینۃ ہ زجر الا اصحب الیمین ہ فی جنت یتساءلون ہ بشارت اخرویہ۔ ما سلککم فی سقر ہ ـــــ تا ـــــ فما تنفعھم شفاعۃ الشافعین تخویف اخروی۔ یہ معاندین اب تو نہیں مانتے، لیکن قیامت کے دن اپنے جرم و گناہ کا اعتراف کریں گے اور کہیں گے کہ آج ہم انہی گناہوں کی سزا پا رہے ہیں فما لھم عن التذکرۃ معرضین ہ تا آخر سورت۔ زجر۔ پند و نصیحت اور دعوت توحید سے وہ اس طرح بھاگتے ہیں جس طرح شیر سے گدھا۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ انھیں براہ راست اللہ کی طرف سے پیغام آئے، مگر یہ ناممکن ہے۔

۲؎ یایھا المدثر۔ اصل میں متدثر تھا۔ فائے تفعل میں دال واقع ہونے کی وجہ سے تائے تفعل کو دال سے بدل کر ادغام کر دیا گیا۔ یہ دثار سے ماخوذ ہے دثار اس کپڑے کو کہا جاتا ہے جو بدن سے متصل ملبوسات کے اوپر اوڑھا جاتا ہے مثلاً موٹی چادر یا کمبل وغیرہ۔ المتدثر وھو الذی یتدثر بثیابہ لینام او لیستدفئ (کبیر ج ۸ ص ۳۴۷) پہلی وحی کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسب معمول غار حرا میں تشریف لے گئے جب اپنے معمول سے فارغ ہو کر پہاڑ سے نیچے اترے تو کسی نے آپ کو آواز دی آپ نے ہر طرف دیکھا لیکن آپ کو کوئی شخص نظر نہ آیا۔ پھر آپ نے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو آپ کو فضا میں کرسی پر بیٹھا ہوا وہی فرشتہ نظر آیا جو غار حرا میں پہلی بار آپ کے پاس آیا تھا۔ آپ اس کو دیکھ کر ڈر گئے اور آپ پر لرزہ کی کیفیت طاری ہو گئی۔ آپ گھر تشریف لائے اور گھر والوں سے فرمایا دثرونی مجھے کپڑا اوڑھا دو۔ آپ کپڑا اوڑھ کر لیٹ گئے تو اسی حالت میں یہ سورت نازل ہوئی۔ (ابن کثیر۔ روح) سورت کی ابتداء ہی میں سورت کا دعویٰ مذکور ہے، فرمایا کپڑوں میں ملبوس آرام و استراحت فرمانے والے اب آرام کا وقت نہیں اب اٹھ کر ہمت باندھ اور مخلوق خدا کو جو شرک میں مبتلا ہے خدا کے عذاب سے ڈرا ان کو شرک سے منع کر اور ان کو توحید کی دعوت دے الانذار دعائھم الی التوحید لان المقصود بھا (النبوۃ)۔ قرطبی ج ۱۹ ص ۶۰) وربك فکبر اپنے رب کی عظمت و کبریائی کا اعلان کر اور مشرکین کے شرک اور افتراء سے اس کی تقدیس و تنزیہ فرما۔ المقصود الاولی من الامر بالقیام ان یکبر ربہ وینزھہ من الشرک (ابوالسعود ج ۸ ص ۳۵۰) ومعنی کبر عظمہ عن الحدوث وعن سمات النقص والزوال وعن التشریك فی وجوب الوجود والالوھیۃ والتشریك فی العبادۃ الخ (مظہری ج ۱۰ ص ۱۲۴)

۳؎ وثیابك فطھر اپنے عمل کی اصلاح کر اور اپنے نفس کو اخلاق فاضلہ اور شمائل جمیلہ سے آراستہ کر تاکہ تبلیغ و انذار کے مقصد میں کامیابی کی راہ ہموار ہو جائے انہ امر لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم با لتخلق بالاخلاق الحسنۃ الموجبۃ لقبول الانذار بعد امرہ علیہ الصلاۃ والسلام بتخصیصہ ربہ عزوجل بالتکبیر الخ (روح ج ۲۹ ص ۱۱۸) والرجز فاھجر۔ رُجز سے اوثان اور معبودان باطل مراد ہیں جیسا کہ حضرت ابن عباس رضا ابن زید مجاہد اور عکرمہ سے منقول ہے۔ قال مجاھد وعکرمۃ یعنی الاوثان، دلیلہ قولہ تعالیٰ فاجتنبوا الرجس من الاوثان وقالہ ابن عباس وابن زید (قرطبی ج ۱۹ ص ۶۵) یعنی معبودان باطل کی عبادت چھوڑے رہو۔ فاھجر سے احداث ہجران مراد نہیں یعنی یہ مطلب نہیں کہ معاذ اللہ اب آپ عبادت اوثان چھوڑ دیں کیونکہ انبیاء علیہم السلام تو صغیرہ گناہوں سے بھی معصوم ہوتے ہیں بلکہ مراد ہے دوام ہجران یعنی آپ عبادت اوثان کے ترک پر قائم اور ثابت قدم رہیں المراد الدوام والثبات علی ھجر ذلك (روح) یا بتقدیر مضاف اہل رجز یعنی مشرکین مراد ہیں مطلب یہ ہے کہ مشرکین سے دور رہو تائید۔ ولا تکونن من المشرکین ہ (القصص رکوع ۹) حاصل یہ ہے کہ آپ توحید کی دعوت و تبلیغ کا کام سرانجام دیں جو آپ کا فریضہ ہے اس میں ذرہ بھر کوتاہی اور نرمی نہ ہونے پائے۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۴؎ ولا تمنن۔ تستکثر مرفوع ہے اور لا تمنن کے فاعل سے حال ہے یہ نہی کا جواب نہیں ورنہ مجزوم ہوتا۔ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ کی طرف

سے تبلیغ پر مامور ہوں۔ اس لئے آپ لوگوں پر نبوت اور تعلیم و تبلیغ کا احسان نہ دھریں کہ آپ کو بکثرت دولت حاصل ہو۔ آپ کا اجر و ثواب اللہ کے ذمہ ہے قال ابن زید معناہ لا تمنن بالنبوۃ علی الناس فتاخذ علیہا عوضا و اجرا من الدنیا (مظہری ج ۱۰ ص ۱۲۵) یعنی آپ محض لوجہ اللہ تبلیغ کریں، کسی سے اجر و معاوضہ کی توقع نہ رکھیں اور نہ کسی کو دعوت و تبلیغ کا احسان جتائیں۔ ولربک فاصبر۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیہ ہے کفار و مشرکین کی طرف سے تبلیغ و توحید پر تکلیفیں آئیں تو ان سے آزردہ نہ ہوں، بلکہ محض اللہ کی رضا کیلئے تکالیف نبوت، ادائے تبلیغ اور ایذائے مشرکین پر صبر کریں۔ ای لوجہ ربک امرہ بالصبر فیتناول الصبر علی تکالیف النبوۃ وعلی اداء طاعۃ اللہ وعلی اذی الکفار (بحر ج ۸ ص ۳۷۲)

ف۵ فاذا نقر۔ تخویف اخروی۔ نقر ای نفخ یعنی پھونکا جائے گا۔ فذلک الخ جملہ جزائے شرط ہے۔ یومئذ، ذلک سے بدل ہے اور اسم غیر متمکن کی طرف مضاف ہونیکی وجہ سے یوم مبنی علی الفتح ہے یوم عسیر، ذلک کی خبر ہے۔ علی الکافرین، عسیر سے متعلق ہے غیر یسیر، عسیر کی تاکید ہے (روح) جب صور پھونکا جائے گا اور قیامت قائم ہو جائیگی تو یہ دن کفار و مشرکین پر نہایت سخت اور دشوار ہوگا۔ اس دن میں کسی قسم کی آسانی، رعایت اور راحت ان کو میسر نہ ہوگی **ف۶** ذرنی ومن خلقت یہ زجر ہے۔ ان آیتوں سے ہر کافر، معاند، سرکش اور متکبر مراد ہے۔ یا یہ ولید بن مغیرہ مخزومی کے حق میں ہیں لیکن العبرۃ لعموم المعنی لا لخصوص المورد۔ وحیدا، ذرنی میں ضمیر مفعول سے حال ہے یعنی مجھے چھوڑ دو میں تنہا ہی اس سے انتقام لے لونگا یا "خلقت" کی "تا" سے حال ہے یعنی میں نے تنہا ہی اسکو پیدا کیا ہے اور میں تنہا ہی بلا مدد غیرے اس کو ہلاک بھی کر دونگا یا یہ ضمیر منصوب مقدر سے حال ہے جو من کیطرف عائد ہے ای من خلقتہ وحیدا یعنی میں نے اسکو مال و اولاد سے تنہا پیدا کیا ہے بوقت ولادت اس کے پاس نہ مال تھا نہ اولاد تھی یہ نعمتیں بعد میں میں ہی نے اسکو دیں۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ وحید، ولید بن مغیرہ کا لقب تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بطور استہزاء اسے اس کے مشہور لقب سے ذکر فرمایا ہے۔ (بحر۔ قرطبی روح) **ف۷** وجعلت لہ۔ ممدود، کثیر۔ شہود۔ حاضر باش۔ سفر و حضر میں اور تجارت و تفرج میں اس کے ساتھ حاضر رہنے والے یا اپنی وجاہت و قابلیت کی وجہ سے مجلسوں اور محفلوں میں شریک ہونے والے۔ ہم نے اس کے دنیوی جاہ و وقار اور اس کی ریاست و وجاہت و قابلیت کی وجہ سے مجلسوں اور محفلوں میں شریک ہونے والے

يَسِيْرٍ ⑩ ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا ⑪ وَّجَعَلْتُ لَهٗ

آسان چھوڑ دے مجھکو ف۲ اور اسکو جس کو میں نے بنایا اکیلا ف۱ اور دیا تھا میں نے اسکو

مَالًا مَّمْدُوْدًا ⑫ وَّبَنِيْنَ شُهُوْدًا ⑬ وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ

مال پھیلا کر اور بیٹے مجلس میں بیٹھنے والے اور تیاری کر دی اس کے لئے

تَمْهِيْدًا ⑭ ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ ⑮ كَلَّا ۭ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا

خوب تیاری پھر لالچ رکھتا ہے کہ اور بھی دوں ف۲ ہرگز نہیں وہ ہے ہماری آیتوں کا

عَنِيْدًا ⑯ سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ⑰ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ⑱ فَقُتِلَ

مخالف اب اس سے چڑھواؤنگا بڑی چڑھائی ف۳ اس نے فکر کیا اور دل میں ٹھہرا لیا سو مارا جیو

كَيْفَ قَدَّرَ ⑲ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ⑳ ثُمَّ نَظَرَ ㉑ ثُمَّ

کیسا ٹھہرایا پھر مارا جائیو کیسا ٹھہرایا پھر نگاہ کی پھر

عَبَسَ وَبَسَرَ ㉒ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ㉓ فَقَالَ اِنْ هٰذَآ

تیوری چڑھائی اور منہ تھتھایا پھر پیٹھ پھیری اور غرور کیا پھر بولا کچھ نہیں یہ

اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ㉔ اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ㉕ سَاُصْلِيْهِ

جادو ہے چلا آتا اور کچھ نہیں یہ کہا ہوا ہے آدمی کا اب اسکو ڈالونگا

سَقَرَ ㉖ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ㉗ لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ ㉘

آگ میں اور تو کیا سمجھا کیسی ہے وہ آگ نہ باقی رکھے اور نہ چھوڑے

لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ㉙ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ㉚ وَمَا جَعَلْنَآ

جلا دینے والی ہے آدمیوں کو ف۲ اس پر مقرر ہیں انیس فرشتے ف۱ اور ہم نے جو رکھے ہیں

اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰۗىِٕكَةً ۠ وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا

دوزخ پر داروغہ وہ فرشتے ہی ہیں اور ان کی جو گنتی رکھی ہے سو

فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۙ لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

جانچنے کو منکروں کے تاکہ یقین کر لیں وہ لوگ جن کو ملی ہے کتاب

ف زجر برائے معاندین عموماً یا برائے ولید بن مغیرہ مخصوصاً ۱۲۔

ف۲ تخویف اخروی وزجر ۱۲۔

ف۳ تخویف اخروی ۱۲۔

موضح قرآن ف۱ یعنی اپنے باپ کے یہاں ایک بیٹا جس کا شریک نہ ہو۔ اور بھائی یا اکا دنیا کی لیاقت میں۔ ف۲ کہتے ہیں یہ ولید کافر کو فرمایا وہ دور دور ملک دیکھ آیا تھا کافروں نے اس کو کہا کہ تو سن محمد کیا پڑھتا ہے تجویز کر کہ کیا ہے حضرت نے پڑھا تب اس نے منہ بنا کر یہ کہا کہ یہ جادو ہے ف۳ دوزخ میں ایک پہاڑ ہے سیدھا کافروں کو اس پر ہمیشہ چڑھوا دینگے یہ بھی ایک عذاب ہے ف۴ جیسے لوہا دہکتا سرخ نظر آتا ہے آدمی کے پنڈے پر وہ سرخ

فتح الرحمن ف۱ مترجم گوید این تصویر است حال کافر را کہ خدا تعالیٰ او را نعمتہا دادہ باشد و او مصر باشد بر کفر و عبس و بسر ثم ادبر و استکبر تصویر حال قائل و تردد است واللہ اعلم ۱۲۔

ومهدت له ہم نے اس کے دنیوی جاہ ووقار اور اس کی ریاست و وجاہت کو خوب وسعت دی۔ ہم نے جب اس کو پیدا کیا تو وہ تنہا تھا ذلیل اور بے مال تھا پھر ہم نے اس کو کثیر دولت عطا کی، اس کو لائق اور قابل اولاد دی، لوگوں پر اس کی وجاہت و ریاست کا سکہ بٹھادیا۔ لیکن اس نے ناشکری کی، اللہ کے شریک بنائے اور اس کے دین سے استہزاء کیا اور پھر بھی اسے یہ امید ہے کہ ہم ابھی اس کو مزید انعامات سے نوازیں گے، ہرگز نہیں ای خلقته منفردا ذلیلا قلیلا لا مال له ولا ولد فآتاه الله تعالیٰ المال والولد فکفر نعمته واشرک به واستهزا بدينه (البحر ج ۸ ص ۳۷۳) اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ۱ وہ ہماری آیتوں کا منکر اور معاند ہے اب اس پر مزید انعام نہیں ہوگا بلکہ اب اسے کفر وعناد اور جحود و انکار کی سزا دی جائیگی۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ دنیا میں اللہ تعالیٰ نے اس کو ذلت و رسوائی اور تنگدستی میں مبتلا کردیا اور آخرت کا عذاب آگے مذکور ہے۔

٨ه ساره هقه صعودا۔ یہ تخویف اخروی ہے۔ صعودا دوزخ میں آگ کا نہایت ہی بلند پہاڑ ہے جس پر چڑھنے کے لئے جہنمیوں کو مجبور کیا جائے گا۔ یہ بھی ایک قسم کا نہایت تکلیف دہ عذاب ہوگا۔ انه فکر یہ اس کی سزا کی علت ہے اس نے قرآن اور پیغمبر کے بارے میں غور وفکر کیا کہ ان کی حقیقت کیا ہے پھر اپنے ذہن میں ایک بات طے کرلی کہ یہ قرآن جادو ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جادوگر ہے۔ العیاذ باللہ۔ اس ملعون اور راندۂ درگاہ ایزدی نے یہ فیصلہ کس طرح کرلیا۔ اس کے بعد اس نے نظر اٹھا کر دیکھا ترش رو ہوا اور سخت ناک بھوں چڑھائی اور پھر پیٹھ پھیر کر غرور و نخوت سے چلدیا اور کہنے لگا یہ تو جادو ہے جو بابل کے جادوگروں سے چلا آرہا ہے اور لوگ اسے سیکھتے سکھاتے چلے آرہے ہیں یہ بھی کہیں سے سیکھ کر آگیا ہے اور یہ قرآن جسے وہ خدا کا کلام بتاتا ہے۔ خدا کا کلام نہیں یہ انسانی کلام ہے جسے وہ خود بنا کر یا کسی سے بنوا کر لاتا ہے۔

ولید بن مغیرہ نے اپنی قوم بنی مخزوم سے کہا تم کہتے ہو محمدؐ دیوانہ ہے، کیا تم نے کبھی اس پر دیوانگی کا دورہ پڑتے دیکھا ہے؟ اور تم کہتے ہو وہ کاہن ہے، کیا تم نے کبھی اسے کاہنوں کی سی باتیں کرتے سنا ہے؟ نیز تم کہتے ہو وہ شاعر ہے، کیا تم نے کبھی اسے شعر پڑھتے یا بناتے سنا ہے؟ اور تمہارا خیال ہے کہ وہ جھوٹا ہے کیا تم نے کبھی اسکو جھوٹ بولتے سنا ہے؟ ہر سوال کے جواب میں سب نے کہا: نہیں، پھر کہنے لگے تو بتاؤ نا آخر یہ کیا معاملہ ہے، تو غور وفکر کے بعد کہنے لگا وہ جادوگر ہے کیا تم دیکھتے نہیں کہ اس نے خاوند بیوی باپ بیٹے اور بھائی بھائی میں جدائی ڈالدی ہے۔ اس جواب سے تمام ملعونین بہت خوش ہوئے۔ (مدارک)

ثم قتل تعقیب ذکری کے لئے ہے۔ یعنی میں پھر کہتا ہوں کہ اس ملعون نے یہ کس طرح اندازہ لگایا کہ آپؐ جادوگر ہیں۔ ثم نظر یعنی پہلے تو آنکھیں بند کرکے سوچا، پھر آنکھیں کھول کر دیکھا پھر ترش رُو ہوا اور سخت ناک بھوں چڑھائی اور پھر متکبرانہ انداز میں پشت پھیری جیسا کہ آجکل کے متکبر کرتے ہیں۔ قاله الشیخ رحمہ اللہ۔

٩ه ساصلیه سقر۔ یہ تخویف اخروی ہے۔ میں اس کو سقر میں داخل کروں گا۔ سقر ایسی تیز اور سخت آگ کا دوزخ ہے کہ لا تبقی ولا تذر کہ ہڈی پسلی چھوڑے گی نہ گوشت پوست لواحة للبشر بشرۃ کی جمع ہے۔ سقر کی آگ دوزخیوں کے چمڑوں کو جلا کر سیاہ اور بدشکل بنادے گی۔ دوزخ پر ہم نے انیس فرشتے یا فرشتوں کی انیس صفیں مقرر کر رکھی ہیں والاول اصح اور پھر یہ دوزخ کے خزان آدمی یا جنّ نہیں بلکہ فرشتے ہیں جو طاقت وقوت میں جنّ وانس پر فائق ہیں۔ اہل دوزخ جنّ وانس کے لئے ان کے دلوں میں رحمت وشفقت کا کوئی جذبہ نہیں ہوگا اور نہ دوزخیوں کے بارے میں احکام خداوندی کی تعمیل میں کوتاہی کا احتمال ہی ہوگا۔

١٠ه وجعلنا۔ فتنة۔ آزمائش یا گمراہی کا سبب۔ لیستیقن میں لام عاقبت کا ہے۔ اتنی کثیر تعداد میں دوزخیوں پر قابو پانے کے لئے فرشتوں کی تھوڑی سی جماعت کا مقرر کرنا اور پھر اس تعداد کا اظہار کفار ومشرکین کی آزمائش کے لئے ہے کہ وہ اس کو تسلیم کرتے ہیں یا اس کا انکار کرتے ہیں اس کا مذاق اڑاتے ہیں چنانچہ یہ آیت سُن کر ابوجہل نے قریش سے کہا: قریش کے بہادرو اور سخت گیر پہلوانو! کیا تم میں سے دس دس جوان بھی ایک ایک پر قابو نہیں پاسکو گے؟ اس پر ابوالاشدّ بن اسید جمحی بولا: فکر کی کوئی بات نہیں سترہ کو تو میں اکیلا ہی سنبھال لوں گا، باقی دو کو تم سب مل کر سنبھال لینا۔ چونکہ کتب سابقہ میں بھی خزّان جہنم کی یہی تعداد ذکر کی گئی ہے۔ اس لئے جب اہل کتاب اس آیت کو سنیں گے تو اس سے ان کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت اور قرآن کی سچائی کا یقین آجائیگا۔ کیونکہ خبر ان کی مسلمہ کتابوں، تورات اور انجیل کے موافق ہے۔

ویزداد الذین اٰمنوا۔ اور اس سے مومنوں کو مزید اطمینان ہوجائے گا اور ان کے ایمان کو اور تقویت ملے گی۔ کیونکہ اہل کتاب نے بھی اسے مان لیا ہے۔ نیز وہ یہ آیت سن کر فوراً بول اٹھیں گے کہ یہ خبر اللہ تعالیٰ نے دی ہے اس لئے سچی ہے، ہم اس پر بھی ایمان لاتے ہیں۔

ولا یرتاب الذین اوتوا الکتٰب والمؤمنون۔ یہ مضمون سابق کی تاکید ہے یعنی اہل کتاب اور مؤمنین کو اس خبر کی سچائی میں شک باقی نہ رہے۔

ﻠﻪ ولیقول. لیکن منافقین اور کفار از راہِ استہزاء و تمسخر کہیں گے کہ اس قلیل تعداد کے بیان سے اللہ تعالیٰ کی کیا مراد ہے؟ کیا اتنے تھوڑے سے فرشتے ان بے حد و حساب دوزخیوں پر قابو پالیں گے ان فرشتوں کی تعداد تو کروڑوں سے بھی زیادہ ہونی چاہیئے۔ یہ سورت مکیّہ ہے اور مکہ میں کوئی منافق نہیں تھا اس لئے مطلب یہ ہے کہ بعد میں جب مدینہ کے منافق سُنیں گے تو وہ اسی قسم کی باتیں کہیں گے (قرطبی روح) کذلک یضل اللہ۔ اس طرح اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے جیسا کہ ابوجہل اور دیگر مشرکین کو کیا اور جسے چاہتا ہے سیدھی راہ دکھا دیتا ہے جیسا کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائی ایک ہی چیز بعض لوگوں کی گمراہی کا سبب ہوئی اور بعض لوگوں کے ایمان و یقین میں اضافہ اور قوّت کا باعث بنی۔ جو شخص اپنے اختیار سے گمراہی پر رہنا چاہے اسے اللہ تعالیٰ گمراہ کرتا ہے اور جو اپنے اختیار سے راہ ہدایت کو پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے سیدھی راہ دکھاتا ہے کسی پر جبر و اکراہ نہیں یضل اللہ تعالیٰ من یشاء اضلالہ لصرف اختیارہ حسب استعدادہ السئی الی جانب الضلال ویھدی من یشاء ھدایتہ لصرف اختیارہ حسب استعدادہ الحسن الی جانب الھدایۃ (روح ج ۲۹ ص ۱۲۸ محصلہ) **ﻪ۱۲** وما یعلم۔ اللہ تعالیٰ کے لشکروں کی تعداد کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ یہ انیس تو صرف دوزخ کے نگران اعلیٰ ہیں ان کے ماتحت اور ان کے علاوہ زمین و آسمان میں جو فرشتوں کے لشکروں کے لشکر موجود ہیں وہ حد و حساب سے باہر ہیں، صحیح گنتی اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ وما ھی الا ذکری للبشر یہ دوزخ تو خلق خدا کے لئے عبرت اور نصیحت کا باعث ہے۔ اس سے انہیں اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلالت کا اندازہ لگانا چاہیئے اس کے عذاب سے ڈرنا چاہیئے اور انہیں سیدھی راہ، دینِ اسلام پر چلنا چاہیئے تاکہ اس کے دردناک عذاب سے بچ جائیں **ﻪ۱۳** کلا۔ برائے ردع ہے اور کفار و مشرکین کو زجر ہے کہ ان کو قرآن کے مقابلہ میں اس قسم کی سفیہانہ باتیں نہیں کرنی چاہییں۔ یا بمعنی حقًا ہے المعنی حقًا والقمر (قرطبی) اس صورت میں یہ مابعد کی تاکید ہو گی۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ کے نزدیک یہی راجح ہے

وَّيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِيْمَانًا وَّلَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ

اور بڑھے ایمانداروں کا ایمان اور دھوکہ نہ کھائیں جن کو

اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۙ وَلِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ

ملی ہے کتاب اور مسلمان اور تاکہ ﻪ۱۱ کہیں وہ لوگ کہ

قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْكٰفِرُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا

جن کے دل میں روگ ہے اور منکر کیا غرض تھی اللہ کو اس

مَثَلًا ۭ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ

مثل سے یوں بچلاتا ہے اللہ جس کو چاہے اور راہ دیتا ہے جس کو چاہے

وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ۭ وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰي

اور کوئی نہیں ﻪ۱۲ جانتا تیرے رب کے لشکر کو مگر خود وہی اور وہ تو سمجھانا ہے لوگوں

لِلْبَشَرِ ۝۳۱ كَلَّا وَالْقَمَرِ ۝۳۲ وَالَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ ۝۳۳ وَالصُّبْحِ اِذَآ

کے واسطے ف۱ سچ کہتا ہوں ﻪ۱۳ اور قسم ہے چاند کی اور رات کی جب پیٹھ پھیرے اور صبح کی جب

اَسْفَرَ ۝۳۴ اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ ۝۳۵ نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ ۝۳۶ لِمَنْ

روشن ہووے وہ ایک ہے ﻪ۱۴ بڑی چیزوں میں کی ڈرانے والی ہے لوگوں کو جو کوئی

شَاۗءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّتَقَدَّمَ اَوْ يَتَاَخَّرَ ۝۳۷ كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا

چاہے تم میں سے کہ آگے بڑھے یا پیچھے رہے ف۲ ہر ایک ﻪ۱۵ جی اپنے

كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ۝۳۸ اِلَّآ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ ۝۳۹ فِيْ جَنّٰتٍ

کئے کاموں میں پھنسا ہوا ہے مگر داہنی طرف والے باغوں میں ہیں

يَتَسَاۗءَلُوْنَ ۝۴۰ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝۴۱ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ

مل کر پوچھتے ہیں گنہگاروں کا حال تم کاہے سے جا پڑے

سَقَرَ ۝۴۲ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۝۴۳ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ

دوزخ میں وہ بولے ﻪ۱۶ ہم نہ تھے نماز پڑھتے اور نہ تھے کھانا کھلاتے

ع ۱ ۳ ۱۵

مع ۱۶

عند المتقدمین ۱۲

موضح قرآن ف۱ یہ جو فرمایا کہ دوزخ پر مقرر ہیں انیس شخص کافر ٹھٹھا کرنے لگے کہ ہم ہزاروں ہیں انیس ہمارا کیا کریں گے تب یہ فرمایا کہ وہ آدمی نہیں فرشتے ہیں تم سب کے واسطے ایک ہی کفایت ہے مگر یہ گنتی بتائی ہے موافق اگلی کتابوں کے کہ اس کے سچ کی دلیل ہو۔ ف۲ آگے بڑھے بہشت کو یا پیچھے رہے دوزخ میں۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید ایں آیت اشارتست برد شبہہ کفار در عدد تسعۃ عشر و آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آنرا در ہمیں سورہ لاحق فرمودند بجہت مناسبت ولہذا با سائر سورہ نمی ماند در اسلوب ۱۲۔

الْمِسْكِينَ ﴿٤٤﴾ وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَآئِضِينَ ﴿٤٥﴾ وَكُنَّا

محتاج کو اور ہم تھے باتوں میں ہنستے ہنسنے والوں کے ساتھ اور ہم تھے

نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّينِ ﴿٤٦﴾ حَتّٰىٓ أَتٰىنَا الْيَقِينُ ﴿٤٧﴾ فَمَا

جھٹلاتے **انصاف** کے دن کو یہاں تک کہ آ پہنچی ہم پر وہ یقینی بات ف۱ پھر

تَنفَعُهُمْ شَفٰعَةُ الشّٰفِعِينَ ﴿٤٨﴾ فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ

کام نہ آئیگی انکے سفارش سفارش کرنے والوں کی ف۲ پھر کیا ہوا ہے انکو کہ نصیحت سے

مُعْرِضِينَ ﴿٤٩﴾ كَأَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنفِرَةٌ ﴿٥٠﴾ فَرَّتْ مِن

منہ موڑتے ہیں گویا کہ وہ گدھے ہیں بدکنے والے بھاگے ہیں غل

قَسْوَرَةٍ ﴿٥١﴾ بَلْ يُرِيدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ أَن يُؤْتٰى

مچانے سے ف۳ بلکہ چاہتا ہے ف۴ ہر ایک مرد ان میں کا کہ ملیں اس کو

صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ﴿٥٢﴾ كَلَّا ۖ بَل لَّا يَخَافُونَ الْآخِرَةَ ﴿٥٣﴾

ورق کھلے ہوئے ف۵ ہرگز نہیں پر وہ ڈرتے نہیں آخرت سے

كَلَّآ إِنَّهُۥ تَذْكِرَةٌ ﴿٥٤﴾ فَمَن شَآءَ ذَكَرَهُۥ ﴿٥٥﴾ وَمَا

کوئی نہیں یہ تو نصیحت ہے پھر جو کوئی چاہے اس کو یاد کرے ف۶ اور وہ

يَذْكُرُونَ إِلَّآ أَن يَشَآءَ اللّٰهُ ۚ هُوَ أَهْلُ التَّقْوٰى

یاد جبھی کریں کہ چاہے اللہ وہی ہے جس سے ڈرنا چاہیے

ع الثلثة

وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ﴿٥٦﴾

اور وہی ہے بخشنے کے لائق

سُورَةُ الْقِيٰمَةِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ أَرْبَعُونَ آيَةً وَفِيهَا رُكُوعَانِ

۱ سورۂ قیامت مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی چالیس آیتیں اور دو رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

۲ ع ۲۵ ۱۶ الثلثة

[illegible] ۱۲

کلا برائے ردع یا بمعنی حقاً ۱۲

والقمر، واللیل، والصبح تینوں قسمیں ہیں جو جواب قسم پر شاہد ہیں۔ جواب قسم محذوف ہے یعنی لترکبن طبقا عن طبق چاند پر پورا مہینہ مختلف حالتیں آتی ہیں، اسی طرح رات کی بھی کئی حالتیں ہوتی ہیں، شروع ہوتی ہے۔ گھپ اندھیرا ہو جاتا ہے اور اس میں سے صبح نمودار ہوتی ہے۔ چاند اپنے مختلف اور گوناگوں احوال سے اس پر شاہد ہے، رات کی ظلمت اور صبح کی نمود اس پر گواہ ہیں کہ تم پر بھی کئی حالات آئیں گے۔ رات کے اندھیرے کی طرح شدائد و آلام سے بھی دوچار ہونا پڑے گا آخر تمام اندھیرے چھٹ جائیں گے اور فتح و کامرانی اور فوز و فلاح کی صبح نمودار ہو گی۔ تائید:۔ فلا اقسم بالشفق ۝ واللیل وما وسق ۝ والقمر اذا اتسق ۝ لترکبن طبقا عن طبق ۝ (پ۳۰، سورۃ الانشقاق) اور انہا لاحدی الکبر استیناف ہو افادہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ یا انہا لاحدی الکبر جواب قسم ہے **۱۴ف** انہا لاحدی الکبری کی جمع ہے نذیرا مصدر ہے بمعنی انذار اور یہ احدی الکبر کی تمییز ہے یعنی انذار و تخویف کے اعتبار سے دوزخ شدید ترین سزاؤں اور عقوبتوں میں سے ایک ہے یا یہ حال ہے اور تائے تانیث محذوف ہے (روح) دوزخ شدید ترین عقوبات میں سے ایک ہے۔ خلق کو ڈرانے والی ہے تاکہ وہ اس کے ڈر سے خدا کی اطاعت کریں۔

لمن شاء الخ یہ للبشر سے بدل ہے۔ وہ ڈرانیوالی ہے اس کو جو تم میں سے چاہے کہ نیکی اور بھلائی کی طرف بڑھے نیز اس کو جو گناہ و معصیت میں پیچھے رہے۔ من شاء ان یتقدم فی الخیر والطاعۃ ومن شاء ان یتأخر فی الشر والمعصیۃ (مظہری ج ۱۰ ص ۱۳۱) **۱۵ف** کل نفس۔ رہینۃ مصدر ہے رھن۔ یہ فعیل بمعنی مفعول نہیں کیونکہ اسکا استعمال مذکر، مونث میں یکساں ہے۔ قیامت کے دن ہر نفس کفر و طغیان کی وجہ سے دوزخ میں رہن اور محبوس ہوگا مگر اصحاب الیمین یعنی وہ لوگ جن کو اعمالنامے دائیں ہاتھوں میں دیئے جائینگے کیونکہ وہ تو جنت میں ہوں گے اور ان کو وہاں ہر قسم کی راحت اور ہر نوع تعیش و تنعم حاصل ہو گی۔ یتساءلون وہ مشرکین کے بارے میں ایکدوسرے سے سوال کرتے ہوں گے اور مجرموں سے پوچھیں گے کہ کیا چیز تمہیں دوزخ میں لے آئی ہے اور تمہارے وہ کونسے اعمال ہیں جو تمہارے دوزخ میں آنے کا باعث ہوئے؟ **۱۶ف** قالوا کفار و مشرکین جواب

موضح قرآن ف۱ یعنی موت۔ بات میں دھنستے یعنی ایمان کی باتوں پر انکار کرتے سب کے ساتھ مل کر ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۲ کافر کے حق میں کوئی سفارش نہ کرے گا اور کرے گا تو قبول نہ ہوگی۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۳ جنگل کے گدھے کھٹکے سے بھاگتے ہیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۴ یعنی ہر کوئی نبی ہوا چاہتا ہے کہ کھلی کتاب پاوے آسمان سے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۵ یعنی ایک پر اتری تو کیا ہوا کام تو سب کے آتی ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالےٰ۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی میگویند کہ باید کہ کتاب بر ہر یک نازل شود ۱۲۔

میں کہیں گے۔ ہم نماز کی فرضیت کے معتقد نہیں تھے، نہ فقراء و مساکین پر خرچ کرنے کو اچھا سمجھتے تھے۔ دین کا مذاق اڑانے والوں کے ساتھ مل کر ہم بھی دین کا تمسخر اڑاتے تھے اور قیامت کے دن کو کبھی نہیں مانتے تھے۔ ہم اسی حال میں رہے۔ یہاں تک کہ موت نے ہمیں آلیا۔ کفار چونکہ مخاطب بالفروع نہیں ہیں اس لئے نماز نہ پڑھنے سے نماز کی فرضیت کا اعتقاد نہ رکھنا مراد ہے۔ یا مصلین مؤمنین سے کنایہ ہے۔ فیجوز ان یکون المعنی من المعتقدین للصلاۃ و وجوبھا فیکون العذاب علی ترک الاعتقاد و ایضًا المصلین یجوز ان یکون کنایۃ عن المؤمنین (روح ج ۲۹ ص ۱۳۳)

۱۷ فما تنفعھم۔ یعنی اگر بالفرض سفارشی ان کی سفارش کریں گے بھی تو ان کو اس کا کوئی فائدہ نہ ہوگا اور ان کے حق میں کوئی سفارش قبول نہ ہوگی۔ یہ علی سبیل الفرض ہے کیونکہ ان کے حق میں کسی کو سفارش کرنے کی اجازت ہی نہیں ملیگی۔ لو شفعوا لھم جمیعا فالکلام علی الفرض (روح)

۱۸ فما لھم۔ قرآن سے اعراض کی کوئی معقول وجہ موجود نہیں، لیکن پھر بھی اہل مکہ اس سے اعراض کر رہے ہیں وہ قرآن سے اس طرح بدکتے اور بھاگتے ہیں جس طرح حمر وحشیہ (گورخر) شیر کو دیکھ کر بھاگتے ہیں۔ قسورۃ کے معنی شیر کے ہیں جیسا کہ ابوہریرہ رض اور ابن عباس رض سے منقول ہے یا قسورۃ، قسور کی جمع ہے بمعنی تیر انداز یہ قول حضرت ابوموسیٰ اشعری رض، سعید بن جبیر رح، عکرمہ رح، مجاہد رح، قتادہ رح، ضحاک رح ابوظبیان رح نیز ابن عباس رض سے منقول ہے۔ (قرطبی)

۱۹ بل یرید۔ یہ مقدر پر معطوف ہے۔ یہ معاندین اس عظیم تذکرہ (قرآن) کو کافی نہیں سمجھتے، بلکہ ان میں سے ہر ایک چاہتا ہے کہ اس کے نام پر الگ الگ صحیفہ آسمان سے اترے تب وہ مانیں گے عطف علی مقدر یقتضیہ المقام کانہ قیل لا یکتفون بتلک التذکرۃ ولا یرضون بھا بل یرید کل واحد منھم الخ (روح ج ۲۹ ص ۱۳۴) تائید:۔ لن نؤمن حتی نؤتی مثل ما اوتی رسل اللہ (انعام رکوع)

۲۰ کلا۔ حرف ردع ہے اور مشرکین کو مذکورہ بالا مطالبہ پر زجر ہے۔ بل لا یخافون الاخرۃ۔ یہ ترقی ہے یعنی وہ مذکورہ بالا مطالبہ تو کرتے ہی ہیں اور ان کے اعراض کی وجہ صرف یہ نہیں، بلکہ اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ ان کو آخرت کا ڈر نہیں، اس لئے وہ قرآن سے اعراض کرتے اور ناجائز قسم کے مطالبات دہراتے ہیں۔

۲۱ کلا انہ تذکرۃ۔ کلا حرف ردع ہے یا بمعنی حقا یقینا قرآن تذکرہ ہے اور عبرت و نصیحت اور راہ ہدایت حاصل کرنے کے لئے کافی ہے اس کی موجودگی میں کسی دوسری کتاب یا تحریر کی کوئی ضرورت نہیں۔ فمن شاء ذکرہ اب جو چاہے اسے پڑھے، بار بار دہرائے اور اس پر عمل کر کے دین و دنیا کی سعادت حاصل کرلے۔

۲۲ وما یذکرون۔ اور جب تک اللہ تعالیٰ کی مشیئت میں ان کا نصیحت حاصل کرنا نہ ہو وہ نصیحت حاصل نہیں کر سکتے۔ کیونکہ بندوں کے افعال اللہ تعالیٰ کی مشیئت ہی سے معرض وجود میں آتے ہیں۔ ھو اھل التقوی۔ اللہ ہی کی ذات اس کی مستحق ہے کہ اس کے عذاب سے ڈرا جائے اسکی اطاعت کی جائے اور اس کے ساتھ شرک نہ کیا جائے اور وہی اس کا اہل ہے کہ جو اس پر ایمان لائے اور اسکی اطاعت کرے، اسکی کوتاہیوں کو معاف کرے اور اسکی عملی کمزوریوں سے درگذر فرمائے۔ حدیث میں وارد ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ میں اسکا اہل ہوں کہ مجھ سے ڈرا جائے اور میرے ساتھ شرک نہ کیا جائے۔ جو مجھ سے ڈرے گا اور کسی کو میرا شریک نہ بنائے گا میں اسے بخش دونگا۔ کیونکہ اس کا اہل بھی میں ہی ہوں عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال (فی ھذہ الآیۃ) قد قال ربکم انا اھل ان اتقی فلا یجعل معی الہ فمن اتقانی فلم یجعل معی الٰھا اٰخر فانا اھل ان اغفر لہ (روح ج ۲۹ ص ۱۳۵ بحوالہ احمدؒ، ترمذیؒ، حاکمؒ، نسائیؒ، ابن ماجہؒ)

سورۂ مدّثّر میں آیاتِ توحید

قم فانذر ۝ وربک فکبر ۝ نفی شرک ہر قسم۔

(آج بتاریخ ۲۱ ربیع الاول ۱۳۹۲ھ مطابق ۶ مئی ۱۹۷۲ء بروز ہفتہ بہ ۲ بجے سہ پہر سورۂ مدثر کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ رب العالمین سجاد بخاری عفا اللہ تعالیٰ عنہ)

سُورۃ القیامۃ

ربط مشرکین مسئلہ توحید کے علاوہ قیامت اور جزاء و سزاء کا بھی انکار کرتے تھے۔ مسئلہ توحید بیان کرنے کے بعد اب "سورۂ قیامت" سے لیکر "والطارق" کے آخر تک علی سبیل الترقی قیامت کا ثبوت ہوگا اور مسئلہ توحید چونکہ اصل الاصول ہے اس لئے اس کا ذکر بھی ساتھ ساتھ چلتا رہے گا۔ اور ایک میں مسئلہ توحید مذکور ہوگا اور ایک میں مذکور نہیں ہوگا۔

خلاصہ

لا اقسم ـــــ **تا** ـــــ بالنفس اللوامۃ ۝ ثبوت قیامت کے لئے دو شاہد۔ أیحسب الانسان ـــــ **تا** ـــــ ایان یوم القیٰمۃ ۝ دعوائے سورت و زجر برائے منکرین قیامت۔ انسان کے ڈھانچے کو دوبارہ برابر کرنا ہمارے لئے کوئی مشکل نہیں۔ ہم تو انگلیوں کی پوریں بھی برابر کردیں گے۔ فاذا برق البصر ـــــ **تا** ـــــ ولو القی معاذیرہ ۝ تخویف اخروی۔

لا تحرک بہ لسانک ـــــ **تا** ـــــ ثم ان علینا بیانہ ۝ جملہ معترضہ۔ جب اللہ تعالیٰ ایسا قادر ہے کہ بوسیدہ ہڈیوں کو اکٹھا کرسکتا ہے سورج اور چاند کو جمع کرسکتا ہے اور انسان کے تمام اگلے پچھلے عملوں کی خبر دے سکتا ہے وہ قرآن کو بھی آپ کے سینے میں جمع کرسکتا ہے۔

کلا بل تحبون العاجلۃ ۝ وتذرون الاٰخرۃ ۝ زجر۔ وجوہ یومئذ ناضرۃ ۝ الی ربہا ناظرۃ ۝ بشارت اخرویہ۔ و وجوہ یومئذ باسرۃ ۝ تظن ان یفعل بہا فاقرۃ ۝ ـــــ **تا** ـــــ الی ربک یومئذ المساق **تخویف اخروی**۔

فلا صدق ولا صلی ـــــ **تا** ـــــ ثم اولیٰ لک فاولیٰ ۝ زجر۔ ایحسب الانسان **تا آخر**۔ زجر متعلق بابتدائے سورت۔ انسان کو بیکار اور بلا مقصد پیدا نہیں کیا گیا۔ جس قادر مطلق نے انسان کو نطفہ سے پیدا کیا ہے وہ اسے دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے

۲ لا اقسم۔ لا زائدہ ہے جو کلام عرب میں تاکید کے لئے آتا ہے جواب قسم محذوف ہے بقرینہ مابعد ای لتبعثن ولتحاسبن (مظہری) یعنی تم ضرور دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے اور تم سے ضرور حساب لیا جائے گا۔ اس لئے قیامت کو مان لو اور اعراض نہ کرو۔ یہ تخویف اخروی ہے اور اس میں ثبوت قیامت پر دو قسمیں بطور شہادت پیش کی گئی ہیں۔ اوّل خود یوم قیامت کو قیامت پر بطور شاہد پیش فرمایا ہے۔ ہزاروں لاکھوں انسان قیامت کے ہول اور اس کے شدائد سے ترسان و لرزاں رہتے ہیں تو آخر وہ کوئی چیز تو ہے ہی جس سے وہ خائف ہیں۔ تائید:۔ رجال لا تلہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ ـــــ **تا** ـــــ یخافون یوما تتقلب فیہ القلوب والابصار ۝ (نور ع ۵) دوم نفس لوامہ بھی قیامت پر شاہد ہے کیونکہ لاکھوں بندگان خدا کے نفوس لوّامہ ان کو قیامت کے ڈر سے اعمالِ صالحہ میں کوتاہی پر ملامت کررہے ہیں۔ تو کیا یہ بات اس امر کی دلیل نہیں کہ قیامت ایک حقیقت ہے۔

۳ ایحسب الانسان۔ یہ سورت کا دعویٰ ہے اور منکرین قیامت پر زجر ہے۔ منکرین قیامت کا خیال ہے کہ ہم ان کی بوسیدہ اور مٹی میں مل کر معدوم ہو جانے والی ہڈیوں کو دوبارہ جمع نہ کرسکیں گے اس لئے وہ قیامت کا انکار کررہے ہیں، گویا حشر و نشر کو وہ ہماری قدرت سے بعید تصور کرتے ہیں

بلیٰ کے بعد فعل نجمع مقدر ہے اور قادرین اس کے فاعل سے حال ہے۔ بنان، بنانۃ کی جمع ہے یعنی انگلیوں کی پوریں یا خود انگلیاں (روح) کیوں نہیں ہم ضرور ہڈیاں جمع کرلیں گے۔ ہم تو اسکی انگلیوں کی پوریں بھی برابر کرلیں گے تو کیا اس کی ہڈیوں کے ڈھانچے کو ہم استوار نہ کرسکیں گے؟۔

۴ بل یرید۔ یہ ماقبل یعنی أیحسب الانسان ان لن نجمع عظامہ سے بطور ترقی ہے۔ لیفجر ای لیکفر ویکذب امامہ ای ما یأتی امامہ۔ یعنی جو کچھ آگے آنیوالا ہے مراد حساب کتاب اور جزاء و سزا ہے۔ یہ منکرین نہ صرف دوبارہ جی اٹھنے کا انکار کرتے ہیں، بلکہ حقیقت میں وہ جزاء و سزاء کا انکار کرنا چاہتے ہیں جو اس کے بعد ہے جو حشر و نشر کا اصل مقصد ہے۔ قال ابن عباس: یعنی الکافر یکذب بما امامہ من البعث والحساب وقالہ عبد الرحمٰن بن زید (قرطبی ج ۱۹ ص ۹۳)

یسئل ایّان یوم القیٰمۃ ۝ بطور استہزاء و تمسخر پوچھتا ہے۔ اجی! وہ قیامت کب آئے گی جس سے آپ ہمیں ڈراتے ہیں۔

ف۵ فاذا برق۔ یہ تخویف اخروی ہے اور اس میں قیامت کے بعض احوال و اہوال کا ذکر ہے۔ جب آنکھیں ہیبت اور شدّتِ خوف سے حیران ہو جائینگی، چاند بے نور ہو جائے گا۔ سورج اور چاند کو اکٹھا کر دیا جائے گا دونوں بے نور ہو جائینگے۔ اور اکٹھے ہی مغرب سے طلوع ہوں گے۔ اسدن انسان کہیگا آج کوئی بھاگنے کی جگہ ہے جہاں بھاگ کر پناہ لی جا سکے۔ اور آج کے شدائد و اہوال سے جان بچائی جا سکے؟ قال ابن عباس و ابن مسعود جمع بینهما ای قرن بینهما فی طلوعهما من المغرب اسودین مکوّرین مظلمین الخ (قرطبی ج ۱۹ ص ۹۳) ف۶ کلا حرف ردع ہے قیامت کے عذاب سے بچنے کیلئے کوئی پناہ گاہ نہیں ہوگی۔ (کلا) ردع عن طلب المفر (لا وزر) لاملجأ (مدارک) الیٰ ربك یومئذ المستقر اس دن صرف تیرے پروردگار ہی کی ذات جائے پناہ ہوگی۔ اس کے سوا کوئی ملجأ و ماویٰ نہ ہوگا ای لا ملجأ و منجی لهم غیره عز وجل (روح) ف۷ ینبؤا الانسان۔ ما قدم۔ جو کچھ اس نے کیا ہے اور اپنے لئے آگے بھیجا ہے۔ اچھا ہو یا برا واخّر جو اس نے ترک کیا خیر ہو یا شر۔ یا وہ طریقہ حسنہ یا سیّئہ جو اس نے جاری کیا جس پر اسکی موت کے بعد بھی عمل ہوتا رہا (قرطبی، بیضاوی، کبیر) قیامت کے دن ہر انسان کو اس کے اعمال حسنہ و سیّئہ سے آگاہ کر دیا جائے گا۔ بل الانسان علی نفسه بصیرة۔ یہ ماقبل سے بطور ترقی ہے یعنی اس دن کسی کو اس کے اعمال کی خبر دینے کی ضرورت ہی نہیں ہوگی، بلکہ ہر انسان اپنے اعمال کا خود بخود عالم اور ان پر شاہد ہوگا۔ اگرچہ وہ ہر معذرت اور اپنے بچاؤ کا ہر بہانہ بھی پیش کر دے یعنی ہر ممکن طریق سے اپنے بچاؤ کی کوشش کرنے کے باوجود اس کا دل گواہی دے گا کہ وہ مجرم ہے اس لئے بچنا ناممکن ہے ای هو علی نفسه حجة وهو شاهد علیها ولو اتی بکل عذر فی الذب عنها ففیه تنبیه علی ان الذب لایر واجله (روح ج ۲۹ ص ۱۴۱)۔ ف۸ لا تحرك۔ یہ جملہ معترضہ ہے۔ روافض کہتے

لَآ اُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ ۝۱ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۝۲

قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی ف۱ اور قسم کھاتا ہوں جی کی جو ملامت کرے برائی پر

اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ۝۳ بَلٰی قٰدِرِیْنَ

کیا خیال رکھتا ہے ف۳ آدمی کہ جمع نہ کریں گے ہم اسکی ہڈیاں کیوں نہیں ہم ٹھیک

عَلٰٓی اَنْ نُّسَوِّیَ بَنَانَهٗ ۝۴ بَلْ یُرِیْدُ الْاِنْسَانُ لِیَفْجُرَ

کر سکتے ہیں اس کی پوریاں بلکہ چاہتا ہے آدمی ف۴ کہ ڈھٹائی کرے

اَمَامَهٗ ۝۵ یَسْـَٔلُ اَیَّانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ ۝۶ فَاِذَا بَرِقَ

اس کے سامنے ف۲ پوچھتا ہے کب ہوگا دن قیامت کا پھر جب چندھیانے لگے

الْبَصَرُ ۝۷ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ۝۸ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۝۹

آنکھ ف۵ اور گہہ جائے چاند اور اکٹھے ہوں سورج ف۱ اور چاند

یَقُوْلُ الْاِنْسَانُ یَوْمَئِذٍ اَیْنَ الْمَفَرُّ ۝۱۰ كَلَّا لَا وَزَرَ ۝۱۱

کہے گا آدمی اس دن کہاں چلا جاؤں بھاگ کر کوئی نہیں کہیں نہیں ہے ف۶ بچاؤ

اِلٰی رَبِّكَ یَوْمَئِذِ ﹰالْمُسْتَقَرُّ ۝۱۲ یُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ یَوْمَئِذٍۭ

تیرے رب تک ہے اسدن جا ٹھہرنا جتلا دیں گے انسان کو ف۷ اس دن

بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ ۝۱۳ بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِهٖ بَصِیْرَةٌ ۝۱۴

جو اس نے آگے بھیجا اور پیچھے چھوڑا ف۳ بلکہ آدمی اپنے واسطے آپ دلیل ہے

وَّلَوْ اَلْقٰی مَعَاذِیْرَهٗ ۝۱۵ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ

اور پڑا لا ڈالے اپنے بہانے ف۲ ف۸ نہ چلا تو اس کے پڑھنے پر ف۸ اپنی زبان تاکہ جلدی

بِهٖ ۝۱۶ اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۝۱۷ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ

اسکو سیکھ لے وہ تو ہمارا ذمہ ہے اسکو جمع رکھنا تیرے سینہ میں اور پڑھنا تیری زبان سے پھر جب ہم پڑھنے لگیں ف۳

فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۝۱۸ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ ۝۱۹ كَلَّا بَلْ

کی زبانی تو ساتھ رہ اس کے پڑھنے کے پھر مقرر ہمارا ذمہ ہے اسکو کھول کر بتلانا ف۵ ف۳ کوئی نہیں ف۹ پر تم

۱؎ قیامت پر شاہد تلک ۱۲

۲؎ قیامت پر شاہد دوم ۱۲-

۳؎ سورت کا دعویٰ در منکرین پر زجر ۱۲-

۴؎ ماقبل سے ترقی ۱۲-

۵؎ تخویف اخروی ۱۲-

۶؎ جملہ معترضہ ۱۲-

موضح قرآن ف۱ تیور چوندھلاوے یعنی آدمی کی آنکھ روشنی سے عاجز ہو جاوے یہ قیامت کا وقت ہے سورج پاس آ دیگا ۱۲ منہ رح ف۲ اپنے احوال میں غور کرے تو رب کی وحدانیت جانے اور جو کہے میری سمجھ میں نہیں آتا یہ بہانے ہیں ۱۲ منہ رح ف۳ جسوقت حضرت جبرائیل قرآن لاتے ان کے پڑھنے کے ساتھ حضرت بھی جی میں پڑھتے تو جب تک پہلا لفظ کہیں اگلا سننے میں نہ گھبراتے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اسوقت پڑھنے کی حاجت نہیں سنا ہی چاہیئے پھر جی میں یاد رکھوانا اور زبان سے پڑھوانا لوگوں پاس ہمارا ذمہ ہے اور معنی تحقیق کرنے کی بھی حاجت نہیں یہ بھی ہمارا ذمہ ہے اور وقت پر بیان کا سمجھانا جبرئیل کے پڑھنے کو اپنا پڑھنا فرمایا کہ وہ نائب ہے۔ اسی طرح والنجم میں فاوحی الی عبدہ ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمٰن ف۱ آدمی البتہ مبعوث خواہد شد ۱۲ ف۲ یعنی آمدنی است ۱۲ ف۳ مثل صدقہ جاریہ وعلم باقی ۱۲ ف۴ مترجم گوید چون جبرئیل پیش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وحی آوردی بحفظ آن اہتمام تمام فرمودی وہم بحضور جبرئیل قبل انقضاء وحی تکرار نمودی تا از خاطر مبارک نرود خدا تعالیٰ باین معنی اشارہ فرمود واللہ اعلم ۱۲ ف۵ مترجم گوید ظاہر نزدیک بندہ آنست کہ معنی آیت چنیں باشد ہر آئینہ وعدہ لازم است بر ما جمع کردن قرآن در مصاحف وحفظ وقراءت آن عصر ابعد عصر و ایضاح وتفسیر فی آن خدا تعالیٰ بر دست شیخین رضی اللہ عنہما جمع آن کرد و در ہر زمان قاریاں را توفیق داد کہ حافظ شوند وبتجوید بخوانند و در ہر زمانی مفسراں را توفیق داد کہ در تفسیر آن سعی نمایند واللہ اعلم ۱۲-

ہیں ان آیتوں کا ماقبل اور مابعد سے کوئی تعلق نہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ قرآن میں تغیر و تبدل ہو چکا ہے اور ان آیتوں کو ان کے موزوں مقام سے اٹھا کر یہاں رکھ دیا گیا ہے۔ لیکن یہ اعتراض سراسر باطل ہے، کیونکہ یہ ترتیب توقیفی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے آپ کی زندگی ہی میں مکمل ہو چکی تھی۔ اس پر امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا اجماع ہے اور قرآن میں تغیر و تبدل اور زیادۃ و نقصان کا قول کفر ہے۔ باقی رہی ان آیتوں کی سیاق و سباق سے مناسبت تو اس میں کئی وجوہ ہیں۔ وجہ اوّل۔ ممکن ہے گذشتہ آیتوں کے نزول کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ ساتھ پڑھنا شروع کر دیا ہو تاکہ یاد ہو جائے اور کہیں کوئی لفظ بھول نہ جائے تو اللہ تعالیٰ نے اسی وقت یہ آیتیں نازل فرما کر آپ کو اس سے روک دیا ہو (کبیر) وجہ دوم یہ آیتیں ایک لطیف نکتہ بیان کرنے کے لئے یہاں لائی گئی ہیں یعنی جب اللہ تعالیٰ ایسا قادر ہے کہ ہر انسان کو اس کے اگلے پچھلے اعمال کی خبر دے سکتا ہے تو وہ آپ کے سینے میں قرآن کو بھی جمع کر سکتا ہے اس لئے آپ غم نہ کریں۔ (حضرت الشیخ قدس سرہٗ) وجہ سوم جس طرح اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ اپنی وحی فرشتے کے چلے جانے کے بعد پوری ترتیب کے ساتھ حرف بحرف بدون ادنیٰ فروگذاشت اپنے پیغمبر کے سینے میں جمع کر دے کیا اس پر قادر نہیں کہ بندوں کے اگلے اور پچھلے اعمال جن میں سے بعض کو کرنے والا کبھی بھول چکا ہو گا سب جمع کر کے ایک وقت میں سامنے کر دے اور ان کو خوب طرح یاد دلا دے اور اسی طرح ہڈیوں کے منتشر ذرات کو سب جگہ سے اکٹھا کر کے ٹھیک پہلی ترتیب پر انسان کو از سر نو وجود عطا فرما دے بے شک وہ اس پر اور اس سے کہیں زیادہ پر قادر ہے (تفسیر عثمانی) ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے بارے میں تین باتوں کی ذمہ داری لی ہے اوّل قرآن کو آپ سینہ مبارک میں محفوظ رکھنا۔ دوم پھر جس طرح اترا ہے اسی طرح آپ کی زبان مبارک سے اس کو پڑھوانا اور ادا کرانا۔ سوم۔ قرآن مجید کے معانی اور اس کے احکام کا بیان۔ فرمایا نزول قرآن کے وقت اسے جلدی یاد کر لینے کی غرض سے آپ ساتھ ساتھ نہ پڑھا کریں، بلکہ زبان بھی نہ ہلائیں کیونکہ قرآن کو آپ کے سینے میں جمع کرنا اور پھر اسی طرح آپ کی زبان سے اسے پڑھوانا بھی ہمارے ذمہ ہے اس لئے ساتھ ساتھ پڑھنے کے بجائے جب ہماری طرف سے اسکی تلاوت ختم ہو جائے اس کے بعد آپ تلاوت فرمایا کریں۔ ہم آپ کی زبان پر اسکی صحیح صحیح تلاوت جاری کر دینگے۔ پھر قرآن کے معارف و معانی کی تشریح اور اس کے احکام کی تفصیلات کا بیان بھی ہمارے ذمہ ہے۔ اہل سنت و جماعت کا اس پر اجماع ہے کہ اس قرآن کو جس کیفیت اور کمیّت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینۂ مبارک میں جمع فرمایا تھا اسی کیفیت و کمیّت کے ساتھ آپ نے صحابہ کرام رضہ کو اسکی تعلیم دی اور وہ بعینہٖ بلا تغیّر و تبدل، بلا تقدیم و تاخیر اور بلا زیادۃ و نقصان آج ہمارے سینوں اور سفینوں میں محفوظ ہے۔ اور

تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ (۲۰) وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ (۲۱) وُجُوْهٌ
چاہتے ہو جو جلد اور چھوڑتے ہو جو دیر سے آئے کتنے منہ ؎

يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ (۲۲) اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ (۲۳) وَوُجُوْهٌ
اس دن تازہ ہیں اپنے رب کی طرف دیکھنے والے ف اور کتنے منہ

يَّوْمَئِذٍۭ بَاسِرَةٌ (۲۴) تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ (۲۵) كَلَّآ
اس دن اداس ہیں خیال کرتے ہیں کہ ان پر وہ آئے جس سے ٹوٹے کمر ہرگز نہیں

اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ (۲۶) وَقِيْلَ مَنْ ۜ رَاقٍ (۲۷) وَّظَنَّ
جس وقت جان پہنچے ہنسلی تک ؎ اور لوگ کہیں کون ہے جھاڑنے والا اور وہ سمجھا

اَنَّهُ الْفِرَاقُ (۲۸) وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ (۲۹) اِلٰى
کہ اب آیا وقت جدائی کا اور لپٹ گئی پنڈلی پر پنڈلی ف تیرے

رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ِۨالْمَسَاقُ (۳۰) فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى (۳۱)
طرف ہے اس دن کھینچ کر چلے جانا پھر نہ یقین ؎ لایا اور نہ نماز پڑھی

ع
۱
۲۰
۱۷

وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى (۳۲) ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى (۳۳)
پھر جھٹلایا اور منہ موڑا پھر گیا اپنے گھر کو اکڑتا ہوا

اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى (۳۴) ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى (۳۵) اَيَحْسَبُ
خرابی تیری خرابی پر خرابی تیری پھر خرابی تیری خرابی کیا خیال کرتا ہے

الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى (۳۶) اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ
آدمی ؎ کہ چھوٹا رہے گا بے قید بھلا نہ تھا ؎ وہ ایک بوند منی کی

يُّمْنٰى (۳۷) ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى (۳۸) فَجَعَلَ مِنْهُ
جو ٹپکی پھر تھا لہو جما ہوا پھر اس نے بنایا اور ٹھیک کر اٹھایا پھر کیا اس میں

الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى (۳۹) اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ
جوڑا نر اور مادہ کیا یہ خدا زندہ نہیں کر سکتا

۱ بشارت اخرویہ ۱۲
۲ تخویف اخروی ۱۲
۳ زجر بسبب ارتکاب سیئات ۱۲
۴ زجر متعلق بابتدائے سورت ۱۲
۵ ثبوت قیامت کے لئے عقلی دلیل ۱۲

موضح قرآن ف یقین ہے کہ آخرت میں اللہ کو دیکھنا ہے گمراہ لوگ منکر ہیں کہ ان کے نصیب میں یہ نہیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ

فتح الرحمٰن ف۱ یعنے در پاے حرکت نماند ۱۲۔

قرآن میں کسی بھی قسم کی تحریف کو تسلیم کرنا صریح کفر ہے۔

۹ كلا۔ حرف ردع ہے۔ بل تحبون العاجلة۔ یہ بل يريد الانسان ليفجر امامه سے متعلق ہے یعنی قیامت کا انکار نہیں کرنا چاہیئے۔ تمہیں چاہیئے کہ تم آخرت پر ایمان لاکر دنیوی زندگی میں ایمان وعمل سے توشۂ آخرت تیار کرو مگر تم ایسا نہیں کرتے ہو بلکہ دنیا کو پسند کرتے ہو اور آخرت کو نظر انداز کرتے ہو۔ دنیا کی خاطر تو بھاگ دوڑ میں مصروف ہو، لیکن آخرت کے لئے کچھ نہیں کر رہے ہو۔

۱۰ وجوه۔ یہ بشارت اخرویہ ہے ناضرة تر و تازہ، خوش و خرم ہشاش بشاش۔ قیامت کے دن کچھ چہرے (یعنی مؤمنوں کے چہرے) نہایت تر و تازہ اور خوش و خرم ہوں گے اور دیدار خداوندی سے محظوظ ہوں گے۔ ووجوه يومئذ باسرة بے رونق، اداس، بگڑے ہوئے۔ فاقرة کمر توڑ دینے والی سختی۔ اور کچھ چہرے (یعنی کافروں کے) اس دن حسرت و یاس میں بے رونق اور بگڑے ہوئے ہونگے۔ اور انہیں یقین ہوگا کہ آج ان کا انجام نہایت ہولناک ہوگا، وہ شدید ترین عذاب میں گرفتار ہوں گے اور کمر توڑ دینے والے مصائب کا نشانہ بنیں گے۔

۱۱ كلا اذا۔ كلا حرف ردع ہے اور بل تحبون العاجلة سے متعلق ہے یعنی دنیا سے محبت نہ کرو اور آخرت کی فکر کرو۔ یا بمعنی حقا ہے اور الی ربك يومئذ المساق سے متعلق ہے ای حقا ان المساق الی الله (قرطبی) مَنۡ پر سکتہ ہے جب انسان کی روح موت کیوقت ہنسلیوں تک آپہنچیگی تو اس کے پاس موجود لوگ کہیں گے کون کون؟ وہ کہے گا کوئی ہے دم اور جھاڑ پھونک جاننے والا جو اس وقت اس مصیبت سے بچا سکے۔ اور اس کو یقین ہو جائے گا کہ اب دنیا سے اٹھنے اور اعزہ و اقارب سے جدا ہونے کا وقت ہے اب اس کی پنڈلی پنڈلی کے ساتھ جڑ جائے گی یقیناً یہ دن خدا کی طرف کوچ اور روانگی کا دن ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیل من کا قائل اور ہے اور راق کا قائل اور ہے۔

۱۲ فلا صدّق۔ یہ منکرین حشر و نشر اور جاحدین جزاء وسزا پر زجر ہے۔ اس نے نہ تو توحید و رسالت اور حشر و نشر کو مانا، ایمان لایا نہ نماز پڑھی، نہ دوسرے اعمال صالحہ کی طرف توجہ دی بلکہ تمام ضروریات دین، توحید، رسالت، قیامت وغیرہا کا انکار کیا اور قرآن و ایمان سے اعراض کیا اور کبر و غرور سے اکڑتا ہوا اپنے اہل کی طرف چلا گیا تو اب اس کے لئے ہلاکت و تباہی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟ اولی لك فاولی۔ ثم تعقیب ذکری کے لئے ہے۔ تمہارے لئے ہلاکت ہے ہلاکت پھر کہتا ہوں تمہارے لئے ہلاکت ہے ہلاکت تهديد بعد تهديد و وعيد بعد وعيد۔ (قرطبی ج ۱۹ ص ۱۱۲)

۱۳ أیحسب۔ یہ زجر ہے اور ابتداء سورت أیحسب الانسان ان لن نجمع عظامه سے متعلق ہے۔ سدی، بے کار، مہمل جس پر نہ کوئی ذمہ داری عائد اور نہ اسے جزاء وسزا ہو۔ (سدی) مهملا لا يكلف ولا يجازى (بیضاوی) کیا منکرین قیامت کا خیال ہے کہ ان کو ویسے ہی بے کار اور بے مقصد پیدا کیا گیا ہے؟ اور مرنے کے بعد جزاء وسزاء کے لئے ان کو دوبارہ زندہ نہیں کیا جائیگا؟ نہیں نہیں، ان کی طرف پیغمبر مبعوث کرکے ان کو ایمان وعمل کا مکلف کیا گیا ہے اور ان پر قرآن کی تعلیمات پر عمل کرنے کی ذمہ داری عائد کی گئی ہے۔ ایمان و تصدیق کی صورت میں وہ ثواب کے مستحق ہوں گے اور انکار وجحود پر عذاب کے مستحق ہوں گے وہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جائینگے اور اپنے عملوں کے مطابق جزاء و سزاء پائینگے۔

۱۴ الم يك۔ یہ ثبوت قیامت پر عقلی دلیل ہے۔ انسان اپنی پیدائش سے پہلے منی کا ایک قطرہ تھا جو باپ کی پشت سے رحم مادر میں آیا نطفہ نے قدرت خداوندی سے جمے ہوئے خون اور پھر گوشت کی صورت اختیار کی پھر اللہ نے اس کو کامل و مکمل انسان کی شکل میں پیدا فرمایا اور اسکی قدرت کاملہ کا کرشمہ دیکھو کہ ایک ہی نطفہ سے نر و مادہ کو پیدا کیا۔ تو کیا جو ایسا قادر و علیم اور صانع وحکیم ہے وہ مردوں کو دوبارہ زندہ کرنے کی قدرت نہیں رکھتا؟ استفہام انکاری ہے یعنی مُردوں کو دوبارہ زندہ کرنا ایسے قادر مطلق کی قدرت سے باہر نہیں۔ انسان کی پیدائش کو تسلیم کرنا حالانکہ وہ حشر و نشر سے زیادہ عجیب و غریب ہے اور قیامت کا انکار کرنا کمالِ حماقت یا کمالِ عناد کا نتیجہ ہے۔ انكار جواز البعث مع مشاهدة ما هو اعجب منه يقتضى كمال الحمق او العناد (مظہری ج ۱۰ ص ۱۴۶)۔

سورۃ الدہر

ربط سورۂ قیامت میں منکرین قیامت کو تخویف سنائی گئی ہے اور زجر و شکوہ کیا گیا کہ وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم دوبارہ ان کی ہڈیاں جمع نہیں کر سکیں گے۔ اب سورۂ دہر میں بطور ترقی ھل اتی علی الانسان ـــ تا ـــ فجعلنٰہ سمیعا بصیرا میں ایک تفصیلی نمونہ بیان کیا گیا ہے کہ دیکھو انسان پہلے کچھ بھی نہیں تھا۔ پھر اس کو ایک معمولی قطرۂ آب سے پیدا کر کے سمیع و بصیر بنا دیا تو معلوم ہوا کہ بے شک اللہ تعالیٰ انسان کی نشأۃ آخرہ پر بھی قادر ہے۔ نیز سورۂ قیامت میں صرف تخویف کا ذکر تھا، لیکن اصل دعوائے توحید مذکور نہیں تھا اب اس سورۃ میں واذکر اسم ربك ـــ تا ـــ و سبحہ لیلا طویلا میں مسئلہ توحید یعنی نفی شرک فی العبادۃ کا ذکر کیا گیا ہے۔ اسی طرح سورۂ قیامت میں بشارت کا ذکر مختصر تھا لیکن "دہر" میں بشارت اخرویہ کا ذکر بہت زیادہ ہے۔

خلاصہ

ھل اتی علی الانسان ـــ تا ـــ اما شاکرا و اما کفورا ۝ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا ایک نمونہ۔ اللہ تعالیٰ جو ایک قطرۂ منی سے انسان کو پیدا کر سکتا ہے وہ قیامت کے دن اسے دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ انا اعتدنا للکفرین ۔ الآیۃ۔ تخویف اخروی۔ ان الابرار یشربون من کاس ـــ تا ـــ وکان سعیکم مشکورا ۝ بشارت اخرویہ۔ ابرار کے لئے جنت کی نعمتوں کا تفصیلی بیان ہے۔ انا نحن نزلنا الآیۃ۔ ترغیب الی القرآن۔ فاصبر لحکم ربك ۔ الآیۃ۔ تسلیہ برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ واذکر اسم ربك۔ الآیتین۔ بیان توحید۔ ہم نے آپ پر قرآن نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کو حشر و نشر اور توحید کی تبلیغ کریں، اگر راہ حق اور فریضۂ تبلیغ ادا کرنے میں تکلیفیں آئیں تو صبر و استقامت سے کام لیں۔ ان ھؤلاء یحبون۔ الآیۃ۔ یہ زجر ہے اور اس میں سورت قیامت کی آیتوں کلا بل تحبون العاجلۃ ۝ وتذرون الاخرۃ کے مضمون کا اعادہ ہے۔ تم دنیا کو پسند کرتے ہو اور آخرت کو چھوڑتے ہو۔ حالانکہ تمہیں آخرت کو دنیا پر ترجیح دینی چاہیئے۔ نحن خلقنٰھم و شددنا اسرھم۔ الآیۃ۔ ہم نے ان کو پہلی بار پیدا کر لیا تھا، تو کیا دوبارہ ہم ان کو پیدا کرنے پر قادر نہیں ہیں؟ ان ھذہ تذکرۃ۔ یہ بیان پند و نصیحت ہے جو چاہے اس سے نصیحت حاصل کر کے سیدھی راہ اختیار کر لے۔ یدخل من یشاء فی رحمتہ۔ بشارت والظلمین اعد لھم عذابا الیما ۝ تخویف۔

۲ ھل اتی۔ ھل یہاں باتفاق مفسرین تاکید کے لئے بمعنی قد اتفقوا علی ان ھل ھھنا و فی قولہ تعالیٰ ھل اتٰک حدیث الغاشیۃ بمعنی قد (کبیر ج ۸ ص ۳۴۸) یہاں حشر و نشر پر بطور دلیل انسان کی پیدائش کو بطور نمونہ پیش کیا گیا۔ ہر انسان پر طویل عرصہ ایسا آچکا ہے کہ اس عرصہ میں اس کا نام و نشان تک موجود نہیں تھا۔ انا خلقنا الانسان۔ امشاج مفرد ہے، جمع نہیں جیسا کہ اسکی بناء سے وہم ہوتا ہے کیونکہ وہ نطفۃ مفرد کی صفت واقع ہوا ہے۔ جیسا کہ برمۃ اعشار، ثوب اخلاق اور ارض سباسب اور امشاج کے معنی ہیں مختلط یعنی باہم ملا جلا چونکہ انسان ماں باپ کے نطفوں کے اختلاط سے پیدا ہوتا ہے اس لئے نطفہ کو امشاج سے متصف فرمایا۔ سمیع و بصیر۔ عقل و دانش اور فہم و تمیز سے کنایہ ہے پہلے ہر انسان کا نام و نشان تک نہیں تھا، پھر ہم نے اس کو ماں باپ کے مخلوط نطفہ سے پیدا کیا اور اس کو عقل و تمیز کی نعمتوں سے سرفراز کیا تاکہ اس کی آزمائش کریں کہ وہ خداداد عقل و فہم سے کام لے کر اللہ کی ہدایت کو قبول کرتا ہے یا عقل و خرد سے کام نہ لے کر خدا سے بغاوت کرتا ہے۔ یہ حشر و نشر کیلئے ایک نمونہ ہے۔ انسان کو عدم سے وجود میں لانا اور ایک معمولی قطرۂ منی سے اس کو پیدا کرنا پھر اس کو عقل و خرد اور فہم و تمیز ایسی خوبیوں سے متصف کرنا اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ ایک کرشمہ ہے۔ اسی طرح انسانوں کو قیامت کے دن دوبارہ پیدا کرنے پر بھی وہ قادر ہے۔

۳ انا ھدینٰہ۔ شاکرا۔ اور کفورا، ھدینٰہ میں ضمیر منصوب سے حال ہیں۔ ہم نے انسان کو خواہ وہ شاکر (مومن) ہو یا کفور (کافر) ہر حال میں سیدھی راہ دکھا دی ہے۔ عقل و تمیز بھی عطا کی پھر دلائل کائنات کی کتاب اس کے سامنے کھول کر رکھ دی کہ اس میں غور و فکر کر کے حق بات سمجھنے کی کوشش کرے اور پھر ساتھ ہی اپنے پیغمبروں کو ہدایات دے کر ان کے پاس بھیج دیا تاکہ وہ ان کو سمجھائیں اور ان کو اللہ کی راہ دکھائیں اب ان کی مرضی شاکر بنیں یا کفور

۴ انا اعتدنا۔ یہ تخویف اخروی ہے۔ ہم نے منکرین کے لئے بیڑیاں، طوق اور بھڑکتی آگ کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ قیامت کے دن ہم ان کو پابہ زنجیر کر کے انکے ہاتھوں کو ان کی گردنوں کے ساتھ جکڑ کر جہنم کے بھڑکتے شعلوں میں پھینک دیں گے۔ اس مختصر تخویف کے بعد طویل بشارت کا ذکر ہے۔

۵ے ان الابرار۔ یہ بشارت اخرویہ ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار اور نیک بندوں کو ایسے خوش ذائقہ مشروب کے ساغر پیش کئے جائیں گے جن میں عرقِ کافور کی آمیزش ہوگی جس سے اسکی فرحت افزا قوت، اس کی خوشبو اور برودت میں اضافہ ہوجائیگا۔ عینا یشرب یہ کافورا سے بدل ہے یعنی کافور جنت میں ایک چشمہ ہوگا جس کی آمیزش سے اللہ کے بندے جنت کے مشروبات کا لطف اٹھائیں گے اور وہ جہاں چاہیں گے نہایت آسانی سے اس کا چشمہ خود جاری کرلیں گے۔ یجرونہا اجراء سہلا حیث شاءوا من منازلہم وقصورہم (مظہری ج ۱۰ ص ۱۵۰)۔

ع ۲
۱۸

يُحْيِۦَ الْمَوْتٰى ﴿۴۰﴾ ع

مُردوں کو

سُوْرَةُ الدَّهْرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اِحْدٰى وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

۱ے سورۃ الدہر مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی اکتیس آیتیں ہیں اور دو رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا

کبھی ۲ے گزرا ہے انسان پر ایک وقت زمانے میں کہ نہ تھا وہ کوئی چیز

مَّذْكُوْرًا ﴿۱﴾ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖق

جو زبان پر آتی ہم نے بنایا انسان کو ایک دورنگی بوند سے ف۱

نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ﴿۲﴾ اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا

ہم پلٹتے رہے اسکو پھر کر دیا اسکو ہمنے سننے والا دیکھنے والا ہم نے اس کو ۳ے سمجھائی راہ یا

شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ﴿۳﴾ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَاۡ وَ

حق مانتا ہے اور یا ناشکری کرتا ہے ہم نے ۴ے تیار کر رکھی ہے منکروں کے واسطے زنجیریں اور

اَغْلٰلًا وَّسَعِيْرًا ﴿۴﴾ اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ

طوق اور آگ دہکتی البتہ ۵ے نیک لوگ پیتے ہیں پیالہ

كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ﴿۵﴾ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ

جس کی ملونی ہے کافور ف یہ ایک چشمہ ہے جس سے پیتے ہیں بندے اللہ کے

يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ﴿۶﴾ يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا

چلاتے ہیں وہ اسکی نالیاں ف۲ پورا کرتے ہیں ۶ے منت کو اور ڈرتے ہیں اس دن سے

كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ﴿۷﴾ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ

کہ اس کی برائی پھیل پڑے گی اور کھلاتے ۷ے ہیں کھانا اس کی محبت پر

۶ے یوفون بالنذر یہ ماقبل کی علت ہے ان آیتوں میں مومنوں کے ان اعمال صالحہ کا ذکر کیا گیا ہے جو مذکورہ بالا جزاء و ثواب کا موجب ہونگے یوفون بالنذر۔ نذر سے وہ تمام عقود و عہود مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ نے عائد فرمائے ہوں یا انسان خود اپنے اوپر لازم کرلے النذر ھنا عام لما اوجبہ اللہ تعالیٰ وما اوجبہ العبد فیدخل فیہ الایمان وجمیع الطاعات (بحر ج ۸ ص ۳۹۵) المراد من النذر العھد والعقد الخ (کبیر ج ۸ ص ۳۹۰) ویخافون یوما اعمال صالحہ بجالانے میں انکی نیت بخیر ہوتی ہے اور وہ محض خدا کی رضا جوئی کے لئے اور اس کے عذاب کے ڈر کی وجہ سے اعمال صالحہ بجالاتے ہیں اور قیامت کے دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس کے اہوال و شدائد اور جس کی سختیاں ہمہ گیر ہوں گی۔ ابرار و مؤمنین اگرچہ قیامت کی سختیوں سے بفضلہ تعالیٰ محفوظ رہینگے لیکن شدت ہول حشر سے خائف اور مرعوب ضرور ہوں گے ۷ے ویطعمون۔ حبہ کی ضمیر مجرور الطعام کی طرف راجع ہے یعنی وہ طعام کی محبت اور اس کی طلب و اشتہار کے باوجود خود نہیں کھاتے بلکہ مسکینوں، یتیموں اور قیدیوں کو کھلا دیتے ہیں۔ یا ضمیر مجرور ذات باری تعالیٰ سے کنایہ ہے یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی رضا کے لئے کھانا کھلاتے ہیں۔ قال ابن عباس و مجاھد: علی قلتہ و حبھم ایاہ و شھوتھم لہ وقال الدارانی علی حبہ اللہ (قرطبی ج ۱۹ ص ۱۲۶) ۸ے انما نطعمکم۔ جب وہ مساکین وغیرہم کو کھانا کھلاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہیں محض

ف۱ حشر و نشر کا ایک نمونہ ۱۲۔

ف۲ تخویف اخروی ۱۲۔

ف۳ بشارت اخرویہ ۱۲۔

ف۴ علت بیان ماقبل ۱۲۔

موضح قرآن ف ایک شراب کی ندیاں ہیں ہر کسی کے گھر میں اور ایک اس میں ملتی ہے تھوڑی سی وہ اعلیٰ قسم ہے کسی کی ملونی کافور ہے ٹھنڈا خوشبو۔ کسی کی ملونی سونٹھ ہے گرم چرپرا یہ بھی چشمے خاص ہیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

فتح الرحمن ف۱ منی مرد و منی زن و خون حیض از حالی بحالی میگردانیدیمش ۱۲۔ ف۲ یعنی جدولی ازاں ہر جا کہ خواہند ببرند ۱۲۔

مِسْكِينًا وَّيَتِيمًا وَّأَسِيرًا ⑧ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ
محتاج کو اور یتیم کو اور قیدی کو ہم جو تم کو شہ کھلاتے ہیں سو خالص اللہ کی خوشی

مِنْكُمْ جَزَاءً وَّلَا شُكُورًا ⑨ إِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا
چاہنے کو نہ چاہیں ہم تم سے بدلا اور نہ چاہیں شکر گذاری ہم ڈرتے ہیں اپنے رب سے ایک دن اداسی

قَمْطَرِيرًا ⑩ فَوَقٰىهُمُ اللَّهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰىهُمْ نَضْرَةً
والے کی سختی پھر بچالیا انکو اللہ نے برائی سے ہ اس دن کی اور ملادی انکو تازگی

وَّسُرُورًا ⑪ وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَّحَرِيرًا ⑫
اور خوش وقتی اور بدلا دیا انکو نلہ ان کے صبر پر باغ اور پوشاک ریشمی

مُّتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَآئِكِ لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَّلَا
تکیہ لگائے بیٹھیں اس میں تختوں کے اوپر نہیں دیکھتے وہاں دھوپ اور نہ

زَمْهَرِيرًا ⑬ وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا
ٹھر اور جھک رہیں ان پر للہ اسکی چھائیں اور پست کر رکھے ہیں اسکے گچھے

تَذْلِيلًا ⑭ وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّ
لٹکا کر اور لوگ لئے پھرتے ہیں ان کلہ کے پاس برتن چاندی کے اور

أَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيرَا ⑮ قَوَارِيرَا مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوهَا
آبخورے جو ہو رہے ہیں شیشے کے مرشیشے ہیں چاندی کے ماپ رکھا ہے

تَقْدِيرًا ⑯ وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيلًا ⑰
ان کا ماپ فٹ اور انکو وہاں پلاتے ہیں پیالے ۱۳ له جس کی ہوتی ہے سونٹھ

عَيْنًا فِيهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيلًا ⑱ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ
ایک چشمہ ہے اس میں اسکا نام کہتے ہیں سلسبیل فٹ اور پھرتے ہیں ان کے پاس کلہ لڑکے

مُّخَلَّدُونَ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُورًا ⑲ وَ
سدا رہنے والے جب تو ان کو دیکھے خیال کرے کہ موتی ہیں بکھرے اور

لوجہ اللہ اور اسکی رضاجوئی کیلئے کھانا کھلاتے ہیں اور تم سے اس کا معاوضہ یا شکریہ نہیں چاہتے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور اس کی خوشنودی کے لئے خرچ کرنے والوں کی نیت ایسی ہی ہوتی ہے وہ اللہ کے سوا کسی سے اس کی جزاء کے طالب نہیں ہوتے۔ انا نخاف من ربنا عبوسا، یوما کی صفت ہے یعنی وہ دن جس میں کافروں کے چہرے شدّت ہول سے بگڑ جائیں گے۔ قمطریرا سخت اور شدید یہ بھی یوما کی صفت ہے وہ کہتے ہیں ہم تو اللہ کی طرف سے اس کٹھن اور شدید دن سے ڈرتے ہیں جس کے عذاب کی شدّت اور ناگواری سے کافروں کے چہرے بگڑ جائیں گے۔ یعنی وہ احوال قیامت پر شدید ناگواری اور ترشروئی کا مظاہرہ کریںگے

۹ فوقٰھم۔ فاء سببیہ ہے اور مستقبل کو لفظ ماضی سے قطعی اور یقینی ہونے کی وجہ سے تعبیر کیا گیا ہے (مظہری) یعنی خوفِ خدا اور موجباتِ عذاب سے اجتناب کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کو قیامت کے شدائد سے محفوظ رکھیگا ولقّٰھم نضرۃ وسرورا اور عبوست و ترشروئی کے بجائے ان کو تازگی اور خوشی عطاء فرمائے گا۔ آخرت کی کامیابی پر ان کے چہرے فرطِ مسرت سے جگمگا اٹھیں گے نضرۃ تازگی، رونق سرور خوشی اور شادمانی **۱۰** وجزٰھم ایمان و طاعت پر ثابت قدم رہنے اور اللہ کی راہ میں شدائد و مصائب برداشت کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کو جنت اور ریشمی لباس بطور جزاء و انعام عطاء فرمائے گا۔ متکئین۔ ھم ضمیر منصوب کا حال ہے۔ ارائک، اریکۃ کی جمع ہے یعنی، تکیہ دار تخت جو پر تکلف فرش اور پردوں سے آراستہ ہوں۔ شمس گرمی، دھوپ، زمھریر سردی۔ اھل جنت پر تکلف اور عالیشان تختوں پر تکیہ لگائے ہوں گے اور جنت میں وہ سردی اور گرمی کی شدّت کا نام و نشان نہیں پائیںگے یعنی وہ گرمی اور سردی کی ایذاء و مضرت سے محفوظ رہیںگے **۱۱** ودانیۃ۔ یہ جنّۃ پر معطوف ہے اور جنّۃ مقدر کی صفت ہے یا یہ متکئین پر معطوف ہے اور حال واقع ہے۔ قال الزجاج ھو حال عطفا علیٰ متکئین وقال ایضا ویجوز ان یکون صفۃ للجنۃ فالمعنی وجزاھم جنۃ دانیۃ (بحر ج ۸ ص ۳۹۶) جنت کے درختوں کے سائے ان سے بالکل قریب ہوں گے اور ان کے اس طرح تابع ہوں گے کہ جب وہ چاہیں گے لیٹے، بیٹھے، کھڑے ہاتھ بڑھا کر آسانی سے میوے تناول کر سکیں گے۔ (و ذللت) سخرت للقائم و القاعد والمتکئ (مدارک) **۱۲** ویطاف علیھم اکواب کی دو صفتیں ذکر کی گئی ہیں اوّل قواریر، دوم من فضۃ وہ پیالے بنے ہوئے تو چاندی کے ہوں گے، لیکن چمک اور صفائی میں شیشہ کی مانند ہوں گے جس طرح اب بھی دھاتوں میں ایسی صفائی اور چمک پیدا کر لی جاتی ہے کہ آئینہ کی طرح ان میں سے چہرہ نظر آتا ہے۔ غلمان جنّت، اہل جنت کو چاندی کے برتنوں میں مأکولات پیش کریں گے اور مشروبات چاندی کے ایسے ساغروں میں پیش

موضح قرآن ف۱ یعنی ان کے پیاس برابر شیشے پر روپیہ کے یعنی روپا ایسا شفاف جیسا شیشہ ف۲ اس کے معنی پانی صاف بہتا ہوا۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ

کریں گے جو صفائی اور چمک میں آئینہ کی مانند ہوں گے اور ان میں مشروبات کی مقدار بالکل صحیح ان کے اشتہار کے مطابق ہوگی۔ نہ کم نہ زیادہ **١٣** ویسقون فیہا۔ اہل جنت کو وہاں ایک اور مشروب پیش کیا جائیگا جس میں عرق زنجبیل (سونٹھ) کی آمیزش ہوگی۔ جنت میں زنجبیل کا بھی ایک چشمہ جاری ہوگا جس کو سلسبیل کہا جائیگا۔ جس کے معنی خوشگوار اور آسانی کے ساتھ حلق سے اترنے والے کے ہیں۔ قال مجاھد حدیدۃ الجری سلسلۃ سھلۃ المساغ (روح) کبھی ان کو عرق کافور کی آمیزش والا اور کبھی عرق زنجبیل کی آمیزش والا مشروب پیش کیا جائے گا

اِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا (٢٠) عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ
جب تو دیکھے وہاں تو دیکھے نعمت اور سلطنت بڑی اوپر کی پوشاک ان کے کپڑے

سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ ز وَّحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ ج
ہیں باریک ریشم ف١ کے سبز اور گاڑھے اور انکو پہنائے جائینگے کنگن چاندی کے

وَسَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا (٢١) اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ
اور پلائے ان کو انکا رب شراب جو پاک کرے دل کو یہ ہے ف٢ تمہارا

جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا (٢٢) ع اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ
بدلا اور کمائی تمہاری ٹھکانے لگی ہم نے اتارا ف١ تجھ پر

الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا (٢٣) ج فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ
قرآن سہج سہج اتارنا سو تو ف٢ انتظار کر اپنے رب کے حکم کا اور کہنا مت مان ان میں سے

اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا (٢٤) ج وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا (٢٥) ج وَ
کسی گنہگار یا ناشکر کا اور لیتا رہ نام ف٣ اپنے رب کا صبح اور شام اور

مِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا (٢٦) اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ
کسی وقت رات کو سجدہ کر اس کو اور پاکی بول اسکی بڑی رات تک یہ لوگ

يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا (٢٧) نَحْنُ
چاہتے ہیں جلدی ملنے والے کو ف٤ اور چھوڑ رکھا ہے اپنے پیچھے ایک بھاری دن کو ہم نے

خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ ج وَاِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ اَمْثَالَهُمْ
ان کو بنایا ف٥ اور مضبوط کیا انکی جوڑبندی کو اور جب ہم چاہیں بدل لائیں ان جیسے لوگ

تَبْدِيْلًا (٢٨) اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ج فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى
بدل کر یہ تو نصیحت ہے ف١ پھر جو کوئی چاہے کر رکھے اپنے

رَبِّهٖ سَبِيْلًا (٢٩) وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ط اِنَّ اللّٰهَ
رب تک راہ اور تم نہیں چاہوگے مگر جو چاہے اللہ بیشک اللہ ہے

ع ١ ٢٢ 19

ف١ سورت کا دوسرا حصہ ١٢

ف٢ تسلیہ برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ١٢

ف٣ ذکر و عبادت کی ترغیب ١٢

ف٤ [illegible] ١٢

ف٥ زجر برائے منکرین ١٢

١٤ ویطوف علیھم۔ انکی خدمت کے لئے حسین و جمیل لڑکے ان کے آگے پیچھے ہوں گے انکا حسن و جمال اور جذبۂ خدمت دائمی ہوگا اور ان کی خوبیوں میں کبھی کوئی فرق رونما نہیں ہوگا۔ یہ غلمان جنت اس قدر حسین وجمیل ہوں گے کہ ان کو دیکھ کر ان کے چہروں کی صفائی اور چمک دمک کی وجہ سے ان پر سچے موتیوں کا گمان ہوگا اور ایسا معلوم ہوگا کہ جنت میں سچے اور آبدار موتی بکھرے پڑے ہیں۔

واذا رأیت ثم۔ شرط۔ رأیت نعیما الخ جزاء۔ جب تم اس جگہ کو دیکھوگے تو وہ کوئی معمولی جگہ نہ ہوگی بلکہ وہاں تم ہر نعمت فراواں پاؤگے اور وہاں تم ایک عظیم ملک اور سلطنت دیکھوگے۔ ہر مومن کو جو جنت ملیگی وہ اپنی جگہ ایک نہایت وسیع اور عظیم ملک ہوگا جسمیں ہر نعمت اور آسائش میسر ہوگی

١٥ عٰلیھم۔ عالیَ یہاں چونکہ فوق کے مفہوم میں استعمال ہوا ہے اس لئے اعراب میں بھی اسی بنا پر (بنا بر ظرفیت) منصوب ہے اور یہ خبر مقدم ہے اور ثیاب سندس مع معطوفات مبتدا، موخر ہے (کبیر) سندس باریک دیباج استبرق موٹا دیباج۔ (مظہری) اہل جنت کے اوپر یعنی انکے زیب تن باریک ریشم کا سبز لباس ہوگا اور جب چاہیں موٹے اور عنف ریشم کا لباس زیب تن کرینگے اور ان کو ہاتھوں میں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے اور ان کو شراب طہور پلایا جائیگا۔ شراب طہور ایک ایسا مشروب ہوگا جسے وہ کھانا تناول کرنے کے بعد پئیں گے تو تمام کھانا فوراً ہضم ہوکر کستوری کا پسینہ بن جائیگا اور ان کی طبعیتیں بالکل ہلکی پھلکی ہوجائینگی (قرطبی)

١٦ ان ھذا۔ جنت کی یہ تمام نعمتیں اور آسائشیں تمہارے ایمان وعمل کی جزاء ہے اور تمہاری تمام نیک کوششوں کی قدر کی گئی اور یہ سب اسی کی جزاء ہے۔ دنیا میں تم نے اپنے ایمان وعمل کا کسی سے کوئی معاوضہ طلب نہیں کیا اور نہ کسی سے اپنے عملوں پر شکرگذاری اور خراج تحسین کی خواہش کی۔ آج ہم نے تمہارے تھوڑے کاموں پر زیادہ اجر و ثواب عطا کیا ہے۔

١٧ انا نحن۔ یہ سورت کا دوسرا حصہ ہے۔ ہم نے آپ پر تھوڑا تھوڑا کرکے قرآن نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کو تبلیغ کریں۔ مسئلہ توحید ان کو سمجھائیں حشر ونشر اور جزاء وسزاء سے ان کو آگاہ کریں۔

فاصبر لحکم ربك۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر تبلیغ توحید اور ادائے رسالت کا جو حکم صادر فرمایا اسکی

خاطر مخالفین کی طرف سے پہنچنے والی ایذاؤں اور تکلیفوں پر صبر کیجئے اور راہ حق میں آنے والے شدائد و مصائب کو مردانہ وار برداشت فرمائیے۔ ان مشرکین میں سے کسی مجرم اور کفر و شرک کے داعی کی بات نہ مانئے گا۔ عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن مغیرہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ آپ توحید کی تبلیغ سے باز آجائیں اور رسالت کا کام چھوڑ دیں تو ہم مال و دولت اور حسبِ منشا رشادی سے آپ کو راضی کر دینگے۔ اس آیت میں آپ کو ان فساق و فجار کی بات ماننے سے منع کیا گیا ہے۔

۱۸ واذکر اسم ربك۔ یہ اصل دعویٰ یعنی مسئلہ توحید کا بیان ہے۔ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کی دعا پکار میں لگا رہ اور اللہ تعالیٰ کی شرک سے تنزیہ و تقدیس میں مصروف رہ۔ سجدہ، رکوع اور ہر قسم کی عبادت صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے بجالا۔ اسکی توحید کی تبلیغ کر اور شرک سے لوگوں کو دُور رہنے کی تلقین کر۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ ان آیتوں میں پانچوں نمازوں اور نماز تہجد کی طرف اشارہ ہے۔ بکرۃ سے نماز فجر، اصیلا سے نماز ظہر و عصر، من اللیل سے نماز مغرب و عشا اور سبحہ لیلا طویلا سے نماز تہجد کی طرف اشارہ ہے (کبیر)۔

۱۹ ان ھؤلاء۔ یہ منکرین توحید و قیامت پر زجر ہے اور اس میں سورۃ قیامت کی آیتوں کلا بل تحبون العاجلۃ ٥ وتذرون الاخرۃ ٥ کے مضمون کا اعادہ ہے۔ یہ لوگ صرف دنیا کے منافع چاہتے ہیں اور قیامت کے کٹھن اور ہولناک دن کو پس پشت ڈال رہے ہیں۔ وہ دنیوی زندگی ہی کو سب کچھ سمجھتے ہیں اس لئے ان کی تمام تگ و دو دنیا کی تحصیل کیلئے ہے اور آخرت پر چونکہ ان کا ایمان ہی نہیں، اس لئے وہ اس سے بے اعتنائی برت رہے ہیں اور اس کے لئے کوئی تیاری نہیں کر رہے۔

۲۰ نحن خلقنھم۔ ہم ہی نے ان کو پیدا کیا ہے اور انکی خلقت کو محکم اور استوار بنایا ہے اور جب ہم چاہینگے ان کی جگہ ان کی مانند اوروں کو لے آئیں گے۔ پیدا کرنے اور پھر مارنے اور مرنے والوں کی جگہ دوسروں کو لانے کا یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ ہی کا کرشمہ ہے اور اس سے کسی کو بھی انکار نہیں۔ جس طرح ہم نے ان کو پہلے پیدا کر لیا اسی طرح جب چاہیں گے قیامت کے دن ان کو دوبارہ پیدا کر لیں گے امی واذا شئنا بعثنھم یوم القیامۃ وبدلنھم فاعدنا ھم خلقا جدیدا ٥ (ابن کثیر ج ۴ ص ۴۵۸)

۲۱ ان ھذہ۔ یہ جو کچھ ذکر کیا گیا ہے وہ عبرت و نصیحت کے لئے کافی ہے۔ اب جو چاہے اس کو مان کر اور اس پر عمل کر کے اللہ تعالیٰ کا راستہ یعنی اسلام اور توحید کا راستہ اختیار کر لے۔ وما تشاءُون لیکن تمہارا ارادہ اللہ تعالیٰ کی مشیّت کے تابع ہے صرف وہی ہدایت پر آئے گا جس کے ہدایت پر آنے کے ساتھ ارادہ خداوندی متعلق ہو گا اور اللہ تعالیٰ کا ارادہ صرف ان لوگوں کی ہدایت سے متعلق ہوتا ہے جو منیب ہوں اور انصاف و اخلاص کے ساتھ راہ ہدایت کے طالب ہوں جیسا کہ ارشاد ہے۔

ویھدی الیہ من ینیب ٥ (شوریٰ، ع ۲) اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا ہے اور اس کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں۔

۲۲ یدخل من یشاء۔ یہ مومنوں کے لئے بشارت ہے وہ جسے چاہتا ہے یعنی جو اس کی طرف انابت کرتے ہیں ان کو اپنی رحمت میں داخل فرما لیتا ہے اور ان کو قبول حق کی اور حق پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرما دیتا ہے والظلمین اعدلھم۔ یہ کافروں کے لئے تخویف ہے اور کفار و مشرکین کے لئے اس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

سورۃ الدہر میں آیات توحید

۱۔ واذکر اسم ربك ــــ تا ــــ وسبحہ لیلا طویلا ٥ نفی شرک فی العبادۃ۔

سورۃ المرسلات

ربط سورۂ دہر میں پیدا کرنے کا نمونہ ذکر کیا گیا تاکہ اس سے حشر و نشر کا مسئلہ سمجھا جاسکے۔ اب سورۂ مرسلات میں بطور ترقی حشر و نشر کے بعد ثواب و عذاب کا نمونہ ذکر کیا جائے گا۔ والمرسلت عرفا ــــ تا ــــ انما توعدون لواقع ۰ دیکھو! یہ ہوائیں کہیں نرم چلتی ہیں اور کہیں تند، اسی طرح آخرت میں کسی کے ساتھ نرمی ہوگی اور کسی سے سختی۔

خلاصہ

والمرسلت عرفا ــــ تا ــــ انما توعدون لواقع ۰ یہ آخرت میں نرمی اور سختی کا ایک دنیوی نمونہ ہے۔ فاذا النجوم طمست ــــ تا ــــ ویل یومئذ للمکذبین ۰ یہ تخویف اخروی ہے۔ یہ معاندین اب تو نہیں مانتے لیکن جب قیامت بپا ہوگی تو ان کے ہوش ٹھکانے آجائیں گے، مگر اس وقت ان کا بہت بُرا حال ہوگا۔ الم نھلک الاولین ۰ ــــ تا ــــ کذلک نفعل بالمجرمین ۰ یہ تخویف دنیوی ہے جس طرح ہم نے پہلے مکذبین کو ہلاک کیا ہے۔ اسی طرح ہم پچھلوں کو بھی ہلاک کردیں گے۔ الم نخلقکم من ماء مھین ۰ ــــ تا ــــ فقدرنا فنعم القدرون ۰ حشر و نشر پر پہلی عقلی دلیل۔ جس طرح ہم نے پہلے تمہیں ایک حقیر پانی (نطفہ) سے پیدا کرلیا تھا اسی طرح ہم تمہیں دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہیں۔ الم نجعل الارض کفاتا دوسری عقلی دلیل۔ وجعلنا فیھا رواسی شمخت۔ تیسری عقلی دلیل واسقینکم ماء فراتا ۰ یہ چوتھی عقلی دلیل ہے۔ ہم نے زمین کو زندوں اور مُردوں کی جامع بنایا۔ اس پر اونچے اونچے پہاڑ رکھ دیئے اور تمہارے پینے کے لئے میٹھا پانی مہیا کردیا، کیا اب بھی اس کی ناشکری کروگے۔ اس کی توحید اور اسکی قدرت کاملہ کا انکار کروگے۔ انطلقوا الی ماکنتم ــــ تا ــــ فان کان لکم کید فکیدون ۰ تخویف اخروی۔ جہنم کے عذاب کی بعض تفصیلات۔

ان المتقین فی ظلل وعیون ۰ ــــ تا ــــ انا کذلک نجزی المحسنین ۰ یہ مومنوں کے لئے بشارت اخرویہ ہے۔ مومنوں کے لئے جنت میں ٹھنڈی چھاؤں، مشروبات کے چشمے اور حسب منشا میوے ہوں گے۔ کلوا و تمتعوا قلیلا انکم مجرمون تا آخر۔ کافروں کے لئے زجر و توبیخ ہے۔

ف والمرسلت عرفا۔ مرسلات اور باقی الفاظ سے بعض نے فرشتے مراد لئے ہیں اور بعض کے نزدیک ان سے ہوائیں مراد ہیں۔ امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں زیادہ ظاہر یہی ہے والاظھر ان المرسلت ھی الریاح الخ (ابن کثیر ج ۴ ص ۴۵۹) حضرت ابن مسعودؓ، ابن عباسؓ، مجاہدؒ، قتادہؒ اور ابو صالحؒ سے بھی منقول ہے۔ (ایضا) عرفا حال ہے بمعنی متتابعۃ (کبیر) یا عرفا سے احسان و معروف مراد ہے (بیضاوی) قسم ہے ان ہواؤں کی جو چھوڑی جاتی ہیں احسان و معروف کے ساتھ، مراد رحمت کی ہوائیں ہیں جو نرم و خنک ہوتی ہیں فالعصفت عصفا پھر قسم ہے ان ہواؤں کی جو نہایت تند ہوتی ہیں۔ والنشرت نشرا قسم ہے ان ہواؤں کی جو بادلوں کو لے کر چلتی ہیں فالفرقت فرقا پھر بادلوں کو تقسیم کر دیتی اور جدا جدا کر دیتی ہیں۔ فالملقیت ذکرا۔ پھر ڈالنے والی ہیں نصیحت کو۔ ان ہواؤں میں بھی عبرت اور نصیحت ہے جس طرح یہ ہوائیں نرم بھی چلتی ہیں اور تند بھی۔ رحمت بھی لاتی ہیں اور عذاب بھی بس ان شواہد کو دیکھ کر سمجھ لو کہ آخرت میں بھی کسی کے ساتھ نرمی ہوگی اور کسی کے ساتھ سختی ہوگی کوئی مورد رحمت ہوگا اور کوئی مورد عذاب۔ عذرا واسطے دفع کرنے عذر کے تاکہ کوئی عذر نہ کرسکے اس لئے دنیا میں اس کا نمونہ بتا دیا گیا۔ نذرا۔ کافروں کو ڈرانے کے لئے۔ اگر کفار بارش کو سیاروں سے منسوب کردیں تو ہوائیں بھی ان کے عذاب کا سبب بن جاتی ہیں نذرا للکفار تخویفا لھم والریاح سبب لوعید الکفار بالعذاب اذا اسند والمطر الی الانواء مثلا (مظہری ج ۱۰ ص ۱۶۵)

انما توعدون لواقع یہ جواب قسم ہے۔ یہ شواہد اس کی دلیل ہیں کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے یعنی ثواب و عذاب وہ ضرور واقع ہوگا۔ یہ سورت کا دعویٰ ہے علی سبیل الترقی۔

كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا (۳۰) يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ

سب کچھ جاننے والا حکمتوں والا داخل کرلے جس کو چاہے اپنی رحمت میں

وَالظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا (۳۱)

اور جو گنہگار ہیں تیار ہے ان کیواسطے عذاب دردناک

سُوْرَةُ الْمُرْسَلٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ مرسلات ملہ مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی پچاس آیتیں ہیں اور دو رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے ۳

وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا (۱) فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا (۲) وَّالنّٰشِرٰتِ

قسم ہے چلتی ہواؤں کی دلکو خوش آتی پھر جھونکا دینے والیوں کی زور سے پھر ابھار نیوالیوں کی

نَشْرًا (۳) فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا (۴) فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا (۵) عُذْرًا

اٹھا کر پھر پھاڑ نیوالیوں کی بانٹ کر پھر فرشتوں کی جو اتار کر لائیں وحی الزام اتارنے

اَوْ نُذْرًا (۶) اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ (۷) فَاِذَا النُّجُوْمُ

کو یا ڈر سنانے کو مقرر جو تم سے وعدہ ہوا وہ ضرور ہونا ہے ف پھر جب کہ تارے

طُمِسَتْ (۸) وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ (۹) وَاِذَا الْجِبَالُ

مٹائے جائیں اور جب آسمان میں جھرو کے پڑ جائیں اور جب پہاڑ

نُسِفَتْ (۱۰) وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ (۱۱) لِاَيِّ يَوْمٍ اُجِّلَتْ (۱۲)

اڑا دیئے جائیں اور جب رسولوں کا وقت مقرر ہو جائے ف کس دن کے واسطے ان چیزوں میں دیر

لِيَوْمِ الْفَصْلِ (۱۳) وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ (۱۴) وَيْلٌ

اس فیصلے کے دن کیواسطے اور تو نے کیا بوجھا کیا ہے فیصلے کا دن خرابی ہے

يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ (۱۵) اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِيْنَ (۱۶) ثُمَّ

اسدن جھٹلانیوالوں کی کیا ہمنے نہیں ملہ مار کھپایا پہلوں کو پھر

۲ ع ۹ ۲۰

۱ بشارت ۱۲

۲ تخویف ۱۲

۳ آخرت میں بھی اور دنیوی سختی کا بھی ۱۲

۴ تخویف اخروی ۱۲

۵ تخویف دنیوی ۱۲

ملہ فاذا النجوم۔ یہ تخویف اخروی ہے اور اس میں قیامت کا ہولناک منظر بیان کیا گیا ہے اور یہ انما توعدون سے متعلق ہے حاصل یہ کہ جزاء اور سزاء ضرور ہوگی۔ یہ معاندین اب تو نہیں مانتے لیکن جب قیامت قائم ہوگی تو ان کا کیا حال ہوگا جب تارے بے نور کر دیئے جائیں گے اور آسمان ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائینگے اور پہاڑ ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے اور انبیاء ورسل علیہم السلام کو میعاد مقررہ پر جمع کیا جائے گا۔ ان کو یہ میعاد کس دن کے لئے دی گئی تھی؟ لیوم الفصل یہ ماقبل کا بیان ہے یعنی ان کو یہ میعاد مخلوق کے درمیان فیصلہ کے دن کے لئے دی گئی تھی۔ یہی وہ دن ہے جس کے وہ منتظر تھے۔ وما ادرٰک ما یوم الفصل یہ سوال قیامت کی شدت وعظمت کے اظہار کے لئے ہے تمہیں کیا معلوم وہ فیصلہ کا دن کیا ہے اس کا تو بیان بھی نہیں ہوسکتا ویل یومئذ للمکذبین ان جھٹلانے والوں کے لئے ہلاکت اور ویل ہے کہ ایسے ہولناک دن سے بھی نہیں ڈرتے۔

ملہ الم نھلک۔ یہ تخویف دنیوی ہے ذرا ان سے پوچھو تو سہی کیا ہم نے ان سے پہلے سرکشوں اور معاندوں کو ہلاک نہیں کیا۔؟

ثم نتبعھم الاخرین یہ استیناف ہے اور اس میں اہل مکہ کے لئے وعید ہے۔ ان اوّلین کی طرح ہم ان باقیوں کو بھی ہلاک کریں گے کیونکہ مجرموں کے ساتھ ہم یہی کچھ کرتے ہیں۔ مگر اس کے باوجود وہ پھر بھی نہیں مانتے اور مکذبین کے لئے تو ہے ہی ہلاکت اور ویل۔ رفع علی الاستیناف وھو وعید لاھل مکۃ واخبار بعد الھجرۃ کبدر کانہ قیل ثم نحن نفعل بامثالھم من الآخرین مثل ما فعلنا بالاولین الخ (روح ج ۲۹ ص ۱۷۴)

ملہ الم نخلقکم۔ یہ حشر ونشر پر عقلی دلیل ہے۔ ان سے پوچھو تو سہی کیا ہم نے ان کو ایک حقیر اور ناپاک پانی سے پیدا نہیں کیا؟ اس نطفہ کو ایک میعاد معین تک جائے قرار (رحم) میں رکھا۔ پھر اس کے بارے میں ہر چیز کا اندازہ مقرر کیا۔ رحم مادر میں اس کے ٹھہرنے کی مدت اس کی عمر، اس کا عمل، اس کا رزق اور اس کی سعادت وشقاوت وغیرہ۔ ہم کیسے ہی قادر ہیں کہ کوئی چیز ہماری قدرت اور دسترس سے باہر نہیں۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہم حشر ونشر پر بھی قادر ہیں تو ان لوگوں کے لئے اس دن ہلاکت اور بربادی ہوگی جو حشر ونشر کا یا اس پر ہماری قدرت کا انکار کرتے ہیں۔

موضح قرآن ف ایک باد چلتی ہے ٹھنڈی مہینہ کا نشان ایک تند آدھی جو دبی مٹی کو ابھارے ایک ابر کو ملک ملک بانٹے اور فرشتے اتارتے ہیں قرآن کافروں سے الزام اتارنا منظور ہے کہ نہ کہیں ہم کو خبر نہ تھی۔ اور جن کی قسمت میں ایمان ہے ان کو ڈر سنانا تا ایمان لاویں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف یعنی ہر امت کا حساب باری باری لینا ٹھہرے۔ ۱۲ منہ رح۔

۶ الم نجعل الارض۔ یہ دوسری عقلی دلیل ہے۔ کفاتٌ اسم جنس ہے یا اسم آلہ، یعنی جمع کرنے والی اور سمیٹنے والی۔ زندوں کو اپنی پیٹھ پر اور مُردوں کو اپنے پیٹ میں جمع کرنیوالی۔ الم نجعلها کفاتا تکفت و تجمع احیاء کثیرة علی ظهرها و امواتا غیر محصورة فی بطنها (روح) وجعلنا فیها رواسی شٰمخٰت یہ تیسری دلیل عقلی ہے۔ واسقینکم ماءً فراتا یہ چوتھی دلیل عقلی ہے۔ شٰمخٰت بلند و بالا فرات میٹھا پانی فراتا عذبا (مدارک) ان سے پوچھو تو سہی کیا ہم نے زمین نہیں بنائی جو بیشمار مخلوق کو اٹھائے ہوئے ہے اور ایک غیر محدود مخلوق موت کے بعد اس کے پیٹ میں سمائی ہوئی ہے اور پھر اس پر بلند و بالا پہاڑ بھی رکھ دیئے ہیں اور تمہیں چشموں اور ندی نالوں سے میٹھا اور خوشگوار پانی مہیا کر دیا ہے تو کیا بعث بعد الموت اس سے زیادہ مشکل ہے کہ ہماری قدرت ہی سے خارج ہے؟ ای خلقنا الجبال و انزلنا الماء الفرات وهذه الامور اعجب من البعث (قرطبی ج ۱۹ ص ۱۶۰) ان دلائل واضحہ کی موجودگی میں بھی وہ نہیں مانتے تو ان کے لئے اس دن ویل اور ہلاکت ہو گی۔

نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۷﴾ كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۸﴾
ان کے پیچھے بھیجتے ہیں پچھلوں کو ہم ایسا ہی کیا کرتے ہیں گنہگاروں کے ساتھ
وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۹﴾ اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ
خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی کیا ہمنے نہیں بنایا تمکو ایک بے قدر
مَّهِيْنٍ ﴿۲۰﴾ فَجَعَلْنٰهُ فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿۲۱﴾ اِلٰى قَدَرٍ
پانی سے پھر رکھا اس کو ایک جمے ہوئے ٹھکانے میں ایک وعدہ مقرر
مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۲﴾ فَقَدَرْنَا ۖ فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَيْلٌ
تک پھر ہم اس کو پورا کر سکے سو ہم کیا خوب سکت والے ہیں خرابی ہے
يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۴﴾ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا ﴿۲۵﴾
اس دن جھٹلانے والوں کی کیا ہمنے نہیں بنائی زمین سمیٹنے والی
اَحْيَآءً وَّاَمْوَاتًا ﴿۲۶﴾ وَّجَعَلْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ شٰمِخٰتٍ وَّ
زندوں کو اور مردوں کو اور رکھے ہم نے زمین میں بوجھ کیلئے پہاڑ اونچے
اَسْقَيْنٰكُمْ مَّآءً فُرَاتًا ﴿۲۷﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۸﴾
اور پلایا ہمنے تم کو پانی میٹھا پیاس بجھانیوالا خرابی ہے اسدن جھٹلانے والوں کی
اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى مَا كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۹﴾ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى
چل کر دیکھو جس چیز کو تم جھٹلاتے تھے چلو ایک
ظِلٍّ ذِيْ ثَلٰثِ شُعَبٍ ﴿۳۰﴾ لَّا ظَلِيْلٍ وَّلَا يُغْنِيْ مِنَ
چھاؤں میں جس کی تین پھانکیں ہیں نہ گہری چھاؤں اور نہ کچھ کام آئے
اللَّهَبِ ﴿۳۱﴾ اِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ﴿۳۲﴾ كَاَنَّهٗ
تپش میں ف۱ وہ آگ پھینکتی ہے چنگاریاں جیسے محل ف۲ گویا وہ
جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ﴿۳۳﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۴﴾
اونٹ ہیں زرد خرابی ہے اسدن جھٹلانے والوں کی

منزل ۷

۱، حشر و نشر پر پہلی عقلی دلیل ۱۲

۲، دوسری عقلی دلیل ۱۲

۳، تیسری عقلی دلیل ۱۲

۴، چوتھی عقلی دلیل ۱۲

۵، تخویف اخروی ۱۲

۷ انطلقوا۔ یہ تخویف اخروی ہے قیامت کے دن کافروں سے کہا جائے گا کہ اب اس عذاب کی طرف چلو جس کا دنیا میں انکار کیا کرتے تھے یعنی جہنم میں داخل ہونے کے لئے چلو اگر تمہارا خیال ہو کہ وہاں بچاؤ کیلئے کوئی سایہ یا آڑ ہو گی تو سن لو ہاں، وہاں سایہ ہو گا لیکن درختوں کا نہیں بلکہ جہنم کی آگ کے دھوئیں کا جو تین شاخوں میں اوپر اٹھیگا، کیونکہ دھوئیں کی یہ خاصیت ہے کہ جب وہ زور سے نکلتا ہے تو اوپر جا کر متعدد شاخوں میں بٹ جاتا ہے لا ظلیل یہ ظل کی صفت ہے وہ سایہ ایسا نہیں ہو گا جیسا کہ دھوپ سے بچانے والا سایہ ہوتا ہے اور نہ وہ کسی قدر آگ کے شعلوں کی تپش ہی سے کچھ مفید ہو گا۔

۸ انها یہ آتش جہنم کی چنگاروں کا بیان ہے۔ جہنم اونچے اونچے محلات کی مقدار میں چنگاریاں پھینکے گی۔ اور وہ چنگاریاں قطار در قطار اڑیں گی جیسے کہ زرد اونٹوں کی قطاریں ہوں۔ اس دن جھٹلانے والوں کے لئے ویل ہے۔ جمالة جمل کی جمع یا اس کی اسم جمع ہے۔ (روح)

۹ هٰذا یوم۔ یہ دن ایسا ہولناک ہو گا کہ کافروں پر اس کی دہشت کی وجہ سے سکتہ چھا جائے گا اور وہ بول بھی نہیں سکیں گے اور نہ ان کو کوئی عذر و بہانہ پیش کرنے کی اجازت دی جائے گی۔ بس اس دن ان کے لئے ہلاکت اور ویل ہی ہو گی۔ نطق کی نفی سے یا تو نطق مفید کی نفی مراد ہے یا مراد یہ ہے کہ بعض مواطن حشر میں وہ حیرت و دہشت کی وجہ سے بول نہ سکیں گے اور بعض مواقع پر وہ کلام کر سکیں گے نطقا یفید هم

موضح قرآن ف۱ چھاؤں کی تین پھانکیں یعنی پھٹی ہوئی جس میں سے گرمی آتی رہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالی ف۲ یعنی اونچی ہوتی ہیں چنگاریاں محل کے برابر۔

هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ ﴿۳۶﴾
یہ وہ دن ۹ ہے کہ نہ بولیں گے اور نہ ان کو حکم ہو کہ توبہ کریں
وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۷﴾ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۚ
خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی یہ ہے دن ف۱۰ فیصلے کا
جَمَعْنٰكُمْ وَالْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۸﴾ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ
جمع کیا ہم نے تمکو اور اگلوں کو پھر اگر کچھ داؤ ہے تمہارا
فَكِيْدُوْنِ ﴿۳۹﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۰﴾ ع اِنَّ
تو چلا لو مجھ پر خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی البتہ
الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۴۱﴾ وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۴۲﴾ ط
جو ڈرنے ف۱۱ والے ہیں وہ سایوں میں ہیں اور نہروں میں اور میوے جس قسم کے وہ چاہیں
كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـئًۢا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّا
کھاؤ اور پیو مزے سے بدلا اُن کاموں کا جو تم نے کئے تھے ہم
كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ
یونہی دیتے ہیں بدلا نیکی والوں کو خرابی ہے اس دن
لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۵﴾ كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِيْلًا اِنَّكُمْ
جھٹلانے والوں کی کھالو اور ف۱۲ برت لو تھوڑے دنوں بے شک تم
مُّجْرِمُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاِذَا
گنہگار ہو خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی اور جب
قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ
کہیے ف۱۳ ان کو جھک جاؤ نہیں جھکتے خرابی ہے اس دن
لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۹﴾ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع
جھٹلانے والوں کی اب ف۱۴ کس بات پر اسکے بعد یقین لائیں گے

ع ۱ ۲۱

بشارت اخرویہ ۱۲

زجر و توبیخ برائے کفار ۱۲

ع ۲ ۲۲

اولا ينطقون شيئا من فرط الدهشة والحيرة وهٰذا فى بعض المواقف وينطقون فى بعضها (مظہری ج ۱۰ ص ۱۶۹) ف۱۰ هذا يوم الفصل۔ یہ تمہارے فیصلے کا دن ہے جس میں ہم نے تم کو اور تم سے پہلے لوگوں کو اکٹھا کیا ہے تاکہ تمہارے درمیان آخری فیصلہ کیا جائے۔ اب اگر کوئی حیلہ بہانہ کر سکتے ہو تو کر کے دیکھ لو مگر آج کوئی حیلہ کام نہیں آئیگا اور عذاب خداوندی سے بچنے کی تمہاری ہر تدبیر ناکام ہو گی۔ یہ دن تو تم جیسے مکذبین کی ہلاکت کا دن ہے۔ اذ لا حيلة لهم فى التخلص من العذاب (بیضاوی) ف۱۱ ان المتقين یہ بشارت اخرویہ ہے کفار و مشرکین کے مقابلہ میں مومنوں اور شرک سے بچنے والوں کو جنت میں ہر قسم کی راحت اور ہر نعمت میسر ہوگی وہ جنت میں ٹھنڈی چھاؤں کے مزے لیں گے۔ ہر نوع مشروب کے ابلتے چشموں سے لطف اندوز ہونگے اور جس قسم کے میووں اور پھلوں کی خواہش کرینگے وہ حاضر کر دیئے جائیں گے۔ حاصل یہ کہ ان کو جنت میں ہر قسم کی راحت اور ہر نعمت حاصل ہو گی۔ كلوا واشربوا اس سے پہلے يقال لهم محذوف ہے یا یہ حال ہے بتاویل مقولا لهم (روح، مدارک) ان سے کہا جائیگا آج مزے سے کھاؤ پیو اور یہ تمہارے ان نیک عملوں کا صلہ ہے جو دنیا میں تم نے سرانجام دیئے۔ ہم نیک کام کرنیوالوں کو اسی طرح انعام دیا کرتے ہیں لیکن جھٹلانیوالوں کیلئے آج ویل اور عذاب کے سوا کچھ نہیں ف۱۲ كلوا وتمتعوا۔ یہ مکذبین کیلئے زجر و تخویف ہے اگر یہ کلام قیامت کے دن کہا جائیگا تو اس سے پہلے كان يقال لهم فى الدنيا مقدر ہوگا یا یہ خطاب دنیا میں ہے یعنی دنیا میں کھا پی لو اور دنیوی ساز و سامان سے فوائد و منافع چند روزہ حاصل کر لو، تم مجرم ہو اور مجرموں کے لئے آخرت میں ویل اور ہلاکت ہے ف۱۳ واذا قيل جب ان سے کہا جاتا ہے کہ کبر و غرور چھوڑ دو اور اللہ کے سامنے عاجزی کرو اس پر ایمان لے آؤ اور اسکے اوامر و نواہی کے سامنے سر تسلیم جھکا دو تو وہ اسپر آمادہ نہیں ہوتے اور عناد و تعنت اور غرور و استکبار سے باز نہیں آتے۔ تو بھلا ایسے معاندین و مکذبین کیلئے اسدن ہلاکت اور تباہی کے سوا کیا ہوگا۔ اخشعوا لله وتواضعوا اليه بقبول وحيه واتباع دينه ودعوا هذا الاستكبار (مدارک) یا مطلب یہ ہے آخرت میں ان سے کہا جائیگا کہ سجدہ کرو تو وہ سجدہ نہیں کر سکینگے۔ یہ تفسیر حضرت ابن عباس رض سے مروی ہے۔ پہلی تفسیر حضرت قتادہؒ سے منقول ہے۔ وقال ابن عباس انما يقال لهم هذا فى الآخرة حين يدعون الى السجود فلا يستطيعون۔ قتادة۔ هذا فى الدنيا (قرطبی ج ۱۹ ص ۱۶۶) ف۱۴ فبای حدیث۔ یہ معاندین قرآن ایسی معجز، فصیح و بلیغ، دلائل عقل و نقل اور شواہد آفاق و انفس سے لبریز کتاب پر ایمان نہیں لائے تو اس کے بعد وہ کس کتاب پر ایمان لائینگے۔ یعنی قرآن کے بعد کوئی پند و نصیحت ان پر اثر انداز نہیں ہو سکتی اس لئے اب ان کا ایمان لانا امکان سے خارج ہے کیونکہ ان کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے۔

سورۃ النبأ

ربط سورۃ النبأ میں "مرسلات" کی نسبت تخویفات بطور ترقی مذکور ہیں۔ مرسلات میں تو صرف یہ مذکور تھا کہ عذاب واقع ہوگا لیکن سورۃ نبأ میں الم نجعل الارض مهادا ـــــ تا ـــــ وجنّٰت الفافا میں انما توعدون لواقع (مرسلات) کی ایک شق یعنی انعامات کی تفصیل ذکر کی گئی ہے کہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے تمہیں دنیا میں یہ انعامات عطاء فرمائے ہیں (دنیوی تکلیفوں اور مصیبتوں کا ذکر مقابلۃً چھوڑ دیا گیا ہے۔ یعنی دنیوی مصیبتوں کو دنیوی نعمتوں پر قیاس کرلو کہ مصیبتیں بھی اللہ ہی کی طرف سے آتی ہیں) تو جس طرح دنیا میں انعامات اور مصائب ہیں اسی طرح آخرت میں بھی کسی پر انعامات ہونگے اور کوئی عذاب و مصیبت میں مبتلا ہوگا۔

نیز "مرسلات" میں محض تخویفات تھیں اور اس میں توحید کا ذکر نہیں تھا، اب سورۃ نبأ میں توحید کا بیان بھی ہوگا۔ رب السمٰوٰت والارض ـــــ تا ـــــ وقال صوابا (نبأ)

خلاصہ

عم یتساءلون ـــــ تا ـــــ ثم کلا سیعلمون ۝ زجر برائے منکرین قیامت۔ جس عظیم حادثہ (قیامت) میں ان کو شک ہے عنقریب ہی انہیں اس کا یقین ہو جائیگا۔ الم نجعل الارض مھٰدا ـــــ تا ـــــ وجنّٰت الفافا۔ کیا ہم نے تمہیں یہ دنیوی نعمتیں عطاء نہیں کیں، اسی طرح فرمانبردار بندوں کو آخرت میں نعمتیں عطاء کریں گے۔ ان یوم الفصل کان میقاتا ـــــ ـــــ فذوقوا فلن نزیدکم الا عذابا ۝ تخویف اخروی۔ قیامت قائم ہونے کے وقت سے دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے تک کے احوال و حوادث اور اہوال و شدائد کا ذکر کیا گیا ہے۔

ان للمتقین مفازا ـــــ تا ـــــ جزآء من ربك عطاء حسابا ۝ متقی اور فرمانبردار بندوں کے لئے بشارت اخرویہ۔

رب السمٰوٰت والارض ـــــ تا ـــــ وقال صوابا ۝ مقصود اعلیٰ یعنی مسئلہ توحید کا بیان بطور ترقی از سورۂ دہر۔ وہاں شرک سے اللہ تعالیٰ کی تنزیہ و تقدیس کا حکم دیا گیا تھا یہاں معبودان باطل سے شفاعت قہریہ کی نفی کی گئی ہے۔ ذلك الیوم الحق تا آخر۔ تخویف اخروی۔ قیامت برحق ہے اس میں کوئی شک نہیں، اس لئے اس ہولناک دن کے لئے خوب تیاری کرلو۔ ورنہ حسرت و ندامت کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

ف۲ عمّ یتساءلون۔ منکرین حشر و نشر پر زجر ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ کو توحید کی دعوت دی اور ان کو بعث بعد الموت کا مسئلہ بتایا تو وہ قیامت کے بارے میں ایکدوسرے سے پوچھنے لگے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ کیا کہتا ہے کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے۔ عن النبأ العظیم یہ یتساءلون مقدر سے متعلق ہے ہاں وہ ایک عظیم خبر کے بارے میں سوال و جواب کر رہے ہیں یہ اسلوب استفہام نبأ عظیم (قیامت) کی مزید عظمت و فخامت کے اظہار کے لئے ہے یہ وہی عظیم حادثہ ہے جس کے بارے میں وہ آپس میں اختلاف کر رہے ہیں۔ بعض تو اس کا صاف صاف انکار کرتے ہیں اور بعض شک میں پڑے ہیں۔ (مظہری)

ف۳ کلا۔ یہ اختلاف و تساؤل سے ردع ہے۔ یعنی ان کو ایسا نہیں کرنا چاہئیے اور جس چیز یعنی (قیامت) میں ان کو شک ہے وہ عنقریب اس کو آنکھوں سے دیکھ کر اس کا یقین کرلیں گے ثم کلا سیعلمون ثم تکریر بیان کے لئے ہے بطور تشدید و تہویل ردع کو مکرر فرمایا کرر الردع للتشدید وثم یشعر بان الثانی ابلغ من الاول واشد (مدارک)

ف۴ الم نجعل الارض۔ دنیوی نعمتوں کا بیان ہے۔ دنیوی تکلیفوں کا ذکر مقابلۃً ترک کر دیا گیا ہے۔ مھاد فراش۔ بستر۔ اوتاد، وتد کی جمع ہے یعنی میخیں۔ جس طرح میخوں سے کسی چیز کو محکم کر دیا جاتا ہے اسی طرح پہاڑوں سے زمین کو بوجھل کرکے مستحکم کر دیا گیا ہے تاکہ وہ ہل جل کر باسیوں کے لئے تشویش اور ابتری کا باعث نہ بنے ازواجا یعنی نر و مادہ سباتا ترک اعمال سے راحت و آرام کا باعث لباسا۔ پردہ اور ستر۔ رات ان چیزوں کی پردہ پوشی کرتی ہے جن کو آدمی ظاہر کرنا پسند نہیں کرتا۔ معاشا ظرف زمان۔ روزی کمانے کا

وقت۔ سبعا شداداً، شدیدۃ کی جمع مضبوط اور محکم۔ ساتوں آسمان نہایت مضبوط اور مستحکم ہیں نہ گر سکتے ہیں نہ ان میں ٹوٹ پھوٹ کا اندیشہ ہے۔ الا اذا جاء وعد اللہ۔ سراجا وھاجا روشن اور جگمگاتا چراغ جس میں روشنی بھی ہے اور حرارت بھی۔ مراد سورج ہے۔ المعصرات۔ وہ بادل جو برسنے ہی والے ہوں۔ ثجاجا بکثرت بہنے والا۔ الفافا۔ گنجان۔ یہ استفہام انکاری ہے یہ اسلوب زیادہ موثر ہے کیونکہ اس میں مخاطب کی طرف سے اقرار و اعتراف کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ جس طرح ہم نے تم کو دنیا میں یہ نعمتیں عطا کی ہیں اور مصائب بھی ہماری طرف سے آتے ہیں اسی طرح آخرت میں بھی ہم مومنوں کو انعامات دیں گے اور نافرمانوں کو عذاب کا مزہ چکھائیں گے ان دنیوی انعامات کی فراوانی سے ہماری قدرت کاملہ کا اندازہ لگا لو تو کیا دوبارہ زندہ کرنا ہمارے لئے اس سے زیادہ مشکل ہے لما انکروا البعث قیل لھم الم یخلق من اضیف الیہ البعث ھذہ الخلائق العجیبۃ فلم تنکرون قدرتہ علی البعث وما ھو الا اختراع کھذہ... الاختراعات (مدارک)

۵ ان یوم الفصل۔ یہ **تخویف اخروی** ہے فیصلے کا دن یعنی یوم قیامت ثواب و عذاب کے لئے میعاد اور وقت معین ہے جس میں ہر انسان کے انجام کا فیصلہ ہوگا ایک فریق جنت میں جائیگا جبکہ دوسرا فریق دوزخ میں۔ یوم ینفخ یہ یوم الفصل یا میقاتا سے بدل ہے (مظہری) یہ وہ دن ہے جس میں صور پھونکا جائے گا۔ تو تم سب لوگ قبروں سے اٹھ کر فوج در فوج میدان حشر میں جمع ہو جاؤ گے۔ وفتحت السماء۔ اس دن آسمان میں شگاف ڈالدیئے جائینگے اور اس میں دروازے ہی دروازے نظر آئینگے۔ یہ دروازے فرشتوں کے اترنے کے لئے ہوں گے (ابوابا) ای طرقا و مسالک لنزول الملائکۃ (ابن کثیر ج ۴ ص ۴۶۳) سیرت الجبال اور پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹا کر ریزہ ریزہ کرکے اڑا دیئے جائینگے اور ان کا کہیں وجود نظر نہیں آئیگا۔ والمراد ھھنا صارت الجبال شیئا لا حقیقۃ لھا لتفتت اجزائھا (مظہری ج ۱۰ ص ۱۷۴)

۶ ان جہنم۔ مرصاد تیار اور مستعد (قرطبی، مظہری) جہنم کافروں کے لئے بالکل تیار اور مستعد ہوگی۔ وہ تمام سرکشوں اور حدود اللہ سے

سُوْرَةُ النَّبَاِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۂ نبا ۱؎ مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی چالیس آیتیں ہیں اور دو رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ① عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ② الَّذِيْ هُمْ

کیا ۲؎ بات پوچھتے ہیں لوگ آپس میں ف۱ پوچھتے ہیں اس بڑی خبر سے جس میں وہ

فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ③ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ④ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ⑤

مختلف ہیں ف۱ ہرگز نہیں ۳؎ اب جان لیں گے پھر بھی ہرگز نہیں اب جان لینگے

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ⑥ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ⑦ وَّ

کیا ۴؎ ہم نے نہیں بنایا زمین کو بچھونا اور پہاڑوں کو میخیں اور

خَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ⑧ وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ⑨ وَّ

تمکو بنایا ہم نے جوڑے جوڑے اور بنایا نیند کو تمہاری تکان دفع کرنے کیلئے اور

جَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ⑩ وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ⑪ وَّ

بنایا رات کو اوڑھنا اور بنایا دن کمائی کرنے کو اور

بَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ⑫ وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ⑬

چنی ہم نے تم سے اوپر سات چنائی مضبوط اور بنایا ایک چراغ چمکتا ہوا

وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ⑭ لِّنُخْرِجَ بِهٖ

اور اتارا نچڑنے والی بدلیوں سے پانی کا ریلا تاکہ ہم نکالیں اس سے

حَبًّا وَّنَبَاتًا ⑮ وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ⑯ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ

اناج اور سبزہ اور باغ پتوں میں لپٹے ہوئے ف۲ بے شک ۵؎ دن فیصلے کا ہے

كَانَ مِيْقَاتًا ⑰ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ

ایک وقت ٹھہرا ہوا جدن پھونکی جاتے صور پھر تم چلے آؤ

الجزء یتساءلون ۳۰

۱۔ زجر برائے منکرین بعث ۔۱۲

۲۔ ذکر انعامات دنیویہ ۔۱۲

۳۔ تخویف اخروی ۔۱۲

موضح قرآن ف۱ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے قیامت کا ذکر کرنے لگے مومنوں نے مانا کافر سنکر منکر ہوئے اور تعجب کیا ہنسنے لگے اور مشکل جانا کسی نے کہا بدن اٹھیگا کسی نے کہا روح پر خوشی اور غم گذریگا کوئی بولا سڑی ہڈی کیونکر پھر درست ہوگی کسی نے کہا یہ وعدہ کب ہوگا بعضے نے کہا کہ یہ ہونیوالی بات نہیں یہی دنیا کا جینا ہے بس۔ آخر سب کی بات کا خلاصہ یہ تھا کہ اگر کام ہونیوالا ہے تو کیوں نہیں ہوتا اور نیکوں بدوں کے بدلہ دینے میں کیا توقف ہے کبھی ہو تو لوگ عبرت پاویں اسپر اللہ نے یہ سورت نازل کی یہ فائدہ تفسیر فتح العزیز سے لکھا ہے ف۲ یعنی گھنے باغ درختوں سے بھرے۔

فتح الرحمٰن ف۱ مراد بعث و قیامت است ۱۲۔

تجاوز کرنے والوں کا انجام اور ٹھکانہ ہوگا جس میں مدتہائے غیر متناہی ٹھہریں گے احقاب، حقب کی جمع ہے اور حقب کی تفسیر میں مختلف اقوال منقول ہیں۔ حاصل یہ کہ اس سے مراد خلود ہے کیونکہ جب بھی ایک حقب گذر جائے گا دوسرا شروع ہو جائیگا۔ قال الحسن........ اذا مضی حقب دخل حقب اٰخر ثم اٰخری الی الابد فلیس للاحقاب مدۃ الا الخلود (مظہری ج ۱۰ ص ۱۷۶) دھورا متتابعۃ و لیس فیہ ما یدل علی خروجھم منھا اذ لو صح ان الحقب ثمانون سنۃ او سبعون الف سنۃ فلیس فیہ ما یقتضی تناھی تلک الاحقاب لجواز ان یکون المراد احقابا مترادفۃ کلما مضی حقب تبعہ اٰخر (بیضاوی)

أَفْوَاجًا ﴿١٨﴾ وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ أَبْوَابًا ﴿١٩﴾ وَّسُيِّرَتِ
جٹ کے جٹ اور کھولا جائے آسمان تو ہو جائیں اسمیں دروازے اور چلائے جائینگے
الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ﴿٢٠﴾ إِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ﴿٢١﴾
پہاڑ تو ہو جائینگے چمکتا ریتا بیشک ؎ دوزخ ہے تاک میں
لِّلطّٰغِينَ مَاٰبًا ﴿٢٢﴾ لّٰبِثِينَ فِيهَآ أَحْقَابًا ﴿٢٣﴾ لَا يَذُوقُونَ
شریروں کا ٹھکانہ رہا کریں اس میں قرنوں نہ؎ چکھیں
فِيهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ﴿٢٤﴾ إِلَّا حَمِيمًا وَّغَسَّاقًا ﴿٢٥﴾ جَزَآءً
وہاں کچھ مزا ٹھنڈک کا اور نہ پینا ملے کچھ مگر گرم پانی اور بہتی پیپ بدلا ہے
وِّفَاقًا ﴿٢٦﴾ إِنَّهُمْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ حِسَابًا ﴿٢٧﴾ وَّكَذَّبُوا
پورا ان کو توقع نہ تھی حساب کی اور جھٹلاتے
بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا ﴿٢٨﴾ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا ﴿٢٩﴾ فَذُوقُوا
تھے ہماری آیتوں کو مکرا کر اور ہر چیز ہم نے گن رکھی ہے لکھ کر اب چکھو
فَلَنْ نَّزِيدَكُمْ إِلَّا عَذَابًا ﴿٣٠﴾ إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازًا ﴿٣١﴾
کہ ہم نہ بڑھاتے جائیں گے تم پر مگر عذاب بیشک ؎ ڈر والوں کو انکی مراد ملنی ہے
حَدَآئِقَ وَأَعْنَابًا ﴿٣٢﴾ وَّكَوَاعِبَ أَتْرَابًا ﴿٣٣﴾ وَّكَأْسًا
باغ ہیں اور انگور اور نوجوان عورتیں ایک عمر کی سب اور پیالے
دِهَاقًا ﴿٣٤﴾ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا ﴿٣٥﴾ جَزَآءً
چھلکتے ہوئے نہ سنیں گے وہاں بک بک اور نہ مکرانا ف بدلا ہے
مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ﴿٣٦﴾ رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ
تیرے رب کا دیا ہوا حساب سے جو رب ہے ؎ آسمانوں کا اور زمین کا
وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُونَ مِنْهُ خِطَابًا ﴿٣٧﴾ يَوْمَ
اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے بڑی رحمت والا قدرت نہیں کہ کوئی اس سے بات کرے ف؎ جسدن ؎

ع ۱ / ۱

[illegible] بشارت [illegible]

؎ لا یذوقون۔ وہ جہنم میں ٹھنڈک کا مزہ چکھیں گے نہ کسی مشروب کا وہاں ان کو کھولتے پانی اور دوزخیوں کے زخموں سے بہنے والی پیپ کے سوا کچھ نہیں ملے گا۔ یہ ایک ایسی جزا ہوگی جو ان کے عملوں کے عین مطابق ہوگی اور اس میں ان پر کوئی زیادتی نہیں ہوگی۔ انھم کانوا یہ ماقبل کی علت ہے اگر یہ کلام قیامت کے دن کافروں کے جہنم میں داخل ہونے کے بعد کہنا مراد ہے تو اس سے پہلے یقال مقدر ہے ورنہ اس تقدیر کی ضرورت نہیں وہ قیامت کے دن کے محاسبہ کا اعتقاد نہیں رکھتے تھے اور ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے وکل شیٔ احصینہ ہم نے ان کے تمام اعمال باطلہ اور اقوال زائغہ کو باقاعدہ لکھ کر محفوظ کر رکھا ہے اور کوئی چیز ہم سے پوشیدہ نہیں لہذا آج عذاب کا مزہ چکھو اور جب تک تم عذاب میں رہو گے عذاب میں کمی نہیں ہو گی بلکہ اس کی شدت میں اضافہ ہی ہوتا رہے گا فذوقوا سے پہلے یقال لھم محذوف ہے (جلالین) ؎ ان للمتقین۔ یہ شرک و کفر اور معاصی سے بچنے والوں کے لئے بشارت اخرویہ ہے مومنوں کو آخرت میں ہر مقصد و مطلب میں کامیابی اور ہر مکروہ اور ہر تکلیف سے نجات نصیب ہو گی۔ حدائق یہ مفازا سے بدل الاشتمال ہے اور اس میں مومنوں کی فوز و فلاح کی قدرے تفصیل ہے ان کو وہاں ہر نوع کے باغات ملیں گے خصوصاً انگوروں کے۔ جنت میں ان کی مصاحبت و رفاقت کے لئے نوجوان عورتیں ہونگی جو ان کی ہمعمر ہوں گی اور وہاں ان کو انواع و اقسام کے مشروبات کے چھلکتے ساغر پیش کئے جائیں گے۔ وہ جنت میں کوئی لغو، بیہودہ، اور جھوٹی بات نہیں سنیں گے اہل جنت ان خرافات سے پاک ہوں گے ان کی زبانوں سے کوئی اخلاق سے گری ہوئی بات نہیں نکلے گی۔ جزاء یہ فعل مقدر یجزون کا مفعول مطلق ہے۔ عطاءً، جزاءً سے بدل ہے حسابا کے معنی ہیں کافی ووافی (مظہری) یہ جزاء اور صلہ ان کو تیرے پروردگار کی طرف سے

موضح قرآن ف کوئی کسی سے جھگڑتا نہیں کہ اس کی بات مکرا دے۔ ف؎ عوام لوگ جو اس کو نہیں دیکھتے جو چاہیں اس سے دنیا میں کہہ لیں آخرت میں اس کا جلال روبرو ہے بن حکم کوئی نہیں بول سکتا۔

ملے گا جو کافی ووافی انعام واکرام ہے ۱۰ رب السمٰوٰت یہ ربک سے بدل ہے اور اسمیں سورہ دہر کی نسبت مسئلہ توحید کو بطور ترقی بیان کیا گیا ہے۔ وہ زمین وآسمان اور ساری کائنات کا مالک اور پروردگار ہے وہ رحمان ہے دنیا میں اس کی انعامات واحسانات عام اور غیر مخصوص ہیں، مومن اور کافر سب انسے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ قیامت کے دن اسکی ہیبت وجلال کی وجہ سے کوئی اسکے سامنے بول نہ سکیگا ۱۱ یوم یقوم اُسدن جبریل علیہ السلام اور تمام فرشتے اللہ تعالیٰ کے حضور میں صف بستہ کھڑے ہونگے اور اللہ کے اذن کے بغیر کسی کو لب کشائی کی جرأت نہ ہو گی۔ لایتکلمون الا من اذن له الرحمٰن اسمیں شفاعت قہریہ کی نفی کی گئی ہے لایتکلمون تمام خلائق سے کنایہ ہے صوابا حق مراد کلمۂ توحید ہے من اذن له سے شافع مراد ہے یعنی شفاعت وہی کریگا جس کو اللہ تعالیٰ شفاعت کرنیکا اذن دے گا اور جس نے دنیا میں کلمۂ توحید کو مانا ہوگا لہذا کافروں اور مشرکوں کو شفاعت کا اذن نہ ملیگا (قال صوابا) القول ھھنا کانہ کنایۃ عن الاعتقاد ... وقیل معنی قال صوابا قال لا الٰہ الا اللہ فالکفار لایؤذن لھم ان یتکلموا الخ (مظہری ج ۱۰ ص ۱۸۳) ۱۱ ذلک الیوم یہ دن یعنی قیامت کا دن برحق ہے اور وہ ضرور آئیگا اور اس میں مومن وکافر مطیع وعاصی کی جزاء سزا کا فیصلہ ہوگا اب جسکا جی چاہے ایمان وعمل صالح کے ذریعے سے قرب خداوندی کی راہ اختیار کرکے آخرت میں ابدی آرام وراحت کی زندگی حاصل کرے اور جسکا جی چاہے کفر وشرک کی راہ پر چلکر اپنی عاقبت برباد کرلے ۱۲ انا انذرنکم عذاب قریب سے عذاب آخرت مراد ہے کیونکہ جو چیز آنیوالی ہو وہ قریب ہی ہوتی ہے اور جو چیز گذر گئی وہ بعید ہے وقربہ لتحقق اتیانہ فقد قیل ما ابعد مافات وما اقرب ما ھو آت (روح ج ۳۰ ص ۲۱) یوم ینظر عذابا سے متعلق ہے ہم تمہیں ایک ایسے عذاب سے خبردار کیے ہیں جو بہت جلد آنیوالا ہے جس دن ہر انسان اپنا تمام کیا دھرا اپنے سامنے دیکھ لے گا اور اپنے تمام اعمال خیر وشر کا مشاہدہ کر لیگا۔ مومنین اپنے اعمال صالحہ کو دیکھ کر خوش ہونگے لیکن کافر جب اپنی بدعملیوں کے پلندے اپنے سامنے دیکھیں گے اور ان کو اپنے عبرتناک انجام کا یقین ہو جائیگا تو حسرت وندامت سے کہیں گے ہائے کاش! ہم مٹی ہوتے اور دنیا میں پیدا ہی نہ ہوتے یا مطلب یہ ہے کہ مٹی ہوجاتے اور دوبارہ حساب کتاب کے لئے اٹھائے نہ جاتے (قرطبی، روح)

يَّقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۖۙ لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ

کھڑے ہو روح اور فرشتے قطار باندھ کر ف۱ کوئی نہیں بولتا مگر جس

اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ﴿۳۸﴾ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ۚ

کو حکم دیا رحمٰن نے اور بولا بات ٹھیک ف۲ وہ دن ہے برحق

فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ﴿۳۹﴾ اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ

پھر جو کوئی چاہے بنا رکھے اپنے رب کے پاس ٹھکانا ہم نے خبر سنا دی تم کو

عَذَابًا قَرِيْبًا ۖۚ يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ

ایک آفت نزدیک آنیوالی کی جسدن دیکھ لے گا آدمی جو آگے بھیجا اس کے ہاتھوں نے

وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ﴿۴۰﴾ ع

اور کہے گا کافر کسی طرح میں مٹی ہوتا ف۳

سُوْرَةُ النّٰزِعٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتٌّ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۂ نازعات مکہ میں نازل ہوئی اسکی چھیالیس آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ﴿۱﴾ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ﴿۲﴾ وَّالسّٰبِحٰتِ

قسم ہے ف۴ گھسیٹ لانیوالوں کی ڈوب کر ف۱ اور بند چھڑا دینے والوں کی کھول کر ف۲ ف۳ اور پیرنے والوں کی

سَبْحًا ﴿۳﴾ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ﴿۴﴾ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ﴿۵﴾

تیزی سے ف۴ پھر آگے بڑھنے والوں کی دوڑ کر ف۵ پھر کام بنانے والوں کی حکم سے ف۶

يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ﴿۶﴾ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ﴿۷﴾ قُلُوْبٌ

جسدن کانپے ف۵ کانپنے والی ف۶ اس کے پیچھے آئے دوسری ف۶ کتنے دل ف۵

يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ ﴿۸﴾ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ﴿۹﴾ يَقُوْلُوْنَ

اس دن دھڑکتے ہیں ان کی آنکھیں جھک رہی ہیں لوگ کہتے ہیں

۱۲ تخویف اخروی ۱۲

ع ۲ ۲

وقف لازم

۱۲ آخرت کے ثواب وعذاب کا نمونہ ۱۲

وقف لازم

۱۲ تخویف اخروی ۱۲

۱۲ شکوی ۱۲

موضح قرآن ف۱ روح کہا جاندار کو یا نام ہے جبریل کا ۱۲ ف۲ یعنی جو مسلمان قابل سفارش کے ہیں اسی کے واسطے کہا ۱۲ منہ رحمہ اللہ ف۳ یعنی مٹی ہی رہتا آدمی نہ بنتا کہ اس حساب کے عذاب میں گرفتار نہ ہوتا ۱۲ منہ رحمہ اللہ ف۴ ایک قسم فرشتے کافر کی جان گھسیٹ کر نکالیں اسکی رگوں میں ڈوب کر ایک قسم فرشتے مسلمان کے بدن سے جان کی گرہ کھولیں وہ اپنی خوشی سے عالم پاک کو دوڑے جیسے کسی کے بند کھول دیئے لیکن بدن کی تکلیف اور ہے اس میں دونوں برابر ہیں یہ ذکر ہے روح کا نیک خوشی سے دوڑتا ہے بد ڈر سے بھاگتا ہے پھر گھسیٹا جاتا ہے ایک فرشتے تیرتے پھرتے ہیں ہوا میں ایک سے ایک درجہ زیادہ چاہیئے جب کچھ حکم پہنچا دوڑے اسکے نباہنے کو فائدہ: یہ قسمیں کھا کر اگلا مدعا جتانا منظور ہوتا ہے اور کبھی ان چیزوں کی خوبی اور قدرت بتانے کو قسم کھاتے ہیں ۱۲ منہ رح ف۵ یعنی زمین کو بھونچال آوے ۱۲ منہ رحمہ اللہ ف۶ یعنی لگاتار بھونچال چلے آویں۔ ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی کلمۂ اسلام ۱۲ ف۲ یعنی یکپارہ ارواح ۱۲ ف۳ یکبارہ دیگر ف۴ یعنی در ہوا ف۵ یعنی از یکدیگر ۱۲ ف۶ یعنی نفخۂ اولی ونفخۂ ثانیہ بوجود آید ۱۲۔

سورۃ النبا میں آیت توحید: رب السمٰوٰت والارض ـــ تا ـــ وقال صوابا۔ نفی شفاعت قہریہ۔

سورۃ النازعات

ربط سورۂ نبأ میں انعامات ذکر کئے گئے اور مصائب کا ذکر ترک کر دیا گیا تاکہ وہ مقابلتہً مفہوم ہو جائیں اس میں اشارہ تھا کہ آخرت میں بھی اسی طرح ہوگا کہ مومنوں پر انعامات ہوں گے اور کافروں پر عذاب۔ اب سورۃ النازعات میں بطور ترقی اس کا نمونہ ذکر کیا گیا یعنی جس طرح دنیا میں روح قبض کرتے وقت فرشتے مؤمنوں کے ساتھ نرمی اور کافروں پر سختی کرتے ہیں اسی طرح آخرت میں بھی فرشتے مقرر کئے جائینگے جو مؤمنوں کو جنات میں داخل کرینگے اور کافروں کو طرح طرح کا عذاب دینگے۔

خلاصہ والنزعات غرقا ــــ تا ــــ فالمدبرات امرا۔ آخرت کے ثواب و عذاب کا نمونہ ذکر کیا گیا ہے کما مر فی بیان الربط۔ یوم ترجف الراجفۃ ــــ تا ــــ ابصارھا خاشعۃ تخویف اخروی ہے یہ ہے وہ دن جس میں عذاب و ثواب کے فرشتے کافروں اور مومنوں پر متعین کئے جائینگے یقولون ءانا لمردودون فی الحافرۃ ــــ تا ــــ فاذا ھم بالساھرۃ۔ شکوی بر کفار و مشرکین۔ وہ بطور استہزاء کہتے ہیں کیا جب ہم بوسیدہ ہڈیاں ہو جائینگے تو کیا دوبارہ زندہ ہو کر پہلی حالت پر آجائیں گے؟

ھل اتٰک حدیث موسیٰ ــــ تا ــــ ان فی ذلک لعبرۃ لمن یخشیٰ ہ تخویف دنیوی۔ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی طرف بھیجا، اس نے سرکشی کی اور ان کی دعوت کو قبول نہ کیا تو ہم نے اس کو دنیا ہی میں سخت عذاب سے پکڑ لیا اور آخرت میں بھی اس کو شدید عذاب دینے کا فیصلہ صادر فرما دیا

ءانتم اشد خلقا ام السماء ــــ تا ــــ متاعا لکم ولانعامکم ہ یہ دعوائے سورت پر عقلی دلیل ہے کیا اس بلند و بالا آسمان کو پیدا کرنا دن رات کو معرض وجود میں لانا زمین کو بچھا دینا اور اس پر پہاڑوں کو ٹکا دینا پھر زمین کی تمام انواع و اقسام نبات کا پیدا کرنا تمہیں دوبارہ پیدا کرنے سے زیادہ مشکل ہے اللہ تعالیٰ جو ایسا قادر و حکیم ہے وہ تمہیں دوبارہ پیدا کرنے کی بھی قدرت رکھتا ہے۔

فاذا جاءت الطامۃ الکبریٰ ــــ تا ــــ فان الجحیم ھی الماویٰ ہ یہ تخویف اخروی ہے۔ و اما من خاف مقام ربہ۔ الایتین یہ مومنین کے لئے بشارت اخرویہ ہے۔ یسئلونک عن الساعۃ ایان مرسہا۔ شکوہ۔ وہ آپ سے پوچھتے ہیں کہ قیامت کب آئیگی حالانکہ آپ کو اس کا کوئی علم نہیں۔ اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے آپ تو اس سے ڈرانے والے ہیں۔

ف۲ والنزعت غرقا۔ یہ شواہد ہیں اور اخروی ثواب و عقاب کا نمونہ ہے جس طرح دنیا میں فرشتے قبض روح کے وقت مومنوں کے ساتھ نرمی کا سلوک اور کافروں کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرتے ہیں اسی طرح آخرت میں ہوگا۔ غرقا، النازعات کا مفعول مطلق ہے من غیر لفظہ اور اس کے معنی ہیں سختی اور شدت کے ساتھ کھینچنا۔ یقال اغرق النازع فی القوس ای استوفی مدھا بقوۃ وشدۃ (مظہری) اغراق سخت کشیدن کمان (صراح) اس سے کافروں کی روحیں قبض کرنے والے فرشتے مراد ہیں جو شدت کے ساتھ ان کی روحیں کھینچتے ہیں۔ نشط کے معنی ہیں آسانی اور نرمی سے نکالنا جس طرح ڈول آسانی کے ساتھ کنوئیں سے نکال لیا جاتا ہے۔ اس سے مومنوں کی روحیں قبض کرنے والے فرشتے مراد ہیں۔ المراد .... الملائکۃ الذین یخرجون ارواح المؤمنین برفق من نشط الدلو اذا اخرج بلا کرہ الخ (مظہری) یا اس کے معنی ہیں شادمانی اور خوشی کے نشطا باشادمانی شدن (صراح) مطلب یہ ہوگا کہ وہ مومنوں کی روحیں نہایت خوشی اور شادمانی سے قبض کرتے ہیں۔

ف۳ والسبحت۔ فضاء آسمانی میں تیرنے والے۔ سرعت سیر کو تیرنے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ فالسبقت اپنے اپنے فرائض کی انجام دہی میں ایک دوسرے پر سبقت لیجانے والے۔ فالمدبرات۔ اپنے فرائض کی انجام دہی کے لئے تدبیریں سوچنے والے۔ التی تسبح فی مضیھا ای تسرع فتسبق الی ما امروا بہ فتدبر امرا من امور العباد مما یصلحھم فی دینھم کما رسم لھم (مدارک)
یہ قیامت کے حق ہونے پر قسمیں اور شواہد ہیں اور جواب قسم محذوف ہے۔ اقسم سبحانہ بھذہ الاشیاء التی ذکرھا علی ان القیامۃ حق۔ (قرطبی ج ۱۹ ص ۱۸۸) وجواب القسم محذوف ای لتبعثن ولتحاسبن (مظہری ج ۱۰ ص ۱۸۵) یا لتسلطن علیکم الملائکۃ یوم القیامۃ کما فی الدنیا (الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ)
حاصل یہ کہ یہ امور اس پر شاہد ہیں کہ قیامت ضرور آئیگی، تمہیں دوبارہ زندہ کیا جائیگا، تمہارا حساب کتاب ہوگا اور تم پر فرشتے مسلط کئے جائینگے جو بڑی شان سے مومنوں کو جنت میں داخل کریں گے، کچھ جنت میں ان کا استقبال کرینگے اور ان کو سلام کا تحفہ پیش کریں گے اور کچھ کفار اور

مشرکین کو سختی سے گھسیٹ کر دوزخ میں داخل کریں گے اور ان کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائیں گے **ف۴** یوم ترجف یہ تخویف اخروی ہے اور ظرف جواب قسم مقدر کے ساتھ متعلق ہے ترجف ہل جائے گی اور کانپ اٹھیگی الراجفۃ سے مراد زمین ہے جس دن کانپ اٹھے گی کانپنے والی یعنی نفخۂ اولیٰ کے وقت ایک زبردست زلزلہ آئے گا جس کی وجہ سے زمین کو اس قدر شدید جھٹکے لگیں گے کہ پہاڑ بھی ریزہ ریزہ ہو جائینگے۔ اس کے بعد پیچھے آنے والی آئے گی مراد نفخۂ ثانیہ ہے جس سے ساری مخلوق زندہ ہو کر اٹھ کھڑی ہوگی **ف۵** قلوب اس دن شدت ہول سے دلوں میں سخت اضطراب ہو گا اور آنکھیں مارے خوف کے جھکی ہوں گی یقولون ءانا لمردودون فی الحافرۃ یہ شکوی ہو الحافرۃ پہلی حالت۔ الحافرۃ الحالۃ الاولیٰ (مدارک) منکرین قیامت کہتے ہیں کیا ہم موت کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر اسی پہلی حالت میں آجائیں گے۔ کیا جب ہم پرانی اور بوسیدہ ہڈیاں ہو جائیں گے تو پھر بھی ایسا ہوگا؟ استفہام انکاری ہے یعنی ایسا نہیں ہوگا **ف۶** قالوا تلک بطور استہزا کہتے ہیں اگر ایسا ہو بھی گیا تو ہماری یہ واپسی خسارے اور نقصان کی ہوگی کیونکہ جب ہم دوبارہ زندہ ہوں گے تو ہمارے گھروں، باغوں اور جائیدادوں پر دوسرے لوگ قابض ہو چکے ہوں گے تو ہم سب ملکر انمیں کسطرح گذر بسر کر سکیں گے۔ (الشیخ رحمہ اللہ علیہ) یا مطلب یہ ہے کہ اگر بعث بعد الموت واقعی برحق ہے تو ہم تو بڑے خسارے میں رہے کیونکہ ہم نے اس کی تکذیب کی ای ان صحت فنحن اذن خاسرون لتکذیبنا بھا (کبیر ابوالسعود، مدارک) **ف۷** فانما ھی زجرۃ۔ زجرۃ ایک زبردست ڈانٹ۔ ایک چیخ۔ مراد نفخۂ ثانیہ ہے الساھرۃ روئے زمین، سطح ارض۔ یہ بعث بعد الموت پر قدرت خداوندی کا بیان ہے۔ یہ نفخۂ ثانیہ ایک ایسی آواز ہوگی کہ اس سے تمام مردے زندہ ہو کر اور قبروں سے نکل کر زمین کی سطح پر موجود ہوں گے اس طرح اللہ تعالیٰ ایک لمحہ میں ساری مخلوق کو دوبارہ زندہ فرمائے گا۔ ھل اتٰک یہ تخویف دنیوی ہے۔ ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو وادی مقدس "طوی" میں آواز دی اور نبوت سے سرفراز فرما کر فرعون کی طرف بھیجا اور کہا فرعون کے پاس جاؤ وہ نہایت سرکش اور طاغی ہو چکا ہے۔ اسے نرمی کے ساتھ توحید کی دعوت دو اور اسے ہدایت کی راہ دکھاؤ فقل ھل لک اسے جا کر کہو کیا تیرا اس طرف میلان ہے کہ تو اللہ کی توحید اور اس کے دین کو قبول کر کے گناہوں سے پاک ہو جائے۔ یہ پہلا مرتبہ ہے مراد یہ ہے کہ معجزہ دیکھے بغیر ہی مان لے۔ واھدیک

ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ ⑩ ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا

کیا ہم پھر آئیں گے الٹے پاؤں کیا جب ہم ہو چکیں ہڈیاں

نَّخِرَةً ⑪ قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ⑫ فَاِنَّمَا هِيَ

کھوکھری بولے ف۶ تو تو یہ پھر آنا ہے ٹوٹے کا ف۷ سو وہ تو

زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ⑬ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ⑭ هَلْ

ایک جھڑکی ہے پھر تبھی وہ آرہیں میدان میں کیا

وقف لازم

اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ⑮ اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ

پہنچی ہے ف۸ تجھ کو بات موسیٰ کی جب پکارا اسکو اسکے رب نے پاک

وقف لازم

ر۱ تخویف دنیوی ۱۲

الْمُقَدَّسِ طُوًى ⑯ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ⑰

میدان میں جس کا نام طوٰی ہے جا فرعون کے پاس اس نے سر اٹھایا

فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰى اَنْ تَزَكّٰى ⑱ وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ

پھر کہہ تیرا جی چاہتا ہے کہ تو سنور جائے اور راہ بتلاؤں تجھ کو تیرے رب کی

فَتَخْشٰى ⑲ فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ⑳ فَكَذَّبَ وَ

پھر تجھ کو ڈر ہو پھر دکھلائی ف۹ اسکو وہ بڑی نشانی ف۱ پھر جھٹلایا اس نے اور

عَصٰى ㉑ ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى ㉒ فَحَشَرَ فَنَادٰى ㉓ فَقَالَ

نہ مانا پھر چلا پیٹھ پھیر کر تلاش کرتا ہوا پھر سب کو جمع کیا پھر پکارا تو کہا

اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ㉔ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ

میں ہوں رب تمہارا سب سے اوپر پھر پکڑا اس کو اللہ نے سزا میں آخرت کی

وَالْاُوْلٰى ㉕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ㉖ ءَاَنْتُمْ

اور دنیا کی ف۲ بیشک ف۱۰ اس میں سوچنے کی جگہ ہے جس کے دل میں ڈر ہے ف۱۱ کیا تمہارا

ع ۱ / ۲

ر۲ دعوای سورۃ پر عقلی دلیل ۱۲

اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ بَنٰىهَا ㉗ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ㉘

بنانا مشکل ہے یا آسمان کا اسنے اسکو بنا لیا اونچا کیا اسکا ابھار پھر اسکو برابر کیا

موضح قرآن ف۱ کہتے تھے اگر آویں تو ایک ایک مکان کے ہزار ہزار مدعی ہوں ۱۲ منہ رحمہ اللہ ف۲ یعنی آخرت میں بھی عذاب ہوگا اور دنیا میں بھی عذاب پایا۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالی۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی عصا و ید بیضا ۱۲۔

ل ربك فتخشیٰ میں تجھے تیرے پروردگار کی راہ دکھاؤں تو تیرے دل میں خوفِ خدا پیدا ہو۔ یہ دونوں مرتبے دوسری جگہ بھی مذکور ہیں۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔ لعله یتذکر او یخشیٰ (طہٰ ع ۲) پہلے اعلیٰ مرتبہ کا ذکر ہے اور بعد میں ادنیٰ مرتبہ کا **ف** فاراه الآیۃ الکبریٰ۔ مراد تمام آیات و معجزات ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے تمام معجزات کا اس کو مشاہدہ کرا دیا مگر اس کے باوجود اس نے جھٹلایا اور موسیٰ علیہ السلام کی نافرمانی کی۔ ثم ادبر یسعیٰ ہدایت سے اعراض کیا اور زمین میں شر و فساد پھیلانے کی کوشش کرتا رہا۔ موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے دعوت توحید کے مقابلے میں اس نے اپنی رعیت کو جمع کیا اور ان میں اعلان کیا کہ میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں مجھ سے بڑا کوئی نہیں، اس لئے تم موسیٰؑ کی باتوں کی طرف توجہ نہ کرنا فاخذہ اللّٰہ۔ نکال منصوب بنزع خافض ہے ای بنکال الآخرۃ (قرطبی) اللہ تعالیٰ نے اس کو دنیا اور آخرت کی سزا میں پکڑ لیا۔ دنیا میں اس کو غرق کر کے ہلاک کیا اور آخرت میں اس کو جہنم میں داخل کیا جائیگا دنیوی عذاب میں تو بالفعل پکڑ لیا اور اخروی عذاب کا بھی فیصلہ فرما دیا جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ ویوم تقوم الساعۃ ادخلوا آل فرعون اشد العذاب (سورۂ مومن ع ۵) **ف۱۰** ان فی ذلك اس میں خدا سے ڈرنیوالوں کے لئے عبرت و نصیحت ہے جس طرح فرعون نے تکذیب کی اور دنیا ہی میں عبرتناک عذاب میں گرفتار کیا گیا اسی طرح اہل مکہ کا حشر ہوگا **ف۱۱** ء انتم اشد۔ یہ دعوائے سورت یعنی حشر و نشر پر عقلی دلیل ہے خطاب منکرین اہل مکہ سے ہے سمك کے معنی اونچائی اور بلندی کے ہیں۔ قیامت کے دن مردوں کے دوبارہ زندہ ہونے کو ناممکن بتانے والو یہ تو بتاؤ کہ تمہیں دوبارہ پیدا کرنا زیادہ مشکل ہے یا زمین و آسمان اور ساری کائنات کو پیدا کرنا ؟ اللہ نے آسمان کو پیدا فرمایا اس کو ایک خاص مقدار میں زمین سے بلند کیا اور اس کو برابر اور ہموار بنایا کہ اس میں کہیں کوئی شگاف اور نشیب و فراز نہیں واغطش لیلھا اور اس کی رات کو ڈھانپ دیا یعنی رات کو اندھیرے میں چھپا دیا اور اس کے دن کو روشن اور ظاہر فرما دیا لیلھا اور ضحٰھا کی السماء کی طرف اضافت ادنیٰ ملابست کی وجہ سے ہے **ف۱۲** والارض اور پھر اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو بچھا دیا۔ زمین سے پانی کے چشمے جاری کر دیئے اور اس میں سے ہر قسم کا سبزہ پیدا کیا اور اس پر پہاڑ رکھ دیئے

وَاَغۡطَشَ لَيۡلَهَا وَاَخۡرَجَ ضُحٰهَا (۲۹) وَالۡاَرۡضَ بَعۡدَ
اور اندھیری کی رات اسکی اور کھول نکالی اسکی دھوپ اور زمین ف۱۳ کو اسکے پیچھے

ذٰلِكَ دَحٰهَا (۳۰) اَخۡرَجَ مِنۡهَا مَآءَهَا وَمَرۡعٰهَا (۳۱) وَ
صاف بچھا دیا ف۱ باہر نکالا زمین سے اس کا پانی اور چارہ اور

الۡجِبَالَ اَرۡسٰهَا (۳۲) مَتَاعًا لَّكُمۡ وَلِاَنۡعَامِكُمۡ (۳۳) فَاِذَا
پہاڑوں کو قائم کر دیا ف کام چلانے کو تمہارے اور تمہارے چوپایوں کے پھر جب ف۱۳

جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الۡكُبۡرٰى (۳۴) يَوۡمَ يَتَذَكَّرُ الۡاِنۡسَانُ
آئے وہ بڑے ہنگامے کا دن جس دن کہ یاد کریگا آدمی

مَا سَعٰى (۳۵) وَبُرِّزَتِ الۡجَحِيۡمُ لِمَنۡ يَّرٰى (۳۶) فَاَمَّا مَنۡ
جو اس نے کمایا اور نکال ف۱۴ ظاہر کر دیں دوزخ کو جو چاہے دیکھے سو جس نے

طَغٰى (۳۷) وَاٰثَرَ الۡحَيٰوةَ الدُّنۡيَا (۳۸) فَاِنَّ الۡجَحِيۡمَ هِىَ
کی ہو شرارت اور بہتر سمجھا ہو دنیا کا جینا سو دوزخ ہی ہے اس

الۡمَاۡوٰى (۳۹) وَاَمَّا مَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفۡسَ
کا ٹھکانا اور جو ف۱۵ کوئی ڈرا ہو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے اور روکا ہو اس نے جی

عَنِ الۡهَوٰى (۴۰) فَاِنَّ الۡجَنَّةَ هِىَ الۡمَاۡوٰى (۴۱) يَسۡـَٔلُوۡنَكَ
کو خواہش سے سو بہشت ہی ہے اسکا ٹھکانہ تجھ ف۱۶ سے پوچھتے ہیں

عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرۡسٰهَا (۴۲) فِيۡمَ اَنۡتَ مِنۡ ذِكۡرٰٮهَا (۴۳)
وہ گھڑی کب ہوگا قیام اس کا تجھ کو کیا کام اس کے ذکر سے

اِلٰى رَبِّكَ مُنۡتَهٰٮهَا (۴۴) اِنَّمَاۤ اَنۡتَ مُنۡذِرُ مَنۡ يَّخۡشٰٮهَا (۴۵) كَاَنَّهُمۡ
تیرے رب کی طرف ہے پہنچ اسکی ف۲ تو تو ف۱ ڈر سنانے کو واسطے ہے اسکو جو اس سے ڈرتا ہے ایسا ف۱۸

يَوۡمَ يَرَوۡنَهَا لَمۡ يَلۡبَثُوۡۤا اِلَّا عَشِيَّةً اَوۡ ضُحٰٮهَا (۴۶)
لگیگا جس دن دیکھیں گے اسکو کہ نہیں ٹھہرے تھے دنیا میں مگر ایک شام یا صبح اس کی ف۳

۲ ع ۴

منزل ۷

۱، تخویف اخروی ۱۲

۲، بشارت اخروی ۱۲

۳، شکوی ۱۲

موضح قرآن ف۱ سورۂ فصلت یعنی سجدہ میں آسمان کو پیچھے کہا یہاں زمین کو پیچھے سو یہاں آسمان کا بنانا ہے اونچا اور رات دن ٹھہرانا یہ شاید زمین سے پہلے ہو وہاں ان کو سات کرنا بانٹ کر پھر ہر ایک میں جدا دستور چلانا کہا یہ شاید زمین سے پیچھے ہو ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۲ پوچھتے اسی تک پہنچتا ہے بیچ میں سب بے خبر ہیں ۱۲ منہ ف۳ یعنی شتاب مانگتے ہیں قیامت اسوقت معلوم ہوگا کہ بہت شتاب آئی، بیچ میں دیر کچھ نہیں لگی۔ ۱۲ منہ

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید معنی ہموار کردن ہمیں است کہ میفرماید ۱۲۔

یہ ساری چیزیں تمہارے لئے اور تمہارے چوپایوں کے مفاد کے لئے ہیں کل ذلك متاعا لخلقه ولما يحتاجون اليه من الانعام التي ياكلونها ويركبونها مدة احتياجهم اليها الخ (ابن کثیر ج ۴ ص ۴۶۹) جس قادر و توانا اور قیوم و دانا نے یہ ساری کائنات پیدا فرمالی اس کے لئے تمہیں دوبارہ پیدا کرنا کوئی مشکل نہیں والارض بعد ذلك دحٰها سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ آسمانوں کو پہلے اور زمین کو اس کے بعد پیدا کیا گیا حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہے جیسا کہ سورہ حمٓ السجدہ (ع ۲) میں ہے خلق الارض فی یومین ـــــ تا ـــــ ثم استوی الی السماء وهی دخان الایۃ۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں سورۃ النازعات کی آیت میں بعد ذٰلك سے تعقیب ذکری مراد ہے یعنی اس کے بعد یہ بھی سن لو کہ اس نے زمین کو بھی بچھا دیا یا بعد بمعنی مع ہے معناه الارض مع ذلك دحٰها (مظہری) حضرت ابن عباس رض فرماتے ہیں اللہ تعالےٰ نے پہلے زمین کو اس کی اقوات کے ساتھ دو دنوں میں پیدا فرمایا مگر اسے پھیلایا نہیں۔ اس کے بعد دو دنوں میں ساتوں آسمانوں کو پیدا کیا پھر اس کے بعد زمین کو بچھایا اور پھیلایا۔ (روح، مظہری) اس پر رازی رحہ نے اعتراض کیا ہے کہ ایک جسم کو پیدا کرنا اور اس کو بچھانا دونوں بیک وقت ہوتے ہیں یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ مخلوق ہو اور مبسوط و مدحو نہ ہو امام آلوسی رحہ نے اس کا جواب دیا ہے کہ پیدا کرنے سے اس کے مخصوص مادہ کا پیدا کرنا مراد ہے اور دحو سے اس کو موجودہ مخصوص شکل و صورت میں بچھانا مراد ہے۔ جسطرح پہلے آسمان کا مادہ بصورت دخان پیدا کیا گیا پھر اس سے آسمان پیدا کئے گئے۔

۱۳؎ فاذا جاءت یہ تخویف اخروی ہے الطامۃ الکبریٰ سب سے بڑی مصیبت جو ہر چیز پر غالب آجائے اور جس کا مقابلہ نہ کیا جاسکے مراد نفخۂ ثانیہ ہے جس کے بعد قیامت قائم ہوجائے گی ای الداهية العظمى وهي النفخة الثانية التي يكون معها البعث قاله ابن عباس ...... المبرد : الطامة عند العرب الداهية التي لا تستطاع (قرطبی ج ۱۹ ص ۲۰۴) جب قیامت قائم ہوجائیگی اس دن ہر آدمی اپنے تمام نیک و بد اعمال کو یاد کرلے گا اور ہر ایک کو اپنے اعمال خیر و شر خود بخود یاد آجائیں گے۔

۱۴؎ وبرزت۔ دیکھنے والوں کے لئے جہنم کو ظاہر کردیا جائیگا اور ہر شخص اس کا مشاہدہ کرے گا اور اس کے بھڑکتے شعلوں کو دیکھے گا۔ فاما من طغیٰ لیکن جنہوں نے سرکشی کی اور کفر و عصیان میں حد سے گذر گئے اور آخرت پر دنیا کو ترجیح دی۔ دنیا کے پیچھے پڑے رہے، لیکن ایمان اور عمل صالح سے آخرت کی تیاری نہ کی تو یہی بھڑکتے شعلوں والا جہنم ان کا ٹھکانا ہوگا۔

۱۵؎ واما من خاف یہ بشارت اخرویہ ہے لیکن جو لوگ قیامت کے دن اللہ رب العزۃ کی بارگاہ میں کھڑے ہونے سے ڈر گئے اور نفس کو خواہشات سے روک کر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے رہے تو ان کا ٹھکانا جنّت میں ہوگا۔

۱۶؎ یسئلونك یہ شکوی ہے۔ مرسٰی مصدر ہے بمعنی ارساء یعنی اقامت۔ مشرکین آپ سے بطور استہزاء سوال کرتے ہیں کہ قیامت کب آئیگی اور کب اللہ تعالیٰ اس کو ظاہر فرمائے گا۔ یریدون متی یقیمها اللہ تعالی ویکونها الخ (روح) فیم انت من ذکرٰىها یہ مشرکین کے سوال کا رد اور اس پر انکار ہے آپ کس بنیاد پر ان کے سامنے قیامت کا وقت معین بیان کرینگے اسکا وقت معین تو خود آپکو بھی معلوم نہیں اسکا علم تو صرف اللہ تعالیٰ کی طرف راجع اور منتہی ہے اور اس کے سوا کسی کو اسکا علم نہیں، تو پھر یہ لوگ آپ سے کیوں سوال کرتے ہیں الیه عزوجل انتهاء علمها لیس لاحد منه شئ کائنا ما کان فلای شئ یسئلونك عنها (روح ج ۳۰ ص ۳۷) الی ربك منتهٰها ای منتهی علمها فلا یوجد عند غیره علم الساعة (قرطبی ج ۱۹ ص ۲۰۷)

۱۷؎ انما انت یہ مشرکین کے سوال کا جواب ہے آپ تو قیامت کے اہوال و شدائد سے ڈرنے والوں کو ڈرانے والے اور خبردار کرنیوالے ہیں یہی آپ کا فریضہ ہے آپ قیامت کا وقت معین بتانے کے لئے نہیں آئے۔ اسی لئے آپ کو اس کا علم بھی نہیں دیا گیا لم تبعث لتعلمهم بوقت الساعة وانما بعثت لتنذر من اهوالها من یخاف شدائدها (مدارک)

۱۸؎ کأنهم یظنون مقدر کا مفعول ہے اور یوم ظرف اسی فعل مقدر کے ساتھ متعلق ہے اصل عبارت اس طرح یوم یرونها یظنون کانهم لم یلبثوا الخ۔ اب تو قیامت کو نہیں مانتے اور بطور استہزاء اس کے معین وقت سے سوال کرتے ہیں تو جب قیامت کو دیکھ لیں گے تو دنیا میں رہنے کا وقت ان کو بہت ہی مختصر نظر آئے گا اور وہ یہ سمجھیں گے کہ گویا دنیا میں وہ صرف عشیہ (ظہر تا مغرب) کی مقدار ٹھیرے ہیں یا اس سے بھی کم یعنی صرف ضحی (طلوع آفتاب سے دو نیزہ کی مقدار تک) کا زمانہ ٹھیرے ہیں۔ یعنی قیامت کے اہوال و شدائد کی وجہ سے انہیں دنیا کی زندگی کا وقت بہت کم معلوم ہوگا راحت کے بعد مصیبت میں راحت کا وقت بہت تھوڑا معلوم ہوتا ہے ضحٰها کی ضمیر مجرور عشیة کی طرف راجع ہے لیکن اس پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ عشیۃ کا تو کوئی ضحیٰ ہوتا ہی نہیں، تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اضافت بادنی ملابست ہے اور مراد عشیہ کے دن کا ضحیٰ ہے۔ قال الفراء والزجاج المراد باضافة الضحى الى العشية اضافتها الى یوم العشية او ضحى یومها (کبیر ج ۸ ص ۴۶۹) یا مراد یہ ہے کہ عشیہ میں سے ضحیٰ کا قدر۔ (الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ)

سورۃ عبس ۱ے

ربط سورۃ النازعات میں تخویف اخروی کا نمونہ ذکر کیا گیا اور سورۂ عبس میں تخویف اخروی علی سبیل الترقی ذکر کی گئی۔ یوم یفر المرء من اخیہ ٥ وامہ وابیہ ٥ وصاحبتہ وبنیہ ٥ یعنی کفار و مشرکین کو عذاب تو ہو ہی گا۔ لیکن وہ دن اس قدر سخت اور ہولناک ہوگا کہ ہر ایک نفسی نفسی کہے گا اور دوسروں سے دور بھاگے گا۔

خلاصہ مضمون کے اعتبار سے سورت کے تین حصے ہیں۔ پہلا حصہ عبس وتولی ــــ تا ــــ کرام بررۃ ٥ تنبیہ برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم و بیان عظمت قرآن کریم۔ دوسرا حصہ۔ قتل الانسان ما اکفرہ ــــ تا ــــ کلا لما یقض ما امرہ ٥ زجر برائے مشرکین۔ انسان کافر کس قدر ناشکر گذار اور احسان فراموش ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس قدر نعمتوں کے باوجود کفر و عصیان پر ڈٹا ہوا ہے تیسرا حصہ۔ فلینظر الانسان الی طعامہ ــــ تا ــــ متاعا لکم ولانعامکم ٥ دلیل عقلی برائے ثبوت قیامت۔ ذرا دیکھو تو سہی تمہارے اور تمہارے چوپایوں کے لئے یہ مختلف انواع و اقسام کے ماکولات و مشروبات کس نے پیدا کئے ہیں؟ جو یہ سب کچھ پیدا کر سکتا ہے وہ تمہیں دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔

فاذا جآءت الصاخۃ ــــ تا ــــ لکل امرئ منہم یومئذ شان یغنیہ تخویف اخروی۔ قیامت کا دن اس قدر ہولناک ہوگا کہ کوئی کسی کی خبر نہیں لے گا ہر شخص نفسا نفسی کے عالم میں اپنے قریب ترین رشتہ داروں سے بھی دُور بھاگے گا۔ وجوہ یومئذ مسفرۃ ٥ ضاحکۃ مستبشرۃ ٥ بشارت اخرویہ ہے۔ قیامت کے دن ابرار و مؤمنین خوش و خرم اور مسرور ہوں گے و وجوہ یومئذ علیہا غبرۃ ٥ تا آخر۔ یہ تخویف اخروی ہے۔ کفار و مشرکین اس دن ذلیل و رسوا ہوں گے۔

۲ے عبس وتولی۔ تنبیہ برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صنادید قریش عتبہ۔ شیبہ۔ ابوجہل امیہ اور ولید وغیرہم بیٹھے تھے آپ ان کو سمجھا رہے تھے اور اسلام کی دعوت دے رہے تھے۔ آپ کو امید تھی کہ اگر یہ لوگ اسلام لے آئے تو ان کی وجہ سے بہت سے لوگ اسلام میں داخل ہو جائیں گے۔ اسی اثناء میں حضرت عبداللہ یا عمرو بن ام مکتوم رض۔ جو ایک نابینا صحابی تھے اور حضرت خدیجہ رض کے ماموں زاد بھائی تھے، آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ چونکہ نابینا تھے اس لئے آپ کی اس نہایت ہی اہم مصروفیت کا اندازہ نہ کر سکے اور حضورؐ سے قرآن پڑھانے کی بار بار درخواست کرنے لگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف کوئی توجہ نہ فرمائی بلکہ ان کی اس حرکت کو ناپسند فرمایا۔ اور چہرے سے ایک مخصوص کیفیت سے ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا اور ان کی طرف سے رُخ موڑ لیا، مگر اللہ تعالیٰ کو یہ بات ناپسند ہوئی اور آپ کو تنبیہ فرمائی۔ ضمائر غائب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کنایہ ہیں۔ ترشروئی کی اور منہ پھیر لیا۔ اس لئے کہ آپ کے پاس ایک نابینا آگیا۔ اس نابینا سے آپ کے اعراض میں بھی رضائے الٰہی کا جذبہ مضمر تھا اور یہ اعراض کبر و نفرت کی وجہ سے نہ تھا۔ آپ نے خیال فرمایا کہ یہ نابینا تو مخلص مومن ہے اور اسے ذرا ٹھہر کر بھی پڑھایا جا سکتا ہے لیکن صنادید قریش کو شاید اس طرح سمجھانے کا موقع پھر ہاتھ نہ لگ سکے نیز اگر وہ سمجھ گئے تو اُن کی وجہ سے ہزاروں لوگ مسلمان ہو جائینگے۔

۳ے ومایدریک۔ آپ کو کیا معلوم شاید وہ نابینا آپ سے قرآن سُن کر ہی پاک ہو جاتا او یذکر یا نصیحت سن کر اس میں غور و فکر کرتا اور اس طرح اس سے فائدہ اٹھاتا یزکی میں قبول کا اعلیٰ درجہ کا ذکر ہے یعنی سنتے ہی اس سے متاثر ہو کر برائیوں سے پاک ہو جاتا میں ادنیٰ مرتبہ مذکور ہے کہ غور و تدبر کے بعد اسے سمجھ لیتا۔

۴ے اما من استغنی۔ جو ایمان سے اور آپ کی دعوت و تبلیغ سے مستغنی اور بے نیاز ہیں آپ ان کے درپے ہیں اور غور سے ان کی باتیں سنتے ہیں۔ اگر وہ ایمان نہ لائیں اور کفر و شرک سے پاک نہ ہوں تو اس سے آپ پر کوئی گناہ نہیں، کیونکہ آپ کا کام بتانا۔ سنانا اور سمجھانا ہے منوانا آپ کا کام نہیں۔ اس سے مراد صنادید قریش ہیں جو آپ کی دعوت و تبلیغ میں کوئی حقیقی دلچسپی نہیں لیتے تھے۔ و اما من جآءک لیکن جو شخص یعنی ابن ام مکتوم بڑے شوق سے دوڑتا ہوا آپ کے پاس آتا ہے اور وہ خدا سے ڈرتا بھی ہے۔ ہدایت کا متمنی اور راہِ حق کا جویا بھی ہے آپ اس سے اعراض کرتے اور اس سے غفلت کا برتاؤ فرماتے ہیں۔

۵؎ کلا۔ حرف ردع ہے۔ یوں تو نہیں چاہیئے تھا یہ بمعنی حقاً ہے اور ما بعد سے متعلق ہے یعنی یقیناً۔ یہ آیت قرآنیہ ہر ایک کے لئے عبرت و نصیحت ہیں جو بھی چاہے انہیں پڑھ سن کر ان سے نصیحت حاصل کرے فی صحف۔ اس سے مراد وہ صحیفے اور تختیاں ہیں جن پر فرشتے لوح محفوظ سے کلام اللہ کو نقل کرتے ہیں وہ صحیفے اللہ کے نزدیک قابل تکریم ہیں، قدر و منزلت میں بہت بلند اور پاکیزہ ہیں کہ فرشتوں کے سوا کسی کا ہاتھ ان کو نہیں لگا۔ وہ صحیفے ایسے فرشتوں کے ہاتھوں میں ہیں جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت والے ہیں اور گناہوں سے پاک اور اللہ تعالیٰ کے نہایت فرمانبردار ہیں۔ اکثر مفسرین کے نزدیک سفرۃ سے فرشتے مراد ہیں۔ بعض مفسرین کے نزدیک سفرۃ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مراد ہیں جو قرآن کی آیتوں کو صحیفوں اور تختیوں میں لکھ لیا کرتے تھے۔ حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رح کے فوائد سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک سفرۃ سے فرشتے اور کاتبان صحابہ رض دونوں مراد ہیں ۶؎ قتل الانسان۔ یہ زجر ہے الانسان سے انسان کافر مراد ہے اور اس پر بددعا ہے۔ قتل ای لُعِنَ خدا کی رحمت سے دُور ہو۔ یہ سب سے بڑی بددعا ہے ما اکفرہ فعل تعجب ہے یا استفہام برائے توبیخ ہے۔ ایمان وتسلیم کے اس قدر اسباب و دواعی کے باوجود اس کا کفر نہایت ہی قابل تعجب ہے۔ دعاء علیه باشنع الدعوات وتعجب من افراطه فی الکفر بعد هجوم الدواعی علی التذکر و الایمان (مظہری ج ۱۰ ص ۲۰۰) استفهام توبیخ ای ای شیٔ حمله علی الکفر او هو تعجب ای ما اشد کفره (مدارک) ۷؎ من ای شیٔ خلقه استفہام بمعنی تقریر ہے اور ای شیٔ سے مراد بیان تحقیر ہے یعنی نہایت حقیر چیز سے اللہ نے اس کو پیدا فرمایا ہے من نطفة یہ اس حقیر چیز کا بیان ہے۔ نطفہ سے اس کو رحم مادر میں پیدا کیا اور اس کی اجل، اس کے عمل، اس کے رزق اور اس کی سعادت وشقاوت کا فیصلہ کیا پھر ایام حمل گذر جانے کے بعد رحم مادر سے اس کے باہر نکلنے کا راستہ آسان فرمایا پھر اس کو موت دی اور قبر

سُوْرَةُ عَبَسَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اثْنَتَانِ وَاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعٌ وَّاحِدٌ

سورۃ عبس ۱؎ مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی بیالیس آیتیں ہیں اور ایک رکوع ہے ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى ۙ﴿۱﴾ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ۭ﴿۲﴾ وَمَا يُدْرِيْكَ

تیوری ۲؎ چڑھائی اور منہ موڑا اس بات سے کہ آیا اسکے پاس اندھا ف۱ اور ۳؎ تجھ کو کیا خبر ہے

لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰٓى ۙ﴿۳﴾ اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ۭ﴿۴﴾ اَمَّا مَنِ

شاید کہ وہ سنورتا یا سوچتا تو کام آتا اس کے سمجھانا وہ جو ۴؎

اسْتَغْنٰى ۙ﴿۵﴾ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ۭ﴿۶﴾ وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ۭ﴿۷﴾

پروا نہیں کرتا سو تو اس کی فکر میں ہے اور تجھ پر کچھ الزام نہیں کہ وہ نہیں سدھرتا

وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى ۙ﴿۸﴾ وَهُوَ يَخْشٰى ۙ﴿۹﴾ فَاَنْتَ عَنْهُ

ہوتا اور وہ آیا تیرے پاس دوڑتا اور وہ ڈرتا ہے سو تو اس سے

تَلَهّٰى ۚ﴿۱۰﴾ كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۚ﴿۱۱﴾ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ۘ﴿۱۲﴾ فِيْ

تغافل کرتا ہے ف۲ یوں نہیں ۵؎ یہ تو نصیحت ہے پھر جو کوئی چاہے اسکو پڑھے لکھا

صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ۙ﴿۱۳﴾ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ۙ﴿۱۴﴾ بِاَيْدِيْ

ہے عزت کے ورقوں میں ف۳ اونچے رکھے ہوئے نہایت ستھرے ف۴ ہاتھوں میں

سَفَرَةٍ ۙ﴿۱۵﴾ كِرَامٍۢ بَرَرَةٍ ۭ﴿۱۶﴾ قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ ۭ﴿۱۷﴾

لکھنے والوں کے ف۵ جو بڑے درجے والے نیک کار ہیں ف۶ مارا جائیو ۶؎ آدمی کیسا ناشکر ہے

مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ ۭ﴿۱۸﴾ مِنْ نُّطْفَةٍ ۭ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ۙ﴿۱۹﴾

کس ۷؎ چیز سے بنایا اس کو ایک بوند سے بنایا اسکو پھر اندازہ پر رکھا اسکو ف۷

ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ۙ﴿۲۰﴾ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ۙ﴿۲۱﴾ ثُمَّ اِذَا

پھر راہ آسان کر دی اسکو ف۸ پھر اس کو مردہ کیا پھر قبر میں رکھوا دیا اسکو پھر جب

۱؎ تنبیہ بر ترک اولیٰ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

وقف لازم

۲؎ زجر برائے مشرکین ۱۲

موضح قرآن ف۱ حضرت ایک کافر کو سمجھاتے تھے اس میں ایک مسلمان آیا نابینا وہ اپنی طرف مشغول کرنے لگا کہ وہ آیت کیونکر ہے اس کے معنی کیا ہیں حضرت پر گراں گذرا بیوقوف کا پوچھنا اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ آیتیں نازل کیں یعنی یہ کلام گویا اوروں پاس گلہ ہے رسول کا آگے رسول کو خطاب فرمایا۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ف۲ وہ ڈرتا ہے اللہ سے یا ڈر لگا ہے کہ تیری ملاقات پاوے یا نہ پاوے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۳ قرآن کی آیتیں ف۴ یعنی وہ ورق ف۵ یعنی فرشتے اس کو لکھتے ہیں اس موافق وحی اترتی ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۶ یعنی ہاتھ پاؤں اسلوب پر رکھے نہ ایک بہت بڑا نہ ایک بہت چھوٹا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۷ یعنی ایمان اور کفر کی سمجھ دی یا پیٹ میں سے نکالا آسانی سے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

فتح الرحمن ف۱ مترجم گوید نابینائے از فقراء صحابہ بمجلس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آمد وسوالہائے مکرر تشویش داد و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در آنحالت بدعوت اشراف عرب مشغول بودند پس آنرا مکروہ داشتند و اعراض نمودند خدائے تعالیٰ بر خلق عظیم دلالت فرمود ۱۲ ف۲ یعنی فرشتگان از لوح نقل میکنند ۱۲۔

یں اتروا دیا پھر جب چاہے گا اُسے دوبارہ زندہ فرمالے گا۔ کلا بمعنی حقًّا ہے یعنی یہ بات یقینی ہے کہ انسان کافر نے اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل نہیں کی۔ حالانکہ اس کا فرض تھا کہ اللہ تعالیٰ کے انعامات جلیلہ کے پیش نظر وہ اس پر ایمان لاتا اور اس کے تمام اوامر ونواہی کی تعمیل کرتا فاقبرہٗ غالب امر کی بنار پر ارشاد فرمایا، کیونکہ مردوں کی غالب اکثریت کو قبروں ہی میں دفن کیا جاتا ہے اس لئے اس آیت سے قبر کے لئے حفر اکھودنے کی فرضیت ثابت کرنا صحیح نہیں **۸** فلینظر الانسان یہ ثبوت قیامت پر عقلی دلیل ہے۔ قضبا ترکاریاں۔ غلب گنجان اَبًّا گھاس۔ انسان کو چاہیئے کہ وہ اپنے کھانے پینے کی اشیار کو دیکھے کس طرح ہم نے ان کو پیدا کیا ہے ہم نے آسمان سے مینہ برسایا، پھر زمین کو شق کردیا اور اس میں غلے انگور، ترکاریاں، زیتون، کھجوریں، ہر قسم کے گنجان باغات، میوہ جات اور گھاس پیدا کی۔ یہ تمام چیزیں تمہارے اور تمہارے چوپایوں کے لئے سامان زندگی ہیں۔ یہ سارے انعامات کس نے عطار کئے ہیں ذرا غور تو کرو اور بتاؤ جو مردہ زمین کو زندہ کرکے اس میں انواع واقسام نبات پیدا کرسکتا ہے کیا وہ مردوں کو دوبارہ زندہ نہیں کرسکتا ضرور کرسکتا ہے اور کرے گا اور جب وہ مردوں کو دوبارہ زندہ کریگا اس دن لوگوں کا جو حال ہوگا اس کی کیفیت بھی سن لو **۹** فاذا جاءت۔ یہ تخویف اخروی ہے اور اس میں سورت کا دعوی مذکور ہے۔ علی سبیل الترقی یہاں قیامت کی شدت اور ہولناکی کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ ہر شخص کو صرف اپنی جان کی فکر ہوگی۔ یہاں تک آدمی اپنے بھائی، اپنے باپ اور اپنے بیوی بچوں سے بھی دور بھاگے گا اور کوئی کسی کے کام نہیں آسکیگا۔ ہر شخص کو اپنی جان کے لالے پڑے ہوں گے اور وہ اپنے انجام کی فکر میں دوسروں سے بالکل بے خبر اور غافل ہوگا **۱۰** وجوہ یومئذ یہ بشارت اخرویہ ہے۔ مسفرۃ مضیئۃ روشن تاباں قیامت کے دن کچھ چہرے روشن ہوں گے اور مسرت وشادمانی سے کھلے ہوں گے یہ مومنین کے چہرے کھلے ووجوہ یومئذ علیہا غبرۃ یہ تخویف اخروی ہے غبرۃ گرد وغبار، اداسی اور مردنی سیاہی، ذلت ورسوائی۔ اور کچھ چہرے ایسے ہونگے جن پر مایوسی اور مردنی چھائی ہوگی اور ذلت و رسوائی سے سیاہ پڑ جائیں گے۔ یہ کون ہوں گے؟ یہ کفار وفجار ہوں گے جنہوں نے دنیا میں اسلام کی دعوت کو ٹھکرایا اور خدا کے احکام سے بغاوت کی غبرۃ غبار ودخان ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ قترۃ ذلۃ وشدۃ (قرطبی) وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

شَآءَ اَنْشَرَهٗ ؕ﴿۲۲﴾ كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ ؕ﴿۲۳﴾ فَلْيَنْظُرِ
چاہا اٹھا نکالا اسکو ہرگز نہیں پورا کیا جو اس کو فرمایا اب دیکھ لے

الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖۤ ﴿۲۴﴾ اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ﴿۲۵﴾
آدمی اپنے کھانے کو کہ ہم نے ڈالا پانی اوپر سے گرتا ہوا

ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ﴿۲۶﴾ فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا ﴿۲۷﴾ وَّ
پھر چیرا زمین کو پھاڑ کر پھر اگایا اس میں اناج اور

عِنَبًا وَّقَضْبًا ﴿۲۸﴾ وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا ﴿۲۹﴾ وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا ﴿۳۰﴾
انگور اور ترکاری اور زیتون اور کھجوریں اور گھن کے باغ

وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا ﴿۳۱﴾ مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ؕ﴿۳۲﴾ فَاِذَا
اور میوہ اور گھاس کام چلانے کو تمہارے اور تمہارے چوپایوں کے پھر جب ۹

جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ﴿۳۳﴾ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ﴿۳۴﴾
وہ آئے کان پھوڑنے والی ف جس دن کہ بھاگے مرد اپنے بھائی سے

وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ﴿۳۵﴾ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ﴿۳۶﴾ لِكُلِّ امْرِئٍ
اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے اور اپنی ساتھ والی سے اور اپنے بیٹوں سے ہر مرد کو

مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ﴿۳۷﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ
ان میں سے اس دن ایک فکر لگا ہوا ہے جو اس کیلئے کافی ہے اور کتنے منہ اس دن

مُّسْفِرَةٌ ﴿۳۸﴾ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ﴿۳۹﴾ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ
ہنستے خوشیاں کرتے اور کتنے منہ اس دن

عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ﴿۴۰﴾ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴿۴۱﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ
ان پر گرد پڑی ہے چڑھی آتی ہے ان پر سیاہی یہ لوگ وہی ہیں

الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ﴿۴۲﴾
جو منکر ہیں ڈھیٹھ

ع ۱ ۲ ۵

۸ قیامت پر دلیل عقلی ۱۲

۹ تخویف اخروی ۱۲

۱۰ بشارت اخروی ۱۲

۱۱ تخویف اخروی ۱۲

موضح قرآن ف یعنی ایسی سخت اور جس سے لوگوں کے کان بہرے ہو جائیں یہ مراد ہے صور سے۔

سورۃ التکویر

ربط سورۃ عبس میں بیان کیا گیا تھا کہ قیامت کا دن اس قدر ہولناک ہوگا کہ ہر آدمی اپنے اعزہ واقارب سے بھی دور بھاگے گا اور ہر آدمی اپنے ہی حال میں مشغول ہوگا۔ اب یہاں اس سے بطور ترقی فرمایا قیامت کے دن حساب کتاب کے بعد تم سیدھے اپنے اپنے ٹھکانوں میں جاؤ گے اور ہمیشہ کے لئے ان میں رہو گے۔

خلاصہ

اذا الشمس کورت ــــ **تا** ــــ واذا الجنۃ ازلفت **تخویف اخروی، احوال قیامت کا مجمل خلاصہ بارہ احوال چھ دنیوی اور چھ اخروی**

فلا اقسم بالخنس ــــ **تا** ــــ والصبح اذا تنفس ○ **تخویف اخروی بطور ترقی اور احوال قیامت پر شواہد۔ جواب قسم محذوف ہے۔**

انہ لقول رسول کریم ــــ **تا** ــــ وما ھو بقول شیطن رجیم ○ **تمہید برائے زجر آئندہ واشارہ بدلیل وحی۔ یہ عظیم الشان قرآن ایک معزز، طاقتور اور خدا کے یہاں نہایت مقرب اور امین فرشتہ لے کر آیا ہے۔ یہ کوئی شیطانی کلام نہیں، نہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (عیاذا باللہ) دیوانے ہیں۔**

فاین تذھبون ــــ **تا** ــــ **آخر زجر برائے کفار۔ ایسی عظیم الشان کتاب کے ہوتے ہوئے تم اس سے ہدایت حاصل کیوں نہیں کرتے ہو اور کہاں جارہے ہو۔ یہ قرآن تمام لوگوں کے لئے نصیحت ہے جو چاہے قرآن کی ہدایت پر عمل کرکے سیدھی راہ اختیار کرے۔**

۲ اذا الشمس کورت۔ **تخویف اخروی۔ یہاں بارہ احوال مذکور ہیں پہلے چھ احوال قیام قیامت سے پہلے ظاہر ہوں گے اور پچھلے چھ قیام ساعت کے بعد جب سورج لپیٹ دیا جائے گا یعنی سورج بے نور ہو جائیگا اور اطراف عالم میں پھیلی ہوئی اس کی روشنی کو لپیٹ دیا جائے گا (مدارک) واذا النجوم انکدرت اور جب تارے بے نور ہو جائیں گے۔ اور ٹوٹ کر زمین پر گر پڑینگے۔** واذا الجبال سیرت **اور جب پہاڑوں کو زمین سے اکھیڑ کر اس کے ریزے ہوا میں اڑا دیئے جائیں گے** واذا العشار عطلت۔ عشار، **عشراء کی جمع ہے وہ اونٹنی جس کے حمل پر دس ماہ گذر چکے ہوں۔ عربوں کے یہاں وہ نہایت قیمتی شمار ہوتی ہیں اور اس کے بعد وضع حمل تک وہ ان کو کبھی تنہا نہیں چھوڑتے لیکن جب قیامت ہوگی تو شدت ہول سے یہ قیمتی اونٹنیاں بھی مالکوں کو بھول جائیں گی اور ان کو چرواہوں کے بغیر چھوڑ دیا جائے گا۔** واذا الوحوش حشرت **وحشی اور جنگلی جانور جو ہمیشہ آبادیوں اور انسانوں سے دور بھاگتے اور جنگلوں میں رہتے ہیں قیامت کے خوف وہراس کی وجہ سے آبادیوں کا رخ کریں گے۔ اور پالتو جانوروں اور انسانوں سے رل مل جائینگے۔ جیسا کہ مشاہدہ ہے کہ خوف وہیبت کے وقت جانور انسانوں کے پاس آکر جمع ہو جاتے ہیں۔ اس آیت سے قیامت کے دن حشر بہائم مراد نہیں کیونکہ بہائم کا حشر ان کی موت ہی ہے۔ حضرت ابن عباس رضہ، عکرمہ بربری رح ضحاک بن مزاحم رح، امام غزالی رح اور امام آلوسی رح کا یہی مسلک ہے۔** عن ابن عباس فی قول اللہ (واذا الوحوش حشرت) قال حشر البھائم موتھا وحشر کل شیئ الموت غیر الجن والانس فانھما یوقفان یوم القیامۃ **(ابن جریر ج ۳۰ ص ۶۷، ابن کثیر ج ۴ ص ۴۷۶، معالم وخازن ج ۷ ص ۲۱۲، جامع البیان ص ۵۰۴، مدارک ج ۴ ص ۲۵۱)**

عن الضحاک واذا الوحوش حشرت قال حشرھا موتھا (الدر المنثور ج ۶ ص ۳۱۸) وقال عکرمۃ حشرھا موتھا (ابن کثیر ج ۴ ص ۴۷۶)

قال حجۃ الاسلام الغزالی وجماعۃ انہ لا یحشر غیر الثقلین لعدم کونہ مکلفا ولا اھلا للکرامۃ بوجہ (روح ج ۳۰ ص ۵۲)

باقی رہی وہ صحیح حدیث جس میں آتا ہے کہ قیامت کے دن جانوروں کو اٹھایا جائے گا اور بے سینگ والے جانور سینگ والوں سے بدلہ لیں گے تو اس کے بارے میں علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس آیت کی تفسیر کے طور پر وارد نہیں ہوئی اور

ممکن ہے وہ عدل تام سے کنایہ ہو اس لئے یہ حدیث بھی اس مفہوم میں نص نہیں ولیس فی ھذا الباب نص من کتاب او سنۃ معول علیہا یدل علی حشر غیرھما من الوحوش وخبر مسلم والترمذی وان کان صحیحا لکنہ لم یخرج مخرج التفسیر للآیۃ ویجوز ان یکون کنایۃ عن العدل التام والی ھذا القول امیل الخ (روح ج ۳۰ ص ۵۲) ۲ھ حضرت ابی بن کعب رض فرماتے ہیں وفزعت الجن الی الانس، والانس الی الجن واختلطت الدواب والطیر والوحوش ماجوا بعضھم فی بعض (ابن جریر ج ۳۰ ص ۴۳) حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رح فرماتے ہیں یعنی جنگل کے جانور جو آدمی کے سایہ سے بھاگتے ہیں مضطرب ہو کر شہر میں آگھسیں اور پالتو قسم کے جانوروں میں مل جائیں جیسا کہ اکثر خوف کے وقت دیکھا گیا ہے" ۳ھ واذا البحار سجرت اور جب دریا پانی سے بھر دیئے جائیں زلزلۂ قیامت کی وجہ سے سمندر میں ایسا ابال آئیگا کہ تمام دریا پانی سے بھر جائینگے، بلکہ خشکی بھی زیر آب ہو جائے گی۔ یہانتک وہ چھ احوال مذکور ہوئے جو نفخۂ اولیٰ کے بعد ظاہر ہوں گے آگے ان احوال کا بیان ہے جو نفخۂ ثانیہ کے بعد ظہور پذیر ہوں گے۔ واذا النفوس زوجت اور جب روحیں بدنوں سے ملادی جائیں گی اور تمام مردے زندہ ہو جائینگے یہ نفخۂ ثانیہ کے بعد کے احوال میں سے پہلا حال ہے واذا الموءودۃ سئلت اور جب زندہ در گور لڑکی کے بارے میں اس کو زندہ دفن کرنیوالے سے پوچھا جائیگا کہ اس کو کس جرم میں قتل کیا گیا۔

سُوْرَةُ التَّكْوِيْرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعٌ وَّاحِدٌ

سورہ تکویر ۱ مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی انتیس آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ① وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ② وَ

جب سورج کی ۲ دھوپ تہ ہوجائے ف۱ اور جب ستارے میلے ہو جائیں اور

اِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ③ وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ④ وَ

جب پہاڑ چلائے جائیں اور جب بیاتی اونٹنیاں چھٹی پھریں ف۲ اور

اِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ⑤ وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ⑥ وَ

جب جنگل کے جانوروں میں رول پڑ جائے اور جب دریا ۳ جھونکے جائیں ف۳ اور

اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ⑦ وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ⑧

جب جیوں کے جوڑے باندھے جائیں ف۴ اور جب بیٹی جیتی گاڑ دی گئی ۶ کو پوچھیں

بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ⑨ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ⑩ وَاِذَا

کہ کس گناہ پر وہ ماری گئی اور جب اعمالنامے کھولے جائیں اور جب

السَّمَآءُ كُشِطَتْ ⑪ وَاِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ ⑫ وَاِذَا

آسمان کا پوست اتارلیں ف۱ اور جب دوزخ دھکائی جائے اور جب

الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ ⑬ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ ⑭ فَلَآ

بہشت پاس لائی جائے جان لے گا ہر ایک جی جو لیکر آیا سو قسم ۷

اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ⑮ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ⑯ وَالَّيْلِ اِذَا

کھاتا ہوں میں پیچھے جانے والوں کی ۲ سیدھے چلنے والوں دبک جانیوالوں کی ف اور رات کی جب

عَسْعَسَ ⑰ وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ⑱ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ

پھیل جائے اور صبح کی جب دم بھرے مقرر ۵ یہ کہا ہے ایک بھیجے ہوئے

۱ تخویف اخروی بارہ احوال قیامت ۱۲

۲ تخویف اخروی
بعدہ زجر نفی ۳
۳ تنبیہ برائے زجر
اشارہ بدلیل وحی ۴

موضح قرآن ف۔ حدیث میں آیا ہے کہ جو چاہے کہ قیامت کو اس آنکھ سے دیکھے تو وہ سورۂ کورت کو پڑھے اور یہ بھی حدیث میں ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ کی طبیعت کی قوت سے ایسا نہیں معلوم ہوتا تھا کہ آپکے اس عمر میں کہ قریب ساٹھ برس کے ہے ایسی کمزوری اور ضعف لاحق ہوگی۔ برخلاف اسکے اب ظاہر ہوا۔ حضرت نے فرمایا کہ ان پانچ سورتوں نے مجھ کو ضعیف کردیا سورہ ہود، سورہ واقعہ، سورہ مرسلات، سورہ عم یتساءلون، سورہ کورت کیونکہ ان سورتوں میں اللہ کے عذاب کا حال ہے جو دنیا میں اور آخرت میں پیغمبروں کی مخالفت سے لوگوں پر گذرا ہے اور گذرے گا مذکور ہے اس کے سننے سے اپنی امت کا غم مجھ پر غلبہ کرتا ہے اور غم کا خلاصہ یہی ہے کہ جوان آدمی کو بوڑھا بنا دیتا ہے تفسیر فتح العزیز سے لکھا ہے۔ ف۲۔ بیانے کے قریب اونٹنی بہت عزیز ہوتی ہے بچے اور دودھ کی توقع سے منہ رحمہ اللہ ف۳۔ پانی کا دریا دھواں اور آگ بن جاوے کہ جسکے سبب ہوا نہایت گرم ہو کر محشر کے بے ایمانوں کو دکھ پہنچائے اور تنور کی طرح جھونکنے سے ابلے۔ ف۴۔ یعنی قسم قسم کے گنہگار اکٹھے ہوں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ف۵۔ سات تارے آسمان میں جدی چال چلتے ہیں ان میں پانچ جو سورج چاند کے سوا ہیں زحل مشتری مریخ . زہرہ، عطارد ان کی چال اس ڈھب سے ہے کبھی مغرب سے مشرق کو چلیں یہ سیدھی راہ ہوئی کبھی ٹھٹک کر الٹے پھریں کبھی سورج کے پاس آکر کتنے دنوں تک غائب رہیں۔ ۱۲ منہ ۱۲ ارح

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی سرخ شود مانند تری کہ پوست او سلخ کردہ باشد ۱۲۔ ف۲۔ مترجم گوید زحل ومشتری ومریخ وزہرہ وعطارد پنج ستارہ متحیر اند چون سیر کردہ بمقامی رسند از ان باز میگردند وبمقامی کہ طی کردہ بودند اقبال نمایند وچون وقت احتراق آید غائب شوند واللہ اعلم ۱۲۔

واذا الصحف نشرت اور جب اعمالنامے حساب کتاب کے لئے کھولے جائیں گے یا مومنوں اور کافروں کے درمیان ان کے اعمالنامے تقسیم کئے جائیں گے۔ واذا السمآء کشطت، اور جب آسمان چھیل دیئے جائیں گے واذا الجحیم سعرت اور جب دوزخ بھڑکا دیا جائیگا واذا الجنۃ اور جب جنّت نزدیک کردی جائیگی علمت نفس ما احضرت، یہ تمام قسموں کا جواب ہے جب مذکورہ بالا امور ظاہر ہوں گے یعنی قیامت قائم ہو جائے گی اس وقت ہر شخص کو اپنے اعمالِ خیر و شر معلوم ہوجائیں گے جو اس نے دنیا میں کئے تھے۔

كَرِيْمٍ ⑲ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ⑳ مُّطَاعٍ

عزت والے کا قوت والا عرش کے مالک کے پاس درجہ پانے والا سب کا مانا ہوا

ثَمَّ اَمِيْنٍ ㉑ وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ㉒ وَلَقَدْ

وہاں کا معتبر ہے ف۱ اور یہ نہیں تمہارا رفیق کچھ دیوانہ نہیں اور اس نے

رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ㉓ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ㉔

دیکھا ہے اس فرشتے کو آسمان کے کھلے کنارہ کے پاس اور یہ ہے غیب کی بات بتانے میں بخیل نہیں

وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ㉕ فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ㉖

اور یہ کہا ہوا نہیں کسی شیطان مردود کا پھر تم کدھر چلے جاتے ہو

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ㉗ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ

یہ تو ایک نصیحت ہے جہان بھر کے واسطے جو کوئی چاہے تم میں سے کہ

يَّسْتَقِيْمَ ㉘ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ㉙

سیدھا چلے اور تم جبھی چاہو کہ چاہے اللہ سارے جہان کا مالک

ع ۱ ۲۹ ۶

سُوْرَةُ الْاِنْفِطَارِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعٌ وَّاحِدٌ

سورۃ انفطار مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی انیس آیتیں ہیں اور ایک رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ① وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ②

جب آسمان پھٹ جائے اور جب تارے جھڑ پڑیں

وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ③ وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ④ عَلِمَتْ

اور جب دریا ابل نکلیں ف۲ اور جب قبریں زیر و زبر کر دی جائیں ف۳ جان لے

نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ ⑤ يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا

ہر ایک جی جو کچھ کہ آگے بھیجا اور پیچھے چھوڑا اے آدمی کس

۱۔ زجر برائے کفار ۱۳

۲۔ تخویف اخروی ۱۳

۳۔ زجر ۱۲

۵۴ فلا اقسم۔ یہ تخویف اخروی ہے سورۂ عبس کے مقابلہ میں بطور ترقی اور دن رات اور تاروں کے احوال سے قیامت کے دن لوگوں کے مختلف احوال پر شواہد پیش کئے گئے ہیں۔ الخنس، خانس اور خانسۃ کی جمع ہے سیدھے چل کر پھر واپس آنے والے۔ الجوار، جاریۃ کی جمع ہے۔ تیزی کے ساتھ رواں دواں الکنس کانس اور کانسۃ کی جمع ہے یعنی روشنی دکھانے کے بعد تحت الشعاع آکر چھپ جانے والے عسعس ای ادبر جب رات اپنی تاریکی کیساتھ پیٹھ پھیرتی ہے۔ تنفس ای اسفر جب صبح کا اجالا نمودار ہوتا ہے جسطرح خمسہ متحیرہ، زحل، مشتری، مریخ، زہرہ اور عطارد ابتداء سفر میں سیدھے چلتے ہیں پھر الٹے چل کر واپس اپنے مقام میں پہنچ جاتے ہیں اسی طرح تم بھی دنیوی زندگی کا سفر ختم کرکے پھر الٹے پاؤں چل کر جہاں سے آئے تھے وہیں واپس پہنچ جاؤ گے۔ الجوار تیزی کیساتھ سیدھے چلنے والے، اسی طرح تم بھی اپنے مقاموں کیطرف سیدھے چلو گے اور جسطرح تارے روشنی دکھانے کے بعد چھپ جاتے ہیں اسی طرح تم دنیا میں زندگی بسر کرنے کے بعد مر جاؤ گے۔ اور جسطرح رات جاتی ہے اور اسوقت مختلف حالات پیدا ہوتے ہیں۔ اور صبح ہوتی ہے اور مختلف حالات آتے ہیں۔ اسی طرح تم بھی مختلف احوال سے گذرو گے جواب قسم محذوف ہے ای لترکبن طبقا عن طبق بقرینۃ فلا اقسم بالشفق الخ (انشقاق)

۵۵ انہ لقول یہ زجر کے لئے تمہید ہے اور دلیل وحی کی طرف اشارہ ہے یعنی عقلی نمونہ تو تم نے سن لیا اب یہ بھی سن لو کہ میں جو کچھ کہتا ہوں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ وحی سے کہتا ہوں اور وحی وہ فرشتہ لاتا ہے جو بڑی قوت کا مالک اور عرش والے بادشاہ کے نزدیک بڑی عزت اور بڑے مرتبے والا اور امین ہے۔ وہ ساتوں آسمانوں کے فرشتوں میں حاکم مطاع ہے تمام فرشتے اس کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں مراد جبریل علیہ السلام ہیں۔

موضح قرآن۔ ف۱ یہ حضرت جبریل کی صفت ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۲ یعنی سمند کا پانی زمین پر زور کرے ۱۲۔ ف۳ یعنی جو چیز زمین کی تہ میں تھی اوپر آوے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۶ھ وما صاحبکم، یہ مشرکین کے لئے زجر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مجنون کہتے تھے فرمایا آپ مجنون نہیں ہیں۔ قرآن ایسا فصیح و بلیغ اور حکمت و معرفت سے لبریز کلام کسی مجنون کی زبان پر جاری نہیں ہو سکتا۔ آپ وحی لانے والے فرشتے کو بھی افق پر اس کی اصلی شکل میں دیکھ چکے ہیں۔

۷ھ وما ھو۔ ضنین کے معنی بخیل کے ہیں یعنی اللہ کی طرف سے جو علوم و معارف آپ پر نازل ہوتے ہیں، ان کی تعلیم و تبلیغ میں آپ بخل نہیں کرتے۔ یہ قرآن وحی الٰہی ہے۔ شیطانی کلام یا شیطانی القاء نہیں ہے۔

فاین تذھبون، تم کدھر جا رہے ہو اور کس قدر بے عقلی کی باتیں کرتے ہو، ایسی عظیم الشان کتاب میں غور و فکر کرکے اس سے ہدایت حاصل نہیں کرتے ہو۔ حالانکہ یہ کتاب تمام جہانوں کے لئے ہدایت اور نصیحت ہے۔ تم میں سے ہر اس شخص کے لئے نصیحت ہے جو سیدھی راہ پر اور دین اسلام پر چلنا اور اس پر قائم رہنا چاہے۔ قرآن بے شک تمام بنی آدم کے لئے ہدایت نامہ ہے مگر اس سے فائدہ صرف وہی اٹھائیں گے جو ضد و تعصب سے بالاتر ہو کر انصاف کی نظر سے اس کا مطالعہ کریں گے اور حق و صداقت کی جستجو کا جذبہ بھی ان کے سینوں میں موجزن ہو گا۔

۸ھ وما تشآءون۔ لیکن تمہارے ارادے اللہ تعالٰے کی مشیّت کے تابع ہیں اور ہدایت و ضلالت اللہ کے اختیار میں ہے ہدایت صرف ان کو نصیب ہوتی ہے جو خدا کی طرف انابت اور رجوع کرنے والے ہوں اور ہدایت حاصل کرنا چاہتے ہوں لیکن جو لوگ حق کو سمجھ کر محض ضد و عناد کی وجہ سے حق کو ٹھکراتے ہیں ان کے دلوں پر مہر جباریت لگا دی جاتی ہے اور ان کو ہدایت کی توفیق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

۱ے

سُورۃ الانفطار

ربط سورۃ انفطار میں، التکویر میں مذکور احوال سے صرف چار دنیوی اور اخروی احوال ذکر کئے گئے لیکن اس کے مقابلے میں بطور ترقی۔ تفصیل تفسیر میں آرہی ہے۔ اسی طرح اس سُورت میں تخویف اخروی میں بھی ترقی ہے۔ وہاں مذکور ہوا کہ تم سیدھے اپنے مقامات کی طرف چلو گے اور ان میں قائم رہوگے یہاں فرمایا وماھم عنہا بغائبین یعنی وہ اپنے ٹھکانوں سے کبھی نہ نکلیں گے۔ سورۃ تکویر میں توحید کا ذکر نہیں، لیکن انفطار میں نفی شفاعت قہریہ اور نفی کارسازی از غیر اللہ کا بیان آخر میں موجود ہے یوم لا تملك نفس لنفس شیئا ط والامر یومئذ للہ ٥

خلاصہ

اذا السماء انفطرت ــــ تا ــــ واذا القبور بعثرت۔ تخویف اخروی۔ احوال قیامت کا ذکر سورتِ سابقہ سے علی سبیل الترقی
یاایھا الانسان ــــ تا ــــ فی ای صورۃ ماشاء رکبك ٥ زجر۔ اے انسان، ایسے مہربان ربّ سے تجھے کس چیز نے غافل کردیا ہے اس نے تجھے پیدا کیا اور تجھے حسن وجمال عطاء فرمایا۔ اس کا تو تجھے شکر ادا کرنا چاہیئے تھا
کلا بل تکذبون بالدین ــــ تا ــــ یعلمون ما تفعلون متعلق بہ زجر ہے۔ تم قیامت کو نہیں مانتے ہو حالانکہ تمہارے اعمال کا پورا پورا حساب رکھا جارہا ہے
ان الابرار لفی نعیم بشارت اخرویہ و ان الفجار لفی جحیم ٥ ــــ تا ــــ ثم ما ادرٰك ما یوم الدین ٥
تخویف اخروی۔ یوم لا تملك نفس لنفس شیئا ط والامر یومئذ للہ ٥ بیان توحید، نفی شفاعت قہریہ۔

۲ے اذا السماء انفطرت، تخویف اخروی۔ حالات قیامت کا بیان سُورتِ سابقہ سے علی سبیل الترقی۔ آسمان پھٹ جائیگا یعنی چھیلا جانے کے بعد واذا الکواکب انتثرت۔ اور بے نور ہوجانے کے بعد تارے جھڑ جائیں گے واذا البحار فجرت اور دریا بھر جانے کے بعد جاری کئے جائینگے۔ و اذا القبور بعثرت اور اہل قبور کو اٹھایا جائے گا۔
علمت نفس الخ جواب قسم ہے۔ جب قیامت قائم ہوجائیگی تو ہر نفس کو اپنے تمام اعمال خیر وشر کا علم ہوجائیگا، کیونکہ ہر شخص کو اس کا اعمالنامہ دیدیا جائے گا جسے پڑھ کر وہ سب کچھ معلوم کرلے گا۔

۳ے یاایھا الانسان۔ یہ زجر ہے۔ اے انسان تجھے اپنے رب کے بارے میں کس چیز نے دھوکہ میں ڈال رکھا ہے کہ تو اس کے احکام سے غافل ہوکر عصیان وطغیان پر کمربستہ ہوچکا ہے وہ نہایت مہربان اور بخشش کرنے والا ہے۔ اس نے تجھے پیدا کیا، ہر عضو کو صحیح سالم بنایا اور تمام اعضاء کو متناسب بنا کر قد وقامت، نقش ونگار اور حسن وجمال کے جس مرتبہ میں چاہا تجھے ڈھالا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت و بخشش اور اس کی شان کریمی پر تمہیں مغرور ہوکر اس کی اطاعت سے تجھے غافل نہیں ہوجانا چاہیئے بلکہ اس کی نعمتوں کا شکر کرنا اور اس کی عبادت وطاعت کو اپنا شعار زندگی بنانا چاہیئے۔

۴ے کلا۔ یہ ماقبل سے ردع کہ تمہیں اللہ تعالیٰ کی شانِ کریمی سے مغرور ہوکر اس سے غافل نہیں ہونا چاہیئے۔
بل تکذبون بالدین۔ یہ ماقبل سے ترقی ہے کہ تم اللہ کے احکام سے غفلت کو ختم کرنے کے بجائے ایک اور بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کررہے اور سرے سے جزاء وسزاء کو جھٹلا رہے ہو۔ انتم لا ترتدعون عن ذلك بل تجترؤن علی اعظم منه حیث تکذبون بالجزاء والبعث راسا (روح ج ۳۰ ص ۶۵)

۵ے وان علیکم۔ تم حشر ونشر اور جزاء وسزا کا انکار کرتے ہو حالانکہ تم پر نگران فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کے نزدیک عزت والے ہیں اور تمہارے تمام نیک و بد اعمال کو لکھتے رہتے ہیں وہ تمہارے تمام چھوٹے بڑے اور اچھے بُرے عملوں کو جانتے ہیں۔ کیونکہ خلوت وجلوت

میں وہ تمہارے ساتھ ہوتے ہیں۔ یعلمون ما تفعلون اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتے صرف ظاہری اعمال ہی کو جانتے ہیں اور دلوں کے ارادوں کو نہیں جانتے ان کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ ان الابرار لفی نعیم۔ یہ بشارت اخرویہ۔ نیک لوگ اور اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندے قیامت کے دن ہر قسم کی نعمتوں میں ہونگے ۶ وان الفجار۔ یہ تخویف اخروی ہے۔ اور اللہ کے نافرمان اور اس کی حدود کو توڑنیوالے دوزخ میں ہوں گے قیامت کے دن فصلِ جزاء اور سزا کے بعد وہ اس میں داخل ہوں گے وما ھم عنہا بغائبین یہ حالت قیامت سورتِ سابقہ سے علی سبیل الترقی ہے۔ دوزخی دوزخ میں اپنے اپنے مقامات میں پہنچ جانے کے بعد ایک لحظہ بھی غائب نہیں ہو سکیں گے اور ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیں گے ۷ وما ادرٰک۔ یوم قیامت کی عظمت و شدّت کا بیان ہے۔ فرمایا تمہیں کیا معلوم جزاء و سزا کا دن کس قدر ہولناک اور فیصلہ کن ہوگا پھر کہتا ہوں تمہیں کیا معلوم یوم جزاء کس قدر ہولناک ہوگا۔ یوم لا تملک الخ سورتِ سابقہ علی سبیل الترقی بیان توحید ہے اس میں شفاعت قہریہ کی نفی کی گئی ہے اور یوم جزاء کا ایک نہایت ہی ہولناک اور مایوس کن پہلو بیان کیا گیا ہے کہ اس دن کوئی نفس کچھ بھی کسی کے کام نہیں آئے گا۔ مشرکین نے اپنے جن خود ساختہ معبودوں کو شفیع غالب سمجھ رکھا ہے قیامت کے دن وہ اپنے پوجاریوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکیں گے اور اس دن سارا کاروبار اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہوگا۔ دنیا کے کاروبار میں تو لوگوں کو اختیارات دیئے گئے ہیں، مگر وہاں کسی کو کوئی اختیار نہ ہوگا (والامر یومئذ للہ) وحدہ لا یملک اللہ فی ذلک الیوم احدا شیئا من الامر کما ملکھم فی الدنیا (مظہری ج ۱۰ ص ۲۱۶) اس سے شفاعت انبیاء علیہم السلام اور شفاعتِ مومنین کی نفی نہیں ہوتی، کیونکہ شفاعت اللہ تعالیٰ کے اذن سے ہوگی اور شفاعت کا اذن تملیک نہیں ہے

موضح قرآن ف ٹھیک کیا بدن میں۔ برابر کیا خصلت میں۔

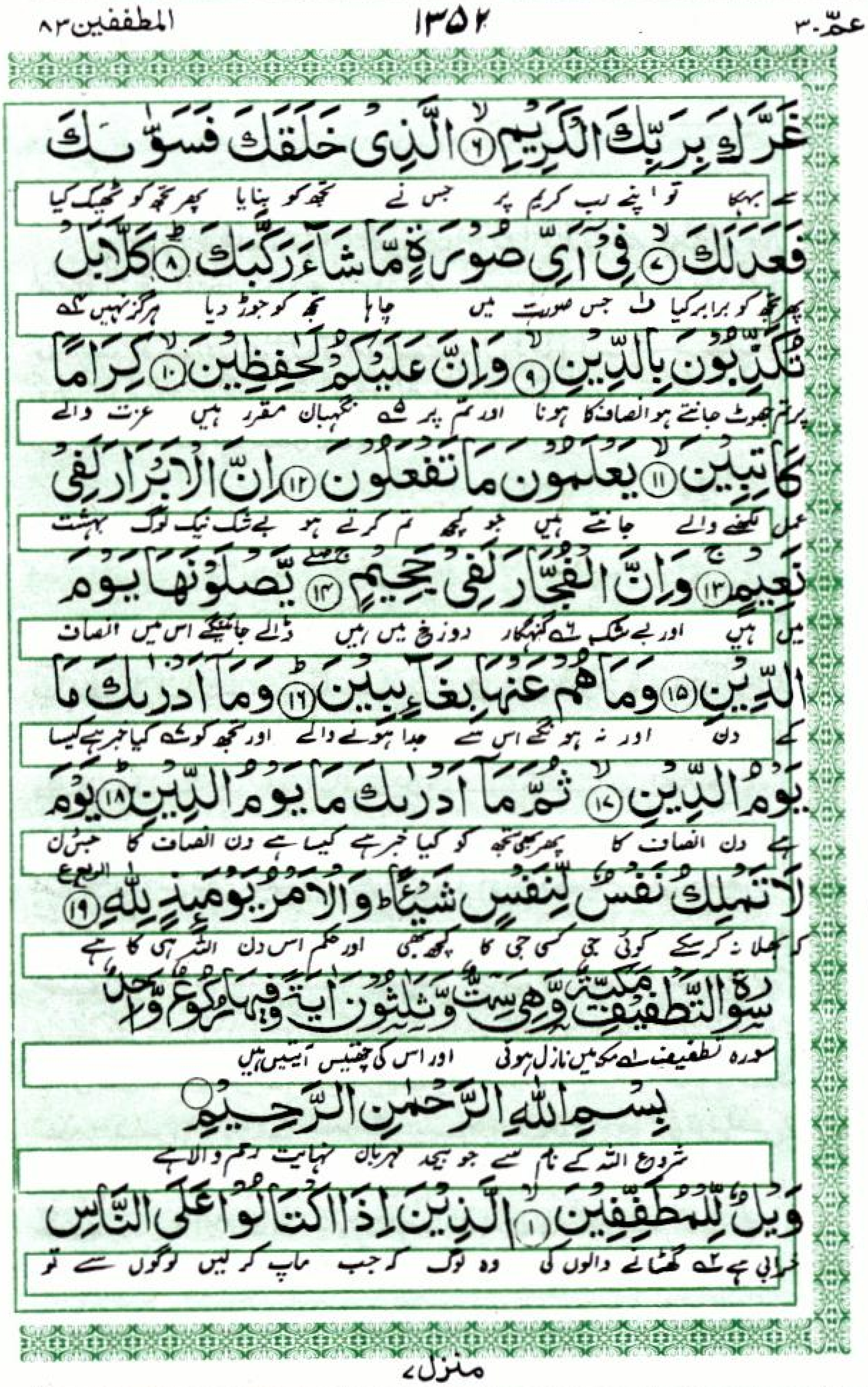
عمّ ۳۰ ۱۳۵۲ المطففین ۸۳

غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ⑥ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ
سے بہکا تو اپنے رب کریم پر جس نے تجھ کو بنایا پھر تجھ کو ٹھیک کیا
فَعَدَلَكَ ⑦ فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ⑧ كَلَّا بَلْ
پھر تجھ کو برابر کیا ف جس صورت میں چاہا تجھ کو جوڑ دیا ہرگز نہیں کہ
تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ⑨ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ⑩ كِرَامًا
پر تم جھوٹ جانتے ہو انصاف کا ہونا اور تم پر تو نگہبان مقرر ہیں عزت والے
كَاتِبِيْنَ ⑪ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ⑫ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ
عمل لکھنے والے جانتے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو بے شک نیک لوگ بہشت
نَعِيْمٍ ⑬ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ ⑭ يَّصْلَوْنَهَا يَوْمَ
میں ہیں اور بے شک گنہگار دوزخ میں ہیں ڈالے جائینگے اس میں انصاف
الدِّيْنِ ⑮ وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَآئِبِيْنَ ⑯ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا
کے دن اور نہ ہونگے اس سے جدا ہونے والے اور تجھ کو کچھ کیا خبر ہے کیسا
يَوْمُ الدِّيْنِ ⑰ ثُمَّ مَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ⑱ يَوْمَ
ہے دن انصاف کا پھر بھی تجھ کو کیا خبر ہے کیسا ہے دن انصاف کا جس دن
لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا ۭ وَالْاَمْرُ يَوْمَىِٕذٍ لِّلّٰهِ ⑲ الربع
کہ بھلا نہ کر سکے کوئی جی کسی جی کا کچھ بھی اور حکم اس دن اللہ ہی کا ہے
سُوْرَةُ الْمُطَفِّفِيْنَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتٌّ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعٌ وَّاحِدٌ
سورہ تطفیف مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی چھتیس آیتیں ہیں
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے
وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ① الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ
خرابی ہے گھٹانے والوں کی وہ لوگ کہ جب ماپ کر لیں لوگوں سے تو

منزل ۷

۱ متعلق بہ زجر ۱۲

۲ بشارت اخرویہ ۱۲

۳ تخویف اخروی ۱۲

ع ۱ ۱۹ ۲

نقطہ ۷

۴ بیان توحید نفی شفاعت قہریہ ۱۲

۵ زجر ۱۲

سورۂ انفطار میں آیات توحید

یوم لا تملک نفس لنفس شیئا ط والامر یومئذ للہ ۵ نفی شفاعت قہریہ۔

سُورۃ المُطَفِّفِین

ربط سورت سابقہ کی نسبت اس میں احوال قیامت کا بیان علی سبیل الترقی ہے۔ سورۃ انفطار میں مذکور تھا کہ تم دوزخ سے کبھی نکل نہ سکو گے اب سورۃ مطففین میں علی سبیل الترقی بیان ہوگا کہ سب کے نام مخصوص رجسٹروں میں درج ہوں گے اور کوئی شخص کسی کی سفارش سے اپنا نام وہاں سے خارج نہیں کرا سکے گا۔

خلاصہ

ویل للمطففین ـــــ تا ـــــ یوم یقوم الناس لرب العلمین ٥ یہ، جو لوگ ناپ تول میں بددیانتی کرکے لوگوں کا مال کھاتے ہیں کیا وہ خدا کے یہاں قیامت کے دن حاضر نہیں ہوں گے؟

کلا ان کتب الفجار ـــــ تا ـــــ کتب مرقوم ٥ تخویف اخروی۔ ان فساق وفجار کے نام سجّین میں درج ہوں گے اور وہاں سے نام خارج نہیں کرا سکیں گے۔

ویل یومئذ للمکذبین ـــــ تا ـــــ وما یکذب بہ الا کل معتد اثیم ٥ قیامت کو جھٹلانیوالوں پر زجر۔ اذا تتلیٰ علیہ اٰیتنا قال اساطیر الاولین ٥ یہ جھٹلانے والوں پر شکوی ہے۔

کلا انہم عن ربہم یومئذ لمحجوبون ـــــ تا ـــــ ھذا الذی کنتم بہ تکذبون ٥ تخویف اخروی ہے۔

کلا ان کتب الابرار لفی علیّین ٥ ـــــ تا ـــــ یشرب بہا المقربون ٥ بشارت اخرویہ۔ ابرار واخیار کے نام علیّین میں درج ہوں گے وہ نعیم جنت میں مسرور وشاداں ہوں گے اور اعلیٰ قسم کے مشروبات سے ان کی تواضع ہوگی۔

ان الذین اجرموا کانوا من الذین اٰمنوا یضحکون ٥ تا آخر زجر برائی مشرکین وتخویف اخروی۔ مشرکین دنیا میں مسلمانوں کو نہایت حقیر سمجھتے تھے اور انھیں دیکھ کر ان پر ہنستے تھے اور ان کو گمراہ سمجھتے تھے۔ آج (قیامت کے دن) مؤمنین کافروں پر ہنسیں گے اور اس طرح ان سے انتقام لیا جائے گا۔

۲ھ ویل للمطففین یہ زجر ہے۔ علی الناس کا متعلق محذوف ہے جو اکتالوا کے فاعل سے حال ہے۔ ای مضرین علی الناس یا یہ اکتالوا سے متعلق ہے قال الفراء من وعلی یعتقبان فی ھذا الموضع لانہ حق علیہ فاذا قال اکتلت علیک فکانہ قال اخذت ما علیک (مدارک) ان کم تولنے والوں کے لئے ہلاکت اور ویل ہے جو لوگوں سے لیتے ہیں تو پورا پورا وصول کر لیتے ہیں، بلکہ اپنے حق سے زیادہ لے لیتے ہیں، اور جب دوسروں کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو ان کے حق سے ان کو کم دیتے ہیں ان کو ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ انھیں چاہیئے کہ وہ خدا سے ڈریں جو ظلم وزیادتی کی ان کو سخت سزا دے گا۔

۳ھ الا یظن۔ یہ لوگ دوسروں کی حق تلفی میں اس طرح منہمک ہیں گویا اس پر انھیں کوئی مواخذہ نہیں ہوگا وہ سمجھتے ہیں کہ قیامت کے دن میں جو نہایت شدید اور ہولناک ہوگا انہیں نہیں اٹھایا جائیگا اور ان سے اس ظلم وزیادتی کا حساب کتاب نہیں لیا جائیگا حالانکہ اس دن میں تمام انسانوں کو اٹھایا جائے گا اور سب رب العالمین اور احکم الحاکمین کے سامنے پیش ہوں گے جو پورا پورا حساب کرے گا اور مظلوموں کو ظالموں سے ان کا حق دلوائے گا اور پھر ظالموں کو ظلم وعدوان کی سخت سزا بھی دے گا۔

۴ھ کلا ان کتب الفجار۔ یہ تخویف اخروی ہے کلا بمعنی حقا ہے سجّین تحت الثری میں ایک مقام جس میں کافروں کی روحیں قیامت تک محبوس رہیں گی۔ وہیں ان کے اعمالنامے محفوظ ہوتے ہیں وہاں ایک دفتر (رجسٹر) بھی ہے جس میں تمام کافروں کے نام درج کئے جاتے ہیں وسجین علم لکتاب جامع دون فیہ اعمال الشیاطین واعمال الکفرۃ والفسقۃ من الثقلین (ابو السعود)

قال عبد الله بن عمر وقتادة ومجاهد والضحاك سجين هي الارض السابعة السفلى فيها ارواح الكفار (مظہری) اور مرقوم کے معنی مختوم (مہرزدہ) کے ہیں امر مرقوم ههنا المختوم (کبیر) وہ دفتر مہرزدہ ہوگا اس میں نہ کسی کا نام درج کیا جاسکے گا اور نہ کسی کافر کا نام اس سے خارج کیا جاسکیگا۔ ای مکتوب رقم لهم بشر لا يزاد فيهم احد ولا ينقص منهم احد (قرطبی ج ۱۹ ص ۲۵۶) **۵** ويل يومئذ۔ زجر وتخویف۔ جس دن یہ دفتر اعمال پیش ہوگا یعنی (قیامت کے دن) اس دن جزاء وسزاء کا انکار کرنے والوں کے لئے ہلاکت وتباہی اور عذاب شدید ہوگا۔ ومایکذب به الخ یہ بھی سورت سابقہ سے علی سبیل الترقی ہے کیونکہ وہاں مکذبین پر زجر تھا اور یہاں زجر کے علاوہ مکذبین کا بیان بھی ہے کہ تکذیب کس قسم کے لوگ کرتے ہیں۔ قیامت کے دن کا انکار صرف وہی کرسکتا ہے جو جہالت اور باپ دادا کی اندھی تقلید میں حد سے گذر چکا ہو اور شہوت نفسانیہ میں منہمک ہو کر ان کے نتائج بد سے غافل ہو چکا ہو۔ اذا تتلی علیه الخ یہ شکوی ہے یہ برائی اور نفس پرستی میں اس قدر منہمک ہوتا ہے کہ خدا کی آیتوں میں ذرہ برابر غور وتدبر نہیں کرسکتا بلکہ ان کو پہلے لوگوں کے قصے کہانیاں کہہ سکتا ہے **۶** کلا بل۔ یہ اس قول باطل سے ردع ہے۔ ان کو قرآن کے بارے میں ایسی باتیں نہیں کہنی چاہئیں۔ بل ماقبل سے ترقی کے لئے ہے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ان کی بداعمالیوں، کفر وشرک اور فسق وفجور کی وجہ سے

يَسْتَوْفُونَ ② وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوْ وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ ③

پورا بھر لیں اور جب ماپ کر دیں انکو یا تول کر تو گھٹا کر دیں

أَلَا يَظُنُّ أُولٰٓئِكَ أَنَّهُمْ مَّبْعُوثُونَ ④ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ ⑤

کیا خیال نہیں رکھتے وہ لوگ کہ ان کو اٹھنا ہے اس بڑے دن کے واسطے

يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِينَ ⑥ كَلَّآ إِنَّ كِتٰبَ

جسدن کھڑے رہیں لوگ راہ دیکھتے جہان کے مالک کی ہرگز نہیں بے شک اعمالنامہ

الْفُجَّارِ لَفِي سِجِّينٍ ⑦ وَمَآ أَدْرٰىكَ مَا سِجِّينٌ ⑧ كِتٰبٌ

گنہگاروں کا سجین میں ہے اور تجھ کو کیا خبر ہے کیا ہے سجین ف۲ ایک دفتر

مَّرْقُومٌ ⑨ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ⑩ الَّذِينَ يُكَذِّبُونَ

ہے لکھا ہوا ف۳ خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی جو جھوٹ جانتے ہیں

بِيَوْمِ الدِّينِ ⑪ وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ إِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ ⑫

انصاف کے دن کو اور اس کو جھٹلاتا ہے وہی جو بڑھ نکلنے والا گنہگار ہے

إِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ⑬ كَلَّا بَلْ

جب سنائے اس کو ہماری آیتیں کہے نقلیں ہیں پہلوں کی کوئی نہیں

رَانَ عَلٰى قُلُوبِهِمْ مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ⑭ كَلَّآ إِنَّهُمْ عَنْ

پر زنگ پکڑ گیا ہے ان کے دلوں پر جو وہ کماتے تھے کوئی نہیں وہ اپنے

رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ ⑮ ثُمَّ إِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيمِ ⑯

رب سے اس دن روک دیئے جائینگے پھر مقرر وہ گرنے والے ہیں آگ میں

ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِي كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُونَ ⑰ كَلَّآ إِنَّ

پھر کہا جائیگا یہ وہی ہے جس کو تم جھوٹ جانتے تھے ہرگز نہیں بیشک

كِتٰبَ الْأَبْرَارِ لَفِي عِلِّيِّينَ ⑱ وَمَآ أَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّونَ ⑲

اعمالنامہ نیکوں کا علیین میں ہے ف۴ اور تجھ کو کیا خبر ہے کیا ہے علیین

ر تخویف اخروی ۱۲

مر زجر برائے مکذبین قیامت ۱۲

ہ شکوی ۱۲

ع تخویف اخروی ۱۲

ہ بشارت اخروی ۱۲

موضح قرآن ف۱ اس سورت کے نازل ہونے میں اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینے میں تشریف لے گئے وہاں کے لوگ ماپ و وزن میں بہت چوری کرتے تھے تب یہ آیت نازل ہوئی اس کو سنکر سب نے وہ بات چھوڑ دی اور پیغمبر اور قرآن کی ہدایت سے درست ہوئے مشہور ہے کہ جب سے ابتک مدینے کے لوگوں کے برابر وزن اور ماپ میں کوئی راستباز نہیں۔ اور بعضے کہتے ہیں مکے میں نازل ہوئی تھی جب حضرت مدینے کو گئے وہاں کے آدمیوں کو اس بلا میں پھنسا دیکھا تب یہ سورت پڑھی۔ لوگوں نے جانا کہ اسوقت نازل ہوئی۔ عطاء مکی نے کہا ہے کہ مدینے کی راہ میں اتری ہجرت کے وقت یہ فائدہ تفسیر فتح العزیز سے لکھا۔ ف۲ سجین ایک مکان کا نام ہے کہ بہت تنگ اور تاریک ہے کہتے ہیں کہ وہ ساتوں زمین کے نیچے ہے۔ بدکاروں کی روح کو پہلے آسمان پر لے جاتے ہیں وہاں دخل نہیں ملتا پھر زمین پر لاتے ہیں کوئی جگہ قبول نہیں کرتی تب اس کو اسی تاریک مکان میں جہاں ایک سیاہ پتھر جس سے بدبو اور دھواں نکلتا ہے پڑا ہے اسکی اسم نویسی کے بعد اسی کے نیچے رکھتے ہیں قیامت تک وہیں رہتے ہیں۔ یہ فائدہ تفسیر فتح العزیز سے لکھا ف۳ یعنی ان کے نام وہاں داخل ہوتے ہیں مگر وہیں پہنچتے ہیں ف۴ علیین ایک مکان کا نام ہے جسکا سرا ساتوں آسمانوں کے اوپر عرش مجید کے داہنے پائے سے ملا ہوا اور نیچے سدرۃ المنتہی تک بہت بلند اور کشادہ اسکو دفتر قرار دیا ہے اللہ تعالی کے مقربوں کی روح وہاں پہنچتی ہے اور رہتی ہے اور عام مسلمانوں کی وہاں پہنچ کر پھر انکی اسم نویسی ہوکر اپنے درجے کے موافق والے آسمان میں یا زمین وآسمان کے بیچ یا چاہ زمزم میں رہتی ہے اور ایک طرح کا علاقہ قبر سے بھی اسکو رہتا ہے۔ یہ فائدہ فتح العزیز سے لکھا

ان کے دلوں پر زنگ لگ چکا ہے اور ان میں حق بات کو سمجھنے کی صلاحیت ہی باقی نہیں رہی **ے** کلا انھم۔ کلا بمعنی حقا ہے یقیناً کفار و مشرکین قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت سے محجوب و محروم ہوں گے پھر ان کو جہنم میں داخل کیا جائیگا اور ان سے کہا جائیگا یہی ہے وہ جہنم جس کا تم دنیا میں انکار کیا کرتے تھے **ے** کلا ان کتٰب الابرار۔ یہ بشارت اخرویہ ہے اور کلا بمعنی حقاً ہے۔ علّیّین ساتویں آسمان پر عرش عظیم کے نیچے ایک مقام ہے جو انبیاء علیہم السلام اور ابرار و اخیار کی روحوں کا مسکن ہے اس میں مؤمنوں کے اعمالنامے رکھے جاتے ہیں اور اس کے دفتر میں مومنوں کے نام درج کئے جاتے ہیں ابرار کے لئے یہ لکھا جا چکا ہے کہ وہ موت کے بعد پہلے علّیّین میں جائینگے جس دفتر (رجسٹر) میں مومنوں کے نام درج کئے جاتے ہیں وہاں کتابت و اندراج کے وقت مقرب فرشتے موجود ہوتے ہیں۔ یشھدہ المقربون یعنی الملائکۃ الذین ھم فی علّیّین یشھدون و یحضرون ذلک المکتوب (کبیر ج ۸ ص ۵۰۵) **ے** ان الابرار۔ مؤمنین جنت کی نعمتوں میں ہوں گے تختوں پر تکیہ لگائے اللہ تعالیٰ کے انعامات کی طرف دیکھ رہے ہوں گے ان کے چہروں سے نعیم جنت کی خوشی کے آثار نمایاں ہونگے اور ان کے چہرے ترو تازہ اور مسرت و شادمانی سے چمک رہے ہونگے۔ انھیں خالص، سفید اور نہایت اعلیٰ شراب پلائی جائیگی جو سربمہر ہوگی اور ان سے پہلے کسی نے اس کو ہاتھ تک نہ لگایا ہوگا اور اس کی مہر بھی کستوری کی ہوگی۔ جس شراب پر مہر لگانے کا مسالہ کستوری ہو اس سے اندازہ لگالیں کہ وہ شراب کس قدر عمدہ اور قیمتی ہوگی۔ و فی ذلک فلیتنافس المتنافسون رغبت کرنے والوں کو ایسی نعمتوں میں رغبت کرنی چاہیئے اور انکو حاصل کرنیکی کوشش کرنی چاہیئے اور اس رحیق (شراب خالص) میں تسنیم (ایک نہایت ہی اونچے درجہ کی شراب) کی آمیزش ہوگی جس کا عرش سے چشمہ ابلتا ہوگا اور اسے صرف مقربین ہی پئیں گے **ے** ان الذین۔ یہ مشرکین کے لئے زجر ہے۔ مشرکین قریش، فقراء مؤمنین پر بطور استہزاء ہنستے تھے اور جب کبھی مسلمان ان کے پاس سے گذرتے تو متکبرین قریش استحقار و تمسخر کے طور پر آنکھوں اور ابروؤں سے ان کی طرف اشارے کرتے تھے اور جب اپنے گھروں کو واپس آتے تو بہت خوش ہوتے کہ آج ان فقراء سے استہزاء و تمسخر کا خوب مزہ آیا۔ واذا راوھم جب مشرکین مسلمانوں کو دیکھتے تو یہ کہتے یہ لوگ گمراہ ہیں، حالانکہ ان کو مسلمانوں پر نگران مقرر نہیں کیا گیا تھا اور نہ انکو ان کی گمراہی اور ہدایت کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا تھا کہ وہ ان کی ہدایت و ضلالت کا فیصلہ کرتے پھریں **لے** فالیوم۔ دنیا میں مشرکین مسلمانوں پر ہنستے اور انکا تمسخر اڑاتے تھے۔ آج قیامت کے دن مسلمان جنت میں تختوں پر بیٹھے کافروں کو دوزخ میں زنجیروں سے جکڑے دیکھ کر ہنسیں گے ھل ثوب الکفار استفہام تقریر کے لئے ہے یعنی مشرکین و کفار دنیا میں جو کچھ کیا کرتے تھے اس کی ان کو پوری پوری سزا مل گئی۔

كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ⑳ يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ㉑ اِنَّ الْاَبْرَارَ

ایک دفتر ہے لکھا ہوا اس کو دیکھتے ہیں نزدیک والے یعنی فرشتے بےشک **ف** نیک لوگ

لَفِيْ نَعِيْمٍ ㉒ عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ㉓ تَعْرِفُ فِيْ

ہیں آرام میں تختوں پر بیٹھے دیکھتے ہوں گے پہچان لے تو

وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيْمِ ㉔ يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ ㉕

ان کے منہ پر تازگی آرام کی ان کو پلائی جاتی ہے شراب خالص مہر لگی ہوئی

خِتٰمُهٗ مِسْكٌ ؕ وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ㉖

جس کی مہر جمتی ہے مشک پر اور اس پر چاہیے کہ ڈھکیں ڈھکنے والے **ف**

وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ ㉗ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ㉘

اور اسکی ملونی ہے تسنیم سے وہ ایک چشمہ ہے جس سے پیتے ہیں نزدیک والے **ف**

اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ ㉙

وہ لوگ **ف** جو گنہگار ہیں تھے ایمان والوں سے ہنسا کرتے

وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ ㉚ وَاِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى

اور جب ہو کر نکلتے انکے پاس کو تو آپسمیں آنکھ مارتے اور جب پھر کر جاتے اپنے

اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ ㉛ وَاِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْٓا اِنَّ

گھر پھر جاتے باتیں بناتے اور جب ان کو دیکھتے کہتے بیشک

هٰٓؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ ㉜ وَمَآ اُرْسِلُوْا عَلَيْهِمْ حٰفِظِيْنَ ㉝ فَالْيَوْمَ

یہ لوگ بہک رہے ہیں اور اُن کو بھیجا نہیں ان پر نگہبان بنا کر **ف** سو آج

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ ㉞ عَلَى الْاَرَآئِكِ ۙ

ایمان والے منکروں سے ہنستے ہیں تختوں پر بیٹھے

يَنْظُرُوْنَ ㉟ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ㊱

دیکھتے ہیں اب بدلا پایا ہے منکروں نے جیسا کچھ کر تے تھے

ع ۱ ۸

ا زجر برائے مشرکین تخویف ۱۲

موضح قرآن **ف** شراب کی نہریں ہیں ہر کسی کے گھر میں لیکن یہ شراب نادر ہے جو ان کے زیر مہر رہتی ہے اور انکی قدر کے موافق مہر جمتی ہے مشک پر **ف** تسنیم لغت میں اسے کہتے ہیں کہ شربت کے اوپر اسکو خوشبو یا مزے کیواسطے جیسے گلاب و بید مشک ڈالتے ہیں اور یہاں بہشت کے ایک چشمے سے مراد ہے کہ بہت پاک و لذیذ شراب ہے اس میں مقربین اور سابقین صرف اُسی چشمے کو پیتے ہیں اور ابرار اصحاب یمین کو اس میں سے تھوڑا ملا کر دوسری شراب میں دینگے اور وہ چشمہ ہوا پر جاری ہوگا عرش کے نیچے۔ یہ فائدہ تفسیر فتح العزیز سے لکھا۔

۱؎ سُورۃ الانشقاق

ربط سورۃ التطفیف میں مذکور ہوا کہ تم کسی حیلے بہانے سے اپنے مقامات سے نکل نہیں سکو گے۔ یہاں علی سبیل الترقی فرمایا لترکبن طبقا عن طبق کہ تم دوزخ سے نہیں نکل سکو گے اور تم پر وہاں کئی حالات آئینگے اور تمہیں مختلف قسم کی ہولناک سزاؤں سے دوچار ہونا پڑے گا۔ فلا اقسم بالشفق الخ میں اس پر شواہد ذکر کیے گئے۔ نیز سورۃ التطفیف میں برُے کام کرنے والوں کی ایک مثال ذکر کی گئی۔ ویل للمطففین۔ اور یہاں نیک کاموں کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ یا یھا الانسان انک کادح ۔ الآیۃ۔

خلاصہ

اذا السمآء انشقت ـــــ تا ـــــ واذنت لربھا وحقت ہ تخویف اخروی۔ آسمان پھٹ جائیں گے اور زمین سب کچھ اگل دے گی یہ آخرت کے ابتدائی احوال ہیں یا یھا الانسان انک کادح ۔ الآیۃ۔ اعمال صالحہ کی ترغیب ہے" اے انسان ایک وقت آنے والا ہے کہ تو اپنے رب سے ملیگا، اس لئے اب وقت ہے نیک کام کرلے۔

فاما من اوتی کتٰبہ بیمینہٖ ـــــ تا ـــــ وینقلب الی اھلہ مسرورا ہ بشارت اخرویہ۔ قیامت کے دن جن کو داہنے ہاتھوں میں اعمالنامے دیئے جائیں گے ان کا حساب نہایت آسان ہوگا اور وہ خوش وخرّم اپنے گھروں کو لوٹیں گے۔

واما من اوتی کتٰبہ ورآء ظھرہٖ ـــــ تا ـــــ بلیٰ ان ربہ کان بہ بصیرا ہ تخویف اخروی۔ اور جن کو پیٹھ کے پیچھے سے اعمالنامے دیئے جائیں گے، ان کے لئے ہلاکت ہوگی اور وہ دوزخ میں داخل ہوں گے

فلا اقسم بالشفق ـــــ تا ـــــ لترکبن طبقا عن طبق ہ تخویف اخروی بطور ترقی از سوُرت سابقہ اور ذکر شواہد فما لھم لا یؤمنون ہ الآیتین۔ زجر برلئے مشرکین۔ کیسے نادان ہیں کہ ایسے بیانات کے باوجود ایمان نہیں لاتے اور قرآن کے احکام کے سامنے نہیں جھکتے۔ بل الذین کفروا یکذبون ہ ماننے کے بجائے وہ جھٹلاتے ہیں۔ ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنادو۔ الا الذین اٰمنوا الآیۃ۔ البتہ مؤمنین مانتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں ان کے لئے غیر متناہی اجروثواب ہے۔

۲؎ اذا السمآء۔ تخویف اخروی۔ آخرت کے ابتدائی احوال کا بیان۔ جب آسمان پھٹ جائیں گے آسمانوں کا پھٹنا اللہ کے امر سے ہوگا جب اللہ کا امر ہوگا آسمان اس کے امر کی اطاعت کریں گے اور ان کے لائق ہے کہ وہ اللہ کے حکم کو سُنیں اور اسکی تعمیل کریں یہ اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کے نفاذ سے کنایہ ہے۔ آسمانوں میں کوئی ایسی چیز موجود نہیں جو ان کے توڑنے پھوڑنے پر قدرت خداوندی کی تاثیر سے مانع ہو والمعنی انہ لم یوجد فی جرم السماء ما یمنع من تاثیر قدرۃ اللہ تعالیٰ فی شقھا وتفریق اجزائھا الخ (کبیر ج ۸ ص ۵۰۹)

۳؎ واذا الارض۔ اور جب زمین پھیلا دی جائیگی۔ قیامت کے دن زمین کی وسعت میں اضافہ کردیا جائے گا تاکہ اولین وآخرین اس میں سما سکیں۔ والقت ما فیھا۔ زمین اپنے اندر مدفون مردوں کو باہر پھینکدیگی۔ اور اپنے پیٹ کی ہر چیز کو باہر نکال کر خالی ہو جائے گی یہ بھی امرِ الٰہی ہوگا اور کیا مجال زمین کی کہ وہ امرِ الٰہی سے سرتابی کرے۔ اذا کا جواب محذوف ہے جس پر مابعد قرینہ ہے ای یلاقی الانسان ما کدح الخ (مظہری)

۴؎ یایھا الانسان ۔ یہ اعمال صالحہ بجالانے کی ترغیب ہے۔ کادح ۔ جاھد ، ساع ۔ (مدارک ۔مظہری) الی ربک ای طول حیاتک الی لقاء ربک ای الی الموت (روح ج ۳۰ ص ۷۹) ملاقیہ کی ضمیر مجرور کدح کی طرف راجع ہے۔ انسان تادمِ آخریں زندگی بھر سعی مسلسل اور عمل پیہم میں مصروف ہے اور آخر قیامت کے دن اپنی جدوجہد کا ثمرہ پائیگا۔ اس لئے انسان پر لازم ہے کہ وہ اپنی زندگی میں اعمال صالحہ کا ذخیرہ جمع کرنے کی کوشش کرے۔ اگر نیک کام کرے گا تو اعمالنامہ داہنے ہاتھ میں ملے گا اور اگر کفر وشرک کرے گا

سُوْرَةُ الْاِنْشِقَاقِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعٌ وَّاحِدٌ
سورۃ انشقاق ۱ـہ مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی پچیس آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ① وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ② وَاِذَا
جب ۱ـہ آسمان پھٹ جائے اور سن لے حکم اپنے رب کا اور وہ آسمان اسی لائق ہے ف۱ اور جب

الْاَرْضُ مُدَّتْ ③ وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ ④ وَاَذِنَتْ
زمین ۲ـہ پھیلا دی جائے اور نکال ڈالے جو کچھ اسمیں ہے اور خالی ہو جائے ف۲ اور سن لے حکم

لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ⑤ يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى
اپنے رب کا اور وہ زمین اسی لائق ہے اے ۲ـہ آدمی تجھ کو تکلیف اٹھانی ہے اپنے

رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ⑥ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ⑦
رب تک پہنچنے میں سہہ کر پھر اس سے ملنا ہے سو جسکو ۳ـہ ملا اعمالنامہ اسکا داہنے ہاتھ میں

فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ⑧ وَّيَنْقَلِبُ اِلٰۤى اَهْلِهٖ
تو اس سے حساب لیں گے آسان حساب اور پھر کر آئیگا اپنے لوگوں کے

مَسْرُوْرًا ⑨ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ⑩ فَسَوْفَ
پاس خوش ہو کر اور جس کو ملا اس کا اعمالنامہ پیٹھ کے پیچھے سے سو

يَدْعُوْا ثُبُوْرًا ⑪ وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا ⑫ اِنَّهٗ كَانَ فِيْۤ اَهْلِهٖ
وہ پکاریگا موت موت اور پڑے گا آگ میں ف۳ وہ ۴ـہ رہا تھا اپنے گھر میں

مَسْرُوْرًا ⑬ اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ ⑭ بَلٰىۚ اِنَّ رَبَّهٗ
بے غم ف۴ اس نے خیال کیا تھا کہ پھر کر نہ جائے گا کیوں نہیں اس کا رب

كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا ⑮ فَلَاۤ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ⑯ وَالَّيْلِ وَمَا
اسکو دیکھتا تھا ف۵ سو ۵ـہ قسم کھاتا ہوں شام کی سرخی کی اور رات کی اور جو چیزیں

۱ـہ تخویف اخروی ۱۲

۲ـہ ترغیب اعمال صالحہ ۱۲

۳ـہ بشارت اخرویہ ۱۲

۴ـہ تخویف اخروی ۱۲

۵ـہ تخویف اخروی بعد ترقی از سورت سابقہ و ذکر شواہد ۱۲

مع ۷ عند المتاخرین ۱۲

تو اعمالنامہ پس پشت سے دیا جائے گا ۵ـہ فاما من اوتی۔ یہ بشارت اخرویہ ہے۔ جو لوگ دنیا میں ایمان لائے اور نیک کام کئے قیامت کے دن ان کے اعمالنامے ان کے داہنے ہاتھوں میں دیئے جائینگے اور ان کا حساب نہایت آسان ہوگا اور وہ خوش وخرم اور شادان و فرحان جنت میں اپنے گھروں کو لوٹیں گے۔ واما من اوتی کتبہ ورآء ظھرہ۔ کفار ومشرکین کو ان کے اعمالنامے بائیں ہاتھوں میں دیئے جائینگے اور وہ ہلاکت وموت کی تمنا کریں گے تاکہ ان کو عذاب نہ ہو، لیکن انکی یہ آرزو کبھی پوری نہیں ہوگی اور ان کو جہنم میں داخل کردیا جائیگا وراء ظھرہ سے مراد یہ ہے کہ اس کا سینہ چیر کر اس کا بایاں ہاتھ پیٹھ سے باہر نکال دیا جائے گا اور اس طرح بائیں ہاتھ میں اس کو نامہ اعمال دیا جائیگا۔ (قرطبی۔ مظہری) ثبورا۔ ہلاکت ۶ـہ انہ کان۔ کافر دنیا میں اپنے اہل وعیال میں نہایت خوش وخرم رہتا تھا اور آخرت کی اسے کوئی فکر ہی نہ تھی اور وہ سمجھتا تھا کہ وہ دوبارہ زندہ نہیں ہوگا اور نہ اُسے حساب کتاب دینا ہوگا۔ بھلا یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے تمام اعمال سے باخبر ہے وہ ضرور اسے دوبارہ زندہ کر کے اس کے اعمال کی اس کو جزاء دے گا۔ لن یحور ای لن یرجع حیا۔

۷ـہ فلا اقسم۔ یہ قیامت میں احوال مختلفہ پر شواہد ہیں۔ شفق وہ سرخی جو غروب آفتاب کے بعد نمودار ہوتی ہے اس پر بھی کئی حالات آتے ہیں۔ رات اور رات جن چیزوں پر مشتمل ہوتی ہے، رات پر بھی کتنے ہی حالات وارد ہوتے ہیں۔ اور چاند جب کامل ہو جائے اس پر کئی حالات آتے ہیں جس طرح غروب آفتاب کے بعد شفق اس کے بعد رات اور اس کے مختلف حصے، پھر طلوع اسی طرح چاند پہلے دن سے لے کر تام اور بدر ہونے تک مختلف حالات سے گذرتا ہے۔ یہ شواہد ہیں کہ قیامت کے دن تم بھی مختلف احوال سے گذرو گے۔ ایک درجہ سے دوسرے درجہ پر اور ایک حال سے دوسرے حال میں پہنچو گے۔ یہ عذاب اور ثواب دونوں کے مختلف درجات واحوال کی طرف اشارہ ہے والمعنی لترکبن احوالا بعد احوال ھی طبقات فی الشدۃ بعضہا ارفع من بعض وھی الموت وما بعدہ من القیامۃ واھوالھا الخ (روح ج ۳۰ ص ۲۸)۔ الشعبی:○

موضح قرآن ف۱ یعنی آسمان بے حکم نہیں۔ ف۲ نگاہ ڈالے مردے ف۳ یعنی عذاب کے درد سے موت مانگے گا۔ ف۴ یعنی دنیا میں آخرت سے بے فکر تھا۔ ف۵ اب اس کے عمل کی جزا دیا چاہیے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی اموات را برتابد ۱۲۔ ف۲ حساب روز آخرت بودنی است ۱۲۔

لتركبن يا محمد سماء، ودرجة بعد درجة، ورتبة بعد رتبة في القربة من الله تعالى (قرطبی ج ۱۹ ص ۲۷۶)

ف۸ فمالهم یہ زجر ہے ان کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ ایمان نہیں لاتے حالانکہ ان کے اعراض وانکار کی کوئی معقول وجہ موجود نہیں اور جب ان کو قرآن پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو عاجزی اور خشوع وخضوع نہیں کرتے اور اس کے احکام کے سامنے سر نہیں جھکاتے۔ بل الذین کفروا یکذبون ماقبل سے ترقی ہے وہ قرآن کو سن کر نہ صرف سجدہ نہیں کرتے، بلکہ وہ تو سرے سے اس کو مانتے ہی نہیں اور اس کو جھٹلاتے ہیں لیکن جو کچھ وہ جمع کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کو خوب جانتا ہے اور اس کی ان کو پوری پوری سزا دے گا۔

وَسَقَ (۱۷) وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ (۱۸) لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ
اکٹھا سمٹاتی ہیں اور چاند کی جب پورا بھر جائے کہ تم کو چڑھنا ہے سیڑھی پر

طَبَقٍ (۱۹) فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ (۲۰) وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ
سیڑھی ف۱ پھر کیا ہوا ہے انکو جو یقین نہیں لاتے اور جب پڑھیے ان کے پاس

الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ (۲۱) بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ (۲۲)
قرآن وہ سجدہ نہیں کرتے اوپر سے اور یہ کہ منکر جھٹلاتے ہیں

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ (۲۳) فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ (۲۴)
اور اللہ خوب جانتا ہے جو اندر بھر رکھتے ہیں ف سو خوشی سنادے انکو عذاب دردناک کی

اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ
مگر جو لوگ کہ یقین لائے اور عمل کئے بھلے ان کے لئے ثواب

غَيْرُ مَمْنُوْنٍ (۲۵)
ہے بے انتہا

السجدۃ ۱۳

ع ۲۵ ۹

ف۱ زجر برائے مشرکین و تخویف اخروی ۱۲

ف۲ بشارت اخرویہ ۱۲

سُوْرَةُ الْبُرُوْجِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اثْنَتَانِ وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعٌ وَّاحِدٌ

سورۂ بروج لہ مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی بائیس آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ (۱) وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ (۲) وَشَاهِدٍ
قسم ہے ف۱ آسمان کی جس میں برج ہیں ف۲ ف۱ اور اس دن کی کہ جسکا وعدہ ہے ف۳ اور اس دن کی جو حاضر ہوتا ہے ف۴

وَّمَشْهُوْدٍ (۳) قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ (۴) النَّارِ ذَاتِ
اور اس کہ جسکے پاس حاضر ہوتے ہیں ف۵ ف۲ مارے گئے ف۳ کھائیاں کھودنے والے آگ ہے بہت

الْوَقُوْدِ (۵) اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ (۶) وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ
ایندھن والی جب وہ اس پر بیٹھے اور جو کچھ وہ کرتے

ف۳ ذکر شواہد برابطال [illegible] قیامت ۱۲

ف۴ بیان متعلق [illegible] ۱۲

مایوعون جو کفر و عداوت وہ اپنے دلوں میں جمع کر رہے ہیں بما یجمعون فی الصدور من الکفر والعداوۃ (مظہری)

ف۹ فبشرهم۔ یہ مشرکین کے لئے تخویف اخروی ہے۔ ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو۔ کفر وانکار کی ان کو سخت ترین سزا دی جائے گی۔

الا الذین آمنوا۔ استثناء متصل ہے اور مطلب یہ ہے کہ کفار میں سے جو ایمان لے آئیں گے وہ عذاب سے بچ جائیں گے یا استثناء منقطع ہے۔ مطلب یہ ہے لیکن مومنوں کے لئے ایسا اجر ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا اور نہ کم ہوگا۔

موضح قرآن ف۱ یعنی ان کے دلوں میں اللہ کے احکام کی نافرمانی اور انکار اور مخالفت اور دنیا کی زندگانی کی محبت اور خوشی بھری ہے۔ یہ فائدہ تفسیر فتح العزیز سے لکھا۔ ف۲ اس سورہ کے نازل ہونے کا سبب۔ مکے کے کافر مسلمانی کے باعث مسلمان پر ہر طرح اذیت پہنچاتے تھے وہ اس کا شکوہ حضرت پاس لے گئے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک وقت ایسا آویگا کہ اس کا بدلہ تم لو گے۔ جب کافروں نے یہ سنا طعنہ مارنے اور ٹھٹھا کرنے لگے اور کہنے لگے کہ ایسے کمزور لاچار ذلیلوں کو کیا قدرت ہے کہ ہم سے بدلا لے سکیں۔ اگر ہماری عزت اور ان کی ذلت اللہ کو منظور نہ ہوتی تو ہم ان پر کیونکر غالب ہوتے۔ سو ہمارے نصیب میں اللہ کا فضل ہے اور ان کے نصیب میں خرابی۔ حق تعالیٰ نے ان کے جواب میں یہ سورت بھیجی، تفسیر فتح العزیز سے لکھا۔ ف۳ سب شہروں میں حاضر ہوتا ہے۔ جمعہ کا دن اور سب حاضر ہوتے ہیں عرفہ کے دن حج میں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی ہول موت بعد ازاں سوال منکر و نکیر و بعد ازاں حشر و حساب و مرور بر صراط و بعد ازاں دوزخ یا بہشت ۱۲۔ ف۲ یعنی بروج دوازده گانہ ۱۲ ف۳ یعنی روز قیامت ۱۲ ف۴ یعنی روز جمعہ ۱۲ ف۵ یعنی روز عرفہ ہر آئینہ مجازات متحقق است ۱۲۔

سُورۃ البروج

ربط اس سورت میں احوال قیامت پر شواہد کا ذکر ہے سورۃ سابقہ سے بطور ترقی نیز اس سورت میں توحید کا ذکر ہے

خلاصہ

والسمآء ذات البروج ——— تا ——— وشاھد ومشھود ہ احوال قیامت پر شواہد۔

قتل اصحٰب الاخدود ——— تا ——— العزیز الحمید ہ متعلق بشاہد سوم بطریق لف ونشر غیر مرتب۔ کفار دنیا میں مسلمانوں کو ایذائیں دیتے تھے اور اس پر شاہد ہوتے تھے۔ قیامت کے دن اس کے برعکس معاملہ ہوگا

الذی له ملك السمٰوٰت۔ الاٰیۃ۔ بیان توحید علی سبیل الترقی یعنی سب کچھ اللہ تعالیٰ کے قبضہ وتصرف میں ہے اور وہی حاضر وناظر ہے لہٰذا حاجات ومصائب میں صرف اسی کو پکارو۔ ان الذین فتنوا المؤمنین۔ الاٰیۃ۔ تخویف اخروی۔ ان الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت الاٰیۃ بشارت اخرویہ۔ ان بطش ربك لشدید ہ یہ شاہد دوم سے متعلق ہے جس طرح قیامت کا وعدہ سخت ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی گرفت بھی نہایت سخت ہے۔

انه ھو یبدئ ——— تا ——— فعال لما یرید ہ متعلق بشاہد دوم۔

ھل اتٰك حدیث الجنود ہ ——— تا ——— واللہ من وراۤئھم محیط ہ پہلے شاہد سے متعلق ہے جس طرح آسمان تم کو محیط ہے اور تم اس سے باہر کہیں نہیں بھاگ سکتے اسی طرح اللہ تعالیٰ سب کو محیط ہے سب کچھ جانتا ہے اور کوئی اس کے عذاب سے نہیں بھاگ سکتا۔

بل ھو قراٰن مجید ——— تا ——— آخر یہ بل الذین کفروا سے متعلق ہے۔

لے والسماء۔ یہ ثبوت قیامت پر شاہد اول ہے اور جواب قسم محذوف ہے۔ یہ آسمان جو تمہیں احاطہ کئے ہوئے ہے اور جس کے گھیرے سے تم نکل کر کہیں نہیں جا سکتے یہ اس پر شاہد ہے کہ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے تمہیں محیط ہے اور قیامت کے دن تم اس کے عذاب سے کہیں نکل بھاگ نہیں سکو گے۔ بروج سے بارہ برج مراد ہیں جن کو سورج سال بھر میں اور چاند ایک ماہ میں طے کر لیتا ہے یا اس سے اٹھائیس منازل قمر مراد ہیں (کبیر)

سے والیوم۔ یہ ثبوت قیامت پر دوسرا شاہد ہے اور اس قسم کا جواب محذوف ہے یوم موعود سے قیامت کا دن مراد ہے۔ جس طرح قیامت کا یوم موعود نہایت سخت اور ہولناک ہوگا۔ اسی طرح اس دن میں مجرموں پر اللہ تعالیٰ کی گرفت بھی سخت ہوگی وشاھد ومشھود یہ ثبوت قیامت پر تیسرا شاہد ہے۔ شاہد سے وہ کفار مراد ہیں جو دنیا میں مسلمانوں کو ایذائیں دیتے اور ایذا رسانی کے وقت ان کے پاس حاضر ہوتے۔ مشہود سے وہ مسلمان مراد ہیں جن کو ایذاء دی جاتی تھی یہ شاہد ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کافروں کو سخت سزا دے گا۔ اس دن مسلمان کفار کے عذاب کے شاہد ہوں گے اور وہ مشہود ہوں گے۔

کے قتل۔ یہ تیسرے شاہد سے متعلق ہے۔ قتل ای لعن۔ الاخدود خندق النار اس سے بدل الاشتمال ہے الوقود ایندھن، اصحاب الاخدود سے وہ مشرک بادشاہ اور اس کے حواری مراد ہیں۔ جو اہل توحید کو خندقوں میں جلاتے تھے کہتے ہیں ایک بادشاہ تھا جو ایک صنم کی عبادت کرتا اور لوگوں کو بھی اس کی عبادت پر مجبور کرتا تھا۔ اس نے بڑی بڑی خندقیں کھود کر ان میں کافی ایندھن ڈلوا کر آگ بھڑکائی جو شخص بت کی پوجا سے انکار کرتا اُسے اس آگ میں ڈال دیا جاتا۔ اسی اثناء میں ایک عورت کو پکڑ کر لائے جس کی گود میں بچہ تھا اس عورت سے انہوں نے کہا اگر تو بت کی عبادت نہیں کرے گی تو تیرا بچہ آگ میں ڈال دیا جائیگا مگر اس عورت نے ان کی دھمکی سے کوئی اثر نہ لیا اور ذکر پر رضامند نہ ہوئی۔ آخر ان ظالموں نے اس کا بچہ چھین کر آگ میں پھینک دیا۔ قریب تھا کہ عورت کے دل میں کمزوری آجائے بچے نے آگ کے اندر سے آواز

بلند کی ؎ اندر آ مادر، کہ من اینجا خوشم گرچہ در ظاہر میان آتشم

کہ مجھے کھٹکے آگ میں کود جا میں اگرچہ بظاہر آگ میں ہوں لیکن میرے لئے آگ باغ و بہار بن چکی ہے چنانچہ اس عورت نے بھی آگ میں چھلانگ لگا دی اذ ھم علیہا قعود جب وہ مشرک خندقوں پر بیٹھے تھے اور مسلمانوں کے ساتھ جو کچھ کر رہے تھے اس کو آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔

بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ⑦ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا

مسلمانوں کے ساتھ اپنی آنکھوں سے دیکھتے اور ان سے ۵ بدلا نہ لیتے تھے مگر اسی بات کا کہ وہ یقین لائے

بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ⑧ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اللہ پر جو زبردست ہے تعریفوں والا جس کا راج ہے آسمانوں میں اور زمین میں

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ⑨ اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ

اور اللہ کے سامنے ہے ہر چیز ف۱ تحقیق جو ۶ دین سے بچلائے ایمان والے مردوں کو

وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ

اور عورتوں کو پھر توبہ نہ کی تو ان کیلئے عذاب ہے دوزخ کا اور ان کیلئے عذاب ہے

الْحَرِيْقِ ⑩ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ

آگ لگنے کا بے شک جو لوگ ۷ یقین لائے اور کیں انہوں نے بھلائیاں ان کیلئے باغ ہیں

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ڛ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ⑪ اِنَّ

جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں یہ ہے بڑی مراد ملنی ف بیشک ۸

بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ⑫ اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ ⑬ وَهُوَ

تیرے رب کی پکڑ سخت ہے بیشک ۹ وہی کرتا ہے پہلی مرتبہ اور دوسری ف۲ اور وہی ہے

الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ⑭ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ⑮ فَعَّالٌ لِّمَا

بخشنے والا محبت کرنے والا مالک عرش کا بڑی شان والا کر ڈالنے والا جو

يُرِيْدُ ⑯ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ ⑰ فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ ⑱

چاہے کیا پہنچی ۱۰ تجھ کو بات ان لشکروں کی فرعون اور ثمود کے

بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ ⑲ وَّاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ

کوئی نہیں ۱۱ بلکہ منکر جھٹلاتے ہیں اور اللہ نے ان کو ہر طرف سے

مُّحِيْطٌ ⑳ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ㉑ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ㉒ ع ۱۰

گھیر رکھا ہے کوئی نہیں ۱۲ یہ قرآن ہے بڑی شان کا لکھا ہوا لوح محفوظ میں

۱ بیان توحید علی سبیل الترقی ۱۲

۲ تخویف اخروی ۱۲

۳ بشارت اخرویہ ۱۲

۴ متعلقہ بشارت اخرویہ ۱۲

۵ متعلق بشارت اولیٰ ۱۲

۶ متعلق بشارت اولیٰ نیز ۱۲

۵ وما نقموا۔ ان مسلمانوں پر ان کو غیظ و غضب کی وجہ صرف یہ تھی کہ وہ شرک کو چھوڑ کر صرف اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لا چکے تھے وہ اللہ جو سب پر غالب ہے ہر خوبی کا مالک اور حمد و ثنا کا مستحق ہے الذی لہ ملک السمٰوٰت۔ یہ توحید کا بیان ہے علی سبیل الترقی وہ ساری کائنات کا بادشاہ ہے، سارے جہان میں اسی کا تصرف و اختیار نافذ ہے وہ عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہے اس لئے حاجات و مشکلات میں ما فوق الاسباب صرف اسی کو پکارو اور اس کے سوا کسی اور کو مت پکارو۔

۶ ان الذین فتنوا۔ یہ تخویف اخروی ہے۔ جن کفار و مشرکین نے مومن مردوں اور عورتوں کو محض توحید کی وجہ سے مختلف قسم کی تکلیفوں اور ایذاؤں میں مبتلا کیا اور پھر اس کے بعد توبہ نہیں کی اور ایمان نہیں لائے ان کے لئے جہنم کا اور سخت ترین عذاب آگ کا ہے فلھم عذاب جھنم بسبب کفرھم ولھم عذاب الحریق بسبب فتنتھم المؤمنین والمؤمنات (روح ج ۳۰ ص ۹۱)

۷ ان الذین اٰمنوا۔ یہ بشارت اخرویہ ہے جو لوگ ایمان لائے نیک کام کئے اور اپنے دین کی خاطر ایذائیں برداشت کیں ان کے لئے نعمتوں کے باغ ہیں جن میں تمام انواع مشروبات کی نہریں جاری ہونگی دوزخ سے بچ جانا اور ایسی نعمتوں کے باغوں میں داخل ہو جانا بہت بڑی کامیابی ہے

موضح قرآن ف ایک بادشاہ کا لے پالک بیٹا تھا بادشاہ اس کو ساحر پاس بھیجا کرتا کہ سحر سیکھے وہ بیٹھا کرتا ایک راہب پاس انجیل سیکھنے کو اللہ تعالیٰ نے اسکو کمال دیا کہ شیر اور سانپ اس کا کہا مانتے اور کوڑھی اندھے اس کے چھوئے سے چنگے ہوتے پھر اس کے سبب بہت خلقت اللہ پر اور عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائی بادشاہ بت پرست تھا یہ بات سن کر اس نے اس لے پالک کو مار ڈالا اور پھر شہر کے ہر محلے کے آگے کھائی کھدوالی اسے آگ سے بھر دی ہر محلوں میں سے مرد اور عورتیں پکڑ منگاتا جو بت کو سجدہ نہ کرتا اس کو آگ میں ڈالتا ہزاروں آدمی شہید کئے جب اللہ کا غضب نازل ہوا وہی آگ پھیل پڑی بادشاہ اور امیروں کے گھر پھونک دیئے۔ ف۲ یعنی دنیا کا عذاب اور آخرت کا۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید پادشاہی جباری رعیت خود را تکلیف کفر کرد چوں کافر نشدند خندقہا را با آتش پر کرد و ایشان را با آتش افگند۔ خدا تعالیٰ آن آتش را بر بادشاہ و ہمنشینان او مسلط ساخت تا از خندق پریدہ ہمہ را پاک بسوخت واللہ اعلم ۱۲۔

جو قیامت کے دن مؤمنوں کے لئے مخصوص ہوگی۔

۸ے ان بطش یہ دوسرے شاہد سے متعلق ہے۔ آخرت میں مؤمنوں کو جنت میں داخل کیا جائیگا اور کافروں کو دوزخ میں۔ جس طرح قیامت کا وعدہ نہایت سخت ہے اسی طرح کافروں پر اللہ تعالیٰ کی گرفت بھی نہایت سخت ہوگی وہ دنیا میں کفر و شرک بھی کرتے رہے۔ قیامت کے دن اس کا ان سے انتقام لیا جائے گا۔

۹ے انه هو۔ یہ بھی دوسرے شاہد سے متعلق ہے اللہ تعالیٰ ہی پہلی بار سب کو پیدا کرنے والا ہے اور وہی سب کو دوبارہ پیدا کریگا وہ توبہ کرنے والوں کو بخشنے والا، فرمانبرداروں سے محبت کرنے والا عرش عظیم کا مالک، بڑی شان والا ہے وہ ان تمام خوبیوں کا مالک ہے لیکن فعال لما یرید بھی ہے وہ جو ارادہ فرمالے اس کو پورا کرنے والا بھی ہے۔ اس میں تخویف اخروی کی طرف اشارہ ہے۔

۱۰ے هل اتٰك یہ پہلے شاہد سے متعلق ہے جس طرح آسمان سب کو محیط ہے اور وہ اس سے کہیں بھاگ نہیں سکتے اسی طرح اللہ تعالیٰ ان سب کو محیط ہے وہ اس کے عذاب سے بچ نہیں سکتے۔ فرعون و ثمود الجنود سے بدل ہے کیا تمہیں فرعون اور ثمود کا قصہ معلوم نہیں کہ کس طرح انہوں نے عناد و سرکشی سے ہمارے پیغمبروں کی تکذیب کی اور مومنوں کو گوناگوں ایذاؤں میں مبتلا کیا۔ استفہام تقریری ہے یعنی ان تمام باتوں کا علم ہے۔

۱۱ے بل الذین۔ یہ بھی پہلے شاہد سے متعلق ہے۔ اس قدر بیان و تذکیر کے بعد اب کوئی شبہ تو باقی نہیں رہا۔ مگر وہ پھر بھی تکذیب کرتے ہیں بلکہ تکذیب میں منہمک ہیں اللہ تعالیٰ ان کو دنیا اور آخرت میں اس کی سزا دے گا وہ ان کو احاطہ کئے ہوئے ہے اس لئے وہ اس سے بھاگ نہیں سکتے۔ جس طرح آسمان سب کو محیط ہے۔ یٰمعشر الجن والانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السمٰوٰت و الارض فانفذوا۔ الآیۃ (الرحمٰن)

۱۲ے بل هو قراٰن یہ بل الذین کفروا فی تکذیب سے متعلق ہے کافر اس قرآن کو جھٹلاتے ہیں، نہیں بلکہ یہ عالیشان کتاب ہے جو ان کی دسترس سے بالا ہے۔ ان کے عناد و تعنت کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر جباریت لگا دی گئی ہے۔ تائید: بل زین لهم سوء عملهم وصدوا عن السبیل (   ) فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ یہ قرآن ایسی لوح میں ثبت ہے جو شیاطین کی دسترس سے محفوظ ہے۔ اور اس میں کسی قسم کا تغیر و تبدل نہیں ہوسکتا۔ امام نافع کی قراءت میں محفوظٌ مرفوع ہے اور قرآن کی صفت ہے یعنی قرآن ہر قسم کے ردّ و بدل سے محفوظ ہے یا کافروں سے محفوظ ہے یعنی وہ اسے سمجھ نہیں سکتے۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

سُورۃ البروج میں آیت توحید

۱۔ الذی له ملك السمٰوٰت والارض۔ الآیۃ۔ نفی شرک فی التصرف۔

سُورۃ الطارق[۱]

ربط سورۃ البروج میں ثبوت قیامت پر شواہد کا ذکر تھا نیز تخویف دنیوی واخروی وبشارت اخرویہ کا بیان تھا اب سورۃ الطارق میں فرمایا فمهل الكفرين امهلهم رويدا۔ ایسے شواہد اور واضح بیانات کے باوجود وہ نہیں مانتے بلکہ جھٹلاتے ہی ہیں تو ان کو ذرا مزید مہلت دیدو اگر پھر بھی نہیں مانیں گے تو انھیں پکڑ لیا جائیگا۔

خلاصہ

والسماء والطارق ــــ تا ــــ ان كل نفس لما عليها حافظ ٥ یہ تخویف ہے تم سب پر نگران فرشتے مقرر ہیں جو تمہارے اعمال کو لکھ رہے ہیں۔ اس لئے ہر عمل کی پوری پوری جزا ملے گی۔

فلينظر الانسان مم خلق ــــ تا ــــ فما له من قوة ولا ناصر ٥ حشر ونشر پر دلیل عقلی بطور نمونہ۔ اللہ تعالیٰ جو قطرۂ آب سے انسان کو پیدا کر سکتا ہے وہ انسان کو مرنے کے بعد دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔

والسماء ذات الرجع ــــ تا ــــ وما هو بالهزل ٥ یہ حشر ونشر پر دوسری دلیل عقلی ہے بطور نمونہ۔ جس طرح اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش برسا لیتا ہے اور زمین سے نباتات اگا لیتا ہے۔ اسی طرح وہ مُردوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ انهم يكيدون كيدا ٥ واكيد كيدا ٥ شکوی بر کفار فمهل الكفرين امهلهم رويدا ٥ تخویف۔

۲ے والسماء۔ یہ تخویف اخروی پر شاہد ہے۔ یعنی آسمان پر رات کو چمکنے والا ستارہ شاہد ہے کہ جس طرح وہ ستارہ روشن اور قائم رہتا ہے اسی طرح تم میں سے ہر ایک پر فرشتے نگران مقرر ہیں جو اس کے تمام اعمال خیر و شر کو لکھتے رہتے ہیں۔ ان كل نفس الخ جواب قسم ہے۔ هو من يحفظ عملها من الملائكة عليهم السلام ويحصى عليها ما تكسب من خير او شر الخ (روح ج ۳۰ ص ۹۶) النجم الثاقب (چمکتا ستارہ) سے روشن ستارہ مراد ہے جو نمایاں طور پر دوسرے ستاروں کی نسبت زیادہ روشن ہو یا مراد ثریا ہو یا زحل (مظہری)

۳ے فلينظر الانسان۔ یہ حشر ونشر کے لئے پہلا عقلی نمونہ ہے انسان اس پر غور کرے کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح اس کو کودنے والے پانی (نطفہ) سے پیدا کیا ہے جو پیٹھ اور سینے کی ہڈیوں کے درمیان میں سے نکلتا ہے (کبیر)

۴ے انه على رجعه۔ جس طرح اللہ تعالیٰ ابتداءً انسان کو نطفہ سے پیدا کرنے کی قدرت رکھتا ہے اسی طرح وہ اس کو دوبارہ زندہ کرنے اور موت سے حیات کی طرف لوٹانے پر بھی قادر ہے یوم تبلى السرائر ظرف رجعه کی متعلق ہے۔ (کشاف) بعض نے کہا ہے اس کا متعلق يرجعه محذوف ہے جس پر رجعه دلالت کرتا ہے تبلى تكشف (مدارک) انسان کی دوبارہ حیات اس دن ہوگی جس میں تمام چھپے بھید بھی ظاہر کر دیے جائیں گے اس دن انسان کے پاس کوئی قوت نہیں ہوگی جس سے وہ اپنی جان کی حفاظت نہ کر سکے اور نہ کوئی اس کا مددگار ہی ہوگا جو اُسے اللہ کے عذاب سے بچالے۔

۵ے والسماء ذات الرجع۔ یہ حشر ونشر پر دوسرا عقلی شاہد ہے۔ ذات الرجع بارش والا۔ کیونکہ بارش آسمان کی طرف سے برستی ہے۔ ذات الصدع نباتات والی۔ کیونکہ زمین کے شق ہونے سے نباتات اگتی ہے۔ جواب قسم محذوف ہے ای كذلك تخرجون یعنی جس طرح ہم آسمان سے بارش برساتے ہیں اور زمین سے نباتات اگاتے ہیں اسی طرح قیامت کے دن تمہیں بھی پیدا کر کے زمین سے نکال لیں گے۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

سُوْرَةُ الطَّارِقِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سَبْعَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعٌ وَّاحِدٌ

سورۂ طارق ۱؎ مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی سترہ آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ① وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ②

قسم ہے ۲؎ آسمان کی اور اندھیرے میں آنیوالے کی اور تو نے کیا سمجھا کیا ہے اندھیرے میں آنے والا

اَلنَّجْمُ الثَّاقِبُ ③ اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ④

وہ تارا چمکتا ہوا ف۱ کوئی جی نہیں جس پر نہیں ایک نگہبان ف۲

فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ⑤ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ⑥

اب ۳؎ دیکھ لے آدمی کہ کاہے سے بنا ہے بنا ہے ایک اچھلتے ہوئے پانی سے

يَّخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ⑦ اِنَّهٗ عَلٰى

جو نکلتا ہے پیٹھ کے بیچ سے اور چھاتی کے بیچ سے ف۳ بیشک وہ ۴؎ اسکو

رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ⑧ يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ⑨ فَمَا لَهٗ مِنْ

پھیر لاسکتا ہے ف۴ جس دن جانچے جائیں بھید تو کچھ نہ ہوگا

قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ⑩ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ⑪ وَالْاَرْضِ

اسکو زور اور نہ کوئی مدد کرنیوالا قسم ہے ۵؎ آسمان چکر مارنے والے کی اور زمین

ذَاتِ الصَّدْعِ ⑫ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ⑬ وَّمَا هُوَ

پھوٹ نکلنے والی کی ف۵ بے شک ۶؎ یہ بات ہے دوٹوک اور نہیں یہ

بِالْهَزْلِ ⑭ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ⑮ وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ⑯

بات ہنسی کی البتہ وہ ۷؎ لگے ہوئے ہیں ایک داؤ کرنے میں ف۶ اور میں لگا ہوا ہوں ایک داؤ کرنے میں

فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ⑰

سو ڈھیل ۸؎ دے منکروں کو ڈھیل دے انکو تھوڑے دنوں

ع ۱ ۱۱

منزل ۷

۱؎ تخویف ۱۲

۲؎ حشر و نشر پر پہلی عقلی دلیل ۱۲

۳؎ حشر و نشر پر دوسری عقلی دلیل ۱۲

۴؎ تخویف ۱۲

۶؎ انہ لقول۔ انہ کی ضمیر کلام مذکور کی طرف راجع ہے جس میں بعث بعد الموت اور جزاء و سزا کا ذکر ہے یعنی یہ دعوی کہ تم سب دوبارہ اٹھائے جاؤ گے اور اپنے نیک و بد اعمال کی جزاء و سزا پاؤ گے حتمی اور فیصلہ کن بات ہے یہ ہزل اور یاوہ گوئی نہیں واقول ویجوز ان یعود الضمیر فی انہ علی الکلام الذی اخبر فیہ ببعث الانسان یوم القیامۃ و ابتلاء سرائرہ ای ان ذلک القول قول جزم مطابق للواقع لاھزل فیہ (بحر ج ۸ ص ۴۵۶) یا یہ ضمیر قرآن سے کنایہ ہے جس میں مسئلہ توحید، حشر و نشر اور جزاء و سزا کا ذکر ہے۔ (روح) ۷؎ انہم یکیدون یہ شکوی ہے اور [illegible] تمام سورتوں سے متعلق ہے۔ کفار و مشرکین حشر و نشر اور جزاء و سزا کے انکار و ابطال کے لئے کئی حیلے بہانے اور تدبیریں سوچتے رہتے ہیں مگر ہم اپنی لطیف تدبیروں سے اور کافی بیانات اور شافی جوابات سے ان کے ہر حیلے کو باطل کر دیتے ہیں۔ یا اللہ کی تدبیر کا مطلب یہ ہے کہ ہم ان کو بطور استدراج مہلت دیے رہتے ہیں اور وہ اس حقیقت کو نہیں جانتے کہ یہ مہلت ان کے لئے باعث عذاب ہے ۸؎ فمھل الکفرین یہ تخویف ہے ایسے شواہد و بیانات کے باوجود وہ نہیں مانتے۔ وہ ضدی اور معاند ہیں، ان سے ایمان کی توقع نہ رکھیے، نہ ان سے انتقام لینے میں عجلت سے کام لیجیے بلکہ ان کو مہلت دیجیے وقت آنے پر ہم خود ان سے انتقام لے لیں گے۔ چنانچہ دنیا میں میدان بدر کے معرکہ میں ان سے انتقام لیا گیا اور آخرت کا عذاب اس سے کہیں زیادہ دردناک اور ہولناک ہوگا۔ قال ابن عباس ھذا وعید من اللہ عز وجل فاخذھم اللہ یوم بدر (مظہری ج ۱۰ ص ۲۴۲)

موضح قرآن ف۱ اس سورت کے نازل ہونے کا سبب ایک رات ابوطالب حضرت کے چپ ملاقات کو تشریف لائے کھانا کھاتے تھے کہ ایک تارا آسمان سے ٹوٹ کر زمین کے قریب پہنچا اتنی روشنی بھر گئی کہ ابوطالب کی آنکھ چندھلا گئی گھبرا کر کھانے پر سے ہاتھ کھینچ لیا اٹھ کھڑے ہوئے کہا یہ کیا ہے حضرت نے فرمایا یہ ایک تارا ہے جو تارے آسمان میں لگے ہیں ان کی چمک سے پیدا ہوتا ہے آسمان کی حفاظت کے واسطے شیطانوں سے فرشتے اس کو پھینک مارتے ہیں یہ بھی اللہ کی قدرت پر ایک دلیل ہے ابوطالب متعجب ہو کر بیٹھے تھے کہ حضرت جبرئیل یہ سورت لائے۔ یہ فائدہ تفسیر فتح العزیز سے لکھا ف۲ کہتے ہیں مرد کی منی آتی ہے پیٹھ سے اور عورت کی چھاتی سے ف۳ یعنی دنیا میں پھیر لاوے گا مرنے کے بعد ف۴ یعنی اس میں سے پھوٹ نکلتی ہے کھیتی اور درخت

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی تا دانہ بیرون آید ۱۲۔ ف۲ و این وعدہ روز بدر متحقق شد ۱۲۔

سورۃ الاعلیٰ

ربط مشرکین کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اختلاف دو نہایت اہم مسئلوں میں تھا اوّل مسئلہ توحید میں، دوم حشر و نشر اور جزاء و سزا میں سورۃ الطارق تک مسئلہ قیامت کا بیان تھا۔ اب سورۃ اعلیٰ سے لے کر آخر تک مسئلہ توحید کا بیان ہوگا۔ مسئلہ توحید سے مشرکین کی اعراض کی بڑی وجہ دنیوی عیش و عشرت میں انہماک ہے اس لئے مسئلہ توحید کے ساتھ ساتھ تزہید فی الدنیا کا مضمون بھی کہیں کہیں مذکور ہوگا۔ بعض سورتوں میں دونوں مضمون مذکور ہوں گے، بعض میں صرف ایک اور بعض میں صرف تخویف کا ذکر ہوگا۔ درمیان میں دو سُورتوں یعنی والضحیٰ اور الانشراح میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے لئے تسلّی کا مضمون مذکور ہوگا۔

خلاصہ

سورۃ الاعلیٰ چونکہ اس حصّہ کا مبدأ ہے اس لئے اس میں توحید اور تزہید فی الدنیا، دونوں مضمون مذکور ہیں۔ سبح اسم ربك الاعلی دعوائے توحید کے دونوں حصّوں کا نتیجہ اور ثمرہ۔ جب کارساز بھی وہی ہے اور عالم الغیب بھی تو اس کو ان صفتوں میں شریکوں سے پاک سمجھو الذی خلق فسوی ۔۔۔ تا ۔۔۔ فجعله غثاء احوی ۵ دعویٰ توحید کے جزو اوّل پر دلائل و شواہد۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ سنقرئك فلا تنسی۔ دعویٰ اولیٰ کے ابلاغ و بیان پر انعام۔ انه یعلم الجهر وما یخفی دوسرا دعویٰ۔ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے اور کوئی عالم الغیب نہیں۔ ونیسرك للیسری دوسرے دعویٰ کی تبلیغ پر انعام فذکر ان نفعت الذکری دونوں دعووں کے بعد تسلّی برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ الذی یصلی النار الکبری۔ الآیتین تخویف اخروی۔ قد افلح من تزکی الآیتین بشارت اخرویہ۔ بل تؤثرون الحیوٰۃ الدنیا۔ الآیتین۔ تزہید فی الدنیا کا مضمون ان ھذا لفی الصحف الاولی تا آخر۔ توحید اور تزہید فی الدنیا پر دلیل نقل۔

۲؎ سبح اسم۔ یہ دعوائے توحید کے دونوں حصّوں کا نتیجہ اور ثمرہ ہے جب آئندہ بیان سے ثابت ہوگیا کہ کارساز، متصرف و مختار اور عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں تو اس کو شریکوں سے پاک سمجھو اور اس کی دعا و پکار میں کسی کو شریک نہ بناؤ۔ اقتدار اعلیٰ کے مالک اپنے پروردگار کی ہر عیب اور شرک سے قولاً و عملاً تنزیہ و تقدیس کرو۔

۳؎ الذی خلق۔ دعویٰ توحید کے پہلے جزو کا بیان یعنی اللہ تعالیٰ ہی کارساز اور متصرف و مختار ہے۔ اسی نے سب کو پیدا کیا اور درست اندام بنایا، اعضاء بدن کو متناسب اور خوبصورت بنایا۔ خلق کل شیئ فسوی خلقه تسویة ولم یأت به متفاوتا غیر ملتئم ولکن علی احکام واتساق (مدارک)

والذی قدر فهدی پیدا کرنے کے بعد سب کی روزی کا اندازہ بھی اسی نے مقرر کیا اور پھر ہر ایک کو روزی حاصل کرنے کی راہ بھی دکھائی والذی اخرج المرعی اسی نے مویشیوں کے لئے چارہ پیدا کیا۔ پھر اسے خشک اور چورا چورا کر دیا۔ چارہ خشک ہونے کے بعد چورہ بن جاتا ہے یہ تمام صفاتِ کمال اس کی دلیل ہیں کہ کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

۴؎ سنقرئك۔ یہ پہلے دعوے پر انعام ہے جب آپ پہلا دعویٰ توحید بیان کریں گے کہ کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں، تو ہم آپ کو قرآن انعام میں دیں گے آپ کو قرآن پڑھا دیں گے اور آپ کو اس طرح یاد کرا دیں گے کہ پھر آپ اس کو بھولیں گے نہیں۔ الا ما شاء اللہ البتہ جن آیتوں کی تلاوت کو منسوخ کرنا منظور ہوگا وہ ہم آپ کو بھلا دیں گے۔

ف۵ انہ یعلم۔ یہ دعویٰ توحید کا دوسرا حصہ ہے یعنی عالم الغیب اور سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ ونیسرک للیسریٰ یہ دوسرے دعوے پر انعام ہے یعنی جب دوسرا دعویٰ بیان کریں گے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کے لئے جنت کی راہ آسان فرمائے گا۔ جس طرح پہلا دعوے دوسرے دعوے کے لئے بمنزلہ سبب ہے یعنی جو سب کچھ کرنے والا اور متصرف وکارساز ہو وہی عالم الغیب ہوتا ہے اُسی کو پکارنا چاہیئے۔ اسی طرح پہلا انعام بھی دوسرے انعام کے لئے بمنزلہ سبب ہے۔ کیونکہ قرآن کی ہدایت دخولِ جنت کا موجب ہے۔

سُوْرَةُ الْاَعْلٰى مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعٌ وَّاحِدٌ

سورۂ اعلیٰ لہ مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی انیس آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ﴿۱﴾ الَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى ﴿۲﴾ وَ
پاکی بیان کر لہ اپنے رب کے نام کی جو سب سے اوپر ف۱ جس نے بنایا پھر ٹھیک کیا اور
الَّذِيْ قَدَّرَ فَهَدٰى ﴿۳﴾ وَالَّذِيْٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى ﴿۴﴾
جس نے ٹھہرا دیا پھر راہ بتلائی ف۲ اور جس نے نکالا چارا
فَجَعَلَهٗ غُثَاۗءً اَحْوٰى ﴿۵﴾ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى ﴿۶﴾ اِلَّا مَا
پھر کر ڈالا اسکو کوڑا سیاہ ف۳ البتہ ہم پڑھائینگے ٹہ تجھکو پھر تو نہ بھولیگا ف۴ مگر جو
شَاۗءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى ﴿۷﴾ وَنُيَسِّرُكَ
چاہے اللہ ف۵ وہ جانتا ہے پکارنے کو اور جو چھپا ہوا ہے ف۶ اور سہج سہج پہنچائینگے
لِلْيُسْرٰى ﴿۸﴾ فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ﴿۹﴾ سَيَذَّكَّرُ
ہم تجھکو آسانی تک ف۷ سو تو سمجھادے اگر فائدہ کرے سمجھانا سمجھ جائے گا
مَنْ يَّخْشٰى ﴿۱۰﴾ وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ﴿۱۱﴾ الَّذِيْ يَصْلَى النَّارَ
جس کو ڈر ہوگا اور بچتا رہے گا اس سے بڑا بدقسمت وہ جو داخل ہوگا بڑی آگ
الْكُبْرٰى ﴿۱۲﴾ ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ﴿۱۳﴾ قَدْ اَفْلَحَ
میں پھر نہ مرے گا اس میں اور نہ جئے گا ف۸ بیشک وہ بھلا ہوا
مَنْ تَزَكّٰى ﴿۱۴﴾ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ﴿۱۵﴾ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ
جو سنورا اور لیا اس نے نام اپنے رب کا پھر نماز پڑھی کوئی نہیں ف۹ تم بڑھاتے ہو
الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۱۶﴾ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿۱۷﴾ اِنَّ
دنیا کے جینے کو اور پچھلا گھر بہتر ہے اور باقی رہنے والا یہ تو

منزل۷

ف۶ فذکر۔ دعوائے توحید کے دونوں حصوں کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے آپ کو مسئلہ توحید کی بدولت مذکورہ بالا دونوں انعام عطا کئے گئے لہٰذا جہاں پند ونصیحت اور وعظ وتبلیغ کے سود مند ہونے کی توقع ہو وہاں دعویٰ توحید کی تبلیغ کریں۔

ان نفعت الذکریٰ سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ تبلیغ کے نافع ہونے کا پہلے علم ہو تب تبلیغ کرنی چاہیئے ورنہ نہیں حالانکہ یہ ضروری نہیں، تو اس کا جواب یہ ہے کہ نصیحت کے نافع ہونے

موضح قرآن

ف۱ سورۃ الاعلیٰ کے نازل ہونے کا سبب یہ ہے جب بڑی بڑی سورتیں جس میں بے حد وحساب علم بھرے تھے حضرت جبریل علیہ السلام کے واسطے سے اترنے لگیں جناب پیغمبر علیہ السلام کے خیال میں گذرا کہ میں محض ان پڑھا ہوں ان لفظوں کو اور ان کے معنوں کو بدوں لکھے کیونکر یاد رکھوں گا ایسا نہ ہو کہ کچھ بھول جاؤں اور رسالت میں نقص واقع ہو۔ اللہ صاحب نے ان کی تسلی خاطر کے واسطے یہ سورت بھیجی خوشخبری دی کہ تو بھولنے کا اندیشہ نہ کر تیرا خاوند سہ آپ تیری اُستادی کرے گا، تفسیر فتح العزیز سے لکھا۔ ف۲ یعنی اوّل تقدیر لکھی پھر اسی کے موافق دنیا میں لایا۔ ف۳ یعنی خشک اور سیاہ ف۴ یعنی تو زبان سے نہ پڑھنے لگ۔ ف۵ مگر جو چاہے اللہ یعنی نسخ کیا چاہے ایسی صورت سے کہ بھلادے ف۶ پکارا اور چھپا یعنی جو کمال اور خلق تجھ میں ظاہر ہے اور جو کچھ تیری استعداد میں چھپا ہے کہ وہ اب ظاہر ہوگا۔ فتح العزیز سے لکھا۔ ف۷ یعنی وحی کا یاد رکھنا آسان ہو جائے گا۔ ف۸ نہ جیویگا کیونکہ اس کی روح کو آرام نہیں ہمیشہ رنج عذاب میں گرفتار ہے یہانتک کہ موت کی آرزو کرے گا اور موت نہیں آتی ایسی زندگی حقیقت میں زندگی نہیں ہے، یہ فائدہ فتح العزیز سے لکھا۔

۱ دعویٰ توحید ہے [illegible]
۲ دونوں حصوں [illegible]
۳ دعویٰ توحید کا [illegible]
اول پیدا کرنا اور [illegible] ۱۲
۳ دعویٰ اول
سے ابلاغ پر انعام ۱۲
۴ دوسرا دعویٰ ہے
۵ دوسرے دعوی کی تبلیغ پر انعام
۶ دونوں دعووں کے بعد تسلیہ برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲
۷ تخویف اخروی
۸ بشارت اخرویہ ۱۲
۹ تنبیہ اہل دنیا ۱۲
۱۰ توحید و تنبیہ ۱۲

فتح الرحمٰن لہ یعنی جمیع مخلوقات را اندازہ کرد بحسب آن اندازہ در مخلوقات تصرف فرمود تا ہماں صورت بر روی کار آمد پس این تصرف را بہدایت تعبیر فرمود ۱۲۔ ٹہ مترجم گوید فراموش گردانیدن آیت از خاطر مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نوعی از نسخ است واللہ اعلم ۱۲۔ سہ خاوند فارسی کا لفظ ہے اور خداوند سے مخفف ہے اب یہ لفظ شوہر کے لئے بولا جاتا ہے اور یہی مشہور ہوگیا اس لیے اشتباہ بچنے کے لیے خاوند لفظ کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر نہ کیا واللہ اعلم بالصواب۔

کا علم ضروری نہیں، بلکہ جہاں نفع کی توقع یا وہم بھی ہو وہاں بھی تبلیغ کرنی چاہیے البتہ جہاں بالکل مایوسی ہو اور نصیحت کے سودمند ہونے کا وہم بھی نہ ہو یعنی جن لوگوں میں ذرہ بھر انابت نہ پائی جائے۔ وہاں نصیحت نہ کی جائے۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔ فاعرض عن من تولیٰ عن ذکرنا (النجم ع ۲) التذکیر والامر بالمعروف والنھی عن المنکر انما یجب اذا ظن نفعہ ولذلک امر بالاعراض عمن تولی (مظہری ج ۱۰ ص ۲۴۵) اس کے بعد ان دونوں فریقوں کا ذکر ہے جن کے لئے نصیحت و تبلیغ مفید ہوگی اور جن کے لئے مفید نہ ہوگی۔

۷ سیذکر۔ اس میں پہلے فریق کا ذکر ہے۔ پند و نصیحت اور وعظ و ارشاد سے صرف وہی فائدہ اٹھائیں گے جن کے دلوں میں خدا کا خوف اور اللہ کی طرف انابت و رجوع کا جذبہ موجود ہو۔

ویتجنبھا الاشقی۔ یہ دوسرے فریق کا بیان ہے اور ساتھ اس فریق کے لئے تخویف اخروی ہے۔ وہ بدبخت کفار و مشرکین جو انکار و عناد پر اصرار کرتے ہیں، پند و نصیحت کو قبول کرنے سے اجتناب کریں گے۔ ان کی سزا یہ ہوگی کہ وہ سب سے بڑی آگ میں داخل ہوں گے۔ مراد دوزخ کا سب سے نچلا طبقہ ہے ای الطبقۃ السفلی من اطباق النار کما قال الفراء (روح ج ۳۰ ص ۱۰۸) ایسے بدبخت جہنم کی آگ میں ہمیشہ کے لئے سزا پاتے رہیں گے ان کو وہاں نہ موت ہی آئے گی کہ عذاب سے راحت پا لیں اور نہ وہاں ان کی کوئی زندگی ہی ہوگی کہ جس میں آرام و چین کا سانس لے سکیں۔ بس مسلسل اور لگاتار اس عذاب میں گرفتار رہیں گے۔

۸ قد افلح۔ یہ پند و نصیحت قبول کرنے والوں کے لئے بشارت اخرویہ ہے۔ آخرت میں کامیاب وہی ہوگا جو شرک سے پاک رہا اور جس نے مصائب و حاجات میں صرف اللہ ہی کو پکارا۔ اور نماز کی پابندی کی۔ من تزکی ای تطھر من الشرک بتذکرہ و اتعاظہ بالذکری (روح) وذکر اسم ربہ مصائب و حاجات میں صرف اللہ کو پکارا اور اسی کے نام کا ورد کیا (الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ)۔

۹ بل تؤثرون۔ توحید کے بعد مضمون تزہید فی الدنیا کا ذکر۔ تمہیں چاہیئے تھا (اے اہل مکہ) کہ تم پند و نصیحت کو قبول کر لیتے اور توحید کو مان لیتے مگر تم نہیں مانتے بلکہ آخرت پر دنیا کو ترجیح دیتے ہو اور ایمان و عمل سے آخرت کی تیاری کرنے کے بجائے داد عیش دینے اور مال و زر جمع کرنے میں منہمک ہو حالانکہ آخرت دنیا کے مقابلے میں ہر لحاظ سے بہتر اور باقی رہنے والی چیز ہے۔ دنیا اور دنیا کی ہر چیز زوال پذیر اور فانی ہے مگر آخرت کا دار ازلی اور وہاں کی ہر نعمت لازوال اور غیر فانی ہے۔

۱۰ ان ھذا۔ یہ دونوں دعووں پر دلیل نقلی ہے۔ مسئلہ توحید جس طرح اس سورت میں مذکور ہے اور دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کے دوام و بقاء کا مضمون اسی طرح یہ دونوں مضمون پہلے آسمانی صحیفوں یعنی ابراہیم اور موسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام کے صحیفوں میں بھی مذکور تھے۔ صحف ابراھیم و موسیٰ، الصحف الاولیٰ سے بدل ہے۔

سورۃ الاعلیٰ میں آیات توحید

۱۔ سبح اسم ربک الاعلیٰ ـــــ تا ـــــ فجعلہ غثآء احویٰ۔ نفی شرک فی التصرف۔
۲۔ انہ یعلم الجھر وما یخفیٰ۔ نفی شرک فی العلم۔

سُوۡرَةُ الغَاشِيَةَ ۱ے

ربط یہ سورت پہلی سورت کا تتمہ ہے اور اس میں محض تخویف اخروی کا بیان ہے۔ بشارت کا ذکر بالتبع ہے۔ اس کے بعد بھی اسی طریقہ سے ایک سورت میں اصل دعوی مذکور ہوگا اور دوسری سورت اس کا تتمہ ہوگی۔

خلاصہ

هل اتٰك حديث الغاشية ــــ تا ــــ ولا يغني من جوع ٥ **تخویف اخروی**۔ وجوه يومئذ ناعمة ــــ تا ــــ وزرابي مبثوثة **بشارت اخرویہ**۔ افلا ينظرون الى الابل ــــ تا ــــ والى الارض كيف سطحت ٥ **متفرع بر امور اربعہ مذکورہ بطریق لف و نشر مرتب**۔ فذكر انما انت مذكر۔ الآيتين۔ **تسلیہ برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم**۔ الا من تولى وكفر **تا آخر تخویف اخروی**۔

۲ے هل اتٰك۔ هل بمعنی قد ہے یا استفہام تقریری ہے۔ دونوں کا حاصل یہ ہے کہ آپ کو الغاشیہ کا حال اس سے پہلے معلوم ہوچکا ہے۔ یا استفہام اپنے اصل پر ہے اور اس سے پہلے آپ کو غاشیہ کا علم نہیں تھا اور استفہام سے مقصود تعجیب و تشویق ہے۔ گویا اس سوال کے جواب میں عرض کیا گیا الغاشیہ کی خبر مجھے معلوم نہیں، وہ کیا ہے تو کہا گیا وجوه الخ الغاشیہ سے قیامت مراد ہے جو اپنے شدائد و اہوال کی وجہ سے سب پر حاوی ہوگی۔

۳ے وجوه يومئذ۔ یہ تخویف اخروی ہے۔ یہاں سے لیکر زرابی مبثوثۃ تک الغاشیہ کا بیان ہے۔ والجملة الى قوله تعالى مبثوثة استيناف وقع جوابا عن سؤال نشأ من الاستفهام التشويقي كانه قيل من جهته عليه الصلوٰة والسلام ما اتى فى حديثها، ما هو؟ فقيل وجوه الخ قال ابن عباس رضى الله تعالى عنهما لم يكن اتاه صلى الله تعالى عليه وسلم حديثها فاخبره سبحانه عنها فقال جل وعلا: وجوه يومئذ (روح ج ۳۰ ص ۱۱۲) خاشعة، ذليلة من الحزن والهوان (مظہری) عاملة ناصبة اى تعمل عملا شاقة تتعب فيها وهى جر السلاسل والاغلال والخوض فى النار الخ (ابو السعود) اور وجوہ سے اصحاب الوجوہ یعنی کفار مراد ہیں (کبیر) کفار و مشرکین دنیا میں نہ تو خدا کے سامنے عاجزی کرتے تھے، نہ ایمان کی خاطر شدائد و مصائب برداشت کرتے تھے لیکن قیامت کے دن ذلت اور رسوائی سے نہایت عاجز ہوں گے اور جہنم کے انواع عذاب کے ہولناک شدائد اور سخت ترین تکلیفوں اور سزاؤں کو برداشت کریں گے۔

۴ے تصلى۔ حامية۔ نہایت تند و تیز آگ جو اللہ کے دشمنوں پر بھڑک اٹھے گی۔ قال ابن عباس قد حميت فهى تتلظى على اعداء الله (مظہری، کبیر) تسقى من عين انية۔ جب ان کو جہنم کی شدید ترین گرمی میں پیاس لگے گی تو ان کو ایک ایسے چشمے سے پانی پلایا جائے گا جس سے نہایت گرم اور کھولتا ہوا پانی ابل رہا ہوگا۔ انية نہایت گرم بلغت منتهاها فى الحر (بیضاوی)

۵ے ليس لهم۔ دوزخیوں کے مشروب کا ذکر کرکے ان کے طعام کا ذکر فرمایا ضریع ایک خاردار پودا ہے زمین پر مفروش، نہایت زہریلا کوئی جانور یا چوپایہ اس کے قریب بھی نہیں جاتا۔ سرسبز ہو تو شبرق اور خشک ہونے پر ضریع کہلاتا ہے۔ قال عكرمة و مجاهد الضريع نبت ذو شوك لاصق بالارض تسميه قريش الشبرق اذا كان رطبا، فاذا يبس فهو الضريع، لا تقربه دابة ولا بهيمة ولا ترعاه، وهو سم قاتل، وهو اخبث الطعام واشنعه؛ على هذا عامة المفسرين (قرطبی ج ۲۰ ص ۲۹)

دوزخیوں کو کھانے کے لئے ضریع کی قسم کا خاردار اور بدبودار نہایت زہریلا پودا دیا جائے گا جو کھانے والے کو موٹا کرے گا نہ اس کی بھوک ہی مٹائے گا۔

ــه٦ وجوہ یومئذ۔ یہ بشارت اخرویہ ہے۔ قرآن مجید کا یہ قانون ہے کہ جہاں تخویف کا ذکر آئیگا اس کے ساتھ بشارت کا ذکر بھی ہوگا یہاں بھی وجوہ سے اصحاب الوجوہ یعنی مومنین مراد ہیں۔ مومنین قیامت کے دن خوش و خرم ہوں گے۔ دنیا میں انہوں نے جو کام کئے ہوں گے ان کا اجر و ثواب اور انکی احسن جزاء دیکھ کر بہت خوش ہوں گے۔ عالیشان باغوں میں رہیں گے اور وہاں کوئی لغو اور بیہودہ بات نہیں سُنیں گے ان باغوں میں ہر قسم کے اعلیٰ مشروبات کے چشمے جاری ہوں گے ــه٧ فیہا سرر۔ سریر کی جمع ہے یعنی تخت۔ ان کے بیٹھنے کے لئے جو تخت ہوں گے وہ نہایت اونچے ہونگے لیکن جب وہ ان پر بیٹھنا یا ان سے اترنا چاہیں گے تو تخت خود بخود نیچے ہو کر زمین کے قریب ہو جائینگے واکواب موضوعۃ۔ کوب وہ پیالہ جس کو پکڑنے کے لئے حلقہ نہ ہو۔ پیالیاں ان کے سامنے تیار رکھی ہوں گی جب چاہیں گے ان کو استعمال کر لیں گے ونمارق مصفوفۃ۔ گدے اور تکیے سلیقہ کے ساتھ قطاروں میں رکھے ہوں گے وزرابی مبثوثۃ زرابی، زربیۃ کی جمع ہے یعنی دریاں اور بچھونے مبثوثۃ۔ مبسوطۃ۔ جنت میں ہر طرف دریاں بچھی ہوں گی تاکہ جہاں چاہیں بیٹھ جائیں۔

ــه٨ افلا ینظرون۔ یہاں مذکورہ بالا چاروں امور کے لئے چار نمونے اور شواہد مذکور ہیں بطور لف و نشر مرتب۔ مذکورہ بالا بیان پر مشرکین نے حیرت و تعجب کا اظہار کیا بلکہ ان چیزوں کا انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کے ایسے نمونے بیان فرمائے جن کے انکار کی کوئی بھی گنجائش نہیں۔ استیناف مسوق لتقریر ما فصل من حدیث الغاشیۃ وما ھو مبنی علیہ من البعث الذی ھم فیہ مختلفون بالاستشہاد علیہ بما لا یستطیعون انکارہ۔ (ابو السعود ج ۸ ص ۵۵۲) عن قتادۃ لما نعت اللہ تعالیٰ ما فی الجنۃ عجب من ذلک اھل الضلالۃ فانزل اللہ سبحانہ وتعالیٰ افلا ینظرون الخ (روح ج ۳۰ ص ۱۱۵) افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت کیا وہ اونٹ کی طرف نہیں دیکھتے ہم نے اس کو کس طرح عجیب و غریب پیدا کیا ہے۔ وہ تمام سواریوں سے بلند ہے جب اس پر سوار ہونا چاہیں تو اُسے بٹھا کر سوار ہو جاتے ہیں اور پھر وہ ان کو

ع ١٩ ١٢

هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ⑱ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ⑲

لکھا ہوا ہے پہلے ورقوں میں صحیفوں میں ابراہیم کے اور موسیٰ کے

سُوْرَةُ الْغَاشِيَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتٌّ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعٌ وَّاحِدٌ

سورۃ غاشیہ مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی چھبیس آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ① وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ

کچھ پہنچی تجھ کو بات اس چھپا لینے والی کی کتنے منہ ــه٣ اس دن

خَاشِعَةٌ ② عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ③ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ④

ذلیل ہونیوالے ہیں محنت کرنیوالے تھکے ہوئے ف گرینگے ــه٤ دہکتی ہوئی آگ میں

تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ⑤ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ

پانی ملیگا ایک چشمے کھولتے ہوئے کا نہیں ــه٥ ان کے پاس کھانا مگر جھاڑ

ضَرِيْعٍ ⑥ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ⑦ وُجُوْهٌ

کانٹوں والا ف۱ نہ موٹا کرے اور نہ کام آئے بھوک میں کتنے منہ ــه٦

يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ⑧ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ⑨ فِيْ جَنَّةٍ

اس دن تروتازہ ہیں اپنی کمائی سے راضی اونچے

عَالِيَةٍ ⑩ لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً ⑪ فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ⑫

باغ میں نہیں سنتے اس میں بکواس اس میں ایک چشمہ ہے بہتا

فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ ⑬ وَّاَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ⑭

اس میں ــه٧ تخت ہیں اونچے بچھے ہوئے اور آبخورے سامنے چنے ہوئے

وَّنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ⑮ وَّزَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ ⑯ اَفَلَا

اور قالیچے برابر بچھے ہوتے اور مخمل کے نہالیچے جگہ جگہ پھیلے ہوئے بھلا کیا ــه٨

وقف لازم

۲ تخویف اخروی ۱۲

۲ بشارت اخروی ۱۲

۲ شواہد بر امور مذکورہ اربعہ ۱۲

موضح قرآن ف کافر جو ریاضت کرتے ہیں دنیا میں کچھ قبول نہیں پڑتی ـــــــ از شاہ عبدالقادر صاحب رحہ

فتح الرحمٰن ف۱ و ضریع نام گیاہی خاردار است ۱۲۔

يَنْظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ (١٧) وَإِلَى السَّمَاءِ كَيْفَ
نظر نہیں کرتے اونٹوں پر کہ کیسے بنائے ہیں اور آسمان پر کہ کیسا

رُفِعَتْ (١٨) وَإِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ (١٩) وَإِلَى الْأَرْضِ
اسکو بلند کیا ہے اور پہاڑوں پر کہ کیسے کھڑے کر دیے ہیں اور زمین پر کہ

كَيْفَ سُطِحَتْ (٢٠) فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ (٢١) لَسْتَ
کیسی صاف بچھائی ہے سو تو سمجھائے جا تیرا کام تو یہی سمجھانا ہے تو نہیں

عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ (٢٢) إِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَكَفَرَ (٢٣) فَيُعَذِّبُهُ
ان پر داروغہ مگر جس نے منہ موڑا اور منکر ہو گیا تو عذاب کریگا اسپر

اللّٰهُ الْعَذَابَ الْأَكْبَرَ (٢٤) إِنَّ إِلَيْنَا إِيَابَهُمْ (٢٥) ثُمَّ
اللہ وہ بڑا عذاب بیشک ہمارے پاس ہے انکو پھر آنا پھر

إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ (٢٦)
بیشک ہمارا ذمہ ہے انکے حساب لینا

ع ۱ ۱۳

سُورَةُ الْفَجْرِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَلٰثُونَ آيَةً وَفِيهَا رُكُوعٌ وَاحِدٌ

سورۂ فجر مکہ میں نازل ہوئی اس کی تیس آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالْفَجْرِ (١) وَلَيَالٍ عَشْرٍ (٢) وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ (٣) وَاللَّيْلِ
قسم ہے لہ فجر کی اور دس راتوں کی ف۱ اور جفت کی اور طاق کی ف۲ اور اس رات

إِذَا يَسْرِ (٤) هَلْ فِي ذٰلِكَ قَسَمٌ لِذِي حِجْرٍ (٥) أَلَمْ تَرَ
کی جب رات کو چلے ف ہے ان چیزوں کی قسم پوری عقلمندوں کیواسطے ف۳ تو نے شہ نہ دیکھا

كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ (٦) إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ (٧) الَّتِي
کیسا کیا تیرے رب نے عاد کیساتھ وہ جو ارم ہیں تھے بڑے ستونوں والے ف۲

اپنی پیٹھ پر لے کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ یہ سرر مرفوعۃ کا نمونہ ہے اہل جنت کے تخت بھی اسی طرح کے ہوں گے (مدارک) تفسیر عباسی میں ہے مرتفعۃ لاھلھا یعنی وہ تخت بلند ہوں گے۔ لیکن مدارک والا مفہوم زیادہ مناسب ہے **۹** والی السماء یہ اکواب موضوعۃ کا نمونہ ہے جس طرح آسمان اونچا ہے اور اس پر تارے اونچے رکھے ہیں اسی طرح پیالیاں اونچی رکھی ہوں گی۔ والی الجبال کیف نصبت یہ نمارق مصفوفۃ کا نمونہ ہے جس طرح دنیا میں زمین پر پہاڑوں کا سلسلہ قائم ہے اسی طرح جنت میں سلیقہ کے ساتھ تکیے قطار میں لگے ہوں گے والی الارض کیف سطحت یہ زرابی مبثوثۃ کا نمونہ ہے جس طرح زمین بچھونے کی طرح بچھی ہوئی ہے اسی طرح جنت میں ہر طرف دریاں اور فروش بچھے ہوں گے **۱۰** فذکر۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیہ ہے اور یہ آیت سورۃ الاعلیٰ کی آیت فذکر ان نفعت الذکریٰ سے متعلق ہے۔ کیونکہ یہ سورت اس سورت کا تتمہ ہے۔ اگر مشرکین قرآن میں غور و تدبر نہیں کرتے اور آپ کے بطریق احسن بیان و ارشاد کے باوجود نہیں مانتے تو اس سے آپ غمگین نہ ہوں کیونکہ آپ بشیر و نذیر اور ناصح و معلم ہیں۔ اس لئے آپ اپنا کام کرتے رہیں آپ کو ان پر داروغہ اور نگران بنا کر نہیں بھیجا گیا کہ ان کو ماننے اور ایمان لانے پر مجبور کریں۔ الا من تولی وکفر استثنار منقطع ہے اور الا بمعنی لکن ہے موصول مع صلہ مبتدا۔ اور فیعذبہ اللہ الخ جملہ اس کی خبر ہے (روح) یہ تخویف اخروی ہے لیکن جو ایمان سے اعراض کرے گا اور حق کا انکار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو سب سے بڑی سزا دے گا۔ مراد آخرت میں دوزخ کا عذاب ہے۔

۱۱ ان الینا۔ یہ ماقبل کا تتمہ ہے وہ عذاب سے ہرگز نہیں بچ سکتے۔ موت اور پھر بعث بعد الموت کے بعد وہ ہمارے پاس ہی واپس آجائیں گے اور پھر ہم ہی ان کا حساب لیں گے اور ان کو جہنم میں دھکیل دیں گے۔

۱ تسلیہ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

۲ تتمہ ماقبل ۱۲

۳ تمہید برائے مضمون تخویف ۱۲

۴ تخویف فی الدنیا کیلئے تخویف دنیوی کا پہلا نمونہ ۱۲

موضح قرآن ف۱ عید قرباں کے فجر بڑا حج ادا ہوتا ہے اور دس رات اس سے پہلے اور جفت اور طاق جو رمضان کے آخر دہے میں ہے اور جب رات کو چلے یعنی پیغمبر چلے معراج کو ۱۲ منہ رح ف۲ عاد ایک قوم تھی ارم اس میں ایک قبیلہ تھا سلطنت تھی ان میں عمارتیں بناتے بڑی بڑی اونچی ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی عشرہ ذی الحجہ ۱۲۔ ف۲ یعنی بعض نماز جفت است وبعض طاق ۱۲۔ ف۳ کہ خدا جزا دہندہ بندگان است بر اعمال ایشان ۱۲۔

سُورۃ الفجر

ربط سورۂ اعلیٰ کے دونوں مضمونوں میں سے ایک مضمون یعنی تزہید فی الدنیا کا مضمون اس سورت میں ذکر کیا گیا ہے۔ دنیا کی حقارت اور بے ثباتی کا بیان ہے۔ سورۃ الغاشیہ، سورۃ الاعلیٰ کا تتمہ تھی اور سورۃ الفجر، سورۃ الاعلیٰ کے ایک مضمون کی تفصیل ہے۔

خلاصہ

والفجر ــــ تا ــــ ھل فی ذلك قسم لذی حجر۔ ان اوقات شریفہ میں اللہ تعالیٰ سے آخرت کے لئے دعائیں مانگا کرو اور دنیا کے پیچھے نہ دوڑو۔ الم تر کیف فعل ربك بعاد۔ تزہید فی الدنیا کے لئے تخویفِ دنیوی کا پہلا نمونہ۔ قوم عاد کو دیکھو انہوں نے آخرت پر دنیا کو ترجیح دی، مگر جب اللہ کا عذاب آیا تو دنیوی ساز و سامان اور دولت و ثروت سے ان کو کوئی فائدہ نہ پہنچا۔ وثمود الذین جابوا الصخر بالواد ٥ تخویف دنیوی کا دوسرا نمونہ۔ وفرعون ذی الاوتاد ٥ تخویف دنیوی کا تیسرا نمونہ۔ ان تمام منکرین توحید اور جاحدین قیامت کو اللہ تعالیٰ نے دنیا ہی میں سخت عذاب میں پکڑ لیا۔ فاما الانسان اذا ما ابتلٰه ــــ تا ــــ فیقول ربی اھانن ٥ یہ شکوی ہے۔ انسان اپنی عزت و ذلت کو دنیا کے ساز و سامان اور دولت کی کمی بیشی پر مبنی سمجھتا ہے حالانکہ عزت و کرامت کا معیار تقوی اور اطاعت خداوندی ہے۔ کلا بل لا تکرمون الیتیم ــــ تا ــــ وتحبون المال حبا جما ٥ یہ بیان ماقبل سے بطور ترقی ہے۔ کلا اذا دکت الارض دکا ــــ تا ــــ ولا یوثق وثاقه احد ٥ تخویف اخروی۔ یایتھا النفس المطمئنة ــــ تا ــــ آخر۔ بشارت اخرویہ۔

ف۲ والفجر۔ بعض مفسرین کے نزدیک فجر سے جنس مراد ہے بلا تخصیص یوم اور عبد اللہ بن عباس رض اور مجاہد رح کے نزدیک یوم نحر (۱۰ ذی الحجہ) کی فجر مراد ہے (روح) یوم نحر کی فجر خود شاہد ہے کہ وہ کتنا مبارک دن ہے، اس لئے اس دن میں بیت اللہ کے پاس جا کر اس مخصوص وقت میں اللہ کے سامنے عاجزی کرو اور اس سے دعا مانگو، کیونکہ وہاں گناہ معاف ہوتے ہیں ولیال عشر دس راتوں سے رمضان کی دس آخری راتیں مراد ہیں جن میں لیلۃ القدر پوشیدہ ہے۔ یہ حضرت ابن عباس رض اور ابوظبیان رح سے منقول ہے۔ یہ قسم ماقبل سے بطور ترقی ہے۔ یوم نحر کی فجر نہ سہی وہاں جانے میں مال خرچ ہوتا ہے۔ اور سفر کی صعوبتیں اٹھانا پڑتی ہیں۔ تمہارے گھر بیٹھے رمضان کی آخری دس راتیں میسر ہو سکتی ہیں ان میں لیلۃ القدر بھی ہے جو نہایت رحمت و برکت والی رات ہے اس کی طرف آؤ دنیا کی طرف نہ دوڑو۔

ف۳ والشفع والوتر۔ جفت اور طاق سے مراد نماز ہے کیونکہ بعض نمازوں کی رکعتیں جفت ہیں۔ اور بعض کی طاق یہ تفسیر خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ روی مرفوعا عن عمران بن الحصین عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه قال: الشفع والوتر الصلاۃ منها شفع ومنها وتر (قرطبی ج ۲۰ ص ۳۹) یہ قسم ماقبل سے بطور ترقی ہے۔ اچھا لیلۃ القدر تو سال میں ایک دفعہ آتی ہے اور بالتعیین معلوم بھی نہیں، پانچوں نمازیں تو رات دن میں ضرور آتی ہیں ان کی پابندی کر کے آخرت کے لئے کچھ زاد راہ بنا لو اور دنیا کے پیچھے نہ بھاگو پانچوں نمازوں کی پابندی سے انسان گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جس طرح ایک کپڑے کو روزانہ پانچ دفعہ دھو کر صاف کر لیا جائے یا جس طرح روزانہ پانچ دفعہ نہانے والے کا بدن میل کچیل سے پاک ہو جاتا ہے۔ کما فی الحدیث۔

ف۴ واللیل اذا یسر۔ یسری ای یذھب جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ واللیل اذ ادبر اور قسم ہے رات کی جب وہ جاتی ہے مراد رات کا آخری حصہ ہے یعنی طلوع صبح سے پہلے یہ وقت بھی نہایت مبارک ہے اس وقت میں پہلے آسمان پر اللہ تعالیٰ کی خصوصی تجلیات کا نزول ہوتا ہے اور اعلان ہوتا ہے کیا کوئی گناہ بخشوانے والا ہے؟ تاکہ وہ معافی مانگے اور میں اس کے گناہ بخش دوں اس وقت اللہ تعالیٰ سے آخرت طلب کرو اور دنیا کے پیچھے نہ بھاگو ھل فی ذلك قسم لذی حجر۔ عقلمند آدمی کے لئے یہ عظیم الشان قسمیں اور شواہد ہیں اور عقلاء کے لئے ان میں کافی عبرت و نصیحت ہے۔ ہر قسم کے بعد جواب قسم محذوف ہے کما مر۔

۵ الم تر۔ یہ تخویف دنیوی کا پہلا نمونہ ہے برائے تزہید فی الدنیا۔ حاصل یہ ہے کہ دنیا کوئی چیز نہیں دنیا کے پیچھے نہ بھاگو بلکہ آخرت کی فکر کرو اور اللہ تعالیٰ سے مبارک وقتوں میں اپنے گناہوں کی معافی مانگو۔ قوم عاد کو دیکھو یہ کس قدر طاقتور قوم تھی دنیا میں کوئی ان کا ہمسر نہ تھا۔ مگر انہوں نے سرکشی کی تو اللہ تعالےٰ نے ان کو تہس نہس کر دیا اور ان کا دنیوی ساز وسامان اور کر وفر ان کے کسی کام نہ آیا۔ عاد۔ ارم۔ ارم، عاد سے بدل ہے ارم قبیلے کا نام ہے اور عاد اس قوم کے جدّ اعلیٰ کا نام ہے۔ (قرطبی) یا ارم، عاد کے باپ یا دادا کا نام ہے۔ اس صورت میں بدل مبدل منہ کی ترکیب درست نہ ہوگی بلکہ مضاف مقدر ہوگا۔ اصل میں عادِ بن ارم تھا۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ذات العماد۔ لمبے قد والے یا خیموں والے یعنی کان طولھم مثل العماد۔ . . . . . وقیل سمیت تلک الامۃ بذلک لانھم کانوا اھل اعمدۃ وخیام وماشیۃ سیارۃ فی الربیع (مظہری ج ۱۰ ص ۲۵۵)

۶ وثمود۔ تخویف دنیوی کا دوسرا نمونہ۔ قوم ثمود کو دیکھو وہ کس قدر طاقتور اور کیسے کاریگر تھے کہ پتھروں کو تراش ڈالا اور پہاڑوں کو کاٹ کر ان کے اندر رہائشی مکانات بنالئے۔ وفرعون ذی الاوتاد۔ تخویف دنیوی کا تیسرا نمونہ۔ دیکھو! فرعون کتنا بڑا بادشاہ تھا، اس کی سلطنت کس قدر مضبوط تھی ذی الاوتاد (میخوں والا) یہ یا تو سلطنت کے استحکام سے کنایہ ہے یا یہ مطلب ہے کہ وہ توحید والوں کو میخوں سے گاڑ کر عذاب دیتا ہے۔ الذین طغوا فی البلاد۔ ان سب قوموں نے سرکشی کی، اور حد سے گذر گئے، شہروں اور بستیوں میں ظلم و تشدد اور بے انصافی سے شر و فساد برپا کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر مختلف قسم کے عذاب نازل کر کے ان کو تباہ کر دیا۔ دنیا کی دولت وسلطنت ان کے کام نہ آئی۔ صَبَّ انزل۔ سوط عذاب اضافت صفت بموصوف۔ سوطا مختلطا بعضھا ببعض فھی اضافۃ صفۃ الی موصوفھا کاخلاق ثیاب (مظہری کذا فی الروح)

۷ ان ربک۔ بیشک تیرا پروردگار گھات میں ہے۔ یہ احاطہ علم الٰہی سے کنایہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے تمام اعمال کو دیکھ رہا ہے اور سب کچھ اس کے حیطۂ علم میں ہے۔ دنیا کے پیچھے نہ

لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ⑧ وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا

بنی نہیں ویسی سارے شہروں میں اور ثمود کے ساتھ جنہوں نے تراش

الصَّخْرَ بِالْوَادِ ⑨ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْأَوْتَادِ ⑩ الَّذِيْنَ

پتھروں کو وادی میں ف۱ اور فرعون کے ساتھ وہ میخوں والا ف۲ یہ سب تھے

طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ⑪ فَأَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ ⑫ فَصَبَّ

جنہوں نے سر اٹھایا ملکوں میں پھر بہت ڈالی ان میں خرابی پھر پھینکا

عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ⑬ إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ⑭

ان پر تیرے رب نے کوڑا عذاب کا بے شک ف۳ تیرا رب لگا ہے گھات میں

فَأَمَّا الْإِنْسَانُ إِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَأَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ

سو وہ آدمی جو ہے جب جانچے اسکو رب اسکا پھر اسکو عزت دے اور اسکو نعمت

فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ أَكْرَمَنِ ⑮ وَأَمَّآ إِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ

تو کہے میرے رب نے مجھ کو عزت دی اور وہ جس وقت اسکو جانچے پھر کھینچ کرے اس کی

رِزْقَهٗ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ أَهَانَنِ ⑯ كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ

روزی کی تو کہے میرے رب نے مجھے ذلیل کیا ف کوئی نہیں ف۴ پر تم عزت سے نہیں

الْيَتِيْمَ ⑰ وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ⑱ وَ

رکھتے یتیم کو اور تاکید نہیں کرتے آپس میں محتاج کے کھلانے کی اور

تَأْكُلُوْنَ التُّرَاثَ أَكْلًا لَّمًّا ⑲ وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا

کھا جاتے ہو مرے کا مال سمیٹ کر سارا و۲ اور پیار کرتے ہو مال کو جی بھر

جَمًّا ⑳ كَلَّآ إِذَا دُكَّتِ الْأَرْضُ دَكًّا دَكًّا ㉑ وَّجَآءَ رَبُّكَ

کر و۳ کوئی نہیں ف۵ جب پست کر دی جائے زمین کوٹ کوٹ کر و۴ اور آئے تیرا رب

وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ㉒ وَجِايْٓءَ يَوْمَئِذٍۭ بِجَهَنَّمَ ۙ يَوْمَئِذٍ

اور فرشتے آئیں قطار قطار اور لائی جائے اس دن دوزخ اس دن

۱ دوسرا نمونہ ۱۲۔

۲ تیسرا نمونہ ۱۲۔

۳ تہدید ۱۲

۴ ترقی از ماقبل ۱۲

۵ تخویف اخروی ۱۲۔

موضح قرآن ف۱ وادی ان کے مکان کا نام ہے پہاڑ کو کرید کر گھر بناتے تھے۔ ۱۲ منہ رح ف۲ سونے کی میخیں رکھتا تھا لشکر کے گھوڑوں کی ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۳ یعنی آپ پر الزام رکھے اپنے فعل کی طرف نہ دیکھے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۴ یعنی حلال اور حرام نہیں پہچانتے لڑکوں اور عورتوں کو میراث کا حصہ نہیں دیتے ان کا مال بھی آپ ہی چکھ جاتے ہیں۔ یہ فائدہ تفسیر حسینی سے لکھا۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی بچہار میخ بستہ عقوبت می کرد ۱۲۔ ف۲ یعنی زنان ویتیمان را حق ایشان نمیدہند حق ایشان را بمال خود جمع میکنند ۱۲ ف۳ یعنی اسباب اکرام الٰہی اکرام یتیم وطعام مسکین است آن را می باید کرد وشما بایں صفت ہستید کہ یتیمان را حق ایشان نمی دہید وحق ایشان را بمال خود جمع میکنید ۱۲ ف۴ یعنی جبال واطلال را باسائر ارض برابر کردہ شود ۱۲۔

دوڑو، دیکھو دنیا کی خاطر دین چھوڑنے والی قوموں کا حشر کس قدر ہولناک ہوا ہے ف۵ فاما الانسان۔ یہ شکوی ہے۔ انسان اپنی عزت وذلت کا مدار دنیوی دولت کی کثرت وقلت کو قرار دیتا ہے حالانکہ دولت کی کمی بیشی انسانوں کے لئے ابتلاء وامتحان ہے وہ کسی کو وافر دولت دے کر اس کا امتحان لیتا ہے کہ وہ دولت اللہ کی مرضی کے مطابق خرچ کرتا ہے یا نہیں اور کسی کا تنگدستی سے امتحان لیتا ہے کہ وہ اس حال میں صبر و شکر سے کام لیتا ہے یا شکوہ شکایت کرتا ہے لیکن انسان کا یہ حال ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ بطور ابتلا اس کو دنیا میں عزت و دولت عطا کردے تو وہ سمجھتا ہے کہ اللہ نے میری عزت کی ہے اور اگر اپنی حکمت بالغہ کے تحت اسکی روزی تنگ کردے تو وہ کہنے لگتا ہے خدا نے مجھے رسوا کردیا ہے حالانکہ عزت و ذلت کا معیار دولت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طاعت ومعصیت ہے۔ سب سے زیادہ قابل عزت وہی ہے جو سب سے زیادہ خدا کا فرمانبردار ہو۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم (حجرات ع۲) ف۶ کلا بل لاتکرمون کلا۔ ردعیہ ہے۔ یہ انسان کے مذکورہ بالا رویہ پر شکوی ہے علی سبیل الترقی۔ دنیادار لوگو! تم ہر وقت دنیا میں اپنی ہی عزت و ذلت کی فکر میں مست رہتے ہو۔ مگر یتیموں کا خیال نہیں کرتے ہو اور نہ ان کا اکرام کرتے ہو مراد یہ ہے کہ ان کا حق نہیں ادا کرتے ہو۔ ولا تحضون علی طعام المسکین یہ ما قبل سے بطور ترقی ہے۔ یتیموں کا اکرام تو ایک طرف رہا تم تو مسکینوں کو کھانا بھی نہیں کھلاتے ہو۔ اور نہ ایک دوسرے کو مسکینوں کو کھانا کھلانے کی ترغیب ہی دیتے ہو لا تحاضون اصل میں لا تتحاضون تھا ایک تا ربغرض تخفیف حذف کردی گئی ہے و تاکلون التراث اکلا لما یہ ما قبل سے بطور ترقی ہے یتیموں اور مسکینوں کو کھانا کھلانے کی ترغیب دینا تو رہا ایک طرف، ان غریبوں کا میراث میں جو جائز حق ہے تو تم اس کو بھی ڈکار لئے بغیر ہی ہضم کرجاتے ہو اور مال جمع کرتے وقت حلال و حرام کی بھی کوئی تمیز نہیں کرتے ہو۔ و تحبون المال حبا جما یہ بھی ما قبل سے بطور ترقی ہے۔ تم لوگوں کے دلوں میں مال کی محبت اس قدر زیادہ ہے کہ تم نہ صرف یتیموں اور مسکینوں کی میراث پر ناجائز قبضہ کرتے ہو، بلکہ ڈاکہ اور چوری ہر ناجائز طریقہ سے مال جمع کرنے کی کوشش کرتے ہو۔ اکلا لما حلال

يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ﴿۲۳﴾ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ

سوچے گا آدمی اور کہاں ہے اسکو سوچنا کہے ۱؎ کیا اچھا ہوتا۔

قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ﴿۲۴﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗ اَحَدٌ ﴿۲۵﴾

جو میں کچھ آگے بھیجتا اپنی زندگی میں پھر اسدن عذاب نہ دیگا اس کا سا کوئی ف۱

وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗ اَحَدٌ ﴿۲۶﴾ يٰاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿۲۷﴾

اور نہ باندھ کر رکھے اسکا سا باندھنا کوئی ف۲ اے وہ ۳؎ جی جس نے چین پکڑ لیا

ارْجِعِيْ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿۲۸﴾ فَادْخُلِيْ فِيْ

پھر چل اپنے رب کی طرف تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی پھر شامل ہو

عِبٰدِيْ ﴿۲۹﴾ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ﴿۳۰﴾

میرے بندوں میں اور داخل ہو میری بہشت میں

ع ۱ ۱۴

۱؎ بشارت اخرویہ ۱۲

سُوْرَةُ الْبَلَدِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ عِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعٌ وَّاحِدٌ

سورۂ بلد ۱؎ مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی بیس آیتیں ہیں اور ایک رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ﴿۱﴾ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ﴿۲﴾

قسم کھاتا ہوں ۲؎ میں اس شہر کی ف۲ اور تجھ پر قید نہیں رہیگی اس شہر میں ف۳

وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ﴿۳﴾ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ﴿۴﴾

اور قسم ہے جنتے کی اور جو اسنے جنا ف۴ تحقیق ۳؎ ہم نے بنایا آدمی کو محنت میں ف۵

اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ ﴿۵﴾ يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ

کیا خیال ۴؎ رکھتا ہے وہ کہ اس پر بس نہ چلے گا کسی کا کہتا ہے میں نے خرچ کر ڈالا

مَالًا لُّبَدًا ﴿۶﴾ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗ اَحَدٌ ﴿۷﴾ اَلَمْ نَجْعَلْ

مال ڈھیروں کیا خیال رکھتا ہے کہ دیکھا نہیں اسکو ف۳ کسی نے ف۶ بھلا ۵؎ ہم نے نہیں دیں

وقف لازم

۲؎ تخویف اخروی ۱۲

۳؎ [illegible] ۱۲

موضح قرآن ف۱ اللہ کا سا عذاب اس دن کوئی نہ کرے گا۔ نہ آگ نہ وہاں کے کارندے نہ سانپ بچھو جو آگ میں ہوں گے کیونکہ ان کا عذاب جسم ہی پر ہوگا اور اللہ کی طرف سے حسرت و ندامت کا عذاب گنہگار کی روح پر ہوگا۔ یہ فائدہ تفسیر فتح العزیز سے لکھا ف۲ یعنی شہر مکہ ۱۲ منہ رح ف۳ مکہ میں لڑائی کی قید ہے ہر شخص کو یعنی وہاں کوئی لڑائی نہیں کرتا مگر حضرت کو فتح مکہ کے دن قید معاف ہوئی تھی جو کوئی آپ سے لڑا اس کو مارا پھر وہی قید قائم ہے قیامت تک ف۴ یعنی آدم اور بنی آدم ۱۲ منہ رح ف۵ ساری عمر محنت میں ہے خالی کبھی نہیں ف۶ شادیوں میں ماتموں میں نام کی جگہ میں مال خرچ کر کے بڑائی گنتا ہے اور خرچنے کی جگہ اور ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بوجہی واقع شود کہ ہیچ کس غیر او برآن قادر نیست ۱۲ ف۲ یعنی آدم وجمیع ذریت او ۱۲ ف۳ یعنی عادت آدمیست کہ بقوت خود فخر کند و نہ بیند کہ چہ قدر ناتوانیہا کشد و نیز ببذل مال فخر کند و نمی داند کہ خدا او را می بیند کہ بغایت حقیر و بخیل است ۱۲۔

حرام کے درمیان امتیاز کے بغیر مال کھانا ہے حبا جما بہت زیادہ محبت۔ ذالم وھو الجمع بین الحلال والحرام وکانوا لایورثون النساء ولا الصبیان ویأکلون تراثھم مع تراثھم ..... (حبا جما) کثیرا شدیدا مع الحرص و منع الحقوق (مدارک)

۱۰ کلا اذا۔ یہ تخویف اخروی ہے کلا ردعیہ ہے یعنی یوں تو نہیں کرنا چاہیے ورنہ ان کو ان کاموں پر قیامت کے دن سخت حسرت ہوگی مگر اس دن تحسّر و تاسف کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ دکت الارض دکا دکا۔ زمین کو بار بار ہلایا اور توڑا جائے گا یہاں تک کہ زمین بالکل ہموار ہوجائے گی، نہ پہاڑ نظر آئیں گے نہ دریا اور سمندر۔ پھر اللہ تعالیٰ فصل قضاء کے لئے اپنی خاص شان کے ساتھ نزول اجلال فرمائیگا۔ فیجئی الرب تبارک وتعالیٰ لفصل القضاء کما یشاء والملائکۃ یجیئون بین یدیہ صفوفا صفوفا (ابن کثیر ج ۴ ص ۵۱۰) فرشتے صفوں میں دست بستہ کھڑے ہوں گے اور قید خانہ (جہنم) سامنے موجود ہوگا جس میں کفار و مشرکین کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قید کر دیا جائے گا۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے چونکہ مجیئ (آنا) حرکت وانتقال کو مقتضی ہے اور یہ حادث کی صفت ہے اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے۔ اس لئے یہاں مضاف محذوف ہے ای جاء جلائل آیات ربک (کبیر) تمثیل لظہور آیات اقتدارہ وتبیین آثار قہرہ وسلطانہ الخ (مدارک) یعنی اللہ تعالیٰ کی عظمت وجبروت اور اسکی ہیبت وجلال کا ظہور ہوگا مگر پہلی تاویل پر بھی وہ مجیئ (آنا) مراد نہیں جو حادث کی صفت ہے بلکہ وہی مجیئ مراد ہے جو اللہ تعالیٰ کی شان عالی کے لائق ہو

۱۱ یومئذ۔ قیامت کے دن عبرت ونصیحت حاصل کرنے پر آمادہ ہوگا یا مطلب یہ ہے کہ اس دن انسان اپنی تمام کوتاہیوں اور غلطیوں کو یاد کرے گا اور ان پر حسرت وندامت کا اظہار کرے گا مگر اس وقت اس کا اسے کوئی فائدہ نہ ہوگا یہ حسرت وندامت بے وقت ہوگی۔ ومن این له الذکری وقد فات اوانها (روح ج ۳۰ ص ۱۲۹)

۱۲ یقول۔ اس دن انسان انتہائی حسرت وندامت سے تمنا کرے گا ہائے کاش! میں نے دنیا میں آخرت کی زندگی کے لئے کچھ کمایا ہوتا مگر یہ سب کچھ بے سود ہوگا فیومئذ لا یعذب عذابه احد قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مجرموں کو ایسا سخت عذاب دے گا کہ کوئی ایسا عذاب نہیں دے سکتا اور وہ مجرموں کو ہتھکڑیوں اور بیڑیوں میں اس طرح جکڑ دے گا کہ اس طرح کوئی بھی نہ جکڑ سکے۔ ای لا یعذب کعذاب الله احد ولا یوثق کوثاقه احد (قرطبی ج ۲۰ ص ۵۶) یا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن مجرموں کی تعذیب و ایثاق کا متولی خود اللہ تعالیٰ ہوگا۔

۱۳ یا ایتها النفس۔ یہ بشارت اخرویہ ہے۔ کافروں کا حال بیان کرنے کے بعد مومنوں کا حال بیان فرمایا کہ مومن سے کہا جائیگا اے نفس مطمئنہ! جو رذائل اخلاق سے پاک ہوچکا ہے اپنے پروردگار کی طرف واپس آ اس حال میں کہ تو اپنے رب کی ربوبیت پر راضی ہے اور تیرا ربّ تجھ پر راضی ہے اس لئے تو میرے بندوں میں شامل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔

فائدہ اس سورت کا مختصر خلاصہ یہ ہے کہ اس میں تین چیزوں کا بیان ہے اوّل مرض۔ دوم سبب مرض اور سوم علاج مرض۔

فاما الانسان اذا ما ابتله ——— تا ——— فیقول ربی اهانن بیان مرض ہے۔

کلا بل لا تکرمون الیتیم ——— تا ——— و تحبون المال حبا جما۔ سبب مرض کا بیان ہے باقی سب علاج مرض کا بیان ہے۔

سورۃ البلد

ربط یہ سورت گذشتہ سورت کا تمتہ ہے۔ والفجر میں دنیا اور دولت دنیا کی محبت کی مذمت مذکور ہوئی۔ اب سورۃ البلد میں مال کے صحیح مصارف ذکر کیئے گئے کہ دولت کو جمع کرنے اور اسے بچا بچا کر رکھنے ہی میں نہ لگے رہو۔ بلکہ جہاں اللہ نے خرچ کرنے کا حکم دیا وہاں اس کو خرچ بھی کرو۔ اگر بے مصرف خرچ کروگے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں اور جائز مصارف میں بھی صرف اسی وقت فائدہ ہوگا جبکہ خرچ کرنے والا مومن ہو، ایمان کے بغیر خرچ کرنا بے فائدہ ہے۔

خلاصہ

لا اقسم بھذا البلد ــــ تا ــــ لقد خلقنا الانسان فی کبد ٥ یہ تخویف دنیوی ہے۔ حاصل یہ ہے کہ دنیا میں مشقت اور تکلیف میں ڈالنا ہمارے اختیار میں ہے۔

ایحسب ان لن یقدر علیہ احد ــــ تا ــــ او مسکینا ذا متربۃ ٥ یہ زجر ہے انسان سمجھتا ہے کہ اس پر کوئی غالب نہیں آسکتا وہ کہتا ہے میں نے اپنے دوستوں پر بہت مال خرچ کیا ہے مگر یہ سب بے فائدہ ہے جب تک وہ ایمان لاکر صحیح مصرفوں میں دولت کو خرچ نہیں کرے گا اس وقت تک اسے فائدہ نہ ہوگا۔ ثم کان من الذین اٰمنوا ۔ الاٰیۃ۔ مذکورہ مصارف میں خرچ کرے لیکن ایمان شرط ہے اولئک ھم اصحب المیمنۃ۔ بشارت اخرویہ۔ ایمان کے بعد صحیح مصرفوں میں دولت خرچ کرنے والے دائیں بازو کے لوگ ہیں اور جنتی ہیں۔ والذین کفروا باٰیٰتنا ــــ تا ــــ آخر تخویف اخروی ہے۔

۱ لا اقسم۔ لا زائدہ ہے برائے تاکید قسم۔ یہ تخویف دنیوی ہے۔ البلد سے مکہ مکرمہ مراد ہے انت حل کے معنی ہیں کہ تو مکہ میں داخل ہونیوالا ہوگا یا مطلب یہ ہے کہ تو صاحب حلت ہوگا یعنی آپ کیلئے مکہ مکرمہ میں قتل و قتال حلال ہوگا۔ ای ومن المکابدۃ ان مثلک عظم حرمتک یستحل بھذا البلد یعنی مکۃ کما یستحل الصید فی غیر الحرم (مدارک) یہ مشقت اس پر شاہد ہے کہ مشقت میں ڈالنا ہمارے اختیار میں ہے۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ پر غلبہ دینے کی طرف اشارہ ہے۔ ووالد وما ولد ماں جب بچے کو جنم دیتی ہے تو اس کو جو تکلیف اور مشقت اٹھانا پڑتی ہے یہ بھی شاہد ہے کہ مشقت میں ڈالنا ہمارے ہاتھ میں ہے۔

۲ لقد خلقنا۔ یہ جواب قسم ہے مذکورہ قسمیں شاہد ہیں کہ انسان کو ہم نے مشقت میں پیدا کیا ہے اور انسان کو مشقت اور شدت میں ڈالنا ہمارے اختیار میں ہے کبد مشقت۔ فالمراد من کبد النصب والمشقۃ (مظہری) فی کبد مشقۃ یکابد مصائب الدنیا وشدائد الاٰخرۃ (مدارک)

۳ ایحسب۔ یہ زجر ہے کیا کافر انسان گمان کرتا ہے کہ اس پر کوئی قادر اور غالب نہ ہوگا اور کوئی اس کو اس کے برے عملوں کی سزا نہیں دے گا۔ اس کا یہ خیال غلط ہے۔ اسے اس کے گناہوں کی اللہ تعالیٰ ضرور سزا دے گا۔ یقول اھلکت مالا لبدا۔ لبدا بہت زیادہ وہ بڑے فخر سے کہتا ہے کہ اس نے اپنے مشرک اور شرک پھیلانے والے اور اسلام سے روکنے والے دوستوں پر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت میں بے دریغ دولت خرچ کی ہے کیا اس کا خیال ہے کہ باطل میں خرچ کرتے ہوئے اس کو کوئی نہیں دیکھتا اور اس سے کوئی باز پرس نہیں ہوگی بلکہ ہم اس کو دیکھ رہے ہیں اور اس کا پورا محاسبہ کریں گے۔ (ایحسب ان لم یرہ احد) حین کان ینفق او بعد ذلک فیسأله عنه یعنی ان اللہ سبحانہ وتعالیٰ یراہ فیجازیہ او یجدہ فیحاسبہ علیہ (بیضاوی)

۴ الم نجعل۔ انعامات اور قدرت کاملہ کا بیان ہے۔ استفہام تقریری ہے۔ ہم نے انسان کو دیکھنے کے لئے دو آنکھیں دیں تاکہ وہ دلائل قدرت کا مشاہدہ کرے۔ بولنے کے لئے زبان دی اور دو ہونٹ دیئے جو بولنے میں معاون ہیں تاکہ وہ زبان سے حق بات پوچھے، حق کا اقرار کرے اور اسکی تبلیغ کرے اور ہم نے اس کو خیر و شر کے دونوں راستے دکھا دیئے اور دلائل سے دونوں کو واضح کر دیا۔ اب انسان کو چاہیئے کہ وہ خداداد قوتوں سے فائدہ اٹھائے اور حق کو قبول کرے۔

۵ فلا اقتحم۔ لا بمعنی ھلا ہے، کیونکہ لا بلا تکرار ماضی پر نہیں آسکتا (کبیر، مظہری) العقبۃ پہاڑی راستہ جو نہایت دشوار گذار ہو

اقتحام العقبة۔ دین حق کی خاطر تکلیفیں اور مشقتیں برداشت کرنے سے کنایہ ہے۔ جب ہم نے اس کو ہر نعمت عطا کی ہے تو اس نے دین کی خاطر تکلیفیں اور مشقتیں کیوں برداشت نہیں کیں؟ وہ مشکل اور دشوار گذار گھاٹیوں پر کیوں نہیں چڑھا تاکہ اُسے ہلاکت سے نجات ملجاتی کیونکہ پستی کی طرف پانی جاتا ہے وہ ہلاکت کی جگہ ہے اور نجات بلندی میں ہے۔ حاصل یہ کہ اس نے مال بے جا خرچ کیا ہے جائز مصارف میں خرچ نہیں کیا۔ وما ادرٰك ما العقبة رضی نے کہا ہے اس قسم کی عبارتوں کے دو معنی ہوتے ہیں تجھ کو کیا خبر ہے عقبہ کی یا یہ کہ مجھ سے سُن تیری سمجھ میں نہیں آسکتا۔ **۷ہ** فك رقبة یا العقبة کا بیان ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ان صحیح مصرفوں میں مال خرچ کرنے کی مشقت اٹھاؤ نجات پاؤ گے غلام آزاد کرنے، بھوکوں، اپنے ہم نسب یتیموں اور مسکینوں کو کھانا کھلانا یہ ہے وہ گھاٹی جس پر چڑھنے سے ان کو نجات ملیگی اور یہ ہیں خرچ کرنے کے صحیح مصارف جن پر خرچ کرنے سے ان کو ثواب ملیگا۔

۸ہ ثم کان۔ ثم تعقیب ذکری کے لئے ہے یعنی ان مصارف میں خرچ کرے لیکن اس کے ساتھ ایمان شرط ہے۔ مومن بھی ہوں اور دوسرے گناہوں سے بچنے اور مصائب پر صبر کرنے کی وصیت بھی کریں اور لوگوں پر مہربانی کرنے اور ان کا ترس کھانے کی تلقین کریں یا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کو ایسے کاموں کی ترغیب دیں جو اللہ کی رحمت کا باعث اور موجب ہوں وتواصوا بالمرحمة عباد الله او بموجبات رحمة الله (مظہری)

۹ہ اولئك یہ بشارت اخرویہ ہے۔ یہ سعداء ہیں جن کو اعمالنامے دائیں ہاتھوں میں دیئے جائینگے۔ اور ان کا مقام جنت ہے۔ والذین کفروا یہ تخویف اخروی ہے جن لوگوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا وہ اشقیاء ہیں ان کے اعمالنامے بائیں ہاتھوں میں دیئے جائینگے اور ان پر آگ کو بند کردیا جائیگا۔ لوہے کے ستونوں کے درمیان آگ ہوگی اس میں ان لوگوں کو ڈالا جائیگا اور اوپر سے اس کو بند کردیا جائیگا۔ مطلب یہ ہے کہ دوزخ کے دروازے اور منافذ بند کردیئے جائیں گے تاکہ آگ کی گرمی میں کمی نہ ہو۔ والمراد مغلقة ابوابها و انما اغلقت لتشديد العذاب — والعياذ بالله تعالى — عليهم (روح ج ۳۰ ص ۱۴۰)۔

لَّهٗ عَيْنَيْنِ ⑧ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ ⑨ وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ⑩

اسکو دو آنکھیں اور زبان اور دو ہونٹ اور دکھلادیں اسکو دو گھاٹیاں ف

فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ⑪ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ⑫ فَكُّ

سو نہ دھمک سکا گھاٹی پر اور تو کیا سمجھا کیا ہے وہ گھاٹی چھڑانا

رَقَبَةٍ ⑬ اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ ⑭ يَّتِيْمًا ذَا

گردن کا ف یا کھلانا بھوک کے دن میں یتیم کو جو

مَقْرَبَةٍ ⑮ اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ⑯ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ

قرابت والا ہے ف یا محتاج کو جو خاک میں رل رہا ہے پھر ہووے ایمان

اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ⑰ اُولٰٓئِكَ

والوں میں جو تاکید کرتے ہیں آپسیں تحمل کی اور تاکید کرتے ہیں رحم کھانیکی وہ

اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ⑱ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا هُمْ اَصْحٰبُ

لوگ ہیں بڑے نصیب والے اور جو منکر ہوئے ہماری آیتوں سے وہ ہیں

الْمَشْئَمَةِ ⑲ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ⑳

کمبختی والے انہی کو آگ میں موند دیا ہے

ع ۱ ۲۰ ۱۵

۱؎ بشارت اخرویہ ۱۲

۲؎ تخویف اخروی ۱۲

سُوْرَةُ الشَّمْسِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعٌ وَّاحِدٌ

سورہ شمس مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی پندرہ آیتیں ہیں اور ایک رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالشَّمْسِ وَضُحٰىهَا ① وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا ② وَالنَّهَارِ اِذَا

قسم ف سورج کی اور اسکے دھوپ چڑھنے کی اور چاند کی جب آوے سورج کے پیچھے ف اور ف دن کی جب

جَلّٰىهَا ③ وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰىهَا ④ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰىهَا ⑤

اسکو روشن کرلے اور رات کی جب اسکو ڈھانک لیوے اور آسمان کی اور جیسا کہ اسکو بنایا

موضح قرآن ف۱ یعنی کفر اور ایمان یا دودھ کے پستان ۱۲ منہ رحمہ اللہ ف۲ یعنی بردہ آزاد کرنا یا قرضدار کو خلاص کروانا ۱۲ منہ رح ف۳ یتیم کا ایک حق ناتے دار کا ایک حق جو دونوں ہوتے تو دو حق ہوئے ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی خیر و شر ۱۲۔ ف۲ یعنی بحقیقت قوت آنست کہ ایں اعمال بجا آرد ۱۲۔ ف۳ یعنی بشب چہار دہم ۱۲۔

سُورۃ الشمس

ربط سورۃ الشمس اور اللیل دونوں میں پہلے دونوں مضمونوں کا اعادہ کیا گیا ہے یعنی توحید اور تزہید فی الدنیا۔ سورۃ الشمس میں توحید کا مضمون مذکور ہے یعنی تفرقہ فی الاعتقاد۔ مطلب یہ ہے کہ اعتقاد زکی وطیب اور اعتقاد خبیث برابر نہیں ہے۔ سورہ واللیل میں تفرقہ فی الاعمال کا بیان ہے یعنی نیک و بد، سخی و بخیل اور مصدق و مکذّب برابر نہیں ہیں۔ یہ دونوں سورتیں سورۃ الاعلیٰ کے دونوں مضمونوں کا بیان ہے۔

خلاصہ

والشمس وضحٰھا ـــــ تا ـــــ وقد خاب من دسّٰھا ہ جس طرح روشنی اور اندھیرا، دن اور رات، آسمان اور زمین برابر نہیں ہیں اسی طرح نفس زکیہ جو شرک وکفر کی خباثت سے پاک ہو اور نفس خبیثہ جو شرک وکفر کی خباثت میں ملوث ہوں برابر نہیں ہیں۔

کذبت ثمود بطغوٰىھا ـــــ تا ـــــ آخر۔ تخویف اخروی۔ قوم ثمود کا انجام بد دیکھو، جو لوگ کفر و شرک سے اپنے دلوں کو پاک صاف نہ کریں توحید کا انکار کریں، ان کا انجام ایسا ہی ہوا کرتا ہے۔

۲ہ والشمس۔ ضحیٰ سے مراد ضوء اور روشنی ہے وضحٰھا ای ضوئھا۔ والقمر اذا تلٰھا۔ ای تبعھا ولحقھا چاند کے سورج کے پیچھے آنے سے مراد یہ ہے کہ سُورج کے غروب کے فوراً بعد طلوع ہو یہ چودھویں رات کا چاند ہے یا مراد ہے کہ سورج کے طلوع کے بعد اس کا طلوع ہو یہ مہینے کی ابتدا میں ہوتا ہے۔ ان دنوں میں چاند کا جو حصّہ زمین کی طرف ہوتا ہے وہ بے نور ہوتا ہے اس لئے نظر نہیں آتا یا بہت تھوڑا سا حصّہ نظر آتا ہے جو سورج کے بالمقابل ہوتا ہے۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ نے بقرینۂ تقابل لیل ونہار ارض وسماء دوسرے مفہوم کو ترجیح دی ہے اسی طرح نفس کی دونوں حالتوں فجور وتقویٰ کا ذکر بھی قرینہ مرجحہ ہے۔ سورج کی روشنی اور چاند کا مذکورہ وقت میں بے نور ہونا شاہد ہے کہ نفس زکیہ اور نفس خبیثہ برابر نہیں۔

۳ہ والنھار۔ اسی دن جب سورج کو ظاہر کر دیتا ہے اور وہ افق پر نمایاں ہو جاتا ہے اور رات جب سُورج کو اپنی تاریکی میں چھپا لیتی ہے والسماء۔ آسمان اور اس کی بلندی، زمین اور اس کی ہمواری اور پستی یہ بھی شاہد ہیں کہ نفس زکیہ اور نفس خبیثہ برابر نہیں ہیں ما دونوں جملوں میں مصدریہ ہے ای بنیانھا وطحوھا (قرطبی)

۴ہ ونفس۔ یہاں بھی ما مصدریہ ہے تسویہ سے مراد یہ ہے کہ اس کی ظاہری و باطنی قوتوں میں اعتدال پیدا کیا اور اس کے اعضاء متناسب بنائے۔ ای انشأھا وابدعھا مستعدۃ لکمالھا وذلک بتعدیل اعضائھا وقواھا الظاھرۃ والباطنۃ (روح ج ۳۰ ص ۱۴۲)۔

فالھمھا فجورھا وتقوٰىھا۔ پیدا کرنے کے بعد اس کو فجور و تقویٰ، طاعت ومعصیت اور نیکی اور بدی کی راہیں دکھا دیں تاکہ وہ اپنے اختیار سے دونوں میں سے ایک راہ کو منتخب کر لے۔

۵ہ قد افلح۔ یہ مذکورہ قسموں کا جواب ہے مذکورہ بالا شواہد اس پر گواہ ہیں کہ جس طرح وہ برابر نہیں ہیں اسی طرح نفس زکیہ اور نفس خبیثہ بھی برابر نہیں ہیں۔ نفس زکیہ کامیاب اور بامراد ہے اور نفس خبیثہ ذلیل وخوار اور ناکام ہے جس نے اپنے نفس کو خباثت اعتقاد اور رذائل اخلاق سے پاک کر لیا وہ تو کامیاب ہوا اور جس نے اسکو اعتقادی خباثتوں میں ملوث کر کے ذلیل وخوار کیا وہ ناکام و نامراد ہوا۔

۶ہ کذبت ثمود۔ یہ تخویف اخروی ہے۔ طغویٰ سرکشی، نافرمانی میں حد سے نکل جانا ای بطغیانھا وھو خروجھا عن الحد فی عصیانھا قالہ مجاھد وقتادۃ وغیرھما (قرطبی ج ۲۰ ص ۷۸) اور باء سببیہ ہے (روح) قوم ثمود نے سرکشی کی وجہ سے اپنے پیغمبر علیہ السلام کو جھٹلایا۔ اذ انبعث اشقٰھا جب کہ ان میں کا سب سے بڑا بدبخت اونٹنی کو قتل کرنے کے لئے اٹھا۔

۷ہ فقال لھم۔ ناقۃ منصوب علی التحذیر ہے ای احذروا عقر ناقۃ اللّٰہ (روح) سُقیٰھا۔ پانی کا حصّہ۔ حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا

وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰىهَا ⑥ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ⑦ فَاَلْهَمَهَا

اور زمین کی اور جیسا کہ اسکو پھیلایا اور جی کی قسم اور جیسا کہ اسکو ٹھیک بنایا پھر سمجھ دی اسکو

فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ⑧ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ⑨ وَقَدْ خَابَ

ڈھٹائی کی اور بچکر چلنے کی تحقیق شہ مراد کو پہنچا جس نے اسکو سنوار لیا اور نامراد ہوا

مَنْ دَسّٰىهَا ⑩ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَا ⑪ اِذِ انْۢبَعَثَ

جنے اسکو خاک میں ملا چھوڑا جھٹلایا شہ ثمود نے اپنی شرارت سے جب اٹھ کھڑا ہوا انمیں

اَشْقٰىهَا ⑫ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا ⑬

کا بڑا بدبخت پھر کہا شہ انکو اللہ کے رسول نے خبردار ہو اللہ کی اونٹنی سے اور اسکی پانی پینے کی باری سے

فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ

پھر انہوں شہ نے اسکو جھٹلایا پھر پاؤں کاٹ ڈالے اسکے پھر الٹ مارا ان پر ان کے رب نے بسبب انکے گناہ کے

فَسَوّٰىهَا ⑭ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ⑮

پھر برابر کردیا شہ اسکو اور وہ شہ نہیں ڈرتا پیچھا کرنے سے

ع ۱ ۱۵ ۱۶

سُوْرَةُ الَّيْلِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اِحْدٰى وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعٌ وَّاحِدٌ

سورہ لیل شہ مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی اکیس آیتیں ہیں اور ایک رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ① وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ② وَمَا خَلَقَ

قسم ہے رات کی جب چھا جاوے اور دن کی جب روشن ہو اور اسکی جو اسنے پیدا

الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰٓى ③ اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ④ فَاَمَّا مَنْ

کئے نر اور مادہ تمہاری کمائی طرح طرح پر ہے سو شہ جس نے

اَعْطٰى وَاتَّقٰى ⑤ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ⑥ فَسَنُيَسِّرُهٗ

دیا اور ڈرتا رہا اور سچ جانا بھلی بات کو تو اسکو ہم سہج سہج پہنچا دینگے

۱؎ جواب اقسام محذوف ۱۲

۲؎ تخویف بعہد نبوی ۱۲

۳؎ اختلاف اعمال پر شواہد ۱۲

۴؎ جواب قسم کی تفصیل ۱۲

اللہ کی اونٹنی کو قتل کرنے اور اس کے پانی کے حصے کو حاصل کرنے سے احتراز کرو ورنہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہایت دردناک عذاب سے ہلاک کر دیئے جاؤ گے۔ یا ناقۃ اللہ سے پہلے احفظوا مقدر ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی اونٹنی اور اس کے پانی کی باری کی حفاظت کرو (الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ) **ف۵** فکذبوہ لیکن ان کافروں نے حضرت صالح علیہ السلام کو عذاب کی دھمکی میں جھٹلا دیا اور اونٹنی کو قتل کر دیا۔ فکذبوہ ای صالحا فیما اوعدھم من نزول العذاب ان عقروھا (مظہری ج ۱۰ ص ۲۷۲) فدمدم علیھم ربھم چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس جرم کی وجہ سے ان پر ہلاکت خیز اور بیخ کن عذاب نازل فرمایا اور چونکہ ساری قوم قاتل کے فعل پر خوش تھی اس لئے سب کو تباہ و برباد کر دیا گیا الدمدمۃ الاهلاک باستیصال (مظہری) **ف۶** ولا یخاف اللہ تعالیٰ قوم ثمود کی بیخ کنی اور ہلاکت و تباہی کے انجام سے خوفزدہ نہیں تھا تاکہ ان پر کچھ رحم فرماتا نہ اسے کوئی خطرہ تھا کہ اس سے انتقام لیا جائیگا یا اسے ملامت کی جائیگی۔ ای عاقبتھا وتبعتھا کما یخاف العاقبون من الملوک عاقبۃ ما یفعلونہ وتبعتہ (روح ج ۳۰ ص ۱۴۶)

موضح قرآن ف۱ سورۂ لیل کے نازل ہونے کا سبب مکے میں دو شخص مالدار تھے ایک حضرت ابوبکر صدیق رضؓ دوسرے امیہ بن خلف اس کے کئی غلام تھے ہر ایک کو ایک کام پر مقرر کر دیا تھا کسی سے کھیتی کا کسی سے تجارت کا کسی سے مواشی کی نگہبانی کا کام لیا تھا اس سبب سے بہت دولت حاصل تھی مگر کبھی فقیر کو کچھ نہ دیتا۔ حضرت بلال بھی اس کے غلاموں میں سے تھے جنکی بزرگی یہاں تک پہنچی تھی کہ حضرت نے انکو اپنے آگے بہشت میں دیکھا۔ اور فرمایا کہ بہشت مشتاق ہے بلال کی۔ بلال چھپے مسلمان ہوئے تھے یہ خبر کہیں امیہ کو پہنچی وہ بدبخت اس دین سے پھر جانے کیواسطے بڑی بڑی تکلیف انکو دینے لگا دھوپ میں لٹا کر گرم پتھر ان کے بدن پر رکھواتا آس پاس انکے آگ جلواتا اور کوڑے کھلواتا۔ بلال اس دکھ میں احد احد پکارتے تھے کہ میرا خداوند ایک ہے ایکدن ابوبکر وہاں جا نکلے یہ حال دیکھ کر امیہ کو نصیحت کرنے لگے اس مردود نے نہ مانا پھر کہا کہ اگر تیرا دل اس پر جلتا ہے تو مجھ سے اسکو مول لے انہوں نے کہا پر کیا قیمت لیگا اس نے کہا کہ نسطاس رومی کو اسکے عوض دے۔ حضرت ابوبکر نے بڑی خوشی سے نسطاس کو مع دو ہزار دینار جو اسکا مایہ تھا اور چالیس اوقیہ اور بڑھا کر دیا اور بلال کو لیکر اللہ تعالیٰ کی رضامندی کیواسطے آزاد کیا اسدن سے جناب بلال جناب پیغمبر کی خدمت میں حاضر رہنے لگے۔ اسی طرح کتنوں کو خرید کر آزاد کیا۔ عامر بن فہیرہ زبیرہ نہدیہ ام عبیس وغیرہ اور چالیس ہزار درم جو ان کا سرمایہ تھا حضرت کے حکم سے مسلمانوں پر خرچ کیا اور چھ ہزار درم کہ باقی رہا تھا ہجرت کے وقت اور مدینے میں صرف کر دیا۔ حضرت نے فرمایا ہے جسقدر ابوبکر کے مال نے مجھے نفع دیا کسی کے مال نے نہیں۔ جب سب خرچ کر کے فقیر ہو گئے ایکدن کمبل گلے میں ڈالکر بیٹھے تھے حضرت جبرئیل آئے حضرت سے پوچھا کہ ابوبکر تو دولتمند تھے یہ کیا ہوا حضرت نے فرمایا کہ اسنے سب اپنا مال اللہ کی رضامندی اور میرے کام میں خرچ کیا۔ جبرئیل نے کہا اللہ تعالیٰ نے ابوبکر کو سلام کہا ہے اور پوچھا ہے کہ اس دکھ میں تو مجھ سے راضی ہے یا ناخوش حضرت ابوبکر کا اسبات کے سنتے ہی عجیب حال ہوا کہ وجد میں آ کر کہنے لگے انا عن ربی راض انا عن ربی راض حق تعالیٰ اس سورت میں دونوں کی ہمت اور کام کے اختلاف کو بیان فرماتا ہے کہ ہر شخص کا نیکی اور بدی کے حاصل کرنے میں احوال علیحدہ ہے اسی پر سب معاملوں کو قیاس کیا چاہیئے (یہ فائدہ تفسیر فتح العزیز سے لکھا۔

فتح الرحمٰن دالعینی بهمه رسانید ۱۲ ۔ ش

سُورۃ اللیل

ربط | سورت الشمس میں توحید یعنی تفرقہ فی الاعتقاد کا مضمون مذکور ہے۔

خلاصہ

واللیل اذا یغشی ــــ تا ــــ ان سعیکم لشتی ہ اعمال کے مختلف ہونے پر شواہد کا بیان۔ جس طرح رات دن اور نر و مادہ کے آثار و احکام مختلف ہیں اسی طرح تمہارے اعمال بھی مختلف ہیں۔ نیک و بد کام یکساں نہیں ہیں

فاما من اعطی واتقی ــــ تا ــــ وان لنا للاخرۃ والاولی ہ یہ جواب قسم کی تشریح و توضیح ہے۔

فانذرتکم نارا تلظی ــــ تا ــــ الذی کذب وتولی ہ تخویف اخروی۔

وسیجنبہا الاتقی ــــ تا ــــ آخر بشارت اخرویہ۔

۲ واللیل۔ رات جو اپنی تاریکی میں ہر چیز کو چھپا لیتی اور دن جو رات کی تاریکی رخصت ہونے کے بعد روشن ہو جاتا ہے دونوں اس پر شاہد ہیں کہ تمہاری سعی عمل مختلف ہے جس طرح رات اور دن کے آثار جداگانہ ہیں اسی طرح تمہارے اعمال بھی مختلف ہیں۔ وما خلق الذکر والانثی اسی طرح اللہ نے جو نر و مادہ پیدا کیا ہے وہ اس پر شاہد ہے جس طرح نر و مادہ کے آثار و خواص مختلف ہیں اسی طرح تمہاری سعی عمل بھی مختلف ہے۔ کوئی فیاض ہے کوئی کنجوس، کوئی ماننے والا ہے کوئی منکر۔

۳ فاما من اعطی۔ یہ جواب قسم۔ یعنی سعی عمل کے مختلف ہونے کا ذکر اور نوع عمل کی جزا و سزا کا بیان ہے جو شخص مال کے حقوق ادا کرے یعنی جہاں اللہ نے خرچ کرنے کا حکم دیا ہے وہاں خرچ کرے اور خدا سے ڈرے اور اس کے محارم و ممنوعات سے اجتناب کرے۔
وصدق بالحسنی اور ملت اسلام پہ ایمان لائے اور اسکی تصدیق کرے فسنیسرہ للیسری یہ بشارت ہے جس شخص کی سعی عمل مذکورہ بالا اعمال کے لئے ہوگی ہم اس کیلئے آسانی کے اسباب مہیا کر دیںگے یعنی اسے ایسے کاموں کی مزید توفیق دیںگے جو آخرت میں اس کی راحت و آسانی اور دخولِ جنّت کا باعث ہوں گے۔

۴ واما من بخل۔ یہ سعیٔ عمل کا دوسرا رخ ہے جو شخص بخل کرے اور راہ حق میں مال خرچ نہ کرے اور اللہ تعالی کے عذاب و ثواب سے مستغنی ہو جائے اور ملت اسلام کو جھٹلائے اس کے لئے ہم تنگی اور شدّت کے اسباب آسان کر دیں گے اور اس کی سعی عمل کا نتیجہ جہنم کا دردناک عذاب ہوگا۔ وما یغنی عنہ مالہ اذا تردّی وہ مال کو جمع کرتا رہا لیکن راہ حق میں اسکو خرچ نہ کیا تو جب وہ ہلاکت کے گڑھے (جہنم) میں گرے گا اس وقت یہ دولت کام نہ آئے گی کیونکہ اس وقت اس کے ہاتھ خالی ہوں گے۔

۵ ان علینا۔ حق کی طرف رہنمائی کرنا، حق کو دلائل سے واضح اور مدلل کرنا ہمارا کام ہے جو ہم ہمیشہ کرتے رہے ہیں اب حق کو کوئی قبول کرے یا رد کرے، یہ اسکی مرضی ہے۔ جیسا کریگا ویسا بھرے گا۔
وان لنا للاخرۃ والاولی۔ دنیا اور آخرت کے ہم مالک ہیں اس لئے اگر کوئی ہدایت قبول کر لے تو اس سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں اور اگر کوئی گمراہی اختیار کرے تو اس سے ہمارا کوئی نقصان نہیں، یا مطلب یہ ہے کہ دنیا اور عقبیٰ کے مالک ہم ہیں اس لئے دونوں جہانوں کی دولت ہم سے طلب کرو۔ فلا یضرنا ضلال من ضل ولا ینفعنا اہتداء من اہتدی او انہما لنا فمن طلبہما من غیرنا فقد اخطأ الطریق (مدارک)

لِلْيُسْرٰى ⑦ وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ⑧ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ⑨

آسانی میں اور جس نے نہ دیا اور بے پروا رہا اور جھوٹ جانا بھلی بات کو

فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ⑩ وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗٓ اِذَا تَرَدّٰى ⑪

سو اسکو ہم سہج سہج پہنچا دینگے سختی میں اور کام نہ آئے گا اسکے مال اس کا جب گڑھے میں گریگا

اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ⑫ وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى ⑬

ہمارا ذمہ ہے راہ سمجھا دینا اور ہمارے ہاتھ میں ہے آخرت اور دنیا ف

فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى ⑭ لَا يَصْلٰىهَآ اِلَّا الْاَشْقَى ⑮

سو میں نے سنا دی تم کو خبر ایک بھڑکتی ہوئی آگ کی اس میں وہی گریگا جو بڑا بدبخت ہے

الَّذِيْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ⑯ وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ⑰ الَّذِيْ

جس نے جھٹلایا اور منہ پھیرا اور بچا دینگے اس سے بڑے ڈرنے والے کو جو

يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ⑱ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ

دیتا ہے اپنا مال دل پاک کرنیکو اور نہیں کسی کا اس پر احسان جس کا

تُجْزٰٓى ⑲ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ⑳ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ㉑

بدلہ دے مگر واسطے چاہنے مرضی اپنے رب کی جو سب سے برتر ہے اور آگے وہ راضی ہوگا

۱ ع ۲۱ ۱۷

سُوْرَةُ الضُّحٰى مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعٌ وَّاحِدٌ

سورۃ الضحٰی مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی گیارہ آیتیں ہیں اور ایک رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالضُّحٰى ① وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ② مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا

قسم دھوپ چڑھتے وقت کی اور رات کی جب چھا جائے نہ رخصت کر دیا تجھ کو تیرے رب نے اور نہ

قَلٰى ③ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ④ وَلَسَوْفَ

بیزار ہوا ف اور البتہ پچھلی بہتر ہے تجھ کو پہلی سے ف اور آگے

۱؎ تخویف اخروی ۱۲

۲؎ بشارت اخرویہ ۱۲

۳؎ جواب اعتراض مشرکین و تسلیہ برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

ف۶ فانذرتکم۔ یہ تخویف اخروی ہے۔ میں نے تمہیں بھڑکتی اور شعلے مارتی آگ سے ڈرایا ہے اس سے بچو اور حق کو قبول کرو۔ اس میں صرف وہ داخل ہوگا جو نہایت بدبخت ہوگا جس نے خدا کی آیتوں کو جھٹلایا اور دین حق سے اعراض کیا ف۷ وسیجنبها۔ یہ بشارت اخرویہ ہے۔ جہنم کی بھڑکتی آگ سے اس کو دور رکھا جائیگا جو نہایت متقی اور پرہیزگار ہوگا جو اپنا مال محض اللہ کی رضا کے لئے خرچ کرتا ہو اور چاہتا ہو کہ گناہوں سے پاک صاف ہو کر خدا کے یہاں حاضر ہو۔ وما لاحد عندہ اور کسی کا اس پر کوئی احسان نہیں کہ وہ اس کا بدلہ دے رہا ہو یعنی جن غریبوں اور مسکینوں پر وہ مال خرچ کرتا ہے ان کے کسی احسان کے بدلے ایسا نہیں کرتا، بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے خرچ کرتا ہے۔ الا ابتغاء وجہ ربہ الاعلیٰ استثناء منقطع ہے اور الا بمعنی لکن ہے لیکن وہ اپنے رب اعلیٰ کی رضاجوئی کے لئے کرتا ہے جو کچھ بھی کرتا ہے۔

ف۸ ولسوف یرضی۔ بہت جلد وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو جائے گا۔ اس نے ہر کام اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے کیا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ اس کو آخرت میں اس قدر اجر و ثواب عطا فرمائے گا کہ وہ بھی راضی ہو جائے گا۔ ای سوف یعطیه فی الجنة ما یرضی وذلك انه یعطیه اضعاف ما انفق (قرطبی ج ۲۰ ص ۸۹) مفسرین کا تقریباً اس پر اتفاق ہے کہ یہ آیتیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہیں۔ اس سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نہایت اعلیٰ اوصاف معلوم ہوتے ہیں کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے بعد سب سے زیادہ متقی اور پرہیزگار تھے اور انہوں نے اللہ کی راہ میں جو کچھ خرچ کیا یا جو غلام آزاد کئے یہ سب کچھ انہوں نے ریاء و نمائش کے لئے نہیں کیا اور نہ کسی غلام کا ان پر کوئی احسان تھا جس کا انہوں نے بدلہ دیا ہو۔ بلکہ سب کچھ محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضاجوئی کیلئے کیا۔

موضح قرآن ف۱ یعنی ہمارے اختیار میں ہے آخرت کا عالم اور وہ جو گزر گیا سو جو کوئی ہم سے آخرت مانگے آخرت پاوے اور جو کوئی دنیا مانگے دنیا پاوے اور جو دونوں مانگے دونوں پاوے اور دونوں جہان کی آبادی کے واسطے آدمیوں کی ہمت مختلف پیدا کی اور ہر کسی کے دل میں وہی خواہش ڈالی جہاں وہ جاویگا۔ یہ فائدہ تفسیر فتح العزیز سے لکھا۔ ف۲ حضرت کو کئی دن وحی نہ آئی۔ دل متفکر رہا تہجد کو نہ اٹھے، کافروں نے کہا اس کے رب نے اسکو چھوڑ دیا پھر یہ سورت نازل ہوئی۔ پہلے قسم کھائی دھوپ کی اور رات اندھیری کی یعنی ظاہر میں بھی اللہ کی دو قدرتیں ہیں باطن میں بھی کبھی چاندنا ہے کبھی اندھیرا دونوں اللہ کے ہیں۔ اللہ سے بندہ کبھی دور نہیں ۱۲ منہ رح ف۳ یعنی پچھلی حالت بہتر ہے تیری پہلی حالت سے (فتح العزیز سے لکھا)۔

فتح الرحمن ف۱ مترجم گوید کہ چند روز وحی نیامدہ بود کفار گفتند ودعہ وقلاہ خدا یتعالے لے برائے تسلی این سورہ فرود آورد ۱۲۔

سورۃ الضحیٰ

ربط | گذشتہ سورت کے اختتام پر سابق مضمون ختم ہوگیا۔ اب اس سورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے۔

خلاصہ

والضحیٰ ۝ والیل اذا سجیٰ ـــــ تا ـــــ ولسوف یعطیك ربك فترضیٰ ۝ یہ مشرکین کے اعتراض کا جواب اور تسلی ہے۔
الم یجدك یتیما فاویٰ ـــــ تا ـــــ آخر۔ شواہد تسلی برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

۲ـه والضحیٰ جمہور مفسرین نے لکھا ہے کہ کسی مصلحت سے چند دن جبریل علیہ السلام وحی لے کر نہ آئے تو مشرکین نے کہنا شروع کر دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا اس سے ناراض ہوگیا ہے اور اس نے اس کو چھوڑ دیا ہے۔ اس پر یہ سورت نازل ہوئی جس میں مشرکین کی خرافات کا جواب دیا گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی کہ اللہ تعالیٰ نہ آپ سے ناراض ہوگیا ہے اور نہ اس نے آپ کو چھوڑ ہی دیا ہے۔ خازن۔ ابن کثیر۔ کبیر وغیرہ)

الضحیٰ۔ چاشت کا وقت۔ دن کا اجالا۔ سجیٰ ای غطی بظلامہ (جلالین) ہر چیز کو اپنی تاریکی میں چھپا لے روز روشن اور شب تاریک شاہد اور گواہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نہ آپ کو چھوڑ دیا ہے اور نہ وہ آپ سے ناراض ہوگیا ہے۔ جس طرح دن کا اجالا اور رات کی تاریکی یکساں نہیں ہیں اسی طرح تمام حالات یکساں نہیں ہیں کبھی قبض اور کبھی بسط، کسی وقت آسودگی اور کسی وقت تنگی ہوتی ہے یہی حال وحی کا ہے کہ کبھی آتی ہے اور کبھی نہیں آتی۔

۳ـه وللاخرۃ۔ آخرت کا حال بیان کر کے مزید تسلی فرما دی۔ دنیا میں تو مختلف احوال آتے ہی رہیں گے کبھی راحت، کبھی مشقت۔ اگرچہ دنیا میں بھی سراسر بہتری ہی ہے۔ لیکن آخرت آپ کے لئے دنیا کے مقابلے میں بہت ہی بہتر ہے، کیونکہ آخرت میں سب سے اونچا اور عظیم مقام یعنی مقام محمود آپ کیلئے مخصوص ہے۔ یا مطلب یہ ہے کہ ہر پچھلی حالت آپ کے لئے پہلی حالت سے بہتر ہوگی کیونکہ رفتہ رفتہ تمام تکلیفیں اور مشقتیں ختم ہوجائیں گی اور آپ کو غلبہ حاصل ہوتا جائے گا۔ ولسوف یعطیك ربك فترضیٰ۔ آخرت میں اللہ تعالیٰ آپ کو ایسی نعمتیں اور ایسا شرف عطا فرمائیگا کہ آپ دنیا کی مشقتیں بھول کر خوش ہوجائینگے۔

۴ـه الم یجدك آپ کے ابتدائی حالات یاد دلا کر اور تین انعامات ذکر کر کے تسلی کے لئے شواہد بیان فرما دیئے ہر لاحق انعام سابق کے بعد ہوا ہے۔ استفہام تقریری ہے۔ آپ یتیم رہ گئے تو اللہ تعالیٰ نے دوسروں کے ذریعے سے آپ کی پرورش کرائی۔ جب آپ جوان ہوئے تو دین کا راستہ نہیں جانتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر قرآن نازل کر کے آپ کو شریعت سکھائی اور راستہ بتایا۔ پھر آپ فقیر اور تنگدست تھے تو اللہ تعالےٰ نے آپ کو غنی کر دیا۔ مکہ میں حضرت خدیجہؓ کے مال سے یا مدینہ میں غنائم و انفال سے ای فاغناك بخدیجۃ رضی اللہ عنہا ...... وقیل اغناك بما فتح لك من الفتوح و افاءه علیك من اموال الکفار (قرطبی ج ۲۰ ص ۱۰۰۔ ۹۹) مگر دوسری توجیہ پر علامہ قشیری رح نے اعتراض کیا ہے کہ یہ سورت مکی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ اغنار مکہ میں حاصل ہوچکا تھا لیکن غنائم و انفال اس کے بعد مدینہ میں حاصل ہوئے لہٰذا جس غنا کی طرف اس سورت میں اشارہ ہے اس سے مدینہ کا غنار مراد نہیں ہوسکتا ضالا اگرچہ اس کو بھی کہا جاسکتا ہے جو راہ راست پر آنے کے بعد گمراہ ہوجائے اور راہ راست سے ہٹ جائے۔ لیکن یہ لفظ اس مفہوم کے ساتھ مختص نہیں۔ بلکہ یہ بے خبر اور غافل کے معنوں میں بھی آتا ہے یعنی جس کو ابھی خبر ہی نہ ہو یہاں یہی مراد ہے یعنی آپ کو اس کی خبر ہی نہ تھی کہ آپ کو نبوت دی جائیگی اور آپ پر قرآن نازل کیا جائے گا ضالا عن معالم النبوۃ واحکام الشریعۃ غافلا عن کل ما لا طریق الی درکہ الا السمع ... فهدی ای فهداك الی معالم الدین (مظہری ج ۱۰ ص ۲۸۶) ای غافلا عما یراد بك من امر النبوۃ فهداك ای ارشدك والضلال هنا بمعنی الغفلۃ (قرطبی) تائید و ان کنت من قبله لمن الغفلین (یوسف ع ۱) اور ماکنت تدری ما الکتب ولا الایمان۔ الآیۃ (شوریٰ ع ۵)

۵ـه فاما الیتیم۔ یہ تینوں امور پہلے تینوں امور پر مرتب ہیں بطور لف ونشر مرتب۔ امر اول الم یجدك یتیما فاویٰ پر مرتب ہے۔ چونکہ آپ بھی اس حال سے گذرے ہیں اور یتیمی کا مزہ آپ نے بھی چکھا ہے اس لئے کسی یتیم پر سختی نہ کرنا اور نہ اس کو جھڑکنا و اما السائل فلا تنہر

یہ و وجدک ضالا فھدیٰ پر متفرع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دین و شریعت کے علوم و معارف سے مالا مال کر دیا ہے اس لئے اگر کوئی علم دین کا سائل حاضر خدمت ہو تو اس کو مت ڈانٹئے بلکہ اس کو علم دین سے سیراب کر دینا و اما بنعمۃ ربک فحدث یہ و وجدک عائلا فاغنی پر متفرع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دولت عطا کی اس لئے اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا شکر ادا کرو اور اس کا اقرار و اعتراف کرو کیونکہ جب تنگی کے بعد فراخی آتی ہے تو اس کا خوب اقرار ہوتا ہے۔

يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝۵ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا

دے گا تجھ کو تیرا رب پھر تو راضی ہوگا بھلا نہیں پایا تجھ کو ۱؎ یتیم

فَاٰوٰى ۝۶ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۝۷ وَوَجَدَكَ

پھر جگہ دی ف اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ سمجھائی ف اور پایا تجھ کو

عَآئِلًا فَاَغْنٰى ۝۸ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝۹ وَ

مفلس پھر بے پرواہ کر دیا ف سو جو ۴؎ یتیم ہو اسکو مت دبا اور

اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝۱۰ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ

جو مانگتا ہو اس کو مت جھڑک اور جو احسان ہے

رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝۱۱ ع

تیرے رب کا سو بیان کر

ع ۱۱ ۱۸

سُوْرَةُ الْاِنْشِرَاحِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانُ اٰيٰتٍ وَّفِيْهَا رُكُوْعٌ وَّاحِدٌ

سورۃ الانشراح ۱؎ مکہ میں نازل ہوئی اسکی آٹھ آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝۱ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝۲

کیا ہم نے ۲؎ نہیں کھولدیا تیرا سینہ ف اور اتار رکھا ۳؎ ہمنے تجھ پر سے بوجھ تیرا

الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝۳ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝۴

جسنے ف جھکادی تھی پیٹھ تیری ف اور بلند کیا ۴؎ ہمنے مذکور تیرا ف

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝۵ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝۶

سو البتہ ۵؎ مشکل کے ساتھ آسانی ہے البتہ مشکل کے ساتھ آسانی ہے

فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝۷ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝۸

پھر جب ۶؎ تو فارغ ہو تو محنت کر اور ۷؎ اپنے رب کی طرف دل لگا ف

ع ۱ ۸ ۱۹

۱؎ اشعار بہ ازالۂ تعب ۱۲۔

۲؎ ترتیب برائے قلب لعبد تعذر ترتیب ۱۲۔

۳؎ جواب اعتراض مشرکین

۱؎ انعام اوّل ۱۲۔

۲؎ انعام ثانی ۱۲۔

۵؎ تسلیہ ۱۲۔

موضح قرآن ف۱ حضرت کا باپ مر گیا پیٹ میں چھوڑ کر دادا نے پالا وہ بھی مر گیا آٹھ برس کا چھوڑ کر پھر چچا نے پالا جب تک جوان ہوئے ۱۲ منہ رحہ ف۲ جب حضرت جوان ہوئے قوم کی راہ و رسم سے بیزار تھے اور ان کے پاس کوئی اور رسم و راہ نہ تھی۔ اللہ نے دین حق نازل کیا ۱۲ منہ رحہ۔ ف۳ حضرت خدیجہ رضا اپنی قوم میں اشراف تھیں اور مالدار ان سے نکاح ہوا۔ سب مال انہوں نے حاضر کیا۔ ۱۲ منہ رحہ ف۴ یعنی حوصلہ کشادہ یا اتنا بڑا کام اٹھانے کو اور ظاہر میں بھی فرشتوں نے حضرت کا سینہ چاک کیا دل میں سے سیاہی نکال کر دھو ڈالی ۱۲ منہ رحمہ اللہ ف۵ وحی کا اترنا اوّل مشکل تھا پھر آسان ہو گیا ۱۲ منہ رحمہ اللہ۔ ف۶ یعنی پیغمبروں میں اور فرشتوں میں تیرا نام بلند ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ ف۷ یعنی خلق کے سمجھانے سے فراغت پاوے تو خلوت کی عبادت میں لگ ۱۲ منہ رحہ۔

سُورۃ الم نشرح

ربط سورۃ الضحیٰ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی ذات پر مشرکین کے اعتراض کے بارے میں تسلّی دی گئی اب اس سورت میں آپ کو مومنوں پر مشرکین کے اس اعتراض کے بارے میں تسلّی دی گئی کہ مومنوں کے پاس مال نہیں

خلاصہ الم نشرح ــــ تا ــــ ورفعنا لك ذكرك۔ آپ کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیا اور کفر و شرک کو آپ کے قریب تک نہیں آنے دیا فان مع العسر یسرا ٥ ان مع العسر یسرا تسلیہ برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ تنگی اور عسرت دور ہو جائے گی اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ فراخی کا دور لائے گا۔ فاذا فرغت فانصب ــــ تا ــــ آخر۔ اس لئے دنیوی مال و دولت کی طرف نہ دیکھو اور اللہ تعالیٰ سے لو لگائے رہو ۱؎ الم نشرح انعام اوّل۔ مشرکین نے اعتراض کیا کہ مسلمانوں کے پاس دولت نہیں ہمارے پاس دولت ہے ہم ان سے زیادہ قابل عزت ہیں اس سے طبعی طور پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو غم لگا تو اس سورت میں آپ کو تسلی دی گئی کہ اس قسم کی تنگی اور شدت بطور ابتلاء مومنوں پر آتی رہتی ہے لیکن آخرکار اللہ تعالےٰ ان پر فراخی فرما دیتا ہے استفہام تقریری ہے اور مطلب یہ ہے کہ ہم نے پہلے ہی سے اسلام اور علوم و معارف کے لئے آپ کا سینہ کھول دیا اور اسلام کے بارے

میں آپ کے دل کو اطمینان اور اذعان و ایقان سے لبریز کر دیا۔ تائید: فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام (انعام ع ۱۵)

۳ه ووضعنا۔ وزر سے کفر و شرک اور معاصی کا بوجھ مراد ہے۔ یعنی ہم نے کفر و شرک اور دیگر معاصی کا بوجھ ہٹا دیا اور ان کو آپ کے قریب تک نہیں آنے دیا اور آپ کو ان سے بالکلیہ محفوظ رکھا۔ الذی انقض ظھرک ماضی بمعنی مستقبل ہے یعنی آپ کو ایسے تمام گناہوں سے محفوظ رکھا کہ اگر ان میں سے ایک بھی آپ سے ایسا کوئی گناہ صادر ہو جاتا تو آپ کی کمر توڑ دیتا مگر واقع میں ایسا نہیں ہوا اور ہم نے آپ سے ایسا کوئی گناہ صادر نہیں ہونے دیا یا وزر سے زلات مراد ہیں جیسا کہ ارشاد ہے عفا اللہ عنک لم اذنت لھم الخ (توبہ۔ ع ۷) اور ما کان لنبی ان یکون له اسری حتی یثخن فی الارض الخ (انفال ع ۹)

۴ه ورفعنا۔ یہ دوسرا انعام ہے۔ ہم نے آپ کا بول بالا کر دیا۔ آپ پر قرآن نازل فرمایا۔ قیامت تک مسلمان اسے پڑھتے پڑھاتے رہیں گے اور آپ کو ثواب ملتا رہے گا یا مطلب یہ ہے کہ میں نے اپنے نام کے ساتھ تیرے نام کو بھی اونچا کر دیا ہے مثلاً اذان و اقامت میں تشہد میں خطبات میں عن ابن عباس قال: یقول له لا ذکرتُ الا ذکرتَ معی فی الاذان والاقامۃ والتشھد ویوم الجمعۃ علی المنابر ویوم الفطر ویوم الاضحی وایام التشریق ویوم عرفۃ وعند الجمار وعلی الصفا والمروۃ وفی خطبۃ النکاح وفی مشارق الارض ومغاربھا (قرطبی ج ۲۰ ص ۱۰۷)

۵ه فان مع العسر۔ کافر کہتے تھے تمام مسلمان محتاج ہیں اس لئے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے دل میں خیال گذرا کہ شاید کافر اسی وجہ سے ایمان نہیں لاتے تو فرمایا دیکھو اللہ تعالیٰ نے آپ پر کس قدر انعامات فرمائے ہیں۔ وہ فقر و فاقہ کو بھی دور فرما دے گا کیونکہ ہر سختی کے بعد آسانی اور تنگی کے بعد فراخی آتی ہے۔ تائید: ولا تمدن عینیک الی ما متعنا به ازواجا منھم الخ (طٰہٰ۔ ع ۷)

۶ه فاذا فرغت۔ خلق خدا کو توحید کی دعوت دو۔ جب اس سے فراغت ملے تو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگ جاؤ۔ ای اذا فرغت من دعوۃ الخلق فاجتھد فی عبادۃ الرب (مدارک) یا مطلب یہ ہے کہ اپنے ضروری کاموں سے فارغ ہو کر اللہ کی عبادت میں کوشش کرو۔ عن مجاھد اذا فرغت من امر الدنیا فانصب فی عبادۃ ربک وصل (معالم) حاصل یہ ہے کہ اپنے تمام اوقات کو تبلیغ و دعوت، جہاد اور عبادت میں مصروف رکھو۔

۷ه والی ربک اور اپنے تمام احوال میں صرف اللہ کی طرف رجوع کرو اور اس کے سوا کسی کی طرف توجہ نہ کرو۔ اجعل رغبتک الی اللہ تعالیٰ فی جمیع احوالک لا الی احد سواہ (خازن)

سُورۃ التین

ربط مسئلہ توحید اور جزاء و سزا کے بیان کے بعد سورۃ الضحیٰ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی اور سورۃ الم نشرح میں مومنوں کو تسلی دی گئی۔ اب سورۃ التین میں پانچ دلائل (تین نقلی ایک عقلی اور ایک دلیل وحی) سے واضح کیا گیا ہے کہ انسان کو اونچا مقام صرف مسئلہ توحید کو ماننے سے ملیگا اور ہمنے انسان کو ظاہری حسن وجمال کے علاوہ عقل وفہم کی نعمت بھی عطا فرمائی تاکہ وہ حق کو سمجھ سکے مگر حق سے اعراض کی وجہ سے وہ دوزخ کے سب سے نچلے طبقے میں ڈالے جانیکا حقدار بن رہا ہے۔

خلاصہ

والتین والزیتون ـــ تا ـــ فی احسن تقویم ۵ انسان کے احسن تقویم میں ہونے پر تین نقلی دلیلیں اور ایک دلیل وحی۔ ثم رددنہ اسفل سٰفلین ۵ بدعملی کی سزا کا بیان۔ الا الذین آمنوا۔ الآیۃ۔ مومنوں کے لئے بشارت اخرویہ۔ فما یکذبک بعد بالدین ۵ متفرع بر جواب قسم۔ الیس اللہ باحکم الحاکمین ۵ دلیل عقلی۔

ف۲ والتین۔ از قبیل ذکر مکان وارادۂ مکین۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دلیل نقلی کی طرف اشارہ ہے اور تین (انجیر) سے منبتِ تین یعنی انجیر کے پیدا ہونے کی جگہ مراد ہے اور وہ ملک شام ہے جہاں انجیر بکثرت پیدا ہوتی ہے اور ملک شام حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقام ہجرت ہے جہاں ان پر اللہ کی طرف سے وحی نازل ہوئی تھی۔ والزیتون یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے دلیل نقلی کی طرف اشارہ ہے اور اس سے بھی منبتِ زیتون یعنی بیت المقدس مراد ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مولد ہے المراد من الکلام القسم بمنابت التین ومنابت الزیتون (ابن جریر۔ قرطبی ج ۲۰ ص ۱۱۱)

حضرت عکرمہ رض، قتادہ، ابن زید رح اور کعب رح فرماتے ہیں۔ التین مسجد دمشق والزیتون بیت المقدس (ابن جریر) اور حضرت ابن عباس رض فرماتے ہیں والزیتون بیت المقدس (ابن جریر، قرطبی)

ف۳ وطور سینین۔ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دلیل نقلی ہے سینین وہی مشہور پہاڑ یعنی طورِ سینا ہے جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ربّ العزت جل جلالہ کے ساتھ ہمکلامی کا شرف حاصل ہوا۔ وھذا البلد الامین۔ اس سے مکہ مکرمہ مراد ہے اور یہ دلیل وحی کی طرف اشارہ ہے۔ امین بمعنی آمن ہے یعنی پر امن جیساکہ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ انا جعلنا حرما آمنا (عنکبوت ع ۷)

ف۴ ولقد خلقنا۔ یہ مذکورہ بالا قسموں کا جواب ہے۔ دمشق۔ بیت المقدس طور سیناء اور مکہ مکرمہ گواہ ہیں۔ ان شہروں میں انبیاء علیہم السلام پر ہم نے جو وحی بھیجی وہ شاہد ہے اور اس میں اس کا بیان ہے کہ ہم نے انسان کو اپنی ساری مخلوق میں سب سے زیادہ احسن واجمل پیدا کیا ہے ظاہری حسن وجمال کے اعتبار سے بھی اور باطنی خوبیوں کے لحاظ سے بھی قال ابن العربی لیس للہ تعالیٰ خلق احسن من الانسان (قرطبی) انہ تعالیٰ خلق کل ذی روح مکبا علی وجھہ الا الانسان فانہ تعالیٰ خلقہ مدید القامۃ یتناول ماکولہ بیدہ وقال الاصم فی اکمل عقل وفھم وادب وعلم وبیان (کبیر)

ف۵ ثم رددنٰہ۔ باغیوں اور سرکشوں کے لئے تخویف اخروی ہے۔ انسان کو ہم نے ظاہری اور باطنی خوبیوں سے نوازا۔ مگر جب اس نے عقل وخرد سے کام نہ لے کر ہماری اطاعت سے سرتابی کی تو ہم نے اس کو جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں دھکیل دیا۔ یعنی ہم نے اس کے لئے اس سزا کا فیصلہ کر دیا۔

ف۶ الا الذین۔ یہ مومنوں کے لئے بشارت اخرویہ ہے۔ جو لوگ ایمان لے آئے اور نیک کام کئے ان کے لئے آخرت میں کبھی ختم نہ ہونے والا اجر و ثواب ہے۔ جنت میں ان کو جو نعمتیں ملیں گی وہ کبھی ختم نہ ہوں گی۔

سُوۡرَةُ التِّيۡنِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانُ اٰيَاتٍ وَّفِيۡهَا رُكُوۡعٌ وَّاحِدٌ

سورۃ التین مکہ میں ۱ نازل ہوئی اس کی آٹھ آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالتِّيۡنِ وَالزَّيۡتُوۡنِ ۙ① وَطُوۡرِ سِيۡنِيۡنَ ۙ② وَهٰذَا

قسم انجیر کی ۲ اور زیتون ۵ کی اور طور ۳ سینین کی اور اس

الۡبَلَدِ الۡاَمِيۡنِ ۙ③ لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِىۡۤ اَحۡسَنِ

شہر امن والے ۴ کی ف ہم نے بنایا ۵ آدمی خوب سے

تَقۡوِيۡمٍ ④ ثُمَّ رَدَدۡنٰهُ اَسۡفَلَ سَافِلِيۡنَ ۙ⑤ اِلَّا

اندازے پر پھر پھینک دیا ۶ اسکو نیچوں سے نیچے ف۲ مگر

الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمۡ اَجۡرٌ غَيۡرُ

جو ۷ یقین لائے اور عمل کئے اچھے سو ان کے لئے ثواب ہے

مَمۡنُوۡنٍ ؕ⑥ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعۡدُ بِالدِّيۡنِ ؕ⑦ اَلَيۡسَ

بے انتہا پھر تو ۸ اسکے پیچھے کیوں جھٹلائے بدلا ملنے کو ف۲ کیا نہیں ہے

اللّٰهُ بِاَحۡكَمِ الۡحٰكِمِيۡنَ ⑧

۹ اللہ سب حاکموں سے بڑا حاکم

ع ۱ / ۸ / ۲۰

۱ اشارہ بدلیل نقلی اوّل ۱۲
۲ اشارہ بدلیل نقلی دوم ۱۲
۳ اشارہ بدلیل نقلی سوم ۱۲
۴ اشارہ بدلیل وحی ۱۲
۵ جواب اقسام مذکورہ ۱۲
۶ تخویف اخروی ۱۲
۷ بشارت اخرویہ ۱۲
۸ تفریع بر جزء ثانیہ ۱۲
۹ دلیل عقلی ۱۲
۱۰ بار استعانت ۱۲

سُوۡرَةُ الۡعَلَقِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسۡعَ عَشۡرَةَ اٰيَةً وَّفِيۡهَا رُكُوۡعٌ وَّاحِدٌ

سورۃ علق ۱ مکہ میں نازل ہوئی اسکی انیس آیتیں ف۱ اور ایک رکوع ہے

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان اور نہایت رحم والا ہے

اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الَّذِىۡ خَلَقَ ۚ① خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ

پڑھ ۲ اپنے رب کے نام سے جو سب کا بنانیوالا بنایا ۳ آدمی کو

۷ فما یکذبك۔ یہ جواب قسم پر متفرع ہے مذکورہ بالا بیان کے بعد کونسی چیز تمہیں حشرو نشر اور جزاء وسزا کے انکار پر آمادہ اور مجبور کرتی ہے؟ اللہ تعالےٰ کا انسان کو احسن تقویم میں پیدا کرنا اور ایک قطرۂ آب سے ایسی عظیم الشان اور خوبیوں میں ساری مخلوق سے اعلیٰ وارفع مخلوق پیدا کرلینا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ وہ انسان کو دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ اس لئے حشرو نشر اور جزاء وسزا کا انکار نہایت ہی قابل تعجب بات ہے

۸ الیس اللہ۔ یہ دلیل عقلی ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام بادشاہوں میں سب سے بڑا بادشاہ ہے وہ جو چاہے کرسکتا ہے اس کا یہ فیصلہ ہے کہ حشرونشر اور جزاء وسزا حق ہے۔

موضح قرآن ف۱ شہر فرمایا مکہ کو اور یہ انجیر اور زیتون کے دو باغ ہیں دو پہاڑ پر بیت المقدس کے آس پاس وہ مکان برکت کا ہے اور طور سینین جہاں حضرت موسےٰ سے کلام ہوا یہ چار مکان فرمائے بہت برکت کے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۲ یعنی اس کو لائق بنایا فرشتوں کے مقام کے پھر جب منکر ہوا تو جانوروں سے بدتر ہے ۱۲ منہ

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی وقتیکہ فرشد فطرت سلیمہ را ضائع ساخت ۱۲۔ ف۲ و شاید کہ معنی آیت چنیں باشد پس چہ چیز باعث تکذیب تو میشود در مقدمہ جزاء اعمال بعد ایں ہمہ پند ۱۲ ف۳ مترجم گوید اقرا باسم ربک تا مالم یعلم اول چیز یست کہ بر آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نازل شد و معنی اقرأ تنہیأ است برائے وحی قرآن و تلاوت آن واللہ اعلم ۱۲۔

سُورۃ العلق ۱ـه

ربط گذشتہ سورتوں میں تسلی اور تخویف وتبشیر کے مضامین ذکر کرنے کے بعد فرمایا تلاوت قرآن پاک پر مداومت کرو اس سے استقامت علی التوحید (توحید پر ثابت قدمی) حاصل ہوگی

خلاصہ

اقرأ باسم ربك ــــــ تا ــــــ علم الانسان مالم یعلم ٥ معاندین کی پرواہ نہ کرو نہ ان کی ایذار سے گھبراؤ اللہ کا نام لے کر قرآن کی تلاوت وتبلیغ کئے جاؤ۔ کلا ان الانسان لیطغیٰ شکوہ۔ ان الی ربك الرجعیٰ تخویف اخروی۔

أریت الذی ینھی ــــــ تا ــــــ الم یعلم بان اللہ یری ٥ زجر برائے سرکشان وطاغیان

کلا لئن لم ینتہ ــــــ تا ــــــ سندع الزبانیة تخویف اخروی۔ کلا ۰ لا تطعہ واسجد واقترب خطاب بہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم وامر با ستقامت۔

۲ـه اقرأ بار استعانت کے لئے ہے اپنے اس پروردگار کی مدد سے پڑھ جس نے پیدا کیا۔ جو لوگ ایسے کافی وشافی بیان کے بعد بھی نہیں مانتے ان کو چھوڑئیے ان کی ایذار وشرانگیزی کی پرواہ مت کیجئے بس اللہ کے نام سے قرآن کی تلاوت وتبلیغ میں لگے رہئے۔ قرآن کی تلاوت حق پر استقامت کا ذریعہ ہے

۳ـه خلق الانسان۔ انسان کو اللہ نے جمے ہوئے خون سے پیدا کیا، کیونکہ رحمِ مادر میں نطفہ سب سے پہلے عَلَقَۃ (جمے ہوئے خُون) کی شکل اختیار کرتا ہے جبکہ دوسری جگہ ارشاد ہے فخلقنا النطفة علقة (مومنون ع ۱) اقرأ اعادہ بعدِ عہد کی وجہ سے ہے۔ وربك الاکرم تیرا رب بڑا کریم ہے جو مجرموں کو فوراً نہیں پکڑتا الذی علم بالقلم اس نے ایک چھوٹی سی چیز یعنی قلم کے ذریعے سے تعلیم دی۔ کیونکہ تمام کتابیں قلم ہی سے لکھی جاتی ہیں۔ اس طرح قلم تعلیم وتعلم کا ایک نہایت اہم ذریعہ ہے۔

۴ـه علم الانسان۔ الانسان سے حضرت آدم علیہ السلام مراد ہیں جن کو اللہ تعالے نے اسماء کی تعلیم دی یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں اور مطلب یہ ہے جو امور اسباب ظاہرہ سے معلوم نہ ہوں انکا علم وحی کے ذریعہ عطا فرماتا ہے۔ اور مراد صرف وہی باتیں ہیں جن کا رسالت سے تعلق ہے۔ اس سے کلی علم غیب مراد لینا غلط اور باطل ہے کیونکہ کلی علم غیب کا فریضۂ رسالت سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ پانچ آیتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے نازل ہوئیں۔

۵ـه کلا ان الانسان۔ یہاں الانسان سے اکثر مفسرین کے نزدیک ابو جہل مراد ہے یا اس سے جنس مشرک انسان مراد ہے۔ کلا بمعنی حقًا ہے۔ اللہ تعالے کے ایسے انعامات اور ایسے واضح بیانات کے باوجود مشرک انسان سرکشی کرتا اور عصیان وفسوق میں حد سے تجاوز کرتا ہے۔ ان راٰہ استغنیٰ لام تعلیل مقدر ہے۔ ای لان راٰ نفسہ استغنیٰ ای صار ذا مال وثروۃ (قرطبی ج ۲۰ ص ۱۲۳) مشرک انسان اس لئے سرکش اور طاغی ہوا ہے کہ وہ دولت مند ہے اس لئے اسے دین وایمان کی کوئی ضرورت نہیں۔ وہ نادان بدبخت یہ سمجھتا ہے کہ بس دنیا کی دولت ہی اصل چیز ہے اسی سے انسان کی عزت وعظمت ہے۔

۶ـه ان الی۔ یہ تخویف اخروی ہے اس نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ اس دنیوی زندگی کے بعد اور کوئی زندگی نہیں مگر اس کا یہ خیال غلط ہے بلکہ مرنے کے بعد برزخ میں اور قیامت کے دن میدان حشر میں خدا کی طرف اسکی واپسی اور اس کے سامنے اس کی پیشی ہوگی وہاں اسکو اس کے عصیان وطغیان کی پوری پوری سزا ملیگی اور دولت وثروت وہاں کام نہیں آئیگی۔

۷ـه ارأیت الذی۔ یہ ابوجہل اور دیگر مشرکین کے لئے زجر ہے عبدا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ ارأیت ان کان۔ ضمیر غائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کنایہ ہے۔ ارایت ان کذب یہاں ضمیر غائب ابوجہل وغیرہ سے کنایہ ہے۔ الم یعلم بان اللہ یریٰ یہ گذشتہ سارے مضمون کی جزا ہے۔ یعنی یہ تو بتاؤ کہ اگر ہمارا بندہ (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ہدایت پر بھی ہو اور تقویٰ وطہارت کا حکم بھی دیتا ہو اور ابوجہل اس کو نماز پڑھنے سے روکتا بھی ہو اور حق کو جھٹلاتا اور اس سے اعراض بھی کرتا ہو تو اسے معلوم نہیں کہ یہ سب اللہ تعالے دیکھ رہا ہے۔

مِنْ عَلَقٍ ﴿٢﴾ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ﴿٣﴾ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ﴿٤﴾

جمے ہوئے لہو سے پڑھ اور تیرا رب بڑا کریم ہے جسنے علم سکھایا قلم سے

عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ﴿٥﴾ كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ﴿٦﴾

سکھلایا آدمی کو جو وہ نہ جانتا تھا کوئی نہیں آدمی سر چڑھتا ہے اس سے

اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ﴿٧﴾ اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى ﴿٨﴾ اَرَءَيْتَ الَّذِيْ

کر دیکھے اپنے آپکو بے پروا بیشک تیرے رب کی طرف پھر جانا ہے تونے دیکھا اسکو

يَنْهٰى ﴿٩﴾ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ﴿١٠﴾ اَرَءَيْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰٓى ﴿١١﴾

جو منع کرتا ہے ایک بندہ کو جب وہ نماز پڑھے بھلا دیکھ تو اگر ہوتا نیک راہ پر

اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى ﴿١٢﴾ اَرَءَيْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿١٣﴾ اَلَمْ يَعْلَمْ

یا سکھلاتا ڈر کے کام بھلا دیکھ تو اگر جھٹلایا اور منہ موڑا بے نہ جانا

بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى ﴿١٤﴾ كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِيَةِ ﴿١٥﴾

کہ اللہ دیکھتا ہے کوئی نہیں اگر باز نہ آئیگا ہم گھسیٹیں گے چوٹی پکڑ کر

نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ﴿١٦﴾ فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ ﴿١٧﴾ سَنَدْعُ

کیسی چوٹی جھوٹی گنہگار بلا لیوے اپنی مجلس والوں کو ہم بھی بلاتے ہیں

الزَّبَانِيَةَ ﴿١٨﴾ كَلَّا لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ﴿١٩﴾ السجدۃ

پیادے سیاست کرنے کو کوئی نہیں مت مان اسکا کہا اور سجدہ کر اور نزدیک ہو

سُوْرَةُ الْقَدْرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسُ اٰيٰتٍ فِيْهَا رُكُوْعٌ وَّاحِدٌ

سورۂ قدر مکہ میں نازل ہوئی اسکی پانچ آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ﴿١﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ

ہم نے اسکو اتارا شب قدر میں اور تونے کیا سمجھا کیا ہے شب

ع ۱ ۱۹ ۲۴ السجدۃ

۱ دنیوی ۱۲

۲ تخویف اخروی ۱۲

۳ تخویف اخروی ۱۲

۴ برائے ردع ۱۲

۵ بیان عظمت قرآن ۱۲

فائدہ ۱۔ اَرَیت بمعنی اخبرنی ہے یعنی اگر تجھے معلوم ہے تو بتا ورنہ مجھ سے سُن یا مراد رویت بصری ہے اس صورت میں وہ ایک مفعول کا مقتضی ہوتا ہے مذکور ہو یا مقدر۔

ف کلا لئن۔ تخویف اخروی ہے۔ اگر وہ ایذا اور شر انگیزی سے نیز تکذیب و انکار سے باز نہ آیا تو ہم قیامت کے دن اس کو پیشانی کے بالوں سے پکڑ لیں گے جو ایک جھوٹے اور مجرم کی پیشانی ہے پھر وہ اپنے تمام اہل مجلس اور تمام اعوان و انصار کو بلالے اور ہم دوزخ کے فرشتوں کو بلائیں گے جو اسے گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دینگے، مگر اس کے اعوان و انصار کی وہاں ایک نہ چلے گی اور کوئی اس کو خدا کے عذاب سے بچا نہ سکے گا۔

ف کلا لا تطعہ۔ کلا ردعیہ ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہوگا جیسا کہ ابوجہل کا گمان ہے کہ اس کے مددگار اس کو خدا کے عذاب سے چھڑا لیں گے۔ ہرگز نہیں۔ لا تطعہ ابوجہل آپ کو نماز سے روکتا ہے آپ اس کی بات نہ مانیں، بلکہ نماز پڑھیں اور اللہ ہی کی بارگاہ میں سجدہ بجا لائیں اور کثرت سجود اور عبادت و طاعت سے اس کا قرب اور اسی کی رضامندی حاصل کریں۔ عبادت صرف اسی کی بجا لائیں اور مصائب میں صرف اسی کو پکاریں

موضح قرآن ف اول جبریل وحی لائے تو یہی پانچ آیتیں حضرت نے کبھی پڑھا نہ تھا فرمایا کہ قلم سے بھی علم وہی دیتا ہے یوں بھی وہی دیگا ۱۲ منہ رحمہ اللہ ف یہ ابوجہل کافر تھا کہ حضرت کو نماز پڑھتے دیکھتا تو چڑھتا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ ف یعنی نیک راہ پر ہوتا بھلے کام سکھاتا تو کیا اچھا آدمی ہوتا اب جو منہ موڑا تو ہمارا کیا بگاڑا ۱۲ منہ رح ف ایکبار ابوجہل حضرت کو نماز میں دیکھ کر چلا کہ بے ادبی کرے وہاں نہ پہنچا تھا کہ چھپکا لگا پرفس کا ڈر کر الٹے پاؤں پھرا پھر کبھی یہ خیال نہ کیا معلوم ہوا کہ سجدہ میں بندہ اللہ سے نزدیک ہوتا ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی باید دانست کہ عاقبت اہتداء و ہدایت بہشت است و عاقبت ضلال و اضلال دوزخ پس این مدعا را بنوعی از بلاغت ادا کردہ شد ۱۲۔ ف۲ یعنی فرشتگان سخت عقوبت کنندہ ۱۲۔ ف۳ یعنی یک دفعہ از لوح محفوظ بآسمان دنیا ۱۲۔

سُورَةُ الْقَدْرِ

ربط سورۃ العلق میں تلاوتِ قرآن کا حکم دیا اور اب سورۃ القدر میں قرآن مجید کی عظمت کا ذکر فرمایا۔ **خلاصہ** قرآن مجید بڑی عظمت و برکت والی کتاب ہے اسکو پڑھا کرو۔ قرآن کی عظمت و برکت سے اس رات کو بھی بہت بڑا شرف حاصل ہو گیا جس رات میں قرآن نازل ہوا چنانچہ وہ ایک رات یعنی شب قدر ایکہزار مہینے سے بھی بہتر ہے **ف۲** انا انزلنٰہ نازل کرنے سے مراد ابتداء نزول ہے یا لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر بیت العزۃ میں سارا قرآن نازل کرنا مراد ہے۔ قدر کے معنی تقدیر کے ہیں یعنی اندازہ مقرر کرنا اس رات میں چونکہ سال بھر کے اہم کاموں کا فیصلہ ہوتا ہے اس لئے اسے لیلۃ القدر کہا گیا۔ یا قدر کے معنی عظمت و شرافت کے ہیں اور اسی عظمت و شرف کی وجہ سے اسے لیلۃ القدر کا نام دیا گیا۔ ان اللہ تعالیٰ یقدر فیہا ما یشاء من امرہ الی مثلہا من السنۃ القابلۃ .... وقیل انما سمیت بذلک لعظمتہا و قدرہا و شرفہا (قرطبی ج ۲۰ ص ۱۳۰) وما ادرٰک ما لیلۃ القدر یہ لیلۃ القدر کی عظمت و فضیلت کا بیان ہے ہمنے قرآن کو شب قدر میں نازل فرمایا۔ تمہیں کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے یعنی وہ رات بڑی عظمت و برکت والی ہے اس رات میں رحمت کے بہت سے آثار ظاہر ہوتے ہیں **ف۳** لیلۃ القدر شب قدر کی برکات میں سے ایک یہ ہے کہ وہ ایک رات دوسرے ایکہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے واشبہ الاقوال فی ذلک بظاہر التنزیل قول من قال: عمل فی لیلۃ القدر خیر من عمل الف شہر لیس فیہا لیلۃ القدر (ابن جریر) **ف۴** تنزل الملئکۃ۔ لیلۃ القدر کی برکات میں سے ایک یہ ہے کہ اس رات میں بے شمار فرشتے جن میں حضرت جبرئیل علیہ السلام خاص طور سے قابل ذکر ہیں نازل ہوتے ہیں۔ ای بکل امر قدرہ اللہ وقضاہ فی تلک السنۃ الی قابل (قرطبی) **ف۵** سلٰم۔ اس رات کی برکات میں سے ایک یہ ہے کہ یہ رات سراپا امن و سلامتی اور خیر ہے اور اس میں کوئی شر نہیں ہوتا۔ امام نافع مدنی رح فرماتے ہیں ای لیلۃ القدر سلامۃ وخیر کلہا لاشر فیہا (قرطبی) لیلۃ القدر کی یہ خیر و برکت صبح صادق کی نمود تک ہے کیونکہ طلوع صبح سے رات ختم ہو جاتی ہے۔

الْقَدْرِ ② لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ③

قدر شب قدر ف۳ بہتر ہے ہزار مہینے سے

تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِّنْ

اترتے ہیں ف۴ فرشتے اور روح اس میں اپنے رب کے حکم سے

كُلِّ اَمْرٍ ④ سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ⑤

ہر کام پر امان ہے ف۵ وہ رات صبح کے نکلنے تک ف۱

سُوْرَةُ الْبَيِّنَةِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَمٰنُ اٰيٰتٍ وَّفِيْهَا رُكُوْعٌ وَّاحِدٌ

سورۃ بینہ ف۱ مدینہ میں نازل ہوئی اس کی آٹھ آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ

نہ تھے ف۱ وہ لوگ جو منکر ہیں اہل کتاب اور مشرک

مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ۙ ① رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ

باز آنے والے ف۱ یہانتک کہ پہنچے ان کے پاس ف۲ کھلی بات ف۱ ایک رسول اللہ کا

يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۙ ② فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ۭ ③ وَمَا

پڑھتا ہوا ورق پاک ف۳ اس میں لکھی ہیں کتابیں مضبوط ف۴ اور وہ

تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا

جو ف۵ پھوٹ پڑی اہل کتاب میں ف۱ سو جب کہ

جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ۭ ④ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ

آچکی ان کے پاس کھلی بات ف۲ اور ان کو حکم ف۳ یہی ہوا کہ بندگی کریں اللہ کی

مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ڏ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ

خالص کر کے اس کے واسطے بندگی ابراہیم کی راہ پر اور قائم رکھیں نماز اور

وقف النبی علیہ السلام

ع ۱ / ۵ / ۲۲

معانقہ ۲ عند المتاخرین ۱۲ الثلثۃ

ف۱ شکوی بر یہود و نصاری و مشرکین ۱۲

موضح قرآن ف شاید اوّل اسی شب میں شروع ہوا ہو قرآن اُترنا پھر ہمیشہ اس میں تین صفتیں اللہ نے رکھیں اس رات جو نیکی کرے گویا ہزار مہینے کی اور دنیا کے کام جو مقدار ہیں اس میں نیچے اترتے ہیں اور اللہ کی طرف سے چین اور دلجمعی اترتی رہتی ہے ساری رات عبادت حلاوت سے ہوتی ہے وہ رات قرآن سے دریافت ہوا کہ رمضان میں ہے حدیث سے معلوم ہوا کہ رمضان کے آخر دہے میں طاق راتوں میں اکیسویں سے ستائیسویں تک الغیب عند اللہ۔ **ف۲** حضرت سے پہلے سب دین والے بگڑ گئے تھے ہر ایک اپنی غلطی پر مغرور اب چاہیئے کسی حکیم یا ولی یا بادشاہ عادل کے سمجھائے راہ پر آویں سو ممکن نہ تھا جبتک ایسا رسول نہ آوے عظیم القدر اللہ کی کتاب اور قوی مدد کے ساتھ کئی برس میں ملک ملک ایمان سے بھر گئے۔ **ف۳** ہر سورت ایک کتاب ہے **ف۴** یعنی اس رسول اور اس کتاب کے آئے پیچھے شبہ نہ رہا پھر اب اہل کتاب ضد سے مخالف ہیں شبہ سے نہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی از آئین خود ۱۲ ف۲ یعنی ایشاں را تکلیف نکردیم بترک ادیان خویش مگر بعد اقامت حجت ظاہر یعنی حال ایشان مقتضی ارسال رسول و انزال کتاب بود از ین جہت رسول فرستادیم و قرآن فرود آوردیم ۱۲ ف۳ یعنی سورۃ قرآن ۱۲ ف۴ یعنی بعض مقبول شدند و بعض مردود ۱۲

سُورۃ البیّنہ[1]

ربط | سورۃ القدر میں قرآن مجید کی عظمت کا بیان تھا، اب سورۃ البیّنہ میں کفار و مشرکین کے عناد پر شکوہ کا بیان ہے جو ایسی عظیم الشان کتاب سے بھی اعراض کرتے ہیں۔

خلاصہ

لم یکن الذین کفروا ـــــ تا ـــــ وذٰلک دین القیمۃ ۝ اہل کتاب یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے عناد و انکار کا شکوی۔ ان الذین کفروا ـــــ تا ـــــ اولئک ھم شر البریۃ ۝ تخویف اخروی ان الذین اٰمنوا و عملوا الصّٰلحٰت ـــــ تا ـــــ ذٰلک لمن خشی ربہ ۝ بشارت اخرویہ۔

[2] لم یکن۔ اہل کتاب سے یہود و نصاریٰ مراد ہیں منفکین یہاں تام ہے بمعنی منتھین عن کفرھم (قرطبی) یہاں ایک اشکال ہے وہ یہ کہ اہل کتاب اور مشرکین کے کفر و شرک سے باز آنے کی انتہاء پیغمبر علیہ السلام کی آمد بیان فرمائی ہے اور حتّٰی چونکہ انتہاء غایت کے لئے ہوتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ رسول صلعم کی آمد پر ان کی پہلی حالت یعنی کفر و شرک پر قیام ختم ہو جائے، لیکن اس کے بعد والی آیت وما تفرق الذین اوتوا الکتاب کا مقتضٰی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے بعد ان کے کفر میں اضافہ ہوگیا۔ اس طرح دونوں آیتوں میں بظاہر تضاد معلوم ہوتا ہے۔ اس کے متعدد جوابات ہیں۔ اوّل۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے اہل کتاب اور مشرکین کہا کرتے تھے کہ جب تک نبی موعود صلی اللہ علیہ وسلم نہ آجائے اس وقت تک ہم اپنا دین نہ چھوڑینگے اس طرح ان آیتوں میں ان کے قول سابق کی حکایت ہے۔ اور وما تفرق۔ الآیۃ میں نفس الامر اور حقیقت واقعہ کا بیان ہے کہ پیغمبر علیہ السلام کی آمد کے بعد ان کا حال ان کے دعوے کے خلاف ہے۔ دوم۔ اہل کتاب اور مشرکین سارے کے سارے کفر و شرک سے ہٹنے والے نہیں تھے جب تک ان کے پاس رسول نہ آجاتا جب رسول آگیا تو اب ان کا حال پہلا سا نہ رہا۔ بلکہ ان میں سے بہت سوں نے کفر و شرک کو چھوڑ کر اسلام قبول کر لیا۔ (ملخصاً من الکبیر للامام الرازی رح) حضرت شیخ قدس سرہٗ کے نزدیک یہی جواب راجح ہے۔ حاصل یہ ہوا کہ اہل کتاب اور مشرکین کفر و شرک سے ہٹنے والے نہیں تھے جب تک کہ ان کے پاس واضح برہان نہ آجاتی اور یہ انتظام نہ ہوجاتا کہ اللہ کی طرف سے ان کے پاس رسول آئے جو ان کو اللہ تعالیٰ کی پاکیزہ کتاب کی تعلیم دے اور ان کو تبلیغ کرے اب چونکہ یہ کام ہو چکا ہے اور حق و باطل کے درمیان امتیاز قائم ہوگیا ہے، اس لئے اب جو لوگ حق کو نہیں مانتے اور پیغمبر علیہ السلام کی دعوت کو جھٹلاتے ہیں اور نئی نئی راہیں نکالتے ہیں وہ یہ سب کچھ محض ضد و عناد کی وجہ سے کر رہے ہیں۔ یہ مسئلہ کتب سابقہ میں بھی موجود ہے اور اہل کتاب کے علماء ثقات اس پر ایمان بھی لا چکے ہیں، اس لئے اب نہ ماننے والوں کا کوئی عذر قبول نہیں ہوگا۔

تائید:- حجتھم داحضۃ عند ربھم و علیھم غضب ولھم عذاب شدید ۝ اللہ الذی انزل الکتٰب بالحق والمیزان ط (الشوریٰ ع ۲) اس کی پوری تفصیل سورۂ شوریٰ میں گذر چکی ہے رسول من اللہ، البینۃ سے بدل ہے صحفا مطھرۃ باطل کی نجاستوں سے پاک کتابیں اور صحیفے، صحیفہ ان اوراق کو کہا جاتا ہے جن میں کچھ لکھا ہو۔ والصحف القراطیس التی یکتب فیھا والمراد بتطھیرھا تنزیھھا عن الباطل (روح ج ۳۰ ص ۲۰۱ ملخصاً) کتب قیّمۃ پختہ اور محکم مضامین پر مشتمل سورتیں یا محکم احکام۔ رسول سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور صحف سے قرآن مجید مراد ہے۔ (کبیر)

[3] وما تفرق۔ اہل کتاب کے عناد و شقاق کا ذکر ہے۔ اہل کتاب، یہود و نصاریٰ نے دین میں جو مختلف راہیں نکالی ہیں یہ سب کچھ انہوں نے لاعلمی سے نہیں کیا۔ بلکہ البینۃ آجانے کے بعد جان بوجھ کر عمداً قصداً محض ضد و عناد کی وجہ سے کیا ہے۔ یہ اختلاف ڈالنے والے اہل کتاب کے باغی علماء تھے اور یہ اختلاف انہوں نے اللہ کی طرف سے علم اور بینات آجانے کے بعد کیا اور محض ضد و عناد کی وجہ سے کیا جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے وما تفرقوا الا من بعد ما جاءھم العلم بغیا بینھم ط (الشوریٰ ع ۲) **[4]** وما امروا۔ حنفاء، حنیف کی جمع ہے یعنی ہر باطل دین سے اعراض کر کے دین اسلام کی طرف مائل ہونے والا۔ ای مائلین عن الادیان کلھا الی دین الاسلام (قرطبی ج ۲۰ ص ۱۴۴) دین القیمۃ مرکب اضافی ہے اور القیمۃ مقدر کی صفت ہے۔ ای المسئلۃ القیمۃ۔ یعنی محکم اور پختہ مسئلہ اور وہ مسئلہ توحید ہے یا الملۃ

يُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ⑤ اِنَّ الَّذِيْنَ

دیں زکوٰۃ اور یہ ہے راہ مضبوط لوگوں کی ف۱ اور ۵ جو

كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ

منکر ہوئے اہل کتاب اور مشرک ہونگے دوزخ کی

جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ⑥ اِنَّ

آگ میں سدا رہیں اس میں وہ لوگ ہیں سب خلق سے بدتر وہ

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ

لوگ جو یقین لائے اور کئے بھلے کام وہ لوگ ہیں سب

الْبَرِيَّةِ ⑦ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ

خلق سے بہتر بدلا ان کا ۶ ان کے رب کے یہاں باغ ہیں ہمیشہ رہنے کو

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ

نیچے بہتی ہیں ان کے نہریں سدا رہیں ان میں ہمیشہ

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ⑧ ع

اللہ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی یہ ملتا ہے اسکو جو ڈرا اپنے رب سے

ع ۸/۱ ۲۳

سُوْرَةُ الزِّلْزَالِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانُ اٰيَاتٍ وَّفِيْهَا رُكُوْعٌ وَّاحِدٌ

سورۃ زلزال ۱ مدینہ میں نازل ہوئی اس کی آٹھ آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

۳ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ① وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ

جب ۲ ہلا ڈالے زمین کو اس کے بھونچال سے اور نکال ۳ باہر کرے زمین

اَثْقَالَهَا ② وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ③ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ

اپنے اندر سے بوجھ ف۲ اور کہنے لگے آدمی اس کو کیا ہوگیا اس دن کہہ ڈالے گی

۱ تخویف اخروی ۱۲

۲ بشارت اخرویہ ۱۲

۳ عناد کفار پر تخویف اخروی ۱۲

القیمۃ یعنی ملّت مستقیمہ کے احکام ہیں جس کا حکم نہایت صحیح اور محکم ہے۔ وقال الزجاج ای ذٰلك دین الملۃ المستقیمۃ (قرطبی) زجاج کے قول میں اگر ملّت سے مراد امت ہو تو مفہوم زیادہ واضح ہو جاتا ہے یعنی یہ اس امت کا دین ہے جو حق پر قائم ہے جیسا کہ علامہ آلوسی رح فرماتے ہیں۔ وقال الزجاج ای الامۃ القیمۃ بالحق ای القائمۃ بالحق (قرطبی)، اہل کتاب نے متفرق شاخیں نکال لی ہیں حالانکہ ان کی کتابوں میں انہیں یہی حکم دیا گیا تھا کہ وہ باطل اور جھوٹے دینوں کو چھوڑ کر صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور اسکی عبادت اور پکار میں کسی کو شریک نہ کریں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں۔ حق پر قائم رہنے والی امت کا دین یہی ہے ۵ ان الذین کفروا۔ تخویف اخروی۔ یہود و نصاری اور مشرکین جنہوں نے رسول کا قرآن کا اور دین کا انکار کیا وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ لوگ خدا کی ساری مخلوق میں سب سے بدتر ہیں ان الذین اٰمنوا۔ بشارت اخرویہ۔ لیکن جو لوگ ایمان لے آئے اور نیک کام کئے وہ اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق میں سب سے بہتر ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مؤمن کامل کا مرتبہ عرش عظیم اور کعبہ شریف سے بھی اونچا ہے کیونکہ یہ بھی مخلوق ہیں اور مؤمن کامل خدا کی ساری مخلوق سے افضل و اعلیٰ ہے ۶ جزاءھم اللہ تعالےٰ کے یہاں ان کی جزاء یہ ہے کہ ان کیلئے جنت کے دائمی باغات ہیں جن میں تمام انواع مشروبات کی ندیاں بہتی ہونگی وہ ان میں ہمیشہ رہینگے۔ نہ جنت کی نعمتوں کو زوال ہوگا نہ اہل جنت کو موت آئیگی، نہ ان کو جنتوں سے نکالا ہی جائیگا اور نہ وہ خود ہی ان سے نکلنا پسند کریں گے رضی اللہ عنہم یہ ان کے ایمانِ خالص، یقین کامل اور عمل صالح کا انعام ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے اور وہ بھی انعام و اکرام پر راضی ہیں۔ یہ اعزاز و اکرام اور یہ انعام و افضال ایسے ہی لوگوں کے لئے ہے جو اپنے پروردگار سے ڈر کر اس کے احکام کی اطاعت کریں اور اس کے محرمات سے دور رہیں۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

موضح قرآن ف۱ یعنی یہ چیزیں ہر دین میں پسند ہیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالےٰ۔ ف۲ قیامت سے پہلے جو مال زمین کے اندر رہا ہے سونا روپا اس سے نکل پڑے گا تب لینے والے نہ رہیں گے۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

سُورۃ الزلزال ۱

ربط گذشتہ سورت میں عناد کفار کا شکوی تھا، اب اس سورت میں عناد کفار پر تخویف اخروی کا ذکر ہے ۲ اذا زلزلت۔ یہ وہ زلزلہ ہے جو نفخۂ اولیٰ کے وقت آئے گا جس سے زمین اپنی تہ تک ہل جائیگی اور یہ زلزلہ اس قدر سخت اور شدید ہوگا کہ زمین پر کوئی جاندار زندہ نہ رہیگا پہاڑ ریزہ ریزہ ہوکر ہموار ہو جائینگے دریا اور سمندر خشک ہوکر زمین کے برابر ہو جائیں گے ۳ واخرجت الارض۔ اثقال، ثقل کی جمع ہے یعنی بوجھ مراد اموات ہیں، نفخۂ ثانیہ کے وقت زمین اپنے اندر سموئے ہوئے تمام مُردوں کو باہر نکالدیگی اور وہ سب زندہ ہوکر میدان حشر کی طرف چلدینگے ۴ وقال الانسان۔ اسدن انسان حیرت و تعجب سے کہیگا زمین کو کیا ہوگیا ہے وہ اس قدر کیوں جھٹکے کھا رہی ہے یا اسکا تعلق مابعد سے ہے یعنی یومئذ تحدث اخبارھا قیامت کے دن زمین ساری باتیں

صاف صاف بیان کردیگی بندوں نے جو جو نیک و بد کام اسپر کئے ہیں وہ سب بتا دیگی تو انسان اس پر حیرت و استعجاب سے کہیگا زمین کو کیا ہوگیا ہے وہ آج سب کچھ بتا رہی ہے۔ بان ربك اوحی لها زمین اس لئے سب کچھ ظاہر کریگی کہ اللہ تعالیٰ کا اسکو حکم ہوگا۔ والباء للسببیة ای تحدث بسبب ایحاء ربك لها و امرہ سبحانہ ایاها بالتحدیث (روح ج ۳۰ ص ۲۱۰) ۵ یومئذ یصدر یہ اذا زلزلت الارض کی جزاء ہے اشتاتا۔ متفرقین اپنے اعمال کے اعتبار سے جدا جدا طبقوں اور جماعتوں میں بٹ کر حساب کتاب سے واپس ہونگے کوئی خوش و خرم اور چمکتے چہرے کے ساتھ اور کوئی افسردہ سیاہ فام۔ لیروا اعمالهم مضاف محذوف ہے ای جزاء اعمالهم (روح) تاکہ ان کو ان کے اعمال کا اجر و ثواب دکھایا جائے ۶ فمن یعمل نیک و بد کی تفصیل ہے جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی اسکو اسکی بھی جزاء ملیگی اور وہ اسکی جزاء وہاں دیکھ لیگا اور جسنے ذرہ بھر برائی کی ہوگی وہ بھی اسکی جزاء دیکھ لیگا بشرطیکہ عفو نہ کیا گیا ہو۔

أَخْبَارَهَا ۝٤ بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا ۝٥ يَوْمَئِذٍ يَصْدُرُ النَّاسُ
وہ اپنی باتیں اسواسطے کہ تیرے رب نے حکم بھیجا اسکو اس دن ہو پڑینگے وہ لوگ

أَشْتَاتًا لِّيُرَوْا أَعْمَالَهُمْ ۝٦ فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ
طرح طرح پر کہ انکو دکھا دیئے جائیں ان کے عمل سو جس نے کی ذرہ بھر

خَيْرًا يَرَهُ ۝٧ وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۝٨ ع
بھلائی وہ دیکھ لیگا اسے اور جس نے کی ذرہ بھر برائی وہ دیکھ لیگا اسے

ع ۸ ۲۴

سُورَةُ الْعَادِيَاتِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ إِحْدَىٰ عَشْرَةَ آيَةً وَفِيهَا رُكُوعٌ وَاحِدٌ
سورۃ عادیات ۱ مکہ میں نازل ہوئی اسکی گیارہ آیتیں اور ۱ رکوع

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحًا ۝١ فَالْمُورِيَاتِ قَدْحًا ۝٢ فَالْمُغِيرَاتِ
قسم ہے ۲ دوڑنیوالے گھوڑوں کی ہانپ کر پھر آگ سلگانے والے جھاڑ کر پھر غارت ڈالنے والے

صُبْحًا ۝٣ فَأَثَرْنَ بِهِ نَقْعًا ۝٤ فَوَسَطْنَ بِهِ جَمْعًا ۝٥
صبح کو پھر اٹھانے والے اس میں گرد ۳ پھر گھس جانیوالے اسوقت فوج میں

إِنَّ الْإِنسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ ۝٦ وَإِنَّهُ عَلَىٰ ذَٰلِكَ
بیشک آدمی اپنے رب کا ناشکر ہے ۴ اور وہ آدمی اس کام کو

لَشَهِيدٌ ۝٧ وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ ۝٨ أَفَلَا يَعْلَمُ
سامنے دیکھتا ہے اور آدمی ۵ محبت پر مال کی بہت پکا ہے کیا نہیں ۶ جانتا

إِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُورِ ۝٩ وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُورِ ۝١٠
وہ وقت کہ کریدا جائے جو کچھ قبروں میں ہے اور تحقیق ہووے جو کچھ کہ جیوں میں ہے

إِنَّ رَبَّهُم بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيرٌ ۝١١ ع
بیشک ان کے رب کو ان کی اس دن سب خبر ہے

ع ۱ ۲۵

سورۃ العادیات

ناشکری کی تو ظلم کفار ۱۲

ربط سابقہ سورت میں عناد کفار پر تخویف اخروی کا ذکر تھا اب اس سورت میں ظلم کفار کا شکوی مذکور ہوگا۔

خلاصہ والعٰدیٰت ضبحا تا ان الانسان لربه لکنود ۵ بیان مرض۔ یعنی انسان اپنے پروردگار کا ناشکر گذار ہے وانہ علی ذلك لشهید تا لشدید ۵ بیان سبب مرض یعنی اسکی ناشکری کا سبب مال و دولت کی محبت ہے افلا یعلم اذا بعثر تا آخر علاج مرض بصورت تخویف اخروی۔

۲ بیان مرض ۱۲
۳ سبب مرض ۱۲
۴ علاج مرض بصورت تخویف اخروی ۱۲

۲ والعٰدیٰت ضبحا ہانپ کر دوڑنے والے گھوڑے فالموریٰت قدحا پتھریلی زمین پر دوڑتے وقت اپنے سموں سے چنگاریاں نکالنے والے فالمغیرات صبحا پھر صبح صبح لوٹ مار کرنیوالے فاثرن به نقعا دوڑتے وقت گرد و غبار اڑاتے ہیں فوسطن به جمعا پھر تیز رفتاری کے ساتھ جماعتوں کے اندر گھس جاتے ہیں ان الانسان لربه لکنود یہ لوٹ مار کرنے والے گھوڑے اسپر شاہد ہیں کہ انسان اپنے پروردگار کا نہایت ہی ناشکر گذار ہے قال الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ عامۃ المفسرین کے نزدیک یہ صفتیں مجاہدین کے گھوڑوں کی ہیں اور بعض کے نزدیک ان صفات سے فرشتے مراد ہیں۔ وانه علی ذلك لشهید۔ مذکورہ شواہد کے علاوہ انسان اپنی اس بیماری اور کمزوری پر خود بھی شاہد ہے اور اسے اپنا کردار خوب معلوم ہے ۳ وانه لحب یہ سبب مرض کا بیان ہے انسان کے ناشکر گذار ہونیکا سبب یہ ہے کہ دولت دنیا کی محبت میں بہت متشدد ہے حب مال اسے بخل و امساک پر اکساتی ہے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرکے اسکا شکر گذار کرنیسے روکتی ہے ۴ افلا یعلم۔ یہ علاج مرض کا بیان ہے بصورت تخویف اخروی کیا انسان یہ نہیں جانتا کہ جب قبروں کے مردے اٹھائے جائینگے یعنی قیامت کے دن اور دلوں کی تمام باتیں ظاہر کردی جائینگی اسدن انکا پروردگار انکے اعمال خیر و شر سے باخبر ہوگا اور انکو پوری پوری جزاء دیگا ای عالم لا یخفی علیه منهم خافیة وهو عالم بهم فی ذلك الیوم وفی غیرہ ولکن المعنی انه یجازیهم فی ذلك الیوم (قرطبی ج ۲۰ ص ۱۶۳)۔

[illegible]

موضح قرآن ف یعنی بدوں کے گناہ بتا دیگی حساب کے وقت ۱۲ منہ ۲ف یہ جہاد والے سواروں کی قسم ہے اس سے بڑا کون عمل ہے کہ اللہ کے کام پر اپنی جان دینے کو حاضر ۱۲ منہ ۳ف یعنی کفران نعمت کرتا ہے اور وہ کئی طرح کا ہوتا ہے ایک تو یہ کہ اسکی نعمت کو دوسرے کی سمجھے دوسرا یہ کہ جو فائدہ اس نعمت سے چاہے وہ نہ لیوے بلکہ اسکے برخلاف اسے خرچ کرے تیسرا یہ کہ اس نعمت کی محبت اسقدر دل میں اثر کر جائے کہ نعمت دینے والے کو بھول جاوے۔ تفسیر فتح العزیز سے لکھا ہے۔

۱ه سُورة القارعة

ربط گذشتہ سورت میں ظلم کفار پر شکوی تھا اب اس سورت میں ظالموں کے لئے تخویف اخروی ہے۔

۲ه القارعة۔ یہ قیامت کے ناموں میں سے ایک نام ہے واتفقوا علی ان القارعۃ اسم من اسماء القیامۃ (کبیر) قیامت کے دن نفخ صور کی شدید آواز کے علاوہ اجرام علویہ اور سفلیہ کے تصادم سے بھی نہایت ہولناک شور برپا ہوگا اس لئے اسے القارعہ کہا گیا **۳ه** یوم یکون یہ القارعہ کا بیان ہے۔ قیامت کے دن جب لوگ قبروں سے اٹھیں گے تو خوف و ہراس سے نہایت پریشان ہوں گے اور پروانوں کی طرح ادھر ادھر منتشر ہوں گے جس طرح شمع پر پروانوں کا بے تحاشا اژدہام ہوتا ہے اور ان کی حرکات مختلف ہوتی ہیں گھبراہٹ کی وجہ سے۔ پہاڑ دھنی ہوئی روئی کے گالوں کی طرح ہو جائیں گے سورۃ الزلزال میں قیامت کے دن زمین کا حال بیان ہوا اور یہاں پہاڑوں کا حال بیان کیا گیا ہے۔

۴ه فاما من ثقلت۔ بشارت اخرویہ۔ قیامت کے دن جن کے اعمال صالحہ کا پلڑا بھاری ہوگا وہ نہایت خوش و خرم ہوں گے اور اپنی پسندیدہ عیش و عشرت سے لطف اندوز ہوں گے۔ راضیۃ بمعنی مرضیۃ (قرطبی) و اما من خفت یہ تخویف اخروی ہے۔ امہ ای مستقرہ (قرطبی عن الاخفش) اور جن لوگوں کی نیکیوں کا پلڑا ہلکا ہوگا ان کا ٹھکانہ ہاویہ میں ہوگا۔ ہاویہ دوزخ کے ناموں میں سے ہے۔ وما ادرٰك ماھیۃ تمہیں کیا معلوم ہاویہ کیا چیز ہے وہ نہایت ہی سخت اور تند و تیز آگ ہے ھیہ میں ہا برائے سکتہ ہے۔ مثنوی میں ہاویہ کا جو معنی ذکر کیا گیا ہے وہ ظاہر قرآن کے خلاف ہے۔

پس شود جائے دلش در ہاویہ
ہیچ میدانی چہ باشد ماہیہ
آتش سوزندہ نقش غیر را
کہ بسوزد پر طیر و شیر را

سُورَةُ الْقَارِعَةِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ إِحْدَى عَشْرَةَ آيَةً وَفِيهَا رُكُوعٌ وَاحِدٌ

سورۃ قارعہ ۱ه مکہ میں نازل ہو اور اس کی گیارہ آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۱ شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلْقَارِعَةُ ① مَا الْقَارِعَةُ ② وَمَا أَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ③

وہ کھڑکھڑا ۲ه ڈالنے والی کیا ہے وہ کھڑکھڑا ڈالنے والی اور تو کیا سمجھا کیا ہے کھڑکھڑا ڈالنے والی

يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ④ وَتَكُوْنُ

جس دن ۳ه ہوویں لوگ جیسے پتنگے بکھرے ہوئے اور ہوویں

الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ⑤ فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ

پہاڑ جیسے رنگی ہوئی اون دھنی ہوئی سو جس کی ۴ه بھاری ہوئیں

مَوَازِيْنُهٗ ⑥ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ⑦ وَأَمَّا

تولیں تو وہ رہے گا من مانتے گذران میں اور جس کی

مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ⑧ فَأُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ⑨ وَمَا

ہلکی ہوئیں تولیں تو اسکا ٹھکانا گڑھا ہے اور تو

أَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ⑩ نَارٌ حَامِيَةٌ ⑪

کیا سمجھا وہ کیا ہے آگ ہے دہکتی ہوئی

ع ۱ ۱۱ ۲۶

سُورَةُ التَّكَاثُرِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانُ آيَاتٍ وَفِيهَا رُكُوعٌ وَاحِدٌ

سورۃ تکاثر ۱ه مکہ میں نازل ہوئی اس کی آٹھ آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

أَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ① حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ② كَلَّا سَوْفَ

غفلت میں رکھا ۲ه تم کو بہتات کی کثرت لے ط یہاں تک کہ جا دیکھیں قبریں کوئی نہیں آگے

۱۔ تخویف اخروی ۱۲

۲۔ بشارت اخرویہ ۱۲

۳۔ تخویف اخروی ۱۲

۴۔ زجر بر تفاخر و تکاثر ۱۲

موضح قرآن

ف سورۂ تکاثر کے نازل ہونے کا سبب قریش میں دو گروہ تھے بنو عبد مناف کہ ہمارے پیغمبر اس میں تھے اور بنو سہم کہ عاص بن وائل سہمی اس کا سردار تھا۔ ایک دن دونوں آپس میں اپنی بزرگی پر فخر کرنے لگے مال اور کاموں کا حساب کرتے کرتے آدمیوں پر نوبت پہنچی۔ بنو عبد مناف کے لوگ گنتی میں زیادہ ہوئے بنو سہم نے کہا کہ ہمارے لوگ لڑائی میں بہت مارے گئے سو موئے جیسے سب کو گننا چاہیئے جب یہ کیا تو بنو سہم زیادہ ہوئے پھر تحقیق کے واسطے مقبروں پر گئے حق تعالے نے دونوں کی جہالت اور غفلت پر کہ اپنے ضروری کاموں کو بھول کر کیسے نا کارے کام میں جا لگے ہیں یہ سورت نازل کی کہ آدمی آخر عمر میں کس قدر مال اور اولاد کی بہتات پر حریص ہوتا ہے کہ ان سے اس کے نام و جاہ کا سلسلہ باقی رہے اور یہ بات اس کو اللہ کی پہچان سے اور ادائے حقوق سے جو اس پر واجب ہے باز رکھتی ہے۔ فتح العزیز سے لکھا۔

سُورۃ التّکاثر

ربط | گذشتہ سورتوں میں تخویف وتبشیر اور زجر وشکوی کا ذکر تھا اب اس سورت سے پھر تزہید فی الدنیا کے مضمون کا ذکر شروع ہو رہا ہے۔

خلاصہ

تفاخر وتکاثر پر زجر۔ اور تخویف اخروی۔

۱ه الھکم التکاثر۔ التکاثر، کثرت مال اور کثرت تعداد پر فخر کرنا اور کثرت میں ایک دوسرے پر بازی لے جانے کی کوشش کرنا۔ ای التباری فی الکثرۃ والتباھی بھا بان یقول ھؤلاء نحن اکثر وھؤلاء نحن اکثر (روح ج۳۰ ص۲۲۳)

مفسرین رح نے لکھا ہے کہ انصار رض کے دو قبیلوں میں کثرت عدد کے مقابلے کی ٹھن گئی اور ہر قبیلہ اپنے افراد کی کثرت پر فخر کرنے لگا۔ چنانچہ دونوں قبیلوں نے پہلے زندہ لوگوں کو گنا جب انکی گنتی ختم ہوئی تو قبرستان میں جا کر مردوں کو شمار کرنے لگے۔ اس پر یہ سورت نازل ہوئی۔ فرمایا کثرت عدد پر فخر ومباہات نے تم کو ایسا غافل کیا کہ تم قبرستان میں جا پہنچے اور مردوں کی گنتی کرنے لگے یا حتی زرتم المقابر۔ موت سے کنایہ ہے یعنی تم اموال وافراد کی کثرت پر فخر کرتے رہو گے یہانتک کہ قبروں میں پہنچ جاؤ گے الھاکم حرصکم علی تکثیر اموالکم عن طاعۃ ربکم حتی اتاکم الموت وانتم علی ذلک (کبیر)

۳ه کلا سوف۔ کلا برائے ردع ہے اور اس میں تخویف اخروی کی طرف اشارہ ہے۔ ایسا ہرگز نہیں چاہیئے اور نہ یہ خیال ہی درست ہے کہ مال واولاد کی کثرت سعادت کا باعث ہے یا کوئی قابل فخر چیز ہے۔ بہت جلد تمہیں یہ حقیقت معلوم ہو جائیگی کہ یہ تکاثر وتفاخر ایک فضول چیز تھی۔ ثم کلا سوف تعلمون تکرار تاکید کے لئے ہے اور ثم تعقیب ذکری کے لئے ہے۔ یعنی میں پھر یہ بات کہتا ہوں، مراد یہ ہے کہ موت کے بعد آنکھیں کھل جائینگی اور حقیقت واضح ہو جائیگی۔

۵ه کلا لو تعلمون۔ کلا بمعنی حقاً ہے لو کی جزاء مقدر ہے ای لما الھاکم التکاثر (کبیر) یا لشغلکم ذلک عن التکاثر (روح) یعنی اگر تم آئندہ حالات کو اس یقین کے ساتھ جانتے جس طرح تم دیگر احوال یقینیہ مثلاً احوال ماضیہ کو جانتے ہو تو تم کثرت مال واولاد پر فخر نہ کرتے۔

۶ه لترون۔ تخویف اخروی۔ عین الیقین مفعول مطلق ہے من غیر لفظہ یا یہ مفعول مطلق مقدر کی صفت ہے ای رویۃ عین الیقین (روح) تم ضرور بالضرور دوزخ کو دیکھو گے، پھر کہتا ہوں تم دوزخ کا آنکھوں سے مشاہدہ کرو گے اور تمہیں اس کا عین الیقین حاصل ہو جائیگا پھر یہ بھی سن لو کہ اس دن تم سے ساری نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائیگا کہ میں نے تم پر جو انعامات کئے تم نے ان کا شکریہ ادا کیا یا نہ۔ وکل ھذہ نعم یسئل العبد عنھا ھل شکر ذلک ام کفر (قرطبی ج۲۰ ص۱۷۸)

۱ے سُورۃ العصر

ربط و خلاصہ سورت سابقہ کے مقابلہ میں اس سورت میں تزہید فی الدنیا کا مضمون بطور ترقی ذکر کیا گیا ہے یعنی مال و اولاد کی کثرت و زیادتی پر فخر نہ کرو، ذرا زمانے کی گردش کو تو دیکھو اور اپنے آباء و اجداد کا حال ملاحظہ کرو۔ انہوں نے مال و اولاد پر فخر کر کے کیا حاصل کیا؟ نقصان اور خسارہ کے سوا انھیں کیا نصیب ہوا؟ جمعوا الكنوز لانفسهم وتركوها كما هيه، الا قبورا دارسة فيها عظام بالية **۲ے** والعصر۔ زمانہ گواہ ہے کہ انسان سراسر خسارے میں ہے۔ زمانے کے مختلف ادوار کو دیکھیے اور ہر دور کے بڑے سے بڑے بادشاہ کا حال ملاحظہ کیجیے کہ دنیا کی شان و شوکت اور دولت و سلطنت کا فخر و غرور کہاں گیا۔ جب دنیا سے رخصت ہوئے تو کوئی چیز بھی ساتھ نہ گئی، نہ دولت نے ساتھ دیا نہ سلطنت نے نہ لاؤ لشکر نے اس کے علاوہ العصر کے اور بھی کئی معانی بیان کیے گئے ہیں۔ تفصیل متداول تفسیروں میں ملاحظہ کی جائے **۳ے** الا الذین۔ یہ ماقبل سے مستثنیٰ ہے تمام انسان خسارے میں ہیں البتہ جن لوگوں میں یہ چار صفتیں موجود ہوں وہ خسارے میں نہیں ہیں، بلکہ فائدے میں ہیں اور وہ دنیا سے خالی ہاتھ نہیں جائیں گے بلکہ آخرت کا توشہ ساتھ لے کر جائیں گے۔ پہلا وصف اٰمنوا وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، رسالت، قیامت اور دیگر تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتے ہوں۔ دوسرا وصف وعملوا الصّٰلحٰت وہ نیک کام کریں اسلام میں جن کاموں کے کرنے کا حکم ہے ان کو بجا لائیں اور جن سے روکا گیا ہے ان سے باز رہیں۔ تیسرا وصف وتواصوا بالحق وہ آپس میں ایکدوسرے کی خیرخواہی کریں اور ایکدوسرے کو سچی بات یعنی توحید اور اسلام کے اخلاقی، معاشرتی اور دیگر احکام کی تبلیغ کریں۔ (بالحق) ای بالتوحید، كذا روى الضحاك عن ابن عباس۔ وقال قتادة (بالحق) ای بالقرآن (قرطبی ج ۲۰ ص ۱۸۱) چوتھا وصف۔ وتواصوا بالصبر۔ جن انسانوں میں یہ چار وصف موجود ہوں گے وہ خسارے میں نہیں رہیں گے۔

تَعْلَمُوْنَ ۙ﴿۳﴾ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴﴾ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ

جان لوگے ۱ پھر بھی کوئی نہیں آگے جان لو گے کوئی نہیں سے اگر جانو تم

عِلْمَ الْيَقِيْنِ ۙ﴿۵﴾ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۙ﴿۶﴾ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ

یقین کر کے بے شک سے تم کو دیکھنا ہے دوزخ پھر دیکھنا ہے اسکو یقین

الْيَقِيْنِ ۙ﴿۷﴾ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ﴿۸﴾ ع

کی آنکھ سے پھر پوچھیں گے تم سے اس دن آرام کی حقیقت ف۱

ع ۱ ۲۷

سُوْرَةُ الْعَصْرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثُ اٰيٰتٍ وَّفِيْهَا رُكُوْعٌ وَّاحِدٌ

سورۃ عصر سے مکہ میں نازل ہوئی اس کی تین آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالْعَصْرِ ۙ﴿۱﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۙ﴿۲﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

قسم ہے سے اترتے دن کی ف۱ مقرر انسان ٹوٹے میں ہے مگر جو لوگ سے کہ یقین لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴿۳﴾

اور کیے بھلے کام اور آپس میں تاکید کرتے رہے سچے دین کی اور آپس میں تاکید کرتے رہے تحمل کی

ع ۱ ۲۸

سُوْرَةُ الْهُمَزَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعُ اٰيٰتٍ وَّفِيْهَا رُكُوْعٌ وَّاحِدٌ

سورۃ ہمزہ سے مکہ میں نازل ہوئی اس کی نو آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۙ﴿۱﴾ الَّذِيْ جَمَعَ مَالًا

خرابی ہے سے ہر طعنہ دینے والے عیب چننے والے کی ف۱ جس نے سے سمیٹا مال اور

وَّعَدَّدَهٗ ۙ﴿۲﴾ يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ ﴿۳﴾ كَلَّا

گن گن کر رکھا خیال رکھتا ہے کہ اس کا مال سدا کو رہے گا اسکے پاس کوئی نہیں سے

۱ے تخویف اخروی ۱۲

۲ے خسارہ و نقصان پر تنبیہ ۱۲

۳ے خسارے سے محفوظ لوگوں کا پہلا وصف ۱۲

۴ے دوسرا وصف

۵ے تیسرا وصف ۱۲

۶ے چوتھا وصف ۱۲

۲ے تخویف اخروی ۱۲

موضح قرآن ف۱ سورۂ عصر کے نازل ہونیکا سبب کلدہ ابن اُسید ایک کافر جو حضرت ابوبکر سے جاہلیت میں ہم صحبت تھا ایک دن حضرت ابوبکرؓ سے کہنے لگا کہ تمہاری ایسی ہوشیاری اور دانائی تھی کہ تجارت میں خوب نفع اٹھاتے تھے پھر اب کیا ہوا کہ ایسے خراب ہوئے جو باپ دادا کے دین کو چھوڑا اور لات و عزیٰ کی شفاعت سے محروم ہے صدیقؓ نے جواب دیا اے نادان جو حق کو قبول کرتا ہے اور نیک کام پر چلتا ہے اسکو کبھی نقصان نہیں پہنچتا اللہ تعالیٰ نے صدیقؓ کے قول کی سچائی پر یہ سورت نازل کی ف۲ سورۂ ہمزہ کے نازل ہونے کے سبب تین شخص کافروں سے عاص بن وائل سہمی اور ولید بن مغیرہ مخزومی اور اخنس بن شریق ثقفی، پیغمبر علیہ السلام اور ایمانداروں کی بدگوئی کیا کرتے اور ان کے حق میں طعن کی زبان کھولتے بعضا ان میں سے اخنس ابن شریق تھا پیغمبر علیہ السلام کے روبرو سخت باتیں کرتا اور بیحیائی کا برقع اوڑھتا ان کے حق میں یہ سورت اتری سو جو کوئی کسی کی عزت پر بٹہ لگائے اور لوگوں کو پیچھے برا کہے وہ اس خرابی اور عذاب کے لائق ہووے پھر ایسے شخص کا جو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول مقبول کو اور قرآن مجید کو جھٹلاوے اور اسکے احکام سو دشمنی رکھے کیا حال ہو

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی در مقابلہ آں شکر کردید یا کفران ورزیدید ۱۲۔

سُورۃ الہمزہ

ربط و خلاصہ تزہید فی الدنیا کے بعد مال و دولت جمع کرنے والوں اور کثرت مال پر فخر و غرور کرنے والوں کے لئے تخویف اخروی۔

۲؎ ویل۔ ھمزۃ غیبت کرنے والا اور پس پشت عیب جوئی کرنے والا۔ لمزۃ منہ پر طعنہ دینے والا اور گالی گلوچ کرنے والا۔ یا ھمزۃ منہ پر عیب جوئی کرنے والا اور لمزۃ پس پشت عیب چینی کرنیوالا اور چغلخور وقال ابو العالیۃ والحسن ومجاھد وعطاء بن ابی رباح: الھمزۃ الذی یغتاب ویطعن فی وجہ الرجل، واللمزۃ الذی یغتابہ من خلفہ اذا غاب (قرطبی ج ۲۰ ص ۱۸۱) حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں ان دونوں لفظوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو چغلی کھائیں اور دوستوں کو آپس میں لڑائیں اور بے گناہوں پر تہمتیں اور عیب لگائیں ھم المشاؤون بالنمیمۃ، المفسدون بین الاحبۃ، الباغون للبرآء العیب (ابن جریر) ہلاکت ہے ہر اس شخص کے لئے جو لوگوں کی غیبت کرے، ان کی عیب جوئی میں لگا رہے، احباب و اقارب میں پھوٹ ڈالے اور بے گناہوں پر تہمت لگائے۔

۳؎ الذی جمع نیک کاموں کی تو اسے توفیق ملی نہیں، برے کاموں میں منہمک ہے اور دولت جمع کرنے اور اسے گن گن کر رکھنے کا بہت شوق ہے۔ دولت جمع کرتا ہے اور اسے نیک کاموں میں خرچ نہیں کرتا اور دولت دنیا کو سامان بنا کر رکھتا ہے۔ ایحسب ان مالہ اخلدہ ہمزہ استفہام مقدر ہے ایحسب کیا اس کا یہ خیال ہے کہ یہ دولت اسے ہمیشہ رکھیگی اور اسے دائمی زندگی عطا کرے گی۔؟

۴؎ کلا۔ ہرگز نہیں۔ یہ دولت اسے ہمیشہ نہ رکھے گی۔ دلیل سورۂ "عصر" میں گذر چکی ہے زمانہ گواہ ہے کہ دولت جمع کرنے والے نہ رہے۔ لینبذن فی الحطمۃ یہ تخویف اخروی ہے اسے ضرور بالضرور حُطَمہ (بھرکس نکال دینے والی آگ) میں ڈالا جائے گا۔ تمہیں کیا معلوم حُطَمۃ کیا چیز ہے؟

۵؎ نار اللہ۔ آؤ میں تمہیں بتاؤں وہ اللہ تعالیٰ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے جو جلاتے جلاتے ان کے دلوں تک پہنچ جائیگی۔ انہا علیہم مؤصدۃ۔ ای مطبقۃ۔ ان کو لمبے لمبے ستونوں کے اندر گھیر کر اوپر سے آگ کو بند کر دیا جائیگا تاکہ اس کی حرارت تیز رہے اور ضائع نہ ہو یا عمد سے وہ میخیں مراد ہیں جو ان تختوں میں لگائی جائیں گی جن سے جہنم کا منہ بند کیا جائے گا۔ قال القشیری والمعظم علی ان العمد اوتاد الاطباق التی تطبق علی اھل النار۔ وتشد تلک الاطباق بالاوتاد حتی یرجع علیھم غمھا وحرھا، فلا یدخل علیھم روح (قرطبی ج ۲۰ ص ۱۸۶) اللھم اجرنا منھا یا ارحم الراحمین ویا اکرم الاکرمین۔

سُورۃ الفیل

ربط و خلاصہ تزہید فی الدنیا کے بعد سورۃ الھُمَزۃ میں تخویف اخروی بیان ہوئی ہے اب اس سورت میں تخویف دنیوی کا ایک نمونہ ذکر کیا گیا ہے دنیوی مال و منال اور جاہ و جلال پر مغرور ہو کر ایمان و توحید کے مرکز کو مٹانے کی کوشش کرنیوالوں کو مٹا دیا جائیگا۔ دنیا اور آخرت کے عذاب سے بچنے کی صرف یہی صورت ہے کہ سورت العصر میں بیان کردہ چار اوصاف اپنے اندر بھر لو ۲؎ الم تر۔ یہ تخویف دنیوی کا ایک نمونہ ہے۔ رؤیت سے رؤیت بصریہ مراد ہے اور وہ علم سے کنایہ ہے اور استفہام تقریری ہے واقعہ فیل کی خبر آپ تک تواتر سے پہنچ چکی تھی اور آپکو اس کا علم تھا یہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے سال میں پیش آیا۔ نجاشی شاہ حبشہ کے ایک حاکم ابرہہ نے نجاشی کی خوشنودی کے لئے صنعاء میں ایک نہایت ہی عالیشان گرجا تعمیر کرایا۔ اس میں دنیا کا اعلیٰ درجہ کا سنگ مرمر استعمال کیا گیا۔ پتھر سونے کے نقش و نگار سے مزین تھے گرجے کی تعمیر مکمل ہوئی تو اس نے نجاشی کو لکھا کہ اس نے آپ کی خاطر ایک ایسا عالیشان گرجا تعمیر کیا ہے کہ آج تک دنیا میں ایسا گرجا تعمیر نہیں ہوا اور جب تک میں حج کے لئے سارے عرب کا رُخ اس گرجے کی طرف نہ پھیر دوں اس وقت تک میں سکون سے نہیں بیٹھوں گا چنانچہ ابرہہ نے بیت اللہ شریف کو مسمار کرنے کے لئے ایک عظیم فوج تیار کی اور صحیح تر روایتوں کیمطابق محمود نامی ایک ہاتھی کی قیادت میں مکہ مکرمہ پر حملہ کر دیا۔ پہلے اس نے مکہ والوں کے بہت سے اونٹ اپنی تحویل میں لے لئے جن میں عبدالمطلب کے دو سو اونٹ بھی شامل تھے۔ عبدالمطلب ابرہہ کے پاس گئے، اس نے پوچھا آپ کیسے آئے، انہوں نے فرمایا میرے اونٹ واپس کر دو۔ ابرہہ نے کہا افسوس ہے تم اونٹوں کی واپسی کا مطالبہ تو کرتے ہو مگر خانہ کعبہ کے بارے میں کچھ نہیں کہتے ہو جو تمہارا اور تمہارے باپ دادا کا دین ہے اور میں اسے ڈھانے کے لئے

آیا ہوں۔ اس پر عبد المطلب نے کہا انی ربُ الابل وان للبیت ربًا سیمنعہ میں اونٹوں کا مالک ہوں اس لئے ان کی واپسی کا مطالبہ کر رہا ہوں اور خانہ کعبہ کا کوئی اور مالک ہے وہ خود اپنے گھر کی حفاظت کر لیگا اس پر ابرہہ نے کہا ما کان لیمنع منی مجھ سے اسکو نہیں بچا سکے گا۔ عبد المطلب نے جواب میں کہا انت وذاک اچھا زور آزمائی کر دیکھو۔ ابرہہ نے ان کے اونٹ واپس کر دیئے اور بیت اللہ پر حملہ کر دیا۔ ہاتھی بیت اللہ کے نزدیک جا کر بیٹھ گیا۔ انہوں نے ہر ممکن کوشش کی مگر نہ اٹھا۔ جب اسے واپس یمن جانے کا اشارہ کیا گیا تو فوراً چلدیا۔ جب اس کو دوبارہ بیت اللہ کی طرف پھیرا گیا تو وہ پھر بیٹھ گیا۔ فرمایا آپ کو معلوم ہے ہم نے ہاتھی والوں کا کیا حشر کیا من الروح والقرطبی وغیرہا **۳ؔ** الم یجعل۔ استفہام تقریری ہے ہم نے ان کی تدبیر بیکار کر دی۔ وہ خانہ کعبہ کو ڈھانے کیلئے آئے تھے مگر ہم نے ان کو نہ صرف ناکام کر دیا بلکہ دنیوی عذاب سے ان کو تہس نہس کر دیا۔ وارسل علیہم طیرا ابابیل، طیرا سے حال ہے اور وہ ابالۃ کی جمع ہے بمعنی جماعۃ۔ اللہ تعالےٰ نے پرندوں کو ٹولیوں کی صورت میں مختلف سمتوں سے ان پر بھیجا۔

۴ؔ ترمیہم۔ ہر پرندے کی چونچ اور پنجوں میں سخت مٹی کا ایک ایک سنگریزہ تھا جسے وہ ان پر پھینک رہے تھے۔ سجیل بعض کے نزدیک سنگ گل کا معرب ہے سنگریزے ایسے زور سے برس رہے تھے کہ سر میں لگتے اور نیچے سے جا نکلتے۔ اور ساتھ ہی ان کے گوشت کے ٹکڑے بھی اڑ جاتے۔ فجعلہم کعصف ماکول ہ یہاں تک کہ ان کو مویشیوں کے کھائے ہوئے چارے کی مانند کر دیا۔ ان کے بدنوں کے اجزاء و اعضاء اس طرح چورہ ہو گئے جس طرح مویشیوں کا بچا ہوا چارہ ای جعل اللہ اصحاب الفیل کورق الزرع اذا اکلتہ الدواب فرمت بہ من اسفل شبہ تقطع اوصالہم بتفرق اجزائہ (قرطبی ج ۱۰ ص ۱۹۹)

لَيُنۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ④ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ⑤

وہ پھینکا جائیگا اس روندنے والی میں اور تو کیا سمجھا کون ہے وہ روندنے والی

نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ⑥ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ⑦

ایک آگ ف۳ ہے اللہ کی سلگائی ہوئی وہ جھانک لیتی ہے دل کو ف

اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ⑧ فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ⑨

ان کو اس میں موند دیا ہے لمبے لمبے ستونوں میں

ع ۹ ۱ ۲۹

سُوْرَةُ الْفِيْلِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسُ اٰيَاتٍ وَّفِيْهَا رُكُوْعٌ وَّاحِدٌ

سورۃ فیل لہ مکہ میں نازل ہوئی اس کی پانچ آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ① اَلَمْ يَجْعَلْ

کیا تو نے نہ دیکھا لہ کیسا کیا تیرے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ ف کیا نہیں کر دیا سلہ

كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ② وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ③

ان کا داؤ غلط اور بھیجے ان پر اڑتے جانور ٹکڑیاں ٹکڑیاں

تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ④ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ⑤

پھینکتے تھے سلہ ان پر پتھریاں کنکر کی پھر کر ڈالا انکو جیسے بھس کھایا ہوا

ع ۵ ۱ ۳۰

سُوْرَةُ قُرَيْشٍ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعُ اٰيَاتٍ وَّفِيْهَا رُكُوْعٌ وَّاحِدٌ

سورۃ قریش لہ مکہ میں نازل ہوئی اس میں چار آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ① اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ②

اس واسطے کہ لہ مانوس کیا قریش کو مانوس رکھنا انکو سفر سے جاڑے کے اور گرمی کے

ف۱ آخر نصف اخروی ۲ دنیوی کا ایک نمونہ ۱۲

موضح قرآن

ف۱ یعنی جس دل میں ایمان ہے نہ جلاوے اور جو کفر ہے تو جلاوے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ف۲ یمن کے ملک پر ایک مدت تک حبشی غالب رہے دیکھا کہ سارے عرب حج کرتے ہیں کعبہ کا چاہا کہ سب ہمارے پاس جمع ہوا کریں کعبے کی ایک نقل ایک کعبہ بنایا۔ دنیا کا تکلف یہاں سے زیادہ کوئی نہ آیا زیارت کو جھنجھلا کر فوج چڑھائی کعبہ شریف پر اور ساتھ لائے کتنے ہاتھی ڈھانے کو بیچ میں کسی قوم عرب کے مزاحم ہوئے سب کو مارا جب حرم کی حد میں بیٹھے آسمان سے جانور آئے سبز چڑیوں کے برابر تین تین کنکر دو پنجوں میں ایک چونچ میں لاکھوں جانور لگے مارنے کنکر چلتے جیسے گولی بندوق کی اگر اونٹ کی پیٹھ میں لگتا پیٹ سے نکلتا پھر آدمی کیا چیز ہے ساری فوج میں ایک نہ بچا اسی سال آخر میں حضرت پیدا ہوئے ۱۲ منہ

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید ابرہہ بادشاہ یمن عزم ہدم کعبہ کرد و فیلان بسیار و لشکر بیشمار بہم آورد چون نزدیک کعبہ رسید خدا تعالیٰ ابابیل را حکم فرمود تا ہلاک کنند واللہ اعلم ۱۲۔

سورۃ قریش

ربط وخلاصہ موضوع سورت تزہید فی الدنیا۔ مرکز توحید کو مٹانیوالوں کو ہم نے مٹایا اور قریش کو سرما و گرما کے تجارتی سفروں کے مواقع فراہم کئے۔ ان کو بھی چاہیئے کہ وہ ایک اللہ کی عبادت کریں اور شرک نہ کریں اور مال و دولت کی محبت میں اندھے نہ ہوجائیں ف۱ لایلف قریش۔ لام بمعنی الی ہے اور اس کا متعلق محذوف ہے ای انظروا۔ ایلفہم ایلف قریش سے بدل ہے۔ رحلۃ منصوب بنزع خافض ای لاجل یعنی قریش نے موسم سرما اور گرما کے تجارتی سفروں کیلئے دوسرول ملکوں سے جو معاہدے کر رکھے ہیں ذرا ان کی طرف تو دیکھو کہ وہ طلب مال کیلئے موسم سرما میں یمن کی طرف اور موسم گرما میں ملک شام کی طرف سفر کرتے ہیں جس طرح آجکل پیروں کے دورے ہوتے ہیں (الشیخ رحمہ اللہ تعالی) یا لام گذشتہ سورت میں جعل کے متعلق ہے قالہ الزجاج وابو عبیدۃ (کبیر، روح) مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اصحاب الفیل کو اس لئے ہلاک کیا تاکہ بیت اللہ کیوجہ سے انکی عزت وعظمت دوسرے ملکوں میں بدستور بحال رہے اور وہ تجارتی فائدے حسب سابق حاصل کرتے رہیں یا لام فلیعبدوا کے متعلق ہے۔ قالہ الامام الخلیل (روح) یعنی بیت اللہ کی برکت سے جو نعمت عظمیٰ انکو ملی ہوتی ہے انکی وجہ سے انھیں چاہیئے کہ وہ اس گھر کے رب کی خالص عبادت کریں ف۲ فلیعبدوا۔ بیت اللہ کی بدولت ان کو یہ تمام عزت وشرف حاصل ہے اس لئے اس گھر کے مالک کی ان کو عبادت کرنی چاہیئے اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہیں کرنا چاہیئے الذی اطعمہم۔ صرف اس خدا کی عبادت کریں جس نے ان کے لئے رزق کے اسباب مہیا کئے موسم سرما میں ایک طرف سے کماتے ہیں اور موسم گرما میں دوسری طرف سے اور اس نے ان کو بہت خطرے سے محفوظ رکھا یعنی اصحاب الفیل کے حملے سے یا مطلق خوف دشمن مراد ہے۔ بیت اللہ کے ادب و احترام کیوجہ سے حدود حرم میں کوئی ان پر حملہ آور نہیں ہوتا۔

فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَٰذَا الْبَيْتِ ③ الَّذِي أَطْعَمَهُم

تو چاہیئے کہ بندگی کریں اس گھر کے رب کی جس نے ان کو کھانا دیا

مِّن جُوعٍ وَآمَنَهُم مِّنْ خَوْفٍ ④

بھوک میں اور امن دیا ڈر میں ف۱

سُورَةُ الْمَاعُونِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سَبْعُ آيَاتٍ وَفِيهَا رُكُوعٌ وَاحِدٌ

سورۃ ماعون ف۱ مکہ میں نازل ہوئی اس کی سات آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

۱ شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

أَرَأَيْتَ الَّذِي يُكَذِّبُ بِالدِّينِ ① فَذَٰلِكَ الَّذِي

تو نے ف۱ دیکھا اس شخص کو جو جھٹلاتا ہے انصاف ہونیکو سو یہ ف۲ وہی ہے

يَدُعُّ الْيَتِيمَ ② وَلَا يَحُضُّ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ ③

جو دھکے دیتا ہے یتیم کو اور نہیں تاکید کرتا محتاج کے کھانے پر

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ④ الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ⑤

پھر ف۳ خرابی ہے ان نمازیوں کی جو اپنی نماز سے بےخبر ہیں ف۲

الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ ⑥ وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ ⑦

وہ جو دکھلاوا کرتے ہیں اور مانگی نہ دیویں برتنے کی چیز ف۱

سُورَةُ الْكَوْثَرِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَلَاثُ آيَاتٍ وَفِيهَا رُكُوعٌ وَاحِدٌ

سورۃ کوثر ف۱ مکہ میں نازل ہوئی اس کی تین آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

۲ شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ① فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ②

بیشک ہمنے دی تجھ کو کوثر ف۲ ف۳ سو نماز پڑھ اپنے رب کے آگے اور قربانی کر ف۴

ع ۱ ۳۱

ع ۱ ۳۲

ر۱ زجر ۱۲

ر۲ تخویف اخروی ۱۲

ر۳ تبشیر ۱۲

ر۴ نفی شرک اعتقادی ۱۲

ر۵ نفی شرک فعلی ۱۲

موضح قرآن ف۱ حضرت سے بارہویں پشت میں ایک شخص تھا نضر بن کنانہ قریش اس کی اولاد ہیں سب جمع تھے مکہ میں عرب جو حج کو آتے ان کو دیکھتے کعبے کے خادم جب قریش جاتے ان کے گھر تو عزت کرتے اور سلوک کرتے وہی انکی معاش تھی جاڑے میں یمن کی طرف گرمی میں شام کو اور آپس میں بیر سے لڑتے قریش پر حرم کے ادب سے چور دھاڑا کوئی نہ آتا فرمایا کہ اس گھر کے طفیل تم کو روزی ہے اور امن۔ پھر اس گھر والے کی بندگی کیوں نہیں کرتے ناشکر۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ ف۲ یعنی قضا کرتے ہیں یا تنگ وقت میں پڑھتے ہیں جان کر ۱۲ منہ رح ف۳ کوثر نام ہے ایک نہر کا بہشت میں اسکا پانی دودھ سے سفید اور شہد سے میٹھا جو کوئی ایکبار پئے ساری عمر پیاس نہ لگے اسکا پانی ایک حوض میں پڑتا ہے محشر میں دو پرنالے گرتے ہیں ایک سونے کا ایک روپے کا حوض چورس ہے دو مہینے کی راہ چار طرف اس کے فرش ہے تختوں سے روپے اور سونے کے اور کنارے پر بنگلے ہیں ایک ایک موتی کے اندر سے خالی حوض میں آبخورے ترتے ہیں سونے روپے کے جتنے آسمان کے تارے حضرت اور ان کے یار وہاں کھڑے ہیں امت پہنچتی جاتی ہے جو وہاں جا پہنچا اس نے اسکا پانی پیا پھر ساری مدت محشر کی پیاس نہ لگی اور اپنے گروہ میں جا ملا امن میں آیا جو نہ پہنچا اس پر افسوس ۱۲ منہ رح ف۴ قربانی حضرت پر ضرور تھی اور امت میں مالدار پر ہے مفلس کو ضروری نہیں ۱۲

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی سوزن ودیگ و پیالہ و دلو و مانند آن مترجم گوید نصف این سورت تصویر حال کافر است ونصف تصویر حال منافق واللہ اعلم ۱۲ ف۲ کوثر نام حوضی است کہ در آخرت خواہد بود امت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ازان خواہند آشامید ۱۲۔

سُورۃ الماعُون

ربط وخلاصہ موضوع تزہید فی الدنیا سے متعلق ہے۔ تکذیب قیامت، یتیموں اور مسکینوں پر خرچ نہ کرنے اور نمازوں میں غفلت کرنے پر زجر۔ ۲ ارأیت۔ رؤیت سے رؤیت قلبی اور معرفت مراد ہے اور استفہام سے تعجب وتشویق مقصود ہے۔ کیا آپ اس شخص کو جانتے ہیں جو قیامت کا انکار کرتا ہے حالانکہ قیامت کا ثبوت دلائل قاطعہ سے ہوچکا ہے اسکا حال واقعی قابل تعجب ہے ۳ فذلك یہ شخص نہ صرف قیامت ہی کا انکار کرتا ہے بلکہ یتیموں کو بھی دھتکارتا ہے۔ غریبوں اور مسکینوں کو خود کھانا کھلانا تو درکنار دوسروں کو بھی اس کی ترغیب نہیں دیتا تو ایسے لوگوں کو نمازوں کا کیا فائدہ اور پھر نمازیں بھی وہ کماحقہ نہیں پڑھتے۔ وہ نمازیں بھی خداوند تعالٰی کے عذاب سے ڈر کر اور اجر وثواب کی امید پر نہیں پڑھتے بلکہ محض ریاکاری اور دنیوی مصلحتوں کیلئے پڑھتے ہیں۔ نماز سے ان کا مقصود رضائے الٰہی نہیں ۴ فویل تو ایسے نمازیوں کے لئے ہلاکت اور ویل ہے جو نماز کی حقیقت اور اس کے اصل مقصد سے غافل ہیں۔ عن ابن عباس ھو المصلی الذی ان صلی لم یرج لہا ثوابا وان ترکہا لم یخش علیہا عقابا (قرطبی ج ۲۰ ص ۲۱۱) الذین ھم یراءون۔ وہ لوگوں کو دکھانے کے لئے اور دنیوی مصلحتوں کے تحت نماز پڑھتے ہیں۔ خداوند تعالٰی کی رضا مقصود نہیں ہوتی۔ ویمنعون الماعون۔ الماعون، بالکل معمولی اور ادنیٰ سی چیز مثلاً سوئی، پانی، نمک آگ وغیرہ۔ وھو الشیئ القلیل (روح) اور وہ ایسے بداخلاق ہیں کہ ایک حقیر سی چیز بھی کسی کو استعمال کے لئے نہیں دیتے۔ اس سورت میں جو اوصاف ذکر کئے گئے ہیں وہ منافقوں کے اوصاف ہیں۔ کونہا فی المنافقین اشبہ و بہم اخلق لانہم جمعوا الاوصاف الثلاثۃ (قرطبی) ھذہ السورۃ فی ذکر المنافقین (کبیر)

سُورۃ الکوثر

ربط وخلاصہ تزہید فی الدنیا کے بعد مضمون توحید کا ذکر۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے تسلی اور شرک اعتقادی وفعلی کی نفی۔ مشرکوں کے لئے تخویف یہ سورت، "سورت اعلیٰ" کے دونوں مضمونوں میں سے ایک یعنی توحید اور نفی شرک کے ساتھ متعلق ہے ۲ انا اعطینك الکوثر، بروزن فوعل جو چیز عدد وقدر اور منزلت ومنفعت میں کثیر ہو اسے کوثر کہا جاتا ہے۔ العرب تسمی کل شیئ کثیر فی العدد والقدر والخطر کوثرا (قرطبی ج ۲۰ ص ۲۱۷) الکوثر سے مراد کے بارے میں مفسرین کے تقریبًا پندرہ اقوال ہیں۔ سب سے زیادہ معروف قول دو ہیں اوّل یہ کہ اس سے مراد حوض کوثر ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوگا اور آپ اس سے اپنی امت کو سیراب کریں گے اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں ہوگا۔ قیامت کے دن آپ کو حوض کوثر کا ملنا متواترات میں سے ہے دوم یہ کہ اس سے مراد قرآن مجید ہے جو دین و دنیا کا کوثر ہے اور دین و دنیا کی خیر کثیر کا سرچشمہ ہے یا اس سے ہر وہ خیر وبرکت اور ہر وہ نعمت مراد ہے جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمائی ہو۔ یہ قول حضرت عبداللہ بن عباس رض امام المفسرین سے منقول ہے۔ اور یہ قول حوض کوثر اور قرآن کو بطریق اولیٰ شامل ہے۔ القول الخامس عشر ان المراد من الکوثر جمیع نعم اللہ علی محمد علیہ السلام و ھو المنقول عن ابن عباس لان لفظ الکوثر یتناول الکثرۃ الکثیرۃ فلیس حمل الآیۃ علی بعض ھذہ النعم اولی من حملہا علی الباقی فوجب حملہا علی الکل (کبیر) یہ سورت چونکہ مکیہ ہے اور اس کے نزول کے وقت ابھی نہ نزول قرآن کی تکمیل ہوئی تھی اور نہ بالفعل حوض کوثر آپ کو ملا تھا اور نہ ابھی ہر نعمت اور خیر وبرکت کا نزول ہی مکمل ہوا تھا اسلئے اعطینك، حکمنا لك بالاعطاء پر محمول ہے ۳ فصل۔ یہ ماقبل پر مرتب ہے۔ چونکہ ہم نے آپ کو الکوثر عطا کیا ہے اس لئے آپ بطور شکر نعمت محض ہماری رضاجوئی اور خوشنودی کے لئے نماز پڑھیں اور حاجات ومصائب میں صرف مجھے پکاریں اور میرے سوا کسی اور کو نہ پکاریں۔ یہ شرک اعتقادی کی نفی کی طرف اشارہ ہے وانحر ای لربك۔ یہ شرک فعلی کی نفی کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے نذر ونیاز دینا اور اسی کے نام کی قربانی کرنا غیر اللہ کے نام کی نہ کرنا ۴ ان شانئك ایک دفعہ ایک مشرک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کر رہا تھا جب آپ سے جدا ہوا تو دوسرے مشرکوں نے پوچھا کس سے باتیں کر رہا تھا؟ بولا اس ابتر کے ساتھ، اس کا اشارہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تھا کیونکہ آپ کی نرینہ اولاد زندہ نہیں تھی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ مقطوع النسل نہیں ہیں، بلکہ یہ کفار اس صفت سے موصوف

ہیں اور آپ کی روحانی اور جسمانی اولاد قیامت تک دنیا میں موجود رہیگی نیز آپ یہ مسئلہ بیان کرینگے تو اللہ تعالیٰ آپ کے دشمنوں کو تباہ کر دے گا۔

سورۃ الکافرون

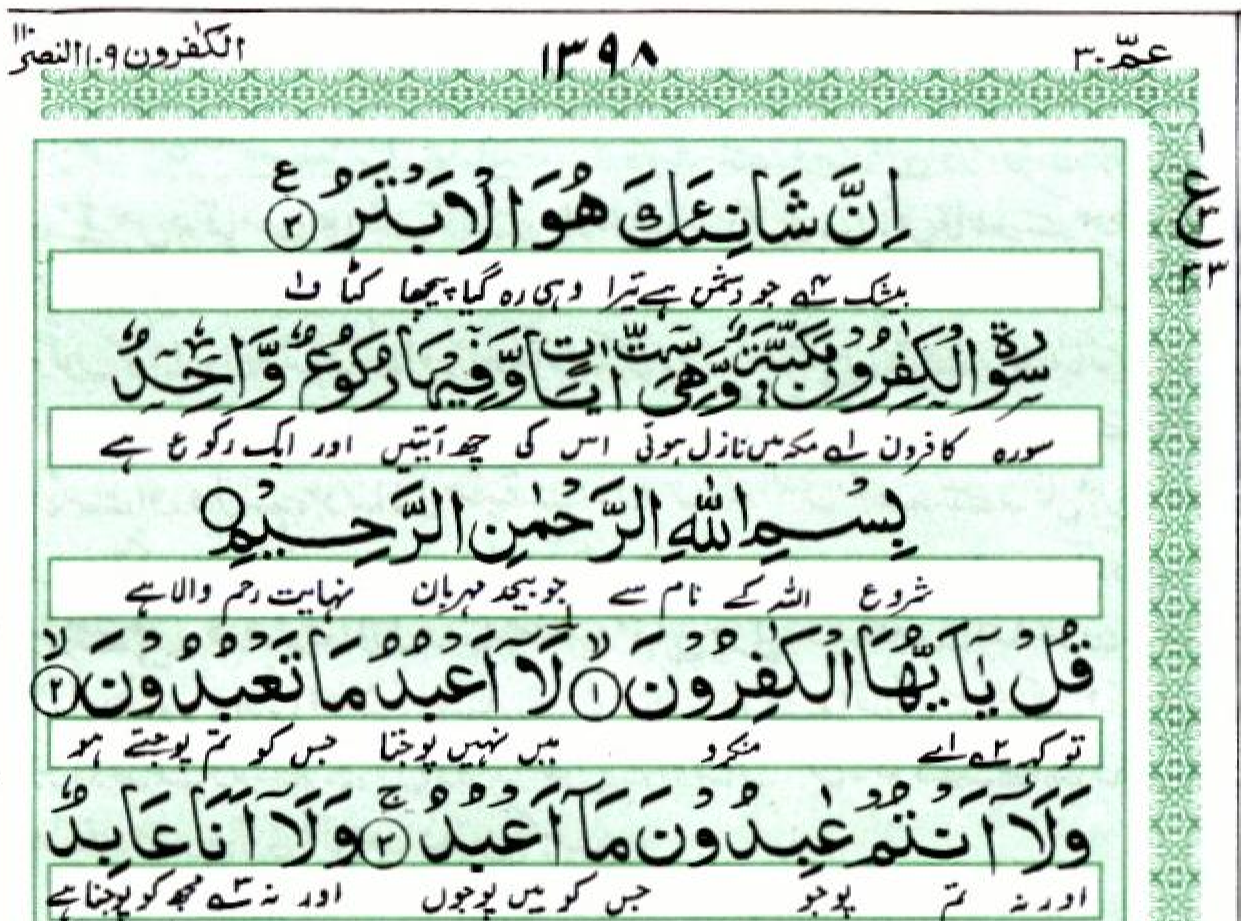

الکفرون ۱۰۹ النصر ۱۱۰ ۱۳۹۸ عمّ ۳۰

إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ③

بیشک ۵ جو دشمن ہے تیرا وہی رہ گیا پیچھا کٹا ف

سُورَةُ الْكٰفِرُونَ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سِتُّ آيَاتٍ وَفِيهَا رُكُوعٌ وَاحِدٌ

سورہ کافرون ا مکہ میں نازل ہوئی اس کی چھ آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

قُلْ يَا أَيُّهَا الْكٰفِرُونَ ① لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ ②

تو کہہ ۲ اے منکرو میں نہیں پوجتا جس کو تم پوجتے ہو

وَلَا أَنْتُمْ عٰبِدُونَ مَا أَعْبُدُ ③ وَلَا أَنَا عَابِدٌ

اور نہ تم پوجو جس کو میں پوجوں اور نہ ۳ مجھ کو پوجنا ہے

مَا عَبَدْتُّمْ ④ وَلَا أَنْتُمْ عٰبِدُونَ مَا أَعْبُدُ ⑤

اسکا جسکو تم نے پوجا اور نہ تم کو پوجنا ہے اسکا جسکو میں پوجوں

لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ ⑥

تمکو تمہاری راہ ۴ اور مجھ کو میری راہ ف

سُورَةُ النَّصْرِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَلٰثُ آيَاتٍ وَفِيهَا رُكُوعٌ وَاحِدٌ

سورۃ نصر ا مدینہ میں نازل ہوئی اس کی تین آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ① وَرَأَيْتَ النَّاسَ

جب ۲ پہنچ چکے مدد اللہ کی اور فیصلہ اور تو دیکھے لوگوں کو

يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللّٰهِ أَفْوَاجًا ② فَسَبِّحْ بِحَمْدِ

داخل ہوتے دین میں غول کے غول تو ۳ پاکی بول

منزل ۷

ع ۱ ۲۳

ع ۶ ۱ ۳۴

ربط و خلاصہ سورت کا موضوع توحید اور نفئ شرک ہے۔ جس طرح ناصح وعظ و نصیحت میں پورے افہام و تفہیم اور تفصیل و توضیح کے بعد کہتا ہے کہ مسئلہ تو میں نے واضح کر دیا ہے۔ اگر اب بھی نہیں مانتے تو میرا راستہ یہ ہے اور تمہارا راستہ وہ ہے۔ اسی طرح یہاں کہا گیا کہ اتنے بیانات کے بعد بھی باز نہیں آتے ہو۔ تو ہمارے اور تمہارے درمیان سلام متارکہ ہے۔ تائید۔ اعرض عمن تولی عن ذکرنا (النجم ع ۲) اس میں سلام متارکہ کا اعلان کرنا مقصود ہے **۲** قل یایھا الکٰفرون ما تعبدون میں ما سے معبودان باطل مراد ہیں۔ جن کی مشرکین اللہ کے سوا عبادت کرتے تھے۔ ما اعبد میں ما سے معبود حقیقی مراد ہے جس کی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم خالص عبادت بجا لاتے تھے۔ فرمایا اگر اس طرح ایضاح و تفصیل اور ایسے دلائل قاطعہ کے باوجود بھی مشرکین مسئلہ توحید کو نہیں مانتے تو آپ اعلان فرما دیں اے کفار، تم اپنی راہ پر چلو، میں اپنی راہ پر چل رہا ہوں۔ تم جن باطل اور خود ساختہ معبودوں کی پوجا کرتے ہو میں ان کی عبادت نہیں کر سکتا اور نہ تم ہی اپنے ان معبودوں کی عبادت چھوڑ کر صرف ایک اللہ کی عبادت کرنے کو تیار ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں **۳** ولا انا عابد۔ تکرار تاکید کے لئے ہے یا پہلے زمانہ حال و استقبال کا ذکر تھا اور اب زمانہ ماضی کا بیان ہے۔ مطلب یہ ہے کہ نہ اب اور آئندہ ہو سکتا ہے کہ میں تمہارے باطل معبودوں کی عبادت کروں اور تم صرف اللہ کی عبادت کرو اور نہ گذشتہ زمانہ میں کبھی ایسا ہوا ہے کہ میں نے تمہارے باطل معبودوں کی عبادت کی ہو۔ اور تم نے ان معبودوں کی عبادت چھوڑ کر صرف خدائے واحد کی عبادت کی ہو **۴** لکم دینکم۔ یہ سلام متارکہ کا اعلان ہے اگر تم نہیں مانتے ہو تو تم اپنے دین شرک پر چلتے رہو اور میں اپنے دین توحید پر چلتا ہوں۔ بہت جلد دونوں فریق میں اور تم اپنا اپنا انجام دیکھ لیں گے۔

رد نفی شرک ہر قسم ۱۲

ربط سبب

موضح قرآن ف کافر کہتے ہیں اس شخص کے بیٹا نہیں زندگی تک اسکا نام ہے پیچھے کون نام لے گا سو ان کا نام روشن ہے قیامت تک اس کا فکر کوئی نہیں جانتا۔ ف یعنی تم نے ضد باندھی ہے اب سمجھانا کیا فائدہ کرے گا۔ مشہور یوں ہے کہ یہ سورہ منسوخ ہے پر صحیح یہ ہے کہ نہیں کیونکہ اس میں بیان یہی ہے کہ مسلمانوں اور کافروں کے دین میں کسی طرح کا میل نہیں نہ یہ کہ ان سے کچھ بگاڑ نہیں بلکہ مسلمانوں کے دین میں جہاد اور قتال بھی داخل ہے۔ تفسیر فتح العزیز سے لکھا ہے

سُورَۃُ النّصر

ربط و خلاصہ تسلیہ برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یعنی جب تم صاف صاف ان کو کافر کہدوگے اور سلام متارکہ کا اعلان کروگے تو میں تمہیں فتح دونگا۔

۲ھ اذا جآء۔ اذا کی جزا محذوف ہے۔ ای فسترى ما ترىٰ۔ جب اللہ کی مدد اور فتح کی بشارت آگئی تو تم اسکی برکات دیکھ لوگے۔ ورأیت الناس تم دیکھوگے کہ لوگ جوق در جوق دینِ اسلام میں داخل ہورہے ہیں۔ یہ فتح و نصرت کی برکات میں سے ایک ہے۔

۳ھ فسبح یعنی خود وہ کام کرو جو فتح و نصرت کا موجب ہے۔ اللہ تعالیٰ کو شریکوں سے پاک سمجھو اور تمام صفات کارسازی اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ثابت کرو۔ اور اس سے استغفار کرو، بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔ یا رأیت، جآء پر معطوف ہے اور فسبح الخ جزاء شرط ہے اور مطلب یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے فتح و نصرت آچکی اور تم نے لوگوں کو فوج در فوج اسلام میں داخل ہوتے دیکھ لیا تو اب شکر نعمت کے طور پر اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تنزیہ کرو۔ مدد سے صلح حدیبیہ اور فتح سے فتح مکہ مراد ہے۔ فتح مکہ کے دن لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہوئے تھے۔ ای فنزہہ تعالیٰ بکل ذکر یدل علی التنزیہ حامدا لہ جل وعلا زیادۃ فی عبادتہ والثناء علیہ سبحانہ لزیادۃ انعامہ سبحانہ علیک (روح ج ۳۰ ص ۲۵۷)۔

سُورَۃُ اللّھب

ربط و خلاصہ اگر یہ معاندین ان بینات کے باوجود بھی نہیں مانتے تو ان کو سلام متارکت کرو۔ اللہ آپ کو فتح دے گا اور آپ کے دشمنوں کو ہلاک کریگا۔ اس سورت میں ہلاکت کا ایک نمونہ بتایا۔

۲ھ تبت۔ ابولہب اور اس کی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قول و فعل سے سخت ترین ایذاء دیتے تھے۔ ابولہب نے ایک موقع پر آپکو تبا لك (تو برباد ہو۔ عیاذاً باللہ) سے خطاب کیا تھا۔ اس کی بیوی لوگوں کے سامنے آپ کے خلاف بدگوئی کرتی اور رات کو آپ کے راستے میں کانٹے بچھا دیتی تھی۔ اس سورت میں دونوں کو تخویف سنادی اور ہلاکت کا ایک نمونہ ذکر فرما دیا۔ یدا نفس سے کنایہ ہے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ بما قدمت یداك (الحج، ع ۱) یہ ابو لہب کیلئے تباہی و بربادی کی بد دعا ہے اور وتب اس کی تباہی کی خبر ہے۔ قال الفراء التب الاوّل دعاء والثانی خبر کما یقال اھلکہ اللہ وقد ھلك (قرطبی)

۳ھ ما اغنیٰ۔ اس کا مال اور اس کا جاہ و حشم اس کو خدا کے عذاب سے نہ بچا سکا۔ ما کسب دنیوی عز و جاہ یا اعمال مشرکانہ غیر اللہ کی دعا پکار وغیرہ۔ سیصلیٰ نارا یہ تخویف اخروی ہے۔ دنیا میں ابولہب کیلئے ذلت و رسوائی ہے اور آخرت میں اسے بھڑکتی آگ میں داخل کیا جائیگا وامرأتہ، یہ یصلیٰ کی ضمیر مستتر پر معطوف ہے حمالۃ الحطب منصوب علی الذم ہے یہ چغلی کھانے اور بدگوئی کرنے سے کنایہ ہے یا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ باہر سے خاردار لکڑیاں اٹھا کر لاتی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں بچھا دیتی تھی۔ (من الکبیر والروح والقرطبی)

۴ھ فی جیدھا۔ مسد۔ بٹی ہوئی رسّی خواہ کسی چیز کی ہو۔ جید۔ ابولہب کی بیوی ام جمیل باہر سے لکڑیاں چن کر لاتی تھی اور لکڑہاروں کی طرح گلے میں رسی ڈالے رکھتی تھی یہ اس کی خساست و دنائت کی طرف اشارہ ہے۔ یا مطلب یہ ہے کہ جہنم میں اس کے گلے میں پھندا ڈالا جائیگا والمقصود بیان خساستہا تشبیہا لہا بالحطابات ایذاء لہا و لزوجہا (وثانیہا) ان یکون المعنی ان حالہا یکون فی نار جہنم علی الصورۃ التی کانت علیہا حین کانت تحمل الحزمۃ من الشوك (کبیر)۔

سورۃ الاخلاص ۱

ربط وخلاصہ توحید کا کھلم کھلا اعلان جسکی وجہ سے فتح نصیب ہوئی اور دشمن ہلاک ہوا ۲ قل ھو اللہ۔ ھو ضمیر شان ہے اللہ احد اللہ ایک ہے وہی سب کا حاجت روا اور کارساز ہے ۳ معنی اللہ گفت آن سیبویہ۔ یولھون فی الحوائج ہم لدیہ۔ یعنی اللہ اس ذات پاک کا نام ہے جس کی طرف لوگ حاجات میں دوڑیں۔ اور جس کی پناہ ڈھونڈیں ۴ اللہ الصمد۔ شاہ عبد القادر رح اس کا ترجمہ کرتے ہیں اللہ نرادھار ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رض فرماتے ہیں الصمد وہ ہے جس کا لوگ حاجات ومصائب میں قصد کریں اور مافوق الاسباب غائبانہ اسے پکاریں۔ عن ابن عباس قال الذی یصمد الیہ فی الحاجات (بخاری، قرطبی) الصمد وہ بے نیاز ذات جس کو کسی کی حاجت نہ ہو مگر ساری کائنات اس کی محتاج ہو ۵ لم یلد اس سے کوئی پیدا نہیں ہوا، اسکا کوئی ولد اور نائب نہیں یعنی اپنے اختیارات کسی کے حوالے نہیں کر رکھے۔ ولم یولد وہ حادث نہیں کہ کسی سے پیدا ہوا ہو وہ ازلی ہے۔ ولم یکن لہ کفوا احد پہلے سب پر اللہ کی برتری اور عظمت کا ذکر تھا اب یہاں ہمسر کی نفی کی گئی ہے کہ اس سے کسی کا برتر ہونا تو درکنار ساری کائنات میں اس کے برابر بھی کوئی نہیں۔ اس ساری کائنات میں اس کے سوا کوئی الٰہ، کارساز، حاجت روا اور دعا ر پکار کے لائق نہیں۔

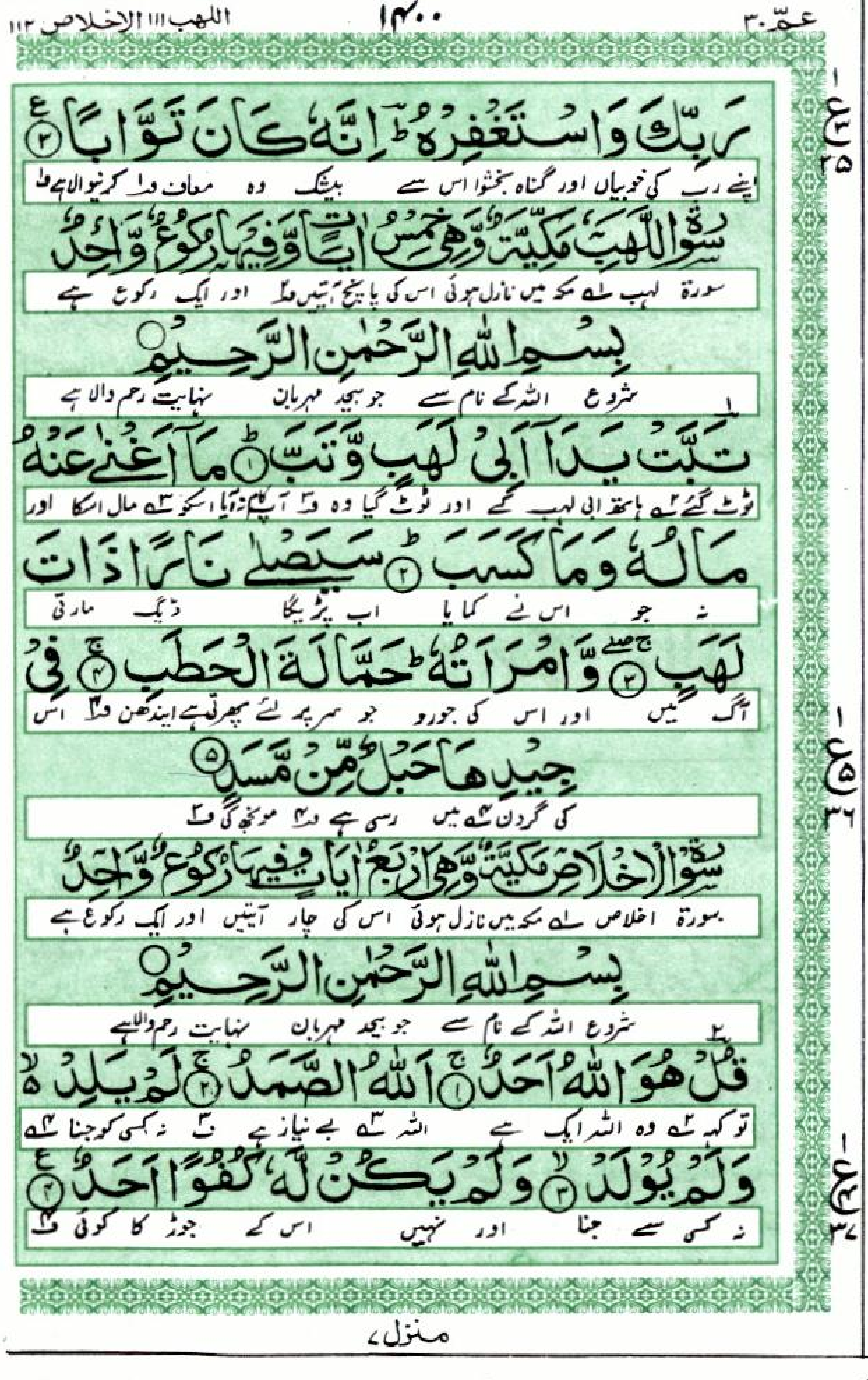
عمّ ۳۰ ۱۴۰۰ اللھب ۱۱۱ الاخلاص ۱۱۲

رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا ③ ع

اپنے رب کی خوبیاں اور گناہ بخشوا اس سے بیشک وہ معاف ف۱ کرنیوالا ہے ف

ع ۲ ۲۵

سُورَةُ اللَّهَبِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسُ آيَاتٍ وَفِيهَا رُكُوعٌ وَاحِدٌ

سورۃ لہب سلہ مکہ میں نازل ہوئی اس کی پانچ آیتیں ہیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ ① مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ

ٹوٹ گئے سلہ ہاتھ ابی لہب کے اور ٹوٹ گیا وہ ف۱ آپ کام نہ آیا اسکو سلہ مال اسکا اور

مَالُهُ وَمَا كَسَبَ ② سَيَصْلَىٰ نَارًا ذَاتَ

نہ جو اس نے کمایا اب پڑیگا ڈیگ مارتی

لَهَبٍ ③ وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ④ فِي

آگ میں اور اس کی جورو جو سر پر لئے پھرتی ہے ایندھن ف۳ اس

جِيدِهَا حَبْلٌ مِّن مَّسَدٍ ⑤

کی گردن سلہ میں رسی ہے ف۴ مونجھ کی ف۵

ع ۵ ۳۶

سُورَةُ الْإِخْلَاصِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ أَرْبَعُ آيَاتٍ وَفِيهَا رُكُوعٌ وَاحِدٌ

سورۃ اخلاص سلہ مکہ میں نازل ہوئی اس کی چار آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ① اللَّهُ الصَّمَدُ ② لَمْ يَلِدْ

تو کہہ سلہ وہ اللہ ایک ہے اللہ سلہ بے نیاز ہے سلہ نہ کسی کو جنا سلہ

وَلَمْ يُولَدْ ③ وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ ④ ع

نہ کسی سے جنا اور نہیں اس کے جوڑ کا کوئی ف

ع ۱ ۳۷

منزل ۷

وقف النبی صلے اللہ علیہ وسلم

سلہ ہلاکت کا ایک نمونہ ۱۲۔

سلہ اعلان توحید ۱۲

موضح قرآن ف ۱ یعنی قرآن میں ہر جگہ وعدہ ہے فیصلے کا اور کافر شتابی کرتے تھے حضرت کی آخر عمر میں مکہ فتح ہو چکا ملک عرب مسلمان ہونے لگے دل کے دل وعدہ سچا ہوا اب امت کے گناہ بخشوا کہ درجہ شفاعت کا بھی ملے۔ یہ سورت اتری آخر عمر میں حضرت نے جانا کہ میرا جو کام تھا دنیا میں سو کر چکا۔ اب سفر ہے آخرت کا۔ ف ۲ ابولہب حضرت کا چچا تھا کفر کے مارے حضرت کی ضد میں پڑا ایک بار حضرت نے سب قریش کو پکار کر جمع کیا۔ اسنے پتھر پھینکا کہ دیوانہ لوگوں کو ناحق پکارتا ہے اسکی عورت سخت دشمنی کرتی خست کے مارے ایندھن جنگل سے آپ لاتی اور کانٹے حضرت کی راہ میں ڈالتی کہ آتے جاتے کو چبھیں ف ۳ یعنی کھاتا پیتا نہیں ف ۴ یعنی اسکی قسم کا کوئی نہیں کہ جوڑ رکھے یا بیٹا اس سورت کے نازل ہونے کا سبب کافروں کے سرداروں نے حضرت رسالت پناہ صلوٰۃ اللہ علیہ وعلیٰ آلہ کے پاس آکر سوال کیا کہ تم ہمارے معبودوں کو برا کہتے ہو اور عاجزی اور ناتوانی اور اسی طرح کے عیب ان میں بتلاتے ہو۔ بھلا کہو تو تمہارا اللہ کیا کیا صفتیں رکھتا ہے وہ کس سے پیدا ہوا اور اس سے کون اور بعضی روایت میں یوں بھی آیا ہے کہ کافروں کے سوال میں یہ بھی تھا کہ وہ کیا چیز ہے اور کیا کھاتا پیتا ہے اور خدائی کو کہاں سے پایا اور اس کے پیچھے پھر وہ کس کو ملیگی اور اس کا مددگار اور صلاح کار خدائی کے کارخانے میں کون ہے۔ اسپر حضرت جبرئیل یہ سورت لائے اور اس سورت کو سورہ اخلاص کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے دل کو خالص کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کی پہچان کیواسطے۔

فتح الرحمن ف ۱ آنحضرت ﷺ اقارب خود را از آتش دوزخ تخویف فرمود ابی لہب سنگ بطرف آنحضرت انداخت کہ آیا برای این کار ما را جمع کردہ بودی این سورہ نازل شدہ ف ۲ دو دست کنایہ از ذات اوست ۱۲ ف ۳ یعنی سخن چینی کنندہ را ۱۲ ف ۴ یعنی بجفا کردن تعذیب کردہ شود ۱۲۔

۱ے سورۃ الفلق

ربط وخلاصہ جب آپ مسئلہ توحید کو اس طرح واشگاف کرینگے اور کھلم کھلا بیان فرمائینگے تو دشمن ایذا کے دوسرے حربوں کے علاوہ آپ پر جادو کرنے کا حربہ بھی استعمال کرینگے اس لئے آپ ان دونوں سورتوں کی اکثر تلاوت کیا کریں۔ آپ پر جادو کا اثر نہ رہےگا۔

۲ے قل اعوذ۔ الفلق چیر کر اندر سے کوئی چیز نکالنا۔ رات کے اندھیرے سے صبح کا اجالا ظاہر کرنا فالق الاصباح (انعام ع ۱۲) یا دانے کو پھاڑ کر اس سے پودا اگانا۔ فالق الحب والنوی (ایضاً) جو ذات پاک صفت فلق کی مالک ہے میں اس کی پناہ ڈھونڈتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی ہے۔

۳ے ومن شر غاسق۔ غاسق اندھیری رات۔ اذا وقب ای دخل یعنی اندھیری رات چھا جائے تو اس میں جو شر و ایذاء ہے اس سے بھی رب فلق کی پناہ ڈھونڈتا ہوں۔ وانما امر ان یتعوذ من شر اللیل لان فی اللیل تخرج السباع من آجامھا والھوام من مکانھا ویھجم السارق الخ (کبیر)۔

۴ے ومن شر النفثٰت۔ گرہوں میں پھونکنے والیوں سے جادو کرنیوالی عورتیں مراد ہیں۔ عام طور پر عورتیں ہی جادو کا کام کرتی ہیں اس لئے ان کا ذکر فرمایا۔ یا اس سے لبید بن اعصم یہودی کی بیٹیاں مراد ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا تھا۔ ومن شر حاسد اذا حسد اور ہر حاسد اور زوال نعمت کی آرزو کرنیوالے کے شر سے بھی پناہ مانگو۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ کی صرف ایک صفت ذکر کی گئی ہے اور جن چیزوں سے استعاذہ مقصود ہے ان میں پہلی چیز عام ہے یعنی شر ماخلق اور پھر اس کے بعد تین مخصوص چیزوں کا ذکر ہے۔ غاسق، نفاثات اور حاسد اور سورۃ الناس میں اس کا عکس ہے۔

۱ے سورۃ النّاس

ربط وخلاصہ اس سورت میں توحید کے ان تین مرتبوں کی طرف اشارہ ہے جو سورۂ انعام، حدید اور حشر میں مذکور ہوئے ہیں۔ ربّ النّاس پہلا مرتبہ سب کا خالق ومربی۔ ملک النّاس۔ دوسرا مرتبہ تخت شاہی پر خود ہی مستوی ہے۔ الٰہ النّاس تیسرا مرتبہ حاجات ومصائب میں پکارے جانے کے لائق وہی ہے **۲ے** قل اعوذ۔ گذشتہ سورت میں جن چیزوں سے پناہ مانگنے کا حکم دیا گیا اس کے مقابلے میں شیطان چونکہ زیادہ ضرر رساں اور سب سے بڑا دشمن ہے اس لئے گذشتہ سورت میں اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ذکر کی گئی رب الفلق اور اس سورت میں تین صفتیں مذکور ہیں جن میں سے ہر صفت توحید کے ایک جداگانہ مرتبہ کو ظاہر کرتی ہے۔ ربّ النّاس سب کو پیدا کرنے کے بعد ان کی درجہ بدرجہ تربیت کر کے ان کو حد کمال تک پہنچانے والا اور ہر مرتبۂ تربیت میں ان کی ضروریات بہم پہنچانیوالا۔ یہ توحید کا پہلا مرتبہ ہے۔ ملک النّاس توحید کا دوسرا مرتبہ سب کا مالک اور بادشاہ۔ تخت سلطنت پر خود ہی مستوی ہے کسی کو کوئی اختیار سونپ نہیں رکھا۔ الٰہ النّاس توحید کا تیسرا مرتبہ سب کا معبود اور کارساز، حاجات میں مصائب میں مافوق الاسباب غائبانہ دعاء اور پکار کے لائق صرف وہی ہے اور کوئی نہیں۔

۳ے من شر الوسواس۔ الوسواس اسم مصدر ہے، مراد شیطان ہے بطور مبالغہ۔ شیطان، انسان کا اس قدر دشمن ہے اور اس کے دل میں وسوسے ڈالنے میں اس قدر منہمک رہتا ہے گویا وہ سراپا وسوسہ ہے۔ الخناس چھپ جانے اور پیچھے ہٹ جانیوالا۔ چھپ کر انسان کو گمراہ کرتا اور اس کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے۔ یا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی بندہ اللہ کو یاد کرے تو شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب غافل ہو جائے تو قریب آجاتا ہے۔ اذا غفل الانسان وسوس لہ واذا ذکر العبد ربہ خنس (قرطبی ج ۲۰ ص ۲۶۲)۔

۴ الذی یوسوس یہ ما قبل کی تفصیل ہے وہ شیطان جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے اور بُرے خیالات ڈالتا ہے من الجنۃ والناس یہ الذی یوسوس کا بیان ہے (روح) وسوسہ ڈالنے والا خواہ جن ہو خواہ انسان۔ جن چھپ کر وسوسہ ڈالتا ہے اور انسانی شیطان علانیہ سامنے آکر دین اسلام اور توحید کے بارے میں لوگوں کے دلوں میں شکوک و شبہات پیدا کرتا ہے۔

سُورَةُ الْفَلَقِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسُ اٰيَاتٍ وَّفِيْهَا رُكُوْعٌ وَّاحِدٌ

سورۃ فلق ۱ مدینہ میں نازل ہوئی اس کی پانچ آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ① مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ② وَ

تو کہہ ۱ میں پناہ میں آیا صبح کے رب کی ہر چیز کی بدی سے جو اس نے بنائی اور

مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ③ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ

بدی سے اندھیرے کی ۲ جب سمٹ آئے ف۱ اور بدی سے عورتوں ۳ کی جو گرہ کی

فِي الْعُقَدِ ④ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ⑤

میں پھونک ماریں ف۲ اور بدی سے بُرا چاہنے والے کی جب لگے ٹوک لگانے ف۳

ع ۱ ۵ ۳۸

سُورَةُ النَّاسِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ سِتُّ اٰيَاتٍ وَّفِيْهَا رُكُوْعٌ وَّاحِدٌ

سورۃ ناس ۱ مدینہ میں نازل ہوئی اس کی چھ آیتیں اور ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ① مَلِكِ النَّاسِ ② اِلٰهِ

تو کہہ ۲ میں پناہ میں آیا لوگوں کے رب کی لوگوں کے بادشاہ کی لوگوں کے

النَّاسِ ③ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۵ الْخَنَّاسِ ④ الَّذِيْ

معبود کی بدی سے ۳ اس کی جو پھسلائے اور چھپ جائے ف۴ وہ جو کہ

يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ⑤ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ⑥

خیال ڈالتا ہے لوگوں کے دل میں جنوں میں اور آدمیوں میں ف۵

ع ۱ ۶ ۳۹

تَمَّتْ بِالْخَيْرِ

۱ تعلیم استعاذہ ۱۲

۲ توحید کا پہلا ۱۲

۳ توحید کا دوسرا ۱۲

۴ توحید کا تیسرا ۱۲

موضح قرآن

ف۱ یعنی رات کا اندھیرا یا چاند کا گہن اور اس میں آگئیں سب تاریکیاں ظاہر و باطن کی اور تنگدستی پریشانی گمراہی ف۲ یعنی جادوگر۔ ف۳ اس وقت ان کی ٹوک لگ جاتی ہے ف۴ شیطان گناہ پر سنکار اور آپ نظر نہ آوے۔ ف۵ حدیث میں فرمایا ہے کہ ان سورتوں کے برابر کوئی دعا نہیں ہے پناہ کے واسطے بعضے محقق نے لکھا ہے کہ قرآن کے اول میں حرف با اور آخر میں اس کے حرف سین آیا ہے اس میں اس بات پر اشارہ ہے کہ قرآن مجید دونوں جہان کے واسطے بس ہے۔ از شاہ عبدالقادر صاحبؒ

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید الرسل وخاتم النبیین وعلیٰ اٰلہ واصحابہ اجمعین۔

آج بتاریخ ۲۷ شعبان ۱۳۹۲ھ مطابق ۶ اکتوبر ۱۹۷۲ء بروز جمعہ بوقت ۴۵-۷ صبح سورۃ الناس کی تفسیر ختم ہوئی اور اس سے تفسیر جواہر القرآن مکمل ہوگئی۔ والحمد للہ علیٰ ذالک ولہ المنۃ والنعمۃ وصلوتہ وسلامہ علی نبی الرحمۃ۔

کملت مسافۃ کعبۃ الآمال
حمد المن قدمن بالاکمال

سجاد بخاری عفا اللہ تعالیٰ عنہ
وعن والدیہ وعمن علمہ وتعلم لدیہ

مضمون صفحہ

سورۃ السّجدۃ

رابطہ وخلاصہ ۹۱۹
تنزیل الکتٰب تمہید مع ترغیب۔ ۹۲۰
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد زمانِ فترت میں کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا۔ 〃
ملک الموت اسمِ جنس ہے، یہ کسی ایک فرشتے کا اسمِ علم نہیں ۹۲۲
سورۂ سجدہ کی خصوصیات ۹۲۶

سورۂ احزاب

رابطہ وخلاصہ ۹۲۷
صلح حدیبیہ کے بعد مشرکین کے وفد کی آمد ۹۲۹
وَمَا جَعَلَ اللّٰهُ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ۹۳۱
اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ۔ 〃
غزوۂ احزاب کے موقع پر انعاماتِ خداوندی ۹۳۳
ازواجِ مطہرات کے لیے احکام ۹۳۶
لفظ اھل البیت کی تحقیق ۹۳۹
لفظ خاتم النبیین کی تحقیق ۹۴۱
صلوٰۃ کا مفہوم ۹۴۷
سورۂ احزاب میں آیاتِ توحید ۹۵۱

سورۂ سبا

رابطہ وخلاصہ ۹۵۲
فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ ۹۵۷
وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ۹۶۳
طریقِ تبلیغ ۹۶۵
سورۂ سبا میں آیاتِ توحید ۹۶۶

سورۂ فاطر

رابطہ وخلاصہ، مصائب وحاجات میں صرف اللہ کو پکارو۔ ۹۶۷
سورت کے مرکزی مضمون پر دلائل عقلیہ ۹۶۹
ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۹۷۲
مومن وکافر اور توحید وشرک کی تمثیلات ۹۷۳
توحید پر دلیل وحی، اہلِ ایمان کی تین جماعتیں ۹۷۵
دلائل توحید کا ثمرہ ۹۷۶
سورۂ فاطر میں آیاتِ توحید ۹۷۸

سورۂ یٰسٓ

رابطہ وخلاصہ، اللہ کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں ۹۷۹
مہرِ جباریت کے لیے تمثیلات ۹۸۰
اصحاب القریہ سے کون لوگ مراد ہیں ۹۸۱
توحید پر عقلی دلائل ۹۸۴
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شعر کا علم عطا نہیں کیا گیا۔ ۹۸۹
سورۂ یٰسٓ میں آیاتِ توحید ۹۹۰

سورۃ الصّافات

رابطہ وخلاصہ، اللہ کے برگزیدہ بندے خود اللہ کے نیازمند ہیں ۹۹۱
فرشتوں کے عجز کا بیان ۹۹۲
جنوں کے حال کا بیان 〃
نعیمِ جنت کا ذکر ۹۹۷
انبیاء علیہم السلام کی نیازمندی کا بیان۔ سات واقعات ۹۹۹
سورۃ الصافات میں آیاتِ توحید ۱۰۰۷

سورۂ صٓ

رابطہ وخلاصہ۔ خاصانِ خدا کا بعض جسمانی مصائب میں ابتلاء ۱۰۰۸
انبیاء علیہم السلام کے احوال کا ذکر ۱۰۱۱
فرشتوں اور جنوں کے احوال کا ذکر ۱۰۲۰
سورۂ صٓ میں آیاتِ توحید ۱۰۲۱

سورۂ زمر

رابطہ وخلاصہ۔ ہر قسم کی عبادت صرف اللہ کے لیے بجالاؤ اور حاجات میں صرف اسی کو پکارو ۱۰۲۲
خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ دوسری عقلی دلیل۔ ۱۰۲۵
قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ دلیل وحی دوم ۱۰۲۷
تمثیل مؤمن ومشرک، ثمرہ دلیل سابق ۱۰۳۰
اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ کا مفہوم ۱۰۳۱
وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ عقلی دلیل اعترافی ۱۰۳۳
اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا ۱۰۳۴
اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ عقلی دلیل ۱۰۳۶
وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ کا مفہوم ۱۰۳۷
وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا۔ ۱۰۳۸
سورۂ زمر میں آیاتِ توحید ۱۰۴۰

سورۂ مؤمن

رابطہ وخلاصہ، اللہ کے سوا حاجات میں کسی کو نہ پکارو۔ ۱۰۴۱
تمہید کے مختلف عنوانات ۱۰۴۴
وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى تخویفِ دنیوی کا نمونہ ۱۰۴۸
مؤمن آلِ فرعون کی ناصحانہ گفتگو ۱۰۴۹
وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا ۱۰۵۱
اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا۔ عذابِ قبر (برزخ) پر یہ نص صریح ہے ۱۰۵۳

سورت کا دوسرا حصّہ

دلیلِ عقلی کا اعادہ ۱۰۵۷
تسلیہ اور دلیل نقلی کا اعادہ ۱۰۵۹
بحث متعلقہ مرکزی مضمون سورۂ مؤمن ۱۰۶۱
سورۂ مؤمن میں آیاتِ توحید ۱۰۶۲

سورۂ حٰمٓ السجدہ

رابطہ وخلاصہ ۱۰۶۳
تمہید مع ترغیب ۱۰۶۶
قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ عقلی دلیل۔ ۱۰۶۷
وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ ۱۰۷۱
دوسری عقلی دلیل ۱۰۷۴
اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ تیسری عقلی دلیل ۱۰۷۵
تخویفِ اُخروی ۱۰۷۶
سورۂ حٰمٓ میں آیاتِ توحید ۱۰۷۷
بحث متعلقہ مرکزی مضمون سورۂ حٰمٓ السجدہ ۱۰۷۸

سورۃ الشوریٰ

رابطہ وخلاصہ ۱۰۷۹
لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۱۰۸۳
امورِ متفرعہ ۱۰۸۴
اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا دوسرا دعویٰ ۱۰۸۶
وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ پہلی عقلی دلیل ۱۰۸۸
وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ قانونِ انتقام ۱۰۹۰
لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عقلی دلیل ۱۰۹۱
وحی کے مختلف طریقے ۱۰۹۲
قسم کھانے کا مقصد۔ فتح الرحمٰن 〃

مضمون صفحہ

سورۂ شوریٰ میں آیاتِ توحید ۱۰۹۳

سورۂ زخرف

ربط وخلاصہ - اذنِ الٰہی کے بغیر شفاعت نہیں ہو گی۔ ۱۰۹۴
تمہید مع ترغیب ۱۰۹۶
وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ عقلی دلیل بطورِ اعتراف ۱۰۹۷
تنویر بر دلیل عقلی ۱۰۹۸
شرک پر کوئی دلیل موجود نہیں نہ عقلی نہ نقلی ۱۰۹۹
وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ دلیل نقلی ۱۱۰۰
دوسری نقلی دلیل از موسیٰ علیہ السلام ۱۱۰۴
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ایک شبہہ کا جواب ۱۱۰۵
وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ نزولِ مسیح پر استدلال ۱۱۰۷
التفات بسوئے اہلِ مکہ ۱۱۰۸
فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ کا مفہوم ۱۱۰۹
توحید پر عقلی دلیل ۱۱۱۰
سورۂ زخرف میں آیاتِ توحید ۱۱۱۱

سورۃ الدخان

ربط وخلاصہ، تمہید مع ترغیب ۱۱۱۲
لیلۃ مبارکۃ کی تحقیق ۱۱۱۳
دخان مبین سے مراد - فتح الرحمٰن ۱۱۱۴
〃 〃 ۱۱۱۵
فرعون اور اس کی قوم کی غرقابی ۱۱۱۶
توحید پر عقلی دلیل ۱۱۱۸
سورۃ الدخان میں آیاتِ توحید ۱۱۱۹

سورۃ الجاثیہ

ربط وخلاصہ ۱۱۲۰
تمہید مع ترغیب و توحید پر عقلی دلیل ۱۱۲۱
اَللّٰهُ الَّذِيْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ دوسری عقلی دلیل۔ ۱۱۲۳
اَيَّامَ اللّٰهِ سے مجازاً وقائع وحوادث مراد ہیں 〃
وَلَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ نفی دلیل ۱۱۲۴
ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مرکزی دعویٰ 〃
وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ تیسری عقلی دلیل ۱۱۲۵
وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ،

مضمون صفحہ

چوتھی عقلی دلیل ۱۱۲۶
پانچویں عقلی دلیل ۱۱۲۸
سورۂ جاثیہ میں آیاتِ توحید 〃

سورۃ الاحقاف

ربط وخلاصہ ۱۱۲۹
تمہید مع ترغیب، توحید پر عقلی دلیل ۱۱۳۰
وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا ۱۱۳۱
دلیل وحی پر سوال کا جواب ۱۱۳۲
قُلْ اَرَءَيْتُمْ اسرائیلی عالم سے دلیل نقلی 〃
نقلی دلیل از تورات ۱۱۳۳
بشارتِ اُخرویہ ۱۱۳۴
وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ دلیل نقلی از ہود علیہ السلام ۱۱۳۵
التفات بسوئے اہلِ مکہ ۱۱۳۶
تخویفِ دنیوی 〃
وَاِذْ صَرَفْنَا دلیل نقلی از جنات ۱۱۳۷
بعث بعد الموت کا عقلی ثبوت ۱۱۳۸
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تسلیہ 〃
سورۂ احقاف میں آیاتِ توحید 〃

سورۂ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ربط وخلاصہ حصہ اول ۱۱۳۹
جہاد کا حکم 〃
جنگی قیدیوں سے برتاؤ کا طریق کار ۱۱۴۰
تقابل احوال مشرکین وکفار ۱۱۴۱
بشارتِ اُخرویہ 〃
بیان حال منافقین وزجر بر ایشاں ۱۱۴۲
تخویف دنیوی ۱۱۴۳
مرکزی دعویٰ یعنی مسئلہ توحید کا ذکر 〃

سورت کا دوسرا حصہ

بیان احوال منافقین ۱۱۴۴
زجر بر منافقین ۱۱۴۵
تخویف دنیوی 〃
جہاد کی ترغیب اور مسلمانوں کی ہمت افزائی ۱۱۴۶
سورۂ فتح کا شانِ نزول، موضح و فتح 〃
زجر بر منافقین ۱۱۴۷
سورۂ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں آیاتِ توحید 〃

مضمون صفحہ

سورۃ الفتح

ربط وخلاصہ پہلا ۱۱۴۸
شانِ نزول 〃
لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ کا مفہوم ۱۱۴۹
مسلمانوں کے لیے بشارتِ فتح و بشارت جنت 〃
نصرتِ پیغمبر علیہ السلام کی ترغیب ۱۱۵۰
جہاد میں ثابت قدم رہنے کی ترغیب ۱۱۵۱
تخویفِ اُخروی ۱۱۵۲
بیعتِ رضوان کا سبب، موضح قرآن ۱۱۵۳

حصہ دوم

بیعت رضوان اور بیعت کرنے والوں کا اعزاز ۱۱۵۴
مَغَانِمَ كَثِيْرَةً کی تفسیر ۱۱۵۵
وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ کا مفہوم ۱۱۵۶
جوابِ شبہہ و تسلیم توحید و اتباعِ پیغمبر کی ترغیب ۱۱۵۷
اہلِ حدیبیہ رضی اللہ عنہم کے فضائل 〃
سورۂ فتح میں آیاتِ توحید ۱۱۵۹

سورۃ الحجرات

ربط وخلاصہ ۱۱۶۰

پہلا حصہ

حکومت کا نظم ونسق چلانے کے لیے قوانین 〃
آدابِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان ۱۱۶۱

دوسرا حصہ

ایمان لے آنا کسی پر احسان نہیں ۱۱۶۵
بیان مسئلہ توحید ۱۱۶۶
سورۂ حجرات میں آیاتِ توحید 〃

سورۂ قٓ

ربط وخلاصہ ۱۱۶۷
ترغیب مع زجر ۱۱۶۸
حشر ونشر پر عقلی دلائل ۱۱۶۹
تخویفِ اُخروی وذکر سکرات الموت ۱۱۷۰
اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ میں تثنیہ کی تحقیق ۱۱۷۱
مسئلہ توحید کا ذکر 〃
بشارتِ اُخرویہ ۱۱۷۲
ثبوتِ قیامت پر دوسری عقلی دلیل ۱۱۷۳
تسلیہ برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم 〃

مضمون صفحہ
تسلیہ برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۱۱۷۴
سورۃ قٓ میں آیتِ توحید 〃

سورۃ الذّٰریٰت

ربط وخلاصہ ۱۱۷۵
حشر ونشر پر شواہد ۱۱۷۶
ثبوتِ قیامت پر عقلی دلیل ۱۱۷۷
تخویفِ دنیوی کے نمونے ۱۱۷۸
توحید کا ذکر ۱۱۷۹
سورۃ الذاریٰت میں آیتِ توحید ۱۱۸۰

سورۃ الطُّور

ربط وخلاصہ ۱۱۸۱
حشر ونشر پر عقلی اور نقلی دلائل ۱۱۸۲
بشارتِ اخرویہ ۱۱۸۳
نعیم جنت کی تفصیل وذکرِ توحید ۱۱۸۴
شکوٰی بر مشرکین ۱۱۸۵
تسلیہ برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۱۱۸۶
سورۃ الطور میں آیاتِ توحید 〃

سورۃ النجم

ربط وخلاصہ، تمہید برائے اثباتِ رسالت ۱۱۸۸
فَاسْتَوٰی وَ هُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی کی تفسیر ۱۱۸۹
تمہید کے بعد مرکزی دعوی کا ذکر ۱۱۹۰
سورت کے دوسرے دعوٰی کا ذکر ۱۱۹۱
دلیلِ نقلی از ابراہیم وموسیٰ علیہما السلام ۱۱۹۳
سورۃ النجم میں آیاتِ توحید ۱۱۹۵

سورۃ القمر

ربط وخلاصہ ۱۱۹۶
اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ تخویفِ اُخروی ۱۱۹۷
تخویفِ دنیوی کا پہلا نمونہ ۱۱۹۸
تخویفِ دنیوی کا دوسرا اور تیسرا نمونہ ۱۱۹۹
تخویفِ دنیوی کا چوتھا نمونہ ۱۲۰۰
التفات بسوئے اہلِ مکہ ۱۲۰۱
سورۃ القمر میں آیتِ توحید ۱۲۰۲

سورۃ الرحمٰن

ربط وخلاصہ، برکات دہندہ صرف اللہ تع
مضمون صفحہ
ہی ہے ۔ ۱۲۰۳
توحید پر عقلی دلائل کا سلسلہ ۱۲۰۴
چوتھی اور پانچویں عقلی دلیل ۔ ۱۲۰۵
چھٹی تا نویں عقلی دلیل ۔ ۱۲۰۶
تخویفِ اُخروی ۱۲۰۷
وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ بشارتِ اُخرویہ ۱۲۰۸
نعیم جنت کی تفصیل ۱۲۰۹
سورۃ الرحمٰن میں آیاتِ توحید ۱۲۱۰

سورۃ الواقعہ

ربط وخلاصہ ۱۲۱۱
قیامت کے ہولناک منظر کا بیان ۱۲۱۲
قیامت کے دن لوگ تین حصوں میں بٹ جائینگے ۱۲۱۳
پہلی جماعت اصحاب الیمین کا ذکر ۱۲۱۴
دوسری جماعت اصحاب الشمال کا ذکر ۱۲۱۵
توحید پر عقلی دلائل ۱۲۱۶
تیسری اور چوتھی عقلی دلیل ۱۲۱۷
تینوں جماعتوں کے احوال کا اعادہ ۱۲۱۸

سورۃ الحدید

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ بیان توحید ۱۲۲۰
توحید کے مراتب ثلاثہ کا بیان ۱۲۲۱
اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب ۱۲۲۲
لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ یہ آیت تمام صحابہ کو جنتی قرار دیتی ہے 〃
مختلف طریقوں سے انفاق کی ترغیب ۱۲۲۳
مؤمنین کے لیے بشارتِ اخرویہ 〃
منافقین کی مؤمنین سے گفتگو ۱۲۲۴
دنیا کی بے قراری کی [illegible] ۱۲۲۶
سورۃ الحدید میں آیتِ توحید ۱۲۲۹

سورۃ المجادلہ

ربط وخلاصہ ۱۲۳۰
کفارۂ ظہار کا بیان ۱۲۳۲
اصلاحِ منافقین کے لیے قوانین ۱۲۳۴
وَ اَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ کی تفسیر ۱۲۳۷

سورۃ الحشر

ربط وخلاصہ ۱۲۳۸
یہود بنی نضیر کی بربادی ۱۲۳۹
مضمون صفحہ
مالِ فئ کی تقسیم کا دستور ۱۲۴۰
مالِ فئ کے مستحق لوگوں کا ذکر ۱۲۴۱
مالِ فئ میں دشمنانِ صحابہؓ کا حصہ نہیں ہے ۱۲۴۲
توحید کے مراتبِ ثلاثہ کا ذکر ۱۲۴۵
سورۂ حشر میں آیاتِ توحید ۱۲۴۶

سورۃ الممتحنہ

ربط وخلاصہ ۱۲۴۷
حاطب بن ابی بلتعہؓ کے خط کا تذکرہ ۱۲۴۸
کس قسم کے کافروں سے موالات جائز ہے ۱۲۵۱
عورتوں سے بیعت لینے کا دستور ۱۲۵۲
سورۃ الممتحنہ کی خصوصیات ۱۲۵۳

سورۃ الصّف

ربط وخلاصہ ۱۲۵۴
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت کا مقصد ۱۲۵۵

سورۃ الجمعۃ

ربط وخلاصہ، بیانِ توحید، دلیل وحی ۱۲۵۸
یہود کو مباہلہ کی دعوت ۱۲۵۹

سُورۃ المنافقون

ربط وخلاصہ ۱۲۶۲
عبداللہ بن اُبَیّ کی کذب بیانی ۱۲۶۳

سورۃ التغابن

ربط وخلاصہ ۱۲۶۶
توحید کا بیان اور جماعتی نظم کے احکام ۱۲۶۸

سورۃ الطلاق

ربط وخلاصہ، مطلقہ کی عدت کا بیان ۱۲۷۰
حاملہ کی عدت کے احکام ۱۲۷۱
رضاعت اور سکنی کے احکام ۱۲۷۲
توحید پر عقلی دلیل ۱۲۷۳

سورۃ التحریم

ربط وخلاصہ، شانِ نزول ۱۲۷۴
ازواجِ مطہرات کو تنبیہ ۱۲۷۶
بشارتِ اُخرویہ ۱۲۷۷
مؤمنوں اور کافروں کے لیے ایک تمثیل ۱۲۷۸

سورۃ الملک

مضمون	صفحہ
ربط وخلاصہ، برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ سے	۱۲۷۹
دعوائے سورت پر عقلی دلائل	۱۲۸۰
مؤمنوں کے لیے بشارتِ اُخرویہ	۱۲۸۱
پانچویں عقلی دلیل	۱۲۸۲
چھٹی اور ساتویں عقلی دلیل	۱۲۸۳
آٹھویں عقلی دلیل	۱۲۸۴

سورۃ القلم

مضمون	صفحہ
ربط وخلاصہ، تسلیہ	۱۲۸۵
زجر برائے مشرکین	۱۲۸۶
اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ تخویفِ دنیوی کا نمونہ	۱۲۸۷
اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ بشارت اخرویہ	۱۲۸۹
فَاصْبِرْ تسلیہ برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم	۱۲۹۰

سورۃ الحاقہ

مضمون	صفحہ
ربط وخلاصہ، تخویفِ دنیوی	۱۲۹۲
بشارتِ اُخرویہ	۱۲۹۴
وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ تخویفِ اُخروی	۱۲۹۵
وَلَوْ تَقَوَّلَ صداقتِ پیغمبر علیہ السلام کا بیان	۱۲۹۶
سورۃ الحاقہ کی خصوصیات	″

سورۃ المعارج

مضمون	صفحہ
ربط وخلاصہ، تخویف وبشارت	۱۲۹۷
تسلیہ برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم	″
قیامت کے ہولناک منظر کا بیان	۱۲۹۸
مؤمنوں کی صفات کا ذکر	۱۲۹۹
زجر مع تخویف	۱۳۰۰

سورۂ نوح علیہ السلام

مضمون	صفحہ
ربط وخلاصہ	۱۳۰۱
دلیل نقلی تفصیلی از حضرت نوح علیہ السلام	۱۳۰۲
ترغیب وترہیب و دلائل عقلیہ	۱۳۰۳
ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کون تھے	۱۳۰۵
سورۂ نوح علیہ السلام میں آیاتِ توحید	۱۳۰۶

سورۃ الجن

مضمون	صفحہ
ربط وخلاصہ، دلیل نقلی از جنات	۱۳۰۷
عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا	۱۳۱۱

سورۃ المزمل

مضمون	صفحہ
ربط وخلاصہ	۱۳۱۲
قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا کی تحقیق	۱۳۱۳
وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ ذکر مضمون توحید	۱۳۱۴
تہجد کا حکم	۱۳۱۵
سورۂ مزمل میں آیاتِ توحید	۱۳۱۶

سورۃ المدثر

مضمون	صفحہ
ربط وخلاصہ	۱۳۱۷
تطہیر ثیاب سے مراد	″
تخویفِ اُخروی	۱۳۱۸
ذَرْنِیْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِیْدًا عام ہے	″
سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا تخویفِ اُخروی	۱۳۱۹
وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً	″
خزنۂ نار کی تعداد بیان کرنے کی حکمت	۱۳۲۰
كَلَّا برائے ردع یا بمعنی حقاً	″
وَالْقَمَرِ وَالَّیْلِ وغیرہ اقسام کا انطباق	۱۳۲۱
نَذِیْرًا مصدر بمعنی انذارًا	″
سورۃ المدثر میں آیتِ توحید	۱۳۲۲

سورۃ القیامۃ

مضمون	صفحہ
ربط وخلاصہ	۱۳۲۳
لَاۤ اُقْسِمُ ثبوتِ قیامت پر شواہد	″
تخویفِ اُخروی	۱۳۲۴
لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ کا ماقبل سے ربط	″
بشارتِ اُخرویہ	۱۳۲۶
اَلَمْ یَكُ نُطْفَةً ثبوتِ قیامت پر عقلی دلیل	″

سورۃ الدھر

مضمون	صفحہ
ربط وخلاصہ	۱۳۲۷
هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حشر ونشر کی عقلی دلیل	″
بشارتِ اُخرویہ	۱۳۲۸
تفصیل نعیم جنت	۱۳۲۹
اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا سورت کا حصہ	۱۳۳۰
وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بیانِ توحید	۱۳۳۱
سورۃ الدھر میں آیتِ توحید	″

سورۃ المرسلات

مضمون	صفحہ
ربط وخلاصہ	۱۳۳۲
والمرسلات کا مفہوم	″
حشر ونشر پر عقلی دلیل	۱۳۳۳
دوسری عقلی دلیل	۱۳۳۴
بشارتِ اُخرویہ	۱۳۳۵

سورۃ النبأ

مضمون	صفحہ
ربط وخلاصہ	۱۳۳۶
تخویفِ اُخروی	۱۳۳۷
احقاب کا مفہوم	۱۳۳۸
وَقَالَ صَوَابًا کی تفسیر	۱۳۳۹

سورۃ النازعات

مضمون	صفحہ
ربط وخلاصہ، شواہد بر ثبوتِ قیامت	۱۳۴۰
الساھرۃ کی تفسیر	۱۳۴۱
ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا حشر ونشر پر عقلی دلیل	۱۳۴۲
اَلطَّآمَّةُ الْكُبْرٰی کا مفہوم	۱۳۴۳

سورۃ عبس

مضمون	صفحہ
ربط وخلاصہ	۱۳۴۴
شانِ نزول	″
قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَاۤ اَكْفَرَهٗ زجر	۱۳۴۵
مِنْ اَیِّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ استفہام تقریری	″
ثبوتِ قیامت پر عقلی دلیل	۱۳۴۶
تخویفِ اُخروی	″

سورۃ التکویر

مضمون	صفحہ
ربط وخلاصہ	۱۳۴۷
وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ کا مفہوم	۱۳۴۸
تخویفِ اُخروی	۱۳۴۹
اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ اشارہ بدلیل وحی	″
وَمَا هُوَ عَلَی الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ	۱۳۵۰

مضمون	صفحہ
سورة الانفطار	
ربط وخلاصہ	۱۳۵۱
سورة الانفطار میں آیتِ توحید	۱۳۵۲
سورة المطففین	
ربط وخلاصہ	۱۳۵۳
تخویف وزجر	۱۳۵۴
علیین کی تفسیر	۱۳۵۵
سورة الانشقاق	
ربط وخلاصہ	۱۳۵۶
تخویفِ اُخروی	〃
احوالِ قیامت پر شواہد	۱۳۵۷
سورة البروج	
ربط وخلاصہ	۱۳۵۸
تخویف وبشارت	۱۳۶۰
سورة البروج میں آیتِ توحید	۱۳۶۱
سورة الطارق	
ربط وخلاصہ وتفسیر	۱۳۶۲
سورة الاعلیٰ	
ربط وخلاصہ وتفسیر	۱۳۶۴
شانِ نزول ۔ موضح قرآن	۱۳۶۵
سورة الاعلیٰ میں آیاتِ توحید	۱۳۶۶
سورة الغاشیہ	
ربط وخلاصہ وتفسیر	۱۳۶۷
شواہد امورِ مذکورہ	۱۳۶۸
سورة الفجر	
ربط وخلاصہ	۱۳۷۰
اس سورت کا مختصر خلاصہ	۱۳۷۳

مضمون	صفحہ
سورة البلد	
ربط وخلاصہ وتفسیر	۱۳۷۴
سورة الشمس	
ربط وخلاصہ وتفسیر	۱۳۷۶
سورہ واللیل کا شانِ نزول ۔ موضح قرآن	۱۳۷۷
سورة اللیل	
ربط وخلاصہ وتفسیر	۱۳۷۸
سورة الضحیٰ	
ربط وخلاصہ وتفسیر	۱۳۸۰
سورة الم نشرح	
ربط وخلاصہ وتفسیر	۱۳۸۱
سورة التین	
ربط وخلاصہ وتفسیر	۱۳۸۳
سورة العلق	
ربط وخلاصہ وتفسیر	۱۳۸۵
سورة القدر	
ربط وخلاصہ وتفسیر	۱۳۸۷
لیلة القدر میں نزولِ قرآن کا مفہوم	〃
سورة البیّنہ	
ربط وخلاصہ وتفسیر	۱۳۸۸
سورة الزلزال	
ربط وخلاصہ وتفسیر	۱۳۸۹
سورة العادیات	
ربط وخلاصہ وتفسیر	۱۳۹۰

مضمون	صفحہ
سورة القارعہ	
ربط وخلاصہ	۱۳۹۱
شان نزول سورة التکاثر، موضح قرآن	〃
سورة التکاثر	
ربط وخلاصہ وتفسیر	۱۳۹۲
سورة العصر	
ربط وخلاصہ	۱۳۹۳
شانِ نزول، موضح قرآن	〃
سورة الہمزہ والفیل	
ربط وخلاصہ وتفسیر	۱۳۹۴
سورة قریش	
ربط وخلاصہ	۱۳۹۶
سورة الماعون والکوثر	
ربط وخلاصہ	۱۳۹۷
سورة الکافرون	
ربط وخلاصہ	۱۳۹۸
سورة النصر واللہب	
ربط وخلاصہ	۱۳۹۹
سورة الاخلاص	
ربط وخلاصہ	۱۴۰۰
سورة الفلق والناس	
ربط وخلاصہ وتفسیر	۱۴۰۱
فہرست مضامین	۱۴۰۳
تصدیقِ صحتِ قرآن مجید	۱۴۰۸